جلائی جہاز کی موت
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

خلائی جہاز کی ممی

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKS

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کا خلائی سفر شروع ہو چکا ہے۔ خلائی انسان اور سرخ بالوں والی امریکی لڑکی جولی اور اس کا سائنس دان ڈیڈی بھی اس پُراسرار سفر میں شامل ہو گئے ہیں۔ ایٹمی جنگ کے بعد زمین پر کہیں کوئی آبادی باقی نہیں بچی۔ ناگ کالو پجاری کے طلسم سے بوڑھا ہو چکا ہے۔ ماریا بھی کالو پجاری کے جادو کے اثر میں ہے۔ عنبر ناگ اور کیٹی کسی نامعلوم خلائی سفر پر چلے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ کہاں پہنچیں گے؟ انہیں کیسے کیسے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات پیش آئیں گے؟ ان کی ملاقات کہاں ہو گی؟ یہ وہ سوال ہیں جو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی مل سکیں گے۔

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کا سلام قبول کرو دوستو!

تمہارا انکل

اے۔ حمید

راہ چمن ۴۵۴/این سمن آباد لاہور۔

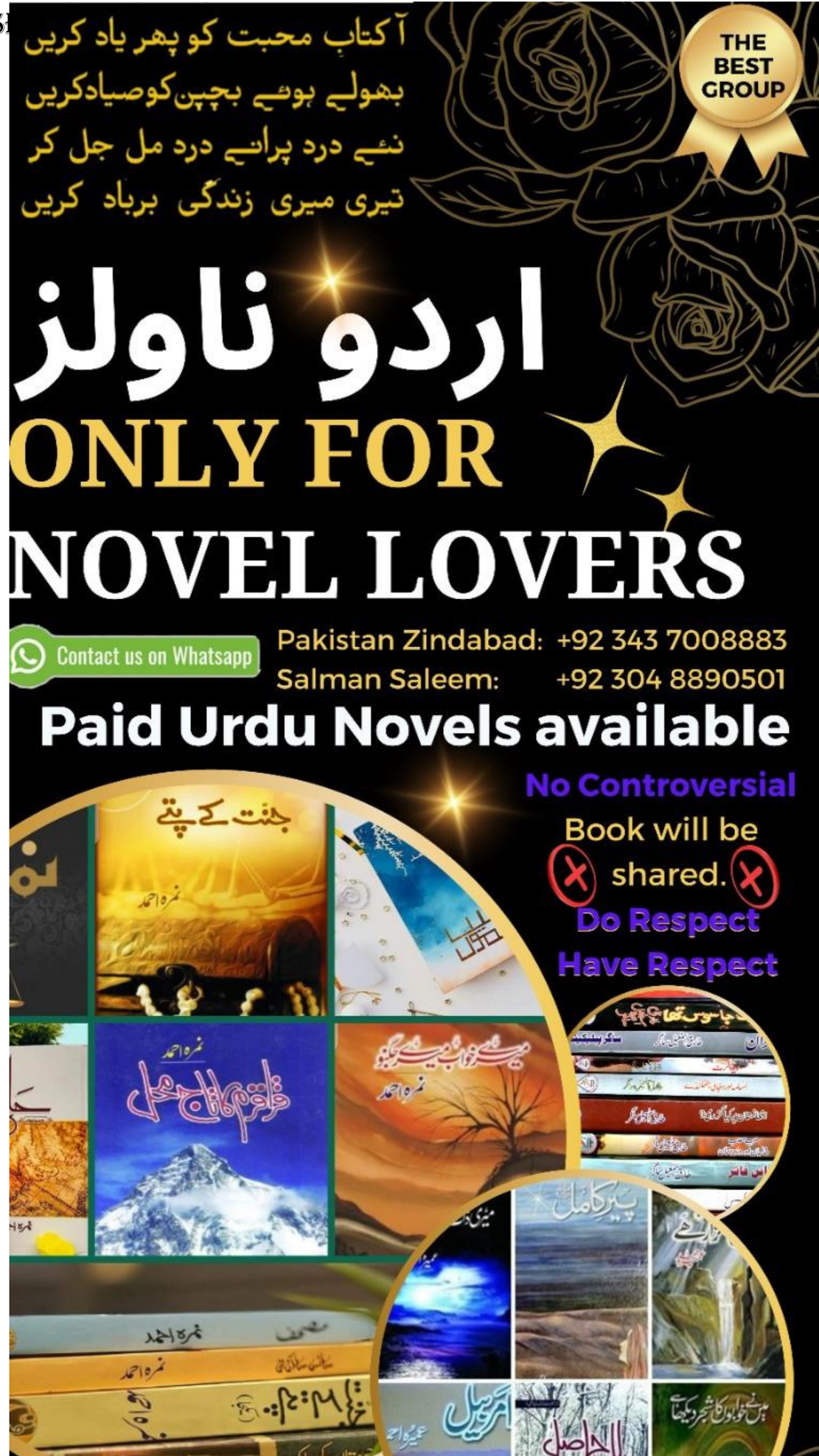

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- خلائی جہاز کی ممی
- ایلورا کے غار
- سانپ نے مدد کی
- برفانی طوفان
- پُراسرار انسان

خلائی جہاز کی ممی

عنبر خاموش نظروں سے اس پُراسرار عورت کو تک رہا تھا۔

یہ زرد تاج، کھوپڑی اور تلوار والی انسانی شکل کی عورت عنبر کے مرتبان کے پاس آ کر رُک گئی۔ اب عنبر نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں بھی دو سوراخ تھے جن میں زرد روشنی چمک رہی تھی۔ یہ مجھ سے کیا سلوک کرے گی؟ عنبر نے سوچا۔

اس عورت نے مرتبان میں ہاتھ ڈال کر عنبر کو اپنے ہاتھ میں تھامی ہوئی کھوپڑی میں ڈال لیا اور دیکھتی چلتی بڑے سر کی آنکھ کے سوراخ میں داخل ہو گئی عنبر انسانی کھوپڑی کے اندر کھوپڑی کی آنکھ میں سے دیکھ رہا تھا عورت ایک سرنگ میں سے گزرتی ایک ایسے ہال کمرے میں آ گئی جہاں عنبر نے محسوس کیا کہ "گرمی بالکل نہیں ہے بلکہ فضا میں ٹھنڈک ہے۔ عورت ایک دوسرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے میں آئی۔ جہاں اس کے انتظار میں وہ اسی شکل کے آدمی عجیب قسم کے لمبے چمکیلے چغے پہنے کھڑے تھے۔ ان کے پاس ہی سامنے دیوار کے ساتھ شیشے کے سلنڈر تھے۔

تاج والی عورت کو دیکھ کر دونوں آدمیوں نے اپنے سر جھکا دیئے۔ عورت نے کھوپڑی میں سے عنبر کو نکال کر ایک تھالی میں رکھ دیا۔ دونوں خلائی انسان جن کے ماتھوں پر ایک ایک آنکھ تھی بڑی حیرت سے چھوٹے سے عنبر کو دیکھنے لگے۔

عورت نے اپنی خلائی زبان میں کہا:

"اسے بھی اس کے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ یخ بستہ کر دو۔"

عنبر نے چونک کر دوسرے سلنڈروں کی طرف دیکھا۔ اسے ایک سلنڈر میں ناگ اور دوسرے سلنڈر میں کیٹی نظر آئے جو سفید برف میں ڈوبے ہوئے تھے۔ صرف ان کے سر برف سے باہر تھے۔ ان کے سر پر خلائی خول نہیں تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہیں سلنڈر میں یخ بستہ کرنے سے پہلے ان کے خلائی اتار دیئے گئے تھے۔ تو پھر انہوں نے فضا کے برداشت کیا؟ عنبر سوچنے لگا۔ جلد ہی اسے

اس کا جواب مل گیا۔

زرد تاج والی عورت نے اپنے ساتھی سے کہا:

"اس بونے انسان کو ہمارے سیارے کے دباؤ کو برداشت کرنے والا انجکشن لگایا جائے۔"

اسی وقت ایک خلائی انسان نے الماری میں سے ایک چھوٹا سا زرد سرنج نکالا۔ عنبر کی گردن کے قریب لا کر اسے انجکشن لگا دیا۔ عنبر حیران رہ گیا۔ اس کی گردن کا گوشت نرم ہو گیا ہوا تھا۔ انجکشن کے لگتے ہی اس کی گردن سخت ہونے لگی۔ تیسرے سلنڈر کا ڈھکنا کھول دیا گیا۔ خلائی انسان نے عنبر کو اٹھا کر سلنڈر کے اندر رکھ دیا۔ ڈھکنا بند کر دیا گیا۔ سلنڈر میں سفید گیس پھینکی گئی جو برف بنتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں عنبر سرد یخ برف میں دب چکا تھا۔ صرف اس کی گردن باہر تھی۔

زرد تاج والی عورت اور دونوں خلائی انسان کمرے سے باہر نکل گئے۔

ان کے جانے کے بعد عنبر نے اپنی پوری طاقت لگا کر سلنڈر میں جمی ہوئی برف کی سل میں سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر برف نے اسے بڑی بڑی طرح جکڑ رکھا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہ ہل سکا۔ عنبر بیچارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے کئی بار کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر اس لئے بے بس ہو کر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سوچنے لگا کہ ناگ اور کیٹی اس برف کی سردی میں کہیں ہلاک تو نہیں ہو جائیں گے۔ عنبر تو مر نہیں سکتا تھا لیکن ناگ اور کیٹی کو یہ قیامت کی ٹھنڈی برف موت کے قریب کر سکتی تھی۔

وقت گذرتا چلا گیا۔ وہاں نہ رات تھی نہ دن نہ دوپہر۔ عنبر نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ کمرے میں ایک جیسی ہلکی زرد روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ نہ کم ہو رہی تھی نہ زیادہ ہو رہی تھی۔ ناگ اور کیٹی ابھی تک سلنڈر کی برف میں دبے پڑے ہوش تھے۔ سب سے پہلے ناگ کو ہوش آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ شیشے کے ایک سلنڈر میں برف میں دبا ہوا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے چاہے مگر کامیاب نہ ہوا۔ اس کا سارا جسم سرد پتھر بن گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہاں کوئی مخلوق رہتی ہے جس نے اسے اس سلنڈر میں یخ بستہ کر دیا ہے۔ مگر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ناگ عنبر اور کیٹی نے ہمت کبھی نہیں ہاری تھی۔ وہ مصیبت میں بھی کبھی نہیں گھبرائے تھے اور ہر مصیبت

کا ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتے تھے۔

چنانچہ ناگ نے سوچا کہ اسے کسی طریقے سے اس سلنڈر سے باہر نکلنا چاہیے۔ اس نے سانس اندر کو کھینچ کر باہر چھوڑا اور وہ سانپ کی شکل میں آ گیا۔ ناگ نے پھنکار مار کر چاہا کہ برف کو پگھلا دے اور سلنڈر کو اپنی پھنکار کی آگ سے پگھلا ڈالے مگر اس کے منہ سے جو پھنکار کے ساتھ سانس نکلا وہ بھی برف بن کر نیچے گر پڑا۔ بجائے اس کے کہ ناگ اپنی پھنکار سے سلنڈر کو پگھلا کر باہر نکل جاتا وہ خود اس قدر ٹھنڈا یخ ہو گیا کہ اب نہ تو اپنی جگہ سے ہل سکتا تھا اور نہ اس کے منہ سے پھنکار ہی باہر نکل سکتی تھی۔ ناگ برف میں دب گیا۔

کیٹی کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے سلنڈر میں برف میں دبی بالکل بے ہوش تھی۔ اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ ان کا خلائی جہاز باہر بھوری پہاڑی کے دامن میں اسی طرح موجود تھا۔ اس کی ساری بتیاں بھی بجھی ہوئی تھیں۔ اس کے کیبن میں فرعون مصر کی ممی اسی طرح تابوت میں لیٹی ہوئی تھی اس کا سانپ بھی عنبر کی طرح چھوٹا ہو کر ماچس کی ڈبیا جتنا ہو گیا ہوا تھا۔ فرعون مصر کی ممی کی آنکھیں کھلی تھیں۔ جب بہت وقت گذر گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو ممی کو احساس ہونے لگا کہ ہیلی کاپٹر کی فضا میں زرد دھند داخل ہونے لگی ہے۔

یہ زرد دھند سانپ کی لہر کی طرح ایگزاسٹ پائپ میں سے اندر آ رہی تھی۔ یہ لہر کیبن کی مشینوں کے سوراخ میں سے اندر آ گئی۔ جب یہ زرد دھند کی لہر فرعون مصر کے تابوت کو چھوئی تو تابوت کو ایک جھٹکا لگا اور تابوت خانے میں سے اچھل کر ہیلی کاپٹر کی سیٹ پر سے لڑھکتا ہوا صاف شفاف فرش پر آن گرا۔

زرد دھند اب کیبن میں پھیل گئی تھی۔ اس کا اثر تابوت پر ہونے لگا اور تابوت نے بڑا ہونا شروع کر دیا۔ ممی کے تابوت میں پانچ ہزار سال پہلے کچھ ایسے مسالے لگائے گئے تھے جن کے ساتھ جب خلائی سیارے کی زرد دھند کے ذرے ٹکرائے تو ایک کیمیکل ردعمل ہوا اور ممی بھی تابوت کے ساتھ بڑی ہونے لگی۔

چند سیکنڈوں میں فرعون مصر کی ممی تابوت کے ساتھ ہی بڑی ہو گئی۔ اب اس کا سائز وہی تھا جو ایک عام انسان کا سائز ہوتا ہے۔

فرعون مصر کی ممی کے تابوت کا جہاں منہ تھا۔ وہاں تابوت کے اوپر چوکھٹا کھلا تھا۔ ممی نے اس چوکھٹے میں سے چھت کو دیکھا اور پھر اپنے دونوں ہاتھ

اٹھا کر تابوت کا ڈھکنا اکھاڑ کر پرے پھینک دیا۔ ممی تابوت سے باہر نکل آئی۔ وہ خلائی جہاز کے کیبن کے فرش پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ فرعون مصر کی اس ممی کے سارے جسم پر زرد رنگ کی پٹیاں لپٹی ہوئی تھیں اور گردن میں سونے کا ایک سانپ لپٹا تھا۔ تابوت سے باہر آتے ہی سونے کے اس سانپ میں جان پڑ گئی اور وہ ممی کی گردن سے اتر کر اس کی کلائی کے گرد لپٹ گیا اور اپنا منہ کھول کر پھنکارنے لگا۔

ممی اب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی خلائی جہاز کے دروازے پر آئی۔ اس نے اپنی خفیہ طاقت سے اندازہ لگا لیا تھا کہ ناگ کیبن اور عنبر وہاں سے شمال مغرب کی جانب ایک عمارت کے نیچے کسی جگہ پر ہیں۔ ممی نے ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے خلائی جہاز کا بھاری بھرکم دروازہ کھول دیا اور راہ داری میں سے ہو کر دوسرے دروازے پر آ کر اسے بھی کھول دیا۔ باہر کی فضا میں شدید گرمی اور شدید دباؤ تھا۔ ممی کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔ مگر اس پر خلائی سیارے سیکرد ھتون کی حرارت اور دباؤ کا کوئی اثر نہ ہو سکا۔

ممی خلائی جہاز کی سیڑھی پر سے اتر کر نیچے زمین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر آ گئی۔ اس نے شمال مغرب کی طرف منہ اٹھا کر دیکھا۔ فضا میں وہی زرد دھند پھیلی ہوئی تھی جس نے اسے تابوت میں بڑا کر کے زندہ کر دیا تھا۔ ممی نے شمال مغرب کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ پہاڑی کے پیچھے والے میدان میں آ کر اس نے دیکھا کہ دُور ایک عمارت ہے جس کے گرد دھند کی زرد لہریں سانپ کی طرح لپٹی ہوئی ہیں۔

ان لہروں کو دیکھ کر ممی کی کلائی سے لپٹے ہوئے سانپ نے زور سے پھنکار ماری۔ ممی اس عمارت کی طرف چلنے لگی۔ عمارت کا دروازہ پہلے جو کھلا تھا۔ اب بند تھا۔ یہ دروازہ کیا تھا ایک چٹان تھی جو دروازے کے آگے آ گئی تھی۔

ممی آہستہ آہستہ چلتی عمارت کے پیچھے آئی تو دیکھا کہ یہاں ایک تکونی کھڑکی ہے جس پر زرد فولاد کی سلاخیں لگی ہیں۔ ممی نے سلاخوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں اکھاڑ کر پھینک دیا اور کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گئی۔ وہ ایک سرنگ میں آ گئی۔ یہاں اندھیرا تھا مگر ممی اندھیرے میں بھی دیکھ رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے چلنے لگی۔ سرنگ ایک جگہ گھومی تو اسے ایک لڑکی

کے آہستہ آہستہ سسکیاں بھرنے اور رونے کی آواز سنائی دی۔ ممی ایک لمحے کے لیے اپنی جگہ پر رُک گئی۔ پھر اس نے اس طرف قدم بڑھایا جدھر سے کسی لڑکی کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔

اس نے تھوڑی دور جا کر دیکھا کہ ایک دروازہ ہے جس پر سلاخیں لگی ہیں۔ آواز اس کے اندر سے آ رہی تھی۔ ممی نے سلاخوں کے ساتھ آنکھیں لگا کر دوسری طرف نگاہ ڈالی۔ دوسری طرف نیچے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواریں زرد تھیں۔ اس پر کوئی ایسا مسالہ لگایا گیا تھا کہ دیواروں میں سے روشنی نکل رہی تھی۔ درمیان میں ایک سٹریچر بچھا تھا جس پر ایک لڑکی کو چمڑے کے تسموں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس لڑکی کے سر کے اوپر ایک گول خول لٹک رہا تھا جس میں سے زرد رنگ کی شعاعیں نکل نکل کر اس لڑکی کے جسم پر پڑ رہی تھیں۔

ان زرد شعاعوں میں جانے کیا بات تھی کہ لڑکی کو تکلیف ہو رہی تھی اور وہ رو رہی تھی مگر وہ اپنا جسم نہیں ہلا سکتی تھی۔ ممی نے دیکھا کہ وہ جس کھڑکی کے ساتھ لگ کر کھڑی ہے وہ دوسرے کمرے کا روشن دان ہے۔ کمرہ خالی تھا۔ دیوار کے ساتھ ایک اونچی مشین کھڑی تھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس کے ڈائیل میں رنگ برنگے بلب جل بجھ رہے تھے۔
ممی سے اس لڑکی کی حالت دیکھی نہ گئی۔ اس نے
اس کی مدد کا فیصلہ کر لیا۔ ممی نے روشن دان کی سلاخوں
کو بھی اکھاڑ کر ایک طرف پھینک دیا اور روشندان
میں سے اندر کمرے میں چھلانگ لگا دی۔ سٹریچر پر لیٹی
لڑکی نے ایک عجیب قسم کے انسان کو جس کے سارے
جسم پر زرد پٹیاں لپٹی تھیں روشن دان میں سے دھم
سے اندر گرتے دیکھا تو دہشت کے مارے چپ ہو گئی
وہ سمجھی کہ یہ بھی کوئی خلائی مخلوق ہے جو اس کے عذاب
میں اضافہ کرنے آئی ہے۔
لڑکی نے اپنی خلائی زبان میں کہا:
"مجھے جان سے نہ مارو۔ میں نے کوئی قصور نہیں
کیا۔ میں کسی کی دشمن نہیں ہوں۔"
فرعون مصر کی ممی بھی چونکہ پانچ ہزار برس پرانے
سے چلی آ رہی تھی اس لیے وہ بھی ہر زبان
واقف تھی اور ہر زبان کو سمجھ لیتی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ
سٹریچر کے قریب آئی۔ اس نے لڑکی کو دیکھا۔ اس
کی شکل زمین کی لڑکیوں کی شکل جیسی تھی۔ ایسا
ہو رہا تھا کہ وہ اسی کی زمین کی رہنے والی ہے!

اس کی آنکھیں سبز تھیں رنگ گورا اور بال سیاہ تھے۔
لڑکی کی عمر اٹھارہ انیس برس کی تھی۔
لڑکی نے خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔ ممی نے
جھک کر دھیمی آواز میں اسی کی زبان میں کہا:
"میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ میرا نام
فرعون ہے۔ گھبراؤ نہیں۔"
لڑکی نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور ممی کو حیرانی سے
دیکھنے لگی۔ اسے اب ممی کا چہرہ خوفناک نہیں لگ رہا تھا
اس نے پوچھا:
"تم اس خلائی سیارے کی مخلوق نہیں ہو۔ تم
کہاں سے آئے ہو۔ تم کس سیارے کی مخلوق ہو؟"
فرعون مصر کی ممی نے کہا:
"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ کہ
میں اس مشین کو کیسے بند کروں جس کی شعاعیں
تمہارے جسم پر پڑ رہی ہیں۔"
لڑکی نے دیوار کے ڈائیل کی طرف اشارہ کیا۔
"اس سرخ ہتھی کو نیچے کھینچ دو۔"
ممی نے ایسا ہی کیا۔ ہتھی کے نیچے ہوتے ہی لڑکی کے اوپر
جھکے ہوئے خول میں سے زرد شعاعوں کی پھوار رک گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ممی نے لڑکی کے قبضے کھول دیئے۔ لڑکی سٹریچر سے اُتر آئی اور بولی:

"میرے ساتھ آؤ۔ میں ان کا خفیہ راستہ جانتی ہوں۔"

ممی نے کہا:

"میں تمہیں روشن دان سے باہر نکال سکتا ہوں۔"

لڑکی بولی: "مشین بند ہو گئی ہے۔ سیکرو تھون کی مخلوق کو پتہ چل گیا ہے۔ وہ میری تلاش میں باہر نکل آئیں گے۔ اس لیے ہمیں خفیہ راستے سے جانا ہو گا"

لڑکی فرعون کی ممی کو لے کر اس کمرے کے ایک کونے میں آئی۔ یہاں اس نے دیوار میں ایک خفیہ بٹن کو تلاش کر کے دبایا تو دیوار ایک جگہ سے ہٹ گئی نیچے سیڑھی جاتی تھی۔ ممی اور لڑکی سیڑھیاں اُتر کر ایک تنگ راہ داری میں آئے جہاں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا راہ داری ختم ہوئی تو دیوار میں ایک سوراخ نظر آیا۔ اس سوراخ میں سے بھوری بھوری زردی مائل روشنی آ رہی تھی۔ وہ دونوں اس سوراخ میں سے دوسری طرف گئے یہ کسی لیبارٹری کا حصہ تھا۔ یہاں چھت پر سے روشنی نکل رہی تھی اور دیوار کے ساتھ شیشے کے سلنڈروں میں

انسانی ڈھانچے لٹک رہے تھے۔

لڑکی نے ممی کو بتایا:

"ان سارے انسانوں کو سیکرو تھون کی خلائی مخلوق نے تمہاری زمین کے گرد مدار میں ان خلائی جہازوں سے اغوا کیا ہے جو اپنا راستہ بھول کر بھٹک جاتے ہیں۔ یہ لوگ ان کے جسموں سے سارا کیلشیم اور فاسفورس نکال کر برف میں یخ بستہ کر لیتے ہیں۔"

اچانک ممی نے کہا:

"ہم بھی زمین سے بھٹک کر اس سیارے پر آ نکلے ہیں۔ میرے ساتھ میرے دو ساتھی بھی ہیں۔ جن کی مجھے تلاش ہے۔"

لڑکی نے گھبرا کر کہا:

"اس وقت تم انہیں تلاش نہیں کر سکو گے۔ کیوں کہ خلائی مخلوق کو میرے فرار کا علم ہو گیا ہے اگر ہم نے یہاں دیر کر دی تو میرے ساتھ یہ لوگ تمہیں بھی برف میں یخ بستہ کر کے تمہارے جسم سے سارا کیلشیم اور فاسفورس نکال لیں گے۔"

لڑکی ممی کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئی کیونکہ یہاں سے ایک رستہ اس زیر زمین خلائی جہنم سے باہر بھوری پہاڑیوں کو جاتا تھا۔ جونہی وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے سامنے تین خلائی گارڈ ہاتھوں میں خلائی گنیں لیے کھڑے انہیں اپنی ایک ایک آنکھ سے تیز بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

لڑکی تڑپ کر ایک طرف ہٹی تو ایک خلائی گارڈ نے اس پر فائر کر دیا۔ خلائی گن میں سے زرد رنگ کی شعاع نکلی مگر لڑکی بچ گئی۔ دوسرے خلائی گارڈ نے فرعون مصر کی ممی پر شعاع پھینکی۔ ایک دھماکہ ہوا مگر ممی پر شعاع کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ممی کی کلائی والے سنہری سانپ نے غضبناک پھنکار ماری اور اچھل کر خلائی گارڈ کی آنکھ پر ڈس دیا۔ اس ہزاروں سال پرانے انتہائی زہریلے سانپ کے زہر نے خلائی گارڈ کے سارے جسم کو پگھلا کر پانی بنا دیا۔ دوسرے گارڈ نے سانپ پر حملہ کیا مگر سانپ اس کی گردن سے لپٹ گیا۔ اور فوراً ڈس دیا۔ تیسرے خلائی گارڈ کو آگے بڑھ کر ممی نے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور اتنی زور سے زمین پر پٹخا کہ اس کے جسم کے تین ٹکڑے ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکی نے کہا:

"یہ ایک خلائی گن تم اٹھا لو فرعون ہمارے کام آئے گی۔"

ممی نے بھی ایک گن اٹھا لی۔ لڑکی اسے لے کر کمرے میں گھس گئی۔ یہاں چاروں طرف مشینیں ہی مشینیں لگی تھیں اور ایک جگہ دیوار میں سے زرد رنگ کی دھند کی لہریں اندر داخل ہو رہی تھیں۔

لڑکی نے کہا:

"فرعون! یہی راستہ باہر نکلنے کا ہے۔ آؤ۔"

دیوار کے شگاف پر ایلومونیم کا چوکھٹا لگا تھا۔ ممی نے اس چوکھٹے کو توڑ ڈالا اور وہ دونوں شگاف میں سے نکل کر دوسری طرف گئے تو وہاں بھوری بھوری پہاڑیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں۔

لڑکی نے کہا:

"ہمیں کسی جگہ چھپ جانا چاہیے۔"

ممی نے کہا:

"ہمارا خلائی جہاز یہاں سے تھوڑی دور ٹیکونی بھوری پہاڑیوں کے درمیان ایک جگہ پر موجود ہے تم میرے ساتھ وہاں چلو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکی بولی: "یہ خلائی مخلوق اس خلائی جہاز کو پتہ لگ جانے پر تباہ کر دے گی۔"

ممی نے کہا:

"دیکھا جائے گا۔ اس وقت تمہارے لیے وہی ایک حفاظت کی جگہ ہے۔"

ممی اور لڑکی بھوری پہاڑیوں کے تنگ و تاریک راستوں سے ہوتے اس خفیہ مقام پر پہنچ گئے جہاں عنبر ناگ کا خلائی جہاز موجود تھا۔ ممی نے لڑکی کو اس جہاز کے کیبن میں بٹھا دیا اور اس سے پوچھا کہ "وہ کس سیارے سے یہاں پہنچی ہے۔"

لڑکی نے کہا:

"ہمارا سیارہ یہاں سے اربوں میل کے فاصلے پر ہے۔ ہمارے سیارے پر بھی تمہاری زمین کی طرح کی آب و ہوا ہے۔ وہاں میرے باپ گیانگ کی حکومت ہے۔ ہم بڑے امن پسند لوگ ہیں۔ مگر سیکروھون سیارے کی اس مخلوق کو میرے باپ سے دشمنی ہو گئی اور یہاں کی ملکہ زرد تاج نے اپنے آدمیوں سے تجھے اغوا کروا لیا۔ اگر تم وقت پر میری جان بچانے نہ پہنچ جاتے۔ تو ان خلائی عفریتوں نے میرے جسم کا سارا کیلشیم اور فاسفورس نکال لیا ہوتا۔ پہلے انہوں نے مجھے دس روز تک برف کے سلنڈر میں یخ بستہ رکھا تھا۔"

ممی نے کہا:

"تو کیا انہوں نے میرے ساتھیوں ناگ کیتی اور عنبر کو بھی کسی جگہ یخ بستہ کر رکھا ہو گا۔"

ممی نے پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے اپنا نام شکالی بتایا۔

فرعون مصر کی ممی نے کہا:

"شکالی! کیا تم بتا سکتی ہو کہ ان خلائی شیطانوں نے میرے ساتھیوں کو کس جگہ یخ بستہ کر رکھا ہو گا؟ کیوں کہ میں انہیں بھی ان کے چنگل سے بچانا چاہتا ہوں۔"

شکالی بولی: "جس شگاف میں سے زرد دھند کی لہریں نیچے لیبارٹری میں جاتی ہیں اور جہاں سے ہم نکل کر آئے ہیں اگر ہم اس میں داخل ہو کر لیبارٹری کے دائیں جانب چلیں تو دس قدم پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک سیڑھی نیچے جاتی ملے گی۔
یہ سیڑھی تمہیں ایک خفیہ
دروازے پر لے جائے گی جو یخ بستہ سلنڈر روم
میں کھلتا ہے۔ تمہارے ساتھی ضرور اسی سلنڈر روم
میں ہوں گے۔"
ممی نے خلائی لڑکی شکالی سے کہا،
"تم اسی جگہ رہنا اور فکر نہ کرنا۔ ہمارے خلائی جہاز
پر اس مخلوق کی کوئی شعاع کوئی آگ اثر
نہیں کر سکتی۔ میں اپنے ساتھیوں کو چھڑا کر ابھی
واپس آتا ہوں۔"
یہ کہہ کر فرعون مصر کی ممی خلائی جہاز سے نکل کر
واپس لیبارٹری کے شگاف کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب ممی
شگاف کے پاس پہنچی تو وہ زرد رنگ کی دھند کی لہر
کے ساتھ ہی اندر لیبارٹری میں آ گئی۔ وہ لیبارٹری سے
نکل کر دائیں جانب دس قدم مڑی تو اچانک اوپر سے
سفید رنگ کی گیس کی پھوار اس کے اوپر گرنے لگی۔
ممی کی کلائی سے لپٹے سنہری سانپ نے ایک بھیانک
پھنکار ماری۔ اس کے بعد سنہری سانپ برف کی طرح
ٹھنڈا ہو کر پتھر بن گیا۔ فرعون مصر کی ممی نے بھی

محسوس کیا کہ اس کا سارا جسم برف کی طرح یخ ہو کر جم
گیا ہے اور وہ ایک قدم بھی آگے نہیں اٹھا سکتی۔
اتنے میں لیبارٹری میں سے وہی زرد تاج والی
عورت نکل کر ممی کے سامنے آ گئی۔ اس کے ساتھ
چار خلائی گارڈ بھی تھے جن کے ہاتھوں میں خلائی گنیں
تھیں۔ زرد تاج والی عورت کی آنکھوں کے سوراخوں میں
سے بڑی غضب ناک سرخ روشنی نکل رہی تھی۔ اس نے
کھوپڑی والا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور چیخ کر ایسی غصیلی
آواز میں بولی:
"اسے تہہ خانے والے سلنڈر میں لے جا کر بند
کر دو اور شکالی کو سارے سیارے پر تلاش کرو۔
وہ کہیں نہیں جا سکتی۔"
خلائی گارڈز نے فرعون مصر کی ممی کو پتھر کے بت
کی طرح اٹھایا اور سیڑھیاں اتر کر زیر زمین تہہ خانے
کی طرف چلے گئے۔ زرد تاج والی عورت پھنکارتی ہوئی
دوسری طرف تیز تیز قدم اٹھاتی چلی گئی۔ ایک کمرے میں
جا کر اس نے کمپیوٹر کی سکرین کو روشن کیا اور اس میں
سارے سیارے کی زمین نظر آنے لگی۔ زرد تاج والی عورت
نے ساری زمین، بھوری پہاڑیوں اور میدانوں کو دیکھا مگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکالی کہیں دکھائی نہ دی۔ خلائی جہاز بھی اس کی نظروں میں نہ آ سکا۔

عنبر ناگ کا خلائی جہاز تکونی بھوری پہاڑی کے دامن میں ایک گہری کھڈ کے کنارے پہاڑی کی دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ یہاں زرد تاج والی عورت کے ریڈار کی شعاعیں نہ پہنچ سکی تھیں۔ وہ جھنجھلا کر اٹھی اور دوسرے کمرے میں جاتے ہی اس نے مائیکرو فون سگنل پر اعلان کیا۔

"شکالی ہمارے دشمن سیارے کے بادشاہ کی بیٹی ہے وہ کسی نہ کسی طرح فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ مگر وہ ہمارے سیارے سے باہر کہیں نہیں جا سکتی۔ میں اپنی خلائی فوج کے کمانڈر کو حکم دیتی ہوں کہ وہ شکالی کو تلاش کر کے میرے سامنے حاضر کرے۔"

شکالی خلائی جہاز کے کیبن میں سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔ فرعون مصر کی ممی برف کی طرح یخ پتھر بنی لیبارٹری کے نیچے تہہ خانے میں پڑی تھی۔ کیپٹن اپنے سلنڈر میں برف میں گردن تک دبی بے ہوش تھی۔ ناگ اس کے ساتھ والے سلنڈر میں سانپ کی شکل میں بے حس برف پر سر رکھے لیٹا تھا۔ ایک سلنڈر میں عنبر برف میں دبا ہوا تھا۔ ایسی بے بسی کی حالت ان کی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

عنبر اور ناگ ہوش میں تھے مگر ان دونوں میں سے کسی کو ایک دوسرے کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ عنبر کو اپنی بے بسی کی حالت کا شدید یعنی بہت ہی زیادہ اور گہرا احساس تھا۔ ایک تو وہ بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔ دوسرے بے جان سرد برف میں دبا پڑا تھا۔ اس کا دل خدا کی یاد سے بھر گیا اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے اپنے دل ہی دل میں خداوند کریم کو یاد کرتے ہوئے فریاد کیا۔

"اے دونوں جہانوں کے پالنے والے! تو دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔ تیری اجازت کے بغیر کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں، تو قادر مطلق ہے۔ میں تیری مرضی سے زندہ ہوں۔

اگر تیری رضا تیری مرضی شامل نہ ہوتی تو میں کبھی پانچ ہزار سال سے زندہ چلا نہ آتا۔ اب تیرا یہ گناہگار بندہ عجیب مشکل میں ہے۔ مصیبت میں پھنس چکا ہے۔ کیا تو اپنے بندے پر رحم نہیں کرے گا؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیرے سوا اس وقت میری کوئی مدد نہیں کر
سکتا۔ اے میرے خدا! میری مدد فرما! میری
مدد فرما!"

عنبر نے یہ الفاظ خدا وند کریم کے حضور بڑی
سے ادا کیے۔ ابھی یہ الفاظ اس کے ذہن نے دہرا
ہی تھے کہ اس کو یوں محسوس ہوا جیسے سلنڈر کو کسی
نے زور سے دھکا دیا ہے۔ عنبر جس برف میں د
ہوا تھا وہ تڑخ گئی۔ عنبر کا جسم برف سے آزاد
گیا۔ سلنڈر ابھی تک ہل رہا تھا۔ عنبر نے آنکھیں کھول
دی تھیں۔ سلنڈر کا ڈھکنا اپنے آپ علیحدہ ہو گیا۔ عنبر
سلنڈر سے باہر نکل آیا۔ وہ ایک چوہے کی طرح ز
پر دوڑ کر ناگ کے سلنڈر کی طرف گیا ہی تھا کہ اس
قد ایک دم بڑھنے لگا۔ عنبر اسی جگہ رک گیا۔

دیکھتے ہی دیکھتے عنبر کا قد پورے جوان آدمی کا
ہو گیا۔

عنبر نے اپنے جسم کو خوش ہو کر دیکھا اور پھ
وہیں خدا کے حضور سجدے میں گر پڑا۔ اس کی آنکھوں
میں آنسو آ گئے۔ اس نے آنسو بہاتے ہوئے خدا کا شکر
ادا کیا۔ پھر وہ اٹھا اور ناگ اور کیٹی کے سلنڈر کو

دیکھا کہ دونوں اس میں پڑے تھے۔ کیٹی تو برف میں
گردن تک دبی بے ہوش تھی۔ البتہ ناگ سانپ کی
شکل میں برف پر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔

عنبر نے سب سے پہلے ناگ کو سلنڈر میں سے نکالا
اور کہا:

"ناگ! گھبراؤ مت۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ناگ نے عنبر کو پورے قد میں دیکھا تو خوشی سے کہا:

"عنبر بھیا! تم تو بڑے ہو گئے۔ اب میں کب
جوان ہوں گا۔ میرے بوڑھے جسم پر تو جھریاں
ہی جھریاں ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"پہلے کیٹی کو سلنڈر میں سے آزاد کر لوں۔"

عنبر نے دوسرے سلنڈر میں سے کیٹی کو بھی برف
توڑ کر باہر نکال لیا۔ کیٹی نے برف سے آزاد ہوتے
ہی آنکھیں کھول دیں۔

"میں کہاں ہوں؟" اس نے آنکھیں گھما کر کہا۔

"ارے عنبر! عنبر بھیا! تم بڑے ہو گئے۔ مگر یہ
میرا جسم اتنا برف کیوں ہو رہا ہے؟"

ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہاں سے نکلنے کے ہی بعد ہی بتائیں گے۔"

"ناگ بھیا! تم بے انتہا بوڑھے سانپ ہو ابھی تک؟ تمہاری جوانی واپس کیوں نہیں آئی؟"

عنبر نے کہا:

"خدا کے لیے یہاں سے فرار ہونے کے بارے میں غور کرو میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی نے کمرے میں چاروں طرف دیکھا اور کہا:

"میرے خدا! یہ برف والے سلنڈر کہاں سے آگئے۔ ہم یہاں کیسے پہنچ گئے ناگ بھیا؟"

ناگ بوڑھے سانپ کی شکل ہی میں تھا۔ عنبر نے اسے اٹھا کر اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا اور کہا:

"خدا نے ہماری مدد کی ہے۔ خدا نے میری فریاد سن لی ہے اگر وہ میری مدد کو نہ آتا تو ہمارا حشر خدا جانے کیا ہوتا۔"

کیٹی نے چاروں طرف نگاہیں دوڑاتے ہوئے کہا:

"یہاں سے باہر نکلنے کا کون سا راستہ ہے۔" عنبر نے دیوار میں ایک جگہ بنے ہوئے دروازے کے نشان کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہو سکتا کیٹی!

تم میرے پیچھے رہنا۔ ہو سکتا ہے۔ اس خلائی مخلوق کے خلائی پستول کی شعاع تم کو ہلاک کر ڈالے۔"

کیٹی، عنبر کے پیچھے ہو گئی۔

عنبر نے دیوار کے قریب پہنچ کر دروازے کے نشان جگہ فولاد کی مضبوط چادر پر دونوں ہاتھوں کا زور سے دباؤ ڈالا۔ ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ کھل کر دوسری طرف گھوم گیا۔ ان کے سامنے ایک نیم روشن راہ داری تھی۔ یہ لیبارٹری کی راہ داری تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے راہ داری میں لیبارٹری کے آگے سے گذرے تو انہیں اندر کسی مشین کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ یہ وہی لیبارٹری تھی جس کے تہہ خانے میں فرعون مصر کی ممی برف کی طرح ہو کر فرش پر پڑی تھی۔

انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ باہر کو راستہ کدھر سے جاتا ہے آگے راہ داری بند ہو گئی تھی عنبر نے کیٹی کو اپنے ایک طرف کھڑے ہونے کا اشارہ کیا اور خود کان لگا سننے لگا۔ لیبارٹری کی طرف سے اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ وہ خود بھی راہ داری کی دیوار کے ساتھ ایک جگہ اندھیرے میں لگ کر کھڑا ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیبارٹری کی طرف سے ایک خلائی گارڈ جس کے ہاتھ میں
خلائی گن تھی چلا آ رہا تھا۔

جیب یہ خلائی گارڈ عنبر کے قریب سے گذرا
عنبر نے اس کی گردن پر آہستہ سے ہاتھ مارا۔ خلائی گارڈ
کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کی گردن پر ہتھوڑا مار دیا۔
عنبر کی اصلی طاقت واپس آ چکی تھی۔ خلائی گارڈ کے ہاتھ
سے خلائی گن گر پڑی۔ عنبر نے گن اُٹھا کر خلائی گارڈ کی
کھوپڑی سے لگا دی اور اسی کی زبان میں اسے کہا:

"زندگی چاہتے ہو تو ہمیں باہر کا راستہ بتاؤ۔ اگر تم
نے آواز نکالی تو اسی جگہ جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔"

عنبر نے خلائی گن کی نوک اس کی کھوپڑی میں ذرا سی
چبھو دی۔

ایلورا کا غار

خلائی گارڈ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور کہا:
"مجھے ہلاک نہ کرنا۔ میں راستہ بتاتا ہوں۔"

خلائی گن عنبر نے اس کی گردن سے لگا دی۔ وہ
رم اُٹھائے آگے بڑھا۔ کیٹی بھی عنبر کے عقب میں آ گئی۔
لائی گارڈ نے راہ داری کی بند دیوار کے پاس ۔ کر ایک
پاؤں کی ٹھوکر ماری۔ وہاں ایک راستہ نمودار ہو گیا۔
نے سب سے پہلے خلائی گارڈ کو اندر داخل کیا۔
وہ اور کیٹی بھی اندر چلے گئے۔ یہ وہ کمرہ تھا جہاں
وار کی فولادی کھڑکی والے سوراخ میں سے زرد رنگ کی
لد کی لہریں لہراتی بل کھاتی ماندر داخل ہو رہی تھیں۔
لائی انسان نے اس طرف اشارہ کر کے کہا:
"تم لوگ یہاں سے باہر جا سکتے ہو۔"
کیٹی نے کہا:
"عنبر بھائی اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی گارڈ نے کہا:

"ہم سیکڑوں سیارے کی مخلوق کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ میں نے ٹھیک کہا ہے۔"

خلائی گن ہاتھ میں لیے عنبر نے اسے غور سے دیکھا پھر بولا:

"تم واپس چلے جاؤ۔"

خلائی گارڈ نے کہا:

"یہ گن مجھے واپس کر دو۔"

عنبر نے خلائی گن کا رُخ اس کی طرف کر کے کہا:

"اگر تم یہاں سے نہ گئے تو میں تم پر فائر کر دوں گا۔"

خلائی گارڈ واپس گھوما اور تیزی سے دیوار والے سوراخ میں غائب ہو گیا۔

"کیٹی! یہاں سے بھاگ چلو۔"

عنبر نے کیٹی کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر دیوار کے چوکھٹے کی طرف لپکا جہاں سے زرد رنگ کی لہریں بادلوں کی طرح اندر داخل ہو کر فضا میں اپنے آپ گھل رہی تھیں۔ انہوں نے وہاں سے باہر چھلانگیں لگا دیں۔

وہ ایک کھلی فضا میں گرے جہاں ارد گرد بھوری پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

"کیٹی! تم خلائی کمپاس سے واقف ہو۔ کیا اندازہ لگا سکتی ہو کہ ہمارا خلائی جہاز کہاں پر ہے؟"

کیٹی نے تاریک آسمان پر کھلے ہوئے انگاروں کی طرح سرخ سیاروں کو دیکھا اور ایک طرف اشارہ کر کے بولی:

"ہمارا خلائی جہاز اس طرف تکونی پہاڑی کے دامن میں ہے۔"

عنبر نے کیٹی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر بٹھایا اور دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اس وقت ایک سرپٹ گھوڑے کی طرح دوڑ رہا تھا۔ عنبر کو اپنی طاقت کے واپس مل جانے کی از حد خوشی ہو رہی تھی۔ شاید کئی سو سال کے بعد عنبر اس طرح کسی کو کاندھے پر اٹھا کر بھاگا تھا۔ کیٹی نے سر نیچے کر لیا تھا۔ وہ عنبر کی گردن سے چمٹ گئی تھی۔ کیوں کہ عنبر واقعی بہت تیز دوڑ رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں عنبر کی گردن سے رینگ کر اس کے سر کے بالوں میں آ گیا تھا۔ آن کی آن میں عنبر تکونی پہاڑی کے دامن میں پہنچ گیا۔

جونہی وہ پہاڑ کی اوٹ سے نکل کر اس کی گہرن کھڈ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والی دیوار کے پاس آیا تو کیٹی نے خوشی سے چلا کر
کہا: "وہ ہے ہمارا خلائی جہاز"۔
ناگ نے سانپ کی آواز میں عنبر سے کہا:
"خدا کے لیے اب تو رُک جاؤ۔ میرے بوڑھے
جسم کی کمزور ہڈیاں دکھنے لگی ہیں"۔
عنبر نے اپنی رفتار کم کر دی اور وہ خلائی جہاز کے
بالکل قریب جا کر رُک گیا۔ خلائی جہاز کی سیڑھی ادھر
کو اُٹھی ہوئی تھی۔
کیٹی نے کہا:
"لگتا ہے اندر کوئی ہے۔ وہ دیکھو عنبر! انجن
روم میں ایک جگہ سبز روشنی ہو رہی ہے
انجن روم کی اوپر والی ٹکونی کھڑکی کے شیشے بھی
ہلکی سبز روشنی ہو رہی تھی۔
"خلائی جہاز میں تو کوئی بھی نہیں تھا۔ پھر یہ
سبز بتی کس نے روشن کر رکھی ہے؟" عنبر
نے کہا۔
کیٹی بولی: "کہیں کوئی یہاں کی خلائی مخلوق تو اندر
نہیں چلی گئی؟"
ناگ جو عنبر کی گردن سے لپٹا تھا بولا:

"میں اندر جا کر دیکھتا ہوں"۔
عنبر اور کیٹی خلائی جہاز کے ایگزاسٹ پائپ کی
طرف آ گئے۔ عنبر نے ناگ کو گردن سے اتار دیا اور کہا:
"اپنا خیال رکھنا۔ اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی تو جہاز
کا دروازہ کھول دینے کی کوشش کرنا"۔
ناگ آہستہ آہستہ رینگتا ایگزاسٹ پائپ کے اندر
داخل ہو گیا۔ بوڑھا سانپ ہونے کی وجہ سے اس کی
چال بڑی سست تھی۔ پائپ میں رینگتا وہ جہاز کی راکٹ
بیلٹ میں سے گذر کر انجن روم کی بیک میں آ گیا۔
یہاں سے وہ فرش پر رینگتے رینگتے انجن روم سے نکل
گیا اور پھر جب کاک پٹ کیبن کے قریب آیا تو
دیکھا کہ کیبن میں سبز روشنی ہو رہی ہے اور اس کا
دروازہ تھوڑا سا کھلا ہے۔ ناگ نے دروازے میں سے
جھانک کر دیکھا کہ ایک انسانوں ایسی شکل والی لڑکی
خلا باز کی سیٹ پر بیٹھی کمپیوٹر پر جھکی ہے۔
ناگ تو دنگ رہ گیا کہ یہ انسانوں کی شکل والی
لڑکی یہاں کہاں سے آ گئی۔ ناگ اس کی شکل کا ایک
رُخ ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی اور
چہرے پر بڑی معصومیت اور بھولا پن تھا۔ ناگ خاموشی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے رینگتا ہوا اس کے پیچھے سے ہو کر ایک دم پھن اٹھا کر اس کے آگے آ گیا اور جتنی پھنکار مار سکتا تھا پھنکارنے لگا۔ لڑکی کے چہرے پر پہلے تو زبردست خوف چھا گیا مگر چونکہ فرعون مصر کی ممی نے اسے ناگ کیٹی اور عنبر کے بارے میں پہلے بتا دیا ہوا تھا اس لیے وہ سمجھ گئی کہ یہ ناگ ہے۔ لڑکی شکالی نے ذرا سا مسکرا کر کہا:

"تم ناگ ہو؟ کیٹی اور عنبر تو بخیریت ہے ہیں نا؟"

ناگ اور بھی زیادہ حیران ہوا کہ اس لڑکی کو ان لوگوں کے ناموں کا کیسے پتہ چلا۔ ناگ نے ایک ہلکی سی پھنکار ماری اور انسانی شکل میں آ گیا۔ لڑکی شکالی کے سامنے اب ایک بوڑھا آدمی فرش پر بیٹھا تھا جس کے چہرے پر جھریاں تھیں۔ ناگ نے پوچھا:

"تم کون ہو؟ تم ہمارے بارے میں کیا جانتی ہو؟ کیسے جانتی ہو؟"

شکالی نے ناگ کو ساری کہانی بیان کر دی اور کہا:

"ممی تمہاری تلاش میں گئی تھی مگر ابھی تک واپس نہیں آئی۔ وہ ضرور کسی مشکل میں پھنس گئی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں عنبر کیٹی کو اوپر بلاتا ہوں۔"

ناگ نے خلائی جہاز کا دروازہ کھول دیا۔ سیڑھی لپٹے آپ نیچے چلی گئی۔ عنبر اور کیٹی جب خلائی جہاز میں آئے تو ناگ نے اس کا تعارف شکالی سے کرایا۔ شکالی نے اپنی داستان بیان کی پھر فرعون مصر کی ممی کے بارے میں بتایا کہ وہ ان کو ڈھونڈنے گئی تھی۔

عنبر نے کہا:

"تم کب سے اس سیارے بیکرد ختون میں ہو؟"

شکالی نے جواب دیا:

"مجھے ایک ماہ پہلے یہاں اغوا کر کے لایا گیا تھا۔ اگر فرعون مصر کی ممی میری مدد نہ کرتی تو میں اب تک زندہ نہ ہوتی۔"

پھر شکالی نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:

"تمہاری شکل ہی سے مجھے پتہ چل گیا تھا کہ تم کسی خلائی سیارے کی مخلوق ہو۔ تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ اصل میں تمہاری آنکھیں چوکور تھیں۔"

کیٹی نے کہا:

"شکالی تم نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ میری نیلی آنکھیں چوکور تھیں لیکن یہاں میری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملاقات ایک ایسے جن دوست سے ہو گئی جس
کی وجہ سے میری آنکھیں اب چوکور نہیں رہی
ہیں۔ بہرحال یہ ایک لمبی کہانی ہے۔"
عنبر نے پوچھا:
"شکالی! کیا تم بتا سکتی ہو کہ فرعون مصر کی ممی
بڑی کیسے ہوئی؟"
"یہ مجھے کچھ نہیں معلوم" شکالی نے کہا۔ "جب
وہ میرے پاس لیبارٹری میں آئی تو وہ بڑے
قد کی تھی۔"
کیپٹن کہنے لگی:
"اب سوال یہ ہے کہ اسے کہاں ڈھونڈا جائے۔
"وہ ضرور اس زمرد تاج والی مکروہ عورت کے
قابو میں آ گئی ہے۔" شکالی نے کہا۔
ناگ آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔
"میں اگر بوڑھا نہ ہوتا تو ضرور اسے تلاش
کرنے جاتا۔ لیکن میرا اپنا برا حال ہو رہا ہے
عنبر بولا: "تم لوگ اس جگہ بیٹھو۔ میں ممی کو
ڈھونڈنے جاتا ہوں۔"
کیپٹن نے فوراً کہا:

"میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔"
"نہیں نہیں کیپٹن" عنبر بولا: "تمہیں اس خطرے میں
نہیں پڑنا چاہیے۔ تمہارے پاس دو خلائی پستول
موجود ہیں۔ تم یہاں اپنی حفاظت کر سکتے ہو۔ ایسے
اس خلائی جہاز کی باڈی پر کسی ایٹمی شعاع کا
اثر نہیں ہوتا۔ خلائی جہاز کے دروازے بند رکھنا
میں ممی کو لے کر آ گیا تو جہاز کی فولادی ٹانگ
پر ہاتھ ماروں گا۔ تم دروازہ کھول دینا۔"
ناگ نے کہا:
"اپنی حفاظت کرنا عنبر! تمہیں پورے قد میں
دیکھ کر ہم سب کو بڑی خوشی ہوئی ہے۔"
عنبر بولا: "اسی وجہ سے میری کھوئی ہوئی سادی
طاقت واپس آ گئی ہے اور مجھے سوائے اللہ
تعالیٰ کے اور کسی کا خوف نہیں ہے۔ میں
جا رہا ہوں۔"
عنبر خلائی گن لیے بغیر خلائی جہاز سے نیچے اتر آیا۔
اس سیارے پر جیسے دنت ختم گیا تھا۔ آسمان پر
ستارے اسی طرح کھلے ہوئے تھے۔ اور ان کا رنگ سرخ
ہی تھا۔ وہی بھورے رنگ کی ہلکی زردی مائل روشنی بکھری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھی۔ زرد دھند کی لہریں فضا میں لہراتی بل کھاتی گذر رہی تھیں۔ عنبر جلدی سے کیپٹ کو لے کر واپس تھا ادھر ہی کو چل پڑا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ لیبارٹری والی دیوار کے شگاف سے تہہ خانے میں داخل ہو جائے گا اور پھر فرعون مصر کی ممی کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔

بھورے اور زرد پتھروں والے میدان سے گذر کر عنبر بڑی آسانی اور تیزی کے ساتھ زرد دھند کی لہروں شگاف والے شگاف پر پہنچ گیا۔ زرد دھند کی لہریں شگاف کے اندر داخل ہو رہی تھیں اور اندر کی فضا میں جاتے ہی تحلیل ہو جاتی تھیں یعنی فضا میں جذب ہو جاتی تھیں۔ عنبر کو ابھی تک راستے میں کوئی خلائی گارڈ نہیں ملا تھا۔ شگاف میں سے گذر کر اندر چلا گیا۔

وہ اس کمرے سے باہر نکلنے ہی لگا تھا کہ اچانک ٹھٹک کر ایک طرف ہو گیا۔

اس نے ایک خلائی گارڈ کو دیکھا جو ایک مشین کے ٹائیل پر جھکا ہوا تھا۔ وہ کمپیوٹر کے پرزوں کو ٹھیک کر رہا تھا۔ اس خلائی گارڈ نے بھی دوسرے خلائی گارڈ کی طرح زرد نائیلون کا خلائی لباس پہن رکھا تھا۔ اس

کا چہرہ بھی اس خلائی لباس میں چھپا تھا۔ صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔ سر پر ایک گول خلائی ہیلمٹ تھا۔ بیلٹ کے ساتھ خلائی گن لٹک رہی تھی۔ عنبر کو خیال آیا کہ اگر وہ اس خلائی گارڈ کا لباس خود پہن لے تو اسے فرعون مصر کی ممی کو تلاش کرنے میں آسانی ہو گی دوسری صورت میں اسے قدم قدم پر خلائی مخلوق کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کسی نئی مصیبت میں پھنس جائے۔

عنبر کے سامنے وہ ایک ہی خلائی گارڈ اس وقت موجود تھا جس کا خلائی لباس اتار کر وہ خود پہن سکتا تھا۔ عنبر دبے پاؤں چلتا خلائی گارڈ کے پیچھے آ گیا۔ اچانک گارڈ نے گھوم کر پیچھے دیکھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کے سر پر عنبر کا ہتھوڑے ایسا مکا اپنا کام دکھا چکا تھا۔

خلائی گارڈ بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑا۔ عنبر اسے گھسیٹ کر پیچھے لے گیا۔ وہاں جا کر اس نے اس کا لباس اتار کر خود پہنا اور اسے اپنا لباس پہنا دیا۔ اس کے بعد اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کس کر باندھ دیئے اور منہ میں رومال ٹھونس دیا تاکہ وہ ہوش آنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر آواز نہ نکال سکے۔

اب عنبر خود ایک خلائی گارڈ بن گیا تھا۔ مشین کے قریب آ کر اس نے کمپیوٹر کو دیکھا جس کی یہ خلائی گارڈ مرمت کر رہا تھا۔ عنبر نے اسے بند کر دیا اور کمرے سے نکل کر راہ داری میں آ گیا۔ یہاں سامنے سے ایک دوسرا خلائی گارڈ تیز تیز چلا آ رہا تھا۔ اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"محافظون! جلدی چلو۔ کوئین تمہیں بلا رہی ہے"

عنبر کچھ سوچے سمجھے بغیر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ ایک دروازے میں سے گذر کر ایک لمبے کمرے میں پہنچا جو لمبوترا تھا اور جس کی چھت پر کئی بلب لگے تھے۔ دیوار میں ایک سرنگ سی بنی تھی جس میں شیشے کا ایک کیپسول موجود تھا۔ زرد تاج والی عورت اپنے چار محافظوں کے ساتھ وہاں کھڑی تھی۔ وہ غصے میں تھی۔ عنبر کو دیکھتے ہی بولی:

"محافظون! تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟"

عنبر نے اسی کی زبان میں آہستہ سے کہا:

"میں۔ میں کمپیوٹر ٹھیک کر رہا تھا۔"

"بکواس بند کرو۔ تم نہیں جانتے تھے کہ جس کام

پر میں تمہیں بھیج رہی ہوں وہ سوائے تمہارے اور کوئی نہیں کر سکتا تم نے پھر بھی مجھ سے انتظار کروایا۔"

عنبر کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ زرد تاج والی عورت نے ٹوک کر کہا:

"اب خاموش رہو۔ اور اپنے مشن پر جاؤ۔ خبردار۔ اس مشن سے ناکام مت لوٹنا۔"

عنبر کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اسے کس مشن پر بھیجا جا رہا ہے۔ وہ خاموش کھڑا رہا۔

عورت نے غصے سے کہا:

"اب بیٹھتے کیوں نہیں کیپسول میں؟"

عنبر جلدی سے کیپسول کی طرف بڑھا جو دیوار کی سرنگ میں کھڑا تھا۔ یہ کیپسول ایک ننھی سی ریل گاڑی کے ڈبے کی طرح وہاں پڑا تھا۔ اس کے ساتھ دوسرا خلائی گارڈ بھی تھا جو اسے بلا کر لایا تھا۔ دونوں کیپسول میں بیٹھ گئے۔ دوسرے خلائی گارڈ نے ایک بٹن دبایا۔ کیپسول بجلی کی رفتار کے ساتھ سرنگ میں بہنے لگے۔ کیپسول زمین کے نیچے ڈھلان پر دوڑنے لگا۔ آخر جگہوں پر سے موڑ مڑتا کیپسول ایک راہ داری میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا کر رُک گیا۔ عنبر اور خلائی گارڈ باہر آ گئے۔ عنبر سوچ رہا تھا کہ وہ آگے کدھر جائے گا۔ اسے تو اپنے مشن کا پتہ ہی نہیں تھا۔

اس کے ساتھی خلائی گارڈ نے کہا:

"محاتھون۔ تم ہچکچا کیوں رہے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ سامنے والے مردہ خانے میں تمہارا شکار تمہارے سائنسی تجربے کا انتظار کر رہا ہے؟"

عنبر تیزی سے سامنے والے کمرے کی طرف بڑھا۔ پہنچتے ہی دروازہ اپنے آپ کا دروازہ بند تھا۔ قریب اُٹھ گیا۔ دونوں خلائی گارڈ اندر چلے گئے۔ یہ مردہ خانے اس کا دروازہ بند ہو گیا۔ عنبر یہ دیکھ کر حیران ہو کر گیا کہ مردہ خانے کی الماریوں میں کئی انسانی کھوپڑیاں تھیں۔ ان کے نیچے لکھا تھا۔

"سیارہ زمین کے ان انسانوں کی کھوپڑیاں جو اغوا کر کے یہاں لائے گئے"

عنبر آگے بڑھا تو اس اور زیادہ حیرانی ہوئی کہ سٹریچر پر فرعون مصر کی ممی پڑی تھی۔

خلائی گارڈ نے عنبر سے کہا:

"محاتھون! اپنا آپریشن شروع کرو"

عنبر نے دیکھا کہ سٹریچر کے قریب میز پر طرح طرح کے اوزار پڑے تھے۔ عنبر نے ممی کو ہاتھ لگایا وہ برف کی طرح یخ تھی۔ اس کے ہاتھ لگنے سے ممی نے اپنی آنکھیں کھول کر عنبر کو دیکھا۔ خلائی گارڈ سامنے والے شیلف میں کسی شے کو تلاش کر رہا تھا۔

عنبر نے ممی کے کان کے قریب جھک کر کہا:

"مقدس ممی! میں عنبر ہوں۔ گھبراؤ نہیں"

فرعون مصر کی ممی کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

وہ نے دھیمی سرگوشی میں کہا:

"یہ سنگدل عورت زمین کے انسانوں اور مُردہ ممیوں کی کھوپڑیاں جمع کر رہی ہے۔ وہ کھوپڑیوں کی ہڈیوں سے ایک ایسا سفوف تیار کرنے کی کوشش میں ہے جس کے کھانے سے اس کے جسم میں اتنی طاقت آ جائے گی کہ اسے کوئی شکست نہیں دے سکے گا۔"

عنبر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دوسرا خلائی گارڈ اس کے پاس آ گیا اور بولا:

"تم کس سے باتیں کر رہے ہو محاتھون؟"

عنبر نے جواب دیا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کسی سے نہیں"

"تو پھر کیا سوچ رہے ہو۔ اس مردے کی کھوپڑی
کیوں نہیں اتارتے؟"

"اتارتا ہوں"

یہ کہہ کر عنبر نے ایک اوزار ہاتھ میں پکڑا اور
خلائی گارڈ سے کہا:

"شیلف میں سے پلاسٹک کا رومال نکال لاؤ"

جونہی خلائی گارڈ شیلف کی طرف گھوما عنبر
اس کی گردن کو دبوچ لیا۔ خلائی گارڈ تڑپا۔ اس
اپنی بیلٹ میں سے خلائی گن نکال کر عنبر پر فائر
کی کوشش کی مگر عنبر کی گرفت اتنی طاقتور تھی
گارڈ کا سانس بند ہو گیا اور اس کے بازو لٹکنے
وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

عنبر نے اسے فرش پر ڈال کر اس کی خلائی
نکال کر پرے پھینک دی اور فرعون مصر کی
سے کہا:

"کیا تم اُٹھ سکتے ہو؟"

فرعون مصر کی ممی نے کہا:

"سامنے شیلف میں سبز رنگ کی بوتل میں ایک

دوائی پڑی ہے۔ اس کے چند قطرے میرے
منہ میں ٹپکا دو۔ میری طاقت واپس آ جائیگی۔"

عنبر شیلف میں سے سبز رنگ کی بوتل نکال لایا۔ سبز
دوائی کے چند قطرے حلق میں گئے تو ممی میں طاقت
آ گئی۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ عنبر نے کہا:

"اگر ہم کیپسول میں بیٹھ کر واپس گئے تو پکڑے
جائیں گے۔ تم پر خلائی گارڈ نے فائر کر دیا تو
تم آگ میں جل جاؤ گے۔"

فرعون مصر کی ممی کہنے لگی:

"اس شیلف میں ایک خفیہ بٹن ہے میں نے
ایک بار زرد تاج والی عورت کو اس کے پیچھے
سے نکلتے دیکھا ہے۔"

عنبر اور ممی شیلف میں خفیہ بٹن تلاش کرنے لگے۔
چوتھے شیلف میں ایک جگہ سبز بٹن اوپر کو ابھرا ہوا
تھا۔ عنبر نے اسے دبایا تو شیلف آہستہ آہستہ باہر کو
نکلنے لگا۔ وہاں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ دوسری طرف
ایک زینہ بنا ہوا تھا جو اوپر کو جاتا تھا۔ عنبر اور ممی
اس زینے پر چڑھنے لگے۔ یہاں دھیمی روشنی تھی۔ زینہ ایک
راہ داری میں نکل آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچانک پیچھے سے کسی نے مصری ممی پر فائر کر دیا
ائر کی تیز شعاع سامنے والی دیوار پر لگی جس سے
وہاں آگ لگ گئی۔ عنبر نے پلٹ کر اپنی خلائی گن
سے جوابی فائر کر دیا۔ اس کے پیچھے اس کا ساتھی خلائی
گارڈ کھڑا تھا۔ عنبر کا فائر اس کے سینے پر جا کر لگا
یک ہلکے سے دھماکے سے خلائی گارڈ شعلہ بن کر بھڑکا
ور بجھ کر بھسم ہو گیا۔ عنبر ممی کو لے کر تیزی سے
گے بڑھا۔ راہ داری میں آگ لگ گئی تھی اور شعلے
بھڑکنے لگے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ایک بڑے
دروازے کی طرف بڑھے۔ یہاں دو خلائی گارڈ آگ کو
یکھ کر ان کی طرف بھاگے۔

عنبر نے کہا:

جلدی سے آگ بجھاؤ۔"

خلائی گارڈ نے پوچھا:

تم اسے لے کر کہاں جا رہے ہو؟"

"کوئین نے بلایا ہے۔" عنبر بولا:

وہ مصری ممی کو لے کر دروازے کی طرف چلا ہی تھا
کہ خلائی گارڈ کو شک پڑ گیا۔ وہ خلائی گن نکال کر فائر
کرنے ہی لگے تھے کہ عنبر نے ایک کے بعد دوسرا فائر

کر کے دونوں خلائی گارڈوں کو وہیں ڈھیر کر دیا۔

سامنے دروازہ تھا۔ اسے کھول کر عنبر اور ممی باہر نکل آئے۔ باہر کھلا میدان تھا۔ وہ دونوں اپنے خلائی جہاز والی پہاڑی کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ جب وہ پہاڑی کے قریب پہنچے تو پیچھے مڑ کر دیکھا زیر زمین تہہ خانے کے خفیہ سوراخوں اور روشن دانوں میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ وہاں سے شور کی آوازیں آ رہی تھیں۔ دوڑتے ہوئے وہ اپنے خلائی جہاز کے پاس آ گئے۔

عنبر نے جہاز پر تین بار دستک دی۔ اوپر کیٹی اور ناگ اسی دستک کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے فوراً خلائی جہاز کا دروازہ کھول دیا۔ سیڑھی اپنے آپ نیچے آ گئی۔ ممی اور عنبر سیڑھی چڑھ کر جہاز میں آ گئے۔ سیڑھی اوپر آ گئی۔ دروازہ بند کر دیا گیا۔

عنبر نے سکھ کا سانس لیا۔ لڑکی شکالی بھی وہیں موجود تھی۔ فرعونِ مصر کی ممی نے کہا:

"عنبر! مجھے امید ہے کہ اس لڑکی شکالی سے تمہارا تعارف ہو چکا ہو گا۔"

کیٹی بولی: "شکالی بہن نے خود ہی اپنا تعارف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرا دیا تھا۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم لوگ صحیح سالم واپس آ گئے۔"

اتنے میں باہر شور بلند ہوا۔ سیارہ سیکرد تھون کے خلائی گارڈ اپنی مکہ زرد تاج والی عورت کے ساتھ وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے خلائی جہاز پر فائرنگ شروع کر دی۔ خلائی گنوں سے فائر ہوتے شعلے خلائی جہاز کی باڈی سے ٹکرا کر دھماکے پیدا کر رہے تھے مگر خلائی جہاز پر اس فائرنگ کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

عنبر، کیٹی، شکالی، ناگ اور ممی خلائی جہاز کے کیبن میں آ گئے۔ کیٹی نے بٹن دبا کر خلائی راکٹ چلا دیا۔ خلائی جہاز کے نیچے ایک نیلے رنگ کا زبردست شعلہ بھڑکا اور جہاز اپنے آپ اوپر اٹھنے لگا۔ جہاز کے تینوں پاڈں جہاز کے اندر چلے گئے۔ نیچے سے سیکرد تھون کی خلائی مخلوق اس پر برابر فائرنگ کر رہی تھی۔

مگر خلائی جہاز اوپر اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کے اوپر آ کر عنبر اور کیٹی نے نیچے دیکھا۔ خلائی مخلوق کی لیبارٹری اور دوسرے زیر زمین تہہ خانوں میں سے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے اوپر بلند ہو رہے

تھے۔ ان کا خلائی جہاز دیکھتے دیکھتے کئی ہزار میل کی بلندی پر آسمان کی وسعتوں میں پہنچ گیا۔

فرعون مصر کی ممی ایک آرام کرسی پر بیٹھ گئی۔ ناگ اس کے قریب ہی دوسری کرسی پر سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ کیوں کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس لیے زیادہ بات چیت نہیں کر سکتا تھا۔ اسے ہر وقت نیند آتی رہتی تھی۔

کیبن روم میں کیٹی عنبر اور دوسری خلائی لڑکی شکالی ہی تھے۔ جب ان کا خلائی جہاز سیکرد تھون سیارے سے بہت دُور نکل آیا تو عنبر نے کیٹی سے سوال کیا کہ اب وہ کدھر جا رہی ہے؟

کیٹی نے کہا:

"مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ خلائی جہاز کا رُخ کسی دوسری گلیکسی یعنی دوسری کائنات کی طرف ہے۔"

شکالی نے ڈائیل اور کمپیوٹر کی سکرین پر ابھرتے ہوئے ہندسوں کو دیکھا اور بولی:

"عنبر بھائی! ہمارا جہاز ایک خطرناک سیارے کی سمت چلا جا رہا ہے۔"

"کیا مطلب؟" عنبر نے چونک کر پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکالی نے کہا:

"اس کائنات کی کھلی فضا میں اربوں میل کے فاصلے پر ایک بلیک ہول سیارہ ہے جس کی کشش اتنی زیادہ اور قیامت خیز ہے کہ اگر سیکڑوں سے بھی سو گنا بڑا سیارہ اس کی حدودِ کشش کے قریب سے گذرے تو بلیک ہول سیارہ اسے اپنے اندر کھینچ کر گم کر دے گا۔"

کیٹی نے ڈائیل کی سوئی کی طرف دیکھتے ہوئے عنبر سے کہا:

"شکالی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ ہمارا رُخ اسی خطرناک بلیک ہول سیارے کی طرف ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"کیا ہم اپنے جہاز کو کسی دوسری سمت نہیں ڈال سکتے؟ کیا ہم اسے واپس اپنی زمین کی طرف نہیں لے جا سکتے؟"

کیٹی نے کہا:

"اپنی زمین کی طرف واپس جانا اس لیے ناممکن ہے کہ زمین کی سمت بتانے والا راڈار بند ہو گیا ہے۔ کیوں کہ ہم اپنی زمین سے بے اندازہ دُور آ چکے ہیں۔ ہاں میں اسے بلیک ہول سیارے کی کشش سے بچانے کی کوشش کرتی ہوں۔"

شکالی بھی کیٹی کی مدد کرنے لگی۔

شکالی نے کہا:

"اس گلیکسی میں ہمیں ایک ہی راستہ محفوظ نظر آ رہا ہے جو میرے اپنے سیارے سیناتھون کی طرف جاتا ہے۔ اگر تم خلائی جہاز لے کر میرے سیارے سیناتھون پر چلے چلو تو میرا باپ تمہاری مدد کرے گا۔ ہو سکتا ہے۔ وہاں سے تم اپنی زمین کی طرف واپس جا سکو۔"

عنبر نے کیٹی سے کہا:

"شکالی کا خیال مجھے پسند آیا ہے کیٹی۔ جہاز کا رُخ شکالی کے سیارے سیناتھون کی طرف موڑنے کی کوشش کرو۔"

اگرچہ خطرناک کشش والا سیارہ بلیک ہول اربوں میل کے فاصلے پر تھا مگر خلائی جہاز کے ڈائیل پر اس کی کشش ابھی سے ریکارڈ ہونا شروع ہو گئی تھی۔ شکالی اور کیٹی نے اپنے خلائی تجربے سے کام لیتے ہوئے خلائی جہاز

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

رُخ اس طرف موڑ دیا جہاں دس ارب کلو میٹر کے نامے پر شکال کا سیارہ سیناتھوں واقع تھا۔

○

اب ماریا کے پاس چلتے ہیں۔

دیکھتے ہیں کہ وہ کس حالت میں ہے۔ اس کے بعد ہم ہزاروں سال پیچھے تاریخ میں جا کر خلائی انسان اور سُرخ بالوں والی امریکی لڑکی جولی کی خبر لیں گے۔ لیکن سب سے پہلے ہم ماریا کی طرف چلتے ہیں۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ جب زمین پر ایٹمی جنگ کی وجہ سے چاروں طرف تباہی پھیل گئی تو کیپٹن عنبر ناگ اور مصری ممی خلائی مخلوق کے خلائی جہاز میں سوار ہو کر خلا کی طرف پرواز کر گئے۔ جب کہ بندھیا چل کے مندر میں سے کالو پجاری ماریا کو ساتھ لے کر ایلورا کے غاروں کی طرف نکل گیا۔ ماریا پر کالو پجاری کے جادو کا اثر تھا۔ وہ اس کے اشاروں پر چل رہی تھی۔

کالو پجاری ماریا کو لے کر طلسمی کھڑاؤں کی مدد سے ہوا میں اڑتا ہوا ہندوستان کے جنوب کی طرف ایک بہت بڑے سیاہ پہاڑ کے دامن میں پہنچ گیا۔ یہاں ہمالیہ

کی برفوں کا طوفانی سیلاب اُتر چکا تھا۔ مگر ہر طرف تباہی مچی تھی۔ درخت گرے پڑے تھے۔ کوئی انسان یا جانور نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایٹمی تابکاری نے یہاں تک اثر کیا تھا۔ کہیں کوئی بستی بھی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔

کالو پجاری نے ماریا کو اپنے کاندھے پر بٹھا رکھا تھا۔ اگرچہ ماریا غائب تھی مگر وہ کالو پجاری کو اس کے جادو کی وجہ سے صاف نظر آ رہی تھی۔ کالو پجاری بہت بڑے سیاہ پہاڑ کے دامن میں اتر کر ایلورا غار کے دروازے کی طرف بڑھا۔ یہ دروازہ پہاڑ کھود کر بنایا گیا تھا۔ اس کی دونوں طرف چھوٹے قد کے چار چار ستون کھڑے تھے۔ بیچ میں ایک راستہ اندر ایلورا کے غار کو جاتا تھا۔ ایلورا کے غار ہزاروں برس پہلے ہندو پجاریوں نے کئی سال لگا کر پہاڑ کھود کھود کر بنائے تھے اور اندر دیوی دیوتاؤں کے بُت اور مورتیں بنائی تھیں۔

ان مورتیوں کے بارے میں وہاں مشہور تھا کہ آدھی رات کو یہ مورتیاں زندہ ہو جاتی ہیں اور آپس میں باتیں کرتی ہیں اور اگر کوئی سیاح اس غار میں بھٹک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر وہیں رہ جائے تو اسے زندہ نہیں چھوڑتیں۔ جادوگر یہاں آ کر ان مورتیوں پر طلسم بھی کرتے تھے۔

کالو پجاری اس غار سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہاں وہ بیٹھ کر کالے علم کی ریاضت کرتا رہا تھا۔ کالو پجاری جس غار میں سے گذر رہا تھا اس کی چھت کافی اونچی تھی۔ دونوں جانب دیواروں پر بے شمار مورتیاں پتھروں میں سے تراشی گئی تھیں۔ غار میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ستونوں کے دروازے بنے ہوئے تھے۔ ماریا ان مورتیوں دروازوں اور غار کی چھت کو خاموش نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دماغ بس اتنا ہی کام کر رہا تھا کہ وہ کالو پجاری کی غلام ہے اور اس کا ہر حکم ماننا اس کا فرض ہے۔

کالو پجاری کئی سرنگوں اور غاروں میں سے ہوتا ہوا سیڑھیاں اتر کر ایک ایسے غار میں آ گیا جس کی چھت اونچی نہیں تھی۔ یہاں ایک کوٹھڑی میں داخل ہو کر کالو پجاری نے ماریا کو اتار کر کہا:

"ماریا سندری! تم یہاں کونے میں بیٹھ جاؤ۔ میں ابھی آتا ہوں۔ تم یہاں سے باہر مت جانا۔"

ماریا نے کہا:

"جو حکم مہاراج"

کالو پجاری باہر چلا گیا۔ ماریا خاموش بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد کالو پجاری واپس آیا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا سندری! دیوتا تیرے میرے بیاہ پر راضی ہو گئے ہیں۔ لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ تم زندہ حالت میں واپس آ جاؤ۔ تمہیں غیبی حالت سے زندہ انسانی حالت میں لانے کے لیے مجھے سات دن کا چلّہ کاٹنا پڑے گا۔ یہ چلّہ میں اسی غار میں یہاں سے چند قدم دور مہادیو کے بڑے بُت کے سامنے کاٹوں گا۔ جب چلّہ مکمل ہو جائے گا تو پھر تم زندہ گوشت پوست کی عورت بن جاؤ گی اور میں تم سے بیاہ رچا لوں گا۔"

ساری رات کالو پجاری کوٹھڑی میں بیٹھا دیوتاؤں کے بھجن گاتا اور اشلوک پڑھتا رہا۔ دوسرے روز اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا سندری! میں سات دن کی ریاضت کرنے، چلّہ کاٹنے مہادیو کی مورتی کے آگے بیٹھنے جا رہا ہوں۔ تم ان سات دنوں میں یہاں سے باہر مت نکلنا۔ نہ میرے قریب آنے کی کوشش کرنا۔ نہیں تو آگ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شعلہ بن کر جل جاؤ گی۔ اب میں جاتا ہوں"۔
کالو پجاری کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ ماریا اپنی جگہ پر
چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اس کے دل میں ایک پل کے
لیے بھی وہاں سے چلے جانے کا خیال نہیں آیا تھا۔ وہ
تو کالو پجاری کی غلام تھی۔ اس کے جادو کے اثر میں تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سانپ نے مدد کی

پہلی رات گذر گئی۔
ماریا اپنی کوٹھڑی میں چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اس پر
کالو پجاری کا جادو تھا۔ وہ اپنی مرضی سے باہر قدم
نہیں اٹھا سکتی تھی۔ دوسری رات بھی گذر گئی۔ کالو پجاری
ماریا کی کوٹھڑی سے تھوڑی دور اسی ایلورا غار کی ایک
کوٹھڑی میں مہادیو کی مورتی کے سامنے اپنے ارد گرد
دائرہ بنائے۔ چلہ کاٹ رہا تھا۔ صرف ایک بار دن میں
وہ اٹھ کر غار سے باہر جاتا اور پھر اسی طرح اپنی زبان بند
رکھے اپنے دائرے کے اندر آ کر بیٹھ جاتا اور چلتے کے
اشلوک پڑھنے لگتا۔
تیسری رات آئی تو ماریا کو آدھی رات کے بعد گھنگھروؤں
کی دھیمی دھیمی آوازیں سنائی دیں۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے
دور کہیں دیوداسیاں رقص کر رہی ہیں۔ کچھ دیر یہ آواز
آتی رہی پھر بند ہو گئی۔ تیسری رات بھی گذر گئی۔ جب

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

چوتھی رات آئی تو آدھی رات کے بعد پھر وہی گھنگرو
کی آواز آئی۔ اس کے ساتھ ہی ماریا کو محسوس ہوا کہ کوٹھ
میں بڑی میٹھی اور سحر طاری کرنے والی خوشبو پھیل رہی
ہے۔ ماریا نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ کوٹھڑی میں اندھیرا
چھایا تھا۔ پھر بھی ماریا کو نظر آ رہا تھا۔ اندھیرے میں کوئی
نہیں تھا۔ خوشبو بھی آ رہی تھی اور گھنگھروؤں کی آواز بھی
پھر اسے محسوس ہوا کہ گھنگھرو کی آواز قریب آ رہی ہے
جیسے کوئی دیوداسی چلتی ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی ہے
ماریا اپنی جگہ پر دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی آنکھیں کھولے
کوٹھڑی کے کھلے دروازے کو تک رہی تھی۔ گھنگھروؤں
کی ہلکی ہلکی آواز اس کی کوٹھڑی کے قریب آ کر رک گئی
اب ماریا نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے دروازے میں ایک
خوبصورت دیوداسی کھڑی ہے جس نے گلاب اور رجنی
گندھا کے پھولوں کے زیور پہن رکھے ہیں۔ بالوں میں بھی
گلاب کے پھولوں کا جوڑا سجا ہے۔ چہرے پر بے حد معصومیت
اور بھولپن ہے۔ آنکھوں میں نورانی چمک ہے۔ ماریا اسے
دیکھتی ہی رہ گئی۔ دیوداسی آہستہ آہستہ چلتی گھنگھرو چھنکاتی
کوٹھڑی کے اندر آ کر ماریا کے بالکل سامنے کھڑی ہو گئی
ماریا اگرچہ خائف تھی لیکن ماریا کو یقین ہو گیا کہ

دیوداسی اسے دیکھ رہی ہے۔ دیو داسی نے دھیمے مگر
میٹھے لہجے میں کہا:
"ماریا سندری! کیا تم میرے ساتھ چلو گی؟"
ماریا چونکہ کالو پجاری کے جادو کے اثر میں تھی۔
اس لیے بولی:
"نہیں۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔ میں
کالو پجاری کی بیوی بننے والی ہوں۔ تم یہاں
سے چلی جاؤ۔"
دیوداسی مسکرائی۔ اس کے سفید دانت موتیوں کی طرح
چمک رہے تھے۔ اس نے ماریا سے کہا:
"ماریا سندری! تم پر کالو پجاری کا جادو ہے۔ یہ
تم خود نہیں بول رہی ہو۔ کالو کا جادو بول رہا
ہے۔ میرے ساتھ آ جاؤ۔"
ماریا نے جھٹ کہا:
"ہرگز نہیں۔ میں اپنے ہونے والے خاوند کالو
پجاری کو چھوڑ کر کسی کے ساتھ نہیں جا سکتی۔
تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ نہیں تو میں کالو پجاری
کو پکار کر بلا لوں گی۔"
اس پر دیوداسی نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ اس کے

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ہاتھ کی ہتھیلی میں سے نورانی روشنی کی ایک لکیر نک
اور ماریا کے سر سے ٹکرا کر آگے نکل گئی۔ روشنی کی یک
بجھ گئی۔ اس روشنی کے ٹکرانے سے ماریا کی ساری یاد
واپس آ گئی۔ اب اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ کالو پجا
نے کس طرح اس پر جادو کر کے اسے عنبر ناگ
کیٹی کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجا۔ ماریا نے دیوداسی
طرف دیکھ کر کہا:

"دیوداسی! تم نے میرے ذہن کو پھر سے روشن
کر دیا ہے۔ کالو پجاری مجھے اپنے دشمن کے روپ
میں نظر آ گیا ہے۔ مگر میرا جسم اس کے جادو
میں بندھا ہوا ہے۔ میں اگر چاہوں بھی تو کالو
پجاری سے بھاگ نہیں سکتی۔ کیا تم میری مدد
کرو گی؟"

دیوداسی نے مسکرا کر کہا:

"ماریا سندری! میں تمہاری مدد کرنے ہی یہاں آئی
ہوں۔"

ماریا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے دیوداسی سے کہا:

"مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میرے ساتھی ناگ عنبر
اور کیٹی کہاں ہیں۔ کس حال میں ہیں؟"

دیوداسی نے جواب دیا:

"ان کا بھی سراغ مل جائے گا۔ تم میرے
ساتھ آؤ۔"

ماریا نے قدم بڑھایا تو اسے اپنے پاؤں من من
بھاری لگے۔ وہ اپنا قدم نہیں اٹھا سکتی تھی۔ اس نے
دیوداسی سے کہا:

"میرے قدم چٹان کی طرح بوجھل ہو گئے ہیں۔
یہ کالو پجاری کے جادو کا اثر ہے۔ اسے پتہ
چل گیا ہے کہ میرے ذہن سے اس کے جادو
کا اثر ختم ہو گیا ہے مگر وہ چلتے میں بیٹھا
ہے۔ وہاں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ لیکن
اس نے اپنے جادو سے میرے پاؤں پتھر کے
بنا دیئے ہیں۔"

دیوداسی کہنے لگی:

"اس سے زیادہ وہ تم پر کچھ اور جادو نہیں
کر سکتا تم میرا ہاتھ تھام لو۔"

دیوداسی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ ماریا نے اس کا
ہاتھ پکڑ کر قدم اٹھایا تو اس کے پاؤں ایک دم ہلکے
پھلکے ہو گئے اور وہ دیوداسی کے ساتھ چلتی کوٹھڑی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی جس طرف کالو پجاری اپنے
گرد دائرہ کھینچ کر چلّا کر رہا تھا۔ اس طرف سے
شیر کی دھاڑ کی آواز سنائی دی۔ ماریا تھوڑا سا ڈر کر پیچھے
ہٹی۔ کیوں کہ اس پر ابھی کالو پجاری کے جادو کا اثر
موجود تھا۔ وگرنہ ماریا کبھی نہیں ڈری تھی۔ دیوداسی نے
اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کرتے ہوئے کہا:

"ڈرو مت۔ تم میرے ساتھ ہو۔ میں نیکی اور
معصومیت کی دیوی ہوں اور نیک اور معصوم
لوگوں پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ آؤ میرے ساتھ"

دیوداسی ماریا کو لے کر غار میں دوسری طرف بنے
وہ غاروں کے تین دروازوں میں گذر کر ایک بڑے
دالان میں آ گئیں یہاں چاروں طرف دیواروں پر پتھر کی
مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ دیوداسی ایک بڑی مورتی کے
سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ یہ دیوی درگا کی مورتی تھی۔
دیوداسی نے بڑے ادب سے ہاتھ باندھ کر کہا:

"درگا دیوی! تمہارے حکم سے میں ماریا سندری
کو یہاں لے آئی ہوں۔ اب آگے تو اس کی
مدد کر۔ تو اس کے دل کا حال بھی جانتی ہے
اور کالو پجاری کے جادو کو بھی سمجھتی ہے"

درگا مورتی پتھر کی تھی۔ اس میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس
اپنی پتھریلی پلکیں اوپر اٹھائیں۔ پھر اس کے ہونٹ
اور ماریا کو ایک نہایت نرم اور دل پر اثر کرنے
ل آواز سنائی دی:

"ماریا! کالو پجاری تیرے ساتھ ظلم کرنے والا تھا
میں نے اس ظلم کو برداشت نہیں کیا اور تجھے
اپنی خاص دیوداسی بھیج کر اپنے پاس بلا لیا"

ماریا نے کہا:

"اے عظیم درگا دیوی! مجھے اس مکروہ شیطان سے
بچا لو یہ میری زندگی تباہ کر دے گا"

درگا دیوی نے کہا:

"کالو پجاری نے کالا علم یم دوت سے حاصل
کیا ہے جو تباہی اور موت کا دیوتا ہے اور
اس کی طاقت مجھ سے زیادہ ہے۔ میں نے اس
غار کے اندر کالو پجاری کے جادو کو تم پر بےاثر
کر دیا ہے مگر اس غار کے باہر میرا جادو
نہیں چلتا۔

ماریا نے سوال کیا:

"درگا ماتا! کیا میں اسی طرح اس غار سے باہر

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

قرار نہیں ہو سکتی ؟"

درگا دیوی بولی ،

"یہی مشکل بات ہے ۔ کالو پجاری کے جادو نے اس غار کے آگے صرف تمہارے لیے شیشے کی ایک ایسی دیوار کھڑی کر دی ہے کہ اگر تم اس میں سے گذرو گی تو تمہارے جسم کی ساری شعاعوں اور ذروں کو آگ لگ جائے گی ۔"

ماریا تو پریشان ہو گئی ۔ اب دیوداسی نے ہاتھ باندھ کر عرض کی ،

"مہادیوی ! ماریا سندری ایک معصوم دل کی بھولی بھالی نیک لڑکی ہے ۔ یہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہزاروں سال کے واپسی کے سفر پر ہے ۔ اس کی مدد کی جائے ۔"

درگا دیوی نے کہا ،

"ماریا سندری ! تیرا دل گناہ کے خیال سے پاک ہے جس بچی کا ذہن میں بڑے خیال نہیں آتے جس کا دل گناہ اور بڑے خیال سے پاک ہوتا ہے خدا یا بھگوان یا ایشور اس کی مدد کرتا ہے ۔ مجھے بھی میرے بھگوان اور تمہارے خداوند کی

طرف سے تمہاری مدد کرنے کا حکم ملا ہے ۔"

ماریا نے درگا دیوی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"مہا دیوی ! مجھے کالو پجاری کے ظلم سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے ۔"

درگا دیوی بولی ،

"اس غار میں اگر تم جیسی حالت میں بھی رہو گی تب بھی کالو پجاری تجھے ایک بار پھر اپنے جادو میں جکڑ لے گا ۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ تم میرے سر کے بالوں کے جوڑے میں آ کر چھپ جاؤ ۔ پھر میں تمہارے لیے کچھ سوچوں گی ۔"

دیوداسی نے ماریا سے کہا کہ جیسا درگا دیوی نے کہا ہے وہ ویسے ہی کرے ۔ ماریا پہلے ہی غائب تھی وہ ایک ننھی سی لہر بن کر درگا دیوی کے سر کے پتھریلے بالوں کے جوڑے میں آ کر ایک سوراخ میں چھپ گئی ۔ درگا دیوی کے بال پتھر کے بنے ہوئے تھے ان بالوں کی پتھریلی جالی میں سے اسے باہر کا منظر نظر آ رہا تھا ۔ اس نے دیکھا کہ دیوداسی جو اسے وہاں لائی تھی سامنے والی دیوار میں ایک جگہ پتھر کی مورتی بن کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑی ہو گئی۔

پتھر کی مورتیوں والے اس دالان میں سناٹا چھا گیا۔ رات گذر گئی۔ دن نکلا تو کالو پجاری نے روز کی طرح اپنے طلسمی دائرے سے اٹھ کر باہر جانے کے لیے دائرے سے نکل کر اپنی کوٹھڑی میں جھانکا تو اسے ماریا نظر نہ آئی۔ وہ پریشان ہو گیا کہ ماریا کہاں چلی گئی۔ اس نے سارا غار چھان مارا لیکن ماریا کہیں نہ ملی۔ پھر وہ غار سے باہر جا کر ماریا کو تلاش کرنے لگا۔ اس نے کئی بار ماریا کو سندری! سندری! پکار کر آوازیں بھی دیں مگر ماریا وہاں ہوتی تو جواب دیتی۔

کالو پجاری سخت غصے اور ناامیدی کی حالت میں واپس غار میں آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے ایک بار پھر کوٹھڑی کو غور سے دیکھا۔ ماریا واقعی وہاں نہیں تھی۔ کالو پجاری کا چلہ بھی بھنگ ہو رہا تھا یعنی خراب ہو رہا تھا۔ اس نے فوراً ایک طلسم پڑھا اور یم دوت دیوتا کے دربار میں حاضر ہو کر کہا:

"مہاراج! ماریا سندری غار میں سے غائب ہو گئی ہے۔"

یم دوت نے کہا:

"وہ درگا دیوی کے سر کے جوڑے میں چھپی ہوئی ہے۔ ماریا کے دماغ سے تمہارے جادو کا اثر ختم ہو چکا ہے۔ صرف اس کے لیے ایلورا غار کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ تم سے غلطی ہو گئی۔ تمہیں ماریا کو بھی اپنے ساتھ جادو کے دائرے کے اندر بٹھانا چاہیے تھا۔"

کالو پجاری بولا:

"مہاراج ماریا سندری میرے ہاتھ سے چلی گئی تو یہ میرے جادو کی۔ آپ کے حلم کی بے عزتی ہوگی۔"

یم دوت بولا:

"درگا دیوی نیکی اور علم کی دیوی سرسوتی دیوی کی چیلی ہے۔ اس پر میرا جادو نہیں چل سکتا۔ اس لیے جاؤ۔ غار میں جا کر بیٹھو اور اس وقت کا انتظار کرو جب ماریا سندری دیوی درگا کے جوڑے سے باہر نکل کر زمین پر آئے۔ پھر تم اس پر اپنا جادو چلا سکتے ہو۔ اس کے سوا میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ جاؤ۔"

کالو پجاری یم دوت کے دربار سے واپس آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایلورا کے غار میں آتے ہی وہ سیدھا اس دالان میں پہنچا جہاں درگا دیوی کا بت دیوار میں بنا تھا۔ اس نے درگا دیوی کے سر کے بالوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"درگا دیوی! اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے تم نے مجھے شکست دے دی ہے اور میری ہونے والی بیوی ماریا سندری کو اپنے سر کے بالوں میں چھپا لیا ہے لیکن میں اسے حاصل کر کے رہوں گا۔ تم زیادہ دیر تک ماریا سندری کو اپنے پاس نہیں رکھ سکو گی بہتر یہی ہے کہ چپکے سے ماریا سندری میرے حوالے کر دو۔"

درگا دیوی نے آہستہ سے جواب دیا۔

"تم برائی کے پجاری ہو۔ تم بدی کرنے والے آدمی ہو۔ ماریا سندری کو تم نے زبردستی قید کر رکھا تھا اور اسے اس کے دوستوں کا دشمن بنا دیا تھا۔ اب اس کا ذہن تمہارے جادو سے پاک ہو چکا ہے۔ بہت جلد اس کا جسم بھی تمہارے جادو سے آزاد ہو جائے گا۔ میں اسے تمہارے حوالے نہیں کروں گی۔"

ماریا اور دیوداسی یہ گفتگو خاموشی سے سن رہی تھیں۔

کالو پجاری نے چلا کر کہا:

"میں اس غار کی ساری مورتیوں کو اپنے جادو کے زور سے پاش پاش کر دوں گا۔ میں ماریا سندری کو تم سے چھین کر لے جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر کالو پجاری بڑے سخت غصے میں پھنکارتا دالان میں سے نکل کر اپنی اس کوٹھڑی کی طرف چلا گیا جہاں وہ چلہ کر رہا تھا۔ اس کا چلہ تباہ ہو گیا تھا جب ماریا سندری ہی اس کے قبضے میں نہیں تھی تو اب چلہ کاٹنے کا کیا فائدہ تھا۔ کالو پجاری کے عیار دماغ نے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ درگا دیوی کو کس طریقے سے شکست دے سکتا ہے۔

کالو پجاری ایلورا غار میں کبھی کبھی آتا تھا۔ جب کہ درگا دیوی اور دیوداسی کی مورتیاں اس غار میں دو ہزار سال سے موجود تھیں اور اس غار کے کئی خفیہ راستوں کا انہیں پتہ تھا۔ جب کالو پجاری چلا گیا تو درگا دیوی کی مورتی نے ماریا سے کہا:

"ماریا سندری! مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں دشمن کے چیلے کالو پجاری کے کالے جادو کا مقابلہ کر سکوں۔ اس نے غار کے دروازے پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو جادو کی نظر نہ آنے والی دیوار کھڑی کر رکھی ہے میں اسے نہیں گرا سکتی۔"

ماریا نے پریشان ہو کر کہا:

"تو کیا مجھے ہمیشہ کے لیے اس غار میں ہی رہنا پڑے گا؟"

درگا دیوی کہنے لگی:

"نہیں میں اس کا بندوبست کرتی ہوں مجھے ایک ایسے خفیہ راستے کا علم ہے جو تمہیں اس پرانے غار سے باہر لے جائے گا۔ یہ راستہ کالو پجاری کو معلوم نہیں ہے۔ میری دیوداسی تمہاری مدد کریگی۔"

درگا دیوی نے دیو داسی کی مورتی کی طرف دیکھ کر کہا:

"دیوداسی! تم ماریا سندری کی مدد کرو۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور گوتم بدھ والی غار سے اسے باہر نکال دو۔"

دیوداسی کی مورتی دیوار کے طاق میں سے اتر کر نیچے آ گئی۔ درگا دیوی نے ماریا سے کہا:

"یہ غار تمہیں ان پہاڑوں کی دوسری طرف لے جائے گا۔ اس غار سے نکلتے ہی تمہارے جسم کی شعاعوں پر کالو پجاری کے جادو کا اثر ختم

ہو جائے۔ تم ایک جنگل میں پہنچ جاؤ گی۔ وہاں سے تم اپنا رُخ جنوب کی طرف کر لینا۔ جنوب میں جہاں ہندوستان کی تکونی سرحد ختم ہوتی ہے اس کے آگے لنکا کا ملک آ جائے گا۔ وہاں پہنچ کر تم کالو پجاری کے پنجے سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاؤ گے۔ جاؤ۔ بھگوان تمہاری حفاظت کرے۔"

ماریا درگا دیوی کے بالوں میں سے نکل آئی۔ اس نے درگا دیوی سے کہا

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں درگا دیوی! تم نے میری بہت مدد کی ہے۔ اب ایک مدد اور کرو۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کر میرے ساتھی عنبر ناگ اور کیٹی کہاں ہیں؟"

درگا دیوی نے کہا:

"ان کے بارے میں، میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتی ہوں کہ وہ اس زمین پر نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ علم نہیں ہے۔"

ماریا نے ایک بار پھر درگا دیوی کا شکریہ ادا کیا اور دیوداسی کے ساتھ مورتیوں کے دالان سے نکل کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک سرنگ میں داخل ہو گئی۔ اس سرنگ کا راستہ
والی دیوار کے پیچھے تھا۔

دیوداسی ماریا کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ دیود
کو ماریا دکھائی دے رہی تھی۔ دیوداسی اس سے پوچھ

"تم بڑی خوبصورت ہو ماریا سندری۔ تم چلی جاؤ
گی تو مجھے بہت یاد آؤ گی۔"

ماریا نے مسکرا کر کہا:

"تمہارا شکریہ دیوداسی۔ میں بھی تمہیں نہیں بھلا
سکوں گی۔ اگر تم اور درگا دیوی میری مدد نہ
کرتیں تو خدا جانے کالو پجاری کی قید سے میں
کبھی آزاد بھی ہوتی یا نہیں۔"

چلتے چلتے دیوداسی ماریا کو لے کر ایک ایسی سرنگ
میں آ گئی جہاں گھپ اندھیرا تھا۔ اس کے بعد ایک
چڑھائی والا راستہ آ گیا۔ باقی ساری رات وہ سرنگ
میں چلتی رہیں۔ جب ایک جگہ سے دیوداسی اور ماریا سرنگ
میں سے باہر نکلیں تو دن کی روشنی پہاڑ کے دامن میں
پھیلی ہوئی تھی۔

دیوداسی نے کہا:

"ماریا سندری! میں تمہارے ساتھ اس سے آگے

نہیں جا سکتی۔ یہ سامنے جنگل ہے۔ اس جنگل
میں دو رات اور دو دن کے سفر کے بعد
ہندوستان کے ملک کی سرحد ختم ہو جائے گی
بیچ میں سمندر آ جائے گا۔ اس سمندر کے
دوسرے کنارے پر لنکا کا ملک ہے۔ لنکا کے
ملک میں کالو پجاری تمہارا کچھ نہیں بگاڑ
سکے گا۔"

ماریا نے پوچھا:

"لنکا میں ایسی کون سی بات ہے کہ کالو پجاری
کے جادو کا مجھ پر وہاں اثر نہیں ہو گا؟"

دیوداسی نے کہا:

"آج سے ہزاروں سال پہلے لنکا پر بھارت
کے راجہ رام چندر جی نے چڑھائی کی تھی۔
کیوں کہ وہاں راون نام کا ایک ظالم راجہ
حکومت کرتا تھا۔ رام چندر جی کو فتح ہوئی۔
جب سے رام چندر جی نے بھگوان سے دعا
کی کہ اے بھگوان! اس ملک میں نیک دل
لوگوں کی حفاظت کرنا۔ پس اس وقت سے
لے کر آج تک لنکا میں نیکی کرنے والوں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

پر کسی جادو ٹونے کا اثر نہیں ہوتا۔ اب تو جاؤ
مجھے بھی واپس جانا ہے۔"

ماریا دیوداسی کا شکریہ ادا کر کے جانے لگی تو دیو
نے خبردار کیا:

"ماریا بہن! کالو پجاری بڑا چالاک جادوگر ہے۔
ہو سکتا ہے وہ لنکا ملک کی سرحد تک تمہارا
پیچھا کرے اور تم کو دوبارا اپنے قابو میں کرنے
کی کوشش کرے۔ اس لیے اس سے ہوشیار رہنا۔"
ماریا نے کہا:

"میں ہوشیار رہوں گی۔ شکریہ دیوداسی بہن!"
دیوداسی نے ہاتھ جوڑ کر ماریا کو "نمستے" کہا اور غا
میں واپس چلی گئی۔ ماریا نے اپنے سامنے ایک گنجان جنگ
دیکھا جس کے اندر ایٹمی تابکاری کے اثر سے درند
اور پرندے مرے پڑے تھے۔ ایٹم بموں کا اثر یہاں
بھی ہوا تھا۔ ماریا نے خدا دند کا نام لیا اور زمین سے
ذرا سا اچھل کر ہوا میں کئی فٹ بلند ہو گئی۔ پھر وہ
درختوں کے بھی اوپر آ گئی اور اس نے ملک لنکا کی
طرف اڑنا شروع کر دیا۔

یہ جنگل بھی کہیں کہیں اس پانی میں ڈوبا ہوا تھا جو ا

دجن میزائیلوں کے پھٹنے سے ہمالیہ کی برفوں سے
ل کر یہاں تک آ گیا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ ضرور ملک
ا میں بھی ایٹمی تباہی نازل ہوئی ہو گی۔
ماریا بڑی تیز رفتاری سے ہوا میں اڑی جا رہی تھی۔
سارا دن اور ساری رات اُڑتی رہی۔ رات گذر گئی۔
سرا دن نکل آیا۔ بھارت کا آخری جنوبی ساحل جو
ن کی شکل میں ہے اب زیادہ دُور نہیں تھا۔ ماریا
میں اڑتی چلی جا رہی تھی کہ اچانک اسے محسوس
کہ اس کو کوئی طاقت پیچھے کھینچ رہی ہے۔ ماریا
نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ فضا میں اسے پہلے تو کچھ
ل نہ دیا۔ پھر اس کی رفتار اپنے آپ سُست ہو گئی۔
وہ اڑ نہیں سکتی تھی۔ ماریا نیچے آ گئی۔ یہاں ایک
ان جنگل تھا جہاں کئی درخت اکھڑے ہوئے تھے۔
ماریا سمجھ گئی کہ یہ کالو پجاری کے جادو کا اثر ہے۔
ر وہ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ ماریا نے ایک درخت
کے پیچھے چھپ کر دیکھا کہ آگ کا ایک سرخ شعلہ
ل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ماریا دوڑنے لگی۔ آگ کا
علہ اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ دوڑتے دوڑتے ماریا نے
پلانگ لگائی اور ایک بہت بڑی چٹان کے اُوپر سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو کر دوسری طرف جا کر گر پڑی۔

یہاں ایک شیر کی بھیانک گرج سنائی دی۔ اس نے دیکھا کہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑا خونخوار شیر دوڑا چلا آ رہا ہے۔ یقیناً یہ کالو پجاری ہی تھا جو شیر بن کر اسے دبوچنے کے لیے بھاگا چلا آ رہا تھا۔ ماریا بھی گھبرا کر دوڑ پڑی۔ اس نے دیکھا کہ ایک جگہ بڑے بڑے پتھروں کے درمیان ایک چھوٹا سا مندر بنا ہوا ہے۔ ماریا اس مندر کی طرف بھاگی۔ اس مندر کی پیشانی پر ایک سانپ کی مورتی بنی ہوئی تھی۔

ماریا لپک کر مندر میں داخل ہو گئی۔

مندر کے چبوترے پر ایک بہت بڑے سانپ کی مورتی تھی جس کا پھن پھیلا ہوا تھا۔ ماریا نے پریشانی کی حالت میں اس کی طرف دیکھا اور فریاد کی:

"اے سانپ کی مورتی! ناگ دیوتا میرا بھائی ہے۔ میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں۔ کیا تم ناگ دیوتا کی بہن کو کالو پجاری کے ظلم سے نہیں بچاؤ گے؟"

چبوترے پر سانپ کی مورتی میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے منہ میں سے پھنکار کی آواز نکلی اور وہ چبوترے

سے اتر کر ماریا کے پاس آ گیا اور اپنی آواز میں بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کی عظیم بہن۔ مجھے تم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ تم میرے پاس آ گئی ہو۔ اب جو کوئی تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا وہ خود اپنی موت مارا جائے گا۔"

ماریا نے دروازے کی طرف اشارہ کیا:

"کالو پجاری میرے پیچھے لگا ہے۔ وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ وہ شیر کے روپ میں مجھے دبوچنے آ رہا ہے۔"

سانپ نے ماریا کو اپنی کنڈلی کے اندر چھپا لیا اور کہا:

"تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ کالو پجاری کو آنے دو۔"

اتنے میں شیر کی دہاڑ سے سارا علاقہ گونج اٹھا۔ شیر کی ایسی بھیانک گرج ماریا نے پہلے شاید ہی کبھی سنی ہو۔ سانپ پھن اٹھائے خاموشی آنکھوں سے دروازے کی طرف تک رہا تھا۔

ایک دم سے دروازے میں وہی خونخوار شیر نمودار ہوا۔ اس نے یقیناً ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ وہ زور سے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM PDFBOOKSFREE.PK

گرجا اور جہاں ماریا شیر کے کنڈل کی حفاظت میں بیٹھی تھی۔ اس طرف آہستہ آہستہ بڑھنے لگا۔ شیر شاید سانپ کو کوئی پتھر کی مورتی سمجھ رہا تھا۔ جونہی وہ سانپ کے قریب آیا۔ سانپ نے اپنے منہ سے ایک ایسی پھنکار ماری کہ شیر کے جسم میں آگ لگ گئی۔ آگ کے لگتے ہی شیر کالو پجاری بن گیا۔ اس کے سارے جسم پر آگ کے شعلے ہی شعلے تھے۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ چیخ رہا تھا۔ اچھل رہا تھا۔ مگر شعلے اس کے جسم سے الگ نہیں ہو رہے تھے۔ ماریا کی آنکھوں کے سامنے کالو پجاری جل کر راکھ ہو گیا۔

سانپ نے ماریا سے کہا،

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! تمہارا دشمن ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب میرے لائق کوئی حکم ہو تو بتاؤ تمہاری خدمت کرنا ہمارا فرض ہے۔"

ماریا نے سانپ سے پوچھا:

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا کہاں ہو گا؟"

سانپ نے اپنا پھن اٹھا کر چاروں طرف سونگھا۔ پھر بولا:

"ناگ دیوتا کی خوشبو مجھے سوائے تمہارے جسم کے

اور کسی طرف سے نہیں آ رہی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ناگ دیوتا اس وقت زمین پر کہیں نہیں ہے۔"

ماریا خاموش ہو گئی۔ اسے دو جگہوں سے اشارہ ملا تھا کہ ناگ اس زمین پر نہیں ہے۔ درگا دیوی نے بھی یہی کہا تھا اور اب سانپ بھی یہ ہی بات کہہ رہا تھا۔ ماریا نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے چل پڑی۔ ظالم کالو پجاری کے مرنے سے ماریا اس کے جادو سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو گئی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

برف کے طوفان میں

ماریا زمین سے اُچھل ۔
وہ فضا میں بلند ہو گئی ۔ اس نے ملک لنکا کی طرف پرواز شروع کر دی ۔ ابھی دن کی روشنی باقی تھی کہ ماریا کو سمندر دکھائی دیا ۔ یہ سمندر ہندوستان کی نچلی ٹکون اور لنکا کے جزیرائی ملک کے درمیان پچیس میل میں پھیلا ہوا ہے ۔ ماریا نے اس سمندر میں ڈوبے ہوئے بڑے بڑے پتھروں کے ستون دیکھے جن کے بارے میں اس نے سن رکھا تھا کہ یہ اس پل کے ستون ہیں جو راجہ رام چندر جی نے راون پر چڑھائی کرنے کے لیے بنایا تھا ۔

ماریا کو دور لنکا کا ساحل دکھائی دیا :

ماریا کو ہم یہاں چھوڑتے ہیں ۔ اس وقت عنبر بیٹی، مصری ممی ۔ خلائی لڑکی شکالی اور بوڑھا ناگ خلائی جہاز میں سوار شکالی کے خلائی سیارے بینا ھنون کی طرف

میں اڑے چلے جا رہے ہیں ۔ ہم انہیں بھی خلا
ہی چھوڑتے ہیں اور واپس ذرا خلائی انسان قیوسانگ
سرخ بالوں والی لڑکی جولی کی طرف چلتے ہیں ۔ آپ
چکے ہیں کہ امریکہ کے سائنسی عجائب گھر والے ہال
ٹائم مشین میں خلائی انسان کے ساتھ غائب ہو کر
ل اڑھائی ہزار سال پہلے کے ملک یونان میں پہنچ
تھی جب کہ خلائی انسان ملک مصر میں جا نکلا تھا
پانچ ہزار پہلے کا ملک مصر تھا ۔ اس ملک میں سوڈان
ایک کنیز سارھتی کو بھی فرعون کی لاش کے ساتھ
اہرام میں زندہ دفنا دیا گیا تھا جہاں سے خلائی
ان اسے نکال کر اب اس کنیز سارھتی کو اس کی ماں
پاس ملک سوڈان کی طرف لیے جا رہا تھا ۔
پہلے ہم سرخ بالوں والی لڑکی جولی کے پاس آتے
ں ۔ جولی ایک عالی شان محل کے باغ میں ایک تالاب
کے کنارے اچانک نمودار ہو گئی تھی ۔ یہاں ملک یونان
کے بادشاہ کی دو شہزادیاں اپنی کنیزوں کے ساتھ سیر کر
رہی تھیں کہ انہوں نے سرخ بالوں نیلی آنکھوں والی
لڑکی جولی کو دیکھا تو لپک کر اس کے پاس آ
گئیں ۔ جولی کا لباس یونان کی شہزادیوں جیسا ہو گیا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ان شہزادیوں کو اپنے ولی عہد بھائی شہزادے سبا
کے لیے دلہن کی تلاش تھی جس کے بارے میں شاہی
نجومی نے کہا تھا کہ یہ دلہن سرخ بالوں اور نیلی آنکھ
والی ہو گی اور اسے دیوتا محل کے باغ میں بھیجیں گے۔

امریکی لڑکی جولی ایک فیئرکس کی سٹوڈنٹ رہ چکی تھی
اور ایک سائنس دان کی بیٹی تھی جو خود بھی ٹائم مشین
بناتے ہوئے غائب ہو کر پرانے زمانے میں پہنچ چکا تھا۔
جولی سمجھ گئی کہ ٹائم مشین نے اس کے جسم کے ذرّوں
اور مالیکیول کو فضا میں منتشر کر کے ٹائم مشین کے
ذریعے پرانے زمانے میں لا کر ایک بار پھر انسانی شکل
دے دی ہے۔ اس لیے جولی کو ڈھائی ہزار برس پرانے
زمانے میں آنے پر کوئی حیرانی نہیں ہوئی تھی۔ اب اسے
یہی ایک خیال تھا کہ وہ اپنے ڈیڈی کو تلاش کرے کہ
کہیں وہ بھی تو اس زمانے میں نہیں پہنچ چکا۔

جولی نے شہزادیوں کو جان بوجھ کر یہی کہا کہ ہاں
مجھے دیوتاؤں نے یہاں بھیجا ہے۔ شہزادیاں بڑی خوش
ہوئیں اور امریکی لڑکی جولی کو لے کر شاہی محل میں اپنے
بادشاہ باپ کے پاس آ گئیں۔ بادشاہ کو ساری کہانی سنائی
بادشاہ بڑا خوش ہوا۔ اس نے کہا:

"میری بہو کا نام کیا ہے؟"

جولی نے کہا:

"میرا نام جولی ہے۔"

بادشاہ نے خوش ہو کر کہا:

"ہمیں یہ نام بڑا اچھا لگا ہے۔ جولی کو دیوتاؤں
نے ہماری بہو بننے کے لیے بھیجا ہے۔ ہم جولی کی
شادی اپنے بیٹے سباکو سے اگلے ماہ پورے چاند
کی رات کو کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔"

جولی خاموش رہی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ یہاں سے
بڑی آسانی سے فرار ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ جو کرتے ہیں
انہیں کرنے دیا جائے شہزادیاں جولی کو ساتھ لے کر
اپنے بھائی شہزادہ سباکو کے پاس آ گئیں۔ سباکو ایک
خوبصورت نوجوان تھا۔

جولی کو دیکھ کر وہ بولا:

"دیوتاؤں کا شکریہ کہ انہوں نے میرے لیے اتنی
خوبصورت دلہن بھیجی۔"

شہزادے سباکو سے جولی کی شادی کا اعلان کر دیا گیا۔
جولی نے وہاں سے فرار کی اسکیم بنانی شروع کر دی
اس نے امریکہ کے اپنے کالج میں یونان کی پرانی تاریخ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یونان کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور یہاں سے وہ بادبانی جہاز کے ذریعے ہی ہو کر شمالی افریقہ کے ملک لیبیا یا تیونس پہنچ سکتی ہے۔

وہ یہ اسکیم بنا رہی تھی کہ یونان کی اس ریاست جہاں جولی موجود تھی دوسرے ملک نے حملہ کر دیا۔ دشمن کی فوجیں بہت زیادہ تھیں۔ جنگ شروع ہو گئی دشمن کی فوجیں مار دھاڑ کرتی شاہی محل میں پہنچ گئیں۔ ہر طرف افراتفری مچ گئی۔ جس کو جس طرف راہ ملی وہ ادھر کو بھاگ نکلا۔ بادشاہ اور شہزادہ جنگ میں مارے گئے۔ جولی بھی ایک گھوڑے پر بیٹھ کر محل سے فرار ہوئی تو دشمن کی فوجوں کے ایک سپاہی نے اسے پکڑ کر سپہ سالار کے سامنے پیش کر دیا۔ سپہ سالار سمجھا کہ یہ لڑکی بھی شاہی محل کی شہزادی ہے۔ اس لئے اسے قید میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔

یونان کے ملک پر قبضہ کرنے کے بعد یہ سپہ سالار تھوڑی سی فوج لے کر واپس اپنے وطن روانہ ہو گیا جولی اس کے ساتھ دوسری قیدی عورتوں کے ہمراہ موجود تھی۔ یہ فوج بادبانی جہازوں پر سوار ہو کر سمندر میں اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گئی۔

جولی کی ڈیوٹی بھی دوسری قیدی عورتوں کے ساتھ جہاز کے لکڑی کے عرشے کی صفائی پر لگ گئی۔ یہاں دوسری عورتوں کی زبانی جولی کو معلوم ہوا کہ وہ شمالی افریقہ کے ملک لیبیا کی طرف جا رہے ہیں جس کا آج سے ہزاروں سال پہلے کارتھیج نام تھا۔

ایک مہینے کے سمندری سفر کے بعد یہ جہاز کارتھیج کی بندرگاہ کے ساتھ جا لگے۔ اس ملک کا بادشاہ بہت ظالم تھا۔ وہ قیدی عورتوں پر بھی رحم نہیں کھاتا تھا۔ اس نے حکم دے دیا کہ دوسرے قیدی مردوں کے ساتھ قیدی عورتوں کو بھی چمڑے کی بوریوں میں بند کر کے زمین میں زندہ دفن کر دیا جائے۔

جولی یہ حکم سن کر خوف سے لرز اٹھی۔ کم بخت اس قدر ظالم بادشاہ اس نے کبھی پہلے نہیں دیکھا تھا۔ وہ پریشان ہو گئی کہ یہ کس مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ وہ قید خانے کی کوٹھڑی میں بیٹھی اپنی قسمت کو رونے کی بجائے ایک بہادر اور خود اعتماد لڑکی کی طرح سوچ رہی تھی کہ وہ یہاں سے کس طرح فرار ہو سکتی ہے۔

اس نے دیکھا کہ جس کوٹھڑی میں وہ بند تھی اس کے باہر ایک سپاہی پہرہ دیتا ہے۔ شام کے وقت یک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی اس کو کھانا اور پانی دے جاتا تھا. اس وقت
کوٹھڑی کا لوہے کا جنگلا تھوڑی دیر کے لیے کھول
دیا جاتا تھا۔ بس یہی وہ وقت تھا جس سے جولی
فائدہ اُٹھا سکتی تھی. مگر زداں یہ تھا کہ اس کے پاس
کوئی تلوار یا خنجر نہیں تھا۔ وہ سپاہیوں کا مقابلہ کیسے
کرے؟ امریکی لڑکیاں ویسے بھی طاقتور ہوتی ہیں اور جولی
نے اپنے کالج کے زمانے میں جوڈو کراٹے بھی سیکھی تھی.
اور وہ جوگنگ بھی کیا کرتی تھی. مگر وہ ایک ساتھ دو
سپاہیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی. آخر اسے ایک
ترکیب سوجھی.

رات کے وقت اس نے پیٹ درد کا بہانہ بنایا
اور فرش پر لوٹنے اور درد سے کراہنا شروع کر دیا.
سپاہی نے جنگلے میں سے جھانک کر دیکھا اور اسے
بُرا بھلا کہا:

"یہ رات کاٹ لو۔ کل تمہیں زمین میں دفن
کر دیا جائے گا۔ پھر تمہاری پیٹ درد ہمیشہ
کے لیے ختم ہو جائے گی۔"

جولی نے کوئی جواب نہ دیا اور اسی طرح کراہتی
اور تڑپتی رہی۔ آخر اس نے کیا کیا کہ تڑپتے تڑپتے

ل بے حس ہو گئی جیسے بے ہوش ہو گئی ہو۔ سپاہی
نے اس خیال سے کہ کہیں وقت سے پہلے قیدی مر
نہیں گیا دروازہ کھولا اور اندر آ کر جولی پر جھک
ر دیکھا۔ جونہی وہ جولی پر جھکا۔ جولی نے کراٹے کا ایک
یا زور دار ہاتھ اس کی گردن پر حلق کے قریب
را کر سپاہی پیچھے کو گرا۔

جولی بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اٹھی اور سپاہی
نیزہ اٹھا کر اس کے سینے میں گھونپ دیا۔ نیزہ
ل سے پار ہو گیا اور سپاہی بغیر آواز نکالے وہیں
ٹھنڈا ہو گیا۔ جولی نے کھلے جنگلے میں سے جھانک کر
باہر دیکھا. ایک تاریک راستہ اوپر کو جا رہا تھا۔ وہ
اپنی کوٹھڑی سے نکل کر بھاگی۔ آگے قید خانے کا بڑا دروازہ
آ گیا۔ جولی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی. دروازے
پر مشعل روشن تھی.

اس روشنی میں اسے دیکھا ایک پہرے دار سٹول پر
بیٹھا دیوار کے ساتھ سر لگائے گہری نیند سو رہا ہے. جولی
کے لیے یہ بڑا سنہری موقع تھا۔ وہ دبے دبے قدم اٹھاتی
بڑی احتیاط کے ساتھ پہرے دار کے قریب سے گذر گئی
سامنے ایک احاطہ تھا جس کی ایک جانب گھوڑوں کا اصطبل

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

تھا۔ ذرا پرے ایک جگہ ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔
جولی گھوڑے کے قریب آ گئی۔ ایک اجنبی
قریب دیکھ کر گھوڑا ہنہنایا۔ اس کی آواز سن
خیموں میں سے کسی مرد کی آواز آئی:
"کیوں گھبرا رہے ہو۔ ابھی آتا ہوں"
جولی نے سوچا کہ اگر اس نے دیر کر دی تو یہاں
سے فرار ہونا ناممکن ہو جائے گا۔ وہ پھونک پھونک
کر قدم رکھتی گھوڑے کے پاس آ گئی اور پیار سے
اس کی گردن پر ہاتھ پھیرا۔ گھوڑے پر زین کسی ہو
تھی اور ایک تھیلا اور چمڑے کی بوتل لٹک رہی تھی
جولی نے آہستہ سے گھوڑے کی رسی کھولی اور آہ
قدم قدم چلاتی احاطے سے باہر لے گئی۔ باہر جا کر
اس نے ایک بار پھر گھوڑے کی گردن پر پیار سے ہا
پھیرا اور اس پر سوار ہو گئی۔ گھوڑا ذرا سا بدکا مگر جو
کے پیار کرنے پر رام ہو گیا۔ جولی اسے وہاں سے
نکال کر ایک میدان کی طرف روانہ ہو گئی۔ تھوڑی دور
تک وہ گھوڑے کو قدم قدم چلاتی رہی۔ جب اسے محسوس
ہوا کہ اب گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز پیچھے اس کے مالک
تک نہیں پہنچے گی تو اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی

اور باگ ڈھیلی چھوڑ دی۔ گھوڑا اصیل عربی گھوڑا تھا۔
وہ ہوا سے باتیں کرنے لگا۔
ساری رات جولی صحرائی راستے پر سفر کرتی رہی۔
صبح ہوئی تو وہ ایک نخلستان میں پہنچی جہاں کوئی
انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہاں کھجوروں کے درخت
تھے۔ جولی نے زمین پر گری ہوئی کھجوریں کھائیں اور
گھوڑے کے ساتھ بندھی ہوئی چمڑے کی بوتل میں سے
پانی پیا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے لیے لیٹ گئی۔
تھکی ہوئی تھی۔ لیٹتے ہی نیند آ گئی۔ آنکھ کھلی تو وہاں
ایک قافلے نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ جولی کی طرف کسی
نے اس لیے دھیان نہ دیا کہ مسافروں نے اسے بھی مسافر
عورت ہی سمجھا۔ یہ قافلہ جب شام کے وقت سفر کے
لیے روانہ ہوا تو جولی بھی اس قافلے میں شامل ہو گئی۔
چھ روز کے سفر کے بعد یہ قافلہ سوڈان کے ایک
شہر خرطوم کی کاروان سرائے میں پہنچ کر رک گیا۔
جولی نے بیسویں صدی عیسوی کے سوڈان کے شہر
خرطوم کو دیکھا تھا۔ جب وہ امریکن ایئر لائن کے جہاز میں
سوار ہو کر اپنے کالج کی لڑکیوں کے ساتھ وہاں سیر و
سیاحت کرنے آئی تھی۔ یہ خرطوم پانچ ہزار برس پہلے

COURTESY WWW.[redacted]OFBOOKSFREE.PK

کا خرطوم تھا۔ پکے مکان، چوڑی سڑکیں اور امراء اور
جاگیرداروں کے اونچے اونچے مگر کچے مکان۔ کھجوروں
اور انجیر، انگور، سنگتروں کے باغ — کوئی موٹر کاروں
ٹرکوں سکوٹروں کا رش نہیں تھا۔ سڑکوں پر اونٹ اور
بیل گاڑیاں چل رہی تھیں۔ کبھی کبھی کوئی گھوڑ سوار
گذر جاتا تھا۔

جولی کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ اس کا ساتھی خلائی
انسان بھی اسی شہر خرطوم میں موجود ہے۔ وہ فرعون کی
کنیز سارتھی کو ساتھ لے کر مصر سے سفر کرتا سوڈان
پہنچا تھا اور سارتھی کو اس کی والدہ کے پاس پہنچا کر
ان کے انگور کے باغ ہی میں ٹھہرا ہوا تھا اور سوچ
رہا تھا کہ اب وہ کہاں اور کس طرف کا رُخ کرے؟

جولی بھی اسی شہر کی گرد اڑاتی مگر خاموش سڑکوں
پر گھوم رہی تھی۔ گھومتے گھومتے اسے شام ہو گئی۔ وہ
شہر کی ایک گلی میں سے گذر رہی تھی کہ اچانک دو
حبشی اس کے سامنے آ گئے۔ دونوں کوئی ڈاکو یا بدمعاش
لگتے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر تھے۔ جولی سمجھ گئی کہ
وہ پھنس گئی ہے۔

اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر دونوں حبشیوں نے
[redacted] دبوچ لیا۔ جولی نے شور مچا دیا۔ کچھ لوگ گلی میں
[redacted] ہو گئے۔ جولی نے ان کی زبان میں کہا:

"میں مسافر لڑکی ہوں۔ یہ مجھے اغوا کر کے لیے
جا رہے ہیں۔ میری مدد کرو۔"

ایک حبشی بدمعاش نے جولی کے منہ پر زور سے
طمانچہ مارا اور لوگوں سے کہا:

"یہ ہماری کنیز ہے۔ ہم غلام اور کنیزیں فروخت
کرتے ہیں۔ ہم نے اسے مصر میں [redacted] سو درہم
دے کر خریدا تھا۔ اب یہ موقع پا کر فرار ہو
رہی تھی۔"

اس زمانے میں کنیز اور غلام عام بازاروں میں فروخت
کیے جاتے تھے اور لوگ اسے کوئی بدنام یا بُرا پیشہ نہیں
سمجھتے تھے۔ غلاموں اور کنیزوں کے بازار لگتے۔ لوگ
وہاں آتے اور اپنی پسند کا غلام یا کنیز خرید کرلے
جاتے اور پھر گھر میں کھیت میں یا باغ میں ان کے
کام کراتے۔

لوگوں نے الٹا جولی کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا
اور چلے گئے۔

حبشی بدمعاش بڑے خوش ہوئے۔ انہوں نے جولی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھ پیچھے باندھ ڈالے اور اپنے مکان میں لے جا کر بند کر دیا۔ جولی کے بال سرخ تھے آنکھیں نیلی تھیں وہ نوجوان اور خوبصورت تھی۔

ایک حبشی نے کہا:

"کل اسے بازار میں لے جا کر فروخت کرینگے اس کی بہت قیمت پڑے گی۔ ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے۔"

دوسرا حبشی خوش ہو کر بولا:

"خوبصورت لڑکی ہے۔ اس کے ہم دس ہزار درہم وصول کریں گے۔"

دوسرے دن وہ جولی کو لے کر اس بازار میں آ گئے جہاں دوسری کنیزیں اور غلام بھی بک رہے تھے۔ یہ دونوں حبشی بھی ایک جگہ جولی کو لے کر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز میں لوگوں کو بلانے لگے۔ لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اتفاق سے خلائی انسان بھی اس طرف سے گذر رہا تھا۔ اس نے جولی کو نہ دیکھا مگر جولی نے اسے دیکھ لیا۔ اس کو دیکھتے ہی جولی نے پکار کر انگریزی زبان میں کہا:

"تھیوسا لنگ انکل! مجھے بچا لو۔ میں یہاں ہوں۔"

خلائی انسان حیران ہوا کہ اس کا نام کس عورت نے لیا ہے۔ اس نے جو پلٹ کر دیکھا تو امریکی لڑکی جولی چبوترے پر کھڑی تھی۔ دو حبشی اس کی بولی لگا رہے تھے۔ ایک امیر حبشی نے بیس ہزار درہم کی بولی لگا دی تھی۔ خلائی انسان لپک کر وہاں آیا۔ اس نے حالات کا اندازہ لیا اس کے اپنے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ اس نے جولی کو انگریزی زبان ہی میں کہا کہ تسلی رکھو۔ فکر نہ کرو میں تمہیں یہاں سے نکال لوں گا۔

بدمعاش حبشی نے انہیں باتیں کرتے دیکھ کر جولی کو ٹھوکر مار دیا۔

اس پر خلائی انسان کو سخت غصہ آ گیا۔ وہ اچھل کر چبوترے پر چڑھ گیا جہاں جولی کو کھڑا کیا گیا تھا۔ اس نے جاتے ہی ایک آنکھ بند کی اور بدمعاش حبشی کے منہ کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔

بس پھر کیا تھا۔ لوگوں کے سامنے ایک اونچا لمبا تڑنگا حبشی سمٹ کر چوہے جتنا ہو گیا۔ لوگ خوف زدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئے۔ وہ خلائی انسان کو کوئی جادوگر سمجھ رہے تھے۔ دوسرے بدمعاش حبشی نے خلائی انسان کو زور سے گھونسا مارا۔ خلائی انسان نے اس بدمعاش کی گردن

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREE BOOKS FREE.PK

سے اپنی انگلی لگا دی۔

یہ بدمعاش بھی ننھا سا چوہا بن کر چبوترے پر ادھر ا
پھدکنے لگا۔ سارا بازار خوف کے مارے خالی ہو گیا۔ خلا
انسان نے جولی سے کہا:

"اب میدان صاف ہو گیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ"

خلائی انسان جولی کو لے کر سارمتی کے مکان پر آ
اس نے جولی کا تعارف سارمتی اور اس کی ماں سے
کہہ کر کروایا کہ جولی میری بھتیجی ہے اور خرطوم میں سیر کرنے
آئی ہوئی تھی کہ میری ملاقات ہو گئی۔ سارمتی نے جولی کے
سنہرے بال اور نیلی آنکھیں دیکھیں تو بڑی خوش ہوئی۔

سارمتی جولی کے لیے کھانا پکانے لگی۔ جولی نے غسل کیا
دوسرے کپڑے پہنے۔ انگور کے باغ میں سب کے ساتھ بیٹھ
کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد خلائی انسان اسے ساتھ لے کر
باغ میں ٹہلنے لگا۔ یہاں خلائی انسان ھنیوسانگ نے جولی کو
اپنی ساری کہانی سنائی۔ اسے عنبر ناگ کیٹی اور ماریا کے بارے
میں بھی بتایا اور کہا کہ یہ لوگ ہزاروں سالوں سے سفر کر
رہے ہیں اور ایٹمی جنگ کے بعد ٹائم مشین نے اسے ان
سے جدا کر دیا ہے۔ جولی بہت متاثر ہوئی۔ جولی نے بھی خلائی
انسان کو اپنی داستان سنائی کہ وہ کس طرح جہاز بچا کر سوئن

پہنچی ہے۔

"انکل۔ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اب کہاں ہونگے؟"
خلائی انسان نے کہا:

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں
بھی تمہاری طرح ان کی دنیا سے نکل کر تاریخ
کے ہزاروں سال پرانے زمانے میں آ گیا ہوں۔
اب تمہارا ڈیڈی کہیں مل جائے تو شاید وہ
ہمیں پھر واپس اپنی دنیا میں پہنچا سکے۔"

جولی اپنے باپ کو یاد کر کے اداس ہو گئی۔

"انکل! مجھے میرے ڈیڈی کے بارے میں کچھ معلوم
نہیں ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ ڈیڈی کو بھی ٹائم
مشین نے ہزاروں سال پہلے کے زمانے میں کہیں
پہنچا دیا ہو گا لیکن وہ کہاں ہیں؟ یہ کچھ پتہ
نہیں۔"

خلائی انسان نے کہا:

"ہم ہزاروں برس پہلے کی دنیا میں آ گئے ہوئے
ہیں اور یہ دنیا ہماری سائنس کی جدید دنیا کے
مقابلے میں بہت مختصر ہے۔ چھوٹے چھوٹے ملک
ہیں۔ آبادی کم ہے۔ کہیں نہ کہیں تمہارے ڈیڈی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ضرور ملاقات ہو جائے گی تم فکر نہ کرو۔"

جول کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے پلکے آنکھ پونچھیں اور کہا:

"انکل تھیوسانگ! اب کیا پروگرام ہے۔ میرا مطلب ہے ہم یہاں سے کس طرف جائیں گے؟"

خلائی انسان نے کچھ سوچ کر کہا:

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں نیچے قطب جنوبی کی طرف جانا چاہیئے۔"

جولی نے چونک کر کہا:

"قطب جنوبی؟ وہ کیوں؟ وہاں تو سوائے برف کے طوفانوں کے اور کچھ نہیں ہے ہمارے سائنس کے زمانے میں یہ علاقہ ویران اور بے آباد تھا۔ اب تو یہاں اور بھی ویرانی اور شدید سردی ہو گی۔"

خلائی انسان نے کہا:

"جب میں اپنے خلائی سیارے میں رہتا تھا تو وہاں ایک بار ہماری لیبارٹری میں کمپیوٹر پر ہمیں بتایا گیا تھا کہ زمین کے جنوب میں ایک برفانی میدان ہے جہاں قیصری کہکشاں کے ایک سیارے کا ایک

خلائی جہاز وہاں اترا تھا۔ اس کے بعد اس کی کوئی خبر نہیں مل سکی کہ وہ خلائی جہاز کہاں گم ہو گیا۔ میں اب حساب لگاتا ہوں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ جہاز آج سے بھی دو سو برس پہلے قطب جنوبی کے کسی برفانی میدان میں اترا ہو گا۔"

جولی بولی: "ہم اسے کہاں تلاش کرتے پھریں گے برفوں میں انکل؟"

خلائی انسان نے کہا:

"اگر ہمیں وہ خلائی جہاز مل جائے یا کوئی خلاباز ہی مل جائے تو ہم اس دنیا سے نکل کر اپنی دنیا میں پہنچ سکتے ہیں۔ کیوں کہ خلائی جہاز زمانوں میں سے بھی گذرتے ہیں۔ چنانچہ ہم اس پر سوار ہو جائیں گے اور جب ہمارا زمانہ گذرنے لگے گا تو اسے اپنی زمین پر اتار دیں گے۔"

جولی کو اصولی طور پر یہ بات سمجھ میں آ گئی تھی لیکن وہ قطب جنوبی کے شدید ترین موسم، ہڈیوں کو جما دینے والی سردی اور برفانی طوفانوں سے گھبرا رہی تھی۔ مگر خلائی انسان نے اسے قائل کر لیا۔ انہوں نے قطب جنوبی کی

COURTESY WWW.[redacted]BOOKSFREE.PK

طرف جانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آج سے
ہزار برس پہلے اتنی سہولتیں کہاں میسّر تھیں جو آج
میسر ہیں؟ پھر بھی خلائی انسان نے اپنے منصوبے
کرنا شروع کر دیا۔ انہیں سارے افریقہ کے براعظ
سفر کرکے جنوبی افریقہ کی قدیم ترین بندر گاہ طبانا پہ
جس کا آج کل کا نام کیپ ٹاؤن ہے۔

اس بندر گاہ سے انہیں بادبانی جہاز میں سوار
سمندر میں سفر کرتے ہوئے قطب جنوبی کے برفانی علا
میں جانا تھا۔ یہ بڑا کٹھن اور دشوار گذار سفر تھا مگر
جدید سائنسی دنیا یعنی تین ہزار سال قبل مسیح کے زما
سے نکل کر بیسویں صدی عیسوی کے زمانے میں پہنچنے
یہی ایک ذریعہ تھا۔ خلائی انسان کو یقین تھا کہ اسے
برفانی علاقے میں کسی نہ کسی جگہ وہ خلائی جہاز ضرور
جائے گا جس کو لے کر ہزاروں برس پہلے خلائی مخلوق
زمین پر اُتری تھی۔

خلائی انسان نے ایک روز سارتھی اور اس کی مال
سے اجازت لی اور جولی کو ساتھ لے کر ایک کارواں
کے ساتھ جنوبی افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ انہیں جنو
افریقہ کی آخری بندرگاہ طبانا پہنچتے پہنچتے چھ ماہ لگ

گئے طبانا بندرگاہ کے شہر میں وہ ایک پرانی
ٹوٹی پھوٹی سرائے میں اتر گئے۔ خلائی انسان نے
یم کیا کہ طبانا بندر گاہ سے ہر چھ ماہ کے بعد ایک
ل جہاز مچھلیاں پکڑنے قطب جنوبی کی طرف جاتا ہے
ہ جہاں سمندر برف بن کر جمنے لگتا ہے واپس
جاتا ہے۔

خلائی انسان اور جولی نے اسی جہاز میں سفر کرنے
فیصلہ کر لیا۔ دونوں مل کر طبانا کے ایک باغ میں
کرنے لگے۔ چھ مہینوں میں انہوں نے کافی پیسے
کر لیے۔ جس روز بادبانی جہاز نے سمندر کی طرف
فر کرنا تھا خلائی انسان اور جولی وہاں صبح ہی
نچ گئے۔ انہوں نے بھیڑوں کی گرم کھالوں کے جوتے
پیاں اور لمبے کوٹ بنوا کر اپنے ساتھ رکھ لیے تھے۔
ان کے علاوہ خشک مچھلیوں کے گوشت سے بھرا ایک
تھیلا دو بڑے خنجر اور رسّی بھی اپنے ساتھ رکھ لی تھی۔
وہ جہاز پر سوار ہو گئے۔ جہاز دوپہر کے بعد جب
موافق ہوا چل رہی تھی۔ بادبان کھول کر سمندر کی طرف
روانہ ہو گیا۔ یہ مچھلیاں پکڑنے والوں کا ایک چھوٹا سا
بادبانی جہاز تھا۔ ایک ہفتہ سمندر میں سفر کرتے گذر گیا۔

COURTESY WWW.[redacted]EBOOKSFREE.PK

اس دوران مچھیروں نے کتنی ہی مچھلیاں سمندر سے
جہاز پر ڈھیر کر لیں۔ ساتھ ساتھ وہ ان مچھلیوں کو
کر کے دھوپ میں سکھانے کے لیے بھی ڈالتے جا
تھے۔

سمندر میں برف کے بڑے بڑے تودے تیر
آنے لگے۔ یہاں سردی بھی بہت زیادہ ہو گئی تھی
قطب جنوبی قریب آ رہا تھا۔ جہاز کو یہاں سے دائیں
چلے جانا تھا۔ مگر خلائی انسان اور جولی کو ابھی اور آگے
جانا تھا۔

خلائی انسان جہاز والوں کو آگے جانے پر مجبور نہیں کر
سکتا تھا۔ جہاز والوں نے وعدے کے مطابق خلائی انسان
اور جولی کو ایک کشتی میں بٹھا دیا۔ کشتی سمندر میں قطب
جنوبی کی طرف اور جہاز واپس طوفانا بندرگاہ کی طرف
چل پڑا۔ کشتی دو روز تک سمندر میں آگے بڑھتی چلی
اب سمندر میں جگہ جگہ برف کے بڑے بڑے تودے
بہتے نظر آ رہے تھے۔ سردی بے حد زیادہ ہو گئی تھی
اور تیز ہوا چل رہی تھی۔

خلائی انسان اور جولی نے بھیڑ کی کھال کے گرم کپڑے
پہن لیے تھے۔ کشتی ہی میں وہ تھوڑی بہت سوکھی مچھلی

[illegible] چلتے چلے گئے۔ اسی طرح برفانی سمندر میں سفر
[illegible] کرتے جب پندرہ دن گذر گئے تو سمندر جمنے
[illegible] برف بننے لگا۔ اب کشتی آگے نہیں بڑھ سکتی تھی

[illegible] جولی نے کہا:

"[illegible] انکل! ہم ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں نا؟"

خلائی انسان نے کشتی سے اتر کر برفانی سمندر کی سخت
[illegible] پر پاؤں رکھا اور دُور دھندلی برفانی چادر کو دیکھ
[illegible] کر بولا:

"جولی! میں خلائی انسان ہوں میرا اندازہ کہتا ہے
کہ ہم ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں۔"

جولی بھی سمندر کی برفانی سطح پر اتر آئی۔ سوکھی
مچھلی کا تھیلا خلائی انسان نے اور رسّی کا گچھا جولی نے
اپنے کاندھے پر ڈال رکھا تھا۔ ان کے پاؤں میں بھی
بھیڑ کی کھال کے بھاری جوتے تھے۔ ہاتھ میں چھڑیاں تھیں
جن کے آگے لوہے کے کیل لگے تھے۔ انہوں نے قطب
جنوبی کی طرف چلنا شروع کیا۔

جولی بولی: "مجھے یقین نہیں آتا کہ اس جگہ کوئی
خلائی جہاز اترا ہو گا۔"

"وہ کیوں؟" خلائی انسان نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

جولی نے کہا:

"اس لیے کہ یہاں اس قدر سردی ہے کہ خلائی جہاز کے انجن کی گیس بھی جم جائے۔"

خلائی انسان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا:

"جولی! تم سائنس کی سٹوڈنٹ رہی ہو۔ مگر تمہاری دنیا کی یونیورسٹیوں میں سائنس کا معیار وہ نہیں ہے جو ہمارے خلائی سیارے میں ہے۔ ہم لوگ اپنے خلائی جہازوں میں گیس استعمال نہیں کرتے ہمارے جہاز ایٹمی توانائی سے اڑتے ہیں۔"

جولی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سمجھ گئی کہ اس نے ایک احمقانہ سوال کیا تھا۔ یہاں دن لمبے ہوتے گئے۔ پندرہ روز اسی طرح برفانی سمندر میں سفر کرنے کے بعد خلائی انسان اور جولی ایسے علاقے میں پہنچ گئے جہاں چاروں طرف برف ہی برف تھی۔ یہ برفانی میدان قطب جنوبی تک کے مرکز تک پھیلا ہوا تھا۔ اس جگہ چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہو گئی تھی۔ یہاں دن میں بھی اس طرح کی روشنی رہتی جیسے سورج غروب ہونے وقت شام کو ہوتی ہے اور جب چھ مہینوں کے بعد سورج غروب ہو جاتا ہے اور چھ ماہ کے لیے اندھیری

سرد رات چھا جاتی ہے۔

خلائی انسان اور جولی دن میں تھوڑی دور برف پر چلتے اور پھر کسی جگہ برف کی سلوں کے پیچھے گڑھا کھود کر چھپ کر بیٹھ جاتے یا کسی اسکیمو کے چھوڑے ہوئے برف کے گھر میں گھس کر سو جاتے۔ یہاں انہیں ویل مچھلی کے گوشت کے ٹکڑے اور چربی کے تیل کا چراغ بھی مل جاتا اور وہ اندر ہی برف پر آگ بھی جلا کر تاپ لیتے۔

پیارے بچو! آپ کہیں گے کہ برف سے آگ نکل کر پانی نہیں ہو جاتی؟ بات یہ ہے کہ جہاں درجہ حرارت بھی نقطہ انجماد سے نیچے ہو۔ وہاں برف بڑی مشکل سے پگھلتی ہے اور اسکیمو آج سے ہزاروں برس پہلے بھی اپنے برفانی گھروں میں آگ جلانے کے لیے ہڈیوں کے اسٹینڈ استعمال کرتے تھے جو ویل مچھلی کی ہڈیوں کو توڑ مروڑ کر بنائے گئے ہوتے تھے۔ ویل کے گوشت اور تیل میں بڑی گرمی ہوتی ہے۔ خلائی انسان کے لیے تو تھوڑی سی مقدار خوراک ہی کی بہت تھی مگر جولی اسی طرح کھاتی تھی جس طرح ہم لوگ کھاتے ہیں۔ ویل کا تھوڑا سا گوشت کھا کر ہی اس کے اندر پوری طاقت

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREE BOOKS FREE.PK

آجاتی تھی۔ ان کے پاس جو سوکھی مچھلیاں تھیں وہ کب کی ختم ہو چکی تھیں۔

خلائی انسان ہر روز اٹھ کر سب سے پہلے باہر برف کی سطح کا معائنہ کرتا کہ کہیں کسی جگہ کسی قدیم خلائی جہاز کے نشان تو نہیں ہیں۔ ابھی تک انہیں ایسی کوئی نشانی نہیں ملی تھی جس سے یہ اندازہ لگایا جاتا کہ خلائی مخلوق کا جہاز یہاں کہیں موجود ہے۔

جولی تو ناامید ہو چکی تھی۔ اس نے خلائی انسان سے ایک دو بار کہہ بھی دیا کہ ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آگے جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہو سکتا ہے زیادہ آگے جانے کے بعد پھر ہم کبھی واپس نہ آ سکیں۔ خلائی انسان اس کا حوصلہ بڑھاتا چلا آ رہا تھا۔

اب چھ ماہ کی رات چھا چکی تھی۔ خلائی انسان اور جولی تھوڑی دور برف کے میدان میں سفر کرتے اور اگر کوئی اسکیمو کا گھر ملتا تو اس میں، نہیں تو وہیں کسی جگہ برف کھود کر اس کے گڑھے میں بھیڑ کی کھالیں لپیٹ کر سو جاتے۔ دو ایک بار سخت برفانی طوفان بھی آئے مگر خلائی انسان نے ہمت نہ ہاری۔

ایک رات چھ گھنٹے برفانی میدان میں چلنے کے

بعد انہیں دور ستاروں کی روشنی میں سفید برف پہ اسکیمو کا گنبد کی طرح ابھرا ہوا گھر نظر آیا۔

خلائی انسان نے کہا:

"چلو، اس گھر میں چلتے ہیں۔ وہاں ہمیں سردی سے بھی نجات مل جائے گی اور ہو سکتا ہے دیل مچھلی کا گوشت اور آگ جلانے کے لیے چربی بھی مل جائے۔"

جولی بڑی تھک گئی تھی۔ وہ چھڑی کے سہارے برف پر آہستہ آہستہ چلتی خلائی انسان کے ساتھ اسکیمو کے گھر کی طرف بڑھی۔

اس گھر کے اندر کھانے پینے کا سارا سامان پڑا تھا۔ جولی نے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلا کھاتے ہوئے کہا:

"بھیوسانگ انکل! یہ سب چیزیں گرم ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہاں سے کوئی ابھی ابھی باہر گیا ہے۔"

بھیوسانگ خلائی انسان نے گرم مشروب حلق میں انڈیلتے ہوئے کہا:

"تم پیٹ بھر کر کھاؤ۔ کوئی آئے گا تو دیکھا جائے گا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

جولی بڑے مزے سے کھانے لگے۔ اسکیمو کا برفانی گھر گرم تھا اور چربی کا ایک چراغ بھی جل رہا تھا۔ برف پر یاک جانور کی کھال بھی بچھی تھی جو گرم ہوتی ہے۔

○

پُراسرار انسان

تھوڑی دیر بعد جولی سونے کے لیے لیٹ گئی۔

خلائی انسان نے کہا کہ میں ذرا باہر جا رہا ہوں۔ وہ اسکیمو کے گھر سے باہر آ گیا اور ایک برف برفانی میدان میں چمڑی ہاتھ میں لیے چلنے لگا۔ وہ زیادہ سے زیادہ سردی اور زیادہ سے زیادہ گرمی برداشت کر سکتا تھا۔ صرف وہ ہر مشکل کے وقت اپنی انگلی بچا کر رکھتا تھا۔ کیوں کہ اگر اس کے ہاتھ کی کوئی انگلی کٹ گئی تو وہ مر سکتا تھا۔ خلائی انسان کے جانے کے بعد جولی سونے کی کوشش کر ہی رہی تھی کہ اسے باہر برف پر بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی۔

پہلے تو جولی نے خیال کیا کہ انکل تھیوسانگ آ گیا ہے۔ پھر اس نے سوچا کہ اس کے قدموں کی چاپ اتنی بھاری نہیں ہے۔ اب جولی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیوں کہ یہ دو آدمیوں کے قدموں کی چاپ تھی اور وہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREE BOOKS FREE.PK

آپس میں باتیں کرتے چلے آ رہے تھے۔ جولی نے جلدی سے خنجر ہاتھ میں تھام لیا اور مقابلے کے لیے بالکل تیار ہو گئی۔

اسکیمو گھر کے آگے ویل مچھلی کی کھال کا جو پردہ لٹک رہا تھا وہ اوپر اٹھا اور دو خوفناک چہروں والے بچے کٹے اسکیمو اسے حیرانی سے تکنے لگے۔ پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کچھ اشارہ کیا۔ جولی بھی خبردار ہو گئی۔ ایک اسکیمو پیچھے ہٹ گیا دوسرے نے تیزی سے جھک کر برف کے فرش پر بچھی ہوئی یک کے فر کی کھال کو جلدی سے کھینچ لیا۔ جولی الٹ گئی اور خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ دونوں اسکیموؤں نے جولی پر قابو پا لیا اور اس کے بازو رسی سے جکڑ دیئے۔

"تم آسمانی حور اس ویرانے میں کہاں سے آ گئی ہو؟" ایک اسکیمو نے جولی کی طرف مسکراتے ہوئے سوال کیا دوسرا اسکیمو مچھلی کے قتلے کھانے لگا۔

جولی نے کہا،

"میں برفانی میدان میں راستہ بھول گئی تھی مجھے چھوڑ دو۔ میرے ماں باپ پیچھے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

جو اسکیمو مچھلی کھا رہا تھا بھیانک طریقے سے ہنسا۔

"فکر نہ کرو لڑکی۔ تمہارے ماں باپ کو بھی اسی جگہ بلا لیں گے۔ آخر ہماری تم سے شادی ہونے والی ہے۔ اس لیے تمہارے ماں باپ کا ہونا ضروری ہے۔"

دونوں اسکیمو قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ جولی دل میں خدا سے دعا مانگنے لگی کہ کسی طرح انکل ٹھیوسانگ جلدی واپس آ جائے۔ مگر وہ نہیں آ رہا تھا۔ دونوں اسکیمو مچھلی کھاتے رہے۔ وہ اس دوران میں جولی کی طرف بھی دیکھ لیتے تھے۔ پھر آپس میں کھسر پھسر کرنے لگ جاتے۔ ایک اسکیمو اٹھا۔ جولی کے قریب آیا اور اس کے سرخ بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر بولا:

"اس کو ابھی کاٹ دیتا ہوں۔"

جولی چونک پڑی۔ یہ اسکیمو اس کے سرخ بال کاٹنے والا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اچھل کر پرے ہٹ گئی۔ اسکیمو نے اسے وہیں دبوچ لیا۔ دوسرے اسکیمو نے قہقہہ لگاتے ہوئے اس کی طرف خنجر پھینک کر کہا،

"اس کے سارے لال بال کاٹ ڈالو اس کے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

بعد اس کی نیلی آنکھیں نکال دینا۔ دیوتا اس
کے لال بال اور نیلی آنکھوں کا تحفہ قبول
کر کے بڑے خوش ہوں گے۔"

جولی تو سکتے میں آ گئی۔ اس نے چیخ مار دی۔ اسکیمو
نے اس کے منہ پر اپنا بھاری بھرکم ہاتھ رکھ دیا۔
"خبردار! آواز نکالنے کا کوئی فائدہ نہیں یہاں
تمہاری آواز کوئی نہیں سنے گا۔"

مگر خلائی انسان نے اس ویران برفانی فضا میں جولی کی
چیخ کی آواز سن لی تھی۔ وہ وہیں سے واپس ہوا اور بجلی
کی رفتار کے ساتھ جولی کی مدد کو دوڑا۔ اسکیمو نے خنجر
تان لیا تھا اور جولی کے سرخ بالوں کو کاٹنے ہی لگا
تھا کہ خلائی انسان پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوا۔ دونوں
اسکیمو اسے حیران ہو کر تکنے لگے۔ پہلے والے اسکیمو نے
زور سے خنجر اچھال دیا۔ خنجر خلائی انسان کی گردن میں
آدھا دھنس گیا۔ مگر خلائی انسان کو ذرا سی بھی درد نہ ہوئی
اس نے اپنی گردن میں سے خنجر نکال کر پرے پھینکا اور
لپک کر اس اسکیمو پر گرا جس نے جولی کو پکڑ رکھا تھا۔
خلائی انسان نے ایک آنکھ بند کر کے اسکیمو کی گردن
گھما دی۔ یہ اسکیمو ایک دم سے چوہے جتنے سائز

...ہو گیا۔ دوسرا اسکیمو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ
...ں کا ساتھی ابھی خلائی انسان سے گتھم گتھا تھا اب
...کہاں غائب ہو گیا۔ وہ پہلے ہی اس بات پر حیرت زدہ
...تھا کہ خلائی انسان گردن میں خنجر لگنے کے باوجود زندہ
...ہے۔ اب جو اس نے اپنے ساتھی کو خلائی انسان کی ہتھیلی
...پر چوہے کی طرح پھدکتے دیکھا تو اس کی حیرت کی
...انتہا نہ رہی۔

اس نے فوراً خلائی انسان کے آگے سجدہ کر دیا
اور چیخ چیخ کر کہنے لگا:

"اے برفانی دیوتا۔ مجھے معاف کر دینا۔ میں
نے تجھے پہچانا نہیں۔ میرے دوست نے بھی
نہیں پہچانا۔ ہمیں معاف کر دو۔"

خلائی انسان نے چھوٹے سائز کے اسکیمو کو فرش پر
رکھ دیا اور جولی کے بازو کھول دیئے۔ پھر بڑے اسکیمو
کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیا تم بھی چاہتے ہو کہ اسی طرح چھوٹے بن جاؤ"

بڑے اسکیمو نے ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے کہا:

"اے عظیم برفانی دیوتا میری جان بخش دو۔ مجھے
معاف کر دو۔ میں تمہارا غلام ہوں۔ میں تمہارا

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

نوکر ہوں۔ میری غلطی معاف کر دو۔"

خلائی انسان نے دوسرے اسکیمو کو بھی دوسری با
آنکھ بند کر کے انگلی سے چھوا اور وہ پھر سے بڑا ان
بن گیا۔ بڑا انسان بنتے ہی اس نے بھی خلائی انسان
کے آگے سجدہ کر دیا اور رو رو کر اپنے گناہ کی
معافی مانگنے لگا:

"عظیم برفانی دیوتا مجھے بخش دو۔ مجھے نہیں پتہ
تھا کہ یہ تمہاری ملکہ ہے۔ مجھے معاف کر دو۔"

وہ اونچی آواز میں رونے لگا۔ خلائی انسان نے اسے
ڈانٹ کر چپ کرایا اور کہا:

"تم لوگ یہاں کہاں رہتے ہو؟"

اسکیمو نے بتایا کہ ان کا گاؤں یہاں سے بارہ کوس
کے فاصلے پر ہے:

"ہم یاک جانور کے شکار کو نکلے تھے کہ اس لڑکی
کو دیکھ کر سوچا کہ عظیم دیوتا کے حضور اس کے
سرخ بال نیلی آنکھیں پیش کی جائیں۔ عظیم دیوتا!
یہ سب کچھ ہم آپ کی خوشی کے لیے کر
رہے تھے۔"

بجلی نے پوچھا:

"تمہارے گاؤں میں اسی قسم کے مکان ہیں کیا؟"

"ہاں عظیم ملکہ! ہمارے گھر اسی طرح کے ہیں۔"

"چلو ہمیں اپنے گاؤں میں لے چلو۔"

خلائی انسان نے کہا، دونوں اسکیمو خوشی سے نہال
ہو گئے۔ وہ بھاگ کر دور برفانی میدان میں رکھی ہوئی
اپنی برفانی گاڑی لائے۔ خلائی انسان اور بجلی کو اس میں
بٹھایا اور اسے کھینچتے ہوئے اپنے گاؤں کی طرف روانہ
ہو گئے۔

اسکیموؤں کے اس گاؤں میں دس بارہ مکان تھے۔ سب
لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے۔ جب انہیں معلوم
ہوا کہ عظیم برفانی دیوتا اور اس کی ملکہ ان کے سامنے
کھڑے ہیں تو سب کے سب سجدوں میں گر پڑے۔ خلائی
انسان نے انہیں جھڑکتے ہوئے کہا:

"یہ کیا حماقت کر رہے ہو۔ اٹھو اور اپنے اپنے
گھروں میں بھاگ جاؤ۔"

سارے اسکیمو اٹھ کر چوہوں کی طرح اپنے گنبد والے
گھروں میں گھس گئے۔ صرف ایک وہ اسکیمو خلائی انسان
کے پاس رہ گیا جس کو خلائی انسان نے انگلی لگا کر چھوٹا
کر دیا تھا۔ خلائی انسان اور بجلی کے لیے فوراً ایک گھر

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

خالی کر کے وہاں آگ جلا دی گئی۔ چراغ روشن کر
گیا۔ کھانے کے لیے بھنی ہوئی مچھلی لائی گئی۔ جولی اور
خلائی انسان مچھلی کھانے لگے۔ مکان اور آگ کی گرمی سے
ان کے جسم کو پھر سے طاقت عطا کر دی تھی خلائی انسان
کو تو اس کی ضرورت نہیں تھی لیکن جولی نے بڑا سکون
محسوس کیا۔

خلائی انسان نے اسکیمو سے پوچھا:

"کیا یہاں آس پاس کوئی آبادی نہیں ہے؟"

"نہیں عظیم برفانی دیوتا۔" اسکیمو نے ہاتھ باندھے
ہوئے کہا:

خلائی انسان نے سوال کیا:

"کیا تم نے کبھی کوئی غیر معمولی بات، یہاں
دیکھی ہے؟"

"نہیں عظیم دیوتا۔ میں اسی جگہ انہی برفانی میدانوں
میں چل پھر کر اتنی عمر کا ہوا ہوں۔ میں نے آج
تک یہاں کوئی عجیب بات نہیں دیکھی۔"

جولی نے انگریزی میں خلائی انسان سے کہا:

"انکل تھیو سانگ! معلوم ہوتا ہے تمہارا مشن ناکام
ہو گیا ہے۔ یہاں کبھی کوئی خلائی جہاز نہیں اترا۔"

خلائی انسان نے اسکیمو سے کہا:

"کیا تم نے کبھی اپنے بڑے بوڑھوں سے ایسی
کہانی بھی نہیں سنی کہ یہاں آسمان سے کچھ
لوگ اترے تھے"؟

اسکیمو نے جھک کر کہا:

"عظیم دیوتا! آسمان سے تو دیوتا لوگ ہمیشہ
ہی زمین پر اترتے رہتے ہیں۔ آپ خود آسمان سے
اتر کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ ہمارے دادا بھی
کہا کرتے تھے کہ آسمان سے یہاں دیوتا آتے
جاتے رہتے ہیں۔"

جولی گرم گرم سمور کی کھال میں گھستے ہوئے بولی:

"انکل تھیو! اب یہاں سے واپسی کا پروگرام بنانا
چاہیے کسی خلائی جہاز کے ملنے کی اب کوئی
امید نہیں ہے۔"

خلائی انسان خاموش ہو گیا۔ وہ ابھی ناامید نہیں تھا۔
اس نے مزید کریدتے ہوئے اسکیمو سے پوچھا:

"کیا تم نے کبھی کوئی ایسی بات کسی کی زبانی سنی
ہے کہ اس علاقے میں کسی پراسرار انسان کو گھومتے
پھرتے دیکھا گیا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسکیمو سر کھجا کر بولا :

"عظیم دیوتا! آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ کو برف کے نیچے دبی ہوئی ساری مچھلیوں کا حال معلوم ہے۔ لیکن اگر حضور میرا امتحان ہی لینا چاہتے ہیں تو میں کہوں گا کہ ہاں یہاں گاؤں میں مشہور ہے کہ کوئی پراسرار آدمی رات کے اندھیرے میں کبھی کبھی گاؤں کے کھیا کو ملنے آتا ہے۔ اس کے پاس کچھ دیر ٹھہرتا ہے اور پھر برف کی دھند میں گم ہو جاتا ہے۔"

خلائی انسان اور جولی کے کان کھڑے ہو گئے۔ جولی سمور کی گرم کھال کے بستر سے نکل کر بیٹھ گئی۔ خلائی انسان اسکیمو کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا۔ کیا تم نے کبھی اس پراسرار انسان کو دیکھا ہے؟"

"جی نہیں عظیم دیوتا! میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ سوائے گاؤں کے کھیا کے اس پراسرار آدمی کو کسی نے بھی نہیں دیکھا۔"

خلائی انسان نے اسکیمو کو حکم دیا:

"فوراً کھیا دادا کو حاضر کرو۔"

"جو حکم عظیم دیوتا!"

یہ کہہ کر اسکیمو جلدی سے باہر نکل گیا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ اس خلائی جہاز کے عملے کا کوئی خلا باز ہے۔ جو اس سرزمین پر عرصہ ہوا اترا تھا۔"

جولی نے کہا :

"مگر یہ خلائی انسان اتنی دیر سے کیسے زندہ ہے؟"

خلائی انسان نے جواب دیا :

"تم نہیں جانتی جولی! ہم خلائی انسان بعض قسم کے حالات اور آب و ہوا میں دو تین سو برس تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ ضرور یہ خلائی جہاز کا باقی بچا ہوا خلا باز ہے۔"

مکان کے دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک بوڑھا اسکیمو اندر داخل ہوا۔ اس نے اندر آتے ہی خلائی انسان کے آگے سجدہ کر دیا۔ خلائی انسان نے اسے اٹھنے کا حکم دیا۔ دوسرے اسکیمو کو مکان سے باہر نکال دیا۔ پھر کھیا دادا اسکیمو سے پوچھا:

"کھیا دادا! جو سوال میں تم سے کروں اس کا درست اور ٹھیک ٹھیک جواب دینا۔"

COURTESY WWW.BOOKSFREE.PK

مکھیا اسکیمو نے سر جھکا کر کہا:
"عظیم دیوتا کے سامنے کوئی اسکیمو جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔"
خلائی انسان نے ذرا آگے جھک کر مکھیا اسکیمو سے پوچھا:
"وہ پراسرار آدمی کون ہے جو تمہیں آدھی رات کو برف کے تاریک میدانوں سے نکل کر ملنے آتا ہے۔"
مکھیا اسکیمو نے ہاتھ اپنے سینے پر باندھ کر کہا:
"عظیم دیوتا! اگرچہ مجھے اس پراسرار انسان نے منع کیا تھا کہ میں اس کے بارے میں کسی سے کوئی بات نہ کروں لیکن میں عظیم برفانی دیوتا اور اس کی ملکہ کے آگے یہ بات نہیں چھپا سکتا۔"
مکھیا اسکیمو ذرا سا کھانسا۔ پھر اس نے اپنے سر پر رکھی ہوئی فر کی بڑی ٹوپی کو ٹھیک کیا۔ خلائی انسان کے آگے دو بار سجدہ کیا اور کہا:
"عظیم برفانی دیوتا! اس پراسرار شخص سے میری ملاقات آج سے کچھ عرصہ پہلے ہوئی۔ اس رات

برف کا بڑا زبردست طوفان آیا ہوا تھا۔ تیز برفیلی ہواؤں کے ساتھ برف کے گالے اڑ رہے تھے۔ میں اپنے مکان کے پردے کو میخوں سے ٹھونکنے کے لیے باہر نکلا تو مجھے برف کے طوفان میں ایک انسان اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ میں اسے بھولا بھٹکا مسافر سمجھ کر اپنے مکان میں لے آیا۔ اس کی ڈاڑھی برف میں سفید ہو رہی تھی۔ میں نے اسے گرم قہوہ پلایا۔ اس کا قد چھوٹا اور عمر میری جتنی ہو گی۔ رنگ سرخ و سپید تھا۔ اس نے کسی عجیب سی زبان میں مجھ سے بات کی۔"
جولی نے بے تابی سے انگریزی میں کہا:
"تھیوسانگ! مجھے یقین ہے وہ میرے ڈیڈی ہیں؟"
مکھیا اسکیمو نے چونک کر کہا:
"عظیم ملکہ! اس بوڑھے نے اسی زبان میں مجھ سے بات کی تھی جو اس وقت آپ بول رہی ہیں۔"
اس پر جولی نے مکھیا اسکیمو کا ہاتھ تھام کر کہا:
"خدا کے لیے مجھے اس کے پاس لے چلو۔ وہ میرا باپ ہے۔"

COURTESY WWW.PK...OKSFREE.PK

یہ جملہ جولی نے اسکیمو کی زبان میں ادا کیا تھا۔ مکھیا اسکیمو تو جولی کو حیرت سے تکتا رہ گیا۔ خلائی انسان بھی سمجھ گیا کہ وہ پُر اسرار آدمی یقیناً جولی کا ڈیڈی ہی ہے۔ اس نے اسکیمو سے پوچھا:

"مجھے یہ بتاؤ کہ وہ پراسرار انسان اب کہاں ہے؟"

مکھیا اسکیمو کہنے لگا:

"عظیم برفانی دیوتا! وہ پراسرار آدمی رات کو میرے مکان پر رہا۔ دوسرے روز مجھ سے کھانے پینے کا سامان لے کر چلا گیا۔ وہ ہفتے میں ایک بار میرے پاس کھانے پینے کی چیزیں لینے آتا ہے۔ ایک دن وہ مجھے اس جگہ لے گیا جہاں وہ رہتا تھا۔"

جولی نے جھلا کر کہا:

"خدا کے لیے یہ بتاؤ کہ میرے ڈیڈی اب کہاں ہیں؟"

مکھیا اسکیمو بولا:

"عظیم ملکہ! وہ پراسرار انسان یہاں سے دُور ایک برفانی تودے کی کھوہ میں رہتا ہے۔ وہاں میں نے عجیب قسم کی فولاد کی چیزیں دیکھی ہیں۔"

خلائی انسان نے مکھیا اسکیمو کو حکم دیا کہ ہمیں اس

پُراسرار انسان کے پاس لے چلو۔ مکھیا اسکیمو بھلا کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً اینڈیرُ کی برف پر پھسلنے والی گاڑی تیار کی۔ خلائی انسان اور جولی کو اس گاڑی میں اپنے ساتھ بٹھایا اور پراسرار برفانی انسان کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔

یہ چھ مہینے کی رات کا زمانہ تھا۔ سفید برف پر ستاروں کی روشنی پڑنے سے ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی اور رات اتنی تاریک نہیں تھی۔ دو گھنٹے برفانی میدان میں سفر کرنے کے بعد انہوں نے برف کے ایک بہت بڑے تودے کو دیکھا۔ مکھیا اسکیموں نے اس طرف اشارہ کر کے کہا:

"پراسرار انسان اسی جگہ رہتا ہے۔"

برفانی تودے کے سامنے جا کر رینڈیرُ گاڑی رُک گئی۔ برفانی تودے میں ایک جگہ کھوہ بنا ہوا تھا جس میں سے ہلکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ خلائی انسان اور جولی کھوہ میں داخل ہو گئے۔ مکھیا اسکیمو آگے آگے تھا۔ کھوہ آگے جا کر کھلے دالان میں بدل گئی جہاں جس شے کو خلائی انسان نے سب سے پہلے دیکھا وہ ایک بہت بڑی اڑن طشتری تھی۔ یہ اڑن طشتری تین پاؤں پر کھڑی تھی۔ ایک سیڑھی اس کے درمیان میں لٹک رہی تھی۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

اس بہت بڑے گیراج نما کمرے میں ایک طرف دیواریں تیل کی مشعل روشن تھی۔

جولی بھی اس اڑن طشتری کو تعجب سے تک رہی تھی جولی نے سوچا کہ یہ پُراسرار انسان اس کا ڈیڈی نہیں ہے بلکہ اس اڑن طشتری کا کوئی خلا باز ہے جو اپنے خلائی سیارے سے یہاں اُترا ہو گا۔

اسکیمو نے زور سے آواز دی۔ آواز کے ساتھ ہی ایک درمیانے قد کا پکی عمر کا ڈاڑھی والا آدمی جس نے فر کا لمبا کوٹ پہن رکھا تھا سیڑھی سے اترنے لگا۔ جولی نے فوراً اپنے باپ کو پہچان لیا۔ وہ چیخ مار کر اپنے ڈیڈی کی طرف بڑھی۔ اس آدمی نے بھی چونک کر جولی کی طرف دیکھا اور بے اختیار چلا اُٹھا:

"میری بیٹی جولی! تم۔ تم یہاں کہاں اوہ میرے خدا! میرے خدا! تیرا شکریہ"

بوڑھے سائنس دان باپ نے اپنی بچی کو سینے سے لگا لیا۔ دونوں کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے جولی کے ڈیڈی نے خلائی انسان کی طرف دیکھ کر پوچھا،

"بیٹی! یہ صاحب کون ہیں؟ تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟ کیا۔ کیا یہ ٹائم مشین کی غلطی تو نہیں ہے؟"

"ہاں ڈیڈی! ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ آپ کے غائب ہونے کے بعد میں غم سے نڈھال ہو گئی پھر تھیوسانگ وہاں آ گیا اور اس نے ٹائم مشین کے ذریعے آپ کو واپس لانے کی کوشش کی لیکن غلطی سے بٹن دب گیا اور ہم دونوں بھی پرانے زمانے میں پہنچ گئے۔"

جولی کے ڈیڈی نے آگے بڑھ کر خلائی انسان سے ہاتھ ملایا۔ جولی نے اپنے ڈیڈی کو بتایا کہ تھیوسانگ ایک خلائی مخلوق ہے اور ہماری بیسویں صدی کی دنیا میں اپنے خلائی جہاز کے ذریعے اترا تھا۔ اب تو جولی کا ڈیڈی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر خلائی انسان تھیوسانگ کو تکنے لگا۔ پھر اس نے تھیوسانگ سے اڑن طشتری کی طرف اشارہ کر کے انگریزی زبان میں پوچھا:

"کیا یہ اڑن طشتری بھی تمہارے سیارے کی مخلوق کی ہے؟"

خلائی انسان تھیوسانگ نے کہا،

"ڈیڈی! یہ اڑن طشتر ہمارے سیارے کی نہیں لیکن ہم نے اپنے سیارے پر بڑے بوڑھوں سے سن رکھا تھا کہ کبھی کسی سیارے میں سے ایک اڑن طشتری

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

زمین پر اتری تھی جس کا بعد میں کچھ پتہ نہیں
چل سکا۔ اصل میں ہم بھی اسی اڑن طشتری کی
تلاش میں یہاں آئے تھے"۔

جولی اپنے ڈیڈی کے پاس بیٹھ گئی۔ ڈیڈی نے فوراً اسکیمو کو گرم قہوہ بنانے کو کہا۔ پھر وہ خلائی انسان اور اپنی بیٹی جولی سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے بتایا کہ ہیوسٹن کے ہال کمرے کی ٹائم مشین میں غائب ہونے کے بعد وہ قطب جنوبی کے سمندر میں نکل آیا۔ کچھ دیر وہ ایک سرد ویران برفانی جزیرے میں مچھلیاں کھا کر گذارہ کرتا رہا۔ پھر سفر کرتا کرتا اس تودے کے پاس آیا تو اسے یہ کھوہ نظر آئی:

"میں اس کھوہ میں داخل ہوا تو اندر یہ اڑن طشتری موجود تھی۔ معلوم ہوا کہ کبھی کوئی خلائی مخلوق یہ اڑن طشتری لے کر یہاں اتری تھی۔ کیوں کہ اڑن طشتری کے تینوں پاؤں باہر سے آئے دال برف میں ڈوبے ہوئے تھے۔ میں نے برف صاف کی اور اڑن طشتری کا جائزہ لیا"۔

خلائی انسان نے پوچھا:

"کیا یہاں کوئی خلائی مخلوق موجود نہیں تھی"؟

"نہیں" ڈیڈی نے جواب دیا۔ "میں نے خلائی مخلوق کو بہت تلاش کیا مگر وہ مجھے کہیں دکھائی نہ دی"۔

اسکیمو نے قہوہ تیار کر کے پیش کیا۔ وہ قہوہ پیتے ہوئے بھی اڑن طشتری کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ جولی تو اپنے باپ کو دیکھ کر نہال ہو رہی تھی۔ ڈیڈی نے خلائی انسان سے پوچھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اس اڑن طشتری پر خلا میں سفر کر سکیں؟ خلائی انسان نے پوچھا کہ اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ ہم اس زمین سے نکل کر کسی دوسرے سیارے پر پہنچ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے وہاں ہم زندہ نہ رہ سکیں۔ یہاں کم از کم زندہ تو ہیں۔

جولی کے سائنس دان ڈیڈی نے کہا:

"بات یہ ہے کہ میں نے فزکس کے جس فارمولے کو سامنے رکھتے ہوئے ٹائم مشین ایجاد کی تھی اس کے مطابق اگر ہم اڑن طشتری یا کسی خلائی جہاز میں بیٹھ کر زمین کی گردشی رفتار سے دگنی رفتار سے زمین کے گرد چکر لگانا شروع کر دیں تو گذرے ہوئے زمانے کی نہیں کھلتی جائیں گی۔ ٹائم پیچھے کی طرف سفر کرنے لگے گا۔ یوں ہم ایک

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ہزارویں چکر کے بعد زمین پر اپنی بیسویں صدی کے عہد میں پہنچ جائیں گے۔ شرط یہ ہے کہ جب زمین کے گرد گھومتے ہوئے ایک ہزارواں چکر پورا ہو تو ہمیں فوراً اپنے خلائی جہاز یا اڑن طشتری کو زمین کے مدار سے نیچے لا کر زمین کے دائرہ کشش میں داخل کر دینا ہو گا۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو ہم آگے مستقبل کے زمانے میں نکل سکتے ہیں۔"

خلائی انسان جولی کے سائنس دان ڈیڈی کے اس نکتے کو سمجھ گیا۔ وہ خود خلائی انسان اور سائنس دان تھا۔ جولی کے ڈیڈی نے خلائی انسان سے پوچھا:

"اب تم یہ بتاؤ کہ کیا یہ اڑن طشتری یہاں سے اڑ کر ہماری زمین کے گرد تیز ترین رفتار کے ساتھ ایک ہزار چکر لگا سکتی ہے؟"

تھیوسانگ بولا:

"مناسب مرمت کے بعد اس اڑن طشتری سے یہ کام لیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ اسے زمین پر اترے کافی عرصہ گذر چکا ہے۔"

جولی نے کہا:

"اپنی بیسویں صدی کے زمانے میں پہنچنے کے لیے ہمارے پاس صرف یہی ایک ذریعہ ہے۔ ہمیں اسے مرمت کر کے استعمال کے قابل بنانا ہو گا۔"

خلائی انسان تھیوسانگ نے قہوے کا ہلکا سا گھونٹ بھر کر کہا:

"ہم کوشش کریں گے۔ ضرور کوشش کریں گے۔"

○

ایک مہینے کی سخت محنت کے بعد خلائی انسان جولی کے سائنس دان ڈیڈی اور خود سائنس کی سٹوڈنٹ جولی نے اڑن طشتری کو پرواز کے قابل بنا دیا۔ اڑن طشتری میں اتنی مائع گیس موجود تھی کہ وہ اڑن طشتری کو زمین کی کشش کے حلقے سے نکال کر زمین کے مدار میں پہنچا دے اس کے بعد اڑن طشتری نے شمسی توانائی کی مدد سے زمین کے گرد چکر لگانے تھے۔ جب اڑن طشتری پرواز کے لیے بالکل تیار کر دی گئی تو سب سے بڑی مشکل یہ سامنے آئی کہ ایک مدت گذر جانے کی وجہ سے اڑن طشتری کے ارد گرد برف گرنے سے بہت بڑا تودہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

بن گیا تھا۔ اڑن طشتری کے اوپر اٹھنے کے لیے ضرو
تھا کہ یہ تودہ راستے سے ہٹایا جائے مگر اسے کوئی
نہیں ہٹا سکتا تھا۔ جب جولی کے ڈیڈی نے اس
کا اظہار کیا تو جولی نے مسکرا کر خلائی انسان کی طر
دیکھا اور ڈیڈی سے کہا:

"ڈیڈی! اس کا علاج تھیوسانگ کے پاس موجود ہے"

"کیا مطلب؟" ڈیڈی نے آنکھیں گھما کر پوچھا۔

جولی بولی:

"آپ خود دیکھ لیں گے اس بات کو۔"

خلائی انسان بھی تھوڑا تھوڑا مسکرا رہا تھا۔ وہ برفا
گیراج کی شمالی دیوار کی طرف گیا۔ ایک آنکھ بند کر
اس کی برفانی دیوار کو انگلی سے چھوا تو دیکھتے دیکھتے
برفانی دیوار سمٹ کر برف کا چھوٹا سا ٹکڑا بن کر ایک
طرف کو لڑھک گئی۔ اتنی بڑی دیوار کو ایک دم غائب
ہوتے دیکھ کر جولی کا ڈیڈی دنگ رہ گیا۔ اسے اپنی
آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ جولی نے آہستہ سے کہا

"ڈیڈی! یہ اس کے خلائی مخلوق ہونے کا کرشمہ
ہے۔ یہ ایک آنکھ بند کر کے جس چیز کو اپنی انگلی
سے چھوتا ہے وہ سمٹ کر چھوٹی سی ہو جاتی ہے"

خلائی انسان تھیوسانگ نے اسی طرح دوسری دیوار کو
چھوٹا کر کے ہٹا دیا۔ اب وہ اڑن طشتری کی پشت
پر چڑھ گیا۔ اس کا ہاتھ اوپر برفانی چھت تک پہنچ
سکتا تھا۔ خلائی انسان نے ایک آنکھ بند کر کے چھت
کو انگلی لگائی تو چھت بھی برف کی چھوٹی سی ڈلی
بن کر نیچے گر پڑی۔ خلائی انسان نے مسکرا کر نیچے دیکھا
اور جولی کے ڈیڈی سے کہا:

"لیجئے۔ اڑن طشتری کی اڑان کے لیے میدان صاف
ہو گیا"

ڈیڈی تو حیرت میں گم تھا۔ بہرحال اس نے خلائی انسان
کا شکریہ ادا کیا۔ پرواز کا ایک دن طے ہو گیا۔ انہوں نے
اسکیمو کی مدد سے اڑن طشتری میں کتنے ہی دنوں کا کھانے
پینے کا سامان بھر لیا۔ جب پرواز کرنے کا وقت آیا
تو ڈیڈی نے بوڑھے اسکیمو کو گلے لگایا۔ اسکیمو نے خلائی
انسان کو سجدہ کیا۔ اس کی ملکہ یعنی جولی کو بھی سجدہ کیا اور
پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ جولی۔ جولی کا ڈیڈی اور خلائی
انسان تھیوسانگ اڑن طشتری میں آ گئے۔ سیڑھی اوپر کھینچ
لی گئی۔ خلائی انسان انجن روم میں خلاباز کی سیٹ پر
بیٹھا تھا۔ اس نے ٹائم میٹر کو پہلے ہی سے بیسویں سدن

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

عیسوی پر سیٹ کر دیا ہوا تھا۔ بٹن دبانے سے اڑن طشتری کے راکٹ فائر ہو گئے اور اڑن طشتری آہستہ آہستہ زمین کی سطح سے اوپر اٹھنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تینوں پاؤں طشتری کے اندر چلے گئے۔ اڑن طشتری کی ساری بتیاں روشن ہو گئیں۔ اس کے نیچے گیس پہلے سرخ، پھر زرد اور اس کے بعد سفید اور تیز روشنی میں بدل گئی۔ زمین سے ایک ہزار فٹ کی بلندی پر آنے کے بعد اڑن طشتری کی رفتار اتنی تیز ہو گئی کہ نیچے برفانی میدان میں ہکا بکا کھڑے بوڑھے اسکیمو نے اسے ستارے کی طرح چمکتے دیکھا اور پھر وہ اس کی آنکھوں سے غائب ہو گئی۔ بڈھا اسکیمو برف پر سجدے میں گر گیا۔ اس کے معصوم خیال میں برفانی دیوتا آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے تھے۔

خلائی انسان کنٹرول پر چاق و چوبند ہو کر بیٹھا تھا۔ اس کی نظر ٹائم میٹر پر تھی۔ ۲۴ ہزار میل فی گھنٹے کی رفتار سے اڑن طشتری نے آن کی آن میں زمین کی کشش کا حلقہ پار کر لیا۔ اڑن طشتری کو ایک زبردست دھچکا لگا۔ خلائی انسان تھیوسانگ کے ہاتھ تیزی سے کام کر رہے تھے۔ اس نے پلک جھپکنے میں ایک سرخ ہینڈل کو نیچے گرا دیا۔ ہینڈل کے نیچے گرتے ہی اڑن طشتری کا رُخ

اُوپر کی بجائے زمین کے جھکاڈ کی طرف ہو گیا۔ خلائی انسان نے انجن بند کر دیئے۔ اڑن طشتری نے ایک خاص رفتار کے ساتھ زمین کے مدار کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔

جولی کے ڈیڈی نے کہا:

"جب ایک ہزار چکر پورے ہوں گے تو ہماری طشتری زمین پر بیسویں صدی عیسوی کے دَور میں داخل ہو جائے گی۔ تھیوسانگ تمہیں اس وقت بڑی مہارت سے اڑن طشتری کو زمین کی کشش کے حلقے میں دوبارا داخل کر دینا ہوگا اگر تم ایسا نہ کر سکے تو اڑن طشتری مستقبل کے زمانے میں داخل ہو جائے گی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ڈیڈی! فکر نہ کریں۔ ڈائیل ہمیں چکروں کا پورا حساب بتا رہا ہے۔ اس وقت تک ہم زمین کے گرد سات چکر پورے کر چکے ہیں۔"

جولی بھی وہاں بیٹھی غور سے اڑن طشتری کی مشین اور کمپیوٹر کو کام کرتے دیکھ رہی تھی۔ اڑن طشتری زمین کے گرد برابر گھوم رہی تھی۔ اس کی رفتار بے حد تیز

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

تھی۔ ٹائم ٹیبل پر وقت تیزی سے آگے کی طرف جا رہا تھا۔ وہ دو ہزار سال قبل مسیح کے زمانے سے نکل کر پانچ سو صدی عیسوی میں داخل ہو چکے تھے۔ پھر وقت بڑھتا چلا گیا۔ تاریخ کے کتنے ہی دور سیکنڈوں کی رفتار سے گذرتے چلے جا رہے تھے۔ اڑن طشتری نے سات سو چکر لگائے تھے پھر اس نے نو سو واں چکر بھی پورا کر لیا۔ جب اڑن طشتری زمین کے گرد اپنا ایک ہزارواں اور آخری چکر لگا رہی تھی تو بھیتو سانگ نے ایک خاص بٹن کو دبا دیا۔ اڑن طشتری ایک زبردست دھچکے کے ساتھ زمین کی طرف جھک کر اس کی کشش کے حلقے میں داخل ہو گئی۔ خلائی انسان نے اوپر والے انجن چلا دیئے۔ اڑن طشتری آہستہ آہستہ زمین کی طرف اترنے لگی۔

خلائی انسان نے چلا کر کہا:

"ہم زمین پر اتر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ وہاں بیسویں صدی عیسوی کا زمانہ ہی ہو۔"

○

○ جولی اور خلائی انسان کی اڑن طشتری جب زمین پر اتری تو وہاں کون سا زمانہ تھا؟

○ ماریا لنکا پہنچ کر کہاں گئی۔ اسے کیسے کیسے سنسنی خیز واقعات پیش آئے؟

○ عنبر ناگ کیپٹن اور شکالی جب سینا تھون خلائی سیارے پر پہنچے تو وہاں ان پر کیا گذری؟

○ ماریا کی عنبر ناگ کیپٹن سے کہاں ملاقات ہوئی؟

ان سوالوں کے جواب "عنبر ناگ ماریا کیپٹن خلا میں" کی اگلی قسط نمبر ۱۰۲ "غیبی خلائی شیطان" میں پڑھیں۔

میرے نام

ڈیئر انکل! اسلام مسنون۔

آپ کے ناول ملے بہت اچھے ناول تھے۔ خاص کر خونی مرتبان۔ بہت اچھی تھی، "خونی مرتبان" کے آخر میں سب سے آخری خط پڑھ کر بہت غصہ آیا۔ جس میں ارشد حسین آباد نے لکھا ہے کہ "پُراسرار قاتل" والی سیریز عنبر ناگ موت کا تعاقب سے اچھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس نے عنبر ناگ ماریا سیریز پڑھی نہیں ہے۔ اس لیے کہہ رہا ہے۔ کہ اس سے اچھی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے لکھا ہے کہ "پُراسرار قاتل" عنبر ناگ ماریا موت کے تعاقب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے اچھی ہے۔ یہاں ایک غلطی آپ سے بھی ہوئی ہے۔ آپ کے ناولوں کے پیچھے لکھا تھا کہ عنبر ناگ ماریا اور موت کا تعاقب کے خالق کا ایک اور سلسلہ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ موت کا تعاقب ہی عنبر ناگ ماریا کا دوسرا نام نہیں ہے۔ اگر موت کا تعاقب آپ کا کوئی علیحدہ سلسلہ تھا تو آپ ثابت کریں میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر قسم کا ناول پڑھنا چھوڑ دوں گا۔ اس نے بھی ناول کے پیچھے عنبر ناگ۔ ماریا۔ کا نام پڑھ لیا اور لکھ دیا کہ "پُراسرار فائل" اس سے اچھی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ بہت اچھا ہے۔ لیکن عنبر کے پہلے پچاس ناولوں میں سے ایک کے برابر بھی نہیں۔ آپ کی غلطی نے اس کا پول کھول دیا۔ اس نے سمجھا کہ جب موت کا تعاقب لکھا ہوا ہے۔ تو ضرور کوئی آپ کا ایک سلسلہ ہے۔ اور لکھ رہا ہے کہ موت کا تعاقب سے اچھی سیریز ہے۔ اور پھر یہ بھی لکھ دیا کہ "ذرتاش" سے بھی اچھی ہے۔ آپ خود انصاف کریں کہ یہ عنبر ناگ ماریا سے اچھی ہے۔ تو اور کسی قاری نے بھی کہا ہے کہ یہ عنبر سیریز سے اچھی ہے۔ کاش عنبر ناگ۔ ماریا کسی ایسے مصنف نے لکھی ہوتی جس کے دل میں یہ قدر ہوتی اس سیریز کی آج تک بچوں کے لیے اتنا لمبا تاریخی سلسلہ کسی نے نہیں لکھا اور پھر وہ اِس سے اتنی محبت کرتا کہ اسے اپنا اتنا کوئی سلسلہ پسند نہ ہوتا۔ آپ اِس خط کا جواب ضرور دیں۔

فقط والسلام

طاہر محمود آف جھنگی

ایبٹ آباد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

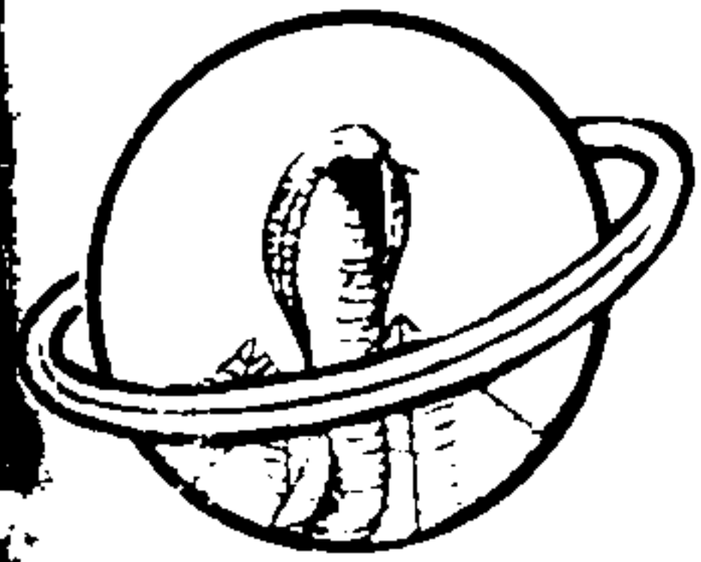

ناگ ماریا کی خلاصیں

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۷/۵۰
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۷/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۷/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۷/۵۰

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ
اے بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بچوں کی کہانیاں

PDF BOOKS FREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

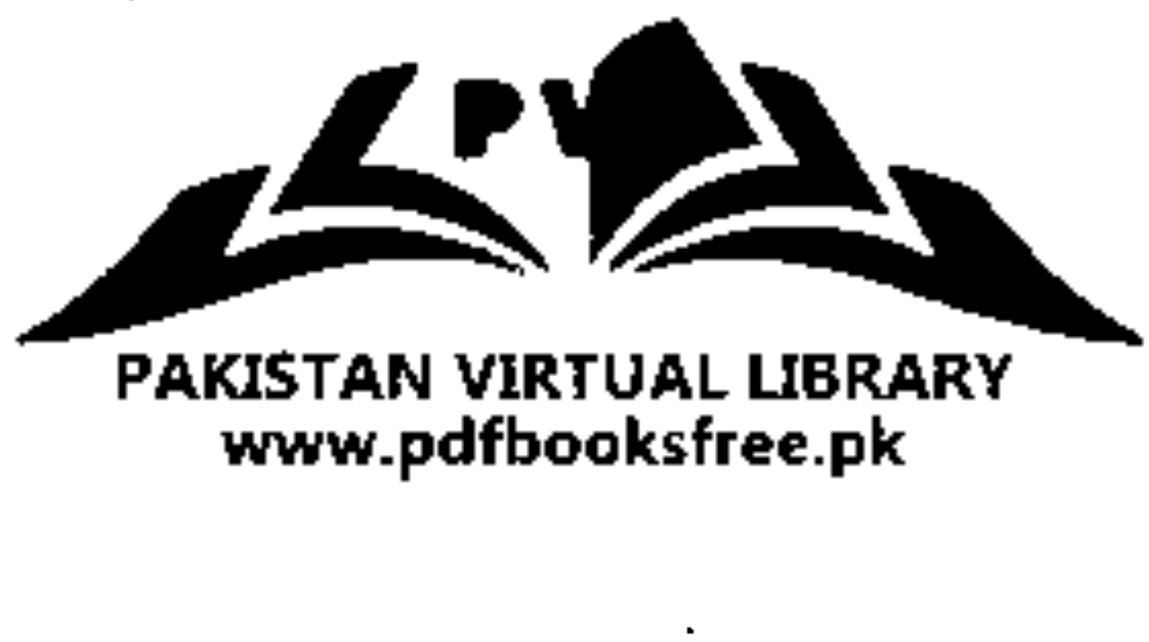

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

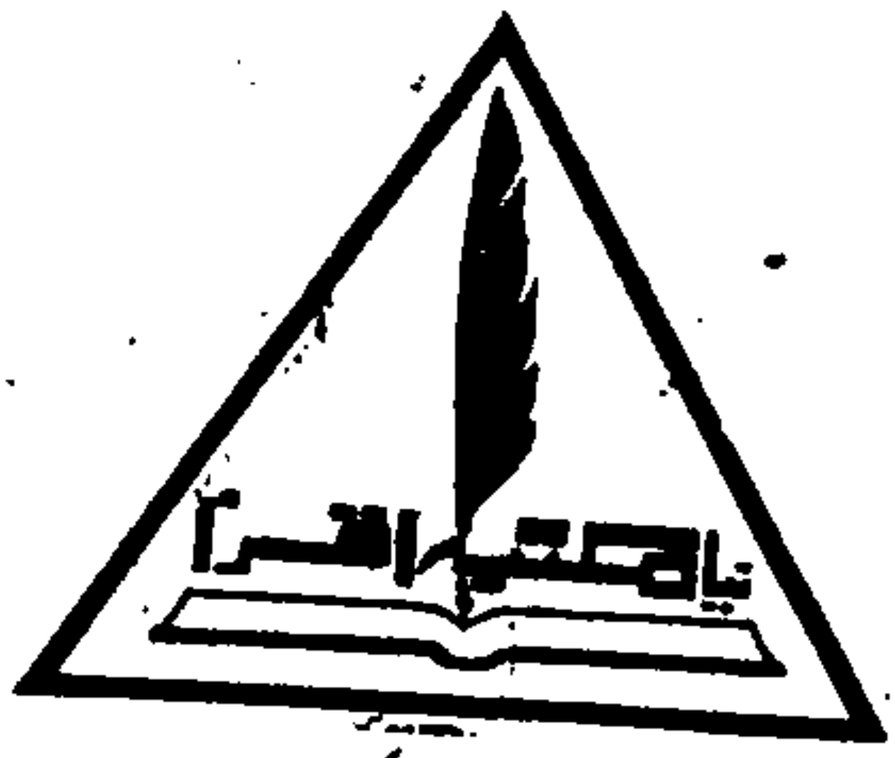

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

غیبی خلائی شیطان

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۶/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

باراوّل : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقراء ۴ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸
طابع : تاج دین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے دوستو!

سب سے پہلے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اور پھر میری جانب سے سلام قبول کرو۔ "عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں" کی دوسری قسط آپ کے سامنے ہے۔ پچھلی دو قسطوں کے بارے میں دوستوں کی پسندیدگی کے اتنے خط موصول ہیں کہ میرے لیے ایک ایک کر کے اِن کا جواب دینا واقعی بہت مشکل ہے۔ چنانچہ میں یہاں اپنے اِن تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پیارے ساتھیو! ہو سکتا ہے یہ قسط پڑھ کر آپ کے دل میں سوال پیدا ہو کہ عنبر ناگ کیٹی ابھی تک شکالی کے سیارے پر کیوں نہیں پہنچے؟ تو پیارے ساتھیو! یقین کرنا یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے۔ میں اپنی طرف سے لگتا ہے کچھ نہیں لکھ رہا۔ جیسے جیسے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کا سفر آگے بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے میں لکھتا چلا جاتا ہوں۔ امید ہے آپ اِسے میری مجبوری سمجھ کر معذرت قبول کر لیں گے۔

ہاں اگلی قسط میں آپ کی عنبر ناگ اور کیٹی سے شکالی کے سیارے پر ملاقات ہو گی۔ انشاء اللہ۔

تمہارا دوست

اے حمید۔ این ۔ ۴۵۴ ۔ راہ چمن
سمن آباد لاہور ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

○ بارش، رات روح
○ غاروں کا شہر
○ پُراسرار دُھند کا سمندر
○ خطرناک جنگلی آدمی
○ غیبی خلائی شیطان

بارش، رات روح

اُڑن طشتری زمین کی فضا میں داخل ہو گئی۔
خلائی انسان تھیوسانگ، جُولی اور جُولی کے ڈیڈی کی نگاہیں اُڑن طشتری کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ زمین کی فضا کالے سیاہ اور گھنے بادلوں میں چھپی ہوئی ہے۔ اور اِن بادلوں میں بجلیاں چمک رہی ہیں۔ سائنس دان ڈیڈی نے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔

"میرے خدا! یہ ایٹم بموں ہائیڈروجن بموں کی ایٹمی تابکاری کے بادل ہیں۔ زمین پر برقیات خیز بارش ہو رہی ہے"

اُڑن طشتری گھنے بادلوں میں داخل ہوئی تو اسے بار بار جھٹکے لگنے لگے۔ تھیوسانگ اِسے بڑی مشکل سے کنٹرول کیے ہوئے تھا۔ اُڑن طشتری قابو میں آگئی مگر اس پر بجلی بار بار کڑک کر گری تھی۔ لیکن اِس اُڑن طشتری کو ایسے مادّے اور میٹرائل سے بنایا گیا تھا کہ اِس پر آسمانی بجلی کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ سکرین پر زبردست بارش گر رہی تھی۔ جولی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم کس براعظم کے اوپر ہیں ڈیڈی؟"

"کمپیوٹر کچھ نہیں بتا رہا" خلائی انسان نے کہا۔

اس کی نظریں کمپیوٹر کی سکرین کی طرف تک رہی تھیں اور انگلیاں بٹنوں کو دبا رہی تھیں۔ لیکن کمپیوٹر نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ اڑن طشتری پر بجلی گرتی تو اس میں زلزلہ سا آجاتا۔ جولی اور اس کے ڈیڈی نے بیلٹس باندھ رکھی تھیں۔ اڑن طشتری بادلوں سے نیچے آگئی تھی۔ لیکن نیچے پر اس قدر تیز موسلا دھار اور گھنی بارش ہو رہی تھی کہ ہر طرف ایک دھند پھیلی تھی۔ انہیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا کہ وہ سمندر پر اتر رہے ہیں یا زمین پر۔ خلائی انسان نے اڑن طشتری کو پوری طرح کنٹرول میں رکھا تھا۔

"نیچے سمندر نہ ہو تھیوسانگ" جولی کے باپ نے چلا کر کہا۔

خلائی انسان کی گھبرائی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

"ڈیڈی! میں اڑن طشتری کو آگے پیچھے نہیں کر سکتا۔ یہ اپنے آپ نیچے جا رہی ہے۔ ہمیں ہنگامی حالات کے لیے تیار رہنا ہوگا۔"

ابھی یہ جملہ خلائی انسان نے ادا کیا ہی تھا کہ اڑن طشتری کا نچلا حصہ کسی شے سے ٹکرایا اور وہ ایک طرف کو جھک گئی۔ سکرین پر ایک جانب آگ کا نیلا شعلہ بلند ہوا۔ خلائی انسان نے کہا۔

"لیفٹ وِنگ میں آگ لگ چکی ہے! ایمرجینسی دروازے

کے پاس چلے جاؤ۔ فوراً"

جولی اور اس کا ڈیڈی بیلٹ کھول کر کرسیوں سے اُٹھے اور اڑن طشتری کے عقب میں بنے ہوئے ایمرجینسی دروازے کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ خلائی انسان اڑن طشتری کو بڑی مشکل سے کنٹرول کئے اس کی رفتار کو کم کئے نیچے لا رہا تھا۔ اڑن طشتری ایک طرف کو زیادہ جھک گئی۔ سکرین کا آدھا حصہ نیلے رنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ اب کمپوٹر اور انجن میں سے بھی شرارے نکلنے لگے تھے۔

اڑن طشتری ایک زبردست دھچکے کے ساتھ زمین سے ٹکرا گئی۔ جولی اور اس کا ڈیڈی قلابازی کھا کر گر پڑے۔ خلائی انسان نے تیزی سے اپنی بیلٹ کھولی اور ایمرجینسی دروازے کی طرف لپکا۔ جولی اس عرصے میں بٹن دبا چکی تھی۔ اڑن طشتری کا دروازہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ باہر کو اُڑ گیا اور ایک ڈھلانی پٹی نیچے کھل گئی۔ پہلے جولی۔ اس کے بعد اس کا ڈیڈی اور پھر خلائی انسان اس پر سے پھسل کر نیچے زمین کی گیلی اور بارش میں شرابور جھاڑیوں میں گر گئے۔

"بھاگو ـــــ تیزی سے بھاگو"

تیز موسلا دھار بارش کی دُھند میں وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ کر طشتری سے دُور بھاری تنوں والے درختوں اوٹ میں آکر اونچی گھاس پر اوندھے پڑ گئے۔ خلائی انسان گردن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اٹھائے اُڑن طشتری کو دیکھ رہا تھا۔ وہ نیلے دھوئیں کی لپیٹ میں تھی۔ اب نیلے اور سفید شعلے اُسے چاٹ رہے تھے۔ پھر ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور اُڑن طشتری پھٹ گئی اور اس کے ٹکڑے فضا میں اُچھل کر اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ تھوڑی دیر بعد جولی، اس کے ڈیڈی اور خلائی انسان زمین پر سے اُٹھے اور دیکھا کہ جہاں اُڑن طشتری تھی وہاں بارش میں صرف دھواں اُٹھ رہا تھا۔ ڈیڈی نے تھیوسانگ سے کہا۔

"میرے بچے اگر تم سمجھ داری سے کام نہ لیتے تو یہ اُڑن طشتری فضا میں ہی پھٹ جاتی اور ہمارے پرخچے اُڑ جاتے"

جولی نے اپنے باپ کا بازو تھام لیا۔

"ڈیڈی آپ ٹھیک ہیں نا؟"

"ہاں بیٹی! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تھیوسانگ تم خیریت سے ہو نا؟"

خلائی انسان نے آنکھوں پر سے بارش کا پانی پونچھ کر کہا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اب یہاں سے نکلیں کم از کم اس قیامت کی بارش سے تو کہیں بچ کر بیٹھیں"

آس پاس بڑے بڑے تنوں والے دیو ہیکل گنجان درخت تھے۔ ان میں بارش نے دُھند پھیلا رکھی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔

بجلی بار بار کڑک رہی تھی۔ وقت دن کا تھا مگر سورج گھنے سیاہ بادلوں کے پیچھے تھا اور ہر طرف اندھیرا سا پھیلا تھا۔ وہ درختوں میں چلنے لگے۔

"یہ کس براعظم کا جنگل ہے؟" خلائی انسان نے پوچھا۔

جولی کے ڈیڈی نے زمین پر سے درخت کا ایک پتا اٹھا کر دیکھا اور خوش ہو کر بولا۔

"یہ میپل کا درخت ہے"۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم یا تو کینیڈا میں ہیں یا امریکہ میں۔ بہرحال یہ امریکہ کا براعظم ہی ہے"

جولی تیز بارش میں آگے آگے جا رہی تھی۔ اس نے ایک درخت کو ہاتھ لگا کر کہا۔

"ڈیڈی! تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ میپل کے درخت ہیں۔ اور یہ —— یہ دیکھو ڈیڈی یہ چنار ہے۔ ہم یا تو واشنگٹن کے علاقے میں ہیں اور یا یہ وسطی کینیڈا کا جنگل ہے"

خلائی انسان تھیوسانگ بولا۔

"میں نے پرواز سے پہلے ڈیسٹی نیشن کی سوئی کو اندازے سے شمالی افریقہ پر سیٹ کر دیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم واشنگٹن کے علاقے میں ہیں"

یہ جنگل پہاڑی کی ڈھلان پر تھا۔ وہ نیچے اُترتے اُترتے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہ ساتی نالے کے پاس آگئے جس میں سے پانی طوفانی لہریں بن کر گزر رہا تھا۔ اس نالے میں بڑے بڑے سیاہ پتھر پڑے تھے۔ یہاں نالے پہ ایک جگہ پل بنا ہوا تھا۔ تینوں بھاگ کر پل کے نیچے آ گئے۔ موسلا دھار بارش نے ان کے کپڑوں کو شرابور کر دیا تھا۔ موسم سردیوں کا نہیں تھا لیکن فضا میں خنکی ہو گئی تھی۔

خلائی انسان نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم بیسویں صدی عیسوی کے امریکہ میں ہی ہیں۔ ہم اس صدی کے آگے کے زمانے میں نہیں گئے۔"

"یہ پل بیسویں صدی عیسوی کا ہے تھیو سانگ"

"مگر ڈیڈی! یہ ——— یہ پل کون سا ہے؟"

ڈیڈی نے کہا۔

"اس پل کی ساخت صاف بتا رہی ہے کہ یہ ہمارے واشنگٹن شہر کے جنگل کا پل ہے"

بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ بجلی کڑک رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ جب پل کے نیچے بیٹھے بیٹھے دن ڈھل گیا تو جولی اور اس کے باپ کو بھوک نے ستانا شروع کر دیا۔ ڈیڈی نے کہا۔

"آخر ہم یہاں کب تک بیٹھے رہیں گے۔ یہ بارش تو نہیں رکے گی۔ یہ ایٹمی تابکاری کے کیمیائی ردِ عمل کا نتیجہ ہے۔ خدا جانے یہ بارش کب سے ہو رہی ہے اور کب تک

جاری رہے"

خلائی انسان بولا۔

"مگر ہم یہاں سے جائیں گے کہاں؟"

جولی نے کہا۔

"مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے۔ ہم آگے چلتے ہیں اس جنگل میں ضرور کوئی مکان یا کاٹج ہو گا"

خلائی انسان کو تو بھوک اور پیاس بالکل تنگ نہیں کر رہی تھی۔ وہ ایسی اس طرح کئی دن گزار سکتا تھا لیکن جولی اور ڈیڈی کو واقعی بہت بھوک لگ رہی تھی۔ چنانچہ ان کا خیال کرتے ہوئے وہ ان کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ پل کے نیچے سے نکل کر وہ اوپر چھوٹی سی پہاڑی سڑک پر آ گئے اور تیز بارش میں ڈھلان اتر کر ایک طرف چلنے لگے۔ وہ تیز تیز چل رہے تھے۔ سڑک کی ایک جانب اونچے اونچے دھند میں آدھے ڈوبے درخت تھے۔ اور دوسری جانب لوہے کا جنگلا لگا تھا جو ایٹمی تباہ کاریوں سے پگھل کر جگہ جگہ سے ٹیڑھا میڑھا ہو گیا ہوا تھا۔ جگہ جگہ کئی درخت جل کر راکھ ہو چکے تھے۔ کئی درخت اسی طرح سرسبز شاداب کھڑے تھے۔

جولی کے ڈیڈی نے ان درختوں کو دیکھ کر کہا۔

"یہ سینٹرل اینگل میں آ گئے ہوں گے۔ بیٹ کی ایٹمی لہریں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کے اوپر سے گزر گئی ہوں گی یا یہ اس جگہ سے کم از
کم سو میل دور ہیں جہاں ایٹم بم پھینکا گیا تھا"
جولی نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ ہم واشنگٹن سے سو میل کے
فاصلے پر ہیں کیونکہ دشمن نے واشنگٹن پر تو پہلے
ایٹم بم گرا دیا تھا"
جولی کے ڈیڈی نے بڑی مشکل سے بچنے کے لیے اپنی آنکھوں
کے آگے ہاتھوں کا چھجہ سا بنا رکھا تھا۔ اس نے کہا۔
"بہرحال ہم امریکہ میں ہی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ
ہزاروں سال پیچھے کے زمانے سے تو واپس آ گئے۔
میرے پاس تو کوئی ٹائم مشین بھی نہیں تھی۔ اگر یہ
اڑن طشتری نہ ملتی تو خدا جانے ہم کبھی اس زمانے
سے واپس بھی آتے یا نہیں"
خلائی انسان نے کہا۔
"میں تو عنبر ناگ ماریا اور کیٹی پر حیران ہوں کہ پچھلے
پانچ ہزار سال سے زندہ ہیں اور تاریخ کے زمانے
میں سفر کرتے چلے آ رہے ہیں"
جولی کے ڈیڈی نے کہا۔
"تم ان کی باتیں بتاتے ہو تو میں حیران رہ جاتا ہوں۔

یقین نہیں آتا کہ ایک انسان اتنے ہزار سال تک زندہ رہ
سکتا ہے اور تاریخ کے ہر زمانے میں پہنچ سکتا ہے"
تھیو سانگ بولا۔
"عنبر ناگ ماریا مجھے انسان نہیں بلکہ غیر فانی طاقتوں کے
مالک لگتے ہیں۔ کیٹی تو خلائی مخلوق ہے اور ایک ایسے
سیارے کی رہنے والی ہے جہاں اس زمین ایسے حالات
پائے جاتے تھے"
جولی کے ڈیڈی نے کہا۔
"میں ان لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوں گا۔
سائنسی اعتبار سے وہ میرے لیے ایک حیرت انگیز
عجوبہ لوگ ہوں گے"
جولی بولی۔
"میں بھی ان سے ملنے کو بے تاب ہوں۔ وہ اس
وقت کہاں ہوں گے انکل تھیو سانگ؟"
خلائی انسان نے کہا۔
"کچھ معلوم نہیں۔ جب میں تمہاری آواز سن کر ٹائم
مشین والے کمرے میں داخل ہوا تو وہ ہیوسٹن کے
اس ہال کمرے میں ایک طرف بیٹھے تھے۔ ان کے
ساتھ ایک فرعون مصر کی ممی کا تابوت بھی تھا۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد میں خود غائب ہو کر پرانے زمانے میں تمہارے پاس پہنچ گیا۔ نہ معلوم وہ لوگ کہاں ہوں گے۔"

جولی کا ڈیڈی کہنے لگا۔

"ہم ہیوسٹن ضرور جائیں گے۔ وہاں تکونی پہاڑی والے ہال کمرے میں ہمارے سائنسی زمانے کی ہر شے موجود ہے۔ میری ٹائم مشین بھی وہیں ہو گی۔ میں اسے پھر سے ٹھیک کر لوں گا۔"

جوج نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں، نہیں ڈیڈی! ہم ٹائم مشین کی مرمت نہیں کریں گے۔ وہ بڑی خوفناک مشین ہے اسے خدا کے لیے ہاتھ نہ لگانا۔ پہلے ہی ہم بڑی مشکل سے واپس اپنے زمانے میں آئے ہیں۔"

ڈیڈی بولا۔

"بیٹی! وہ سائنس کی ایک بہت بڑی ایجاد ہے ہم اسے کیوں ضائع کر سکتے ہیں۔"

خلائی انسان نے بارش کی دھند میں ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھو، ٹیلے پر ایک مکان کی ڈھلانی چھت نظر آ رہی ہے۔ وہاں چل کر اس بارش سے پناہ لیتے ہیں۔"

جولی نے اس چھت کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ مکان ایٹمی تباہی سے کس طرح بچا رہا؟"

اس کے ڈیڈی نے کہا۔

"یہاں درخت بھی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ایٹم بم اس جگہ سے کہیں دور گرا ہے لیکن ایٹمی تابکاری یہاں تک ضرور پہنچی ہے۔ دیکھو ان ٹرک کے پتھروں کا رنگ سیاہ ہو گیا ہے۔"

طوفانی بارش میں چلتے یہ تینوں ڈھلانی چھت والے مکان کے برآمدے میں آ گئے۔ یہ اک منزلہ چھوٹا سا گیراج نما مکان تھا۔ جس کے برآمدے کے شیشے ٹوٹے ہوئے تھے۔ مکان کی کھڑکیاں بھی نیچے گری ہوئی تھیں۔ اندر ایک بیڈ روم اور ایک ڈرائنگ روم تھا۔ دونوں کمروں میں ویرانی برس رہی تھی۔ کچن میں ٹوٹے پھوٹے برتن بکھرے تھے۔

"یہ ایٹم بم کے بلاسٹ کا اثر ہے۔ یہاں ایٹمی تابکاری ابھی تک موجود ہے۔ نلکے سے پانی اور چولہے پر گیس غائب تھی۔ بجلی بھی نہیں تھی۔ تاریں جل کر راکھ ہو چکیں تھیں۔ کچن کا فریج دوہرا ہو گیا ہوا تھا۔ سٹور میں پیاز اور آلو ایک بڑے ڈبے میں بھرے پڑے تھے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جولی کے سائنس دان ڈیڈی نے ایک آلو اور ایک پیاز کو ذرا ذرا چکھا اور کہا۔

"ان میں ریڈیائی تابکاری نہیں ہے۔ اس ڈبے کو گلاس فائبر سے بنے ہوئے پیپر سے لپیٹا گیا تھا۔ اِسے ہم پکا کر کھا سکتے ہیں۔"

انہوں نے ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں کی لکڑیاں جمع کر کے آگ جلائی اور آلو اُبال کر کھائے۔ بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ شام کو انہوں نے ایک بار پھر وہی اُبلے ہوئے آلو کھائے۔ رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا۔ وہاں روشنی کرنے کو کچھ نہیں تھا۔ برآمدے میں لکڑیاں ہی جلا دیں۔ ان سے کچھ دیر وہاں روشنی رہی۔ پھر رات گہری ہونے لگی۔ الاؤ بجھ گیا۔ یہ لوگ فرش پر ہی سونے کے لیے لیٹ گئے۔ بارش تھی کہ رُکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ آسمان پہ بادل گھنے ہوتے جا رہے تھے۔ پانی کی آبشاریں گر رہی تھیں۔

جولی اور اس کا ڈیڈی گہری نیند سو رہے تھے۔

خلائی انسان تھیو سانگ جاگ رہا تھا۔ وہ فرش پہ سے اُٹھ کر برآمدے میں آ گیا۔ بارش اسی رفتار سے ہو رہی تھی۔ ٹیلے کے کئی درخت گر گئے تھے۔ پانی کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ باہر گھپ اندھیرے میں ایسے لگا جیسے کوئی سفید انسانی سایہ مکان کی طرف بڑھ رہا ہے۔

پہلے تو خلائی انسان نے اسے اپنا وہم سمجھا۔ لیکن جب یہ انسانی سایہ قریب آیا تو اس نے دیکھا کہ یہ ایک عورت ہے جس کے بال شانوں پر بکھرے ہیں۔ اس کا لباس سفید ہے مگر بارش میں نہیں بھیگ رہا۔ اس کی آنکھوں سے زرد رنگ کی روشنی نکل رہی ہے۔ خلائی انسان کو خوف تو بالکل محسوس نہ ہوا لیکن وہ حیران ضرور ہوا کہ یہ کیسی عورت ہے کہ بارش میں اس کے کپڑے بالکل نہیں بھیگ رہے۔

یہ عورت زمین سے دو فٹ اونچی تھی۔ اس کے پاؤں زمین پہ نہیں لگے ہوئے تھے۔ وہ فضا میں آہستہ آہستہ آگے بڑھتے اس کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ اب خلائی انسان کو اس عورت کے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز آنے لگی جو بارش کے شور میں بالکل الگ سنائی دے رہی تھی۔ خلائی انسان نے پوچھا۔

"تم — تم کون ہو؟ کیا تم کوئی خلائی مخلوق ہو؟"

اس عورت نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

"میں خلائی مخلوق نہیں ہوں۔ میرا نام مارتھا ہے میں اس گھر میں اپنی معصوم بچی کے ساتھ رہتی تھی کہ ایٹمی جنگ شروع ہو گئی۔ مجھے نہیں معلوم کہ پھر کیا ہوا۔ ایک بجلی سی چمکی اور میں اور میری بچی کی روحیں آسمان کی طرف اُڑی جا رہی تھیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت خاموش ہو گئی ۔ خلائی انسان نے سوال کیا۔
"کیا تم ہر رات اپنا مکان دیکھنے آتی ہو؟"
"نہیں" مارتھا کی روح نے کہا۔ "مرنے کے بعد میں یہاں کبھی نہیں آئی اور نہ میں آنا چاہتی تھی کیونکہ مجھے اِس دنیا سے وحشت آنے لگی ہے جہاں انسان دوسرے انسان کی جان کا دشمن بن گیا تھا۔ لیکن میری بچی کی ایک گڑیا یہاں رہ گئی ہے۔ میری بچی کی روح اس گڑیا کے لیے ضد کرتی ہے۔ میں وہ گڑیا لینے آئی ہوں"
خلائی انسان نے کہا۔
"تو پھر اندر جا کر اپنی بچی کی گڑیا لے لو"
عورت کی روح بولی۔
"وہ گڑیا میں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتی۔ میں تم سے درخواست کرتی ہوں کہ تم اس گڑیا کو جلا ڈالو۔ پھر اس گڑیا کی روح اپنے آپ جنت میں میری بچی کی روح کے پاس پہنچ جائے گی"
"کہاں ہے وہ گڑیا؟" خلائی انسان نے پوچھا۔
روح نے کہا۔
"کچن کے کونے میں جو الماری ہے اس کے نچلے خانے

میں پڑی ہے"
خلائی انسان بولا۔ "میں ابھی لاتا ہوں"
خلائی انسان کچن میں آگیا۔ کونے والی الماری کا نچلا خانہ کھولا تو وہاں ایک چھوٹی سی پلاسٹک کی گڑیا پڑی تھی۔ خلائی انسان اِسے لے کر برآمدے میں آگیا۔ عورت کی روح اُسی طرح برآمدے کے باہر بارش میں کھڑی تھی۔ خلائی انسان نے پلاسٹک کی گڑیا کو اس آگ میں ڈال دیا جو ابھی تک برآمدے میں تھوڑی تھوڑی جل رہی تھی۔ پلاسٹک کی گڑیا نے فوراً آگ پکڑ لی اور جل کر راکھ ہو گئی۔ عورت کی روح کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔
"تھیوسانگ! تمہارا بہت بہت شکریہ"
"کیا تم میرا نام جانتی ہو؟" خلائی انسان نے تعجب سے پوچھا۔
"میں سب کچھ جانتی ہوں"
خلائی انسان تھیوسانگ نے فوراً پوچھا۔
"کیا تم بتا سکتی ہو کہ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کہاں ہیں؟"
عورت کی روح بولی۔
"ماریا ملک سری لنکا میں ہے۔ عنبر ناگ اور کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک خلائی سیارے میں پہنچ چکے ہیں۔ اس سے زیادہ
اِن کے بارے میں بتانے کی مجھے اجازت نہیں ہے"
خلائی انسان نے جلدی سے پوچھا۔
"یہ بتاؤ کہ یہ علاقہ کون سا ہے؟"
عورت کی روح نے کہا۔
"تم لوگ بالٹی مور کے ایک قصبے میں ہو ایٹم بم یہاں
سے سوا سو میل دُور پھٹا تھا ایک بات میں تمہیں اور
بتانا چاہتی ہوں"۔
"وہ کیا؟" خلائی انسان نے پوچھا۔
"وہ یہ کہ یہاں سورج نکلنے سے پہلے ایک خوفناک
زلزلہ آنے والا ہے۔ اس زلزلے میں یہ سارے کا
سارا ٹیلہ زمین میں غرق ہو جائے گا۔ تم یہاں سے
نکل کر دوسرے ٹیلے پر چلے جاؤ۔ وہاں ریس
کے گھوڑوں کا ایک طویلہ ہے۔ یہ طویلہ زلزلے میں
محفوظ رہے گا"
اتنا کہہ کر عورت کی روح ایک دم غائب ہو گئی۔
خلائی انسان جلدی سے کمرے میں گیا۔ جولی اور اس کا
سائنس دان بوڑھا باپ گہری نیند سو رہے تھے۔ صبح ہونے میں
زیادہ دیر نہیں تھی۔ خلائی انسان نے سوچا کہ انہیں صبح ہونے تک

سونے دیا جائے۔ کہ اچانک زمین آہستہ سے ہلی۔ یہ زلزلے کی
وارننگ تھی۔ زمین آہستہ سے ہل کر ساکت ہو گئی۔ خلائی انسان
تھیوسانگ نے جولی اور اس کے باپ کو جگا دیا۔
"کیوں پریشان کر رہے ہو تھیوسانگ؟"
جولی نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔ اس کے باپ نے بھی
آنکھیں کھول کر کہا۔
"ابھی تو دن نہیں چڑھا۔ تم نے ہمیں کیوں جگا دیا؟"
خلائی انسان نے کہا۔
"جلدی سے یہاں سے نکل کر سامنے والے ٹیلے پر
چلے چلو۔ یہاں زلزلہ آنے والا ہے"
سائنس دان نے ہلکا سے قہقہہ لگایا۔
"تم خلاء کے آدمی ہو۔ اس زمین کی فزکس سے واقف
نہیں ہو۔ اس علاقے میں زلزلے نہیں آیا کرتے۔ یہ علاقہ
زلزلوں کی پٹی سے بہت دُور ہے۔ سو جاؤ۔ تم بھی سو
جاؤ"
خلائی انسان تھیوسانگ نے کہا۔
"انکل میں جو کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ سورج
نکلنے سے پہلے ایک بھیانک زلزلہ آئے گا اور یہ ٹیلہ
غرق ہو جائے گا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جولی کے ڈیڈی نے سر جھٹک کر کہا۔

"اور وہ ٹیلہ بچا رہے گا جہاں جانے کے لیے تم ہمیں کہہ رہے ہو؟"

"ہاں وہ ٹیلہ غرق نہیں ہوگا"

جولی ڈر گئی۔

"ڈیڈی! یہاں سے نکل جاؤ۔ تھیوسانگ کے اندر بڑی خفیہ صلاحیتیں ہیں۔ وہ جھوٹ نہیں کہہ رہا"

اتنے میں زمین ایک بار پھر ہلی۔ سائنسدان بوڑھا ڈاکٹر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے خدا! یہ تو بھونچال ہے"

تھیوسانگ بولا۔

"زلزلہ ابھی آئے گا۔ اب کیا خیال ہے جناب کا؟ یہیں رہیں گے یا اس ٹیلے پر چلیں گے"

"ارے بابا! بھاگو یہاں سے"

جولی اور اس کا ڈیڈی جلدی جلدی اس مکان سے نکل کر سامنے والے ٹیلے کی طرف دوڑے۔ بارش میں ذرا سی بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اسی رفتار سے برس رہی تھی۔ بادل بھی گرج رہے تھے۔ بجلی بھی چمک رہی تھی۔ وہ بارش اور پچھلی رات کے اندھیرے میں بھاگتے ہوئے سامنے والے ٹیلے

کے طویلے میں جا پہنچے۔ یہ ایک بڑا سا طویلہ تھا جس کے کونے ـــــ میں انگیٹھی بنی ہوئی تھی۔ انگیٹھی آدھی ڈھے چکی تھی۔ طویلے کی آدھی چھت بھی اڑی ہوئی تھی۔

جولی نے ادھر اُدھر سے لکڑیوں کے ٹکڑے اکٹھے کر کے آگ جلائی اور سب اپنے کپڑے سکھانے لگے۔ زمین ساکت ہو چکی تھی۔ زلزلے کا اب کوئی جھٹکا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ جولی کے باپ نے کہا۔

"تھیوسانگ! تم نے خواہ مخواہ ہمیں ایک اچھے بھلے مکان سے اٹھا کر اس طویلے میں لا پھینکا۔ دیکھ لینا۔ اب کوئی زلزلہ نہیں آئے گا"

خلائی انسان نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جانتا تھا کہ آسمان کی نیک روحیں جھوٹ نہیں بولا کرتیں۔ بادلوں کے پیچھے دن کی روشنی پھیلنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی زمین نے جھولنا شروع کر دیا۔ جولی نے چیخ مار کر اپنے باپ کا بازو تھام لیا۔ خلائی انسان نے طویلے کے ایک ستون کو پکڑ لیا۔ جولی کا باپ زمین پر لیٹ گیا۔ اس نے چلا کر کہا۔

"تھیوسانگ زمین پر لیٹ جاؤ۔ یہ زلزلہ ہے"

خلائی انسان تھیوسانگ مسکرا کر بولا۔

"اب یقین آ گیا ڈیڈی تمہیں میری بات کا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمین کے اندر سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں۔ طویلہ جھولنے لگا۔ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں۔ جوئلی کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ خلائی انسان نے اسے تسلی دی اور کہا۔

"گھبراؤ نہیں جولی! ہمیں کچھ نہیں ہوگا۔ یہ ٹیلا سلامت رہے گا"

گڑگڑاہٹ دھماکوں میں بدل گئی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ زمین کے اندر توپیں داغی جا رہی ہیں۔ بمباری ہو رہی ہے۔ دھائیں دھائیں درخت اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے۔ زمین اب اوپر نیچے ہونے لگی تھی۔ بڑا ہی بھیانک زلزلہ تھا۔ پھر ایک قیامت کا دھماکہ ہوا اور خلائی انسان نے دیکھا کہ سامنے والا ٹیلا جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ پناہ لیے ہوئے تھے دھڑام دھڑام کی آوازوں کے ساتھ ٹوٹ پھوٹ کر زمین کے اندر دھنس گیا اور وہاں پانی کے فوارے چھوٹ پڑے۔

"میرے خدا!" سائنس دان بوڑھا دہشت سے بولا۔

"یہ تو قیامت آگئی ہے"

جوئلی نے آنکھیں بند کر کے اپنا خوفزدہ چہرہ باپ کے بازو میں چھپا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد زلزلہ ختم ہوگیا۔ جب انہوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو آس پاس ایٹم بم سے بھی زیادہ تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ سیکڑوں درخت جڑوں سے اکھڑ پڑے تھے

ٹیلے کی جگہ ایک جھیل بن چکی تھی جس میں پانی کھول رہا تھا۔ اور اس پانی میں کئی درخت چکر لگا رہے تھے۔

"تھیو سانگ یہ تو سارے کا سارا علاقہ غرق ہوگیا۔ ہمارا ٹیلا بچا رہا۔ یہ کیسے ہوا؟ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ ٹیلا محفوظ رہے گا؟"

خلائی انسان بولا۔

"ڈیڈی! کچھ باتیں ایسی ہیں کہ جنہیں آپ کی سائنس بھی نہیں سمجھ سکتی۔ مجھے کیسے پتہ لگا؟ اس راز کو راز ہی رہنے دیں۔ اور ہاں اب میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ آپ لوگ بالٹی موڑ کے ایک قصبے میں ہیں"

"بالٹی موڑ؟" جوئلی بے تابی سے بولی۔

"ہاں یہ بالٹی موڑ کا ایک قصبہ ہے" تھیو سانگ نے کہا۔ جوئلی کا باپ طویلے کے پیچھے کھڑا یہ سب سن رہا تھا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو تھیو سانگ! میں نے اب پہچان لیا ہے۔ یہ بالٹی موڑ کا ہی علاقہ ہے۔ اس کا سبب ہے کہ یہاں سے سمندر زیادہ دور نہیں ہے۔ مگر بالٹی موڑ کی بندرگاہ بھی تباہ ہو چکی ہوگی"

تھیو سانگ بولا۔

"ظاہر ہے جو کسر ایٹم بم سے رہ گئی ہوگی وہ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زلزلے نے پوری کر دی"
جمل نے کہا۔
"ڈیڈی! ہمیں یہاں سے ہیوسٹن اپنے سائنسی میوزیم میں جانا ہوگا۔ ہم وہیں پناہ لے سکتے ہیں۔ وہاں ہمیں ہر شے مل جائے گی"
سائنس دان باپ نے کہا۔
"بیٹی! کچھ خبر نہیں کہ اس سائنسی میوزیم کا کیا حال ہوا ہوگا؟ یہ زلزلے سارے امریکہ میں آ رہے ہیں۔ بہرحال ہماری منزل اب وہی سائنسی میوزیم ہی ہے"
خلائی انسان نے پوچھا۔
"اتنی دور ہم کیسے جائیں گے؟ ہمارے پاس کوئی اڑن طشتری، کوئی ہیلی کاپٹر بھی نہیں ہے"
بوڑھا سائنس دان سوچنے لگا کہ بالٹی مور سے ٹیکساس کے شہر ہیوسٹن تک کا فاصلہ وہ کیسے طے کریں گے جبکہ ان کے چاروں طرف سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں تھا۔ تینوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ کسی نہ کسی طرح سے بالٹی مور کی بندرگاہ تک پہنچا جائے۔ بارش رک گئی۔ تینوں ٹیلے سے اتر کر بالٹی مور شہر کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

چونکہ یہ سارا علاقہ پہاڑی تھا اس لیے پانی سڑکوں پر سے نکل چکا تھا۔ زلزلے کی وجہ سے سینکڑوں بچے کھچے درخت سڑکوں پر گرے ہوئے تھے۔ کئی جگہوں پر سے زمین پھٹ گئی تھی اور وہاں سے پانی ابل رہا تھا۔ شام کو وہ بالٹی مور کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ بندرگاہ ایٹمی جنگ میں ہی تباہ ہو گئی تھی۔ رہی سہی کسر زلزلے نے پوری کر دی تھی۔ جہاز ڈوب چکے تھے بندرگاہ کی عمارت کھنڈر بنی ہوئی تھی۔ سمندر کی لہریں ساحلی چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر شور مچا رہی تھیں۔
نیوی کے ایک سٹور میں انہیں خوراک کے کچھ ٹین مل گئے۔ انہوں نے ٹھنڈی مچھلی کے قتلے کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی۔ رات انہوں نے اسی ٹوٹے پھوٹے سٹور میں بسر کی۔ صبح باہر نکل کر ساحل سمندر پر گئے تو وہاں ایک بڑی موٹر کشتی الٹی پڑی تھی۔ کافی سوچ بچار کے بعد انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ اس کشتی میں تھوڑا بہت کھانے پینے کے ٹین کے ڈبے رکھ لیے جائیں اور ہیوسٹن تک کا سفر سمندر کے ذریعے طے کیا جائے۔ یہ بڑا لمبا سفر تھا مگر اس کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا۔ دو دن دو راتیں سٹور میں آرام کرنے کے بعد انہوں نے موٹر کشتی میں کھانے پینے کے ٹین یعنی ٹین کے بند ڈبے رکھے۔ گیسولین وہاں بہت پڑا تھا۔ دو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑے کنستر گیسولین کے رکھے اور خدا کا نام
کر سمندر میں اپنا سفر شروع کر دیا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

غاروں کا شہر

اب ہم ماریا کی طرف آتے ہیں۔
ایورا کے غاروں سے نکلنے کے بعد ماریا نے راستے میں کالو پہاری کو شکست دے دی تھی اور اب اِس کے جادو سے بالکل آزاد ہو کر وہ ہندوستان اور سری لنکا کے ملک کے درمیان والے ۲۵ میل کے سمندر پر سے اُڑتی ہوئی لنکا کے ملک میں پہنچ گئی تھی۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں تیسری ایٹمی جنگ نے ساری دنیا کی آبادی کو ہلاک کر کے رکھ دیا تھا۔ تقریباً سبھی ملک تباہ ہو گئے تھے۔ یہ بڑی خوفناک جنگ تھی۔ اس میں کوئی ملک سلامت نہیں بچا تھا۔ ماریا سمندر عبور کرنے کے بعد سری لنکا کے ملک میں داخل ہو کر پہاڑوں کے اوپر اُڑی چلی جا رہی تھی۔ چاروں طرف دن کی روشنی پھیلی تھی۔ پہاڑوں کی ڈھلانوں پر گھنے جنگل تھے۔ جگہ جگہ ناریلوں کے جھنڈ نکلے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں ایٹمی تباہی سے درختوں اور جنگلوں کا زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔ راستے میں ماریا کو شہر بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نظر آئے مگر یہ سارے کے سارے شہر ملبہ بنے ہوئے تھے
کوئی عمارت صحیح سالم نہیں تھی۔ پُل ٹوٹ کر دریاؤں میں گر
ہوئے تھے اور پانی اُن کے اوپر سے بہہ رہا تھا۔ ایک جگہ
چھوٹی سی پہاڑی کی ڈھلان پر ماریا کو گرجے کا مینار دکھائی دیا
ماریا عیسائی تھی۔ گرجے کو دیکھ کر اس کا دل خداوند کی عبادت
کرنے کو چاہا۔ وہ نیچے اُتر آئی۔

یہ ایک چھوٹا سا پرانا گرجا تھا۔ اس کی دیواریں کالی پڑ چکی
تھیں۔ کھڑکیوں پر جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ دروازہ بند
تھا۔ لگتا تھا کہ یہاں مدت سے کبھی کوئی خداوند کی عبادت کرنے
کو نہیں آیا۔ آس پاس کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ ماریا بند
دروازے میں سے گرجے کے اندر داخل ہو گئی۔ گرجے کی عبادت
گاہ بالکل خالی پڑی تھی۔ قربان گاہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
صلیب والی مورتی رکھی تھی۔ ماریا قربان گاہ کے آگے دوزانو
جھک گئی۔ اِس نے ہاتھ باندھ لیے اور سر جھکا کر عبادت میں
مصروف ہو گئی۔

عبادت کرتے ہوئے اُسے اپنے دل میں ایک عجیب سکون
محسوس ہوا۔ وہ اپنے سب غم بھول گئی۔ اس نے عنبرانا گ
جی اور خلائی انسان کے لیے دعا مانگی۔ اچانک اُسے یوں محسوس
ہوا جیسے کوئی بڑی ہی میٹھی اور شفقت بھری آواز اس کے کا

میں کہہ رہی ہے۔

"ماریا بیٹی! کونے میں ایک مجرہ ہے۔ اس مجرے میں جاؤ
وہاں ایک صندوقچی رکھی ہوئی ہے۔ اس پر تالا لگا ہے۔
اس تالے کو آج تک کوئی نہیں کھول سکا۔ مگر تم ہاتھ لگاؤ
گی تو کھل جائے گا۔ اس کے اندر ایک چھوٹی کتاب
ہے۔ اس کتاب میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھی ہے۔ جاؤ
اسے پڑھو اور اِس پر عمل کرو۔"

شفقت بھری سرگوشی کی آواز غائب ہو گئی۔

ماریا نے گرجا گھر کے کونے کی طرف دیکھا۔ وہاں ایک حجرے
کا دروازہ تھا۔ ماریا حجرے کے اندر آئی۔ دیکھا کہ کونے میں چبوترے
پر ایک پرانی طرز کی صندوقچی رکھی ہے جس کو تالا لگا ہے۔ ماریا
نے تالے کو ہاتھ لگایا تو وہ کھُل گیا۔ صندوقچی میں ایک سنہری جلد
والی کتاب ملی۔ ماریا نے اُسے کھولا تو اِس پر لکھا تھا۔

"ماریا! یہ کتاب تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ کیونکہ
تم سے قدرت ایک ایسا کام لینا چاہتی ہے جو تمہارے
سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ پوری توجہ سے سنو۔
دنیا تیسری عالمی جنگ سے تباہ ہو چکی ہے۔ اس
دنیا میں کوئی مہذب شخص سوائے تمہاری پارٹی کے
زندہ نہیں بچا۔ کالو بیماری ختم ہو گیا ہے۔ مندر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے رہنے والا راجہ رگھو بھی مرچکا ہے ـــــ مگر اس
دنیا پہ ایک اور تباہی نازل ہونے والی ہے ۔ ایٹمی تابکاری
سے زمین کی تہوں میں سوئے ہوئے ڈینو سارس اور
لاکھوں برس پہلے کے ہیبت ناک درندے پھر سے
زندہ ہو رہے ہیں۔ ایک ڈینو سارس جو ۸۰ میٹر لمبا اور
چالیس میٹر اونچا ہے زمین کے نیچے سے نکل آیا ہے۔ یہ
بھیانک درندہ اس ملک سری لنکا کے جنوب میں غاروں
کے شہر میں نمودار ہوا ہے۔ غاروں کا یہ شہر یہاں
سے جنوب کی جانب سمندری چٹانوں کے درمیان واقع
ہے۔

اس شہر میں صرف غار ہی غار ہیں جن میں جنگلی لوگ
رہتے ہیں۔ یہ لوگ ڈینو سارس درندے کو دیوتا سمجھتے
ہیں لہٰذا جب یہ ہیبت ناک درندہ اپنے غار سے نکل کر
پیٹ بھرنے کو باہر آتا ہے تو معصوم جنگلی لوگ اپنی غاروں
کی بستی کی صحت مند خوب صورت لڑکیوں کو اس کے
آگے ڈال دیتے ہیں۔ دیو ہیکل خونخوار درندہ ڈینو سارس
ان لڑکیوں کو اٹھا کر کھا جاتا ہے اور دوبارہ بھوک
لگنے تک اپنے غار میں جاکر سو جاتا ہے۔ یہ وحشی
درندہ اب تک پچاس خوب صورت معصوم لڑکیوں کو

ہڑپ کر چکا ہے۔ تم غاروں کے شہر میں جاؤ اور وحشی خونخوار
ڈینو سارس کو ہلاک کرکے وہاں کی بے گناہ لڑکیوں کو اس
عذاب سے نجات دلاؤ۔

ایک اور بات یاد رکھو۔ بہت جلد اس زمین پہ اسی قسم
کے ہزاروں قبل از تاریخ کے بھیانک درندے اور
قوی ہیکل وحشی جانور نمودار ہونے والے ہیں۔ یہ دنیا
ایک بار پھر لاکھوں برس پرانے زمانے کی طرف جا رہی
ہے۔ یہاں ایک بار پھر تاریخ دہرائی جانے والی ہے۔
یہاں درندوں کی حکومت ہوگی۔ زمین کے اندر تمام
درندوں کے ڈھانچے زندہ ہوکر باہر نکل آئیں گے۔
پھر زلزلے آئیں گے ـــــــــ چٹانیں ٹوٹ
ٹوٹ کر تباہ ہوں گی اور اس کے بعد دوبارہ انسان جنگلی
جانوروں کی طرح غاروں میں اپنی زندگی کا آغاز کرے گا۔
اب تم جاؤ۔ غاروں کے شہر کی جنگلی بے گناہ معصوم لڑکیوں
کی زندگی بچاؤ ـــــــ"

اس کے آگے کتاب کے صفحے خالی تھے۔

ماریا یہ تحریر پڑھ کر سوچ میں پڑ گئی۔ کیا سچ مچ اس زمین
پر زندگی ایک بار پھر شروع ہو گی اور یہاں بڑے بڑے پہاڑوں
ایسے درندوں کا راج ہوگا؟ اس نے کتاب بند کرکے صندوقچی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رکھ دی۔ اس کا ڈھکنا بند کیا تو صندوقچی کو خود بخود تالا لگ گیا۔

ماریا کو اس تجربہ پر پورا یقین تھا۔ وہ گنبد سے باہر نکل آئی۔ اس نے جنوب کی طرف دیکھا۔ زمین پر ذرا سی اُچھلی اور فضا میں اوپر ہی اوپر آتی گئی۔ پھر اس نے غاروں کے شہر کی طرف اُڑنا شروع کر دیا۔ وہ سارا دن ہوا میں پرواز کرتی رہی۔ راستے میں سرسبز جنگل بھی آئے۔ ایسے جنگل بھی آئے کہ جن کے سارے درخت ایٹمی تابکاری سے جل کر راکھ ہو چکے تھے۔ رات ہوگئی۔ چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ ماریا اُڑتی چلی گئی۔ اس کا رُخ ٹھیک جنوب کی طرف تھا۔

اسی طرح پرواز کرتے رات بھی گزر گئی۔ سورج نکلا تو ماریا کو دُور بہت دُور ایک جگہ سیاہ چٹانوں کی نوکیلی چوٹیاں آسمان کی طرف اُٹھی نظر آئیں۔ وہ ان چٹانوں کے اوپر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ سیاہ کالی چٹانیں اتنی بلند تھیں اور ان کی دیواریں اتنی سیدھی تھیں کہ کوئی انسان ان پر نہیں چڑھ سکتا تھا۔

یہ چٹانیں سنسان ویران سنگلاخ وادی کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھیں۔ جب ماریا نیچے آئی تو اس نے دیکھا کہ وادی کی چٹانوں میں جگہ جگہ غار بنے ہوئے تھے جن کے منہ پر بانس کے جنگلے لگے تھے۔ یقیناً یہی غاروں کی بستی یا غاروں کا شہر تھا۔ ماریا زمین پر اُتر آئی۔ ابھی دن نکلا ہی تھا۔ غاروں میں سناٹا

چھایا ہوا تھا۔ اس نے ایک ایک غار میں جھانک کر دیکھا۔ ہر غار میں جنگلی لوگ سو رہے تھے۔

پھر اچانک کسی طرف سے ڈھول بجنے کی اونچی آواز آئی۔

ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک جنگلی بانس کے ڈھول پر زور زور سے چھڑی مار رہا تھا۔ تمام غاروں کے منہ کھل گئے اور جنگلی لوگ نیزے ہاتھوں میں لیے دوڑتے ہوئے باہر نکلے اور ایک جگہ گول دائرہ بنا کر رقص کرنے لگے۔ ماریا نے چٹانوں کے اس تمام علاقے میں گھوم کر دیکھا۔ اسے بھیانک درندہ ڈینوسارس کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ واپس جنگلی لوگوں کے غاروں کے درمیان آ گئی۔

جنگلی لوگ اس طرح رقص کر رہے تھے۔ ان میں جنگلی لڑکیاں بھی تھیں ان لڑکیوں نے ہاتھوں میں کٹے ہوئے ناریل اُٹھا رکھے تھے۔ اور ایک سب سے بلند چٹان کی طرف منہ کر کے رقص کر رہی تھیں۔ آگ جلا دی گئی۔ ایک بوڑھا جنگلی آگ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے جھولے میں سے زرد رنگ کا سفوف آگ میں ڈال کر بلند آواز میں کوئی اشلوک پڑھتا اور سجدے میں گر جاتا۔ ماریا ایک طرف بیٹھی خاموشی سے ان جنگلی رسومات کو دیکھتی رہی۔ اسے وہ لڑکیاں کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں جن کو یہ جنگلی لوگ بھیانک درندے ڈینو سارس کے حوالے کرنے والے تھے تاکہ وہ انہیں ہڑپ کر جائے۔ ماریا نے سوچا کہ شاید یہ جو لڑکیاں رقص کر رہی ہیں۔ ان میں سے ہی چار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پانچ لڑکیاں کو چن لیا جائے گا۔

دن اسی طرح رقص کرتے گزر گیا۔

اب سورج چٹانوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔ الاؤ کے قریب بیٹھا بوڑھا جنگلی پجاری اٹھا۔ دوسرے جنگلی لوگوں نے رقص بند کر دیا۔ اب وہ خود اکیلا ہی آگ کے گرد چکر لگا کر رقص کرنے اور اونچی آواز میں منتر پڑھنے لگا۔ ماریا کو خیال آیا کہ جن لڑکیوں کو درندے کی خوراک بنایا جانے والا ہے وہ ضرور یہاں کسی غار میں بند ہوں گی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر غاروں کی طرف آ گئی۔ وہ ایک بار پھر ان غاروں کا جائزہ لینا چاہتی تھی۔ یہاں چٹانوں میں کتنے ہی غار بنے ہوئے تھے۔ سارے غار خالی تھے۔ ماریا کو ان چٹانوں سے ہٹ کر ایک جگہ دو جنگلی کھڑے دکھائی دیئے انہوں نے نیزے تھام رکھے تھے۔ ان کے پاس ہی ایک غار تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ جنگلی اس غار کے باہر پہرہ دے رہے ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ جن لڑکیوں کی قربانی دی جا رہی تھی وہ اسی غار میں بند تھیں۔

ماریا لپک کر اس غار کے پاس آئی۔ غار کے منہ پر بانس کا دروازہ لگا تھا۔ ماریا بغیر کسی رکاوٹ کے بانس کا دروازہ پار کر کے غار میں داخل ہو گئی۔ یہ کافی کھلا اور لمبا غار تھا۔ آگے جا کر اس میں دیوار کے ساتھ ایک مشعل روشن تھی۔ ماریا کو

اُدھر سے سسکیوں کی آوازیں آتی سنائی دیں۔ وہ تیزی سے اُدھر گئی۔

کیا دیکھتی ہے کہ چار نوجوان خوب صورت لڑکیاں سر جھکائے بیٹھی سسکیاں لے لے کر رو رہی ہیں۔ ان کے بوڑھے جنگلی ماں باپ ان کے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ اور وہ بھی روتے ہوئے انہیں تسلی دے رہے ہیں۔ کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ انہیں زمین کے دیوتا پر قربان ہونا ہی پڑے گا۔ کوئی ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ تو یہ لڑکیاں ہیں جن کو ہیبت ناک درندے ڈینوسارس کے خونی جبڑوں کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ ماریا نے سوچا۔

یہ لڑکیاں آپس میں بہنیں تھیں۔ آج ان کی باری تھی۔ انہیں تھوڑی دیر بعد ڈینو سارس کے آگے ڈالا جانے والا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ ان لڑکیوں یا ان کے ماں باپ سے کوئی بات کرنا بیکار ہے۔ یہ خواہ مخواہ ڈر جائیں گے۔ ماریا غار سے باہر آ گئی۔ میدان میں قربانی کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ زمین پر ایک جگہ پھول اور پتے بچھا دیئے گئے تھے۔ ان سے دور ہٹ کر سارے جنگلی لوگ نصف دائرے کی شکل میں کھڑے ہو گئے تھے۔ جنگلی پجاری بھی آگ کے الاؤ سے دور چلا گیا تھا۔ پھر اس نے لڑکیوں کے غار کی طرف نیزہ اٹھا کر اشارہ کیا اور بلند آواز نکالی۔

سات آٹھ جنگلی غار کی طرف دوڑے۔ پھر وہ قربان کی جانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والی لڑکیوں کو لے کر آ گئے۔ اِن کے پیچھے پیچھے لڑکیوں کے ماں باپ روتے آ رہے تھے۔ لڑکیوں کا بُرا حال تھا۔ اِن کے چہروں پر موت کی دہشت تھی۔ آنکھیں پھٹی پھٹی تھیں اور اِن کے قدم موت کے خوف سے لڑکھڑا رہے تھے۔ اِن لڑکیوں کو اِس جگہ بٹھا دیا گیا۔ جہاں زمین پر پھول پتے بچھے تھے۔ جنگلی پجاری نے اِن کے گرد سات چکر لگائے۔ لڑکیوں کے سروں پر پھول ڈالے۔ مقدس سفوف چھڑکا اور کافی دُور پیچھے ہٹ کر دوسرے جنگلی لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

فضا میں کسی وقت لڑکیوں کے بوڑھے ماں باپ کے رونے کی آواز بلند ہو جاتی تھی۔ سہمی ہوئی نیم جان لڑکیاں سر جھکائے ابھی تک سسکیاں بھر کر رو رہی تھیں۔ جنگلی پجاری نے نیزہ فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

"تم خوش قسمت ہو کہ زمین کے نیچے کے دیوتا نے تمہیں قربانی کے لیے چُنا ہے۔ رونا دھونا بند کرو اور خوشی خوشی زمینی دیوتا کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دو۔"

ایک لڑکی اچانک اٹھ کر دوڑ پڑی۔ جنگلی آدمیوں نے بھاگ کر اِسے دبوچ لیا اور واپس دوسری لڑکیوں کے پاس لا کر اس طرح بٹھا دیا کہ زمین میں میخ ٹھونک کر اس کو رسّی کے ساتھ اس

سے باندھ دیا۔ اب وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی تھی۔ جنگلی پجاری نے اعلان کیا۔

"اگر اب کوئی لڑکی اپنی جگہ سے ہلی تو میرا نیزہ اس کے ماں باپ کو ہلاک کر دے گا خبردار — اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھی رہو۔ زمینی دیوتا کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔"

ماریا خاموش بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں دور سب سے بڑی چٹان پر جمی تھیں جہاں سے بڑے بڑے خراٹوں کی ہلکی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ اِن آوازوں کے بلند ہوتے ہی جنگلی لوگ ایک دم چُپ ہو گئے اور پیچھے پیچھے ہٹ گئے۔

چاروں معصوم لڑکیوں کی سسکیاں بھی رُک گئیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو موت کی آغوش میں ڈال دیا تھا۔ وہ ذہنی طور پر مرنے کے لیے تیار ہو گئیں تھیں۔ اِن کے بوڑھے باپ کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ وہ زمین پر سر جھکائے بیٹھے آہستہ آہستہ رو رہے تھے۔

سب سے بڑی چٹان کی طرف سے اب ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے کسی بہت بڑے بھاپ کے انجن سے بھاپ خارج ہو رہی ہو۔ شاں شاں کی آواز آ رہی تھی، پھر یہ آواز غراہٹ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تبدیل ہو گئی اور زمین پر دھمک سی پڑھنے لگی۔ جیسے زلزلے کے ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے ہوں۔ اِن جھٹکوں کو ماریا نے بھی محسوس کیا۔

پھر سب سے بڑی چٹان کے نیچے سے ایک سر نمودار ہوا۔ یہ بھیانک درندے ڈینوسارس کا سر تھا جو بہت بڑا تھا۔ اس کے نوکیلے دانت بڑے بڑے درختوں کی طرح اس کے چوڑے جبڑوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ یہ سر بلند ہوتا گیا۔ ڈینو سارس کی گردن اتنی لمبی تھی کہ اس کا سر چٹان کی چوٹی سے بھی بلند ہو گیا تھا۔ جنگلی لوگوں نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

اب ڈینو سارس بڑے بڑے پنجے زمین پر رکھتا اِن لڑکیوں کی طرف بڑھا جو میدان کے درمیان سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ خوف کے مارے اِن کی سسکیاں بھی ختم ہو گئی تھیں۔ وہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ ماریا بھی اِس ہیبت ناک اُونچے لمبے درندے ڈینو سارس کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی۔ اتنا بڑا درندہ اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ وہ کسی بہت بڑی چٹان سے بھی بلند اور چوڑا تھا۔ اس کے پیٹ پر نوکیلے بال اُگے تھے اور گردن پر نوکیلے سینگ ابھرے ہوئے تھے۔

چلتے ہوئے اس کے نتھنوں سے ڈراؤنی آواز کے ساتھ

بھاپ سی خارج ہو رہی تھی۔ وہ پھنکاریں مارتا لڑکیوں کی طرف بڑھتا چلا آرہا تھا۔ اس کے ہیبت ناک جبڑوں سے رال ٹپک رہی تھی۔ وہ بھوک سے بے تاب ہو رہا تھا۔ اپنی لمبی گردن اِدھر اُدھر مار رہا تھا۔ اس کے پاؤں کی دھمک سے زمین ہل رہی تھی۔ لڑکیاں سہم کر ایک دوسری سے لپٹ گئیں۔ ڈینو سارس نے اپنا جبڑا کھول کر منہ اوپر اُٹھا کر بھیانک چیخ ماری۔ اس کی چیخ سے چٹانیں لرز اُٹھیں۔ اس نے اپنے دونوں اگلے پنجے اُٹھا لیے۔ اب وہ لڑکیوں کو اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالنے والا تھا۔

ماریا اپنی جگہ سے اُچھل کر ہوا میں اُٹھ گئی۔

وہ سیدھی ڈینو سارس کے منہ کے پاس آئی اور اس نے اس کے جبڑے کو پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچا۔ بھیانک درندے نے گھبرا کر اپنا سر زور سے جھٹکا۔ ماریا اُچھل کر فضا میں دور تک چلی گئی۔ وہ پھر واپس آئی۔ اس وقت درندہ اپنا ڈراؤنا منہ کھولے چیخ رہا تھا۔ اس کا منہ ایک سرخ غار لگ رہا تھا۔ ماریا بجلی کی تیزی کے ساتھ نیچے گئی۔ اس نے زمین پر پڑا ایک بہت بڑا پتھر اُٹھایا اور درندے کے حلق میں ڈال دیا۔ اس کے بعد دوسرا بڑا پتھر اُٹھا کر لڑھکا دیا۔ درندے نے اپنی گھبراہٹ ہوا میں جھٹکی پتھر اس کے پیٹ میں جا چکے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

ماریا نے اِسے گردن سے پکڑ کر اُوپر اُٹھانا چاہا مگر وہ اِسے نہ کر سکی۔ قوی ہیکل درندہ کسی پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی تھا وہ غصّے سے پھنکاریں مار رہا تھا۔ زمین پر پاؤں مار رہا تھا۔ زمین ہل رہی تھی۔ جنگلی وحشت زدہ تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے لڑکیاں چیخنے لگی تھیں۔ اچانک ماریا کے کانوں میں وہی شفقت بھری آواز آئی۔

"ماریا خدا کا نام لے کر اِسے گردن سے پکڑ کر اٹھاؤ"

ماریا نے دل میں خدا کا نام لے کر دعا مانگی اور پھر ہوا میں غوطہ لگا کر دیو ہیکل درندے کی گردن کے اوپر آ گئی۔ اس نے درندے کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا تو وہ اوپر اُٹھ آیا اور ہوا میں ٹانگیں مارتے ہوئے جھولنے لگا۔

جنگلی لوگ خوف کے مارے وہاں سے بھاگ کر اپنے اپنے غاروں میں چھپ گئے۔ ڈینو سارس ماریا کے ہاتھوں میں لٹک رہا تھا۔ ماریا اِسے لے کر آسمان کی طرف اوپر ہی اوپر اُٹھتی چلی گئی۔ جب وہ کافی بلندی پر پہنچ گئی اس نے دیکھا کہ نیچے چاروں طرف نوکیلی چٹانوں کی نوکیں ابھری ہوئی ہیں۔ ماریا ڈینو سارس کو لٹکائے اور اوپر لے گئی۔ پھر اس نے

ڈینو سارس کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔

ڈینو سارس چنگھاڑتا بلبلاتا پھنکارتا، دھاڑتا ٹانگیں چلاتا ایک بہت بڑے پہاڑ کی طرح قیامت خیز دھماکے کے ساتھ ایک ابھری ہوئی چٹان کی نوک پر گرا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ چٹان پر گرنے سے زمین پر بھونچال آ گیا۔ جس چٹان پر ڈینو سارس گرا تھا اس کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے۔

زمین پر ڈینو سارس کے ٹکڑے پڑے تڑپ رہے تھے۔ ماریا نیچے آ گئی۔ دیکھتے دیکھتے یہ ہیبت ناک درندہ ٹھنڈا ہو گیا۔ چاروں لڑکیاں اُٹھ کر اپنے ماں باپ کی طرف بھاگ گئیں۔ ان کے ماں باپ نے انہیں اپنے گلے سے لگا لیا۔ جنگلی لوگ غاروں سے باہر نکل آئے۔ جنگلی پجاری نے نیزہ بلند کر کے کہا۔

"اِن لڑکیوں کے باپ نے کوئی جادو کا منتر پڑھ کر زمین کے دیوتا کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہم پر ضرور کوئی عذاب نازل ہوگا۔ دیوتا اپنا بدلہ لے گا۔ میں حکم دیتا ہوں کہ ان لڑکیوں کو ان کے باپ کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے"

لڑکیاں چیخ مار کر باپ سے لپٹ گئیں۔ ماریا بھی پریشانی ہوئی کہ ایک مصیبت سے چھٹکارا ہوا تھا کہ یہ ایک نئی مصیبت کھڑی ہو گئی ہے۔ چار جنگلی نیزے لے کر لڑکیوں کی طرف بڑھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا ان کے سامنے آگئی۔ اس نے دو جنگلیوں کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اوپر اچھال دیا۔ دونوں جنگلی ہوا میں قلا بازیاں کھاتے نیچے پتھروں پر گرے اور ان کی ساری ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں۔ ماریا نے دوسرے دو جنگلیوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔

اب تو وہاں ایک خوف سا پھیل گیا۔ جنگلی پجاری نے چیخ مار کر کہا۔

"زمینی دیوتا کی روح بدلہ لینے آگئی ہے۔ ان لڑکیوں کو ہلاک کر دو"

چار جنگلی ایک بار پھر لڑکیوں کی طرف لپکے۔ ماریا نے انھیں بھی ٹھنڈا کر دیا۔ پھر اس نے جنگلی پجاری کو جا کر گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا اور مردانہ آواز بنا کر گرج کر ان کی زبان میں کہا۔

"کم بختو! خدا نے تمہیں ایک عذاب سے بچایا ہے۔
تم پھر موت کو بلا رہے ہو؟"

سب حیران ہو کر ادھر ادھر تکنے لگے کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے۔ جنگلی پجاری کا بھی رنگ پیلا پڑ گیا۔ وہ ماریا کے ہاتھوں میں تھر تھر کانپنے لگا۔ ماریا نے اسے زمین پر رکھ دیا اور کہا۔

"میں تمہارے قبیلے کے سب سے بڑے دیوتا کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ تمہارے قبیلے کو ڈینو سارس درندے سے نجات دلا دی گئی ہے۔ خبردار اگر اب تم نے اپنے قبیلے کی کسی لڑکی پر ظلم کیا تو تمہاری بستی کو تباہ کر دیا جائے گا۔"

سارے جنگلی لوگ سناٹے میں کھڑے تھے۔ جنگلی پجاری نے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"غور سے سنو — اس جنگل پر تباہی نازل ہونے والی ہے۔ یہاں سے اپنے بچوں کو لے کر چلے جاؤ۔ ساحل سے دور سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ تم لوگ یہ غاروں کا شہر چھوڑ کر اس جزیرے میں جا کر آباد ہو جاؤ۔ کیونکہ بہت جلد یہ ساری چٹانیں ٹوٹ کر گر پڑیں گی۔ پہاڑوں سے لاوا پھوٹ پڑے گا۔ زمین کا سینہ چاک ہو جائے گا اور سارے جنگل اس میں غرق ہو جائیں گے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے کوچ کر کے جزیرے میں چلے جاؤ — اور میری بات یاد رکھنا۔ آئندہ کبھی کسی لڑکی پر ظلم نہ کرنا۔ نہیں تو تم تباہ کر دیئے جاؤ گے۔"

یہ کہہ کر ماریا زمین سے اچھل کر فضا میں اوپر اٹھ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور نیچے جنگلوں کو دیکھنے لگی۔ چاروں لڑکیاں خوش تھیں۔ ان کے ماں باپ انہیں پیار کر رہے تھے۔ جنگلی پجاری نے اعلان کیا۔

"ہم اپنے قبیلے کے دیوتا کی بات پر عمل کریں گے۔ ہم آئندہ کبھی کسی لڑکی پر ظلم نہیں ہونے دیں گے اور یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ چلو تیاریاں کرو۔ یہ علاقہ غرق ہونے والا ہے۔"

تمام جنگلی اپنے اپنے غاروں میں گھس گئے۔ وہاں سے انہوں نے اپنے نیزے وغیرہ اٹھائے۔ بال بچوں کو ٹوکروں میں بٹھا کر اپنے کاندھوں سے ٹوکرے لٹکائے اور غاروں کے منہ سے نکل کر سمندر کی طرف سفر شروع کر دیا۔

ماریا نے اپنا وہ مشن پورا کر دیا تھا جو اسے گرجے کی مقدس کتاب نے سونپا تھا۔ ماریا نے ہوا میں ہی اپنا رُخ سری لنکا کے سب سے بڑے شہر اور دارالحکومت کولمبو کی طرف کر لیا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ تیسری ایٹمی جنگ نے اتنے بڑے شہر کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ ساری رات اس نے فضا میں اپنا سفر جاری رکھا۔ دن کی روشنی پھیلی تو اس نے سمندر کے کنارے ایک بہت بڑے شہر کو کھنڈروں اور ملبے کے ڈھیروں کی شکل میں دیکھا۔ یہاں سارے باغوں، پارکوں اور سڑکوں کے آس پاس کے درخت جل کر راکھ ہو گئے ہوئے تھے۔ تمام

عمارتیں، پُل شاپنگ پلازا ملبہ بنے ہوئے تھے۔ کسی جگہ ایک بھی عمارت سلامت نہیں رہی تھی۔ ریلوے لائنیں پگھل کر بخارات بن کر اُڑ گئی تھیں۔ اِن جگہ صرف ریلوے لائنوں کے نشان ہی باقی رہ گئے تھے۔ ریلوے سٹیشن کا ایک مُڑا تڑا ڈھانچہ ایک طرف کو جھکا ہوا تھا۔

ماریا کا دل اس تباہی پر اُداس ہو گیا۔ انسان نے اپنے ایٹمی سر سے کتنی بھیانک اور عبرت انگیز تباہی پھیلا دی تھی۔ ماریا ابھی فضا میں ہی پرواز کر رہی تھی کہ اس کے سامنے ایک زبردست زلزلہ آیا۔ زمین کئی جگہوں سے پھٹ گئی اور بچی کھچی عمارتوں کا ملبہ زمین میں دھنس گیا۔ زلزلہ رُک گیا۔ فضا میں کوئی پرندہ بھی اُڑتا ہوا نظر نہیں آ رہا تھا۔

ماریا آہستہ آہستہ شہر کے کھنڈروں کے اوپر اُڑ رہی تھی۔

ایک ٹیلے کی آغوش میں اسے ایک جانب جھکا ہوا مہاتما بدھ کا مندر نظر آیا۔ اِس نے سوچا کہ چل کر دیکھنا چاہیئے کہ اس مندر میں کوئی زندہ بچا ہے یا نہیں؟ وہ اُڑتے اُڑتے ٹیلے والے مندر کے دروازے پر آ گئی۔ اِس مندر کا دروازہ ایک طرف کو جھک کر ٹیڑھا ہو گیا تھا۔ دروازے کے اندر دیوار میں مہاتما گوتم بدھ کا ایک پتھر کا بُت اِسی طرح دیوار میں گڑھا تھا۔ گوتم بدھ کے چہرے پر گہرا سکون تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اگر انسان اِن بزرگوں کی نیک ہدایات پر عمل کرتا تو آج اِسے اِس تباہی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ ہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مذہب نے انسان کو پیار و محبت سے رہنے کی تلقین کی ہے مگر انسان سرکش ہے۔ اس نے ہر مذہب کے خلاف بغاوت کی اور یوں بدھ کی دنیا پر قیامت گزر گئی۔ یہ قیامت ۔۔۔ تھی۔

ماریا اِن خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اسے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی۔ اس نے دیکھا کہ گوتم بدھ کی مورتی کے پیچھے ایک چوہا اپنے بل سے نکل کر دوسری طرف بھاگ رہا ہے۔ ماریا مسکرائی۔ "خدا جس کو زندہ رکھنا چاہتا ہے اس کو کوئی نہیں مار سکتا۔"

ماریا مندر میں گوتم بدھ کی مورتی کی تعظیم بجا لا کر باہر نکل آئی۔ اس نے سوچا کہ اب یہاں رہنا بے کار ہے۔ بہتر یہی ہے کہ سمندر کے اوپر پرواز کی جائے۔ شاید وہاں عنبر ناگ کیٹی سے ملاقات ہو جائے۔

اس کا خیال تھا کہ اتنی زبردست تباہی میں سمندر پر ہی انسان محفوظ رہ سکتا ہے۔ ممکن ہے عنبر ناگ کیٹی کسی کشتی میں سوار ہو کر سمندر میں سفر کر رہے ہوں۔ چنانچہ ماریا نے اپنا رخ سمندر کی طرف پھیرا۔ اور بہت جلد وہ نیلے سمندر کے اوپر اُڑ رہی تھی۔

پُراسرار دُھند کا سمندر

ماریا کو ہم یہاں چھوڑتے ہیں۔

اُدھر عنبر ناگ کیٹی اور شکالی خلا میں اپنے سفر پہ ہیں۔ اور شکالی کے خلائی سیارے سینا تھون پہ ابھی نہیں پہنچے۔ ہم خلائی انسان تھیو ساگ، امریکی لڑکی جوڈی اور اس کے سائنس دان باپ کی طرف آتے ہیں۔ یہ تینوں انسان شمالی امریکہ کی بندرگاہ بالٹی مور سے ایک موٹر کشتی میں سوار ہو کر امریکہ کے جنوبی شہر ہیوسٹن کی طرف چلے تھے جہاں زمین کے اندر سائنسی میوزیم میں سائنس کی ایجادات محفوظ کر کے رکھی ہوئی تھیں۔ اِن کا سمندری سفر بہت لمبا تھا۔ ابھی انہوں نے آدھا راستہ بھی طے نہیں کیا تھا کہ سمندر میں اِن کا تیل ختم ہو گیا۔ کشتی کی موٹر رُک گئی۔ اتنی بڑی کشتی کو چپوؤں کی مدد سے نہیں چلایا جا سکتا تھا۔ کشتی سمندری لہروں پہ اپنے آپ بھٹکنے لگی خلائی انسان تھیو ساگ نے کہا۔

"اس کشتی کی موٹر نے گیسولین بہت کھائی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جولی کہنے لگی۔

"اس سے تو بہتر تھا کہ ہم اس سفر پہ روانہ ہی نہ ہوتے۔ اتنے بڑے سمندر میں ہمارا زندہ رہنا مجھے مشکل نظر آتا ہے۔ ہماری خوراک کتنے دن ہمارا ساتھ دے سکتی ہے؟"

اس کے سائنس دان ڈیڈی نے کہا۔

"میں نے حساب لگایا ہے۔ ہمارے پاس چودہ دنوں کی خوراک اور پانی موجود ہے۔ مجھے یقین ہے اِن چودہ دنوں کے اندر اندر ہم کسی نہ کسی جزیرے پہ پہنچ جائیں گے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اور اگر اس جزیرے پہ بھی کھانے پینے کو کچھ نہ ملا تو پھر تم دونوں کا کیا بنے گا۔ میں تو بغیر کھائے پیئے زندہ رہ لوں گا مجھے تمہاری بہت فکر ہے۔"

جولی اداس ہوگئی۔ تھیوسانگ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو جولی۔ اگر ہم کسی جزیرے پہ پہنچ گئے تو کہیں نہ کہیں سے کچھ حاصل کرنے کی بھی کوشش

کریں گے؟"

موٹر کشتی سمندر میں لہروں کے رحم و کرم پر بہتی چلی گئی۔ جب انہیں اسی طرح سفر کرتے بارہ دن گزر گئے تو کھانے پینے کی چیزیں ختم ہوگئیں۔ صرف ایک دن کے لیے تھوڑی سی مچھلی اور پانی کا ایک چھوٹا ٹین بچا تھا۔ تھیوسانگ نے وہ جولی کے لیے رکھ لیا۔ دوسرے دن یہ خوراک بھی ختم ہوگئی۔ چودھویں روز فاقہ آگیا۔ جولی کوتے میں دبک کر بیٹھ گئی۔ اس کا ڈیڈی بھی پریشان ہوا کہ اگر دو ایک روز پانی نہ ملا تو ان کا زندہ بچنا محال تھا۔ وہ اپنی بیٹی کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔ خلائی انسان تھیوسانگ کشتی کے اگلے تختے پر کھڑا دور دُور تک سمندر میں دیکھتا کہ شاید کہیں کسی جزیرے کی ایک جھلک نظر آجائے۔

پندرھواں دن آگیا۔ بھوک اور پیاس سے جولی کے ہونٹ خشک ہوگئے۔ آنکھیں اندر کو چلی گئیں۔ وہ کشتی کے فرش پہ سیدھی لیٹ گئی۔ اس کے ڈیڈی کی حالت بھی پانی نہ ملنے کی وجہ سے خراب ہونے لگی تھی۔ خلائی انسان تھیوسانگ سمجھ گیا کہ اگر دو روز تک پانی نہ ملا تو یہ دونوں زندہ نہ بچ سکیں گے۔

سولہویں روز وہ صبح کی روشنی میں تختے پر کھڑا سمندر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسے سمندر کی سطح پہ کوئی سیاہ چیز اُبھری ہوئی نظر آئی۔ جولی تو تختے پر فاقے سے نیم جان ہو کر پڑی تھی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ڈیڈی نے اپنے ہوش و حواس برقرار رکھے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ نے اسے وہ سیاہ چیز دکھائی اور کہا۔

"میرے خیال میں یہ کوئی جزیرہ نہیں ہے"

پھر کیا ہو سکتا ہے؟ جولی کے ڈیڈی نے کمزور آواز میں پوچھا۔

تھیوسانگ بولا۔

"میرا خیال ہے یہ کوئی کشتی ہے"

سائنس دان بوڑھا کہنے لگا۔

"اگر یہ وہیل مچھلی ہوئی تو ہماری خیر نہیں ہے"

خلائی انسان تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہمیں اپنی کشتی کا رُخ اِس طرف کرنا چاہیئے ہو سکتا ہے یہ کوئی فائدہ مند چیز ہو"

خلائی انسان نے اپنی خلائی طاقت سے کام لیتے ہوئے کشتی کا رُخ اِس سیاہ دھبے کی طرف موڑ دیا۔ کشتی سمندر کی لہروں پر سیاہ دھبے کی طرف بڑھنے لگی۔ جوں جوں کشتی قریب ہو رہی تھی وہ سیاہ دھبہ صاف ہوتا جا رہا تھا۔ لڑکے سائنس دان کے منہ سے خوشی کی چیخ نکل گئی۔

"یہ ــــ یہ تو کوئی جہاز ہے"

اتنی بات کان میں پڑی تو جولی نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

"ڈیڈی! کیا کوئی جہاز ہماری طرف آ رہا ہے؟"

ڈیڈی نے کہا۔

"ہم جہاز کی طرف جا رہے ہیں بیٹا۔ دیکھو۔ اُٹھ کر دیکھو۔ مجھے یہ کوئی ٹرانسپورٹ جہاز لگتا ہے۔ مگر یہ اتنی بڑی جنگ میں کیسے بچا رہا؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ تو جہاز پر چل کر معلوم ہوگا۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ وہاں ہمیں کھانے پینے کو ضرور کچھ مل جائے گا"

کشتی جہاز کے قریب پہنچ گئی۔ تھیوسانگ نے دیکھا کہ یہ جہاز کافی بڑا تھا۔ جولی کے ڈیڈی نے اس کے جھنڈے کو دیکھ کر بے اختیار کہا۔

"یہ ــــ یہ تو ڈنمارک کا بار بردار جہاز ہے۔ مگر اس کے عرشے پر کوئی ملاح نظر نہیں آ رہا"

کشتی جہاز کے اس پیندے کی جانب لگا دی گئی جہاں ایک سیڑھی نیچے لٹک رہی تھی۔ تھیوسانگ نے جولی اور اِس کے باپ کو سہارا دے کر سیڑھی پر چڑھایا اور وہ جہاز کے عرشے پر آ گئے۔ جہاز کا عرشہ ویران تھا۔ جہاز نے لنگر ڈالا ہوا تھا اور سمندری لہروں پر وہ آہستہ آہستہ ڈول رہا تھا۔

"اس کا کریو یعنی عملہ کہاں ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ نے پوچھا۔ سائنس دان بوڑھا جہاز کے عرشے والے کیبن کے دروازے کو جھک کر دیکھ رہا تھا جو آدھا کھلا تھا۔ جولی نے کہا۔

"ڈیڈی! پلیز سب سے پہلے پانی تلاش کریں۔ میری جان نکلی جا رہی ہے۔"

تھیو سانگ نے سائنس دان ڈیڈی کو پکڑ کر ایک جگہ بٹھا دیا اور کہا۔

"آپ لوگ یہاں آرام سے بیٹھیں۔ میں نیچے جا کر کچھ کھانے پینے کو لاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے یہاں ہمیں پانی اور روٹی مل جائے گی۔"

بھوک اور پیاس نے بوڑھے سائنس دان کو زیادہ نڈھال کر دیا تھا۔ جولی فرش پر دوبارہ لیٹ گئی تھی۔ اس کا ڈیڈی بھی وہیں سر جھکا کر بیٹھ گیا۔

خلائی انسان تھیو سانگ سیڑھیاں اُتر کر نیچے جہاز کی درمیانی منزل والی راہ داری میں آ گیا۔ یہاں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ اسے کسی جگہ کوئی انسان نہ ملا۔ ایک کیبن کا دروازہ آدھا کھلا تھا۔ یہاں سے اسے پیاز اور سیب کی خوشبو آئی۔ وہ اندر داخل ہو گیا۔ یہ جہاز کا کچن تھا۔ یہاں کھانے پینے کی ہر [illegible] داد میں موجود تھی۔ تھیو سانگ نے پانی سے جگ [illegible] بل روٹی اور خشک مچھلی کے ٹکڑے انگیٹھی کے اوپر سیخ میں سے اتارے اور تیزی سے واپس عرشے پر آ گیا۔

کھانے اور پانی دیکھ کر جولی اور اس کے ڈیڈی کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ انہوں نے دیکھتے دیکھتے ساری ڈبل روٹی اور مچھلی چٹ کر لی۔ سیر ہو کر پانی پیا اب انہیں ہوش آ گیا۔ ان کا ذہن سوچنے لگا۔ آنکھیں ہر شے کو اُس کی صحیح حالت میں دیکھنے لگیں۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"نیچے کسی جگہ کوئی ملاح نظر نہیں آیا۔ اس جہاز کا عملہ کہاں چلا گیا؟ جہاز میں ہر شے ٹھیک حالت میں ہے۔"

جولی اور اس کا ڈیڈی خلائی انسان کے ساتھ نیچے جہاز کی دوسری منزل میں گئے، سارے کیبن خالی تھے۔ سب سے نچلی اور آخری منزل میں سامان کی بڑی بڑی پیٹیاں لدی تھیں۔ انہوں نے ایک پیٹی کو توڑ کر دیکھا۔ ان میں ٹریکٹر کے پُرزے بند تھے۔ جہاز کے پچھلے حصے میں انجن روم تھا۔ انجن روم میں بھی کوئی انسان نہیں تھا۔ انجن بند تھے۔ دیوار کے ساتھ پٹرول کے بھرے ہوئے کتنے ہی ڈرم رکھے تھے۔ انجن بجلی کے تھے مگر اس کے جنریٹر پٹرول سے چلتے تھے۔ ڈیڈی نے کہا۔

"اوپر برج ہیڈ پر چل کر دیکھتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

برج ہیڈ عرشے یعنی ڈیک کے اوپر جہاز کی سب سے اوپر والی چھوٹے سے شیشے کے کیبن میں تھا۔ جہاں جہاز کا کیپٹن اور انجینئر ٹیلی سکوپ اور راڈار کے پاس رہتے ہیں۔ اس کیبن میں بھی کوئی نہیں تھا۔ ٹیلی سکوپ کا رُخ سمندر کی جانب تھا۔ راڈار بند تھا۔ سکرین بجھی ہوئی تھی۔ کمپیوٹر خاموش تھے۔ یہ سویڈن کا ماڈرن مال بردار جہاز تھا۔

اچانک جولی نے ایک طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی! یہاں آئیں۔ یہ دیکھیں"

خلائی انسان اور سائنس دان بوڑھا اِس طرف بڑھے۔ یہاں کیبن کے فرش پر دو انسانوں کے ہلکے بھورے رنگ کے مدّھم نشان پڑے تھے۔ چونکہ یہاں روشنی تھی اس لیے یہ نشان صاف نظر آرہے تھے۔ یہ انسانوں کے نشان اس طرح پڑے تھے جیسے دونوں انسان فرش پر گر کر ٹیڑھے ہو گئے ہوں۔ ڈیڈی نے فرش پر انسانی نشان کو ایک جگہ انگلی سے چھُوا اور پھر بڑی بڑی آنکھیں کھول کر بولا۔

"اس جہاز پر نیوٹرون بم پھینکا گیا ہے"

نیوٹرون بم اِس بم کو کہتے ہیں کہ جس کے پھٹنے سے عمارتوں دیواروں یا کسی بھی چیز کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ کوئی دھماکہ نہیں ہوتا۔ ہر چیز اپنی جگہ پہ ویسے ہی ٹھیک حالت میں رہتی ہے

مگر وہاں موجود سارے انسان ذرّے بن کر فضا میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ جولی اور خلائی انسان پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایک دوسرے کو تکنے لگے۔

جولی نے کہا۔

"یہی وجہ ہے کہ یہاں کوئی انسان، کوئی ملاح زندہ نہیں بچا"

تھیوسانگ کیپٹن کی اونچی کرسی پہ بیٹھ کر پینل پہ جھک گیا۔

"ہم خوش قسمت ہیں کہ یہ جہاز صحیح، سالم مل گیا۔ اب ہم اس کے ذریعے بڑی آسانی سے سمندر میں سفر کر سکتے ہیں"

انہوں نے جہاز کے نقشے پر امریکہ کے جنوبی ساحل کو دیکھا اس کی ڈگریاں نوٹ کیں۔ پھر جہاز کا رُخ ہیوسٹن کی طرف متعین کیا اور تھیوسانگ نے نیچے جا کر انجن چلا دیئے۔ وہ اوپر آگیا۔ انجنوں کے چلتے ہی جہاز میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی جہاز کا لنگر اُٹھا دیا گیا۔ جہاز سمندر میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ موسم خوشگوار اور سمندر پُر سکون تھا۔ جہاز کی رفتار کافی تیز تھی۔ ایک ہفتے کے سمندری سفر کے بعد جہاز جنوبی امریکہ کے ساحل کی طرف بڑھنے لگا اور ساتویں روز خلیج میکسیکو میں داخل ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیوسٹن کی بندرگاہ کے قریب پہنچ کر جہاز کو سمندر میں ہی
کر دیا گیا۔ یہ تینوں ایک موٹر لانچ میں بیٹھ کر کنارے پر آ گئے۔ ہ
کی بندرگاہ بھی تباہی کا عبرتناک منظر پیش کر رہی تھی۔ جولی یہا
کئی بار آ چکی تھی۔ یہاں کبھی اونچی اونچی شاندار عمارتیں ہوا
تھیں اب یہاں سوائے جلے اور راکھ کے ڈھیر کے اور کچھ
نہیں تھا۔ عمارتوں کے جلے ہوئے ڈھانچے زمین کی جانب جھک
ہوئے تھے۔ ایٹمی تابکاری کی براہ راست زد میں آنے والی
عمارتوں کے فولادی ڈھانچے پگھل کر بہہ چکے تھے۔ ہر طرف
تباہی کا منظر تھا۔ انسان کیا کوئی چڑیا تک اڑتی نظر نہیں آ رہی
تھی۔ ڈیڈی نے کہا۔

"لگتا ہے یہاں ہمارے جانے کے بعد کوئی بھیانک
زلزلہ آیا ہے پہلے جن بلڈنگوں کے ڈھانچے میں
دیکھ چکا ہوں اب وہ زمین میں دھنس چکی ہیں!"
جولی نے ایک طرف اشارہ کیا۔
"ڈیڈی! ادھر دیکھو! زمین میں سے گرم پانی ابل
رہا ہے!"

یہ زلزلے کا نتیجہ تھا۔ یہاں زمین پھٹ گئی تھی اور اس
کے اندر سے تیل ملا گرم پانی فوارے کی طرح اچھل اچھل کر
باہر آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

ہیں جتنی جلدی ہو سکے سائنسی میوزیم پہنچنا چاہیے۔"
سائنسی میوزیم ہیوسٹن شہر سے کچھ میل کے فاصلے پہ شہر
باہر خشک بنجر پہاڑیوں میں تھا۔ جولی کا ڈیڈی اس
ستے سے واقف تھا۔ انہوں نے شہر سے نکل کر بنجر ویران
اڑیوں کا رخ کیا۔ دور سے انہیں وہ عجوبی پہاڑی نظر
ئی جس کے نیچے سائنسی میوزیم تھا۔ جولی نے کہا۔
"ڈیڈی ہم اپنے میوزیم میں پہنچنے والے ہیں۔
خدا کے لیے اب اپنی ٹائم مشین کو ہرگز دوبارہ درست
نہ کریں۔ میں آپ کو اسے ہاتھ بھی نہیں لگانے
دوں گی۔"

دھائیں۔ دھائیں ایسی آواز پیدا ہوئی جیسے ان کے
پاؤں تلے زمین کے اندر کوئی بہت بڑی چٹان پھٹ گئی ہو۔
وہ اپنی جگہ سے کئی فٹ اوپر اچھل کر ادھر ادھر خشک ریت
پر جا گرے۔ وہ اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ زمین ایک جگہ
سے پھٹ گئی اور پھر اتنی زور سے ہلنے لگی جیسے کوئی زمین
کو پکڑ کر جھولے کی طرح جھلا رہا ہو۔ خلائی انسان کو جولی کی
چیخ سنائی دی۔ خلائی انسان اس طرف بڑھا مگر اچانک ریت
کے بگولے اٹھنے لگے۔ زمین ہچکولے کھا رہی تھی۔
خلائی انسان گر پڑا۔ اب دھماکوں پر دھماکے ہونے لگے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے گردن اُٹھا کر دیکھا سائنسی میوزیم والی تکونی پہاڑی پر ایک دھماکہ ہوا اور اس کے پرخچے اُڑ گئے۔ اس کے اندر سے آگ کے شعلے لاوا بن کر نکلنے لگے۔ سائنسی میوزیم میں جیسے بڑے بڑے بم پھٹ رہے تھے۔ اندر سائنس کی جو نئی نئی ایجادیں رکھی تھیں۔ ان میں بارود کے کنستر اور بم اور دستی بم بھی تھے۔ یہ سب پھٹ رہے تھے پھر سائنسی کی ساری پہاڑی فضا میں ذرّے بن کر بکھر گئی اس کے بڑے بڑے پتھر ٹکڑے بن کر گولیوں کی طرح میدان میں گرنے لگے۔

کئی ٹکڑے خلائی انسان کے جسم سے بھی پار ہو گئے۔ مگر چونکہ وہ خلائی مخلوق تھا اس لیے جہاں جہاں اس کے جسم میں سوراخ ہوئے وہ جگہیں آپس میں مل گئیں۔ خلائی انسان نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں بغل میں دبا کر رکھی تھیں کیونکہ انگلی کے کٹ جانے سے وہ مر سکتا تھا۔

چاروں طرف فضا میں دھوئیں کے دبیز بھاری بادل چھا گئے۔ کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ تھیو سانگ یعنی خلائی انسان نے جولی اور اس کے ڈیڈی کو آوازیں دیں۔ کوئی جواب نہ آیا۔ ابھی تک فضا میں دھماکوں کی آوازیں گونج رہی تھیں جب ذرا فضا پُرسکون ہوئی۔ دھوئیں کے بادل ہلکے

ہوئے تو وہ اُٹھ کر اس طرف کو بھاگا جدھر جولی اور اس کا سائنس دان ڈیڈی گیا تھا۔ یہاں چاروں طرف ریت پتھر اور کنکروں کی تہہ جمی تھی۔

خلائی انسان نے ایک جگہ کالی ریت اور پتھروں کے ڈھیر میں سے جولی کا ہاتھ باہر نکلا ہوا دیکھا۔ وہ لپک کر اس طرف آیا۔ اس نے پتھر اِدھر اُدھر ہٹا کر جولی کو اِس میں سے نکالا۔ مگر جولی کی روح اس کے جسم سے نکل چکی تھی۔ وہ اس قدر زخمی ہو گئی تھی کہ اس کا بچنا ناممکن تھا۔ قریب ہی پتھروں میں اس کے سائنس دان باپ کی بھی لاش پڑی تھی۔

خلائی انسان آنسوؤں سے ناواقف تھا۔ لیکن جولی اور اس کے باپ کی لاش کو دیکھ کر اس کا دل بوجھل سا ہو گیا۔ اس نے گردن جھکا دی اور جولی کے مُردہ جسم کو اپنے گھٹنوں پہ رکھے وہ دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اس بہادر لڑکی کے ساتھ اس نے کئی خطرناک سفر کیے تھے اور ہمیشہ اسے ثابت قدم اور بہادر پایا تھا۔ اس نے پتھروں کو ہٹا کر ریت میں دو گڑھے کھودے اور باپ بیٹی کی لاشوں کو اِن گڑھوں میں دفنا دیا۔

کچھ دیر وہ اِن کی قبروں پر چپ چاپ سر جھکائے کھڑا رہا۔ پھر خاموشی سے واپس ہیوسٹن کی بندرگاہ کی طرف چل دیا۔ سائنسی میوزیم والی پہاڑی کی طرف جانا فضول تھا۔ وہ پہاڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میوزیم کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو چکی تھی۔ وہاں اب کچھ بھی نہیں تھا۔ بندرگاہ کو زلزلے نے مزید تباہ کر ڈالا تھا۔ تھیوسانگ نے تشویش کے ساتھ سمندر میں دیکھا۔ خوش قسمتی سے اِس کے بحری جہاز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ وہ اسی طرح سمندر میں لنگر انداز تھا۔

خلائی انسان کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اتنی بڑی دنیا میں بالکل اکیلا رہ گیا ہے۔ عنبر ناگ کیٹی بھی اُس کے پاس نہیں تھے۔ اسے معلوم بھی نہیں تھا کہ یہ تینوں دوست خلاء میں کہاں ہوں گے۔ اس کی موٹر لانچ ساحل پر نہیں تھی۔ اس قیامت خیز زلزلے میں وہ ساحل سے ٹکرا کر پاش پاش ہو چکی تھی۔ خلائی انسان نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور تیرتا ہوا جہاز پر پہنچ گیا۔

جہاز پر پہنچ کر اُسے امریکی لڑکی جولی اور اس کے ڈیڈی کی بہت یاد آئی۔ اب وہاں اس کے لیے کیا رہ گیا تھا۔ اس نے لنگر اٹھا دیا۔ انجن سٹارٹ کیے اور برج ہیڈ والے کیبن میں آکر پینل کے آگے اونچی کرسی پر بیٹھ کر سامنے سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے جہاز کا رُخ جنوب کی طرف کر دیا تھا۔ اس کی کوئی منزل ہی نہیں تھی۔ پھر کسی خاص سمت کا رخ متعین کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جہاز ایک خاص رفتار کے ساتھ کھلے سمندر کی طرف بڑھتا چلا

جا رہا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ہیوسٹن کا تباہ حال ساحل دُور ہوتا جا رہا تھا۔ اس وقت دن کے دس بج رہے تھے۔ بارہ بجے تھیوسانگ اُٹھ کر نیچے کچن میں گیا۔ تھوڑا سا ٹھنڈا گوشت فریزر سے نکال کر تلا اور ڈبل روٹی کے ایک قتلے کے ساتھ کھایا اور کافی کا مگ بنا کر اوپر والے کیبن میں آکر بیٹھ گیا۔

راڈار سامنے سینکڑوں میل تک کچھ نہیں دکھا رہا تھا۔ سارا سمندر صاف تھا۔ موسم بھی پُرسکون تھا۔ جہاز [illegible] پنی تُلی رفتار سے جنوبی سمندروں کی طرف چلا جا رہا تھا۔

○

ماریا ہوا میں پرواز کرتی سمندر میں بہت آگے نکل آئی تھی۔

سورج سمندر میں غروب ہو رہا تھا کہ مشرق کی طرف سے کالے کالے بادلوں کی گھٹا اُٹھی اور دیکھتے دیکھتے سمندر پر چھا گئی۔ ماریا ان بادلوں میں چھپ گئی۔ وہ فضا میں بلند ہوتے ہوتے اِن بادلوں کے اوپر آ گئی۔ بادلوں میں بجلیاں چمکنے لگیں۔ بادل کڑکنا شروع ہو گئے۔ موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ ماریا اِس بارش سے محفوظ تھی۔ طوفانی ہوائیں چلنے لگیں۔ سمندری لہریں اوپر کو اچھل رہی تھیں۔ ماریا کو ان کا شور سنائی دے رہا تھا۔ ماریا بادلوں کے اوپر اڑ رہی تھی۔ آسمان پر ستارے چمکنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگے تھے۔ بارش کا یہ طوفان دو تین گھنٹے تک برپا رہا پھر بادل چھٹ گئے۔ ماریا نیچے آ گئی۔ سمندر میں ابھی تک بڑی بڑی لہریں اٹھ رہی تھیں۔

ماریا کو دور سمندر پر رات کی تاریکی میں روشنیاں نظر آئیں۔

"یہ تو کسی بحری جہاز کی روشنیاں ہیں" ماریا نے اپنے آپ سے کہا۔

مگر یہ بحری جہاز کہاں سے آ گیا؟ دنیا میں تو ہر طرف بربادی کا عالم ہے۔ ہو سکتا ہے یہ جہاز سمندری سفر پر ہو۔ اور بچ گیا ہو۔ چل کر معلوم کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے عنبر ناگ کیٹی خلاء سے واپس آ کر اس جہاز میں سفر کر رہے ہوں۔

ماریا یہ سوچتی ہوئی اس جہاز کی طرف اڑنے لگی۔

وہ چند لمحوں میں جہاز کے عرشے کے اوپر پہنچ گئی۔ عرشہ خالی تھا۔ جہاز کا اوپر والا کیبن بھی خالی تھا مگر اس میں روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا عرشے پر اتر کر نیچے چلی گئی۔ اسے کہیں بھی کوئی انسان نہ ملا۔ جہاز کا کوئی پہرے دار یا واچ مین بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کچن کھلا پڑا تھا۔ ملاحوں کے کیبن بھی خالی پڑے تھے۔ بستر لگے تھے مگر کوئی ملاح وہاں نہیں سو رہا تھا۔ یہ سب لوگ کہاں چلے گئے؟ کیپٹن کا کیبن بھی سنسان تھا۔ ماریا تذبذب میں پڑ گئی۔ کہیں یہ کوئی آسیبی جہاز تو نہیں ہے۔

اسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک اونچا لمبا چوڑا چکلا جوان جس نے جینز اور جیکٹ پہن رکھی تھی ایک ہاتھ میں کافی کا مگ لیے کیبن سے نکل کر کچن کی طرف جا رہا تھا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ کچن میں داخل ہو گئی۔

کچن کی روشنی میں اس نے بڑے غور سے اس نوجوان کو دیکھا۔ یہ خلائی انسان تھیوسانگ تھا اور ماریا اسے پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ عنبر ناگ کیٹی نے تھیوسانگ کو ماریا کے بارے میں سب کچھ بتا رکھا تھا۔ مگر ماریا کو اس خلائی انسان کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ اس جوان کی شکل و صورت اگرچہ زمین کے انسانوں کی طرح ہے مگر اس کی آنکھوں میں ایک مخاص قسم کی چمک تھی۔ ماریا نے سوچا کہ ضرور یہ کوئی جن بھوت یا آسیب ہے جو انسان کی شکل میں اس ویران جہاز پر چل پھر رہا ہے۔

خلائی انسان تھیوسانگ نے کچن میں آ کر کیتلی میں پڑی کافی اپنے مگ میں ڈالی اور واپس چل دیا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ تھیوسانگ اپنے کیبن میں داخل ہونے کی بجائے سیڑھیاں چڑھ کر ٹریج ہیڈ پر اوپر والے کیبن میں آ گیا۔ کیبن کے شیشے کا دروازہ بند کر کے وہ اونچی کرسی پر بیٹھ کر کافی پیتے ہوئے تاریک سمندر کو تکنے لگا۔

ماریا دروازے کے بند شیشوں میں سے کیبن میں آ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ غور کر رہی تھی کہ اس آدمی سے کوئی بات کرے یا نہ کرے۔ اگر بات کرے تو کس طرح سے کرے کہ وہ ڈر نہ جائے۔ ایک بات کا اِسے بہت حد تک یقین ہو گیا تھا کہ یہ آدمی کوئی جنّ بھوت یا آسیب نہیں ہے ورنہ اِسے ایک غیبی عورت کی موجودگی کا ضرور احساس ہو جاتا۔ پھر بھی ماریا نے سوچا کہ اِس آدمی کا امتحان لینا چاہیئے کہ یہ کوئی انسان ہے یا کوئی آسیبی مخلوق ہے۔ خلائی انسان تھیوسانگ نے کافی کا ایک گھونٹ پی کر اپنا مگ پینل پہ رکھ دیا۔ اور خود راڈار کو دیکھنے لگا۔

ماریا نے چپکے سے کافی کا مگ اُٹھا لیا۔ مگ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ تھیوسانگ نے ریڈار پر جھکے کافی پینے کے لیے مگ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہاں مگ نہیں تھا۔ اِس نے چونک کر دیکھا۔ مگ غائب تھا۔ کہاں گیا؟ ابھی تو یہاں پڑا تھا۔ خلائی انسان نے پینل پہ دُور تک دیکھا۔ مگ وہاں نہیں تھا۔ اِسے یقین تھا کہ اِس نے کافی کا مگ ابھی چند سیکنڈ پہلے وہیں رکھا تھا۔ پھر وہ کہاں غائب ہو گیا؟

اس نے ذرا توجہ دوسری طرف کی تو ماریا نے مگ دوبارہ پینل پہ رکھ دیا۔ اب جو خلائی انسان تھیوسانگ نے دیکھا تو مگ اپنی جگہ پہ موجود تھا۔ وہ سر کھجانے لگا کیا

میرا وہم تھا؟ اس نے سوچا۔ وہ خاموشی سے کافی پینے لگا۔ پھر اس نے پینل کی دراز میں سے قلم نکال کر نوٹ بک اور راڈار کی ریکارڈنگ نوٹ کی اور قلم پینل پہ رکھ دیا۔ ماریا نے موقع پا کر قلم اُٹھا لیا۔

تھیوسانگ نوٹ بک اور قلم دراز میں رکھنے لگا تو یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ قلم وہاں نہیں تھا۔ وہ چکرا سا گیا۔ اب اس نے ایسا کیا کہ جان بوجھ کر کافی کا مگ دوبارہ پینل پہ رکھا اور منہ اِس طرح دوسری طرف کر لیا کہ وہ چوری چوری مگ کو تک رہا تھا۔ ماریا نے ایک بار پھر مگ اُٹھا لیا۔ مگ خلائی انسان تھیوسانگ کی نظروں کے سامنے غائب ہو گیا۔

اس کے ذہن میں قسم قسم کے خیالات آنے لگے۔ اِسے عنبر ناگ کی وہ باتیں یاد آ گئیں جو اِس نے ماریا کے بارے میں بتائیں تھیں کہ وہ غیبی عورت ہے۔ کسی کو نظر نہیں آتی مگر وہ سب کو دیکھتی ہے اور جو شے اِس کے ہاتھ میں چلی جائے وہ بھی غائب ہو جاتی ہے۔ کہیں یہ ماریا تو نہیں ہے؟ کیونکہ عنبر ناگ کمیٹی کے بیان کے مطابق ماریا اِن سے تیسری ایٹمی جنگ شروع ہونے سے پہلے کوہ ہمالیہ کی وادی میں بچھڑ گئی تھی۔

خلائی انسان تھیوسانگ نے سیدھے سبھاؤ بالکل صاف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی کہہ دیا۔

"کیا تم ماریا ہو؟"

یہ جملہ اس قدر حیران کر دینے والا تھا کہ ماریا کے ہاتھ سے کافی کا مگ نیچے گر پڑا۔ ایک ناواقف اور اجنبی آدمی کے منہ سے اپنا نام سن کر ماریا جیسے سکتے میں آکر رہ گئی۔ تھیوسانگ نے مسکراتے ہوئے فرش پر سے کافی کے مگ کے ٹکڑے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اگر تم ماریا ہو تو پھر سمجھو کہ میں تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں"

"تم — تم میرا نام کیسے جانتے ہو؟"

ماریا نے رُک رُک کر کہا۔ تھیوسانگ نے مسکراتے ہوئے ہی کہا۔

"اس لیے کہ مجھے عنبر ناگ کیٹی نے تمہارے بارے میں بتایا تھا"

اب تو ماریا بھونچکی سی ہوگئی۔

"کیا — کیا تم عنبر ناگ اور — اور کیٹی کو بھی جانتے ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ صرف جانتا ہی نہیں بلکہ ان سے مل چکا ہوں۔ ان کے ساتھ سفر کر چکا ہوں"

تھیوسانگ کے ان الفاظ نے ماریا کو پریشان کر دیا تھا۔ اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"تم — تم کون ہو؟"

خلائی انسان تھیوسانگ نے کہا۔

"ماریا! اطمینان سے یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں اپنی ساری داستان سناتا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ تجھ سے ملاقات ہو گئی"

اس کے بعد خلائی انسان نے شروع سے لے کر آخیر تک ماریا کو ساری کہانی بیان کر دی۔ ماریا بڑی خوش ہوئی کہ اسے ایک ساتھی مل گیا ہے۔ اس نے تھیوسانگ کو اپنی بھی ساری داستان سنا ڈالی اور پوچھا۔

"عنبر ناگ کیٹی اس وقت کہاں ہوں گے تھیوسانگ بھائی"

خلائی انسان نے کہا۔

"ایک نیک دل ماں کی روح نے مجھے صرف اتنا بتایا تھا کہ عنبر ناگ کیٹی اس وقت خلاء میں کسی نامعلوم سیارے کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے اس نیک روح نے کچھ نہیں بتایا"

ماریا تعجب سے بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خلاء میں ؟ کیا عنبر ناگ اور کیٹی خلاء میں سفر کر رہے ہیں۔ یا اللہ ! وہ خلاء میں کیسے پہنچ گئے ؟ تم تو خلائی مخلوق ہو۔ کیا تم اندازے سے کچھ بتا سکتے ہو کہ عنبر ناگ کیٹی خلاء میں کس جگہ ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے ؟"

خلائی انسان مسکرا کر بولا۔

"ماریا بہن ! میں غیب کا علم نہیں جانتا۔ اور پھر میرے پاس ایسا کوئی خلائی راڈار یا ریڈیو ٹرانسمیٹر بھی نہیں ہے کہ میں خلا میں عنبر ناگ کیٹی سے رابطہ پیدا کر سکوں۔"

ماریا بولی۔

"لیکن وہ ——— وہ خلاء میں کیسے پہنچ گئے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر یہ ساری دنیا ایٹم بموں سے تباہ ہو سکتی ہے۔ ساری آبادی ختم ہو سکتی ہے۔ تو عنبر ناگ کیٹی خلاء میں بھی پہنچ سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی خلائی مخلوق دنیا کی تباہی کے بعد اس زمین پر اتری ہو اور عنبر ناگ کیٹی کو اغوا کر کے اپنے سیارے کی طرف لے گئی ہو۔"

ماریا نے کہا۔

"اب ہم انہیں کہاں تلاش کریں تھیوسانگ بھائی اس دنیا پہ تو کہیں کوئی آبادی نہیں ہے۔ ہر طرف ویرانی ہی ویرانی ہے اور میں نے تو مقدس کتاب میں یہ بھی پڑھ لیا ہے کہ بہت جلد اس دنیا پہ لاکھوں سال پہلے کے جنگلی درندوں کا دور شروع ہونے والا ہے۔ یہ دنیا لاکھوں سال پیچھے جانے والی ہے۔ میرے خدا ! ایسی مشکل میں تو ہم کبھی نہیں پڑے تھے۔"

تھیوسانگ نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"تم نے یونہی کسی کتاب میں یہ گپ پڑھ لی ہو گی دنیا کتنی بھی تباہ کیوں نہ ہو جائے یہ لاکھوں برس پیچھے نہیں جا سکتی۔ اس کے لیے اسے اپنے مدار کے گرد الٹی گردش شروع کرنی ہو گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"تھیوسانگ ! ہم ہزاروں برس سے اس دنیا میں سفر کر رہے ہیں۔ ہم نے ہزاروں ان ہونی باتوں کو ہوتے دیکھا ہے۔ اور پھر ایک ڈینو سارس کو تو میں خود ہلاک کر کے آ رہی ہوں جو اس دنیا پہ لاکھوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

برس پہلے کا درندہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس دنیا۔ اس کرۂ ارضی پر لاکھوں کروڑوں برس پہلے کا زمانہ آنے والا ہے۔"

خلائی انسان بولا۔

"اس وقت تو ماریا ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم عنبر ناگ کیٹی کی تلاش میں خلاء کی طرف کیسے جا سکتے ہیں؟"

ماریا نے کہا۔

"تم خلائی مخلوق ہو۔ اس بات کا جواب تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔"

خلائی انسان تھیوساگ بولا۔

"ایک اڑن طشتری ہمیں یہاں زمین پر مل گئی تھی۔ مگر وہ بھی تباہ ہو گئی۔ اس اڑن طشتری میں خدا جانے کب خلاء سے کوئی مخلوق آئی تھی۔ اب ہمیں ایسا خلائی جہاز کہاں ملے گی جو ہمیں خلاء میں لے جائے۔ مجھے تو یہ بات ناممکن لگتی ہے۔ میں خود یہاں کا ہو کر رہ گیا ہوں۔ حالانکہ میں خود ایک خلائی انسان ہوں۔"

ماریا خاموش ہو گئی۔ اسے عنبر ناگ کیٹی سے ملنے کی امید ختم ہوتی نظر آنے لگی تھی۔ وہ اگرچہ ہوا میں اڑ سکتی تھی

مگر وہ خلاء تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ زمین کی زبردست کشش سے نکل کر خلا میں داخل ہونا اس کے اختیار میں نہیں تھا۔

ان کا جہاز سمندر میں سفر کرتا چلا گیا۔

کئی دن کئی ہفتے کئی مہینے گزر گئے مگر زمین نظر نہ آئی۔ سمندر ختم ہی نہیں ہوتا تھا۔ ماریا نے خلائی انسان سے کہا کہ کہیں وہ ایک ہی جگہ تو سمندر میں چکر نہیں لگا رہے؟ خلائی انسان کو خود بھی تشویش تھی۔ اس نے ریڈار اور کمپیوٹر کو چیک کیا۔ ہر شے ٹھیک تھی مگر سمندر ختم نہیں ہو رہا تھا۔

"یہ معمہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ماریا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"مجھے یقین ہے کہ ہم سمندر کے کسی بہت بڑے گرداب میں پھنس گئے۔ اور ہمارا جہاز ایک ہی جگہ پر دائرے کی شکل میں چکر لگا رہا ہے۔"

خلائی انسان نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہوتی تو کمپیوٹر پر دائرے بننے شروع ہو جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا۔ کمپیوٹر بتا رہا ہے کہ ہم سیدھے جا رہے ہیں۔"

یہ معمہ نہ ماریا کی سمجھ میں آ رہا تھا نہ خلائی انسان اسے حل کر سکا تھا۔ جہاز اسی طرح مشرق میں سورج نکلنے کی سمت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو برابر چل رہا تھا۔ سورج نکلتا غروب ہو جاتا، پھر
جگہ سے نکلتا اور غروب ہو جاتا۔ لیکن سمندر کا کنارہ نہیں
رہا تھا۔ جہاز میں خوراک کا سٹاک ختم ہونے لگا تھا۔
ان دونوں کو خوراک کی ضرورت نہیں تھی۔ ماریا تو بالکل
کچھ نہیں کھاتی تھی۔ خلائی انسان کسی وقت تھوڑا بہت چکھ
تھا اور یہی اس کے لیے کافی تھا۔

جب خلائی انسان اور ماریا کو سمندر میں سفر کرتے چھ
مہینے گزر گئے تو ان کا جہاز دھند کے بادل میں داخل ہو گیا
یہ دھند سارے سمندر پر چھائی ہوئی تھی۔ یہ دھند اتنی گھ
تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ ماریا کو خلائی انسان
تھیو ساگ نظر نہیں آتا تھا۔ خلائی انسان اپنے کیبن کے پینل کو
نہیں دیکھ سکتا تھا۔ صرف کمپوٹر روشن تھا اور راڈار میں دو
سبز روشنی سی ہو رہی تھی۔ ماریا نے کہا کہ شاید یہ دنیا کا انجام
ہے یہ سیارہ ختم ہو رہا ہے۔ ہم خلا کے کسی سمندر میں آگئے
ہیں۔ خلائی انسان بولا۔

"ہم زمین کے سمندر میں ہی ہیں ماریا۔ مگر ہم کہاں
ہیں؟ یہ تو دھند غائب ہو گی تو پتہ چلے گا۔"
ماریا نے اداس لہجے میں کہا۔
"کیا خبر پھر یہ سب کچھ ہی غائب ہو جائے۔"
جہاز کے سامنے سمندر پر دھند پتلی ہونے لگی

پر دھند بالکل اڑ گئی۔ اور انہوں نے دور ایک
سیاہ بلند پہاڑوں والے جزیرے کو دیکھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خطرناک جنگلی آدمی

انہوں نے جہاز سمندر کے ساحل پر لا کر کھڑا کر دیا۔ ماریا اور خلائی انسان کشتی میں بیٹھ کر جزیرے کے نارے آ گئے۔ جزیرے کے پہاڑ کالے سیاہ تھے اور ان ۔ اتنے اونچے اونچے درخت اگے ہوئے تھے کہ اس سے پہلے ماریا نے اتنے اونچے درخت نہیں دیکھے تھے۔ ساحل ی ریت پر لاکھوں سیپیاں اور گھونگے بکھرے ہوئے تھے جو آہستہ آہستہ رینگ رہے تھے۔ درختوں کی شاخیں گھنی تھیں ان کے پتے چوڑے چوڑے تھے۔ ان میں کوئی پرندہ تک نہیں تھا۔ دور اونچے کالے پہاڑ کی چوٹی میں سے ہلکا زرد رنگ کا دھواں نکل رہا تھا۔ خلائی انسان نے کہا۔

"یہ پہاڑ جوالا مکھی ہے ماریا"

ماریا حیرت کے ساتھ اس جزیرے کی ایک ایک شے دیکھ رہی تھی۔ اس کے دل میں ایک عجیب سا خوف پیدا ہونے لگا تھا۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

"

"تھیوسانگ! میرے دل کو پہلی بار ڈر لگنے لگا ہے"

خلائی انسان نے پوچھا۔

"کیوں۔ تم کیوں ڈر رہی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"گرجے کی کتاب کی پیش گوئی ٹھیک تھی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس دنیا پر لاکھوں سال پہلے کا زمانہ شروع ہو گیا ہے"

خلائی انسان تھیوسانگ نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھے معلوم نہیں کہ تمہاری اس زمین پر لاکھوں برس پہلے کس قسم کی فضا اور زندگی تھی لیکن میں یہ ضرور دیکھ رہا ہوں کہ اس جزیرے پر زندگی کی ابتدا ہو رہی ہے۔ میں نے ساحل سمندر پر ایسی مچھلیاں دیکھی ہیں جن کو پَر لگے ہیں۔ زندگی کے ارتقاء کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان مچھلیوں کو آگے چل کر لاکھوں برس کے بعد پرندے بن جانا ہے"

ایک گڑگڑاہٹ کی دھیمی دھیمی آواز سنائی دی جیسے زمین کے اندر کوئی بہت بڑا جن خراٹے لینے لگا ہو۔ ماریا اور خلائی انسان اپنی اپنی جگہوں پر رُک گئے۔ گڑگڑاہٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز دُور اُونچے کالے پہاڑ کی چوٹی سے آ رہی تھی۔

"آتش فشاں پہاڑ پھٹ رہا ہے شاید" ماریا نے کہا۔
خلائی انسان نے کہا۔

"ماریا ہمیں اپنے جہاز پر واپس چلے جانا چاہیئے
کچھ پتہ نہیں کہ یہ سارے کا سارا جزیرہ ہی غرق
ہو جائے"

وہ دونوں واپس ساحل کی طرف چل پڑے۔ تھیو سانگ نے
کہا۔

"ماریا تم مجھے تو دیکھ لیتی ہو مگر میں تجھے نہیں دیکھ
سکتا۔ مجھے یہ بھی پتہ نہیں چل رہا کہ تم میرے ساتھ
بھی ہو کہ نہیں"
ماریا کہنے لگی۔

"کیا تمہیں میری خوشبو نہیں آ رہی؟"
تھیو سانگ بولا۔

"بہت ہلکی ہلکی آ رہی ہے"
ماریا نے کہا۔

"آہستہ آہستہ یہ خوشبو زیادہ ہو جائے گی پھر عنبر
ناگ کیٹی کی طرح تم بھی میری خوشبو سے مجھے دُور
سے پہچان لیا کرو گے"

آتش فشاں پہاڑ میں ہلکے ہلکے دھماکے ہونا شروع ہو گئے تھے۔
[illegible] کی چوٹی میں سے اب سیاہ دھواں اُٹھ رہا تھا۔ جزیرے
[illegible] زمین ہلنے لگی تھی۔ وہ کشتی میں بیٹھ کر سمندر کی لہروں پر سے
[illegible] تے ہوئے اپنے جہاز پر آ گئے۔ سمندر میں بھی لہریں اُوپر
[illegible] ہونے لگی تھیں۔ سارا دن آتش فشاں پہاڑ میں دھماکے
[illegible] تے رہے اور لاوا بہتا رہا۔ زمین اور سمندر ڈولتے رہے۔
[illegible] ام کے بعد پہاڑ خاموش ہو گیا۔ زلزلے کے جھٹکے بھی
[illegible] ک گئے۔

خلائی انسان نے کہا۔

"اب رات ہونے والی ہے۔ دن چڑھے گا تو
اس جزیرے کے اندر چل کر دیکھیں گے کہ وہاں
کیا ہے شاید یہاں سے ہمیں کوئی ایسا سراغ مل جائے
جس کی مدد سے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ ہم کس دور میں
آ گئے ہیں۔

ماریا بولی۔

"تھیو سانگ بھائی میرا دل کہہ رہا ہے کہ ہم لاکھوں
برس پہلے کی دنیا میں پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے
کہ یہ دنیا لاکھوں برس پہلے کی دنیا بن چکی ہے جب
سطح زمین پر بڑے بڑے عفریت نما درندے رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرتے تھے۔ اور انسان غاروں میں رہتا تھا۔
خلائی انسان نے تعجب سے کہا۔
"اگر یہ بات ہے تو یہ میری سائینسی معلومات میں
اضافہ ہوگا۔ میں بڑی دلچسپی [redacted] اس زمانے
کی سٹڈی کروں گا۔"
وہ دونوں جہاز [redacted] میں آرام کرسیوں پر بیٹھے
تھے۔ باہر سمندر اور جزیرے پر رات کی تاریکی پھیل رہی تھی
ماریا نے کہا۔
"تھیوسانگ! تم نے کہا تھا کہ تم انگلی لگانے سے
کسی بھی چیز کو چھوٹا کر سکتے ہو۔ کیا یہ ٹھیک
ہے؟"
خلائی انسان تھیو سانگ بولا۔
"کیوں نہیں۔ تم کہو تو میں تمہیں ابھی اس کا تجربہ
کر کے دکھا دیتا ہوں۔"
ماریا نے کہا۔
"مجھے تجربہ کر کے دکھاؤ۔"
خلائی انسان کے سامنے ایک آرام کرسی خالی پڑی تھی۔
اس نے کہا۔
"ماریا بہن! اس کرسی کو دیکھتی رہنا۔ میں اسے

ابھی چھوٹا کیئے دیتا ہوں۔"
ماریا نے دیکھا کہ تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کی اور ہاتھ
کی انگلی سے کرسی کو چھوا۔ انگلی کے ملتے ہی کرسی ایک دم چھوٹی
سی ہو گئی۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پہ رکھ لیا۔
ماریا بڑی دلچسپی سے کرسی [redacted] دیکھنے لگی جو بالکل ننھی منی سی
ہو گئی تھی۔
"تھیوسانگ! تم نے تو واقعی کمال کر دکھایا۔ اچھا اب
اسے پھر سے بڑا کر دو۔"
خلائی انسان نے دوسری آنکھ بند کر کے دوبارا کرسی کو
انگلی سے چھوا تو وہ ایک دم سے پھر بڑی ہو گئی۔ خلائی انسان
تھیوسانگ مسکرا کر بولا۔
"دیکھا۔ صرف تمہارے پاس ہی غائب ہونے کا نسخہ
نہیں ہے۔ میں بھی خلائی جادوگر ہوں۔"
"تو کیا یہ جادو ہے؟" ماریا نے پوچھا۔
خلائی انسان نے کہا۔
"نہیں ماریا۔ یہ جادو نہیں ہے۔ بلکہ ایسا ہے کہ
میرے جسم سے جو شعاعیں نکلتی ہیں ایک آنکھ بند
کرنے سے ان میں کچھ ایسی الیکٹرانک تبدیلی پیدا ہو
جاتی ہے کہ میں جس شے کو ہاتھ لگاؤں اس شے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

الیکٹرون ایک خاص حد تک سکڑ جاتے ہیں اور یوں وہ شے چھوٹی ہو جاتی ہے۔ تم تو جانتی ہی ہو گی کہ ہر شے کے ایٹموں یا الیکٹرون کے درمیان بہت فاصلہ ہوتا ہے۔ اگر ہم کسی طریقے سے یہ فاصلہ ختم کر دیں تو یہ جہاز اتنا چھوٹا ہو جائے گا کہ میں اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ سکوں گا۔ یہ تو سائنس کا جدید ترین نظریہ ہے۔ مگر اس چھوٹے سے جہاز کا وزن اتنا زیادہ ہو جائے گا کہ میرے سوا اسے کوئی دوسرا عام آدمی نہیں اٹھا سکے گا۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے جب رات گہری ہو گئی تو ماریا کچھ دیر آرام کرنے کا کہہ کر جہاز کی دوسری منزل میں ایک کیبن میں چلی گئی۔ خلائی انسان تھیوسانگ وہیں کیبن روم میں ہی آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

کچھ دیر بعد اس کی آنکھ لگ گئی۔ اُسے سوئے تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ جزیرے کے گھپ اندھیرے میں سے ایک اونچے ٹیلے کے برابر عفریت چار پاؤں پر رینگتا ہوا سمندر میں اتر گیا۔ پھر اس نے جہاز کی طرف تیرنا شروع کیا۔ یہ عفریت اتنا بڑا تھا کہ جب وہ جہاز کے پاس پہنچا تو اس کی لمبی گردن کے اوپر پھنکارتا ہوا خونخوار دانتوں والا لمبا سر جہاز سے کئی سو گز اوپر

تھا۔ خلائی انسان تھیوسانگ کچھ زیادہ ہی گہری نیند سو گیا تھا۔ حالانکہ پہلے وہ کبھی اتنی گہری نیند نہیں سویا کرتا تھا۔

اچانک اُسے ایک دھچکا لگا اور وہ آرام کرسی سے گر کر لڑھکتا ہوا کیبن کے شیشے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے ہڑبڑا کر اندھیرے میں دیکھا کہ ایک بہت بڑے قوی ہیکل درندے نے جہاز کے پچھلے حصے کو اپنے لمبے اور طاقتور بازوؤں میں جکڑ رکھا تھا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے اٹھ کر جہاز میں سے گن نکالی اور عفریت پر فائر کر دیا۔ مگر عفریت پر گولی کا کوئی اثر نہ ہوا۔ یہ کسی پہاڑ کو گولی مارنے والا معاملہ تھا۔ بھلا پہاڑ پر گولی کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔

اتنے میں عفریت نے اپنا بہت بڑا سر زور سے جہاز پر مارا۔ جہاز دو ٹکڑے ہو گیا اور تھیوسانگ کیبن کی ٹوٹی ہوئی دیوار کے ساتھ لگنے لگا۔ اس نے اپنا پورا زور لگا کر ماریا کو آواز دی۔ عفریت نے غضب ناک ہو کر اپنی بھیانک دُم جہاز کے پچھلے حصے پر ماری۔ جہاز کا پچھلا حصہ سمندر میں ڈوب گیا۔

عفریت نے خلائی انسان تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے اپنا بھاری بھرکم چکنا کے بڑے بڑے پاؤں جتنا بڑا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پنجہ اٹھایا کہ تھیوسانگ کے سر پر مار کر اُسے کچل کر
رکھ دے۔ جونہی عفریت اپنا پنجہ نیچے لایا خلائی انسان تھیو
نے ایک آنکھ بند کر کے اس کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ انگلی
کے لگتے ہی پہاڑ جتنا عفریت ایک چوہے جتنے سائز کا ہو گیا
لیکن اس کا وزن یہاں تک بڑھ گیا کہ وہ چھوٹا ہو کر جہاز
کے باقی بچے ہوئے اگلے حصے پر گرا تو ایک بھیانک تڑاق
کی آواز کے ساتھ جہاز چکنا چور ہو کر سمندر میں غرق ہو گیا۔
ساتھ ہی وہ عفریت بھی سمندر کی گہرائیوں میں چلا گیا تھا۔
تھیوسانگ سمندر کی اچھلتی ہوئی موجوں کے اوپر آ
گیا۔ اس نے زور زور سے ماریا کو آوازیں دینا شروع
کر دیں۔ ایک طرف سے ماریا کی آواز آئی۔
"تھیوسانگ میں آ رہی ہوں۔ کنارے کی طرف
تیر کر چلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"
تھیوسانگ تیر کر جزیرے کے کنارے پہنچا تو ماریا
نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔
"یہ جہاز کیسے غرق ہو گیا؟ مجھے تو کچھ معلوم
نہیں۔ میں تو اپنے کیبن میں سو رہی تھی کہ ایک
دم سے ایسے لگا کہ پانی میں ڈوبی ہوئی ہوں۔"
تھیوسانگ نے اس ہیبت ناک عفریت کے بارے میں

سارا واقعہ بیان کیا تو وہ بولی۔
"تھیوسانگ! یہ وہ عفریت تھا جو لاکھوں برس
پہلے اس زمین پر دندناتے پھرتے تھے اور یہ
اتنے خونخوار تھے کہ بڑے بڑے قدیم ہاتھیوں
کے ٹکڑے اڑا دیتے تھے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"اگر میں اسے انگلی سے چھو کر چھوٹا نہ بنا دیتا تو وہ
مجھے کچل کر ہلاک کر چکا تھا۔ اس کے پنجے کے نیچے
آ کر میری انگلی کیسے سلامت رہ سکتی تھی اور انگلی
کے کٹتے ہی میری موت واقع ہو جاتی۔"
"تمہیں عین وقت پہ اچھا خیال آ گیا تھیوسانگ!" ماریا نے
کہا۔ تھیوسانگ اپنے کپڑوں کو نچوڑ کر بولا۔
"میرے پاس یہی ایک ہتھیار تھا جس سے میں اس
عفریت کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ یہ اچھا ہوا کہ وہ بھی
جہاز کے ساتھ ہی سمندر میں غرق ہو چکا ہے۔ اب
وہ اتنا بھاری ہو گیا ہے کہ سمندر کی تہہ سے ذرا
سا بھی نہیں ہل سکتا۔"
ماریا نے جزیرے پر چھائے ہوئے گھپ اندھیرے
پر ایک نگاہ ڈالی اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس جزیرے میں نہ جانے کتنے عفریت تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس تو اب بحری جہاز بھی نہیں ہے کہ جہاں تم پناہ لے سکو۔"

خلائی انسان تھیوسانگ کہنے لگا۔

"اب تو ہم اس جزیرے پر آگئے ہیں۔ یہاں سے کم از کم میں دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

پھر اس نے جزیرے کی کونے ایسی سیاہ تاریکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنی تاریک اور اندھیری رات ہے کہ اتنی تاریکی خلاء میں بھی نہیں دیکھی۔"

جزیرے کی تاریکی میں سے تھوڑی دیر بعد ایسی چنگھاڑ کی سی آواز بلند ہوئی جیسے کوئی عفریت خراٹے لے رہا ہو۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں جزیرے کے دوسرے ساحل کی طرف چلے جانا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے دوسری طرف یہ عفریت نہ ہوں۔ وہاں جا کر کوئی ایسی جگہ تلاش کرتے ہیں جہاں ہم کچھ وقت کے لیے پناہ لے سکیں۔"

ماریا نے کہا۔

"میں جزیرے کا ایک چکر لگا کر آتی ہوں۔ میں جا رہی ہوں۔"

ماریا اُچھل کر جزیرے کے تاریک درختوں کے اوپر آگئی۔ جزیرے پر اتنا اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو سجھائی نہیں دیتا تھا۔ لیکن ماریا کو درختوں، سیاہ چٹانوں اور گہری کھڈوں کے دُھندلے خاکے نظر آرہے تھے۔ یہ جزیرہ بہت بڑا تھا۔ اِسے سمندر نے گھیر رکھا تھا۔ ماریا کو ایک جگہ جھیل دکھائی دی۔ ماریا نیچے آگئی۔ اس نے دیکھا کہ جھیل کے کنارے ایک غار بنا ہوا ہے۔ ماریا نے غار کے منہ پر آکر اندر جھانکا۔ غار میں گہرا اندھیرا تھا۔ یہ کافی لمبا غار تھا اور پہاڑ کے اندر دُور تک چلا گیا تھا۔ غار خالی تھا۔ ماریا نے واپس خلائی انسان تھیوسانگ کو آکر اس غار کے بارے میں بتایا اور اس کی طرف چل پڑے۔

رات انہوں نے اس غار میں گزار دی۔

دن نکلا تو تھیوسانگ جھیل کے پاس ایک گھنے درخت تلے آکر بیٹھ گیا۔ اِسے ماریا کی بڑی ہلکی سی خوشبو آئی [redacted] نے پوچھا۔

"ماریا تم میرے قریب ہو ناں؟"

"ہاں۔" ماریا بولی۔ "اب تم بھی عنبر ناگ کیٹی کی طرح مجھے میری خوشبو سے پہچاننے لگے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی انسان تھیوسانگ نے کہا۔ "یہ اچھی بات ہے۔"
انہوں نے جھیل کے کنارے دُور تک پھیلے ہوئے گھنے
جنگل میں گھوم پھر کر دیکھا کہ وہاں کے درخت ہزاروں برس
پرانے لگتے تھے۔ انہوں نے زمین پر درندوں کے بڑے بڑے
پنجوں کے نشان دیکھے۔ اِن پنجوں کے نیچے آئی ہوئی جھاڑیاں
کچلی ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ عفریت اس جنگل میں ہی رہتے ہیں ماریا ہمیں
ان سے ہوشیار رہنا ہوگا۔"
ماریا کہنے لگی۔
"رات کو جزیرے میں سے اِن درندوں کے خراٹے
لینے کی آواز آتی تھی۔ اس وقت یہ کہاں ہوں گے۔
جنگل کا یہ حصّہ تو سارے کا سارا خالی پڑا ہے۔"
تھیوسانگ نے درختوں کے پیچھے نظر آنے والے آتش فشاں
پہاڑ کی چوٹی کی طرف اشارہ کرکے کہا۔
"لگتا ہے وہ پہاڑ ہے جو کل لاوا اُگل رہا تھا اب
خاموش ہے۔ اس میں سے دھواں بھی نہیں نکل
رہا۔"
"ہاں" ماریا نے جواب دیا۔
"یہاں انہیں آدمیوں کے ویسے ویسے سروں میں گانے

آوازیں سنائی دیں۔ تھیوسانگ ٹھٹھک سا گیا۔
"یہ آوازیں کیسی ہیں ماریا؟"
ماریا بھی اِن آوازوں کو غور سے سُن رہی تھی۔
"میرا خیال ہے یہ جنگلی لوگ ہیں جو گا رہے ہیں۔
آگے چل کر دیکھتے ہیں۔"
جب وہ درختوں کی اوٹ سے نکلے تو دیکھا کہ آگے ایک
آتش فشاں پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹی سی وادی ہے۔
جس کی شکل کسی پیالے سے ملتی جلتی ہے۔ یہاں اوپر پہاڑی
کی چوٹی سے بہتا ہوا سرخ لاوا نیچے آکر ایک چوکور چبوترے
کے پاس آکر جم گیا ہے۔ اس چبوترے پر ایک تکونا راکٹ سا
رکھا ہے اور اس کے اِرد گرد کچھ جنگلی لوگ جن کے لمبے لمبے
بال ہیں اور جنہوں نے پتوں کا لباس پہن رکھا ہے ڈانس کر رہے
ہیں۔ اور اپنی زبان میں کچھ گا بھی رہے ہیں۔
تھیوسانگ اور ماریا یہ منظر دلچسپی سے تکنے لگے۔ ماریا نے
کہا۔
"یہ چبوترے پر تکونی سی چیز کیا ہے جس کی یہ جنگلی
لوگ پوجا کر رہے ہیں؟"
تھیوسانگ بولا۔
"مجھے تو کسی خلائی جہاز کا ملبہ لگتا ہے آگے چل کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھنا چاہیے۔"

ماریا نے کہا۔

"ان جنگلیوں کے ہاتھوں میں نیزے ہیں۔ ہو سکتا ہے تمہیں نقصان پہنچائیں۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں جا کر پتا کرتی ہوں۔"

ماریا نے تھیوسانگ کو وہیں درختوں میں چھوڑا اور خود ہوا میں غوطہ لگاتی نیچے وادی میں آ گئی۔ چبوترے کے پاس جا کر اس نے دیکھا کہ کوئی چیز کسی راکٹ کا اگلا حصہ لگتا تھا۔ چبوترے کے پیچھے ٹھنڈے لاوے کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ جنگلی ٹکوتے راکٹ کے ٹکڑے کے ارد گرد رقص کرتے ہوئے منتر پڑھ رہے تھے۔ ان کی جنگلی عورتیں پیچھے ایک قطار میں بیٹھی بانس آہستہ آہستہ زمین پر مار رہی تھیں۔

تھیوسانگ درخت کے پاس کھڑا نیچے وادی میں تک رہا تھا کہ اچانک پیچھے سے دو جنگلیوں نے اسے دبوچا اور بڑی تیزی سے اس کی مشکیں کس کر وادی میں گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگے۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا کہ تھیوسانگ کو سنبھلنے کا بھی موقع نہ ملا۔

ماریا نے جب تھیوسانگ کو جنگلی لوگوں کے نرغے میں دیکھا تو لپک کر اس کی طرف آئی۔ تھیوسانگ نے ماریا کی

خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"ماریا! انہیں کچھ نہ کہنا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیا کرنے والے ہیں۔"

جنگلی تھیوسانگ کو باتیں کرتے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ جنگلیوں کا سردار نیزہ لیے آگے بڑھا۔ اس نے چبوترے کی طرف اشارہ کیا۔

تھیوسانگ کو چبوترے پر لے جایا گیا تو اس نے وہاں گاڑے ہوئے راکٹ کے ٹکڑے کو بڑی حیرانی سے دیکھا۔ یہ واقعی کسی قدیم خلائی جہاز کے اگلے حصے کا ٹکڑا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس جزیرے پر کسی زمانے میں کوئی خلائی مخلوق اتری ہو گی۔

تھیوسانگ کو اس راکٹ کے آگے پتھر پر بٹھا دیا گیا۔

جنگلی زور زور سے ڈانس کرنے لگے۔ ماریا نے قریب آ کر تھیوسانگ سے کہا۔

"یہ لوگ ہمیں قربان تو نہیں کر رہے کہیں؟ میں تمہاری رسیاں کھولنے لگی ہوں۔"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ابھی جب میں نے ان میں سے ایک جنگلی کو اپنی انگلی سے چھو کر چھوٹا سا بونا بنا دیا تو یہ سب جنگلی اس راکٹ کو چھوڑ کر میری پوجا شروع کر دیں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنگلی سردار کے حکم سے تھیوسانگ کی مشکیں کھول دیں گئیں۔ اس کے اِرد گرد چار جنگلی نیزے تان کر کھڑے ہو گئے۔ جنگلی سردار نے آتش فشاں پہاڑ کے دہانے کی طرف منہ کر کے اونچی آواز میں منتروں کا جاپ شروع کر دیا۔

اس جنگلی سردار کے پاس ہی تھیوسانگ چبوترے پر بیٹھا تھا۔ اس نے بڑے آرام سے ایک آنکھ بند کر کے اپنی انگلی جنگلی سردار کی ٹانگ سے لگا دی۔ اِسے یقین تھا کہ جنگلی سردار ایک چوہے جتنا بن جائے گا مگر ایسا نہ ہوا۔

جنگلی سردار چھوٹا نہ ہوا۔ تھیوسانگ ٹھٹھک گیا۔ اس نے ایک ایک بار پھر آنکھ بند کر کے جنگلی سردار کی پنڈلی کو انگلی لگائی۔ وہ اس بار بھی چھوٹا نہ ہوا۔ اب تو خلائی انسان تھیوسانگ گھبرا گیا۔ پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس نے آج تک آنکھ بند کر کے جس زندہ یا مُردہ شے کو انگلی لگائی تھی وہ فوراً چھوٹی ہو گئی تھی پھر اس جنگلی سردار پر اس کی انگلی کا اثر کیوں نہیں ہوا؟

تھیوسانگ نے دوسرے جنگلی آدمی کی پنڈلی کو انگلی لگائی وہ بھی چھوٹا نہ ہوا۔ جنگلی سردار نے اپنی زبان میں چلّا کر کہا۔

"یہ ہمارے جسم کو ہاتھ کیوں لگا رہا ہے۔ اس کے بازو پیچھے باندھ دو۔"

دو جنگلی آگے بڑھے۔ انہوں نے تھیوسانگ کے بازو پیچھے

باندھ دیئے۔ تھیوسانگ نے چلّا کر کہا۔

"ماریا! میرا تجربہ اِن جنگلیوں پہ ناکام ہو گیا ہے یہ چھوٹے نہیں ہوئے۔"

ماریا اس کے قریب ہی کھڑی تھی۔ کہنے لگی۔

"میں دیکھ رہی ہوں۔ مگر — مگر تھیوسانگ! ایسا کیوں ہوا؟ کیا تمہاری طاقت ختم ہو گئی ہے؟"

خلائی انسان نے پریشان سی آواز میں کہا۔

"مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے۔ میں — میں کسی دوسری چیز کو چھُو کر دیکھتا ہوں۔ تم میرے پاس ہی رہنا۔"

تھیوسانگ کے ہاتھ پیچھے بندھے تھے۔ وہ جنگلی انسانوں سے دو قدم کے فاصلے پہ تھا۔ اس کو خیال آیا کہ کوئی دوسری شے تو یہاں قریب نہیں ہے پھر کیوں نہ وہ اپنے آپ کو چھُو کر تجربہ کرے۔ چنانچہ تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے اپنی انگلی خود اپنے سینے پر لگائی۔ انگلی کے لگتے ہی وہ ایک دم سے چھوٹا بن گیا۔ جنگلی آدمی ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔ وہ پلٹی پلٹی آنکھوں سے تھیوسانگ کو دیکھ رہے تھے جو ایک ننھے سے چوہے کے سائز کا ہو گیا تھا اور چبوترے کے پتھر پر اچھل رہا تھا۔

چھوٹا ہوتے ہی تھیوسانگ کی کلائیاں رسّی میں سے نکل آئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیں. تھیوسانگ نے جنگلی لوگوں پہ اپنی جادوگری کا اثر ڈالنے
کے لیے اپنی دوسری آنکھ بند کر کے اپنی انگلی سے دوبارا اپنا جسم
چھوا. تاکہ وہ ایک دم پھر سے بڑے سائز کا ہو جانے مگر
ایسا نہ ہو سکا. تھیوسانگ چھوٹے کا چھوٹا ہی رہا. وہ پریشان
ہو کر بار بار آنکھ بند کر کے اپنے جسم کو انگلی سے چھونے لگا
مگر کوئی اثر نہ ہوا.

تھیوسانگ نے گھبرا کر کہا.

"ماریا! مجھ سے کوئی بھیانک غلطی ہو گئی ہے. میری
انگلی نے مجھے بڑا کرنے سے انکار کر دیا ہے. خدا
کے لیے مجھے ان جنگلی درندوں سے بچاؤ یہ مجھے
کہیں ننھا سا ونا دیکھ کر ہڑپ نہ کر جائیں؟"

جنگلی سردار جھک کر نیزے سے تھیوسانگ کو اِدھر اُدھر
پلٹنے لگا. سارے جنگلی بھی جھک کر ننھے سے انسان کو تکنے
لگے. ایسا کرشمہ انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا. جنگلی سردار
نے چلا کر کہا.

"یہ بد روح ہے. جوالا مکھی کی دشمن بد روح ہے
اِسے مار ڈالو"

کئی نیزے ایک ساتھ اوپر اُٹھے. مگر ماریا ہوشیار
ہو چکی تھی. اس سے پہلے کہ تھیوسانگ جنگلی لوگوں کے نیزوں

[illegible] میں آتا اس نے تھیوسانگ کو اٹھا لیا. ماریا کے ہاتھ میں
[illegible] تے ہی تھیوسانگ جنگلی لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا. ہونے
[illegible]ان کو ایک دم غائب ہوتے دیکھ کر جنگلی سردار اور دوسرے
[illegible] ک دم بخود ہو کر رہ گئے. وہ بھاگ کر چبوترے سے دُور چلے
[illegible] گئے. پھر سارے جنگلی آدمی اور ان کی عورتیں اور بچے راکٹ
[illegible] کے ٹکڑے کے سامنے سجدے میں گر پڑے. وہ اِس ٹکڑے
[illegible] والا مکھی کا دیوتا سمجھتے تھے. ماریا نے غلافی انسان تھیوسانگ
[illegible] اپنے منہ کے قریب لا کر کہا.

"تھیوسانگ! یہ کیسے ہو گیا؟ کیا تم اب کبھی بڑے
نہیں ہو سکو گے؟"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غیبی خلائی شیطان

خلائی انسان تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔
"ماریا بہن! میرا خیال ہے کہ ان جنگلی آدمیوں کو انگلی لگانے کی وجہ سے میرے اندر کوئی زیردست کیمیاوی تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔"
ماریا نے پوچھا۔
"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ میں یہاں سے جا رہی ہوں۔ یہ جگہ میرے لیے بھی خطرناک ہو سکتی ہے۔"
تھیوسانگ بولا۔
"ماریا! مجھے یقین ہے کہ میرا علاج اسی جگہ پر ہے۔ ان جنگلی لوگوں پر میری انگلی نے اثر نہیں کیا تھا۔ یہ میرے انگلی لگانے سے چھوٹے نہیں ہوئے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے جسم کے الیکٹرون نے میری انگلی کے الیکٹران کو شکست دے دی۔ اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ لوگ اپنی روزانہ

کی خوراک میں ضرور کوئی ایسی شے استعمال کرتے ہیں۔ جس نے ان کے خون کے ذروں اور خلیوں میں بے پناہ مزاحمتی طاقت پیدا کر دی ہے۔ میں یہاں رہ کر یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے کھانے پینے میں کیا چیز استعمال کرتے ہیں۔"
ماریا نے کہا۔
"ٹھیک ہے میں اسی جگہ رہوں گی۔ مگر یہ لوگ تو ابھی تک سجدے میں گرے ہوئے ہیں اس راکٹ کے ٹکڑے کے آگے۔"
جنگلی آدمی سجدے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے راکٹ کے ٹکڑے کے ارد گرد ڈانس کرنا شروع کر دیا۔ وہ نیزے لہرا لہرا کر اونچی آواز میں گاتے ہوئے رقص کر رہے تھے۔ اس رقص میں ان کی عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔
ماریا ایک طرف خاموش کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔
کافی دیر بعد انہوں نے رقص ختم کیا اور اپنے پہاڑی غاروں کے سامنے زمین پر دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے۔
جنگلی سردار نے اپنے غار کی طرف اشارہ کیا۔ ایک جنگلی فوراً اٹھ کر غار میں داخل ہو گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پتھر کا بنا ہوا ایک سیاہ پیالہ تھا۔ جنگلی سردار نے اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حکم دیا۔

"جاؤ۔ مقدس امرت لاکر مجھے پلاؤ۔ تاکہ ہم جوالا دیوتا
کا جشن منائیں اور اِسے خوش کریں۔"

جنگلی آدمی سامنے والے غار میں چلا گیا۔ جب تک وہ واپس
نہیں آیا یہ سارے جنگلی لوگ سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔
جنگلی سردار ان کے درمیان آلتی پالتی مار کر چپ چاپ بیٹھا
منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا رہا۔ غار میں سے جنگلی آدمی کچھ دیر
بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں جو پتھر کا پیالہ تھا اس میں دودھ
کے رنگ کی کوئی شے بھری ہوئی تھی۔

جنگلی سردار نے اس کے ہاتھ سے پیالہ لے لیا اور پھر
باری باری ہر ایک جنگلی آدمی کے پاس جاکر ایک ایک گھونٹ
پلایا۔ آخر میں اس نے خود وہ سفید سیال شے پی لی اور پیالہ زمین
پر اوندھا کرکے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر بولا۔

"جوالا دیوتا! ہم نے تیرا امرت پی لیا ہے۔ اب ہم
پر کسی بد روح کا اثر نہیں ہو سکتا۔ تم امر ہو۔ تم
عظیم ہو۔ ہم تیرے گن گاتے ہیں۔"

انہوں نے ایک بار پھر اپنے جوالا دیوتا کے حضور رقص کرنا
شروع کر دیا۔

ماریا کے کاندھے پر بیٹھا ہوا ننھا سا خلائی انسان تھیوسانگ

سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! یہی وہ مشروب ہے جس کو پی کر ان جنگلی
لوگوں میں بے پناہ مزاحمتی طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ مجھے
لے کر اس غار کے اندر چلو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں
کہ یہ کیا چیز ہے۔"

ماریا اس غار میں داخل ہو گئی جس غار میں سے جنگلی آدمی
پتھر کے پیالے میں دودھ ایسی شے بھر کر لایا تھا۔ یہ غار آتش
فشاں پہاڑ کے اندر بنا ہوا تھا۔ پہلے کھلا تھا آگے جاکر تنگ
ہو گیا۔ جس مقام پر یہ غار ختم ہوتا تھا وہاں پہنچ کر ماریا نے
دیکھا کہ سیاہ سبز اور سرخ رنگ کا لاوا دیوار کے اوپر جما ہوا ہے
اور اس میں سے سفید رنگ کی دودھ ایسی پتلی دھار بہہ رہی
ہے۔ جو نیچے ایک گڑھے میں جذب ہو رہی ہے۔ ماریا نے
تھیوسانگ سے کہا۔

"یہی وہ دودھ ہے جو جنگلی انسان پیالے میں بھر کر
لایا تھا۔"

خلائی انسان تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"مجھے نیچے اتار کر گڑھے میں اس جگہ بٹھا دو جہاں
دودھ کی یہ دھار گر رہی ہے۔"

ماریا نے ایسا ہی کیا۔ تھیوسانگ ماریا سے الگ ہوتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی نظر آنے لگ گیا تھا۔ ننھے سے خلائی انسان نے گڑھے کے پتھروں کے پاس سے گھاس کا ایک تنکا اٹھا کر گرتے ہوئے دودھ میں بھگویا اور اسے اپنے ہونٹوں پر لگا کر چکھا۔ پھر پتلی آواز میں بولا۔

"ماریا! یہ سفید مشروب ریڈیو ایکٹو ہے۔ اس میں ایسے اجزا شامل ہیں جو یورینیم کے پھٹنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں پھر سے اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر لوں گا۔"

ماریا نے کہا۔

"تھیوسانگ! جلدی میں کوئی غلطی مت کر بیٹھنا کیا جانے پھر تم کیا سے کیا بن جاؤ۔ اس لیے پہلے سوچ لو کہ جو مشروب ان جنگلی انسانوں کے خون میں تمہاری انگلی سے خارج ہونے والے الیکٹرون کی زبردست مزاحمت کر سکتا ہے وہ تمہیں کیسے پھر سے بڑا کر لے گا؟"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"یہی وہ پرابلم ہے جو تم نہیں جانتی ہو۔ اس مشروب کا اثر جنگلی انسانوں کے جسم پر کسی دوسرے کیمیاوی عمل اور ردعمل سے ہوتا ہے اور میرے خلائی الیکٹرون

پر اس کا اثر کسی دوسرے انداز میں ہوگا۔ یہ میرے اندر میری کھوئی ہوئی طاقت کو بحال کر دے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں انگلی اپنے جسم سے لگانے لگا ہوں"

ماریا بے تابی سے اور کچھ فکر مند سی ہو کر ننھے تھیوسانگ کو تکنے لگی۔

خلائی انسان تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے اپنی ننھی سی انگلی اپنے چھوٹے سے بازو پر لگا دی۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم مدت میں تھیوسانگ پھر سے بڑا ہو گیا۔ وہ خوش ہو کر بولا۔

"دیکھا ماریا۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ میں پھر سے بڑا ہو گیا ہوں۔ اب میں اپنے تجربے کو دہرانا چاہتا ہوں"

ماریا نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں نہیں تھیوسانگ بھائی! ایسا نہ کرنا۔ کیا معلوم تمہارا تجربہ ناکام رہے"

تھیوسانگ جو اب پورا انسان بن چکا تھا۔ مسکرا کر بولا۔

"یہ تجربہ تو مجھے کرنا ہی ہوگا ماریا! اسی میں میری زندگی اور میری بقا ہے۔ اگر یہ طاقت مجھ سے چھین لی گئی تو میں خلائی انسان نہیں رہوں گا"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے اپنی انگلی اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بازو سے لگائی اور وہ ایک پل میں چھوٹا سا بونا بن گیا۔ اس نے ایک بار پھر دوسری آنکھ بند کر کے اپنی انگلی اپنے بازو پر لگائی اور وہ ایک پل میں بڑا آدمی بن گیا۔ تھیوسانگ مسکرا رہا تھا۔

"دیکھا ماریا! میرا تجربہ کامیاب رہا۔ میری وہ طاقت جو مجھ سے چھین لی گئی تھی مجھے واپس مل گئی ہے۔ چلو اب یہاں سے باہر نکلتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"تم پورے قد سے انسانی شکل میں اس غار سے باہر نکلو گے تو جنگلی لوگ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ جزیرہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ یا کم از کم ہمیں جزیرے کی دوسری جانب چلے جانا چاہیئے۔ جہاں ان لوگوں کا خطرہ نہ ہو۔"

خلائی انسان تھیوسانگ بولا۔

"اس کا حل بڑا آسان ہے۔ میں ایک بار پھر اپنے آپ کو چھوٹا کر لیتا ہوں۔ تم مجھے اٹھا لینا۔ میں غائب ہو جاؤں گا۔ پھر ہم بڑے آرام سے یہاں سے نکل جائیں گے۔"

"یہ ٹھیک ہے" ماریا نے کہا۔

تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے اپنے جسم کو انگلی سے

چھوا۔ وہ ایک دم سے چھوٹے سائز کا ہو گیا۔ ماریا نے اسے اٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی تھیوسانگ غائب ہو گیا۔ ماریا اسے ساتھ لے کر غار سے باہر نکل آئی۔

جنگلی آدمی اپنے اپنے غاروں میں واپس جا چکے تھے۔ ماریا اس وادی سے نکل کر پہاڑوں میں گھری ہوئی دوسری وادی میں آ گئی۔ یہاں خلائی انسان اپنے آپ کو پھر سے بڑے سائز میں لے آیا۔

اس نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! یہ جنگلی لوگ چبوترے پر جس راکٹ نما ٹکڑے کی پوجا کر رہے ہیں یہ ٹکڑا یقیناً کسی خلائی جہاز کے اگلے حصے کا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں خلائی مخلوق اتر چکی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مگر یہ تو بہت پرانی بات معلوم ہوتی ہے کیا خبر وہ خلائی مخلوق کسی دوسرے خلائی جہاز میں بیٹھ کر یہاں سے جا چکی ہو۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ مخلوق یہاں آئی تھی تو اس نے یہیں کہیں کسی پہاڑی غار میں اپنا ٹھکانہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ضرور بنایا ہوگا۔ ہمیں وہ جگہ تلاش کرنی چاہیئے۔"

"وہ کس لیے،،؟ ماریا نے سوال کیا۔

تھیوسانگ بولا۔

"تم شاید بھول گئی ہو کہ عنبر ناگ کیٹی خلاء میں جا چکے ہیں۔ وہ [illegible] پر نہیں ہیں اور ان کا سراغ لگانے، اُن سے ملاقات کرنے کے لیے ہمارا بھی خلاء میں جانا ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے اس خلائی مخلوق کے کسی ٹھکانے سے ہمیں کوئی ایسی چیز مل جائے جو ہمیں خلاء میں پہچاننے میں مدد دے۔"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھیوسانگ اونچے اونچے گھنے درختوں کے نیچے سے گزر رہا تھا۔

"تم میرے ساتھ ہو نا ماریا؟" اس نے پوچھا۔

"کیا تمہیں میری خوشبو نہیں آ رہی؟" ماریا نے سوال کیا۔

"بہت ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔ بہرحال تم میرے ساتھ ہی رہنا۔ ہم ان سامنے والے غاروں میں چلتے ہیں۔"

یہ کہہ کر خلائی انسان تھیوسانگ نے سامنے والی پہاڑی کے غار کی طرف رُخ کیا۔

بہت بڑی اونچی پہاڑی کے دامن میں کچھ چھوٹے چھوٹے غار بنے ہوئے تھے۔ کچھ غاروں کے آگے جنگلی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ ایک غار کے برابر جھاڑیوں کے پاس تھیوسانگ کو ایک سفید سی گول شے چمکتی نظر آئی۔ اس نے جھک کر اسے اٹھا لیا۔ ماریا نے پوچھا۔

"یہ کیا ہے تھیوسانگ بھائی؟"

تھیوسانگ کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کہنے لگا۔

"میرا اندازہ غلط نہیں تھا ماریا۔ دیکھو یہ کسی خلائی جہاز کے ایٹمی انجن کا پُرزہ ہے۔ خلائی مخلوق یہیں کہیں اُتری ہوگی۔ اس غار کے اندر چل کر دیکھتے ہیں۔"

وہ دونوں غار میں داخل ہوگئے۔

غار شروع میں تو تنگ اور اندھیرا تھا مگر آگے جا کر کھلا ہو گیا۔ اور ایک جگہ کشادہ دالان سا آ گیا جہاں اُوپر پہاڑ کی چھت میں ایک گول سوراخ میں سے دن کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ یہاں پتھروں کے تین ستون تھے اور کچھ سامان بکھرا ہوا تھا۔ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماریا! یہ دیکھو۔ یہ خلائی مخلوق کے جہاز کا ٹوٹا پھوٹا سامان ہے۔"

تھیوسانگ اِن چیزوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ ماریا نے کہا۔

"یہ سب پرانا سامان ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ مدت ہوئی یہاں کوئی خلائی مخلوق آئی ہوگی۔ اب اِن چیزوں سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟"

سامنے غار کی دیوار میں پتھروں کو کھود کر ایک بڑا طاق بنایا ہوا تھا۔ اس طاق میں تھیوسانگ نے ایک سلنڈر پڑا دیکھا۔ اس نے سلنڈر کی نلکی کو سونگھا۔

"ماریا! یہ آکسیجن سلنڈر ہے۔ اس میں مائع آکسیجن بھری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ خلائی مخلوق کو یہاں آئے زیادہ دیر نہیں ہوئی۔"

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا کوئی آرہا ہے۔ میں ستون کے پیچھے چھپ رہا ہوں۔"

تھیوسانگ جلدی سے ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ ماریا بھی اِس کے قریب آگئی۔ اگرچہ اِسے چھپنے کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر بھی وہ تھیوسانگ کے قریب رہنا چاہتی تھی تاکہ وقت پہ اِسے کوئی مشورہ یا ہدایت دے سکے۔

ان کی نظریں غار کے دروازے کی طرف لگی تھیں۔ اچانک انہیں ایک آدمی آہستہ آہستہ چلتا اندر آتا دکھائی دیا۔ اس کا قد لمبا تھا۔ اس نے زرد رنگ کا لبادہ اپنے جسم کے گرد لپیٹ رکھا تھا۔ پاؤں میں زرد رنگ کے فل بوٹ تھے جو اس کی پنڈلیوں تک چڑھے ہوئے تھے۔ اس کا سر اور چہرہ بھی زرد رنگ کے پورے نقاب میں اس طرح چھپا ہوا تھا کہ صرف آنکھوں کے دو سوراخ ہی نظر آرہے تھے۔ تھیوسانگ اور ماریا اس عجیب انسان کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

یہ عجیب زرد پوش آدمی غار کے دالان میں آکر سیدھا طاق کی طرف گیا۔ وہاں پڑے سلنڈر کی نلکی سے منہ لگا کر اس نے دو چار لمبے لمبے سانس لیے۔ پھر پیچھے ہٹ کر ایک سٹیل کے پرانے سٹول پہ بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ اور ماریا اس کی ایک ایک حرکت کو غور اور پوری توجہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے دیکھ رہے تھے۔ زرد پوش آدمی نے سٹول پر
کے بعد اپنا زرد لباس اتار کر پرے رکھ دیا۔
تھیو سانگ اور ماریا کی آنکھیں حیرت سے
ہو گئیں۔

لبادہ اتارنے کے بعد اس زرد آدمی کا درمیان وا
دھڑ غائب ہو گیا تھا۔ اب صرف اس کا سر اور پنڈلی
تک ٹانگیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ وہ بھی اس لیے کہ پنڈلیوں
پر فُل بوٹ چڑھے ہوئے تھے اور سر زرد رنگ کے
نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔ زرد انسان نے اپنے سر پر چڑھا
ہوا زرد نقاب بھی اتار دیا۔ اب اس کا سر بھی غائب ہو
چکا تھا۔ پھر وہ سٹول پر سے اُٹھ کر دیوار کے طاق
کی طرف گیا۔ طاق کی طرف جاتی صرف اس کی پنڈلیاں
اور پاؤں ہی نظر آئے۔ پنڈلیوں کے اوپر جہاں زرد لبادہ
نہیں تھا اس آدمی کا سارا دھڑ غائب تھا۔

طاق سے ہٹ کر یہ غیبی زرد آدمی دوبارہ واپس
آ کر سٹول پر بیٹھ گیا۔ یہاں بیٹھنے کے بعد اس نے
پاؤں کے جوتے بھی اتار دیئے۔ اب وہ بالکل غائب
تھا۔ وہ نہ تو ماریا کو نظر آ رہا تھا اور نہ تھیو سانگ کو دکھائی
دے رہا تھا۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ غیبی آدمی

[redacted] ہاں پر موجود ہے۔ آیا وہیں سٹول کے پاس ہے یا تھیو سانگ
[redacted] ماریا کے پاس آ چکا ہے۔ تھیو سانگ کوئی آواز نہیں نکال
[redacted] تھا۔ وہ سانس بھی آہستہ آہستہ لے رہا تھا۔ ماریا بھی گم
[redacted] اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔ اس نے کبھی کسی انسان کو غائب ہوتے
نہیں دیکھا تھا۔ اس کے سامنے ایک غیبی انسان موجود تھا۔
[redacted] دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ مگر وہاں پر موجود تھا۔

انہوں نے اچانک ٹیبل کے سٹول کو اپنی جگہ سے پرے
[redacted] اٹھتا دیکھا۔ غیبی انسان نے سٹول کو اٹھا کر دیوار کے ساتھ
کر دیا تھا۔ اس کے بعد پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ چند لمحوں
کے بعد زمین پر سے ٹوٹی پھوٹی چیزیں اپنے آپ اِدھر اُدھر
ہٹنے لگیں۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی انسان اسے پاؤں کی
مدد سے پرے کر رہا تھا۔ پھر کسی غیبی ہاتھ نے زرد رنگ
کا لبادہ، چہرے کا زرد نقاب اور زرد رنگ کے چمڑے
کے فُل بوٹ اُٹھا کر سٹول کے پاس رکھ دیئے۔

تھیو سانگ اور ماریا کی نظریں اِدھر اُدھر اُلجھ رہی تھیں
کہ خدا جانے غیبی آدمی اب کہاں ہے اور کیا حرکت
کرنے والا ہے۔ ماریا نے سوچا کہ تھیو سانگ کو یہاں
سے لے کر باہر نکل جانا چاہیئے۔ اِتنے میں اس نے دیکھا
کہ سامنے والے طاق کے قریب دیوار میں سے ایک بڑا سا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر اپنے آپ باہر نکلا اور زمین پر آکر ٹک گیا۔ یہ غیبی

انسان نے دیوار میں سے پتھر نکال کر نیچے رکھا تھا تھیوسانگ

نے بھی اُس سوراخ پر نظریں جما دیں جو پتھر کے نکلنے

سے دیوار میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس سوراخ کے اندر سے ایک

گول طشتری سی باہر نکل آئی۔ اس کے درمیان میں سے ایلومینیم

کی چھوٹی سی سلاخ اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ غیبی آدمی نے

اس طشتری کو ہاتھ میں تھام لیا تھا۔ تھیوسانگ کو یہ طشتری

ہوا میں لٹکی نظر آ رہی تھی۔

اچانک انہیں ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

یہ آواز اس غیبی آدمی کی تھی۔ وہ اپنی خلائی زبان میں

کسی کو سگنل دے رہا تھا۔ اپنی زبان میں وہ کچھ لفظ۔ کچھ

ہندسے بولتا۔ انہیں تین تین بار دہراتا اور پھر خاموش ہو

جاتا۔ جیسے دوسری طرف سے کسی کے جواب کا انتظار کر

رہا۔ ماریا نے تھیوسانگ کے کان میں سرگوشی کی۔

"یہ خلائی انسان ہے تھیوسانگ۔"

ماریا کے منہ سے سرگوشی کا نکلنا تھا کہ اچانک طشتری

تیزی سے دیوار کے سوراخ میں چلی گئی۔ اسی تیزی سے زمین

پر سے پتھر اوپر اٹھا اور سوراخ میں آکر فٹ گیا۔

تھیوسانگ کا خلائی دل دھڑکنے لگا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس

انسان نے ماریا کی سرگوشی کی لہروں کو محسوس

کچھ پتہ نہیں تھا کہ غیبی آدمی غار میں کہاں

طشتری خالی تھا۔ تھیوسانگ کو خطرے کا احساس

تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر غیبی آدمی نے ماریا

سرگوشی کی لہروں کو محسوس کر لیا ہے تو وہ ان

کی سمت کو بھی سمجھ گیا ہے اور ماریا کے پاس

گیا ہو گا۔

تھیوسانگ کا اندازہ غلط نہیں تھا۔

تھیوسانگ اور ماریا کے بالکل قریب وہی بھاری آواز

"تم — یہاں کیوں آئے؟"

یہ بات غیبی آدمی نے دنیا والوں کی زبان میں کہی

تھیوسانگ ستون سے نکل آیا۔ اس نے جلدی

کہا۔

"میں بھی تمہاری طرح ایک خلائی مخلوق ہوں

میرے ساتھ میری بہن ماریا ہے جو کسی

کو دکھائی نہیں دیتی۔"

غیبی انسان بولا۔

"مگر میں اسے دیکھ رہا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا دھک سے رہ گئی۔ اس نے جلدی
اپنے سنہری بال ماتھے سے پیچھے کر لیے۔ یہ کم
تو اِسے دیکھ رہا ہے۔ ماریا نے سوچا۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"میرے بھائی! تمہارا تعلق کس خلائی سیارے
سے ہے۔ میں اکرا پولس کہکشاں کے ایک
سیارے سے یہاں آیا تھا کہ خلائی جہاز تباہ
ہونے کے بعد اسی جگہ رہ گیا۔"
تھیوسانگ اِسے اپنے بارے میں جلدی سے ساری
معلومات دے دینا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ اِسے کوئی دشمن
خیال نہ کرے۔ غیبی آدمی بولا۔
"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم خلائی مخلوق
ہو مجھے تو تم اس دنیا جیسے لگ رہے ہو"
تھیوسانگ بولا۔
"میں جس سیارے سے آیا ہوں وہاں کے
حالات اس زمین کے حالات ایسے ہیں۔
سوائے اس کے کہ ہمارے سیارے پر
سیلی کون کی مقدار زیادہ ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ میری شکل اِس دنیا کی مخلوق جیسی

میں اگر اپنی مرضی سے کسی شے
انگلی سے چھوؤں تو اِس کے ایٹم اور
الیکٹرون سمٹ جاتے ہیں اور وہ چیز
بہت چھوٹی ہو جاتی ہے۔"
اتنا کہہ کر تھیوسانگ سٹول کے پاس گیا۔ ایک آنکھ
بند کی۔ سٹول کو انگلی لگائی اور اسٹول بہت ہی
چھوٹا ہو گیا۔ اُسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ غیبی آدمی
پر اس کے اس مظاہرے کا کیا اثر ہو رہا ہے۔ کیونکہ
وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ماریا بھی اِسے نہیں
دیکھ سکتی تھی جب کہ غیبی انسان اِن دونوں کو دیکھ
رہا تھا۔
انہیں غیبی انسان کی آواز آئی۔
"تمہارا نام کیا ہے؟"
"تھیوسانگ"، خلائی انسان تھیوسانگ نے
کہا۔
وہاں کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔ یہ خاموشی ماریا
اور تھیوسانگ کو بڑی دہشت ناک محسوس ہو رہی تھی۔
پتہ نہیں جانے اِس غیبی انسان میں کیا کیا طاقتیں بھری
ہوئی ہیں۔ اور وہ کہیں اچانک اِن پر کوئی حملہ نہ کر دے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غیبی انسان کی آواز ایک بار پھر آئی۔

"تھیوسانگ! کیا تم اپنے آپ کو بھی چھوٹا کر سکتے ہو؟"

تھیوسانگ ایک لمحے کے لیے ٹھٹھکا۔ ماریا کا دل دھڑکا۔

"تم جواب کیوں نہیں دیتے تھیوسانگ؟"

غیبی آواز نے سوال کیا۔ تھیوسانگ مسکرا کر بولا۔

"کیوں نہیں۔ میں اپنے آپ کو بھی چھوٹا کر سکتا ہوں۔ اگر تمہیں اسی طرح میرے خلائی مخلوق ہونے کا یقین آ سکتا ہے تو میں تمہیں چھوٹا ہو کر دکھائے دیتا ہوں۔"

جانے کیوں ماریا اسے منع کرنا چاہتی تھی مگر اس عرصے میں تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے اپنے جسم کو انگلی سے چھوا تو وہ ایک دم سے بالکل ننھا منا ایک بچہ سا جتنا ہو گیا۔ ماریا کی نظریں ننھے سے تھیوسانگ پر لگی تھیں۔ اچانک تھیوسانگ غائب ہو گیا۔

"تھیوسانگ! تھیوسانگ۔ تم کہاں ہو؟"

ماریا بے اختیار پکار اٹھی۔ اسے تھیوسانگ کی آواز نہ آئی۔ اسے غیبی آدمی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ گھبرا کر باہر کو بھاگنے ہی لگی تھی۔ کہ اچانک ایک زرد رنگ کی شعاع جو غیبی انسان کی انگلی سے نکلی تھی ماریا کے جسم کی شعاعوں سے ٹکرائی اور وہ زندہ انسانی جسم میں ظاہر ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی غیبی انسان کا ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا۔

"تم میری کشش کے دائرے میں قید ہو چکی ہو ماریا! تم چاہے جتنی کوشش کرو اس دائرے سے باہر نہیں نکل سکو گی۔ اب تم غائب بھی نہیں ہو سکو گی۔"

ماریا نے پریشان ہو کر اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ ظاہر ہو چکی تھی۔ اس کے سنہری بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کا لباس پرانے زمانے کا لباس تھا۔ وہ غار کے دروازے کی طرف بھاگی۔ مگر چند قدم دوڑنے کے بعد ہی جیسے وہ کسی شیشے کی نظر نہ آنے والی دیوار سے ٹکرا کر پیچھے گر پڑی۔ اس کے پیچھے غیبی آدمی کا قہقہہ بلند ہوا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے تمہیں غلط نہیں کہا تھا ماریا۔ تم میری کشش کے دائرے سے کبھی باہر نہ جا سکو گی۔ آئندہ کوشش بھی نہ کرنا۔ ورنہ اس شیشے کی غیبی دیوار سے ٹکرا کر تم بھسم ہو جاؤ گی۔ واپس آ جاؤ۔"

ماریا سخت مایوس کر زمین پر سے اُٹھی اور سر جھکائے قدم قدم چلتی غار کے دالان میں آ گئی۔ غیبی آدمی کی آواز آئی۔

"اس اسٹول کے پاس دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ جاؤ۔"

ماریا پچھے سے دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ اس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ آخر تم ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں کر رہے ہو؟ میرا بھائی تھیوسانگ کہاں ہے؟"

غیبی آدمی کی آواز آئی۔

"وہ بھی تمہاری طرح میری قید ہے۔ اسے میں نے ایک ایسی جگہ بند کر دیا ہے جہاں سے وہ نہ تو باہر نکل سکے گا اور نہ اپنے آپ

کو بڑا کر سکے گا۔"

ماریا نے رونکھی آواز میں کہا۔

"آخر تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ ہم نے تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں کی۔ تم کون ہو؟"

غیبی انسان نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا نے محسوس کیا کہ سٹول ذرا سا چرچرایا ہے۔ غیبی انسان اس پر بیٹھ گیا تھا۔ پھر ماریا نے فل بوٹوں کو سٹول کی طرف کھسکتے دیکھا۔ غیبی انسان نے فل بوٹ پہن لیے۔ اس کی دونوں پنڈلیاں نظر آنے لگیں۔ اس کے بعد اس نے زرد دستانے پہنے۔ اس کے ہاتھ کہنیوں تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جب غیبی انسان نے اپنے سر پر زرد نقاب چڑھا لیا تو اس کا سر بھی ظاہر ہو گیا۔ وہ گردن گھما کر ماریا کو دیکھنے لگا۔

ماریا نے دیکھا کہ غیبی انسان کی آنکھوں کے سوراخوں میں سے پیچھے کی پتھریلی دیوار نظر آ رہی تھی۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ آخر تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ تم ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں کر رہے ہو؟"

غیبی انسان نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تمہیں وقت آنے پر اپنے آپ معلوم ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر غیبی انسان اسٹول پر سے اٹھا۔ طاق میں رکھے ہوئے سلنڈر میں سے اس نے اپنے منہ میں کچھ آکسیجن چڑھائی۔ اسے دوسرے طاق میں بند کر کے بٹن دبایا۔ طاق اپنے آپ بند ہو گیا۔ غیبی انسان نے ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم اگر زندگی بھر کوشش کرتی رہو تو اس طاق کا تالا نہیں کھول سکو گی۔ میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ تمہیں میں اپنے دائرہ کشش سے نکال کر اس غار کے دائرہ کشش میں بند کیے جا رہا ہوں۔ اگر تم نے غار میں سے نکلنے کی غلطی کی تو غار میں نظر نہ آنے والی شیشے کی دیوار سے ٹکرا کر جل جاؤ گی۔"

یہ کہہ کر غیبی انسان غار کے دروازے کی طرف چل دیا۔

ماریا سر پکڑ کر بیٹھ گئی کہ وہ خواہ مخواہ کس مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ بڑی منحوس گھڑی تھی۔ جب وہ اس

[redacted] میں داخل ہوئی تھی۔ اب اِسے خلائی انسان تھیوسانگ [redacted] کر ہوئی۔ غیبی آدمی اِسے اِسی غار میں کسی غیبہ جگہ [redacted] کر گیا تھا۔ ماریا نے اٹھ کر سب جگہ دیکھی۔ ایک [redacted] بکھرے ہوئے سامان کی تلاشی لی۔ دیوار کے ساتھ جگہ [redacted] منہ لگا کر تھیوسانگ کو آواز دی مگر اِسے کسی جگہ سے [redacted] سانگ کی باریک آواز سنائی دی۔

وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ غیبی انسان [redacted] ان ہے؟۔ کیا یہاں اس کا کوئی ساتھی بھی ہے؟ یہ کہاں [redacted] آیا ہے؟ اگر یہ خلائی مخلوق ہے تو اس کا خلائی جہاز [redacted] کہاں ہے؟ جس طاق میں سے اس نے طشتری نکال کر کسی سے بات کرنے یا کسی دوسرے سیارے کو سگنل [redacted] بھیجنے کی کوشش کی تھی وہ طشتری ویسے ہی طاق کے [redacted] پڑی تھی۔

ماریا نے اُٹھ کر طشتری کو پکڑ کر گھما پھرا کر دیکھا۔ طشتری ابرق کی طرح چمک رہی تھی مگر اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ سوائے اِس کے کہ اِس کے درمیان [redacted] سے ایلومونیم کا ایک سلاخ نما کیل سا اُبھرا ہوا تھا۔ ماریا نے طشتری واپس اسی جگہ پر رکھ دی۔ اس نے سلنڈر والے طاق کو دیکھا۔ اس کے باہر عجیب قسم کا گول تالا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا تھا جس میں سے ہلکی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔ ماریا ڈر کے مارے اِسے ہاتھ نہ لگایا۔

ایک بات ظاہر تھی کہ اس غیبی انسان کو اس سلنڈر میں سے مارنے آکسیجن لینے کی ضرورت پڑتی تھی۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ زمین کی فضا میں جو آکسیجن تھی وہ اس کے لیے ناکافی تھی۔ اسی لیے وہ آکسیجن سلنڈر کو تالے میں رکھ گیا تھا کہ ماریا اِسے نقصان نہ پہنچا سکے۔ غار میں اِس جگہ اور کچھ نہیں تھا۔ بس اسٹول تھا۔ ایک کھلا طاق اور ایک سلنڈر والا بند طاق تھا۔ زمین پر کسی خلائی جہاز کی مشین کا ٹوٹے پھوٹا سامان بکھرا ہوا تھا جیسا کہ اسے دیکھ کر خلائی انسان تھیوسانگ نے ماریا سے کہا تھا۔

ماریا پیچھے سے بیٹھ گئی۔ اور غور کرنے لگی کہ یہاں سے تھیوسانگ کے ساتھ فرار ہونے کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے۔ اوہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ یہ غیبی شیطان نما آدمی ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنے والا ہے اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے غیبی آدمی نے اُسے یونہی دھمکی دی ہو اور وہ اس کے دائرہ کشش سے نکل چکی ہو۔ غار والی

کی دیوار کا بھی اس نے جھوٹ بولا ہو۔

ماریا اُٹھ کر غار کے دروازے کی طرف چلی۔ چند قدم چلی ہو گی کہ اسے غار میں ایک جگہ سامنے بے حد گرم لہروں کا احساس ہوا۔ یوں لگا جیسے سامنے نظر نہ آنے والی آگ کی دیوار کھڑی ہے جس میں سینک اُٹھ رہا تھا۔ ماریا جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ اُسے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اگر اس نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو وہ جل کر راکھ ہو جائے گی۔ کیونکہ اس سے پہلے۔ اُسے کبھی آگ کے شعلوں کی یا انگاروں کی گرمی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اُسے غار کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

ماریا جلدی سے واپس آکر دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

غار کے دالان میں وہی غیبی شیطان نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی تھا۔ اس کا قد بھی غیبی شیطان نما آدمی جیسا ہی تھا۔ اُس نے بھی اِس طرح کے زرد رنگ کے فُل بوٹ، سر پہ زرد نقاب، زرد چست قمیض اور زرد لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ اس کی بھی آنکھوں میں سوائے دو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سورانوں کے اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ غیبی شیطان نے ماریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی زبان میں کچھ کہا۔ پہلے تو ماریا کو خیال آیا کہ چونکہ وہ غیبی حالت میں نہیں ہے اس لیے ان کی بولی نہیں سمجھ سکے گی مگر ایک سیکنڈ کے بعد اُسے زرد غیبی شیطان کا دوسرا جملہ سمجھ میں آگیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"یہ وہ لڑکی ہے جس کی ہمیں ضرورت تھی۔ اور اس کا ساتھی بھی میرے پاس قید ہے"

غیبی شیطان کا ساتھی ماریا کو اپنی جگہ پہ کھڑا گھور کر دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ قدم قدم چلتا ماریا کے پاس آگیا۔ زمین پہ پاؤں کے بل بیٹھ اور ماریا کا بازو اُٹھا کر اُسے ٹٹول کر دیکھا۔ ماریا نے جلدی سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ یہ نو وارد زرد غیبی آدمی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے غیبی شیطان سے کہنے لگا۔

"تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ ہمیں اس لڑکی کی سخت ضرورت تھی۔ وہ [illegible] کا ساتھی خلائی آدمی کہاں ہے؟"

[illegible] نے کہا۔

[illegible] سکتا ہے یہ لڑکی ہماری خلائی زبان [illegible] رہی ہو۔ کیونکہ یہ غیبی حالت میں رہ [illegible] ہے۔ اور غیبی لوگ اس دنیا کے علاوہ سیارہ [illegible] کی دنیاؤں کی زبانیں بھی سمجھ لیتے ہیں"

اس کا ساتھی بولا۔

"ٹھیک ہے تم مجھے کوڈ ہندسوں میں بتا سکتے ہو"

ماریا اِن کی باتیں سمجھ رہی تھی۔ غیبی شیطان نے اپنے ساتھی کو خلائی کوڈ زبان میں کچھ ہندسے بول کر بتائے۔ یہ ہندسے ماریا کی سمجھ میں نہ آسکے۔ اس نے ہندسوں کو یاد کرنے کی کوشش کی مگر وہ اس کے ذہن سے فوراً نکل گئے۔

غیبی شیطان اپنے ساتھی کو اس طاق کے پاس لے گیا۔ جس کے اندر اس نے مائع آکسیجن کا سلنڈر رکھا ہوا تھا۔ خفیہ خلائی تالا کھول کر دونوں نے باری باری مائع آکسیجن کے گھرے اور لمبے گھونٹ پیئے۔ طاق کو دوبارہ خلائی تالا لگا دیا۔ اجنبی آدمی ماریا کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھورنے لگا۔

پھر غیبی شیطان کی طرف دیکھ کر اپنی خلائی زبان میں بولا۔

"اس لڑکی کو ابھی یہیں رہنے دو۔ تم ایسا کرو کہ اس کے خلائی ساتھی تھیوسانگ کو خلائی شپ پر لے چلو۔"

غیبی شیطان بولا۔

"اُسے میں جاتے وقت ساتھ ہی لے گیا تھا۔ مجھے اس لڑکی پر شک تھا کہ یہ پیچھے تلاشی لے گئی۔ اگرچہ یہ اس مرتبان تک نہیں پہنچ سکتی تھی جس میں میں نے تھیوسانگ کو بند کر رکھا ہے۔"

اس کا ساتھی باہر کی طرف قدم اُٹھاتے ہوئے بولا۔

"پھر چلو۔ ہمیں اپنے خلائی شپ پر کام شروع کر دینا چاہیئے۔ اکرو پولیس سے کوئی سگنل آیا تھا یہاں؟"

غیبی انسان نے کہا۔

"ابھی تک کوئی سگنل نہیں آیا۔ ہمارا یہاں

کام ختم ہو گیا ہے۔ ہم نے ایک غیبی لڑکی اور ایک دشمن سیارے کے خلائی انسان کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ اکرو پولیس کے چیف سائنس دان کی یہی دو سب سے بڑی ضرورتیں تھیں۔ اب وہ اکرو پولیس پہنچنے پر ہم دونوں کی سزا معاف کر دے گا۔ اور ہمیں پھر اکرو پولیس پر رہنے کی اجازت مل جائے گی۔"

"کیوں نہیں اجازت ملے گی۔ ہم یہاں بڑا معرکہ مار کر واپس جا رہے ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں یہ دونوں انمول انسان اپنے آپ ہی مل گئے۔ ورنہ جانے ہمیں کتنی جدوجہد کرنا پڑتی۔ آؤ خلائی شپ پر چلتے ہیں۔ تاکہ جو تھوڑا کام رہ گیا ہے اسے مکمل کر دیں۔ اتنی دیر میں اکرو پولیس سے آل کلیئر کا سگنل بھی آجائے گا۔"

دونوں غار کے دروازے میں سے باہر نکل گئے۔

ماریا تو سہم کر رہ گئی۔ یہ کمبخت تو اسے اور تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو اپنے خلائی سیارے پر ساتھ لے جا کر کسی
سائنس دان کے حوالے کرنے والے تھے۔ اور
کے پاس یہاں کوئی خلائی شپ بھی تھا جو انہوں
کسی خفیہ جگہ چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ ماریا یہ سوچ
زیادہ پریشان ہو گئی کہ غیبی شیطان تھیوسانگ
اس خلائی شپ پر لے جا چکا تھا۔ یہ بڑی خطرناک
بات ہو گئی تھی۔ خلائی شپ سے وہ تھیوسانگ
کیسے بچا سکے گی۔ یہاں سے تو پھر بھی اس کے
مل جانے کی امید تھی۔

"اب کیا کرنا چاہیئے مجھے؟" ماریا نے اپنے آپ
سے سوال کیا۔ اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب
نہیں تھا۔ دیر تک ماریا بیٹھی سوچتی رہی۔ پہاڑی کے
باہر سورج غروب ہونے والا تھا۔ غار کی چھت کے
درمیان جو بڑا سوراخ بنا ہوا تھا اس میں سے آنے
والی دن کی روشنی کم ہو رہی تھی۔ ماریا اپنے خیالوں
میں ڈوبی تھیوسانگ، عنبر ناگ اور کیٹی کو یاد کر رہی
تھی کہ اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کہیں سے
سگنل آ رہے ہوں۔

"ٹوں۔ ٹوں۔ ٹوں۔ ٹوں۔"

اچانک خیال آیا کہ کہیں یہ آواز اس طشتری نما
[illegible] نہیں آ رہی۔ اس نے اٹھ کر طاق میں
یہ آواز طشتری میں سے آ رہی تھی۔ ماریا
اپنے ہاتھ لگانے ہی لگی تھی کہ دوسری طرف سے خلائی
زبان میں کسی نے آواز دی۔

"ایکرو پولیس۔ اوٹو۔ اوٹو۔ جواب دو۔"

ایک دم سے ایک اور آواز ابھری۔

"ایکرو پولیس۔ اوٹو۔ میں اوٹو بول رہا
ہوں۔"

"تمہاری مہلت ختم ہونے والی ہے۔ چیف
سائنس دان نے تمہیں خبردار کیا ہے۔ اگر
چار نوری دنوں میں تم واپس نہ پہنچے تو
تمہاری سزا پر عمل کرتے ہوئے جس جگہ
پر بھی تم ہو گے تمہیں بھسم کر دیا جائے
گا۔"

"ایکرو پولیس۔ میں اوٹو ہوں۔ چیف سے
کہو۔ میں نے غیبی لڑکی اور دشمن خلائی
آدمی کو قبضے میں کر لیا ہے، ہم کل یہاں
سے روانہ ہو رہے ہیں۔ خلائی شپ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایندھن بھر رہے ہیں۔"

"او ٹو ـــــ تمہارا پیغام پہنچا دیا جائے گا۔"

اس کے ساتھ ہی سگنل کی آوازیں بند ہو گئیں۔

یہ سگنل اس غیبی شیطان کو اس کے خلائی سیارے ایکرو پولیس سے آ رہے تھے اور وہ اپنے خلائی شپ سے ان سگنلوں کے جواب دے رہا تھا۔ ماریا کے لیے تھیوسانگ کو بچانے کا وقت اور کم ہو گیا تھا۔ یہ غیبی زرد شیطان تھیوسانگ اور ماریا کو لے کر کل یہاں سے روانہ ہو رہا تھا۔ ماریا نے آنکھیں بند کر کے ہاتھ باندھ کر خداوند سے دعا کی کہ وہ اس کی مدد کرے۔

دعا مانگ کر وہ بیٹھی ہی تھی کہ اسے پہلے سیٹی اور پھر ہلکی سی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ ماریا نے چاروں طرف دیکھا۔ اسے کہیں کچھ نظر نہ آیا۔ یہ سیٹی اور پھنکار کسی سانپ کی تھی۔ اچانک ماریا کی نگاہ غار کی چھت پر پڑی تو دیکھا کہ ایک سانپ پھن اٹھائے نیچے جھانک رہا تھا۔

ماریا نے وہیں سے چلا کر سانپ کی زبان میں

"میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔ میری مدد کرو۔"

سانپ نے پھن سمیٹ لیا اور پھر تیزی سے دیوار پر رینگتا ہوا۔ نیچے اتر آیا۔ ماریا کے جسم سے اب اسے ناگ دیوتا کی خوشبو بالکل صاف آ رہی تھی۔ سانپ نے ماریا کو بڑے ادب سے سلام کیا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

ماریا نے کہا۔

"مجھے اس غار سے باہر نکالو۔ میں غار کے دروازے سے نہیں جا سکتی۔ ایک جادوگر نے وہاں دیوار کھڑی کر رکھی ہے۔"

سانپ نے اوپر چھت کے سوراخ کو دیکھا پھر بولا۔

"عظیم ناگ کی بہن! میں ابھی اپنے ساتھیوں کو لے کر آتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتنا کہہ کر سانپ اِسی سوراخ سے واپس چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد ماریا نے دیکھا کہ غار کے سوراخ میں کئی سانپ نمودار ہوئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی دُم کو پکڑ کر نیچے لٹکنا شروع کر دیا۔ جب آخری سانپ ماریا تک پہنچا تو غار کی چھت تک سانپوں کی ایک رسّی بن گئی تھی۔

ماریا نے سانپوں کی رسّی کو پکڑا اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ جب وہ غار کی چھت کے سوراخ میں سے باہر آئی تو غیبی شیطان کا جادو اس پر ختم ہو گیا۔ اس کے جسم پر سے بھی اِس کی زرد شعاعوں کا اثر جاتا رہا۔ اور وہ ایک دم پھر سے غائب ہو گئی ماریا نے اپنے آپ کو غائب ہوتے دیکھا تو وہ بڑی خوش ہوئی۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"ان تمام سانپوں کو رخصت کر دو اور مجھے بتاؤ کہ یہاں کوئی ایسی جگہ ہے کہ جہاں تم نے کسی بہت بڑے خلائی جہاز ایسی چیز کو دیکھا ہو؟"

سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! یہاں ایک پہاڑی

کے اوپر میں نے ایک ایسی چیز دیکھی ہے جو اس سے پہلے یہاں کبھی نہیں دیکھی تھی۔ وہاں دو زرد کپڑوں والے آدمی کام کر رہے۔ ان کی آنکھوں میں سوراخ ہیں۔ ہمارے ایک سانپ نے ان میں سے ایک آدمی کو ڈسا۔ سانپ مر گیا۔ مگر اس آدمی کو کچھ نہ ہوا۔"

ماریا نے کہا۔

"بس اتنا ہی۔ مجھے وہاں لے چلو۔"

ماریا نے سانپ اٹھا کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور پہاڑی پر سے چل کر فضا میں پرواز کرنی شروع کر دی۔ سانپ اسے راستہ دکھا رہا تھا۔ وہ دو پہاڑوں کے اوپر سے اڑتے ہوئے گزر گئی تو سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! وہ خلائی شے اس پہاڑی کے اوپر ہے۔"

ماریا نے دُور سے دیکھا کہ پہاڑی کی چوٹی پر ایک راکٹ کی شکل کا خلائی جہاز لانچنگ پیڈ پر کھڑا تھا۔ وہی زرد غیبی آدمی اس کے پاس کھڑے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی ٹہنی میں زرد رنگ کی ڈلیاں ڈال رہے تھے ہو سکتا ہے یہ یورنیم ہو۔ ماریا نے سوچا۔ ماریا اس خلائی راکٹ کے قریب نہیں جانا چاہتی تھی۔ اس میں خطرہ تھا۔ کیونکہ غیبی شیطان اسے غائب حالت میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ وہ اسے دوبارا قید کر سکتا تھا۔ خلائی انسان تھیوساتگ اسی جہاز کے اندر بند تھا ماریا پہاڑی کی چوٹی پر درختوں کے پیچھے اتر پڑی۔ اسے درختوں کے درمیان سے کچھ فاصلے پہ خلائی راکٹ نظر آ رہا تھا۔ ماریا نے سانپ سے کہا۔

"دیکھو۔ اس راکٹ کے اندر کسی جگہ میرا ایک دوست ایک مرتبان میں بند ہے۔ کیا تم اسے وہاں سے نکال کر لا سکتے ہو؟"

سانپ نے ادب سے کہا۔

"عظیم ناگ کی بہن! یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ ان لوگوں نے راکٹ کے ارد گرد ایسی شعاعیں چھوڑ رکھی ہیں کہ جن میں سے ہم نہیں گزر سکتے۔ ہاں میں اپنے گورو کو بلا کر لاتا ہوں۔ وہ اس علاقے کا سب سے بڑا مہاناگ ہے۔ وہ اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکے

گا"

سانپ یہ کہہ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آیا تو اس کے ساتھ ایک سفید رنگ کا بزرگ سانپ تھا جس کے سر پہ سفید تاج بنا ہوا تھا۔ یہ مہا ناگ تھا۔ اس نے آتے ہی ماریا کو ادب سے سلام کیا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں خدمت کے لیے حاضر ہوں"

ماریا نے اسے ساری بات سمجھائی تو وہ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں بھی ان زرد انسانوں کے بنائے ہوئے دائرے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر تم کہو تو میں انہیں ہلاک کر سکتا ہوں۔"

ماریا یہی چاہتی تھی۔ اس نے مہا ناگ کو اس کی اجازت دے دی۔

مہا ناگ ذرا پیچھے ہٹ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا پھن اٹھا لایا۔ اور دو تین بار گھمانے کے بعد ایک طرف منہ کر کے زور سے پھنکار ماری۔ اس طرف سے ایک بڑے ہی بدشکل کالے سانپ کو آتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا جس کی آنکھوں سے تیز سُرخ روشنی نکل رہی تھی۔ اس کا جبڑا بڑا تھا۔ اور دو زرد دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اس کے سر پہ اور گردن پہ کالے بال تھے۔ وہ بدمست سا ہو کر لہراتا پھنکارتا چلا آ رہا تھا۔ اس نے آتے ہی پہلے ماریا کو اور پھر مہاناگ کو ادب سے سلام کیا۔ مہاناگ نے کالے سانپ کو حکم دیا۔

"اس طرف خلائی راکٹ کے پاس دو زرد انسان نظر آ رہے ہیں۔ انہیں اپنے خاص منتر سے دبوچ کر یہاں لے آؤ۔"

کالے سانپ نے ایک بار پھر ادب سے سلام اور جھومتا جھامتا پھنکاریں مارتا خلائی راکٹ کی طرف بڑھا جہاں دونوں زرد غیبی آدمی راکٹ کی ٹینکی میں ابھی تک بڑے نشانے سے یورینیم کی چھوٹی ڈلیاں ڈال رہے تھے ماریا درخت کی اوٹ سے دیکھ رہی تھی۔ کالا خونخوار سانپ ان خلائی شیطانوں کے عقب میں پہنچ کر رُک گیا۔ پھر اس نے اپنا پھن اُٹھا کر ایک ایسی عجیب سی ڈراؤنی آواز منہ سے نکالی جیسے کوئی درخت جڑ سے اُکھڑ کر گر پڑا ہو۔ زرد خلائی غیبی انسانوں نے پلٹ کر دیکھا۔ سانپ نے عین اس

وقت اپنے منہ سے ایک سفید پھوار نکالی جو سیدھی ان دونوں غیبی شیطانوں پر گری اور پھر جو کچھ ماریا نے دیکھا اس پر اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

ماریا نے کیا دیکھا؟

کیا خلائی انسان تھیوسانگ راکٹ کی قید سے نکل سکا؟

ماریا کی عنبر ناگ کیٹی سے کیسے اور کہاں اور کب ملاقات ہوئی؟

ان سوالوں کے جواب آپ کو "عنبر ناگ ماریا کیٹی خلاء میں" کی اگلی یعنی قسط ۱۳۶ "ماریا دوزخ میں" ملیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ڈیئر اے حمید! السلام علیکم۔

میں نے عنبر ناگ ماریا، ندیم کا خوفناک کارنامہ اور عمران ریحان ایڈ اور زرتاش مشن کے ناول جو کہ آج کل شائع ہو رہے ہیں سب پڑھے ہیں۔ خاص کر عنبر ناگ ماریا سیریز پسند آئی تھی۔

زرتاش مشن کی کتابوں کی وجہ سے مجھے سائنس کے بارے میں کافی معلومات ہوئی ہیں۔

آپ ایک عظیم مصنف کے علاوہ ایک عظیم تاریخ دان بھی ہیں یہ بات عنبر ناگ ماریا کی سیریز پڑھ کر معلوم ہوئی ہے۔ میں آپ کے ناول بڑے شوق سے پڑھتا ہوں کیونکہ یہ بہت ہی دلچسپ ہوتے ہیں۔ میں اس وقت سے پڑھ رہا ہوں جب آپ نے شیخ غلام علی اینڈ سنز کے لیے ناول لکھنے شروع کیے تھے۔

آج کل ٹی وی پر "ڈاچی" نام کا ایک عجائبی پروگرام چل رہا ہے۔ جس کے مصنف کا نام اے حمید ہے کیا وہ ڈرامہ آپ نے لکھا ہے۔ اس بات کا جواب ضرور دیں۔

والسلام

محمد سلیم خان ولد محمد گلزار ڈاکخانہ
نزد فوڈ کورٹ ایبٹ آباد ہزارہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۳

شاہِ دوزخ نمبر

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

ماریا دوزخ میں

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت : ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقراء ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸
طابع : تاج دین پرنٹرز آبکاری روڈ لاہور

عنبر ناگ ماریا کے دوستو!

"عنبر ہوشیار" یعنی عنبر ناگ ماریا کی واپسی کے سینچری نمبر کے سلسلے میں دوستوں کے خطوط برابر آ رہے ہیں جن میں اِس نمبر کی بے حد تعریف کی گئی ہے۔ سبھی دوستوں نے اس بات پر بڑی تسلّی، اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا ہے کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی زندہ ہیں اور اِن کا خلائی سفر شروع ہو چکا ہے۔ بھئی عنبر ناگ ماریا اور کیٹی آپ کے دوست ہیں اور دوستوں کو ہمیشہ سلامت رہنا چاہیئے۔ اب یہ ہمارے دوست خلاء میں سفر کر رہے ہیں اور عجیب و غریب سیّاروں پر پہنچ کر سنسنی خیز حالات سے دوچار ہوتے ہیں۔ آپ نے جس پیار اور محبت سے عنبر ناگ ماریا کے خلائی سفر کا استقبال کیا ہے میرے پاس اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ بہر حال مَیں آپ سب دوستوں کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اِس سیریز کو اتنا پسند کیا اور اسے اتنے شوق سے پڑھتے ہیں۔ سینچری نمبر پسند کرنے کا بھی بہت بہت شکریہ۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۲ - این راہِ چمن سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راکٹ فائر

زرد خلائی شیطانوں پر کالے سانپ کی سفید پھوار پڑی۔

اس پھوار کے پڑتے ہی سب سے پہلے ماریا نے یہ عجوبہ دیکھا کہ زرد شیطانوں کے لباس غائب ہو گئے۔ پھر ان کے جسم جو پہلے غائب تھے ظاہر ہو گئے۔ ان کے جسم سفید رنگ کے تھے اور ان سرخ بال لہرا رہے تھے زرد انسان اپنی جگہ پہ پتھر بن کر کھڑے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کے جسم ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے اور پھر وہ چھوٹی چھوٹی کنکریوں کی ڈھیریں بن گئے اور ان ڈھیریوں میں آگ لگ گئی۔ کالے سانپ نے اپنی زبان میں ماریا کو کہا۔

"عظیم ناگ کی بہن! میں نے آپ کے دشمنوں کو ختم کر دیا ہے۔ اب آپ کا راستہ صاف ہے"

مہاناگ سانپ اور کالا سانپ ماریا سے اجازت لے کر

ترتیب

- راکٹ فائر
- ماریا دوزخ میں
- آدم خور مخلوق
- سیاہ شیشے کا عقاب
- عنبر بچھو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رخصت ہو گئے۔ ماریا خلائی راکٹ کی طرف بڑھی۔ راکٹ کے پاس پہنچ کر اُسے کسی قسم کا کوئی جھٹکا محسوس نہ ہوا۔ زرد خلائی شیطانوں کی موت کے بعد ان کی شعاعوں کا جال بھی ختم ہو گیا تھا۔ ماریا راکٹ میں داخل ہو گئی۔ اُسے تھیوسانگ کی تلاش تھی۔ راکٹ میں جدید قسم کی الیکٹرونک خلائی مشینری لگی ہوئی تھی جس کے بارے میں ماریا کو کچھ زیادہ علم نہیں تھا۔ راکٹ کی دو منزلیں تھیں۔ اوپر والی منزل میں انجن کا کیبن تھا۔ دوسری منزل میں آکسیجن کے سلنڈر پڑے تھے۔ یہ راکٹ شمسی توانائی سے چلتا تھا۔ ماریا نے مشین روم میں شمسی توانائی سے چلنے والی بیٹریاں دیکھیں۔ ان بیٹریوں کے پیچھے شیشے کی الماری تھی۔ اس میں ایک مرتبان پڑا تھا۔

ماریا کو خلائی انسان تھیوسانگ کی باریک آواز سنائی دی۔ وہ اسے مدد کے لیے پکار رہا تھا۔ ماریا نے مرتبان کو الماری سے نکال کر اس کا ڈھکن کھولا تو اندر ننھا سا تھیوسانگ زور زور سے بازو ہلا کر کہہ رہا تھا۔

"ماریا! مجھے باہر نکالو۔ اس مرتبان میں ابھی تک خلائی شیطانوں کی شعاعوں کا اثر ہے۔ میں یہاں اپنے آپ کو بڑا نہیں کر سکتا۔"

ماریا نے تھیوسانگ کو دو انگلیوں سے پکڑ کر مرتبان سے باہر نکال کر فرش پر رکھ دیا۔ تھیوسانگ نے اپنی ایک آنکھ بند کر کے انگلی اپنے جسم سے لگائی تو وہ ایک دم سے پورے سائز کا انسان بن کر ماریا کے سامنے کھڑا تھا۔

"ماریا! مجھے تمہاری خوشبو آ گئی تھی۔ اب اس مرتبان کو باہر پھینک دو۔ وہ لوگ کہاں ہیں؟ تم یہاں کیسے پہنچیں؟"

ماریا نے اُسے بھیانک اور پھر کالے سانپ کی کرامت کا واقعہ سنایا۔ انہوں نے مرتبان کو اٹھا کر راکٹ سے باہر پھینک دیا۔ تھیوسانگ راکٹ کے کاک پٹ میں آ گیا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ تھیوسانگ نے راکٹ کے کمپیوٹروں، ڈائیوں اور مشینری کے ایک ایک پُرزے کو بڑے غور سے دیکھا۔ اور کہا۔

"ماریا! اس خلائی راکٹ کا رُخ کسی خاص سیارے کی طرف عکس کر دیا گیا ہے۔"

"کیا تم اسے اپنی مرضی سے خلاء میں کسی دوسری طرف نہیں موڑ سکو گے؟"

"نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکوں گا۔" تھیوسانگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔

اسے ماریا کی آواز آئی۔

"تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ خدا کا نام لے کر اسے فائر کر دو۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کم از کم ایٹمی جنگ کی تباہی کے بعد کی اس بھیانک دنیا سے تو نجات ملے گی۔"

تھیو سانگ بولا۔

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ خلا میں عنبر ناگ کیٹی سے کہیں ملاقات ہو جائے۔"

ٹھیک ہے ماریا نے آہستہ سے کہا۔

تھیو سانگ کاک پٹ میں اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے دو تین بٹن دبا کر راکٹ کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ اور اندر کی فضا میں اتنا دباؤ پیدا کر دیا جو خلاء میں پہنچنے کے بعد ان کے جسموں کو محفوظ رکھ سکتا تھا۔ راکٹ کی فضا میں آکسیجن آٹومیٹک طریقے سے سلنڈروں سے نکل کر پھیل رہی تھی۔ تھیو سانگ کے ساتھ والی سیٹ پر ماریا بیٹھ گئی۔ تھیو سانگ کو ماریا کی خوشبو آ رہی تھی اس نے پوچھا۔

"تم میری ساتھ والی سیٹ پر ہو نا ماریا؟"

"ہاں تھیو سانگ! میں تمہارے پاس ہی ہوں"

"اوکے" تھیو سانگ بولا۔ "میں راکٹ فائر کرنے لگا ہوں"

تھیو سانگ نے سٹارٹ فائر کا بٹن دبا دیا۔

راکٹ کو ایک دھچکا لگا اور اس کی دم میں سے خوف ناک آگ کے شعلے زمین کی طرف فائر ہونے لگے۔ راکٹ نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع کیا۔ زمین سے کچھ اوپر جا کر راکٹ کی سپیڈ تیز ہو گئی۔ تھیو سانگ راکٹ کو بڑی توجہ سے کنٹرول کیے ہوئے تھا۔ کیونکہ راکٹ کو بالکل سیدھا اوپر خلا کی طرف جانا تھا۔ اس زمین کے گرد پھیلی ہوئی زمین کی کشش کی شعاعوں سے بالکل سیدھا نکل جانا تھا۔ تھیو سانگ مشینوں کو اس لیے کنٹرول کیے ہوئے تھا کہ کہیں راکٹ زمین کے مدار کی پٹی میں پہنچ کر اپنا رُخ زمین کے خم کی طرف نہ کر لے۔ اس طرح سے وہ زمین کے مدار کے گرد گھومنا شروع کر دیتا اور پھر شاید اسے اس گول چکر سے کوئی بھی باہر نہیں نکال سکتا تھا۔

بچو! آپ کو تو معلوم ہی ہوگا کہ زمین ۱۹ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے اپنے مدار کے گرد گھوم رہی ہے۔ یوں اگر راکٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا رُخ زمین کے مدار کی طرف ہو جاتا تو یہ راکٹ قیامت تک ۱۹ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے زمین کے گرد چکر لگاتا رہتا۔

راکٹ کی رفتار اور تیز ہو گئی تھی۔ اس وقت راکٹ کی رفتار کوئی بیس ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔ زمین کی کشش سے نکلنے کے لیے اتنی ہی رفتار کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب راکٹ زمین کے مدار میں پہنچا تو راکٹ کو جھٹکے لگنے شروع ہو گئے۔

تھیو سانگ کا سارا جسم ہل رہا تھا مگر وہ راکٹ کو کنٹرول کیے ہوئے تھا۔ اور اس کی رفتار کو زیادہ کر رہا تھا۔ بجلی کی لہر کی طرح راکٹ ایک لرزہ خیز دھماکے کے ساتھ زمین کی کشش کے دائرے سے باہر اوپر کی طرف نکل گیا اس کے ساتھ ہی راکٹ کی رفتار بے حد تیز ہو گئی۔ تھیو سانگ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے راکٹ کی رفتار کو نصف کر دیا۔

"ماریا! ہم خربیت کے ساتھ زمین کی کشش سے باہر نکل آئے ہیں۔"

ماریا نے قیمتی حالت میں ہی اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا اور بولی۔

"خداوند کا شکر ہے"

ماریا کے سامنے والی [illegible] میں

دیکھا کہ آسمان کا رنگ پہلے نیلا تھا اور اب بالکل سیاہ پڑ گیا تھا دُور دُور ستارے انگاروں کی طرح دھک رہے تھے۔ ان ستاروں کے گرد گھومنے والے سیارے بھی چمک رہے تھے۔ بچو ایک بات ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ ہماری اِس ساری کائنات میں ہمارے نظام شمسی کی طرح کے اربوں کھربوں نظامِ شمسی ہیں۔ ہر نظامِ شمسی میں ستارے بھی ہیں اور سیارے بھی۔ ستارے سورج ہوتے ہیں جو گیسوں کی وجہ سے ایک بہت بڑے الاؤ کی طرح ہر وقت دہکتے رہتے ہیں اِن سورج ستاروں کی زبردست کشش ہوتی ہے۔ پتھروں سے ہماری زمین جتنے بڑے بڑے اور اس سے بھی بڑے بڑے گولے جو ان سورجوں کی کشش کے دائرے میں ہوتے ہیں وہ اِن سورجوں کے گرد گھومنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ پتھروں کے گولے ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ یعنی وہ خود سورج کی طرح نہیں جل رہے ہوتے بلکہ سورج انہیں روشن کرتا ہے۔ ایسے بڑے بڑے گولوں کو سیارے کہتے ہیں۔ سیارے کے لفظ ہی سے ظاہر ہے۔ سیارہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو خلا میں سیر کر رہا ہے۔ ہماری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمین بھی ایک سیارہ ہے جو سورج کے گرد سیر کر رہا ہے۔ یعنی چکر لگاتا ہے اور ایک سال میں سورج کے گرد اپنا ایک چکر پورا کرتا ہے۔ اسی طرح ہماری زمین کے علاوہ آٹھ اور سیارے مثلاً عطارد، مشتری، زحل، پلوٹو وغیرہ بھی ہیں جو ہماری زمین کے ساتھ ایک قطار میں لگے سورج کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ جو سیارہ سورج سے جتنی زیادہ دور ہے وہ اتنی ہی مدت میں سورج کے گرد ایک چکر پورا کرتا ہے۔ ان نو سیاروں کو جن میں ہماری زمین بھی شامل ہے ہمارے سورج کا نظام شمسی کہتے ہیں۔ بچو ہماری زمین کا سیارہ سورج کے گرد ایک سال میں اپنا چکر پورا کرتا ہے۔ لیکن ہمارے نظام شمسی کا سب سے آخری سیارہ پلوٹو سورج کے گرد اپنا ایک چکر تقریباً پونے تین سو سال میں پورا کرتا ہے۔ ہے نا مزے دار بات؟

چنانچہ جب آپ آسمان پر نظر ڈالتے ہیں تو یاد رکھیں کہ جو ستارے زیادہ دور سے بھٹک رہے ہوتے ہیں۔ اور بہت دور ننھے ننھے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ سورج ہوتے ہیں اور جو ستارے جھلملاتے نہیں اور قریب بھی دکھائی دیتے ہیں وہ سیارے ہیں جو ہماری زمین کی طرح کے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو سیارے ہوتے ہیں۔ یعنی یہ وہ سیارہ چاند ہوتے ہیں جو اپنی زمین ماں سے الگ ہو کر اسی کے گرد گردش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس طرح کہ ہمارا ایک چاند ہے اور وہ سورج کی بجائے ہماری زمین کے گرد چکر لگاتا ہے۔ اسی طرح مشتری ستارے کے بارہ چاند ہیں۔ بہر حال یہ خلائی سائنس کی باتیں تم بڑے ہو کر پڑھ لو گے۔

اس وقت ماریا راکٹ کے کیبن میں تھیوسانگ کے ساتھ بیٹھی خلا میں ستاروں اور سیاروں کو دیکھ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ستارے بڑے بڑے دہکتے ہوئے سورج ہیں اور ان پر کسی قسم کی آبادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں کسی سیارے پہ کوئی آبادی ہو سکتی ہے۔ اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"کیا کمپیوٹر ہمیں اس سیارے کے بارے میں کچھ بتا سکتا ہے۔ جہاں ہمارا راکٹ جا رہا ہے"

تھیوسانگ نے کمپیوٹر کے بٹنوں کو دبایا مگر کمپیوٹر خاموش رہا۔

"شاید کمپیوٹر اس وقت کچھ ظاہر کرے گا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب ہم اس سیارے کے قریب ہوں گے"
تھیوسانگ نے کہا۔ ماریا بولی۔
"اگر اِس سیارے پر بھی زرد شیطانی مخلوق
آباد ہوئی تو ہمیں تو مصیبت پڑ جائے گی"
تھیوسانگ نے سامنے خلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"اس پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے ماریا۔ اس
راکٹ کا نظام اس قدر پیچیدہ ہے کہ میری
بھی سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بہر حال ہم کسی نہ کسی
سیارے پر پہنچیں گے۔ یہ راکٹ ہمیں کسی
ستارے یعنی کسی سورج کی طرف نہیں لے جا رہا۔
کہ جس کے قریب ہی پہنچ کر ہم بھسم ہو جائیں"
ماریا بولی۔
"یہ بھی خداوند کا شکر ہے۔ اب تو میں یہی
دعا کر رہی ہوں کہ ہم کسی ایسے سیارے پر
پہنچ جائیں جہاں ہماری ملاقات خبر ناک اور کیڑے
ہو جائے۔ نہ معلوم وہ کہاں اور کس حال ہوں گے"
راکٹ کا رُخ خلاء میں تھوڑا سا ترچھا ہو گیا تھا۔ ماریا
نے پوچھا کہ اس وقت ہمارے راکٹ کی رفتار کتنی ہے؟ تھیو
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم زمین کی رہنے والی ہو۔ تم اس رفتار کا اندازہ
نہیں لگا سکتی ہو ماریا۔ یوں سمجھ لو کہ ہم اسی
وقت روشنی کی رفتار سے سفر کر رہے ہیں"
ماریا نے کہا۔
"روشنی کی رفتار تو ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی
سیکنڈ ہے"
"ہاں۔ ہمارا راکٹ اس وقت خلاء میں ایک لاکھ
چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کر رہا
ہے"
"میرے خدایا — لیکن مجھے تو ذرا سا بھی محسوس
نہیں ہو رہا۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے ہمارا راکٹ
خلا میں ساکت ہے"
تھیوسانگ ہنس پڑا۔
"ماریا — ہمیں اِس وقت پتہ چلتا ہے کہ ہم
جا رہے ہیں جب کوئی چیز ہمارے قریب سے
گزر کر پیچھے چلی جاتی ہے۔ اگر ہم کسی ایسی
جگہ خلا میں سفر کر رہے ہوں جہاں کوئی شے
ہمارے قریب سے گزر کر پیچھے نہ جائے تو ہمیں
یہی محسوس ہو گا کہ ہم خلاء میں کھڑے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم نے اپنی دنیا میں ہوائی جہاز میں سفر کر کے یہ تجربہ کیا ہوگا۔ ہوائی جہاز سات آٹھ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بلکہ اس سے بھی زیادہ رفتار سے فضا میں سفر کر رہا ہوتا ہے لیکن باہر دیکھو تو لگتا ہے ہوائی جہاز فضاء میں ایک جگہ ساکت ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ جہاز کے قریب کوئی شے نہیں ہوتی جو تیزی سے پیچھے جائے۔ اس کے خلاف ریل گاڑی میں جب ہم سفر کرتے ہیں تو درخت اور بجلی کے کھمبے بڑی تیزی سے پیچھے بھاگتے دکھائی دیتے ہیں اور ہمیں ریل گاڑی کی تیز رفتاری کا احساس رہتا ہے۔"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ عنبر ناگ اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہی تھی اور خدا سے دعا مانگ رہی تھی کہ وہ خلا میں ہی ہوں اور کسی سیارے پہ ان سے ملاقات ہو جائے۔

خلا میں نہ دن تھا نہ رات — بس تاریک خلا تھا۔ دور بہت ہی دور ننھے نقطوں کی طرح جھلملاتے ستارے یعنی بڑے بڑے سورج اور ان کی روشنی میں چمکتے، ان سورجوں کے گرد گردش کرنے والے سیارے تھے۔ خلا تاریک، سیاہ تھی۔

اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"ہم زمین سے کتنی دور نکل آئے ہیں تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ نے ٹی وی سکرین آن کر دی۔ اس سکرین پر نیچے کا منظر آنے لگا۔ ایک ننھا سا سیارہ چمک رہا تھا۔

"یہ دیکھو ماریا یہ ننھا سا چمکتا ہوا سیارہ ہماری زمین ہے۔"

ماریا نے زمین کے ننھے سیارے کو دیکھ کر کہا۔

"یہ تو بہت چمک رہا ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اس لیے کہ تمہاری زمین ایک حصہ خشکی اور تین حصے پانی ہے، سمندر ہے۔ سورج کی روشنی جب سمندر پہ پڑتی ہے تو بہت چمک پیدا ہوتی ہے۔"

"ہم کتنی دور آگے نکل آئے ہیں تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ نے سپیڈ کے میٹر پہ ایک نظر ڈالی اور کہا۔

"ماریا! اس وقت ہم خلا میں ایک ہزار نوری سال کا فاصلہ طے کر چکے ہیں۔"

یہ ایک ایسا عظیم ترین اور پیچیدہ مسئلہ تھا کہ ماریا کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ خاموش ہو کر سر جھکائے بیٹھی رہی۔ راکٹ خلا میں ذہن میں نہ آنے والی رفتار کے ساتھ اڑا جا رہا تھا۔ تھیوسانگ کی نگاہیں کبھی راکٹ کے سکرین پر اور کبھی ٹی وی کی سکرین پہ جاتیں۔ ٹی وی سکرین پر دنیا کا ننھا سا چمکتا سیارہ نظر آنا بند ہو گیا۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ماریا! تمہاری دنیا ہماری نظروں سے غائب ہو گئی ہے۔"

ماریا دنگ رہ گئی۔ اس نے ٹی وی سکرین پر دیکھا کہ دنیا کا ننھا سا نقطہ اب کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کی جگہ دُور دُور دوسرے سیارے ٹمٹماتے نظر آ رہے تھے۔

پانچ ہزار نوری سال کا فاصلہ طے ہو چکا تو تھیوسانگ نے سکرین پر دیکھا کہ اِن کے راکٹ کا رُخ اپنے آپ ایک خاص زاویے پر مُڑ گیا تھا۔

اس نے ماریا سے کہا۔

"ہمارے راکٹ نے اِس سیارے کی طرف رُخ پھیر لیا ہے جس سیارے پر اِسے فکس کر دیا گیا تھا۔" دونوں سامنے والی سکرین پر دیکھنے لگے۔ بہت دُور

خلا میں ایک نقطہ سا چمک رہا تھا۔ اس کے آس پاس کروڑوں میل کے فاصلے پہ دو ستارے بھڑک رہے تھے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہم درمیان والے چمکتے نقطے کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ ایک سیارہ ہے۔ اس کے آس پاس کروڑوں میل کے فاصلے پہ جو ستارے بھڑک رہے ہیں یہ سورج ہیں۔"

"خدا جانے اس سیارے میں ہمارے لیے کیا ہو گا؟"

ماریا نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا۔ تھیوسانگ بولا۔

"اب جو بھی کچھ ہو گا ہمیں اِس کے لیے اپنے آپ کو پہلے سے تیار کر لینا چاہیے۔"

ماریا نے کہا۔

"اِس راکٹ میں تو کوئی خلائی گن بھی نہیں ہے کہ جس سے ہم اپنا بچاؤ کر سکیں۔"

تھیوسانگ مسکرایا۔

"کیا خبر کہ وہاں خلائی گن کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ میرا مطلب ہے کہ اس سیارے پر کوئی آبادی ہی نہ ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کہنے لگی۔

"اگر سیارے پہ آبادی نہیں ہے تو پھر اس زرد شیطانی مخلوق نے راکٹ کا رُخ اِس سیارے پر کیوں فکس کر رکھا تھا؟"

تھیوسانگ نے کمپیوٹر کا بٹن دبا دیا۔ اس پہ عجیب قسم کے چمکیلے حروف اُبھرنے شروع ہو گئے۔ یہ حروف خلائی انسان تھیوسانگ کی بھی سمجھ میں بھی نہیں آ رہے تھے۔ وہ کہنے لگا۔

"یہ سگنل ہیں ماریا۔ جو اس سیارے سے آ رہے ہیں مگر میں ان کا مطلب نہیں سمجھ سکتا۔"

"پھر اِن کا کیا فائدہ ہے؟" ماریا نے نا امیدی سے کہا۔ "اب سب معاملہ خداوند پر چھوڑ دو۔ تھیوسانگ۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

راکٹ چمکتے سیارے سے قریب ہو رہا تھا۔

وہاں تو نہ دن گزرتا محسوس ہو رہا تھا نہ رات ــــ بس ایک سا وقت تھا۔ ایک سی فضا تھی۔ صرف دُور ایک سیارہ تھا جو بہت ہی آہستہ آہستہ بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ ماریا نے اس پر نگاہیں جما کر کہا۔

"تھیوسانگ! اس سیارے کو بڑا ہوتے دیکھ کر

پہلی بار محسوس ہونے لگا ہے کہ ہم خلا میں سفر کر رہے ہیں ورنہ اب تو مجھے یہی لگتا تھا کہ ہمارا راکٹ خلا میں پتھر بن کر ایک جگہ رُکا ہوا ہے۔"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔

"یہ وہی بات ہے جو میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ جب تک کوئی شے سامنے یا آس پاس نہ ہو ہمیں کبھی احساس نہیں ہو سکتا کہ ہم سفر کر رہے ہیں۔"

سکرین پر سیارہ بڑا ہونے لگا تھا۔ اب وہ اتنا زیادہ ــــ چمکتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ گول نہیں تھا بلکہ ہماری زمین کی طرح نارنگی کی طرح تھا۔ اس کے ارد گرد کہیں کہیں سفید اور سیاہ رنگ کے بادل چھائے ہوئے تھے باقی جگہیں بھوری بھوری تھیں۔ ماریا نے کہا۔

"یہ مجھے جنگل لگتے ہیں۔ تھیوسانگ! کیا معلوم اس سیارے کی فضا ہماری دنیا کی فضا جیسی ہو؟"

تھیوسانگ کو سیارے کی ایک طرف سبز رنگ کی چادر سی بچھی نظر آئی۔

"ماریا! یہ تو سبزہ ہے یعنی جنگل ہیں مگر جو جگہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھوری ہے وہاں مجھے زہریلی گیسوں کی موجودگی کا
احساس ہو رہا ہے۔"

کمپیوٹر پہ بڑی تیزی سے حروف اُبھر اُبھر کر غائب ہو
رہے تھے۔ اب سپیکر پہ ہلکی ہلکی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔
یہ آوازیں بڑی مدھم تھیں۔ تھیوسانگ نے ہیڈ فون لگا کر ان آوازوں
کو سنا اور پھر گھبرا کر ہیڈ فون ماریا کی طرف بڑھایا۔

"ماریا مجھے تو یہ انسانی آوازیں لگتی ہیں ذرا تم
سنو۔"

ماریا نے ہیڈ فون اپنے کانوں سے لگایا تو اس کے
خوف سے سن ہو گیا۔ یہ انسانی آوازیں تھیں۔ مگر یہ انسانی
دبی دبی کراہوں اور چیخوں کی آوازیں تھیں۔ یہ درد بھری
المناک آوازیں لہروں کی طرح اُبھر اُبھر کر غائب ہو جاتی تھیں۔
ماریا نے ہیڈ فون اتار کر جلدی سے تھیوسانگ کو دیا اور
بولی۔

خدا خیر کرے۔ یہ تو انسانوں کے کرب اپنے اور
درد سے بلبلانے کی آوازیں ہیں۔ یہ ہم کس
سیارے پہ اترنے والے ہیں۔ تھیوسانگ
بھائی؟ یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

تھیوسانگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی سمجھ میں خود

کچھ نہیں آ رہا تھا۔ راکٹ اسی سیارے کی کشش میں داخل
ہونے والا تھا۔ راکٹ کو ہلکے ہلکے دھچکے لگنے لگے تھے۔ تھیوسانگ
نے ماریا کو خبردار کیا۔

"ماریا! ہوشیار ہو کر بیٹھنا۔ راکٹ سیارے کے
دائرے کی کشش میں جا رہا ہے۔"

تھیوسانگ نے راکٹ کے انجن کی رفتار کو بے حد کم
کر دیا۔ راکٹ ایک دھماکے کے ساتھ سیارے کی فضا میں
داخل ہو گیا۔ کمپیوٹر پہ اس دھماکے کی لہریں نمودار ہو کر غائب
ہوئیں تو تھیوسانگ نے چلا کر کہا۔

"ماریا اس سیارے پہ ہوا موجود ہے ورنہ کمپیوٹر
پہ دھماکے کی لہریں کبھی نہ ابھرتیں۔"

راکٹ نے سیارے کی کشش میں آتے ہی قیامت کی
رفتار پکڑ لی تھی۔ تھیوسانگ نے راکٹ کو اُلٹا فائر کر
دیا۔ پھر وہ راکٹ کو آہستہ آہستہ ایک خاص رفتار پر لے
آیا جو کہ اس سیارے پر راکٹ کو اتارنے کے لیے
ضروری تھی۔ راکٹ کی سکرین پہ سیارے کی اب
گولائی نظر نہیں آ رہی تھی بلکہ اس کے بھورے پہاڑی
میدان دکھائی دے رہے تھے۔ جہاں نسواری رنگ کی
گیس کی لہریں ہوا میں تیر رہی تھیں۔ ماریا نے چونک کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تھیوسانگ یہ ہم زہریلی گیس کے علاقے میں اُتر رہے ہیں۔ اسے سبز جنگل والی وادی میں لے چلو۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا۔ راکٹ اپنے آپ اس مقام کی طرف اتر رہا ہے۔"

تھیوسانگ نے ایک خاص بٹن دبا دیا۔ راکٹ کے کیبن میں باہر کی ہوا کی ایک باریک سی لہر داخل ہوئی۔ تھیوسانگ نے گہرا سانس کھینچا اور مسکرا کر بولا۔

"ماریا یہاں آکسیجن موجود ہے۔ اگرچہ بہت کم مقدار میں ہے۔"

"مگر بھوری زمین پر یہ عجیب سے غار نظر آ رہے ہیں جن کے اوپر نسواری رنگ کی گیس پھیلی ہے یہ کس قسم کی گیس ہے؟"

"یہ تو نیچے اترنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔ کمپیوٹر اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا رہا۔"

راکٹ اس بھوری پہاڑی میں بالکل سیدھا ہو کر نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ اب راکٹ کا رُخ اوپر کو ہو گیا تھا تھیوسانگ نے اوپر والا انجن چلا دیا تھا جو راکٹ کو بے حد

ہلکی سپیڈ کے ساتھ بھوری وادی کی زمین پر ڈراد ینے والی پہاڑیوں کے درمیان اتار رہا تھا۔ آخر راکٹ زمین کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے تمام انجن بند کر دیئے۔ راکٹ کی دوسری منزل میں زرد رنگ کے بدن سے چمٹ جانے والے خلائی سوٹ پڑے تھے تھیوسانگ اور ماریا نے احتیاط کے طور پر یہ زرد خلائی سوٹ پہن لیے۔

وہ دونوں اوپر والی منزل سے اُتر کر نچلی منزل میں اس جگہ آ گئے جہاں راکٹ کا دروازہ باہر کو کھلتا تھا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے یہاں ساؤنڈ پروف اور میٹر پورائیٹ پروف شیشے میں سے جھانک کر باہر دیکھا۔ عجیب بدشکل قسم کی نسواری رنگ کی چھوٹی چھوٹی بے ڈھنگی پہاڑیاں تھیں جن میں گہرے گڑھے پڑے تھے، کہیں کوئی درخت یا جھاڑی تک نظر نہیں آ رہی تھی۔ نسواری رنگ کی گیس کی لہریں یہاں وہاں فضا میں تیر رہی تھیں۔

تھیوسانگ نے ایک بٹن دبایا تو ایک ننھے سے سوراخ میں سے باہر کی ہوا اندر داخل ہوئی۔ تھیوسانگ نے اِسے آہستہ سے سانس کھینچ کر سونگھا اس میں آکسیجن موجود تھی مگر ساتھ ہی ایک عجیب ناگوار سی بُو بھی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماریا! باہر فضا میں آکسیجن موجود ہے۔ لیکن ایک بُو بھی ہے تم سونگھو۔"

ماریا نے بھی ہوا کی باریک لہر کو سونگھا اور پیچھے ہٹ گئی۔

"تھیوسانگ بھائی۔ یہ تو ایسی بُو ہے جیسے گوشت اور بال جل رہے ہوں۔"

تھیوسانگ بولا۔

اس سیارے پر گوشت اور بال کہاں سے آئیں گے بہرحال یہ اس سواری گیس کے کیمیکلز ہیں۔ تو کیا خیال ہے نیچے اترا جائے؟"

ماریا سانس بھر کر کہنے لگی۔

"اُترنا ہی پڑے گا۔ کم از کم یہ خیال تو ہے کہ عنبر ناگ کیٹی یہاں مل جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے ہوا کے سوراخ کو بند کر کے دوسرا بٹن دبا دیا۔ ایک ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ راکٹ کا دروازہ اوپر اُٹھتا چلا گیا۔ دروازے کے اوپر اٹھتے ہی انہیں فضا میں آکسیجن اور ناگوار سی بُو کا شدید احساس ہوا۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ماریا! ہمیں آکسیجن ماسک پہن

ابھی تک انہیں یہی احساس تھا کہ اس

فضا میں آکسیجن موجود ہے چنانچہ انہو

نہیں لگائے تھے۔ اب جب

احساس ہوا تو انہوں

اور انہیں اپنے چہروں پر ایک عجیب ڈراؤنا منظر تھا

تھی۔ سیاہ پتھروں کے بھولے۔ دیئے ستون

راکٹ کا دروازہ تھے۔ ان کے اوپر انسانی کھوپڑیاں لٹکی

اپنے آپ باہر نکل آئی بیچ سے نسواری رنگ کا دھواں

آ گیا۔ اس نے زمین پر قد

کی اور کہا۔

گئے ہیں؟"

"ماریا! یہ زمین تمہاری زمین کی طرح ٹھنڈی

ہے نیچے آجاؤ۔"

ماریا نے راکٹ کے دروازے میں سے چھلانگ لگا دی اور آہستہ آہستہ زمین کے ساتھ آ کر لگ گئی۔ اس نے زمین پر پاؤں کو دبایا اور بولی۔

"ہاں تھیوسانگ! یہ تو بالکل ہماری زمین کی طرح ہے۔"

تھیوسانگ نے بھورے بدرنگ ٹیلوں کی طرف نگاہ ڈال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا دوزخ میں

ٹیلے کی دوسری طرف ایک عجیب ڈراؤنا منظر تھا۔ بڑے بڑے سیاہ پتھروں کے پھولے ہوئے ستون ٹیڑھے میڑھے کھڑے تھے۔ ان کے اوپر انسانی کھوپڑیاں لٹکی ہوئی تھیں جنکے سروں کے بیچ سے نسواری رنگ کا دھواں اٹھ رہا تھا۔

"میرے خداوند! یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟"

ماریا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ تھیوسانگ بھی ان کے اوپر لٹکتی انسانی کھوپڑیوں کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ ماریا آگے نہیں جا رہی تھی لیکن تھیوسانگ نے کہا۔

"اگر ہم اسی طرح گھبرا گئے تو عنبر ناگ کیٹی کا کیسے کھوج لگائیں گے۔ آؤ میرے ساتھ۔ دیکھتے ہیں یہ کھوپڑیوں کا معمہ کیا ہے"

وہ پتھروں کے درمیان سے گزرتے کھوپڑیوں والے ستونوں کے قریب آئے۔ یہ پھولے ہوئے بدصورت ستون

کے کراہنے کی جو آوازیں ہمیں یہاں
بڑ بھی
سنائی دی تھیں وہ کہاں غائب ہو گئیں۔"
ماریا
گئی۔
کا پاس ہی کھڑی تھی اور تھیوسانگ
ماریا بھی سوچنے لگی۔
ہیڈ فون لگا کر سن رہی تھی۔
رہا۔
اب ثاقب کے
انسانی آوازیں
اس سیارے پر گوشت اور ہال
آئیں گے بہرحال یہ اس نسواری
ہیں۔ تو کیا خیال ہے نیچے اتر
کہی کہ ہو سکتا ہے خلا
ماریا سانس بھر کر کہنے لگی۔
"اترنا ہی پڑے گا۔ خلائی ذہن اسے صاف صاف
بتا رہا تھا کہ یہ خلائی آوازیں نہیں بلکہ انسانوں کے کراہنے
چلانے اور رونے کی آوازیں تھیں۔ ماریا بولی۔
"میرا خیال ہے ہمیں اس سیارے پر
گھوم پھر کر دیکھنا چاہیئے کہ یہاں
کوئی مخلوق بھی آباد ہے کہ نہیں۔۔۔۔
سکتا ہے کسی جگہ سے ہمیں عنبر ناگ کیٹی
کا کوئی سراغ مل جائے"
تھیوسانگ اور ماریا ایک ٹیلے کی طرف چلنے لگے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درختوں کے تنوں کی طرح دُور تک پھیلتے چلے گئے تھے۔ وہ
اِن پتھروں کے ستونوں کے جنگل میں سے گزرنے لگے۔
وہ اِس جگہ پہنچے جہاں پتھروں کے یہ ستون ختم ہو گئے
تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا غار منہ پھاڑے کھڑا
ہے۔ غار کے اوپر بھی انسانی کھوپڑیوں کا ایک ہار لٹک رہا تھا۔
ماریا نے کان لگا کر سُنا تو اسے غار کے اندر سے انسانوں
کے کراہنے اور دبی دبی سسکیاں لینے کی دھیمی آوازیں آتی
سنائی دیں۔

"تھیوسانگ تم اِن انسانی آوازوں کو سن رہے
ہو؟"

اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں۔ میں سن رہا ہوں۔ اندر ضرور ہماری طرح
کے انسان رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی مشکل
میں پھنسے ہوں۔ ہمیں اِن کی مدد کرنی چاہیئے۔"

تھیوسانگ غار کی طرف قدم بڑھانے ہی لگا تھا کہ اچانک
انہیں ایک طرف سے ہنٹر مارنے کی آوازیں آئیں۔ تھیوسانگ
نے گھبرا کر کہا۔

"ماریا! معلوم ہوتا ہے کچھ لوگ اِدھر سے غار
کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس ستون کے پیچھے

ہو جاؤ۔"

وہ دونوں ستون کی اوٹ میں ہو گئے۔

جس طرف سے ہنٹروں کی آوازیں آئیں تھیں اِدھر سواری
رنگ کی گیس کی لہریں پیچھے پیچھے ہٹنے لگیں۔ پھر اِس گیس کی
دُھند میں سے انسانوں کی ایک قطار نمودار ہوئی۔ اِن کے سر
جھکے تھے۔ جسموں سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ زنجیروں میں جکڑے
ہوئے تھے۔ سیاہ سینگوں والے ڈراؤنے اونچے لمبے
آدمی انہیں کوڑے مار رہے تھے۔ یہ انسان کوڑے
لگتے ہی کراہتے سر دائیں بائیں مارتے اور پھر سر جھکائے
چلنے لگتے۔ یہ انسانی قطار غار کے اندر داخل ہو گئی جہاں
سے پہلے ہی انسانوں کے کراہنے کی دھیمی دھیمی آوازیں
آ رہی تھیں۔ ماریا تو کانپ گئی۔

"خداوند! یہ کون بدنصیب لوگ ہیں؟"

تھیوسانگ بھی تعجب میں تھا۔ اِس قسم کا منظر اس
نے پہلے کسی سیارے پر نہیں دیکھا تھا۔ اس نے ماریا سے
کہا۔

"ماریا! اس غار کے اندر چل کر دیکھنا چاہیئے کہ
یہ ماجرا کیا ہے؟ یہ کون لوگ ہیں اور کس عذاب
میں گرفتار ہیں۔ ہو سکتا ہے ہم اِن کی کوئی مدد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر سکیں۔"
ماریا نے کہا۔
"مگر تم دکھائی دے رہے ہو۔ تمہیں کوئی نقصان نہ
پہنچ جائے۔"
تھیوسانگ کچھ سوچ کر بولا۔
"میں چھوٹا ہو جاتا ہوں۔ تم مجھے اپنی ہتھیلی پر
اٹھا لینا۔ اس طرح تمہارے ساتھ میں بھی غائب
ہو جاؤں گا۔"
"یہ ٹھیک ہے۔" ماریا نے جلدی سے کہا۔
تھیوسانگ چٹکی بجا کر چھوٹے سائز کا ہونے ہی لگا تھا
کہ اُسے آواز آئی۔
"تھیوسانگ! تمہیں چھوٹا بن کر ماریا کی ہتھیلی پر
بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"
تھیوسانگ اور ماریا نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا
کہ یہ آواز کہاں سے آئی تھی۔ وہی پُرسکون دھیمی آواز
پھر بلند ہوئی۔
"ماریا اور تھیوسانگ! تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔
مگر میں تم دونوں کو دیکھ رہا ہوں۔"
ماریا ایک مذہبی عیسائی لڑکی تھی۔ اس نے بڑے ادب

سے پوچھا۔
"اے مقدّس انسان! تم کون ہو اور یہ کون سی
جگہ ہے؟"
آواز نے کہا۔
"یہ باتیں مت پوچھو۔ میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا
سکتا ہوں کہ یہ مقام دوزخ کا ہے اور یہاں
انسانوں کو اِن کے گناہوں اور بُرے اعمال کی
سزا دی جاتی ہے۔ میرے ساتھ غار میں آؤ۔"
ماریا نے سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ تھیوسانگ خاموش
کھڑا تھا۔ کیونکہ وہ ایک خلائی انسان تھا اور اس نے کبھی دوزخ
کا نام نہیں سنا تھا۔ ماریا نے کہا۔
"مقدس روح! کیا ہم اِس دوزخ میں داخل ہو
کر واپس آ سکیں گے؟"
"میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم فکر مت کرو۔ آؤ
میرے ساتھ غار کی طرف۔"
ماریا بولی۔
"آپ مجھے دیکھ رہے ہیں نا؟"
"میں تمہیں صاف صاف دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہارے
آگے آگے چلتا ہوں۔ تھیوسانگ! تم حیران کیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتے ہو۔ اگر تمہیں اپنے سیارے پر کسی نے دوزخ کے بارے میں نہیں بتایا تو اس کا مطلب یہ مت سمجھنا کہ دوزخ کہیں نہیں ہے۔ آؤ میرے ساتھ چل کر دوزخ کا نظارہ کرو اور دیکھو کہ دنیا میں انسان جو بُرے کام کرتا ہے اس کو اس کی سزا کس طرح سے ملتی ہے۔"

تھیوسانگ اور ماریا غار کی طرف بڑھے۔

غار کے اندر پہلے تو گھُپ اندھیرا آگیا۔ مقدس روح کی آواز آئی۔

"اندھیرے سے مت گھبرانا۔ ابھی دوزخ کی آگ کے شعلے روشنی کر دیں گے۔"

انسانوں کے کراہنے کی بڑی دھیمی دھیمی آوازیں آ رہی تھیں۔ غار کے اندھیرے میں کچھ دُور چلنے کے بعد سُرخ روشنی ایسی تھی جیسے کہیں آگ لگی ہو اور اس آگ کے شعلوں کی چمک کسی دیوار پر پڑ رہی ہو۔ شعلے کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ مگر ان کی روشنی غار میں پھیلی ہوئی تھی۔

تھیوسانگ اور ماریا غار کے ایک کشادہ دالان میں آ گئے جہاں دیوار میں کھوہ بنے ہوئے تھے۔ انسانوں کے

کراہنے کی آوازیں اس کھوہ کے اندر سے آ رہی تھیں۔ یہ کھوہ چھوٹے چھوٹے غار تھے۔ ان غاروں میں بھی آگ کے سرخ شعلوں کی روشنی ہو رہی تھی۔ مقدس آواز آئی۔

"اس پہلے کھوہ کے پاس آؤ۔"

تھیوسانگ اور ماریا خاموشی سے پہلے کھوہ یعنی چھوٹے غار کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اندر ایک انسان پتھروں پر بیٹھا ہے۔ دو آدمی ہنٹر لیے اس کی دونوں جانب کھڑے ہیں۔ اس انسان کی آنکھیں نیند میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ وہ جب ذرا اونگھتا ہے تو اس کے فرشتے ہنٹر مارتے ہیں۔ انسان ہلکی سی کراہ کے ساتھ جاگ پڑتا ہے۔ اس کے بعد پھر نیند کی وجہ سے آنکھیں بند کر کے اونگھتا ہے۔ پھر ہنٹر اس کی گردن پر پڑتا ہے اور وہ بلبلا کر آنکھیں کھول دیتا ہے۔

مقدس آواز نے کہا۔

"یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ ابھی اپنے کیے کی سزا بھگت رہا ہے۔ جب سزا پوری ہو جائے گی تو پھر قیامت کے روز حشر کے میدان میں فیصلہ ہوگا کہ اسے جنت میں کون سی جگہ دی جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے پوچھا۔

"اس شخص نے کیا گناہ کیا تھا دنیا میں؟"

مقدس روح کی آواز آئی۔

"اس انسان نے موٹر سائیکل سے سائیلنسر اتارا ہوا تھا اور وہ رات کے وقت شہر کے گلی کوچوں میں چنگھاڑتا، قیامت کا شور مچاتا دندناتا پھرتا تھا اور لوگوں کی نیند حرام کرتا تھا۔ طالبعلموں کی پڑھائی میں خلل ڈالتا تھا۔ مریضوں کو پریشان کرتا تھا۔ انہیں سونے نہیں دیتا تھا۔ جب محلے کے شریف لوگ اسے منع کرتے تھے تو یہ ان کا مذاق اڑاتا زور زور سے موٹر سائیکل پھٹ پھٹاتا آگے گزر جاتا تھا اور دوسری گلی کے لوگوں کی نیند حرام کرنے لگتا تھا۔"

ماریا اور تھیوسانگ حیرت سے اس انسان کو دیکھنے لگے۔

مقدس آواز نے کہا۔

"اب قیامت تک یہ خود نیند کو ترستا رہے گا جسے دوسرے غار کو دیکھتے ہیں۔"

دوسرے غار میں انہوں نے ایک انسان کو دیکھا کہ پتھر پر بیٹھا ہے اور گلے پہ ہاتھ پھیر کر روتے ہوئے پکارتا ہے۔

"پانی — پیاس سے مر رہا ہوں۔ پانی پلا دو ایک گھونٹ۔ پیاس سے جان نکل رہی ہے۔"

سامنے سے ایک آدمی پانی سے بھرا ہوا چاندی کا جگ لے کر آتا ہے پیاسا انسان بے چینی سے ہاتھوں کو چلو بنا کر اپنے ہونٹوں سے لگا لیتا ہے۔ آدمی جگ میں سے پانی اس کے چلو میں ڈالتا ہے جو اس بدقسمت انسان کے چلو میں پڑتے ہی آگ کا شعلہ بن جاتا ہے۔ بدقسمت انسان چیخ مار کر پیچھے گرتا ہے۔ پانی کے جگ والا آدمی چلا جاتا ہے — تھوڑی دیر بعد پیاسا انسان پھر چلاتا ہے کہ مجھے پیاس لگی ہے۔ مجھے پانی پلا دو۔ پھر وہی آدمی پانی کا جگ لیے داخل ہوتا ہے۔ پیاسا انسان ہاتھوں کا چلو بناتا ہے۔ پانی والا آدمی جگ میں سے پانی ڈالتا ہے جو پیاسے انسان کے چلو میں پڑتے ہی آگ کا شعلہ بن جاتا ہے اور بدقسمت انسان چیخ مار کر پیچھے گر پڑتا ہے۔

ماریا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اس نے کیا گناہ کیا تھا مقدس روح؟"

مقدس روح کی آواز آئی۔

"اس انسان کا شہر میں برف کا کارخانہ تھا۔ گرمیوں کا موسم آتا تو یہ صاف پانی کی بجائے گندے پانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی برف کے بلاک بنا کر بلیک میں بیچتا تھا۔ اس کی گندی برف میں مردہ چوہے اور چھپکلیاں نکلتی تھیں اور کئی لوگ اس کی برف کا پانی پی کر مر جاتے تھے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ یہ خود پیاسا ہے اور اسے پینے کے لیے جو پانی ملتا ہے وہ اس کے چلو میں گرتے ہی آگ بن جاتا ہے۔ آؤ اگلے غار میں چلتے ہیں۔"

تیسرے غار میں ایک انسان رسیوں میں جکڑا ستون سے بندھا تھا۔ دو آدمیوں نے اس کا منہ کھول رکھا تھا۔ ایک آدمی اس کے منہ میں چھوٹے پتھر، ریت اور شیشے کی کرچیاں ڈال رہا تھا۔

مقدس روح نے کہا۔

"یہ وہ آدمی ہے جو دنیا میں رہ کر ملاوٹ کرتا تھا۔ آٹے میں مٹی ڈالتا تھا۔ چائے میں لکڑی کا برادہ ملاتا تھا۔ دال میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں ڈال دیتا تھا تاکہ وزن زیادہ ہو جائے۔"

چوتھے غار میں ماریا اور تھیوسانگ نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنی زبان باہر نکالے خود ہی اس میں لمبی سوئی چبھوتی اور خود ہی درد سے بلبلا اٹھتی تھی۔ مقدس روح نے کہا۔

"یہ عورت دنیا میں بدزبان عورت تھی۔ بڑوں کے ساتھ گستاخی سے بولتی تھی۔ محلے والوں سے ہر وقت لڑتی جھگڑتی رہتی تھی اور گالیاں بکتی تھی۔ اس کو یہ سزا ملی ہے کہ یہ اپنی زبان کو خود ہی چھیدتی رہتی ہے۔"

پانچویں غار میں ایک آدمی زنجیروں میں جکڑا زمین پر پڑا تھا۔ ایک کالا سانپ اس کی کلائی سے لپٹا تھا۔ یہ سانپ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس بدقسمت انسان کے ہاتھوں پر ڈس دیتا تھا۔

بدقسمت انسان کی

چیخ نکل جاتی۔ تھوڑی دیر بعد سانپ پھر اس کے ہاتھ پر ڈس دیتا۔

ماریا نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اس نے کیا گناہ کیا تھا مقدس روح تھا؟"

مقدس روح نے کہا۔

"یہ ایک چور تھا جو دوسروں کی چیزیں چوری کرتا تھا۔ رات کے اندھیرے میں گھروں میں داخل ہوتا اور لوگوں کی حلال کی کمائی چوری کر کے بھاگ جاتا۔ بسوں میں ریلوے سٹیشنوں پر لوگوں کی جیبوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ہٹوے نکال لیتا تھا۔ اس کو یہ سزا ملی ہے
کہ قیامت تک سانپ اِس کے اِس ہاتھ کو ڈستا
رہے گا جس سے یہ چوری کیا کرتا تھا۔"

چھٹے غار میں انہوں نے ایک ایسے روتے ہوئے
کو دیکھا کہ جس کی زبان پہ ایک سیاہ بچھو بیٹھا اِ
بار بار ڈنک مار رہا تھا۔ مقدس آواز نے بتایا کہ یہ شخ
جھوٹ بولتا تھا۔ یہ اِس کو اس کے جھوٹ بولنے کی سزا
رہی ہے۔ ساتویں غار میں ایک آدمی گردن جھکائے دو
بیٹھا تھا۔ ایک جلاد اس کے پاس تلوار لیے کھڑا تھا۔ وہ
کی گردن قلم کرتا۔ گردن زمین پہ گرتی اور پھر اُچھل کر اِ
آدمی کے دھڑ سے آکر چپک جاتی۔ جلاد پھر وار کرتا۔ گر
دوبارا کٹ جاتی۔ سر نیچے گرتا اور ایک بار پھر اُچھل کر گر
کے ساتھ آکر لگ جاتا۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"اِس شخص نے کیا گناہ کیا تھا؟"

مقدس آواز بلند ہوئی۔

"زندگی اللہ کی امانت ہے۔ یہ شخص قاتل تھا۔ یہ روپے
لے کر لوگوں کو قتل کر دیا کرتا تھا۔ اب دوزخ
میں اس کی اپنی گردن بار بار کاٹی جا رہی ہے یہی

اس کی سزا ہے۔"

آٹھویں غار میں تھیوسانگ اور ماریا نے دیکھا کہ ایک
بہت بڑا پنجرہ رکھا ہے۔ اس پنجرے میں ایک نوجوان جس
کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں چیختا چلاتا روتا ہوا دوڑتا پھر
رہا ہے۔ اس کے پیچھے ایک خونخوار نوکیلے دانتوں والا بھیڑیا
لگا ہوا ہے۔ نوجوان دوڑتے دوڑتے تھک کر گرتا
ہے تو بھیڑیا اِس پہ چھلانگ لگا کر اس کو جھنجھوڑنا شروع
کر دیتا ہے۔ لڑکے کی چیخیں بلند ہوتی ہیں اور وہ
اُٹھ کر پنجرے میں چکر لگانے لگتا ہے۔ بھیڑیا بھی اس
کے پیچھے دوڑ پڑتا ہے۔ لڑکا تھک کر گرتا ہے۔ بھیڑیا
چھلانگ لگا کر اِسے پنجے مارنے لگتا ہے۔

مقدس روح نے کہا۔

"یہ وہ لڑکا ہے جو لڑکیوں کے اسکول کالج
اور بسوں میں لڑکیوں کو تنگ کیا کرتا تھا۔ اِن
کے گھروں میں فون کر کے اِنہیں بدنام کرنے
کی ذلیل حرکت کرتا تھا۔ یہاں اِس کو یہ سزا
ملی ہے کہ روز حساب تک یہ خونخوار بھیڑیا اس
کو دبوچتا اور جھنجھوڑتا رہے گا۔"

اس کے بعد جو غار آیا اس میں ایک آدمی آگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بیٹھا تھا۔ اِس کے ہاتھ میں چمٹا تھا۔ اِس چمٹے کی مدد سے
وہ چاندی کا ایک سکہ آگ میں تپا کر سُرخ کرتا پھر خود
اِسے آگ سے نکال کر اپنے جسم کے ساتھ لگا دیتا اور خود
ہی دُکھ سے تڑپنے لگتا۔ جب ذرا درد کم ہوتا تو یہ آدمی
پھر اِس سکے کو آگ میں تپا کر سُرخ کرتا اور اپنے جسم
سے چپکا کر چیخیں مارنے لگتا۔

تھیوساگ نے حیران سا ہو کر پوچھا۔

"مقدّس روح! اِس آدمی نے کیا گناہ کیا تھا
کہ جس کی اِسے سزا مِل رہی ہے؟"

مقدّس روح کی آواز آئی۔

"یہ آدمی دنیا میں رہ کر بے حد کنجوس تھا۔ دولت
سے محبت کرتا تھا۔ دولت جوڑ جوڑ کر بینک
میں رکھواتا تھا۔ اور اِس کا سُود کھاتا تھا کسی
ضرورت مند کو کچھ نہیں دیتا تھا۔ کسی سے قرض
لیتا تھا تو واپس نہیں کرتا تھا۔ اس کو جو سزا مِل
رہی ہے تم دیکھ رہے ہو۔ آؤ اگلے غار کو دیکھتے
ہیں۔"

اگلے غار میں انہوں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جس
کے ہونٹوں پر تالا لگا تھا۔ اس تالے پر ایک چھوٹا

سا سانپ بیٹھا تھا جو بار بار اس بدنصیب انسان کے ہونٹوں
پر ڈس رہا تھا۔

ماریا نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ مقدّس آواز نے
کہا۔

"یہ وہ آدمی ہے جو دوسروں کی بُرائیاں کرتا
رہتا تھا۔ کبھی کسی کو اچھے لفظوں میں یاد نہیں کرتا
تھا۔ ہر ایک میں کیڑے نکالتا رہتا تھا۔"

ماریا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"مقدّس روح! مجھ میں آگے جانے کی ہمّت نہیں
رہی۔"

مقدّس روح نے کہا۔

"ابھی تو تم لوگوں نے دوزخ کا پہلا حصّہ دیکھا ہے
اس کے نیچے دوزخ کا دوسرا حصّہ ہے۔ پھر تیسرا
اور پھر سب سے نچلا حصّہ ہے۔"

ماریا اور تھیوساگ نے کہا کہ ہم مزید دوزخ کو نہیں
دیکھ سکتے۔ ہمیں یہاں سے واپس لے چلو۔ مقدّس روح
نے کہا۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ میں تمہیں دوزخ
کے غار سے باہر لیے چلتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غار سے باہر آکر ماریا اور تھیوساگ نے سکھ کا سانس لیا۔ تھیوساگ نے مقدس روح سے سوال کیا۔

"کیا یہاں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں نیک لوگوں کو ان کے نیک کاموں کا انعام ملتا ہو؟"

مقدس روح کی آواز آئی۔

"ہاں۔ چلو تمہیں وہ جگہ بھی دکھاتا ہوں۔ اس جگہ کو جنت کہتے ہیں۔ یہ اس کالے پہاڑ کی دوسری جانب ہے۔ میرے پیچھے کالے پہاڑ کی دوسری طرف آؤ۔"

ماریا کو بھی جنت دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ دونوں کالے پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ پہاڑ کی دوسری جانب پہنچ کر دیکھا کہ ہرے بھرے پھل دار درختوں میں گھرا ہوا ایک شاندار حسین باغ لہلہا رہا ہے۔ مقدس آواز نے کہا۔

"میرے ساتھ جنت کے دروازے پر آؤ۔"

جنت کا دروازہ سونے کے پھولوں سے سجا ہوا تھا۔ تھیوساگ اور ماریا اندر داخل ہوئے تو ہوا کا ایک ایسا جھونکا آیا جس میں پھولوں کی ایسی گہری اور روح کو تازہ کر دینے والی خوشبو تھی جو ماریا اور تھیوساگ

نے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ مقدس روح نے کہا۔

"یہ جنت ہے۔ یہاں تم اللہ کے نیک بندوں کو ہمیشہ قائم رہنے والی خوشیوں کے مزے لوٹتے دیکھو گے۔ جس کے بارے میں تم پوچھنا چاہو۔ مجھ سے پوچھ لینا۔"

جنت کا باغ جہاں تک نظر جاتی تھی پھیلا ہوا تھا۔ چاندی کے پانی کے فوارے جگہ جگہ چل رہے تھے۔ ان کا پانی اوپر جا کر سونے کے حوض میں گرتا تو موتی بن جاتا تھا۔ زمرد کی روشوں پہ خوبصورت اور چمکتے چہروں والے اللہ کے نیک بندے سیر کرتے پھر رہے تھے۔ سبزہ ایسا تھا کہ نظر نہیں ٹھہرتی تھی۔ جگہ جگہ شفاف نہریں بہہ رہی تھیں۔ حوریں سونے کے تاروں سے بنی ہوئی ٹوکریوں میں رنگ برنگے خوشبودار پھولوں کے ہار لیے گھوم رہی تھیں اور جنت میں رہنے والوں کے گلے میں ڈال رہی تھیں۔

درخت پھولوں سے لدے ہوئے تھے۔ شاخوں پہ رنگین پرندے چہچہا رہے تھے۔ پھولوں کی طرح کی تتلیاں پھڑپھڑاتی پھر رہی تھیں۔

ماریا نے سینے پہ ہاتھ باندھ کر کہا۔

"خداوند! تیرا جنت کا وعدہ سچا ہے۔ یہی وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنت ہے جہاں تُو نے اپنے نیک بندوں کو داخل
کرنے کا وعدہ فرمایا ہے"

تھیوسانگ بھی حیران تھا اس نے کہا۔

"ماریا! میں نے اتنی خوب صورت اور حسین جگہ
کائنات کے کسی سیارے میں نہیں دیکھی"

انہوں نے پھولوں کے ایک گوشے میں ایک خوب صورت
آدمی کو زرق برق لباس پہنے تخت پہ بیٹھے دیکھا حوریں
اس کے بالوں میں موتیا پرو رہی تھیں۔ ماریا نے پوچھا۔

"اے مقدس روح! یہ آدمی دنیا میں کیا کرتا
تھا؟"

مقدس روح کی آواز آئی۔

"یہ آدمی بڑا حیا دار تھا۔ گلی میں سے نظریں
نیچی کر کے گزرتا تھا۔ کوئی بزرگ پیچھے سے چلا
آرہا ہوتا تو خود الگ ہو کر کھڑا ہو جاتا اور اس
بزرگ کے لیے راستہ چھوڑ دیتا تاکہ وہ پہلے گزر
جائے"

دوسرے تختے میں ایک نوجوان نظر آیا کہ جس کی ساری
پوشاک پھولوں کی تھی۔ پھولوں کے بستر پر لیٹا تھا۔ سونے
کی تپائی پہ خوشبودار جنت کے ٹھنڈے پھل پڑے تھے جنہیں
وہ مزے لے کر کھا رہا تھا۔ حوریں اسے پھولوں کے پنکھے
جھل رہی تھیں۔ تھیوسانگ نے اس نوجوان کے بارے میں
پوچھا تو مقدس آواز نے جواب میں کہا۔

"یہ نوجوان جب دنیا میں رہتا تھا۔ تو باغ میں
سیر کرنے جاتا اور کبھی کوئی پھول نہیں توڑتا تھا۔
کوئی پودا کسی بچے نے اکھاڑ دیا ہوتا تو اسے سیدھا
کر دیتا تھا۔ اللہ کو اس کی یہ نیکی بہت پسند
آئی اور اسے جنت میں یہ خوب صورت مقام
عطا کیا گیا"

تیسرے تختے میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ سر پہ
ہیرے جواہرات کا چمکیلا تاج پہنے زمرد کے بنے ہوئے
تخت پر بیٹھا تھا۔ رنگین پرندے درختوں سے پھولوں کے
ہار چونچ میں پکڑ کر لاتے ہیں اور اس نوجوان کے گلے میں
ڈال دیتے ہیں۔ یہ نوجوان ہوا میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس
کے ہاتھ میں سرخ سیب آجاتا ہے۔ جسے وہ مزے لے
کر کھاتا ہے۔ دوسرا ہاتھ فضا میں بلند کرتا ہے تو سرخ
میٹھا کھلا ہوا انار اس کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔ پرندے
اڑتے ہوئے آتے ہیں اور اپنی ننھی ننھی چونچوں سے
موتیوں ایسے سرخ انار کے میٹھے دانے چن چن کر اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نوجوان کے منہ میں ڈالے جاتے ہیں۔

مقدس آواز نے کہا۔

"یہ نوجوان کبھی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔ ہمیشہ سچ بولتا تھا۔ اللہ میاں نے اس کے سچ بولنے کی جزاء میں اِس کو جنّت کا یہ ٹکڑا بخش دیا ہے"

چوتھے تختے میں فرش پر ریشمی قالین بچھا تھا جس پر سرخ گلاب کی پتیاں اور گوٹے کی نازک تاریں بکھری ہوئی تھیں۔ قالین کے درمیان میں سبز ریشم کی ایک زرکار چادر بچھی تھی جس پر ایک نوجوان چنبیلی اور سفید گلاب کے تکیے پر سر رکھے گہری نیند سو رہا تھا۔ دو حسین نازک گردنوں اور سفید تاج والے مور ناچتے ہوئے اِس نوجوان کو اپنے نیلے پروں سے ہوا دے رہے تھے۔ دو حوریں سوئے ہوئے نوجوان کے پاؤں دبا رہی تھیں۔

ماریا یہ منظر دیکھ کر بڑی متاثر ہوئی۔ اِس نے مقدس روح سے پوچھا کہ اس نوجوان نے دنیا میں کیا نیکی کی تھی کہ جس کے صلے میں اِسے یہ مقام ملا ہے۔ مقدس روح نے کہا۔

"یہ نوجوان جب اسکول کالج میں پڑھتا تھا تو اس کی عادت بن گئی تھی کہ رات کو جب اس کی والدہ صاحبہ

سو جاتیں تو یہ اِن کے پاؤں دبایا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے اپنی والدہ کی خدمت کے عوض اِس کو جنّت بخش دی"

جنّت کے پانچویں تختے میں ماریا اور تھیوسا نگ نے ایک ایسا چھوٹا سا حسین مکان بنا ہوا دیکھا جس کی دیواروں میں لعل جڑے تھے۔ دروازے ہیرے جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ باغ میں پھول کِھلے تھے۔ موتیوں کے فوارے چل رہے تھے۔ ایک حسین اور نورانی صورت والا بزرگ اپنے بال بچوں اور کیک بیوی کے ساتھ باغ میں ریشمی قالین پر بیٹھا تھا۔ دسترخوان بچھا تھا۔ حوریں اور غلمان اِن کے آگے قسم قسم کے خوشبودار کھانے چُن رہے تھے۔

مقدس آواز نے کہا۔

"اِس شخص نے اپنے بچوں کو رزقِ حلال کِھلا کر پالا ہے۔ یہ دنیا میں ایک بڑا سرکاری افسر تھا۔ اس کے پاس لوگ لاکھوں روپے کی رشوت لے کر آتے تھے مگر یہ کبھی رشوت نہیں لیتا تھا۔ تھوڑی سی تنخواہ پہ ہی اپنے بچوں کو دال روٹی کِھلا کر گزارہ کرتا تھا۔ پانچ وقت اپنے بچوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ اللہ میاں نے اس کے نیک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اعمال کے صلے میں اِسے جنت میں لعل و گوہر
کا یہ مکان عطا کر دیا ہے جہاں یہ ابد تک
اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوش و خرم زندگی بسر
کرے گا۔"

اِس کے آگے شہیدوں کے تخت تھے جنہوں نے
رسولؐ اور وطن پاک کی راہ میں اپنی جانیں قربان کر دی
وہ زندہ انسانوں کی طرح جنت کے حسین ترین محلات
رہ رہے تھے جہاں انہیں جنت کی ہر نعمت میسر تھی
جہاں ہر وقت چاندنی سے بھی زیادہ حسین نورانی
پھیلی رہتی تھی۔ ماریا نے اِن نیک دل عیسائی بزرگوں، پادریوں
اور خلق خدا کی خدمت کرنے والے لوگوں کے بھی تخت دیکھے
جہاں پھولوں اور جواہرات سے سجے ہوئے محل تھے اور ہر
طرف روشنی اور خوشبو ہی خوشبو تھی جن کی دلکش نورانی
روشوں پہ یہ بزرگ چہل قدمی کر رہے تھے۔

ماریا خدا کے حضور سجدے میں گر گئی اور گڑگڑا کر
دعا کی کہ اے خدا! مجھے بھی نیکی کی توفیق عطا فرما کہ میں بھی
تیری جنت میں جگہ پاؤں۔ مجھے گناہوں سے بچائے رکھنا۔
مجھے دوزخ کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھنا۔ تھیوسانگ
بھی اِس جنت دوزخ کے مناظر سے بڑا متاثر ہوا تھا۔ مقدس

روح کی آواز نے کہا۔
"یہاں دنیا کے زندہ لوگوں کو آنے کی اجازت
نہیں ہے لیکن تم چونکہ دنیا میں رہ کر مصیبت زدہ
لوگوں کی مدد کرتے رہے ہو اِس لیے جب میں
نے تمہارے خلائی راکٹ کو خلاء میں گزرتے دیکھا
تو خاص اجازت لے کر تمہارے راکٹ کا رُخ اس
سیارے کی طرف موڑ دیا۔"

تھیوسانگ نے سوال کیا۔
"تو کیا یہ وہ سیارہ نہیں ہے جس کی طرف زرد
خلائی شیطانوں نے اس کا رُخ منعکس کر رکھا تھا؟"
"نہیں" مقدس روح نے کہا۔ "اگر تم اس زرد خلائی
شیطانوں کے سیارے پہ پہنچ جاتے تو وہاں سے
کبھی واپس اپنی زمین پر یا کسی دوسرے سیارے
پر نہیں جا سکتے تھے۔"

ماریا نے مقدس روح کا شکریہ ادا کرتے ہوئے
کہا۔

"اے مقدس روح! آپ مہربانی کر کے ہمیں
یہ بھی بتا دیجئے کہ ہم عنبر ناگ اور کیٹی سے
کہاں مل سکتے ہیں۔ آپ کو تو ہمارے بارے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب کچھ معلوم ہوگا۔"
مقدس روح نے جواب دیا۔
"میں تم لوگوں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ عنبر ناگ کیٹی اور اس کی ایک خلائی دوست شکالی یہاں سے دس ہزار نوری سال کے فاصلے پہ سینا تھون پہ پہنچنے ہی والے ہیں۔"
ماریا نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا۔
"یہ کیٹی کی نئی سہیلی شکالی کون ہے؟"
مقدس روح نے کہا۔
"شکالی سینا تھون سیارے کے حکمران کی بیٹی ہے اس کو خلائی مخلوق اغوا کر کے زمین پہ لے گئی تھی۔ اب عنبر ناگ اور کیٹی ایک خلائی جہاز میں اس کے ساتھ اس کے سیارے سینا تھون کی طرف جا رہے ہیں۔ عنبر ناگ کیٹی نے شکالی کو خلائی مخلوق کے ظلم سے نجات دلائی تھی۔"
تھیو سانگ نے پوچھا۔
"مقدس روح! کیا آپ ہمیں سینا تھون سیارے کے بارے میں بتا سکتے ہیں کہ وہ خلائی نقشے پہ کس زاویے پہ ہے؟"

مقدس روح نے اپنی آواز میں تھیو سانگ کو خلائی راستے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ ماریا نے کہا۔
"کیا ہم سیارہ سینا تھون پہ عنبر ناگ کیٹی سے مل سکیں گے؟"
مقدس روح نے کہا۔
"یہ کائنات کا راز ہے جو مجھے کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ اب تم لوگ جا سکتے ہو۔ تمہیں خلائی سفر مبارک ہو۔"
"لیکن" ماریا بولی۔ "مقدس روح! ہمیں عنبر ناگ کیٹی کے بارے میں کچھ تو بتا دیجیے۔"
مگر اسے کوئی جواب نہ ملا۔ مقدس روح جا چکی تھی۔
تھیو سانگ نے ماریا سے کہا۔
"ماریا بہن! مقدس بزرگ کی روح جا چکی ہے۔ چلو اپنے خلائی راکٹ پہ چلتے ہیں۔ ابھی ہمیں بڑا طول طویل سفر طے کرنا ہے۔"
وہ کالے پہاڑ کو عبور کر کے نسوادی" پہاڑیوں کی وادی میں آ گئے جہاں ان کا راکٹ اسی طرح کھڑا تھا۔ تھیو سانگ اور ماریا راکٹ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بٹن دبا کر سیڑھی اندر کھینچی۔ دروازہ بند کیا۔ اپنے خلائی
اتار کر نچلی منزل میں خاص جگہ پر رکھے اور اوپر وا
میں آکر کاک پٹ کیبن میں بیٹھ گئے۔ بھبوسانگ
مختلف بٹن دبا کر کمپوٹر، ردا ڈار اور ساری ضروری مشین
چلا دیں۔ پھر ایک بڑا سرخ بٹن دبایا۔ راکٹ کے
سے ایک زبردست دھماکے کے ساتھ شعلہ نکلا۔ راکٹ
دھچکا لگا اور وہ اوپر اُٹھنا شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر
ان کا راکٹ جنت دوزخ کے سیارے سے دُور
بہت دُور تاریک خلا میں سیارہ سینا تھون کی طرف روشن
رفتار سے بڑھ رہا تھا۔

○

آدم خور مخلوق

اب ذرا عنبر ناگ کیٹی اور شکالی کی طرف چلتے ہیں۔
ہم نے انہیں خلائی جہاز میں چھوڑا تھا جس میں عنبر ناگ کیٹی اور شکالی سوار تھے۔ اِن کے ساتھ فرعون مصر کی ممی بھی ہے۔

ناگ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں بوڑھا ہو چکا ہے۔ وہ سانپ کی شکل میں نہیں بلکہ انسانی شکل میں ہے۔ اس کے چہرے پر جھریاں پڑ گئی ہیں۔ کمر جھک گئی ہے۔ اس میں جوانوں ایسی طاقت نہیں رہی۔ عنبر اپنی پوری انسانی شکل میں ہے۔ کیٹی اس کے پاس خلائی جہاز کے کاک پٹ میں بیٹھی ہے۔ خلائی لڑکی شکالی بھی اِن کے ساتھ ہی کیبن میں ہے۔ کیٹی اور شکالی چونکہ دونوں خلائی لڑکیاں تھیں اِس لیے وہ ہی جہاز کو کنٹرول کر رہی تھیں۔

شکالی کو عنبر ناگ کیٹی نے دشمنوں سے نجات دی تھی اور دنیا پر اب کوئی جگہ رہنے کے لائق نہیں رہی تھی اس

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیے شکالی انہیں ساتھ لے کر اپنے سیارے سینا تھون کی طرف جا رہی تھی جہاں شکالی کے باپ اچھال کی حکمرانی تھی۔ شکالی نے اپنے باپ کی خلائی حکومت کے بارے میں عنبر اور ناگ کیٹی کو بس اتنا ہی بتایا تھا کہ وہاں لوگ امن امان سے رہتے ہیں۔

ان کے خلائی جہاز کو خلا میں سفر کرتے ہوئے بہت وقت گزر چکا تھا کہ خلا میں دُور نیلے رنگ کا ایک سیارہ چمکتا نظر آیا۔ شکالی کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔ اس نے خلائی جہاز کی سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھو کیٹی! یہ نیلا سیارہ سینا تھون ہے یہ ہمارا سیارہ ہے۔ بس ہم یہاں پہنچنے ہی والے ہیں۔"

عنبر نے سیارے کے نیلے رنگ کو دیکھ کر پوچھا۔

"اس کا رنگ نیلا کیوں ہے؟"

شکالی بولی۔

"اس لیے کہ ہمارے سیارے میں ایک بہت بڑی نیلی جھیل ہے۔ یہ وہی جھیل سورج کی روشنی میں چمک رہی ہے۔"

ناگ نے اپنا بوڑھا سر اُٹھایا اور دُور سینا تھون کے

سیارے کی طرف دیکھا اور بولا۔

"اس جھیل کا پانی کیسا ہے شکالی؟"

شکالی نے کہا۔

"بالکل آپ کی زمین کے پانی کی طرح۔"

کیٹی اور شکالی نے جہاز کی رفتار کو کم کر دیا۔ کیونکہ سینا تھون سیارے کا گولا اب قریب آگیا تھا اور خلائی جہاز اس کے دائرہ کشش میں داخل ہونے والا تھا۔ کیٹی اور شکالی دونوں بڑی ماہر خلا باز تھیں۔ انہوں نے جہاز کو سینا تھون کے دائرہ کشش میں داخل ہوتے ہوئے بڑی مہارت سے سنبھالے رکھا۔ اگرچہ جہاز کو بے حد دھچکے لگے اور وہ خلا میں دو تین بار اوپر کو اُچھل اُچھل گیا۔ ناگ نے اپنا بوڑھا سر پکڑ لیا اور کہا۔

"میرا تو انجر پنجر ڈھیلا ہو گیا ہے۔"

عنبر نے مذاق کے موڈ میں کہا۔

"ناگ بابا! تم بوڑھے بھی تو ہو گئے ہو۔"

ناگ کو بڑا غصہ آگیا۔ کہنے لگا۔

"اگر تم اچانک بوڑھے ہو گئے۔ تو تمہارا جسم تو جھریوں کا ڈھیر بن جائے گا۔ میں تو پھر بھی چل پھر سکتا ہوں۔ آخر تم پانچ ہزار سال کے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر مسکرایا۔

"ناگ بھائی! تم تو ناراض ہو گئے۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔"

کمرے میں رکھی فرعون مصر کی ممی خاموش تھی۔ کیٹی اور شکالی کی ساری توجہ جہاز کو کنٹرول کرنے میں لگی تھی۔ سیارہ ان کے خلائی جہاز کو بڑی تیزی سے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ کیٹی نے اس زبردست کشش کو نارمل کرنے کے لیے دو اُلٹے انجن چلا دیئے تھے۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ ایک انجن معمولی رفتار سے خلائی جہاز کو آگے لے جا رہا تھا اور دو انجن پوری رفتار سے اُسے پیچھے کی طرف کھینچ رہے تھے جس کی وجہ سے جہاز دھیمی اور نپی تلی رفتار کے ساتھ سیارے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سیارے کی گولائی اب انہیں محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ بلکہ اس کے پہاڑوں اور جنگلوں سے بھری ہوئی زمین چپٹی لگنے لگی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خلائی جہاز اب سیارے کی زمین کے بہت قریب آچکا تھا۔

شکالی نے سکرین پہ ایک طرف اشارہ کیا۔

"کیٹی ہم خلائی جہاز کو اس جگہ اتاریں گے جہاں ایک ٹیکونا مینار نظر آتا ہے۔ یہ واچ ٹاور ہے۔ یہاں میرے باپ اچھال کے سپاہی پہرہ دیتے ہیں۔"

عنبر نے پوچھا۔

"کیا تمہارے سیارے پہ بھی کسی دشمن کے حملے کا خطرہ رہتا ہے؟"

شکالی بولی۔

"ہمارے جنگلوں سے جنگلوں میں ایک خلائی قبیلہ رہتا ہے۔ یہ لوگ بڑے وحشی اور خونخوار ہیں ان کی خوراک نوجوان لڑکیاں ہیں۔ یہ کبھی کبھی چوری ہمارے علاقوں میں گھس کر نوجوان لڑکیوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور پھر انہیں بھون کر کھا جاتے ہیں۔"

ناگ نے پوچھا۔

"کیا تمہارے والد اچھال ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرتے؟ آخر وہ اس سیارے کے حکمران ہیں ان کی فوج بھی ہو گی۔ خلائی سپاہی بھی ہوں گے۔ وہ اس خلائی قبیلے کو ختم کیوں نہیں کر دیتے؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں بھی یہی پوچھنے والی تھی تم سے شکالی۔ یہ تو ظلم ہے کہ نوجوان لڑکیوں کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکالی نے آہ بھر کر کہا۔

"بس میرے باپ میں یہی ایک کمزوری ہے کہ وہ بے حد رحم دل ہے اور اُس نے حکم دے رکھا ہے کہ اس ملک میں کسی جانور کو بھی ہلاک نہ کیا جائے۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دے رکھا ہے کہ خلائی قبیلے کے آدم خوروں کو زندہ گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا جائے۔ مگر یہ لوگ قید سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔"

کیٹی کی آواز بلند ہوئی۔

"جہاز لینڈ کرنے والا ہے۔ اپنی اپنی جگہوں پر ہوشیار ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

خلائی جہاز کا اگلا انجن اور پچھلے دونوں انجن بند کر دیئے گئے تھے۔ صرف ایک منی انجن چل رہا تھا جو جہاز کو سیارے کی زمین کی کشش کے مقابلے میں پورے حساب سے اوپر کی طرف کھینچ رہا تھا۔ اس سے زمین کی کشش نارمل ہو گئی اور جہاز آہستہ آہستہ سیارہ سینا تھون کی زمین پر واچ ٹاور کے قریب بڑے سکون کے ساتھ اتر گیا۔

جہاز کے تمام انجن اور کمپیوٹر وغیرہ بند کر دیئے گئے۔

روشنیاں بجھا دی گئیں۔ عنبر ناگ اور کیٹی شیشے میں سے نیچے دیکھنے لگے۔

"شکالی۔ اس تمہارے سیارے کی فضا تو بالکل ہماری زمین کی طرح کی لگتی ہے۔ یہاں درخت بھی ہیں مگر ان کے پتے نوکیلے ہیں۔"

شکالی نے کہا۔

"ناگ بھائی! ہمارا سیارہ اپنے سورج سے بالکل اتنے ہی فاصلے پر خلاء میں ہے جتنے فاصلے پر سورج سے آپ کی زمین واقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں آپ کی زمین ایسی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ سیارے کی گردش بھی اتنی ہی ہے جس کی وجہ سے یہاں دباؤ بھی آپ کی زمین کے برابر ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"وہ تو تمہاری شکل دیکھ کر ہی ظاہر ہو گیا تھا۔ تمہاری شکل اور ہماری زمین کی عورتوں کی شکل میں کوئی فرق نہیں ہے۔"

ناگ بولا۔

"یہ تمہارے واچ ٹاور پر مجھے کوئی خلائی سپاہی نظر نہیں آ رہا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکالی نے خلائی جہاز کے دروازے والا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"سپاہی واچ ٹاور کے اندر ہوں گے"

بٹن دبانے سے جہاز کا بے حد مضبوط فولاد کا دروازہ اپنے آپ پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ عنبر اور کیٹی نے بڑی احتیاط سے آہستہ آہستہ اوپر کو سانس لیا۔ ہوا میں آکسیجن کافی مقدار میں تھی۔ دباؤ بھی نارمل تھا۔ شکالی نے ہنس کر کہا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ ہمارے سیارے کی فضا بالکل آپ کی زمین ایسی ہے۔ آؤ میرے ساتھ وہ خلائی جہاز کی سیڑھی سے نیچے اُتر گئے۔

سیارے کی زمین نرم اور بھربھری نہیں بلکہ سخت تھی۔ زمین پر سوکھی ہوئی زرد گھاس اگی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر فولاد کی دیوار والا ایک واچ ٹاور بنا ہوا تھا جو چھ سات منزلہ تھا۔ اس واچ ٹاور کی پہلی منزل میں ایک فولادی دروازہ تھا اور پھر ہر منزل میں ایک چوکور کھڑکی بنی تھی۔

شکالی واچ ٹاور کی طرف چلتے ہوئے بولی۔

"یہاں سے میں اپنے والد کو سگنل دیتی ہوں کہ میں پہنچ گئی ہوں"

ناگ، عنبر اور کیٹی اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کیٹی

نے اِدھر اُدھر نگاہیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"شکالی لگتا ہے تمہارے والد کا یہ سیارہ اتنا ماڈرن نہیں ہے"

عنبر بولا۔

"ہاں مجھے بھی محسوس ہوا ہے کہ سائنس میں آپ لوگوں نے زیادہ ترقی نہیں کی۔ ورنہ تم خلائی جہاز میں سے اپنے والد اچھال کو سگنل دے سکتی تھیں"

شکالی مسکرانے لگی۔

"عنبر بھائی! ایک زمانہ تھا کہ یہ سیارہ خلائی سائنس میں ہمارے نظام شمسی کے تمام سیاروں سے آگے تھا۔ لیکن پھر اس ترقی کی وجہ سے جنگ چھڑ گئی اور سیارے کی ساری تہذیب تباہ و برباد ہو گئی۔ میرا باپ اِن دنوں چھوٹا سا بچہ تھا۔ جب وہ بڑا ہوا تو اس نے ملک پر قبضہ کر کے ملک کے لوگوں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی۔ اب ہمارے سیارے پر کوئی خلائی بم نہیں ہے۔ معمولی خلائی بندوقیں اور گنیں ہیں۔ میرا والد اور اس کے ساتھی مشیر بڑی سادگی سے رہتے ہیں۔ تم خود چل کر دیکھ لو گے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔
"مگر ایسا کیوں ہے؟ تمہیں تو سائنس میں ترقی کرنی چاہیئے"
شکالی نے کہا۔
"ناگ بھائی! تم نے اپنی زمین کا انجام دیکھ لیا ہے۔ خلائی سائنس کی ترقی کا انجام سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔"
اسی طرح باتیں کرتے وہ واچ ٹاور کے پاس پہنچ گئے شکالی نے واچ ٹاور کے پہلی منزل والے فولادی دروازے کے پاس پہنچ کر دیوار میں لگا ایک بٹن دبا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔ شکالی نے آواز دی۔ اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔
واچ ٹاور کی ڈیوڑھی میں ٹیلی فون لگا تھا۔ شکالی نے اوپر والی منزل میں فون کیا۔ اوپر گھنٹی بجتی رہی مگر کسی نے ریسور نہ اٹھایا۔
"کیا یہ لوگ سو گئے ہیں؟" شکالی نے اپنے آپ سے کہا۔
عنبر کیٹی اور ناگ اس کے پاس ہی کھڑے تھے۔
یہ چاروں ایک لفٹ میں بیٹھ کر دوسری منزل پر آ گئے لفٹ کا دروازہ کھلا تو شکالی ٹھٹھک کر رہ گئی۔ اس

کے سامنے کمرے میں تین پہرے دار سپاہیوں کی لاشیں اس طرح فرش پر اوندھی پڑی تھیں کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے تھے۔
"اف — یہ کیا ہو گیا؟"
شکالی نے گھبرا کر کہا۔ عنبر ناگ کیٹی بھی فکر مند ہو گئے۔ وہ تیسری منزل میں گئے۔ وہاں بھی تین سپاہیوں کی ہاتھ پاؤں کٹی ہوئی لاشیں پڑی تھیں۔ اسی طرح چوتھی منزل کے سپاہی بھی ہلاک کیے جا چکے تھے۔ ان کی خلائی گنیں غائب تھیں۔
عنبر نے کہا۔
"انہیں کون قتل کر گیا شکالی؟"
شکالی بولی۔
"یہ اسی دشمن خلائی قبیلے کا کام ہے"
کیٹی نے کہا۔
"شہر میں چل کر دیکھو، وہاں کیا پوزیشن ہے؟"
ناگ نے کہا۔
"تمہیں سب سے پہلے اپنے باپ کے محل میں جا کر ان سے پتہ کرنا چاہیئے۔ کہ خلائی قبیلے نے کب حملہ کیا تھا؟"
شکالی جلدی سے بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں والد صاحب کو فون کرتی ہوں۔"
شکالی نے اسی وقت اپنے باپ کے محل کا نمبر ملایا۔ وہ
ریسور کان سے لگا کر خاموش کھڑی رہی۔ اس کے چہرے پر
پریشانی تھی۔ کیٹی نے بے تابی سے پوچھا۔
"ادھر سے کوئی نہیں بول رہا کیا؟"
"نہیں۔ کوئی فون نہیں اٹھا رہا۔"
شکالی نے پریشانی کے عالم میں اپنے والد اچھال کے بڑے
مشیر کو فون کیا۔ اس کی طرف سے بھی کسی نے کوئی جواب
نہ دیا۔ اب تو شکالی کو بہت پریشانی ہوئی۔ اس نے کہا۔
"معلوم ہوتا ہے کوئی انہونی بات ہوگئی ہے میرا باپ
اور اس کا مشیر ہمیشہ اپنے فون کے پاس رہتے
ہیں۔"
کیٹی کہنے لگی۔
"ہمیں تمہارے باپ کے محل کی طرف چلنا چاہیئے۔"
عنبر ناگ کیٹی اور شکالی واچ ٹاور سے نکل کر شہر میں داخل
ہوگئے۔ عنبر نے دیکھا کہ شہر زمین کے کسی پرانے زمانے
کے ملک کی یاد دلا رہا تھا۔ سڑکیں بنی تھیں۔ مکان پتھروں کے
بنے ہوئے تھے اور سادہ تھے۔ سب سے حیرانی کی بات یہ
تھی کہ شہر میں کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ مکانوں
کے دروازے کھلے تھے۔ عنبر اور شکالی بھاگ کر ایک مکان
میں گئے۔ کیٹی اور ناگ سامنے والے مکان میں چلے گئے۔
دونوں نے دیکھا کہ مکانوں میں مردوں اور بوڑھی عورتوں
کی لاشیں پڑی تھیں۔ جوان لڑکیوں کی ایک بھی لاش نہیں تھی۔
شکالی گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔
"یہ خلائی قبیلے کا حملہ ہے۔ وہ آدمیوں اور
عورتوں کو مار کر جوان لڑکیوں کو کھانے کے لیے اٹھا
کر لے گئے ہیں۔"
ہم تیز تیز چلتے شکالی کے ساتھ اس کے باپ کے
محل میں پہنچے۔
یہ محل پرانے بغداد کے بادشاہوں کی یاد دلاتا تھا۔ اونچا
چوبی ایسا دروازہ تھا جس کے اندر خلائی گاڑیاں ایک طرف
کھڑی تھیں۔ جگہ جگہ سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ ان سب
کے پاؤں اور ہاتھ کاٹ ڈالے گئے تھے۔ شکالی پریشانی کے
عالم میں بھاگتی ہوئی اپنے باپ کے محل میں گئی۔ کیٹی عنبر بھی
ان کے ساتھ تھے۔ ناگ چونکہ بوڑھا تھا اس لیے آہستہ آہستہ
چل رہا تھا۔
شکالی کے باپ اچھال کا سارا محل خالی پڑا تھا۔ اس کے باپ
کا بستر لگا تھا مگر نہ وہ خود وہاں پر تھا اور نہ اس کا بوڑھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مشیر ہی تھا۔ شکالی کی ماں بچپن ہی میں مرگئی تھی۔ اس کوئی بہن اور بھائی بھی نہیں تھا۔ محل کے برآمدوں دوسری راہ داریوں میں انہیں پہرے داروں، سپاہیوں محافظوں کی لاشیں پڑی دکھائی دیں۔

ناگ نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"یہ تو شہر پر زبردست حملہ کیا گیا ہے خلائی قبیلے نے تو شہر کی ساری آبادی کو ہلاک کر ڈالا ہے۔"

کیٹی بولی۔

"اور شہر کی ساری جوان لڑکیوں کو اغوا کر لیا گیا ہے"

شکالی اپنے باپ کے محل کے اوپر گئی۔ اوپر جو پہرے دار ہوا کرتے تھے وہ بھی مار دیئے گئے تھے۔ سارے محل میں ایک بھی آدمی زندہ نہیں تھا۔ بوڑھی عورتوں کو بھی کر دیا گیا تھا۔ یہاں بھی کوئی جوان لڑکی موجود نہیں تھی

عنبر نے شکالی سے سوال کیا۔

"یہ تمہارا دشمن خلائی قبیلہ کس جگہ آباد ہے؟"

شکالی اس صورتِ حال سے پہلے تو بہت ہی پریشان تھی چونکہ وہ ایک خلائی لڑکی تھی اس لیے اس نے بہت جلد اپنے غم اور پریشانی پر قابو پا لیا اور اب اس دردناک واقعے کی اصل وجہ معلوم کرنے کے سلسلے میں غور کرنا شروع کر دیا

اس نے عنبر کے سوال کے جواب میں کہا۔

"آدم خور بلکہ لڑکی خور خلائی قبیلہ جھیل کے پار اونچے پہاڑ کی دوسری جانب ایک بہت بڑے قلعے میں رہتا ہے جس کو چاروں طرف سے اتنی بڑی اور اونچی اونچی سیدھی گئی ہوئی چٹانوں نے گھیر رکھا ہے کہ اس کے اندر کوئی انسان داخل نہیں ہو سکتا۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"کیا تم لوگوں کے پاس کوئی بیلی کاپٹر، بمبار جہاز، ٹینک خلائی بم وغیرہ نہیں ہیں؟"

شکالی نے کہا۔

"میں نے کہا نا کہ یہ سب کچھ ہمارے سیارے پر موجود تھا۔ ہم سائنس میں بہت ترقی کر چکے تھے مگر دوسرے سیارے کے ایٹمی حملے کے بعد یہ سب کچھ تباہ ہو گیا۔ پھر جب میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو اس نے اعلان کر دیا کہ ہم صرف خلائی گنوں اور سڑک پر چلنے والی گاڑیوں تک ہی سائنس میں ترقی کریں گے۔ اور سادہ زندگی بسر کریں گے۔ ہم کوئی ایٹم بم، ایٹمی بمبار جہاز یا اسلحہ تیار نہیں کریں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا:

"یہی تمہارے باپ کی سب سے بڑی غلطی تھی"
شکالی نے کہا۔

"میرے باپ نے تو کوئی فوج بھی نہیں بنائی ہوئی تھی۔ بس معمولی پہرے دار تھے جو شاہی محل اور شہر کے دروازوں کی حفاظت کرتے تھے کبھی کبھی خلائی قبیلے والے لڑکیوں کو اٹھانے آتے تو یہ پہرے دار انہیں مار بھگاتے تھے"
کیٹی کہنے لگی۔

"یہ تو سارے کا سارا شہر تباہ ہو گیا ہے۔ کوئی بھی انسان زندہ نہیں بچا"
عنبر بولا۔

"مگر شکالی تمہارے باپ اچھال اور اس کے مشیر کی لاش کہیں نہیں ملی۔ یہ کیا بات ہے؟"
شکالی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میرے باپ کو یا تو خلائی قبیلے والے اغوا کر کے لے گئے ہیں اور یا وہ اپنے مشیر کے ساتھ پہاڑی جنگلوں میں کہیں جا کر چھپ گیا ہے"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر انہیں جنگلوں میں جا کر تلاش کیا جانا چاہیئے"
شکالی بولی۔

"اس میں ہماری جانوں کو بھی خطرہ ہے۔ اس وقت خلائی قبیلے والے فاتح ہیں۔ وہ جنگلوں میں خلائی گنیں لیے دندناتے پھر رہے ہوں گے۔ وہ ہم پر پیچھے سے یا کسی درخت یا چٹان کے اوپر سے وار کر سکتے ہیں۔ کیٹی نہ سہی مگر میں اور ناگ تو ہلاک ہو سکتے ہیں"
عنبر نے کہا۔

"تو پھر کیا ہمیں ہاتھ پر ہاتھ ڈال کر بیٹھے رہنا چاہیئے"
کیٹی کہنے لگی۔

"ہمیں شکالی کے باپ کا بھی کھوج لگانا ہے اور ان لڑکیوں کو بھی موت کے منہ سے بچانا ہے جن کو آدم خور خلائی قبیلے کے لوگ ہڑپ کرنے کے لیے اغوا کر کے لے گئے ہیں"
شکالی نے کیٹی کے اس مشورے کو پسند کیا۔ ناگ بولا۔

"اس سلسلے میں ہم فرعون مصر کی ممی کو بھول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے ہیں وہ ہمیں غیب کی باتیں بتا دیا کرتی ہے
کیوں نہ اس سے جا کر پوچھا جائے کہ شکالی کا
باپ کہاں ہوگا اور بے گناہ لڑکیاں کہاں ہوں
گی۔"

عنبر کیٹی اور شکالی نے ناگ کی تجویز کو فوراً مان لیا اور
وہ ایک موٹر کار جیسی بند خلائی گاڑی میں بیٹھ کر واپس
اپنے راکٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی وہ خلائی جہاز
سے فاصلے پر ہی تھے کہ انہوں نے پہاڑیوں کے پیچھے سے
آگ کے شعلے اور دھواں بلند ہوتا دیکھا۔

کیٹی نے گھبرا کر کہا۔

"افوہ — لگتا ہے ہمارے خلائی جہاز کو آگ لگا
دی گئی ہے۔"

کیٹی کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ جب وہ خلائی جہاز کے قریب
پہنچے تو دیکھا کہ جہاز سارے کا سارا آگ کے شعلوں میں لپٹا
دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ ناگ نے افسوس کے ساتھ کہا۔

"بڑے دکھ کی بات ہے کہ فرعون مصر کی ممی کو ہم
جہاز سے باہر نہ نکال سکے۔"

عنبر گاڑی سے نکل کر اپنے جہاز کو جلتے دیکھ رہا تھا
بولا۔

".. فرعون مصر کی ممی تو جل کر راکھ ہو چکی ہوگی۔"
کیٹی کہنے لگی۔
"افسوس تو اس بات کا ہے کہ اب ہم یہاں اس
سیارے پر قید ہو کر رہ گئے ہیں۔"
پھر اس نے شکالی سے پوچھا کہ کیا ان کے پاس کوئی
—— ایسا خلائی جہاز نہیں ہے کہ جس کی مدد سے وہ وقت
آنے پر اس سیارے سے پرواز کر کے کسی دوسرے
سیارے پر چلے جائیں۔ شکالی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

"ہم نے ایسا کوئی خلائی جہاز نہیں بنایا۔"
ناگ گہرا سانس بھر کر بولا۔
"یہ تم لوگوں کی بھول تھی۔ اگر تم لوگوں نے خلائی
سائنس میں ترقی کی ہوتی اور اچھے سے اچھا
سائنسی اسلحہ تیار کیا ہوتا تو آج تمہارے ملک پر یہ
تباہی نہ آتی۔"
عنبر نے کہا۔
"پُر امن زندگی بسر کرنے کے لیے ضروری ہے
کہ آپ ہر وقت دشمن سے لڑائی کرنے
کے لیے تیار ہوں اور آپ کے پاس دشمن سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زیادہ بہتر اسلحہ ہو۔"
کیپٹن ٹہلنے لگی۔
"اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم نیا خلائی جہاز کیسے
تیار کریں گے؟"
عنبر نے کہا۔
"وہ تو بعد کی بات ہے پہلے تو ہمیں اِس شہر کی اغوا
کی ہوئی بے گناہ لڑکیوں اور شکالی کے باپ کی جان
بچانی ہوگی۔"
ناگ بولا۔
"اس کے لیے ہمیں باقاعدہ پروگرام بنانا ہوگا۔ یہ
جھیل پار پہاڑیوں کے پار چٹانی قلعے میں اگر ہم داخل
ہو بھی گئے۔ تو ہمیں لڑکیوں کو زندہ نکال لانے کے
لیے بڑی عقل مندی سے کام لینا ہوگا۔ کیونکہ آدم
خور خلائی قبیلے کے لوگ ہمیں ہلاک نہ بھی کر سکے
تب بھی وہ اِن لڑکیوں کو ضرور قتل کر ڈالیں گے جن کو
ہم بچانا چاہتے ہیں۔"
ناگ کی بات غور کرنے کے قابل تھی۔ عنبر کہنے لگا۔
"ناگ بھائی۔ بات تو تم نے بڑی ٹھیک کہی ہے۔
لیکن مشکل یہ ہے کہ تم بوڑھے ہو گئے ہو۔ تم شاید

ہی اِس مشن میں ہماری کوئی مدد کر سکو۔"
ناگ نے سر جھکا لیا اور بولا۔
"میں کوشش کروں گا۔ بہرحال میں آرام سے تو نہیں
بیٹھ سکتا۔"
عنبر ناگ کیپٹن اور شکالی اپنی خلائی گاڑی میں بیٹھ کر واپس
شاہی محل میں آ گئے۔ وقت کا یہاں یہ معاملہ تھا کہ دن کی روشنی
یہاں جلدی ختم ہو جاتی تھی اور رات بہت لمبی ہوتی تھی۔ جس
وقت عنبر ناگ کیپٹن کا خلائی جہاز یہاں اترا تو سورج غروب
ہو رہا تھا۔ اب جب وہ جلتے ہوئے خلائی جہاز کو چھوڑ کر
محل میں آئے تو رات ہو گئی تھی۔
شاہی محل میں سوائے اِن چار انسانوں کے پانچواں کوئی نہیں
تھا۔ شکالی سارے محل سے واقف تھی۔ اِس لیے محل کے اس کمرے
میں روشنی کر دی جس میں یہ لوگ بیٹھے تھے۔ یہ روشنی بلور کی ایک
گولائی ٹیوب سے نکل رہی تھی۔ شکالی باورچی خانے میں چلی گئی۔
اور جب واپس آئی تو اس نے شیشے کا ٹرے اٹھا رکھا تھا۔
جس میں پھلوں کا رس، ایک خاص قسم کے بیج کو پیس کر بنائی
گئی روٹی، پرندے کا گوشت رکھا تھا۔ عنبر نے کہا۔
"تمہیں اور کیپٹن کو کھانے کی ضرورت ہے تو کھاؤ میں
تو بھوک ہی نہیں لگتی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔

"بھوک تو مجھے بھی نہیں لگ رہی۔ پہلے ہی کم لگتی تھی جب سے بوڑھا ہوا ہوں باقی کی بھوک بھی مرگئی ہے"

عنبر نے کہا۔

"پھر بھی کچھ نہ کچھ کھا لو ناگ"

شکالی نے خاص جنگلی بیج کو پیس کر اس کے آٹے سے بنائی ہوئی سرخ روٹی کا ایک ٹکڑا کاٹ کر ناگ کو دیا اور بولی۔

"ایک ٹکڑا اس روٹی کا کھا کر دیکھو۔ بڑی مزے دار ہوتی ہے۔ ہم لوگ تو یہی روٹی کھاتے ہیں"

ناگ کا دل بالکل نہیں چاہتا تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کا معدہ بھی کام نہیں کرتا تھا۔ کیٹی نے بھی جب اسے مجبور کیا تو ناگ نے سرخ روٹی کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیا اور آہستہ آہستہ بوڑھے آدمیوں کی طرح چبا کر کھانے لگا۔ جب وہ روٹی کا ٹکڑا چبا کر کھا رہا تھا تو اسے محسوس ہوا کہ جیسے اس کے جسم میں ایک نئی طاقت داخل ہو رہی ہے۔ ناگ نے روٹی کا دوسرا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔

عنبر نے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے بوڑھے ناگ کو یہ روٹی پسند آئی ہے"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر وہ اپنے جسم میں ایک نئی زندگی محسوس کرنے لگا تھا۔ دوسرا نوالہ بھی وہ نگل گیا جس کے ساتھ ہی جب اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو وہاں سے جھرّیاں اور سلوٹیں غائب ہو رہی تھیں۔ ناگ نے خوشی سے چیخ کر کہا۔

"عنبر! میں پھر سے جوان ہو رہا ہوں"

کیٹی شکالی اور عنبر نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ ناگ کے چہرے سے آہستہ آہستہ جھرّیاں غائب ہو رہی تھیں۔ سر کے سفید بال سیاہ ہونا شروع ہو گئے تھے اور گردن جو پہلے بڑھاپے کی وجہ سے جھکی ہوئی تھی اب اوپر کو اٹھ رہی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"واقعی ناگ! تمہاری جوانی واپس آ رہی ہے"

دیکھتے دیکھتے ناگ کے چہرے اور ہاتھوں کی ساری جھرّیاں غائب ہو گئیں۔ سر کے بال پھر سے کالے گھنگھریالے ہو گئے۔ چہرہ ایک نوجوان لڑکے کی طرح چمکنے لگا۔ گردن اوپر کو اٹھ آئی۔ ناگ پھر سے جوان ہو گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں خوشی سے لہرا کر کہا۔

"میں بوڑھا نہیں رہا۔ مجھ پر جادو کا اثر ختم ہو گیا۔ عنبر کیٹی اب میں تمہارے لیے بھرپور کام کر سکوں گا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خبر کیٹی اور شکالی نے اسے مبارک باد دی۔ ناگ نے کہا۔
"تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں سانپ بن کر سارے
محل کی تلاشی لیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے یہاں دشمن کا کوئی
آدمی چھپا ہوا ہو۔"
اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔ ناگ نے اندر کو سانس کھینچا
اور وہ چھوٹا سا کالا سانپ بن کر کمرے سے نکل کر محل کے
دوسرے کمروں کی طرف رینگنے لگا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سیاہ شیشے کا عقاب

ناگ سارے محل کے کمروں میں گھوم گیا۔
جگہ جگہ پہرے دار سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ اِسے
کہیں کوئی زندہ شخص نہ ملا۔ ایک زینہ محل کی اوپر والی منزل کو
جاتا تھا۔ ناگ زینہ طے کر کے اوپر والی منزل پہ آ گیا۔ یہاں
ایک بیڈ روم خالی پڑا تھا۔ اس کمرے کے دروازے پر
جو سپاہی پہرہ دیتا تھا اس کی لاش فرش پہ گری ہوئی تھی۔
ناگ محل کی چھت پہ آ گیا۔ چھت بھی خالی تھی۔ چھت پہ
چار بُرج بنے تھے۔ ہر بُرج میں پہرہ دینے والا سپاہی مُردہ
پڑا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا نیچے بیڈ روم میں آ گیا۔ یہاں سے
باہر راہ داری میں آیا تو یہاں اندھیرا تھا۔ اندھیرے میں اِسے
کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ناگ جلدی سے رینگتا
ہوا دیوار کے ساتھ لگ گیا اور اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔
وہ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بلّی کی
طرح کا مگر بلّی سے بڑا جانور اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کے قریب آکر اِس بڑی بلّی نے غرّا کر اس پر حملہ کر دیا۔ ناگ تیزی سے دیوار کے اوپر چڑھ گیا۔ بلّی نیچے کھڑی اس کی طرف لال لال آنکھوں سے تکتی غرّاتی رہی۔

ناگ دیوار پر رینگتا محل کی پہلی منزل والے کمرے میں آگیا۔ یہاں عنبر کیٹی اور شکالی بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ناگ نے انسانی شکل اختیار کر کے انہیں بتایا کہ اوپر ایک موٹی بلی نے اِس پر حملہ کر دیا تھا۔ شکالی نے کہا۔

"اسے ہم کوشی کہتے ہیں۔ یہ مردار خور جانور ہے لاشوں کی بُو پر وہاں آیا ہوگا۔"

اب انہوں نے مشورہ شروع کر دیا کہ آدم خور خلائی قبیلے کی طرف اپنا مشن کب اور کہاں سے شروع کیا جائے۔ شکالی نے کہا۔

"یہاں کی رات بہت لمبی ہوتی ہے۔ ہمیں رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جھیل کے کنارے والے پہاڑ کو پار کر کے خلائی قبیلے کے چٹانی قلعے تک پہنچنا چاہیئے کیونکہ دن کی روشنی میں ہم اِدھر گئے تو دشمن ہمیں دیکھ لے گا۔"

عنبر نے کہا۔

"دشمن دیکھ بھی لے گا تو کیا ہوگا۔ وہ مجھے تو ہلاک نہیں کر سکتا۔ میں تو اِن کے قلعے میں سیدھا چلا جاؤں گا۔"

شکالی بولی۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ کچھ معلوم نہیں ہماری خلائی گن میں سے جو شعاع نکلتی ہے اس کا تمہارے جسم پر کیا اثر ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمہیں حملہ کرتے دیکھ کر اگر وہ تمہیں ہلاک نہ کر سکے تو وہ کم از کم اِن تمام لڑکیوں کو مار ڈالیں گے جو اس وقت ان کے قبضے میں ہیں اور اس طرح ہمارا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ہم اپنے مشن میں ناکام ہو جائیں گے۔ ہمارا مقصد تو اِن لڑکیوں کی جان بچانا ہے۔"

ناگ بولا۔

"پھر تمہاری کیا رائے ہے؟"

شکالی نے کہا۔

"ہمیں چھپ کر دشمن کے قلعے میں داخل ہونا ہوگا۔ تاکہ ہم اُن کو خبر بھی نہ ہونے دیں اور اُن کی بے خبری میں معصوم لڑکیوں کو وہاں سے نکال کر لے آئیں۔"

ناگ کہنے لگا۔

"کیا ان پر میرے زہر کا اثر نہیں ہوگا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکالی نے کہا۔

"تمہارے زہر کا اثر ہو سکتا ہے۔ مگر تم کس کس کو مارو گے؟ اور پھر تمہارے حملے سے بھی یہی ہوگا کہ دشمن لڑکیوں کو ہلاک کر دے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کو بھی کسی خلائی گن کا فائر بھسم کر دے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"اس کا نتیجہ تو یہی نکلتا ہے کہ ہمیں چوری چھپے کمانڈوز کی طرح دشمن کے قلعے میں گھسنا چاہیئے۔"

"بالکل ٹھیک ہے،" شکالی بولی۔ "میں بھی یہی کہہ رہی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"تو پھر ہم کس کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابھی، اسی وقت اپنا مشن شروع کر تے ہیں۔"

ناگن نے پوچھا۔

"یہ جو آدم خور خلائی قبیلے والے ہیں ان کی کوئی خاص بات ہو تو ہمیں بتا دو۔ کیونکہ تم تو انہیں جانتی ہو گی۔"

شکالی نے کہا۔

"یہ آدم خور خلائی قبیلہ ہمارے لیے ہمیشہ ایک راز بنا رہا ہے۔ اگر میرے باپ نے ایٹمی سائنس کو ترقی

دی ہوتی اور ہم نے بھی خلائی جہاز بنائے ہوتے تو اس قبیلے کے قلعے پر اوپر سے حملہ کر سکتے تھے۔ مگر میرے باپ نے امن کی خاطر اس قسم کا اسلحہ نہیں بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے آج تک کوئی بھی ان کے قلعے میں نہیں جا سکا۔ بس ان کے بارے میں کہانیاں ہی مشہور ہیں کہ یہ لوگ کسی دوسری دنیا سے آ کر یہاں پہاڑیوں میں قلعہ بنا کر آباد ہو گئے تھے۔

انہیں عام تلوار اور خنجر ہلاک نہیں کر سکتا۔ صرف خلائی گن کی شعاع ہی انہیں مار سکتی ہے۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ ان کی پہاڑیوں میں ایک خاص قسم کے شیشے کی ڈلیاں نکلتی ہیں جن کو یہ آدم خور بڑے شوق سے اپنے گلے میں پہنتے ہیں۔ ویسے یہ جنگلی جانور بھی کھاتے ہیں لیکن دشمن کی جوان لڑکیوں کو خاص طور پر بڑے شوق سے بھون کر کھاتے ہیں۔"

عنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ان کی خلائی بندوقوں پر قبضہ کر کے اسی بندوق سے ان پر حملہ کرنا ہوگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیونکہ ہمارے پاس تو کوئی خلائی گن نہیں ہے۔
شکالی بولی۔

"وہ ہمارے سپاہیوں کی بھی ساری کی ساری خلائی گنیں اُٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے ہیں"

اس قسم کی باتوں کے بعد شکالی نے محل کی بتی گل کر دی۔ اور وہ رات کے اندھیرے میں شاہی محل سے نکل کر شہر میں آگئے۔ شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ مکان خالی سنسان پڑے تھے۔ آدم خور قبیلے والوں نے سب کو مار ڈالا تھا اور جوان لڑکیوں کو اُٹھا کر لے گئے تھے۔ اِس سیارے کا یہی ایک شہر تھا جس کی آبادی بہت ہی کم تھی۔ اصل میں یہ لوگ بڑے آرام اور سکون سے سادہ زندگی بسر کرنا چاہتے تھے مگر آدم خور قبیلے نے اِن پر تباہی نازل کر دی تھی۔

چلتے چلتے عنبر ناگ کیٹی اور شکالی شہر سے باہر نکل گئے۔ شکالی کو راستہ آتا تھا۔ وہ اِن کی گائیڈ بنی ہوئی تھی۔ یہاں انہیں ایک گاڑی مل گئی جو موٹر کار کی طرح کی تھی اور ایٹمی توانائی سے چلتی تھی۔ وہ اِس میں بیٹھ کر جھیل کی طرف سفر کرنے لگے۔

گھپ اندھیری رات میں وہ ایٹمی گاڑی کو ویران راستوں پر تیز چلاتے ہوئے جھیل کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ مغرب کی جانب انہیں پرانی طرز کی ایک کشتی نظر پڑی۔

"ہم اس کشتی میں جھیل کے پار جائیں گے"

کیٹی نے یہ کہہ کر کشتی کی رسّی کو اپنی طرف کھینچا۔ عنبر ناگ اور شکالی جب کشتی میں بیٹھ گئے تو کیٹی نے رسّی کو توڑ ڈالا اور خود بھی آکر بیٹھ گئی۔ وہ چپّو چلاتے کشتی کو جھیل کی دوسری طرف لے جانے لگے۔ نیلی جھیل کافی بڑی تھی۔ اندھیری رات میں وہ تاریک نظر آرہی تھی۔ اپنی دنیا کے وقت کے حساب سے وہ آدھے گھنٹے تک جھیل میں سفر کرتے رہے۔ آدھ گھنٹے کے بعد کشتی جھیل کے دوسرے کنارے سے جا لگی۔

اس کنارے پر بھی جھاڑیاں اور نوکیلے پتوں والے درختوں کے جھنڈ تھے۔ یہاں اندھیرا اور خاموشی تھی۔ مگر ستارے آسمان پر بہت تھے جس کی دھیمی دھیمی روشنی میں انہیں ہر شے دھندلی دھندلی دکھائی دے رہی تھی۔ شکالی انہیں لے کر بڑے پہاڑ کی طرف آگے آگے چلی۔ پہاڑ پر جہاں سے چڑھائی شروع ہوتی تھی وہاں اونچے گھنے درخت نہیں تھے بلکہ چھوٹی چھوٹی گول گھن والی جھاڑیاں اوپر تک چلی گئی تھیں۔

یہ آہستہ آہستہ چڑھائی چڑھنے لگے۔ آدھی رات تک وہ چڑھائی چڑھتے گئے۔ آدھی رات کے بعد وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک جگہ کھڑے ہو کر نیچے دیکھا کہ ایک وادی ہے جس کے درمیان ایک بہت بڑا قلعہ بنا ہوا ہے۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قلعے کے اردگرد اونچی اونچی ٹیکریاں اور بالکل سیدھی اوپر کو گئی ہوئی چٹانوں نے ایک بہت بڑی پہاڑ ایسی دیوار کھڑی کر رکھی تھی۔ شکالی نے کہا۔

"یہ وہ قلعہ ہے۔ اس قلعے میں ہم میں سے آج تک کوئی داخل نہیں ہوا۔ اس میں آدم خور خلائی قبیلے کے لوگ رہتے ہیں"

عنبر نے نیچے تاریک چٹانوں والے پُراسرار قلعے پر نگاہیں جما کر پوچھا۔

"یہ لوگ خلائی سائنس میں ترقی تو نہیں کر گئے ہیں؟ میرا مطلب ہے ان کے پاس اس قسم کے راڈار تو نہیں ہیں جو انہیں قلعے کے پاس آنے والے دشمن سے خبردار کر دیں؟"

شکالی نے کہا۔

"نہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے ابھی تک اس قسم کا کوئی راڈار نہیں بنایا کیونکہ ہمارے کچھ سپاہی ایک بار رات کے وقت اس قلعے کے باہر سے ہو کر واپس آ گئے تھے۔ اگر ان کے پاس راڈار ہوتا تو ہمارے سپاہی کبھی واپس نہ آتے"

ناگ کہنے لگا۔

"کوئی بات نہیں میں اندر جا کر ان کے حالات معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں تو عقاب بن کر بھی ان کے قلعے کے اوپر چکر لگا سکتا ہوں"

کیٹی نے کہا۔

"مگر تمہیں بڑی ہوشیاری سے کام لینا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ نیچے سے خلائی گن کا فائر کر کے تمہیں مار گرائیں"

شکالی بولی۔

"ہاں ناگ بھیا! تمہیں اس معاملے میں بہت احتیاط کرنی پڑے گی۔ کیونکہ ان کی خلائی گن کا فائر ایک میل تک جاتا ہے"

ناگ نے کہا۔

"میں نے ہمیشہ احتیاط سے کام لیا ہے شکالی تم بے فکر رہو"

عنبر ایک آہ بھر کر بولا۔

"کاش اس وقت ماریا ہمارے ساتھ ہوتی۔ اس کو تو کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ خدا جانے وہ کہاں ہو گی"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ اور کیٹی اداس ہوگئے۔ کیٹی بولی۔

"ماریا بہت یاد آتی ہے۔ عنبر بھیّا!"

عنبر بولا۔

"خدا نے چاہا تو کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی تو اس سے ضرور ملاقات ہوگی۔"

ناگ نے کہا۔

"ماریا بہن سے ملے بہت دیر ہوگئی ہے۔"

شکالی نے ایک طرف اشارہ کیا۔

"عنبر بھیّا وہ روشنی دیکھو۔"

عنبر ناگ اور کیٹی نے اس طرف دیکھا جدھر شکالی نے اشارہ کیا تھا۔ اِدھر قلعے کے اندر چٹانوں کے اوپر کوئی شے چمک کر بجھ جاتی تھی۔

شکالی نے کہا۔

"یہ ان لوگوں کے پہرے دار ہیں۔ وہ رات کو ایک دوسرے کو شیشے کی روشنی سے خبردار کرتے رہتے ہیں۔ اِن کے پاس شیشے کی جو ڈلیاں ہیں۔ وہ رات کے اندھیرے میں چمکتی ہیں۔"

ناگ بولا۔

"کیوں نہ میں عقاب بن کر جاؤں اور اِن پہریداروں کی دُرست پوزیشن معلوم کروں کہ چٹانی دیواروں میں وہ کہاں کہاں پہرہ دے رہے ہیں۔"

شکالی نے کہا۔

"اچھا خیال ہے۔"

کیٹی تھوڑی سی تشویش کے ساتھ بولی۔

"اندھیری رات ہے دشمن کوئی گن فائر نہ کر دے۔"

ناگ گردن اُٹھا کر بولا۔

"تم مجھے بوڑھا ناگ سمجھتی ہو اب بھی؟ اری میں پورا جوان اور بہادر ناگ ہوں۔ میں نے اس قسم کی بہت سی مشکلیں دیکھی ہیں۔ ہزاروں سال سے سفر کر رہا ہوں۔ کیا تم نہیں جانتیں؟"

"جانتی ہوں ناگ بھیّا،" کیٹی نے کہا۔ "پھر بھی مجھے تمہارا بہت خیال رہتا ہے۔ کیونکہ تم کئی بار مرتے مرتے بچے ہو۔ ہمیں تمہاری زندگی بہت عزیز ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"پھر بھی یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں۔ تم لوگ میرا انتظار کرو۔ میں قلعے کے اوپر کا ایک چکر لگا کر ابھی واپس آتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کا بھی دل نہیں چاہتا تھا کہ ناگ جائے مگر وہ بھی مجبور ہو گیا۔ چنانچہ ناگ نے گہرا سانس لے کر چھوڑا تو وہ سیاہ عقاب بن گیا تھا۔ اس نے ایک جست لگائی اور اوپر کو اٹھا۔ پھر فضا کو چیرتا ہوا نیچے وادی کی طرف غوطہ لگا گیا۔ عنبر کیٹی اور شکالی وہیں پہاڑ کی چوٹی پہ بیٹھ کر ناگ کا انتظار کرنے لگے۔

ناگ عقاب کی شکل میں پہاڑ کی ڈھلان کے ساتھ ساتھ اڑتا چلا گیا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔ اب اس کے سامنے آدم خور خلائی قبیلے کے قلعے کی اونچی اونچی چٹانی دیواریں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ ناگ ان کے اوپر سے ہو کر کافی بلندی پر سے آگے نکل کر قلعے کے اوپر آگیا۔ رات کے گھپ اندھیرے اسے اتنی بلندی سے قلعے کی چھت صاف نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ نیچے آگیا۔ اب وہ چٹان کی دیوار کے اوپر اڑنے لگا۔ وہ اتنا نیچے آگیا تھا کہ اسے چٹانوں کے اوپر بنے ہوئے مورچے نظر آ رہے تھے۔

ناگ نے سوچا کہ تھوڑی سی نیچی پرواز کر کے ان چٹانوں کے مورچوں کی جاسوسی کی جائے کہ ان میں پہریدار موجود ہیں کہ نہیں —— اگر ہیں تو کتنے ہیں۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ وہ زیادہ بڑا عقاب نہیں بنا تھا۔ اس کا سائز ایک چیل جتنا تھا۔ وہ تیزی سے غوطہ لگا کر ایک چٹانی مورچے کے اوپر سے گزر گیا۔ جونہی وہ اس مورچے کے اوپر سے گزرا وہاں سے کسی نے شیشے کو چمکا کر دوسرے مورچے والے کو خبردار کر دیا۔

ناگ دوسرے مورچے سے غوطہ لگا کر آگے نکل ہی رہا تھا کہ ایک ہلکی سی "ٹخ" کی آواز آئی اور اس کے پھیلے ہوئے پَر کے ساتھ کوئی چیز ٹکرائی۔ ناگ نے کوئی خیال نہ کیا۔ مگر اسے محسوس ہوا کہ وہ اپنے پَروں کو ہلا نہیں سکتا اور نیچے گر رہا ہے۔ ناگ نے وہیں گہرا سانس لیا کہ کوئی دوسرے پرندے کا روپ اختیار کرے مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔

ناگ گھبرا گیا وہ نیچے ہی نیچے گرتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ قلعے کی ایک بارہ دری کے آگے فرش پر گر پڑا۔ ناگ پریشان تھا کہ اس کے جسم کے ساتھ کیا ہونے لگی تھی کہ جس کے بعد اس کا جسم بیکار ہو گیا۔ اس نے ایک بار پھر گہرا سانس لے کر سانپ کا روپ اختیار کرنا چاہا مگر وہ ایک بار پھر ایسا نہ کر سکا۔

اسے اپنی طرف آتی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے اڑنے کی کوشش کی مگر وہ تو اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ ہل سکتا تھا۔ ناگ نے اپنی عقابی گردن اٹھا کر اندھیرے میں دیکھا۔ دو آدمی عجیب سے خلائی لباس میں اس کی طرف بڑھ رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ وہ اس کے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔

پھر ایک آدمی نے اُسے فرش پر سے اُٹھا لیا اور اس کے پَر پھیلا کر بولا۔

"یہ تو بڑا قیمتی عقاب ہے۔ اِسے چیف ناتھن کے پاس لے چلتے ہیں۔ وہ ہمیں انعام دے گا۔"

دوسرا بولا۔

"اس میں لگا پلوٹونیم کا کیل تو نکال لو۔"

پہلا بولا۔

"بڑے احمق ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ چیف ناتھن کا آرڈر ہے کہ جس عقاب کو پلوٹونیم کی گولی لگ جائے اُسے اِسی طرح میرے پاس لایا جائے۔"

وہ عقاب یعنی ناگ کو لے کر قلعے کے نیچے چلے آئے۔ وہ باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔

"یہ پلوٹونیم کا کیل خوش بختی کی علامت ہے یہ تو آدھی رات کو کسی کسی عقاب کو لگتی ہے۔"

ناگ بے بس تھا۔ وہ عقاب کی شکل میں تھا اور کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ان کی باتیں بھی سُن رہا تھا اور دیکھ بھی رہا تھا کہ وہ قلعے کے روشن برآمدوں میں سے گزر رہے ہیں۔ جہاں چھت سے سفید روشنی کی پھوار

آ رہی تھی۔ یہاں جگہ جگہ خلائی قبیلے کے آدم خور نیلا چست خلائی لباس پہنے ہاتھوں میں خلائی گنیں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ سامنے ایک بہت بڑا دروازہ آگیا۔

دروازے پر خلائی سپاہی کھڑے تھے۔ دروازہ کھل گیا۔ ناگ نے ایک ایسا ہال کمرہ دیکھا جس کا فرش، دیواریں اور چھت سفید اور سیاہ شیشے کی ٹائیلوں سے بنائی گئی تھی۔ درمیان میں سفید سنگ مرمر کا ایک تخت بچھا تھا۔ اس تخت پر ایک مضبوط قد کاٹھ کا خلائی آدمی ہاتھ میں شیشے کا گولا تھامے بیٹھا تھا۔

دونوں آدمیوں نے جاتے ہی جھک کر سلام کیا اور سیاہ عقاب پیش کرتے ہوئے کہا۔

"چیف ناتھن! ہم یہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے لائے ہیں۔ یہ قلعے کے اوپر اُڑ رہا تھا کہ ہم نے اس پر پلوٹونیم کا کیل فائر کیا جو اسے لگ گیا؟"

چیف ناتھن کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اس نے پوچھا۔

"پلوٹونیم کا کیل اس کے جسم سے نکالا تو نہیں؟"

"نہیں چیف—یہ تو خوش قسمتی کی علامت ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"شاباش!"

یہ کہہ کر چیف ناتھن تخت سے اُتر کر نزدیک آیا۔ عقاب کو اس نے پکڑ لیا۔ دونوں کو اپنے گلے میں سے شیشے کی دو ڈلیاں آتار کر انعام کے طور پہ دیں اور اپنے خاص کمرے میں آگیا۔ یہاں ایک سُرخ آنکھوں اور طوطے کی ناک والی عورت بیٹھی تھی۔ چیف ناتھن نے اِسے عقاب دکھا کر کہا

"اب میں اس سیارے پر قبضہ کروں گا۔ یہ سیاہ عقاب کبھی کسی کے ہاتھ نہیں آتا۔ یہ بڑا اچھا شگون ہے۔ چرنکی!"

اس عورت کا نام چرنکی تھا۔ اس نے عقاب کو ہاتھوں میں لے کر دیکھا اور کرخت آواز میں بولی۔

"یہ تو زندہ ہے۔ اِسے مار ڈالو"

چیف ناتھن نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یہ مرگیا تو مجھ پہ بدقسمتی چھا جائے گی ــــ"

چرنکی نے کہا۔

"اور اگر یہ اڑ گیا تو کیا ہوگا؟"

چیف ناتھن کہنے لگا۔ میں اسے کالے شیشے کا عقاب بنا کر اپنے تاج میں لگا کر رکھوں گا

ناگ یہ ساری گفتگو سُن رہا تھا۔ جب اس نے سُنا کہ اسے شیشے کے سیاہ عقاب میں تبدیل کیا جائے گا تو وہ کانپ گیا۔ اِسے اپنی اور عنبر کیٹی شکالی کی بھی فکر پڑ گئی کہ ان لوگوں پہ کیا گزرے گی؟ وہ تو شیشے کا عقاب بن کر کچھ بھی نہ کر سکے گا۔

لیکن وہ تو اب بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تو بے بس اور مجبور تھا۔ چیف ناتھن عقاب کو لے کر اپنے کمرہ خاص کے نیچے ایک چھوٹی سی لیبارٹری میں آگیا۔ یہاں شیشے کا ایک سلنڈر میز پر رکھا تھا۔ دیوار پہ کئی چھوٹے چھوٹے کمپوٹر لگے تھے۔ چیف ناتھن نے ناگ کو سلنڈر کے اندر رکھا تو ناگ نے پھڑ پھڑا کر بھاگ جانے کی آخری کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے پَر سمٹے ہوئے تھے۔ وہ صرف اپنی گردن ہی ہلا سکتا تھا۔ اس نے سانپ کی شکل اختیار کرنے کی کوشش کی مگر اس میں بھی ناکام رہا۔

چیف ناتھن نے ناگ کو سلنڈر میں بند کر دیا۔

وہ دیوار کے پاس ایک کمپوٹر کے بٹن نیچے دبانے لگا۔ سلنڈر میں بجلی کی تیزیں لہریں لرزنے لگیں۔ ناگ کو اپنے جسم میں سردی داخل ہوتی محسوس ہوئی۔ پھر اس کا جسم برف کی طرح سرد ہو گیا۔ اور اس کے بعد جسم پتھر کی طرح سخت ہوگیا۔ اب وہ دیکھ تو سکتا تھا مگر اپنی آنکھیں اِدھر اُدھر نہیں ہلا سکتا تھا۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی آنکھیں بھی شیشے کے پتھر میں بدل گئی تھیں۔
ناگ کالے شیشے کا عقاب بن چکا تھا۔

چیف ناتھن نے اِسے سلنڈر میں سے نکال کر غور سے دیکھا اور قہقہہ لگاتا ہوا اوپر اپنے کمرے میں آگیا۔ یہاں طوطے کی ناک والی چڑیل موجود تھی۔ اس نے عقاب اس کی طرف بڑھا کر کہا۔

"یہ عقاب شیشے کا کالا عقاب بن گیا ہے۔ اِسے میرے تاج میں لگا دو۔"

چڑیل نے اس وقت چیف ناتھن کے تاج میں کالے عقاب کو اِس طرح جڑ دیا کہ وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ ہل سکتا تھا۔ چیف ناتھن نے تاج اپنے سر پر پہن لیا اور بولا۔

"میری خوش قسمتی میرے ساتھ ہے۔ میں اِس سیارے کے حکمران اچھال کو اب وہ جہاں بھی ہے گرفتار کر کے ہلاک کر ڈالوں گا۔ پھر میں اِس سیارے کا بادشاہ ہوں گا۔ سیارے کا مالک ہوں گا۔"

چڑیل بولی۔

"حکمران اچھال اب تک تو تیرے ہاتھ نہیں آیا اب تو اُسے کہاں سے تلاش کرے گا؟"

چیف ناتھن بولا۔

"میرے آدمی اِسے خفیہ طور پر سیارے کے مغربی جنگلوں اور پرانے بادشاہوں کے کھنڈروں میں تلاش کر رہے ہیں۔ اب وہ اِسے پکڑنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ کیونکہ میری خوش قسمتی اس کالے عقاب کی شکل میں میرے ساتھ ہے۔"

ناگ سب کچھ سُن رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ شکالی کا باپ اور اِس سیارے کا نیک دل حکمران اچھال ابھی اس ظالم آدم خور چیف ناتھن کے ہاتھ نہیں لگا تھا۔ مگر ناگ کے لیے یہ معلومات کس کام کی تھیں کہ جب وہ یہ کیٹی عنبر اور شکالی کو نہیں بتا سکتا تھا۔

چیف ناتھ نے طوطے کی ناک والی مکروہ صورت چڑیل سے کہا۔

"اِس وقت کتنی جوان لڑکیاں ہمارے پاس قید میں ہیں؟"

چڑیل نے کہا۔

"اس کا مجھے کچھ پتہ نہیں۔ اپنے سرجن دلانگ سے پوچھو جو اِن لڑکیوں کو تمہاری دعوت کے لیے تیار کر رہا ہے تاکہ تم لوگ اِن لڑکیوں کو مزے سے ہڑپ کر سکو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چیف ناتھن نے قہقہہ لگا کر کہا۔
"تم بھی تو لڑکیوں کو بڑے مزے لے لے کر کھاتی ہو چرنکی"
چرنکی نے ناک سکیڑ کر کہا۔
"کھاتی ہوں مگر چھوٹی لڑکی مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اس گروہ میں تو چھوٹی لڑکی ایک ہی ہے جس کو تمہارے خونخوار دلانگ نے اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے"
چیف ناتھن ہنستا ہوا باہر نکل گیا۔
اب وہ اپنے بیڈ روم میں آیا۔ اس نے ناگ والا تاج اتار کر شیشے کی میز پر رکھ دیا۔ اور شاندار بستر پر سونے کے لیے لیٹ گیا۔ اس کی خلائی گن اس کے سرہانے رکھی تھی۔ ایک مکونا ٹرانسمیٹر قسم کا آلہ قریب ہی موجود تھا جس پر اس نے کسی سے ایک بات کی اور پھر میز کا بٹن دبا دیا۔ کمرے میں پھیلی ہوئی سفید روشنی آہستہ آہستہ دھیمی ہوتی گئی۔ چیف ناتھن نے سرہانے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔
ناگ عقاب کی شکل میں اس کے پلنگ کے پاس ہی بچھی ہوئی میز پر رکھا تھا۔ وہ اگرچہ پتھر کا بن چکا تھا اور کالے شیشے کی طرح چمک رہا تھا۔ مگر وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ

چیف ناتھن کی آنکھوں کو تک رہا تھا۔ جو بند تھیں۔ چیف ناتھن سو گیا تھا۔ ناگ سوائے بے بسی سے بیٹھے رہنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔
عنبر کیٹی اور شکالی رات کے اندھیرے میں پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ناگ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب کافی دیر ہو گئی اور ناگ واپس نہ آیا تو کیٹی پریشان ہو کر اٹھی اور نیچے وادی کی تاریکی میں جھانک کر بولی۔
"مجھے تو ناگ کا دُور دُور تک نشان نہیں ملتا"
شکالی نے کہا۔
"کہیں وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو گیا ہو"۔
عنبر نے شکالی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔
"کیا اس خلائی قبیلے والوں کے پاس کوئی ایسی شعاعی گن بھی ہے جو ہوا میں اڑتے پرندوں کو گرا دے؟"
شکالی کچھ سوچ کر بولی۔
"میں نے کبھی اس قسم کی شعاعی گن کے بارے میں سنا نہیں۔ ویسے بھی اس قبیلے کے سلسلے میں ہماری معلومات زیادہ نہیں ہیں"
کیٹی کہنے لگی۔
"ہمیں اس طرح بیٹھے نہیں رہنا چاہیئے۔ اگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ واپس نہیں آیا تو وہ ضرور کسی مشکل میں پھنس چکا ہے۔ ہمیں اس کی مدد کے لیے بھی آگے بڑھنا چاہیئے۔"

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہم پیچھے قلعے کی طرف چلتے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔"

کیٹی اور شکالی عنبر کے ساتھ ساتھ پہاڑ کی ڈھلوان اترنے لگیں۔ جنگلی جھاڑیوں اور نوکیلے پتوں والے درختوں کے نیچے سے ہوتے ہوئے یہ لوگ جب قلعے کی بلند چٹانوں والی دیواروں سے تھوڑے فاصلے پر پہنچے تو شکالی نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔

عنبر نے سرگوشی کی۔

"مجھے ان چٹانی دیواروں کے اوپر بنے ہوئے برج نظر آ رہے ہیں۔"

شکالی نے کہا۔

"ہاں ان میں خلائی تھیلے کے پہرے دار ہوتے ہیں۔"

کیٹی بھی غور سے ان چھوٹے چھوٹے برجوں کو دیکھ رہی تھی۔ انہیں ان میں کوئی خلائی آدمی نظر نہیں آیا تھا۔ مگر شکالی نے بتایا کہ وہ ان مورچوں میں چھپے ہوئے ہیں، ہمیں بڑی احتیاط

سے کام لینا ہوگا۔

عنبر بولا۔

"رات گزر رہی ہے۔ ہمیں صبح ہونے سے پہلے پہلے قلعے کے اندر داخل ہو کر کسی جگہ چھپ جانا چاہیئے۔"

کیٹی نے شکالی سے پوچھا کہ اس قلعے کا دروازہ بھی ہے؟ شکالی نے کہا۔

"میں نے کسی ایسے دروازے کے بارے میں نہیں سنا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس قسم کا خفیہ دروازہ انہوں نے ضرور رکھا ہوگا۔"

عنبر کو اچانک ایک خیال آیا۔ اس نے کہا۔

"یہ خلائی تھیلے والے پانی کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟"

شکالی نے جواب دیا۔

"وہ جو پیچھے پہاڑی ہے وہاں ایک جھیل ہے ان لوگوں نے اس جھیل میں سے ایک نہر نکال رکھی ہے جو ان کے قلعے میں سے گزر کر نیچے وادی کے نالے میں شامل ہو جاتی ہے۔"

عنبر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہمیں اِس نہر کے ذریعے قلعے میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

کیٹی نے عنبر کی اِس تجویز کو پسند کیا۔ مگر شکالی نے اس خطرے کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے اِس نہر پہ نہ بردست پہرا لگا ہو اور ہم پکڑے جائیں۔ عنبر بولا۔

"اگر ہم اِس طرح بات بات پہ ڈرتے رہے تو ہم اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ ہمیں جرأت سے کام لینے۔ ہوئے خطروں کو قبول کرنا ہوگا۔"

عنبر نے شکالی اور کیٹی کو ساتھ لیا اور اس پہاڑی کی طرف جھاڑیوں اور درختوں کے عقب میں ہو کر چلنے لگے جس پہاڑی میں سے ایک نہر نکل کر قلعے میں داخل ہوتی تھی۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر بچّو

وہ قلعے کی چٹانوں کے پیچھے آ گئے۔

یہاں ایک چھوٹی سی نہر اوپر والی پہاڑی سے نکل کر قلعے کی ایک بہت بڑی چٹان کے نیچے داخل ہو رہی تھی۔ عنبر کیٹی اور شکالی کچھ فاصلے پہ جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے اور یہ جائزہ لینے لگے کہ یہاں خلائی پہرے دار کس جگہ پہ ہیں۔ اچانک انہیں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

انہوں نے اپنے سانس روک لیے اور سر جھاڑیوں میں کر لیے۔ چاپ قریب آتی گئی۔ پھر عنبر نے دیکھا کہ ایک خلائی انسان جس نے خلائی لباس پہن رکھا تھا، ہاتھ میں گن لیے پہرہ دیتے جھاڑیوں کے قریب سے گذر رہا ہے۔ عنبر نے شکالی سے معلوم کر لیا تھا کہ یہ لوگ دم گھٹنے سے بھی مر جاتے ہیں۔ عنبر نے بڑی آہستہ سے شکالی اور کیٹی کے کاندھوں کو دبایا۔ یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ وہ اِس خلائی پہرے دار پر حملہ کرنے والا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکالی نے اسے منع کرنا چاہا کیونکہ یہ خطرناک کام تھا. مگر عنبر گھاس پر رینگتا جھاڑیوں میں سے نکل چکا تھا. کیٹی اور شکالی اندھیرے میں سانس روکے. عنبر کو تکنے لگیں. عنبر خلائی پہرے دار کی طرف رینگ رہا تھا. خلائی پہرے دار چٹان کے پاس جا کر رُک گیا اور جھک کر اِس مقام کو تکنے لگا. جہاں سے نہر کا پانی آواز پیدا کرتا قلعے کے اندر داخل ہو رہا تھا.

اس سے اچھا موقع عنبر کو نہیں مل سکتا تھا. وہ خلائی پہریدار کے چار قدم کے فاصلے پر تھا. وہ آہستہ سے اُٹھا. پہرے دار کی طرف بڑھا ہی تھا کہ خلائی پہرے دار نے اپنے پیچھے گھاس کے چُرمُر ہونے کی آواز سن لی اور پیچھے گھوم کر دیکھا. اس کا ہاتھ خلائی گن پر چلا گیا. لیکن عین اِس وقت عنبر ایک بھوکے چیتے کی طرح بجلی کا کوندا بن کر خلائی پہرے دار پر گرا. اور اس کی گردن کو دبوچ کر نیچے گرا لیا.

عنبر نے اس کی گردن کو اپنے فولادی پنجوں میں اس طرح جکڑ لیا تھا کہ خلائی پہرے دار کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نہ نکل سکی. عنبر کے ہاتھ تو لوہے کے ہاتھ بن گئے تھے. خلائی پہرے دار کا جسم ٹھنڈا ہو گیا تو وہ اِسے گھسیٹ کر جھاڑیوں میں لے آیا. شکالی نے تعجب سے کہا.

"تم نے کمال کر دکھایا عنبر بھیا۔۔۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا.

"اب اِس لاش کو کیا کرو گے؟ کیا اِس کو بھون کر کھانے کا ارادہ ہے؟"

عنبر بولا.

"میں اِس کا لباس خود پہن کر خلائی پہرے دار بن رہا ہوں"

اِن خلائی پہرے داروں نے آنکھوں پر ایک نیلی سی عینک پہن رکھی تھی جس نے اِن کے چہرے کے اوپر والے حصّے کو چھپا دیا تھا. یہی شے عنبر نے نوٹ کی تھی اور اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس پر حملہ کیا تھا.

عنبر نے تیزی سے خلائی پہرے دار کی وردی اتار کر خود پہن لی اور ہاتھ میں خلائی گن بھی تھام لی. پھر سرگوشی میں بولا.

"ہم نہر میں داخل ہو کر قلعے میں جائیں گے"

چٹان کے نیچے جہاں نہر کا پانی قلعے میں داخل ہو رہا تھا وہاں اِس کے منہ پر فولاد کا ایک جنگلا لگا تھا. شکالی بولی

"اس جنگلے میں سے ہم نہیں گزر سکیں گے"

عنبر نے کہا.

"اس کا بھی ابھی انتظام ہو جاتا ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر عنبر نے فولاد کے جنگلے میں ہاتھ ڈال کر ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔ اس کے ساتھ ہی جنگلا اپنی جگہ سے اکھڑ کر عنبر کے ہاتھ میں آگیا۔ شکالی اور کیٹی نہر میں اتر گئیں۔ عنبر ان کے آگے آگے تھے۔ نہر کا پانی ان کے گھٹنوں تک آتا تھا۔ پانی کا بہاؤ کافی تیز تھا۔ ان کے سر چٹان کے اندر داخل ہوتے ہی چھت سے ایک فٹ نیچے رہ گئے۔ عنبر آگے آگے تھا کہ اگر کیٹی یا شکالی کو پانی کا تیز بہاؤ اگر گرا بھی دے تو وہ انہیں تھام سکے۔ یہ پانی کی سرنگ آگے جاکر ایک طرف کو مڑ گئی۔ کیٹی نے شکالی سے پوچھا۔

"یہ پانی کی نہر باہر کہاں نکلتی ہے؟"

شکالی بولی۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ قلعے کے اندر ہم میں سے کبھی کوئی نہیں گیا۔"

سرنگ میں اندھیرا تھا۔ پھر دور ہلکی سی روشنی ہونے لگی۔

"میرا خیال ہے یہاں نہر باہر نکلتی ہے۔"

روشنی قریب آرہی تھی۔ پھر وہ ایک کھلی جگہ پر آگئے۔ یہ قلعے کا ایک باغ تھا جس میں سے یہ نہر گزر رہی تھی۔ نہر کی دونوں جانب سفید چکنے پتھر کی روش بنی تھی۔ عنبر کیٹی اور

نہر میں سے نکل آئے اور بھاگ کر قلعے کے باغ کے ایک درخت کے پیچھے جا کر چھپ گئے۔

اگرچہ عنبر نے خلائی وردی پہن رکھی تھی پھر بھی یونہی کسی دوسرے پہرے دار کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ ان لوگوں کا کوئی خفیہ کوڈ نام ہو جو عنبر کو معلوم نہیں تھا۔ اس کے باوجود وہ ہر قسم کا خطرہ مول لینے پہ تیار تھا۔ اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ انہیں شکالی کے والد اچھالی بے گناہ معصوم لڑکیوں اور ناگ کو موت کے منہ سے بچانا تھا۔ یہ تین حصے ایک ہی مشن سے جڑے ہوئے تھے۔

سامنے باغ کی دوسری طرف ایک دو منزلہ شاندار عمارت تھی جس کے دروازے پر روشنی ہو رہی تھی۔ اور ایک خلائی پہرے دار دروازے کے سامنے ٹہل کر پہرہ دے رہا تھا۔

شکالی نے آہستہ سے کہا۔

"یہ قلعے کے شاہی محل کا دروازہ ہے۔ اس محل میں قلعے کا سربراہ چیف ناقن رہتا ہے۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"ہمیں سب سے پہلے ان معصوم لڑکیوں کا کھوج لگانا چاہیئے۔ جن کو ہو سکتا ہے یہ خلائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدم خور دو ایک روز تک ہڑپ کر جائیں۔"
شکالی نے قلعے کے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا
"یقینی بات ہے کہ اِن لڑکیوں کو قلعے کے نیچے
کسی تہہ خانے میں رکھا گیا ہوگا۔"
عنبر کہنے لگا۔ "مجھے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی،
لگتا ہے اسے بھی کسی خفیہ جگہ پہ رکھا گیا ہے
جہاں سے اِس کے جسم کی بُو ایک ہلکی سی لہر
بھی باہر نہیں نکل رہی۔"
کیٹی نے کہا۔
"میرا خیال ہے ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔
کیونکہ صبح ہونے ہی والی ہے۔"
عنبر بولا۔
"تم یہاں ٹھہرو میں اِس پہرے دار کو قابو کرتا
ہوں۔ میرے اشارے پہ تم فوراً قلعے کے دروازے
میں داخل ہو جانا۔"
یہ کہہ کر عنبر باغ کے درختوں کی اوٹ میں سے چھُپ
کر محل کے دروازے والی دیوار کی طرف بڑھا۔ دیوار کے
پاس جا کر وہ زمین پر لیٹ گیا۔ یہاں چبوترے پر ایک
سنگی پتھر بت کی طرح کھڑا کیا گیا تھا۔ عنبر اِس کے پیچھے چھُپ

گیا اور اس نے زمین پہ سے ایک چھوٹا سا پتھر اُٹھا کر
سامنے گرایا۔ پتھر کے گرنے کی آواز پہ محل کے باہر
والا پہرے دار چونکا۔ اس نے گھوم کر پیچھے دیکھا۔ فوراً
اپنی خلائی گن کا اِدھر رُخ کیا اور آہستہ آہستہ چبوترے کی
طرف بڑھا۔
عنبر نے بھی خلائی گن اپنے ہاتھ میں لے رکھی تھی۔ وہ
اسے چھپ کر ہی ختم کرنا چاہتا تھا۔ عنبر اگرچہ خلائی لباس
میں تھا۔ لیکن اسے خفیہ کوڈ لفظ معلوم نہیں تھا جو یقیناً
اِن لوگوں نے مقرّر کر رکھا تھا اور جسے بتائے بغیر کوئی پہریدار
آگے نہیں جا سکتا تھا۔
خلائی پہرے دار کو عنبر نے اپنی خلائی گن کے نشانے
میں لے رکھا تھا۔ جونہی یہ خلائی آدمی عنبر کے قریب آیا، عنبر
نے خلائی گن کا بٹن دبا دیا۔ گن میں سے زرد رنگ کی ایک باریک
شعاع نکل کر خلائی پہرے دار کے جسم سے ٹکرائی اور کسی قسم
کی آواز پیدا کیے بغیر اِس مہلک شعاع نے خلائی پہرے دار
کے جسم کو بھسم کر دیا۔
عنبر تیزی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا محل کے دروازے سے
میں داخل ہو گیا۔
کیٹی اور شکالی بھی جھاڑیوں میں سے نکل کر دوڑتی ہوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محل کے دروازے میں داخل ہو گئیں۔ عنبر نے انہیں دیوار کے ساتھ لگ جانے کا اشارہ کیا۔ محل کی ڈیوڑھی میں دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ صاف شفاف راستہ آگے ایک کھلے صحن میں جا رہا تھا۔ وہ دبے پاؤں چلتے صحن میں آئے تو یہاں اوپر محل کی کھڑکیاں نظر آئیں جو بند تھیں۔ نیچے برآمدہ تھا۔ شکالی نے سرگوشی کی۔

"اس برآمدے سے کوئی خفیہ راستہ نیچے جاتا ہو گا۔"

وہ جھکے جھکے دوڑ کر برآمدے میں کود گئے۔ اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک لمحہ انہوں نے انتظار کیا کہ کسی نے ان کو وہاں جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا۔ چاروں طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ عنبر برآمدے میں ایک طرف چلنے لگا۔ شکالی اور کیٹی اس کے پیچھے پیچھے تھیں۔

برآمدہ بائیں طرف کو گھوما تو عنبر ایک دم بھونچکا ہو کر رہ گیا۔

اس سے چند قدم کے فاصلے پہ دو خلائی پہرے دار ایک دروازے پہ پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ عنبر چونکہ ان جیسے ہی خلائی لباس میں بھی تھا اس لیے انہوں نے اُس پر شک نہ کیا مگر بلند آواز میں پوچھا۔

"کہاں جا رہے ہو تم ان عورتوں کو لے کر؟"

عنبر نے ان کی زبان میں فوراً جواب دیا۔

"چیف ناتھن کے حکم سے میں یہ دو لڑکیاں شہر سے نکال کر لا رہا ہوں۔ یہ وہاں چھپی ہوئی تھیں انہیں دوسری لڑکیوں کے ساتھ رکھا جائے گا۔"

ایک پہرے دار نے آگے بڑھ کر کیٹی اور شکالی کو دیکھا۔ ان دونوں نے بھی فوراً اداکاری شروع کر دی۔ وہ صورت حال کو سمجھ گئی تھیں۔ ان دونوں نے اپنے چہروں پہ ہاتھ رکھ کر رونا شروع کر دیا۔

عنبر نے انہیں ڈانٹ کر کہا۔

"خاموش رہو بدبختو! تمہاری زندگیاں ختم ہو چکی ہیں۔ تمہیں بھون کر چیف ناتھن کے دسترخوان پر سجایا جائے گا۔"

پھر وہ پہرے داروں کی طرف دیکھ کر بولا۔

"چیف ناتھن نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں انہیں اپنی نگرانی میں دوسری لڑکیوں کے ساتھ بند کر دوں۔"

چیف ناتھن اس علاقے کا حکمران تھا۔ اس کے حکم سے کوئی منہ نہیں موڑ سکتا تھا۔ دونوں پہرے داروں نے عقبی تہہ خانے کو جاتا دروازہ کھول دیا۔ عنبر نے کیٹی کو شکالی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ہلکا سا دھکا دے کر کہا۔

"چلو نیچے۔ خبردار جو آواز نکالی۔"

عنبر انہیں سیڑھیاں اتار کر نیچے سرنگ میں لے آیا جہاں روشنی ہو رہی تھی۔ دونوں خلائی پہرے دار اوپر ہی رہے۔ شکالی نے کہا۔

"عنبر! تم نے مجھے زور سے کیوں دھکا دیا؟"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"اگر ایسا نہ کرتا تو انہیں شک ہو جاتا۔"

کیٹی بولی۔

"باتیں بند کرو اور یہ دیکھو۔ بدنصیب لڑکیاں کہاں بند ہیں؟"

عنبر نے کہا۔

"ضرور یہیں کہیں ہوں گی۔"

وہ برآمدے میں تیز تیز قدم اٹھاتے چلے جا رہے تھے۔ یہ سرنگ آگے جا کر ایک طرف کو گھومی تو انہیں لڑکیوں کے آہستہ آہستہ رونے کی آوازیں سنائی دیں۔

"یہ آوازیں انہی لڑکیوں کی ہیں،" شکالی نے ٹھٹھک کر کہا۔

بائیں طرف ایک بٹا کٹا خلائی پہرے دار ایک سٹول پر بیٹھا

تھا۔ اس کے پیچھے ایک دروازہ تھا۔ لڑکیوں کی آوازیں اِس دروازے کے پیچھے سے آ رہی تھیں۔ یہ پہرے دار عنبر اور کیٹی وغیرہ کو دیکھ کر جلدی سے چوکس ہو کر اُٹھا۔ اُس نے خلائی گن عنبر پر تان کر کہا۔

"کون ہو؟ کیوں آئے ہو؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"اپنے آدمیوں کو بھی نہیں پہچانتے؟"

موٹے پہرے دار نے کہا۔

"ان لڑکیوں کو کہاں سے لائے ہو؟"

عنبر نے یہاں بھی وہی بیان دہرایا جو اس نے اوپر والے خلائی پہرے داروں کے سامنے دیا تھا۔ یہ موٹا پہرے دار بولا۔

"اپنا کارڈ دکھاؤ۔ کارڈ کے بغیر یہ دروازہ نہیں کھولا جا سکتا۔ تم خود بھی جانتے ہو گے۔"

یہ کارڈ کی ایک نئی مصیبت سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔ عنبر نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"کارڈ بھی دکھائے دیتا ہوں۔"

اتنا کہہ کر عنبر جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹٹولنے لگا۔ اس دوران میں عنبر نے کیٹی اور شکالی کو اشارہ کر دیا تھا۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک دم سے روتی ہوئی آگے بڑھیں اور انہوں نے خلائی موٹے پہرے دار سے لپٹ کر کہا۔

"ہمیں بچاؤ۔ ہمیں بچاؤ۔ ہم مرنا نہیں چاہتیں"

موٹا پہرے دار گھبرا گیا۔ اس نے دونوں لڑکیوں کو اپنے جسم سے الگ کرنے کی کوشش کی تو پیچھے سے عنبر نے اس کے سر پہ ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی کھوپڑی اس کی گردن میں گھس گئی۔ اور وہ دھڑام سے گر پڑا۔

عنبر نے کہا۔

"کیٹی اس کی خلائی گن سنبھال لو"

کیٹی نے جلدی سے خلائی گن موٹے پہرے دار کے ہاتھ سے نوچ کر اپنے ہاتھ میں لے لی۔ دروازہ بند تھا۔ اس پر بھاری تالا لگا تھا۔ اندر سے لڑکیوں کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ عنبر نے تالے پر گن کا فائر کیا۔ ایک شعلہ چمکا اور تالا نیچے گر پڑا۔

انہوں نے دروازہ کھولا تو اندر پچاس ساٹھ لڑکیاں ایک کمرے میں بھیڑ بکریوں کی طرح گھسی رو رہی تھیں۔ عنبر نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

"بہنو! خاموش ہو جاؤ۔ ہم تمہیں یہاں سے نکالنے آئے ہیں۔ ہمارے ساتھ آؤ"

عنبر نے شکالی اور کیٹی کو ہدایت کی کہ وہ ان لڑکیوں کو کر اس کے پیچھے پیچھے آئیں۔ لڑکیوں کو خاص طور پہ ہدایت ی گئی کہ وہ کوئی آواز نہ نکالیں ورنہ وہ موت کے منہ نہیں بچ سکیں گی۔ لڑکیاں بے چاری پہلے ہی سہمی ہوئی ی۔ فوراً چپ کر گئیں۔ کئی ایک اچھے خاندان کی لڑکیوں نے ے کے حکمران اچھال کی بیٹی شکالی کو پہچان لیا تھا۔ انہوں دوسری لڑکیوں کو بتا دیا کہ یہ شکالی ہے اور انہیں بچانے ہے۔ پریشان حزدہ لڑکیوں کے چہروں پہ اُمید کی کرن گی۔ لیکن اب بھی انہیں ڈر تھا کہ خدا جانے وہ باہر نکل سکیں گی یا نہیں"

عنبر کچھ فاصلہ رکھ کر آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ برآمدے سے گزر کر وہ اوپر دروازے کی طرف جانے والی سیڑھیوں پاس آ کر رک گیا۔ لڑکیوں کا قافلہ بھی وہیں ٹھہر گیا۔ کو عنبر نے سمجھا دیا کہ وہ اوپر جا رہا ہے۔ اس کی سیٹی آواز پر وہ تمام لڑکیوں کو لے کر تیزی سے باہر آ جائے۔

عنبر یہ ہدایت دے کر اوپر سیڑھی چڑھنے لگا۔ سیڑھی آخر میں دروازہ بند تھا۔ باہر وہی دونوں پہرے دار کھڑے عنبر نے سیڑھیوں میں سے انہیں آواز دی کہ وہ باہر آ رہا پہرے دار نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ عنبر نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس پر خلائی گن کا فائر کر دیا۔ اور اس کے بھسم ہونے
وہ چھلانگ لگا کر دروازے پر آ گیا تھا اور اس نے دوسر
خلائی پہرے دار پر فائر کر دیا۔ وہ بھی وہیں جل کر بھسم
گیا۔

عنبر نے ہلکی سی سیٹی منہ سے بجائی۔

شکالی اور کیٹی تمام لڑکیوں کو لے کر اوپر آ گئی۔

اوپر برآمدہ تھا۔ سامنے صحن تھا اور صحن کے آگے محل کی
ڈیوڑھی اور پھر دروازہ تھا۔ یہاں کے پہرے داروں کو
عنبر پہلے ہی ختم کر چکا تھا۔ اِس نے رات کے اندھیرے میں
صحن والے باغ میں نکل کر اوپر والے محل کی کھڑکیوں پر نگا
ڈالی۔ تمام کھڑکیاں بند تھیں اور ان پر گہری خاموشی چھائی
تھی۔ عنبر نے واپس آ کر لڑکیوں سے کہا۔

"جتنی تیز تیز چل سکو چل کر صحن کا باغ عبور کر کے
محل کی ڈیوڑھی سے سامنے والے درختوں میں
آ جاؤ۔ خبردار کسی قسم کی کوئی آواز پیدا نہ ہو۔
میں کیٹی اور شکالی تمہارے آگے ہوں گے۔ جلدی
کرو۔"

یہ کہہ کر عنبر شکالی اور کیٹی جھک کر برآمدے سے دوڑے
اور صحن والا باغ عبور کر کے محل کی ڈیوڑھی میں پہنچ گئے۔

لڑکیاں ان کے پیچھے پیچھے اندھیرے میں دوڑتی
آ رہی تھیں۔ عنبر ڈیوڑھی میں کھڑا رہا۔ اس نے اپنی
انی میں تمام لڑکیوں کو کیٹی اور شکالی کے ساتھ محل کے
ازے سے گزار دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ ساری
کیاں درختوں میں جا کر چھپ گئی ہیں تو وہ بھی وہاں آ
یا۔

شکالی نے کہا۔

"ہمیں ان لڑکیوں کو نہر والے شگاف کے راستہ
قلعے سے باہر لے چلنا ہوگا۔ صبح ہونے والی
ہے۔"

وقت بہت کم تھا۔ انہوں نے لڑکیوں کو ساری صورت
ال سمجھا دی اور کہا کہ یہ اُن کی زندگی اور موت کا سوال
ہے۔ انہیں نہر والی سرنگ میں سے گزر کر قلعے سے باہر جانا
ہوگا۔ ساری کی ساری ٹولی اپنے ساتھ لے کر عنبر شکالی اور
کیٹی بڑے باغ میں سے گزر کر نہر میں اُتر گئیں۔ باقی ساری
ڑکیاں بھی ان کے پیچھے نہر میں اُتر گئیں۔ وہاں پانی میں کافی
آواز پیدا ہوئی لیکن چونکہ وہاں کے پہرے دار پہلے ہی ختم
کر دیئے گئے تھے اس لیے کوئی خطرہ پیدا نہ ہوا۔ یہ ساری
ڑکی نہر میں جھک جھک کر چلتی پانی کی سرنگ میں داخل ہو گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں گہری تاریکی تھی۔ شکالی اور کیٹی لڑکیوں کی ہمت بڑ
رہی تھیں۔ وہ بھی موت کے منہ سے بچ کر آ رہی تھیں۔ ا
لیے بڑے حوصلے سے اس تاریک سرنگ میں سے گزر
تھیں۔

کافی دور آگے جا کر نہر کا دہانہ آ گیا۔ سب سے پہلے ا
میں سے عنبر باہر نکلا۔ اس کے بعد شکالی۔ کیٹی اور پھ
ایک ایک کر کے تمام بدقسمت لڑکیاں باہر نکل آئیں۔ نہ
سے باہر آ کر وہ عنبر اور شکالی کی طرف دیکھنے لگیں۔ ایک
لڑکی بولی۔

"یہ لوگ ہمیں پھر پکڑ لیں گے۔ انہوں نے ہمارے
تمام گھر والوں کو مار ڈالا ہے۔ ہم اپنے گھروں
میں گئیں تو یہ وہاں بھی آ جائیں گے۔"

شکالی نے انہیں تسلی دی اور کہا۔

"فکر نہ کرو میری بہنو! تم اچھی طرح جانتی ہو
کہ میں تمہارے بادشاہ اچھال کی بیٹی ہوں۔
خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے دوستوں کے
ساتھ تمہیں بچا کر یہاں تک لانے میں کامیاب
ہو گئی ہوں۔ اب تم یہاں سے دور، پہاڑ کی دوسری
جانب جھیل کے کنارے ایک خفیہ مقام پر اس

وقت تک چھپی رہو گی جب تک کہ ہم اس آدم خور
قبیلے کو ختم کر کے اس قبیلے پر قبضہ نہیں کر لیتے۔
آؤ ہمارے ساتھ۔ ہمیں صبح ہونے سے پہلے پہلے
پہاڑ کی دوسری جانب پہنچنا ہے۔"

اب شکالی ان کی راہ نمائی کر رہی تھی۔

عنبر اور کیٹی اس کے پیچھے تھے اور ان کے پیچھے ساٹھ
ستر لڑکیوں کا جلوس ٹولیوں کی شکل میں اندھیرے پہاڑی
جنگل کی چڑھائی چڑھ رہا تھا۔ شکالی نے لڑکیوں سے کہا۔

"جتنی جلدی چل سکتی ہو چلو۔ کیونکہ اگر صبح ہونے
سے پہلے دشمن کو تمہارے فرار کا علم ہو گیا تو وہ
خلائی ہتھیار لے کر پیچھے سے حملہ کر دیں گے اور
شاید تم سب کو بچانا ہمارے لیے ناممکن ہو جائے۔"

لڑکیوں نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو شکالی۔ ہم کہیں سانس لینے کے
لیے بھی نہیں رکیں گی۔"

اور لڑکیوں نے ایسا ہی کیا۔ پیچھے موت لگی ہو تو انسان
کیا کچھ نہیں کرتا۔ لڑکیاں تیزی سے پہاڑ کی چڑھائی چڑھ رہی
تھیں۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر یہ لوگ پہاڑ کی چوٹی پر
پہنچ گئے۔ اب ڈھلان یعنی پہاڑ کی اترائی شروع ہو گئی۔ یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفر آسان تھا۔ مگر اترائی اترتے وقت انہیں زیادہ وقت لگ گیا۔

بڑی مشکل سے وہ گرتے پڑتے جھیل کے پاس آ گئے۔ شکالی انہیں لے کر جھیل کے کنارے کنارے جنوب کی طرف چل پڑی۔ یہاں اتنے گھنے درخت تھے کہ انہیں راستہ بنانا مشکل ہو رہا تھا۔ پھر بھی وہ آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ شکالی سے عنبر نے پوچھا۔

"کتنی دور رہ گئی ہے تمہاری خفیہ کمین گاہ؟"

شکالی بولی۔

"اس گھنے جنگل کے درمیان میں ہے"

شکالی نے چلتے چلتے عنبر اور کیٹی کو بتایا کہ اس جنگل کے وسط میں اس کے باپ نے اپنے دادا کے لیے ایک مقبرہ بنایا تھا۔ جو زمین کے اندر ہے۔ ہم ان لڑکیوں کو وہاں چھپا کر رکھیں گے۔ کیٹی نے کہا۔

"کیا یہ مقبرہ اتنا بڑا ہے کہ اتنی ساری لڑکیاں وہاں آ جائیں؟"

شکالی کہنے لگی۔

"یہ مقبرہ زمین کے اندر کافی پھیلا ہوا ہے"

عنبر نے پوچھا۔

"ان لڑکیوں کی خوراک کا کیا بندوبست ہو گا؟"

شکالی نے کہا۔

"مقبرے کے ایک ائیر بکس میں ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے خوراک کی گولیوں کا بہت بڑا ذخیرہ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس مقبرے کو دو ایک بلد شاہی خاندان نے ایک دشمن خلائی مخلوق کے حملے کے وقت پناہ کے طور پر استعمال کیا تھا۔ میں اپنے خاندان کے ساتھ ہی اس مقبرے میں گئی تھی"

"یہ خوراک کی گولیاں دو سو انسانوں کے لیے ایک ماہ تک کافی ہیں"

کیٹی نے کہا۔

"کیا عنبر تمہارے والد اور اس کا مشیر بھی اسی مقبرے میں چھپے ہوئے ہوں"

شکالی نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"کاش ایسا ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ اگر میرے والد دادا کے مقبرے پر گئے ہوتے تو شاہی محل میں ان کے کمرے کا پلنگ الٹا کر دیا گیا ہوتا۔ یہ ہمارے خاندان کی خاص نشانی ہے کہ اگر کسی مصیبت یا گڑبڑ میں پھنس کر شاہی خاندان کا کوئی آدمی خفیہ مقبرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں جاتا ہے تو وہ اپنے کمرے کا پلنگ اُٹھا کر دیتا ہے تاکہ مدد کو آنے والے شاہی خاندان کے آدمیوں کو ان کا پتہ چل سکے۔ میں نے شاہی محل میں اپنے والد کے کمرے میں جاتے ہی سب سے پہلے پلنگ کو دیکھا تھا۔ وہ سیدھا پڑا تھا۔"

یہ قافلہ صبح ہوتے ہی جنگل میں خفیہ مقبرے پر پہنچ گیا۔ اس مقبرے کے اوپر ایک چھوٹا سا ٹیلہ تھا۔ اس ٹیلے میں سے ایک پوشیدہ سُرنگ نیچے مقبرے میں جاتی تھی۔ ساری کی ساری لڑکیاں، کیٹی اور عنبر جب سُرنگ میں سے گزر گئے تو شکالی نے خفیہ بٹن دبا کر سرنگ کا دروازہ بند کر دیا۔

مقبرہ اگرچہ زمین کے اندر تھا مگر کافی کھلا تھا۔ چھت بھی اونچی تھی۔ لڑکیاں تھکان سے نڈھال ہو رہی تھیں۔ شکالی نے دیوار میں بنے ہوئے ایک ہوا بند بکس میں سے خوراک کی گولیاں نکال کر سب کو کھانے کو دیں۔ گولیاں کھانے سے اِن کی بھوک اور پیاس ختم ہو گئی اور جسموں میں پھر سے طاقت آ گئی۔ اب عنبر نے اِن لڑکیوں سے کہا کہ وہ سب آرام سے رہیں۔ اس کے بعد عنبر نے شکالی اور کیٹی سے ایک میٹنگ کی اور انہیں کہا۔

"اب تم لوگوں کا میرے ساتھ جانا ٹھیک نہیں ہیں

اکیلا ہی واپس جاؤں گا۔ مجھے ناگ کا بھی کھوج لگانا ہے۔ اور شکالی کے باپ کا بھی پتہ معلوم کرنا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"عنبر بھیّا! اگر تمہیں شکالی کا باپ قلعے میں کہیں مِل بھی گیا تو اِسے کیسے یقین آئے گا کہ تمہیں اس کی بیٹی نے بھیجا ہے؟"

شکالی نے اپنی ایک ایلومونیم کی انگوٹھی اتار کر عنبر کو دی اور کہا۔

"یہ انگوٹھی ہمارے خاندان کی خاص نشانی ہے اور میرے باپ نے مجھے خاص طور پر بنا کر دی تھی۔ یہ انگوٹھی میرے باپ کو دکھاؤ گے تو اِسے یقین آجائے گا کہ تم اِس کے ہمدرد ہو اور تمہیں میں نے ہی بھیجا ہے۔"

عنبر نے انگوٹھی اپنی چھنگلی میں پہن لی۔ ایک خلائی گن اس نے شکالی اور کیٹی کے پاس ہی رہنے دی۔ ایک خلائی گن اپنے پاس رکھی اور انہیں دوبارہ مقبرے کے اندر ہی رہنے کی ہدایت کر کے زیرِ زمین مقبرے سے باہر نکل آیا۔

جنگل میں دن نکل چکا تھا۔ سورج کی روشنی اور دھوپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاروں طرف پھیلی تھی. عنبر نے خلائی قبیلے والوں کا سوٹ پہن رکھا تھا. وہ اس لباس سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ شہر میں کسی مکان کے اندر جا کر کوئی دوسرا لباس تیار کر کے پہنے. چنانچہ وہ جھیل کے کنارے آکر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہر اسی طرح ویران پڑا تھا. لاشیں آہستہ آہستہ ہڈیوں کا پنجر بننے لگی تھیں۔ چوڑی گلیوں اور کشادہ بازاروں میں کوئی جاندار بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ عنبر کچھ دیر ویران شہر میں پھرتا رہا۔ اتنے میں آسمان پر خدا جانے کدھر سے کالے کالے بادل آگئے۔ ان بادلوں نے سورج کو چھپا لیا۔ شہر پر ہلکا ہلکا اندھیرا چھا گیا۔ بادلوں میں دھیمی دھیمی گرج پیدا ہونے لگی، اور پھر بارش شروع ہو گئی۔ عنبر اس سیارے سینا تھون میں پہلی بار بارش دیکھ رہا تھا۔

یہ بارش بالکل ہماری زمین کی طرح ہو رہی تھی۔ عنبر ایک گلی میں سے گزر رہا تھا۔ جس کے گھروں کے دروازے کھلے تھے اور ٹوٹا پھوٹا سامان ادھر اُدھر بکھرا ہوا تھا۔ بارش سے بچنے کے لیے عنبر ایک مکان میں داخل ہو گیا۔ اس مکان کا کمرہ بکھرا تھا۔ فرش پہ سبز رنگ کا قالین سا بچھا تھا جس پہ گھر کے برتن وغیرہ بکھرے ہوتے تھے۔ خلائی قبیلے والوں نے یہاں بڑی تباہی مچائی تھی. گلی میں بھی کئی ایک لاشوں کے پنجر ابھی تک پڑے تھے. مکان میں کوئی لاش نہیں تھی.

تھوڑی دیر بعد بارش رُک گئی. عنبر مکان سے نکل کر گلی میں آیا اور چوک کی طرف چلنے لگا۔ جونہی وہ چوک میں آیا اس پر ایک مکان کی دیوار کے پیچھے سے ایک خلائی آدمی نے فائر کر دیا۔ گن میں سے شعاع نکل کر سیدھی عنبر کے سینے پہ پڑی۔

وہ ایک دھکا لگنے سے زمین پہ گر پڑا۔ اِسے یقین تھا کہ وہ مر نہیں سکتا. عنبر مرا نہیں تھا۔ لیکن اس کی دونوں ٹانگیں آپس میں قریب آتے آتے جُڑ گئیں۔ عنبر نے انہیں الگ کرنے کی بہت کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا. اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں بازو اوپر کو اُٹھ گئے اور جسم پہ سیاہ نوکیلے بال نمودار ہونے لگے۔ اس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر دوڑنے کی کوشش کی مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ خلائی قبیلے والا انسان بھی دُور کھڑا اِسے حیرت سے تک رہا تھا۔ اس نے عنبر پہ ایک اور فائر جھونک دیا۔

گن کی شعاع دوسری بار عنبر کے جسم کو لگی تو وہ انسانی قد کا سیاہ کالا بچھو بن گیا۔ اس کے بازوؤں کے اوپر دو بڑے بڑے پَر نکل آئے۔ عنبر کا ذہن بھی بچھو کا ذہن ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا۔ اِسے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ عنبر ہے اور ناگ کی تلاش میں آیا ہے۔

خلائی انسان نے جب عنبر کو بچھو بنتے دیکھا تو اس کے طوطے اُڑ گئے۔ اس نے عنبر بچھو پہ ایک اور فائر کر دیا۔ اس فائر کی شعاع بچھو عنبر کے جسم سے لگتے ہی واپس ہو کر خلائی انسان کے جسم میں جا کر لگی اور وہ شعلے کی طرح بھڑک کر راکھ ہو گیا۔ عنبر کے جسم پہ خلائی گن کی شعاع کا کیمیاوی اثر کچھ ایسا ہوا تھا۔ کہ وہ انسان سے اُڑنے والا انسانی سائیز کا بچھو بن گیا۔ تھا۔ جب بچھو بن جانے کے بعد اِس پہ خلائی شعاع پھینکی گئی تو وہ اس کے جسم سے ٹکرا کر واپس خلائی انسان کے جسم سے ٹکرا کر اِسے بھسم کر گئی۔

عنبر بچھو کی دونوں ٹانگیں آپس میں جڑ کر اس کی دم بن گئی تھی۔ جس میں زہر بھرا تھا۔ وہ دیوانہ وار اپنے دونوں بازو چلا رہا تھا۔ عنبر بچھو کو خلائی انسان سے دشمنی ہو گئی۔ اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ زرد لباس والے خلائی انسان اس پہ فائر کر کے اِسے بچھو بنایا ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

عنبر بچھو یہ تو بھول گیا کہ وہ عنبر تھا اور ناگ اور شکالی

کے باپ اچھال کی کھوج میں نکلا تھا۔ اِسے یہی یاد رہا کہ زرد لباس والے خلائی انسان اِس کے دشمن ہیں۔ عنبر بچھو ویران سڑک پر آیا تو سامنے سے چار زرد لباس والے خلائی انسان نظر آئے۔ انہوں نے بھی سڑک پہ ایک انسانی سائیز کے خوف ناک بچھو کو دیکھا تو چاروں نے اِس پہ اپنی گن سے فائر کر دیا۔ چاروں گنوں کی شعاعیں عنبر بچھو کے جسم سے ٹکرا کر واپس گولیوں کی طرح خلائی انسانوں سے ٹکرائیں اور چاروں کے چاروں شعلے بن کر بھڑک اُٹھے۔

عنبر بچھو کے منہ سے ایک ڈرا دینے والی غراہٹ کی آواز نکلی اور وہ دوسرے چوک کی طرف چلنے لگا۔ وہ سڑک پر بڑے بچھو کی طرح چل رہا تھا۔ اب ایسا ہوا تھا کہ ساری کی ساری لڑکیوں کے بھاگ جانے اور کئی پہرے داروں کی ہلاکت کے بعد قلعے کا حکمران چیف ناقن غصے سے تھر تھرانے لگا۔ اس نے حکم دے دیا کہ شہر میں جا کر لڑکیوں کو واپس لایا جائے اور جن لوگوں نے انہیں یہاں سے بھگایا ہے۔ انہیں ہلاک کر دیا جائے۔

قلعے کے اکثر زرد لباس والے خلائی انسان شہر میں آ گئے تھے اور لڑکیوں کو ویران شہر کے مکانوں میں تلاش کر رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر بچھو چوک میں پہنچا تو تین خلائی انسان وہاں بھی کھڑے
ے۔ انہوں نے جو ایک بہت بڑے بچھو کو آتے دیکھا تو
ہرا کر اس پر فائر شروع کر دیئے۔ اِن کا بھی وہی حشر
ا جو پہلے والے خلائی انسانوں کا ہوا تھا۔ تینوں خلائی انسان
ر بچھو کے جسم سے واپس لوٹتی قاتل شعاعوں کے پگھلنے سے
ک بھسم ہو گئے تھے۔

یوں عنبر بچھو نے سارے شہر میں گھوم پھر کر اپنے
ارے دشمنوں کو ختم کر دیا۔ اب اپنے پَروں کی مدد سے
نے ہوا میں اُڑنا شروع کر دیا۔ وہ شاہی محل کے
پر آگیا جو ویران پڑا تھا۔ یہ شکالی کے باپ اچھال کا
ں تھا۔ عنبر بچھو کو دو زرد لباس والے خلائی انسان محل کی
مت پر ایک بارہ دری کی طرف جاتے دکھائی دیئے۔ عنبر
چھو اُڑتے اُڑتے ان کے سروں پر آگیا۔

دونوں خلائی انسانوں نے اُڑنے والے بچھو کو دیکھا تو
ہشت زدہ ہو کر خلائی گنیں نکالیں اور اس پر فائر کر دیا۔
ہ فائر ان کی موت کا پیغام تھا۔ عنبر بچھو کو فائر کی شعاعیں
یں اور اس کے سیاہ بالوں والے جسم سے ٹکرا کر واپس
ونوں خلائی انسانوں کے جسموں سے واپس جا کر ٹکرائیں۔
ونوں کے جسم شعلے بن کر بھڑک اٹھے۔

عنبر بچھو نے اب سارے شہر کے اوپر اُڑنا شروع
کیا۔ وہ ڈھونڈھ کر زرد لباس والے خلائی انسانوں کو
بھسم کرنے لگا۔ اب شہر میں کوئی خلائی انسان باقی نہیں رہا
تھا۔ چیف ناتھن نے قلعے سے زرد لباس والے خلائی انسانوں
کی جتنی فوج بھیجی تھی وہ سب کی سب عنبر بچھو کے ہاتھوں
ختم ہو گئی تھی۔ عنبر بچھو اُڑتا اُڑتا پہاڑ کی طرف چلا۔
وہ جیل کے اوپر سے گزر گیا۔ سامنے بہت اونچا پہاڑ تھا۔
اس پہاڑ کی دوسری طرف وادی میں خلائی قبیلے کے چیف
ناتھن کا چٹانی دیواروں میں گھرا ہوا قلعہ تھا۔ ایک خلائی
انسان نے جو عنبر بچھو سے بچ گیا تھا۔ چیف ناتھن کو قلعے
میں مکمل کر دیا تھا کہ کسی سیارے سے ایک بہت بڑا
بچھو یہاں آگیا ہے جس نے ہمارے سارے آدمیوں
کو مار ڈالا ہے۔ میں بڑی مشکل سے جان بچا سکا ہوں۔
چیف ناتھن نے اسی وقت ہنگامی حالات کا اعلان کر
دیا تھا۔

قلعے کی دیواروں کے اوپر برجوں میں مورچے تھے۔
وہاں چار چار خلائی پہرہ داروں کے دستے لگا دیئے تھے۔
قلعے کا بڑا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ چیف ناتھن خود
قلعے کی چھت پر محل کے سب سے مضبوط کمرے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس طرح چھپ کر بیٹھ گیا تھا کہ وہ باہر کا سارا منظر دیکھ سکتا تھا مگر اِسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

جب عنبر بچھو قلعے کے اوپر پہنچا تو نیچے سے اس پر فائر ہوا۔

خلائی گنوں میں سے شعاعیں نکل کر عنبر بچھو کے جسم پر پڑیں۔ یہ شعاعیں عنبر بچھو کے نوکیلے بالوں سے ٹکرا کر واپس ان خلائی سپاہیوں کے جسموں سے جا کر ٹکرائیں۔ جنہوں نے یہ فائر کیے تھے۔ یہ سارے کے سارے سپاہی آگ کے شعلے بن کر ختم ہو گئے۔ چیف ناتھن نے جب یہ حالت دیکھی تو اسی وقت اعلان کر دیا کہ اِس بچھو پر فائر نہ کیا جائے۔ عنبر بچھو قلعے کے اوپر دو تین چکر لگا کر نیچے محل کی چھت پر اُتر آیا۔ وہ چھت پر اِدھر اُدھر رینگنے لگا پھر وہ ہوا میں اُڑتا ہوا شاہی محل کے باغ میں اُتر گیا۔

یہاں خلائی سپاہی چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے عنبر بچھو پر پتھروں کی بارش کر دی۔ عنبر بچھو کے جسم سے ٹکراتے ہی پتھروں کو آگ لگ جاتی اور وہ جل کر راکھ ہو جاتے۔ سپاہی پریشان ہو گئے۔ کیونکہ عنبر بچھو نے [illegible] تھا اور اب وہ اِن پر حملہ کرنے آ رہا تھا۔ مگر اِن میں سے دو سپاہیوں کو عنبر بچھو

اپنے بازوؤں میں جکڑ کر ڈس گیا۔ اِن سپاہیوں کے جسموں میں عنبر بچھو کے زہر سے اتنی گرمی پیدا ہوئی کہ وہ پگھل کر بھاپ بن کر اُڑ گئے۔

اچانک عنبر بچھو کو ناگ کی خوشبو آئی۔ یہ خوشبو ہلکی ہلکی تھی۔ عنبر کا دماغ بچھو کا دماغ تھا مگر اس میں دھندلی دھندلی سی انسانی یادداشت بھی تھی۔ ناگ کی خوشبو نے اسے کچھ یاد کرایا۔ اِسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ کسی دوست کی خوشبو ہے مگر یہ دوست ناگ ہے اتنا عنبر بچھو کو احساس نہیں تھا۔

وہ اپنے دوست کی خوشبو کی طرف بڑھا۔

ناگ پتھر کے عقاب کی شکل میں چیف ناتھن کے تاج پر [illegible] بیٹھا تھا۔ اِسے بھی عنبر کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے [illegible] لگی تھی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تاج چیف ناتھن شاہی محل کے خفیہ کمرے میں اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔ مکار عورت چھونکی بھی اِس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ یہ وہ چڑیل عورت تھی جو چیف ناتھن کو خاص طور پر لڑکیوں کو مجنون کر پیش کیا کرتی تھی۔ عنبر بچھو ناگ کی اپنے کسی گمنام دوست کی خوشبو محل کے [illegible] رے سے آ رہی تھی۔ وہ اِس کمرے کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چیف ناتھن نے انسان جتنے بڑے بچھو کو اپنے شاہی محل کے عقبی کمرے کی دیوار کی طرف آتے دیکھا تو سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس پر ہلاک کر دینے والا زہریلا مادہ پھینکا جائے۔ خلائی سپاہی اسی وقت زہریلے مادے کی پچکاریاں لے آئے اور انہوں نے دیوار کے اوپر کھڑے ہو کر عنبر بچھو پر اس کی پھوار ڈالنی شروع کر دی۔ عنبر بچھو پر زہریلے مادے کی پھوار گری تو اس نے جھلا کر اپنے جسم کو زور سے جھٹکا دیا۔ اپنے بالوں کو جھٹکا۔ پھر اپنی مقناطیسی لگامیں ان پچکاریوں پر جما دی جن سے زہریلی پھواریں نکل رہی تھیں۔ ایک دھماکے کے ساتھ ان زہریلی پچکاریوں۔ اور جنہوں نے یہ پچکاریاں تھام رکھی تھیں انہیں آگ لگ گئی۔ ہر طرف شور مچ گیا۔ خلائی سپاہی ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ عنبر بچھو کو ناگ نی اور ناگ کو عنبر کی دھیمی دھیمی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ بچھو اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں چیف ناتھن اور طوطے کی ناک والی چڑیل عورت چرنکی نے پناہ لے رکھی تھی۔ خونخوار بچھو کو اپنے محل کے کمرے کی طرف بڑھتے دیکھ کر چیف ناتھن نے دیوار کا بٹن دبایا اور اس کے شگاف میں اتر گیا۔ دوسری طرف جاتے ہی اس نے بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا۔

چڑیل عورت چرنکی چیختی چلاتی ہی رہ گئی۔ چیف ناتھن اسے اپنے ساتھ نہیں لے گیا تھا۔ اب وہ کمرے میں اکیلی تھی۔ اور موت۔ بچھو کی شکل میں اس کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس نے کئی معصوم لڑکیوں کا خون کیا تھا۔ اب قدرت اس سے اس کے ظلم کا بدلہ لینے والی تھی۔

عنبر بچھو کو اسی کمرے سے ناگ کی خوشبو آ رہی تھی جو اب اور زیادہ مدھم پڑ گئی تھی۔ بچھو نے کمرے کے دروازے پر اپنے دونوں آگے سے مڑے ہوئے ہاتھی کی سونڈ جیسے ہاتھ زور سے مارے۔ دروازہ ٹوٹ کر اندر کی جانب گر پڑا۔ اس کے سامنے طوطے کی ناک والی چڑیل کھڑی تھی۔ چرنکی نے خنجر اٹھا لیا تھا اور عنبر بچھو کو ہلاک کرنے کے لیے بالکل تیار کھڑی تھی۔

عنبر بچھو کے منہ سے سفید رنگ کی ایک پتلی سی تار نکل کر چڑیل عورت کے جسم پہ پڑی اور اس تار نے مکڑی کے جالے کی طرح ظالم عورت کو لپیٹنا شروع کر دیا۔ چرنکی کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ عنبر بچھو کو کچھ خبر نہیں تھی۔ کہ یہ عورت کون ہے اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ اس عورت کے ہاتھ میں خنجر تھا اور وہ اسے ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب چڑیل کا سارا جسم بچھو کے منہ سے نکلنے والی تار میں لپٹ گیا تو عنبر بچھو اس کی طرف بڑھا۔ چڑیل عورت بے بس ہو کر فرش پر پڑی تھی۔ بچھو اس کے پاس آکر اس پر جھک گیا۔ بچھو کا زہریلا سانس چڑیل عورت کے منہ سے ٹکرایا تو اس کے چہرے کا رنگ سانس کی گرمی اور زہر سے کالا پڑ گیا۔ عنبر بچھو نے گھوم کر اپنی دم سے چڑیل عورت کو ڈس دیا۔ ڈستے ہی چڑیل عورت کے جسم سے بھاپ اٹھنی شروع ہو گئی اور دیکھتے دیکھتے وہ ساری کی ساری بھاپ بن کر غائب ہو گئی۔

ظلم اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔ سچ ہے۔ جو کسی پر ظلم کرتا ہے۔ قدرت اسے کبھی معاف نہیں کرتی۔ اسے ایک نہ ایک دن اس ظلم کی سزا مل کر رہتی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم کسی پر ظلم نہ کریں۔ ایک دوسرے سے پیار و محبت کا سلوک کریں اور امن و سلامتی سے رہیں۔

عنبر بچھو نے دیوار کو سونگھا۔

(ناگ کی) اس کے دوست کی خوشبو اسی دیوار کی دوسری طرف سے آرہی تھی۔ عنبر بچھو نے پیچھے ہٹ کر دیوار کو زور سے ٹکر ماری۔ دیوار دوسری طرف نیچے اترتی سیڑھیوں پر گر پڑی۔ عنبر بچھو چھلانگ لگا گیا۔ سیڑھیوں کی دوسری

طرف پہاڑیوں کے درمیان ایک گہرا تنگ راستہ ایک وادی کی طرف چلا گیا تھا۔ عنبر بچھو یہاں ہوا میں اوپر اٹھا اور اڑتا ہوا گہری گھاٹی کے اوپر سے گزر کر پہاڑی کی دوسری طرف وادی میں آ گیا۔ یہاں عنبر بچھو نے دیکھا کہ ایک آدمی جس نے سر پر سیاہ عقاب والا تاج پہن رکھا ہے ایک شیشے کی بلبلہ نما گاڑی میں بیٹھا بڑی تیز رفتاری سے چلا جا رہا ہے۔ گاڑی زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر اڑ رہی تھی۔ عنبر بچھو کو اس گاڑی میں سے اپنے دوست ناگ کی خوشبو آ رہی تھی اس نے غوطہ لگایا اور گاڑی کے بلبلے کے اوپر آ گیا۔

اس گاڑی میں چیف تاتھن بیٹھا اسے چلا رہا تھا۔ وہ قلعے سے ایک محفوظ مقام کی طرف فرار ہو رہا تھا۔ اس نے بہت بڑے اڑن بچھو کو اپنی گاڑی کے اوپر دیکھا تو گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔ وہ بچھو پر فائر کر کے خود آگ کے شعلوں میں مجسم نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اس نے کئی سپاہیوں کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ لیا تھا۔ گاڑی کی رفتار اتنی تیز ہو گئی کہ وہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہو کر ہوا میں اڑنے لگی۔

عنبر بچھو کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ بچھو ایک چکر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا کر گاڑی کے سامنے آگیا۔ نیچے ہو کر اس نے گاڑی کو ٹکر مار دی۔ گاڑی کا بلبلہ پھٹ گیا اور گاڑی اُلٹ گئی۔ چیف ناتھن اچھل کر باہر گرا۔ اس کا تاج بھی دُور جا پڑا۔ سیاہ عقاب کا بت تاج سے الگ ہو کر زمین پر اوندھے منہ پڑ گیا۔

عنبر بچھو کو اسی سیاہ عقاب میں سے ناگ کی خوشبو آتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سیاہ عقاب کے قریب آیا تو چیف ناتھن نے گھبراہٹ میں اپنی جان بچانے کے لیے عنبر بچھو پر بے اختیار فائر کر دیا۔ یہ فائر اس کی اپنی موت کا فائر تھا۔ غلافی گن کی شعاع بچھو کے بالوں سے ٹکرا کر واپس چیف ناتھن کے جسم سے ٹکرائی اور وہ شعلے کی طرح بھڑک کر بھسم ہو گیا۔

عنبر بچھو زمین پر رینگتا ہوا سیاہ شیشے کے عقاب کے پاس آگیا۔ اس عقاب میں سے اُسے اپنے کسی دوست کی خوشبو آ رہی تھی۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں اپنی آنکھوں سے اِسے تک رہا تھا۔ ناگ کو بھی اس بچھو میں سے عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عنبر پر کوئی حادثہ گزرا ہے۔ مگر نہ ناگ اس سے کوئی بات کرنے کے قابل تھا اور نہ عنبر ہی ناگ سے کچھ پوچھ سکتا تھا۔ بلکہ عنبر تو ناگ کو پہچان بھی نہیں رہا تھا۔ وہ تو محض اس لیے اس کے پاس آ گیا تھا کہ اسے سیاہ شیشے کے عقاب میں سے دوستانہ

خوشبو آ رہی تھی۔ اس کی حالت بالکل اس جانور کی طرح تھی جو اپنے مالک یا اپنے کسی ہمدرد محبت کرنے والے کی بُو محسوس کر کے اس کے پاس آ جاتا ہے اور اِسے کچھ نہیں کہتا۔ عنبر بچھو نے ناگ عقاب کو اپنے دونوں اگلے مڑے ہوئے ہاتھوں سے زمین پر سے اُٹھایا اور اپنے سر پر رکھ کر ہوا میں اُڑ گیا۔

ناگ کا دماغ پورا کام کر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ عنبر کی یادداشت گم ہو چکی ہے اور وہ اُسے نہیں پہچان رہا۔ محض اس کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہے۔ ناگ بھی کوئی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ اپنی جون بھی نہیں بدل سکتا تھا۔ عنبر سے کوئی بات بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اِسے پھر سے انسانی شکل میں بھی نہیں لا سکتا تھا۔ ناگ کو کیٹی اور شکالی کا خیال آنے لگا کہ اگر عنبر بچھو بن گیا ہے تو ضرور اِن دونوں پر کوئی مصیبت آن پڑی ہو گی۔ وہ نہ جانے کس حالت میں کہاں ہوں گی۔ ناگ انہیں پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ کر گیا تھا کہ خود مشکل میں گرفتار ہو گیا۔

عنبر بچھو ناگ عقاب کو لے کر ہوا میں اڑا جا رہا تھا۔

جب وہ جھیل کے اوپر پہنچا تو اِسے پانی کی سطح میں سے کوئی شے اُبھر کر باہر نکلتی نظر آئی۔ یہ ایک سفید بلبلہ سا تھا جس کے اوپر ایک لمبی نلکی لگی ہوئی تھی۔ عنبر بچھو نے اِسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غور سے دیکھا اور اس کے اوپر جھکنے لگا نے لگا۔ عنبر کو بچھو بننے کے بعد یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ وہ شکالی اور کیٹی کو لڑکیوں کے ساتھ پہاڑیوں کے درمیان شکالی کے دادا کے زیر زمین مقبرے میں چھوڑ آیا ہے۔

جھیل کے پانی میں سے باہر کو نکلے ہوئے بلبلے کی نلکی نے دائیں بائیں گردش کرنا شروع کیا۔ عنبر بچھو ہوا میں اوپر ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد بلبلہ اوپر کو ابھرنے لگا۔ پھر ایک بند آبدوز کشتی پانی کی سطح پر آ گئی۔ یہ چاندی کی طرح چمک رہی تھی۔ عنبر بچھو اس کا پتہ چلانے کے لیے اس پر اترنے لگا۔ تو آبدوز کشتی جلدی سے پانی کے اندر ڈبکی لگا گئی۔ عنبر بچھو بھی اس کے ساتھ ہی پانی میں اتر گیا۔ ناگ عقاب بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔

جھیل کے پانی میں آبدوز ایک طرف تیرتی چلی رہی تھی۔ عنبر بچھو اس کے اوپر چپٹا ہوا تھا۔ آبدوز میں سے کسی نے اس پر فائر نہیں کیا تھا۔ آبدوز کشتی جھیل کے اندر ایک غار میں داخل ہو گئی۔ غار میں ایک جگہ کشتی رُک گئی۔ عنبر بچھو نے دیکھا کہ غار کے اوپر آتش فشاں پہاڑ کی طرح ایک چوڑا سوراخ چوٹی تک چلا گیا تھا۔ عنبر اڑتا ہوا اس سوراخ میں بلند ہوتا پہاڑ کی چوٹی پر آ گیا۔ یہ پہاڑ جھیل کے باہر نکلا ہوا تھا۔ اس

کے چاروں طرف جھیل کا پانی پھیلا تھا۔ عنبر بچھو وہیں پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ ناگ عقاب کو اس نے سر پر سے اتار کر اپنے سامنے رکھ لیا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دو آدمی جنہوں نے لمبے لمبے چغے پہنے ہوئے تھے پہاڑ کے سوراخ کی سیڑھی چڑھ کر اوپر آئے۔ انہوں نے بچھو کو دیکھا تو ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ اِن کے ہاتھوں میں خلائی گنیں تھیں۔ بچھو کو سخت غصہ آ گیا۔ وہ خلائی گن کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ وہ پھنکارا۔ ایک آدمی فائر کرنے ہی والا تھا کہ دوسرے نے اُسے فوراً روک دیا۔

"ٹھہرو"

پھر اس نے حیرانی سے کہا۔

"اس بچھو کے ہاتھ میں میری بیٹی کی انگوٹھی ہے"

آپ کو یاد ہو گا کہ جب عنبر زیر زمین مقبرے سے چلنے لگا تھا تو شکالی نے اُسے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتار کر دی تھی۔ کہ یہ میرے باپ کی دی ہوئی ہے۔ اِس انگوٹھی سے وہ تمہیں پہچان لے گا کہ تم اِس کے دوست ہو اور میں نے تمہیں بھیجا ہے۔ یہ انگوٹھی بچھو بننے کے بعد بھی عنبر کی انگلی میں پڑی ہی تھی۔ اِن آبدوز والے دو آدمیوں میں سے ایک سیاقون صیادے کا حکمران اور شکالی کا مغرور باپ اچھال تھا اور دوسرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا مشیر ڈلانگ تھا۔ یہ دونوں خلائی تھپیڑے کے حملے کے بعد اس آبدوز میں بیٹھ کر یہاں آکر چھپ گئے تھے۔ اب جو اچھال نے بچھو کے ہاتھ میں اپنی بیٹی کی انگوٹھی دیکھی تو دنگ سا ہو کر رہ گیا۔ عنبر بچھو بھی اچھال کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اس نے حملہ نہیں کیا تھا۔ اچھال نے بلند آواز میں عنبر بچھو سے پوچھا۔

"تم اصل میں کون ہو؟"

○

اس کے بعد کے سنسنی خیز حالات اور عنبر بچھو اور ناگ عقاب کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات عنبر ناگ ماریا کی واپسی کی قسط نمبر ۱۰۴ میں پڑھیئے جس کا نام "خلائی کمرہ" ہے۔

○

میرے نام

پیارے انکل خوش رہیں یونہی صدا کہانیاں اچھی لکھیں

السلام علیکم۔

انکل کہانی بہت دیر بعد ملی "عنبر ہوشیار" بہت مزے دار اور لطف اندوز تھی اب انکل اگر عنبر ناگ ماریا کیٹی کا سفر خلاء میں شروع ہو گیا تو بڑا مزا آئے گا۔ انکل بے فکر رہیں میں اپنی پڑھائی سے غافل نہیں رہوں گی۔ انکل نہ میں عنبر ناگ کی کہانیاں چھوڑ سکتی ہوں اور نہ ہی پڑھائی۔ انکل میں نے اس امتحان میں تینوں سیکشنوں میں اوّل پوزیشن لی ہے اور ۵۵۰ میں سے ۴۳۸ نمبر حاصل کیے ہیں اور انشاء اللہ ایک دن لائق بن کر ملک اور قوم کی خدمت کروں گی انشاء اللہ اور اللہ کرے آپ بھی یونہی عنبر ناگ کی قسطیں لکھتے رہیں۔ (آمین)

فقط ثروبہ احسان بٹ

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ کیونکہ آپ کے ساتھ آپ کے لاکھوں پڑھنے والوں کی دعائیں ہر وقت شامل رہتی ہیں۔

اس مہنگائی کے زمانے میں کسی کو یہ پتہ چل جائے کہ اس کی یہ چیز عوام میں مقبول ہو رہی ہے تو وہ اس کتاب یا اس سلسلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی قیمت کو آہستہ آہستہ اوپر اٹھائے گا۔ یعنی پہلے ۵ روپے پھر ۱۰ روپے پھر ۱۲ روپے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو یہ جانتے ہیں کہ آپ کی یہ داستان (عنبر ناگ ماریا) کتنی مقبول ہو رہی ہے پھر بھی اپنی کتاب کی قیمت میں تھوڑا بہت فرق بھی نہیں کیا ہے یعنی (۵/۷) اس سے آپ کی ذہنی کیفیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ان لوگوں کی فہرست میں شامل نہیں ہیں اور یہی آپ کی مقبولیت کا سب سے بڑا راز ہے۔

بعض مصنفین حضرات اپنی ناولوں کو خاص طور پر بچوں وغیرہ کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے اپنی کہانیوں میں عریانیت، جاسوسی اور تخریب کاری کے نئے نئے اور جدید طریقوں سے روشناس کراتے ہیں کہ جن کو پڑھ کر بچے وغیرہ اُن غلط طریقوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کہ مصنف نے بڑی آسانی سے اپنی ناول میں لکھ دیا ہے۔

خیر پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی کہ جس طرح ہر دور میں اچھے اور بُرے دونوں ہی ساتھ رہے ہیں۔ بعض ان میں اچھے مصنفین ہیں جو کہ بہت اچھا لکھتے ہیں کہ جن کا نام لوگ عزت سے لیتے ہیں۔ آپ بھی انہی اچھے لوگوں کی فہرست میں شامل ہیں۔ یہ میں آپ کو صرف چڑھا نہیں رہا بلکہ سچائی بتا رہا ہوں۔ کہ واقعی آپ کی کہانیوں میں ایک اچھا ادب پڑھنے والا اپنے پسند کی ہر چیز تلاش کر سکتا ہے۔

آپ کو ملک بھر میں جو مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اور صرف آپ کی محنت اور اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔

(عنبر ناگ ماریا کی داستان بہت خوب اور بہترین انداز میں اپنے سفر کی طرف رواں دواں ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے دوسرے سائنس فکشن وغیرہ کے ناول میں بڑی ہی دلچسپی سے پڑھتا ہوں کیونکہ جب بھی میں آپ کی کوئی کہانی ختم کرتا ہوں مجھے یہ احساس نہیں ہوتا کہ میں نے یہ ایک یا دو گھنٹے بیکار چیز میں برباد کیے ہیں۔ بلکہ ان ایک دو گھنٹوں میں اپنی معلومات میں اضافہ ہوتے ہوئے محسوس کرتا ہوں۔

میری تو یہی خواہش ہے کہ آپ اسی طرح لکھتے رہیں اور ہم اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ آپ کی تاریخی اور سائنٹفک کہانیوں سے کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کرتے رہیں۔ شکریہ

فقط آپ کا پرستار اور ملنے کا متمنی سید سلمان سلیم

۲۷۹/۸ عزیز آباد، فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۱۔

ڈیئر انکل اے حمید آداب

ہم عنبر ناگ ماریا سیریز بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ ہمیں یہ سلسلہ بہت پسند ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم بھی انکل عنبر، انکل ناگ کے دور میں پہنچے ہوئے ہوں شاید آپ یقین نہ کریں۔ انکل کیا یہ فرضی کردار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں یا حقیقت میں ایسا ہے کیونکہ اسی بات پر ہم لوگوں کی بحث ہوتی ہے
ہم کہتے ہیں کہ یہ حقیقی کردار ہیں جبکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ فرضی کردار ہیں۔
انکل اگر یہ حقیقی کردار ہیں تو ہمیں ان سے ضرور ملوائیں کیونکہ ہمیں
عنبر ناگ ماریا سے ملنے کا بہت شوق ہے۔ اور ہمیں اُن کی مدد کی سخت
ضرورت ہے کیونکہ وہی ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ اُمید ہے آپ ہماری یہ
خواہش ضرور پوری کریں گے۔ خدا حافظ زاہد عباس انیس معرفت
مسٹر جاوید مکان ۲۵۴ چوک شیر باؤ پیٹھ منڈی روڈ مقام حیات سرگودھا۔

ڈیئر انکل اے حمید صاحب السلام علیکم

انکل میں آپ سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں اُمید ہے آپ جواب
ضرور دیں گے مگر پھر سوچتا ہوں آپ جیسے مصروف انسان کے پاس
اس بے مقصد خط کے لیے کیا ٹائم ہوگا مگر پھر بھی اللہ کے بھروسے پر خط
لکھ رہا ہوں اور آپ نے خود ہمیں اپنی ناولوں میں یہ تعلیم دی ہے
کہ مایوسی کفر ہے۔

سوال:- کیا ناگ عنبر ماریا کے کردار سچے ہیں اور کیا واقعی یہ سچی داستان
ہے۔ انکل آپ اس سوال کا مفصل جواب دے کر شکریے کا موقع
دیجیے۔ یقین کریں لائبریری کے تمام ممبران پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی عنبر ابھی
تک زندہ ہے کیا ناگ اور ماریا اب بھی دنیا میں موجود ہیں پلیز انکل
آپ جواب ضرور دیجیے گا۔ پھر میں آپ کے جواب کو لائبریری میں فوٹو سٹیٹ
کروا کر چسپاں کر دوں گا۔ انکل آپ جب بھی کراچی آئیں تو مجھے مطلع
کر دیجیے گا اور میری لائبریری پر ضرور آئیے گا۔ خدا حافظ

محمد اظہار الحسن۔ شمع لائبریری بازار گولیمار نمبر ۲۔ کراچی ۱۸

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا ٹیلی خادمیں

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۷/۵۰
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۷/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۷/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۷/۵۰

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ
۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالی کتاب

BOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

خطرناک خلائی کمرہ

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۵۰/۴ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول : ۱۹۸۵
ناشر: نیا مکتبہ اقرار ۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: تاجدین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

عنبر ناگ ماریا کے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے خلائی سفر کی ایک سو چوتھی قسط آپ کے سامنے ہے۔ آپ سب دوستوں کے پیارے پیارے خط مجھے برابر مل رہے ہیں اور میرا حوصلہ بڑھا رہے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی اور فخر ہے کہ اس زمانے میں جبکہ مارکیٹ میں اخلاق سے گرے ہوئے ناول بچوں کے لیے لکھے جا رہے ہیں میں آپ کے لیے عنبر ناگ ماریا کے خلائی سفر کی ایک ایسی کہانی لکھ رہا ہوں جس سے آپ تفریح کے ساتھ ساتھ اخلاقی سبق اور سائنس کی معلومات بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی میری زندگی کا مقصد ہے کہ بچے میری کتابوں سے اچھی اچھی باتیں سیکھیں۔ ایسی معلومات حاصل کریں جو ان کے ذہن اور جنرل نالج کو وسیع کرے اور آگے کالج میں اور پھر زندگی میں ان کے کام آئیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لونگا۔ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

آپ کا دوست

اے۔ حمید

این ۔ ۴۵۴ ۔ راوچین
سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ ویران چاند
○ خفیہ قبر
○ اڑتا لبادہ
○ ایٹم بموں کی تلاش
○ خطرناک خلائی کمرہ

ویران چاند

عنبر بچھو اسے تکتا رہا۔

شکالی کے باپ اچھال نے کہا:

"تم کو یہ انگوٹھی کہاں سے ملی؟ یہ میری بیٹی شکالی کی انگوٹھی ہے جس کو ایک خلائی مخلوق اغوا کرکے لے گئی تھی کیا تم کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہو؟"

شکالی کے نام سے عنبر کے ذہن میں حرکت سی پیدا ہوئی اس کی یادداشت نے کام کرنا شروع کر دیا۔ پہلے اسے کسی کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ اب وہ کچھ کچھ سمجھنے لگا تھا۔ جب شکالی کے باپ نے تیسری بار پوچھا:

"کیا تم میری بیٹی شکالی کو ملے ہو؟"

عنبر بچھو کو یہ سارا جملہ سمجھ میں آ گیا تھا۔ اس نے اپنا بچھو ایسا سر آہستہ سے ہلا دیا کہ ہاں سمجھ میں آ رہا ہے۔ اس کے پاس ہی ناگ بھی شیشے کے سیاہ عقاب کی شکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پتھر بنا بیٹھا تھا۔ والانگ یعنی اچھال کے مشیر نے شیشے کے عقاب کو دیکھ کر کہا:

"اچھال! میں نے سنا تھا کہ خونخوار قبیلے کے چیف ناتھن نے اپنے تاج میں شیشے کا ایک سیاہ عقاب لگا رکھا ہے۔ یہ بچھو اس کا عقاب کہاں سے لے آیا؟"

شکالی کا باپ اچھال بھی سیاہ عقاب کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر بولا:

"اے بچھو کی شکل کی مخلوق! تم کسی طرح مجھ سے بات کر سکتے ہو تو کرو۔ میں تمہارے اشارے بھی سمجھ لوں گا۔ میں خود خلائی مخلوق ہوں۔ بولو میری بیٹی کہاں ہے؟"

ناگ بھی سمجھ گیا تھا کہ یہ آدمی ہی شکالی کا باپ ہے اور وہ خوش ہوا کہ شکالی کا باپ ابھی زندہ ہے۔ یہی خوشی اب عنبر کو بھی ہو رہی تھی مگر وہ بچھو کی شکل میں بے بس اور جکڑا ہوا سا تھا۔ وہ نہ تو بول سکتا تھا۔ نہ لکھ کر اپنا مطلب بیان کر سکتا تھا۔ اب اسے ناگ کی خوشبو بھی بڑی تیز آنے لگی تھی۔ اسے کچھ یہ بھی سمجھ آ رہا تھا کہ وہ سیاہ شیشے کا عقاب اصل میں

ناگ ہی ہو۔ شکالی کا باپ اچھال بڑے غور سے عنبر بچھو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب عنبر بچھو نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ بچھو کی طرف آگے بڑھا۔ اس کے مشیر والانگ نے اسے بچھو کے قریب جانے سے منع کیا۔ مگر اچھال بولا: "مجھے بچھو کی آنکھوں میں ہمدردی نظر آ رہی ہے۔"

شکالی کا باپ عنبر بچھو کے پاس آ گیا۔ عنبر نے اس پر حملہ نہ کیا۔ ناگ بھی عقاب کی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اچھال نے بچھو کے ہاتھ کو آہستہ سے تھام لیا اور کہا:

"میں جانتا ہوں تم بچھو نہیں ہو اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم میری بیٹی کو مل چکے ہو۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں واپس انسانی شکل میں لانے کی کوشش کروں گا۔ کیا تم میرے ساتھ آؤ گے؟"

شکالی کا باپ پہاڑ کی چوٹی والے سوراخ میں سے نیچے اتر گیا۔ اس کے ساتھ اس کا مشیر والانگ بھی تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے عنبر بچھو بھی نیچے رینگنے لگا۔ ناگ عقاب کی شکل میں ابھی تک پہاڑ کی چوٹی پر ہی تھا۔ وہ حیران تھا کہ عنبر بچھو اسے ساتھ لے جانا کیوں بھول گیا ہے۔ وہ اکیلا تو اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ یہ سوچ ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا کہ اسے پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے جھپٹا مار کر اسے اُچک لیا۔

ناگ بوکھلا سا گیا کہ یہ اسے کس نے اوپر اٹھا لیا ہے۔ اس کی آنکھوں پر کالا کپڑا پڑا تھا اور وہ کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کسی نے اسے کالے تھیلے میں ڈال لیا تھا۔ اسے اتنا احساس تھا کہ وہ ہوا میں اڑا جا رہا ہے۔

دوسری طرف جب عنبر بچھو نیچے پہنچا تو اچانک ناگ کا خیال آیا۔ وہ تیزی سے رینگتا اوپر پہاڑ پر پہنچا۔ مگر وہاں ناگ کہیں نہیں تھا۔ ناگ کی خوشبو بھی غائب تھی۔ عنبر بچھو خاموشی سے نیچے اُتر گیا۔

شکالی کا باپ اچھال عنبر بچھو کو اپنے ساتھ لے کر غار کے اندر ایک کمرے میں لے آیا جو گول تھا اور جس کے درمیان ایک دو بڑے بڑے مرتبان رکھے تھے۔ شکالی کے باپ اچھال نے ایک مرتبان میں لوہے کا چمٹا ڈال کر جب باہر نکالا تو اس کے ساتھ نیلے رنگ کا چھوٹا سا بچھو چمٹا ہوا تھا جس کے جسم میں سے نیلے رنگ کی کرنیں نکل رہی تھیں۔

اچھال نے عنبر بچھو سے کہا،

"میرے دوست! یہ بچھو تمہارا علاج ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے ڈسنے سے تم اپنی اصلی حالت میں آ جاؤ گے۔"

یہ کہہ کر اچھال نے عنبر پر بچھو پھینک دیا۔ نیلے بچھو نے اسی وقت عنبر بچھو کو ڈنگ مار دیا۔ ڈنک مارتے ہی نیلا بچھو تو بھاپ بن کر اُڑ گیا۔ عنبر بچھو کے جسم کے سارے کالے نوکیلے بال جھڑ گئے۔ پھر اس کی دُم دو انسانی ٹانگوں میں تبدیل ہو گئی۔ پھر اس کے آگے کو مڑے ہوئے دونوں بازو سیدھے ہو گئے اور اس کا سر انسانی شکل اختیار کرنے لگا۔

اچھال اور دالانگ حیرت سے عنبر بچھو کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے عنبر بچھو کے روپ سے نکل کر اپنی اصلی انسانی شکل میں آ گیا۔ انسانی شکل میں آتے ہی عنبر کی یادداشت بھی واپس آ گئی۔ شکالی کے باپ نے عنبر سے پوچھا،

"میرے دوست! تم کون ہو اور تمہاری انگلی میں جو انگوٹھی ہے یہ میری بیٹی نے تمہیں کب دی تھی؟"

عنبر نے کہا،

"آپ کی بیٹی کو خلائی مخلوق اغوا کر کے ہماری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمین پر لے گئی تھی۔ ہم نے اسے وہاں سے اپنے ساتھ لیا اور آپ کے سیارے پر آ گئے۔ یہاں خلائی قبیلے کے حملے کی وجہ سے ہر طرف تباہی مچی تھی۔ اب میں نے بچھو کے روپ میں آتے ہی خلائی آدم خور قبیلے کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔"

اچھال نے سوال کیا کہ اس کی بیٹی شکالی اب کہاں ہے؟

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ شہر کی دوسری لڑکیوں کے ساتھ اپنے دادا کے زیر زمین مقبرے میں پناہ لیے ہوئے ہے۔ اچھال نے عنبر کو سینے سے لگا لیا۔

"میرے بچے! تم نے میری بیٹی کی جان بچا کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔"

مشیر ڈالانگ عنبر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اگر اس وقت عنبر ڈالانگ کی طرف دیکھتا تو اسے اس کی آنکھوں میں ایک گہری سوچ اور سازش نظر آتی۔ مگر وہ شکالی کے باپ سے باتیں کر رہا تھا۔ عنبر نے اپنے دوست ناگ کے بارے میں تشویش ظاہر کی کہ وہ نہ جانے پہاڑ کی چوٹی سے کہاں غائب ہو گیا ہے۔

اچھال نے عنبر اور ڈالانگ کو ساتھ لیا۔ بلبلے والی آبدوز کشتی میں سوار ہوئے اور جھیل کے دوسرے کنارے پر آ گئے۔ اب انہیں خونی قبیلے کے لوگوں کا ڈر نہیں تھا کیوں کہ عنبر نے انہیں یقین دلایا تھا کہ یہ دشمن ختم ہو چکا ہے۔ جب یہ لوگ زیر زمین مقبرے میں آئے تو شکالی اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ دونوں کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ ڈالانگ نے بھی شکالی کے سر پر ہاتھ پھیر کر پیار کیا مگر اس کے چہرے پر اب بھی گہری سوچ تھی۔ اچھال نے اپنے شہر کی ساری لڑکیوں کو تسلی دی کہ اب وہ آزاد ہیں اور آزادی سے اپنے اپنے گھروں میں رہ سکتی ہیں۔

اگرچہ ان لڑکیوں کے ماں باپ اور بوڑھے رشتے دار مر چکے تھے مگر اس سیارے پر موت کا اتنا غم نہیں منایا جاتا تھا۔ شکالی کا باپ اپنے شاہی محل میں آ گیا۔ لڑکیوں کو شہر میں ان کے گھروں میں پہنچا دیا گیا۔ دشمن خلائی قبیلے کے قلعے پر قبضہ کر لیا گیا۔ ایک بھی خلائی قبیلے کا آدمی یا سپاہی کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

عنبر نے جب کیٹ اور شکالی کو اپنے بچھو بن جانے کا واقعہ سنایا تو وہ دنگ رہ گئیں۔ عنبر نے کیٹ کو ناگ کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ شیشے کے عقاب کی شکل میں تھا اور پہاڑی پر سے کوئی اسے اٹھا کر لے گیا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی پریشان ہو گئی۔

"عنبر بھیا! ہمیں ماریا کی بھی ابھی تک کچھ خبر نہیں مل سکی۔ نہ جانے وہ کہاں اور کس حال میں ہو گی۔"

عنبر اور کیٹی اچھال کے شاہی محل کے ایک کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ شکالی اپنے باپ کے پاس چلی گئی تھی۔

وہ دیر تک ناگ اور ماریا کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ اس وقت انہیں سب سے زیادہ فکر ناگ کی تھی۔

کیٹی نے کہا:

"ہمیں ایک بار پھر اسی پہاڑ کی چوٹی پر جا کر پتہ کرنا چاہیے ہو سکتا ہے ناگ وہاں آ گیا ہو۔"

عنبر کہنے لگا:

"اگر اسے واپس آنا ہوتا تو وہ جاتا ہی کیوں؟ مجھے یقین ہے کہ ابھی اس سیارے پر دشمن مخلوق کے کچھ آدمی زندہ ہیں اور انہوں نے ہی ناگ کو اغوا کیا ہے۔"

کیٹی کے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہیں تھا کہ اگر دشمن یہاں پر موجود ہے تو ہمیں اس کا مقابلہ کرنا ہو گا۔

شکالی کے باپ اچھال نے سیارے کی حکومت سنبھال لی۔ اس کے کچھ دوسرے سپاہی بھی جو چھپ گئے تھے واپس آ گئے۔ شہر کا سارا نظام پھر سے چلنے لگا۔ کیٹی اور عنبر ہر روز ناگ کی تلاش میں جنگل میں کبھی جھیل کنارے اور کبھی پہاڑیوں پر جاتے مگر انہیں ناگ کا کوئی کھوج نہ مل سکا۔

ایک روز اچھال کے مشیر ڈالانگ نے عنبر کو بلایا اور بڑی راز داری سے کہا:

"عنبر بھائی۔ میں جانتا ہوں کہ تم اپنے دوست ناگ کے لیے کتنے پریشان ہو مجھے بھی اس کی بڑی فکر رہتی ہے۔ اب مجھے خیال آیا ہے کہ ہو سکتا ہے ناگ کو خلائی ڈاکو ہمارے چاند پر لے گئے ہوں۔"

عنبر نے دیکھا تھا کہ اس سیارے سیناتھون کا ایک چاند بھی ہے جو سیارے سے تھوڑی دور خلا میں موجود تھا۔ یہ زیادہ بڑا چاند نہیں تھا۔

عنبر بولا: "مگر ڈالانگ میں نے سنا ہے کہ یہ چاند ویران ہے۔ وہاں کوئی آبادی نہیں ہے۔ پھر یہ خلائی ڈاکو کہاں سے آ گئے؟"

ڈالانگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اصل بات یہ ہے کہ ہمارے بادشاہ اچھال کو ان باتوں کا علم نہیں ہے۔ ہمارے چاند پر ایک مخلوق آباد ہے جس کو ہمارے دادا پڑدادا خلائی ڈاکو کہا کرتے تھے۔ یہ لوگ ہمارے سیارے پر کبھی نہیں آئے مگر مجھے ڈر ہے کہ ضرور وہی تمہارے دوست ناگ کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔"

عنبر نے پوچھا:

"میں تمہارے چاند پر کیسے پہنچ سکتا ہوں؟"

دالانگ بولا: "اگر تم اس بات کو راز داری میں رکھو اور شکالی اور اس کے باپ اچھال کو نہ بتاؤ تو میں تمہیں چاند پر لے چلوں گا۔"

عنبر کہنے لگا:

"انہیں بتانے میں کیا حرج ہے؟"

دالانگ نے کہا:

"اگر انہیں پتہ چل گیا تو وہ ہمیں چاند پر نہیں جانے دیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" عنبر بولا: "میں کسی سے بات نہیں کروں گا۔"

دالانگ کچھ سوچ کر بولا:

"نہیں تو اپنی دوست سہیلی کیٹی کو بتا سکتے ہو۔"

"بلکہ تم اسے بھی اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔"

"ہاں۔ میں خود اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ ہم کب چلیں گے؟"

دالانگ کہنے لگا:

"کل رات کو تم اور کیٹی تیار رہنا میں خود تمہارے کمرے میں آ کر تمہیں ساتھ لے جاؤں گا۔"

عنبر بڑا خوش ہوا۔ اسے یقین تھا کہ سیناتھون کے چاند پر اسے ناگ کا کھوج ضرور مل جائے گا۔ اس نے کیٹی کو یہ منصوبہ بتایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئی۔ انہیں ایک لمحے کے لیے بھی دالانگ پر شک نہ ہوا کہ کہیں وہ ان کے ساتھ کوئی چال تو نہیں چل رہا۔

دوسرے دن رات کو وہ دالانگ کا بے تابی سے انتظار کرنے لگے۔ جب رات گہری تاریک اور سنسان ہو گئی تو دالانگ سیاہ لباس میں ملبوس، ایک بڑا سا لبادہ پیچھے لٹکائے ان کے کمرے میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ اس نے بریف کیس کھول کر دو سیاہ لباس نکالے اور کہا:

"یہ سیاہ لبادے تم دونوں پہن لو۔ کیوں کہ چاند

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک جانے کے لیے انہیں پہننا بہت ضروری ہے۔"
کیٹی بولی: "کیا یہ لباس پہن کر ہم اڑنے لگیں گے؟"

والانگ پراسرار انداز میں مسکرا کر بولا:
"یہ تم پہنو گے تو تمہیں پتہ چلے گا۔"

عنبر اور کیٹی نے سیاہ لباس پہن لیا۔ اس لباس میں وہ چمگادڑ سے نظر آنے لگے تھے۔ والانگ انہیں ساتھ لے کر محل کی چھت پر آ گیا۔ چاروں طرف موت کا سناٹا طاری تھا۔ آسمان پر ستارے جھلملا رہے تھے۔ سینا بھون کا چھوٹا سا چاند بھورا بھورا لگ رہا تھا۔ وہ خلاء میں ایک بہت بڑے گیند کی طرح اٹکا ہوا تھا۔

والانگ نے کہا:
"تم دونوں میرے دائیں بائیں کھڑے ہو جاؤ اور جب میں کہوں تو آنکھیں بند کر لینا۔ پھر جب میں کہوں تو آنکھیں کھولنا۔ خبردار اگر تم نے اپنے آپ آنکھیں کھول دیں تو پھر زندہ نہ بچ سکو گے اور نیچے خلا میں گر پڑو گے۔"

عنبر بولا: "ہم تمہاری ہدایت پر عمل کریں گے۔"
والانگ نے عنبر اور کیٹی، ان دونوں پر اپنے لبادے کا

سیاہ کپڑا ڈال دیا اور ان کے کاندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے پھر کہا:
"آنکھیں بند کر لو۔ ہم چاند کی طرف جا رہے ہیں۔"

عنبر اور کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے پاؤں کے نیچے سے مکان کی چھت نکل گئی۔ انہیں محسوس ہوا کہ وہ ہوا میں اوپر اٹھ رہے ہیں۔ ان کی رفتار بہت تیز تھی۔ وہ خلا میں چاند کی طرف اڑے جا رہے تھے۔ نہ جانے ان کی رفتار کتنی تیز تھی اور خلا میں وہ کہاں کہاں سے گذرے۔ کافی دیر خلا میں پرواز کرتے رہنے کے بعد عنبر اور کیٹی کو ایک ہلکا سا دھچکا لگا اور ان کا رخ بائیں جانب ہو گیا۔ پھر وہ خلا میں بالکل سیدھے ہو گئے اور اسی طرح نیچے اترنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد ان کے پاؤں سخت زمین کے ساتھ لگ گئے۔

والانگ نے کہا:
"اب آنکھیں کھول دو۔ ہم سینا بھون کے چاند پر پہنچ چکے ہیں۔"

عنبر اور کیٹی نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہ نیم روشن چاند کی سرزمین پر کھڑے ہیں۔ ان کی دونوں جانب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیاہ پتھروں کی اونچی اونچی دیواریں ہیں۔ یہ دیواریں ہزاروں فٹ اونچی تھیں۔ وہ ایک گھاٹی میں تھے۔

دالانگ بولا: "یہ ہمارے سیارے کا چاند ہے ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ یہاں خلائی ڈاکوؤں کا ایک گروہ رہتا ہے جو خلا میں اڑتے خلائی جہازوں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیتا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"تمہارے خیال میں ہمیں ناگ کو یہاں کس جگہ تلاش کرنا چاہیے؟"

کیٹی بولی: "اس گھاٹی سے تو باہر نکلیں پہلے۔"

دالانگ کہنے لگا:

"میں ایک بار پہلے بھی اس چاند پر آ چکا ہوں یہ گھاٹی آگے ایک غار میں جا نکلتی ہے۔ اس غار میں سنا ہے کہ خلائی ڈاکوؤں نے ایک قیدخانہ بنا رکھا ہے ہمیں اس قید خانے کا پتہ کرنا چاہیے ہو سکتا ہے ناگ کو اس قید خانے میں رکھا گیا ہو۔"

عنبر اور کیٹی کو تو صرف ناگ کی تلاش تھی۔ پھر دالانگ پہ بھی انہیں پورا پورا بھروسہ تھا۔ وہ اس کے

ساتھ غار کی طرف چل پڑے۔

ہزاروں فٹ اونچی پہاڑی دیواروں کے بیچ میں دھندلی دھندلی روشنی تھی۔ گھاٹی میں سیاہ پتھروں کو کاٹ کر سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ عنبر نے ان سیڑھیوں پر چلتے ہوئے کہا:

"ان سیڑھیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کوئی ذہین مخلوق رہتی ہے۔"

کیٹی بولی: "میرا بھی یہی خیال ہے۔"

گھاٹی کی چڑھائی پر وہ بڑھتے چلے گئے۔

کافی دور جانے کے بعد انہیں دور سے ایک غار کا منہ نظر آیا۔ جہاں ایک زرد رنگ کا گول دائرہ سا چمک رہا تھا۔ دالانگ نے عنبر اور کیٹی کو روک لیا۔

"یہ خلائی ڈاکوؤں کا غار ہے۔ ہمارے بڑے بزرگ بتایا کرتے تھے کہ اس غار میں یہ خلائی ڈاکو اپنے قیدیوں کو ایک کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں جس کو یہ چاہ مرگ کہا کرتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"یہاں غار کے باہر کوئی پہرے دار نظر نہیں آتا۔"

دالانگ کہنے لگا:

"خلائی ڈاکوؤں کو چونکہ یقین ہے کہ ان کے چاند پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی نہیں آ سکتا۔ اس لیے وہ پہرے پر کسی کو نہیں لگاتے اس کی وجہ سے ہم بڑی آسانی سے چاہ مرگ تک پہنچ جائیں گے۔"

کیٹی نے کہا:

"اگر یہ خلائی ڈاکو ہیں تو انہوں نے ضرور کوئی نہ کوئی سائنسی آلہ ضرور یہاں لگا رکھا ہو گا جو انہیں ریڈار پر خبردار کر دے گا۔"

ڈالانگ مسکرایا: "خلائی ڈاکو سائنس میں ہم سے بھی پیچھے ہیں۔ یہ لوگ تو ابھی تک خنجر اور تلواریں استعمال کرتے ہیں۔"

ڈالانگ آگے بڑھا۔ عنبر اور کیٹی اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ وہ غار میں داخل ہو گئے۔ خطرے کا الارم کہیں نہ بجا۔ کسی پہرے دار ڈاکو نے بھی ان کا راستہ نہ روکا۔ ان پر کسی طرف سے تلوار یا خنجر کا حملہ نہ ہوا۔ عنبر بڑی بے فکری سے چل رہا تھا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اس پر کسی خنجر یا تلوار کا اثر نہیں ہو گا۔ وہ صرف خلائی گن کی شعاع سے گھبرانے لگا تھا۔ کیوں کہ ایک بار وہ ان شعاعوں کے ردعمل سے بچھو بن گیا تھا۔ کیٹی کو اس نے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا۔

غار میں پہلے تو روشنی تھی۔ تھوڑی دور آگے گئے تو گھپ اندھیرا چھا گیا۔ ڈالانگ ان کو تسلی دیتا آگے ہی آگے لیے جا رہا تھا۔ فضا کی تاریکی چھٹنے لگی اور دھیمی دھیمی زرد روشنی ہو گئی۔ اس وقت وہ غار کے ایک ایسے دالان میں آ گئے تھے جس کی اونچی چھت پر سے سیاہ پتھروں کے نوکیلے ستون لٹک رہے تھے۔ ان ستونوں کے درمیان ایک جگہ پہنچ کر ڈالانگ رک گیا۔ اس نے عنبر اور کیٹی سے کہا:

"اس پتھر کے نیچے ایک گہرا کنواں ہے۔ اسے چاہ مرگ کہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ اسی جگہ قید ہے۔"

عنبر نے ڈالانگ کے کہنے پر کنوئیں کا بھاری پتھر اٹھا دیا۔ نیچے اندھیرا تھا۔ کنوئیں کی تہہ بہت ہی گہری تھی جہاں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ ڈالانگ بولا:

"کنوئیں کی تہہ میں تمہیں جو روشنی نظر آ رہی ہے وہ ایک راستہ ہے جو کنوئیں کے نیچے زمین کے اندر ناگ کے قید خانے کو جاتا ہے۔ تم لوگوں کو نیچے اتر کر ناگ کا پتہ چلانا ہو گا۔"

اس کے ساتھ ہی ڈالانگ نے بریف کیس میں سے نائیلون کی ایک پتلی مگر بے حد مضبوط رسی نکال کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے کنوئیں کے پتھر سے باندھا۔ رسّی کا دوسرا سرا کنوئیں میں گرا دیا اور عنبر کی طرف دیکھ کر بولا:

"تم لوگ باری باری کنوئیں میں اتر جاؤ۔ تمہارے پیچھے میں بھی آ جاؤں گا۔ مجھے باہر رہ کر خلائی ڈاکوؤں سے چوکس رہنا ہوگا۔"

عنبر اور کیٹی کے دل میں والانگ کے بارے میں کبھی شک شبہ پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ والانگ نے رسّی لٹکا دی تھی۔ عنبر اور کیٹی رسّی کو پکڑ کر کنوئیں کی دیوار کے ساتھ پاؤں لٹکائے نیچے اترنے لگے۔ جب وہ کنوئیں کی تہہ میں پہنچ گئے جہاں روشنی ہو رہی تھی تو عنبر نے نیچے سے آواز دی:

"والانگ! رسّی کھینچ کر اب تم بھی نیچے آ جاؤ۔"

والانگ نے رسّی اوپر کھینچنے لگا۔

عنبر نے کیٹی سے کہا:

"مجھے یہاں ابھی تک ناگ کی خوشبو نہیں آئی۔"

کیٹی کہنے لگی:

"یہ کنوئیں میں اترنے سے پہلے سوچنا تھا۔ اب تو ہم نیچے آ گئے ہیں۔"

عنبر بولا: "والانگ بھی تو آ رہا ہے۔"

انہوں نے اوپر دیکھا۔ کنوئیں کے سوراخ میں اوپر ابھی تک دھندلی روشنی ہو رہی تھی۔ والانگ نے نائیلون کی ساری رسّی کھینچ لی تو بڑی تیزی سے پتھر ہٹا کر کنوئیں کے منہ کے اوپر رکھ دیا۔ عنبر نے پتھر کو کنوئیں کا منہ بند کرتے دیکھا تو چونک کر بولا:

"والانگ نے تو کنوئیں کا منہ بند کر دیا۔"

کیٹی زمین پر زور سے پاؤں مار کر بولی:

"مجھے پہلے ہی اس کم بخت پر شک تھا کہ کہیں یہ ہمیں کسی جال میں نہ اُلجھا دے۔"

"آخر ہمیں قید میں ڈالنے سے اس کا مقصد کیا ہے؟" عنبر نے پوچھا۔

کیٹی وہیں بیٹھ گئی۔

"خدا جانے یہ کمینہ شخص ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں قید میں رکھ کر شکالی کے باپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہو۔ کیوں کہ وہ تمہاری طاقت کو جانتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ جب تک تم وہاں ہو شکالی اور اس کے باپ کا کچھ نہیں بگاڑا جا سکتا۔"

عنبر کنوئیں کی دیوار کو اس جگہ سے جھک کر دیکھنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں نیچے سے روشنی آ رہی تھی۔ یہ ایک راستہ تھا، دیوار میں سے دوسری طرف جاتا تھا۔

عنبر بولا: "اگر یہاں ماریا ہوتی تو کنوئیں میں اُوپر جا کر پتھر اٹھا سکتی تھی۔ مصیبت یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اتنی اونچی چھلانگ نہیں لگا سکتا۔"

کیٹی دیوار کے نیچے سے دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔

"اس طرف کیا ہے؟ چل کر دیکھنا چاہیے۔ شاید فرار کا کوئی راستہ مل جائے۔"

عنبر بولا: "والانگ اتنا احمق نہیں ہے کہ وہ ہمیں جس جگہ پھینکے وہاں کوئی فرار کا راستہ بھی ہو۔ ویسے چل کر دیکھ لیتے ہیں۔"

وہ دیوار کے نیچے سے جھک کر آگے نکل گئے۔ دوسری طرف چھت صرف اتنی اونچی تھی کہ وہ جھکے جھکے چل رہے تھے۔ پورا سر نہیں اٹھا کر چل سکتے تھے۔ یہ پہاڑ کی چھت تھی۔ چاند کے بھیانک اور بے شمار اونچے پہاڑ کی چھت جو زمین سے تھوڑی ہی بلند تھی۔ آگے ایک کشادہ فرش تھا۔ عنبر اور کیٹی جھک کر چلتے پہاڑ کی چھت کے نیچے نیچے فرش پر دور نکل گئے۔ آگے جا کر پہاڑ کی ڈھال آ گئی۔ چاروں طرف سے راستہ بند تھا۔ صرف کنوئیں کی

طرف راستہ کھلتا تھا جو اوپر سے بند تھا اور کنواں اتنا اونچا تھا کہ عنبر اگر ساری زندگی چھلانگ لگاتا رہے تو وہ اوپر تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کیٹی کنوئیں کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"اب ہمیں یہاں بیٹھ کر اپنی حماقت پر رونا چاہیے کہ ہم نے والانگ پر، ایک اجنبی شخص پر کیوں بھروسہ کر لیا۔"

عنبر کی عقابی نظریں فرش پر بکھرے ہوئے پتھروں میں گھوم رہی تھیں۔ وہاں سوائے چھوٹے چھوٹے پتھروں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ جگہ پہاڑ کو اندر سے کاٹ کر بنائی گئی تھی یا قدرتی بن گئی تھی۔ اندر جو دھندلی دھندلی روشنی پھیلی تھی وہ پہاڑ کی نیچی چھت میں پھنسے ہوئے ہیرے جواہرات میں سے نکل رہی تھی۔

عنبر نے سر تھام لیا اور بولا:

"ابھی تو ہمیں اسی جگہ رہنا ہو گا۔ یہاں سے فرار کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔ ہو سکتا ہے کچھ وقت کے بعد کوئی حادثہ ہو جائے۔"

کیٹی نے جھنجلا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب تو ہمیں کسی حادثے کا ہی انتظار کرنا ہوگا۔ ادھر خدا جانے ناگ اور بے چاری شکالی پر کیا گذر رہی ہوگی۔"

عنبر اٹھ کر پہاڑ کی دیوار کا ایک بار پھر غور سے جائزہ لینے لگا۔ وہ پتھریلی دیوار پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ ایک جگہ اسے باریک سی درز محسوس ہوئی جو اوپر تک چلی گئی تھی۔ عنبر نے کیٹی کو آواز دی۔ جب وہ آئی تو اسے دیوار کی وہ باریک سی درز دکھا کر کہا:

"یہ کسی دروازے کا بھاری پتھر لگتا ہے۔"

"تو پھر اسے اکھاڑنے کی کوشش کرو۔ تم تو بہت زیادہ طاقت کے مالک ہو۔"

"کوشش کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے پتھر کی درز میں انگلی ڈال کر اسے کھرچنا شروع کیا۔ دیوار کی درز میں سے پتھر کے ننھے ننھے ٹکڑے نیچے گرنے لگے۔ عنبر اور تیزی سے کام کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دیوار میں ایک باریک شگاف پیدا ہو گیا۔ دوسری جانب کی ہوا اس شگاف میں سے آئی تو عنبر اچھل پڑے۔

"کیٹی۔ ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔"

کیٹی نے شگاف کے پاس آ کر گہرا سانس لیا تو خوش ہو کر بولی:

"ہاں — یہ تو ناگ کی خوشبو ہے۔ ناگ دوسری طرف ہے۔"

اس نے ناگ کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا عنبر بولا:

"ہمیں یہ پتھر گرا دینا ہوگا۔"

عنبر نے شگاف کے اندر ہاتھ ڈال کر دیوار کے بھاری پتھر کو ہلا دیا۔ پھر پوری طاقت کے ساتھ ایک جھٹکا دیا تو کئی مربع فٹ چوڑا بھاری بھرکم پتھر دوسری طرف جا گرا۔ وہ جلدی سے دوسری طرف آ گئے۔ یہ ایک کوٹھڑی سی تھی۔ پہاڑ کی چھت یہاں بھی نیچی تھی۔ اور پہاڑ کی درزوں میں پھنسے ہوئے جواہرات میں سے ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اس روشنی میں انہوں نے دیکھا کہ ناگ عقاب کی شکل میں ایک طرف زمین پر اوندھا پڑا ہے۔

"کیٹی! یہ دیکھو۔ یہ ناگ ہے۔ یہ ناگ ہے۔"

کیٹی تعجب سے بولی:

"مگر یہ تو — یہ تو عقاب ہے اور پتھر کا عقاب لگتا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر بولا: "کسی خلائی شعاع کے ردعمل نے اسے پتھر کر دیا ہے۔ تمہیں یاد ہے یہ ہمیں پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ کر جائزہ لینے کے لیے خلائی قبیلے کے آدم خوروں کے قلعے کے اوپر گیا تھا۔ نیچے سے کسی نے گن فائر کی ہوگی اور اس میں سے نکلنے والی شعاعوں نے ناگ کے جسم کی شعاؤں سے مل کر ایسا ردعمل پیدا کیا کہ یہ پتھر کا ہو گیا۔"

"پیارے ناگ۔ بھائی! ہم خود اس وقت مصیبت میں گرفتار ہیں۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ ہم سب جلد تمہیں بھی اپنے ساتھ یہاں سے نکال کر لے جائیں گے۔"

ناگ کیٹی کی بات سن رہا تھا۔ وہ عنبر کو بھی دیکھ رہا تھا مگر ان سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا حلق اور زبان پتھر ہو چکی تھی۔ عنبر اور کیٹی ناگ کے پتھریلے عقابی مجسمے کو لے کر کنوئیں کے اندر آ گئے کیونکہ یہاں چھت نہیں تھی اور کم از کم وہ اٹھ کر کھڑے تو ہو سکتے تھے۔ ناگ کو انہوں نے اپنے پاس ہی پتھروں پر رکھ دیا اور سوچنے لگے کہ یہاں سے فرار کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

○

خفیہ قبر

مکار والانگ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ پہلے اس نے اپنے خاص جاسوس کی مدد سے ناگ کو پہاڑ کی چوٹی سے اغوا کروا کر سیناتھون کے ویران چاند کی غار میں پھینک دیا تھا اور اس کے بعد عنبر، دریکیٹی کو وہ خود چاند کے اندھے کنوئیں میں بند کر آیا تھا۔ اصل میں وہ شکالی کے باپ کو ہلاک کر کے سیارہ سیناتھون پر خود قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر اسے آج تک اس کا موقع نہیں ملا تھا۔ تھے والے خلائی قبیلے نے ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اب خلائی قبیلے کو تباہ کر دیا گیا تھا۔

والانگ کی راہ میں اب عنبر اور ناگ ہی حائل تھے۔ اس کی خلائی جس نے اسے خبردار کر دیا تھا کہ یہ لوگ جو شکالی کو لے کر سیناتھون سیارے پر آئے ہیں غیر معمولی طاقت کے مالک ہیں۔ شکالی نے بھی عنبر کی بے پناہ طاقت کی داستانیں اپنے باپ کو سنائی تھیں۔ چنانچہ والانگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فیصلہ کیا کہ عنبر اور کیٹی کو سازش کر کے راستے سے ہٹایا جائے۔ کیوں کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ پس ایک روز اس نے عنبر اور کیٹی کو ناگ کی تلاش کا جھانسہ دیا اور انہیں مکاری سے ویران چاند کے اندھے کنوئیں میں پھینک کر بند کر دیا۔

شاہی محل میں آتے ہی اس نے اپنے خاص جاسوس ساتھی کو بلایا اور اسے کہا:

"میدان صاف ہے شاطو۔ صرف اچھال باقی ہے اسے بھی جا کر صاف کر دو۔ پھر تم میرے مشیر ہو گے اور ہم دونوں مل کر اس ستارے پر حکمرانی کریں گے۔"

شاطو نے زہر میں بجھا ہوا خنجر اپنے لبادے میں چھپایا اور شکال کے باپ اور سیناتھون کے امن پسند حکمران اچھال کو ہلاک کرنے چل پڑا۔ اس وقت رات ڈھل رہی تھی۔ شاہی محل میں ہر کوئی سویا ہوا تھا۔ مگر شکال جاگ رہی تھی۔ وہ اس لیے بھی پریشان تھی کہ عنبر اور کیٹی غائب تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عنبر اور کیٹی کس طرف چلے گئے ہیں۔ کہ رات بیت رہی ہے مگر وہ شاہی محل واپس نہیں آئے۔

آدھی رات کو سونے سے پہلے شکال کے باپ اچھال نے یہ کہہ کر شکال کو تسلی دی تھی کہ فکر نہ کرو۔ وہ کہیں راستہ بھول گئے ہوں گے۔ اب تو ہمارے سیارے پر ان کا کوئی دشمن بھی نہیں رہا۔ وہ آ جائیں گے مگر شکال کا دل کہہ رہا تھا کہ عنبر اور کیٹی کسی آفت میں پھنس گئے ہیں۔

وہ اپنے باپ کے بیڈ روم کے ساتھ والے کمرے میں اپنے پلنگ پر بیٹھی عنبر کیٹی کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ ایک دم سے آہٹ سنائی دی۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"عنبر کیٹی — تم آ گئے؟"

اس کے ساتھ ہی کسی کے تیز تیز قدموں سے بھاگنے کی آواز سنائی دی۔ وہ اٹھ کر جلدی سے باپ کے بیڈ روم میں آ گئی۔ اس کا باپ گہری نیند سو رہا تھا۔ شکال کو شک پڑا کہ ضرور کوئی شخص اس کے باپ کو ہلاک کرنے آیا تھا اور اس کی آواز سن کر بھاگ گیا۔

غلائی گن تو اس کے پاس ہر وقت رہتی تھی۔ اس نے غلائی گن اٹھائی اور برآمدے میں نکل کر زور سے بولی،

"کون ہو تم؟"

بھاگتے قدموں کی آواز غائب ہو گئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکالی باقی رات اپنے والد کے کمرے کے باہر خلائی گن لیے پہرہ دیتی رہی۔ اسے کسی پہرے دار پر بھی اب اعتبار نہیں رہا تھا۔ جب صبح ہوئی۔ اس کا باپ بیدار ہوا تو شکالی نے اسے رات کا قصہ سنایا۔ اچھال بھی سوچ میں پڑ گیا۔

"مگر بیٹی اب تو میرا کوئی دشمن نہیں رہا۔ مجھے کون ہلاک کرنے آیا ہوگا۔"

شکالی بولی: "ابا جان آپ بہت بھولے ہیں۔ کوئی بھی آپ کا دشمن ہو سکتا ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں آپ کو اس محل میں نہیں رہنے دوں گی۔"

شکالی کا باپ بولا:

"تو پھر میں کہاں جاؤں گا؟"

شکالی نے کہا:

"آپ کبھی کبھی ایک خفیہ قبر کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر کبھی مجھ اکیلے کی جان کو خطرہ ہوا تو وہاں جا کر چھپ جاؤں گا۔ وہ قبر کہاں پر ہے؟"

اچھال کہنے لگا۔

"مگر بیٹی شکالی اس قبر میں چھپنے کی کیا ضرورت

ہے۔ یہ کوئی ڈاکو ہوگا۔ تم نے بھگا دیا۔ میں والانگ سے مل کر اس کی تفتیش کروں گا۔"

شکالی بولی: "نہیں ابا جان! آپ کو میری قسم ہے آپ اس قبر میں تھوڑے دنوں کے لیے چھپ جائیں اتنی دیر میں، میں خود پتہ لگا لوں گی کہ آپ کو قتل کرنے کون آیا تھا۔"

شکالی کا باپ نہیں مان رہا تھا مگر شکالی نے بیٹی کی محبت کا واسطہ دے کر اپنے باپ کو راضی کر لیا۔ اس نے یہ بات خاص طور پر پوچھی کہ کیا اس قبر سے شاہی محل کا کوئی دوسرا شخص تو واقف نہیں ہے۔

اچھال بولا: "بیٹی! اس وقت تو سوائے تمہارے اور کسی دوسرے شخص کو خفیہ قبر کے بارے میں علم نہیں ہے۔ یہ میرے باپ نے خاص طور پر اپنی جان بچانے کے لیے بنوائی تھی کہ اگر کبھی اکیلی جان پر مصیبت پڑ جائے تو وہاں پناہ لی جا سکتی ہے۔"

شکالی نے کہا:

"لیکن آپ کے والد نے اکیلے تو یہ قبر نہیں بنائی ہوگی، کوئی اس کا بنانے والا بھی ہوگا۔ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبر کا ضرور علم ہو گا۔"

اچھال نے کہا:

"جس معمار نے یہ خفیہ قبر تعمیر کی تھی میرے باپ نے اسے وہیں ہلاک کر کے دفن کر دیا تھا۔"

شکالی کی تسلی ہو گئی تو اس نے اپنے باپ سے کہا:

"میں چاہتی ہوں ابا جان کہ آپ سورج نکلنے سے پہلے پہلے اس خفیہ قبر میں جا کر چھپ جائیں۔"

اچھال بولا: "ٹھیک ہے۔ میں چھپ جاتا ہوں۔"

"چلیں۔ کدھر ہے وہ خفیہ قبر؟ ہمیں شاہی [illegible] کس طرف جانا ہو گا؟"

شکالی نے پوچھا، اس کا باپ اچھال مسکرایا:

"برخوردار شکالی۔ اس خفیہ قبر کے لیے ہمیں اس کمرے سے باہر نہیں جانا پڑے گا۔"

"کیا مطلب؟" شکالی نے تعجب سے پوچھا،

اچھال نے پلنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا،

"اس خفیہ قبر کو راستہ میرے پلنگ کے نیچے سے جاتا ہے۔"

شکالی اپنے باپ کا منہ تکنے لگی،

اس کے باپ اچھال نے پلنگ کے سرہانے کی طرف جا کر پلنگ کے چاندی کے ایک پائے کا ایک خفیہ بٹن دبایا۔ بٹن کے دبتے ہی بہت بڑا پلنگ اپنے آپ اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ پھر اس کے نیچے ایک جگہ سے فرش کا ایک بڑا پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ نیچے ایک زینہ دکھائی دیا۔

اچھال بولا: "یہی زینہ خفیہ قبر کو جاتا ہے۔"

شکالی اپنے باپ کے ساتھ زینہ اترنے لگی۔ اس سے پہلے اس نے بیڈ روم کے دروازے کو اندر سے مقفل کر دیا تھا۔ زینہ ختم ہوا تو سامنے ایک محراب دار دروازہ تھا۔ اسے اچھال نے کھول دیا۔ اندر ایک سجا سجایا کمرہ تھا جس پر قالینوں کا فرش بچھا تھا۔ نرم گدیلوں پر تکیے لگے تھے۔ ایک جگہ چھت میں بہت بڑا ہیرا چمک کر روشنی پیدا کر رہا تھا۔

"یہ ہے وہ خفیہ قبر شکالی جو تمہارے دادا نے اپنے لیے بنوائی تھی اور جہاں اب تم مجھے لے آئی ہو۔"

شکالی نے کہا:

"ابا جان! یہ تو بڑی خوبصورت خفیہ قبر ہے۔ یہاں پانی کا انتظام بھی ہو گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچھال نے کہا:

"اس کے کونے میں ایک غسل خانہ بھی ہے جس کا پانی نیچے گہری کھائی کی طرف نکل جاتا ہے۔"

شکالی کو اس کے باپ نے غذائیت سے بھرپور گولیوں کی شیشیاں بھی دکھائیں اور کہا:

"یہ دو ماہ کے لیے پوری خوراک ہے۔ مگر میں یہاں دو چار دنوں سے زیادہ نہیں رہوں گا۔ یہ بھی میں تمہاری وجہ سے یہاں آ گیا ہوں۔"

شکالی نے اپنے باپ کا شکریہ بھی ادا کیا اور کہنے لگا:

"ابا جان! بہت جلد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میرا فیصلہ بالکل صحیح تھا۔ اچھا اب آپ آرام کریں۔ میں روزانہ صبح صبح آپ کی خیریت دریافت کرنے اور آپ کو اپنی تفتیش کے بارے میں بتانے آ جایا کروں گی۔"

سینکڑوں کے حکمران اچھال نے اپنی بیٹی کے سر پر پیار کیا اور کہا:

"بیٹی تم اپنا بھی خیال رکھنا۔ مجھے تمہارا فکر رہے گا اور ہاں — عنبر اور کیپٹن واپس محل میں آ جائیں تو مجھے اطلاع کر دینا۔"

"ضرور۔ سب سے پہلے آپ کو خبر کروں گی۔"

اس کے بعد شکالی زینہ چڑھ کر خفیہ قبر سے باہر اپنے والد کے بیڈ روم میں نکل آئی۔ پلنگ ابھی تک اوپر اٹھا ہوا تھا۔ شکالی نے اس کے چاندی کے پائے کا خفیہ بٹن دبایا تو پہلے فرش کا ٹکڑا چوکور شگاف کے اوپر آ گیا۔ اس کے بعد پلنگ آہستہ آہستہ نیچے آ کر اپنی جگہ پر ٹک گیا۔

شکالی تیزی سے اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گئی۔

دوسرے دن جب والانگ کو پتہ چلا کہ شکالی کا باپ اچھال کو قتل کرنے کی سازش ناکام ہو گئی ہے تو وہ بہت سٹ پٹایا۔ اس نے اپنے جاسوس شاطو کو برا بھلا کہا اور دوسری بار حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ وہ شکالی کے کمرے میں آ کر کہنے لگا:

"بیٹی! اتنا دن نکل آیا ہے۔ ابھی تک اچھال حضور سو رہے ہیں۔ کیا بات ہے خیریت تو ہے؟"

شکالی کسی کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ رات اس کے باپ پر کوئی حملہ کرنے آیا تھا۔ اس نے حیران ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے پوچھا:

"اچھا؟ ابا جان ابھی تک سو رہے ہیں؟ میں اندر جا کر دیکھتی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور شکالی اپنے باپ کے کمرے میں چلی گئی۔ فوراً ہی باہر آ کر بولی :

"انکل والانگ! ابا جان تو اپنے بستر پر نہیں ہیں۔"

"دیوان خاص میں نہ چلے گئے ہوں۔ میں وہاں جاکر مل لیتا ہوں۔ کوئی بات نہیں بیٹی۔"

یہ کہہ کر والانگ چلا گیا۔

شکالی سوچنے لگی کہ یہ شخص صبح صبح اس کے باپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیوں آیا ہے؟ کہیں یہی تو میرے باپ کے خلاف خونی سازش تیار نہیں کر رہا! شکالی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

جب کافی دن نکل آیا اور سیناتھون کے حکمران اچھال کا کچھ پتہ نہ چلا تو والانگ نے اس کی تلاش میں آدمی دوڑا دیئے۔ بات یہ تھی کہ لوگ اپنے بادشاہ اچھال سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ محل میں جتنے بھی سپاہی واپس آئے تھے وہ سب کے سب اچھال پر جان دینے پر تیار رہتے تھے۔ والانگ اسی صورت میں تخت پر قبضہ کر سکتا تھا جب لوگوں کو یقین ہو جائے کہ ان کا بادشاہ مر گیا ہے۔ یعنی وہ اس کی لاش اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اگر بادشاہ گم ہو جاتا ہے تو اس صورت میں لوگ

اس سے زیادہ محبت کرنے لگیں گے اور اس کے انتظار میں گھڑیاں گنیں گے۔ یہ بات والانگ کو خوب معلوم تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اچھال کو برآمد کر کے اسے قتل کروانے کے بعد تمام سپاہیوں اور لوگوں کو اس کی لاش دکھا دینا چاہتا تھا کہ وہ اطمینان سے حکومت کر سکے۔

جب شام تک بادشاہ کی کوئی خبر نہ ملی تو والانگ پریشان ہو گیا۔ اس نے چاروں طرف آدمی دوڑا دیئے۔ جگہ جگہ بادشاہ کو تلاش کیا جانے لگا۔ محل کے سپاہی بھی اپنے نیک دل بادشاہ کے لیے پریشان ہو رہے تھے۔ تین دن گذر گئے۔ بادشاہ اچھال واپس محل میں نہ آیا۔ شکالی ہر روز صبح صبح بیڈ روم کی خفیہ قبر میں جا کر اپنے باپ سے مل لیتی تھی۔ وہ پریشان تھا اور بار بار باہر آنے کو کہتا۔ شکالی نے بڑی مشکل سے ایک دن کی مہلت لی اور باہر آ گئی۔

تیسرے روز بھی جب بادشاہ نہ آیا تو والانگ نے فوج کے چیف کمانڈر کو بھاری رشوت اور انعام و اکرام کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ چیف کمانڈر نے دوسرے کمانڈروں اور سپاہیوں کو رشوتیں اور عہدوں کا لالچ دے دے کر اس بات پر راضی کر لیا کہ جب تک بادشاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں آتا۔ اس وقت تک ڈالانگ کو ہی بادشاہ سمجھا جائے۔

اسی روز ڈالانگ نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ اچھال کی بیٹی کو قتل کر دیا جائے۔ یہ لڑکی اس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ کیوں کہ وہ اچھال کی بیٹی تھی اور کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ ڈالانگ اس کے باپ کی جگہ بادشاہ بن جائے۔ چنانچہ ڈالانگ نے شکالی کو اپنے آدمیوں سے اغوا کروا کر شاہی محل کے ایک اندھیرے تہہ خانے میں بند کر دیا۔ اس کے پاس غذائی خوراک کی گولیوں کی ایک شیشی بھی پھینک دی گئی۔ ڈالانگ نہیں چاہتا تھا کہ شکالی ابھی ہلاک ہو۔ تہہ خانے میں بند ہونے کے بعد شکالی کو یقین ہو گیا کہ یہ ڈالانگ ہی تھا جس نے اس کے باپ کو قتل کرنے کے لیے آدمی بھیجا تھا۔ مگر اب وہ خود بے بس کر دی گئی تھی۔ گولیوں کی موجودگی سے یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی کہ ڈالانگ ابھی سے ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔

اسی رات ڈالانگ نے اپنے عارضی بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا اور سیارہ سیناتھون کے سارے اختیارات سنبھال لیے۔ ڈالانگ نے اپنے تمام کمانڈروں کو بڑے بڑے انعام دیئے۔ زمینیں بخش دی۔ سب اس کے گن گانے لگے۔ ڈالانگ نے اپنے خاص جاسوس شاطو کو اپنا وزیر بنا لیا۔ وہ رات گئے تک میٹنگ کرتا رہا۔ پھر اپنے شاہی بیڈ روم میں سونے کے لیے آ گیا۔

یہ وہی بیڈ روم تھا جس میں شکالی کا باپ اور اصلی بادشاہ اچھال سویا کرتا تھا اور جس کے پلنگ کے نیچے خفیہ قبر میں وہ اب بھی موجود تھا۔ اور رات کے پچھلے پہر یعنی صبح صبح اپنی بیٹی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

ڈالانگ بڑا چالاک اور ہوشیار شخص تھا۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا ایٹمی آلہ تھا جو چھپے ہوئے زمین کے خلا یا کسی گڑھے کو ظاہر کر دیتا تھا۔ ڈالانگ نے یہ سوچ کر وہ آلہ نکال لیا کہ کہیں پہلے بادشاہ نے یہاں کوئی خفیہ سرنگ تو نہیں بنا رکھی جہاں سے وہ اچانک واپس آ جائے۔

ڈالانگ نے آلے کی مدد سے بیڈ روم کے فرش کی جانچ پڑتال شروع کر دی۔

جونہی وہ آلے کو پلنگ کے قریب لایا آلے کی سوئی سرخ نشان پر چلی گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ پلنگ کے نیچے کوئی سرنگ موجود ہے۔ ڈالانگ تو ایک دم چونکنا ہو گیا۔ اس نے بار بار آلہ پلنگ کے نیچے رکھا۔ سوئی بار بار سرخ نشان پر پہنچ جاتی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو اس کا مطلب ہے کہ اچھال نے یہاں کوئی خفیہ سرنگ بنا رکھی ہے۔"

والانگ نے دل میں سوچا اور اب سرنگ کا راستہ معلوم کرنے لگا۔ کرے کی مدد سے اسے بہت جلد پلنگ کے پائے کے ساتھ ایک خفیہ بٹن مل گیا۔ اس نے فوراً پلنگ کے پائے میں سے بٹن کو نوچ کر باہر نکال لیا۔ اس کے ساتھ باریک تار لگے تھے۔ والانگ نے سارے تار کاٹ دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ اس بٹن کا تعلق سرنگ کے اندر والے بٹن سے ہے اور اب سرنگ کا دروازہ نہیں کھل سکے گا۔

پھر بھی احتیاط کے طور پر اس نے فوراً پہرے داروں کو بلایا اور پلنگ کے نیچے بھاری پتھر کی دس بارہ سلیں ڈلوا کر اوپر ریشمی چادر ڈال دی۔ اب سرنگ کا چوکھٹا اوپر کو نہیں اٹھ سکتا تھا۔ کیوں کہ اس چوکھٹے پر پتھروں کا بوجھ پڑا تھا۔ اس کے بعد والانگ بڑے آرام سے سو گیا۔ اس کا راستہ بالکل صاف ہو چکا تھا۔ شکالی، عنبر، تاگ اور بادشاہ اچھال سب زمین کے نیچے اس طرح بند کر دیئے گئے تھے کہ والانگ کے نزدیک ان کے باہر نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

شکالی کا باپ اچھال خفیہ قبر کے اندر بستر پر لیٹا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آج اس کی بیٹی آئی تو وہ اس کے ساتھ ہی واپس اوپر اپنے شاہی محل میں چلا جائے گا۔ اب وہ اس کی ایک نہیں مانے گا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شاہی محل میں والانگ اور دوسرے کمانڈر اس کے لیے بہت پریشان ہوں گے۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اوپر تو اس کی حکومت کا تختہ ہی الٹ دیا گیا ہے۔

بادشاہ اچھال کو وقت کا باقاعدہ احساس ہو جاتا تھا۔ جب اس کے حساب سے دن بھی نکل آیا اور شکالی نہ آئی تو وہ پریشان ہو کر بستر پر سے اٹھا اور دیوار میں لگی ہوئی ایک طاقچی کے پاس گیا۔ وہ خود خفیہ قبر سے باہر جانا چاہتا تھا۔ اس نے طاقچی کھولی تو اندر ایک سرخ بٹن لگا تھا۔ اچھال نے بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبنے سے زینے کے اوپر والا فرش کا چوکھٹا الگ ہو جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہ ہوا۔ اچھال نے ایک بار دو بار بٹن دبایا۔ کوئی اثر نہ ہوا۔ اچھال زینہ چڑھ کر اوپر آیا۔ اوپر بیڈ روم کے فرش کا پتھریلا چوکھٹا گرا ہوا تھا۔ اچھال نے اسے اوپر کو اٹھانے کے لیے بہت زور لگایا مگر وہ تو چٹان بن گیا ہوا تھا۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اوپر تو کئی ٹن وزنی چٹانی پتھر پڑے تھے۔ اب تو اچھال گھبرا سا گیا۔

وہ سمجھ گیا کہ اس کے خلاف کوئی خطرناک چال چل گئی ہے۔ اسے اپنی تو بھول گئی اپنی پیاری بیٹی شکالا کی فکر پڑ گئی کہ اگر والانگ نے یا کسی دوسری مخلوق نے اس کے محل پر قبضہ کر لیا ہے تو کہیں اس کی بیٹی کو کوئی نقصان نہ پہنچا ہو۔ وہ پریشان ہو کر خفیہ قبر کے بستر پر بیٹھ گیا۔ سوچنے لگا کہ کیا وہ کبھی اس خفیہ قبر سے باہر بھی نکل سکے گا یا نہیں؟

○

ان لوگوں کو اسی طرح چھوڑ کر ہم ماریا کی طرف چلتے ہیں۔

دوستو! آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ جب ہم نے ماریا اور خلائی انسان اور عنبر ناگ ماریا کے دوست تھیوسانگ کو چھوڑا تھا تو وہ ایک خلائی راکٹ میں دوزخ والے سیارے کی فضا سے نکل کر روشنی کی رفتار کے ساتھ سیناتھون سیارے کی طرف پرواز کر رہے تھے۔ ان کے راکٹ کا رخ جنت کے بزرگ نے مقرر کیا تھا اور

انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ سیارہ سیناتھون میں ان کی ملاقات عنبر ناگ کیٹی اور شکالی سے ہو گی۔

ان کا خلائی راکٹ سیناتھون سیارے کے قریب پہنچ رہا تھا۔ ماریا اور تھیوسانگ راکٹ کے کیبن میں بیٹھے تھے۔ تھیوسانگ خود ایک خلائی انسان اور خلا باز تھا۔ وہ بڑی کامیابی سے راکٹ کو کنٹرول کیے ہوئے تھا۔ ان کا راکٹ سیناتھون سیارے کی فضا میں داخل ہو چکا تھا جس کی وجہ سے راکٹ زبردست کشش کی زد میں تھا۔ تھیوسانگ نے اگلے انجن بند کر کے پچھلے انجن چلا دیئے تھے۔ سیناتھون سیارے کی کشش راکٹ کو اپنی طرف اور پچھلے انجن راکٹ کو پیچھے کی جانب کھینچ رہے تھے جس کی وجہ سے ایک توازن برقرار ہو گیا تھا اور خلائی راکٹ ایک دھیمی رفتار کے ساتھ آہستہ آہستہ سیارہ سیناتھون کی طرف اترنے لگا تھا۔

ماریا کا خلائی راکٹ سیارے کے جنوبی قطب کی طرف اتر رہا تھا۔ اس طرف سے خلائی راکٹ کو سیارے پر دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ اچھال بادشاہ کا شاہی محل قطب جنوبی سے کافی دور جھیل کنارے واقع

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ماریا اور تھیوسانگ کا راکٹ بڑے آرام کے ساتھ سیارہ سیناتھون کی زمین پر اتر گیا۔ اس سیارے کے قطب پر برف نہیں جمی ہوئی تھی۔ یہاں اونچے اونچے درختوں سے بھرے ہوئے گنجان جنگل تھے۔ راکٹ کے انجن بند کر دیئے گئے۔ اس وقت سیناتھون سیارے کے قطب پر رات کا وقت تھا۔ خلا میں ایک بھورا بھورا چھوٹا سا چاند چمک رہا تھا۔ تھیوسانگ نے چاند کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ اس سیارے کا اکیلا چاند ہے۔"

"ہاں۔ میں دیکھ رہی ہوں۔ یہ ہماری زمین کے چاند کی طرح نہیں چمکتا۔"

ماریا کو معلوم نہیں تھا کہ اسی بھورے ویران چاند کی ایک غار کے اندھے کنوئیں میں عنبر ناگ اور کیپٹن قید میں پڑے ہیں اور انہیں کوئی باہر نہیں نکال سکتا۔ راکٹ کے انجن خاموش تھے۔ تھیوسانگ نے راکٹ کی تمام بتیاں بجھا دی تھیں۔ ان کا راکٹ جنگل میں درختوں کے درمیان ایک چھوٹی سی کھلی جگہ پر اترا تھا۔ ماریا اور تھیوسانگ راکٹ کے شیشے میں سے باہر کی فضا کو دیکھ رہے تھے۔

"ماریا! یہ گھنا جنگل بتا رہا ہے کہ اس سیارے پر آکسیجن کافی مقدار میں موجود ہے۔"

ماریا نے کہا:

"تم اسی جگہ کیبن میں ٹھہرو۔ میں باہر جا کر فضا کو جانچتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا راکٹ کی فولادی دیوار میں سے باہر نکل گئی۔ اس نے باہر نکلتے ہی ہلکا سا سانس لیا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ فضا میں آکسیجن کے ساتھ کوئی دوسری نقصان دہ گیس تو نہیں ملی ہوئی۔ مگر ایسا نہیں تھا۔ سیارے کی فضا میں آکسیجن بڑی صاف اور بھرپور تھی۔ ماریا نے دو تین لمبے لمبے سانس لیے اور پھر جلدی سے واپس راکٹ میں آ گئی۔

"تھیوسانگ بھائی! باہر کی فضا بالکل ہماری زمین کی فضا جیسی ہی ہے۔"

تھیوسانگ نے راکٹ کی سیڑھی کھولی اور نیچے زمین پر اتر آیا۔ اس نے اترتے ہی زمین پر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر اسے ستاروں کی روشنی میں غور سے دیکھا۔ پھر اسے انگلی سے رگڑا۔

"ماریا! یہ سیارہ اپنے زوال کی طرف جا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ماریا نے پوچھا۔

تھیوسانگ مٹی کو نیچے پھینکتے ہوئے بولا:

"یہ سیارہ ایک ہزار سال بعد تباہ ہو جائے گا۔ پھٹ پڑے گا۔"

ماریا نے کچھ پریشان ہو کر کہا:

"لیکن یہ تو شکالی کا سیارہ ہے۔ تم ہی نے تو کہا تھا کہ اس کا باپ یہاں حکومت کرتا ہے۔"

"پھر کیا ہوا؟" تھیوسانگ بولا: "خلا میں کروڑوں اربوں کائناتیں ہیں۔ ان میں کھربوں سے بھی زیادہ نظام شمسی ہیں اور ان نظام شمسی میں پرانے سیارے پھٹتے اور نئے سیارے جنم لیتے ہی رہتے ہیں۔"

ماریا بولی: "اگر یہ بات ہے تو ہمیں شکالی کو بتا دینا چاہیے کہ وہ اپنے باپ کو لے کر کسی دوسرے سیارے پر چلی جائے۔"

تھیوسانگ نے ہنس کر کہا:

"پہلی بات تو یہ ہے کہ جب سیارہ پھٹے گا شکالی اور اس کا باپ زندہ نہیں ہوں گے دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہمیں شکالی مل گئی

تو اسے یہ پیغام بھی پہنچا دیں گے مگر پہلے سے تلاش تو کر لیا جائے۔"

ماریا نے کہا:

"اس کا باپ تو یہاں کا بادشاہ ہے۔ بادشاہ کے محل کو تلاش کرنے میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ہم سیارے کے جنوبی قطب پر ہیں۔ چلو اس کے وسطی علاقے کی طرف چلتے ہیں۔ شکالی کے باپ کا محل یقیناً اسی جگہ ہو گا۔"

انہوں نے اندھیری رات میں جنگل میں اپنا سفر شروع کر دیا۔

ان کے لیے یہ سفر کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ تھیوسانگ خلائی انسان تھا۔ اسے نہ بھوک پیاس ستاتی تھی نہ وہ اتنی جلدی تھکنے والا تھا۔ ماریا غائب ہو کر فضا میں تیرتی ہوئی تھیوسانگ کے ہمراہ جا رہی تھی۔ جب کافی دقت چلتے چلتے گذر گیا تو تھیوسانگ نے آسمان پر ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہاں کی رات بہت لمبی ہوتی ہے ماریا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ستاروں کی گردش بتا رہی ہے۔"

آخر خدا خدا کر کے صبح کی روشنی پھیلنے لگی۔ اس وقت وہ دونوں جنگل سے نکل کر ایک اونچے نیچے پتھریلے میدان میں پہنچ چکے تھے۔ دُور دُور تک کسی شاہی محل کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔

"کہیں ہم غلط سمت میں تو نہیں آ گئے؟" ماریا نے پوچھا۔

تھیوسانگ بولا: "نہیں۔ ہم ٹھیک سمت کو جا رہے ہیں۔"

میدان ختم ہوا تو پھر جنگل آ گیا۔ جنگل سے نکلے تو سامنے ایک صحرا تھا۔ صحرا میں سے نکلے تو ایک بہت بڑا پہاڑ دکھائی دیا۔ اس پہاڑ کی دوسری جانب آئے تو جھیل سے دور شام کے اندھیرے میں ایک جگمگاتا ہوا شہر نظر آنے لگا جس کے درمیان میں شاہی محل کے میناروں اور گنبدوں پر روشنی ہو رہی تھی۔

تھیوسانگ نے خوش ہو کر کہا:

"ماریا! یہی شکالی کے باپ کا شاہی محل ہے۔"

جب وہ شہر میں پہنچے تو دیکھا کہ سڑکوں پر کچھ اور کچھ پرانی وضع کے لیمپ روشن تھے۔ تھیوسانگ بولا:

"معلوم ہوتا ہے اس سیارے کے باشندوں نے سائنس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔"

ایک سپاہی ان کے قریب سے گزرا تو تھیوسانگ نے اس سے پوچھا:

"بھائی! کیا بادشاہ اچھال کا یہی شاہی محل ہے؟"

سپاہی نے رُک کر جواب دیا:

"بادشاہ اچھال کا شاہی محل تو یہی ہے مگر وہ خود وہاں نہیں ہے۔"

"کیا وہ زندہ نہیں ہے؟" تھیوسانگ نے سوال کیا۔

سپاہی نے جواب دیا:

"کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ اس کا مشیر دالانگ اب بادشاہ ہے۔"

تھیوسانگ نے دوسرا سوال کر دیا:

"بھائی! کیا بادشاہ کی بیٹی شکالی بھی محل میں نہیں ہے؟"

سپاہی نے کہا:

"کئی روز سے لوگوں نے اسے بھی شاہی محل میں نہیں دیکھا۔ مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ بولا: "کچھ نہیں بھائی۔ ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔"

سپاہی آگے نکل گیا تو تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تم میرے پاس ہی ہو ناں؟"

ماریا نے جھنجھلا کر کہا:

"یہ تم ہر بار مجھے کیوں پوچھتے رہتے ہو؟"

تھیوسانگ بولا: "تم مجھے نظر جو نہیں آتی ہو؟"

"مگر میری خوشبو تو تمہیں آتی ہے۔"

"ہاں آتی ہے۔"

"تو بس۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ میں تمہارے پاس ہوں۔"

تھیوسانگ سڑک کی ایک طرف ہٹ کر درخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا:

"ماریا! یہاں شاہی محل میں مجھے کوئی زبردست سازش ہوئی لگتی ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ بادشاہ اچھال کا کوئی پتہ نہیں۔ اس کی بیٹی شکالی بھی گم ہے۔"

تھیوسانگ بولا:

"ہمیں اپنا آپ کسی پر ظاہر نہیں کرنا ہو گا۔ بلکہ کسی خفیہ طریقے سے شکالی کا کھوج لگانا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"عنبر ناگ کیتھ کے بارے میں بھی تو بزرگ روح نے کہا تھا کہ وہ بھی اسی سیارے پر ہی ہوں گے۔"

"ہاں۔" تھیوسانگ بولا: "وہ بھی یہیں مل جائیں گے۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں شاہی محل کی سازش کی جاسوسی کرنی ہو گی کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے عنبر ناگ کیتھ کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔"

ماریا کچھ سوچتے ہوئے بولی:

"میں سمجھتی ہوں کہ عنبر ناگ کیتھ بھی باہر نہیں ہیں اگر وہ باہر ہوتے تو شکالی پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہو سکتی تھی۔ یقینی بات ہے کہ جس نے بھی بادشاہ کے تخت پر قبضہ کیا ہے اس نے عنبر ناگ کیتھ کو پہلے اپنے راستے سے ہٹایا ہو گا۔ کیوں کہ عنبر ناگ کیتھ تو شکالی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ یہاں اُترے تھے:
"تم نے بڑے گہرے نقطے کی بات کی ہے مایا
اب ایسا کرو کہ ذرا محل نما ایک چکر لگا کر
یہاں آؤ اور مجھے بتاؤ کہ محل پر کیسا
صورتِ حال ہے؟"

○

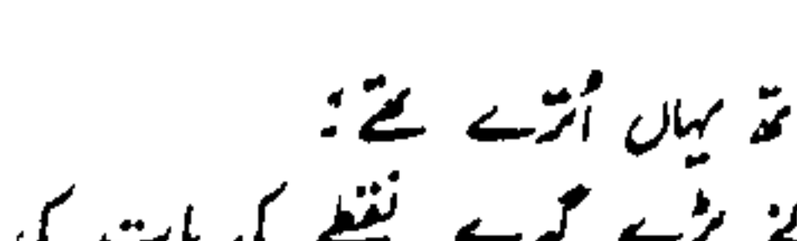

اُڑتا لبادہ

ماریا نے جواب میں کہا:
"تھیوسانگ تم اسی جگہ رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ اس سیارے پر آنے کے بعد تم بھی غائب ہو جاؤ۔"
"میں اسی جگہ ملوں گا ماریا۔ تم اب جا کر جائزہ لو شاہی محل کا۔"
تھیوسانگ نے کہا۔

ماریا خاموشی سے اُوپر کو اُڑ گئی۔ تھیوسانگ کو مایا کی خوشبو آنا بند ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ ماریا چلی گئی ہے۔ وہ سڑک کے کنارے ذرا ہٹ کے بچھے ہوئے پتھر کے ایک بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس نے صاف طور پر دیکھ لیا تھا کہ یہ سیارہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں بہت پیچھے ہے اور سڑکوں پر کہیں کہیں ایٹمی موٹر گاڑیاں ہی چل رہی تھیں۔ فضا میں اس نے کسی بھی راکٹ یا میزائیل کو اڑتے نہیں دیکھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ادھر ماریا بڑی تیزی سے فضا میں پرواز کرتی ہوئی شاہی محل کی چھت پر جا کر اُتر گئی۔ چونکہ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے وہ بڑی بے خوفی سے محل کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئی۔ ایک لمبا برآمدہ تھا جس کے ستونوں کے ساتھ لیمپ روشن تھے۔ پرانی طرز کا محل تھا۔ اس میں سائنس کی ترقی کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

برآمدہ محل کی دوسری منزل میں چاروں طرف چلا گیا تھا۔ درمیان میں نیچے ایک کشادہ باغ تھا جس کے درمیان فوارہ اچھل رہا تھا۔ ماریا برآمدے کے تیسرے کونے میں گئی تو وہاں اسے پہرے دار دکھائی دیئے۔ رات کا پہلا پہر تھا۔ یہاں محل کا ایک خوبصورت دروازہ تھا جس کے اندر سے کچھ آوازیں آ رہی تھیں۔

ماریا خاموشی سے دروازے میں داخل ہو گئی۔

اندر کھانے کی میز لگی تھی۔ ایک آدمی سر پر ہیرے موتیوں کا تاج رکھے ایک شان دار کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے آس پاس چار پانچ آدمی زرق برق لباس پہنے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور باتیں بھی کر رہے تھے ان میں تاج والا بادشاہ ڈالانگ تھا اور باقی اس کے

کمانڈر تھے۔ ڈالانگ کے پہلو میں اس کا خاص جاسوس شاطو بیٹھا تھا۔

ماریا ایک طرف کھڑی ہو کر ان کی باتیں سننے لگی

ایک کمانڈر نے کہا:

"حضور ڈالانگ! بادشاہ اچھال کو ضرور دشمن مخلوق نے ہلاک کر ڈالا ہو گا۔ اب آپ اپنی تاج پوشی کا اعلان کر دیں اور سیناتھون سیارے کے مستقل بادشاہ بن جائیں۔"

دوسرے کمانڈروں نے بھی اس خیال کی تائید کی۔

ڈالانگ بولا:

"ابھی نہیں۔ ہمیں کچھ دیر اور انتظار کرنا چاہیے ہو سکتا ہے اچھال آ جائے۔"

اس کے بعد کسی نے اچھال یا اس کی بیٹی شکالی کی بات نہ کی۔ کھانا ختم ہوا تو سوائے بادشاہ ڈالانگ کے وزیر شاطو کے باقی سب چلے گئے۔ جب یہ دونوں تنہا رہ گئے تو ڈالانگ نے قہقہہ لگا کر کہا:

"اچھال تو اب کبھی واپس نہیں آئے گا۔ اب میں ہی سیناتھون کا بادشاہ ہوں۔"

شاطو بولا: "حضور ڈالانگ! میں تو اب بھی آپ کو

یہی مشورہ دوں گا کہ اچھال اور اس کی بیٹی کا کام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمام کر دیا جائے۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔"

دالانگ نے کہا:

"شاطو! میں یہ کام جس وقت چاہوں کر سکتا ہوں۔ مگر ابھی تھوڑا صبر کرنا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کے دلوں سے اچھال بادشاہ اور اس کی بیٹی شکالی کا خیال نکل جائے۔ پھر ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔"

شاطو ریشمی رومال سے اپنے ہونٹ صاف کرتے ہوئے بولا: "بادشاہ اچھال کی سرنگ اسی طرح بند ہے نا؟"

دالانگ نے مٹھی بند کر کے کہا:

"ایسی بند ہے کہ اچھال ساری زندگی وہاں سے باہر نہیں نکل سکے گا۔"

پھر جمائی لے کر بولا:

"اچھا۔ اب میں سونے جا رہا ہوں۔"

اور ڈالانگ اپنے بیڈ روم میں داخل ہو گیا۔ یہاں دو کنیزیں کھڑی تھیں۔ ماریا بھی بادشاہ دالانگ کے ساتھ ہی اس کے بیڈ روم میں داخل ہو گئی۔ کنیزوں نے بادشاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈالانگ کے بیڈ روم میں خوشبوؤں بھری شمع روشن کی اور ادب سے سلام کر کے واپس جانے لگیں تو دالانگ نے کہا:

"شاہی نجومی کو بھیج دو۔"

کنیزیں جھک کر سلام کر کے چل گئیں۔

ماریا بیڈ روم کے کونے میں کھڑی بادشاہ دالانگ کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہی تھی۔ اسے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ شکالی اور اس کے باپ کو اسی مکار شخص نے کسی گمنام جگہ قید کر کے تخت پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ شکالی اور اس کے باپ کو اس مکار سازشی نے کس جگہ بند کر رکھا ہے۔

بادشاہ ڈالانگ بڑے مزے سے پلنگ پر نیم دراز ہو گیا تھا۔ اتنے میں لمبی ڈاڑھی والا شاہی نجومی ہاتھ میں پوتھی لیے داخل ہوا۔ اس نے جھک کر تین بار سلام کیا اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔

دالانگ نے کہا:

"ذرا ستاروں کا حساب لگاؤ اور بتاؤ کہ ہمارے سیارے پر اس وقت کن کن ستاروں کا اثر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑ رہا ہے۔"
بوڑھے نجومی نے فوراً پوتھی نکالی۔ پتھر کی سلیٹ پر
کچھ آڑھی ترچھی لکیریں بنائیں اور پھر ایک دم سے چونک
کر بولا:
"حضور ڈالانگ آپ کے بیڈ روم میں کوئی دوسرا
انسان موجود ہے۔"
ڈالانگ جلدی سے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔
"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ شاہی نجومی! یہاں سوائے
تمہارے دوسرا کوئی انسان نہیں ہے۔"
نجومی بولا: "حضور ڈالانگ! میرا زائچہ بتا رہا ہے کہ
اس کمرے میں کوئی تیسرا انسان بھی سانس
لے رہا ہے۔"
ماریا تو یہ سنتے ہی گھبرا گئی کہ کہیں یہ کم بخت
اس کو دیکھ نہ لے۔ تیزی سے بیڈ روم میں سے باہر
نکل گئی۔
ڈالانگ نے غصے سے کہا:
"ذرا غور سے زائچہ دیکھو۔ یہاں مجھے تو کوئی
تیسرا انسان دکھائی نہیں دیتا۔"
اب جب نجومی نے زائچے کو دیکھا تو وہاں تیسرا
انسان غائب تھا۔ کچھ شرمندہ سا ہو کر بولا:
"حضور ڈالانگ! اب وہ انسان یہاں نہیں ہے۔"
بادشاہ ڈالانگ نے شاہی نجومی کو جھڑک دیا:
"بیکار باتیں مت کیا کرو۔ تم اب بوڑھے ہو
گئے ہو۔ تمہارا دماغ تمہارے بس میں نہیں
رہا۔ اگر پھر کبھی اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کیں
تو میں تمہاری جگہ کسی دوسرے نوجوان نجومی کو
رکھ لوں گا۔"
شاہی نجومی نے ہاتھ جوڑ کر کہا:
"حضور ڈالانگ! میں وعدہ کرتا ہوں پھر ایسی بات
ہرگز نہیں کروں گا۔"
یہ گفتگو ماریا نے بھی سن لی جو بیڈ روم کے دروازے
کی دوسری جانب کھڑی تھی۔ اب وہ بلا جھجک اندر
آ گئی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ اب اگر نجومی کو اپنے
زائچے پر وہ نظر آ بھی گئی تو وہ ڈالانگ سے اس
کا ذکر نہیں کرے گا اور ایسا ہی ہوا۔ ماریا کے اندر
آنے کے بعد جب شاہی نجومی نے دوسری بار زائچے
پر نگاہ ڈالی تو زائچہ صاف صاف بتا رہا تھا کہ بیڈ
روم میں ایک غیبی انسان موجود ہے اور سانس لے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا ہے۔ مگر شاہی نجومی نے دالانگ کو بالکل نہ بتایا۔
اسے کیا ضرورت تھی کہ بتا کر اپنے اوپر مصیبت نازل کرتا۔
دالانگ نے پوچھا:
"اب بتاؤ کہ ہمارے سیارے پر کن کن ستاروں
کا اثر پڑ رہا ہے۔"
نجومی بولا: "حضور دالانگ! اس وقت ہمارے
سیارے پر کچھ منحوس ستاروں کے اثرات آ
رہے ہیں مگر یہ کوئی تشویش کی بات نہیں۔
چند روز میں یہ اثرات ختم ہو جائیں گے۔"
دالانگ نے کہا:
"کیا ان اثرات کو ہمیشہ کے لیے ختم نہیں
کیا جا سکتا؟"
بوڑھا نجومی کہنے لگا:
"حضور دالانگ! کل سے شاہی محل کے سب
سے اونچے بُرج پر تانبے کی ایک تار کیسر میں
بھگو کر لگا دیجئے گا۔ پھر ستاروں کے منحوس اثرات
ختم ہو جائیں گے۔"
بادشاہ دالانگ عنجر سے سیب کاٹنے لگا۔ پھر ایک
قاش اپنے منہ میں ڈال کر بولا:

"اور میرے دشمنوں کا کیا حال ہے؟"
نجومی نے ایک بار پھر سلیٹ پر بنے ہوئے زائچے
پر نظر ڈالی اور کہا:
"حضور دالانگ! آپ کے دشمن زمین کے
اندر تڑپ رہے ہیں۔"
دالانگ نے ایک قہقہہ لگایا اور ہاتھ کے اشارے
سے کہا:
"اب تم جاؤ — جاؤ۔"
شاہی نجومی نے سر جھکایا اور خاموشی سے اپنی پوتھی
سنبھالے باہر نکل گیا۔ ماریا کو خیال آیا کہ یہ نجومی
ہی بتا سکتا ہے کہ عنبر ناگ اور کیٹی کہاں ہیں۔ کیوں کہ
بادشاہ دالانگ ان ہی کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور اس
نے ہی انہیں کسی خفیہ جگہ پر چھپا رکھا ہے۔
ماریا بھی چپکے سے شاہی نجومی کے پیچھے پیچھے چلنے
لگی۔ شاہی نجومی شاہی محل کی دوسری منزل کے آخری
کمرے میں رہتا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں داخل ہو گیا
ماریا اس کے ساتھ تھی نجومی کے کمرے میں میز کرسی
پلنگ لگا تھا۔ کھڑکی میں ستاروں کو دیکھنے والی دوربین
لگی تھی۔ میز پر ایک بڑا سا گلوب پڑا تھا۔ شاہی نجومی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے زائچے کی سلیٹ تپائی پر رکھی تو ایک بار پھر اس کی نظر اس پر پڑ گئی۔ زائچے کی لکیریں صاف بتا رہی تھیں کہ کمرے میں کوئی ایسا انسان موجود ہے جو نظر نہیں آ رہا ہے۔

شاہی نجومی نے سلیٹ اُلٹی کر دی اور گردن گھما کر پوچھا:

"تم کون ہو؟"

ماریا خاموش رہی۔ اس کے ذہن میں ایک اسکیم تیار ہو رہی تھی۔ وہ چپکے سے وہاں سے نکل آئی اور سیدھی تھیوسانگ کے پاس پہنچی جو سڑک کے کنارے باغ میں بیٹھا تھا۔ ماریا نے تھیوسانگ کو ساری بات سمجھائی اور کہا:

"شاہی نجومی ہی ہمیں عنبر ناگ اور کیتھ کے بارے میں بتا سکتا ہے۔ تم میرے ساتھ چلو۔"

تھیوسانگ نے پوچھا:

"وہ ہمیں ایسے کیوں بتانے لگا بھلا؟ وہ تمہاری کرامت سے متاثر ہو گا نجومی پراسرار ہوتے ہیں اور اس قسم کی پراسرار چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں سب کچھ بتا دے گا۔"

ماریا نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور شاہی محل کے دروازے سے کچھ دُور پہنچ کر رُک گئی۔ تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے اپنے جسم سے انگلی نکالی اور وہ بالکل چھوٹا سا ہو گیا۔ ماریا نے اسے زمین سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ تھیوسانگ ماریا کی ہتھیلی پر آتے ہی غائب ہو گیا۔ ماریا کی اسکیم بھی یہی تھی کہ وہ تھیوسانگ کو غائب کر کے شاہی محل کے اندر لے جائے۔ ماریا بڑی آسانی سے شاہی محل میں داخل ہو گئی۔ پہرے دار اسے دیکھ ہی نہیں سکے۔ ماریا سیدھی محل کی دوسری منزل میں آ گئی۔ سامنے برآمدے کے کونے میں شاہی نجومی کا کمرہ تھا جس میں شمع کی روشنی ہو رہی تھی۔

ماریا بند دروازے میں سے اندر داخل ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ شاہی نجومی شمع کی روشنی میں کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ وہ سلیٹ اس کے پاس ہی رکھی تھی جس پر زائچہ بنایا گیا تھا۔ ماریا خاموشی سے ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی۔ شاہی نجومی کتاب میں کوئی عبارت سلیٹ پر لکھنے لگا تو ایک دم چونک پڑا۔ زائچہ پھر بتا رہا تھا کہ کمرے میں کوئی غیبی انسان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موجود ہے۔

شاہی نجومی نے آہستہ سے سر پیچھے کر کے کمرے میں غور سے دیکھا۔ سارا کمرہ خالی تھا۔ مگر زائچہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔ نجومی کو یقین تھا کہ کمرے میں کوئی غیبی طاقت ضرور موجود ہے۔ ماریا اس کی حیرانی کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے تھیوسانگ کو اپنے منہ کے قریب لا کر کہا:

"اب تم اپنے آپ کو بڑا کر لو۔"

ماریا نے یہ بات بڑی آہستہ سے سرگوشی کی طرح کہی تھی۔ اس نے تھیوسانگ کو فرش پر نجومی کے پلنگ کے پیچھے رکھ دیا۔ تھیوسانگ نے آنکھ بند کر کے انگلی اپنے سینے سے لگائی ہی تھی کہ وہ ایک دم پورے قد سے بڑا ہو گیا۔ ایک جوان آدمی کو اپنے کمرے میں اچانک نمودار ہوتا دیکھ کر شاہی نجومی ساکت سا ہو گیا۔

تھیوسانگ نے اس کے قریب آ کر کہا:

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں پہلے غائب تھا اب ظاہر ہو گیا ہوں اور تمہارا دشمن نہیں ہوں۔"

شاہی نجومی نے اس کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے

کہا: "تم۔ تم کون ہو؟ کس دنیا سے آئے ہو؟"

تھیوسانگ بولا: "یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ ایک بات غور سے سنو۔ میں تم سے مدد مانگنے آیا ہوں۔ میرے دو بھائی اور ایک بہن اس سیارے پر آئے تھے۔ اب وہ مجھے نہیں مل رہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ بادشاہ ذالانگ نے انہیں کسی جگہ قید کر رکھا ہے۔ تم مجھے زائچہ بنا کر بتاؤ کہ یہ لوگ کہاں ہیں۔"

شاہی نجومی بولا:

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنے بادشاہ کے ساتھ غداری کروں؟ نہیں۔ میں یہ کبھی نہیں کر سکتا۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ یہاں سے نکل جاؤ۔"

تھیوسانگ کو غصہ تو بہت آ گیا لیکن خاموش رہا۔ کیوں کہ بہرحال یہ نجومی وفاداری کی بات ہی کر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا:

"اگر تم مجھے زائچہ بنا دو تو میں تمہیں ایک ایسی کرامت دکھاؤں گا جو تم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہو گی۔"

"وہ کیا ہے؟" شاہی نجومی نے شوق سے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کی اور کہا:

"مجھ سے ہاتھ ملاؤ۔"

جونہی نجومی نے تھیوسانگ سے ہاتھ ملایا وہ اس کی انگلی لگتے ہی ایک دم سے بالکل چھوٹا سا ہو گیا۔ نجومی بچے کے بچے کی طرح اپنی کرسی پر ادھر ادھر دوڑ رہا تھا اور باریک آواز میں چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔

"مجھے بڑا کرو۔ مجھے بڑا کرو۔ تم جو کہتے ہو میں کروں گا۔"

تھیوسانگ نے دوبارا آنکھ بند کر کے اسے انگلی لگائی تو نجومی پھر سے بڑا ہو گیا۔ ماریا یہ دیکھ کر بڑی خوش ہو رہی تھی۔

شاہی نجومی نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"یہ۔ یہ جادو تم نے کہاں سے سیکھا ہے؟"

تھیوسانگ بولا: "یہ ایک راز ہے جو میں کسی کو نہیں بتا سکتا۔"

نجومی بولا: "تو پھر میں بھی زائچہ نہیں بناؤں گا۔"

تھیوسانگ اسے یہ راز کیسے بتا سکتا تھا؛ وہ یہ کرامت اسے دے بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے شاہی نجومی کی بہت منت سماجت کی مگر وہ اپنی ضد پر اڑا

رہا کہ پہلے راز بتاؤ۔ پھر زائچہ بناؤں گا۔

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا:

"ماریا! اب تمہاری باری ہے۔ تم کچھ کرو۔"

"یہ۔ یہ تم کس سے بات کر رہے ہو؟" نجومی نے تعجب سے پوچھا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔" تھیوسانگ یہ کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

شاہی نجومی نے اچانک جیب میں سے خنجر نکال لیا اور بولا:

"اگر تم نہیں جاتے تو میں تمہیں ختم کر دوں گا۔"

تھیوسانگ ہنسا: "کیا بچوں ایسی باتیں کر رہے ہو۔"

اتنے میں شاہی نجومی کے ہاتھ سے خنجر اپنے آپ ایک جھٹکے کے ساتھ اوپر کو اچھل کر غائب ہو گیا۔ نجومی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر کہا:

"یہاں۔ یہاں کوئی غیبی انسان موجود ہے۔"

ماریا نے شاہی نجومی کے سر پر رکھی ہوئی ٹوپی بھی اتار کر غائب کر لی۔ پھر اسے پراسرار آواز میں کہا:

"میں تمہاری موت کا پیغام لے کر آئی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ نوجوان میرا بھائی ہے۔ یہ جس طرح کہتا ہے
ویسے ہی کرو۔ نہیں تو میں ابھی تمہاری گردن
مروڑ ڈالوں گی۔"

شاہی نجومی نے ہاتھ باندھ لیے اور کپکپاتی آواز
میں بولا:

"میں تیار ہوں۔ میں تیار ہوں۔"

تھیوسانگ مسکرانے لگا:

"تو پھر زائچہ بنا کر بتاؤ کہ بادشاہ کے دشمن
زمین کے اندر کس جگہ پر ہیں؟"

شاہی نجومی اسی وقت پوتھی کھول کر بیٹھ گیا۔ اس
نے سلیٹ پر سے پہلی لکیریں بجھا دیں اور دوسری لکیریں
بنائیں۔ پھر غور کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد بولا:

"اگر میں تمہیں بتا دوں کہ تمہارے بھائی اور
بہن کہاں پر ہیں تو تم بادشاہ کو تو نہیں
بتا دو گے؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے بارے میں کسی
کے آگے اپنی زبان نہیں کھولوں گا اور یہ میرا
پکا وعدہ ہے۔"

نجومی نے سر جھکا دیا اور پھر سے غور کرنے لگا۔
تھوڑی دیر بعد بولا:

"زائچہ غیب کا پورا پورا حال نہیں بتا سکتا۔ یہ
کچھ نشانیاں ضرور بتا دیتا ہے۔ میں تمہیں یہ تو
نہیں بتا سکتا کہ تمہارے بہن بھائی کہاں ہیں
مگر جتنا کچھ میرا زائچہ بتا رہا ہے وہ میں
تمہیں بتا دوں گا۔"

"ہاں ہاں تم وہی ہمیں بتا دو۔" تھیوسانگ نے کہا۔

شاہی نجومی زائچے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:

"تمہارے دو بھائی اور ایک بہن ہے۔ ان لوگوں
کو میں ویران چاند پر کسی گہرے کنوئیں میں
دیکھ رہا ہوں۔ تمہارا ایک بھائی پتھر کے عقاب
کی شکل میں ہے۔ یہ تینوں کنوئیں کے نیچے
پڑے ہیں۔ کنوئیں کا منہ بھاری پتھر سے ڈھکا ہے۔
وہ باہر نہیں نکل سکتے۔"

ماریا نے پوچھا:

"یہ ویران چاند کہاں ہے؟"

شاہی نجومی بولا:

"ہمارے سیارے سے ہزاروں میل کے فاصلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر ہے۔ تم بالکل باہر نکل کر آسمان پر اسے
دیکھ سکتے ہو۔ یہ بھورا ویران چاند ہے۔ وہاں
آج تک ہم میں سے کوئی نہیں گیا۔"
تھیوسانگ نے پوچھا:
"کیا وہاں کوئی آبادی بھی ہے؟"
نجومی نے کہا:
"ہم اپنے بڑے بوڑھوں سے سنتے آئے ہیں کہ
ویران چاند میں خلائی ڈاکوؤں کی کوئی مخلوق
رہتی ہے مگر ہم نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔"
ماریا نے بے تابی سے پوچھا:
"ویران چاند پر جانے کا کیا ذریعہ ہے؟"
نجومی نے کہا:
"تم تو غائب حالت میں ہو۔ اڑ کر جا سکتی ہو۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"ہمیں اپنے بھائی بہن کو وہاں سے نیچے بھی تو
لانا ہے۔ ہم انہیں کیسے نیچے لائیں گے۔ ہم خود
تو شاید وہاں پہنچ ہی جائیں گے۔"
شاہی نجومی بولا:
"بادشاہ دالانگ کی شاہی خواب گاہ میں سیاہ

لبادے رکھے ہیں۔ میرا حساب بتا رہا ہے کہ
اگر وہ لبادہ کوئی شخص اوڑھ لے تو ہوا میں
اُڑ سکتا ہے۔"
ماریا بولی: "ٹھیک ہے میں وہ سیاہ لبادے لے
آؤں گی۔"
شاہی نجومی نے جلدی سے کہا:
"لیکن اپنا وعدہ تم لوگ یاد رکھنا۔ بادشاہ
کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ ساری باتیں میں نے
تمہیں بتائی ہیں۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"تم بالکل فکر نہ کرو۔ ہم تمہارا نام بالکل زبان
پر نہیں لائیں گے۔"
پھر تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:
"ماریا! تم بادشاہ دالانگ کی خواب گاہ میں
جاؤ اور سیاہ لبادے تلاش کر کے لے آؤ۔
میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا۔"
ماریا بہت اچھا کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔
بادشاہ کے بیڈ روم میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی
بادشاہ گہری نیند سو رہا تھا۔ ماریا نے ایک سنہری پھُ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوٹوں والی الماری کو کھولا تو کھٹکا ہوا۔ بادشاہ کی آنکھ کھل گئی:

"کون ہے؟"

وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھا۔ ماریا الماری بند کر چکی تھی۔ دالانگ نے بیڈ روم میں چاروں طرف دیکھا۔ وہاں اسے کوئی نظر نہ آیا۔ وہ پھر سو گیا۔ جب اس کے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز آنے لگی تو ماریا نے آہستہ سے الماری کھول دی۔ الماری کے اوپر والے خانے میں کچھ کالے کپڑے رکھے تھے۔ ماریا نے انہیں باہر نکال کر دیکھا۔ یہ سیاہ لبادے تھے جو آدمی اپنے کاندھوں پر ڈال لیتے ہیں۔ ماریا نے چار لبادے نکال کر انہیں لپیٹ کر سنبھالا اور الماری بند کر کے بیڈ روم سے چل گئی۔

یہاں سے نکل کر وہ سیدھی شاہی نجومی کے کمرے میں پہنچی اور نجومی کو وہ لبادے دکھائے۔ اس نے کہا:

"یہی وہ سیاہ لبادے ہیں جو انسان کو خلا میں اڑا سکتے ہیں۔"

اس نے ایک بار پھر بڑی عاجزی سے کہا:

"میرا نام نہ لینا بادشاہ کے آگے۔"

"تم کیوں گھبراتے ہو؟ تمہارا نام کبھی نہیں لیا جائیگا۔"

ماریا نے لبادے اپنے پاس رکھ لیے تھے۔ وہ اور تھیوسانگ وہاں سے نکل کر شاہی محل کی چھت پر آگئے دُور آسمان پر بھورے رنگ کا ویران چاند خلا میں ٹنگا ہوا تھا۔

ماریا نے کہا:

"اگر اس نجومی کا زائچہ ٹھیک بول رہا تھا تو عنبر ناگ اور کیٹی اسی چاند پر ہوں گے۔"

تھیوسانگ بولا: "میں خلائی نجومیوں کو جانتا ہوں ان لوگوں کے زائچے کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ان کے اندازے بالکل درست ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ عنبر ناگ اور کیٹی اسی ویران چاند پر ہی کسی اندھیرے کنوئیں میں ہوں گے۔"

ماریا نے کہا:

"مگر ناگ کیسے پتھر کا عقاب بن گیا؟"

"یہ مسئلہ تو اسے دیکھ کر ہی حل ہو گا۔" تھیوسانگ بولا:

ماریا نے کہا:

"پھر ہمیں ویران چاند کی طرف اپنا سفر شروع کر دینا چاہیے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے ایک سیاہ لبادہ اپنے کاندھے پر ڈال کر اس کی ڈوریاں اپنے جسم کے ساتھ باندھ لیں۔ ماریا نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ ساتھ خلا میں اڑ رہی ہونگی۔ تم میری فکر نہ کرنا۔"

اچانک ایک طرف سے آواز آئی:

"خبردار! کھڑے رہو!"

ماریا اور تھیوسانگ نے چونک کر دیکھا۔ ایک پہرے دار ہاتھ میں تلوار تھامے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ماریا نے کہا:

"کم بخت کی موت اسے یہاں لے آئی ہے۔"

پہرے دار نے آگے بڑھ کر تھیوسانگ کو پکڑنا چاہا تو ماریا نے اسے گردن سے دبوچ کر پیچھے کھینچ لیا اور بولی:

"احمق! کیوں موت کو بلا رہے ہو۔ بھاگو یہاں سے۔"

پہرے دار نے آواز سنی اور عورت نظر نہ آئی تو اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ ماریا نے اس کے ہاتھ سے تلوار جھٹک دی اور اسے چھت پر سے دو فٹ اونچا اٹھا کر کہا:

"یہاں سے بھاگ جاؤ اور خبردار پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا۔"

ماریا نے اسے چھوڑ دیا۔

پہرے دار ایسا بھاگا کہ ایک نظر بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ ماریا بولی:

"تھیوسانگ! ویران چاند کا سفر شروع کرو۔"

تھیوسانگ بولا: "میں اچھلتا ہوں۔ شاید اس طریقے سے ہوا میں یہ لبادہ مجھے اڑا لے جائے۔"

تھیوسانگ نے چھت کے کنارے پر کھڑے ہو کر اوپر کو چھلانگ لگائی تو وہ ہوا میں اڑنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔

تھیوسانگ بولا: "اس کا رُخ ویران چاند کی طرف ہو رہا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"معلوم ہوتا ہے اسے چاند کی طرف سیٹ کیا گیا ہے۔ ضرور عنبر ناگ اور کیٹی کو یہ مکار دالانگ ہی ویران چاند پر چھوڑ کر آیا ہو گا۔"

تھیوسانگ بولا: "لبادے کی رفتار تیز ہو رہی ہے ماریا۔"

"یہ تو اچھی بات ہے۔"

تھیوسانگ سیاہ لبادے میں چھپا انتہائی برق رفتاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یعنی بجلی ایسی تیزی کے ساتھ خلا میں ویران چاند کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ خلا میں اڑ رہی تھی۔ شاہی محل اور پھر سیارہ سیناتھون بہت پیچھے رہ گیا۔ ان کی رفتار اور تیز ہو گئی۔

سیارہ سیناتھون کے حلقے سے نکلتے ہی رات ختم ہو گئی۔ اب ایک تاریک خلا ان کے سامنے تھا جس میں بھورا چاند بڑے دھیمے دھیمے چمک رہا تھا۔ کتنی ہی دیر تک خلا میں اڑتے رہنے کے بعد آخر وہ ویران چاند کے قریب پہنچ گئے۔ چاند بڑا ہوتے ہوتے اتنا بڑا ہو گیا کہ اب تھیوسانگ اور ماریا کو اس کی گولائی نظر نہیں آ رہی تھی۔ ان کے نیچے چاند کی پتھریلی ویران زمین ایک سنسان میدان کی طرح نظر آنے لگی تھی جہاں جگہ جگہ زمین میں گڑھے پڑے تھے اور اونچی نیچی پہاڑیاں اور گہری گھاٹیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"اگر والانگ خود عنبر ناگ کیٹ کو یہاں لایا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ چاند پر فضا موافق ہے۔"

ماریا بولی: "ہم ویران چاند کی فضا میں داخل ہو چکے ہیں تھیوسانگ — دیکھو ہمیں سانس لینے میں ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"نیچے تو گہری گہری گھاٹیاں ہیں۔ مجھے تو یہاں کوئی خلائی ڈاکوؤں کی مخلوق دکھائی نہیں دے رہی۔ میں نیچے اتر رہا ہوں ماریا۔"

"او۔ کے تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا:

"یہ تم نے انگریزی میں کیوں کہا؟"

ماریا نے ہنس کر کہا:

"کبھی کبھی میں انگریزی بول لیا کرتی ہوں۔"

تھیوسانگ بولا: "او کے۔"

اور وہ دونوں ہنستے ہوئے ویران چاند کی ایک گہری گھاٹی میں اتر گئے۔ تھیوسانگ نے ویران چاند کی زمین پر سے پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے غور سے دیکھا۔ وہ چاند کے جس حصے پر اترے تھے وہاں دن کی روشنی پھیلی تھی۔ ماریا نے پوچھا:

"کیا اس پتھر میں کوئی خاص بات ہے تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ نے پتھر کو پھینک کر کہا:

"اس میں یورینیم کی بھاری مقدار موجود ہے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس پتھر سے لگتا ہے کہ اس میں سے یورینیم نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

ماریا نے کہا: "اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی مخلوق موجود ہے۔"

"ہاں۔ کوئی نہ کوئی خلائی مخلوق ضرور یہاں رہتی ہے جو ان پتھروں سے یورینیم نکالتی ہے۔" تھیوسانگ نے کہا۔

ماریا بولی: "کہیں یہ وہی خلائی ڈاکو تو نہیں ہیں جن کے بارے میں نجومی بتا رہا تھا؟"

"ہو سکتا ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ ایک پہاڑی کی چڑھائی چڑھنے لگے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ایٹم بموں کی تلاش

کتنی ہی دیر تک وہ چڑھائی چڑھتے رہے۔ جب پہاڑ کی دوسری طرف آئے تو دیکھا کہ سامنے ایک اور پہاڑ کھڑا ہے۔ بیچ میں ایک میدان ہے جہاں بڑے بڑے پتھروں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں۔ تھیوسانگ نے کہا کہ یہ چاند بھی ویران ہے۔ ہم عنبر ناگ کیٹ کو یہاں کیسے تلاش کریں گے۔

ماریا نے کہا:

"میں پہاڑ کی دوسری جانب جا کر دیکھتی ہوں شاید وہاں کوئی آبادی ہو۔"

یہ کہہ کر ماریا ہوا میں اوپر کو اُٹھتی چلی گئی۔ پھر وہ پہاڑ کے اوپر اڑنے لگی۔ جب وہ دوسرے پہاڑ کے پار پہنچی تو دیکھا کہ دُور ایک پہاڑی کی ڈھلان پر بہت بڑے لومڑ کا منہ کھلا ہے۔ ماریا قریب آئی تو معلوم ہوا کہ لومڑ کا چہرہ پہاڑ کی چٹان کھود کر بنایا گیا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لومڑ کا منہ پورا کھلا تھا اور اس کے حلق میں ایک بہت بڑے غار کا راستہ تھا جو اندر جا رہا تھا۔ لومڑ کے لمبے نوکیلے دانت بڑے بڑے ستونوں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ یہاں موت ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اس لومڑ کے منہ کے اندر جا کر دیکھنا چاہیے۔

جونہی اس نے لومڑ کے منہ میں پاؤں رکھا لومڑ کے حلق سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی۔ ماریا جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ اس چیخ کے ساتھ ہی لومڑ کے حلق میں سے نیلی اور سفید آگ کے شعلے باہر کو لپکنے لگے۔ ماریا اوپر کو اُٹھ گئی۔ اور تیزی سے واپس تھیوسانگ کے پہنچ کر سارا ماجرا بیان کیا۔

تھیوسانگ بولا:

"اس کا مطلب ہے کہ یہاں ضرور کوئی مخلوق آباد ہے۔"

وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ آسمان پر زناٹے کی زوں زوں کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے ایک پتھر کے پیچھے ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر دو لمبے قد کے آدمی اڑے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے پیچھے ایک ایک راکٹ بندھا ہے جس میں سے گیس تیزی سے خارج ہو رہی ہے

اور اس کی مدد سے دونوں خلائی آدمی ہوا میں اڑتے جا رہے ہیں۔ وہ دونوں تھیوسانگ اور ماریا کے سروں کے اوپر سے گذر گئے۔

"یہی وہ مخلوق ہے جو اس غار میں رہتی ہو گی۔" ماریا نے کہا۔

تھیوسانگ بولا: "لومڑ کے منہ میں خفیہ الارم لگا ہو گا جو کسی بھی غیر مخلوق کی آمد پر چیخ اُٹھتا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"ہو سکتا ہے ان لوگوں نے ہی عنبر ناگ کیٹی کو اپنے غار میں بند کر رکھا ہو۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"اس کا پتہ تو تم ہی چلا سکتی ہو۔ کیوں کہ تمہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکے گا۔"

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ پہاڑ کا پتھریلا میدان عبور کر کے سامنے والی پہاڑی کی اس غار کے قریب پہنچ گئے۔ جہاں بہت بڑے لومڑ کا منہ کھلا تھا۔ ماریا نے کہا:

"یہ ہے وہ لومڑ جس کے حلق میں سے اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راستہ جاتا ہے۔"

تھیوسانگ بولا:

"میں دیکھ رہا ہوں۔"

ایک بار پھر فضا میں زناٹے کی آواز سنائی دی۔ ماریا اور تھیوسانگ جلدی سے ایک پتھر کی اوٹ پر ہو گئے۔ ایک اور راکٹ والا خلا باز فضا میں اڑتا ہوا آیا اور زوں کی آواز کے ساتھ لومڑ کے ثبت کے حلق میں سے ہو کر غار میں داخل ہو گیا۔

تھیوسانگ بولا: "ماریا! ہم دونوں کو اندر جانا ہو گا اور اس کا طریقہ وہی ہو گا۔ میں چھوٹا ہو جاتا ہوں۔ تم مجھے اپنے ہاتھ میں اٹھا لو اس طرح میں بھی تمہارے ساتھ غائب ہو جاؤنگا اور اندر چل کر دیکھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"لومڑ چیخ اٹھے گا اور پھر اندر سے آگ کے شعلے نکلیں گے۔ مجھے تو کچھ نہیں ہو گا ان شعلوں سے کہیں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا:

"ماریا! شاید تم بھول گئی ہو کہ میں صرف اسی صورت میں ہلاک ہو سکتا ہوں کہ میرے ہاتھ کی کوئی انگلی کاٹ دی جائے۔ یہ آگ مجھ پر کوئی اثر نہیں کرے گی۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے اپنے آپ کو چھوٹا کر لیا۔ ماریا نے اسے اٹھا لیا۔ ماریا کے اٹھاتے ہی تھیوسانگ بھی غائب ہو گیا۔ ماریا غار کی طرف بڑھی۔ جونہی وہ لومڑ کے حلق میں داخل ہوئی لومڑ کے اندر سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی مگر ماریا نہ رکی۔ وہ ہوا میں تیرتی لومڑ کے حلق کے اندر بڑھتی چلی گئی۔ ایک دم اسے اس غار نما حلق میں سے آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ ان شعلوں کی رفتار بہت تیز تھی مگر ماریا اس میں سے گذر گئی اور اسے کوئی نقصان نہ پہنچا۔

اس نے شعلوں سے نکلتے ہی تھیوسانگ کو اپنے منہ کے قریب لا کر پوچھا کہ اسے تو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا:

"میں بالکل ٹھیک ہوں ماریا۔ تم ان لوگوں کے درمیان چلو۔ پتہ کرتے ہیں کہ یہ مخلوق

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کون ہے ؟

لومڑ کا حلق آگے جا کر ڈھلانی راستے میں بدل گیا۔ ماریا زمین سے پندرہ فٹ بلند ہو کر پتہ کر رہی تھی۔ اس کی رفتار بہت ہی دھیمی تھی۔ غار میں ابھی تک اسے کوئی خلائی آدمی نظر نہیں آیا تھا۔ غار ختم ہوا تو اس نے چار خلائی سپاہیوں کو دیکھا کہ ہاتھوں میں خلائی گنیں لیے غار کے دروازے کی طرف بھاگ رہے تھے۔ ماریا نے ان پر کوئی توجہ نہیں دی اور آگے بڑھی۔ آگے ایک اونچا دروازہ آ گیا جو کھلا تھا۔ ماریا اندر گئی تو دیکھا کہ ایک جگمگاتا ہوا سفید کمرہ ہے جہاں چاندی ایسی سفید کرسیوں پر کچھ خلائی لوگ بیٹھے ہیں۔ ان کے درمیان ایک خلائی آدمی بڑی کرسی پر بیٹھا ہے۔ دیوار پر جگہ جگہ ننھے ننھے رنگ برنگ بلب جل رہے ہیں۔ دو آدمی یہاں کھڑے غور سے جلتے ہوئے بلبوں کی پوزیشن نوٹ کر رہے ہیں۔

بڑی کرسی پر بیٹھا ہوا خلائی آدمی کا ناک لمبا اور آنکھیں ترچھی تھیں۔ وہ ان کا چیف لگتا تھا۔ ماریا اور تھیوسانگ کی موجودگی کا یہاں کسی کو احساس نہیں ہوا تھا۔ ماریا خاموشی سے کمرے میں ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

لوگ بالکل خاموش بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک خلائی سپاہی اندر آیا۔ چیف نے بھاری مگر کھرکھراتی آواز میں پوچھا :

"کون تھا وہ ؟"

سپاہی بولا : "کوئی بھی نہیں تھا چیف !"

"تو پھر الارم کیوں بجا؟" اس نے چلّا کر کہا :

سپاہی بولا : "چیف ! الارم میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ اسے درست کیا جا رہا ہے۔"

چیف کہنے لگا : "ہمیں ہر لمحہ دشمن کی طرف سے خطرہ رہتا ہے۔ الارم وقت پر خراب ہو گیا تو دشمن ہمارے اندر گھس آئے گا۔"

ایک خلائی آدمی بولا :

"چیف ! اب ہمیں اپنے دشمن سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ چار روز بعد ہم ان کے سیارے پر ایٹم بم گرانے والے ہیں۔ وہ سیارہ بالکل تباہ ہو جائے گا اور ہمارا دشمن بھی باقی نہیں رہے گا۔"

چیف بولا : "لیکن جب تک ہم ایٹم بم نہیں گراتے ہمیں دشمن کی طرف سے ہوشیار رہنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گا۔ وہ بھی ہمارے غار میں کوئی بم رکھ کر
ہمیں تباہ کر سکتے ہیں۔"
چیف نے حکم دے دیا کہ غار کے باہر پہرہ سخت
کر دیا جائے۔
پھر اس نے دیوار پر ایک بٹن کو دبایا۔ دیوار میں
ایک نقشہ روشن ہو گیا۔ اس نقشے پر کئی ستارے اور
سیارے نظر آ رہے تھے۔ ایک بڑا سا سیارہ بڑی تیزی
سے چمک رہا تھا۔ چیف نے اس سیارے پر انگلی
رکھ کر کہا:
"یہ ہے بشکال سیارہ جہاں ہماری دشمن مخلوق
آباد ہے چار روز بعد اس پر ایٹم بم گرا دیا
جائے گا اور یہ سیارہ ہمیشہ کے لیے موت
کی نیند سو جائے گا۔"
ایک خلائی آدمی بولا:
"چیف! یہاں جتنے بچے اور عورتیں ہیں ہمیں
چاہیے کہ ان کے جسموں کے فاسفورس نکال لیں۔"
چیف نے کہا:
"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں
کہ ایٹم بم مار کر ان سب کو ایک دم سے

ملیا میٹ کر ڈالوں۔"
ماریا یہ ساری گفتگو سن رہی تھی۔ جب چیف اپنے
ساتھیوں کے ہمراہ اس کمرے سے چلا گیا تو ماریا
دیوار پر روشن چارٹ کے پاس آ گئی۔ اس نے تھیوسانگ
کو اپنے منہ کے قریب لا کر کہا:
"تھیوسانگ! یہاں تو بڑی بھیانک سکیم تیار
ہو رہی ہے۔ یہ سنگ دل لوگ تو بشکال سیارے
کے ہزاروں، لاکھوں بچوں عورتوں اور بوڑھوں
پر ایٹم بم چلا کر انہیں موت کی نیند سلانے کا
پروگرام بنا رہے ہیں۔"
تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا:
"ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ہم بشکال سیارے
کے لاکھوں بے گناہ بچوں اور عورتوں کو ہلاک
نہیں ہونے دیں گے۔"
"مگر ہم کیا کر سکتے ہیں؟" ماریا نے پوچھا۔
تھیوسانگ بولا، "یہ لوگ جو ایٹم بم لے کر
جائیں گے ہم اسے اس جگہ اس کا پن نکال
کر اسے بے کار کر دیں گے۔"
ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس سے کیا ہو گا۔ یہ لوگ دوسرا ایٹم بم گرا دیں گے۔"

تھیوسانگ بولا: "ہم ان کے سارے ایٹم بموں کا ذخیرہ ہی تباہ کر دیں گے۔"

"یہ اچھا خیال ہے۔ میں اس جگہ کو تلاش کرتی ہوں جہاں انہوں نے ایٹم بم بنا کر رکھے ہوتے ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا دروازے میں سے گذرتی دوسری طرف آ گئی۔

یہاں ایک لمبی سی گلی تھی جس کی چھت سے روشنی نکل رہی تھی۔ ماریا نے کئی کمرے دیکھے۔ وہ بند کمروں میں بھی گئی مگر اسے ایٹم بموں کا ذخیرہ کہیں بھی نظر نہ آیا۔

تھیوسانگ نے کہا:

"یہاں کسی جگہ سے عنبر ناگ کیٹی کی خوشبو محسوس کی ہے تم نے ماریا؟"

ماریا نے کہا:

"ابھی تک نہ تو عنبر کی خوشبو محسوس ہوئی ہے اور نہ ناگ کی۔ لیکن نجومی نے کہا تھا کہ یہ لوگ زمین کے اندر ہیں۔ اس لیے ان کی خوشبو

زمین سے باہر نہیں آ رہی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"اس کا مطلب ہے کہ یہ ہمارے دوست زمین کی کافی گہرائیوں میں قید ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"میں زمین کے اندر نہیں جا سکتی۔ ورنہ میں عنبر ناگ اور کیٹی کا ضرور کھوج لگا لیتی۔ لیکن تھیوسانگ ہمیں سب سے پہلے بشکال سیارے کے معصوم بچوں اور عورتوں کو ایٹم بم کی تباہی سے بچانا ہو گا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ مگر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہمیں وہ سٹور روم نہیں مل رہا جہاں اس خلائی مخلوق نے ایٹم بم رکھے ہوئے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"پھر تو ہمیں اس غار کے اندر رہ کر ہی جاسوسی کرنی ہو گی۔ یہ لوگ اگر اسی غار میں رہتے ہیں تو انہوں نے ایٹم بم بھی یہیں کسی جگہ رکھے ہوں گے۔ میں غار کا جائزہ لیتی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا غار میں دوسری طرف نکل گئی۔

یہ غار کیا تھا۔ پہاڑ کے نیچے ایک پورا شہر بسا ہوا تھا۔ اس شہر میں مکان اور گلیاں بنی ہوئی تھیں۔ اوپر آسمان کی جگہ پہاڑ کی چھت تھی جس میں سے ہر وقت روشنی نکلتی رہتی تھی۔ یہ سبھی خلائی مخلوق صرف مرد ہی مرد تھے۔ ان میں عورتیں بالکل نہیں تھیں۔ ایک جگہ بہت بڑا ہال تھا۔ اس ہال میں بے شمار راکٹ ستونوں کی طرح ایک جگہ کھڑے تھے۔

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"معلوم ہوتا ہے یہ لوگ ان راکٹوں کے ذریعے دوسرے سیاروں تک سفر کرتے ہیں۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ہاں۔ لیکن ان کا نیوکلر ایمونیشن کہاں ہے؟ کم بخت وہ کہیں نظر نہیں آتا۔ صاف لگ رہا ہے۔ کہ انہوں نے سارا ایٹم بموں کا ذخیرہ زمین کے اندر کسی جگہ چھپا رکھا ہے۔"

ماریا ہال کمرے سے نکل آئی۔ وہ ایک گلی میں سے گذرنے لگی۔

گلی کے کونے پر اُسنے دیکھا کہ ایک خلائی آدمی

دوسرے بوڑھے خلائی آدمی کو گھسیٹتے لیے چلا آ رہا ہے۔ بوڑھا خلائی آدمی اس سے رحم کی بھیک مانگ رہا ہے:

"مجھے نہ مارو۔ میں کچھ دنوں تک خود ہی مر جاؤں گا۔ مجھے نہ مارو۔"

خلائی آدمی اسے ڈانٹ رہا ہے:

"خاموش خلائی بڈھے۔ تمہیں پتہ نہیں کہ چیف کا حکم ہے کہ کوئی خلائی بوڑھا یہاں زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہم تیری تلاش میں تھے۔ ہمیں پتہ چلا گیا تھا کہ تو اس مکان میں چھپا ہوا ہے۔"

بوڑھا خلائی آدمی زار و قطار رو رہا تھا اور بار بار رحم کی اپیل کر رہا تھا۔ لیکن ظالم خلائی آدمی پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بوڑھے کو گلی کے دروازے پر لے آیا۔ اس نے بوڑھے کو زمین پر دھکا دے کر گرا دیا اور بولا:

"میں تیری بوڑھی لاش لے کر چیف کے پاس جاؤں گا تو مجھے انعام ملے گا۔"

یہ کہہ کر خلائی آدمی نے اپنی پیٹی میں سے خلائی گن نکال کر بوڑھے پر تان دی۔ یہ منظر ماریا سے نہیں دیکھا گیا۔ اس نے بوڑھے کو بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جونہی خلائی آدمی نے بوڑھے پر خلائی گن تانی ماریا تیزی سے آگے بڑھی اور خلائی آدمی کے ہاتھ میں سے خلائی گن نوچ لی۔

خلائی آدمی نے جب دیکھا کہ گن اس کے ہاتھ سے غائب ہو گئی ہے تو وہ ششدر ہو کر رہ گیا۔ وہ اِدھر اُدھر تکنے لگا۔ اس نے چلّا کر کہا،

"دشمن مخلوق آ گئی ہے"

یہ کہہ کر وہ ایک طرف کو بھاگا۔ ماریا نہیں چاہتی تھی کہ یہ جا کر چیف کو خبر کر دے۔ چنانچہ ماریا نے پیچھے سے گن فائر کر دی۔ گن میں سے باریک لکیر ایسی روشنی نکلی اور سیدھی بھاگتے ہوئے خلائی آدمی کی پیٹھ پر لگی اور اس کا نچلا دھڑ غائب ہو گیا۔ اوپر والا دھڑ پتھر بن کر وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔

خلائی بوڑھا یہ سب کچھ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

ماریا نے ایک طرف جا کر تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ! اب تمہارا کام شروع ہوتا ہے۔ تم بڑے سانڈ کے ہو کر اس بوڑھے کے پاس جاؤ اور اس کی ہمدردی حاصل کرو۔"

ماریا نے تھیوسانگ کو نیچے رکھ دیا۔ تھیوسانگ نے آنکھ بند کر کے انگلی اپنے جسم سے لگائی اور وہ ایک دم سے بڑا ہو گیا۔ وہ گلی کے ایک مکان کی اوٹ میں تھا۔ اس نے ماریا کے ہاتھ سے گن لے لی اور لپک کر بوڑھے کے پاس آیا۔ اور بولا:

"میں نے تمہاری جان بچا لی ہے بابا۔ اب جلدی سے کہیں چھپ جاؤ۔ کہیں کوئی دوسرا آدمی تمہیں پکڑ کر نہ لے جائے۔"

بوڑھا خلائی آدمی تھیوسانگ کو تعجب سے تک رہا تھا۔ آہستہ سے زمین پر سے اُٹھا۔ اور تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر بولا:

"تم — تم اس نیارے کی مخلوق نہیں ہو۔ تم کہاں سے آئے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"پہلے تم کسی جگہ جا کر چھپ جاؤ۔ پھر تم سے باتیں کروں گا۔"

بوڑھا خلائی کہنے لگا:

"یہ لوگ مجھے وہاں سے بھی ڈھونڈ نکالیں گے یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے یہاں کوئی بڑھیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زندہ نہیں رہتا۔"

پھر اس نے پیچھے دیکھ کر کہا،

"سپاہی کا آدھا دھڑ وہیں پڑا ہے۔ اس کو دیکھ کر دوسرے سپاہی یہاں آ جائیں گے۔ اس کے دھڑ کو ضائع کر دو۔"

تھیوسانگ نے پوچھا:

"میں اسے کیسے ضائع کر سکتا ہوں؟"

بوڑھا کہنے لگا،

"آدھا دھڑ کی آنکھ میں سلائی ڈال دو وہ غائب ہو جائے گا۔"

تھیوسانگ خلائی سپاہی کی لاش کے آدھے دھڑ کے پاس گیا اور خلائی گن کی تیکھی نوک اس کی آنکھ میں ڈال دی۔ اس کے ساتھ ہی آدھا دھڑ غائب ہو گیا۔ تھیوسانگ کو ساتھ لے کر بوڑھا خلائی آدمی اپنے مکان میں آ گیا۔ ماریا ساتھ ساتھ تھی۔

مکان چھوٹا سا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا:

"بابا! یہاں تو تم دوبارا پکڑ لیے جاؤ گے۔ یہاں تو چھپنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے"

بوڑھے نے اپنا سر تھام لیا اور بولا:

کیا کروں؟ یہاں سے نکلا تو راستے میں پکڑا جاؤں گا۔ یہ ظالم لوگ بوڑھوں کی جان کے دشمن ہیں۔ چیف خود بوڑھا ہو کر زندہ رہ سکتا ہے مگر کوئی دوسرا خلائی آدمی جب بوڑھا ہوتا ہے تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ میں کسی نہ کسی طرح جان بچا کر یہاں چھپا تھا کہ مجھے بھی نکال کر لے گیا یہ سپاہی۔ اگر تم نہ آتے تو میں اب تک مر چکا ہوتا۔ بیٹا! تم کون ہو۔ تم اس سیارے کی مخلوق نہیں ہو۔ تم کہاں سے آئے ہو؟

تھیوسانگ نے کہا:

"بابا! میں سیارہ سینا تھون سے آیا ہوں مگر پہلے یہ بتاؤ کہ کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تم چھپ کر باقی زندگی سکون سے گزار سکو۔"

بوڑھا بولا: "اگر میں اس غار کی دنیا سے نکل جاؤں تو سیارے کے جنوب کے جنگل میں کسی جگہ چھپ کر باقی زندگی چین سے بسر کر سکتا ہوں مگر اس غار سے کوئی بھی آدمی باہر نہیں نکل سکتا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے کچھ سوچ کر کہا:
"میں تمہیں اس غار سے باہر نکال دوں گا۔"
"وہ کیسے؟" بوڑھے نے حیرت سے کہا۔ "غار پر
تو سخت پہرہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ مجھے دیکھ
لیں گے۔ اور میرے ساتھ تمہاری بھی جان
جائے گی۔ نہیں بیٹا۔ تم مجھے اسی جگہ مرنے
کے لیے چھوڑ دو۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"بابا! میں تمہیں اپنی جیب میں چھپا کر لے جاؤں گا۔"
بوڑھا بولا: "بیٹا! مجھ سے مذاق نہ کرو۔ میں پہلے
ہی بہت غم زدہ ہوں۔"
تھیوسانگ نے بڑے اطمینان سے اور بوڑھے کو اعتماد
میں لیتے ہوئے کہا:
"بابا! میرے پاس ایک جادو ہے جس کی مدد سے
میں تمہیں اتنا چھوٹا کر دوں گا کہ تم میری جیب
میں چھپ جاؤ گے۔ بس پھر میں تمہیں یہاں
سے نکال لے جاؤں گا۔"
خلائی بوڑھا کچھ دیر تک تھیوسانگ کی شکل دیکھتا
رہا۔ پھر بولا:

مجھے یقین نہیں آ رہا۔"
اتنے میں گلی میں شور بلند ہوا۔
بوڑھے نے گھبرا کر کہا:
"دوسرے سپاہی آ گئے ہیں۔ انہیں پتہ چل گیا
ہے کہ میں یہاں چھپا بیٹھا ہوں۔ اب مجھے
موت کے منہ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"میں تمہیں چھوٹا کرنے لگا ہوں۔ تیار ہو جاؤ۔"
اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے آنکھ بند کر کے
خلائی بوڑھے کے کاندھے سے انگلی لگا دی۔ خلائی بوڑھا
تو بالکل ننھا سا بن گیا۔
ماریا نے کہا:
"تم نے اچھا کیا تھیوسانگ۔"
تھیوسانگ بولا: "باہر دشمن آ گیا ہے۔ میں خود
چھوٹا ہو رہا ہوں۔ تم ہم دونوں کو اپنے ہاتھوں
میں اٹھا لینا تاکہ ہم دونوں غائب ہو جائیں۔"
خلائی بوڑھا چھوٹا ہو کر بوکھلا گیا تھا اور ننھے ننھے
ہاتھوں سے اپنے جسم کو ٹٹول رہا تھا۔ تھیوسانگ نے
دوسری بار انگلی لگا کر خود کو چھوٹا کر دیا۔ اس وقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دروازے پر کسی نے گن سے فائر کیا اور دروازہ
کر پڑا جب سپاہی اندر داخل ہوئے تو ماریا نے
تھیوسانگ اور ننھے بوڑھے کو اٹھا کر غائب
تھی۔ سپاہی حیرت سے کمرے میں دیکھنے لگے کہ
کہاں چلا گیا۔ انہوں نے سارے مکان کی تلاشی لی
پھر ناکام ہو کر چلے گئے۔

ان کے جاتے ہی ماریا بھی وہاں سے باہر آئی
وہ گلیوں میں سے گذرتی غار کی بڑی راہ داری
آئی۔ یہاں سے وہ لومڑ کی غار میں پہنچ گئی۔ یہاں
پہرے دار کھڑے تھے۔ مگر ماریا کو کوئی نہ دیکھ سکا
وہ غار سے نکل گئی۔ باہر نکلتے ہی اس نے ہوا میں
آپ کو اچھالا اور فضا میں تیرتی ہوئی میدان عبور
کر کے پہاڑ کے اوپر اور پھر اس کے دوسری طرف
ڈھلان سے نیچے اڑتی ہوئی گھنے جنگل کے ایک درخت
کے نیچے آ کر رُک گئی۔ اور زمین پر اُتر آئی۔

اُترتے کے ساتھ ہی ماریا نے تھیوسانگ سے کہا
وہ خود بھی اپنے اصلی قد میں آ جائے اور بوڑھے کو
بھی بڑا کر دے۔ تھیوسانگ نے ایسا ہی کیا۔ پہلے وہ
خود بڑا ہو گیا اور اس کے بعد بوڑھے کو بڑا کر دیا

تھا تو بے چارہ ابھی تک بوکھلایا ہوا تھا۔
تھیوسانگ نے اسے تسلی دی اور کہا
یہ صرف ایک سائنسی فارمولا تھا جس پر عمل
کرتے ہوئے میں نے تمہیں بھی چھوٹا کر دیا
اور خود بھی چھوٹا ہو گیا۔
بوڑھا بولا: مگر ہم ہوا میں کیسے اڑتے رہے؟
یہ بھی اسی سائنسی فارمولے کا کرشمہ تھا۔ اب تم
یہ بتاؤ کہ وہ کون سی جگہ ہے جہاں تم کو
چھپا دیا جائے تاکہ تم باقی زندگی ان خونخوار
لوگوں کی نگاہوں سے بچ کر گذار سکو۔
بوڑھے نے جنگل میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی
اور بولا:
اس جنگل کے بعد ایک دوسرا جنگل ہے۔
وہاں زمین کے اندر تانبے کی ایک پرانی کان
ہے جو اب کئی برسوں سے ویران ہو چکی ہے۔
میں وہاں پناہ لے سکتا ہوں۔
انہوں نے جنگل میں چلنا شروع کر دیا۔
دوپہر کے بعد وہ دوسرے جنگل میں پہنچ گئے۔ تانبے
کی جس کان کے بارے میں بوڑھے نے بتایا تھا وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنگلی جھاڑیوں اور درختوں میں چھپی ہوئی تھی۔ اس کا دروازہ ایک سوراخ ہی رہ گیا تھا۔

بوڑھے نے کہا:

"یہ کان کا دروازہ ہے۔ میں اسے اندر سے جنگلی جھاڑیوں اور درختوں کی شاخوں سے بند کر لوں گا۔"

تھیوسانگ اور ماریا اس بوڑھے خلائی انسان کے ہمراہ تانبے کی کان میں داخل ہو گئے۔ کان ویران تھی۔ جگہ جگہ سے پانی چھت سے ٹپک رہا تھا۔ لکڑی کے بنے ستون ڈھے چکے تھے۔ کہیں کہیں کان کے اندر پہاڑ کی چھت کے خفیہ سوراخوں میں سے دھیمی دھیمی روشنی آ رہی تھی۔ کان کے کافی اندر جا کر بوڑھے خلائی انسان نے ایک جگہ بیٹھتے ہوئے کہا:

"بس یہ جگہ زندگی گذارنے کے لیے ٹھیک رہے گی میرے بیٹے اب تم جا سکتے ہو۔ تمہارا بہت بہت شکریہ۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"بابا! میرا بھی اس سیارے پر کوئی نہیں ہے۔ میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ اس سیارے کے لوگ

میرے بھی دشمن ہیں اور وہ مجھے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ میں سیناتھون کے بادشاہ کا رشتے دار ہوں اور یہاں امن کا پیام لے کر آیا تھا۔

"پھر۔ کیا ہمارے چیف نے امن کا پیام قبول نہیں کیا؟"

بوڑھے نے پوچھا:

"نہیں۔ بلکہ الٹا اس نے مجھے مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔ اگر میرے پاس سائنسی فارمولا نہ ہوتا تو میں کب کا مر گیا ہوتا۔"

بوڑھے نے کہا:

"اچھا۔ اگر یہ بات ہے تو بیٹا تم بھی میرے ساتھ اس کان میں پڑے رہو۔ تمہارے ساتھ میرا بھی دل لگ جائے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اچھا بابا تم آرام کرو۔ میں تمہارے لیے جنگل سے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

بوڑھا ہنسنے لگا:

"بیٹے کیا تمہارے سیارے میں لوگ ابھی تک جنگل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پھل پھول توڑ کر کھاتے ہیں؟ ہم لوگ تو خوراک کی ایک گولی کھا کر ایک ہفتہ گذار دیتے ہیں۔"

تھیوسانگ کچھ شرمندہ سا ہو کر بولا:

"بابا! تمہارا سیارہ بہت ترقی کر چکا ہے۔ ہم لوگ تو ابھی تک اناج کھاتے ہیں۔ اچھا میں ذرا باہر دیکھ آؤں کہ کوئی ہمارا پیچھا تو نہیں کر رہا تھا۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ کان سے باہر آ گیا۔

ماریا نے باہر آتے ہی کہا:

"تم اس بوڑھے سے پوچھتے کیوں نہیں کہ چیف نے اپنے اسلحہ کو کہاں چھپا رکھا ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"صبر سے کام لو ماریا۔ اس طرح سے ہو سکتا ہے اس کا جذبہ حب الوطنی بیدار ہو جائے اور وہ مجھے کچھ نہ بتائے۔ میں آہستہ آہستہ طریقے سے پوچھوں گا۔ ابھی ویسے بھی یہ لوگ چار دن کے بعد ایٹم بم گرانے والے ہیں۔"

ماریا کہنے لگی:

"بہرحال ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔"

وہ رات ماریا اور تھیوسانگ نے وہیں تانبے کی کان میں بوڑھے کے ساتھ گذاری۔ دوسرے دن تھیوسانگ نے بوڑھے کو صاف صاف بتا دیا کہ اسے معلوم ہوا ہے کہ چیف کسی دوسرے سیارے پشکال پر ایٹم بم گرا کر وہاں لاکھوں بے گناہ بچوں اور عورتوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔

بوڑھے نے افسوس کے ساتھ کہا:

"یہ تو ظلم ہے۔"

تھیوسانگ بولا: "یہی تو میں بھی کہتا ہوں۔ اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ چیف نے ایٹم بم کہاں چھپایا ہوا ہے تو میں اسے فوراً ضائع کر دوں تاکہ بے گناہ بچوں کا ناحق خون نہ ہو۔"

بوڑھا بولا: "چیف بڑا چالاک ہے۔ اس کے پاس اس وقت چار ایٹم بم ہیں جو بے حد خطرناک ہیں۔ یہ چاروں بم ایک چھوٹے سے مصنوعی سیارے میں بند کر کے اس نے اس سیارے کی زمین کے گرد چھوڑ رکھے ہیں تاکہ وہاں محفوظ رہیں۔ تم خلا میں مصنوعی سیارے تک کیسے پہنچ سکتے ہو؟"

ماریا یہ سن کر حیران ہوئی۔ تھیوسانگ بھی حیران ہوا کہ واقعی چیف نے بڑی عجیب سکیم لڑائی تھی۔ ان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ چار ایٹم بم کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصنوعی سیارے میں بند کر کے فضا میں چھوڑ رکھے ہوں گے۔

بوڑھا کہہ رہا تھا:

"جس روز چیف کے خلا باز بشکال پر ایٹم بم گرانے جائیں گے تو وہ سب سے پہلے خلا میں مصنوعی سیارے کے قریب جا کر اس میں سے بم نکالیں گے۔ پھر آگے روانہ ہوں گے۔ کیا تم مصنوعی سیارے پر جا سکتے ہو؟ نہیں۔ تم نہیں جا سکتے۔"

تھیوسانگ نے پوچھا،

"اس مصنوعی سیارے کی نشانی کیا ہے؟"

بوڑھا بولا:

"رات کو جب تم آسمان کی طرف دیکھو گے تو تمہیں ایک سفید گیند ہمارے سیارے کی زمین کے گرد آہستہ آہستہ گھومتا نظر آئے گا۔ یہی وہ مصنوعی سیارہ ہے جس میں ایٹم بم رکھے ہیں۔"

تھیوسانگ نے بوڑھے سے کہا کہ وہ یہ ایٹم بم خلا میں ہی تباہ کر دے گا اور اس سے اجازت لے کر مکان سے باہر آ گیا۔

خلائی کمرہ

تھیوسانگ اور ماریا دیر تک مشورہ کرتے رہے۔ آخر وہ اسی نتیجے پر پہنچے کہ انہیں خلا میں پہنچ کر ایٹم بموں کو ہر حالت میں تباہ کرنا ہو گا۔

ماریا کہنے لگی:

"ہمیں یہ سیاہ لبادہ بہت کام دے گا۔ تم اسے اوڑھ کر خلا میں اڑ سکو گے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں گی۔"

اب وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

وہ اتنی دیر میں جنگل سے نکل کر پہاڑی کے اوپر آ گئے جب رات ہوئی تو انہیں آسمان پر سفید گولا دکھائی دیا جو زمین سے کچھ فاصلے پر خلاء میں آہستہ آہستہ مغرب کی طرف سفر کر رہا تھا۔

"یہی وہ مصنوعی سیارہ ہے ماریا"

ماریا بھی اسی سیارے کو دیکھ رہی تھی کہنے لگی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر ہمیں انتظار کس بات ہے چلو اس کی طرف پرواز کرتے ہیں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

تھیوسانگ نے سیاہ لبادہ اوڑھ لیا اور زمین سے اچھل کر فضا میں بلند ہو گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی اٹھنے لگی۔ ساری رات وہ خلا میں اڑتے رہے۔ صبح کے وقت وہ مصنوعی سیارے کے پاس پہنچ گئے۔

تھیوسانگ نے دیکھا کہ یہ ایک بہت بڑا گولا تھا جو ایلومونیم کا بنا ہوا تھا۔ اس کے اوپر سے دو ایریل نکلے ہوئے تھے۔

ماریا نے کہا "یہ ایریل نیچے سگنل بھیجتے ہوں گے۔ پہلے انہیں ناکارہ کرنا ہو گا۔"

تھیوسانگ اڑتا ہوا مصنوعی سیارے کے اوپر آ گیا۔ اس کے اوپر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔

تھیوسانگ نے ماریا سے کہا، "پہلے یہ جو ایریل نکلے ہوئے ہیں انہیں الگ کرتا ہوں۔"

تھیوسانگ ایریل کے پاس آ کر مصنوعی سیارے پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایریل کو ہاتھ لگایا تو اسے بجلی کا جھٹکا لگا۔ وہ اچھل کر پیچھے ہو گیا۔ ماریا تیزی سے آگے آ کر بولی: "ٹھہرو۔ اسے میں اکھاڑتی ہوں۔"

ماریا نے ایریل کو ہاتھ سے پکڑ کر اکھاڑ دیا۔ پھر دوسرے ایریل کو بھی اکھاڑ کر خلا میں پھینک دیا۔ خلا میں چونکہ کوئی شے نیچے نہیں گرتی اس لیے دونوں ایریل بھی مصنوعی سیارے کے ساتھ ہی سفر کرنے لگے۔ ماریا نے دروازے کے پاس آ کر کہا: "میں اس دروازے کو بھی کھولتی ہوں تم پیچھے ہٹ جاؤ۔"

ماریا نے دروازے کے الیکٹرانک لاک والی جگہ پر زور سے ہاتھ مارا۔ لاک ٹوٹ گیا اور مصنوعی سیارے کا دروازہ اپنے آپ آہستہ آہستہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ وہ دونوں ایک چھوٹی سی سیڑھی کے ذریعے اندر داخل ہو گئے۔ یہ مصنوعی سیارہ زیادہ بڑا نہیں تھا اندر سے۔ دو آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ بنی تھی۔ تھیوسانگ نے دیکھا کہ فرش کے درمیان میں چار لمبوترے ایٹم بم الگ الگ سٹینڈز پر زنجیروں سے بندھے ہوئے کھڑے ہیں۔

تھیوسانگ خوش ہو کر بولا:

"یہ ہیں وہ تباہی کے بم جو بشکال سیارے کو جہنم بنانے والے تھے۔ ہم اسے یہیں خلا میں پھاڑ کر برباد کر دیں گے۔ کیوں کہ اگر اس کے فیوز نکالے گئے تو چیف کے خلا باز انہیں پکڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر پھر سے زندہ کر دیں گے۔"

ماریا نے کہا: "اکٹھے چار ایٹم بم خلا میں پھٹے تو کیا تم زندہ رہ سکو گے؟"

تھیوسانگ بولا: "میں ہرگز زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ لیکن میں اسے اس طریقے سے تباہ کروں گا کہ مجھے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے گا۔"

"وہ کیا طریقہ ہے؟" ماریا نے پوچھا: "ذرا مجھے بھی تو بتاؤ۔" تھیوسانگ کہنے لگا:

"اگر مجھے اس مصنوعی سیارے میں کوئی خلائی واہن مل جاتی ہے تو میں اس مصنوعی سیارے کو اس سے کافی دور خلا میں جا کر اسے ریڈیو ریکٹو لہروں کے ذریعے تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہوں۔" انہوں نے مصنوعی سیارے میں خلائی واہن کی تلاش شروع کر دی۔

مصنوعی سیاروں میں خلائی واہن ضرور رکھی جاتی ہے جس کی مدد سے نیچے کنٹرول روم والے خلا میں ٹائم کا حساب کتاب رکھتے ہیں۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد انہیں چھوٹے سائز کی ایک خلائی واہن مل گئی۔ تھیوسانگ نے واہن کو کھول دیا اور اس میں کچھ نئے ٹرانسٹر لگانے لگا۔

ٹرانسٹر اس نے مشین کے اندر سے نکالے تھے۔ پھر اس نے پینل پر سے مقناطیس کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹ کر ایٹم بم کے ساتھ لگایا اور ایک ٹکڑا اپنی واہن میں رکھ لیا۔ پھر ماریا سے کہنے لگا:

ماریا! اب یہ ایٹم بم ٹائم بم بن گئے ہیں۔ خلا میں جا کر جب میں اس خلائی واہن کا بٹن دباؤں گا تو یہ مصنوعی سیارہ چاروں ایٹم بموں کے ساتھ خلا میں پھٹ جائے گا۔"

ماریا نے کہا: "تو کیا ہمیں اب مصنوعی سیارے سے نکل جانا چاہیے؟"

"ہاں۔ میرے ساتھ آؤ۔ ہم باہر نکلتے ہیں۔"

تھیوسانگ باہر جانے لگا تو مصنوعی سیارے کے کنٹرول پر سگنل پر سگنل ٹیون آنا شروع ہو گئی۔

تھیوسانگ گھبرا کر بولا:

"معلوم ہوتا ہے نیچے کنٹرول والوں کو پتہ چل گیا ہے مصنوعی سیارے میں کوئی انسان پہنچ گیا ہے۔"

ماریا نے کہا: "تو پھر جلدی سے باہر آ جاؤ۔"

دونوں مصنوعی سیارے سے باہر آئے تو دیکھا کہ دور سے چھ سات نیلے دھبے ان کی طرف بڑھے چلے آ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے ہیں۔ یہ خلائی سپاہی تھے جو مصنوعی سیارے کی حفاظت کے لیے آ رہے تھے۔ کنٹرول ٹاور کو مصنوعی سیارے کے ایریل الگ ہو جانے کے بعد نیچے پتہ چل گیا تھا کہ اوپر کچھ گڑ پڑ ہے۔ چنانچہ کنٹرول والوں نے خلائی گارڈز کا ایک دستہ اوپر حالات کا سراغ لگانے کے لیے بھیجا تھا۔

تھیوسانگ اور ماریا پریشان ہو گئے۔ بات ہی پریشان ہونے والی تھی۔ کیوں کہ اب نیلے دھبے بہت قریب آ گئے تھے اور ماریا اور تھیوسانگ دیکھ رہے تھے کہ یہ خلائی گارڈز ہیں جنہوں نے لمبی لمبی خلائی گنیں پکڑ رکھی ہیں پیٹھ پر راکٹ بندھے ہیں جو فائر ہو رہے ہیں۔

ماریا کو تھیوسانگ کی طرف سے خطرہ تھا نہ ہو سکتا اس پر اس گن کا فائر اثر کر جائے۔ اور وہ ہلاک ہو اس نے تھیوسانگ سے کہا: "جلدی سے چھوٹے ہو جا میں تمہیں اُچک کر غائب کر لوں گی۔ جلدی کرو۔

تھیوسانگ نے آنکھ بند کر کے انگلی اپنے جسم لگائی ہی تھی کہ اس پر خلائی گن کا فائر آیا۔ یہ اس پر اس طرح داغا گیا تھا کہ مصنوعی سیارے پر کی بجائے اس سے ٹکرا کر شعاع آگے نکل جائے کیوں خلائی سپاہیوں کو معلوم تھا کہ مصنوعی سیارے میں

بم رکھے ہوئے ہیں۔ تھیوسانگ نے ایک خلائی سپاہی کو رخ بدلتے دیکھ لیا تھا۔ وہ ایک سیکنڈ کے ہزاریں حصے میں تڑپ کر ایک طرف ہو گیا۔ خلائی لیزر شعاع تیزی سے اس کے پہلو سے نکل گئی۔

اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ چھوٹے سائز کا ہو گیا۔ ماریا نے اسے جھپٹ کر اٹھا لیا۔ تھیوسانگ غائب ہو گیا۔ ماریا مصنوعی سیارے سے اچھل کر خلا میں اُوپر نکل گئی۔ خلائی گارڈ اس بات پر حیران ہو رہے تھے کہ ابھی ابھی جو ایک انسان مصنوعی سیارے کے اوپر کھڑا تھا وہ کہاں چلا گیا؟

جب ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو انہوں نے پوزیشن سنبھال لی اور خلا میں دھڑا دھڑ لیزر گنوں کی فائرنگ شروع کر دی۔ مگر ماریا ان کی پہنچ سے باہر نکل چکی تھی۔ وہ خلا میں بے حد تیز رفتاری سے نیچے ویران چاند کی زمین کے قریب جا رہی تھی۔ خلائی گارڈ ابھی تک خلا میں فائرنگ کر رہے تھے

جب ماریا مصنوعی سیارے سے کافی دُور آ گئی تو اس نے خلا ہی میں تھیوسانگ کو بڑا ہونے کے لیے کہا۔ تھیوسانگ بڑا ہو گیا اور اب سیاہ لبادے کی وجہ سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلا میں اڑ رہا تھا۔ ماریا نے کہا،

"بٹن دبا دو تھیوسانگ۔ یہ اچھا موقع ہے۔"

خلائی واچ تھیوسانگ کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے فوراً اس کے بٹن کو دبا دیا۔ خلا میں ایک بھیانک دھماکہ ہوا۔ اس کی آواز تو انہیں نہ آئی لیکن انہوں نے دور خلا میں سفید مصنوعی سیارے اور خلائی گارڈ کے پرخچے اڑتے دیکھے۔ فوراً ہی چاروں کے چاروں ایٹم بم پھٹ پڑے۔ خلاء میں سفید بادل کا ایک غبار بلند ہوا۔ اس غبار میں آگ کے شعلے اور بجلیاں چمک رہی تھیں۔ خلاء میں تھیوسانگ اور ماریا کو زبردست دھچکے لگے۔ وہ تیزی سے نیچے ویران چاند کی زمین کی طرف غوطہ لگا گئے۔ چاند کی زمین پر دن غروب ہو رہا تھا۔

ماریا نے گہرا سانس بھرا، "اُف! اگر یہ چاروں ایٹم بم بشکال سیارے پر پھٹ پڑتے تو وہاں تو قیامت آ جاتی۔"

"ہاں — لیکن ماریا۔ ویران چاند کا چیف دوبارہ اسی قسم کے ایٹم بم بنا لے گا۔"

"اس کا بھی کچھ بندوبست کر لیں گے لیکن اب عنبر ناگ کیمٹ کو تلاش کرنا چاہیے۔"

انہیں اب دائیں کان میں خلائی بوڑھے کے پاس جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ پہاڑی سے اتر کر ماریا اور تھیوسانگ ویران چاند کے جنوب کی طرف چلنے لگے۔ آگے جب وہ ایک کالی چٹانوں والی پہاڑی کے دامن میں پہنچے تو رات کا اندھیرا چاروں طرف چاند کی زمین پر پھیل چکا تھا۔ وہ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ یہاں آس پاس بڑے بڑے پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ کہیں اونچا ٹیلہ ہوا تھا اور کہیں گھاٹی کی طرف ڈھلان چلی گئی تھی۔

تھیوسانگ کہنے لگا، "ماریا! اب تو صبح کی روشنی میں عنبر اور ناگ کو تلاش کریں گے۔ یہاں اندھیرے میں تو کچھ پتہ نہیں چل رہا۔"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ جب تھیوسانگ نے اپنا سوال دہرایا تو وہ بولی،

"ہاں — تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔ صبح کی روشنی میں دیکھیں گے کہ عنبر اور ناگ یہاں کہاں ہو سکتے ہیں۔ کمال کی بات ہے کہ ان میں کسی کی ہلکی سی خوشبو بھی نہیں آ رہی۔" تھیوسانگ نے کہا،

"منجوفی نے تو یہی کہا تھا کہ عنبر ناگ زمین کے اندر ہیں۔ اگر وہ زمین کے اندر ہیں تو پھر ان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوشبو کیسے باہر آئے گی:"

ماریا نے ارد گرد نگاہ دوڑائی اور بولی:

"مجھے تو یہ جگہ بھی بڑی پُراسرار لگ رہی ہے۔"

بھیوسانگ مسکرا کر بولا: "یہ سارے کا سارا ویران چاند ہی پُراسرار ہے۔" بھیوسانگ وہیں پتھر کی سِل پر لیٹ گیا اور بولا: "بڑی دیر بعد مجھے نیند آ رہی ہے۔" ماریا نے کہا:

"تم سو جاؤ۔ میں اس علاقے کا ذرا جائزہ لے لوں۔"

"زیادہ دور نہ جانا ماریا" بھیوسانگ نے خبردار کیا۔

"گھبراؤ نہیں۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا۔"

یہ کہہ کر ماریا وہاں سے بائیں جانب بڑے بڑے پتھروں کے ٹکڑوں کے درمیان آ گئی۔ یہ پتھر کافی چٹخے ہوئے تھے اور جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ ماریا کچھ دور آگے گئی تو اسے پانی گرنے کی آواز آئی۔ وہ آواز کا تعاقب کرتی ایک جگہ پہنچی تو دیکھا کہ گہرائی میں ایک بڑے پتھر کے نیچے سے پانی کی ایک دھار بہہ کر چشمے میں گر رہی تھی۔ یہ پانی پہاڑی کے اوپر سے نہیں بلکہ بڑے پتھر کے نیچے ایک کھوہ سے نکل رہا تھا۔

ماریا چونک سی پڑی۔ اسے عنبر اور ناگ کی ہلکی

خوشبو آ رہی تھی۔

"یہ خوشبو کہاں سے آنے لگی؟" ماریا نے سوچا اور ادھر ادھر طرف دیکھا۔ وہ لہراتی ہوئی چاروں طرف گھوم گئی۔ چشمے سے دُور گئی تو خوشبو کم ہو گئی۔ چشمے پاس آئی تو خوشبو پھر آنے لگی۔ اس کا مطلب تھا خوشبو چشمے میں سے آ رہی تھی۔ اس نے جھک کر کو سونگھا۔ خوشبو پانی میں سے آ رہی تھی:

ماریا بھاگ کر بھیوسانگ کے پاس گئی۔ وہ آنکھیں کیے پڑا تھا۔ ماریا نے اسے پکار کر کہا:

"بھیوسانگ! اِدھر آؤ۔ عنبر ناگ کی خوشبو آ رہی ہے اس میں مجھے کیٹی کی خوشبو بھی لگتی ہے۔"

بھیوسانگ اس کے ساتھ لپک کر چشمے پر آیا۔ اس نے ماریا کے کہنے پر پانی کو چلو میں لے کر پانی کو سونگھا۔ واقعی اس پانی میں سے عنبر اور ناگ کی صاف خوشبو آ رہی تھی: "یہ کیا بات ہے ماریا؟ عنبر ناگ اس پانی میں کہاں ہوں گے؟"

ماریا سوچ رہی تھی۔ وہ جھک کر کھوہ میں دیکھ رہی تھی جہاں سے پانی نکل رہا تھا۔

"بھیوسانگ! یہ پانی پہاڑی کے اندر سے آ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا ہے۔ ضرور عنبر ناگ اور کیٹی اس پہاڑی کے اندر کسی ایسی جگہ پر ہیں جہاں یہ پانی اُن کے قریب سے ہو کر گذرتا ہے۔"

تھیوسانگ نے پہاڑی پر نگاہ ڈالی:

"یہ پہاڑی تو چاروں طرف سے بند ہے۔ اس میں کوئی غار بھی نظر نہیں آ رہا پھر عنبر ناگ کیٹی اس کے اندر کیسے چلے گئے؟" ماریا نے کہا:

"یہ مت کہو۔ کیوں کہ ہمارے ساتھ ہزاروں سال کے سفر میں ایسا اکثر ہوتا رہا ہے۔ ہم ایسی ایسی جگہوں پر پہنچ چکے ہیں کہ جہاں انسان کا تصور بھی نہیں جا سکتا۔"

"پھر اس پہاڑی کے اندر کیسے چل کر دیکھا جائے؟" تھیوسانگ کے اس سوال پر ماریا نے پہاڑی کا ایک چکر لگایا۔ اندر جانے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ واپس تھیوسانگ کے پاس آ کر بولی:

"اس پہاڑی کا غار ضرور ہے۔ لیکن اس غار کا دروازہ کسی خفیہ جگہ پر ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ والانگ نے عنبر، ناگ اور کیٹی کو اسی پہاڑی کے اندر پھینک رکھا ہے۔ اگر عنبر ناگ

اس پہاڑی سے باہر نہیں نکل سکے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پہاڑی میں غار کا دروازہ کوئی نہیں بلکہ کوئی گہرا کنواں کسی جگہ موجود ہے کیوں کہ عنبر گہرے کنوئیں سے باہر نہیں نکل سکتا۔" تھیوسانگ نے کہا: "لیکن ناگ تو باہر نکل سکتا تھا۔" ماریا کہنے لگی:

"ہو سکتا ہے ناگ کی طاقت بھی کسی طلسم یا کیمیکل ردعمل کی وجہ سے ختم ہو گئی ہو۔"

"پھر ہمیں وہ کنواں تلاش کرنا چاہیے۔" تھیوسانگ بولا۔

ماریا اور تھیوسانگ پہاڑی کے اوپر آ گئے۔ پہاڑی کے اوپر بھی بہت سے بھاری پتھر بکھرے پڑے تھے۔ ماریا جھک کر ایک ایک پتھر کو سونگھنے لگی۔ ایک پتھر کے نیچے سے اسے عنبر اور ناگ کی خوشبو آتی محسوس ہوئی۔ اس نے چلا کر کہا: "تھیوسانگ! اس پتھر کے نیچے وہ کنواں ہے جس کی تلاش ہمیں ہے۔"

ماریا نے ایک ہی جھٹکے سے بھاری پتھر کو ایک طرف کر دیا۔

پتھر ایک طرف ہٹا تو نیچے ایک گہرا کنواں نظر آیا۔ اس کنوئیں کے اندر سے اب عنبر ناگ اور کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی تیز خوشبو آ رہی تھی۔ ماریا نے تھیوسانگ کو باہر ہی رہنے کو کہا اور خود کنوئیں میں چھلانگ لگا دی۔

کنوئیں کے نیچے ایک طرف عنبر اور کیٹی دیوار سے سر لگائے آنکھیں بند کیے خاموش بیٹھے تھے۔ پاس ہی ناگ شیشے کے سیاہ عقاب کی شکل میں پڑا تھا۔ ایک دم سے عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور کیٹی سے بولا:

"کیٹی! مجھے ماریا کی خوشبو آ رہی ہے۔ کیا تم اس خوشبو کو محسوس کر رہی ہو؟"

اس وقت ماریا ان کے بالکل قریب آ گئی تھی عنبر اور کیٹی کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو گیا تھا۔ کیٹی آنکھیں کھول کر بولی:

"ماریا کی بڑی تیز خوشبو آ رہی ہے عنبر!"

"ہاں۔ عنبر اٹھ بیٹا۔ ماریا کہیں قریب ہی ہے۔"

عنبر نے ماریا کو آواز دی تو ماریا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا، "عنبر! میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ خداوند کا شکر ہے کہ تم لوگوں کی شکل نظر آئی۔"

کیٹی نے خوشی سے نعرہ لگایا اور کہا:

"ماریا! تم واقعی ہمارے پاس آ گئی ہو؟ اُف! تمہارے بغیر تو ہم نے بڑی پریشانی کے دن

گذارے۔" ماریا نے کہا: "میں آ گئی ہوں۔"

عنبر نے تھیوسانگ کا پوچھا تو ماریا نے بتایا کہ وہ کنوئیں کے باہر ہمارا انتظار کر رہا ہے۔

ماریا نے سیاہ عقاب کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ سیاہ عقاب کا بُت کہاں سے آ گیا؟"

عنبر افسوس بھرے لہجے میں بولا:

"یہ ناگ ہے ماریا — عقاب بن کر دشمن کے قلعے کے اوپر جائزہ لینے اڑ رہا تھا کہ اس پر گن فائر ہوا اور گن کی شعاعوں کے کیمیکل ردِعمل سے یہ شیشے کا بن گیا۔"

پھر عنبر نے ماریا کو اپنی داستان سنائی۔ ماریا نے انہیں اپنی درد بھری مگر ایڈونچرس کہانی بیان کی۔ ماریا نے انہیں بتایا کہ مسٹر والانگ نے سیناتھون سیارے کے بادشاہ اچھال اور اس کی بیٹی شکالی کو قید میں ڈال کر خود تخت پر قبضہ کر لیا ہے۔ عنبر بولا:

"اسی نے ہمیں بھی ویران چاند پر یہاں اس کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔"

عنبر اور کیٹی نے اس کے بعد ماریا سے شکالی کا مختصر سا غائبانہ تعارف کروایا اور کہا کہ وہ بڑی نیک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دل اور انصاف پسند لڑکی ہے اور اپنے باپ سے بہت پیار کرتی ہے۔ ماریا نے کہا:

"میں سب سے پہلے تم لوگوں کو باہر لے چلتی ہوں اور تھیوسانگ سے ملاتی ہوں پھر سوچیں گے کہ ہمیں آگے کیا کرنا چاہیے۔"

ماریا سب سے پہلے ناگ اور کیٹی کو اٹھا کر کنوئیں سے باہر لائی۔ پھر عنبر کو اس نے اپنے کاندھے پر بٹھایا۔ عنبر غائب ہو گیا۔ ماریا اسے بھی باہر لے آئی۔ تھیوسانگ ان سب سے اور یہ لوگ تھیوسانگ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ ناگ بھی خاموش پتھریلی آنکھوں سے دوستوں کے ملاپ کا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ بڑا خوش تھا کہ سب ایک جگہ مل گئے۔ اگرچہ اسے اپنے پتھر بننے کا بہت غم تھا۔

ماریا نے کہا:

"مکار دالانگ ہو سکتا ہے شکالی اور اس کے باپ کو مار ڈالے۔ اس لیے ہمیں یہاں سے نکل کر واپس سیارہ سیناتھون پر پہنچنا اور شکالی اور اس کے باپ کا کھوج لگانا چاہیے۔"

ماریا سیناتھون سیارے سے چار سیاہ لبادے اپنے ساتھ لائی تھی۔ انہوں نے ایک ایک لبادہ اوڑھا اور سیاہ

بادہ انہیں لے کر زمین کی طرف پرواز کرنے لگا۔

سیناتھون کی زمین پر وہ آدھی رات کے بعد پہنچے۔ مکار دالانگ کا شاہی گھرے سناٹے میں تھا۔ کہیں کہیں اس کے میناروں پر روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا، عنبر، ناگ، کیٹی اور تھیوسانگ شاہی محل کی طرف جانے کی بجائے اس سے دور کچھ فاصلے پر ایک پرانے کھنڈر میں آ گئے۔ یہاں پہنچ کر ماریا اور تھیوسانگ نے عنبر اور کیٹی کو بتایا کہ ان کا راکٹ سیارے کے جنوبی قطب میں ایک جگہ موجود ہے عنبر بولا: "لیکن ہم شکالی اور اس کے باپ کو آزاد کیے اور انہیں ان کا تخت واپس دلائے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔"

ماریا نے کہا: "ہم ایسا ہی کریں گے۔ ہم شکالی اور اس کے باپ کی مدد کریں گے مگر ہمیں ناگ کو بھی مصیبت سے نکالنا ہے۔"

وہ دیر تک سوچ بچار کرتے رہے۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ ماریا اور عنبر تو شکالی کی کھوج میں شاہی محل کی طرف جائیں گے اور ناگ تھیوسانگ اور کیٹی وہیں کھنڈر میں رہ کر ان کا انتظار کریں گے

جیسا کہ آپ کو ہم بتا چکے ہیں کہ سیارہ سیناتھون

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کل رات بہت لمبی ہوتی تھی۔ چنانچہ ماریا اور عنبر رات کے اندھیرے ہی میں شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔ خلائی محل کے باہر زبردست پہرہ تھا۔ سپاہی زرد خلائی لباس پہنے، لیزر گنیں ہاتھوں میں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ ہر طرف موت ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

ماریا نے عنبر سے سوال کیا:

"شکالی کی میں نے شکل نہیں دیکھی۔ اسے تم پہچانو گے مگر مجھے یقین ہے کہ اسے محل کے اندر ہی کسی جگہ قید میں رکھا گیا ہے۔"

عنبر بولا: "میرا تمہارے ساتھ جانا ضروری ہے۔ مگر میں پہچانا جا سکتا ہوں۔ اس لیے میں نے یہی سوچا ہے کہ کسی پہرے دار کی زرد وردی اتار کر خود پہن لوں۔ رات کا وقت ہے کسی کو مجھ پر شک نہیں ہو گا اور ہم آسانی سے شاہی محل کے اندر گھوم پھر سکیں گے۔" ماریا نے کہا:

"میں کسی ایک پہرے دار کو ادھر لاتی ہوں۔ تم ان چٹانوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ جاؤ۔"

یہ کہہ کر ماریا شاہی محل کے بڑے دروازے کی طرف گئی۔ یہاں چار خلائی پہرے دار چل پھر کر پہرہ دے

رہے تھے۔ ماریا ان کی نقل و حرکت کا جائزہ لیتی رہی۔ ایک پہرے دار ٹہلتا ٹہلتا محل کی دیوار سے ذرا آگے گیا تو ماریا نے پیچھے سے جا کر اس کی گردن پر اتنی زور سے ہاتھ مارا کہ وہ سنبھل نہ سکا اور گر پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ آواز نکالے ماریا نے اس کی گردن کو اپنے پاؤں کے نیچے دبا دیا۔

خلائی پہرے دار جب ٹھنڈا ہو گیا تو ماریا اسے اٹھا کر ہوا میں تیرتی ہوئی عنبر کے پاس آ گئی۔ پہرے دار کی لاش ایک دم سے عنبر کے سامنے ظاہر ہوئی تو اس نے کہا: "ماریا! یہ کام تم نے کیا ہے؟"

"اور کون کر سکتا ہے؟" ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"اب جتنی جلدی ہو سکے اس کی وردی اتار کر پہن لو۔"

عنبر نے ایسا ہی کیا۔ جلدی جلدی خلائی پہرے دار کی وردی اتار کر خود پہن لی۔ اس کی زرد گول ٹوپی بھی سر پر اوڑھ لی۔ جس سے اس کا آدھا چہرہ چھپ گیا۔ ہاتھ میں خلائی گن لے کر اس نے ماریا سے کہا:

"اب تم میرے ساتھ رہنا۔ میں شاہی محل کے دوسرے دروازے میں سے اندر داخل ہو رہا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محل کے دوسرے دروازے پر صرف دو پہرے دار کھڑے تھے۔ عنبر ان کے قریب گیا تو ایک پہرے دار نے کہا:

"ارے تم اندر کہاں لیئے جا رہے ہو۔ تمہاری ڈیوٹی تو باہر لگی ہے۔" عنبر نے آواز بدل کر کہا:

"مجھے حضور دالانگ کے وزیر شاطو نے کسی کام کے لیے بُلایا ہے۔"

پہرے دار بولا:

"مگر وہ سامنے وزیر شاطو کے محل میں تو اندھیرا چھایا ہے۔ وہ تو سو رہا ہے۔"

عنبر کو یہ پتہ چل گیا کہ دالانگ کے وزیر شاطو کا محل سامنے ہے۔ وہ جانتا تھا کہ شاطو ہی نے دالانگ کے ساتھ سازش کر کے شکالی کے باپ اچال کو غائب کیا ہے اور وہی اس کا پتہ بتا سکتا ہے۔

عنبر نے پہرے دار سے کہا:

"وزیر شاطو میرا انتظار کر رہا ہے۔ تم مجھے روک نہیں سکتے۔"

خلائی پہرے دار نے کاندھے اُچکا کر کہا:

"ہم تمہیں کہاں روکتے ہیں۔ جاؤ۔ تم ہمارے ساتھی پہرے دار ہو، چلے جاؤ۔"

عنبر تیز تیز قدم اٹھاتا وزیر شاطو کے محل کی طرف چلا۔ ماریا کی خوشبو اسے ساتھ ساتھ آ رہی تھی۔ وزیر شاطو کے محل کے برآمدے میں آ کر عنبر نے آہستہ سے کہا:

"ماریا! یہی وہ اصل آدمی ہے جو ہمیں شکالی اور اس کے باپ کے بارے میں بتا سکتا ہے۔"

ماریا بولی: "مگر وہ بتائے گا نہیں۔"

عنبر نے کہا:

"ہم اسے بتانے پر مجبور کر دیں گے۔"

ماریا نے عنبر کو بتایا کہ یہ خلائی مخلوق ہے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے اپنے پاس کوئی ایسا خفیہ زہر رکھا ہو کہ جس کو کھا کر یہ خود کشی کر لیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کسی خفیہ بٹن کو دبا کر غائب ہو جائیں۔

عنبر بولا: "آج تک تو اس سیارے پر ایسا نہیں ہوا۔ بہرحال جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہمیں وزیر شاطو کے محل میں جانا ہو گا۔ تم میرے ساتھ رہنا۔"

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔" ماریا نے کہا: "بلکہ اگر تمہیں کوئی رکاوٹ پیش آئی تو میں اسے دُور کر دوں گی۔"

عنبر مسکرایا: "تمہارا شکریہ ماریا بہن! لیکن میں یہ رکاوٹ خود بھی دُور کر سکتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے بھی ہنس کر کہا:
"پھر بھی بعض ایسی رکاوٹیں ہوتی ہیں کہ جنہیں تم میری مدد کے بغیر دُور نہیں کر سکتے۔"
دونوں مسکرانے لگے۔ عنبر برآمدے میں سے گذر کر وزیر شاطو کے بڑے محل کی شاہی خواب گاہ کی طرف بڑھا۔ یہاں پر دو اُونچے لمبے ہبشی کالے خلائی گارڈ چاق و چوبند کھڑے تھے۔ عنبر کو قریب آتا دیکھ کر انہوں نے فوراً پوزیشن سنبھالی اور ایک نے کڑک کر پوچھا:
"اِدھر کیا لینے آ رہے ہو؟"
عنبر نے کہا:
"مجھے وزیر نے بُلایا ہے۔"
پہرے دار نے پوچھا:
"کوڈ نمبر بولو اپنا۔"
عنبر بغلیں جھانکنے لگا۔ کیوں کہ اسے کوڈ نمبر معلوم نہیں تھا۔ پہرے دار نے جب دیکھا کہ عنبر کوڈ نمبر نہیں بتا رہا تو اس نے گن اس پر تان لی۔
"خبردار! اپنی جگہ سے حرکت کی تو میں فائر کر دوں گا۔"
اس نے اپنے ساتھی پہرے دار سے کہا:

"اسے گرفتار کر لو۔"
دوسرے پہرے دار نے خلائی گن کو عنبر کی طرف تان لیا اور قریب آ کر بولا:
"اپنی گن نیچے پھینک دو۔"
یہ سارا تماشہ ماریا خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہاں شور شرابہ ہو۔ وہ ہر کام، ہر حملہ خاموشی اور سکون سے کرنا چاہتی تھی۔ عنبر نے اپنی گن نیچے پھینک دی اور بولا:
"ماریا! کیا خیال ہے تمہارا؟"
پہرے دار نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ پھر پوچھا:
"یہ تم کس ماریا کو پکار رہے ہو؟"
عنبر مسکرایا: "بھائی! ماریا کو تم نہیں جانتے؟ وہ تو تمہارے بالکل پاس کھڑی ہے۔"
ماریا نے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا:
"عنبر! تم فضول باتیں کیوں کر رہے ہو۔ میرے بارے میں بتانے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟"
اب جو پہرے داروں نے ایک عورت کی آواز سُنی تو انہوں نے عنبر پر فائر کر دیا۔ وہ اسے کوئی دشمن مخلوق سمجھ بیٹھے تھے۔ گن کی زرد شعاع عنبر کے سینے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا کر ٹکرائی مگر عنبر کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکا۔ وہ اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہا۔ پہرے دار نے دوسرا فائر جھونک دیا۔ عنبر پر اب بھی کوئی اثر نہ ہوا تو پہرے دار بھونچکے ہو کر رہ گئے۔

اب ماریا نے کہا:

"جمقو! تم نے خواہ مخواہ ہمارا راستہ کیوں روکا؟ اب اس کا مزہ چکھو۔"

یہ کہہ کر ماریا نے ان دونوں کی گردنیں دبوچ کر اتنی زور سے ان کے سر آپس میں ٹکرائے کہ دونوں اپنی جگہ سے ایک فٹ اچھل کر دھڑام سے سیدھے زمین پر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

ماریا نے عنبر سے کہا:

"بھلا تم نے اپنی گن کیوں پھینک دی تھی عنبر؟"

عنبر بولا: "میں انہیں دل کی حسرت پوری کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔"

ماریا کہنے لگی:

"ان کے فائر سے تمہارے اندر کیمیکل ردعمل بھی پیدا ہو سکتا تھا۔ بہرحال اب جلدی سے محل کے اندر چلو۔ ابھی اصل کام کرنا باقی ہے۔"

دونوں محل کی خواب گاہ کے بڑے دروازے کے اندر داخل ہو گئے۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا۔

ماریا بولی: "میں اندر جا کر دروازہ کھولتی ہوں۔"

ماریا بند دروازے میں سے گذر کر خواب گاہ کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ماریا نے دروازہ کھول دیا۔ عنبر بھی اندر آ گیا۔ خواب گاہ میں گھپ اندھیرا تھا مگر عنبر اور ماریا کو ہر شے کا دھندلا دھندلا خاکہ دکھائی دے رہا تھا۔ اسے کسی عورت کے کراہنے کی آواز آئی تو وہ تیزی سے آگے بڑھے۔

انہوں نے دیکھا کہ ایک بہت عالی شان پلنگ بچھا ہے۔ پلنگ کے نیچے ایک لڑکی اس طرح پڑی ہے کہ اس کے بال پلنگ کے ایک پائے کے ساتھ کس کر باندھے گئے ہیں۔ یہ لڑکی تکلیف کی وجہ سے کراہ رہی تھی۔ پلنگ پر وزیر شاملو ریشمی چادر اوڑھے گہری نیند سو رہا تھا۔ عنبر نے پہلا کام یہ کیا کہ جلدی سے لڑکی کے بال کھول ڈالے۔

لڑکی نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں عنبر کو دیکھا اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مجھے زمین میں زندہ دفن نہ کرنا۔"

عنبر نے جلدی سے اس لڑکی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ آواز سُن کر وزیر شاطُو جاگ نہ پڑے۔ وہ لڑکی کو اٹھا کر باہر خواب گاہ میں لے آیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ تھی۔ باہر لا کر عنبر نے لڑکی کو بڑی مشکل سے سمجھایا کہ وہ اس کی جان بچانے ہی وہاں آیا تھا۔

"تم اس جگہ چھپ کر بیٹھی رہو۔ ہم ابھی تمہیں ساتھ لے کر تمہارے گھر پہنچا دیں گے۔"

لڑکی نے روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ بتایا کہ اس کی بہن کی جان بچائی جائے۔

عنبر نے پوچھا:

"تمہاری بہن کہاں ہے؟"

لڑکی نے سسکیاں بھریں اور کہا:

"میری چھوٹی بہن کو شاطُو کے سپاہیوں نے محل کے پچھواڑے باغ میں زندہ دفن کر دیا ہے۔"

عنبر اور ماریا نے لڑکی کو ساتھ لیا اور تیزی سے محل کے پیچھے باغ میں آ گئے۔ لڑکی نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا۔

"اس درخت کے نیچے تھوڑی دیر پہلے انہوں نے میری بہن کو زندہ دفن کیا تھا۔ میں اسے دیکھ کر روتی رہی تھی۔"

عنبر نے ماریا سے کہا:

"زمین کھودنے لگا ہوں ماریا۔ تم میرا ساتھ دو۔"

بدنصیب لڑکی اپنی بہن کے غم میں اشکبار تھی۔ اس نے محسوس نہ کیا کہ عنبر نے کس ماریا کو آواز دی تھی۔ عنبر اور ماریا تیزی سے زمین کھودنے لگے۔ عنبر اپنی پوری طاقت سے زمین کھود رہا تھا۔ چند لمحوں میں قبر کھل گئی اور انہوں نے دیکھا کہ اندر گڑھے میں ایک لڑکی گھٹنے پیٹ سے لگائے پڑی تھی۔ عنبر نے فوراً اسے باہر نکال کر زمین پر لٹا دیا۔ لڑکی کی بڑی بہن تو اپنی چھوٹی بہن سے لپٹ گئی۔

عنبر نے لڑکی کے پھیپھڑوں میں مصنوعی تنفس سے تازہ ہوا پہنچائی اور لڑکی نے آنکھیں کھول دیں۔ دونوں بہنیں ایک دوسری سے لپٹ کر رونے لگیں۔ عنبر نے ان سے پوچھا کہ ان کا گھر کہاں ہے؟

بڑی لڑکی نے کہا:

"یہاں سے تھوڑی دُور شہر کی آخری گلی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمارا مکان ہے ہمیں وہاں پہنچا دو۔ ہمیں ہمارے
گھر پہنچا دو:

عنبر نے انہیں تسلی دی اور ان سے کچھ دُور جا کر
ماریا سے بولا:

"ماریا! میں انہیں ان کے گھر چھوڑ کر ابھی آتا
ہوں تم اسی جگہ ٹھہرو۔"

ماریا نے کہا:

"راستے میں تمہیں دوسرے پہرے دار بھی ملیں
گے۔ معاملہ گڑ بڑ نہ ہو جائے۔ میرا تو خیال ہے
کہ ان دونوں بہنوں کو اسی جگہ چھپا دیتے ہیں
اور ہم اپنا مشن شروع کرتے ہیں۔"

عنبر ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا:

"یہ لڑکیاں یہاں گھبرا جائیں گی۔ کوئی پہرے دار
اِدھر آ گیا تو انہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ تم
یہاں ٹھہرو میں انہیں گھر چھوڑ کر ابھی واپس
آ جاؤں گا۔"

ماریا نے عنبر کو ایک بار پھر منع کیا لیکن عنبر نہ
مانا اور دونوں بہنوں کو ساتھ لے کر شاہی محل کے
باغ سے نکل کر شہر کی طرف چلا۔ شہر سنسان تھا۔

گلیاں اور بازار خالی پڑے تھے۔ کہیں کہیں مکانوں میں
روشنی ہو رہی تھی۔ عنبر دونوں بہنوں کو لے کر جلدی
جلدی ان کی گلی میں داخل ہوا۔ بڑی لڑکی نے کہا:

"وہ کونے والا مکان ہمارا ہے۔"

عنبر نے جلدی جلدی دونوں لڑکیوں کو ان کے مکان
میں پہنچا کر تاکید کی کہ اندر سے دروازہ بند کر لیں اور
واپس مڑا۔ اسے ماریا کے پاس جلدی پہنچنا تھا۔ سنسان
کی تنگ گلی میں سے نکل کر وہ بازار میں آیا تو اچانک
نیلی روشنیاں بکھیرتی ایک موٹر گاڑی جو اوپر سے بند
تھی اس کی طرف آئی۔ عنبر نے پہرے داروں کا لباس
پہن رکھا تھا اس لیے اسے کوئی زیادہ خطرہ نہیں تھا۔
پھر بھی وہ ہوشیار ہو گیا۔

گاڑی ایک دم سے اس کے پاس آ کر رُکی۔ دو
خلائی زرد پوش سپاہی باہر نکل آئے۔

"تمہاری ڈیوٹی شاہی محل میں ہے تم یہاں کیا
کر رہے ہو؟"

عنبر نے یونہی بہانہ بنایا تو خلائی سپاہی نے رُوک
کر کہا:

"آج رات کا کوڈ نمبر بتاؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہی مصیبت پھر عنبر کے سامنے تھی۔

عنبر نے کہا:

"کوڈ نمبر میں بھول گیا ہوں"۔

"کوڈ نمبر بھول گئے ہو؟ کون ہو تم؟ خلائی سپاہی گرجا۔

عنبر نے فائر کر دیا۔ ایک خلائی سپاہی اچھل کر فضا میں بلند ہوا۔ اور شعلوں میں بھڑکتا ہوا بھسم ہو گیا۔ وہ دوسرا فائر کرنے ہی والا تھا کہ بند گاڑی کی گن میں سے نیلی شعاع کا فائر اس پر گرا۔

یہ شعاع عنبر کو ہلاک تو نہ کر سکی لیکن اس نے اسے اپنی جگہ پر پتھر کر دیا۔ عنبر نے اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے چاہے مگر وہ نہ ہلا سکا۔ خلائی سپاہی بھی اسے تعجب سے دیکھنے لگے:

"اس پر شعاع کا الٹا اثر ہوا ہے۔ یہ کسی دوسرے سیارے سے آیا ہے۔ یہ ہمارا دشمن ہے"۔

دوسرا سپاہی بولا:

"اس کے ساتھ وہی سلوک کرو جو ہمارے قانون میں لکھا ہے۔ اسے خلا میں چھوڑ دو"۔

"چلو۔ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالو"۔

تین سپاہیوں نے عنبر کو ایک پتھر کے ستون کی

طرح اٹھا کر بند گاڑی میں ڈال دیا۔ گاڑی بجلی ایسی تیزی کے ساتھ شہر کے کونے پر واقع ایک لانچنگ پیڈ پر آ گئی۔ یہاں ایک راکٹ آسمان کی طرف منہ اٹھائے کھڑا تھا۔ اس راکٹ کے منہ پر ایک تقریباً پندرہ فٹ چوڑا اور دس فٹ لمبا چوکور کمرہ فٹ تھا۔ راکٹ کی سیڑھی کے ذریعے عنبر کو اس کمرے میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ کمرے کا لاک آٹو میٹک تھا۔ وہ بند ہو گیا۔

خلائی سپاہیوں نے راکٹ فائر کر دیا۔

گیس کا ایک بادل اٹھا اور راکٹ فضا میں بلند ہونے لگا۔ دیکھتے دیکھتے راکٹ فضا میں دور۔ بہت دور نکل گیا۔

ایک سپاہی نے کہا:

"جو بھی سیارہ قریب ہو گا وہ اسے اپنی طرف کھینچ لے گا۔ پھر راکٹ الگ ہو جائے گا اور خلائی کمرہ اس سیارے کے گرد قیامت تک گردش کرتا رہے گا"۔

سپاہی قہقہے لگا کر ہنسنے لگے اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر واپس چلے گئے۔

یہ سب کچھ چند لمحوں کے اندر اندر ہی ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا شاہی خواب گاہ کے دروازے پر کھڑی عنبر کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ جب کافی دیر گذر گئی اور عنبر واپس نہ آیا تو وہ سمجھ گئی کہ ضرور عنبر کے ساتھ کوئی انہونی بات ہو گئی ہے۔

وہ شاہی محل سے نکلی اور سیدھی شہر میں آ گئی۔ شہر کی آخری گلی میں پہنچ کر وہ کونے والے مکان کے اندر داخل ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ دونوں لڑکیاں ایک پلنگ پر لیٹی تھیں اور ان کی ماں پاس بیٹھی انہیں محبت سے دیکھ رہی تھی۔

ماریا نے اس عورت سے کہا:

"میں ماریا ہوں۔ تم مجھے دیکھ نہیں سکو گی مگر میں نے اور میرے بھائی نے ہی تمہاری بچیوں کو ظالم شاطو کے ظلم سے نجات دلائی ہے۔"

وہ عورت تو ہکی بکی ہو کر کمرے میں تکنے لگی:

"تم۔ تم کوئی بھوت پریت ہو؟"

ماریا نے کہا:

"نہیں۔ میں ایک ایسے سیارے کی مخلوق ہوں جو نظر نہیں آتی۔ تم ان لڑکیوں کو جگا کر پوچھو کہ میرا بھائی ان کو چھوڑ کر کدھر گیا تھا؟"

عورت نے اسی وقت اپنی دونوں بیٹیوں کو جگا دیا۔ انہوں نے ماریا کو بتایا کہ اس کا بھائی انہیں مکان میں داخل کر کے چلا گیا تھا۔ ماریا نے ان سے بہت کچھ پوچھ گچھ کی لیکن وہ یہی کہتی رہیں کہ عنبر انہیں مکان پر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اس سے زیادہ انہیں کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔

ماریا خاموشی سے باہر آ گئی۔

اس نے گلی میں ہر جگہ غور سے دیکھا۔ پھر بازار میں آ گئی۔ یہاں چاروں طرف سناٹا اور خاموشی چھائی تھی۔ عنبر کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اس کی خوشبو بھی کسی طرف سے نہیں آ رہی تھی۔ وہ پریشان ہو کر واپس ناگ پھنیوسانگ اور کیٹی کے پاس گئی اور سارا ماجرا کہہ سنایا:

کیٹی اور پھنیوسانگ بھی پریشان ہو گئے کہ آخر عنبر کہاں گم ہو گیا۔ ناگ زبان سے تو کچھ نہیں بول سکتا تھا مگر اس نے سن لیا تھا کہ عنبر کہیں کھو گیا ہے اس کو بھی بہت فکر ہوئی۔

کیٹی نے کہا:

"اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ بولا: "عنبر کے پاس غیر معمول طاقت ہے۔ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کسی عارضی حادثے کی وجہ سے وہ ادھر اُدھر ہو بھی گیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ بہت جلد واپس آ جائے گا۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے مشن کو جاری رکھنا چاہیے ہمیں شکالی اور اس کے باپ کو بچانا ہو گا۔"

کیٹی نے بھی تھیوسانگ کی رائے کی تائید کی۔

ماریا بھی راضی ہو گئی۔ اس بار ماریا تھیوسانگ اور کیٹی سب مل کر شاہی محل کی طرف چلے۔ ایک پہریدار کے ہلاک ہو جانے سے وہاں گارڈز کی نفری زیادہ ہو گئی تھی۔ ماریا اپنے دوستوں کو لے کر محل کے پچھواڑے آ گئی۔ یہاں بھی دو پہرے دار موجود تھے۔ ماریا نے سرگوشی کی۔ "تم دونوں یہاں ٹھہرو۔ میں ان کی خبر لیتی ہوں۔"

ناگ کے عقاب کو کیٹی نے اٹھا رکھا تھا۔

ماریا دونوں پہرے داروں کے پاس گئی اور سب سے پہلے ان کی خلائی گنیں چھین کر غائب کر دیں۔ پہرے دار حیران ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔

"یہ — یہ ہماری گنیں کس نے چھینی ہیں؟"

"مجھے خود نہیں پتہ۔ کسی نے ہاتھ مارا تھا۔"

سپاہی پہرے دار آپس میں باتیں کرنے لگے۔

ماریا نے ایک گن سے باری باری دونوں پر تھاز کر دیا۔ دونوں پہرے دار بھڑک کر مجسم ہو گئے۔ ماریا نے ایک خلائی گن تھیوسانگ اور دوسری کیٹی کو دے کر کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔"

وہ شاہی محل کے برآمدے سے گذر کر وزیر شاطو کی خواب گاہ میں آ گئی۔ خواب گاہ کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ ابھی تک گہری نیند سو رہا تھا۔

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"تم اپنی کرامت دکھاؤ تھیوسانگ، یہ شکار تمہارا ہے۔"

تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر ایک آنکھ بند کی اور اپنی انگلی شاطو کے جسم سے لگا دی۔ وزیر شاطو دیکھتے ہی دیکھتے ننھا سا چوہا بن گیا۔ وہ اب جاگ پڑا تھا۔ اور اپنے جسم کو ننھے منے سے جسم میں تبدیل ہوتا دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا کہ یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ وہ شور مچا رہا تھا مگر چھوٹا سا ہو جانے کی وجہ سے اس کی آواز بھی بہت باریک اور مدھم ہو گئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے سازشی اور ظالم وزیر کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور کیٹی کے پاس آ گیا۔

مادیا نے کہا:

"اب اس سے پوچھو کہ شکالی اور اس کا باپ اچھال کہاں ہیں؟"

تھیوسانگ نے شاطُو وزیر کو دو اُنگلیوں کے شکنجے میں لے کر پوچھا کہ بتاؤ اصل بادشاہ اچھال اور اس کی بیٹی شکالی کو کہاں قید کر رکھا ہے؟ پہلے تو وزیر شاطُو نے کچھ نہ بتایا اور یہی کہتا رہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن جب تھیوسانگ نے شکنجے کو ذرا سا کسا تو شاطُو کی چیخیں نکل گئیں۔

تھیوسانگ بولا:

"اگر تم نے اچھال اور شکالی کے بارے میں کچھ نہ بتایا تو تمہیں ابھی اسی وقت میں اپنے پاؤں تلے دبا کر کچل دوں گا۔"

تھیوسانگ نے چوہے جتنے وزیر شاطُو کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ دیا۔ وہ بُوٹ کو دبانے لگا۔

شاطُو نے چیخ بلند کر کے کہا:

"میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں۔"

وزیر شاطُو نے انہیں بتایا کہ بادشاہ اچھال تو دالانگ کی خواب گاہ کے پلنگ کے نیچے تہہ خانے میں پڑا ہے اور شکالی کو بھی شاہی محل کے قید خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔ تھیوسانگ نے وزیر شاطُو کو بڑا کر دیا اور خلائی گن کی نالی کا رُخ اس کی طرف کر کے بولا:

"چلو بادشاہ دالانگ کے سونے کے کمرے کی طرف۔ خبردار اگر تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی یا ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی تو ایک اشارے سے تمہیں پھر چھوٹا کر دوں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"ہم بادشاہ کی خواب گاہ کے باہر کھڑے رہیں گے۔"

وزیر شاطُو نے دوبارہ اپنے آپ کو پورے قد کا آدمی دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور سوچا کہ مجھے دالانگ سے کیا لینا ہے۔ انہیں بتائے دیتا ہوں کہ اچھال کہاں قید ہے۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا:

"تم لوگ مجھے کچھ نہیں کہو گے نا؟ میں ویسے ہی کروں گا جیسے تم کہو گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ چلو آگے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وزیر شاطُو تھیوسانگ اور کیٹی کو لے کر بادشاہ دالانگ کی شاہی خواب گاہ کے دروازے پر آ گیا۔ کیٹی نے ناگ کا عقاب اُٹھا رکھا تھا۔ انہیں وزیر شاطُو کے ساتھ دیکھ کر پہرے داروں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ تھیوسانگ کو ماریا نے سرگوشی کی کہ وزیر شاطُو کو اپنے قبضے میں رکھنا۔ میں بادشاہ دالانگ کی خوابگاہ میں داخل ہو رہی ہوں۔ تھیوسانگ نے وزیر شاطُو کو خلائی گن کے نشانے میں لے رکھا تھا۔ کیٹی کی خلائی گن کا رُخ بھی وزیر شاطُو کی طرف تھا۔ ماریا مکار بادشاہ دالانگ کی خواب گاہ میں داخل ہو چکی تھی۔

○

○ اس کے بعد کیا ہُوا؟
○ عنبر خلاء میں کہاں سے کہاں نکل گیا؟
○ ناگ پھر اپنی اصلی حالت میں کیسے آیا؟
○ ان لوگوں کا اگلا سفر کہاں سے شروع ہُوا؟

ان سوالوں کے جواب "عنبر ناگ ماریا خلا میں" کی اگلی قسط نمبر ۱۰۵ "مُردوں کا سیارہ" میں پڑھیے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مردِ کہستان

اے حمید

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

مُردوں کا سیّارہ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۴/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقرا ۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۶
طابع : تاجدین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

عنبر ناگ ماریا کے دوستو!

سلام قبول کرو! خط ہی خط۔ محبت ہی محبت۔ خلوص ہی خلوص

میں تم سب دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے عنبر ناگ ماریا کے نئے خلائی سفر کو اتنی محبت سے پسند بھی کیا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار مجھے پیارے پیارے خط لکھ کر کر رہے ہیں۔ عنبر ناگ ماریا کا خلائی سفر شروع ہو چکا ہے۔ وہ کائنات کی وسعتوں میں نئے نئے ایڈونچر کر رہے ہیں اور ابھی وہ خدا جانے کیسے کیسے رونگٹے کھڑے کر دینے والے ایڈونچر ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ ایڈونچر آپ ضرور پڑھیں گے فکر نہ کریں۔ اس بار عنبر کس قسم کے سیارے پر جا پہنچا ہے؟ ذرا پڑھ کر معلوم کریں جلدی سے۔

تمہارا دوست

اے حمید

۴۵۴- این سمن آباد، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- غیبی تھپڑ
- کلارا کی نقلی قبر
- خلائی قزاق
- مُردوں کا ستارہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

غیبی تھپڑ

خواب گاہ میں مکار بادشاہ دالانگ بے خبر سو رہا تھا۔ ماریا اس کے سرہانے کی طرف جا کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے پلنگ کے نیچے چادر اُٹھا کر دیکھا۔ وہاں پتھر کی چار بڑی بڑی سلیں پڑی تھیں۔ ماریا تیزی سے باہر گئی اور تھیوسانگ اور کیٹی کو بھی اندر بلا لیا۔ یہ لوگ وزیر شاطو کو بھی دھکیلتے ہوئے اپنے ساتھ اندر لے آئے۔

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"جس پلنگ پر یہ کمینہ بادشاہ دالانگ سو رہا ہے اس کے نیچے پتھر کی سلیں ہیں۔ ان پتھر کی سِلوں کے نیچے تہہ خانے کا دروازہ ہو گا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اس کمینے کو میں چوہا بنا دوں؟"

کیٹی نے کہا:

"ان دونوں کو چوہا بنا دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا:

"نہیں ٹھہرو۔ پہلے مجھے دالانگ سے دو دو باتیں کر لینے دو۔"

وزیر شاطو نے جو ایک غیبی عورت کی آواز سنی تو اس پر دہشت طاری ہو گئی۔ اس نے گڑگڑا کر کہا،

"مجھے چوہا نہ بنانا۔ مجھے چوہا نہ بنانا۔ تم جو کہو گے میں کروں گا۔"

تھیوسانگ نے ڈانٹ کر کہا،

"بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔"

وزیر شاطو وہیں بیٹھ گیا۔ کیٹی نے اپنی خلائی گن کی نال اس کی کھوپڑی سے لگا دی۔ ماریا اور تھیوسانگ پلنگ کے پاس گئے۔ دالانگ ان کی آوازوں سے جاگ پڑا تھا۔ کمرے میں ایک شمع پہلے ہی سے جل رہی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر اپنے سامنے تھیوسانگ اور کیٹی کو دیکھا تو حیران ہو کر بولا،

"تم — تم باہر کیسے نکل آئے؟"

تھیوسانگ نے کہا،

"تمہاری موت ہمیں وہاں سے نکال کر تمہارے پاس لے آئی ہے۔"

دالانگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اپنے وزیر شاطو کو گردن جھکائے فرش پر بیٹھے دیکھ کر بولا:

"تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تم نے انہیں نکالا ہے؟"

ماریا نے دالانگ کے سر پر ہلکا سا تھپڑ مار کر کہا:

"بکواس بند کرو۔ ہم خود تمہارے کمینے وزیر کو یہاں لائے ہیں۔"

اس غیبی تھپڑ پر تو دالانگ بوکھلا کر رہ گیا:

"یہ — یہ غیبی عورت کون ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"تمہاری موت۔"

تھیوسانگ نے پوچھا:

"بادشاہ اچھال اور شکالی کو تم نے کہاں چھپا رکھا ہے؟"

دالانگ انجان بن گیا:

"مجھے تو کچھ معلوم نہیں کہ بادشاہ اچھال کہاں ہے میں تو خود اس کی تلاش میں ہوں۔"

ماریا نے اسے ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔ یہ تھپڑ ذرا زیادہ زور دار تھا۔ کمینہ دالانگ پلنگ پر قلابازی کھا گیا۔ تھیوسانگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں ایک کرشمہ دکھاتا ہوں۔"

اس نے ایک آنکھ بند کر کے وزیر شاطو کو انگلی لگا دی۔ شاطو کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ وہ پلک جھپکنے میں ننھا سا بن کر فرش پر رینگنے لگا۔ دالانگ نے یہ کرشمہ دیکھا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

تھیوسانگ نے کہا:

"اگر تم نے یہ نہ بتایا کہ شکالی اور اچھال کہاں ہیں تو تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔"

ماریا بولی: "کیا تم نے اچھال کو اپنے پلنگ کے نیچے تہہ خانے میں بند کر رکھا ہے؟"

دالانگ ہاتھ جوڑ کر بولا:

"ہاں۔ ہاں۔ مگر میں بے قصور ہوں۔ مجھے چھوٹا نہ کرنا۔ مجھے چوہا نہ بنانا۔"

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"اسے بھی چوہا بنا دو تھیوسانگ۔"

دالانگ چلا اٹھا:

"مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔"

مگر اس دوران تھیوسانگ اپنی ایک آنکھ بند کر کے دالانگ کی گردن سے اپنی انگلی چھو چکا تھا۔ دالانگ

بھی انگلی کے سائز کا بن گیا۔ تھیوسانگ نے دالانگ اور اس کے وزیر شاطو کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ ماریا نے پلنگ الٹ دیا اور پھر نیچے رکھی بھاری بھرکم پتھر کی سلوں کو جھٹکے کے ساتھ الٹ کر دور گرا دیا۔

اس کے نیچے فرش میں ایک چوکھٹا بنا تھا۔ تھیوسانگ نے چوکھٹا اکھاڑ ڈالا۔ نیچے ایک زینہ تہہ خانے میں جا رہا تھا۔ وہ تینوں نیچے اتر گئے۔ کیٹی نے عقاب کی شکل والے ناگ کو اپنے ہاتھ میں اٹھا رکھا تھا۔ ناگ خاموش نظروں سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا اور اسے خوشی ہو رہی تھی۔ عنبر کی اسے فکر تھی کہ خدا جانے وہ کہاں ہو گا۔ کس حالت میں ہو گا۔

تہہ خانے میں روشنی ہو رہی تھی۔ قالین کے فرش پر پلنگ بچھا تھا جس پر سیارہ سیناتھون کا اصلی اور نیک دل بادشاہ اچھال سر جھکائے اداس بیٹھا تھا۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے اچھال کو سارا ماجرا سنایا۔ ساری کہانی بیان کر دی اور جیب سے مکار اور سازشی دالانگ اور اس کے وزیر شاطو کے ننھے ننھے جسم نکال کر دکھائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ اتنے چھوٹے کیسے ہو گئے ؟" اچھال نے
تعجب سے پوچھا:
تھیوسانگ نے کہا:
"یہ میری خلائی کرامت ہے۔"
اچھال نے کہا:
"میری بیٹی شکالی کہاں ہے۔ میں اس کے لیے
پریشان ہو گیا ہوں۔"
تھیوسانگ نے دالانگ کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور
انگلی اس کے پیٹ پر رکھ کر یا ذرا دبایا تو وہ ننھی
سی چیخ مار کر بولا:
"مجھے نہ مارو۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں۔"
پھر دالانگ نے تھیوسانگ اور اچھال کو بتایا کہ
اس نے شکالی کو شاہی محل کے سب سے نچلے تہہ خانے
میں بند کر رکھا ہے۔
ماریا نے کہا:
"ان دونوں کمینوں کو اسی تہہ خانے میں بند
کر جاتے ہیں۔"
اچھال نے کہا:
"میں ان پر رحم کرنا چاہتا ہوں۔"

کیٹی بولی: "ان لوگوں نے آپ کو ہلاک کرنے
میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور آپ پھر بھی
ان پر رحم کرنا چاہتے ہیں ؟"
ماریا نے کہا:
"اگر یہ زندہ رہے تو آپ کو اور آپ کی
بیٹی شکالی کو مار ڈالنے کی پوری کوشش کریں گے۔" تھیوسانگ
نے کہا "حضور بادشاہ! اپنے دشمن پر ترس نہیں کھانا
چاہیے، وہ کسی وقت بھی ڈنگ مار سکتا ہے۔"
چنانچہ انہوں نے ننھے دالانگ اور ننھے شاطو کو
اسی تہہ خانے میں چھوڑ دیا۔ وہ چوہوں کی طرح تھیوسانگ
کے پاؤں سے لپٹ گئے۔
"ہمیں یہاں سے لے چلو۔"
تھیوسانگ نے پاؤں جھاڑ کر کہا:
"یہ تم نے اس وقت کیوں نہ سوچا جب نیک
دل اچھال کو یہاں بند کر دیا تھا۔ ہم تمہارے
پاس خوراک کی گولیاں چھوڑے جا رہے ہیں۔
اب تم جانو اور تمہاری قسمت۔"
دونوں مکار سازشیوں کو اسی تہہ خانے میں چھوڑ کر
کیٹی، ماریا اور تھیوسانگ باہر نکل آئے۔ انہوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوبارا تہہ خانے کے منہ پر پتھر کی سلیں رکھ دیں اور شاہی قید خانے کی طرف چلے۔

خواب گاہ سے باہر آتے ہی پہرے داروں نے اپنے اصلی بادشاہ اچھال کو زندہ دیکھا تو خوشی سے نعرے لگانے لگے۔ سارے محل میں شور مچ گیا کہ بادشاہ محل میں واپس آ گیا ہے۔ اسی وقت شکالی کو بھی تہہ خانے سے نکال لیا گیا۔ شکالی نے کیٹی کو گلے لگا لیا اور عنبر کے بارے میں پوچھا۔ ناگ کے بارے میں پوچھا،

کیٹی نے عقاب کو دکھا کر کہا:

"یہ ناگ ہے"

اور پھر بتایا کہ خلائی تھیلے کے قلعے کے اوپر اڑتے ہوئے اس پر گن فائر پڑا اور کیمیاوی ردِ عمل سے ناگ پتھر بن گیا۔ اچھال افسوس کرنے لگا۔ اس کے پاس ایسا کوئی فارمولا نہیں تھا جس کی مدد سے ناگ پھر سے زندہ ہو جاتا۔ شکالی نے اپنے باپ سے کہا:

"ابا جان! اگر آپ نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی ہوتی تو آج ہم ناگ کے جسم میں داخل شعاعوں کا توڑ کر سکتے تھے"

اچھال نے کہا:

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

"اب ہم بھی سائنس میں ترقی کریں گے اور اپنے سیارے کو ٹیکنالوجی میں آگے ہی آگے لے جائیں گے"

عنبر کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ شکالی کے باپ کو اس کی حکومت واپس مل گئی۔ اب کیٹی ماریا اور تھیوسانگ کے وہاں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہاں رہ کر نہ تو وہ عنبر کا کھوج لگا سکتے تھے اور نہ ہی وہ ناگ کو پھر سے زندہ حالت میں لا سکتے تھے۔ کیوں کہ یہ سیارہ ایک غیر ترقی یافتہ اور سائنس کے میدان میں بہت پیچھے تھا۔ ان کے پاس صرف چند ایک راکٹ ہی تھے جن کے ذریعے وہ کبھی کبھی کسی قریبی سیارے پر چلے جاتے تھے۔

دوسرے روز اچانک پتہ چلا کہ شہر کے شمال میں جو راکٹ لگا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ اچھال نے فوراً سپاہیوں کو حاضر کیا۔ وہ ڈر رہے تھے۔ انہوں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ دالانگ نے انہیں حکم دے رکھا تھا کہ شہر میں اگر کسی اجنبی شخص کو دیکھو تو اسے فوراً خلائی کمرے میں بٹھا کر راکٹ کے ذریعے خلا میں بھٹکنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے لیے چھوڑ دو۔ چنانچہ ہم نے رات کو ایک آدمی دیکھا کہ آوارہ پھر رہا تھا۔ اس کو ہمارا کوڈ بھی یاد نہیں تھا۔ اس لیے ہم نے اسے راکٹ کے ذریعے خلا میں چھوڑ دیا۔

انہوں نے جو حلیہ بتایا وہ عنبر کا حلیہ تھا۔ تھیوسانگ اور کیٹی تو سر تھام کر رہ گئے۔ ناگ اوہ۔ ماریا کو بھی بے حد افسوس ہوا۔ کہ عنبر خدا جانے خلائی کمرے میں بند خلا میں کہاں بھٹک رہا ہوگا۔

اچھال نے کہا:

"کاش ہمارے پاس کوئی ایسا مصنوعی سیارچہ ہوتا کہ جس کی مدد سے ہم خلا میں عنبر کو تلاش کر سکتے۔"

ماریا نے کہا:

"اب کیا ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم خود خلا میں جا کر عنبر کا کھوج لگائیں۔"

تھیوسانگ بولا: "کائنات کی اس گلیکسی میں سیارے اربوں نوری سال کے فاصلے پر واقع ہیں۔ یہاں خلا بے حد سنسان اور ویران ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"تھیوسانگ! میں بھی تمہاری طرح خلائی لڑکی ہوں۔ ہم اس گلیکسی میں بھی عنبر کو کہیں نہ کہیں ضرور ڈھونڈ نکالیں گے۔"

ماریا بولی: "ہاں تھیوسانگ بھائی۔ ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے انسان ہمت کرے، اپنا حوصلہ بلند رکھے تو بڑی سے بڑی مشکل کو حل کیا جا سکتا ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں۔" شکالی نے کہا: "ہم سے جو مدد بھی ممکن ہو سکی ضرور کریں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"شکریہ شکالی۔ ویسے قطب جنوبی کے پاس ہمارا ایک راکٹ یہاں موجود ہے۔ ہم اس میں سوار ہو کر خلا میں جا سکتے ہیں۔"

ایک دن جب موسم بڑا خوشگوار تھا تو کیٹی، تھیوسانگ اور ماریا نے اچھال اور اس کی بیٹی شکالی سے اجازت طلب کی۔ شکالی تو کیٹی کے گلے لگ گئی۔ دونوں کو آپس میں بڑا پیار ہو گیا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ کیٹی عنبر اور ماریا پہلے تاریخ کے اور اب خلا کے مسافر ہیں اور وہ کسی ایک جگہ نہیں ٹھہر سکتے۔ اور پھر ان کا ایک بہت ہی سینیئر اور پیارا ساتھی عنبر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھو گیا تھا۔ انہیں ہر حالت میں اس کو تلاش کرنا تھا۔ چنانچہ فسکال کمیٹی کو روک نہ سکی اور اسی روز دوپہر کے بعد کیپٹن، ماریا اور تھیوسانگ اپنے راکٹ میں سوار ہو کر خلا میں نامعلوم منزل کی طرف پرواز کر گئے۔

ناگ، عقاب کی پتھریلی شکل میں ان کے پاس تھا۔

دیکھتے دیکھتے ان کا تیز رفتار راکٹ سیارہ سینا تھون سے اتنی دور نکل گیا کہ سیارہ چھوٹا سا دکھائی دینے لگا۔ اب ان کے ارد گرد تاریک خلا پھیلا ہوا تھا جہاں اربوں نوری سال کے فاصلے پر کہیں کہیں ستارے ننھے ننھے نقطوں کی طرح چمک رہے تھے۔

○

اب ہم عنبر کی طرف جاتے ہیں۔

عنبر بے حس پتھر بنا خلائی کمرے میں بند تھا اور اس کا خلائی کمرہ راکٹ سے الگ ہو کر خلا میں بے پناہ رفتار کے ساتھ نامعلوم مقام کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ عنبر کو خلائی کمرے کے فرش پر لیٹے لیٹے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ کمرہ پورے کا پورا خلائی سیارہ بن کر بھاگا جا رہا ہے۔ وہ بے بس اور لاچار تھا۔ نہ تو خلائی کمرے

کو روک سکتا تھا۔ اور نہ اٹھ کر کمرے کی ایک گول کھڑکی میں سے یہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ کسی ایسے ستارے کی طرف تو نہیں جا رہا جس کی دہکتی آگ کے جہنم میں پہنچ کر وہ راکھ یا کباب بن جائے گا۔ کیوں کہ ستاروں کے جہنم کی آگ کی شدت کا اسے ابھی تک تجربہ نہیں تھا کہ اس آگ میں بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ کیوں کہ ایک عام سورج میں حرارت کی شدت سات ستر لاکھ سینٹی گریڈ سے کم نہیں ہوتی۔ اتنی گرمی میں آگ کے شعلے بھی توانائی کی چمک بن جاتے ہیں۔

عنبر کو وقت کا بھی احساس نہیں تھا۔

خدا جانے زمین کے حساب سے کتنی راتیں کتنے دن گذر گئے تھے کہ ایک روز خلائی کمرے میں جھنجھناہٹ سی شروع ہوئی۔ کمرے نے ہلنا شروع کر دیا۔ جیسے بھونچال آ گیا ہو۔ فرش پر پڑے پڑے عنبر کا بے حس جسم بھی حرکت کرنے لگا تھا۔ خلائی کمرہ کبھی ایک دم سے نیچے جاتا اور کبھی ایک دم سے اوپر کو اٹھنے لگتا۔ پھر وہ گھومنے لگا اور عنبر کئی بار چھت سے لگ کر فرش پر اور فرش سے لگ کر چھت سے جا ٹکرایا۔

اپنے آپ ہی یہ بھونچال ختم ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کا جسم ٹھنڈا نہیں ہے۔ اسے اپنی رگوں میں گرمی کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی۔ اس نے اپنے ہاتھ کو ہلایا تو وہ خوشی سے کھل اٹھا: وہ اپنا ہاتھ ہلا سکتا تھا۔ اس نے اپنی ٹانگ ہلائی تو وہ بھی زندہ ہو گئی۔ عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ خدا جانے وہ خلا کی کس فضا میں سے گذرا تھا کہ وہاں شعاعوں اور ایٹمی توانائی کے طوفان میں اس کے جسم کو پھر سے طاقت مل گئی۔

عنبر نے لپک کر خلائی کمرے کی گول کھڑکی میں سے باہر جھانکا۔ اس کھڑکی پر کسی مضبوط ترین دھات کا شیشہ چڑھا تھا۔

عنبر نے دیکھا کہ وہ ایک ایسے خلا میں سے گذر رہا ہے جہاں کی فضا کہیں سے نیلی، کہیں سے زرد اور کہیں نارنجی ہے۔ یہ قوسِ قزح یعنی دھنک کی فضا تھی۔ ستارے اور سیارے اس خلا میں دور بہت دور نظر آ رہے تھے اور ان کا رنگ سرخ تھا۔

عنبر محسوس کر رہا تھا کہ خلائی کمرے کو کوئی سیارہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ کیوں کہ خلائی کمرے کی گردش ٹیڑھی اور مدار والی گردش نہیں تھی بلکہ وہ بالکل لیٹر کی سیدھ میں ایک طرف جا رہا ہے۔ کھڑکی میں سے

قوسِ قزح کے رنگ ہی رنگ بکھرے ہوئے تھے۔

کسی وقت خلائی کمرہ نیلی روشنی میں سے گذرتا اور کمرے کی فضا نیلی ہو جاتی۔ پھر زرد اور نارنجی رنگ کی روشنی میں سے گذرتا تو خلائی کمرے کی فضا زرد اور نارنجی ہو جاتی۔ جب خلا کی یہ روشنیاں اور رنگ ختم ہوئے تو فضا میں عنبر نے دھند کا ایک بہت بڑا گولا دیکھا۔ خلائی کمرہ اسی دھند کی طرف جا رہا تھا۔

عنبر اپنے خلائی کمرے کے رحم و کرم پر تھا۔

نہ جانے کتنے دن اور کتنی راتیں خلا میں سفر کرتے رہنے کے بعد خلائی کمرہ اس دھند کے گولے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں اندھیرا سا چھا گیا۔ دھند گہری ہو رہی تھی۔ خلائی کمرے کو پہلے تو دھچکے لگے۔ جب دھچکے ختم ہوئے تو عنبر نے کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔ باہر بڑے زور کی بارش ہو رہی تھی۔ دھند اب گھنے سیاہ بادلوں میں بدل گئی تھی۔ خلائی کمرہ بادلوں کے اس سمندر میں ایک تنکے کی طرح بھاگا جا رہا تھا۔

کئی روز اسی بارش اور بادلوں میں سفر کرتے گذر گئے۔

عنبر کو ایک دن کھڑکی کے شیشے سے سفید روشنی نظر آئی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آیا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا کہ بادل بہت اوپر رہ گئے تھے۔ اور کسی طرف سے کسی سورج کی ہلکی ہلکی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ عنبر نے محسوس کیا کہ خلائی کمرہ اوپر یا دائیں بائیں یا سیدھا جانے کی بجائے نیچے کی طرف جا رہا ہے۔

عنبر نے شیشے میں سے نیچے دیکھنے کی کوشش کی۔ اسے ابھی نیچے سوائے دھندلے دھندلے خلا کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اتنا وہ سمجھ گیا تھا کہ خلائی کمرے کو کسی سیارے کی کشش اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

یہ سیارہ کیسا ہو گا۔ اس کی فضا کیسی ہو گی۔ اس میں کون سی مخلوق آباد ہو گی۔ اور کیا عنبر کبھی اس سیارے کی فضا سے نکل کر واپس اپنے دوستوں ناگ کیٹ اور ماریا کے پاس جا سکے گا؟

یہ ایسے سوال تھے جو اس وقت عنبر کو پریشان کر رہے تھے، لیکن ان سوالوں کا عنبر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ خلائی کمرہ جو پہلے بڑی تیزی سے نیچے اتر رہا تھا اب اس کی رفتار دھیمی پڑ گئی تھی۔ سیارے کی کشش میں اچانک یہ کمی کس طرح آ گئی تھی؟ یہ عنبر کو معلوم نہیں تھا۔

خلائی کمرہ ایک بار پھر بادلوں میں گھر گیا۔

عنبر فرش پر بیٹھ گیا۔ کیوں کہ باہر کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا تھا۔

کچھ دیر بعد خلائی کمرے کو ایک دھکا لگا۔ وہ فضا میں اچھلا عنبر بھی اچھل کر کمرے کی چھت سے ٹکرایا۔ دوسری بار کمرہ تھوڑا اچھلا اور پھر وہ سیارے کی زمین کے ساتھ جا کر لگ گیا۔ خلائی کمرے میں ایک گہرا سکوت چھا گیا۔ کھڑکی میں سے دھندلی اور پھیکی پھیکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ عنبر نے کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔

باہر اسے اس قسم کے ٹیلے نظر آئے جو نوکیلے تھے اور جگہ جگہ زمین سے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی ٹیلے کا رنگ زرد تھا۔ کسی کا نیلا اور کسی کا نارنجی رنگ تھا۔ کسی طرف کوئی درخت یا سبزہ نہیں تھا آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ عنبر سوچنے لگا کہ اسے خلائی کمرے سے باہر نکلنا چاہیے۔ باہر کی فضا کس قسم کی ہے؟ وہ نہیں جانتا تھا۔

لیکن وہ خلائی کمرے میں کب تک بیٹھا رہتا؟ یہ کمرہ تو اب اکیلا دوبارا فضا میں بلند نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کا راکٹ جو اسے خلا میں لے گیا تھا۔ وہیں پیچھے کہیں خلا میں الگ ہو کر گر چکا تھا۔ خلائی کمرے کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک چھوٹا سا دروازہ بھی تھا۔ عنبر کے لیے مضبوط سے مضبوط دروازہ کھولنا بھی کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ اس نے دستے پر ہاتھ رکھا۔ اپنی طاقت کا تھوڑا سا حصہ خرچ کرتے ہوئے زور لگایا۔

دروازہ کھٹاک سے کھل گیا۔

عنبر خاموشی سے خلائی کمرے ہی میں کھڑا رہا۔ وہ محسوس کرنا چاہتا تھا کہ اس سیارے کی شعاعوں میں کس قسم کی حرارت یا توانائی ہے۔ عنبر کو اپنے جسم پر کوئی نئی لرزش محسوس نہ ہوا۔ خلائی کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ باہر سے دھندلی روشنی اندر آ رہی تھی۔

عنبر دروازے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ باہر تکونے رنگ برنگ چھوٹے چھوٹے مگر اوپر کو اٹھے ہوئے ٹیلے دور تک چلے گئے تھے۔ کہیں کوئی درخت یا گھاس کا ایک تنکا بھی نہیں تھا۔ فضا خاموش تھی۔ ایک گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کسی پرندے کی آواز کا وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

عنبر نے باہر نکل کر آہستہ سے زمین پر پاؤں رکھا۔ زمین سخت تھی۔ یہ پتھریلی زمین تھی۔ زمین پر بھی کہیں کوئی پتھر نارنجی تھا اور کہیں کوئی پتھر زرد اور نیلا تھا۔

عجیب ٹیکنی کلر سیارہ تھا۔ عنبر نے خلائی کمرے کے پیچھے جا کر دوسری طرف دیکھا۔ ادھر بھی مکوں نے رنگ برنگ ٹیلے دور تک پھیلے تھے۔

اس نے گہرے سانس لیے۔ فضا میں کوئی بھی زہریلی کیس نہیں تھی۔ فضا بالکل صاف تھی اور عنبر بڑی آسانی سے سانس لے رہا تھا۔ اس ویران سیارے کی زمین کی کشش بھی نارمل تھی۔

عنبر حیران تھا کہ اگر یہاں بارش بھی ہوتی ہے۔ بادل بھی چھائے ہیں اور فضا میں آکسیجن بھی ہے تو پھر یہاں سبزہ کیوں نہیں ہے۔ اس نے ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ سورج آسمان پر بادلوں کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہ دن کا وقت تھا۔ موسم نہ گرم تھا نہ سرد۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ ہوا بالکل نہیں چل رہی تھی۔

عنبر ایک ٹیلے کے پاس پہنچا جس کا رنگ نیلا تھا۔ اتنا بڑا نیلم اگر زمین پر ہوتا تو عنبر کے پاس اتنی دولت آ جاتی کہ اس کی کئی پشتیں بھی اس دولت کو ختم نہیں کر سکتی تھیں۔

اس کے بعد ایک زرد رنگ کا ٹیلا آ گیا۔ یہ بھی کوئی مرجان قسم کا موتی تھا۔ اس کے بعد سرخ ٹیلا آیا۔ یہ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت بڑا عقیق یعنی لعل تھا۔ جس میں سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ عنبر ان ہیرے جواہرات کے بنے ہوئے ٹیلوں کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اتنے بڑے بڑے ہیرے جواہرات وہ اپنی ہزاروں سالہ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ عنبر دیر تک ان جواہرات کے ٹیلوں میں چلتا رہا۔

پھر یہ ٹیلے پیچھے رہ گئے۔ عنبر نے زمین پر سے زرد ریت ہتھیلی پر اٹھائی تو حیران رہ گیا۔ یہ سونا تھا۔ چورا سونا۔ جو مرور ایام میں بدل کر صحرا بن چکا تھا۔ سونے کا صحرا ایک چھوٹے سے دریا پر جا کر ختم ہو گیا۔ دریا کے پانی کا رنگ زرد تھا۔ عنبر نے چلو بھرا۔ پانی اس کے چلو میں آ کر سفید ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ دریا کی تہہ میں سونے کی ریت بچھی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ پانی ٹھنڈا تھا۔ عنبر زرد دریا کے ساتھ ساتھ چلتا گیا۔ یہ چھوٹا دریا ایک طرف گھوم گیا۔ آگے ایک بھورے رنگ کا ٹکونا ٹیلا کھڑا تھا۔ دریا اس کے ساتھ ہی دوسری طرف کو نکل گیا تھا۔

دوسری طرف عنبر نے دیکھا کہ صحرا میں ایک ڈھلان کے درمیان پیالہ نما ایک گھاٹی ہے جس کے وسط میں

چار ٹکونے میناروں والی عمارت کھڑی ہے۔ عمارت کے پتھروں کا رنگ زرد تھا۔ اس کا کوئی دروازہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ عمارت کی چھت بھی کوئی نہیں تھی۔ چار مینار بنے ہوئے تھے ساتھ ساتھ۔ باہر بھی کوئی انسان کوئی مخلوق نظر نہیں آ رہی تھی۔ عنبر اس کے قریب آ گیا۔ یہ زرد رنگ کا ایک لمبوترا گنبد سا تھا جس کے اوپر چار ٹکونے مینار ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ اس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ عنبر چاروں طرف گھوم گیا۔ اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ کوئی آدمی یا کسی قسم کی مخلوق کا کوئی نشان بھی نہیں تھا۔

وہ دریا کے کنارے جا کر ایک بڑے زرد پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

بادل گہرے ہو گئے تھے۔ اب ہوا بھی چلنے لگی۔ شام تک موسم اسی طرح رہا۔ بارش نہ ہوئی۔ عنبر نے اٹھ کر آس پاس کا ایک چکر لگایا۔ آس پاس کسی قسم کی کوئی آبادی نہیں تھی۔ دور دور تک رنگ برنگ پتھروں کی بڑی بڑی چٹانیں منہ آسمان کی طرف اٹھائے کھڑی تھیں۔

عنبر واپس بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اس کا خلائی کمرہ دور ٹیلوں میں پڑا تھا۔ وہ اسے اڑا کر واپس اوپر خلا میں بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں لے جا سکتا تھا۔ اسے ناگ کیپٹ اور ماریا کا خیال بار بار آ رہا تھا کہ وہ اس کے بارے میں ضرور پریشان ہوں گے۔ مگر وہ اپنی مرضی کے خلاف یہاں پہنچا دیا گیا تھا۔ سوائے خاموش بیٹھ کر کسی حادثے یا اتفاق کے انتظار کے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

شام ہونے کے بعد رات کا اندھیرا ایک دم سے چھا گیا۔ مگر یہ اندھیرا عجیب و غریب تھا۔ اس اندھیرے میں نیلم، عقیق اور مرجان موتیوں کے بڑے بڑے ٹیلے چمک رہے تھے اور اندھیرے میں ان کی رنگ برنگی دھندلی دھندلی روشنی سی گھل مل گئی تھی۔ بڑی پُراسرار فضا بن گئی تھی خاموشی اور سناٹا اتنا گہرا تھا کہ عنبر کو اپنے سانس کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔ آسمان پر سیاہ بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے اور ہوا بھی چل رہی تھی۔

عنبر کچھ نہیں سوچ رہا تھا۔ بس آنکھیں بند کیے دریا کنارے پتھر سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ وہ کیا سوچتا؟ یہاں سے نجات اسے مشکل دکھائی دے رہی تھی۔ بس اس نے اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ دریا کا زرد پانی رات کے اندھیرے میں دھندلا دھندلا ہو گیا تھا۔

اچانک اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے دور کوئی لٹو گھوم رہا ہے۔ عنبر نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ آواز دور کسی جگہ سے آ رہی تھی۔ اس نے آواز پر کان لگا دیئے۔ یہ گھوں گھوں ایسی گھوکر کی دھیمی دھیمی آواز تھی جو آہستہ آہستہ صاف ہوتی جا رہی تھی۔

عنبر چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے احتیاط کے طور پر پتھر کی اوٹ لے لی۔ اب اسے محسوس ہوا کہ یہ آواز بادلوں میں سے آ رہی ہے۔ اس کی نگاہیں آسمان پر جم گئیں۔ آسمان سیاہ بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ اسے ایک جانب سے روشنی پھوٹ کر زمین پر گرتی دکھائی دی۔ یہ روشنی نیلے رنگ کی تھی اور ایسے زمین پر پڑ رہی تھی جیسے کوئی اوپر سے سرچ لائٹ کی روشنی نیچے ڈال رہا ہے۔

عنبر غور سے اس روشنی کو تکنے لگا جو آہستہ آہستہ زرد رنگ کی میناروں والی عمارت کے احاطے میں ایک جگہ جم گئی تھی۔ پھر یہ روشنی ہلکی ہو گئی۔ گھومتے لٹو کی آواز بھی اب زیادہ ہو گئی تھی۔

پھر عنبر نے اچانک بادلوں میں سے ایک مینار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایسے راکٹ کو نکلتے دیکھا۔ اس کے اندر نیلی روشنی
ہو رہی تھی۔ یہ راکٹ میناروں والی عمارت کے احاطے
کی طرف آ رہا تھا۔ راکٹ نے عمارت کے گرد ایک
چکر لگایا اور پھر احاطے کی زمین پر آ کر اس طرح اتر
گیا کہ راکٹ کا لمبوترا سرا اوپر کی طرف تھا۔

عنبر بڑے غور سے اس راکٹ کو تک رہا تھا۔
وہ یہی سمجھ سکتا تھا کہ یہ کوئی خلائی مخلوق ہے جو
جو کسی دوسرے سیارے سے یہاں اتر رہی ہے۔ یا
پھر اسی سیارے کی کوئی مخلوق ہے جو خلا میں چکر لگانے
کے بعد واپس اپنے اڈے پر آ گئی ہے۔ عنبر نے سوچا
کہ ہو سکتا ہے راکٹ میں لگے ریڈار یا کمپیوٹر نے اس
کی موجودگی کو ظاہر کر دیا ہو۔ وہ ہر قسم کے حالات کا
مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔

راکٹ عنبر سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اسے راکٹ کا
سرمئی رنگ کا دروازہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس
کی نظریں اسی دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ زرد پراسرار
عمارت پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس کے اندر
سے ابھی تک کوئی مخلوق نہیں نکلی تھی۔ راکٹ بھی خاموش
تھا۔ راکٹ کی تین چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں تھیں جن میں سے

آتی نیلی روشنی بجھ گئی۔

پھر راکٹ کی نچلی منزل کا دروازہ کھلا۔ عنبر ایک
سیکنڈ کے لیے بھی اپنی نگاہیں نہیں ہٹا سکتا تھا۔ راکٹ
کا دروازہ ایک طرف کھسک گیا تھا۔ اس کے اندر
سے چار آدمی باہر نکلے۔ ان کی دو ٹانگیں اور ہم انسانوں
کی طرح کے دو بازو تھے۔ ان کے سارے جسم زرد
رنگ کے چست لباس میں چھپے تھے۔ سروں پر زرد
ہی رنگ کے گول پیالے سے اوندھے پڑے تھے۔ انہوں
نے ہاتھوں میں خلائی گنیں اٹھا رکھی تھیں۔ ان کے باہر نکلتے
ہی راکٹ کا دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔

وہ زرد رنگ کی چار میناروں والی بند عمارت کی
طرف بڑھے۔ عنبر نے سوچا کہ چار مینار عمارت کا تو
کوئی دروازہ نہیں ہے۔ پھر یہ اندر کیسے داخل ہوں
گے۔ چاروں خلائی آدمی چار مینار عمارت کی دیوار کے
سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے
دیوار پر کسی جگہ ہاتھ لگایا تو ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ
دیوار میں دروازہ بن گیا۔

چاروں خلائی آدمی اس دروازے میں سے گزر کر چار
مینار عمارت میں داخل ہو گئے۔ دروازہ ہلکی آواز کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے آپ بند ہو گیا۔ ایک بار پھر فضا پر وہی گہری ایسی گہری خاموشی چھا گئی۔ عنبر فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ اسی جگہ بیٹھا رہے یا راکٹ پر جا کر قبضہ کر لے۔ راکٹ پر قبضہ کر کے بھی وہ کیا کر سکتا تھا۔ کچھ وقت اسی طرح گذر گیا۔ عنبر پتھر کی اوٹ میں خاموش بیٹھا رہا۔ اس کی آنکھیں اندھیرے میں اب بھی خلائی پر جمی تھیں۔

چار مینار عمارت پر [redacted] وہی دروازہ کھلنے کی ہلکی گڑگڑاہٹ نما آواز بلند ہوئی عنبر نے آنکھیں سیکڑ کر غور سے دیکھا۔ چار مینار عمارت کی دیوار میں وہی دروازہ کھل گیا تھا۔ اس میں سے دو خلائی آدمی باہر نکلے۔ انہوں نے کسی تیسرے انسان کو پکڑ رکھا تھا اور اسے زبردستی گھسیٹتے ہوئے لا رہے تھے۔

عنبر نے دیکھا کہ یہ دونوں خلائی آدمی دریا کی طرف آ رہے تھے۔ جب وہ ذرا قریب آئے تو عنبر کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے دیکھا کہ ان دونوں خلائی آدمیوں نے ایک لڑکی کو بازوؤں سے پکڑ رکھا تھا۔ لڑکی کے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اپنے بازو کھینچ کر بار بار پیچھے کی طرف جا رہی تھی مگر خلائی آدمیوں

کی گرفت سے اس کا نکلنا ناممکن تھا۔ اس لڑکی کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ ناامیدی کے عالم میں اپنی گردن ادھر اُدھر ڈال دیتی تھی۔

عنبر نے تیزی سے اپنا آپ پتھر کے پیچھے چھپا لیا اور وہ زمین پر پیٹ کے بل لیٹ گیا تاکہ کوئی اسے دیکھ نہ لے۔ کیونکہ اب یہ لوگ اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ یہ خلائی آدمی لڑکی کو دریا کی طرف لا رہے تھے۔ قریب آ جانے سے لڑکی کے لمبے لمبے سانس لینے اور سسکیاں بھرنے کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔

یہ اس لڑکی سے کیا سلوک کرنے والے ہیں؟ عنبر نے سوچا۔ اس لڑکی کی شکل صورت ہماری اپنی زمین کی لڑکیوں جیسی تھی۔ خلائی آدمیوں کے چہرے زرد نقابوں میں چھپے ہوئے تھے۔ لڑکی کے بال بکھرے تھے۔ وہ بار بار پکارنے لگی:

"مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

عنبر کے کان کھڑے ہو گئے، لڑکی نے یہ جملے فرانسیسی زبان میں ادا کیے تھے۔ یاخدا! یہ فرانسیسی لڑکی یہاں اس دور دراز ویران سیارے پر کیسے پہنچ گئی؟

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کلارا کی نقلی قبر

خلائی آدمی کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔

زرد دریا کے کنارے آ کر ایک خلائی آدمی نے اپنی خلائی گن سے زمین پر فائر کیا۔ نیلی شعاع زمین سے ٹکرائی تو وہاں دھماکے سے گہرا سوراخ بن گیا۔ انہوں نے لڑکی کو اس گڑھے میں زبردستی ڈال کر اوپر سے پتھر اور مٹی ڈال دی۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ لڑکی پر فائر نہ کر دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ لڑکی کو گڑھے میں زندہ دفن کر کے وہ واپس چلے گئے۔ جب وہ چار مینار عمارت کی طرف دُور چلے گئے تو عنبر تیزی سے نکل کر گڑھے کی ڈھیری کے پاس گیا جلدی جلدی پتھر اور زرد مٹی ہٹانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں لڑکی کا سر نظر آ گیا۔ عنبر نے فرانسیسی زبان میں لڑکی سے کہا:

"میں تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ گھبراؤ نہیں۔ خاموش رہو بس۔"

تھوڑی ہی دیر میں عنبر نے لڑکی کو گڑھے میں سے نکال لیا اور گڑھے کو پتھروں اور زرد مٹی سے اسی طرح بھر دیا۔ لڑکی حواس باختہ ہو رہی تھی۔ اس کا جسم خوف اور دہشت سے ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ اس نے عنبر کا بازو تھام رکھا تھا۔ وہ لڑکھڑاتی زبان میں بولی:

"مجھے یہاں سے نکال لو۔ یہ تمہیں بھی مار ڈالیں گے۔"

عنبر نے لڑکی کے خشک ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا:

"شی! کوئی بات نہ کرو۔"

عنبر نے سرگوشی میں کہا اور اسے ساتھ لے کر دریا کے کنارے کنارے واپس چل پڑا۔ لڑکی کا لباس ایک پرانی چمڑے کی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ تھی جو مٹی سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بالوں میں بھی مٹی تھی۔ جسے وہ بار بار جھاڑ رہی تھی۔

زرد سونے کی ریت کا صحرائی میدان اور نیلم عقیق کی پہاڑیوں کو عبور کر کے عنبر اس لڑکی کو لے کر اس مقام پر آ گیا جہاں خلائی کمرہ تھا۔ وہ خلائی کمرے کو تعجب سے دیکھنے لگی:

عنبر نے مختصر لفظوں میں اسے بتایا کہ ایک خلائی حادثے کی وجہ سے مجھے یہاں اُترنا پڑ گیا تھا۔ وہ خلائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے کے فرش پر بیٹھ گئے۔ عنبر نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور ان لوگوں کے چنگل میں کیسے پھنس گئی وہ گہرا سانس بھر کر بولی:

"میرے ساتھ عجیب ٹریجڈی ہوئی ہے۔ میرا نام کلارا ہے۔ میں فرانس کی رہنے والی ہوں۔ میں فرانس کے خلائی مرکز میں اسسٹنٹ کے طور پر کام کرتی تھی۔ میں نے اپنی نگرانی میں فرانس کے کئی مصنوعی سیارے خلا میں چھوڑے تھے۔ جس وقت دنیا پر ایٹمی جنگ شروع ہوئی میں اس وقت اپنے چیف خلا باز کے پاس مرکز کے ایک کمرے میں بیٹھی تھی کہ ہمیں خبر ملی کہ ایٹمی جنگ چھڑ گئی ہے اور امریکہ اور روس ایک دوسرے پر ایٹمی میزائیل پھینک چکے ہیں۔ اسی وقت یہ خبر بھی ملی کہ لندن پر ایٹم بم گرا دیا گیا ہے اور اب فرانس کے سب سے بڑے شہر پیرس پر بھی ایٹم بم گرنے والا ہے۔ چیف خلاباز نے کہا کہ کلارا یہ دنیا تباہ ہو رہی ہے۔ لانچنگ پیڈ پر ایک راکٹ ہر وقت تیار کھڑا رہتا تھا۔ ہم اس راکٹ کے اوپر لگے مصنوعی سیارے میں داخل ہو گئے۔ ہم نے خلائی سوٹ پہن رکھے تھے۔

اور پھر راکٹ کا بٹن دبا دیا۔ راکٹ ایک دھماکے سے اوپر اٹھا اور دیکھتے دیکھتے خلا کی طرف پرواز کرنے لگا۔ ہم نے سکرین پر لندن کو راکھ کا ڈھیر بنے ہوئے دیکھا۔ تباہی کا یہ منظر دیکھ کر ہمارے دل دہل گئے۔ راکٹ چند سیکنڈوں میں خلا میں پہنچ گیا۔ زمین کی کشش کے دائرے سے نکلتے ہی راکٹ مصنوعی سیارے سے علیحدہ ہو کر گر گیا اور ہمارے مصنوعی سیارے نے دنیا کے گرد چکر لگانا شروع کر دیا۔ یہاں رہنا بھی خطرناک تھا۔ کیوں کہ دنیا کے گرد پہلے ہی سے روس اور امریکہ کے جنگی مصنوعی سیارے چکر لگا رہے تھے۔ بہت جلد یہاں بھی شٹار وار شروع ہو گئی۔ دیکھتے دیکھتے کئی مصنوعی سیارے لیزر شعاعوں کی زد میں آ کر دھماکے سے پھٹ گئے۔ چیف خلا باز نے اپنے تجربے کو کام میں لاتے ہوئے مصنوعی سیارے کو زمین کے مدار سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ زمین کے مدار سے تھوڑا اوپر جا کر ترچھے رخ پر گردش کرے گا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ جونہی ہمارا مصنوعی سیارہ زمین کے مدار سے نکلا وہ بے قابو ہو گیا اور اسے کسی نامعلوم سیارے نے اپنی طرف کھینچنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شروع کر دیا۔ چیف نے اور میں نے مل کر مصنوعی سیارے پر قابو پانے کی بہت کوشش کی مگر وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو چکا تھا۔ مصنوعی سیارے کی رفتار خلا میں اتنی تیز ہو گئی تھی کہ دیکھتے دیکھتے ساری دنیا خود ایک ننھا سا سیارہ دکھائی دینے لگی۔ پھر یہ سیارہ بھی غائب ہو گیا۔ اس کے بعد خدا جانے کتنا وقت گذر گیا۔ چیف بوڑھا آدمی تھا اس پر غشی طاری ہونے لگی۔ میں نے اسے آکسیجن دی۔ گلوکوز خوراک بھی دی مگر خلائی اثرات نے اس کے اعصاب کو بے حد متاثر کیا تھا۔ وہ مر گیا۔ اب میں مصنوعی سیارے میں اکیلی رہ گئی تھی کئی راتیں کئی دن میری گھڑی کے حساب سے گذر گئے۔ ہوا بند ہونے کی وجہ سے مصنوعی سیارے کے اندر دباؤ نارمل تھا۔ ایک روز خلا میں ایک لمبوترا راکٹ نظر آیا جس کی کھڑکیوں پر نیلی روشنی ہو رہی تھی۔ یہ خلائی قزاقوں کا راکٹ تھا۔ انہوں نے اپنی سکرین پر مجھے دیکھ لیا تھا۔ پھر وہ مجھے مصنوعی سیارے میں سے نکال کر اپنے راکٹ میں لے گئے۔ یہ لوگ خلائی قزاق ہیں۔ لیکن

خلائی سائنس میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ ان کا سیارہ یہاں سے ایک نوری سال کے فاصلے پر ہے جو خلا میں بہت ہی تھوڑا فاصلہ ہوتا ہے۔ وہاں انہوں نے میرے خون اور الیکٹرون اور جینز کا چیک اپ کیا اور پھر اس سیارے پر لے آئے جہاں اس وقت میں تمہارے پاس بیٹھی ہوں۔ میں ان کی زبان نہیں سمجھتی تھی لیکن میں نے ایک سائنس سٹوڈنٹ ہونے کی حیثیت سے اندازہ لگا لیا کہ یہ مجھ پر کوئی بھیانک تجربہ کرنے والے ہیں۔ یہاں چار مینار والی زرد عمارت کے اندر ان کی لیبارٹری ہے۔ یہاں انہوں نے مجھے سٹریچر پر باندھ دیا اور سامنے سکرین پر کوئی ٹیپ چڑھا کر اسے دیکھنے لگے۔ میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ اس سکرین پر میری لاش پڑی تھی جو زرد ہو کر پھول گئی تھی۔ چار خلائی آدمی میری لاش میں شیشے کی نلکیاں ڈال کر اس میں سے سونے کے رنگ کی کوئی دوائی نکال کر ایک بوتل میں بھر رہے تھے انہوں نے ٹیپ بند کر دی اور اپنی زبان میں کچھ کہا پھر انہوں نے مجھے کھول دیا اور دو آدمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیبارٹری سے نکال کر دریا کنارے لے گئے اور مجھے وہاں زندہ دفن کر دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تم دیکھ چکے ہو۔"

لڑکی خاموش ہو گئی تو عنبر نے پوچھا:

"لیبارٹری میں کون کون موجود ہے؟"

"چار خلائی قزاق ہیں جو مجھے راکٹ میں سوار یہاں لائے تھے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اندر ایک اور خلائی آدمی بھی ہے جس کے [redacted] پر بات کر لیتے تھے۔ شاید اس سے مشورہ لے رہے تھے۔"

عنبر نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہیں زمین میں زندہ دفن کر کے تمہارے مرنے کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"ہاں۔" لڑکی نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ دو ایک روز بعد گڑھے سے میری پھولی ہوئی لاش نکالنے ضرور آئیں گے۔ کیوں کہ میں نے سکرین پر خود اپنی آنکھوں سے اپنی پھولی ہوئی لاش دیکھی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر ہماری دنیا کا کوئی آدمی یہاں کی زرد زمین میں زندہ دفن کر دیا جائے

تو اس کی لاش کے ساتھ اسی زمین کے بعض کیمیکلز اور گیسیں شامل ہو جاتی ہیں جو کوئی ایسا محلول لاش کے اندر تیار کر دیتی ہیں جس کی ان خلائی قزاقوں کو اشد ضرورت ہے۔"

لڑکی سائنس کی سٹوڈنٹ تھی اور فرانس کے خلائی مرکز میں کام کر چکی تھی۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ اس لڑکی کو ان خلائی موذیوں سے کیسے بچایا جائے۔ عنبر جانتا تھا کہ خلائی کمرے میں لڑکی محفوظ نہیں ہے۔ خلائی قزاق یہاں پہنچ کر اسے ہلاک کر سکتے تھے۔ اسے یہ بھی یقین نہیں تھا کہ ان لوگوں کی گن کی خلائی شعاع کا خود اس کے اپنے جسم پر کیا ردعمل ہو گا۔

فرانسیسی لڑکی کلارا بہت پریشان تھی کہنے لگی:

"تمہارا نام کیا ہے اور تم یہاں کیسے آ گئے۔ تم تو مجھے کوئی خلا باز نظر نہیں آتے۔"

عنبر نے کہا:

"میں خلا باز نہیں ہوں۔ لیکن جن لوگوں کے ساتھ دنیا کی تباہی کے بعد خلا میں فرار ہوا تھا وہ ضرور خلا باز تھے۔ میرے ساتھ بھی تمہارا ایسا ہی حادثہ پیش آیا تھا اور ہم خلا میں بچھڑ گئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور پھر ہمارے خلائی جہاز میں سے یہ خلائی لمرو
مجھے لے کر از خود اوپر کو شوٹ کر گیا اور میں
خلا میں بھٹکتا بھٹکتا آخر اس سیارے کی کشش
کی زد میں آ کر یہاں اتر پڑا۔ بس یہ ہے
میری داستان۔"

عنبر نے کلارا سے ماریا کیٹی اور ناگ کے بارے میں
کچھ نہ کہا۔ اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ بے چاری
تو خود زندگی اور موت کی کش مکش میں پھنسی ہوئی تھی۔
اسے ماریا کیٹی ناگ سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔
کلارا ابھی تک خوف زدہ تھی۔ کہنے لگی:
"دو دن کے بعد خلائی قزاق میری لاش کو
گڑھے سے نکالنے آئیں گے۔ جب انہیں لاش
نہ ملی تو وہ میری تلاش میں نکل کھڑے ہوں
گے۔ ان کے پاس ایسے ریڈار اور دوسرے
سائنسی آلات ہیں کہ میں جہاں بھی ہوں گی وہ
میرا پتہ چلا لیں گے۔ اس طرح تم پر بھی آفت
آ جائے گی۔"

عنبر بولا: "اب تو ہم دونوں ایک ہی کشتی میں
سوار ہیں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

کلارا نے کہا:
"پھر بھی ہمیں ابھی سے سوچ رکھنا چاہیے کہ ہم
کہاں جائیں گے؟ کہاں چھپیں گے؟ اس سیارے
پر میرا تو خیال نہیں کہ ہم کہیں چھپ سکیں۔"

عنبر نے کلارا سے پوچھا کہ اس کی خوراک کا کیا معاملہ
ہے؟ کلارا نے کہا:
"میرے پاس خوراک کی گولیوں کی ایک فل شیشی
ہے یہ میں اپنے چیف کے ساتھ پیرس کے خلائی
مرکز سے لے کر چلی تھی۔ تمہارے پاس خوراک کی
گولیاں ہیں؟"

عنبر نے یونہی کہہ دیا:
"ہاں۔ میرے پاس بھی خوراک کی گولیاں ہیں۔
ایک گولی مجھے دو روز تک کھانے پینے سے
بے نیاز کر دیتی ہے۔"

عنبر نے خلائی کمرے کی دیواروں پر نگاہ ڈال کر کہا:
"یہ خلائی کمرہ دور ہی سے ہمارا پتہ بتا سکتا ہے
کہ ہم یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں
اس کو جلا دینا چاہیے۔"

کلارا کہنے لگی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرا خیال ہے کہ یہ ہمارے لیے ایک اچھا مورچہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ خلا میں سفر کر چکا ہے تو اس کی دیواریں بلٹ پروف ہیں اور اس پر باہر سے کسی خلائی گن کے فائر کا بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔ ہم حملے کے وقت یہاں چھپ سکتے ہیں۔"

عنبر کو کلارا کا یہ خیال پسند آیا۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی عنبر نے خلائی کمرے کے اس پہلو پر غور ہی [illegible] کیا تھا۔ وہ بولا:

"میں تمہاری رائے سے اتفاق کرتا ہوں کلارا۔ ہم اس خلائی کمرے کو اسی طرح رکھیں گے۔"

کلارا نے کہا:

"لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس تو کوئی خلائی گن بھی نہیں ہے۔ ہم کس طرح خلائی قزاقوں کا مقابلہ کر سکیں گے؟ میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں یہاں سے دور کسی مقام پر جا کر چھپ جانا چاہیے۔"

عنبر بولا: "ہم یہاں سے دور کسی مقام پر چلے بھی گئے تو آخر وہاں کب تک چھپے رہیں گے؟ ایک نہ ایک روز ہمیں یہاں سے فرار ہونا ہی

ہوگا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس لیبارٹری کے قریب قریب رہیں تاکہ موقع ملنے پر یہاں سے کوئی راکٹ اڑا کر فرار ہو سکیں۔"

کلارا کے ذہن میں یہ نکتہ آ گیا:

"عنبر! تم درست کہہ رہے ہو۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم یہیں آس پاس بلکہ چار مینار والی لیبارٹری کے قریب کسی جگہ زمین میں خفیہ تہہ خانہ بنا لیں جہاں ہم چھپ کر کسی راکٹ کو اغوا کرنے کا منصوبہ تیار کر سکیں۔"

"اچھا خیال ہے۔" عنبر نے جواب دیا۔

کلارا بھی عنبر کی طرح اس سیارے پر پہلی بار آئی تھی۔ جب عنبر اسے اپنے ساتھ خلائی کمرے کی طرف لا رہا تھا تو وہ نیلم عقیق اور مرجان کے ٹیلے دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔ اتنے بڑے بڑے جواہرات اس نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھے تھے۔ عنبر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا:

"اگر اس مخلوق کے پاس جیسا کہ تمہارا خیال ہے کوئی ڈی ٹیکٹر کمپیوٹر ہوا تو وہ ہمارا زمین کے اندر بھی پتہ چلا لیں گے۔"

کلارا کا چہرہ فکر مند ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ ہو سکتا ہے ان کے پاس ایسا کوئی ڈی ٹیکٹر نہ ہو۔ لیکن ہمیں سوچنا اسی طرح چاہیے۔"

عنبر نے کہا:

"ایک مقولہ ہے کہ بہترین محفوظ جگہ خطرے کے درمیان ہوتی ہے۔"

کلارک نے پوچھا:

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

عنبر بولا: "میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ تم اسی جگہ آرام کرو۔ میں کیوں نہ چار مینار لیبارٹری کا ایک چکر لگا آؤں۔ ہو سکتا ہے اس لیبارٹری کے اندر ہی ہمیں چھپنے کو کوئی محفوظ جگہ مل جائے۔"

کلارک تو خوف کے مارے ہونٹ خشک ہو گئے:

"بھئی تم بھی کمال کے آدمی ہو۔ بھلا دشمن کے گھر میں بیٹھ کر ہم کیسے محفوظ ہوں گے؟"

عنبر ہنس کر بولا:

"یہ تم نہیں جانتی ہو کلارا۔ مگر میں اس قسم کے

ہزاروں تجربوں میں سے گذر چکا تھا۔"

"ہزاروں تجربے؟" کلارا نے چونک کر سوال کیا۔ "کیا تمہاری عمر ایک ہزار سال ہے؟"

عنبر مسکرایا: "ایک ہزار سال بھلا میری عمر کیسے ہو سکتی ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ میں اس قسم کے کتنے ہی تجربوں سے گذر چکا ہوں۔"

کلارا نے مطمئن سی ہو کر دیوار سے ٹیک لگا دی پھر بولی:

"لیکن میں تمہیں خلائی قزاقوں کی لیبارٹری میں جانے کا مشورہ نہیں دوں گی۔ یہ بڑے سنگ دل لوگ ہیں۔ انسان کی جان کی ان کے نزدیک کوئی قیمت نہیں ہے۔ وہ چیونٹی کی طرح انسان کو مسل کر رکھ دیتے ہیں۔"

عنبر کہنے لگا:

"ابھی رات کا اندھیرا ہے۔ اسی اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر میں لیبارٹری کا ایک جائزہ لے سکتا ہوں۔ پرسوں تو وہ ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے جب گڑھے میں انہیں تمہاری لاش نہیں ملے گی۔ اس لیے میری بات مان لو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور مجھے جانے دو۔ میں صبح تک واپس آ جاؤں گا
تم اسی کمرے میں چھپی رہو۔"

کلارا کو خلائی کمرے میں چھوڑ کر عنبر چار مینار والی خلائی لیبارٹری کی طرف چل پڑا۔ کلارا کو عنبر نے اپنی خفیہ اور غیر معمولی طاقت کے بارے میں بھی ابھی تک نہیں بتایا تھا۔

رات کے اندھیرے میں نیلم اور حقیق کے ٹیلوں کی دھیمی دھیمی چمک گھل ہوئی تھی۔ عنبر بہت تیز تیر [redacted] تھا۔ تھکان تو اسے ہوتی نہیں تھی۔ اس نے قیمتی پتھروں کا میدان اور پھر سونے کے ذروں والا صحرا بھی عبور کر لیا اور زرد دریا کے کنارے آ گیا۔

دریا کے ساتھ ساتھ چلتا وہ چار مینار لیبارٹری کے عقب میں پہنچ گیا۔ راکٹ اسی طرح اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ چار مینار خلائی لیبارٹری کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ دیوار میں ایک خفیہ دروازہ راکٹ کی جانب تھا مگر وہاں راکٹ کھڑا تھا اور عین ممکن تھا کہ راکٹ کے اندر کوئی پہرے دار بیٹھا ہوا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس طرف سے بچتا ہوا خلائی لیبارٹری کی دوسری طرف نکل آیا۔

یہاں کافی اندھیرا تھا۔ نیلم کی پہاڑیوں کی روشنی یہاں تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ یہ بات عنبر کے حق میں جاتی تھی۔ وہ پیچھے کی جانب سے دبے پاؤں چلتا خلائی لیبارٹری کی گول دیوار کے پاس آ گیا۔ کم بخت یہاں نہ تو کوئی کھڑکی تھی، نہ دروازہ اور نہ روشن دان۔ ایک بند مقبرہ سا بنا ہوا تھا اور اوپر چار لمبوترے مینار کھڑے تھے جن پر کہیں بھی روشنی نہیں ہو رہی تھی۔

عنبر کو اچانک یہاں باتیں کرنے کی بہت ہلکی آواز سنائی دی۔ اس نے دیوار کے ساتھ کان لگا دیئے اندر سے کسی کی بلند آواز آئی:

"تجربہ ناکام ہوا تو ہمیں تمہیں زمین میں دفن کرنا ہوگا۔ سن لیا بڈھے تم نے؟"

اس کے بعد کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ کسی کی جوابی آواز سنائی نہ دی۔ اس جملے سے عنبر نے یہ نتیجہ نکالا کہ خلائی لیبارٹری میں کوئی ایسا بوڑھا آدمی ابھی موجود ہے جس کو کلارا کے تجربے میں ناکامی کے بعد یہ لوگ ہلاک کرنے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔

یہ بوڑھا کون تھا؟ عنبر نے سوچا۔ کلارا نے عنبر کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تبایا تھا کہ خلائی قزاق لیبارٹری میں کسی شخص سے
فون پر بات کرتے رہے تھے۔ کیا اس آدمی کو بھی یہ خلا
قزاق زمین کے مدار سے پکڑ کر لائے ہیں کہیں ایسی
بات تو نہیں کہ یہ بھی کوئی گمشدہ خلا باز ہو؟ کیوں
ہماری زمین پر ایٹمی جنگ سے پہلے دو چار ایسے حادثے
ہو چکے تھے کہ خلا باز اپنا خلائی جہاز لے کر زمین
کے مدار میں گئے۔ انہوں نے سیٹلائیٹ چھوڑا اور خلا
تجربوں میں مصروف ہو گئے پھر کسی ٹیکنیکل خرابی کی
سے ان کا خلائی جہاز زمین کے مدار سے نکل گیا اور
وہ خلا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گم ہو گئے۔ جس طرح
کہ کلارا کا خلائی جہاز مدار سے بھٹک کر گم ہو گیا تھا
اور پھر اس جہاز میں ایک ہی خلا باز زندہ رہ گیا تھا
اور خلائی قزاقوں کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔ خلائی قزاق اسے
لیبارٹری میں لے آئے ہوں۔

عنبر کا یہ قیاس ہی تھا۔

لیبارٹری کے اندر سے پھر ایک آواز بلند ہوئی،
"اسے اپنے ساتھ لے چلو۔ یہاں اسے نہیں
چھوڑنا۔ دو دن بعد لاش نکالنے آئیں گے تو
اس بڈھے کو بھی ساتھ لیتے آئیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔"

کسی دوسرے خلائی قزاق نے کہا،

عنبر کو بھاری قدموں کی آوازیں دور جاتی سنائی دیں۔
وہ بھاگ کر لیبارٹری کے راکٹ والے احاطے کی طرف
آئی اور زرد پتھروں کی ایک ڈھیری کے پیچھے چھپ
کر لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ
گول دیوار والا خفیہ دروازہ کھل گیا۔ اندر سے وہی چار
خلائی آدمی باہر نکلے۔ ان کے ساتھ ایک لمبی ڈاڑھی اور
سر کے لمبے بالوں والا ایک بوڑھا آدمی بھی تھا۔ اس
بوڑھے نے لمبا لبادہ پہن رکھا تھا اور خلائی آدمی
اسے بازوؤں سے پکڑ کر راکٹ کی طرف لے گئے۔
سب سے پہلے انہوں نے اسی بڈھے کو راکٹ میں
سوار کرایا۔ اس کے بعد دو خلائی آدمی داخل ہو گئے۔
دو باہر رہ گئے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے
سے کہا:

"تمہیں لڑکی کی قبر اور لیبارٹری کی حفاظت
کے لیے چھوڑے جا رہا ہوں خیال رکھنا ہم
پرسوں رات کو واپس آ جائیں گے۔ اسی رات
گڑھے میں سے لڑکی کی لاش نکال کر تجربے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے لیے لیبارٹری میں لے جائی جائے گی"۔

اتنا کہہ کر تیسرا خلائی آدمی بھی راکٹ میں سوار ہوا۔ جو خلائی آدمی پیچھے رہ گیا تھا وہ تیزی سے لیبارٹری کی دیوار کے پاس آ گیا۔ راکٹ میں سے لٹو کی گھوکر ایسی آواز نکلی اور وہ اُوپر اُٹھ کر خلا کی تاریکیوں میں گم ہو گیا۔

یہ سب کچھ عنبر کی نگاہوں کے سامنے ہوا تھا۔ اس اکیلے خلائی آدمی سے تو وہ نمٹ سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ اور کلارا بڑی آسانی اور آرام سے لیبارٹری کی تلاشی لے سکتے تھے۔ خلائی آدمی نے جب دیکھا کہ راکٹ خلاء میں غائب ہو چکا ہے تو وہ لیبارٹری کے اندر چلا گیا۔ اندر سے اس نے خفیہ بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا۔

اب عنبر سوچنے لگا کہ اس خلائی آدمی سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے؟ جب سے ان کا خلا کا سفر شروع ہوا تھا عنبر پر خلائی تابکاری اور خلائی گنوں کی شعاعوں کا مختلف اثر ہوا تھا۔ کسی پر حملہ کرنے سے پہلے اسے یہی خیال پریشان کرتا کہ اس کی خلائی گن کی شعاع کہیں اسے پتھر نہ بنا دے، کیوں کہ یہ بالکل ہی دوسری دنیا تھی۔ کائنات کے خلاؤں کی دنیا تھی۔ ہر قسم کے

اثرات، تابکاری اور شعاعی رد عمل ہوتا رہتا تھا۔ خدا جانے کس قسم کی شعاع کا اس کے جسم پر کیا اثر ہے؟

لیکن اس کے باوجود عنبر نے ہر جگہ اپنے قدم آگے ہی بڑھائے تھے۔ کسی جگہ بھی خوف زدہ نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ یہاں بھی اس نے ایک ترکیب ذہن میں سوچی اور ریت کی ڈھیری کے پیچھے سے نکل کر بھاگ کر لیبارٹری کی گول زرد عمارت کے پاس آیا۔ دیوار میں وہ بٹن تلاش کر لیا جس کو دبا کر دروازہ کھلتا تھا۔

آہستہ سے بٹن دبایا اور بھاگ کر واپس ریت کی ڈھیری کے پیچھے جا چھپا۔ بٹن دبانے سے ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ تین سیکنڈ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ خلائی آدمی دوڑتا ہوا دروازے میں آیا اور حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ پریشان تھا کہ دروازہ کس نے کھولا ہے اور جس کسی نے بھی دروازہ کھولا ہے وہ خود کہاں ہے؟ اسے معلوم تھا کہ سوائے اس کے اپنے آدمیوں کے دوسرا کوئی بھی خفیہ دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اس نے بلند آواز میں کسی کا نام لے کر پکارا۔ وہ کسی اپنے خلائی ساتھی کو آواز دے رہا تھا لیکن وہاں اس کا کوئی ساتھی ہوتا تو جواب دیتا۔

جب کسی جانب سے جواب نہ ملا تو خلائی آدمی چوکس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گیا۔ اس نے خلائی گن ہاتھ میں پکڑ لی۔ اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا جس طرف کلارا کی قبر تھی اس طرف چلنے لگا۔ شاید اس کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ جس لڑکی کو انہوں نے گڑھے میں زندہ دفن کر دیا تھا وہ کسی طریقے سے باہر نکل آئی ہے اور اسی نے دروازے کا بٹن دبا دیا ہے۔

عنبر بھی ریت کی ڈھیری کی اوٹ سے نکل کر دوسری طرف سے رینگتا ہوا کلارا کی قبر کی طرف بڑھا۔

○

خلائی قزاق

سنسان خلائی رات بیم روشن تھی۔

عنبر خلائی آدمی سے بیس قدم کے فاصلے پر ریت پر پیٹ کے بل لیٹا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے جھک کر کلارا کی نقلی قبر کو دیکھا۔ ہاتھ سے دو تین پتھر ادھر اُدھر کیے۔ پھر جلدی جلدی قبر کھودنی شروع کر دی۔ ذرا ہی اسے پتہ چل گیا کہ گڑھے میں کلارا کی لاش نہیں ہے۔ وہ بھاگ گئی ہے۔ خلائی آدمی گھبرا کر واپس لیبارٹری کی طرف دوڑا۔ شاید وہ اپنے دوسرے سیارے پر خلائی قزاقوں کو سگنل پر اطلاع دینا چاہتا تھا کہ قبر سے لاش غائب ہے۔

یہ بات عنبر کے لیے خطرناک تھی۔ کیوں کہ یہ پیغام وصول کرنے کے بعد خلائی قزاقوں کا وہاں پہنچ جانا لازمی تھا۔ اس طرح سے عنبر کو لیبارٹری کی تلاشی کے لیے دو دن نہیں مل سکتے تھے اور لیبارٹری کی تلاشی سے ممکن تھا کہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے اپنے فائدے کی کوئی چیز مل جاتی جس کی مدد سے وہ کلارا کو لے کر اس منحوس سیارے سے فرار ہو سکتا۔ عنبر کے لیے اب اس خلائی قزاق پر حملہ کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ عنبر نے منہ دریا کی طرف کر کے ایک عجیب سی کسی جانور کی آواز نکالی اور وہیں منہ نیچے کر لیا۔

خلائی قزاق دوڑتے دوڑتے ایک دم رُک گیا۔

پیچھے مڑ کر اس نے خلائی گن کا فائر داغ دیا۔ دھین کی آواز کے ساتھ گن کی نیلی شعاع ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ دریا کی طرف ریت کے ٹیلے سے ٹکرائی۔ وہاں نیم روشن رات میں غبار سا بلند ہوا۔ خلائی قزاق دریا کی طرف چلنے لگا۔ وہ ذرا آگے کو جھکا ہوا چل رہا تھا۔ جب وہ عنبر سے پانچ چھ قدموں کے فاصلے پر سے آگے نکل گیا تو عنبر نے اس پر بے اختیار چھلانگ لگا دی۔ وہ بڑبڑا کر پیچھے ہٹا۔ مگر عنبر کے بوجھ کی وجہ سے وہیں گر پڑا۔ اس کا خلائی گن والا ہاتھ اوپر کو اٹھا، لیکن اسے تو عنبر پہلے ہی قابو کر چکا تھا۔ مگر خدا جانے اس خلائی قزاق میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی تھی کہ اس نے خلائی گن کے گرنے سے پہلے عنبر پر فائر کر دیا۔ نیلی شعاع عنبر کے جسم سے ٹکرائی اور دوسری طرف سے نکل گئی۔

عنبر نے اپنے جسم کو دیکھا۔ عنبر کے پیٹ میں ایک سوراخ ہو گیا تھا۔

خلائی قزاق نے دوسرا فائر کرنے کے لیے زمین پر سے خلائی گن اٹھانی چاہی تو عنبر نے اس کی گردن پر ایک بھرپور ہاتھ مارا۔ وہ عنبر کے ہاتھ کی تاب نہ لا سکا۔ اور منہ کے بل اس طرح گرا کر پھر نہ اُٹھ سکا۔ اس کی گردن کی ہڈی کے شاید تین ٹکڑے ہو گئے تھے۔ عنبر کو یقین نہیں تھا کہ خلائی قزاق اتنی جلدی مر جائے گا۔ اس نے اس کی لاش کو کھینچ کر لیبارٹری کے اندر لے جا کر ڈال دیا۔

لیبارٹری میں دودھ ایسی روشنی ہو رہی تھی۔ خوبصورت صاف ستھرا سفید فرش چمک رہا تھا۔ اونچی گنبد نما چھت میں ستارے جڑے ہوئے تھے جو ہلکی روشنی دے رہے تھے۔ سنگ مرمر ایسی سفید دیواروں کے ساتھ شیشے اور ایلومینیم کی الماریاں لگی تھیں جن میں قسم قسم کے آلات، مہریں، نلکیاں، بوتلیں اور کمپیوٹر رکھے تھے۔ بیچ میں سنگ مرمر کی ایک میز رکھی تھی جس کے اوپر شیشے کا فانوس لٹک رہا تھا۔

عنبر نے سوچا کہ کیوں نہ اس خلائی قزاق کا لباس خود

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہن لے۔ کیوں کہ یہ خلائی لباس ایسا تھا کہ اس میں خلا باز کا پورا منہ زرد نقاب میں چھپا رہتا تھا۔ چنانچہ عنبر نے اپنے کپڑے اتار کر خلائی قزاق کو پہنائے اور اس کی زرد خلائی وردی خود پہن لی اور اپنی پیٹی کے ساتھ خلائی گن اڑس لی۔

اب اس نے خلائی قزاق کی لاش کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا۔ لیبارٹری سے باہر نکل کر بٹن دبا کر دروازہ بند کیا اور سیدھا زرد دریا پر پہنچ کر لاش کو دریا میں پھینک دیا۔ رات کے اندھیرے میں دریا کی زرد لہریں خلائی قزاق کی لاش کو لے کر آگے بڑھ گئیں۔

عنبر وہاں سے سیدھا کلارا کی طرف دوڑا۔ ابھی رات ہی تھی، لگتا تھا کہ رات اس سیارے پر بھی بڑی لمبی تھی۔ خلائی کمرے کا دروازہ بند تھا۔ کلارا شاید اندر سو رہی تھی۔ عنبر نے دروازے پر دستک دی۔

اندر سے آواز آئی: "کون ہے؟"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ کلارا نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ اسے تو یقین تھا کہ سوائے میرے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جونہی اس کی نظر اپنے سامنے خلائی قزاق پر پڑی، تو وہ چیخ مار کر ایک طرف کو بھاگی۔

عنبر خلائی قزاق کے زرد لباس میں تھا اس لیے کلارا ڈر کر بھاگ اٹھی۔

عنبر نے فوراً ہی پیچھے سے آواز دی:

"کلارا! یہ میں ہوں عنبر۔ واپس آ جاؤ۔"

کلارا اگرچہ رک گئی۔ مگر پھر بھی وہ وہیں کھڑی شک کی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ عنبر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ دوبارا بھاگنے لگی تھی کہ عنبر نے چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لیا۔

"کلارا یہ میں ہوں عنبر۔"

اور پھر عنبر نے اسے ساری کہانی سنائی، کلارا بڑی خوش ہوئی کہ عنبر نے ایک خلائی قزاق کو جان سے مار دیا اور اس کی وردی خود پہن لی۔

"یہ ہمیں بہت فائدہ پہنچائے گی عنبر! چلو اب ہم لیبارٹری کو چل کر دیکھتے ہیں۔"

وہ دونوں لیبارٹری والی عمارت کی طرف روانہ ہو گئے۔ عنبر نے کلارا سے پوچھا کہ اس نے تو لیبارٹری کو پہلے بھی دیکھا ہو گا۔

کلارا نے کہا:

"میں تو نیم بے ہوش اور گھبراہٹ میں وہاں آئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ اندر سنگ مرمر کی میز اور شیشے کی الماریاں تھیں۔"

"ہاں۔ میں نے بھی یہی کچھ دیکھا ہے۔"

پھر عنبر نے کلارا سے پوچھا،

"یہ جو بڈھا سائنس دان ہے یہ کون ہے؟ اور خلائی قزاق اسے تمہاری جگہ اپنے تجربے کی ناکامی کے بعد کیوں استعمال کرنا چاہتے ہیں؟ کیا اس کا تعلق بھی کہیں ہماری زمین سے تو نہیں ہے؟"

کلارا نے کہا:

"میری اس بوڑھے سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میں جب لیبارٹری میں لائی گئی تھی تو خلائی قزاق نے اس کے ساتھ فون پر ہی بات کی تھی اب تم نے بتایا ہے تو میں بھی سوچتی ہوں کہ ہو سکتا ہے یہ بھی کوئی بھٹکا ہوا خلا باز ہو۔"

عنبر بولا، "میرا بھی دل یہی گواہی دیتا ہے۔ بہرحال اب جو معاملہ پیش آئے گا اس کے مطابق ہی کوئی فیصلہ کریں گے۔"

اسی طرح چلتے ہوئے عنبر اور کلارا چار مینار لیبارٹری

والی عمارت کے پاس پہنچ گئے۔ عنبر نے آگے بڑھ کر دیوار میں لگا خفیہ بٹن دبا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔ دونوں لیبارٹری میں داخل ہو گئے اور دروازہ پیچھے بند کر دیا۔

کلارا ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"عنبر! یہ لوگ خلائی ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ ایسے ایسے آلات اور سپیئر پارٹس اور کمپیوٹروں کے فارمولے یہاں دیکھ رہی ہوں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میری سمجھ میں ہی نہیں آ رہے حالانکہ میں خلائی سائنس کی سٹوڈنٹ رہ چکی ہوں۔"

عنبر بھی لیبارٹری میں گھوم پھر کر چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک شے اٹھا کر دیکھتا اور پھر وہیں رکھ دیتا۔

اچانک عنبر کو اپنے پیٹ کے سوراخ کا خیال آیا جو خلائی قزاق کی گن فائر کرنے سے پڑ گیا تھا۔ اب تو عنبر کے جسم پر وردی فٹ تھی۔ پھر بھی عنبر نے اپنے پیٹ پر فائر والی جگہ پر انگلی رکھی تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے پیٹ کا سوراخ موجود ہے۔

وہ تھوڑا پریشان ہوا۔ کیوں کہ اس سوراخ کو بند ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن خدا جانے شعاع کا کیا ردِعمل ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا اس کے جسم سے ٹکرانے کے بعد ۔ کلارا نے اس کی طرف دیکھ کر کہا :

"یہ تم اپنے پیٹ کو انگلی سے کیوں دبا رہے ہو؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا :

"کچھ نہیں ۔ ہلکا سا درد ہو رہا تھا ۔"

"لاؤ میں دیکھوں ۔ میں درد کا علاج مالش کرنے سے کر لیتی ہوں ۔"

عنبر نے جلدی سے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا :

"نہیں نہیں کلارا ۔ تھینک یو ۔ میں اب بالکل ٹھیک ہوں ۔ اب کوئی درد نہیں ہے ۔"

کلارا بھی مسکرانے لگی ۔

اس وقت دونوں لیبارٹری کے کونے والی الماری میں رکھے مختلف کمپیوٹروں کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے ۔ یہ کمپیوٹر عجیب و غریب قسم کے تھے اور ان پر ہندسوں کی جگہ مختلف شکلیں سی ابھری ہوئی تھیں ۔ کلارا نے ایک کمپیوٹر کو اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہلایا تو جیسے دیوار میں کسی خفیہ گاڑی کے گھومنے کی آواز آنے لگی ،

گھرر گھرر گھرر ۔

کلارا اور عنبر نے ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھا ۔ پھر کونے میں اپنے آپ فرش کی ایک سل ایک طرف کو ہٹ گئی ۔

عنبر نے کہا :

"نیچے ۔ نیچے بھی کچھ ہے کلارا ۔ چلو نیچے چل کر دیکھتے ہیں ۔"

عنبر نیچے اترنے لگا تو کلارا نے اسے پیچھے کھینچ لیا :

"عنبر! ٹھہرو ۔ پہلے یہ دیکھ لوں کہ تہہ خانے کا دروازہ یہاں سے بند ہو کر کھلتا ہے کہ اندر سے ۔"

کلارا نے کمپیوٹر کو دوبار دوسری طرف کھسکایا تو سل واپس فرش پر اپنی جگہ پر آ گئی ۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دروازہ باہر ہی سے آ کر بند کرنا ہو گا ۔ اگر اندر سے بند ہوتا تو ہم اندر ہی قید ہو جاتے کیونکہ اسے دوبارا کھولنے کے بٹن کا ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے ۔"

"کلارا تم واقعی سائنس کی سٹوڈنٹ ہو ۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں زینہ اتر گئے ۔

نیچے ایک نیچی چھت اور محرابی ستونوں والا ایک کھلا کمرہ تھا جہاں دیوار کے ساتھ ایلومینیم کی ایک چوکور الماری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رکھی تھی۔ اس الماری پر شیشے کا فریم چڑھا ہوا تھا سامنے والی دیوار پر ایک گول سکرین لگی تھی۔ یہ سکرین دیوار کے پتھر پر ہی بنی ہوئی تھی۔

اس کے علاوہ وہاں ایک سفید پتھر کی میز اور چار پتھر کی پرانے طرز کی کرسیاں پڑی تھیں۔ دیوار پر جہاں سکرین بنی تھی اس کے اوپر ایک عجیب قسم کی گھڑی لگی تھی جس کی کئی ایک لال پیلی سوئیاں تھیں۔ کلارا اور عنبر بڑی دلچسپی سے ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگے۔ عنبر ایلومونیم کی شیشے کے فریم والی الماری کے قریب آیا دیکھا کہ الماری میں چار شیلف بنے تھے۔ ہر شیلف میں وڈیو کیسٹ قسم کے پلاسٹک کے کیسٹ ایک دوسرے کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

عنبر نے کہا:

"کلارا — یہ وڈیو کیسٹ معلوم ہوتے ہیں۔"

کلارا نے انہیں جھک کر دیکھا اور بولی:

"ہاں یہ وڈیو کیسٹ ہی ہیں۔ مگر یہاں ٹی وی اور وی سی آر کہیں نظر نہیں آ رہا۔"

عنبر نے پوچھا:

"یہ وڈیو کیسٹ کس قسم کے ہوں گے۔ کس کے

ہوں گے کلارا — ظاہر ہے یہاں ایڈین یا پاکستانی فلموں کے کیسٹ تو نہیں ہو سکتے۔"

کلارا کہنے لگی:

"ہو سکتا ہے ان کے خلائی تجربوں کے کیسٹ ہوں اور یہاں لیبارٹری میں اسے سامنے والی سکرین پر دیکھا جاتا ہو۔"

"ہوں۔" عنبر بولا۔ "لیکن یہ لوگ دیکھتے کیسے ہیں؟ یہاں تو وی سی آر بھی نہیں ہے۔"

کلارا نے کہا:

"ہو سکتا ہے وی سی آر ساتھ لے آتے ہوں۔"

ایک طرف دیوار میں فون لگا تھا۔

کلارا نے کہا:

"معلوم ہوتا ہے یہاں بوڑھا بیٹھتا ہو گا۔ کیونکہ یہاں فون بھی لگا ہے اور لیبارٹری میں اس روز خلائی قزاق اسی کمرے میں بوڑھے کو فون کر رہا تھا۔"

عنبر نے کہا:

"ارے بابا! ہمیں ان وڈیو کیسٹوں سے کیا لینا ہے۔ ہمیں تو کوئی ایسی چیز چاہیے کہ جو ہمیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں سے فرار کروانے میں ہماری مدد کرے۔"
کلارا کرسی پر بیٹھ گئی:
"عنبر! ان لوگوں نے یہاں کوئی راکٹ بھی نہیں رکھا۔ ان کے راکٹ دوسرے سیارے پر ہوتے ہیں۔ وہاں میں کئی راکٹ دیکھ چکی ہوں۔"
"اب" وہاں کیسے جایا جائے؟" عنبر نے کہا: "بہرحال اب لگتا ہے کہ ہمیں راکٹ اغوا کرنے کے لیے دوسرے سیارے پر ہی جانا پڑے گا۔"
پھر وہ کلارا کے قریب دوسری کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنی کہنی میز کے کنارے پر رکھ دی اور کہا:
"کلارا! ایک بات ہو سکتی ہے۔ جس راکٹ میں خلائی قزاق یہاں آئیں ہم اسی راکٹ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔"
"اچھا خیال ہے۔" کلارا نے کہا: "لیکن یہ لوگ اتنے احمق نہیں ہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ تم نے خلائی قزاق کو کیسے ہلاک کر دیا۔ یہ لوگ تو بڑے چوکس، ہوشیار ہیں اور ان کے خلائی گن کے وار سے کبھی کوئی نہیں بچا۔ میں ان کے سیارے پر ان کو دشمن سے لڑتے دیکھ چکی ہوں۔"

عنبر نے کہا:
"بس۔ میری قسمت اچھی تھی کہ بچ گیا۔ اس کو فائر کرنے کا میں نے موقع ہی نہیں دیا۔ پتھر اٹھا کر اوپر سے اس کے سر پر ایسا مارا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اگر گن فائر کر دیتا تو میں کہاں زندہ ہوتا اس وقت۔"
اس وقت بھی عنبر کو احساس تھا کہ اس کے پیٹ میں خلائی قزاق کی گن فائر سے سوراخ ہو چکا ہے۔ اس نے کلارا کی آنکھ بچا کر اپنے پیٹ پر انگلی پھیری کہ شاید سوراخ بند ہو گیا ہو مگر سوراخ اسی طرح موجود تھا۔
اچانک اس کی کہنی میز پر سے پھسل گئی اور میز کا اوپر والا ٹکڑا ایک طرف سے نیچے ہو کر دوبارا اوپر آ گیا۔ کلارا اور عنبر میز کی سطح کو دیکھ کر دنگ سے ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ میز کی سطح جب نیچے سے گھوم کر اوپر آئی تھی تو اب وہاں ایک ایلومونیم کا چمکتا ہوا ایک چھوٹا سا دی سی آر ٹیم کا ڈبہ پڑا تھا۔ جو میز کی سطح سے جڑا ہوا تھا۔
"عنبر! یہ تو دی سی آر ہے۔ میرا خیال ہے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی وی سی آر پر یہ لوگ تجرباتی وڈیو ٹیپ دیکھتے ہوں گے۔"

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا:

"اگر یہ بات ہے تو پھر اسے میز کے نیچے چھپا کر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔"

کلارا شیشے کی الماری والے شیلف کی طرف بڑھ کر بولی:

"اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں، ابھی ایک وڈیو ٹیپ لگا کر دیکھ لیتے ہیں کہ یہ کس قسم کی فلم ہے۔"

الماری آٹو میٹک تالے سے بند تھی۔

لیکن عنبر کے لیے اسے کھولنا کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ اس نے الماری کے شیشے کو ایک طرف سے پکڑ کر ذرا سا کھینچا۔ شیشے کا دروازہ کھل گیا۔ کلارا عنبر کی طرف حیرانی سے تکنے لگی:

"تمہارے پاس کوئی خفیہ طلسم ہے کیا عنبر؟ یہ آٹو میٹک لاک تو کبھی نہیں کھل سکتا۔"

عنبر مسکرا کر بولا:

"میں نے اپنی زمین پر ایک تالا کھولنے والے کی شاگردی کی تھی۔ یہ گر اسی نے مجھے بتایا تھا۔"

کلارا الماری کھول کر شیلف میں سے وڈیو ٹیپ نکال کر دیکھتی ہوئی بولی:

"عنبر بھائی! یہ گر مجھے بھی سکھا دو۔ بڑے کام آئے گا میرے۔"

عنبر نے مذاق کرتے ہوئے کہا:

"کیا واپس زمین پر جا کر لوگوں کی تجوریاں کھولنے کا پروگرام بنا رہی ہو کلارا؟"

کلارا بولی: "اپنی زمین پر تو ایٹمی جنگ نے سب کو تباہ کر دیا ہو گا۔ وہاں تو کچھ بھی نہیں بچا ہو گا۔ نہ میرا گھر نہ میرے ماں باپ۔"

اور کلارا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

عنبر نے یونہی اسے حوصلہ دینے کے لیے کہا:

"اری نہیں بہن کلارا۔ زمین پر اتنی تباہی نہیں مچی تھی۔ فرانس تو کہتے ہیں کہ بچ گیا ہے۔"

"سچ؟" کلارا نے خوش ہو کر کہا: "کیا فرانس پر ایٹم بم نہیں گرا؟ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرانس تو یورپی ممالک کے پیکٹ میں شامل تھا۔"

عنبر نے کہا:

"ارے چھوڑو ان باتوں کو۔ میں نے جو کہا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فرانس میں کچھ نہیں ہوا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ
وڈیو ٹیپ کیسے ہیں؟"

کلارا کے ہاتھ میں دو تین وڈیو ٹیپ تھے جو چھوٹے
پاکٹ بک سائز کے تھے۔ ان کے باہر خلائی زبان میں
کچھ لکھا تھا۔ عنبر چونکہ دنیا کی ہر زبان پڑھ لیتا تھا
سمجھ لیتا تھا اور بول لیتا تھا اس لیے اس نے وڈیو
ٹیپ اپنے ہاتھ میں لے لیے اور بولا:

"میں نے خلائی زبان کا چھوٹا سا کورس پورا کیا
تھا پاکستان کے ایک اسکول میں۔"

کلارا نے حیرانی سے کہا:

"کیا پاکستان میں خلائی زبان بھی سکھائی جاتی ہے؟"

"کیوں نہیں۔ میں نے باقاعدہ ایک سال کا کورس
کیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ دیکھو۔ میں یہ
خلائی تحریر پڑھ سکتا ہوں۔"

"کیا لکھا ہے اس ٹیپ پر؟" کلارا نے ایک ٹیپ
پر انگلی رکھ کر کہا:

عنبر نے ٹیپ پر جو کچھ لکھا ہوا تھا وہ پڑھ لیا
تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہاں جو کچھ لکھا ہے وہ کس
حد تک درست ہو سکتا ہے۔ اور اگر درست ہے تو پھر

ان لوگوں نے یہ وڈیو ٹیپ کس مقصد کے لیے یہاں
رکھے ہوئے ہیں۔

"کیا لکھا ہے عنبر؟" کلارا نے دوبارہ پوچھا: "تم کیا
سوچ رہے ہو۔ بتاتے کیوں نہیں؟"

عنبر نے کہا:

"اس ٹیپ پر لکھا ہے یونان۔ ۵۰۰ قبل مسیح۔"

"کیا مطلب؟" کلارا نے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

عنبر سب کچھ سمجھ گیا تھا۔ یہ وڈیو ٹیپ اصل میں
تاریخ کے بعض پرانے زمانے کے واقعات کا ریکارڈ تھا۔
ان وڈیو ٹیپوں میں پرانے زمانے کے واقعات کے عکس کو
بند کر دیا گیا تھا۔ یہ عکس محض فلم نہیں تھی بلکہ سارے
کے سارے واقعات اور ان واقعات کے کردار زندہ
تھے۔ جیتے جاگتے تھے۔ دوسری ٹیپ پر "مصر ۱۵۰۰ قبل مسیح"
لکھا تھا۔ کسی ٹیپ پر جنگِ عظیم دوئم ۱۹۴۵ء اور کسی
پر آخری ایٹمی جنگ ۱۹۸۶ء لکھا تھا۔ عنبر نے وڈیو ٹیپ
کلارا کو دیتے ہوئے کہا:

"میرا خیال ہے یہ پرانے زمانے کے واقعات کی
فلمیں ہیں۔"

"فلمیں؟" کلارا مزید حیران ہو کر بولی: "انہوں نے ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیارے پر بیٹھ کر یہ آج سے ہزاروں برس پرانے زمانے کی فلمیں کیسے تیار کر لیں ؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا :

"کلارا خلائی سائنس کی سٹوڈنٹس تم ہو اور پرابلم مجھے حل کرنی پڑ رہی ہے ۔"

"کون سی پرابلم ؟"

عنبر بولا : "یہی وڈیو ٹیپوں کی پرابلم ۔ سنو ۔ یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ ہمیں کوئی چیز محض اس لیے نظر آتی ہے کہ اس شے کا عکس روشنی کی وجہ سے ہماری آنکھوں میں پڑتا ہے ۔ یہ بھی تم جانتی ہو گی کہ سورج کی یا چاند کی روشنی جب ہماری زمین پر پڑتی ہے تو اس زمین پر جو واقعات ہو رہے ہوتے ہیں ان کا عکس لے کر اوپر اٹھتی ہے اور روشنی کی رفتار یعنی ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار فی سیکنڈ کی رفتار ، ان واقعات کو لے کر خلا کی طرف سفر شروع کر دیتی ہے ۔ روشنی کی رفتار کے ساتھ ہماری زمین پر گذرنے والے واقعات کی فلم ساری کائنات میں جہاں جہاں ہماری زمین کے سیارے کی چمک نظر آتی ہے پھیل

جاتی ہے ۔ اب اگر کوئی خلا باز کسی دور دراز سیارے میں بیٹھا ہو اور اس کے پاس اس قسم کا کیمرہ ہو کہ وہ روشنی کی کرنوں کے ساتھ برق رفتاری سے خلا میں سفر کرنے والے ہماری زمین کے واقعات کے کتنے ہی وڈیو کیسٹ یعنی وڈیو ٹیپ تیار کر سکتا ہے اور انہیں اپنے وی سی آر پر دیکھ بھی سکتا ہے ۔ گویا یہ ایک طرح سے زمین پر گذرے ہوئے واقعات کو ایک بار پھر دیکھنے کے برابر ہو گا ۔ زمین کی روشنی اس وقت سے خلا میں سفر کر رہی ہے جب سے ہماری کائنات بنی ہے اور اس روشنی میں لاکھوں ، ہزاروں سال پہلے زمین پر گذرے ہوئے واقعات بھی سفر کر رہے ہیں ۔ پس اگر کوئی شخص خلا میں کھربوں نوری سال کے فاصلے پر کسی ایسے سیارے پر جا کر بیٹھ جائے جہاں ابھی ہماری زمین کی واقعات سے بھرپور روشنی نہیں پہنچی تو جب یہ روشنی وہاں تک پہنچے گی تو وہ آدمی ہماری زمین پر گذرے ہوئے لاکھوں سال پرانے واقعات سے لے کر اب تک کے تمام واقعات دیکھ سکے گا ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کلارا نے اپنا سر تھام لیا،
"اُف! خدایا تو بہ! میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔
عنبر بھائی بند کرو اس لیکچر کو!"
عنبر مسکرانے لگا۔
کلارا نے ایک ٹیپ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا،
"چلو۔ اگر میں تمہارا نظریہ مان بھی لوں تو یہ
بتاؤ کہ محض علم ہی ہوگا۔ اصل واقعات تو نہیں
ہوں گے نا؟"
عنبر نے ہنس کر کہا،
"یہی تو سب سے بڑی بات ہے۔ دنیا کی فلم اور
تاریخ کی اس خلائی فلم میں یہی فرق ہے کہ
اس فلم کے واقعات زندہ اور جیتے جاگتے کردار
ادا کر رہے ہوں گے۔"
کلارا نے کہا:
"یعنی ہم ان لوگوں سے بات چیت کر سکیں گے؟"
عنبر بولا: "باہر رہ کر بات چیت نہیں کر سکیں گے
ہاں اگر ہم بھی ان کے زمانے کا ایک حصہ بن
جائیں اور ان کے واقعات میں چھلانگ لگا کر
داخل ہو جائیں تو ہم ان کے ساتھی بن جائینگے

ان سے بات کر سکیں گے۔ ان کی بات سن
سکیں گے۔"
کلارا اگرچہ سائنس کی سٹوڈنٹ رہ چکی تھی مگر یہ فارمولا
اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ اس نے عنبر سے کہا،
"۱۹۷۰ عیسوی میں میں پیرس کے کالج آف سائنس
میں پڑھا کرتی تھی۔ میری ایک بڑی پیاری سہیلی
لُوسی ہوتی تھی۔ ایک روز ہم پک نک منانے
جنگل میں گئے۔ لُوسی بھی ہمارے ساتھ تھی۔ ہم
جھیل میں نہانے لگے۔ میں نہا کر باہر آ گئی۔ لُوسی
تھوڑی دیر بعد پھر نہانے کے لیے جھیل میں اُتر
گئی۔ بس اس کے بعد وہ جھیل سے باہر نہ آ
سکی۔ وہ وہیں ڈوب کر مر گئی۔ کیا میں ۱۹۷۰ء کے
پیرس کے زمانے کا وڈیو ٹیپ دیکھ سکتی ہوں؟"
عنبر نے کہا:
"اگر ان وڈیو ٹیپوں میں دوسری جنگ عظیم کے
بعد کی کوئی وڈیو فلم ہے تو اس میں یہ حصہ
چلا کر دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر تم کس لیے یہ سب
کچھ دیکھنا چاہتی ہو؟"
کلارا نے جلدی سے کہا،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دراصل میں۔ میں اپنی والدہ سے بھی ملنا چاہتی ہوں۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"کلارا۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ تم ان واقعات میں اگر خود بھی چلی جاؤ تو تم اس عہد کے کسی کردار کو نظر نہیں آؤ گی۔ تم ان کو دیکھ رہی ہو گی مگر وہ نہ تو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور نہ تمہاری آواز ہی سن سکیں گے۔ کیونکہ وہ تاریخ کے کردار ہیں۔ واقعات اصل میں ان کے ساتھ گذر رہے ہیں اور تم اگلے زمانے میں سے، ان واقعات کو گذار کر واپس ان کے درمیان آئی ہو۔"

کلارا زچ سی ہو کر بولی:

"اچھا بھائی۔ میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔ تم مجھے ایک بار ان لوگوں کے درمیان پہنچا دو۔ بیشک تم بھی میرے ساتھ چلنا۔"

عنبر بولا: "میں تو تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا مجھے تو جانا ہی پڑے گا۔"

کلارا ایک دم سے بول اٹھی:

"مگر عنبر! ہمیں وہاں کتنی دیر لگ جائے گی۔ میرا مطلب ہے ہم واپس کل تک آ جائیں گے ناں؟ اور کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اسی طریقے سے اس منحوس سیارے سے فرار ہو کر اپنی زمین پر جائیں اور پھر واپس نہ آئیں۔"

عنبر نے کہا:

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ہم ان واقعات سے بچھڑ چکے ہیں۔ الگ ہو کر بہت آگے نکل آئے ہیں۔ اور فکر نہ کرو۔ اگر تم دنیا میں ایک سال رہ کر بھی واپس یہاں آؤ گی نا تو یہاں مشکل سے ایک سیکنڈ ہی گذرا ہو گا۔"

کلارا کی سمجھ گڈمڈ ہو رہی تھی۔ کچھ سمجھ آ رہا تھا۔

کچھ بالکل ہی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

اس کے دل میں اپنی والدہ اور اپنی مری ہوئی پیاری سہیلی لوئسی کو دیکھنے کی خواہش اتنی شدت سے بیدار ہوئی کہ اس نے شیلف کی وڈیو فلموں میں سے ۱۹۷۰ء کے واقعات کی فلم ٹیپ تلاش کرنی شروع کر دی۔ عنبر بھی اس کی مدد کر رہا تھا۔ وڈیو فلم کے ٹیپ وہاں اتنے زیادہ نہیں تھے۔ بہت جلد انہیں ۱۹۴۵ء یعنی دوسری عالمی جنگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ختم ہونے کے بعد سے لے کر ایٹمی جنگ شروع ہونے تک کے واقعات کی ایک فلم ٹیپ ہو گئی۔

عنبر نے اسے وی سی آر پر چڑھا دیا۔

وہ بٹن دبانے لگا تو کلارا نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"عنبر بھائی! میرا دل دھڑکنے لگا ہے۔ کیا میں اس فلم میں گذرے ہوئے واقعات کو ایک بار پھر زندہ اور حقیقی حالت میں گذرتے دیکھوں گی؟"

عنبر نے کہا:

"ہاں کلارا۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ کیونکہ یہ کوئی فلم نہیں ہے بلکہ اس کے اندر گذرے ہوئے تمام واقعات اپنی تمام آوازوں، خوشبوؤں اور دھڑکتے دلوں کے ساتھ زندہ ہیں۔ میں بٹن دبا رہا ہوں۔"

کلارا نے عنبر کا بازو تھام لیا۔ عنبر نے محسوس کیا کہ کلارا کا جسم واقعی کپکپا رہا تھا۔ عنبر نے اسے کہا کہ وہ اب بھی اپنا فیصلہ واپس لے لے اور فلم نہ دیکھے۔ مگر کلارا نے ایک بار پھر حوصلہ کرتے ہوئے کہا:

"نہیں نہیں عنبر میں اپنی والدہ اور اپنی سہیلی لوسی کو ایک بار پھر دیکھنا چاہتی ہوں۔"

عنبر نے وی سی آر کا بٹن دبا دیا۔

وی سی آر کے نیچے ایک سوراخ روشن ہو گیا۔ اس میں سے روشنی کی کرنیں نکل کر سامنے دیوار پر بنی ہوئی سکرین پر پڑیں تو وہاں ایک منظر ابھر آیا۔ یہ ۱۹۷۰ء کے فرانس کا پیرس تھا۔ کلارا نے اپنا گھر پہچان لیا۔ اس کی ماں کچن میں پلیٹیں رومال سے خشک کر کے شیلف میں لگا رہی تھی۔ اس کا باپ آرام کرسی پر پائپ منہ میں دبائے بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔

کلارا نے عنبر کا بازو دبا کر جذباتی آواز میں کہا:

"عنبر! یہ میرے ڈیڈی اور ممی ہیں۔"

سین بدل گیا۔ اب سکرین پر ایک سڑک کا منظر آ گیا۔ جس کی دونوں جانب سفیدے کے خوبصورت درختوں نے سایہ کر رکھا تھا۔ اس سڑک پر سے ایک پبلسٹی کار گذر رہی تھی۔ کلارا نے دیکھا کہ اس میں وہ خود، اس کی سہیلی لوسی اور دو سہیلیاں بیٹھی ہیں۔

"عنبر! یہ دیکھو۔ یہ میری سہیلی لوسی ہے جو جھیل میں ڈوب کر مر گئی تھی۔ یہ اسی روز کی فلم ہے جب ہم پک نک منانے جا رہے ہیں۔ عنبر! کیا میں اس زمانے میں داخل ہو سکتی ہوں؟"

"کیوں نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ تمہیں کسی واقعے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں دخل نہیں دینا ہو گا۔ ایک تماشائی کی طرح
جو کچھ ہو رہا ہے اسے خاموشی سے دیکھتی جاؤ
گی۔ اگر یہ وعدہ کرو تو میں تمہیں اپنے ساتھ
اس زمانے میں لے جا سکتا ہوں۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔ کسی معاملے میں دخل نہیں
دوں گی۔"

کلارا نے جب عنبر کو یقین دلا دیا تو عنبر نے اس
کا ہاتھ پکڑا۔ اسے فلم کی سکرین کے پاس لے گیا اور
بولا:

"آنکھیں بند کر لو اور میرے ساتھ اس سکرین
کے اندر چھلانگ لگا دو۔"

کلارا نے آنکھیں بند کر لیں۔ عنبر نے اس کا
ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور پھر سکرین کے اندر چھلانگ
لگا دی۔ ۱۹۷۰ عیسوی کے پیرس میں چھلانگ لگا دی۔
جب کلارا نے آنکھیں کھولیں تو وہ ۱۹۷۰ء کے پیرس
کی سڑک پر تھی۔ وہ آنکھیں مل کر حیرانی سے اِدھر اُدھر
تکنے لگی۔

"عنبر! یہ تو سچ مچ ۱۹۷۰ عیسوی کا پیرس ہے۔
یہ سڑک ہمارے کالج کو جاتی ہے اور اس

طرف وہ جھیل ہے جہاں ہم آج کے روز
پک نک منانے گئے تھے اور لوسی جھیل میں
ڈوب گئی تھی۔ مجھے اس جھیل پر لے چلو۔"

عنبر نے کلارا کا ہاتھ دوبارا پکڑ لیا اور کہا:

"آنکھیں بند کر دو۔"

کلارا نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب دوبارا کھولیں تو
وہ جھیل کنارے کھڑی تھی۔ عنبر اس کے پاس ہی تھا۔
اس کے سامنے سرسبز و شاداب ڈھلان پر اس کی سہیلیاں
اور لوسی بیٹھی پک نک منا رہی تھیں۔ کلارا نے اپنے
آپ کو بھی دیکھا۔ وہ ہنس ہنس کر اپنی سہیلی لوسی سے
باتیں کر رہی تھی۔

کلارا نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا کہ میں اپنے
آپ کو اپنے سامنے دوسرے جسم میں باتیں
کرتے قہقہے لگاتے دیکھ رہی ہوں۔"

کلارا نے دیکھا کہ لوسی جھیل میں نہانے کے لیے اتر
گئی۔ وہ چھینٹے اڑاتی دوسری سہیلیوں کے ساتھ پانی میں
تیر رہی تھی۔ کلارا بھی اس کے ساتھ ہی تیر رہی تھی۔
دوسری کلارا عنبر کے پاس ایک طرف کھڑی یہ سارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منظر دیکھ رہی تھی۔

لوسی اور کلارا جھیل سے نکل کر دری پر آ کر بیٹھ گئیں۔ لوسی تولیے سے اپنے بال خشک کرنے لگی۔ پھر اس کے دل میں جانے کیا آئی کہ اس نے کلارا سے کہا: "میں ایک ڈبکی اور لگا لوں۔ میرے بال ابھی پوری طرح صاف نہیں ہوئے۔"

عنبر کے پاس کھڑی کلارا نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا:

"عنبر! لوسی کو موت بلا رہی ہے۔ یہ اب ڈوب جائے گی۔ کیا میں اسے روک نہیں سکتی مرنے سے؟"

عنبر نے کہا:

"تم اپنی شرط بھول گئی ہو کلارا، تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم گذرے ہوئے واقعات کو خاموشی سے دیکھو گی اور کسی بات میں دخل نہیں دو گی۔"

کلارا نے اداس ہو کر کہا:

"عنبر! لوسی تھوڑی دیر بعد مر جائے گی۔"

عنبر بولا: "تم ایک ایسا واقعہ دیکھ رہی ہو جو ہو چکا ہے اگر لوسی مر چکی ہے تو تم اسے زندہ

نہیں کر سکتیں۔"

لوسی نے جھیل میں دوبارہ چھلانگ لگا دی۔ اس کے پاس جو دوسری کلارا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے بازو لہرا کر کہا:

"لوسی زیادہ دور نہ جانا۔"

عنبر کے پاس کھڑی کلارا نے کہا:

"میں نے یہی جملہ لوسی سے کہا تھا۔"

عنبر کے پاس کھڑی کلارا ایک بھیانک منظر دیکھنے والی تھی۔ اس نے عنبر کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھام رکھا تھا۔ دوسری کلارا جھیل کنارے گھاس پر بیٹھی کافی تیار کر رہی تھی۔ لوسی جھیل میں تیر رہی تھی۔ اچانک لوسی کو جھیل کے اندر پانی میں کسی جانور نے نیچے کھینچ لیا۔ وہ اپنے منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر پانی میں غائب ہو گئی۔ عنبر کے پاس کھڑی کلارا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"عنبر! لوسی اسی طرح ڈوب گئی تھی۔"

کنارے پر بیٹھی کافی بناتی کلارا اور دوسری سہیلیوں نے سمجھا کہ لوسی نے غوطہ لگایا ہے۔ ابھی باہر نکل آئے گی۔ جب دو منٹ گذر گئے اور لوسی جھیل کے پانی سے نہ نکلی تو لڑکیوں نے شور مچا دیا۔ جھیل کنارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والی کلارا نے بھی دوسری سہیلیوں کے ساتھ جھیل میں چھلانگ لگا دی۔ وہ لوسی کو تلاش کر رہی تھیں۔ اسے آوازیں دے رہی تھیں۔ ایک دوسری کو گھبراہٹ میں پکار رہی تھیں۔ پھر اچانک پانی کی سطح پر لوسی کی لاش ابھر آئی۔

کلارا نے عنبر کے ساتھ اپنا سر لگا دیا وہ رو رہی تھی۔

"عنبر! خدا کے لیے مجھے یہاں سے لے چلو۔ اب میں یہ منظر نہیں دیکھ سکتی۔"

عنبر اسے لے کر سفیدے کے درختوں والی سڑک پر آ گیا۔ سڑک کے کونے پر ایک خوبصورت بس کھڑی تھی۔ عنبر کلارا کے ساتھ اس بس میں سوار ہو گیا۔ چونکہ ان دونوں کو کوئی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس لیے کسی نے ان سے ٹکٹ نہ مانگا۔

کلارا نے کہا:

"آگے بڑا چوک ہے۔ اس چوک کے پیچھے ایک بازار ہے جہاں ہمارا مکان تھا۔"

چوک میں وہ بس سے اتر گئے۔ کلارا عنبر کو لے کر اپنے گھر آ گئی۔ اس کا باپ دفتر جا چکا تھا۔ اس کی ماں باہر صحن میں پھولوں کی کانٹ چھانٹ کر رہی تھی۔ کلارا اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی اور عنبر سے

کہنے لگی:

"عنبر! یہ میری پیاری ماں ہے۔ دیکھو اس کی شکل مجھ سے کتنی ملتی ہے۔"

"ہاں۔" عنبر نے آہستہ سے کہا۔

وہ دونوں باتیں کر رہے تھے مگر نہ تو کلارا کی ماں ان کو دیکھ سکتی تھی اور نہ ہی ان کی آواز سن رہی تھی۔ وہ بڑے آرام سے پھولوں کی کانٹ چھانٹ کر رہی تھی۔

کلارا نے کہا:

"عنبر! میں اس وقت اپنے کالج کے ہسپتال میں لوسی کی لاش کے پاس ہوں۔ مگر میں وہاں نہیں جانا چاہتی۔ میں لوسی کی لاش نہیں دیکھ سکتی۔"

عنبر یہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ واپس سیارے کی لیبارٹری میں کیسے جائیں گے؟ اس کا خیال تھا کہ شاید جس واقعے کو خاص طور پر وہ دیکھنے ۱۹۷۰ء کے زمانے میں آئے ہیں اسے دیکھنے کے بعد وہ اپنے آپ واپس چلے جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوا۔ عنبر کچھ پریشان ہو گیا۔ کیوں کہ وہ ۱۹۷۰ء میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔ وہ خلائیں ناگ کیپٹن اور ماریا کو چھوڑ آیا تھا۔ اسے ان لوگوں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوبارا ملنا اور ان کا کھوج لگانا تھا۔ اس نے کلارا کا ہاتھ تھاما اور اسے اس کے مکان کے آنگن سے لے جانے لگا۔

کلارا نے اپنی ماں کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا،

"خدا حافظ ممی!"

مگر اس کی ماں اپنے کام میں لگی رہی۔ اس نے اپنی بیٹی کی آواز نہیں سنی تھی۔ وہ اس کی آواز نہیں سن سکتی تھی۔ عنبر اسے لے کر مکان سے نکل گیا۔ ۱۹۷۰ء کے پیرس کا وہ ایک چمکیلا خوشگوار دن تھا۔ سڑکوں پر حسین چمکتی گاڑیاں آ جا رہی تھیں۔ عورتیں خوبصورت لباس میں اپنے اپنے دفتروں کو جا رہی تھیں۔

کلارا نے کہا،

"ہم اب کہاں جا رہے ہیں عنبر؟"

عنبر کو اچانک ایک خیال آ گیا۔ اس نے کلارا سے پوچھا

"یہاں کوئی خلائی میوزیم بھی ہے کلارا؟ میرا مطلب ہے جہاں خلا کی تصویریں بنا کر رکھی گئی ہوں۔"

"ہاں ہے۔ کیا تم اسے دیکھو گے؟" کلارا نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

کلارا عنبر کو ساتھ لیے پیرس شہر میں بنے ہوئے ایک

خلائی میوزیم میں آ گئی۔ یہاں عورتیں بچے اور بوڑھے آدمی خلائی سیاروں کے ماڈل اور چاند کی مصنوعی سرزمین کو دیکھ رہے تھے۔ ٹی وی سکرین پر خلا کا منظر دکھایا جا رہا تھا۔ یہ فلم تھی جو امریکہ کے سیٹلائیٹ نے اتاری تھی۔

عنبر نے کلارا سے کہا،

"اس سکرین کے پاس آ جاؤ۔ جہاں خلا کی فلم چل رہی ہے۔"

کلارا سمجھ گئی کہ عنبر کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا،

"عنبر! کیا ہم واپس جانے والے ہیں؟"

"ہاں کلارا۔ ہمارا واپس جانا بہت ضروری ہے یہ سب لوگ جن کو تم دیکھ رہی ہو مُردہ لوگ ہیں۔ ایٹمی جنگ نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہمیں ان کے درمیان زیادہ دیر نہیں رہنا چاہیے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو گئی تو تاریخ کی زنجیر کی ساری کڑیاں درہم برہم ہو جائیں گی اور ہو سکتا ہے اس سارے نظام شمسی میں زبردست انقلاب آ جائے۔"

کلارا عنبر کے بالکل قریب ہو گئی۔

"ہاں عنبر! ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکرین پر خلا کے ایک منظر کی فلم چل رہی تھی جس میں ایک مصنوعی سیارہ زمین کے مدار کے گرد آہستہ آہستہ حرکت کرتا دکھایا گیا تھا۔

عنبر کی نظریں سکرین پر خلا کے منظر کو دیکھ رہی تھیں۔ اس نے کہا:

"کلارا! ہم اس خلا میں جا رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے کلارا کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے سکرین کے اندر چھلانگ لگا دی۔

کلارا اور عنبر سکرین کے اندر خلا میں داخل ہو چکے تھے اور اب سیاروں کی طرف پرواز کرتے ہوئے چھوٹے ہوتے جا رہے تھے۔

جب عنبر اور کلارا نے آنکھیں کھولیں تو وہ پھر اسی چار مینار والی لیبارٹری کے اندر کھڑے تھے۔ سکرین پر سامنے ۱۹۷۰ء کے پیرس کا منظر تھا۔ کلارا نے وی سی آر کا بٹن دبا دیا۔ سکرین پر سے فلم غائب ہو گئی۔

"اُف! میں یہ منظر اب نہیں دیکھ سکتی۔ دیکھو۔ اگر میں اپنی ماں سے، اپنے ڈیڈی سے بات نہیں کر سکتی۔ اگر میں اپنی پیاری سہیلی نوسی کو موت کے منہ سے نہیں بچا سکتی تو پھر اس

زمانے میں جانے کا کیا فائدہ؟ بند کر دو اس فلم ٹیپ کو شلیف میں عنبر! یہ میرے لیے بے کار ہے۔"

عنبر نے وڈیو ٹیپ کو شلیف میں رکھ کر شلیف کا شیشے کا کیس دوبارا بند کر دیا۔ میز کی سطح کو اُلٹ کر وی سی آر بھی نیچے کر دیا تا کہ کسی کو شک نہ ہو جائے کہ انہوں نے وی سی آر چلایا تھا۔

کلارا کرسی پر بیٹھ کر بولی:

"خدا کا شکر ہے کہ ہم اپنے اصل زمانے میں واپس آ گئے۔ کم از کم ہم زندہ لوگوں میں تو ہیں، اب ہمیں یہاں سے فرار کی کوئی اسکیم سوچنی ہو گی۔"

"ہاں" عنبر بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ "یہاں سے فرار کی سکیم تو یہی ہو سکتی ہے کہ اس سیارے کی مخلوق کا راکٹ اغوا کیا جائے اور پھر اس کو اڑا کر یہاں سے واپس اپنی زمین پر پہنچنے کی کوشش کی جائے۔"

کلارا آہ بھر کر بولی:

"یہ کام اتنا آسان نہیں لگتا۔ میرا خیال ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر کل شام تک یہاں کی مخلوق راکٹ لے کر
واپس پہنچنے والی ہے۔ کیا ہمیں اسی لیبارٹری میں
رہنا ہوگا؟"

عنبر نے کہا:

"نہیں۔ ہم یہاں سے باہر کسی خفیہ جگہ چھپ
کر ان کا انتظار کریں گے اور پھر ان کے
راکٹ پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے۔"

عنبر نے باتیں کرتے کرتے یونہی اپنے پیٹ پر ہاتھ
پھیرا تو اسے محسوس ہوا کہ خلائی گن کی شعاع نے اس
کے پیٹ میں جو سوراخ بنا دیا تھا وہ بند ہو گیا ہے۔
عنبر کو بڑی خوشی ہوئی۔ شاید اس کی وجہ اس کا ۱۹۷۰ء
کے زمانے میں جا کر واپس آنا تھا۔ ہو سکتا ہے۔ عنبر
نے سوچا۔

اس کے پاس صرف ایک ہی خلائی گن تھی جو اس
نے خلائی قزاق کو ہلاک کرنے کے بعد حاصل کی تھی۔
یہ گن عنبر نے اپنی پیٹی کے ساتھ لگا رکھی تھی۔

کلارا نے کہا:

"تم نے خلائی قزاقوں ایسا لباس پہن رکھا ہے
تم ان کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے رہ

سکتے ہو۔"

عنبر بولا: "کہنے کو تو تم ایسا کہہ سکتی ہو لیکن
میرا بھانڈا بھی پھوٹ سکتا ہے۔ بہرحال اس کا
فیصلہ خلائی قزاقوں کے آنے کے بعد ہی کیا
جا سکتا ہے۔ ابھی تو ہمیں یہاں سے نکل جانا
چاہیے۔"

کلارا اور عنبر لیبارٹری کے فلم پروجیکشن روم سے نکل
کر اوپر لیبارٹری کے کمرے میں آئے۔ پھر بٹن دبا کر دروازہ
کھلا اور باہر آ گئے۔ عنبر نے بٹن دبا کر خفیہ دروازے
کو دوبارا بند کر دیا۔

وہ زرد دریا کی طرف چلنے لگے۔ ان کے پاس ایک
دن اور ایک رات باقی تھی۔ وہ واپس اپنے خلائی کمرے
میں آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک ایک خوراک کی گولی
کھائی۔ عنبر کو اس گولی کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن
اس خیال سے کہ کلارا پر اس کا راز فاش نہ ہو جائے
عنبر نے بھی ایک گولی کھا لی۔ سارا دن گذر گیا۔

رات بھی گذر گئی۔ دوسرا دن آیا۔ وہ بھی گذر گیا۔ اب
رات چھا گئی تھی۔

کلارا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آج رات خلائی قزاقوں کو واپس آ جانا چاہیے۔
میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے نکل کر لیبارٹری
کے قریب دریا کے کنارے ٹیلے کے پیچھے چھپ
جانا چاہیے۔"

کلارا نے عنبر کی تجویز کی تائید کی اور وہ دونوں زرد دریا کے کنارے اس جگہ سے کچھ فاصلے پر جا کر بیٹھ گئے جہاں کلارا کو زمین میں زندہ دفن کیا گیا تھا۔ وہاں اب بھی زرد ریت اور پتھروں کی ڈھیری سی بنی تھی۔ یہ ڈھیری عنبر نے بنا رکھی تھی تاکہ خلائی قزاقوں کو پہلی نظر میں شک نہ پڑے کہ لاش غائب ہے۔

ابھی خلائی رات کا پہلا پہر ہی تھا کہ آسمان پر مغرب کی جانب ایک روشنی کی ننھی سی لکیر چمکی۔ کلارا نے عنبر کو اس طرف متوجہ کر کے کہا:

"وہ دیکھو۔ میرا خیال ہے خلائی قزاق راکٹ
لے کر آ رہے ہیں۔"

عنبر بھی آسمان پر روشنی کی لکیر کو دیکھنے لگا۔ یہ قریب آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک راکٹ کی شکل اختیار کر گئی۔ عنبر جلدی سے بولا:

"اس چٹان کے پیچھے چھپ جاؤ۔"

"اور تم نہیں چھپو گے کیا؟" کلارا نے پوچھا۔

"نہیں۔ جیسے میں کہتا ہوں ویسے کرو۔ میں خلائی قزاق کے لباس میں ہوں اور میں وہ پہریدار بن جاؤں گا جس کو یہ خلائی آدمی یہاں چھوڑ گئے تھے۔ تم اپنی جگہ سے ہرگز باہر نہ نکلنا۔ جلدی کرو۔ وہ لوگ نیچے اتر رہے ہیں۔"

کلارا کو چٹان کے پیچھے چھپا کر عنبر بھاگ کر لیبارٹری کے باہر پہرہ دینے لگا۔ چند سیکنڈوں کے بعد آسمان سے راکٹ اتر آیا۔ راکٹ کے انجن خاموش ہو گئے۔ عنبر خلائی لباس میں چاق و چوبند ہو کر کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ دوسرے خلائی قزاقوں کی طرح زرد نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ راکٹ کا دروازہ کھلا اور وہی تین خلائی قزاق بوڑھے سائنس دان کو ساتھ لیے نیچے اُترے۔ عنبر کی طرف دیکھ کر ایک خلائی قزاق بولا:

"سانگو! سب ٹھیک ہے؟"

عنبر سمجھ گیا کہ جس خلائی پہرے دار کا اس نے لباس پہن رکھا ہے اس کا نام سانگو تھا۔

عنبر نے ہاتھ ہلا کر کہا:

"سب ٹھیک ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دروازہ کھول کر اس بڈھے کو اندر لے جاؤ۔"

عنبر نے جلدی سے بوڑھے سائنس دان کو بازو سے پکڑا۔ دیوار کا بٹن دبایا اور بوڑھے کو گھسیٹتا ہوا لیبارٹری کے اندر لے گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے تینوں خلائی قزاق بھی آ گئے۔ ایک نے عنبر سے کہا:

"ساتگوا اس بڈھے کو نیچے تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دو۔ جلدی کرو۔"

عنبر کو خفیہ راستہ پہلے ہی سے معلوم ہو چکا تھا۔ اسی تہہ خانے میں جا کر تو اس نے وڈیو فلم دیکھی تھی۔ بوڑھے سائنس دان کو ساتھ لیے وہ کونے میں گیا۔ خفیہ بٹن دبا کر تہہ خانے کا دروازہ کھولا اور زینہ اتر کر نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں وہی الماری میں وڈیو ٹیپ کا شیلف تھا۔ سامنے سکرین تھی۔ بیچ میں میز پڑا تھا۔

عنبر نے بوڑھے کا ہاتھ چھوڑ دیا اور انگریزی میں پوچھا:

"کیا تم امریکی خلا باز ہو؟"

بوڑھے کو جیسے ایک دھچکا سا لگا۔ اس نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا اور بولا:

"تم انگریزی زبان کیسے بول لیتے ہو؟ یہ تو

یہاں سب کو معلوم ہے کہ میں امریکی خلائی سائنس دان ہوں جس کا مصنوعی سیارہ پچھلے گیا تھا اور جیسے یہ خلائی قزاق اغوا کر کے یہاں لے آئے ہیں مگر یہاں کسی کو انگریزی زبان کا علم نہیں۔ تم کیسے انگریزی بولتے ہو؟"

عنبر نے آہستہ سے کہا:

"میرا تعلق بھی زمین سے ہے۔ مگر ابھی خاموش رہنا۔ میں تمہیں ان لوگوں سے نجات دلا دوں گا۔ بس خاموش رہو۔"

بوڑھا سائنس دان تو خوشی سے لال ہو گیا۔ لیکن پھر پریشان سا ہو کر بولا:

"یہ کام بڑا مشکل ہے۔ کاش! تم دو روز پہلے آ جاتے۔ اور خلا باز لڑکی کلارا کی جان بچا لیتے۔ اس بے چاری کو ان ظالموں نے زندہ دفن کر دیا ہے۔"

عنبر نے سر کہا:

"کلارا زندہ ہے۔ میں نے اسے زمین سے نکال لیا تھا۔"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟" بوڑھے سائنس دان نے عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

اتنے میں اوپر سے آواز آئی:

"سانگو! نیچے کیا کر رہے ہو؟"

عنبر یہ کہہ کر جلدی سے زینہ چڑھنے لگا۔

"فکر مت کرنا۔ میں ان لوگوں سے نمٹ لوں گا۔"

اوپر آیا تو تینوں خلائی قزاق سٹریچر پر کلارا کی لاش کی چیر پھاڑ کا انتظام کر رہے تھے۔ آلات جراحی اور دوسرا سامان سٹریچر کے قریب لا کر رکھا جا رہا تھا۔ ایک خلائی قزاق نے عنبر سے کہا:

"سانگو! تم جیراڈ کو ساتھ لے کر لڑکی کی قبر پر جاؤ اور اس کی لاش نکال لاؤ۔ آپریشن کا وقت ہو گیا ہے۔"

عنبر نے سر جھکایا۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا خلائی قزاق جس کا نام جیراڈ تھا بھی ہو لیا۔ وہ لیبارٹری کی عمارت سے نکل کر دریا کی طرف چلے۔ راستے میں دوسرے خلائی قزاق نے عنبر سے پوچھا،

"لاش تم اٹھاؤ گے سانگو"

عنبر بولا: "میں ہی اٹھا لوں گا۔"

جیراڈ نے کچھ تعجب سے کہا:

"سانگو! تمہاری آواز کو کیا ہو گیا ہے پہلے تمہاری آواز اتنی بھاری نہیں تھی؟"

عنبر نے دل میں کہا کہ بچو جی ذرا کلارا کی قبر تک پہنچ لینے دو سب کچھ بتا دوں گا۔ مگر اسے کہا:

"ذرا گلا خراب ہو گیا ہے جیراڈ"

اب وہ دریا کنارے اس جگہ پہنچ گئے جہاں کلارا کی مصنوعی قبر کی ڈھیری بنی ہوئی تھی۔

جیراڈ نے کہا:

"سانگو! قبر کھودو۔"

عنبر بولا: "نہیں۔ قبر تم کھودو۔ لاش میں اٹھاؤں گا۔ تم بھی تو کوئی کام کرو۔"

جیراڈ یعنی دوسرا خلائی قزاق جھک کر پتھر ہٹانے لگا۔ عنبر اس کے پیچھے آ گیا۔ یہاں سے وہ اس کے نشانے کی زد میں تھا مگر عنبر اس پر خلائی گن سے حملہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح سے گن کے فائر کا ہلکا دھماکہ ہوتا اور یہ آواز لیبارٹری میں سنی جا سکتی تھی۔

خلائی قزاق جھکا قبر کے پتھر ہٹا رہا تھا۔ عنبر آہستہ سے اس کے اور قریب ہو گیا۔ حملے کا وقت آن پہنچا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ عنبر نے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر پوری طاقت سے خلائی قزاق کی کمر پر مکا مارا۔ عنبر پوری طاقت کبھی کبھار ہی استعمال کی تھی۔ اتنی طاقت تو وہ کسی چٹان کی دیوار کو توڑنے کے لیے استعمال کیا کرتا تھا۔

اس کے مکے میں اتنی طاقت تھی کہ خلائی قزاق کی کمر پر پڑتے ہی اس کی کمر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ عنبر نے جلدی سے اسے اٹھایا۔ اس کی خلائی گن سنبھالی اور لاش کے ٹکڑوں کو دریا میں پھینک دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ اس چٹان کی طرف دوڑا جہاں کلارا چھپی ہوئی تھی۔ اس نے آہستہ سے آواز دی:

"کلارا! یہ میں ہوں عنبر!"

کلارا سنبھل کر بیٹھ گئی۔ وہ یہ سارا منظر چھپ کر دیکھ رہی تھی۔

عنبر نے خلائی گن اس کی طرف بڑھا کر کہا:

"اب صرف دو خلائی قزاق ہی رہ گئے ہیں۔ یہ گن تم اپنے پاس رکھو اور یہاں سے باہر مت نکلنا۔"

یہ کہہ کر عنبر واپس لیبارٹری کی طرف دوڑا۔

لیبارٹری میں دونوں خلائی قزاق آپریشن کی تیاریاں کر

رہے تھے۔ عنبر کو خالی ہاتھ دیکھ کر ایک خلائی قزاق نے کہا:

"تم خالی ہاتھ کیوں آ گئے؟ لڑکی کی۔ لاش کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا:

"لاش تو غائب ہے چیف۔"

"چیف؟ یہ تم نے کس زبان کا لفظ بولا ہے۔ تم کون ہو؟"

اتنا کہہ کر خلائی قزاق نے عنبر پر گن کا فائر کر دیا۔ اس سے قبل کہ فائر کی شعاع عنبر تک پہنچے وہ اچھل کر ایک طرف کو ہٹا اور خلائی قزاق پر گن کا فائر کر دیا۔ جس سے خلائی قزاق بھسم ہو گیا۔ اتنے میں دوسرے خلائی قزاق نے عنبر پر فائر داغ دیا عنبر چونکہ چوکنا تھا۔ اُس نے اس وار کو خالی کرتے ہوئے فوراً دوسرے خلائی قزاق پر گن فائر کیا جس سے وہ بھی جل کر بھسم ہو گیا۔ پھر عنبر نے نیچے تہہ خانے کا دروازہ کھول دیا اور آواز دی:

"اوپر آ جاؤ بابا۔ میدان خالی ہے۔"

بوڑھا سائنس دان زینہ چڑھ کر اوپر آیا تو اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا کہ فرش پر دونوں خلائی قزاق کی جلی ہوئی لاشوں کے صرف سیاہ نشان ہی باقی رہ گئے تھے۔

"تیسرا کہاں ہے؟" بوڑھے سائنس دان نے پوچھا۔

"اس کو میں ہلاک کر کے دریا میں پھینک چکا ہوں بابا۔"

عنبر نے اسے ساری کہانی بیان کر دی پھر کہا:

"بابا تم یہیں بیٹھو۔ میں کلارا کو لے کر آتا ہوں۔"

عنبر کلارا کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ چاروں خلائی قزاق موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں۔ کلارا اس کے ساتھ لیبارٹری میں آ گئی۔ بوڑھے سائنس دان نے اسے زندہ دیکھا تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ بہت خوش تھا۔ اس نے عنبر سے کہا:

"بیٹا تمہارا کیا نام ہے؟"

"عنبر بابا" عنبر نے کہا۔

"عنبر! تم بہت بہادر ہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ ہوشیار بھی ہو۔ کیوں کہ ان خلائی قزاقوں کو ہلاک کرنے کے لیے بہادری سے زیادہ ہوشیاری کی ضرورت تھی۔"

کلارا بولی: "عنبر ہی یہ کام کر سکتا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم یہاں سے کس طرف جائیں گے؟"

بوڑھے سائنس دان نے کہا کہ راکٹ موجود ہے۔ اس

ذریعے ہم خلا میں تو جا سکتے ہیں لیکن میں اپنی زمین پر جانا چاہتا ہوں۔ راکٹ ہمیں اپنی زمین پر واپس نہیں لے سکتا کیوں کہ اس کے کمپیوٹر ہماری زمین کے سورج کی گرمی پاتے ہی جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ اور ہم زمین سے لاکھوں میل دور خلا ہی میں جل کر راکھ بن جائیں گے۔

کلارا پریشان ہو کر بولی:

"پھر ہم اپنی زمین پر کیسے پہنچیں؟"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مُردوں کا سیّارہ

بوڑھے سائنس دان نے کہا،
"ایک ترکیب ہو سکتی ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ خطرہ ہے لیکن اس خطرے کو بھی دور کیا جا سکتا ہے۔" "کونسی ترکیب؟" کلارا نے بے تابی سے پوچھا۔
وہ یہ سن کر پریشان ہو گئی تھی کہ راکٹ انہیں اس کی زمین پر واپس نہیں لے جا سکتا۔ اگرچہ عنبر نے کلارا اور بوڑھے سائنس دان کو یہ خبر کر دی تھی کہ تیسری ایٹمی جنگ کے بعد دنیا پر زبردست تباہی نازل ہو چکی ہے اور کہیں کوئی آبادی نہیں بچی اس کے باوجود بوڑھا سائنس دان اور کلارا اپنی زمین پر واپس جانے کو بے تاب تھے اور یہ بات درست بھی معلوم ہوتی تھی آخر وہ خلا میں رہ کر کیا کرتے۔
بوڑھا سائنس دان کہنے لگا،
"ترکیب یہ ہے کہ یہاں ان لوگوں نے گذرے

ہوئے زمانے کے تمام واقعات کو وڈیو فلم پر فلم بند کر رکھا ہے اور ...."
اُنکے اس نے جو کچھ بتایا اس کے بارے میں کلارا عنبر کو سب کچھ معلوم تھا۔ جب انہوں نے بوڑھے سائنس دان کو بتایا کہ وہ ایک فلم کے ذریعے پرانے زمانے کے فرانس کی سیر بھی کر آئے ہیں تو وہ حیران ہو گیا۔
عنبر نے کہا:
"یہ محض ایک اتفاق سے ہمیں وڈیو فلم کا سراغ مل گیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر تم دونوں ۱۹۹۰ء کے زمانے کی زمین پر چلے بھی گئے تو تم لوگ وہاں رہو گے کیسے؟ تم تو اس زمانے کا حصہ ہو گے؟"
بوڑھا سائنس دان کہنے لگا:
"یہ گر میں بعد میں بتاؤں گا پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تم ہمارے ساتھ اپنی پیاری زمین پر واپس نہیں جاؤ گے؟"
عنبر نے کہا:
"مجھے افسوس ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ جا سکوں گا۔ اس لیے کہ یہاں خلا کے ایک
سیارے میں میرے کچھ دوست بھی میرے ساتھ
یہاں پہنچے تھے۔ مجھے پہلے ان کے پاس
جانا ہے۔"

ملارا اور بوڑھا سائنس عنبر کو تکنے لگے۔

عنبر نے جلدی سے کہا:

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں بہرحال
تمہارے ساتھ نہیں جا رہا۔ لیکن میری خواہش ہے کہ
تم لوگ خیریت سے زمین پر پہنچ جاؤ۔ ہاں تو
تم اس مشکل کو کیسے حل کرو گے؟"

بوڑھا سائنس دان اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے میز کی
سطح کو الٹ دیا۔ نیچے سے وی سی آر نکل کر اوپر آ
گیا۔ سائنس دان نے وی سی آر پر ایک خاص بٹن پر
انگلی رکھ کر کہا:

"جس وقت ہم ۱۹۹۰ عیسوی کی دنیا میں جائیں
اور اگر اس بٹن کو دبا دیا جائے تو ہم ۱۹۹۰ء
عیسوی کے زمانے کا ایک حصہ بن جائیں گے۔
یہاں سکرین پر فلم ایک دم غائب ہو جائے
گی۔ اس کے بعد اگر اس وڈیو ٹیپ کو چلایا جائے

گا تو سکرین پر فلم کا یہ حصہ غائب ہو چکا
ہو گا۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم ۱۹۹۰ء کے
عہد کا حصہ بن چکے ہوں گے۔"

عنبر نے کہا:

"ٹھیک ہے اگر تم لوگوں نے اسی طرح زمین
پر جانے کا فیصلہ کیا ہے تو میں تمہارے جانے
کے بعد یہ بٹن دبا دوں گا۔"

بوڑھا سائنس دان کہنے لگا:

"عنبر بیٹے! اگر تم یہاں پر پیچھے نہ ہوتے تو ہم
یہاں سے کبھی واپس نہیں جا سکتے تھے۔"

عنبر نے کہا:

"میں یہ فرض پوری ذمے داری سے ادا کروں گا
آپ لوگ بالکل فکر نہ کریں۔"

بوڑھے سائنس دان نے چابی لگا کر شیلف کو کھولا
اور اس میں سے آخری وڈیو ٹیپ باہر نکال لی۔ اس
کے پلاسٹک کے کور کو کھولتے ہوئے بولا:

"یہ اس ٹیپ لائبریری کی آخری فلم ہے۔ اس
میں ہماری دنیا کا ۱۹۹۰ء کا زمانہ چلتا پھرتا زندہ
نظر آئے گا۔ عنبر! کیا ۱۹۹۰ء میں ایٹمی جنگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھی ؟"

عنبر نے کہا ؛

"۱۹۹۰ء میں ایٹمی جنگ کو ہوئے دو سال گزر چکے تھے۔"

"ٹھیک ہے۔" بوڑھا سائنس دان بولا۔ "دو سال کے بعد زمین پر سے ایٹمی اثرات ختم ہو چکے ہونگے۔"

بوڑھے سائنس دان نے وی سی آر پر ۱۹۹۰ء کی فلم چڑھا دی اور خود دیوار پہ بنی ہوئی سکرین کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

کلارا نے عنبر کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"عنبر بھائی! میں تمہارے لیے دعا کروں گی۔"

عنبر نے، مسکرا کر کہا ؛

"بہن جب اپنے بھائی کے لیے دعا کرتی ہے تو خدا اسے فوراً قبول کر لیتا ہے۔"

بوڑھے سائنس دان نے کہا ؛

"میں بھی تمہارے لیے دعا کروں گا۔"

عنبر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا ؛

"میں ٹیپ چلانے لگا ہوں۔ آپ لوگ تیار ہو جائیں ۔۔۔"

کلارا بہن بوڑھے سائنس دان کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ بوڑھے سائنس دان نے ہاتھ فضا میں بلند کر لیا تھا۔ پھر وہ الٹی گنتی گننے لگا۔ سات، چھ، پانچ، چار، تین، دو، ایک ۔۔۔ فائر!

عنبر نے وی سی آر کا بٹن دبا دیا۔

دیوار کی سکرین پر روشنی ہو گئی اور زمین کے خوبصورت پہاڑوں کا سین ابھر آیا۔ وادی میں ایک دریا بہہ رہا تھا۔

کلارا نے کہا ؛

"یہاں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا۔"

بوڑھا سائنس دان کہنے لگا ؛

"یہ مجھے شمالی امریکہ کے پہاڑ لگتے ہیں۔ کلارا بیٹی! کیا تم تیار ہو ؟"

"بالکل تیار ہوں۔"

"تو پھر آنکھیں بند کر لو۔"

کلارا نے آنکھیں بند کر لیں۔ بوڑھے سائنس دان نے کلارا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر عنبر نے کہا ؛

"عنبر! ہمارے جانے کے دس سیکنڈ بعد وی سی آر کا خفیہ بٹن دبا دینا۔"

"او کے بابا۔ فکر نہ کرو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ساتھ ہی بوڑھا سائنس دان کلارا کو لے کر سکرین کے اندر کود گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ وہ دونوں فضا میں اڑتے ہوئے نیچے پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں پھر وہ پہاڑی وادی میں دریا کنارے اترنے لگے۔ ٹھیک دس سیکنڈ بعد عنبر نے وی سی آر کا دوسرا بٹن دبا دیا۔

بٹن کے دبتے ہی سکرین پر زرد رنگ کی دھند چھا گئی اور پھر اندھیرا چھا گیا۔ فلم خالی جا رہی تھی۔ عنبر نے وی سی آر پر فلم کو ریوائنڈ کیا۔ اسے دوبارہ چلایا، مگر سکرین پر کوئی منظر نہ آیا۔ بوڑھے سائنس دان نے ٹھیک کہا تھا۔ فلم صاف ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کلارا اور بوڑھا سائنس دان ۱۹۹۰ء کے زمانے میں اپنی پیاری دنیا میں پہنچ کر وہاں کا حصہ بن چکے تھے۔

ان کے جاتے ہی عنبر کو تنہائی کا شدید احساس ہوا لیکن وہ اس قسم کے حالات کا عادی تھا۔ وہ لیبارٹری سے باہر نکل آیا۔ باہر راکٹ آسمان کی طرف منہ اٹھائے خاموش کھڑا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ بوڑھے سائنس دان نے کہا تھا کہ یہ راکٹ ہماری زمین کے سورج کی تپش برداشت نہیں کر سکتا اور ہمارے سورج کے قریب پہنچ کر تباہ ہو جائے گا۔ لیکن اس نے سوچا کہ وہ تو اسے زمین پر

نہیں لے جانا چاہتا۔ کیوں نہ اس میں بیٹھ کر وہ خلا میں نکل جائے۔ ہو سکتا ہے کسی جگہ ناگ ماریا اور کیپٹن سے ملاقات ہو جائے۔ کیوں کہ وہ سب خلا میں سفر کر رہے تھے اور خلا ہی میں اب ان کی جگہ ملاقات ہو سکتی تھی۔

عنبر یہ سوچ کر راکٹ میں داخل ہو گیا۔ انجن روم میں جا کر انجن کا جائزہ لیا۔ یہ شمسی توانائی سے چلنے والا انجن تھا۔ گیس کی اسے ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ کاک پٹ والے کیبن میں آ گیا۔ عنبر کو راکٹ کا کافی تجربہ ہو چکا تھا۔ پھر بھی اس نے انجن اور مشینری کا چارٹ نکال کر اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

دیر تک وہ انجن کے چارٹ کو پڑھتا اور غور سے دیکھتا رہا۔ وہ راکٹ کو چلا سکتا تھا۔ سامنے راکٹ کو کنٹرول کرنے، اس کا رخ موڑنے اور اس کو کسی سیارے پر اتارنے کے تمام بٹن لگے تھے۔ عنبر نے خدا کا نام لے کر ایک بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی کمپیوٹر پر الٹی گنتی شروع ہو گئی۔ عنبر نے راکٹ کے اندر کا پریشر سوئچ اور آکسیجن سوئچ اون کر دیا۔

جب گنتی صفر پر پہنچی تو راکٹ کا انجن خود بخود

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شارٹ ہو گیا۔ راکٹ کو ایک دھچکا لگا اور وہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا۔ سامنے سکرین پر عنبر دیکھ رہا تھا۔ راکٹ لیبارٹری کے میناروں سے اوپر آ گیا۔ پھر اس کی رفتار تیز ہونے لگی اور دیکھتے دیکھتے وہ خلا کی وسعت میں دور ہی دور نکلتا چلا گیا۔ سکرین پر عنبر کو وہ سیارہ اب چھوٹا ہوتا نظر آ رہا تھا جہاں سے وہ اڑا تھا۔ پھر یہ سیارہ بھی دوسرے سیاروں کی طرح ایک نقطے کی طرح خلا میں چمکنے لگا۔

عنبر خلا میں اربوں کھربوں میل دور نکل چکا تھا۔ یہاں وقت کا، دن رات کا کوئی حساب نہیں تھا۔ خلا میں تاریکی تھی۔ کروڑوں نوری سال کے فاصلوں پر سیارے اور ستارے چمک رہے تھے۔ عنبر کے حساب سے جب اسے خلا میں سفر کرتے ایک ہفتہ گذر گیا تو اس کو خیال آیا کہ اب کوئی سیارہ قریب آنا چاہیے۔ مگر بظاہر کوئی سیارہ قریب آتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

عنبر کا سفر خلا میں جاری رہا۔ کچھ اور دن گذر گئے۔ ایک دن عنبر کو محسوس ہوا کہ راکٹ آہستہ آہستہ کانپنے لگا ہے۔ یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ عنبر نے سامنے سکرین پر دیکھا کہ کہیں کسی سیارے کی کشش تو نہیں ہے یہ؟ مگر

کوئی سیارہ بھی قریب نہیں تھا۔

راکٹ کو اب دھچکے لگنے لگے۔ عنبر نے سامنے ڈائیل پر نگاہ ڈالی۔ وہاں سرخ بتی جلنے لگی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ عنبر کاک پٹ سے نکل کر جلدی سے پیچھے انجن روم کی طرف گیا۔ انجن روم میں اسے دھواں نظر آیا۔ دروازہ کھولا تو سفید دھوئیں کا بادل باہر کو لپکا۔ انجن روم میں آگ لگ گئی تھی۔

عنبر نے آگ بجھانے والی گیس کھول دی۔ انجن روم گیس سے بھر گیا۔ آگ بجھ گئی۔

جب دھواں ہٹا تو عنبر انجن روم میں داخل ہو گیا۔ اس کو خلائی راکٹ کے انجن کی سمجھ نہیں تھی۔ پھر بھی اس نے جانچ پڑتال شروع کر دی۔ آدھے سے زیادہ انجن جل چکا تھا جو حصہ باقی بچا تھا اس میں سے بھی نیلے رنگ کا پتلا سا شعلہ بار بار لپک رہا تھا۔

عنبر کی سمجھ میں جب کچھ نہ آیا تو وہ واپس اپنے کاک پٹ میں آ گیا۔ انجن کے جل جانے سے راکٹ کا توازن بگڑ گیا تھا۔ اسے بار بار دھچکے لگ رہے تھے۔ عنبر طریقے سے راکٹ خلا کے محفوظ راستے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ خلا میں محفوظ راستے ہوتے ہیں جہاں مصنوعی سیارے اور راکٹ اور خلائی جہاز سفر کرتے ہیں۔ ان راستوں پر شہابیے اور دوسرے خلائی پتھر نہیں گذرتے ورنہ ان سے ٹکرا کر جہاز اور راکٹ پاش پاش ہو جائیں۔ ہر خلائی راکٹ اور خلائی جہاز کو ان محفوظ خلائی راستوں پر پہلے سے ڈال دیا جاتا ہے۔ ورنہ خلا میں کراچی اور لاہور شہر جتنے بڑے بڑے پتھر لاکھوں میل فی گھنٹہ میٹر کی سپیڈ پر گھوم رہے ہوتے ہیں اور ان سے ٹکرا کر کسی خلائی جہاز کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

عنبر راکٹ کے انجن کی وجہ سے کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ اگر وہ ہر بار انجن کی آگ کو بجھا بھی لیتا ہے تو انجن کے بند ہو جانے سے وہ راکٹ کو خلا کے تباہ کن راستوں پر چلے جانے سے نہیں روک سکتا تھا۔ یہی بات عنبر کو پریشان کر رہی تھی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کہیں قریب کوئی سیارہ ہے یا نہیں عنبر نے سکرین پر نگاہ ڈالی تو اسے ایک چمکیلا سلنڈر خلا میں تیرتا ہوا نظر آیا۔

یہ کیا شے ہو سکتی تھی؟ عنبر نے سوچا۔ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے یہ کسی مصنوعی سیارے سے الگ ہو کر دیکھا کہ کہیں دور خلا میں بھٹک رہا ہو۔ مگر یہ سلنڈر

کے راکٹ کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔ شاید راکٹ کے انجن والی گرمی کی لہریں اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔ عنبر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

سلنڈر بہت قریب آ گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ یہ پندرہ فٹ کے قریب لمبا اور چار پانچ فٹ کی گولائی والا سلنڈر تھا جس کے پیچھے ایک چھوٹا سا پنکھا لگا تھا جو آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ عنبر گھبرایا کہ کہیں یہ اینٹی میزائیل ہی نہ ہو۔ اس نے سلنڈر سے بچنے کی بہت کوشش کی مگر اب راکٹ اس کے اختیار میں نہیں تھا اور سلنڈر کو بھی وہ نہیں روک سکتا تھا۔

سلنڈر ٹھک کی آواز کے ساتھ عنبر کے راکٹ کے دروازے کے عین ساتھ آ کر لگ گیا۔ یہ اسے باہر لگے کیمرے سکرین پر ظاہر کر رہے تھے۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ سلنڈر پھٹا نہیں تھا۔ اب راکٹ نے زور زور سے ڈولنا شروع کر دیا۔ اچانک راکٹ کا خطرے کا الارم چیخ اٹھا۔ عنبر بھاگ کر انجن روم میں گیا۔ انجن روم میں آگ لگ چکی تھی۔ اس نے آگ بجھانے والی گیس کا بٹن دبایا مگر وہ بھی جام ہو چکا تھا۔ یہاں دیواریں اس قدر گرم تھیں کہ بٹن اور سوئچ پگھل رہے تھے۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاگ کر راکٹ کے دروازے پر آیا۔

خطرہ تھا کہ راکٹ کسی وقت بھی پھٹ جائے گا۔ خطرے کا الارم اسی لیے بجا تھا کہ راکٹ چھوڑ دیا جائے عنبر نے راکٹ کا دروازہ کھول دیا۔ دروازے کے کھلتے ہی اسے سلنڈر دکھائی دیا۔ یہ سلنڈر راکٹ کے ساتھ لگا تھا اور راکٹ کے ساتھ ہی دائیں بائیں ڈول رہا تھا سلنڈر کے اوپر ایک تختہ لگا تھا جس پر انگریزی میں X·II لکھا تھا۔ انگریزی حروف دیکھ کر عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ کہیں یہ سلنڈر زمین کی طرف سے تو نہیں آیا؟

اس کے اندر کیا ہوگا؟ ضرور یہ میزائیل ہے۔ عنبر سوچ رہا تھا۔ راکٹ میں گویا بھونچال آ گیا تھا۔ سلنڈر کے پہلو میں ایک ہتھی لگی تھی۔ عنبر نے ہتھی کو کھینچا تو اس کا اوپر والا تختہ کھل گیا۔ عین اس وقت راکٹ کا اوپر والا حصہ پھٹ گیا۔ عنبر قلا بازی کھا کر سلنڈر کے کھلے تختے کے اندر گر پڑا۔ اس کے اندر گرتے ہی سلنڈر کو ایک دھکا لگا اور وہ راکٹ سے الگ ہو گیا۔ الگ ہوتے ہی اس نے ایک غوطہ سا لگایا اور راکٹ کے نیچے آ کر دوسری طرف نکل گیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور عنبر نے خلا میں اپنے راکٹ کے ٹکڑے

بکھرتے دیکھے۔ اس خلا میں تھوڑی بہت فضا قائم تھی۔ اپنی فضا میں ذرات موجود تھے جن کی وجہ سے اسے راکٹ کے دھماکے کی آواز سنائی دی تھی اگرچہ یہ آواز کافی ہلکی تھی۔

عنبر نے اب اپنے آس پاس دیکھا کہ وہ سلنڈر میں کہاں بیٹھا ہے۔ اس کے اوپر والا تختہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ وہ فولاد کے ایک تابوت پر بیٹھا ہے۔ یہ سلنڈر ایک چھوٹی سی گول سرنگ کی طرح تھا جس میں عنبر صرف لیٹ سکتا تھا اور یا ذرا سا سر اٹھا کر چند فٹ تک رینگ سکتا تھا۔

وہ فولادی تابوت کے اوپر غور سے دیکھنے لگا۔ سلنڈر میں دھیمی دھیمی روشنی تھی۔ شاید یہ روشنی تابوت کے فولاد کی چادر سے نکل رہی تھی۔ تابوت کے اوپر بھی X·II ہی کا نمبر لکھا تھا۔ عنبر کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ یہ فولادی تابوت والا سلنڈر کسی نے خلا میں پھینکا ہے اور اس کے اندر کیا چیز ہے؟

موت کا سلنڈر خلا میں بڑی تیزی سے سفر کر رہا تھا شاید اس کے پیچھے لگے ہوئے ایٹمی پنکھے زور سے چلنے لگے تھے۔ عنبر تابوت کے قریب ہی لیٹ گیا۔ اب جو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گا۔ دیکھا جائے گا۔ وہ کیا کر سکتا تھا۔ یہ موت کا سلنڈر اسے جہاں بھی پہنچا دے اسے جانا پڑے گا۔ اگر وہ قیامت تک خلا میں چکر لگاتا رہے گا تو عنبر بھی قیامت تک اس کے ساتھ ہی گردش کرے گا۔

عنبر نے ناگ مادیا اور کیتی کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔

وہ کس سیارے پر ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔ ان سے کبھی دوبارا ملاقات ہو گی بھی یا نہیں؟ یہ سوال عنبر کو پریشان کر رہے تھے۔ زمین پر وہ کئی ہزار سال سے سفر کر رہا تھا۔ لیکن زمین پر کم از کم اسے چاہے ڈاکو ہی سہی کوئی انسان تو مل جاتا تھا۔ یہاں تو نہ آدم نہ آدم زاد تھا اور پھر اسے معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور اس کا انجام کیا ہو گا۔

عنبر سلنڈر کی بند چھوٹی سی سرنگ میں خاموش لیٹا ہوا تھا۔ راکٹ میں تو اسے باہر خلا کا منظر ہی نظر آ جاتا تھا لیکن سلنڈر میں اسے باہر کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ سلنڈر نے ایک طرف کو رخ بدلا ہے۔ پھر اسے لگا کہ سلنڈر نے خلا میں غوطہ لگایا ہے اور بڑی تیزی سے نیچے اتر رہا ہے۔

یہ سلنڈر کسی سیارے پر اتر رہا تھا؟

عنبر نے سوچا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ سلنڈر کو ایک سیارے کی کشش اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ یہ سیارہ بھورے رنگ کا تھا۔ سلنڈر کی رفتار کافی تیز تھی اور کم نہیں ہوئی تھی۔

عنبر نے فولادی تابوت کو زور سے پکڑ لیا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ کسی سیارے پر اتر رہا ہے یا کسی گہرے کنوئیں میں گر رہا ہے۔ اس کا سلنڈر زور سے بھورے سیارے کی بھوری زمین سے ٹکرایا اور کھل گیا۔ عنبر فولادی تابوت کے ساتھ ہی باہر اچھل پڑا۔

عنبر زمین پر سیدھا پڑا تھا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا عام آدمی ہوتا تو اس کی ہڈیاں چور چور ہو گئی ہوتیں۔ عنبر نے فضا میں جو پہلی بات محسوس کی وہ یہ تھی کہ فضا میں دو چیزیں موجود تھیں۔ ایک تو یہ کہ فضا میں ایسی مشک کافور قسم کی بو رچی ہوئی تھی جو مُردوں کو کفناتے وقت آیا کرتی ہے اور دوسری بات یہ تھی کہ ہوا میں ہلکی ہلکی آہوں کی آواز آ رہی تھی۔ جیسے کوئی کسی گہری سرنگ میں بند آہستہ آہستہ سانس لے رہا ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اٹھ کر چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ وہاں سوائے بھوری چٹانوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ کوئی انسان بھی موجود نہیں تھا جس کی آہ بھرنے کی آواز ہو۔ عنبر کو تابوت کا خیال آ گیا۔ تابوت کھل گیا تھا۔ اس نے جھک کر دیکھا تابوت میں ایک جوان آدمی کی لاش پڑی تھی۔

عنبر نے لاش کے ہونٹوں کے ساتھ کان لگا دیا۔ یہ آہ کی آواز اس کے ہونٹوں سے آ رہی تھی۔

عنبر حیران ہوا کہ اگر یہ کسی مردہ نوجوان کی لاش ہے تو پھر اس کے منہ سے آہ بھرنے کی دھیمی دھیمی آواز کیوں آ رہی ہے۔ عنبر اب یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جس سیارے کی زمین پر وہ آیا ہے وہ کس قسم کا سیارہ ہے۔ یہاں کوئی مخلوق بھی آباد ہے کہ نہیں؟

عنبر نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر بھورے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ان بھورے بادلوں میں سے بھوری اداسی اور منحوس سی روشنی آ رہی تھی۔ عنبر اٹھ کر چٹانوں کی طرف چلا۔ چٹانوں پر خار دار جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ عنبر کو ایک دوسرا فولادی تابوت نظر آیا۔ وہ بھی کھلا ہوا تھا۔ اس میں بھی ایک لاش پڑی تھی۔ یہ کسی سفید بالوں والی عورت کی لاش تھی جس کا

چہرہ دیے کا دیا سا تھا۔ مگر وہ مر چکی تھی۔

عنبر نے اس کے منہ پر کان رکھا۔ اس مردہ عورت کے منہ سے بھی آہیں بھرنے کی دھیمی دھیمی آواز آ رہی تھی۔ اس نے عورت کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ عورت مر چکی تھی۔ اس کا دل بند تھا۔ آنکھیں پتھر بن چکی تھیں۔ اگر یہ عورت بھی مردہ ہے تو پھر وہ آہیں کیسے بھر رہی ہے؟

یہی سوچتا سوچتا عنبر چٹانوں کی دوسری طرف نکل گیا۔ دوسری طرف ایک میدان تھا۔ عنبر چکر کھا کر رہ گیا۔ کیوں کہ دوسری طرف میدان میں جگہ جگہ بے شمار فولادی تابوت بکھرے ہوئے تھے۔ یہ سب کے سب تابوت کھلے تھے اور ان کے اندر مردہ لاشیں پڑی تھیں۔ عنبر نے کتنی ہی لاشوں کے منہ کے ساتھ کان لگا کر سنا۔ ہر لاش آہستہ آہستہ آہیں بھر رہی تھی۔ ان میں عورتوں مردوں اور بڑے بوڑھوں کے علاوہ جوان لڑکیوں اور بچوں کی لاشیں بھی تھیں۔ عنبر بڑا پریشان ہوا کہ یہ کس قسم کا سیارہ ہے کہ جہاں ہر طرف مردوں کے تابوت کھلے ہوتے ہیں اور لاشیں ہی لاشیں ہیں۔

عنبر سر پکڑ کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ وہ کس قسم کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منحوس سیارے پر آ گیا ہے۔ اس سے تو بہتر تھا وہ جنگلی درندوں کے کسی سیارے پر آ جاتا۔ کم از کم کوئی شے زندہ تو ہوتی۔ دیر تک وہ وہاں بیٹھا سوچتا رہا کہ کہاں جائے اور کیا کرے؟ اسی طرح سیارے پر دن غروب ہو گیا اور رات کا اندھیرا پھیلنے لگا۔ رات اتنی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ پھر بھی عنبر اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ کیوں کہ اس کی آنکھوں میں غیر معمولی طاقت تھی۔

اس نے سوچا کہ یہاں بیٹھے رہنے سے بہتر ہے کہ اٹھ کر چلا جائے۔ ہو سکتا ہے سیارے کے دوسری جانب کوئی آبادی ہو۔ آخر جہاں اتنے مردے ہیں وہاں آبادی بھی ضرور ہو گی۔ وہ میدان عبور کر کے چٹانوں کے سلسلے سے باہر نکلا تو اسے اندھیرے، گہرے اندھیرے میں دور ایک روشنی ٹمٹماتی نظر آئی۔

وہ تیزی سے اس روشنی کی طرف چلا۔

اس کے پاس خلائی گن موجود تھی۔ وہ زرد خلائی لباس میں تھا۔ چہرے پر سے اس نے زرد نقاب اتار کر پھینک دیا تھا۔ کیوں کہ اب اسے نقاب کی ضرورت نہیں تھی۔ روشنی قریب آنے لگی۔ عنبر نے دیکھا کہ یہ

روشنی ایک چھوٹا سا چراغ ہے جو ایک اونچے محرابی دروازے کے اوپر جل رہا ہے۔ سیارے پر ہوا چل رہی تھی مگر چراغ کی لو اپنی جگہ پر سیدھی کھڑی تھی۔ وہ ہوا میں ذرا بھی نہیں ہل رہی تھی۔

عنبر دروازے کے قریب آ گیا۔ یہ کافی اونچا محرابی دروازہ تھا اور دونوں طرف دیوار جا رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ یہ کسی شہر کی دیوار کا دروازہ ہے۔ اندھیرے میں عنبر کو ایک پتھریلا راستہ اندر شہر میں داخل ہوتا نظر آیا۔ وہ اس راستے پر چل پڑا۔ یہ راستہ آگے کو جھکے ہوئے چھجوں اور گیلریوں والے سنسان مکانوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ کسی مکان میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ ہر مکان کا دروازہ کھلا تھا۔ یہ مکان پرانے اور شکستہ تھے۔ اکثر کے کھلے دروازوں پر مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ صاف لگ رہا تھا کہ ان کے اندر نہ کوئی گیا ہے نہ باہر نکلا ہے۔

یہ تو ایک اجڑا ہوا ویران آسیبی شہر تھا۔

عنبر یہی سوچتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ آگے چوک آ گیا۔ اس چوک میں ایک چبوترے پر بھی چراغ جل رہا تھا۔ آس پاس گلیاں بنی ہوئی تھیں۔ گلیوں میں بھی بوسیدہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویران مکان تھے جو اندھیرے اور سنسان پڑے تھے۔ مگر یہاں کی فضا میں بھی آہوں کی دھیمی دھیمی آواز پھیلی تھی۔ یہ آواز عنبر کو برابر آ رہی تھی۔ اگرچہ یہ بہت ہی دھیمی آواز تھی۔

عنبر نے ساری گلیاں گھوم کر دیکھیں۔ ہر مکان کا دروازہ کھلا تھا اور تقریباً ہر دوسرے دروازے پر کلاؤں نے جالے تان رکھے تھے۔ ایک جگہ عنبر نے بہت بڑی بلی جتنی چھپکلی کو دیکھا کہ ایک مکان کی دیوار پر رینگ رہی تھی۔ عنبر کو دیکھ کر وہ رک گئی۔ گردن گھما کر عنبر کو غور سے دیکھا اور پھر تیزی سے مکان کے روشن دان میں غائب ہو گئی۔

عنبر کو یہ سب کچھ ایک گہرا اور آسیبی معاملہ لگ رہا تھا۔ وہ ناگ ماریا اور کیپٹ کی تلاش میں نکلا تھا اور کس منحوس ڈراؤنے سیارے میں آن پھنسا تھا۔ عنبر واپس آ کر چوک کے چبوترے پر بیٹھ گیا۔ اس کے قریب ہی چراغ جل رہا تھا۔

جب وہ بیٹھا تو چراغ کی لو تھوڑی دیر کو کانپ کر پھر ساکت ہو گئی اور عنبر کو آہ بھرنے کی آواز سنائی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا:

"تم کون ہو جو آہیں بھر رہے ہو؟"

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ آہ کی آواز پھر آئی۔ عنبر نے زمین پر زور سے پاؤں مارے۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں اس سیارے پر جہاں مردے اور لاشیں رہتی ہیں۔"

عنبر اصل میں جھنجلا گیا تھا۔ اس قسم کے سیارے پر پہنچنے کی اسے کبھی توقع نہیں تھی۔ رات آہستہ آہستہ بہت ہی آہستہ آہستہ گذر رہی تھی۔ آسمان پر بھورے بادلوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ عنبر کو محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ رات گذر رہی ہے کہ ایک جگہ رک گئی ہے۔

تاریکی اتنی ہی گہری تھی۔ فضا میں مشک کافور کی بو تھی اور لاشوں کی آہوں کی آوازیں بھی اسی طرح آ رہی تھیں۔

عنبر نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر چبوترے پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ناگ کیپٹ اور ماریا کے بارے میں سوچنے لگا۔

نہ جانے کتنی دیر تک وہ اسی طرح آنکھیں بند کیے لیٹا رہا۔ جب آنکھ کھول کر دیکھا۔ رات اسی طرح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے سر پر کھڑی تھی۔ وہی ویران اندھیرا تھا۔ وہی دھیمی دھیمی آہوں کی آوازیں تھیں۔ عنبر نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اور جان بوجھ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ سونے کے سوا وہ کیا کر سکتا تھا؟

مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اگرچہ بند تھیں، جب اسی طرح کافی وقت گذر گیا تو عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسے سخت غصہ آ رہا تھا کہ یہ رات گذرتی کیوں نہیں۔ دن کیوں نہیں چڑھتا۔ سورج کی روشنی کیوں نہیں ہوتی؟

اسے کیا معلوم تھا کہ اس منحوس سیارے پر ایک سال کی رات اور ایک سال کا دن ہوتا ہے۔ ایک سال کا دن ختم ہو گیا تھا اور ایک سال کی رات شروع ہو گئی تھی۔

عنبر نے چراغ پر بھی اپنا غصہ اتارتے ہوئے اسے پھونک مار کر بجھا دیا۔ چراغ کے بجھتے ہی فضا میں آہوں کی آواز بلند ہو گئی۔ عنبر کو ایسے محسوس ہوا جیسے لاشیں آہیں بھرتی اپنے اپنے تابوتوں سے باہر نکل آئی ہوں۔ پھر ایک دم سے جیسے کسی نے چراغ کو روشن کر دیا۔ چراغ کی لو جل اٹھی۔ اس کے ارد گرد دھیمی سی

روشنی پھیل گئی۔ عنبر خاموشی سے چراغ کی طرف تکنے لگا۔ اس نے دوسری بار پھونک مار کر چراغ بجھانا چاہا مگر اس بار چراغ پر اس کی پھونک کا کوئی اثر نہ ہوا۔ چراغ کی لو ذرا سی بھی نہ کانپی۔ جیسے کسی نے اس کے ارد گرد شیشے کی دیوار کھڑی کر دی ہو۔ عنبر نے خلائی گن نکال کر چراغ پر فائر کر دیا۔ گن کی نیلی شعاع چراغ کی لو سے ٹکرا کر ایک جھماکا سا پیدا کر کے غائب ہو گئی۔ چراغ اسی طرح جل رہا تھا۔

اب تو عنبر کو بہت غصہ آیا۔ اس نے اٹھ کر چراغ کو زور سے ہاتھ مارا۔ اس کا خیال تھا کہ چراغ ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ لیکن الٹا اس کا ہاتھ درد کرنے لگا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسے کسی شے پر ضرب لگاتے ہوئے ہاتھ میں درد محسوس ہوا تھا۔

عنبر وہاں سے اٹھ کر شہر کی دوسری جانب سڑک پر چلنے لگا۔ وہ ایک گلی میں سے گذر رہا تھا کہ جیسے کسی نے پیچھے سے آ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ عنبر نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ پیچھے کوئی نہیں تھا۔

"کون ہو تم؟"

عنبر چلایا۔ کوئی جواب نہ آیا۔ عنبر نے زمین پر غصے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پاؤں مارا اور آگے بڑھ گیا۔ گلی کے ذرا آگے گیا ہو گا کہ ایک بار پھر کسی نے اس کے دوسرے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

عنبر رُک گیا:

"تم جو کوئی بھی ہو میرے سامنے کیوں نہیں آتے؟ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تم سے ڈر جاؤں گا تو یہ تمہاری بھول ہے۔ تمہاری حماقت ہے۔ تم میری طاقت سے واقف نہیں ہو۔"

عنبر یہ کہہ کر ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اسے فضا میں ہلکے سے نقرئی قہقہے کی آواز سنائی دی۔ وہ وہیں رُک گیا۔ یہ نقرئی آواز کسی لڑکی کے قہقہے کی تھی۔ بڑی معصوم اور پاکیزہ آواز تھی۔ عنبر کے دل پر اس آواز کی پاکیزگی کا بڑا اثر ہوا۔ اس نے کہا:

"مجھے معاف کر دینا۔ لیکن تم کون ہو بہن؟ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟"

کسی نے عنبر کے سوال کا جواب نہ دیا۔ اب نقرئی قہقہے کی بھی آواز نہ آئی بلکہ فضا میں کسی نے آہستہ سے گہری آہ بھری اور پھر وہی آہوں بھرا سناٹا چھا گیا۔ عنبر مجبوراً آگے چلنے لگا۔ آگے یہ گلی بند ہو گئی تھی۔

جہاں گلی بند ہوتی تھی وہاں ایک بہت ہی پرانی حویلی کا دروازہ تھا۔ عنبر نے قریب جا کر دیکھا۔ اس دروازے پر بھی مکڑی نے جالا تان رکھا تھا۔ مگر اندر ایک طرف سے چراغ کی دھیمی دھیمی روشنی سی آ رہی تھی۔

عنبر نے آہستہ سے آواز دی:

"کیا اس حویلی میں کوئی ہے"؟

اندر سے کوئی آواز نہ آئی۔

عنبر نے دوسری بار کہا:

"اس حویلی میں دیا کس نے روشن کر رکھا ہے؟ جس نے یہ دیا جلایا ہے وہ میرے سوال کا جواب دے۔"

حویلی میں سوائے گہری آسیبی خاموشی کے اور کچھ نہیں تھا۔ عنبر جھنجلا کر واپس مڑنے لگا تھا کہ اسے ایک دھیمی سے آواز سنائی دی۔ یہ وہی نقرئی ہنسی کی دھیمی آواز تھی۔

عنبر نے پکار کر کہا:

"تم کون ہو؟ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟"

جب عنبر نے دو تین بار اپنا سوال دہرایا تو کسی نسوانی آواز نے جیسے سرگوشی میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہاں سے نکل جاؤ۔ چلے جاؤ۔ چلے جاؤ۔"

اور پھر یہ سرگوشی کی آواز آہوں میں تبدیل ہو کر عنبر سے دُور چلی گئی۔

عنبر نے کہا:

"میں نہیں جاؤں گا۔ نہیں جاؤں گا۔ جب تک یہ معلوم نہیں کر لوں گا۔ کہ تم لوگ کون ہو اور یہ مردہ لاشیں کہاں سے آئی ہیں؟"

فضا میں نقرئی ہنسی کی آواز بلند ہو کر غائب ہو گئی۔

عنبر کچھ دیر وہاں کھڑا حویلی کے اندر جلتے چراغ کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سوچا کہ ایسی بھی کیا بات ہے۔ اسے کوئی کھا تو نہیں جائے گا۔ اس معمّے کو حل کرنا چاہیے۔

چنانچہ عنبر نے دروازے کے جالے کو ہاتھ سے پرے ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔ مکڑی کا جالا ہلتے ہی فضا میں ایک مکروہ چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ ایک بار تو عنبر کا دل بھی دہل گیا۔ مگر وہ ایک بہادر اور غیر معمولی طاقت رکھنے والا نوجوان تھا اور کبھی خوف زدہ نہیں ہوا تھا۔

چیخ کی آواز پر وہ ذرا سا کانپا مگر فوراً ہی اس نے اپنے حواس پر قابو پا لیا اور پیچھے مڑنے کی بجائے حویلی میں آگے کی جانب بڑھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ

حویلی میں جس چراغ کی روشنی ہو رہی ہے وہ کہاں جل رہا ہے۔ حویلی کی ڈیوڑھی کے آگے بائیں جانب راہ داری گھومتی تھی۔

روشنی اسی طرف سے آ رہی تھی۔

جونہی عنبر بائیں جانب گھوما اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ اس کے سامنے ایک بے حد مکروہ صورت کی بوڑھی عورت جس کے سر کے جھاڑ جھنکار بنے تھے اور ناک اتنی لمبی تھی کہ ٹھوڑی کو چھو رہی تھی اپنے ہاتھ میں چراغ لیے کھڑی تھی۔ اس نے عنبر کو دیکھتے ہی ایک دلدوز چیخ مار کر ہلا دینے والی مکروہ چیخ ماری۔ مگر عنبر اپنی جگہ ہمت کے ساتھ کھڑا رہا۔ مکروہ صورت چڑیل نما عورت نے دوسری چیخ ماری اور عنبر کی طرف اپنا لمبے لمبے ناخنوں والا ہاتھ بڑھایا۔ عنبر نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔

عورت چیخ مار کر چراغ سمیت غائب ہو گئی۔

عنبر گھپ اندھیری راہ داری میں اکیلا کھڑا رہ گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے اندھیرے میں سب کچھ دکھائی دینے لگا۔ راہ داری خالی تھی۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ بہت بڑا مرتبان پڑا تھا۔ عنبر نے اسے جھک کر دیکھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مرتبان کے اندر اسے دو سرخ آنکھیں اپنی طرف دیکھتی نظر آئیں۔

"کون ہو تم؟ باہر نکلو۔ باہر نکلو"

عنبر نے مرتبان کو الٹ دیا۔

مرتبان کے اندر سے ایک بہت بڑی چھپکلی پھنکارتی نکلی اور عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے اپنے پاؤں تلے اس کی گردن کو ایسا دبایا کہ اسے وہیں کچل کر رکھ دیا۔

چھپکلی کے مرتے ہی حویلی پر گویا بھونچال سا آ گیا۔ دیواریں ہلنے لگیں۔ گڑگڑاہٹ کی آواز آنے لگیں۔ عنبر اپنی جگہ پر بڑی بہادری سے کھڑا رہا۔ اسے موت کا تو کوئی خوف ہی نہیں تھا۔ ویسے بھی جن لوگوں کو خدا پر بھروسہ ہوتا ہے اور جو خدا سے اور صرف خدا سے ڈرتے ہیں ان کے دلوں سے پھر دنیا کا خوف اپنے آپ نکل جاتا ہے۔ آپ بھی اپنے دل میں خدا کا خوف بٹھا کر دیکھیں، باقی سارے خوف اپنے آپ دل سے غائب ہو جائیں گے۔

بھونچال رُک گیا۔ زلزلہ تھم گیا۔ گڑگڑاہٹ کی آوازیں رُک گئیں۔ آہوں کی دھیمی دھیمی آواز جو فضا میں رچی ہوئی تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ حویلی کی راہ داری میں دور نیلے زنگ کی روشنی ابھری۔ عنبر اس روشنی کی طرف چلا۔

آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت سجا سجایا کمرہ ہے۔ فرش پر قالین بچھے ہیں۔ مسند لگی ہے۔ گاؤتکیے رکھے ہیں۔ پھولوں کے گجرے پڑے ہیں۔ چھت سے فانوس لٹک رہا ہے۔ اس فانوس میں سے نیلی نیلی نورانی روشنی نکل رہی تھی۔ کمرے میں مشک کافور کی بجائے گلاب اور موتیے کے پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی۔

عنبر اس حسین تبدیلی پر حیران سا ہو کر رہ گیا۔

وہ ابھی سوچ رہا تھا آگے بڑھے یا پیچھے واپس چلا جائے کہ اسے پھر وہی نقرئی پاکیزہ ہنسی کی آواز سنائی دی۔

عنبر نے آواز دی،

"کون ہو تم کیا اب بھی میرے سامنے نہیں آؤ گی میری بہن؟"

اچانک سامنے والے دروازے کا ریشمی پردہ ہٹا اور عنبر کے سامنے ایک خوبصورت معصوم لڑکی کھڑی تھی۔ جس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ کانوں اور ہاتھوں میں پھولوں کے گجرے تھے۔ سنہری بالوں میں گلاب کے پھولوں کا تاج سج رہا تھا۔

اس نے عنبر کو مسند پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

عنبر مسند پر بیٹھ گیا۔ یہ خوبصورت معصوم لڑکی اس کے سامنے آ کر قالین پر بیٹھ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"تم - تم کون ہو؟ یہ کون سا سیارہ ہے تم انسانی شکل والی اتنی حسین لڑکی اس سیارے پر کیسے آ گئی ہو؟"

لڑکی نے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر عنبر کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

عنبر نے جھلا کر کہا:

"خدا کے لیے مجھ سے بات کرو کہ تم کون ہو۔ میں تو جب سے اس منحوس سیارے پر آیا ہوں سوائے انسانی لاشوں کے اور کوئی شے نہیں ملی۔ اب پہلی بار تمہاری شکل دیکھی ہے تو تم سے باتیں کرنے کو بے تاب ہو رہا ہوں مجھے بتاؤ کہ اس منحوس سیارے پر اتنی لاشوں کے تابوت کہاں سے آ گئے؟ یہ شہر ویران کیوں ہے؟"

اس لڑکی نے خاموش سنجیدہ نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا۔ ایک ٹھنڈی آہ بھری اور نقرئی آواز میں کہا:

"تم یہاں کیوں آ گئے؟"

عنبر نے جواب دیا:

"میں خود کہاں اس منحوس سیارے پر آیا ہوں۔

مجھے تو مجبوراً یہاں گرنا پڑا ہے۔ میں یہاں کریش ہوا ہوں۔ کیا تمہیں نہیں معلوم؟"

"نہیں" لڑکی نے کہا: "کیا تم مُردہ ہو؟"

اس سوال پر عنبر بھونچکا ہو گیا۔ یہ لڑکی کیا کہہ رہی ہے۔ اس نے کہا:

"میں تمہیں مُردہ لگتا ہوں! میں زندہ نہیں لگ رہا؟ میں زندہ ہوں۔ مُردہ نہیں ہوں۔"

لڑکی نے کہا:

"یہاں کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ میں تمہیں لگتی ہوں نا؟ مگر میں زندہ نہیں ہوں۔"

عنبر حیرت سے لڑکی کا منہ تکنے لگا۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا کر لڑکی کو ہاتھ لگا کر دیکھے۔ لڑکی بھی سمجھ گئی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ عنبر اس کے پاس جا کر اسے ہاتھ سے چھوتے ہی لگا تھا کہ لڑکی غائب ہو گئی۔

عنبر نے چلا کر کہا:

"تم زندہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم زندہ ہو۔"

عنبر کو وہی نقرئی ہنسی کی پاکیزہ آواز پھر سنائی دی۔

عنبر بولا:

"اگر تم میرے سامنے نہیں آنا چاہتی تو بے شک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مست آؤ۔ لیکن کیا تم مجھے کوئی ایسا طریقہ بتا سکتی
ہو کہ میں اس منحوس سیارے سے نکل سکوں؟"
لڑکی کی سنجیدگی اور گہری آواز بلند ہوئی:
"تم یہاں سے نہیں جا سکتے۔ کیوں کہ تم مُردہ
ہو اور جو مردہ یہاں ایک بار آ جاتا ہے وہ کبھی
پھر یہاں سے کبھی واپس نہیں جاتا۔"
ایک قہقہہ بلند ہوا اور پھر آہستہ آہستہ گہری خاموشی میں
گم ہو گیا۔ یہ اسی لڑکی کا نقرئی قہقہہ تھا۔ عنبر سے پکڑ کر
قالین پر بیٹھ گیا پھر اس نے اپنے جسم کو ٹٹول کر دیکھا۔ وہ
واقعی زندہ تھا۔ مُردہ نہیں تھا۔

عنبر واقعی کہیں مر تو نہیں گیا تھا؟
یہ نیلی آنکھوں والی لڑکی کون تھی؟
سیارے کا راز کیا تھا؟
ناگ کیٹی اور ماریا کی عنبر سے ملاقات کہاں ہوئی؟
یہ معلوم کرنے کے لیے "عنبر ناگ ماریا خلا میں" کی
اگلی قسط نمبر ۱۰۶ "خونخوار انسانی لومڑی" پڑھیں۔

میرے نام

انکل اے حمید صاحب میری اور میرے دوستوں کی طرف سے سلام قبول ہو
ہم یہاں خیریت سے ہیں امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ میں عنبر
ناگ ماریا اور کیٹی کی سیریز ناول بہت شوق سے پڑھتا ہوں مجھے ایک سوال کا
جواب چاہیئے سوال یہ ہے کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی کے ناول سچے ہیں کیا؟ کیونکہ میرے
دوست مجھے بولتے ہیں کہ یہ ناول جھوٹے ہوتے ہیں میرے خیال سے عنبر ناگ
ماریا کی پہلی تو قسطوں میں ناول کے اوپر لکھا ہوتا تھا "سچی داستان" کیا یہ
سچا ناول ہے۔ اور آپ کے ایک ناول کا اشتہار "خلائی گھڑی کا قیدی" اس ناول
کا بہت انتظار ہے خاص طور پہ عنبر ناگ ماریا کیٹی ان کے ناول کا مجھے بہت
بے چینی سے انتظار ہوتا ہے کہ کب مہینہ پورا ہو اور کب ناول آئے۔
آپ کے ناول پڑھنے کا شوقین
محمد شوکت چوہان۔ چوہان بیکری اینڈ جنرل اسٹور
شیر شاہ کالونی محمدی روڈ بی بلاک گلی نمبر ۲۸ کراچی

پیارے انکل! اسلام مسنون
ناول عنبر ہوشیار میں جناب فیض احمد فیض مرحوم کے چند مختصر الفاظ جنہیں لوگوں
نے تو مختصر جانا لیکن میری نظر میں یہ چند الفاظ کہ "اے حمید اردو ادب میں ایک
اسلوب لے کر آیا اور جب اس نے بچوں کے لیے لکھنا شروع کیا تو وہ
اسلوب اس میں بھی قائم رکھا" اور یہ داستان طلسم ہوش ربا جیسی بڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

داستان کا مقابلہ کر سکتی ہے تو بہت بڑی بات ہے اور یہ آپ کی شخصیت کا جامع ترین تجزیہ ہے

لاہور کے مشہور ناشر تو آپ کی خوب صورت ترین ناولوں کو شائع کرتے ہی ہیں۔ میری مراد نیا مکتبہ اقراء سے ہے لیکن میں بتانا یہ چاہ رہا ہوں کہ کراچی میں گھومتے ہوئے شیخ غلام علی اینڈ سنز کی دکان میں چلا گیا اور پھر یقین جانیے کہ آپ کی شخصیت کا دوسرا رخ سامنے آگیا مطلب یہ ہے کہ اس وقت میرے پاس تقریباً ۹۵ روپے تھے اور وہ سب آپ کی خوب صورت ترین ناولوں کے سر ہو گئے میرے دوستوں نے کہا بھی کہ کیوں فضول پیسے خرچ کر رہے ہو آؤ چل کر ان کا چرغہ اُڑاتے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ بھائی فضول خرچی یہ نہیں وہ ہے جو تم کہہ رہے ہو۔

نئی عنبر ناگ ماریا اور اب تو کیٹی کی سیریز کے دو ناول (خلائی جہاز کی مسّی اور دوسری غیبی خلائی شیطان) کی مبارک باد قبول کیجیے۔ اس مبارکباد کے ساتھ ساتھ ایک میری خواہش پوری کر دیجیے وہ یہ کہ آپ کی نیا مکتبہ اقراء سے شائع ہونے والی کتب کے علاوہ کیونکہ ان کے تو ناول ہم لگاتار پڑھ رہے ہیں دوسرے کسی بھی پبلشر کے ناول جو آپ نے لکھے ہیں اُن کے نام کسی بھی طریقے سے ہمیں بتائیں کہ میرے علاوہ اور دوسرے لوگ بھی آپ کی کتب سے مستفید ہو سکیں۔ شکریہ

آپ کا چاہنے والا سید سلمان سلیم
۲۶۹/۸ عزیز آباد فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۲۸

پیارے انکل اے حمید صاحب

السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ میں آپ کا پرانا قاری ہوں اور میں عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ انکل میرے ذہن میں یہ رہتا ہے کہ کیا یہ عنبر ناگ ماریا واقعی ہیں۔ اور اس طرح کے بہت سے سوالات ذہن میں آتے رہتے ہیں میرے بہت سے ساتھی بھی آپ کی یہ کہانیاں بہت پسند کرتے ہیں میں آپ کی کہانیاں بہت جلدی ختم کر لیتا ہوں اور باقی دنوں میں فارغ رہتا ہوں۔ آپ کی اس ماہ کی کہانیاں عنبر ہوشیار سیچری نمبر پڑھا بہت پسند آیا۔

اچھا اب اجازت چاہوں گا خدا حافظ

ساجد حسین معرفت لفٹیننٹ کرنل اے ایچ عابد
E-۳۲۷/۳۲۸ نیو سپر ٹاؤن لاہور کینٹ۔

انکل اے حمید! السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ آپ کا سیریل عنبر ناگ ماریا ہمیں بہت پسند آیا ہے آپ سے گزارش یہ ہے کہ یہ سیریل بند نہ کیجیے اور آپ عنبر ناگ ماریا کو خلا میں سفر کرائیں گے اس کا جواب جلد سے جلد دینا کہ عنبر ناگ ماریا خلا میں سفر کریں گے یا نہیں ہمیں اس کا انتظار رہے گا۔ فقط

منظور علی بلوچ محلہ کرماں ماچ لاڑکانہ سندھ۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمران سیریز ایڈونچر قسط اقدم ایرانی سرموڑ پہ نئی کہانی!

مصنف ـــــ اے حمید

۱۔ لنڈی کوتل کا بھوت	۵/-	۱۶۔ سنڈریلا اور مسٹر ڈی کارلو	۵/-
۲۔ مفرور قیدی	۵/-	۱۷۔ میکاؤ کا سپاکو	۵/-
۳۔ ہینڈز اپ	۵/-	۱۸۔ جاپان کی ڈمپل	۵/-
۴۔ ہیروں کے چور	۵/-	۱۹۔ سناٹا جالا لگا اور ریاوری	۵/-
۵۔ شاہی تاج کی چوری	۵/-	۲۰۔ اچھا دوست الوداع	۵/-
۶۔ خونی راز	۵/-	۲۱۔ تابت، ڈیوڈ اور عمران	۵/-
۷۔ آدھی رات کو فرار	۵/-	۲۲۔ اسمی جیل پری	۵/-
۸۔ خفیہ ڈائری کی تلاش	۵/-	۲۳۔ مائی وڈی اور موٹا ڈیڈی	۵/-
۹۔ جب ہمیں عمر قید ہوئی	۵/-	۲۴۔ دوربین میں قتل	۵/-
۱۰۔ بند کمرے کا راز	۵/-	۲۵۔ بلیک وارنٹ (سلور جوبلی نمبر)	۱۳/-
۱۱۔ پیرس کے جاسوس	۵/-	۲۶۔ پستول پھینک دو	۵/-
۱۲۔ ایلاسکا لا اور حبشی داور	۵/-	۲۷۔ ٹارچر عمران	۵/-
۱۳۔ کے جی بی کے جاسوس	۵/-	۲۸۔ خاموش ریوالور کی گولی	۵/-
۱۴۔ موت کی چٹانیں	۵/-	۲۹۔ بھیڑ دال میں کالا کالا	۵/-
۱۷۔ بارود کی موت	۵/-	۳۰۔ ایٹم بم کی تلاش	۵/-

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

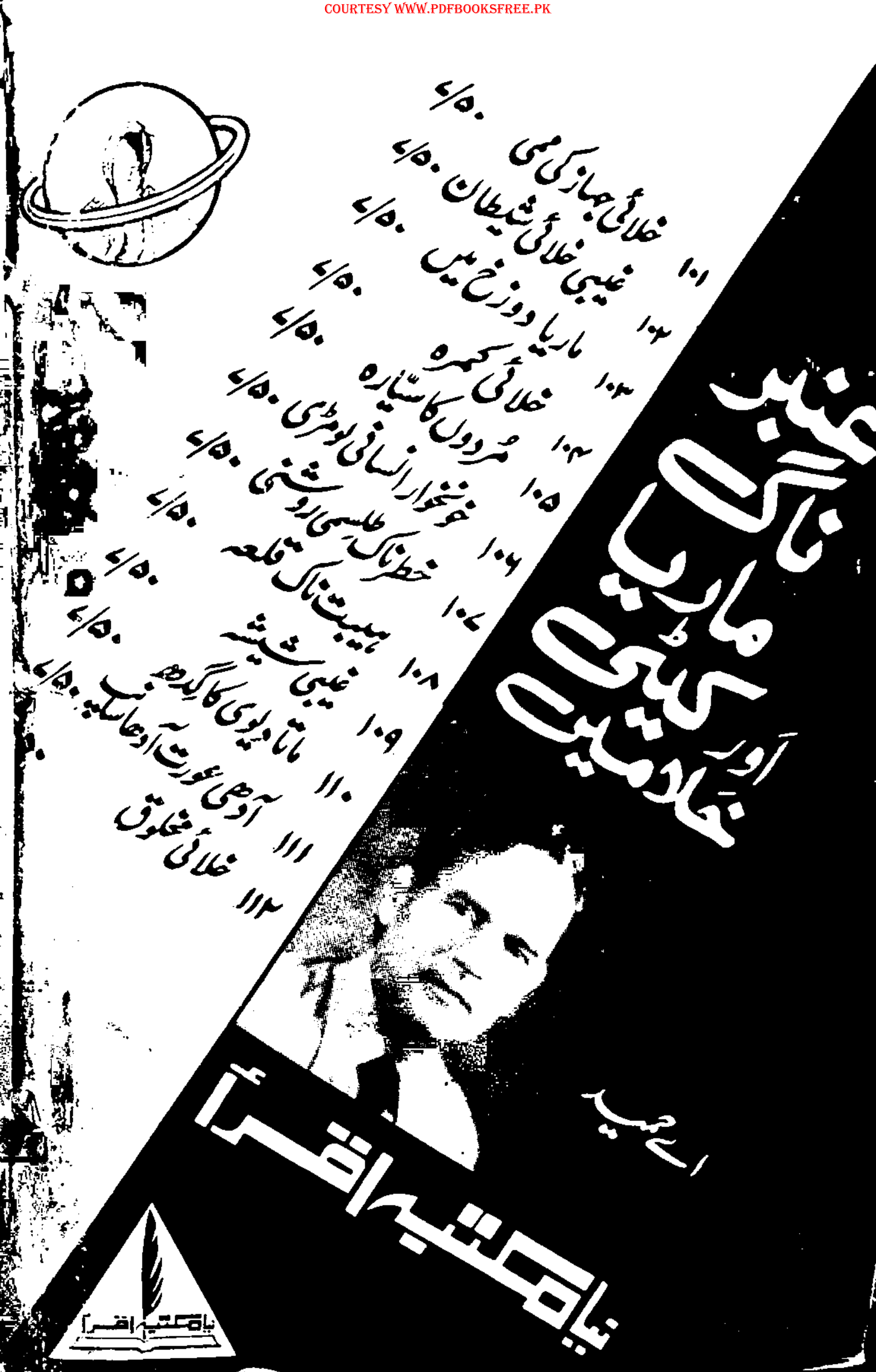

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوفناک عجیب

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

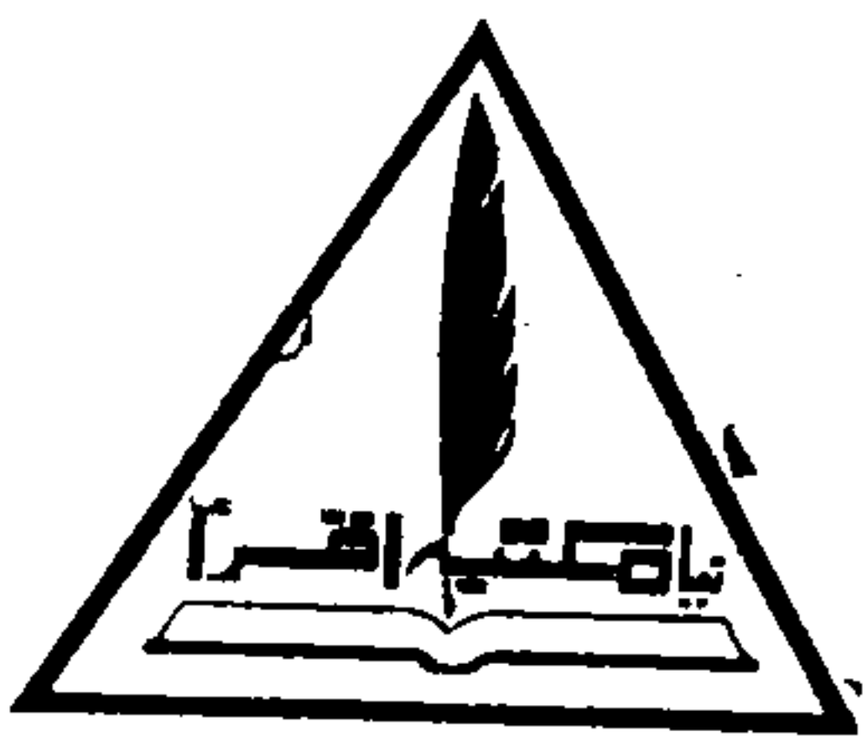

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

خونخوار انسانی لومڑی

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۵۰/۷ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقراء ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸
طابع : تاج دین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے خلائی سفر کا جس گرم جوشی، محبت اور دلچسپی کے ساتھ استقبال کیا ہے میں اس کے لیے آپ سب ساتھیوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ۱۰۰ ویں نمبر کی تعریف کے خطوط مجھے ابھی تک مل رہے ہیں۔ میں ان تمام دوستوں کے قیمتی جذبات کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ انشاء اللہ آپ دوستوں کی حوصلہ افزائی میرے ساتھ رہی تو عنبر ناگ ماریا کا خلائی سفر انتہائی سنسنی خیزی اور دلچسپی کے ساتھ جاری رہے گا۔

پنڈی گھیب سے عزیزہ زوبیہ احسان بٹ نے لکھا ہے کہ وہ عنبر ناگ ماریا کی پرستار ہے مگر وہ اپنی پڑھائی بھی دل لگا کر کرتی ہے اور اس نے امتحان میں تینوں سیکشنوں میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ ہم عزیزہ زوبیہ احسان بٹ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ ہماری قوم کے سبھی بچے بچیاں اسی طرح لائق بن کر ملک و قوم کا نام روشن کریں۔ آمین!

اے حمید
۴۵۴۔ این راوچمن سمن آباد۔ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خونخوار انسانی لومڑی

ترتیب

خونخوار انسانی لومڑی
باغی لڑکی سانگی
پُراسرار پادری
ماریا پُراسرار قلعے میں
خلائی دیوی

"میں زندہ ہوں۔ مُردہ نہیں ہوں"

عنبر نے اپنے آپ سے کہا

پھر اس نے سجے ہوئے عالی شان کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔ وہاں نہ کوئی مُردہ انسان تھا نہ زندہ ——— جس لڑکی کی ابھی ابھی آواز آئی تھی۔ وہ بھی اِسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ اُٹھ کر باہر جانے لگا تو اِس نے دیکھا کہ کمرے کا بڑا دروازہ بند تھا۔ اس کے اندر اتنی طاقت تھی کہ وہ دروازے کو توڑ کر بھی باہر نکل سکتا تھا۔ عنبر نے زور سے بند دروازے کو دھکا دیا۔ دروازہ خدا جانے کس خلائی سیارے کی دھات کا بنا ہوا تھا کہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہ ہلا۔ عنبر نے پوری طاقت سے دروازے کو ٹکر ماری۔ اگرچہ عنبر کو ذرا بھی چوٹ نہ لگی تھی تو دروازے پر بھی اس کی ٹکر کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ عنبر کی طاقت اس کے کام نہیں آئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس شاندار قالینوں سے سجے ہوئے کمرے کا ایک اور دروازہ بھی تھا۔ یہ دروازہ بھی بند تھا۔ عنبر نے اسے بھی کھولنے کی کوشش کی مگر دروازہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔ اب اس نے کمرے کی دیوار کے پتھروں کو اکھاڑنے کی کوشش شروع کی مگر پتھروں نے بھی اپنی جگہوں سے ہلنے سے انکار کر دیا۔ عنبر نے چلا کر کہا۔

"تم لوگ مردہ ہو۔ میں زندہ ہوں۔ مجھے یہاں کیوں قید کر لیا ہے تم لوگوں نے؟"

عنبر کو کسی عورت کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

"عنبر! تم مردہ ہو۔ تم زندہ نہیں ہو۔ یہ تمہاری لاش ہے جو ادھر اُدھر پھر رہی ہے۔ تھوڑے عرصے بعد تم بھی ہماری لاشوں کی طرح فرش پر پڑے ہو گے۔"

عنبر نے زور زور سے کہا۔

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ میں زندہ ہوں۔"

اسے آواز آئی

"اگر زندہ ہو تو تمہاری طاقت کہاں چلی گئی ہے؟ پہلے تمہاری طاقت کو موت آئی ہے۔ اب تم بھی مر جاؤ گے۔"

عنبر غصے میں بولا۔

"مجھے تم لوگ نہیں مار سکتے۔ میں زندہ رہوں گا۔ میں تمہارے مُردہ سیارے سے نکل جاؤں گا۔"

"تم یہاں سے نہیں جا سکتے کبھی نہیں۔"

یہ آواز بار بار آنے لگی۔ پھر اچانک آپ گم ہو گئی اور چاروں طرف موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ عنبر جھنجلا کر قالین پر بیٹھ گیا۔ وہ حیران تھا کہ یہ معمہ کیا ہے اور پریشان اس لیے تھا کہ وہ کمرے میں قید ہو گیا ہے اور وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اچانک کمرے میں جو شمع دان رکھا تھا اس کی شمع اپنے آپ روشن ہو گئی۔ عنبر نے دیکھا کہ سامنے والا دروازہ اپنے آپ کھل گیا ہے اور اس میں سے ایک لمبے سنہری بالوں والی ایک عورت جس کے جسم پر چاندی ایسا لباس چمک رہا تھا نمودار ہو رہی ہے۔ عنبر اس عورت کو تعجب سے دیکھنے لگا۔

عورت کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ وہ ایک ایک قدم چلتی عنبر کے قریب آ کر رُک گئی۔ عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے تھوڑی سی غصیلی آواز میں عورت سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آخر مجھے اِس قید خانے میں کس لیے بند کر دیا گیا ہے؟ میں زندہ ہوں۔ مُردہ نہیں ہوں۔"

عورت نے اپنے پیچھے دروازے پر ایک نظر ڈالی، عنبر کو اشارے سے خاموش رہنے کو کہا اور جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ اور عنبر کے پاس آ کر تخت پر بیٹھ گئی اور پُراسرار آواز میں بولی۔

"یہاں تم نے جتنے مردے دیکھے ہیں وہ بھی مردہ نہیں ہیں۔ سب زندہ ہیں۔ مگر انہیں لاشیں بنا دیا گیا ہے۔ اور تمہیں بھی بہت جلد ایک لاش بنا دیا جائے گا۔ تم ابھی تک اِس لیے بچے ہوئے ہو کہ تمہارے اندر غیر معمولی طاقت ہے۔"

عنبر اس پُراسرار عورت کی باتیں بڑی حیرانی سے سُن رہا تھا۔

"تم — تم کون ہو؟ یہ سب کچھ کیا ہے؟"

پُراسرار عورت نے سرگوشی کرتے ہوئے آہستہ سے نکلا۔

"میں تمہیں جانتی ہوں۔ مگر تم مجھے نہیں جانتے۔ سُنو! میرا نام یاقومہ ہے۔ میں یہاں سے دُور ایک سیارے کی شہزادی ہوں۔ یہاں مجھے

اغوا کر کے لایا گیا ہے۔"

عنبر نے پوچھا۔

"یہ کون لوگ ہیں جو تمہیں اغوا کر کے لائے ہیں؟ اور — اور تمہیں کس لیے اغوا کیا گیا ہے؟"

پُراسرار عورت یاقومہ اداس لہجے میں کہنے لگی۔

"یہ لوگ دوسرے سیاروں کی مخلوق کو اغوا کر کے یہاں لاتے ہیں اور انہیں ایک خاص انجکشن کے ذریعے بے ہوش کر کے ڈال دیتے ہیں۔ پھر یہ لوگ بالکل مُردہ معلوم ہوتے ہیں مگر اصل میں وہ زندہ ہوتے ہیں۔"

عنبر نے سوال کیا۔

"یہ لوگ اُن لوگوں کا کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"مجھے صرف اتنا علم ہو سکا ہے کہ یہاں کی مخلوق کا سردار اِن بے ہوش لوگوں کو ایک سال تک کھلے میدان میں پڑے رہنے کے بعد اِن سب کے جسموں سے چربی نکال کر ایک بہت بڑے برتن میں جمع کرے گا۔ وہ اِس چربی سے کوئی ایسی دوائی بنائے گا جس کے جسم پر لگانے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں کی مخلوق کبھی نہیں مرے گی اور اِسے موت
پہ فتح حاصل ہو جائے گی"
عنبر نے کہا۔
"انہوں نے تمہیں انجکشن لگا کر مردہ کیوں نہیں
بنایا؟"
پُر اسرار عورت بولی۔
"اس لیے کہ میں سردار کو پسند آگئی ہوں۔ وہ
مجھے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے"
عنبر نے کہا۔
"تم میری کس لیے مدد کرنا چاہتی ہو؟"
پُر اسرار عورت نے جواب دیا۔
"اس لیے کہ تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جو
مجھے اِس خوفناک سیارے سے نکال کر اپنے سیارے
پہ پہنچا سکتے ہو"
عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ پُر اسرار عورت نے کہا۔
"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں عنبر! میں
یہاں سے فرار ہونے میں تمہاری مدد کروں گی۔
تم میرے ساتھ آؤ"
عنبر کو وہاں سے نکلنے کا دوسرا کوئی راستہ نظر نہیں

آرہا تھا چنانچہ وہ مجبور ہو گیا کہ اس پُر اسرار عورت کی
باتوں پر عمل کرے۔ ویسے بھی وہ اسے مخلص لگ رہی تھی۔
وہ عورت کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پُر اسرار عورت اِسے
ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ آگے ایک دروازہ
آگیا۔ پُر اسرار عورت اِسے ساتھ لے کر کمرے سے باہر
نکل گئی۔ آگے ایک برآمدہ تھا۔ یہاں ہلکی ہلکی روشنی پھیلی
تھی۔ پُر اسرار عورت یا قومہ عنبر کو لے کر اِس دروازے
میں داخل ہوئی۔
یہاں ایک چھوٹا سا خوبصورت سجا ہوا کمرہ تھا جس میں
ریشمی بچھونا بچھا تھا۔ میز پہ طرح طرح کے تازہ پھل
رکھے ہوئے تھے۔ چاندی کے گلاس بھی تھے اور ایک جگ
میں شربت تھا۔ یاقومہ نے کہا۔
"عنبر جب تک میں فرار کے لیے راہ ہموار نہیں
کرتی تم اِس جگہ چھپے رہو۔ یہاں تم بالکل محفوظ
ہو گے۔ تمہیں کوئی انجکشن لگانے نہیں آئے گا"
عنبر ایک کرسی پہ بیٹھ گیا۔
"لیکن یاقومہ! مجھے کب تک یہاں رہنا ہوگا؟"
"زیادہ سے زیادہ سات دن —— کیونکہ مجھے
راستہ صاف کرنے میں سات دن ضرور لگ جائیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گے. یہاں کی مخلوق کے سردار کے پاس ایک خفیہ اڑن طشتری ہے جس کو وہ ہر سات روز کے بعد کھولتا ہے۔ اس دفعہ جب وہ اڑن طشتری کھولے گا۔ تو میں کسی نہ کسی طرح اُسے بے ہوش کر کے اڑن طشتری پر قبضہ کر لوں گی۔ اور پھر تمہیں آکر یہاں سے لے جاؤں گی۔"

عنبر خاموش رہا۔ پُراسرار عورت کہنے لگی۔

"وعدہ کرو کہ تم یہاں سے سات روز سے پہلے باہر نہیں نکلو گے۔ کیونکہ اگر تمہیں کسی نے دیکھ لیا تو ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔"

عنبر نے کہا۔

"مجھے باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم بے فکر رہو۔ میں اسی جگہ رہوں گا۔ مگر تم کب آؤ گی میرے پاس؟"

پُراسرار عورت بولی۔

"میں ہر روز شام کو تمہیں دیکھنے آجایا کروں گی۔ اچھا اب تم اس جگ میں سے تھوڑا سا شربت پی لو۔ یہ بڑا طاقتور شربت ہے اور سات دن یہ شربت پینے کے بعد تم میں اتنی

طاقت پیدا ہو جائے گی کہ یہاں کی مخلوق کا انجکشن تم پر کوئی اثر نہیں کر سکے گا۔"

پُراسرار عورت نے جگ میں سے شربت گلاس میں ڈال کر عنبر کو دیا۔ عنبر نے محسوس کیا کہ شربت میں سے بڑی پیاری خوشبو آرہی تھی۔ اس نے شربت کے چند گھونٹ پی لیے۔ شربت پیتے ہی اس نے اپنے اندر بڑی تروتازگی اور طاقت محسوس کی۔

"یہ شربت تو بڑا طاقتور اور خوشگوار ہے۔"

پُراسرار عورت مسکرائی۔

"جب تم سات دن تک اسے پی لوگے تو اس سیارے کی مخلوق پر فتح حاصل کر سکوگے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔ کل شام کو آؤں گی۔"

یہ کہہ کر پُراسرار عورت چلی گئی۔

عنبر نے کمرے کی چیزوں کا جائزہ لیا۔ ہر شے بڑے سلیقے سے سجی تھی اور بالکل ہماری دنیا ایسی تھی۔ عنبر نے پھل کے ٹرے میں سے ایک سرخ سیب اُٹھا کر دیکھا۔ بڑا تازہ اور خوشبودار سیب تھا۔ عنبر نے اسے تھوڑا سا کھایا۔ بڑا میٹھا تھا اور بالکل اپنی دنیا کی طرح ذائقہ تھا اس کا۔ عنبر کھا کے پر لیٹ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی طرح اپنی دنیا کے حساب سے ایک رات گزر گئی۔ کیونکہ اس سیارے پر تو ایک سال کی رات ہوتی تھی۔ اندازے کے مطابق دوسرے دن شام کو پُراسرار عورت پھر آگئی۔ اس نے وہی چاندی کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے عنبر سے کچھ دیر باتیں کیں اور پھر جگ میں سے شربت کا ایک گلاس بھر کر اسے پلایا۔ پھر کہنے لگی۔

"سردار نے تمہاری تلاش میں اپنے سپاہی چاروں طرف دوڑا دیئے ہیں۔ وہ تمہارے گم ہو جانے سے بہت پریشان ہے۔ مگر تم اطمینان سے یہاں پڑے رہو۔ بس پانچ دنوں کی بات ہے۔ پھر میں تمہیں یہاں سے نکال کر اُڑن طشتری میں پہنچا دوں گی اور ہم یہاں سے فرار ہو جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"اگر تم اُڑن طشتری پر قبضہ نہ کر سکیں تو پھر کیا ہو گا؟"

پُراسرار عورت یاد دلانے لگی۔

"یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ مجھے تمہارا بڑا حوصلہ ہے۔ ایک تمہارے لیے بہادر مرد کا میرے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سردار

مجھ پر بڑا بھروسہ کرتا ہے۔ جب وہ ساتویں روز مجھ ساتھ لے کر اُڑن طشتری میں جائے گا تو میں اسے بے ہوش کر کے اُڑن طشتری اپنے قبضے میں کر کے سیدھی تمہارے پاس آجاؤں گی۔"

عنبر نے پوچھا۔

"جب اُڑن طشتری تمہارے قبضے میں ہو گی تو پھر تم خود اسے اُڑا کر اپنے سیارے کی طرف پرواز کیوں نہیں کر جاتیں؟"

پُراسرار عورت بولی۔

"میں اکیلی خلاء میں اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتی میرے ساتھ تمہارے ایسے بہادر اور سمجھ دار مرد کا ہونا ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے" عنبر بولا۔ "تم مجھے تیار پاؤ گی۔"

پُراسرار عورت عنبر کا شکریہ ادا کر کے چلی گئی۔

اس روز عنبر نے محسوس کیا کہ اسے نیند آنے لگی ہے۔ پہلے اسے اپنے آپ کبھی نیند نہیں آتی تھی۔ اس نے سمجھا کہ شاید اس کمرے میں زیادہ دیر بند رہنے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ وہ سو گیا۔ کافی دیر تک سوتے رہنے کے بعد اس کی آنکھ کھلی تو اس کو اپنے جسم میں کمزوری سی محسوس ہوئی۔ عنبر نے جگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے تھوڑا سا شربت نکال کر پیا تو اسے کچھ طاقت محسوس ہونے لگی۔

پانچواں دن بھی گزر گیا۔ اب عنبر کو بہت زیادہ نیند آنے لگی تھی اور جب تک وہ جگ میں سے شربت نکال کر نہیں پیتا تھا اس کی کمزوری دور نہیں ہوتی تھی۔ یہ شربت روزانہ پراسرار عورت وہاں لاکر رکھ جاتی تھی۔ عنبر نے پُراسرار عورت سے اپنی نیند اور کمزوری کا ذکر کیا تو وہ ہنس کر بولی۔

"پہلے پہلے ایسا ہی ہوتا ہے۔ سات دن گزرنے کے بعد تم اپنے اندر پہاڑ جتنی طاقت محسوس کرنے لگو گے۔"

پُراسرار عورت چلی گئی تو عنبر کو پھر نیند نے آلیا۔ اس کا سر بھاری ہو کر اپنے آپ اونگھنے لگا۔ وہ بڑی کوشش کرتا کہ اسے نیند نہ آئے مگر کامیاب نہ ہوا اور بستر پر گر کر گہری نیند سو گیا۔ خدا جانے وہ کتنی دیر سویا ہوگا کہ اسے یوں لگا جیسے کوئی اس کے شانے کو جھنجھوڑ کر اسے جگا رہا ہے۔ عنبر نے بڑی مشکل سے آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ اس کے پاس ایک سفید بالوں والی بوڑھی عورت بیٹھی اسے مامتا بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

عنبر کا سر نیند کی وجہ سے بوجھل ہو رہا تھا۔ بوڑھی عورت

کے ہاتھ میں ایک چاندی کی طشتری تھی۔ اس میں کوئی سفید سا سفوف پڑا تھا۔ بوڑھی عورت نے تھوڑا سا سفوف لے کر عنبر کے ہونٹوں پر رکھ دیا اور کہا۔

"بیٹا اسے نگل جاؤ"

عنبر سفوف کو نگل گیا۔ سفوف میں جانے کیا جادو تھا کہ اس کی نیند ایک دم سے دُور ہو گئی اور اسے اپنے جسم میں بھی ایک طاقت سی محسوس ہوئی۔ وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور بوڑھی عورت کی طرف دیکھ کر بولا۔

"خاتون آپ کون ہیں اور یہاں کیسے آگئیں؟"

بوڑھی عورت کے بال چاندی کی طرح چمک رہے تھے۔ چہرے پر جھریاں پڑی تھیں مگر آنکھوں میں رحم دلی اور ماں کی مامتا کا نور چمک رہا تھا۔ اس نے عنبر کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"میرے بچے! میں تمہیں ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنے آئی ہوں۔"

"کون سا خطرہ ماں جی؟ عنبر نے حیرانی سے پوچھا۔

بوڑھی عورت نے عنبر کا ماتھا چوم لیا۔ اور بولی۔

"ایک مدت کے بعد مجھے کسی نے ماں کہہ کر پکارا ہے۔ میں کس قدر خوش ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ عنبر پریشان تھا کہ یہ معاملہ ہے اور یہ عورت کہاں سے آگئی ہے۔ اور اس سے کیا چاہتی ہے۔ اس نے ایک بار پھر سوال کیا۔

"ماں جی! آپ کیا چاہتی ہیں۔ میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں اور ——— اور آپ کو یہاں کا راستہ کیسے معلوم ہوا؟"

بوڑھی عورت نے کہا۔

"بیٹا! مجھ سے یہاں کا کوئی راستہ چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں اس سیارے کے سردار کی ماں ہوں۔ مگر میرا بیٹا ظالم ہو گیا ہے۔ وہ میرا بھی دشمن بن گیا ہے۔ کیونکہ میں اسے خدا کی مخلوق پر ظلم کرنے سے روکتی ہوں۔"

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آیا خاتون؟" عنبر نے تعجب سے کہا۔

بوڑھی عورت نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولی۔

"سنو بیٹا! تمہارے ساتھ دھوکہ ہو رہا ہے۔ یہ عورت جو روز تمہارے پاس آتی ہے۔ اصل میں میرے بیٹے کی ساتھی ہے۔ وہ ایک گہری سازش کے ذریعے تمہاری ہمدردیاں حاصل کر کے اور تمہیں

یہاں سے فرار ہونے کا جھانسہ دے کر ایک ایسا شربت پلا رہی ہے جس کو سات روز پینے کے بعد تمہارے اندر کی غیر معمولی طاقت ختم ہو جائے گی۔ پھر یہ عورت بڑی آسانی سے تمہارے جسم کو الجکشن لگا کر اپنے مالک کے اشارے پر تمہیں بھی زندہ مُردہ بنا ڈالے گی۔"

عنبر کا تو منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اب اِسے احساس ہوا کہ شربت پینے کی وجہ سے اسے زیادہ نیند کیوں آنے لگی تھی اور کمزوری کیوں محسوس ہوتی تھی۔ اس نے شربت کے جگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تو کیا اس شربت کے ذریعے میرے جسم میں زہر داخل کیا جا رہا تھا؟"

"ہاں ——— بوڑھی عورت نے کہا۔ "لیکن تم فکر نہ کرو۔ میں نے تمہیں جو سفوف کھلایا ہے وہ اس شربت کے زہر کو بے اثر کر دے گا۔"

عنبر نے کہا۔

"ماں جی! مجھے یقین نہیں آ رہا کہ یہ عورت جس کا اخلاق اتنا اچھا ہے اور مجھ سے اتنی گہری ہمدردی کی باتیں کرتی ہے اتنی سازشی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دھوکے باز بھی ہو سکتی ہے۔"

بوڑھی عورت بولی۔

"تم اِسے آزما کر دیکھ سکتے ہو۔ میری بات غور سے سنو۔ وہ اصل میں خوب صورت عورت نہیں بلکہ ایک خوں خوار لومڑی ہے جس نے عورت کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔"

بوڑھی عورت نے عشتری کا سفوف ایک کاغذ میں ڈال کر اس کی پُڑیا بنائی اور عنبر کو دے کر کہا۔

"یہ سفوف تمہیں اِس شربت کے زہر سے بچائے گا لیکن جب تم اس کو شربت میں تھوڑا سا ڈال کر اس لومڑی عورت کو پلاؤ گے تو وہ انسانی شکل سے اپنی اصلی خوں خوار لومڑی کی شکل میں آجائے گی۔ آج جب وہ آئے تو تم یہ تجربہ کر سکتے ہو۔ اچھا۔ اب میں جاتی ہوں۔ میں کل تمہارے پاس آؤں گی میرے بیٹے! خدا حافظ!"

بوڑھی عورت عنبر کو سفوف کی پُڑیا دے کر چلی گئی۔ وہ دیوار کے ایک خفیہ دروازے سے نکل کر گئی تھی جو اِس کے قریب جانے پر اپنے آپ ظاہر ہو گیا تھا۔ عنبر نے سفوف کی پڑیا سنبھال کر رکھ لی اور سوچنے

لگا کہ کیا اتنی خوب صورت اور رحمدل عورت خوں خوار لومڑی ہو سکتی ہے۔ اِسے بڑھیا کی باتوں پر پہلے تو یقین نہ آیا۔ پھر اِس نے سوچا کہ چلو آج شام آزما کر دیکھ لیتے ہیں۔ پھر اُٹھ کر بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُسے وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔

دروازہ کھلا، اور وہی پُر اسرار عورت چاندی کا لباس پہنے مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے آتے ہی جگ میں پڑے شربت کو دیکھا اور کہا۔

"عنبر! تم نے آج شربت نہیں پیا؟"

عنبر نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

"کیوں نہیں پیا؟ یہ شربت تو مجھے بہت پسند ہے۔ میں اِسے دن میں دو بار پی چکا ہوں۔ اور ابھی تمہارے ساتھ بھی پیوں گا۔"

پُر اسرار عورت ہنس کر بولی۔

"میں بھی پی لوں گی۔ مجھے تو خود بھی یہ شربت بہت پسند ہے۔"

پھر وہ بستر پر بیٹھ گئی اور بولی۔

"تمہیں نیند کیسی آتی ہے؟"

عنبر سمجھ گیا کہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ شربت میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو خفیہ طور پر زہر ملا دیا گیا ہے اس کا اثر ہو رہا ہے
کہ نہیں۔ اس نے فوراً کہا۔

"نیند تو مجھے بہت آتی ہے۔ اِس سے پہلے اتنی
نیند کبھی نہیں آئی تھی۔ لیکن بعد میں کچھ کمزوری سی
محسوس ہوتی ہے لیکن جب شربت کے چند گھونٹ
پیتا ہوں تو یہ کمزوری دُور ہو جاتی ہے۔"

عنبر نے دیکھا کہ پُراسرار عورت کے چہرے پر اطمینان
سا آگیا تھا۔ کہنے لگی۔

"بس ایک دن کی بات رہ گئی ہے۔ اصل میں
یہ تمہارے اندر شربت کی وجہ سے ایک نئی طاقت
پیدا ہو رہی ہے۔ پرسوں سردار اُڑن طشتری
کا تالا کھول کر اندر جائے گا۔ اِس کے بعد میں
اس پر قبضہ کر لوں گی اور پھر ہم یہاں سے
فرار ہو جائیں گے۔"

عنبر نے جگ میں سے اپنے گلاس میں شربت ڈال
کر کہا۔

"میں تمہارا بے حد شکر گزار ہوں کہ تم مجھے یہاں
سے نکالنے میں میری مدد کر رہی ہو۔"

پُراسرار عورت بولی۔

"اس میں میرا بھی تو فائدہ ہے۔"

عنبر سوچنے لگا کہ اب عورت کے گلاس میں سفوف کیسے
ڈالے۔ اس نے اپنا گلاس اُٹھا لیا اور پھر عورت کے گلاس
میں تھوڑا سا شربت ڈال کر بولا۔

"یہ شربت مجھے کچھ باسی لگتا ہے۔ کیا تم میرے
لیے تازہ شربت نہیں لا سکتیں یاقومہ؟"

"کیوں نہیں؟"

یہ کہہ کر یاقومہ نے شربت والا جگ اُٹھایا اور کمرے سے
نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی عنبر نے جیب سے سفوف کی پڑیا
نکالی اور ایک خالی گلاس میں تھوڑا سا سفوف ڈال دیا۔ عورت
شربت کا جگ لے کر واپس آگئی۔ عنبر نے اس میں سے اپنے
نئے گلاس میں شربت ڈالا اور پھر جلدی سے عورت کے
سفوف والے گلاس میں بھی شربت ڈال دیا اور بولا۔

"آج ہم اکٹھے شربت پئیں گے۔ اپنے یہاں سے
فرار ہونے کی خوشی میں۔"

عورت نے بڑی خوش ہو کر اپنا گلاس اُٹھا لیا۔
عنبر کو خطرہ تھا کہ کہیں اسے سفوف کی بُو نہ آ جائے۔ مگر
اس سفوف کا نہ تو کوئی رنگ تھا اور نہ بُو تھی۔ عنبر پلنگ پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھ گیا۔ عورت کرسی پر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ گلاس اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"کل تک تم یہ جگ والا سارا شربت خالی کر دینا۔ اس کے بعد تمہیں شربت پینے کی ضرورت نہیں رہے گی۔"

عنبر نے شربت کا ایک گھونٹ پیا اور بولا۔

"تم جیسے کہو گی میں ویسے ہی کروں گا۔ آخر تم میری ہمدرد ہو۔ مگر تم بھی شربت پیو۔"

پراسرار عورت نے مسکراتے ہوئے گلاس اپنے ہونٹوں کے ساتھ لگایا۔ اور شربت کے دو گھونٹ پی گئی۔ عنبر اسے دیکھ رہا تھا۔ شربت پیتے ہی پُراسرار عورت کا جسم اپنی جگہ سے یوں ہلا جیسے کسی نے اسے جھٹکا دے دیا ہو۔ گلاس اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اس کی آنکھیں سُرخ ہو کر جیسے باہر کو اُبل آئیں۔ اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ کرسی پر سے قلابازی کھا کر اوپر کو اُچھلی۔ جب فرش پر گری تو وہ ایک خونخوار لومڑی کی شکل اختیار کر چکی تھی۔

لومڑی نے غصّے سے دیوانی ہو کر عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ عنبر نے اپنا پاؤں لومڑی کی گردن پر رکھ دیا اور اس وقت اُٹھایا جب اس کا دم نکل چکا تھا۔

عنبر تو دنگ سا ہو کر رہ گیا۔ بوڑھی عورت کی بات سچی نکلی تھی۔ یہ پُراسرار عورت تو واقعی ایک خونخوار لومڑی تھی۔ وہ کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ کیا بوڑھی عورت اسے اس سیارے سے نجات دِلا سکے گی؟ کافی وقت گزر گیا۔ سفید سفوف کی وجہ سے اب عنبر کو نیند نہیں آ رہی تھی۔

نہ معلوم دن کا وقت تھا کہ رات کا ——— خفیہ دروازہ اپنے آپ کھُل گیا اور وہی نیک دل بوڑھی عورت اندر داخل ہوئی۔ اس نے فرش پر خونخوار انسان لومڑی کی لاش دیکھی تو بولی۔

"میرے بیٹے! اب تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔"

عنبر نے بوڑھی عورت کا ہاتھ چوم لیا اور بولا۔

"ماں جی! آپ نے مجھے بہت بڑی تباہی سے بچا لیا ہے نہ جانے اس خونخوار لومڑی کے شربت سے مجھ پر کیا اثر ہوتا اور میرا کیا انجام ہوتا۔ اب مجھ پر ایک اور مہربانی کریں اور مجھے اس سیارے سے نکال دیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھی عورت نے عنبر کے سر پہ پیار کیا اور بولی۔
"میرے بیٹے! میں بھی یہی چاہتی ہوں اور اب تمہارا یہاں سے نکل جانا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اس لومڑی کی موت کا سردار کو پتہ چل جائے گا اور ہو سکتا ہے وہ اِس کمرے میں بھی پہنچ جائے وہ تمہیں ہلاک تو نہیں کر سکے گا لیکن ساری زندگی کے لیے ایسے غار میں قید ضرور کر دے گا کہ جہاں سے تم کبھی باہر نہیں نکل سکو گے۔"
"آپ میری مدد کیجیے محترم خاتون" عنبر نے کہا۔
بوڑھی عورت بولی۔
"بیٹے تم مجھے ماں کہہ کہہ ہی پکارا کرو۔ کیونکہ میں نے تمہیں بیٹا بنا لیا ہے۔"
"ماں جی" عنبر نے عورت کا ہاتھ چوم لیا۔
بوڑھی عورت نے عنبر کے ماتھے پہ پیار کیا اور کہنے لگی۔
"میرے ساتھ آؤ۔"
عنبر اس کے پیچھے چل پڑا۔ بوڑھی عورت ایک زینے سے اُتر کر غار میں داخل ہو گئی۔ اس غار کی دیواریں سیاہ پتھروں کی تھیں اور چمک رہی تھیں، ایک جگہ غار کی دیوار کے ساتھ ایک کیپسول کی شکل کا سلنڈر پڑا تھا۔ اس

کے اوپر بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ بوڑھی عورت عنبر کو لے کر سلنڈر میں بیٹھ گئی۔ اس نے کسی بٹن کو دبایا اور کیپسول انتہائی تیز رفتاری سے غار میں سے گزرنے لگا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باغی لڑکی سانگی

غار نیچے کو جا رہا تھا۔
سلنڈر کسی راکٹ کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ غار میں نیچے کی طرف اُتر رہا تھا۔ پھر ایک گول ہال آگیا۔ کیپسول راکٹ یہاں پہنچ کر اپنے آپ رُک گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ اس کمرے کے بیچ میں ایک شیشے کا سلنڈر سیدھا کھڑا تھا۔ اس میں زرد روشنی ہو رہی تھی۔ ٹیک دار بوڑھی عورت عنبر کو اِس سلنڈر کے پاس لے آئی اور بولی۔

"میرے بیٹے! تمہیں یہاں سے فرار کروانے کے لیے میرے پاس یہی ایک راستہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ جس کے ذریعے تم یہاں سے نکل سکو۔"

عنبر نے سلنڈر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا یہ کوئی راکٹ ہے ماں جی؟"

بوڑھی عورت بولی۔

"نہیں بیٹا۔ یہ راکٹ نہیں ہے۔ یہ ہمارے سائنسدانوں کی ایک خاص ایجاد ہے۔ اس کے ذریعے تم جس سیارے پر چاہو پہنچ سکتے ہو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا تعلق کس نظام شمسی سے ہے؟"

عنبر نے اُسے اپنی زمین کے بارے میں بتایا تو وہ بولی۔

"کیا تم اپنے نظام شمسی کے سیارے کی زمین پہ جانا چاہتے ہو؟"

عنبر نے سوچا کہ کسی دوسرے سیارے پر جانے سے بہتر ہے کہ وہ اپنی زمین پہ ہی واپس چلا جائے۔ کیونکہ نہ جانے دوسرے سیارے پر اسے کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ناگ ماریا اور کیٹی وغیرہ بھی اپنی ہی زمین پہ پہنچ چکے ہوں۔ چنانچہ اس نے بوڑھی عورت سے کہا۔

"ہاں میں اپنی زمین پر واپس جانا چاہتا ہوں۔ مگر وہاں کون سا زمانہ ہوگا؟ میرا مطلب ہے کہ جب میں زمین پہ پہنچوں گا تو وہاں کون سا سن ہوگا؟"

بوڑھی عورت نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ معلوم کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ یہ خطرہ تمہیں خود ہی مول لینا ہوگا۔"
عنبر نے کہا۔
"جب ہم اپنی زمین سے نکلے تھے تو وہاں ۱۹۹۰ کا سن تھا۔"
بوڑھی عورت نے کہا۔
"ہو سکتا ہے کہ اب وہاں ۱۹۹۰ کا ہی سن ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں دو ہزار نوّے کا سن ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خلائی شعاعوں کے ردِّ عمل سے تم ہزاروں سال پہلے کے زمانے کی دنیا میں پہنچ جاؤ۔ اس لیے میرے بیٹے ایک بار پھر سوچ کر بتاؤ کہ کیا واقعی تم اپنی زمین پر ہی جانا پسند کرو گے یا کسی دوسرے سیارے پر جانا چاہو گے۔ ہمارے اِس سلنڈر کے چارٹ میں لاکھوں سیاروں کے نام لکھے ہیں۔ تم جس سیارے کا نام لو یہ سلنڈر تمہیں وہاں پہنچا دے گا۔"

عنبر نے ایک بار پھر سوچا مگر یہی فیصلہ کیا کہ اس کا واپس اپنی زمین پر جانا ہی بہتر رہے گا۔ اس نے

بوڑھی عورت کو آخری بار اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا۔ اس نیک دل عورت نے سلنڈر کے پاس چاندی کے شیلف میں سے ایک چارٹ نکالا۔ اس کے ورق اُلٹ کر اُس نظامِ شمسی کا نقشہ دیکھا جہاں ہماری زمین اپنے سورج کے گرد گھومتی دکھائی گئی تھی۔ عورت نے سلنڈر کے باہر لگی ہوئی سوئی کو ہماری زمین کے زاویے پر گھمایا اور عنبر سے کہا۔

"میرے بیٹے سلنڈر میں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔"
عنبر نے بوڑھی عورت کو جھک کر سلام کیا۔ عورت نے آخری بار اس کا ماتھا چوما اور کہا۔
"خدا تمہاری حفاظت کرے میرے
عنبر سلنڈر میں داخل ہو گیا۔
عورت نے کہا۔
"اپنی جگہ سیدھے کھڑے رہنا بیٹے۔ ذرا سی بھی حرکت نہ کرنا۔ ہلنا بالکل نہیں۔"
عنبر نے آہستہ سے پوچھا۔
"ماں جی! مجھے کتنی دیر بے حس و حرکت ہو کر کھڑا رہنا ہوگا؟"
عورت نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں اپنی زمین پہ پہنچنے میں صرف دس سیکنڈ لگیں گے۔ تم روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی سے سفر کرو گے۔"

"میں سفر کروں گا خلاء میں؟" عنبر نے پریشانی سے پوچھا۔

عورت نے مسکرا کر کہا۔

"تم نہیں۔ بلکہ تمہارے جسم کے الیکٹرون اور پروٹون سفر کریں گے۔"

عنبر سمجھ گیا کہ وہ بیم ڈاؤن ہو رہا ہے۔ اس نے کہا۔

"اوکے ماں جی! میں بالکل تیار ہوں۔"

بوڑھی عورت نے خدا حافظ کہہ کر سلنڈر کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر اس نے شیشے میں سے عنبر کو دیکھا۔ عنبر بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ عورت نے سلنڈر کے باہر لگے ہوئے ایک سرخ بٹن کو دبایا۔ بٹن کے دبتے ہی سلنڈر میں ایک دم سے تیز روشنی چمکی اور دوسرے ہی لمحے عنبر سلنڈر میں سے غائب ہو گیا۔

عنبر کو محسوس ہوا کہ وہ ہوا میں اڑا جا رہا ہے۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ دس سیکنڈ کے

وقفے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کے پیر زمین پر لگ گئے ہیں۔ عنبر نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھول دیں۔ وہ دن کی روشنی میں ایک ایسی جگہ پتھروں میں کھڑا ہے۔ جہاں چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ عنبر نے سب سے پہلے اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ صحیح سلامت تھا۔ جس طرح سیارے کے سلنڈر سے غائب ہوا تھا اسی طرح اپنی زمین پر واپس پہنچ گیا تھا۔

اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ اگر اپنی دنیا میں واپس آ گیا ہے تو یہ کون سا زمانہ ہے اور کون سا ملک ہے۔ اس کے آس پاس اونچے اونچے درخت تھے۔ اچانک فضا میں فائر کا دھماکہ ہوا۔ پھر کچھ آدمیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ فائر کے دھماکے سے عنبر نے اندازہ لگا لیا کہ وہ اٹھارویں یا انیسویں صدی عیسوی کے زمانے میں ہے اور یہ دھماکہ کسی رائفل کی گولی کا تھا۔

وہ اس طرف چلا جس طرف دھماکے کی آواز آئی تھی درختوں کے جھنڈ میں گزرتا وہ ایک پتھر کی اونچی دیوار کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ آدمیوں کی آوازیں اس دیوار کی دوسری جانب سے آ رہی تھیں۔ اس نے کان لگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر ان آوازوں کو سنا۔ کچھ لوگ میکسیکو کی زبان میں
کر رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ملک میکسیکو ہار
گیا ہے۔

عنبر نے دیوار کی اوٹ سے تھوڑا سا سر نکال
کچھ فاصلے پر درختوں کے نیچے کافی کھلی جگہ تھی
دس پندرہ فوجی وردی والے سپاہی رائفلیں لیے
تھے۔ ان کا افسر پستول لگائے کھڑا آرڈر دے رہا تھا
سامنے ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی جس کے گلے میں
بندھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی نے لمبا گاؤن پہن رکھا تھا
کے سیاہ بال اس کی کمر تک لٹک رہے تھے۔ اس کا چہ
خوف کے مارے زرد ہو رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو
رہے تھے۔ وہ میکسیکی زبان میں فوجی افسر سے رحم کی
مانگ رہی تھی۔

میکسیکی فوجی افسر نے اسے گالی دے کر کہا۔

"گنگ آف میکسیکو نے تمہیں زندہ دفن کر دینے کا حکم
دیا ہے۔ کیونکہ تم نے اس کے خلاف بغاوت کی تھی
مرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لو۔ رحم
کی بھیک مانگنے سے کوئی فائدہ نہیں اب"

پھر اس نے سپاہیوں سے کہا کہ وہ جلدی جلد

قبر کھودیں۔

عنبر کو اس لڑکی پر بے حد ترس آیا۔ اور اس نے
اُسے بچانے کا فیصلہ کر لیا۔ اگر وہ اِسی وقت فوجیوں
پر ہلہ بول دیتا ہے تو خطرہ تھا کہ یہ لوگ لڑکی کو شوٹ
کر دیں گے۔ عنبر انتظار کرنے لگا۔ جب قبر تیار ہو گئی تو
چار فوجی ایک طرف درختوں سے لکڑی کا بڑا تابوت اُٹھا
کر لے آئے۔ لڑکی کو زبردستی اِس خالی تابوت میں لٹا کر
اوپر ڈھکن بند کر کے کیل جڑ دیئے گئے۔ تابوت میں سے
لڑکی کی چیخ و پکار کی دبی دبی آوازیں آ رہی تھیں۔

انہوں نے تابوت کو جلدی سے قبر کے اندر اتار کر اوپر
مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ دیکھتے دیکھتے قبر تیار ہو گئی۔
فوجی افسر نے ایک میکسی سپاہی سے کہا۔

"تم آج سارا دن ساری رات یہاں پہرہ دو گے"

یہ آرڈر دے کر فوجی افسر اپنے سپاہیوں کو لے کر
وہاں سے چل دیا۔ جب وہ درختوں میں غائب ہو گئے تو
عنبر دیوار کی اوٹ سے نکل آیا۔ اس سے پہلے کہ تابوت
میں موجود آکسیجن ختم ہو جائے وہ لڑکی کو جتنی جلدی ہو
سکے قبر سے باہر نکال لینا چاہتا تھا۔ عنبر کا لباس چست
پتلون اور چست جیکٹ تھا۔ اس کے پاس خلائی گن بھی نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ مگر وہ خالی ہاتھ بھی اِس سنتری سے نمٹ سکتا تھا۔
عنبر تیزی سے سنتری کے قریب گیا اور میکسیکی زبان میں بولا۔

"میرے دوست! مجھے اِن درختوں میں ایک بڑے پتھر کے نیچے سے سونے کی کچھ اینٹیں پڑی ملی ہیں کیا تم میرے ساتھ چل کر پتھر کو پرے ہٹاؤ گے۔ میں آدھی سونے کی اینٹیں تمہیں دے دوں گا۔"

میکسیکی سنتری لالچ میں آگیا۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر عنبر سے کہنے لگا

"اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو میں تمہیں گولی سے اُڑا دوں گا۔ چلو میرے آگے آگے چلو۔"

عنبر جلدی سے اس کے آگے چل پڑا۔ وہ دیر نہیں لگانا چاہتا تھا۔ اسے خوب معلوم تھا کہ تابوت کے اندر کی آکسیجن نوجوان لڑکی کو زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک زندہ رکھ سکے گی۔ وہ درختوں میں ایک بڑے پتھر کے پاس آکر رُک گیا اور بولا۔

"اس پتھر کے نیچے سونے کی اینٹیں ہیں۔ یہ دیکھو۔ یہاں سے جھانک کر دیکھو۔"

میکسیکی سنتری نے جونہی جھک کر جھانکا۔ عنبر نے اس کی گردن پر ایک بھرپور کراٹے کا ہاتھ مارا۔ یہ ہاتھ نہیں تھا بلکہ ایک بہت بڑا پتھر تھا۔ جو سنتری کی گردن پر زور سے آن گرا تھا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ منہ کے بل گرا اور پھر نہ اُٹھ سکا۔ عنبر اِسے وہیں چھوڑ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے جلدی جلدی ہاتھوں سے قبر کی نرم مٹی کو کھودنا شروع کر دیا۔ عنبر کی پوری طاقت کے سامنے وہ قبر کی ڈھیری کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ اس نے چند سیکنڈوں میں قبر کی مٹی ہٹا دی۔

درمیان میں سے تابوت نکل آیا۔ عنبر نے جلدی سے اس کا ڈھکنا اکھاڑ ڈالا۔ لمبے سیاہ بالوں والی خوب صورت لڑکی اندر بے ہوش پڑی تھی۔ عنبر نے اس کے پیٹ کو دبا دیا کہ اس کے منہ میں تازہ ہوا داخل ہو۔ لڑکی نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں اور حیرت سے عنبر کو تکنے لگی۔ وہ خوف اور کمزوری سے اس قدر نڈھال تھی کہ بول بھی نہیں سکتی تھی۔ عنبر نے اِسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ مت۔ میں تمہارا ہمدرد ہوں۔ دوست ہوں۔ تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ اُٹھو — جلدی سے میرے ساتھ یہاں سے نکل چلو۔"

یہ سن کر کہ اس کی زندگی بچ گئی ہے۔ لڑکی کے اندر ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نئی طاقت پیدا ہوگئی۔ وہ جلدی سے اُٹھ بیٹھی۔ عنبر نے اسے سہارا دے کر قبر سے باہر نکالا۔ لڑکی بڑی بہادر تھی۔ اس نے باہر آتے ہی لمبے لمبے گہرے سانس لیے اور عنبر کی طرف دیکھ کر بولی۔

"تم کون ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ پہلے یہاں سے فرار ہوتے ہیں۔ کیا تم کسی ایسی جگہ جا سکتی ہو جہاں یہ لوگ تمہیں دوبارہ نہ پکڑ سکیں؟"

لڑکی اپنے لمبے سیاہ بالوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے بولی

"اس پہاڑی کے اوپر ہمارے باغی سردار ڈومینکو کا خفیہ غار ہے۔ میں اس کی دوست ہوں۔ ہم سب باغی ہیں اور اس ملک کے ظالم بادشاہ کو تخت سے ہٹا کر غریب عوام کو اس کے ظلم و ستم سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔"

"تمہارا نام کیا ہے عنبر نے چلتے ہوئے پوچھا۔

"سانگی — میرا نام سانگی ہے۔"

نوجوان باغی دوشیزہ سانگی نے عنبر کو ساتھ لیا اور جنگل کے خفیہ راستے سے ہوتی ہوئی پہاڑی غار کی طرف روانہ ہو

گئی۔ عنبر نے راستے میں اسے پوچھا۔

"آج کون سی تاریخ ہے؟"

سانگی نے اسے مہینے کی تاریخ بتائی۔ اب عنبر سن پوچھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ سانگی یہ نہ سوچے کہ اس شخص کو سن بھی معلوم نہیں ہے۔ آدمی تاریخ تو بھول جاتا ہے مگر سن کبھی نہیں بھولتا۔ وہ خاموش ہی رہا۔ باغی لڑکی سانگی کو عنبر نے اسے بچانے کا سارا واقعہ سنا دیا۔ سانگی نے عنبر کی طرف چمکتی ہوئی سیاہ آنکھوں سے دیکھا اور کہا۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ سردار ڈومینکو بھی تمہارا شکریہ ادا کرے گا۔ اگرچہ وہ بڑا اکھڑ مزاج ہے اور کئی سرکاری افسروں اور سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے۔"

پھر وہ عنبر سے پوچھنے لگی۔

"تم کون ہو اور یہ تم نے زرد رنگ کا کیسا چست لباس پہن رکھا ہے۔ ہماری بیسویں صدی یعنی ۱۹۱۸ میں تو اس قسم کا لباس کوئی نہیں پہنتا۔"

عنبر نے کہا۔

"میں ہسپانیہ کا رہنے والا عیسائی سیاح ہوں۔ یہ لباس میں نے خاص طور پہ تیار کروایا تھا۔ تاکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دنیا کا سفر کرنے میں آسانی ہو۔"

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ پہاڑی پر چڑھ کر جھا
درختوں اور دلدلوں اور گھنی لمبی لمبی گھاس میں سے گزر
ایک پہاڑی موڑ پر پہنچے تو درخت پر سے ایک آدمی کود
ان کے سامنے آگیا۔

"سانگی! تم کہاں چلی گئی تھیں۔ سردار ڈومینکو تمہارے
لیے پریشان تھا۔ یہ کون ہے؟"

اور اس آدمی نے سائفل عنبر کی طرف تان دی۔ سانگی
ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"خبردار۔ اسے کچھ نہ کہنا۔ اس نے میری جان
بچائی ہے۔ یہ ہمارا ہمدرد ہے۔"

وہ پہرے دار اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اس نے
دے دیا۔ عنبر سانگی کے ساتھ ساتھ چلتا اس غار کے دہا
پر پہنچا جہاں چار باغی سپاہی یا باغی ڈاکو رائفلیں اٹھائے پہ
دے رہے تھے۔ سانگی کو دیکھتے ہی وہ خوشی سے چلا
"سردار ڈومینکو —— سانگی واپس آگئی ہے۔
اری سانگی۔ تم کہاں غائب ہوگئی تھیں؟"

اتنے میں غار کے اندر سے ایک لمبا تڑنگا مضبو
جسم اور چوڑے شانوں والا جوان باہر نکلا جس کے بد

پر چمڑے کی جیکٹ تھی۔ کاندھے سے کارتوسوں کی پیٹی
لٹک رہی تھی۔ ہاتھ میں دو نالی بندوق تھی۔ سیاہ گھنگھریالے
بال سر کے ساتھ چپٹے ہوئے تھے اور گال پر زخم کا لمبا
نشان تھا۔ اس نے پہلے سانگی کو دیکھا۔ پھر بندوق کا رخ
عنبر کی طرف کیا اور کرخت آواز میں بولا۔

"یہ کون ہے؟"

سانگی نے مسکرا کر کہا۔

"سردار ڈومینکو! غار میں چلو تمہیں سب کچھ بتاتی
ہوں۔ یہ ہمارا دوست ہے۔ اس نے میری
جان بچائی ہے۔"

غار میں آکر سردار ڈومینکو نے اسی کرخت لہجے میں
سانگی کو حکم دیا کہ وہ بیان کرے کہ کہاں چلی گئی تھی۔ سانگی
نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی بیان کر دی۔
کہ وہ جنگل میں لکڑیاں جمع کرنے جا رہی تھی کہ سرکاری
فوجیوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے پہچان بھی لیا۔

"وہ میرا منہ بند کر کے مجھے نیچے وادی کے
ایک غار میں لے گئے انہوں نے مجھ پر بڑا تشدد
کیا کہ میں کسی طرح انہیں اپنے خفیہ غار کا سراغ
بتا دوں مگر میں نے زبان بند رکھی۔ جب سرکاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی عاجز آ گئے تو انہوں نے مجھے ایک تابوت میں زندہ بند کر کے قبر میں دفن کر دیا۔ میں مر گئی ہوتی اگر یہ نوجوان دیوار کی اوٹ سے یہ منظر نہ دیکھ رہا ہوتا۔ جب فوجی چلے گئے اور صرف ایک سنتری پہرہ دیتا رہ گیا تو اس نے اسے ہلاک کر کے مجھے قبر سے باہر نکال لیا اور اب میں زندہ تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔"

باغی سردار ڈومینکو نے بندوق کی نال عنبر کے سر کی طرف کر دی اور گرجا۔

"یہ سرکاری فوجوں کی چال بھی ہو سکتی ہے۔ یہ آدمی سرکاری جاسوس ہے اور تمہیں قبر سے نکال کر ہمارے خفیہ ٹھکانے کا پتہ لگانے آیا ہے۔"

باغی سردار ایک ذہین باغی تھا۔ اس نے ٹھیک سوچا تھا۔ ایسا ہو سکتا تھا۔ لیکن عنبر ایسا نہیں تھا۔ عنبر سرکاری جاسوس نہیں تھا۔ یہی بات عنبر نے سردار ڈومینکو کے آگے دہرائی۔ مگر اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس کو غار کی کوٹھری میں بند کر دو۔ خبردار

یہ اس غار سے ہرگز باہر قدم نہ رکھنے پائے۔"

باغی سردار ڈومینکو نے جو کچھ کیا تھا بالکل ٹھیک کیا تھا۔ اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس کی جگہ یہ کام کوئی سرکاری جاسوس بھی کر سکتا تھا۔ عنبر کے بارے میں اگرچہ سانگی نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ ایک ہسپانوی سیاح ہے مگر اس نے عنبر پہ یقین نہیں کیا تھا۔

عنبر کو غار کے اندر پیچھے بنی ہوئی ایک کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا۔ اس کے ہاتھ وغیرہ نہیں باندھے گئے تھے۔ اسے کھانے پینے کو بھی دیا گیا تھا۔ بس نظر بند کر دیا گیا تھا کہ اگر وہ سرکاری جاسوس ہے تو وہ وہاں سے باہر جا کر حکومت کو باغیوں کے خفیہ اڈے کا پتہ نہ بتا سکے۔ کوئی ایک گھنٹے بعد باغی دوشیزہ سانگی اس کے پاس آئی۔ کہنے لگی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اس نے کہا کہ میرا نام عنبر ہے۔ وہ بولی۔

"عنبر! مجھے افسوس ہے کہ سردار نے تمہیں یہاں نظر بند کیا۔ لیکن تم خود محسوس کرتے ہو گے کہ اسے تم پر شک کرنا ہی چاہیئے تھا۔ ہاں جب تم نے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کر دیا تو تمہاری نظربندی

ختم کر دی جائے گی۔"
عنبر نے کہا۔
"میں اپنی بے گناہی کیسے ثابت کر سکتا ہوں؟ میں
تو اس کوٹھری میں بند ہوں۔"
سانگی کچھ سوچ کر بولی:
"اس کے بارے میں سوچوں گی۔ اس وقت تم خاموش
ہی رہو۔ بہر حال میں تمہارا یہاں ہر طرح سے خیال رکھوں
گی۔ تم نے میری زندگی بچائی ہے۔ مجھ پر تمہارا
یہ بہت بڑا احسان ہے۔"
یہ کہہ کر سانگی چلی گئی۔
سارا دن عنبر کوٹھڑی میں بند رہتا۔ شام کو دو باغی
جنہوں نے رائفلیں تان رکھی ہوتی تھیں اس کے ہاتھوں میں
رسّی باندھ کر باہر ٹہلوانے کے لیے لے جاتے اور دوبارا
کوٹھری میں لاکر بند کر دیتے۔ وہ بھی اپنی طرف سے کوئی مذا
پیش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ عنبر کو دنیا میں آکر کسی نہ کسی
جگہ تو رہنا ہی تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ۱۹۱۸ عیسوی کا
زمانہ ہے۔ گویا ہماری دنیا ایک بار ایٹمی جنگ ہونے کے
بعد واپس ۱۹۱۸ عیسوی کے زمانے میں چلی گئی تھی۔ اور
پھر وہی زمانہ شروع ہو گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ یہ ۱۹۱۸ عیسوی
کا زمانہ ایک بار گزر جانے کے بعد دوبارہ کیسے شروع ہو گیا؟
عنبر کو کوٹھڑی میں نظر بند ہوئے تین دن گزر گئے۔
چوتھے روز اُس نے محسوس کیا کہ غار میں ہر کوئی باغی
جوان گھبرایا گھبرایا سا پھر رہا ہے۔ وہ سخت پریشانی کے
عالم میں کبھی غار میں آتے تھے اور کبھی باہر نکل جاتے تھے۔
اتنے میں باغی لڑکی سانگی غار میں آئی۔ وہ بھی پریشان تھی۔
یہ سب لوگ غار میں سے اسلحہ کی پیٹیاں نکال نکال کر باہر لے
جا رہے تھے۔ سانگی عنبر کی کوٹھڑی کے سامنے سے گزری
تو اس نے سلاخوں کے قریب آکر کہا۔
"خیمہ ٹھکانہ بدلا جا رہا ہے سانگی! کیا کسی نے مخبری
کر دی ہے؟ اب تو تمہارے سردار ڈومینکو کو یقین
آجانا چاہیئے کہ میں پولیس کا آدمی نہیں ہوں۔"
سانگی نے بڑی اداس آواز میں کہا۔
"ایسی بات نہیں ہے عنبر! بات اصل میں یہ ہے
کہ ہمارا سردار ڈومینکو پکڑا لیا گیا ہے۔"
عنبر دھک سے رہ گیا۔
"سردار ڈومینکو پکڑا گیا ہے؟ مگر۔۔۔ کیسے؟"
سانگی نے بتایا کہ رات کے پچھلے پہر بہادر باغی سردار ڈومینکو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہ میکسیکو کو قتل کرنے کے ارادہ سے اپنے ایک ساتھی
ہمراہ بھیس بدل کر بادشاہ کے محل میں گھس گیا مگر بد
سے اِسے پہچان لیا گیا۔ فوجی اِس پر ٹوٹ پڑے۔
ساتھی زخمی ہو گیا مگر جان بچا کر بھاگ آیا۔

"ہم یہ جگہ بدل رہے ہیں۔ وہ سردار کو پھانسی پر
چڑھا دیں گے"

عنبر نے پوچھا۔

"کیا وہ اِسے بہت جلد مار ڈالیں گے؟"

ساتگی نے آہ بھر کر کہا۔

"شاید اس میں کچھ وقت لگے۔ ہو سکتا ہے وہ
دو ایک دن سردار ڈومینکو سے ہمارے متعلق پوچھ
گچھ کریں۔ سردار مر جائے گا مگر ہمارا پتہ نہیں بتائے
گا۔ پھر بھی ہمیں یہ ٹھکانہ بدلنا ہی ہو گا"

عنبر نے ساتگی سے کہا۔

"ساتگی! کیا تم مجھ پر بھروسہ کرتی؟ میرا مطلب تمہیں
یقین ہے نا کہ میں سرکاری آدمی نہیں ہوں بلکہ تمہارا
ہمدرد ہوں؟"

ساتگی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر نے بے تابی سے کہا۔

"ساتگی! یقین کرو کہ میں تمہارے سردار ڈومینکو کو
سرکاری فوجوں کی قید سے نکال کر لا سکتا ہوں"

وہ حیرانی سے اُس کا منہ تکنے لگی۔ کیونکہ یہ کوئی آسان کام
نہیں تھا۔ ڈومینکو ایک باغی تھا۔ وہ میکسکو گورنمنٹ کی اسلحہ سے
لیس فوج کے قبضے میں تھا۔ پھر بھلا کسی انسان کے لیے یہ کیسے
ممکن تھا کہ وہ اکیلا شاہی محل کی چھاؤنی میں گھس کر باغی لیڈر
کو چھڑا کر لے آئے۔ وہ بولی۔

"تم شاید مجھ سے مذاق کر رہے ہو"

عنبر نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"ساتگی میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں جو کچھ کہہ رہا
ہوں اس میں ذرا سا بھی جھوٹ نہیں ہے۔ تم
مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے دو میں
تمہارے بہادر لیڈر ڈومینکو کو شاہی فوجوں کی
حراست سے نکال کر لے آؤں گا"

ساتگی کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ چنانچہ فیصلہ کن
انداز میں کہنے لگی۔

"مجھے افسوس ہے عنبر۔ میں تمہیں یہاں سے جانے
کی اجازت نہیں دے سکتی"

یہ کہہ کر وہ دوسرے باغی جوانوں کے ساتھ اسلحہ کی
پیٹی اٹھائے غار سے باہر نکل گئی۔ کوٹھڑی کے باہر جو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باغی جوان پہرہ دیتا تھا وہ بھی دوسرے جوانوں کے ساتھ مل کر گولہ بارود کے بکسے باہر نکال رہا تھا۔ دوبارا باغی لڑکی عنبر کے قریب سے گزری تو اس نے غصے سے عنبر کی طرف دیکھا اور ڈانٹ کر بولی۔

"یہ تم پوچھنے والے کون ہو؟ اپنی زبان بند رکھو، ہم پریشان ہیں۔"

عنبر نے طے کر لیا کہ اُسے وہاں سے فرار ہونے کے لیے دوسری ترکیب استعمال کرنی ہوگی۔ یہ لوگ غریبوں کے ہمدرد تھے۔ مزدوروں اور غریب مظلوم کسانوں کی آزادی کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔ کیونکہ سرکاری فوجیں اِن غریبوں کو لوٹ کھسوٹ رہی تھیں۔ جب کسانوں کی فصل تیار ہو جاتی تو یہ سرکاری فوجی گھوڑے دوڑاتے آتے اور ان کی ساری فصل اٹھا کر لے جاتے اور کسانوں کو صرف اتنا ہی دیتے کہ جس سے وہ بڑی مشکل سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بھر سکتے تھے۔ باغی لیڈر ڈومینکو ایک بہادر، جانباز اور مخلص لیڈر تھا۔ اس نے اپنے وطن میکسیکو کو بادشاہ کے ظلم سے نجات دلانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی۔

اب وہ شاہی فوج کی قید میں تھا اور یقیناً اسے دو ایک روز میں تھوڑی بہت پوچھ گچھ کے بعد پھانسی پر لٹکا دیا جانے

تھا۔ عنبر کو ڈومینکو اور اس کے جانباز سرفروش باغیوں سے دلی ہمدردی تھی اور وہ اس کی ہر حالت میں جان بچانا چاہتا تھا۔

رات ہوئی تو غار کے باہر اور اندر باغی جوانوں کی آوازیں سنائی نہ دیں۔ حالانکہ ہر روز رات کو اِن کے گانے بجانے اور ایک دوسرے کو مذاق کرنے کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ صرف کوٹھڑی کے باہر پہرے دار رائفل لیے موجود تھا۔ عنبر نے اس سے پوچھا کہ یہ سب لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔ اس نے دو تین بار پوچھنے کے بعد غصے میں صرف اتنا ہی بتایا کہ سب لوگ نئے ٹھکانے پر چلے گئے ہیں۔ کل تمہیں بھی وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ عنبر کے لیے یہ بڑا سنہری موقع تھا۔

اگرچہ پہرے دار جوان کے پاس رائفل تھی مگر اس کی گولی عنبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ جب رات ذرا گہری ہوگئی اور عنبر نے دیکھا کہ پہرے دار دیوار کے ساتھ سٹول پر بیٹھا اونگھنے لگا ہے تو اس نے سلاخوں میں سے ہاتھ باہر نکال کر زنجیر کے ساتھ لگے تالے کو اپنی مٹھی میں لے لیا اور پھر دوسرے ہاتھ سے اسے زور سے ایک طرف جھٹکا دیا۔ تالا کھل گیا لیکن اس کے ساتھ ہی پہرے دار جوان کی آنکھ بھی کھل گئی۔ اس نے لالٹین کی روشنی میں عنبر کو تالے کی زنجیر کھولتے دیکھا تو رائفل اس کی طرف تان کر فائر کر دیا۔ گولی عنبر کے کاندھے

کے اوپر والے حصّے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی. مگر پہرے دار اس کو نہ دیکھ سکا. وہ دوسرا فائر جھونکنے ہی والا تھا کہ عنبر نے باہر نکل کر اِسے قابو میں کر لیا.

چند لمحوں کے بعد وہ زمین پر بے ہوش پڑا تھا اور عنبر غار سے باہر کھڑا دائیں بائیں دیکھ رہا تھا کہ کہیں گروہ کا کوئی دوسرا آدمی تو وہاں نہیں ہے؟

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پُراسرار پادری

غار کے باہر اندھیری رات کا سناٹا تھا.

معلوم ہوا کہ باقی سارے باغی کسی دوسرے خفیہ ٹھکانے میں جا چکے ہیں. یہ عنبر کے لیے اچھی بات تھی. اس کا راستہ صاف تھا. باہر درخت کے نیچے اِس پہرے دار کا گھوڑا کھڑا تھا جس کو اس نے بے ہوش کر دیا تھا. وہ گھوڑے پر بیٹھا اور اُسے قدم قدم چلاتا وادی سے نکلنے لگا گھوڑے کو شاید سارے راستے کا پتہ تھا. کھُلی جگہ پہ آتے ہی وہ اپنے آپ دُلکی چال چلنے لگا اور وہ اُسے پہاڑی کے خفیہ راستے سے نکال کر نیچے وادی میں لے آیا. ہر طرف گھپ اندھیرا اور موت ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی. لیکن عنبر کو اس اندھیرے میں نظر آ رہا تھا آگے ایک کھلا میدان آ گیا جس کے درمیان میں سے ایک کچی سڑک دُور تک چلی گئی تھی.

عنبر کو یقین تھا کہ یہی سڑک شہر کو جاتی ہے. اس نے اس سڑک پہ گھوڑا ڈال دیا. راستے میں عنبر کو سامنے کی طرف سے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک گھوڑا گاڑی آتی ملی جس میں کچھ فوجی سوار تھے۔ ان کے ساتھ پھولے ہوئے فراک والی دو خواتین بھی تھیں۔ گھوڑا گاڑی تیزی سے قریب سے گزر گئی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ عنبر شہر ہی کی طرف جا رہا ہے۔

کچھ دیر بعد دُور میدان میں روشنیاں نظر آنے لگیں۔ یہ میکسیکو کے دارالحکومت میکسیکو سٹی کی عمارتوں کی روشنیاں تھیں۔ اِس زمانے میں بھی یہاں عمارتوں میں کافی روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ ان کی ایک جانب جو شاید شہر کی فصیل تھی چار میناروں والی ایک عمارت کافی بلند تھی۔ اِن چاروں میناروں پر روشنی ہو رہی تھی۔ ضرور یہی شاہی محل تھا۔ عنبر کی سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ وہ شاہی محل کی فوجی چھاؤنی میں کس طرح داخل ہوگا۔ سانگی نے اسے باغی لیڈر ڈومینگو کے بھاگ کر آئے ہوئے ساتھی کے حوالے سے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ باغی لیڈر کو شاہی محل کی فوجی چھاؤنی میں کسی تہہ خانے میں قید رکھا ہوا ہے۔

پو پھٹ رہی تھی کہ عنبر کا گھوڑا شہر میں داخل ہو گیا۔

1918 عیسوی کا زمانہ تھا۔ موٹر کاریں ابھی اتنی عام نہیں ہوئی تھیں۔ ابھی تک اُسے کوئی پرانی وضع کی موٹر کار بھی نظر نہیں آئی تھی۔ شہر کی سڑکوں پر بھی گیس کے لیمپ

شہر کے چاروں طرف ایک وسیع باغ تھا جس میں درخت بکثرت خوش کھڑے تھے۔ اس باغ میں داخل ہو کر عنبر نے گھوڑے کو ایک پتھر کے بُت کے پاس باندھ دیا اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب دن نکل آیا اور سورج کی روشنی شہر کی عمارتوں اور مکانوں اور دو ایک کارخانوں کی اونچی چمنیوں پر پڑنے لگی تو عنبر باغ سے نکل کر اس دروازے میں سے شہر کے اندر داخل ہو گیا۔ جس کے عقب میں دیوار کے پہلو میں شاہی محل کے مینارے اب اُسے بالکل صاف دکھائی دے رہے۔ محل کا رنگ بالکل سفید تھا اور پہلی منزل تک پام اور کھجور کے درختوں کے جھنڈ کہیں کہیں نظر آ رہے تھے۔ محل کی چھت پر سرکاری جھنڈا صبح کی ہوا میں لہرا رہا تھا۔

عنبر نے بازار میں ایک چائے خانہ کھلا دیکھا تو اس میں داخل ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ شاہی محل کی چھاؤنی میں شہر ہی سے کھانے پینے کی چیزوں کی سپلائی جاتی ہے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ سپلائی جس دکان سے جاتی ہے وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہاں ہے۔ اس کا پروگرام اِن چیزوں کے ساتھ کسی گاڑی
میں بیٹھ کر قلعے میں داخل ہونے کا تھا۔

چائے خانے میں کچھ لوگ بیٹھے چائے قہوہ وغیرہ پی
تھے۔ عنبر جس میز کے قریب جاکر بیٹھا وہاں دو میکسیکی آدمی
بڑے بڑے ہیٹ سر پر جمائے سر جھکائے بیٹھے آپس میں
باتیں کر رہے تھے۔ اگرچہ وہ دھیمی آواز میں بول رہے تھے
لیکن عنبر تک اِن کی آواز بخوبی پہنچ رہی تھی۔ ایک کہہ رہا تھا

"یہاں انقلاب آکر رہے گا۔ شاہی فوجیں انقلاب
کا راستہ نہیں روک سکتیں۔"

دوسرے نے آہ بھری اور بولا۔

"لیکن ہمارا لیڈر تو پھانسی چڑھ رہا ہے۔"

پہلا کہنے لگا۔

"ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ لیڈر مرجاتے ہیں مگر
ان کی قربانی ضائع نہیں جاتی۔"

عنبر چونکا۔ یہ لوگ یقیناً باغی لیڈر ڈومینکو کی باتیں کر رہے
تھے۔ تو کیا اِسے پھانسی دی جا رہی ہے؟ عنبر نے اِن لوگوں کی
طرف متوجہ ہوکر پوچھا۔

"میرے دوستو! میں انقلابی مزدور ہوں۔ میں
آج ہی اس شہر میں داخل ہوا ہوں۔ کیا ہمارے لیڈر

ڈومینکو کو پھانسی چڑھایا جا رہا ہے؟"

میکسیکی نے تھوک کر نفرت سے کہا۔

"وہ ہم سب کو باری باری مار ڈالیں۔ مگر انقلاب
آکر رہے گا۔"

ان کی زبانی معلوم ہوا کہ ڈومینکو کو شاہی چھاؤنی میں آج
آدھی رات کو پھانسی دی جا رہی ہے۔ اگرچہ اس بات کو
راز میں رکھا گیا تھا۔ مگر شاہی قلعے اور چھاؤنی میں بھی انقلابیوں
کے ہمدرد موجود تھے۔ انہوں نے اِس خبر کو شہر میں پہنچا دیا
تھا۔ لوگ مجبور و بے بس تھے۔ وہ صرف اپنی زبان میں چہ میگوئیاں
ہی کر سکتے تھے۔ وہ قلعے اور شاہی محل پر حملہ کر کے اپنے
پسندیدہ لیڈر کو موت کے پھندے سے نہیں چھڑا سکتے تھے۔

عنبر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے۔
کیونکہ اس کے پاس بہت کم وقت رہ گیا تھا۔ وہ اِن دو نوں میکسیکی
آدمیوں سے پوچھنے لگا کہ پھانسی کون دے گا؟ کہاں دی جائے
گی وغیرہ وغیرہ ـــــ ایک میکسیکی نے نفرت سے کہا۔

"اِس سے کیا ہوتا ہے کہ کہاں دی جائے گی
پھانسی؟ وہ لوگ ہمارے لیڈر کو مار رہے ہیں۔
آج رات پادری اس کے گناہوں کا اعتراف سنے جائیگا
اور پھر اس کو پھانسی پر کھینچ دیا جائے گا۔ میرا بس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہلے تو میں محل کو آگ لگا دوں"
دوسرا میکسیکی ٹھنڈی آہ بھر کر بولا۔
"ہم میں اتفاق نہیں ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے شاہی
فوج ایک ایک کر کے ہم سب کو ختم کر دے گی"
اچانک عنبر کے ذہن میں ایک ترکیب بجلی کی طرح چمک اٹھی۔
اُس نے پوچھا کہ پادری کس گرجے سے کس وقت باغی
لیڈر کے پاس جائے گا؟ ان کی زبانی پتہ چلا کہ شاہی محل کی دیوار
سے تھوڑی دور سینٹ میریانہ کا ایک پرانا کیتھولک گرجا ہے۔
اسی گرجے کا بڑا پادری پھانسی والوں کو آخری وقت بائبل
پڑھ کر سنانے جایا کرتا ہے۔ آج رات بھی یہی پادری باغی لیڈر
ڈومینکو کو مرنے سے پہلے بائبل پڑھ کر سنانے جا رہا تھا۔
عنبر کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی تھی۔
وہ وہاں سے سیدھا سینٹ میریانہ کے گرجا گھر کی طرف
چل پڑا۔ یہ گرجا بڑا خوب صورت بنا ہوا تھا۔ چونکہ اتوار
کا دن نہیں تھا۔ اس لیے وہاں عبادت کرنے والے موجود
نہیں تھے۔ عنبر گرجا گھر کے ہال کمرے میں جا کر عبادت گاہ
کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ ہاتھ جوڑ کر عبادت کرنے لگا۔ مگر چوری
چوری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔
کچھ دیر بعد ایک دُبلا پتلا سا پادری آ گیا اور پوچھنے
لگا کہ تم کون ہو۔ اس سے پہلے میں نے
"تم مجھے مسافر لگتے ہو۔ تم مجھے گرجا گھر میں کبھی نہیں دیکھا"
تب اس گرجا گھر میں کبھی نہیں دیکھا۔
عنبر نے بڑی عقیدت اور عاجزی سے کہا۔
"مقدس باپ میں پردیسی ہوں۔ سپین کا ایک غریب
سیاح ہوں۔ اس ملک کی سیر کو آیا ہوں"
پادری نے عنبر کو دعا دی اور دوسری طرف چلا گیا۔
عنبر نے پادری کی کوٹھڑی دیکھ لی تھی۔ چنانچہ وقت
کاٹنے کے لیے گرجا سا چلا آیا اور شہر کی سڑکوں پر پھرتا رہا۔
جب رات ہو گئی اور عمارتوں کی روشنیاں جل اٹھیں تو عنبر
دوبارہ گرجے میں آ گیا۔ عبادت گاہ پر موم بتیاں روشن
تھیں۔ پادری شام کی عبادت کروا رہا تھا۔ کچھ لوگ ہال کمرے
میں خاموش بیٹھے عبادت میں مصروف تھے۔ عنبر بھی ان
کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔
آدھا گھنٹہ عبادت ہوتی رہی۔ عبادت ختم ہوئی تو لوگ
باہر نکلنے لگے۔ عنبر وہیں بیٹھا رہا۔ جب ہال خالی ہو گیا تو
پادری بھی اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ عنبر کچھ وقت ڈال کر اس
کی کوٹھڑی کی طرف چلا۔ دروازے پر دستک دی تو اندر سے
پادری کی آواز آئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اندر آجاؤ بیٹا۔ دروازہ کھلا ہے"

عنبر اندر داخل ہوگیا۔ پادری کرسی پہ بیٹھا میز پر رکھے ایک کلاک کو ٹھیک کر رہا تھا۔ عنبر کو دیکھ کر بولا۔

"تم چائے پیو گے؟"

عنبر نے کہا۔

"جی ہاں۔ شکریہ"

عنبر زیادہ سے زیادہ وقت اِس کے پاس گزارنا چاہتا تھا باتوں ہی باتوں میں عنبر نے اس سے پوچھا کہ وہ آج رات کسی پھانسی پانے والے کو بائبل کی آیات سناتے جا رہا ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں —— یہ بڑی دردناک بات ہے مگر کیا کروں۔ مرنے والے کی روح کو سکون پہنچانے کے لیے یہ فرض ادا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اِس نے یہ بھی بتایا کہ رات ایک بجے فوجی گاڑی اسے لینے آئے گی۔ عنبر سب کچھ سنتا رہا اور دماغ میں اسکیم بھی تیار کرتا چلا گیا۔

رات کے کوئی دس بجے وہ پادری سے اجازت لے کر وہاں سے اُٹھ آیا۔ بارہ بجے رات تک وہ گرجے کی پچھلی دیوار کی جھاڑیوں میں سے نکل کر پادری کی کوٹھری کی طرف بڑھا۔ پادری کی کوٹھری بند تھی۔ اندر موم بتی روشن تھی۔ پادری شاید جاگ رہا تھا اس نے پوچھا۔

"کیا فوجی گاڑی آگئی ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"جی ہاں ——"

پادری کے قدموں کی آواز آئی۔ عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ پادری نے دروازہ کھول کر باہر جھانک کر دیکھا۔ عنبر نے پادری کے سر کی پچھلی طرف ہتھیلی کی ضرب لگائی۔ یہ ضرب اس نے اتنی زور سے نہیں لگائی تھی۔ بس اتنی ہی طاقت خرچ کی تھی کہ پادری بے ہوش ہو جائے۔ پادری چوٹ لگتے ہی آگے کو گرا اور بے ہوش ہوگیا۔

عنبر کو اِس کا سخت افسوس ہوا کہ اس نے ایک نیک اور شریف پادری کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ مگر وہ مجبور تھا۔ اگر اِسے بے ہوش نہ کرتا تو وہ اِس باغی لیڈر کو بادشاہ کی طرف سے دی جانے والی موت کی سزا سے نہیں بچا سکتا تھا جو غریب مزدوروں کسانوں اور دُکھی لوگوں کا ہمدرد تھا اور غریب لوگوں کی خوشحالی کے لیے اپنی جان قربان کرنے والا تھا۔ لاکھوں کروڑوں غریبوں کی مدد کرنے والے انسان کی جان بچانے کے لیے پادری صاحب کو اتنی تکلیف دینا بہت ضروری ہوگیا تھا۔

پادری کو اُٹھا کر عنبر جلدی سے کوٹھری میں لے گیا سب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹارزن

جِمّی بندر اور ھیرا ہاتھی کے معرکے

• ٹارزن اور آدم خور شیلاکو	مقصود ایاز	قیمت -/۶
• ٹارزن اور سیاہ سایہ	〃	〃
• ٹارزن اور بلیک ڈیول	〃	〃
• ٹارزن جادُو نگری میں	〃	〃
• ٹارزن اور بھُوت شہزادی	〃	〃
• ٹارزن اور موت کا سفر	〃	〃
• ٹارزن اور موت کے ھرکارے	〃	〃
• ٹارزن اور رُوحوں کا شہر	〃	〃
• جہنّم کی مخلوق اور ٹارزن	〃	〃
• جادُو کا مجسّمہ اور ٹارزن	〃	〃
• قبر کا جِن اور ٹارزن	〃	〃
• ٹارزن پنجرے میں	〃	〃
• ٹارزن اور کُبڑی بلا	〃	
• ٹارزن اور بن مانس قوم	〃	
• ٹارزن اور اپریشن اقرابوس	〃	
• ٹارزن اور خُونی بھیڑیا	〃	
• ٹارزن اور شیطان کے چیلے	〃	
• مہاناگ دیوتا اور ٹارزن	〃	

نیا مکتبہ اقرأ - ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

سے پہلا کام یہ کیا کہ اس کے کپڑے خود پہن لیے۔ پھر اس کے ہاتھ پیچھے باندھے۔ اس کے منہ پر کپڑا باندھا۔ اسے چارپائی پر ڈال دیا۔ کونے میں اس کا لمبا سیاہ لبادہ لٹکا ہوا تھا۔ عنبر نے اِسے پہن کر سر کے اوپر کالا ھڈ بھی آگے کو کر لیا۔ اب اندھیرے میں عنبر کی شکل پوری دکھائی نہیں دیتی تھی۔ کمر کے گرد پٹکا باندھ کر اس نے سنہری صلیب والی صلیب لٹکا لی اور ہاتھ میں بائبل پکڑ کر کوٹھڑی میں کوئی ہتھیار تلاش کرنے لگا۔

پادری کی کوٹھڑی میں اُسے کسی قسم کا کوئی ہتھیار، کوئی چاقو بھی نہ مل سکا۔ وہ خاموشی سے بیٹھ کر فوجی گاڑی کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ کوٹھڑی میں ایک گھڑی دیوار سے لگی تھی۔ اس گھڑی نے جب رات کا ایک بجایا تو عنبر کو گرجا گھر کے ہال کمرے میں کچھ فوجی بوٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ فوجی قدموں کی بھاری بھرکم آواز کوٹھڑی کے باہر آ کر رُک گئی۔

کسی نے فوجی لہجے میں پکار کر کہا۔

"مقدّس باپ — اگر آپ تیار ہیں تو چلیے۔ ہم آپ کو لینے آئے ہیں۔"

عنبر نے بے ہوش اور اصلی پادری کے اوپر چادر ڈال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دی تھی۔ آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر آیا۔ کوٹھڑی کا دروازہ فوراً بند کر کے تالا لگایا اور سینے پر صلیب کا نشان بنا کر اپنے سر کے ٹُنڈ یعنی کالے کپڑے کی ٹوپی کو آگے کرتے ہوئے بولا۔

"مقدس باپ سب کی حفاظت کرے۔ چلو میرے بچو۔ میں تیار ہوں"

یہ دو میکسیکی فوج کے سپاہی تھے اور گرجا میں داخل ہونے سے پہلے اپنے ہتھیار باہر گاڑی میں ہی چھوڑ آئے تھے۔ انہوں نے پادری کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ عنبر ہی کو اصلی پادری سمجھ کر ساتھ لیے باہر آ گئے۔

گرجا گھر کے صحن میں دو گھوڑوں والی ایک بند گاڑی کھڑی تھی۔ گاڑی کی اونچی گدی پر ایک میکسیکی سپاہی رائفل لگائے گھوڑوں کی باگیں تھامے تیار بیٹھا تھا۔ گاڑی کے پہیوں کے اوپر تیل کے لیمپ روشن تھے۔

عنبر کو بڑے ادب اور عقیدت سے گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ وہ کھڑکی کے دانوں والی تسبیح پھیر رہا تھا۔ عنبر کی جیب میں بائبل تھی اور کمر کے ساتھ صلیب لٹک رہی تھی۔

گاڑی کھڑکھڑاتی شور مچاتی آدھی رات کی تاریکی اور سناٹے میں شاہی محل کی چھاؤنی کی طرف دوڑنے لگی۔ کچی سڑکوں

اور اونچے نیچے راستوں سے گزر کر گاڑی ایک ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی جس کا فرش پتھروں کا تھا۔ یہاں گاڑی کھڑی ہو گئی۔

چار سپاہیوں نے دروازہ کھول دیا۔ عنبر اُترا تو وہ بڑے ادب سے اُسے ایک دروازے کی طرف لے گئے۔ یہاں بھی ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ یہ جیل کے چیف وارڈن کا دفتر تھا۔ پادری کے آنے کا سُن کر وہ جلدی سے دفتر سے باہر نکل آیا۔ اس نے وارڈن کی وردی پہن رکھی تھی۔ سر پہ چوڑا ہیٹ تھا اور کمر کے ساتھ پستول لگا تھا۔ اس نے عنبر کو بڑے ادب سے سلام کیا اور پھر اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر بولا۔

"فادر۔ براہِ مہربانی میرے ساتھ چلیں"

عنبر کو ساتھ لے کر وہ کئی ایک برآمدوں میں سے گزر کر ایک کھلی جگہ پر آ گیا۔ یہاں چاروں طرف اونچی دیوار تھی۔ آگے ایک لوہے کا زینہ نیچے جاتا تھا۔ عنبر نے اس جگہ کو اچھی طرح سے اپنے ذہن میں بیٹھا لیا کیونکہ اسی جگہ سے اسے باغی لیڈر ڈومیکو کو نکال کر لے جانا تھا۔ اس نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی کہ یہاں جگہ جگہ فوج کے جوان اندھیرے کونوں میں رائفلیں لیے پہرہ دے رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔

نیچے تہہ خانے میں چیف وارڈن کو دیکھتے ہی پہریدار سنتری نے لوہے کا دروازہ کھول دیا۔ چیف وارڈن بولا۔

"فادر! باغی لیڈر بڑا خطرناک آدمی ہے۔ ہم آپ کو اتنی اجازت نہیں دے سکتے کہ آپ اس کی کوٹھڑی میں جا کر اس کو دعا پڑھائیں۔ آپ باہر کھڑے رہ کر یہ فرض ادا کریں گے۔"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہوگا۔ خداوند اس کی روح کو معاف کرے۔"

چیف وارڈن تہہ خانے کے برآمدے کا موڑ گھوما سامنے کونے میں ایک کوٹھڑی عنبر کو نظر آئی جس کا سلاخوں والا دروازہ تھا۔ عنبر پادری کے لباس میں آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ باغی لیڈر ڈومینکو کوٹھڑی میں کمبل پر خاموش بیٹھا تھا۔ ایک لالٹین اس کے قریب جل رہی تھی جس کی بتی کافی نیچی تھی۔

عنبر نے دیکھا کہ یہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ رائفل والا سنتری صرف تہہ خانے کے موڑ پر ہی تھا۔ سلاخوں کے پاس جا کر چیف وارڈن نے کرخت آواز میں ڈومینکو سے کہا۔

"اٹھو۔ تیار ہو جاؤ مرنے کے لیے۔ پادری صاحب تمہارے گناہ بخشوانے آئے ہیں۔"

باغی لیڈر نے آہستہ سے اپنا چہرہ اٹھا کر کہا۔

"مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ چلے جاؤ۔"

عنبر نے آہستہ سے بڑی نرم آواز میں کہا۔

"بیٹا! یہ تمہارا آخری وقت ہے۔ خداوند سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ تاکہ تمہاری روح سیدھی بہشت میں جائے۔"

ڈومینکو نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر اب ایکشن کے لیے بالکل تیار تھا۔ کیونکہ یہی موقع تھا۔ اس کے بعد اسے کوئی موقع نہیں مل سکتا تھا۔ چیف وارڈن اس کے بالکل قریب کھڑا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وارڈن ذرا آگے کو ہو جائے۔ چنانچہ عنبر نے چیف وارڈن سے کہا۔

"بیٹا تم آگے ہو کر اسے کہو کہ میرے پاس آئے۔"

چیف وارڈن ذرا آگے سلاخوں کے پاس ہو گیا اور بولا۔

"مرنے سے پہلے گناہ بخشوا لو کم بخت۔"

عنبر آہستہ سے چیف وارڈن کے پیچھے ہو گیا۔ اس نے ایک نظر برآمدے میں ڈالی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ عنبر نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے سے ایک بھرپور مکا چیف وارڈن کی گردن پر مارا عنبر کے طاقتور مکے میں ہاتھی کے سونڈ سے بھی زیادہ طاقت تھی۔ چیف وارڈن کی گردن کی ہڈی کٹک سے ٹوٹ گئی۔ وہ نیچے گرا۔ یہ منظر دیکھ کر باغی لیڈر ڈومینکو حیران ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

عنبر نے اپنے چہرے کے آگے سے سیاہ پادریوں کی ٹوپی والا چھجہ اوپر اُٹھایا اور بولا۔

"ڈومینکو! اب تو تمہیں یقین ہو گیا ہوگا کہ میں پولیس کا جاسوس نہیں ہوں نا"

ڈومینکو نے عنبر کو پادری کے لباس میں پہچان لیا تھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عنبر نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے چیف وارڈن کی کمر سے لگے چابیوں کے گچھے کو توڑ ڈالا۔ چابی نکال کر تالا کھول کر چیف وارڈن کی لاش کو کوٹھڑی میں گھسیٹ لیا۔ اور باغی لیڈر ڈومینکو سے کہا۔

"جلدی سے اپنے کپڑے اتارو"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے خود بھی جلدی جلدی چیف وارڈن کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ اتنی دیر میں باغی لیڈر ڈومینکو بھی اپنے قیدیوں والے کپڑے اتار چکا تھا۔

"چیف وارڈن کے کپڑے پہن لو۔ جلدی کرو"

باغی لیڈر ڈومینکو نے جلدی جلدی چیف وارڈن کی وردی پہن کر اپنے سر پہ ہیٹ رکھ کر اس کا چھجہ اپنے چہرے کے آگے کر لیا۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ"

عنبر یہ کہہ کر ڈومینکو کو چیف وارڈن کی وردی میں کوٹھڑی سے باہر نکال لایا۔

"خبردار! ذرا بھی نہ ہچکچانا۔ کھانس کر بات کرنا۔ تم اس وقت چیف وارڈن ہو"

ڈومینکو نے آہستہ سے کہا۔

"اوکے عنبر!"

باغی لیڈر ڈومینکو بڑا ہوشیار اور بہادر آدمی تھا۔ اور اس قسم کے بھیس بدل کر وہ کئی بار معرکے مار چکا تھا۔

عنبر نے ہاتھ میں بائبل تھام رکھی تھی۔ دوسرے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ چیف وارڈن یعنی باغی لیڈر ڈومینکو اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ برآمدے کا موڑ گھومے تو سامنے رائفل والا پہرے دار سنتری کھڑا تھا۔ اس نے چیف وارڈن کو دیکھا تو اٹن شن ہو گیا۔ اس نے ڈومینکو کو نہیں پہچانا تھا۔

ڈومینکو نے اشارے سے اس کے سلیوٹ کا جواب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا اور عنبر پادری کے ساتھ ساتھ زینہ چڑھ کر اوپر والی کھلی جگہ پر آگیا۔ یہاں بھی اندھیرے میں جگہ جگہ فوجی جوان رائفلیں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ نیچے سے پادری کے ساتھ چیف وارڈن اوپر آرہا ہے۔

وہ ان دونوں کو پہلے بھی نیچے جاتے دیکھ چکے تھے۔ وہاں ہلکا ہلکا اندھیرا بھی تھا۔ انہیں ذرا بھی شک نہ ہوا۔ وہ اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے رہے۔ عنبر پادری کے بھیس میں باغی لیڈر ڈومینکو کو چیف وارڈن کی وردی میں کھلی جگہ سے لے کر چھاؤنی کو ڈیوڑھی میں آگیا۔ یہاں چار فوجی وارڈن کے دفتر کے باہر کھڑے تھے۔

عنبر پادری نے آہستہ سے ڈومینکو سے کہا۔

"تم اس وقت چیف وارڈن ہو۔ ان سپاہیوں کو اشارے سے حکم دو کہ پرے پرے چلے جائیں"۔

ڈومینکو نے ایسا ہی کیا۔ اشارے سے ان سپاہیوں سے کہا کہ وہ دفتر کے آگے سے ہٹ جائیں۔ سپاہیوں نے اپنے چیف وارڈن کے اشارے پر فوراً عمل کیا اور پرے ہٹ گئے۔ اب باغی لیڈر نے بھی اداکاری کرتے ہوئے عنبر کے ساتھ آہستہ آہستہ باتیں شروع کر دیں اور اسے لے کر ڈیوڑھی کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ وہ یہ تاثر دینا چاہتا تھا

کہ پادری کو باہر تک چھوڑنے جا رہا ہے۔

چیف وارڈن کو اپنی طرف آتا دیکھ کر گیٹ پر کھڑے سپاہیوں نے دروازہ کھول دیا۔ ڈومینکو نے اپنا ہیٹ آگے کو جھکا رکھا تھا۔ تاکہ نیم روشنی میں اسے کوئی سپاہی پہچان نہ لے۔ وہ عنبر کو لے کر ڈیوڑھی سے باہر آگیا۔ باہر گھوڑا گاڑی پادری کو لے جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔ چیف وارڈن نے گھوڑا گاڑی کے کوچوان سے کہا۔

"تم جاؤ۔ میں پادری صاحب کو لے جاؤں گا"۔

بھلا کس کی جرات تھی کہ چیف وارڈن کے حکم سے انکار کرتا۔ کوچوان اسی وقت گھوڑا گاڑی سے اتر گیا۔

عنبر گھوڑا گاڑی کے اندر بیٹھا تھا۔ باغی لیڈر ڈومینکو چیف وارڈن کی وردی میں گاڑی کی گدی پر بیٹھ گیا۔ اس نے گھوڑوں کو سانٹا مارا۔ گھوڑے ایک دم سے چل پڑے۔ گھوڑا گاڑی اصلی رات کی تاریکی میں بہت جلد فوجی چھاؤنی کے احاطے سے نکل کر شہر کی سڑک پر غائب ہوگئی۔ باغی لیڈر ڈومینکو نے سڑک پر کچھ دور گاڑی بھگانے کے بعد اسے ایک کچی سڑک پر ڈال دیا۔

یہ سڑک دور پہاڑیوں کی طرف جاتی تھی۔

گھوڑے رات کے اندھیرے میں سرپٹ دوڑے جا رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ جب گھوڑا گاڑی پہاڑیوں کے پاس پہنچی تو ڈومینکو نے
اسے روک دیا۔ وہ اوپر والی گدی سے چھلانگ لگا کر نیچے
اور اس نے عنبر سے کہا۔

"یہاں سے ہم گھوڑوں پر آگے جائیں گے"

عنبر نے کہا۔

"تمہارے ساتھیوں نے ٹھکانہ بدل لیا ہے"

ڈومینکو بولا۔

"میں جانتا ہوں دوسرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ میں نے
انہیں پہلے ہی بتا رکھا ہے کہ اگر خطرہ ہو تو پہاڑ
والا غار چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا"

اس نے دونوں گھوڑوں کو گاڑی سے کھول دیا اور گا
کو ایک کھڈ میں گرا دیا۔ گاڑی کھڈ میں گرتے ہی چکنا چور
گئی۔ ایک گھوڑے پر ڈومینکو سوار ہو گیا۔ دوسرے گھوڑے
پر عنبر بیٹھ گیا اور گھوڑے تیزی سے پہاڑی کی چڑھائی چڑھ
لگے۔ صبح ہوتے تک وہ کئی ایک پہاڑیوں کی چڑھیاں چڑھ
اترتے آخر ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں چاروں طرف پہاڑ
کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی تھیں اور درمیان میں بڑ
بڑی چٹانیں تھیں۔

اچانک چٹانوں کی طرف سے فائر ہوا۔

ڈومینکو نے گھوڑے سے چھلانگ لگا دی۔
"عنبر بھی گھوڑے سے کود پڑا"

"یہ کون ہیں ڈومینکو؟" عنبر نے پوچھا۔
ڈومینکو نے کہا۔
"اپنے ہی آدمی ہیں مجھے سرکاری وردی میں دیکھ
کر پہچان نہیں سکے"
ڈومینکو نے میکسیکی زبان میں چلا کر کہا۔
"سانگی! رمبوترو۔ مارلیکو۔ میں ہوں تمہارا سردار
ڈومینکو ــــ!"

صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔ ڈومینکو کی آواز
سنتے ہی چٹانوں کے اندر سے چھ سات باغی جوان رائفلیں
ہاتھوں میں لیے ہوئے باہر نکل آئے۔ ان کے ساتھ لڑکی
سانگی بھی تھی۔ ڈومینکو نے اپنا بڑا ہیٹ اتار کر پھینک دیا تھا۔
عنبر نے بھی اپنے سر سے پادریوں والا کپڑا پیچھے کو گرا دیا
تھا۔ ڈومینکو نے اپنے دونوں بازو پھیلا کر نعرہ لگایا۔
"وہ مجھے قتل نہیں کر سکے۔ ہم جیل توڑ کر نکل
آئے ہیں۔ آزادی زندہ باد۔ انقلاب زندہ باد"
اب دوسرے باغی جوان بھی غار میں سے نکل آئے۔ یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سارے ڈومینکو سے لپٹ گئے۔ اور انقلاب زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ سانگی بھی بہت خوش تھی۔ وہ عنبر کے پاس آکر بولی۔

"پادری صاحب! تم کہاں فرار ہو گئے تھے؟"

ڈومینکو نے کہا۔

"اگر عنبر — ہمارا ساتھی — پادری کے بھیس میں میرے پاس نہ پہنچتا تو اِس وقت میری لاش چھاؤنی میں پڑی ہوتی"

سب جوان عنبر زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ ڈومینکو نے ہاتھ بلند کر کے کہا۔

"ساتھیو! ہمیں شور نہیں مچانا چاہیئے۔ آؤ۔ غار میں چل کر بیٹھتے ہیں"

سب لوگ چٹانوں کے نیچے بنے ہوئے اِس نئے خفیہ غار میں آ گئے۔ یہ غار پہلے والے غار سے کھلا تھا۔ باہر دو باغی جوان پہرے پر کھڑے رہے۔ غار میں ایک کھلی جگہ پر لالٹین روشن تھی۔ یہاں بیٹھ کر باغی لیڈر ڈومینکو نے اپنے ساتھیوں کو عنبر کی بہادری کی ساری داستان سنائی۔ ہر کوئی عنبر کی دلیری پر اِسے داد دینے لگا۔ ڈومینکو بولا۔

"عنبر بھائی! میں نے تم پر سرکاری جاسوس

ہونے کا شک کیا تھا۔ مجھے معاف کر دینا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم ہمارے اتنے ہمدرد ہو۔ اگر تم پادری کا بھیس بدل کر میری موت کی کوٹھڑی میں نہ آتے تو میں کبھی زندہ نہیں بچ سکتا تھا"

سانگی نے مسکرا کر عنبر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو حیران تھی کہ عنبر یہاں سے کیسے اور کہاں فرار ہو گیا ہے"

عنبر بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم لوگوں کے دل سے میرے بارے میں جو شک تھا وہ دُور ہو گیا"

ڈومینکو نے عنبر کو گلے لگا لیا۔ اس رات باغی لیڈر نے شاہی محل پر حملے کی خطرناک سکیم تیار کی۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی دیوی

اب ہم ماریا ناگ اور کیٹی کی طرف چلتے ہیں۔
آپ پڑھ چکے ہیں کہ ماریا، ناگ، کیٹی اور خلائی انسان تھیوساگ
یہ چاروں ایک خلائی راکٹ میں بیٹھے خلا میں سفر کر رہے تھے۔
ناگ انسان شکل میں نہیں تھا۔ بلکہ عقاب کی شکل میں تھا۔ وہ
سب کچھ سن رہا تھا۔ دیکھ رہا تھا مگر بول نہیں سکتا تھا۔ تھیوساگ
اور کیٹی خلائی راکٹ کے کنٹرول پر بیٹھے تھے۔ ماریا ان کے
پیچھے بیٹھی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں پینل کے پاس ہی ایک
چھوٹی چٹان پر خاموش بیٹھا تھا۔
کیٹی نے اپنے خلائی ساتھی تھیوساگ کو ڈائیل کی سوئی دکھاتے
ہوئے کہا۔
"تھیوساگ راکٹ نیچے جا رہا ہے"
تھیوساگ اور ماریا نے سامنے پینل پر لگے ایک چھوٹے
ڈائیل کی سوئی کو دیکھا جو نیچے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔
"راکٹ اپنے آپ نیچے کا رخ کیسے کر سکتا ہے؟" تھیوساگ
نے کہا۔
اس نے مختلف آلات اور سوئچوں کو چیک کیا۔ مگر سوئی
کا رخ نیچے ہی کو رہا۔
ماریا کہنے لگی۔
"ہو سکتا ہے کسی سیارے کی کشش ہمیں اپنی
طرف کھینچ رہی ہو"
اچانک راکٹ کو ایک جھٹکا لگا۔ یہ جھٹکا اس قدر شدید
تھا کہ تھیوساگ اپنی سیٹ سے بائیں طرف کو گر گیا۔ کیٹی نے
چلا کر کہا۔
"کوئی بلیک ہول خلا میں آگیا ہے"
بلیک ہول ایسا سیارہ ہوتا ہے جو بجھا ہوا سورج ہوتا
ہے۔ مگر اس میں اتنی زبردست کشش پیدا ہو جاتی ہے کہ
بڑے سے بڑے سیارے کو اپنی طرف کھینچ کر تباہ کر دیتا
ہے۔
کیٹی اور تھیوساگ نے سکرین کی طرف دیکھا اور کہا۔
"یہ سیارہ کون سا ہے؟ ہو سکتا ہے ہمیں اپنی طرف
کھینچ رہا ہو"
وہ تینوں اس سیاہ نقطے کی طرف دیکھنے لگے جو قریب
آتا جا رہا تھا۔ جوں جوں وہ قریب آ رہا تھا۔ بڑا ہو رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں پتائی پہ بیٹھا چہرہ گھما کر اپنی عقابی آنکھوں سے سکرین کو دیکھنے لگا۔ راکٹ بڑی تیزی سے اس سیاہ نقطے کی طرف بڑھ رہا تھا جو اب بڑھا ہونے لگا تھا۔ راکٹ اِن کے کنٹرول سے باہر ہو گیا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"میں بیک انجن چلانے لگا ہوں"۔

تھیوسانگ نے یہ کہہ کر پچھلے انجن چلا دیئے تاکہ راکٹ پیچھے کی طرف دوڑ پڑے اور یوں سیارے کی طرف سے جو کشش پڑ رہی ہے وہ کم ہو جائے۔ مگر اس کا بھی کوئی اثر نہ پڑا۔ راکٹ بڑی تیز رفتاری سے نیچے سیاہ سیارے کی طرف برابر بڑھ رہا تھا۔ کیٹی نے تمام انجن بند کر دیئے۔ انہیں صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ اگر راکٹ اس رفتار سے سیارے سے جا ٹکرایا تو اس کے پرخچے اڑ جائیں گے۔

انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس سیارے پر زمین سخت ہے یا دلدلی ہے۔ سیاہ سیارے کی شکل ایک بہت بڑے ٹوٹے سے ملتی جلتی تھی۔ راکٹ لٹو نما سیارے کی فضا میں داخل ہوا تو اس کی رفتار اپنے آپ مدھم ہو گئی۔

"کیا اس سیارے کی فضا میں کشش نہیں ہے؟" کیٹی نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔ تھیوسانگ

سیارے کی سطح کو دیکھ رہا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فضا میں جو ذرات ہیں یہ اِن کے رد عمل کی وجہ سے ہوا ہے"۔

سیارے کی سطح پہ ایسی دھیمی روشنی تھی جیسے شام ہو رہی ہو۔ تھیوسانگ، ماریا اور کیٹی سکرین پر اس کی زمین کو غور سے تک رہے تھے۔ راکٹ آہستہ آہستہ سیارے کی سطح کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناگ بھی پریشان تھا کہ خدا جانے اس سیارے پہ کس قسم کے حالات پیش آئیں۔

انہوں نے دیکھا کہ سیارے کی زمین پہ نہ کوئی درخت ہے اور نہ کہیں کوئی سمندر یا دریا ہی نظر آ رہا ہے۔ سیارے کی زمین کی سطح کے بالکل قریب آ کر انہوں نے دیکھا کہ وہاں عجیب بے ہنگم قسم کی سیاہ مخروطی چٹانیں انسانی انگلیوں کی طرح اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ یہ اتنی بڑی بڑی چٹانیں تھیں کہ اِن پر پورا ایک شہر آباد ہو سکتا تھا۔

اِن کا راکٹ اِن چٹانوں کے درمیان ایک درّے میں بڑے بڑے گول اور مخروطی پتھروں کے درمیان جا کر رُک گیا۔ راکٹ کے اندر گہری خاموشی چھا گئی۔ تھیوسانگ کیٹی اور ماریا خاموش تھے۔ کیٹی نے خلائی پائیلٹ کی کرسی پہ سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہمیں باہر کی فضا کو چیک کرنا ہوگا"
تھیوسانگ نے ایک خاص کمپوٹر کو اون کر دیا۔ پھر اس پر ابھرے حروف کو پڑھ کر بولا۔
"حیرانی کی بات ہے کہ اس سیارے کی فضا میں آکسیجن موجود ہے اور پریشر بھی نارمل ہے۔ مگر پانی کہیں نظر نہیں آیا"
ماریا بولی۔
"اگر یہ بات ہے تو تم دونوں یہیں بیٹھو۔ میں باہر جاکر حالات کا جائزہ لیتی ہوں"
کیٹی جلدی سے کہنے لگی۔
"نہیں نہیں۔ نہ جانے باہر کی فضا کیسی ہے اگر تمہیں بھی کچھ ہوگیا تو ہم کیا کریں گے۔ ہم ناگ کے عتاب بن جانے کی وجہ سے پہلے ہی پریشان ہیں"
ماریا نے کہا۔
"فکر کی کوئی بات نہیں۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا"
ناگ کا دل چاہتا تھا کہ وہ اڑکر باہر جائے اور خود ماحول کا جائزہ لے مگر وہ الفاظ میں اپنی خواہش کو بیان نہیں کر سکتا تھا۔

تھیوسانگ نے کہا۔ "میرا خیال ہے ماریا ٹھیک کہتی ہے۔ اگر باہر کی فضا میں کمپوٹر کے مطابق آکسیجن موجود ہے تو پھر ماریا پر خطرناک اثر نہیں ہوگا"
ماریا نے کہا۔
"میں باہر جارہی ہوں۔ تم لوگ میرا انتظار کرو"
یہ کہہ کر ماریا راکٹ کی موٹی فولادی دیوار میں سے باہر نکل گئی۔
ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کو ماریا کی خوشبو آنا بند ہوگئی تو وہ سمجھ گئے کہ ماریا باہر نکل گئی ہے۔ ماریا نے راکٹ کے باہر آتے ہی محسوس کیا کہ اس نئے سیارے کی فضا میں ہلکی ہلکی گرمی رچی ہوئی ہے۔ وہ زمین سے دس پندرہ فٹ کی بلندی پر فضا میں اڑنے لگی اور مخروطی سیاہ چٹانوں کے اوپر آگئی۔
ان چٹانوں کے اوپر آکر اس نے دیکھا کہ دوسری طرف ایک تنگ راستہ چٹانوں کی بلند و بالا دیواروں کے بیچ میں سے جارہا ہے۔ ماریا اس راستے سے گزرنے لگی ——— یہ ایک درّے کی طرح کا راستہ ہے جو پہاڑیوں کے درمیان بنا ہوتا ہے۔ اس درّے سے نکلی تو سامنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے ایک جگہ چٹانوں کے درمیان بنا ہوا قلعہ نظر آیا۔ یہ اونچے اونچے چار میناروں والا بہت بڑا قلعہ تھا جو دور ہی سے ویران اور بے آباد لگ رہا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ یہاں یہ قلعہ کس نے بنایا ہے۔ کیا یہ یہاں کی مخلوق کا کارنامہ ہے؟ ماریا فضا میں تیرتی ہوئی آہستہ آہستہ پُراسرار قلعے کی طرف بڑھنے لگی۔ قلعے کے باہر کوئی مخلوق نہیں تھی۔ کوئی پہرے دار بھی نہیں تھا۔ قلعے کا بہت بڑا دروازہ کھلا تھا۔

ماریا دروازے میں داخل ہو گئی۔ ایک عجیب بات ہوئی جس نے ماریا کو بھی تھوڑی دیر کے لیے پریشان کر دیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی خلائی قلعے کا دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ ماریا نے سوچا کہ دروازے کے باہر چل کر دیکھنا چاہیئے کہ باہر تو کوئی نہیں ہے؟

ماریا بڑی آسانی سے لوہے کے دروازوں اور پتھروں کی دیوار کے درمیان میں سے بھی گزر جاتی مگر جونہی وہ خلائی قلعے کے بند دروازے میں سے گزرنے لگی تو اس کا نظر نہ آنے والا جسم دیوار سے ٹکرا کر رہ گیا۔

ماریا تو سناٹے میں آ گئی کہ اے خدا یہ کیا معاملہ ہے؟

ماریا نے ایک بار پھر کوشش کی مگر اس بار بھی وہ

دروازے میں سے نہ نکل سکی۔ دروازہ کسی ایسی دھات کا بنا ہوا تھا جو ماریا کو باہر نہیں نکلنے دے رہی تھی۔ ماریا تھوڑی سی پریشان ہو گئی۔ کیونکہ اسے محسوس ہوا کہ اُسے یہاں جان بوجھ کر قید کر دیا گیا ہے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ یہاں اُسے کس نے قید کیا تھا؟

ماریا ابھی تک لہروں کی شکل میں تھی اور غائب تھی۔ وہ آگے بڑھی خلائی قلعے میں آگے ایک گلی سی تھی۔ جس کا فرش پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ گلی ختم ہوئی تو ایک اور دروازہ آ گیا۔ یہ دروازہ ماریا کے قریب پہنچتے ہی اپنے آپ کھل گیا۔ اس نے دیکھا کہ دروازے کی دوسری طرف ایک بہت بڑا اونچی چھت والا ہال کمرہ ہے۔ جہاں درمیان میں پتھر کے ایک بہت بڑے پیالے میں آگ جل رہی ہے۔ اس کے پیچھے ایک سبز رنگ کا تخت بچھا ہے جس پر سرخ شیشے کا ایک تاج پڑا ہے۔ تخت کے پیچھے کچھ آدمی کھڑے ہیں۔ ان کے جسم سیاہ لبادوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ ان کی صرف سبز آنکھیں ہی دکھائی دے رہی ہیں۔ ان کے سروں پہ سبز رنگ کے دو دو سینگ ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک خلائی گن ہے۔ ماریا انہیں حیرت سے تکنے لگی۔ ماریا کا خیال تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ لیکن یہ اس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھول تھی۔ وہ سب خلائی آدمی اسے دیکھ رہے تھے۔ ماریا آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر ہال کمرے کی دیوار کے پاس آئی تو اسے محسوس ہوا کہ سامنے کے سارے سبز آنکھوں والے لوگ اُسے گھور رہے ہیں۔

"کیا یہ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ ماریا نے سوچا۔ اسے اس مخلوق کی آنکھیں اپنے نظر نہ آنے والے جسم پر جمی ہوئی لگ رہی تھیں۔ ماریا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ ایک دم سے فضا میں ایک چیخ بلند ہوئی۔ سارے آدمی پیچھے پیچھے ہٹ گئے۔ تخت کے پیچھے ایک محرابی دروازہ تھا۔ یہ دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔

ماریا نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش اونچا لمبا آدمی نمودار ہوا۔ اس کے سر پر بھی دو سینگ تھے جو اس کی سیاہ ٹوپی میں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں خلائی گن کی بجائے ایک چمکدار شیشے کی چھڑی تھی جس کے آگے ننھا سا سبز بلب روشن تھا۔ وہ تخت کے پاس آکر رُک گیا۔ باقی آدمی سر جھکائے کھڑے تھے۔ سیاہ پوش ان کا سردار اعظم معلوم ہوتا تھا۔ اس نے بلند آواز میں کہا۔

"خلائی قطعے کی مخلوق کو خوشی خبری ہو کہ دیوی سلاطی
ہم پر مہربان ہو کر خود ہمارے قطعے میں آگئی ہے"

سب آدمیوں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر نعرہ لگایا۔

"دیوی سلاطی کی جے ہو"

ماریا سوچنے لگی کہ یہ لوگ کس دیوی کی بات کر رہے ہیں۔ سیاہ پوش سردار اعظم نے اچانک ماریا کی طرف اپنی چھڑی کا اشارہ کیا اور بولا۔

"وہ دیوی سلاطی کھڑی ہے مگر دشمن نے اس پر جادو کر کے اُس کے جسم کو خلائی لہروں میں بدل دیا ہے۔ ہم دیوی سلاطی کو پھر سے جسمانی حالت میں واپس لائیں گے تاکہ وہ ہمارے تخت پر بیٹھ کر ہمارے قطعے پر حکومت کرے اور ہمارے دشمنوں کو ایک ایک کر کے ختم کر دے"

ماریا تو اپنی جگہ پر کانپ اُٹھی۔ یہ کم بخت تو باقاعدہ اسے دیکھ رہے تھے۔

اس نے سوچا کہ اس گھن چکر قطعے سے نکل جانا چاہیے۔ وہ بھاگنے کے لیے پیچھے کو گھومنے لگی تو اُسے محسوس ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہل سکتی۔ اس نے سیاہ پوش سردار کی طرف دیکھا۔

سیاہ پوش سردار نے اپنی سبز روشنی والی چھڑی کا رُخ ماریا کی طرف کر رکھا تھا۔ وہ تخت کے قریب سے گزر کر ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاس آگیا۔ اس نے اپنی عجیب وغریب زبان میں کچھ منتر
پڑھے اور چھڑی کے سبز بلب کی روشنی ماریا کے جسم پر ڈالی۔
روشنی کے پڑتے ہی ماریا کا جسم ظاہر ہو گیا۔ اس نے تعجب
سے اپنے بازوؤں اور پاؤں کو دیکھا اور بولی۔

"تم ——— تم کیا چاہتے ہو؟۔ میں تمہاری دیوی
نہیں ہوں"

علائی سیاہ پوش سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"دیوی سلاطی پر ابھی ہمارے دشمنوں کے جادو
کا اثر ہے۔ ابھی یہ اثر بھی ختم ہو جائے گا"

وہ واپس گھوم کر تخت کے پاس گیا۔ ماریا نے دوسری
بار وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی جگہ سے اپنے
پاؤں نہ ہلا سکی۔ اس نے دیکھا کہ سیاہ پوش کے ہاتھ میں
وہ سرخ شیشے کا تاج تھا جو تخت پر پڑا تھا۔ اس نے
تاج کو بڑی عقیدت کے ساتھ دونوں ہاتھوں میں تھام
رکھا تھا۔ سیاہ پوش سردار قدم قدم چلتا ماریا کے پاس
آیا اور سرخ چمکتا ہوا تاج ماریا کے سر پر رکھ دیا۔

ماریا کو اپنے جسم میں بجلی کا کرنٹ سا دوڑتا محسوس ہوا۔
اس کا جسم ایک بار لرزا اور پھر اس کے پاؤں زمین پر نرم
ہو گئے۔ اب وہ اپنے پاؤں اٹھا سکتی تھی۔ اب اسے نہ حیرت

تھا۔ نہ کپکپی اور نہ ناگ کا کوئی خیال تھا۔ وہ اپنے آپ
دیوی سلاطی ہی سمجھ رہی تھی۔
اس کے چہرے پر ایک دم سے جلال آگیا۔ اس نے
اپنا ہاتھ اوپر اٹھا کر کہا۔

"میں دیوی سلاطی ہوں۔ تمہارے سیارے اور
تمہارے قلعے کی ملکہ ——— میں تمہارے لیے فتح
کا پیغام بن کر آئی ہوں۔ میں تمہارے دشمنوں کو
ایک ایک کر کے تباہ کر دوں گی۔ تم بہت جلد
اس نظام شمسی کے دوسرے سیاروں پر بھی قبضہ
کرو گے"

سب نے دیوی سلاطی کی جے ہو کے نعرے لگانے شروع
کر دیے۔

سیاہ پوش سردار ماریا کے آگے جھک گیا دوسرے
بھی جھک گئے۔ پھر سیاہ پوش سردار نے ماریا کا ہاتھ تھام
لیا اور بولا۔

"دیوی سلاطی! تمہارا آنا مبارک ہو۔ میرے ساتھ
آؤ۔ ہمارا خالی تخت ہزاروں سالوں سے تمہاری
راہ دیکھ رہا تھا۔ اس پر بیٹھ کر ہم پر حکمرانی
کرو"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا بڑی شاہانہ چال سے چلتی تخت پر آکر بیٹھ گئی۔ سب لوگ سجدے میں گر پڑے۔ سردار سیاہ پوش نے جیب سے کوئی سفوف نکال کر آگ پر ڈالا۔ آگ میں سے ایک سبز شعلہ بھڑک کر اوپر تک گیا اور پھر آگ میں آکر غائب ہوگیا۔ اس نے ایک نعرہ لگایا۔

"ہمارے عظیم دیوتاؤں نے دیوی سلاطی کو ہماری ملکہ تسلیم کرلیا ہے۔ مبارک ہو!"

اچانک دوسرے دروازوں میں سے کچھ عورتیں نکل کر آگئیں اور انہوں نے ماریا کے تخت کے آگے رقص کرنا شروع کر دیا۔ ان عورتوں کے سروں پر بھی سینگ تھے اور انہوں نے سیاہ لبادے پہن رکھے تھے۔ ان کے لمبے لمبے بال ان کے ٹخنوں کو چھو رہے تھے۔ وہ رقص کرتی ہوئی ماریا کے تخت کے سامنے آتیں اور اسے چوم کر واپس چلی جاتیں۔

ماریا کو کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ عنبرناگ، کیٹی اور تھیوسانگ کی ساتھی ہے اور انہیں پیچھے چٹانوں کے درمیان راکٹ میں چھوڑ کر آرہی ہے۔ جب رقص رُک گیا تو سیاہ پوش سردار آگے بڑھا۔

ماریا کے آگے جھک کر بولا۔

"مقدس دیوی سلاطی! جو دشمن اس وقت ہماری قید میں ہیں۔ ان کا کام تمام کرنے کی رسم اپنے مقدس ہاتھوں سے ادا کرو"

ماریا نے جلالی آواز میں کہا۔

"میں تیار ہوں۔ مجھے ہمارے دشمنوں کے پاس لے کر چلو۔ میں ان کا نام و نشان تک مٹا دوں گی"

"دیوی سلاطی کی جے ہو"

سب نے خوشی سے لہرا لہرا کر نعرہ لگایا۔

سیاہ پوش سردار نے دیوی سلاطی یعنی ماریا کا ہاتھ تھاما اور اسے بڑی عقیدت کے ساتھ لے کر پچھلے دروازے میں داخل ہوگیا۔ باقی سارے لوگ جو دیوی سلاطی کے خاص وزیر تھے پیچھے پیچھے چل پڑے۔

یہ جلوس ایک اندھیری سی داری میں سے گزر کر ایک اور بڑے ہال کمرے میں آگیا۔ یہاں آمنے سامنے دو اونچے سبز شیشے جیسے پتھر کے دو بڑے چبوترے بنے تھے ایک پر شرخ شیشے کی بڑی کرسی پڑی تھی اور دوسرے چبوترے پر ایک بہت بھیانک درندے کا بت بنا ہوا تھا۔ اس درندے کے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے اور سرخ زبان نیچے لٹک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھی۔ درندے کی شکل کسی مکروہ اور خوفناک بھیڑیے سے ملتی جلتی تھی۔ درندے کی زبان پر چھوٹے چھوٹے سرخ دندانے بنے ہوئے تھے۔ یہ درندہ دو منزلہ اونچا تھا۔

ماریا کو سامنے والے چبوترے کی سرخ بلوریں کرسی پر بڑے آرام سے بٹھا دیا گیا۔ ماریا اپنی یادداشت کھو چکی تھی۔ وہ تو اپنے آپ کو دیوی سلاطی ہی سمجھ رہی تھی جو اس سیارے کی حکمران تھی اور وہاں اس مخلوق کے دشمنوں کو ختم کرنے آئی تھی۔

سیاہ پوش سردار ماریا کے تخت کی داہنی سمت کھڑا ہو گیا۔ باقی وزیر پیچھے ایک قطار بنا کر ادب سے کھڑے تھے۔ سیاہ پوش سردار نے اپنے شیشے کی چھڑی کو حرکت دی اور کہا۔

"اگر ان ہمارے دشمنوں کو لایا جائے تاکہ دیوی سلاطی انہیں اپنے مقدس ہاتھوں دیوتا کی بھینٹ چڑھائے"

ایک خلائی وزیر قطار میں سے نکلا۔ اس نے تین بار ماریا کے آگے جھک کر تعظیم کی اور ایک دروازے میں گھس گیا۔ اتنی دیر سیاہ پوش سردار سینے پر ہاتھ باندھ کر کوئی خلائی منتر پڑھتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سات آدمی

اٹے گئے۔ وہ اس طرح لائے گئے کہ ساتوں کے ساتوں شیشے کی لمبی لمبی بوتلوں میں بند تھے۔ بوتلوں کے منہ ڈھکنوں سے بند کر دیئے گئے تھے۔ ان کے اندر یہ آدمی باہر نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے مگر بوتل سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

ان ساتوں آدمیوں کے ماتھوں پہ دو کی بجائے ایک ایک سینگ تھا۔ اور ان کے بازو اور ٹانگیں چاری زمین کے انسانوں ایسی تھیں مگر ان کے قد درمیانے تھے۔ بوتلوں میں بند ساتوں دشمن ماریا کے چبوترے کے سامنے ایک تختے پہ لاکر رکھ دیئے گئے۔

سیاہ پوش سردار نے بند بوتلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"مقدس دیوی! یہ ہمارے وہ دشمن ہیں جو ساتھ والے سیارے سے ہمیں قتل کرنے یہاں آئے تھے۔ مگر ہم نے انہیں پکڑ کر ان بوتلوں میں بند کر دیا تھا۔ تاکہ انہیں دیوتا کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ دیوتا نے ہماری دعا قبول کر لی اور تجھے بھیج دیا۔ اب تو ان دشمنوں کو اپنے ہاتھوں دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ کر"

ماریا یعنی دیوی سلاطی نے غصیلی نظروں سے بوتلوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بند آدمیوں کو دیکھا اور گرج کر کہا۔

"تمہاری اتنی جرأت کہ دیوی سلاطی کے سیارے پر حملہ کرنے آگئے؟ ہم تمہیں اس گستاخی کی پوری پوری سزا دیں گے۔ دیوتا تمہیں ہڑپ کرنے کے لیے بے تاب ہے۔"

ماریا نے سیاہ پوش سردار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"انہیں میری طرف سے دیوتا کے آگے پیش کر دو۔"

"جو حکم دیوی سلاطی!"

یہ کہہ کر سیاہ پوش سردار نے اپنے وزیر خاص آران کو اشارہ کیا۔ آران آگے بڑھا۔ اس نے ساتوں آدمیوں والی بند بوتلوں کے تختے کو گھسیٹ کر بھیانک بھیڑیے کی لٹکتی ہوئی زبان کے بالکل قریب کر دیا۔ پھر اس نے ایک بوتل کو لڑھکا کر بھیڑیے کی زبان کے ساتھ لگا کر اس کا ڈھکن کھول دیا۔

ڈھکنے کے کھلتے ہی اس کے اندر کا قیدی تیزی سے باہر نکلا کہ وہاں سے جان بچا کر بھاگ جائے گا مگر بھیڑیے بت کی لٹکتی ہوئی زبان میں خدا جانے اتنی کشش کہاں سے آگئی تھی کہ وہ قیدی ٹھک کی آواز کے ساتھ بھیڑیے کی

زبان سے چپک گیا۔

آران نے دوسری بوتل کو کھولا۔ اس میں سے بھی قیدی باہر نکلا تو ٹھک کی آواز کے ساتھ دیوتا بھیڑیے کی لٹکتی ہوئی زبان سے چپک کر رہ گیا۔ تیسری بوتل کھلی تو قیدی باہر نہیں نکل رہا تھا۔ اس نے اپنے دو ساتھیوں کا حشر دیکھ لیا تھا۔ مگر دیوتا بھیڑیے کی زبان کی مقناطیسی لہریں بوتل کے اندر داخل ہو گئیں اور بوتل کے اندر ڈر کر نیچے پیندے سے لگا ہوا قیدی اس کی کشش سے کھنچ کر اپنے آپ باہر آ کر زبان سے چپک گیا۔

اسی طرح جب ساتوں کے ساتوں قیدی دیوتا بھیڑیے کی کھردری زبان سے چپک گئے تو ماریا (دیوی سلاطی) نے اپنا بازو بلند کیا اور بولی۔

"مقدس دیوتا! ہماری قربانی قبول کر۔"

تمام آدمی زور زور سے منتر پڑھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی دیوتا بھیڑیے کی زبان میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے آہستہ آہستہ اوپر کھسکنا شروع کر دیا۔ ساتوں قیدی چیخ رہے تھے۔ ہاتھ پاؤں مار رہے تھے مگر ان کے جسم اس مضبوطی سے زبان کے دندانوں کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔ کہ وہ اپنی جگہ سے نیچے نہیں گر رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھیڑیئے دیوتا کی زبان آہستہ آہستہ ساتوں قیدیوں کو لے کر ان کا تر لقمہ بناتے اوپر منہ کے جبڑوں کی طرف جا رہی تھی جہاں بھیڑیئے کے دو لمبے لمبے نوکیلے دانت چمک رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے دیوتا بھیڑیئے کی زبان ساتوں قیدیوں کو لے کر بھیڑیئے کے منہ کے اندر چلی گئی۔ قیدیوں کی چیخ و پکار سے ہال گونج رہا تھا۔ لیکن جونہی ساتوں قیدی بھیڑیئے کے منہ کے اندر گئے بھیڑیئے نے ایک زوردار غراہٹ کے ساتھ اپنا منہ بند کر لیا۔

سیاہ پوش سردار نے اونچی آواز میں خوش ہو کر کہا۔

"مقدس دیوی! مبارک ہو۔ دیوتاؤں نے ہماری قربانی قبول کر لی۔ ہمارے دشمنوں کا قصہ پاک ہو گیا۔"

ماریا نے ہاتھ اوپر اٹھا کر سب کو مبارک باد دی۔ بھیڑیئے دیوتا کا منہ بند تھا اور اس کے اندر سے ساتوں آدمیوں کی ہلکی ہلکی چیخوں کی آواز ابھی تک آ رہی تھی۔ پھر یہ آواز بھی بند ہو گئی اور بھیڑیئے کے نتھنوں سے دھواں سا نکلنے لگا۔ پھر یہ دھواں بھی رک گیا۔

دیوتا بھیڑیئے نے اپنی زبان پھر پیچھے لٹکا دی۔

سب لوگ خوش ہو کر نعرے لگانے لگے۔ سیاہ پوش سردار نے ماریا کے آگے ادب سے جھک کر کہا۔

"مقدس دیوی! آج سے پہلے دیوتا نے ہماری قربانی قبول نہیں کی تھی۔ ہم جب بھی قیدیوں کو بھینٹ چڑھانے کے لیے لائے دیوتا کی زبان نے کوئی حرکت نہ کی۔ آپ کے تشریف لانے سے ہماری مشکل آسان ہو گئی۔ دیوتا ہم پر خوش ہو گئے اور انہوں نے قیدیوں کی قربانی قبول کر لی۔ تمہاری جے جے ہو دیوی سلامتی"

ماریا کا چہرہ بالکل پتھر کی طرح ساکت تھا مگر نیلی آنکھیں بڑی تیزی سے پراسرار انداز میں چمک رہی تھیں۔ ان آنکھوں میں بڑا غصہ اور جلال تھا۔ اس نے سیاہ پوش سردار کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیا ہمارے اور بھی دشمن ہیں یہاں؟"

"نہیں مقدس دیوی! بس یہی سات آدمی تھے۔"

سیاہ پوش سردار کے اتنا کہنے پر ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

"ہماری حکمرانی سات سیاروں پر قائم ہو گی"

سارا ہال نعروں سے گونج اٹھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بعد ماریا کو ایک شاندار کمرے میں لے جایا گیا۔ جہاں میزوں پر قسم قسم کے پھل سونے اور سرخ شیشے کی تھالیوں میں سجے تھے۔ ماریا نے ان سب پھلوں کو ہاتھ لگا کر پاک کیا۔ پھر ان سب نے مل کر پھل کھائے اور ایک دوسرے بڑے ہال کمرے میں آگئے۔ ماریا ان کے آگے آگے سیاہ پوش سردار ماریا کے ساتھ چل رہا تھا۔

اس ہال کمرے میں دیوار کے ساتھ ساتھ کتنے ہی مرتبان رکھے تھے۔

ماریا ایک جگہ کھڑی ہو گئی۔ سیاہ پوش سردار اس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔

ماریا نے باقی تمام درباری وزیروں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرے پجاریو۔ اب تمہارے سونے کا وقت ہو گیا ہے جاؤ۔ ان مرتبانوں میں داخل ہو کر سو جاؤ۔"

سارے آدمی ایک ایک کر کے مرتبانوں میں داخل ہو گئے۔ سیاہ پوش سردار نے ان سب مرتبانوں کے ڈھکن بند کر دیئے۔ اس کے بعد وہ ماریا کو لے کر اس کی خواب گاہ میں آگیا۔ یہاں ایک شاندار پلنگ بچھا تھا جس پر ریشمی بستر

لگا تھا۔ سیاہ پوش سردار نے ادب سے جھک کر کہا۔

"مقدس دیوی سلاطی! اب تم بھی آرام کرو۔"

یہ کہہ کر سیاہ پوش سردار ماریا کی خواب گاہ سے باہر نکل گیا۔

ماریا بالکل بھول چکی تھی کہ وہ کون ہے اور یہاں کس غرض کے لیے آئی تھی؟ اب وہ مکمل طور پر مقدس دیوی سلاطی بن چکی تھی۔ اس نے اپنا سرخ چمکیلا تاج سر سے اتار کر میز پر رکھا اور بستر پر لیٹ گئی۔ سر پر سے تاج اتارنے سے بھی کوئی فرق نہ پڑا اور ماریا کی کھوئی ہوئی یادداشت واپس نہ آئی۔ وہ اپنے آپ کو مقدس دیوی سمجھتی ہوئی بڑے سکون سے بستر میں لیٹتے ہی گہری نیند سو گئی۔

دوسری طرف سیاہ پوش سردار اپنے خاص کمرے میں آگیا۔ یہاں اس کے بستر کے پاس ایک چھوٹا سا ٹی وی سیٹ رکھا ہوا تھا۔ اس نے اس کا بٹن دبا کر ایک خاص چینل پر سوئی گھمائی تو ایک شیطانی شکل نمودار ہوئی۔ سیاہ پوش نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مقدس دیوی سلاطی! ہمارے قبضے میں آگئی ہے شیلاش! اب کیا حکم ہے؟"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

خلائی دیوی

شیطانی صورت نے کہا۔
"جب تک میں کوئی حکم نہ دوں۔ دیوی سلاطی کو اپنے قبضے میں رکھنا۔"
"جو حکم شیلاشی"
شیلاشی کی شیطانی شکل ڈیوی پر غالب ہو گئی۔
سیاہ پوش سردار کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ آ گئی۔ وہ اپنے سیاہ لبادے سمیت ہی بستر پر لیٹ گیا۔ اس کی سبز آنکھوں سے جو روشنی نکل رہی تھی وہ آہستہ کم ہونے لگی اور پھر بجھ سی گئی۔
سیاہ پوش سردار سو چکا تھا مگر اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔
دوسری جانب جب ماریا کو گئے کافی دیر گزر گئی اور وہ واپس نہ آئی تو کیٹی اور تھیوساگ کو فکر ہوئی کہ ماریا نے اتنی دیر کہاں لگا دی؟ انہوں نے ناگ کو جو عقاب کی شکل میں تھا وہیں راکٹ کے اندر ہی رہنے دیا اور خود راکٹ سے

باہر نکل آئے اور ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔
یہ نئی طرح کا سیارہ ان کے لیے اجنبی تھا۔ سیارے کی وہی شام ایسی فضا تھی۔ آسمان پر ستارے بھی نہیں چمک رہے تھے اور سورج بھی نہیں تھا۔ اندھیرا نہیں تھا مگر دن کی طرح روشنی بھی نہیں تھی۔ یہ دونوں خلا میں دور دراز سیاروں کے رہنے والے تھے۔ کیٹی نے ہوا میں گہرا سانس لے کر کہا۔
"یہ بجھا ہوا سیارہ لگتا ہے تھیوساگ۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"
"ہاں" تھیوساگ نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "یہاں کی مخروطی چٹانیں اور سیاہ اور بھوری بے گھاس اور بے درختوں کی زمین دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مدت ہوئی اس ستارے پر آگ لگی اور جل کر سیاہ ہو گیا۔ اب اس پر ہزاروں سال کے بعد بارشیں شروع ہوں گی۔ اور پھر ہزاروں برس کے بعد سبزہ نمودار ہو گا۔"
کیٹی نے ایک بلند چٹان کی طرف اشارہ کیا۔
"اس چٹان پر چل کر دیکھتے ہیں کہ اس کی دوسری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانب کیا ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میرا خیال ہے ماریا بھی ضرور اِسی طرف گئی ہو گی۔"

ماریا تو ہوا میں اُڑتی ہوئی گئی تھی۔ چنانچہ کیٹی اور تھیوسانگ کو چٹان کی چوٹی پر پہنچتے پہنچتے کافی دیر لگ گئی۔ مگر وقت ویسے کا ویسا ہی رہا۔ نہ دن ڈھلا۔ نہ شام ہوئی اور نہ ستارے نکلے۔

چٹان کے اوپر آئے تو نیچے انہیں چٹانی دیواروں کے درمیان ایک درّہ دکھائی دیا جو ایک تنگ و تاریک گلی کی طرح تھا۔ اسی درّے میں سے گزر کر ماریا قلعے پر پہنچی تھی۔ وہ چٹان کی اترائی سے اُتر کر درّے میں آگئے۔ یہاں اندھیرا تھا۔ اس تاریک درّے کو پار کرنے کے بعد کیٹی نے چونک کر کہا۔

"تھیوسانگ! وہ دیکھو۔"

تھیوسانگ اس طرف دیکھنے لگا جدھر کیٹی نے اشارہ کیا تھا۔ اُسے دور ایک کھلی جگہ پر مخروطی چٹانوں کے درمیان ایک بہت بڑا قلعہ نظر آرہا تھا۔

"یہ تو کوئی پرانا قلعہ ہے کیٹی۔"

"یہاں کون رہتا ہوگا؟ مجھے تو یہ سیارہ بے آباد لگتا ہے۔" کیٹی نے کہا۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"چل کر پتہ کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ماریا اسی قلعے میں ہو۔"

جب وہ قلعے کے دروازے کے پاس پہنچے تو قلعے کا دروازہ بند تھا۔ تھیوسانگ نے دروازے پہ ہاتھ لگایا اور بولا۔

"یہ کسی جلے ہوئے سیارے کے پتھر سے بنایا گیا ہے۔"

اس کے ہاتھ لگانے سے اندر سیاہ پوش سردار کی خواب گاہ میں تیز روشنی ہو گئی تھی جس سے سیاہ پوش بیدار ہو گیا۔ اس نے اپنے سرہانے رکھے ٹی وی کا بٹن اون کیا۔ ٹی وی پر تھیوسانگ اور کیٹی کی شکلیں نظر آنے لگیں۔ وہ دروازے کے باہر کھڑے اسے کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

سیاہ پوش سردار نے فوراً دوسرا چینل لگا دیا۔ سکرین پر ایک بار پھر وہی شیطانی شکل یعنی شیلاش کی صورت نمودار ہوئی جس کے کان اوپر کو چڑھے ہوئے تھے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھیں بلّی کی طرح سبز اور چمکتی ہوئی تھیں۔
شیلاش سنگھ تیز آواز میں کہا۔
"یہ دونوں خلائی سیارے کے رہنے والے ہیں
اور ہمارے دشمن نمبر ایک ہیں۔ ان میں ایک
کا نام کیٹی ہے اور دوسرے کا نام تھیو سانگ
ہے۔ یہ ماریا کے ساتھی ہیں۔ انہیں بھی فوراً
اپنے قبضے میں کر لو۔"
سیاہ پوش نے کہا۔
"جو حکم میرے آقا۔"
اس نے ٹی وی بند کیا اور تیزی سے خواب گاہ سے
باہر نکل گیا۔ سعید شیشے کی چھڑی اس کے پاس تھی جس
کے آخر کا سبز بلب روشن تھا۔
کیٹی اور تھیو سانگ سے ابھی تک دروازہ نہیں کھل سکا
تھا۔ کیٹی بڑے سے بڑے دروازے کو زور لگا کر کھول
لیا کرتی تھی۔ تھیو سانگ کے اندر بھی کافی خلائی طاقت تھی
مگر اس دروازے کے آگے ان کا بس نہیں چل رہا تھا۔
کیٹی نے کہا۔
اس قلعے کی دوسری طرف چلتے ہیں۔ شاید وہاں
کوئی خفیہ دروازہ یا کھڑکی ہو۔"

وہ دروازے سے ہٹ کر قلعے کی پرانی چھتوں والی دیوار
کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے
تھے کہ انہیں قلعے میں ایک چھوٹا دروازہ ملا جو کھلا تھا۔
تھیو سانگ نے خوش ہو کر کہا۔
"یہ دروازہ کھلا ہے۔ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"
وہ دروازے میں سے قلعے کے اندر داخل ہو گئے۔
یہاں کافی اندھیرا تھا۔ مگر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ وہ دیکھ
سکتے تھے۔ ایک دالان تھا جس کے اندر پرانے پتھروں
کے ستون گرے پڑے تھے۔ دالان سے آگے ایک زینہ
اوپر جاتا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی زینے کے پاس آئے
ہی تھے کہ ان کے پاؤں کے نیچے سے پتھر کی بڑی سِل
کھسک گئی اور وہ دھڑام سے نیچے ایک گہری جگہ میں مٹی
اور چھوٹے چھوٹے پتھروں کے اوپر گر گئے۔
کیٹی نے جلدی سے اٹھ کر کہا۔
"تھیو! یہ کوئی سازش ہے۔ ہمیں جان بوجھ کر
نیچے پھینکا گیا ہے۔"
تھیو سانگ اٹھ کر دیواروں کو ٹٹول رہا تھا۔
"وہ تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ ہے کہ ہمیں جس
جگہ گرا دیا گیا ہے وہ جگہ کونسی ہے؟"

کیٹی اندھیرے میں آنکھیں کھول کر دیکھ رہی تھی۔
"یہ تو کوئی چوکور اندھا کنواں ہے۔"
انہوں نے اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ پتھر کی سِل دوبارہ اپنی جگہ پر آگئی تھی۔
"ہمیں یہاں قید کیا گیا ہے تھیو۔ یہ ضرور ہماری دشمن مخلوق کا قلعہ ہے جو ہمیں جانتے ہیں اِن کے کمپوٹر نے ہمارے الیکٹرون کی تفصیل انہیں بتادی ہوگی۔"
تھیو سانگ بولا۔
"یہ بھی تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن میں پھر وہی سوال کروں گا کہ آخر ماریا کہاں گم ہوگئی، وہ تو غائب تھی۔ اس کو تو یہ کسی کنوئیں یا کوٹھڑی میں قید نہیں کر سکتے تھے۔"
کیٹی نے کہا۔
"ہو سکتا ہے انہوں نے اسے دیکھ لیا ہو اور اسے بھی کسی خفیہ جگہ جکڑ رکھ دیا ہو۔"
تھیو سانگ چھوٹے چھوٹے پتھروں پر بیٹھ گیا۔
"ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"
"مگر یہاں تو کوئی راستہ نہیں ہے۔ دیواریں اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قدر اونچی ہیں کہ ہم جتنا بھی اچھلیں اوپر تک نہیں پہنچ سکتے اور اوپر بھی چھت بند ہے۔"
عین اس وقت چھت کی سِل ایک طرف کو کھسک گئی۔
اوپر سیاہ پوش سردار ہاتھ میں شیشے کی چھڑی لیے کھڑا تھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ نے اوپر دیکھا۔ انہیں ایک عجیب سیاہ پوش شخص نظر آیا جس کے سر پہ سینگ تھے۔ اور سبز آنکھیں بلّی کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔
"تم کون ہو؟ تم نے ہمیں یہاں کیوں بند کر دیا ہے ہم یہاں کسی سے جنگ کرتے نہیں آئے۔"
تھیو سانگ نے کہا۔ سیاہ پوش سردار نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا۔
"تم جنگ کرنے نہیں آئے۔ مگر ہمیں تمہارا انتظار تھا۔ تم ہمارے دشمن ہو۔ اب تم دونوں ہمیشہ اسی جگہ بند رہو گے۔"
کیٹی نے چلّا کر کہا۔
"تم کیا چاہتے ہو؟"
سیاہ پوش سردار بولا۔
"یہ تمہیں وقت آنے پر اپنے آپ معلوم ہو جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا۔"

اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ پتھر کی سل اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔

غار میں پھر اندھیرا چھا گیا۔ لیکن تھیوسانگ اور کیٹی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

"اب کیا کریں تھیوسانگ بھائی؟ یہ تو کوئی بھلا دشمن مخلوق کا آدمی لگتا ہے؟"

تھیوسانگ سر کھجانے لگا۔

"یہ تو ہمیں نہیں چھوڑے گا۔"

"تم اس کمبخت کی دیواروں کو چھوٹا نہیں کر سکتے؟"

کیٹی نے کہا۔ تھیوسانگ نے اپنی انگلی کی طرف دیکھا۔ پھر بولا۔

"میں نے اس دیوار کو چھوٹا کیا تو اوپر کی چھت ہمارے سر کے ساتھ آ کر لگ جائے گی اور ہم اس کے اندر پس کر رہ جائیں گے۔ ہاں اگر اوپر چھت کھلی ہوتی تو میں ان دیواروں کو انگلی لگا کر چھوٹا کر دیتا۔"

کیٹی نے غصہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم کوشش تو کرو۔ آخر ہم مر تو نہیں جائیں گے۔ جب چھت ہمارے اوپر آ جائے گی تو تم دوبارہ انگلی چھو کر اسے بھی چھوٹا کر دینا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تم کہتی ہو تو میں یہ تجربہ کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ زمین پر لیٹ جاؤ۔ میں بھی لیٹ جاتا ہوں۔"

تھیوسانگ اور کیٹی ساتھ ساتھ لیٹ گئے۔ تھیوسانگ کا رخ دیوار کی طرف تھا۔ اس نے ایک آنکھ بند کر کے دیوار کو انگلی لگا دی۔ مگر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ دیوار پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس نے ایک بار، دو بار، تین بار کوشش کی مگر یہاں اس کی خاص طاقت نے کوئی اثر نہ دکھایا۔

"کیٹی! دیوار پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔"

کیٹی بولی۔

"مجھ کو چھوٹا کر کے دیکھو۔ کہیں تمہاری طاقت ختم نہیں ہو گئی۔"

تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے کیٹی کو انگلی لگا دی۔ اگر عام حالت میں وہ کیٹی کو انگلی سے چھوتا تو وہ ایک سکینڈ سے بھی پہلے ننھی سی بن جاتی مگر اب اس پر بھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوساگ مایوس ہو کر بولا۔

"کیٹی۔ اس سیارے کی فضا میں جو کیمیکلز ہیں ان کی وجہ سے میری خاص طاقت جاتی رہی ہے۔ میں کسی چیز کو بھی چھوٹا نہیں کر سکتا۔"

"اب کیا ہوگا؟" کیٹی نے آہ بھر کر کہا۔

تھیوساگ بھی مٹی پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اور سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"اس سیارے کی فضا اور دشمن مخلوق کے رویّے کو دیکھتے ہوئے مجھے اندیشہ ہے کہ ماریا بھی ضرور کسی بھیانک مصیبت میں پھنس چکی ہے۔"

کیٹی نے ناامید ہو کر سر جھکا لیا اور ٹھنڈی سانس بھر کر بولی۔

"مصیبت میں تو ہم بھی پھنس چکے ہیں۔"

○

ماریا سو کر اُٹھی تو اس کی یادداشت ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔

وہ اپنے آپ کو دیوی سلاطی ہی سمجھ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ چار خلائی عورتیں اس کی خدمت کے لیے اس کا نیا لباس لے کر ادب سے کھڑی ہیں۔ انہوں نے ماریا

کو روشنی کے غسل خانے میں لے جا کر سبز روشنی کی کرنوں سے غسل کرایا۔ پھر شاہی لباس پہنایا اور شاہی ہال کمرے میں تخت پر لا کر بٹھا دیا۔

سیاہ پوش سردار وہاں موجود تھا۔ رات کو جو درباری مرتبانوں میں داخل ہو کر سوئے تھے وہ بھی مرتبانوں سے نکل کر وہاں موجود تھے۔ سیاہ پوش سردار نے جان بوجھ کر ماریا سے کیٹی اور تھیوساگ کی گرفتاری کا ذکر نہیں کیا۔ وہ اس کو بتانے لگا کہ دشمن سیارے کی مخلوق ان کے سیارے پر حملے کی تیاری کر رہی ہے۔ ماریا نے کہا۔

"ہم انہیں شکست دیں گے۔ دیوتا ہمارے ساتھ ہیں۔"

سیاہ پوش سردار بولا۔

"مقدس دیوی سلاطی! آپ تو جانتی ہیں کہ یہاں سے ایک لاکھ نوری سال کے فاصلے پر ہمارا اپنا دوسرا سیارہ موجود ہے جہاں ہماری خلائی اسلحہ کی فوجی چھاؤنی ہے۔ آپ کو اس سیارے کا معائنہ کرنا چاہیئے تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ ہم نے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے کس قدر تیاری کر رکھی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک لاکھ نوری سال کا فاصلہ اِن لوگوں کے لیے ایسا ہی تھا۔ جیسے ہم کراچی سے حیدر آباد جائیں۔ ماریا بولی

"ہمارے دورے کا انتظام کیا جائے۔ ہم اپنے دوسرے سیارے پر جا کر خلائی اسلحے کا معائنہ کریں گے۔"

سیاہ پوش سردار نے آسمان کو اسی وقت حکم دیا کہ مقدس دیوی کے سفر کا بندوبست کیا جائے۔

اصل میں یہ سب کچھ ایک سازش کے ساتھ ہو رہا تھا۔ ساتھ والے سیارے پر شیطانی صورت والا شیلاش رہتا تھا جس نے ماریا اور پھر کیٹی اور تھیوسانگ کو اپنے قابو میں کیا تھا۔ وہ ان تینوں سے ایک خاص کام لینا چاہتا تھا۔ وہ ایک عرصے سے کسی ایسی عورت کی تلاش میں تھا جو زندہ گوشت پوست کی عورت ہو مگر نظر نہ آتی ہو۔ وہ ایسی عورت کو اپنے خاص کیمیکل اثرات کے ذریعے ظاہر تو کر سکتا تھا مگر خود اپنے جسم کو غائب نہیں کر سکتا تھا۔ اِسے اِس طاقت کی ضرورت تھی تاکہ باقی نظام شمسی کے سارے سیاروں پر حملہ کے لیے ایک غیبی خلائی فوج تیار کر کے ان پر قبضہ کر سکے۔ تھیوسانگ اور کیٹی چونکہ ماریا کے ساتھی تھے اس لیے شیلاش نے انہیں بھی پکڑوا دیا تھا۔

شیلاش کو اپنے کمپیوٹر نے بتایا تھا کہ ایک غیبی لڑکی سیاہ
سیارے کی فضا میں داخل ہو چکی ہے۔ چنانچہ سیاہ پوش
ر کو اس نے حکم دیا تھا کہ ماریا کے سر پہ خلائی تاج رکھو
اس کی یادداشت گم کر کے اس کے ذہن میں مقدس
شیلاش کے خیالات داخل کر دیئے جائیں تاکہ وہ اپنے
کو مقدس دیوی ہی سمجھے۔ اس طرح سے شیطانی صورت
شیلاش ماریا پہ آسانی سے تجربہ کر سکتا تھا۔ اس نے
سیاہ پوش سردار کو حکم دیا تھا کہ کیٹی اور تھیوسانگ
ہیں تہہ خانے میں بند رکھو اور ماریا کو ساتھ لے کر
اسلحہ کے معائنے کا بہانہ بنا کر میرے پاس لے

چنانچہ اسی روز سیاہ پوش سردار نے ماریا کو اپنے
ایک خلائی راکٹ میں بٹھایا اور شیطانی شیلاش کے
رے کی طرف روانہ ہو گیا جو وہاں سے ایک لاکھ نوری
کے فاصلے پر تھا۔

جانے سے پہلے سیاہ پوش سردار نے آران کو خاص
ر پر کہا تھا۔

"اس عورت ماریا کا راکٹ ویران چٹانوں کے
درمیان کھڑا ہے۔ اسے تباہ کر دیا جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آران نے دو خلائی سپاہی اپنے ساتھ لیے اور ماریا کے راکٹ کو تباہ کرنے کی غرض سے خلائی قلعے سے نکل کر چٹانوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

راکٹ کے آٹومیٹک دروازے بند تھے۔ راکٹ کے کنٹرول روم میں پینل کے پاس ناگ عقاب کی شکل میں خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے پہلے ماریا راکٹ سے گئی تھی اور پھر کیٹی اور تھیو سانگ اس کی تلاش میں گئے تھے اور ابھی تک ان تینوں میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا تھا۔

ناگ فکر کرنے لگا تھا کہ یہ لوگ آخر کہاں جا کر غائب ہو گئے۔ کہیں کسی مشکل میں تو نہیں پھنس گئے۔ مگر وہ خود بے بس اور مجبور تھا۔ ان کی کیا مدد کرتا۔ جب تک راکٹ کا دروازہ نہیں کھلتا وہ باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ خاموش تپائی پر بیٹھا رہا۔

اس عرصے میں خلائی دشمن آران اپنے دو خلائی سپاہی کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ واقعی چٹانوں کے درمیان ایک تین منزلہ راکٹ کھڑا ہے۔ راکٹ کو تباہ کرنے کے لیے آران نے خلائی گن سیدھی کر کے راکٹ کی اوپر والی منزل کا نشانہ بنایا اور فائر کر دیا۔ خلائی گن میں سے شعلہ نکل کر راکٹ کی اوپر والی چھت سے ٹکرایا اور چھت اڑ گئی۔ راکٹ کو آگ لگ گئی۔ آران نے دوسرا فائر کر دیا۔

ناگ گھبرا گیا۔ راکٹ کے باہر آگ لگی ہوئی تھی اور اندر لہروں کی شدید گرمی آ رہی تھی۔ ناگ کے جسم پر ان گرم ریڈیائی لہروں کا عجیب اثر ہوا۔ اس کا خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔ وہ تپائی سے پھڑپھڑا کر اوپر اڑا۔ راکٹ کی چھت اڑ چکی تھی اور اس کی دیواروں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

ناگ تیزی سے اوپر کو اٹھا اور اپنے پروں کو پھڑپھڑاتا راکٹ سے باہر نکل گیا۔ خلائی دشمن آران ناگ کو اڑتا ہوا نہ دیکھ سکا۔ ناگ دور جا کر ایک چٹان پر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے راکٹ ایک دھماکے سے پھٹ کر تباہ و برباد ہو گیا۔ ناگ نے تین خلائی آدمیوں کو وہاں سے جاتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ اس سیارے کی رہنے والی مخلوق ہے اور ان کے راکٹ کو تباہ کرنا ان کا مشن تھا۔

ناگ وہاں سے اڑ گیا۔ وہ فضاؤں میں اڑتا چٹانی درّے کے اوپر سے ہوتا ہوا جب اس کھلے میدان میں پہنچا جہاں پُراسرار قلعے کی عمارت کھڑی تھی تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو اپنے جسم میں تبدیلی کا احساس ہوا۔ ناگ سمجھ گیا خلائی
کن کی شعاعوں کے لگنے سے اس کے جسم پر ایک کیمیاوی
ردعمل ہوا ہے۔ وہ خوف لگا کر نیچے آگیا۔

ناگ ایک اونچی چٹان کے ساتھ لگ کر پتھروں پر لیٹ
گیا۔ اس کے جسم میں تبدیلی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ سب
سے پہلے اس کے جسم کے پر غائب ہو گئے۔ اس کے بعد
اس کے دونوں انسانی ہاتھ پاؤں باہر نکل آئے۔ ناگ نے
آنکھیں بند کر لیں اور وہیں پتھروں کے درمیان لیٹ گیا۔
چند لمحوں کے بعد وہ انسانی شکل میں واپس آچکا تھا۔

ناگ نے آنکھیں کھول کر اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ پوری
انسانی شکل میں تھا۔ ناگ تھا۔ ناگ بڑا خوش ہوا۔ وہ
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا اس کی
طاقت بھی واپس آگئی کہ نہیں۔ اس نے آنکھیں بند کر کے
سانس روکا۔ سانس کو چھوڑا تو وہ سانپ کی شکل اختیار کر
چکا تھا۔

ناگ سانپ کی شکل میں اپنے آپ کو دیکھ کر بے حد
خوش ہوا۔ اس نے ایک ہلکی سی پھنکار ماری۔ اس پھنکار
کے ساتھ ہی وہ پھر سے انسان بن گیا۔ ناگ کی خوشی کا
کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس کی ساری طاقتیں واپس آچکی تھیں۔

ں نے چٹان کے اوپر کھڑے ہو کر چاروں طرف
ے دیکھا۔ پُر اسرار قلعہ اس کے سامنے تھا۔
اس پُر اسرار قلعے کے سوا وہاں کوئی عمارت نظر
یں آرہی تھی۔ ہو سکتا ہے ماریا اور پھر کیٹی اور
یو سانگ اسی قلعے کے اندر کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے
ں۔ ناگ نے سوچا کہ اسے انسانی شکل میں قلعے کی طرف
یں جانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خلائی مخلوق کا قلعہ ہے اور وہ
شن مخلوق ہے۔

ناگ نے آنکھیں بند کر زور سے سانس لیا اور جب
سانس چھوڑا تو وہ سانپ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔
سانپ مٹیالے رنگ کا تھا اور اس کا سائز ایک فٹ
سے زیادہ نہیں تھا۔ ناگ نے قلعے کی طرف رینگنا شروع
کر دیا۔ فضا میں روشنی زیادہ نہیں تھی۔ سورج ڈھلنے
کے بعد کا سماں لگ رہا تھا۔ چٹانوں کا رنگ بھی بھورا
تھا۔ ناگ کا رنگ بھی مٹیالا تھا۔ اس لیے وہ سانپ
کی شکل میں پتھروں کے درمیان رینگتا نظر نہیں آرہا تھا۔

ناگ قلعے کے دروازے کے قریب پہنچ کر دوسری
طرف مڑ گیا۔ اگرچہ یہاں کوئی خلائی پہرے دار موجود
نہیں تھا۔ پھر بھی ناگ بڑے دروازے سے قلعے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں داخل ہونا نہیں چاہتا تھا۔ قلعے کی دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ناگ چھوٹے دروازے کی جانب آ گیا۔ یہ وہ دروازہ تھا جہاں سے کیٹی اور تھیوسانگ داخل ہو کر تہہ خانے میں گر پڑے تھے۔ یہ دروازہ بند تھا۔ ناگ دیوار پر چڑھ کر رینگتا رینگتا اوپر ایک سوراخ کے پاس جا کر اندر چلا گیا۔

یہ سوراخ دوسری جانب ایک راہ داری کی دیوار کی طرف نکل آیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ مگر ناگ کو سانپ ہونے کی وجہ سے سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ وہ راہ داری میں سے گزر گیا سامنے بائیں جانب اسے ایک روشندان دکھائی دیا۔ اس پر کسی مضبوط دھات کی جالی لگی تھی مگر اس میں سوراخ تھے۔ ناگ سوراخ میں سے گزر کر دوسری طرف آیا تو وہ اس بڑے ہال کمرے میں تھا جہاں وسط میں دو کشادہ اور بلند چبوتروں کے پاس بھیڑیے کی شکل کا بہت بڑا بت بنا ہوا تھا۔

اس بت کی سبز آنکھیں چمک رہی تھیں اور اس کی لٹکتی ہوئی سرخ زبان نیچے فرش کو چھو رہی تھی۔ ناگ زبان کے قریب سے گزرا تو اسے یوں لگا جیسے زبان کی مقناطیسی کشش اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہو۔ وہ بھیڑیے کی زبان

پچ کر گزرتے ہوئے اس کے پیچھے آ گیا۔
بھیڑیے کے بت کے پیچھے دیوار تھی۔ اس دیوار
ایک دروازہ تھا۔ یہاں پہلی بار ناگ کو ماریا کی خوشبو
ئی۔ اگرچہ ماریا اپنے بیڈ روم میں نہیں تھی مگر اس کے
ر میں اس کی خوشبو ابھی باقی تھی اور یہی خوشبو
اگ کو آ رہی تھی کیونکہ ماریا کا بیڈ روم ساتھ ہی
تھا۔

ناگ دوسرے کمرے میں آ گیا۔ یہاں ماریا کا بچھونا پلنگ
بچھا تھا۔ اسی بچھونے میں سے ناگ کو ماریا کی خوشبو آ
رہی تھی۔ ناگ نے ماریا کو چاروں طرف تلاش کیا۔ مگر وہ
اسے کہیں نظر نہ آئی۔ ناگ نے یہی نتیجہ نکالا کہ ماریا وہاں
نہیں ہے۔ وہ کسی دوسری جگہ جا چکی ہے۔

ناگ یہاں سے باہر آیا تو سامنے پھر ایک راہ داری
تھی اس راہ داری میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ وہ دیوار
پر رینگنے لگا تاکہ اگر کوئی سامنے سے آ جائے تو اسے فرش
پر نہ دیکھ سکے۔ آگے ایک چھوٹا سا روشن دان آ گیا۔ ناگ
نے اس میں سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا۔ ادھر
ایک بڑا کمرہ تھا۔ یہاں [illegible] خلائی ساتھیوں کے
پاس کھڑا ان سے کچھ باتیں کر رہا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ غور سے ان کی باتیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔ آران کہہ رہا تھا۔

"مقدس دیوی سلاطی شیلاش کے سیارے پر گئی ہے شاید وہ دیر بعد واپس آئے لیکن سردار واپس آجائے گا۔"

ایک خلائی سپاہی نے پوچھا۔

"آران دشمن کے جو دو قیدی ہمارے قلعے میں بند ہیں ان کو کب ختم کرنا ہے؟"

ناگ چونکا۔ ان دو قیدیوں سے مراد کہیں کیٹی اور تھیوسانگ تو نہیں؟ کیونکہ ماریا تو ان کے کہنے کے مطابق قلعے میں نہیں تھی۔ آران نے کہا۔

"نہیں۔ شیلاش کا حکم ابھی نہیں آیا۔ ابھی انہیں قید ہی میں پڑے رہنے دو اور ہاں۔ ان کو وٹا من ٹیوب پہنچا دی گئی تھی؟"

"وہ تو کل ہی ان کے تہہ خانے میں پھینک دی تھی۔"

"ٹھیک ہے۔" آران بولا۔ "اب تم جا کر آرام کرو۔"

دونوں خلائی سپاہی کمرے سے نکل کر راہ داری میں

گئے۔ ناگ نے سوچا کہ ان لوگوں کا تعاقب کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے ان سے کیٹی اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل سکے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کیٹی اور تھیوسانگ کے تہہ خانے وٹامن ٹیوب پھینکی تھی۔ ناگ کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ جن قیدیوں کو یہاں تہہ خانے میں قید رکھا گیا ہے وہ کیٹی اور تھیوسانگ ہی ہیں دونوں خلائی سپاہی راہ داری گھوم کر ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ ناگ دیوار پر ان کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا۔

یہ وہی کمرہ تھا جہاں دیوار کے ساتھ کتنے ہی بڑے بڑے مرتبان تھے۔ یہ خلائی سپاہی ان مرتبانوں میں داخل ہو کر آرام کرتے تھے۔ ناگ کی آنکھوں کے سامنے دونوں خلائی سپاہی مرتبان کے ڈھکن اٹھا کر ان میں اتر گئے اور انہوں نے اندر سے ہاتھ باہر نکال کر ڈھکن دوبارا مرتبانوں پر رکھ دیئے۔

ناگ حیران ہوا کہ یہ لوگ مرتبانوں میں گھس کر کیسے آرام کرتے ہیں؟

ہو سکتا ہے ان لوگوں کا یہی طریقہ ہو۔ مگر سوال یہ تھا کہ ان لوگوں سے کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں معلومات کیسے حاصل کی جائیں؟ ناگ دیوار سے اتر کر مرتبانوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاس آگیا۔ اس کو محسوس ہوا کہ دوسرے مرتبانوں میں بھی خلائی مخلوق سو رہی ہے۔ ناگ ان دو مرتبانوں کے پاس واپس آگیا جس میں وہ خلائی سپاہی گھٹ تھے جن کو کیٹی اور تھیو سانگ کے تہہ خانے کا پتہ تھا۔

لیکن ناگ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ وہ ان سے کیسے اپنی مرضی کی معلومات حاصل کرے۔ جب ناگ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے اپنے طور پر گھوم پھر کر کیٹی اور تھیو سانگ کے تہہ خانے کا سراغ لگانا چاہیے۔ وہ مرتبانوں والے کمرے سے نکل کر راہ داری میں آ گیا۔ یہاں سے ایک سیڑھی اوپر والے کمرے کو جاتی تھی۔ ناگ سیڑھی پر سے رینگ کر اوپر آگیا۔ یہ کمرہ طرح طرح کے خلائی آلات سے بھرا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ ساتھ کتنے ہی کمپیوٹر لگے تھے۔ ایک بڑی سکرین دیوار پر بنی تھی جس میں خلا کے سیاروں کا نقشہ دکھایا گیا تھا۔

ناگ یہاں سے رینگتا ہوا دوسرے دروازے کی طرف گیا تو اسے اچانک کیٹی اور تھیو سانگ کی خوشبو محسوس ہوئی۔ وہ وہیں رک گیا۔ اس نے اپنی چھوٹی سی سانپ والی تھوتھنی اٹھا کر زبان نکال کر چاروں طرف سونگھا۔ خوشبو دروازے کی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔

ناگ دروازے میں سے نکل گیا۔ آگے زینہ تھا۔ نیچے پتھر کے فرش تک جاتا تھا۔ اس فرش پر بڑی بڑی سلیں بچھی تھیں۔ ناگ نے فرش کو سونگھا۔ ایک جگہ سے کیٹی اور تھیو سانگ کی خوشبو بڑی صاف آ رہی تھی۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہاں نیچے وہ تہہ خانہ ہے جہاں ان لوگوں نے کیٹی اور تھیو سانگ کو قید میں ڈالا ہوا ہے۔

ناگ نے فرش کا چکر لگا کر پوری طرح سے دیکھا نیچے جانے کے لیے کوئی راستہ نہیں تھا۔ پتھر کی سلیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں۔ کوئی معمولی سی درز بھی نہیں تھی۔ ناگ وہیں چکر لگاتا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ رک گیا۔ اسے خیال آیا کہ اگر نیچے تہہ خانہ ہے تو یقیناً اس کا راستہ یہیں کہیں ہوگا۔ اور اس راستے کو کھولنے کے لیے کوئی خفیہ بٹن بھی اسی جگہ کہیں لگا ہوگا۔ مگر ہزار کوشش کرنے پر بھی ناگ خفیہ بٹن معلوم نہ کر سکا۔ اسے اوپر والے کمرے میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

ناگ جلدی سے دیوار پر چڑھ کر چھت کے پاس آ گیا۔ اس کی نگاہیں اوپر والے کمرے کے دروازے پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر لگی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ دروازے میں ایک خلائی سپاہی نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پلاسٹک کا سفید چمکیلا چھوٹا سا ڈبہ تھا۔ وہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ خلائی گن اس کے پہلو میں لٹک رہی تھی۔

سب سے آخری سیڑھی پر آکر وہ رُک گیا۔

پھر اُس نے آخری سیڑھی پر تین بار پاؤں مارا۔ تیسری بار پاؤں مارنے سے فرش کے وسط میں سے پتھر کی سِل ایک طرف کو کھسک گئی۔ یہی وہ سِل تھی جس کے نیچے تہہ خانہ تھا۔ ناگ تیزی سے رینگتا نیچے اُترا کہ فرش پر آگیا۔ خلائی سپاہی نے نیچے جھانک کر دیکھا اور کہا۔

"یہ تمہاری خوراک ہے"

اور اس کے ساتھ ہی پلاسٹک کا پیکٹ نیچے پھینک دیا۔ ناگ نے نیچے سے آتی تھیو سانگ کی غصیلی آواز سُنی۔

"تم لوگوں نے ہمیں یہاں کیوں قید کر رکھا ہے
ہمارا کیا قصور ہے"

خلائی سپاہی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سیڑھی کی طرف بڑھا تاکہ تہہ خانے کے پتھر کو واپس جما دے۔ ناگ خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ خلائی سپاہی نے

ایک بار پھر اسی طرح آخری سیڑھی پر تین بار پاؤں مارا اور پتھر کی سِل نے گڑگڑاہٹ کی ہلکی آواز کے ساتھ تہہ خانے کا منہ بند کر دیا۔ کیٹی اور تھیو سانگ کو ہال کی خوشبو آتی محسوس ہوئی لیکن یہ سوچ کر کہ وہ تو شیشے کا حقاب بنا ہوا ہے۔ کیسے یہاں آسکتا ہے۔ خاموش ہو گئے۔ خلائی سپاہی جب واپس چلا گیا تو ناگ سیڑھی کے پاس آگیا۔ اس نے پھنکار مار کر دوبارا انسانی شکل اختیار کی اور آخری سیڑھی پر تین بار پاؤں مارا۔ تہہ خانے کے منہ پر سے پتھر کی سِل ایک طرف کو ہٹ گئی۔ نیچے سے کیٹی کی آواز آئی۔

"ہمارے ساتھی بہت جلد ہمیں یہاں سے
نکال لیں گے وہ تم سے بدلہ لیں گے"

ناگ نے تہہ خانے میں جھانک کر آہستہ سے کہا۔

"تمہارا ساتھی آگیا ہے کیٹی۔ شور نہ مچاؤ۔
وہ لوگ آجائیں گے"

نیچے تھیو سانگ اور کیٹی نے ناگ کی آواز سنی تو خوشی سے اِن کے چہرے کھِل گئے۔ انہوں نے اوپر دیکھا۔ تہہ خانے کے منہ پر اِسے ناگ کی انسانی گردن دکھائی دی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیرے میں وہ اسے پوری طرح نہیں دیکھ سکتے تھے۔
کیٹی نے آواز دی۔
"ناگ! کیا یہ تم ہو۔ شکر ہے تم آ گئے۔"
ناگ نے کہا
"کیٹی! خدا کے لیے خاموش رہو۔ میں ناگ ہی ہوں۔"
تھیوسانگ نے نیچے سے آہستہ سے آواز دی۔
"ناگ! ہمیں یہاں سے نکالو۔"
ناگ نے جواب میں کہا۔
"میں اسی کوشش میں ہوں۔ تم اپنی جگہوں پر خاموش بیٹھے رہو۔"
یہ کہہ کر ناگ سیڑھی چڑھ کر اس کمرے میں آ گیا جہاں خلائی مشین، کمپیوٹر اور مختلف ساز و سامان پڑا تھا۔ ناگ اب انسانی شکل میں تھا۔ اس نے سامان اور دوسری چیزوں کو ٹٹولنا شروع کیا۔ ایک الماری کے پیچھے اسے شیشے کی چرخڑی دکھائی۔ اس چرخڑی پر باریک تار لپٹا ہوا تھا۔ اسی چیز کی ناگ کو تلاش تھی۔
اس نے چرخڑی پر سے تار اتارا اور نیچے آ گیا۔ تہہ خانے میں تار کا ایک سرا لٹکا کہ اس نے دوسرا سرا

اوپر ایک ستون کے ساتھ باندھا اور نیچے کیٹی کو آواز دی۔
"اس تار کو پکڑ کر اوپر آ جاؤ۔"
یہ کام کیٹی اور تھیوسانگ ہی کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ خود خلائی مخلوق تھے۔ ان میں عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ طاقت تھی۔ وہ بڑی جلدی تار کی مدد سے تہہ خانے سے باہر آ گئے۔ باہر آتے ہی ناگ نے آہستہ سے کہا۔
"یہاں آس پاس خلائی مخلوق موجود ہے۔ اس لیے خاموش رہنا۔"
ناگ نے جلدی سے تار چرخڑی پر دوبارہ لپیٹی اور زینے کی آخری سیڑھی پر تین بار پاؤں مارا۔ تہہ خانے کا منہ پتھر کی سل سے بند ہو گیا۔
"ماریا کہاں ہے؟" کیٹی نے ناگ سے پوچھا۔
ناگ نے آہستہ سے کہا۔
"مجھے ان لوگوں کی باتوں سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ماریا سلاطی دیوی کے روپ میں یہاں سے دور کسی شیلاش کے پاس سیارے میں گئی ہے اور ابھی واپس نہیں آئے گی۔"
"یہ شیلاش سیارہ کون ہے؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"سیاروں کے بارے میں تو تمہیں مجھ سے زیادہ معلومات ہونی چاہئیں۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ کسی خلائی مخلوق کا نام ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ہمیں یہاں سے نکل کر واپس اپنے راکٹ میں چلے جانا چاہیئے۔"

ناگ نے ذرا سا مسکرا کر کہا۔

"راکٹ نام کی کوئی شے وہاں نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟" کیٹی نے پریشان ہو کر پوچھا۔

ناگ نے انہیں سب کچھ بتا دیا کہ کس طرح انہوں نے ان کے راکٹ کو آگ لگائی اور پھر کیسے کیمادی ردعمل کی وجہ سے وہ عقاب سے دوبارا اپنی اصلی انسانی شکل میں واپس آگیا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" کیٹی بولی۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہمیں یہاں سے تو نکل جانا چاہیئے اس کے بعد سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

وہ تینوں وہاں سے نکل کر اندھیری راہ داری میں آگئے۔ راہ داری بالکل خالی پڑی تھی۔ آگے ایک بڑا کمرہ تھا۔ اس

کمرے میں دو خلائی سپاہی کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ نے کیٹی اور تھیوسانگ کو پیچھے کر دیا اور سرگوشی میں کہا۔

"گارڈ کھڑے ہیں۔ میں ان کی خبر لیتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے ناگ کے کان کے قریب منہ لا کر سرگوشی کی۔

"ہو سکتا ہے ان پر تمہارے زہر کا اثر نہ ہو۔ یہ خلائی مخلوق ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"میں کوشش ضرور کروں گا۔"

پھر ناگ نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر سرگوشی میں کہا۔

"تم انہیں انگلی سے چھو کر چھوٹا کیوں نہیں کر دیتے۔ ہم انہیں جیب میں ڈال کر لے جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے سر ہلا کر افسوس کے ساتھ بتایا کہ اس سیارے کی فضائی کیفیت کی وجہ سے اس کے پاس یہ طاقت نہیں رہی۔ ناگ نے کہا۔

"پھر تو مجھے ہی ہمت کرنی پڑے گی۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ تم اسی جگہ اندھیرے میں چھپے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہو۔"

کیٹی اور تھیو سانگ اندھیرے میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔

ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی اور فرش کی بجائے راہ داری کی دیوار پر چڑھ گیا اور رینگتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں نیچے دونوں خلائی پہرے دار خلائی گنیں لٹکائے چاق و چوبند کھڑے تھے۔

ناگ بڑی احتیاط سے رینگ کر ان کے پیچھے دیوار سے نیچے اُتر آیا۔ اب وہ دونوں پہرے دار ناگ کی زد میں تھے۔ ناگ ان دونوں کو ڈس کر ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہی کر سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں تھیو سانگ کا یہ جملہ بھی گونج رہا تھا کہ ہو سکتا ہے اس خلائی مخلوق پر اس کے زہر کا اثر نہ ہو۔ ناگ کو یہ بھی خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے ڈسنے سے خلائی مخلوق تو ہلاک نہ ہو لیکن خود ناگ پر کوئی خطرناک اثر ہو جائے۔

یہ تمام خطرے اور اندیشے ناگ کے ذہن میں تھے۔ اس کے باوجود وہ ان خلائی گارڈز کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا اور انہیں راستے سے ہٹانے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ انہیں ڈس دے۔

چنانچہ ناگ نے ایک پہرے دار کو چُن لیا کہ پہلے اس کو ڈسے گا۔

یہ سوچ کر ناگ اس پہرے دار کی طرف بڑھا اور اس کے پاؤں کے قریب آ گیا۔ وہ اسے ڈسنے ہی والا تھا

کہ خلائی پہرے دار نے ناگ کو دیکھ لیا۔ ایک دم سے اس نے خلائی گن کا رُخ ناگ کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ ناگ اتنی دیر میں وہاں سے اچھل کر دوسری طرف ہو گیا تھا۔ دونوں پہرے دار ناگ کے پیچھے دوڑے۔ ناگ نے پلٹ کر زور سے پھنکار ماری

اس سے اس کا مقصد محض اتنا تھا کہ شاید اس کی پھنکار سے یہ پہرے دار ڈر کر وہیں رُک جائیں اور ناگ کو پکڑنے کا موقع مل جائے۔ لیکن پھنکار کی گرم لہریں جب پہرے داروں کے جسموں سے ٹکرائیں تو وہ وہیں کھڑے کے کھڑے ہو کر رہ گئے۔ ناگ سمجھا کہ وہ ڈر کے مارے رُک گئے ہیں چنانچہ وہ تیزی سے ایک الماری کے پیچھے گھس گیا۔ پھر اس نے چند لمحوں کے بعد محسوس کیا کہ باہر کوئی حرکت نہیں ہو رہی۔ پہرے داروں کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو الماری کے پیچھے فائر کرنا چاہیئے تھا۔ اس نے گردن ذرا سی باہر نکال کر دیکھا۔

وہ یہ دیکھ کر حیران سا ہوا کہ دونوں خلائی آدمی اسی حالت میں کھڑے تھے۔ ناگ تیزی سے باہر نکلا اور پہرے داروں کے قریب جا کر انہیں غور سے دیکھا دونوں اس طرح جھکے ہوئے تھے جیسے حملہ کرنے والے ہوں۔ ناگ نے ان کے جسموں کو باری باری چھو کر دیکھا۔ تو وہ دنگ سا ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ دونوں پہرے دار کھڑے کھڑے وہیں پتھر بن گئے تھے۔ کیا یہ ناگ کی پھنکار کا اثر تھا؟

ناگ فوراً دیوار کی دوسری طرف چھپے ہوئے تھیو سانگ اور کیٹی کی طرف گیا اور انسان کی شکل اختیار کر کے انہیں سارا ماجرا سنایا۔ تھیو سانگ بولا۔

"یہ تمہاری سانس کا یہاں کی خلائی مخلوق پہ کیمیاوی ردِ عمل ہوا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہوئی ہے۔ اس طرح سے ہم یہاں ان لوگوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"چل کر پہرے داروں کو دیکھتے ہیں۔"

تینوں نے قریب جا کر پتھر بنے پہرے داروں کو چیک کیا۔ ان میں اور پتھر کے بتوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ان کے جسم پتھر کی طرح سخت ہو چکے تھے۔

ناگ نے تھیو سانگ سے پوچھا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ لوگ کسی کیمیاوی ردِ عمل کی وجہ سے پھر زندہ ہو جائیں؟"

تھیو سانگ نے جواب دیا۔

"جب ایسا ہوگا تب دیکھا جائے گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی تو ہمیں یہاں سے فرار ہو کر ماریا کے آنے تک کسی خفیہ مقام پہ چھپ جانا چاہیئے۔"

"ناگ تم سانپ ہی کی شکل میں چلو۔ تاکہ اگر راستے میں کوئی اور خلائی سپاہی مل جائے تو اس سے نمٹ سکو۔"

ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کی اور وہ تینوں قلعے کے پچھلے دروازے سے نکل کر قلعے کے پیچھے جو ویران اونچا نیچا میدان تھا وہاں آ گئے۔ انہیں یہاں کوئی پہرے دار نہ ملا۔ سارا علاقہ چپ چاپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سنسان تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں کیٹی کی گردن میں لٹک رہا تھا۔ قلعے سے دُور ایک جگہ کچھ ٹیکوئی چٹانیں ساتھ ساتھ کھڑی تھیں۔ اِن کے درمیان بیچ میں ایک تنگ سا درّہ بنا ہوا تھا۔

"ہمیں اِس جگہ چھپ جانا چاہیئے" کیٹی نے اشارہ کیا۔

تھیو سانگ بولا۔

"یہ جگہ قلعے سے قریب ہے"

کیٹی نے کہا۔

"ہمیں قلعے کے قریب ہی رہنا ہوگا۔ تاکہ جب ماریا آئے تو ہمیں اس کی خوشبو محسوس ہو جائے"

"تمہارا کیا خیال ہے ناگ؟" تھیو سانگ نے ناگ سے پوچھا۔

ناگ کیٹی کی گردن سے اُتر کر نیچے آگیا اور فوراً انسانی شکل اختیار کر لی۔

"اس سے اچھی جگہ یہاں آس پاس کہیں نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اسی جگہ چھپنا چاہیئے"

چٹانوں کے بیچ جگہ تنگ تھی۔ وہ لیٹ کر اس کے اندر داخل ہوگئے۔ آگے زمین کھلی تھی اور چھوٹا سا دالان بنا ہوا تھا۔ یہ تینوں دوست۔ یہاں چٹانی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے اور ماریا کے بارے میں سوچنے لگے کہ شیلاش نے اِسے اپنے سیارے پر کیوں بُلایا ہے۔ اور اگر ماریا غیبی حالت میں ہے تو پھر اِسے کس طرح قید کیا گیا؟ کیٹی نے اِس خیال کا اظہار کیا کہ ماریا غیبی حالت میں نہیں ہوگی۔ کسی خاص وجہ سے اِسے ضرور ظاہر کر لیا گیا ہے۔

انہیں عنبر کا بھی خیال ستانے لگا کہ نہ جانے وہ اِس وقت کہاں ہوگا۔ عنبر کے بارے میں انہیں کوئی خبر نہیں تھی۔ اس وقت انہیں سب سے زیادہ فکر ماریا کی تھی۔ دیر تک وہ باتیں کرتے رہے۔ پھر ناگ سانپ کا روپ بدل کر۔ چٹان کے سوراخ کے باہر جا کر پہرہ دینے لگا۔

کوئی چھ سات گھنٹے گزرنے کے بعد باہر آسمان پہ جو تھوڑی سی روشنی تھی کم ہونا شروع ہو گئی۔ ناگ نے اندر جا کر کیٹی اور تھیو سانگ کو بتایا کہ سیارے کی سرزمین پہ رات ہونے لگی ہے۔ انہوں نے بھی باہر نکل کر دیکھا۔ آس پاس کی چٹانوں پہ اندھیرا دُھند بن کر اُتر رہا تھا۔ اِن کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھتے دیکھتے وہاں گہری تاریکی چھا گئی۔ اس تاریکی میں تھیوسانگ اور کیٹی خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا دیکھ سکتے تھے۔ ناگ نے کہا۔

"تم لوگ اندر چل کر بیٹھو میں باہر پہرہ دوں گا"

کیٹی اور تھیوسانگ چٹان کے اندر چلے گئے۔ ناگ سانپ کی شکل اختیار کر کے ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ چاروں طرف موت ایسا سناٹا اور اندھیرا چھا چکا تھا۔ کہیں کوئی آہٹ تک سنائی نہیں دے رہی تھی۔ گھپ اندھیرے میں ناگ کو بھی بہت کم دکھائی دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر گزری ہو گی تو ناگ ایک آواز سُن کر چونک پڑا۔ یہ آواز خلائی مخلوق کے باتیں کرنے کی تھی اور دُور سے قریب آتی جا رہی تھی۔ ناگ تیزی سے چٹان کے اوپر چڑھا اور کیا دیکھتا ہے کہ خلائی قطعے کی جانب سے چار خلائی آدمی زمین پر کسی شے سے روشنی ڈالتے اِن چٹانوں کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں جہاں کیٹی تھیوسانگ اور ناگ نے پناہ لے رکھی تھی۔

○

یہ خلائی لوگ وہاں کس لیے آئے تھے؟

ماریا کی ناگ اور کیٹی سے کس حالت میں ملاقات ہوئی؟

عنبر کس دنیا میں جا کر نکل گیا تھا؟

ناگ، ماریا اور کیٹی وغیرہ اس سیّارے سے کیونکر فرار ہوئے؟

ان سوالوں کے جواب آپ کو "عنبر ناگ ماریا علاء میں" کی اگلی قسط ۱۰۱ "خطرناک مقناطیسی روشنی" میں ملیں گے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محترم اے حمید صاحب! آداب عرض

خلاف توقع اِس بار بھی آپ کے نئے ناول ناگ عنبر ماریا نہیں
ایک تو سونے پر سہاگہ آپ نے لکھا کہ اکتوبر کے بعد ہر ماہ دو ناول خلا
ملیں گے۔ مگر اب تک کوئی آثار نہیں جبکہ وہی ایک سیریز والا سلسلہ شرو
اور وہ بھی اِس بار دیر سے ملا۔ وجہ۔؟ اور نہ آپ نے کوئی خط لکھ
کی زحمت کی!

اور اب رائے ـــ! اس بار کا ناول بہت پسند آیا پُراسرا
حیرت انگیز کیفیات سے بھرپور ڈرامائی طرز پہ مبنی لاجواب شاہکار تھا
شروع سے لے کر آخر تک سسپنس بالکل مکمل اور جامع ناول تھا۔ اس
بات پر آپ مبارکباد کے مستحق ہیں قبول فرمائیں۔ اچھا اب اجازت!

میری طرف سے محترم نقش محمد اعوان صاحب کو سلام

صفدر حسین اعوان، بالکا رام روڈ، نزد تاج ہوٹل، نواب شاہ۔

محترم جناب اے حمید صاحب!

السلام علیکم۔ دو ماہ کے طویل انتظار کے بعد آپ کے دو ناول "خلائی
جہاز کی ممی" اور "غیبی خلائی شیطان" پڑھ کر عجیب راحت اور خوشی

ں ہوئی۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ناگ ماریا عنبر اور کیٹی سیریز کے ہر ماہ چار
ل شائع ہوا کریں گے لیکن آپ تو ایک ماہ ایک ناول بھی باقاعدگی
ے نہیں لکھتے یہی حال آپ کی دوسری سیریز زرتاش مشن اور پرانے
ی فائل کا ہے ہر ماہ اِن میں سے یا تو ایک ناول پرانے قلعے کی
ی کا یا زرتاش مشن کا پڑھنے کو ملتا ہے کیا بات ہے آپ اب اتنے
ناول کیوں لکھنے لگ گئے ہیں۔ ناگ ماریا عنبر اور کیٹی اب خلا میں
ل ہو چکے ہیں ویسے شاید میں کچھ غلط کہہ گیا ہوں کیونکہ ماریا تو ابھی
ن پر ہی ہے خیر وہ بھی خلا میں پہنچ ہی جائے گی اور اُن کا یہ سفر
ا بہت دلچسپ ہوگا جولی اور اس کے ڈیڈی کی موت کا بہت
وس ہوا ویسے آپ کو جولی کے باپ کا نام ضرور بتانا چاہیئے تھا۔

اللہ حافظ فقط والسلام

محمد نوید مرزا گلی ۱۰۷ مکان ۱۰۴ تیزاب احاطہ نزد ۴۵ جی۔ ٹی روڈ لاہور۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

عنبر ناگ ماریا کیٹی خلا میں کی دونوں قسطیں "خلائی جہاز کی ممی"
"غیبی خلائی شیطان" پڑھی نہایت ہی بہترین کہانیاں تھیں۔ پڑھ کر
ل چاہا کہ آپ کو اتنی اچھی کہانی لکھنے پر مبارک باد دے دوں۔ تو
یہ خط لکھا۔ میرے ذہن میں کچھ سوالات ہیں جو آپ سے پوچھنا
چاہتا ہوں۔ اور کچھ اپنے خیالات ہیں جو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱:۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی کی آپ کم سے کم ہر ماہ چار قسطیں لکھا کریں۔
۲:۔ عنبر ناگ ماریا میں تھیو سانگ کا کردار بڑا اچھا ہے۔ پلیز اُسے ختم نہ کیجئے گا۔
۳:۔ عنبر ناگ ماریا کے صفحات بڑھا دیں۔ اس کے لیے اگر آپ قیمت بھی بڑھائیں گے تو ہم خوشی سے منظور کر لیں گے۔
۴:۔ پنڈی میں لال کرتی کے اندر زرتاش اور پُر اسرار فائل سیریز نہیں آتی اگر آتی ہے تو بہت دیر کے بعد۔ مثلاً ایک مہینے کے بعد جیسے ابھی تک پستول کی آخری گولی اور خونی تکون نہیں آئی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟
۵:۔ مجھے خونی مرتبان اور گم شدہ خلا باز کی تلاش چاہیئے کیسے منگاؤں؟
۶:۔ خلائی گھڑی کا قیدی کب چھپ رہی ہے؟

ان سوالوں اور خیالات کا جواب ضرور دیں انتظار رہے گا۔

فقط عنبر ناگ ماریا کیٹی کا پرانا قاری

راحیل اظہر ۵/۶ اظہر مجید مکان ۱۹۴۰ انڈس روڈ ۲ لال کرتی راولپنڈی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خطرناک طلسمی دنیا

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

خلائی نقاب پوش
خطرناک غلامی روشنی
سائنس یتی والدن
سانپوں کا گڑھا
ناگ خلائی دشمنوں میں

خلائی نقاب پوش

ناگ تیزی سے چٹان سے نیچے اتر آیا۔
وہ رینگ کر چٹان کے اندر گیا اور انسانی شکل اختیار کرنے کے بعد کیپٹن اور تھیو سانگ کو بتایا کہ کچھ خلائی لوگ واپس آ رہے ہیں۔
تھیو سانگ بولا۔
"وہ اپنے ساتھیوں کے پتھر بننے کی وجہ سے دشمن کی تلاش میں نکلے ہوں گے۔"
کیپٹن نے کہا۔
"وہ تو ٹھیک ہے مگر اب ان کا مقابلہ کیسے کریں گے؟"
تھیو سانگ نے ناگ کی طرف دیکھا۔
"یہ تو ناگ ہی کرے گا۔ بس انہیں بھی مار کر پتھر بنا دو۔"
کیپٹن بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"لیکن اس میں ناگ کی جان کا خطرہ ہے۔ اگر انہوں نے لیزر گن کی شعاع ناگ پر پھینک دی تو؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"تم میری فکر نہ کرو کیپٹن۔ میں ان لوگوں سے نمٹ لوں گا۔ بہرحال میں باہر جاتا ہوں۔ تم لوگ یہاں سے باہر مت نکلنا۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کا روپ اختیار کیا اور چٹان کے غار میں سے رینگ کر باہر نکل گیا۔ اس نے اندھیرے میں دیکھا کہ وہ کل تین خلائی سپاہی تھے۔ ان کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی گول نالیاں تھیں۔ جن میں سے تیز روشنی نکلتی تھی۔ ناگ چٹان کی دوسری طرف ہو کر ایک گول پتھر کے پیچھے گھات لگا کر چھپ گیا خلائی سپاہی باتیں کرتے چٹانوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"یہ سیارہ پلوٹو کی مخلوق ہو سکتی ہے۔ وہ لوگ ہیں اپنی ٹھنڈی یخ شعاع سے ہمیں پتھر بنا سکتے ہیں۔"

دوسرا خلائی سپاہی بولا۔

"مگر پلوٹو کی مخلوق ہمارے سیارے پر کیسے آ گئی ہمارے کمپیوٹر نے تو اس کی آمد کو نوٹ نہیں کیا تھا۔"

تیسرا خلائی سپاہی کہنے لگا۔

"پلوٹو ہمارا دشمن سیارہ ہے اور ہم سے بہت زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ انہوں نے ایسے راکٹ تیار کر لیے ہیں جن کا سراغ کسی راڈار پر نہیں ملتا۔ اور انہیں کوئی کمپیوٹر بھی نوٹ نہیں کر سکتا۔"

پہلا خلائی سپاہی کہنے لگا۔

"یہاں ہوشیار رہنا۔ ہو سکتا ہے۔ دشمن ان چٹانوں میں گھات لگائے بیٹھا ہو۔ اگر اس کی لیزر شعاع ہم میں سے کسی پر پڑ گئی تو ہم پتھر ہو جائیں گے۔"

"ہمیں لیٹ کر آگے بڑھنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے ان چٹانوں میں دشمن چھپا ہوا ہے۔"

وہ تینوں زمین پر لیٹ گئے۔ اور رینگ رینگ کر آگے بڑھنے لگے۔ اب وہ ٹارچ کی روشنی بھی نہیں ڈال رہے تھے اور ایک دوسرے سے کوئی بات بھی نہیں کر رہے تھے۔ جب وہ چٹان کے قریب آ گئے تو ناگ پیچھے کو گھوما۔ پتھروں کے بیچ میں رینگتا ہوا وہ ان تینوں خلائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانوں کے قلب میں نکل آیا۔ اسے اندھیرے میں اندر سے لیٹ کر رینگتے ہوئے خلائی آدمی کے پاؤں صاف نظر آ رہے تھے۔ ناگ کو اس خطرے کا احساس تھا کہ جونہی اس نے پھکار مار کر اس آخری آدمی کو پتھر کر دیا تو دوسرے ہوشیار ہو جائیں گے اور فوراً ہی اس پر اپنی خلائی گن کا فائر کر ڈالیں گے۔

ناگ ایک ہی وقت میں ان تینوں پر حملہ نہیں کر سکتا تھا، یہ اس کی مجبوری تھی۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اگر یہ لوگ پٹان کے اندر پہنچ گئے تو ممکن تھا کہ ان کی خلائی گن کے فائر سے کیٹی اور تھیو سانگ ہلاک ہو جائیں اگرچہ تھیو سانگ نے ایک بار کہا تھا کہ وہ صرف اسی صورت میں مر سکتا ہے اگر اس کے ہاتھ کی کوئی انگلی کاٹ ڈالی جائے۔ پھر بھی ناگ نہیں چاہتا تھا کہ وہ تھیو سانگ کو خطرے میں ڈالے۔ کیونکہ کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس خلائی مخلوق کی لیزر شعاعوں کا تھیو سانگ اور کیٹی کے خلائی جسم پر کیا اثر ہوتا ہے۔

ناگ رینگتا ہوا پچھلے آدمی کے پاؤں کے بالکل قریب آ گیا تھا۔ اس نے اپنا منہ اس کے پاؤں کے بالکل ساتھ لگا کر آہستہ سے پھکار ماری۔ اس پھکار کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ اگلے دو خلائی آدمی نہ سن سکے۔ پچھلا آدمی وہیں اکڑ کر

رہ گیا۔ ناگ کی پھکار سے وہ پتھر بن چکا تھا۔

ناگ اس کے جسم کے اوپر سے گزر کر دوسرے آدمی تک پہنچ گیا۔ اب وہ کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس نے تیزی سے دوسرے آدمی پر اپنی پھکار پھینکی۔ دوسرا آدمی بھی وہیں جم کر رہ گیا۔ لیکن اس دوران میں تیسرا آدمی ہوشیار ہو گیا تھا اور اس نے پلٹ کر فائر کر دیا۔ یہ فائر نشانے پر نہ بیٹھا۔ ناگ نے پھکار ماری تو تیسرا خلائی آدمی تیزی سے اٹھا اور تھلے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ناگ نے اس کا تعاقب کرنا چاہا مگر خلائی آدمی بہت جلد اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

ناگ پٹان کے اندر آیا۔ انسانی شکل اختیار کی اور ساری کہانی تھیو سانگ اور کیٹی کو سنائی۔

پٹان سے باہر آ کر پتھر بنے خلائی آدمیوں کو دیکھنے گئے۔ یہ دونوں خلائی سپاہی پتھر کے بت بنے زمین پر پڑے تھے۔ ان کی وردیاں سیاہ تھیں اور سروں میں سینگ نکلے ہوئے تھے۔ لیکن شکلیں انسانوں سے ملتی جلتی تھیں۔ کیٹی نے کہا۔

"ہم ان کی وردیاں پہن کر بھی تھلے میں نہیں جا سکتے۔ ہمارے سروں پر سینگ نہیں ہیں جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی وجہ سے ہم پکڑے جا سکتے ہیں۔"
ناگ نے تھیوساگ کی طرف دیکھ کر کہا۔
"جو خلائی آدمی بھاگ گیا ہے وہ دوسروں کو میرے بارے میں بتا دے گا۔ اور وہ لوگ ہو سکتا ہے زیادہ مہلک خلائی اسلحہ لے کر یہاں آ جائیں۔"
تھیوساگ بولا۔
"ہمیں یہ جگہ بدل لینی چاہیئے۔"
"مگر اس اندھیرے میں ہم کہاں جائیں گے؟" کیٹی نے کہا۔
ناگ بولا۔
"کوئی دوسری جگہ تلاش کرتے ہیں۔ یہاں رہنا اب خطرناک ہے۔"
انہوں نے پتھر بنی خلائی لاشیں وہیں چھوڑیں اور چٹان کی دوسری طرف ڈھلان اترنے لگے۔ اندھیرے میں وہ تیز تیز چلتے گئے۔ آگے جا کر ایک چوڑی کھائی آ گئی۔ جو خشک تھی اور چھوٹے چھوٹے پتھروں سے بھری ہوئی تھی۔ رات اسی طرح تاریک اور ساکت تھی۔ لگتا تھا کہ رات ایک جگہ رک گئی ہے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہاں کتنے گھنٹوں کی رات ہوتی ہے۔ کئی دنوں کے

بعد رات چھائی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ ابھی کچھ دن رات ہی رہے آسمان پر ستارے آدھ بجھے کوئلوں کی طرح سلگتے سے نظر آ رہے تھے۔
اس کھائی سے نکل کر وہ چھوٹی چھوٹی تاریک پہاڑیوں کے سلسلے میں داخل ہو گئے۔ انہیں اپنی بھی فکر تھی اور ماریا کا بھی خیال تھا جس کو خلائی سردار اپنے ساتھ شیطانی لیزر کے پاس کسی دوسرے سیارے پر لے گیا ہوا تھا۔
چلتے چلتے وہ ایک پہاڑی کے پیچھے سے نکلے ہی تھے کہ اچانک چاروں طرف سے ان پر خلائی مخلوق نے ہلہ بول دیا۔ ناگ تیزی سے پیچھے کو پلٹا۔ سانس کھینچ کر ناگ کا روپ بدلا اور پہاڑی پتھروں میں گھس گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ خلائی مخلوق کا حملہ کامیاب ہو گیا ہے اور اب تھیوساگ اور کیٹی کو بچانے کے لیے اس کا وہاں سے بچ کر نکل جانا بہت ضروری ہے۔
خلائی مخلوق کے ہاتھوں میں لیزر گنیں تھیں۔ ان کا رخ کیٹی اور تھیوساگ کی طرف تھا۔ قلعے کے سردار کا ساتھی آرمان ان کے آگے تھے۔ اس نے غضبناک آواز میں کہا۔
"تم میرے تہہ خانے والے کنویں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن اب تمہیں میرے پنجے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے دو خلائی آدمیوں کو حکم دیا کہ جیسے بھی آدمی یعنی ناگ کو تلاش کیا جائے۔ دو خلائی آدمی پہاڑی کی طرف بھاگے مگر اس عرصے میں ناگ چھپ چکا تھا۔

کیٹی نے اپنی خاص خلائی زبان میں تھیوساگ سے کہا۔

"تھیوساگ! ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم خود کو ان کے حوالے کر دیں۔"

"اور کیا ہو سکتا ہے کیٹی؟"

آران نے گرج کر کہا۔

"خاموش! اگر دوبارہ آواز نکالی تو یہیں بھسم کر ڈالوں گا۔"

انھوں نے تھیوساگ اور کیٹی کو شیشے کے ڈوروں سے بنی ہوئی رسی میں جکڑ دیا اور انہیں ایک خلائی گاڑی میں بند کر کے پُراسرار خلائی قلعے کے قریب واقع ایک پہاڑی ڈھلان پر لے گئے۔ ناگ ایک چٹان کی اوٹ سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پہاڑی ڈھلان پر پہنچتے ہی آران نے جیب سے ایک ننھی سی پنسل ٹارچ نکال کر اس کا بٹن دبایا اور ٹارچ کا رُخ آسمان کی طرف کر کے تین بار اس کی روشنی آسمان کی طرف پھینکی۔ ناگ تعجب سے دیکھنے لگا کہ یہ شخص کس کو سگنل دے رہا ہے۔

دو سیکنڈ کے اندر اندر آسمان پر ایک اُڑن طشتری نمودار ہوئی اور عین اس گاڑی کے اوپر آ کر فضا میں رُک گئی جس میں کیٹی اور تھیوساگ بند تھے۔ آران کے حکم سے ان دونوں کو باہر نکال کر ان کے ہاتھوں کی رسیاں کھول دی گئیں۔ چار سپاہی گنیں لیے کیٹی اور تھیوساگ کی چاروں طرف چوکس کھڑے تھے۔ آران نے اُڑن طشتری کی طرف ایک اور سگنل کا اشارہ کیا اُڑن طشتری کے پیندے کے عین نیچے ایک کافی بڑا گول سوراخ تھا۔ سگنل ملتے ہی اس میں سے تیز روشنی باہر نکل کر کیٹی اور تھیوساگ پر پڑی۔ خلائی مخلوق پرے پرے ہٹ گئی۔

ناگ نے دیکھا کہ اچانک کیٹی اور تھیوساگ خود بخود اوپر کو اٹھنے لگے۔ اُڑن طشتری کی روشنی انہیں اوپر کی طرف کھینچ رہی تھی۔ کیٹی اور تھیوساگ نے اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارے مگر معلوم ہوتا تھا کہ اُڑن طشتری سے نکلتی روشنی میں زبردست کشش تھی جو انہیں اوپر کو کھینچے لیے جا رہی تھی۔ ناگ پریشان ہو کر آگے بڑھا مگر پھر یہ سوچ کر رُک گیا کہ ہو سکتا ہے وہ بھی ان کے ساتھ ہی اس مشکل میں پھنس جائے اور اگر وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو گیا یا اس پر خلائی گن کا حملہ ہو گیا اور وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کتنی ہی تاریں نکل کر اِدھر اُدھر پھیل ہوئی تھیں۔ ناگ اس چوکی پر بیٹھ کر ان تاروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ جب اس کے پلے کچھ نہ پڑا تو وہ وہاں سے اُڑ کر قلعے کی گول چھت کے اوپر آ گیا۔ قلعے کی چھت میں ایسا کوئی راستہ نہیں تھا کہ جس میں سے گزر کر ناگ قلعے کے اندر جا سکتا۔

قلعے کے دروازے پر سخت پہرہ تھا۔ وہاں اس کے پکڑے جانے یا جان سے مار دیئے جانے کا ڈر تھا۔ ناگ وہاں سے پرواز کر گیا اور دُور پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ تاکہ سوچ سکے کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے کہ کیٹی اور تھیوساگ کو اوپر والے سیارے سے واپس لایا جا سکے

کیٹی اور تھیوساگ کو جب اُڑن طشتری نے اوپر کھینچ لیا تو انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک گول کمرے میں بند ہیں جس کی دیوار میں نہ کوئی روشندان ہے اور نہ کوئی دروازہ ہے۔ وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کیٹی بولی۔

"تھیوساگ! ہمیں اُڑن طشتری کی مقناطیسی شعاعوں نے اوپر کھینچا ہے"

تھیوساگ نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں۔ اُڑن طشتری میرے اندازے کے مطابق روشنی

پلک جھپکتے تو کیٹی اور تھیوساگ کو بچانے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ وہ وہیں ٹھہر گیا اور پہاڑی کی ڈھلان پر پتھروں کے پیچھے چھپا کیٹی اور تھیوساگ کو اوپر اُڑن طشتری میں جاتے دیکھتا رہا۔

کیٹی اور تھیوساگ کو اُڑن طشتری نے اوپر کھینچ لیا۔

اس کے بعد اُڑن طشتری کا گول دروازہ بند ہو گیا۔ روشنی بجھ گئی اور اُڑن طشتری ایک زبردست آواز کے ساتھ ناگ کے دیکھتے دیکھتے ——— کیٹی اور تھیوساگ کو لے کر خلاء میں غائب ہو گئی۔

اُڑن طشتری کے غائب ہونے کے بعد آران نے اپنے خلائی ساتھیوں کو لیا اور خلائی گاڑی میں بیٹھ کر پُراسرار خلائی قلعے کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ پہاڑی کی ڈھلان پر اکیلا رہ گیا۔ دیر تک وہ خلاء میں اس جگہ کو تکتا رہا جہاں سے کیٹی اور تھیوساگ والی اُڑن طشتری غائب ہوئی تھی۔

دُور پُراسرار قلعے کے اوپر والے ٹاور سے برقی روشنی چمک رہی تھی۔ یہ اس خلائی قلعے کا راڈار ٹاور تھا۔ یہاں اوپر سے مکمل وغیرہ وصول کیے جاتے تھے۔ ناگ نے چھوٹے سیاہ عقاب کی شکل اختیار کی اور خلائی ٹاور کی طرف اُڑنے لگا۔

اس ٹاور کے اوپر ایک چھوٹی سی چوکی بنی ہوئی تھی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی رفتار سے بھی زیادہ تیز خلا میں پرواز کر رہی ہے۔"

تھیو ساگ اگر خلائی انسان تھا تو کیٹی بھی خلائی مخلوق تھی۔ کمرے میں جو فضا تھی اس کی گرمائش سے اس کو بھی اندازہ ہو گیا کہ واقعی اڑن طشتری کی رفتار روشنی کی رفتار سے بہت زیادہ ہے۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہوتی ہے اور یہ اڑن طشتری نہ جانے کتنے لاکھ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے خلا میں اڑی جا رہی تھی۔ اتنے میں انہیں ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تم لوگ ہمارے قیدی ہو۔ خاموشی سے اپنی تقدیر کے فیصلے کا انتظار کرو۔ یہاں سے فرار کی کوئی بھی کوشش بیکار ہو گی۔"

یہ آواز دیوار میں لگے کسی مخفی سپیکر سے آ رہی تھی۔ کیٹی نے چلا کر کہا۔

"تم لوگ ہم سے کیا چاہتے ہو؟ ہم پُرامن مشن پر ہیں۔ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔"

تیکھی آواز آئی۔

"تم لوگوں نے ہمارے کتنے ہی آدمیوں کو پتھر بنا کر ہلاک کر ڈالا ہے۔ ہم تم سے اس کا بدلہ لیں

گے اور ہم تمہارے ساتھی کا بھی سراغ لگا رہے ہیں جو کہیں چھپ گیا تھا۔"

کیٹی نے تھیو ساگ کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"اس کا اشارہ ناگ کی طرف ہے۔"

آواز بلند ہوئی۔

"اچھا کیا تم نے ہمیں اپنے مفرور ساتھی کا نام بتا دیا۔ تو اس کا نام ناگ ہے۔ ہم ناگ کو بھی پکڑ لیں گے۔ وہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔"

تھیو ساگ بولا۔

"اگر تم خلائی انسان ہو تو ہم بھی خلائی مخلوق ہیں۔"

"خاموش۔" آواز بلند ہوئی "تم اپنے خلائی ساتھیوں سے بھاگے ہوئے ہو۔ تمہیں کوئی خلائی مخلوق قبول نہیں کر سکتی۔ خبردار۔ اب آواز مت نکالنا۔ ہمیں تمہاری باتوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ کیٹی نے تھیو ساگ سے کہا۔

"یہ لوگ ہماری باتیں سن رہے ہیں۔ ہم کوئی خفیہ بات نہیں کر سکتے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو ساگ نے کہا۔

"اب بات کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیٹی۔ اب تو ہمیں اپنی تقدیر کے فیصلے کا انتظار کرنا ہوگا۔"

وہ خاموش ہو کر ایک طرف دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔

اڈن مشتری خلا میں یقین کر آنے والی رفتار کے ساتھ پرواز کرتی رہی۔ کچھ وقت گزر جانے کے بعد کیٹی اور تھیو ساگ کو محسوس ہوا کہ اڈن مشتری ایک طرف کو جھک گئی ہے۔ کیٹی نے کہا۔

"یہ نیچے کسی سیارے کی زمین پر اتر رہی ہے۔"

اڈن مشتری اس سیارے پر اتر رہی تھی جہاں اس سے پہلے ماریا کو پہنچایا گیا تھا اور جس سیارے پر شیطانی لیڈر کی حکومت تھی اور جس کے حکم سے کیٹی اور تھیو ساگ کو بھی اوپر لایا جا رہا تھا۔

اس سیارے پر رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کہیں کہیں زرد روشنی کے نقطے چمک رہے تھے۔ اڈن مشتری ایک نقطے کی طرف جا رہی تھی۔ یہ زرد نقطہ روشنی کا ایک دائرہ تھا جو ایک چٹان کے اوپر روشن تھا۔ اڈن مشتری

اس دائرے کے اوپر آ کر خلا میں رک گئی۔ کیٹی اور تھیو ساگ نے محسوس کیا کہ اڈن مشتری ٹھہر گئی ہے۔

اتنے میں وہی نسوانی آواز بلند ہوئی۔

"دائرے کے درمیان میں کھڑے ہو جاؤ۔"

تھیو ساگ اور کیٹی گول دائرے کے درمیان میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ اچانک ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ ان کے پاؤں کے نیچے سے فرش کھسک گیا مگر وہ نیچے گرنے کی بجائے اپنی جگہ پر ہی کھڑے رہے۔ انہیں محسوس ہوا کہ نیچے سے زرد روشنی انہیں اوپر سہارا دیئے ہوئے ہے۔ پھر وہ اپنے آپ نیچے کی طرف جانے لگے۔

زرد روشنی انہیں آہستہ آہستہ نیچے کھینچے لیے جا رہی تھی۔ چٹان پر جہاں روشنی کا دائرہ تھا وہاں سے پتھر کا فرش ایک طرف کو پھٹ کر ہٹ گیا ہوا تھا۔ کیٹی اور تھیو ساگ اسی سوراخ میں چٹان کے اندر داخل ہو گئے۔ یہ بیضوی گول دیوار والا ایک خالی کمرہ تھا۔ کمرے کے پچکیلے فرش پر ان کے پاؤں ٹک گئے۔

کیٹی نے اوپر دیکھا۔ زرد روشنی واپس چلی گئی اور چھت والا سوراخ اپنے آپ بند ہو گیا۔ وہ کمرے میں بند ہو کر رہ گئے۔ کیٹی نے دیواروں کو غور سے ہاتھ لگا لگا کر دیکھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں کوئی دروازہ نہیں تھا۔

"میرا خیال ہے تھیو یہ لوگ ماریا کو لے کر آئے تھے"

تھیو سانگ کہنے لگا

"اور یہ اچھی بات ہے ہم سے قریب تو پہنچ گئے اس طرح سے"

"لیکن ہم بھی ماریا کی طرح یہاں پھنس گئے ہیں۔ کیٹی نے نا امید ہو کر کہا"

تھیو سانگ بولا

"ہم ہمت نہ ہار کر یہاں سے بھاگنے کی پوری کوشش کریں گے کیٹی گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک طرف دیوار میں خفیہ دروازہ بن گیا۔ اور سیاہ نقاب پوش جن کے سروں میں سے سینگ نکلے ہوئے تھے۔ خلائی گنیں لیے نمودار ہوئے۔ وہ تیزی سے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے ان کی گنوں کا رخ کیٹی اور تھیو سانگ کی طرف تھا۔ اب ایک اونچا لمبا، سینگ والا نقاب پوش اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر بھی ہیلمٹ تھا۔ اس کے پیچھے اس کے دو باڈی گارڈ بھی تھے۔ یہ وہی شیطانی لیڈر تھا جس نے پہلے ماریا کو اوپر منگوایا تھا اور اب کیٹی اور تھیو سانگ کو بھی اغوا کروا لیا تھا۔

اس نے آتے ہی اشارہ کیا۔

اس کے اشارے پر دو خلائی گارڈ آگے بڑھے اور انہوں نے کیٹی اور تھیو سانگ کی کلائیوں پر خلائی گنوں کی نالیاں لگا دیں اور چلنے کو کہا۔ گن شپ خاکی گول نالیوں میں سے گزار کر کیٹی اور تھیو سانگ کو ایک کافی کشادہ گول کمرے میں لایا گیا۔ یہاں ایک گول شیشے کی چوکی پر زرد رنگ کی پنسل ٹارچ رکھی تھی۔ خلائی سپاہی قطار باندھے کرسی کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ کیٹی اور تھیو سانگ کو شیشے کی چوکی کے سامنے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا کر دیا گیا شیطانی لیڈر نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا

سامنے دیوار میں ایک دروازہ اپنے آپ کھل گیا اور خلائی گارڈ کا ایک نقاب پوش دستہ نمودار ہوا۔ اچانک کیٹی اور تھیو سانگ کو ماریا کی خوشبو آئی۔ کیٹی نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ یہ تو ماریا کی خوشبو ہے تھیو سانگ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کیٹی کو خاموش رہنے کا اشارہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا

اب انہوں نے دیکھا کہ شاہانہ زرق برق لباس میں ماریا سر پر سرخ رنگ کا ہیرے جواہرات والا تاج رکھے شاہانہ انداز میں چلی آ رہی ہے۔ کیٹی اور تھیوسانگ ماریا کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ انہیں یقین تھا کہ اگر ماریا یہاں کی ملکہ بن چکی ہے تو اب ان کی زندگیوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

ماریا کرسی پر بیٹھ گئی۔ شیطانی لیڈر آگے بڑھ کر ذرا سا جھکا اور بولا

"ہمارے دشمن قیدی حاضر ہیں۔ ان کے بارے میں حکم دیا جائے"

ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ کو غضبناک نظروں سے تک رہی تھی۔ اس کی یادداشت پوری کھو چکی تھی اس لیے ماریا نے کیٹی اور تھیوسانگ کو بالکل نہیں پہچانا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ دونوں اس کے دشمن ہیں۔ اس نے غصہ بھری آواز میں کہا۔

"ان دشمن قیدیوں نے ہمارے قانون کی خلاف ورزی کی ہے ان کو پیسہ ۹ میں سے جایا جانے یہ ہمارا حکم ہے"

اس حکم کے ساتھ ہی چار خلائی گارڈ آگے بڑھے۔

انہوں نے کیٹی اور تھیوسانگ کے ہاتھ باندھنے شروع کر دیے۔ کیٹی نے چلا کر کہا۔

"ماریا! ماریا! ہم تمہارے ساتھی ہیں۔ ہمیں پہچانو میں کیٹی ہوں"

ماریا نے غضب ناک ہو کر کہا۔

"خاموش! تم ہمارے دشمن ہو اور ہم اپنے دشمنوں کے ساتھ جو سلوک کرتے ہیں تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا"

کیٹی نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔

"ماریا کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ ہمیں پہچان ہی نہیں رہی"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔

"میرے کام لو کیٹی۔ ماریا کی یادداشت ختم کر دی گئی ہے۔ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے"

خلائی گارڈ کیٹی اور تھیوسانگ کو لے کر ہال کمرے سے باہر نکل گئے۔ کیٹی اور تھیوسانگ کو جس کمرے میں لایا گیا وہ کسی ہسپتال کا اپریشن روم لگتا تھا۔ دیواروں کے ساتھ میڈیکل آلات لگے تھے۔ چھت پر سرچ لائٹ جل رہی تھی۔ نیچے دو اپریشن ٹیبل پڑے تھے کونے میں شیشے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلنڈر پڑے تھے۔ کیٹی اور تھیوسانگ کو اپریشن ٹیبل پر الگ الگ لٹا کر باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد یہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔

کیٹی نے گھبراہٹ سے کہا

"تھیوسانگ! یہ لوگ ہمارا آپریشن کرنے والے ہیں اب کیا ہوگا؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں اپنی خاص طاقت استعمال کرتا ہوں۔"

اس نے ایک آنکھ بند کر کے اپنے جسم کو انگلی لگائی مگر یہ دیکھ کر اسے سخت مایوسی ہوئی کہ اس کا جسم چھوٹا نہیں ہوا تھا۔ اس کی طاقت ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ اس نے مایوسی سے کہا۔

"کیٹی! میری خاص طاقت جواب دے چکی ہے اس سیارے کی فضا میں میری طاقت کا کوئی اثر نہیں ہو رہا۔"

کیٹی نے پورا زور لگایا مگر وہ بھی گلاس فائبر کے ان تسموں کو توڑ نہ سکی جن سے اس کے جسم کو سٹریچر کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ اب تھیوسانگ نے زور لگایا۔ وہ بھی اپنے آپ کو آزاد کرانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

گھبرا کر بولا۔

"میری یہ کوشش بھی ناکام ہو گئی ہے کیٹی۔ معلوم ہوتا ہے ہماری موت قریب ہے۔"

کیٹی خاموش سی ہو گئی۔ تھیوسانگ بولا۔

"ان کے اپریشن کمپوڈر بتا دیں گے کہ اگر میری انگلی کاٹ دی جائے تو میں مر جاؤں گا۔"

"ایسا نہ کہو تھیوسانگ۔ اگر یہ بات ہے تو یہ میری زندگی کا راز بھی معلوم کر لیں گے۔ یہ بھی خلائی لوگ ہیں۔ ہماری ساری کمزوریاں بہت جلد ان کو معلوم ہو جائیں گی۔"

اتنے میں اپریشن روم کا دروازہ کھلا اور چار سفید پوش خلائی آدمی داخل ہوئے۔ یہ خلائی سرجن تھے۔ ان کے پیچھے چار ان کے اسسٹنٹ سرجن تھے۔ انہوں نے آتے سرجری کے آلات والا ٹیبل تھیوسانگ اور کیٹی کے سٹریچروں کے درمیان کر دیا اور سب سے پہلے تھیوسانگ کے سینے پر سے قمیض ہٹا کر اس کا سینہ ننگا کر دیا۔

تھیوسانگ تو خوف سے لرز گیا۔ یہ کم بخت اس کا سینہ چاک کرنے والے تھے۔ کیٹی بھی پریشان ہو گئی۔ کیونکہ اس کے بعد کیٹی کی باری تھی۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس مصیبت سے کس طرح نجات حاصل کرے۔

اچانک اسے اپنی چٹکی کا خیال آگیا۔ اگرچہ چٹکی بجائے کو عرصہ ہو چکا تھا اور اس کے بجانے میں خطرہ تھا کہ وہ نہ جانے کون سی شکل اختیار کر جائے۔ مگر اس وقت ان کی جان پہ بن رہی تھی۔ دونوں کی زندگیاں موت کی دہلیز پر پہنچ رہی تھیں۔ کیٹی کو بہرحال ہی یہ خطرہ مول لینا ہی تھا چنانچہ اس نے شیطانی لیڈر کا ذہن میں سوچ کر چٹکی بجا دی۔ چٹکی کی آواز پہ خلائی سرجنوں نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کیٹی کے سٹریچر پہ کیٹی کی بجائے ان کا شیطانی لیڈر پڑا ہوا تھا۔

کیٹی کے کنوئیں والے ہمدرد دوست نے کیٹی کی مدد کی تھی اور اسے چٹکی بجانے ہی شیطانی لیڈر کی شکل میں تبدیل کر دیا تھا۔ کیٹی نے غصیلی آواز میں کہا۔

"کم بختو یہ تم لے مجھے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے؟"

کیٹی کی آواز بھی مردانہ ہو گئی تھی۔

سرجن تو دنگ ہو کر رہ گئے تھے، وہ گھبرا کر پیچھے ہٹے۔ تھیوساگ کو انہوں نے وہیں چھوڑ دیا اور تیزی سے شیطانی لیڈر

کے چمڑے کے تسمے کھول دیئے۔ تھیوساگ بھی کیٹی شیطانی لیڈر کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا تھا۔ کیٹی شیطانی لیڈر کے نقاب میں تھی اور پوری اونچا لمبا مرد بن چکی تھی۔ یہ تماشہ تھیوساگ بھی پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ کیٹی نے اسے اپنی چٹکی کے بارے میں کئی بار بتایا تھا کہ چٹکی بجانے پر وہ کسی بھی ایسے شخص کی شکل میں آ سکتی ہے جس کا اس کے ذہن میں زیادہ خیال ہو۔ مگر پچھلے دنوں اس کے ساتھ اکثر ایسا ہوا تھا کہ چٹکی بجانے سے اگر اس کی شکل مردانہ بن گئی تو وہ عورت ہی کا رہ گیا تھا اس مضحکہ خیز صورت حال سے بچنے کے لیے کیٹی نے فیصلہ کر لیا ہوا تھا کہ وہ کبھی چٹکی نہیں بجائے گی۔ مگر اب ان کی زندگی اور موت کا سوال تھا چنانچہ اس لیے کیٹی کو چٹکی بجانے کا خطرہ مول لینا پڑ ہی گیا۔ چٹکی بجانے سے وہ شیطانی لیڈر کی شکل میں آ گئی تھی۔ اگرچہ اصلی شیطانی لیڈر اس خلائی کمپلیکس میں اپنے خاص کمرے میں موجود تھا مگر کیٹی اس کی نقلی شکل میں آپریشن روم میں بھی موجود تھی۔

خلائی سرجن نے شیطانی لیڈر یعنی کیٹی کے آگے ادب سے جھک کر کہا۔

"باس! آپ یہاں کیسے آ گئے؟"

کیٹی نے مردانہ آواز میں چیخ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خطرناک طلسمی روشنی

[illegible] روم خالی رہ گیا
تھیو سانگ نے [illegible]
"کیٹی یہ تم ہی ہو [illegible] کہیں تم اصلی شیطانی لیڈر
تو نہیں ہو۔"
کیٹی نے [illegible]
"تھیو سانگ بھائی میں کیٹی ہی ہوں۔ میں نے اس پٹکی
[illegible] جس کا ذکر میں تم سے اکثر کیا کرتی
تھی۔ میرے جنی دوست نے میری مدد کی ہے
[illegible] اس نے میرے ساتھ کوئی مذاق نہیں کیا
لیکن ہمیں یہاں سے فوراً نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔
اصلی شیطانی لیڈر کو پتہ چل جائے گا۔"
کیٹی نے جلدی سے تھیو سانگ کے جسم کے گرد بندھے
[illegible] کھول دیے۔ تھیو سانگ اپنی قمیض درست کر
ہوا سٹریچر سے اٹھ بیٹھا کہنے لگا۔
"ہم [illegible] جائیں ہمارے پاس کوئی گن بھی [illegible]

"حرام خور! یہی بات تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔
تم نے اس دشمن لڑکی کی جگہ مجھے کیوں باندھ کر رکھ
دیا۔ اسے تلاش کرو۔ وہ کہاں غائب ہو گئی ہے؟"
خلائی سرجن باہر کو بھاگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"میرے ساتھ آؤ میں ان کے لیڈر کی شکل میں ہوں میرا حکم کوئی نہیں ٹال سکے گا۔"

تھیوسانگ کہا۔

"جب تک اصلی نقل کا بھانڈا نہیں پھوٹ جاتا ہیں یہاں سے نکل کر کسی محفوظ مقام تک پہنچ جانا چاہیئے۔"

آپریشن روم کے دروازے کے آگے ایک لمبا ——— برآمدہ تھا۔ جس میں روشنی ہو رہی تھی۔ کیٹی اس وقت شیطانی لیڈر کی شکل و صورت میں تھی۔ مردانہ قد کاٹھ کے ساتھ اس کے سر پر سینگ بھی نکلا ہوا تھا اور چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا تھا۔ اس کی نہ صرف شکل بلکہ آواز بھی شیطانی لیڈر کی آواز میں ڈھل چکی تھی۔ وہ تیز تیز چلتی برآمدے کے آخری کنارے پر پہنچی تو آگے دو خلائی گارڈ کھڑے تھے۔

اپنے شیطانی لیڈر کو آتے دیکھ کر انھوں نے زور سے سیلوٹ مارا۔

کیٹی نے بڑی رعب دار آواز میں کہا

"اپنی خلائی گنیں ہمیں دے دو۔ دشمن عورت فرار ہو گئی ہے۔ جاؤ۔ اسے جا کر تلاش کرو۔"

خلائی گارڈ اپنے لیڈر کا حکم کیسے ٹال سکتے۔ انھوں نے فوراً اپنی خلائی گنیں بڑے ادب سے شیطانی لیڈر یعنی کیٹی کو پیش کر دیں۔ مگر وہ تھیوسانگ کو کچھ شک کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کیٹی نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی اور ایک خلائی گن خود لے لی۔ دوسری تھیوسانگ کو دے دی اور کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

خلائی گارڈ ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے اور کیٹی ——— کیٹی اپنے ساتھی تھیوسانگ کو لے کر ایک کھلے دروازے میں داخل ہو گئی۔ یہاں دوسری بار انہیں ماریا کی خوشبو آئی کیٹی نے کہا۔

"تم نے ماریا کی خوشبو محسوس کی تھیوسانگ؟"

"ہاں ——— خوشبو کافی تیز ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہیں کسی جگہ موجود ہے۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے کمرے میں شمال کی طرف دیکھا۔ اس کمرے میں ہلکا اندھیرا تھا۔ شمال کی طرف دیوار میں درز سی ہلی ہوئی تھی جس میں سے مدھم روشنی آ رہی تھی۔ وہ دونوں لپک کر اس درز کے پاس گئے۔ یہاں انہیں دوسری طرف سے آوازیں آئیں۔ کیٹی اور تھیوسانگ نے درز کے ساتھ آنکھیں لگا دیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری طرف انہوں نے دیکھا کہ اصل شیطانی لیڈر نقاب پہنے ماریا پر جھکا ہوا ہے۔ ماریا کے سر پر تاج ہے۔ وہ سٹریچر پر لیٹی ہے۔ اس کے پاس چار خلائی گارڈ کھڑے ہیں۔ ماریا بے ہوش ہے۔ شیطانی لیڈر کے ہاتھ میں ایک لمبا چاقو ہے۔ وہ ماریا کے جسم میں چاقو گھونپنے ہی لگا تھا کہ اچانک سامنے والا دروازہ کھلا اور دو نوں خلائی سرجن وہاں داخل ہوئے وہ گھبرائے ہوئے تھے۔ انہوں نے آتے ہی کہا۔

"باس! کیٹی ابھی تک نہیں ملی۔ وہ مفرور ہے"

شیطانی لیڈر نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور غرا کر کہا۔

"وہ کیسے فرار ہو گئی؟"

ایک خلائی سرجن نے گھبراہٹ بھی آواز میں کہا۔

"باس! آپ کے سامنے ہی تو وہ غائب ہوئی تھی"

"کیا بکواس کر رہے ہو" شیطانی لیڈر گرجا۔

خلائی سرجن شیطانی لیڈر کے بارے میں یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ کیٹی کی جگہ سٹریچر پر نمودار ہو گیا تھا اور کیٹی فرار ہو گئی تھی اصل شیطانی لیڈر نے چاقو میز پر رکھ دیا۔ وہ کیٹی کے فرار سے پریشان تھا۔

اس نے کہا۔

"ماریا کا آپریشن تم مکمل کرو گے۔ میں کیٹی کا کھوج لگانے جا رہا ہوں۔ وہ فرار ہو گئی تو ہمارا سارا تجربہ ادھورا رہ جائے گا"

یہ کہہ کر اصل شیطانی لیڈر کمرے سے تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔ دونوں سرجن بے ہوش ماریا کے سٹریچر کے ارد گرد آ کر کھڑے ہو گئے

کیٹی نے کہا۔

"اب مجھے اندر جانا ہو گا۔ نہیں تو خدا جانے وہ ماریا کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ تم اسی جگہ چھپ جاؤ۔ میں تمہیں یہاں سے لے لوں گی"

کیٹی شیطانی لیڈر کے روپ میں تیزی سے قدم اٹھاتی باہر نکل کر راہ داری میں آ گئی۔ وہ اوپر سے چکر کاٹ کر اس کمرے کے پاس آ گئی جہاں ماریا کے جسم کا چیر پھاڑ ہونے والا تھا یہاں ایک خلائی سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے شیطانی لیڈر کو دیکھا تو ایک دم الرٹ شن ہو گیا۔ اس کے سامنے ابھی ابھی شیطانی لیڈر آپریشن روم سے نکل کر گیا تھا۔ اب پھر اسے آتا دیکھ کر الرٹ شن ہو گیا تھا۔

شیطانی لیڈر یعنی کیٹی کمرے میں داخل ہو گئی۔

میں اس وقت خلائی سرجن چاقو سے بے ہوش ماریا کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سینے میں خنجر گھونپنے ہی والا تھا۔ شیطانی لیڈر کو واپس آتے دیکھ کر خلائی سرجن نے کہا۔

"باس! آپ آ گئے؟ کیٹی کا کوئی سراغ ملا؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں نے گارڈ اس کی تلاش میں روانہ کر دی ہے ماریا کا اپریشن شروع کیا کہ نہیں؟"

خلائی سرجن بولا۔

"باس! شروع کرنے لگا ہوں"

کیٹی شیطانی لیڈ کے روپ میں تھی۔ اسے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں اور شیطانی لیڈر میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ کیٹی نے ہاتھ اپنے سیاہ لبادے سے باہر نکال کر کہا۔

"ٹھہرو۔ میں ماریا سے اس کے تائب ہونے کا راز کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اسے ہوش میں لاؤ"

شیطانی لیڈر کے حکم کے آگے کون انکار کر سکتا تھا۔ وہ تو اس سیارے کا مالک تھا۔ خلائی سرجن نے اس وقت ماریا کو ایک ٹیکہ لگایا۔ ماریا ہوش میں آ گئی۔ اس کی یادداشت ابھی واپس نہیں آئی تھی۔ کیونکہ اس کا زیر علاج ابھی تک اس کے سر پر تھا۔

ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے پاس شیطانی لیڈر اور خلائی سرجنوں کو دیکھا تو بولی۔

"اب میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے؟"

کیٹی کو معلوم ہوا کہ شیطانی لیڈر کے حکم سے ماریا کو ایک ایسی دوا پلا دی گئی تھی جس سے اس کے سر میں شدید درد ہونے لگا۔ اس کے درد کا علاج کرنے کے بہانے خلائی سرجنوں نے اسے بے ہوش کر کے اپریشن روم میں ڈال دیا اور شیطانی لیڈر کے حکم سے اس کا اپریشن کرنے والے تھے تاکہ اس کے سینے سے اس کا دل نکال کر شیشے کے گلاس میں ڈال کر تجربہ کیا جا سکے۔

خلائی سرجن نے ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"آپ کا علاج کامیاب رہا مکمہ"

شیطانی لیڈر یعنی کیٹی نے ماریا کی طرف ذرا سا جھک کر کہا۔

"مکمہ! ابھی آپ اسی جگہ کچھ دیر آرام کریں"

پھر اس نے دونوں خلائی سرجنوں اور خلائی گارڈ کو حکم دیا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔

"ہم مکمہ سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں"

خلائی لیڈر کا حکم سنتے ہی دونوں خلائی سرجن اور خلائی گارڈ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلیوٹ کر کے وہاں سے چلے گئے۔ جب کمرہ خالی ہو گیا تو کیٹی نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! کیا تمہیں کچھ یاد ہے کہ تمہارے دوست عنبر ناگ کیٹی ہوا کرتے تھے؟"

کیٹی چونکہ شیطانی لیڈر کی شکل میں تھی اور اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ماریا اپنی یادداشت کھو چکی ہے اس لیے وہ اسے یہ کہہ کر کہ میں کیٹی ہوں خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ ماریا کہیں شور نہ مچا دے کہ یہ شیطانی لیڈر اصلی نہیں بلکہ نقلی ہے۔

ماریا نے شیطانی لیڈر یعنی کیٹی کا جملہ سن کر تلخ آواز میں کہا۔

"تم کس عنبر ناگ کیٹی کی بات کر رہے ہو میں کسی کو نہیں جانتی۔ میں سیارے کی ملکہ ہوں۔ دیوی ہوں۔"

کیٹی سمجھ گئی کہ ماریا کی یادداشت واپس نہیں آ رہی۔ مصیبت یہ تھی کہ جب اس کی یادداشت واپس نہیں آتی اسے ساتھ لے جانا مشکل تھا۔ وہ تو شور مچا دیتی کہ یہ لوگ مجھے اغوا کر رہے ہیں۔

اچانک کیٹی کو خیال آیا کہ ماریا کے سر پر اس وقت بھی

تاج کیوں ہے جبکہ وہ سٹریچر پر پڑی ہوئی ہے۔ کہیں اس تاج کی وجہ سے تو ماریا کی یادداشت غائب تو نہیں ہو گئی؟

وقت گزرتا جا رہا تھا۔ اصلی شیطانی لیڈر کسی بھی وقت واپس آ سکتا تھا۔ کیٹی نے ماریا کے سر کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔

"ملکہ! یہ تاج اتار دیں مجھے آپ کے سر پر درد ہوتا لگتا ہے۔"

ماریا نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو؟ تم تو خود ہی کہتے تھے کہ یہ تاج ملکہ کبھی نہیں اتارا کرتی۔"

اب تو کیٹی کو یقین ہو گیا کہ یہ سارا قصور اس تاج کا ہی ہے۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"ملکہ اب تاج اتارنا ضروری ہو گیا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی شیطانی لیڈر یعنی کیٹی نے ماریا کے سر پر سے تاج اتارنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ بہت بری طرح سے ماریا کے سر پر پھنسا ہوا ہے۔ کیٹی نے دیکھا کہ تاج کے اوپر ایک لٹو کی طرح کا پیچ لگا ہوا ہے۔ کیٹی نے لٹو کو گھما کر اتار دیا۔

لٹو کے اترتے ہی ماریا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کی یادداشت واپس آ گئی تھی۔ اس نے حیران ہو کر شیطانی لیڈر یعنی کیٹی کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا، اور بولی

"میں کہاں ہوں؟ یہ ——— یہ کیٹی کی خوشبو کہاں سے آ رہی ہے؟"

کیٹی بے حد خوش ہوئی، اس نے فوراً کہا۔

"ماریا! میں ہی کیٹی ہوں۔ تھیو ساگ بھی میرے ساتھ ہے۔ وہ ساتھ والے کمرے میں چھپا ہوا ہے۔"

ماریا شیطانی لیڈر کی شکل کو دیکھ رہی تھی۔

"مگر ——— مگر تم کیٹی نہیں ہو۔ تم شیطانی لیڈر ہو۔"

کیٹی نے کہا۔

"ماریا میری شکل پر نہ جاؤ۔ یہ سارا کمال میری چکی کا ہے۔ اس بار چکی نے مجھے دھوکہ نہیں دیا۔ یہ لوگ میرا اور تھیو ساگ کا بھی سینہ چیر نے لگے تھے کہ میں نے چکی آزمانے کا فیصلہ کیا اور شیطانی لیڈر کی شکل میں آ گئی۔ اگر میں کیٹی نہ ہوتی تو تمہیں میری خوشبو کیسے آتی؟"

ماریا خوش ہو کر بولی۔

"یہ تم نے ٹھیک کہا۔ تم واقعی کیٹی ہو۔ اب

یہاں سے بھاگو۔ وہ لوگ واپس آ گئے تو مصیبت آ جائے گی۔"

شیطانی لیڈر یعنی کیٹی نے ماریا کے تاج کو اس وقت توڑ ڈالا اور ماریا کو ساتھ لے کر کمرے سے باہر آئی۔ دوسرا کمرہ ابھی تک خالی تھا۔ اس نے تھیو ساگ کو آواز دی۔

"میں یہاں ہوں۔"

تھیو ساگ اندھیرے کونے میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے ماریا کو ساتھ دیکھا۔ تو بڑا خوش ہوا۔ اور بولا۔

"ماریا کی یادداشت واپس آ گئی کیٹی؟"

ماریا نے کہا۔

"اگر یادداشت واپس نہ آتی تو میں اس کے ساتھ یہاں کیسے آتی۔"

تھیو ساگ بولا۔

"ماریا! تم کو مکھ کے لباس میں نے پہلی بار دیکھا تو مجھے یقین نہیں آیا تھا کہ تم وہی ماریا ہو جو ہمارے ساتھ غائب ہو کر سفر کرتی ہے۔"

ماریا بولی۔

"اچھا اب ان باتوں کا وقت نہیں۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو۔ اگر پکڑے گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے تو پھر یہ لوگ ہمیں ختم کر کے ہی دم لیں گے۔"
کیٹی نے کہا۔

"تم یہاں کے راستوں کو ہم سے بہتر جانتی ہو۔ یہ تمہیں بتانا چاہیئے کہ ہم اب کہاں جائیں؟"
ماریا کچھ سوچ کر کہنے لگی۔

"میرے ساتھ آؤ۔ مگر ایسا کرو کیٹی کہ تم تھیوساگ کی گردن پر غلافی گن کی نالی لگا دو۔ یہ ظاہر کرو کہ تم نے اسے گرفتار کیا ہے۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ چلوں گی۔"

کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ اس نے غلافی گن تھیوساگ کی گردن سے لگا کر اسے آگے آگے چلنے کا حکم دیا۔ ماریا نے کیٹی یعنی نقل شیطانی لیڈر کے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ وہ ایک کشادہ ہال کمرے میں سے گزر رہے تھے کہ وہاں دونوں سرجن تیز تیز قدموں سے آتے نظر آئے۔ شیطانی لیڈر یعنی کیٹی کو دیکھ کر وہ ٹھٹک گئے۔ ایک بولا۔

"باس! آپ کو تو ہم ابھی ابھی دوسرے کمرے میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ آپ یہاں؟"

کیٹی یعنی نقل شیطانی لیڈر نے غرا کر کہا۔

"اندر چلو۔ دیکھتے نہیں میں دشمن کو پکڑ کر لایا

ہوں ماریا ملکہ نے میری مدد کی ہے۔ تم آپریشن روم جا کر ہمارا انتظار کرو۔ ہم اس قیدی کو تہہ خانے میں پھینک کر ابھی واپس آتے ہیں۔"

"جو حکم باس۔"

یہ کہہ کر دونوں سرجن دوسری طرف کو بھاگ گئے۔
کیٹی نے کہا۔

"ماریا یہی وہ سرجن تھے جو تمہارے سینے کو چاک کرنے والے تھے۔"

"میرے خدا!" ماریا نے سہم کر کہا "میں نہیں جانتی یہ لوگ مجھ پر کیا تجربہ کرنے والے تھے۔"
تھیوساگ بولا۔

"تمہارا پھر سے غائب ہونا بہت ضروری ہے ماریا۔"
ماریا نے کہا۔

"یہ میرے اختیار میں نہیں۔ یہاں کی فضا کی کرنوں نے مجھ پر اثر کیا ہے کہ میں ظاہر ہو گئی ہوں۔"
کیٹی نے کہا۔

"پہلے یہاں سے نکل چلیں۔ پھر دیکھا جائے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا انہیں لے کر اس کیبن سے کرنے والے حصے میں آگئی۔ یہاں ایک محرابی دروازہ تھا جس کے باہر چار خلائی گارڈ پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنے شیطانی لیڈر کو آتے دیکھا تو وہ الرٹ ہو گئے۔

ماریا نے کیٹی کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ان خلائی گارڈز کو حکم دینا کہ گاڑی لاؤ۔ شیطانی لیڈر بنی کیٹی نے انہیں کرخت آواز میں کہا۔

"گاڑی لاؤ کم بختو!!"

ماریا دل میں ہنسنے لگی۔ کیٹی ان کو کچھ زیادہ ہی ڈانٹ رہی تھی۔ خلائی گارڈ میں سے ایک گارڈ تیزی سے دیوار کے پاس گیا۔ ایک بٹن کو دبایا تو ہلکی سی آواز کے ساتھ شیشے کی ایک بند گول گاڑی دروازے کے اندر آکر کھڑی ہو گئی۔ ماریا آگے بڑھی۔

گاڑی کے پاس آتے ہی اس کا دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ ماریا نے کہا۔

"میرے ساتھ بیٹھ جاؤ اس میں"

کیٹی، تھیو سانگ اور ماریا گاڑی میں بیٹھ گئے۔ دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ ماریا نے سامنے لگے ڈائیل پر بنے ہوئے ایک بٹن کو دبایا۔ گاڑی تیزی سے ایک تاریک سرنگ کے اندر

دوڑنے لگی۔ یہ گاڑی شاید زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر سرنگ میں بھاگ رہی تھی۔ کیونکہ کیٹی اور تھیو سانگ کو معمولی جھٹکا بھی نہیں لگ رہا تھا۔ ماریا نے انہیں بتایا کہ یہ گاڑی سرنگ کے اندر بنے ہوئے خلائی ویکیوم میں چلتی ہے اور انہیں لے کر اس خلائی عمارت کے آخری سٹیشن تک پہنچ جائے گی۔

"اس کے آگے ہمیں کیا کرنا ہو گا؟" تھیو سانگ نے پوچھا۔

ماریا نے کہا۔

"وہاں سے ہم اس منحوس عمارت سے باہر نکل جائیں گے۔ آگے ایک دلدلی جنگل ہے اس جنگل کے پار ان لوگوں کا خلائی پیڈ ہے جہاں سے آڈن مشتریاں دوسرے سیاروں کو جاتی ہیں"

کیٹی نے ماریا کو بتا دیا تھا کہ ناگ ابھی تک نیچے والے سیارے پر ہی ہے اور انہیں واپس جا کر اپنے ساتھ لے جانا ہو گا۔ ماریا کہنے لگی۔

"خلائی پیڈ پر بڑا سخت پہرہ ہوتا ہے۔ وہاں تک ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی اصلی شیطانی لیڈر کو علم ہو چکا ہو گا کہ کیٹی اس کے بھیس میں ہے اور ظاہر ہے کہ خلائی پیڈ پر سیکورٹی سخت کر دی جائے گی"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ بولا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم یہاں سے ناگ کے سیارے پر واپس نہیں جا سکیں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"ہمیں نا امید نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمارا مشن واپس ناگ کے پاس جانا ہی ہے۔ کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے گی۔ لیکن اس دوران ہمیں کسی خفیہ جگہ اپنے آپ کو چھپانا ہوگا۔"

خلائی گاڑی کی رفتار مدھم ہو گئی۔

"سٹیشن آ رہا تھا۔ ہوشیار ہو جاؤ۔" ماریا نے کہا۔

کیٹی نے خلائی گن کا رخ تھیوسانگ کی طرف کر دیا۔

"معاف کرنا تھیو بھائی۔ مجھے مجبوراً یہ فرض ادا کرنا پڑ رہا ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"کوئی بات نہیں کیٹی، مگر اس گن کا بٹن نہ دبا دینا۔"

"تم کون سے ہلاک ہو جاؤ گے۔"

کیٹی نے ہنس کر کہا۔

خلائی گاڑی رک گئی۔ یہاں بھی ایک دروازہ تھا۔ جہاں خلائی گارڈ کھڑی تھی۔ ماریا کو خطرہ تھا کہ کہیں ان لوگوں تک

یہ اطلاع نہ پہنچ چکی ہو کہ یہ لوگ فرار ہو کر آ رہے ہیں انہیں فوراً گرفتار کر لیا جائے۔ مگر خلائی گارڈ شیطانی لیڈر کیٹی کو دیکھ کر فوراً اٹن شن ہو گئے۔ انہوں نے سیلوٹ مار کر انہیں سلام کیا۔

ماریا نے اطمینان کا سانس لیا۔

وہ تیزی سے باہر نکل آئے۔

نقلی شیطانی لیڈر نے خلائی گارڈز کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اپنی ڈیوٹی پر چوکس رہنا۔ خبردار کوئی ادھر ادھر آنے نہ پائے۔"

یہ کہہ کر وہ ماریا کے پیچھے چل پڑی۔

وہ ایک لمبی سرنگ میں سے نکل کر خلائی عمارت کے باہر آ گئے۔ باہر ابھی تک رات کا سماں تھا۔ پھیکا پھیکا اندھیرا چاروں طرف پھیلا تھا۔ اس اندھیرے میں انہیں کچھ فاصلے پر دلدلی جنگل کے عجیب و غریب درخت بھوتوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔

ماریا ان کے آگے آگے تھی۔ وہ جنگل میں داخل ہو گئے۔ یہاں اور زیادہ اندھیرا ہو گیا۔ لیکن خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے کیٹی اور تھیوسانگ اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتے تھے۔ فضا میں نہ سردی تھی نہ گرمی —— دلدل کی مرطوب بو آ رہی تھی۔ ماریا انہیں گائیڈ کرنے لگی۔ اس نے کہا۔

"یہ دلدل اوپر نیچے ہوتی رہتی ہے۔ جیسے سانس لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی ہو۔ یہاں کی مخلوق کا کہنا ہے کہ یہ دلدل اتنی گہری ہے کہ اس میں دس منزلہ عمارت بھی ڈوب جائے۔ ہمیں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے انہیں بتایا کہ اس سیارے کی دلدل لاکھوں برس پرانی ہو سکتی ہے۔

"ابھی اس سیارے میں توڑ پھوڑ کا عمل جاری ہے۔"

جنگل میں درخت تھے وہ کافی اونچے اور گھنے تھے مگر ان پر کوئی پرندہ نہیں تھا۔ ان پر جنگلی جھاڑیاں چڑھی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ اونچی گھاس ان کا راستہ روک رہی تھی۔ جب وہ جنگل کے درمیان میں پہنچے تو انہیں ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی بہت بڑا مخلوق زمین پر پڑا لمبے لمبے سانس لے رہا ہو۔

کیٹ نے کہا۔

"یہ کوئی جنگلی درندہ ہے!"

ماریا نے کہا۔

"یہ جنگلی درندے کی آواز نہیں ہے۔ کچھ دلدل کی آواز ہے۔ دلدل سانس لے رہی ہے۔"

وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہے تھے۔ دلدل کی مرطوب بو تیز ہو گئی تھی۔ اس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی بو تھی۔ جنگل کی

ایک پگڈنڈی پر سے گزر کر وہ دوسری طرف آئے تو انہیں سامنے ایک گول میدان میں سیاہ زمین سمندر کی لہروں کی طرح اوپر نیچے ہوتی نظر آئی۔ اندھیرے میں یہ زمینی لہریں بڑی بھیانک لگ رہی تھیں۔

"یہی دلدل ہے۔" ماریا نے کہا۔

دلدل والی سیاہ لیلیی زمین اوپر نیچے ہوتی تو سانس لینے کی لمبی اور گہری آواز بلند ہوتی۔ سیاہ دلدل کو چکراتے دیکھ کر تھیوسانگ ذرا پیچھے ہٹ گیا۔

"ایسی خوفناک دلدل میں نے آج تک کسی سیارے پر نہیں دیکھی۔"

وہ بڑی احتیاط سے قدم اٹھاتے دلدلی میدان کے پہلو سے ہو کر آگے نکل گئے۔ آگے کچھ دور جا کر پھر ایک دلدلی ٹکڑا آیا۔ یوں تین چار جگہوں پر سے دلدلوں کو عبور کرتے ہوئے وہ جنگل کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

سامنے گول پہاڑیوں کے درمیان ایک پیالے کی طرح کی جگہ بنی ہوئی تھی، جہاں کہیں کہیں زرد اور سبز روشنیاں چمک رہی تھیں۔ ماریا نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ اس سیارے کی مخلوق کا علاقہ لگتا ہے۔ یہاں سامنے والی پہاڑی کے اندر اڑن مخلوقیاں موجود

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں؟"

کیٹی کہنے لگی۔

"اگر ہم کسی نہ کسی طرح اڑن طشتری تک پہنچ بھی گئے تو اسے ہم ناگ سے سیارے تک کیسے لے جائیں گے؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ اڑن طشتری کے اندر جا کر دیکھا جائے گا ابھی تو ہمیں سیکورٹی گارڈز کو بیل دے کر اندر گھسنے کا مسئلہ درپیش ہے جو اتنا آسان نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ اصلی شیطانی لیڈر کو علم ہو چکا ہوگا کہ ایک نقلی شیطان انسان کی شکل بنا کر یہاں پھر رہا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہو، ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کچھ وقت اور گزر گیا تو پھر ہمارا یہاں سے نکلنا بالکل ہی ناممکن ہو جائے گا۔"

کیٹی جو شیطانی لیڈر کی شکل میں تھی کہنے لگی۔

"ماریا، یہ مخلوق تمہیں اپنی ماں کی حیثیت سے پہچانتی ہے اور تمہارا ادب کرتی ہے۔ میں شیطانی لیڈر کی شکل میں ہوں۔ اگر انہیں میری اطلاع پہنچ بھی گئی ہوگی تو میں یہی کہوں گی کہ میں اصلی شیطانی لیڈر

ہوں۔ باقی رہ گیا تھیوسانگ کا معاملہ — تو اس کو ہم ایک قیدی کی حیثیت سے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

ماریا نے کچھ سوچ کر کہا

"کہنے کو تو یہ اسکیم بالکل ٹھیک ہے لیکن آگے جا کر کیا ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ہمیں آگے بڑھنا چاہیئے۔"

چنانچہ انہوں نے نقلی پیڈر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہاں سے نقلی پیڈر کا اونچا خاردار گیٹ زیادہ دور نہیں تھا۔ گیٹ کے باہر دو نقلی گارڈ لمبی لیزر گنیں تھامے پہرہ دے رہے تھے۔ شیطانی لیڈر یعنی کیٹی نے کہا۔

"ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم ممنوعہ علاقے میں داخل ہو رہے ہیں۔"

جونہی وہ گیٹ کے پاس پہنچے ان کے جسم کی شعاعوں کی وجہ سے گیٹ پر لگا ہوا سیکورٹی سرخ بلب تیز تیز جلنے بجھنے لگا۔ سیکورٹی گارڈ گنیں لے کر ماریا اور کیٹی وغیرہ کی طرف دوڑے۔ کیٹی نے وہیں سے آواز دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"رُک جاؤ۔ میں تمہارا لیڈر ہوں"
مگر گارڈ نے خلائی گنوں کا رُخ ان کی طرف کر کے انہیں گھیرے میں لے لیا۔
"تم تفتی لیڈر ہو۔ تمہارے بارے میں ہمیں اطلاع مل چکی ہے۔ خبردار اگر فرار ہونے کی کوشش کی تو یہیں بھسم کر دیئے جاؤ گے۔ گیٹ کی طرف چلو"
مادیا نے بڑے رُعب سے کہا۔
"میں تمہاری حکم ہوں۔ کیا تم مجھے بھی نہیں پہچانتے؟"
خلائی گارڈ بولا
"ہمیں لیڈر کی طرف سے حکم ملا ہے کہ ان دونوں دشمن قیدیوں کے ساتھ تمہیں بھی گرفتار کر لیا جائے"
اس کے ساتھ ہی دوسرے گارڈ نے خطرے کا الارم بجا دیا۔ خلائی پیڈ کی عمارتوں میں روشنیاں جل اٹھیں اور شور سا مچ گیا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ ہم پھنس گئے ہیں۔ کوئی خطرناک قدم اٹھانا ہی پڑے گا۔
اس کے ہاتھ میں خلائی گن تھی۔ گارڈ نے حکم دیا
"گن پھینک دو"

مگر گن پھینکنے کی بجائے کیٹی نے اس پر فائر جھونک دیا۔ شعاع سیدھی گارڈ کے سینے پر جا کر لگی اور وہ چیخ کی آواز کے ساتھ چل کر بیٹھ گیا
دوسرے گارڈ نے کیٹی پر فائر کر دیا مگر کیٹی نے پہلے ہی سے اس کا پینترا کر لیا تھا۔ اور وہ زمین پر لیٹ گئی تھی۔ زمین پر لیٹتے ہی اس نے دوسرا فائر کیا جس سے دوسرا خلائی گارڈ بھی تک عدم کو سدھار گیا۔
مادیا چلائی۔
"یہاں سے واپس جنگل کی طرف بھاگو۔ وہ لوگ آ رہے ہیں"
خلائی پیڈ میں خطرے کے الارم کے بجتے ہی خلائی سپاہی گیٹ کی طرف بھاگے۔ ان پر پیچھے سے دو بار فائر ہوئے۔ ایک فائر کیٹی کے شانے پر لگا مگر یہ شعاع اس پر اثر نہ کر سکی۔ خلائی سپاہیوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ مادیا کیٹی اور تھیوساگ بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنگل کے اندھیرے میں گم ہو گئے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانس لیتی دلدل

وہ جنگل کے اندھیرے میں بھاگتے جا رہے تھے۔
ان کے پیچھے غلامی سپاہی ان کا برابر تعاقب کرتے چلے آ رہے تھے۔ اپنے پیچھے انہیں درختوں میں مشعل کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ یہ روشنیاں غلامی سپاہی ڈھال رہے تھے۔ ماریا انہیں جنگل کے جنوب کی طرف لے جا رہی تھی۔ اس جنگل میں ایک خفیہ راستہ تھا جو آگے جا کر اس سیارے کے ایک دریا پر نکل جاتا تھا۔ ماریا کو اس راستے کا علم تھا۔ وہ اسی راستے پر جا رہی تھی۔ بھاگتے بھاگتے کیٹی نے کہا۔

"میں پھنکی بجھاتی ہوں۔ ہو سکتا ہے میں کوئی ایسی شکل اختیار کروں، جس سے یہ لوگ ڈر جائیں۔"
ماریا نے فوراً اسے ڈانٹ دیا۔
"خبردار جو تم نے پھنکی بجھائی۔ پہلے ہی تمہاری پھنکی نے کافی پریشان کر رکھا ہے۔"

کیٹی نے ہنس کر جواب دیا
"لیکن میری پھنکی کی وجہ سے تم بھی تو بچ گئی ہو۔"
"مگر اب تو ہم تینوں مشکل میں پھنس گئے ہیں۔" ماریا نے کہا۔
تیسو سانگ دوڑتے ہوئے بولا
"تم کیوں عورتوں کی طرح جھگڑنے لگی ہو۔ دشمن ہمارے پیچھے لگا ہے ماریا۔ وہ تمہارا خفیہ راستہ کہاں ہے؟" ماریا نے کہا۔
"وہ آگے ہے۔ میرے پیچھے بھاگتے چلو۔"
غلامی سپاہی پیچھا کر رہے تھے، ایک دو بار انہوں نے غلامی گن کا فائر بھی کیا۔ جس سے ایک درخت میں آگ لگ گئی اور جنگل میں کچھ روشنی ہو گئی۔ وہ دلدل سے بچ کر بھاگ رہے تھے۔ غلامی سپاہی بھی ان دلدلوں سے خوب واقف تھے اور بڑی احتیاط سے تعاقب کر رہے تھے۔
جھاڑیوں، ٹیلوں اور اونچی نیچی جگہوں سے گزرنے کے بعد ماریا اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک تنگ گھاٹی میں آ گئی جس کی دونوں جانب اونچے اونچے پہاڑوں کی دیواریں تھیں۔ یہاں کافی اندھیرا تھا۔ ماریا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"رکنا بالکل نہیں کیٹی"
خلائی سپاہیوں کی آوازیں دُور ہو گئیں تھیں۔ تھیسو سانگ بولا۔
"معلوم ہوتا ہے ہم دشمن کے چنگل سے نکل آئے ہیں"
ماریا نے کہا
"نکل نہیں آئے کیونکہ یوں کہو کہ ہم نے راستہ بدل لیا ہے۔ وہ تو سارے کے سارے جنگل کو گھیرے میں لئے ہوں گے"
کیٹی نے کہا۔
"وہ تمہارا خفیہ راستہ کہاں ہے؟"
ماریا نے کہا
"اس گھاٹی کو پار کرنے کے بعد آئے گا"
گھاٹی کافی لمبی تھی۔ دوڑتے دوڑتے آخر انہوں نے گھاٹی پار کر لی۔
اب ان کے سامنے ایک سیاہ چٹیل پہاڑ کھڑا تھا جس کے دامن میں سانپ کی طرح کے بے شمار جنگل پودے پھن اُٹھائے کھڑے تھے۔ ماریا نے کہا۔
"ان ناگ یعنی پودوں سے بچ کر گزرنا۔ اگر ان

سے جسم ٹکرا گیا تو آگ بھڑک اُٹھے گی"
وہ پھونک کر قدم اُٹھاتے ان خطرناک آتشی پودوں کے بیچ میں سے گزر گئے۔ آگے ایک غار منہ پھاڑے نظر آیا۔
"یہی وہ غار ہے جس میں سے خفیہ راستہ دوسری طرف دریا کو جاتا ہے۔ میرے ساتھ آ جاؤ"
وہ تینوں اس اندھیرے غار میں داخل ہو گئے۔
غار میں اس قدر تاریکی تھی کہ انہیں کچھ بہت کم دکھائی دے رہا تھا۔ وہ غار کی دیوار کے ساتھ لگ کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں فرش پر پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ غار پہاڑ کے نیچے اندر ہی اندر چکر کھا کر گھومتا چلا جا رہا تھا
کیٹی نے کہا۔
"وہ لوگ ہمارے پیچھے غار میں داخل ہو جائیں گے"
"اتنی دیر میں ہم دریا پر پہنچ گئے ہوں گے" ماریا نے جواب دیا۔
تھیسو سانگ بولا۔
"سوال یہ ہے کہ دریا پار جا کر کدھر جائیں گے۔ ہم تو دشمن کے سیارے پر ہیں۔ اور اب جبکہ ہمارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھانڈا پھوٹ گیا ہے تو دشمن تو یوں بھی ہمارا پیچھا
کرتا پہنچ جائے گا۔"

ماریا نے صرف اتنا جواب دیا۔

"تھیو ساگس۔ بھائی۔ خاموشی سے چلتے چلو۔ جو
ہوگا دیکھا جائے گا۔"

غار پہاڑ کی دوسری جانب ایک دلدل پر نکل آیا۔

"ہوشیاری سے قدم اٹھانا آگے دلدل ہے۔"

ماریا نے خبردار کیا۔ کیٹی اور تھیو ساگس نے ایک دوسرے
کا ہاتھ تھام لیا اور وہ پہاڑ کی دیوار کے بالکل ساتھ لگ کر
چلنے لگے۔ دلدل ختم ہوئی تو سامنے انہیں رات کے اندھیرے
میں پانی چمکتا دکھائی دیا۔ یہاں غار والا گھپ اندھیرا نہیں تھا
ماریا نے اُس طرف اشارہ کیا۔

"وہ دیکھو دریا ——"

"ہم اسے کس طرح پار کریں گے؟" کیٹی نے پوچھا۔

ماریا بولی۔

"یہ دریا پہ چل کر دیکھ لیں گے۔"

دریا کا پاٹ کافی چوڑا تھا۔ پانی بالکل سیاہ نظر آرہا تھا۔
اس کی لہریں بڑی خاموشی سے بہہ رہی تھیں۔ دریا کا دوسرا
کنارہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ دریا کے بالکل بیچ میں

ایک مخروطی چٹان اُبھری ہوئی تھی۔ تھیو ساگس بولا۔

"اگر ہم نے دریا پار کر بھی لیا تو دوسرے کنارے
پر جا کر ہم پکڑے جائیں گے۔"

کیٹی نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟"

ماریا کہنے لگی۔

"ہم ڈوب نہیں سکتے۔ اور پھر ہمیں تیرنا بھی آتا
ہے۔ اس لیے سوال و جواب میں وقت ضائع
کرنے کی بجائے۔ بہتر ہے کہ ہم دریا میں کود
جائیں اور تیر کر دوسرے کنارے پر پہنچیں۔ دشمن
ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔"

انہوں نے دریا میں چھلانگیں لگا دیں۔ اور دوسرے کنارے
کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ دریا کا پانی ٹھنڈا نہیں بلکہ نیم گرم
تھا۔ وہ تیرتے چلے جا رہے تھے۔ جب وہ دریا کے درمیان
میں پہنچے تو انہیں آسمان پر روشنی سی نظر آئی۔

ماریا نے گھبرا کر کہا۔

"وہ لوگ غلاظ ہیلی کاپٹر لے کر ہماری تلاش
میں نکل آئے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی دو غلاظ ہیلی کاپٹر جن کے پر نہیں تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شور مچاتے ہوئے ان سے کچھ فاصلے پر سے گزر گئے۔ ان کی سرچ لائٹ دریا پر پڑی تو وہاں روشنی ہو گئی۔ ماریا نے چلا کر کہا۔

"اس دریا والی چٹانوں کی طرف چلو۔"

دریا کے درمیان میں جو تکونی چٹان باہر کو نکلی ہوئی تھی وہ ان سے زیادہ دور نہیں تھی۔ ماریا کے اشارے پر انہوں نے چٹان کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ ایک اور غلامی بیلی کاپٹر شور مچاتا، روشنی ڈالتا ان سے کچھ فاصلے پر آسمان پر سے گزر گیا۔

تھیو ساگ کیٹی اور ماریا پوری رفتار سے تیرتے چلے جا رہے تھے۔ جب تین غلامی بیلی کاپٹر اکٹھے دریا کے اوپر نمودار ہوئے تو اس وقت کیٹی ماریا اور تھیو ساگ تکونی چٹان پر پہنچ چکے تھے۔

تینوں غلامی بیلی کاپٹروں نے ایک ساتھ دریا پر سرچ لائٹ کی روشنی پھینکی۔ دریا جگمگا اٹھا، مگر اس عرصے میں کیٹی اور ماریا وغیرہ چٹان کی اوٹ میں آ کر چھپ گئے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

"ہم کتنی دیر یہاں چھپ سکیں گے۔ وہ لوگ تھوڑی دیر میں یہاں اتر آئیں گے۔"

کیٹی کا اندازہ درست نکلا۔ غلامی بیلی کاپٹروں نے تکونی چٹان کا رخ کر لیا اور وہ اس کے اوپر آ کر تھوڑی بلندی پر

منڈلانے لگے۔ ان میں نیلی روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا نے سر پیچھے کر لیا۔

"پیچھے ہو جاؤ۔ پتھر کی اوٹ میں۔"

لیکن چٹان اتنی چھوٹی تھی کہ وہ سرچ لائٹ کی روشنی میں دیکھے جا سکتے تھے۔ ایک غلامی بیلی کوپٹر نے چٹان پر سرچ لائٹ پھینکی، مگر وہ کیٹی اور ماریا وغیرہ کو نہ دیکھ سکے۔ اس کے باوجود وہ غلامی بیلی کاپٹر چٹان کے پہلو میں دریا پر اتر آیا۔ اس بیلی کاپٹر کے پیچھے دو کشتی نما بیڑے لگے ہوئے تھے۔ بیلی کاپٹر کشتی کی طرح تیرتا ہوا چٹان کی طرف بڑھا۔ تھیو ساگ بولا۔

"اب ہمیں دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا۔"

کیٹی نے اپنی غلامی گن سنبھال لی۔ ماریا نے کہا۔

"ہم صرف ایک غلامی گن سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔"

تھیو ساگ بولا۔

"لیکن ہم ان کے آگے ہتھیار بھی نہیں ڈالیں گے۔"

اچانک ماریا نے محسوس کیا کہ جس چٹان کے پتھر کے ساتھ وہ ٹیک لگا کر بیٹھی ہے وہ پیچھے کھسک رہا ہے۔ ماریا نے پتھر کو دونوں ہاتھوں سے اندر کو دبایا تو پتھر پیچھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو گھر پڑا۔ ماریا نے کیٹی اور تھیوساگ کو متوجہ کیا۔

"یہاں ایک سوراخ ہو گیا ہے چٹان میں۔"

انہوں نے جھک کر دیکھا۔ جہاں سے پتھر اندر کی طرف گرا تھا۔ وہاں ایک چوکور سوراخ نمودار ہو گیا تھا۔ ماریا نے سر اندر ڈال کر دیکھا۔ اندر اندھیرا تھا۔ انہوں نے تھوڑا سا زور لگایا تو ایک اور پتھر اندر کو گر گیا۔ اندر پتھر گرنے کی ایسی آواز آئی جیسے وہ تھوڑی نیچے ہی زمین پر گرا ہو۔

"یہاں ضرور کوئی خفیہ جگہ ہے۔" ماریا بولی۔

کیٹی نے کہا۔

"سوچنے کا وقت نہیں۔ دشمن سر پہ آگیا ہے جلدی سے اندر گھس چلو۔"

پہلے ماریا سوراخ میں سے اندر اتری۔ اندر زمین کوئی دو فٹ نیچے تھی۔ ماریا کے بعد کیٹی اور تھیوساگ بھی سوراخ کے اندر اتر گئے۔ اندر اترتے ہی انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ دونوں پتھروں کو واپس اپنی جگہ پر لگا کر سوراخ بند کر دیا۔

اب وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ چند سیکنڈوں کے بعد انہیں اندھیرے میں دھندلا دھندلا دکھائی دینے لگا۔ یہ ایک سرنگ تھی جس کی چھت بالکل ان کے

سروں کے ساتھ لگ رہی تھی۔ وہ جھک کر سرنگ میں آگے رینگنے لگے۔

سرنگ تنگ تھی اور وہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہو کر چل رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سر تھوڑے سے جھکا رکھے تھے۔ سرنگ آگے پھیلتی جا رہی تھی۔ کیٹی نے تشویش کے ساتھ کہا۔

"کہیں آگے جا کر یہ سرنگ بند نہ ہو جائے۔"

"تو واپس آ کر یہیں چھپ کر بیٹھ رہیں گے۔" تھیوساگ بولا۔ ماریا آگے آگے جا رہی تھی۔

اب انہیں دریا کی لہروں کی آواز سنائی دینے لگی۔ ماریا نے کہا۔

"لگتا ہے ہم دریا کے اندر سے گزر رہے ہیں۔"

کیٹی بولی

"دشمن کا مطلب ہے یہ سرنگ دریا کے اندر سے گزر رہی ہے۔"

اب سرنگ کی دیواروں اور چھت میں سے پانی رسنے لگا۔ چلتے چلتے وہ بھیگ گئے۔ کچھ دور اور چلے تو ان کے ٹخنوں تک پانی آ گیا۔

"کہیں آگے سرنگ پانی میں نہ ڈوبی ہوئی ہو۔" کیٹی نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا۔
ماریا بولی۔
"احمقوں والی بات نہ کرو۔ اگر آگے سرنگ پانی سے بھری ہوئی ہوتی تو اس کا پانی یہاں تک بھی بھر گیا ہوتا۔ تم خاموشی سے چلتی آؤ۔"
کیٹی نے پریشان ہو کر کہا
"میں شیطانی لیڈر کی شکل میں ہوں اور میرے سر کے درمیان سے جو سینگ ابھرا ہوا ہے وہ چھت سے ٹکرا کر مجھے تنگ کر رہا ہے۔"
تھیوسا نگ بولا۔
"اسے اتار کر جیب میں ڈال لو۔"
ماریا ہنس دی۔ کیٹی نے ناراض ہو کر کہا۔
"تم میرا مذاق مت اڑاؤ اس سینگ کی وجہ سے تم دشمن کی قید سے نکل سکے ہو۔"
ماریا نے کہا۔
"ہاں ٹھیک ہے لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ تمہیں یہ سینگ برداشت کرنا ہی پڑے گا۔"
کیٹی نے جھلا کر کہا۔
"میں چھڑی بجا کر اپنی اصلی شکل میں آنے لگی ہوں۔"

"اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم اپنی اصلی شکل میں ہی آجاؤ گی۔" ماریا نے اعتراض کیا۔
کیٹی بولی۔
"کسی بھی شکل میں آجاؤں مگر اس سینگ سے تو نجات ملے گی۔"
یہ کہہ کر کیٹی نے اپنی شکل کا تصور آنکھوں میں جمایا اور چھڑی بجا دی۔ چھڑی کی آواز سن کر ماریا اور تھیوسانگ وہیں رک گئے۔ سرنگ کی تاریکی میں انہوں نے کیٹی کی طرف ڈرتے ڈرتے دیکھا وہ یہ دیکھ کر خوشی سے جھوم گئے کہ کیٹی اپنی اصلی شکل اختیار کر چکی تھی
کیٹی نے بے تابی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور بولی۔
"میں اپنی اصلی شکل میں ہوں نا ماریا؟"
"کیوں نہیں۔ تم بالکل اصلی کیٹی بن گئی ہو۔ تمہارا شکر ادا کرو کہ تم نے کسی گینڈے کا روپ نہیں دھار لیا۔ تمہارا کنوئیں والا جن دوست تم پر مہربان لگتا ہے۔"
کیٹی نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔
"میرے کنوئیں والے دوست! تمہارا شکریہ! اس سینگ سے تو نجات ملی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ایک بار پھر سرنگ میں چلنے لگے۔
اب پانی ان کے گھٹنوں تک آ گیا تھا۔ اور دریا کی لہروں کا شور پہلے سے زیادہ زور سے سنائی دینے لگا تھا۔
"کہیں یہ سرنگ دریا میں تو نہیں جا نکلے گی؟" تھیو ساگ نے کہا۔
"ہو سکتا ہے۔" ماریا بولی "کیونکہ سرنگ ڈھلانی ہو گئی ہے۔"
کیٹ نے ایک گہرا سانس لے کر کہا۔
"مجھے تو سمندر کی خوشبو آ رہی ہے۔"
"تو کیا آگے سمندر ہے؟" تھیو ساگ کے منہ سے نکلا
وہ سب یہی سوچ رہے تھے کہ آگے سمندر تو نہیں ہے۔
پانی ان کے کاندھوں تک پہنچ گیا تھا اور ان کے چلنے کی رفتار دھیمی پڑ گئی تھی۔ لیکن پانی کی سطح اس سے بلند نہ ہوئی۔ انہیں تازہ اور ٹھنڈی ہوا کا احساس ہوا۔
"کیٹ معلوم ہوتا ہے ہم سرنگ سے باہر نکلنے والے ہیں۔"
ماریا کا خیال درست تھا۔ سرنگ ختم ہو گئی، مگر پانی کا بہاؤ تیز ہو گیا تھا اور وہ تینوں پانی کی ایک تیز لہر میں بہتے ہوئے اونچے اونچے پتھروں کے درمیان آ کر رک گئے۔

انہوں نے ایک ساتھ چہرے اوپر اٹھا کر دیکھا۔ ان کے اوپر آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ مگر ان کی چمک زمین پر سے نظر آنے والے ستاروں کی چمک سے بالکل مختلف تھی۔ وہ ایک کھلی جگہ پر بڑے بڑے گول اور نوکیلے پتھروں کے درمیان پڑے تھے۔ پانی ان کے درمیان سے ہو کر لہروں کی شکل میں ان پتھروں سے ٹکرا کر واپس جا رہا تھا۔
"ہم سمندر کے کنارے پر ہیں۔ یہاں دریا سمندر میں گر رہا ہے۔"
تھیو ساگ نے ایک طرف پتھر کے اوپر سے جھانک کر کہا۔
وہ پانی سے نکل کر بڑے پتھر کے اوپر آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ سامنے دور دور تک سمندر پھیلا ہے جس کی جھاگ اڑاتی لہریں شور کے ساتھ ساحل کے چٹانوں سے ٹکرا رہی ہیں۔ بائیں جانب سمندر کا ریتلا کنارہ ہے جو دور اندھیروں میں ڈوبتا نظر آ رہا ہے۔ اس کنارے سے کچھ فاصلے پر ایک جگہ درختوں میں روشنی دکھائی دے رہی تھی
"یہاں کون ہو سکتا ہے؟" کیٹ نے روشنی کی طرف دیکھ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کہنے لگی۔

"ظاہر ہے ہم اسی سیارے پر ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ سیارے کا دوسرا حصہ ہو۔ اور یہ روشنی کسی خلائی گارڈ روم کی بھی ہو سکتی ہے۔"

تھیوسانگ روشنی کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"روشنی کو غور سے دیکھو۔ یہ جھلملا رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بجلی کی روشنی نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کوئی چراغ یا لالٹین جل رہی ہو۔"

کیٹی نے کہا۔

"آگ کا الاؤ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر الاؤ ہوتا تو اس کے شعلے اٹھتے یہاں سے صاف دیکھ جا سکتے تھے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"بہر حال ہمیں انتہائی ہوشیاری کے ساتھ اس روشنی کا کھوج لگانا ہوگا۔ تھیوسانگ تم اوپر کی طرف سے جاؤ۔ میں اور کیٹی اس طرف سے روشنی کی طرف بڑھتے ہیں۔"

"او کے ماریا" تھیوسانگ نے کہا۔

تھیوسانگ پتھر پر سے اتر کر ساحل کی دوسری طرف نکل گیا۔ کیٹی اور ماریا بائیں جانب سمندر کے ساحل سے گذر کر درختوں کے جھنڈ میں گھس گئیں۔ یہ درخت ناریل کی طرح کے تھے اور ان کے جھنڈ رات کے اندھیرے میں دور تک جگہ جگہ نظر آ رہے تھے۔ ماریا کہنے لگی۔

"یہ روشنی ضرور کسی خلائی بلڈنگ کی ہے۔"

جب وہ دونوں روشنی کے قریب پہنچے تو انہوں نے درختوں کے تنوں کی اوٹ میں سے دیکھا کہ یہ روشنی درختوں میں بنے ہوئے ایک ڈھلانی چھت والے مکان میں سے آ رہی تھی۔

کیٹی نے کہا۔

"یہ تو ہماری دنیا کی طرح کا مکان ہے ماریا۔"

"ہاں — سوال یہ ہے کہ یہاں کون رہتا ہے؟"

ماریا کی سمجھ میں ابھی تک کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اتنے میں ایک جانب سے تھیوسانگ بھی درختوں میں سے نکل کر ان کے پاس آ گیا۔

"تھیوسانگ! یہ مکان دیکھ رہے ہو؟" ماریا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ بولا۔

"میں نے دوسری طرف بھی دیکھا ہے۔ اس قسم کے چھ سات مکان ادھر بھی درختوں میں بنے ہوئے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی میں روشنی نہیں ہو رہی ہے"

"یہ روشنی مچھلی کے چراغ کی ہے" ماریا نے کہا۔

اس کی نظریں مکان کی کھڑکی پر لگی تھیں جس میں سے چراغ کی روشنی نکل رہی تھی۔

"اگر یہ مکان ہماری زمین کے مکانوں جیسے ہیں اور چراغ بھی جل رہا ہے تو کہیں یہاں ہماری زمین کے انسان تو نہیں رہتے" ماریا نے کہا۔

"یہ لوگ یہاں کیسے آسکتے ہیں" کیٹی نے اعتراض کیا۔

ماریا نے جواب میں کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ معمہ مکان میں جا کر ہی حل ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارا اس طرح وہاں جانا خطرے کا باعث بھی ہو سکتا ہے"

تھیوسانگ بولا۔

"میں رینگ کر جاتا ہوں مکان کے قریب"

ماریا نے کہا

"ٹھیک ہے۔ ہم اسی جگہ تمہارا انتظار کریں گے"

تھیوسانگ جھک کر چلتا درختوں میں غائب ہو گیا۔

چند لمحوں کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے بتایا۔

"مکان میں کوئی نہیں ہے۔ وہاں ایک چراغ کھڑکی کے پاس جل رہا ہے۔ کھڑکی کے تختے پر بستر لگا ہے مگر انسان کوئی نہیں وہاں پر"

ماریا نے کہا۔

"ہم اکٹھے اس مکان میں چل کر دیکھتے ہیں"

ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ ساحل سمندر کے جنگلی درختوں میں سے گزر کر ان جھاڑیوں کے پاس پہنچے جہاں سے انہیں ڈھلوانی چھت والا مکان دکھائی دینے لگا۔ مکان زمین سے کوئی دو فٹ اونچے کھڑکی کے پلیٹ فارم پر بنایا گیا تھا کھڑکی کا ایک برآمدہ تھا جو ویران پڑا تھا۔

مکان کی کھڑکی کے اندر کسی چٹائی پر چراغ جل رہا تھا

چند لمحے اس خالی سنسان مکان کو دیکھتے رہنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ مکان کی طرف بڑھے۔ انہوں نے سارے کے سارے مکان کو گھوم پھر کر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا مکان میں صرف دو کمرے تھے۔ ایک کمرے میں کھڑکی کے تختے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھاس پھوس کے اوپر بچھونا بچھا تھا۔ دوسرے چھوٹے کمرے میں لکڑی کے پیالے اور کھانے پینے کا سامان پڑا تھا۔ چراغ لکڑی کے اونچے میز پر جل رہا تھا۔ کمرے کے کونے میں ایک لمبا نیزہ رکھا تھا۔ لکڑی کے مٹکے میں خشک چاول بھرے تھے۔ مکان کے پیچھے جا کر انہوں نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر اسی قسم کے چار چھ اور مکان بنے تھے جن پر اندھیرا چھا رہا تھا۔

"ان مکانوں میں چل کر دیکھتے ہیں۔ شاید وہاں کوئی انسان مل جائے۔"

یہ کہہ کر ساریا ان مکانوں کی طرف چل پڑی۔

یہ مکان بھی خالی تھے۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ اگر یہ مکان یہاں موجود ہیں تو اس کے رہنے والے رات کے وقت کہاں چلے گئے؟ جبکہ رات کو انہیں اپنے گھروں میں ہونا چاہیئے تھا۔

کیٹی نے کہا:

"ہمیں کسی جگہ چھپ کر انتظار کرنا چاہیئے۔ شاید صبح ہونے تک یہ لوگ واپس اپنے گھروں میں آجائیں۔"

"اچھا خیال ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اس مکان کے

سامنے جھاڑیوں میں چھپ جائیں جس کی کھڑکی میں دیا جل رہا ہے۔"

پہلے والے مکان کے سامنے جو جھاڑیاں تھیں یہ تینوں وہاں آکر درختوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ تینو سانگ سکنے لگا۔

"یہ سب کچھ مجھے بہت پُراسرار لگ رہا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ کون ہیں؟ یہاں کیسے آ گئے؟ سیارے کی شیطانی مخلوق سے کیا ان کا کوئی تعلق نہیں؟"

کیٹی نے کہا۔

"ابھی تک ہم نے ان مکانوں میں رہنے والوں کو نہیں دیکھا۔ ہو سکتا ہے وہ بھی اس سیارے کی شیطانی مخلوق ہو۔"

ساریا نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور بولی۔

"میں حیران ہوں کہ سیارے کی شیطانی مخلوق کی خلائی گاڑیاں ہماری تلاش میں ادھر کیوں نہیں آئیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اس سیارے کے کسی ایسی انوکھی جگہ پر نکل آئے ہیں جہاں کسی وجہ سے سیاروں کی شیطانی مخلوق داخل نہیں ہو سکتی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوساگ مسکرایا۔

"یہ دل کے بہلانے کے لیے اچھا خیال ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ اس علاقے سے یہاں کی شیطانی مخلوق واقف نہ ہو؟"

"تو پھر ان لوگوں کی یہاں کوئی نشانی نظر کیوں نہیں آ رہی؟" کیٹی نے سوال کیا۔

تھیوساگ نے کہا۔

"ممکن ہے انہوں نے اس علاقے کو زیادہ اہمیت نہ دی ہو۔ اور یہاں ان کے غلام اور نوکر قسم کے لوگ رہتے ہوں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"یہاں بجلی بھی نہیں ہے۔ اس گھر میں تیل کا دیا جل رہا ہے۔ مجھے تو ایسے محسوس ہو رہا ہے ہم بالکل ہی نئی دنیا میں آ گئے ہیں۔"

تھیوساگ اس کے جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ماریا کو آہٹ سی سنائی دی۔ اس نے جلدی سے تھیوساگ کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

سب چپ ہو گئے اور اندھیرے میں اس طرف دیکھنے لگے جدھر سے آہٹ کی آواز سنائی دی تھی۔ ان کے کان

کھڑے تھے۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی جھاڑیوں میں سے گزر کر چلا آ رہا ہو۔ اندھیرا بہت تھا۔ جنگل کی جانب لیکن ان تینوں کو اس اندھیرے میں بھی سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ جھاڑیوں کی ٹہنیوں کے ادھر ادھر ہلنے کی آواز قریب آ گئی۔ یہ تینوں درختوں کے پیچھے دبک گئے۔

ان کی آنکھیں جدھر سے آواز آ رہی تھی ادھر ہی کو لگی تھیں۔ انہوں نے اندھیرے میں جھاڑیوں کے پیچھے سے ایک اونچے انسانی شکل کے ڈراؤنے شخص کو نکلتے دیکھا جس نے برچھی پہن رکھی تھی۔ بندوق کاندھے پر تھی اور دوسرے ہاتھ میں ایک رسی تھی جس کا دوسرا سرا ایک نوجوان لڑکی کی گردن میں بندھا تھا۔ اس لڑکی کے کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ پیٹھ پر ہاتھ باندھے، سر جھکائے جانور کی طرح اس بڑے ڈراؤنے آدمی کے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی۔

یہ آدمی چراغ والے مکان کے برآمدے میں آ کر رک گیا۔ اس نے بندوق کاندھے سے اتار کر لکڑی کی دیوار کے ساتھ لگائی اور نوجوان لڑکی کو لکڑی کے ایک کھمبے کے ساتھ بالکل اس طرح باندھ دیا جس طرح لوگ بکری یا دوسرے پالتو جانور کو باندھتے ہیں۔ اس نے لڑکی کی گردن پر اپنا بھاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاؤں رکھ کر ذرا دبایا۔ لڑکی پیچھے کو جھک گئی اور کانپتی ہوئی مدھم طلب آواز میں بولی۔

"رحم آقا رحم"

ڈاکو نما آدمی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور نوجوان لڑکی کے ہاتھ بھی رسی سے پیچھے کمر پر باندھ دیئے۔ پھر وہ کمرے میں گھس گیا۔ اس نے دروازہ بند کر لیا۔ ساتھ ہی کھڑکی والا چراغ بھی بجھ گیا۔ اور وہاں اندھیرا چھا گیا۔ کیٹی نے سرگوشی کی۔

"میرے خدا! یہ کیا ماجرا؟ یہ آدمی کون ہے؟ یہ لڑکی کون ہے؟ ان کی شکلیں تو بالکل ہی ہماری زمین کے لوگوں جیسی ہیں"

تھیو سانگ نے آہستہ سے کہا۔

"اس کے پاس خلائی گن بھی نہیں ہے بلکہ عام شکاری بندوق ہے؟ کہیں ہم کسی دوسرے سیارے پر تو نہیں آ گئے؟"

ماریا بولی۔

"آہستہ بات کرو"

وہ خاموش ہو گئے۔ اندھیرے میں انہیں برآمدے میں بدنصیب نوجوان لڑکی کا دھندلا ہیولا نظر آ رہا تھا۔ جو فرش

پر کسی جانور کی طرح دبک کر بیٹھی تھی۔

ماریا آہستہ آہستہ کہنے لگی۔

"اس لڑکی کو قیدی کیوں بنایا گیا ہے؟"

کیٹی بولی۔

"ہمیں لڑکی کو چھڑا کر لے آنا چاہیئے"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہمیں پہلے اس ظالم شخص پر قابو پانا چاہیئے۔ کم بخت وہ بندوق بھی جاتی دفعہ اپنے ساتھ کمرے میں لے گیا ہے اگر اس نے فائر کر دیا تو خدا جانے شیطانی مخلوق یہاں پہنچ جائے۔ کیونکہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ یہ آدمی کون ہے ہو سکتا ہے یہ شیطانی مخلوق کا کوئی کارندہ ہو"

ماریا نے تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تم اس ظالم شخص پر قابو پا سکتے ہو؟"

کیٹی نے مشورہ دیا کہ انہیں اکٹھے مل کر اس ڈاکو نما وحشی کو اپنے قبضے میں کرنا چاہیے اور پھر اسے کسی جگہ بند کر کے لڑکی کو آزاد کروانا چاہیئے۔ یہ مشورہ تھیو سانگ کو بھی پسند آیا۔ وہ تینوں جھاڑیوں کے پیچھے سے نکل کر مکان کے عقب کی طرف بڑھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکان کے پیچھے بھی ایک برآمدہ تھا جس کی سیڑھیوں پر دونوں جانب کوئی جنگلی بیل چڑھی ہوئی تھی۔ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ ساتھ چل رہے تھے۔ ان کے اور مکان کے برآمدے کے درمیان ایک گھنا درخت تھا جس کے سامنے گھاس اُگی ہوئی تھی۔ یہ تینوں جب اس درخت کے نیچے سے گزرے تو ان کے پاؤں گھاس میں چھپے ہوئے جال پر پڑ گئے۔ پاؤں کے پڑتے ہی ایک کڑاکے کی آواز آئی اور وہ تینوں جال میں پھنس کر درخت کی اونچی شاخ کے ساتھ لٹکنے لگے۔

کڑاکے کی آواز کے ساتھ ہی کمرے میں سے وہی وحشی ڈاکو نما انسان ہاتھ میں بندوق لیے بھاگتا ہوا باہر نکلا اور درخت کے نیچے کھڑا ہو کر اوپر کیٹی ماریا اور تھیوسانگ کو دیکھنے لگا جو مضبوط رسّی کے جھولے میں لٹک رہے تھے۔

○

سانپوں کا گڑھا

وحشی ڈاکو نما انسان نے بندوق والا ہاتھ بلند کیا۔ اس کے ہاتھ سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ چیخ کی آواز سنتے ہی دوسرے مکانوں میں سے نکل کر چار اسی طرح کے لمبے تڑنگے بندوقوں والے وحشی انسان وہاں آ گئے اور اوپر رسیوں کے پھنسے ہوئے جال میں لٹکتے کیٹی، ماریا اور تھیوسانگ کو تکنے لگے۔

ماریا اور کیٹی نے مل کر جال کی رسیوں کو کاٹنے کی کوشش کی مگر وہ کس ایسی دھات سے بنی تھیں کہ ان پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا۔ اور وہ رسّی کے ایک چھوٹے سے پھندے کو بھی نہ توڑ سکے۔

کیٹی نے کہا

"ہمیں اس درخت کے نیچے سے نہیں گزرنا چاہیئے تھا۔"

تھیوسانگ آہ بھر کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہیں کیا خبر تھی کہ یہاں گھاس میں جال چھپا ہوا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہماری غلاف گن بھی نیچے گر پڑی ہے۔"

عین اس وقت وحشی انسان گھاس میں سے غلاف گن اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے گن اپنے ساتھیوں کو بھی دکھائی اور اوپر لٹکتے ہوئے جال کی طرف اشارہ کر کے بلند آواز میں چلایا۔

"انہیں موت کے گڑھے میں پھینک دو۔"

چار لمبے تڑنگے وحشی درخت کی طرف بڑھے۔ بڑا وحشی ڈاکو غنا انسان فوراً مکان کے برآمدے کے پیچھے جا کر ایک دو پہیوں والی گاڑی لے آیا۔ وحشی آدمیوں نے ان کو جال سمیت گاڑی پر لادا۔ اور گاڑی کو چلاتے ہوئے رات کے اندھیرے میں جنگل میں ایک جانب چل پڑے۔ بڑا وحشی ڈاکو ان کے آگے آگے تھا۔ بندوق اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا جا رہا تھا۔

جنگل کا یہ دوسرا حصہ تھا۔ یہاں اونچی نیچی جگہ تھی جہاں کہیں زمین بنجر تھی اور کہیں جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ مایا

نے تھیو سانگ سے کہا۔

"یہ موت کا گڑھا کس قسم کا ہو سکتا ہے؟"

تھیو سانگ نے سرگوشی میں کہا۔

"کوئی گڑھا ہماری موت کا گڑھا نہیں ہو سکتا۔"

کیٹی ایک بار پھر رسی کو توڑنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔ دو پہیوں والی گاڑی ہچکولے کھاتی جنگل میں بڑھی جا رہی تھی۔ ایک اونچے درخت کے پاس پہنچ کر انہوں نے گاڑی روک دی۔ بڑے وحشی نے آگے بڑھ کر نیچے جھانک کر دیکھا۔ درخت کے آگے ایک گہرا گڑھا تھا۔ جس میں سکڑتے ہی ہی زہریلے سانپ رینگ رہے تھے۔ بڑے وحشی نے ایک کنکر گڑھے میں پھینکی۔ نیچے سانپوں نے پھنکارنا شروع کر دیا۔

سانپوں کی پھنکار کی آواز مایا نے بھی سنی۔ کیٹی نے سہم کر کہا۔

"اس گڑھے میں سانپ ہوں گے۔"

تھیو سانگ بولا۔

"اگر سانپ نے مجھے ڈس لیا تو ہو سکتا ہے میرے جسم پر اس کے زہر کا اثر نہ ہو جائے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کچھ اور سوچ رہی تھی کہ زمین سے نکلنے کے بعد یہ پہلی بار ان کا سامنا سانپوں سے ہوا تھا۔ وہ ناگ کی بہن تھی۔ ناگ جو سانپوں کا دیوتا تھا۔ اتنے میں وحشیوں نے کیٹی ماریا اور تھیو ساگ کو اس طرح کھولا کہ وہ تینوں کے تینوں پیچھے گڑھے میں لڑھک گئے۔ کیٹی کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اس نے سانپوں کو گڑھے میں پھن اٹھائے دیکھ لیا تھا۔

وہ تینوں سانپوں کے درمیان پکے ہوئے آموں کی طرح دھپ دھپ سے گر پڑے۔ سانپ پھن اٹھا کر پھنکار مار رہے تھے۔ سانپ اور انسان کی پرانی دشمنی ہے۔ سانپوں نے اپنے دشمنوں کو دیکھا تو ان کو ڈسنے کے لیے بڑھے۔ کیٹی، ماریا اور تھیو ساگ گڑھے کی دیوار کے ساتھ لگ گئے تھے۔ ماریا گہری نظروں سے سانپوں کو تک رہی تھی۔

اچانک سانپ آگے بڑھتے بڑھتے وہیں رک گئے۔ انہیں ایک ایسی خوشبو آئی تھی جس کو وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ یہ ان کے ناگ دیوتا کی خوشبو تھی۔ ماریا نے بھی محسوس کر لیا کہ سانپوں نے ناگ کی بُو کا احساس کر لیا ہے۔ اس نے آہستہ سے کیٹی اور تھیو ساگ سے کہا۔

"اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا۔ سانپوں نے یہ بے جسم سے نکلتی ناگ دیوتا کی خوشبو کو سونگھ لیا ہے۔"

کیٹی اور تھیو ساگ وہیں پتھر بن کر بیٹھے رہے۔

یہ کتنے ہی سانپ تھے۔ ان سبھوں نے پھن اٹھا رکھے تھے۔ ان کی سرخ آنکھیں انار کے سرخ دانوں کی طرح اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔ وہ زبانیں نکال کر پھنکار رہے تھے۔ پھر ان میں ایک حیرت انگیز تبدیلی آگئی۔ ان کی پھنکاریں رک گئیں۔ انہوں نے اپنے پھن سمیٹ لیے۔ وہ پیچھے ہٹ کر زمین پہ کنڈلی مار کر بیٹھ گئے۔

ان میں سے ایک سانپ جو ان سب کا سردار معلوم ہوتا تھا رینگتا ہوا آگے بڑھا۔ ماریا نے سانپ کی بولی میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں۔ اس مخلوق نے جو ہماری دشمن ہے ہمیں اس گڑھے میں پھینک دیا ہے۔"

سردار سانپ نے ایک عورت کو اپنی بولی میں بات کرتے سنا تو اسے اور بھی یقین ہو گیا۔ کہ یہ ناگ دیوتا کی بہن ہے۔ کیونکہ اس کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو اسے پہلے ہی آ رہی تھی۔ سردار سانپ نے آہستہ سے اپنا سر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھنکایا اور بولا۔

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! ہم خود یہاں قید ہیں۔ لیکن تمہاری مدد کرنا ہمارا فرض ہے خواہ اس میں ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔"

ماریا نے کہا۔

"نہیں، نہیں میں نہیں چاہتی کہ تم سانپوں کو کوئی نقصان پہنچے۔ تم ہمیں صرف اتنا بتا دو کہ کیا تم ہمیں باہر جا کر کوئی رسی لا کر دے سکتے ہو کہ جس کو پکڑ کر ہم اس گڑھے سے باہر نکل جائیں۔ کیونکہ گڑھا کافی گہرا ہے؟"

سردار سانپ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ کی بہن! تمہارے ساتھ یہ کون لوگ ہیں؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم اکٹھے اپنی دنیا سے نکل کر خلا میں سفر کر رہے ہیں۔"

سردار سانپ نے ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھا تو ماریا نے کہا۔

"ناگ ہم سے بچھڑ گیا ہے۔ وہ اس وقت اسی

سیارے کی مخلوق کی قید میں ہے۔ اور یہاں سے دو لاکھ نوری سال کے فاصلے پر دوسرے سیارے میں موجود ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے کہ وہ کس حالت میں ہے؟"

سردار سانپ بولا۔

"عظیم بہن! کاش ہم اپنے ناگ دیوتا کو دشمن کی قید سے چھڑا سکتے۔ لیکن تم دیکھ رہی ہو کہ ہم خود اس گڑھے میں قید ہیں۔ گڑھے کی دیواروں پر کانٹے ابھرے ہوئے جس کی وجہ سے ہم ریگ کر بھی باہر نہیں جا سکتے۔ مگر میں خود باہر جا کر تمہارے لیے کوئی رسی لانے کی کوشش کروں گا۔"

ماریا نے سردار سانپ کا شکریہ ادا کیا۔

ان کے دیکھتے دیکھتے سردار سانپ نے گڑھے کی دیوار کے ابھرے ہوئے کانٹوں پر کے اوپر کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ یہ کانٹے پتھر کے تھے اور ساتھ ساتھ بنائے گئے تاکہ کوئی سانپ باہر نہ نکل سکے۔ مگر سردار سانپ نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی تھی۔ وہ بڑی احتیاط کے ساتھ جونک کی چال رینگتا دیوار پر چڑھا جا رہا تھا۔ وہ اس طرح رینگ رہا تھا کہ کانٹے اس کے جسم میں چبھنے نہ پائیں۔ سارے سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منہ اُٹھائے اپنے سردار کو تک رہے تھے۔ ماریا کیٹی اور تھیو سانگ بھی اِس بہادر سانپ کی طرف نظریں اُٹھائے ہوئے تھے۔

کافی جدوجہد کے بعد آخر سانپ گڑھے سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیٹی نے کہا۔

"خدا کرے کہ وہ جلدی واپس آجائے۔"

تھیو سانگ بولا

"اگر وحشی سردار کی نظر اس پر پڑ گئی تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

کافی دیر تک یہ تینوں ساتھی گڑھے میں بیٹھے آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کرتے رہے۔ باقی سانپ اپنے سردار کے انتظار میں بے چینی سے اِدھر اُدھر رینگ رہے تھے پھر اچانک اوپر سے کسی نے رسّی نیچے پھینکی۔

ماریا نے جلدی سے اُٹھ کر رسّی کو تھام لیا اوپر سے سیٹی کی آواز میں سردار سانپ کی آواز آئی۔

"ماریا بہن! میں نے رسّی کو ایک درخت کے گرد لپیٹ دیا ہے۔ اسے پکڑ کر باہر آجاؤ۔"

ماریا نے کہا۔

"کیا تم نیچے نہیں آؤ گے؟"

اوپر سے سردار سانپ نے کہا

"جب تک میں تم لوگوں کو آرام سے باہر نہیں نکال لوں گا نیچے نہیں آؤں گا۔ تم لوگ ایک ایک کر کے باہر نکل آؤ۔ یہ رسّی اگرچہ باریک ہے مگر بہت مضبوط ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"تھیو سانگ پہلے تم باہر نکلو۔"

تھیو سانگ نے رسّی کو پکڑ کر کھینچا اوپر رسّی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے دونوں پاؤں گڑھے کی دیوار سے لگائے اور پھر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں میں یہ تینوں غلافی مسافر گڑھے سے باہر نکل آئے۔ سردار سانپ وہاں ان کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ کیٹی نے رسّی درخت سے کھول کر دُور پھینک دی۔ ماریا نے سردار سانپ کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ لوگ کون ہیں اور انہوں نے نوجوان لڑکی کو کس لیے قید کر رکھا ہے؟"

سردار سانپ بولا۔

"عظیم بہن! ہمیں ان کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہے یہ لوگ ہمیں جنگل سے پکڑ لائے تھے اور ہم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک مدت سے اس گڑھے میں پڑے ہیں۔ یہ اپنے دشمنوں کو ہمارے درمیان پھینک جاتے ہیں اور ہم ان دشمنوں کو ڈس کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے۔"

کیپٹن اور تھیو سانگ سے بھی سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر انہوں نے ماریا کے ذریعے کہا۔ "سانپ واپس گڑھے میں اترنے لگا تھیو سانگ نے کہا۔

"اب ہمیں اس لڑکی کو یہاں سے نکالنا چاہیئے۔ تاکہ اس سے معلومات حاصل کر سکیں۔ کیونکہ صرف وہی ایک قیدی لڑکی ہے جو ہمیں یہ معلومات دے سکتی ہے کہ ہم یہاں سے کیسے فرار ہو سکتے ہیں۔" کیپٹن نے کہا۔

"پہلے ہمیں ان وحشی آدمیوں کی بندوقیں اپنے قبضے میں کرنی ہوں گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ہم اپنے مشن کو وحشی سردار کے مکان سے کرتے ہیں۔ رات گہری ہو گئی ہے وہ گہری نیند سو رہا ہو گا۔"

تھیو سانگ بولا۔

"میں اس کے مکان میں جا کر اس کی بندوق قابو کرتا ہوں۔"

ان لوگوں نے وحشی سردار کے مکان کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

کوئی آدھ گھنٹے تک مسلسل چلنے کے بعد یہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے جہاں وحشی سردار کا مکان تھا۔ مکان کی کھڑکی میں اب دیا روشن تھا۔ مگر آس پاس سناٹا چھایا ہوا تھا۔

تھیو سانگ نے ماریا اور کیپٹن کو اس جگہ درختوں میں چھپے رہنے کو کہا۔ اور خود رینگتا ہوا وحشی سردار کے مکان کے پچھلے حصے کی طرف بڑھا۔ مکان کے پچھلے حصے کا برآمدہ بالکل خالی پڑا تھا۔ یہاں روشنی نہیں تھی مگر تھیو سانگ کو سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ وہ رینگ رینگ کا چلتا برآمدے میں آ گیا۔ برآمدے میں جس وہ سانپ کی طرح رینگتا دروازے کے قریب ہی دیوار میں بنی ایک کھڑکی کے پاس گیا اور اس نے تھوڑا سا سر اٹھا کر اندر کمرے میں جھانکا۔ کمرے میں اندھیرا تھا لیکن تھیو سانگ کو اس اندھیرے میں بھی وحشی سردار ایک تخت پر لیٹا ہوا دکھائی دیا۔

اس کے بھاری خراٹے فضا میں بلند ہو رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو سانگ نے دیکھا کہ اس کی بندوق کونے میں پڑی تھی۔ تھیو سانگ بڑی احتیاط کے ساتھ کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا۔ تھیو سانگ خلائی انسان تھا۔ اس کے سامنے جو شخص تخت پر سو رہا تھا۔ وہ خلائی انسان نہیں تھا۔ اس لیے تھیو سانگ میں اس کے مقابلے میں زیادہ طاقت تھی۔ اس کے علاوہ تھیو سانگ کو معلوم تھا کہ انسان کی گردن کے پاس ایک خاص رگ ہوتی ہے جس کو اگر آہستہ سے کچھ دیر کے لیے دبا کر رکھا جائے تو انسان کے دماغ میں آکسیجن نہ جانے سے انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔

یہ سوچ کر تھیو سانگ لکڑی کے فرش پر رینگتا ہوا وحشی سردار کے تخت کی طرف بڑھا۔ وحشی سردار خراٹے لے رہا تھا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ تھیو سانگ رینگ رینگ کر چلتا اس کے سرہانے آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وحشی سردار کی گردن پر بال ہی بال تھے۔ اس کے باوجود تھیو سانگ انسانی گردن کی رگ سے خوب واقف تھا۔

اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ دو انگلیوں کو آہستہ سے آگے کر کے ایک دم سے سوئے ہوئے وحشی سردار کی گردن کی رگ کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ وحشی سردار ایک سیکنڈ کے لیے تڑپا مگر اس کے دماغ کو آکسیجن کی سپلائی بند

ہو گئی تھی اور دماغ کو اگر آکسیجن ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہ ملے، تو دماغ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

تھیو سانگ وحشی سردار کے مقابلے میں زیادہ طاقت رکھتا تھا۔ اس نے گردن کی رگ کو بالکل نہ چھوڑا۔ خون میں ملی ہوئی آکسیجن سپلائی کا سلسلہ رک گیا تھا۔ وحشی سردار نے ایک ہاتھ اوپر اٹھایا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھول کر لال لال ڈیلے تھیو سانگ کی طرف گھمائے۔ وہ انتہائی غضب کے عالم میں تھا مگر بے بس ہو چکا تھا۔ دماغ پر بے ہوشی چھا جانے کی وجہ سے اس کی ساری طاقت ختم ہو گئی تھی۔

چند سیکنڈ میں وحشی سردار بالکل بے ہوش ہو گیا۔ تھیو سانگ نے فوراً دوسرے کمرے سے رسی لا کر اس کے ہاتھ پاؤں کو مضبوطی سے باندھا۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا اور اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں فرش پر ڈال دیا۔ اب اگر وہ ہوش میں بھی آ جاتا تو اسے اس طرح جکڑ دیا گیا تھا کہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہیں ہل سکتا تھا۔

تھیو سانگ نے بندوق اٹھائی اور چھلانگ لگا کر برآمدے سے کود کر ان درختوں کی طرف دوڑا جہاں ماریا اور کیش بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ تھیو سانگ ۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاتھ میں بندوق دیکھ کر وہ بہت گھبرا گئے۔ تھیو سانگ نے انہیں بتایا کہ اس نے وحشی سردار کو بے ہوش کر کے رسی میں جکڑ کر قید کر دیا ہے۔ ماریا نے کہا۔

"تو اب ہمیں دوسرے مکانوں میں سوئے ہوئے وحشی لوگوں کو اپنے قبضے میں کرنا ہوگا۔"

تھیو سانگ نے بتایا کہ وہ نوجوان لڑکی جس کو وحشی سردار نے قید کر رکھا ہے۔ برآمدے میں نہیں تھی۔ کیٹی بولی۔

"ہو سکتا ہے وحشی سردار نے اسے کسی دوسرے مکان میں بند کر رکھا ہو۔"

تینوں ساتھی اب وہاں سے نکل کر دوسرے مکانوں کی طرف بڑھے۔ یہ پانچ مکان تھے جو درختوں کے درمیان تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بنے ہوئے تھے۔ ان مکانوں پر گہرا اندھیرا چھا رہا تھا۔ تھیو سانگ نے ماریا اور کیٹی کو پیچھے رہنے کو کہا۔ اور خود ایک مکان میں داخل ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دوسری بندوق تھی۔ اسی طرح انہوں نے باری باری دوسرے وحشی لوگوں کو بھی بے ہوش کر کے ان کے منہ بند کرنے کے بعد رسیوں میں جکڑ کر کمروں میں بند کر دیا۔ جب تھیو سانگ پانچویں مکان میں داخل ہوا تو اس کے پاؤں سے ٹھوکر کر لکڑی کا ایک

سٹول نیچے گر پڑا۔ اس کی آواز پر وحشی جاگ پڑا۔ اس نے فوراً بندوق اٹھالی اور چیخ کر کہا

"کون ہے باہر؟"

تھیو سانگ اندھیرے میں چھپ گیا۔ وحشی باہر برآمدے میں نکل آیا۔ وہ جنگلی درندے کی طرح اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ لکڑی کا سٹول ابھی تک برآمدے میں گرا پڑا تھا۔ وحشی نے آگے بڑھ کر سٹول کو اٹھایا۔ سیدھا کر کے رکھا اور پھر اچانک اس کی نظر اندھیرے میں تھیو سانگ پر پڑ گئی۔

تھیو سانگ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ وحشی لوگ بھی اندھیرے میں دیکھ لیتے ہیں۔ وحشی نے فوراً بندوق کا فائر کر دیا۔

ماریا اور کیٹی فائر کی آواز سن کر چونک پڑے۔ فائر کا نشانہ چوک گیا تھا۔ گولی تھیو سانگ کے بازو کے قریب سے گزر کر لکڑی کی دیوار میں جا کر دھنس گئی۔ وحشی دوسرا فائر کرنے ہی والا تھا کہ تھیو سانگ ایک چیتے کی طرح اس کے اوپر آن گرا۔ دونوں فرش پر گتھم گتھا ہو گئے۔ مگر تھیو سانگ کی طاقت کے آگے وحشی انسان نہ ٹھہر سکا۔

تھیو سانگ نے وحشی انسان کو اگرچہ وہ لمبا تڑنگا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیچے گرا لیا۔ اور اس کی کنپٹی پر ایسا زور دار گھونسا مارا، اس تھونسے نے وحشی کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔ تھیو ساتگ کا ہاتھ زیادہ سخت پڑ گیا تھا۔ وحشی فرش پر بے حس مُردے کی طرح پڑا تھا۔ وہ مر چکا تھا تھیو ساتگ نے لاش کو گھسیٹ کر دوسرے کمرے میں پھینک دیا۔ اور ماریا کیٹی کو آگر بتایا کہ راستہ صاف ہے۔

"اگر یہاں پانچ وحشی ہی رہتے تھے تو میں نے ان میں سے ایک کو ہلاک کر دیا ہے اور باقی چار مکانوں کے اندر ایسی حالت میں پڑے ہیں کہ نہ وہ ہل سکتے ہیں اور نہ کوئی آواز حلق سے نکال سکتے ہیں۔"

"اب ہمیں نوجوان لڑکی کو تلاش کرنا چاہیے۔ کیونکہ صرف وہی ہمیں بتا سکتی ہے کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اور ہم یہاں سے کس طرح نکل سکتے ہیں اور یہ بھی کہ ہمیں کس طرف جانا چاہیے کہ دشمن متفق ہم پر حملہ نہ کر سکے۔"

ماریا کے اس خیال سے سب نے اتفاق کیا اور نوجوان قیدی لڑکی کی تلاش شروع کر دی۔ انہوں نے پانچوں مکان دیکھ لیے وہاں وہ لڑکی نہیں تھی جب وہ ان مکانوں سے کچھ دُور گئے۔ تو درختوں میں ایک جگہ جھونپڑی نظر آئی۔ وہ

بھاگ کر جھونپڑی میں گئے۔

جھونپڑی میں اندھیرا چھایا تھا، مگر باہر اندھیرے میں انہوں نے دیکھا کہ وہی نوجوان قیدی لڑکی اس طرح فرش پر پڑی ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں رسّی سے جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ بیہوش میں تھی۔ ماریا نے اس کی رسیاں کھول دیں۔ لڑکی گھبرائی ہوئی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی زرد آنکھوں سے ماریا، کیٹی اور تھیو ساتگ کو اندھیرے میں تک رہی تھی۔ ماریا نے کہا۔

"کیا تم ہماری زبان سمجھ رہی ہو؟"

ماریا نے زمین کی زبان میں بات کی تھی۔ لڑکی نے سر ہلا کر کہا

"ہاں"

کیٹی نے لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا

"بہن ہم تمہارے ہمدرد ہیں۔ ہم تمہیں یہاں سے نکالنے آئے ہیں۔ لیکن ہمیں پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اگر تم ہماری زبان سمجھتی ہو تو یقیناً تمہارا تعلق ہماری زمین سے ہے۔"

لڑکی نے آہستہ سے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہ ——— وہ لوگ تمہیں مار ڈالیں گے۔ یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

تھیوسانگ بولا۔

"بہن! فکر نہ کرو۔ اگر یہاں پانچ وحشی رہتے تھے تو ہم نے ان کی مشکیں کس کر انہیں مکانوں میں بند کر دیا ہے۔ وہ اب تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔"

ماریا نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"بہن! تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟ اور تم یہاں کیسے آگئیں؟"

لڑکی کو ذرا حوصلہ ہوا۔ اس نے ڈری ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کیا ــــ کیا وہ لوگ قید میں ہیں۔ مجھے نہیں ماریں گے؟"

"بالکل نہیں" ماریا نے کہا۔ "اگر تم چاہو تو چل کر انہیں بے ہوش پڑے دیکھ لو۔"

تھیوسانگ کیٹی اور ماریا نے سہمی ہوئی لڑکی کو ساتھ لیا۔ سب سے پہلے انہوں نے اسے وحشی سردار کو دکھایا جو اپنے بند کمرے میں فرش پر رسیوں میں جکڑا ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ باقی تین وحشیوں کو بھی رسیوں میں جکڑے بے ہوش پڑے اور ایک وحشی کی لاش دیکھ کر لڑکی کی تسلی

ہو گئی۔ ماریا نے لڑکی کو پانی پلایا۔

پھر وہ اسے لے کر وحشی سردار کے برآمدے میں آ کر بیٹھ گئے۔ قیدی لڑکی کہنے لگی۔

"میرے باپ کے پڑدادا اور پڑدادی کو یہاں کے سیارے کی مخلوق زمین سے اغوا کر کے یہاں لے آئی تھی۔ ہم لوگ اس وقت سے اس سیارے پر آباد ہیں۔ میں اور میری ماں بھی اسی سیارے پر پیدا ہوئی۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟"

لڑکی نے کہا

"ہمارا گاؤں سے دور ایک دریا کے کنارے پر ہے۔ ہم لوگوں کو سیارے کی مخلوق نے ان وحشی لوگوں کے حوالے کر رکھا ہے۔ ہم لوگ اپنے گاؤں میں سیارے کی مخلوق کے لیے ان وحشیوں کی نگرانی اناج اگاتے ہیں اور یورینیم کی کان میں سے یورینیم نکالتے ہیں۔"

ماریا نے سوال کیا۔

"لیکن تم یہاں کیسے آگئیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی آہ بھر کر بولی۔

"ہم سب اِن وحشیوں کے غلام ہیں۔ صدیوں سے ہمارے باپ دادا اِن کے غلام چلے آ رہے ہیں۔ یہ ہر ماہ کسی ایک لڑکی کو چُن کر یہاں لے آتے ہیں اور اس سے خدمت لیتے ہیں۔ مجھے یہاں آئے پندرہ روز ہو گئے ہیں۔ میں اِن کی غلام ہوں۔ اِن کے لیے کھانا پکاتی ہوں۔ اِن کے کپڑے دھوتی ہوں۔ برتن صاف کرتی ہوں۔ مکانوں میں جھاڑو دیتی ہوں۔ یہ لوگ مجھ پر بڑا ظلم کرتے ہیں۔ اور مجھے مارتے پیٹتے بھی ہیں۔ مگر ہم آگے سے کوئی فریاد نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم غلام ہیں۔"

لڑکی کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ ماریا نے اِسے پیار کیا۔ اسے حوصلہ دیا۔ اور کہا۔

"فکر مت کرو۔ ہم تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دیں گے۔"

لڑکی نے تعجب سے کہا۔

"یہ وحشی جب ہوش میں آئیں گے اور تم لوگ انہیں آزاد کر دو گے تو یہ ہم پر بڑا ظلم کریں گے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ ہم نے تمہاری مدد کی تھی۔"

تھیمر سائنگ کہنے لگا۔

"تم فکر نہ کرو بہن! ہم اِن کا کام تمام کر دیں گے تم لوگوں پر ظلم کرنے والے زندہ نہیں بچیں گے۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے کہا۔

"میرا نام لُوشا ہے۔"

ماریا کچھ سوچ کر بولی۔

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ یہاں کی جو مخلوق ہے۔ جن کے سروں پر سینگ ہیں ان کا کوئی دوسرا خلائی اڈہ بھی ہے؟"

لُوشا بولی۔

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ سیارے کی مخلوق میں سے ہر دوسرے مہینے دو آدمی ہمارے گاؤں میں آتے ہیں۔ اور اناج اور پورجنیم اکٹھا کر کے لے جاتے ہیں۔ اِس کے سوا مجھے کچھ معلوم نہیں اگر تم میرے باپ سے ملو تو ہو سکتا ہے انہیں کچھ معلوم ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے ماریا سے کہا۔
"ہمیں لوشا کے گاؤں جا کر اس کے ماں باپ سے ملنا چاہیئے۔"
ماریا بولی۔
"اچھا خیال ہے۔"
پھر اس نے لوشا سے اس کے گاؤں کا پتہ پوچھا۔ لوشا کہنے لگی۔
"میں تمہیں اپنے گاؤں لیے چلتی ہوں۔"
پھر وہ ڈرتے ہوئے کہنے لگی۔
"لیکن یہ لوگ بعد میں ہمیں مار ڈالیں گے۔ یہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"
تھیو سانگ نے کہا۔
"گھبراؤ مت۔ میں ان وحشی ظالموں میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"
ماریا کیٹی اور تھیو سانگ نے قیدی لڑکی لوشا کو ساتھ لیا اور اس کے گاؤں کی طرف چل پڑے۔
لوشا کا گاؤں اس جنگل سے تھوڑے فاصلے پر ایک سنگلاخ پہاڑ کی دوسری جانب دریا کے کنارے آباد تھا۔ راتوں رات یہ لوگ اس گاؤں میں پہنچ گئے۔ یہاں

چند ایک ڈھلانی چھتوں والے لکڑی کے مکان بنے تھے جو اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔
قیدی لڑکی لوشا کیٹی وغیرہ کو لے کر اپنے گھر کے برآمدے میں آ گئی۔ اس نے اپنے ماں باپ کو جگایا۔ وہ بڑبڑا کر باہر آ گئے۔ چراغ روشن کیا گیا۔ اپنی بیٹی کو دیکھ کر غم زدہ ماں باپ نے اسے سینے سے لگا لیا۔ پھر کیٹی، ماریا اور تھیو سانگ کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے تکنے لگے۔ ماریا نے آگے بڑھ کر کہا۔
"جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہماری شکلیں آپ ہی کی طرح ہیں۔ ہمارا تعلق بھی اس زمین سے ہے جہاں سے یہ ظالم مخلوق کبھی آپ کے آباؤ اجداد کو اغوا کر کے لے آئی تھی۔ ہم ایک ناخوشگوار اتفاق سے اس سیارے پر پہنچ گئے ہیں اور سیارے کی ظالم مخلوق ہماری دشمن بن چکی ہے۔"
اس کے بعد ماریا نے لوشا کے ماں باپ کو ساری کہانی بیان کر دی۔ لوشا کے باپ کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ وہ بولا۔
"اگر ہم نے تمہاری مدد کی تو ہمارے گاؤں کو جلا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر خاک کر دیا جائے گا اور ہم میں سے ایک بھی
زندہ نہیں بچے گا۔"
کیٹی اور تھیو ساتگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

ناگ خلائی دشمنوں میں

وُشا کے باپ نے کہا
"ہمیں یہاں رہنا ہے۔ ہم ان لوگوں سے دشمنی مول
لے کر زندہ نہیں رہ سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ
ہماری بیٹی کو اُس جھونپڑی میں واپس چھوڑ آئیں۔"
مایا کہنے لگی۔
"مگر وہ آپ کی بچی پر ظلم کرتے ہیں۔"
باپ نے آہ بھر کر کہا۔
"یہ ظلم ہم پر صدیوں سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ ہم
مجبور ہیں۔"
چراغ کی روشنی میں وُشا کی ماں کا چہرہ بے حد اداس
تھا۔ اس نے کہا۔
"میرے بچو! تم یہاں سے چلے جاؤ۔ نہیں تو ہم پر
ضرور کوئی آفت آجائے گی۔"
تھیو ساتگ کہنے لگا
"آپ لوگ جیسا کہتے ہیں ہم ویسا ہی کریں گے لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس سیارے کی مخلوق کا کوئی خفیہ خلائی اڈہ بھی ہے؟"

اس موقع پر ٹوشا کے باپ نے اپنی بیوی اور ٹوشا کو مکان کے اندر بھیج دیا اور خود رازداری سے ماریا کے قریب ہو کر بولا۔

"تم لوگوں نے میری بچی کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے اس لیے میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔ مگر تمہیں میری ایک شرط ماننی ہو گی۔"

"وہ کیا ہے؟" ماریا نے پوچھا

ٹوشا کا باپ کہنے لگا۔

"شرط یہ ہے کہ تم لوگ میری بیٹی کو واپس اس جھونپڑی میں چھوڑ آؤ گے اور یہاں سے فرار ہونے کے بعد کسی سے ہمارا ذکر نہیں کرو گے۔"

ماریا نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ہمیں یہ شرط منظور ہے۔"

ٹوشا کے باپ نے اطمینان کا سانس لیا اور بولا۔

"یارینیم کی جن کانوں میں ہم لوگ کام کرتے ہیں وہ یہاں سے ایک کوس شمال مشرق میں واقع ہیں ان سے تھوڑی دور ایک خلائی پہاڑی ہے۔ یہ مصنوعی پہاڑی ہے۔ اس کے اندر سیارے کی

مخلوق نے ہنگامی حالات کے لیے ایک خفیہ خلائی اسٹیشن بنا رکھا ہے۔ ایک بار میں یورینیم کی تھیلیاں لے کر وہاں گیا تھا۔ میں نے وہاں چار خلائی اڑن طشتریاں دیکھی تھیں۔ ہم نے سنا ہے کہ ان اڑن طشتریوں کو یہاں سے دو لاکھ نوری سال کے فاصلے پر واقع اس مخلوق کے دوسرے سیارے کے لیے یہ اڑن طشتریاں ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ اگر کوئی دوسرے سیارے کی مخلوق پر حملہ کر دے اور انہیں شکست ہو جائے تو یہ لوگ ان اڑن طشتریوں میں بیٹھ کر یہاں سے اپنے دوسرے سیارے پر فرار ہو سکیں۔"

ماریا اور کیٹی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ان کا مقصد حل ہو گیا تھا۔

تھیو ساگ بولا۔

"اس خفیہ خلائی اسٹیشن پر سیکورٹی کتنی ہوتی ہے کیا وہاں کوئی خلائی فوج پہرہ دیتی ہے؟"

ٹوشا کا باپ بولا

"نہیں۔ اس خلائی اسٹیشن کا بہت کم لوگوں کو پتہ ہے وہاں صرف خلائی سپاہیوں کا ایک چھوٹا سا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دستہ ہر وقت چوکس رہتا ہے۔ اگر تم لوگ ان پر قابو پا لو تو کسی بھی آزاد ریاست میں بیٹھ کر یہاں سے فرار ہو سکتے ہو۔"

ماریا، کیٹی اور تھیو ساگ یہی چاہتے تھے۔ انہوں نے ٹوشا کے باپ کا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ وہ کسی سے اس کا ذکر نہیں کریں گے۔ ٹوشا کو بھی اپنے ماں باپ کی زندگی کا خیال تھا۔ چنانچہ وہ بھی اصرار کرنے لگی کہ اسے واپس اسی جھونپڑے میں پہنچا دیا جائے جہاں وہ رسیوں میں جکڑی لیٹی ہوئی تھی۔

ماریا اور کیٹی مجبور ہو گئے۔ انہوں نے تھیو ساگ سے کہا کہ وہ ٹوشا کو واپس جھونپڑے میں چھوڑ آئے۔ چنانچہ تھیو ساگ نے ٹوشا کو ساتھ لیا اور جنگل میں سے گزرتا واپس ٹوشا کی جھونپڑی میں آ گیا۔

"پیاری بہن! تمہیں اس حالت میں یہاں چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا مگر تمہارے ماں باپ سے وعدہ کیا ہے نا۔"

ٹوشا اداس لہجے میں بولی۔

"مجھے اپنے ماں باپ کی جان بچانے کے لیے یہاں رہنا ہوگا۔ تم ہماری فکر نہ کرو۔ ہم صدیوں سے اسی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

"اچھا خدا حافظ بہن بابا"

یہ کہہ کر تھیو ساگ تیزی سے جھونپڑے سے باہر نکل گیا۔

واپس ٹوشا کے گھر آ کر اس نے کیٹی، ماریا اور ٹوشا کے ماں باپ کو بتا دیا کہ وہ ٹوشا کو واپس اس کی جھونپڑی میں چھوڑ آیا ہے۔

ٹوشا کے باپ نے کہا۔

"اب اگر تم لوگ یہاں سے فرار ہو بھی گئے تو ہم پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ بہتر یہی ہے کہ اس سے پہلے کہ گاؤں کے دوسرے لوگ تمہیں میرے مکان میں دیکھ لیں تم صبح ہونے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل جاؤ۔"

اس کے بعد ٹوشا کے باپ نے ماریا اور کیٹی وغیرہ کو خلیج خلونی اسٹیشن کا نقشہ اچھی طرح سمجھا دیا اور کہا۔

"دن نکلنے والا ہے۔ گاؤں کے لوگ بیدار ہو رہے ہیں۔ اگر تمہیں کسی نے میرے مکان میں دیکھ لیا تو ہم پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔"

ماریا نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ ہم ابھی یہاں سے چلے جاتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہارا ایک بار پھر بہت بہت شکریہ!"

تھیو سانگ اور کیٹی نے بھی لوشا کے باپ سے باری باری ہاتھ ملایا اور پچھلی رات کے اندھیرے میں وہاں سے نکل کر یورینیم کی کانوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ غلاموں کے اس گاؤں سے نکلنے کے بعد آگے بنجر اور تاریک پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لوشا کے باپ نے انہیں ایک کاغذ پر باقاعدہ نقشہ بنا کر دے دیا تھا۔ اس نقشے کی مدد سے وہ صبح ہونے سے پہلے یورینیم کی کانوں کے پاس پہنچ گئے۔

یہاں بڑی بڑی مشینیں لگی تھیں۔

کیٹی ماریا اور تھیو سانگ ان کانوں سے بچ کر آگے نکل گئے۔ اب ان کی منزل خلائی اسٹیشن تھا۔ اب صبح ہو رہی تھی۔ چاروں طرف ہلکی ہلکی روشنی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے ارد گرد سیاہ رنگ کی ٹکوفی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں پھیلی ہیں جن پر نہ کوئی درخت ہے اور نہ سبزہ نظر آ رہا ہے۔ ان پہاڑیوں کے درمیان انہیں ایک گول پہاڑی دکھائی دی۔

ماریا نے اس طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہی وہ پہاڑی ہے جس کے اندر خلائی اسٹیشن

ہے؟"

"ہاں" کیٹی نے اس طرف دیکھتے ہوئے کہا "یہ مصنوعی پہاڑی لگ رہی ہے۔ مگر اس کے باہر کوئی ریڈار وغیرہ کا انٹینا نظر نہیں آ رہا۔"

تھیو سانگ بولا۔

"تم خلا کی رہنے والی ہو کر ایسی باتیں کر رہی ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس مقام پر خفیہ اور ہنگامی خلائی اسٹیشن بنایا جاتا ہے وہاں باہر کوئی ایسی نشانی نہیں چھوڑی جاتی جس سے کسی کو یہ پتہ چل سکے کہ یہاں کوئی خلائی اسٹیشن ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"ہمیں دوسری طرف سے ہو کر ادھر جانا چاہیئے لیکن دن کے وقت وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ہوگا۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ ہمیں رات ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے۔"

کیٹی بولی۔

"تھیو سانگ ٹھیک کہتا ہے ماریا۔"

آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ دن کسی جگہ چھپ کر گزار دیا جائے اور جب چاروں طرف رات کا گہرا اندھیرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھاپا مارنے تو خلائی اسٹیشن پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے۔

وہ تینوں بیلجیئم اور سیاہ پہاڑیوں میں ایک ایسی جگہ چھپ گئے۔ جہاں سے انہیں خلائی اسٹیشن والی گول مصنوعی پہاڑی کا کوئی دروازہ انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہاں کوئی خلائی سپاہی بھی نظر نہیں آتا تھا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"یہ پہاڑی مجھے تو ویران لگ رہی ہے۔ کہیں لوشا کے باپ کو مغالطہ تو نہیں لگا؟"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" تھیو سانگ بولا۔ "اس کی ساری زندگی اسی علاقے میں گزر گئی ہے۔ نقشے کے مطابق بھی اس نے اس پہاڑی پر نشان لگایا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"یہ خلائی اسٹیشن ہے۔ یہاں باہر کوئی پہریدار نظر نہیں آئے گا۔ مگر اس کے اندر پوری گارد ہو گی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلائی سپاہی آس پاس چھپے ہوئے ہوں۔ وہ چھپ کر پہرہ دے

رہے ہوں۔"

"پھر تو ہمیں بڑی احتیاط سے یہاں بیٹھنا ہوگا۔" کیٹی بولی۔

اس طرح باتیں کرتے دوپہر بھی گزر گئی۔ ابھی سورج نے ڈھلنا ہی شروع کیا تھا کہ انہوں نے ایک خلائی زمینی گاڑی کو پہاڑیوں میں سے نکل کر گول پہاڑی کی طرف بڑھتے دیکھا۔

"ماریا تم اس گاڑی کو دیکھ رہی ہو؟" تھیو سانگ نے کہا۔

سب کی نظریں اس گاڑی پر لگی تھیں۔ یہ گول بلبلے جیسی خلائی گاڑی تھی مگر اس کا بلبلہ شیشے کا نہیں بلکہ کسی ایسی دھات کا تھا جو چمک رہی تھی اور اندر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا کہ کون بیٹھا ہے۔

خلائی گاڑی گول پہاڑی کی دیوار کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی۔

دیوار میں آہستہ آہستہ شگاف پڑنے لگا۔ لگتا تھا دیوار درمیان سے اوپر اٹھ رہی تھی۔ دیوار میں گول دروازہ بن گیا۔ خلائی گاڑی اس کے اندر داخل ہو گئی۔ کیٹی نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس کا مطلب ہے کہ خلائی اسٹیشن کا دروازہ خفیہ ہے۔ ہمیں اس کے اندر داخل ہونے میں دشواری ہوگی۔"

ماریا کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں ابھر آئیں۔ اس نے کہا۔

"تم نے دیکھا ہوگا کہ خلائی گاڑی جونہی دیوار کے سامنے جاکر رکی دیوار میں شگاف نمودار ہونے لگا تھا۔ کسی نے گاڑی سے اتر کر دیوار میں کوئی خفیہ بٹن نہیں دبایا تھا۔"

"ہاں۔" تھیوسانگ بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ دیوار کا دروازہ خلائی گاڑی کی مقناطیسی شعاعوں سے اپنے آپ کھل گیا تھا۔"

ماریا نے اپنی مٹھی دباتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہم چاہے ساری عمر ٹکریں مارتے رہیں خلائی اسٹیشن کے اس خفیہ دروازے کو کبھی نہیں کھول سکیں گے۔"

کیٹی بے اختیار بولی۔

"تو پھر کیا ہمیں اسی قسم کی کوئی خلائی گاڑی کہیں سے پیدا کرنی ہوگی؟"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ایسی گاڑی ہم کہاں سے لا سکتے ہیں بھلا؟"

ماریا جھلاتے ہوئے بولی۔

"تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہمیں اسی خلائی گاڑی پر قبضہ کرنا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ یہ خلائی گاڑی باہر آئے۔"

ماریا سنجیدہ آواز میں بولی۔

"وہ ضرور باہر آئے گی۔ اور اگر وہ باہر آگئی تو اس پر قبضہ کس طرح کیا جائے گا؟ یہی ایک مسئلہ ہے جس کا ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے کیونکہ میں غائب نہیں ہو سکتی اور تھیوسانگ چیزوں کو چھو تا نہیں کر سکتا۔ اس سیارے کی فضا میں آکر ہم دونوں کی غیر معمولی طاقتیں ہم سے بچھڑ گئیں ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"میں خلائی گاڑی پر حملہ کر دوں گی۔"

ماریا مسکرائی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ اپنے آپ کو ان لوگوں کے حوالے کرنے کے برابر ہوگا۔ وہ لوگ بڑی آسانی سے ہمیں ہلاک کر دیں گے اگر کوئی آدمی بہت بڑے ٹینک کے سامنے آجائے تو اس کا جو حشر ہوتا ہے وہی ہمارا حشر ہوگا۔"

تھیوساگ بولو۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں اس مشن کے لیے اپنی خدمات پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر میں انگلی سے چھو کر کسی شے کو چھوٹا نہیں کر سکتا لیکن مجھ میں اتنی طاقت کہ میں اس خلائی گاڑی کو روک سکوں۔"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیپٹن بھی خاموش رہی تھیوساگ نے ان دونوں کو خاموش دیکھ کر کہا۔

"بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر خلائی گاڑی باہر نکلی تو میں اسے اغوا کرنے کی کوشش کروں گا۔"

ماریا بولی۔

"یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ ہمیں مل کر اس گاڑی کو اغوا کرنے کے

لیے باقاعدہ ایک منصوبہ تیار کرنا ہوگا۔"

تینوں خلائی ساتھی سر جوڑ کر بیٹھ گئے

چند لمحوں میں انہوں نے ایک سکیم تیار کر لی۔ اب انہیں اسی انتظار تھا کہ خلائی گاڑی باہر نکلے۔ سورج غروب ہونے لگا تھا۔ ہلکا ہلکا اندھیرا پہاڑیوں میں اتر رہا تھا پہاڑیوں کے سائے لمبے ہو رہے تھے۔ وہ اپنی کمین گاہ سے نکل کر خلائی اسٹیشن والی پہاڑی سے کچھ فاصلے پر اس جگہ پر آ گئے جہاں سے انہیں خیال تھا خلائی گاڑی گزر کر گئی تھی۔

یہاں سڑک پر ادھر ادھر بے شمار چھوٹے بڑے پتھر پڑے تھے۔ ماریا کو معلوم تھا کہ خلائی گاڑی زمین سے دو ایک فٹ بلند ہو کر چلتی ہے۔ اس لیے پتھر اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔

ماریا نے اپنے منصوبے کے مطابق سڑک کی ایک جانب ٹیلے کے اوپر کیپٹن کو بٹھا دیا جس نے اپنے پاس کچھ پتھر رکھ لیے۔ اسی طرح ماریا بھی کچھ پتھر لے کر دوسرے ٹیلے پر چھپ کر بیٹھ گئی۔ تھیوساگ سڑک کے کنارے کنارے پتھروں کے پیچھے گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ خلائی اسٹیشن کی جانب سے نیم روشنی میں ایک گول سی چیز حرکت کرتی نظر آئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ وہی خلائی گاڑی تھی جس کا ماریا کو انتظار تھا۔
اس نے بلند آواز میں کہا
"کیپٹن، تھیوسانگ ہوشیار!"
خلائی گاڑی زمین سے دو فٹ بلند ہو کر چل رہی تھی۔ جب وہ ان دو ٹیلوں کے درمیان آئی جہاں ماریا اور کیپٹن بیٹھی تھیں تو انہوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت خلائی گاڑی پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ یہ ایسی جگہ تھی جہاں پر موقع تھا کہ خلائی مخلوق کی گاڑی پر پتھر برسائے جا رہے تھے خلائی گاڑی رُک گئی۔ اور اس میں سے لیزر شعاعوں کے دو فائر ہوئے۔ ایک فائر ماریا کے ٹیلے اور دوسرا فائر کیپٹن کے ٹیلے پر ہوا۔ مگر وہ پتھروں کے پیچھے چھپی ہوئی تھیں۔
انہوں نے چھپ کر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔
خلائی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھل گیا۔ اس میں سے دو خلائی آدمی باہر نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں لیزر گنیں تھیں۔ ان میں سے ایک ماریا والے ٹیلے اور دوسرا کیپٹن والے ٹیلے کی طرف بڑھا۔
تھیوسانگ اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اوٹ میں سے نکل کر رینگتا ہوا خلائی گاڑی کی طرف بڑھا خلائی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلا تھا۔ تھیوسانگ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ گاڑی

کا پچھلا حصہ خالی تھا۔ اگلے حصے میں ایک خلائی آدمی بیٹھا سامنے دیکھ رہا تھا۔ تھیوسانگ چھلانگ لگا کر گاڑی میں گھسا اور اس سے پہلے کہ خلائی آدمی پلٹ کر اس پر فائر کر سکتے تھیوسانگ نے اس کی گردن پر پوری طاقت سے مُکا مارا۔ اس کی گردن ڈھلک گئی۔ تھیوسانگ نے لپک کر اس کی خلائی گن اٹھائی اور خلائی گاڑی میں سے کود کر باہر آ گیا۔ اوپر اسے ایک خلائی سپاہی دکھائی دیا جو ماریا والی پہاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اس کو نشانہ بنا کر فائر کر دیا۔
خلائی سپاہی شعلوں میں گھر کر بھسم ہو گیا۔ جو خلائی سپاہی کیپٹن والے ٹیلے کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے پلٹ کر دیکھا
تھیوسانگ نے اس پر بھی فائر کر دیا۔ وہ بھی بھک سے اُڑ گیا۔

ان کے مشن کا پہلا مرحلہ کامیابی سے طے ہو گیا تھا ماریا اور کیپٹن دوڑتی ہوئی ٹیلے پر سے نیچے اُتر آئیں۔ انہوں نے گاڑی میں سے خلائی ڈرائیور کی وردی نکال کر ٹیلے کے پتھروں میں پھینک دی اور تھیوسانگ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
اس نے گاڑی کو پیچھے موڑا اور خلائی اسٹیشن والی پہاڑی کی طرف بڑھا۔ ماریا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہوشیار رہنا تھیو سانگ! وہ لوگ گاڑی کو واپس آتا دیکھ کر ضرور فائرنگ کریں گے۔"

تھیو سانگ کی آنکھیں سامنے گول پہاڑی پر لگی تھیں۔ اس نے کہا

"دیکھا جائے گا۔"

ان کے پاس صرف ایک ہی خلائی گن تھی جو ماریا نے تھام رکھی تھی۔ باقی دو خلائی سپاہیوں کی خلائی گنیں ان کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو گئی تھیں۔

گاڑی جونہی خلائی اسٹیشن کی گول پہاڑی کی دیوار کے ساتھ پہنچی، دیوار میں اپنے آپ شگاف نمودار ہو گیا۔ تھیو سانگ گاڑی دیوار کے اندر لے گیا۔ اندر ایک روشن سرنگ تھی۔ گاڑی اپنے آپ اس کے اندر چلی جا رہی تھی۔ کیٹی نے تشویش سے پوچھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

تھیو سانگ بولا۔

"خاموش رہو۔ آواز نہ نکالو۔"

گاڑی میں سے باہر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ ماریا ہاتھ میں گن لیے چوکس سے بیٹھی دائیں بائیں دیکھ رہی تھی۔ سرنگ کے آگے موڑ آ گیا۔ یہاں سے گاڑی مڑی تو

ماریا کی نظر ایک خلائی سپاہی پر پڑی جو ایک کھلے دروازے کے آگے پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے خلائی گاڑی کو واپس آتے دیکھا تو ہاتھ کے اشارے سے اسے روک لیا۔ ماریا نے کہا۔

"گاڑی روک دو تھیو۔"

تھیو سانگ نے گاڑی روک لی۔ گاڑی کے اندر سے یہ لوگ باہر سب کچھ دیکھ رہے تھے مگر باہر سے گاڑی کے اندر نگاہ نہیں جاتی تھی۔ خلائی پہرے دار گاڑی کے قریب آ کر بولا۔

"تم لوگ واپس کیوں آ گئے؟"

ماریا نے خلائی گن کا رُخ اس کی طرف کر دیا اور گاڑی کے سوراخ میں سے اس پر فائر جھونک ڈالا۔ بھک کی آواز کے ساتھ پہرے دار جل کر بھسم ہو گیا۔

"گاڑی اندر لے چلو۔" ماریا نے چلا کر کہا

تھیو سانگ گاڑی کھلے دروازے میں سے اندر لے گیا۔ یہ ایک گول بڑا ہال کمرہ تھا جس کی چھت اوپر سے کھلی تھی۔ یہاں بہت روشنیاں لگی تھیں اور سات اجنبی مشینیں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھیں۔ ایک نیلے رنگ کی اڑن طشتری چھت کے گول کھلے سوراخ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نیچے تھی۔ ماریا نے کہا

"ہمیں اس نیلی اڑن طشتری پر قبضہ کرنا ہوگا"

گاڑی نیلی اڑن طشتری کے پاس پہنچی تو سامنے والے دروازے میں سے دو خلائی پہرے دار بھاگتے ہوئے داخل ہوئے۔

"خبردار — تم لوگ کون ہو؟"

ماریا نے فوراً گن فائر کر دی۔ دوسری طرف سے بھی فائرنگ ہوئی۔ مگر خلائی گاڑی پر پیرزشعاع کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ چوتھے فائر پر ایک خلائی پہرے دار جل کر راکھ ہو گیا۔ دوسرا بھاگ اٹھا

"یہ آرڈر اطلاع کر دے گا۔ جلدی سے باہر نکلو" تھیوسانگ نے کہا۔

گاڑی سے نکل کر تینوں اڑن طشتری کی طرف لپکے۔ بٹن اور تھیوسانگ کے لیے اڑن طشتریاں کوئی نئی چیز نہیں تھیں۔ وہ اڑن طشتری کی مشینری سے واقف تھے اور اس سے پہلے بھی کئی بار اڑن طشتریاں چلا چکے تھے۔

اڑن طشتری کا دروازہ کھول کر وہ اس میں گھس گئے۔

"کمپیوٹر میں اون کر دو کیپٹن"

تھیوسانگ نے کاک پٹ میں کنٹرول سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ کیپٹن نے جلدی سے ایک جگہ سرخ بٹن کو دبا دیا بٹن کے دباتے ہی تھیوسانگ نے سفید رسٹک کو پیچھے کھینچا اڑن طشتری کے نیچے سے زبردست روشنی نکلی اور ایک دھماکے کی سی آواز کے ساتھ اڑن طشتری نے اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔

ابھی اڑن طشتری چھت کے پاس ہی پہنچی تھی کہ نیچے سے اس پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ خلائی اسٹیشن کی گارڈ کے سارے سپاہی وہاں پہنچ گئے تھے اور اڑن طشتری پر فائرنگ کر رہے تھے

"یہ لوگ فائرنگ کر رہے ہیں" ماریا نے گھبرا کر کہا۔

تھیوسانگ بولا۔

"ان کی فائرنگ کا کوئی اثر نہیں ہوگا"

اس کے ساتھ ہی اڑن طشتری ایک زناٹے کے ساتھ پہاڑی کے گول سوراخ میں نکل کر اوپر۔ اوپر آسمان کی طرف بڑھنے لگی۔ تھیوسانگ کنٹرول سیٹ پر بے حد مصروف تھا وہ کبھی کسی بٹن کو دباتا کبھی کسی بٹن کو اون کرتا۔ اڑن طشتری کے گول سوراخوں میں سے رنگ برنگی روشنیاں نکل رہی تھیں وہ تیزی سے اوپر خلا میں بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی رفتار ہر سیکنڈ کے بعد بڑھ رہی تھی۔ اور پھر اس کی سپیڈ اتنی تیز ہو گئی کہ شیطانی لیڈر کا سیارہ انہیں اڑن طشتری کے اندر سے گول ستارے کی طرح چکتا نظر آنے لگا۔ کیٹی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہم دشمن کی زد سے نکل آئے ہیں"

تھیو ساگ بولا۔

"وہ کسی راکٹ میں ہمارا پیچھا بھی کر سکتے ہیں"

ماریا نے کہا۔

"تم خلائی راستہ تبدیل کر لو"

"یہ بات خطرناک ہو سکتی ہے۔ اگر ہم خلاء میں راستہ بھول گئے تو کیا ہو گا"

ماریا بولی

"اس وقت ہمیں دشمن سے بچنے کی ضرورت ہے"

یہ لفظ ابھی ماریا کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ اچانک ان کے پیچھے دو اڑن طشتریاں نمودار ہوئیں۔ ان کے منہ راکٹ کی طرح کھلے تھے۔

"دشمن ہمارا تعاقب کر رہا ہے" تھیو ساگ نے کہا۔

"رخ بدل لو تھیو" کیٹی نے بھی چلا کر کہا۔

تھیو ساگ نے خلاء میں اڑن طشتری کو ایک جھٹکا دیا اور نیچے غوطہ لگا کر کئی ہزار میل آگے جا کر طشتری کو بائیں جانب لے گیا۔ دشمن کی راکٹ طشتری بھی اس کے پیچھے ہی آئی۔ اس نے فائر کھول دیا۔ روشنی کے گولے تیزی سے اڑن طشتری کے نزدیک سے گزر گئے۔ ان کے گزرنے سے طشتری میں زلزلہ آ گیا۔

"یہ بڑے خطرناک فائر ہیں" کیٹی بولی "اگر ہماری طشتری ہٹ ہو گئی تو ہمارے پرزے اڑ جائیں گے"

مگر تھیو ساگ ایک بڑا ماہر انجینئر بھی تھا۔ اس نے اڑن طشتری کو خلاء میں شہاب ثاقب کی طرح گرا دیا۔ اڑن طشتری روشنی کی لکیر کی طرح خلاء میں لاکھوں میل نیچے چلی گئی۔ یہ اس قدر خطرناک بات تھی کہ ہم کے پیچھے آنے والے دشمن ایسا نہ کر سکے۔ کیونکہ اس طرح سے اڑن طشتری میں بیٹھے ہوئے زندہ نہیں بچ سکتے تھے۔

لیکن تھیو ساگ، کیٹی اور ماریا فرش کے ساتھ چپک گئے تھے۔ ایک منٹ تک اڑن طشتری ٹوٹے ہوئے تارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی طرح خلا میں روشنی کی ایک برقی تیر تی چلی گئی۔ اس ایک منٹ میں کیٹی کی اڑن طشتری نے کروڑوں میل کا فاصلہ طے کر لیا تھا۔

تھیو سانگ نے لیٹے لیٹے آگے بڑھ کر اڑن طشتری کی سٹک نیچے گرا دی۔ اڑن طشتری ایک دم سے سیدھی ہو کر نارمل سپیڈ پر آ گئی۔ وہ جیسے خلاء میں ٹھہر سی گئی۔

کیٹی، ماریا اور تھیو سانگ اٹھ کھڑے ہوئے۔

کیٹی نے ایک طرف دیکھ کر حیرانی سے کہا۔

"ماریا کہاں ہے؟"

اس فقرے پر ماریا نے اپنے آپ کو دیکھا۔ خوشی سے اس کی چیخ نکل گئی۔ ماریا پھر سے غائب ہو گئی تھی۔

"کیٹی! تھیو! میں پھر سے غائب ہو گئی ہوں۔"

تھیو سانگ نے کنٹرول سیٹ سے پلٹ کر دیکھا۔ ماریا نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے خوشی سے اچھل کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری طاقت بھی واپس آ گئی ہو گی۔ ہم شیطانی کیٹر کے حواس

سیارے کے اثرات سے نکل آئے ہیں۔"

ماریا بولی۔

"پہلے راڈار پر چیک کرو۔ دشمن ہمارے تعاقب میں ہے کہ نہیں۔"

کیٹی نے کمپیوٹر کا بٹن دبا دیا۔ تھیو سانگ نے راڈار چیک کیا۔ دشمن کی راکٹ طشتری کا خلاء میں کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔

"ہم دشمن کی زد سے نکل آئے ہیں ماریا۔" تھیو سانگ بولا۔

کیٹی اور ماریا نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیٹی بولی

"ماریا کی طاقت تو واپس آ گئی اب تھیو سانگ تم چیک کرو تمہاری طاقت واپس آئی ہے یا نہیں؟"

تھیو سانگ نے اڑن طشتری کو خلا میں ایک طرف ہیٹ کر دیا اور خود سیٹ کو گھما کر اس نے اپنا رخ کیٹی کی طرف کر لیا۔ اسے ماریا نظر نہیں آ رہی تھی مگر اس کی خوشبو بتا رہی تھی کہ ماریا کیٹی کے پاس ہی بیٹھی ہے۔

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"میں کیٹی کے پاس ہی بیٹھی ہوں اور میں مسکرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی رہی ہوں۔ تم میری مسکراہٹ نہیں دیکھ سکتے۔"

تھیوساگ بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تمہاری طاقت تمہیں واپس مل گئی۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ میری طاقت واپس آئی ہے کہ نہیں۔"

اس نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیٹی انگلی سے چھُو کر تمہیں چھوٹا کر سکے دیکھوں؟"

"خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا" کیٹی چیخ کر بولی۔"

تھیوساگ ہنسنے لگا۔

"اچھا بابا تمہیں ہاتھ نہیں لگاتا۔ میں اس ــــ اس خلائی گن پر اپنی خفیہ طاقت کا اثر آزماتا ہوں۔"

تھیوساگ نے ایک آنکھ بند کر کے خلائی گن کو انگلی سے چھُوا تو وہ ایک دم سے اتنی چھوٹی ہو گئی کہ پنسل پر ایک چھوٹا سا پیچ بن کر رہ گئی تھی۔ تھیوساگ نے خوش سے نعرہ لگایا۔

"میری طاقت بھی واپس آ گئی۔"

اس خوشی میں کیٹی اور ماریا نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

اب انہوں نے اُڑن طشتری کے روٹ کی طرف توجہ دی وہ کمپیوٹر کی سکرین پر یہ دیکھنے لگے کہ ان کی اُڑن طشتری کس طرف جا رہی ہے۔ تھیوساگ نے کمپیوٹر کی مدد سے حساب لگا کر ماریا کو بتایا کہ ان کی طشتری کسی نامعلوم سمت چلی جا رہی ہے۔ ماریا ایک دم اداس ہو گئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم اس سیارے پر نہیں جا سکیں گے جہاں ہم ناگ کو اکیلا چھوڑ آئے تھے۔"

اس خیال سے تھیوساگ اور کیٹی بھی اُداس ہو کر چُپ ہو گئے۔ کیٹی بولی۔

"اگر دشمن کی وجہ سے ہم اپنی جان بچانے کے لیے اپنی اُڑن طشتری کو خلا میں دُور نہ لے جاتے تو ہم ناگ والے سیارے پر ہی جا رہے تھے۔"

"اب کوئی صورت واپس ناگ کے سیارے پر جانے کی نہیں ہو سکتی؟" ماریا نے سوال کیا۔

ماریا نے ایک بار پھر اُڑن طشتری کے سارے روٹ کو چیک کیا اور مایوسی سے بولا۔

"ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہم خلا میں کس طرف جا رہے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا اور کیٹی نا امید ہو کر خاموش ہو گئیں۔

○ ○

اب ہم واپس ناگ کی طرف آتے ہیں۔

عنبر کے بارے میں آپ کو یاد ہو گا کہ وہ ہماری زمین پر تاریخ کے پرانے زمانے کے میکسیکو ملک میں باغی لیڈر ڈوینکو کے غار میں چھپا ہوا ہے جو اپنی باغی ساتھی لڑکی سانگی کے ساتھ مل کر میکسیکو کے شاہی محل پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے۔ عنبر کو ابھی ہم وہیں چھوڑتے ہیں اور ناگ کی خبر لیتے ہیں۔ کہ جب کیٹی اور تھیوسانگ کو اڑن طشتری کی روشنی نے مقناطیسی شعاعوں کی مدد سے اوپر کھینچ لیا تو اس پر کیا گزری

ناگ سانپ کی شکل میں پہاڑی کی اوٹ میں چھپا کیٹی اور تھیوسانگ کو اڑن طشتری میں اوپر کھینچتے دیکھتا رہا۔ پھر یہ اڑن طشتری ان دونوں کو لے کر خلا میں اڑ گئی۔

ناگ اکیلا رہ گیا۔ شیطانی سیارے کے خلائی سپاہی آران کے ساتھ واپس قلعے کی طرف چلے گئے۔ ناگ سوچنے لگا۔ کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی اور تھیوسانگ کو لے کر اڑن طشتری کس سیارے

کی طرف اڑ گئی ہے۔

ناگ کو اپنے اکیلے رہ جانے کا شدید احساس ہوا۔ لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ اس کی ہمت بلند تھی اور اسے یقین تھا کہ ایک نہ ایک روز وہ سب دوست ایک دوسرے سے ضرور آن ملیں گے۔ پہاڑی کی ڈھلان سے رینگتا ہوا ناگ دوسری طرف گہری گھاٹی میں اتر گیا۔ یہاں پتھروں میں کہیں کہیں پانی رس رہا تھا۔ ناگ نے ایک جگہ پتھر کے نیچے پانی میں ایک ننھے سے سانپ کے بچے کو دیکھا۔

سانپ کا ننھا سا بچہ بھی ناگ کی طرف دیکھ رہا تھا اگرچہ سنپولیا چھوٹا سا تھا مگر اس نے ناگ دیوتا کی بو سونگھ لی تھی۔ سنپولیا سر جھکائے ہوئے تھا۔ ناگ اس کے قریب چلا گیا اور اپنی سانپوں کی زبان میں اس سے پوچھا کہ کیا وہ اکیلا ہے کہ اس کے ماں باپ بھی یعنی ناگ اور ناگن بھی اس کے ساتھ ہیں۔ سنپولیے نے باریک آواز میں کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا جی! میری ماں اور باپ بھی میرے ساتھ ہی رہتے ہیں"

"کہاں ہیں وہ؟ مجھے ان کے پاس لے چلو"

سنپولیا پانی سے باہر نکل آیا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرے ساتھ آئیے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھنوریا بالکل ننھا سا تھا۔ وہ پتھروں میں آگے آگے چلنے لگا۔ ناگ اس کے ساتھ ساتھ رینگ رہا تھا۔ پہاڑی کی دوسری طرف ایک کھوہ بنا ہوا تھا اس کے اندر اندھیرا تھا۔ وہاں ایک بہت بڑا پتھر پڑا تھا بھنوریا بولا۔

"میرے ماں باپ اس پتھر کے نیچے رہتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"انہیں بلاؤ۔"

بھنوریا ایک سوراخ میں گھس گیا۔ چند لمحوں بعد سبز رنگ کے دو ایک ایک فٹ سائز کے سانپ سوراخ سے باہر نکلے اور ناگ کے سامنے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے کہا۔

"تم لوگوں کو پہلے میری خوشبو نہیں آئی تھی؟"

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ! جب ہم سوراخ کے اندر زمین میں گھس جاتے ہیں تو اس زمین میں ہمیں باہر کی کوئی بُو یا خوشبو نہیں آتی۔"

ناگ نے ادب سے پوچھا۔

"عظیم ناگ! آپ اس سیارے پر کیسے آگئے؟"

ناگ نے کہا۔

"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں تم دونوں اپنے بچے کے ساتھ اکیلے ہی رہتے ہو یا دوسرے سانپ بھی رہتے ہیں؟"

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ! اس سیارے کی مخلوق بھی سانپوں کی دشمن ہے۔ آپ کی دنیا میں تو لوگ پھر بھی سانپ کو پکڑ کر اس کا تماشہ دکھاتے ہیں ہندوستان میں تو لوگ ہماری پوجا بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس سیارے پر اگر کسی کو سانپ نظر آجائے تو وہ اسے وہیں ہلاک کر ڈالتا ہے۔ اس لیے ہم ہمیشہ بل کے اندر چھپے رہتے ہیں۔"

"لیکن تمہارا بچہ تو باہر پانی میں نہا رہا تھا۔" ناگ نے کہا۔

ناگن بولی۔

"عظیم ناگ! بچہ کسی کو نظر نہیں آتا۔ ویسے ہم اس کو بھی بہت کم باہر نکلنے دیتے ہیں آج یہ نہانے کے لیے بڑی ضد کر رہا تھا۔ اس لیے اسے اجازت دے دی۔"

سانپ نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"حکیم ناگ! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ فرمایئے ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"کیا اس خلائی قلعے کے اندر جانے کا کوئی خفیہ راستہ تمہیں معلوم ہے؟"

سانپ بولا۔

"کیوں نہیں حکیم ناگ؟ اس میرے سوراخ کے اندر ہی اندر سے ایک راستہ قلعے کے اندر جاتا ہے مگر ہم ادھر کبھی نہیں گئے۔ لیکن آپ وہاں کس لیے جانا چاہتے ہیں؟ وہ لوگ تو ہمارے دشمن ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ کہیں بتانے والی بات نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے قلعے کے اندر جانے والا راستہ بتا دو۔"

سانپ نے ادب سے کہا۔

"بر حکم حکیم ناگ! تشریف لایئے۔"

سانپ نے اپنی ناگن اور بچے کو وہیں رہنے کی ہدایت کی اور ناگ کو لے کر اپنے سوراخ میں آگے کی طرف رینگنے لگا۔ ناگ اس کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا۔ ناگ نے یہ سوچا

تھا کہ راستہ قلعے میں پہنچ کر کسی خفیہ جگہ پہنچ جانا چاہیے اور اگر موقع ملے تو کسی راکٹ میں سوار ہو کر اس سیارے میں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے جہاں کیٹی اور تھیو سائنس گئے ہیں۔ اسے یقین تھا کہ سیارے کی مخلوق انہیں اسی سیارے پر لے گئی ہے۔ جہاں ماریا پہلے سے موجود ہے۔

دونوں سانپ زمین کے اندر ہی اندر دیر تک رینگتے رہے انہوں نے زمین کے اندر رہتے ہوئے راستے میں کئی موڑ کاٹے۔ ایک بار انہیں دلدل میں سے بھی گزرنا پڑا۔ آخر ایک جگہ پہنچ کر سانپ رک گیا اور بولا۔

"حکیم ناگ! وہ دیکھئے۔ آگے ہلکی روشنی نظر آ رہی ہے وہ سوراخ کا منہ ہے۔ یہ قلعے کے اندر کی جگہ ہے۔ میں کبھی وہاں نہیں گیا، مگر میں نے سنا ہے کہ یہ قلعے کا چھوٹا سا اندرونی میدان ہے۔"

ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ سانپ ادب سے سلام کر کے واپس چلا گیا اور ناگ نے آگے رینگنا شروع کر دیا۔

اس نے سوراخ میں سے سر باہر نکال کر دیکھا، باہر ستاروں کی روشنی میں اسے ایک چھوٹا سا میدان دکھائی دیا جس کی چاروں طرف اونچی پتھریلی دیوار تھی۔ باہر نکلنا خطرناک بات بھی تھی۔ مگر باہر نکلے بغیر ناگ آگے کوئی قدم بھی نہیں اٹھا سکتا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کو خیال آیا کہ وہ کسی پرندے کا روپ دھارے مگر پرندہ بن کر وہ تالے کے اندر کمروں میں نہیں جا سکتا تھا۔ جبکہ سانپ کی شکل میں وہ ہر جگہ رینگ کر داخل ہو سکتا تھا۔

ناگ سوراخ سے باہر نکل آیا۔

میدان چھوٹا سا تھا اور وہاں جگہ جگہ خالی ڈرم اور خالی ڈبے بکھرے ہوئے تھے۔ جب وہ ڈبوں کے ایک اونچے ڈھیر کے پیچھے سے نکل کر دوسری طرف آیا تو دیکھا کہ چند قدم کے فاصلے پر ایک دیوار میں چھوٹی سی کھڑکی میں روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ رینگتا رینگتا اس کھڑکی کے پاس آیا اور دیوار پر سے ہوتا ہوا کھڑکی پر آ گیا۔ کھڑکی پر شیشہ چڑھا تھا۔ ناگ نے شیشے کے ساتھ لگ کر دیکھا کہ دوسری طرف ایک گول کمرہ ہے جس کے درمیان میں ایک لمبوترا پندرہ بیس فٹ لمبا راکٹ کھڑا ہے۔ اس راکٹ کا دروازہ کھلا ہے اور ایک خلائی آدمی اس کی سیڑھیوں پر سے اتر رہا ہے۔ راکٹ سے نکل کر خلائی آدمی نے دیوار کے ساتھ ایک پینل پر جا کر دو تین آلات کو چیک کیا اور پھر کمرے سے نکل گیا۔

اس نے پیچھے دروازہ بند کر دیا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اس راکٹ کو جا کر دیکھنا چاہیئے کہ یہ کہیں زمین کے دوسرے سیارے پر جانے کے لیے تیار تو نہیں کیا جا رہا۔ یہ سوچ

کر ناگ کھڑکی سے اتر آیا۔ اب وہ اندر جانے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ بہت جلد اسے ایک نالی کا سوراخ مل گیا۔ ناگ اس نالی کے ذریعے کمرے میں داخل ہو گیا۔

کمرے میں مختلف کیمکلز کی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ سامنے راکٹ کا دروازہ ابھی تک کھلا تھا۔ ناگ راکٹ میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس راکٹ میں المونیم کے بہت سے ڈرم بھرے ہوئے تھے۔ شاید یہاں سے سپلائی اوپر والے سیارے کو جا رہی تھی۔ اس راکٹ میں سوائے ان بڑے ڈرموں کے اور کچھ نہیں تھا۔

وہ رینگتا ہوا کنٹرول روم میں سے گزر کر راکٹ کی دیوار کے اوپر چڑھ گیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا خانہ کھلا تھا۔ اس پر کور خانے میں شیشے کا ڈائیل لگا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اس ڈائیل کو دیکھنا چاہیئے۔ شاید اس پر راکٹ کی منزل کے بارے میں کچھ درج ہو۔ کہ یہ کس طرف جا رہا ہے۔ ناگ رینگتا ہوا اس پرکور خانے میں داخل ہو گیا۔ جونہی وہ پرکور خانے میں داخل ہوا، کھٹک کی آواز کے ساتھ پرکور خانے کا شٹر پیچھے گر پڑا۔ خانہ بند ہو گیا۔

ناگ نے پریشان ہو کر خانے کی دیوار کو زور لگا کر پیچھے دھکیلا، مگر وہ تو اس قدر مضبوط تھا کہ ناگ اسے ذرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی نہ ہلا سکا۔ وہاں جگہ اتنی تنگ تھی کہ ناگ انسان کا روپ بھی نہیں بدل سکتا تھا۔ اب تو وہ گھبرا گیا۔ کہ خواہ مخواہ اس خانے میں داخل ہوا۔ یہ آٹومیٹک خانہ تھا اور اپنے آپ بند ہو گیا تھا۔

ناگ نے بہت زور لگایا کہ وہاں سے باہر نکل سکے مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ تھک ہار کر وہ ڈائیل کے پاس بیٹھ گیا۔ ڈائیل پر سوائے ایک تیر کے نشان کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ اتنے میں اسے راکٹ کے باہر قدموں کی بھاری آواز سنائی دی۔ کچھ نقابی آدمی باتیں کرتے اندر داخل ہوئے تھے۔ ان کی باتوں سے ناگ کو جب یہ پتہ چلا کہ یہ راکٹ ایٹمی کوڑا لے کر کسی نامعلوم سیارے پر پھینکنے جا رہا ہے تو پریشان ہو گیا۔ وہ اپنی مدد کے لیے کسی کو آواز بھی نہیں دے سکتا تھا۔

اتنے میں اسے راکٹ کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔ باہر کوئی گنتی گننے لگا۔ پھر زبردست آواز کے ساتھ راکٹ کو ایک خوفناک جھٹکا لگا۔ اور راکٹ اوپر کی طرف اٹھنے لگا۔ ناگ گھبرا کر چوکور خانے میں چکر لگانے لگا اس نے زور سے خانے کی فولادی دیوار کو دھکیلا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ راکٹ بے پناہ شور اور رفتار کے ساتھ زمین سے

اٹھ کر اوپر خلا میں اڑا چلا جا رہا تھا۔

پھر ناگ کو محسوس ہوا کہ خلا میں اوپر جا کر راکٹ ایک طرف کو جھک گیا ہے۔ راکٹ خلا میں اس سیارے کی طرف اپنا رخ بدل رہا تھا۔ جہاں اسے پھینکا جا رہا تھا۔ یہ ایٹمی کوڑا تھا جس کو ہر ماہ ایک راکٹ کے ذریعے وہاں سے اربوں میل کے فاصلے پر ایک ویران خلائی سیارے میں راکٹ سمیت پھینک دیا جاتا تھا۔ ناگ صبر شکر کر کے بیٹھ گیا۔ وہ سوائے صبر کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ راکٹ بے پناہ رفتار کے ساتھ تاریک خلا میں کسی نامعلوم سیارے کی طرف بھاگا چلا جا رہا تھا۔ راکٹ کی رفتار شاید روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ تھی۔ ناگ کو اپنا آپ فولادی دیوار سے چپکا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

○

ناگ کس سیارے پر جا پہنچا؟
عنبر کے ساتھ میکسیکو میں کیا بیتی؟
ماریا تھیوسانگ اور کیٹی سے ناگ عنبر کی ملاقات کب اور کہاں ہوئی؟

ان سوالوں کے سنسنی خیز جواب کے لیے "ناگ عنبر ماریا اور کیٹی علامیں" کی قسط نمبر ۱۰۸ "ہیبت ناک قلعہ" سے پڑھیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، مارپیچ اور کیٹی خلاصیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کمیٹی خلا میں

ہیبت ناک قلعہ

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

پہلا ایڈیشن : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقراء ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
طابع : ناصر پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے ساتھ اب اُن کا خلائی دوست تھیو سانگ بھی ان کے پراسرار خلائی سیاروں میں سنسنی خیز سفر میں ساتھ ساتھ ہے اپنی زمین سے اربوں نوری سال دُور خلائی کہکشاؤں کی دنیاؤں میں ان کو رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ وہ بہادری اور جرأت کے ساتھ ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے انوکھے اور عجیب و غریب سفر پر رواں دواں ہیں۔ اس سفر میں انہیں حیرت انگیز واقعات سے بھی گذرنا پڑ رہا ہے اور ان کی علمی اور سائنسی معلومات میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اب جلدی سے پڑھنا شروع کریں اور دیکھیں کہ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کس مشکل میں پھنسے ہیں اور پھر کس طرح اس مشکل سے نکلتے ہیں۔

تمہارا انکل
اے حمید

"راہِ چمن" ۴۵۲ این سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- خزانہ اور سانپ
- جاسوس پیچھے لگا تھا
- مقدس غار
- وحشی کھیل
- ہیبتناک قلعہ

خزانہ اور سانپ

راکٹ سیارے کی فضا سے نکل گیا۔
اب وہ خلا میں آ گیا تھا اور اس کی رفتار کتنی تیز ہو گئی تھی اس کا ناگ کو بالکل احساس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ راکٹ کے ڈائیل والے چوکور ڈبے میں بند تھا۔ اب راکٹ کی وہ کشش ختم ہو گئی تھی جو اسے نیچے کھینچ رہی تھی اور جس کے حلقے سے نکلنے کے لیے وہ اتنی تیز رفتاری سے اوپر کو اٹھا تھا کہ ناگ ڈبے کے ساتھ چپک کر رہ گیا تھا۔
اگرچہ اس وقت راکٹ اس رفتار سے لاکھوں گنا زیادہ رفتار سے سفر کر رہا تھا مگر ناگ کو اس لیے محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ راکٹ خلا میں تھا اور راکٹ کی فضا میں ہوا کا دباؤ سیارے کے دباؤ کے برابر کیا ہوا تھا تاکہ ایٹمی کوڑا کرکٹ کے ڈرم بھی کہیں راکٹ کے ساتھ ہی پھٹ کر خلا میں نہ بکھر جائیں اور خلا کو آلودہ نہ کر دیں۔
ناگ سانپ کی شکل میں ڈبے میں بند خاموش بیٹھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے صرف اتنا ہی معلوم تھا کہ یہ راکٹ ایٹمی کو[illegible] لے کر خلا میں کسی ویران سیارے کی طرف جا رہا ہے جہاں سیارے کا ایٹمی کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے۔ ظاہر ہے وہاں سوائے کوڑا کرکٹ کے اور کچھ نہیں ہو گا۔ ایک بات یقینی تھی کہ جس سیارے کو اس مخلوق نے اپنا کوڑے کرکٹ کا گودام بنا رکھا ہے وہاں دوسری کوئی آبادی نہیں ہوگی۔

ناگ کو وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ خلا میں نہ دن تھا نہ رات تھی۔ راکٹ روشنی سے بھی تیز ہوتی تھی۔ کے ساتھ خلا میں تیرتا چلا جا رہا تھا۔ نہ جانے کتنے شب روز گذر گئے ہوں گے کہ ناگ کو احساس ہوا کہ راکٹ ایک طرف کو جھک رہا تھا۔ پھر اس کا اوپر والا سرا[illegible] کی طرف ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی راکٹ کو زبردست جھٹکا لگا۔ راکٹ کسی سیارے کی کشش کے دائرے میں داخل ہو چکا تھا۔

ناگ ڈبے کی فولادی دیوار سے چپک کر رہ گیا۔

پھر ایک چھپاکے کی آواز کے ساتھ راکٹ جیسے گہرے پانی میں نیچے ہی نیچے اترتا چلا گیا۔ چند سیکنڈ کے بعد جیسے راکٹ کی نوک پانی کے اندر زمین میں کھب گئی اور اس کے ساتھ ہی ایسا جھٹکا لگا راکٹ کو کہ جس ڈبے

میں ناگ بند تھا وہ کھل گیا۔ ناگ اچھل کر باہر گر پڑا۔ ایٹمی کوڑے کرکٹ کے ڈرم راکٹ کے اندر ادھر اُدھر بکھر گئے تھے۔ راکٹ کی دیواروں میں سے پانی اندر آنے لگا تھا۔ ایک جگہ سوراخ دیکھ کر ناگ اس میں سے نکل گیا۔ وہ پانی کے اندر تھا۔ اس نے پانی کے اندر سے اوپر کی طرف آنا شروع کر دیا۔ پانی کے نیچے ناگ نے بڑے بڑے پہاڑ اور گہری گھاٹیاں دیکھیں جن کے درخت اور جھاڑیاں اوپر کو لہرا رہی تھیں۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ کوئی دریا نہیں بلکہ سمندر ہے۔ جوں جوں ناگ اوپر پانی کی سطح کے قریب آ رہا تھا اسے سمندری جانور ملنے لگے ایک بہت بڑی شارک مچھلی اس کے قریب سے گذر گئی۔ ناگ کافی گہرائی میں راکٹ کے ساتھ گرا تھا۔

ناگ کو سمندر کی سطح پر آنے کے لیے آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ سمندر کی سطح پر آتے ہی اس نے جو پہلی تبدیلی محسوس کی وہ یہ تھی کہ فضا روشن تھی۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی اوپر نیلا شفاف آسمان تھا اور نیچے دُور دُور تک سمندر ہی سمندر تھا۔ ناگ کو ایک دم احساس ہوا کہ کہیں وہ اپنی پرانی زمین پر تو نہیں آ گیا؟ لیکن وہ زمین تو ایٹمی جنگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی تباہ کاریوں سے برباد ہو گئی تھی؟ ہو سکتا ہے اس شدہ دنیا پر ایٹمی تباہی کے بعد ایک نئی زندگی شروع ہو گئی ہو۔

سورج آسمان کے وسط میں چمک رہا تھا۔ سمندر کا پانی گہرا نیلا تھا۔ ناگ نے مغرب کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ سورج مغرب کی طرف سمندر میں جھکتے جھکتے پانی کے اندر اُتر گیا اور سمندر پر رات کا اندھیرا چھا گیا۔ آسمان پر ستارے چمکنے لگے۔ ناگ کو یہ ستارے بالکل اپنی پرانی دنیا کے آسمان کے ستارے لگے۔ کہیں سچ مچ وہ اپنی پرانی دنیا میں تو نہیں آ گئی؟

ناگ نے سوچا کہ پانی میں وہ کب تک تیرتا رہے گا۔ اسے ہوا میں اڑ کر راستہ طے کرنا چاہیے۔ چنانچہ ناگ نے فوراً عقاب کی شکل اختیار کی اور سمندر کے اوپر ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ اسے فضا میں وہی تازگی اور ٹھنڈک محسوس ہوئی جو اس کی اپنی دنیا میں محسوس ہوا کرتی تھی۔ آدھی رات تک وہ سمندر کے اُوپر اُڑتا رہا۔

رات آدھی سے زیادہ گذر گئی ہو گی کہ ناگ کو پہلی بار دور روشنی کا ایک دھبہ سا دکھائی دیا۔ ناگ نے زیادہ تیزی سے اس طرف اڑنا شروع کیا۔ جب وہ سمندر کے کنارے کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سمندر کے کنارے پر دور دور تک چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ہر طرف دھند تھی اور اس دھند میں یہ روشنی ایک لائٹ ہاؤس میں سے نکل رہی تھی۔

ناگ اڑتا اڑتا اس لائٹ ہاؤس کے اوپر آیا تو اسے اندر کوئی آدمی دکھائی نہ دیا۔ روشنی ایک بہت بڑے تھال میں نکل رہی تھی۔ اس روشن تھال میں گیس کی آگ روشن تھی۔ اس سے ناگ نے یہ اندازہ لگا لیا کہ یہ اس کی اپنی ہی دنیا ہے مگر وہ پرانے زمانے کے عہد میں آ گیا ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ ان کا پرانے زمانے کا سفر تو ختم ہو گیا تھا۔ پھر وہ اپنی دنیا کے پرانے زمانے میں کیسے پہنچ گیا؟

ناگ کو دور کہیں کہیں روشنیاں دکھائی دیں۔ یہ گیس کی روشنیاں تھیں جو دھند میں لپٹی ہوئی تھیں۔ یہاں سردی بہت زیادہ تھی۔ روشنیاں گیس کی تھیں۔ بجلی کی نہیں تھیں۔ ناگ نے آگے جا کر دیکھا کہ یہ ایک بہت گنجان شہر تھا جس کے مکانوں کی چمنیاں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ کسی کسی چمنی سے دھواں نکل کر سردی کی وجہ سے وہیں جمع ہو رہا تھا۔ گلیاں تنگ و تاریک تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

در سنسان پڑی تھیں۔ ان ویران گلیوں میں سردی کی وجہ سے دھند اتر کر تیرتی پھر رہی تھی۔

ناگ شہر کے ایک بازار میں 'اتر' آیا۔

اس نے دیکھا کہ پرانی قسم کی دکانوں کے اوپر انگریزی زبان میں بورڈ لگے تھے۔ ہر بورڈ کے نیچے 'لندن' لکھا تھا۔ تو کیا وہ لندن میں پہنچ گیا تھا؟ ایک بورڈ پر سن ۱۹۰۴ء لکھا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بیسویں صدی کے شروع کے لندن میں آ گیا تھا۔

ناگ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ واپس پرانے زمانے میں کس طرح پہنچ گیا ہے۔ اس سرد اور دھندلی رات میں ناگ نے ایک جگہ گیٹ دیکھا جس کے درمیان اوپر گیس لیمپ لگا تھا۔ شاید دھند کی وجہ سے اس گیس کی روشنی بہت کمزور لگ رہی تھی۔ گیٹ پر گیس کے بالکل نیچے ایک بورڈ پر انگریزی میں 'یتیم خانہ' لکھا تھا۔ ناگ وہاں سے اڑ کر دوسری طرف جانے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک جگہ گیٹ کے اندر برآمدے میں ایک چھوٹی سی گٹھڑی پر پڑی۔

وہ نیچے اترا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک سات آٹھ سال کا لڑکا تھا جو پھٹے پرانے گرم کوٹ میں اپنے آپ

کو بڑی مشکل سے پھٹے سردی میں ٹھٹھرتا وہاں سمٹا سہما بیٹھا تھا۔ ناگ کے دل پر بڑا اثر ہوا کہ یہ بے چارہ اتنی سخت سردی میں باہر کیوں پڑا ہے۔ وہ ذرا پرے جا کر زمین پر اترا اور انسانی شکل میں آ گیا۔ ناگ کا لباس اسی زمانے جیسا ہو گیا تھا۔ یعنی اس کے سر پر گرم ٹوپی تھی اور جسم کے گرد لمبا گرم کوٹ تھا۔ اگرچہ ناگ کو سردی نہیں لگ رہی تھی۔

وہ برآمدے میں ٹھٹھرے بیٹھے لڑکے کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا،

"بیٹا! تم اتنی سردی میں یہاں کیوں پڑے ہو؟"

لڑکے نے سردی سے کانپتے ہوئے کہا:

"مسٹر کوڈی نے مجھے باہر نکال دیا ہے۔"

"مسٹر کوڈی کون ہے؟" ناگ نے پوچھا۔

لڑکے نے کہا:

"مسٹر کوڈی اس یتیم خانے کا مینیجر ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"مسٹر کوڈی نے تمہیں اتنی سخت سردی میں باہر کیوں نکال دیا؟"

لڑکا بولا: "اس لیے کہ میں لوگوں کی جیب نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاٹ سکتا۔ میں لوگوں کے گھروں میں چوری نہیں
کرنا چاہتا۔ میں چوری کرنا گناہ سمجھتا ہوں"۔
ناگ اس لڑکے کے خیالات سے بہت متاثر ہوا:
"تمہارا نام کیا ہے بیٹے؟" ناگ نے سوال کیا۔
لڑکا بولا: "میرا نام ایڈگر ہے سر۔ آپ کون ہیں؟"
ناگ نے کہا:
"میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک مصر سے یہاں
لندن کی سیر کرنے آیا ہوں۔ ادھر سے گذر رہا
تھا کہ مجھے تم سردی میں بیٹھے نظر آ گئے۔ چلو میں
تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں"۔
ایڈگر: "سر! میں یتیم ہوں۔ میرا کوئی ماں باپ
[redacted] بھائی نہیں ہے"۔
ناگ نے کہا:
"مگر تمہیں اس طرح سردی میں نہیں پڑے رہنا
چاہیے۔ اوپر کسی کمرے میں چلے جاؤ"۔
ایڈگر نے عمارت کی طرف دیکھا اور بولا:
"سر! مسٹر کوڈی نے مجھے یہاں سے نکال دیا ہے
میں اوپر گیا تو وہ مجھے مارے گا"۔
ناگ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ اس شہر میں یا شہر

سے باہر اس کا کوئی ایک رشتے دار بھی نہیں ہے جہاں
اسے پہنچا دیا جائے۔
ایڈگر نے کچھ سوچ کر کہا:
"یہاں سے دور ایک گاؤں میں میری ایک خالہ
رہتی ہے۔ اگر وہ مجھے قبول کر لے تو میں اس
کے پاس جا کر رہ سکتا ہوں"۔
"چلو میں تمہیں تمہاری خالہ کے پاس لیے چلتا ہوں"۔
ناگ نے اس لڑکے کو ساتھ لیا اور اس کے بتانے
پر اس کی خالہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت
وہ خالہ کے گھر پہنچے صبح ہو رہی تھی۔ ایڈگر کی خالہ پہلے
تو سخت ناراض ہوئی اور اس نے ایڈگر کو اپنے گھر رکھنے
سے صاف انکار کر دیا مگر جب ناگ نے اسے بتایا کہ
اگر اس نے ایڈگر کو پناہ نہ دی تو وہ بڑا ہو کر چور
ڈاکو بن جائے گا اور اس کے خاندان کے نام کی
بدنامی ہو گی تو خالہ راضی ہو گئی۔
جب ناگ وہاں سے جانے لگا تو ایڈگر نے
اسے بتایا کہ یتیم خانے میں دوسرے کئی ایسے معصوم
بچے موجود ہیں جو نیک زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں مگر میجر
کوڈی بڑا مکروہ آدمی ہے وہ ان سے چوریاں کرواتا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہیں بازاروں میں بھیجتا ہے کہ وہ لوگوں کی جیبیں کاٹ کر لائیں۔ ناگ پر اس کا بہت اثر ہوا کہ ایک گناہگار شخص معصوم بچوں کو بھی گناہ کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ایسے بدکردار شخص سے معصوم بچوں کو ضرور نجات دلا کر رہے گا۔ ایڈگر کو پیار کر کے وہ واپس لندن روانہ ہو گیا۔

وہ سیدھا یتیم خانے کی عمارت میں آیا۔ باہر سے تو عمارت کا دروازہ بڑا رعب والا تھا مگر اندر یتیم خانے کی بہت خستہ حالت تھی۔ چھوٹے سے کمرے میں دفتر بنا تھا جہاں آگ بھی نہیں جل رہی تھی اور ٹوٹا پھوٹا فرنیچر پڑا تھا۔ ناگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

اتنے میں ایک میلا کچیلا طوطے کی ناک اور تیز آنکھوں والا اونچا لمبا آدمی اندر آیا جس کے جسم پر بھاری کرم کوٹ لٹک رہا تھا اور بالوں کے گچھے اونی ٹوپی میں چھپے ہوئے تھے پہلی نظر میں ناک کو یہ شخص کوئی پرانا بحری ڈاکو لگا

"کون بچہ یتیم خانے میں داخل کرانے آئے ہو؟ میرا نام کوڈی ہے۔ میں اس یتیم خانے کا مینیجر ہوں۔ ہم بچوں کی پڑھائی خوراک اور کپڑوں

وغیرہ کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ کہاں ہے تمہارا بچہ؟"

ناگ نے کہا:

"میں کسی بچے کو داخل کروانے نہیں آیا۔"

مسٹر کوڈی کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ اس نے کرخت آواز میں پوچھا:

"پھر یہاں کیا لینے آئے ہو مسٹر؟"

ناگ نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا:

"میں تمہارے پاس ایک خاص کام کے لیے آیا ہوں کیا یہاں ہماری باتیں کوئی دوسرا تو نہیں سن رہا۔"

مکار کوڈی نے شک کی نظروں سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا:

"تم کون ہو مسٹر؟ مجھے تو تم کوئی اُٹھائی گیرے لگتے ہو جاؤ جاؤ۔ تم ایسے لوگ یہاں لندن میں بہت پھرتے رہیں۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

ناگ آہستہ سے بولا:

"مسٹر کوڈی! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے اور سارے شہر میں صرف تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جو میری مدد کر سکتے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسٹر کوڈی نے جھنجلا کر کہا:

"آخر تم کیا چاہتے ہو؟ میرا سر کیوں کھا رہے ہو بھاگو یہاں سے۔"

یہ کہہ کر کوڈی دفتر سے باہر نکلنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے کہا:

"مسٹر کوڈی! میرے پاس ایک خزانے کا نقشہ ہے۔"

یتیم خانے کا مینجر کوڈی بے حد لالچی شخص تھا۔ اسی لالچ کی وجہ سے وہ یتیم بچوں سے لوگوں کے گھروں میں چوریاں کرواتا تھا۔ اس نے یتیم خانے کے ایک کمرے کا فرش کھود کر کتنی سی دولت جمع کر رکھی تھی جس کو وہ ہر رات نکال کر دیکھتا اور بڑا خوش ہوتا تھا۔ وہ کنجوس بھی بڑا تھا اور ایک پائی بھی خرچ نہیں کرتا تھا۔ خزانے کا نام سن کر اس کے قدم وہیں رک گئے۔ مگر آدمی بڑا چالاک تھا۔ بولا:

"خر تم خزانے کا نقشہ لے کر میرے پاس ہی کیوں آئے ہو؟"

ناگ نے جلدی سے بولا:

"اس لیے کہ اس سارے شہر میں صرف تم ہی ایک ایسے شخص ہو جس پر میں بھروسہ کر سکتا

ہوں۔ یہاں ایک سے ایک غنڈہ پڑا ہے۔ میں جس سے خزانے کی بات کروں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھے دھوکہ دے کر سارا خزانہ لوٹ کر لے جائے گا۔"

کوڈی اپنی تعریف سن کر بڑا خوش ہوا۔ ہاتھ زور زور سے ملتا ہوا ناگ کے قریب آیا اور جھک کر بولا:

"کہاں ہے نقشہ؟"

ناگ نے کہا:

"نقشہ میں نے ایک جگہ چھپا کر رکھا ہوا ہے اگر تم وعدہ کرو کہ میرے ساتھ دھوکہ نہیں کرو گے اور خزانے کو آدھوں آدھ بانٹو گے تو میں جا کر نقشہ لے آتا ہوں۔"

لالچی مکار کوڈی ہاتھ ملتے ہوئے مسکرایا:

"یہ میں تمہیں نقشہ دیکھ کر اور اپنی تسلی کر لینے کے بعد ہی کہہ سکوں گا۔ کیا خیال ہے؟"

ناگ سمجھ گیا کہ یہ آدمی بڑا چالاک ہے اور جب تک اسے خزانے کے بارے میں یقین نہیں ہو جائے گا کوئی بات نہیں کرے گا۔ ناگ اٹھ کھڑا ہوا:

"بہتر ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد خزانے کا نقشہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے کر آتا ہوں۔"

ناگ یتیم خانے سے باہر نکل آیا۔

یہ ساری اسکیم اس نے پہلے ہی اپنے ذہن میں تیار کر رکھی تھی۔ وہاں سے سیدھا وہ ایک پرانے کباڑیئے کی دکان پر گیا۔ یہاں اسے چمڑے کا ایک خستہ اور شکستہ ٹکڑا مل گیا۔ اس ٹکڑے پر اس نے چاقو سے چند آڑی ترچھی لکیریں ڈالیں۔ ایک جگہ چٹان کی تکون اور ایک جگہ درختوں کے نشان بنائے۔ پھر چمڑے کے ٹکڑے کو تہہ کر کے رکھا اور ایک جیب میں ٹھونس لیا۔ جھاڑ کر جیب میں میلا کیا۔ گھنٹہ گذر جانے کے بعد سیدھا یتیم خانے میں مسٹر کوڈی کے پاس آ گیا۔

اس وقت مسٹر کوڈی یتیم بچوں کو کچھ سمجھا رہا تھا۔ ناگ کو دیکھ کر وہ ایک دم خاموش ہو گیا اور بچوں سے بولا:

"جاؤ۔ اب اپنا اپنا کام کرو۔ خبردار کسی کی چیز کو ہاتھ مت لگانا۔ بس محنت مزدوری ہی کر کے دو تین شلنگ کما کر لانا۔"

ناگ سمجھ گیا کہ کوڈی ان یتیم بچوں کو چوری کرنے اور لوگوں کی جیبیں صاف کرنے کے لیے شہر کے بازاروں میں بھیج رہا ہے۔ لڑکوں کی حالت بے حد خستہ تھی۔ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ کوٹ اور سویٹر پھٹے پرانے تھے۔ جب لڑکے چلے گئے تو کوڈی ناگ سے کہنے لگا۔

"کیا کروں۔ یتیم خانے کا خرچ بھی تو چلانا ہوتا ہے۔ میں خود کام کرتا ہوں۔ بچے بھی محنت مزدوری کرتے ہیں۔ پھر بھی گذارہ نہیں ہوتا۔ اچھا۔ کہو تم نقشہ لائے؟"

"ہاں۔" ناگ نے کہا:

مکار کوڈی بولا:

"میرے کمرے میں آ جاؤ۔"

مکار کوڈی کا کمرہ اگرچہ بے حد گندہ تھا مگر یہاں آتشدان میں آگ سلگ رہی تھی جس کی وجہ سے وہاں سردی نہ تھی۔ درمیان میں لکڑی کی گول میز تھی جس پر جھوٹے برتن پڑے تھے۔ کوڈی نے جلدی سے برتن اٹھائے اور کرسی پر بیٹھ کر بولا:

"کہاں ہے نقشہ۔ مجھے دکھاؤ۔"

ناگ نے جیب سے چمڑے کا نقشہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ کوڈی نقشہ میز پر پھیلا کر دیکھنے لگا۔ وہ لندن پہلے بھی آ چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دریا کے پار ایک جنگل ہے جو بہت گھنا ہے
کے آگے سنگلاخ چٹانیں ہیں۔ چنانچہ اس نے نقشے
انگلی رکھ کر یونہی کہنا شروع کیا:
"یہ دیکھو۔ یہ دریا ہے۔ یہ دریا پار کے جنگل
آخری کنارہ ہے۔ اس کے آگے یہ ایک چٹان
ہے۔ اور یہ دو درخت اس پر اُگے ہیں۔
بس خزانہ اس چٹان کے نیچے ہے۔"
"تم کو یہ نقشہ کہاں سے ملا ہے؟" کوڈی نے
سوال کیا:
ناگ بولا: "یہ میرے دادا کے پاس محفوظ پڑا
تھا۔ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں۔ جب میرا
دادا مرنے لگا تو اس نے یہ نقشہ مجھے دیا
اور کہا کہ میں جا کر یہ خزانہ تلاش کروں اور
باقی زندگی آرام و آسائش سے گذاروں۔ مگر میں
اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ میں ڈرپوک ہوں۔
اور پھر کہتے ہیں کہ خزانے پر سانپ ہوتا ہے۔
مجھے سانپوں سے بڑا ڈر لگتا ہے۔"
یہ کہہ کر ناگ دل ہی دل میں مسکرایا۔ کیوں کہ
تو خود سانپ تھا۔ لالچی کوڈی بڑے شوق سے

یکھ رہا تھا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ابھی خزانے
تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔
لندن شہر پر دھند پھیلی تھی۔ آسمان پر بادل چھا
ہے تھے۔ اس ساری سکیم سے ناگ یہ چاہتا تھا کہ
ظالم شخص کوڈی سے یتیم بچوں کو نجات دلائے
وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ کیوں کہ وہ کسی بےگناہ
خون کرنا سب سے بڑا گناہ سمجھتا تھا۔ اس کی سکیم
تھی کہ کوڈی کو لے کر جنگل میں نکل جائے۔ پھر کسی
انپ کی مدد سے کوئی خزانہ تلاش کرے۔ کیوں کہ
سارے علاقے میں بادشاہوں کی حکومتیں رہی تھیں
کئی جگہوں پر خزانے دفن تھے۔ اس کے بعد خزانہ
جائے تو وہ خزانہ لالچی کوڈی کے حوالے کر کے اسے
کر اب وہ یتیم بچوں کو آزاد کر دے اور خود کسی
سے شہر جا کر اپنی زندگی شروع کرے۔
کوڈی جیسے لالچی آدمی کے لیے یہی ایک سکیم فائدے
ہو سکتی تھی۔ ناگ اور کوڈی ایک گھوڑا گاڑی میں
کر دریا کنارے جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ جنگل
رے پہنچ کر وہ گھوڑا گاڑی سے اُتر گئے۔ اور جنگل
داخل ہوئے۔ جنگل پار کر کے چٹانوں میں آئے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوڈی نے نقشہ نکال لیا۔

"کہاں ہے وہ چٹان جس پر درخت ہیں؟"

کوڈی چٹانوں کی طرف تکنے لگا۔ ناگ نے سوچا کہ کسی نہ کسی چٹان پر تو درخت ضرور ہوں گے۔ ایک چٹان پر اسے دو درخت نظر آ ہی گئے۔ اس خوش ہو کر کہا:

"وہ دیکھو چٹان پر درخت ہیں۔ نقشے میں یہی نشانی دی گئی ہے خزانے کی۔"

لالچی کوڈی بڑا خوش ہوا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ والی چٹان کی طرف بڑھا۔ ناگ نے قریب جا کر دیکھا چٹان کے پیچھے ایک چھوٹا سا کھوہ تھا۔

ناگ نے کوڈی سے کہا:

"مسٹر کوڈی! شاید اسی کھوہ میں خزانہ ہے۔ تم باہر ٹھہرو۔ میں اندر جا کر دیکھتا ہوں۔"

کوڈی نقشہ لپیٹ کر وہیں کھڑا رہا اور ناگ کھوہ میں داخل ہو گیا۔ کھوہ میں اندھیرا تھا۔ اندر جاتے ناگ نے سانپ کی آواز میں آہستہ سے کہا:

"کیا یہاں کوئی سانپ ہے۔ اگر ہے تو میرے سامنے آئے۔ میں ناگ دیوتا ہوں۔"

چند لمحوں کے بعد ایک سانپ بل میں سے نکل کر ناگ کے سامنے آ گیا۔ ناگ کو اس نے جھک کر کھ سلام کیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے پوچھا:

"کیا یہاں کوئی خزانہ دفن ہے؟"

سانپ بولا: "عظیم ناگ! اس کھوہ میں تو کوئی خزانہ نہیں ہے۔ لیکن یہاں سے دو چٹانیں چھوڑ کر ایک سیاہ ٹیلہ ہے۔ اس ٹیلے میں ایک چھوٹی سرنگ ہے اس سرنگ میں شاہ رچرڈ کے زمانے کا خزانہ دفن ہے۔"

ناگ سانپ کا شکریہ ادا کر کے کھوہ سے باہر آ گیا۔

"کیا خزانہ ملا؟" کوڈی نے بے تابی سے پوچھا۔

ناگ نے کہا:

"خزانہ یہاں نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہم آگے کسی چٹان میں چل کر دیکھتے ہیں۔"

مکار کوڈی نے شک سے ناگ کو دیکھا:

"مسٹر! تم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا انجام ٹھیک نہیں ہوگا۔"

ناگ آگے چل پڑا،

"تم میرے پیچھے آؤ۔ خزانہ سامنے والی سیاہ پہاڑی کی سرنگ میں ہے۔"

کوڑی ناگ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

سیاہ پہاڑی میں واقعی ایک چھوٹی سی سرنگ بنی ہوئی تھی۔ ناگ بولا،

"مجھے یقین ہے کہ خزانہ اسی سرنگ میں ہے۔"

ناگ اور کوڑی سرنگ میں داخل ہو گئے۔ کوڑی نے جیب سے موم بتی نکال کر روشن کر لی۔ اس کی روشنی میں وہ سرنگ میں پھونک پھونک کر قدم رکھتے چلنے لگے۔ ناگ نے سرنگ کے درمیان ایک جگہ پہنچ کر کہا،

"تم ایک طرف ہو کر کھڑے رہو۔ میں خزانے کو تلاش کرتا ہوں۔"

کوڑی موم بتی ہاتھ میں لیے سرنگ کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ناگ ذرا آگے اندھیرے میں آگیا۔ یہاں اس نے سرگوشی میں سانپ کی آواز میں خزانے کے سانپ کو بلایا۔ چند سیکنڈ میں ایک سانپ اندھیرے سے نکل کر ناگ کے سامنے آگیا۔ ناگ نے ہلکی سیٹی کی آواز میں جو سانپوں کی زبان تھی سانپ سے کہا کہ خزانہ کہاں ہے؟

سانپ نے بتایا کہ جہاں ناگ کھڑا ہے اس جگہ خزانہ زمین میں موجود ہے۔ ناگ نے سانپ کو حکم دیا کہ وہ کھ اندھیرے میں چھپ جائے۔

سانپ اندھیرے میں جا کر چھپ گیا۔

ناگ نے کوڑی کو آواز دی۔ جب وہ آیا تو ناگ نے زمین کی طرف اشارہ کر کے کہا،

"خزانہ اس جگہ دفن ہے۔"

کوڑی نے اپنے لمبے کوٹ کے اندر چھپایا ہوا تیشہ باہر نکالا اور زمین کھودنی شروع کر دی۔ کوئی ایک فٹ زمین کھودی ہو گی کہ نیچے سے ایک صندوقچہ نکل آیا۔ کوڑی کی باچھیں کھل گئیں۔

"یہی خزانہ ہے۔" وہ بے اختیار چلایا۔

اس نے صندوقچہ باہر نکال کر کھولا تو اس کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ صندوقچہ ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ ان کی چمک سے سرنگ میں روشنی ہونے لگی۔

ناگ نے کہا،

"اب ایسا کرو کہ خزانے کو آدھوں آدھ کر لو جیسا کہ تم نے وعدہ کیا تھا۔"

مگر مکار کوڑی کی نیت خراب ہو چکی تھی۔ اسی لیے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا ہار

وہ یتیم خانے سے ہی ایک خنجر ساتھ لے کر چلا تھا جو اس نے اپنے کوٹ میں چھپا رکھا تھا۔ اس نے صندوقچہ وہیں زمین پر رکھ دیا اور عیاری سے مسکرا کر بولا:

"میرے دوست! تم ہی جواہرات کو آدھا آدھا کر دو۔ مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔"

ناگ نے کوڈی پر ذرا بھی شک نہ کیا۔ حالانکہ یہ اس کی بھول تھی۔ پیارے بچو! زندگی میں کسی بھی نئے شخص سے ملو تو فوراً ہی اس پر بھروسہ نہیں کر لینا چاہیے۔ پہلے اسے آزما کر دیکھ لینا چاہیے کہ وہ آپ کا ہمدرد ہے یا اپنا کوئی مطلب پورا کرنے کے لیے آپ سے ملا ہے۔

ناگ نے غلطی کی اور کوڈی پر بھروسہ کرتے ہوئے صندوقچے کے آگے بیٹھ گیا اور جواہرات کو الگ الگ کرنے لگا۔ کوڈی نے چپکے سے اپنے لمبے کوٹ کی جیب سے چاقو نکالا اور بڑی پھرتی سے ناگ کی پشت پر حملہ کر دیا۔ چاقو ناگ کی پیٹھ میں آدھا گھس گیا۔ ناگ تڑپ کر پرے گر پڑا۔ اس کی پیٹھ میں سے خون بہہ رہا تھا۔

اندھیرے میں چھپا ہوا خزانے کا سانپ یہ سب کچھ

دیکھ رہا تھا۔ مکار کوڈی نے اتنی تیزی سے ناگ پر چاقو سے حملہ کیا تھا کہ خزانے کا سانپ بھی دھوکہ کھا گیا اور عین وقت پر عظیم ناگ کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ لیکن جب عظیم ناگ دیوتا کو اس نے زخمی ہو کر گرتے دیکھا تو خزانے کے سانپ کے منہ سے ایک ایسی پھنکار نکلی کہ سرنگ کی فضا گونج اٹھی۔ کوڈی کے ہاتھ سے دہشت کے مارے چاقو نیچے گر پڑا۔ خزانے کا سانپ اچھل کر کوڈی کی گردن سے لپٹ گیا اور اس نے اس کی گردن پر ڈس دیا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاسوس پیچھے لگا تھا

مکار کوڈی کو کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ سانپ کہاں سے آ گیا تھا؟

مگر اب سوچنے سمجھنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ سانپ اپنا کام کر چکا تھا۔ زہر مکار کوڈی کی گردن کی رگوں سے بہتا ہوا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ہی کوڈی کا جسم کانپا، لرزا اور وہ دھڑام سے نیچے گرا اور اس کے نتھنوں سے خون جاری ہو گیا۔

خزانے کا سانپ لپک کر ناگ کی طرف آیا۔ ناگ اپنی پیٹھ کے زخم پر ہاتھ رکھ کر خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کے دشمن کو ہلاک کر ڈالا ہے۔"

ناگ بولا: "اس کا یہی انجام ہونا تھا۔"

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ! میں آپ کے زخم کے لیے کیا کر سکتا ہوں کہ یہ اچھا ہو جائے؟"

ناگ نے کہا:

"فکر نہ کرو۔ ابھی زخم مل جائے گا۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب ناگ نے زخم پر سے ہاتھ اٹھایا تو اس کا زخم بند ہو گیا تھا۔ صرف تھوڑا سا خون ہی بہا تھا۔

ناگ نے خزانے کے سانپ سے کہا:

"تم اس خزانے کی حفاظت کرو۔ ہو سکتا ہے اس کی کسی دوسرے مستحق کو ضرورت ہو۔ میں اس میں سے صرف ایک ہیرا ہی لے جا رہا ہوں۔"

خزانے کے سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ۔ یہ سارا خزانہ آپ کا ہے۔"

ناگ کہنے لگا:

"مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں ہے جس کو اس کی ضرورت ہو گی وہ خود آ کر یہ خزانے لے جائے گا۔"

ناگ نے صندوقچے میں سے ایک انڈے کے سائز کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیرا اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور صندوقچے کو وہیں گڑھے میں دبا کر اوپر مٹی برابر کر کے پتھر بکھیر دیئے۔ پھر خزانے کے سانپ کو خدا حافظ کہا اور سرنگ سے باہر نکل کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کا پروگرام اب یہ تھا کہ لندن کے کسی جوہری کے پاس جا کر اس ہیرے کو فروخت کرے۔ جتنی رقم ملے اس میں تھوڑی سی اپنے پاس رکھے اور باقی کی ساری رقم یتیم خانے کے یتیم لڑکوں میں بانٹ کر انہیں کہے کہ وہ نئے کپڑے بنائیں اور کسی ایسے سکول میں جا کر داخل ہو جائیں جہاں ان کے رہنے کے لیے ہوسٹل بھی ہو۔

یہی کچھ سوچتا ہوا ناگ جنگل سے نکل کر دریائے ٹیمز کے کنارے آ گیا۔ اس کے سامنے ۱۹۰۴ء کا پرانا لندن دھند میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ انگریز عورتیں اور مرد پرانے زمانے کے لمبے کوٹ اور ہیٹ پہنے چل پھر رہے تھے۔ گھوڑا گاڑیاں چل رہی تھیں۔ کہیں کہیں کوئی پرانی طرز کی رولز رائس کار بھی نظر آ جاتی تھی۔

ناگ لندن کی ریجنٹ سٹریٹ میں آ گیا۔ یہاں بڑے بڑے جوہریوں کی شاندار دکانیں تھیں۔ ناگ ایک عالی شان دکان کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ باہر بڑی سخت

سردی پڑ رہی تھی مگر اس دکان کی فضا گرم تھی۔ یہاں ایک آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ دکان ایک بہت بڑے ہال کمرے کی شکل میں تھی جہاں جگہ جگہ شیشے کے شو کیسوں میں ہیرے جواہرات چمک رہے تھے۔

سامنے کاؤنٹر کے پیچھے ایک ٹھگنے قد کا گول مٹول انگریز جوہری کھڑا تھا۔ ناگ کے کپڑے اتنے اچھے نہیں تھے۔ ناگ اس کی طرف بڑھا تو اس ٹھگنے قد کے آدمی نے نفرت سے ناگ کی طرف دیکھا اور ناک چڑھا کر بولا:

"مسٹر! تم غلطی سے اس دکان میں تو نہیں آ گئے؟"

ناگ نے بڑے اعتماد سے کہا:

"نہیں۔ میں ایک ہیرا فروخت کرنے آیا ہوں۔"

جوہری نے آنکھیں اوپر گھما کر کہا:

"اوہ! کہاں ہے ہیرا؟"

ناگ نے جیب سے انڈے کے برابر ہیرا نکال کر جوہری کے سامنے رکھا تو اسے دیکھتے ہی انگریز جوہری کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کیوں کہ اتنا بڑا ہیرا اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ اسے پہلا جو خیال آیا وہ یہ تھا کہ یقیناً یہ ہیرا نقلی ہو گا۔ اس نے اپنی آنکھوں کے ساتھ شیشہ لگا کر ہیرے کو اچھی طرح سے پرکھا۔ ہیرا بالکل اصلی تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوہری تو حیران ہو گیا۔
اس نے جلدی سے دوسرے انگریز جوہری کو بلایا اور ہیرا دکھایا۔ وہ بھی ہیرے کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اب انہوں نے ناگ کو اوپر نیچے دیکھا۔
"مسٹر! یہ ہیرا تمہیں کہاں سے ملا ہے؟"
ناگ نے کہا:
"یہ ہمارا خاندانی ہیرا ہے۔ ہمارے حالات اچھے نہیں ہیں۔ اس لیے میں اسے بیچنا چاہتا ہوں۔"
ٹھگنے جوہری نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور پھر ناگ کی طرف دیکھ کر بولا:
"تم اس کے عوض کتنی رقم چاہتے ہو؟"
ناگ نے کہا:
"جتنی رقم تم دے سکتے ہو دے دو۔"
ٹھگنے جوہری نے کہا:
"ہم تمہیں اس ہیرے کے عوض ایک لاکھ پونڈ دے سکتے ہیں۔"
"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔" ناگ نے کہا۔
اصل میں ٹھگنے قد کے جوہری اور اس کے ساتھی کی نیت ٹھیک نہیں تھی۔ انہیں چاہیے تو یہ تھا کہ پولیس

کو خبر کرتے کہ ایک غریب مزدور سا نوجوان انتہائی قیمتی ہیرا کہیں سے چرا کر لے آیا ہے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور ناگ کو ایک لاکھ پونڈ کے نوٹ لفافے میں ڈال کر دے دیئے۔ جب ناگ نوٹ لے کر دکان سے چلا گیا تو ٹھگنے جوہری نے ایک آدمی کو بلا کر کہا:
"اس نوجوان کا پیچھا کرو۔ اس کے پاس ضرور اور جواہرات بھی ہوں گے۔"
جوہری یہ چاہتا تھا کہ اگر ناگ کے پاس کوئی خزانہ ہے تو وہ اس کو اپنے قبضے میں لے کر اور ناگ کو ہلاک کروا ڈالے۔ یہ انگریز جاسوس ناگ کے پیچھے لگ گیا۔
ناگ کو اس کی کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ ایک لاکھ پونڈ لے کر سیدھا یتیم خانے پہنچا۔ سب یتیم لڑکوں کو ایک کمرے میں جمع کیا اور بولا:
"میرے دوستو! مسٹر کوڈی آج تک تم پر ظلم کرتا رہا ہے اس نے تم سے تمہاری مرضی کے خلاف چوریاں کروائیں خدا تمہیں معاف کرے۔ لیکن میں تمہاری اس گناہ آلود زندگی سے تمہیں نجات دلانا چاہتا ہوں۔ تاکہ تم کسی ہوسٹل میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرو اور اچھے اچھے گرم کپڑے بنوا کر پہنو اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑھ لکھ کر شریف شہریوں کی طرح زندگی بسر کر سکو۔ مجھے بتاؤ کہ یہاں ایسا کون سا سکول ہے۔ جس کا کوئی ہوسٹل بھی ہے؟"

یتیم لڑکے بڑے خوش ہوئے۔ انہوں نے ناگ کو بتایا لندن میں گرائمر سکول ایک ایسا سکول ہے جس کا ایک ہوسٹل بھی ہے۔

ناگ نے کہا:

"تم لوگ میرے ساتھ چلو۔ میں تم سب کو گرائمر سکول میں داخل کراؤں گا۔ ساتھ ہی تمہیں ہوسٹل میں بھی ایک ایک کمرہ لے دوں گا۔ تم سب کے نام الگ الگ بینک میں پونڈ جمع کرا دیئے جائیں گے جس سے تم ہوسٹل اور اپنی پڑھائی کا خرچہ پورا کرو گے۔"

ناگ نے شام ہونے سے پہلے پہلے یتیم خانے کے سارے بچوں کو سکول میں داخل کروا دیا اور ہوسٹل میں بھی انہیں کمرے لے کر دے دیئے۔ ان کے لیے کپڑے بھی خرید کر انہیں پہنائے۔ یتیم بچے بے حد خوش تھے۔ جب ناگ ان سے رخصت ہونے لگا تو لڑکوں نے ناگ سے گرم جوشی کے ساتھ ہاتھ ملایا اور اس کا بیحد

شکریہ ادا کیا۔

جوہری کا انگریز جاسوس برابر ناگ کے پیچھے لگا ہوا تھا اور یہ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اگر یہ شخص اتنا دل کھول کر دوسروں پر پیسہ خرچ کر رہا ہے تو ضرور اس کے پاس کوئی خفیہ خزانہ ہو گا۔ ناگ نے اپنے لیے پانچ سو پونڈ رکھ لیے تھے جو ۱۹۰۴ء کے زمانے میں بہت بڑی رقم تھی۔

ناگ نے اپنے لیے گرم کپڑے خریدے۔ ایک درمیانے درجے کے ہوٹل میں کمرہ لے لیا۔ گرم پانی سے غسل کر کے کپڑے پہنے اور شام کو تھوڑی سی سیر کے بعد کمرے میں آ کر گرم بستر پر لیٹ گیا۔

جاسوس اس کے ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ پر گرم کوٹ کے کالر اٹھائے سر پر پرانا گرم ہیٹ جمائے سردی میں کھڑا تھا اور ناگ کے کمرے کی روشنی کو دیکھ رہا تھا۔ جب کافی گذر گئی اور ناگ کمرے سے باہر نہ نکلا تو جاسوس وہاں سے سیدھا مکار جوہری کے مکان پر گیا۔ اس نے اسے بتایا کہ ناگ ایک پراسرار نوجوان ہے۔

"میرا خیال ہے کہ اس نے ہیرے جواہرات کا خزانہ خفیہ جگہ سے نکال کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوہری کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس نے جاسوس سے کہا
"اگر تم اس نوجوان سے خزانہ چھین کر لے آؤ
تو اس میں سے آدھا خزانہ تمہیں دے دوں
گا۔ بلکہ تم آدھا خزانہ اپنے پاس رکھ کر باقی آدھا
مجھے دے دینا۔"

جاسوس بھی لالچ میں آ گیا۔ اس نے دل میں سو
کہ کیوں نہ میں ناگ کو ہلاک کر کے سارے خزانے
خود ہی قبضہ کر لوں۔ اس ٹھگنے جوہری کو خزانہ کیو
لیے دوں گا۔ مگر جوہری کو اس نے یہی کہا کہ وہ
خزانہ اسے دے دے گا۔

یہ پروگرام بنا کر جاسوس نے دوسرے روز ایک فق
کا بھیس بدلا اور ناگ کے ہوٹل کے باہر جا بیٹھا۔ جب
ناگ ہوٹل سے باہر نکلا تو جاسوس نے آگے بڑھ کر
اس سے کہا:

"مسٹر ایک پنس دے جاؤ۔ میں چائے پی
لوں گا۔"

ناگ نے جیب سے ایک شلنگ نکال کر اسے
دے دیا۔ جاسوس نے شلنگ کو ہاتھ میں لے کر ایک
ٹھنڈی آہ بھری اور بولا:

"مسٹر! کبھی اس قسم کے سکوں سے میرے گھر کی
بخوری بھری رہتی تھی مگر افسوس کہ میرے چچا
نے میری جائیداد پر قبضہ کر لیا اور اس کے
غنڈے میری بیوی کو بھی اٹھا کر لے گئے۔"

یہ کہہ کر جاسوس مکاری سے آنسو بہانے لگا۔
ناگ کے دل پر اس کی درد بھری کہانی کا بڑا اثر ہوا۔
اس نے جاسوس کو ایک مصیبت زدہ شخص سمجھ کر پوچھا
کہ اس کے ساتھ ایسا ظلم کیوں ہوا۔

جاسوس روتے ہوئے بولا:

"اس لیے کہ میں کمزور تھا۔ میرا کوئی مددگار
نہیں تھا۔ خدا جانے میری بیوی ظالموں کی قید میں
کس طرح زندگی بسر کر رہی ہو گی۔"

ناگ تو ہمیشہ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد پر تیار رہتا
تھا۔ اس نے جاسوس کو تسلی دی اور کہا کہ وہ اسے
اپنی ساری دکھی داستان سنائے۔ چالاک جاسوس نے ایک
بڑی ہی درد ناک من گھڑت کہانی سنا ڈالی۔ ناگ کے دل
پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے کہا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری بیوی کو ان غنڈوں
نے کہاں قید کر رکھا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں" جاسوس نے نقلی آنسو پونچھ کر کہا: "میں وہ جگہ جانتا ہوں۔ کیا تم میری بیوی کو ان غنڈوں سے چھڑا سکو گے؟ نہیں۔ وہ بڑے قاتل قسم کے لوگ ہیں۔ وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تم کیوں میرے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالتے ہو۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔"

ناگ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا: "نہیں بھائی۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گا اور یقین کرو میں تمہاری بیوی کو غنڈوں کی قید سے چھڑا لوں گا۔"

جاسوس یہی چاہتا تھا کہ ناگ اس کے ساتھ تاکہ وہ اسے ایک جال میں پھنسا کر اس سے خ کا مطالبہ کرے۔ اس نے سر جھکا لیا اور بولا:

"خدا تمہاری مدد کرے۔ تم نے ایک غریب انسان کو پھر سے حوصلہ دیا ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میری بیوی کو غنڈوں نے کہاں قید کر رکھا ہے۔"

انگریز جاسوس نے ناگ کو بتایا کہ غنڈے اس کی بیوی کو دریا کے پرانے پل کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانے

میں رکھے ہوئے ہیں۔ وہاں ہر وقت پہرہ لگا رہتا ہے اور کوئی اندر نہیں جا سکتا۔

"لیکن مجھے اس تہہ خانے کا ایک خفیہ راستہ معلوم ہے۔ میں اکیلا اس راستے سے اندر جاتے ہوئے ڈرتا تھا۔ اگر تم میرے ساتھ ہو گے تو میں تمہاری راہ نمائی کروں گا۔"

ناگ بولا: "میں ابھی تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔"

مکار جاسوس کہنے لگا:

"نہیں نہیں۔ دن کے وقت وہاں جانا اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے کے برابر ہو گا ہمیں رات کے وقت جانا چاہیے جب اندھیرا چھا جائے۔ میں رات کے وقت یہاں آ جاؤں گا۔ کیا تم میرا انتظار کرو گے؟"

ناگ بولا: "کیوں نہیں۔ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ تم رات کو مجھے اسی جگہ پاؤ گے۔"

جاسوس نے ناگ کا ہاتھ چوم لیا اور بناوٹی آنسو بہا کر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چلا گیا۔ ناگ شہر کی سیر و تفریح کو نکل گیا۔ دل میں اس کے یہ خیال بھی تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ شاید کسی جگہ عنبر ماریا اور کیپٹن سے ملاقات ہو جا
یا اس بات کا راز کھلے کہ وہ واقعی اپنی دنیا کے پرا
زمانے میں آ گیا ہے یا یہ محض اس کی نظر کا دھوکہ
ہے۔ کیوں کہ اس کی دنیا تو ایٹمی جنگ میں تباہ ہ
چکی تھی۔

دوسری طرف مکار جاسوس سیدھا اپنے گھر پہنچا۔ اپنی کا
کے بارے میں اس نے ٹھگنے جوہری کو کچھ نہیں بتایا
تھا۔ یہ جاسوس اکیلا ہی ناگ کے خزانے کو ہتھیانا چاہ
تھا۔ اس نے ناگ کو دریا کے پرانے پل کے نیچے خ
خفیہ مقبرہ خانے کا پتہ بتایا تھا وہاں اس کی نہ کوئی بی
موجود تھی اور نہ کوئی غنڈے ہی تھے۔ یہ ایک ویرا
اور گمنام مقبرہ خانہ تھا جہاں سو سال پہلے بادشاہ اپ
دشمنوں کو قید کیا کرتے تھے۔ جاسوس کو اس مقبرہ خانے کے
سارے خفیہ راستوں کا علم تھا کیوں کہ وہ لندن ہی
رہنے والا تھا اور جاسوسی کے سلسلے میں وہاں دو ایک
بار جا چکا تھا۔

ناگ سے الگ ہوتے ہی یہ کمینہ جاسوس سیدھا دریا
کے پرانے پل کے مقبرہ خانے میں گیا۔ مقبرہ خانے کے راستو
کا جائزہ لیا اور پھر شہر میں آ کر ایک پستول خریدا۔ اس

میں سکے کی گولیاں اور بارود بھرا اور اپنی موٹی قمیض کے
اندر چھپا لیا۔ اب وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔
لندن کہر میں ڈوبا ہوا تھا۔ سخت سردی پڑ رہی تھی۔ آسمان
پر گہرے بادل چھائے تھے۔ لوگ سردی کی وجہ سے اپنے اپنے
گھروں میں گھس گئے۔ سڑکیں اور گلیاں سنسان ہو گئیں۔ گلیوں
اور بازاروں کے کونوں میں روشن گیس کے ہنڈولوں کی روشنی
بھی کہر میں لپٹی ہوئی تھی۔

ناگ کو سردی بہت ہی کم لگتی تھی۔ وہ معمولی گرم لمبے
کوٹ میں اپنے ہوٹل سے نکل کر وعدے کے مطابق فٹ پاتھ
پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور بدنصیب فقیر کا انتظار کرنے لگا۔
جاسوس وہاں قریب ہی ایک درخت کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔
جب اس نے ناگ کو فٹ پاتھ پر کھڑے دیکھا تو خود
بھی مریل چال چلتا، چہرے کو اداس بنائے وہاں آ گیا۔ ناگ
کو سلام کیا اور کہا:

"میرے بھائی! ایک بار پھر میں تمہیں کہوں گا کہ
تم نوجوان ہو۔ میرے لیے اپنی جان خطرے میں
نہ ڈالو۔"

اصل میں جاسوس ناگ کو اور پکا کرنا چاہتا تھا۔
ناگ نے مسکرا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم میری فکر نہ کرو۔ میں جب تک تمہاری بیوی کو غنڈوں کے چنگل سے چھڑا نہ لوں گا مجھے چین نہیں آئے گا۔ چلو۔ مجھے دریا کے پرانے پل پر لے چلو۔"

دل میں مکار جاسوس بڑا خوش ہوا۔ ناگ نے ایک گھوڑا گاڑی کو رکوا لیا۔ اس میں بیٹھ کر وہ لندن کو کہر آلود سنسان گلیوں بازاروں میں گزرتے دریا کے پرانے پل کے پاس جا کر اتر گئے۔

ناگ نے جاسوس سے کہا:

"تم نے مجھے اپنا نام ابھی تک نہیں بتایا دوست۔"

جاسوس بولا: "سر میرا نام الفریڈ ہے اور میں نے آپ سے بھی نام نہیں پوچھا ابھی تک۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"تم مجھے ناگ کہہ کر پکار سکتے ہو۔"

جاسوس آگے آگے دریا کے پل کی طرف چلا اور بولا:

"یہ مجھے انڈین نام لگتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں انڈیا میں کچھ دیر رہا ضرور ہوں۔ مگر میں مصر کا رہنے والا ہوں اور لندن میں سیر کرنے

آیا ہوں۔"

جاسوس نے جب سنا کہ ناگ مصر کا رہنے والا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال اور پختہ ہو گیا کہ ناگ کے پاس خزانہ ضرور ہو گا۔ کیوں کہ ملک مصر میں پرانے بادشاہوں کے بے شمار خزانے دفن تھے۔

جاسوس پل کے عقب میں آ گیا۔ یہاں شکستہ پتھروں کی سیڑھیاں نیچے اندھیرے میں اتر رہی تھیں۔ جاسوس آگے آگے تھا، کہنے لگا:

"مسٹر ناگ! یہاں سے تہہ خانے کو خفیہ راستہ جاتا ہے۔ اب تم خاموش رہنا۔ آواز بالکل نہ نکالنا۔"

ناگ نے سوال کیا:

"کیا غنڈوں کا پہرے دار یہاں نہیں ہو گا؟"

جاسوس کہنے لگا:

"میں دوسرے راستے سے تمہیں لایا ہوں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس طرف بھی غنڈوں کا کوئی آدمی چھپا ہوا ہو۔ اس لیے ہمیں اونچی آواز میں بات نہیں کرنی ہو گی۔ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں اندھیری سیڑھیوں میں اتر گئے۔

یہ پتھر کی سیڑھیاں بہت پرانے زمانے کی تھیں۔ اندر جاتے ہی جاسوس نے جیب سے موم بتی نکال کر روشن کر لی اور آگے چلنے لگا۔ ناگ نے موم بتی کی روشنی میں دیکھا کہ وہ ایک تنگ راستے سے گذر رہے ہیں۔ پتھر کی دیوار سیاہ ہے جس میں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ فرش پر بھی پانی تھا۔ اچانک جاسوس کا پاؤں پھسلا اور وہ فرش پر گر پڑا۔ اب ایسا ہوا۔ کہ گرنے سے اس کی قمیض کے اندر چھپایا ہوا پستول بھی فرش پر گر پڑا۔

ناگ نے پوچھا:

"یہ تم پستول کس لیے لائے تھے الفریڈ؟"

جاسوس نے فوراً جواب دیا:

"مسٹر ناگ! کیا تم بغیر ہتھیار کے غنڈوں کا مقابلہ کرو گے۔ یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔ یہ لو تم اسے رکھو اپنے پاس۔"

جاسوس نے فرش پر سے پستول اٹھا کر ناگ کو دیتے ہوئے کہا۔

ناگ کو پستول کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن پھر بھی اپنی حفاظت کے خیال سے اس نے پستول لے کر رکھ لیا۔

جاسوس نے پستول اس لیے دے دیا تھا کہ ناگ کو اس کی نیت پر شک نہ ہو۔ پستول کے ہاتھ سے نکل جانے سے اب اس نے ناگ کو ہلاک کرنے کا ایک دوسرا منصوبہ بنایا۔

جاسوس جانتا تھا کہ اسی دریا کے نیچے والے تہہ خانے میں ایک ایسی کوٹھڑی بھی ہے جس میں بادشاہ کے دشمنوں کو بند کر کے پانی چھوڑ دیا جاتا تھا اور دشمن کوٹھڑی میں ڈوب کر مر جاتے تھے۔ اس نے ناگ کو اس کوٹھڑی میں لا کر ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کو ختم کرنے کے بعد ہی وہ اس کے خزانے پر قبضہ کر سکتا ہے جو اس نے اپنے ہوٹل کے کمرے میں کسی جگہ چھپا کر رکھا ہوا ہے۔

اب وہ ناگ کو لے کر ایک دوسری سرنگ میں داخل ہو گیا۔ یہاں سے ایک پیچ دار تنگ و تاریک راستہ موت کی کوٹھڑی کی طرف جاتا تھا۔ آگے ایک دروازہ آ گیا جو پتھر کا تھا۔ یہاں آ کر جاسوس رک گیا۔ اس نے موم بتی والا ہاتھ اوپر اٹھا کر بند دروازے پر روشنی ڈالی اور سرگوشی میں ناگ کو بتایا۔

"اس دروازے کی دوسری طرف ایک سیڑھی نیچے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اترتی ہے۔ وہاں غنڈوں کا خفیہ ٹھکانہ ہے۔ مجھے یہاں سے آگے جاتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تمہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ اب میں جاؤں گا تم اسی جگہ میرا انتظار کرو۔"

جاسوس نے موم بتی بڑھا کر کہا:

"میرے بھائی! یہ موم بتی لے جاؤ ساتھ۔"

ناگ بولا: "نہیں۔ مجھے موم بتی کی ضرورت نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے پوچھا:

"یہ دروازہ کدھر سے کھلتا ہے؟"

جاسوس کو پتہ تھا کہ دروازہ کہاں سے کھلتا ہے۔ وہ اس تہہ خانے کے سارے رازوں سے واقف تھا۔ اس نے ایک جگہ دیوار کے طاق میں ہاتھ ڈال کر ہتھی کو گھمایا تو ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ پتھر کا دروازہ کھل گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ ایک زینہ نیچے جا رہا تھا۔ جاسوس پیچھے ہٹ گیا۔ جونہی ناگ دروازے میں سے گذر کر زینہ اترنے لگا جاسوس نے جلدی سے طاق میں ہاتھ

ڈال کر ہتھی گھما دی۔

ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ بند ہو گیا۔ ناگ نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ پتھر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ وہ حیران سا ہوا کہ اس شخص نے اتنی جلدی دروازہ کس لئے بند کر دیا؟ ناگ کے دل میں شک سا پیدا ہوا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ بند دروازے کے پیچھے سے جاسوس کے قہقہے کی آواز بلند ہوئی اور اس نے اونچی آواز میں کہا:

"مسٹر ناگ! تم موت کی کوٹھڑی میں بند ہو چکے ہو۔ اب تمہاری زندگی صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ مجھے اس خزانے کا پتہ بتا دو جس میں سے تم انڈے کے برابر ہیرا جوہری کے پاس لائے تھے۔"

اب ساری بات ناگ کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ شخص کوئی ڈاکو ہے اور جوہری کی دکان سے ہی اس کے پیچھے لگا ہے۔

ناگ نے بلند آواز میں جواب دیا:

"مسٹر الفریڈ! یقین کرو۔ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر وہ ہیرا تم کہاں سے لائے تھے؟ ایسا ہیرا کسی خفیہ شاہی خزانے میں ہی مل سکتا ہے۔" ناگ نے کہا:

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا کہ میں وہ ہیرا کہاں سے لایا تھا۔ لیکن یقین کرو کہ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے۔"

الفریڈ کی غصہ بھری آواز دیوار کے پیچھے سے سنائی دی:

"تم بکواس کرتے ہو۔ میں جانتا ہوں تم نے جواہر نکال کر اپنے کمرے میں کسی جگہ چھپایا ہوا ہے۔ میں ابھی جا کر اس پر قبضہ کرتا ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن مجھے تو باہر نکالو۔"

دیوار کی دوسری جانب سے الفریڈ نے قہقہہ لگا کر کہا:

"اب تم اس کوٹھڑی میں ہی مرو گے۔ پرانے زمانے میں یہاں بادشاہ اپنے دشمنوں کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کیا کرتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تمہارے اس تہہ خانے میں بھی پانی آنا شروع ہو جائے گا۔ اچھا دوست خدا حافظ!"

ناگ آوازیں ہی دیتا رہا مگر الفریڈ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

مکار الفریڈ جاسوس نے پتھر کے مضبوط ترین بند دروازے کی دوسری جانب بنے ہوئے طاق میں ہاتھ ڈالا اور ایک ہتھی کو زور سے پیچھے کی طرف گھمانا شروع کر دیا۔ اس ہتھی کے گھمانے سے جس تہہ خانے میں ناگ بند تھا اس میں خفیہ نل کے ذریعے پانی اندر آنا شروع ہو گیا۔ مکار جاسوس اس کام سے فراغت پا کر وہاں سے سیدھا اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ یہاں اس نے لباس تبدیل کیا۔ ایک پولیس افسر کے کپڑے پہنے اور اس ہوٹل میں آ گیا جہاں ناگ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے ہوٹل کے مالک کو اپنا پولیس افسری کا کارڈ دکھا کر کہا:

"یہاں ناگ نام کا ایک مشتبہ مسافر ٹھہرا ہوا تھا۔ پولیس کو معلوم ہوا ہے کہ وہ حکومت کے خلاف ایک گروہ میں کام کرتا ہے۔ میں اس کے کمرے کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔"

ہوٹل کے مالک کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا بلکہ اس نے کہا:

"سر! آپ چاہے سارا دن کمرے میں تلاشی لیتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہیں آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا لیکن خدا کے
لیے کسی کو بتائیں نہیں۔ ہمارے ہوٹل کی سخت
بدنامی ہو گی اور گاہک ادھر کا رُخ کرنا چھوڑ
دیں گے۔"

جاسوس کو اور کیا چاہیے تھا۔ اس نے کہا:
"فکر نہ کرو۔ یہ بات کسی کو معلوم نہیں ہو گی۔"

اس انگریز جاسوس نے ناگ کے کمرے میں گھس
ایک ایک شے کی تلاشی لی مگر اسے کہیں کوئی خزانہ
ملا۔ وہ ناامید ہو کر واپس جانے ہی لگا تھا کہ اچانک
کی نظر الماری کے کونے میں پڑی۔ وہاں ایک تھیلا
تھا۔ جاسوس نے تھیلا کھولا تو اسے اس میں وہی
کا نقشہ ملا جس کو ناگ نے یتیم خانے کے لالچی
کے بیٹے سے چرایا تھا۔

نقشہ دیکھ کر جاسوس کی باچھیں کھل گئیں۔ یہ تو خزا
کا نقشہ تھا۔ اسے لپیٹ کر جیب میں ڈالا اور جا
ہوٹل سے نکل کر اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ یہاں اس
نقشے کو کھول کر غور سے دیکھا۔ واں دریا بنا تھا
دریا پار چٹانیں تھیں اور ایک سیاہ پہاڑی پر نشا
لگا تھا۔ جاسوس اسی علاقے کا رہنے والا تھا۔ فوراً

گیا کہ یہ سیاہ پہاڑی دریا کے پار ایک جنگل کے کنارے پر
چٹانوں کے عقب میں واقع ہے۔

اس نے گھوڑا گاڑی لی اور آدھے گھنٹے کے اندر اندر
چٹانوں کے پیچھے والی سیاہ پہاڑی کے دامن میں پہنچ گیا۔
یہاں وہی کھوہ بنا ہوا تھا جہاں ناگ یتیم خانے کے مینجر
کو لے کر داخل ہوا تھا اور جہاں خزانہ دفن تھا اور
سانپ اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ لالچی جاسوس نے کھوہ
میں داخل ہوتے ہی موم بتی روشن کر لی اور غور سے
زمین کو تکنے لگا۔

ایک جگہ اسے تازہ تازہ مٹی نظر آئی۔ یہاں اگرچہ
زمین برابر کر کے اوپر ناگ نے پتھر بکھیر دیئے تھے
مگر صاف لگتا تھا کہ کسی نے کچھ دیر پہلے یہ زمین کھودی
تھی۔ جاسوس نے موم بتی ایک پتھر پر لگا لی اور ہاتھوں
سے زمین کھودنی شروع کر دی۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مقدس فادر

ایک فٹ زمین کھودنے کے بعد صندوقچہ نکل آیا۔ جاسوس نے صندوقچے کو کھولا تو جواہرات کی چمک دمک سے اس کی آنکھیں چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ اس نے دونوں ہاتھ لہرا کر خوشی کا نعرہ لگایا۔ آخر اسے خزانہ مل گیا تھا۔ اس نے جلدی سے صندوقچے میں سے سارے جواہرات نکال کر رومال میں ڈالے اور ابھی وہ رومال باندھ ہی رہا تھا کہ اسے اپنے پیچھے پھنکار کی آواز سنائی دی۔

جاسوس نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ خوف کے مارے اسے پسینہ آ گیا۔ موم بتی کی روشنی میں ایک دو فٹ لمبا سانپ اپنا بھیانک پھن اٹھائے اس سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا اپنی لال لال آنکھوں سے اسے تک رہا تھا اور بار بار اپنی سرخ زبان نکال رہا تھا۔

جاسوس کے تو ہوش گم ہو گئے۔ سمجھ گیا کہ یہ اس خزانے کا سانپ ہے اور اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔

اس نے بھی سانپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ وہ سانپ پر اچانک حملہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر سانپ اتنا بے وقوف نہیں تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کا دشمن اس کی طرف آہستہ آہستہ کھسک رہا ہے۔ جاسوس نے بڑی آہستگی سے اپنا ایک ہاتھ جیب کی طرف بڑھایا۔ اس جیب میں اس نے چاقو رکھا ہوا تھا۔ اس کی سکیم یہ تھی کہ جیب سے چاقو نکال کر سانپ پر وار کر دے گا۔

مگر سانپ نے اسے اتنی مہلت نہ دی۔ جونہی جاسوس نے جیب میں ہاتھ ڈالا سانپ اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے لپک کر جاسوس کی کلائی پر ڈس دیا اور ایک سیکنڈ میں وہاں سے ہٹ گیا۔ جاسوس نے فوراً اپنی کلائی کو زور سے پکڑ لیا تھا کہ زہر اوپر نہ جائے۔ مگر یہ کوئی معمولی سانپ نہیں تھا۔ خزانے کا سانپ تھا۔ اس کا زہر جاسوس کے خون میں داخل ہوتے ہی اس کے جسم میں بجلی کے کرنٹ کی طرح پھیل گیا تھا اور زہر نے خون کے سفید ذرات کو پھاڑنے کا عمل شروع کر دیا تھا۔

جاسوس اپنی کلائی کو پکڑے پکڑے زمین پر گر پڑا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا سارا جسم لرزنے لگا۔ پہلے ٹانگیں سُن ہوئیں اس
کے بعد باقی جسم بھی بے جان ہو گیا اور کان
نتھنوں سے سیاہ خون بہنے لگا۔ سانپ اندھیرے سے
نکل کر جاسوس کے پاس آ گیا۔ اس نے اپنا پھن اٹھا
رکھا تھا۔ جاسوس پر موت کی غشی چھا رہی تھی۔ سانپ
اسے غور سے دیکھتا رہا۔ جب جاسوس مر گیا تو سانپ
نے جواہرات کو گڑھے میں صندوقچے سمیت گرایا اور اوپر
اپنے جسم سے مٹی اور پتھر ڈالنے شروع کر دیئے۔ دوسری
طرف ناگ تہہ خانے میں بند باہر نکلنے کا راستہ تلاش
کر رہا تھا۔ تہہ خانے میں کسی خفیہ جگہ سے پانی اُبل
اُبل کر اندر آ رہا تھا اور ناگ کے ٹخنوں تک پانی
گیا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ اس تہہ خانے میں پہلے ہی
کئی انسانی ڈھانچے پڑے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں
بادشاہ کے حکم سے یہاں ڈبو دیا گیا تھا اب ان کی
ہڈیوں کے پنجر ہی باقی رہ گئے تھے۔

ناگ نے آخر ایک جگہ فرش میں وہ جگہ تلاش کر لی
جہاں سے پانی نکل کر اندر تہہ خانے میں آ رہا تھا۔ یہاں
سے ناگ باہر نکل سکتا تھا۔ مگر یہ سوراخ ایک تو چھوٹا تھا
دوسرے اس میں پتھر کی جالی لگی ہوئی تھی۔ ناگ نے سانس

روکی اور ایک دھاگے جتنے باریک سیاہ سانپ کا روپ
دھار لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پانی میں سوراخ کے
اندر داخل ہوا۔

پانی کا زور بہت زیادہ تھا۔ ناگ بڑی جد و جہد
اور کوشش کے بعد سوراخ میں سے دوسری طرف چلا گیا
یہ ایک پتھر کا پائپ تھا جس میں سے پانی تیزی سے
تہہ خانے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناگ اپنی پوری طاقت
کو استعمال کرتے ہوئے پانی میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا
گیا۔ پانی کا پائپ زمین کے اندر ہی اندر بہت دُور
تک چلا گیا تھا۔ ناگ بڑھتا گیا۔ کافی دور چلنے کے بعد
اسے پانی کے بہاؤ میں کمی کا احساس ہوا۔ اس نے اپنا
پھن اور سر اوپر کو اُٹھایا۔

اب اس کا سر پتھر کے پائپ کی چھت سے ٹکرانے
کی بجائے پانی کی سطح سے باہر نکل آیا۔ ناگ نے آنکھیں
کھول کر دیکھا۔ اوپر آسمان بادلوں میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ
لندن کے دریائے ٹیمز میں نکل آیا تھا۔ اس کی دونوں جانب
دریا کے کناروں پر گہری تاریکی اور سناٹا طاری تھا۔

بائیں جانب اونچے درختوں کے جھنڈ تھے جس میں سے
ایک گرجے کا مینار اوپر کو اُبھرا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے سوچا کر اس گرجے میں چل کر رات بسر کرنی چاہیے۔

اس نے سانپ ہی کی شکل میں پانی کی سطح پر تیرنا شروع کر دیا۔ بہت جلد وہ دریا کے کنارے پر آگیا یہاں پہنچنے کے بعد ناگ نے ایک بار پھر اپنی اصلی انسانی شکل اختیار کر لی اور درختوں کی طرف بڑھا۔ شاید رات آدھی گذر رہی تھی۔ ہر طرف خاموشی، سناٹا، اندھیرا اور سخت سردی تھی۔ ناگ کے کپڑے اگرچہ بھیگے ہوئے تھے مگر اسے سردی نہیں لگ رہی تھی۔

گنجان درختوں کے پیچھے بہت اندھیرا تھا اور یہاں ناگ نے کئی ایک پکی قبریں دیکھیں جن پر صلیبیں لگی تھیں۔ شاید یہ عیسائی پادریوں کی قبریں تھیں۔ سامنے چرچ یعنی گرجا کی اونچی عمارت کھڑی تھی۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں ناگ باقی رات گذار سکے۔ اس کا اپنا ہوٹل وہاں سے بہت دور تھا اور اس وقت اسے سواری کا ملنا بھی مشکل تھا۔ لیکن جب وہاں کوئی جگہ نہ ملی تو ناگ نے ہوٹل جانے کا پروگرام بنایا۔

وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے گرجا گھر کے پیچھے میں ایک جگہ روشنی نظر آئی۔ اس نے غور سے دیکھا۔ یہ

موم بتی کی روشنی تھی جو اس اندھیری رات میں درختوں کے پیچھے روشن تھی۔ ناگ چلتا ہوا وہاں آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ ایک پرانا قبرستان ہے اور موم بتی ایک قبر کے سرہانے جل رہی ہے۔ ناگ کے لیے یہ موم بتی کسی کام کی نہیں تھی۔ وہ یہاں سے بھی واپس ہونے ہی لگا تھا کہ اسے دور جھاڑیوں میں قبرستان کے دروازے کی طرف ایک اور روشنی دکھائی دی جو آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھی۔

ناگ وہیں رک گیا اور ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ اس خیال نے کہ شاید یہ کوئی لاشیں چرانے والا ہے۔ کیوں کہ اس زمانے کے لندن میں لوگ قبروں میں سے لاشیں چرا کر ڈاکٹروں کے ہاتھ بیچ دیا کرتے تھے۔ جو ان پر میڈیکل تجربے کرتے تھے۔ روشنی اور قریب آئی تو ناگ یہ دیکھ کر ٹھٹک سا گیا کہ یہ ایک سفید لباس والی حسین اور پاکیزہ چہرے والی عورت تھی جس نے چاندی کے شمع دان میں لگی ہوئی موم بتی دونوں ہاتھوں میں تھام رکھی تھی۔ اس کا بے داغ پاکیزہ سفید لباس اس کے پیچھے گھاس اور جھاڑیوں پر سے گذرتا ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ مگر وہ کسی جھاڑی میں اٹک نہیں رہا تھا۔

ناگ یہ دیکھ کر بھی حیران ہوا کہ اس حسین عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاکیزہ چہرے کے گرد نور کا ایک دائرہ بنا ہوا تھا جس طرح ہم کبھی کبھی فرشتوں کی بنی ہوئی تصویروں میں دیکھا کرتے ہیں۔ ناگ درخت کی اوٹ میں کھڑا اس حسین اور پاکیزہ چہرے عورت کو تکتا رہا جس کے چہرے پر بے حد سکون تھا اور وہ اس قبر کی طرف آ رہی تھی جس پر پہلے ہی سے موم بتی روشن تھی۔

اس قبر کے پاس آ کر پاکیزہ چہرے والی عورت رک گئی۔ اب ناگ نے غور سے دیکھا۔ اس عورت کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں اور ایک عجیب سی آسمانی خوشبو سارے قبرستان میں پھیل گئی تھی۔ ایسی خوشبو ناگ نے اس سے پہلے کسی پھول میں نہیں سونگھی تھی۔

عورت نے اپنے ہاتھ کی موم بتی بھی اس قبر پر رکھ دی اور گھٹنوں کے بل جھک کر ہاتھ باندھ کر سر جھکا لیا۔ وہ شاید دعا مانگ رہی تھی۔ ناگ بت بنا یہ منظر دیکھتا رہا۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہیں ہل رہا تھا۔ دعا مانگنے کے بعد پاکیزہ عورت نے جو ناگ کو کوئی آسمانی روح لگ رہی تھی، قبر پر لگی صلیب کو بوسہ دیا اور دو قدم پیچھے ہٹ کر

جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

اتنے میں قبر کے اوپر نورانی روشنی سی ہوئی اور ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک سفید ڈاڑھی اور سفید براق لباس والا بزرگ بیٹھا تھا۔ اس بزرگ کو دیکھ کر پاکیزہ چہرے والی عورت نے ادب سے سر جھکا کر سلام کیا اور کہا:

"مقدس فادر! عالم برزخ میں میرے مرحوم خاوند کی روح کو ابھی کتنی دیر سزا بھگتنی ہو گی؟"

نورانی چہرے والے بزرگ نے بڑی شفقت بھری آواز میں کہا:

"میری بیٹی! تمہارا خاوند تم سے بڑی محبت کرتا تھا۔ مگر اس نے ایک ایسا گناہ کیا کہ وہ جنت میں تمہارے ساتھ داخل نہیں ہو سکا۔ وہ گناہ یہ تھا کہ وہ تم سے جھگڑتا تھا اور تم پر ہاتھ اٹھاتا تھا۔ بیٹی! دنیا میں جو آدمی کسی عورت کو مارتا پیٹتا ہے اس کو مرنے کے بعد سخت سزا ملتی ہے۔ تمہارے خاوند کو بھی اپنی سزا پوری کی پوری بھگتنا ہو گی۔"

عورت نے غمگین آواز میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس فادر! کیا اپنی سزا بھگتنے کے بعد وہ میرے پاس جنت میں آ جائے گا۔"

بزرگ نے کہا:

"اس کے لیے تمہیں خداوند کریم سے دعا کرنی ہو گی کیوں کہ تم اس کی بیوی ہو اور اس سے محبت کرتی رہی ہو۔ خداوند تمہاری دعا ضرور قبول کرے گا۔"

پاکیزہ چہرے والی عورت نے کہا:

"مقدس فادر! مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی اصلی دنیا میں جا کر اپنے خاوند کی قبر پر اس کی مغفرت کے لیے دعا مانگ سکوں۔"

بزرگ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولے:

"اگر تم دعا کرنا چاہتی ہو تو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے مگر پیاری بچی! تمہاری اور ہماری اصلی دنیا ایٹمی جنگ کے بعد بالکل ہی بدل چکی ہے کیا تم اپنے خاوند کی قبر تک پہنچ سکو گی؟"

"میں کوشش کروں گی مقدس فادر!" عورت نے آہستہ سے کہا

بزرگ کہنے لگے:

"تو پھر جاؤ میری بچی! میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔"

پاکیزہ چہرے والی عورت نے ادب سے بزرگ کو سلام کیا اور موم بتی والا شمع دان اٹھا کر جدھر سے آئی تھی ادھر کو چل دی۔ اس کے جانے کے بعد نورانی صورت والے بزرگ اپنی چوکی پر قبر کے اوپر اسی طرح بیٹھے رہے۔ ناگ سوچنے لگا کہ یہ بزرگ اب کس کا انتظار کر رہے ہیں؟

ابھی یہ خیال ناگ کے دل میں آیا ہی تھا کہ بزرگ کی آواز آئی:

"میرے بیٹے! تم درخت کے پیچھے کیوں چھپے ہوئے ہو میرے سامنے کیوں نہیں آتے؟"

ناگ پر تو جیسے بجلی گر پڑی۔ بزرگ نے اسے درخت کے پیچھے بھی دیکھ لیا تھا۔ وہ فوراً درخت کی اوٹ سے نکل کر سامنے آ گیا۔ نورانی چہرے والے بزرگ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور بولے:

"ہم نے تمہیں دیکھ بھی لیا تھا اور پہچان بھی لیا ہے تم ناگ ہو اور عنبر ماریا کے ساتھ ہزاروں برس سے سفر کر رہے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ تو ہکا بکا سا ہو گیا تھا۔ رک رک کر بولا:
"مقدس فادر! اگر آپ سب کچھ جانتے ہیں تو مجھے
یہ بھی بتا دیجئے کہ عنبر ماریا اور کیٹی اس وقت
کہاں ہیں اور میں ان سے کیسے مل سکتا ہوں؟"
مقدس فادر چپ ہو گئے پھر بولے:
"میرے بچے! یہ ہماری کائنات میں گذرنے والے
واقعات کا راز ہے جس کو میں فاش نہیں کر سکتا۔"
ناگ نے کہا:
"مقدس فادر! کم از کم مجھے یہ ہی بتا دیجئے کہ
میں یہاں سے کس طرف جاؤں کہ آگے چل
کر میری ملاقات عنبر ماریا اور کیٹی سے ہو جائے۔"
مقدس فادر نے کہا:
"تم واپس اپنی دنیا میں چلے جاؤ۔ ہو سکتا ہے
اس دنیا میں تمہاری اپنے دوستوں سے ملاقات
ہو جائے۔"
ناگ نے تعجب سے کہا:
"مگر مقدس فادر! میں اپنی دنیا ہی میں تو ہوں
یہ لندن میری دنیا ہی میں ہے اگرچہ میں
۱۹۰۴ سن میں نکل آیا ہوں۔ مگر یہ میری دنیا

کا ہی لندن شہر ہے۔ میں اس شہر میں پہلے
بھی آ چکا ہوں۔"
مقدس فادر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ انہوں نے
پُر سکون آواز میں کہا:
"یہ تمہاری بھول ہے میرے بچے! تم اپنی اس دنیا
میں نہیں ہو جہاں روس اور امریکہ کے درمیان
ایٹمی جنگ ہوئی تھی۔ تباہ کن میزائیل چلے تھے
اور ساری دنیا پر زبردست تباہی نازل ہوئی تھی۔"
ناگ اور زیادہ حیران ہو کر بولا:
"تو پھر یہ کون سی دنیا ہے مقدس فادر؟"
بزرگ نے فرمایا:
"میرے بچے! یہ تمہاری اور ہماری اصلی دنیا کا
عکس ہے۔ ہماری دنیا میں جو واقعات گذر چکے
ہیں خلا میں ان تمام واقعات کا عکس اس
سیارے پر سے گذر رہا ہے اور اس سیارے
پر تمام گذرے ہوئے تاریخی واقعات پھر اسی
ترتیب سے دوبارا گذر رہے ہیں۔ یہ سیارہ
تمہاری عمتدی وہ دنیا نہیں ہے جس پر خوفناک
ایٹمی جنگ ہوئی تھی۔ یہ خلا میں ایک دوسرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیارہ ہے۔"

ناگ یہ سن کر بہت حیران ہوا۔ مقدس خادر نے اسے سمجھایا کہ دنیا میں ہر گذرنے والے واقعے، ہر آدمی، ہر شے کا ایک عکس ہوتا ہے جس کو روشنی اپنے ساتھ لے کر خلا میں اپنا سفر شروع کرتی ہے۔ اگر ہم کسی طرح خلا میں اس سیارے پر پہنچ جائیں جہاں ہماری زمین کی روشنی ابھی نہ پہنچی ہو تو ہم دنیا کے سارے واقعات کو اسی ترتیب کے ساتھ پھر سے گذرتے دیکھیں گے۔

ناگ یہ سوچ کر تعجب کرنے لگا کہ جس زمین پر وہ اس وقت موجود ہے اور جس شہر لندن میں وہ چل پھر رہا ہے وہ اصل میں اس کی دنیا اپنی نہیں ہے۔ اس نے مقدس خادر سے کہا،

"مقدس خادر! کیا آپ مجھے میری اپنی اور اصلی دنیا میں پہنچا سکتے ہیں؟ ہو سکتا ہے وہاں میری ملاقات میرے بچھڑے ہوئے دوستوں سے ہو جائے۔"

بزرگ مسکرائے کہنے لگے،

"اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمہیں تمہاری اصلی دنیا میں پہنچائے دیتا ہوں لیکن بیٹا! وہ دنیا تو ایٹم بموں نے تباہ کر دی تھی۔ اب کیا پتا

وہاں کس قسم کی زندگی شروع ہو چکی ہے۔"

ناگ نے کہا،

"خواہ وہاں کیسے ہی حالات کیوں نہ ہو آپ برائے مہربانی مجھے میری اصلی دنیا میں واپس پہنچا دیجئے۔ میں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں گا۔"

بزرگ نے مسکراتے ہوئے فرمایا،

"جیسے تمہاری مرضی۔ تم ایسا کرو کہ اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لو اور جب تک میں نہ کہوں اپنی آنکھیں مت کھولنا۔"

ناگ نے آنکھیں بند کر کے اپنے سینے پر ہاتھ باندھ لیے اور خاموش کھڑا ہو گیا۔ اسے ایک دم ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے اوپر اٹھا لیا ہے۔ اس کے پاؤں زمین کے نیچے اب زمین نہیں تھی۔ جیسے وہ ہوا میں اڑتا جا رہا تھا۔ پھر اس کے پاؤں اپنے آپ زمین سے لگ گئے۔ اس کے کانوں میں بزرگ کی آواز آئی،

"بیٹا! اپنی آنکھیں کھول دو۔"

ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ نہ وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ر بزرگ ہیں۔ نہ لندن کا پرانا قبرستان ہے۔ نہ وہ
ٹھٹھرتی رات اور درختوں کے ٹھنڈ ہیں اور نہ ہی
گرجا گھر ہے۔ بلکہ اس کی بجائے اردگرد دور تک
ایسی کالی سیاہ مخروطی پہاڑیاں ہی پہاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں
جن کو لگتا تھا کہ آتش فشاں پہاڑ کے اگلتے ہوئے
لاوے نے بنایا ہے۔ ان پہاڑیوں کے پیچھے ایک بہت
بڑا پہاڑ تھا جس میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ یہ آتش
فشاں پہاڑ تھا۔ سورج بادلوں میں چھپا ہوا تھا اور
دن کی پھیکی روشنی چاروں طرف پھیل تھی۔ آس پاس
درخت کوئی سبزہ نہیں تھا۔ ناگ وہیں کھڑا اس منظر
کو دیکھتا رہا۔

اسے یقین تھا کہ یہ اس کی اپنی ہی پرانی زمین ہے
جس زمین پر اس نے عنبر ماریا اور کیٹی کے ساتھ
ہزاروں برس تک مل کر سفر کیا تھا۔ مگر اسے یہ معلوم
نہیں تھا کہ وہ کون سے ملک کون سے براعظم میں ہے
اس قسم کے سیاہ ناک جوالہ مکھی پہاڑ اس نے زندگی
میں کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ ایک طرف
چل پڑا۔

زمین پتھریلی اور اونچی نیچی تھی۔ ڈھلان لگ رہا تھا

یہ لاوا ہے جو کبھی جوالا مکھی سے اُبل کر یہاں پھیل گیا
اور اب ٹھنڈا ہو کر جم گیا ہے۔ ناگ کچھ دُور تک
چلتا رہا۔ پھر اس نے سوچا کہ اسے ہوا میں اڑ کر اس
علاقے کا جائزہ لینا چاہیے۔ چنانچہ وہ سانس اوپر کھینچ کر عقاب
بن گیا اور اس نے فضا میں اڑنا شروع کر دیا۔

اڑتے اڑتے جب وہ اس علاقے کے بڑے آتش فشاں
پہاڑ کے اوپر پہنچا تو اس نے جھک کر نیچے دیکھا۔ آتش
فشاں پہاڑ کا دہانہ بہت بڑا تھا اور اس کے اندر نیچے
سرخ رنگ کا لاوا اُبل رہا تھا اور اس میں سے دھواں اور
کیس اٹھ رہی تھی۔

ناگ تیزی سے اس کے اوپر سے گذر گیا۔

آگے کچھ فاصلے پر لاوے کی سخت زمین کا سلسلہ
ختم ہو گیا اور ہرے بھرے گھاس کا میدان آ گیا۔ اس
میدان کے آخری کنارے پر اسے ایک اونچی پہاڑی پر
سیاہ میناروں والا ایک قلعہ دکھائی دیا۔ ناگ اڑتا اڑتا اس
قلعے کے اوپر پہنچ گیا۔

قلعے کے میناروں کے پتھر اکھڑے ہوئے تھے قلعہ بڑا
ویران اور کھنڈر تھا۔ اس کا ایک بڑا دروازہ بھی ٹوٹا
ہوا تھا۔ دروازے کے آگے ایک سڑک تھی جس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنارے کنارے جھاڑیاں اُگی تھیں۔ ناگ نیچے اُتر آیا۔ قلعے کے دروازے پر اوپر درمیان میں ایک انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ لٹک رہا تھا۔

ناگ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ انسانی ڈھانچہ یہاں کسی نے لٹکا رکھا ہے، کیوں کہ اسے وہاں کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ قلعے کے دروازے کی ایک جانب سوکھے ٹنڈ منڈ درخت تھے۔ ناگ قلعے میں داخل ہو کر سراغ رسانی کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے ایک آواز سنائی دی۔ یہ آواز اسے کسی پرانی موٹر کار کے انجن کی لگی۔

ناگ ہوا میں اڑتا ہوا آواز کی طرف چلا۔

قلعے کے کھنڈر سے دور جہاں میدان ختم ہو جاتا تھا اور گھنا جنگل شروع ہوتا تھا ناگ نے دیکھا کہ خشک برساتی نالے کے پُل پر ایک پرانی طرز کی فورڈ کار کھڑی ہے۔ ایک آدمی اس کا بونٹ اٹھائے اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کار کا انجن چل رہا تھا۔

ناگ ایک انسان کو دیکھ کر خوش ہوا کہ چلو اپنی دنیا کی زمین پر کوئی انسان تو نظر آیا کہ جس سے وہ بات چیت کر کے پوچھ سکتا ہے کہ یہ کون سا ملک ہے۔

ان سا براعظم ہے۔ ناگ کچھ دور جا کر درختوں کے
نیچے اُتر آیا اور انسانی شکل اختیار کر لی۔ وہ پیدل
چلتا جب پُل کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ کار کا مالک
کچھ بے بسی کے عالم میں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ کوئی
اس کی مدد کرنے آئے۔

ناگ اس کے پاس آیا تو وہ آدمی مسکرا کر بولا:

"موسیو! کیا آپ کار کے انجن کی خرابی دور کر
سکتے ہیں؟"

ناگ نے دیکھا کہ اس آدمی کی عمر پچاس کے قریب تھی
بال کنپٹیوں پر سفیدا ہونے لگے تھے۔ وہ ایک مضبوط قد
کاٹھ کا آدمی تھا اور اس نے بند گلے کا سیاہ اچکن نما
کوٹ پہن رکھا تھا۔ نیچے سیاہ پتلون پہنی ہوئی تھی۔ سیاہ
جوتوں کا پالش چمک رہا تھا۔ کوٹ کے بٹن چاندی کے
تھے۔ رنگ گورا تھا اور اس نے فرانسیسی زبان میں
ناگ سے بات کی تھی۔ شکل صورت اور لباس سے وہ
کوئی خاندانی آدمی لگتا تھا۔

ناگ نے سب سے پہلے اس سے یہی پوچھا کہ یہ
ملک اور شہر کون سا ہے؟

اس آدمی نے قدرے حیرت سے ناگ کی طرف دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ور مسکرا کر کہا:

"موسیو! لگتا ہے آپ یہاں اجنبی ہیں۔ چلیے کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر آپ سیاح ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ملک فرانس ہے اور یہ شہر پیرس کا ایک پرانا گاؤں ہے۔ میرا نام گارشاں ہے۔ میں اس علاقے کا کاؤنٹ ہوں۔ وہ سامنے میرا قلعہ ہے۔ آج ہمارے ہاں مہمانوں کی دعوت ہے۔ میں کچھ چیزیں مارکیٹ سے لے کر آ رہا تھا کہ گاڑی خراب ہو گئی۔ کیا آپ انجن کو ٹھیک کر سکتے ہیں؟"

ناگ نے تھوڑی ہی دیر میں کار کے انجن کو ٹھیک کر دیا۔ اس میں کچھ بھی خرابی نہیں تھی۔ بس ایک پلگ باہر نکلا ہوا تھا۔

ناگ نے تعجب سے پوچھا:

"حیرانی کی بات ہے آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ انجن کا پلگ باہر نکلا ہوا ہے؟"

گارشاں نے شرمندہ سا ہو کر کہا:

"معاف کرنا موسیو! میں نے کبھی گاڑی کے انجن کی شکل نہیں دیکھی۔ میرا ڈرائیور آج چھٹی پر تھا

جس کی وجہ سے گاڑی مجھے ہی چلانی پڑی:

شکل صورت سے بھی یہ آدمی کسی شاہی خاندان کا لگتا تھا۔ اس کے چہرے پر خاندانی شرافت اور نمایاں تھی اور وہ بڑی شائستگی اور ادب آداب ساتھ ناگ سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے تین بار کر ناگ کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی میں بیٹھ کر ازہ بند کرتے ہوئے بولا:

موسیو! آپ کو اگر کوئی ضروری کام نہیں ہے تو ہماری دعوت میں شرکت فرمایئے۔ مجھے اور میرے خاندان کے دوسرے لوگوں کو بڑی خوشی ہو گی۔"

ناگ کو کوئی کام نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ دعوت ں ضرور شریک ہو جانا چاہیے۔ اس طرح اسے لوگوں سے ملنے کا موقع ملے گا اور ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی باتوں سے عنبر ماریا کے بارے میں ہی کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ اتنا اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ زمانہ پرانا نہیں بلکہ اکیسویں صدی ہی کا ہے یعنی جب دنیا پر ایٹمی جنگ ہوئی تھی۔ ابھی تک ناگ نے اس فرانسیسی کاؤنٹ سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی کہ یہ کون سا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمانہ ہے اور ایٹمی جنگ کے بعد یہاں کون سے لوگ آباد ہیں اور دنیا پر کس ملک کی برتری قائم ہے۔ ناگ کو خاموش دیکھ کر کاؤنٹ گارشاں نے مسکرا کر کہا:

"موسیو! اگر آپ میری دعوت میں آنا پسند نہیں کرتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ اچھا آپ کا ایک بار پھر شکریہ۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر گارشاں نے گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ گاڑی لے کر چلنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے کہا:

"نہیں نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے آپ کی خاندانی دعوت میں شامل ہو کر خوشی ہو گی۔ یہ میرے لیے بڑی عزت افزائی کی بات ہے۔"

گارشاں نے مسکراتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول دیا:

"تشریف لائیے موسیو۔ آپ نے میری دعوت قبول فرما کر مجھے عزت بخشی ہے۔"

ناگ گاڑی میں، کاؤنٹ گارشاں کے پہلو والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ گاڑی قلعے کی طرف روانہ ہو گئی۔

کاؤنٹ گارشاں نے کہا:

"موسیو! آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

ناگ نے کہا:

"میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔"

پھر کچھ دیر خاموش رہا۔ گاڑی میدان کے درمیان سے گذرتی سڑک پر آہستہ سے چلی جا رہی تھی۔

ناگ نے پوچھا:

"آپ کے پاس نئی گاڑیاں بھی ضرور ہو گی موسیو۔"

کاؤنٹ نے سامنے سڑک پر نظریں جمائے کہا:

"موسیو! آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ تیسری ایٹمی جنگ کے بعد ہر ملک تباہ و برباد ہو گیا تھا ساری جدید سائنسی تہذیب کا خاتمہ ہو گیا اور کہیں کوئی ایسی سائنسی ایجاد باقی نہ رہی کہ جس کو دیکھ کر پتہ چلے کہ ہماری دنیا نے سائنس میں کس قدر ترقی کر لی تھی کہ ہم خلا میں مصنوعی سیارے بھیجنے لگے تھے۔ بس اس علاقے میں میں اور میرے کچھ ساتھی اور خاندان کے لوگ ہی ایٹمی جنگ کی تباہ کاری سے بچ گئے۔ کیوں کہ ہم اپنے اپنے قلعے کے تہہ خانوں میں جا کر چھپ گئے تھے۔ جنگ ختم ہونے اور زمین پر سے ایٹمی تابکاری کے اثرات کے ختم ہو جانے کے بعد ہم تہہ خانوں سے نکل آئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اب میں اپنے خاندان والوں کے ساتھ
اس قلعے میں رہتا ہوں۔ یہ جو تم آتش فشاں
پہاڑ دیکھ رہے ہیں یہ ایٹمی جنگ اور ایٹم بم
گرنے کے بعد یہاں بن گئے ہیں۔ اس پہاڑنے
ایک بار ایسا لاوا اگلا کہ ہم ایک ماہ تک
اپنے قلعے سے باہر نہیں نکل سکے۔"

ناگ خاموشی سے کاؤنٹ کی باتیں سن رہا تھا۔
کار ایک نپی تلی رفتار کے ساتھ قلعے کے دروازے
کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ناگ کو ساری معلومات حاصل
ہو گئی تھیں۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اپنی ہی
دنیا میں ہے اور یہ لوگ فرانس کے وہ امیر ترین
جاگیردار ہیں جو محض اپنے بڑے بڑے قلعوں کے تہہ
خانوں کی وجہ سے ایٹمی تباہ کاری سے بچ گئے ہیں۔
گاڑی دروازہ کے سامنے آئی تو ناگ نے اس کے دروازے
کے اوپر لٹکتے انسانی ہڈیوں کے پنجر کی طرف اشارہ
کر کے پوچھا:

"موسیو گارشاں! یہ انسانی ڈھانچہ کس خوشی میں
یہاں لٹکا دیا گیا ہے؟"

کاؤنٹ گارشاں نے ڈھانچے کی طرف دیکھ کر کہا:

"موسیو ناگ! ہم خاندانی لوگ ہیں۔ ہمارا تعلق فرانس
کے بادشاہ لوئی چہار دہم کے خاندان سے ہے۔
ہم اپنے دشمن کو کبھی معاف نہیں کرتے اور
اس سے پورا بدلہ لیتے ہیں۔ یہ انسانی ڈھانچہ
میرے ایک ایسے دشمن کا ہے جس نے میرے
قلعے میں گھس کر مجھے قتل کرنے کی کوشش کی
تھی۔ میں نے اسے پکڑ کر اس کی لاش کو قلعے
کے دروازے پر لٹکا دیا تاکہ میرے دوسرے
دشمنوں کو عبرت حاصل ہو۔ یہ ہم شاہی
خاندان کے لوگوں کا دستور رہا ہے۔ ہم اپنی
عزت پر کبھی آنچ نہیں آنے دیتے اور دشمن کو
کبھی معاف نہیں کرتے۔"

ناگ اس کاؤنٹ گارشاں کے ایسے بلند اور باعزت
خیالات سے بہت متاثر ہوا۔ واقعی انسان کو اپنی عزت
کے لیے اپنی جان تک قربان کر دینی چاہیے۔ انسانی عزت اور
وقار ہی دنیا میں سب سے اہم شے ہے اور انسان کو اس کی
ہر لمحے حفاظت کرنی چاہیے۔

گاڑی قلعے کے اندر داخل ہو رہی تھی۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وحشی کھیل

قلعے کے اندر پتھر کا ایک چھوٹا سا پُل بنا ہوا تھا۔ گاڑی اس پُل پر سے گذر کر قلعے کے دوسرے حصّے کی طرف آ گئی۔ یہاں سے گاڑی ایک سرنگ میں داخل ہوئی اور ناگ کو ایسا لگا کہ گاڑی زمین کے اندر بنے ہوئے راستے میں جاری ہے۔ کاؤنٹ گارشاں نے ناگ کی تشویش کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"موسیو ہمارے قلعے میں کئی کمرے ہیں۔ مگر جب سے دنیا پر ایٹمی جنگ ہوئی ہے اس کے بعد ہم نے اپنے قلعے کے تہہ خانے میں رہنا شروع کر دیا ہے۔"

گاڑی ایک جگہ اونچی چھت والے برآمدے میں آ کر رُک گئی۔ یہاں دن کے وقت بھی دیوار کے ساتھ ایک بجلی کا زرد بلب جل رہا تھا۔ ناگ نے محسوس کیا کہ قلعے کی اندرونی ساری دیواریں سیاہ رنگ کی تھیں

اور ابھی تک اسے کوئی دوسرا آدمی وہاں نظر نہیں آیا تھا۔ موسیو نے اتر کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور بڑی خندہ پیشانی سے ناگ کے آگے ذرا سا جھک کر کہا:

"موسیو! کاؤنٹ گارشاں آپ کو اپنے قلعے میں خوش آمدید کہتا ہے۔ میرے ساتھ شاہی مہمان خانے میں تشریف لے چلئے۔"

ناگ اس شخص کے حسن اخلاق سے بہت متاثر ہوا۔ گارشاں اسے ساتھ لے کر ایک کشادہ کمرے میں آ گیا۔ جو بڑی خوش اسلوبی سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پر بادشاہوں اور شہزادیوں کی بڑی بڑی تصویریں لگی تھیں۔ صوفے شاندار تھے۔ فرش پر قیمتی قالین بچھا تھا۔ چھت کے ساتھ ایک ایک خوبصورت فانوس لٹک رہا تھا۔ آتش دان کے اوپر ایک کلاک دن کے دو بجا رہا تھا۔ ناگ نے ایک عجیب بات یہاں بھی محسوس کی کہ اس عالی شان کمرے کا صرف ایک ہی دروازہ تھا جس میں سے وہ داخل ہوئے تھے اور اس نے دیکھا تھا کہ یہ دروازہ لکڑی کا نہیں بلکہ لوہے کا تھا۔ کمرے میں کوئی روشندان بھی نہیں تھا۔ پتھریلی دیواریں اوپر چھت تک چلی گئی تھیں۔

کاؤنٹ گارشاں نے صوفے کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موسیو! تشریف رکھیں میں اپنی بیوی بچوں کو لے کر آتا ہوں"

وہ دروازے کی طرف بڑھا پھر رُک کر بولا:

"آپ کافی پئیں گے یا چائے؟ اچھا میں آپ کے لیے کافی بھجواتا ہوں"

گارشاں باہر نکل گیا۔

کمرے میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ ناگ کے دل میں پراسر قسم کے خیالات آنے لگے۔ اس قلعے کا سارا ماحول ہی پراسرار تھا۔ مگر جب اسے کاؤنٹ گارشاں کا با اخلاق مسکراتا ہوا چہرہ یاد آیا تو ناگ نے اس قسم کے خیالات کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ گارشاں کے بیوی بچوں سے مل کر بہت خوش ہوگا اور ہو سکتا ہے۔ اسے ان سے ماریا یا کیٹی کے بارے میں کوئی سراغ مل سکے۔

ناگ نے اٹھ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ آتش دان کے پاس گیا۔ آتش دان ٹھنڈا تھا۔ شاید اسی لیے وہاں ٹھنڈک تھی۔ آتش دان کے اندر سے چمنی باہر کو نکلتی تھی۔ مگر چمنی میں گھپ اندھیرا تھا۔ اسے دروازے کے باہر قدموں کی آواز سنائی دی۔

ناگ جلدی سے صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ دروازہ آہستہ سے کھلا اور ایک عجیب ڈراؤنی شکل والا بوڑھا آدمی ہاتھ میں کافی کا طشت لیے اندر داخل ہوا۔ وہ لنگڑا کر چل رہا تھا۔ طشت میز پر رکھنے کے بعد اس نے ناگ کی طرف کچھ پریشان سی نظروں سے دیکھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ ناگ سے کچھ کہنا چاہتا ہے کہ دروازے میں کاؤنٹ گارشاں نمودار ہوا۔ وہ ہنستا ہوا آ رہا تھا۔ کہنے لگا:

"موسیو! میری بیوی آپ کے آنے کا سن کر بہت خوش ہوئی ہے۔ اصل میں یہاں بہت دیر کے بعد کوئی مہمان آتا ہے۔ میرے بچے بھی آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ میری بیوی تیار ہو رہی ہے۔ بس آتی ہی ہوگی؟"

پھر وہ ناگ کے پاس بیٹھ گیا۔ بوڑھا نوکر خاموشی سے خالی ٹرے اٹھائے کمرے سے نکل گیا۔ گارشاں کافی کی چسکی لے کر بولا:

"میرا خیال ہے ہمیں اتنی دیر تک ایک ایک پیالی کافی سے جی بہلانا چاہیے۔ بیگم کے آنے پر نئی کافی منگوا لیں گے۔ کیا خیال ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"اچھا خیال ہے:"

ایک عرصے کے بعد اسے کافی کی پیاری پیاری خوشبو آئی تھی۔ وہ بہت خوش تھا کہ ایک مدت کے بعد وہ فرانس کے شاہی خاندان کے کسی فرد کے پاس بیٹھا اعلیٰ قسم کی کافی پینے والا ہے۔ گارشاں نے کافی ناگ کے پیالے میں ڈالی۔ پھر بالائی اور چینی ملا کر پیالی اس کی طرف بڑھائی:

"موسیو! شوق کیجئے۔ ہم یہ کافی اپنی زمینوں پر ہی اگاتے ہیں۔ اور اب تو جنگ کے بعد باہر سے بھی کافی نہیں آتی۔ مجھے یقین ہے آپ کو ہماری کافی پسند آئے گی:"

ناگ نے جلدی سے ایک گھونٹ بھرا۔ کافی واقعی بہت لذیذ اور خوشبودار تھی۔ گارشاں ابھی اپنی پیالی میں چینی ہلا رہا تھا۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر بڑے شوق سے پوچھا:

"موسیو! کافی پسند آئی؟ خدا کرے آپ کو کافی ابھی بھی ہو؟"

ناگ نے دوسرا گھونٹ بھرا اور بولا:

"موسیو گارشاں! آپ کی لذیذ کافی کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ میں بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے کافی سے نوازا۔"

کاؤنٹ گارشاں نے اپنی پیالی میں سے چمچ نکال کر ٹیبل پر رکھا اور بولا:

"موسیو! ناگ! اس کافی کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو ہمارا یہ قلعہ بھی پسند آیا ہو گا۔ یہ قلعہ سات سو برس پرانا ہے اور اسے ہمارے خاندان کے ایک کاؤنٹ نے بنوایا تھا۔ اس قلعے کے نیچے ایسے تاریک تہہ خانے ہیں کہ اگر اس میں ایک بار انسان داخل ہو جائے تو پھر قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا۔ اس قلعے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ میرے دادا نے اس قلعے کے نیچے ایک بہت بڑا تھیٹر تعمیر کرایا تھا۔ اس تھیٹر میں میرے دادا روم کے بادشاہوں کی طرح انسانوں کو انسانوں سے لڑایا کرتے تھے۔ پھر وہ ان پر بھوکے بھیڑیئے چھوڑ دیتے۔ میں نے یہ خونی کھیل بند کر دیا ہے۔ اس کی جگہ میں نے ایک نئی چیز ایجاد کی ہے۔ کیا آپ اس ایجاد کے بارے میں سننا پسند کریں گے موسیو ناگ؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ پر نیند طاری ہونے لگی تھی۔ اسے کاؤنٹ گارشاں کی آواز دُور ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے اس کی آواز بھی کم سنائی دے رہی تھی۔ اس کا چہرہ بھی دھندلا ہونے لگا تھا۔ ناگ نے اپنے ذہن پر زور دے کر سوچا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کہیں یہ کافی کی وجہ تو نہیں ہے؟ کہیں اس شخص نے کافی میں کوئی بیہوشی کی دوائی تو نہیں ملا دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے خود یہ کافی نہیں پی تھی۔ ناگ نے اپنی جگہ سے اُٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہل سکا۔ کاؤنٹ گارشاں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک کہقہہ لگایا اور بولا:

"موسیو ناگ! اب تم اس قلعے سے کبھی باہر نہیں جا سکو گے۔ بہت جلد تمہاری روح یہاں سے پرواز کر جائے گی۔ ابھی تم بے ہوش ہو جاؤ گے اور تمہارا تعارف میں اپنی اس ایجاد سے کرواؤں گا جو تمہاری موت کا پیغام لیے تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے مجھے اپنے ایک اور شکار سے نمٹنا ہے تمہاری باری اس کے بعد آئے گی۔ اچھا موسیو! اب

تم آرام کرو — تم دو روز تک یہاں بے ہوش رہو گے۔ خوراک تمہارے جسم میں انجکشن کے ذریعے داخل کی جائے گی تاکہ تم زندہ رہ سکو اور میرے خاندان کے لوگوں اور دوستوں کے لیے موت کا خونی منظر پیش کر سکو۔

خدا حافظ!"

یہ کہہ کر یہ مکروہ انسان قہقہہ لگاتے ہوئے دروازہ کھول کر چلا گیا۔ جاتے ہوئے اس نے لوہے کے دروازے کو باہر سے بند کر دیا۔ ناگ کو چٹخنی لگانے کی ویسی آواز سنائی دی۔ اب ہر شے اس کے ذہن میں صاف ہو چکی تھی۔ یہ کوئی عفریت نما شیطان صفت انسان تھا جو انسانوں کو شکار کر کے اپنی کسی انسان دشمن ایجاد کی بھینٹ چڑھاتا تھا۔ اس نے ناگ کو بھی اپنا شکار بنا لیا تھا۔ وہ کسی دوسرے انسان کو بھی پہلے سے شکار کر کے قلعے میں قید کیے ہوئے تھا۔

ناگ نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے تو اسے نیند اور دوائی کے اثر کے خلاف لڑنا چاہیے تاکہ وہ بیہوش نہ ہونے پائے۔ اگر وہ بے ہوش ہو گیا تو نہ صرف یہ کہ وہ دوسرے بدقسمت انسان کو نہیں بچا سکے گا بلکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا اپنا زندہ رہنا بھی مشکل ہو گا۔

ناگ کے پاس ایسی کوئی شے نہیں تھی جس کی مدد سے وہ بے ہوشی کی دوائی کے اثرات سے لڑ سکتا۔ دوائی کا اثر بڑی تیزی سے ہو رہا تھا۔ ناگ کی آنکھیں اپنے آپ بند ہوئی جا رہی تھیں۔ اس کا سارا جسم پہلے ہی سُن ہو چکا تھا۔ اب اسے کوئی دوسرا سانپ ہی اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہے۔ ناگ کو خیال آیا کہ اس طرح کے پرانے قلعوں میں سانپ ضرور اپنا ٹھکانا بنا لیا کرتے ہیں۔

ناگ نے ایک خاص قسم کی سسکار کی آواز نکال کر سانپ کو آواز دی۔ اس نے تین بار آواز دی اور پھر اس پر غشی طاری ہونے لگی۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ پپوٹے بھاری ہو کر اس کی آنکھوں پر گرے ہوئے تھے۔

اچانک ناگ کے کانوں میں ہلکی سی پھنکار کی آواز آئی۔ ناگ نے اپنے جسم کی ساری طاقت لگا کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کے سامنے ایک سفید سانپ پھن اٹھائے کھڑا بار بار جھک کر تعظیم کر رہا تھا۔

"عظیم ناگ! آپ سو رہے ہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں لیکن آپ نے مجھے آواز دی تھی۔"

ناگ نے کہا:

"جلدی سے ــــ میرے ــــ میرے ہاتھ پر ڈس دو۔"

سفید سانپ نے گھبرا کر کہا:

"عظیم ناگ! میری یہ جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ میں آپ کے جسم میں اپنا زہر داخل کروں۔"

ناگ نے بڑی مشکل سے آواز نکال کر کہا:

"میرا حکم مانو ــــ مجھے ڈسو ــــ جلدی کرو۔"

سفید سانپ سمجھ گیا کہ معاملہ خراب ہے۔ عظیم ناگ دلیتا پر ضرور کسی نے جادو کر دیا ہے۔ سفید سانپ بڑے ادب سے آگے بڑھا اور اس نے اپنا منہ ناگ کے ہاتھ پر رکھ کر اسے ڈس دیا۔

سفید سانپ کے زہر نے ناگ کے جسم میں داخل ہوتے ہی بے ہوشی کی دوائی کے اثر کو ایک دم ختم کر دیا۔ ناگ کے جسم میں دوبارہ جیسے جان پڑ گئی۔ اس کی آنکھیں اپنے آپ کھل گئیں۔ اس کا جسم گرم ہو گیا۔ اس نے سفید سانپ سے کہا:

"شاباش! تم نے عین وقت پر آ کر میری مدد کی ہے۔ اگر تم نہ آتے تو معاملہ خطرناک ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا تھا ۔"

سفید سانپ بولا :

"عظیم ناگ ! آپ کے ساتھ یہ زیادتی کس نے کی ہے ؟ مجھے حکم دیجئے ۔ میں ابھی جا کر اسے موت کی نیند سلائے دیتا ہوں ۔"

ناگ نے کچھ سوچ کر کہا ،

"نہیں ۔ یہ کام میں خود ہی کروں گا ۔ لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا تم جاؤ ۔ اگر تمہاری ضرورت پڑی تو میں تمہیں بلا لوں گا ۔"

"جو حکم عظیم ناگ !"

یہ کہہ کر سفید سانپ نے ادب سے سر جھکایا اور خاموشی سے قالین پر رینگتا آتش دان میں داخل ہو کر اس کی چمنی کے اندھیرے میں غائب ہو گیا ۔ یہ سانپ آتش دان کی ٹھنڈی تاریک چمنی میں سے رینگ کر کمرے میں آیا تھا ۔

ناگ نے اب پوری طرح غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ کاؤنٹ گارشاں کوئی انتہائی ظالم ، خون خرابہ کر کے اس سے بدلہ لے سکتا تھا ۔ لیکن گارشاں

ے بتا گیا تھا کہ اس نے ایک اور شکار کو بھی
کر رکھا ہے اور پہلے اس کی باری آئے گی ۔
ناگ سب سے پہلے اس بدنصیب انسان کو بچانا
ہتا تھا جو اس وحشی کی نئی خونی ایجاد کی بھینٹ
ھنے والا تھا ۔

ناگ کو اتنا معلوم تھا کہ گارشاں اپنی طرف سے اسے
ے ہوش کر گیا ہے اور اب وہ اسے غذا کا انجکشن دینے
ید رات کے کسی پہر میں آئے گا ۔ اس دوران میں ناگ
سرے بدنصیب انسان کو تلاش کر سکتا تھا ۔ یقیناً وہ اسی
لے کے کسی تہہ خانے میں قید ہو گا ۔ ناگ نے اٹھ کر
مرے کی ایک ایک دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھا ۔ وہاں
ئی سوراخ کوئی معمولی سی درز تک بھی نہیں تھی ۔

لوہے کا دروازہ بھی اس طرح بند تھا کہ ایک چیونٹی کے
ابر بھی باہر نکلنے کا راستہ نہیں تھا ۔ ناگ کوئی بھی جنگلی
ارہ بن کر دروازے کو توڑ سکتا تھا ۔ مگر وہ نہیں چاہتا
نکا کر کسی کو کانوں کان خبر ہو ۔ اس طرح سے گارشاں
اپنے شکار کو موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا ۔

ناگ کو آتش دان کا خیال آیا جس میں سے رینگ
کر سفید سانپ اس کی مدد کو آیا تھا ۔ ناگ نے فوراً

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ کی شکل اختیار کی اور آتش دان کی چمنی میں اوپر کی طرف رینگنے لگا۔ چمنی کافی اونچی تھی۔ اسے دُور چمنی کے منہ پر روشنی نظر آ رہی تھی۔ جب وہ کے باہر پہنچا تو دیکھا کہ وہ قلعے کے باہر آ گیا ہے۔ کچھ دیر وہ دن کی روشنی میں قلعے کی چھت پر ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ یہاں وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اسے ایک بار پھر قلعے کے اندر جانا پڑتا۔ کیوں کہ جس بدنصیب انسانی شکار کو وحشی گارشاں نے ہلاک کرنے کے لیے قید میں ڈال رکھا تھا وہ قلعے کے اندر بلکہ قلعے کے نیچے کسی تہ خانے میں تھا۔

ناگ اسی چمنی میں سے گذرتا ہوا واپس کمرے میں آ گیا۔ اسے بند دروازے کے پیچھے برآمدے میں آدمیوں کے قدموں اور باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ ناگ جلدی سے واپس انسانی شکل میں آ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا سر پیچھے لگا دیا اور آنکھیں بند کر کے یوں ظاہر کیا جیسے وہ بے ہوش پڑا ہے۔

وہ ایک آنکھ تھوڑی سی کھول کر دروازے کو دیکھ رہا تھا دروازہ کھلا اور کمرے میں گارشاں اور اس کا ایک ساتھی داخل ہوا۔ گارشاں نے وہی لباس پہن

تھا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین لیس سٹیل کی ایک ... تھی۔ اس کے ساتھی نے بھی لمبا اوپر تک بند سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ باتیں کرتے ہوئے ناگ کے صوفے کی طرف بڑھے۔

ناگ نے آنکھ بند کر لی۔

گارشاں نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیوں ہنری! میرے تازہ شکار کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

اس کے ساتھی نے ناگ کو جھک کر غور سے دیکھا اور کہا:

"نوجوان ہے۔ اس کی کھوپڑی کاٹنے میں ہماری نئی مشین شاید دیر لگائے۔"

گارشاں نے قہقہہ لگا کر کہا:

"میں اپنی ایجاد سے ناامید نہیں ہوں۔ میری مشین جب اس کے سر پر فٹ کر دی گئی اور میں نے اس کا بٹن دبا دیا تو تم دیکھنا کہ ایک سیکنڈ میں اس کی آدھی کھوپڑی سر سے الگ ہو کر پیالے میں گر پڑے گی۔ اچھا اب تم اس کے بازو پر سے کوٹ پرے ہٹاؤ۔ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے غذائی انجکشن دے دوں۔ اس کا زندہ رہنا
ضروری ہے۔"

ناگ یہ سن کر کانپ گیا کہ یہ درندہ صفت لوگ
اس کی کھوپڑی اتارنے کا پروگرام بنا چکے تھے۔ وہ
بے ہوش بن کر پڑا رہا۔ گارشاں کے ساتھی نے ناگ
بازو پر سے کوٹ کی آستین پرے ہٹائی اور گارشاں
نے سٹین لیس سٹیل کی ڈبی میں سے سرنج نکال کر اسے
ٹیکہ لگا دیا۔ ٹیکہ لگانے کے بعد اس نے سرنج کو ڈبی
میں رکھا اور بولا،

"ہمیں جلدی چلنا چاہیے۔ مہمانوں کے آنے کا وقت
ہو گیا ہے۔ ہمیں اپنے خونی ڈرامے کے لیے تیاری
بھی تو کرنی ہے۔"

اس کے ساتھی نے کہا،

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں گارشاں۔
میں نے لڑکی کے سر کے بال مونڈ کر اسے بے ہوش
کر کے سٹریچر پر ڈال دیا ہے۔ بس مہمانوں کے
آنے کی دیر ہے کہ ہم اپنا ڈرامہ شروع کر دیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

ناگ کو جب دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو اس نے

آنکھیں کھول دیں۔

وہ یہ سوچ کر کانپ اٹھا کہ یہ درندے ایک
گناہ معصوم لڑکی کی کھوپڑی اتارنے کی تیاری کر رہے
ہیں۔ ناگ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے ہر حالت میں
بے گناہ لڑکی کی جان بچانی تھی۔ مگر اسے یہ تک
معلوم نہیں تھا کہ وہ لڑکی کس جگہ سٹریچر پر بے ہوش
پڑی ہے۔ کمرے سے باہر نکلنے کا بھی کوئی راستہ
نہیں تھا۔

اس نے سوچا کہ اس سلسلے میں سفید سانپ سے
مدد لے
مشورہ کرنا چاہیے۔ وہ اس قلعے میں رہتا ہے ممکن ہے
تمام خفیہ راستوں کا علم ہو گا۔ یہ سوچ کر ناگ نے
ایک بار پھر سفید سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی ہی
دیر میں سفید سانپ پھنکارتا ہوا آتش دان کی چمنی میں
سے نکل کر ناگ کے سامنے ادب سے کنڈلی مار کر بیٹھ
گیا۔ ناگ نے اس سے پوچھا،

"کیا تم اس قلعے کے تمام خفیہ راستوں کو
جانتے ہو؟"

"جانتا ہوں عظیم ناگ! لیکن آپ کو کہاں جانا
ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے جھنجلا کر کہا:

"کم بخت یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ تو ہے نہیں"

سفید سانپ بولا:

"عظیم ناگ! آپ قلعے سے باہر چمنی کے راستے جا سکتے ہیں۔"

ناگ نے غصے میں آ کر کہا:

"میں قلعے سے باہر نہیں قلعے کے اندر جانا چاہتا ہوں۔"

سفید سانپ سہم کر خاموش ہو گیا۔

ناگ نے بڑی ملامت سے کہا:

"بھائی! مجھے کس طرح اس قلعے کے اندر ہی اندر اس جگہ پہنچا دو جہاں ان لوگوں نے ایک تماشہ کرنے والا تھیٹر بنایا ہوا ہے۔"

سفید سانپ کچھ سوچ کر بولا:

"عظیم ناگ! میں نے ایک بار یہاں ایک بہت بڑا گول کمرہ دیکھا تھا جہاں اوپر تک سیڑھیاں بنی ہیں۔ ان سیڑھیوں پر لوگ بیٹھا کرتے ہیں۔ کیا آپ وہاں جانا چاہتے ہیں؟"

ناگ نے جلدی سے کہا:

"ہاں ہاں۔ وہیں جانا چاہتا ہوں۔ کیا یہاں سے کوئی راستہ اس کمرے تک جاتا ہے؟"

سفید سانپ نے کہا:

"یہاں سے تو نہیں عظیم ناگ مگر قلعے کے باہر سے ایک راستہ جاتا ہے۔ میرے ساتھ آیئے۔"

سفید سانپ ناگ کو ساتھ لے کر آتش دان کی چمنی سے قلعے کے باہر نکل آیا۔ پھر قلعے کی پچھلی ٹوٹی پھوٹی دیوار کی اینٹوں میں ایک جگہ داخل ہو گیا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا یہاں ایک سوراخ تھا۔ دونوں سانپ اس سوراخ میں داخل ہو گئے۔ کافی دور تک رینگنے اور کئی ایک موڑ گھومنے کے بعد سفید سانپ ایک کمرے میں نکل آیا۔

"یہ ہے وہ کمرہ عظیم ناگ"

ناگ نے دیکھا کہ ایک گول کمرے میں تھیٹر کی طرز پر چھت تک سیڑھیاں چلی گئی تھیں۔ یہ لوگوں کے بیٹھنے کے لیے بنائی گئی تھیں۔ سامنے دیوار کے ساتھ ایک سٹیج بنا تھا۔ اس سٹیج پر ایک سفید چبوترے پر سٹریچر رکھا تھا جس پر ایک لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ اس کا سر مٹڑا ہوا تھا۔ اس کا سارا جسم چمڑے کے تسموں سے سٹریچر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ بندھا تھا۔ اس کے سر کے اوپر ایک عجیب قسم
کی شکنجے کی شکل کی گول مشین لٹک رہی تھی۔
ناگ سمجھ گیا کہ یہی وہ خونی ایجاد ہے جو بے ہوش
انسان کے سر پر چڑھا دی جاتی ہے اور بدنصیب انسان
کی کھوپڑی الگ ہو جاتی ہے۔ اس سٹریچر کے آگے سیڑھیوں
کی طرف کالا پردہ تان دیا گیا تھا۔
سفید سانپ نے کہا،
"عظیم ناگ! یہاں کیا ہونے والا ہے؟"
ناگ نے اس سے پوچھا،
"کیا تم نے پہلے یہ ڈرامہ کبھی نہیں دیکھا؟ تم
تو اس قلعے میں ہی رہتے ہو۔"
سفید سانپ نے کہا،
"عظیم ناگ! میں اس قلعے میں ضرور رہتا ہوں مگر
میں صرف ایک بار اس کمرے میں آیا تھا جب یہ
سارا کمرہ بالکل خالی پڑا تھا۔"
ناگ اور سفید سانپ سٹیج کی دیوار کے نیچے ایک
سوراخ میں سے باہر نکلے تھے۔ ناگ نے کہا،
"اس قلعے کا مالک ایک خونی درندہ ہے۔ وہ
اس لوگ کو ہلاک کرنے والا ہے۔ ہمیں اس
لڑکی کو بچانا ہے۔ اس سلسلے میں میری مدد کرو۔"
سفید سانپ نے سر جھکا کر کہا،
"میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں عظیم ناگ!
آپ حکم کیجیے۔"
ناگ نے کہا،
"کیا یہاں کوئی ایسا راستہ بھی ہے جہاں سے ہم
اس لڑکی کو باہر نکال کر لے جائیں؟"
سفید سانپ نے سٹیج کے عقبی دروازے کی طرف
اشارہ کیا،
"عظیم ناگ! یہاں یہی ایک دروازہ ہے جو قلعے
کے تہہ خانے میں سے گذر کر ایک اس نالے
میں جا نکلتا ہے جہاں سے قلعے کا پانی باہر
نکالا جاتا ہے۔"
ناگ ایک سیکنڈ میں انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے
فوراً بے ہوش لڑکی کے بندھن کھول کر اسے سٹریچر پر سے
اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور سفید سانپ سے کہا،
"میری رہنمائی کرو۔ اگر کوئی ہمارے راستے میں
آیا تو اسے فوراً ڈس دینا۔"
"جو حکم عظیم ناگ!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ لڑکی کو کاندھے پر اٹھائے سٹیج کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا۔ یہ چھوٹا سا تنگ و تاریک راستہ تھا جو خالی پڑا تھا۔ آگے زینہ آ گیا۔ سفید سانپ ناگ کے آگے آگے چل رہا تھا۔ زینہ اترے تو اچانک ایک جانب دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آئی۔ ناگ پیچھے نہیں بھاگنا چاہتا تھا۔ اس نے سانپ کی سسکار والی زبان میں سفید سانپ کو حکم دیا کہ ان آدمیوں کی خبر لے۔

یہ دو آدمی گارشاں کے ساتھی ہی تھے اور بیہوش لڑکی کے سر پر خونی شکنجہ چڑھانے چلے آ رہے تھے۔ ناگ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا مگر وہ صاف نظر آ رہا تھا۔ جونہی وہ دو آدمی سامنے آئے اور ان کی نظر ناگ پر پڑی کہ اس نے لڑکی کو اٹھا رکھا ہے تو فوراً چاقو نکال لیے اور ناگ پر حملہ کرنے کے لیے لپکے۔

لیکن اس دوران میں سفید سانپ غافل نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ ناگ پر پہلا آدمی حملہ کرتا سفید سانپ نے اس کی گردن پر چھلانگ لگائی اور اسے ڈس دیا۔ یہ زہر اتنا تیز تھا کہ وہ آدمی کھڑے کھڑے کانپنے لگا۔ اور پھر دھڑام سے گر پڑا۔ اتنی دیر میں ناگ نے دوسرے آدمی کو قابو کر لیا تھا۔ سفید سانپ نے اسے

ڈس کر ہلاک کر دیا۔ ناگ نے لڑکی کو دوبارا کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ ایک جگہ پھر زینہ نیچے جا رہا تھا۔ یہ زینہ ایک نالے پر جا کر ختم ہو گیا جو قلعے کے اندر ہی اندر سے گندے پانی کو لے کر قلعے سے باہر جاتا تھا۔ وہ نالے کے کنارے کنارے آگے بڑھنے لگے۔

یہاں مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ سفید سانپ ناگ کی راہ نمائی کر رہا تھا۔ بہت جلد وہ نالے کے منہ پر پہنچ گئے۔ یہاں لوہے کا مضبوط جنگلا لگا تھا۔ ناگ نے بے ہوش لڑکی کو نالے کے کنارے اینٹوں پر ڈال دیا اور خود ایک گینڈے کی شکل اختیار کر لی اور لوہے کی جالی کو زور سے ٹکر ماری۔ جالی ٹوٹ کر دوسری طرف جا گری۔

ناگ دوبارا انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے بے ہوش لڑکی کو اٹھایا اور نالے سے نکل کر باہر کھلی ہوا میں آ گیا۔ دن ڈھلنا شروع ہو گیا تھا۔

ناگ نے کہا:

"کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں میں اس لڑکی کو چھپا کر رکھ سکوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفید سانپ بولا:
"عظیم ناگ! سامنے جنگل میں ایک چٹان کے نیچے ایک غار ہے۔ اسے وہاں چل کر رکھ دیں مگر آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"
ناگ بولا: "میں ان درندوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ وہ اس کے بعد کسی بے گناہ معصوم انسان کو اپنی درندگی کا نشانہ نہ بنا سکیں۔"
سفید سانپ نے کہا:
"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ آپ کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔"
ناگ بولا: "میں اپنی حفاظت اچھی طرح کر سکتا ہوں۔ دوسرے تم غار میں اس لڑکی پر پہرہ دو گے۔"
"جو حکم عظیم ناگ۔"
ناگ نے بے ہوش لڑکی کو جنگل کے خفیہ غار میں لے جاکر چھپا دیا اور سفید سانپ کو اس کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر خود تیزی سے واپس قلعے کے اندر نالے کے ذریعے داخل ہو کر رینگتا ہوا تھیٹر کے سٹیج پر نکل آیا۔ راستے کی راہ داری

میں دونوں آدمیوں کی لاشیں ابھی تک وہیں پڑی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہاں سے ابھی تک کوئی نہیں گزرا تھا۔ سٹیج پر سٹریچر لڑکی کے بغیر خالی پڑا تھا۔
ناگ سانپ کی شکل میں تھا۔ وہ زمین کے اندر بل میں رینگتا ہوا ایک باہر پھر قلعے کے باہر اینٹوں میں نکل آیا۔ اب اسے اپنی حماقت پر ہنسی آ گئی۔ اسے تو چمنی کے ذریعے اپنے کمرے میں داخل ہو جانا چاہیے تھا۔ چنانچہ وہ رینگتا ہوا قلعے کی چھت پر آ کر چمنی کے اندر داخل ہو گیا۔ چمنی میں سے نکل کر وہ اپنے اس کمرے میں آ گیا جہاں درندہ صفت کاؤنٹ گارشاں اسے بے ہوش کر کے گیا تھا۔
ناگ نے تیزی سے دوبارا انسانی شکل بدلی اور صوفے پر اس طرح پڑ گیا جیسے پہلے بے ہوشی کی حالت میں لیٹا تھا۔ مگر وہ آنکھیں کھولے دیکھ رہا تھا۔ دروازہ باہر سے ابھی تک بند تھا۔ اب اسے گھوڑوں کے ٹاپوں اور موٹر گاڑیوں کی گڑگڑاہٹ کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں۔ خونی ڈرامہ دیکھنے والے درندہ مہمان آنے شروع ہو گئے تھے۔
ناگ چپ چاپ اپنی جگہ پر نیم دراز رہا۔ باہر قلعے کے زمین دوز راستے میں سے کاؤنٹ گارشاں کے مہمان مرد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موٹر گاڑیوں اور گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے تھے۔

درندہ کاؤنٹ گارشاں تھیٹر کے دروازے پر کھڑا ان کا خیر مقدم کر رہا تھا۔ یہ سارے کے سارے اونچے لمبے مرد تھے۔ ان میں عورت کوئی نہیں تھی۔ اصل میں گارشاں نے ناگ کے آگے جھوٹ بولا تھا کہ اس کی بیوی بچے وہاں قلعے میں رہتے ہیں۔ وہ وہاں اکیلا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رہتا تھا اور ہر ہفتے وہ خود باہر نکل پر جا کر موٹر گاڑی کو خراب کر دیتا۔ پھر جب کوئی مسافر وہاں سے گذرتا تو گارشاں اسے اپنے قلعے میں دعوت کا کہہ کر چکنی چپڑی باتیں کر کے اپنے ساتھ پھانس کر لے آتا اور پھر سب وحشی دوستوں کے سامنے اس کی کھوپڑی اپنی خاص مشین کے ذریعے اتار کر لوگوں سے اپنی ایجاد کی داد وصول کرتا۔ نہ جانے اب تک وہ کتنے معصوم انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ مہمان تھیٹر میں داخل ہو رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی نے گارشاں کے کان میں آ کر کچھ کہا۔ گارشاں کا رنگ اڑ گیا۔ وہ پریشان ہو کر تھیٹر کی طرف بھاگا۔

○

ہیبت ناک قلعہ

کاؤنٹ گارشاں گھبرایا ہوا پیچھے سے سٹیج پر آیا۔ تھیٹر کی نشستوں پر اس کے دوست اور مہمان بیٹھے جا رہے تھے۔ سامنے کالا پردہ لگا تھا۔ اس کے پیچھے گارشاں کا ساتھی سٹریچر کے پاس پریشان کھڑا تھا۔ کیوں کہ سٹریچر خالی پڑا تھا۔ چمڑے کے تسمے کھلے تھے اور وہ لڑکی جس کی ابھی تھوڑی دیر بعد سب تماشائیوں کے سامنے کھوپڑی اتاری جانے والی تھی۔ وہ غائب تھی۔ ابھی تک گارشاں کے دوستوں یعنی تھیٹر کی سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے تماشائیوں کو علم نہیں ہوا تھا کہ لڑکی غائب ہو گئی ہے اگر خونی تماشہ نہیں ہوتا تو کاؤنٹ گارشاں کی سخت بدنامی بھی تھی اور اس کی اپنی جان کو بھی خطرہ تھا۔ کیوں کہ اس کے یہ سارے تماشائی دوست اس خونی ڈرامے کے لیے دس دس ہزار روپے کا ٹکٹ خریدتے تھے۔ گارشاں سب کو ٹکٹ کے پیسے واپس نہیں کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ تماشائی غضب ناک ہو کر خود گارشاں کو ہی ہلاک کر ڈالیں۔ یہی وجہ تھی کہ گارشاں کی جان ہوا ہو گئی تھی۔ اس کا رنگ اُڑ گیا تھا۔ وہ اپنے ساتھی کو سٹیج کے پیچھے دوسرے کمرے میں لے گیا اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولا:

"آخر لڑکی کو اُٹھا کر کون لے گیا؟ یہ کسی دشمن کی شرارت ہو سکتی ہے جو مجھے تباہ کرنا چاہتا تھا۔"

اس کے ساتھی نے کہا:

"پگڈنڈی راہ داری میں ہمارے دو آدمیوں کی لاشیں بھی ملی ہیں اور پانی کے نالے کی جالی بھی ٹوٹی ہوئی ہے۔"

گارشاں چلایا:

"تو باہر جا کر سارے علاقے کو گھیرے میں لے لو۔ لڑکی کو تلاش کرو۔ دشمن اسے جنگل میں کسی جگہ چھپائے ہوئے ہو گا۔"

ساتھی نے کہا:

"وہ تو میں ابھی اپنے مسلح آدمی دوڑائے دیتا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اب کیا کریں۔ اگر

کسی شکار کی کھوپڑی نہ اتاری گئی تو یہ سارے لوگ جو تماشہ دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔ طوفان مچا دیں گے۔ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔"

اچانک گارشاں کو ناگ کا خیال آ گیا۔ وہ چٹکی بجا کر بولا:

"فوراً موسیو ناگ کو لے آؤ۔ ہم لڑکی کی بجائے ناگ کی کھوپڑی اتاریں گے۔ فوراً اس کا سر مونڈ کر یہاں لاؤ۔ جلدی کرو۔"

"او کے۔"

یہ کہہ کر گارشاں کا ساتھی ناگ کے کمرے کی طرف بھاگا۔ دوسری طرف گارشاں نے اپنے خفیہ سیکورٹی گارڈ کے مسلح سپاہیوں کو حکم دیا کہ فوراً جنگل میں جا کر لڑکی کو تلاش کر کے لائیں اور جس نے اسے اغوا کیا ہے اس کا سر کاٹ کر پیش کریں۔ سیکورٹی گارڈ کے سپاہی بندوقیں لے کر قلعے کے خفیہ راستے سے نکل کر جنگل کی طرف دوڑ پڑے۔ تماشائی شور مچانے لگے تھے۔

گارشاں نے سٹیج پر آ کر تماشائیوں سے کہا:

"حاضرین! انتظار کی گھڑیاں ختم ہو رہی ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آپ کے سامنے ڈرامہ شروع ہونے والا ہے
بس پانچ منٹ اور صبر کر لیجئے۔"
گارشاں یہ کہہ کر ناگ کے کمرے کی طرف لپکا۔
اس نے دیکھا کہ اس کے چار ساتھی بے ہوش
ناگ کو سٹریچر پر ڈال کر لا رہے ہیں۔ ناگ بے ہوش
نہیں تھا۔ وہ ہوش میں تھا۔ انہوں نے فوراً اس کا
سر مونڈ ڈالا۔ ناگ نے کوئی حرکت نہ کی۔ وہ خاموش
سٹریچر پر لیٹا رہا۔ انہوں نے سٹریچر لا کر سٹیج پر پردے
کے پیچھے کھڑا کر دیا اور خالی سٹریچر وہاں سے ہٹا
دیا گیا۔
گارشاں نے اعلان کیا:
"حاضرین کرام! خونی کھیل شروع ہونے والا ہے۔
تھوڑی دیر میں آپ اس خاکسار کی ایک حیرت
انگیز ایجاد یعنی کھوپڑی اتارنے والی مشین کا کمال
دیکھیں گے۔ اگرچہ یہ کھیل آپ کئی بار دیکھ چکے
ہیں۔ پھر بھی یہ بار بار دیکھنے والی چیز ہے۔"
تماشائیوں نے تالیاں بجا کر داد دی اور آوازے
لگانے لگے۔ کھیل شروع کیا جائے۔ کھیل شروع کیا جائے۔
ناگ یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اس نے ایک آنکھ

ہی کھول کر دیکھا کہ تھیٹر کی ساری سیڑھیاں سنگدل
تماشائیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ مکار اور درندہ صفت
گارشاں سٹیج پر ناگ کے سٹریچر کے بالکل قریب کھڑا
تھا۔ اس کے دو ساتھی کھوپڑی اتارنے والی مشین کے پاس
کھڑے تھے۔
گارشاں نے اشارہ کیا۔
کھوپڑی اتارنے والی مشین ناگ کے سر کے اوپر لائی گئی۔
تھیٹر میں سناٹا چھا گیا۔ کئی تماشائی دوربین لگا کر یہ
منظر دیکھ رہے تھے۔ مشین ناگ کے سر میں فٹ کر دی
گئی۔ ایکشن لینے کا وقت آ گیا تھا۔ ناگ نے اپنی آنکھیں
کھول کر کاؤنٹ گارشاں کی طرف دیکھا جو اس کے سر پر کھڑا
تھا اور طنز کے لہجے میں کہا:
"کاؤنٹ گارشاں! تیری موت کی گھڑی آن
پہنچی ہے۔"
گارشاں نے ناگ کو ہوش میں آتے دیکھا تو اپنے
ساتھی سے چلا کر کہا:
"مشین کا بٹن دبا دو۔"
لیکن ناگ بھلا اسے اتنی مہلت کیسے دے سکتا
تھا۔ اس نے ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں سانس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اوپر کھینچا اور سفید عقاب کی صورت اختیار کر کے سٹیج پر پھڑ پھڑاتا ہوا اڑا اور تھیٹر میں تماشائیوں کے سروں کے اوپر دو چکر لگانے کے بعد بڑے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔

تماشائی پہلے تو ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے بے ہوش نوجوان کو سٹیج پر عقاب بن کر اڑتے دیکھا تھا اور اب سٹیج بھی خالی تھا۔ پھر انہوں نے شور مچا دیا،

"ہمیں تماشہ دکھاؤ۔ ہمیں تماشہ دکھایا جائے"

کاؤنٹ گارشاں اور اس کے دونوں ساتھی بھی ششدر تھے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا اور ایک بے ہوش انسان کس طرح عقاب بن کر اڑ گیا۔ وہ اسے جادو ہی سمجھا اور ہاتھ اٹھا کر تماشائیوں سے مخاطب ہوا۔

"حاضرین! یہ ایک نیا تماشہ تھا جو میں آپ کو دکھانا چاہتا تھا کہ کس طرح ایک انسان عقاب کی شکل بدل سکتا ہے"

گارشاں لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ شور مچاتے رہے اور انہوں نے کہا کہ ان کی رقم واپس کی جائے۔

گارشاں نے کہا،

"حضرات! مجھے دو دن کی مہلت دیں۔ میں آپ کو کھوپڑی اتارنے کا کھیل بھی ضرور دکھاؤں گا"

بڑی مشکل سے اس نے تماشائیوں کو راضی کیا کہ وہ دو دن بعد تماشہ دکھائے گا۔ لوگ بڑبڑاتے، گارشاں کو برا بھلا کہتے دو دن بعد آنے کا کہہ کر وہاں سے رخصت ہو گئے۔ گارشاں سر تھام کر بیٹھ گیا۔

"اب کیا ہو گا؟ جس طرح ہو سکے کسی آدمی کو اغوا کر کے پکڑو"

اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

ایک ساتھی کہنے لگا،

"کاؤنٹ! آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ اول تو ہمارے آدمی جنگل سے لڑکی کو تلاش کر کے لے آئیں گے۔ اگر لڑکی نہ مل سکی تو ہم کسی بھی آدمی کو اغوا کر کے لے آئیں گے"

گارشاں نے سر کے بال نوچتے ہوئے کہا،

"جلدی لاؤ۔ نہیں تو یہ لوگ میرے قلعے کو آگ لگا دیں گے"

دونوں ساتھی تیزی سے باہر کو دوڑے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری طرف گارشاں کے سیکورٹی گارڈ کے سپاہی بن
لیے جنگل میں گھسے لڑکی کو تلاش کر رہے تھے۔ یہ
جنگل میں ایک چٹان کے اندر بنی ہوئی قدرتی غار
ابھی تک بے ہوش پڑی تھی اور سفید سانپ غار
منہ پر بیٹھا اس کی حفاظت کر رہا تھا۔

سفید سانپ نے ایک سفید عقاب کو اپنی طرف
دیکھا۔ ساتھ ہی اسے ناگ دیوتا کی بُو بھی آئی۔ یہ نا
تھا۔ ناگ غار کے سامنے اتر آیا اور انسانی شکل اختیا
لی۔ سفید سانپ نے سر جھکا کر کہا:

"عظیم ناگ! آپ کو دوبارا دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کیا
آپ نے ان درندہ لوگوں کو ختم کر دیا ہے؟"

ناگ بولا: "نہیں! انسانیت کو ان ظالم اور سنگدل
قاتلوں سے نجات دلانے کے لیے میں نے ایک سکیم
سوچی ہے۔"

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں سیکورٹی گا
کے بندوق بردار سپاہی جھاڑیوں کو ادھر اُدھر ہٹاتے غار
طرف آتے دکھائی دیئے۔

ناگ نے کہا:

"یہ کاونٹ گارشاں کے سپاہی ہیں اور اس بے گناہ

لڑکی کی تلاش میں آئے ہیں۔"

سفید سانپ بولا:

"عظیم ناگ! آپ غار میں چلے جائیں۔ میں ان
کی خبر لیتا ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ حملہ کروں گا۔ یہ چار سپاہی
ہیں۔ دو کو تم سنبھالو اور دو کو میں ہلاک
کرتا ہوں۔"

ناگ نے فوراً سانپ کا روپ دھارا اور سفید
پ کے ساتھ تیزی سے لمبی گھاس میں گم ہو کر سپاہیوں
عقب کی طرف بڑھا۔ دونوں سانپ جھاڑیوں اور
ں میں برق رفتاری سے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کے
نکل آئے۔ دو سپاہی آگے آگے جا رہے تھے۔ دو
ان کے پیچھے تھے۔ وہ غار کے پاس پہنچ کر رک
ایک سپاہی بولا:

"اس غار کی تلاشی لو۔"

فوراً دو سپاہی بندوقیں تانے غار کی طرف بڑھے۔
عین اس وقت باقی رہ گئے دو سپاہیوں میں سے
ں کو سفید سانپ اور دوسرے کو ناگ نے ڈس دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کے زہر اتنے تیز تھے کہ سپاہی کوئی آواز نکالے بغیر دھڑام سے گھاس پر گر پڑے۔ ان کے حلق بند ہو گئے تھے اور جسم پتھر بنتے جا رہے تھے۔

ناگ غار کی طرف بڑھا۔

غار کے اندر سے ایک سپاہی باہر آیا اور خوش ہو کر بولا:

"لڑکی مل گئی ہے؟"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ سپاہی اچھلا اور اس نے ناگ پر فائر کر دیا۔ ناگ وہاں سے ہٹ چکا تھا۔ فائر کی آواز سن کر اندر سے دوسرا سپاہی دوڑ کر باہر آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا ساتھی لڑکھڑا رہا ہے۔

"کیا ہوا؟"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے لڑکھڑاتے ہوئے ساتھی کو سنبھالتا سفید سانپ نے اس باقی بچے ہوئے سپاہی کو بھی ڈس دیا۔ چند سیکنڈ کے اندر اندر یہ دونوں سپاہی بھی وہیں ڈھیر ہو گئے۔

ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور بھاگ کر غار میں گیا۔ لڑکی سفید چادر میں لپٹی زمین پر بے ہوش

تھی۔ سفید سانپ بھی اندر آ گیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! ان چار دشمنوں سے تو نجات مل گئی ہے مگر آپ اس لڑکی کو کب تک اس غار میں چھپا کر رکھ سکیں گے۔ کاؤنٹ کے دوسرے آدمی بہت جلد یہاں پہنچ جائینگے۔"

ناگ نے کہا:

"تم یہاں ٹھہرو اور لڑکی کی حفاظت کرو۔ میں اپنی اسکیم پر عمل کرنے جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سفید عقاب کی دوبارہ شکل بدلی اور ہوا میں پرواز کرتا ہوا قلعے کی طرف اڑ گیا۔

وہ قلعے کے بڑے دروازے میں سے غوطہ لگا کر اندر گیا اور جہاں برآمدہ شروع ہونے سے پہلے چھوٹا سا آتا تھا وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کاؤنٹ گارشاں پریشانی کے عالم میں ایک کمرے سے نکل کر برآمدے میں جا رہا تھا۔

ناگ نے انسان کی شکل بدلی اور کاؤنٹ گارشاں کو آواز دی۔ کاؤنٹ گارشاں وہیں رک گیا۔ اب جو اس نے ناگ کو چھت پر کھڑے دیکھا تو دہشت زدہ سا ہو کر کچھ دیر وہیں کھڑا رہا پھر اس کی طرف آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"تم نے اس بات کا اندازہ لگا لیا ہو گا کہ میں تم سے زیادہ طاقتور ہوں اور تم مجھے اپنے قبضے میں نہیں کر سکتے۔"

گارشاں نے آہستہ سے کہا:

"موسیو ناگ! یہ جادو تم نے کہاں سے سیکھا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم بہت بڑے جادوگر ہو۔"

ناگ نے کہا:

"میں اسی لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم مجھ سے مل کر کام کرو۔ تمہارا راز مجھ پر فاش ہو چکا ہے۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کا ذکر کسی سے نہیں ہو گا۔ تمہارے جو چار سپاہی لڑکی کی تلاش میں جنگل میں گئے تھے میں نے ان کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اب تمہاری بچت اسی میں ہے کہ میرے ساتھ مل کر تھیٹر میں جادو کا کھیل کرو تا کہ جن تماشائیوں سے تم نے ٹکٹ کے طور پر بھاری رقمیں وصول کی ہیں وہ تمہارے تھیلے کو آگ نہ لگائیں؟"

تجویز بڑی معقول تھی۔ گارشاں نے سوچا کہ ناگ کی

تجویز پر عمل کرنے سے ہی اس کی جان بچ سکتی ہے۔

ناگ نے کہا:

"میں تمہاری صلاح مان لیتا ہوں موسیو ناگ! مگر یہ لوگ کھوپڑی اتروانے کا کھیل ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"میں کسی بے گناہ انسان پر ظلم کرنے کی تمہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ تم اعلان کر دو کہ سٹیج پر ایک جیتے جاگتے انسان کو سانپ کی شکل اختیار کرتے دکھایا جائے گا۔ یہ بھی کوئی کم حیرت انگیز کھیل نہیں ہو گا۔ یقیناً لوگ اسے پسند کریں گے۔"

گارشاں کے سامنے دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ یہ خطرہ مول لینے پر تیار ہو گیا۔ اس نے گردن ایک طرف جھکا کر کہا:

"ٹھیک ہے۔ میں یہ اعلان کرائے دیتا ہوں مگر سانپ کون بنے گا؟"

ناگ نے کہا: "میں"

اور اس کیساتھ ہی ناگ ایک سیاہ کوبرا کی شکل اختیار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر گیا۔ گارشاں ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ فوراً ہی واپس انسانی شکل میں آ گیا اور بولا:

"اُمید ہے اب تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ میں انسان سے سانپ بن سکتا ہوں۔"

گارشاں کی آنکھیں ابھی تک حیرانی سے کھلی تھیں۔ آہستہ سے بولا:

"مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"تم اعلان کر کے اس کا ردِ عمل دیکھو اور اپنے سارے تماشائیوں کو پرسوں تھیٹر میں آنے کی دعوت دو۔ مگر یاد رکھو کسی زندہ انسان کو شکار مت بنانا۔ نہیں تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

گارشاں نے جلدی سے کہا:

"میں ایسا کیوں کرنے لگا؟ کیا مجھے اپنی جان عزیز نہیں ہے۔ میں ابھی اپنے سارے تماشائیوں تک پیغام بھجواتا ہوں کہ پرسوں رات تھیٹر ہال میں آ کر ایک انسان کو سانپ کی شکل میں تبدیل ہوتا دیکھیں۔"

ناگ بولا: "ٹھیک ہے۔ میں پرسوں شام کو اپنا طلسمی کھیل دکھانے کے لیے تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے دوبارا سفید عقاب کی شکل اختیار کی اور پھڑپھڑاتا ہوا وہاں سے اُڑ گیا۔

غار میں آ کر اس نے سفید سانپ کو بتایا کہ اس نے تمام سنگ دل اور قاتل تماشائیوں کو ایک بار پھر تھیٹر ہال میں جمع کرنے کا بندوبست کر لیا ہے۔

سفید سانپ نے پوچھا:

"عظیم ناگ! اس کے بعد آپ کیا کرنا چاہیں گے؟"

ناگ نے کہا:

"میں چاہتا ہوں کہ جس وقت سارے قاتل تماشائی اور درندہ صفت گارشاں اور اس کے ساتھی تھیٹر کے ہال میں جمع ہوں تو کوئی ایسی ترکیب کی جائے کہ قلعے کو آگ لگ جائے اور ان درندوں اور وحشیوں کے وجود سے انسانیت کو ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

سفید سانپ سوچ میں پڑ گیا۔

ناگ نے سوال کیا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا کوئی ایسی ترکیب ہو سکتی ہے۔ قلعہ پتھروں
سے بنا ہے۔ اس کو آگ نہیں لگائی جا سکتی۔"
سفید سانپ سر اٹھا کر بولا:
"عظیم ناگ! اس سلسلے میں میرا ذہن کام نہیں
کر سکتا ہاں ہم دادا سانپ سے مشورہ لے
سکتے ہیں۔"
ناگ نے پوچھا:
"یہ دادا سانپ کون ہے؟"
سفید سانپ نے کہا:
"یہ ہمارا بڑا دادا سانپ ہے۔ وہ بے حد بوڑھا
ہو چکا ہے اور اپنی جگہ سے بیماری اور
کمزوری کے باعث حرکت نہیں کر سکتا۔ وہ
ایک مدت سے اس قلعے میں رہ رہا ہے۔
ہو سکتا ہے وہ ہمیں کوئی مشورہ دے سکے۔"
ناگ نے کہا:
"مجھے اپنے دادا سانپ کے پاس لے چلو۔ کیا
اس بے ہوش لڑکی کو یہیں چھوڑ دیں؟"
سفید سانپ بولا:
"دادا سانپ یہاں سے تھوڑی دور اسی جنگل

کے ایک کھوہ میں رہتا ہے۔ ہم بہت جلد
واپس آ جائیں گے۔"
ناگ نے درختوں کی شاخوں اور گھاس سے غار کے
کو بند کیا اور سفید سانپ کے ساتھ دادا سانپ
کے کھوہ کی طرف روانہ ہوا۔
یہ دادا سانپ اپنی کھوہ کے اندر نرم پتوں اور
گھاس کے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا۔ ناگ دیوتا کو سانپ
کی شکل میں اپنے سامنے دیکھ کر اس نے بڑے ادب
سے کہا:
"مقدس ناگ! مجھے معاف کر دینا۔ میں اٹھ کر
آپ کی تعظیم نہیں کر سکتا۔ مجھے آپ کے آنے
کی خبر ہو گئی تھی۔ مگر میں اس قدر بوڑھا اور
کمزور ہو گیا ہوں کہ اپنی جگہ سے حرکت بھی
نہیں کر سکتا۔"
ناگ نے کہا:
"بڑے دادا! میں تمہاری مجبوری کو سمجھتا ہوں مگر
اس وقت میں اور سفید سانپ تم سے ایک
بڑا ضروری مشورہ کرنے آئے ہیں۔"
پھر سفید سانپ نے ساری بات دادا سانپ کو سنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈالی۔ دادا سانپ ایک دو سیکنڈ تک کچھ نہ بولا۔ پھر کہنے لگا:

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس قلعے میں انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ اس قلعے کو تباہ کر دینا چاہیے۔"

ناگ نے کہا:

"یہی ہم بھی چاہتے ہیں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنے مضبوط قلعے کو ہم کیسے تباہ کر سکتے ہیں۔ ہم اس میں آگ بھی نہیں لگا سکتے۔"

دادا سانپ نے ہلکی سی پھنکار مار کر کہا:

"اس قلعے کا ایک راز ہے جو شاید صرف مجھے ہی معلوم ہے۔ میں یہ راز کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا مگر ایسا لگتا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس راز کو فاش کر دیا جائے۔"

سفید سانپ نے پوچھا:

"وہ کون سا راز ہے بڑے دادا؟"

دادا سانپ آہستہ آہستہ کہنے لگا،

"یہ راز مجھے میرے دادا سانپ نے اور اسے اس کے دادا سانپ نے بتایا تھا۔ یہ راز اس وقت

سے سینہ بسینہ چلا آ رہا ہے جب اس خونی قلعے کو بنایا گیا تھا۔ راز یہ ہے کہ اس قلعے کو اگرچہ بے حد مضبوط اور طاقتور بنایا گیا ہے اور دشمن نہ تو اس کی دیواروں کو توڑ سکتا ہے اور نہ اس میں آگ لگا سکتا ہے۔ لیکن اس قلعے کی ایک بہت بڑی کمزوری ہے۔ قلعے کی جنوبی دیوار میں سیاہ رنگ کا ایک بڑا پتھر تھوڑا سا باہر نکلا ہوا ہے۔ اگر اس پتھر کو باہر کھینچ لیا جائے تو قلعے کی ساری عمارت دیکھتے دیکھتے گر کر تباہ ہو جائے گی۔ کیوں کہ اصل میں قلعے کی ساری عمارت اسی ایک کالے پتھر پر کھڑی ہے۔ یہ پتھر اس طرح سے لگایا گیا ہے کہ اس کے باہر نکل آنے سے ایک ایک کر کے قلعے کی ساری دیواروں کے پتھر گر پڑیں گے اور ان دیواروں کے اوپر بنی چھتیں بھی دھڑام سے گر جائیں گی اور قلعہ آن کی آن میں پتھروں کا ڈھیر بن جائے گا۔"

ناگ اور سفید سانپ یہ سن کر خوش بھی ہوئے اور حیران بھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دادا سانپ کہنے لگا،

"اس قلعے کی تعمیر اس عزض کے ساتھ ایسی کی گئی تھی کہ اگر کبھی دشمن اس قلعے پر قبضہ کر لے تو اس پتھر کو نکال کر قلعہ ڈھا دیا جائے اور دشمن کو اس کے اندر ہی برباد کر دیا جائے۔"

ناگ نے خوش ہو کر کہا،

"دادا سانپ! تم نے ہماری مشکل کو آسان کر دیا ہے۔"

سفید سانپ اور ناگ نے دادا سانپ کا شکریہ ادا کر کے اس سے اجازت لی اور واپس اپنے غار میں آ گئے۔ لڑکی ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ ناگ نے سفید سانپ سے کہا کہ وہ جنگل میں جا کر ناگ پھنی جڑی اکھاڑ کر لائے تا کہ اس کا عرق بے ہوش لڑکی کے منہ میں ڈال کر اس کے جسم کی طاقت بحال رکھی جائے۔ سفید سانپ تیزی سے غار سے نکل کر جنگل میں گیا اور ناگ پھنی کی جڑی توڑ کر لے آیا۔ ناگ نے اس کو ہتھیلی پر مسل کر توڑا اور اس کا عرق نچوڑ کر بے ہوش لڑکی کے منہ میں ڈالا۔

سفید سانپ نے پوچھا،

"عظیم ناگ! اس لڑکی کو کب ہوش آئے گا؟"

ناگ بولا، "ابھی اسے ہوش میں آنا بھی نہیں چاہیے جب تک ہمارا مشن مکمل نہیں ہو جاتا اسے اسی جگہ بے ہوش پڑا رہنے دو۔ تم اس کی حفاظت کرنا میں گارشاں کی طرف جا رہا ہوں تا کہ اسے پرسوں کے تماشے کے لیے تیار کر سکوں۔"

قلعے میں اس وقت رات کی تاریکی بڑھ رہی تھی۔ اور سردی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ قلعے میں داخل ہونے کے بعد ناگ نے سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا اس برآمدے میں آ گیا جہاں پہلے روز گارشاں نے اپنی پرانی موٹر گاڑی کھڑی کی تھی۔

اسے قلعے کے ڈرائینگ روم میں انسانوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ ناگ بند دروازے کے ساتھ لگ کر اندر کی باتیں سننے لگا۔ ایک آواز کاؤنٹ گارشاں کی تھی۔ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔

"یہ ناگ کوئی بہت بڑا جادوگر ہے۔ اس کے پاس انسانی جون بدلنے کا طلسم ہے۔ اگر کسی طریقے سے ہم اس سے یہ طلسم حاصل کر لیں تو ساری دنیا پر حکومت کر سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ساتھی نے کہا:

"پرسوں وہ آئے گا۔ تماشہ دکھانے کے بعد ہم اسے پھسلا کر اس کمرے میں لے آئیں گے اور پھر اسے قلعے کے اندھے کنوئیں میں پھینک کر اوپر سے ڈھک دیں گے۔ جب تک وہ ہمیں اپنا طلسم نہیں بتائے گا ہم اسے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

گارشاں نے کہا:

"وہ جادوگر ہے۔ ہوسکتا ہے وہ قلعے کے ڈھکنے کو توڑ کر باہر نکل آئے پھر تو وہ ہمیں بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

اس کے ساتھی نے کہا:

"میرا خیال ہے کہ اس کے پاس صرف ایک ہی جادو ہے اور وہ یہ کہ وہ صرف اپنی شکل بدل سکتا ہے۔"

گارشاں کہنے لگا:

"اس پر غور کریں گے۔ بہرحال پرسوں اس کا کھیل ہو رہا ہے۔ اس کے بعد سوچیں گے۔ لیکن ہمارے تماشائیوں نے جادو کے کھیل دیکھنے

پر آمادہ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اگلا کھیل خونی کھیل ہوگا۔"

اس کا ساتھی بولا:

"ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس بار ناگ کی وجہ سے ہم جادو کا کھیل دکھانے پر مجبور ہیں۔ اس کے بعد ہم ناگ کو بھی قابو کر لیں گے اور پھر سے کھوپڑی اتارنے کا خونی کھیل بھی شروع کر دیں گے۔"

گارشاں خوش ہو کر بولا:

"ایسا ہی کریں گے۔ تم اگلے ہفتے کسی انسان کو اغوا کرنے کی اسکیم تیار کر لو۔ ادھر بہت کم لوگ آتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں کسی انسان کو اغوا کرنے کے لیے پرسوں کے بعد شہر کی طرف جانا ہوگا۔"

"میں چلا جاؤں گا کاونٹ۔"

ناگ نے اسی وقت سانپ سے دوبارا انسانی شکل اختیار کی اور دروازے پر آہستہ سے دستک دی اندر ایک دم خاموشی چھا گئی۔ پھر دروازہ کھلا ناگ کے سامنے گارشاں کھڑا تھا۔ ناگ کو دیکھ کر وہ بھی کچھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹھٹھک سا گیا پھر بناوٹی ہنسی کے ساتھ بولا:
"آؤ مسٹر ناگ! اندر آ جاؤ۔"
ناگ کمرے میں جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔
گارشاں نے کہا:
"ہم نے اپنے سارے ممبروں کو پرسوں کے طلسمی تماشے کی اطلاع پہنچا دی ہے۔ سب لوگ تمہارا جادوئی تماشہ دیکھنے آ رہے ہیں۔"
ناگ نے کہا:
"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ آپ کے سارے ساتھی پرسوں رات تھیٹر ہال میں میرا تماشہ دیکھنے آئیں۔ میں انہیں انسان سے سانپ اور سانپ سے عقاب اور عقاب سے ہرن اور جو بھی جانور وہ کہیں گے بن کر دکھاؤں گا۔"
گارشاں نے بڑے خوشامدانہ انداز میں کہا:
"موسیو ناگ! کیا آپ کو اس کے علاوہ بھی کوئی جادو آتا ہے؟"
ناگ مسکرایا: "یہ میں آپ کو پرسوں کے بعد بتاؤں گا۔ لیکن ایک شرط پر کہ آپ اب کبھی کسی انسان کو اپنی ایجاد پر قربان نہیں کریں گے۔"

گارشاں نے کانوں کو ہاتھ لگایا اور بولا:
"ہرگز نہیں۔ مجھے جب آپ ایسا جادو کے کرتب دکھانے والا مل جائے گا تو میں کوئی دوسرا کام کیوں کرنے لگا بھلا؟"
ناگ نے اُٹھتے ہوئے کہا:
"اچھا۔ اب میں جاتا ہوں۔ پرسوں شام ملنے آؤں گا۔"
ناگ چلا گیا تو کاؤنٹ گارشاں کے ساتھی نے کہا:
"اس کم بخت کے پاس اور جادو بھی ہے؟"
گارشاں اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بولا:
"تم فکر کیوں کرتے ہو۔ اس موسیو ناگ کو میں ایسا چکر دوں گا کہ اس کا سارا طلسم نکال کر باہر رکھ دوں گا۔ تم پرسوں کا تماشہ ختم تو ہو لینے دو۔"
اس کے ساتھی نے کہا:
"کاؤنٹ! ہمیں انسانوں کی کھوپڑی اتارنے کا کام جاری رکھنا ہو گا۔ نہیں تو ہم اپنے سارے ساتھیوں سے محروم ہو جائیں گے اور ہماری آمدنی بھی ختم ہو جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گارشاں بولا: "ایسا ہی ہوگا۔ اس قلعے کی یہی روایت رہی ہے یہاں زندہ انسانوں کی قربانی کا سلسلہ جاری رہے گا۔"

○

ناگ غار میں پہنچا تو سفید سانپ غار کے باہر ہی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے ناگ کو دیکھ کر کہا:

"عظیم ناگ! لڑکی کو ہوش آ رہا ہے۔"

ناگ نے غار میں جا کر دیکھا۔ لڑکی سفید چادر میں لپٹی لیٹی تھی مگر کبھی کبھی اپنی گردن ایک جانب سے دوسری جانب کرتی اور اس کے منہ سے ہلکی سی آواز نکلتی۔ ناگ نے اس کے ہونٹوں سے کان لگا کر سنا۔ وہ کسی فلپ کا نام بار بار لے رہی تھی۔

ناگ نے سفید سانپ سے کہا:

"لڑکی ہوش میں آ رہی ہے۔ تم پتھروں کے پیچھے چھپ جاؤ۔ وہ تمہیں دیکھ کر ڈر نہ جائے۔"

سفید سانپ ایک پتھر کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔

ناگ نے لڑکی کے کان میں کہا:

"بہن! تم بچ گئی ہو۔ ہوش میں آ جاؤ۔"

لڑکی نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔ غار میں اندھیرا تھا۔ ناگ نے موم بتی روشن کر دی۔ لڑکی نے موم بتی کی روشنی میں اپنے سامنے ایک سانولے رنگ کے گھنگھریالے بالوں والے نوجوان کو دیکھا تو کانپتی ہوئی آواز میں بولی:

"کیا میں جنت میں پہنچ گئی ہوں؟"

لڑکی فرانسیسی زبان میں بات کر رہی تھی۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"بہن! تم اسی دنیا میں ہو۔ تم زندہ ہو۔ میں تمہیں قلعے سے نکال کر لے آیا ہوں۔"

لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور روتے ہوئے بولی:

"انہوں نے میرے بال مونڈ ڈالے۔ میرے سنہری بال کتنے خوبصورت تھے۔ اب میں فلپ کو کیا منہ دکھاؤں گی۔"

ناگ نے کہا:

"بہن! خدا کا شکر ادا کرو کہ تمہاری جان بچ گئی۔ سر کے بال تو پھر سے اگ آئیں گے۔"

لڑکی نے ناگ کی طرف بڑی بڑی آنکھوں سے دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کہا:

"تم ان ظالموں سے مجھے کس طرح بچا کر لے آئے؟ وہ۔ وہ شاید مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ ہے ناں؟"

ناگ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:

"ہاں۔ وہ تمہیں مارنا چاہتے تھے۔ لیکن میں عین وقت پر پہنچ گیا اور موقع پا کر تمہیں وہاں سے اٹھا کر لے آیا۔"

لڑکی بولی:

"خدا کے لیے مجھے میرے خاوند غلپ کے پاس پہنچا دو۔ یہ لوگ مجھے میرے گھر سے اغوا کر کے قلعے میں لے آئے تھے۔ غلپ بہت پریشان ہو گا۔"

ناگ بولا: "تمہارا گھر کہاں ہے اور تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے بتایا کہ اس کا نام مونا ہے اور وہ شہر لازیان میں رہتی ہے جہاں اس کا خاوند مچھلی کا کاروبار کرتا ہے۔

ناگ نے پوچھا:

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ تمہارا شہر لازیان اس قلعے سے کتنی دور ہے؟"

ہاں — یہ قلعہ آتش فشاں پہاڑوں والا قلعہ ہے یہاں سے میرا گھر ایک دن کے سفر پر ہے۔ مجھے راستہ آتا ہے۔ کاؤنٹ کے آدمی مجھے دریا کے ذریعے یہاں لائے تھے۔ مجھے آدھے راستے میں ہوش آ گیا تھا اور میں نے دریا کو پہچان لیا تھا اور ان کے قلعے کو بھی دور سے دیکھ لیا تھا۔"

ناگ نے لڑکی سے کہا:

"اس وقت رات گہری ہو چکی ہے۔ تم آرام کرو۔ صبح ہوتے ہی میں تمہیں تمہارے گھر کی طرف لے چلوں گا۔"

ناگ باہر سے سوکھی لکڑیاں لے آیا۔ اس نے غار میں آگ جلا دی۔ کیوں کہ لڑکی کو سردی لگ رہی تھی۔ جب لڑکی سو گئی تو ناگ نے سفید سانپ سے کہا:

"مجھے اس لڑکی کو لے کر صبح اس کے گھر کی طرف کوچ کرنا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے آنے تک تم اسی غار میں میرا انتظار کرو۔"

سفید سانپ کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر عظیم ناگ۔ آپ یہاں سے دریا کی طرف جائیں گے تو آپ کو وہاں کوئی کشتی مل جائے گی۔"

جب صبح ہوئی تو ناگ جنگل سے کچھ پھل توڑ لایا۔ اس نے لڑکی کو کھلائے۔ خود بھی کھائے اور اسے ساتھ لے کر شہر لوزیان کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ جنگل میں ایسے راستے سے گذر رہا تھا جو دریا کی طرف جاتا تھا۔ آتش فشاں پہاڑوں کا سلسلہ اس کے بائیں جانب رہ گیا تھا۔ لڑکی نے اپنے جسم کو سفید چادر میں لپیٹ رکھا تھا۔ دوپہر تک وہ جنگل میں سفر کرتے رہے۔ راستے میں انہوں نے دو تین جگہ بیٹھ کر آرام کیا۔ جنگل سے پھل توڑ کر کھائے اور دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

دن ڈھل رہا تھا کہ وہ دریا کے کنارے پہنچ گئے۔ لڑکی مونا نے کہا:

"یہ دریا ہمارے شہر کے قریب سے گذرتا ہے۔"

ناگ کہنے لگا:

"یہاں کوئی کشتی نظر نہیں آ رہی۔"

مونا نے کہا:

"ہمیں یہاں انتظار کرنا ہو گا۔ گاؤں کے مچھیرے ادھر کشتی لے کر آیا کرتے ہیں۔"

ناگ اور لڑکی مونا دریا کنارے اوپر کی طرف آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہیں ایک کشتی پیچھے آتی نظر آئی۔ مونا کا اندازہ درست نکلا۔ یہ ایک ماہی گیر تھا جو مچھلیاں پکڑنے کے بعد صبح کے وقت واپس شہر کی طرف جا رہا تھا۔ انہیں اس کشتی میں لفٹ مل گئی اور وہ ایک گھنٹے بعد لوزیان شہر کی چھوٹی سی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔

یہ شہر ناگ نے پہلے بھی دیکھا تھا۔ مگر یہ پہلے والے شہر سے مختلف تھا۔ یہاں پہلے اونچی اونچی ماڈرن بلڈنگیں ہوا کرتی تھیں۔ اب دو منزلہ عمارتیں اور ایک منزلہ رہائشی مکانات بنے ہوئے تھے۔ ہر مکان کے آگے چھوٹا سا باغیچہ تھا۔ نہ بسیں تھیں۔ نہ فیشن ایبل پلازا تھے اور نہ جدید موٹر کاروں کا ہجوم تھا۔ سڑکیں پکی تھیں اور کہیں کہیں کوئی پرانی طرز کی موٹر کار دکھائی دے جاتی تھی۔ لوگوں کے لباس بھی ۱۹۰۴ عیسوی کے زمانے کے تھے۔

لڑکی مونا کا گھر دریا کے کنارے پر تھا۔ اس کا خاوند فلپ مارکیٹ میں مچھلیوں کا کاروبار کرتا تھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زیادہ امیر آدمی نہ تھا۔ اپنی بیوی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ مونا نے اپنے خاوند کو ساری درد بھری داستان سنائی تو وہ غصّے میں بولا:

"میں ابھی جا کر اس بدمعاش کاؤنٹ کو مزا چکھاتا ہوں۔"

ناگ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اس کو قانون کے حوالے کرنے کا بندوبست کر رکھا ہے۔ تم خدا کا شکر ادا کرو کہ تمہاری بیوی بچ کر یہاں آ گئی ہے۔"

فلپ نے ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ اسی روز وہاں سے واپس چلے جانا چاہتا تھا مگر فلپ نے کہا:

"تم میرے محسن ہو۔ تم نے میری بیوی کی زندگی بچا کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ کم از کم ایک دن تو مجھے اپنی خدمت کا موقع دو۔ کل چلے جانا۔"

ناگ نے سوچا کہ کاؤنٹ کے آخری خونی تماشے میں ابھی دو دن باقی ہیں۔ چنانچہ اس نے فلپ اور مونا کے خاوند کی میزبانی قبول کر لی اور وہاں ٹھہر گیا۔ دن

بھر وہ مونا کے ساتھ شہر کی سیر کرتا رہا۔ شام کا کھانا انہوں نے مل کر کھایا۔ وہ اور مونا اور اس کا خاوند کھانا کھانے کے بعد آتش دان کے سامنے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ان کی باتوں سے ناگ پر یہ انکشاف ہوا کہ ——— یہ ۱۹۰۴ عیسوی کا زمانہ نہیں ہے بلکہ تیسری تباہ کن ایٹمی جنگ کے بعد زمین پر ایک ایسی تہذیب ابھری ہے جو ۱۹۰۴ عیسوی کی تہذیب سے ملتی جلتی ہے۔ لوگ سادہ طرز پر زندگی بسر کرنے لگے ہیں اور سائنس کی ہلاک کر دینے والی ایجادوں سے نجات حاصل کر لی گئی ہے۔

وہ باتیں کر رہے تھے کہ کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔ فلپ اٹھ کر باہر گیا۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے لڑائی جھگڑے کی آواز آئی۔ فلپ کی بیوی مونا اٹھ کر باہر چلی گئی۔ پھر باہر خاموشی چھا گئی اور جب مونا اور اس کا خاوند واپس آئے تو فلپ سخت پریشان تھا۔

ناگ نے پوچھا:

"کیا بات ہوئی ہے؟"

فلپ تو سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ اس کی بیوی مونا نے بتایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے خاوند نے اس شخص کا قرضہ دینا ہے۔
یہ شخص بہت بڑا جاگیر دار ہے۔"
فلپ بولا: "میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے
میں نے اسے کہا بھی ہے کہ میں تھوڑی تھوڑی
کر کے رقم واپس کر دوں گا مگر وہ دھمکی دے
گیا ہے کہ اگر کل تک اس کی رقم ادا نہ
کی گئی تو وہ مجھے اس مکان سے بے دخل
کر دے گا۔ یہ مکان میں نے اس کی زمین
پر بنایا ہے۔"

ناگ نے اس پُرسکون اور ایک دوسرے سے
پیار کرنے والے کنبے کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔
اس نے رقم پوچھی تو معلوم ہوا کہ کوئی ایک لاکھ روپے
کے قریب تھی۔
ناگ نے کہا:
"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بھائی فلپ
مونا میری بہن ہے اور میں اپنی بہن کا گھر
اجڑتا نہیں دیکھ سکتا۔ میں تمہیں آج ہی رات
یہ رقم لا دوں گا۔"
مونا اور فلپ حیران ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگے۔
"تم — تم اتنی رقم کہاں سے لاؤ گے بھائی۔ تم

تو خود اس شہر میں اجنبی ہو۔"
ناگ نے کہا:
"اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں چاہے جہاں سے بھی
لاؤں لیکن یقین رکھو۔ یہ رقم چوری کی نہیں
ہوگی۔ تم یہ بتاؤ کہ یہاں کوئی پرانا قلعہ ہے؟"
فلپ نے کہا:
"ہاں — شہر سے باہر قلعے کا ایک کھنڈر ہے۔
مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"
ناگ بولا: "بات دراصل یہ ہے کہ وہاں ایک
خفیہ خزانہ ہے جس کا مجھے علم ہے۔ میں
تمہیں اس خزانے میں سے کچھ جواہرات لا کر
دے دوں گا جن کو بیچ کر تم اپنا قرض ادا کر
لینا۔ لیکن وعدہ کرو کہ تم کبھی اس قلعے کا رُخ
نہیں کرو گے۔"
فلپ نے جواب دیا:
"میں — میں وعدہ کرتا ہوں۔ مگر مجھے یقین
نہیں آ رہا کہ قلعے میں کوئی خزانہ بھی ہو گا۔
وہ تو اس قدر آسیبی اور ڈراؤنا قلعہ ہے کہ
کوئی دن کے وقت بھی ادھر کا رُخ نہیں کرتا۔"
ناگ مسکرایا: "یہ باتیں تم مجھ پر چھوڑ دو۔ مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قلعے کا راستہ بتاؤ۔ میں ابھی وہاں جاتا ہوں۔"

فلپ اور اس کی بیوی مونا کو اب بھی یہی احساس تھا کہ ناگ ان سے مذاق کر رہا ہے یا یونہی ان کا دل بہلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے ناگ کو قلعے کا پتہ بتا دیا۔

ناگ اُٹھ کھڑا ہوا:

"میں تھوڑی دیر میں قلعے سے ہو کر آتا ہوں۔"

ناگ چلا گیا تو فلپ نے اپنی بیوی سے کہا:

"مجھے تو یہ شخص کوئی سر پھرا لگتا ہے۔"

مونا نے آہستہ سے کہا:

"فلپ! مجھے لگتا ہے کہ اس شخص میں کوئی غیر معمولی طاقت ہے۔ نہیں تو یہ مجھے کاونٹ کے بند قلعے سے بچا کر نہیں لے جا سکتا تھا۔"

فلپ نے خاموشی سے سر جھکا دیا۔

ناگ رات کے ٹھٹھرتے اندھیرے اور موت ایسے سناٹے میں پرانے قلعے کے کھنڈر میں آ گیا۔ قلعہ واقعی ٹوٹا پھوٹا اور خستہ حالت میں تھا۔ ایٹمی جنگ نے اس کی دیواروں کو گرا دیا تھا۔ کہیں کہیں ایک آدھ ستون کھڑا تھا۔ ناگ قلعہ کے کھنڈر کے وسط میں آ گیا۔ اس نے ایک ٹوٹے ہوئے چبوترے پر بیٹھتے

ہوئے کسی سانپ کو آواز دی۔ اسے یقین تھا کہ وہاں ضرور کوئی نہ کوئی خزانہ دبا ہوا ہو گا اور اس کی حفاظت کوئی سانپ کر رہا ہو گا جیسا کہ پہلے بھی ہوتا آیا تھا۔

ناگ نے دو تین بار آواز دی۔ کسی سانپ نے وہاں جواب نہ دیا۔ ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے۔ اس کھنڈر میں کوئی سانپ نہ رہتا ہو۔ جانے سے پہلے اس نے ایک بار پھر آواز دی تو اسے گھپ اندھیرے میں ایک ستون کے پیچھے دو چمکتی ہوئی زرد انسانی آنکھیں نظر آئیں۔ یہ آنکھیں تھوڑی دیر تک ناگ کو دیکھتی رہیں پھر غائب ہو گئیں۔

ناگ نے سانپ کو پکارا۔

"میں عظیم ناگ دیوتا ہوں۔ اگر تم یہاں ہو تو میرے سامنے آؤ۔"

ستون کے پیچھے نظر آنے والی آنکھیں غائب ہو گئیں۔ پھر اندھیرے میں ایک تین فٹ لمبا کالا سانپ زمین پر تھوڑا سا پھن اٹھائے رینگتا ہوا ناگ کے سامنے آ کر ادب سے بولا:

"مقدس ناگ دیوتا! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"اگر اس کھنڈر میں کوئی خزانہ دفن ہے تو مجھے
اس میں سے کچھ قیمتی جواہرات لا کر دو۔"

کالے سانپ نے سر جھکا کر کہا:

"جو حکم میرے دیوتا۔ ابھی لاتا ہوں۔"

اس کالے سانپ کی لمبی لمبی مونچھیں بھی تھیں۔ جب سانپ چلا گیا تو ناگ نے اندھیرے میں ستون کے پیچھے پھر انہی زرد آنکھوں کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھیں۔ ناگ اٹھ کر ستون کے پاس گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ واپس آ رہا تھا کہ اسے وہی زرد آنکھیں ایک بار پھر دکھائی دیں۔ اس دفعہ یہ آنکھیں ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے اوپر سے ناگ کو تک رہی تھیں۔

"کون ہو تم؟" ناگ نے آواز دی۔

زرد آنکھیں غائب ہو گئیں۔

○ کیا یہ کسی آسیب کی آنکھیں تھیں؟
○ ناگ کس ان جانی مصیبت میں پھنس گیا؟
○ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کس دنیا میں اتر گئے؟
○ عنبر پر کیا گذری اور ان کی ملاقات کیسے ہوئی؟

یہ آپ کو قسط نمبر ۱۰۹ انیس شیشہ میں معلوم ہوگا۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید السلام وعلیکم!

میں جب بھی کوئی خط آپ کو لکھتا ہوں تو ہمیشہ پیارے انکل سے شروع کرتا ہوں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ خط کسی اور طرح شروع کروں لیکن پھر آپ کے محبت اور خلوص سے بھرے ہوئے الفاظ قلم بن کر میرے ہاتھ سے لفظ پیارے انکل لکھا دیتے ہیں۔

جب میں نے آپ سے خط و کتابت شروع کی تھی تو میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا اور اب ماشاء اللہ میٹرک کے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں اور امید نہیں یقین ہے کہ اچھے نمبروں کے ساتھ پاس ہوں گا۔ اور انسان کو یقین اسی وقت ہوتا ہے جب اسے اللہ پر کامل یقین اور اپنے اوپر مکمل اعتماد ہوتا ہے۔ آج تک میں نے کوئی ایسا مصنف نہیں دیکھا جو جب بھی کسی کو کوئی خط لکھے اس میں اسے اپنی کہانیوں سے زیادہ اسے اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دلانے کی تلقین کرے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے جب بھی مجھے خط لکھا ہمیشہ مجھے پڑھنے کی تلقین کی۔ اور کبھی یہ نہیں کہا کہ میری لکھی ہوئی کتابیں پڑھا کرو۔ اور میں یہی پڑھا کروں۔

آپ واقعی اردو ادب میں ایک منفرد اسلوب لے کر آئے ہیں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب آپ نے ہمارے لیے یعنی بچوں کے لیے لکھنا شروع کیا
اپنے اس اسلوب کو یہاں بھی برقرار رکھا۔

آپ نے اپنی ناولوں میں سماجی کی بڑی بڑی تصویروں کو
مؤثر انداز میں بیان کیا ہے آپ کی ناولیں پڑھنے سے ہماری معلومات
میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے
کہ میٹرک کے امتحان میں ایک Objective یہ آیا کہ بتائیے
روشنی کی رفتار کتنی ہے اور یقین جانیے کہ میں نے آپ کی کسی
ناول میں یہ پڑھ رکھا تھا کہ روشنی کی رفتار (ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی
سیکنڈ ہے) میں نے وہی لکھ دیا اور بالکل درست ہوا۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنے ناولوں میں بڑے مؤثر انداز میں
یہ تعلیم دی کہ مایوسی کفر ہے انسان کو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے امید رکھنی
چاہیے کیونکہ وہی ہمیں عزت اور ذلت دینے والا ہے۔

آپ کی عبرتناک سیریز کی کہانی (ماریا دوزخ میں) پڑھ کر
میرے اندر انتہائی سے زیادہ تبدیلیاں رونما ہوئیں اور یہ پتہ چلا کہ یہ
جو ہم چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں اور انہیں کچھ اہمیت نہیں دیتے
اس سے دوسروں کو کتنی تکلیف ہے اور ان کا انجام آخرت میں
کیا ہے۔ اور آپ یقین جانیں کہ یہ ناول جب میں نے اپنے
چند دوستوں کو پڑھنے کو دی تو پہلے تو انہوں نے کہا کہ چھوڑو میاں
کون کہانیاں پڑھ کر وقت ضائع کرے لیکن جب میں نے انہیں

کے دی تو پڑھ کر حد سے زیادہ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے
واقعی یار اسے پڑھ کر معلوم ہوا ہے کہ یہ جو ہم چھوٹی موٹی غلطیاں
تے ہیں اور انہیں غلطیاں نہیں سمجھتے اس کا آخرت میں کیا انجام

اچھا ایک بات اور انکل وہ یہ کہ آپ کی کہانی عنبر ہوشیار میں
ل صاحب نے میرے طلسم ہوش ربا کو پسند کرنے کی مخالفت کی
ہے تو انکل آپ ہی بتائیے آپ کا اور طلسم ہوش ربا کا کیا مقابلہ وہ
ک چیز ہے اور آپ اگ چیز لیکن پھر بھی فیض احمد فیض مرحوم کے
الفاظ کہ آپ کی کہانیاں طلسم ہوش ربا کی یاد دلاتی ہیں، بہت بڑی بات
ہے۔ کیونکہ ملک کے نامور ادیب سید رئیس احمد جعفری (مدوی) مرحوم
کے یہ الفاظ کہ:

طلسم ہوش ربا ایک مستقل کلچر ہے۔ ایک مستقل ثقافت ہے
اس میں زبان کی باریکیاں ہیں۔ محاورات کی نزاکتیں ہیں۔ فصاحت و
بلاغت کی شیوہ طرازیاں ہیں۔ جنگی محاورات و مصطلحات ہیں روانی
کلام ہے۔ شگفتگی بیان ہے۔ شوخی اور بذلہ سنجی ہے۔ پہلوانوں کے
داؤ پیچ ہیں۔ محلات کی کورنشیں دعلی ہوئی زبان ہے۔

اور آپ یقین جانیے کہ طلسم ہوش ربا کے بعد اگر کوئی شخص
یہ سب خوبیاں دیکھنا چاہے تو وہ آپ کی ناولوں میں نظر آجائے
گا۔ جبھی تو فیض احمد فیض نے اسے طلسم ہوش ربا کی یاد دلانا کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو آپ کو نصیب ہوا ہے! آپ کی تحریر طلسم ہوش ربا کا مقابلہ کر سکے۔

اچھا انکل اب اجازت دیں کیونکہ میں نے پہلے ہی آپ کا اتنا زیادہ وقت لے لیا ہے اور آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کیا بے تکا سا خط لکھ بھیجا ہے کہ ختم ہی نہیں ہو پا رہا۔

فقط آپکا پرستار، ملنے کا متمنی، چاہنے والا۔

سید سلمان سلیم ۲۷۹/۸ عزیز آباد، فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸

میرے پیارے انکل السلام علیکم! کے بعد عرض ہے آپ کے خوشبو سے بھرا ہوا خط ملا پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتا یاد کرنے کا شکریہ۔ میں نے آپ کی کہانی ماریا دوزخ میں اور خلائی کمی پڑھی پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ جیسے اچھے کہانیاں لکھنے وا اور کوئی نہیں انکل میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں ویسے آپ اگر میرے گھر آئیں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی کہ میں بیان نہیں کر سک مجھے آپ کی کہانی پرانے قلعے کی خائل ٹھنڈی موت کا ہاتھ پڑھی جس کو میرے چھوٹے بہن بھائیوں نے بے حد پسند کیا اور آپ کی تعریف بھی کی۔ انکل آپ خلائی گھڑی کے قیدی کب لکھنا شروع کر رہے ہیں۔

انکل آپ کہیں کہ کب آ رہے ہیں اور خط میں مجھے جواب دیں۔ میرے گھر کے ٹیلی فون کا نمبر ۶۰۶ ہے۔ اس نمبر پر ٹیلی فون کر کے کہیں کہ کرنل عابد کے گھر ملا دیں وہ آپ کی بات میرے گھر کروا دیں گے میں آپ کو وہاں دوپہر ۳ بجے سے شام ۹ بجے تک مل سکوں گا۔

اچھا انکل اب اجازت دیں۔ خدا حافظ

ساجد حسین S/O لیفٹیننٹ کرنل اے ایچ عابد صاحب ای $\frac{۳۲۷}{۳۲۸}$

نیو سپر ٹاؤن لاہور چھاؤنی۔

پیارے انکل اے حمید صاحب! السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے اور ہمارے لیے اچھی اچھی کہانیاں لکھنے میں مصروف ہوں گے آپ کا خط ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی انکل میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا ہوں اور اب میرے امتحان ہو رہے ہیں اس لیے خط ذرا دیر سے لکھ رہا ہوں اب بھی بڑی مشکل سے وقت نکال کر آپ کو خط لکھ رہا ہوں کل میرا انگریزی کا پرچہ ہے آپ دعا کریں کہ میں تمام مضامین میں پاس ہو جاؤں۔ میں نے عنبر ناگ ماریا کی کتنی ہی کتابیں پڑھ لی ہیں، میری یہ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ سدا سلامت رہیں اور ہمارے لیے اچھے اچھے ناول لکھتے رہیں۔

آپکا پیارا ساتھی

شکیل احمد مکان نمبر ۳۶ خضر پاک حبیب اللہ روڈ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بخدمت جناب اے حمید صاحب۔ آداب

ڈیئر انکل آپ کے ناول ملے بہت اچھے تھے خاص کر خلا کی پہلی قسط عنبر ہوشیار تو بہت ہی پسند آیا اور اس کے بعد خلائی جہاز کی ممی اور غیبی خلائی شیطان تو بہت ہی اچھا تھا باقی انکل میری تو آپ سے ایک التجا ہے آپ ہر مہینے ۳ یا ۴ ناول ضرور لکھا کریں کیونکہ آپ مزید انتظار نہیں ہوتا۔ انکل آپ کی داد دیتا ہوں کہ آپ نے اتنی اچھی اور تاریخ کی پُراسرار داستان بیان کی کہ جس کی وجہ سے رہتی دنیا تک پڑھنے والے آپ کو اور موت کے تعاقب کو محبت اور چاہت سے یاد کیا کریں گے۔ باقی انکل میرے خط کا جواب دینا نہ بھولیے گا۔

فقط والسلام

افتخار احمد مونا کچی آبادی مکان نمبر F ۳۸/۲ بیگم پورہ محمود آباد لاہور ۹

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

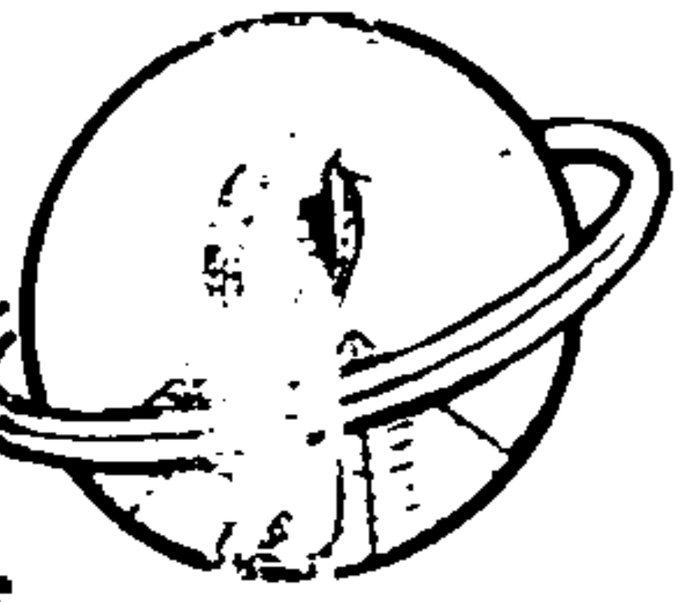

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جیسے

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

غیبی شیشہ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقرار ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
طابع : ناصر دین پرنٹرز آبکاری روڈ۔ لاہور۔

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے خلائی سفر کو آپ لوگ جس طرح پسند کر رہے ہیں اور مجھے پیارے پیارے خط لکھ کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کر رہے ہیں اس کے لیے میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کی حوصلہ افزائی ہی مجھ سے آپ کے پیارے پیارے ناول لکھواتی ہے۔ عنبر ناگ ماریا کی ایک سو نویں قسط حاضر ہے۔ دیکھئے اس وقت ان پر کیا گزر رہی ہے اور کیسے کیسے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات سے گزر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ میں آپ کو اس لیے کچھ نہیں بتاؤں گا کہ کہیں آپ کا مزا کرکرا نہ ہو جائے۔ آپ خود ہی پڑھ کر لطف اٹھائیں۔

میری طرف سے ایک بار پھر شکریہ قبول کریں۔ آپ کے خط ہم ہر قسط کے آخر میں شائع کرتے رہیں گے۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴۔ این۔ راہ چمن سمن آباد۔ لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

قیدی ناگن
پتھر کی روح
مصنوعی چاند بم
عنبر دیوار میں دفن ہوگیا
غیبی شیشہ

قیدی ناگن

ناگ کھنڈر کے چبوترے پر آکر بیٹھ گیا
وہ خزانے کے سانپ کا انتظار کر رہا تھا جو اس کے لیے قیمتی جواہر لینے کے لیے گیا تھا۔ زرد آنکھوں کا راز ابھی تک حل نہیں ہوا تھا کہ کس کی آنکھیں ہیں وہ ناگ کو یوں گھور رہی تھیں۔ ناگ کو اتنا معلوم ہوگیا تھا کہ یہ کسی انسان کی آنکھیں ہیں لیکن وہ لومڑی کی آنکھوں کی طرح زرد تھیں۔
ناگ کے چاروں طرف مشرق سے رات کا گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سناٹا اتنا گہرا تھا کہ ناگ کو اپنے سانس لینے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ ناگ کو آہٹ سنائی دی۔ اس نے دیکھا کہ وہی لمبا کالا سانپ پتھروں اور خشک گھاس میں رینگتا اس کی طرف چلا آرہا تھا۔ اس کا پھن زمین سے تھوڑا سا اٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے منہ میں ایک چھوٹا سا ہار پکڑ رکھا تھا جس کے جواہرات اندھیرے میں ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ سانپ نے قیمتی ہار ناگ کے قدموں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاکر ڈال دیا اور کہا۔

"مقدس ناگ! کوئی اور حکم کیجیے"

ناگ نے ہار اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور کہا۔

"کوئی اور حکم نہیں ہے مگر یہ بتاؤ کہ اس ویران کھنڈر میں تھوڑی دیر بعد زرد آنکھیں کیوں دکھائی دیتی ہیں؟ کیا یہاں کوئی آسیب رہتا ہے؟"

سانپ نے چاروں طرف پھن گھما کر دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"مقدس ناگ! آہستہ بات کریں۔ یہ ایک خطرناک آسیب ہے۔ جس نے اس قلعے کے کھنڈر پر قبضہ کر رکھا ہے۔"

ناگ نے پوچھا کیا یہ کوئی جن بھوت ہے؟"

سانپ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولا۔

"مقدس ناگ کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ یہ آسیب کوئی جن بھوت ہے یا کوئی چڑیل ہے۔ یہاں رہنے والے سارے سانپ اس کے قبضے میں ہیں۔ میں بڑی مشکل سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ اس آسیب نے میری ناگن کو عورت بنا کر اپنی قید میں ڈال رکھا ہے۔ میرے بچے اپنی ماں کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ مگر میں اس آسیب کی قید سے اپنی ناگن کو نہیں چھڑا سکتا۔"

یہ سن کر ناگ کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ وہ خود سانپ تھا اس لیے اسے سانپوں سے بے حد ہمدردی تھی اور وہ کسی سانپ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو میں تمہاری ناگن کو اس ظالم آسیب کی قید سے ضرور رہائی دلاؤں گا۔"

کالے سانپ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں نہیں مقدس ناگ! آپ اپنی جان خطرے میں نہ ڈالیں۔ آسیب بڑا خطرناک ہے۔ اس کی طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

یہ ناگ کے لیے ایک چیلنج تھا۔ اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں ناگ دیوتا ہوں دنیا کا کوئی آسیب، کوئی جن بھوت میرے مقابلے پر نہیں آسکتا۔ میں یہ ہار ایک جگہ دینے جا رہا ہوں ابھی واپس آ کر آسیب کی خبر لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ وہاں سے چل دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مونا اور اس کا خاوند گھر میں آتشدان کے پاس بیٹھے ناگ کا انتظار کر رہے تھے۔

فلپ کہہ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے وہ ہمارا دل بہلا کر چلا گیا ہے اب وہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔ چلو چل کر سو جاؤ۔"

مونا نے کہا۔

"تم ناگ کو نہیں جانتے فلپ۔ اس کے پاس غیر معمولی طاقت ہے۔ وہ ضرور واپس آئے گا۔"

اتنے میں ناگ وہاں پہنچ گیا۔ اس کو دیکھ کر فلپ نے مسکرا کر مذاق میں کہا۔

"معلوم ہوتا ہے تمہیں الہ دین کے جن نے خزانہ لا کر دے دیا ہوگا۔ مگر تم تو خالی ہاتھ ہو ناگ؟"

ناگ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر انتہائی قیمتی جواہرات والا ہار نکال کر اس کے آگے رکھ دیا اور کہا۔

"اگر تم لوگوں کو الہ دین کے جن کے خزانے کی ضرورت ہوتی تو میں وہ بھی تمہیں لا کر دے دیتا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس ہار کو بیچ کر تمہارا قرضہ اتر جائے گا۔ اور ضرورت سے زیادہ میں نے کسی

خزانے سے کبھی کچھ نہیں نکالا۔"

جواہرات کی چمک دمک سے فلپ اور مونا کی آنکھیں چکا چوند ہوگئیں۔ انہیں ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنے قیمتی ہار کے مالک بن گئے ہیں۔ ناگ نے کہا۔

"اطمینان رکھو۔ یہ چوری کا ہار نہیں ہے بلکہ پرانے قلعے کے کھنڈر میں سے نکال کر لایا ہوں۔ لیکن خبردار تم اس خزانے کی کھوج میں مت جانا۔ اس کی حفاظت بڑا زہریلا سانپ کر رہا ہے۔ یہ غلطی کبھی نہ کرنا۔"

مونا نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔

"میرے بھائی تم نے اپنی بہن کا گھر اُجڑنے سے بچا لیا ہے۔ اب ہم اس ہار کو فروخت کر کے اپنا سارا قرضہ اتار دیں گے۔"

فلپ بھی بے حد خوش تھا۔ بار بار قیمتی ہار کو دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"اس ہار کو بیچ کر اور قرضہ ادا کرنے کے بعد بھی ہمارے پاس اتنی دولت بچ جائے گی کہ ہم اپنے لیے مچھلیاں پکڑنے والی نئی کشتی خرید سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔

"خدا تم دونوں کو سلامت رکھے۔ لیکن میں ایک بار پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ لالچ کبھی نہ کرنا۔ لالچ کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ اچھا اب میں جا رہا رہا ہوں"

"کہاں؟ اتنی رات گئے تم کہاں جاؤ گے؟"

قلپ نے ناگ سے کہا۔ مونا بھی ناگ کو باہر جانے سے منع کرنے لگی۔ ناگ نے کہا۔

"مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ میں یہاں نہیں رُک سکتا۔ زندگی رہی تو پھر کبھی ملاقات ہو گی۔ اچھا خدا حافظ!"

یہ کہہ کر ناگ نے سلام کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

مونا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اسے ناگ سے بھائیوں ایسا پیار ہو گیا تھا۔ ناگ نے اس کی مدد بھی بہت کی تھی۔ لیکن ناگ کو خزانے کے سانپ کی ناگن کو ظالم آسیب سے بچانے جانا تھا اور وہ اس کا وعدہ کر کے آیا تھا۔ ناگ سنسان اندھیری سڑکوں پر سے ہوتا ہوا شہر سے باہر اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ویران اور تاریک قلعے کے کھنڈر میں آ گیا۔

قلعے کے کھنڈر میں چبوترے کے پاس پہنچتے ہی ناگ نے ان زرد آنکھوں کو ایک بار پھر دیکھا۔ یہ آنکھیں ایک ستون کے پیچھے سے اسے جھانک رہی تھیں۔ ناگ نے چلا کر کہا۔

"کون ہو تم؟ سامنے آؤ۔ تم نے کالے سانپ کی ناگن کو کیوں قید کر رکھا ہے۔ اسے آزاد کر دو۔ نہیں تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"

زرد آنکھیں ایک دم سے غائب ہو گئیں۔

ناگ نے کالے سانپ کو آواز دی۔ اسی ستون کے پیچھے سے کالا سانپ نکل کر ناگ کے سامنے آ گیا اور سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"مقدس ناگ! آسیب کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ آپ کی زندگی ہمارے لیے بہت ضروری ہے"

ناگ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے بزدل سمجھتے ہو کیا؟ چلو۔ مجھے اس جگہ لے کر چلو جہاں تمہاری ناگن کو آسیب نے قید کر رکھا ہے"

یہ کہہ ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ کالا سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو لے کر کھنڈر میں ایک سوراخ میں گھس گیا۔ یہ سوراخ آگے جا کر ایک غار میں نکل گیا۔ یہاں ناگ نے دیکھا کہ جگہ جگہ لمبوترے پتھر زمین میں سے کانٹوں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے ہیں۔ ایک جگہ دیوار کے ساتھ ایک بڑا سا مرتبان رکھا تھا۔ جو اوپر سے ڈھکا ہوا تھا۔ کالے سانپ نے اس مرتبان کی طرف اشارہ کیا اور سرگوشی میں کہا۔

"مقدس ناگ! آسیب نے میری ناگن کو اس مرتبان میں ڈال کر بند کر رکھا ہے۔ مگر وہ خود مرتبان سے باہر نہیں نکل سکتی۔ اس کو نکالنے کے لیے تمہیں بھی مرتبان میں جانا ہوگا۔ لیکن میں پھر کہوں گا کہ آپ اپنی جان خطرے میں نہ ڈالیں۔ آسیب کسی وقت بھی یہاں پہنچ جائے گا۔"

ناگ نے سانپ کی سرزنش کی اور کہا۔

"پرے ہٹ جاؤ۔ تم بزدل سانپ ہو جو اپنی بیوی کی بھی مدد کرنے سے گھبرا رہے ہو۔ میں مرتبان میں جا کر تمہاری ناگن کو باہر نکال کر لاؤں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ مرتبان کی طرف بڑھا۔

ناگ کے دل میں قیدی ناگن کی مدد کا جذبہ اتنا شدید تھا کہ اس نے کچھ سوچے سمجھے بغیر مرتبان کا ڈھکنا اٹھا دیا اور

اس کے اندر داخل ہو گیا۔ دوستو! ایک بات ہمیشہ یاد رکھو کہ جب کوئی تمہارے پاس اپنی درد بھری کہانی سنانے آئے تو اس کی مدد کرنے سے پہلے ہمیشہ اچھی طرح سوچ سمجھ لو کہ کہیں یہ آدمی تمہیں کسی جال میں تو نہیں پھنسا رہا۔ جب تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ واقعی دکھی انسان ہے اور تم اس کی مدد کر سکتے ہو تو پھر اللہ کے بھروسے اس کی ضرور مدد کرو۔

لیکن ناگ جذبات میں آ گیا تھا اور اس نے سوچا ہی نہیں کہ کہیں اس کے ساتھ دھوکہ تو نہیں ہو رہا۔ جونہی وہ مرتبان میں داخل ہوا باہر کالے سانپ نے اپنی جون بدل لی۔ ایک بجلی سی چمکی اور کالا سانپ جو ناگ کو اپنی ناگن کا جھوٹا قصہ سنا کر وہاں لایا تھا ایک آسیب میں تبدیل ہو گیا۔ اس کا سیاہ جسم کسی بھوت کی طرح بن گیا اور لومڑ ایسے سر پر دو زرد آنکھیں چمکنے لگیں۔ یہ وہی زرد آنکھیں تھیں جو ناگ کو کھنڈر میں گھور رہی تھیں۔ اصل میں اس آسیب نے ناگ کو پھانسنے کے لیے سارا جال بچھایا تھا۔

آسیب نے فوراً مرتبان کا ڈھکنا بند کر دیا۔

ڈھکنا بند ہوتے ہی مرتبان میں سفید رنگ کی گیس نکلنا شروع ہو گئی۔ ناگ نے گھبرا کر اپنا پھن اوپر اٹھایا۔ مرتبان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا منہ بند ہو گیا تھا۔ اس نے سانس اوپر کھینچا کہ کسی جنگلی درندے کا روپ اختیار کر لے تاکہ اس کے زور سے مرتبان ٹوٹ جائے اور وہ باہر نکل سکے لیکن سانس اوپر کھینچتے ہی مرتبان میں پھیلی ہوئی سفید گیس ناگ کے جسم میں داخل ہو گئی اور ناگ اپنی جگہ سے اُچھلا اور اسے اپنا جسم سانپ سے ایک نیلے رنگ کے خونخوار چیتے میں بدلتا محسوس ہوا۔ وہ اپنے جسم کو ایک خونخوار درندے کی شکل میں بڑا ہوتے دیکھ رہا تھا۔ مرتبان ٹوٹ گیا۔ وہ مرتبان سے باہر تھا۔

ناگ شیر سے بھی بڑے سائز کے چیتے کی شکل میں غار میں کھڑا غرّا رہا تھا۔ اس کے چاروں ہاتھوں کے نوکیلے پنجے باہر نکلے ہوئے تھے۔ ناگ نے اپنے سامنے دیوار کے پاس ایک بھوت ایسے اونچے لمبے آدمی کو کھڑے دیکھا جس کی زرد آنکھیں چمک رہی تھیں۔ ناگ کو یاد آگیا کہ یہ وہی زرد آنکھیں تھیں جو کچھ دیر پہلے اسے کنڈر کی تاریکیوں میں کبھی ستونوں اور کبھی ٹوٹی ہوئی دیواروں کے پیچھے سے دیکھ رہی تھیں۔

ناگ نے محسوس کیا کہ اس کی یادداشت تو قائم ہے مگر اس کا سر اپنے آپ اس بھوت نما انسان کے سامنے جھکا جا رہا ہے۔ یہ تحلے کا آسیب تھا۔ اس نے ایک بھیانک قہقہہ

لگایا اور ناگ سے کہا۔

"ناگ! مجھے ایک عرصے سے تمہارا ہی انتظار تھا۔ اب تم میرے غلام ہو۔ میں تمہیں جو حکم دوں گا تم وہی کرو گے۔"

آسیبی انسان نے ہاتھ بلند کر کے چھت سے لٹکتی ہوئی زنجیر کو جھٹکا دے کر نیچے کھینچا اور ناگ کی گردن میں اسے باندھ دیا۔ ناگ آہستہ آہستہ غرّاتا رہا مگر نہ جانے اس آسیبی بھوت میں کیا بات تھی کہ ناگ اس کے سامنے اپنی گردن اونچی نہیں کر سکتا تھا۔

آسیبی بھوت نے ناگ کی زنجیر کو غار کی ایک اُبھری ہوئی پتھریلی کھونٹی سے باندھ دیا اور گرج دار ڈراؤنی آواز میں بولا۔

"تم یہاں سے کبھی آزاد نہیں ہو گے۔ مجھے تم سے ایک کام لینا ہے۔ یہی وہ خطرناک کام ہے جس کی خاطر میں نے تمہیں اپنا غلام بنا لیا ہے۔"

یہ کہہ کر آسیبی بھوت ہنسنا لگا تا وہاں سے غائب ہو گیا۔

ناگ نے آسیبی بھوت کے جانے کے بعد اپنی حالت پر غور کیا۔

اس کی یادداشت بالکل ٹھیک تھی۔ اسے عنبر ماریا کیٹی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور تھیوساگ اسی طرح یاد آ رہے تھے۔ وہ اپنے تصور میں ان کی شکلیں بھی دیکھ سکتا تھا۔ اسے یہ بھی یاد تھا کہ وہ ناگ ہے۔ سانپ ہے اور اپنی جون بدل لیا کرتا تھا۔ اس نے سانس اوپر کھینچ کر اپنی جون بدلنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ سمجھ گیا اس کی طاقت جاتی رہی ہے۔ اب وہ کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

ناگ کو اچانک خیال آیا کہ اُسے سفید سانپ کے پاس واپس جانا ہے۔ تاکہ انسانوں کو ان درندہ اور وحشی قاتلوں سے نجات دلا سکے جو ہر ہفتے ایک نہتے بے گناہ انسان کو پھانس کر قلعے میں اس کی کھوپڑی اتروانے کا ہولناک منظر دیکھتے ہیں۔ اگر وہ وہاں جا کر قلعے کو تباہ نہ کر سکا تو نہ جانے کب تک یہ وحشی لوگ انسانوں کا خون بہاتے رہیں گے۔

ناگ نے زور لگا کر زنجیر کو توڑنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکا لوہے کی زنجیر بہت مضبوط تھی۔ ناگ ایک غصیلے چیتے کی طرح بپھر گیا اور اپنا چوڑے نتھنوں اور نوکیلے زرد دانتوں والا بھاری بھرکم سر اپنے پنجوں کے اوپر رکھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیئے؟

اس کو کالے سانپ کا خیال آیا۔ اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ یہی وہ آسیبی بھوت تھا جو مکارانہ چال سے ساتھ کالے سانپ بن کر اس کے پاس آیا تھا۔ ناگ نے سانپ کی آواز میں آواز دی۔ مگر وہاں کسی نے اس کی آواز نہ سنی۔ کوئی سانپ نہ آیا۔ اسے محسوس ہوا کہ شاید وہ پوری طرح سانپ کی زبان میں آواز نہیں نکال سکا تھا۔

ناگ سخت مایوسی کے عالم میں خاموش ہو کر بیٹھا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اگلے روز شام تک ضرور واپس بھیانک قلعے کے جنگل میں سفید سانپ کے پاس پہنچ جانا چاہیئے کیونکہ اگلی رات کاونٹ گارشاں ناگ کا طلسمی کھیل دیکھنے کے لیے اپنے تمام وحشی دوستوں کے ساتھ قلعے کے تھیٹر ہال میں موجود ہوگا۔ اور ناگ کو قلعے کی عقبی دیوار میں سے خاص پتھر کو باہر کھینچ کر سارے قلعے کو تباہ و برباد کر دینا تھا تاکہ اس کے ساتھ ہی وہ سارے درندہ نما لوگ بھی ختم ہو جائیں جو انسانوں کو نہ جانے کب سے اپنی درندگی کا شکار بنا رہے تھے۔

لیکن سوال یہ تھا کہ ناگ وہاں تک کیسے جائے۔ وہ تو آسیبی بھوت کی قید میں تھا۔ اس کے طلسم سے وہ ناگ سے چیتا بن چکا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ آسیبی بھوت اس سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟ ضرور یہ کوئی بڑا مکروہ اور لوگوں کو تہس نہس کرنے والا کام ہوگا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیکن اس وقت ناگ کا ڈنٹ گارشاں کے قلعے کی طرف جانے کو بے تاب تھا۔ ناگ نے دل میں دیوی طلالہ کا خیال کیا۔ آج اسے دیوی طلالہ کا بڑے عرصے بعد خیال آیا تھا۔ اس دیوی نے ہمیشہ ان تینوں کی مدد کی تھی۔ ناگ نے دیوی طلالہ کا خیال دل میں لا کر کہا۔

"عظیم دیوی! میری مدد کرو۔ میں عجیب مشکل میں پھنس گیا ہوں۔"

اس کی فریاد کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جب تیسری بار ناگ نے دیوی طلالہ کو پکارا تو دیوی طلالہ کی شکل سامنے دیوار میں نمودار ہوئی۔ ناگ نے سر جھکا لیا اور کہا۔

"دیوی طلالہ مجھ سے بھول ہو گئی کہ سوچے سمجھے بغیر اس میدان میں کود پڑا۔ میری مدد کرو۔"

دیوی طلالہ کی آواز آئی۔

"ناگ تم نے اپنے آپ کو بڑی بھیانک مصیبت میں مبتلا کر لیا ہے۔ میں تمہاری کھوئی ہوئی طاقت اور تمہاری انسانی شکل تمہیں واپس نہیں کر سکتی لیکن تمہیں اتنی طاقت ضرور واپس دے سکتی ہوں۔ تم زنجیر توڑ کر یہاں سے نکل سکتے ہو۔ اس سے زیادہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔"

یہ کہہ کر طلالہ دیوی کا ہیولا غائب ہو گیا۔ ناگ نے تھوڑا زور لگا کر گردن کو جھٹکا دیا تو اس کی زنجیر ٹوٹ کر الگ ہو گئی۔ ناگ آزاد تھا۔ وہ غار میں ایک طرف کو چلنے لگا۔ وہ اپنے پیتے کے بڑے بڑے نوکیلے ناخنوں والے پاؤں نیچے زمین پر رکھ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ یہ ایک بھاری بھر کم قوی ہیکل نیلے رنگ کا چیتا تھا۔ جس کی زرد آنکھیں بجلی کی طرح دور سے دکھائی دیتی تھیں۔

غار آگے جا کر تنگ ہو گیا۔ ایک پتھریلا زینہ اوپر کو تھا۔ ناگ اوپر چڑھا تو اسے روشنی دکھائی دی۔ یہ دن روشنی تھی۔ ناگ غار میں سے باہر نکلا تو دیکھا کہ سورج آہستہ آہستہ ڈھل رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے شام کا ڈنٹ گارشاں کے قلعے میں پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ رات تماشہ دیکھنے کے لیے وہاں سارے وحشی لوگ ہو رہے تھے۔ ناگ نے کھنڈر سے نکل کر دوڑنا شروع

وہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ اس کے جسم میں ایسی پھرتی اور پھیلاپن آ گیا تھا اور وہ بڑی تیز تاری سے دوڑ سکتا تھا۔ چیتے کی رفتار ویسے بھی ساٹھ رمیل فی گھنٹہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ ناگ دریا کے کنارے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگیا۔ وہ ویران جگہوں سے دوڑتا ہوا گزر رہا تھا کہ کوئی
دیکھ نہ لے۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں آسیبی بھوت
کو جادو کے ذریعے اس کے فرار کا علم نہ ہو گیا
وہ اسے وہیں پتھر بنا کر رکھ دے گا۔

مگر ناگ ایک بھلائی کے کام کے لیے جا رہا تھا انسا
کی بھلائی کا یہ کام وہ خوب سوچ سمجھ کر رہا تھا۔ ا
معلوم تھا کہ آج رات سارے درندہ نما وحشی لوگ تھیٹر
میں جمع ہوں گے اور اگر آج رات انہیں نیست و نابود
کیا گیا تو ہو سکتا ہے ناگ کو اس کے بعد کوئی موقع نہ مل
نہ جانے آسیبی بھوت اسے کہاں سے کہاں لے جائے اور
ہیبتناک قلعے کے اندر انسانوں کے قتل کا خونی کھیل کبھی
نہیں ہو سکے گا۔

ناگ کی یہ نیلے چیتے کی رفتار اسی میل فی گھنٹہ تک
تھی۔ وہ بجلی کی طرح لہراتا جھاڑیوں، درختوں اور لمبی
گھاس میں دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ ابھی سورج پوری طرح
نہیں ہوا تھا کہ ناگ کو دور آتش فشاں پہاڑوں کے عقب
کاؤنٹے کے خونی قلعے کے سیاہ مینار سے نظر آنے لگے
آتش فشاں پہاڑ میں سے آج کچھ زیادہ ہی دھو
اٹھ رہا تھا۔

ناگ رفتار بھرتا اس جنگل میں پہنچ گیا جہاں غار میں اس
نے سفید سانپ کو انتظار کرنے کے لیے کہا تھا۔ اس نے
دیکھا کہ غار کے منہ پہ ایک طرف پتھروں کے پیچھے سفید سانپ
پھن اٹھائے کھڑا تھا۔ اپنے سامنے نیلے رنگ کے بہت بڑے
چیتے کو دیکھ کر سفید سانپ نے اپنا سر جھکا دیا۔

ناگ سمجھ گیا کہ سفید سانپ کو ناگ دیوتا کی بو آ گئی ہے۔
سفید سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ! آپ چیتے کی شکل میں کیوں ہیں؟"

ناگ نے سانپ کی آواز میں کہا۔

"یہ ایک دردناک کہانی ہے۔ کیا تم میری بات سمجھ
رہے ہو؟"

"کیوں نہیں مقدس ناگ!" سفید سانپ نے کہا۔ "آپ
کی زبان مجھے بڑی آسانی سے سمجھ میں آ رہی ہے"

اب ناگ نے سفید سانپ کو اپنے ساتھ گزرا ہوا دردناک
واقعہ سنایا اور کہا۔

"آسیبی بھوت کے جادو کا مجھ پہ وقتی اثر ہو گیا
ہے میں اس کا کوئی نہ کوئی توڑ نکال لوں گا۔ لیکن
اس وقت سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم
کرنا ہوگا کہ قلعے کے تھیٹر ہال میں تماشائی جمع ہو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے ہیں کہ نہیں۔ کیونکہ آج مجھے وہاں طلسمی تماشہ دکھانا ہے۔"

سفید سانپ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ تو میں ابھی جا کر معلوم کئے دیتا ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آپ وہاں جا کر طلسمی کھیل دکھا سکیں گے؟ آپ تو اپنی جون نہیں بدل سکتے۔"

ناگ بولا۔

"اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ ظاہر ہے یہاں خونخوار تماشائی جمع ہو جائیں گے۔ جب ہال بھر جائے گا تو وہ میرا انتظار کریں گے۔ اتنی دیر میں پتھر نکال کر قلعے کو گرا دوں گا۔"

ناگ نے سفید سانپ سے پوچھا کہ کیا اس نے قلعے کے نیچے رہنے والے سانپوں کو خبردار کر دیا ہے۔ سفید سانپ نے کہا۔

"ان کو میں نے آج ہی وہاں سے نکل جانے کو کہہ دیا تھا۔ وہ سارے کے سارے قلعے کے نیچے سے نکل کر اس جنگل میں آ گئے ہوئے ہیں۔"

"بہت خوب! اب شام کا اندھیرا ہو رہا ہے میرے ساتھ آؤ۔ ہم قلعے کی طرف جائیں گے۔"

ناگ نے سفید سانپ کو اپنی پیٹھ پر بٹھایا اور قلعے کی طرف دوڑنے لگا۔ راستے میں انہوں نے دیکھا کہ آتش فشاں پہاڑ میں سے بڑا ہی گاڑھا سیاہ دھواں اٹھ رہا تھا۔ سفید سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ! آتش فشاں پہاڑ کے ارادے اچھے نہیں لگتے۔"

ناگ پہیئے کی شکل میں دوڑتا چلا جا رہا تھا۔

وہ قلعے کی عقبی دیوار میں اس جگہ آ کر رُک گیا جہاں ایک بھاری پتھر باہر کو نکلا ہوا تھا۔ سفید سانپ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"مقدس ناگ! یہی وہ پتھر ہے جس پر اس قلعے کی ساری عمارت کھڑی ہے۔ اگر اس پتھر کو یہاں سے باہر کھینچ لیا جائے تو قلعے کی ساری عمارت دھڑام سے گر پڑے گی۔"

ناگ پتھر کے قریب آیا اور سفید سانپ سے کہنے لگا۔

"قلعے میں جاؤ اور معلوم کر کے آؤ کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں کہ نہیں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفید سانپ فوراً وہاں سے قلعے کے دروازے کی طرف بھاگا۔ اس وقت تک شام کا اندھیرا رات کے اندھیرے میں گھل مل گیا تھا۔ ناگ پیتیے کی شکل میں قلعے کی پچھلی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھا تھا۔ اُسے ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔

یہ آتش فشاں پہاڑ کی گڑگڑاہٹ تھی۔ اس میں سے سُرخ لاوا اوپر کو اچھلا اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔

ناگ نے سفید سانپ کو واپس آتے دیکھا۔ اس نے آتے ہی بتایا کہ قلعے میں سارے تماشائی ہال میں جمع ہو کر شور مچا رہے ہیں کہ طلسمی تماشہ دکھاؤ۔

"کاؤنٹ گارشاں کہاں ہے؟" ناگ نے پوچھا۔

سفید سانپ بولا۔

"وہ سٹیج پر کھڑا لوگوں کو خاموش رہنے کے لیے کہہ رہا ہے کہ ابھی تھوڑی دیر میں طلسمی کھیل شروع ہونے والا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"اب مجھے یہ پتھر یہاں سے نکال دینا چاہیئے کیونکہ اگر دیر ہو گئی تو لوگ ہال سے باہر آ جائیں گے اور سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔"

سفید سانپ نے کہا۔

"مگر مقدس ناگ! یہ پتھر آپ باہر نکال سکیں گے؟"

ناگ بولا۔

"دیوی طلالہ نے میری اتنی طاقت بحال کر دی ہے کہ میں اس پتھر کو باہر نکال سکوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے اپنے دونوں پنجوں سے باہر نکلے ہوئے سیاہ پتھر کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ پہلے جھٹکے میں پتھر ذرا سا کھسکا۔ دوسرے جھٹکے میں پتھر قلعے کی دیوار سے باہر آ گیا۔

پتھر کے باہر آتے ہی قلعے کی دیوار کانپ کر لرزی ناگ اور سفید سانپ دوڑ کر دیوار سے پرے ہو گئے۔ ان کے دیکھتے دیکھتے قلعے کی دیوار گر پڑی۔ اس کے بعد انہوں نے قلعے کے میناروں کو ہلتے دیکھا۔ یہ مینار جھوم کر ایک طرف کو دھڑام دھڑام سے گر پڑے۔ پھر قلعے میں چاروں طرف تباہی مچ گئی۔ قلعہ گر رہا تھا۔

تھیٹر کے ہال کمرے میں کاؤنٹ گارشاں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سٹیج پر کھڑا درندہ تماشائیوں کو تسلی دے رہا تھا۔ کہ اچانک ہال کمرے کی دیواریں لڑکھڑائیں اور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر ہال کی چھت ایک زبردست کڑاکے کے ساتھ ٹوٹی اور واویلا مچاتے چیختے چلاتے تماشائیوں پر دھڑام سے گر پڑی۔ وہ وحشی ظالم لوگ جو آج تک نہ جانے کتنے معصوم انسانوں کو موت کی نیند سلا چکے تھے دیکھتے دیکھتے بھاری پتھروں میں پس کر رہ گئے۔

سچ ہے ظالم کا انجام ہمیشہ عبرت ناک ہوتا ہے۔

کاؤنٹ گارشاں بھی اپنے جلاد نما ساتھیوں کے ساتھ اس قلعے میں دب کر مر گیا۔ اس عبرت ناک تباہی کا منظر سفید سانپ اور ناگ قلعے سے دور کھڑے دیکھ رہے تھے۔ جب قلعہ کھنڈر کا ڈھیر بن گیا تو ناگ نے سفید سانپ سے کہا۔

"چلو۔ واپس جنگل میں تمہارے دادا سانپ کے پاس چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ میرے طلسم کے بارے میں میری کچھ مدد کر سکے۔"

وہ جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابھی وہ جنگل کے قریب ہی پہنچے تھے کہ اچانک زمین کانپی جیسے بھونچال آگیا ہو۔ درخت اپنی اپنی جگہوں پر لرزنے لگے۔ سفید سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ! آتش فشاں پہاڑ پھٹ رہا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور آتش فشاں

پہاڑ پھٹ گیا۔ اس میں سے لاوے کا کھولتا ہوا دریا بہنے لگا۔ اس لاوے کا رُخ قلعے کی طرف تھا جہاں کھنڈروں کا ڈھیر بنا ہوا تھا۔

سفید سانپ نے کہا۔

"لاوا جنگل کی طرف نہیں آرہا۔ پھر بھی ہمیں دادا سانپ اور دوسرے سانپوں کو لے کر یہاں سے دریا کے پتن کی طرف نکل جانا چاہیے۔"

آتش فشاں پہاڑ میں رہ رہ کر دھماکے ہو رہے تھے۔ بڑے بڑے پتھر اوپر کو اڑ کر زمین پر دھماکوں کے ساتھ گر رہے تھے۔ زرد رنگ کا کھولتا ہوا لاوا قلعے کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ قلعے کے کھنڈروں کو اپنی آغوش میں لینے کو بے تاب تھا۔ یہ جہنم کی آگ تھی جو انسانوں کو ہلاک کرنے والے ظالموں کی لاشوں سے ان کے گناہوں کا بدلہ لینے جا رہی تھی۔

ابھی تک لاوے نے جنگل کا رُخ نہیں کیا تھا۔

سفید سانپ اور ناگ دادا سانپ کی کھوہ میں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں دوسرے سانپ بھی جمع تھے۔ سارے سانپ ناگ کے آگے جھک گئے۔ دادا سانپ نے ناگ کو چیتے کی شکل میں دیکھا تو کمزور آواز میں بولا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس ناگ! کیا آپ پر کسی کا طلسم کا اثر ہو گیا ہے؟"

ناگ نے اپنے نوکیلے پنجوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دادا سانپ! تم دیکھ رہے ہو کہ میں اپنی اصلی شکل میں نہیں ہوں۔"

پھر ناگ نے اسے آسیبی بھوت کے بارے میں بتایا جس نے دھوکے سے اسے طلسمی مرتبان میں ڈال کر چیتا بنا دیا۔

"اب میں کوشش بھی کرتا ہوں تو دوبارہ اپنی شکل پر واپس نہیں آتا۔ اس سلسلے میں دیوی طلالہ بھی مجبور ہے۔"

دادا سانپ خاموش تھا۔ سارے سانپ سر جھکائے اداس تھے۔ سفید سانپ بھی پریشان تھا۔ ان کے مقدس ناگ پر مشکل آن پڑی تھی۔ اور وہ خواہش کے باوجود اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ دادا سانپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"مقدس ناگ! آپ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا میری آپ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مگر میں ایک بوڑھا سانپ ہوں اور اس دنیا پر میرا

تجربہ بہت زیادہ ہے۔"

ناگ نے پوچھا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو دادا سانپ؟"

دادا سانپ بولا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں مقدس ناگ کہ اس طلسم کا توڑ میں جانتا ہوں۔"

سارے سانپ دادا سانپ کا منہ تکنے لگے۔ ناگ نے بے دلی سے پوچھا کہ وہ کون سا توڑ ہے؟ کیونکہ اسے یقین نہیں آتا تھا کہ بوڑھا سانپ اس کی کچھ مدد کر سکے گا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کی روح

دادا سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ! جس آسیب نے آپ پر طلسم کیا ہے وہ اس علاقے کا سب سے پرانا آسیب ہے۔ اس نے سانپ کا روپ دھار کر آپ کو دھوکے سے اپنی غار میں بلایا۔ اس طرف علاقے کا کبھی کوئی سانپ بھی غرف کے مارے نہیں جاتا۔"

ناگ نے حیرت سے کہا۔

"میں اس آسیب سے نہیں ڈرتا۔ اگر تم اس طلسم کا کوئی توڑ جانتے ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں زیادہ باتیں نہیں سننا چاہتا۔"

دادا سانپ نے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معاف کر دیں مقدس ناگ! اب میں آپ کو اس طلسم کا توڑ بتاتا ہوں۔ ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ دریا کنارے والے غار میں ایک آسیبی بھوت رہتا ہے جو انسانی سانپ کا دشمن ہے اور اگر کوئی انسانی سانپ اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اسے درندہ بنا کر شہر کی طرف بھیجتا ہے تاکہ وہ معصوم شہریوں کو ہلاک کر کے اس کے پاس لائے۔ آپ اس کے غار سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ اچھا ہوا اب میں آپ کو وہ توڑ بتاتا ہوں جو ہمارے بزرگ سانپ ہمیں بتایا کرتے تھے۔"

ناگ نے جھلا کر کہا۔

"دادا سانپ! مجھے توڑ بتاؤ۔"

دادا سانپ نے آہستہ آہستہ سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مقدس ناگ! میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ یہاں سے شمال کی جانب جہاں زمین ختم ہو جاتی ہے وہاں اونچی اونچی پہاڑیوں کے درمیان شیطانی وادی ہے جہاں نقاب پوش شیطانوں کی حکومت چلتی ہے۔ ان کا بادشاہ ایک نقاب پوش شیطان قولا ہے۔ یہ ایک جادوگر بھی ہے اس نے ایک نقلی چاند بنا رکھا ہے جو ہر روز ایک کنویں کے اندر سے نکل کر پہاڑیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اوپر آکر روشن ہو جاتا ہے۔ اس مصنوعی چاند کے اندر مٹی کا ایک انسانی پُتلا ہے۔ اس پتلے کے جسم میں ایک کیل ٹھُکا ہوا ہے۔ اگر آپ اس پتلے تک پہنچ کر اس کے جسم سے یہ کیل اُکھاڑ کر پھینک دیں تو نہ صرف یہ کہ آپ دوبارا انسانی شکل میں آجائیں گے۔ بلکہ اس شیطانی بستی پر سے بھی طلسم کا اثر ختم ہو جائے گا۔"

ناگ بڑی توجہ سے دادا سانپ کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ کہنے لگا۔

"میں مصنوعی چاند کے اندر پہنچ کر اس پتلے کو توڑ ڈالوں گا۔"

دادا سانپ نے کہا۔

"اس کو توڑنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ مقدس ناگ! آپ کو اس کے جسم میں سے کیل نکال کر پھینکنا ہو گا۔ مگر مصنوعی چاند تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ جس کنویں سے مصنوعی چاند ہر شام طلوع ہوتا ہے اس کے ارد گرد طلسم کا دائرہ ہے۔ جو کوئی اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔"

ناگ نے پوچھا۔

"تو پھر میں اس میں کیسے داخل ہوں گا؟"

دادا سانپ نے کہا۔

"میں نے بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ اس شیطانی بستی میں ایک عیسائی بزرگ کی خانقاہ ہے۔ اس خانقاہ کے اندر دو صلیبیں رکھی ہیں۔ اگر آپ کسی طرح ان صلیبوں کو ہاتھ میں لے کر طلسمی دائرے میں گزریں گے تو آپ پر طلسم کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں یہ کام آسانی سے کر لوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

دادا سانپ بولا۔

"لیکن ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھنا مقدس ناگ! جب آپ نے جادوئی پتلے کا کیل نکال پھینکا اور نقاب پوش جادوگر فولاد کا طلسم ٹوٹ گیا تو وہ مصنوعی چاند آسمان کی طرف پرواز شروع کر دے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"پھر کیا ہوا۔ میں مصنوعی چاند میں سے عقاب بن کر پرواز کر جاؤں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دادا سانپ نے آہستہ سے کہا۔

"یہی مشکل کام ہے جو آپ نہیں کر سکیں گے۔"

"کیوں؟" ناگ نے سوال کیا۔

دادا سانپ بولا۔

"اس لیے کہ جب تک آپ مصنوعی چاند کے اندر رہیں گے آپ کی ساری طاقت آپ سے دُور رہے گی۔ آپ کوئی شکل نہیں بدل سکیں گے۔ یہ اس مصنوعی چاند کا اثر ہوگا۔ ہمارے بزرگوں نے یہی کہا ہے۔"

ناگ نے غرّا کر اپنی گردن اوپر اٹھائی اور پنجہ [illegible] مار کر بولا۔

"میں شیطانوں کی بستی میں ضرور جاؤں گا۔ میں ساری زندگی ایک چیتا بن کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمہارا شکریہ۔ میں ابھی نقاب پوش شیطانوں کی بستی کی طرف جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے دادا سانپ اور سفید سانپ کو خدا حافظ کہا اور چھلانگ لگا کر غار سے باہر جنگل میں آیا۔

جنگل میں رات تاریک تھی۔ دور مغرب کی طرف

آتش فشاں پہاڑ میں سے ابھی تک لاوا نکل رہا تھا اور ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ناگ چیتے کی شکل میں زقندیں بھرتا جنگل میں شمال کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ ساری رات وہ جنگلی درختوں اور ٹیلوں کے درمیان دوڑتا چلا گیا۔

دوسرے دن وہ خشک میدانوں میں پہنچ گیا۔ جہاں سوکھی گھاس کے سوا کچھ نہیں اُگا ہوا تھا۔ دن بھر وہ اِن میدانوں میں دوڑتا رہا۔ رات کو اس نے ایک کھوہ میں آرام کیا۔ اگلے روز وہ ایک صحرا میں آگیا۔ تین دن کے سفر کے بعد یہ صحرا ختم ہوا تو ناگ کو دُور اونچی پہاڑیاں نظر آئیں۔ شاید یہی نقاب پوش شیطانوں کی بستی تھی۔ ناگ ایک چھوٹے سے تالاب پر پانی پینے کے لیے جھکا تو اس نے پہلی بار اپنی شکل دیکھی۔

وہ ایک نیلا چیتا تھا۔ اس کی آنکھیں زرد تھیں۔ کان اوپر کو اُٹھے ہوئے تھے۔ گردن چیتے کی طرح بھاری بھر کم تھی اور کھال نیلی تھی۔ ناگ نے اپنا منہ تالاب میں ڈال کر پانی پیا اور پھر دُور پہاڑیوں کی طرف دیکھا۔ چونکہ دن کا وقت تھا۔ اس لیے اسے اِن پہاڑیوں کے اوپر جادوگر فولاد کا بنایا ہوا مصنوعی چاند نظر نہیں آ رہا تھا۔ دادا سانپ کے کہنے کے مطابق یہ چاند شام کے بعد کنویں سے نکل کر اِن پہاڑیوں کے اوپر آ کر چمکنے لگتا تھا۔ اس وقت دوپہر کا سماع تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے پہاڑیوں کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ چیتے کی طرح لمبی لمبی جست لگا کر پہاڑیوں کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ پہاڑیاں قریب دکھائی دیتی تھیں مگر اصل میں وہ کافی دُور تھیں۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے سورج غروب ہو گیا۔ ناگ نے اپنا سفر جاری رکھا۔

شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا کہ ناگ پہاڑی کے اوپر پہنچ گیا۔

اس نے گردن جھکا کر پہاڑی کی دوسری طرف دیکھا۔ نیچے پہاڑیوں کے درمیان ایک پیالے ایسی وادی میں پتھر کے بنے ہوئی چھتوں والے مکان بنے تھے جن کے درمیان ایک بہت بڑا بت رکھا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے ناگ اندازہ نہ لگا سکا۔ کہ یہ بت کسی انسان کا ہے یا کسی جانور کا۔

اچانک وادی میں ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی۔ یہ روشن وادی کے درمیان ایک جگہ سے اوپر کو نکل رہی تھی۔ ناگ سمجھ گیا کہ نقاب پوش جادوگر فولا کا مصنوعی چاند کنویں میں سے ایک گول چمکیلا پہاڑی جتنا گولا نکل کر آہستہ آہستہ آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہے۔ کنویں کے اردگرد نقاب پوش لوگ مکانوں سے نکل کر آ گئے۔ اور انہوں نے بھجن گانے شروع کر دیئے۔ ان کی ہلکی ہلکی آوازیں ناگ تک پہنچ رہی تھیں۔

یہ نقاب پوش جادوگر فولا کا مصنوعی چاند تھا جو کنویں میں سے نکل کر اوپر اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ مصنوعی چاند وادی کے عین اوپر آ کر ایک جگہ رُک گیا۔ اس کی مصنوعی روشنی سے ساری وادی روشن ہو رہی تھی۔ ناگ اس ایجاد پر جادوگر فولا کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ سوچنے لگا کہ وہ اس چاند کے اندر کیسے پہنچے گا؟ بہرحال اسے یہ مہم سر کرنی تھی اور اس چاند کے اندر داخل ہو کر جادوئی پتلے کے جسم سے طلسمی کیل کو نکال پھینکنا تھا۔ اسی میں اس کی نجات تھی۔

مگر وہ مقدس صلیبوں کی مدد کے بغیر طلسمی کنویں کے دائرے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ عیسائی بزرگ کی خانقاہ کہاں ہو گی؟ اس نے مصنوعی چاند کی روشنی میں وادی میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ اسے وادی کے مشرقی کونے کی جانب ایک جگہ درختوں کا ایک جھنڈ نظر آیا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے ان کے نیچے مقدس بزرگ کی خانقاہ ہو۔

ناگ نے پہاڑیوں کے اوپر ہی اوپر سے مشرق کی طرف دوڑنا شروع کیا۔ وہ مصنوعی چاند کی روشنی میں ہی اس خانقاہ تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد وہ مشرقی پہاڑی کی چوٹی پر پہنچا اور اس نے ڈھلان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر سے نیچے اُترنا شروع کیا۔ پہاڑی سنگلاخ تھی۔ کسی ڈھلان پہ کوئی سبزہ جھاڑیاں یا درخت نہیں اُگے ہوئے تھے۔ ناگ زقندیں لگاتا بڑی تیزی سے نیچے وادی میں آگیا۔

وہ ایک بہت بڑے پتھر کے پیچھے چھپ کر درختوں کے جھنڈ کو دیکھنے لگا۔ مصنوعی چاند کی روشنی میں ان درختوں کے سائے لمبے ہو رہے تھے۔ کیونکہ چاند ان سے ذرا ترچھا اوپر آسمان پہ رُکا ہوا تھا۔ درختوں کے نیچے اندھیرا تھا۔ ناگ کے چیتے کی آنکھوں نے دیکھا کہ ان درختوں کے سائے میں ایک دیوار کھڑی تھی۔ ضرور یہی مقدس سنگ کی خانقاہ ہوگی۔ ناگ زمین کے ساتھ پیٹ لگا کر اس طرح خانقاہ کی طرف بڑھنے لگا جس طرح شیر آدھی رات کو جنگل میں اپنے شکار کی طرف بڑھتا ہے۔

ناگ کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ اس طلسمی لکیر کے اندر داخل ہو چکا ہے جس کو نقاب پوش جادوگر فولاد کے حکم سے وہاں کھینچ دیا گیا تھا۔ اس طلسمی لکیر کا ناگ پہ تو کوئی اثر نہ ہوا مگر نقاب پوش جادوگر کی گیدڑ سنگھی میں پتھر کے طوطے نے اپنی گردن اُٹھا کر چیخ ماردی۔ جادوگر فولاد اس وقت اپنے مشیروں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا

طوطے کی چیخ سن کر اس نے اپنی بندوق اٹھائی اور چلا کر بولا۔

"کوئی دشمن شمال کی طرف سے داخل ہوا ہے"

باقی نقاب پوش شیطانوں نے بھی اپنی بندوقیں اٹھائیں اور اپنے لیڈر کے پیچھے دوڑے۔ بستی کے دوسرے نقاب پوش لوگ کنویں کے پاس کھڑے نگاہیں اوپر اُٹھائے بڑے شوق سے مصنوعی چاند کو روشنی بکھیرتے دیکھ رہے تھے۔ شیطانی جادوگر فولاد اپنے سات نقاب پوش آدمیوں کو لے کر مکانوں کے پیچھے سے ہوتا ہوا پہاڑی کی شمالی دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نیلے رنگ کا چیتا زمین کے ساتھ لگا خانقاہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

جادوگر فولاد نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے آہستہ سے کہا۔

"اس چیتے کو مارنا نہیں۔ اِسے زندہ پکڑنا ہے۔ نیلا چیتا پہلی بار دیکھا ہے۔ یہ ہمارے کام آ سکتا ہے"

شیطانی نقاب پوش ناگ کے اردگرد پھیل گئے اور پھر انہوں نے ناگ کو گھیرے میں لے لیا۔ ناگ کو ابھی تک کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ برابر خانقاہ کی طرف بڑھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا۔ اچانک بندوق کا فائر ہوا۔ اور اس سے پہلے
کہ ناگ سنبھلتا سات آٹھ نقاب پوش اس پر ٹوٹ پڑے
ان میں سے ایک نقاب پوش نے مشعل کو آگ لگا کر ہاتھ میں
تھام رکھا تھا۔ کیونکہ آگ سے درندے بہت ڈرتے ہیں۔ ہاں
فولا نے چیخ کر کہا۔

"اس درندے کو زندہ پکڑو"

چار نقاب پوش ناگ پر ٹوٹ پڑے۔
ناگ نے ان سے نکلنے کی کوشش کی مگر انہوں نے
اس کو دبوچ رکھا تھا۔ ان میں سے ایک نقاب پوش نے
سے جلتی مشعل ناگ کے سر پر ماری۔ ناگ نے اپنی
طاقت کو ایک جگہ جمع کر کے اس نقاب پوش کو ایسا ہاتھ
کہ اس کی گردن اس کے جسم سے الگ ہو گئی۔ یہ حالت
دیکھ کر جادوگر فولا نے ناگ پر بندوق کا فائر کر دیا
ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اس سے پہلے چھلانگ لگا کر
دوسری طرف گر گیا تھا۔ نقاب پوشوں نے لیڈر سے کہا کہ
اس کو ہلاک کر دیتے ہیں فولا۔ نہیں تو یہ ہمیں زندہ نہیں
چھوڑے گا۔ فولا نے کہا۔ "اسے زخمی کر دو۔ مارنا نہیں"

ناگ یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اس نے ایک دم
ماری اور قلابازی لگا کر فضا میں اچھلا اور پھر بجلی کی
طرح غوطہ لگا کر پہاڑی کی طرف بھاگا۔ پیچھے سے اس

پر بندوقوں کے فائر ہونے لگے۔ گولیاں اس کے اوپر سے
ہو کر گزر رہی تھیں مگر ناگ نہ رکا۔ وہ دیکھتے دیکھتے
نقاب پوشوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ناگ پہاڑی
کی چٹانوں کے پیچھے پہنچ کر اوپر چوٹی کی طرف چڑھتا چلا
گیا۔

نقاب پوش فولا نے پہاڑی کے نیچے کھڑے ہو کر حکم
دیا۔

"چیتا روپوش ہو گیا ہے۔ اس نے ہمارے تین
آدمی ہلاک کر ڈالے ہیں۔ ہم اسے زندہ پکڑیں
گے۔ ان پہاڑیوں میں سراغ رساں شکاری نقاب
پوشوں کو روانہ کیا جائے"

نقاب پوش حکمران فولا کا یہ حکم اوپر پہاڑی میں چھپ کر
بیٹھے ناگ نے بھی سن لیا تھا۔ اس نے سوچا کہ کسی جگہ چھپ
جانا چاہیئے اور چاند کے واپس کنویں میں جانے کا انتظار
کرنا چاہیے کیونکہ چاند کی روشنی میں اسے دیکھا جا سکتا تھا۔
دادا سانپ نے اسے بتایا تھا کہ مصنوعی چاند رات کے پچھلے
پہر واپس کنوئیں میں اتر جاتا ہے اور پھر سورج نکلنے تک
وادی میں اندھیرا چھایا رہتا ہے۔ ناگ اس اندھیرے میں اپنی
مہم پر دوبارا نکلنے کا پروگرام بنا کر پہاڑی کی چوٹی سے
دوسری طرف اتر گیا اور چھپنے کے لیے کسی محفوظ جگہ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تلاش شروع کر دی۔
: آخر ناگ کو ایک چھوٹی سی سرنگ مل گئی جو پتھروں
میں چھپی ہوئی تھی اور باہر سے دکھائی نہیں دیتی تھی۔
ناگ اس کے اندر جا کر چھپ کر بیٹھ گیا۔ رات گزرتی چلی
گئی۔ آدھی رات کے بعد اسے پہاڑی پر دور آدمیوں
کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ نقاب پوش تھے جو
کو تلاش کر رہے تھے۔ مگر انہیں سرنگ کا منہ نظر نہ
آسکا اور آوازیں دور ہو گئیں۔
پچھلے پہر کے قریب ناگ سرنگ سے باہر نکل آیا۔ اس
نے دیکھا کہ آسمان پر سے مصنوعی چاند آہستہ آہستہ نیچے
آ رہا تھا۔ پھر وہ کنوئیں کے عین اوپر آگیا اور اس کی
نظروں کے سامنے مصنوعی چاند کنوئیں میں اتر کر غائب
ہو گیا۔ چاند کے ساتھ ہی اس کی روشنی بھی کنوئیں میں چلی
گئی اور پھر چاروں طرف گہرا اندھیرا چھا گیا۔ کچھ دیر ناگ
کو نقاب پوشوں کے بھجن گانے کی آوازیں آتی رہیں پھر
یہ آوازیں بھی خاموش ہو گئیں۔
اب ناگ پچھلے پہر کی تاریکی میں خانقاہ میں داخل
ہونے کی کوشش کر سکتا تھا۔ کیونکہ آدھے گھنٹے کے
بعد سورج نکلنے والا تھا اور سورج کی روشنی میں ناگ کچھ
نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ ناگ نے ایک بار پھر پہاڑی پر

سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔
پہاڑی پر اور پہاڑی کے نیچے اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔
کسی نقاب پوش کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ ناگ کو معلوم تھا
کہ جس طرف سے اس نے خانقاہ کی طرف داخل ہو جانے
کی کوشش کی تھی وہاں کوئی طلسمی حصار تھا جس نے
نقاب پوشوں کو خبردار کر دیا تھا۔ اب وہ اس حصار سے
بچ کر دوسری طرف سے خانقاہ کی طرف بڑھا۔
یہاں ایک چھوٹی سی کھائی تھی جو خانقاہ کے عقب
کی طرف جا رہی تھی۔ ناگ اس کھائی میں سے چھونک
چھونک کر قدم رکھتا چلا جا رہا تھا۔ جب اسے کھائی کے
باہر درختوں کا جھنڈ نظر آیا۔ تو وہ کھائی کی دیوار پھاند کر
باہر نکل آیا۔ اس کے سامنے اندھیرے میں ایک دیوار
تھی۔ یہ خانقاہ کی دیوار تھی۔ دیوار کے نیچے ایک محرابی دروازہ
تھا جو بند تھا۔ ناگ نے دروازے کو زور سے دھکا
دیا تو وہ کھل گیا۔
اندر ایک تہہ خانہ تھا۔ اندھیرا اور تاریک ——— ناگ
کی زود آنکھیں اس اندھیرے میں بھی دیکھ رہی تھیں۔
اس تہہ خانے کے وسط میں ایک تختے پر دو صلیبیں
پڑی تھیں۔ ناگ نے قریب جا کر دیکھا کہ یہ لکڑی کی
صلیبیں تھیں۔ ناگ نے ایک صلیب کو اٹھا لیا اور خانقاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے باہر نکلا۔

اب اس کا ٹارگٹ وہ کنواں تھا جس میں سے نقاب پوش فولاد کا مصنوعی چاند ہر شام طلوع ہوتا تھا اور اب اس کے اندر غروب ہو چکا تھا۔ صلیب مل جانے کی وجہ سے ناگ کے اندر ایک زبردست حوصلہ اور طاقت آ گئی تھی۔ وہ دوڑتا ہوا کنوئیں کے قریب آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں طلسمی دائرہ بنا ہوا ہے۔ مگر اسے یہ بھی حوصلہ تھا کہ اس کے ہاتھ میں مقدس صلیب ہے اور یہ طلسمی حصار اسے جلا نہیں سکتا۔

ناگ نے گردن جھکا کر دیکھا۔ کنوئیں کے چند قدموں کے فاصلے پر سرخ رنگ کی ایک لکیر کنوئیں کے اردگرد پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ اس لکیر پر سے گزر کر ہی کنوئیں کی منڈھیر تک پہنچ سکتا تھا۔ صلیب کی وجہ سے ناگ کے اندر بڑی جرات آ گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ طلسمی لکیر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ چنانچہ وہ صلیب ہاتھ میں لیے طلسمی لکیر کے اوپر سے گزر گیا۔

لکیر کے اوپر سے گزرتے ہی کنوئیں کے چاروں طرف شعلے ہی شعلے بلند ہونے لگے۔ مگر یہ شعلے ناگ کو کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ اس کے جسم کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا۔ صلیب بھی اس کے ہاتھ میں اسی طرح پکڑی

تھی۔ ناگ لپک کر کنوئیں کی منڈھیر پر جا پہنچا۔ بستی کی طرف شور مچ گیا۔ نقاب پوش مکانوں سے نکل نکل کر کنوئیں کی طرف دوڑتے چلے آئے۔ انہوں نے نیلے چلتے کو کنوئیں کی منڈھیر پر دیکھا تو فائرنگ شروع کر دی۔ مگر گولیاں صلیب کے اِدھر اُدھر سے ہو کر جاتیں۔ ناگ نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ کشادہ کنوئیں کے اندر ایک بہت بڑا چاند کا گولہ فضا میں اٹکا ہوا تھا۔ ناگ نے صلیب کو کنوئیں کی منڈھیر پر رکھ دیا اور کنوئیں کے اندر چھلانگ لگا دی۔ وہ گول چاند کے اوپر گر کر گرا۔ اس نے دیکھا کہ چاند کسی مضبوط دھات کا بنا ہوا تھا اور بالکل گول تھا۔ وہ چاند پر رینگتا، بھرے ہوئے پتھروں کو اپنے نوکیلے پنجوں سے پکڑتا چاند کے پہلو میں نیچے آ گیا۔ یہاں ایک گول سوراخ تھا چاند کے اندر جاتا تھا۔

ناگ اس سوراخ میں گھس گیا۔

اندر چاند میں ایک گول کمرہ بنا تھا جس کے درمیان چبوترے کی پتھریلی چوکی پر ناگ کو مٹی کا ایک تیز آبا۔ اس پتلے کے سینے میں چاندی کی ایک کیل لگی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھی۔ یہی وہ کیل تھی جس کے بارے میں دادا
نے بتایا تھا کہ اس کے باہر نکال دینے سے نہ صرف
کہ ناگ اپنی اصلی حالت میں واپس آجائے گا بلکہ اس
وادی پر جادوگر فولا کا طلسم بھی ٹوٹ جائے گا۔ ناگ
ایک سکینڈ ضائع کیے بغیر پتلے کے سینے پر پنجہ مارا اور
اس کا کیل کھینچ کر باہر پھینک دیا۔

کیل کے باہر نکلتے ہی چاند ایک دم سے اوپر بلند
گیا۔ ناگ نے سوراخ میں سے باہر جھانک کر باہر دیکھا تو
کنوئیں سے دس بارہ منزل اوپر آگیا تھا۔ اپنے دادا
کی بات یاد آئی کہ چاند کے اندر رہنے کی وجہ سے ناگ
طاقت کچھ عرصے تک معطل رہے گی۔ ناگ نے اپنے
کو دیکھا۔ وہ دوبارا انسانی شکل میں آچکا تھا۔ مگر چاند
تیزی سے آسمان کی طرف اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ ناگ نے
وادی کو دیکھا۔ اسے مقدس صلیب روشنی کی لکیر بن کر
خانقاہ کی طرف جاتی نظر آئی۔ جبکہ باقی ساری وادی ہر
ہر شے غائب ہو چکی تھی۔ نہ کوئی نقاب پوش تھا نہ
مکان تھا۔ ساری وادی خالی خالی تھی۔ وہ کنواں بھی غائب
ہو گیا تھا جس میں سے مصنوعی چاند نکلا تھا۔

ناگ کو درختوں کے جھنڈ میں صرف خانقاہ کی دیوار

نظر آرہی تھی جس کے اوپر دونوں مقدس صلیبیں لگی نور پھیلا
رہی تھیں۔

ناگ کو لے کر مصنوعی چاند بڑی برق رفتاری سے آسمان
کی طرف اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ نیچے پہاڑیاں آہستہ آہستہ دھندلی
ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ ناگ کو صرف مقدس صلیبوں کی نورانی
روشنی ہی نظر آرہی تھی۔ چند منٹوں کے اندر اندر یہ مصنوعی
چاند زمین کے مدار سے نکل کر خلا میں آگیا۔ اب نیچے
زمین ایک چمکیلا گولہ لگ رہی تھی۔

ناگ چاند کے گول کمرے میں آکر چبوترے پر بیٹھ گیا۔
اس نے سانس کھینچ کر اپنی طاقت کو آزمانا چاہا۔ مگر وہ سانپ
کی شکل اختیار نہ کر سکا۔ سانپ دادا نے سچ کہا تھا کہ جتنی
دیر وہ مصنوعی چاند کے اندر رہے گا اپنی شکل تبدیل نہ
کر سکے گا۔ اب ناگ اس مصنوعی چاند کے رحم وکرم پر
تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ چاند اسے لے کر خلا میں
کس طرف بھاگتا جا رہا ہے۔

کچھ دیر کے بعد ناگ نے مصنوعی چاند کے سوراخ میں
سے باہر جھانک کر دیکھا تو وہ دنگ ہو کر رہ گیا۔ وہ اپنی
زمین سے اتنی دور اوپر خلا میں نکل آیا تھا کہ اس کی زمین
ایک سیارے کی طرح چمک رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سر جھکائے واپس چبوترے پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ دیا۔ فرش پر جادوئی پتلا گرا ہوا تھا۔ اس کے سینے سے نکلی ہوئی چاندی کی کیل بھی پاس ہی پڑی تھی۔ ناگ کو اب ان میں سے کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن فرش پہ پڑا ہوا پتھر کا بالشت بھر کا انسانی پتلا اپنی مردہ آنکھوں سے ناگ کو برابر دیکھ رہا تھا۔ کیل نکالنے سے پتھر کے انسانی پتلے میں جان پڑ گئی تھی۔ لیکن پتلا اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دیکھ سکتا تھا۔ سن سکتا تھا۔ اور بول بھی سکتا تھا۔

پتلے نے ناگ کو پریشان دیکھا تو آہستہ سے کہا۔

"میری طرف دیکھو۔"

ایک باریک انسانی آواز سن کر ناگ چونک پڑا۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔ اسے کوئی انسان نظر نہ آیا۔ پھر یہ آواز کہاں سے آئی تھی؟ ناگ نے خیال کیا کہ ہو سکتا ہے اس کے کانوں کو دھوکہ ہوا ہو۔ وہ دوبارہ سر جھکا کر غور کرنے اور کیل کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہی آواز پھر آئی۔

"تم میری آواز سن رہے ہو دوست؟"

ناگ نے فوراً گردن اٹھا کر اپنے پیچھے دیکھا۔ پیچھے کوئی بھی نہیں تھا۔

ناگ نے کہا۔

"تم ——— کون ہو؟"

پتلا بولا۔

"میں تمہارا دوست ہوں اور تمہارے سامنے فرش پہ پڑا ہوں۔"

اب ناگ نے فرش پر پڑے پتھر کے چھوٹے پتلے کو دیکھا تو اسے پتلے کی آنکھیں اپنی طرف گھورتی نظر آئیں۔ وہ چبوترے سے اٹھ کر پتلے کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اسے جھک کر دیکھنے لگا۔ پتلے نے مسکرا کر کہا۔

"تم ضرور حیران ہو رہے ہو گے۔ مگر گھبراؤ نہیں۔ یہ میں ہی بول رہا ہوں۔ تم نے میرے جسم سے کیل نکال کر مجھے دوبارہ زندگی عطا کی ہے۔ میں تمہارا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

ناگ نے تعجب سے پتلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ——— کیا تم جادو کے پتلے ہو؟ یا کوئی سچ کے بولنے انسان ہو؟"

پتلا باریک آواز میں بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں سچ مچ کا انسان نہیں ہوں۔ جادو کا پتلا ہی ہوں۔ مگر طلسمی کیل کے نکل جانے سے مجھ میں جان واپس آگئی ہے۔ میں انسان نہیں بلکہ پتھر کی روح ہوں۔ نقاب پوش جادوگر نے پتھر میں سے نکال کر مجھے تراشہ اور کیل میرے سینے میں ٹھونک کر مجھے پتھر بنا ڈالا تھا۔ تم نے کیل نکالا تو میں پھر سے زندہ روح بن گیا۔ میں پتھر کی روح ہوں۔ پہاڑوں کی روح ہوں۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہ چاند ہمیں لے کر کہاں جا رہا ہے؟"

پتلے نے کہا۔

"یہ جاننا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر یہ چاند پتھر کا بنا ہوا ہوتا تو میں اس چاند کے ارادے کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ لیکن یہ چاند کی مصنوعی دھات سے بنایا گیا ہے۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ پتھر کے پتلے نے کہا۔

"جس پتھر سے تراش کر مجھے بنایا گیا ہے اس میں کئی ہیرے جواہرات اور لعل و یاقوت کے اثرات شامل ہیں۔ ہر ہیرے جوہر کی روح ہوتی ہے۔ یہ روح مجھے اپنے ماحول کے بارے میں سب کچھ بتا دیتی ہے۔ مگر اس مصنوعی چاند کی دھات میرے لیے اجنبی ہے۔"

ناگ نے مایوسی کے انداز میں آہ بھر کر کہا۔

"اب تو ہمیں یہ چاند جہاں لے جائے جانا ہو گا۔"

ایک دم سے چاند کو ایک جھٹکا لگا۔ ناگ نے دونوں ہاتھوں سے فرش پکڑ لیا اور بولا۔

"کوئی شہاب ثاقب ہمارے چاند سے ٹکرایا ہے۔"

پتلے نے کہا۔

"مجھے اپنے اندر سے کشش کی لہریں گزرتی محسوس ہو رہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کوئی بہت بڑا سیارہ ہمارے چاند کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔"

ناگ نے جلدی سے اُٹھ کر سوراخ میں سے باہر جھانک کر دیکھا۔ اس نے باہر جو منظر دیکھا اس سے وہ مبہوت ہو کر، حیران ہو کر رہ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصنوعی چاند بم

نیچے خلا میں ایک بہت بڑے گول سیارے کی روشن زمین لٹکی ہوئی ہے جس کے ارد گرد بارہ چھوٹے چاند روشن ہیں۔ ناگ نے کہا۔

"یہ بارہ چاندوں والا کوئی سیارہ ہے۔ وہ ہمیں اپنی طرف کھینچ رہا ہے"۔

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"مجھے باہر کا منظر دکھاؤ"

ناگ نے پتلے کو ہاتھ میں اٹھا کر اس کا چہرہ باہر کو کر دیا۔ پتلے نے کہا۔

"دوست! یہ کوئی ایسا سیارہ ہے جس کے بارہ چاند ہیں۔ اور تم نے اس سورج کو نہیں دیکھا جو ان چاندوں کے اوپر بہت دور خلا میں چمک رہا ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"کیا ہمارا مصنوعی چاند اس سیارے سے ٹکرا جائے گا؟"

پتلا بولا۔

"نہیں — ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ سیارے کی کشش کی لہریں کم

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو رہی ہیں"
ناگ نے بھی محسوس کیا کہ مصنوعی چاند کی رف
کم ہو گئی تھی۔ پھر ان کا مصنوعی چاند سیارے
زمین کے اوپر کافی بلندی پر پہنچ کر رک گیا۔ ان
اور دوسرے چاندوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ نا
آنکھیں کھول کر سوراخ میں سے نیچے سیارے کی گو
زمین کو تکنے لگا۔ پتلا اس کے ہاتھ میں تھا۔ ناگ
کہا۔
"یہ کوئی ویران سیارہ ہے۔ یہاں چاروں طرف
نیلا سمندر ہی سمندر نظر آ رہا ہے"
پتلے نے نیچے تکتے ہوئے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ جگہ جگہ جو بھورے دھبے
نظر آتے ہیں یہ یہاں کی خشک زمین ہے"
ناگ کہنے لگا۔
"مگر ہمارا کیا بنے گا؟ کیا ہم اس چاند میں
ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے؟ ہمارا مصنوعی
چاند تو اس سیارے پر آ کر لٹک گیا ہے"
مصنوعی چاند نیچے کی زمین سے کافی بلندی پر
خلا میں لٹک گیا تھا۔ زمین ان سے بہت فاصلے پر

پتلا بھی نیچے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے
ناگ سے کہا۔
"دوست! کوئی چیز ہماری طرف بڑھ
رہی ہے"
ناگ نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیچے زمین کی سطح پر
دیکھا ایک سیاہ دھبہ سا نظر آیا جو آہستہ آہستہ اوپر
کی طرف اُٹھ رہا تھا۔
"یہ کیا چیز ہے؟" ناگ کے منہ سے اپنے آپ
نکلا۔
پتلا بولا۔
"یہ کوئی پتھر کی بنی ہوئی چیز نہیں ہے۔ ورنہ
مجھے اس کی شعاعوں کا احساس ہو جاتا"
اس اجنبی ستارے کی زمین سے اوپر کو اٹھتا
ہوا سیاہ دھبہ بڑی تیز رفتاری سے بلند ہو رہا تھا۔
اب ناگ کو وہ دھبہ بڑا صاف نظر آنے لگا تھا۔ یہ
ایک سیاہ رنگ کا راکٹ تھا جس کی نوک ان کے
مصنوعی چاند کی طرف تھی اس راکٹ کی دیوار میں دو
چوکور کھڑکیاں تھیں جن میں روشنی ہو رہی تھی۔
ویسے باہر کہیں روشنی ہی روشنی تھی۔ ناگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ کوئی راکٹ ہے۔ لگتا ہے اس سیارے کی مخلوق ہماری طرف آ رہی ہے۔"

پتلا کچھ نہ بولا۔ ناگ نے کہا۔

"اس سے پہلے کہ ہمارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے بارے میں بتا دوں۔ میرا نام ناگ ہے۔ میری طاقت اس مصنوعی سیارے کے اندر ہونے کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لیے معطل ہو گئی ہے۔ لیکن جب میں اس سے باہر نکلوں گا تو میری طاقت واپس آ جائے گی اور جب میں جو شکل چاہے اختیار کر سکوں گا۔"

پتلے نے مسکرا کر کہا۔

"ناگ میں تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میں نے ویسے ہی تمہیں نہیں بتایا تھا۔ اب میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے مجھے اس لائق سمجھا کہ اپنا سب سے قیمتی راز مجھ پر فاش کر دیا۔ میں نے اپنے بارے میں تمہیں پہلے ہی سب کچھ

بتا دیا ہے۔ اب میرا نام بھی سن لو۔ میرا نام یاقوت ہے۔ کیونکہ میرے جسم میں یاقوت پتھر کا عنصر سب سے زیادہ ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"اگر یہ مخلوق ہماری دشمن ہوئی اور اس نے ہم پر حملہ کر دیا تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ میں اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں ساتھ لے کر مصنوعی چاند سے باہر چھلانگ لگا دوں اور خلا میں ہی اپنی شکل تبدیل کر کے کوئی پرندہ بن کر فضا میں اڑنا شروع کر دوں اس صورت میں تم میرے ساتھ ہی ہوگے۔"

یاقوت پتلے نے مسکرا کر کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میرے دوست! ذرا اس مخلوق کو اوپر تو آنے دو۔ ہو سکتا ہے یہ ہمیں کچھ نہ کہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"میں ایک عرصے سے خلا میں سفر کر رہا ہوں۔ ایسی مخلوق ہمیں کسی سیارے پر نہیں کہ جس نے ہماری آؤ بھگت کی ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یاقوت پتلا خاموش ہو گیا۔ ناگ نے سوراخ میں سے باہر دیکھا۔ سیارے کی مخلوق کا راکٹ ان کے مصنوعی چاند کے بہت قریب آ چکا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ راکٹ کی دیواروں پر چاند کی رنگدار تصویریں بنی ہوئی تھیں یہ اتنا بڑا راکٹ تھا کہ اس میں آدھی درجن آدمی سفر کر سکتے تھے۔ راکٹ کے نیچے سے سفید رنگ کی شعاعیں خارج ہو رہی تھیں اور فضا میں اُن کا شور گونج رہا تھا۔

ناگ عجیب الجھن میں تھا۔ وہ اپنی شکل بدل کر سانپ بھی نہیں بن سکتا تھا اور اندر کہیں چھپ بھی نہیں سکتا تھا۔ پتھر کا پتلا اس کے ہاتھ میں تھا اور خلائی مخلوق کا راکٹ مصنوعی چاند کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ ناگ نے پتلے سے کہا۔

"اگر انہوں نے ہمیں پکڑ لیا تو اس مصنوعی چاند کی فضا سے نکلتے ہی میری طاقت واپس آ جائے گی اور میں کوئی بھی شکل اختیار کر کے ان کی گرفت سے نکل جاؤں گا مگر تم کیا کرو گے۔ میرا مطلب ہے اگر انہوں نے پہلے تمہیں قابو کر لیا تو کیا تم اپنی جان بچا سکو گے؟"

پتھر کا پتلا بولا۔

"یہ میں ابھی نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس خلائی مخلوق کے ہاتھ میرے جسم سے لگے تو میرے جسم میں کیا تبدیلی واقع ہو سکے گی اور میں کیا صورت اختیار کر سکوں گا۔"

وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ٹھک کی آواز کے ساتھ خلائی مخلوق کا راکٹ مصنوعی چاند کے سوراخ کے ساتھ آ کر لگ گیا۔

ناگ نے پتھر کے پتلے کو اپنی جیب میں ڈالا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے خلائی مخلوق کی آوازیں آئیں۔ یہ ایسی آوازیں تھیں۔ جیسے بہت سے چوہے آپس میں بول رہے ہوں۔ سوراخ میں سے نیلی روشنی اندر آئی اور اس کے ساتھ ہی چار ایسے اونچے لمبے آدمی اندر داخل ہوئے جن کے سر چوہوں کے تھے اور باقی جسم انسان کا تھا۔ اُن کی سرخ آنکھیں انگاروں کی طرح دھک رہی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک چوہے انسان کے ہاتھ میں لیزر گن تھی۔

آگے آگے ایک بڑا چوہا انسان تھا جو ان کا لیڈر تھا۔ اس نے ناگ کو دیوار کے ساتھ کھڑے دیکھا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہیں ٹھٹک سا گیا اور اپنے چوہے کی آنکھوں سے اسے گھورنے لگا۔ پھر اس نے چک چک چک کی آواز نکال کر اپنے ساتھی چوہے انسان سے بات کی۔ اگرچہ یہ چوہے انسانوں کی خلائی زبان تھی مگر ناگ اسے سمجھ رہا تھا۔ سردار چوہے انسان نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"یہ بارہویں نظام شمسی کی زمین کا انسان ہے۔ ان انسانوں کے بارے میں ہماری لائبریری میں ایک ویڈیو فلم موجود ہے جسے ہمارے ایک بزرگ سائنسدان نے خلا میں سفر کرنے والی فوٹو لہروں سے ٹیپ کیا تھا۔"

ناگ یہ سن کر حیران رہ گیا کہ یہ چوہا مخلوق کس قدر ترقی یافتہ ہے کہ خلا میں سفر کرنے والے زمینی سیارے کے عکسی واقعات کو فلم پر اتار سکتی ہے۔ مگر اس وقت اسے اپنی زندگی کی فکر پڑی تھی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ چوہا مخلوق اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والی ہے اس کے دوسرے چوہے ساتھی نے کہا۔

"مگر یہ اس چاند میں کیسے آ گیا باس؟"

سردار چوہا بولا۔

"یہ مصنوعی چاند ہے۔ ہو سکتا ہے بارہویں نظام شمسی کی زمین سے اڑایا گیا ہو۔ اسے پکڑ کر لے چلو لیبارٹری میں اس کی ذہنی لہروں کا تجزیہ کیا جائے گا۔"

سردار چوہے انسان کے اشارے پر تین چوہے انسانی آگے بڑھے اور انہوں نے ناگ کو گھیر لیا اور اپنی لال لال چوہے کی آنکھوں سے غور سے تکنے لگا۔

اچانک ان میں سے ایک نے ناگ کے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

ہاتھ کا رکھنا تھا کہ ناگ بے حس ہو کر گر پڑا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کا سانس آنا بھی بند ہو گیا ہے مگر وہ زندہ تھا۔ اس کا ذہن بھی کام کر رہا تھا مگر سانس کا آنا جانا رک گیا تھا۔

انسانی چوہوں نے اسے اٹھایا اور مصنوعی چاند کے سوراخ میں سے نکال کر اپنے راکٹ میں لے گئے۔ راکٹ میں بھی انسانی چوہے لمبے لمبے سفید لبادے پہنے گھوم پھر رہے تھے۔ راکٹ اندر سے جدید ترین مشین سے لیس تھا۔ ناگ کو ایک شیشے کے بکس میں لٹا دیا گیا۔ پھر اس کی تلاشی لی گئی۔ اس کی جیب سے پتھر کا پتلا نکلا جس کو چوہے انسان حیرانی سے دیکھنے لگے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ بُت اس کی جیب میں کیوں ہے؟" ایک چوہے انسان نے کہا۔

دوسرا چوہا انسان بولا۔

"اس کو باہر پھینک دو۔ یہ ہمارے کام کی چیز نہیں ہے"

ناگ یہ سب کچھ سن رہا تھا مگر نہ بول سکتا تھا نہ اپنے جسم کو ہلا سکتا تھا۔ ایک چوہے انسان نے پتھر کے بُت کو راکٹ کی کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

پتھر کا پتلا راکٹ کی کھڑکی سے نیچے گرا تو گرتا ہی چلا گیا۔ پتلے نے دیکھا کہ نیچے زمین بہت دُور ہے۔ اس نے دل میں کہا۔ کم بختوں نے مجھے اِدھر کیوں پھینک دیا۔ اب خدا جانے ناگ کے ساتھ کیا گزرے گی۔

پتھر کا پتلا گرتا چلا جا رہا تھا۔ زمین قریب سے قریب آ رہی تھی۔ پتلے نے دیکھا کہ وہ سمندر میں گرنے والا تھا۔ اس کے نیچے ٹھاٹھیں مارتا نیلا سمندر تھا۔ جس کی بڑی بڑی لہریں اوپر اُٹھ رہی تھیں۔ پتھر کا پتلا سمندر میں گرتے ہی پانی میں چلا گیا۔ سمندر کافی گہرا تھا۔ پتھر کا پتلا سمندر کی تہہ میں زنگ آلود پتھروں کے پاس جا کر زمین سے لگ گیا۔ سمندر کے پانی میں

کرنے سے اس پر شدید دباؤ پڑا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

دوسری طرف ناگ کو شیشے کے بکس میں بند کر دیا گیا۔

راکٹ واپس زمین کی طرف پرواز کرنے لگا۔ سردار چوہا اس کے بکس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ساتھی چوہا پاس ہی تھا۔ سردار چوہے نے کہا۔

"اس مصنوعی چاند کو ہم ایک بہت بڑے خلائی بم میں تبدیل کر کے اپنے دشمن سیارے پر گرا سکتے ہیں"

ساتھی چوہا کہنے لگا۔

"اچھا خیال ہے۔ اتنا بڑا بم دشمن سیارے سے ٹکرا گیا تو اس کے پرخچے اُڑ جائیں گے"

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ دشمن سیارے کی مخلوق ہمارے شمسی پروگرام کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ہم اس ساری کہکشاں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ ہمارے دشمن سیارے کی مخلوق اپنے لیزر بموں سے ہمیں بار بار دھمکی دیتی رہتی ہے کہ اگر ہم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے کہکشاں پر حملے کی کوشش کی تو ہمارے چاند سیارے پر لیزر بم گرا دیئے جائیں گے۔"

ساتھی چوہا بولا۔

"اس سلسلے میں یہ انسان جو اس مصنوعی چاند کے ساتھ آیا ہے۔ ہماری بہت مدد کر سکتا ہے اگر ہم اس چاند بم کے ساتھ اس انسان کی ذہنی لہروں کو ماؤف کر کے روانہ کر دیں تو مصنوعی چاند کی شعاعیں اس انسان کے جسم کی طرف رخ پھیر لیں گی اور دشمن کے راڈار اس مصنوعی چاند بم کو نہ پکڑ سکیں گے۔"

سردار چوہا اپنی تھوتھنی اوپر اٹھا کر بولا۔

"اور ہمارا مصنوعی چاند بم ان کے سیارے پر اچانک نمودار ہو کر گر پڑے گا اور انہیں نیست و نابود کر دے گا۔"

ساتھی چوہا انسان بولا۔

"سردار! یہ ہماری سب سے بڑی فتح ہو گی۔ یہ تو بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ یہ انسان اس مصنوعی چاند کو لے کر ہمارے سیارے پر آ گیا۔"

سردار چوہے نے کہا۔

"ڈاکٹر چوہے کو کہو کہ آپریشن کی تیاری کرے، تاکہ اس انسان کی ذہنی لہروں کے تجزیے کے بعد اسے ماؤف کر دیا جائے اور ہاں کمانڈر چوہے سے کہو کہ مصنوعی چاند کو لیزر بم بنانے کا کام شروع کر دے۔"

شیشے کے بکس میں لیٹے لیٹے ٹاگ نے یہ باتیں سنیں خوف کی ایک ٹھنڈی لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی۔ لوگ تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کے پروگرام پر عمل کرنے والے تھے۔ مصیبت یہ تھی کہ وہ بے رحس ہو چکا تھا۔ اپنے جسم کا کوئی عضو نہیں ہلا سکتا تھا۔ اور جب تک وہ سانس نہ لے اپنی جون نہیں بدل سکتا تھا۔ کسی جانور یا سانپ کا روپ نہیں دھار سکتا تھا۔

راکٹ زمین پر پہنچ کر زمین کے اندر بنے ہوئے بہت بڑی ہسپتال نما لیبارٹری میں چلا گیا۔ یہاں نے ٹاگ کے شیشے کے بکس کو اتار کر ایک ایسے سلنڈر میں اسے ڈالا گیا جو اسقدر ٹھنڈا تھا کہ ٹاگ کا جسم برف سے بھی زیادہ سرد ہو کر جم گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ناگ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کوئی آواز بھی نہیں سن سکتا تھا۔

وہ بے حس اور بے ہوش ہو چکا تھا۔

اِدھر پتھر کے پتلے کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ابھی تک سمندر کی تہہ میں ہی پڑا ہے۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ اس کے پاس ہی ایک کھردری سمندری چٹان کا ایک کونا باہر نکلا ہوا تھا۔ اس سمندری چٹان کے کونے کی شکل کسی عورت سے ملتی جلتی تھی اس کے سر پر سمندری گھاس بالوں کی طرح لہرا رہی تھی۔

پتھر کے پتلے نے اس کھردری چٹان کے پتھر سے روحانی رابطہ پیدا کیا تو چٹان نے پتلے سے اپنی زبان میں پوچھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟ میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہیں مجھ سے کسی چیز کی ضرورت ہے۔"

پتھر کے پتلے نے پتھر کی زبان میں جواب دیا۔

"میں اور میرا ایک ساتھی بارھویں نظام شمسی کے زمینی سیارے سے نکل کر ایک حادثے کے باعث تمہارے سیارے پر آگئے ہیں۔ میرے دوست کو تمہارے سیارے کی

مخلوق گرفتار کر کے لے گئی ہے۔ مجھے انہوں نے راکٹ کی کھڑکی سے سمندر میں پھینک دیا تھا۔ اب میں اپنے دوست کے لیے پریشان ہوں۔"

"تم کیوں پریشان ہو؟" چٹان نے سوال کیا۔

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"مجھے ڈر ہے کہ چوہا مخلوق میرے دوست کے دماغ کے سارے مواد کو نکال کر اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گی۔ میں اسے بچانا چاہتا ہوں۔ مگر تم جانتی ہو کہ میں محض ایک پتھر ہوں اگرچہ میں سن سکتا ہوں۔ دیکھ سکتا ہوں۔ پھر بھی میں پتھر ہوں۔ تم میری کیا مدد کر سکتی ہو؟"

چٹان کہنے لگی۔

"تم میرے پتھر بھائی ہو۔ میں تمہارے لیے جو کچھ کر سکتی ہوں ضرور کروں گی۔"

چٹان کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی۔ پھر اس نے کہا۔

"میرے پتھر بھائی! میں تمہیں سمندری شہزادی کا روپ دے کر یہاں سے چوہا انسانوں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاس پہنچائے دیتی ہوں۔ تم ان کی زیر زمین لیبارٹری کے دروازے پر جا کر نمودار ہو گے۔ وہاں ایک پانی کا تالاب ہے۔ تم اس تالاب میں سے نکلو گے تم ایک سمندری شہزادی کے لباس میں اور اسی کی شکل میں ہو گے۔ یہاں کی مخلوق سمندری شہزادیوں کی پوجا کرتی ہے یہ لوگ تمہاری عزت کریں گے۔ آگے اپنے دوست کو بچانا اور اس کے پاس پہنچنا تمہارا کام ہے۔ میں اس سے زیادہ تمہارے لیے اور کچھ نہیں کر سکتی۔"

پتھر کا پتلا کہنے لگا۔

"میرے لیے اتنا ہی بہت ہے چٹان بہن! تم مجھے فوراً وہاں پہنچا دو۔"

چٹان بولی۔

"مگر ایک بات دھیان میں رکھنا۔ یہ بھیس صرف دن کی روشنی تک ہی رہے گا۔ شام ہوتے ہی تم اپنی اصلی شکل پر واپس آجاؤ گے۔ اگر تمہیں منظور ہے تو میں ابھی تمہیں سمندری شہزادی بنائے دیتی ہوں۔"

پتھر کے پتلے نے سوچا کہ ایک بار وہ زیرزمین لیبارٹری

پہنچ گیا تو پھر وہ شام ہونے سے پہلے پہلے اپنے دوست
کو وہاں سے بچا کر لے آئے گا۔ اس نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔"

سمندری چٹان کے اندر سے ایک کھردرا سا ہاتھ نکلا۔
اس ہاتھ نے پتھر کے پتلے کو اپنی انگلی سے چھو لیا۔ انگلی کے
چھوتے ہی پتھر کے پتلے نے ایک خوب صورت سمندری
شہزادی کی شکل اختیار کر لی جس کی آنکھیں نیلی اور بال سنہری
تھے اور شاندار لباس پر مرجان اور موتی جڑے ہوئے تھے۔
سر پر سفید موتیوں کا تاج تھا۔

پتھر کے پتلے نے تعجب سے اپنے جسم کو دیکھا اور چٹان
کا شکریہ ادا کیا۔ چٹان نے کہا۔

"تمہیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ دن گزر رہا
ہے۔ یاد رکھنا۔ سورج غروب ہونے سے پہلے
پہلے واپس لیبارٹری کے دروازے والے تالاب
میں چھلانگ لگا دینا نہیں تو تم وہیں پتھر کے پتلے
بن جاؤ گے۔"

سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے نے کہا۔

"میں سورج غروب ہونے تک ناگ کو بچا کر لے
جاؤں گا تم فکر نہ کرو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندری چٹان نے اسے موتیوں کی ایک چھڑی دی اور کہا۔

"اسے پانی میں آگے پھیلائے رکھنا۔ یہ خود بخود تمہیں سمندر کے اندر ہی اندر سے لیبارٹری کے دروازے والے تالاب تک پہنچا دے گی۔"

سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے نے چھڑی ہاتھ میں لے لی اور بازو آگے پھیلا دیا۔ اس چھڑی نے بڑی تیزی سے پتھر کے پتلے کو آگے کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ یہ تو جیسے جادو کی چھڑی تھی۔ پتھر کا پتلا سمندری شہزادی کے روپ میں سمندر کے اندر ہی اندر بڑی زبردست رفتار کے ساتھ ایک طرف بہا چلا جا رہا تھا۔ پھر موتیوں کی چھڑی اسے سمندر میں اوپر کی طرف لے جانے لگی۔ پتلا سمجھ گیا کہ وہ تالاب آ گیا ہے جہاں سے اس نے باہر نکلنا ہوگا۔

پتلے نے اپنا سر پانی سے باہر نکالا تو دیکھا کہ ایک بھورے رنگ کی بہت بڑی ٹوکیے پتھروں والی عمارت کے سامنے وہ ایک تالاب میں ہے۔ چار انسانی چوہے کچھ فاصلے پر ایک زمین کے اندر جاتے راستے کے باہر دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے تالاب میں سے ایک موتیوں کے تاج والی لڑکی کو باہر نکلتے دیکھا تو اسے دیکھتے ہی

سمندری شہزادی تالاب سے باہر نکل کر کھڑی ہو گئی۔ جادو کی موتیوں والی چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔ اور دن کی روشنی میں اس کے لباس کے موتی اور تاج کے جواہرات چمک رہے تھے۔ وہاں شور مچ گیا کہ سمندری شہزادی درشن دینے آئی ہے۔ کتنے ہی انسانی چوہے آس پاس سے نکل کر وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے کے ارد گرد رقص کرنا شروع کر دیا۔ وہ چوہے ایسی آوازیں نکال رہے تھے۔

سردار چوہا نیچے لیبارٹری میں ناگ پہ تجربے کی تیاریاں کروا رہا تھا۔ سمندری شہزادی عرف پتھر کے پتلے نے اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔ سیارے کے بارہ کے بارہ چاند خلا میں زمین کے گرد کھڑے چمک رہے تھے۔ ان کے پاس ہی خلا میں ان کا اپنا مصنوعی چاند خلا میں اٹکا کھڑا تھا اور اس کی طرف انسانی چوہوں کے راکٹ آ جا رہے تھے۔ پتھر کا پتلا سمجھ گیا کہ اس مصنوعی چاند کو لیزر شعاعوں کے ہلاکت خیز بم بنانے کا عمل شروع ہو گیا ہے۔

اس سیارے کی چوہا مخلوق شروع ہی سے سمندر کی پوجا کرتی آئی تھی۔ اب انہوں نے سمندر کی پوجا چھوڑ دی تھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر یہاں کی مخلوق اور خود چوہا سردار بھی اس عقیدے پر یقین رکھتا تھا کہ سمندری شہزادی کا سمندر سے نکل کر اپنے آپ کو ظاہر کرنا خوش قسمتی کی علامت ہے۔

چنانچہ جب سردار چوہے کو لیبارٹری کے آپریشن روم میں پتہ چلا کہ لیبارٹری کے تالاب میں سے سمندری شہزادی ظاہر ہوئی ہے تو اس کی چوہے ایسی تھوتھنی پر مسکراہٹ آ گئی۔ آپریشن کرنے والا سائنس دان چوہا انسان اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔ اس نے کہا۔

"سردار! یہ بڑا اچھا شگون ہے۔ سمندری شہزادی کے ظاہر ہونے سے اس بات کا ثبوت مل گیا کہ ہم مصنوعی چاند بم سے اپنے دشمن سیارے کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

سردار چوہا خوش ہو کر بولا۔

"ڈاکٹر تم زمینی انسان کے دماغ کے آپریشن کی تیاری کرو۔ میں جا کر سمندری شہزادی کا خیر مقدم کرتا ہوں۔"

سردار چوہا لیبارٹری کے ایٹمی لفٹ میں کھڑے ہو کر ایک سکینڈ میں لیبارٹری کے دروازے پر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ صحن کے باغیچے میں سمندری شہزادی اپنے شاندار لباس

[redacted]

موتیوں کی چھڑی ہاتھ میں لیے کھڑی ہے اور چوہے انسان اس کے اردگرد رقص کر رہے ہیں۔

وہ آگے بڑھا۔ اس نے سمندری شہزادی کے سامنے جا کر ادب سے اسے سلام کیا اور اپنی چوہوں کی زبان میں بولا۔

"سمندری شہزادی تمہارا ہمارے ہاں تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ثابت ہوگا۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ تم اس وقت آئی ہو جبکہ ہم اپنے دشمن پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔"

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"میں تمہیں خوشخبری دیتی ہوں کہ تمہیں فتح ہو گی۔"

پتھر کا پتلا سمجھ گیا تھا کہ یہی شخص یہاں کا سردار چوہا ہے اور یقیناً ناگ کو اسی نے کسی غیبہ جگہ رکھا ہوا ہے۔ فتح کی خوشخبری کا سن کر سردار چوہا خوشی سے جھوم گیا۔ پتھر کے پتلے نے کہا۔

"میں سمندر کی سلطنت کو چھوڑ کر تمہیں یہی خوش خبری سنانے آئی تھی۔ سمندری دیوتا نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں یہ خبر تمہیں جا کر سنا دوں۔"

سردار چوہا تو پھولا نہیں سما رہا تھا۔ اس نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس سمندری شہزادی! میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

پتھر کا پتلا بھی اسی جملے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"میں نے تمہاری لیبارٹری کی بہت تعریف سنی ہے۔ سمندر میں تمام شہزادیاں اور شہزادے تمہاری لیبارٹری کی تعریف کرتے ہیں۔ کیا تم مجھے اپنی لیبارٹری کی سیر نہیں کراؤ گے؟"

سردار نے اپنا بڑے چوہے والا سر جھکا کر کہا۔

"کیوں نہیں شہزادی! میرے ساتھ تشریف لائیے بلکہ ہم بہت جلد ایک زمینی سیارے کے انسان کے دماغ کا اپریشن کرنے والے ہیں۔ کیا آپ یہ آپریشن دیکھنا پسند کریں گی؟"

پتھر کا پتلا تو اندر سے کانپ کر رہ گیا۔ کم بخت یہ تو ناگ کا اپریشن کرنے والے ہیں۔ اچھا ہوا۔ میں بڑے وقت پر پہنچ گیا۔ اوپر سے مسکراتے ہوئے پتھر کے پتلے نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میں تمہارے ساتھ چل کر یہ آپریشن ضرور دیکھوں گی۔"

سردار سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے کو ساتھ لے کر لیبارٹری کے آپریشن روم میں آ گیا۔ پتھر کے پتلے نے دیکھا کہ ناگ کو آپریشن ٹیبل پر لٹا رکھا تھا۔ وہ ٹیبل سے ہاتھ بندھا ہوا تھا اور دو چوہا انسان ڈاکٹر اس کو انجکشن دے رہے تھے۔ پتھر کے پتلے نے پوچھا۔

"کیا یہ انسانی مخلوق ہے؟"

سردار چوہا بڑے ادب سے بولا۔

"ہاں سمندری شہزادی! ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ ہمارے ہاتھ آ گیا۔"

"کیا بے ہوشی میں ہی اس کا اپریشن کیا جائے گا؟"

سمندری شہزادی نے پوچھا۔ کیونکہ پتلے کو یہ فکر تھی کہ اگر ناگ ہوش میں نہ آیا تو وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔ سردار چوہا بولا۔

"نہیں سمندری شہزادی! آپریشن اسے ہوش میں لانے کے بعد ہی کیا جائے گا۔ ڈاکٹر اسے ہوش میں آنے کا انجکشن دے رہے ہیں۔ مگر ہوش میں آنے کے ساتھ ہی اس کی کھوپڑی کو دوسرا انجکشن لگا کر سن کر دیا جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کا پتلا چوکس ہوگیا۔ وہ آپریشن ٹیبل کے قریب
آ گیا اور بولا۔

"میں یہ آپریشن قریب سے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"تشریف لائیے سمندری شہزادی" سردار
چوہا پرے ہٹ گیا۔

اب معاملہ بڑا نازک ہوگیا تھا۔ ناگ کے
ہوش میں آتے ہی ان لوگوں نے ناگ کے سر
میں دوسرا انجکشن لگانا تھا۔ پتھر کا پتلا یعنی
سمندری شہزادی ناگ کے سرہانے آ کر رُک
گئی۔ جونہی ڈاکٹر نے انجکشن لگا کر ناگ کو
ہوش دلایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ سمندری
شہزادی دوسرے ڈاکٹر کے ہاتھ کی طرف دیکھ
رہی تھی جس نے دوسرے انجکشن کا سرنج
پکڑ رکھا تھا۔ ناگ کے ہوش میں آتے
ہی دوسرا ڈاکٹر ناگ کے سر میں انجکشن
لگانے کے لیے جھکا تو سمندری شہزادی یعنی
پتھر کے پتلے نے اپنا آپ اس پر یوں
گرا دیا کہ ایسا لگے کہ اس کا پاؤں پھسل گیا
ہے۔ سرنج ڈاکٹر کے ہاتھ سے چھوٹ کر

ش پر گرتے ہی ٹوٹ گیا۔
سردار چوہے نے غضب ناک ہو کر سمندری
ادی کی طرف دیکھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر دیوار میں دفن ہو گیا

سندری شہزادی نے کہا۔
"مجھے افسوس ہے۔ میرا پاؤں کھڑے کھڑے سو گیا تھا"
سردار چوہے نے گرج کر کہا۔
"سندری شہزادی! تم مجھے کوئی جھوٹی عورت لگتی ہو۔ تم کو ضرور ہمارے دشمن نے یہاں بھیجا ہے"
باقی چوہا انسانوں نے بھی سندری شہزادی کو گھیر لیا۔ سردار چوہے نے چلا کر حکم دیا۔
"اس سندری شہزادی کو گرفتار کر لیا جائے"
اسی وقت چار سپاہی آگے بڑھے اور انہوں نے سندری شہزادی کو گرفتار کیا اور کال کوٹھری میں لے جا کر بند کر دیا۔

ناگ کو ہوش آ چکا تھا۔ اس نے سندری شہزادی کو بھی دیکھا تھا کہ وہ ڈاکٹر پہ گری اور انجکشن والا سرنج ٹوٹ گیا تھا۔ ڈاکٹر دوسرے سرنج میں دوائی ڈال رہا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ وہ آپریشن ٹیبل پہ پڑا ہے اور اس کا جسم بندھا ہوا ہے۔
سردار چوہا اس پہ جھک کر بولا۔
"یہ تمہاری زندگی کا آخری وقت ہے۔ اگر تم خدا کو مانتے ہو تو اس کو یاد کرو"
ناگ مسکرایا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ سانس لے سکتا ہے۔ ناگ نے آہستہ سے سانس اوپر کھینچا اور اور اس کے ساتھ ہی چھوٹا سا پرندہ بن کر آپریشن ٹیبل سے اڑا اور ادھ کھلے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔
سردار چوہا، ڈاکٹر اور دوسرے انسان چوہے یہ منظر دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ انہیں اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک زندہ گوشت پوست کا آدمی چڑیا بن کر اڑ جائے۔
جب ذرا ہوش آیا تو سردار چوہے نے چیخ مار کر کہا۔
"اس انسان کو پکڑو۔ لیبارٹری سے نکلنے نہ پائے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب انسانی چوہے ناگ کے پیچھے بھاگے۔ لیبارٹری میں خطرے کا الارم بجا دیا گیا۔ لیبارٹری کا بڑا دروازہ بند کر دیا گیا۔

ناگ چھوٹی چڑیا کے روپ میں لیبارٹری کے کمروں میں اڑتا پھر رہا تھا۔ جب اس نے اِدھر اُدھر سے انسان چوہوں کو دوڑتے بھاگتے دیکھا تو فوراً باریک سانپ بن کر چھت کے ساتھ لگ گیا۔ راہ داریوں میں انسان چوہے لیزر گنیں لیے اس کی تلاش میں بھاگتے پھر رہے تھے۔ راہ داری خالی ہوئی تو ناگ رینگتا رینگتا لیبارٹری میں لگی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھا۔ یہ لفٹ اوپر لیبارٹری کے بڑے دروازے کو جاتی تھی۔ مگر لفٹ کے سامنے دو سپاہی گنیں لیے کھڑے تھے۔ سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ یہاں اتنی روشنی تھی کہ فرش پر پڑا ہوا تنکا بھی نظر آ سکتا تھا۔ اس روشنی میں ناگ رینگتا ہوا صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

ناگ نے اپنا رُخ پھیر لیا۔ وہ راہ داری کے دوسرے کونے میں چلا گیا۔ وہاں تھوڑا اندھیرا تھا۔ راہ داری آگے بند تھی۔ ناگ چھت کے ساتھ لگا رینگ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہاں ایک کمرہ ہے جس کے باہر تالا لگا ہے۔

پھر نیچے آ گیا۔ بند کمرے کی درز میں سے ہلکی ہلکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ ناگ نے درز میں اپنا سر ڈال کر اندر دیکھا۔

وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جو شہزادی اس کے آپریشن ٹیبل کے پاس کھڑی تھی اور جس نے ڈاکٹر کے اوپر اپنے آپ کو گرا کر انجکشن کا سرنج توڑ ڈالا تھا وہ اندر دیوار کے ساتھ لگی اداس بیٹھی ہے۔ ناگ سمجھ گیا تھا کہ یہ شہزادی قسم کی لڑکی ضرور اس کی ہمدرد ہے۔ ورنہ وہ اس انجکشن کو کیوں توڑتی جس کے لگنے سے ناگ کی کھوپڑی سُن ہو جانے والی تھی۔

ناگ درز میں سے گزر کر کوٹھڑی کے اندر چلا گیا۔ پتھر کا پتلا سمندری شہزادی کے روپ میں اداس بیٹھا تھا۔ وہ اس لیے بھی پریشان تھا کہ سورج غروب ہوتے ہی وہ پھر سے پتھر کا پتلا بن جائے گا اور پھر اِسے وہاں سے کوئی باہر نہیں نکال سکے گا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ سمندری شہزادی کی شکل میں ہی وہاں سے فرار ہو جائے۔ لیکن وہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

اچانک سمندری شہزادی کی نظر ایک باریک سانپ پر پڑی۔ جو اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناگ نے قریب آتے ہی انسانی شکل اختیار کر لی۔ سمندری شہزادی نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو انسانی روپ میں دیکھتے ہی بے تابی سے کہا۔
"ناگ میں سمندری شہزادی نہیں بلکہ تمہارا دوست پتھر کا پتلا ہوں اور سمندر میں گرنے کے بعد سمندری چٹان کی مدد سے شہزادی کا بھیس بدل کر تمہاری مدد کو یہاں آیا اور جب ڈاکٹر تمہیں دوسرا انجکشن لگانے لگا تو....."
ناگ نے مسکرا کر کہا۔
"آگے میں سب جانتا ہوں دوست! تمہارا شکریہ اگر عین وقت پر تم میری مدد نہ کرتے تو میں مارا گیا تھا۔ اچھا اب یہاں سے نکلنے کی فکر کرنی چاہیئے۔"
پتھر کا پتلا بولا۔
"ناگ! میں تو باہر سورج غروب ہوتے ہی سمندری شہزادی سے پتھر کا پتلا بن جاؤں گا لو
ناگ نے کہا۔
"تم فکر کیوں کرتے ہو۔ میں تمہیں اپنی جیب میں چھپا لوں گا۔ مگر دوست! ہسپتال کے سارے دروازے بند ہیں۔ لفٹ کے آگے بھی

دو سپاہی چوہے گنیں لے کر پہرہ دے رہے ہیں۔ اور سارے لوگ میری تلاش میں ہیں۔"
پتھر کا پتلا کچھ کہنے ہی والا تھا کہ باہر سورج غروب اور سمندری شہزادی غائب ہو گئی اور اس کی جگہ پتلا فرش پر پڑا تھا۔ ناگ نے کہا۔
"تم نے جو کہا تھا سچ نکلا ——— گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں اپنے سے الگ نہیں کروں گا۔"
پتھر کے پتلے نے کہا۔
"کوئی آرہا ہے۔ مجھے فرش پر کسی کے قدموں کی لہروں کی آواز محسوس ہو رہی ہے۔"
ناگ بولا۔
"میں تمہیں لے کر سانپ بن کر چھت کے ساتھ لگ جاتا ہوں۔"
پتلا بولا۔
"مگر میں چھوٹا کیسے ہوں گا؟"
ناگ نے کہا۔
"جب میں چھوٹا ہوں گا تو تم بھی اپنے آپ میرے ساتھ بالکل ننھے سے ہو جاؤ گے۔"
قدموں کی بھاری بھرکم آواز دروازے کی طرف آرہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی. ناگ نے کہا۔

"ہوشیار ہو جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے پتھر کے پتلے کو اٹھا
سینے سے لگایا اور سانس اوپر کھینچ کر باریک سانپ بن
تیزی سے رینگتا ہوا چھت پر جا کر چھپ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا۔ دو انسانی چوہے گنیں ہا
میں لیے اندر داخل ہوئے۔ یہ دیکھ کر کہ کمرہ خالی
اور سمندری شہزادی فرار ہو گئی ہے وہ بوکھلا گئے
گھبرا کر باہر کو بھاگے۔ جاتے ہوئے وہ دروازہ باہر
بند کرنا بھی بھول گئے۔

ناگ کے حق میں یہ اچھی بات ہوئی تھی۔ وہ جلد
سے چھت پر سے رینگتا ہوا اترا اور دروازے سے با
نکل گیا۔ اس نے دونوں انسانی چوہوں کو لفٹ کی طر
دوڑتے دیکھا۔ ناگ بھی رینگتا ہوا لفٹ کے سامنے
والی دیوار پر آ گیا۔ انسانی چوہے لفٹ میں داخل ہوئے
لفٹ بند ہو گئی اور اوپر نمبر چمکنے لگے۔ لفٹ اوپر چار
نمبر پر جا کر رک گئی۔ ناگ یہ سب کچھ دیکھتا رہا
ناگ رینگتا ہوا لفٹ کے دروازے پر آیا اور
نے اپنے سر سے بٹن دبا دیا۔ لفٹ نیچے آنے لگی

لفٹ کا دروازہ کھل گیا۔ لفٹ خالی تھی۔ ناگ اس
اندر چلا گیا اور اپنے سر کے دباؤ سے چار کے
ے والے بٹن کو دبا دیا۔ لفٹ اوپر چڑھنا شروع

لفٹ لیبارٹری کی پہلی منزل میں آ کر رک گئی۔ ناگ
کی چھت کے ساتھ لگ گیا۔ لفٹ کا دروازہ
نے آپ کھل گیا۔ ناگ نے گردن جھکا کر دیکھا۔ باہر
ئی نہیں تھا۔ ناگ لفٹ سے باہر آ گیا۔ وہ تیزی سے
ار پر چڑھ گیا کیونکہ ایک طرف سے کچھ آدمی بھاگے
ہے تھے۔ یہ آدمی لفٹ میں سوار ہو کر نیچے چلے گئے۔
ل لیبارٹری کے بڑے دروازے کی طرف بڑھا۔

یہ ایک لمبا راستہ تھا جہاں روشنی ہو رہی تھی۔

ناگ چھت پر رینگتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے دُور
سے دیکھا کہ لیبارٹری کا بڑا دروازہ بند ہے اور اس
کے پاس ہی دو انسانی چوہے سپاہی پہرہ دے رہے
ہیں۔ ناگ چھت کے ساتھ رینگتا دروازے کے اوپر پہنچ
گیا۔ پھر وہ کونے میں رینگتا نیچے اس جگہ آ گیا جہاں ایک
انسانی چوہا پہرے دار چاق و چوبند گردن اکڑائے ہاتھ
میں لیزر گن لیے کھڑا تھا۔ دوسرا پہرے دار اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے ایک طرف کھڑا تھا۔

ناگ نے بڑی احتیاط سے پیچھے سے گردن
کر کے انسانی چوہے کے سر پر ڈس دیا۔ ڈستے ہی
چوہے نے ایک چکر کھایا اور دھڑام سے فرش پر
اس کم بخت پر سانپ کے زہر کا بہت جلد ی اثر
گیا تھا۔

دوسرا پہرے دار لپک کر اس کی طرف آیا۔ وہ ا
اٹھانے کو جھکا ہی تھا کہ ناگ نے اس کے سر پر
ڈس دیا۔ وہ بھی چکرا کر اس کے اوپر ہی گر پڑ
ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کی اور دروازہ کھو
لگا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے زہر کی وجہ سے دونوں
چوہے پگھلنا شروع ہو گئے تھے۔ ناگ نے دروازہ کھول
کر خاموشی سے باہر قدم رکھا۔

باہر رات چھائی ہوئی تھی۔ صرف لیبارٹری کے دروا
کے آگے روشنی تھی۔ ناگ دو تین چھلانگیں لگا کر دروا
سے بھاگ کر پہاڑی ڈھلان پر آ گیا۔ اچانک ایک طرف
سے لیزر گن کا فائر ہوا۔ دھماکے سے پتھر اڑ گئے۔
ناگ نے سانس بھرا، عقاب کی شکل اختیار کی اور خوف
لگا کر اوپر کو اٹھ گیا۔

پتھر کا پتلا اس کے پیچھے سے لگا ہوا تھا۔ ناگ نے
نیچے گردن گھما کر دیکھا۔ نیچے چار چوہا نما انسان اوپر تک
دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے باری باری فائرنگ شروع کر دی۔
مگر لیزر شعاعیں ناگ سے دور پڑ رہی تھیں۔ ناگ
بجلی برق رفتاری کے ساتھ آسمان کی بلندیوں پر پہنچ
گیا۔ اس کا رخ اس سیارے کے آسمان کے اوپر
لٹکے ہوئے مصنوعی چاند کی طرف تھا۔ یہ وہی چاند تھا
جس میں بیٹھ کر ناگ اور پتھر کا پتلا اس سیارے پر
آئے تھے۔

ناگ کو اپنی جان بچانے کے لیے دوسرا کوئی راستہ
دکھائی نہ دیتا تھا۔ وہ مصنوعی چاند کی طرف اڑتا جا
رہا تھا۔ پتھر کا پتلا اس کے سینے سے لگا تھا۔ اس نے
ناگ سے کہا۔

"مصنوعی سیارے پر لیزر بم لاد سے جا چکے
ہیں۔"

ناگ بولا۔

"ہمارے لیے یہی ایک راستہ باقی رہ گیا ہے کہ
جیسے بھی ہو سکے اس مصنوعی چاند کو یہاں
سے لے کر فرار ہو جائیں۔ ورنہ یہ چوہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

مصنوعی سیارے کے قریب پہنچ کر ناگ نے دیکھا کہ نیچے سیارے کی زمین سے ایک راکٹ اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ پتھر کے پتلے نے کہا۔

"انسانی چوہے ہمارے پیچھے آ رہے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"دیکھا جائے گا۔"

ناگ عقاب کی شکل میں مصنوعی چاند کے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے ایک جائزہ لیا۔ وہاں کوئی انسانی چوہا نہیں تھا۔ ناگ جلدی سے انسان کی شکل میں واپس آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ مصنوعی چاند کی دیوار کے ساتھ جگہ جگہ لیزر بم سے بھرے ہوئے سلنڈر پڑے تھے۔ پتھر کے پتلے نے کہا۔

"ناگ! یہ سارے اتنے طاقتور بم ہیں کہ یہ دشمن سیارے کی زمین پر گر کر پھٹے اڑا سکتے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"ہم انہیں ان لوگوں کے سیارے پر ہی

گرا دیں گے۔"

پتلا کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ان لوگوں کو ناحق نہیں مارنا چاہیے۔ اگر ہمیں جان کا خطرہ ہوا تو ایسا کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔"

ناگ اپنے دل میں شرمندہ ہوا کہ اس نے ایسی نامناسب بات کیوں سوچی تھی۔ کیونکہ اس نے آج تک کسی بے گناہ کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اس کے ہاتھ سے صرف وہی لوگ مرے تھے جو اس کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تھے اور جن کی وجہ سے ناگ ہلاک ہو سکتا تھا۔ ناگ نے پتھر کے پتلے کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اسے برائی کے راستے پر جانے سے روک دیا ہے۔

ناگ نے مصنوعی چاند کے سوراخ میں سے باہر دیکھ کر کہا۔

"لیکن ہمارے دشمنوں کا راکٹ ہماری طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ یہ لوگ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

پتلا کہنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ان پر تم حملہ کر سکتے ہو۔ کیونکہ وہ خود تم
حملہ کرنے چلے آرہے ہیں۔"
ناگ نے پلٹ کر پتلے سے پوچھا۔
"لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس تو
کوئی لیزر گن بھی ہے"
پتلے نے مسکرا کر کہا۔
"ہمارے پاس لیزر گن نہیں مگر لیزر شعاعوں
سے بھرا ہوا پورا سلنڈر بم پڑا ہے۔ اِسے
سوراخ میں سے اپنی طرف آنے والے راکٹ
پر گرا دو"
انسانی چوہوں کا راکٹ بڑی تیزی سے مصنوعی چاند
کی طرف آرہا تھا۔ اب اس راکٹ میں سے مصنوعی
چاند پر فائرنگ بھی شروع ہو گئی تھی۔ لیزر شعاعیں
دھماکوں کی آواز کے ساتھ مصنوعی چاند کی سطح سے
ٹکرا کر اس میں گڑھے ڈال رہی تھیں۔
پتلے نے کہا۔
"ناگ اس سے پہلے کہ یہ مصنوعی چاند ہمیں
ساتھ لے کر دھماکے سے اڑ جائے لیزر
بم سلنڈر نیچے گرا دو۔ مگر اس طرح گرانا کہ

سلنڈر بم عین راکٹ کے اوپر جا کر گرے"

ناگ نے دیوار کے ساتھ لگا ایک سلنڈر بم
اٹھایا اور سوراخ میں سے اِسے باہر نکال کر نیچے
دیکھنے لگا۔ راکٹ چونکہ کافی اوپر آگیا تھا اس لیے
اس کی جسامت بڑھ گئی تھی۔ نشانہ بڑا صحیح اور
سامنے تھا۔ ناگ نے سلنڈر بم نیچے گرا دیا۔ سلنڈر
بم تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا۔ راکٹ تیزی سے
اوپر آرہا تھا۔ پھر دونوں ایک بھیانک دھماکے
کے ساتھ ٹکرا گئے۔ اس ہولناک دھماکے کے ساتھ
ہی مصنوعی چاند کو ایک زبردست دھکا لگا اور وہ
لیزر بموں کے پھٹنے سے پیدا ہونے والے خلاء کی
وجہ سے گیند کی طرح فضا میں اوپر کو اُچھلا اور اتنی
تیزی سے خلا میں اوپر کی طرف چلا گیا کہ وہ انسانی
چوہوں کے سیارے کے مدار سے بھی باہر نکل گیا۔
مدار سے باہر نکلتے ہی وہ خلا میں آگیا۔
خلا میں آنے سے وہ ایک طرف کو بھاگنے لگا۔
کیونکہ اگر کسی شے کو زور سے دھکا لگا کر خلا میں
دھکیل دیا جائے تو پھر خلا میں وہ پرواز کرنا شروع

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دیتی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی رفتار بڑھتی چلی جاتی ہے۔ مصنوعی چاند کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ پتلا فرش پر پڑا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ایک مصیبت سے نکلے ہیں تو یہ ایک نئی مصیبت سامنے آ گئی ہے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ یہ مصنوعی چاند اب ہمیں کہاں لے جائے گا۔"

ناگ نے پتھر کے پتلے کو فرش پر سے اُٹھا کر چبوترے پر اپنے پاس رکھ دیا اور پوچھا کہ کیا کسی طریقے سے مصنوعی چاند کو اپنی زمین کی طرف واپس نہیں پھیرا جا سکتا۔ پتھر کا پتلا کہنے لگا۔

"یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اب تو یہ مصنوعی چاند ہمیں جہاں لے جائے گا۔ ہمیں وہیں جانا پڑے گا۔"

ناگ نے دیوار کے ساتھ لگے دوسرے سلنڈر بموں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ان مہلک بموں سے نجات حاصل کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ کسی منطقے کی گرمی کی وجہ سے پھٹ گئے تو سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔"

پتلا کہنے لگا۔

"تو انہیں خلا میں گرا دو۔ خلا میں یہ پھٹیں گے نہیں سفر کرتے رہیں گے۔"

ناگ ایک ایک کر کے بموں کے سلنڈر خلاء میں پھینکنے لگا۔ اس نے سارے سلنڈر بم خلا میں پھینک دیئے۔ اب ان کا مصنوعی چاند دھماکے سے پھٹ جانے سے محفوظ ہو گیا تھا۔ مگر اِن کا یہ مصنوعی چاند خلا میں کس کہکشاں کی طرف جا رہا تھا؟ یہ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔

ہمارا خیال ہے کہ اب ہمیں عنبر کی خبر لینی چاہیئے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ بھی ایک راکٹ میں سوار خلا میں گردش کر رہے ہیں۔ ناگ بھی پتھر کے پتلے کے ساتھ اسی خلاء میں مصنوعی چاند میں بیٹھا گھوم رہا ہے۔ جبکہ عنبر ہماری اپنی دنیا کے ۱۹۰۴ء کے زمانے میں میکسیکو کے باغی لیڈر ڈومینکو کے غار میں اِن کے ساتھ رہ رہا ہے۔ ڈومینکو کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھی لڑکی سانگی بھی ان کے ساتھ ہی ہے اور وہ لوگ میکسیکو کے محل اور چھاؤنی پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ اب ہم وہیں سے اپنی کہانی شروع کرتے ہیں۔

باغی ڈومینکو اور سانگی اب عنبر سے ہر مشورہ کر لیتے تھے۔ کیونکہ وہ ان کا وفادار تھا اور اس نے باغی ڈومینکو کو موت سے نکالا تھا۔ یہ لوگ اپنے لئے خفیہ ٹھکانے یعنی گمنام پہاڑیوں کے ایک غار میں موم بتی جلائے بیٹھے تھے۔ شاہی محل اور چھاؤنی کا نقشہ ان کے سامنے تھا اور وہ غور کر رہے تھے کہ انہیں کس طرف سے حملہ کرنا چاہیئے۔

آخر یہ طے ہوا کہ رات کے پچھلے پہر باغی ڈومینکو اپنے آدمیوں کو لے کر شاہی محل کے عقب کی طرف سے اندر داخل ہوگا اور سانگی اور عنبر چھاؤنی میں جو گولہ بارود کا ذخیرہ ہے اسے اڑانے کی کوشش کریں گے جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو باغی لیڈر ڈومینکو اپنے آدمیوں کو لے کر بندوقیں کاندھوں پر ڈالے گھوڑوں پر سوار ہو کر شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوسری طرف عنبر اور سانگی بھی بندوقیں سنبھالے گھوڑوں پر

چھاؤنی کی طرف چل پڑے۔

باغی ڈومینکو رات کے اندھیرے میں شاہی محل کی دیوار پر کمند ڈال کر چڑھ گیا۔ اس کے آدمی بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ محل کی چھت پر جو پہریدار تھے ان کو انہوں نے قابو کر کے وہیں ڈال دیا۔ ڈومینکو آگے آگے تھا۔ اسے محل کے اندر جانے کا ایک خفیہ راستہ معلوم تھا۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ اس کے فرار ہونے کے بعد اس خفیہ راستے میں بادشاہ کے حکم پر ایک ایسا گڑھا کھودا جا چکا ہے جو اوپر سے نظر نہیں آتا اور اس کے اوپر گھاس پھوس ڈال دی گئی ہے۔

چنانچہ باغی ڈومینکو جب ایک برج کا زینہ اتر کر سرنگ میں داخل ہوا تو وہ گھاس پھوس کے جال کو پہچان نہ سکا۔ جونہی اس نے اس پر قدم رکھا وہ دھڑام سے ایک اندھے گڑھے میں گر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے جب اپنے لیڈر کو گہرے گڑھے میں گرتے دیکھا تو بندوقیں پھوڑ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اس گڑھے کے اوپر ایک خفیہ تار لگا تھا۔ اس تار کو شاہی محل میں بادشاہ کے خواب گاہ میں ایک گھنٹی کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جونہی باغی ڈومینکو اس تار پر گرا بادشاہ کی خواب گاہ میں گھنٹی بج اٹھی۔

بادشاہ نے خطرے کا الارم بجا دیا۔ اسی وقت چاک چوبند فوج کا ایک مسلح دستہ سرنگ کی طرف دوڑا انہوں نے روشنی ڈال کر نیچے گڑھے میں دیکھا۔ کوئی پچاس فٹ گہرے گڑھے میں باغی ڈومینکو زخمی حالت میں پڑا تھا۔ فوجیوں کو نیچے اتار کر ڈومینکو کو فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اور بادشاہ کے حکم سے اسے زنجیروں میں جکڑ کر کال کوٹھری میں ڈال دیا گیا۔

یہ سب کچھ آدھے گھنٹے کے اندر اندر ہو گیا۔

اس وقت عنبر اور سانگا دونوں اکیلے چھاؤنی کی دیوار پر چڑھ کر کود چکے تھے اور اب وہ درختوں کے پیچھے سے ہوتے ہوئے کمانڈوز کی طرح زمین پر رینگ رینگ کر اس گودام کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں گولہ بارود جمع تھا۔ بندوقیں دونوں کی پیٹھ سے لگی تھیں۔ انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ ان کا لیڈر ڈومینکو پکڑا جا چکا ہے۔

عنبر نے اندھیرے میں دیکھا کہ گولہ بارود کے گودام کے باہر دو فوجی چل پھر کر پہرہ دے رہے ہیں۔ اس نے سرگوشی میں سانگا سے کہا۔

"میں ایک فوجی کو قابو کرتا ہوں۔ جب سیٹی بجاؤں تو تم دوڑ کر گودام کے دروازے پر پہنچ جانا"

یہ کہہ کر عنبر دوسری طرف سے ہو کر رینگتے ہوئے گودام کے دروازے کی جانب بڑھا۔ ارد گرد اندھیرا تھا اور گودام کے آگے ایک گیس جل رہا تھا جس کی روشنی میں سے دونوں پہرے دار صاف نظر آ رہے تھے۔ عنبر نے دیکھا کہ پہرے دار دروازے سے تھوڑی دور تک جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں۔ عنبر اس جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ جہاں ایک پہرے دار پہنچ کر واپس ہوتا تھا۔

عنبر اندھیرے میں گھات لگائے بیٹھا تھا۔ جونہی پہریدار فوجی اس کے قریب آکر واپس پلٹا عنبر چیتے کی طرح گھات سے نکل کر اچھلا اور فوجی کی گردن کو دبوچ کر نیچے گرا لیا۔

فوجی کے زمین پر گرنے کی آواز سن کر دوسرا فوجی چوکنا ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھی کو آواز دی۔ جب کوئی جواب نہ آیا تو بندوق تان کر اندھیرے کی جانب بڑھا۔ عنبر وہاں سے ہٹ کر دوسری طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلا گیا تھا. جونہی دوسرے فوجی نے اپنے ساتھی کو زمین
پر پڑے دیکھا اور اس پر جھکا عنبر نے اس پر بھی چھ
لگا دی۔ دونوں پہرے داروں کو ہمیشہ کی نیند سلا کر عنبر
نے سیٹی بجائی. سانگی درختوں میں سے نکل کر اس کی طرف
دوڑی.

عنبر گودام کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا.
یہ بہت بڑا گودام تھا۔ اس کے اندر ایک چھوٹا گیس
روشن تھا۔ انہیں اندر جا کر سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ یہ
اسلحے اور گولہ بارود کا گودام نہیں تھا بلکہ اس کے اندر
رسّے کے بڑے بڑے گچھے، گھوڑوں کے زین، کاٹھ
کباڑ کے تختے، فوجی چارپائیاں اور لوہے کے خاردار
تاروں کے گچھے بھرے ہوئے تھے. سانگی مایوسی سے
سر ہلا کر بولی۔

"مائی گڈنس! یہاں تو گولہ بارود کہیں نہیں"
عنبر کہنے لگا۔
"نقشے میں تو یہاں گولہ بارود کا گودام دکھایا
گیا تھا۔"
سانگی بولی۔
"ہم سے دھوکہ ہوا ہے. جلدی یہاں سے

واپس نکلو۔"
وہ گودام سے نکل کر چھاؤنی کی دیوار کی طرف دوڑے
تھے کہ ان پر گولیاں برسنے لگیں.
"سانگی لیٹ جاؤ" عنبر نے چیخ کر کہا۔
دو گولیاں عنبر کے سر سے ٹکرا چکی تھیں۔ اسے ڈر
تھا کہ سانگی ماری جائے گی۔ وہ سانگی کے ساتھ ہی زمین
پر لیٹ گیا۔ سانگی نے بندوق سے فائرنگ شروع کر دی۔
عنبر نے اندازہ لگایا کہ وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسے معلوم
تھا کہ وہ تو ہلاک نہیں ہو سکے گا مگر سانگی زندہ نہیں
بچ سکے گی۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہتھیار ڈال دیئے
جائیں۔ اگر وہ فوجیوں سے مقابلہ کر کے ان پر حاوی ہو
بھی گیا تب بھی سانگی کو گولی ضرور لگ جائے گی۔ اس نے
بندوق پھینک کر سانگی سے کہا۔
"سانگی! تم بھی بندوق پھینک دو"
سانگی نے چلا کر کہا۔
"تم بزدل ہو۔ میں ہتھیار نہیں پھینکوں گی میں
لڑتے لڑتے مروں گی"
لیکن عنبر اسے بچانا چاہتا تھا۔ وہ ایک معصوم لڑکی
کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے سانگی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھ سے بندوق چھین کر پرے پھینک دی اور بلند آواز
میں کہا۔

"ہم اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرتے
ہیں۔"

سانگی نے عنبر کی گردن پر زور سے مکّا مارا اور غصیلی
آواز میں کہا۔

"تم بزدل ہو۔ تم نے غداری کی ہے۔ تم
سرکاری فوجیوں کے ساتھ مل گئے ہو۔"

سانگی نے محسوس کیا کہ اس نے کسی پتھر پر مکّا
مارا ہو۔ اس کا ہاتھ درد کرنے لگا۔ اتنے میں پندرہ
سولہ فوجی دوڑ کر ان کے پاس آ گئے اور انہیں گھیرے
میں لے لیا۔

کمانڈر نے حکم دیا۔

"ان کو گرفتار کر کے لے چلو۔"

سانگی سخت غضب ناک ہو رہا تھا۔ وہ عنبر کو برا
بھلا کہہ رہا تھا کہ اس نے غداری کی ہے۔

"عنبر اگر میں بچ گیا تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں
گا۔ تم غدار ہو۔ دشمن کے جاسوس ہو۔"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"یہ وقت آنے پر تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ میں نے
ہتھیار کیوں ڈالے تھے۔"

فوجیوں نے اسی وقت دونوں کو رسیوں میں جکڑ
کر قید خانے کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔

سرکاری فوجوں کی یہ سب سے بڑی فتح تھی۔
ایک ہی رات میں انہوں نے باغی گروپ کے تینوں
سربراہوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ بادشاہ بہت خوش
تھا کہ اس کے دشمن اس کے قبضے میں آ گئے ہیں۔ وہ
ان تینوں کو سخت اذیت دے کر ہلاک کرنا چاہتا تھا۔
بہت جلد عنبر اور سانگی کو بھی پتہ چل گیا کہ ان کا لیڈر
ڈومینکو بھی گرفتار ہو چکا ہے۔

عنبر، سانگی اور ڈومینکو کو الگ الگ قید خانوں میں
بند کیا گیا تھا۔ ڈومینکو گڑھے میں گرنے سے زخمی
ہو گیا تھا اور اس کا بازو سخت درد کر رہا تھا۔ جب
ایک پہرے دار نے اسے طنز کرتے ہوئے بتایا کہ
اس کے دو ساتھی اور بھی پکڑے گئے ہیں جن میں ایک
لڑکی ہے تو ڈومینکو کو سخت مایوسی ہوئی۔ اُسے
یقین ہو گیا کہ اب اُسے موت کے منہ میں جانے
سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اگلے روز دن چڑھا تو بادشاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے باغی ڈومینکو، عنبر اور سانگی کی موت کا حکم دے دیا۔ اس حکم میں یہ بھی لکھا گیا کہ ان تینوں کو پتھروں کی دیوار میں زندہ چن دیا جائے۔

یہ بڑی ہولناک موت تھی۔

فوج کا ایک دستہ باغی ڈومینکو، عنبر اور باغی لڑکی سانگی کو زنجیروں میں جکڑ کر چھاؤنی سے دور پہاڑیوں میں لے کر آگیا۔ یہاں ایک جگہ پہلے ہی سے پتھروں کی چوکور اینٹیں اور گارا تیار تھا۔ آٹھ راج مزدور دیوار کھڑی کرنے کے لیے بالکل تیار تھے۔ زمین میں بنیادیں راتوں رات ہی بنا دی گئی تھیں۔

عنبر، سانگی اور ڈومینکو کو زنجیروں میں جکڑ کر اک بنیادوں کے درمیان کھڑا کر دیا گیا۔ فوج کے سپاہی بندوقیں تان کر ارد گرد کھڑے ہو گئے تھے۔ راج مزدوروں نے جلدی جلدی ان تینوں کے گرد دیوار کھڑی کرنی شروع کر دی۔ سانگی نے چیخ کر کہا۔

"ڈومینکو! عنبر نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ اس نے میرے ہاتھ سے چھین کر ہتھیار پھینکے تھے۔ یہ دشمن کا جاسوس ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"سانگی! اگر میں دشمن کا جاسوس ہوتا تو مجھے بھی تمہارے ساتھ موت کی سزا نہ دی جاتی۔"

ڈومینکو خاموش تھا۔ اس نے کوئی جواب دیا۔ اس نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا تھا۔ سانگی نے ایک بار پھر عنبر کو برا بھلا کہا تو ڈومینکو نے اسے ڈانٹ دیا اور کہا۔

"سانگی! ہمیں خاموشی سے مرنا چاہیے۔ ہم ایک اعلیٰ مقصد کے لیے جان دے رہے ہیں۔ مجھے بھی میرے ساتھی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مگر میں انہیں برا بھلا نہیں کہتا۔ یہ ہمارا آخری وقت ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے ہنس کر جدا ہونا چاہیے۔"

راج مزدور تیزی سے کام کر رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے انہوں نے ڈومینکو، سانگی اور عنبر کے گرد کاندھوں تک دیوار کھڑی کر دی۔ اب صرف ان کی گردنیں ہی دیوار سے باہر تھیں۔ اور پھر ان کی گردنیں بھی دیوار کے اندر چھپ گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غیبی شیشہ

باغی ڈومینکو کے سر کے اوپر آخری اینٹ لگائی گئی تو اس نے نعرہ لگایا۔

"آزاد میکسیکو زندہ باد!"

یہی نعرہ باغی لڑکی سانگی نے بھی لگایا اور سرکاری راج نے ان دونوں کے سروں کے اوپر اینٹیں لگا کر ان کو دیوار کے اندر بند کر دیا۔ عنبر کو وہ پہلے ہی دیوار کے اندر بند کر چکے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ اس دیوار کے اندر صرف اتنی ہی آکسیجن رہ گئی ہے کہ جس میں ڈومینکو اور سانگی پانچ منٹ تک زندہ رہ سکیں گے۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر موت کی نیند سو جائیں گے۔ عنبر کو ان پانچ منٹوں کے دوران ہی سب کچھ کرنا تھا۔

عنبر نے پہلی بار اپنی پوری طاقت سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ وہ بڑی آسانی سے دیوار توڑ کر باہر نکل

[illegible] تھا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ باہر کم از کم دو فوجی [illegible] ضرور پہرہ دے رہے ہوں گے اور وہ ڈومینکو اور [illegible] کو یہاں سے نکال کر نہیں لے جا سکے گا۔ اسے دیوار کے اندر رہ کر ہی کچھ کرنا تھا۔

عنبر نے اپنی پوری طاقت کو ایک جگہ جمع کیا اور جہاں دیوار کے اندر کھڑا تھا وہاں کھڑے کھڑے اپنے جسم کو زور سے گھمایا۔ وہ ایک برمے کی طرح اتنی تیزی سے گھومنے لگا کہ زمین کے اندر دھنستا چلا گیا۔ پھر اس نے ایک طرف سے زمین کے اندر ہی چھوٹی سی سرنگ بنالی اور وہاں سے بیس پچیس قدموں کے فاصلے پر ایک چٹان کے پیچھے زمین میں سے باہر نکل آیا۔

اس کام میں دو منٹ ضائع ہو گئے تھے۔ اب اس کے پاس صرف تین منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عنبر نے چٹان کی اوٹ سے ان تین قدآدم دیواروں کی طرف دیکھا جس کی دو دیواروں میں ڈومینکو اور سانگی بند تھے۔ ان دیواروں کے قریب ہی دو میکسیکی فوجی بندوقیں پاس رکھے بیٹھے پہرہ دے رہے تھے۔ اور ہنس ہنس کر باتیں بھی کر رہے تھے۔

عنبر نے ایک پتھر زور سے دوسری طرف پھینکا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی چونک کر اِدھر دیکھنے لگے۔ عنبر کا خیال تھا کہ وہ اِدھر جائیں گے۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ عنبر کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ اس نے سامنے آنے کا فیصلہ کیا اور چٹان سے نکل کر دونوں سپاہیوں کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

سپاہی عنبر کو دیکھ کر ہکے بکے ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ انھوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے عنبر کو دیوار میں دفن ہوتے دیکھا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"اِن دیواروں کو گرا دو؟"

سپاہیوں نے بندوقیں اٹھا لیں اور پوزیشن سنبھال کر کھڑے ہو گئے۔

عنبر جانتا تھا کہ ان سپاہیوں کی موجودگی میں اگر اس نے دیواریں توڑ کر ڈومینکو اور سانگی کو باہر نکالا تو یہ ان پر گولیاں چلا کر انہیں ہلاک کر ڈالیں گے۔ چنانچہ عنبر نے پہلے ان دونوں کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کیا۔

عنبر آگے بڑھا۔ ایک سپاہی نے فائر کر دیا۔ گولی عنبر کے سینے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ عنبر نے چھلانگ لگا کر دونوں سپاہیوں کو نیچے گرا دیا اور ان کے ہاتھوں سے بندوقیں چھین کر انہیں دوہرا کر بیکار کر دیا۔

اب وہ تیزی سے دیواروں کی طرف بڑھا۔ اس نے دھکا دے کر ایک دیوار کے اوپر کی اینٹیں نیچے گرا دیں۔ پھر دوسری دیوار کی اینٹیں بھی نیچے گرا دیں۔ دیواروں کے اندر سے سانگی اور ڈومینکو کے سر نمودار ہوئے۔ دونوں بے ہوش تھے۔ تازہ ہوا میں سانس لیتے ہی دونوں نے اپنی اپنی آنکھیں کھول دیں اور دیکھا کہ عنبر دونوں سپاہیوں سے لڑ رہا تھا۔ بھلا سپاہی عنبر کا کہاں مقابلہ کر سکتے تھے۔

عنبر کا ہاتھی سے بھی زیادہ طاقتور ایک ایک مکا کھا کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ عنبر نے تیزی سے دیواروں کے پتھر گرائے اور سانگی اور ڈومینکو کو باہر نکال لیا۔ وہ دونوں زمین پر بیٹھ کر تازہ ہوا میں لمبے لمبے سانس لینے لگے۔ انہیں ابھی تک یہ راز معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ عنبر خود دیوار کے اندر سے کیسے باہر نکلا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ عنبر کی دیوار ویسے کی ویسے ہی کھڑی ہے۔ ڈومینکو نے اُٹھ کر کہا۔

"تم ـــــ تم دیوار سے کیسے باہر نکلے؟"

عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ وقت اِن باتوں کا نہیں ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

سانگی احسان مند نظروں سے عنبر کو دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے اِسے کہا۔

"اب تو تمہیں یقین آگیا ہوگیا کہ میں سرکاری جاسوس نہیں ہوں۔ اس وقت اگر میں تم سے ہتھیار نہ ڈلواتا تو تم مر چکی ہوتیں۔ اب بھاگو یہاں سے۔"

ڈومینکو سانگی اور عنبر سامنے والی چٹانوں کی طرف دوڑے۔

ان چٹانوں کے پیچھے ڈھلان دور نیچے مکئی کے کھیتوں تک چلی گئی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے ڈھلان سے اتر کر کھیتوں کے پیچھے چلے گئے۔ ڈومینکو نے کہا

"ہمارے پاس نہ گھوڑے ہیں نہ بندوقیں ہیں۔ ہم دوبارا پکڑے جا سکتے ہیں۔"

سانگی نے ایک طرف گاؤں طرف اشارہ کیا اور بولی

"ہمیں اس گاؤں سے گھوڑے مل سکتے ہیں۔"

ڈومینکو بولا۔

"ہو سکتا ہے وہاں سپاہی موجود ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں گاؤں میں جا کر گھوڑے لانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

عنبر تیز تیز قدم اُٹھاتا گاؤں کی طرف بڑھا۔ ڈومینکو اور سانگی اونچی فصل میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ عنبر گاؤں کے باہر ہی تھا کہ اسے ایک بوڑھا میکسیکی گدھے پر سوار اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ عنبر نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ بوڑھے نے گھوڑا ایک طرف جھکا کر کہا۔

"تم میکسیکی نہیں لگتے ہو۔ تم کہاں سے آئے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"چچا! میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔ میرے بوڑھے ماں باپ ——— میرے ساتھ ہیں۔ وہ بیمار ہیں۔ مجھے ان کے لیے دو گھوڑے چاہییں۔"

بوڑھا بولا۔

"میرے پاس صرف ایک ہی گدھا ہے اور یہ میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ خدا حافظ!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ وقت اِن باتوں کا نہیں ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو"

سانگی احسان مند نظروں سے عنبر کو دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے اِسے کہا۔

"اب تو تمہیں یقین آگیا ہو گیا کہ میں سرکاری جاسوس نہیں ہوں۔ اس وقت اگر میں تم سے ہتھیار نہ ڈلواتا تو تم مر چکی ہوتیں۔ اب بھاگو یہاں سے"

ڈومینکو سانگی اور عنبر سامنے والی چٹانوں کی طرف دوڑے۔

ان چٹانوں کے پیچھے ڈھلان دور نیچے مکئی کے کھیتوں تک چلی گئی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے ڈھلان سے اتر کر کھیتوں کے پیچھے چلے گئے۔ ڈومینکو نے کہا

"ہمارے پاس نہ گھوڑے ہیں نہ بندوقیں ہیں۔ ہم دوبارا پکڑے جا سکتے ہیں"

سانگی نے ایک طرف گاؤں طرف اشارہ کیا اور بولی

"ہمیں اس گاؤں سے گھوڑے مل سکتے ہیں"

ڈومینکو بولا۔

"ہو سکتا ہے وہاں سپاہی موجود ہوں"

عنبر نے کہا۔

"تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں گاؤں میں جا کر گھوڑے لانے کی کوشش کرتا ہوں"

عنبر تیز تیز قدم اُٹھاتا گاؤں کی طرف بڑھا۔

ڈومینکو اور سانگی اونچی فصل میں چھپ کر بیٹھ گئے

عنبر گاؤں کے باہر ہی تھا کہ اسے ایک بوڑھا میکسیکی گدھے پر سوار اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ عنبر نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ بوڑھے نے گردن ایک طرف جھکا کر کہا۔

"تم میکسیکی نہیں لگتے ہو۔ تم کہاں سے آئے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"چچا! میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔ میرے بوڑھے ماں باپ ——— میرے ساتھ ہیں۔ وہ بیمار ہیں۔ مجھے ان کے لیے دو گھوڑے چاہییں"

بوڑھا بولا۔

"میرے پاس صرف ایک ہی گدھا ہے اور یہ میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ خدا حافظ!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر بوڑھا آگے بڑھ گیا۔

عنبر کو ایک مکان کی دیوار کے پیچھے دو گھوڑے گھاس چرتے دکھائی دیئے۔ وہ ان کے قریب گیا، ادھر دیکھا۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ عنبر نے گھوڑ کی باگیں تھامیں اور انہیں آہستہ آہستہ چلاتا اپنے سا لے کر مکئی کے کھیت میں آگیا۔ جہاں ڈومینکو اور سا اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ڈومینکو نے سانگی کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا۔ دوسرے گھوڑے پر عنبر بیٹ گیا اور وہ گھوڑے دوڑاتے پہاڑیوں کی طرف چل دیے

مختلف پہاڑیوں کے چکر کاٹ کر وہ اپنے خفیہ ٹھکا پہ پہنچ گئے۔ غار میں آتے ہی ڈومینکو نے عنبر سے پو

"عنبر! یہ تو بتاؤ کہ تم بند دیوار میں سے کیسے باہر نکلے؟"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اندر سرنگ کھودی تھی۔"

سانگی کہنے لگی۔

"دیوار میں تو صرف کھڑے ہونے کی جگہ تھی۔ تم نے جھک کر سرنگ کیسے کھود لی؟"

عنبر بولا۔

"یہ میرا راز ہے جو میں نہیں بتا سکتا۔"

ڈومینکو ہنس دیا۔ پھر اس نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے بھی کوچ کر جانا چاہیئے۔ ہمارے فرار کا کچھ دیر بعد حکومت کو پتہ چل جائے گا اور ان کی فوج اس سارے علاقے کو گھیرے میں لے لے گی۔"

سانگی کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ملک کیوبا کے جزیرے کی طرف چلے جانا چاہیئے۔ تاکہ وہاں رہ کر ہم اپنی طاقت کو ایک بار پھر جمع کریں۔ ایک نیا گروہ بنائیں اور پھر تازہ دم ہو کر یہاں آئیں۔"

ڈومینکو کو سانگی کی یہ تجویز پسند آئی۔

"ٹھیک ہے ہم اس وقت کیوبا کی طرف نکل چلتے ہیں۔"

عنبر سوچ رہا تھا کہ وہ ان کے ساتھ جا کر کیا کرے گا۔ اسے تو ماریا ناگ اور کیٹی کی تلاش تھی۔ وہ تو اپنے ساتھیوں سے ملنا چاہتا تھا۔ مگر اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ اپنے دوستوں سے کہاں اور کس طرح مل سکتا ہے۔ اس نے یہی مناسب سمجھا کہ ابھی ڈومینکو اور سانگی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ ہی رہے۔ شاید کیوبا جانے کے بعد ماریا ناگ اور کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔

کیوبا جانے کے لیے ان تینوں کو ساحل سمندر پر جانا پڑا۔ وہ سمندر کے ویران کنارے پر آ گئے۔ یہاں سمگلروں کی کشتیاں چلتی تھیں جو لوگوں کو غیر قانونی طور پر میکسیکو کے ساحل سے کیوبا کی طرف لے جاتی تھیں اور سمگلنگ کا کاروبار بھی ساتھ ہی ساتھ کرتی تھیں۔

جب اندھیرا چھا گیا تو ڈومینکو نے ایک کشتی کو ساحل کی طرف آتے دیکھا۔ کشتی کنارے کے ساتھ آ کر لگ گئی۔ ڈومینکو نے عنبر اور سانگا کو وہیں رہنے کا اشارہ کیا اور خود کشتی کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خوشی خوشی واپس آیا۔ اس نے بتایا کہ کشتی اس کے ایک سمگلر دوست کی ہے۔ عنبر اور سانگا بہت خوش ہوئے۔

انہوں نے کشتی میں سمندر پار کیا اور کیوبا کے ساحل پر آ گئے۔

کیوبا میں ٹیگرو لوگ رہتے تھے اور یہاں ایک فوجی جرنیل کی حکومت تھی۔

ڈومینکو نے عنبر سے کہا:

"یہاں ایک جنگل میں جھیل کے کنارے میرے

کچھ دوست رہتے ہیں۔ ہمیں ان کے پاس جانا ہوگا۔"

یہ لوگ جنگل میں جھیل کے کنارے ایک پرانے مکان میں رہ رہے تھے۔ یہ بھی باغی تھے اور کیوبا کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنا رہے تھے۔ عنبر کو اب ان لوگوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے ماریا، ناگ اور کیٹی کی یاد ستانے لگی تھی۔ رات باغی گروہ کے مکان میں گزارنے کے بعد عنبر جھیل کنارے سیر کرتے کرتے جنگل میں بہت دور نکل گیا۔ اس نے دیکھا کہ جھیل کی دوسری طرف درختوں میں کسی مکان کی چمنی باہر نکلی ہوئی تھی۔ وہ اس مکان کی طرف چلنے لگا۔

عنبر نے دیکھا کہ یہ ایک خستہ حال پُراسرار سا مکان تھا۔ جس کی سیاہ چمنی میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ کیا کوئی اس کے اندر رہ رہا ہے؟ عنبر نے سوچا اور مکان کے پرانے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ بند تھا۔ عنبر مکان کی پچھلی طرف آ گیا۔ یہاں جنگلی گھاس دیوار کے ساتھ اُگی ہوئی تھی۔ اوپر ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جس پر پھولوں والی بیل جھکی ہوئی تھی۔

عنبر اُچھل کر کھڑکی پر چڑھ گیا۔ اس نے کھڑکی کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹ آہستہ سے کھولا۔

اندر ایک کمرہ تھا۔ پرانا۔ خستہ حال۔ صوفوں پر گرد جمی تھی۔ مگر آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ آتش دان کے قریب ایک آرام کرسی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ابھی ابھی یہاں سے کوئی اٹھ کر واپس گیا ہے۔ عنبر کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ آتش دان کے پاس ایش ٹرے میں ایک سگار پڑا تھا جو سلگ رہا تھا۔ کوئی سگار یہاں رکھ کر ابھی باہر گیا تھا۔

عنبر کو کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ عنبر جلدی سے دیوار کے پردے کے پیچھے ہو گیا۔

——— اس نے پردے کے پیچھے سے دیکھا کہ سامنے والے دروازے میں سے ایک سیاہ فام نوجوان حبشی لڑکی نمودار ہوئی جس کے ہاتھ میں ایک کپ تھا۔ کپ اس نے آتش دان کے پاس چھوٹی میز پر رکھ دیا اور جدھر سے آئی تھی ادھر واپس چلی گئی۔

عنبر پردے میں سے نکلنے ہی والا تھا کہ اسے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے دیکھا کہ اسی دروازے میں سے ایک موٹی ناک والا بھاری بھر کم حبشی باہر نکلا۔ اس کے جسم پر بن مانس کی طرح بال

تھے۔ اس نے چھوٹی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کے سر کے بال گھنگھریالے تھے اور وہ گینڈے کی طرح سانس لے رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ وہ جھومتا جھامتا آکر آتش دان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایش ٹرے میں سے سگار اٹھا کر پینے لگا۔ پھر اس نے کپ اٹھا کر دیکھا اور اسے غٹاغٹ چڑھا گیا۔

اس نے سگار آتش دان میں پھینک دیا اور غراتے ہوئے آواز نکالی۔

"مصرانی! میرے ناشتے کا وقت ہو گیا ہے۔ جلدی آؤ۔"

دروازے میں سے وہی حبشی لڑکی نکل کر آئی۔ اب وہ سہمی ہوئی تھی۔ ڈرتے ڈرتے وہ حبشی بن مانس کے پاس آکر دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ حبشی کسی درندے کی طرح غرا رہا تھا۔ اس نے حبشی لڑکی مصرانی کی گردن پر آئے ہوئے سیاہ بالوں کا گچھا پرے ہٹایا۔ اور اپنے لمبے لمبے۔ نوکیلے دانت نکال کر بولا۔

"آج مجھے بڑی پیاس لگی ہے مصرانی!"

حبشی لڑکی نے مردہ آواز میں کہا۔

"میرے آقا میں حاضر ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حبشی بن مانس نما انسان نے آہستہ سے حبشی لڑکی
کی گردن پر اپنے دانت رکھ دیئے۔ جب اس نے اپنے
دانت حبشی لڑکی کی گردن میں گاڑے تو حبشی لڑکی کے
حلق سے ایک درد انگیز چیخ نکل گئی مگر حبشی بن مانس نے
اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور اس کی گردن کا خون
پیتا چلا گیا۔

یہ منظر دیکھ کر عنبر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ حبشی
بن مانس کا جب پیٹ بھر گیا تو اس نے اپنا منہ حبشی لڑکی
کی گردن سے ہٹا لیا۔ حبشی لڑکی کا جسم کمزوری کی وجہ
سے لرز رہا تھا۔ وہ نیچے گر پڑی۔ حبشی بن مانس نے اسے
زور سے ٹھوکر مار کر کہا۔

"ذلیل لڑکی تم میں اتنا کم خون کیوں ہے؟"

حبشی لڑکی خون نکل جانے کی وجہ سے بے حد کمزور
ہو رہی تھی۔ اس میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ کوئی
جواب دیتی۔ حبشی بن مانس نے اسے کاندھے پر ڈالا۔
اور دروازے میں سے گزر گیا۔ عنبر اپنی جگہ پردے
کے پیچھے خاموش کھڑا تھا۔ چند سیکنڈ کے بعد حبشی
بن مانس اندر واپس آ گیا۔ وہ آرام کرسی پر دھڑام
سے گر پڑا۔ وہ خوب سیر ہو چکا تھا۔ اس نے گردن

عنبر تیزی سے پردے کے پیچھے سے نکلا اور دروازے
میں سے گزر کر دوسرے کمرے میں آ گیا۔ اس نے دیکھا
کونے میں ایک ٹوٹا پھوٹا پلنگ بچھا تھا۔ جس پر بے چارگی
حبشی لڑکی نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی۔ عنبر نے
اسے ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی مگر حبشی لڑکی
کو پوری طرح ہوش نہ آیا۔ ایک بار لڑکی نے اپنی آنکھیں
کھول کر عنبر کو دیکھا اور حیرانی سے اسے تکتے رہ گئی۔ عنبر
نے آہستہ سے کہا۔

"میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔"

حبشی لڑکی کے حلق سے ہلکی سی کراہ کی آواز نکلی۔ عنبر نے
اس کے ہونٹوں کے ساتھ اپنا کان لگا دیا۔ حبشی لڑکی کہہ
رہی تھی۔

"بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ ــــــ"

اس کے بعد لڑکی پھر بے ہوش ہو گئی۔

دوسرے کمرے سے حبشی بن مانس کی آواز آئی۔

"مصرانی! بدبخت لڑکی! یہاں آؤ"

عنبر کھڑکی میں سے باہر باغ میں کود گیا۔

وہ باغ کی اونچی اونچی گھاس اور جھاڑیوں میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتا جھیل کے کنارے پر آگیا اور ڈومینکو کے دوست کے گھر کی طرف چل پڑا۔ ڈومینکو اور ساتھی وہاں پر نہیں تھے۔ ڈومینکو کا کیوبن دوست ڈائس برآمدے میں بیٹھا ناریل چھیل رہا تھا۔ عنبر اس کے پاس بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ پھر باتوں ہی باتوں میں اس نے ڈائس سے پوچھا۔

"جھیل کے پار جو پرانا خستہ حال مکان ہے اس میں کون رہتا ہے؟"

اس سوال پر ڈائس کا ہاتھ ناریل چھیلتے ہوئے وہیں رک گیا۔ اس کی آنکھیں خوف کی وجہ سے پھیل گئیں۔ اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کیا تم اس مکان کے پاس گئے تھے؟"

عنبر نے اصل بات چھپاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس مکان کو دور ہی سے دیکھا ہے۔ بڑا پُراسرار مکان لگا ہے مجھے۔"

ڈومینکو کے ساتھی ڈائس نے اطمینان کا سانس لیا اور ناریل چھیلتے ہوئے بولا۔

"مسٹر عنبر! اس مکان کی طرف کبھی نہ جانا۔"

عنبر نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں؟ کیا وہاں کوئی جن بھوت رہتے ہیں؟"

ڈائس کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر بولا۔

"میں نے تمہیں جو کچھ کہا ہے اس پر عمل کرنا۔ اس مکان کا رُخ کرو گے تو واپس نہ آسکو گے۔"

یہ کہہ کر ڈائس اُٹھ کر مکان کے اندر چلا گیا۔

عنبر کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ اس پراسرار مکان کا معمہ حل کرنا چاہیئے۔ اس کا دل کہتا تھا کہ وہاں کوئی جن بھوت نہیں ہے۔ ایک خونخوار حبشی ہے جس نے ایک معصوم حبشی لڑکی کو قید کر رکھا ہے اور اس کا خون پیتا ہے۔ عنبر نے ڈومینکو اور ساتھی سے بھی بات نہ کی اور شام کا اندھیرا ہوتے ہی خستہ حال پُراسرار مکان کی طرف چل پڑا۔

ابھی وہ مکان سے دُور ہی تھا کہ جھیل کے کنارے اسے ایک نیگرو بوڑھا مچھیرا ملا۔ اس نے عنبر سے سوال کیا کہ وہ کدھر جا رہا ہے؟ عنبر نے کہا۔

"یونہی ذرا جنگل کی سیر کر رہا ہوں۔"

بوڑھا مچھیرا پراسرار مکان کی طرف اشارہ کر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بولا۔

"بیٹا! سارے جنگل میں گھومتے پھرنا۔ مگر اس مکان کی طرف نہ جانا۔"

"کیوں بابا! اس مکان میں کوئی بھوت رہتا ہے کیا؟"

بوڑھے مچھیرے نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔ وہ جال کاندھے پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔

عنبر کے لیے پُراسرار مکان کا معمہ اور الجھتا جا رہا تھا۔

اس نے اپنی آنکھوں سے وہاں ایک وحشی خونخوار حبشی کو مصراتی نام کی ایک نیگرو لڑکی کی گردن کا خون پیتے دیکھا تھا۔ وہ کیسے مان لیتا کہ مکان میں جن بھوت رہتے ہیں۔ بھلا جن بھوت انسانوں کا خون تھوڑے پیتے ہیں؟

عنبر مکان کی طرف بڑھا۔ چند گز کے فاصلے سے اس نے دیکھا کہ مکان کے جھکے ہوئے پرانے دروازے کے اوپر جو روشندان بنا تھا۔ اس میں دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ مکان کے قریب جاتے ہی یہ روشنی بجھ گئی۔ عنبر مکان کے پچھواڑے آ گیا۔ یہاں وہ کھڑکی تھی جس

سے کود کر وہ پہلی بار مکان کے اندر گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کھڑکی بند ہے۔

عنبر نے کھڑکی کے قریب جا کر اسے آہستہ سے دھکیلا کھڑکی کا پٹ کھل گیا۔ عنبر کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ وہی کمرہ تھا۔ جس کے آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ آرام کرسی پاس ہی خالی پڑی تھی۔ تپائی پر ایش ٹرے میں سگار نہیں تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وحشی خونخوار حبشی دوسرے کمرے میں ہے۔ عنبر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا دروازے میں سے گزر کر دوسرے کمرے میں آیا تو دیکھا کہ کمرے میں ایک بڑا پلنگ بچھا ہے۔ دیواروں پر لمبے لمبے بھاری پردے لٹک رہے ہیں۔ پلنگ پر وہی حبشی لڑکی مصراتی سیدھی لیٹی تھی۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ چھت کو تک رہی تھی۔

عنبر اس کے پیچھے آ گیا اور جھک کر اسے تکنے لگا۔

حبشی لڑکی مصراتی نے آنکھیں گھما کر عنبر کو دیکھا۔

اور اس کے خشک ہونٹ ذرا سے ہلے۔

اس نے کہا۔

"بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ اٹھو۔
میرے ساتھ یہاں سے نکل چلو"

حبشی لڑکی مصرانی نے سامنے والی دیوار کی طرف
خوف بھری نظروں سے دیکھا۔ عنبر نے دیکھا کہ سامنے
والی دیوار پر پردہ نہیں تھا۔ دیوار خالی تھی مگر اس پر
روشنی کا ایک چھوٹا سا دائرہ کسی طرف سے پڑنے
لگا۔ روشنی کا یہ دائرہ آہستہ آہستہ بڑا ہوتا گیا۔ حبشی
لڑکی مصرانی نے پریشان ہو کر کہا۔

"بھاگ جاؤ۔ وہ — وہ آ رہے ہیں"

عنبر نے دیکھا کہ روشنی کے دائرے کا سائز انسانی
قد کے برابر ہو گیا تھا اور اس میں دو انسانی ہیولے ظاہر
ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مصرانی نے گھبرائی ہوئی آواز
میں کہا۔

"چھپ جاؤ۔ چھپ جاؤ"

عنبر تیزی سے سامنے والی دیوار کے بھاری پردے
کے پیچھے چھپ گیا۔ مگر وہ ذرا سا پردہ پیچھے کھسکا کر
دیوار کی گول روشنی میں انسانی ہیولوں کو ظاہر ہوتے
دیکھ رہا تھا۔ یہ انسانی ہیولے سفید چاندی کی طرح
چمکنے لگے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ دو انسان بن گئے

روشنی کے دائرے سے باہر نکل کر کمر سے
فرش پر پلنگ کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔
دونوں انسانی شکل کے تھے اور کسی دوسری دنیا
مخلوق نہیں لگ رہے تھے۔ مگر انہوں نے سفید
سوٹ قسم کی وردیاں پہن رکھی تھیں اور ان کے
ں میں چھوٹے سائز کے دو گول شیشے تھے۔ ان
شیشوں کا رُخ انہوں نے دیوار کی طرف کیا۔ دیوار کی
روشنی کا دائرہ سمٹ کر ان شیشوں میں واپس آ گیا۔
دونوں انسانوں نے گول چھوٹے شیشے وہیں پلنگ کے
ں بڑی میز پر رکھ دیئے اور ایک دوسرے کی
ف دیکھ کر اشارہ کیا۔

اشارے کے ساتھ ہی ایک نے اپنی جیب میں سے
ک بال پوائنٹ کے سائز کا ایک پین نکال کر اس کا
خ دروازے کی طرف کیا۔ دروازے میں وہی خونخوار
بش نمودار ہو گیا۔ یہ وحشی حبشی آہستہ آہستہ چلتا
ر آتا پلنگ کے پاس سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ ایک سفید
لاک لباس والے آدمی نے کسی نامعلوم زبان میں کہا
عنبر یہ زبان پہلی بار سُن رہا تھا۔ مگر وہ اسے سمجھ رہا
تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آج تمہیں اس لڑکی کے جسم میں اپنا زہر داخل کرتے دس روز ہو گئے ہیں۔ صرف پانچ روز مزید تم اس کے جسم میں اپنا زہر داخل کرو گے۔ اس کے بعد تم اپنے آپ مر جاؤ گے اور ہم اس لڑکی کو اپنی دنیا میں لے جائیں گے۔"

وحشی حبشی نے سر جھکا کر اسی زبان میں کہا۔

"میں آپ کے حکم کا پابند ہوں سانچورا!"

سانچور نے حبشی لڑکی مصراقی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"حبشی لڑکی کو ہم نے بے حس کر دیا ہے۔ یہ پانچ دن تک اسی جگہ بے حس و حرکت پڑی رہے گی۔ چوتھے روز شام کو تم اس گول شیشے کی روشنی کی مدد سے اس کے جسم کو پھر زندہ کر سکو گے۔ اس وقت تم آخری بار اس کی گردن میں اپنے خون کا زہر ڈالو گے۔ پانچویں دن ہم آ کر اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے اس کے بعد تم اسی جگہ اپنے آپ ہلاک ہو جاؤ گے۔"

یہ کہہ کر سانچور نے میز پر رکھا ہوا چھوٹا گول شیشہ اٹھا کر حبشی وحشی کو دیا۔ اور کہا۔

"اس کی حفاظت کرنا۔ کیونکہ اسی کی مدد سے ہمیں اس حبشی لڑکی کو اپنے ساتھ اپنی دنیا میں لے جانا ہے۔"

دوسرا انسان بولا۔

"اب ہم جاتے ہیں۔ پانچویں دن آئیں گے۔"

یہ کہہ کر دونوں انسان سامنے والی دیوار کی طرف پشت کر کے کھڑے ہو گئے۔ ایک گول چھوٹا شیشہ انہوں نے وحشی حبشی کو دے دیا تھا۔ دوسرا شیشہ سانچور کے پاس تھا۔ اس نے شیشے کے پیچھے اس کا بٹن دبایا۔ گول شیشے میں سے روشنی نکل کر دائرے کی شکل میں سامنے والی دیوار پر پڑی۔ دونوں سفید وردی والے انسان اس روشنی کے دائرے میں داخل ہو گئے۔ ان کے داخل ہوتے ہی ان کے جسم جگمگانے لگے اور پھر ہیولا بن کر غائب ہو گئے۔

اُن کے غائب ہوتے ہی روشنی کا دائرہ بھی بجھ گیا۔

عنبر پردے کے پیچھے چھپا یہ سب کچھ حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں پُراسرار انسانوں کے غائب ہونے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد وحشی حبشی نے پلنگ پر پڑی حبشی لڑکی مصرانی کی طرف جھک کر دیکھا اور غراتے ہوئے بولا۔

"تمہاری وجہ سے مجھے موت مل رہی ہے — کاش میں تمہیں بھی اپنے ساتھ ہلاک کر ساتھ۔ لیکن میں بے بس ہوں۔ تمہارے جسم میں اپنے جسم کا خاص کیمیاوی زہر داخل کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔"

وحشی حبشی نے گول شیشہ اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور دوسرے کمرے کی طرف چلا گیا۔ اب عنبر کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ اصل میں یہ وحشی آدمی حبشی لڑکی مصرانی کا خون نہیں پیتا بلکہ اس کی گردن میں اپنے دانت گاڑ کر اس کے جسم میں کوئی خاص زہر داخل کرتا ہے۔

اس کے جانے کے بعد کمرے میں اندھیرا اور خاموشی چھا گئی۔ وحشی حبشی جاتے ہوئے کمرے کا دروازہ بند کرتا گیا تھا۔

عنبر پردے کے پیچھے سے نکل آیا۔ دروازے کے پاس جا کر اس نے درز میں سے دوسرے کمرے میں دیکھا۔ وحشی حبشی آتش دان کے پاس آرام کرسی پر پیچھے لگائے۔ نیم دراز تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ شاید وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ عنبر واپس حبشی لڑکی مصرانی کے پاس آیا اور اس کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا۔ حبشی لڑکی مصرانی اس طرح کھلی آنکھوں سے موت کو تک رہی تھی۔ اس نے عنبر کی طرف آنکھیں گھما کر دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"تم نے سب کچھ دیکھ لیا ہوگا۔ اب اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو یہاں سے نکل جاؤ۔"

عنبر نے جھک کر حبشی لڑکی مصرانی کے کان میں کہا۔

"میں نے سب کچھ دیکھا بھی ہے اور سن بھی لیا ہے۔ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں ان ظالموں کی قید سے رہائی دلا کر رہوں گا۔"

دوسرے کمرے سے غرانے کی آواز آئی۔ عنبر جلدی سے پلنگ کے پیچھے ہو گیا۔ کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ عنبر پھونک پھونک کر قدم رکھتا دروازے کے پاس گیا اور دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ وحشی حبشی کرسی پر سو رہا تھا اور اس کے خراٹے اس طرح گونج رہے تھے جیسے وہ غرا رہا ہو۔

عنبر جلدی سے واپس حبشی لڑکی مصرانی کے پاس آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ اُن لوگوں نے تمہیں پلنگ پر
پتھر بنا دیا ہے۔ میں نے یہ بھی سن لیا تھا
کہ اگر پگھلا ہوا گول شیشے کی روشنی تمہارے
جسم پر ڈالی جائے تو تمہارے جسم میں پھر
سے جان پڑ جائے گی۔"

مصرانی نے سرگوشی کی۔

"مگر یہ گول شیشہ اس ظالم وحشی کی جیکٹ میں
ہے اگر تم اسے نکالو گے تو وہ تمہیں مار
ڈالے گا۔ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

عنبر ذرا سا مسکرایا۔ کیونکہ اس حبشی لڑکی مصرانی
کو عنبر کی طاقت کا پتہ نہیں تھا۔ اس نے مصرانی کے
کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ میں اس کی
جیب سے گول شیشہ لے کر آتا ہوں۔"

لڑکی مصرانی کی دہشت سے آنکھیں پھیل گئیں
اس نے آہستہ سے کہا۔

"ایسا مت کرنا۔ ایسا مت کرنا۔ وہ تمہیں زندہ
نہیں چھوڑے گا۔"

عنبر نے اس کی ہدایت پر کوئی توجہ نہ دی اور
دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے میں دوسری
طرف تالا لگا تھا۔ عنبر نے اپنے ہاتھ کو دروازے
پر رکھ کر ذرا سا زور لگایا۔ تالا توڑنے کے لیے عنبر
کا اتنا زور ہی کافی تھا۔ مگر دروازے کا تالا آواز
کے ساتھ ٹوٹ گیا۔ اس آواز نے وحشی حبشی کو جگا
دیا۔

اس نے اپنا بھاری گینڈے ایسا سر گھما کر دروازے
کی طرف دیکھا۔ اس کے سامنے عنبر کھڑا تھا۔ عنبر
کو دیکھ کر اس کے قریب آ گیا۔ وحشی حبشی غصے سے
غرانے لگا۔ اس کے حلق سے عجیب عجیب بھیانک
آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ غراتے ہوئے عنبر کی طرف
بڑھا۔ عنبر نے اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کی۔ وحشی
حبشی نے چیخ مار کر

عنبر کی گردن کو دبوچ لیا۔ مگر عنبر کی گردن تو چٹان سے
بھی زیادہ سخت ہو چکی تھی۔ عنبر نے اپنے جسم کو ایک
جھٹکا دیا۔

وحشی حبشی اُچھل کر پرے جا گرا۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو تکنے لگا کہ اس میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی؟ اب عنبر نے اس پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے جست لگائی اور وحشی حبشی کو دونوں ہاتھوں سے فرش پر سے اوپر اٹھا لیا۔ پھر اس کو دو چکر دیئے اور پوری طاقت سے آتش دان میں دے مارا۔ ایک خوفناک چیخ کے ساتھ وحشی حبشی آتش دان سے باہر نکلا۔ مگر آگ نے اس کے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

عنبر نے لپک کر اسکے جسم سے جیکٹ کو کھینچ لیا۔ جیکٹ پھٹ کر اس کے ہاتھ میں آگئی۔ اس جیکٹ کی جیب میں گول شیشہ تھا۔ وحشی حبشی لڑکھڑا کر آتش دان کے سامنے گر پڑا۔ اس کا جسم آگ میں جل کر سیاہ ہو گیا تھا۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ پھر وہ بے حس ہو گیا اور اس کے جسم نے کوئی حرکت نہ کی۔

عنبر نے اسے جھک کر دیکھا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

عنبر جیکٹ کی جیب میں سے شیشہ نکال کر حبشی لڑکی مصرانی کے پلنگ کے پاس آگیا۔ اس نے وحشی حبشی کے چیخنے چلانے کی آوازیں سن لی تھیں۔ جب عنبر نے اسے بتایا کہ وحشی حبشی ختم ہو چکا ہے تو مصرانی کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ عنبر نے اسے گول شیشہ دکھا

یہ دیکھو۔ میں پر اسرار غیبی طاقت والا شیشہ
ے ساتھ لے آیا ہوں۔ یہ یقیناً غیبی شیشہ ہے۔
ں اسے غیبی شیشہ ہی کہوں گا۔"

مصرانی حیرت سے کبھی عنبر کو دیکھتی اور کبھی غیبی
کو۔ عنبر نے کہا۔

"اب اس کی روشنی میں تم پر کیسے ڈالوں؟"

مصرانی نے کہا۔

"اس کے پیچھے ایک بٹن لگا ہے۔ اسے دباؤ گے
تو غیبی شیشے میں سے روشنی نکلے گی۔"

عنبر نے غیبی شیشے کے پیچھے لگا ہوا چھوٹا سا بٹن
دبایا تو شیشے میں سے روشنی کا چھوٹا سا دائرہ باہر
آگیا۔ مصرانی نے کہا۔

"اس دائرے کو میرے سینے پر ڈالو۔"

عنبر نے دائرے کا رخ حبشی لڑکی مصرانی کے جسم
پر ڈالا۔ روشنی کا دائرہ بڑا ہونے لگا۔ پھر لڑکی کا
سارا جسم روشنی میں آگیا۔ اس کے ساتھ ہی لڑکی اٹھ
کر بیٹھ گئی۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"بٹن دبا کر روشنی بجھا دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے روشنی بجھا دی۔ مصرانی پلنگ سے اُتر آ
اس نے عنبر کے ساتھ دوسرے کمرے میں جا کر وحشی
حبشی کی جلی ہوئی لاش دیکھی تو بولی۔

"ہر ظلم کرنے والے کا یہی انجام ہوتا
ہے۔"

عنبر نے لڑکی کو آرام کرسی پر بٹھا دیا۔ وحشی حبشی
کی جلی ہو لاش کو کونے میں لڑھکا دیا اور خود ایک
چوکی پر بیٹھ گیا اور مصرانی سے پوچھا۔

"یہ سب کچھ کیا معمہ ہے؟ مجھے بتاؤ کہ تم
کون ہو؟ کہاں سے آئی ہو۔ وہ دو سفید لباس
والے آدمی کون تھے۔ ان کی دنیا کون سی ہے؟
اور وہ اس وحشی حبشی کا زہر تمہارے جسم میں
کیوں داخل کر رہے تھے؟"

مصرانی نے کہا۔

"میرے لیے خوشی کی بات یہ ہے کہ اب ان
کا زہر بیکار ہو گیا ہے۔ اگر تم چار دن بعد
یہاں آتے تو میرا کام تمام ہو چکا تھا۔ پھر
مجھے ان لوگوں سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔ لیکن
اب میں موت کے منہ سے بچ گئی ہوں۔"

عنبر نے پوچھا۔

"مگر یہ لوگ کون تھے اور تمہارے ساتھ
ایسا سلوک کیوں کر رہے تھے؟"

حبشی لڑکی بولی۔

"اس دنیا کو تم اپنی اصلی دنیا سمجھ رہے
ہو گے۔ مگر یہ تمہاری اور ہماری اصلی دنیا
نہیں ہے بلکہ اصلی دنیا کا عکس ہے۔ ہماری
اصلی دنیا جو تیسری ایٹمی جنگ کے بعد تباہ
ہو گئی تھی۔ یہاں سے ایک لاکھ نوری سال
کے فاصلے پر اسی طرح سورج کے گرد گردش
لگا رہی ہے۔ وہ ہماری اصل دنیا ہے۔ یہ
دو سفید پوش آدمی مریخ کی مخلوق تھی۔ جب
ہماری دنیا ایٹمی جنگ کی وجہ سے تباہ ہو گئی
تو مریخ پر سے یہ مخلوق جنوبی قطب کے ایک
علاقے میں اتر آئی۔ وہاں میں اپنے ماں باپ
کے ساتھ رہتی تھی۔ ہم ایٹمی جنگ سے اس
لیے بچ گئے کہ میرا باپ ہمیں ساتھ لے کر ایک
کان کے اندر زمین میں جا چھپا تھا۔ جنگ کے
بعد جب ہم اوپر زمین پر آئے تو ہمیں مریخ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مخلوق نے پکڑ لیا۔ انہوں نے ہم پر تجربے
شروع کر دیئے کہ ہم پر ایٹمی تابکاری کا
اثر کیوں نہیں ہوا۔ انہوں نے میرے بوڑھے
ماں باپ کو تو وہیں کان کے اندر قید کر ڈالا
اور مجھے اس غیبی شیشے کے ذریعے ہوا
میں غائب کر کے اس دنیا میں لے آئے
جہاں ہماری دنیا پر گزرے ہوئے واقعات
کا عکس گزر رہا تھا۔ انہوں نے اپنے تجربے
کے لیے یہاں کے ایک طاقتور حبشی انسان
کو ایک ماہ تک سانپ ڈسوائے پھر اس
کو اپنے قابو میں کر کے میرے جسم میں اس
کے دانتوں کا زہر داخل کرانا شروع کر دیا۔
یہ لوگ پانچ روز بعد مجھے اپنے سیارے
مریخ پر لے جانے والے تھے جہاں یہ میرے
جسم سے سارا خون نکال کر اس کے کیپسول
بنانے والے تھے۔ تاکہ اس کی مدد سے مریخ
پر ایٹمی تابکاری کے اثرات کو زائل کیا جا
سکے۔"

عنبر حیران ہو کر حبشی لڑکی مصراقی کی باتیں سن
رہا تھا۔

"کیا انہوں نے ہماری اصلی زمین پر بھی
کوئی اڈہ بنا رکھا ہے؟"

"ہاں — جہاں میرے ماں باپ سونے کی
کان میں قید ہیں وہاں انہوں نے ایک خفیہ
جگہ پر اپنا اڈہ بنایا ہوا ہے۔ وہاں اس مخلوق
نے ایک بہت بڑا ایٹمی ری ایکٹر لگا رکھا
ہے جس مدد سے یہ ساری دنیا کو اپنے
قبضے میں لینے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔"

جب ساری بات عنبر کی سمجھ میں آ گئی تو اس
نے مصراقی سے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی اصلی دنیا سے
ایک لاکھ نوری سال کے فاصلے پر ہیں۔"

"ہاں —" مصراقی نے جواب دیا۔

"تو ہم وہاں کس طرح پہنچیں گے؟" عنبر نے
سوال کیا۔

حبشی لڑکی مصراقی نے کہا۔

"یہ جو غیبی شیشہ تمہارے پاس ہے
یہی ہمیں ہماری اصلی دنیا میں واپس پہنچا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا ہے۔"

"وہ کیسے؟" عنبر نے شیشے کی طرف دیکھ کر کہا۔

غیبی شیشہ اپنے ہاتھ میں لے کر حبشی لڑکی مصراتی نے کہا۔

"یہ دیکھو! اس غیبی شیشے کے پیچھے جو بٹن لگا ہے۔ اس کے اوپر ایک سوئی ہے جس کا رخ شمال کی طرف ۹۰ ڈگری کے زاویے پر ہے اس کا رخ ہماری اصلی دنیا کی طرف ہے۔ ہم اس غیبی شیشے کی روشنی کی مدد سے اپنی اصلی دنیا میں واپس جا سکتے ہیں۔"

عنبر کو خیال آیا کہ اگر وہی اس کی اصلی دنیا ہے تو اسے وہیں جانا چاہیئے۔ ہو سکتا کہ وہاں اس کی ملاقات ماریا ناگ اور کیٹی وغیرہ سے ہو سکے۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ اپنی اصلی دنیا میں جاؤں گا۔"

مصراتی نے عنبر سے پوچھا۔

"مگر کیا یہ دنیا تمہاری اصلی دنیا نہیں ہے؟ تم کون ہو؟ تم نے مجھے اپنے بارے میں تو کچھ بتایا ہی نہیں۔"

عنبر نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ میں ملک مصر کا رہنے والا تھا۔ وہاں سے سیاحت کرتا ملک انگلستان گیا کہ ایٹمی جنگ شروع ہو گئی۔ میں ایک زیر زمین ریلوے اسٹیشن میں جا کر چھپ گیا۔ پھر وہاں ایک روشنی ہوئی۔ شاید وہاں نیوٹرون بم گرا تھا۔ پھر مجھے ہوش نہیں رہا۔ جب ہوش آیا تو اس جگہ جھیل کے کنارے پڑا تھا جس کو تم ہماری اصلی دنیا کا عکس کہہ رہی ہو۔"

اس کے علاوہ عنبر نے حبشی لڑکی کو کچھ نہ بتایا۔ کچھ بتانے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ حبشی لڑکی مصراتی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پھر ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مریخ کی مخلوق کو ہمارے بارے میں کسی طرح معلوم ہو جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر بولا۔

"میں بالکل تیار ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا؟"

حبشی لڑکی مصرانی اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر وہ عنبر کو ساتھ لے کر دوسرے کمرے میں آ گئی یہاں اس نے عنبر کو خالی دیوار کے سامنے اپنے قریب کھڑا کر لیا اور غیبی شیشے کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا بٹن دبا دیا۔ غیبی شیشے میں سے روشنی کا دائرہ نکل کر سامنے دیوار پر پڑا۔ یہ دائرہ بڑا ہوتے ہوتے انسان کے سائز کا ہو گیا تو مصرانی نے کہا۔

"میرا ہاتھ پکڑ کر اس دائرے میں داخل ہو جاؤ۔ خبردار گھبرانا بالکل نہیں۔ روشنی میں آتے ہی اپنی آنکھیں بند کر لینا۔ اگر آنکھیں کھلی رکھیں تو آنکھیں جل جائیں گی۔ اب میرے ساتھ آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر چلو۔"

عنبر کا ہاتھ مصرانی کے ہاتھ میں تھا۔ غیبی شیشہ مصرانی نے عنبر کو دے کر کہا۔

"اسے اپنے ہاتھ میں ہی تھامے رکھنا۔"

وہ دونوں دیوار پر بنے ہوئے روشن دائرے میں داخل ہو گئے۔ دائرے کی روشنی میں آتے ہی عنبر نے بھی مصرانی کے ساتھ آنکھیں بند کر لیں۔ اِسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم رُوئی کی طرح ہلکا ہو کر ہوا میں اوپر کو اُڑنے لگا ہے۔

اس وقت عنبر اور مصرانی کے جسم بالکل سفید ہو کر روشنی کے ذرّوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ پھر وہ غائب ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی روشنی بھی دیوار پر سے غائب ہو گئی۔

عنبر نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ مصرانی نے اِسے تاکید کر دی تھی کہ جب تک اس کے پاؤں دوبارہ زمین پہ نہ لگیں وہ اپنی آنکھیں ہرگز نہ کھولے۔ فضا میں کچھ دیر رہنے کے بعد عنبر نے محسوس کیا کہ اس کے پاؤں کسی سخت جگہ سے جا کر لگ گئے ہیں۔ عنبر نے آہستہ سے پوچھا۔

"مصرانی اب میں آنکھیں کھول لوں؟"

"ہاں عنبر! آنکھیں کھول لو۔"

عنبر نے آنکھیں کھول دیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک اونچی پہاڑی کی ڈھلان کے پاس زمین پہ کھڑا ہے۔ مصرانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی اس کے پاس ہی کھڑی ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا ہے۔

"مصرانی ہم کس ملک میں ہیں؟"

حبشی لڑکی مصرانی نے کہا۔

"عنبر! یہ ہماری اصلی دنیا کے ملک افریقہ کا جنوبی علاقہ ہے۔ اس پہاڑی کے پیچھے وہ کان ہے جس کے اندر مریخ کی مخلوق نے میرے بوڑھے ماں باپ کو قید کر رکھا ہے"

"اور مریخ والوں نے ایٹمی ری ایکٹر کس جگہ لگا رکھا ہے؟"

عنبر کے اس سوال پر مصرانی نے کہا۔

"ان کا ایٹمی ری ایکٹر یہاں سے تھوڑی دور ایک جنگل میں زمین کے اندر بنا ہوا ہے۔ مگر میں سب سے پہلے اپنے ماں باپ سے ملنا چاہتی ہوں"

پھر وہ پریشان سی ہو کر بولی۔

"کان کے باہر مریخ کے آدمیوں کا زبردست پہرہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں لگا

ہوا خفیہ ریڈار ہمارے بارے میں ان کو خبردار کر دے۔ اس لیے ہمیں دوسری طرف سے ہو کر سونے کی کان کے پچھواڑے جانا چاہیئے"

"کیا تم یہ راستہ جانتی ہو؟ عنبر نے پوچھا۔

"مجھے اس سارے علاقے کا پتہ ہے"

مصرانی نے عنبر کو ساتھ لیا اور وہ دونوں پہاڑی کے جنوب مشرقی علاقے کی طرف سے ہو کر اس کی پرلی چڑھنے لگے۔ پہاڑی کے اوپر کہیں کہیں بلند جنگلی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ مصرانی نے ان جھاڑیوں میں چھپ کر دوسری جانب دیکھا۔ عنبر بھی اس کے پاس ہی چھپ کر دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

دوسری طرف نیچے وادی میں ایک جگہ ٹیلے میں ایک سرنگ کا دروازہ تھا۔ جس کے باہر عنبر نے دو سفید پوش آدمیوں کو دیکھا کہ ہاتھوں میں لیزر گنیں لیے پہرہ دے رہے ہیں۔

مصرانی نے آہستہ سے کہا۔

"دیکھو مریخ کی مخلوق کان کے دروازے پر پہرہ دے رہی ہے۔ ہم کان کے دروازے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ ہمیں ٹیلے کے پیچھے سے اندر جانا ہوگا۔"

عنبر نے پوچھا۔

"کیا ٹیلے کے پیچھے بھی کان میں داخل ہونے کا کوئی راستہ ہے؟"

"ہاں" حبشی لڑکی مصرانی بولی۔ "یہ بہت پرانا راستہ ہے۔ جب اس کان سے سونا نکلا کرتا تھا تو اس راستے سے کان میں رِس رِس کر جمع ہونے والا پانی باہر پھینکا جاتا تھا۔ اب اِس کان سے پانی نہیں ٹپکتا۔ ایٹمی تابکاری نے اس پانی کو خشک کر دیا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔"

"کہیں ادھر بھی پہرے دار نہ ہو" عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے ادھر شاید کوئی نہیں ہوگا۔ اور اگر ہوا بھی تو دیکھا جائے گا۔"

پھر وہ عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔

"تم نے وحشی خونخوار کو جس طرح سے ہلاک کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی تمہارے اندر زبردست طاقت ہے۔ لیکن خبردار مریخ کی مخلوق کے سامنے آنے کی غلطی نہ کر بیٹھنا ان کی

طاقت کا تم تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔"

عنبر بھی جواب میں مسکرایا۔

وہ ٹیلے سے اترے اور اس کے پیچھے سے ہو کر پانی کے خشک نالے کے دہانے کی طرف چلنے لگے۔ یہاں جگہ جگہ سیاہ پتھروں کے بڑے بڑے ڈلے بکھرے ہوئے تھے۔ ہر طرف ویرانی اور خاموشی تھی۔ اگرچہ دوپہر کا وقت تھا۔ مگر آسمان پر سیاہ بادل گھرے ہوئے تھے اور لگتا تھا کہ ابھی آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو جائے گی۔ جب وہ کان کے خفیہ نالے کے قریب پہنچے تو آسمان پر بجلی چمکی اور زور سے بادل گرجا۔ مصرانی نے عنبر کا ہاتھ پکڑ کر اسے ذرا پیچھے کھینچ لیا۔ کیونکہ کچھ فاصلے پر پانی کے خشک نالے کے منہ پر ایک مریخی پہرے دار لیزر گن ہاتھ میں لیے۔ وہاں پہرہ دے رہا تھا۔

کیا عنبر اور مصرانی کان کے اندر داخل ہو سکے؟

ناگ ماریا اور کینی سے عنبر کی ملاقات کہاں ہوئی؟

ناگ ماریا اور کیٹی کے پاس کن حالات میں پہنچا؟

اپنی اصلی اور تباہ شدہ دنیا سے یہ لوگ خلا میں کہاں گئے؟

غیبی شیشے کی وجہ سے عنبر پر کیا گزری؟ یہ اگلی قسط نمبر ۱۱ ماتا دیوی کا گدھ میں پڑھیے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصنّف : اے۔ حمید

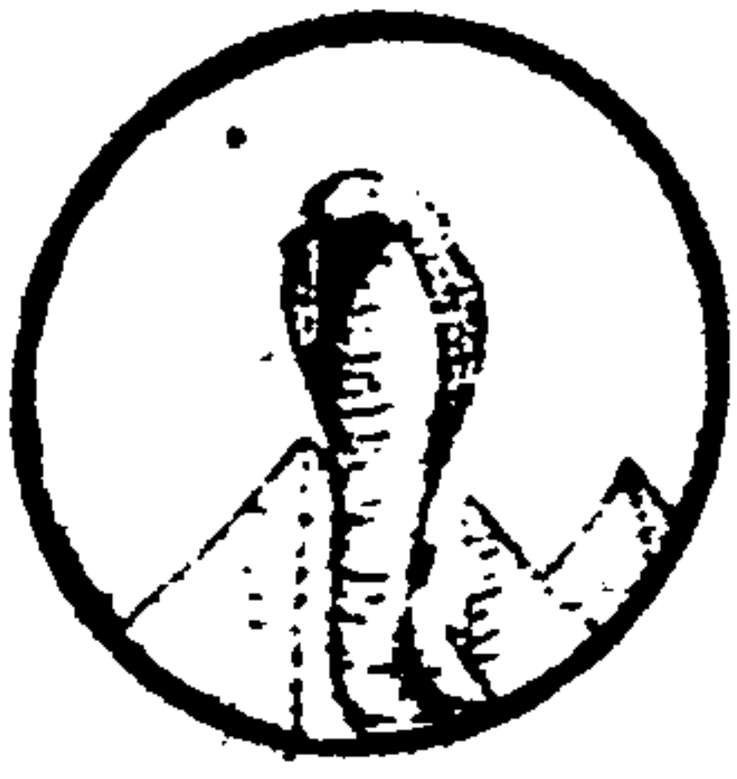

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

۶۵۔ نیلی قبر کا خفیہ راستہ ۷/۵۰

۶۶۔ عنبر سانپ بن گیا ۶/-

۶۷۔ عنبر اور ڈسکو مُردے ۷/۵۰

۶۸۔ کیٹی پھانسی کے تختے پر ۷/۵۰

۶۹۔ عنبر انگوٹھی میں اُتر گیا ۶/-

۷۰۔ دیوی روشنک کے اژدہا ۷/۵۰

۷۱۔ عنبر کا سرکٹ گیا ۷/۵۰

۷۲۔ چنگیز خان لاہور میں ۱۰/-

۷۳۔ دیوتا قتلام پر قربان کر دو ۷/۵۰

۷۴۔ ماریا سانپ بن گئی ۷/۵۰

۷۵۔ روح اور سانپوں والے بھائی خان نمبر ۱۵/-

۷۶۔ ماریا انارکلی میں ۷/۵۰

۷۷۔ قبر، مرتبان اور مڈیاں ۷/۵۰

۷۸۔ سیاہ کفن پوش بلا ۷/۵۰

۷۹۔ پراسرار فرعون کا ڈھانچہ ۷/۵۰

۸۰۔ طلسمی تختہ اور سانپوں کا غار

۸۱۔ قفل والا پراسرار چہرہ

۸۲۔ مڑا کو سپاٹا اور عابدہ کا پتلا

۸۳۔ روتی آنکھوں والا چراغ

۸۴۔ کھوپڑی پر جلتی موم بتی

۸۵۔ زرد آنکھوں والی پراسرار عورت

۸۶۔ رشی بال کی روح اور بن مانس

۸۷۔ اژدہا اور عیار بچاری

۸۸۔ انسانی سر والا چمگادڑ

۸۹۔ شر، موم سپیرا اور مہا ناگ

۹۰۔ خوفناک سمندری آنکھ

۹۱۔ ناگن مجھے کاٹو

۹۲۔ نقلی ماریا

۹۳۔ جاسوس سانپ

۹۴۔ سامری کے اژدہا

۹۵۔ سمندری جوگن

۹۶۔ عنبر ناگ ماریا کراچی میں

۹۷۔ عنبر ناگ کو قتل کر دو

۹۸۔ ناگن رقاصہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

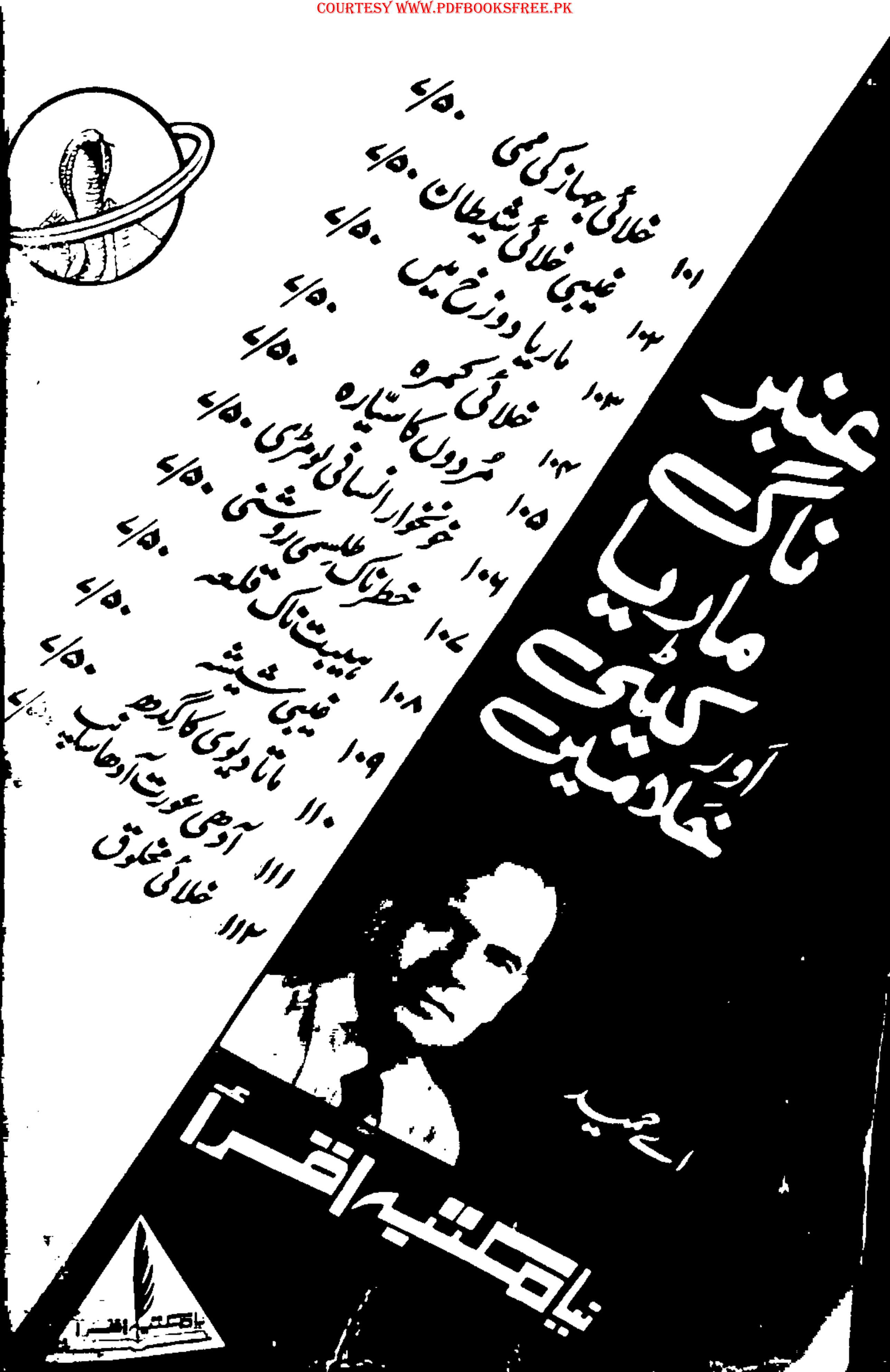
عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

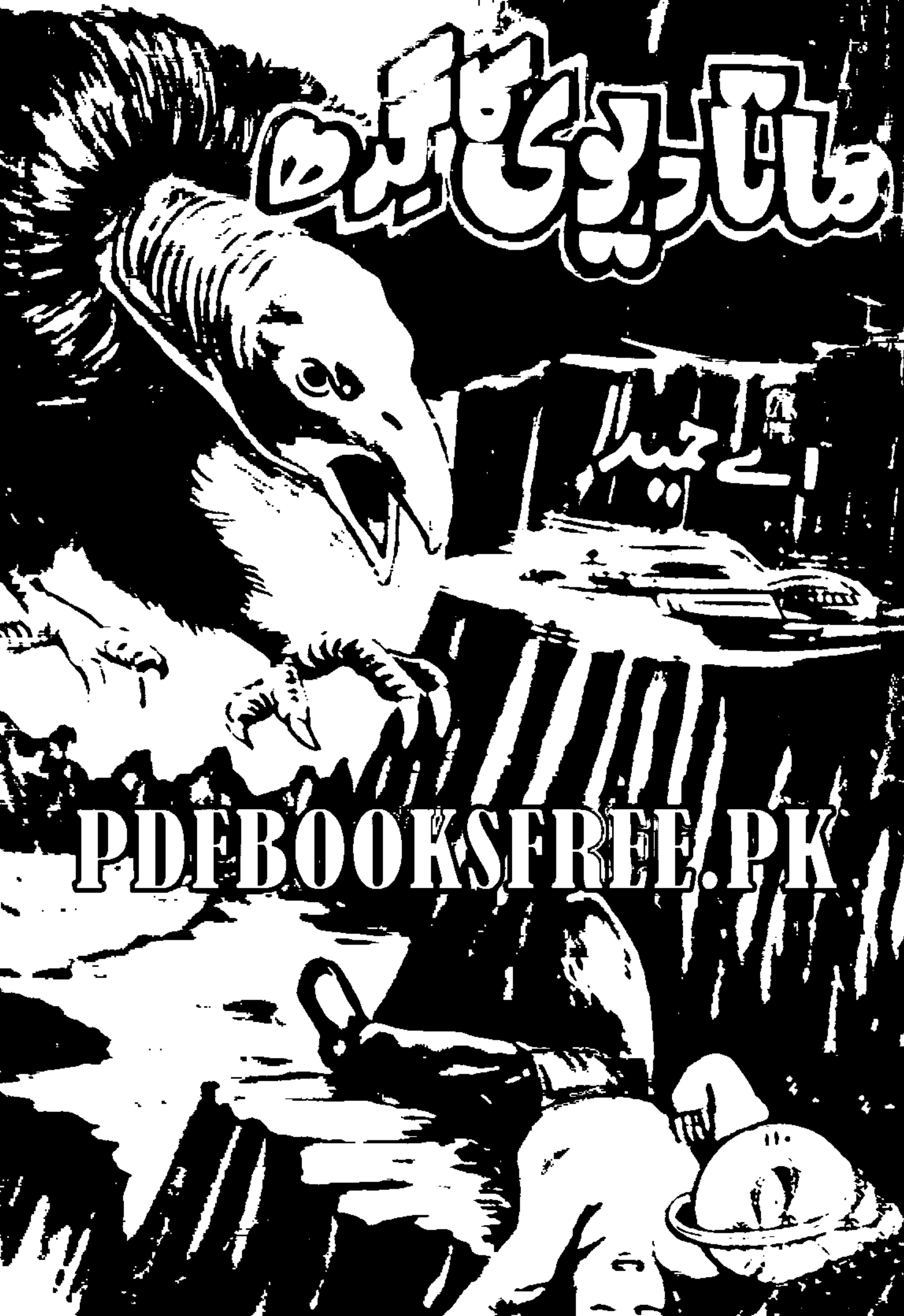
ماناد پوئی گڈھ
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

ماتا دیوی کا کِلہ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت : ۵۰/۷ روپے

[illegible] مقبول [illegible] پبلشرز محدود [illegible]
پہلا ناول : [illegible]
ناشر : [illegible] چوک شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۶
طابع : [illegible] لاہور

پیارے دوستو:

گھنٹہ گھر پشاور شہر سے ہمارے ایک دوست شبیر احمد لکھتے ہیں کہ "عنبر ناگ ما۔یا اور کیپٹن خلائی" کی قسط خلائی جہاز کی ممی پڑھی بے حد پسند آئی۔ آپ سے گذارش ہے کہ یہ سلسلہ جاری رکھیں اور مہینے میں چار کتابیں شائع کیا کریں۔ ہم اپنے دوست شبیر احمد کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں خط لکھا اور قسط پسند کرنے پر بھی ہم اس کے تہہ دل سے شکر گذار ہیں۔ شبیر احمد بھائی چار کتابیں چھاپنے میں کئی مشکلات ہیں۔ پھر بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے پیارے دوستوں کو ہر ماہ کم از کم تین کتابیں ضرور دیا کریں۔ ایک بات میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کتابوں کے لیے منی آرڈر نہ بھیجا کریں بلکہ مکتبہ اقرا۔ ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور کو منی آرڈر بھیجا کریں۔ سرگودھا سے ہمارے دوست محمد رمضان صاحب نے ۲۰ روپے کا منی آرڈر بھیجا تھا جو میں نے واپس کر دیا اور ان سے بھی گذارش ہے کہ وہ یہ منی آرڈر نیا مکتبہ اقرا ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور کے نام بھیج دیں انہیں کتابیں پوسٹ کر دی جائیں گی۔

تمہارا انکل
ایم۔ اے۔ رحمید

۴۵۴۰۷
راہ چمن۔ سمن آباد
لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماتا دیوی کا گدھ۔

ترتیب

○ ماتا دیوی کا گدھ
○ سرخ غار
○ عنبر دلدل میں
○ زندہ قبر
○ پُراسرار اہرام

مریخی پہرے دار چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔
عنبر اور مصرانی سیاہ پتھروں کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے۔ عنبر نے مصرانی کے کان کے پاس منہ لا کر کہا:
"میں جا کر اسے قابو کرتا ہوں۔ تم یہاں ٹھہرو۔"
اس سے پہلے کہ حبشی لڑکی مصرانی اسے منع کرتی عنبر رینگ کر دو تین قدم آگے نکل چکا تھا۔ مریخی پہرے دار کو کچھ خبر نہیں تھی۔ ابھی تک وہ بڑے اطمینان سے خشک نالے کے دہانے پر ٹہل کر پہرہ دے رہا تھا۔ عنبر رینگتا ہوا اس کے عقب میں جا پہنچا۔ عنبر کی سکیم یہ تھی کہ وہ اچانک پیچھے سے حملہ کر کے پہرے دار کو بے بس کر دے گا۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ مریخی پہرے دار کے سینے پر ایک خفیہ راڈار لگا ہے جو اسے عنبر کے بارے میں خبردار کر دے گا۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جونہی عنبر پیچھے سے رینگتا رینگتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راڈار کی رینج میں پہنچا۔ مریخی پہرے دار کے سینے پر لگا ہوا ننھا سا راڈار سگنل دینے لگا۔ پہرے دار نے پلٹ کر پیچھے دیکھا کہ ایک انسان زمین پر رینگتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ عنبر نے پہرے دار کو پلٹ کر اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھا تو مریخ کے پہرے دار پر حملہ کرنے کے لیے لپکا۔ مگر اس سے پہلے کہ عنبر حملہ کرتا مریخ کا پہرے دار اس پر اپنی لیزر گن فائر کر چکا تھا۔

لیزر گن میں سے سفید باریک روشنی کی دھار نکل کر عنبر کے سینے پر پڑی۔ عنبر کا خیال تھا کہ اسے کچھ نہیں ہوگا مگر اس روشنی کی شعاع نے عنبر کو ایک دھکا لگایا۔ عنبر اچھل کر پیچھے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

مصراں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ عنبر کو مریخی پہرے دار کے فائر سے بے ہوش ہوتے دیکھ کر وہ یہی سمجھی کہ عنبر مر گیا ہے۔ وہ پیچھے کو دوڑی اور دوڑتی ہی چلی گئی۔ مریخی پہرے دار نے عنبر کو جھک کر دیکھا۔ عنبر بے ہوش تھا۔ پہرے دار نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور اندر لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے چیف کے سامنے کھڑا تھا۔ عنبر زمین پر ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ ایٹی زی ایکٹر

کے چیف نے عنبر کی طرف اشارہ کر کے کہا،

"اس کو ہوش آئے تو یورینیم کی کان میں لے جا کر دوسرے حبشیوں کے ساتھ کام پر لگا دو۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ غلاموں کی ضرورت ہے۔"

پہرے دار نے عنبر کو اٹھایا اور زمین دوز ایٹی زی ایکٹر کے ایک گھومتے ہوئے پٹے پر ڈال دیا۔ یہ پٹہ آگے کو چل رہا تھا۔ عنبر کو اس پٹے نے ایک تاریک سرنگ میں سے نکال کر کھلی جگہ پر لا کر ڈال دیا۔ یہاں مریخ کی مخلوق کے چار اونچے لمبے آدمی سفید خلائی سوٹ پہنے ہاتھوں میں ہنٹر لیے کھڑے تھے۔ سامنے ایک بارک تھی جس کے برآمدے میں پندرہ بیس حبشی غلام زنجیروں میں جکڑے سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ عنبر کو بھی زنجیروں میں جکڑ کر برآمدے میں دوسرے غلاموں کے پاس ڈال دیا گیا۔ کسی غلام نے عنبر کی طرف نہ دیکھا۔ وہ جانتے تھے کہ یہ بھی کسی جگہ سے پکڑ کر لایا ہوا غلام ہے جو ان کے ساتھ یورینیم کی کان میں کام کرتے کرتے مر جائے گا۔

ان غلاموں کو دن میں ایک بار کھانا ملتا تھا۔ ان کے سیاہ جسم کمزور ہو رہے تھے۔ چہرے پر موت کے سائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رقص کرتے تھے۔ عنبر کو تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھ کر اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہوئی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنی غیبی اور عنبر معمولی طاقت سے کام لے کر ان زنجیروں کو توڑ ڈالے گا۔

اس نے اپنے ارد گرد سیاہ فام غلاموں کو دیکھا تو ایک غلام سے پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں اور انہیں زنجیروں میں کیوں جکڑا گیا ہے؟

ایک بوڑھے سیاہ فام حبشی غلام نے جس کا نام کیتو تھا آہستہ سے سر گھما کر اپنی مردہ زرد آنکھوں سے عنبر کو دیکھا اور کمزور آواز میں کہا:

"بیٹا! ہم غلام ہیں۔ تم بھی غلام ہو۔ اب تم بھی ہمارے ساتھ یوسینیم کی کان میں جانوروں کی طرح کام کرو گے۔ تمہیں دن میں ایک بار باجرے کی باسی روٹی اور دو بار پانی ملے گا۔"

عنبر خاموش نظروں سے بوڑھے حبشی کو تک رہا تھا۔

حبشی غلام کیتو نے آہ بھر کر آہستہ سے کہا:

"ہم بہت جلد مر جائیں گے۔ تم بھی ایک روز مر جاؤ گے اور تمہارا جسم کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے گا تاکہ جنگلی درندے اسے نوچ نوچ

کر کھاتے رہیں"۔

عنبر بولا: "تمہارا نام کیا ہے بابا؟"

"کیتو" بوڑھا حبشی بولا: "میرا نام کیتو ہے تم کو یہ لوگ کہاں سے پکڑ کر لائے ہیں؟"

عنبر نے اصل بات نہ بتائی اور کہا:

"میں جنگل میں جا رہا تھا کہ یہ لوگ مجھے پکڑ کر یہاں لے آئے۔ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔"

پھر اس نے بوڑھے حبشی سے پوچھا:

"کیتو بابا! یہ کون سا سیارہ ہے؟"

دوسرے حبشی غلام اداس نظروں سے عنبر کو تکنے لگے۔

بوڑھے حبشی غلام نے کہا:

"کیا تم کسی دوسرے سیارے سے آئے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ ہماری اپنی زمین ہے اور ہم جنوبی افریقہ کے آخری کونے والے ملک میں ہیں؟"

عنبر کو یقین ہو گیا کہ یہ اس کی اپنی اصلی دنیا ہی ہے۔ اب اسے حبشی لڑکی مصرانی کا خیال آیا کہ اس کے بے ہوش ہو جانے کے بعد وہ کہاں گئی ہو گی؟

بوڑھا حبشی غلام ٹھنڈی سانس بھر کر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم بھی دوسرے لوگوں کی طرح ایٹمی جنگ میں مر جاتے تو اچھا تھا۔"

ایک دوسرا حبشی غلام آہستہ سے کہنے لگا:

"تب نہیں مرے تو اب مر جائیں گے۔ آخر اس دوسری دنیا کی مخلوق کا ظلم کب تک برداشت کرسکیں گے؟"

عنبر نے سوال کیا:

"کیا یہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہیں؟"

"ہاں" بوڑھا حبشی بولا: "یہ مریخ سے آئے ہیں۔ یہاں انہوں نے زمین کے اندر لیبارٹری بنا رکھی ہے۔ ہمارے ملک سے یہ یورینیم نکال کر اپنے سیارہ مریخ پر لے جا رہے ہیں۔"

عنبر کو مصرانی کے ماں باپ کا خیال آ گیا۔ مصرانی اپنے ماں باپ کی تلاش میں اس کے ساتھ یہاں آئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ میرے ماں باپ یہاں ایک ایسی کان میں بند ہیں جہاں سے مریخ کی مخلوق سونا نکالتی ہے۔ عنبر نے بوڑھے حبشی سے اس سونے کی کان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا:

"سونے کی ایک کان یہاں سے دُور جنگل میں

ہے۔ وہاں بھی کچھ سیاہ فام غلام کام کرتے ہیں۔"

عنبر خاموش ہو گیا۔ اب اس نے اپنی طاقت آزمانی چاہی کہ دیکھے اس کی طاقت کہیں لیزر کے فائر سے ختم تو نہیں ہو گئی۔ عنبر کے پاؤں میں بھی دوسرے حبشی غلاموں کی طرح بیڑیاں پڑی تھیں۔ یہ بیڑیاں لوہے کی تھیں۔ عنبر نے اپنے ایک پاؤں کی بیڑی کو ہاتھ میں پکڑ کر ذرا سا زور لگا کر پیچھے کو کھینچا تو وہ کھل گئی۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا۔

عنبر کی طاقت موجود تھی۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ اب اسے وہاں سے فرار ہونا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مریخی پہرے داروں کی گن فائر سے وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ وہ فائرنگ سے بچ کر فرار ہونا چاہتا تھا۔ عنبر کو ایک یہ بھی حوصلہ تھا کہ غیبی شیشہ اس کی جیب میں ابھی تک موجود ہے۔ جس کی روشنی ڈال کر وہ غائب ہو سکتا ہے۔ مگر وہ مصرانی کو اکیلا چھوڑ کر وہاں سے غائب نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اسے یہ بھی علم نہیں تھا کہ غیبی شیشے کے پیچھے لگی سوئی کو کس ڈگری پر رکھ کر شیشے کا بٹن دبائے کہ وہ مصرانی کے پاس پہنچ جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس لیے وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا
اس نے اپنے پاؤں کی لوہے کی بیڑی کو وہیں جما دیا۔
بوڑھے حبشی غلام کیتو نے عنبر کو اپنے پاؤں کی
بیڑی کو ہلاتے دیکھا۔ تو گردن گھما کر کہنے لگا۔

"یہ لوہے کی بیڑیاں ہیں۔ تم خالی ہاتھوں سے
اسے کبھی نہیں کاٹ سکتے۔ اب یہاں سے بھاگنے
کا خیال دل سے نکال دو۔ تمہیں ہمارے
ساتھ ہی ایک روز کان میں یورینیم کھودتے کھودتے
مرجانا ہے۔"

بوڑھا حبشی آہ بھر کر خاموش ہو گیا۔
اتنے میں اونچے لمبے مریخی ہنٹر طالے نے ہلٹر کو
زور سے جھٹکا۔ فضا میں ایک پٹاخہ سا پھٹا۔ سارے
حبشی غلام سہم کر اسے تکنے لگے۔ اس لئے اپنے آدمیوں
کو حکم دیا کہ غلاموں کو کان میں پہنچا دیا جائے۔

کھلی ہوا میں چند لمحے سانس لینے کے بعد زنجیروں
میں جکڑے غلاموں کو ایک بڑے ٹرک میں ڈال کر وہاں
سے تھوڑی دور یورینیم کی کان میں پہنچا دیا گیا۔ عنبر بھی
ان کے ساتھ ہی تھا۔ اس کان میں زمین کے نیچے غلام
پہاڑی دیواروں کو ڈائنامیٹ لگا کر اڑاتے پھر اس میں

سے یورینیم ملے مٹی کے بڑے بڑے ڈلے اٹھا کر
ٹرالی میں ڈالتے جاتے۔ ٹرالی بھر جاتی تو اسے غلام کھینچ
کر کان کے باہر پہنچا دیتے۔

عنبر خفیہ طور سے غلام بن کر ان کے ساتھ کام کرنے
لگا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ کب اسے وہاں سے فرار
ہونے کا موقع ملے گا۔ اسے مہرانی کا خیال بار بار پریشان
کر رہا تھا کہ بے چاری لڑکی اکیلی کہاں ماری ماری پھر
رہی ہوگی۔ اسے یہ غم بھی تھا کہ کہیں وہ بھی نہ
پکڑی گئی ہو۔

سارا دن تک عنبر دوسرے غلاموں کے ساتھ کان میں
کام کرتا رہا۔

رات کے وقت انہیں پینے کو پانی دیا گیا اور پھر کان
سے باہر نکال کر کھلی ہوا میں بٹھا دیا گیا۔ نیم مردہ حبشی
غلام پسینے میں شرابور ہو رہے تھے۔ شام کا اندھیرا آہستہ آہستہ
بڑھتا جا رہا تھا۔ پہرے دار چند گز کے فاصلے پر ٹرک
کے پاس کھڑے تھے۔ پھر سارے غلاموں کو ٹرک میں بٹھا
دیا گیا۔ تالا کر انہیں کوٹھڑیوں میں لے جا کر بند کر دیا جائے
عنبر نے سوچا کہ اب اسے راستے میں فرار ہو جانا چاہیے۔
یہ ٹرک اچھے سے کھلا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے بوڑھے حبشی سے کہا:
"اگر تم چاہو تو میں تمہاری زنجیریں توڑ کر آزاد کر
سکتا ہوں۔ کیا تم یہاں سے بھاگنا پسند کرو گے؟"
دوسرے غلاموں نے یہ بات سنی تو کچھ نہ بولے۔ بوڑھا
حبشی بھی خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹھنڈا سانس بھر کر بولا:
"بھاگنے سے کیا ہو گا۔ یہ لوگ ہمیں پھر پکڑ کر
لے آئیں گے اب ہمیں اسی جگہ مرنا ہے۔
مگر تم یہ لوہے کی زنجیر کیسے توڑ سکو گے؟"
عنبر نے مسکرا کر کہا:
"تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔"
ٹرک جنگل کے راستے پر چلا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار کافی
تیز تھی۔ عنبر نے پاؤں کی بیڑی کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر
زور سا جھٹکا دیا۔ بیڑی ٹوٹ گئی۔ سارے غلام پھٹی پھٹی
آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے۔ وہ اسے کوئی آسمانی دیوتا
سمجھ رہے تھے۔ عنبر نے اپنے دوسرے پاؤں کی بیڑی
بھی توڑ دی۔ اس کے بعد اپنی گردن میں پڑی ہوئی زنجیر
کو توڑ دیا۔ اب وہ آزاد تھا۔
اس نے حبشی غلاموں کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا:
"بگاڑ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہے۔ اگر تم چاہو تو

میں تمہاری زنجیریں بھی توڑ سکتا ہوں۔"
غلاموں نے سر جھکا دیئے اور ٹھنڈی آہیں بھرنے لگے۔
بوڑھے حبشی نے کہا:
"بیٹا! اب ہم میں فرار ہونے کی بھی طاقت نہیں
رہی تم جوان ہو۔ نئے نئے یہاں قید ہوئے ہو۔
تمہارے اندر ابھی طاقت ہے۔ تم فرار ہو جاؤ۔"
عنبر نے دیکھا کہ ٹرک جنگل میں ایسی جگہ سے گذر رہا
تھا کہ اس کی ایک جانب پہاڑ کی دیوار تھی اور دوسری طرف
ایک ہری بھری گھاس والی ڈھلان تھی جو دور تک چلی گئی تھی۔
عنبر نے غلاموں کو سلام کیا اور اپنے آپ کو چلتے ٹرک میں
سے سڑک کی ڈھلان پر گرا دیا۔
وہ اونچی جنگلی گھاس میں دور تک لڑھکتا چلا گیا۔
جنگل کے درختوں پر اندھیرا چھا رہا تھا۔ عنبر ایک جگہ
رک گیا۔ اس نے اٹھ کر ارد گرد کا جائزہ لیا۔ وہ اونچے
اونچے گھنے درختوں والے جنگل کے کنارے پر کھڑا تھا۔ اس
جنگل میں تاریکی پھیل رہی تھی۔ اس نے اوپر کی طرف نگاہ
اٹھائی۔ دور پہاڑی کی بل کھاتی سڑک پر وہ ٹرک جا رہا
تھا جس میں سے اس نے چھلانگ لگائی تھی۔
عنبر کے دل میں ناگ ماریا کیتی اور بھیوسانگ کا بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خیال تھا کہ خدا خانے وہ کس جگہ پر ہوں گے کہ
میں ہوں گے اور ان سے کہاں ملاقات ہوتی ہے یہ
اس وقت عنبر کے دل میں حبشی لڑکی مصرانی کا خیال
نمایاں تھا۔ کیوں کہ وہ اس کے ساتھ آئی تھی اور اسے
بوڑھے ماں باپ سے ملنا تھا۔

عنبر جنگل میں داخل ہو گیا کہ شاید وہاں مصرانی کسی
چھپی بیٹھی ہو۔

رات ہو گئی۔ جنگل میں گہری تاریکی چھا گئی۔ عنبر چ
چلا گیا۔ جنگل ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ جنگل سنسان
نہ وہاں کوئی جنگلی درندہ اسے ملا اور نہ درختوں پر
پرندہ ہی بول رہا تھا۔ ایٹی جنگ کے بعد خدا جانے پر
اور درندے کہاں غائب ہو گئے تھے۔ شاید وہ بھی دو
بدقسمت انسانوں کے ساتھ مر گئے تھے۔ جب چلتے چلتے
کو کافی دیر ہو گئی تو وہ ایک جگہ درختوں میں
میں۔ یہاں قریب ہی ایک چھوٹا سا نالہ بہہ رہا تھا
نے جیب سے گول شیشہ نکال کر دیکھا۔ اندھیرے میں
اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔

شیشے کے پیچھے ڈائیل پر کتنے ہی ہندسے اور ڈ
کے نشان بنے ہوئے تھے۔ عنبر کو چونکہ معلوم نہیں تھا

وہ سوئی کو کون سے ہندسے پر رکھے تو غائب ہو کر مصرانی
سے مل سکتا ہے اس لیے یہ شیشہ ابھی تک اس کے
کسی کام کا نہیں تھا۔ پھر بھی اس نے شیشے کو جیب میں
سنبھال کر رکھ لیا اور درخت سے ٹیک لگا کر آنکھیں
بند کر لیں۔ کتنے ہی سال ہو گئے تھے وہ سویا نہیں تھا۔
اس نے سوچا کہ موقع بھی مل گیا ہے تو کیوں نہ وہ تھوڑی
دیر نیند کے مزے لے۔

اس نے نیند کا خیال کیا اور وہ اسی لمحے سو گیا۔

○

عنبر کو یہاں سوتا چھوڑ کر ہم حبشی لڑکی مصرانی کی طرف
جاتے ہیں۔

جب مصرانی نے عنبر کو گرتے دیکھ کر وہاں سے دوڑی تو اس
نے پیچھے بھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ کسی
خفیہ راڈار کے ذریعے مریخ کے پہرے دار نے عنبر کو اپنے
پیچھے آتا دیکھ لیا تھا اور اس پر حملہ کر دیا۔ وہ تو یہ
بھی ہوئی تھی کہ اس کا ساتھی عنبر لیزر گن کے فائر سے مر
گیا ہے اور اب وہ اکیلی رہ گئی ہے۔ چنانچہ وہ دوڑتی
چلی گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک گہری کھڈ میں پہنچ کر وہ سخت تھک گئی اور جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی مریخی سپاہی نہیں آ رہا تھا۔ انہیں حبشی لڑکی کا علم نہیں تھا۔ مصرانی کو عنبرک کی موت کا سخت صدمہ ہوا تھا۔ مگر وہ اس کی مدد نہیں کر سکتی تھی۔ اگر وہ آگے بڑھتی تو مریخی پہرے دار اسے بھی فائر کر کے ہلاک کر ڈالتا۔

تھوڑی دیر ستانے کے بعد مصرانی اٹھی اور جھاڑیوں میں سے گذرتی کھڈ سے باہر آ گئی۔ ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ سورج مغرب میں پہاڑ کے اوپر جھک گیا تھا۔ مصرانی کو اس کان کا پتہ نہیں تھا جہاں اس کے ماں باپ قید تھے۔ وہ صرف اتنا جانتی تھی کہ مریخ کی مخلوق کے زیر زمین ایٹمی ری ایکٹر کے قریب ہی جو جنگل ہے۔ اس جنگل میں کہیں سونے کی کان ہے۔ اگرچہ مصرانی اس علاقے کو جانتی تھی مگر سونے کی کان اس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ کان ایک عرصہ ہوا بند کر دی گئی تھی۔ اسے علم نہیں تھا کہ مریخ کی مخلوق نے اس میں سے دوبارا سونا نکالنا شروع کر دیا تھا۔

اس کی بائیں جانب ویران میدان تھا جو دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ بائیں ہاتھ کو سنگلاخ چٹانیں تھیں۔ آگے دور سے

ایک دریا نظر آ رہا تھا۔ یہ اس علاقے کا مشہور دریا تھا۔ مصرانی کو معلوم تھا کہ دریا پار ویران علاقہ ہے جو دور سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ مصرانی نے چٹانوں کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اس کے باپ نے ایک بار کہا تھا کہ سونے کی کان جہاں پر ہے وہاں بڑی بڑی چٹانوں کے پاس ہی ایک جنگل ہے اس جنگل میں سونے کی کان ہے۔

مصرانی اس خیال سے ان چٹانوں کی طرف جا رہی تھی کہ ہو سکتا ہے سونے کی کان والا جنگل ان چٹانوں کی دوسری طرف ہو۔ اسے اپنے ماں باپ کی یاد ستا رہی تھی۔ چلتی چلتی جب وہ چٹانوں کے قریب پہنچی تو اسے ان چٹانوں کے پیچھے گھنے سرسبز جنگل کے درخت نظر آئے۔ وہ بڑی خوش ہوئی کہ ہو سکتا ہے سونے کی کان اس جنگل میں ہو۔

یہ چٹانیں بڑی ڈراؤنی تھیں۔ بچپن میں بھی مصرانی ان چٹانوں کی طرف آتے ہوئے ڈرا کرتی تھی۔ کیوں کہ اس کے دادا جان کہا کرتے تھے کہ ان چٹانوں میں بدروحیں رہتی ہیں۔

اس وقت بھی مصرانی ان چٹانوں کی طرف جاتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ لیکن اپنے ماں باپ کی محبت اسے چلنے پر مجبور کر رہی تھی۔ کیوں کہ سونے کی کان والا جنگل ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چٹانوں کے عقب ہی میں تھا۔ جب وہ چٹانوں کے پاس آئی تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ یہ کالی سیاہ چٹانیں تھیں جن کی چوٹیاں نوکیلی تھیں اور وہاں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔

چٹانوں کو دیکھ کر خوف آتا تھا۔ حبشی لڑکی مصرانی کو یوں لگا جیسے چٹانیں بھی اسے پتھریلی نگاہوں سے گھور رہی ہیں۔ اسے اپنے دوست عنبر کا خیال آنے لگا۔ کاش اس وقت وہ اس کے ساتھ ہوتا۔ مگر اس کے خیال کے مطابق تو عنبر مر چکا تھا۔

عنبر کو یاد کر کے مصرانی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کتنا بہادر نوجوان تھا۔ اس نے اسے موت کے منہ سے نکالا تھا مگر اپنے آپ کو موت سے نہ بچا سکا۔ مصرانی دو اونچی اونچی چٹانوں کے درمیان سے گذر رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے سیاہ چٹانیں اس کے اوپر جھک رہی ہیں۔ وہ سہم کر ایک طرف ہٹ گئی۔

لیکن یہ اس کا وہم تھا۔ چٹانیں اپنی جگہ پر کھڑی تھیں۔ جب انسان کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے تو اسے ہر طرف ڈراؤنی چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ انسان کو کسی چیز سے خوف نہیں کھانا چاہیے۔

ہر حالت میں خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے مگر مصرانی ایک کمزور دل کی لڑکی تھی۔ وہ ایک دہشت ناک فضا سے نکل کر آئی تھی اور اب قدم قدم پر ڈر رہی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے دادا جان سے سن رکھا تھا کہ ان چٹانوں میں بدروحیں رہتی ہیں۔ اس وجہ سے بھی وہ ڈر رہی تھی کہ کہیں کوئی بدروح نہ اسے پکڑ لے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں بدروح کہیں بھی نہیں ہوتی۔ انسان اپنے وہم سے ہی ڈرتا رہتا ہے۔

مصرانی بھی ایک کمزور لڑکی تھی۔ وہ بھی ڈر رہی تھی۔

وہ ان دو چٹانوں سے باہر نکلی تو سامنے ایک اور چٹان کھڑی تھی۔ اس چٹان کے اوپر ایک گدھ بیٹھا اپنی گردن نیچے کیے حبشی لڑکی مصرانی کو گھور رہا تھا۔ مصرانی تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے گذرنے لگی تو گدھ نے ایک چیخ ماری اور پھڑپھڑاتی ہوا اڑا اور مصرانی کے سر کے اوپر آ کر اپنے بڑے بڑے جھاڑی پر پھیلا دیئے۔

حبشی لڑکی مصرانی چیخ مار کر پیچھے کو دوڑی۔ گدھ نے اسے اپنے پنجوں میں جکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ خوف کے مارے مصرانی بے ہوش ہو گئی۔ گدھ اسے اڑاتی ہوئی چٹانوں کی دوسری جانب ایک غار کے دہانے پر لے آئی۔ یہاں گدھ نے اپنے حلق

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ایک بھیانک چیخ نکالی۔ اس چیخ کی آواز کے ساتھ ہی غار کے آگے پڑا ہوا بھاری پتھر پیچھے ہٹ گیا۔ گدھ مصرانی کو پنجوں میں دبوچے غار میں داخل ہو گئی۔

یہ غار کافی بڑا تھا مگر یہاں کالا سیاہ اندھیرا چھایا تھا۔ گدھ غار کے اندر اڑتی چلی گئی۔ آگے غار میں ایک جگہ دروازہ آگیا جس کی دونوں جانب مشعلیں جل رہی تھیں۔ دو اونچی لمبی سخت چہروں والی سیاہ فام حبشی عورتیں تلواریں ہاتھوں میں لیے اس دروازے کے باہر پہرہ دے رہی تھیں۔ گدھ نے مصرانی کو اپنے پنجوں سے نکال کر وہاں دروازے کے آگے ڈال دیا اور چیخ مار کر واپس اڑ گئی۔

مصرانی وہاں بے ہوش پڑی تھی۔ پہرے دار حبشی عورتوں نے جھک کر مصرانی کو دیکھا۔ ان کے کرخت چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ بے ہوش مصرانی کو اٹھا کر دروازے کے اندر داخل ہو گئیں۔

دوسری طرف پتھر کی سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں۔ حبشی عورتوں میں سے ایک نے مصرانی کو اپنے کاندھے پر ڈال رکھا تھا۔ دوسری آگے آگے سیڑھیاں اترنے لگی۔ سیڑھیاں ختم ہوئیں تو ایک دالان سا آگیا جہاں بڑے بڑے سیاہ ستون اوپر چھت تک چلے گئے تھے۔ وہ دالان سے بھی گزر گئیں۔

آگے ایک دوسرا دالان آگیا جس کی دونوں جانب جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں اور یہاں بھی اونچی لمبی کرخت چہروں والی حبشی عورتیں تلواریں ہاتھوں میں لیے چپ چاپ کھڑی پہرہ دے رہی تھیں۔ بے ہوش مصرانی کو کاندھے پر اٹھائے حبشی عورتیں اس دالان سے بھی گزر گئیں۔ اب ان کے سامنے ایک محراب دار دروازہ تھا جس کے سامنے ایک چھوٹے سے چبوترے میں آگ روشن تھی۔ آگ کے گلابی شعلے اوپر کو اٹھ رہے تھے۔ تین حبشی عورتیں یہاں آگ کے آگے ہاتھ باندھے سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ انہوں نے فوراً اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ مصرانی ابھی تک بے ہوش تھی۔ دروازے میں سے گزرنے کے بعد دونوں حبشی عورتیں مصرانی کو لے کر ایک گول کمرے میں آگئیں۔ یہاں زمین پر شیر کی کھال بچھی تھی۔ ان عورتوں نے مصرانی کو شیر کی کھال کے بستر پر لٹا کر رسی سے اس کے ہاتھ پیر جکڑ دیئے اور باہر آکر آگ کے سامنے بیٹھی ہوئی عورتوں کو ایک خاص اشارہ کیا۔ ان عورتوں نے سر جھکا دیا۔ جیسے ان کے اشارے کا مطلب سمجھ گئی ہوں۔

دونوں حبشی عورتیں وہاں سے چلی گئیں۔ محرابی دروازے کے باہر بیٹھی عورتوں میں سے دو اٹھیں اور تلوار لے کر دروازے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے آگے کھڑی ہو گئیں جو حبشی عورتیں مسرانی کو اٹھا کر وہاں لائی تھیں ان میں سے ایک نے دوسری سے کہا:

"لاکھی! میں ماتا دیوی کو خوش خبری سنانے جا رہی ہوں۔ تم پہرہ سخت کر دینا۔ اگر یہ لڑکی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تو ماتا دیوی ہمارے سر قلم کروا دے گی۔"

دوسری حبشی عورت بولی:

"لاچی! تم فکر مت کرو۔"

اونچی لمبی حبشی عورت لاکھی ایک طرف کو مڑ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ اس زمین دوز سرنگ میں وہ جہاں سے گذرتی پہرہ دیتی حبشی عورتیں جھک کر سلام کرتیں۔ یہ ساری کی ساری حبشی عورتیں اونچی لمبی تھیں اور ان کے چہرے کرخت اور سنگ دل لگتے تھے۔

حبشی عورت لاچی ایک جگہ غار کی سیڑھیاں اتر کر بہت بڑے ہال کمرے میں داخل ہو گئی۔ یہاں دونوں جانب دیوار کے ساتھ اونچے قد کی حبشی عورتیں دونوں ہاتھ سینے پر باندھے سر جھکائے ادب سے کھڑی تھیں۔ لاچی ان کے درمیان سے گذرتی گئی۔ سامنے بارہ ستون کھڑے تھے۔ ان ستونوں کے آگے زمین سے سنگ مرمر کی سیڑھیوں کا ایک چبوترہ اوپر کو

اٹھا ہوا تھا جس پر سرخ پتھر کی چھتری پڑی تھی۔ اس چھتری کے نیچے سرخ پتھر کا تخت بچھا تھا۔ تخت پر ایک بوڑھی عورت آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔

اس بوڑھی عورت کی عمر دو سو برس سے کم نہیں ہو گی۔ اس کی بھنوؤں کے بال بھی سفید ہو کر آنکھوں کے آگے لٹک رہے تھے۔ سر کے سفید بال روئی کے گالے بن گئے تھے۔ چہرے پر بے شمار جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے سرخ چادر اوڑھ رکھی تھی مگر اس میں سے اس کے جسم کی ہڈیوں کے کونے باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اس کا بوڑھا سر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ مگر اس کی آنکھوں میں ایسی تیز اور سرخ چمک تھی کہ اس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔ یہ ماتا دیوی تھی جو اس قبیلے کی دیوی تھی۔ دو کالے سیاہ بے اس کے دائیں بائیں بیٹھے اپنے زرد برات نکالے غرا رہے تھے۔ حبشی عورت لاچی تخت کے سامنے جا کر دوزانو ہو گئی۔ اس نے گردن جھکا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔ ماتا دیوی نے آنکھیں اوپر اٹھائے بغیر کانپتی ہوئی بوڑھی آواز میں پوچھا:

"کیا خبر لائی ہو لاچی؟"

لاچی نے ادب سے کہا:

"ماتا دیوی! تم پر اگنی دیوی مہربان ہو۔ میں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہارے لیے خوش خبری لائی ہوں۔
ماتا دیوی نے اب بھی گردن اوپر نہ اٹھائی۔ ویسے ہی کپکپاتی آواز میں سوال کیا:۔
"میرے لیے تم کیا خوش خبری لا سکتی ہو۔ میری عمر دو سو برس کی ہو گئی ہے۔ اگنی دیوی مجھے موت ہی نہیں دیتی۔ مجھے میری ہم شکل لڑکی کبھی نہیں ملے گی۔"
لاچی نے خوشی بھری آواز میں کہا:
"ماتا دیوی! اگنی دیوی، تجھے مبارک ہو! ہمیں تمہاری ہم شکل لڑکی مل گئی ہے۔"
بوڑھی کھوسٹ ماتا دیوی نے گردن اٹھائی اور اپنے لرزتے ہڑیوں کے ڈھانچے جیسے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کے آگے آئے ہوئے بھنوؤں کے سفید بال پیچھے کو ہٹا کر لاچی کو دیکھا اور سوکھے مریل ہونٹ ہلائے۔ ماتا دیوی کے منہ میں ایک بھی دانت نہیں تھا۔
"لاچی! کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"
لاچی نے کہا:
"ماتا دیوی! مقدس گدھ کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ مقدس گدھ نے آپ کو جوانی میں دیکھا ہے۔ اس

کو آپ کی شکل یاد ہے۔ وہ ابھی ابھی جنگل سے ایک ایسی خوبصورت لڑکی کو اٹھا کر لایا ہے جس کی شکل آپ سے بالکل ملتی ہے۔"
ماتا دیوی ایک پل کے لیے ساکت ہو گئی۔ پھر اس کے پوپلے منہ والے ہونٹ مسکراتے ہوئے پھیل گئے۔ اس نے کہا،
"لاچی! تم سچ کہہ رہی ہو؟"
"جی ہاں ماتا دیوی! آپ کی کنیز کبھی آپ کے سامنے جھوٹ بول سکتی ہے؟ آپ کی ہم شکل لڑکی کو ہم نے بند کر کے رکھ لیا ہے۔"
بوڑھی ماتا دیوی کی سرخ آنکھوں کی چمک تیز ہو گئی تھی، جیسے اس میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ اس نے اپنا سوکھا مریل بازو آہستہ آہستہ اوپر اٹھایا اور کھڑکھڑاتی آواز میں کہا،
"مقدس رسم کی تیاری کی جائے۔"
اس اعلان کے ساتھ ہی وہاں کھڑی تمام اونچی لمبی حبشی عورتوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور چبوترے کے سامنے آ کر ماتا دیوی کی تعریف میں رقص کرنے لگیں۔ لاچی تین بار ماتا دیوی کے آگے جھکی اور الٹے پاؤں چبوترے سے نیچے اترنے لگی۔ زمین کے اندر چٹانوں کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے ماتا دیوی کی عورتوں کی سلطنت میں ایک جشن برپا ہو گیا۔ سب سے نچلے غار میں چار مقدس ستونوں کے درمیان آگ روشن کر دی گئی۔ بوڑھی ماتا دیوی کے تخت کو حبشی عورتیں کاندھے پر اٹھا کر لائیں۔ آگ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آگ میں خوشبو دار جڑی بوٹیاں ڈالی جانے لگیں۔ ہر طرف خوشبوئیں پھیل گئیں۔ سیاہ لمبی لمبی حبشی عورتیں تلواریں اور مشعلیں لے کر چاروں طرف کھڑی ہو گئیں۔ کچھ عورتوں نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ ایک عورت نے کٹورے میں سلگتی خوشبوئیں لے کر ماتا دیوی کے تخت کے ارد گرد سات چکر لگائے۔ وہ پراسرار اشلوک پڑھ رہی تھی۔

بوڑھی کھوسٹ ماتا دیوی کا سفید بالوں والا سر جھکا ہوا تھا۔ اس کی بھنوؤں کے سفید بال لٹکے ہوئے تھے وہ آہستہ آہستہ ہل رہی تھی اور پوپلے منہ سے کچھ پڑھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک طرف سے شور بلند ہوا۔ سات حبشی عورتیں ایک تخت اٹھائے لیے آ رہی تھیں۔ تخت پر عنبر کی دوست حبشی لڑکی مصرانی بے ہوش پڑی تھی۔

اس لڑکی کو لا کر بوڑھی ماتا دیوی کے سامنے ڈال

گیا۔ بوڑھی دیوی نے اپنی سفید بھنوؤں کو کانپتے ہاتھوں سے پرے ہٹا کر مصرانی کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور اس کا جھریوں بھرا چہرہ خوشی سے پھیل سا گیا۔ اس نے مسرت سے لرزتی کمزور سی آواز میں کہا:

"یہ میری ہم شکل ہے۔ ماتا دیوی پھر سے جوان ہو جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سُرخ غار

ہال کمرے میں چبوترے کی آگ تیز کر دی گئی۔ بے ہوش حبشی لڑکی مصراق کو لمبی تڑنگی حبشی عورتوں نے اٹھا کر بوڑھی ماتا دیوی کے تخت کے آگے ایک بانس کے سٹریچر پر رکھ دیا۔ بوڑھی ماتا دیوی اپنے تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اگرچہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی مگر اس کی کمر بڑھاپے کی وجہ سے جھکی ہوئی تھی۔ اس کی حبشی خادماؤں نے اسے تھام رکھا تھا۔ تخت کے اوپر سے ریشم فولادی تاروں سے بندھا ہوا تخت نیچے لٹکا دیا گیا۔ خادماؤں نے بوڑھی ماتا دیوی کو اٹھا کر اس لٹکتے ہوئے تخت پر بٹھا دیا۔ بے ہوش لڑکی مصراق کو بوڑھی ماتا دیوی کے سامنے جھولتے تخت پر لیٹا دیا گیا۔ ماتا دیوی نے اپنی سُرخ چادر اس کے اوپر ڈال دی۔

حبشی رقص کرنے والی عورتوں نے اچھل اچھل کر ناچنا شروع کیا۔ دوسری عورتیں اونچی آواز میں اشلوک گانے لگیں۔

چار حبشی عورتیں آگ میں زعفران ڈال رہی تھیں۔ آگ کے شعلے بلند سے بلند تر ہو رہے تھے۔ اچانک بوڑھی ماتا دیوی نے ایک ہاتھ بے ہوش مصراق کے سینے پر رکھ کر دوسرا ہاتھ بلند کر دیا۔

بوڑھی ماتا دیوی کے ہاتھ بلند ہوتے ہی جھولتے ہوئے تخت نے آگے کھسکنا شروع کر دیا۔ تخت فولادی تاروں سے چھت کے ساتھ ایک پہیے سے بندھا تھا۔ یہ پہیہ آہستہ آہستہ آگے کھسک رہا تھا۔ خادمائیں ناچ رہی تھیں۔ گا رہی تھیں۔ آگ تیز ہو گئی تھی۔ جھولتا ہوا تخت آگ کے شعلوں کے قریب پہنچا تو رقص کی دھن اور گانوں کی لے اور تیز ہو گئی۔

تخت اب شعلوں کے درمیان پہنچ گیا۔

ہال کمرے میں حبشی خادماؤں، گانے والیوں اور رقص کرنے والیوں نے اونچی آوازوں میں "ماتا دیوی کی جے۔ ماتا دیوی کی جے" کے بلند نعروں سے ہال کی چھت آسمان پر اٹھا لی۔ بوڑھی ماتا دیوی کا جھولتا ہوا، کھسکتا ہوا تخت اب آگ کے لہراتے بل کھاتے شعلوں میں سے گذر رہا تھا۔ معلوم ہو رہا تھا کہ آگ نے نہ تو بوڑھی ماتا دیوی کو جلایا ہے اور نہ ہی بے ہوش مصراق کو کوئی نقصان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچایا ہے۔ کیوں کہ دونوں میں سے کسی کی چیخ
ہوئی تھی۔

ہال میں نفیروں اور بھجنوں کا شور گونج رہا تھا۔
اور پھر جھولتا ہوا تخت شعلوں سے نکل کر باہر
تخت پر ایک حیرت انگیز منظر تھا۔ بوڑھی کھوسٹ
دیوی ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کے روپ میں تخت
پر بانہیں پھیلائے، چہرہ چھت کی طرف اٹھائے کھڑی تھی
اس کے سفید بال سیاہ ہو گئے تھے۔ چہرے کی جھریاں
غائب تھیں۔ جسم پر شہزادیوں ایسا شاہانہ زرق برق
تھا۔ آنکھوں کی سیاہ لمبی پلکیں اوپر کو اٹھی تھیں۔ اس
پاس ہی تخت پر اس کے پاؤں میں جبشی لڑکی مصر
ایک بڈھی کھوسٹ عورت کی شکل میں بیٹھی تھی۔ اس
کمر جھکی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے بال سفید ہو گئے
چہرے پر جھریاں ہی جھریاں تھیں۔ پلکیں اور بھنویں
ہو کر لٹک رہی تھیں۔ جسم کی ہڈیاں نکل آئی تھیں
سے اس کا سر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ اپنی بوڑھی
دیوی کو پھر سے جوان لڑکی کے روپ میں دیکھ کر
خادماؤں اور دوسری عورتوں نے خوشی سے ناچنا
کر دیا۔

تخت چبوترے پر آگ کے الاؤ سے نکل کر رک گیا۔
ماتا دیوی نے اپنی سیاہ جادو گرنیوں ایسی آنکھوں سے
اپنی خادماؤں کی طرف دیکھا اور چمکیلی آواز میں کہا:
"دیوتاؤں نے میری قربانی قبول کر لی۔ انہوں نے
اس میری ہم شکل حبشی لڑکی کی جوانی مجھے دے
دی اور میری بڑھاپا اسے دے دیا۔ اس رسم کے
لیے کسی میری ہم شکل لڑکی کا ملنا ضروری تھا۔ اب
میری شکل ماتا دیوی کی شکل ہے۔ اس بڈھی حبشی
عورت کو لے جا کر سب سے نچلے تہہ خانے میں
پھینک دو۔ یہ تہہ خانہ اس کی قبر بن جائے گی۔"
حبشی عورتوں نے خوشی سے ایک بار پھر نعرہ لگایا۔
ماتا دیوی کا تخت نیچے زمین کے ساتھ آ کر لگ
گیا۔ ماتا دیوی بڑے شاہانہ انداز میں تخت پر سے اتری۔
دو خاص خادماؤں نے اس کے آگے فرش پر پھول نچھاور
کیے۔ پھر وہ اپنی خاص خادماؤں کے ساتھ محل کی شاہی
خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔

ماتا دیوی کی خاص خواب گاہ حبشی عورت لاچی نے
نوکرانیوں کو حکم دیا۔
"اس بڈھی حبشی عورت کو اٹھا کر میرے ساتھ آؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جبشی نوکرانیوں نے بڈھی مصرانی کو جو تھوڑی دیر پہلے جوان تھی ایک جھولے میں ڈالا اور لاچی کے ساتھ غار کے سب سے نچلے اور تاریک تہہ خانے میں لا کر پھینک دیا۔ انہوں نے پانی کا ایک گھڑا بڈھی مصرانی کے بالکل قریب رکھ دیا اور تہہ خانے کے دروازے کو بند کر کے باہر سے قفل لگا دیا تا کہ یہ عورت اس تہہ خانے کے اندر بھوک سے نڈھال ہو کر ایک روز مر جائے۔

یہ سارا کچھ رات کے بارہ بجے تک ہو چکا تھا۔ یعنی جس وقت عنبر اسی علاقے کے ایک جنگل میں سو رہا تھا عین اس وقت اس کی دوست حبشی لڑکی مصرانی کو چٹانوں والے زیر زمین تہہ خانوں میں مانا دیوی آگ کے شعلوں میں سے گذار کر اس کی جوانی چھین کر اسے اپنا بڑھاپا سونپ رہی تھی۔

عنبر کو کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ اپنی مرضی سے گہری نیند سو رہا تھا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ جنگل نکل آیا تھا۔ جنگل میں سورج کی کرنیں گھنے درختوں [illegible] سے گذر کر

نیچے گھاس تک پہنچ رہی تھیں۔ مگر درختوں پر ایک بھی پرندہ نہیں چہچہا رہا تھا۔ عنبر اٹھا۔ اس نے ایک جگہ ندی پر منہ ہاتھ دھویا اور جلدی جلدی چلنا شروع کر دیا۔

جنگل ختم ہوا تو سامنے دریا تھا۔ دریا کی لہریں بڑی تیزی سے بہہ رہی تھیں۔ مگر وہ عنبر کا راستہ نہیں روک سکتی تھیں۔ وہاں آس پاس نہ تو کوئی پل تھا اور نہ ہی کوئی کشتی نظر آ رہی تھی۔ عنبر نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور تھوڑی دیر میں تیر کر دریا پار کر لیا۔ دھوپ اچھی خاصی تیز ہو گئی تھی۔

دریا کے دوسرے کنارے پر ایک ویران میدان تھا جہاں کہیں کہیں جنگلی درخت خاموش کھڑے تھے۔ ہر طرف ایک سناٹا چھایا تھا۔ عنبر سوچنے لگا کہ وہ جنگل کہاں ہے جس کے بارے میں مصرانی نے اسے بتایا تھا کہ وہاں سونے کی پرانی کان ہے اور اس سونے کی کان میں اس کے ماں باپ قید ہیں۔

عنبر نے وہ میدان پار کر لیا۔ اس میدان کے پار پھر ایک گھنا جنگل شروع ہو گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک سفید رنگ کی گول شے جنگل سے بلند ہو رہی ہے۔ وہ ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ کر اس شے کو دیکھنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا۔ یہ ایک چھوٹی سی بلبلے جیسی اڑن طشتری تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ مریخ والوں کی چھوٹی اڑن طشتری ہے یہ اُڑن طشتری جنگل کے اوپر سے اڑتی ہوئی دریا کی دوسری طرف جا کر غائب ہو گئی۔ عنبر کے لیے اب یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ اسی جنگل میں مریخ والوں کی سونے کی کان ہے جس میں انہوں نے دوبارا کام شروع کر دیا ہو گا۔ اور اگر کان نہیں تو ان کا کوئی خفیہ اڈہ ہو گا۔ ہو سکتا ہے مصرانی کے بوڑھے ماں باپ کا وہاں سے کوئی سراغ مل جائے۔

یہ سوچ کر عنبر جنگل میں داخل ہو گیا۔

دیر تک گھنے جنگل میں چلتے رہنے کے بعد اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی مشین چل رہی ہو۔ اب وہ بڑی احتیاط سے آگے چلنے لگا۔ دور جانے کے بعد جھاڑیوں اور درختوں کے پیچھے سے دیکھا کہ ایک کھلی جگہ پر لکڑی کے تختے اور ایک نیلے کی ڈھال میں پشتہ بنا دیا گیا ہے جس میں کچھ حبشی غلام بڑے بڑے ٹوکرے اٹھائے داخل ہو رہے ہیں۔ ایک مریخی سپاہی لیزر گن لیے پہرہ دے رہا تھا۔

ضرور یہی سونے کی کان ہے۔ عنبر نے سوچا اور درختوں کی اوٹ لیتا، پھونک پھونک کر قدم رکھتا زیادہ قریب آ گیا۔ اب اسے سامنے کان کا سرنگ کی طرح کا دروازہ صاف نظر آ رہا تھا۔ باہر ایک طرف پانی کا چوبچہ تھا جس میں چار حبشی غلام سونے کے ذرات کو چھان رہے تھے۔ عنبر سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس وقت مریخی سپاہی پر حملہ کرنا بے وقوفی کی بات تھی۔ کیوں کہ اسے سب سے پہلے حبشی لڑکی مصرانی کے ماں باپ کا پتہ چلانا تھا۔ اس کو خیال آیا کہ یہ حبشی غلام ضرور کسی جگہ جنگل میں جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہوں گے۔ ان جھونپڑیوں کی طرف چل کر سراغ لگانا چاہیے۔

چنانچہ عنبر خاموشی سے پیچھے ہٹتا گیا۔ اور پھر کان کی دوسری طرف آ گیا۔ یہاں اس نے ایک جنگلی راستہ دیکھا جو درختوں کے درمیان جنگل میں جا رہا تھا۔ عنبر راستے سے ہٹ کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ دو فرلانگ چلنے کے بعد اس کو چند ایک جھونپڑیاں نظر آئیں جو بانس کے درختوں کے درمیان بنی ہوئی تھیں۔ ان جھونپڑیوں کے باہر ایک حبشی عورت اپنے بچے کو گودی میں اٹھائے چولہے میں آگ جلا رہی تھی۔ ایک بڈھا حبشی جس کے سر کے بال سفید ہو چکے تھے جھونپڑی میں سے نکل کر اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ عنبر کا خیال آیا کہ یہ
کان میں کام کرنے والے حبشی غلاموں کے ماں باپ
ہوں گے۔ ان سے ملنا چاہیے۔
عنبر کو یہ خطرہ مول لینا ہی تھا۔ ان لوگوں سے
ہی اس کی حبشی دوست مصرانی کے ماں باپ کا کچھ پتہ
مل سکتا تھا۔ عنبر درختوں کے پیچھے سے نکل کر اس
عورت اور بوڑھے حبشی کے سامنے آ گیا۔ اس نے حبشی لوگوں
کی رسم کے مطابق انہیں جھک کر سلام کیا اور ان کی زبان
میں کہا:
"میں جنگل میں راستہ بھول گیا ہوں۔ کیا مجھے پینے کو
پانی مل جائے گا؟"
حبشی عورت اور بوڑھے حبشی مرد نے چونک کر عنبر کی
طرف دیکھا۔ ان کے منہ کھلے تھے اور وہ سہمی ہوئی آنکھوں
سے عنبر کو تک رہے تھے۔ عنبر ان پریشانی کو سمجھتا تھا۔ اس
نے مسکرا کر کہا:
"میرا نام عنبر ہے۔ میں ملک مصر کا ایک شکاری
ہوں۔ اس جنگل میں شکار کھیلتے آ گیا تھا کہ لٹیروں نے
میری بندوق چھین لی۔ اب میں جنگل میں بھٹک
رہا ہوں۔"

بوڑھے حبشی نے اٹھ کر عنبر سے ہاتھ ملایا اور کہا:
"تم ہماری زبان کیسے بول لیتے ہو؟"
عنبر نے کہا:
"میں نے یہ زبان ملک مصر میں سیکھی تھی۔
"بیٹھو۔ بیٹھو۔ ہم بہت غریب لوگ ہیں مگر
تمہاری خدمت کریں گے۔ یہ میری بہو ہے میرا بیٹا
کان میں کام کرتا ہے۔"
بوڑھے حبشی نے عنبر کو شکر قندی کھانے کو دی اور عورت
نے ناریل کے پیالے میں کالی کافی بنا کر دی۔ عنبر نے ادھر
اُدھر کی باتوں کے بعد مریخ کی مخلوق کی بات شروع کی
تو بوڑھا خوف زدہ سا ہو کر ادھر اُدھر تکنے لگا۔
"ان کی بات نہ کرو۔ میں حیران ہوں کہ اس مخلوق
کی تم پر نظر کیوں نہیں پڑی۔ وہ تمہیں بھی پکڑ
کر کان میں لے جاتے اور پھر ساری زندگی تم کان
میں کام کرتے کرتے بسر کرتے۔"
بوڑھا عنبر کو جھونپڑی کے اندر لے گیا اور کہنے لگا:
"بیٹا! تم یہاں سے کسی طرح نکل جاؤ۔ میں تمہیں
ایک خفیہ راستہ بتاؤں گا۔ جو تمہیں جنگل سے نکال
کر سمندر کے کنارے پہنچا دے گا۔ وہاں سے تم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی کشتی میں سوار ہو کر سمندر کے کنارے کنارے
جنوب کی طرف سفر کر کے مڈغاسکر کے جزیرے
میں پہنچ جاؤ گے۔ وہاں مریخ والے ابھی تک
نہیں پہنچے۔"

عنبر نے کہا،

"بابا! یہ راستہ تم نے اپنے بیٹے کو کیوں نہیں
بتایا کہ وہ تم سب کو لے کر یہاں سے فرار
ہو جاتا۔"

بوڑھا حبشی کہنے لگا،

"بیٹا! مریخ والوں نے میرے بیٹے کو یرغمال بنا
رکھا ہے۔ وہ سارا دن کان میں کام کرتا ہے۔
آدھی رات کو آتا ہے۔ دو مریخی سپاہی اس
رات جھونپڑی کے باہر پہرہ دیتے ہیں۔ ایسا ہر غلام
کے ساتھ ہوتا ہے۔"

عنبر نے باتوں ہی باتوں میں مصرانی کے ماں باپ کا
ذکر کیا اور پوچھا کہ کیا کبھی اس نے ایسے دو بوڑھے بوڑھی
کے بارے میں سنا ہے کہ انہیں مریخی مخلوق نے اپنی قید
میں ڈال رکھا ہو؟ بوڑھا حبشی کچھ سوچ کر بولا،

"مریخ کی مخلوق کے پاس جو بوڑھے قیدی تھے

ان میں سے بہت سے اپنی موت مر گئے جو
چند ایک باقی بچے ان کو مریخ والوں نے یہاں
سے دور ایک پہاڑ کی وادی میں دیس نکالا دے
دیا۔ ہو سکتا ہے تم جن لوگوں کی تلاش میں ہو
وہ وہاں پر ہوں مگر امید نہیں کہ وہ زندہ ہوں
کیوں کہ اس وادی میں جنگلی درندے رہتے ہیں۔"

عنبر نے کہا،

"کوئی بات نہیں بابا۔ میں تو ویسے ہی پوچھ
رہا تھا۔ مجھے اس وادی میں جانے کی کیا ضرورت
ہے۔"

مگر دل میں عنبر نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس وادی
میں ضرور جائے گا۔ کچھ دیر وہ جھونپڑی میں بوڑھے حبشی
کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا تھا۔ پھر اس نے بڑے طریقے
سے درندوں کی وادی کا پتہ پوچھا اور بولا،

"بابا! اب تم مجھے جنگل کا وہ خفیہ راستہ بتاؤ
جس پر چل کر میں سمندر پر پہنچ جاؤں گا۔"

بوڑھے حبشی نے عنبر کو بڑی راز داری سے خفیہ راستے
کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ اگرچہ عنبر نے اس
طرف نہیں جانا تھا مگر وہ بڑے غور سے سنتا رہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور پھر بوڑھے حبشی کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے
چل دیا۔

دوپہر تک عنبر اس گھنے جنگل میں سفر کرتا رہا
کے بعد وہ ایک ٹیلے پر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ دوسری
طرف ایک چھوٹی سی وادی تھی جس کی چاروں طرف
اونچے خطرناک اور بالکل سیدھے پہاڑ کھڑے تھے۔ ان
پہاڑوں پر چڑھنا کسی انسان کے بس میں نہیں تھا۔

یہی درندوں کی وادی تھی اور بوڑھے حبشی
کے بیان کے مطابق اسی وادی میں مصرانی کے بوڑھے
ماں باپ کو جلا وطن کیا گیا تھا۔ عنبر ٹیلے سے اترنے
اترائی بالکل سیدھی تھی اور عنبر کو اترتے وقت کسی درخت
اور کسی بڑے پتھر کا سہارا لینا پڑتا۔ کسی نہ کسی طرح وہ ٹیلے
اتر آیا۔ اب وہ درندوں کی وادی میں تھا۔

یہ وادی بڑی ڈراؤنی تھی۔ ایسے درخت کھڑے تھے کہ
کو جنگلی بیلوں نے ڈھانپ رکھا تھا اور ان کی شاخیں
کی طرح لٹک رہی تھیں۔ عنبر وادی میں چلنے لگا۔ جگہ
اسے خطرناک دلدلیں نظر آئیں۔ وہ ان سے بچ کر چلتا
پہلی بار اسے ایک جگہ شیر کی گرج سنائی دی
اس شیر نے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ دوسری بار شیر

[illegible] قریب سے [illegible]
نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا پھر بھی وہ ایک درخت
چڑھ [illegible] درخت کی شاخ پر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ
جھاڑیوں میں سے ایک دس فٹ لمبا خونخوار شیر [illegible]
ہوا باہر نکلا اور عنبر کے نیچے درخت کے پاس آ
غرانے لگا۔ عنبر نے سوچا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ شیر وہاں
سے نہیں ہٹ رہا تھا۔ عنبر نے کچھ دیر انتظار کیا کہ یہ
چلا جائے مگر شیر جانے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ عنبر نے
شیر کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ابھی وہ درخت سے اتر ہی رہا تھا کہ ایک جانب
سے بہت بڑا ہاتھی جھومتا جھامتا آیا اور اس نے شیر
پر حملہ کر دیا۔ شیر اچھل کر پرے ہٹ گیا اور ہاتھی کی
طرف دیکھ کر گرجنے لگا۔ ہاتھی نے اپنی سونڈ گھما کر
پوری طاقت سے شیر پر حملہ کیا۔ شیر تڑپ کر پھرتی سے
ہاتھی کی گردن پر سوار ہو گیا اور اپنے پنجوں سے اس
کی کھال ادھیڑنے لگا۔ مگر ہاتھی بڑا ہوشیار تھا۔ اس نے
اپنی سونڈ اوپر اٹھا کر شیر کو جکڑ لیا اور پھر زور سے
زمین پر پٹخ کر اس پر پاؤں رکھ دیا۔ شیر کے حلق سے
آخری چیخ نکل کر جنگل میں گونج گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شیر کو ہلاک کرنے کے بعد ہاتھی نے سونڈ اُٹھا کر فتح کی آواز نکالی اور جھومتا جھامتا درختوں میں غائب ہو گیا۔ عنبر نے یہ سارا خونیں ڈرامہ درخت کی شاخ پر بیٹھے بیٹھے دیکھا۔ ہاتھی کے جانے کے بعد عنبر درخت سے اتر آیا اور ایک طرف چلنے لگا۔ راستے میں ایک بڑی تیز رفتار جنگلی ندی آ گئی۔ عنبر ندی پر پہنچا ہی تھا کہ اچانک اس نے اپنے سے چند گز کے فاصلے پر بانس کی جھاڑیوں میں ایک اور خونخوار شیر کو دیکھا جو عنبر کی طرف منہ اٹھائے غرّا رہا تھا۔

عنبر کو بڑا غصہ آیا کہ یہ کم بخت کہاں سے آ ٹپکا ہے۔ اچانک عنبر کو خیال آیا کہ اس شیر کو ہلاک کرنے کی بجائے کیوں نہ غیبی شیشے کو اس پر آزمایا جائے؟

عنبر نے جیب میں سے گول شیشہ نکال لیا۔ اس نے شیشے کے پیچھے لگے۔ چھوٹے ڈائیل کی سوئی کو ہلانے کی بھی تکلیف نہ کی اور شیشے کا بٹن دبا کر اس کی روشنی شیر پر پھینکی۔ غیبی شیشے میں سے روشنی کا گول دائرہ نکل کر شیر کے جسم پر پڑا۔ شیر ذرا سا پیچھے ہٹا۔ مگر روشنی کا دائرہ اب بڑا ہو گیا تھا اور سارا شیر دائرے میں تھا۔ عنبر کے دیکھتے دیکھتے شیر پہلے ساکت ہوا۔ پھر اس کا جسم چمک اُٹھا۔ اور سفید ہو کر روشنی کے ذروں میں تبدیل ہو کر غائب ہو گیا۔

شیر خدا جانے کہاں سے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

عنبر مسکرایا۔ غیبی شیشے کا تجربہ کامیاب ثابت ہوا تھا۔

عنبر نے غیبی شیشے کو دوبارا جیب میں سنبھال کر رکھا اور ندی پار کر کے دوسری طرف چلا گیا۔ وہ درختوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ درختوں پر جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ اچانک عنبر کو سانپ کی پھنکار سنائی دی۔ عنبر نے گردن گھما کر دیکھا۔ ایک سرخ سانپ درخت کی شاخ کو دُم سے پکڑے لٹک رہا تھا اور عنبر کی طرف دیکھ کر بار بار اپنے سر کو اوپر نیچے کر رہا تھا۔

عنبر کو ناگ نے سانپوں کی زبان سکھا دی ہوئی تھی۔ عنبر نے سانپ سے کہا:

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں؟"

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! اسی لیے تو میں بار بار تعظیم کے لیے اپنا سر جھکا رہا ہوں۔ بتائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ نے گھن چھوڑ دی۔ وہ عنبر کے سامنے کی
پر کنڈلی مارے بیٹھ گیا۔
عنبر نے کہا:
"سب سے پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کہ ناگ یونا
یہاں کہیں موجود ہے کہ نہیں؟"
سانپ نے چاروں طرف گردن گھما کر بار بار
سے زبان نکال کر سونگھا اور کہا:
"عظیم ناگ کے بھائی: ناگ یونا کی خوشبو مجھے
کسی طرف سے نہیں آ رہی۔ وہ یہاں نہیں ہے۔"
عنبر نے پوچھا:
"اچھا پھر یہ بتاؤ کہ تم نے یہاں ایک بوڑھے
حبشی جوڑے کو دیکھا ہے جو ابھی زندہ ہو؟"
سانپ نے کہا:
"یہاں کچھ بوڑھے حبشی رہتے تھے مگر باری باری
سب مر گئے۔ کچھ تو جنگلی درندوں نے ہڑپ
کر لیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ میں نے
سرخ غار سے کبھی کبھی ایک حبشی کو باہر نکلتے
دیکھا ہے۔"
عنبر نے بے تابی سے پوچھا:

"وہ سرخ غار کہاں ہے؟"
سانپ بولا: "میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں سرخ غار
تک لیے چلتا ہوں۔"
سانپ آگے آگے رینگنے لگا۔ عنبر اس کے پیچھے چل
رہا تھا۔ سانپ عنبر کو وادی کے خطرناک راستوں سے گزارتا
ایک سرخ پہاڑی ٹیلے کے سامنے لے گیا جہاں ایک جگہ
پتلی جنگلی گھاس کے بیچ میں سے سرخ غار کا منہ نظر
آ رہا تھا۔
سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ کے بھائی: یہ ہے وہ سرخ غار جہاں
سے کبھی کبھی میں نے ایک بوڑھے حبشی کو باہر آ کر
پھل وغیرہ اکٹھے کرتا دیکھا ہے۔"
عنبر نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور غار کے منہ کی طرف
بڑھا۔ سانپ واپس جنگل میں چلا گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ غار
کے منہ کا آدھا حصہ کانٹے دار جھاڑیوں سے کافی اوپر تک
ڈھانپ دیا گیا تھا۔ تاکہ جنگلی درندے اندر داخل نہ
ہو سکیں۔
سورج غروب ہو رہا تھا۔ وادی میں سائے گہرے
ہو رہے تھے۔ عنبر نے کانٹے دار چھاپے کو غار کے منہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی ہی تھی کہ ایک
سے کسی نے نیزہ اس کی گردن میں چبھو
خبردار — اپنی جگہ سے حرکت کی تو نیزہ
گردن کو چھلنی کر دے گا۔"
عنبر نے پیچھے مڑے بغیر کہا:
"تم کون ہو؟"
پیچھے سے آواز آئی:
"تم کون ہو؟ یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"
عنبر نے کہا:
"میں مصرانی کے ماں باپ کی تلاش میں ہوں۔"
اس جملے کے ساتھ ہی نیزہ تیزی سے پیچھے ہٹ
عنبر نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے ایک پچپن سا
برس کا آدمی نیزہ ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ اگرچہ وہ
عمر کا تھا۔ اس کے بال بھی سفید تھے مگر سیاہ جسم بہت
مضبوط تھا اور اس نے صرف ایک لنگا پہن رکھا تھا۔ اس
نے نیزہ پھینک دیا اور عنبر کے قریب آکر بولا:
"تم۔ تم میری بیٹی مصرانی کو کیسے جانتے ہو؟"
عنبر مسکرایا۔ اس نے دل میں خدا کا شکریہ ادا کیا کہ آخر
وہ اپنی حبشی دوست لڑکی مصرانی کے باپ کے پہنچ ہی گیا

اس نے کہا:
"میرا نام عنبر ہے۔ میں تمہاری بیٹی مصرانی کو ملک
کیوبا سے نکال کر افریقہ میں لایا تھا کہ وہ کھو گئی۔
وہ تم سے ملنے میرے ساتھ یہاں آ رہی تھی۔"
بوڑھے حبشی نے عنبر کو سینے سے لگا لیا۔ اس کی آنکھوں
میں آنسو تھے۔
"میری بیٹی کہاں ہو گی؟ خدا کے لیے مجھے اس کے
پاس لے چلو۔"
بوڑھا حبشی رو رہا تھا۔ عنبر نے اسے حوصلہ دیا اور مصرانی
کی والدہ کے بارے میں پوچھا تو حبشی نے کہا:
"وہ اپنی بیٹی کو یاد کرتے کرتے مر گئی۔ میں نے اسے
اسی وادی میں جلا دیا۔ وہ خدا کے پاس پہنچ گئی
ہے میرے ساتھ اندر آؤ۔ یہاں درندوں کا خطرہ ہے۔"
مصرانی کا باپ عنبر کو غار کے اندر لے گیا۔ غار میں
چند ایک مٹی کے برتن پڑے تھے۔ مصرانی کے حبشی باپ
نے بتایا کہ وہ اب اکیلا وہاں رہتا ہے۔ وادی کے پہاڑ
اتنے خطرناک اور اونچے اونچے ہیں کہ وہ یہاں سے نکل کر باہر
نہیں جا سکتا۔ پھر وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولا:
"اب میں باہر جا کر بھی کیا کرتا۔ نہ میری بیوی رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ بچی۔ سوچا تھا کہ اسی غار میں مروں گا۔ مگر تم نے یہ بتا کر میرے جسم میں نئی زندگی دوڑا دی ہے کہ میری بچی مصرانی زندہ ہے اور اسی جنگل میں ہے۔"

عنبر نے اسے ساری کہانی سنائی اور مریخ کی مخلوق کے بارے میں بھی باتیں کیں۔

مصرانی کے حبشی باپ نے کہا:

"یہ مخلوق بڑی سنگ دل ہے۔ انہوں نے علاقے میں کسی بوڑھے کو زندہ نہیں چھوڑا۔ جو چند ایک بچ گئے ہیں ان کے بچوں کو غلام بنا کر کان میں لگا دیا ہے۔ یہ بوڑھے اپنے بچوں یعنی مریخ کی مخلوق کے غلاموں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔"

پھر اس نے مایوس لہجے میں کہا:

"میری بچی مجھے کہاں ملے گی؟ میں اسے جنگل میں کہاں تلاش کروں؟ اس وادی سے نکلنا تو بہت مشکل ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

عنبر نے کہا:

"تم فکر نہ کرو۔ تم اسی جگہ رہو۔ میں خود

وادی سے باہر جا کر جنگل میں مصرانی کو تلاش کر کے تمہارے پاس لے آؤں گا۔"

حبشی بولا:

"میرے بچے! کیا تم ایسا کر سکو گے؟ یہ جنگل تو دشمن مخلوق اور آدم خوروں سے بھرا ہوا ہے۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"میں ان تمام مشکلوں کا مقابلہ کروں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں کل یہاں سے چلا جاؤں گا لیکن تمہیں تاکید ہے کہ اس غار سے ہرگز کسی دوسری جگہ مت جانا۔ کیوں کہ جب مجھے مصرانی مل گئی تو میں اسے لے کر سیدھا اسی غار میں آؤں گا۔"

بوڑھا حبشی بولا:

"میں یہاں سے بالکل کہیں کسی جگہ نہیں جاؤں گا۔ کاش! میں بھی تمہارے ساتھ اپنی بیٹی کی تلاش میں شامل ہو سکتا۔"

عنبر نے کہا:

"اس تلاش کی مہم کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ رات عنبر نے مصرانی کے باپ کے ساتھ غار میں گذاری۔ دوسرے روز اس نے ایک بار پھر مصرانی کے باپ کو غار میں ہی بیٹھے رہنے کی تاکید کی اور ہاتھ ملا کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس کی منزل وہی جنگل تھا۔ جہاں مصرانی اس سے بچھڑی تھی اور جس کے بارے میں عنبر کو یقین تھا کہ وہ اسے وہیں کہیں نہ کہیں مل جائے گی۔

○

عنبر دلدل میں ڈوب گیا

حبشی لڑکی مصرانی بوڑھی کھوسٹ ہو کر سرخ چٹانوں کے نیچے جوان ماتا دیوی کی سلطنت کے ایک قبر ایسے تہہ خانے میں پڑی ہے۔ دریا پار اسی جنگل کے سرخ غار میں مصرانی کا حبشی باپ اپنی بیٹی مصرانی کا انتظار کر رہا ہے۔ اور عنبر خود مصرانی کی تلاش میں اسی علاقے میں چلتا چلا جا رہا ہے۔ دوسری طرف ماریا کیپٹ اور تھیوسانگ ایک خلائی راکٹ میں سوار خلائی کہکشاں میں کسی نامعلوم منزل کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ جب کہ ناگ اور اس کا پتھر کا پتلا ساتھی مصنوعی چاند میں بیٹھے ہیں اور چاند ہماری اصلی زمین کی طرف رُخ کر چکا ہے۔

ماریا، کیپٹ اور تھیوسانگ کو تو ہم ان کے راکٹ میں خلاء ہی میں چھوڑتے ہیں۔ ہم ناگ کی طرف آتے ہیں آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ناگ نے مصنوعی چاند کے اندر لگے ہوئے ایٹم بم کے سارے سلنڈر اور ہائیڈروجن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میزائیل نیچے خلا میں گرا دیئے تھے تاکہ ان کا مصنوعی چاند پھٹ کر تباہ نہ ہو جائے۔ پتھر کا پتلا مصنوعی چاند کے اندر فرش پر خاموش بیٹھا تھا۔ ناگ مصنوعی چاند کے روشن میں سے باہر خلا میں جھانک رہا تھا۔ اس نے چونک کر کہا:

"یاقوت پتلے! میرا خیال ہے کہ ہم اپنی اصلی زمین کی طرف جا رہے ہیں۔"

پتلے نے کہا:

"مجھے اصلی زمین کے پہاڑوں پتھروں کی لہریں اپنے جسم سے ٹکراتی محسوس ہو رہی ہیں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

ناگ بولا: "لیکن یہ چاند اگر اسی رفتار سے چلتا رہا تو ہماری زمین سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔"

پتلے نے کہا:

"جب یہ چاند ہماری اصلی زمین کی فضا میں داخل ہو گا تو ذروں کی رگڑ سے اس میں آگ لگ جائے گی اور یہ ہماری زمین پر گیند جتنا چھوٹا ہو کر گرے گا۔"

ناگ نے کچھ پریشان ہو کر کہا:

"اگر اس میں آگ لگ گئی تو ہم کیسے زندہ بچیں گے؟"

پتلا بولا: "تمہیں شاید معلوم نہیں کہ اس مصنوعی چاند کی اندرونی فضا کو اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ اس پر باہر کی آگ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ سارے کا سارا جل کر چھوٹا بھی ہو جائے گا تو ہم زمین پر اترنے سے پہلے زندہ رہیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"اگر یہ کسی پہاڑ سے ٹکرا گیا تو چاہے چھوٹا ہی سہی مگر ہمارے ٹکڑے اڑا دے گا۔"

پتلے نے جواب دیا:

"فکر نہ کرو۔ اس چاند کی سطح پر ایسی دھات لگی ہے جس کی لہریں زمین کے پانی پر پڑ کر اس طرف کا رخ کر لیتی ہیں۔ چنانچہ ہمارا یہ چاند ایک گیند کی شکل میں زمین کے کسی دریا یا سمندر میں ہی گرے گا۔"

ناگ نے دیکھا کہ ہماری زمین بڑی تیزی سے قریب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتی جا رہی تھی۔ اسے زمین پر سمندر اور براعظموں کے پہاڑ اور ملکوں کے جنگل میدان نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔ اس نے چلا کر کہا:

"مجھے یقین ہے ہمارا چاند جنوبی افریقہ کے ساحل سمندر میں گرے گا۔ اس کا رُخ جنوبی افریقہ کی طرف ہے۔"

مصنوعی چاند اب زمین کی فضا میں داخل ہونے والا تھا۔ مصنوعی چاند ایک زبردست گڑگڑاہٹ اور دھماکے کے ساتھ زمین کی فضا میں داخل ہو گیا۔ زمین کی فضا میں آتے ہی اس کے باہر والے حصے کو آگ لگ گئی۔ وہ آگ کا گولا بن گیا۔ ناگ مصنوعی چاند کے اندر پنجے کو ہاتھ میں سنبھال کر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

مصنوعی چاند پہلے بہت بڑا گولہ تھا۔ آگ لگنے سے اس نے جل کر ماکھ ہونا شروع کیا۔ زمین تک پہنچتے پہنچتے اس نے دس فٹ قطر کے گولے کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ناگ فرش کے ساتھ چمٹ گیا تھا۔

پھر وہ گولہ ایک دھماکے کے ساتھ پانی میں گر پڑا۔ یہ ایک دریا تھا۔ جنوبی افریقہ کے جنوبی ساحل کے ملک والا وہی دریا جس کے کنارے جنگل میں خضر سلطان کی

تلاش میں گھوم رہا تھا۔ عنبر چونکہ گھنے جنگل میں تھا اس لیے اسے مصنوعی چاند کا گولا دریا میں گرتا دکھائی نہ دیا۔ دریا میں گرنے کے بعد مصنوعی چاند کے اندر پانی بھرنے لگا۔ ناگ نے پنجے کو اٹھا کر جیب میں رکھا اور چاند کے سوراخ میں سے باہر دریا میں چھلانگ لگا دی۔ ناگ نے دیکھا کہ باہر دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

ناگ نے تیر کر دریا پار کیا۔ کنارے پر آیا تو پیچھے مصنوعی چاند دریا میں ڈوب کر ہمیشہ کے لیے پانی کی تہہ میں بیٹھ چکا تھا۔ ناگ نے اپنے کپڑے نچوڑے پنجے کو جیب سے نکال کر دھوپ میں پتھر پر رکھ دیا اور بولا:

"یاقوت پنجے! پہلے یہ بتاؤ کہ کیا یہ ہماری اصل زمین ہے یا اس کا عکس ہے؟"

پتھر کے پنجے یاقوت نے کہا:

"ناگ بھائی! مجھے اصل زمین کے پتھروں کی بو محسوس ہو رہی ہے۔ ہم اپنی اصل زمین پر ہی ہیں اور یہ جنوبی افریقہ کا کوئی جنوبی ملک ہے۔"

ناگ دھوپ میں بیٹھا اس جنگل کی طرف دیکھ رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا جو دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا تھا
یہاں ناریل، بانس اور دیو دار کے درخت تھے۔ ناگ
نے محسوس کیا کہ اس کی اپنی زمین پر ایسے ہی درخت
ہوا کرتے تھے اور پھر اب پتھر کے پتلے نے بھی
اسے بتا دیا تھا کہ یہ اس کی اصلی زمین ہی ہے
چنانچہ ناگ کو جہاں یہ خوشی ہوئی کہ وہ اپنی اصلی
زمین پر واپس آ گیا ہے وہاں اس کے دل میں یہ
امید بھی پیدا ہوئی کہ ہو سکتا ہے عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ
بھی یہاں پہنچ گئے ہوں اور ان سے اس کی ملاقات
ہو جائے۔

پتھر کے پتلے نے اپنی باریک آواز میں کہا:
"اب تمہارے کیا ارادے ہیں ناگ؟"

ناگ نے کہا:
"میں تو اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکلوں گا۔ تم
بتاؤ کہ تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ میں تمہیں جہاں
تم کہو گے پہنچا دوں گا۔"

پتھر کا پتلا بولا:
"مجھے تم کسی بھی پہاڑ کے غار میں چھوڑ دو
میں وہاں جڑ پکڑ کر پتھر بن جاؤں گا۔ اور پھر

اپنی پتھر کی زندگی شروع کر دوں گا لیکن اگر
تم چاہو تو مجھے اپنے ساتھ بھی رکھ سکتے ہو۔ کم
از کم اس طرح میری ملاقات بھی تمہارے دوستوں
ماریا کیٹی اور تھیوسانگ سے ہو جائے گی۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:
"ٹھیک ہے۔ اب تو تم بھی ہمارے دوست بن
گئے ہو۔ میں تمہیں اپنے ساتھ ہی رکھوں گا۔ چلو میرا
خیال ہے اب ہم عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی
تلاش شروع کرتے ہیں۔"

ناگ نے پتلے کو جیب میں ڈالا اور دریا کے کنارے
کنارے جنگل کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے
جب وہ دریا کی پرانی اور سنسان گھاٹ پر پہنچا تو جنگل
کی طرف سے ہوا کا جھونکا آیا۔ ناگ ایک دم سے رک
گیا۔ کیوں کہ ہوا کے جھونکے میں عنبر کی خوشبو تھی۔

ناگ نے خوش ہو کر کہا:
"یاقوت! جنگل سے میرے دوست عنبر کی خوشبو آ
رہی ہے۔"

یاقوت پتلے نے ناگ کی جیب میں ہی اس کی آواز
سن لی۔ اس نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر جنگل کی طرف چلو۔ ہو سکتا ہے تمہارے
دوست سے ہماری بھی ملاقات ہو جائے۔"
ناگ نے دو تین بار ہوا کو سونگھا۔ کسی وقت ہو
کے جھونکے میں عنبر کی خوشبو بڑی صاف محسوس ہوتی تھی
"ضرور عنبر اس جنگل میں ہے۔"
یہ کہہ کر ناگ جنگل کے اندر جاتے ہوئے راستے پر
مڑ گیا۔ یہ راستہ جھاڑیوں کے بیچ سے ہو کر جا رہا تھا۔
دوسری طرف عنبر بھی حبشی لڑکی معرانی کی تلاش میں
اکیلا چلا آ رہا تھا۔ ایک دم وہ ٹھٹک سا گیا۔ کیوں کہ
اسے بھی ہوا میں ناگ کی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔ اس
نے ایک لمبا سانس کھینچا۔ ہوا میں ناگ کی خوشبو تھی
اگرچہ یہ خوشبو بڑی ہلکی تھی۔ عنبر بے حد خوش ہوا کہ
ناگ بھی اسی جنگل میں ہے۔ خوشبو جدھر سے آ رہی
تھی وہ ادھر کو چلنے لگا۔
ابھی دن کا وقت تھا مگر آسمان پر اچانک بادل
چھا جانے سے جنگل میں اندھیرا سا ہو گیا تھا۔ لیکن یہ
اندھیرا عنبر کا راستہ نہیں روک سکتا تھا۔ وہ آگے ہی
آگے بڑھتا چلا گیا۔ ناگ سے ملنے کے جوش میں اسے
یہ خیال بھی نہ رہا کہ اس کے آگے دلدل شروع ہو

ہے۔ یہ دلدل ایسی تھی کہ اس کی سطح ننگی نہیں
تھی بلکہ اس پر سبز سبز کائی اُگی ہوئی تھی جو قریب سے
دیکھنے پر بھی بالکل گھاس معلوم ہوتی تھی۔
جونہی عنبر نے اس پر قدم رکھا اس کا قدم دلدل
میں گھٹنے تک دھنس گیا۔ عنبر نے اس پاؤں کو باہر
نکالنے کے لیے گھبراہٹ میں دوسرے پاؤں پر زور
دیا تو اس کی دوسری ٹانگ بھی گھٹنے سے اُوپر تک
دلدل میں اتر گئی۔ عنبر وہیں ساکت ہو گیا۔ مگر یہ دلدل
تھی کہ اس کے نیچے حرکت جا رہی تھی۔ دلدل نیچے
عنبر کو اندر کھینچنے لگی۔ عنبر نے سوچا کہ اسے کیا
کرنا چاہیے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ کیوں کہ
وہ پہاڑ کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ ہاتھی کو سونڈ سے پکڑ کر پٹخ
سکتا تھا مگر دلدل سے باہر نکلنا اس کے بس میں
نہیں تھا۔ یہاں وہ اپنی طاقت کو کیسے استعمال کرتا۔ وہ
جانتا نہیں تھا کہ پرندہ بن کر اڑ جاتا۔ دلدل اسے آہستہ
آہستہ نگل رہی تھی۔ عنبر نے اپنا آپ دونوں بازو پھیلا کر
دلدل کو گرا دیا۔
دلدل میں سے بچ نکلنے کا یہی ایک بہترین طریقہ
ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو دونوں بازو پھیلا کر دلدل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی سطح پر اس طرح گرا دے جیسے آدمی دریا یا
ہیں بازو آگے پھیلا دیتا ہے۔ پھر دونوں بازوؤں
اس طرح ہلائے جیسے پانی میں تیر رہا ہو۔ اس طر
سے اس کی ٹانگیں دلدل میں سے اپنے آپ باہر آ
ہیں اور انسان کی جان بچ سکتی ہے۔

مگر یہ دلدل ایسی تھی کہ نیچے سے وہ عنبر کے
کھینچ رہی تھی۔ جونہی عنبر نے اپنے بازو دلدل پر پھیلا
دلدل نے اس کے بازوؤں کو بھی نیچے لے جانا شر
کر دیا۔ عنبر نے ایک زور کا جھٹکا اپنے آپ کو
وہ دلدل کی سطح پر ذرا سا اچھلا مگر جب نیچے گر
دلدل نے اسے گردن تک اپنے اندر چھپا لیا۔

ناگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ عنبر نے پوری
سے آواز دی:

"ناگ!"

اور پھر وہ دلدل میں ڈوب گیا۔ دلدل عنبر کو ہلاک
نہیں کر سکتی تھی مگر اس نے عنبر کو بھلے کیچڑ میں جکڑ
رکھ دیا۔ عنبر کافی زور لگا کر دلدل کے اندر اس
کندھے تک گیا۔ وہ کسی پتھریلی درخت کی جڑ کو پکڑ
تو باہر نکل سکتا تھا مگر دلدل کو پکڑ کر کیسے باہر

ہاتھ بار بار پھسل جاتا۔ وہ دلدل کی تہ میں کیچڑ میں جکڑا
وش بیٹھ گیا۔

جنگل میں چلتے چلتے ناگ کو اچانک عنبر کی آواز
نائی دی۔

عنبر نے "ناگ" کہہ کر اسے آواز دی تھی۔ ناگ وہیں تک
گیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ آواز گنجان درختوں والے
یوں کی طرف سے آئی تھی۔

ناگ نے وہیں سے جواب دیا:

"عنبر! میں آ رہا ہوں۔"

مگر اس وقت تک عنبر دلدل میں ڈوب
ر اسے ناگ کی آواز سنائی نہ دی۔

ناگ کی جیب والے پتلے نے کہا:

"یہ تمہارے دوست عنبر کی آواز تھی ناگ؟"

"ہاں!" ناگ نے خوش ہو کر کہا: "میرے دوست نے
بھی میری خوشبو محسوس کر لی ہو گی۔ اسی لیے اس
نے مجھے آواز دی تھی۔ وہ یہیں کہیں ہے۔ میں
اسے تلاش کر لوں گا۔"

ناگ عنبر کو آوازیں دیتا آگے بڑھ رہا تھا۔ مگر اسے
عنبر کی کوئی آواز نہ آئی۔ ناگ بڑا پریشان ہوا کہ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جواب کیوں نہیں دے رہا۔ ابھی تو اس کی آواز تر
ہی سے سنائی دی تھی۔ اگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ
ہے تو میری آواز بھی اس تک پہنچ جانی چاہیے۔
سوچنے لگا۔

گنجان درختوں کے سایوں سے گزر کر ناگ ایک ٹیکر
کے دامن میں آیا جس پر جنگلی جھاڑیوں نے سبز چادر
رکھی تھی۔ ناگ نے گہرے گہرے سانس لیے۔ اسے عنبر
خوشبو تو آ رہی تھی مگر یہ خوشبو اتنی دھیمی تھی کہ بڑی مشک
سے ناگ کو محسوس ہو رہی تھی۔

"خدا جانے عنبر اچانک کہاں چلا گیا۔ اس کی خوشبو
بھی مدھم پڑ گئی ہے۔"

ناگ نے جیسے اپنے آپ سے کہا؛ اس کی جیب میں
سے پتلا بولا؛

"دوسری طرف جا کر دیکھو ناگ بھیا۔"

ناگ کو پتھر کا پتلا کیا مشورہ دے سکتا تھا۔ اس کی
سونگھنے کی طاقت بے حد تیز تھی اور خاص طور پر وہ
عنبر ماریا اور کیٹی کی خوشبو کو تو بہت دور سے سونگھ
سکتا تھا۔ ناگ نے محسوس کیا کہ عنبر کی مدھم خوشبو ٹیکر
کے پیچھے سے آ رہی ہے۔ وہ اس طرف آ گیا۔ یہاں بھی

عنبر نہیں تھا۔ اس نے عنبر کو کئی بار آواز دی۔
یہ آواز دلدل کے نیچے بیٹھے ہوئے عنبر نے بھی سنی
مگر عنبر کے منہ سے آواز نکل نہیں سکتی تھی اگر نکل بھی
آتی تو وہ اوپر تک نہیں جا سکتی تھی۔ عنبر سوچنے لگا۔ خدا
کرے کہ ناگ کسی طرح دلدل کے نیچے آ جائے اور مجھے
یہاں سے نکال دے۔ اگر یہ یہاں سے چلا گیا تو پھر مجھے
کوئی دلدل سے باہر نہیں نکال سکے گا۔

ناگ ہر بار آواز دے کر کان لگا کر عنبر کا جواب
سننے کی کوشش کرتا۔ مگر عنبر کی آواز سنائی نہ دیتی۔ ناگ
سخت مایوس ہوا۔ عنبر کی خوشبو اسی طرح مدھم تھی۔ ناگ
تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے وہی دلدل تھی جس میں
عنبر ڈوبا ہوا تھا۔ دلدل پر سبز کائی جمی تھی۔ ناگ کو بھی
خواب میں بھی خیال نہیں آ سکتا تھا کہ عنبر دلدل کے اندر
ڈوبا ہوا ہے۔

ناگ نے پتھر کے پتلے یاقوت کو جیب سے نکال کر
باہر گھاس پر رکھ دیا؛

"یاقوت! اب کیا کروں۔ عنبر کی خوشبو بھی آ رہی
ہے مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ میری آواز کا
جواب بھی نہیں دیتا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کا پتلا بولا:
"میری رائے میں تمہیں یہاں کچھ دیر انتظار کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے، عنبر اس طرف سے گذرے۔"
ناگ سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔
اس کے دل میں خیال آیا کہ اس جنگل میں سانپ ضرور ہوں گے۔ کیوں نہ کسی سانپ کو بُلا کر اس سے عنبر کے بارے میں پوچھا جائے۔
ناگ نے پتھر کے پتلے سے کہا:
"میں کسی سانپ کو بُلا کر اس سے مشورہ کرنے لگا ہوں۔"
یا قوت پتھر کا پتلا کہنے لگا:
"یہ بھی کر کے دیکھ لو۔ یہاں تو تم اڑ کر بھی عنبر کا پتہ نہیں چلا سکتے۔ جنگل کے درخت اس قدر گھنے ہیں کہ تم جنگل میں پرواز بھی نہیں کر سکتے۔ اسی لیے میں نے کسی سانپ سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔"
یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کی آواز میں ایک خاص سیٹی بجائی۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ سانپوں کا دیوتا ناگ بُلا رہا ہے۔ چند ہی سیکنڈ میں جنگل میں

سے وہی سانپ سامنے آ گیا جو اس سے پہلے عنبر کو
لا چکا تھا۔ اس نے ناگ کے سامنے جھک کر اسے
ہار کی اور کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! آپ کا یہاں آنا ہمارے لیے
مبارک ہو۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ یہاں ضرور
تشریف لائیں گے۔"
ناگ نے پوچھا:
"تمہیں کیسے معلوم تھا کہ میں یہاں آؤں گا؟"
سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا۔ ابھی صبح ہی
آپ کے بھائی سے ملاقات ہوئی تھی۔"
"میرا بھائی؟" ناگ نے جلدی سے کہا: "وہ۔ وہ
تمہیں کہاں ملا تھا؟"
سانپ بولا: "اسی جنگل میں عظیم ناگ دیوتا۔
مجھے تو۔ اس وقت بھی آپ کے بھائی کی خوشبو
آ رہی ہے۔"
ناگ نے چونک کر کہا:
"تو کیا تم عنبر کی خوشبو محسوس کر رہے ہو؟"
سانپ بولا: "ہاں عظیم ناگ! مگر کیا بات
ہے؟ آپ کا بھائی کہاں ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے بے تابی سے کہا:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ معلوم کرو یہ جو میرے بھائی عنبر کی خوشبو ہے یہ کہاں سے آ رہی ہے۔"

سانپ نے اپنی گردن کو چاروں طرف گھما کر اپنے منہ سے زبان نکال کر لہرائی۔ پھر اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا۔ اس کے بعد اپنا منہ زمین کی طرف کر کے زبان کو دو تین بار لہرایا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کے بھائی کی خوشبو مجھے اس زمین کے اندر سے آ رہی ہے۔"

"زمین کے اندر سے؟" ناگ نے تعجب سے کہا۔

سانپ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا! ہو سکتا ہے آپ کا بھائی اس دلدل میں گر کر ڈوب گیا ہو۔ کیوں کہ مجھے اس کی خوشبو اس دلدل کے اندر سے آتی محسوس ہو رہی ہے۔"

سانپ نے اپنا منہ دلدل کے اوپر رکھا اور پھر جلدی سے منہ اٹھا کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کے بھائی کی خوشبو اسی دلدل

کے اندر سے آ رہی ہے۔"

"ذرا میرے بھائی کو نکالو۔ جلدی کرو۔ وہ خود باہر نہیں آ سکتا۔"

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

یہ کہہ کر سانپ نے اپنے منہ سے سیٹی کی آواز نکالی۔ اس کی آواز پر ایک بہت بڑا اژدہا درختوں میں سے نکل کر ناگ کے سامنے آ کر جھک گیا۔

ناگ نے کہا:

"اس دلدل کے اندر ایک انسان جو میرا بھائی ہے ڈوبا ہوا ہے۔ اس کو فوراً نکالو۔"

اژدہا نے فوراً اپنا سر دلدل میں ڈالا اور اس کے اندر اترتا چلا گیا۔ عنبر دلدل کے نیچے بے بسی کی حالت میں بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے دلدل کی دیوار میں سے ایک اژدہا کا چہرہ نکل آیا۔ اژدہا نے عنبر کو اپنے سر پر اٹھا لیا اور اوپر لے جانے لگا۔

ناگ باہر بے تابی سے کھڑا تھا۔ اس نے دیکھا کہ عنبر کیچڑ میں لت پت اژدہا کے سر کے اوپر بیٹھا ہے۔ اژدہا نے عنبر کو دلدل کے کنارے پر ناگ کے قریب لا کر رکھ دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرایا:

"عنبر بھائی! اگر تم پنجرے میں بھرے ہوئے نہ ہوتے تو میں تمہیں گلے لگا لیتا۔ تمہارا آنا مبارک ہو!"

عنبر بھی مسکرانے لگا اور منہ اور آنکھوں کے آگے سے دل کے پنجرے کو پرے ہٹاتے ہوئے بولا:

"میں جانتا ہوں تمہیں خوشی ہوئی ہے مگر میں تمہارا شکریہ ضرور ادا کرنا چاہتا ہوں اگر تم اس وقت میری مدد نہ کرتے تو خدا جانے میں کب تک دلدل میں پڑا رہتا۔"

اژدہے اور سانپ کو ناگ نے رخصت کر دیا۔

جنگل کے چشمے پر جا کر عنبر نے غسل کیا۔ کپڑے دھو کر پہنے اور پھر دونوں پرانے ساتھی اور گہرے دوست ایک جگہ بیٹھ کر اپنی اپنی سفر کی کہانیاں ایک دوسرے کو سنانے لگے۔ دونوں ہی ماریا کیٹی اور تھیوسافگ کے لیے پریشان تھے۔

ناگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے وہ بھی خلا میں بھٹکتے ہوئے یہاں ہماری اصلی زمین پر پہنچ جائیں۔"

عنبر بولا: "کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک ہماری زمین پر گذرے تمام واقعات کا عکس خلا میں روشنی کی رفتار سے سفر کر رہا ہے اور دوسری یہ ہماری اصلی دنیا ہے جہاں تیسری جنگ کے بعد ایک نئی نسل ایک نیا انسان اپنی زندگی شروع کر چکا ہے۔ لیکن ناگ! کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ ہماری اصلی دنیا ہی ہے؟"

ناگ نے کہا:

"مجھے اس لیے یقین ہے کہ یہ بات مجھے ایک ایسے شخص نے بتائی ہے جو پتھروں کی لہروں کو ان کی صحیح حالت میں محسوس کر سکتا ہے۔"

"وہ کون شخص ہے؟" عنبر نے قدرے تعجب سے پوچھا۔

ناگ نے اپنی جیب میں سے پتھر کا پتلا یاقوت نکالا اور کہا:

"یہ بات مجھے اس پتلے نے بتائی ہے۔"

عنبر پتلے کی طرف حیرانی سے تکنے لگا جو ناگ کے ہاتھ کے برابر سائز کا تھا اور اس کی ہتھیلی پر پڑا عنبر کی طرف اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے تک رہا تھا۔

"عنبر بھیا سلام!"

پتلے نے اپنی باریک آواز میں عنبر کو سلام کیا۔ عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ یہ تو پتھر کا پتلا ہے مگر بولتا ہے۔"

ناگ ہنس پڑا:

"عنبر بھیا! ہم نے اپنے ہزاروں برس کے سفر میں کیا کیا حیرت انگیز چیزیں نہیں دیکھیں؟ یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ بہرحال اس پتلے کا نام یاقوت میں نے رکھا ہے اور یہ زمین کی مٹی اور پتھر کی لہروں کو محسوس کر کے ان کے ارادے کو سمجھ جاتا ہے۔ زمین کے اندر کوئی بھی تبدیلی ہو رہی ہو اس پتلے کو معلوم ہو جاتی ہے۔"

"ناگ ٹھیک کہہ رہا ہے عنبر بھیا!" یاقوت پتلے نے کہا:

عنبر نے پتلے کے سر پر انگلی پھیری اور بولا،

"تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔"

پھر عنبر نے ناگ سے کہا:

"ایک حیرت انگیز چیز میرے پاس بھی ہے۔"

اور عنبر نے جیب سے چھوٹا سا گول شیشہ نکال کر اس کو دکھایا،

"یہ تو ایک معمولی شیشہ ہے۔" ناگ کہنے لگا،

عنبر مسکرایا، "دیکھنے میں یہ ایک معمولی شیشہ ہے مگر اس کے اندر ایک ایسی خوبی ہے جو کسی شیشے میں نہیں ہے اس کے پیچھے جو بٹن لگا ہے اس کو دبانے سے اس میں سے روشنی کا دائرہ نکلتا ہے۔ اس دائرے میں جو شے بھی آ جائے وہ تھوڑی دیر بعد غائب ہو جاتی ہے۔"

ناگ تعجب سے بولا:

"مگر وہ جاتی کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا:

"شیشے کے پیچھے ایک ڈائیل لگا ہے۔ ڈائیل میں سوئی ہے اور گھڑیوں کے نمبر لکھے ہیں ہم جس گھڑی پر چاہیں سوئی جما کر اس شیشے کی روشنی کی مدد سے وہاں پہنچ سکتے ہیں۔"

ناگ شیشے کو الٹ پلٹ کر غور سے تکنے لگا،

"یہ تو خلائی مخلوق کی ایجاد ہے۔"

عنبر بولا: "یہ ایک خلائی مخلوق ہی سے مجھے ہاتھ لگی ہے۔"

پھر عنبر نے ناگ کو حبشی لڑکی معرانی کی ساری داستان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سنا ڈالی ۔

ناگ نے کہا :

"مگر حبشی لڑکی مصرانی تمہارے ساتھ اس جنگل تک آئی تھی تو پھر یقیناً وہ اسی علاقے میں ہوگی لیکن مریخ کی مخلوق کی موجودگی ہمیں مصیبت میں ڈال سکتی ہے ۔"

عنبر نے کہا :

"ان کا زمین دوز ایٹمی مرکز یہاں سے زیادہ دُور نہیں ہے ۔ مگر مجھے یقین ہے کہ مصرانی ادھر نہیں گئی ہوگی ۔ جب مریخی سپاہی نے مجھ پر فائر کیا تو وہ مزدور مجھے گرتا دیکھ کر یہی سمجھی ہوگی کہ میں مر گیا ہوں اور وہ وہاں سے فرار ہو گئی ہوگی ۔"

ناگ بولا : "اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ اسی علاقے میں ہی ہوگی ۔ چلو ۔ جہاں ہم ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کو تلاش کریں گے وہاں تمہاری دوست مصرانی کو بھی ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے ۔ ہو سکتا ہے ۔ وہ ہمیں پہلے مل جائے ۔"

عنبر نے ناگ سے کہا :

میرا خیال ہے کہ تم عقاب بن کر اس سارے جنگل اور میدانی علاقے کا فضائی جائزہ لو ۔ ہو سکتا ہے کہیں حبشی لڑکی یا کیٹی اور تھیوسانگ ہی نظر آ جائیں ۔ میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا ۔"

ناگ نے پتلا یاقوت عنبر کے حوالے کیا اور خود عقاب کا روپ بدل کر فضا میں بلند ہوا اور دریا والے جنگل کی طرف نکل گیا ۔ عنبر اپنے قریب ہی گھاس پر بیٹھے پتھر کے پتلے سے باتیں کرنے لگا ۔ اس نے عنبر کو بتایا کہ ناگ اسے بہت یاد کیا کرتا تھا ۔

عنبر بولا : "ہم بڑے پرانے دوست ہیں ۔ تم نہیں جانتے ۔"

پتھر کا پتلا خاموش ہو گیا ۔ پھر آہستہ سے بولا :

"عنبر بھائی ! میں اگرچہ ایک پتھر ہوں مگر پتھر اور زمین پر جس کے قدم پڑتے ہیں میں اس سے واقف ہو جاتا ہوں ۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سب دوست کئی ہزار برس سے اس دنیا میں سفر کر رہے ہیں میں آپ کی غیر معمولی طاقت سے بھی واقف ہوں ۔"

عنبر حیران سا ہو کر پتھر کے پتلے کو تکنے لگا ۔ اس نے کہا :

"کیا تم ماریا کو بھی جانتے ہو ؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کے پتلے نے جواب دیا:

"اگر وہ ہمیشہ غائب رہتی تو شاید میں اس کے بارے میں کچھ نہ جانتا۔ کیوں کہ غیبی حالت میں ماریا کے پاؤں زمین پر نہیں پڑتے۔ لیکن ماریا کئی بار زندہ حالت میں آ کر زمین پر چلتی رہی ہے۔ اس کے قدم زمین اور پتھروں پر پڑتے رہے ہیں۔ اس لیے میں ماریا کے بارے میں بھی سب کچھ جان گیا ہوں۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"یہ اچھی بات ہے کہ تم ان سب رازوں سے واقف ہو گئے ہو، لیکن یہ بتاؤ کہ کیا ماریا اور کیٹی اس زمین پر کہیں موجود ہیں؟"

پتھر کا پتلا کہنے لگا:

"اگر وہ میرے قریب سے گذریں تو بتا سکتا ہوں دور دور ہوں تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم لوگوں کے بارے میں بھی میں اس لیے سب کچھ جانتا ہوں کہ تم اس دنیا میں سفر کرتے ہوئے کئی بار میرے اوپر سے گذر چکے ہو جب میں ایک پتھر کا ٹکڑا تھا اور پہاڑ کے دامن میں پڑا رہتا تھا۔"

عنبر نے دیکھا کہ ناگ عقاب کی شکل میں اُڑتا ہوا نیچے اتر رہا ہے۔

ناگ نے آ کر عنبر کو بتایا کہ اسے کسی جگہ کوئی حبشی لڑکی نظر نہیں آئی:

"ہاں ایک جگہ میں نے ایک گدھ کو دیکھا ہے جو ایک چٹان کے اوپر سر جھکائے بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ضرور کوئی قبرستان وغیرہ ہوگا۔ یا لوگ اپنے مردے پھینک جاتے ہونگے۔"

پتھر کا پتلا بولا:

"اگر وہاں قبرستان ہے تو حبشی لڑکی مصرانی کو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ جنگل ہی میں کسی جگہ چھپی ہو گی۔"

عنبر نے کہا:

"ناگ! تم جنگل میں جا کر مصرانی کو دیکھو، اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کا رنگ سیاہ ہے اور اس کے ماتھے پر بائیں جانب زخم کا نشان پڑا ہوا ہے۔ میں قبرستان میں جا کر پتہ کرتا ہوں ہو سکتا ہے وہ وہیں کسی قبر میں چھپی ہو۔"

یہ کہہ کر عنبر تو چٹانوں کی طرف چل پڑا اور ناگ پتھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا پتلا جیب میں ڈال کر جنگل کی طرف روانہ ہو گیا
عنبر جن چٹانوں کی طرف جا رہا تھا یہ وہی جگہ تھی جہ
کے نیچے زمین کے اندر ماتا دیوی کی عورتوں کی حکومت
قائم تھی اور مصرانی اس کے ایک تہہ خانے میں بوڑھی
ہو کر موت کی گھڑیاں گن رہی تھی۔

زندہ قبر

عنبر سیاہ ڈراؤنی چٹانوں کے علاقے میں پہنچ گیا۔
ایسی نوکیلی اور خوفناک چٹانیں اس نے پہلے کبھی نہیں
دیکھی تھیں۔ وہ چٹانوں کے درمیان سے گذر رہا تھا کہ
اسے ایک اونچی چٹان کے کنگورے پر ایک بہت بڑا گدھ
سر جھکائے بیٹھا نظر آیا۔ اسی گدھ کے بارے میں ناگ نے
اسے بتایا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی گدھ پھڑپھڑا کر اڑ گیا۔
عنبر نے دیکھا کہ وہاں نہ تو کوئی قبرستان تھا اور
نہ کسی جگہ کسی انسان کی لاش ہی پڑی تھی کہ جس کو کھانے
کے لیے گدھ وہاں آیا ہو۔ عنبر چٹانوں میں چلتا گیا۔
وہ دو چٹانوں میں سے گذر رہا تھا کہ اسے اپنے
پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ عنبر نے پلٹ
کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ عنبر نے قدموں
کی آہٹ صاف سنی تھی۔ وہ آگے چلنے لگا۔ وہ سیاہ
ڈراؤنی چٹانوں کی ایک تنگ سی گلی میں سے گذر رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچانک سیاہ گدھ پھڑپھڑاتا ہوا چٹانوں کے اوپر نمودار ہوا۔ عنبر نے سر اٹھا کر اوپر کو دیکھا ہی تھا کہ گدھ کے منہ سے نیلے دھوئیں کی ایک پھوار نکل کر عنبر کے جسم پر پڑی۔

عنبر کا سانس اس نیلے دھوئیں میں گھٹنے لگا۔ وہ چلا مار کر دھوئیں کے اس خول میں سے نکل جانا چاہتا تھا لیکن دھواں اس کے پھیپھڑوں میں پہنچ چکا تھا۔ عنبر کا سر اتنے زور سے چکرایا کہ وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ عنبر کے بے ہوش ہوتے ہی گدھ نے اسے اپنے پنجوں میں اٹھایا اور تیسری سیاہ چٹان کے خفیہ دروازے کے سامنے لا کر ڈال دیا۔

گدھ نے اپنی چونچ کھول کر زور سے ایک چیخ ماری اور اڑ گیا۔

گدھ کی چیخ پر سیاہ چٹان کا خفیہ دروازہ کھلا اور اس کے اندر سے دو لمبی تڑنگی سیاہ حبشی عورتیں باہر نکلیں۔ انہوں نے بے ہوش عنبر کو جھک کر دیکھا۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے اور اسے گھسیٹتے ہوئے غار کے اندر لے گئیں۔

غار کے اندر وہ سیڑھیاں اتر کر نچلی منزل میں

گئیں۔ یہاں ماتا دیوی کی خاص دیوداسی لاچی ہاتھ میں تلوار لیے کھڑی تھی۔

اس نے پوچھا:

"یہ کہاں تک آ گیا تھا؟"

حبشی عورت بولی:

"یہ ہمارے خفیہ دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔"

لاچی نے غضبناک ہو کر کہا:

"اس کی یہ جرأت؟ ضرور اسے ہمارے دشمن قبیلے ساکونی نے جاسوسی کے لیے بھیجا ہے۔ اس کی شکل اور سر کے بال بھی ساکونی قبیلے والوں کی طرح ہیں اسے ماتا دیوی کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ ابھی اسے تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دو۔"

دونوں حبشی عورتیں عنبر کو اٹھا کر تیسری منزل میں زمین کے اندر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک تہہ خانے میں لے گئیں اور اسے وہاں پھینک کر چلی گئیں۔

لاچی وہاں سے سیدھی ماتا دیوی کے دربار میں جا کر پیش ہوئی۔ جوان اور خوبصورت ماتا دیوی اپنے تخت پر بڑی شان سے بیٹھی تھی۔ سنہری تلوار اس نے اپنے زانو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر رکھی ہوئی تھی۔ پانچ تلوار والی حبشی عورتیں ایک طر
اور پانچ تلوار والی حبشی عورتیں دوسری جانب ادب
کھڑی تھیں۔ درمیان میں چبوترے پر مقدس آگ روشن
لاچی جاتے ہی تین بار جھک کر آداب بجا لائی اور کہا:

"عظیم ماتا دیوی! ساکونی قبیلے کا ایک جاسوس ہم
نے پکڑا ہے اگر حکم ہو تو اسے آپ کے حضور
پیش کیا جائے۔"

ماتا دیوی کی بھنویں تن گئیں۔ چہرے پر غصہ آ گیا۔ کرخ
آواز میں بولی:

"ساکونی ہمارا دشمن قبیلہ ہے۔ اس کے جاسوس
کو تم نے ابھی تک زندہ کیوں رکھا ہے؟
اسے ابھی تہہ خانے میں قبر کھود کر زندہ
دفن کر دو۔"

"جو حکم ماتا دیوی!"

لاچی جلدی سے تعظیم بجا لا کر واپس بھاگی۔ وہ خوش
قسمت تھی کہ ماتا دیوی نے اس کو کچھ نہیں کہا تھا۔
ورنہ ماتا دیوی کو جب غصہ آتا تھا تو سامنے وا
کی خیر نہیں ہوتی تھی۔ لاچی نے چار حبشی عورتوں کو اپنے
ساتھ لیا اور پچھلے تہہ خانے میں آ گئی۔

عنبر ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔
لاچی کے حکم سے عورتوں نے فوراً وہیں قبر کھود ڈالی۔
جب قبر کھد گئی تو انہوں نے بے ہوش عنبر کو اٹھا
کر قبر میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال کر قبر کو بند کر دیا۔

ناگ جنگل میں پھر پھرا کر جب واپس آیا تو دیکھا کہ
عنبر ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ اس نے سوچا کہ حبشی
لڑکی مہرانی کو تلاش کر رہا ہو گا ابھی واپس آ جائے گا۔
وہ وہیں بیٹھ کر ناگ کا انتظار کرنے لگا۔ پتھر کے
پتلے کو اس نے جیب سے نکال کر اپنے قریب ہی
گھاس پر رکھ دیا۔ یاقوت بولا۔

"ناگ بھائی! عنبر نے بہت دیر کر دی ہے مجھے
دال میں کچھ کالا کالا دکھائی دے رہا ہے۔"

ناگ مسکرایا: "ارے یاقوت میاں! ہم ایک دوسرے
کے انتظار کرنے کے عادی ہیں۔ ابھی آ جائے
گا عنبر۔"

مگر دو گھنٹے گذر گئے۔ دن ڈھلتا چلا گیا۔ مگر عنبر نہ
آیا۔ اب تو ناگ کو بھی کچھ پریشانی ہوئی۔ اس نے
پتھر کے پتلے سے کہا:

"کافی دیر ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے مجھے خود عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی تلاش میں نکلنا چاہیے۔"

پتلا کہنے لگا:

"جیسے تمہاری مرضی ناگ بھائی۔ کہیں واقعی وہ کسی مشکل میں نہ پھنس گیا ہو۔"

ناگ نے پتھر کے پتلے کو جیب میں رکھا اور جنگل میں سے نکل کر سیاہ چٹانوں کی طرف چلنے لگا۔ کیوں عنبر انہی چٹانوں کی طرف جانے کا کہہ کر گیا تھا۔

سیاہ چٹانوں کے درمیان پہنچ کر ناگ نے دیکھا کہ وہ گدھ اب بھی چٹان کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پتلے سے کہا:

"یہ گدھ ابھی تک ویسے ہی بیٹھا ہے۔ مجھے یہ عیار گدھ لگتا ہے۔ میں اپنی جون بدلنے لگا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اوپر کھینچا اور سانپ بن کر رینگنے لگا۔

جب وہ رینگتا ہوا گدھ والی چٹان کے قریب سے گذرا تو گدھ نے اسے دیکھ لیا۔ ایک کالے سانپ کو جاتے دیکھ کر گدھ کے دل میں جو سانپ کے خلاف دشمنی ہوتی ہے وہ ابھر آئی۔ گدھ چیخ مار کر چٹان سے اڑا۔ غوطہ لگا کر نیچے آیا اور ناگ پر پنجہ مارا۔ ناگ

[illegible] کر ایک پتھر کے پیچھے ہو گیا۔

[illegible]: اس کی خوش قسمتی تھی۔ اگر ناگ پھرتی سے کام [illegible] تو گدھ نے اپنے تیز پنجوں سے اس کے تین [illegible] کر دیئے ہوتے۔ ناگ پتھر کے پیچھے چھپا گدھ کو [illegible] لگا۔ گدھ پھڑپھڑاتا ہوا سانپ کو ابھی تک تلاش کر [illegible] اڑا۔ دن ڈوب گیا تھا۔ شام کی تاریکی نے سیاہ چٹانوں [illegible] اور زیادہ تاریک اور ڈراؤنا بنا دیا تھا۔ گدھ کو جب [illegible] سانپ نہ ملا تو وہ وہاں سے اڑ کر چلا گیا۔

ناگ نے پتلے سے کہا:

"یہ تو بڑا خبیث گدھ تھا۔"

پتلا کمزور آواز میں بولا:

"کہیں اسی گدھ نے عنبر پر حملہ نہ کر دیا ہو؟"

پتلے کے اس اندیشے پر ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ ایسا ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں ابھی تک عنبر کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ ناگ نے چاروں طرف منہ کر کے عنبر کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی۔ اسے کسی طرف سے عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ بولا:

"یاقوت! یہ گدھ ضرور کوئی پُراسرار مخلوق ہے عنبر کی خوشبو یہاں کہیں بھی نہیں ہے۔ اگر وہ آس پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتا تو مجھے اس کی ہلکی ہلکی خوشبو ضرور آتی۔"
پتلا کہنے لگا:
"اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ عنبر کو کسی ایسے بند کنوئیں میں پھینک دیا گیا ہے جہاں سے اس کی خوشبو بھی نہیں نکل سکتی۔"
ناگ کچھ سوچ کر بولا:
"مگر سوال یہ ہے کہ عنبر کو کن لوگوں نے پکڑ کر بند کنوئیں میں پھینکا ہے؟ مجھے تو یہاں کوئی قلعہ یا مکان دکھائی نہیں دیتا۔"
پتھر کا پتلا یاقوت کہنے لگا:
"یہاں مریخ کی مخلوق اتر چکی ہے اور قریب ہی عنبر کے کہنے کے مطابق ان کا زیر زمین ایٹمی مرکز بھی ہے۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ اس جگہ بھی انہوں نے کوئی خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا ہے جہاں یہاں کے انسانوں پر خطرناک تجربے کیے جا رہے ہوں۔"
ناگ نے کہا:
"ایسا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ عنبر مر نہیں سکتا پھر بھی اسے اگر کسی گہرے بند کنوئیں میں پھینک دیا جائے تو وہ اس وقت وہاں قید رہنے پر مجبور

ہو گا جب تک کہ کوئی اسے باہر نہیں نکالتا۔"
پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" پتلے نے پوچھا۔
ناگ بولا: "میری رائے میں مجھے چھوٹے سانپ کی شکل اختیار کر کے اس سارے علاقے کا جائزہ لینا چاہیے۔"
پتلے نے کہا:
"میں بھی تو تمہارے ساتھ رہوں گا۔"
ناگ بولا: "کیوں نہیں جب میں کوئی شکل تبدیل کرتا ہوں تو تم بھی چھوٹے سائز کے ہو کر میرے ساتھ چپکے رہتے ہو میں سانپ کا روپ بدلے لگا ہوں۔"
میں تیار ہوں۔" پتلا بولا:
ناگ نے سانس اوپر کھینچ کر چھوٹے سانپ کا روپ دھار لیا۔ وہ سیاہ رنگ کا ایک بالشت بھر کا سانپ بن گیا تھا اور پتھر کا پتلا بھی بہت ہی چھوٹا سا ہو کر اس کے جسم کے ساتھ ہی چپکا ہوا تھا۔ ناگ سیاہ چٹانی دیوار کے ساتھ رینگنے لگا۔ چٹانوں کی بنی ہوئی قدرتی گلی میں سے نکلنے کے بعد ناگ نے دیکھا کہ آگے تھوڑی سی کھلی جگہ تھی۔ یہاں ایک جانب اونچی چٹان اوپر تک چلی گئی تھی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چٹان کی دیوار کو جنگلی بیل نے ڈھانپ رکھا تھا۔

ناگ اس دیوار کی طرف جانے ہی لگا تھا کہ اسے چٹان کے ساتھ لپٹی ہوئی جنگلی بیل میں حرکت دکھائی دی۔ وہ ایک پتھر کے پیچھے ہو گیا۔ جنگلی بیل ایک طرف کو ہٹ گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ اس کے پیچھے چٹان میں ایک خفیہ دروازہ ہے جس میں سے دو اونچے قد کی حبشی عورتیں، تلواریں کمر سے لٹکائے، ہاتھوں میں پلاسٹک کے تھیلے لیے باہر نکل رہی ہیں۔ انہوں نے دروازے سے چند گز کے فاصلے پر پلاسٹک کے تھیلوں میں بھری ہوئی کالی مٹی اکٹھی کی۔ اس کے بعد وہ واپس چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی چٹان کا خفیہ دروازہ بند ہو گیا۔

ناگ نے تلے سے کہا،

"یہ مریخ کی مخلوق نہیں تھی۔ یہ تو اس علاقے کی جنگلی عورتیں تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس چٹان کے اندر انہوں نے کوئی خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا ہے۔"

تلے نے کہا،

"میرا بھی یہی خیال ہے کہیں یہ جادوگرنیاں خنجر کو اغوا کر کے اندر نہ لے گئی ہوں۔"

ناگ نے کہا،

"میں اس غار کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔"

تلے نے کہا،

"ایسا کرنا ہو گی۔"

ناگ رینگتا ہوا مٹی کی دونوں چھوٹی ڈھیریوں کے قریب سے گزر گیا۔ یہاں خفیہ دروازہ تھا وہاں چٹان بالکل بند تھی۔ کوئی درز بھی نہیں تھی کہ اس میں سے ناگ رینگ کر اندر داخل ہو سکتا۔

ناگ نے تلے سے کہا،

"میں چٹان کے پیچھے جا کر دیکھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہاں کوئی اندر جانے کا راستہ مل جائے۔"

ناگ رینگتے ہوئے چٹان کے پیچھے آیا ہی تھا کہ اچانک زمین نرم محسوس ہوئی اور اس نے ناگ پر جھپٹا مارا۔ ناگ جھاڑی میں گھس گیا۔ گدھ نے اپنے منہ سے پیلے رنگ کا دھواں نکالا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ دھواں اس کے لیے مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ تڑپ کر بجلی کی تیزی کے ساتھ پیچھے کو لپکا اور چٹان کے سوراخ میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا بل تھا جو آگے جا کر چوڑا ہو گیا اور پھر ایک چھوٹی سی نالی میں نکل آیا۔ نالی میں پانی بہہ کر زمین کے نیچے سے باہر جا رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے نال کے کنارے کنارے اس
رینگنا شروع کیا جدھر سے پانی آ رہا تھا۔ کچھ دیر چلنے
بعد آگے لوہے کا جنگلا آ گیا۔ اس جنگلے نے نالی کا
بند کر رکھا تھا۔ مگر ناگ بڑی آسانی سے جنگلے میں سے
گذر گیا۔

اب نالی ایک تنگ چھوٹی سی سرنگ میں داخل ہو گئی
سرنگ میں بائیں جانب اندھیرے میں ناگ کو ایک
چھوٹی سی نالی دکھائی دی۔ جو پانی بہنے کے لیے بنائی گئی
تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اس چھوٹی نالی میں داخل ہو کر دوسری
طرف جانا چاہیے۔ ناگ چھوٹی نالی میں سے رینگ کر گذر
گیا۔ اس نے اپنا سر باہر نکالا تو دیکھا کہ ایک تنگ و
تاریک تہہ خانہ ہے۔ اور دیوار کے پاس ایک بہت ہی
بوڑھی عورت گردن جھکائے بیٹھی ہے۔ اس کے بال برف
کی طرح سفید ہیں۔ جسم کی ہڈیاں نکل ہوئی ہیں۔ بھنوؤں کے
بال بھی سفید ہو چکے ہیں جو اس کی آنکھوں پر لٹک
رہے ہیں۔

ناگ بڑا حیران ہوا۔ اتنی بوڑھی عورت اس نے
پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پہلے تو وہ یہ سمجھا کہ یہ عورت

ہلا ہے اور اس کا ڈھانچہ دیوار کے ساتھ لگا ہے۔
ناگ نے دیکھا کہ اس بڈھی عورت کا سر آہستہ
ہل رہا تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ رینگتا بوڑھی عورت
کے قریب ایک جانب آ گیا۔
اس بوڑھی عورت کے سامنے مٹی کا ایک گھڑا پڑا
تھا جس پر مٹی کا پیالہ اوندھا رکھا ہوا تھا۔ ناگ نے
سوچا کہ یہ عورت اگر زندہ ہے تو اس سے بات کرنی
چاہیے۔ ضرور یہ یہاں رہنے والی مخلوق کی قیدی عورت ہے
ناگ اس عورت سے سانپ کی شکل میں رہتے ہوئے بات
نہیں کر سکتا تھا۔ ضروری تھا کہ وہ انسانی شکل اختیار
کرے۔

ناگ نے اندازہ لگایا کہ بوڑھی عورت کی آنکھیں بند
ہیں اور وہ اتنی بوڑھی ہے کہ اسے شاید ہی کوئی شے نظر
آتی تھی۔ ناگ نے بوڑھی عورت کے پیچھے آ کر انسانی شکل
اختیار کر لی۔ پتھر کا پتلا ابھی تک خاموش تھا۔ اس نے بھی
بوڑھی عورت کو دیکھ لیا تھا۔ اپنی باریک آواز میں بولی:

"ناگ بھائی! یہ عورت اتنی بوڑھی ہے کہ ہمیں کچھ
نہیں بتا سکے گی:"

ناگ نے آہستہ سے پتھر کے پتلے کو خاموش رہنے کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔ اگرچہ وہ بڑی مدھم آواز میں باتیں کر رہے تھے
بوڑھی عورت نے ان کی آواز سن لی تھی۔ یہ بوڑھی عور
عنبر کی دوست حبشی لڑکی مصرانی تھی جس کی جوانی چھین
کر ماتا دیوی خود جوان ہو گئی تھی اور مصرانی کو بوڑ
کر کے یہاں مرنے کے لیے پھینک دیا گیا تھا۔ بوڑھی
مصرانی نے آہستہ آہستہ سر گھمایا۔ شاید وہ پیچھے دیکھنے کی
کوشش کر رہی تھی۔

ناگ اس کے سامنے آ گیا۔ بوڑھی مصرانی نے اپنے
کانپتے ہوئے ہاتھ سے آنکھوں کے آگے ہوتے بھنوؤں
کے سفید بال پرے ہٹائے اور ناگ کی طرف دیکھا۔ اسے
ناگ کی شکل بالکل صاف نظر آ رہی تھی۔ کیوں کہ اگرچہ
مصرانی کو بوڑھی عورت بنا دیا گیا تھا مگر یہ بڑھاپا غیر
قدرتی تھا۔ مصرانی کا جسم ضرور بوڑھا ہو گیا تھا مگر اس کی
نظر اسی طرح جوان تھی۔ اس نے اپنی کوٹھڑی میں ایک
انسان کو دیکھا تو یہی سمجھی کہ یہ بھی حبشی ملکہ ماتا دیوی
کا کوئی غلام ہے اور اسے ہمیشہ کے لیے ختم
کرنے آیا ہے۔

بوڑھی مصرانی نے اپنی کپکپاتی آواز میں کہا:
"مجھے کیوں زندہ رکھا ہے۔ مجھے ختم کر دو۔"

ناگ بوڑھی مصرانی کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور اس
کی زبان میں آہستہ سے بولا:
"دادی جان! میں تمہیں مارنے نہیں آیا۔"
بوڑھی مصرانی کو ناگ کا دادی جان کہنا بہت برا لگا
اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا:
"میں دادی جان نہیں ہوں۔ میری عمر انیس برس
ہے مجھے۔ مجھے جادو کے زور سے بوڑھی عورت
بنایا گیا ہے۔"
ناگ تو یہ سن کر ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اس نے
حیرت اختیار پوچھا:
"پھر تم — تم کون ہو؟"
بوڑھی مصرانی نے مرک مرک کر کہا:
"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو۔ اور۔ اور اس قبر
میں کیسے داخل ہو گئے؟"
ناگ بھلا اس عورت کو کیسے اپنے بارے میں بتا
سکتا تھا۔ اس نے صرف اتنا کہا:
"میں اپنے بارے میں تمہیں اتنا ہی بتا سکتا ہوں
کہ میں تمہارے دشمنوں میں سے نہیں ہوں۔ میں
اپنے ایک دوست کی تلاش میں یہاں آیا ہوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اگر وہ مجھے مل گیا تو میں تمہیں بھی اس کے ساتھ یہاں سے نکال لے جانے کی کوشش کروں گا۔"

بوڑھی مصرانی نے جواب دیا:

"میں اپنی جوانی ظالم ماتا دیوی کے اس زمین دوز غار میں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ میں اس سے اپنی جوانی واپس لوں گی۔ اور اسے اس کا بڑھاپا واپس کر کے ہی یہاں سے جاؤں گی۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ ماتا دیوی کون ہے؟"

بوڑھی مصرانی نے کہا:

"ماتا دیوی یہاں کی حکمہ ہے جو اس زمین دوز غاروں کی سلطنت پر حکومت کرتی ہے یہ عورتوں کی سلطنت ہے۔ ماتا دیوی ایک جادوگرنی بھی ہے۔"

ناگ نے سوال کیا:

"تم۔ ماتا دیوی کے چنگل میں کیسے پھنس گئیں؟"

بوڑھی مصرانی رک رک کر بات کر رہی تھی کہنے لگی:

"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ مگر یہاں میں اپنے ایک دوست کے ساتھ اپنے ماں باپ کی تلاش میں آئی تھی کہ ماتا دیوی کے گدھ نے مجھے جکڑ لیا۔"

ناگ ایک دم سے چونک اٹھا۔ کیوں کہ اسے عنبر نے بھی بتایا تھا کہ وہ اپنی دوست لڑکی مصرانی کے ساتھ اس کے ماں باپ کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ تو بوڑھی کھوسٹ عورت ہے۔ مصرانی تو نوجوان لڑکی تھی۔ پھر اسے یاد آ گیا کہ اس بوڑھی عورت نے کہا ہے کہ وہ انتیس برس کی ہے اور ماتا دیوی نے اسے جادو کے زور سے بوڑھی کر دیا ہے۔

ناگ نے جلدی سے پوچھا:

"کیا تم — تم مصرانی تو نہیں ہو؟"

بوڑھی عورت بھی چونک گئی۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنا سر گھمایا اور ناگ کی طرف دیکھا۔ ناگ نے دیکھا کہ بوڑھی عورت کی آنکھیں نوجوان لڑکیوں کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ بوڑھی عورت بولی:

"میں — ہاں میں مصرانی ہوں مگر — مگر تمہیں میرے بارے میں کیسے پتہ چلا؟"

ناگ نے فوراً ہی سوال کیا:

"تمہارے ساتھ جو تمہارا دوست آیا تھا کیا۔ کیا اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا نام عنبر تو نہیں تھا ؟"
بوڑھی مصرانی نے کہا،
"ہاں — یہی نام تھا اس کا مگر — مگر تم عنبر
کو بھی جانتے ہو ؟"
"ہاں" ناگ بولا، "میں عنبر کو جانتا ہوں۔ کیونکہ
میں اس کا جگری دوست اور ساتھی ناگ ہوں۔"
اب تو بوڑھی مصرانی کی حیرانی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا
مگر اس کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔
ناگ نے کہا،
"تم — تم رو کیوں رہی ہو مصرانی ؟"
بوڑھی مصرانی غمگین اور آنسو بھری آواز میں بولی،
"اس لیے کہ عنبر اب اس دنیا میں نہیں ہے
میں نے اپنے سامنے اسے مرتیخ والوں کی گن
فائر سے مرتے دیکھا ہے۔ ناگ! مجھے معاف
کر دینا۔ عنبر میری خاطر مر گیا!"
بوڑھی مصرانی سسکیاں بھرنے لگی۔ ناگ مسکرا رہا تھا۔
بوڑھی مصرانی تعجب سے بولی،
"کیا تمہیں اپنے دوست عنبر کے مرنے کا
دکھ نہیں ہے ؟ وہ تمہارا پیارا دوست تھا۔"

ناگ نے کہا:
"وہ میرا پیارا دوست ہے۔ میں مسکرا اس
لیے رہا ہوں کہ وہ مرا نہیں۔"
"کیسے ؟ میری اپنی آنکھوں کے سامنے اس
پر فائر ہوا تھا اور خلائی مخلوق کی پستول کے
فائر سے کوئی نہیں بچ سکتا۔"
ناگ نے مصرانی کو زیادہ بتانے کی ضرورت محسوس نہ
کی۔ اس نے بس اتنا ہی کہا:
"ٹھہرجیے مل چکا ہے۔ ہم اکٹھے ہی اس جنگل
میں تمہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ عنبر ایک
جگہ پر کھو گیا۔ میں اس کی تلاش میں چٹانوں کی
طرف آیا اور یہاں پہنچ گیا۔"
بوڑھی مصرانی نے بوڑھے ہاتھ اٹھا کر دعا کی:
"اے خدا! عنبر کو سلامت رکھنا۔ اس نے میری خاطر
بڑی سے بڑی قربانی دی ہے۔ وہ ایک بہادر اور
عظیم دوست ہے۔ وہ ضرور میری تلاش میں ہوگا
مگر تم یہاں اس تہہ خانے میں کیسے پہنچ گئے ؟"
ناگ سوچ میں پڑ گیا کہ مصرانی پر اپنا آپ ظاہر کرے
یا نہیں ؟ کیوں کہ اس کی بے علمی سے ظاہر ہوتا تھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اس کے بارے میں اسے کچھ نہیں بتایا۔ اس
وقت بوڑھی مصرانی کو اپنی غیر معمولی طاقت کے بارے
میں کچھ بتانا ضروری بھی تھا۔ کیوں کہ تہہ خانہ بند
اور ناگ کو ابھی وہاں سے باہر بھی جانا تھا۔ چنا
ناگ نے کہا:

"سنو مصرانی! میرے پاس بھی تھوڑا سا طلسم ہے
جس کی وجہ سے میں اپنی شکل بدل لیتا ہوں۔
اور میرے پاس جادو کا ایک پتلا بھی ہے جو
باتیں کرتا ہے۔ میں سانپ کی شکل اختیار کرکے
اس نالی کے ذریعے تمہارے تہہ خانے میں آیا ہوں۔"

بوڑھی مصرانی کہنے لگی:

"اگر تمہارے پاس جادو ہے تو تم ماتا دیوی کے
جادو کو ختم کر کے مجھے پھر سے جوان کر دو۔
اور یہاں سے مجھے نکال کر لے جاؤ۔"

ناگ اس کی بات کا کیا جواب دیتا۔ بولا:

"شاید میرا جادو اتنا طاقتور نہیں ہے کہ ماتا دیوی
کے جادو کا مقابلہ کر سکے لیکن میں کوشش
ضرور کروں گا۔"

بوڑھی مصرانی نے مایوس ہو کر سر جھکایا اور آہ

بھر بولی:

"تم بھی میری طرح یہاں قید ہو کر رہ گئے ہو۔
تم بھی میری کوئی مدد نہیں کر سکو گے۔ ماتا
دیوی کا جادو بہت طاقتور ہے۔ میری قسمت
میں اب بڑھاپے کی موت ہی لکھی ہے۔ یہ
تہہ خانہ میری قبر بنے گی۔"

اور بوڑھی مصرانی آہستہ آہستہ آنسو بہانے لگی۔

ناگ نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"ایسی بات نہیں ہے۔ مصرانی۔ ہمیں خدا کی
رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ مایوسی گناہ
ہے۔ خدا ہماری مدد کرے گا۔"

بوڑھی مصرانی نے کہا:

"میں نے دو روز سے کچھ نہیں کھایا۔ صرف پانی
پی رہی ہوں۔ اب پانی بھی ختم ہونے والا ہے
ظاہر ہے میں اس طرح دو ایک روز تک ہی
زندہ رہ سکوں گی۔"

ناگ بولا: "میں تمہارے کھانے کے لیے کچھ لے
کر آتا ہوں۔ مجھے تم بتاؤ کہ ماتا دیوی نے تم پر کس
طرح جادو کیا تھا؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھی مصرانی کے ساتھ جو کچھ بیتی تھی وہ ساری کی سار
اس نے ناگ کو سنا دی۔

ناگ نے اپنے پتلے سے پوچھا:

"یاقوت! تمہارا کیا خیال ہے؟"

پتلا بولا: "ہمیں سب سے پہلے مصرانی کے لیے
کچھ کھانے کو لانا ہوگا تاکہ یہ زندہ رہ سکے۔
اس کے بعد سوچیں گے کہ اسے پھر سے جوان
کس طرح بنایا جائے اور ماتا دیوی کے طلسم کو
کس طرح شکست دی جائے۔"

ناگ نے مصرانی سے کہا:

"مصرانی! تم گھبراؤ مت۔ میں ابھی تمہارے لیے کچھ
کھانے کو لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر بوڑھی مصرانی کی آنکھوں کے سامنے ناگ دیوتا سانپ
بن کر نالی کے راستے باہر نکل گیا۔ زمین کی سرنگ سے ہوتے
ہوئے وہ چٹانوں سے باہر آ گیا۔ یہاں کھانے کو بھلا اسے کیا
مل سکتا تھا۔ اس نے پتھر کے پتلے سے مشورہ کیا تو پتلا
کہنے لگا:

"یہاں کوئی پھلدار درخت بھی نہیں ہے کہ ہم پھل
ہی توڑ کر مصرانی کے لیے لے جا سکتے۔ ہاں یہ
بات ہو سکتی ہے۔"

"وہ کیا؟" ناگ نے پوچھا:

پتلا کہنے لگا:

"مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ ان چٹانوں کے اندر
ایسے سمندری بیج چھپے ہوتے ہیں جو ایک انسان
کو ایک ماہ تک زندہ رکھ سکتے ہیں۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ سمندری بیج ان چٹانوں میں کیسے آ گئے؟"

پتلا بولا: "تمہیں معلوم نہیں۔ یہ چٹانیں کبھی سمندر میں
ڈوبی ہوئی تھیں۔ یہ سارے کا سارا علاقہ کبھی سمندر
تھا جس جگہ تم کھڑے ہو یہاں سے پتھر اکھاڑو۔
تمہیں اس کے نیچے سمندری بیج ملیں گے جو غذائیت
سے بھرپور ہیں۔ ہم یہ بیج لے جا کر مصرانی کو
دے سکتے ہیں۔"

ناگ نے ایسا ہی کیا۔ اس نے پتھر کو اکھاڑا تو اس
کے نیچے تربوز کے بیجوں کی طرح کے بے شمار سیاہ
بیج پڑے تھے۔ ناگ نے سارے بیج اٹھا کر اپنی جیب
میں رکھ لیے اور سانپ ہی کی شکل میں نالی اور سرنگ
میں سے ہوتا ہوا واپس بوڑھی مصرانی کے پاس آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے ایک بار پھر انسانی شکل اختیار کی اور
کو بیج کھلائے۔ باقی بیج اس کے پاس رکھ دیئے اور کہا
"میں مانا دیوی کے جادو کے توڑ کی تلاش میں
جاتا ہوں تم بھوک لگے تو یہ بیج کھا لیا کرنا"
بیج کھانے سے بڑھی مصرانی کے بوڑھے جسم میں تھو
بہت طاقت آ گئی تھی۔ اُس نے کہا:
"مانا دیوی سے خبردار رہنا۔ وہ بڑی ظالم جادوگرنی ہے۔
یہاں اس کی پوجا ہوتی ہے"
ناگ بولا "فکر مت کرو۔ میں انسانی بھلائی کی خاطر یہ
سب کچھ کر رہا ہوں۔ مجھے اپنی کوئی غرض نہیں ہے
اس لیے خدا میری مدد کرے گا"
بوڑھی مصرانی نے ناگ کو "تہہ خانے" کا دروازہ دکھایا جو
بند تھا۔ اس میں ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ تھا۔ ناگ سانپ
کی شکل میں اس سوراخ میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ دوسری
طرف پتھر کی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ناگ سیڑھیاں چڑھ کر
اوپر چلا گیا۔ آگے ایک راہ داری بنی ہوئی تھی۔ اس جگہ گہرا اندھیرا
تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ رینگتا آگے بڑھا۔

○

پُراسرار اہرام

رینگتا رینگتا ناگ راہ داری سے نکل کر دوسرے برآمدے
میں آ گیا۔
یہاں اس نے دیکھا کہ برآمدے میں آمنے سامنے
دروازے تھے جن کے باہر اونچے قد کی حبشی عورتیں تلواریں
ہاتھوں میں لیے پہرہ دے رہی تھیں۔ ناگ برآمدے کی چھت
سے چمٹا رینگ رہا تھا۔ ایک دروازے کے اندر سے روشنی
نکل رہی تھی۔ ناگ اندر داخل ہو گیا۔
کیا دیکھتا ہے کہ شاندار ہال کمرے میں مشعلیں جل رہی
تھیں۔ ایک چبوترے پر آگ روشن ہے۔ اس کے پیچھے ایک
عالی شان تخت بچھا ہے جس پر ایک نہایت خوبصورت
جوان عورت سر پر تاج رکھے بیٹھی ہے۔ کتنی ہی حبشی عورتیں
اس کے دائیں بائیں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں۔ ناگ خاموشی سے
دروازے کے اوپر چھت سے چمٹا رہا۔
ناگ سمجھ گیا کہ یہی مانا دیوی ملکہ ہے جو جادوگرنی بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ یہاں کوئی خاص رسم ادا ہو رہی
کیوں کہ حبشی عورتیں ماتا دیوی کا ہار سنگھار کر رہی تھ
کوئی بال سنوار رہی تھی۔ کوئی ماتا دیوی کی آنکھوں میں
ڈال رہی تھی۔ کوئی اس کے جسم پر پھولوں کے گہنے سجا
تھی۔ کوئی اس کے آگے آگ میں منتر پڑھتے ہوئے خوش
ڈال رہی ہے۔ ناگ خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا
اتنے میں ماتا دیوی نے ہاتھ کے اشارے سے سب عورتو
کو پیچھے جانے کا حکم دیا۔ حبشی عورتیں پیچھے ہٹ کر ادب
سے کھڑی ہو گئیں۔

ماتا دیوی نے آئینے میں اپنی شکل دیکھی اور کہا:

"لاچی! مقدس سانپ کو لایا جائے"

ناگ چھت کے ساتھ چمٹا چمٹا چونک پڑا۔ یہاں مقدس
سانپ کون سا آ گیا؟

حبشی عورت لاچی نے سر جھکا کر کہا:

"جو حکم ماتا دیوی!"

لاچی نے دوسری عورت کی طرف دیکھ کر تالی بجائی۔ دوسری
عورت تیزی سے ایک کمرے میں گھس گئی۔ جب واپس آئی
تو اس کے ہاتھ میں ایک بند پٹاری تھی۔ پٹاری لاچی نے
تھام کر ماتا دیوی کے سامنے تخت پر رکھ دی۔ پٹاری کے

نزدیک بہت ہی زہریلا سانپ تھا۔ جس نے معدنی ناگ
کی بو سونگھ لی تھی۔ وہ بے تابی سے پٹاری کے اند
کا رہا تھا۔ جونہی ماتا دیوی نے پٹاری کا منہ کھولا زہریلا
سانپ اچھل کر باہر آیا اور اس نے چھت کی طرف دیکھ
سانپ کی زبان میں کہا:

"مقدس ناگ دیوتا! کیا تم یہاں تشریف لائے ہو؟"

ناگ نے جلدی سے سانپ ہی کی زبان میں کہا:

"خبردار! میری طرف آنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں ایک
خاص مقصد لے کر آیا ہوں اور اپنا آپ ظاہر نہیں
کرنا چاہتا یہ عورت تم کو جو کہتی ہے وہی کرو"

سانپ نے کہا:

"جو حکم مقدس ناگ دیوتا"

ماتا دیوی پریشان سی ہو کر سانپ کو تک رہی تھی۔ اس
نے کہا:

"لاچی! میں ہر روز اس زہریلے سانپ سے اپنے
آپ کو ڈسوا کر اس کا زہر اپنے بدن میں داخل
کرتی ہوں مگر یہ کبھی اتنا گھبرایا ہوا نظر نہیں
آیا تھا۔ آج یہ سانپ اتنا گھبرایا ہوا کیوں ہے؟"

لاچی نے عرض کی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر صاحب! یہ آپ کے رعب سے گھبرا رہا ہے:
اس وقت سانپ ناگ کے کہنے پر مطمئن ہو [illegible]
ماتا دیوی نے کہا:
"تم ٹھیک کہہ رہی ہو لاچی! دیکھو۔ اب یہ کس طرح
شریف بن گیا ہے۔ اب میں اس سے ڈسواؤں گی:
یہ کہہ کر ماتا دیوی نے سانپ کی گردن پکڑ کر اس کا منہ
اپنے بازو کے ساتھ لگا دیا۔ پہلے کی طرح اب بھی سانپ
نے ماتا دیوی کے بازو پر ڈس دیا۔ اپنے دانت اس کے
بازو میں گاڑ کر اپنا زہر ماتا دیوی کے جسم میں داخل کر دیا
ماتا دیوی کو فوراً نیند آنے لگی۔ اس نے لاچی سے کچھ
سے کچھ کہا۔
لاچی نے تمام عورتوں کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا
اور خود بھی سانپ کو پٹاری میں بند کر کے ایک کمرے کی
طرف بڑھی۔
ناگ نے بھی چھت پر آگے کی طرف رینگنا شروع کیا۔ لاچی
اس کمرے میں داخل ہو گئی۔ ناگ بھی چھت کے ساتھ لگا
رینگتا ہوا کمرے کی چھت پر آ کر کونے میں چھپ گیا۔ لاچی
نے سانپ کی پٹاری ایک تپائی پر رکھی اور واپس چلی گئی۔
کمرہ خالی رہ گیا تو ناگ چھت پر رینگتا ہوا نیچے اتر آیا۔

[illegible] نے پٹاری کے پاس جا کر اس میں بند سانپ کو
[illegible] آنے کا حکم دیا۔
زہریلا سانپ فوراً باہر آ گیا۔ ناگ نے کہا:
"تم ماتا دیوی کو کیوں ڈستے ہو؟"
زہریلے سانپ نے بڑے ادب سے سر جھکا کر کہا:
"ناگ دیوتا! جب سے ماتا دیوی نے آگ میں
سے گزر کر اپنے بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل کیا
ہے اس کے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ہر روز
اپنے آپ کو مجھ سے ڈسوائے۔ اگر وہ ایسا نہیں
کرتی تو اس کا بڑھاپا دوبارا واپس آ جائے گا:
ناگ نے کہا:
"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کل سے ماتا دیوی کو
مت ڈسنا:
زہریلا سانپ کہنے لگا:
"مقدس ناگ دیوتا! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ
ماتا دیوی کا بڑھاپا واپس آ جائے اور وہ پھر سے
بوڑھی کھوسٹ بن جائے؟"
ناگ بولا: "ابھی میں یہی چاہتا ہوں:
زہریلا سانپ بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس ناگ! اس کے لیے تو میں ماتا دیوی کے
جسم میں زہر کی اتنی مقدار داخل کر سکتا ہوں کہ
زہر کا اثر اُلٹا ہو جائے اور وہ پھر سے
بوڑھی کھوسٹ بن جائے گی لیکن اس سے آپ
کو کیا فائدہ ہو گا؟"
ناگ نے کہا:
"میں اس لڑکی کو پھر سے جوان دیکھنا چاہتا ہوں
جس کی جوانی اس بڈھی کھوسٹ عورت نے چھین
لی ہے۔"
زہریلا سانپ کہنے لگا:
"مقدس دیوتا! میں اگر ماتا دیوی کو بوڑھا بنا بھی
دوں تو بھی اس لڑکی کی جوانی واپس نہیں
آئے گی۔ وہ ویسے کی ویسی بوڑھی ہی رہیگی۔"
ناگ نے پوچھا:
"تو پھر وہ لڑکی کیسے پھر سے جوان ہو سکتی ہے؟
کیا تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتے
ہو کیوں کہ میں اسی مشن کو لے کر یہاں
آیا ہوں؟"
زہریلا سانپ کہنے لگا:

مقدس ناگ! ماتا دیوی کوئی جادوگرنی نہیں ہے
اس کے پاس ایک زبردست منتر ہے جس
کے لیے شرط تھی کہ اس کو اپنی کوئی ہم شکل
مل گئی تو وہ منتر
دے دے۔ جب اسے یہ لڑکی مل گئی تو وہ منتر
پڑھ کر اسے گود میں لے کر آگ میں سے گذر
گئی اور اس کے بعد وہ لڑکی بوڑھی عورت بن
گئی اور ماتا دیوی پھر سے جوان ہو گئی۔ اب
اگر آپ اس لڑکی کو پھر سے جوان دیکھنا چاہتے
ہیں تو ماتا دیوی سے خاص طلسمی منتر معلوم کرنا
ضروری ہے۔ اگر یہ منتر آپ نے معلوم کر لیا تو
پھر آپ اسے پڑھ کر اس لڑکی کو دوبارہ آگ
میں سے گذاریں گے تو وہ دوبارا جوان ہو
جائے گی۔"
ناگ نے کہا:
"وہ طلسمی منتر میں کیسے معلوم کر سکتا ہوں۔"
زہریلا سانپ بولا:
"یہ منتر ماتا دیوی کا سب سے بڑا راز ہے۔
وہ یہ منتر کسی کو نہیں بتائے گی۔ کاش میں
آپ کی کوئی خدمت کر سکتا۔ مگر میں بھی مجبور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ طلسمی منتر آپ
کو خود ہی کسی طریقے سے معلوم کرنا پڑے گا۔"
ناگ خاموش ہو گیا پھر بولا:
"اچھا تم واپس اپنی پٹاری میں جا کر آرام کرو۔
میں خود ہی کچھ کرتا ہوں۔ اگر تمہاری ضرورت پڑی
تو میں تم سے مدد لے لوں گا۔"
"میں ہر وقت حاضر ہوں مقدس ناگ!"
یہ کہہ کر زہریلا سانپ واپس پٹاری میں چلا گیا۔
ناگ خالی کمرے میں اکیلا رہ گیا۔ ناگ نے اندر سے
کنڈی لگا لی اور انسان کی شکل اختیار کر کے پتھر کے
پتلے سے صورت حال کے بارے میں مشورہ کیا۔
پتلے نے کہا:
"ماتا دیوی یہ طلسمی منتر کسی کو نہیں بتائے گی۔
یہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا راز ہے۔ اس
کے لیے کوئی گہری چال چلنی ہو گی۔"
ناگ بولا: "یہی تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ
ہمیں کونسی چال چلنی چاہیے؟"
وہ باتیں کر رہے تھے کہ انہیں انسانی قدموں کی آواز
دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔ پتھر کے پتلے نے ناگ

خبردار کیا:
"کوئی آ رہا ہے۔"
ناگ نے فوراً سانس اوپر کھینچا اور چھوٹے سانپ
کی شکل اختیار کر کے زہریلے سانپ کی پٹاری والی میز
کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ ناگ نے یہ عقلمندی کی تھی
کہ اپنا روپ بدلنے سے پہلے دروازے کی اندر والی
کنڈی کھول دی تھی تاکہ کسی کو یہ شک نہ پڑے کہ
اندر کوئی پہلے سے موجود تھا۔ دروازہ کھلا اور ماتا دیوی
کی خاص ملازمہ اور راز دار لاچی ایک دوسری حبشی عورت
کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ انہوں نے اندر آتے ہی دروازہ
بند کر دیا اور باتیں کرنے لگیں۔ لاچی نے جو حبشی
عورت تھی مگر اس کی ساتھی ذرا پکی عمر کی عورت تھی۔
لاچی نے کہا:
"لارکا! اب مجھ سے ماتا دیوی کی ناز برداریاں اور
حکم نہیں اٹھائے جاتے۔ میں چاہتی ہوں جتنی
جلدی ہو سکے اس کا کام تمام کر کے اس کی جگہ
خود ماتا دیوی بن کر تخت سنبھال لوں۔"
پکی عمر کی حبشی عورت لارکا بولی:
"لاچی! یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ماتا دیوی کو
ہم ہلاک نہیں کر سکتے۔"
لاچی نے کہا:
"ہم اسے پھر سے بڈھی کھوسٹ بنا کر بیکار تو
کر سکتے ہیں۔ پھر وہ ہمارے خلاف کچھ نہیں
کر سکے گی۔ کیوں کہ وہ جادوگرنی نہیں ہے۔ اسے
سولہ جوانی کے خفیہ منتر کے اور کوئی جلد
نہیں آتا۔"
لارکا بولی: "یہی منتر تو ایک مصیبت ہے جب
تک ہمیں اس منتر کا راز معلوم نہیں ہو جاتا
ہم ماتا دیوی کو دوبارہ جوان عورت سے بڈھی
کھوسٹ نہیں بنا سکتے اور یہ طلسمی منتر سوائے
ماتا دیوی کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے۔"
لاچی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر بولی:
"ماتا دیوی کے میں بہت قریب رہتی ہوں۔ میں
نے دیکھا ہے کہ آدھی رات کو وہ اپنی
خواب گاہ سے غائب ہو جاتی ہے۔ میں دو
ایک بار آدھی رات کو اس کے کمرے میں گئی
تو وہ اپنے پلنگ پر موجود نہیں تھی۔ باہر

بھی کہیں نہیں تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ
ماتا دیوی آدھی رات کو کسی خفیہ جگہ پر
جاتی ہے۔"
لارکا نے پوچھا:
"وہ کہاں سے جاتی ہو گی؟"
لاچی کہنے لگی:
"جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے۔ ماتا دیوی
کی خواب گاہ میں کوئی خفیہ راستہ ضرور ہے
جس کے بارے میں اس نے مجھے بھی نہیں
بتایا۔ اگر ہم یہ معلوم کر لیں کہ وہ کہاں
جاتی ہے تو ہو سکتا ہے ہمیں اس کی
جوانی کے خفیہ منتر کا کچھ سراغ مل جائے۔"
لارکا نے کہا:
"یہ کام تم ہی کر سکتی ہو۔ تم اس کی خاص
خادمہ ہو تم اس کی ٹوہ میں رہو اور پتہ
کرو کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کس راستے
سے جاتی ہے۔"
"ٹھیک ہے۔" لاچی نے کہا: "میں کل رات اس
کی خواب گاہ ہی میں چھپ جاؤں گی۔ آؤ
اب چلتی ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بعد وہ دونوں عورتیں کمرے سے نکل گئیں
ناگ نے ان کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ جب
وہ چلی گئیں تو پتھر کے پتلے نے کہا:

"ان عورتوں نے تمہیں بہت کچھ بتا دیا ہے ناگ!
میری رائے یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ
عورتیں ماتا دیوی کا پیچھا کریں تم آج رات
کسی طرح اس کی خواب گاہ میں پہنچ کر چھپ جاؤ
اور اس کا پیچھا کرو۔ مجھے یقین ہے کہ ماتا دیوی
کسی ایسی جگہ جاتی ہے جہاں سے ہمیں بہت
کچھ مل سکتا ہے۔"

ناگ نے بھی دل میں یہی فیصلہ کیا تھا۔ کہنے لگا:
"میں ایسا ہی کروں گا۔ ابھی رات کا پہلا پہر ہے
میں ماتا دیوی کی خواب گاہ تلاش کر کے وہاں جا کر
چھپ جاتا ہوں۔"

ناگ اس وقت سانپ کے روپ ہی میں تھا۔ وہ
رینگ کر بند دروازے کے سوراخ میں سے باہر نکل
گیا۔ اب اس نے زمین کے اندر کے سارے راستوں کو
کھنگال ڈالا۔ وہ چھت سے لگا رینگ رہا تھا جس کی وجہ
سے کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آخر اسے ایک جگہ چار حبشی

پہرہ دیتی نظر آئیں۔ یہاں ایک خوبصورت محرابی دروازہ
ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہی ماتا دیوی کی خوابگاہ
چنانچہ وہ آدھ کھلے دروازے کے اوپر سے نکل کر
دوسری طرف چلا گیا۔

یہ ایک بہت خوبصورت اور شاندار خواب گاہ تھی۔
ماتا دیوی ایک حسین عورت کے روپ میں عالی شان
بچھونے والے پلنگ پر بیٹھی سیب کھا رہی تھی۔ دو عورتیں
پیچھے کھڑی اس کے سیاہ لمبے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔
کنگھی کرنے کے بعد انہوں نے بالوں کو باندھا تو ماتا دیوی
نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں خواب گاہ سے چلے جانے
کو کہا۔ دونوں خادمہ عورتیں ادب سے جھک کر باہر چلی
گئیں۔

ماتا دیوی نے ان کے جاتے ہی اٹھ کر خواب گاہ کے
دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ پھر وہ پلنگ کے پاس
سنگھار میز پر بیٹھ گئی۔ یہ سنگِ مرمر کا سنگھار میز تھا جس
میں گول آئینہ لگا تھا۔ ماتا دیوی آئینے میں اپنے آپ
کو دیکھنے لگی۔

ناگ خواب گاہ کی چھت سے لگا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔
ماتا دیوی نے سنگھار میز کے ایک خفیہ خانے میں سے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنجی نکالی اور چاروں طرف غور سے دیکھا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ وہاں اس کے سوا کوئی نہیں ہے تو وہ شکھار میز کے پیچھے آ گئی۔ یہاں اس نے کسی خفیہ بٹن کو دبایا تو شکھار میز اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ ناگ بھی چھت پر سے رینگ کر دیوار سے ہوتا ہوا شکھار میز کے قریب آ کر پردے کی اوٹ میں چھپ گیا۔ ماتا دیوی نے فرش پر سے قالین کو ایک طرف ہٹا دیا۔ وہاں ایک تختہ لگا تھا۔ ماتا دیوی نے کنجی لگا کر تختے کا تالا کھولا اور تختہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔

وہاں لکڑی کی سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

ماتا دیوی سیڑھیاں اُتر گئی۔ ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے اندھیری سیڑھیوں میں تیزی سے اتر کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ ماتا دیوی کو معلوم نہ ہو سکا کہ ناگ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس نے تختے کو بند دبا کر واپس اپنی جگہ پر کر دیا۔ پھر وہ سیڑھیاں اتر کر ایک تنگ و تاریک کمرے میں آ گئی۔

ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ تنگ و تاریک کوٹھڑی کی چھت سے کونے میں چپک کر دیکھنے لگا کہ ماتا دیوی یہاں کیا کرنے آئی ہے۔ کوٹھڑی کے کونے میں ناگ کو ایک عورت کا بُت نظر آیا۔ اس بت کے سر پر ایک گول

[illegible] کی ہوا تھا۔ ماتا دیوی بُت کے آگے جھک گئی۔

[illegible] بولی:

[illegible]کاش کی دیوی! تمہاری مہربانی سے اور تمہارے منتر سے مجھے میری جوانی پھر سے مل گئی ہے۔ اب میں اپنا وعدہ پورا کروں گی۔ اور سات انسانوں کی قربانی تمہارے حضور پیش کروں گی۔ اس کے بعد تم مجھے امر کر دو گی اور میں جوانی کے خفیہ منتر کی محتاج نہیں رہوں گی۔ اب میں تمہارے سامنے اپنا خفیہ منتر دہراتی ہوں۔"

اس کے بعد ماتا دیوی نے کسی عجیب و غریب زبان میں ایک خفیہ منتر کو چار بار دہرایا۔ ناگ پریشان ہو گیا۔ وہ اس منتر کو یاد کر لینا چاہتا تھا مگر ایک تو منتر کی زبان ایسی کرخت اور مشکل تھی کہ ناگ نے کبھی اتنی مشکل طلسمی زبان نہیں سُنی تھی۔ دوسرے ماتا دیوی بڑی تیز تیز بول رہی تھی۔ وہ چار بار خفیہ منتر دہرا کر خاموش ہو گئی اور ناگ اسے یاد نہ کر سکا۔ ماتا دیوی نے جھک کر بُت کے آگے تعظیم کی اور جس راستے سے آئی تھی اسی راستے سے واپس چلی گئی۔

ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے اس کی خواب گاہ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا۔ ناگ کو دو باتیں پریشان کر رہی تھیں۔ ایک تو یہ
وہ ماتا دیوی کا خفیہ منتر یاد نہ کر سکا تھا۔ دوسری بات
کہ ماتا دیوی ایک بہت بڑا ظلم کرنے والی تھی۔ یعنی وہ
ہمیشہ کے لیے امر ہونے کی خاطر کچھ انسانوں کو ہلاک کر کے
اس منحوس بت کے آگے ان کی قربانی پیش کرنی والی تھی۔
ناگ یہ ظلم نہیں دیکھ سکتا تھا۔

وہ ماتا دیوی کی خواب گاہ سے نکل کر واپس اسی کمرے
میں آ گیا جہاں پٹاری میں زہریلا سانپ بند پڑا تھا۔

ناگ نے دروازہ اندر سے بند کر کے انسان کا روپ بدلا
اور پتھر کے پتلے سے بے چین ہو کر کہا:

"یاقوت! ہم نے یہ قیمتی موقع ضائع کر دیا۔ اب
شاید ماتا دیوی کبھی اس بت کے آگے یہ خفیہ منتر
نہیں دہرائے گی اب وہ انسانی جانوں کی قربانی پیش
کرنے والی ہے۔ یہ کم بخت منتر اتنا مشکل تھا
کہ میں اس کا ایک لفظ بھی یاد نہیں رکھ سکا۔"

پتھر کے پتلے نے بڑے آرام سے کہا:

"مجھے وہ منتر یاد ہو گیا ہے۔"

ناگ نے خوشی سے چونک کر پتلے کی طرف دیکھا۔

"کیا واقعی تم سچ کہہ رہے ہو؟"

پتلا بولا: "ہم کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ کہو تو
میں ابھی وہ منتر سنائے دیتا ہوں۔"

اور پتلے نے ماتا دیوی کے خفیہ منتر کو زبانی دہرا
دیا۔ ناگ بے حد خوش ہوا۔ اس نے دس بارہ مرتبہ
پتھر کے پتلے کے منہ سے خفیہ منتر سن کر زبانی یاد
کر لیا۔ پھر کہنے لگا:

"اب ہمیں اپنے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ ہمیں
بوڑھی مصرانی کو یہاں سے نکال کر باہر لے جانا
ہو گا۔ پھر یہ خفیہ منتر پڑھتے ہوئے اسے
آگ کے شعلوں میں سے گذارنا ہو گا۔ اس کے
بعد وہ اپنے آپ جوان ہو جائے گی اور ماتا دیوی
پھر سے بڈھی کھوسٹ اور بیکار عورت بن
جائے گی اور یوں وہ کسی انسان پر ظلم نہیں
کر سکے گی۔"

پتھر کے پتلے نے کہا:

"ہم اسے اس قید خانے سے کیسے باہر نکال کر
لے جائیں گے؟ یہاں تو قدم قدم پر پہرے
لگے ہیں۔"

ناگ بولا: "یہی ہمیں سوچنا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتلے نے کہا:

"یہ کام تم ہی کر سکتے ہو۔ ظاہر ہے ہم مصرانی کو پانی کی نالی میں سے گذار کر نہیں لے جا سکتے۔ اسے سُرنگ کے راستے سے ہی نکال کر لے جانا ہو گا۔ ہمیں سرنگ کے راستے کا جائزہ لینا ہو گا اور راستے میں جتنی عورتیں پہرہ دے رہی ہیں تم انہیں ڈس کر موت کی نیند سلا دو۔ ہمارا راستہ صاف ہو گا۔"

ناگ نے کہا:

"میں نے آج تک کسی کا ناحق خون نہیں بہایا۔ ایسا کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ خدا مجھے اس گناہ سے بچائے۔ ہاں میں ان پہرہ دار عورتوں کے جسموں میں صرف اتنا ہی زہر داخل کروں گا کہ جس سے وہ تھوڑی دیر کے لیے بے ہوش ہو جائیں گی۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" پتلا بولا۔ "چلو۔ باہر چل کر جائزہ لیتے ہیں۔"

ناگ سانپ ہی کی شکل میں اس کمرے سے باہر راہ داری میں آ گیا۔ وہاں اس وقت کوئی حبشی عورت

دکھائی دیتی نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناگ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اچانک ایک جگہ پر وہ رُک گیا۔

پتلے نے کہا:

"رُک کیوں گئے ناگ؟"

ناگ بولا: "عجیب بات ہے یاقوت! مجھے یہاں سے عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔"

پتھر کا پتلا بولا:

"یہاں عنبر کی خوشبو کہاں سے آ گئی؟"

ناگ گردن اٹھا کر ایک جانب ہوا کو بار بار سونگھ رہا تھا۔ بولا:

"عنبر کی خوشبو اس دروازے کے پیچھے سے آ رہی ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ اس بند دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے میں جو درز تھی وہ اس میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ عنبر کی خوشبو بڑی ہلکی تھی مگر برابر آ رہی تھی۔ ناگ بڑے جوش کے ساتھ آگے بڑھا۔ آگے زینے تھے۔ وہ زینے پر سے نیچے اُتر گیا۔ خوشبو یہاں بھی ہلکی ہلکی تھی۔ ناگ رینگتا چلا گیا۔ آگے پھر ایک کوٹھڑی کا دروازہ آ گیا۔ ناگ نے کوٹھڑی کے بند دروازے سے منہ لگا کر سونگھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور بولا :

"خوشبو اندر سے آ رہی ہے۔"

ناگ نے دیکھا کہ اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا لیکن کافی تلاش کے بعد اسے دروازے کے نیچے ایک جانب چھوٹا سا سوراخ مل گیا۔ ناگ نے کوشش کر کے وہاں سے پتھر ہٹا دیئے اور پھر اندر چلا گیا۔

وہ ایک قبر ایسی کوٹھڑی میں پہنچ گیا۔ پتلا کہنے لگا:

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے ناگ۔"

مگر ناگ کو یقین تھا کہ عنبر اسی جگہ کہیں ہے کیونکہ یہاں اس کی خوشبو پہلے سے زیادہ ہو گئی تھی۔ ناگ نے ایک جگہ زمین کو سونگھا اور بولا :

"یاقوت! مجھے یقین ہے کہ عنبر اس جگہ زمین کے اندر دفن ہے۔"

ناگ نے تیزی سے انسانی شکل اختیار کر لی اور زمین کو کھودنا شروع کر دیا۔ ایک فٹ زمین کھودی گئی تھی کہ عنبر کی باریک آواز سنائی دی۔ آواز زمین کے اندر سے آ رہی تھی۔

"ناگ! مجھے تمہاری خوشبو آ رہی ہے۔ کیا یہ تم ہی ہو؟"

ناگ کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا۔ فوراً جواب دیا:

"عنبر! ہاں میں ناگ ہوں۔ میں آ گیا ہوں۔"

ناگ تیزی سے زمین کھودنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد عنبر زمین کے اندر سے نکل آیا۔ اس کے کپڑے مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے بولا :

"یار ناگ! اگر تم اس وقت نہ آتے تو جانے میں کتنی دیر یہاں دفن ہی رہتا۔"

پھر عنبر نے ناگ کو بتایا کہ ایک گدھ نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ ناگ بولا :

"یہ بڑی خطرناک زیر زمین سلطنت ہے عنبر! اور تمہیں مبارک ہو کہ ہمیں مصراتی مل گئی ہے۔"

"مل گئی؟" عنبر خوش ہو کر بولا "کہاں ہے وہ؟"

ناگ بولا: "وہ یہیں ہے مگر بے حد بوڑھی ہو چکی ہے۔"

عنبر حیران ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگا:

"یہ کیسے ہو گیا؟"

اب ناگ نے عنبر کو ساری کہانی شروع سے آخر تک سنا دی۔

عنبر کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں خفیہ منتر ابھی تک یاد ہے نا؟"
ناگ نے کہا:
"ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ لیکن یہ منتر مجھے ہمارے دوست پتنے نے یاد کرایا ہے۔"
عنبر بولا: "تو چلو۔ ہم مصرانی کو یہاں سے نکال کر لے جاتے ہیں۔"
ناگ نے کہا:
"ہمیں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ کیوں کہ اگر ماتا دیوی کو پتہ چل گیا تو وہ فوراً مصرانی کو ہلاک کر ڈالے گی۔"

عنبر اور ناگ اس تنگ و تاریک کوٹھڑی سے نکل کر زینہ چڑھنے کے بعد راہ داری میں آ گئے۔ اب وہ بوڑھی مصرانی کی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ راستے میں انہیں ایک جگہ ایک اونچی لمبی حبشی عورت تلوار لیے پہرہ دیتی نظر آئی۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا کہنے لگا:
"میں اسے بے ہوش کرتا ہوں۔"
ناگ دیوار پر رینگتا ہوا حبشی عورت کے پیچھے آ گیا اس نے بڑے آرام سے اس کی پنڈلی پر ڈس کر اس کے اندر اپنا خاص مقدار میں زہر داخل کر دیا۔ حبشی عورت

ہر ایک سیکنڈ کے اندر اندر سُن ہو گئی اور وہ بیہوش ہو کر فرش پر گر پڑی۔ عنبر اور ناگ یہاں سے آگے بڑھے۔ مصرانی والی کوٹھڑی بالکل سامنے تھی۔
کوٹھڑی میں جانے کے بعد عنبر نے مصرانی کو بوڑھی کھوسٹ عورت کے روپ میں دیکھا تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ اس نے اپنی ہزاروں سال کی زندگی میں اتنی بوڑھی عورت پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس نے مصرانی سے کہا:
"مصرانی! فکر مت کرو۔ ہم نے ماتا دیوی کا منتر معلوم کر لیا ہے۔ ہم تمہیں پھر سے جوان کر دیں گے۔"
ناگ نے بھی عنبر کی بات کی تائید کی۔ بوڑھی مصرانی یہ سُن کر بڑی خوش ہوئی اور کمزور بوڑھی آواز میں رُک رُک کر بولی:
"عنبر! میں تم لوگوں کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔ مگر۔۔۔ تمہیں، تم لوگوں کو۔۔۔ بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ماتا دیوی کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔"
ناگ بولا: "مصرانی تم گھبراؤ نہیں۔ ہم راستہ صاف کرنا جانتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور عنبر نے بوڑھی مصرانی کو گود میں اٹھا لیا۔ بوڑھی مصرانی کے ہونے کی وجہ سے مصرانی کا وزن بے حد ہلکا ہو گیا تھا۔

وہ کوٹھڑی سے نکل کر راہ داری میں آ گئے۔ عنبر مصرانی کو اٹھائے پیچھے تھا اور ناگ سانپ کی شکل میں آگے آگے جا رہا تھا۔ ناگ سرنگ کے دروازے کی طرف رہا تھا۔ راستے میں اسے تین جگہوں پر جنگلی بے داروں کو ڈس کر بے ہوش کرنا پڑا۔

جب وہ تینوں خفیہ دروازے سے نکل کر سرنگ سے باہر آئے تو آسمان پر ابھی ستارے چمک رہے تھے۔ رات کا آخری پہر تھا۔ صبح ہونے میں زیادہ دیر نہیں تھی۔ انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور تیز تیز سیاہ چٹانوں میں سے گذرنے لگے۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ فضا میں پروں کی زبردست پھڑپھڑاہٹ سنائی دی۔

ناگ نے چلا کر عنبر کو خبردار کیا۔

"عنبر! مانا دیوی کا گدھ حملہ کرنے آ رہا ہے۔"

عنبر وہیں رک گیا۔ اس نے بوڑھی مصرانی کو ناگ کے حوالے کیا۔ ناگ بوڑھی مصرانی کو لے کر پتھریلی چٹان کی اوٹ میں چھپ گیا۔ گدھ چیختا مارتا ہوا عنبر پر جھپٹا۔ اس نے عنبر کو اپنے پنجوں میں اٹھا کر اوپر لے جانا

چاہا۔ مگر گدھ کو عنبر کی طاقت کا اندازہ نہیں تھا۔ عنبر نے گدھ کے دونوں پنجوں کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ گدھ اگرچہ ایک بہت بڑے ہوائی جہاز کی طرح تھا اور وہ عنبر کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ عنبر کے جھٹکے کے ساتھ ہی گدھ زمین پر گر پڑا۔ عنبر اچھل کر اس کی گردن پر چڑھ گیا اور گدھ کی گردن پر اتنے زور سے ہاتھ مارا کہ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔

گدھ وہیں مر گیا۔ عنبر نے اسے گھسیٹ کر چٹانوں کے پیچھے ایک گہرے کھڈ میں گرا دیا اور ناگ کے پاس آ کر کہا:

"اسی گدھ نے مجھے بے ہوش کیا تھا۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ گدھ نے منہ سے بے ہوشی کا دھواں نہیں نکالا۔ ورنہ ہم سب بے ہوش ہو جاتے۔"

ناگ نے کہا:

"اب ہمیں یہاں سے بہت دور نکل جانا چاہیے۔ گدھ کی موت کا مانا دیوی کو پتہ چل گیا تو وہ مصرانی کی کھوج کروائے گی۔ ہو سکتا ہے وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے جادو سے مصرانی کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔"

پتھر کے پتلے نے کہا:

"تمہیں جنگل میں پہنچ کر فوراً کسی جگہ آگ کا الاؤ روشن کرنا ہوگا تاکہ خفیہ منتر پڑھتے ہوئے مصرانی کو آگ کے شعلوں میں سے گذارا جائے۔"

عنبر بولا: "پتلا ٹھیک کہہ رہا ہے ناگ۔ یہاں سے اب نکل چلو۔"

بوڑھی مصرانی کو عنبر نے اٹھا رکھا تھا۔

وہ سیاہ چٹانوں سے نکل کر جنگل میں ایک کھلی جگہ پر آ گئے۔ عنبر اور ناگ نے بہت سی خشک لکڑیاں جمع کر کے ایک جگہ آگ روشن کر دی۔

ناگ بولا: "عنبر بھائی! مصرانی کو تمہیں گود میں لے کر آگ میں سے گذارنا ہوگا۔ میں تمہیں منتر یاد کرا دیتا ہوں۔ کیوں کہ تمہیں آگ کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

عنبر نے کہا:

"ناگ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں مصرانی آگ میں جل نہ جائے۔"

بوڑھی مصرانی بھی آگ میں جاتے ہوئے ڈر رہی تھی۔

پتھر کے پتلے نے کہا:

"آگ بوڑھی مصرانی کو جلانے کی بجائے پھر سے جوان کر دے گی۔ یہ خفیہ منتر کا اثر ہوگا۔ تم بے فکر ہو کر بوڑھی مصرانی کو گود میں لے کر آگ میں سے گذر جاؤ۔ مگر خبردار منتر پڑھتے جانا۔ منتر نہ بھولنا۔ نہیں تو مصرانی جل جائے گی۔"

ناگ نے عنبر کو پورا منتر یاد کرا دیا۔

بوڑھی مصرانی اگرچہ ڈر رہی تھی اور آگ میں نہیں جانا چاہتی تھی مگر وہ اس قدر بوڑھی ہو چکی تھی کہ مجبور تھی۔ جب آگ کا الاؤ خوب روشن ہو گیا اور شعلے آسمان کو چھونے لگے تو عنبر نے خدا کا نام لے کر بوڑھی مصرانی کو اپنی گود میں اٹھایا اور خفیہ منتر کو پڑھتے ہوئے آگ میں داخل ہو گیا۔

آگ کے شعلے اس سے لپٹ گئے۔ مگر اس نے دیکھا کہ بوڑھی مصرانی پر بھی آگ کے شعلوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ عنبر برابر منتر پڑھتا جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ بوڑھی مصرانی کے بال سیاہ ہونے لگے ہیں۔ عنبر تیز تیز آواز میں خفیہ منتر پڑھتے ہوئے آگ کے شعلوں میں سے گذر گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب وہ آگ کے الاؤ سے باہر آیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مصرانی پھر سے انیس برس کی نوجوان لڑکی بن چکی تھی۔ مصرانی اچھل کر عنبر کی گود سے نیچے آ گئی اور اپنے جسم کو دیکھ کر خوشی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ پھر سے جوان ہو گئی تھی۔ اس کے بال لمبے اور سیاہ تھے۔ چہرے پر ایک بھی جھرّی نہیں تھی۔ اس نے عنبر اور ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ بھی بہت خوش تھا۔ مصرانی کہنے لگی:

"اگر تم لوگ اس خفیہ منتر کا راز معلوم نہ کرتے تو میں مر چکی ہوتی۔"

عنبر نے کہا:

"یہ سارا کام ناگ نے کیا ہے۔ یہ میرا دوست ناگ ہے تم سے اس کا تعارف ہو چکا ہو گا۔"

مصرانی نے کہا:

"ہاں۔ ناگ نے مجھے اپنے اور تمہارے اور پتھر کے پتلے کے بارے میں بھی سب کچھ بتا دیا تھا۔ مجھے ناگ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میں اس کا اور اس کے پتلے کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

عنبر نے مصرانی سے کہا:

"میں تمہیں ایک اور خوش خبری سنانا چاہتا ہوں مصرانی! اور وہ یہ کہ تمہارے والد کا بھی پتہ چل گیا ہے۔"

"سچ؟" مصرانی نے بے تابی سے کہا۔ "کہاں ہے میرا بابا؟ اور میری ماں بھی تو اس کے ساتھ ہی ہو گی۔"

عنبر خاموش ہو گیا۔ مصرانی نے کہا: "تم چپ کیوں ہو گئے عنبر بھائی؟"

عنبر نے مصرانی کو بتایا کہ اس کی والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ مگر اس کا باپ سرخ غار میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔ مصرانی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ناگ اور عنبر نے اسے بہت حوصلہ دیا۔

پتھر کا پتلا بولا:

"آپ لوگ یہاں دیر نہ کریں۔ اگرچہ مصرانی کے جوان ہوتے ہی ماتا دیوی بوڑھی کھوسٹ ہو گئی ہو گی لیکن ہم ابھی تک اس کی حدود میں ہیں اور وہ ہمارے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔"

چنانچہ عنبر ناگ اور مصرانی جنگل میں سرخ غار کی طرف روانہ ہو گئے۔

صبح ہو چکی تھی جب عنبر انہیں لے کر سرخ غار میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچ گیا۔ اپنی بیٹی مصرانی کو دیکھتے ہی اس کے باپ کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے۔ اس نے اپنی بیٹی کو گلے لگا کر پیار کیا اور اس کی ماں کی موت کی خبر سنائی۔

مصرانی نے روتے ہوئے کہا:

"بابا! مجھے عنبر نے بتا دیا تھا۔ کاش! میری ماما اتنی جلدی مجھ سے جدا نہ ہوتی۔"

بوڑھے باپ نے کہا:

"بیٹی! یہ تو خدا کے کام ہیں۔ ان میں کون دخل دے سکتا ہے۔ میں عنبر کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے میری بچھڑی ہوئی بیٹی سے ملا دیا۔ اب ہم یہاں نہیں رہیں گے۔ یہ جگہ مریخ کی مخلوق سے گھری ہوئی ہے دشمن پھر مجھ سے میری بیٹی کو چھین سکتا ہے۔ ہم سوڈان کی طرف نکل چلیں گے۔"

عنبر ناگ اور پتھر کے پتلے نے بھی آپس میں مشورہ کیا تو اسی نتیجے پر پہنچے کہ انہیں جنوبی افریقہ سے نکل کر اوپر شمالی افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف چلے جانا چاہیے۔ سوڈان افریقہ کا وہ ملک تھا جو مصر کے ملک سے ملا ہوا تھا اور جہاں ہزاروں برس پہلے مصر سے

ہجرت کر کے نکلنے کے بعد فرعونوں نے اپنی حکومت قائم کی تھی اور وہ اہرام بھی بنائے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ چلو اس طرح سے اسے اپنے آباؤ اجداد کے اہرام دیکھنے کا بھی موقع مل جائے گا۔

چنانچہ وہ سرنگ غار سے نکل کر سوڈان کی طرف روانہ ہو گئے۔

یہ راستہ کوئی سہل اور آسان نہیں تھا۔ جنوبی افریقہ سے شمالی افریقہ کے ملک سوڈان تک کتنے ہی جنگل اور صحرا پھیلے ہوئے تھے۔ عنبر اور ناگ تو اس قسم کے خطرناک سفر کے عادی تھے۔ انہیں مصرانی اور اس کے بوڑھے باپ کی فکر تھی۔ مگر وہ لوگ بھی بہت بہادر نکلے اور بڑے حوصلے کے ساتھ جنگل میں ان کے ساتھ سفر کرتے رہے۔

عنبر ناگ کے دل میں یہ خیال بھی تھا کہ ہو سکتا ہے اس طرح سے ان کی ملاقات ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ سے بھی ہو جائے۔ یہ ہزاروں برس پرانا زمانہ نہیں تھا، بلکہ زمین پر دو ہزاردیں صدی کا زمانہ تھا۔ یعنی تیسری عالمگیر ایٹمی جنگ کی تباہی کے بعد کا زمانہ تھا۔ دنیا کے تمام ملکوں کی تہذیبیں تباہ ہو چکی تھیں۔ تمام بڑے بڑے شہر پتھر اور راکھ کا ڈھیر بن چکے تھے۔ صرف جنگلوں میں کہیں کہیں انسان آباد تھے۔ دنیا کی آبادی اتنی ہو چکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی کہ بڑی مشکل سے کہیں کوئی انسان نظر آتا تھا۔

چھ ماہ تک سفر کرنے کے بعد عنبر ناگ منہ
اس کا باپ ملک سوڈان میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک
قصبے میں دریا کے کنارے مصرانی کے باپ کے ایک رشتے
کی حویلی تھی۔ یہ حویلی بالکل خالی پڑی تھی۔ مصرانی کے باپ
نے اسی جگہ رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ عنبر اور ناگ کچھ دن
مصرانی کے باپ کی حویلی میں رہے۔ پھر انہوں نے مصرا
اور اس کے باپ سے اجازت لی اور ماریا اور کیٹی
کی تلاش میں سوڈان کے قدیم ترین اور بڑے شہر خرطو
کی طرف روانہ ہو گئے۔

خرطوم کا شہر ۱۹۹۰ء میں بڑا ماڈرن قسم کا شہر تھا مگر
ایٹمی جنگ کی تباہی کی لپیٹ میں آ کر یہ شہر بھی ملبے
کا ڈھیر بن چکا تھا۔ کوئی بلڈنگ سلامت نہیں تھی۔ شاپنگ
سنٹر پتھروں کے ٹیلے بن گئے تھے۔ کہیں کوئی انسان دکھائی
نہیں دیتا تھا۔ عنبر اور ناگ نے سارے شہر کو گھوم پھر
کر دیکھا۔ آبادی کا کوئی نشان نہ ملا۔ کوئی ایک مکان بھی
سلامت نہیں تھا۔

عنبر نے کہا:

"ہمیں سوڈان کے اہرام کی طرف جانا چاہیے۔ ہو
سکتا ہے وہاں ماریا اور کیٹی کا کچھ سراغ مل جائے۔"

ناگ بولا: "ہم نے انہیں خلا میں چھوڑا تھا۔ وہ
ہماری اس زمین پر کہاں سے آ جائیں گے عنبر
بھائی؟"

"پھر بھی تلاش کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے ساتھ
کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ
لوگ بھی کسی حادثے کا شکار ہو کر یہاں زمین
پر واپس آ سکتے ہیں۔"

سوڈان کا اہرام شہر خرطوم سے باہر دس کلو میٹر کے
فاصلے پر تھا۔

یہ اہرام مصر کے ایک فرعون نے بنایا تھا جس نے
مصر میں یونان والوں سے شکست کھانے کے بعد یہاں
آ کر اپنی حکومت قائم کی تھی۔ پتھر کا پتلا ناگ کی جیب میں
تھا اور غیبی شیشہ عنبر کی جیب میں تھا۔

حیرانی کی بات تھی کہ ایٹم بم کی تابکاری کا اثر اہرام
پر نہیں ہوا تھا۔ صرف ایک طرف سے اس کے پتھروں
کو تھوڑا سا نقصان پہنچا تھا اور وہ ایک جگہ سے ٹوٹ
کر نیچے گر پڑے تھے۔

ناگ نے کہا:

"عنبر بھائی! ایٹمی جنگ نے تو زمین پر کچھ نہیں
چھوڑا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"جنگ بہت بڑی لعنت ہوتی ہے۔ ہاں اگر کسی اصول کی خاطر لڑی جائے تو ہم اس کو معاف کر سکتے ہیں۔ مگر یہ لمبی جنگ تو دنیا پر اقتدار حاصل کرنے کے لیے لڑی گئی تھی۔ اور دیکھ لو کوئی باقی نہیں بچا۔"

اسی قسم کی باتیں کرتے وہ سوڈان کے اہرام کے پاس پہنچ گئے۔ اہرام چاروں طرف سے بند تھا۔ ناگ نے پتھر کے پتلے کو جیب سے باہر نکال کر کہا:

"یاقوت! تم اس اہرام کے پتھروں کی لہروں کو محسوس کر کے بتا سکتے ہو کہ اس کے اندر کیا ہے؟"

ناگ نے یاقوت پتلے کو اہرام کے ایک پتھر پر رکھ دیا۔ پتلا کہنے لگا:

"ناگ! مجھے اندر سے کسی زندہ شے کی لہریں محسوس نہیں ہو رہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر کوئی جاندار چیز نہیں۔"

عنبر مسکرا کر بولا:

"اے بھائی! یہ اہرام ہمارے دیکھے بھالے ہیں۔ ان کے اندر سوائے بادشاہوں کی لاشوں کے اور کچھ نہیں ہوتا۔"

اچانک پتھر کا پتلا بولا:

"ذرا ٹھہرو۔ مجھے کچھ محسوس ہو رہا ہے۔"

عنبر اور ناگ پتھر کے پتلے کا منہ تکنے لگے۔ پتلا خاموش تھا۔

ناگ نے کہا:

"یاقوت! تمہیں کیا محسوس ہو رہا ہے؟"

پتھر کا پتلا کہنے لگا:

"اس اہرام کے اندر کوئی زندہ انسان موجود ہے۔"

"کیا مطلب؟" عنبر نے تعجب سے کہا۔

ناگ بولا: "یہ اہرام تو ہزاروں برسوں سے بند پڑا ہے۔ اس کے اندر زندہ انسان کہاں سے آ گیا؟"

پتھر کا پتلا بولا:

"پتھروں کی لہریں کبھی جھوٹ نہیں بولتیں۔ میں ان پتھروں کی قبر کے اندر سے کسی زندہ انسان کے جسم کی لہروں کو اپنے جسم سے ٹکراتی محسوس کر رہا ہوں۔"

عنبر اور ناگ اب تعجب سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے پتلے سے کہا:
"کیا یہ کسی ایک ہی انسان کے جسم کی لہریں ہیں؟"
پتھر کا پتلا کچھ دیر چپ رہا۔ پھر بولا:
"نہیں — مجھے ایک دوسرے انسان کے جسم کی لہریں بھی محسوس ہو رہی ہیں۔ مگر یہ دوسرے انسان کی لہریں بہت کمزور ہیں۔ لگتا ہے وہ اہرام کے اندر کسی قبر نما شے میں بند ہے۔"
عنبر اور ناگ خاموش ہو گئے۔ آخر انہوں نے اہرام کے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔

○

اہرام کے اندر جو انسان بند تھے وہ کون تھے؟ ماریا، کینی اور تھیوسانگ کا راکٹ کون سے سیارے پر جا کر اترا؟
کیا عنبر اور ناگ کی ملاقات کینی اور ماریا سے ہو سکی؟
ان سنسنی خیز سوالوں کے جواب کے لیے عنبر نمبر ۱۱۱ پڑھیے۔

میرے نام

محترم المقام جناب چچا جان سدا خوش رہیں۔

السلام علیکم!

امید ہے آپ خیریت سے ہونگے۔ ابھی کل ہی میں نے آپ کی لکھی ہوئی قسط وار کہانی "موت کا تعاقب" کی ایک قسط پڑھی۔ بے حد پسند آئی۔ چچا جان آپ نے یہ قسط وار کہانی بہت لمبی لکھی ہے۔ یہ تو آپ کی ہی ذہانت ہے۔ یہ آپ کا نمایاں کردار ہے کہ آپ نے اس کہانی کو پوری سو قسطوں میں شائع کیا۔ میرے خیال کے مطابق آپ ہی کی شخصیت ہے جنہوں نے اتنی محنت اور لگن کے ساتھ اتنی دلچسپ اور حیرت انگیز اور طویل داستان لکھنے کی سعادت حاصل کی۔

باقی چچا جان آپ کو بھی یہ معلوم ہوگا اور مجھے بھی اس بات کا بے حد افسوس ہے کہ ہمارے جانے پہچانے ادیب مقبول جہانگیر کچھ عرصہ پہلے انتقال کر گئے۔ جو میرے خیال کے مطابق آپ کے بھی عزیز دوست تھے۔ مقبول صاحب نہایت اچھے ادیب، صحافی اور بہترین کالم نگار تھے۔ جن کا کالم "حرف و حکایت" میں بڑے شوق سے پڑھتا تھا جو روزنامہ امروز میں شائع ہوتا تھا۔ یہ مقبول صاحب کا ہی حصہ ہے کہ آپ نہ صرف اس کالم کو چار چاند لگانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلکہ آپ نے اس اخبار میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ جو قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے آمین۔

میری طرف سے آپ کو اور تمام اہل خانہ کو بہت بہت سلام اور ساتھ نئے سال کی مبارک باد بھی قبول فرمائیں۔ والسلام

سعید احمد شاکر محلہ گوبند گڑھ گلی ۱ مکان نمبر ۱۶۴/N گوجرانوالہ

○

پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم! یہ خط میں آپ کو ایک چھوٹا سا مشورہ دینے کے لیے لکھ رہا ہوں۔ بُرا مت مانیے گا۔ میں نے خط میں مشورہ دینے کا لفظ استعمال کیا ہے اگر ناگوار گزرے تو معافی کا خواستگار ہوں۔ لیکن پھر میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ جو شخص ہمیں اسلام کی تعلیم دے اور غصہ کرنے سے روکے وہ خود کبھی کسی کا بُرا نہیں مان سکتا۔

اچھا خیر انکل مشورہ یا ہماری خواہش کہہ لیں وہ یہ کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا (ہو سکتا ہے غلط بھی ہو لیکن بہر حال کہنے میں کیا حرج ہے) وہ یہ کہ خلا میں پرانے زمانے کی آوازیں اور شکلیں محفوظ ہیں۔ اور گزارے ہوئے لمحات بالکل عکس کی طرح ہو رہے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انکل عنبر ناگ ماریا آج کل اپنا سفر خلا میں گزار رہے ہیں۔ تو اگر آپ سے ہو سکے انہیں ان سیاروں میں لے جائیں۔ جہاں یہ سب کچھ ہزاروں سالوں سے ہو رہا ہے ـــ اور عنبر ناگ کے توسط سے ان واقعات کو ہم تک پہنچائیں۔

خیر یہ آپ پر منحصر ہے۔ اس کے علاوہ انکل ایک بات اور وہ یہ کہ آپ جب کبھی بھی کراچی آئیں اپنی کسی ناول کے پیچھے ضرور اس بارے میں لکھیں کیونکہ دوسرے مصنفین تو ہر شہر میں باقاعدہ اپنا پروگرام سیٹ کرتے ہیں۔ کیونکہ انکل یہ ایک بہت اچھی بات ہے کہ مصنف اور پڑھنے والا ایک دوسرے سے خود مل سکے تو انکل آپ ضرور کراچی آئیں اور ہم لوگوں سے ملیں کیونکہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کے اچھے خاصے پرستار کراچی میں ہیں۔

اگر انکل آپ کو کراچی پسند نہیں تو وہ دوسری بات ہے ورنہ آپ ضرور کراچی آئیں۔ امید تو ہے آپ اس بارے میں ضرور سوچیں گے۔ ان باتوں کے علاوہ آپ کی کہانیوں کی تعریف کرنا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔ فقط طالب دیدار

سید سلمان سلیم ۲۷۹/۸ عزیزآباد، فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔

○

ڈیئر انکل! آداب۔

انکل مجھے آپ کی کہانیاں بہت زیادہ پسند ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

——— میں آپ کی کہانیاں بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ میں نے سب سے پہلے جو کہانی پڑھی تھی اس کا نام "نیلی قبر کا خفیہ راستہ" تھا۔ اس کہانی کو پڑھ کر اور بھی زیادہ شوق پیدا ہو گیا۔ انکل میں آٹھویں جماعت میں پڑھتی ہوں دعا کریں کہ میں سالانہ امتحان میں اوّل آجاؤں (آمین) ثم آمین۔

انکل میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ کہانیاں بھی شوق سے پڑھتی ہوں پہلے اسکول کا کام کرتی ہوں اور پھر فارغ وقت میں کہانیاں پڑھتی ہوں لیکن اب کبھی کبھی پڑھتی ہوں وہ اس لیے کہ میں نے بورڈ کا امتحان دینا ہے دعا کریں پاس ہو جاؤں (آمین)

انکل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ہماری ملاقات عنبر بھائی ناگ بھائی اور ماریا کیٹی بہنوں سے کروا سکتے ہیں۔ مجھے بہت شوق ہے۔ ان سب سے ملاقات کرنے کا پلیز آپ ہماری ملاقات کروا دیں نا انکل کیا عنبر ناگ سب حقیقت میں ہیں اگر یہ حقیقت میں ہیں تو پھر ہم ضرور ملیں گے۔ ان میں کسی ایک سے میری ملاقات ہو جائے تو میں یقین کروں گی کہ یہ سب حقیقت میں ہے ملاقات کے ساتھ ساتھ میرا امجد کی طرح پُراسرار دنیا کی سیر کرنے کو بھی دل چاہتا ہے مگر کیا کروں کسی سے بھی ملاقات ہی نہیں ہوئی میرے ساتھ میری سہیلی کو بھی آپ کی کہانیاں پڑھنے کا شوق ہے انکل کیا آپ مجھے امجد بھائی کے گھر کا ایڈریس دے سکتے ہیں۔ آپ بے امجد بھائی کے گھر کا ایڈریس دیں گے نا۔

اچھا اب اجازت دیں۔ اگر کوئی غلطی ہو تو معاف کر دیجیے۔ عنبر ناگ بھیا ماریا کیٹی بہنوں کو بھی سلام قبول ہو۔ خدا حافظ

ثمینہ ناز۔ راولپنڈی

○

انکل اے حمید السلام علیکم

انکل حمید میں آپ کو ایک سال بعد خط لکھ رہا ہوں آپ نے اب تک دو خطوں کے جواب دیئے ہیں اور آپ نے لکھا تھا کہ میں آٹوگراف بھیجوں گا اور آپ خود ہی خط لکھیں گے لیکن آپ نے خط نہیں لکھا۔ میں لکھ رہا ہوں۔

عنبر ناگ، ماریا کی ایک سو دو قسطیں پڑھ چکا ہوں اور سب مل کر دو سو دو پڑھ چکا ہوں۔ دو سو ناول جو خاص نمبر تھا اس کا سرورق بہت خوب صورت تھا۔ لیکن ۹۹ سیڑھیوں کا راز جیسا خاص نمبر نہیں ہو سکے ایسا خاص نمبر پڑھنے کا دل چاہتا ہے۔ جلدی سے ناگ کو روان کر دیں۔

انکل جب خلائی انسان پہلی مرتبہ عنبر کو چھوٹا بناتا ہے۔ تو عنبر اپنی طاقت استعمال کر کے اپنی اصلی حالت میں آجاتا ہے لیکن دوسری بار جب اپنے کو چھوٹا کرتا ہے اور خلائی انسان پچھلے زمانے میں چلا جاتا ہے تو عنبر چھوٹا ہی رہتا ہے یہ بات غلط دکھائی ہے خیر یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو ہوتا ہی ہے۔

آپ نے خلائی سفر شروع کر کے اچھا کیا کم از کم ہم اپنے پسندیدہ کرداروں سے دوبارہ مل سکیں گے۔ انکل عنبر ناگ ماریا کو آپ نے اُن کے باپ سے تو ملایا ہی نہیں ہماری خواہش تھی کہ اپنے باپ سے عنبر کی ملاقات ہو جائے لیکن نہیں ہوئی۔ اور اپنے پچھلے پانچ ہزار سال پہلے لوٹ جائیں لیکن آپ نے تو ملایا ہی نہیں اچھا اب خط بند کیا۔ خدا حافظ

ندیم غوری بلاک نمبر ۵ ۱۱ کوارٹر نمبر ۱۱ اورنگ آباد ناظم آباد کراچی ۱۸

○

پیارے انکل السلام علیکم حمید

امید ہے کہ جناب خیریت سے ہوں گے۔ انکل! میں پہلی مرتبہ آپ کو خط لکھنے کے لیے قلم اٹھا رہا ہوں۔ میں آپ کی عنبر ناگ ماریا سیریز بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ ان کا خلائی سفر امید ہے ہے کہ پہلے کے سفر کی طرح دلچسپ ہوگا اور بوریت کی شکایت نہیں کرنی پڑے گی۔ اور یہ سفر بھی معیار پہ پورا اترے گا اور اس کے اعزاز میں دوبارہ قلم اٹھانا پڑے گا۔ تب تک کے لیے اجازت۔ خدا حافظ

فقط آپ کا ایک قاری

سمیع اللہ مکان نمبر ۹۴۶ نیا محلہ نواں شہر ایبٹ آباد

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۷/۵۰
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۷/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۷/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۷/۵۰
۱۰۵ مُردوں کا سیارہ ۷/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی لومڑی ۷/۵۰
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۷/۵۰
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۷/۵۰
۱۰۹ غیبی شیشہ ۷/۵۰
۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۷/۵۰
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۷/۵۰
۱۱۲ خلائی مخلوق ۷/۵۰

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدھی رات کا وقت

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

آدھی عورت آدھا سانپ

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
۱۹۸۶ء
ناشر: نیا مکتبہ الفرد [illegible]
طابع: [illegible] لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے خلائی سفر کو آپ نے جس محبت اور دلچسپی سے پسند کیا ہے۔ اس سے میرا بے حد حوصلہ بلند ہوا ہے۔ آپ دوستوں کے سینکڑوں خط مجھے مل رہے ہیں۔ جن میں عنبر ناگ ماریا کے خلائی سفر کو بے حد پسند کیا گیا ہے۔ میں آپ سب دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ خط میرے دوست صوبہ سرحد، سندھ، پنجاب، بلوچستان کے ہر شہر اور دیہات سے مجھے لکھ رہے ہیں۔ یہ میرے لیے بڑے فخر کی بات ہے کہ میرے دوستوں نے عنبر ناگ ماریا کے خلائی سفر کو دل و جان سے پسند کیا ہے۔ دوستو! آپ سب کی دعائیں اور محبت اور خلوص میرے ساتھ رہا تو میں انشاءاللہ آپ کے لیے عنبر ناگ ماریا کی قسطیں اس سے بھی زیادہ مشقت سے لکھتا رہوں گا۔

بس میری ایک ہی گزارش ہے کہ جس دلچسپی سے آپ میری کتابیں پڑھتے ہیں اُسی دلچسپی سے اپنے اسکول کی کتابیں بھی پڑھا کریں۔ کیونکہ میری دلی خواہش ہے کہ آپ پڑھ لکھ کر زندگی میں کامیاب ہوں۔ اور اپنے ماں باپ اور پاکستان کا نام روشن کریں۔ آمین!

تمہارا انکل اے حمید

۴۵۴۔ این راہ چمن سمن آباد۔ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدھی رات اور عورت

ترتیب

آدھی عورت آدھا سانپ
ناگن الکا
طلسمی ناگ انگوٹھی
انسانی ٹانگوں والا سانپ
آدم خور خلا باز

پُر اسرار بند اہرام کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

عنبر اور ناگ نے اہرام کی تینوں تکونی دیواروں کے ارد گرد گھوم کر دیکھا۔ انہیں اندر جانے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ ناگ نے پتھر کے پتلے سے ایک بار پھر پوچھا۔

"یاقوت! یہ بتاؤ کہ تم کو اہرام کے اندر سے جو لہریں آتی محسوس ہو رہی ہیں۔ وہ کسی انسان کی ہیں یا کسی جانور کی ہیں؟"

پتھر کا پتلا بولا۔

"یہ میں نہیں بتا سکتا کہ یہ لہریں انسان کی ہیں کہ نہیں۔ ہاں یہ کسی زندہ جسم کی لہریں ہیں"

ناگ نے عنبر سے مشورہ کیا کہ انہیں اہرام کے اندر جانا چاہیئے کہ نہیں کیونکہ وہ خواہ مخواہ کسی مصیبت میں نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھنسنا چاہتے تھے۔ ناگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اہرام کے اندر کیٹی اور ماریا یا تھیو سانگ میں سے کوئی قید کر دیا گیا ہو۔ اس لیے میرا خیال ہے ہمیں اندر جا کر معلوم کرنا چاہیئے۔ یا پھر ایسا کرتے ہیں کہ تم پتھر کے پتلے کو لے کر اہرام کے باہر ٹھہرو۔ میں زمین کھود کر اہرام کے اندر جا کر دیکھتا ہوں کہ کون ہے"

عنبر نے پہلے تو ناگ کی اس تجویز کو ناپسند کیا مگر جب ناگ نے اسے مجبور کیا تو وہ راضی ہو گیا۔ ناگ نے پتھر کا پتلا عنبر کے حوالے کیا۔ اور اہرام کی ایک شکستہ دیوار کی درز کے نیچے زمین کھودنے لگا۔ ریت بھربھری تھی۔ جلد وہاں ایک سوراخ بن گیا۔

ناگ نے سانپ کی شکل بدلی اور سوراخ میں گھس گیا۔ ریت اس کے آگے سے اپنے آپ ہٹتی جاتی تھی کیونکہ یہ ہزاروں سال پرانی ریت بڑی خشک تھی۔ اہراموں کے بارے میں عنبر ناگ ماریا بہت کچھ جانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ مصر کے فرعون اپنی لاشوں کو دفن کرنے کے لیے اس قسم کے اہرام بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ

ناگ اس دیوار سے داخل ہوا تھا جہاں اس کے اندازے کے مطابق اہرام کا راستہ اس کوٹھڑی میں جہاں جاتا تھا۔ جہاں فرعون کی لاش دفن تھی۔

ابھی وہ زمین کے اندر ہی تھا۔ وہ سانپ کی شکل میں زمین کی ریت میں آگے ہی آگے رینگتا چلا جا رہا تھا۔ کافی دور تک رینگنے کے بعد ناگ ایک چھوٹے سے تنگ راستے پر نکل آیا۔ یہ پتھر کی ایک تنگ و تاریک گلی تھی جو اہرام کے اندر بنی ہوئی تھی۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ مگر ناگ کو سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ ناگ اس تنگ گلی میں رینگتا چلا گیا۔ آگے گلی ختم ہو گئی اور ایک گہرا کنواں آ گیا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اہرام کے اندر فرعون اس قسم کے گہرے کنوئیں اس لیے کھودا کرتے تھے کہ اگر ڈاکو اہرام کے اندر چھپا ہوا سونا لوٹنے کے لیے آئیں تو وہ اس کنوئیں میں گر کر مر جائیں۔ ناگ کنوئیں کے کنارے سے ہو کر آگے نکل گیا۔

آگے پھر وہی تاریک گلی شروع ہو گئی۔ کچھ دور جا کر گلی بائیں طرف کو گھوم گئی۔ فضا میں ایسی جڑی بوٹیوں کے تیل کی لپیٹ ہوئی تھی جو فرعون کی لاشوں پر انہیں ممی بنانے سے پہلے ملا جاتا تھا۔ ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چند گز چلا ہوگا کہ اسے ایک سرسراہٹ سنائی دی۔
پھر اچانک سامنے سے ایک نیلے رنگ کا دھاریدار سانپ اپنا پھن اٹھائے ناگ کے سامنے آ گیا۔ اس نے آتے ہی ناگ پر پھنکار ماری اور حملہ کرنے ہی والا تھا کہ ناگ نے ڈانٹ کر کہا۔

"گستاخ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں ناگ دیوتا ہوں؟ تم اپنے دیوتا پر حملہ کرنے لگے تھے؟"

یہ سن کر نیلا سانپ وہیں سُن ہو کر خاموش ہو گیا۔ اس نے فوراً گردن جھکا دی اور خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مقدس ناگ دیوتا مجھے معاف کر دینا۔ میری سونگھنے کی حس بے حد کمزور پڑ گئی ہے۔ میں اپنے دیوتا کی خوشبو محسوس نہیں کر سکا۔"

ناگ نے غصے میں کہا۔

"تمہیں اس گستاخی کی سزا ملے گی"

نیلے سانپ نے زمین پر گردن رکھ دی اور گڑگڑا کر بولا۔

"مقدس ناگ دیوتا! مجھے معاف کر دو۔ میری جان بخشی کر دو۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ اگر میری

سونگھنے کی حس خراب نہ ہوتی تو مجھ سے یہ بھول کیسے ہو سکتی تھی۔"

ناگ کو بھی اس وقت کسی ایسے سانپ کی ضرورت تھی جو اسے اس اہرام کے بارے میں کچھ بتا سکے۔ چنانچہ اس نے معاف کر دیا اور بولا۔

"اچھا میں تمہاری اس بھول کو معاف کرتا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ یہاں کوئی انسان قید ہے؟"

نیلا سانپ بولا۔

"میرے دیوتا! میں ایک عرصے سے اس اہرام میں رہتا ہوں۔ میں نے کبھی کسی انسان کو یہاں نہیں دیکھا۔ ہاں اس ساتھ والی کوٹھڑی میں جو مٹی کا تابوت ہے اس میں سے کبھی کبھی کسی عورت کے رونے کی آواز آیا کرتی ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"مجھے اس تابوت کے پاس لے چلو"

نیلا سانپ ناگ کو پاس ہی ایک کوٹھڑی تھی وہاں لے گیا۔ اس کوٹھڑی میں ایک پرانا خستہ حال تابوت پڑا تھا۔ نیلا سانپ کہنے لگا۔

"یہ ہے وہ تابوت مقدس دیوتا جس میں سے کبھی کبھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی عورت کے رونے کی آواز آتی ہے۔"
ناگ تابوت کو اِدھر اُدھر رینگ کر دیکھنے لگا۔ نیلا سانپ بولا۔

"مقدس دیوتا! آپ یہاں ٹھہریں۔ میں جنوب والی کوٹھڑی میں جاکر دیکھتا ہوں کہ کہیں وہاں سے تو یہ آواز نہیں آتی۔"

یہ کہہ کر نیلا سانپ وہاں سے چلا گیا تھا۔ تابوت کے اندر ایک خستہ اور سوکھی ہوئی ممی پڑی تھی۔ یہ مردہ ممی تھی۔ ناگ باہر نکل کر کوٹھڑی میں ادھر ادھر جائزہ لینے لگا کہ عورت کی آواز کہاں سے آسکتی ہے۔

دوسری طرف نیلا سانپ تیزی سے رینگتا ہوا اہرام کی سیڑھیاں اُتر کر زمین کے اندر ایک ایسے تہہ خانے میں آگیا جہاں دالان میں کئی ستون تھے۔ ان ستونوں کے درمیان ایک تنگ زینہ نیچے جاتا تھا۔ نیلا سانپ زینہ اُتر کر ایک گول چھت والی کوٹھڑی میں آگیا۔ یہاں ایک پرانے تابوت کے پاس ایک سرخ آنکھوں والی جوان عورت اپنے بال کھولے بیٹھی تھی۔ اس عورت کا اوپر والا دھڑ عورت کا اور نچلا دھڑ سانپ کا تھا۔

نیلے سانپ نے اس کے سامنے پہنچتے ہی اپنی جون بدلی

لی اور وہ ایک انسان بن گیا۔ اور آدھی عورت سے کہنے لگا۔
"الکا! تمہارا اندازہ درست نکلا۔ جو سانپ ہمارے اہرام میں آیا ہے وہ ناگ دیوتا ہی ہے۔"
سانپ کے آدھے دھڑ والی عورت کے نیلے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا کر کہا۔
"یہ ہماری سب سے بڑی کامیابی ہے۔ ہم دونوں ایک ہزار برس سے جس ناگ دیوتا کا انتظار کر رہے تھے آخر وہ آگیا۔"
سانپ کے دھڑ والی عورت الکا اپنی جگہ سے رینگ کر تابوت کے پاس آگئی اور بولی۔
"واکش! اب تمہارا کام یہ ہے کہ ناگ دیوتا کو کسی طریقے سے اس کوٹھڑی میں لاکر اس تابوت کے اندر پہنچا دو۔ اس کے بعد سارا کام میں خود سنبھال لوں گی۔ جاؤ۔ جلدی کرو۔ اگر یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل گیا تو نہ جانے پھر ہمیں کتنی صدیاں اور انتظار کرنا پڑے گا۔"
نیلا سانپ واکش بولا۔
"میں کوشش کرتا ہوں۔"
سانپ کے دھڑ والی عورت الکا نے پھنکارا یہ آواز نکال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر کہا۔

"کوشش نہیں۔ ناگ دیوتا تو تمہیں ہر حالت میں یہاں لانا ہے۔ فوراً جاؤ۔ نہیں تو تمہاری خیر نہیں ہے۔"

"ابھی لاتا ہوں الکا دیوی!"

یہ کہہ کر راکشس نے دوبارہ نیلے سانپ کا روپ اختیار کیا اور رینگتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔ جب وہ ناگ والی کوٹھڑی میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ناگ نے انسان کی شکل اختیار کر رکھی تھی اور وہ مٹی کے تابوت پر جھکا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ناگ نے نیلے سانپ کو آتے دیکھ کر کہا۔

"تمہیں کسی عورت کا سراغ ملا؟"

نیلے سانپ نے کہا۔

"ہاں مقدس دیوتا! نچلی منزل میں ایک کوٹھڑی ہے۔ اس کوٹھڑی میں ایک تابوت ہے مجھے اس تابوت میں سے کسی عورت کی آواز سنائی دی تھی۔ آپ چل کر دیکھ لیں۔"

ناگ سانپ کے ساتھ چل پڑا۔ نیلا سانپ اسے اسی کوٹھڑی میں لے آیا جہاں تھوڑی دیر پہلے سانپ کے آدھے دھڑ والی عورت بیٹھی تھی۔ اس وقت وہ وہاں پر نہیں تھی۔ مٹی کا تابوت چبوترے پر پڑا تھا۔ نیلے سانپ

نے کہا۔

"مقدس دیوتا! یہی وہ تابوت ہے جس کے اندر سے مجھے عورت کی آواز سنائی دی تھی۔"

ناگ نے تابوت کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا۔ اس میں ایک چوکور شگاف پڑا تھا۔ نیلے سانپ نے مکاری سے کہا۔

"مقدس ناگ! ہو سکتا ہے۔ اس شگاف کے اندر کوئی عورت قید ہو۔ آپ اس کے اندر جا کر پتہ کریں۔ کیا میں بھی آپ کے ساتھ آؤں؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں خود اس کے اندر جا کر معلوم کرتا ہوں۔"

نیلا سانپ یہی چاہتا تھا کہ ناگ دیوتا اکیلا ہی شگاف کے اندر داخل ہو گیا۔ ناگ نے اسی وقت سانپ کی شکل اختیار کی اور تابوت میں اتر کر شگاف کے اندر داخل ہو گیا۔ جونہی وہ شگاف میں غائب ہوا نیلے سانپ نے پلک جھپکتے میں انسان کی جون بدلی اور۔

نیلے سانپ نے پلک جھپکتے میں انسان کی جون بدلی اور تابوت کا ڈھکنا فوراً بند کر دیا۔

تابوت کا ڈھکنا بند ہوتے ہی اس کے اندر سے سانپ کی ایک ڈراؤنی چیخ سنائی دی اور اس کے بعد موت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایسی خاموشی چھا گئی۔ نیلا سانپ راکش وہیں بند تابوت کے پاس بیٹھ گیا۔

ناگ جب شگاف میں داخل ہوا تو وہ سانپ کی شکل میں تھا۔ جونہی وہ شگاف کی دوسری طرف گیا اسے ایک بھیانک پھنکار کی آواز سنائی دی اور ناگ کو یوں لگا جیسے کسی نے اسے کسی چیز میں بند کر دیا ہے۔ ابھی وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ اس کی آنکھیں پتھرا سی گئیں اور سارا جسم سُن ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ پتھر کی ایک تنگ بوتل میں بند ہو چکا ہے۔ ناگ نے سانس اوپر کھینچ کر کسی درندے کی شکل اختیار کرنی چاہی تاکہ بوتل توڑ کر باہر نکل سکے مگر اس کا سانس بھی بند ہو چکا تھا۔ اور سانس اندر کو کھینچے بغیر ناگ کوئی بھی شکل اختیار نہ کر سکتا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اور اسے کسی گہری سازش کے تحت یہاں لایا گیا ہے۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

بوتل میں اندھیرا تھا۔ ناگ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کا سارا جسم بے حس ہو گیا تھا۔

اسے محسوس ہوا کہ اسے اٹھا کر کسی جگہ لے جایا جا رہا ہے۔ تابوت کے باہر نیلا سانپ راکش اسی طرح خاموش بیٹھا تھا کہ اسے دیوی الکا کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سانپ کی پھنکار ایسی تھی۔

"راکش! مردہ گھر میں پہنچو"

راکش الکا دیوی کا حکم سنتے ہی نیلے سانپ میں تبدیل ہو گیا۔ اور رینگتا ہوا تابوت والی کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔

مُردہ گھر اس پُراسرار اہرام کے سب سے نیچے تھا۔ یہ ایک پختہ چھت اور پتھر کے ستونوں والا بڑا کمرہ تھا۔ جہاں کونے میں انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے پڑے تھے۔ سانپ کے دھڑ والی عورت الکا درمیان میں اس طرح بیٹھی تھی کہ اس کے نچلے سانپ کے دھڑ نے کنڈلی مار رکھی تھی۔ اس کے سامنے نیلے رنگ کی ایک گول چوکی پر دائرہ بنا تھا۔ اس دائرے کے اندر وہ پتھر کی بوتل پڑی تھی جس میں ناگ سانپ کی شکل میں بے حس و حرکت بند تھا۔ نیلا سانپ بھی وہاں آ گیا۔ اس نے انسان کی شکل اختیار کر لی اور ادب سے الکا کی ایک جانب بیٹھ گیا۔

سانپ کے دھڑ والی عورت الکا منتر پڑھنے لگی۔ منتر پڑھتے پڑھتے وہ بیچ میں رُک کر ناگ کی بوتل پر پھنکار ایسی پھونک مار دیتی تھی۔ سات مرتبہ پھونک مارنے کے بعد الکا نے ناگ والی بوتل کو اٹھا کر اس کا ڈاٹ کھول دیا اور اُلٹا کر کے پیچھے ہاتھ مارا۔ بوتل کے اندر ناگ اس حالت میں لکڑی کی چوکی پر گرا کہ وہ بہت چھوٹا اور باریک سانپ بن گیا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

الکا نے مسکرا کر راکش کی طرف دیکھا اور کہا۔

"راکش! میری ہزار سال کی محنت اب کامیاب ہونے والی ہے۔ میں اس مقدس ناگ دیوتا کو انگوٹھی بنا کر جب اپنی انگلی میں پہنوں گی تو میرا سانپ کا دھڑ عورت کا بن جائے گا۔"

یہ کہہ کر الکا نے ناگ کو چوکی پر سے اٹھا لیا۔ ناگ سب کچھ سن رہا تھا۔ سب کچھ دیکھ رہا تھا مگر وہ بے حس تھا نہ بول سکتا تھا نہ سانس لے سکتا تھا۔ الکا نے ناگ کو اٹھا کر اسے گول انگوٹھی کی طرح کیا اور پھر اپنی انگلی میں پہن لیا ناگ اتنا چھوٹا اور پتلا ہو گیا تھا کہ ایک چھوٹی سی انگوٹھی بنا گیا۔ الکا نے ناگ کو انگوٹھی بنا کر اپنی انگلی میں پہنا ہی تھا کہ ایک بجلی سی چمک گئی۔ وہاں روشنی ہوئی اور اس روشنی کے ساتھ ہی الکا کا نچلا دھڑ جو پہلے سانپ کا تھا اب ایک عورت کے دھڑ میں تبدیل ہو گیا۔

الکا نے خوشی سے ایک زوردار پھنکار ماری اور کہا۔

"سامری! سامری! میں نے تجھے شکست دے دی۔ میں آخر ناگن انسان بننے میں کامیاب ہو گئی۔ اب تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں تیرے طلسمی محل پر قبضہ کرنے آ رہی ہوں۔ تیرا جادو اب مجھ پر نہیں چل سکے گا۔"

الکا قہقہے مار کر ہنسنے لگی۔ اس کا ساتھی نیلا سانپ یعنی راکش بھی بہت خوش تھا۔ آخر الکا دیوی دوبارہ عورت کے جسم میں تبدیل ہونے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ ایک ہزار برس پہلے سامری جادوگر نے ان دونوں کو سانپ بنا کر اپنے محل سے نکال دیا تھا کیونکہ انہوں نے اس کے تخت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی اور کہا تھا۔

"الکا! تم آدھی سانپ اور آدھی عورت بن کر قیامت تک زمین پر رینگتی رہو گی۔ راکش بھی سانپ بن جائے گا۔ اب تم کبھی میرے محل کا رخ نہ کر سکو گے۔ نہ تم زندوں میں ہو گے نہ مُردوں میں۔ یہی تمہاری سزا ہے!"

مگر الکا کو ایک جادوگر نے بتا دیا تھا کہ اگر کسی طرح تم ناگ دیوتا کو قابو کر کے اس پر طلسمی منتر پڑھ کر سات بار پھونکو گی تو تم دوبارہ عورت کے روپ میں آ جاؤ گی۔ جادوگر نے کہا تھا۔

"مگر خبردار! ناگ دیوتا کو اپنے سے جدا نہ کرنا اس کی انگوٹھی بنا کر اپنی انگلی میں پہن لینا۔ پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہارے اندر اتنی طاقت آجائے گی کہ تم پر دنیا
کا کوئی جادو اثر نہ کر سکے گا۔"

الکا نے آدھا سانپ بن کر ایک ہزار سال تک ناگ
کا انتظار کیا تھا۔ اب وہ بڑی خوش تھی۔ اس نے
سے کہا۔

"راکش! چلو۔ ہم سامری کے محل پر قبضہ کرنے
جا رہے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

ایک پھنکار کے ساتھ الکا ناگن بن گئی۔ راکش
سانپ بن گیا۔ اور وہ دونوں ہڈیوں کے ڈھانچوں کے
کے نیچے ایک خفیہ دروازے میں سے گزر کر تاریک سرنگ
میں چلنے لگے۔ اس سرنگ نے ان دونوں کو اہرام کے
پہنچا دیا۔ باہر دن کی روشنی میں آتے ہی وہ اڑن سانپ
بن گئے اور ہوا میں اڑتے ہوئے آسمان میں غائب ہو گئے
وہ سامری کے محل کی طرف جا رہے تھے۔

○

اہرام کے باہر دوسری طرف عنبر بیٹھا تھا۔
ناگ کو اہرام کے اندر گئے کافی دیر ہو گئی تھی۔
اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ پھر اس نے پتھر کے
سے کہا۔

"کیا تم اہرام کے اندر سے ناگ کے جسم کی لہروں
کو آتے محسوس کر رہے ہو؟"

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"وہ سانپ کی شکل میں ہے۔ میں اس کے جسم
کی لہروں کو صرف انسانی جسم میں ہی محسوس کر سکتا
ہوں۔"

عنبر سوچنے لگا کہ ناگ نے اتنی دیر کیوں لگا دی؟ جب
اور زیادہ وقت گزر گیا تو اسے تشویش ہوئی۔ وہ اس ریتلے
شگاف کو دیکھنے لگا جہاں سے ناگ سانپ بن کر اندر گیا
تھا۔ یہاں اس نے ناک لے جا کر ناگ کی بو سونگھنے
کی کوشش کی۔ وہ تڑپ کر پیچھے ہٹ گیا اور پتلے
سے بولا۔

"مجھے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

پتھر کا پتلا یا قوت کچھ سوچ کر بولا۔

"ہو سکتا ہے ناگ کسی بند کوٹھڑی میں چلا گیا ہو۔"

عنبر بولا۔

"ناگ چاہے کسی بند کوٹھڑی میں ہی کیوں نہ چلا
جائے اس کے جسم کی خوشبو دیواروں میں سے بھی
آجایا کرتی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"میں اہرام کے اندر جا کر ناگ کو تلاش کروں گا۔"

پتلا خاموش رہا۔ عنبر نے پتلے کو اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ جیب میں بھول بھلیاں سی بنی ہوئی تھیں۔ مگر عنبر اہرام کی تمام بھول اور اہرام کے شگاف کے پاس آ گیا۔ یہ بڑا چھوٹا سا شگاف بھلیوں کو جانتا تھا۔ کیونکہ اس کا بچپن اہراموں کے آس پاس ہی گزرا تھا اور مصر کے اہرام اس کے سامنے تعمیر ہوئے تھے۔ عنبر اس کے اندر ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ عنبر نے شگاف میں ہاتھ ڈال کر اس کے اوپر جو بھاری پتھر لگا تھا اسے کھینچ لیا۔ آگے ایک زینہ نیچے اتر رہا تھا۔ عنبر زینہ ایک ہی جھٹکے سے اپنی جگہ سے اکھاڑ ڈالا۔ اس کے بعد اتر کر اس کوٹھڑی میں آ گیا جہاں وہ خالی تابوت پڑا تھا۔ نے تین اور پتھر بھی اکھاڑ ڈالے۔ اب وہاں اتنا راستہ جس کے اندر چھوٹا سا شگاف تھا۔ بن گیا تھا کہ عنبر اندر داخل ہو سکتا۔ عنبر اہرام کی دیوار میں گھس گیا۔

دیوار کی دوسری جانب وہی تنگ و تاریک گلی آ گئی جس سے ناگ گزر گیا تھا۔ عنبر اندھیرے میں پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا چل رہا تھا۔ آگے کنواں آ گیا۔ عنبر اس سے بچ کر آگے گزر گیا۔ اس کے بعد بائیں جانب وہ کوٹھڑی تھی جس کے اندر تابوت میں ممی بند تھی۔ عنبر نے تابوت کو کھول کر دیکھا۔ ممی مردود پڑی تھی۔ یہاں ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔ عنبر نے پتلے سے کہا۔

"ناگ یہاں سے ہو کر گیا ہے۔ ہم آگے چلتے ہیں۔"

عنبر کوٹھڑی سے نکل کر آگے روانہ ہوا۔ اہرام میں عنبر کو شگاف کی دوسری جانب ایک پتھر آ گیا تھا۔

"ناگ یہاں سے بھی نہیں گزر سکتا۔ وہ ضرور اسی جگہ کہیں ہے۔"

یہ کہہ کر عنبر نے ناگ کو آواز دینی شروع کر دی۔ اس کی آواز بند اہرام کی فضا میں گھٹ کر رہ جاتی۔ یہاں بھی ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو پھیلی تھی۔

عنبر کہنے لگا۔

"اگر ناگ یہاں نہیں ہے تو پھر اس کی خوشبو کہاں سے آ رہی ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتلے نے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ کسی مشکل میں پھنس گیا ہو۔ یہ اہرام جادو کی نگری ہے۔ یہاں فرعونوں نے کئی طلسم کر رکھے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"میں فرعونوں کو بھی جانتا ہوں اور ان کے طلسموں کو بھی۔"

عنبر نے اہرام کے اندر بہتی کوٹھڑیاں اور بھول بھلیاں تھیں ساری کی ساری کھنگال ڈالیں مگر اُسے ناگ کا کوئی سراغ نہ ملا۔ اب آہستہ آہستہ وہاں کی فضا سے ناگ کی خوشبو بھی مدھم پڑتے پڑتے غائب ہونے لگی تھی۔

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"عنبر بھائی! میرا خیال ہے ناگ کسی طلسم کا شکار ہو کر یہاں سے اغوا ہو گیا ہے۔ یہاں اسے تلاش کرنا بے کار ہے۔ مجھے بھی اس کے جسم کی لہریں محسوس نہیں ہو رہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ ہمیں اہرام سے باہر نکل کر اسے تلاش کرنا چاہیئے۔"

عنبر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"ہم اسے باہر کہاں تلاش کریں گے؟ وہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے اس اہرام میں داخل ہوا تھا۔"

پتلا بولا۔

"لیکن اب وہ یہاں نہیں ہے۔ یہاں اسے تلاش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

عنبر کچھ دیر خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور بولا۔

"ٹھیک ہے ہم ناگ کو اہرام سے باہر ڈھونڈیں گے۔"

عنبر اہرام سے باہر آ گیا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ چاروں طرف دن کی روشنی پھیلی تھی۔ عنبر بولا۔

"یاقوت! تمہارے خیال میں ہمیں کس طرف کا رُخ کرنا چاہیئے؟"

پتھر کا پتلا کہنے لگا۔

"عنبر بھائی! تمہارا اور ناگ کا تعلق ملک مصر سے ہے۔ اور ملک مصر یہاں سے دُور نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ملک مصر میں جا کر وہاں ناگ کو تلاش کرنا چاہیئے۔"

عنبر کیا جواب دیتا۔ اس کے پاس دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھیک ہے ہم مصر ہی چلتے ہیں"

اور ہم اہرام کو پیچھے چھوڑ کر شہر خرطوم کی طرف روانہ ہو گئے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ ایٹمی جنگ نے شہر کو تباہ کر رکھا تھا۔ کوئی مکان کوئی بلڈنگ سلامت نہیں تھی۔ ہر طرف ملبے کے ڈھیر ہی ڈھیر پڑے تھے۔ لوگ یا تو مر گئے تھے اور اگر کوئی بچا بھی تھا۔ تو وہ جنگل کی طرف نکل گیا تھا۔ عنبر سوڈان کے ملک میں پہلے بھی کئی بار آ چکا تھا دن بھر وہ ملک مصر کی سرحد کی طرف چلتا رہا ——— شام کے قریب ایک جگہ صحرا میں اس نے سوڈان کی سرحد عبور کی اور ملک مصر میں داخل ہو گیا۔

مصر اس کا اپنا وطن تھا۔ آج سے ہزاروں برس پہلے وہ اس ملک کے ایک شاہی محل کے قریب دریائے نیل کے ایک مکان میں پیدا ہوا تھا۔ یہاں اہرام کے پاس اس کے ماں باپ کی قبریں تھیں۔ مگر اب وہاں ان کا نام و نشان تک نہ تھا۔

عنبر نے شہر میں آ کر دیکھا۔ کہ قاہرہ کا شہر بھی تباہی [illegible] پیش کر رہا تھا۔ آبادی کا کوئی سراغ باقی نہیں تھا۔ دریائے نیل اسی طرح بہہ رہا تھا۔ کبھی اس دریا پر [illegible] اور فرعون کی شہزادیوں کی [illegible] تیرا کرتی تھیں۔ اب [illegible]

سوائے تیرتے ہوئے گھانس پھونس کے اور کچھ نہیں تھا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ دنیا میں ہر شے فانی ہے۔ تاریخ ہمیں یہی سبق سکھاتی ہے۔

شہر کے کچھ فولادی مینار ٹیڑھے ہو گئے ہوئے تھے۔ یہ ایٹمی تابکاری کا اثر تھا۔ عنبر نے سوچا کہ کیوں نہ وہ فرعون کے اہرام میں جا کر دیوی طلالہ سے رابطہ پیدا کر کے اس سے ناگ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ عنبر شہر سے نکل کر مصر کے سب سے پرانے اور پہلے اہرام کے پاس آ گیا۔ اس اہرام پر بھی ایٹمی جنگ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ صرف اس کا دروازہ جہاں سے سیاح گزر کر اندر جایا کرتے تھے۔ ایک بھاری پتھر گرنے کی وجہ سے آدھا بند ہو گیا تھا۔ عنبر نے پتھر کے پتلے کو دیوی طلالہ کے بارے میں کچھ نہ بتایا اور اہرام کے اندر اس کمرے میں آ گیا جہاں پہلی بار دیوی طلالہ نے اس سے خطاب کیا تھا۔

عنبر نے دیوی طلالہ کا نام لے کر دو تین بار آواز دی۔ مگر دیوی طلالہ کی روح کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ وہ بار بار دیوی طلالہ کی روح کو آوازیں دیتا رہا۔ پہلے اس اہرام میں صرف ایک بار آواز دینے پر ہی دیوی طلالہ کی آواز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آجایا کرتی تھی۔ عنبر نے سوچا کہ ہو سکتا ہے ایٹمی جنگ کی تباہی کے بعد دنیا میں اس دنیا سے چلی گئی ہو۔ عنبر نے سارے اہراموں میں گھوم کر دیکھا۔ ایٹمی تابکاری کی وجہ سے اکثر ممیوں کے رنگ سیاہ پڑ گئے تھے اور وہ سیاہ پتھر کی طرح لگ رہی تھیں۔ ان کی ایسی حالت پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

پتھر کے پتلے سے نہ رہا گیا۔ اس نے عنبر سے پوچھ ہی لیا کہ وہ کس کو پکار رہا تھا؟ عنبر نے کہا۔

"تمہیں کیا بتاؤں؟ تم نہیں سمجھ سکو گے۔"

پتلا کہنے لگا۔

"عنبر بھائی! میں سب کچھ جانتا ہوں۔ یہ جو سیاہ پہاڑ اور چٹانیں تمہیں نظر آ رہی ہیں ان کو تم یونہی مت سمجھو۔ یہ آندھی اور گونگی بولی نہیں ہیں، کوئی دیکھنے اور سننے والا ہو تو یہ بات بھی کرتی ہیں۔ انہوں نے ہزاروں برس کی تاریخ کے واقعات کو اپنے سامنے گزرتے دیکھا ہے۔ میں بھی ان پہاڑوں اور چٹانوں کا ایک حصہ ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"تو پھر تم ہی کیوں نہیں بتاتے کہ ناگ کہاں ہے؟"

پتلا بولا

"کچھ راز ایسے ہیں جو پہاڑوں پر بھی قدرت ظاہر نہیں کرتی۔ یہ غیب کا علم ہے۔ اور بعض غیب کے علم ایسے ہیں کہ جو صرف خدا کو ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اور انسان ان میں دخل نہیں دے سکتے۔ ہاں میں اس سلسلے میں تمہیں مشورہ دے سکتا ہوں۔"

"تو پھر تم کیا مشورہ دیتے ہو؟" عنبر نے پوچھا۔

پتلا کہنے لگا۔

"اگر تم کسی پتھر بنی ہوئی ممی سے بات کرو تو ہو سکتا ہے وہ تمہاری رہنمائی کر سکے۔"

عنبر نے دل میں سوچا کہ پتھر کا پتلا اس سے مذاق کر رہا ہے۔ پھر خیال آیا کہ چلو یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ عنبر اہرام کے اندر ایک ایسی ممی کے تابوت کے پاس گیا جو کھلا ہوا پڑا تھا۔ اس کی ممی کے جسم سے لپٹی ہوئی پٹیاں سیاہ ہو کر پتھر کی طرح سخت ہو گئی تھیں۔ ممی کا چہرہ بھی پتھر بن چکا تھا۔ عنبر نے ممی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اے پتھر ہو چکی ممی! کیا تم بتا سکتی ہو کہ ناگن اور ماریا کیٹی اس وقت کہاں ہیں؟"

ممی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر نے ایک پھر اپنے سوال کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دہرایا تو ممی کے سیاہ پتریلے ہونٹوں میں حرکت پیدا ہوئی اور اس کے حلق سے خشک آواز نکلی۔

"ماریا کیٹی خلاء میں ہیں، ناگ یہاں سے دُور ایک نیلی وادی میں ہے"

ممی یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔ عنبر نے سوال کیا۔

"یہ نیلی وادی کہاں ہے؟"

ممی نے کہا۔

"ایک دریا ہے۔ نیل سے دریا جتنا بڑا۔ اس کی ایک آبشار ہے۔ جو پہاڑ پر سے گرتی ہے۔ اس پہاڑی کے اوپر ایک محل ہے۔ نیلا محل ـــــ وہاں ناگ ـــــ"

اس کے بعد ممی کا منہ بند ہو گیا۔ عنبر نے جلدی سے پوچھا۔

"ہاں ہاں آگے بولو۔ نیلے محل میں ناگ کہاں ہے؟"

مگر ممی نے آگے ایک لفظ بھی نہ کہا۔ پتھر کا پتلا کہنے لگا۔

"عنبر بھائی! ہمارے لیے اتنی معلومات ہی بہت ہیں۔ ممی اب نہیں بولے گی"

عنبر وہاں سے ہٹ گیا۔ پتھر کا پتلا ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔

ممی کے ہونٹوں پر تو موت کی خاموشی کی مہر لگ گئی تھی۔

اہرام سے باہر آکر عنبر نے پتھر کے پتلے سے کہا۔

"یہاں سے دُور نیل کے دریا سے بڑا دریا کون سا ہو سکتا ہے؟"

پتھر کا پتلا کہنے لگا۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے یہاں سے ایک ہزار میل کے فاصلے پر دریا نے زرد بہتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ ممی نے اسی دریا کا ذکر کیا ہو۔ صرف وہی ایک دریا ہے جو دریا نے نیل سے بڑا ہے"

عنبر نے کہا۔

"کیا کوئی وہاں نیلی وادی بھی ہے یاقوت؟"

پتھر کا پتلا کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر سوچ کر بولا۔

"نیلی وادی شاید اسے اس لیے بھی کہتے ہوں۔ کہ وہاں نیلے رنگ کی چٹانیں بہت ہیں۔ جب دوپہر کو سورج کی شعاعیں ان چٹانوں پر پڑتی ہیں تو ان کے عکس سے ساری وادی میں نیلا رنگ بکھر جاتا ہے"

عنبر نے اُچھل کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ بات تم نے پہلے کیوں نہیں بتائی۔ ضرور وہاں کوئی آبشار بھی ہوگی۔ اور پہاڑ کے اوپر محل بھی ہوگا اور ناگ ہمیں وہیں ملے گا۔ ہم آج ہی نیلی وادی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔"

نیلا بولا۔

"اور ماریا کیٹی کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"وہ خلاء میں سفر کر رہے ہیں۔ پہلے ہمیں ناگ کا پتہ لگا کر اسے ساتھ لینا ہوگا۔ اس کے بعد ہم خلا کی طرف جانے کے بارے میں سوچیں گے۔"

عنبر اسی روز قاہرہ سے دریائے زرد کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں عنبر نے اپنا بچپن اور جوانی گزاری تھی۔ اور اسے پانچ ہزار سال سے جانتا تھا۔ مگر آج اس کی تباہی دیکھ کر اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ وہی مصر اور اس کا شہر قاہرہ ہے۔ شہر سے پندرہ میل دور ایک صحرائی گاؤں میں عنبر کو ایک اونٹ مل گیا۔ وہ اس پر سوار ہوکر دریائے زرد کو چل پڑا۔

○

ناگن الکا

ماریا، کیٹی اور تھیوساتگ خلاء میں ہیں۔

عنبر پتھر کے پتلے کے ساتھ ناگ کی تلاش میں نیلی وادی کی طرف جا رہا ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ناگ کو چھوٹی سی انگوٹھی بنا کر اپنی انگلی میں پہن لینے کے بعد ناگن دیوی الکا جب سامری کے محل پر حملہ کرنے گئی تو اس پر کیا بیتی؟

ناگن الکا کے ساتھ اس کا ساتھی نیلا سانپ راکش بھی تھا۔ یہ راکش کوئی سانپ نہیں تھا۔ کہ جس کو ایک ہزار برس تک زندہ رہنے کے بعد یہ طاقت مل گئی ہو کہ وہ انسان کا روپ دھار سکتا ہو۔ بلکہ ایک جادوگر انسان تھا۔ اور ایک خاص چلہ کاٹنے کے بعد اس میں اتنی شکتی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سانپ بھی بن سکتا تھا۔ اسی وجہ سے کہ وہ ناگ کو نہیں پہچان سکا تھا کہ وہ دیوتا ہے۔ اگر سانپ ہوتا تو ناگ دیوتا کو ضرور پہچان لیتا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن الکا عورت کی شکل میں ناگ کی انگوٹھی اپنی انگلی میں پہنے راکش کے ساتھ خرطوم کے پرانے اہرام سے نکل کر فضا میں اڑ گئی تھی۔ وہ انسانی شکل میں فضا میں اس طرح اڑ رہی تھی کہ نیچے سے کوئی دیکھے تو یہ سمجھے کہ کوئی عقاب اڑا جا رہا ہے۔ راکش بھی اس کے ساتھ ہی اڑ رہا تھا۔ کئی جنگل اور صحرا عبور کرنے کے بعد ناگن الکا کو دور سے ایک پہاڑی پر جادوگر سامری کے عالیشان محل کے نیلے نیلے مینار اور سنہری گنبد دکھائی دیئے۔

ناگن الکا نے راکش سے اڑتے اڑتے کہا۔

"راکش! ہوشیار ہو جاؤ۔ سامری کی سلطنت کی حد شروع ہو رہی ہے"۔

راکش بولا۔

"الکا دیوی! تم نے ناگ دیوتا کی انگوٹھی پہن رکھی ہے۔ تم پر سامری کا جادو اثر نہیں کرے گا"۔

ناگن الکا نے کہا۔

"لیکن وہ ہم پر حملہ ضرور کرے گا۔ اسے حملہ کرنے دو۔ میں اس کے محل پر قبضہ کرنے آئی ہوں۔ میں اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گی"۔

ناگن الکا اور راکش جونہی جادوگر سامری کی سلطنت میں داخل ہوئے۔ انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا۔ اور وہ اڑتے اڑتے اوپر کو اٹھ گئے۔ ان کے پاس اگر ناگ دیوتا کی انگوٹھی نہ ہوتی تو وہ اسی جگہ جل کر بھسم ہو گئے ہوتے۔ ناگن الکا چلا کر بولی۔

"سامری! تیری موت آ رہی ہے۔ میں تمہیں اب زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

اس کے ساتھ ہی سامری کے محل کے گنبد میں سے ایک سرخ شعلہ بلند ہوا۔ یہ شعلہ ایک گیند کی شکل اختیار کر کے تیز رفتاری سے ناگن الکا اور راکش کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس شعلے نے ان دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ناگن الکا نے چیخ کر کہا۔

"راکش! ہمیں کچھ نہیں ہوگا۔ بس تم سانس مت کھینچنا"۔

راکش نے اپنا سانس روک لیا۔ اب جادو کے ذریعے ان کے جسم کے ذروں کے ساتھ ہوا اندر داخل ہو رہی تھی۔ مگر آگ ان پر ذرا بھی اثر نہ کر سکی تھی۔ وہ دونوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بالکل محفوظ حالت میں آگ کے گولے میں سے نکل گئے۔
اب وہ سامری کے محل کے اوپر آ گئے تھے۔
محل کے اندر سے اچانک دو اژدھا اپنے نتھنوں اور منہ سے آگ خارج کرتے پھنکارتے شور مچاتے نکلے اور ہوا میں اڑتے ہوئے ناگن الکا اور راکش کی طرف بڑھے۔ ناگن الکا نے ناگ کی انگوٹھی والا ہاتھ آگے کر دیا۔ ناگ کے باریک اور مڑے ہوئے جسم میں سے شعاعیں نکل کر اژدہوں پر پڑیں۔ ایک دھماکہ کیساتھ ان کے جسم پھٹ کر فضا میں بکھر گئے۔
ناگ یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔
ناگن الکا اور راکش فضا میں سے غوطہ لگا کر نیچے محل کے صحن میں اتر آئے۔ ناگن الکا نے اپنی سرخ آنکھیں محل کے شاہی جھروکے کی طرف اٹھائیں اور چیخ کر کہا۔
"سامری تیرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔"
اچانک سامری کے محل سے دھماکے کی آواز کے ساتھ ایک بہت بڑا بھیانک عفریت اچھلتا ہوا نکلا اور اس نے ناگن الکا کی طرف منہ کھول کر سانس اندر کو کھینچا۔ ناگن الکا نے راکش سے کہا۔
"میرا ہاتھ پکڑ لو۔ ہم نہیں تو عفریت کے منہ میں چلے

جاؤ گے۔"
راکش نے لپک کر ناگن الکا کا ہاتھ تھام لیا۔ الکا کے دوسرے ہاتھ میں ناگ کی انگوٹھی تھی۔ عفریت کے سانس میں اس قدر کشش تھی کہ ناگن الکا بھی خود بخود اس کی طرف کھنچنے لگی۔ الکا نے فوراً ناگ کی انگوٹھی والا ہاتھ عفریت کی طرف کر دیا۔ انگوٹھی میں سے نیلے رنگ کی تیز شعاع نکل کر عفریت کے جسم پر پڑی۔ ایک اور دھماکہ ہوا اور عفریت کا جسم پرزے پرزے ہو کر بکھر گیا۔
ناگن الکا نے غضبناک آواز میں نعرہ لگایا۔
"سامری! تیرا کوئی جادو اب مجھ پر نہیں چلے گا۔ اب تو اپنی تیر منا۔ میں حملہ کرتے لگی ہوں۔"
ناگن الکا محل کے دروازے کی طرف لپکی۔ دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ اور اندر سے سانپوں کا ایک لشکر پھنکارتا ہوا نکلا اور ناگن الکا کی طرف بڑھا۔ الکا نے یہاں بھی ناگ دیوتا کی انگوٹھی کو سامنے کر دیا۔ ناگ دیوتا کو انگوٹھی کی شکل میں دیکھتے ہی سارے کے سارے سانپ وہیں غائب ہو گئے۔ الکا محل میں داخل ہو گئی۔
محل کے بڑے دروازے پر دو انسان پہرہ دے رہے تھے۔ ناگن الکا کو دیکھتے ہی وہ اژدہا بن گئے اور پھنکارنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے الکا کی طرف لپکے۔ الکا نے انگوٹھی کے اشارے سے انہیں بھی جلا کر راکھ کر دیا۔

اب وہ محل کے بڑے ہال کمرے میں آگئی۔ سامری کے سامنے تخت پر سامری جادوگر بیٹھا تھا۔ اس کے درباری جادوگر اس کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ ان کی گردنوں میں زہریلے سانپ پھن اٹھائے جھوم رہے تھے۔

سامری جادوگر کے جسم پر بھی سانپ لپٹے تھے۔ اس کے ایک ہاتھ میں انسان کی کھوپڑی تھی۔ ناگن الکا کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ تخت پر اٹھ کھڑا ہوا اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ اس کے جسم کے سانپ پھنکارنے لگے سامری نے غضبناک آواز میں گرج کر کہا۔

"الکا! تجھے تیری موت میرے پاس واپس لے آئی ہے۔ تو یہاں سے بچ کر واپس نہیں جا سکتی۔"

ناگن الکا نے بھی چیخ کر کہا۔

"سامری میں تیری موت بن کر تیرے پاس آئی ہوں۔ تیری زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں۔"

سامری کو ہوش آگیا۔ اس نے اپنے جسم سے لپٹے ہوئے سانپوں کو حکم دیا۔

"اس گستاخ عورت کو ہلاک کر ڈالو۔"

دس بارہ زہریلے سانپ سامری کے جسم سے اچھل کر الکا کی طرف دوڑے۔ مگر ناگ دیوتا کی انگوٹھی نے انہیں راستے میں ہی بھسم کر دیا۔ سامری نے یہ ماجرا دیکھا تو اپنے ہاتھ میں تھامی ہوئی انسانی کھوپڑی کو حکم دیا۔

"اژدر کھوپڑی! ناگن الکا کو ہڑپ کر لے۔"

کھوپڑی کے منہ سے چیخ بلند ہوئی اور وہ ہوا میں اڑ کر ناگن الکا کے سر کے اوپر بیٹھ گئی۔ راکش پیچھے ہٹ گیا۔ ناگن الکا نے چلا کر کہا۔

"راکش! میرے قریب سے مت ہٹنا نہیں تو مارے جاؤ گے۔"

ناگن الکا نے ناگ دیوتا کی انگوٹھی والا ہاتھ اوپر اٹھا کر انگوٹھی کو انسانی کھوپڑی کے ساتھ لگا دیا۔ ناگ کے جسم کا کھوپڑی کے ساتھ لگتا تھا کہ انسانی کھوپڑی چٹاخ سے چار ٹکڑے ہو کر پیچھے گر پڑی۔ کھوپڑی کے ٹکڑے فرش پر الگ الگ ہو کر تڑپ رہے تھے۔ پھر وہ پتھر بن گئے۔ سامری کے ساتھی جادوگروں نے یہ حالت دیکھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو وہاں سے بھاگ گئے۔ کیونکہ سامری کے سارے جادو
سے حملے ناکام ہو گئے تھے۔ مگر سامری کے پاس ایک
آخری جادو ابھی باقی تھا۔

سامری نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے۔ وہ انسان
ایک بہت بڑا گدھ بن گیا جس کی آنکھوں اور پنجوں سے
چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ اس گدھ نے ناگن الکا پر
حملہ کر دیا۔ ناگن الکا نے ناگ دیوتا کی انگوٹھی اس کی طرف
کر دی۔ انگوٹھی میں سے وہی نیلی روشنی کی شعاع نکل کر
گدھ پر پڑی اور گدھ دو ٹکڑے ہو کر فرش پر گرا۔
گرتے ہی وہ بہت بڑا سانپ بن کر پھنکارتا ہوا ناگن الکا
پر حملہ آور ہوا۔ اس بار الکا نے اس کی طرف انگوٹھی کا رخ
کیا اور کہا۔

"سامری! یہ تیری زندگی کی آخری گھڑی ہے۔"

اور اس دفعہ ناگن الکا کے منہ سے بھی ایک سرخ
روشنی نکل کر سامری کے جسم پر پڑی اور گدھ کے
دونوں ٹکڑوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ سامری انسانی شکل
میں آ گیا۔ اور جادو کے زور سے فرش پر سے دس فٹ
اوپر کو اچھلا۔ ناگن الکا نے ایک بار پھر اپنے منہ سے نکلی
روشنی اس پر پھینکی۔

سامری کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ بھسم
ہو کر راکھ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی فضا میں خوف ناک
ڈراؤنی آوازیں چیخیں بلند ہوئیں۔ اور پھر یہ چیخیں غائب
ہو گئیں۔ سامری مر چکا تھا۔

ناگن الکا نے اپنی فتح کی خوشی میں ایک ایسا نعرہ
بلند کیا کہ سامری کے محل کی دیواریں ہل گئیں۔ راکش کی طرف
دیکھ کر الکا بولی۔

"راکش! ہم نے سامری کو ہلاک کر ڈالا۔ اب
میں اس محل کی ملکہ ہوں۔"

ناگن الکا قہقہے لگاتی تخت پر جا کر بیٹھ گئی۔ اس کو
تخت پر بیٹھتے دیکھ کر سامری کے وہ درباری جادوگر
جو اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے فوراً آئے اور الکا کے
سامنے سر جھکا دیئے۔ الکا نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم مصیبت کے وقت سامری کا ساتھ چھوڑ
گئے تھے۔ مگر میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ آج
سے تم لوگ میرے درباری بھی ہو اور میرے
غلام بھی ہو۔ تم خوب جانتے ہو کہ میں تم سے،
تمہارے سامری سے بھی بڑی جادوگرنی ہوں۔
تم اگر میرے غلام بن کر رہو گے تو تمہیں یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب کچھ ملے گا۔ اگر تم نے بغاوت کرنے کی
کوشش کی تو میرے طلسمی سانپ جو محل میں
پہرہ دے رہے ہوں گے تمہیں وہیں ایک ایک
کر کے ڈس دیں گے۔"

یہ کہہ کر ناگن الکا نے ہوا میں دونوں ہاتھ کھول کر
بند کئے تو اس کے دونوں ہاتھوں میں زہریلے سانپ
تھے۔ الکا نے ان سانپوں کو فرش پر پھینکا اور کہا۔
"میرے ساتھیو! میرے دوستو! اس محل کی
حفاظت اب تمہاری ذمے داری ہے۔ ان لوگوں
کی خبر گیری کرتا۔ کسی کے دل میں بغاوت کا
خیال بھی آئے تو اسے ڈس کر وہیں ہلاک کر
دینا۔"

سارے سانپ ایک ایک کر کے تمام درباری
جادوگروں کے پاس گئے۔ ان کے جسموں کو سونگھا
ادھر ادھر دوڑ کر محل میں پھیل گئے۔ ناگن الکا نے
کہا۔

"ان سانپوں نے تمہارے جسموں کی بُو سونگھ
لی ہے۔ تم مجھے دھوکہ دے کر دنیا میں جہاں
بھی جاؤ گے یہ طلسمی سانپ تمہاری بُو کے

پیچھے پیچھے وہاں پہنچ کر تمہیں جہنم میں پہنچا
دیں گے۔"

ناگن الکا نے سامری کے سارے محل پر قبضہ کر لیا۔
محل کی ساری جادوگر عورتیں نوکرانیاں، خادمائیں۔ اور
جادوگر درباری اور نوکر اس کے آگے آ کر جھک گئے۔
الکا نے راکش کو اپنا وزیر اعظم بنا دیا۔ اس نے محل کے
ارد گرد ایک طلسم کا دائرہ کھینچ دیا کہ اگر کوئی چڑیا بھی
اس دائرے میں داخل ہو تو وہیں جل کر راکھ ہو جائے۔

اسی روز ناگن الکا نے اپنی تاجپوشی کا شاندار جشن
منایا اور اپنے سر پر ہیرے جواہرات کا قیمتی تاج پہنا
اس کا وزیر راکش یعنی نیلا سانپ اس کے ساتھ ہی
تخت پر بیٹھا تھا۔ ناگ الکا کی انگلی سے انگوٹھی بن کر
لپٹا یہ سارا تماشہ دیکھ کر ہنسا تھا اور دل میں سوچ رہا
تھا کہ اس مصیبت سے نکلنے کی تدبیر اسے کیوں کر نجات دلائے
گا؟

ناگ کا ذہن اور آنکھیں کام کر رہی تھیں۔ وہ سوچ
بھی سکتا تھا اور دیکھ بھی سکتا تھا۔ مگر اپنے چھوٹے
سے جسم کو یہ انگوٹھی کی طرح مڑا ہوا تھا اور الکا کی
انگلی سے لپٹا ہوا تھا، حرکت نہ دے سکتا تھا۔ اگر وہ اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسم کو حرکت دے سکتا تو ضرور اس کی انگلی سے رینگ کر اُتر جاتا۔

جشنِ تاجپوشی کے بعد رات کو الکا اپنی خواب گاہ میں آکر لیٹ گئی۔ ناگ کا خیال تھا کہ وہ اپنی انگوٹھی آلہ کسی ڈبی میں رکھ دے گی مگر اس نے ایسا نہ کیا کنیزیں الکا کے بالوں کو ریشمی رومال میں لپیٹ رہی تھیں۔ پھر ساری کنیزیں اور خادمائیں چلی گئیں اور الکا اپنے خوبصورت بچھونے پر لیٹ گئی۔ ناگ اس کی انگلی سے لپٹا سوچ رہا تھا کہ وہ کب تک اس قید میں جکڑا رہے گا؟ الکا گہری نیند سو گئی تھی۔ ناگ کو اس کے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ناگ بول بھی نہیں سکتا تھا۔ اگر وہ بول سکتا تو سانپ کی آواز میں اس طلسمی محل میں رہنے والے سانپوں میں سے کسی کو بُلا کر اس سے مدد حاصل کرتا۔ نہ جانے یہ کس قسم کے طلسمی سانپ تھے کہ ناگ دیوتا کی خوشبو کو بھی نہیں سونگھ سکتے تھے۔

ظاہر ہے یہ سارا محل طلسمی تھا اور سانپ بھی جادو کے تھے۔

جب رات آدھی گذر گئی تو اچانک الکا کے خراٹے بند ہو گئے۔ وہ آہستہ سے جاگ کر بچھونے سے نکل کر پلنگ سے نیچے اُتر آئی۔ پلنگ کے پاس ہی ایک پتھر کا بکس رکھا ہوا تھا۔ الکا نے اس بکس کا ڈھکنا کھول کر اس کے اندر پڑا ہوا مور کا پنکھ اُٹھا لیا۔ یہ مور کا پنکھ بھی پتھر کا تھا۔ الکا مور کے پنکھ کو لے کر خواب گاہ کے کونے میں پردے کے پیچھے چلی گئی۔

ناگ اس کی انگلی سے لپٹا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ الکا نے دیوار میں ایک جگہ مور کے پنکھ کو لگایا تو وہاں سے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار میں ایک راستہ بن گیا۔ اس کے آگے زینہ بنا ہوا تھا جو نیچے جاتا تھا۔ الکا زینہ اتر گئی۔ ناگ یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ نیچے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کی چھت پر ایک الو کی شکل کا فانوس لگا ہوا تھا۔ اس فانوس میں سے ہلکی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔

الکا اس فانوس کے نیچے جا کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے فانوس کی طرف منہ اٹھا کر کہا۔

"افراسیاب! میں نے تیری مدد سے سامری کو شکست دی ہے۔ لیکن مجھے تمہارے بتائے ہوئے راز یعنی اس ناگ دیوتا کی طرف سے پریشانی ہے۔ اگر کسی روز یہ مجھ سے چھین لیا گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو میں کیا کروں گی؟"

فانوس میں روشنی جلنے بجھنے لگے۔ فانوس میں سے آواز آئی۔

"الکا تیری بادشاہت اس انگوٹھی سے قائم ہے اگر یہ ناگ دیوتا والی انگوٹھی کسی دوسرے انسان نے پہن لی تو تمہارا جادو ختم ہو جائے گا۔ اور تمہارا نچلا دھڑ سانپ کا بن جائے گا۔"

الکا بولی۔

"پھر میں کیا کروں؟ اس انگوٹھی کو کس جگہ سنبھال کر رکھوں کہ اس پر کسی دوسرے باہر کے انسان کی نظر نہ پڑ سکے؟"

الو کے فانوس میں سے افراسیاب کی آواز آئی۔

"تم اسے اتار کر میرے فانوس کے اندر چھپا دو یہاں تک کوئی باہر کا انسان نہیں پہنچ سکتا۔"

الکا نے فوراً ناگ والی انگوٹھی اتاری اور اسے الو کی شکل والے فانوس کے اندر چھپا کر رکھ دیا۔ بولی۔

"اب تم اس کی حفاظت کرنا افراسیاب!"

افراسیاب جادوگر کی آواز آئی۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں اس حفاظت کروں گا۔ اب تم سکون کے ساتھ جا کر آرام کرو۔"

الکا بولی۔

"میں اسی لیے تمہارے پاس آئی تھی۔ کیونکہ مجھے انگوٹھی کے کھو جانے کا خیال پریشان کر رہا تھا۔"

یہ کہہ کر الکا تہہ خانے سے واپس اپنی خواب گاہ میں آ گئی۔ اس نے مور کا پنکھ پلنگ کے پاس پتھر کے ڈبے میں بند کر دیا اور آرام سے سو گئی۔

ناگ انگوٹھی کی شکل میں تہہ خانے کے اندر الو کے فانوس میں خاموش پڑا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب تو یہاں سے کوئی بھی اسے نہیں نکال سکتا۔

○

دوسری طرف عنبر صحراؤں میں سفر کرتا چلا آ رہا تھا۔ پتھر کا پتلا اس کی جیب میں تھا۔ عنبر اونٹ پر بیٹھا تھا۔ اسے سفر کرتے کرتے ہی دن گزر گئے تھے۔ ابھی تک کسی جانب سے بھی اسے ہمارا۔ کیٹی یا ناگ کی خوشبو محسوس نہیں ہوئی تھی۔ ایک رات بڑے زور کی آندھی آئی۔ صحرا میں ریت کے ٹیلے اڑنے لگے۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اونٹ سے اُتر کر اس کی اوٹ میں کمبل اوپر لے کر لیٹ گیا۔ جب آندھی تھمی تو اس پر ریت ہی ریت پڑی تھی۔ اس نے ریت کو جھاڑا اور پتھر کے پتلے کو جیب سے نکال کر پوچھا۔

"یاقوت! تمہارا کیا خیال ہے ابھی دریائے زرد کتنی دُور ہوگا؟"

پتھر کے پتلے نے ایک طرف سے ہوا میں موجود ریت کے ذرّوں کو سونگھ کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اگر شمال کی طرف چلتے رہے تو صبح دریائے کے کنارے پہنچ جائیں گے۔"

عنبر اونٹ پر سوار ہو گیا اور سفر شروع کر دیا۔ پتھر کے پتلے کا اندازہ صحیح تھا۔ دن نکلا تو عنبر نے دیکھا کہ سامنے ایک دریا بہہ رہا تھا۔ دریا کے دوسرے کنارے دور چھوٹے چھوٹے پہاڑ تھے۔ عنبر نے یاقوت سے کہا۔

"یاقوت! دریا پر تو ہم آ گئے ہیں۔ اب مجھے یقین ہے کہ نیلی وادی ان سامنے والے پہاڑوں کے درمیان ہوگی۔"

"ہاں" یاقوت نے کہا۔ "ہمیں اسی طرف سفر کرنا ہوگا۔"

عنبر نے اونٹ کو وہیں چھوڑ دیا اور دریا کو تیر کر پار کیا۔

دریا کی دوسری جانب پتھریلا میدان تھا۔ یہ میدان ختم ہوا تو پہاڑی سلسلہ شروع ہو گیا۔ دریا آگے سے گھوم کر ان پہاڑیوں میں آ گیا تھا۔ وادی میں پہنچتے ہی عنبر نے دیکھا کہ وہاں نیلے رنگ کی اونچی اونچی چٹانیں تھیں جن پر دھوپ پڑ رہی تھی اور ساری وادی میں ہلکی ہلکی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ عنبر نے خوش ہو کر کہا۔

"یاقوت! ہم نیلی وادی میں پہنچ گئے ہیں۔ اب آبشار کو تلاش کرنا ہے۔"

وادی میں سفر کرتے ہوئے عنبر پہاڑی کی دوسری طرف آیا تو دیکھا کہ سامنے ایک اونچا پہاڑ تھا جس کی ایک طرف سے آبشار نیچے جھیل میں گر رہی تھی۔ عنبر کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا۔

"یاقوت! یہی ہے وہ آبشار جس کا ذکر ممی نے کیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اب ہم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو ڈھونڈ لیں گے"

پھر وہ بولا۔

"لیکن مجھے ناگ کی ہلکی سی خوشبو بھی نہیں آ رہی"

پتھر کے پتلے یاقوت نے کہا۔

"ہمیں پہاڑ کے پار چل کر دیکھنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے اُدھر پہنچنے کے بعد ناگ کا کوئی سراغ مل جائے"

عنبر نے دوبارہ چلنا شروع کر دیا۔ وہ پہاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ پھر وہ پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ پہاڑی کی چوٹی پر عنبر نے آ کر دیکھا کہ دوسری طرف ایک اونچا پہاڑ تھا۔ جس کے اوپر ایک شاندار محل بنا ہوا تھا۔ اس محل کے مینار تھے اور گنبد سنہری۔

عنبر نے حیران ہو کر کہا۔

"یاقوت یہ محل تو کسی بادشاہ کا معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ محل یہاں کہاں سے آ گیا؟ کیا اس محل کے گنبدوں اور میناروں پر ایٹمی تابکاری کا کوئی اثر نہیں پڑا"

پتھر کا پتلا کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے یہ کوئی طلسمی محل ہو"

عنبر نے کہا

"تو کیا ناگ اس محل میں ہوگا؟"

پتھر کا پتلا کہنے لگا

"اگرچہ ممی نے اس محل کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن ہمیں اس محل میں بھی ناگ کو تلاش کرنا ہوگا۔ اس کے باوجود ہمیں اس بات سے خبردار رہنا ہوگا کہ اگر یہ کوئی طلسمی محل ہوا تو ہم پر جادو اثر کر سکتا ہے"

عنبر بولا۔

"جہاں تک میرا تعلق ہے مجھ پر تو جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ ہاں تم پر اگر اثر ہو گیا تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا"

پتلا کہنے لگا

"تم میری فکر نہ کرو۔ میں تو پہلے ہی پتھر کا پتلا ہوں۔ مجھ پر اگر جادو چل بھی گیا تو کیا ہوگا۔ پتھر سے میں کیا بن جاؤں گا۔ تم خدا کا نام لے کر محل کی طرف چلو۔ مگر ایک بات ضرور کہوں گا کہ اگر ناگ وہاں پر کسی جادوگر کی قید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ہے تو تمہاری موجودگی سے جادوگر ہوشیار
ہو سکتا ہے اور ناگ کو نقصان پہنچنے کا خطرہ
پیدا ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر تمہاری کیا رائے ہے؟" عنبر نے پوچھا
پتلے نے کہا۔

"تمہیں بھیس بدل کر وہاں جانا چاہیئے۔"
عنبر کہنے لگا۔

"میں یہاں کس طرح سے بھیس بدل سکتا ہوں
یہاں تو کوئی دوسرا آدمی نظر نہیں آ رہا کہ میں اس
سے کپڑے چھین لوں۔"

عنبر کے اس سوال کا پتلے نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر
نے خود ہی اپنے ذہن میں طے کر لیا۔ کہ وہ خفیہ طریقے
سے اس محل میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔
پہاڑی سے اتر کر وہ دوسری وادی میں گزرتا ہوا
طلسمی محل والے پہاڑ کی طرف بڑھا۔ پہاڑ کی چڑھائی
سیدھی تھی مگر عنبر کے لیے یہ چڑھائی کچھ زیادہ مشکل
نہیں تھی۔
وہ پہاڑ کی آدھی چڑھائی چڑھ گیا۔ یہاں ایک کھلی جگہ
آ گئی۔ کچھ درخت یہاں سائے کیے ہوئے تھے۔ ایک چشمہ

بھی بہہ رہا تھا۔ عنبر یہاں منہ ہاتھ دھونے کے لیے
رُک گیا۔ وہ چشمے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اسے
انسانی آواز سنائی دی۔ عنبر جلدی سے درختوں کے
پیچھے چھپ گیا۔
اس نے دیکھا کہ دو آدمی جنہوں نے لمبے لمبے
لبادے پہن رکھے تھے اور سروں پر نیلے رنگ
کی ٹوپیاں تھیں باتیں کرتے آ رہے تھے۔ وہ چشمے
کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ اور باتیں کرنے لگے۔ ایک
نے کہا۔

"فنگش! ہماری ملکہ دیوی الکا کے خلاف
اس کا وزیر راکش کوئی سازش کر رہا
ہے۔"

دوسرا آدمی جس کا نام فنگش تھا بولا۔

"جب تک الکا کے پاس طلسمی انگوٹھی ہے
اس کا کوئی شخص کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

دوسرا آدمی بولا۔

"وزیر راکش اس طلسمی انگوٹھی کو حاصل
کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔"

فنگش نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"الکا دیوی نے سنا ہے طلسمی انگوٹھی کسی خفیہ جگہ چھپا کر رکھ دی ہے۔ اب یہ انگوٹھی اس کی انگلی میں نہیں ہوتی۔"

دوسرا آدمی کہنے لگا۔

"ہمیں اس وقت دیوی الکا کی مدد کرنی چاہیے اور اسے راکش کی سازش سے آگاہ کر دینا چاہیے۔"

فنگش نے کہا۔

"ہمیں کیا ضرورت ہے اس مصیبت میں پڑنے کی۔ ہم شاہی محل کے معمولی غلام ہیں۔ آج تھوڑا وقت ملا تو اس طرف کی سیر کرنے نکل آئے ہیں۔ چلو اب واپس محل میں چلتے ہیں۔"

عنبر نے فوراً ایک سکیم تیار کر لی تھی۔ اس اسکیم کا خیال اسے ان دونوں آدمیوں کی باتیں سننے کے بعد آیا تھا۔

عنبر تیزی سے درختوں کے پیچھے نکل آیا اور دونوں آدمیوں کی طرف بڑھا۔ ایک اجنبی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر فنگش نے خنجر نکال کر عنبر پر پوری طاقت سے پھینکا۔ خنجر عنبر کے سینے پر لگا اور نیچے گر پڑا۔

دیر میں عنبر نے ان دونوں کی گردنوں کو اپنے پنجوں میں دبوچ لیا تھا۔ عنبر کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ دونوں آدمیوں کا سانس بند ہونے لگا۔ عنبر نے انہیں اس وقت چھوڑا جب وہ دونوں اگلی دنیا کو رخصت ہو چکے تھے۔ عنبر نے فوراً اپنے کپڑے اتار کر فنگش کے کپڑے پہن لیے۔ لبادہ اوڑھا اور نیلی ٹوپی اپنے سر پر جما لی۔ پتھر کے پتلے کی آواز آئی۔

"یہ سب کچھ تم کس لیے کر رہے ہو عنبر؟"

عنبر نے کہا۔

"میں فنگش بن کر ملکہ الکا دیوی کے محل میں داخل ہوں گا۔ مجھے یقین ہے ناگ اسی محل میں کسی طلسم کے زیر اثر قید ہے۔"

پتلا کہنے لگا۔

"شاید ایسا ہی ہو۔ کیونکہ ممی کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔"

عنبر نے دونوں آدمیوں کی لاشیں پہاڑ کے نیچے پھینک دیں اور اب دیوی الکا کے طلسمی محل کے غلام کے لباس میں محل کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ محل کے دروازے پر نیلے لبادوں اور نیلی ٹوپیوں والے پہرے دار پہرہ دے رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں لمبی لمبی تلواریں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیں، عنبر نے پتلے سے کہا۔

"میں اس محل کے ایک غلام فنگش کے بھیس میں یہاں جا رہا ہوں۔ تم خاموش رہنا۔"

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ میں تمہاری جیب میں خاموش رہوں گا۔"

عنبر محل کے دروازے پر پہنچا تو پہرے دار نے اس کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا۔

"تم کو پہلے محل میں نہیں دیکھا۔ تم کون ہو؟"

عنبر نے بڑی بے نیازی اور اعتماد کے ساتھ کہا

"اب تم اپنے آدمیوں کو بھی نہیں پہچانتے ہو؟ میں تمہاری شکایت وزیر اعظم راکش سے کروں گا۔"

پہرے دار نے راکش کا نام سن کر جلدی سے کہا۔

"چلو چلو بھائی مجھ سے غلطی ہو گئی۔ وزیر اعظم سے شکایت کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔"

عنبر مسکراتا ہوا بڑے اعتماد کے ساتھ محل میں داخل ہو گیا۔

طلسمی ناگ انگوٹھی

عنبر نے محل میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھا۔ ایک خوب صورت باغ تھا۔ جس میں چاندی ایسے فوارے چل رہے تھے۔ برآمدے میں سنہری ستون کھڑے تھے۔ کنیزیں باغ میں پھول چن رہی تھیں۔ عنبر نے جیسا لباس پہن رکھا تھا اسی قسم کے لباس دوسرے غلاموں نے بھی پہن رکھے تھے۔ اور وہ مختلف جگہوں پر پہرہ دے رہے تھے۔ عنبر کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کس طرف کو جائے اور کہاں جا کر پہرہ دے۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کوئی اسے اجنبی دیکھ کر شور نہ مچا دے۔ مگر عنبر نے دیکھا کہ کوئی غلام دوسرے غلام سے بات نہیں کر رہا تھا۔ لگتا تھا کہ یہ سب ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں۔

یہ بات عنبر کے حق میں جاتی تھی۔ وہ محل کے دوسرے بڑے دروازے میں سے نکل کر ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھوٹے سے باغیچے میں آ گیا۔ جہاں کچھ غلام پتھر ایک طرف ہٹا رہے تھے۔ عنبر بھی وہاں پتھر اٹھانے لگا۔ ایک غلام نے اس کی طرف تعجب سے دیکھا اور کہا

"تم یہاں پتھر کیوں ڈھو رہے ہو؟ تمہارے سینے پر نیلے بٹن ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نیلے بٹن والے غلام محل کے اندر راکش کی خدمت کرتے ہیں؟"

عنبر کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ مگر اس نے بڑے اعتماد سے کہا۔

"میں سب کچھ جانتا ہوں۔ لیکن میں تم سے ہمدردی کی وجہ سے تمہارے کام میں ہاتھ بٹانے آ گیا ہوں۔"

غلام نے کہا۔

"یہ یہاں کے اصولوں کے خلاف ہے۔ تم یہاں سے ہٹ جاؤ یا وہ محل کے اندر جاؤ۔ نہیں تو ہماری یہی شامت آ جائے گی۔"

عنبر کو معلوم ہو چکا تھا کہ اسے کہاں جا کر کام کرنا ہے چنانچہ وہ مسکرا کر بولا۔

"اچھا بھائی! میں اندر ہی چلا جاتا ہوں۔"

اور عنبر محل کے اندر داخل ہو گیا۔ ایک بات سمجھ گیا تھا کہ یہاں کے غلام ایک دوسرے کی شکلوں کو زیادہ نہیں جانتے۔ ورنہ یہ غلام عنبر کو دیکھ کر ضرور کہتا کہ میں نے تمہیں پہلے یہاں نہیں دیکھا۔

عنبر محل کے دوسرے بڑے دروازے میں سے گزر کر شاہی ہال کمرے میں آ گیا۔ یہاں شاندار ریشمی پردے لہرا رہے تھے۔ جگہ جگہ قالین بچھے تھے جن پر قیمتی صوفے پڑے تھے۔ یہاں غلام ادھر ادھر چل پھر رہے تھے۔ کوئی پھولوں کا گلدستہ لیے جا رہا تھا کسی کے ہاتھ میں پھلوں کا طشت تھا۔ عنبر نے باغیچے میں سے پھول توڑ کر ان کا ایک گلدستہ بنایا اور دوسرے غلاموں کے پیچھے وہ بھی چل پڑا کہ دیکھیں یہ پھول کہاں لے جا رہے ہیں۔

غلاموں نے محل کے ایک دوسرے عالی شان کمرے میں پھول گلدان میں جا کر لگا دیئے۔ اتنے میں ایک شاہانہ لباس والا آدمی دوسرے خادموں کے ساتھ وہاں سے گزرا۔ عنبر کو معلوم ہوا کہ یہ وزیر اعظم راکش تھا۔ عنبر نے اس کی شکل ذہن میں بٹھا لی۔ دوپہر تک وہ محل میں کام کرتا رہا۔ شام کو اسے دوسرے غلاموں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ دربار ہال میں جانے کا حکم ملا۔

یہاں پہلی بار عنبر نے ملکہ یعنی الکا دیوی کو تخت پر بڑی شان کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وزیر اعظم راکش اس کے ساتھ ہی تخت پر بیٹھا تھا۔ اور بڑی گہری نظروں سے ملکہ کو تک رہا تھا۔ ملکہ الکا دیوی نے پاس اکیلے جانے کا موقع مل جائے اور وہ راکش درباریوں کے ساتھ کچھ باتیں کیں اور دربار برخاست کر دیا گیا

عنبر اس ٹوہ میں تھا کہ کسی طرح اُسے ملکہ الکا دیوی سے کی سازش کے بارے میں اسے بتا کر اس کی ہمدردی حاصل کرے اور پھر ناگ کے بارے میں سراغ لگائے عنبر نے پتھر سے بنے پتلے یاقوت سے مشورہ کیا تو اس نے بھی اسے یہی رائے دی کہ وہ ملکہ الکا کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ عنبر نے کہا۔

"ملکہ یاقوت! مجھے ابھی تک محل میں ناگ کی خوشبو کسی جگہ سے نہیں آئی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اگر ناگ اس محل میں ہے تو پھر اس کی خوشبو محسوس کیوں نہیں ہو رہی؟"

یاقوت بولا۔

"عنبر! تم بھول رہے ہو کہ یہ طلسمی محل ہے اس کی بنتی نے بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ ناگ

اسی محل میں کسی جگہ قید ہے اور طلسم کی وجہ سے اس کی خوشبو ہم تک نہیں پہنچ رہی۔ تم ملکہ سے ملاقات کرنے کی کوشش کرو۔"

عنبر نے کہا۔

"اگر میں نے ملکہ سے کہا کہ اس کا وزیر اعظم اس کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ تو وہ کہے گی کہ میرے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟"

یاقوت نے کہا۔

"تو پھر پہلے کوئی ثبوت حاصل کرو۔"

پتھر کچھ سوچ کر بولا۔

"تم ایسا کرو کہ مجھے ملکہ الکا کے سامنے جا کر پیش کرو اور کہو کہ تم کو یہ پتھر کا پتلا باغ میں پڑا ملا۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا۔"

عنبر نے کہا۔

"یاقوت! ایک بار پھر سوچ لو۔ کہیں تم پر کوئی مصیبت نہ آ جائے۔"

پتلا ہنسا۔

"میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے۔ تم بے فکر ہو کر وہی کرو جو میں کہہ رہا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے پتلے کو جیب میں رکھا اور ملکہ الکا کے کمرے کی طرف بڑھا۔ الکا دیوی کے کمرے کے باہر دو کنیزیں تلواریں لیے پہرہ دے رہی تھیں۔ عنبر نے قریب جا کر کہا۔

"میں ملکہ سلامت سے ملنا چاہتا ہوں۔"

کنیز نے اسے گھور کر دیکھا اور کہا۔

"تمہیں ملکہ سلامت سے کیا کام آ پڑا ہے۔ تم ایک غلام ہو۔ غلام کو ملکہ سے ملاقات کی اجازت نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"میرا ملکہ الکا سے ملنا بہت ضروری ہے۔"

دوسری کنیز نے تلوار اٹھا لی اور اونچی آواز میں کہا۔

"اگر تم یہاں سے نہیں جاؤ گے تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گی۔"

عنبر نے بھی چیخ کر کہا۔

"میرا ملکہ سے ملنا ضروری ہے۔ میں ملکہ سے ملاقات کر کے یہاں سے چلوں گا۔"

شور مچا تو اندر ملکہ الکا کو پتہ چل گیا۔ اس نے

کہا۔

"یہ باہر کون ہے؟ یہ کیسا شور ہے؟"

ایک کنیز نے آ کر کہا۔

"ملکہ سلامت! ایک غلام آپ سے ملنا چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

ملکہ الکا نے کہا۔

"اسے اندر آنے دو۔"

عنبر کو ملکہ نے اپنے کمرے میں طلب کر لیا۔ اور اس کی طرف غور سے دیکھ کر پوچھا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"ملکہ سلامت! میں تنہائی میں آپ کو ایک ضروری بات بتانا چاہتا ہوں۔"

ملکہ الکا دیوی نے تمام کنیزوں کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ جب ساری کنیزیں چلی گئیں اور کمرہ خالی ہو گیا تو ملکہ نے پوچھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم؟"

عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ملکہ سلامت! میں آپ کا ادنیٰ غلام ہوں۔ لیکن میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص آپ کو نقصان پہنچائے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو صاف صاف کہو۔" ملکہ نے ڈانٹ کر کہا۔

عنبر نے جیب سے پتھر کا پتلا نکال کر ملکہ کو دیا اور کہا۔

"ملکہ سلامت! مجھے محل کے باغ میں یہ پتھر کا پتلا ملا ہے۔ یہ بولتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ محل میں آپ کے خلاف وزیر اعظم خطرناک سازش کر رہا ہے۔"

ملکہ الکا کی تیوری چڑھ گئی۔ اس نے عنبر کی طرف تیز سرخ آنکھوں سے دیکھا اور کہا۔

"تم کیا بکواس کر رہے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"ملکہ سلامت! میں آپ کا غلام ہوں۔ مگر آپ اس پتلے سے خود بات کر کے معلوم کر لیں۔ مجھے خود اس پتلے کی باتوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ اسی لیے میں اسے آپ کے پاس لے آیا

ہوں کہ آپ خود اس سے بات کر لیں۔"

ملکہ الکا نے پتلے کی طرف غور سے دیکھا۔ پھر اسے کہا۔

"کیا تم بات کر سکتے ہو؟"

پتلا بولا۔

"ہاں ملکہ سلامت! میں بات بھی کر سکتا ہوں اور میں آپ کو ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنے یہاں آیا ہوں۔"

"تمہیں کس نے بھیجا ہے؟" ملکہ الکا نے پوچھا۔

پتلا بولا۔

"مجھے دیوتا بھوتام نے بھیجا ہے جو پتھروں کا دیوتا ہے۔ پہاڑوں اور چٹانوں کا دیوتا ہے۔ آپ کی زندگی خطرے میں ہے۔ آپ کا وزیر اعظم راکش آپ کے خلاف زبردست سازش تیار کر رہا ہے۔"

ملکہ الکا بولی۔

"تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟"

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"آپ راکش کی سرگرمیوں کا جائزہ لیں۔ آپ کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ ہم جھوٹ نہیں بولا کرتے۔"

الکا دیوی نے کہا۔

"بہت خوب۔ میں اس کی تحقیق کروں گی۔ اس وقت تک تم میرے پاس رہو گے۔"

پتلے نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔ میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ آپ مجھے اپنے پاس رکھ سکتی ہیں۔"

ملکہ الکا نے پتھر کے پتلے کو اٹھا کر اس ڈبے میں رہ لیا۔ جہاں پہلے ہی پتھر کا مور کا پنکھ پڑا تھا۔ یہ وہی پنکھ تھا جس کو خواب گاہ کی دیوار پر لگانے سے وہاں تہہ خانے کو جانے والا راستہ بن گیا تھا۔

ملکہ نے عنبر سے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے ملکہ سلامت! میں آپ کا غلام ہوں۔"

ملکہ بولی۔

"دیکھو۔ جو باتیں یہاں ہوتی ہیں ان کا ذکر ہرگز کسی

سے مت کرنا۔"

پھر کچھ سوچ کر ملکہ نے کہا۔

"عنبر! تم میری خواب گاہ کے باہر پہرہ دیا کرو گے۔ آج سے میری خواب گاہ کے باہر کنیزوں کی جگہ پر تم پہرہ دو گے۔"

عنبر نے جھک کر کہا۔

"جو حکم ملکہ سلامت!"

عنبر کو خواب گاہ کے باہر پہرے پر لگا دیا گیا۔

ملکہ الکا پتلے کی باتوں سے پریشان ہو گئی تھی۔ اسے اپنے وزیر اعظم پر پہلے ہی شک تھا۔ اب جب جادو کے پتلے نے اسے سازش کے بارے میں آگاہ کیا تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ افراسیاب سے مشورہ کرے گی۔ چنانچہ رات کو اس نے پتھر کے ڈبے میں سے مور کا پنکھ نکالا۔ پتلا اسے دیکھ رہا تھا کہ ملکہ نے مور کا پنکھ نکالا ہے۔ ملکہ الکا سیدھی تہہ خانے میں گئی اور اس نے اُلّو کے فانوس کی طرف منہ کر کے افراسیاب کو آواز دی۔ افراسیاب نے پوچھا۔

"مجھے کس لیے پکارا ہے تم نے الکا؟"

الکا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایک پتھر کا پتلا میرے پاس آیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وزیراعظم راکش میرے خلاف سازش کر رہا ہے۔ کیا یہ خبر درست ہے افراسیاب؟"

افراسیاب نے کہا۔

"ہاں۔ میں خود چاہتا تھا کہ تم میرے پاس آؤ اور میں تمہیں یہ بات بتاؤں۔ راکش تمہارے خلاف سازش کر رہا ہے۔"

ملکہ الکا کو غصہ آگیا۔ اس نے کہا۔

"میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

افراسیاب بولا۔

"یہ تم بھی خوب جانتی ہو کہ راکش طلسمی آدمی ہے اور وہ سانپ بن کر فرار ہو سکتا ہے۔ اس لیے تم اسے آسانی سے ہلاک نہیں کر سکتی ہو۔"

ملکہ الکا نے کہا۔

"تو کیا میں اسے اجازت دے دوں کہ وہ میرے خلاف سازش کرتے اور میری ناگ دیوتا کی انگوٹھی اڑا کر لے جائے۔"

افراسیاب بولا۔

"اگر وہ یہاں انگوٹھی لینے آیا تو میں اپنے طلسم سے اسے ہلاک کر ڈالوں گا۔ تم انگوٹھی کی طرف سے کوئی فکر مت کرو۔ ہاں راکش سے ہوشیار رہو۔"

ملکہ الکا نے کہا۔

"میں اسے پتھر کی چاردیواری میں بند کر دوں گی جہاں وہ نیلا سانپ بن کر قید ہو جائے گا۔ اور کبھی باہر نہیں نکل سکے گا۔"

"اگر تم یہی کرنا چاہتی ہو تو کر سکتی ہو۔ لیکن اطمینان رکھو وہ یہاں آکر ناگ دیوتا کی انگوٹھی کبھی نکال کر نہیں لے جائے گا۔"

الکا خوش ہو کر وہاں سے اپنی خواب گاہ میں آگئی۔

دوسرے روز ملکہ الکا نے عنبر کو طلب کیا۔ وہ وزیر اعظم کو پتھر کے تہہ خانے میں بند کرنے کے لیے عنبر سے مدد لینا چاہتی تھی۔ کیونکہ یہی ایک غلام تھا جس کو سازش کے بارے میں علم تھا۔ عنبر آیا تو ملکہ نے کہا۔

"عنبر! اگر تم میرے وفادار غلام ہو تو غدار راکش کو پتھر کے تہہ خانے میں بند کرنے میں میری مدد کرو۔ میں تمہیں اپنا خاص غلام بنا لوں گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور تجھے بہت انعام دوں گی۔"
عنبر نے ادب سے جھک کر کہا۔
"ملکہ سلامت! میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں آپ کے کام آؤں۔ مجھے انعام کا کوئی لالچ نہیں ہے۔ آپ کی مدد کرتے ہوئے اگر میری جان بھی چلی جاتی ہے تو مجھے کوئی دکھ نہیں ہوگا۔"
ملکہ الکا اپنے غلام عنبر کی اس بات پر بڑی خوش ہوئی اس نے کہا۔
"تو سنو! میں پتھر کی کوٹھڑی کا معائنہ کرنے کے بہانے وزیر اعظم راکش کو ساتھ لے کر وہاں جاؤں گی۔ تم میرے غلام خاص بن کر میرے ساتھ جاؤ گے۔ پھر پتھر کی کوٹھڑی میں پہنچ کر تم وزیر اعظم راکش کو باتوں میں لگاؤ گے اور میں اس پر جادوئی منتر پڑھ کر پھونکوں گی جس سے وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم کوٹھڑی کو بند کر کے وہاں سے آجائیں گے۔"
عنبر نے کہا۔

"میں آپ کا ہر حکم بجا لاؤں گا ملکہ سلامت!"
"شاباش! اب تم میرے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔"
عنبر آداب بجا لا کر ملکہ الکا کی خواب گاہ سے باہر آ کر پہرہ دینے لگا۔
اصل میں ملکہ الکا نے ایک چال چلی تھی۔ وہ ایک تیر سے دو نشانے مارنا چاہتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ عنبر کو اس راز کا علم ہو جائے کہ ملکہ نے وزیر اعظم راکش کو سنگ مرمر کی کوٹھڑی میں بند کر کے مار ڈالا ہے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ عنبر کو بھی کوٹھڑی میں بند کر دے گی تاکہ یہ راز کوٹھڑی میں عنبر کے ساتھ ہی ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے۔
دوسرے دن شام کو ملکہ الکا نے عنبر کو طلب کیا۔ اس کے کمرے میں وزیر اعظم راکش بھی اپنے شاہی لباس میں موجود تھا۔ ملکہ نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔
"راکش! عنبر میرا غلام بھی میرے ساتھ کوٹھڑی میں جائے گا۔ اگر وہاں کوئی دیوار شکستہ ہوئی تو یہ اس کی مرمت کر دے گا۔ تم تو جانتے ہو کہ سنگ مرمر کی یہ کوٹھڑی ہمارے محل کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سلامتی کے لیے بہت ضروری ہے۔"
وزیر اعظم نے کہا۔
"آپ نے بجا فرمایا ملکہ سلامت! چلیے۔ چل کر سنگ مرمر کی کوٹھی کا معائینہ کرتے ہیں۔"
ملکہ الکا اور وزیر اعظم راکش سنگ مرمر کی کوٹھی کی طرف چل پڑے۔
عنبر ان کے پیچھے تھا۔ کئی راہ داریوں سے گزر کر محل کی پچھلی منزل میں آگئے۔ یہاں ایک پتھر کا دروازہ بنا ہوا تھا۔ ملکہ الکا نے خفیہ بٹن کو دبایا تو پتھر کی دیوار ایک طرف کھسک گئی۔ وہ سب اندر داخل ہو گئے۔ عنبر نے دیکھا کہ یہ سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی جہاں کوئی روشن دان یا کھڑکی نہیں تھی۔ ملکہ چھوٹ موٹ کوٹھڑی کا معائینہ کرنے لگی۔
وزیر اعظم راکش ایک جگہ کھڑا تھا۔ ملکہ الکا نے عنبر کو اشارہ کیا۔ عنبر نے وزیر اعظم سے کہا۔
"حضور انور! مجھے اس کونے میں ایک جگہ پتھر اکھڑا ہوا لگتا ہے۔ ذرا دیکھیں تو۔"
وزیر اعظم راکش کو ابھی تک سازش کا ذرا سا بھی علم نہیں ہوا تھا۔ وہ عنبر کے ساتھ کونے کی طرف جا کر وہاں جھک کر پتھروں کو تکنے لگا۔ اچانک ان کے پیچھے کھٹاک کی آواز سے کوٹھڑی کی پتھر کی دیوار بند ہو گئی۔ عنبر اور وزیر اعظم نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ دیوار بند ہو چکی تھی۔
عنبر کو اب پتہ چلا کہ ملکہ الکا نے اس کے ساتھ بھی دھوکہ کیا تھا۔ وزیر اعظم نے دیوار میں ایک طاق میں ہاتھ ڈال کر بٹن دبایا۔ مگر پتھر کی دیوار اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ ملکہ الکا دیوی اتنی بے وقوف نہیں تھی۔ اس نے باہر سے خفیہ بٹن کاٹ کر اندر والے بٹن کو بے کار بنا دیا تھا۔ اب وہ دونوں اندر بند ہو چکے تھے۔ اور باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔
وزیر اعظم راکش نے گھور کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ تم بھی ملکہ کی سازش میں شریک تھے۔"
عنبر نے کہا۔
"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے حضور انور۔"
"راکش نے غصے میں کہا۔
"اگر یہ بات نہیں تھی تو تم مجھے کونے کی طرف ٹوٹا پتھر دکھانے کیوں لے گئے تھے جبکہ وہاں کوئی پتھر ٹوٹا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا نہیں ہے۔ ظاہر ہے تمہیں ملکہ نے ایسا کرنے
کے لیے کہا ہوگا۔ تاکہ میں اس سے کچھ دور
ہو جاؤں۔ لیکن تم ملکہ کی دوہری چال کا شکار
ہو گئے ہو۔"
عنبر نے کہا۔
"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو حضورِ انور! مگر اب
ہمیں یہاں سے نکلنے کے بارے میں
سوچنا چاہیئے۔"
وزیرِ اعظم راکش بولا۔
"بکواس بند کرو غدار! پہلے میں تم کو تمہاری
غداری کی سزا دوں گا۔ اس کے بعد یہاں سے
نکلنے کے بارے میں سوچوں گا۔"
عنبر خاموش نظروں سے راکش کی طرف دیکھ رہا تھا
بھلا یہ شخص عنبر کو کیا سزا دے سکتا تھا۔ راکش
نے کہا۔
"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میرے خلاف
خونی سازش کرنے کی سزا موت ہے۔ مرنے
کے تیار ہو جاؤ۔"
عنبر نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔ حضورِ انور!"
وزیرِ اعظم راکش اسی وقت نیلا سانپ بن گیا۔ عنبر
بڑا حیران ہوا کہ یہ شخص بھی سانپ بن سکتا ہے۔
پھر اس نے سوچا کہ یہ جادو کا کرشمہ ہوگا۔ وہ دیوار
کے پاس خاموش کھڑا رہا۔ راکش نیلے سانپ کی شکل میں
پھن اٹھائے پھنکارتا ہوا عنبر کی طرف بڑھا اور اس نے
اچھل کر بڑے غصے کے ساتھ عنبر کی گردن پر ڈس
دیا۔ عنبر نے اپنی گردن کو جان بوجھ کر سخت نہیں کیا تھا۔
نیلے سانپ کے دانت عنبر کی گردن میں گھس کر زہر داخل
کر چکے تھے۔ مگر یہ زہر وہیں سے باہر نکل کر بہہ گیا۔ وزیرِ
اعظم راکش فوراً انسان بن گیا اور بولا۔
"غدار غلام! اب تم اپنے انجام کو پہنچ جاؤ
گے۔"
عنبر نے سوچا کہ اس شخص کے پاس اگر جادو ہے
تو یہ ضرور کسی جادو کے ذریعے یہاں سے نکل جائے
گا۔ مرنے کا بہانہ بنا کر یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ یہاں سے
کیسے باہر جاتا ہے۔ چنانچہ عنبر دھڑام سے فرش پر گر
پڑا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ مر گیا ہے۔
راکش نے عنبر کو بغور دیکھا۔ جب اسے تسلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گئی کہ عنبر مر گیا ہے تو وہ کوٹھڑی کی دیواروں کو ٹٹولنے لگا۔ وہ سانپ بن کر وہاں کسی سوراخ سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔ مگر یہ سنگ مرمر کی دیواروں والی بند کوٹھڑی تھی۔ وہاں کوئی معمولی سا بھی سوراخ نہیں تھا۔ راکش نے سانپ کا روپ دھار کر بھی دیواروں کو جگہ جگہ سے ٹٹولا مگر اسے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ راکش دوبارہ انسانی شکل میں آ گیا اور ایک جگہ فرش پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ عنبر آدھ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ راکش کے پاس صرف ایک ہی جادوئی منتر ہے جس کے زور سے وہ صرف سانپ بن سکتا ہے۔ اس کے سوا وہ کوئی جادو نہیں جانتا۔ لیکن ایسی بات نہیں تھی۔

وزیر اعظم راکش کے پاس ایک اور خفیہ منتر بھی تھا جس کو وہ فرش پر بیٹھا یاد کر رہا تھا۔ جب اسے منتر پورے کا پورا یاد آ گیا۔ تو اس کا چہرہ خوشی سے مسکرا اٹھا۔ اس نے منتر پڑھ کر ایک جگہ دیوار پر پھونک ماری تو دیوار میں شگاف بن گیا اور راکش اس شگاف میں سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی شگاف پھر بند ہو گیا۔

عنبر جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کم بخت شگاف بند

ہو چکا تھا۔ عنبر نے اس جگہ پتھر کو دوسری طرف دھکیلا۔ پتھر اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا۔ لیکن عنبر نے ابھی اپنی پوری طاقت استعمال نہیں کی تھی۔ پھر اس نے اپنی پوری طاقت کو کام میں لاتے ہوئے پتھر کو زور سے دھکیلا تو وہ دوسری طرف لڑھک گیا۔ وہاں وہی شگاف دوبارہ نمودار ہو گیا۔

عنبر جلدی سے باہر نکل گیا۔ اس نے باہر نکلتے ہی پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پہ جوڑ کر شگاف کو بند کر دیا۔ عنبر نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹی سی تاریک سرنگ میں کھڑا ہے۔ جس کی ایک جانب پانی کی نالی بہہ رہی ہے۔ سرنگ کی چھت اتنی نیچی تھی کہ عنبر کو جھک کر چلنا پڑ رہا تھا۔

کافی آگے جا کر سرنگ میں ایک زینہ یعنی سیڑھیاں آ گئیں۔ ان سیڑھیوں میں گھپ اندھیرا تھا مگر عنبر ہر شے دیکھ رہا تھا۔ سیڑھیاں اوپر ایک جالی دار دروازے پر جا کر ختم ہو گئیں۔ راکش اس جالی دار دروازے میں سے سانپ بن کر نکل گیا تھا۔ عنبر سانپ نہیں بن سکتا تھا۔ لیکن اس نے اپنی غیر معمولی طاقت کے ذریعے جالی دار دروازے کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک طرف سے کھول دیا اور دوسری طرف نکل گیا۔
وہ محل کے عقبی باغ میں ایک جگہ جھاڑیوں میں باہر نکل آیا۔ عنبر نے سوچا کہ اسے وزیراعظم راکش کے پاس جاکر اس سے ملکہ الکا کے طلسم کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس طرح سے طلسم ٹوٹ جائے اور ناگ اگر محل میں کسی جگہ قید ہے تو اپنے آپ باہر آجائے۔
عنبر وزیراعظم راکش کے کمرے کی طرف بڑھا۔ راکش کا شاہی کمرہ محل کے کونے میں تھا۔ اس کے دروازے پر زبردست پہرہ تھا۔ عنبر پیچھے کی جانب کھڑکی کے پاس آگیا جو لوہے کی تھی اور بند تھی۔ عنبر نے دونوں ہاتھ کھڑکی کے پٹ پر ساتھ رکھ کر اندر کو جھٹکا دیا تو کھڑکی کے فولادی پٹ اکھڑ کر دوسری طرف گر پڑے۔ چھناکے کی آواز پیدا ہوئی۔
راکش اپنے کمرے میں دو غلاموں کے پاس کھڑا کچھ بات کر رہا تھا۔ اس نے چونک کر کھڑکی کی طرف دیکھا۔ عنبر چھلانگ لگا کر اندر کود گیا۔ راکش پہلے تو عنبر کو زندہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اس نے تو اسے ڈسا تھا۔ پھر یہ زندہ کیسے بچ گیا؟ پھر اس نے

غلاموں کو حکم دیا۔
"اس کے ٹکڑے کر دو۔"
حبشی غلام تلواریں لے کر عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ عنبر کے جسم پر تلواروں کے وار پڑنے لگے۔ مگر عنبر کے جسم کو خراش تک نہ آئی۔ راکش بت بنا یہ عجیب و غریب منظر دیکھ رہا تھا۔ یہ منظر عنبر راکش کو دکھانا چاہتا تھا تاکہ اسے عنبر کی خفیہ طاقت کا علم ہو سکے۔
جب حبشی غلاموں کی تلواریں ٹوٹ گئیں تو عنبر نے کہا۔
"راکش! تم اپنے محل کی ساری تلواریں آزما کر دیکھ لو۔ مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ بالکل اسی طرح جس طرح مجھ پر تمہارے مہلک زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا!"
وزیر راکش سمجھ گیا کہ یہ شخص کوئی بہت بڑا جادوگر ہے۔ اس نے ہاتھ بلند کر کے کہا۔
"رک جاؤ!"
حبشی پہلے ہی ٹوٹی ہوئی تلواروں کے دستے ہاتھ میں لیے پریشان کھڑے تھے۔ راکش نے انہیں کمرے سے نکل جانے کا حکم دیا۔ حبشی غلام باہر چلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے۔ تو راکش نے عنبر کے قریب آکر کہا
"تم ـــــ تم نے یہ جادو کہاں سے سیکھا؟"
عنبر نے مسکرا کر کہا۔
"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا"
راکش بولا۔
"کیا تم مجھے یہ جادو نہیں بتا سکتے۔
میں۔ میں تمہیں اپنا وزیر اعلیٰ بنا لوں گا
میں وعدہ کرتا ہوں۔ تمہیں دولت سے مالا
مال کر دوں گا"
عنبر نے کہا۔
"میں جتنی چاہے دولت پیدا کر سکتا ہوں۔
مجھے تمہاری دولت کا لالچ نہیں ہے"
راکش نے کہا۔
"تو پھر ایسا کرو کہ ـــــ میں تمہیں اپنا خفیہ
منتر بتائے دیتا ہوں جس کو پڑھ کر تم سانپ
بن سکو گے اور تم مجھے اپنا منتر بتا
دو ـــــ"
عنبر نے کہا۔
"یہ سب کچھ تم کس لیے کر رہے ہو؟"

راکش بولا۔
"میں ملکہ الکا سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔ میں
اس محل پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں"
عنبر نے کہا۔
"تو تم ملکہ کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کیوں نہیں
کر لیتے؟"
راکش بولا۔
"میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ملکہ الکا کے پاس
جب تک طلسمی انگوٹھی موجود ہے کوئی اُسے
ہلاک نہیں کر سکتا"
عنبر نے پہلے بھی طلسمی انگوٹھی کا ذکر سنا تھا۔
اب جب راکش نے اس کا نام لیا تو اس نے پوچھا۔
"یہ طلسمی انگوٹھی کیا چیز ہے اور کہاں
ہے؟"
راکش نے کہا۔
"یہی تو مجھے معلوم نہیں کہ طلسمی انگوٹھی ملکہ نے
کس جگہ چھپا کر رکھی ہے۔ پہلے وہ اسے اپنی
انگلی میں پہنا کرتی تھی مگر اب اس نے یہ انگوٹھی
کسی خفیہ جگہ رکھ دی ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کہنے لگا۔

"دیکھو راکش! تم میری طاقت سے واقف ہو چکے ہو تم پر یہ راز کھل گیا ہے کہ تم اور تمہارے سارے غلام مل کر بھی مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اب تم مجھ سے ایک سودا کرو۔ میں یہاں اپنے ایک دوست کی تلاش میں آیا ہوں۔ اگر تم مجھے میرے دوست کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں ہے تو میں طلسمی انگوٹھی حاصل کرنے میں تمہاری مدد کروں گا۔"

وزیر اعظم راکش نے پوچھا۔

"تمہارا دوست کون ہے اور یہاں کب آیا تھا؟ میں تو اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ تم اس کا نام بتاؤ کہ وہ کب ادھر آیا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

"تم بھی خفیہ منتر کے ذریعے سانپ بن جاتے ہو۔ مگر میرا دوست سانپوں کا دیوتا ہے۔ وہ

ہزاروں سال سے زندہ ہے اور انسان کے علاوہ سانپ بن کر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کا نام ناگ ہے۔ وہ ناگ دیوتا ہے۔ کیا تم اُسے اس محل میں کہیں دیکھا ہے؟ کیونکہ مجھے ایک جوتشی نے بتایا تھا کہ ناگ اسی محل میں ہے۔"

عنبر کی باتیں وزیر اعظم راکش بڑے غور سے سن رہا تھا۔ وہ سب سمجھ گیا تھا کہ عنبر جس ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھ رہا ہے اس کو ملکہ الکا نے سانپ کی شکل کی انگوٹھی بنا کر کہیں چھپا دیا ہے۔ یہی تو وہ ناگ دیوتا تھا جس کی راکش کو بھی ضرورت تھی۔ اب وہ عنبر کو کیسے بتا دیتا کہ ناگ دیوتا کو انگوٹھی بنا دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اگر عنبر کو وہ بتا دیتا ہے تو عنبر ناگ دیوتا کی انگوٹھی خود لے جائے گا۔

چنانچہ اس نے مکاری سے کام لیتے ہوئے ان جان بن کر کہا۔

"مجھے افسوس ہے میرے دوست عنبر کہ میں نے ناگ دیوتا کو اس محل میں کہیں نہیں دیکھا۔ نہیں اور کہیں نہیں دیکھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"مگر جوتشی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس نے کہا تھا کہ ناگ اسی محل میں ہے گا۔"

راکش عیاری سے بولا۔

"میرے بھائی! اگر ناگ دیوتا یہاں ہوتا تو مجھے اس کے بارے میں بتانے میں کیا حرج تھا بھلا۔ میں تمہیں صاف صاف بتا دیتا۔ مگر یقین کرو تمہارا دوست ناگ دیوتا اس طرف نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے وہ دریا کے کنارے وادی میں کسی جگہ ہو۔ تم وادی میں جا کر اسے تلاش کرو۔ تو زیادہ بہتر ہے۔"

وزیر اعظم راکش اب یہی چاہتا تھا کہ عنبر محل سے چلا جائے۔ کیونکہ اگر وہ طلسمی انگوٹھی کو دیکھ لیتا ہے تو ناگ دیوتا کو پہچان لے گا اور انگوٹھی اپنے ساتھ لے جائے گا۔ عنبر ناامید ہو گیا۔ راکش کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ عنبر نے سوچا۔ وہ ٹھیک ہی کہہ رہا ہو گا۔ اگر ناگ وہاں ہوتا تو وہ بتا دیتا۔ اسے بتانے میں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اب

وزیر اعظم راکش یہ سوچ کر کہ عنبر کو شک نہ ہو کہ وہ اسے وادی میں کیوں جانے کو کہہ رہا ہے یہ چال چلی کہ بڑی عاجزی سے بولا۔

"میرے دوست عنبر! میں تمہیں یہی کہوں گا کہ ابھی اپنے دوست ناگ کی تلاش کا کام روک کر میرے ساتھ طلسمی انگوٹھی کو تلاش کرو۔ ہم اس سلطنت پر قبضہ کر لیں گے تو پھر ہمارے غلام تمہارے ناگ کو بھی ڈھونڈ نکالیں گے۔"

لیکن عنبر کو راکش اور ملکہ الکا کی سلطنت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے کہا۔

"نہیں۔ تمہارے ساتھ مل کر یہ کام نہیں کر سکتا۔ مجھے سوائے اپنے دوست ناگ کے اور کسی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر عنبر باہر نکل گیا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسانی دھڑوں الا سانپ

اب عنبر کو اپنے پتلے یاقوت کا خیال آیا۔
اس کا پتلا ملکہ الکا دیوی کے پاس اس کی خواب گاہ میں تھا اور عنبر پتلا لیے بغیر وہاں سے نہیں جا سکتا تھا عنبر نے یہی سوچا تھا کہ وہ ناگ کو وادی میں جا کر تلاش کرے گا۔ لیکن وہ پتھر کے پتلے کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ ملکہ الکا کی خواب گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ اگرچہ ملکہ الکا نے عنبر کے ساتھ دھوکا کیا تھا مگر عنبر اس کو اس دھوکے کی سزا نہیں دینا چاہتا تھا۔ اسے ملکہ سے بدلہ لینے کی کیا ضرورت تھی۔
عنبر نے یہی سوچا کہ وہ پتھر کا پتلا لے کر محل سے چلا جائے گا۔
ملکہ کی خواب گاہ کی طرف جانے کے لیے عنبر ایک بارہ دری کے پیچھے سے ہو کر محل کی عقبی دیوار کے پاس آ گیا۔ یہاں رات کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ عنبر دیوار پھاند کر

ملکہ کی خواب گاہ کے باغ میں آ گیا۔ باغ میں بھی خاموشی اور گھپ اندھیرا تھا مگر ملکہ کی خواب گاہ کی کھڑکی میں سے ہلکی ہلکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ عنبر نے تھوڑا سا زور لگایا تو کھڑکی کھل گئی۔
عنبر نے اندر جھانک کر دیکھا۔ ملکہ کا پلنگ خالی تھا۔ کمرہ بھی خالی تھا۔ ملکہ وہاں نہیں تھی۔ عنبر کو معلوم تھا کہ ملکہ الکا نے پتھر کا پتلا اپنے پلنگ کے پاس پتھر کے بکس میں رکھا ہوا ہے۔ عنبر نے قریب جا کر پتھر کے بکس کو کھولا تو پتھر کا پتلا اندر پڑا تھا۔ پتلے نے عنبر کو دیکھ کر کہا۔
"عنبر! ناگ اسی خواب گاہ کے تہہ خانے میں ہے۔"
عنبر تو حیران رہ گیا۔ بولا۔
"تمہیں کیسے پتہ چلا؟"
پتلا بولا۔
"ابھی ابھی ملکہ الکا نے بکس کھول کر اس میں سے مور کا پنکھ نکالا تھا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ اے پتھر کے پتلے کہیں مجھ سے ناگ دیوتا کی انگوٹھی چھین تو نہیں لی جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گی؟ میں نے اس سے کہا، کہ ناگ دیوتا کی انگوٹھی
کہاں پر ہے؟ ملکہ نے مجھے یہ نہیں بتایا۔ صرف
اتنا کہا کہ میں نے اسے تہہ خانے میں ایک
خفیہ جگہ پر چھپا رکھا ہے مجھے یقین ہے کہ وہ
تہہ خانے میں ہی گئی ہے؟
عنبر نے کہا۔
"میں تہہ خانے میں جاؤں گا۔ کیا تم بتا سکتے
ہو کہ تہہ خانے کو جانے والا راستہ کہاں
ہے؟"
پتھر کا پتلا بولا۔
"مجھے خواب گاہ کی دیوار کے ساتھ لگاؤ۔ میں
تہہ خانے کے خفیہ دروازے کی لہریں محسوس
کر کے ہی بتا سکوں گا۔"
عنبر نے پتھر کے پتلے کو دیوار کے ساتھ لگایا تو پتلا
بولا۔
"اس سامنے والی دیوار پر جو پردہ لٹک رہا ہے
ہے۔ خفیہ دروازہ اسی دیوار میں ہے۔ جا کر
معلوم کرو۔"
عنبر نے پتلے کو جیب میں رکھا اور سامنے والی

دیوار کا پردہ ایک طرف ہٹایا تو سامنے ایک چھوٹا سا
دروازہ کھلا تھا۔ ملکہ الکا نیچے تہہ خانے میں جاتے
ہوئے دروازہ بند کرنا بھول گئی تھی۔ عنبر نے جھانک
کر دیکھا۔ چار سیڑھیاں اتر کر کمرے کے درمیان
میں ملکہ الکا دو زانو بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں
اور اس کے اوپر اُلو کی شکل والا فانوس لٹک رہا تھا۔
عنبر کو ناگ کی خوشبو یہاں بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ
اسی نتیجے پر پہنچی کہ ناگ پر کوئی ایسا طلسم کیا گیا ہے۔
کہ جس کی وجہ سے اس کے جسم کی بُو پتھر کی طرح
ساکت ہو گئی ہے۔ عنبر سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں
میں آ گیا۔ وہ ملکہ الکا سے ناگ کے بارے میں دریافت
کرنا چاہتا تھا۔ اس کے پاؤں کی آہٹ سن کر ملکہ الکا
نے اپنی آنکھیں کھول کر عنبر کو اپنے سامنے دیکھا تو اس
کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کیونکہ وہ خود عنبر کو
ایک ایسی پتھر کی کوٹھڑی میں بند کر کے آئی تھی کہ جہاں
سے کوئی انسان قیامت تک نہیں نکل سکتا تھا۔ پھر یہ
شخص وہاں سے کیسے باہر نکل آیا۔
عنبر نے ملکہ کی حیرانی کو دیکھتے ہوئے خود ہی کہا۔
"الکا! اس وقت میں تمہارا غلام نہیں ہوں بلکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ہوں۔ عنبر ــــ جس کی غیر معمولی طاقت
کا اندازہ تم نے اس بات سے لگا لیا ہو
گا کہ تمہاری پتھروں کی دیواریں بھی میرا راستہ
نہیں روک سکیں اور تمہیں یہ بھی بتا دوں
کہ تمہارا وزیراعظم بھی فرار ہو کر اپنے محل
میں آ گیا ہے۔"

اب تو ملکہ الکا کے ہوش اڑ گئے۔ اس نے گھبرا
کر کہا۔

"کیا راکش بھی آزاد ہو گیا ہے؟"

"ہاں" عنبر نے کہا "اس پر تمہاری سازش
بے نقاب ہو گئی ہے۔ اب وہ اپنے طلسم سے
تمہیں سخت نقصان پہنچائے گا۔ لیکن اگر تم مجھے
یہ بتا دو کہ ناگ دیوتا کہاں ہے تو میں تمہاری
مدد کر سکتا ہوں۔"

ملکہ الکا ایک بار پھر چونک پڑی۔ تو یہ شخص بھی ناگ
دیوتا کی انگوٹھی کی تلاش میں ہے۔ ملکہ الکا نے سوچا
وہ کسی حالت میں بھی عنبر کو ناگ دیوتا کی انگوٹھی نہیں
دے سکتی تھی۔ اس انگوٹھی میں تو ملکہ الکا کی جان تھی۔
وہ ایک قدم پیچھے ہٹی اور اس نے منتر پڑھ کر

عنبر پر پھونکا۔ الکا کے منہ سے آگ کا شعلہ نکلا اور
اس شعلے نے عنبر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مگر عنبر پر
آگ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ عنبر شعلے میں سے صحیح سلامت
نکل آیا اور بولا۔

"الکا! تمہارا کوئی جادو مجھ پر نہیں چلے
گا۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مجھے
ناگ دیوتا کے بارے میں بتا دو کہ وہ
کہاں ہے۔ کیونکہ وہ میرا دوست ہے اور
میں اسی کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔"

ملکہ الکا نے ایک چیخ ماری۔ ہاتھ فضا میں بلند کیا۔
اور فانوس کی طرف منہ کر کے بولی۔

"افراسیاب! میری مدد کر۔ تو نے میری مدد
کا وعدہ کیا تھا۔ ناگ دیوتا کی طلسمی انگوٹھی میری
زندگی ہے۔ میری مدد کر۔"

عین اس وقت الو کی شکل والے فانوس میں سے
دو سانپ اڑتے ہوئے باہر نکلے اور انہوں نے عنبر
کی گردن کو جکڑ کر کسنا شروع کر دیا۔ عنبر نے بڑی
آسانی سے دونوں سانپوں کو گردن میں سے نوچ کر
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے افراسیاب! تیرا جادو مجھ پر نہیں چل سکتا۔ تم اپنی ہار مان لو اور ناگ دیوتا کے بارے میں بتا دو کہ اس کی انگوٹھی کہاں ہے؟"

افراسیاب نے دوسرا طلسم کیا۔ فانوس میں سے اس بار ایک بدروح چمگادڑ کی شکل میں نکل کر چیخ مارتی ہوئی عنبر پر جھپٹی۔ عنبر نے اسے بھی پکڑ اس کی گردن توڑ ڈالی۔ مگر الکا ڈر کر باہر کو بھاگی۔ عنبر نے اسے پکڑ کر وہیں بٹھا دیا اور کہا۔

"جب تک تم مجھے ناگ دیوتا کے بارے میں نہیں بتاؤ گی۔ میں تمہیں باہر نہیں جانے دوں گا۔"

فانوس کے اندر چھپایا گیا ناگ عنبر کی آواز سن چکا تھا اور خوش تھا کہ وہ اسے آزاد کرانے کے لیے آگیا ہے۔ مگر وہ خود بول نہیں سکتا تھا۔ افراسیاب کے فانوس میں سے چیخوں کی آواز بلند ہونے لگی اور فانوس چھت سے الگ ہو کر ایک آتشی گولے کی طرح تہہ خانے میں گردش کرنے لگا۔ عنبر نے فانوس کو دبوچ کر زمین پر پھینک دیا۔ زمین پر گرتے ہی فانوس میں سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی اور وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس میں سے ایک سیاہ رنگ کی چھوٹی سی انگوٹھی نکل کر پرے گری۔ عنبر نے اسے اٹھا لیا۔ اب جو اس نے غور سے دیکھا تو وہ انگوٹھی نہیں تھی بلکہ ناگ تھا جو بہت چھوٹا ہو کر انگوٹھی کی شکل کا بنا دیا گیا تھا۔

عنبر نے بے اختیار کہا۔

"ناگ! میرے دوست! گھبراؤ نہیں۔ میں آ گیا ہوں۔"

ملکہ الکا نے ایک چیخ ماری اور عنبر پر جھپٹی۔ عنبر نے انگوٹھی کو اپنی انگلی میں پہن لیا اور الکا کے حملے کو روکنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ الکا کا نچلا دھڑ سانپ کا بن گیا اور وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔ عنبر آنکھیں پھاڑے اسے تک رہا تھا۔

ملکہ الکا کا نچلا دھڑ سانپ کا اور اوپر والا دھڑ عورت کا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"تم اصل میں کون ہو؟"

ملکہ الکا کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔ اس نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عنبر! میں اس محل کی حقیقی ملکہ ہوں۔ میرا باپ اس محل پر حکومت کرتا تھا۔ لیکن ایک جادوگر نے مجھ سے بدلہ لینے کے لیے میرے نچلے دھڑ کو سانپ کا بنا دیا پھر افراسیاب جادوگر نے مجھے کہا کہ اگر کہیں سے مجھے ناگ دیوتا سانپ کی شکل میں مل جائے اور میں اس کی انگوٹھی بنا کر اسے اپنے پاس رکھ لوں تو میں عورت کی شکل میں آجاؤں گی۔ اور میری سلطنت بھی قائم رہے گی۔ لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ تم مجھ سے بھی طاقتور نکلو گے۔"

عنبر کی انگلی میں آنے کے بعد ناگ کے جسم میں ہلکا پیدا ہو گئی۔ عنبر نے اسے اپنی انگلی پر رینگتے دیکھا تو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔

"ناگ تم حرکت کر رہے ہو۔ تمہاری خوشبو بھی آنے لگی ہے۔"

ناگ کی آواز بھی واپس آگئی تھی۔ اس نے کہا۔

"میں پھر سے زندہ ہو گیا ہوں۔"

ملکہ الکا نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"افراسیاب کا طلسم بھی ختم ہو گیا ہے۔ اب میں ناگ دیوتا کے رحم و کرم پر ہوں۔"

ناگ پھر سے سانپ بن کر فرش پر آگیا۔ اس نے سانس اوپر کو کھینچا اور انسانی شکل اختیار کر گیا۔ اس نے عنبر کو گلے لگا لیا اور پھر ملکہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"اس عورت نے اپنی حکومت اور محل کو بچانے کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا۔ میں اسے معاف کرتا ہوں۔"

عنبر بولا۔

"اس نے مجھے بھی تہہ خانے میں بند کر دیا تھا۔ مگر اب میں بھی اسے معاف کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ اس محل کی جائز حق دار ہے اور اس کی وجہ سے یہاں کتنے ملازم اور خادمائیں زندگی بسر کر رہی ہیں۔"

ملکہ الکا کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے آنسوؤں بھری آواز میں کہا۔

"لیکن اب میں آدھا سانپ بن کر کیا حکومت کروں گی۔ وزیر اعظم راکش مجھے آسانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے قتل کر کے میرے محل پہ قبضہ کر لے گا۔ کیونکہ اب میرا طلسم ختم ہو چکا ہے۔"
ناگ نے غصّے سے کہا۔
"وہ کون ہوتا ہے تمہیں قتل کرنے والا؟ ہم اِسے بھی دیکھ لیں گے۔ ہماری ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں۔"
عنبر نے کہا۔
"وزیر اعظم راکش اگرچہ اس وقت تمہاری جان کا دشمن بن گیا ہے۔ مگر ہم اسے بڑی آسانی سے ٹھکانے لگا دیں گے۔"
الکا بولی۔
"لیکن میرا آدھا دھڑ تو سانپ ہی کا رہے گا اور اس طرح میں زندہ نہیں رہنا چاہتی۔"
ناگ مسکرایا۔
"الکا! یہ جس سانپ کا آدھا دھڑ تمہارے جسم کے ساتھ لگا ہوا ہے میں اس سانپ کے اوپر والے دھڑ کو طلب کر کے تمہیں نچلے دھڑ سے نجات دلا دوں گا۔ میرے ساتھ اوپر چلو۔"

پھر ناگ نے عنبر سے پتھر کے پتلے کے بارے میں پوچھا تو عنبر کی جیب میں سے پتھر کے پتلے نے کہا۔

"میں عنبر کی جیب میں خیریت سے ہوں اور تمہاری خیریت نیک چاہتا ہوں۔"
عنبر اور ناگ مسکرانے لگے۔ وہ تہہ خانے سے نکل کر ملکہ الکا کی خواب گاہ میں آ گئے۔ ملکہ الکا بھی اپنے سانپ والے دھڑ سے رینگتی ہوئی اپنے پلنگ کے پاس قالین پر آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔
ناگ نے کہا۔
"عنبر! دروازہ اندر سے بند کر دو۔"
عنبر نے خواب گاہ کے دروازے کو جا کر دیکھا ملکہ نے کہا۔
"دروازہ اندر سے بند ہے عنبر بھائی۔"
عنبر کو ملکہ کے منہ سے بھائی کا لفظ بڑا اچھا لگا۔ بہن اگر بھائی کو بھائی کہہ کر پکارے تو بھائی کا دل خوشی سے پھول جاتا ہے۔ کیونکہ بہن بھائی کا رشتہ بڑا انمول پاکیزہ اور پیارا ہوتا ہے۔ بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بہنوں کو بہت پیار کریں۔ ان کے آرام

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا خیال رکھیں۔ بہنیں بے چاری تو پرایا دھن ہوتی ہیں۔ ایک نہ ایک دن انہیں دوسرے کے گھر جا کر اپنا نیا گھر بسانا ہوتا ہے۔ اس لیے بہنوں سے جتنا پیار کیا جائے کم ہے۔ دوستو! تم بھی اپنی بہنوں سے بہت پیار کیا کرو۔

عنبر نے ملکہ سے کہا۔

"الکا بہن! تم نے مجھے بھائی کہہ کر واقعی اپنا بھائی بنا لیا ہے۔ تمہاری مدد کرنا اب میرا فرض ہے۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"الکا! تم اگر عنبر کی بہن ہو تو پھر خود بخود میری بھی بہن بن گئی ہو۔ اور ہم اپنی بہن کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔"

اس کے بعد ناگ نے سانپ کی طرح ہلکی سی پھنکار منہ سے نکالی اور سانپ کی زبان میں اس سانپ کو آواز دی جس کا نچلا دھڑ ملکہ الکا کو لگا ہوا تھا۔ خواب گاہ میں خاموشی چھا گئی۔ ملکہ الکا چپ چاپ نظروں سے ناگ کو دیکھ رہی تھی۔ عنبر بھی اپنی جگہ پر خاموش کھڑا تھا۔

اتنے میں پھنکار کی آواز سنائی دی اور ایک ایسا بڑے سائز کا سانپ کمرے میں نمودار ہوا۔ جس کا اوپر والا دھڑ سانپ کا تھا مگر نچلا دھڑ عورت کا تھا۔ اس سانپ کے نچلے دھڑ کے ساتھ الکا کی ٹانگیں لگی تھیں۔

ملکہ الکا اس عجیب و غریب اور اپنی ٹانگوں والے سانپ کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ سانپ نے آتے ہی ناگ کے آگے سر جھکا دیا اور بولا۔

"ناگ دیوتا! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"ملکہ الکا کا نچلا دھڑ واپس کر دو اور اس سے اپنا نچلا دھڑ واپس لے لو۔"

"جو حکم ناگ دیوتا!" سانپ نے ادب سے کہا۔

ناگ نے ملکہ الکا سے کہا۔

"الکا بہن! تم اسی طرح بیٹھی رہنا اور بالکل حرکت نہ کرنا۔ یہ سانپ تم سے اپنا نچلا سانپ کا دھڑ واپس لے کر تمہیں تمہارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دھڑ واپس کرنے والا ہے۔"

ملکہ الکا ساکت ہو کر بیٹھ گئی۔

سانپ بالکل انسانوں کی طرح چل رہا تھا۔ کیونکہ اس کی ٹانگیں انسان کی تھیں اور صرف اوپر والا دھڑ سانپ کا تھا۔ اس نے ملکہ الکا کے گرد اپنے قدموں پر چل کر سات چکر لگائے اور پھر اس کے ساتھ لپٹ گیا۔ اس کے منہ سے سات یار پھنکار نکلی اور پھر جو تڑپ کر ملکہ الکا کے جسم سے الگ ہوا تو وہ پورا سانپ بن گیا تھا اور ملکہ الکا کا نچلا دھڑ اس کے جسم کے ساتھ لگ چکا تھا۔ ملکہ الکا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

اس نے ناگ کا ہاتھ چوم لیا۔

"ناگ بھائی! تم نے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ میں اسے جب تک زندہ ہوں فراموش نہیں کروں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"بھائی بہنوں پر احسان نہیں کیا کرتے۔ اب دنیا کا کوئی طلسم تمہیں دوبارہ سانپ نہیں بنا سکے گا۔"

پھر ناگ نے سانپ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔"

سانپ نے جھک کر ناگ دیوتا کو سلام کیا اور غائب ہو گیا۔

عنبر نے بھی ملکہ الکا کو مبارک باد دی اور کہا۔

"اب تم ایک عالی شان ملکہ بن کر اپنے محل میں رہ سکو گی۔ تمہیں مبارک ہو۔"

ملکہ الکا نے کہا۔

"لیکن وزیر راکش مجھے حکومت نہیں کرنے دے گا۔ وہ میری جان کا دشمن ہو چکا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"اس کا بھی علاج ہو جائے گا۔ تم فکر مت کرو الکا۔ تم اپنی خواب گاہ میں آرام کرو۔ ہم تمہارے دشمن راکش کی خبر لیتے ہیں۔ آؤ عنبر!"

ناگ نے عنبر کو ساتھ لیا اور خواب گاہ سے باہر نکل آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے یاقوت پتلے سے پوچھا۔

"تمہارے خیال میں وزیر راکش اس وقت کہاں ہوگا؟"

پتلا کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"مجھے اس کے جسم کی لہریں محسوس نہیں ہو رہی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ زمین پر نہیں ہے"

"زمین پر نہیں ہے تو پھر کہاں ہوگا؟" عنبر نے پوچھا۔

ناگ بولا۔

"ہو سکتا ہے وہ ہوا میں لٹک رہا ہو۔ بہرحال ابھی چل کر معلوم کر لیتے ہیں"

عنبر نے ناگ کو بتایا کہ وزیر راکش کا محل باغ کے کونے پر ہے۔ ناگ نے کہا۔

"میں سانپ کی شکل میں اس کے محل میں جاتا ہوں تم باغ میں میرا انتظار کرنا"

ناگ سانپ بن کر وزیر راکش کے محل کی طرف بڑھا۔

عنبر محل کے سامنے والے باغ میں درختوں کے

نیچے اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ رات ڈھلنے لگی تھی۔ ناگ رینگتا ہوا وزیر راکش کے محل میں داخل ہو گیا۔ وہ دیوار کے اوپر ہو کر رینگ رہا تھا۔ ناگ کو عنبر نے راکش کا حلیہ بتا دیا تھا۔ ناگ ایک کمرے میں سے انسانی آوازوں کو سن کر اس طرف بڑھا۔ کمرے کا دروازہ آدھا کھلا تھا۔ ناگ اس کے اندر رینگ کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

ناگ نے دیکھا کہ ایک آدمی جس کا حلیہ بالکل راکش ایسا تھا اپنے دو غلاموں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور وہ ایک غلام کو کہہ رہا تھا۔

"تمہیں آج رات ہی صبح ہونے سے پہلے پہلے ملکہ الکا کا کام تمام کر دینا ہوگا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ طلسمی انگوٹھی اس سے چھین لی گئی ہے۔ اب اس کا مرجانا آسان ہے"

غلام نے تلوار لے کر سر جھکا دیا اور کہا۔

"وزیر اعظم راکش! آپ اطمینان رکھیں۔ ہم ابھی ملکہ کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ یہ سن کر پریشان سا ہوا۔ کیونکہ اگر وہ غلام پر حملہ کرتا ہے تو اس بات کا ڈر تھا کہ وہ تلوار کا وار کر کے ناگ کے دو ٹکڑے کر دے۔ دوسری طرف ملکہ الکا کی جان بچانے کے لیے ان غلاموں کو روکنا بھی ضروری تھا۔

ناگ اپنی جگہ پر چپ چاپ بیٹھا رہا۔ وزیر راکش نے کہا:

"بس! اب تم دونوں جاؤ اور ملکہ الکا کا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ۔ میں تمہیں اتنا انعام دوں گا کہ تم نے کبھی اس کا تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔"

دونوں غلام کمرے سے باہر نکل گئے۔

ناگ اُن کے پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔ جب غلام محل کے باغ میں پہنچے تو ناگ بھاگ کر عنبر کے پاس گیا اور اسے ساری بات بتا کر کہا۔

"ان غلاموں کو روکو عنبر! نہیں تو یہ الکا کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

عنبر غلاموں کی طرف دوڑا۔

دونوں حبشی غلام ننگی تلواریں اپنے لبادوں میں چھپائے ملکہ کے محل کے برآمدے میں داخل ہو چکے تھے۔ عنبر دوسری طرف سے ہو کر برآمدے کی دیوار پھاند کر غلاموں کے سامنے کود پڑا۔ اس وقت دونوں غلام ملکہ الکا کے دروازے پر پہرے دیتی حبشی عورتوں پر حملہ کرنے ہی والے تھے کہ عنبر ان کے سامنے آ گیا۔ اس نے حبشی غلاموں کو للکارا۔

غلاموں نے عنبر پر تلواروں کا وار کیا۔ ان کو یقین تھا کہ عنبر کے جسم کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر الٹا ان کی تلواریں عنبر کے جسم سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ حبشی سمجھے کہ عنبر نے اپنے جسم پر زرہ بکتر پہن رکھا ہے۔ حبشی عورتوں سے تلواریں چھین کر وہ عنبر پر جھپٹ پڑے۔ عنبر نے تلواروں کے وار کو اپنے ہاتھوں پر لیا۔ عنبر کے ہاتھوں سے تلواریں ٹکرائیں۔ تو ایک تلوار ٹوٹ گئی۔

حبشی غلام کچھ ڈر گئے۔ کہ یہ کیسا آدمی ہے کہ اس پر تلوار کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ڈر کر بھاگنے لگے تو عنبر نے انہیں دبوچ لیا۔ شور سن کر اندر سے ملکہ بھی باہر آ گئی۔ ملکہ الکا نے عنبر کو حبشی غلاموں سے گتھم گتھا دیکھا تو پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عنبر بھائی! یہ کیا ہو رہا ہے؟"
حبشی عورتوں نے کہا۔
"ملکہ سلامت! یہ دونوں غلام زبردستی
آپ کے کمرے میں گھسنے لگے تھے۔"
عنبر نے دونوں غلاموں کو بہت جلد موت کی
نیند سلا دیا۔ اور الکا سے کہا۔
"یہ راکش کی سازش پوری کرنے اور
آپ کا سر کاٹنے آئے تھے۔"
ملکہ الکا نے عنبر کو کمرے میں بلا لیا اور پریشان
ہو کر کہا۔
"عنبر بھائی! یہ وزیر مجھے نہیں چھوڑے گا۔"
عنبر بولا۔
"الکا بہن! اب وہ ہمارے ہاتھ سے زندہ
نہیں بچ سکتا۔ ہم اسی کی خبر لینے جا رہے
ہیں۔ تم آرام سے سو جاؤ۔"
عنبر نے غلاموں کی لاشوں کو اٹھا کر محل کے پچھواڑے
خندق میں پھینکوا دیا اور خود باغ میں ناگ کے پاس
آ کر کہا۔
"غلاموں کا کام تمام ہو چکا ہے جو دوسروں

کی جان لینے کی کوشش کرتا ہے اس کا یہی
انجام ہوتا ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"ملکہ الکا کو تو گزند نہیں پہنچا؟"
عنبر بولا۔
"نہیں۔ بالکل نہیں۔ مگر وہ غدار وزیر راکش
کی وجہ سے کافی پریشان ہے۔"
ناگ مسکرایا۔
"ہمارے ہوتے ہوئے ہماری بہن پریشان
نہیں ہو سکتی۔ میں ابھی جا کر اس کی خبر
لاتا ہوں۔"
عنبر نے کہا۔
"میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"
"تمہاری کیا ضرورت ہے عنبر، تم اسی جگہ
باغ میں میرا انتظار کرو۔"
یہ کہہ کر ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا واپس
وزیر راکش کے محل کی طرف روانہ ہوا۔ حبشی غلاموں
کو ملکہ الکا کا سر کاٹ کر لانے کے واسطے بھیج کر
وزیر راکش بے چینی سے اپنی خواب گاہ میں ٹہل کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غلاموں کا انتظار کر رہا تھا۔ ناگ خاموشی سے وزیر راکش کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا۔

راکش اپنے شاندار پلنگ کے سامنے ٹہل رہا تھا۔ ناگ نے اندر داخل ہوتے ہی انسانی شکل اختیار کر لی۔ ایک گھنگریالے بالوں اور شربتی آنکھوں والے نوجوان کو اپنے سامنے دیکھ کر وزیر راکش ٹھٹھک سا گیا۔ پھر انتہائی غضبناک آواز میں بولا۔

"تم کون گستاخ ہو؟ تمہیں شاہی خواب گاہ میں داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی؟"

ناگ نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"راکش تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بتا دو۔ کیونکہ تھوڑی دیر بعد تم اس دنیا میں نہیں ہو گے۔"

وزیر راکش سمجھ گیا کہ اس کے سامنے کوئی معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ ضرور کوئی اس سے بھی زیادہ طاقتور جادوگر ہے۔ راکش ایک سیکنڈ میں انسان سے نیلا سانپ بن کر پھنکارتا ہوا ناگ کی طرف جھپٹا۔

○

آدم خور خلا باز

ناگ اژدھا بن کر نیلے سانپ کے پرخچے اڑانے ہی والا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔

"ناگ! ٹھہر جاؤ۔"

ناگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے عنبر کھڑا تھا۔ غیبی شیشہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے کہا۔

"اس غیبی شیشے کو استعمال کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس غدار دشمن کو ماریں گے نہیں بلکہ اسے خلا میں چھوڑ دیں گے۔"

نیلا سانپ عنبر کی طرف لپکا۔ اس نے عنبر کو پہچان لیا تھا۔ مگر عنبر نے غیبی شیشے کا بٹن دبا دیا۔ شیشے میں سے دائرہ نکل کر نیلے سانپ پر پڑا۔ روشنی میں آتے ہی نیلے سانپ کا جسم چاندی کی طرح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پگھلنے لگا۔ وہ اپنی جگہ پر پتھر کی طرح جم گیا اور پھر دیکھتے دیکھتے سفید ذرّے بن کر غائب ہو گیا۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے اس کی یہی سزا کافی ہے کہ یہ ساری زندگی خلائی سیاروں میں بھٹکتا رہے۔"

اس کے بعد عنبر اور ناگ عکہ الکا کے پاس گئے اسے خوش خبری سنائی کہ اس کا دشمن ہمیشہ کے لیے اس کے راستے سے ہٹ گیا ہے اور اب وہ کبھی اس کو نقصان پہنچانے واپس نہیں آ سکے گا۔ الکا نے دونوں کا شکریہ ادا کیا۔ عنبر نے کہا۔

"الکا بہن! اب ہم جا رہے ہیں۔ میں تمہیں یہ نصیحت کروں گا کہ بڑے انصاف سے حکومت کرنا۔ کبھی کسی پر ظلم مت کرنا۔ غریبوں کا خیال رکھنا اور حاجت مندوں کی مدد کرنا۔"

ناگ اور عنبر نے باری باری الکا کو خدا حافظ کہا اور محل سے نکل پڑے۔

اس وقت صبح ہو رہی تھی۔ دور دریائے زرد کے پیچھے سورج طلوع ہو رہا تھا۔ جنگل میں چلتے چلتے ناگ نے پوچھا۔ "عنبر بھائی! اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

عنبر نے کہا۔

"کچھ پتہ نہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ جس طرح سے بھی ہو سکے ہم خلا میں کسی سیارے پر پہنچ کر ماریا اور کیٹی کو تلاش کریں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ماریا اور کیٹی زمین پر نہیں آئے۔"

یاقوت بولا۔

"اہرام کی ممی نے بھی یہی کہا تھا کہ ماریا اور کیٹی دونوں خلا میں سفر کر رہے ہیں۔"

ناگ نے یاقوت پتلے سے کہا۔

"مگر سوال یہ ہے کہ ہم خلا میں کس طرح پہنچیں گے۔ ہمارے پاس تو کوئی راکٹ یا اڑن طشتری نہیں ہے۔"

یاقوت پتلا بولا۔

"میں کوئی خلائی جہاز پیدا کر سکتا تو ضرور کر دیتا۔ لیکن میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اب اگر آپ لوگ خلا میں جائیں گے تو برائے مہربانی مجھے اس دنیا میں ہی چھوڑتے جائیں۔ میں اپنے پتھروں اور پہاڑوں کے پاس ہی زندگی بسر کرنا پسند کروں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ہنس کر بولا۔

"کوئی بات نہیں یاقوت! ہم اگر خلا میں گئے تو نہیں اس دنیا میں جہاں تم کہو گے تمہیں چھوڑ جائیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"لیکن ہم خلا میں جائیں گے کیسے؟ پہلی بات تو یہ ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"سرخ تاروں کے پاس تمریخ کی مخلوق اتری ہوئی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ وہاں چل کر کوئی خلائی جہاز اڑا لے جانے کی کوشش کریں۔"

ناگ بولا۔

"سرخ غار جنوبی افریقہ میں ہیں جو یہاں سے ہزاروں میل دور ہے، ہمیں یہاں کوشش کرنی چاہیئے۔"

عنبر نے کہا۔

"یہاں ہمارے لیے کون خلائی جہاز لے کر بیٹھا ہوا ہے؟"

یاقوت پتلا بولا۔

"تم لوگ غیبی شیشے سے مدد کیوں نہیں

لیتے۔ آخر یہ خلائی شیشہ ہے۔ تم خلا میں کسی بھی سیارے پر پہنچ سکتے ہو۔ وہاں جا کر کسی دوسرے سیارے پر جانے کی کوشش کرنا۔"

ناگ بولا۔

"ہاں عنبر بھائی! غیبی شیشے کی مدد سے ہم کم از کم خلا میں تو پہنچ جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ غیبی شیشے کے پیچھے کس سمت کی ڈگریاں اور زاویے بنے ہوئے ہیں۔ کیا خبر ہم کسی ایسے سیارے پر پہنچ جائیں جہاں لاوا ہی لاوا پگھل رہا ہو۔ زہریلی گیسیں پھیلی ہوں۔"

یاقوت نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر یہ خلائی مخلوق کا غیبی شیشہ ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو پھر اس پر ایسے کسی سیارے کا زاویہ نہیں دیا گیا ہوگا جہاں موت ہی موت ہو۔ کیونکہ ظاہر ہے مریخ کی مخلوق اسی شیشے کی مدد سے سفر کرتی رہی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ نکتہ عنبر کو پسند آیا۔ اس نے ناگ سے کہا۔
"یاقوت ٹھیک کہتا ہے۔ کسی خطرناک سیارے پر یہ غیبی شیشہ ہمیں نہیں پہنچانے گا۔ ہم ضرور خلا میں کسی ٹھنڈے سیارے پر ہی پہنچیں گے۔"
ناگ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔
"اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو میں تیار ہوں۔ ہزاروں برس گزر گئے خطرے مول لیتے ہوئے ایک خطرہ اور سہی۔"
عنبر بھی سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے کہا۔
"تو پھر ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ یہ لو شیشہ۔"
عنبر نے غیبی شیشہ ناگ کے ہاتھ میں دے دیا
ناگ بولا۔
"یہ تمہارا ہے۔ اسے تم ہی استعمال کرو تو بہتر ہے۔"
"نہیں تمہاری مرضی۔"
اتنے میں یاقوت پتلے کی باریک آواز آئی۔
"بھائی مجھے پہلے اپنی جیب سے نکال کر باہر رکھ دو۔"
"ارے! تمہیں تو میں بھول ہی گیا تھا۔"
عنبر نے جیب سے پتلا نکال کر باہر ایک پتھریلی چٹان پر رکھ دیا اور پوچھا۔
"یاقوت تم ٹھیک رہو گے یا چٹان کے اندر کسی کھوہ میں رکھ دوں؟"
پتلا بولا۔
"تم مجھے چٹان کے اندر رکھ دو تو زیادہ بہتر ہے۔"
عنبر اور ناگ نے پتلے کو چٹان کی کھوہ کے اندر جا کر رکھ دیا۔ پھر باری باری دونوں نے پتلے کے سر پر ہاتھ رکھ کر خدا حافظ کہا۔ پتلا بولا۔
"تم انسان رخصت ہوتے وقت خواہ مخواہ اداس ہو جاتے ہو۔ ہم پتھر ایسا نہیں کیا کرتے۔ ہم خاموشی سے ملتے ہیں اور خاموشی سے جدا ہو جاتے ہیں۔"
ناگ نے کہا۔
"یاقوت بھائی! اگر ہم دوبارہ واپس اس دنیا میں آئے تو یہاں آ کر تم سے ضرور ملاقات کریں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"اگر تم یہاں نہ ہوتے تو؟"

پتلا بولا۔

"نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تم بھی نہ ہوتے۔ میں بھی نہ ہوتا۔ زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر ملاقات ہو جائے گی۔ اچھا! خدا حافظ۔ اب تم جاؤ۔ میں آرام کروں گا۔"

پتلے کو آخری بار دیکھنے کے بعد عنبر اور ناگ کمرے سے باہر آ گئے۔

اب وہ دریا کے کنارے ایک درخت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ عنبر نے کہا۔

"ناگ! میں اس عجیبی شیشے کی روشنی اس درخت کے چوڑے تنے پر ڈالوں گا۔

میں اس کی روشنی کو درخت کے تنے پر ساکت کر دوں گا۔ تم اس کے اندر جلدی سے داخل ہو جانا۔ تمہارے پیچھے میں بھی آ جاؤں گا۔ ٹھیک ہے۔ تم تیار ہو؟"

"بالکل تیار ہوں عنبر بھائی۔"

یہ کہہ کر ناگ عنبر کے بالکل قریب ہو کر کھڑا ہو گیا۔

عنبر نے عجیبی شیشے کی سوئی کو ایک ہندسے پر گھما کر روشنی کر دیا۔ پھر اس کا بٹن دبا دیا۔ عجیبی شیشے میں سے روشنی کا ایک درخت کے تنے پر پڑی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"ناگ! روشنی میں داخل ہو جاؤ۔"

ناگ تیزی سے روشنی کے دائرے میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

عنبر نے فوراً بٹن بند کر دیا اور پھر خود بھی روشنی کے دائرے میں چھلانگ لگا دی اور ناگ کا ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔

"ناگ آنکھیں بند کر لو۔ ہم غائب ہونے والے ہیں۔"

ناگ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

ایک سیکنڈ میں دونوں غائب ہو گئے۔

○

اچانک عنبر اور ناگ دونوں ایک جگہ ظاہر ہو گئے۔

سب سے پہلے انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ وہ دونوں جدا نہیں ہوئے تھے اور ایک ساتھ غائب ہو کر ایک ساتھ ظاہر ہو گئے تھے۔

"عنبر بھائی! خدا کا شکر ہے کہ ہم دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔ اور کسی ایسے سیارے پر نہیں اترے ہیں۔ جہاں کھولتے ہوئے لاوے نے ہمارا استقبال نہیں کیا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے چاروں طرف ایک نگاہ ڈالی اور کہا۔
"پہلی اچھی بات تو یہ ہے کہ یہاں کی فضا ہماری زمین کی فضاء جیسی ہی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم دونوں ساتھ ہی ظاہر ہوئے ہیں۔"
اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ غیبی شیشہ اب بھی عنبر کی جیب میں ہی تھا۔
"خدا کا یہ بھی شکر ہے کہ غیبی شیشہ میری جیب میں ہی ہے۔ اب چل کر یہ دیکھتے ہیں کہ اس سیارے پر کوئی مخلوق بھی رہتی ہے کہ یہ کوئی ویران سیارہ ہے۔"
ناگ بولا۔
"اس کی فضا ہماری زمین کی فضا جیسی ہے تو ظاہر ہے یہاں ہمارے ایسی کوئی مخلوق بھی ضرور آباد ہوگی۔"
عنبر نے ارد گرد نگاہ ڈالی
"مگر یار۔ یہاں تو سوکھے ہوئے جلے ہوئے پہاڑوں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آرہا۔"
"ان پہاڑوں کے دوسری طرف چل کر دیکھتے ہیں۔" یہ کہہ کر ناگ نے آگے قدم بڑھائے۔ دونوں سا

دوست اس گمنام اور ویران سیارے کی زمین پر چلتے چلے گئے۔ آسمان کا رنگ بھی نیلا تھا اور سورج مغرب کی طرف ڈھل رہا تھا۔ عنبر نے ناگ کی توجہ اس طرف دلائی کہ آسمان پر کوئی پرندہ نہیں اُڑ رہا۔
غیبی شیشہ بولا۔
"کیوں نہ میں عقاب بن کر ایک چکر لگاؤں کہ دیکھوں کہ آس پاس کوئی آبادی ہے کہ نہیں۔"
عنبر نے کہا۔
"اچھا خیال ہے تو پھر تم ایسا کرو کہ اُڑ کر ایک جائزہ لو۔ میں اسی جگہ بیٹھ کر تمہارا انتظار کرتا ہوں۔"
ناگ نے عنبر کو تاکید کی کہ وہ اپنی جگہ سے بالکل کسی اور جگہ پر نہ جائے اور خود عقاب بن کر ہوا میں اُڑ گیا۔ عنبر وہیں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عقاب پھڑپھڑاتا ہوا واپس آیا تو غوطہ لگا کر عنبر کے پاس پہنچ کر اس نے انسانی شکل اختیار کر لی اور بولا۔
"عنبر میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔"
"وہ کیا؟" عنبر نے بے تاب ہو کر پوچھا۔
ناگ نے عنبر سے کہا۔
"اُن پہاڑوں کے باہر ایک جھیل ہے۔ جھیل کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنارے میں نے ایک کھلی جگہ پر بہت بڑا راکٹ دیکھا ہے جو مجھے امریکہ کی خلائی شٹل کی طرح کا لگتا ہے۔ اس راکٹ پر U.S.A امریکہ بھی لکھا ہوا ہے۔ درختوں میں کچھ جھونپڑیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔ مگر مجھے وہاں کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔"

عنبر بڑے غور سے سن رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"ناگ! تم نے عجیب خبر سنائی ہے۔ اس سیارے پر امریکہ کی خلائی شٹل تو زمین کے گرد و بالائی خلا میں تجربات کے لیے جایا کرتی تھی۔"

ناگ بولا۔

"یہ معمہ وہاں چل کر ہی حل ہو سکتا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہم وہاں خود چل کر دیکھتے ہیں کہ یہ خلائی شٹل ہی ہے یا کسی دوسری مخلوق کا راکٹ ہے۔"

عنبر اور ناگ وہاں سے آگے چل پڑے۔

خشک اور بنجر پہاڑیوں میں سے نکل کر جب وہ دوسری طرف آئے تو عنبر نے دیکھا کہ ایک کھلی جگہ ہے۔ جہاں واقعی ایک بہت بڑا راکٹ کھڑا ہے۔ یہ امریکہ کی خلائی شٹلوں میں سے ہی تھی۔ اس کا سفید رنگ خراب ہو گیا ہوا تھا اور جہاں وہ کھڑا تھا۔ وہاں نیچے گھاس اگ آئی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"ناگ! یہ تو واقعی امریکہ کی خلائی شٹل ہے۔ مگر یہ یہاں کیسے پہنچ گئی؟ اور یہاں کوئی آدمی بھی دکھائی نہیں دیتا۔"

ناگ بولا۔

"وہ جو سامنے درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے ہیں ان کے درمیان کچھ جھونپڑیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔ ہم وہاں چلتے ہیں۔"

عنبر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ پھر بولا۔

"ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے یہاں کوئی دشمن مخلوق رہتی ہو۔ اور ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ میرا خیال ہے تم سانپ بن کر جاؤ اور دیکھو کہ یہ معاملہ کیا ہے اور کیا یہاں کوئی انسان بھی ہے یا نہیں؟"

ابھی وہ یہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ خلائی شٹل کا پچھلا دروازہ کھلا اور اس میں سے تین آدمی باہر نکلے۔ ان آدمیوں کے رنگ سفید تھے اور ان کی لمبی لمبی ڈاڑھیاں تھیں اور لباس میلا کچیلا تھا۔ یہ لباس خلائی تھا۔ عنبر نے کہا۔

"یہ تو مجھے امریکی خلاباز معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی شٹل کے خلا باز ہیں ناگ!"

ناگ بولا۔

"ہاں عنبر! میں دیکھ رہا ہوں۔ ان کی لمبی لمبی ڈاڑھیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہاں رہتے کافی عرصہ ہو گیا ہے، مگر انہوں نے ایک خلا باز کے ہاتھ پیچھے باندھ رکھے ہیں"

اب عنبر نے بھی دیکھا کہ جس آدمی کے ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔ وہ آگے آگے تھا۔ ان کے پیچھے دو لمبی ڈاڑھیوں والے خلا باز تھے جن کے ہاتھوں میں لمبے لمبے چاقو تھے وہ قیدی خلا باز کو آگے لگائے درختوں کی طرف چلے گئے

عنبر نے کہا۔

"ناگ تم جا کر پتہ کرو کہ یہ قیدی خلا باز کو کہاں لے جا رہے ہیں"

ناگ بولا۔

"تم اسی جگہ ٹھہرنا۔ میں ابھی سراغ لگا کر واپس آتا ہوں"

یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی اور زمین پر رینگتا ہوا ان درختوں کی طرف چلا جدھر قیدی خلا باز کو لے جایا گیا تھا۔ ناگ چھوٹے بڑے پتھروں کے بیچ میں سے رینگتا چلا جا رہا تھا۔ ابھی وہ درختوں کے جھنڈ سے

دور ہی تھا کہ اسے ایک انسانی چیخ سنائی دی۔ ناگ وہیں رک گیا۔ پھر خاموشی چھا گئی۔

یہ چیخ عنبر نے بھی سن لی تھی مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

ناگ تیزی سے رینگنے لگا۔ اسے شک گزرا کہ لمبی ڈاڑھیوں والے خلا بازوں نے ضرور قیدی خلا باز کو مار ڈالا ہے۔ وہ جلدی جلدی درختوں کی طرف جانے لگا۔ جب وہ درختوں کے پاس پہنچا تو اس نے ایک ہیبت ناک منظر دیکھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ درختوں کے درمیان، جھونپڑیوں کے آگے آگ جل رہی ہے۔ اس کے ارد گرد کچھ اور لمبی ڈاڑھیوں والے خلا باز جن میں ایک عورت بھی ہے بیٹھے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں کھانا کھانے والے چھری کانٹے ہیں اور وہ آگ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

آگ کے آلاؤ کے ایک ایک لوہے کے لمبے ڈنڈے کے ساتھ ایک مردہ آدمی کو زنجیر سے باندھ رکھا ہے اور اسے گھما پھرا کر آگ پہ بھونا جا رہا ہے۔ ناگ یہ خوفناک منظر دیکھ کر کانپ گیا۔ یہ لوگ قیدی خلا باز کو قتل کرنے کے بعد اسے بھون کر کھانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

ناگ وہاں سے واپس آگیا۔

اس نے عنبر کو سارا واقعہ سنایا تو عنبر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"معلوم ہوتا ہے اِن خلا بازوں کے پاس خوراک ختم ہو گئی ہے اور یہاں بھی خوراک نہیں مل رہی اور اب انہوں نے اپنے کمزور یا بیمار ساتھیوں کو بھون کر کھانا شروع کر دیا ہے۔"

ناگ بولا۔

"انہیں اس بھیانک کام سے روکنا چاہیئے عنبر!" عنبر نے کہا۔

"لیکن ہم انہیں خوراک کہاں سے لا کر دیں گے؟ اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں بھی ہلاک کرنے کی کوشش کریں۔ مجھے تو وہ ہلاک نہ کر سکیں گے لیکن تمہاری جان خطرے میں پڑ سکتی ہے ناگ۔"

ناگ نے کہا۔

"کچھ بھی ہو یہ انسانیت کش فعل ہم نہیں دیکھ سکتے۔ ان خلا بازوں میں ایک عورت بھی ہے جس کے بال سنہری ہیں۔ وہ بھی امریکی عورت معلوم ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کل کو اس کی باری بھی آجائے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ایسا کرتے ہیں کہ تم سانپ یا پرندہ بن کر درختوں

کے جھنڈ میں کسی ایک درخت پر بسیرا کر لو۔ اور میں اِن لوگوں کے بیچ میں جاتا ہوں اور انہیں یہ کہتا ہوں کہ میں زمین سے آیا ہوں۔ زمین پر مریخ والوں نے حملہ کر دیا ہے۔ اور میں اِن کی ایک لیبارٹری میں غلطی سے داخل ہو گیا اور غائب ہو کر یہاں پہنچ گیا۔ پھر میں اُن میں رہ کر پتہ کروں گا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو مار کر اِن کا گوشت کیوں کھا رہے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں وہ درخت دکھائے دیتا ہوں جہاں میں چھوٹا عقاب بن کر رہوں گا اور تم سے رات کے وقت آکر مل لیا کروں گا۔"

عنبر اور ناگ ایک چکر لگا کر خلائی شٹل سے بچتے ہوئے درختوں کے پاس آگئے۔ یہ درخت ایسے تھے کہ ان پر زہریلے پتے ہی پتے تھے۔ پھل نہیں تھا۔ ناگ نے ایک بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"میں اس درخت کی شاخوں میں بسیرا کرتے لگا ہوں۔ تم اِن لوگوں کے پاس جا کر تحقیق کرو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہر حال میں تمہیں اسی جگہ ملوں گا"

ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور اڑ کر درخت کی گھنی شاخوں میں جا کر چھپ گیا۔ عنبر نے خدا کا نام لیا اور ان جھونپڑیوں کی طرف چل پڑا۔ جن کے سامنے آگ کا الاؤ روشن تھا اور وہاں بیٹھے ہوئے لمبی ڈاڑھیوں والے سفید فام خلا باز بھونے ہوئے مُردے کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ عنبر کو یہ منظر بڑا مکروہ لگا اور وہ ایک درخت کے پیچھے دوسری طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔

وہ یہ غیر انسانی منظر نہیں دیکھ سکتا تھا

اِسے دوسری طرف منہ کیے بیٹھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اچانک کسی نے اس کی گردن پہ چاقو رکھ دیا اور انگریزی میں کہا۔

"لگتا ہے ہفتے کے کھانے کا بندوبست ہو گیا دوستو! مجھے ایک آدمی مل گیا ہے"

عنبر نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے سر پہ ایک لمبی ڈاڑھی اور وحشتناک آنکھوں والا پہلوان ٹائپ امریکی کھڑا اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ عنبر نے کوئی حرکت نہ کی۔ اس امریکی کی آواز سن کر دوسرے لمبی ڈاڑھیوں والے امریکی بھی وہاں دوڑ کر آ گئے۔ وہ عنبر کو پکڑ کر الاؤ کے پاس لے گئے۔ ہر کوئی اسے تعجب

سے دیکھ رہا تھا۔ عنبر نے انگریزی میں کہا۔

"میں زمین سے آیا ہوں"

"تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

ایک سفید بالوں والے امریکی نے پوچھا۔ اس امریکی کے بال اگرچہ سفید تھے مگر جسم مضبوط تھا۔ اور وہ اتنا بوڑھا نہیں تھا۔ اس کا خلائی لباس بھی جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ عنبر نے من گھڑت کہانی دہرا دی

"ہماری زمین پر ایٹمی جنگ کے بعد مریخ کی مخلوق آ گئی۔ انہوں نے افریقہ میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور وہاں سے زمین پر بچے کھچے انسانوں کا شکار شروع کر دیا"

سفید بالوں والا امریکی عنبر کو گھور کر دیکھ رہا تھا۔

"وہ ـــــ انسانوں کا شکار کیوں کر رہے تھے؟"

عنبر نے کہا۔

"وہاں کے قبیلے والوں کا کہنا تھا کہ وہ انسانوں کے جسم سے کیلشیم نکال کر جمع کر رہے ہیں۔ اور مردہ انسانوں کا کوئی مرکب تیار کر رہے ہیں"

ایک موٹی گردن والے بھینسے نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر تم یہاں خلا میں سے گزر کر کیسے پہنچے؟ کیا تم کسی خلائی راکٹ پر آئے ہو؟"
عنبر نے کہا۔
"نہیں میرے ساتھ ایک عجیب حادثہ ہوا ہے۔ میں زمین پر باقی بچے ہوئے انسانوں کی بھلائی کے لیے ایک رات مریخ والوں کے ہیڈ کوارٹر میں گھس گیا۔ میرا ارادہ ان کی لیبارٹری کو تباہ کر کے انسانوں کو ان کے ظلم سے نجات دلانا تھا۔ میں ایک لیبارٹری میں داخل ہوا۔ تو وہاں ایک سلنڈر میں روشنی ہو رہی تھی۔ جونہی میں اس سلنڈر کے قریب سے گزرا۔ تو روشنی مجھ پر پڑی۔ اور میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش میں آیا تو میں ان درختوں میں آپ کے پاس بیٹھا تھا۔"
سفید بالوں والا امریکی اور دوسرے خلا باز ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ موٹی گردن والے خلا باز کا نام مسیح تھا۔ وہ شکل ہی سے خطرہ لگتا تھا۔ مسیح نے سفید بالوں والے سے کہا۔
"سٹون! تمہارا کیا خیال ہے؟"
سفید بالوں والے کا نام سٹون تھا اور وہ ان سب میں سنجیدہ آدمی تھا۔ اور سائنس دان لگتا تھا۔ سٹون نے کہا۔
"میرے خیال میں یہ بم اپ ہوا ہے۔ مریخ کی لیبارٹری میں وہ ایکس ریز تھیں جن میں سے گزر کر یہ شخص ایٹموں اور الیکٹرون میں تبدیل ہو کر یہاں پہنچ گیا ہے۔"
پھر اس نے عنبر سے پوچھا۔
"تمہارا نام کیا ہے اور تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"
عنبر نے کہا۔
"میرا نام عنبر ہے۔ میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔ افریقہ کے جنگلوں میں سیاحت کرنے آیا تھا کہ تیسری ایٹمی جنگ چھڑ گئی۔ پھر ساری دنیا تباہ ہو گئی۔ میں نے ایک غار میں چھپ کر جان بچائی۔"
بچ نے پوچھا۔
"کیا ہماری دنیا پر کوئی ملک باقی نہیں بچا تھا؟"
"نہیں" عنبر نے کہا۔ "ہماری دنیا پر ایٹموں اور میزائلوں کی بارش ہوئی تھی۔ کچھ باقی نہیں بچا۔ سارے شہر کھنڈر بن گئے۔ کہیں کہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنگلوں میں کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں جو پھر سے
اپنی زندگی شروع کر رہے ہیں مگر یہ لوگ
غاروں کے رہنے والے انسانوں سے ملتے
جلتے ہیں۔"

امریکی خلاباز عورت بھی وہاں آ گئی تھی اور عنبر کو غور سے سن رہی تھی۔ دوسرے وحشی امریکی بھی عنبر کے گرد جمع ہو گئے۔ سفید بالوں والے مسٹر سٹون نے عنبر کے سوال پر بتایا۔

"جس وقت دنیا میں عالمی ایٹمی جنگ چھڑی اس وقت ہم اپنی خلائی شٹل کے ساتھ زمین کے گرد خلا میں گردش کر رہے تھے۔ پھر خلائی جنگ شروع ہو گئی۔ خلا میں امریکہ اور روس کے مصنوعی سیاروں نے ایک دوسرے پر لیزر شعاعیں پھینکنی شروع کیں اور ہمارے دیکھتے دیکھتے کئی مصنوعی سیارے تباہ ہو گئے۔ پھر زمین پر لیزر شعاعیں پڑیں اور ہم نے کئی ملکوں میں آگ لگتے دیکھی۔ ایک روسی سیارچے نے ہم پر بھی حملہ کر دیا۔ ہم خلائی شٹل کو لے کر خلا میں ایک طرف بھاگے۔ مگر ہماری

بدقسمتی سے ہماری خلائی شٹل مدار سے نکل گئی۔ اور خلا کے سیاروں نے اسے اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا اور پھر ہم دیکھتے دیکھتے اپنی دنیا سے اتنی دور نکل آئے کہ ہمیں اپنی دنیا ایک چھوٹے سے سیارے کی طرح چمکتی نظر آنے لگی۔ خلاء میں کئی ماہ سفر کرنے کے بعد آخر ہمیں یہ سیارہ نظر آیا اور ہم یہاں اتر پڑے۔ ہمارے پاس جو خوراک تھی وہ ختم ہو گئی۔ ہم دو برس سے یہاں پڑے ہیں۔ جھیل کا پانی پیتے ہیں۔ ان درختوں کے پتے زہریلے ہیں۔ ہم انہیں نہیں کھا سکتے۔ ہم مجبوراً اپنے ان آدمیوں کو بھون کر کھا جاتے ہیں جو بیمار پڑ جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔"

عنبر نے یہ نہ پوچھا کہ وہ ابھی ابھی جس آدمی کو بھون کر کھا رہے تھے وہ بیمار نہیں تھا بلکہ یہ لوگ اس کے ہاتھ پیچھے باندھ کر لائے تھے اور اسے انہوں نے خنجر سے ہلاک کیا تھا۔ جس کی چیخ عنبر نے صاف سنی تھی۔ عنبر نے کہا۔

"آپ لوگ کب تک اپنے بیمار اور مردہ ساتھیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا گوشت کھاتے رہیں گے ؟"

موٹی گردن والا قہقہہ لگا کر بولا۔

"ابھی تو ہمیں ایک زندہ انسان مل گیا ہے۔ ہم اس کی دعوت اڑائیں گے۔"

سارے خلاباز وحشی انسانوں کی طرح ہنسنے لگے۔ دو برس کی تنہائی اور تکلیف دہ خلائی زندگی نے انہیں وحشی بنا دیا تھا۔ سب عنبر کو گھور رہے تھے۔ ایک بولا۔

"اس نوجوان کو ہم پرسوں بھون کر کھائیں گے۔ ابھی ہمارے پیٹ بھرے ہوئے ہیں۔"

سفید بالوں والے مسٹر سٹون نے چونک کر اس خلاباز کی طرف دیکھا اور کہا۔

"یہ ہمارا مہمان ہے۔ ہمیں اس کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیئے۔"

سارے خلاباز سفید بالوں والے کو گالیاں دینے لگے۔ موٹی گردن والا بڑبڑ چیخ کر بولا۔

"مسٹر سٹون! بہتر ہے کہ تم ہمارے معاملے میں دخل نہ دو۔ نہیں تو ہم تمہیں بھی کھا جائیں گے۔"

خلاباز عورت نے ہاتھ اٹھا کر سب کو خاموش کیا

اور کہا۔

"شور مت کرو دوستو! ہم اس مہمان کو پرسوں کھائیں گے۔ ابھی دو روز کے لیے ہمارے پاس انسانی گوشت موجود ہے۔ اس کو قید میں ڈال دو۔"

سب خوشی سے نعرے لگانے لگے۔ عنبر خاموش رہا۔ انہوں نے عنبر کو رسیوں میں جکڑ کر ایک جھونپڑی میں ڈال دیا اور باہر دو خلاباز پہرے پر لگا دیئے۔ چند گز کے فاصلے پر درخت پر بیٹھا ناگ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یہ آدم خور خلاباز عنبر کو رسیوں میں جکڑ کر ایک جھونپڑی کی طرف لے گئے۔ ناگ سمجھ گیا کہ عنبر نے اگر کوئی حملہ وغیرہ نہیں کیا تو وہ کسی خاص وجہ سے خاموش ہے۔ وہ چپکے سے درخت پر بیٹھا رہا۔

جب رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا گیا اور وحشی خلاباز اپنی اپنی جھونپڑیوں میں جا کر سو گئے تو ناگ نے ایک سائے کو جھونپڑی کی طرف بڑھتے دیکھا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں درخت سے نیچے اتر کر جھونپڑی کی طرف رینگنے لگا۔ انسانی سایہ اندھیرے میں جھونپڑی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے کی طرف چلا گیا۔ کیونکہ جھونپڑی کے سامنے دروازے پر دو آدم خور خلا باز پہرہ دے رہے تھے۔

ناگ بھی جھونپڑی کے پچھواڑے آ گیا۔ کیا دیکھا ہے کہ ایک عورت جھونپڑی کی طرف پھونک پھونک کر قدم رکھتی بڑھ رہی ہے۔ ناگ نے اسے پہچان لیا۔ یہ وہی سنہری بالوں والی خلا باز امریکی عورت تھی۔ جس نے اعلان کیا تھا کہ عنبر کو دو روز بعد بھون کر کھایا جائے گا۔ ناگ کو خیال آیا کہ کہیں یہ عنبر پر حملہ کرنے تو نہیں جا رہی ہے؟ مگر وہ مطمئن تھا۔ کیونکہ عنبر مر نہیں سکتا تھا۔ پھر بھی وہ یہ معلوم کرنے کے لیے آگے بڑھا کہ یہ عورت عنبر کے پاس کس لیے جا رہی ہے۔ خلا باز عورت جھونپڑی کی دیوار کے پاس جا کر رک گئی۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ایک جگہ سے کے درختوں کی شاخوں سے بنی ہوئی دیوار کو ایک جگہ سے ہٹایا اور اندر داخل ہو گئی۔ ناگ نے دیوار کی شاخوں میں سے گردن نکال کر جھونپڑی کے اندر دیکھا۔

عنبر جھونپڑی میں رسیوں میں جکڑا ہوا پڑا تھا۔ مگر عنبر نے اتنا ضرور کیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی رسیاں کھول ڈالی تھیں۔ اور بڑے آرام سے فرش پر بیٹھا کسی سوچ

میں گم تھا۔ اس نے خلا باز عورت کو دیوار کے سوراخ میں سے آتے دیکھا تو بولا۔

"کیا تم آج رات ہی مجھے ہلاک کر ڈالو گے؟
تم نے تو کہا تھا کہ ....."

خلا باز عورت نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔

"خاموش رہو۔ باہر پہرے دار سن لیں گے۔"

ناگ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس عورت کی نیت بُری نہیں ہے۔ عنبر خاموش ہو گیا۔ خلا باز عورت نے پہلا کام یہ کیا کہ عنبر کی رسیاں کھول ڈالیں۔ اور آہستہ سے کہا۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

عنبر کو لے کر خلا باز عورت جھونپڑی سے باہر نکل آئی۔ درختوں میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اس نے عنبر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ عنبر اس کے پیچھے پیچھے درختوں میں چلنے لگا۔ ناگ بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ خلائی عورت عنبر کو لے کر جھونپڑیوں سے کافی دور نکل گئی تو آگے جھیل کا مشرقی کنارا آ گیا۔ یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک کھڈ نیچے کو اترتی تھی۔ خلائی عورت نے عنبر سے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

عنبر خاموشی سے خلاباز عورت کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے ناگ تھا۔ عنبر کو ناگ کی خوشبو اپنے پیچھے سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ ناگ اس کے عقب میں چلا آ رہا ہے۔

کھڈ کافی گہری تھی۔ اس کی ڈھلان زیادہ خطرناک نہیں تھی۔ ایک جگہ کھڈ کے اندر دیوار میں گھنی جھاڑیاں اُگی تھیں۔ خلاباز عورت نے جھاڑیوں کو ایک طرف ہٹایا تو اس کے پیچھے ایک غار نمودار ہوا۔ خلاباز عورت نے کہا۔

"اندر آ جاؤ۔"

عنبر غار میں چلا گیا۔ ناگ بھی تھوڑا سا فاصلہ ڈال کر اندر داخل ہو گیا۔

غار میں اندھیرا تھا۔ خلاباز عورت نے جیب سے ایک موم بتی نکال کر روشن کی اور اسے ایک پتھر پر رکھ دیا۔ ناگ ایک پتھر کے پیچھے چھپ گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ غار کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی اور اس میں سے نوکیلے پتھر باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ فرش پر بھی نوکیلے اور گول سیاہ پتھر پھیلے تھے۔ عنبر نے پوچھا۔

"تم مجھے یہاں کس لیے لائی ہو؟"

خلاباز امریکی عورت نے اپنے سنہری بالوں کو ہاتھ سے پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"عنبر یہ تو تمہیں معلوم ہی ہو گیا کہ میں تمہیں ان وحشی خلابازوں سے بچا کر یہاں لائی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"لیکن شام کو تم نے ہی میرے بارے میں اعلان کیا تھا کہ مجھے پرسوں قتل کر دیا جائے گا۔"

خلاباز عورت نے کہا۔

"اگر میں یہ نہ کہتی تو وہ لوگ اتنے بے قابو ہو رہے تھے کہ شاید تمہیں کل شام ہی قتل کر کے بھون کر کھا جاتے۔"

عنبر نے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔ اور تم لوگ یہاں کب تک ایک دوسرے کا گوشت کھا کر زندہ رہو گے۔"

ایک دن تم سب ختم ہو جاؤ گے۔"

خلاباز امریکی عورت بولی۔

"میرا نام شیلا ہے۔ میں خلاباز عورت ہوں اور نیویارک میں خلائی سائنس کی پروفیسر تھی۔ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی مرضی سے ہوسٹن کے خلائی مرکز میں ٹریننگ لینے کے بعد خلائی شٹل کی اس آخری مہم پر آئی تھی۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ نیچے دنیا میں تیسری ایٹمی جنگ چھڑ جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لیے خلا میں بھٹک جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"تمہیں یہاں آئے دو برس ہو گئے ہیں۔ تم اب تک کیا کھاتے رہے ہو؟ دو برس میں تو تم سب کو ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔"

خلا باز عورت شیلا نے کہا۔

"شروع میں یہاں ایک خاص قسم کا پودا اُگتا تھا۔ ہم اس کی جڑیں کھا کر گزارہ کرتے رہے۔ پھر یہ پودا بھی ختم ہو گیا۔ ہماری خوراک بھی ختم ہو گئی۔ اس کے بعد ہم میں سے ایک خلا باز مر گیا۔ ہم نے اس کو بھونا اور کھا گئے۔ پھر ہم نے یہ کرنا شروع کیا کہ جو خلا باز بیمار پڑتا اسے مار کر کھا جاتے۔ اب تک ہم سات خلا باز ساتھیوں کو کھا چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہم یہاں ایک خاص قسم کی گھاس اُگانے میں کامیاب ہو گئے۔ جو کسی حد تک ہماری بھوک

مٹا دیتی ہے مگر ہمیں انسانی گوشت کی عادت پڑ گئی ہے۔ اگرچہ میں نے انسانی گوشت زیادہ نہیں کھایا۔ اور میں اسے پسند بھی نہیں کرتی مگر میرے ساتھی وحشی ہو گئے ہیں۔ وہ گھاس نہیں کھاتے اور ایک دوسرے کے بیمار پڑنے یا مرنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ کہ کب کوئی ذرا سا بیمار پڑے اور وہ اُسے مار کر کھا جائیں۔"

عنبر نے کہا۔

"تم لوگوں نے یہاں جو گھاس اُگایا ہے کیا وہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟"

خلا باز عورت شیلا کہنے لگی۔

"نہیں۔ وہ بہت کم اُگتا ہے۔ دوسرے اس میں اتنی غذائیت نہیں ہے۔ اور پھر اب ہمارے ساتھی انسانی گوشت کو پسند کرنے لگے ہیں۔ ہم اس وقت کل دس آدمی رہ گئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ دو تین ماہ کے اندر اندر یہ لوگ ایک دوسرے کی تکا بوٹی کر دیں گے۔"

عنبر نے اب سوال کیا۔

"تم نے مجھے کیوں بچایا ہے۔ کیا تم میرا گوشت کھانا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پسند نہیں کرتی ہو؟"

خلا باز عورت شیلا مسکرائی اور بولی۔

"تم مجھے اچھے لگے تھے۔ اس لیے میں نے فیصلہ کر لیا کہ تمہیں اپنے ساتھی آدم خور انسانی درندوں کا شکار نہیں ہونے دوں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں آدم خور نہیں ہوں اگر کبھی اپنے کسی مردہ ساتھی کا گوشت کھایا بھی ہے تو سخت مجبوری کی وجہ سے کھایا ہے۔ کیونکہ میں مرنا نہیں چاہتی۔ اس کے باوجود میں خاص گھاس پہ ہی گذارہ کرتی ہوں"

ٹاگ خاموشی سے پتھر کے پیچھے چھپا شیلا کی گفتگو سن رہا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"مجھے لگتا ہے کہ سفید بالوں والا مسٹر سٹون بھی انسانی گوشت کو پسند نہیں کرتا"

شیلا بولی۔

"مسٹر سٹون ہمارا لیڈر ہے۔ مگر وہ بے بس ہے۔ اس کے سارے خلا باز وحشی درندے بن چکے ہیں۔ مسٹر سٹون نہیں چاہتا کہ ہم اپنے بیمار ساتھیوں کو ہلاک کر کے انہیں بھون کر کھا جائیں۔ مگر وہ اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ اسے بھی زندہ

نہیں چھوڑیں گے"

عنبر نے کہا۔

"آخر تم کب تک یہاں زندہ رہ سکو گے؟ کیا تم نے کبھی واپس اپنی زمین پر جانے کی کوشش نہیں کی؟"

شیلا بولی۔

"ہماری خلائی شٹل کا ایندھن خلا میں ہی سفر کرتے ہوئے ختم ہو گیا تھا۔ ایندھن کے بغیر ہم یہاں سے نہیں اڑ سکتے"

عنبر نے پوچھا۔

"کیا تم لوگوں نے اس سیارے پر گھوم پھر کر دیکھا ہے اس سیارے پر دوسری کوئی مخلوق نہیں رہتی؟"

شیلا نے کہا۔

"ہم سیارے کی دوسری طرف نہیں گئے۔ کیونکہ ہمارے پاس کوئی سواری نہیں ہے۔ ہمیں یہاں دو برس گزر گئے ہیں۔ اگر اس سیارے پر کوئی مخلوق آباد ہوتی تو کم از کم وہ ہی ہماری طرف آتی"

عنبر نے کہا۔

"میں تمہاری ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم میری جان بچا کر مجھے یہاں لے آئی ہو۔ لیکن جب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم آ گئے ہو۔ میں جاتی ہوں۔ کل رات آؤں گی۔
تم یہاں سے ہرگز باہر مت نکلنا۔"
یہ کہہ کر خلا باز عورت شیلا غار سے چلی گئی۔
اس کے جاتے ہی ناگ انسانی شکل میں عنبر کے
سامنے آ گیا اور مسکرا کر بولا۔
"معلوم ہوتا ہے یہ امریکی عورت تم پہ عاشق ہو
گئی ہے۔"
عنبر بھی مسکرانے لگا اور بولا۔
"ناگ! عشق و محبت کی باتوں کے لیے ہمارے پاس
وقت نہیں ہے۔ یہ تو بے کار لوگ کیا کرتے ہیں
ہم تو صرف اپنے دوستوں اور بہن بھائیوں سے
ہی سے محبت کرتے ہیں۔"
ناگ عنبر کے قریب بیٹھ گیا۔ اور بولا۔
"یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو مگر سوال یہ ہے کہ وہ
اپنی جان بچانے کے لیے تمہیں یہاں سے فرار ہونے
پہ مجبور کر رہی ہے۔ ظاہر ہے تم انکار نہیں کرو
گے۔"
عنبر نے کہا۔
"میں کیسے انکار کر سکتا ہوں ناگ؟ یہ ایک عورت

تمہارے ساتھی آدم خور خلا بازوں کو معلوم ہوا کہ میں
فرار ہو گیا ہوں تو کیا وہ میری تلاش میں یہاں نہیں
آجائیں گے؟"
شیلا نے کہا۔
"یہ خفیہ غار ہے۔ اس کا سوائے میری ذات کے
اور کسی کو علم نہیں ہے۔ تم کچھ روز اسی جگہ پہ چھپے
رہو۔ میں تمہیں رات کے اندھیرے میں غذائی گھاس
لا کر دے دیا کروں گی۔ اور پانی بھی تمہارے پاس
رکھ جاؤں گی۔ پھر ہم کسی دن یہاں سے فرار
ہو کر سیارے کی دوسری جانب چلے جائیں گے۔"
عنبر نے مسکرا کر کہا۔
"تم میرے ساتھ فرار کیوں ہونا چاہتی ہو؟"
شیلا نے کہا۔
"اس لیے کہ میں اپنے آدم خور ساتھیوں سے
جان بچا کر بھاگ جانا چاہتی ہوں۔ کیونکہ میں جانتی
ہوں کہ اگر میں ذرا سا بھی بیمار ہوئی تو یہ لوگ
مجھے بھون کر کھا جائیں گے۔ میں اکیلی فرار نہیں
ہو سکتی تھی۔ مجھے کسی مرد کی ضرورت تھی جو میری
حفاظت کر سکے میری خوش قسمتی ہے کہ دنیا سے
کی زندگی کا معاملہ ہے۔ اگر وہ یہاں رہی تو اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھی اسے بھی ایک دن ہڑپ کر جائیں
گے "
ناگ کہنے لگا۔
"اس طرح سے تو ہمیں دوسرے آدمیوں کو بھی
بچانا چاہیئے "
عنبر نے ناگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"دوسرے کسی خلا باز آدم خور نے مجھے شیلا
کی طرح یہاں سے بھاگنے کے لیے نہیں کہا۔ بلکہ
وہ تو سارے کے سارے آدم خور ہو چکے ہیں۔
شیلا نے مجھ سے مدد کی درخواست کی ہے۔
اور میں اس کی ضرور مدد کروں گا۔ کیا تمہیں مجھ
سے اتفاق نہیں؟"
ناگ بولا۔
"میں تجھ سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے
کہ ہم خود یہاں خطرے میں ہیں اور اس وقت
ہمیں، ماریا کیٹی اور تھیو سانگ کی تلاش ہے۔ ہم
کو انہیں تلاش کرنا چاہیئے"
عنبر نے کہا۔
"یہ بھی ماریا اور کیٹی کی تلاش کا ایک حصہ
ہے۔ ہم کسی دوسرے انسان کی مدد کریں گے۔

تو خدا بھی ہماری مدد کرے گا۔ ہو سکتا ہے۔
اس سیارے کی دوسری جانب ہماری ملاقات
ماریا یا کیٹی سے ہو جائے"
ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عنبر
ٹھیک کہہ رہا ہے۔ وہ ہزاروں سال سے سفر کر رہے
تھے۔ اس سفر میں وہ ایک دوسرے سے کئی بار جدا ہو
گئے تھے۔ اور پھر دوسروں کی مدد کرتے ہوئے دوبارا
ایک دوسرے سے آن ملے تھے۔ یہ سچ ہے کہ اس دنیا
میں ہر انسان کو دوسرے انسان کی مصیبت میں مدد کرنی چاہیئے
ناگ نے کہا۔
"اگر کسی طرح خلائی شٹل دوبارا استعمال کے
قابل ہو جائے۔ تو ہم اسے لے کر کسی دوسرے
سیارے پر بھی جا کر ماریا کیٹی کو تلاش کر سکتے
ہیں"
عنبر نے کہا۔
"خلائی شٹل خراب نہیں ہے۔ اس کا ایندھن
نہیں ہے۔ اگر ایندھن مل جائے تو اسے دوبارہ
خلا میں اڑایا جا سکتا ہے۔ مگر یہاں سے ایندھن
کیسے ملے گا؟"
ناگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیوں نہ ہیں اس سیارے کے کسی سانپ کو بلا کر اس سے پوچھوں کہ یہاں زمین کے اندر پٹرول یا مائع گیس موجود ہے؟ اگر ہو تو ہم اسے خلائی شٹل میں استعمال کر سکتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"کوشش کر کے دیکھ لو۔"

ناگ نے کہا۔

"میرے ساتھ غار سے باہر آجاؤ۔ ستاروں کی روشنی میں کسی سانپ کو بلاتے ہیں۔"

عنبر اور ناگ غار سے باہر آگئے۔ ناگ نے منہ سے پھنکار ایسی آواز نکال کر سانپ کی زبان میں کہا۔

"اگر یہاں کوئی سانپ ہے تو ظاہر ہو کر میرے سامنے حاضر ہو۔ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

عنبر اور ناگ ستاروں کی روشنی میں غور سے دیکھنے لگے۔ قریب ہی جھاڑیوں میں حرکت ہوئی اور انہوں نے ایک عجیب سی چیز کو جھاڑیوں سے نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔

(۱)

پھر کیا ہوا، جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۱۲

"خلائی مخلوق" پڑھیئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ ماریا کی خلا میں
خلائی جہاز کی ممی ۵۰/-
۱۰۱ غیبی خلائی شیطان ۵۰/-
۱۰۲ ماریا دوزخ میں ۵۰/-
۱۰۳ خلائی کمرہ ۵۰/-
۱۰۴ مُردوں کا سیّارہ ۵۰/-
۱۰۵ خونخوار انسانی لومڑی ۵۰/-
۱۰۶ خطرناک طلسمی روشنی ۵۰/-
۱۰۷ ہیبت ناک قلعہ ۵۰/-
۱۰۸ غیبی شیشہ ۵۰/-
۱۰۹ ماتا دیوی کا گدھ ۵۰/-
۱۱۰ آدھی عورت آدھا سانپ ۵۰/-
۱۱۱ خلائی مخلوق
۱۱۲

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

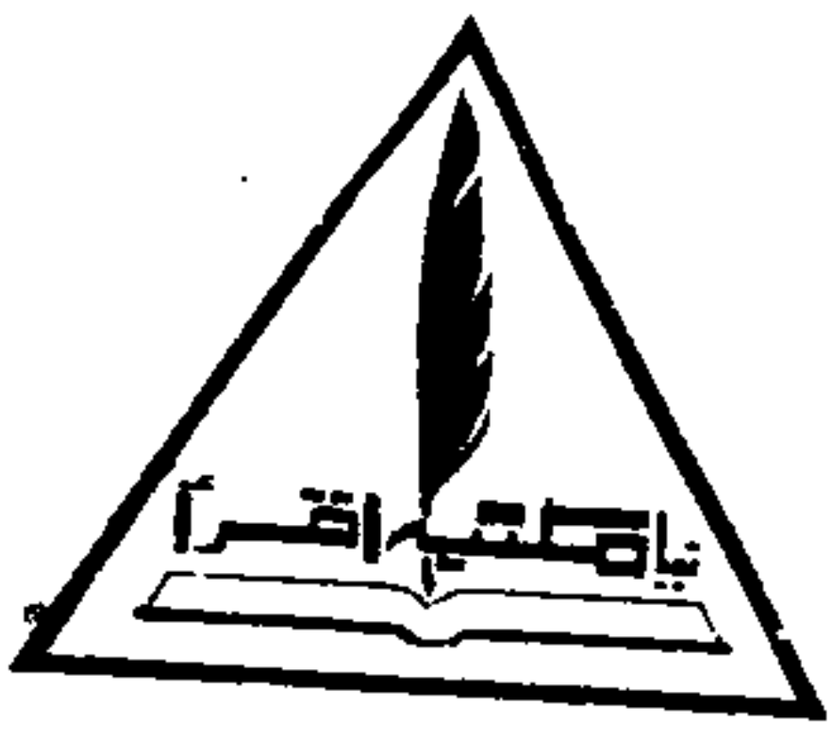

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

عنبر اور خلائی مخلوق

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۵۰/۷ روپے

[illegible]

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی قسط نمبر ۱۱۲ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہاں میں اپنے ان تمام دوستوں کا ایک بار پھر خلوصِ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے پاکستان کے کونے کونے سے خط لکھ کر عنبر ناگ ماریا کے نئے خلائی سفر کے سلسلے کے بارے میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ خاص طور پر میں اپنے سرگودھا کے دوست محمد رمضان کا بہت شکر گزار ہوں کہ وہ ہر قسط کے چھپنے پر عنبر ناگ کے سلسلے میں خط لکھ کر اپنے پیارے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں آپ سب دوست اِسے پسند کرتے ہیں اور شوق پڑھتے ہیں۔ انشاء اللہ میں آپ کے لیے اچھی اچھی کتابیں لکھتا رہوں گا۔ آپ میرے لیے دعا کیا کریں۔

اور ہاں اپنی اسکول کی پڑھائی کے بارے میں کبھی غافل نہ ہونا۔ اسکول کی پڑھائی آپ کو وقت پر کرنی چاہیئے۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴۔ این راہِ چمن سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

سانپ کچھوا
عنبر موت کے کنارے
خطرناک بنفشی شعاعیں
عنبر اور خلائی مخلوق
قسواری پہاڑ کا راز

سانپ کچھوا

یہ عجیب چیز کیا تھی؟

عنبر اور ناگ نے ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی میں دیکھا کہ کچھوے کی طرح کا ایک جانور اُڑتا ہوا جھاڑیوں میں سے نکل کر ناگ کے سامنے آکر بیٹھ گیا اس کی چار گردنیں تھیں جن کے اوپر سانپوں کی طرح کے چار منہ تھے۔ یہ سانپ کچھوا تھا۔ سانپ کچھوے نے چاروں گردنیں جھکا دیں۔ اس کی چوتھی گردن والا منہ ہی بات کر سکتا تھا۔ سانپ کچھوے نے اپنی زبان میں کہا۔

"ناگ دیوتا کا ہمارے سیارے پر آنا مبارک ہو۔ میں آپ کو سلام کرتا ہوں۔ میں سانپ کچھوا ہوں"

ناگ پہلے تو دلچسپی سے سانپ کچھوے کو دیکھتا رہا۔ عنبر بھی اِسے حیرت سے تک رہا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"کیا اس سیارے کے سانپ تمہاری طرح ہوتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں ؟"

سانپ کچھوا بولا ۔

"ہاں مقدس ناگ ! ہم سانپ کچھوے ہیں ۔ ہم ہوا میں اُڑ سکتے ہیں۔ ہمیں کسی کو ڈسنا ہوتا ہے تو ہم اپنے جسم سے زہر کی چھوٹی سی لکیر خارج کرتے ہیں ۔ جو دشمن کے جسم پر پڑتے ہی اُسے موت کی نیند سلا دیتی ہے ۔"

ناگ نے پوچھا ۔

"ہمیں یہ بتاؤ کہ کیا اس سیارے پر کوئی مخلوق آباد ہے ؟"

سانپ کچھوا بولا ۔

"مقدس دیوتا ! یہاں کچھ عرصے سے آپ کی شکلوں جیسے لوگ آکر سیارے کی اس طرف رہنے لگے ہیں ۔ ہم ان کے نزدیک کبھی نہیں گئے ۔"

ناگ نے پوچھا ۔

"یہ لوگ تو ہماری زمین کے آدمی ہیں ۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا اس سیارے کی دوسری جانب بھی کوئی مخلوق رہتی ہے ؟"

سانپ کچھوے نے کہا ۔

"مقدس ناگ ! ہم کبھی اس سیارے کی دوسری جانب نہیں گئے ۔ کیونکہ ہم نے اپنے بزرگوں سے سُن رکھا ہے کہ سیارے کی دوسری جانب جن بھوتوں کی مخلوق رہتی ہے جو جانوروں کی طرف دیکھ کر ہی انہیں بے ہوش کر دیتی ہے اور پھر انہیں کھا جاتی ہے ۔ اس لیے ہم نے کبھی دوسری طرف جانے کی ہمّت نہیں کی ۔"

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا ۔ عنبر نے اپنی زبان میں کہا ۔

"یہ ہم خود ہی پتہ کر لیں گے ناگ ! تم اس سے یہ پوچھو کہ یہاں کی زمین کے نیچے کوئی تیل کی طرح کی کوئی شے ہے ؟"

ناگ نے جب یہی سوال سانپ کچھوے سے کیا تو وہ بولا ۔

"مقدس ناگ دیوتا ! ہم نے اپنے بزرگوں سے یہ بھی سُنا ہے کہ ہمارے سیارے کی دوسری جانب کالے پہاڑوں کے بیچ میں ایک تالاب ہے جس کے نیچے سیاہ گاڑھا تیل جما ہوا ہے ۔ ہو سکتا ہے یہی وہ تیل ہو جس کے بارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آپ پوچھ رہے ہیں۔ کیونکہ سنا گیا ہے کہ اس
تیل ذرا آگ لگ جاتی ہے۔"
ناگ نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا۔ کیونکہ انہیں جس
چیز کی تلاش کی تھی۔ وہ انہیں مل گئی تھی۔ ناگ نے سانپ
کچھوے سے کہا۔
"ٹھیک ہے دوست! اب تم جا سکتے ہو۔ اگر ضرورت
ہوئی تو میں تمہیں پھر بلا لوں گا۔"
"جو حکم مقدس دیوتا۔"
یہ کہہ کر سانپ کچھوا اڑا اور جھاڑیوں کے پیچھے غائب
ہوگیا۔
عنبر اور ناگ واپس غار میں آکر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے
لگے۔ عنبر نے کہا۔
"ایک بات کا تو پتہ چل گیا کہ اس سیارے کی دوسری
جانب کالے پہاڑوں کے تالاب میں تیل جمی ہوئی
گاد کی شکل میں موجود ہے۔ دوسری بات یہ کہ
وہاں جن بھوتوں کی کوئی مخلوق رہتی ہے۔"
ناگ کہنے لگا۔
"بھائی عنبر! جن بھوتوں کے تو ہم قائل نہیں ہیں۔
کیونکہ یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ جن بھوت کہیں نہیں
ہوتے۔ ہاں ایسا ضرور ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی
بڑی طاقتور مخلوق آباد ہو۔ جو جادو طلسم جانتی
ہو۔"
عنبر بولا۔
"بہر حال ہمیں اس طرف چل کر معلوم کرنا چاہیئے
لیکن میں تو غلاباز شیلا کو لے کر جا رہا ہوں۔ سوال
یہ ہے کہ کیا شیلا کو بھی معلوم نہیں کہ سیارے کی
دوسری جانب جن بھوتوں کی مخلوق آباد ہے؟"
ناگ نے کہا۔
"شیلا کو کیسے پتہ چل سکتا ہے؟ وہ بھی ہماری
طرح سے ہماری زمین سے آئی ہے۔ وہ بھی یہاں
ہماری طرح اجنبی ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ کہیں
اسے ساتھ لے جانے سے اس کی زندگی خطرے
میں تو نہیں پڑ جائے گی؟"
عنبر بولا۔
"میں نے اس کی جان بچانے کا ذمہ لے لیا ہے
میں اس کی جان ضرور بچاؤں گا اور ہم دونوں
مل کر اس کی جان کی حفاظت کریں گے۔ ہم
ایسا کر سکتے ہیں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیوں نہیں،، ناگ یہ کہہ کر خاموش ہوگیا۔
پھر بولا۔
"ہمیں سیارے کی دوسری جانب جا کر کالے پہاڑوں کے تالاب میں سے گیس کی مائع گار نکال کر شٹل تک لانی ہو گی۔ اگر ہمیں سیارے کی دوسری جانب بھی ماریا اور کیٹی نہ ملی تو ہم اس خلائی شٹل کو یہاں سے اڑا کر کسی دوسرے سیارے پر جا سکیں گے۔"
عنبر نے کہا۔
"مگر مائع گیس کی گار کو ہلکی پھلکی بخارات کی گیس میں تبدیل کرنا بھی تو مشکل کام ہے۔"
ناگ بولا۔
"اس کام میں خلا باز سائنس دان مسٹر سٹون ہماری مدد کرے گا۔ وہ مائع گیس کی گار کو مائع یا بخارات میں تبدیل کرنا جانتا ہوگا۔"
عنبر نے کہا۔
"تو سب سے پہلے ہمیں یہاں مسٹر سٹون سے بات کرنی چاہیئے۔"
یہ نکتہ بڑا اہم تھا۔ مسٹر سٹون سے شٹل کے بچے ہوئے

ایندھن کے مل جانے کے بارے میں بات کرنا ضروری تھا۔
عنبر کہنے لگا۔
"اب میں اکیلا خلا بازوں کی نگری میں نہیں جا سکتا۔ ہاں کل رات جب شیلا میرے پاس آئے گی تو اس سے بات کروں گا۔"
آخر یہی طے پایا کہ شیلا سے بات کی جائے۔ دوسری رات ناگ اسی طرح سانپ بن کر غار کے پتھروں میں چھپ گیا۔ شیلا رات کے اندھیرے میں غار میں آئی۔ ایک میلا سا تھیلا اس کے کاندھے پر تھا۔ وہ آدم خور خلا بازوں کی بستی سے بھاگ کر آ گئی تھی اور اب عنبر کو اپنے ساتھ لے کر سیارے کے کسی ویران اور دور دراز مقام پر چلے جانا چاہتی تھی۔
عنبر نے شیلا سے بات کی اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ سیارے کی دوسری جانب کالے پہاڑوں میں ایک تالاب ہے جس کی تہہ میں جما ہوا کالا پٹرول یا گیس موجود ہے۔ خلا باز شیلا تعجب سے عنبر کی طرف دیکھنے لگی۔
"کیا تم سچ کہتے ہو؟ تمہیں کیسے پتہ چلا؟"
عنبر نے کہا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے مصر میں زمین کا علم پڑھا تھا۔ میں نے یہاں کے پتھروں کی ساخت کو غور سے دیکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں سے کچھ دور کوئی کالا پہاڑ ہے اور وہاں کوئی تالاب ہے جس کی تہہ میں گیس جمی ہوئی گارے کی شکل میں موجود ہے۔"

خلا باز عورت شیلا بولی۔

"اگر تمہارا اندازہ درست نکلا تو ہم اپنی خلائی شٹل کو پھر سے فضا میں بلند کر سکیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں اس جمی ہوئی گارے کو گیس کی شکل میں لانے کے لیے تمہارے سائنس دان لیڈر مسٹر سٹون سے مدد لینا ہو گی۔ کیا خیال ہے۔ ہم مسٹر سٹون کو بھی اپنے ساتھ نہ لے چلیں؟ ہو سکتا ہے وہ جمی ہوئی گارے کو گیس میں بدل دیں۔"

شیلا کہنے لگی۔

"جب سمک میں اپنی آنکھوں سے تالاب کی تہہ والی جمی ہوئی گارے کو نہ دیکھ لوں میں مسٹر سٹون کو اپنے ساتھ نہیں چلا سکتی۔ میں نے بھی ایم ایس

کی ہے۔ میں جمی ہوئی گیس کو پہچان لوں گی۔ اگر تمہارا اندازہ درست نکلا تو ہم واپس آ کر مسٹر سٹون کو راز داری سے اپنے ساتھ لے چلیں گے اور پھر خلائی شٹل کے ذریعے یہاں سے نکل کر واپس اپنی زمین پر پہنچ جائیں گے۔"

عنبر کیا کہہ سکتا ہے۔ شیلا کی تجویز معقول تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلے انہیں جا کر پتہ کرنا چاہیے کہ کالے پہاڑوں کے تالاب میں پٹرول یا گیس جمی ہوئی گارے کی شکل میں موجود بھی ہے کہ نہیں۔

ٹاگ یہ باتیں سن رہا تھا۔ اسے بھی یہ تجویز پسند آئی تھی۔ شیلا نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ تمہارے جانے کے بعد میرے خلا باز ساتھی تمہیں جگہ جگہ تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا شکار ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔ مگر کیا ہمیں پیدل چلنا ہو گا؟"

شیلا بولی۔

"کاش میرے پاس ہیلی کاپٹر ہوتا۔ مگر میں بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہاری طرح یہاں مجبور ہوں۔ ہمیں اس کھڈ کے آخری کنارے تک پیدل ہی چلنا ہوگا۔ جہاں یہ گھاٹی ختم ہوتی ہے وہاں ایک دریا بہتا ہے۔ ایک بار ہم نے دریا پار کر لیا تو پھر یہ آدم خور غلاباز ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو۔ ہم یہاں سے نکل چلتے ہیں۔"

عنبر اور شیلا غار سے باہر آکر کھڈ کی گھاٹی میں چلنے لگے۔

عنبر نے شیلا سے پوچھا کہ "اس تھیلے میں کیا ہے؟"

شیلا نے بتایا۔

"میرے تھیلے میں غذائی گھاس کے دو گٹھے ہیں۔ جنہیں کھا کر ہم دو تین روز گزار لیں گے۔ اس کے بعد یہ گھاس جہاں ہم جا کر ٹھہریں گے وہاں اُگا لیں گے۔"

شیلا کے تھیلے میں ایک ماچس کی ڈبی اور موم بتی بھی تھی۔ دنیا سے تحفہ جو چیزیں اپنے ساتھ لے کر غلاباز مشن میں روانہ ہوتے تھے۔ ان میں سے یہی دو چیزیں شیلا کے پاس رہ گئی تھیں۔

ناگ بھی خاموشی اور راز داری سے ان کے پیچھے پیچھے گھاٹی میں چل رہا تھا۔ عنبر کو ناگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ دو تین گھنٹے وہ گھاٹی میں چلتے رہے۔ شیلا اگرچہ بڑی تربیت یافتہ امریکی غلاباز تھی۔ لیکن آخر بے چاری عورت تھی اور عورت جسمانی طور پر کمزور ہوتی ہے۔ وہ راستے میں کئی بار تھکی اور آرام کرنے بیٹھی۔ جب گھاٹی ختم ہوئی تو رات ڈھلنے لگی تھی۔ ان کے سامنے ایک دریا تھا۔ دریا زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ اس کے دوسرے کنارے کی چٹانیں دُور سے ہی نظر آ رہی تھیں۔ عنبر نے شیلا سے پوچھا کہ کیا اُسے تیرنا آتا ہے۔ شیلا بولی۔

"میں کالج میں بہترین تیراک تھی۔"

انہوں نے دریا میں چھلانگیں لگا دیں۔ ناگ بھی ان کے پیچھے پانی میں اُتر گیا۔ دریا کا پانی زیادہ ٹھنڈا نہیں تھا۔ وہ دونوں تیرتے ہوئے دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ پھر انہوں نے چٹانوں کے درمیان اپنا سفر شروع کر دیا۔ چلتے چلتے جب سورج نکلا اور چاروں طرف اس کی روشنی پھیلی تو عنبر نے دیکھا کہ دُور ۔۔۔۔ بہت دُور سیاہ پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ عنبر نے شیلا سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ پہاڑ سیارے سے دوسری طرف ہیں کیا؟"

"ہاں ——" شیلا بولی۔ "میں انہی پہاڑوں کے پار جانا چاہتی ہوں۔ وہاں ہم کسی جگہ خفیہ گھر بنا لیں گے۔ پھر جمی ہوئی گیس کے تالاب کا نمونہ لے کر اس کا جائزہ لیں گے۔ اگر میرے اندازے کے مطابق اس میں پٹرول ہوا تو ہم میٹر سٹون کو بھی وہاں بُلا لیں گے۔"

وہ ایک جگہ سانس لینے کے لیے رُک گئے۔ یہاں زمین بالکل بنجر اور سخت تھی۔ کہیں کوئی جھاڑی یا گھاس نہیں اُگی ہوئی تھی۔ شیلا نے تھیلے میں سے سبز رنگ کے تیلے گھاس کا گٹھا نکالا۔ اس میں سے چند خوشے نکال کر عنبر کو دیئے اور کچھ خود کھانے لگی۔ عنبر نے محسوس کیا کہ گھاس کی خوشبو کا ذائقہ نمکین تھا۔ اسے ضرورت تو نہیں تھی، مگر وہ شیلا کے سامنے انہیں کھا گیا۔ عنبر نے چوری چوری پیچھے نظر ڈال کر ناگ کو تلاش کیا۔

ناگ سانپ کی شکل میں ایک جگہ بنجر زمین کے ننھے سے گڑھے میں سے سر باہر نکالے عنبر کو تک رہا تھا۔ عنبر مسکرا دیا۔ شیلا نے پوچھا۔

"تم مسکرا کیوں رہے ہو عنبر؟"

عنبر بولا۔

"اپنی قسمت پر مسکرا رہا ہوں کہ کہاں اپنی زمین پر چین کی زندگی بسر کر رہا تھا اور اب کہاں آ گیا ہوں۔ کیا جانے اس سیارے سے کب نجات ملے۔ خدا جانے اب واپس جانا بھی نصیب ہو کہ نہیں۔"

شیلا نے آہ بھری اور بولی۔

"کبھی کبھی میں بھی ناامید ہو جاتی ہوں۔ لیکن اب میرے اندر ایک نئی طاقت آ گئی ہے۔ تم میرے ساتھ ہو۔ اور میں اپنے آدم خور ساتھیوں کے چنگل سے نکل آئی ہوں۔ میں اپنے اندر نئی طاقت محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم نے ہمت سے کام لیا تو یہاں سے ایک نہ ایک دن ضرور واپس اپنی دنیا میں پہنچ جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"جو انسان خدا پر بھروسہ رکھ کر اپنی ہمت سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ خدا اس کو ضرور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کامیابی عطا فرماتا ہے۔ ہمیں خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔"

خلاباز امریکی عورت شیلا بولی۔

"میں بھی خدا پر اعتقاد رکھتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ساری کائنات کا مالک ہے۔ اس سیارے پر بھی اسی کی قدرت کام کر رہی ہے۔ وہ ہماری ضرور مدد کرے گا۔"

ناگ اِن دونوں کی باتیں سنتا رہا۔ تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر آرام کرنے کے بعد عنبر اور شیلا سیاہ کالے پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ ناگ بھی اُن کے پیچھے چل پڑا۔

اِن کے آگے وہی کالے پہاڑ تھے جن کے بارے میں سانپ کچھوے نے بتایا تھا کہ وہاں جن بھوتوں کی بستی ہے۔ شیلا نے سامنے کالے پہاڑوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہاں بیچ بیچ کوئی مخلوق آباد ہو۔ ہمارے پاس تو اپنی حفاظت کرنے کے لیے کوئی ہتھیار بھی نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"خدا ہماری مدد کرے گا۔"

سارا دن وہ سفر کرتے رہے۔ کئی میدان، کئی وادیاں آئیں اور گزر گئیں۔ شام ہو گئی۔ مگر کالے پہاڑ اب بھی کافی دُور تھے۔ شیلا نے کہا۔

"دُور سے دیکھنے پر یہ پہاڑ کس قدر قریب نظر آتے تھے مگر یہ تو بہت دور ہیں۔"

"پہاڑوں کے بارے میں ایسا ہی محسوس ہوا کرتا ہے۔ میرا خیال ہے ہم کل ان پہاڑوں کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

رات انہوں نے ایک جگہ چٹانوں کے درمیان گزاری۔ ناگ بھی کچھ فاصلے پر خاموشی سے پڑا رہا۔ رات کو جب شیلا سو گئی۔ تو ناگ عنبر کے پاس آ گیا اور وہ دونوں باتیں کرنے لگے۔ ناگ نے کہا۔

"مجھے ان پہاڑوں پر ابھی تھوڑی دیر پہلے سبز رنگ کی روشنی سی دکھائی دی تھی۔ میرا خیال ہے کہ میں عقاب بن کر ان پہاڑوں کا جائزہ لیتا ہوں۔"

عنبر نے اِسے اجازت دے دی۔ ناگ اُڑ کر پہاڑوں کی طرف نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو بولا۔

"مجھے وہاں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ میں نے ان پہاڑوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے درمیان ایک سیاہ رنگ کا تالاب بھی دیکھا ہے۔ جس میں کالے رنگ کا کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔"
عنبر نے کہا۔
"یہی جما ہوا پٹرول ہے جو ہمارے کام آسکتا ہے۔"
"لیکن" ناگ بولا۔" اس تالاب کے اوپر اڑتے ہوئے مجھے دو تین بار جھٹکا سا لگا تھا اور میں نیچے کو چلا گیا تھا۔"
عنبر بولا۔
"یہ تمہارا وہم ہے ناگ! تالاب میں جمے ہوئے پٹرول کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ ایک طرح کا ڈیزل یا موبل آئل ہے جس میں سے ہم پٹرول اور گیس نکال سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کی تیز گیس کی وجہ سے تمہیں ایسا محسوس ہوا ہو کہ جھٹکا لگا ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"بہرحال ہمیں ہر طرح سے چوکس ہو کر ان پہاڑوں میں داخل ہونا ہوگا۔"
شیلا کی آنکھ کھل گئی۔ ناگ تیزی سے گھاس میں

گیا شیلا بولی۔
"عنبر! تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟"
عنبر نے جلدی سے سنبھل کر کہا۔
"میں ـــــ وہ میں اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا کہ پہاڑوں کے درمیان اگر کوئی دشمن مخلوق ہوئی تو ہمیں اپنی حفاظت کس طرح کرنی ہوگی۔"
شیلا نے نیند بھری آواز میں کہا۔
"سو جاؤ عنبر! خدا سب ٹھیک کرے گا۔"
عنبر خاموشی سے لیٹ گیا۔
دوسرے روز بھی وہ سارا دن چلتے رہے۔ تیسرے پہر جب سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا عنبر اور شیلا کالے پہاڑوں کے دامن میں پہنچ گئے۔ یہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک درّہ سا بنا ہوا تھا۔ یہ درّہ ایک گلی کی طرح تھا۔ دونوں طرف پہاڑوں کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی تھیں۔ درمیان میں ایک تنگ سی پتھریلی گلی جا رہی تھی۔ شیلا اور عنبر اس گلی میں چلنے لگے۔ ناگ پہاڑ کی دیوار پر آگے کو رینگ رہا تھا۔
درّہ یعنی پہاڑی گلی ختم ہوئی تو سامنے انہیں پہاڑوں کے درمیان پیالے کی شکل کا ایک چھوٹا سا تالاب نظر آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تالاب میں سیاہ رنگ کا کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔

عنبر نے شیلا سے کہا۔

"شیلا! تم گیس کی تیز بو سونگھ رہی ہو؟ یہ ڈیزل کی بو ہے۔ اس تالاب کے کیچڑ میں اتنا پٹرول اور گیس جمع ہے کہ ہم بڑی آسانی سے خلائی شٹل کی مدد سے واپس اپنی زمین پر جا سکتے ہیں۔"

ناگ ایک طرف سانپ کی شکل میں چھپا ہوا تھا۔ شیلا اور عنبر تالاب کے کنارے پہنچ کر جھک کر تالاب کو دیکھنے لگا۔ ناگ بھی ایک جانب رینگتا ہوا تالاب کے کنارے پہنچ گیا۔ شیلا نے تالاب میں ہاتھ ڈال کر تھوڑا سا کیچڑ یعنی گارا ہاتھ میں اٹھائی۔ کیچڑ کو ہاتھ میں لیتے ہی شیلا اپنی جگہ سے دو فٹ اوپر کو اچھلی اور دھڑام سے زمین پر گر پڑی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ عنبر جلدی سے اس کے قریب آ گیا۔ اس نے اسے آوازیں دیں۔

"شیلا! شیلا! ہوش کرو۔"

ناگ بھی تیزی سے عنبر کے پاس آ گیا۔ ناگ نے اب سانپ کی شکل اختیار کر رکھی تھی۔

"یہ اس کیچڑ کی وجہ سے ہوا ہے عنبر! اس میں کوئی آسیبی یا ایٹمی طاقت ہے۔"

عنبر شیلا کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا مگر شیلا کا جسم بالکل ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ ویسے وہ زندہ تھی۔ اس کا دل بھی اسی طرح دھڑک رہا تھا اور سانس بھی چل رہی تھی۔

"اب کیا کریں ناگ! یہاں کوئی مخلوق بھی نظر نہیں آ رہی۔"

ناگ بولا۔

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں پہاڑ کی دوسری جانب جا کر دیکھتا ہوں۔"

عنبر شیلا کے سرہانے بیٹھا رہا اور ناگ عقاب بن کر اڑ گیا۔

عنبر کو بیٹھے ابھی چند منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ سامنے والے پہاڑ کی دیوار میں اچانک ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ عنبر خود سے اس طرف دیکھنے لگا۔ عنبر نے دیکھا کہ پہاڑ کے شگاف میں سے شیشے کے دو بہت بڑے مرتبان نمودار ہوئے جن کے پیچھے فولاد کا ایک سلنڈر لگا تھا۔ شیشے کے آگے والے مرتبان کے سامنے کی جانب بھی ایک اونچا فولادی سلنڈر جڑا ہوا تھا۔ شیشے کے مرتبانوں کے اوپر بھی شیشے کے ڈھکنے تھے جن

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

میں سے بجلی کی کرنٹ کی طرح کی لہریں اوپر نیچے جارہی تھیں۔
عنبر کھلی آنکھوں سے ساکت بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔
آگے والا جو چھوٹے گنبد والا فولادی سلنڈر تھا اس کے اوپر
ہائیل لگے تھے۔

یہ شیشے کے مرتبانوں والا سلنڈر پہاڑ کے شگاف سے
باہر آکر رُک گیا۔ عنبر نے شیلا کو اٹھانے کی کوشش کی
کہ وہ اسے کسی محفوظ مقام پر پہنچا دے کہ اچانک فولادی
سلنڈر کا دروازہ کھل گیا اور اس میں سے سبز رنگ کی ایک
کرن نکل کر عنبر کے جسم سے ٹکرائی۔

عنبر اپنی جگہ پر اچھل سا گیا۔ پھر اسے محسوس ہوا
کہ اس کے اندر کی طاقت ایک دم کمزور ہو گئی ہے۔
وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فولادی سلنڈر کو تکنے لگا۔ پھر
سلنڈر کے دروازے میں سے پانچ عجیب و غریب شکل و
صورت والے آدمی باہر نکلے۔ ان کے چار بازو تھے۔ ہاتھ
اور پاؤں بن مانس کے ہاتھوں اور پاؤں کی طرح کے تھے۔
ان میں ایک آدمی زرد رنگ کا تھا۔ ایک سبز رنگ کا اور
چوتھا ہلکے نسواری رنگ کا تھا۔ ان کے گول چہروں پر دو
آنکھیں تھیں۔ بھنویں اور پلکیں غائب تھیں۔ ہونٹ بھی نہیں
تھے۔ ناک کی جگہ ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ انہوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی لباس نہیں پہن رکھا ان کے جسموں کی کھال پر ہلکے
ہلکے فر کی طرح کے بال اُگے ہوئے تھے اور اس کھال پر گول
گول دھبے تھے۔

عنبر کو شیلا کی فکر تھی۔ ناگ بھی ابھی تک واپس نہیں
آیا تھا۔ عنبر نے شیلا کو اٹھانا چاہا کہ اسے لے کر وہاں سے
دوڑے مگر عنبر کی طاقت عام آدمی کی طاقت میں تبدیل
ہو گئی تھی۔ شیلا کو وہ بڑی مشکل سے اٹھانے میں کامیاب
ہوا۔ مگر چار بازوؤں والی مخلوق اس کے سامنے آکر
کھڑی ہو گئی۔ ایک آدمی نے اپنے چاروں بازو آگے کئے
یہ بازو لمبے ہو کر بالکل عنبر کے قریب آگئے۔ ایک بازو نے
عنبر کو چھوا تو عنبر کو زبردست کرنٹ لگا اور اس کے جسم
میں بے چینی کی لہریں دوڑ گئیں۔

عنبر نے پوری طاقت سے ناگ کو آواز دی

"ناگ! تم کہاں ہو؟"

چار بازوؤں والی مخلوق نے ایک دوسرے کی طرف
دیکھا۔ پھر دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر عنبر کو اٹھا لیا
اور فولادی سلنڈر کی طرف لے کر چلے۔ عنبر نے ان
کی گرفت سے نکلنے کی بہت کوشش کی۔ وہ بہت تڑپا مگر
مخلوق کی گرفت میں عنبر کو اپنے جسم کی طاقت ختم ہوتی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محسوس ہو رہی تھی۔

اس نے آخری بار چیخ مار کر ناگ کو آواز دی۔

"ناگ! تم جہاں بھی سن لو۔ یہ مخلوق پہاڑ کے شگاف میں مجھے لے جا رہی ہے"

چار بازوؤں والی مخلوق پر عنبر کی چیخ کا ذرا سا بھی اثر نہ ہوا۔ وہ عنبر کو اٹھا کر فولادی سلنڈر میں لے گئے۔ سلنڈر میں ایک ٹیوب ایسا شیشے کا سلنڈر تھا۔ عنبر کو اس سلنڈر میں بند کر دیا گیا۔ عنبر نے پوری طاقت سے سلنڈر کی دیوار پر مکا مارا۔ عنبر کو سخت تکلیف ہوئی اس کی طاقت عام آدمی کی طاقت جتنی رہ گئی تھی۔ شیشے کے سلنڈر میں سے سبز رنگ کی ہلکی ہلکی گیس نکلنے لگی۔

عنبر کو سانس لینے میں دقت محسوس ہوئی اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا۔ چار بازوؤں والی مخلوق اس کے بعد دوبارہ باہر گئی اور بے ہوش شیلا کو بھی اٹھا کر سلنڈر میں لے آئی۔ پہاڑ کی دیوار کا شگاف فولادی سلنڈر کے اندر جانے کے بعد بند ہو گیا۔

باہر پھر وہی بھیانک خاموشی چھا گئی۔ ایسا لگتا تھا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ناگ عقاب کی شکل میں آسمان پر نمودار ہوا۔ غوطہ لگا کر تالاب کے

کنارے آیا اور انسانی شکل میں آ کر عنبر اور شیلا کو تلاش کرنے لگا۔ وہ کہاں چلے گئے؟ ناگ نے سوچا۔ ہو سکتا ہے عنبر بے ہوش شیلا کو لے کر کسی محفوظ جگہ پر چلا گیا ہو۔ ناگ نے اِدھر اُدھر عنبر کی تلاش شروع کر دی۔ اس نے محسوس کیا کہ عنبر کی خوشبو کہیں سے بھی نہیں آ رہی۔ ناگ پریشان ہو گیا۔ اس نے عنبر کو آوازیں دیں۔ عنبر کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ناگ بھاگ کر پہاڑوں کے درمیان والی گلی میں آ گیا۔ اس نے ساری گلی چھان ماری۔ چپہ چپہ دیکھا۔ مگر عنبر اور شیلا کا کوئی نشان نہ ملا۔

ناگ انسانی شکل میں تھا۔ وہ خطرناک کیچڑ والے تالاب کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ تالاب کا سیاہ کیچڑ بالکل ساکت تھا۔ ناگ نے زمین پر جھک کر عنبر کے پاؤں کے نشان دیکھنے کی بھی کوشش کی۔ مگر تالاب کے کنارے زمین پتھریلی اور سخت تھی۔ وہاں کسی انسان کے پاؤں کے نشان نظر نہیں آ سکتے تھے۔

ناگ پریشان ہو کر ایک پتھر کے پاس بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ عنبر اور شیلا اچانک کہاں غائب ہو گئے۔ اسے اب خیال آنے لگا کہ سانپ کچھوے نے کہا تھا کہ ان

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالے پہاڑوں میں بھوتوں کا بسیرا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ عنبر اور شیلا کو ان پہاڑوں کے بھوت اٹھا کر لے گئے ہوں؟

مگر ناگ کو بھوتوں پر اب یقین نہیں تھا۔ خلائی سفر میں ناگ نے سائنس کے ایسے ایسے کرشمے دیکھے تھے کہ اس کا جن بھوتوں پر سے اعتقاد اٹھ گیا تھا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اگر یہاں بھوت بھی نہیں ہیں تو پھر عنبر اور شیلا کہاں چلے گئے؟

ناگ نے سوچا کہ عقاب بن کر ایک بار پھر سارے علاقے کا جائزہ لینا چاہیئے۔ چنانچہ ناگ عقاب بن کر ایک بار پھر اُڑان بھر کر اُڑ گیا۔ وہ سارے علاقے میں چکر لگاتا رہا۔ جگہ جگہ نیچے آکر بھی اس نے دیکھا۔ عنبر کہیں نہیں تھا۔ ناگ نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ جہاں عنبر شیلا غائب ہوئے ہیں اسی جگہ چل کر بیٹھنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ عنبر دوبارہ وہاں آجائے۔ پس ناگ واپس اسی تالاب کے کنارے آکر پتھروں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔

سورج پہاڑوں کے پیچھے چلا گیا تھا اور پیالے ایسی وادی پہاڑ کے سائے میں آگئی تھی۔ آہستہ آہستہ

شام کا اندھیرا بڑھ رہا تھا۔ ناگ کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں جاکر عنبر اور شیلا کو تلاش کرے۔ اس نے سوچا کہ اسے انسانی شکل میں وہاں نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ چنانچہ ناگ نے سانس اوپر کھینچا اور کالا سانپ بن گیا پھر اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ سانپ کچھوے کو بُلا کر اس کی مدد حاصل کرے۔ مگر اس کو یاد آگیا کہ سانپ کچھوے نے کہا تھا کہ وہ ان پہاڑوں کی طرف بالکل نہیں جاتے۔

ناگ خاموش ہو کر بیٹھا رہا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر موت کے کنارے

ایک سلنڈر میں عنبر بند تھا۔

دوسرے سلنڈر میں شیلا بے ہوش پڑی تھی۔ پہاڑ کے اندر چار بازوؤں والی مخلوق کی ایک بہت بڑی لیبارٹری تھی جس کے کئی تہہ خانے تھے۔ ان لیبارٹریوں میں قسم قسم کے ساز و سامان والی مشینیں اور آلات کام کر رہے تھے۔ اس مخلوق نے عنبر اور شیلا کو الگ الگ کمروں میں لے جا کر بند کر دیا۔ اس مخلوق کا چیف سُرخ رنگ کا [redacted] جس کے سینے پر ایک لاکٹ لٹک رہا تھا۔ اس لاکٹ میں سبز رنگ کا ہیرا چمک رہا تھا۔

یہ چیف شیشے کی ایک بہت بڑی کرسی پر بیٹھا تھا اس کے ایک ہاتھ میں بلور کا گولا تھا۔ اس گولے میں سے سبز شعاعیں نکل رہی تھیں۔ چیف کے جسم کی کھال پر بھی بھورے بھورے بال اُگے ہوئے تھے۔ دروازہ کھلا اور پانچ آدمی اندر آئے۔ یہ وہی چار بازوؤں والے

آدمی تھے جنہوں نے عنبر اور شیلا کو اغوا کیا تھا۔ ان میں سے زرد آدمی نے اپنے چاروں بازوؤں کو اوپر اُٹھا کر سلام کیا اور باریک آواز میں بولا۔

"چیف! زمین کی مخلوق میں سے ایک مرد اور ایک عورت کو ہم نے پکڑ لیا ہے۔ یہ دونوں خود ہمارے تالاب پر آ گئے تھے۔"

اس عجیب مخلوق کی آواز اس کے ناک میں سے نکل رہی تھی۔ چیف نے بھی اسی قسم کی آواز میں پوچھا۔

"راکٹ والے [illegible] تو اس طرف نہیں آئے؟"

سبز آدمی بولا۔

"نہیں چیف! مگر ایک عجیب بات ہے۔ جو مرد ہم نے پکڑا ہے اس کی ڈاڑھی نہیں ہے۔ جبکہ باقی زمینی مخلوق نے اپنے راکٹ کے پاس رہ رہی ہے ان کی لمبی ڈاڑھیاں ہیں۔"

چیف کے ہاتھ کا بلوریں گولا زیادہ تیزی سے چمکنے لگا۔ اس نے کہا۔

"اس آدمی کی تابکاری ٹیسٹ کرو۔"

تین مخلوق آدمی آگے بڑھا اور بولا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چیف! میں نے اس کی تابکاری نوٹ کی ہے ایک عجیب بات سامنے آئی ہے۔ اس مرد کے جسم میں جتنے بھی خلیے ہیں۔ اُن پر ہماری خطرناک شعاع بھی اثر نہیں کرتی۔"

"کیا مطلب؟" چیف نے حیران ہو کر پوچھا۔

زرد آدمی بولا۔

"چیف اس مرد کے خلیے اتنے طاقتور ہیں کہ وہ ہم سے تباہ نہیں ہو رہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خلیے لافانی ہیں۔ ان پر موت کبھی نہیں آ سکتی۔"

چیف نے کہا۔

"کیا راکٹ والے دوسرے آدمیوں کے خلیے بھی ایسے ہی ہیں؟"

زرد آدمی بولا۔

"نہیں چیف! ہم نے راکٹ والے تمام خلابازوں کے خلیے خفیہ طور پر منگوا کر یہاں ٹیسٹ کیے تھے۔ وہ خلیے مر گئے تھے۔ اس مرد کے ساتھ جو عورت ہمارے قبضے میں آئی ہے اس کے خلیے بھی مر جاتے ہیں۔ مگر اس مرد کے خلیوں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

میں غیر معمولی طاقت ہے۔ ہم نے اس شخص کو عارضی طور پر بے ہوش ضرور کر دیا ہے مگر اس کے خلیے زندہ ہیں اور ہم انہیں کسی طرح بھی ہلاک کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔"

چیف ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر بولا۔

"اس مرد کو الگ کر کے رکھو۔ یہ کوئی غیر فانی مخلوق ہے۔ ہم اس پر تجربے کریں گے اور اس کے جسم کے تمام خلیے نکال کر اپنے جسم میں داخل کریں گے تاکہ ہم بھی غیر فانی بن جائیں۔ پھر ہم میں سے کوئی نہیں مرے گا۔"

زرد آدمی بولا۔

"اور لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے چیف؟"

"اُسے تہہ خانے میں بند رکھو۔ اگر یہ واپس راکٹ والی مخلوق کے پاس چلی گئی تو ہماری خفیہ لیبارٹری کا راز فاش کر دے گی۔ ہم نے سنا ہے کہ راکٹ والوں کے پاس کوئی ایسا ایٹمی ہتھیار ہے کہ اس کی مدد سے وہ ہمارے پہاڑ کو روئی کے گالے کی طرح اُڑا کر رکھ دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ابھی تک ان کے خلائی راکٹ پر

COURTESY ... KEE.PK

اپنی تباہ کن شعاع نہیں ڈالی۔ کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ
ان کا خفیہ ایٹمی بم اسی راکٹ میں لگا ہوا ہے
اگر وہ پھٹ گیا تو یہ سارا سیارہ ہمارے
ساتھ ہی تباہ ہو جائے گا۔ اس لیے اس لڑکی
کی پوری طرح نگرانی کی جائے۔ وہ یہاں سے بار
نہ جانے پائے۔"

زرد آدمی بولا۔

"ہم اسے بے ہوش ہی رکھیں گے۔ اسے
غذا کا ٹیکہ دے دیا جائے گا جو ایک سال تک
اسے زندہ رکھے گا۔"

چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں زمینی مرد کا معائنہ
کرنے خود آرہا ہوں۔"

عنبر کو لیبارٹری کے سب سے نچلے تہہ خانے
بند کر دیا گیا۔ اس لیبارٹری میں ہر قسم کا جدید ترین
و سامان لگا تھا۔ عنبر ابھی تک بے ہوش تھا۔
سٹریچر پر لٹا دیا گیا۔ اس کے سر اور سینے کے ساتھ
تاریں لگا دی گئیں۔ سامنے دیوار پر کمپیوٹر لگا تھا۔ پا
آدمی ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں چیف اندر

اس نے آتے ہی عنبر کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"یہ ساتویں نظام شمسی کی مخلوق ہے جو لوگ
اپنے خلائی راکٹ میں یہاں آئے ہیں یہ ان ہی
کی زمین کا رہنے والا ہے۔"

زرد آدمی نے کہا۔

"مگر چیف! اس میں غیر معمولی طاقت ہے۔
اس کا جسم موت سے ناآشنا ہے۔"

چیف نے حکم دیا کہ عنبر کے جسم کے خلیے نکال کر انہیں
تباہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ زرد آدمی نے فوراً اشارہ
کیا۔ چار بازوؤں والا ایک سبز آدمی آگے بڑھا۔ اس
نے انجکشن کی مدد سے عنبر کے جسم میں سے خون کا ایک قطرہ
نکال کر شیشے کی سلائیڈ پر رکھا اور سلائیڈ کو ایک گول مرتبان
میں بند کر کے بند کر دیا۔ کمپیوٹر کی سلائیڈ پر رکھے
عنبر کے خون کے قطرے کی فلم آ گئی۔ کمپیوٹر کی سکرین پر
عنبر کے جسم کے خلیے اِدھر اُدھر حرکت کر رہے تھے۔
چیف کے حکم سے ان خلیوں پر بجلی کی مہلک شعاعیں پھینکی
گئیں۔

مرتبان کے اوپر سے بجلی کے کرنٹ کی طرح لہراتی
کرنیں عنبر کے خلیوں پر گریں اور وہاں تیز روشنی ہو

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

گئی۔ اس کے بعد دیکھا گیا۔ کہ خیلے اسی طرح زندہ تھے
ایک بار پھر بجلی کا چارج دیا گیا۔ یہ بڑا طاقتور چارج تھا
مگر خیلے اب بھی نہ مر سکے۔ خیلے اب بھی زندہ تھے
اور کمپیوٹر کی سکرین پہ برابر حرکت کر رہے تھے۔
چیف کا چہرہ خوشی سے اور سرخ ہو گیا۔ اس کی
ناک سے باریک آواز بلند ہوئی۔

"یہ دنیا کا سب سے طاقتور آدمی ہے۔ اس کو
موت نہیں آسکتی۔ ہم اس کے جسم کے خیلے باہر
نکال کر آپس میں تقسیم کر دیں گے۔ ہم غیر فانی
بن جائیں گے۔ بڑے آپریشن کی تیاری کی جائے"

"جو حکم چیف!"

عنبر اگر ہوش میں ہوتا تو اپنا جسم پتھر کی طرح سخت
کر سکتا تھا۔ مگر وہ بے ہوش تھا۔ اس کا ارادہ
معطل ہو چکا تھا۔ اور اگرچہ اس کے خلیوں میں زندگی
کی پوری طاقت موجود تھی مگر عنبر کی اپنی طاقت وقتی طور
پہ اس کا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔ اس لیے اس کے جسم
کو کاٹا جا سکتا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر عنبر کے بازو
اور جسم کاٹنے کے بعد قریب قریب رکھے جائیں تو وہ
دوبارہ آپس میں چپک سکتے تھے

عنبر کی زندگی کا یہ سب سے خطرناک مرحلہ تھا۔
بڑے آپریشن کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔
شیلا کو اس کے سلنڈر میں دوائی کا انجکشن دے کر ہمیشہ
کے لیے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ دوسرے انجکشن کے ذریعے
غذا بھی اس کے جسم میں داخل کر دی گئی تھی۔ بڑے آپریشن
کے لیے عنبر کو سب سے بڑی لیبارٹری کے آپریشن روم میں
پہنچا دیا گیا۔ وہ سٹریچر پر سیدھا لیٹا تھا۔ وہ بالکل بے ہوش
تھا۔ چار بازوؤں والے پانچ آدمی بڑی تیزی سے آپریشن
کی قینچیاں، تیز چاقو اور آریاں طشت میں سٹریچر کے پاس رکھنے
لگے۔ چیف ان کے پاس ہی کھڑا تھا۔ وہ عنبر کے جسم کو کاٹ
کر اس کے گوشت اور خون کے سارے خلیے اپنے سامنے
نکلتے دیکھنا چاہتا تھا۔

عنبر اگرچہ بے ہوش تھا مگر وہ اچانک ایک خواب دیکھنے
لگا۔

اس نے دیکھا کہ وہ ہزاروں سال پرانے مصر کے
اہرام میں ایک تابوت کے قریب کھڑا ہے۔ تابوت پر
ایک بہت بڑا سونے کا انڈہ پڑا ہے۔ سونے کے انڈے
کو ہاتھ لگایا تو اسے ایک عورت کی آواز آئی۔

"عنبر! تم زندگی کے سب سے خطرناک مقام پہ کھڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو"

عنبر نے آواز پہچان لی۔ یہ دیوی طلالہ کی آواز تھی۔ عنبر نے کہا۔

"دیوی طلالہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ میں تو یہاں بڑے آرام سے کھڑا ہوں۔ اور میرا دشمن بھی یہاں کوئی نہیں ہے۔"

دیوی طلالہ نے کہا۔

"ابھی تمہاری ماں کی روح میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھے بتایا کہ عنبر پر بھاری مصیبت آن پڑی ہے اس کی مدد کرو۔ تمہاری ماں کی نیک روح نے مجھے سب کچھ بتا دیا تو پھر میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں ایک سیارے میں پہاڑ کے نیچے اس حالت میں دیکھا کہ تم بے ہوش ہو۔ تمہاری طاقت ختم کر دی گئی ہے اور تمہارے جسم کے ٹکڑے کیے جانے والے ہیں۔"

عنبر نے حیرانی سے کہا۔

"دیوی طلالہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ میں تو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔"

دیوی طلالہ نے کہا۔

"یہ تم خواب میں یہاں کھڑے ہو۔ اصل حالت میں تم ایک انوکھی مخلوق کی لیبارٹری میں ان کے آپریشن روم میں ہو اور تم پر ایک خطرناک آپریشن کیا جانے والا ہے۔ اس انڈے میں جھانک کر دیکھو۔ تم اپنے آپ کو دیکھ سکو گے۔"

اب جو عنبر نے تابوت پر رکھے سونے کے انڈے پر نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کمرہ ہے۔ درمیان میں آپریشن ٹیبل پر جس پر وہ خود بے ہوش پڑا ہے۔ اور وہی چار بازوؤں والی مخلوق کے آدمی اس کے پاس کھڑے اس کے جسم کو کاٹنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ عنبر چونک اٹھا۔

"میرے خدا! کیا میری طاقت ختم ہو چکی ہے؟"

دیوی طلالہ نے کہا۔

"ہاں۔ اس وقت تم خواب میں میرے سامنے ہو۔ اصلی زندگی میں تم اس لیبارٹری کے آپریشن روم میں ہو۔ یہ لوگ تمہارے جسم کے سارے اعضا کاٹ کر الگ الگ کر دیں گے۔ پھر ان کا ایک دوسرے سے جڑنا اس لیے مشکل ہو جائے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PAKSFREE.PK

لگا کہ ہو سکتا یہ تمہارے جسم کے ٹکڑوں کو ا
دُور پھینک دیں کہ وہ ایک دوسرے کے قریب
نہ پہنچ سکیں"
عنبر نے کہا۔
"میں اپنی والدہ صاحبہ کی نیک روح کا شکر گزار
ہوں کہ انہوں نے عین وقت پر تمہیں خبر کر دی
اب میری مدد کرو۔ اب مجھے یاد آرہا ہے
کہ یہ چار بازوؤں والی مخلوق کالے پہاڑ کے
شگاف میں سے نکل کر میرے پاس آئی تھی
اور پھر میں بے ہوش ہو گیا تھا"
دیوی طلالہ نے کہا۔
"میں تمہاری یہی مدد کر سکتی ہوں کہ تمہارے
جسم کو اپنے ارادے سے کام لیتے ہوئے
فولاد سے زیادہ سخت کر دوں گی۔ اب تم
آنکھیں بند کر لو۔ تم واپس جا رہے ہو"
عنبر نے آنکھیں بند کیں تو اسے محسوس ہوا
وہ غائب ہو گیا ہے۔ اب وہ ہوش میں تھا
حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو
روم میں سٹریچر پر پڑے ہوئے پایا۔ وہ دیکھ

سُن سکتا تھا۔ مگر آنکھوں کو حرکت نہیں دے سکتا
تھا۔ بول بھی نہیں سکتا تھا۔ اپنے ہاتھ پاؤں بھی نہیں
ہلا سکتا تھا۔ چار بازوؤں والی مخلوق اس کے جسم کو
کاٹنے ہی والی تھی۔ عنبر نے ایک سرخ رنگ کے چار
بازوؤں والے آدمی کو دیکھا جس کے سینے میں سبز ہیرے
والا لاکٹ چمک رہا تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ یہ ان کا چیف
ہی ہو سکتا ہے۔
چیف نے کہا۔
"آپریشن شروع کرو"
زرد آدمی نے ایک تیز چاقو ہاتھ میں تھام لیا۔
دوسرے ہاتھ میں ایک آری تھی۔ تیسرے ہاتھ
میں بھی ایک چھُری تھی۔ چوتھے ہاتھ میں ایک قینچی پکڑی
ہوئی تھی۔ اس ڈراؤنے آدمی نے چیف کا اشارہ پاتے
ہی کام شروع کر دیا۔ اس کے چاروں ہاتھوں نے عنبر
کے جسم پر حملہ کر دیا۔ اس کے ہاتھ چاقو، آری اور
چھری سے عنبر کے جسم کو کاٹنے کی کوشش کرنے لگے۔
مگر وہ یہ دیکھ کر پریشان سا ہوا کہ عنبر کے جسم پر
چاقو چھُری اور آری کوئی اثر نہیں کر رہی تھی۔
چاقو عنبر کے جسم سے ٹکراتے ہی ٹوٹ گیا۔ چھُری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹیڑھی ہوگئی۔ اور آری کے دندے مُڑ گئے۔ زرد آدمی نے حیران ہو کر چیف کی طرف دیکھا۔ چیف نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

زرد آدمی نے کہا۔

"چیف! اس شخص کا جسم پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے"

چیف نے کہا۔

"اسے مشین کے ذریعے کاٹو"

اسی وقت باقی سپاہی اور نسوادی آدمی وہاں تیزی سے ایک مشین لے آئے۔ جس کی آری بڑی تیزی سے گردش کر رہی تھی۔ لکڑی چیرنے والی گول آری کو عنبر کے جسم سے لگایا گیا تو تڑق کی آواز کے ساتھ آری ٹوٹ گئی۔ اب تو وہاں کھڑی ساری مخلوق تعجب سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگی۔

عنبر کے جسم کو ہر طرح سے کاٹنے کی کوشش کی گئی۔ مگر ہر بار چار بازوؤں والی مخلوق کو ناکامی ہوئی۔ زرد آدمی نے کہا۔

"چیف! اس کا جسم فولاد سے بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

چیف نے کہا۔

"اسے لیزر شعاع سے کاٹ دو"

اب لیزر شعاع والی ڈراؤنی مشین سامنے لائی گئی عنبر اس مشین کو تک رہا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے بالکل سامنے پاؤں کی جانب تھی۔ اس میں سے ایک پستول کی نالی نکلی ہوئی تھی جس کا رُخ عنبر کے نچلے دھڑ کی طرف تھا۔

چیف نے خود لیزر گن کا بٹن دبایا۔ تڑاخ کی آواز کے ساتھ لیزر گن میں سے ایک تیز سرخ شعاع نکلی اور عنبر کے پیٹ پہ پڑی۔ اگر عنبر کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اس کا نچلا دھڑ الگ ہو جاتا مگر عنبر پہ ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ لیزر شعاع عنبر کے پیٹ پہ چمک رہی تھی مگر عنبر نے ہار نہیں مانی تھی۔ اس نے اپنے چار بازوؤں میں سے ایک بازو کو اٹھا کر کہا۔

"اسے بنفشی شعاعوں کے سیل میں ڈال دو۔ بنفشی شعاعیں اسے موم کی طرح نرم کر دیں گی"

عنبر بھی سن رہا تھا۔ اسی وقت عنبر کے سٹریچر بنفشی شعاع والے روم میں پہنچا دیا گیا۔ اس چھوٹے سے زرد رنگ کے کمرے کے درمیان میں ایک شیشے کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چوکور بکس رکھا تھا۔ یہ بکس کافی چوڑا تھا۔ عنبر کو اس بکس میں ڈال کر اوپر سے ڈھکنا بند کر دیا گیا۔ پھر ایک بٹن دبایا گیا تو شیشے کا بکس بنفشی شعاعوں سے بھر گیا۔ عنبر کا سارا جسم بنفشی ہو گیا۔ کمرہ بند کر کے زرد اور سبز آدمی وہاں سے چلے گئے۔

اس بکس کو ایک دن بعد کھولا جانا تھا۔ عنبر نے اپنے جسم پر سوائے روشنی کے اور کچھ بھی محسوس نہ کیا۔ بنفشی شعاعیں اس کے جسم پر ذرا سا بھی اثر نہیں کر رہی تھیں۔ عنبر خاموشی سے لیٹا خلا باز شیلا اور ناگ کے بارے میں سوچنے لگا کہ ان کے ساتھ کیا گزری ہوگی۔

شیلا اسی زیرِ زمین لیبارٹری کے ایک کمرے میں بے ہوش پڑی تھی۔ ناگ ساری رات کیچڑ والے تالاب کے کنارے پتھروں کے پیچھے چھپا انتظار کرتا رہا کہ شاید وہاں کوئی مخلوق آ جائے مگر ساری رات گزر گئی اور کوئی نہ آیا۔

دن چڑھ گیا۔ چاروں طرف سیاہ پہاڑوں پر روشنی پھیل گئی۔ ناگ نے ایک بار پھر عقاب کا روپ بدلا اور ہوا میں اڑ کر پہاڑوں کے اوپر چکر لگانے لگا۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ خلائی شٹل والے آدم خور خلا باز

کی بستی کا ایک چکر لگایا جائے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کوئی سراغ مل جائے۔ ناگ اڑتا اڑتا آدھے گھنٹے میں آدم خور بازوؤں کی بستی میں پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ لمبی لمبی داڑھیوں والے وحشی خلا باز آگ کے الاؤ کے گرد جمع تھے اور اپنے ایک روز پہلے والے مردہ ساتھی کا بچا ہوا گوشت بھون کر کھا رہے تھے۔ ناگ کو یہ وحشت ناک منظر بڑا گھناؤنا لگا۔

وہ اڑ خلائی شٹل کی طرف نکل گیا۔ اسے اڑتے ہوئے کسی نے اس لیے نہ دیکھا کہ وہ درختوں کے پیچھے ہو کر اڑ رہا تھا۔ خلائی شٹل اسی طرح اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔ وہاں کوئی خلا باز نہیں تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اس شٹل کے اندر چل کر دیکھا جائے۔ ناگ غوطہ لگا کر نیچے زمین پر اتر آیا۔

وہ سانپ کی شکل اختیار کرنے کے بعد لمبی گھاس میں سے رینگتا ہوا شٹل کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ سفید بالوں والا سائنس دان خلا باز خلائی شٹل میں سے باہر نکلا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سفید بالوں والے سائنس دان مسٹر سٹون کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے اور دو خلائی آدم خور اسے شٹل سے نکال کر بستی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

کی طرف لے جا رہے تھے۔

ناگ کانپ اُٹھا۔ یہ آدم خور اس بوڑھے سنپیرے والے سائینس دان کو ہڑپ کرنے کے لیے لے جا رہے تھے۔ ایک خلا باز وہی غنڈہ پنچ تھا۔ اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔ ناگ پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔ شٹل سے تھوڑی دُور جا کر غنڈہ پنچ بولا۔

"اس بڈھے کو یہاں قتل کر دو۔ پھر اسے بھون کر کھائیں گے۔"

لمبی ڈاڑھی والا دوسرا نیم وحشی خلا باز ہنسا اور بولا۔

"اچھا خیال ہے۔ تم اسے قتل کر دو۔"

سائینس دان مسٹر سٹون نے کہا۔

"مجھے مار کر تم ایک قابل آدمی سے محروم ہو جاؤ گے۔ ہو سکتا ہے کبھی تمہیں یہاں ایندھن مل جائے اور واپس زمین پر جانا پڑے میرے بغیر تم خلائی شٹل نہیں اڑا سکو گے۔"

غنڈہ پنچ قہقہہ لگا کر بولا۔

"کیسی زمین؟ کیسا ایندھن؟ ہم اب ایسی سیارے پر رہیں گے اور تمہیں بھون کر کھائیں

گے۔"

وہ چاقو لے کر مسٹر سٹون کی طرف بڑھا۔ ناگ نے ایک پھنکار ماری اور اتنی زور سے چھلانگ لگائی کہ وہ سیدھا غنڈے پنچ کی ٹانگ سے جا کر لپٹ گیا اور اسے ایک سیکنڈ میں ڈس دیا۔ ناگ غصے میں تھا چنانچہ اس نے اپنا سارا زہر غنڈے پنچ کے جسم میں داخل کر دیا۔ یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ پنچ کا سارا جسم ایک دم سے سن کر بے حس ہو گیا اور وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔

اس کا ساتھی سانپ کو دیکھ چکا تھا۔ وہ ایک طرف کو بھاگا۔ مگر وہ ناگ سے بچ کر کہاں جا سکتا تھا ناگ نے اسے قریب ہی جھاڑیوں میں جا لیا۔ اس سے پہلے کہ آدم خور خلا باز کے منہ سے چیخ نکلتی ناگ اسے ڈس کر ہلاک کر چکا تھا۔

ناگ جلدی سے واپس آیا۔ اس نے دیکھا کہ سائینس دان مسٹر سٹون حیران پریشان کھڑا اس طرف دیکھ رہا تھا۔ جس طرف سانپ گیا۔ ناگ انسانی شکل میں آ کر جھاڑیوں سے نکل کر سائینس دان سٹون کی طرف آیا اور بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مسٹر سٹون! مجھے دیکھ کر آپ یقیناً حیران ہوں گے مگر میں مسٹر عنبر کا دوست ہوں اور اس کے ساتھ ہی زمین پر مریخ والوں کی لیبارٹری سے غائب ہوا تھا۔"

سائنس دان سٹون پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے سامنے زمین کے ایک انسان کو تک رہا تھا۔

"تم ـــــ تم یہاں کیسے آ گئے؟"

ناگ نے کہا۔

"میں اور عنبر یہاں اکٹھے آئے تھے۔ جب وہ آپ سے باتیں کر رہا تھا تو میں اس کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔"

"اب عنبر کہاں ہے؟ وہ تو شیلا کو ساتھ لے کر فرار ہو گیا ہے۔"

ناگ نے بڈھے سائنس دان سے کہا۔

"اگر آپ وعدہ کریں کہ آپ کسی سے کوئی بات نہیں کریں گے تو میں آپ کو ساری کہانی سنائے دیتا ہوں۔ اس میں آپ کا بھی بھلا ہے۔ کیونکہ یہ آدم خور آپ کی جان کے بھی دشمن بن چکے ہیں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

بوڑھے سائنس دان نے کہا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم مجھے جو کچھ بتاؤ گے اس کا ذکر کسی سے نہیں کروں گا۔ مگر خدا کے لیے یہاں سے کسی طرف بھاگ چلو۔ نہیں تو دوسرے خلا باز وحشی آ کر مجھے پکڑ لیں گے۔ ان دونوں کو تو یہاں سانپ نے نکل کر ڈس دیا۔ میں حیران ہوں کہ یہاں سانپ کہاں سے آ گیا۔"

ناگ نے کہا۔

"میرے ساتھ آئیں۔ مجھے ایک خفیہ جگہ کا علم ہے۔ وہاں ان لوگوں کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔"

ناگ نے بوڑھے سائنسدان سٹون کو ساتھ لیا اور اسی راستے سے گزر کر دور پہاڑی گھاٹی میں پہنچ گیا۔ یہاں سے خلا باز شیلا عنبر کو لے کر گئی تھی۔ گھاٹی کے اندر خفیہ غار میں پہنچ کر ناگ نے سائنسدان سٹون کو شروع سے لے کر آخر تک ساری داستان سنائی کہ کس طرح عنبر کو لے کر خلا باز عورت شیلا یہاں سے فرار ہوئی۔ پھر کس طرح وہ کالے پہاڑ کے تالاب پر پہنچے۔ یہاں سے آگے ناگ نے کہانی میں ذرا سی تبدیلی کرتے ہوئے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تالاب پر پہنچنے کے بعد میں ذرا چکر لگانے کے لیے پہاڑوں میں گیا۔ جب واپس آیا تو دونوں وہاں نہیں تھے۔ میں نے انہیں بہت تلاش کیا مگر وہ مجھے کہیں نہیں ملے۔"

سائمنس دان سٹون نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ سیاہ تالاب کے کیچڑ میں ڈیزل کے اجزا موجود ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"ہاں ہمیں تالاب کے کیچڑ میں سے ڈیزل کی بُو آرہی تھی۔"

سائمنس دان سٹون بولا۔

"ہم نے یہ سُن رکھا تھا کہ دُور کالے پہاڑوں میں آسیب رہتے ہیں۔ اور وہاں ویرانہ ہے۔ اسی لیے ہم ادھر کبھی نہیں گئے۔"

ناگ نے کہا۔

"مجھے تالاب کے کنارے سیاہ پہاڑ کے اوپر رات کو سبز روشنی بھی دکھائی دی ہے۔ مسٹر سٹون! مجھے یقین ہے کہ ان پہاڑوں میں کوئی مخلوق آباد ہے اور اس مخلوق نے عنبر اور

شیلا کو اغوا کیا ہے۔ ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیئے۔"

سائمنس دان سٹون سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔

"اگر تالاب کے کیچڑ میں ڈیزل ہے تو ہم اپنی زمین پر واپس جا سکتے ہیں۔ ہم اپنی خلائی شٹل کے لیے ایندھن حاصل کر سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

مگر پہلے ہمیں عنبر اور شیلا کا سراغ لگانا ہوگا۔"

مسٹر سٹون کہنے لگا۔

"ہاں ان کا بھی سراغ ضرور لگائیں گے تم مجھے کالے پہاڑوں کے تالاب پر لے چلو۔ کیا تم اس کا راستہ جانتے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے راستہ معلوم ہے۔ میرے ساتھ چلیں لیکن وہاں جاتے جاتے ہمیں دو دن لگ جائیں گے۔ کیا آپ کے پاس اتنے دنوں کے لیے پانی اور گھاس ہے؟"

سائمنس دان نے جیب میں سے ایک تھیلی نکالی۔ اس میں ایک ڈبی تھی۔ ڈبی میں زرد رنگ کی پندرہ بیس گولیاں تھیں۔ سائمنس دان سٹون نے کہا۔

FBOOKSFREE.PK

"یہ غذائی گولیاں ہیں۔ ایک گولی کھانے سے انسان کو ایک ہفتے تک کھانے اور پانی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لو ایک گولی تم کھا لو۔"

ناگ اسے کیا بتاتا کہ مجھے کھانے کی ضرورت نہیں ہے اس نے بھی ایک گولی کھا لی۔ اب وہ سائنس دان سٹون کو ساتھ لے کر کالے پہاڑوں کے سفر پر روانہ ہو گیا راستے میں سائنس دان سٹون نے تعجب سے کہا۔

"میری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ اس علاقے میں سانپ کہاں سے آ گیا؟ میں نے خود اپنی آنکھوں سے سانپ کو دیکھا تھا۔ اس کا رنگ سیاہ تھا اور آنکھیں سرخ تھیں۔ ہم دو برس سے یہاں ہیں۔ ہمیں آج تک کبھی کوئی سانپ یہاں نظر نہیں آیا۔"

ناگ نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے کوئی سانپ اِدھر اُدھر سے گھومتا گھامتا نکل آیا ہو۔"

"ہاں — میرا بھی یہی خیال ہے۔" سائنس دان یہ کہہ کر چپ ہو گیا۔

گھاٹی سے نکل کر وہ دریا کے کنارے آ گئے۔ ناگ نے سائنس دان سٹون سے پوچھا کہ کیا اِسے تیرنا آتا ہے۔ بوڑھے سائنس دان نے مسکرا کر کہا۔

"ہمیں اسکول میں ہی تیرنا سکھایا جاتا تھا۔"

وہ دریا میں اُتر گئے۔ دریا میں تیرتے تیرتے وہ دوسرے کنارے پر آ گئے۔ یہاں سے ان کا سیاہ پہاڑوں کی طرف سفر پھر سے شروع ہو گیا۔ چلتے چلتے انہیں رات ہو گئی۔ وہ رات انہوں نے جنگل میں ہی گزار دی۔ دوسرے دن پھر سفر شروع ہو گیا۔ اسی طرح سفر کرتے وہ کالے پہاڑوں کے درمیان جو تنگ گلی تھی وہاں پہنچ گئے۔

ناگ نے رُک کر کہا۔

"اس پہاڑی درّے کی دوسری جانب وہ تالاب ہے۔"

سائنس دان سٹون بولا۔

"چلو مجھے جلدی اس تالاب پر لے چلو۔ اگر اس میں واقعی ڈیزل ملا کیچڑ ہے تو ہمارے واپس اپنی زمین پر جانے کی امید پیدا ہو سکتی ہے۔"

ناگ سٹون کو درّے سے نکال کر تالاب پر لے آیا۔ لیکن ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تالاب کے اوپر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شیشے کا ایک گول بلبلے ایسا ڈھکنا ڈال دیا گیا تھا۔ کام دوسرے ہی روبوٹ چار بازوؤں والی مخلوق نے کرنا تھا تاکہ خلا باز وہاں آکر ڈیزل ملا کیچڑ نکال کر نہ لے جائیں۔

مسٹر سٹون نے شیشے کا ڈھکنا دیکھ کر کہا۔

"تالاب تو اوپر سے بند ہے"

ناگ نے کہا۔

"سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ شیشے کا ڈھکنا کہاں سے آ گیا۔ جب میں عنبر اور شیلا یہاں آئے تھے تو تالاب پر کوئی ڈھکنا نہیں تھا۔ نیچے ڈیزل ملا کیچڑ بالکل ننگا تھا"

مسٹر سٹون ڈھکنا کو ہاتھ لگا کر کہا "یہ تو فولادی شیشہ ہے"

وہ جھک کر کیچڑ کو دیکھنے لگا۔

"اس کیچڑ کا رنگ بتا رہا ہے کہ اس میں ڈیزل میں موجود ہے۔ دوست! اگر ہم کسی طرح یہاں سے کیچڑ نکال کر اپنے شٹل تک لے جائیں تو وہاں ہم اس میں سے مائع گیس پیدا کر کے اپنی شٹل کو اڑا

سکتے ہیں"

ناگ نے کہا!

"لیکن سوال یہ ہے کہ اس ڈیزل کو یہاں سے نکالا کیسے جائے؟"

سائنس دان سٹون خاموش ہو گیا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خطرناک تفتیشی شعاعیں

سائنس دان سٹون نے کہا۔

"ایک بات صاف ظاہر ہے کہ اگر کسی نے اس تالاب کے اوپر اتنا اعلیٰ قسم کا شیشے کا فولادی ڈھکنا ڈالا گیا ہے تو یہاں کوئی ایسی مخلوق ضرور آباد ہے جو اس تالاب کی حفاظت کر رہی ہے"

ناگ کہنے لگا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے مسٹر سٹون ــــ"

سائنس دان نے کہا۔

"یہ ڈھکنا جس فولادی شیشے سے بنا ہے وہ ہمارے ہاں نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو مخلوق اس تالاب کی حفاظت کر رہی ہے وہ سائنس میں بہت ترقی یافتہ ہے"

ناگ نے کہا۔

"مسٹر سٹون! اس کا ایک یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ اس

مخلوق کو علم ہو چکا ہے کہ میں اور عنبر اور شیلا یہاں پہلے آئے تھے۔ اسی وجہ سے اس مخلوق نے اس تالاب کو ڈھانپ دیا ہے"

سائنس دان مسٹر سٹون کہنے لگا۔

"اس سے یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ عنبر اور ہماری ساتھی شیلا کو یہی خلائی مخلوق اغوا کر کے لے گئی۔ ورنہ انہیں تالاب کو ڈھانپنے کی کیا ضرورت تھی؟ مخلوق نے سوچا کہ اگر عنبر اور شیلا دو انسان یہاں پہنچ گئے ہیں۔ تو ان کے ساتھی بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں"

"آپ نے بالکل ٹھیک سوچا مسٹر سٹون!" ناگ بے اختیار پکار اٹھا۔

سائنس دان مسٹر سٹون نے کہا۔

"اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ اس مخلوق کے لیے بھی یہ ڈیزل ملا کیچڑ بے حد قیمتی ہے۔ دراصل یہ گیس کا خزانہ ہے۔ اس کیچڑ کے رنگ سے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اس کا ایک سیر کیچڑ ہماری شٹل کے لیے ایک برس کا ایندھن سپلائی کر سکتا ہے"

ناگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ کیچڑ اس قدر طاقتور گیس اپنے اندر رکھتا ہے؟"
مسٹر سٹون نے کہا۔

"دوست! یہ ہماری زمین نہیں ہے۔ یہ کوئی اور ہی سیارہ ہے۔ یہاں کے کیمیکل دوسرے ہیں۔ یہاں کے عناصروں کا امتزاج دوسری طرح کا ہے۔ اس کیچڑ کے اجزاء اپنے اندر بے پناہ گیس کی طاقت رکھتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"اب سوال یہ ہے کہ اگر یہاں کی مخلوق میرے دوست مسٹر ہڈسن آپ کی خاتون شیلا کو اغوا کر کے لے گئی ہے تو انہیں کہاں تلاش کیا جائے؟"

سائنس دان بولا۔

"ظاہر ہے کہ یہ مخلوق انہی پہاڑوں کے اندر رہتی ہوگی۔ ہو سکتا ہے اس وقت وہ ہمیں دیکھ رہی ہو۔ تم نے کہا تھا ناں کہ تم نے یہاں ایک سبز روشنی دیکھی تھی؟"

"ہاں" ناگ نے کہا۔ "وہ سامنے پہاڑی کے اوپر مجھے سبز روشنی نظر آئی تھی۔"

سائنس دان مسٹر سٹون نے پہاڑوں کی طرف غور سے دیکھا

اور کہا۔

"چلو۔ وہاں چل کر دیکھتے ہیں شاید کوئی سراغ مل جائے۔"

ناگ اور سائنس دان مسٹر سٹون پہاڑی کی طرف روانہ ہو گئے۔

پہاڑی کی چڑھائی بڑی مشکل تھی۔ ناگ نے سٹون کو سنبھالا دے رکھا تھا۔ وہ اسے سہارا دے کر پہاڑی کے اوپر لے گیا۔ اوپر جا کر مسٹر سٹون بیٹھ کر سانس ٹھیک کرنے لگا۔ پھر اس نے ناگ سے کہا۔

"دوست! تم نے مجھے اپنا نام ابھی تک نہیں بتایا۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"مجھے ناگا کہتے ہیں۔ میں سوڈان کا رہنے والا ہوں۔"

سائنس دان نے اپنا سفید بالوں والا سر ہلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر ناگا۔ تمہارا نام مجھے انڈیا کے لوگوں کا نام لگتا ہے۔ اچھا اب بتاؤ کہ تم نے روشنی کہاں دیکھی تھی؟"

ناگ اندازے سے پہاڑی پر ایک جگہ جا کر رک گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مسٹر سٹون! مجھے یقین ہے کہ روشنی یہاں سے چمکی تھی۔"

سائنس دان مسٹر سٹون اور ناگ اس جگہ کو جھک کر غور سے دیکھنے لگے۔ وہاں چھوٹے چھوٹے پتھر پڑے تھے۔ انہوں نے پتھروں کو ایک طرف ہٹایا تو نیچے سے چھوٹی سی ایک نلکی کا سر نکل آیا جس کے آگے شیشہ لگا تھا۔

مسٹر سٹون بڑے شوق سے اُسے تکنے لگا۔

"مسٹر ناگا! یہ ٹیلی لینز ہیں۔ اس میں سے رات کو روشنی نکلتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے ایلیس ٹیلی لینز کے ذریعے ہماری فلم بھی لے لی گئی ہو۔" ناگ نے کہا۔

"تو کیا یہاں کی مخلوق اس پہاڑ کے نیچے رہتی ہے؟" "لگتا تو ایسا ہی ہے۔" مسٹر سٹون بولے۔

ناگ کہنے لگا۔

"ہم اس نلکی کو اکھاڑ دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے نیچے سے کوئی راستہ نکل آئے۔"

سائنس دان سٹون نے کہا۔

"نہیں ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر ہم نے نلکی اکھاڑ بھی لی تو ہم اس کے سوراخ میں سے اندر

داخل نہیں ہو سکیں گے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اب جبکہ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ یہاں کی مخلوق اس پہاڑی کے اندر خفیہ جگہ پر رہتی ہے تو ہمیں نیچے اُتر کر پہاڑی میں اندر جانے کا راستہ تلاش کرنا چاہیئے۔"

ناگ اب اِسے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ نلکی کے سوراخ میں سے سانپ بن کر اندر جا سکتا تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ وہ سائنس دان کو اپنے بارے میں بتا دے کہ وہ سانپ ہے۔ پھر اس نے اس خیال کو دل سے نکال دیا۔ وہ یہ سوچ کر چپ رہا کہ سائنس دان کو نیچے پہاڑی کے دامن میں چھوڑ کر وہ خود کسی بہانے اوپر آئے گا۔ نلکی اکھاڑ کر اس کے سوراخ میں سانپ بن کر چلا جائے گا اور عنبر کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گا۔

سائنس دان مسٹر سٹون ابھی تک پہاڑی کے اوپر اِدھر اُدھر زمین کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے ایک جگہ پاؤں پٹخوں پر مارتے ہوئے کہا۔

"ناگا! یہاں زمین نرم ہے اور اندر سے کھوکھلی آواز آتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں اندر خالی ہے۔ مگر ہم اسے کیسے کھودیں؟"

COURTESY OF BOOKSFREE.PK

ناگ اسے پہاڑی کے نیچے لے جانا چاہتا تھا تاکہ وہ پا کر ناگ اکیلا پہاڑی کے اوپر آکر نلکی کے سوراخ میں سے اندر جانے کی کوشش کرے۔ اس نے سائنسدان سے کہا۔

"میری رائے میں ہمیں نیچے جاکر پہاڑی کے اندر جانے کا کوئی راستہ ڈھونڈنا چاہیئے"

"اچھا خیال ہے ناگا"

یہ کہہ کر سائنس دان مسٹر سٹون ناگ کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔

پہاڑی کے نیچے آکر وہ تالاب سے کچھ دور پہاڑی کی دیوار کو جگہ جگہ سے دیکھنے لگے۔ اچانک انہیں پہاڑی دیوار سے ایسی آواز آتی سنائی دی۔ جیسے کوئی مشین چل رہی ہو۔ ناگ نے کہا۔

"کوئی [redacted] سٹون"

سائنس دان سٹون پہلے ہی کان لگائے وہ آواز سن رہا تھا۔ پھر وہ گھبرا کر بولا۔

"آواز آگے بڑھ رہی ہے۔ کوئی باہر آرہا ہے۔ جلدی سے کسی جگہ چھپ جاؤ"

ناگ اور مسٹر سٹون ایک طرف دوڑ کر پتھروں کے پیچھے چھپ گئے۔

ان کی نگاہیں پہاڑوں کی دیواروں پر لگی تھیں۔ اچانک دیوار میں ایک جگہ شگاف پیدا ہوا۔ پتھر کی دیوار جیسے ایک طرف ہٹ گئی۔ اور اس کے اندر سے چار بازوؤں اور بن مانس کے ہاتھ پاؤں والے دو آدمی باہر نکلے ان میں سے ایک کا رنگ سبز اور دوسرے کا رنگ نسواری تھا۔ ان کے جسموں پر داغ تھے۔ مسٹر سٹون کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

سبز اور نسواری رنگ کی مخلوق کو سائنس دان سٹون حیرت کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ایسی چار بازوؤں اور بغیر منہ کی مخلوق اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ دونوں سبز اور نسواری آدمی تالاب کی شیشے کی چھت کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور باریک آواز میں آپس میں باتیں کرنے لگے۔ سائنس دان ان کی زبان نہیں سمجھ سکتا تھا مگر ناگ ان کی گفتگو سمجھ رہا تھا۔

"ہمارے راڈار میں ضرور کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے"

نسواری آدمی بولا۔

"یہاں کوئی آ بھی نہیں سکتا۔ چیف کو وہم ہوگیا ہے۔ چلو ہم واپس چلتے ہیں۔ باہر زیادہ دیر ٹھہرنے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

سے ہمارا دم گھٹ سکتا ہے ؛

اور وہ دونوں جس شگاف سے آئے تھے اسی میں چلے گئے۔ اِن کے جاتے ہی پہاڑ کی دیوار ویسے ہی بند ہو گئی۔ سائنس دان سٹون بولا۔

"یہ کس قسم کی مخلوق ہے؟ یہ آپس میں کیا باتیں کر رہے تھے؟ کاش ہم اِن کی زبان سمجھ سکتے"

ناگ اِسے یہ بتا کر کہ وہ اِن کی زبان سمجھ رہا تھا اپنے آپ کو اس کی نظروں میں مشکوک نہیں بنانا چاہتا تھا۔ اس نے صرف اتنا کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ لوگ ہماری تلاش میں آئے ہوں۔ پہاڑی کے اوپر جو ٹیلی ویژن کی نلکی لگی ہے اس نے ہمارے بارے میں اِس مخلوق کو بتا دیا ہو گا۔ ہمیں یہاں سے کسی دوسری جگہ چلے جانا چاہیئے"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو ناگا" سٹون نے کہا۔

"لیکن ہمیں ہر حالت میں اس تالاب کے کیمیاوی کیچڑ کو حاصل کرنا ہو گا"

ناگ بولا۔

"یہ ہم بعد میں بھی کر لیں گے۔ پہلے ہمیں کسی خفیہ

جگہ چھپنا ہو گا"

ناگ اور سائنس دان سٹون تالاب سے کچھ فاصلے پر پہاڑوں کے درمیان والے درّے میں آ کر ایک شگاف میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ یہاں سے انہیں ڈھکا ہوا تالاب صاف نظر آ رہا تھا۔ ناگ پہاڑی والی نلکی میں سے پہاڑ کے اندر جانے کو بے تاب تھا تاکہ وہ عنبر کا کچھ پتہ چلا سکے۔ اس نے سٹون سے کہا۔

"آپ یہاں میرا انتظار کریں میں پہاڑی کا ایک اور چکر لگانا چاہتا ہوں"

سائنس دان سٹون نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ہوشیار تم نوجوان ہو اور تمہیں سائنس کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ اگر تم اس مخلوق کے ہاتھ آ گئے تو تمہاری خیر نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں سے دور کسی دوسری وادی میں جا کر پناہ لیں اور پھر کوئی پلان بنا کر یہاں آئیں"

ناگ نے کہا۔

"میں ابھی چکر لگا کر آتا ہوں۔ آپ میرے بارے میں فکر نہ کریں۔ میں احتیاط سے کام لوں گا"

اس سے پہلے کہ سائنس دان سٹون ناگ کو روکتا۔ ناگ اٹھ کر پہاڑی درّے میں سے نکلا اور سامنے والی پہاڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑھنے لگا۔ کچھ دُور تک تو ناگ مسٹر سٹون کو دکھائی دیتا رہا۔ پھر ناگ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔

ناگ جان بوجھ کر پہاڑی کی دوسری طرف سے اوپر چڑھا پہاڑی کے اوپر آکر اس نے ذرا سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا رینگتا ٹیلی لینز والی نلکی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اپنے دانتوں کی مدد سے نلکی کے منہ پر لگا ہوا شیشہ اتار کر پرے پھینک دیا۔ اب اس نے دیکھا کہ یہ کوئی کیمرہ نہیں تھا بلکہ شاید سورج کی روشنی کے لیے نلکی لگائی گئی تھی۔

نلکی نیچے پہاڑی کے اندر جا رہی تھی

ناگ نلکی میں اُتر گیا۔ یہ ایک فولادی پائپ تھا۔ ناگ رینگتا ہوا نیچے ایک ایسے کمرے میں آگیا جہاں مختلف قسم کی خلائی مشینیں کام کر رہی تھیں۔ ہلکی ہلکی آواز کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ کمرے سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔ یہ دروازہ اس طرح بند تھا کہ سوئی جتنی بھی درز کہیں دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ناگ نے کمرے کے چاروں کونوں کا چکر لگایا۔ ایک جگہ دیوار کے کونے میں فرش کے ساتھ ہی نالی بنی ہوئی تھی۔

ناگ اس نالی میں سے گزر کر دوسری جانب آیا تو اس کے سفید رنگ کی ٹائیوں والا کمرہ تھا جس کے درمیان میں

ایک شیشے کا سلنڈر پڑا تھا۔ ناگ قریب آیا تو ٹھٹھک کر رہ گیا۔ اس سلنڈر میں خلا باز امریکی عورت شیلا بے ہوش پڑی تھی۔ ناگ نے سلنڈر کے گرد ایک چکر لگایا۔ پھر دروازے کو دیکھا۔ دروازہ بند تھا۔ کمرے کی چھت سے روشنی آرہی تھی۔

ناگ سانپ سے انسان بن گیا۔

اب اس نے سلنڈر کے ڈھکنے کا کنڈا الگ کر کے اسے اوپر اُٹھا دیا۔ شیلا بالکل بے ہوش تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ اسے کوئی ٹیکہ لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔ شیلا کا جسم بے حد ٹھنڈا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے سرد بے ہوشی کی دوا دی گئی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اگر اس کے جسم کو گرم کر دیا جائے تو ہو سکتا ہے شیلا پھر سے ہوش میں آجائے۔

ناگ شیلا کو ہوش میں لانے کی ترکیب سوچ ہی رہا تھا کہ اسے گھرر کی آواز آئی۔ دوسری طرف سے کوئی آرہا تھا۔ ناگ ایک سیکنڈ میں پھر سے سانپ بن گیا اور کونے میں ایک ڈرم کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ وہ اپنی چھوٹی سی گردن نکالے باہر بھی دیکھ رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ اور اس نے ایک سُرخ مخلوق

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو دیکھا کہ جس کے گلے میں سبز ہیرے کا لاکٹ چمک رہا تھا۔ یہ اس مخلوق کا چیف تھا۔ اس کے پیچھے دو زرد اور سبز آدمی بھی تھے۔ زرد مخلوق کے ہاتھ میں انجکشن کا ٹرے تھا۔

ناگ نے یہ عقل مندی کی تھی کہ سانپ بننے سے پہلے شیلا کے سلنڈر کا ڈھکنا بند کر دیا تھا۔ چیف نے سلنڈر کی طرف اشارہ کر کے زرد آدمی سے کہا۔

"اسے کھولو"

سلنڈر کا ڈھکنا کھول دیا گیا۔ چیف نے جھک کر شیلا کو دیکھا۔ پھر زرد آدمی کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"ٹھیک ہے میں اس زمینی عورت سے شادی کروں گا۔ ہو سکتا ہے ہماری جو اولاد پیدا ہو اس کے خلیے بھی زمینی مخلوق کی طرح طاقتور ہوں اسے ہوش میں لا کر میرے کمرے میں لے آؤ۔ خبردار اسے پتہ نہ چلے کہ میں اس سے شادی کرنے والا ہوں"

یہ کہہ کر چیف واپس نکل گیا۔

زرد اور سبز آدمیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ سبز مخلوق کے ہاتھ میں ایک کالا تھیلا تھا۔ جس میں سیاہ سلاخیں

باہر نکلی ہوئی تھیں۔ سبز آدمی نے سلنڈر کے ڈھکنے کو ایک طرف غور سے دیکھا اور اپنے ساتھی سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے یہاں کسی زمینی مخلوق نے ہاتھ لگایا ہے۔ اس جگہ سے تابکاری نکل رہی ہے"

زرد آدمی اس جگہ کو جھک کر دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"یہاں کوئی زمینی مخلوق نہیں آ سکتی۔ ہو سکتا ہے جس وقت ہم نے اس زمینی عورت کو سلنڈر میں بند کیا تھا اس وقت اس کا ہاتھ یہاں لگ گیا ہو"

ناگ چھپا ہوا یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ اگر یہ دونوں یہاں سے نکل گئے تو وہ دوبارہ اس کمرے سے باہر نہیں نکل سکے گا۔ کیوں نہ وہ اس مخلوق کے کالے تھیلے میں چھپ جائے اور ان کے ساتھ ہی وہ بھی جگہ پہنچ کر عنبر کا سراغ لگانے کی کوشش کرے

دونوں عجیب آدمی سلنڈر میں سے بے ہوش شیلا کو باہر نکال رہے تھے۔ ان کا سیاہ تھیلا ایک طرف پڑا تھا۔ ناگ محتاط ہو لیتے ہوئے رینگ کر ڈرم کے پیچھے سے نکلا اور تھیلے کے پاس آ کر جلدی سے اس میں گھس گیا تھیلے میں سفید اور زرد رنگ کی روئی پڑی تھی۔ ناگ اس میں چھپ گیا۔ اب اسے صرف زرد اور سبز آدمی کے باتیں کرنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی آوازیں ہی آ رہی تھیں۔

زرد اور سبز آدمیوں نے شیلا کو سلنڈر سے نکال لیا۔ زرد آدمی نے بے ہوش شیلا کو اپنے کندھے پر ڈالنے سے پہلے اِسے ایک انجکشن لگایا اور کمرے سے باہر کی طرف چلا۔ سبز آدمی نے تھیلا اُٹھا لیا۔ ناگ تھیلے میں سمٹ کر بیٹھا رہا۔

تہہ خانے کی ایک سیدھی لفٹ میں سوار ہو کر دونوں آدمی شیلا کو لے کر چیف کے کمرے میں آ گئے۔ اس کمرے میں شیشے کا ایک پلنگ اور شیشے کی میز اور شیشے کی دو کرسیاں رکھی تھیں۔ زرد اور سبز آدمیوں نے شیلا کو پلنگ پر ڈالا۔ اِس کے اوپر سفید رنگ کا کمبل سا ڈالنے لگے۔ کالا تھیلا انہوں نے پلنگ کے پاس ہی فرش پر رکھ دیا تھا۔ ناگ موقع دیکھ کر تھیلے سے رینگ کر باہر نکلا اور تیزی سے پلنگ کے نیچے گھس گیا۔

دونوں آدمی کمرے سے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد کمرے کا دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ اِن کے جانے کے بعد ناگ پلنگ کے نیچے سے نکل کر آیا۔ اس نے دیکھا کہ پلنگ پر لیٹی ہوئی شیلا کو ہوش آ رہا تھا۔ ناگ انسانی شکل میں آنے ہی لگا تھا کہ

اچانک دروازہ کھل گیا۔ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ناگ دوبارہ پلنگ کے نیچے گھس گیا۔

دروازے پر چیف کھڑا تھا۔ اس کے چاروں بازوؤں میں سے ایک بازو کے ہاتھ میں شیشے کا چمکیلا گولا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں فولاد کی چھڑی تھی۔ وہ پلنگ کے قریب آ کر غور سے شیلا کو تکنے لگا۔

شیلا نے آنکھیں کھول دیں۔ اپنے سامنے ایک ڈراؤنی شکل والے آدمی کو دیکھ کر اس نے چیخ ماری اور اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ پلنگ پر سمٹ گئی اور سہمی ہوئی آنکھوں سے چیف کو تکنے لگی جس کے بن مانس ایسے سرخ جسم پر ہلکی ہلکی پشم سی اُگی ہوئی تھی۔ چہرے پر گول آنکھیں تھیں۔ ناک کی جگہ سوراخ تھا اور منہ غائب تھا۔ اس کے چاروں بازو آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے۔ چیف نے چمکیلا گولا میز پر رکھ دیا اور شیشے کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"میں تمہاری زمین کی زبان میں تم سے بات کر رہا ہوں۔ دیکھو۔ میں پہاڑ کے اندر کی دنیا کا چیف ہوں۔ میں نے تم سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تمہیں یہ فیصلہ منظور کرنا ہوگا۔ کیونکہ اب تم مرتے دم تک یہاں سے باہر نہیں جا سکو گی۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

شیلا نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔

"تم — تم انسان نہیں ہو۔ تم بن مانس ہو۔ میں بن مانس سے شادی نہیں کر سکتی۔"

چیف کی باریک مگر غصے سے بھری ہوئی آواز بلند ہوئی۔

"میں تمہاری طرح کا انسان نہیں ہوں۔ مگر میرے اندر تمہارے انسانوں سے زیادہ عقل ہے۔ میں چیف ہوں۔ اگر تم نے انکار کیا تو تمہیں تیزاب میں ڈال کر ختم کر دیا جائے گا۔ میں تمہیں آج کے دن کی مہلت دیتا ہوں۔ میں شام کو آؤں گا۔"

یہ کہہ کر چیف نے چمکیلا گولا اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

ناگ نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی تو پلنگ کے نیچے لیٹے لیٹے اس نے سانپ سے انسان کی شکل بدل لی اور باہر نکل آیا۔ وہ شیلا کے سامنے سانپ کی شکل میں نہیں جانا چاہتا تھا۔ شیلا ابھی تک سہمی بیٹھی تھی۔ مگر اپنے سامنے ناگ کو دیکھ کر اس کو حوصلہ ہوا۔ شیلا نے ناگ کو پہلے نہیں دیکھا تھا۔ مگر اپنے سامنے اپنے جیسے انسان کو دیکھ کر اس کی ہمت بندھ گئی تھی۔ اس نے ناگ سے پوچھا۔

"تم — تم انسان ہو۔ میرے جیسے انسان۔ مگر تم

یہاں کیسے آ گئے؟"

ناگ نے سوچا کہ شیلا کے سامنے ساری بات کھول دینی چاہیئے۔ چنانچہ اس نے کہا۔

"شیلا! میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں عنبر کا دوست ہوں۔ میں اس کے ساتھ ہی اپنی زمین سے اس سیارے پر آیا تھا۔ یہاں کیسے پہنچا؟ یہ سوال مت پوچھنا۔ بس یوں سمجھ لو کہ میرا دوست عنبر بھی اسی تہہ خانے میں کسی جگہ بند ہے۔ اور میرے ساتھ تمہاری خلا باز ٹیم کا سائنس دان مسٹر سٹون بھی آ گیا ہے۔"

شیلا نے بے تاب ہو کر کہا۔

"کہاں ہے مسٹر سٹون؟"

ناگ نے کہا۔

"وہ اس تہہ خانے والی پہاڑی کے باہر میرا انتظار کر رہا ہے۔"

شیلا بولی۔

"اگر تم پلنگ کے نیچے چھپے ہوئے تھے تو تم نے وہ ساری باتیں سن لی ہوں گی جو میرے اور چیف کے درمیان ہوئی ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں — میں نے سب کچھ سُن لیا ہے۔ یہ چیف کسی زمینی عورت سے شادی کرکے ایسی نسل پیدا کرنا چاہتا ہے جو اس کے خیال میں یہاں کی نسل کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہوگی۔"

شیلا نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

"میں — میں اس بن مانس سے شادی نہیں کروں گی۔ میں مرنا پسند کروں گی مگر یہ شادی ہرگز نہیں ہونے دوں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ کوئی بھی اس سے شادی کرنا پسند نہیں کرے گا۔"

شیلا بولی۔

"تم مجھے یہاں سے نکال کر لے چلو۔ خدا کے لیے مجھے اس جہنم سے نکال لو۔"

ناگ بولا۔

"میں اسی لیے یہاں آیا ہوں۔ مجھے عنبر کی بھی تلاش ہے۔ کیا تمہیں عنبر کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

شیلا نے کہا۔

"ہم دونوں میرا خیال ہے ایک ساتھ ہی بے ہوش ہوگئے تھے۔ اگر یہ لوگ مجھے یہاں لائے ہیں تو عنبر کو بھی ضرور لے آئے ہوں گے۔"

ناگ پلنگ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"لیکن سب سے پہلے تمہیں اس عفریت سے بچانا ہوگا۔ یہ کام سب سے زیادہ اہم ہے۔"

شیلا نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور گڑگڑا کر بولی۔

"خدا کے لیے مجھے اس عفریت سے بچاؤ۔ نہیں تو میں خودکشی کر لوں گی۔ میں تیزاب کے ڈرم میں گر کر اپنی زندگی ختم نہیں کرنا چاہتی۔"

ناگ کسی سوچ میں گم تھا۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اس نے شیلا کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میرا نام ناگا ہے۔ تم مجھے اس نام سے پکار سکتی ہو۔ اب رہ گیا تمہیں یہاں سے باہر نکالنے کا سوال تو حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس تہہ خانے کے راستوں کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ اور پھر ان لوگوں نے بڑے سخت انتظامات کر رکھے ہیں۔ اور اگر میں تمہیں لے کر نکلا تو ظاہر ہے یہ لوگ ہمیں پکڑ لیں گے اور مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

شیلا اگرچہ عورت تھی مگر ایک آزاد ملک امریکہ کی عورت تھی۔ اس نے بہت جلد اپنی مایوسی پر قابو پا لیا اور اب وہ بھی سے فرار کی سکیم پر غور کرنے لگی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"میری رائے یہ ہے کہ تم چیف سے کہو کہ تم اس سے شادی کرنے پر تیار ہو۔ مگر تمہیں ایک ہفتے کی مہلت چاہیئے۔ کہہ دینا کہ میری طبیعت خراب ہے۔"

شیلا بولی۔

"اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ ہم ایک ہفتے کے بعد بھی اسی جگہ قید ہوں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"نہیں اس دوران میں یہاں عنبر کو بھی کسی نہ کسی طرح تلاش کروں گا۔ پھر ہم دو آدمی ہو جائیں گے اور ہمارا کام آسان ہو جائے گا۔"

شیلا نے کہا۔

"لیکن تم یہاں عنبر کی تلاش میں کیسے چل پھر سکو گے؟ یہ بھیانک مخلوق تو تمہیں یہاں سے نکلتے ہی پکڑ کر مار ڈالے گی۔"

ناگ اب اسے کیا بتاتا کہ وہ کسی بھی جانور کا روپ [illegible] کر یہاں عنبر کو تلاش کر سکتا ہے۔ اس نے شیلا کو کہا۔

"یہ بات تم مجھ پر چھوڑ دو۔ بس تم اتنا سمجھ لو کہ میرے پاس ایک ایسا منتر ہے جس کو پڑھ کر میں غائب ہو جاتا ہوں۔"

شیلا ناگ کو شک کی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ناگا؟ ہماری دنیا میں ابھی تک سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ کوئی انسان غائب ہو جائے۔"

ناگ بولا۔

"خدا کے لیے آگے سے اعتراض مت کرو۔ بس تم خاموش رہو۔ میں جو کچھ کروں مجھے کرنے دو اور میری کسی حرکت پر حیران نہ ہونا اور نہ مجھ سے کوئی سوال پوچھنا۔ اب تم ویسے ہی کرو۔ جیسا میں نے تمہیں کہا ہے۔ چیف رات کو آئے گا اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا اور یہ کہنا کہ تم شادی پر تیار ہو مگر تمہیں ایک ہفتے کی مہلت چاہیئے۔"

شیلا نے ایک آہ بھر کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایسا ہی کروں گی۔ مگر تم یہاں سے کیسے نکلو گے
مسٹر ناگا؟"
ناگ نے کہا۔
"میں کسی نہ کسی طرح نکل جاؤں گا۔ تم بے فکر
رہو۔"
یہ کہہ کر ناگ کرسی پر بیٹھ گیا اور شیلا کے ساتھ عنبر اور
سائنس دان سٹون کی باتیں کرنے لگا۔
"مسٹر سٹون پہاڑ کی کھوہ میں میرا انتظار کر رہے
ہوں گے۔ مجھے ان کے پاس بھی جانا ہے۔ کہ کہیں
اُن پر کوئی مصیبت نہ آ جائے۔"
یہ الفاظ ابھی ناگ کے منہ میں ہی تھے کہ گھرر کی آواز
آئی۔ کوئی آ رہا تھا۔ ناگ جلدی سے پلنگ کے نیچے جا کر چھپ
گیا۔ وہ ایک سکینڈ میں انسان سے سانپ بن گیا اور
فرش کے ساتھ چپک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازے
میں وہی زرد آدمی نمودار ہوا۔ وہ اپنے ساتھ ایک چھوٹی سی
مشین لایا تھا جس کے نیچے چھوٹے پہیے لگے تھے۔ مشین کو
اس نے دیوار کے ساتھ لگا دیا اور خود شیلا کے پاس آ کر
شیلا کی زبان میں بولا۔
"یہ مشین یہاں تمہاری زمین کی فضا پیدا کرنے میں

مدد دے گی۔"
اس دوران ناگ فرش پر تیزی سے رینگتا ہوا باہر
نکل گیا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ وہ ایک راہ داری میں آ گیا ہے
جہاں چھت پر سے روشنی پڑ رہی ہے۔ راہ داری خوش قسمتی
سے خالی تھی۔ ناگ احتیاط کے طور پر فرش پر رینگنے کی
بجائے تیزی سے دیوار پر چڑھ کر چھت کے ساتھ چپک
گیا اور آگے بڑھنے لگا۔
آگے راہ داری بائیں جانب گھوم گئی۔ ناگ بھی اسی
طرف چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک کمرے کے روشن دان میں
سے بنفشی رنگ کی روشنی باہر آ رہی ہے۔ ناگ نے روشن دان
سے جھانک کر دوسری جانب دیکھا تو خوشی سے جھوم گیا۔
دوسری جانب کمرے کے وسط میں شیشکا ایک بکس پڑا تھا۔
اس میں عنبر خاموش لیٹا ہوا تھا۔ ناگ روشن دان میں سے
سرک کر کمرے میں آ گیا۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ ناگ نے دروازے
کو دیکھا جو باہر سے بند تھا اور پھر عنبر کے بکس کے پاس آ کر انسانی
شکل اختیار کر لی۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر اور خلائی مخلوق

عنبر بکس میں بے ہوش پڑا تھا۔

مگر وہ ناگ کو دیکھ رہا تھا۔ بکس میں بنفشی شعاعیں ہ
ہوئی تھیں۔ ناگ نے کونے والا بٹن نیچے کر دیا۔ بکس میں رو
بجھ گئی۔ ناگ بکس کا ڈھکنا الٹا کر عنبر کو بکس میں سے باہر نک
کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ عنبر ہوش
ہی تھا مگر وہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"عنبر تم میری آواز سن رہے ہو؟"

ناگ نے عنبر کی آنکھوں سے اندازہ لگا لیا کہ عنبر ا
کی آواز سن رہا ہے۔ ناگ نے کمرے کا جائزہ لیا۔ د
سوائے شیشے کے بکس کے اور کچھ نہیں تھا۔ اتنے
عنبر نے حرکت کی۔ ناگ نے عنبر کا بازو تھام لیا۔ عنبر
بازو جو پہلے ٹھنڈا تھا اب گرم ہو گیا تھا۔ عنبر نے آہ
سے اپنے ہونٹ کھولے اور کہا۔

"ناگ مجھے اپنے اندر طاقت محسوس ہو رہی ہے"

اور عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔

"میرا خیال ہے ان بنفشی شعاعوں نے میری کھوئی
ہوئی طاقت واپس کر دی ہے۔ یہ ایک عجیب اتفاق
ہوا ہے۔ یہ بتاؤ کہ شیلا کہاں ہے؟"

ناگ نے جلدی جلدی عنبر کو سائنس دان مسٹر سٹون اور
شیلا کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ عنبر نے کہا۔

"یہ ایک بڑی خطرناک مخلوق ہے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں
کہ یہ لوگ مریخ کی ہیں کہ نہیں؟ تم نے شیلا کو چیف
سے ایک ہفتے کی مہلت لینے کا کہا ہے لیکن سوال یہ
ہے کہ ہم اسے لے کر یہاں سے کیسے باہر نکل سکیں
گے"

ناگ نے کہا۔

"تمہاری طاقت اگر واپس آ گئی ہے تو ہمیں اس
سے بڑی مدد ملے گی"

عنبر بولا۔

"مجھے کچھ پتہ نہیں کہ اس مخلوق کے جوابی حملے سے
ایک بار پھر میری طاقت ختم ہو جائے۔ میں مر تو نہیں
سکوں گا لیکن تمہاری اور شیلا کی جان خطرے
میں ہے"

نقر

COURTESY WWW.PAKSPREE.PK

عنبر نے اٹھ کر دروازے کو ہاتھ لگا کر دیکھا پھر زور سے دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ اس کا تالا ٹوٹ چکا تھا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"میری طاقت پھر سے واپس آگئی ہے ناگ!"

ناگ نے کہا۔

"یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اب ہمیں شیلا کو لے کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے"

عنبر بولا۔

"دروازہ کھل گیا ہے تم سانپ بن کر میرے ساتھ آؤ۔ اس وقت ہمیں غیبی شیشہ ہی اس مشکل سے نکال سکتا ہے"

ناگ خوشی سے اُچھل پڑا۔

"ارے میں تمہارے شیشے کو تو بھول ہی گیا تھا۔ کیا وہ ابھی تک تمہاری جیب میں ہی ہے؟"

"ہاں" عنبر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کہا۔ "غیبی شیشہ خوش قسمتی سے میری جیب میں ہی ہے۔ اس مخلوق نے شاید اس شیشے کو زیادہ اہمیت نہیں دی"

عنبر نے غیبی شیشہ اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔

عنبر نے سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ عنبر نے ناگ کو [illegible] کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا۔

"میری رہنمائی کرنا کہ شیلا کون سے کمرے میں [illegible] ہے ہمیں اس وقت اِسے وہاں سے نکال کر یہاں سے نکل جانا چاہیئے"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"لیکن ہمیں یہ نہیں پتہ کہ اس تہہ خانے سے باہر جانے والا راستہ کون سا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ بھی معلوم کر لیں گے"

عنبر راہ داری میں آگیا۔ اس نے اپنے پیچھے کمرے کو [illegible] طرح بند کر دیا۔ جس کمرے میں شیلا بند تھی وہ [illegible] راہ داری کے دوسرے کونے پر تھا اور ناگ ابھی ابھی وہاں سے نکل کر آیا تھا۔ وہ عنبر کی راہ نمائی کر رہا تھا۔ عنبر شیلا کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ خوش قسمتی سے راستے میں کسی نے اُن کا راستہ نہ روکا۔ شیلا اسی طرح سہمی ہوئی پلنگ پر بیٹھی تھی۔

ناگ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی انسانی شکل میں آگیا تھا اور اس نے عنبر کو بتا دیا تھا کہ شیلا

COURTESY WWW.[redacted]BOOKSFREE.PK

کو اس کے سانپ بننے کی خبر نہیں ہے۔ عنبر اور
کو دیکھ کر شیلا کو بڑا حوصلہ ہوا۔ وہ عنبر کی طرف
کر بولی۔

"پیارے دوست عنبر! خدا کا شکر ہے تمہیں
زندہ حالت میں دیکھ رہی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"شیلا! اب جلدی سے اٹھو اور ہمارے ساتھ
چلو ہم یہاں سے نکل رہے ہیں۔"

شیلا چھلانگ لگا کر پلنگ سے اتر آئی۔ وہ تینوں
کے دروازے کی طرف بڑھے۔ غیبی شیشہ عنبر کے
میں تھا۔ وہ راہ داری میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک
سے زرد آدمی آتا دکھائی دیا۔ زرد آدمی نے ان تینوں
دیکھا تو وہیں رک گیا۔

وہ حملہ کرنے ہی والا تھا مگر عنبر نے اسے اتنا مو
نہ دیا۔ عنبر غیبی شیشے کا بٹن دبا کر اس پر روشنی پھینک
چکا تھا۔ روشنی کا گولا زرد آدمی پر پڑا تو اس کا چار ہاتھ
والا جسم سفید ہو کر ذروں میں بدل گیا اور پھر وہ غائب
ہو گیا۔ اب وہ راہ داری میں مشرق کی طرف بھاگ
راہ داری کے کونے میں ایک لفٹ لگی تھی۔ لفٹ کا در

عنبر نے بٹن دیا۔ لفٹ اوپر سے نیچے آ کر اپنے آپ
گئی۔ عنبر ناگ اور شیلا لپک کر اس میں سوار ہو
لفٹ انہیں لے کر اوپر جا کر رک گئی۔
دروازہ کھلا تو عنبر نے سر باہر نکال کر دیکھا۔
اس نے جلدی سے اپنا سر پیچھے کر لیا۔ کیونکہ لفٹ ایک
ہال کمرے میں آ کر رک گئی تھی جہاں عنبر نے چیف
دیکھا کہ وہ دو آدمیوں کے ساتھ شیشے کے ستونوں کی
جا رہا تھا۔

عنبر نے سرگوشی کی۔

"خاموش رہو۔ چیف جا رہا ہے۔"

شیلا کو عنبر اور ناگ نے اپنے پیچھے چھپا لیا تھا۔
اچانک چیف کی آواز سنائی دی۔

"لفٹ اوپر آئی ہے مگر اس کے اندر سے کوئی
نہیں نکلا ——— یہ کیا بات ہے۔"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"مصیبت اس طرف آ رہی ہے۔ میں تیار ہوں
تم لوگ میرے پیچھے رہنا۔"

چیف اپنے دونوں آدمیوں کے ساتھ لفٹ کی طرف
بڑھا۔ جس کا دروازہ کھلا تھا۔ عنبر کے لیے یہ ایکشن کا لمحہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

تھا۔ وہ ایک دم سے لفٹ سے نکل کر سامنے آگیا
اس نے غیبی شیشے کا بٹن دبا دیا۔ شیشے کا روشن دا
چیف اور اس کے دو آدمیوں پر پڑا۔ ایک آدمی چھلانگ
کر پیچھے کو بھاگا۔ مگر چیف اور زرد رنگ والا آدمی غیبی
کے شیشے کی زد میں آچکے تھے۔

اس روشنی کا عمل اس قدر تیز تھا کہ اس کی کرن
آتے ہی چیف اور اس کے ساتھی کا جسم سفید ہو کر
دیکھتے ذرّوں میں بدل کر غائب ہو گیا۔ عنبر نے چلا
کہا۔

جو بھاگ ہے اسے جانے دو۔ جلدی سے اس
طرف دوڑو!"

عنبر ناگ اور شیلا شیشے کے ستونوں والے کمرے
سے نکل کر دوسرے ہال کمرے میں آگئے۔ یہاں چار
آدمی کھڑے تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی
لیزر گن سے فائر کر دیا۔ عنبر اور شیلا کی خوش قسمتی
تھی کہ فائر ان کے قریب سے گزر گیا۔

اتنی دیر میں یہ چاروں کے چاروں آدمی عنبر
غیبی شیشے کی زد میں آکر غائب ہو چکے تھے۔ یہاں
ایک شیشے کا زینہ اوپر جاتا تھا۔ عنبر، ناگ اور شیلا

گئے جا کر زینہ چڑھنے لگے۔ اوپر ایک گول سرنگ تھی۔ سرنگ
کے جا کر جہاں بند ہوتی تھی وہاں ایک اور چار بازوؤں
والا پہرے دار کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے زمینی انسانوں
کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنی گن کا رُخ ان کی طرف کر دیا۔
عنبر چلایا۔

"زمین پر لیٹ جاؤ"

وہ ایک دم سے زمین پر لیٹ گئے۔ عنبر نے لیٹے لیٹے
غیبی شیشے کی روشنی پہرے دار پر ڈالی جس کی گن کا فائر
عنبر کے بازو پر آکر لگا تھا مگر عنبر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا
تھا۔ روشنی کے دائرے میں آتے ہی پہرے دار اپنی جگہ
پر سفید ہو کر جم گیا اور پھر سفید ذرّوں میں تبدیل ہو کر ایک
سیکنڈ میں غائب ہو گیا۔

عنبر نے اُٹھ کر سامنے والی دیوار کو ٹٹول کر دیکھا۔ ناگ
اور شیلا بھی اس کے پاس آگئے۔ یہاں اندھیرے میں عنبر نے
ایک خفیہ روشنی چمکتی دیکھی۔ یہ روشنی ایک مخروطی ہتھی میں
سے نکل رہی تھی۔ عنبر نے اس ہتھی کو کھینچ دیا۔ اس کے ساتھ
ہی دیوار ایک طرف کو کھسک گئی اور پہلی بار دن کی روشنی
سامنے نظر آئی۔ وہ چھلانگ لگا کر دروازے میں سے باہر
نکل گئے۔

COURTESY WWW.FREEOFBOOKSFREE.PK

ان کے باہر نکلنے کے بعد پہاڑ کا دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔

ناگ انہیں لے کر سیدھا پہاڑوں کے درمیان والے درّے میں پہنچا۔ یہاں ناگ سائنس دان مسٹر سٹون کو چھوڑ گیا تھا۔ مگر وہ وہاں نہیں تھا۔

عنبر نے کہا۔

"یہ کہاں چلا گیا؟ کہیں اس مخلوق تو اسے پکڑ کر نہیں لے گئی؟"

ناگ اور شیلا نے ادھر اُدھر دیکھا۔ شیلا کو ایک پتھر کے پیچھے مسٹر سٹون نظر آیا۔ وہ لپک کر وہاں گئے تو دیکھا کہ سفید بالوں والا سائنس دان بڑے مزے سے سو رہا تھا۔ شیلا نے اسے جگایا تو وہ آنکھیں مَل کر بولا۔

"شیلا یہ تم ہو؟"

پھر وہ عنبر اور ناگ کو بھی دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور بولا۔

"مسٹر ناگا! میں تمہاری امید چھوڑ بیٹھا تھا۔ مگر تم نے تو کمال کر دیا۔ تم تو سچ مچ شیلا اور عنبر کو نکال لائے۔"

عنبر نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے فوراً چلے جانا چاہیے۔ بھیانک مخلوق ہو سکتا ہے ہم پر اپنے مہلک ہتھیاروں سے حملہ کر دے۔"

سائنس دان کہنے لگا۔

"ہم کیمیاوی کیچڑ لیے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتے یہ کیچڑ ہی ہماری نجات کا واحد ذریعہ ہے۔"

ناگ بولا۔

"مگر عنبر کہتا ہے کہ اس کو ہاتھ لگانے سے اسے جھٹکا لگا ہے اور وہ اور شیلا دونوں بے ہوش ہو گئے تھے۔"

سائنس دان نے کہا۔

"خواہ کچھ بھی ہو۔ یہ کیچڑ بڑا قیمتی ہے اس میں ایندھن کا خزانہ ہے۔ یہ ہمیں اس ستارے سے اپنی زمین پر واپس پہنچا سکتا ہے۔"

ناگ اور عنبر نے تالاب کی طرف دیکھا۔ ابھی تک پہاڑ کے خفیہ دروازے میں سے بھیانک مخلوق کا کوئی آدمی باہر نہیں نکلا تھا۔ شیلا نے کہا

"مسٹر سٹون! ہو سکتا ہے کہ رات ہونے کی وجہ سے اس کیچڑ میں ایٹمی انرجی آ گئی ہو۔ اس وقت

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

سورج نکلا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے دن کی روشنی میں یہ کیچڑ ایمٹی ری ایکشن سے پاک ہوگا۔"
ناگ بولا۔

"اس میں خطرہ ہے۔"
عنبر نے کہا۔

"یہ تجربہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ ہم بڑی مشکلوں سے بھیانک مخلوق کی قید سے نکلے ہیں۔"
سائنس دان نے کہا۔

"میں کیچڑ کو نکالوں گا۔ اگر مجھے کچھ ہو بھی گیا تو میں اپنی جان کی قربانی دے دوں گا۔ لیکن اس ایندھن کی ہمیں اشد ضرورت ہے۔"

وہ تیز تیز چلتے تالاب کے پاس آکر رک گئے۔

عنبر نے جیب سے خالی شیشہ نکال کر اس کی روشنی تالاب کے اوپر پڑی ہوئی شیشے کی بلبلہ نما چھت پر ڈالی۔ چھت روشنی پڑتے ہی غائب ہوگئی۔ سائنس دان نے جھک کر کیچڑ میں ہاتھ ڈال لیا۔ وہ کیچڑ ہاتھ میں اٹھا لایا۔ وہ خوش ہو کر بولا۔

"شیلا! تمہارا اندازہ درست نکلا۔ کیچڑ میں کسی قسم کا ری ایکشن نہیں ہے۔"

سائنس دان نے جیب سے رومال نکال کر کیچڑ کو اس

میں ڈال لیا اور بولا۔

"اب ہمیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیئے۔"

اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے پہاڑی درّے میں تیز تیز چلنا شروع کر دیا۔ عجیب بات تھی کہ چار بازوؤں والی مخلوق ان کے تعاقب میں اپنی دیوزمین لیبارٹری سے باہر نہیں نکلی تھی۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا چیف اور زرد آدمی جو سائنس دان تھا غائب ہو چکے تھے۔

دوپہر تک یہ چاروں پہاڑیوں میں چلتے رہے۔ دوپہر کے بعد وہ ان کالے پہاڑوں سے باہر نکل آئے۔ ان کے سامنے اب سنگلاخ بنجر میدان تھا۔ سفر کرتے کرتے انہیں رات ہو گئی۔ سائنس دان نے زرد غذائی گولیاں نکال کر شیلا اور ناگ عنبر کو دیں۔ یہ گولیاں بھوک اور پیاس سے نجات دلاتی تھیں۔ ناگ عنبر کو ضرورت تو نہیں تھی مگر وہ کھا گئے۔ رات انہوں نے ایک چھوٹی پہاڑی کے دامن میں بسر کی۔ دوسرے دن صبح اٹھ کر اپنا سفر پھر شروع کر دیا۔ اس طرح سفر کرتے کرتے عنبر ناگ شیلا اور سائنس دان دریا کے کنارے پر پہنچ گئے۔

دریا پار کرنے کے بعد انہوں نے گھاٹی میں اسی پہاڑی غار میں آکر دم لیا جہاں شیلا پہلی بار عنبر کو لے کر آئی تھی۔ شیلا اور سائنس دان یہیں تک گئے تھے۔ یہاں انہوں

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

نے تھوڑی دیر آرام کیا۔ پھر آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے کہ انہیں خلائی شٹل تک کیسے پہنچنا چاہیئے۔

کیمیاوی ایندھن والا کیپسول سائنس دان کے پاس رومال میں بندھا ہوا پڑا تھا۔ اس رومال کو اس نے غار میں ایک طرف رکھ دیا تھا۔ شیلا کہنے لگی۔

"اگر ہم سب کے سامنے خلائی شٹل تک گئے تو وہ آدم خور خلاباز ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

سائنس دان کہنے لگا۔

"جب ہم نے انہیں بتایا کہ ہم اپنے ساتھ ایندھن لائے ہیں اور اب ہم اپنی زمین پر واپس جا سکتے ہیں تو وہ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے۔ بلکہ وہ تو خوش ہوں گے۔"

شیلا نے کہا۔

"مسٹر سٹون! آپ بھول رہے کہ ہمارے ساتھی آدم خور بن چکے ہیں۔ اب انہیں اپنی زمین سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ وہ وحشی درندے بن گئے ہیں۔ اگر ہم ان کے پاس گئے تو وہ ہم سب کو کھا جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کے پاس جا کر انہیں ایندھن کے بارے میں بتا کر سمجھانا چاہیے۔ آخر وہ پڑھے لکھے ہیں۔ وحشی ہو گئے ہیں تو کیا ہوا۔ وہ سمجھ جائیں گے اور ہم شٹل کے لیے ایندھن تیار کرنے کا عمل شروع کر سکیں گے۔"

سائنس دان بولا۔

"عنبر ٹھیک کہتا ہے شیلا! ہمیں ہر حالت میں اپنی خلائی شٹل تک جانا ہے۔ اس کیمیاوی کیپسول سے ہم خلائی شٹل میں جا کر ہی ایندھن نکال سکتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر بھی پہنچے تو خلاباز ساتھیوں کو ہمارے آنے کی خبر ہو جائے گی۔"

ناگ کہنے لگا۔

"میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں۔"

کافی غور و فکر کے بعد آخر وہ اسی نتیجے پر پہنچے کہ انہیں اپنے خلاباز ساتھیوں کے پاس جا کر انہیں سمجھانا چاہیئے۔ رات انہوں نے غار کے اندر ہی آرام کیا۔ دوسرے دن جب سورج نکل آیا تو عنبر ناگ، مسٹر سٹون اور شیلا گھاڑ کے کھوہ سے نکل کر خلابازوں کی جھونپڑیوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایک گھنٹے بعد وہ اس جنگل میں آ گئے۔ جس کے کنارے پر خلابازوں کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ جھونپڑیوں سے کچھ فاصلے پر سب رک گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جھونپڑیوں پر خاموشی چھائی تھی۔ باہر بھی کوئی ڈاڑھی والا خلاباز نظر نہیں آرہا تھا۔ شیلا بولی۔

"اس وقت تو ہمارے ساتھی اپنے کسی مردہ ساتھی کے گوشت کو بھون کر کھا رہے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کہاں چلے گئے؟"

سائنس دان نے کہا۔

"ہوسکتا ہے ہمارے ساتھی ابھی تک سو رہے ہوں ہمیں چل کر معلوم کرنا چاہیئے۔"

جب وہ جھونپڑیوں کے درمیان گئے تو انہیں وہاں کسی جگہ بھی کوئی ساتھی نظر نہ آیا۔ عنبر نے کہا۔

"ہمیں مکانوں کے اندر جاکر معلوم کرنا چاہیئے۔"

وہ ایک جھونپڑی کے پاس گئے اس کا دروازہ بند تھا۔

عنبر نے دروازہ کھولا تو دن کی روشنی میں اسے اندر ایک خوفناک منظر نظر آیا۔ جھونپڑی کے فرش پر ڈاڑھی والے خلاباز کی لاش پڑی تھی۔ اس کا سینہ اور پیٹ پھٹا ہوا تھا اور اس کے اندر سے دل اور انتڑیاں نکالی جا چکی تھیں۔ سائنس دان، ناگ اور شیلا عجیب نظروں سے ایک دوسرے کو تکنے لگے۔

عنبر نے کہا۔

"اس کے ساتھیوں نے اسے ملہ ڈالا ہوگا۔"

سائنس دان بولا۔

"اگر ہمارے ساتھیوں میں سے کسی نے اسے ہلاک کیا ہوتا تو اس کی لاش اب تک کھائی جا چکی ہوتی۔"

"تو پھر اس کو کس نے ہلاک کیا ہے؟" شیلا نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔

ناگ نے کہا۔

"ہمیں دوسری جھونپڑیوں میں چل کر پتہ کرنا چاہیئے وہاں دوسرے خلاباز ہمیں معلوم کرتے ہیں۔"

لیکن وہ جس جھونپڑی میں گئے وہاں ہر خلاباز کی لاش اس حالت میں پڑی تھی کہ اس کے جسم میں سے دل اور انتڑیاں غائب تھیں۔ اب تو سائنس دان اور شیلا دہشت زدہ سے ہوکر رہ گئے۔

سٹون نے کہا۔

"یہ کسی باہر والے نے حملہ کیا ہے۔ مگر یہاں باہر سے کون آسکتا ہے۔"

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ناگ! کہیں ایسا تو نہیں کہ بھیانک مخلوق نے رات کو یہاں حملہ کر دیا ہو اور اپنے چیف کا بدلہ ان

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

لوگوں سے لیا ہو۔"
ناگ کہنے لگا۔
"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔"
وہ جھونپڑیوں سے نکل کر خلائی شٹل کی طرف چل پڑے۔ شیلا بڑی ڈری ہوئی تھی اور عنبر کے ساتھ لگ کر چل رہی تھی۔ خلائی شٹل میں کوئی خلاباز ساتھی نہیں تھا۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ ان خلابازوں کو کسی گمنام بلا نے سوتے میں ہلاک کر کے اُن کی انتڑیاں اور دل کھا لیے ہیں۔ سائنس دان سٹون نے کیمیاوی کیپسول کو خلائی شٹل کی دوسری منزل والی خلائی لیبارٹری میں لے جا کر ایک سلنڈر میں ڈال دیا اور اس میں سے ایندھن نکالنے کا عمل شروع کر دیا۔
"ہمارے آدم خور ساتھیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ ہمارے ساتھ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم اس شٹل سے باہر نہیں نکلیں گے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہاں کوئی بلا آ گئی ہے۔"
شیلا نے کہا۔
"میں تو شٹل میں ہی رہوں گی۔ اس کا دروازہ بھی ہم بند رکھیں گے۔"
ناگ مسکرایا۔

"اتنا ڈرنے کی بھی کیا ضرورت ہے۔"
عنبر نے کہا۔
"زندگی موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔"
سائنس دان سٹون سلنڈر میں کچھ کیمیاوی قطرے ڈال رہا تھا۔ بولا۔
"مگر زندگی کی حفاظت کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔"
کیمیاوی دوائی کے قطرے ڈالنے سے کیپسول میں سے بخارات نکلنے شروع ہو گئے۔ سائنس دان سٹون نے کہا۔
"یہ بخارات ایک بار جم کر برف بن جائیں گے۔ اس کے بعد یہ برف ایک لمبے تجرباتی عمل سے گزرے گی اور پھر ہمیں وہ ایندھن ملے گا۔ جو اس خلائی شٹل کو یہاں سے اُڑا کر ہمیں زمین تک پہنچا دے گی۔"
ناگ نے پوچھا۔
"اس کیپسول سے ایندھن حاصل کرنے میں کتنے دن لگ جائیں گے؟"
سائنس دان نے کہا۔
"کم از کم ایک ہفتہ یا زیادہ سے زیادہ دس روز تو ضرور لگیں گے۔"
شیلا خلائی شٹل کے کاک پٹ میں جا کر بیٹھ گئی۔ عنبر

COURTESY W.PDFBOOKSFREE.PK

اور ناگ بھی اس کے پاس آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ سائنسدان اپنے تجربے میں مصروف تھا۔

شیلا نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! کہیں یہ آدم خور بلا ہماری شٹل میں بھی تو نہیں آجائے گی؟"

عنبر مسکرایا۔

"شیلا! تم فکر کیوں کرتی ہو۔ میں اور ناگ جب تک تمہارے پاس ہیں تمہیں کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

شیلا نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہاں عنبر! تم ٹھیک کہتے ہو۔ ناگا نے مجھے وہاں بتایا تھا کہ اس کے پاس کوئی خفیہ منتر ہے جس کو پڑھ کر یہ غائب ہو جاتا ہے۔ کیوں ناگ! تم واقعی غائب ہو جاتے ہو؟ مجھے غائب ہو کر دکھاؤ پلیز!"

ناگ نے ہنس کر کہا۔

"شیلا! میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔ بھلا کبھی کوئی انسان بھی غائب ہو سکتا ہے؟"

"پھر تم اس کمرے میں کیسے پہنچ گئے تھے؟" شیلا نے پوچھا۔

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے کہا

"شیلا! یہ تم کن باتوں میں پڑ گئی ہو۔ ناگ کبھی غائب نہیں ہوا۔ اس کے پاس ایسا کوئی منتر بھی نہیں ہے۔"

ناگ نے شیلا سے کہا۔

"تم پڑھی لکھی سائنس دان عورت ہو۔ پھر اس طرح کیوں ڈر رہی ہو؟"

شیلا نے جھینپ کر کہا۔

"ہم کوئی اپنی زمین پر نہیں ہیں۔ یہ ایک خلائی سیارہ ہے۔ یہاں کوئی بھی بلا ہم پر حملہ کر سکتی ہے اچھا۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ ہمارے ساتھی بلا بازوں کو کس نے ہلاک کیا ہے؟"

عنبر کہنے لگا۔

"شیلا! ان باتوں کو بھول جاؤ۔ تم شٹل میں ہی رہنا۔ بالکل باہر مت نکلنا۔ ہم تمہاری حفاظت بھی تو کریں گے۔ تم کیوں گھبراتی ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"اور ہفتہ، دس دن ہی کی تو بات ہے۔ خلائی شٹل کو آٹھ دس دنوں میں ایندھن مل جائے گا پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔"

سائنس دان سٹون ابھی تک تجربے میں لگا ہوا تھا۔ شیلا نے اس کے قریب جا کر کہا۔

"مسٹر سٹون! ہمارے ساتھی اگرچہ وحشی آدم خور ہو چکے تھے پھر بھی وہ ہمارے ساتھی تھے۔ ہمیں ان کی لاشوں کو مناسب جگہ دفن کر کے اوپر صلیب لگا دینی چاہیئے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ ہمارا فرض نہیں ہے؟"

سائنس دان بولا۔

"میں ایک سائنس دان ہوں۔ میرے نزدیک آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے جسم کے اجزا بیکار ہو جاتے ہیں۔ اور وہ قبر کے اندر ہوں یا باہر انہیں مٹی میں ہی ملنا ہوتا ہے۔"

شیلا نے کہا۔

"پھر بھی ہم اپنے ساتھیوں کو اس طرح بے گور و کفن نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ غیر اخلاقی بات ہے۔"

سائنس دان نے کہا۔

"تو پھر تم جا کر جھونپڑیوں میں سے لاشیں ایک جگہ جمع کر کے انہیں گڑھا کھود کر دفن کر دو۔ میں تو انتہائی

اہم کام کر رہا ہوں تم عنبر کو ساتھ لے جاؤ۔"

شیلا نے عنبر سے ذکر کیا تو بولا۔

"میں تیار ہوں مگر تم کو ڈر نہیں لگے گا؟ تم تو کہتی تھیں کہ تم اس خلائی شٹل سے اب باہر نہیں نکلو گی۔"

شیلا نے کہا۔

"یہ ہمارا مذہبی فرض ہے۔ کیا تم میرے ساتھ نہیں چلو گے؟ تم میرے ساتھ ہو گے تو مجھے ڈر نہیں لگے گا۔"

ناگ عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ عنبر نے کہا۔

"اچھا بی بی چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

عنبر نے شیلا کو ساتھ لیا اور شٹل سے نکل کر جھونپڑیوں کے سامنے آ گیا۔ ایک جھونپڑی میں سے بیلچہ نکال کر وہ گڑھا کھودنے لگا۔ شیلا اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی۔ عنبر کی طاقت کا شیلا کو ابھی تک علم نہیں ہوا تھا۔ عنبر بھی اپنی پوری طاقت دکھانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ پھر بھی وہ تیزی سے گڑھا کھود رہا تھا۔ جب گڑھا تیار ہو گیا تو عنبر نے کہا۔

"چلو اب ایک ایک کر کے جھونپڑیوں میں سے لاشیں نکالتے ہیں۔"

اتنے میں وہاں ناگ اور سٹون بھی آ گئے۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

"ہم تمہاری مدد کرنے آئے ہیں"

ناگ اور عنبر نے جھونپڑیوں میں سے خلا بازوں کی سڑی پھٹی ہوئی لاشیں نکال کر گڑھے میں ڈال کر گڑھے میں مٹی بھر دی۔ شیلا نے ایک جھونپڑی میں سے لکڑی کی چھوٹی صلیب لے کر گڑھے کے اوپر لگا دی۔ اور ہاتھ باندھ کر آنکھیں بند کیے دعا مانگنے لگی۔ عنبر اور ناگ نے بھی ہاتھ باندھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دل میں خدا سے ان خلا بازوں کی مغفرت کے لیے دعا کرنے لگے۔ ان تینوں کی آنکھیں بند تھیں کہ ایک خوفناک چیخ کی آواز سنائی دی۔ سب نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں شیلا تو ڈر کر عنبر کے پیچھے ہو گئی۔

چیخ کے بعد موت ایسا سناٹا چھا گیا۔ ناگ عنبر اور سائنسدان چاروں طرف دیکھنے لگے۔ چیخ کی آواز انسان اور کسی درندے کی ملی جلی آواز تھی۔ سائنس دان سٹون نے خلائی شٹل کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

"جلدی سے شٹل کے اندر چلے چلو۔ یہ کوئی خلائی درندہ ہے"

عنبر اور ناگ اس درندے کا کھوج لگانا چاہتے تھے مگر شیلا اور مسٹر سٹون کے مجبور کرنے پر انہیں بھی شٹل کی طرف جانا پڑا۔ خلائی شٹل میں داخل ہونے کے بعد اس کا

فولادی دروازہ بند کر دیا گیا۔ شٹل کی دوسری منزل کی گول کھڑکی کے شیشے میں سے یہ لوگ باہر دیکھنے لگے۔

اس وحشت ناک چیخ کے بعد کسی کی چیخ کی آواز نہ آئی۔ سائنس دان نے کہا۔

"ہمیں یہاں دو برس ہو گئے ہیں رہتے ہوئے مگر یہ چیخ ہم نے پہلی بار سنی ہے"

شیلا کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے یہ وہی خلائی مخلوق ہو اور ہماری تلاش میں یہاں آئی ہو"

ناگ بولا۔

"ہم میں سے کسی کو باہر جا کر اس مخلوق کا پتہ چلانا چاہیے"

شیلا غصے سے بولی۔

"تم بہت بہادر بنتے ہو ناگ! ہمیں تمہاری زندگی کی بھی فکر ہے"

مسٹر سٹون نے کہا۔

"ہم ابھی اسی خلائی شٹل میں رہیں گے۔ ہمیں خلائی درندے کے پیچھے جانے اور اپنی زندگی خطرے میں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر وہ دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے بولا۔

"مجھے ایندھن بنانے کا کام تیز کر دینا چاہیئے تاکہ ہم جتنی جلدی ہو سکے اس منحوس سیارے سے نکل جائیں۔ اب تو ہمارے ساتھیوں میں سے بھی کوئی نہیں بچا"

سائنس دان مسٹر سٹون اپنی خلائی شٹل کی چھوٹی سی لیبارٹری کی طرف چلا گیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سواری پہاڑ کا راز

شیلا نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! مجھے تو یقین ہے کہ یہی وہ خلائی درندہ ہے جس نے ہمارے ساتھی خلا بازوں کو ہلاک کیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو"

شیلا بڑی ہمدردی سے بولی۔

"عنبر! تم ہرگز باہر مت جانا"

ناگ مسکرا کر کہنے لگا۔

"فکر نہ کرو۔ تمہارے دوست عنبر کو کچھ نہیں ہوگا"

شیلا نے کہا۔

"ناگ! تم کہتے ہو۔ تمہیں ایک ایسا منتر آتا ہے جس کو پڑھ کر تم غائب ہو سکتے ہو تو پھر تم غائب ہو کر باہر جاؤ۔ اور اس خلائی بیچ کا کھوج لگاؤ"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ عنبر کی طرف دیکھنے لگا۔ عنبر نے کہا۔

"وقت آنے پر ناگ ضرور غائب ہو کر پتہ چلائے گا"

دن گزرتا چلا گیا۔ چپ دوپہر کا وقت ہوا تو اچانک آسمان پر کالے سیاہ بادل چھانے لگے۔ شیلا لیبارٹری میں سٹون کی مدد کر رہی تھی۔ عنبر اور ناگ خلائی شٹل کے انجن یعنی کاک پٹ میں بیٹھے ماریا اور کیٹی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔

"عنبر! ماریا اور کیٹی بہت یاد آتی ہیں۔ ان سے ملے عرصہ گزر گیا ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ تھیوسانگ بھی تو ان کے ساتھ ہی ہے"

عنبر کہنے لگا۔

"ہاں ناگ! اتنی دیر ہم پہلے کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں رہے۔ اس سیارے پر تو مجھے یقین ہے کہ ماریا اور کیٹی وغیرہ نہیں ہیں"

ناگ نے کہا۔

"اب تک تو ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اگر خلائی شٹل کا ایندھن تیار ہو گیا تو ہم ان لوگوں کے ساتھ واپس اپنی زمین پر جا کر کیا کریں گے۔ مجھے نہیں یقین کہ ماریا اور کیٹی ہماری زمین ہماری

زمین پر ہوں۔ وہ تو خلا میں سفر کر رہی تھیں۔ جب میں ان سے الگ ہوا تھا"

عنبر بولا۔

"ناگ بھیا! کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ماریا کیٹی کہاں ہیں۔ وہ ہماری زمین پر بھی پہنچ سکتی ہیں اور خلا میں کسی سیارے پر بھی اتر سکتی ہیں"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا ہمیں اس خلائی شٹل میں شیلا اور سٹون کے ساتھ واپس اپنی زمین پر چلے جانا چاہیئے؟"

عنبر تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا۔ پھر اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

"میری رائے میں تو ہمیں ان لوگوں کے ساتھ ہی اس منحوس سیارے سے نکل جانا چاہیئے۔ اپنی زمین پر پہنچ کر دیکھ لیں گے"

پھر وہ ناگ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"اور ابھی تو بھی پوری طرح یقین نہیں کہ ہماری خلائی شٹل زمین پر پہنچ بھی سکے گی کہ نہیں"

COURTESY WWW. OOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"سائنس دان اسوٹن کیچڑ سے ایندھن ضرور تیار کر لے گا۔ وہ بڑا لائق سائنس دان ہے۔"

"تو پھر چلے چلیں گے اپنی زمین پر۔ ہم اکیلے یہاں رہ کر کیا کریں گے؟" عنبر نے کہا۔

ناگ خلائی شٹل کی کھڑکی کے شیشے میں سے باہر دیکھ

"بڑے کالے کالے بادل چھا رہے ہیں عنبر! اتنے کالے بادل ہماری زمین پر نہیں ہوتے۔"

عنبر بھی باہر تکنے لگا۔ بادل واقعی بڑے کالے سیاہ اور اب ان میں بجلی چمکنے لگی تھی اور وہ گرجنے بھی لگے تھے ان کی گرج سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے جنگل میں کہیں شیر دھاڑ رہے ہوں۔ دن کا تیسرا پہر تھا۔ مگر کالے کالے بادلوں کی وجہ سے باہر اندھیرا سا چھا گیا۔

اتنے میں شیلا کاغذ کے گلاسوں میں کافی بنا کر لے آئی۔

"عنبر تم نے کبھی کافی پی ہے؟ کافی کا ایک ڈبہ میں نے یہاں بچا کر رکھا ہوا تھا۔ یہ لو تم بھی پیو۔ ناگ!"

عنبر نے کافی کا گلاس لے کر کہا۔

"شیلا! میں کوئی جنگلی آدمی نہیں ہوں۔ ترقی یافتہ ماڈرن دنیا میں رہتا ہوا یہاں آیا ہوں۔"

شیلا نے عنبر کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا۔

"سوری عنبر! تم تو ناراض ہو گئے۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔"

ناگ بولا۔

"مجھے کافی کی اس وقت مجھے بھی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ دیکھو نا باہر کتنے کالے کالے بادل چھا رہے ہیں۔"

"اور گرج بھی رہے ہیں۔" عنبر نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔

شیلا بولی۔

"کبھی کبھی یہاں بڑے گھنے بادل چھا جایا کرتے ہیں۔ اور بارش بھی خوب ہوتی ہے۔"

باہر بارش شروع ہو گئی۔ بجلی رہ رہ کر چمکتی۔ بادل گرجتے۔ بارش بڑی موسلا دھار ہونے لگی تھی۔ شیلا کافی کا گلاس لے کر بیٹری کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

"ارے میں مسٹر سٹون کو کافی دینا بھول ہی گئی۔"

ناگ نے پوچھا۔

COURTESY WWW.BOOKSFREE.PK

"ایندھن تیار کرنے کا کام کہاں تک پہنچا ہے؟"
شیلا دروازے میں گردن گھما کر بولی۔
"مسٹر سٹون کا کام شیڈول کے مطابق ہو رہا ہے۔
میرا خیال ہے ایک ہفتے کے بعد ہم اس شٹل کو
کو لے کر یہاں سے پرواز کر جائیں گے۔"
شیلا مسکراتی ہوئی دوسری طرف چلی گئی۔
ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔
"عنبر بھیا! میرا خیال ہے کہ اپنی دنیا میں پہنچ کر شیلا
تم سے ضرور شادی کرنے کو کہے گی۔"
عنبر ہنس پڑا۔
"ناگ! یار کبھی کبھی تم بڑی مزاحیہ باتیں کرنے
لگتے ہو۔ بھلا میں اس سے کیسے شادی کر سکتا ہوں۔
نہیں نہیں۔ میں شیلا ایسی خوش شکل عورت کو
اپنی آنکھوں کے سامنے بڈھی کھوسٹ ہوتے نہیں
دیکھ سکتا۔ اور خاص طور پر ایسی حالت میں کہ
وہ تو بڈھی ہو جائے، اس کی جھریاں لٹکنے لگیں
اور میں اسی طرح جوان رہوں۔"
ناگ بولا۔
"اگر اس نے شادی کے بارے میں اپنی خواہش کا

اظہار کیا تو تم کیا کہو گے؟"
عنبر نے کہا۔
"ارے بھائی! وہ ایسا نہیں کرے گی۔ تم کو میرے
بارے میں خواہ مخواہ خوش فہمی ہو رہی ہے۔ اور
اگر اس نے شادی کی خواہش کا اظہار کیا بھی تو میں
اسے سمجھا دوں گا کہ میں پہلے سے شادی شدہ
ہوں۔"
ناگ ہنسنے لگا۔ باہر بارش ہو رہی تھی۔ عنبر نے کہا
"ناگ! مجھے درندے کی چیخ کا خیال آ رہا ہے یہ
چیخ چار بازوں والی مخلوق کی نہیں ہو سکتی۔ میرا
خیال ہے یہ کوئی دوسری مخلوق ہے اور اسی نے یہاں
کے خلابازوں کو ہلاک کیا ہے۔"
ناگ بولا۔
"چار بازوں والی مخلوق بھی تو درندہ بن سکتی ہے ہمیں
کیا معلوم وہ کون سا روپ دھار لے۔"
باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ رات کا گھپ اندھیرا
چھا گیا۔ بارش رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ ناگ اور عنبر
جھاڑی میں آ گئے۔ مسٹر سٹون بڑی محنت سے کام کر رہا تھا۔
شیلا اس کی مدد کر رہی تھی۔ عنبر اور ناگ کو دیکھ کر شیلا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

نے کہا۔

"تم لوگ جاکر آرام کرو۔ ہمیں تو ابھی رات گئے تک کام کرنا ہے۔"

مسٹر سٹون اتنا مصروف تھا کہ اسے بات کرنے کی فرصت نہیں تھی۔ ناگ نے کہا۔

"اچھا ہم سونے جاتے ہیں۔ تم بھی آرام کرو شیلا! تم پہلے ہی بہت تھکی ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"تمہیں شیلا کا بہت خیال ہے ناگ؟"

شیلا مسکرا کر بولی۔

"کیوں نا ہو۔ ناگ میرا بھائی ہے۔"

عنبر اور ناگ مسکراتے ہوئے کاک پٹ میں لگے ہوئے بستر پر آگئے۔ انہیں نیند تو نہیں آرہی تھی۔ پھر بھی وہ آنکھیں بند کرکے بستر پر لیٹ گئے۔ اور ماریا اور کیٹی کی باتیں کرنے لگے۔ رات گزرتی چلی گئی۔ بجلی اسی طرح چمک رہی تھی، بارش بھی اسی طرح ہو رہی تھی۔ خلائی شٹل کے اندر بادلوں کی گرج کی آواز آرہی تھی۔

کچھ وقت گزرا ہوگا کہ اچانک شیلا کی چیخ سنائی دی۔ عنبر اور ناگ بھاگ کر لیبارٹری میں پہنچے۔ مسٹر سٹون

سے ہی شیلا کی چیخ سن کر پریشان کھڑا تھا۔ بولا۔

"وہ ـــــ وہ اپنے کیبن میں سونے گئی تھی۔ اوپر چل کر پتہ کرتے ہیں۔"

اور وہ تینوں اوپر والی منزل میں شیلا کے کیبن کی طرف دوڑے۔ شیلا پہلے ہی کیبن کے باہر کھڑی خوف سے کانپ رہی تھی۔

"کیا ہوا شیلا؟" مسٹر سٹون نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

عنبر اور ناگ بھی اس کے قریب آگئے۔ شیلا اس قدر سہمی ہوئی تھی کہ اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ عنبر نے اسے تسلی دی کہ ہم تمہارے پاس ہیں۔ بتاؤ تو سہی کہ کیا ہوا ہے؟ شیلا نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہ بلا ـــــ وہ بلا آئی تھی۔"

"کون سی بلا؟" سٹون نے تعجب سے پوچھا۔

وہ شیلا کو لے کر اس کے کیبن میں آگئے۔ اسے کافی کا ایک گھونٹ پلایا گیا۔ جب ذرا شیلا کی طبیعت سنبھلی تو اس نے کہا۔

"میں اپنے بستر پر آکر لیٹی ہی تھی کہ مجھے خیال آیا کیبن کی بتی گل کر دوں۔ میں نے بتی گل کر دی،

COURTESY WWW.PDFBOO

میرے کیبن کی کھڑکی کے اس شیشے میں سے بجلی چمکتی تو اس کی روشنی اندر آتی تھی۔ میں کھڑکی کو تکتے ہوئے سونے کی کوشش کر رہی تھی کہ مجھے باہر کھڑکی کے شیشے پر ایک بلا کا بھیگا ہوا ڈراؤنا چہرہ نظر آیا۔"

"وہ ـــــ اس کی شکل کیسی تھی؟" عنبر نے پوچھا۔

شیلا نے کہا:

"ایسی ڈراؤنی شکل میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔ اس کی ایک آنکھ کا ڈیلا باہر کو نکلا ہوا تھا۔ ناک لمبا ہو کر گردن تک آیا ہوا تھا۔ سر کے درمیان میں ایک سینگ تھا اور موٹے سیاہ لٹکتے ہوئے ہونٹوں میں سے چار نوکیلے دانت باہر نکلے تھے۔ اس نے اپنے نوکیلے پنجے کھڑکی کے شیشے سے چپکائے ہوئے تھے۔"

اور شیلا ڈر کر سمٹ گئی۔ مسٹر سٹون نے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں شیلا بیٹی! تم آرام کرو۔ اگر وہ بلا ہے بھی تو اخلاقی شٹل میں داخل نہیں ہو سکتی۔ یہ لو۔ میں کھڑکی کے آگے پردہ گرا دیتا ہوں۔ تم سو جاؤ۔ ہم تمہارے پاس موجود رہیں گے۔"

مسٹر سٹون نے کھڑکی کے آگے پلاسٹک کا پردہ کھینچ دیا۔ شیلا چپکے سے بستر پر لیٹ گئی۔ سائنس دان سٹون عنبر اور ناگ کیبن سے باہر آ گئے۔

سٹون نے کہا۔

"یہ ضرور وہی درندہ ہے۔ جس نے ہمارے ساتھی خلا بازوں کی جان لی ہے۔"

عنبر بولا۔

"مگر وہ شٹل کی دوسری منزل پر باہر سے کیسے آ گیا؟ یا تو اس کا قد بہت لمبا ہے اور یا پھر وہ دیواروں سے چپک سکتا ہے۔"

ناگ خاموش تھا۔ سٹون کہنے لگا۔

"اس خونخوار درندے کی یہاں موجودگی ہمارے کام میں رکاوٹ ڈالے گی۔ اس کا ہلاک کیا جانا بہت ضروری ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"صبح اس کی تلاش میں نکلیں گے۔ ابھی تو بارش ہو رہی ہے۔"

سائنس دان سٹون نے عنبر اور ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

"تم لوگ شیلا کے کیبن کے باہر ہی سو جاؤ۔ میں لیبارٹری میں جاکر کام کروں گا۔"

"تم بھی سو جاؤ مسٹر سٹون" عنبر نے کہا۔

سٹون بولا۔

"مجھے جلد از جلد اینڈھن تیار کرنا ہے عنبر! یہاں درندے کی موجودگی سے اب ہمارا یہاں سے فوراً نکلنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔"

یہ کہہ کر مسٹر سٹون اپنی لیبارٹری میں چلا گیا۔ عنبر اور ناگ کیبن کے باہر ہی لیٹ گئے۔ ناگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے مجھے شٹل سے باہر جاکر پتہ چلانا چاہیئے۔ کہ یہ خوفناک بلا ہے کیا چیز؟"

عنبر نے کہا۔

"ہمیں نقصان پہنچ سکتا ہے ناگ! یہ کام کل صبح میں کروں گا۔"

وہ اسی طرح باتیں کرتے رہے۔

سائنس دان۔ مسٹر سٹون چھوٹی سی لیبارٹری میں بڑی محنت سے کام کر رہا تھا۔ کیسا وہی کیچڑ میں سے اس نے برف کی سیاہ کاشیں نکالنا شروع کر دی تھیں۔ اس کے تجربے کا پہلا مرحلہ ختم ہو گیا تھا۔ لیبارٹری کا دروازہ بند تھا۔ شیشے

کی کھڑکی بھی بند تھی اور اس کے آگے سے پلاسٹک کا پردہ ہٹا ہوا تھا۔ مسٹر سٹون کی پیٹھ کھڑکی کے شیشے کی طرف تھی۔ اس نے ایک شیشے کی نلکی میں دوائی کے چند قطرے ڈالے تو اس میں سے دھواں نکلنے لگا۔

سٹون پیچھے ہٹ گیا۔ دھواں زیادہ ہوا تو سٹون نے گول کھڑکی کا شیشہ کھول دیا تاکہ دھواں باہر نکل جائے۔ دھواں باہر نکل گیا تو سائنس دان کھڑکی کو بند کرنا بھول گیا۔ وہ اپنے کام میں انہماک سے لگا تھا۔ کیچڑ کی قاشوں کو وہ الگ الگ شیشے کے مرتبانوں میں بند کر کے ان میں بجلی کا کرنٹ داخل کرنے لگا۔ وہ لیبارٹری کے میز پر جھکا ہوا تھا۔

اچانک اس کے پیچھے کھلی کھڑکی میں سے اسی خوفناک بلا کا چہرہ نمودار ہوا۔ مسٹر سٹون کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس کے پیچھے کھڑکی میں سے اس کی موت جھانک رہی ہے۔ باہر بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ بجلی چمکی تو خوفناک درندے کا چہرہ روشن ہو گیا۔ اس کا وہی حلیہ تھا جو شیلا نے بتایا تھا۔ سر پہ سینگ تھا۔ ایک آنکھ کا ڈیلا باہر نکلا ہوا تھا۔ موٹے لٹکے ہوئے ہونٹوں میں سے چار نوکیلے دانت باہر کو نکلے تھے۔ مسٹر سٹون اپنے پیچھے اس خوفناک بلا سے بے خبر کام میں جٹا ہوا تھا کہ خوفناک بلا نے اپنا پنجہ کھڑکی میں سے

COURTES WW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر ڈال دیا۔

خوفناک بلا کا بازو سانپ کی طرح لچکیلا تھا اور پنجے کے ناخن باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ سائنس دان سٹون میز پر ذرا سا جھکا نلکی کو ہلا رہا تھا کہ اچانک اس کی گردن پر کسی کا ہاتھ پڑا۔ سٹون نے ہڑبڑا کر پیچھے دیکھا تو اسے کھڑکی میں غراتی ہوئی بلا کا چہرہ نظر آیا۔ اس سے پہلے کہ مسٹر سٹون کے منہ سے چیخ نکلتی۔ خوفناک بلا نے اپنا پنجہ مسٹر سٹون کی گردن پر اتنی زور سے مارا کہ سٹون کی آدھی گردن کٹ گئی۔

عنبر اور ناگ وہاں سے چند قدم دور شیلا کے کیبن کے باہر شفاف فرش پر آنکھیں بند کیے خاموش لیٹے تھے۔ وہ جاگ رہے تھے۔ بادل زور سے گرجا تو ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور کہا۔

"عنبر تم جاگ رہے ہو؟

عنبر نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ بولا۔

"ہم تو ہزاروں سال سے جاگ رہے ہیں ناگ بھیا!"

ناگ نے کہا۔

"یہ بارش تو رُکتی ہی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہاں کئی کئی دن بارش ہوتی ہے"

عنبر بولا۔

"اب تو یہی امید لگی ہے کہ سائنس دان سٹون جلدی سے ایندھن تیار کرنے میں کامیاب ہو اور ہم اس منحوس سیارے سے نجات حاصل کریں"

ناگ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور لیبارٹری کے بند دروازے کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"کتنی دیر سے اندر سے کوئی آواز نہیں آئی کہیں مسٹر سٹون اندر سو تو نہیں گیا؟"

عنبر کہنے لگا۔

"ارے ناگ بھیا! سٹون ایک سائنس دان ہے اور سائنس دان بہت کم سویا کرتے ہیں"

اچانک لیبارٹری سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی چیز میز پر سے نیچے گر پڑی ہو۔ عنبر اور ناگ کی آنکھیں لیبارٹری کے دروازے کی طرف اُٹھ گئیں۔ ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ عنبر نے کہا۔

"یہ اندر کیا گرا تھا؟"

ناگ بولا۔

"کوئی چیز گری ہوگی۔ سٹون کام کر رہا ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔"

عنبر جلدی سے اُٹھ کر لیبارٹری کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ ناگ بھی اس کے پاس آ گیا۔ عنبر نے دروازے پر آہستہ سے دستک دے کر سٹون کو آواز دی اور کہا۔

"مسٹر سٹون! میں عنبر ہوں۔ تم جاگ رہے ہو کیا؟"

اس دفعہ بھی اندر سے کسی نے جواب نہ دیا۔ عنبر نے ناگ کی طرف تشویش سے دیکھا۔ پھر عنبر نے تھوڑا سا زور لگا کر دروازہ چوپٹ کھول دیا۔ اندر روشنی ہو رہی تھی۔ اور فرش پر سائنس دان سٹون کی لاش اس طرح پڑی تھی کہ اس کی آدھی گردن کٹی ہوئی تھی پیٹ اور سینہ چاک تھا۔ اور اس کی انتڑیاں اور دل غائب تھا۔

ناگ نے دیکھا۔ کھڑکی کھلی تھی۔ وہ لپک کر کھڑکی کی طرف گیا۔ عنبر نے جلدی سے کہا۔

"ناگ! کھڑکی کے پاس مت جانا۔"

کیونکہ عنبر کو معلوم تھا کہ ناگ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ناگ نے کھڑکی میں سے باہر جھانک کر دیکھا اور بولا۔

"یہ اسی خوفناک بلا کا کارنامہ ہے عنبر۔ مگر یہ کھڑکی کس نے کھول دی؟"

عنبر نے کہا۔

"ایسا معلوم ہوتا کہ کسی وجہ سے سٹون نے خود ہی کھڑکی کھولی ہو گی۔ کیونکہ اگر خوفناک بلا خود کھڑکی کھول سکتی تو شیلا کے کمرے میں بھی کھڑکی کھول کر آ جاتی۔"

عنبر سٹون کی لاش کو دیکھ رہا تھا۔

"ناگ! یہ تو بڑی افسوسناک بات ہوئی ہے۔ مسٹر سٹون بہت اچھے انسان تھے۔ انہیں ویسے بھی ابھی زندہ رہنا چاہیئے تھا کیونکہ یہ خلائی شٹل کے لیے ایندھن تیار کر رہے تھے۔"

ناگ نے کہا۔

"اب کیا کریں؟ شیلا کو تو بڑا صدمہ ہو گا۔"

عنبر بولا۔

"اب ہمیں اس خوفناک بلا سے چھٹکارا پانا ہی ہو گا۔"

اس نے سٹون کی لاش پر سفید چادر ڈال دی اور بولا۔

"شیلا کو صبح ہی بتایا جائے گا۔ ابھی اسے آرام کرنے دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دن نکلا تو شیلا کو مسٹر سٹون کی موت کی دکھ بھری خبر سنائی گئی۔ وہ سٹون کی لاش دیکھ کر سکتے میں آ گئی۔ پھر اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ عنبر اور ناگ نے اسے حوصلہ دیا اور کہا کہ وہ خوفناک بلا کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"تم شیلا کے ساتھ خلائی شٹل میں ہی رہو۔ میں باہر جا کر خوفناک بلا کا سراغ لگاتا ہوں۔"

شیلا نے عنبر کا بازو تھام لیا۔

"نہیں نہیں عنبر! تم مت جاؤ۔ تمہارے پاس کوئی پستول بھی نہیں ہے۔"

شیلا نے ناگ سے کہا۔

"تم اگر غائب ہو سکتے ہو تو تم کیوں نہیں چلے جاتے؟"

ناگ نے عنبر سے کہا۔

"شیلا ٹھیک کہتی ہے۔ میں باہر جاتا ہوں۔"

عنبر بولا۔

"ہمیں مسٹر سٹون کی لاش کو دفن بھی کرنا ہے بہتر ہے کہ ہم دونوں ہی لاش کو لے کر باہر جائیں ہیں شیلا! تم شٹل کا دروازہ بند کر لینا۔"

اور ناگ نے مسٹر سٹون کی لاش کو چادر میں لپیٹ باہر اسے خلائی شٹل سے باہر لے آئے۔ شیلا نے بند کر لیا۔

اندر شیشے میں سے باہر عنبر اور ناگ کو دیکھ رہی ناگ نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ رات کی موسلا بارش کی وجہ سے جگہ جگہ گڑھوں میں پانی کھڑا تھا۔ درخت ٹپک رہے تھے۔ عنبر نے لاش کو کاندھے پر ڈالا۔ سے کہا۔

"خلائی شٹل میں سے شیلا تمہیں دیکھ رہی ہو ان درختوں کے پیچھے جا کر تم عقاب کی شکل تیار کرو اور جا کر پتہ لگاؤ کہ کہیں خوفناک بلا ادھر ادھر تو نہیں چھپی ہوئی ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"پہلے ہم سٹون کی لاش کو تو دفن کر لیں۔"

ناگ اپنے ساتھ بیلچہ لایا تھا۔ انہوں نے جھونپڑیوں سامنے دوسرے غلاموں کی بڑی قبر کے پاس ہی کھودنی شروع کر دی۔ گیلی زمین بڑی جلدی کھد گئی۔ سٹون کی لاش کو قبر میں بند کر کے عنبر نے کہا۔

"میں اسی جگہ بیٹھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے مجھے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

دیکھ کر خوفناک بلا میری طرف آئے۔ میں اس
سے نمٹ لوں گا۔ اتنی دیر میں تم عقاب بن کر
ایک چکر لگاؤ۔"

ناگ نے عقاب کی شکل اختیار کی اور درختوں
اوپر اُڑ گیا۔

عنبر وہیں گیلی قبر کے پاس ایک پتھر پر بیٹھ گیا
تھوڑی دیر بعد اپنے چاروں طرف دیکھ لیتا تھ
چاروں طرف سناٹا چھایا تھا۔ صرف درختوں پر رُکے ہ
بارش کے قطروں کے ٹپکنے کی آواز آجاتی تھی۔ جھونپڑ
کے دروازے کھلے تھے۔ عنبر اُٹھ کر جھونپڑیوں کی طر
چلا۔ اس نے ایک ایک جھونپڑی میں جا کر دیکھا۔ جھو
ویران اور خالی پڑی تھیں۔ خوفناک بلا اندر کہیں نہیں تھ
وہ باہر آگیا۔ اس نے درختوں کی اوٹ سے نکل کر خلا
شٹل کی طرف دیکھا کہ کہیں خوفناک بلا اِدھر نہ چلی گ
ہو۔ اگرچہ اسے یقین تھا کہ شٹل کا فولادی دروا
بند ہونے کی وجہ سے بلا اس کے اندر داخل نہیں ہو
گی پھر بھی وہ شیلا کی طرف سے فکر مند تھا۔

خلائی شٹل کے پاس کوئی نہیں تھا۔

عنبر واپس سٹون کی قبر کے پاس آکر پتھر پر بیٹھ گ

درختوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے عقاب غوطہ لگا کر اپنی طرف
اترتا آیا۔ یہ ناگ تھا۔ عقاب اس کے پاس آکر پھڑ پھڑاتا
زمین پر اُتر آیا۔ پھر عقاب ناگ کی انسانی شکل میں آگیا۔

نے پوچھا۔

"کچھ سراغ ملا؟"

ناگ بولا۔

"میں پاس کا سارا علاقہ چھان آیا ہوں۔ مجھے کسی
جگہ کوئی خوفناک بلا دکھائی نہیں دی۔ ہاں اس جنگل
کے اندر کہیں نہ چھپی بیٹھی ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"تم کچھوے سانپ کو بلا کر پوچھو۔ شاید انہیں اس
بلا کے بارے میں کچھ پتہ ہو۔"

"اچھا خیال ہے۔" ناگ نے کہا۔

عنبر اور ناگ دونوں جھونپڑیوں کے آگے بنے ہوئے
کے برآمدے میں آگئے۔ یہاں ناگ نے سانپ کی
زمین وہاں کے کچھوے سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی ہی
بعد وہی کچھوا سانپ نمودار ہوا۔ اس کی چار گردنیں
ہی تھیں۔

ناگ نے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ یہاں ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKS.PK

خوفناک بلا موجود ہے۔ اس نے ہمارے کئی آدمی
کو ہلاک کر ڈالا ہے۔ کیا تم اس کے بارے میں
کچھ جانتے ہو؟"
سانپ کچھوا بولا۔
"مقدس ناگ! ہم نے آج تک یہاں کسی بلا کا
نام نہیں سنا۔ نہ ہی کسی خوفناک بلا کو دیکھا ہے۔
کہیں ایسا تو نہیں کہ کالے پہاڑوں والے جن
نے کسی بھوت کو ادھر بھیج دیا ہو؟"
ناگ نے کہا۔
"کچھ بھی ہو۔ تم جنگل میں جا کر پتہ کرو کہ
کوئی خوفناک بلا تو نہیں چھپی ہوئی"
"جو حکم مقدس ناگ!"
یہ کہہ کر سانپ کچھوا زمین سے ایک فٹ کی بلند
اڑتا ہوا۔ جنگل کے درختوں میں غائب ہو گیا۔
لگا۔
"مجھے شیلا کے پاس جانا چاہیئے۔ کہیں
پریشان نہ ہو رہی ہو"
ناگ نے کہا۔
"تم جاؤ۔ میں سانپ کچھوے کی واپسی کا
کروں گا"

عنبر واپس خلائی شٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ شٹل
کا فولادی دروازہ بند تھا۔ اندر سے شیلا نے ہتھی کو الٹا
گھما کر اسے قفل لگا رکھا تھا۔ عنبر کو آتا دیکھ کر شیلا نے
ہتھی کو الٹا گھما کر بٹن دبا دیا۔ فولادی دروازہ کھل گیا۔ عنبر
اندر داخل ہوا تو دروازہ پھر اسی طرح بند کر کے قفل لگا دیا
گیا۔ شیلا نے بے تابی سے پوچھا۔
"کچھ پتہ چلا؟"
عنبر بولا۔
"ناگ کھوج میں گیا ہے۔ وہ پتہ لگا کر آئے گا۔
ہم نے مسٹر سٹون کو دفن کر دیا ہے"
شیلا اداس ہو گئی۔
"مسٹر سٹون ہمارے بزرگ ساتھی تھے۔ بڑے
نیک دل انسان تھے۔ ان کی وجہ سے مجھے آدم خور
خلا بازوں میں بھی رہتے ہوئے ڈر نہیں لگتا تھا"
عنبر نے کاک پٹ کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"شیلا! اب کیمیاوی کچرے سے ایندھن نکالنے
کے کام کا کیا ہو گا؟ اگر ہم ایندھن تیار نہ کر سکے
تو پھر اس منحوس سیارے سے کبھی نہ نکل سکیں گے"
شیلا بولی۔
"فارمولا مسٹر سٹون کی لیبارٹری میں موجود ہے میں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

اس پر کام جاری رکھ سکتی ہوں۔ کچھ دیر تک
جائے گی مگر مجھے یقین ہے کہ میں ایندھن تیار کر
لوں گی۔"

"شاباش! یہ کام بہت ضروری ہے شیلا۔"
شیلا نے ڈبی میں سے زرد غذائی گولی نکال کر ایک خود
کھائی اور ایک عنبر کو دی۔

"ہمارے پاس غذائی گولیاں صرف ایک ماہ کے لیے
ہی رہ گئی ہیں۔"
عنبر نے کہا:

"خدا رازق ہے۔ اور پھر میرا یقین ہے کہ ہم اس
سے پہلے یہاں سے نکل جائیں گے۔"

"میں پوری کوشش کروں گی،" شیلا نے جواب دیا۔
وہ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ شیلا نے عنبر سے پوچھا۔

"یہ ناگ کے پاس واقعی غائب ہونے کا کوئی
منتر ہے؟"
عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"ارے نہیں بھئی۔ وہ تو تم سے مذاق کر رہا تھا
بھلا کوئی آدمی غائب ہو سکتا ہے۔"
شیلا بھی ذرا سا مسکرائی۔

"جب ہی تو میں بھی حیران تھی کہ یہ کیسے ہو

سکتا ہے کہ آدمی غائب ہو جائے۔ اتنی تحقیق
تو ہماری سائنس نے بھی ابھی تک نہیں کی۔"
عنبر خاموش ہو کر باہر دیکھنے لگا۔ وہ ناگ کے بارے
میں پریشان تھا۔ اسے بار بار خیال آ رہا تھا کہ اس نے ناگ
کو اکیلا باہر چھوڑ کر کہیں غلطی تو نہیں کی۔ کیونکہ ناگ کے
جسم پر حملہ ہو سکتا تھا۔ عنبر نے اچانک اٹھ کر کہا۔

"ناگ نے دیر کر دی ہے۔ میں باہر جا کر اسے
دیکھتا ہوں تم دروازہ اندر سے بند کر لینا۔"
شیلا نے کہا۔

"تم بھتے ہو عنبر! تمہیں باہر نہیں جانا چاہیے۔"
عنبر بولا

"تم فکر مت کرو۔ میں اپنی حفاظت کر سکتا ہوں۔"
یہ کہہ کر عنبر غلافی شٹل سے باہر نکل آیا۔ احتیاط کے
طور پر اس نے غیبی شیشہ جیب سے نکال کر اپنے ہاتھ
میں پکڑ لیا کہ شاید اچانک اسی کی ضرورت پڑ جائے۔ وہ پانی
کے گڑھوں سے بچتا بچاتا جب اس جگہ پہنچا جہاں وہ ناگ کو
چھوڑ گیا تھا تو دیکھا کہ ناگ وہاں پر نہیں تھا۔
عنبر کا دل دھڑک اٹھا عنبر نے ادھر ادھر ناگ کو
دیکھا مگر ناگ کہیں بھی نہیں تھا۔ اس نے ناگ کو آواز دی
کوئی جواب نہ آیا عنبر نے جھک کر زمین پر دیکھا۔ ناگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاؤں کے نشان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

جنگل میں ایک گڑھے کے پاس جا کر یہ نشان غائب ہو گئے۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ ناگ پانی کے گڑھے میں ڈوب گیا ہو۔ گڑھا چھوٹا سا تھا اور اس میں بارش کا پانی جمع تھا۔ پھر بھی عنبر نے درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر گڑھے کے پانی میں ڈال کر ہلائی۔ گڑھا بالکل خالی تھا۔ اب تو عنبر پریشان ہو گیا۔ بس اسے ایک ہی خطرہ تھا کہ کہیں خوف ناک بلا نے ناگ کو ہڑپ نہ کر لیا ہو۔ کیونکہ اگر ناگ کو اپنی شکل بدلنے کا موقع نہ ملے تو اسے نقصان پہنچایا جا سکتا تھا۔

عنبر کو سانپ کھچوے کا خیال آگیا۔ ناگ نے عنبر کو وہ زبان بتا رکھی تھی جس کی مدد سے سانپوں کو بلایا جا سکتا تھا۔ عنبر نے فوراً سانپ کی زبان میں کھچوے سانپ کو آواز دی چند سیکنڈ کے بعد جھاڑیوں پر اڑتا ہوا کھچوا سانپ آگیا۔ اس نے آتے ہی پوچھا۔

"مقدس ناگ دیوتا کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"میں ناگ دیوتا کا بھائی عنبر ہوں۔ تم نے مجھے اس کے ساتھ ابھی ابھی دیکھا تھا مجھے بتاؤ کہ ناگ دیوتا کہاں ہے؟"

کھچوا سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کا بھائی بھی ہمارے لیے مقدس ہے۔ مگر میں تو ابھی ابھی ناگ دیوتا کو اسی جنگل میں اسی گڑھے کے کنارے چھوڑ کر گیا تھا۔"

عنبر نے پوچھا۔

"ناگ دیوتا! یہاں جنگل میں اتنی دور کس لیے آیا تھا؟"

کھچوا سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کو میں نے جب بتایا کہ جنگل میں خوفناک بلا مجھے کہیں نہیں مل سکی تو اس نے کہا کہ میں جنگل میں خود چل کر اسے تلاش کرتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ ساتھ اس گڑھے تک آیا اور انہیں کہا کہ وہ واپس چلے جائیں کیونکہ یہاں بارش والی رات کے بعد بھوت پریت آتے ہیں۔ لیکن انہوں نے واپس جانے کی بجائے مجھے چلے جانے کا حکم دیا"

عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ پھر کھچوے سانپ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی۔"

کھچوا سانپ کہنے لگا۔

"مقدس ناگ کی خوشبو مجھے بھی نہیں آ رہی۔"

عنبر نے کہا۔

"تم جنگل میں جا کر ناگ دیوتا کو کھوج لگاؤ۔ اگر تمہیں

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

کہیں ناگ دیوتا کا سراغ ملے تو مجھے آکر بتانا۔ میں
تمہیں خلائی شٹل کے پاس مل جاؤں گا۔"
"جو حکم ناگ دیوتا کے بھائی"
یہ کہہ کر بھورا سانپ چلا گیا۔

عنبر واپس خلائی شٹل کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس نے شٹل میں جا کر شیلا کو بتایا کہ ناگ کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ تو شیلا ہکی بکی ہو کر رہ گئی۔

"کیا تم نے اسے جنگل میں تلاش کیا ہے؟" اس نے عنبر سے پوچھا۔
عنبر نے کہا۔
"میں نے جنگل میں کوئی جگہ نہیں چھوڑی ہوئی جہاں اسے نہ ڈھونڈھا ہو۔"
شیلا نے خوف زدہ آواز میں کہا۔
"کہیں اسے بھی ـــــ مگر نہیں نہیں۔ ناگ کے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔"
عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش ہو کر کاک پٹ کے سٹول پر بیٹھ گیا۔
"شیلا! جو کچھ تم سوچ رہی ہو وہی میں بھی سوچ رہا ہوں۔ مگر میں یہ تصور کرتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ ناگ کو خوفناک بلا نے ہلاک کر دیا ہے۔"

شیلا جلدی سے بولی۔
"ایسا نہ کہو عنبر! ناگ تمہارا ہی نہیں ہمارا بھی بڑا پیارا دوست ہے۔ خدا نہ کرے کہ اسے کوئی نقصان پہنچے۔"
پھر کچھ سوچ کر بولی۔
"لیکن ناگ تو غائب ہو سکتا ہے۔ اسے خوفناک بلا کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ غائب ہو سکتا ہے نا عنبر؟"
عنبر نے آہ بھر کر کہا۔
"نہیں شیلا وہ غائب نہیں ہو سکتا ہوتا تو میں اس کے بارے میں اتنا پریشان نہ ہوتا۔"
شیلا بولی۔
"عنبر! ہمیں ناگ کا ہر حالت میں کھوج لگانا ہوگا۔ اس کے بغیر ہم یہاں سے نہیں جا سکتے۔"
عنبر نے بھورے سانپ اور ناگ کے سانپ ہونے کے بارے میں شیلا کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔
"مجھے یقین ہے ہم ناگ کو ڈھونڈ لیں گے وہ زندہ ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ زندہ ہے۔"
شیلا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خدا تمہاری زبان مبارک کرے"

عنبر کھڑکی کے گول شیشے میں سے باہر دیکھ رہا تھا۔ اسے کچھوے سانپ کا انتظار تھا۔

شیلا نے کہا۔

"تم باہر کیا دیکھ رہے ہو؟"

عنبر نے اپنا چہرہ کھڑکی سے پیچھے کر لیا اور سر پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

"دیکھ رہا ہوں کہ خوفناک بلا اس وقت کہاں ہو گی اس بلا نے ہمیں سخت نقصان پہنچایا ہے اور ابھی تک ہمارے پیچھے لگی ہے"

شیلا یہ کہہ لیبارٹری کی طرف چلی گئی کہ۔

"عنبر! خدا کے لیے اس بلا کا ذکر نہ کرو۔ میں مسٹر سٹون کے کام کو شروع کرتے لیبارٹری جا رہی ہوں۔ امید ہے ہم ایندھن تیار کر لیں گے"

شیلا کے جانے کے بعد عنبر کھڑکی میں سے باہر تکنے لگا کچھوا سانپ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ سٹول سے اُٹھ کر آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ شیلا گھبرائی ہوئی آئی اور بولی۔

"عنبر۔ میں نے ایک کچھوا دیکھا ہے۔ جس کے چار سانپ ایسے منہ ہیں"

عنبر ایک دم سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں ہے کچھوا سانپ؟"

"لیبارٹری کی کھڑکی کے باہر۔ وہ جھاڑیوں کے اوپر اُڑتا پھر رہا ہے"

عنبر نے شیلا سے کہا۔

"تم لیبارٹری میں جا کر کام کرو۔ میں باہر جا کر دیکھتا ہوں"

"نہیں۔ نہیں تم باہر مت جانا۔ مجھے اکیلے میں ڈر لگتا ہے"

عنبر بولا۔

"بہنی میرا باہر جانا بہت ضروری ہے۔ تم نیچے آ کر شٹل کے دروازے کو اندر سے بند کر لو"

عنبر تیزی سے خلائی شٹل کی نچلی منزل میں آ گیا۔ شیلا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ عنبر نے شٹل کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ شیلا نے جلدی سے دروازہ بند کر کے اندر سے قفل لگا دیا۔

عنبر خلائی شٹل کی دوسری جانب جھاڑیوں کی طرف گیا تو اس نے کچھوے سانپ کو دیکھا کہ وہ جھاڑیوں کے اوپر اُڑ رہا تھا۔ عنبر نے سانپ کی آواز میں اسے کہا کہ وہ جھونپڑوں کی طرف آئے۔ عنبر لپک کر جھاڑیوں کی طرف چلا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

گیا۔ کچھوا سانپ بھی وہاں آگیا۔ عنبر نے اس سے ناگ کے بارے میں دریافت کیا۔ تو کچھوے سانپ نے کہا۔

"ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے ناگ دیوتا کہیں نظر تو نہیں آیا۔ لیکن ایک جگہ میں نے اس کی خوشبو آتی محسوس کی ہے۔"

"کہاں؟ کہاں ناگ کی خوشبو آرہی ہے؟" عنبر نے بے تابی سے پوچھا۔

کچھوے سانپ نے کہا۔

"یہاں سے جنوب کی طرف دریا پار نسواری رنگ کا ایک ڈراؤنا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کے اندر سے مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو آتی محسوس ہوئی ہے۔ میں نے بہت دیکھا مگر مجھے وہاں کوئی غار نظر نہیں آیا۔ اور میں پتھر کے پہاڑ کے اندر سوراخ نہیں کر سکتا۔" عنبر نے کہا۔

"تم ـــ تم مجھے وہاں لے چلو۔"

پھر کچھ سوچنے کے بعد عنبر نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں میں وہاں چلا گیا تو شیلا اکیلی رہ جائے گی۔ میں اسے اکیلی چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔"

کچھوا سانپ بولا۔

"مقدس ناگ کے بھائی! اس عورت کی ہم حفاظت کریں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر خلائی شٹل اندر سے بند کر لی جائے۔ اور اس کی کھڑکیاں بھی بند ہوں تو خلائی بلا اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ اچھا۔ تم مجھے نسواری پہاڑ کا راستہ بتاؤ۔ میں اکیلا ہی وہاں جاؤں گا۔"

کچھوے سانپ نے عنبر کو نسواری پہاڑ کو جانے والے راستے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ عنبر نے کچھوے سانپ کو رخصت کر دیا۔ اور خود شیلا کے پاس آگیا۔ اس نے شیلا کو بتایا۔ کہ اس کا دل کہہ رہا ہے کہ ناگ جنوب کی طرف جو پہاڑ ہے وہاں قید ہے۔

"اگر تم مجھے اجازت دو تو میں وہاں جا کر سراغ لگا سکتا ہوں۔"

شیلا پریشان سی ہو کر چپ ہو گئی۔ عنبر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"شیلا! میرا جانا بہت ضروری ہے۔ اگر دیر کر دی تو کہیں ناگ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ خلائی شٹل کے اندر تم بالکل حفاظت سے ہو گی۔ اندر کوئی بھی داخل نہیں ہو سکتا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شیلا نے سب سے مجبوری دیکھی تو کہا۔

"ٹھیک ہے عنبر! یہ ہمارے دوست ناگ کی زندگی کا مسئلہ ہے۔ میں یہاں اپنے آپ کو بند کر لوں گی۔ تم فوراً جا کر ناگ کو تلاش کرو۔"

عنبر نے شیلا کو ایک بار پھر تسلی دی اور خلائی شٹل سے نکلنے کے بعد نسواری پہاڑ کی طرف روانہ ہوگئی۔

اس وقت سورج غروب ہونے ہی والا تھا۔ مگر عنبر کے راستے میں رات کی تاریکی کبھی رکاوٹ نہیں بنی تھی۔ وہ شیلا کی طرف سے مطمئن تھا کہ خلائی شٹل میں وہ پوری طرح محفوظ ہوگی۔ عنبر جنگل میں سے گزر رہا تھا۔ غیبی شیشہ اس کی جیب میں تھا۔ جنگل کافی وسیع تھا۔ وہاں سے گزرتے گزرتے اسے رات ہوگئی۔ رات کا اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ عنبر کو بھی درختوں کے خاکے بہت دھندلے نظر آرہے تھے۔ آسمان پر ایک بار پھر بادل چھا گئے۔ اور بجلی چمکنے لگی۔ عنبر چلتا چلا گیا۔

جنگل کی دوسری طرف دریا تھا۔ وہ دریا کے کنارے پہنچا تو بارش شروع ہوگئی۔ عنبر رکنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے ناگ کی بہت فکر لگی تھی کہ وہ ضرور کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہے۔ عنبر دریا میں اتر گیا اور اس نے دوسرے کنارے کی طرف

تیرنا شروع کیا۔ دریا کا پاٹ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔ عنبر دوسرے کنارے پر پہنچ کر جنوب کی طرف چل پڑا۔ رات کے اندھیرے میں اسے نسواری پہاڑ دور سے دکھائی دینے لگا۔ یہ پہاڑ ایک سیاہ سائے کی طرح بہت دور کھڑا تھا۔ عنبر اس کی طرف چلتا گیا۔

ابھی رات تھوڑی باقی تھی کہ عنبر نسواری پہاڑ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے سانس کھینچ کر محسوس کیا کہ واقعی وہاں سے ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو آرہی تھی۔ عنبر پہاڑ کی دوسری طرف آگیا۔ یہاں اتنا گہرا اندھیرا تھا کہ عنبر کو بھی کوئی راستہ یا کوئی غار تلاش کرنے میں کافی مشکل پیش آرہی تھی۔ اس نے سوچا کہ کسی جگہ بیٹھ کر باقی رات گزارنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ دن کی روشنی میں وہ پہاڑ کا اچھی طرح جائزہ لے سکے گا۔

چنانچہ عنبر پہاڑ سے کچھ گز دور ایک آگے کو بڑھی ہوئی کالی چٹان کے نیچے جا کر بیٹھ گیا۔ ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو یہاں بھی آرہی تھی۔ عنبر سوچنے لگا کہ ناگ یہاں پہاڑ کے اندر کیسے چلا گیا؟ اگر وہ خوفناک بلا اسے اٹھا کر اندر لے گئی ہے تو اس نے ناگ کو ابھی تک زندہ کیسے چھوڑا ہے؟ عنبر کی سمجھ میں یہ معمہ نہیں آرہا تھا۔

ابھی صبح ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا اور بارش ہو

COURTESY W...Y.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھی۔ بجلی چمک رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے بجلی چمکتی تو نسواری پہاڑ کی گیلی دیوار تھوڑی دیر کے لیے روشن ہو کر بجھ جاتی۔ عنبر آنکھیں کھولے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ چٹان کی دیوار سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گیا۔ اور ناگ کے بارے میں طرح طرح کے خیال اس کو پریشان کرنے لگے۔ وہ ناگ کی زندگی کی دعائیں مانگنے لگا۔ بادل ایک بار زور سے گرجا تو اس کے ساتھ ہی عنبر نے ایک چیخ کی آواز سنی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ چیخ کی آواز اسی خوفناک بلا کی تھی۔ یہی وہ چیخ تھی جس کو عنبر نے پہلی بار خلا بازوں کی جھونپڑیوں کے باہر سنا تھا۔ دوسری بار پھر اسے چیخ کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے نیمبی شیشہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور چٹان کے نیچے سے نکل کر گرتی بارش میں چٹان کے پیچھے آگیا۔ یہاں ایک گڑھا تھا۔ جس میں پانی بھرا تھا۔ عنبر نے اس میں چھلانگ لگا دی اور گردن گڑھے کے کنارے سے نکال کر بارش والی رات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چٹان کی طرف تکنے لگا۔

○

پھر کیا ہوا، جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۱۳
"کیٹی اور زندہ لاش" پڑھیے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید صاحب

السلام علیکم! آپ کا بھیجا ہوا خط ملا جسے پڑھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ جس کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ انکل پچھلی مرتبہ میں نے جو خط آپ کو لکھا تھا وہ تو میرے ایک پیارے دوست اعجاز کا تھا۔ وہ میرے گھر آیا اور مجھ سے کہا کہ میں آپ کو خط لکھ دوں لہذا وہ مجھے بولتا رہا اور میں لکھتا رہا جس وقت میں سکول سے آیا تو آپ کا پیارا خط ملا میں نے فوراً آپ کا جواب اُسے پہنچا دیا تھا۔

انکل آپ کی کہانیاں تو میں بھی بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ اور آپ یقین جانیں کہ جب میں آپ کی کہانیاں خرید کر لاتا ہوں تو سب سے پہلے میرے ابا جان پڑھتے ہیں۔ اُن کو مجھ سے بھی زیادہ آپ کی لکھی ہوئی کہانیاں پسند ہیں۔ انکل جب میں آپ کی لکھی ہوئی کہانی پڑھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میرے سامنے فلم چل رہی ہو۔

آپ کی لکھی ہوئی کہانیاں اچھی اور تعلیمی ہوتی ہیں۔ جب بھی میں کوئی دوسری کہانی پڑھتا ہوں تو مجھے سخت بوریت محسوس ہوتی ہے۔ انکل میرے پاس آپ کی لکھی ہوئی کہانیاں "مصر کی ملکہ" سے لے کر "خلائی کمرہ" تک اب بھی موجود ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنہیں میں فارغ وقت میں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔
انکل مجھے آپ کی "موت کا تعاقب" کی سلسلے کی کہانی "فرعون کی تباہی" اتنی پسند آئی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ انکل ہمارے خط کا جواب لکھنے کا بہت بہت شکریہ۔ والسلام
آپ کا نیا دوست ملک بشیر احمد
مکان نمبر ۱۰۴ محلہ ونگڑی گران گھنٹہ گھر پشاور شہر

○

پیارے انکل اے حمید! السلام علیکم
میں آپ کے لکھے ہوئے ناول تب سے پڑھ رہا ہوں جب میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اور آج میں اللہ تعالیٰ کے کرم سے فسٹ ایئر کا طالب علم ہوں۔ میں آپ کے تحریر کردہ تقریباً تمام ناول اور سیریز میں پڑھ چکا ہوں۔ جو بات مجھے آپ کی تحریر میں ملی وہ کسی دوسرے مصنف میں نہیں ملی۔
میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔
(۱) آپ کی تحریر کردہ سیریز "حاتم طائی" جو کہ سات حصوں میں شائع ہونی ہے ادھوری ہے اس کے باقی حصے کب شائع ہوں گے؟
(۲) آپ کی تحریر کردہ سیریز "ندیم کا خوفناک سفر نامہ" جو ۲۳ حصوں میں چھپی ہے وہ بھی نامکمل ہے اس کے باقی حصے ہمیں کب تک مل سکے گے؟

کیپٹن
زندہ لاش
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

پچھلے دنوں خوب آپ مصروف رہے۔ امتحان اور امتحانوں کی تیاری میں۔ اور اب آپ سب کو اپنی محنت کے پھل کا انتظار ہوگا۔ انشاء اللہ میرے تمام دوست اعلیٰ نمبروں میں پاس ہوں گے۔ اور مجھے بھی اپنی خوشی میں شریک کرتے ہوئے اپنے نتائج سے آگاہ کریں گے۔

میرے لیے یہ بات ہمیشہ پُر مسرت رہی کہ میرے تمام دوست اپنے خطوط میں یہ ضرور لکھتے ہیں کہ ہم بڑے شوق سے عنبر ناگ ماریا کی کہانی پڑھتے ہیں۔ اور ہم اپنی پڑھائی پر بھی بہت توجہ دیتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی آپ عنبر ناگ ماریا کے ساتھ ساتھ اپنے کورس کی کتابوں پر بھی محنت جاری رکھیں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ آپ سب کو کامیاب کرے۔

تمہارا انکل

اے حمید

۴۵۴۔ این راہ چمن سمن آباد لاہور

قیمت ۷/۵۰ روپے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- منحوس سیارہ
- خلائی شکل کا فرار
- کیٹی اور زندہ لاش
- چوتھا تابوت
- سٹرومبی ناگن

منحوس سیارہ

بجلی کی چمک میں عنبر نے خوفناک بلا کر دیکھا۔

خوفناک بلا نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ دس فٹ قد کی یہ ڈراؤنی بلا اپنے سانپ ایسے بازوؤں کے نوکیلے پنجے پھیلائے عنبر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس کا سیاہ فام بالوں بھرا جسم بارش میں بھیگ رہا تھا۔ عنبر نے فوراً قیمتی شیشے کا گولہ خوفناک بلا کی طرف کر کے فائر دا دیا۔

گول شیشے میں سے روشنی کا دائرہ نکل کر بلا پر پڑا۔ مگر عنبر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ خوفناک بلا پر روشنی کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ غائب ہونے کی بجائے اس کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ اب اس کے حلق سے ڈراؤنی خصیلی چیخیں نکلنے لگی تھیں۔

عنبر اٹھ کر دوسری طرف جانے لگا تو خوفناک بلا کے نوکیلے دانتوں والے منہ سے آگ کا ایک شعلہ نکل کر عنبر پر پڑا۔ ایک دھماکے کے ساتھ عنبر کا جسم اوپر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اچھل کر دور جا گرا۔ عنبر سمجھ گیا کہ یہ بڑی طاقتور بلا ہے۔ اور اس سے عقل مندی کے ساتھ نمٹا جانا چاہیے۔ عنبر کو اس قسم کے تجربے پہلے ہو چکے تھے کہ کسی عفریت کے منہ سے نکلے ہوئے دھوئیں یا شعلے نے اسے بے ہوش کر دیا یا پتھر بنا دیا۔ اس لیے اب وہ اس قسم کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔

چنانچہ عنبر چھلانگ لگا کر پہاڑ کی طرف دوڑا۔ خوفناک بلا نے ایک بھیانک چیخ ماری۔ اس کی چیخ سے پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ وہ عنبر کے پیچھے بھاگی۔ عنبر [illegible] پہاڑ آ گیا۔ بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ عنبر نے غیبی شیشے کی روشنی کے دائرے کو پہاڑ کی دیوار پر ڈالا تو [illegible] کی آواز کے ساتھ پہاڑ میں گول سوراخ پڑ گیا۔

عنبر سوراخ میں گھس گیا۔ ایک سرنگ سی وہاں بن گئی تھی۔ عنبر سرنگ میں دوڑا جا رہا تھا۔ سرنگ معلوم ہوتا تھا کہ پہلے ہی سے بنی ہوئی تھی۔ صرف اس کی دیوار بند تھی جو عنبر کے شیشے کی روشنی سے کھل گئی تھی۔ عنبر نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ خوفناک بلا چیخیں مارتی سانپ ایسے بازو بے چینی سے ہلاتی، منہ سے آگ کے

شعلے نکالتی عنبر کے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ خوش قسمتی کی بات یہ تھی کہ اس کی رفتار تیز نہیں تھی۔ سرنگ میں آگے جا کر سیڑھیاں آ گئیں جو نیچے اتر رہی تھیں۔ عنبر ان پر دوڑتا ہوا اتر گیا۔

یہاں گھپ اندھیرا تھا مگر عنبر اپنی غیر معمولی بصارت کی وجہ سے اندھیرے میں بھی دیکھ رہا تھا۔ سیڑھیاں ختم ہوئیں تو سامنے ایک دیوار آ گئی۔ عنبر نے پریشان ہو کر پیچھے دیکھا۔ خوفناک بلا سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ وہ غضب کے عالم میں چیخیں مار رہی تھی۔ اس نے ایک [illegible] عنبر پر اپنا شعلہ پھینکا۔ شعلہ عنبر کے جسم [illegible] وہ ایک دھماکے سے اوپر اچھل کر نیچے گر پڑا۔ عنبر نے دیوار کے کونے میں دیکھا۔ وہاں پتھر کی ایک سل کا رنگ سرخ تھا۔ عنبر کے دل میں یہ خیال ابھرا کہ یہ دروازہ ہے۔

پوری طاقت سے عنبر نے پتھر کی سل کو دھکا دیا۔ تو سل دوسری طرف جا گری۔ دوسری طرف ایک بڑا دالان تھا جس کی دیواروں پر جنگلی بیلیں سانپوں کی طرح لہرا رہی تھیں۔ یہاں عنبر کو ناگ کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ خوفناک بلا کھلی ہوئی دیوار کے دروازے پر آ گئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کو ان لہراتی ہوئی بھیانک بیلوں کے درمیان ایک گول سوراخ دکھائی دیا جو کافی چوڑا تھا۔ عنبر اس میں گھسنے لگا تو بیلیں سانپ کی طرح اس کے جسم سے لپٹ گئیں۔ اگر عنبر میں غیر معمولی طاقت نہ ہوتی تو وہ بیلوں میں جکڑ کر ہلاک ہو چکا تھا مگر اس نے بیلوں کو توڑ کر اپنے جسم سے علیحدہ کیا اور سوراخ میں گھس گیا۔

یہ سوراخ ایک نالے کی طرح تھا۔ عنبر گھٹنوں کے بل جھکا اس میں سے گزرنے لگا۔ نالہ ختم ہوا تو سامنے ایک تنگ کوٹھڑی تھی۔ جس کی دیوار پر عنبر نے ناگ کو دیکھا۔ وہ شرمندہ ہو کر ناگ کو تکنے لگا۔ ناگ کی گردن انسان کی تھی لیکن باقی جسم بڑے اژدہے کا بن چکا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی ناگ نے کہا:

"عنبر! میرے پیچھے آ جاؤ۔ خوفناک بلا تمہیں بھی میری طرح اژدہا بنا دے گی۔"

عنبر تیزی سے ناگ کے پیچھے آ گیا۔ ناگ چونکہ ایک بہت بڑا اژدہا بنا ہوا تھا اس لیے اس کے کنڈل میں کافی جگہ تھی۔ عنبر اس میں چھپ گیا۔ خوفناک بلا اندر آ چکی تھی۔ ناگ نے خوفناک بلا کی طرف دیکھ کر اپنے منہ سے پھنکار نکالی۔ خوفناک بلا نے چیخ ماری اور ناگ پر

حملہ کر دیا۔

عنبر نے ناگ پر حملہ ہوتے دیکھا تو پیچھے سے نکل کر خوفناک بلا کے عقب میں آ گیا۔ پیچھے آتے ہی عنبر نے اچھل کر خوفناک بلا کو ایک فلائنگ کک ماری۔ عنبر کی کک میں اس قدر طاقت تھی کہ خوفناک بلا سامنے دیوار کے ساتھ جا کر ٹکرائی۔ وہ چیختی ہوئی عنبر کی طرف آئی۔ عنبر نے ایک اور کک لگائی۔ خوفناک بلا اس پر شعلے پھینک رہی تھی مگر عنبر پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

دوسری کک پر خوفناک بلا گھبرا کر پیچھے کو دوڑی اور غراتی، چیختی چلاتی کوٹھڑی سے نکل گئی۔ اس کے جاتے ہی عنبر نے ناگ سے کہا:

"یہ تمہارے ساتھ کیا ہو گیا ناگ؟ کیا تم پھر سے اپنی اصلی شکل میں نہیں آ سکتے؟"

ناگ نے کہا:

"مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم یہاں پہنچ گئے ہو۔ اس خوفناک بلا کے منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ انسان کو آدھا سانپ بنا سکتا ہے۔ تم چونکہ عنبر ہو اس لیے تم پر اس کا اثر نہیں ہوا۔ لیکن اس بلا نے مجھے آدھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدھا بنا کر یہاں پھینک دیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس نے مجھے ہلاک کیوں نہیں کیا۔

عنبر نے کہا:

"کیا یہاں کوئی دوسری مخلوق بھی ہے؟"

ناگ بولا: "میں نے یہاں کسی مخلوق کو نہیں دیکھا ہے جنگل میں گڑھے کے کنارے کھڑا تھا کہ اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میں اس کے شکنجے سے آدھا سانپ بن گیا۔ اور میرا نچلا دھڑ پتھر ہو گیا۔ میں نے حاضر پھینک کر دوسری جان میں آنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا پھر یہ بلا مجھے کاندھے پر ڈال کر یہاں لے آئی۔"

عنبر کہنے لگا:

"کیا کسی طرح تم اپنی اصل حالت میں نہیں آ سکتے؟"

ناگ کچھ سوچ کر بولا:

"تم نے کبھی بلیڈ اس پر استعمال نہیں کیا؟"

عنبر نے ناگ کو بتایا کہ کیسے کیسے اس نے خوفناک بلا پر کوئی اثر نہیں کیا۔ ناگ خاموش ہو گیا۔ عنبر سوراخ کے پاس جا کر باہر دیکھنے لگا۔ خوفناک بلا کی چیخیں دور سے

سنائی دے رہی تھیں۔ عنبر ناگ کے پاس آ گیا۔

"ناگ! میں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا میں تمہیں پھر سے اصلی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے نچلے دھڑ میں ذرا سی بھی حرکت نہیں ہوتی؟"

ناگ کہنے لگا:

"میرا نچلا اژدھا کا دھڑ بالکل پتھر کا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس بلا نے مجھے اژدہا کیوں بنا دیا ہے ہو سکتا ہے اس سے اس کا کوئی خفیہ مقصد ہو۔ بہرحال اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ایک بار خوفناک بلا میرے پیچھے آ کر میرے اژدہا کے جسم کو ٹٹول رہی تھی کہ اس کے جسم پر اُگے ہوئے سیاہ بالوں کے گچھے سے میرے جسم میں تھوڑی سی جان پیدا ہوئی تھی۔ مگر خوفناک بلا میرے پیچھے ہٹ گئی تھی۔"

عنبر نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ خوفناک بلا کے بال تمہارے جسم سے لگتے ہیں تو تمہارے جسم کی طاقت واپس آ جاتی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہے" ناگ نے کہا۔
عنبر ٹہلتے ہوئے بولا:
"تو پھر میں اس خوفناک مخلوق کو ہر حالت میں ہلاک کروں گا۔"

یہ کہہ کر عنبر سوراخ میں سے باہر نکل گیا۔ ناگ اسے روکتا ہی رہا مگر عنبر جا چکا تھا۔ سرنگ میں جدھر سے خوفناک بلا کی چیخوں کی آواز آ رہی تھی عنبر اس طرف چلنے لگا۔ نالے میں سے گزرنے کے بعد عنبر سانپ ایسی بیلوں کے درمیان سے نکل کر دالان میں آیا تو اس نے دیکھا کہ خوفناک بلا لنگڑتی ہوئی سرنگ کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ عنبر کی فلائنگ کک نے اس کی ایک ٹانگ توڑ دی تھی شاید۔

خوفناک بلا نے بھی عنبر کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔ اس نے پلٹ کر عنبر کو اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھا۔ اس کا باہر لٹکا ہوا ڈیلا تھرتھرا رہا تھا۔ اس کے منہ سے ایک ایسی بھیانک چیخ نکلی کہ ایسی خوفناک چیخ عنبر نے پہلے نہیں سنی تھی۔ اس کے ساتھ ہی بلا نے عنبر پر لپک کر اس کی گردن کو اپنے نوکیلے پنجوں سے دبوچ لیا۔

مگر عنبر نے اپنے جسم کو پتھر کی طرح سخت کر لیا تھا

عنبر نے خوفناک بلا کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر پوری طاقت سے سامنے والی دیوار پر دے مارا۔ بلا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری تو پھر نہ اٹھ سکی۔ اس کی کمر ٹوٹ کر چکنا چور ہو گئی تھی۔ ظاہر ہے عنبر کی بے پناہ طاقت کا مقابلہ وہ نہیں کر سکتی تھی۔ عنبر نے اچھل کر ایک بھرپور فلائنگ کک خوفناک بلا کی گردن پر ماری۔

خوفناک بلا کی گردن دو ٹکڑے ہو گئی۔ دالان میں ایسی چیخوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو ایک بار تو عنبر بھی ڈر کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ پھر اس نے قریب جا کر دیکھا۔ خوفناک بلا آخری سانس لے رہی تھی۔ عنبر اسے ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس کوٹھڑی میں لے گیا جہاں ناگ دیوار کے ساتھ نچلے پتھر کے اڑدھی دھڑ کے ساتھ بے بس بیٹھا تھا۔

خوفناک بلا کی لاش کو دیکھ کر ناگ نے خوش ہو کر کہا:

"عنبر! اس کی کھال کے بالوں کو میرے نچلے دھڑ کے ساتھ رگڑو۔ وہ سنتا ہے۔ میرا جسم اصلی حالت میں آ جائے۔"

عنبر نے خوفناک بلا کی بالوں بھری لاش کو اٹھایا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے بازو بھرے مردہ جسم کو ناگ کے پچھلے اژدہا
حصے دھڑ سے رگڑنا شروع کر دیا۔
ناگ نے کہا:
"عنبر! میرے جسم میں جان پڑ رہی ہے۔"
تھوڑی ہی دیر میں ناگ کا نچلا دھڑ انسان کا بن گیا۔
ناگ اپنی اصلی شکل میں عنبر کے سامنے کھڑا تھا۔ اس
نے عنبر کو گلے لگا لیا
"عنبر بھائی۔ تم نے مجھے بہت بڑی مصیبت سے
نجات دلا دی۔ اور جانے کب تک یہاں
پڑا رہتا۔
"اب اس سرنگ سے باہر نکلتے ہیں۔"
یہ کہہ کر عنبر نے ناگ کو ساتھ لیا اور وہ نالے اور
سرنگ میں سے ہوتے ہوئے ضروری پہاڑ سے باہر آ گئے
باہر بارش رک گئی تھی اور آسمان پر بادلوں کے پیچھے
صبح کی ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہونے لگی تھی۔
ناگ نے کہا:
"شیلا کا کیا حال ہے؟ تم اسے اکیلی چھوڑ کر
آئے ہو؟"
عنبر نے کہا:

"اس نے خیمے کا دروازہ اندر سے بند کر رکھا
ہے۔ اور پھر اب تو خوفناک جادو کا کام تمام
ہو چکا ہے۔ اسے کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"
ناگ بولا: "پھر بھی ہمیں جلد از جلد اس کے
پاس پہنچنا چاہیے اکیلی عورت سیارے پر کوئی بھی
مخلوق ظاہر ہو کر حملہ کر سکتی ہے۔"
انہوں نے دریا کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔
دریا پار کر کے وہ جنگل میں داخل ہونے لگے تو
صبح ہو گئی تھی۔
ناگ نے کہا:
"عنبر! اس طرح تو ہمیں شیلا تک پہنچتے
بہت دیر ہو جائے گی۔ میں بہت بڑا عقاب
بنتا ہوں۔ تم میرے اوپر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں
ہوا میں اڑاتا ہوا لے چلوں گا۔"
عنبر نے مسکرا کر کہا:
"ٹھیک ہے عقاب کی سواری میں نے عمر بھر
نہیں کی۔"
ناگ سانس کھینچ کر ایک بہت بڑا عقاب بن گیا۔ عنبر
اس کے اوپر بیٹھ گیا۔ ناگ نے اپنے دو بڑے بڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لمبے پر پھڑپھڑاتے اور ہوا میں اوپر اٹھ گیا۔ پھر اس نے درختوں کے اوپر آ کر خلائی شٹل کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ عنبر بڑے مزے سے ناگ کی عقابی پیٹھ پر بیٹھا ہوا میں اڑنے کا لطف لے رہا تھا۔

ناگ نے اپنی رفتار تیز کر دی اور عنبر کے بال ہوا میں اڑنے لگے۔

ناگ نے پوچھا:

"عنبر! نیچے تو نہیں گرو گے؟"

عنبر نے زور سے کہا:

"نہیں۔ تم چاہے اس سے بھی زیادہ رفتار تیز کر لو!"

ناگ بولا: "نہیں۔ اتنی رفتار ہی ٹھیک ہے ہم آدھ گھنٹے میں اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔"

ناگ بڑی تیز اور جوہر رفتار کے ساتھ ہوا میں اڑتا چلا جا رہا تھا۔ ابھی آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا ہو گا کہ اسے دور سے خلائی شٹل کی اوپر والی منزل درختوں میں سے باہر نکلی دکھائی دی۔

"ناگ! خلائی شٹل سے دور ہی زمین پر اتر آؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ شیلا کو ہماری خفیہ طاقتوں کا

علم ہو۔"

ناگ نے کہا:

"وہ تو میں اتر ہی پڑوں گا مگر تم اپنی اور میری خفیہ طاقت کو شیلا سے کب تک چھپاؤ گے؟"

عنبر نے کہا:

"ناگ! خدا نے اگر ہمیں کوئی خاص طاقت دی ہے تو ہمیں اس کا یونہی مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی دوسروں پر اپنی بڑائی اور رعب جمانا چاہیے۔ ہاں اگر ضرورت پڑ گئی تو شیلا کو بتا دیں گے!"

"تم نے ٹھیک کہا عنبر! میں اتر رہا ہوں۔"

ناگ خلائی شٹل سے تھوڑی دور جنگل میں خالی جگہ دیکھ کر نیچے اتر آیا۔ زمین پر آتے ہی ناگ انسانی شکل میں آ گیا۔ دونوں پرانے اور پکے دوست خلائی شٹل کی طرف چلنے لگے۔

خلائی شٹل کی دوسری منزل کے شیشے میں سے شیلا نیچے دیکھ رہی تھی۔ عنبر کے ساتھ ناگ کو آتا دیکھ کر شیلا بے حد خوش ہوئی۔ اس نے خلائی شٹل کا ڈلاوی دروازہ کھول دیا۔ عنبر اور ناگ اندر آ گئے۔ دروازہ بند کر دیا گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے اندر داخل ہوتے ہی کہا:

"شیلا! اب اگر تم دروازہ کھلا بھی رکھو تو کوئی پرواہ نہیں کیوں کہ ہم نے خوفناک خلائی مخلوق کو ہلاک کر دیا ہے۔"

"سچ؟" شیلا نے بے اختیار کہا:

"تو کیا میں جھوٹ کہہ رہا ہوں؟"

اتنا کہہ کر عنبر نے اپنی جیب سے خوفناک بلا کے منہ کا ایک لمبا دانت نکال کر اسے دکھایا۔ یہ دانت واپس آتے ہوئے عنبر نے بلا کے منہ سے توڑ کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔

شیلا دانت کو دیکھ کر ڈر گئی۔

"میرے خدا! کس قدر خوفناک دانت ہے۔"

شیلا نے ناگ سے ہاتھ ہٹایا اور مسکراتے ہوئے بولی:

"ناگ! خدا کا شکر ہے کہ تم واپس آ گئے۔ مگر تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟"

عنبر نے شیلا کو خوفناک بلا سے اپنے مقابلہ اور ناگ کے اژدہا بن جانے کی ساری داستان سنائی۔ شیلا تو حیران رہ گئی۔

"عنبر! میرا خیال تھا کہ ناگ غائب ہو کر خوفناک

بلا کو مار ڈالے گا مگر یہ کام تم نے کیا جو عام انسان کی طرح کمزور ہے۔"

عنبر مسکرانے لگا:

"تم ٹھیک کہتی ہو شیلا، مگر ایسا ہوا کہ خوفناک بلا خود ہی ایک گہرے کھڈ میں گر کر چکنا چور ہو گئی۔ ناگ غار میں پتھر کا اژدہا بنا ہوا تھا خوفناک بلا کے مرتے ہی ناگ پھر سے انسانی شکل میں آ گیا اور پھر ہم نے اس کا ایک دانت توڑ کر یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھ لیا۔"

شیلا نے کہا:

"مجھے یقین نہیں آ رہا کہ ایک انسان اژدہا بھی بن سکتا ہے یہ سائنس کا زمانہ ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔"

ناگ بولا "تم یہ بھول رہی ہو شیلا کہ یہ ہماری دنیا نہیں ہے بلکہ ایک انوکھا سیارہ ہے۔ یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

شیلا نے عنبر سے کہا:

"عنبر! میں اب بھی یہی کہوں گی کہ اس سیارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر بھی کوئی انسان ایسا نہیں کر وہ سانپ یا
اژدہا بن جائے۔"
اب ناگ ہنسنے لگا۔
عنبر نے کہا:
"خیر ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ ایندھن کا
فارمولا کیسے جا رہا ہے؟"
شیلا انہیں لے کر لیبارٹری میں آ گئی۔ اس نے بتایا
کہ فارمولا ٹھیک طرح سے کام کر رہا ہے اور دو ایک
دن میں وہ ایندھن تیار کر لے گی جس کامیاب ہو جائے
گی۔ اس نے کہا:
"یہ ایندھن ایٹمی ایندھن کی شکل میں ہوگا۔ اس کی ایک
بڑی گولی ہوائی خلائی شٹل کو اتنی توانائی مہیا کر
دے گی کہ وہ میرے اندازے کے مطابق ایک
سال تک خلا میں سفر جاری رکھ سکے گی۔"
ناگ نے کہا:
"یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ تو شیلا۔ تمہارے
خیال میں ہم اپنی زمین پر کتنے دنوں میں پہنچ
جائیں گے۔ کیونکہ تم خلائی سائنس دان ہو تمہیں ان
باتوں کا علم ہوگا۔"

شیلا نے انہیں بتایا کہ اگر خلائی شٹل ٹھیک طرح سے
کام کرتی رہی تو وہ ایک ماہ کے بعد اپنی زمین کے
مدار میں داخل ہو جائیں گے۔
عنبر نے کہا:
"اور اگر ہماری خلائی شٹل خلا میں بھٹک گئی تو
کیا کریں گے؟"
شیلا اداس ہو گئی کہنے لگی:
"عنبر! میں ہر حالت میں اپنی دنیا پر واپس جانا
چاہتی ہوں۔ وہاں میرے ماں باپ اور بہن بھائی
رہتے تھے۔ ایٹمی جنگ کے بعد ان پر کیا گزری؟
مجھے کچھ معلوم نہیں۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ
وہ ایٹمی جنگ میں بھی زندہ رہے ہوں گے
اور ــــ اور میں ان سے ضرور ملاقات کروں گی۔"
عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ کیونکہ وہ دونوں
زمین پر واپس نہیں جانا چاہتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی
کہ ناگ کے کہنے کے مطابق وہ ماریا اور کیٹی کو خلا
میں چھوڑ کر آیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اپنی دنیا
پر جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ انہیں خلا میں رہ
کر ہی ماریا اور کیٹی کو تلاش کرنا چاہیے۔ مگر ناگ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنا بات نہ کی۔ وہ دونوں خاموش رہے۔ عنبر نے شیلا کا اپنے ماں باپ سے ملنے کا شوق دیکھ کر کہا،

"ایسی کوئی بات نہیں شیلا۔ مجھے تو یوں ہی خیال آ گیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنی زمین پر ضرور پہنچ جائیں گے اور تم اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے ضرور ملاقات کرو گی۔"

شیلا نے عنبر کا شکریہ ادا کیا اور کہا،

"میں اپنا کام شروع کرنے جا رہی ہوں۔ تم غذائی گولیاں کھا لینا۔ لمبی کاک پٹ کے دراز میں پڑی ہے۔"

شیلا لپک جھپک میں چل گئی اور عنبر ناگ کاک پٹ میں آ گئے۔

"عنبر! ہمارا اس خلائی شٹل میں زمین پر جانا بیکار ہو گا۔ بلکہ ہم وہاں جا کر خواہ مخواہ پھنس جائیں گے۔ ماریا اور کیٹی خلا میں ہی کسی سیارے پر ہیں۔ ہمیں یہاں سے کسی دوسرے سیارے کی طرف جانا ہو گا۔"

عنبر کہنے لگا،

"میں بھی ایسا ہی سوچتا ہوں مگر ہمیں شیلا سے اس

کا ذکر نہیں کرنا چاہیے۔ وہ اپنے ماں باپ سے ملنا چاہتی ہے اور ہم اسے نہیں روک سکتے۔"

ناگ نے کہا،

"لیکن ہم بھی ماریا اور کیٹی سے ملنا چاہتے ہیں۔ اکیلا بھی اس کے ساتھ جانا مناسب نہیں۔ ہم زمین پر واپس جا کر کیا کریں گے؟ ہو سکتا ہے ہمیں زمین پر سے واپس خلا میں جانے کا موقع نہ ملے۔"

عنبر نے کہا،

"سوچ لیں گے ناگ سوچ لیں گے۔"

ناگ چپ ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ انہیں غذائی گولیاں کھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ عنبر بھی سامنے دیوار کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔

ناگ نے سوچتے ہوئے کہا،

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم شیلا کو خلائی شٹل میں زمین پر واپس بھیج دیں اور ہم اسی سیارے پر رہ کر یہاں سے خلا میں کسی دوسرے سیارے پر جانے کی کوشش کریں۔؟"

عنبر سوچنے لگا، پھر بولا،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پہلی بات تو یہ ہے کہ شیلا اکیلی جانا پسند نہیں کرے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہاں ہمیں ایسا موقع نہ ملے کہ ہم کسی دوسرے سیارے پر جا سکیں اس منحوس سیارے پر چار بازوؤں والی مخلوق ہی رہتی ہے اور ان کے پاس کوئی اڑن طشتری یا راکٹ نہیں ہے۔ کہیں ہم اس سیارے پر بھی قید ہو کر نہ رہ جائیں؟"

ناگ کہنے لگا:

"ہمیں یہ تو تسلی ہو گی کہ ہم خلا میں ہیں۔ یہاں ماریا اور کیٹی سے ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگر ہم زمین پر جاتے ہیں تو وہاں یہ امید پیدا ہو سکتی ہے کہ ہمیں مریخ کی خلائی مخلوق کا کوئی راکٹ اڑا کر خلا میں سفر کرنے کا موقعہ مل جائے۔ مریخ کی مخلوق بہرحال جنوبی افریقہ میں موجود ہے۔"

ناگ کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ عنبر بولا:

"اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ماریا اور کیٹی پہلے ہی

سے زمین پر پہنچ چکے ہوں اور ہماری تلاش میں ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"بہرحال تم چاہے کچھ فیصلہ کرو۔ میں تو یہی مشورہ دوں گا کہ ہمیں اس سیارے سے اپنی زمین پر واپس نہیں جانا چاہیے۔"

عنبر نے کہا:

"میرا مشورہ یہی ہے کہ ہمیں بھی واپس اپنی زمین پر جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں ہماری ملاقات ماریا اور کیٹی سے ہو جائے۔"

"جیسے تمہاری مرضی؟" یہ کہہ کر ناگ اٹھ کر چلا گیا۔

عنبر جانتا تھا کہ ناگ کو اس کا مشورہ پسند نہیں آیا مگر وہ مجبور تھا۔ اس کے سامنے سوائے اس فیصلے کے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ دوپہر کے بعد عنبر نے ناگ کے ساتھ اس موضوع پر مزید بات چیت کی اور اسے شیلا کے ساتھ واپس اپنی زمین پر جانے کے لیے رضامند کر لیا۔

آخر ایک دن شیلا نے عنبر اور ناگ کو خوشخبری سنائی کہ اس نے مانع ایندھن تیار کر لیا ہے۔ یہ ایندھن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیلے مائع کی طرح ایک بڑی بوتل میں بند تھا۔ شیلا نے ایندھن کو خلائی شٹل کی ٹینکی میں ڈال دیا۔ اب ٹیک اوف کرنے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ انہوں نے سب سے پہلے خلائی شٹل کی پہلی منزل کے ارد گرد اگی ہوئی جنگلی گھاس کو صاف کیا۔ پھر نائیلون کی سیڑھیاں لگا کر خلائی شٹل کی باہر کی دیواروں کو پالش کیا۔ شٹل کی ساری مشینری کو درست کیا۔ ریڈار اور کمپیوٹر سسٹم کو تین چار بار چیک کیا گیا۔ خلائی چارٹ کو دیکھ کر شیلا نے شٹل کے کمپیوٹروں کو اپنی زمین کی سمت فکس کر دیا۔

شیلا عنبر اور ناگ کاک پٹ میں بیلٹس باندھ کر بیٹھ گئے۔ شٹل کے سارے فولادی دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔

شیلا نے کہا:

"شٹل پرواز کے لیے تیار ہے۔ او کے؟"

"او کے!" عنبر اور ناگ نے بیک وقت کہا۔

شیلا نے ایک الٹی گنتی مکمل ہوتے ہی ایک سرخ بٹن دبا دیا۔ خلائی شٹل کے نیچے سے آگ کا سرخ شعلہ نکلا جو ایک سیکنڈ کے اندر زرد اور پھر سفید

ہو گیا اور اس نے شٹل کو آہستہ آہستہ اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ شٹل اوپر فضا میں بلند ہو رہی تھی۔ سامنے سکرین پر شیلا، عنبر اور ناگ اپنی اپنی کرسیوں میں جمے ہوئے بیٹھے تھے۔ سکرین پر سیارے کے درخت نیچے ہوتے جا رہے تھے۔

خلائی شٹل نے رفتار پکڑ لی۔ وہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی۔ اور دیکھتے دیکھتے وہ آسمان کی بلندیوں میں پہنچ گئی۔ عنبر، ناگ اور شیلا نے اپنی اپنی بیلٹس کھول دیں۔ شیلا بڑی تیزی سے مختلف سوئچوں کو دبا رہی تھی۔ اس نے خلائی شٹل کا رخ زمین کی طرف کر دیا تھا۔

وہ خوش ہو کر بولی:

"ہماری شٹل کا رخ اب اپنی پیاری زمین کی طرف ہے اگر ہر شے ٹھیک طرح سے کام کرتی رہی تو ہم ایک مہینے کے اندر اندر اپنی زمین پر پہنچ جائیں گے۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔

عنبر بولا:

"خدا نے چاہا تو ہم ضرور پہنچ جائیں گے اپنی منزل پر۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلائی شٹل کی رفتار سیارے کے حصار سے نکلنے کے بعد انتہائی تیز ہو گئی تھی۔ سکرین پر خلا کا سیاہ آسمان نظر آ رہا تھا جہاں جا بجا سرخ رنگ کے ستارے اور سیارے دمک رہے تھے۔

○

خلائی شٹل کا فرار

خلا میں سفر کرتے شٹل کو پندرہ دن گزر گئے۔ شیلا خوش تھی کہ زمین کی طرف آدھا راستہ طے ہو گیا تھا۔ پندرھویں دن کی شام تھی کہ عنبر نے ایک دم سے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ شیلا کچن روم میں تھی۔ عنبر نے کہا:

"تم نے کچھ محسوس کیا ناگ؟"

ناگ نے گہرا سانس لیا اور بولا:

"عنبر! حیرت کی بات ہے۔ مجھے ماریا اور کیٹی کی ہلکی سی خوشبو آئی ہے۔"

عنبر بولا: "میں بھی تمہیں یہی کہنے والا تھا۔ مجھے بھی ماریا اور کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے۔ مگر یہ خوشبو بہت ہلکی ہے۔"

"ہاں" ناگ بولا: "ایک لہر سی آتی ہے اور خوشبو پھر غائب ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں ان کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو کہاں سے آ رہی ہے؟"

عنبر نے کہا:

"ناگ! یہ خوشبو خلا کے اندر سے نہیں بلکہ خلا کے باہر خلا سے آ رہی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی دونوں دوست اٹھ کر کھڑکی کے شیشے میں سے باہر خلا میں دیکھنے لگے۔ خلا میں کہیں کہیں روشنی کی پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور دور دور سیارے سرخ انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔

عنبر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"ناگ! تمہیں وہ گول سی چیز نظر آ رہی ہے؟"

"ہاں" ناگ اور دیکھ کر بولا۔ "مگر یہ تو کوئی مصنوعی سیارچہ ہے۔"

عنبر نے کہا:

"مجھے یقین ہے کہ ماریا اور کیٹی کی خوشبو اسی مصنوعی سیارے میں سے آ رہی ہے۔"

"تو تمہارا خیال ہے کہ ماریا کیٹی اس کے اندر ہیں؟"

ناگ کے اس سوال پر عنبر نے سنجیدگی سے کہا:

"ہاں ناگ! یہ مصنوعی سیارچہ نہیں بلکہ کوئی خلا میں بھٹکا ہوا خلائی جہاز ہے۔ یقیناً ماریا اور کیٹی

اسی خلائی جہاز میں ہیں۔ دیکھو، خوشبو اب بھی آ رہی ہے ان کی۔"

ناگ نے دو تین بار سانس لیا اور خوش ہو کر بولا:

"تمہارا اندازہ بالکل درست ہے عنبر! واقعی ماریا اور کیٹی کی خوشبو یہاں تک آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اس خلائی جہاز کی طرف جانا ہوگا۔"

عنبر نے کہا:

"شیلا سے بات کرتے ہیں۔"

انہوں نے شیلا کو انجن روم سے بلا کر خلا میں بھٹکتا ہوا خلائی جہاز دکھایا تو وہ بولی:

"خلا میں اس قسم کی چیزیں گردش کرتی ہی رہتی ہیں۔ ان سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس خلائی جہاز میں ہماری دو بہنیں ماریا اور کیٹی بند ہیں۔"

شیلا تو حیرانی سے عنبر کا منہ تکنے لگی:

"یہ ــــ یہ تم کیا کہہ رہے ہو عنبر! تمہاری بہنیں اور ــــ اس بھٹکتے ہوئے خلائی جہاز میں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"شیلا کو اصل بات بتا دو عنبر!"

عنبر نے مختصر لفظوں میں کچھ چھپاتے ہوئے شیلا کو صرف اتنا بتایا کہ ماریا اور کیٹی اس کی دوست ہیں جن سے وہ بہنوں کی طرح پیار کرتے ہیں۔ ہم چاروں بہن بھائی لگتے ہی زمین پر سیر و سیاحت کرتے ہوئے مریخ کی لیبارٹری میں غائب ہوئے تھے۔

"ہم نے تمہیں ماریا اور کیٹی کے بارے میں اس لیے نہیں بتایا کہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔"

شیلا نے کہا:

"مگر تمہیں یہ کیسے پتہ چل گیا کہ تمہاری بہنیں ماریا اور کیٹی اس جھٹکتے ہوئے خلائی گولے میں ہیں؟"

یہ بڑا مشکل سوال تھا اور اس کا جواب دینا اس سے زیادہ مشکل تھا۔ عنبر نے ٹاگ کی طرف ایک بار پھر دیکھا۔ اب ٹاگ نے کہا:

"بات یہ ہے شیلا کہ ہمارے جسموں میں سے مریخ کی لیبارٹری میں جانے کے بعد ایک خاص خوشبو نکلنا شروع ہو گئی تھی جس کو ہم سونگھ لیتے ہیں اس وقت بھی ہمیں اپنی دونوں بہنوں ماریا اور

کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے اور یہ خوشبو اسی خلائی جہاز سے آ رہی ہے۔"

شیلا نے پریشان سا ہو کر کہا:

"اب تم کیا چاہتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"ہم چاہتے ہیں کہ تم خلائی شٹل کو اس خلائی جہاز کے پاس لے چلو تاکہ ہم اس میں پھنسی ہوئی اپنی دونوں بہنوں کو نکال کر اس شٹل میں لے آئیں کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟"

شیلا نے کہا:

"یہ تمہاری بہنوں کی زندگی کا معاملہ ہے۔ میں کیسے انکار کر سکتی ہوں۔ لیکن خلائی شٹل اس کے زیادہ قریب نہیں جا سکتی میں شٹل کو بھٹکتے ہوئے گولی جہاز سے کچھ دور خلاء میں رکھوں گی اور پھر تم میں سے کسی کو خلائی سوٹ پہن کر خلا میں چہل قدمی کرتے ہوئے اس جہاز تک جانا ہو گا۔"

عنبر نے کہا:

"یہ کام میں کروں گا۔ تم شٹل کو خلائی جہاز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے قریب لے کر چلو۔

شیلا نے خلائی شٹل کے کچھ سوئچ بدلے۔ پھر ایک بٹن دبایا۔ کمپیوٹر پر جھک کر دیکھا اور خلائی شٹل نے خلا میں بھٹکتے ہوئے جہاز کی طرف رخ کر لیا۔ عنبر اور ناگ بے تابی سے کھڑکی کے شیشے میں سے باہر دیکھ رہے تھے۔ گول خلائی جہاز ان کی شٹل کے قریب آ رہا تھا۔ انہیں ماریا اور کیتی کی خوشبو بھی زیادہ تیز آنے لگی تھی۔

شیلا کاک پٹ کی کرسی پر بیٹھی سکرین پر خلائی جہاز کو تک رہی تھی۔ وہ بڑی مہارت سے خلائی شٹل کو گول جہاز کے قریب لا رہی تھی۔ اس نے عنبر سے کہا: "عنبر خلائی سوٹ پہن کر تیار ہو جاؤ۔"

عنبر نے خلائی سوٹ پہننا شروع کر دیا۔ اتنی دیر میں شیلا خلائی شٹل کو خلا میں بھٹکتے ہوئے جہاز کے قریب ایک فاصلے پر لے آئی اور اس نے اپنی شٹل کی رفتار کو خلائی جہاز کی رفتار کے ساتھ ملا دیا۔ جب دونوں کی رفتار ایک جتنی ہو گئی تو دونوں جہاز خلا میں ساکت نظر آنے لگے۔

شیلا نے عنبر سے کہا۔

"عنبر اب تم خلائی گیٹ سے نکل کر جہاز پر پہنچو۔

عنبر کے ساتھ نائیلون کی ایک رسی بندھی ہوئی تھی۔ وہ خلائی سوٹ میں تھا۔ شٹل کا عقبی خلائی دروازہ، دو دروازوں کے درمیان میں بنا ہوا تھا۔ عنبر یہاں سے خلا میں پھسل گیا۔ خلا میں آتے ہی وہ تیرنے لگا۔ اس کے خلائی سوٹ میں پیچھے کی جانب ایک چھوٹا سا راکٹ لگا تھا۔ عنبر نے اپنے دستانے میں لگے ہوئے بٹن کو دبایا۔ راکٹ چلنے لگا اور عنبر نے خلا میں آہستہ آہستہ بھٹکتے ہوئے خلائی جہاز کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

ماریا اور کیتی کی خوشبو ایسی تھی کہ وہ شٹل کی زمینی چادر کو بھی چیر کر عنبر اور ناگ تک پہنچ گئی تھی۔ عنبر کو خلائی سوٹ کے اندر بھی ماریا اور کیتی کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ عنبر آہستہ آہستہ خلائی جہاز کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ خلائی شٹل میں شیلا اور ناگ بے چینی سے عنبر کو خلا میں سفر کرتے دیکھ رہے تھے۔

عنبر گول خلائی جہاز کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اس کو خلائی جہاز کے اوپر لگا ہوا گول شیشہ اب صاف نظر آنے لگا تھا۔ یہ گول خلائی جہاز ایک بڑے گنبد کی طرح تھا اور اس میں سے چار اسٹنا باہر نکلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے تھے۔ خلائی جہاز گھوم نہیں رہا تھا بلکہ ایک جگہ رُکا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ خلائی جہاز میں انتہائی رفتار سے سفر کر رہا تھا۔ مگر چونکہ عنبر کی رفتار بھی اتنی ہی تھی جتنی خلائی جہاز کی تھی اس لیے دونوں ایک جگہ پر کھڑے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

عنبر کا راکٹ اسے آہستہ آہستہ خلائی جہاز کے اوپر لے آیا۔ عنبر کے خلائی سوٹ کے اندر مائیکروفون لگا تھا۔ اس نے شیلا سے کہا،

"میں خلائی جہاز کے اوپر پہنچ گیا ہوں۔ اس کے اوپر شیشہ لگا ہے۔ میں شیشے میں سے نیچے دیکھنے لگا ہوں!"

شیلا نے کہا،

"او کے عنبر! میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ ناگ بھی تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

عنبر آہستہ سے گول خلائی جہاز کے اوپر آ گیا۔

گول جہاز کی سطح پر رُکتے ہی عنبر نے شیشے میں سے نیچے جھانکا۔ اس نے دیکھا کہ خلائی جہاز کے اندر گول کمرہ ہے۔ اسے معلوم تھا کہ وہ ماریا کو نہیں دیکھ سکے گا کیوں وہ غائب ہو گی اور صرف کیٹی ہی اسے نظر

آئے گی۔ لیکن چونکہ اسے ماریا کی خوشبو بالکل صاف آ رہی تھی اس لیے اسے یقین تھا کہ ماریا خلائی جہاز کے اندر ہی ہے۔ اسے تھیوسانگ کا بھی خیال تھا کہ ضرور وہ بھی اسی خلائی جہاز کے اندر ہو گا۔

مگر عنبر نے دیکھا کہ خلائی جہاز کے گول کمرے کے اندر کیٹی کاک پٹ کی فولادی کرسی پر بے ہوش پڑی ہے۔ تھیوسانگ وہاں نہیں تھا۔ عنبر نے مائیکروفون پر شیلا کو کہا،

"ناگ سے کہو کہ مجھے کیٹی نظر آ گئی ہے مگر تھیوسانگ نہیں ہے۔ کیٹی بے ہوش ہے۔"

شیلا نے ناگ کو مائیکروفون دے دیا۔

ناگ نے بے تابی سے پوچھا،

"ماریا کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا،

"وہ مجھے نظر نہیں آ رہی مگر اس کی خوشبو برابر آ رہی ہے۔ وہ ضرور خلائی جہاز کے اندر ہی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھی بے ہوش ہو گئی ہو۔ میرا خیال ہے اس جہاز کو کوئی حادثہ پیش آیا ہے!"

ناگ نے کہا،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جہاز کے ساتھ رسی باندھ کر اسے اپنی شٹل کی
طرف لاؤ۔"
شیلا نے مائیکروفون اپنے ہاتھ میں لے کر کہا:
"عنبر! تمہاری دونوں بہنیں مل گئی ہیں کیا؟"
عنبر نے کہا:
"ایک بے ہوش ہے۔ دوسری کا کوئی پتہ نہیں۔"
عنبر شیلا کو یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ ماریا خاص
حالت میں ہے۔
شیلا نے کہا:
"رسی کا ایک خلائی جہاز کے دہانے میں باندھ کر
واپس آ جاؤ۔ ہم خلائی جہاز کو اپنی شٹل کی
طرف کھینچ لیں گے۔ اور کے۔ جلدی کرو۔"
عنبر نے اپنے خلائی سوٹ کی دوسری نائیلون کی رسی
کے ایک سرے کو خلائی جہاز کے اوپر والے اینٹینا ——
کے ساتھ باندھا اور آہستہ سے پیچھے ہٹ گیا۔ اب
اس نے اپنا رخ خلائی شٹل کی طرف کر لیا۔ اس نے
راکٹ کو فائر کیا اور وہ خلائی شٹل کی طرف بڑھنے لگا۔
خلائی شٹل میں جانے کے بعد عنبر نے اپنا خلائی
اتار دیا اور ناگ سے کہا:

"کیبن جہاز کے کاک پٹ میں بے ہوش پڑی ہے۔"
ناگ نے کہا:
"اور ماریا؟"
عنبر بولا: "جو ہو سکتا ہے وہ اندر ہو۔ کیوں کہ اس
کی خوشبو بھی آ رہی ہے۔ شیلا کو اس کے بارے
میں کچھ نہ بتانا۔"
شیلا کاک پٹ میں بیٹھی بڑے غور سے سامنے لگی
سکرین کو تک رہی تھی۔ خلائی جہاز آہستہ آہستہ شٹل
کی طرف آ رہا تھا۔ عنبر بھی شیلا کے پاس آ گیا۔ شیلا
کی ساری توجہ خلائی جہاز کی طرف تھی جو اب شٹل
کے بالکل قریب آ گیا تھا۔ پھر یہ جہاز بڑی آہستگی
کے ساتھ خلائی شٹل کے نیچے جا کر اس کی چھت
کے ساتھ لگ گیا۔ انہیں ٹھک کی آواز آئی تو شیلا
تیزی سے کاک پٹ کے پینل سے اٹھی اور بولی:
"ہمیں خلائی جہاز کا اوپر والا دروازہ کھولنا ہو
گا میرے ساتھ آؤ۔"
عنبر، ناگ اور شیلا خلائی شٹل کے عقب خانے میں
چلے گئے۔ یہاں ایک جگہ گول فولادی دروازہ لگا ہوا
تھا۔ شیلا بڑی تیزی سے کام کر رہی تھی۔ اس نے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بٹن دبایا تو فوراً دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔ اس کے کھلنے کے بعد عنبر اور ناگ کو خلائی جہاز کا اوپر والا حصہ نظر آنے لگا جو خلائی شنل کے فرش پر باہر کی جانب لگا تھا۔

شیلا خلائی جہاز کی چھت پر آ کر اس کے اوپر والے دروازے کو کھولنے لگی۔ وہاں ایک ایمرجنسی بٹن باہر کی جانب لگا تھا۔ شیلا کو اس ساری تکنیک کا علم تھا۔ بٹن دباتے ہی خلائی جہاز کا دروازہ ایک طرف کو ہٹ گیا۔

شیلا نے کہا:

"عنبر، سیڑھی نیچے لٹکاؤ۔"

عنبر نے اطونیم کی سیڑھی نیچے لٹکا دی۔ پہلے شیلا نیچے اتری۔ اس کے بعد عنبر اور ناگ بھی دوسرے خلائی جہاز میں اتر گئے۔ ناگ اور عنبر نے اندر اترتے ہی جو سب سے پہلی چیز محسوس کی یہ تھی کہ خلائی جہاز کے بند کاک پٹ میں کیٹی اور ماریا کی بڑی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ اور شیلا نے بے ہوش کیٹی کو سنبھالا اور ناگ اسے کاندھے پر ڈال کر سیڑھی چڑھنے لگا۔ عنبر کے کان میں ماریا کی آواز آئی:

"عنبر! یہ لڑکی تمہارے ساتھ کون ہے؟"

عنبر کو ماریا کی آواز پر اتنی خوشی ہوئی کہ وہ بول پڑا:

"شیلا۔ شیلا ہے۔"

شیلا نے عنبر کی طرف پلٹ کر دیکھا۔ جیسے پوچھ رہی ہو تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟

عنبر نے فوراً بات بدل کر کہا:

"شیلا ۔۔۔ میں تمہیں کہہ رہا تھا کہ کیٹی بے ہوش کیوں تھی؟"

شیلا اوپر چڑھتے ہوئے بولی:

"لیبارٹری میں جا کر چیک کر آپ کو ۔۔۔ بھی اوپر آ جاؤ۔ میں اس خلائی جہاز میں بہت دیر نہیں ٹھہرنا چاہتی۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں ایک عجیب سی گیس پھیلی ہے۔"

ماریا نے عنبر کے کان کے قریب آ کر آہستہ سے کہا:

"تم اس پر میرا راز ظاہر نہیں کرنا چاہتے؟"

عنبر نے آہستہ سے دوسری طرف منہ کر کے کہا:

"ابھی نہیں۔ اوپر ہمارے ساتھ آؤ۔"

یہ سرگوشی بھی شیلا تک پہنچ گئی۔ کیوں کہ خلائی جہاز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی خفا بالکل بند تھی۔ اس نے اوپر چڑھتے ہوئے کہا
"یہ تم اپنے آپ سے کیا باتیں کر رہے ہو؟"
عنبر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بولا:
"کچھ نہیں شیلا۔ نہیں تو رحم ہو گیا ہے"
یہ لوگ گول خلائی جہاز سے نکل کر خلائی شٹل میں آ گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔ کیٹی کو اسی وقت لیبارٹری میں لے جایا گیا۔ شیلا نے چیک اپ کیا اور بولی:
"کسی انوکھی کیس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہوئی ہے
ابھی ہوش آ جائے گا!"
پھر وہ عنبر اور ناگ کی طرف دیکھ کر کہنے لگی
"اس لڑکی کیٹی کے دل کی دھڑکن کی رفتار ہمارے
دل کی دھڑکن سے ایک پوائنٹ زیادہ ہے حالانکہ
اسے ٹمپریچر بھی نہیں ہے۔ عجیب بات ہے!"
عنبر اور ناگ نے کچھ نہ کہا، کیوں کہ انہیں معلوم تھا
کہ کیٹی ایک خلائی مخلوق ہے اور ہماری زمین کی رہنے
والی نہیں ہے۔ شیلا نے فوراً دروازہ بند کر کے اپنے
خلائی شٹل کو گول خلائی جہاز سے الگ کر لیا۔ الگ ہوتے
ہی شیلا نے اپنی شٹل کی رفتار بھی بڑھا دی۔ رفتار بڑھی

تو گول خلائی جہاز پیچھے رہ گیا اور خلائی شٹل آگے ہی
آگے خلا میں بڑھنے لگی۔
شیلا کاک پٹ میں آ کر بیٹھ گئی۔ کیٹی کو ابھی تک
ہوش نہیں آیا تھا۔ ناگ اور عنبر کاک پٹ میں بیٹھے
تھے۔ وہ کیٹی کو دیکھنے کا بہانہ بنا کر لیبارٹری میں آ
گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ تھی۔ لیبارٹری میں آتے ہی
ناگ نے دروازہ بند کر دیا اور بولا:
"ماریا! خدا کا شکر ہے کہ تم دونوں سے ملاقات
ہو گئی مگر کیٹی کیسے بے ہوش ہو گئی؟ تھیوسانگ
کہاں ہے؟"
ماریا نے کہا:
"ہم اپنے خلائی جہاز پر سوار ہونے کے لیے ایک
سیارے پر سے فرار ہونے والے تھے کہ تھیوسانگ
ہم سے بچھڑ گیا۔ وہ ایک الگ جہاز پر سوار
ہو کر فرار ہو رہا تھا کیوں کہ سیارے کی مخلوق
ہمارے پیچھے لگی تھی۔ تھیوسانگ دوسرے خلائی
جہاز کو لے کر خلا میں کسی نامعلوم سمت کو روانہ
ہو گیا اور ہمارا جہاز خلا میں بھٹکنے کے لیے
سیارے سے ہزار میل دور اوپر آ گیا۔ ہمیں اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلائی جہاز کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ ہمیں خدا ہی بہتر جانتے کتنے دن ہو گئے تھے کہ جہاز کے کاک پٹ میں ایک تیز گیس بھرنے لگی۔ اس گیس نے مجھ پر تو کوئی اثر نہ کیا مگر کیٹی بے ہوش ہو گئی۔ اس کے بعد مجھے تمہاری اور ناگ کی خوشبو محسوس ہونے لگی اس وقت قندی خلائی شٹل ہمارے قریب سے گذر رہی تھی۔ پھر جو کچھ ہوا تمہیں معلوم ہی ہے۔"

جب عنبر اور ناگ نے ماریا کو اپنی کہانی بیان کی اور بتایا کہ کس طرح وہ منحوس سیارے کی خوفناک چٹانوں سے ٹکرانے کے بعد امریکی خلا باز عورت شیلا کے ساتھ خلائی شٹل میں وہاں سے پرواز کر گئے۔

اتنے میں کیٹی کو ہوش آ گیا۔ اس نے عنبر اور ناگ کو دیکھا تو اس کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔

"عنبر بھیا۔ ناگ بھائی!"

ناگ نے مسکرا کر کیٹی کو دیکھا اور کہا۔

"تم کہاں کود کیٹی؟"

کیٹی بولی۔ "تم دونوں کو دیکھ لیا ہے۔ اب مجھے آرام کی ضرورت نہیں رہی۔"

پھر کیٹی نے بھی عنبر ناگ سے پوچھا کہ وہ کس خلائی

جہاز میں ہے اور جن لوگوں نے اس کا سودا کیا وہ کون ہے؟

عنبر نے کیٹی کو ساری کہانی سنا ڈالی۔

کیٹی کہنے لگی۔

"مقیوسانگ کا ہمیں بہت افسوس ہے عنبر ہم اس کے بغیر زمین پر جا کر کیا کریں گے؟"

عنبر نے کہا۔

"ہمارے پاس کوئی اپنی پسند یا ناپسند نہیں ہے کیٹی بہن! ہمیں لامحالہ زمین پر جانا ہی ہو گا۔ کیوں کہ خلائی شٹل کا رخ ہماری زمین کی طرف ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"مقیوسانگ کا جہاز بھی خلا میں کسی طرف بھٹک رہا ہو گا۔ ہو سکتا ہے راستے میں اس سے ملاقات ہو جائے۔"

ناگ نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو بڑی خوش قسمتی کی بات ہو گی۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"عنبر بھیا! تم سے تو بہت ہی دیر بعد ملاقات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئی ہے۔ اچھا زمین پر چل کر تم سے تمہارے
سفر کی پوری کہانی سنوں گی۔"

عنبر بولا: "ایک بات یاد رکھنا۔ ہم نے شیلا کو
تمہارے بارے میں صرف اتنا ہی بتایا ہے کہ
تم ہماری بہن ہو اور ہم اکٹھے سوڈان کے
جنگل میں سیاحت کر رہے تھے کہ مریخ کی
مخلوق نے ہمیں پکڑ لیا اور ہم ان کی بیہاڑی
میں داخل ہونے کے بعد غائب ہو کر خلا میں
پہنچ گئے اور ماریا، تمہارے بارے میں ہم نے
شیلا کو یہ کہا ہے کہ ماریا ہمیں خلائی جہاز میں
نہیں ملی۔"

ماریا مسکراتے ہوئے بولی:
"میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔"

کیٹی نے کہا:
"مگر شیلا سے راز داری رکھنے کی کیا ضرورت ہے
عنبر بھائی؟"

جانگ بولا: "اور خواہ مخواہ کسی پر اپنا راز ظاہر
بھی تو نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ضرورت پڑی تو شیلا
کو اپنے بارے میں بتا دیں گے۔"

عنبر نے کہا:
"جانگ ٹھیک کہتا ہے کیٹی! ہماری غیر معمولی
طاقتیں ہمارا بہت قیمتی راز ہیں اور ہمیں یونہی
اس راز کو افشا نہیں کرنا چاہیے۔"

ماریا نے پوچھا:
"ہم کب تک زمین پر پہنچ جائیں گے؟"

"شاید پندرہ دن اور لگ جائیں۔" جانگ نے جواب دیا۔

کیٹی کہنے لگی:
"کاش ہمیں تھیرساکٹ راستے میں مل جائے مجھے اس
کا بہت خیال آ رہا ہے۔"

عنبر نے کیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:
"کیٹی! ہماری ہزاروں برس کی زندگی اسی طرح گذری
ہے۔ تم کو ہم سے ملے زیادہ دیر نہیں ہوئی مگر
تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم ایک دوسرے سے
مل مل کر بچھڑ جاتے ہیں یوں سمجھ لو کہ ہم ملاقات
اور متنی بچھڑ جانے کے دھارے پر بہے جا
رہے ہیں۔ اس لیے اگر ہم سے تمہارا کوئی
بچھڑ جاتا ہے تو ہم اس کے بارے میں زیادہ
پریشان نہیں ہوتے بلکہ اپنے ساتھ پیش آنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے واقعات کا مقابلہ شروع کر دیتے ہیں۔
کیوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا ساتھی حالات
اور واقعات کے کسی نہ کسی موڑ پر ہمیں دوبارہ
آ کر مل جائے گا۔
کیپٹن حاموشش ہو گئی۔
اتنے میں شیلا اندر آئی۔ وہ بڑی خوش تھی۔ کہنے لگی،
"عنبر ڈیئر ہماری زمین نظر آنے لگی ہے"
ناگ اور عنبر کو اس خبر سے کچھ زیادہ خوشی نہیں
ہوئی تھی۔ کیوں کہ ان کا ایک پیارا ساتھی تھنڈر ناگ ابھی
تک خلا میں بھٹک رہا تھا۔ پھر بھی عنبر نے بظاہر
مسکرا کر کہا،
"بڑی خوشی کی بات ہے"
"خدا کا شکر ہے کہ کیپٹن اب ہوش میں آ
گئی ہے مگر اسے ابھی ایسٹ کر آرام کرنا چاہیے
عنبر ناگ تم میرے ساتھ آؤ۔ تمہیں سکرین پر
زمین دکھاؤں"
عنبر اور ناگ شیلا کے ساتھ پیسارٹمنٹ سے نکل گئے۔
ماریا بھی ان کے ساتھ ہی پیسارٹمنٹ سے باہر چلی گئی۔
جاتے جاتے اس نے کیپٹن کو جھک کر کہا،

"میں ابھی آتی ہوں"
کیپٹن مسکرانے لگی۔
کاک پٹ میں آ کر شیلا نے سکرین کی طرف اشارہ کیا۔
عنبر ناگ اور ماریا سکرین کو دیکھنے لگے۔ سکرین میں ہماری
پیاری زمین ایک گول گنبد کی طرح نظر آ رہی تھی جس پر بھورے
رنگ کے پہاڑ، سبز رنگ کے جنگل اور نیلے رنگ کا
سمندر نظر آ رہا تھا۔
عنبر نے ناگ سے کہا،
"کیا یہ ہماری اصلی زمین ہے ناگ؟"
شیلا نے ہنس کر کہا،
"تو کیا ہماری کوئی نقلی زمین بھی ہے؟"
عنبر اسے کیا بتاتا کہ وہ اسی قسم کی ایک کھلی زمین
پر سے بھی ہو آئے ہیں جہاں پر اصلی دنیا میں گذرے
ہوئے واقعات دوہرا گذر رہے تھے۔ وہ خاموش رہا۔
ناگ بولا، "میرا خیال ہے کہ یہ ہماری اصلی
زمین ہی ہے"
ماریا بھی پینل کے قریب کھڑی سکرین کی طرف دیکھ
رہی تھی۔ بے دھیانی میں ماریا نے پینل پر پڑی ہوئی
ایک چھتری کو اٹھا لیا۔ شیلا بڑی خوش تھی کہنے لگی،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے پوری امید ہے کہ میرے باپ دادا عزیزہ میرا
انتظار کر رہے ہوں گے۔"

وہ چیئر پر بیٹھ گئی اور ادھر ادھر دیکھ کر بولی،

"چیئر کہاں چلی گئی؟ ابھی میں نے اسے یہاں
دیکھا تھا۔"

چیئر ماریا کے ہاتھ میں تھی۔ عنبر اور ناگ سمجھ گئے
کہ چیئر ماریا کے پاس ہی ہو سکتی ہے ورنہ وہ بھی
غائب نہ ہوتی۔ شیلا ادھر ادھر تلاش کرنے لگی۔ ماریا نے
خاموشی سے چیئر چیئر پر رکھ دی۔ شیلا نے چیئر کو دوبارہ
چیئر پر پڑے دیکھا تو اور زیادہ حیران ہو کر بولی،

"یہ کیا جادوگری ہے؟ یہ چیئر اچانک یہاں
کیسے آ گئی؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا،

"اسے میں نے اٹھا لیا تھا۔"

شیلا بھی اس شرارت پر مسکرا دی،

خلائی شٹل بڑی تیزی سے زمین کی طرف جا رہی تھی
آخر خلائی شٹل خلاء سے نکل کر زمین کے مدار میں
داخل ہو گئی۔ مدار میں داخل ہوتے ہی شٹل کو ایک
شدید جھٹکا لگا اور اس کی رفتار بے حد تیز ہو گئی۔

شیلا کنٹرول پر بیٹھی تھی۔ اس نے شٹل کے راکٹ چلا
دیئے جو شٹل کے آگے لگے تھے جس کی وجہ سے اس
کی رفتار معمول پر آ گئی۔

اب خلائی شٹل نے آہستہ آہستہ برطانیہ امریکہ کی
ریاست میکسیکو کے خلائی اڈے پر اترنا شروع کر دیا۔
طویل رن وے پر دوڑتی ہوئی شٹل خلائی اڈے کے
کنٹرول ٹاور کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ شیلا نے باہر
نکل کر دیکھا کہ سوائے کنٹرول ٹاور کے چھوٹی سی عمارت
کے وہاں کوئی عمارت نہیں تھی۔ ہر طرف ملبے کے ڈھیر
پڑے تھے۔ عنبر، ناگ، چیئر اور ماریا بھی وہیں کھڑی تھیں۔

عنبر نے کہا،

"ہماری دعا ہے کہ تمہارے ماں باپ سلامت
ہوں شیلا! لیکن تمہاری عالمگیر جنگ نے تقریباً ساری
دنیا کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔"

اس تباہی کو دیکھ کر شیلا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
وہ آنسو پونچھتی ہوئی بولی،

"مجھے یقین ہے میرے ماں باپ اور بہن بھائی
زندہ ہوں گے۔"

عنبر نے پوچھا،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہارا کیا پروگرام ہے؟"

شیلا بولی: "ہمارا گھر واشنگٹن سے ایک سو میل دور ایلنی سور میں تھا۔ میں وہاں جاؤں گی۔"

ناگ نے کہا:

"ہم اپنی گمشدہ بہن ماریا کی تلاش میں جنوبی امریکہ کے ملک برازیل کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

دراصل وہ اب شیلا سے الگ ہو جانا چاہتا تھا۔ شیلا اداس لہجے میں کہنے لگی:

"کیا تم اپنی بہن کو اکیلی چھوڑ دو گے؟ جب کہ میرے پاس ایک سائیکل تک نہیں کہ جس پر ہو کر میں سفر کر سکتی؟"

عنبر نے کہا:

"تم فکر نہ کرو شیلا! ہم تمہیں تمہارے گھر تک چھوڑتے جائیں گے۔"

پھر اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا:

"ہاں ناگ! ہمیں شیلا کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

کیٹو نے بھی عنبر کا ساتھ دیا اور بولی:

"عنبر ٹھیک کہتا ہے۔ ہم شیلا بہن کو اس کے گھر پہنچا کر آئیں گے۔ وہ ہمیں یہاں تک لائی ہے تو

ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی اسے اس کے گھر تک پہنچائیں۔"

ماریا بھی اس فیصلے سے خوش ہوئی۔ بچوں کو شیلا کو اکیلا چھوڑ دینے کے وہ بھی حق میں نہیں تھی۔ اس فیصلے سے شیلا بہت خوش ہوئی۔

ناگ بولا: "میرا مطلب شیلا کو اکیلی چھوڑ دینا نہیں تھا۔ میں نے تو ویسے ہی کہا تھا کہ ہمارا پروگرام برازیل جانے کا ہے۔"

عنبر نے ناگ سے کہا:

"ٹھیک۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن ہمیں اس بات کی خوشی بھی ہے کہ یہ واقعی ہماری اصلی دنیا ہے۔"

ناگ نے آہستہ سے جواب دیا:

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔ آگے کچھ پتہ نہیں۔"

اور انہوں نے چلنا شروع کر دیا۔ کنڈوں نادر کے دروازے کے سامنے ایک چھوٹا سا گھیراؤ تھا جس کی چھت کافی اونچی تھی۔ شیلا کا چہرہ خوشی سے کھل گیا کہنے لگی:

"عنبر! دعا کرو کہ اس کے اندر کوئی چھوٹا ہوائی جہاز محفوظ پڑا ہو۔"

انہوں نے گھیراؤ کا دروازہ کھول دیا۔ شیلا نے خوشی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نعرہ لگایا۔ کیوں کہ گیرج کے اندر نیلے اور سفید جنگ کا ایک بڑا بیل کاپٹر کھڑا تھا۔ بیل کاپٹر کی ٹینکی پٹرول سے بھری ہوئی تھی۔ شیلا نے مشینری کو چیک کیا۔

"ہر شے بالکل ٹھیک ہے۔ میں چھت اوپر اٹھاتی ہوں۔"

شیلا نے گیراج کی دیوار پر لگی ایک ہتھی کو نیچے کر دیا۔ گیراج کی چھت آہستہ آہستہ اوپر اٹھتی ہوئی ایک طرف ہو گئی۔ شیلا نے کہا:

"اس میں سوار ہو جاؤ۔ ہمارا راستہ اب آسانی سے کٹ جائے گا۔"

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن بیل کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ عنبر نے کہا:

"بالٹی مور یہاں سے بہت دور ہے۔ کیا یہ پٹرول اتنی دور تک ساتھ دے سکے گا؟"

شیلا بولی: "راستے میں کہیں نہ کہیں ہمیں گیس مل جائے گی۔"

عنبر اور ناگ مسکرا دیئے۔ کیوں کہ ابھی شیلا کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ ایٹمی جنگ نے براعظم امریکہ میں کیا تباہی مچا دی تھی۔ شیلا نے انجن سٹارٹ کر دیا۔ بیل کاپٹر کے

بڑے بڑے پنکھے گردش کرنے لگے۔ پھر وہ آہستہ سے جھولتا ہوا زمین پر سے اٹھ کر گیراج کی چھت سے اوپر اٹھ آیا۔ شیلا نے اسے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔

بیل کاپٹر اوپر ہی اوپر کافی بلندی پر چلا گیا اور پھر تیزی سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ دریاؤں جنگلوں اور ویرانوں کے اوپر سے اڑتا ہوا اپنی منزل بالٹی مور کی طرف چلا جا رہا تھا۔ شیلا یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ تیسری عالمگیر جنگ کی ایٹمی تباہی نے ہر طرف قیامت کا سماں پیدا کر دیا تھا۔ جہاں پہلے بڑے بڑے شہر تھے وہاں اب کچھ بھی نہیں تھا اور یا پھر جلے کے ادھ جلے ڈھیر لگے تھے۔

دریاؤں کے کنارے کہیں کہیں بچے کھچے لوگ خیموں اور جھونپڑیوں میں پھر سے نئی زندگی شروع کر رہے تھے۔ رات ہو گئی تو انہوں نے ایک جگہ زمین پر اتر کر قیام کیا۔ رات ایک پہاڑی کے دامن میں گزاری۔ دوسرے دن پھر اپنا سفر شروع کر دیا۔ اسی طرح براعظم امریکہ کے ویران شہروں میدانوں، پہاڑوں اور جنگلوں کے اوپر سے ہوتے ہوئے وہ واشنگٹن شہر میں آ گئے۔

شہر کی تقریباً سبھی اونچی عمارتیں ڈھیر ہو چکی تھیں۔ لگتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کسی بہت بڑے زلزلے نے شہر کو تباہ و برباد کر دیا ہے
شیلا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ یہ سوچ کر پریشان ہو
گئی کہ اگر واشنگٹن شہر کا یہ حال ہوا ہے تو بالٹی مور شہر
کہاں بچا ہو گا۔ اس کے ماں باپ اور بہن بھائی کس
حال میں ہوں گے۔ ہیلی کاپٹر بالٹی مور کی طرف اڑ رہا تھا۔
اگرچہ ٹانگ عنبر اور کیٹی نے اسے بہت تسلی دی مگر شیلا
کی آنکھوں میں اپنے ماں باپ کو یاد کر کے بار بار
آنسو آ رہے تھے۔

○

کیٹی اور زندہ لاش

شیلا اپنے وطن پہنچ گئی۔

ہیلی کاپٹر بالٹی مور کے شہر کے اوپر چکر لگا رہا تھا۔
شیلا پھٹی پھٹی آنکھوں سے نیچے گری پڑی عمارتوں اور
جلی ہوئی بسوں اور بندر گاہ کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی
آنکھوں میں آنسو تھے۔ کیوں کر اس قسم کی تباہی میں
اسے اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے ملنے کی
امید کی شمع بجھنے لگی تھی۔ ٹانگ عنبر اور کیٹی اس کا حوصلہ
بڑھا رہے تھے۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی خاموش بیٹھی
تھی اور دل میں خدا وند سے دعا مانگ رہی تھی۔
وہ شیلا کے سامنے نہیں آ سکتی تھی اور نہ اس نے
اپنا آپ شیلا پر ظاہر ہی کیا تھا۔ اس کی ضرورت ہی
نہیں تھی اور اب ماریا عنبر اور ٹانگ خواہ مخواہ اپنی
طاقت کی نمائش نہیں کرتے تھے۔

شیلا نے اس جگہ اپنا ہیلی کاپٹر اتار دیا جہاں بجلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کا گھر ہوا کرتا تھا۔ شیلا کا گھر غائب ہو چکا تھا
شیلا رونے لگی۔ عنبر اور ناگ نے اس کی دل جوئی کی
کیپٹن نے کہا:
"شیلا بہن! ہو سکتا ہے تمہارے ماں باپ یہاں
سے نکل کر پہاڑوں یا جنگل میں چلے گئے ہوں۔"
عنبر بولا: "ہاں، ایسا ہو سکتا ہے۔ چلو ہم سمندر کے
کنارے والے جنگل میں انہیں تلاش کرتے ہیں۔"
شیلا نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے آنسو پونچھ
لگی۔ ناگ نے کہا:
"ہمیں جنگل میں جانا چاہیے۔"
باقی عرشہ کی بندرگاہ کے تمام بچے جنگی جہاز چلا
ٹیڑھے میڑھے ہو گئے تھے۔ کچھ لوگ جو بچ گئے تھے
انہوں نے نئے جہاز بنانے شروع کر دیئے تھے۔ عنبر
شیلا اور کیپٹن بندرگاہ پر آ گئے۔ شیلا نے ایک ماہی گیر
پہچان لیا۔ یہ بوڑھا آدمی تھا اور خاموش ایک جگہ بیٹھا
جال کی مرمت کر رہا تھا۔
شیلا نے جا کر سلام کیا۔ بوڑھے ماہی گیر نے اپنا بھرا
بھرا چہرہ اٹھا کر شیلا کو دیکھا۔ مگر اس کی آنکھوں میں خفگی
اور دہشت تھی۔

شیلا نے کہا:
"انکل جی! آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں شیلا ہوں
میرے ماں باپ کہاں چلے گئے ہیں؟"
بوڑھے ماہی گیر نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:
"بڑی خطرناک تباہی تھی۔" اور خاموش ہو گیا۔
شیلا نے جب دو تین بار بوڑھے ماہی گیر کو اپنا نام
بتایا تو وہ بولا:
"تم شیلا ہو۔ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے"
شیلا نے بے تابی سے کہا:
"میرے ڈیڈی ممی کہاں ہیں؟"
بوڑھا مچھیرا کچھ دیر ٹکٹکی باندھے سمندر کی طرف دیکھتا
رہا۔ پھر جنگل کی جانب اپنی ٹکل کا اشارہ کر کے بولا:
"وہ لوگ جنگل کی طرف بھاگے تھے۔ ابھی یہاں
پہلا میزائل ہی گرا تھا۔ میں نے انہیں بھاگتے
دیکھا تھا۔"
شیلا کا چہرہ جذبات سے سرخ ہو گیا۔ اس نے ناگ
سے کہا:
"ناگ! میرے ڈیڈی ممی ضرور جنگل میں ہوں گے۔"
وہ واپس آ کر بیل کاپٹر میں بیٹھے اور جنگل کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پرواز کرنے لگے۔

یہ جنگل جو کبھی بہت گھنا ہوا کرتا تھا۔ اب ایک حملوں کی وجہ سے جگہ جگہ سے جل کر راکھ ہو گیا ہو تھا۔ شیلا بڑے غور سے نیچے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک جگہ جلے ہوئے درختوں کے پاس ایک جھونپڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا،

"میں اس جھونپڑی کے پاس اتر رہی ہوں"

ہیلی کاپٹر جھونپڑی کے قریب اتر گیا۔ اسے اترتے دیکھ کر جھونپڑی میں سے ایک ادھیڑ عمر کا امریکی باہر نکلا اس کے ہاتھ میں بیلچہ تھا۔

شیلا نے چیخ مار کر کہا،

"ڈیڈی!"

وہ بھاگ کر اپنے ڈیڈی سے لپٹ گئی۔ اندر سے شیلا کی ممی اور بہن بھی آ گئی۔ خوشی سے ان سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ شیلا نے اپنے بھائی کے بارے میں پوچھا،

ڈیڈی نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا،

"بیٹی! تمہارا بھائی ان درختوں کے پیچھے ہل چلا رہا ہے۔ ہم ایک بار پھر پڑنے زمانے میں

آ گئے ہیں"

شیلا کا بھائی بھی آ گیا۔ یہ ملن بڑا خوبصورت تھا۔ شیلا نے ناگ عنبر اور کیٹی کا اپنے ماں باپ اور بہن بھائی سے تعارف کروایا اور اپنی ساری کہانی سنائی۔ اس کی ماں نے کہا،

"بیٹی! اس جنگ نے ساری دنیا کو برباد کر دیا ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری جان بچ گئی"

شیلا کا بھائی بولا،

"ہماری کاروبار بھی تباہ ہو چکا ہے۔ ہم نے دوبارہ کھیتی باڑی شروع کر دی ہے"

عنبر ناگ کیٹی اور ماریا اس جگہ دو روز رہنے کے بعد آگے چلنے کا پروگرام بنانے لگے۔

شیلا کے باپ نے ان سے کہا،

"میرے بچو! تم کہاں جاؤ گے۔ دنیا میں کوئی جگہ کوئی شہر سلامت نہیں رہا۔ تم ہمارے پاس ہی رہ جاؤ"

کیٹی نے کہا،

"انکل! ہمارا ایک بھائی کھو گیا ہے۔ ہم اس کی تلاش میں ہیں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شیلا بولی: "تم تھیوسانگ کی بات کر رہی ہو؟"
"ہاں" ناگ نے کہا: "ہمیں ابھی اپنے اس بھائی کو تلاش کرنا ہے شیلا۔"
عنبر نے پوچھا:
"اس دنیا میں کوئی ایسا ملک بھی ہے جس نے جنگ میں حصہ نہ لیا ہو؟"
شیلا کے باپ نے کہا:
"صرف سوئٹزرلینڈ ایک ایسا ملک ہے جس نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ مگر کہتے ہیں کہ وہ بھی جنگ کی بربادیوں سے نہیں بچ سکا۔"
ناگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:
"ہمیں سوئٹزرلینڈ کی طرف نکل جانا چاہیے۔ تھیوسانگ سے وہاں ملاقات ہونے کا امکان ہے۔"
شیلا اور اس کے ڈیڈی ممی نے انہیں بہت روکا مگر عنبر ناگ اور کیٹی ان سے اجازت لے کر ہیلی کاپٹر میں یورپ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ بحرالکاہل اور بحر اوقیانوس پر سے گذرتے ہوئے یورپ کے براعظم میں داخل ہو گئے۔
ماریا نے کہا:

"سوئٹزرلینڈ اگر جنگ میں غیر جانبدار تھا تو وہاں ضرور آبادی ہو گی اور سائنسی طور پر بھی اسے نقصان نہیں پہنچا ہو گا۔"
کیٹی بولی: "ماریا ٹھیک کہتی ہے۔ اگر سوئٹزرلینڈ کی خلائی لیبارٹری تباہی سے بچ گئی ہے تو ہم وہاں سے کسی راکٹ میں سوار ہو کر خلا میں تھیوسانگ کی تلاش میں روانہ ہو سکتے ہیں۔"
عنبر نے کہا:
"خیال تو بڑا مناسب ہے۔ مگر بوڑھے نے یہ بھی تو کہا ہے کہ سوئٹزرلینڈ بھی جنگ کی تباہیوں سے نہیں بچ سکا۔"
ناگ بولا: "یہ تو وہاں چل کر ہی معلوم ہو گا۔"
ہیلی کاپٹر میں انہوں نے ایک ویران تیل کے کنوئیں سے جو کسی طرح بچ گیا تھا تیل لیا اور فرانس، پیلن اور اٹلی کے اوپر سے ہوتے ہوئے سوئٹزرلینڈ کی برف سے ڈھکی ہوئی وادی میں پہنچ گئے۔ انہوں نے اوپر سے دیکھا کہ دو بلند پہاڑوں کی برف پگھل کر سیلاب کی طرح سوئٹزرلینڈ کے دارالحکومت برن کو بہا کر لے گئی تھی اور سارا شہر کیچڑ میں ڈوبا ہوا تھا صرف کہیں کہیں اونچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمارتوں کی چھتیں اور مینار سے ہی نظر آ رہے تھے۔
عنبر نے کہا،
"جلیوا کے شہر کا نوحہ کرو۔ یہاں سپر طاقتوں کے اجلاس ہوا کرتے تھے۔"
ماریا کہنے لگی،
"یہاں تو دونوں سپر طاقتوں نے اپنی قبریں کھود لیے ہوں گے۔"
ماریا کا اندازہ کسی حد تک درست تھا۔ جلیوا کا شہر بہت حد تک تباہ ہو چکا تھا۔ کہیں کہیں کوئی عمارت اس طرح کھڑی تھی کہ اس کی کھڑکیاں اور دروازے غائب تھے۔ انہیں کسی جگہ کوئی انسان نظر نہ آیا۔
کیٹی ہیلی کاپٹر چلا رہی تھی۔ اس نے عنبر کے کہنے پر ہیلی کاپٹر جلیوا کی مشہور اور خوبصورت جھیل کے کنارے اتار دیا۔ یہاں کنارے پر ایک پتھر اور لکڑی کی عمارت ابھی تک صحیح سلامت تھی۔ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اس عمارت میں داخل ہو گئے۔
دسمبر کا مہینہ تھا۔ جگہ جگہ برف پڑی تھی سخت سردی پڑ رہی تھی۔ یہ عمارت ایک مسافر خانہ تھی اندر لکڑی کے فرش والا بڑا کمرہ تھا جس کے آتشدان میں آگ بھی جلائی تھی۔

پاس ہی گدے دار آرام کرسیاں پڑی تھیں۔
ناگ نے کہا،
"لگتا ہے یہاں جنگ نہیں ہوئی۔"
کمرے میں لکڑی کی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔
ماریا نے کہا،
"میں اوپر جا کر دیکھتی ہوں۔"
عنبر ناگ اور کیٹی باہر سے لکڑیاں اٹھا کر لائے اور آتش دان میں آگ روشن کر دی۔ اگرچہ انہیں سردی سے بچنے کی زیادہ ضرورت نہیں تھی مگر ناگ کو سردی محسوس ہو رہی تھی۔ آتش دان میں آگ جلنے سے کمرہ نیم گرم ہو گیا۔
ماریا اوپر سے نیچے آئی اور بولی،
"اوپر ایک بیڈ روم بھی ہے جہاں پلنگوں پر بستر لگے ہیں۔"
عنبر نے مسکرا کر کہا،
"ٹھیک ہے ہم اور ناگ اوپر سوئیں گے۔"
کیٹی نے جلدی سے کہا،
"تم دونوں کو سونے کی کیا ضرورت ہے؟ اوپر میں اور ماریا رہیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا۔

"مگر ہمیں تو یہاں کی مشہور خلائی لیبارٹری کو تلاش کرنا ہے تاکہ اگر وہاں کوئی راکٹ وغیرہ مل جائے تو اس میں بیٹھ کر ہم خلا میں پرواز کر جائیں۔"

ماریا بولی: "ہم کل خلائی لیبارٹری کا سراغ لگائیں گے۔"

عنبر کہنے لگا:

"ویسے مجھے یقین نہیں آتا کہ یہاں کوئی خلائی لیبارٹری باقی بچی ہو گی۔ بہرحال کل تلاش کریں گے اس وقت تو رات ہونے والی ہے۔"

عنبر ناگ کیٹی اور ماریا آتشدان کے قریب آرام کرسیوں پر بیٹھ کر اپنے سفر، دنیا کی تباہی اور تھیوسانگ کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ باہر برف گرنا شروع ہو گئی۔ کیٹی اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ گئی۔ اس نے شیشے میں سے باہر دیکھا۔ برف کے سفید سفید گالے رات کے اندھیرے میں بڑی نرمی سے گر رہے تھے۔

وہ واپس آ کر آتشدان کے پاس لکڑی کے فرش پر بیٹھ گئی اور بولی:

"اگر ہمیں کوئی پرانا اور ٹوٹا پھوٹا راکٹ بھی مل گیا

تو میں اسے مرمت کر کے پرواز کے لائق بنا دوں گی۔"

عنبر نے کہا:

"دعا کرو کہ کوئی پرانا راکٹ ہی مل جائے کیونکہ ہم تھیوسانگ کو خلا میں بھٹکنے کے لیے اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔"

ناگ کہنے لگا:

"وہ کسی نہ کسی سیارے پر ہی ہو گا۔ عنبر! کیا ہم تمہارے غیبی شیشے سے کام لے کر اوپر خلا میں نہیں جا سکتے؟"

عنبر بولا: "ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر یہاں سے غائب تو ہو سکتے ہیں مگر اس میں خطرہ بھی ہے۔ خدا جانے ہم کسی ایسے سیارے پر پہنچ جائیں کہ جہاں آتش فشاں پہاڑ دوا اگل رہے ہوں ایک بار ہی خطرہ مول لینا کافی تھا۔"

کیٹی بولی: "اگر ہمیں کسی صورت میں بھی کوئی راکٹ وغیرہ نہ مل سکا تو ہمیں یہ خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔"

پھر کیٹی نے عنبر سے غیبی شیشہ لے کر اس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غور سے جائزہ لیا۔ کیٹی خود خلا کی بنے والی تھی اور
غیبی شیشہ بھی خلائی مخلوق کا تھا۔ مگر کیٹی کو بھی غیبی
شیشے کے پیچھے بنے ہوئے بندے اور ڈگریوں کے نشان
سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ اس نے کہا:

"اس پر جو ڈگریاں بنی ہیں وہ کسی نہ کسی سیارے
کی ہمتیں ہیں۔ لیکن ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ ہم
کس سیارے پر پہنچ جائیں گے۔ اس لیے پہلے
ہمیں صبح اس شہر کے خلائی سنٹر کی تلاش کرنی
چاہیے۔ اگر ہمیں کہیں سے بھی کوئی خلائی جہاز
یا راکٹ نہ مل سکا تو پھر اس غیبی شیشے
ہی سے کام لینا پڑے گا۔

عنبر آتشدان کے پاس جھک کر بیٹھا تھا۔ ناگ
کرسی پر بیٹھا آتشدان میں اٹھتے ہوئے شعلوں کو
تک رہا تھا۔ ماریا اس کے پیچھے کرسی پر بیٹھی تھی۔
ماریا نے کہا:

"میں غائب ہوں۔ مجھے نہ سردی لگتی ہے۔
گرمی۔ میرا خیال ہے کہ میں شہر کا ایک چکر لگا
کر خلائی سنٹر کو تلاش کرتی ہوں۔"

کیٹی بولی: "تم کو خلائی سنٹر مل بھی گیا تو تم وہاں

کچھ معلوم نہ کر سکو گی۔ کیونکہ تم خلائی ٹیکنالوجی
سے واقف نہیں ہو۔ میں خلائی لڑکی ہوں۔ مجھے
بھی سردی زیادہ نہیں لگتی۔ تمہاری جگہ اگر میں شہر
کا چکر لگاؤں تو زیادہ بہتر ہو گا۔"

ناگ بولا: "مگر شہر کہاں باقی بچا ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"جنیوا شہر اگرچہ تباہ ہو چکا ہے لیکن میرا خیال
ہے کہ یہاں کا خلائی سنٹر ان لوگوں نے کسی
پہاڑی کے اندر بنا رکھا ہو گا جو ضرور محفوظ ہو
گا۔ میں ایٹمی تابکاری کو اپنے
جسم پر محسوس کر لیتی ہوں۔ میں اس سنٹر کا کھوج
لگا لوں گی۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

کیٹی ہنسنے لگی:

"تو کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو عنبر بھائی؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔" عنبر بولا: "میں تمہیں اکیلی
نہیں جانے دینا چاہتا۔"

ماریا نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"چلو ہم میں سے کوئی بھی نہیں جائے"
لیکن کیٹی نے خلائی سنٹر کی تلاش میں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیوں کہ اسے یقین تھا کہ جیلوڈ کے جھیل کنارے والے کسی پہاڑ کے اندر خلائی سنٹر ضرور ہو گا۔ جب رات گہری ہو گئی تو عنبر اور ناگ تو آتش دان کے پاس لیٹ گئے اور پروگرام کے مطابق ماریا اور کیٹی اوپر والے کمرے میں چلی گئیں۔

ماریا کے سوتے ہوتے کیٹی کا باہر نکلنا مشکل تھا۔ وہ ماریا کو وہاں سے کسی دوسری طرف بھجوانے کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ ماریا خود ہی بولی:

"کیٹی! میں اب بھی یہی کہوں گی کہ مجھے باہر جا کر خلائی سنٹر کا سراغ لگانا چاہیے"

کیٹی نے کہا:

"ماریا بہن! دراصل میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ عنبر اور ناگ نیچے ہیں۔ ہم اوپر والی منزل سے کسی طرح باہر نکل جاتی ہیں"

"بالکل ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ آؤ" ماریا نے کہا۔

کیٹی مسکرا کر بولی:

"تم تو مجھے نظر نہیں آ رہی ہو۔ میں تمہارے

پیچھے کیسے آؤں گی؟"

ماریا کی آواز آئی:

"میری خوشبو کے پیچھے پیچھے آؤ"

کیٹی بولی: "یہ تو میں جانتی ہوں۔ میں ویسے ہی تمہیں مذاق کر رہی تھی"

ماریا اور کیٹی نے کمرے کی پچھلی کھڑکی کھول کر باہر دیکھا۔ باہر برف ابھی تک گر رہی تھی مگر یہ بڑی ہلکی برف تھی۔ چاروں طرف گہرا اندھیرا تھا۔ لیکن کیٹی اور ماریا کو جھیل کی برف پوش سفید سطح اور دور سفید درخت اور پہاڑ دھندلے دھندلے باقاعدہ نظر آ رہے تھے۔

کھڑکی کے نیچے ایک فولاد کی چھوٹی سی سیڑھی لگی تھی۔ یہ سیڑھیاں یورپ کے مکانوں میں ضرور لگائی جاتی ہیں تاکہ اگر مکان کو آگ لگ جائے تو اس سیڑھی سے اتر کر جان بچائی جا سکے۔ اس قسم کی سیڑھیاں کو فائر سٹیپز کہتے ہیں۔ ماریا کو سیڑھی پر سے اترنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ کھڑکی میں سے باہر کود گئی اور روئی کے گالے کی طرح بڑے آرام سے زمین پر آ کر لگ گئی۔

کیٹی سیڑھی اتر کر نیچے آ گئی۔ انہوں نے تیزی سے پہاڑ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا:

"ہم ایک دو گھنٹے بعد واپس آ جائیں گے۔ صبح تک کو ہمارے جانے کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔"

ماریا بولی: "تمہیں یقین ہے کہ خلائی سنٹر اس پہاڑ کے اندر ہو گا؟"

کیٹی کہنے لگی:

"مجھے تو یہ یقین ہے کہ یورپ میں اس قسم کے خلائی سنٹر زمین یا پہاڑوں کے اندر بنائے جاتے ہیں۔ جنیوا کے خلائی سنٹر کے بارے میں میں نے سن رکھا ہے کہ وہ کسی پہاڑ کے اندر بنایا گیا ہے۔"

وہ جھیل کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ رات کے اندھیرے میں جھیل پر جمی ہوئی سفید برف انہیں دھندلی نظر آ رہی تھی۔

ماریا نے کہا:

"جھیل پر برف سخت ہو چکی ہے۔ تم اس پر چل سکتی ہو۔ ذرا کوشش کر کے دیکھو!"

کیٹی نے جھیل کی برف پوش سطح پر پاؤں رکھا

تو اسے محسوس ہوا کہ برف سخت ہے۔ اس طرح سے انہیں شارٹ کٹ مل جاتا تھا۔ کیٹی نے جھیل پر چلنا شروع کر دیا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ جھیل کی سطح سے ایک فٹ بلند ہو کر ہوا میں آہستہ آہستہ پرواز کرتی چلی جا رہی تھی۔

شارٹ کٹ ہونے کی وجہ سے یہ دونوں سہیلیاں اور دوست بہت جلد سامنے دکھائی دینے والے برف پوش پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئیں۔ یہاں ہر طرف برف جمی تھی۔ درخت برف سے لدے ہوئے تھے۔ پہاڑ کی چوٹی پر برف ہی برف تھی۔ پہاڑ کی دیوار برف سے ڈھکی تھی۔ اور رات کی تاریکی میں سیاہ دکھائی دے رہی تھی۔

یہاں پہنچ کر ماریا نے کیٹی سے پوچھا:

"کیا تمہیں اپنی تابکاری محسوس ہو رہی ہے؟"

کیٹی بولی: "ابھی تک تو مجھے اس قسم کی کسی لہر کا احساس نہیں ہوا۔ ہمیں پہاڑ کا ایک چکر لگانا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"ایسا کرتے ہیں کہ تم پہاڑ کا چکر لگاؤ اور میں پہاڑ کے اوپر سے ہو کر دوسری طرف جا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھتی ہوں۔
کیٹی نے کہا:
"تم کہیں ادھر اُدھر نہ ہو جانا ماریا۔"
ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا:
"کچھ بھی ہو مجھے تمہاری خوشبو آ جائے گی اور تم بھی میری خوشبو سونگھ کر میرے پاس پہنچ سکتی ہو میں جا رہی ہوں پہاڑ کے اوپر۔"
یہ کہہ کر ماریا زمین سے اچھلی اور تیزی سے اڑتی ہوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئی۔ کیٹی کو ماریا کی خوشبو اپنے سے دور ہوتی محسوس ہوئی۔ پھر یہ خوشبو بہت دھیمی پڑ گئی۔ ماریا کے جانے کے بعد کیٹی پہاڑ کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اچانک ایک جگہ کیٹی کو اپنی نابکاری کی لہریں اپنے خلائی جسم سے ٹکراتی محسوس ہوئیں۔ کیٹی رک گئی۔ اس نے بڑے غور سے اس طرف دیکھا جدھر سے اس کے خیال کے مطابق اپنی نابکاری کی لہریں آ رہی تھیں۔
کیٹی آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ پہاڑ کی دیوار کے پاس اسے ایک جگہ قبر سی بنی ہوئی نظر آئی۔ کیٹی نے جھک کر اس قبر کو دیکھا۔ قبر پر ہدایت پڑی

تھی۔ اس کے پیچھے ایک کتبہ لگا تھا جو ٹیڑھا ہو گیا تھا۔
کتبے پر انگریزی میں پرانے لفظوں میں ایک تحریر لکھی تھی۔ کیٹی نے اسے پڑھا۔ اس پر لکھا تھا۔
"یہاں ڈاکٹر فرینک نشٹائن دفن ہے۔ خدا اس کے گناہ معاف کرے۔"
کیٹی سوچنے لگی کہ یہ ڈاکٹر فرینکنشٹائن ضرور کوئی برساتی قسم کا انسان ہو گا جس کے لیے پادری صاحب نے کتبے پر اس کے گناہ بخشوانے والا کتبہ لگوا دیا۔
پیارے بچو! کیٹی کو تو فرینکنشٹائن کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا۔ ڈاکٹر فرینکنشٹائن ایک بہت بڑا سائنس دان تھا۔ مگر اس کے دل میں برائی پیدا ہو گئی۔ وہ برے راستے پر چل نکلا اور اس نے اپنے اوپر سائنسی تجربے کرنے کے بعد خود کو ایک بہت بڑا طریقہ بنا لیا اور پھر یورپ کے شہروں میں تباہی پھیلا دی۔ اس نے کئی انسانوں کو ہلاک کر ڈالا۔ وہ گھوڑا گاڑی کے اندھیرے میں جنگل اور شہر کو جانے والی ویران سڑکوں پر گھات لگا کر بیٹھ جاتا اور جو کوئی ادھر سے گزرتا اچانک اس کے سامنے آ جاتا۔ فرینکنشٹائن کا قد سائنسی تجربے کے بعد آٹھ فٹ اونچا ہو گیا تھا۔ اس کا سر بڑا ہو گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ آنکھیں مردہ ہو کر پتھر کی طرح سو گئی تھیں اور چہرے پر ایک لمبا زخم کا نشان بھی پڑ گیا تھا۔

یورپ کے جس شہر میں فرینکنسٹائن کا عفریت جاتا وہاں تباہی اور افراتفری مچ جاتی۔ پولیس بندوقیں اور مشین گنیں لیے اس کے تعاقب میں نکل پڑتی۔ مگر فرینکنسٹائن پر کوئی گولی اثر نہیں کرتی تھی۔ اتفاق سے ایک کسان فرینکنسٹائن کے سامنے آ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے پولیس کو بتایا کہ فرینکنسٹائن کی شکل کسی زندہ لاش کی طرح ہے اور وہ لاش کی طرح دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ اسی دن سے اخباروں اور لوگوں نے اسے زندہ لاش کہنا شروع کر دیا۔ اب ہم بھی ڈاکٹر فرینکنسٹائن کو زندہ لاش ہی کہیں گے۔

یہ زندہ لاش ایک بار پولیس کے گھیرے میں آ گئی اس پر زہریلی گیس پھینکی گئی۔ جس کی وجہ سے وہ مر گئی کم از کم لوگوں نے یہی سمجھا کہ ڈاکٹر فرینکنسٹائن یا زندہ لاش مر چکی ہے۔ چنانچہ اسے پہاڑ کے دامن میں ایک جگہ دفن کر کے اوپر کتبہ لگا دیا گیا کہ یہاں ڈاکٹر فرینکنسٹائن دفن ہے۔ خدا اس کے گناہ معاف کرے۔ کیٹی کو زندہ

لاش کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔

وہ یہی سمجھی کہ یہ کسی گناہ گار ڈاکٹر کی قبر ہے۔ مگر وہ بات پر کچھ حیران ہوئی کہ ایٹمی تابکاری کی شعاعیں قبر کے اندر سے آ رہی تھیں۔ کیٹی نے سوچا کہ ہو سکتا ہے خلائی منٹر کو اسی جگہ سے کوئی خفیہ راستہ جاتا ہو اور منٹر والوں نے اس راستے کو پوشیدہ رکھنے اور لوگوں کی نظروں سے بچانے کے لیے یہاں ایک قبر بنا دی ہو۔ کیٹی کو یقین تھا کہ اگر یہ بات ہے تو اس قبر میں جانے والا کوئی خفیہ راستہ ضرور بنا ہوا ہو گا۔

کیٹی نے قبر کے خفیہ راستے کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

اسے ماریا کی خوشبو آ رہی تھی مگر یہ خوشبو کافی ہلکی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ماریا ابھی تک اس پہاڑ کی دوسری جانب ہے۔ کیٹی نے قبر پر سے برف کو ہٹایا۔ قبر پر پتھر لگا تھا۔ قبر کے پاؤں کی جانب سے کیٹی نے جب برف ہٹائی تو اسے وہاں ایک سوراخ نظر آیا۔ کیٹی نے ہاتھ اندر ڈال کر دیکھا کہ وہاں ایک بڑا پتھر لگا ہے مگر وہ ہلتا ہے۔ کیٹی نے تھوڑا سا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی تڑپ کر پیچھے کو مڑی تو زندہ لاش تابوت سے باہر نکل آئی۔ کیٹی دیوار کے ساتھ لگی قبر کے اندھیرے میں اپنے سامنے ایک آٹھ فٹ اونچی چوڑی چکلی عفریت نما لاش کو دیکھ رہی تھی۔ زندہ لاش کے کپڑوں کے چیتھڑے لٹک رہے تھے۔ اونچے ماتھے پر لمبے زخم کے ٹانکوں کے نشان اسے صاف نظر آ رہے تھے۔ لاش کی آنکھیں پتھر کی طرح مُردہ تھیں۔ اس کے منہ میں سے خون کی ایک لکیر نکل کر ٹھوڑی پر جم رہی تھی۔ زندہ لاش کے حلق سے رہ رہ کر ہلکی ہلکی غراہٹ نکل رہی تھی۔

زندہ لاش دونوں لمبے لمبے بازو پھیلائے کیٹی کی طرف بڑھی۔

کیٹی خلائی لڑکی تھی۔ وہ خوف زدہ نہیں تھی مگر زندہ لاش کو دیکھ کر حیران ضرور تھی۔ اتنی اونچی لمبی چوڑی چکلی لاش اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

کیٹی نے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اچھل کر زندہ لاش کو ایک زبردست فلائنگ کک ماری۔ مگر زندہ لاش پر کوئی اثر نہ ہوا۔ کیٹی کو محسوس ہوا کہ اس کی ٹانگیں کسی پتھر کی دیوار سے جا کر ٹکرائی ہیں۔

وہ دیوار کے پاس گر پڑی۔ زندہ لاش کے منہ سے

ایک بھیانک غراہٹ نکلی اور اس نے کیٹی کو گردن سے دبوچ کر اوپر اٹھا لیا۔ کیٹی اس کے ہاتھوں میں ایک بکری کی طرح لٹکنے لگی۔ کیٹی کو زندہ لاش کی بے پناہ طاقت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ ٹانگوں کو اچھال کر اپنے پاؤں زندہ لاش کے منہ پر مارنے ہی والی تھی کہ اسے اپنے جسم میں سوئیاں سی چبھتی محسوس ہوئیں۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوتھا تابوت

کیٹی کے جسم سے آہستہ آہستہ طاقت ختم ہو رہی تھی۔ زندہ لاش کے جسم سے جو تابکاری کی شعاعیں نکل رہی تھیں وہ سیدھی اس کے جسم میں داخل ہو کر اس کے خلائی خون میں شامل ہو رہی تھیں۔ کیٹی کو محسوس ہوا کہ اس کا جسم سن ہو رہا ہے۔ اس کے بازو لٹکنے لگے پھر ٹانگیں بھی بے جان سی ہو کر لٹکنے لگیں۔

زندہ لاش نے ابھی تک اسے اوپر اٹھا رکھا تھا اور غرا رہی تھی۔ کیٹی کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا اور پھر وہ بے ہوش ہو گئی۔

زندہ لاش نے بے ہوش کیٹی کو اٹھا کر خالی تابوت میں سیدھا لٹایا اور اپنی گردن میں کھبی ہوئی چاندی کی کیل کو نکالا اور کیٹی کی گردن میں گاڑ دی۔ کیل کیٹی کی گردن میں اندر تک گھس گیا۔ زندہ لاش نے ایک بھیانک چیخ مار کر دونوں ہاتھ اپنے سینے پر زور سے

اور قبر کے محرابی دروازے سے جھک کر دوسری قبر میں آ گئی۔ زندہ لاش نے محرابی دروازے کو زور سے بند کر کے اس کے آگے مٹی اکھاڑ کر ڈال دی اور پھر رینگ کر قبر کے سوراخ میں سے باہر اندھیری برفیلی رات میں نکل گئی۔

زندہ لاش نے یخ بستہ سرد رات کے اندھیرے میں آتے ہی جھیل کے دوسرے کنارے کی طرف دیکھا۔ دور برف پوش جھیل کے دوسرے کنارے پر ایک مکان کی کھڑکی میں سے ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ یہ روشنی اس مکان سے آ رہی تھی جس کے بڑے کمرے میں عنبر اور ناگ آتشدان کے قریب آنکھیں بند کیے لیٹے ہوئے تھے۔ آتشدان کی آگ بجھ چکی تھی اور میز پر ایک بڑی موم بتی جل رہی تھی۔ یہ اسی موم بتی کی روشنی تھی جو زندہ لاش کو دور سے دکھائی دے رہی تھی۔

زندہ لاش کے حلق سے غراہٹ کی آواز نکلی اور اس نے جھیل کی سخت برفیلی سطح پر روشنی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ زندہ لاش لمبے لمبے ڈگ بھر رہی تھی مگر وہ زیادہ رفتار سے نہیں چل رہی تھی۔ اس کے چلنے کا اندازہ ایسا تھا جیسے کوئی بہت بڑا کھلونا چابی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیئے جانے کے بعد چلتا ہے۔

عنبر اور ناگ بڑے کمرے میں لیٹے تھے۔ وہ کوئی باتیں کر چکے تھے اور پھر اپنی اپنی مرضی سے انہوں نے کچھ دیر سو جانے کا فیصلہ کیا اور سو گئے۔ اس وقت بھی وہ گہری نیند سو رہے تھے۔ عنبر اور ناگ نیند سے بے نیاز تھے مگر وہ جب چاہتے اپنی مرضی سے سو جایا کرتے تھے تاکہ وقت گزر جائے۔

عنبر اور ناگ چونکہ گہری نیند میں تھے اس لیے انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہو سکا تھا کہ اوپر سے کیٹی اور ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی ہے۔

زندہ لاش برف پوش رات کی تاریکی میں بھیل کے اوپر سے گزر کر عنبر ناگ والے مکان کے قریب آ گئی لاش نے ٹھنڈے شیشے کے ساتھ منہ لگا کر اندر جھانکا۔ اسے دو آدمی آتشدان کے پاس بیٹھے گہری نیند میں سوتے نظر آئے۔ زندہ لاش کے پھٹے ہوئے ہونٹ پھیل گئے۔ شاید لاش تھوڑا سا مسکرائی تھی۔ مسکرانے سے لاش کا چہرہ اور زیادہ ڈراؤنا ہو گیا تھا اور حلق سے عزاہٹ نکلنے لگی تھی۔

زندہ لاش کے دانت دیکھے تھے۔

عنبر نے کروٹ بدلی تو لاش کا چہرہ شیشے کے پیچھے سے غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد زندہ لاش دوسری کھڑکی کے پاس آ گئی۔ اس نے دروازے پر ہاتھ رکھا تو ہلکی سی آواز پیدا ہوئی۔ ناگ کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے گردن گھما کر کھڑکی کی طرف دیکھا۔ مگر اتنی دیر میں لاش شیشے کے آگے سے ہٹ گئی تھی۔

ناگ کروٹ بدل کر پھر سونے کی کوشش کرنے لگا تب اسے عزاہٹ کی آواز آئی۔ ناگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے عنبر کو بھی اٹھا دیا۔

"کیا بات ہے ناگ؟"

ناگ نے کہا:

"باہر کوئی درندہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی غراہٹ کی آواز آئی تھی:

عنبر نے کان لگا دیئے۔ ایک ہلکی سی غراہٹ اسے بھی سنائی دی۔ اس نے چونک کر کہا:

"ماریا اور کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی ناگ؟"

ناگ بھی ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"وہ تو اوپر چلی گئی تھیں۔"

"خوشبو نہیں آ رہی ان کی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر عنبر اوپر جانے والی سیڑھی کی طرف بڑھا۔ ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے لپکا۔ اب انہیں دروازے کی جھاڑ پھونک بھول گئی تھی۔ اور ماریا اور کیٹی کی فکر پڑ گئی تھی کہ وہ کہاں چلی گئی تھیں۔

اوپر والے کمرے میں جا کر انہیں سب سے پہلے تو یہ پتہ چلا کہ کیٹی موجود نہیں ہے۔ ناگ نے ماریا کو آواز دی۔

عنبر نے جھنجھلا کر کہا:

"تم اسے کیا آوازیں دے رہے ہو۔ اس کی خوشبو بھی نہیں آ رہی!"

"مگر وہ کہاں جا سکتی ہیں؟" ناگ نے حیران ہو کر کہا۔

"مجھے کیا معلوم ہے" عنبر نے بھی جھنجھلا کر کہا پھر سر کو جھٹک کر کہنے لگا:

"معاف کرنا یار ناگ! میں غصے میں آ گیا تھا اصل میں مجھے غصہ ماریا اور کیٹی پر آ رہا ہے کہ جب انہیں تاکید کی تھی کہ وہ یہاں سے باہر نہ جائیں تو پھر یہ دونوں بے وقوف لڑکیاں کہاں چلی گئیں؟"

ناگ نے کھڑکی کے شیشے میں سے باہر دیکھا اور بولا:

"باہر تو گھپ اندھیرا ہے میرا خیال ہے کیٹی نے خلائی سنٹر کو کھوج لگانے کی رٹ لگا رکھی تھی وہ ضرور ماریا کو لے کر خلائی سنٹر کی تلاش میں نکل گئی ہے۔"

عنبر پیچھے کرتے ہوئے بولا:

"کیٹی کبھی کبھی بڑی احمقانہ حرکتیں کرتی ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اجنبی جگہ ہے۔ یہاں وہ کسی بھی مشکل میں گرفتار ہو سکتی ہیں اور ماریا کو دیکھو کہ وہ بھی اس کے ساتھ چل پڑی۔"

ناگ نے کہا:

"اگر انہیں ایسا کرنا ہی تھا تو کم از کم ہمیں خبر کر دی ہوتی۔"

عنبر بولا: "ہمیں خبر کرتیں تو ہم انہیں جانے کی اجازت کیسے دے سکتے تھے؟"

باہر سخت سردی اور تاریک فضا میں سے عزاہٹ کی وہی آواز پھر سنائی دی۔ عنبر نے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ ناگ بولا:

"یہی آواز ہیں نے سنی تھی۔"

عنبر نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ کسی درندے کی آواز لگتی ہے۔ شاید کوئی جنگلی چیتا ہے۔ چلا جائے گا۔ مگر ماریا اور کیٹی کا کیا کیا جائے؟"

ناگ نے کہا،

"سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ میں عقاب بن کر ان دونوں کی تلاش میں جاتا ہوں۔"

عنبر نے تھوڑا سا غور کیا اور پھر کہنے لگا،

"ٹھیک ہے۔ تم فوراً عقاب کی شکل میں اس علاقے میں جا کر پرواز کرو اور دیکھو کہ ماریا اور کیٹی کہاں ہیں۔"

"میں ابھی جاتا ہوں۔"

ناگ نے کھڑکی کھول دی۔ پھر سانس اوپر کر کچھ عقاب کی شکل اختیار کی اور پھڑپھڑاتا ہوا اندھیرے میں اڑ گیا۔ اس کے جانے کے بعد عنبر نے کھلی کھڑکی سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ بے حد سخت اور یخ بستہ اس کے چہرے اور گردن سے ٹکرائی مگر اسے ٹھنڈ بالکل نہ لگی سردی کا احساس ضرور ہوا۔

عنبر نے کھڑکی بند کر دی اور آتشدان کے پاس آ آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ میز پر موم بتی آہستہ آہستہ پگھ

رہی تھی۔ اس کی زرد ہلکی روشنی بڑے پراسرار طریقے سے کمرے میں پھیل رہی تھی۔ کئی چیزوں کے سائے اس روشنی میں لمبے لمبے ہو گئے تھے۔ جس کرسی پر عنبر لیٹا تھا اس کا سایہ بھی اوندھے فرش پر پڑ رہا تھا۔

عنبر نے آنکھیں بند کر لیں اور ایک بار پھر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ کیوں کہ اس کے پاس وقت گزارنے کا دوسرا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ نیند اس کی آنکھوں میں واپس آنے ہی والی تھی کہ اسے ایک بار پھر زندہ لاش کی عزاہٹ سنائی دی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور کھڑکی کی طرف دیکھا۔ کھڑکی کا شیشہ خالی تھا۔ عنبر نے سوچا کہ یہ کم بخت جنگلی چیتا یہاں کیا کر رہا ہے؟ ادھر سے جاتا کیوں نہیں؟

عنبر کرسی پر سے اٹھ کر کمرے کے بڑے دروازے کی طرف آیا۔ دروازہ کھول کر وہ سرد رات کے اندھیرے میں باہر آ گیا۔ اسے وہاں کوئی درندہ دکھائی نہ دیا۔ وہ واپس مکان میں آ کر آتشدان کے پاس بیٹھ گیا اور ناگ کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔

ناگ عقاب کی شکل میں۔ جھیل کا ایک چکر کاٹ کر پہاڑ کی طرف گیا تو اسے اچانک ماریا کی خوشبو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئی۔ کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ اس خوشبو پر پہاڑ کی دوسری طرف گیا تو اس کو آواز آئی:

"ناگ: پیچھے آؤ!"

یہ ماریا کی آواز تھی۔ اس نے اندھیرے میں ناگ کو عقاب کی شکل میں اپنے اوپر منڈلاتے دیکھ لیا تھا۔ ناگ تیزی سے نیچے آ کر انسانی شکل میں آ گیا۔ ماریا کی خوشبو بالکل قریب سے آ رہی تھی۔ اس نے پوچھا:

"ماریا: تم میرے پاس موجود ہو نا؟"

"ہاں!"

"کیٹی کہاں ہے؟" ناگ نے پوچھا۔

ماریا نے کہا:

"میں خود اس کی تلاش میں ہوں!"

پھر ماریا نے ناگ کو اپنی حماقت کا اعتراف کرتے ہوئے ساری بات سنا دی۔ ناگ اس پر سخت ناراض ہوا اور اس نے کہا:

"عنبر بہت خطرے میں ہے۔ تم لوگوں نے اتنی اندھیری رات میں خواہ مخواہ باہر نکلنے کی کیوں حماقت کی!"

ماریا بولی: "ہمارا ارادہ ٹھیک تھا۔ ہم خلائی سنٹر

کی تلاش میں نکلی تھیں۔ میں نے کیٹی کو اس جگہ رکنے کے لیے کہا تھا۔ اب دیکھتی ہوں تو وہ یہاں پر نہیں ہے۔ میں دیر سے اس کو تلاش کر رہی ہوں!"

ناگ اندھیرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"یہاں تو کوئی انسان نظر نہیں آتا اور کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آ رہی۔ اس کو یہاں تلاش کرنا فضول ہے۔ چلو واپس چلو۔ ممکن ہے وہ واپس مکان پر پہنچ گئی ہو!"

وہ جھیل والے مکان کی طرف بڑھے تو راستے میں انہوں نے برف کی ایک اونچی ڈھیری کو دیکھا۔ یہی وہ قبر تھی جس کے اندر کیٹی بند تھی اور بے ہوش ہونے سے زندہ لاش کے چاندی کے کیل کی وجہ سے کیٹی کی خوشبو آنا بند ہو گئی تھی۔ جس کو زندہ لاش نے کیٹی کی تلاش میں گاڑ دیا تھا۔ ناگ نے برف کی ڈھیری کو دیکھ کر کہا:

"یہ کس کی قبر لگتی ہے؟"

ماریا بولی: "قبریں تو یہاں جگہ جگہ بنی ہوئی ہیں۔ لیکن کیٹی اس قبر کے اندر نہیں ہے۔ اگر وہ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اندر ہوتی تو اس کی خوشبو ضرور آ رہی ہوتی۔"
ماریا کی دلیل بڑی معقول تھی۔ چنانچہ ناگ نے تھر
پھر زیادہ توجہ نہ دی اور ماریا کے ساتھ اپنے مکان
کی طرف آ گیا۔ عنبر بے تابی سے انتظار کر رہا تھا۔ اس
کو ماریا کی خوشبو آئی تو اس نے پوچھا:
"کیٹی کہاں ہے؟"
کیوں کہ اسے ناگ کے ساتھ کیٹی نظر نہیں آ رہی تھی۔
ماریا نے کہا:
"عنبر بھائی! میں اپنی حماقت کو مانتی ہوں، مگر ہم
بڑے اعتماد کے ساتھ یہاں سے نکلی تھیں اور یہ
کوئی پہلا موقعہ نہیں ہے کہ ہم اندھیری رات میں
اکیلی باہر نکلی ہوں۔"
عنبر نے کہا:
"کیٹی کہاں ہے؟"
ماریا نے عنبر کو بھی ساری کہانی بیان کر دی۔ وہ سر
پکڑ کر بیٹھ گیا۔
"ماریا! تم نے ہماری مشکلوں میں اضافہ کیا ہے۔
ہم تھیوسانگ کے پاس جانے کی فکر میں تھے کہ
تم نے کیٹی کو کھو دیا ہے۔"

ماریا بولی: "ہم بھی تھیوسانگ تک پہنچنے کے لیے
خلائی سنٹر کی طرف گئے تھے۔"
عنبر بولا: "تو پھر خلائی سنٹر تو تمہیں نہ ملا مگر کیٹی
ضرور سے کھو بیٹھی ہو۔ اب ہم اسے کہاں تلاش
کریں گے۔"
ماریا نے بھی ناراض ہو کر کہا:
"عنبر تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیٹی کو زمین
نہیں نگل گئی اور پھر یہ ہمارے سفر کے دلچسپ
کا ایک حصہ ہے۔ ہم کئی بار ایک دوسرے
جدا ہوئے ہیں اور پھر مل بھی گئے ہیں۔"
ناگ نے بیچ میں پڑتے ہوئے کہا:
"اب تم لوگ لڑائی کیوں کرنے لگے ہو۔ صبح
ہوتے ہی وہاں سے کیٹی ضرور شہر کی طرف
نکل گئی ہو گی۔ مل جائے گی۔ ہم دن نکلتے ہی
شہر کی طرف چلیں گے۔"
عنبر نے کہا:
"شہر تو ویران ہو چکا ہے۔ بہرحال خدا کرے کہ
کیٹی کسی مشکل میں نہ پھنس گئی ہو۔"
وہ مکان کے اندر یہ باتیں کر رہے تھے اور ڈرتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لاش ایک کھڑکی کے نیچے کے کونے سے لگی انہیں دیکھ
رہی تھی۔ پھر لاش کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور
وہ کھڑکی سے ہٹ کر جھیل کے دوسرے کنارے کی طرف
چلنے لگی۔ جہاں جھیل کے جنوبی کنارے سے جنگل کی طرف
راستہ جاتا تھا۔ لاش اس راستے پر چلنے لگی۔ یہاں درختوں
کی شاخیں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ لاش کے کاندھے
شاخ سے ٹکراتے تو اوپر سے برف جھڑ جھڑ کر نیچے گرنے
لگتی۔

برف پر لاش کے چوڑے بن مانس ایسے قدموں کے
نشان پڑتے جا رہے تھے۔ زندہ لاش اپنے پاؤں کے نشانوں
سے بے نیاز جنگل کے برف پوش سفید درختوں میں سے
گذرتی چلی گئی۔ ایک جگہ جنگل میں درختوں کے درمیان
کھلی جگہ آ گئی جہاں برف کا ایک بہت بڑا ڈھیر پڑا تھا
ایک طرف سے برف کے اس ڈھیر میں گول سرنگ
نما شگاف بنا تھا۔ زندہ لاش جھک کر اس شگاف سے سرنگ
کے اندر داخل ہو گئی۔

یہ سرنگ زمین کے اندر ایک بہت بڑے ہال
میں جا کر نکلتی تھی جہاں دیواروں کے ساتھ فولادی پائپ
بندھے تھے۔ لوہے کی بڑی بڑی الماریاں دیوار کے ساتھ

آگے کو کھڑی تھیں۔ زندہ لاش دوسرے ہال کمرے میں
آ گئی۔ یہاں کئی ایک سفید اور نیلے رنگ کے تابوت
زمین پر پڑے تھے۔ زندہ لاش ان تابوتوں کے بیچ میں
سے گزرتی ہوئی آگے بڑھ کر ایک سٹیل کے دروازے کو
کھول کر چھوٹے سے کمرے میں آ گئی۔ یہاں لوہے کی
سیڑھی نیچے اترتی تھی۔ نیچے ایک گول پائپ دیوار میں
دھنسا ہوا تھا۔ یہ کافی بڑا پائپ تھا۔ زندہ لاش اس
پائپ میں گھس کر رینگتی دیوار کی دوسری طرف چلی گئی۔
دیوار کی دوسری طرف پتھر کی گول چھت والا ایک کمرہ
تھا جس میں تین تابوت پہلے سے رکھے تھے۔ زندہ
لاش نے ایک ایک کر کے چاروں تابوت کھول دیئے
ان تابوتوں میں تین نوجوان لڑکیاں بے ہوش پڑی تھیں۔
ان کی گردنوں میں بھی چاندی کے کیل گڑے ہوئے تھے۔

زندہ لاش ان بے ہوش لڑکیوں کو دیکھ کر مسکرائی اور
پھر تینوں تابوتوں کو بند کر کے جس راستے سے آئی تھی
اسی راستے سے سرنگ کے اندھیرے راستے سے ہوتی برف
کے ڈھیر میں باہر نکل آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ
ان بے ہوش لڑکیوں کو دیکھ کر اپنی تسلی کرنے آئی تھی۔

زندہ لاش برف پوش جنگل میں سے گزر کر واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھیل کی سطح پر آ کر اپنے پہاڑی غار کی طرف روانہ ہو گئی۔ غار میں جا کر اس نے بے ہوش کیٹی کو تابوت میں سے نکال کر اپنے چوڑے چکلے کندھے پر ڈالا اور جنگل اور برف پوش جھیل کی سطح پر سے گذرتی ہوئی واپس اسی برف کے ڈھیر میں پہنچے ہوئے ڈھیر کے شگاف سے نکل کر نیچے گول تہ خانے میں آ گئی۔ یہاں اس نے بے ہوش کیٹی کو ایک خالی تابوت میں ڈال دیا۔ منہ چھت کی طرف کر کے ایک چیخ ماری۔ یہ خوشی کی چیخ تھی۔ خدا جانے یہ زندہ لاش ان بے ہوش لڑکیوں کو یہاں کس لیے جمع کر رہی تھی۔

زندہ لاش فتح کے احساس کے ساتھ جھومتی جھامتی برف کے ڈھیر سے باہر نکل آئی۔ رات کی تاریکی کم ہونے لگی تھی۔ زندہ لاش نے برف کے شگاف کو برف سے ڈھک دیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتی اس مکان کے قریب سے ہو کر جھیل کی طرف نکل گئی جس کے اندر موم بتی کی روشنی میں عنبر ناگ اور ماریا انتظار کے پاس بیٹھے ابھی تک باتیں کر رہے تھے۔ انہیں زندہ لاش کے وہاں قریب سے گذرنے کا کوئی احساس نہ ہوا۔

ماریا نے کھڑکی سے باہر دیکھ کر کہا:
"دن نکل رہا ہے۔ ہلکی ہلکی صبح کی روشنی پھیل رہی ہے میرا خیال ہے ہمیں باہر نکل کر اب کیٹی کی تلاش شروع کرنی چاہیے۔"
عنبر اور ناگ بھی کھڑکی کے قریب آ گئے۔
عنبر نے کہا:
"ناگ! تم اڑ کر سارے علاقے کا چکر لگاؤ اور ماریا، تم بھی پرواز کرتی ہوئی جاؤ۔ اور دیکھو کہ کہیں کیٹی کے قدموں کے نشان موجود ہیں کہ نہیں۔ میں یہاں تم لوگوں کا انتظار کروں گا۔"
ناگ بولا: "میرا خیال ہے ہم تینوں کو ایک ساتھ باہر نکل کر کیٹی کا کھوج لگانا چاہیے۔"
ماریا نے کہا:
"ناگ کا مشورہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ہی رہنا چاہیے۔"
عنبر نے تھوڑی دیر غور کیا پھر بولا:
"ٹھیک ہے۔ ہم اکٹھے ہی باہر نکلتے ہیں۔"
باہر صبح کی دھندلی روشنی پھیل چکی تھی۔ چاروں طرف برف ہی برف تھی۔ رات بھر ہوا چلنے کی وجہ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

برف سخت ہو گئی تھی۔ پھر بھی مکان سے باہر نکل کر
جب وہ تھوڑی دور گئے تو ناگ نے زمین پر بچھی
برف کی طرف دیکھ کر کہا:
"یہ تو کسی کے پاؤں کے نشان ہیں۔"
سخت برف کی اوپر والی سطح پتلی تھی جس کی وجہ
سے برف پر کہیں کہیں زندہ لاش کے بن مانس ایسے
بڑے بڑے انسانی پاؤں کے نشان پڑ گئے تھے۔ ماریا
جھک کر ان نشانوں کو دیکھا اور کہا:
"یہ تو کسی برفانی عفریت کے پاؤں کے نشان ہیں۔"
ناگ اور عنبر بھی جھک کر ان نشانوں کو دیکھنے لگے۔
"مگر پاؤں کسی انسان کے ہیں کسی برفانی عفریت
یا برفانی بن مانس کے نہیں؟"
"اسی بات پر میں حیران ہوں۔" ناگ بولا۔
عنبر نے کہا:
"کیا کسی انسان کے پاؤں اتنے بڑے بھی ہو
سکتے ہیں؟"
ماریا بولی: "ہو سکتا ہے ایٹمی جنگ کے بعد
جوہری توانائی کے رد عمل سے کسی انسانی عفریت
نے جنم لے لیا ہو۔ یا کوئی برفانی عفریت انسان

کی شکل اختیار کر گیا ہو۔"
عنبر نے کہا:
"ہمیں ان نشانوں کا تعاقب کرنا چاہیے۔ یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ کیپٹن کا سراغ ان قدموں کے
نشانوں سے مل جائے۔"
ماریا نے کہا:
"مگر یہ پاؤں کے نشان دونوں طرف جا رہے ہیں
لگتا ہے برفانی عفریت ایک بار مغرب کی طرف
گیا ہے اور پھر واپس جھیل کی طرف چلا گیا ہے۔"
ناگ بولا: "ہمیں جھیل والے پہاڑ کی طرف چلنا
چاہیے کیوں کہ کیپٹن اسی طرف گئی تھی۔ برفانی عفریت
کے پاؤں کے نشان بھی اسی طرف جاتے ہیں۔"
عنبر ناگ اور ماریا زندہ لاش کے قدموں کے نشان
کے ساتھ ساتھ جھیل کی سطح پر چلنے لگے۔ یہ نشان انہیں
پہاڑ والی دیوار کے پاس لے گئے۔ یہاں انہیں غار کا
منہ نظر نہیں آیا۔ وہ ادھر ادھر کیپٹن کو تلاش کرنے
لگے۔ زندہ لاش کے پاؤں کے نشان پہاڑ کے چاروں
طرف گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے پہاڑ کے ارد گرد چکر
لگائے مگر انہیں کسی جگہ غار کا منہ نظر نہ آیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک مقام پر ٹاگ نے جھک کر غور سے پاؤں کے نشانوں کو دیکھا اور کہا:

"عنبر! دیکھو، ایک پاؤں اس دیوار کی طرف جا رہا ہے۔"

عنبر اور ماریا نے دیکھا تو واقعی برفانی مخلوق کے پاؤں کا ایک نشان پہاڑ کی دیوار کی طرف بڑھا ہوا تھا۔ عنبر نے پہاڑ کی دیوار کو جا کر ہاتھ سے بجایا تو ایسی آواز آئی جیسے دیوار اندر سے کھوکھلی ہو۔

عنبر نے چونک کر ٹاگ کی طرف دیکھا:

"ٹاگ! اس کے اندر غار ہے۔"

ٹاگ نے کہا:

"ماریا! تم اس کے اندر جاؤ۔ تم جا سکتی ہو۔"

ماریا بولی: "تم لوگ اسی جگہ کھڑے رہنا۔"

ماریا چونکہ غائب تھی وہ بڑے آرام سے پتھر کی دیوار میں سے دوسری طرف نکل گئی۔ یہاں اس نے ایک تنگ غار دیکھا۔ وہ گھٹنے بڑھتی ہوئی آگے ایک کمرے میں آ گئی۔ یہاں ستونوں کے بیچ میں اسے ایک محرابی دروازہ نظر آیا۔ وہ بند دروازے میں سے نکل کر دوسری طرف آئی تو اس نے ایک تنگ و تاریک کمرے

میں ایک خالی تابوت دیکھا۔ تابوت کھلا تھا اور خالی تھا۔ ماریا کھڑی ہو کر سوچنے لگی۔ پھر اس نے کمرے کا غور سے جائزہ لیا۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔

ماریا خاموشی سے اس کمرے میں سے نکل کر پتھریلے ستونوں والے اس کمرے میں سے گزر کر جب سرنگ میں آئی تو ایک دم سے ٹھٹھک کر وہیں کھڑی ہو گئی۔ اس کے سامنے سرنگ میں ایک اونچا لمبا انسان رک رک کر قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ یہ زندہ لاش تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ زندہ لاش کا چہرہ انتہائی ڈراؤنا تھا اور اس کے حلق سے عزا بھٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

ماریا نے سوچا کہ یہ کوئی انسانی بھوت ہے یا پھر جوہری تابکاری کے ردعمل کی وجہ سے یہ انسان مرنے کے بعد ایک مخلوق کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ماریا کا خیال تھا کہ زندہ لاش نے اسے نہیں دیکھا ہو گا۔ مگر ایسا نہیں تھا۔ زندہ لاش نے ماریا کو عجیب حالت میں بھی دیکھ لیا تھا اور اس کی وجہ سے ہی وہ عزا رہی تھی۔

ماریا جلدی سے ایک طرف ہٹ گئی۔ لیکن زندہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لاش نے بھی جلدی سے ادھر کا رخ کر لیا۔ اب مایا کو یقین ہو گیا کہ اس زندہ لاش نے اسے دیکھ لیا ہے۔ مایا تیزی سے اوپر کو اٹھی۔ مگر زندہ لاش کا سر چھت کے ساتھ لگا ہوا تھا اور اس کے باوجود اوپر آ رہے تھے۔ زندہ لاش نے ایک جھٹکا مار کر اپنی گردن میں ٹھنکا ہوا چاندی کا کیل نکال کر مایا کی طرف زور سے پھینکا۔

مایا پیچھے ہٹی مگر کیل سیدھا اس کی گردن پر آ کر لگا اور کیل کے گردن میں گھستے ہی مایا کا جسم ظاہر ہو گیا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑی۔ چاندی کا کیل مایا کی گردن میں دھنس چکا تھا۔ زندہ لاش نے جھک کر تڑپتے ہوئے مایا کو دیکھا اور زور سے اپنے سینے پر ہاتھ مار کر اپنی فتح کا اظہار کیا اور بے ہوش مایا کو کاندھے پر ڈال کر کوٹھڑی کی طرف بڑھی۔ زندہ لاش نے بے ہوش مایا کو تہہ خانے کی کوٹھڑی میں لا کر خال تابوت میں بند کر دیا اور پھر واپس اس کے اوپر بیٹھ کر جھولنے لگی۔ باہر عنبر اور ناگ، مایا کا انتظار کر رہے تھے۔ انہیں کچھ خبر نہیں تھی کہ مایا غار کے اندر ظاہر ہو کر تابوت میں بند ہو چکی ہے۔

شر دھنی ناگن

مایا کو پہاڑ کے اندر داخل ہوئے کافی دیر گذر گئی تھی۔

عنبر اور ناگ اسی جگہ پہاڑ کے باہر کھڑے تھے۔

ناگ نے کہا:

"ظاہر ہے مایا اندر کسی غار میں ہی گئی ہے مگر وہ ابھی تک باہر کیوں نہیں آئی؟"

عنبر پہاڑی دیوار کو ٹٹول کر دیکھنے لگا۔ یہ دیوار فولاد کی طرح سخت تھی اس نے کہا:

"اندر سرنگ موجود ہے مگر راستہ کوئی نہیں۔"

ناگ نے کہا:

"ہمیں اس کے اندر جا کر مایا کا پتہ کرنا ہوگا۔ اس خوشبو بھی تو نہیں آ رہی؟"

عنبر نے سانس لے کر کہا:

"ہاں — یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ مایا کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو کیسے غائب ہو گئی؟ کہیں وہ کسی گہرے اندھے کنوئیں میں تو نہیں گر پڑی؟"

ناگ کہنے لگا:

"لیکن اگر ماریا گہرے اندھے کنوئیں میں بھی گر پڑے تو وہ بڑی آسانی سے باہر آ سکتی ہے اور پھر اس کی خوشبو تو کبھی رُک ہی نہیں سکتی۔"

عنبر بولا: "مجھے تو معاملہ خطرناک لگتا ہے۔ ضرور یہاں کسی طلسم کا اثر ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تمہیں پہاڑی کی اس دیوار کو ڈھانا ہوگا۔ تب ہی ہم اس کے اندر داخل ہو سکیں گے۔"

عنبر نے پہاڑی دیوار کو پوری طاقت کے ساتھ ٹھوکر ماری مگر دیوار پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا۔ عنبر نے دوسری تیسری اور چوتھی بار دیوار کو زور لگا کر توڑنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوا۔ اس نے کہا:

"یہ پہلی دیوار ہے جو میرے راستے سے نہیں ہٹ رہی ضرور اس پر کسی نے طلسم کیا ہوا ہے۔ یقینی بات ہے کہ کیٹی بھی اسی جگہ غائب ہوئی ہے۔"

ناگ بولا: "مگر کیٹی اس غار کے اندر کیسے پہنچی ہوگی؟ ماریا تو غائب ہو کر دیوار میں سے گذر گئی ہے۔"

عنبر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ معمہ کیا ہے۔

ناگ نے کہا:

"اگر یہ طلسم ہے تو عنبر تمہیں دیوی طلاء سے مدد لینی چاہیے۔ اسے بلاؤ۔ ہو سکتا ہے۔ وہ ہمیں کوئی راستہ سجھا دے۔"

عنبر ناگ کو ساتھ لے کر اپنے مکان میں آ گیا۔ شیشے والی کھڑکی میں سے اندر ہلکی ہلکی دن کی روشنی آ رہی تھی۔ عنبر آتشدان کے پاس بیٹھ گیا۔ ناگ اس کے پاس ہی کرسی پر بیٹھا تھا۔ عنبر نے آنکھیں بند کر کے دیوی طلاء کا تصور باندھا اور اسے آواز دی۔ دیوی طلاء ظاہر تو نہ ہوئی مگر چوتھی بار پکارنے پر اس کی ہلکی مگر صاف آواز سنائی دی۔

"عنبر! کیٹی اور ماریا ایک ناگہانی مصیبت میں پھنس گئی ہیں۔ یہاں سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر جہاں جنگل ختم ہوتا ہے۔ وہاں ایک کاٹیج بنا ہوا ہے۔ اس کاٹیج میں ایک عبادت گذار نیک پادری صاحب رہتے ہیں۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ وہ تمہاری مدد کریں گے۔"

یہ کہہ کر دیوی طلاء کی آواز غائب ہو گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلام کیا اور ادب سے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔
بزرگ پادری کے معصومانہ چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔
"میرے بچو! آؤ۔ بیٹھو۔ میں جانتا ہوں تم دونوں
کو سردی نہیں لگتی۔ پھر بھی کافی حاضر ہے۔"
عنبر اور ناگ آتشدان کے آگے پڑی کرسیوں پر بیٹھ
گئے۔ پادری صاحب نے انہیں لکڑی کے پیالوں میں کافی
ڈال کر دی اور بولے:
"میں جانتا ہوں تم میرے پاس کس لیے آئے ہو۔
ویدی طلار نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔"
عنبر اور ناگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ واقعی
یہ بزرگ بہت نیک اور روشن ضمیر تھے۔ وہ کچھ نہ
بولے۔ بزرگ پادری نے کہا:
"تمہاری دونوں ساتھی عورتیں۔ کیٹی اور ماریا ایک
ایسی زندہ لاش کے قبضے میں ہیں جس کو انسانی
طاقت قابو میں نہیں کر سکتی۔"
عنبر اور ناگ اب پادری صاحب کا منہ حیرانی سے
تکنے لگے۔
عنبر نے کہا:
"زندہ لاش؟"

عنبر نے آنکھیں کھول کر ناگ کی طرف دیکھا۔
ناگ بولا:
"ہمیں ویدی طلار کے مشورے پر فوراً عمل
کرنا چاہیے۔"
عنبر اور ناگ مکان میں سے نکل کر جنگل میں آ گئے۔
جنگل کے سارے درخت برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔
سخت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ مگر انہیں زیادہ سردی محسوس
نہیں ہو رہی تھی۔ وہ جنگل میں برف پر چلتے گئے جب
جنگل ختم ہوا تو انہیں کنارے کے برف سے ڈھکے ہوئے
درختوں کے نیچے ایک لکڑی کا کاٹج دکھائی دیا۔ کاٹج کا
دروازہ بند تھا۔ عنبر نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے
کسی بوڑھے شخص کی شفقت بھری آواز آئی:
"اندر آ جاؤ کنڈی کھلی ہے۔"
عنبر اور ناگ دروازہ کھول کر کاٹج میں داخل ہو گئے۔
انہوں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جس کے
آتشدان میں آگ جل رہی ہے۔ پاس ہی لکڑی کی کرسی پر
ایک سفید ڈاڑھی والا بزرگ پادریوں ایسا لمبا چغہ پہنے
گلے میں صلیب لٹکائے بیٹھا کافی پی رہا ہے۔ اس کے
ایک ہاتھ میں کھلی ہوئی بائبل تھی۔ عنبر اور ناگ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس - بزرگ پادری بولے: "وہ ایک لاش ہے جو زندہ ہو گئی ہے یہ ایٹمی جنگ کا منحوس تخم ہے۔ اس کی طاقت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔"

ٹام نے پوچھا:

"مگر حضرت جی! اس زندہ لاش نے کیٹی اور ماریا کو کس لیے قید کر رکھا ہے؟"

بزرگ پادری نے کہا:

"یہ زندہ لاش ایک انسانی عفریت ہے۔ وہ ایک لڑکی کی تلاش میں ہے۔ اس نے پانچ لڑکیوں کو قید کرنا ہے تاکہ ان پانچوں لڑکیوں کے جسموں کو ملا کر ایک لڑکی بنا دے گا جو عقل کاظ میں اس کے برابر ہو جائے گی۔ پھر وہ اسے اپنی دلہن بنائے گا۔ تم بڑے ٹھیک وقت پر میرے پاس آئے ہو۔ میں خود ان معصوم لڑکیوں کی جان بچانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

ٹام نے کہا:

"ہمیں کیا کرنا ہو گا؟ ہمیں حکم دیجئے۔ ہم کیٹی اور ماریا کے ساتھ ساتھ دوسری دو لڑکیوں کی

زندگی بچانے کو بھی بے تاب ہیں۔"

بزرگ پادری نے بائیبل کو چوم کر کارنس پر رکھ اور کہا:

"زندہ انسانی لاش کے پاس چاندی کے کیل ہیں ان کیلوں پر ایٹمی تابکاری نے ایسا اثر کیا ہے کہ وہ جس انسان کے جسم میں گاڑ دیں وہ بیہوش ہو کر ساکن ہو جاتا ہے۔"

عنبر بولا: "محترم بزرگ! آپ کو تو معلوم ہی ہو گا کہ میرے اندر عنبر معمولی طاقت ہے۔ میں زندہ لاش کو تباہ کر کے رکھ دوں گا۔"

بزرگ پادری مسکرائے اور بولے:

"اگر یہ بات ہوتی تو دیوی مہادیوی تمہیں میرے پاس نہ روانہ کرتی۔ تم زندہ لاش کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہاں چاہو تو اور ہوشیاری سے اس کو ہلاک کر سکتے ہو۔"

عنبر نے پوچھا:

"وہ کیسے محترم؟"

بزرگ پادری فرمانے لگے:

"زندہ لاش کو پانچویں لڑکی کی تلاش ہے۔ چار لڑکیاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی قید میں ہیں۔ اگر تم کسی طرح لڑکی کا بھیس بدل کر اپنے مکان میں جا کر بیٹھ جاؤ اور کھڑکی کھلی رکھو تو لاش تمہارے پاس آئے گی۔ تم مصنوعی دہشت کا اظہار کرنا۔ وہ تمہاری گردن میں چاندی کا کیل گاڑ دے گی۔ تم اپنی گردن کو نرم بنا لینا۔ تم بے ہوش نہیں ہو سکو گے۔ مگر تم یہی ظاہر کرنا کہ تم بے ہوش ہو چکے ہو پھر یہ زندہ لاش تمہیں اٹھا کر اس جگہ لے جائے گی۔ جہاں پہلے سے چار لڑکیاں تابوتوں میں بیہوش پڑی ہیں۔ وہاں تمہیں ماریا اور کیٹی بھی مل جائے گی۔ اس کے بعد زندہ لاش اپنے قاتلانہ اوزار لینے اپنی کھوہ میں واپس جائے گی۔ اتنی دیر میں تم چاروں لڑکیوں کی گردنوں سے کیل نکال دینا۔ لڑکیاں ہوش میں آ جائیں گی۔ پھر تم انہیں سرنگ میں سے نکال کر میرے جھونپڑے میں آ جانا۔ اور ہاں اگر راستے میں تمہارا مقابلہ زندہ لاش سے ہو گیا تو یہ میری صلیب اپنی جیب میں رکھو۔ اس صلیب کا رخ اس کی طرف کر دینا وہ پیچھے ہٹنا شروع کر دے گی۔

عنبر نے کہا:

"محترم بزرگ! میرے پاس غیبی شیشہ بھی ہے۔ میں اس کی روشنی سے زندہ لاش کو غائب کر سکتا ہوں۔"

پادری مسکرائے "یہی تمہاری بھول ہے۔ کبھی کبھی یہ چیزیں بھی بے کار ہو جایا کرتی ہیں۔ تمہارا غیبی شیشہ بھی زندہ لاش کو غائب نہیں کر سکے گا۔ اس کی طاقت کا تم اندازہ نہیں کر سکتے۔"

عنبر نے کہا:

"لاش پیچھے ہٹتے ہٹتے باہر آ جائے گی۔ ظاہر ہے وہ میرا پیچھا کرے گی۔"

پادری نے کہا:

"تم اسے لے کر میرے کاٹیج کی طرف آ جانا۔ زندہ لاش میرے کاٹیج میں داخل نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ یہ اللہ کا مجھ پر کرم ہے۔ تم لڑکیوں کو نکال کر یہاں تک لے آؤ۔ آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا اور ہاں۔ کیل کے نکلتے ہی ماریا غائب ہو جائے گی۔ ماریا سے کہنا کہ وہ فوراً زمین سے بیس فٹ اوپر اٹھ کر تمہارے ساتھ چلے اور زندہ لاش کے قریب آنے کی ہرگز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوشش نہ کرے۔

عنبر نے کہا:

"میں ایسا ہی کروں گا۔ اب مجھے بتائیے کہ میں عورت کا بھیس کہاں سے بدلوں؟ میرے پاس تو عورتوں کے کپڑے نہیں ہیں۔"

بزرگ پادری نے اٹھ کر ایک صندوق کھولا۔ اس میں زنانہ لباس پڑا تھا۔ انہوں نے لباس عنبر کی طرف بڑھا کر کہا:

"میری ایک بیٹی ہوتی تھی جو اللہ کو پیاری ہو چکی ہے۔ یہ اس کے کپڑے ہیں۔ وہ اپنے بالوں پر سنہری بال لگایا کرتی تھی۔ تم اس لباس کو پہن لو۔"

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"چلو عنبر بھائی! عورت بن جاؤ۔"

عنبر ذرا سا مسکرایا۔ پھر اس نے زنانہ لباس پہن کر سر پر سنہری بالوں کی وگ لگالی۔ وہ بالکل عورت کہنے لگا۔ بزرگ پادری نے کہا:

"اب تم اپنے مکان میں جا کر آنسڈان کے پاس بیٹھ جاؤ جب رات کا اندھیرا پھیلے گا تو زندہ

لاش تمہارے مکان کی طرف آئے گی اور تمہیں عورت سمجھ کر تمہارے پاس آ جائے گی۔ اس کے بعد جو کچھ میں نے کہا ہے تم ویسے ہی کرنا۔"

عنبر نے بزرگ پادری سے مقدس صلیب لے کر اپنی جیب میں رکھ لی اور سلام کر کے اپنے مکان کی طرف چل پڑا۔ ناگ اسے مذاق کر رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"ناگ! ہاں تم کبھی مینڈک اور کبھی عقاب بن جاتے ہو۔ میں نے تمہیں کبھی مذاق نہیں کیا۔ میں تو انسان ہی بنا ہوں۔"

ناگ مسکرانے لگا۔ وہ مکان میں جا کر آنسڈان کے پاس بیٹھ گئے۔ اور اپنے آئندہ پروگرام کے بارے میں غور کرنے لگے۔ ناگ نے عنبر کو ایک بار پھر تاکید کی کہ جس طرح بزرگ پادری نے کہا ہے اسی طرح کرنا۔

جب شام کا اندھیرا رات کی تاریکی میں ڈھلنے لگا تو ناگ عنبر کے پاس سے اٹھتے ہوئے بولا:

"میں اوپر والے کمرے میں جاتا ہوں زندہ لاش جب تمہیں اٹھا کر لے گئی تو تم فکر مت کرنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں عقاب کی شکل میں تمہارے اوپر اوپر اڑتا
جاؤں گا اور تمہاری نگہبانی کرتا رہوں گا۔

ناگ اوپر والے کمرے میں چلا گیا۔ عنبر نے کرسی کا رخ اس طرح کر لیا کہ باہر کھڑکی سے صاف نظر آتا تھا۔ اس کا ہیکل آپ اتنا خوبصورت تھا کہ قریب سے دیکھنے پر بھی وہ ایک خوبصورت صحت مند لڑکی ہی لگتا تھا۔ عنبر اب خاموشی سے بیٹھ کر وحشی لاش کا انتظار کرنے لگا۔ رات بے حد خاموش اور تاریک تھی اوپر ہلکی ہلکی برف گرنے لگی اور تیز ہوا کا شور بھی سنائی دینے لگا۔ عنبر چپ چاپ آتشدان کے پاس بیٹھا لاش کا انتظار کر رہا تھا۔

دوسری طرف جب رات گہری ہو گئی تو زندہ لاش پانچوں لڑکی کی لاشوں میں اپنے غار سے نکل کر جنگل کی طرف چل پڑی۔ اس نے درختوں میں زندہ بچی کی روشنی دیکھی تو اس طرف بڑھی۔ عنبر زندہ لاش سے بے خبر بیٹھا کرسی پر جھول رہا تھا۔ اندر دیکھا تو اس کے چہرے پر بڑی ناقابل شکست آتش آتشدان کے ہالے سے چمک رہی تھی۔ لڑکی بجھی کر بڑھی تو اس کو ہاتھ لڑکی کی

گئی تھی۔ اس پر مارے خوشی کے وحشت سوار ہو گئی۔ اس نے زور سے ہاتھ مار کر کھڑکی کو توڑ ڈالا اور اندر اچھلتی ہوئی کمرے میں گھس آئی۔ عنبر اس کے لیے بالکل تیار بیٹھا تھا مگر وہ اداکاری کرتے ہوئے گھبرا کر کرسی سے اٹھ کر بھاگا۔ زندہ لاش نے اس کا راستہ روک لیا اور زور زور سے غرانے لگی۔ پھر عنبر نے دیکھتے دیکھتے لاش نے اپنے جسم میں سے چاندی کا ایک کیل نکال کر زور سے عنبر کی گردن کی طرف پھینکا۔

چاندی کا ایٹمی کیل سیدھا آ کر عنبر کی گردن میں لگا۔ عنبر نے اپنی گردن کو پہلے ہی سے نرم کر رکھا تھا۔ کیل اس کی گردن میں گھس گیا۔ مگر وہ بے ہوش نہ ہوا۔ لیکن عنبر جان بوجھ کر بے ہوش ہو کر فرش پر دھڑام سے گر پڑا۔ زندہ لاش نے بے ہوش عنبر کو گود میں اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور کھڑکی کے راستے باہر نکل گئی۔

ناگ نے لاش کی چیخ اور کھڑکی ٹوٹنے کی آواز سن لی تھی اور وہ اوپر والی منزل کی کھڑکی میں کھڑا ہو گیا تھا۔ جونہی زندہ لاش عنبر کو کاندھے پر ڈالے باہر نکلی ناگ نے عقاب کی شکل اختیار کی اور اوپر آسمان کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف آ کر رات کے اندھیرے میں منڈلانے لگا۔

زندہ لاش عنبر کو اٹھائے گرتی برف اور رات کی تاریکی اور ہوا کے شور میں جنگل سے نکل کر پہاڑی کے سامنے برف کے بڑے ذخیرے کے پاس آ گئی۔ اس نے برف کے ذخیرے کو ایک جگہ سے کھود کر شگاف کو کھولا اور عنبر کو لے کر اس کے اندر گھس گیا۔

ناگ بھی تیزی سے پیچھے آیا۔ اس نے سیاہ چھوٹے سانپ کی شکل بدلی اور شگاف کے اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ زندہ لاش کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا۔ زندہ لاش کو سانپ کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ وہ تہ خانے کے مختلف کمروں سے گذر کر پائپ میں سے ہوتی ہوئی اس گول کمرے میں آ گئی جہاں پہلے سے چار تابوت پڑے تھے۔ ایک تابوت ابھی تک خالی تھا۔

ناگ رینگتا ہوا وہاں تک آیا مگر وہ گول کمرے کے دروازے کے باہر ہی اندھیرے میں دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ زندہ لاش طاقتور ہے اگر وہ اندر گیا تو کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔ زندہ لاش نے عنبر کو بھی ٹرنک خیال کرتے ہوئے پانچویں تابوت میں بند کر دیا اور پھر زور سے ایک چیخ ماری۔ اپنے سینے پر ہاتھ مار کر اپنی کامیابی پر مسرت کا اظہار کیا اور گول کمرے میں سے باہر نکل گئی۔

جب زندہ لاش ناگ کے بالکل قریب سے ہو کر پائپ میں گھس کر دوسری طرف چلی گئی تو ناگ تیزی سے تابوتوں والے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے اندر جاتے ہی دیکھا کہ عنبر تابوت سے باہر سر نکالے ہوئے تھا۔ ناگ جلدی سے انسانی شکل میں واپس آ گیا۔

عنبر نے پوچھا،

"زندہ لاش کہاں ہے؟"

ناگ نے کہا:

"وہ میرا خیال ہے باہر نکل گئی ہے ہم دونوں کے مکالمے کر کے تمہاری ایک عورت بنانے کے لیے شاید اپنے اوزار لینے گئی ہے۔"

عنبر جلدی سے تابوت میں سے باہر نکل آیا۔ اس نے اپنے ارادے سے اپنی گردن سخت کی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی گردن میں گھسی ہوئی ایٹنی کیل اپنے آپ باہر آ کر گر پڑی۔ عنبر اور ناگ نے مل کر چاروں تابوت کھول ڈالے۔ ان میں سے دو تابوتوں میں کیٹی اور ماریا بے ہوش پڑی تھیں۔ ناگ اور عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ماریا کو فوراً پہچان لیا۔ کیوں کہ وہ اسے کئی بار غیر غائبی حالت میں دیکھ چکے تھے۔ کیٹی بھی تابوت میں بے ہوش پڑی تھی۔ عنبر نے ان کی گردنوں میں دھنسی ہوئی دونوں کیلیں نکال دیں۔ کیلوں کے نکلتے ہی ماریا تو غائب ہو گئی اور کیٹی ہوش میں آ گئی۔

اب ان دونوں کی خوشبو بھی آنے لگی۔

کیٹی نے کہا:

"عنبر اور ناگ تم؟ میں کہاں ہوں؟ یہ تابوت کہاں سے آ گیا؟"

ناگ نے کہا:

"ماریا! تم ٹھیک ہو نا؟"

"ہاں ناگ بھیا! میں تم دونوں کے پاس ہی کھڑی ہوں۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

عنبر نے کہا:

"بس یہ کچھ نہ پوچھو۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک مرد بزرگ نے مدد کی اور ہم تمہیں زندہ لاش کے چنگل سے چھڑانے یہاں آ گئے۔"

کیٹی نے تابوت سے باہر نکلتے ہوئے کہا:

"میرے خدا! کس قدر ڈراؤنی تھی زندہ لاش!"

ماریا نے بھی کہا:

"خدا ایسی لاش پھر نہ دکھائے۔ بدبخت نے ہماری گردنوں میں کیل ٹھونک کر ہمیں بالکل ہی بے خبر کر دیا۔"

کیٹی بولی: "یہ لاش ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتی تھی؟"

ناگ نے کہا:

"یہ سب کچھ تمہیں بعد میں بتائیں گے۔ اب ہمیں ان دو لڑکیوں کو بھی ہوش میں لا کر یہاں سے نکالنا ہے۔"

ماریا نے پوچھا:

"لاش چلی گئی ہے نا؟"

عنبر نے کہا:

"ابھی تک تو چلی گئی ہے مگر خطرہ ہے کہ وہ آ جائے گی۔"

"پھر کیا ہو گا؟" کیٹی نے پریشان ہو کر کہا۔

عنبر نے جیب سے صلیب نکال کر دکھائی اور بولا:

"جب تک یہ صلیب میرے پاس ہے وہ ہمارے قریب بھی نہیں پھٹکے گی۔ میں ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکیوں کو ہوش میں لانے لگا ہوں۔ مگر انہیں
ہمارے بارے میں زیادہ علم نہیں ہونا چاہیے
مادیا۔ تم بھی ان پر اپنا آپ ظاہر مت کرو۔

اس کے بعد عنبر نے مختصر لفظوں میں مادیا اور
کیپٹن کو بزرگ پادری کے بارے میں سب کچھ بتایا
اور دونوں لڑکیوں کی گردنوں سے کیل نکال کر انہیں
بھی پھر سے زندہ کر دیا۔ لڑکیاں آنکھیں ملتی ہوئی اٹھیں
اور اپنے آپ کو تابوت میں دیکھ کر خوف سے
تھر تھر کانپنے لگیں۔

عنبر اور ناگ نے انہیں کہا،

"گھبراؤ نہیں۔ جس زندہ لاش نے تمہیں یہاں
قید کیا تھا وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اب تم تینوں
آزاد ہو اور ہم تمہیں اس قبر سے نکال کر باہر
لے جا رہے ہیں۔"

لڑکیاں بے حد خوف زدہ تھیں۔ کیپٹن نے بھی انہیں
تسلی دی اور یہ سب لوگ پائپ میں سے نکل کر
مقدس خانے کے ستونوں والے کمرے میں آ گئے۔ یہاں سے
گذر کر جب وہ سرنگ میں پہنچے تو قہقہہ نے کہا،

"ذرا ٹھہرو۔ میں دیکھتا ہوں کہیں وہ زندہ لاش

یہاں کہیں چھپا ہوا نہ ہو۔"

زندہ لاش وہاں نہیں تھا مگر بڑی عنبر کی کرن سے
کیل نکلا تھا زندہ لاش کو اس کا عکس میں وادی تلاش
کرتے ہوئے پتہ چل گیا تھا۔ زندہ لاش نے ایک کھلا
اٹھایا اور کھوہ سے نکل کر برف کے اسیر والی غار
کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

عنبر اور ناگ غار میں سے باہر نکلنے کے لیے آگے
بڑھے۔ تو کیپٹن نے کہا،

"یہاں یہ سفید اور نیلے رنگ اور پائپ دیکھ کر
ایسا لگتا ہے کہ خلائی سفینہ اسی جگہ بنا ہوا تھا قریب
یہاں کوئی انسان نہیں ہے۔"

ناگ نے کہا،

"اس کی تحقیق بعد میں آ کر کریں گے پہلے ہم
بزرگ پادری کے محفوظ جھونپڑے میں تمہیں
پہنچا دیں۔"

عنبر، ناگ، مادیا اور کیپٹن سب سے پہلے برف کے
شگاف میں سے باہر نکلے۔ اس کے بعد تینوں سہمی ہوئی
لڑکیوں کو نکالا گیا۔ وہ ابھی تک خوف سے کانپ رہی
تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جونہی یہ قافلہ بزرگ پادری کے کوچکا نہ جھونپڑے کی طرف بڑھا، وہیں فضا میں ایک دہشت ناک چیخ سنائی دی۔ لڑکیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ زندہ لاش دور سے ایک عفریت کی طرح بازو ہلاتا، غراتا، چیختی مارتی ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

ٹانگ نے کہا:

"کیپٹن ان لڑکیوں کو اپنے پیچھے کر لو"

عنبر نے کہا:

"میں لاش کی طرف بڑھ رہا ہوں۔ تم سب لوگ میرے پیچھے رہنا۔ خبردار کوئی مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کرے۔"

یہ کہہ کر عنبر نے جیب سے صلیب نکال کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے لی اور اس کا رخ زندہ لاش کی طرف کر دیا۔ زندہ لاش وحشی عفریت کی طرح چیختی چلاتی کلہاڑی والا ہاتھ زور زور سے لہراتی عنبر ٹانگ کیپٹن کی طرف آ رہی تھی اس کا شکار اس کے ہاتھ سے نکلا جا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ سخت غضبناک تھی۔ لیکن جونہی وہ عنبر کے سامنے آئی تو صلیب کو دیکھ کر اس کے حلق سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہیں رک گئی۔

عنبر صلیب والا ہاتھ آگے کیے آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ زندہ لاش نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ کیپٹن ٹانگ اور لڑکیاں عنبر کے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھیں۔ وہ سبھی ہوائی ایک دوسرے کے ساتھ ہی تھیں۔ دریا ان سے بیس فٹ کی بلندی پر تھا۔

عنبر کا رخ جنگل کے کونے والے بزرگ پادری کے جھونپڑے کی طرف تھا۔ زندہ لاش برابر پیچھے ہٹ رہی تھی عنبر ذرا صلیب کو اوپر کرتا زندہ لاش چیخ کر منہ موڑ کر غراتی ہوئی پیچھے ہٹ جاتی۔

اسی طرح یہ لوگ پادری کے جھونپڑے کے پاس پہنچ گئے۔ عنبر نے کیپٹن سے کہا:

"کیپٹن ان لڑکیوں کو لے کر پادری صاحب کے جھونپڑے میں داخل ہو جاؤ۔"

رات کی گہری تاریکی میں جھونپڑے کے اندر آگ جل رہی تھی۔ بند کھڑکی کی درزوں میں سے ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔ عنبر نے زور سے آواز دی:

"محترم بزرگ! ہم آ گئے ہیں۔"

پادری صاحب نے دروازہ کھول دیا اور لاش کی طرف اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی صلیب کا رخ کر دیا۔ زندہ لاش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے منہ سے بھیانک چیخ نکلی اور پادری صاحب کو دیکھ کر وہ اپنے سینے پر دونوں ہاتھ مارتی جنگل کے برف پوش درختوں کی طرف بھاگ گئی۔

پادری صاحب نے عنبر سے کہا:

"میرے بچو! اندر آ جاؤ!"

جھونپڑے کی گرم فضا میں جاتے ہی لڑکیاں آتشدان کے پاس سمٹ کر بیٹھ گئیں۔ کیٹی ناگ اور عنبر بھی ان کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ ماریا پہلے ہی جھونپڑی میں داخل ہو چکی تھی۔ پادری نے عنبر کے کاندھے پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور کہا:

"شاباش! میرے بچے تو نے ان لڑکیوں کی جان بچا لی خدا تمہارا مددگار تھا اس نیک کام میں!"

کیٹی نے کہا:

"فادر! زندہ لاش ان لڑکیوں کو پھر سے پکڑ لے گی۔ وہ ابھی زندہ ہے!"

پادری نے مسکرا کر صلیب کا نشان بنایا اور کہا:

"اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ پہلے تم لوگ کچھ کھا پی لو۔ ان لڑکیوں کو کھانے پینے کی ضرورت ہے!"

لڑکیاں ابھی تک سہمی ہوئی تھیں مگر پادری صاحب کے تسلی ہے سے انہیں کچھ حوصلہ ہوا۔ پادری صاحب نے انہیں ڈبل روٹی کے ساتھ گرم گرم کافی پلائی اور کہا:

"گھبراؤ نہیں میری بچیو۔ اب تم بالکل محفوظ ہو۔ یہاں وہ عفریت داخل نہیں ہو سکتا۔ ہم تمہیں قصہ ماں باپ کے گھر پہنچا دیں گے!"

لڑکیوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پادری صاحب نے انہیں گرم کمبل دے کر سلا دیا۔ اس کے بعد وہ عنبر ناگ کیٹی سے باتیں کرنے لگے۔ پھر اپنے پیچھے منہ کر کے بولا:

"ماریا بیٹی! تم میرے پیچھے کیوں کھڑی ہو۔ سامنے آ جاؤ!"

ماریا غائب تھی مگر پادری صاحب اسے دیکھ رہے تھے۔ ماریا ان کا شکریہ کرتے ہوئے سامنے آ کر بولی:

"مقدس فادر! آپ کی مہربانی نے مجھے دوبارہ زندگی ملی ہے مگر اس زندہ لاش سے دوسرے لوگوں کی زندگیاں بچانا بہت ضروری ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"ہاں مقدس باپ! جب تک زندہ لاش پھرتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہے گی۔ یہاں کے سب عورتوں کی زندگیاں خطرہ
میں رہیں گے:
ناگ بولا: اس کو ٹھکانے کس طرح لگایا جا
سکتا ہے؟
بزرگ پادری نے کہا:
ابھی تم لوگ آرام کرو۔ کیوں کہ زندہ لاش رات
کو ہی باہر نکلتی ہے دن کو وہ چھپی رہتی ہے۔
کل ان لڑکیوں کو ان کے گھروں میں پہنچا کر پھر
زندہ لاش کو ٹھکانے لگانے کے بارے میں تمہیں
بتاؤں گا۔

عنبر ناگ اور ماریا تو پادری صاحب کے قریب ہی
آتشدان کے پاس بیٹھ گئے جب کہ لڑکیاں کمبل لپیٹ کر
وہاں ہی سوتی رہیں۔

جب صبح کی روشنی پھیلی تو سب اٹھ بیٹھے۔ زندہ لاش
جنگل سے جا چکی تھی۔ لڑکیوں نے ناشتہ تیار کیا جو سب نے
مل کر کھایا۔ عنبر ناگ نے یونہی دکھاوے کے لیے تھوڑا
بہت کھا لیا تھا۔

اس کے بعد پادری نے لڑکیوں کو ساتھ لیا اور انہیں
ان کے گھروں کو چھوڑنے کے لیے چل دیئے۔ جاتے ہوئے

وہ عنبر ناگ کمینی اور ماریا کو کہہ گئے کہ وہ کوٹھے کے
اندر ہی رہیں۔ اگرچہ وہ لاش رات کے وقت ہی نکلتی
مگر اس وقت چونکہ وہ غضب ناک حالت میں تھی اس
لیے اختیار اختیاری تو نہیں تھی۔ ایک صلیب پادری صاحب
اپنے گلے میں ڈال کر لے گئے اور دوسری صلیب کو کوٹھے
کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔

لڑکیوں کو ان کے ماں باپ کے پاس چھوڑ کر پادری
صاحب ایک گھنٹے بعد واپس آئے۔ کیٹی ماریا اور عنبر ناگ
ان کا انتظار کر رہے تھے۔ اب انہوں نے لوگوں کو
زندہ لاش کے حملے سے بچاؤ کے بارے میں بتانا شروع کیا۔

پادری صاحب بولے
"اس زندہ لاش کو صرف ایک ہی طریقے سے
ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے۔"
"وہ کون سا طریقہ ہے پادری صاحب؟" کیٹی نے پوچھا
پادری صاحب نے اپنا [illegible]۔ گھٹنوں پر ٹکا لیا اور آگ
کے قریب [illegible] بولے:
"یہاں سے ساتویں میں ایک خودمختار ملک ہے
[illegible] اس کے بادشاہ [illegible]
[illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیوں کہ ناگ ڈوبتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"میں اسے بلا لوں گا مگر وہ کیا کرے گی؟"

پادری کہنے لگا

"یہاں سرما زدہ پہاڑوں میں سدوں سے رہنے کی وجہ سے شرومنی ناگن کے خاندان کے خون میں ایسی طاقت پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے شرومنی ناگن کا چہرہ آدھی رات کے وقت اگر وہ چاہے تو عورت کا بن جاتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کے اندر ایک ایسا زہر پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر وہ اس کی پھوار زندہ لاش پر پھینک دے تو زندہ لاش اس زہر کی گرمی میں پگھل جائے گی۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ کون سی مشکل بات ہے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"یہ کام تو ناگ شرومنی ناگن سے بڑی آسانی سے لے لے گا وہ اس کے حکم پر آ جائے گی اور زندہ لاش کے جسم پر اپنے زہر کی پھوار

بھی پھینک دے گی۔"

کیٹی اور مادیا نے بھی عنبر ناگ کی ہاں میں ہاں ملائی اور بڑی خوش ہوئیں کہ زندہ لاش اب ٹھکانے لگا دی جائے گی۔

مگر پادری صاحب کہنے لگے۔

"اس میں ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔"

"کون سا خطرہ؟" ناگ نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

پادری صاحب کہنے لگے۔

"شرومنی ناگن جب زندہ لاش کے قریب جائے گی تو ناگن کا چہرہ انسانی عورت کا ہو گا۔ زندہ لاش کے جسم سے شدید تابکاری نکلتی ہے۔ ناگن کو زندہ لاش سے ایک خاص فاصلے پر رہنا ہو گا اگر وہ اس تابکاری کی زد میں آ گئی تو خود ناگن ہلاک ہو جائے گی اور پھر زندہ لاش کو ہلاک کرنے کی آخری امید بھی ختم ہو جائے گی اور کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ پھر یہ زندہ لاش کیا تباہی مچائے گی؟"

کیٹی نے پوچھا۔

"کیا وہ دور سے زندہ لاش پر اپنے زہر کی پھوار پھینک سکتی ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پادری نے کہا:

"یہی مشکل کام ہے۔ دور سے زندہ لاش پر زہر کی پھوار نہیں پھینکی جا سکتی اور قریب جانے سے خود ناگن کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ناگن زندہ لاش اور اپنے درمیان ایک خاص فاصلہ برقرار رکھے۔"

ناگ بولا: "میں ناگن کو تاکید کر دوں گا۔ اسے کہا دوں گا کہ وہ ایک خاص فاصلے پر رہ کر زندہ لاش پر حملہ کرے۔"

پادری نے کہا:

"اگر وہ یہ فاصلہ برقرار رکھ سکے تو بہتر ہوگا لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود زندہ لاش اس کے قریب آ جائے گی۔"

پھر انہوں نے ناگ سے کہا:

"ناگ۔ بیٹا! تم شرومنی ناگن کو یہاں طلب کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کام آج ہی آدھی رات کو ہو جائے۔ کیوں کہ زندہ لاش آدھی رات کو ضرور نکلے گی۔ بلکہ ہو سکتا ہے وہ اندھیرا ہوتے ہی باہر نکل آئے۔"

ناگ نے کہا:

"میں ابھی شرومنی ناگن کو بلوائے لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ فرش پر بیٹھ گیا۔ عنبر، کیٹی، پادری اور ماریا اس سے تھوڑی دور بیٹھے تھے اور ناگ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ابھی تھوڑی دیر میں وہاں ایک ایسی ناگن آنے والی ہے جس کا چہرہ آدھی رات کو عورت کا چہرہ بن جائے گا۔

ناگ نے منہ ہی منہ میں کچھ منتر پڑھ کر ایک ہلکی سی سسکار میں شرومنی ناگن کو آواز دی۔ چند سیکنڈ ہی گزرے ہوں گے کہ ایک پھنکار کی آواز آئی اور بند کانچ کے اندر ایک سفید اور سرخ رنگ کا ایک گز لمبا سانپ اڑتے ہوئے چکر لگا دکھائی دیا۔ شرومنی ناگن آ گئی تھی۔ شرومنی ناگن نے ایک چکر لگایا اور ناگ کے سامنے آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گئی اور سر جھکا کر بولی:

"مقدس دیوتا! میں آپ کے حکم پر حاضر ہو گئی ہوں۔ فرمائیے میرے لیے کیا حکم ہے؟"

ناگ نے کہا:

"شرومنی ناگن! میں تم سے ایک ایسا کام لینے والا ہوں جو صرف تم ہی کر سکتی ہو۔"

ناگن سانپ بولا:

"یہ میری خوش قسمتی ہے۔ مجھے مقدس ناگ کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خدمت کر کے خوشی ہوگی آپ حکم کریں:
اب ناگ نے سانپ کی زبان میں شروشی ناگن
سانپوں کا شروشا سے آخیر تک ساری بات سمجھا دی۔
شروشی ناگن نے کہا:
"زندہ لاش میرے زہر سے نہیں بچ سکے گی
مقدس ناگ یہ بھلائی اور نیکی کا کام ہے۔
میں زندہ لاش کی تباہی سے انسانوں کو ضرور
بچاؤں گی۔"
ناگ بولا: "مگر اس میں تمہاری جان جانے کا
بھی خطرہ ہے۔"
شروشی ناگن نے کہا:
"مجھے اپنی جان کی پروا نہیں مقدس ناگ:"
ناگ نے کہا:
"نہیں شروشی! یہ بات نہیں ہے۔ اگر تم زندہ
لاش سے پہلے ہلاک ہو گئیں تو پھر زندہ
لاش کی تباہی سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔
اس لیے زندہ لاش کو ہلاک کرنا ضروری ہے۔"
اب ناگ نے شروشی ناگن کو ساری بات ایک
بار سمجھائی کہ زندہ لاش کے جسم سے تابکاری کی ہلاکت
خیز شعاعیں نکلتی ہیں اور اسے زندہ لاش سے ایک

خاص فاصلے پر رہنا ہوگا۔"
شروشی ناگن نے کہا:
"مقدس ناگ! آپ بالکل فکر نہ کریں۔ میں زندہ
لاش سے خاص فاصلے پر ہی رہوں گی اور اسے
اس فاصلے کو عبور نہیں کرنے دوں گی۔"
ناگ نے کہا:
"تم آدھی رات سے کچھ پہلے میرے پاس آ
جانا میں تمہارا انتظار کروں گا۔"
شروشی ناگن نے سر جھکا کر کہا:
"جو حکم مقدس ناگ!"
اتنا کہنے کے بعد شروشی ناگن سانپ بھونپڑے کی
فضا میں ایک چکر لگا کر غائب ہو گیا۔
پادری صاحب نے ناگ سے پوچھا:
"شروشی ناگن تم نے اسے ساری بات سمجھا دی ہے
لیکن میں تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتا۔"
ناگ نے پادری صاحب! عنبر ماریا اور کیپٹن کو وہ
گفتگو بتا دی جو اس کے اور شروشی ناگن کے درمیان
ہوئی تھی۔
"مجھے یقین ہے کہ شروشی ناگن یہ کام کر لے
گی اب ہمیں رات ہونے کا انتظار ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ماریا اور کیپٹن خاموش ہو گئے۔

دن گذر گیا۔ رات آ گئی۔ برف پوش وادیوں میں اندھیرا چھا گیا۔ انہیں اب یہ خطرہ تھا کہ کہیں زندہ لاش آدھی رات سے پہلے شکل کر حملہ نہ کر دے۔ آدھی رات سے کچھ دیر پہلے انہیں دور پہاڑیوں میں زندہ لاش کی بھیانک چیخ سنائی دی۔

پادری صاحب نے کہا:

"زندہ لاش نکل آئی۔ مگر ابھی تک شروشی ناگن نہیں آئی۔"

ایک زناٹے کی آواز آئی اور شروشی ناگن سانپ کی شکل میں آ گئی۔ اس نے ناگ کو سلام کیا اور بولی:

"مقدس ناگ! ابھی تھوڑی دیر میں عجیب آدھی رات ہو جائے گی تو میرا چہرہ عورت کا بن جائے گا۔ پھر میرے اندر وہ ہلاکت خیز زہر پیدا ہو جائے گا۔ جو زندہ لاش کو پگھلا کر رکھ دے گا۔"

ناگ نے کہا:

"زندہ لاش جنگل میں آ چکی ہے۔ ہم آدھی رات کا بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔"

شروشی ناگن کہاں ہے۔ ناگ عنبر، کیپٹن، پادری اور ماریا کے سامنے فرش پر بیٹھ گئی۔ پادری صاحب نے گھڑی کو دیکھا۔ رات کے بارہ بجنے میں ابھی دو منٹ تھے۔ اچانک انہیں زندہ لاش کی چیخ سنائی دی۔ یہ چیخ پادری صاحب کے کان کے بالکل قریب سے سنائی دی تھی۔ سب کی آنکھیں کھڑکی کی طرف اٹھ گئیں۔

ناگ نے کہا:

"شروشی! زندہ لاش قریب پہنچ چکی ہے۔"

شروشی ناگن نے سانپ کی زبان میں کہا:

"میں بھی اپنے روپ میں آنے والی ہوں مقدس ناگ!"

ٹھیک رات کے بارہ بجے تو شروشی ناگن کا چہرہ ان کے دیکھتے دیکھتے ایک ایسی عورت کا چہرہ بن گیا جس کا رنگ سیاہ تھا اور وہ دانت سانپ کے دانتوں کی طرح باہر نکلے ہوئے تھے۔ ناگ نے کہا:

"زندہ لاش باہر آ گئی ہے۔ اب تم جاؤ اور بڑی ہوشیاری سے اپنا فرض ادا کرو۔"

اس کے ساتھ ہی زندہ لاش کی چیخ بلند ہوئی۔ یہ چیخ مکان کے سامنے والے درختوں میں سے بلند ہوئی تھی۔ شروشی ناگن نے ناگ سے انسانی آواز میں کہا:

"میں جا رہی ہوں مقدس ناگ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر شروسنی ناگن جس کا سر انسان کا تھا مگر باقی کا دھڑ سانپ کا تھا۔ کاٹج سے باہر نکل گئی۔

عنبر، کیٹی، ماریا، ناگ اور پادری صاحب کاٹج کی کھڑکی کے شیشے کے ساتھ لگ کر اندھیری رات میں آنکھیں کھول کر باہر دیکھنے لگے۔ رات کے اندھیرے میں برف کی سفید چادر دھندلی دھندلی دکھائی دے رہی تھی انہوں نے دیکھا کہ انسانی سر والا سانپ بڑی تیزی سے برف پر ایک طرف رینگتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک سامنے کے درختوں میں سے بلند قامت دیو نما بھیانک شکل والی زندہ لاش نکل کر سامنے آ گئی۔ اس کی نظر شروسنی ناگن پر پڑ چکی تھی۔ عنبر ناگ پادری ماریا اور کیٹی بے چینی سے یہ منظر تکنے لگے۔ زندہ لاش اپنے تیز ناخنوں والے ہاتھ پھیلائے شروسنی ناگن کی طرف بڑھی۔ شروسنی ناگن نے اپنا انسانی چہرہ اوپر اٹھا لیا اور آہستہ آہستہ زندہ لاش کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔

پھر کیا ہوا، جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۱۳
"ماریا طوفانی رات میں" پڑھیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا طوفانی ایکسپریس

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

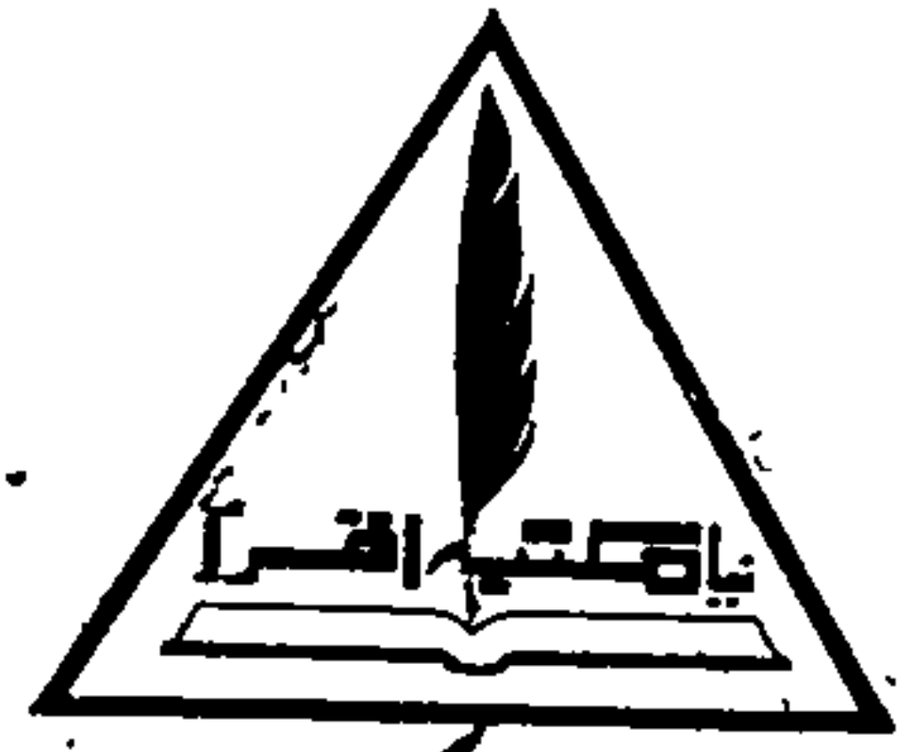

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

ماریا طوفانی رات میں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

۱۹۸۶ء
ناشر : نیا مکتبہ اقرأ ۳ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : [illegible] لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی تازہ قسط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ یہاں میں اپنے ان تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مجھے پیارے پیارے محبت بھرے خط لکھ کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ دعا کریں کہ میں آپ کے لیے ایسے ہی پیارے پیارے معلوماتی اور دلچسپ ناول لکھتا رہوں۔ کیوں کہ آپ دوست بڑے معصوم اور سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ معصوم اور سچے انسانوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ کئی دوستوں نے مجھ سے زرتاش مشن کے بارے میں سوال کیے ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ میں اب صرف عنبر ناگ ماریا اور کیئی کی داستان ہی لکھ رہا ہوں۔ دوسری کوئی کتاب نہیں لکھ رہا۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں عنبر ناگ ماریا کی داستان پر زیادہ سے زیادہ محنت کروں اور اسے زیادہ سے زیادہ دلچسپ معلومات سے پُر اور نصیحت آموز بناؤں تاکہ دلچسپی کے ساتھ ساتھ آپ کو زندگی کے بارے میں بھی حقیقی معلومات بھی حاصل ہوں۔

آپ کا انکل

۴۵۴ این راہِ چمن سمن آباد لاہور
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا طوفانی رات میں

فہرست

ماریا طوفانی رات میں
ڈاکو منکا بہادر
ناگ بے ہوش ہو گیا
بھیانک سیارہ
موت کا فرار

پھر اچانک شردھنی ناگن نے حملہ کر دیا۔
عنبر، ناگ، ماریا، کیپٹن اور پادری صاحب کانچ کی کھڑکی کے شیشے سے ساتھ لگے برفانی رات کے اندھیرے میں یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ زندہ لاش شردھنی ناگن کو دبوچنے ہی لگی تھی کہ عورت کے چہرے والی شردھنی ناگن نے حملہ کر دیا۔ اس کا حملہ یہ تھا کہ اس کے نتھنوں میں سے سبز رنگ کے دھوئیں کی لکیر بجلی کی تیزی سے نکل کر زندہ لاش کے چہرے سے ٹکرائی۔ لاش کے حلق سے ایک ایسی ڈراؤنی چیخ نکلی کہ ایک بار تو شردھنی ناگن بھی خوف کھا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

زندہ لاش کا سارا جسم ایک دم سبز پڑ گیا۔ پھر سیاہ ہو گیا۔ زندہ لاش اپنی جگہ سے پیچھے ہٹی۔ وہ مڑنا چاہتی تھی کہ اس کا جسم پگھلنے لگا۔ سب سے پہلے اس کے لمبے لمبے بازو موم کی طرح پگھل کر بہہ گئے۔ اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بعد اس کی ٹانگیں پگھل گئیں۔ زندہ لاش ایک ستون کی طرح دھم سے نیچے برف پر گر پڑی۔ شڑومنی ناگن نے ایک بار پھر سبز زہر کے دھوئیں کی لکیر اس کے جسم پر پھینکی۔

زندہ لاش کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ یہ اس کی زندگی کی آخری چیخ تھی۔ اس کے بعد زندہ لاش کا سارا جسم پانی بن کر برف پر بہہ گیا۔ زندہ لاش کا نام و نشان ختم ہو چکا تھا۔

پادری صاحب نے خوش ہو کر کہا:

"شڑومنی ناگن نے زندہ لاش کو ہلاک کر دیا۔"

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تیزی سے نکل کر شڑومنی ناگن کے قریب آ گئے۔ پادری صاحب بھی ان کے ساتھ تھے۔ ناگ نے شڑومنی ناگن کا شکریہ ادا کیا۔ برف پر اب زندہ لاش کا سبز رنگ کا پانی بہہ کر آہستہ آہستہ غائب ہو رہا تھا۔

شڑومنی ناگن نے کہا:

"مقدس ناگ! میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔"

پادری صاحب نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"ناگ بیٹا! اس ناگن کو کہو کہ اس نے ایک ظالم لاش سے انسانیت کو نجات دلا کر نیکی کا کام کیا ہے۔ خدا اسے اس کا اجر دے گا۔"

ناگ نے یہ بات ناگن کو بتائی تو وہ مسکرائی اور بولی:

"میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے مقدس ناگ! اگر خداوند اسے قبول کرے تو میری خوش قسمتی ہو گی۔ اب مجھے اجازت دی جائے۔ میں جاؤنگی۔"

ناگ نے شڑومنی ناگن کو اجازت دے دی۔ ناگن فضا میں بلند ہوئی اور پھر ہوا میں اڑتی ہوئی اندھیری رات میں غائب ہو گئی۔

پادری صاحب نے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کو ساتھ لیا اور واپس کاٹیج میں آ کر آتشدان کے پاس بیٹھ گئے۔

عنبر نے پادری صاحب سے کہا:

"اب ہمیں اپنے ساتھی مقیوسانگ کی تلاش میں یہاں سے خلا میں جانا ہو گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم زندہ لاش کے غار میں جا کر کسی پرانے راکٹ کی مرمت کریں۔ کیونکہ وہاں کسی زمانے میں خلائی سنٹر تھا۔"

پادری صاحب نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی ایک خلائی لڑکی ہے۔ میرا خیال ہے وہ راکٹ کو پھر سے ٹھیک ٹھاک کرلے گی۔ کیوں کیٹی! تمہارا کیا خیال ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"فادر! میں نے خلائی سنٹر کے غار میں جو خلائی راکٹ دیکھے ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ پھر سے فضا میں بلند ہو سکیں۔"

ناگ بولا: "اس کا مطلب ہے کہ ہمیں یہاں مریخ والوں کے ٹھکانے پر جا کر کوئی راکٹ اڑانا ہوگا۔"

ماریا نے کہا:

"کیا ہم عنبر کا غیبی شیشہ استعمال نہیں کر سکتے؟ اگر کیٹی اس کی ڈگری کی سمت ٹھیک کر دے تو ہم اکٹھے کسی خلائی سیارے پر پہنچ کر تھیوسانگ کی تلاش جاری رکھ سکتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"عنبر! مجھے غیبی شیشہ دکھاؤ۔"

عنبر نے غیبی شیشہ نکال کر کیٹی کے حوالے کر دیا۔ کیٹی اسے غور سے دیکھنے لگی۔ پادری صاحب، ماریا اور ناگ

بھی دلچسپی سے اسے تک رہے تھے۔ کیٹی نے دیکھا کہ غیبی شیشے کے پیچھے بٹن اور سوئی کے ساتھ کئی ایک خلائی ہندسے بنے ہوئے تھے۔ یہ ڈگریوں کے نشان تھے۔ خلائی لڑکی ہونے کی وجہ سے وہ ان ڈگریوں کے ہندسے پڑھ سکتی تھی مگر سوئی کا نشان کس سیارے کی طرف تھا؟ یہ جاننا بہت مشکل تھا۔

کیوں کہ یہ مریخ والوں کا غیبی شیشہ تھا۔

"کیا خیال ہے کیٹی؟" ناگ نے پوچھا۔

کیٹی بولی: "خطرہ مول لینے والی بات ہے۔ ویسے اس کی مدد سے ہم چاروں خلا میں کسی نہ کسی سیارے پر پہنچ سکتے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ یہاں سے اڑ کر خلا میں کسی نہ کسی سیارے پر پہنچ جائیں اس کے بعد وہاں جا کر سوچیں گے کہ ہمیں اپنے ساتھی تھیوسانگ کو کہاں تلاش کرنا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے ہم جس سیارے پر پہنچیں تھیوسانگ بھی اسی سیارے پر موجود ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کہنے لگی:

"میری رائے میں تمہیں اس معاملے پر ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم یہاں سے غائب تو ہو جاؤ مگر خلا میں ایک دوسرے سے بچھڑ جاؤ۔"

ماریا نے پوچھا:

"کیٹی! کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"ایسا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ آنکھیں بند کر کے چھلانگ لگانے والی بات ہے۔"

ناگ نے کہا:

"کچھ بھی ہو کم از کم ہم اس دنیا سے تو نکل جائیں گے۔"

عنبر نے کیٹی کے ہاتھ سے غیبی شیشہ لے کر کہا:

"پھر ٹھیک ہے۔ ہمیں یہاں سے ٹیک آف کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔"

پادری صاحب خاموشی سے عنبر کی طرف دیکھنے لگے۔

عنبر نے کہا:

"فادر! آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ ہم اپنے مقصد

میں کامیاب ہوں۔"

پادری صاحب بولے:

"جو انسان دوسرے انسان کی بھلائی کے لیے گھر سے نکلتا ہے خدا وند اس کی مدد کرتا ہے۔"

ماریا بولی: "میں تم لوگوں کے درمیان میں کھڑی ہوں گی کیونکہ نہ میں تمہارا ہاتھ پکڑ سکتی ہوں نہ تم میرا ہاتھ پکڑ سکتے ہو۔"

ناگ نے کہا:

"ٹھیک ہے تم میرے اور کیٹی کے بیچ میں آ جاؤ۔"

انہوں نے باری باری پادری صاحب سے ہاتھ ملایا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ کیٹی نے اس عرصے میں غیبی شیشے کی سوئی ایک خاص ڈگری پر لگا دی تھی۔ اس کے خلائی علم کے حساب سے یہ ایک ایسی کہکشاں کی ڈگری تھی جہاں آکسیجن پائے جانے کا بہت امکان تھا۔

عنبر نے غیبی شیشہ اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور کہا:

"کیٹی ماریا ناگ! میرے ارد گرد کھڑے ہو کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لو۔ خبردار ہاتھ کسی صورت میں نہ چھوڑنا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مکے۔

ماریا نے کہا:

"میں کیا کروں گی؟"

ناگ بولا: "تم ہمارے درمیان خاموشی سے کھڑی رہنا۔"

عنبر کہنے لگا:

"جب ہم ایک ایک کر کے روشنی کے دائرے میں داخل ہوں تو اپنی آنکھیں بند کر لینا۔"

پادری صاحب آتشدان سے ہٹ کر کھڑے یہ دلچسپ نظارہ دیکھنے لگے۔

عنبر نے غیبی شیشے کا بٹن دبا کر سامنے دیوار پر گول روشنی کا دائرہ پھینکا۔ یہ دائرہ زرد روشنی سے دمک رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"اس دائرے کی طرف چلو۔"

کیٹی، ناگ، عنبر ایک ایک قدم اٹھاتے، ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے روشن دائرے کی طرف بڑھے ماریا ان کے درمیان میں تھی۔ جہاں روشنی کا دائرہ فرش سے ٹکرا رہا تھا وہاں جا کر کھڑے ہو گئے۔

پادری صاحب تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ روشنی

کے دائرے میں داخل ہوتے ہی ناگ، عنبر اور کیٹی کے ساتھ غائب ماریا کا جسم بھی چاندی کی طرح چمکنے لگا۔ پھر ان کے جسم چاندی کے ذروں میں بدل گئے اور پادری صاحب کی آنکھوں کے سامنے عنبر ناگ کیٹی اور ماریا غائب ہو گئے۔ ان کے غائب ہونے کے بعد روشنی کا دائرہ بھی بجھ گیا۔

پادری صاحب نے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے لیے دعا کی اور آتشدان کے پاس بیٹھ کر بائبل پڑھنی شروع کر دی۔

عنبر نے آنکھیں کھول دیں۔

سب سے پہلے اس کے پاؤں کسی سخت چیز سے ٹکرائے۔ اس نے دیکھا کہ ناگ اور کیٹی بھی اس کے ساتھ تھی۔ اسے ماریا کی خوشبو بھی آ رہی تھی۔ عنبر نے خوشی سے چلا کر کہا:

"ماریا! تم بھی ساتھ ہو؟"

"ہاں" ماریا نے کہا۔

ناگ بولا: "یہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟"

کیٹی نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ اس نے کہا:

"ہم کسی سیارے کے چھوٹے سے ٹکڑے پر ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو خلا میں تیر رہا ہے۔"

ناگ عنبر ماریا نے بھی دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی خلائی چٹان کے اوپر کھڑے تھے یہ سیاہ چٹان خلا میں بڑی رفتار سے ایک طرف بھاگی جا رہی تھی

ماریا نے کیٹی سے پوچھا:

"کیٹی! یہ تو کوئی سیارہ نہیں ہے۔ بلکہ کسی سیارے کا ٹکڑا ہے۔ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

کیٹی نے غور کرتے ہوئے کہا:

"یہ چٹان ہمیں کسی سیارے کی طرف لے جا رہی ہے۔ ایک بات کی تسلی ہے کہ یہاں خلا میں آکسیجن موجود ہے ہم کسی بہت بڑے سیارے کی فضا میں ہیں ہم خلا میں نہیں ہیں۔"

یہ بڑی اچھی بات تھی۔ کیوں کہ اگر وہ خلا میں ہوتے تو آکسیجن نہ ہونے کی وجہ سے انہیں نقصان پہنچ سکتا تھا۔ سیاہ خلائی چٹان بڑی تیزی سے فضا میں آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ فضا میں خلا کی تاریکی نہیں تھی۔ آسمان بادلوں میں گھرا ہوا تھا اور ان کے پیچھے سے ہلکی ہلکی دن کی روشنی نکل رہی تھی۔

چٹان فضا میں آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔ اچانک

عنبر نے دور فضا میں ایک طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دور فضا میں ایک بہت بڑا چہرہ دیکھا جو آہستہ آہستہ قریب آ رہا تھا۔

"یہ کس کا چہرہ ہے کیٹی؟" عنبر نے پوچھا۔

سب اس چہرے کو تک رہے تھے ناگ بولا:

"مجھے تو یہ کسی جانور کا چہرہ لگ رہا ہے۔"

ماریا بولی: "یہ تو کسی بہت بڑے بھیڑیئے کا چہرہ ہے۔"

ناگ نے کہا:

"اس کا منہ کھلا ہے۔ اس کے لمبے نوکیلے دانت مجھے صاف نظر آ رہے ہیں۔ کیا تم بھی دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں" عنبر نے کہا۔

کیٹی کہنے لگی:

"یہ کسی پُراسرار کہکشاں کا سیارہ ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"لیکن یہ بھیڑیا ہمارے سامنے فضا میں کیوں منہ پھاڑے کھڑا ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"ہو سکتا ہے یہ بھیڑیئے کا منہ اس پُراسرار سیارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں داخل ہونے کا دروازہ ہو۔"

ٹاگ نے خبردار کرتے ہوئے کہا:

"ہوشیار ہو جاؤ۔ ہماری چٹان اس بھیڑیئے کے منہ میں داخل ہونے والی ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میرے خداوند! کس قدر بھیانک اور بڑا منہ ہے اس بھیڑیئے کا۔"

"اس کی زرد آنکھیں بھی چمک رہی ہیں۔" عنبر نے کہا۔

"کیٹی بولی: "ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لو۔ ہو سکتا ہے۔ بھیڑیئے کے منہ میں داخل ہوتے وقت ہمیں جھٹکا لگے۔"

انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیے۔ سیاہ خلائی چٹان کی رفتار بھیڑیئے کے بہت بڑے کھلے ہوئے بھیانک منہ کے قریب پہنچ کر آہستہ ہو گئی تھی۔ اب انہیں خلائی بھیڑیئے کا کھلا ہوا منہ صاف نظر آنے لگا تھا۔ یہ کسی آدم خور بھیڑیئے کا منہ تھا جو پہاڑ کی طرح تھا اور کسی بہت بڑے اونچے لمبے قلعے کے دروازے کی طرح کھلا تھا۔ سیاہ خلائی چٹان بھیڑیئے کے منہ میں داخل ہو گئی۔

بھیڑیئے کے منہ میں داخل ہوتے ہی انہیں ایک جھٹکا لگا۔ کیٹی کا خیال درست تھا۔ اب وہ خلائی بھیڑیئے کے حلق میں سے گذر رہے تھے۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ ماریا ان کے درمیان بیٹھی تھی۔ خلائی چٹان اندھیرے میں تیرتی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔

پھر انہیں بھیڑیئے کے حلق میں دور سفید روشنی نظر آئی۔ اس روشنی میں انہوں نے سیاہ پتھروں کے اونچے اونچے ستونوں والا ایک میدان دیکھا۔ روشنی قریب آ گئی تھی۔ پتھر کے ستونوں کے اوپر بھیڑیئے کا منہ بنا ہوا تھا جو کھلا تھا اور جس کے نوکیلے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔

سیاہ خلائی چٹان آہستہ سے اس میدان کے ساتھ لگ گئی۔

عنبر نے چٹان پر سے چھلانگ لگا دی۔

کیٹی نے کہا:

"اس پر سے کود جاؤ۔ یہ واپس جا رہی ہے۔"

عنبر کے ساتھ ہی کیٹی اور ٹاگ بھی چٹان سے کود گئے۔ ماریا بھی اچھل کر دوسری طرف آ گئی۔

"میرے خداوند! یہ تو کوئی ڈراؤنے خواب کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیارہ ہے ۔"

عنبر ناگ اور کیٹی بھی حیرت سے اونچے لمبے سیاہ پتھریلے ستونوں کو دیکھ رہے تھے۔ جن کے اوپر کھلے منہ والے بھیڑیئے کے سر بنے تھے۔

عنبر نے کہا:

"یہاں ضرور بھیڑیوں کی مخلوق آباد ہو گی۔"

ناگ بولا: "ہمیں ان سے چوکس رہنا ہو گا۔ وہ کسی بھی طرف سے اچانک ہم پر حملہ کر سکتے ہیں۔ آسمان پر بادل ہیں مگر روشنی بھی ہے۔ میرا خیال ہے میں عقاب بن کر اس علاقے کا جائزہ لیتا ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"ابھی نہیں ناگ بھیا! ابھی ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ یہاں کیا کچھ چھپا ہوا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"کیٹی! تم خلائی لڑکی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

کیٹی نے گہرا سانس کھینچ کر کہا:

"فضا میں آکسیجن موجود ہے۔ یہاں ضرور پانی بھی ہو گا۔ مگر سبزہ نہیں ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ

کاربن ڈائی آکسائڈ یہاں کسی دوسرے روپ میں ظاہر ہوئی ہو گی۔"

"کیا مطلب؟" ناگ نے پوچھا۔

کیٹی بولی: "مطلب یہ کہ اگر کاربن ڈائی آکسائیڈ یہاں درختوں اور سبزے کی شکل میں نہیں اُگتی تو وہ کسی دوسری شکل میں بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔"

وہ اسی طرح باتیں کرتے سیاہ ستونوں کے درمیان سے گذر رہے تھے۔ انہیں ابھی تک وہاں کوئی مخلوق نہیں ملی تھی۔ ستونوں والے میدان میں دن کی دھیمی دھیمی روشنی پھیلی تھی۔

عنبر کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے یہاں تھیوسانگ مل جائے۔"

کیٹی نے کہا:

"یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ یہاں کی مخلوق کون ہے۔"

چلتے چلتے وہ میدان کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ یہاں پتھروں کے اونچے اونچے سیاہ ستونوں کے درمیان سیارہ زمین پر ایک بہت بڑے بھیڑیئے کا منہ کھلا ہوا تھا۔ یہ بھیڑیئے کا دیو قامت بُت تھا جو گردن تک زمین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں دھنسا ہوا تھا۔ بھیڑیئے کا منہ کھلا تھا اور اس کے حلق میں سیاہ پتھر کی سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اس بت کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ سیڑھیاں ضرور کسی غار میں جاتی ہوں گی۔" ماریا نے کہا۔

عنبر بولا: "سوال یہ ہے کہ اس غار میں کیا ہو گا؟"

کیٹی نے کہا:

"اس کے لیے ہمیں اس کے اندر جانا ہو گا۔"

ناگ کہنے لگا:

"بہتر ہے کہ میں اکیلا سانپ کی شکل میں اس کے اندر جا کر دیکھتا ہوں۔"

ماریا کہنے لگی:

"تمہاری جگہ اگر میں جاؤں تو زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ تم سانپ بن کر بھی جاؤ گے تو نظر آؤ گے۔ میں غائب ہوں۔ مجھے کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔"

کیٹی نے عنبر سے پوچھا:

"تمہارا کیا خیال ہے عنبر بھیا؟"

عنبر کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا:

"میں ماریا کو خطرے میں ڈالنے کے حق میں نہیں ہوں۔ خدا جانے اس غار کے اندر کیا طلسم ہو اور ماریا کسی مصیبت میں پھنس جائے۔"

ماریا نے قہقہہ لگایا اور بولی:

"عنبر بھائی! ساری زندگی مصیبتوں میں پھنستے نکلتے گذر گئی ہے۔ مصیبتوں سے گھبرانا نہیں چاہیے۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر جلدی سے واپس آ جانا اندر زیادہ دیر مت لگانا۔ کیوں عنبر؟"

عنبر نے ناگ سے مشورہ کیا۔ ناگ بولا:

"میں اب بھی یہی کہوں گا کہ ماریا کی بجائے مجھے غار میں اترنا چاہیے۔"

اچانک عنبر بولا:

"ماریا کی خوشبو دور ہو رہی ہے۔"

ناگ نے چلا کر کہا:

"ماریا! تم کہاں ہو؟"

کیٹی بولی: "میرا خیال ہے وہ غار میں اتر رہی ہے۔"

ماریا کی دور سے آواز آئی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں سیڑھیاں اتر رہی ہوں۔ تم لوگ میری بالکل فکر نہ کرو۔ میں بہت جلد نیچے کا حال معلوم کر کے واپس آ جاؤں گی۔"

"ماریا! واپس آ جاؤ۔" عنبر نے چیخ کر کہا۔

مگر ماریا جا چکی تھی۔ اس کی خوشبو بہت مدھم پڑ گئی تھی۔ ماریا بھیڑیئے کے منہ کی سیڑھیاں اتر کر آخری سیڑھی پر پہنچ گئی تھی۔

عنبر، کیٹی اور ناگ بھیڑیئے کے منہ کے پاس پتھر پر بیٹھ گئے۔

عنبر نے سانس بھر کر کہا:

"ہمیں اب ماریا کا انتظار کرنا چاہیے۔"

ناگ بولا:

"میں ماریا کے پیچھے جا رہا ہوں۔"

عنبر نے ناگ کا بازو پکڑ لیا۔

"نہیں نہیں ناگ! میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔ ماریا جو غلطی کر چکی ہے وہ تم نہیں کرو گے۔ اب ہمیں اسی جگہ بیٹھ کر ماریا کا انتظار کرنا ہوگا۔"

ماریا نے آخری سیڑھی پر پہنچ کر دیکھا کہ اس کے

سامنے ایک گول سرنگ بنی ہوئی ہے۔ ماریا نے سرنگ میں چلنا شروع کر دیا۔ سرنگ ایسی نہیں تھی کہ جیسی پہاڑیوں کے اندر ہوا کرتی ہے۔ بلکہ یہ کسی ماڈرن زیر زمین لیبارٹری کی سرنگ لگ رہی تھی جس کی چھت پر زرد اور سفید پتھر کی ٹائیلیں لگی تھیں اور ان میں سے کہیں کہیں خود بخود روشنی نکل رہی تھی۔

آگے جا کر یہ سرنگ ایک طرف گھوم گئی۔

سرنگ کی دیوار بیضوی تھی اور یہاں بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سیاہ پتھر کے چھوٹے چھوٹے ستون لگے تھے۔ جن پر وہی بھیڑیئے کا کھلے منہ والا بت لگا تھا۔ آگے ایک گول دروازہ آ گیا۔ اس دروازے پر تانبے کا بڑا تالا لگا تھا۔ ماریا کو تالا کھولنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ گول دروازے میں سے گذر گئی۔

دوسری طرف ایک شاندار اونچی چھت والا بڑا کمرہ تھا۔ چھت میں شیشے کے چوکھٹے لگے تھے۔ ان چوکھٹوں میں سے روشنی آ رہی تھی۔ سامنے والی دیوار بھی سفید اور زرد پتھروں سے بنی تھی اور ان پر پانچ بھیڑیوں کے کھلے منہ بنے ہوئے تھے۔ یہ کھلے منہ اتنے بڑے تھے کہ ان میں سے ایک آدمی آسانی سے گذر سکتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ان بھیڑیوں کے منہ کے اندر تاریکی چھائی تھی۔ ماریا نے قریب جا کر دیکھا۔ ہر بھیڑیئے کے منہ کے آگے شیشہ لگا تھا جس طرح کہ کیمرے کے منہ پر شیشے کا لینز لگا ہوتا ہے۔

ماریا نے دیکھا کہ ہر بھیڑیئے کے منہ کے اوپر رومن ہندسوں میں ہزار دو ہزار تین ہزار چار ہزار اور پانچ ہزار لگا تھا۔ ماریا درمیان والے بھیڑیئے کے منہ کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کی دائیں جانب دو اور بائیں جانب بھیڑیئے کے دو منہ تھے۔ ماریا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ بھیڑیوں کے یہ منہ کس مقصد کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ہر بھیڑیئے کے منہ پر ایک شیشہ لگا تھا۔ ہر بھیڑیئے کے منہ کے پاس سرخ رنگ کا ایک بٹن لگا تھا۔

ماریا نے درمیانی بھیڑیئے کے منہ کے اوپر دیکھا اس پر تین ہزار لکھا تھا۔ ماریا بھیڑیئے کے منہ کے پاس جا کر اس پر لگے شیشے میں سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اسے دوسری طرف کچھ نظر نہ آیا۔ بھیڑیئے کے منہ کے اندر گہری تاریکی اور گھپ اندھیرا تھا۔

ماریا اس شیشے کے اندر سے گذر سکتی تھی مگر وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ باہر سے کچھ نظر آتا ہے کہ نہیں باہر سے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ماریا نے بھیڑیئے

کے منہ کے پاس دیوار پر لگے بٹن کو آہستہ سے چھوا بٹن سخت تھا۔

ماریا نے بٹن کو ذرا سا دبایا۔

بٹن ایک بار اندر کو دب کر واپس اپنی جگہ پر آگیا۔

بٹن کے دبتے ہی درمیان والے بھیڑیئے کے منہ پر لگا ہوا شیشہ آہستہ آہستہ ایک طرف سرکنے لگا۔ شیشہ ہٹ گیا۔ ماریا ذرا آگے کو جھکی کہ اندر جھانک کر دیکھے کہ اچانک جیسے کسی زبردست کشش نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور ماریا بھیڑیئے کے منہ کے اندر گھستی ہوئی چلی گئی۔ ماریا کے اندر جاتے ہی شیشہ اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

ماریا نے اپنے آپ کو زبردست آندھی کے جھکڑ میں پایا۔ وہ کاغذ کے پرزے کی طرح اڑنے لگی۔ اتنی تیز ہوا تھی کہ اس کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔ اتنا تیز ہواؤں کا شور تھا کہ اس کے کان پھٹنے لگے تھے۔ آندھی ماریا کو اڑائے لیے جا رہی تھی۔ ماریا اپنے آپ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کر رہی تھی مگر ہوا اس قدر تیز تھی کہ وہ بے بس ہو گئی تھی۔

وہ گیند کی طرح گھومتی، اچھلتی، اڑتی ہوئی کسی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نامعلوم مقام کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ پھر ہواؤں کا شور کم ہونے لگا۔ آندھی کا زور ٹوٹ گیا۔ ماریا نے آنکھیں کھول دیں۔

سب سے پہلے جو چیز اسے نظر آئی وہ اس کا اپنا جسم تھا۔ ماریا کانپ اٹھی۔ وہ نظر آنے لگی تھی اس کا جسم ظاہر ہو گیا تھا۔ اب وہ غیبی ماریا نہیں تھی۔ اس نے دیکھا کہ آسمان پر بجلی چمک رہی ہے۔ بادل گرج رہے ہیں۔ تیز بارش ہو رہی ہے اور نیچے اندھیری رات میں درختوں کے جھنڈ سیاہ دھبوں کی طرح دکھائی دے رہے ہیں۔

وہ ایک گھومتی ہوئی اڑن طشتری کی طرح فضا میں چکراتی ہوئی نیچے زمین کی طرف آ رہی تھی۔ ماریا نے دو باتیں خاص طور پر محسوس کیں کہ ایک تو بارش میں اسے سردی نہیں لگ رہی تھی اور دوسری بات یہ کہ فضا میں اپنی زمین ایسی آکسیجن اور درختوں کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ نیچے آ رہی تھی۔ وہ درختوں کے درمیان ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے آ کر اتر گئی۔

ماریا نے دیکھا کہ اس کا لباس بدل گیا تھا۔ وہ انگلش

گاؤن کی بجائے بسنتی رنگ کی ساڑھی میں ملبوس تھی۔ گلے میں سفید موتیوں کا ہار تھا۔ انگلیوں میں شاندار قیمتی ہیروں والی انگوٹھیاں تھیں۔ پاؤں میں جو جوتی تھی اس پر بھی ہیرے جڑے تھے۔ ماریا بڑی حیران ہوئی یہ شاندار لباس کہاں سے آ گیا؟

ضرور میں کسی طلسمی دنیا میں آ گئی ہوں۔ ماریا نے سوچا بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔ ماریا کے بال اور شاندار ریشمی ساڑھی بارش میں بھیگ رہی تھی مگر اسے سردی بالکل نہیں لگ رہی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ ماریا اگرچہ سب کو نظر آ سکتی ہے مگر اس کے جسم کی طاقت ختم نہیں ہوئی۔ ماریا بارش میں ندی کے کنارے کھڑی تھی۔ اس نے دیکھا کہ دور جنگل کے اندھیرے میں روشنی اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈاکو منگا بہادر

ماریا اس روشنی کی طرف بڑھنے لگی۔

ماریا نے اتنا اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کسی دوسری دنیا میں پہنچ گئی ہے۔ مگر یہ کون سی دنیا تھی؟ اسے معلوم نہیں تھی۔ اسے یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ اس نے شاہی لباس پہن رکھا ہے۔ ندی کے کنارے چلتے ہوئے ماریا نے دیکھا کہ بارش میں بھیگتے جنگل کے اندھیرے میں سے چار آدمی ہاتھوں میں مشعلیں لیے باہر نکلے۔ ان کے جسموں پر زرہ بکتر تھا۔ کمر کے ساتھ تلواریں لٹک رہی تھیں۔ یہ چاروں سپاہی تھے۔ ماریا وہیں رک گئی۔

ماریا نے ہوا میں اڑنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے جسم کو اوپر نہ اٹھا سکی۔ اتنے میں چاروں سپاہی اس کے پاس آ کر ایک دم جھک گئے پھر ایک سپاہی آگے بڑھا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا:

"راج کماری پشپاولی! بھگوان کا شکر ہے کہ آپ ہمیں مل گئیں۔ مہاراج اور مہارانی آپ کے گم ہو جانے سے سخت پریشان تھے۔"

ماریا سمجھ گئی کہ وہ کسی ایسے زمانے میں آ گئی ہے جہاں وہ کسی بادشاہ یا مہاراج کی بیٹی کے روپ میں ظاہر ہو گئی ہے اور اس کی شکل اس مہاراج کی بیٹی پشپاولی کی ہو گئی ہے۔ اب اسے یہ دیکھنا تھا کہ یہ کون سا زمانہ ہے؟ اور اس کے پاس ایسی کوئی خفیہ طاقت ہے کہ یہاں سے اپنے اصلی ماریا کے روپ کو بدل کر فرار ہو سکے۔

ماریا پریشان ضرور ہوئی مگر اس نے اپنے حواس اور حوصلہ برقرار رکھا۔ اس کے ساتھ جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔ کاش وہ بھیڑیئے کے منہ کے پاس لگے ہوئے سرخ بٹن کو نہ دباتی۔ اسے عنبر ناگ اور کیٹی کا خیال آ رہا تھا کہ جانے وہ کس حال میں ہوں گے۔

ماریا نے سپاہیوں سے کہا:

"میں جنگل میں راستہ بھول گئی تھی۔"

ایک سپاہی اسی وقت گھوڑا لے آیا اور اس نے شہزادی یعنی راج کماری پشپاولی یعنی ماریا کے اوپر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی چھتری کھول کر پھیلا دی۔ تا کہ اس پر اور بارش نہ گرے۔ ماریا گھوڑے پر بیٹھ گئی۔ سپاہی بھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے گرتی بارش والے جنگل کی اندھیری رات میں ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ سپاہی آگے آگے تھے۔

جنگل میں ایک جگہ راجہ کا شاہی کیمپ لگا تھا۔ شاہی خیمے کے باہر آگ جل رہی تھی۔ اس آگ کے اوپر لوہے کی چھتری تان دی گئی تھی۔ خیمے کے اندر روشنی ہو رہی تھی۔ باہر بھی خیمے کے دروازے پر دو سپاہی مشعلیں لیے کھڑے تھے۔ چار سپاہی ننگی تلواریں تھامے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے شہزادی یعنی راج کماری پشپاولی (ماریا) کو آتے دیکھا تو فوراً پرے ہٹ گئے۔ ایک پہرے دار نے خوشی سے اعلان کیا کہ راج کماری جی تشریف لا رہی ہیں۔ خیمے کا پردہ ہٹا اور اندر سے ایک گہرے گندمی رنگ کا مضبوط جسم والا راجہ باہر نکلا۔ اس نے اپنے جسم پر سونے کے زیور پہن رکھے تھے۔ لباس ریشم کا تھا۔ سر پر تاج تھا۔ اس کے ساتھ اس کی مہارانی بھی تھی۔ مہارانی نے بھی قیمتی زیورات پہن رکھے تھے۔ پیچھے پیچھے کنیزیں آ رہی تھیں

راجہ نے آگے بڑھ کر ماریا کو سینے سے لگا لیا۔

"میری بچی پشپاولی! تم کہاں چلی گئی تھیں"

مہارانی نے بھی آگے بڑھ کر ماریا کے ماتھے کو چوما اسے گلے سے لگایا اور بولی:

"بھگوان کا شکر ہے کہ میری بچی مجھے زندہ مل گئی"

راجہ نے اسی وقت اعلان کیا:

"ہم شکار گاہ سے اسی وقت واپس اپنے محل کو چلیں گے۔"

ماریا کو خیمے میں لے جا کر شاندار نرم ریشمی بستر پر لٹا دیا گیا۔ کنیزوں نے ماریا کا بھیگا ہوا لباس تبدیل کیا۔ ایک کنیز نے جو راج کماری پشپاولی کی خاص سہیلی معلوم ہوتی تھی آگے بڑھ کر کہا:

"راج کماری! کہیں جنگل میں کوئی راجکمار تو نہیں مل گیا تھا؟"

اور خود ہی مسکرانے لگی

ماریا نے کہا:

"ایسی بات نہیں تھی۔"

خاص سہیلی نے تعجب سے کہا:

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"راجکماری جی! یہ پہلا موقع ہے کہ آپ نے مجھے میرے نام سے نہیں پکارا۔"

ماریا کو کیا خبر تھی کہ اس کا نام کیا ہے۔ اس لئے کہا:

"کبھی کبھی تمہارا نام بھول جاتی ہوں۔"

سہیلی مسکرا کر بولی:

"اچھا اب نہ بھولنا راج کماری۔ میرا نام کیسری ہے۔"

راجہ جنگل میں شکار کھیلنے آیا تھا۔ اسی رات خیمے اکھاڑ دیئے گئے اور شاہی قافلہ گھوڑوں اور رتھوں پر سوار ہو کر واپس محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں باتوں ہی باتوں میں ماریا نے اپنی خاص سہیلی کیسری سے معلوم کر لیا کہ وہ تین ہزار سال پیچھے کے زمانے میں آ گئی ہے اور یہ تین ہزار سال پہلے کا ملک ہندوستان ہے۔ وہ مہاراج بھمبیار کی اکلوتی بیٹی پشپاولی ہے۔ راجہ ریاست مونگھیل پر حکومت کرتا ہے اور پاٹلی پتر اس کا دارالحکومت ہے جہاں اس کا شاندار محل ہے۔

سہیلی کیسری کی باتوں سے ماریا کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا راجہ باپ بھمبیار بہت ہی ظالم راجہ

ہے اور رعایا اس کے ظلم سے بہت تنگ ہے مگر راجہ کے آگے دم نہیں مار سکتی۔ بارش والی رات میں یہ شاہی قافلہ ریاست مونگھیل کی راجدھانی یعنی دارالحکومت پاٹلی پتر کے شاہی محل کی طرف جا رہا تھا اور ماریا اپنے شاہی رتھ کے اندر خاموش بیٹھی سوچ رہی تھی کہ عنبر ناگ اور کیٹی کس حال میں ہوں گے۔

جب ماریا کو بھیڑیئے کے منہ والے غار میں اترے بیس پچیس منٹ گذر گئے تو باہر بیٹھے عنبر ناگ اور کیٹی کو بے چینی ہوئی کہ ماریا نے اتنی دیر کہاں لگا دی؟

عنبر بولا: "میں اسی لیے ماریا کو غار میں نہیں بھیج رہا تھا۔"

ناگ نے کہا:

"میں جا کر پتہ کرتا ہوں۔"

کیٹی نے پریشان ہو کر کہا:

"کہیں تم بھی غائب نہ ہو جانا۔"

ناگ مسکرایا: "تمہارا کیا خیال ہے کہ ماریا غائب ہو گئی ہے؟ اری وہ تو پہلے ہی غائب ہوئی ہے۔ میں ابھی جا کر پتہ کرتا ہوں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر ناگ نے عنبر کو بھی تسلی دی اور بھیڑیئے کے منہ کے اندر بنی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگا۔ وہ سیاہ سانپ کے روپ میں تھا۔ ماریا کی طرح ناگ بھی سرنگ میں سے گذر کر شاندار ہال کمرے میں آ گیا جہاں سامنے والی دیوار پر پانچ بھیڑیوں کے کھلے منہ بنے ہوئے تھے۔ ناگ خاموشی سے ان بھیڑیوں کے کھلے چہروں کو تکنے لگا۔ پھر وہ رینگتا ہوا ان کے قریب گیا اور ان کے اوپر لکھے ہوئے رومن ہندسوں کے پاس سے ہو کر درمیان والے بھیڑیئے کے منہ کے قریب آ گیا۔ اسے یہاں سے ماریا کی ہلکی خوشبو آئی۔ ناگ نے بھیڑیئے کے منہ کے پاس لگے سرخ بٹن کو سونگھا۔

ماریا کی خوشبو اس بٹن میں سے آ رہی تھی۔

اس نے بھیڑیئے کے کھلے منہ میں لگے ہوئے کیمرے کی طرح کے گول شیشے کو سونگھا۔ اس شیشے میں ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ نے سوچا کہ ضرور ماریا نے اس بٹن کو انگلی سے دبایا ہوگا اور بٹن پر اس کے جسم کی لہروں کی خوشبو باقی رہ گئی اور وہ کسی پُراسرار حادثے کا شکار ہو گئی۔

ناگ نے پہلے سوچا کہ اس بٹن کو دبا کر دیکھے کہ کیا ہوتا ہے۔ مگر پھر وہ رُک گیا۔ دوسرے بھیڑیئے کے منہ پر ۴ ہزار کا رومن ہندسہ لکھا تھا۔ وہ واپس جانے لگا تو اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے ماریا بھیڑیئے کے منہ کے اندر شیشے کی دوسری طرف پھنس گئی ہو اور باہر نہ آ سکتی ہو۔ اس خیال کے ساتھ ناگ واپس درمیان والے بھیڑیئے کے منہ کے پاس آ گیا۔ یہ وہی بھیڑیئے کا منہ تھا جس میں ماریا گم ہوئی تھی۔

ناگ کو اپنے آپ پر بہت اعتماد تھا۔ اس کو ماریا کا بھی بے حد خیال تھا۔ بٹن کو دبا کر دوسری طرف سے ماریا کو نکال لینا چاہیے۔ یہ سوچ کر ناگ نے سرخ بٹن پر منہ رکھ کر اسے دبا دیا۔

بٹن کے دبتے ہی پہلے کی طرح اب بھی بھیڑیئے کے منہ والا شیشہ ایک طرف کو سرک گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ شیشے کے اندر گھپ اندھیرا تھا۔ اس نے وہی غلطی کی جو ماریا اس سے پہلے کر چکی تھی۔ ناگ نے بھیڑیئے کے منہ کے اندر گردن ڈال دی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کہیں ماریا وہاں تو نہیں ہے۔ ابھی اس نے اپنی گردن اندر ڈالی ہی تھا کہ کسی زبردست کشش

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے اسے اندر کھینچ لیا۔

ناگ نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی مگر وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ وہ بھیڑیئے کے منہ کے اندھیرے میں گر پڑا اور اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی نلکی میں اترتا جا رہا ہے۔ پھر تیز آندھی اٹھی اور ناگ ایک بے جان رسّی کی طرح چکرانے اور لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ طوفانی شور کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ ناگ کی آنکھوں کے آگے تاریکی ہی تاریکی تھی۔ سانپ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتا تھا۔

طوفانی ہوائیں اسے گھپ اندھیرے میں تنکے کی طرح اڑائے لیے جا رہی تھیں۔ میں کہاں جا رہا ہوں؟ یہ کیا طلسم تھا؟ کیا ماریا بھی اسی قسم کے حادثے کا شکار ہوئی ہے؟ یہ خیالات تھے جو ناگ کے دماغ میں چکر لگا رہے تھے۔ تیز آندھی کے تھپیڑے شور مچاتے، چیختے، چلاتے ناگ کو خلا میں اڑائے لیے جا رہے تھے۔ ناگ کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

پھر دُور اسے روشنی کا ننھا سا نقطہ اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ یہ روشنی بڑھتی گئی۔ پھر ناگ کو آسمان پر سیاہ بادل نظر آئے۔ بجلی کڑک رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔

موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ بادلوں میں سے دھیمی دھیمی روشنی آ رہی تھی۔ یہ چاند کی روشنی تھی جو سیاہ بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ یہ رات کا وقت تھا اور یہ بڑی طوفانی بارش والی رات تھی۔

ناگ اب نیچے کو گر رہا تھا۔ اس نے نیچے دیکھا۔ اس کے نیچے دہشت ناک سمندر کی پہاڑ ایسی اونچی لہریں اوپر اٹھ رہی تھیں جیسے ناگ کو ہڑپ کرنے کو بے تاب ہوں۔ سمندر میں طوفان آیا ہوا تھا۔ ناگ عذاب سے سمندر کی ایک اوپر کو اٹھتی لہر میں گر پڑا۔

وہ سمندر کے پانی میں کافی نیچے جانے کے بعد ایک بار اوپر کو اٹھا۔ اس نے پانی کی سطح پر آ کر دیکھا کہ وہ طوفانی لہروں میں گھرا ہوا تھا اور لہروں کے تھپیڑے اسے ادھر سے اُدھر اچھال رہے تھے۔ ناگ نے ایک گہرا سانس کھینچا اور عقاب کی شکل اختیار کر کے اڑنے لگا۔ لیکن اس کے پَر سمندر کے پانی میں بھیگ گئے تھے اور وہ انہیں پوری طرح پھڑپھڑا نہیں سکتا تھا۔ اس کے لیے اڑنا مشکل ہو رہا تھا۔ چنانچہ ناگ نے دوبارا سانپ کی شکل اختیار کر لی اور سمندری لہروں کا مقابلہ کرنے لگا۔

آسمان پر بجلی ایک کڑک کے ساتھ چمکی تو ناگ کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دور دور تک سوائے سمندر کی طوفانی موجوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا۔ اس کو ماریا، عنبر اور کیٹی کا خیال ستانے لگا۔ ماریا کہاں ہو گی؟ عنبر اور کیٹی جب اسے نہیں پائیں گے تو ان پر کیا گزرے گی؟ کہیں وہ بھی سرنگ کے ہال کمرے میں آ کر اس بٹن کو نہ دبا دیں؟ وہ سوچ بھی رہا تھا اور طوفانی موجوں کا مقابلہ بھی کر رہا تھا۔

سمندری موجیں بپھر بپھر کر ناگ کو کسی نامعلوم منزل کی طرف بہائے لیے جا رہی تھیں۔ بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ ناگ نے اپنے آپ کو طوفانی سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کے حوالے کر دیا۔ ساری رات موسلا دھار بارش ہوتی رہی۔ بادل گرجتے رہے۔ طوفانی ہوائیں چیختی رہیں۔

جب رات ڈھل گئی اور بادلوں کے پیچھے صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو بارش مدھم ہو گئی۔ طوفان بھی مدھم پڑ گیا۔ آندھی رک گئی۔

ناگ لہروں پر تیر رہا تھا۔ اس نے گردن اٹھا کر دیکھی تو کچھ فاصلے پر سمندر کا ساحل تھا جس کے کنارے کنارے ناریل کے اونچے لمبے درخت ہوا میں جھوم رہے تھے۔ یہ کون سا سیارہ ہے؟ کون سی زمین ہے؟ ناگ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس نے کنارے کی طرف تیرنا

شروع کیا۔

کنارے پر آ کر اس نے دیکھا کہ دور تک ناریل کے درخت پھیلے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ اسے انسانی جسم میں جا کر حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔ چنانچہ اس نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی اور درختوں کی طرف چلنے لگا۔ درختوں پر سے بارش کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔

ناگ کو اس بات کی خوشی تھی کہ اس کی طاقت ختم نہیں ہوئی تھی اور وہ اپنی جون بدل سکتا تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ کون سی دنیا میں آ گیا ہے۔ کیا یہ اس کی اپنی اصلی دنیا ہے یا اس کا عکس ہے؟ فضا میں ناریل اور ہرے بھرے سبزے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ اس میں ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ نے سوچا کہ ماریا ضرور کسی دوسری جگہ پر اتری ہو گی۔ وہ چلتا چلا گیا۔ جنگل ختم ہوا تو ایک چھوٹا سا ٹاپو آ گیا۔ یہ ایک چھوٹی جزیرے کی طرح کا ٹاپو تھا جس کے کنارے کنارے گھنے درخت کھڑے تھے۔

بارش رک گئی تھی۔ ناگ ٹاپو کے ساتھ ساتھ چل

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا کہ اسے چھلک چھلک کی آواز سنائی دی۔ ناگ جلدی سے ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک کشتی ٹاپو میں چلی آ رہی ہے جس میں چار آدمی سوار ہیں۔ ناگ نے ان کے لباس کو غور سے دیکھا ان آدمیوں کے لباس سے لگتا تھا کہ جنگلی لوگ نہیں ہیں۔ ان کے رنگ سیاہ تھے۔ سروں پر رومال بندھے تھے جسم پر چمڑے کی جیکٹیں تھیں اور کمر کے ساتھ تلواریں لٹک رہی تھیں۔ کیا یہ سپاہی ہیں؟

ان کا لباس پرانے زمانے کا لباس تھا۔ ناگ کو اندازہ ہو گیا کہ وہ پرانے زمانے میں نکل آیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ کہاں سے آ رہے ہیں؟ کہاں جا رہے ہیں؟ ان سوالوں کا جواب ملنا باقی تھا۔

کشتی ٹاپو کے اس کنارے کی طرف آ رہی تھی۔ ناگ درخت کے پیچھے چھپا تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ جھاڑی کی اوٹ لیتا ایک گھنے درخت کے پیچھے جنگلی گھاس میں چھپ کر انہیں دیکھنے لگا۔ کشتی کنارے پر آ کر رک گئی چاروں آدمی اتر آئے۔ پھر وہ کشتی میں سے ایک صندوق اٹھا کر لائے۔ دو آدمیوں نے اس بڑے صندوق کو جو لکڑی کا تھا اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔ دو آدمی تلواریں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ہاتھوں میں لیے آگے آگے چلنے لگے۔

جب وہ ناگ کے قریب سے گذرے تو ایک نے دوسرے سے کہا:

"ہمیں کسی نے کنارے پر اترتے دیکھا تو نہیں؟"

یہ فقرہ قدیم تامل زبان میں ادا کیا گیا تھا جو ہندوستان کے جنوبی علاقے کی زبان ہے۔ تو کیا میں ملک ہندوستان کے جنوب میں آ گیا ہوں؟ ناگ کو خیال آیا۔ دوسرا آدمی جس نے صندوق کو کاندھا دے رکھا تھا بولا:

"نہیں سردار! یہاں ہمیں کون دیکھ سکتا ہے۔"

ناگ نے سردار کو اپنے قریب سے گذرتے دیکھا۔ اس کے کانوں میں سونے کی مندریاں تھیں۔ ڈراؤنے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور سر پر سرخ رومال بندھا تھا۔ جب یہ ٹولی ناگ کے قریب سے گذر گئی تو ناگ ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کس بستی کی طرف جا رہے ہیں اور صندوق میں انہوں نے کیا چیز اٹھا رکھی ہے اور پھر سردار نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ ہمیں کسی نے کنارے پر اترتے دیکھا تو نہیں؟

ناگ کو دال میں کالا کالا نظر آنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں جنگلی گھاس اتنا اونچا تھا کہ ناگ بڑی آسانی سے اس میں چھپ کر تعاقب کر سکتا تھا۔ چاروں آدمی اس سے کوئی پندرہ قدموں کے فاصلے پر چلے جا رہے تھے۔ اچانک ناگ کا پاؤں درخت کی ایک خشک ٹہنی پر پڑ گیا جو اس کے بوجھ سے ٹوٹ گئی۔ شاخ کے ٹوٹنے سے آواز پیدا ہوئی تو آگے چلتے چلتے سردار ایک دم رُک گیا اور اپنی لال لال آنکھیں گھما کر بولا:

"کوئی ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔"

اس نے تلوار فضا میں بلند کی اور جنگلی گھاس میں ناگ کی طرف بڑھا۔

ناگ نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو بڑی تیزی سے سانس کھینچی اور چھوٹے سیاہ سانپ کا روپ بدل کر گھاس میں ایک طرف چھپ گیا۔ سردار گھاس میں پاؤں مارتا تلوار لہراتا اس جگہ آیا جہاں تھوڑی دیر پہلے ناگ کھڑا تھا۔ اس نے جھک کر نیچے دیکھا۔ گھاس کی وجہ سے زمین پر ناگ کے پاؤں کے نشان نہیں پڑے تھے۔

ناگ سانپ کی شکل میں ایک طرف گھاس میں چھپا سردار کو دیکھ رہا تھا۔ سردار کا ساتھی بھی تلوار لیے وہاں آ گیا۔

"یہاں کوئی ہو سکتا ہے سردار۔"

سردار نے غرا کر کہا:

"تو پھر یہ آواز کیسی آئی تھی؟"

اس کا ساتھی کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے درخت پر کسی پرندے کی آواز ہو۔"

سردار بڑے غور سے ادھر اُدھر گھاس میں دیکھتا رہا۔ جب اسے وہاں کسی انسان کا سراغ نہ ملا تو وہ اپنے ساتھی کے ہمراہ واپس چلا گیا۔ ناگ نے کچھ فاصلہ رکھ کر ان کا تعاقب دوبارا شروع کر دیا۔ اب وہ سانپ کی شکل میں تھا اس لیے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اور اس کی آواز بھی نہیں سنی تھی۔

چاروں آدمی صندوق لیے جنگل میں ایک ایسی جگہ پر آ کر رُک گئے جہاں ایک طرف چٹان کی اونچی سیدھی دیوار تھی۔ اس دیوار پر سبز کائی جمی ہوئی تھی اور ایک جانب جنگلی بیل لٹک رہی تھی۔ دیوار کے پاس ہی ایک جگہ بہت بڑا جنگلی درخت اُگا ہوا تھا۔ اس کی جڑوں میں ایک سوراخ بنا تھا۔ یہ سوراخ اتنا بڑا تھا کہ اس میں سے ایک آدمی آسانی سے گذر سکتا تھا۔

سردار کے اشارے سے صندوق وہاں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس نے ان آدمیوں کو جو صندوق اٹھا کر لائے تھے کہا:

"اس صندوق کو درخت کی جڑوں کے اندر جا کر رکھ دو۔"

دونوں آدمی صندوق کو گھسیٹ کر درخت کی جڑ کے سوراخ میں داخل ہو گئے۔ ناگ قریب ہی ایک درخت کی شاخ سے لگا یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ جب دونوں آدمی درخت کے تنے کے سوراخ میں سے باہر نکلے سردار اور اس کے ساتھیوں نے ایک سیکنڈ میں ان پر حملہ کر کے ان کو وہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ناگ یہ دیکھ کر لرز اٹھا۔

سردار تلوار کو نیام میں ڈالتے ہوئے قہقہہ لگا کر بولا:

"اب ہمارے قیمتی خزانے کا کوئی گواہ نہیں ہے صرف ان دونوں کو معلوم تھا کہ خزانہ اس جگہ دفن ہے اور ان کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔"

ناگ سب کچھ سمجھ گیا۔ یہ ڈاکو تھے اور اپنا خزانہ چھپانے جنگل میں آئے تھے۔ جن بدقسمت آدمیوں نے خزانے کا صندوق اٹھا رکھا تھا ان کو مار دیا گیا تھا تاکہ وہ کسی کو جا کر بتا نہ دیں یا خود ہی سازش کر کے خزانہ نہ لے اڑیں۔

سردار اور اس کے ساتھی نے مل کر درخت کی جڑوں والے سوراخ کو مٹی اور گھاس سے بند کر کے اوپر جنگلی جھاڑیاں کاٹ کر ڈال دیں۔ سردار بولا:

"چلو۔ سب کام ٹھیک ہو گیا ہے۔ واپس اپنے ٹھکانے پر چلتے ہیں۔"

دونوں ڈاکو واپس چل پڑے۔

دونوں ڈاکو ساتھیوں کی لاشیں وہیں پڑی تھیں۔ یہ دونوں بھی ڈاکو تھے۔ ڈاکوؤں کے ساتھی ڈاکو ہی ہوتے ہیں۔ نہ جانے انہوں نے لوگوں پر کیا کیا ظلم نہیں کیے ہوں گے۔ ظلم کا بدلہ ایک نہ ایک دن ضرور ملتا ہے۔ اسی لیے ہمارے دین اسلام میں خاص طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ انسان کو نیک سادہ اور پاک زندگی بسر کرنی چاہیے۔ کبھی دولت کے لالچ میں آ کر سیدھی راہ سے نہیں بھٹکنا چاہیے جو انسان نیکی اور سچائی اور سادگی کی راہ سے بھٹک جاتا ہے اور جس کے دل میں خدا کا ڈر نہیں رہتا اور کھانے پر بھی سیدھی راہ پر واپس نہیں آتا تو پھر ایک نہ ایک روز وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ یہی انجام ان ڈاکوؤں کے ساتھیوں کا ہوا تھا اور ایک دن ان ڈاکوؤں کے سردار اور اس کے ساتھی کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی یہی انجام ہونے والا تھا۔ خدا کے ہاں دیر ضرور ہے
مگر اندھیر نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں ہمیشہ نیکی اور سچائی کر
پاک صاف زندگی بسر کرنی چاہیے۔

ناگ درخت سے اتر آیا اور ڈاکوؤں کے سردار اور
اس کے ساتھی کا پیچھا کرنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ
جھیل کے ٹاپو پر اپنی کشتی پر ہی جائیں گے۔ چنانچہ
کچھ دور رینگ کر چلا گیا۔ وہاں اس نے ایک چھوٹے سیاہ
عقاب کی شکل بدلی اور درختوں کے اوپر اڑتا ہوا ٹاپو پر
آ گیا جہاں ڈاکوؤں کی کشتی بندھی ہوئی تھی۔
ڈاکوؤں کا سردار اپنے ساتھی کے ہمراہ وہاں آیا۔
وہ کشتی لے کر جھیل کے ٹاپو میں واپس روانہ ہو گئے
ناگ کافی بلندی پر ان کے سروں کے اوپر اڑتا ہوا
ان کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ جھیل ٹاپو کے دوسرے
کنارے پر جا کر کشتی ایک تنگ ندی میں داخل ہو گئی
جو جھیل میں سے نکل کر جنگل میں داخل ہو جاتی تھی
ناگ غوطہ لگا کر پیچھے درختوں میں آ گیا۔ کشتی ندی میں جنگل
کے اندر چلی جا رہی تھی۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ
ندی آگے کہاں تک جاتی ہے ناگ ندی کے اوپر اڑتا
چلا گیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

آگے جا کر ندی ایک چھوٹے سی سرسبز کھلی جگہ
میں آ گئی جہاں آم کے درختوں کے درمیان ایک جگہ
ناریل کے درختوں کے کٹے ہوئے تنوں کو جوڑ کر ایک
کافی بڑا قلعہ نما جھونپڑا بنا دیا گیا تھا۔ جہاں ناگ نے
ڈاکوؤں کو دیکھا کہ چارپائیوں پر بیٹھے گپیں ہانک رہے
ہیں۔ کچھ اپنی تلواروں کو تیل لگا کر صاف کر رہے تھے
قلعہ نما جھونپڑے کے آگے دو ڈاکو لکڑی کے ستونوں پر
بیٹھے تلواریں گود میں رکھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے
تھے۔ اچانک جنگل میں سے ان کے سردار کی آواز بلند
ہوئی:

"جے ہو کالی دیوی کی!"

پہرے دار ایک دم اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے
ڈاکو بھی چارپائیوں سے اٹھے اور ندی کی طرف دوڑے۔
سردار اور اس کا ساتھی کشتی سے اتر آئے۔ کشتی کو کھینچ
کر جھاڑیوں میں چھپا دیا گیا۔ سردار جھونپڑے کے سامنے
کھڑا ہو کر غرایا:

"جن دو آدمیوں نے بغاوت کی تھی انہیں موت
کی سزا دے دی گئی ہے۔ خبردار! اگر تم میں
سے کسی نے غداری کی تو تمہارا بھی یہی انجام ہوگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب تم لوگ آرام کرو۔ رات کو ہم راجہ کے
مہا منتری کے گھر ڈاکو ڈالنے جائیں گے۔"
ڈاکو خوشی سے اچھل پڑے۔ انہوں نے ایک زبان ہو
کر نعرہ لگایا۔
"جے ہو سردار منگا بہادر کی جے ہو۔"
سردار کے ساتھی نے چلّا کر کہا:
"لوٹ کے مال میں سے تم سب کو تمہارا حصّہ
ملے گا جو عورت وہاں سے لائیں گے وہ سردار
کی بیوی بنے گی۔"
ڈاکوؤں نے ایک بار پھر خوش ہو کر نعرہ لگایا:
"ہمیں منظور ہے۔"
اتنا کہہ کر ڈاکو منگا بہادر اور اس کا ساتھی چھونپڑی
میں چلے گئے۔
ناگ عقاب کی شکل میں آم کے درخت کی شاخوں
میں بیٹھا تھا۔ اس نے سب کچھ سن لیا تھا۔ سب کچھ
دیکھ لیا تھا۔ تو گویا یہ ڈاکو آج رات یہاں کے راجہ کے
وزیر یعنی مہامنتری کے ہاں ڈاکہ ڈالنے جا رہے ہیں۔ وہاں
لوٹ مار کریں گے اور ان کی عورتوں کو اغوا کر کے لے
آئیں گے۔ بہتر ہے کہ مہامنتری کو پہلے سے خبردار کر دیا
جائے تاکہ وہ اور اس کے خاندان کے لوگ اس خون
خرابے سے بچ جائیں۔
ناگ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ راجہ کے وزیر یعنی مہامنتری
کس جگہ رہتا ہے۔ اس نے سوچا کہ ظاہر ہے وہ مشہور
اور دولت مند آدمی ہے۔ یہاں کسی آبادی میں چل کر
اس کا پتہ لگانا چاہیے۔ ناگ فضا میں پھڑپھڑا کر بلند ہو گیا۔
ایک ڈاکو نے درخت میں سے سیاہ عقاب کو اوپر فضا میں
اڑتے دیکھا تو اپنے ساتھی سے بولا:
"اس سے پہلے یہاں کالا عقاب کبھی نظر نہیں آیا۔"
اس کا ساتھی بھی سیاہ عقاب کو دیکھ کر کچھ حیران
سا ہوا مگر ناگ ان سے دور نکل چکا تھا۔ وہ اڑتا اڑتا
جنگل سے دور پہاڑوں کی دوسری طرف آ گیا۔ یہاں دن
کی روشنی میں ناگ نے ایک چھوٹا سا شہر دیکھا جس کے
مکانوں کی چھتیں پتھروں کی بنی تھیں۔ ان مکانوں کے درمیان
گلیاں اور بازار تھے جن پر رتھ اور بیل گاڑیاں چل رہی
تھیں۔ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھی جا رہے تھے۔ یہ
واقعی بہت پرانا زمانہ تھا۔
ناگ کو معلوم نہیں تھا وہ تین ہزار سال پرانے ہندوستان
کے جنوبی علاقے میں آ گیا تھا۔ یہی زمانہ اور یہی ملک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہندوستان تھا جس کے شمال کی ریاست مونگھیل میں راجہ بھیمیار کی بیٹی بن کر اس کے محل میں رہ رہی تھی مگر ان دونوں کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ تھا۔ یہ وجہ تھا کہ ماریا اور ناگ کو ایک دوسرے کی خوشبو آ رہی تھی۔

ناگ نے دیکھا کہ اس چھوٹے سے شہر کے درمیان میں ایک باغ ہے۔ اس باغ میں ایک عالی شان کھڑکی ہے جس کی چھت پر بارہ دری بنی ہے۔ اور دروازے کے باہر ایک چبوترے پر بیل کا بت بنا ہے۔ یہ نندی بیل تھا۔ اس شہر کے لوگ بیل نندی پوجا کرتے تھے۔ شہر میں نندی بیل کے دو مندر بھی جن کے میناروں کے کلس پر سونا چڑھا تھا۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہی حویلی مہامنتری یعنی راجہ کی ہو گی جہاں آج رات ڈاکو ڈاکہ ڈالنے والے تھے ناگ غوطہ لگا کر اس حویلی کے باغ میں ایک درخت کے نیچے آ گیا۔ پھر اس نے انسانی شکل اختیار کر لی وہ حویلی کے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک پیچھے سے آ کر دو سپاہیوں نے اسے جکڑ لیا۔ ایک تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی اور تامل زبان

غصے میں پوچھا:

"کون ہے تو؟"

دوسرا بولا: "یہ کوئی چور اُچکا ہے اور مہامنتری کی حویلی میں چوری کرنے آیا ہے۔ چلو اس کو پٹیل صاحب کے سامنے پیش کریں۔"

ناگ یہی چاہتا تھا کہ یہ لوگ اسے کسی ذمے دار شخص کے پاس لے چلیں۔

اس نے صرف اپنی تسلی کے لیے اتنا پوچھا:

"کیا یہ مہامنتری کی حویلی ہے؟"

پہرے دار نے ناگ کو ایک مکا مارا اور کہا:

"تو اسے اپنی سمجھ کے یہاں آ گیا ہے؟"

ناگ اسے اس بدتمیزی کی فوراً اور اسی وقت سزا دے سکتا تھا مگر وہ موقع ایسا نہیں تھا اس لیے ناگ خاموش رہا۔

پہرے دار اسے لے کر حویلی کے دلوغہ پٹیل کے پاس لے گئے جس کے ذمے ساری حویلی کی دیکھ بھال کا انتظام تھا۔ ناگ کو دیکھ کر پٹیل نے پوچھا:

"کون ہے یہ؟ اسے کہاں سے پکڑ لائے ہو؟"

پہرے دار بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"حضور! یہ چور ہے حویلی میں چوری کرنے کے لیے گھسا تھا کہ ہم نے اسے پکڑ لیا۔"

پٹیل نے ناگ کی طرف غصّے سے دیکھا اور کہا:

"کیوں بے تم چور ہو؟ چوری کرنے آئے تھے؟"

ناگ بولا: "میں چور نہیں ہوں۔ میرا نام ناگ ہے میں ایک سیّاح ہوں۔ جنگل سے گذر رہا تھا کہ۔"

ناگ کہتے کہتے رُک گیا اور پہرے داروں کی طرف دیکھ کر بولا:

"پٹیل صاحب! میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں کو بھجوا دیں۔"

پٹیل نے پہرے داروں سے کہا کہ تم چلے جاؤ۔ جب وہ چلے گئے تو پٹیل نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنی چمکتی ایسی آنکھوں سے ناگ کو گھورتے ہوئے پوچھا:

"بولو۔ تم کون سی ضروری بات مجھ سے کرنا چاہتے ہو؟"

ناگ نے ساری بات پٹیل کو سنا دی۔ کہ ڈاکو بہادر کا گروہ آج رات حویلی پر ڈاکہ ڈالنے والا ہے۔

پٹیل ذرا سا چونکا۔ پھر اِدھر اُدھر دیکھ کر بولا:

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

"اس کا ذکر تم نے کسی دوسرے سے تو نہیں کیا؟" ناگ نے کہا:

"ہرگز نہیں۔ میں نے کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ مہامنتری صاحب کو اطلاع کر دی جائے تاکہ وہ ہوشیار ہو جائیں اور ڈاکو ان کی عورتوں کو اغوا نہ کر سکیں۔"

داروغہ پٹیل بولا:

"تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی جا کر مہامنتری صاحب کو خبر کرتا ہوں۔ تم بہت اچھے نوجوان ہو۔ مہامنتری تمہاری اس خبر سے بہت خوش ہوں گے۔ ہم ابھی ڈاکوؤں سے مقابلہ کرنے کا بندوبست کرتے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ میرے تخت پر آ کر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہارے لیے شربت لاتا ہوں اور پھر مہامنتری کو خبر دینے جاتا ہوں۔"

ناگ کہنے لگا:

"مجھے پیاس نہیں ہے۔ آپ مہامنتری کو جا کر یہ اطلاع کر دیں تاکہ وہ اپنے بچاؤ کا بندوبست کر لیں۔"

پٹیل اٹھ کر پگڑی سنبھالتے ہوئے بولا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمارے مہمان اگر ہمارے گھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا شربت قبول نہ کریں تو ہم اسے اپنی بے عزتی
خیال کرتے ہیں۔"
ناگ نے مسکرا کر کہا:
"اگر ایسی بات ہے تو میں آپ کا شربت ضرور
پیوں گا۔"
پٹیل بھی مسکرایا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔
چند لمحوں کے بعد وہ آیا تو اس کے ہاتھ میں چاندی
کا ایک گلاس تھا جس میں شربت تھا۔ ناگ کے ہاتھ میں
گلاس دے کر اس نے کہا:
"اسے پی کر میری عزت افزائی کرو۔ اب میں مہامنتری
کے پاس جاتا ہوں۔ تم میرے آنے تک اسی جگہ
بیٹھنا۔ ہو سکتا ہے لشکریے کے لیے مہامنتری جی تمہیں
بھی بلوا بھیجیں۔"
ناگ نے شربت کا گھونٹ پیا اور بولا:
"میں اسی جگہ بیٹھوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔"

ناگ بے ہوش ہو گیا

پٹیل بولا: "میں ابھی آتا ہوں۔ مگر آپ شربت پی
لیں پھر جاؤں گا۔"
ناگ نے جلدی سے سارا شربت حلق میں انڈیل لیا۔
پٹیل خوشی سے گلاس اٹھا کر بولا:
"اب تم آرام کرو۔"
پٹیل پردہ اٹھا کر صحن کی طرف نکل گیا۔
مگر وہ پردے کے پیچھے کھڑا اپنی مونچھوں پر ہاتھ
پھیرتے ہوئے بڑی مکاری کے ساتھ ناگ کی طرف دیکھ
رہا تھا۔ ناگ لکڑی کی کرسی پر بیٹھا تھا جس پر موتی جڑے
ہوئے تھے۔ وہ اٹھا کر دیوار پر بنی ہوئی تصویر کو دیکھنے
کر اسے چکر آ گیا اور وہ وہیں کرسی پر پھر سے بیٹھ
گیا۔ اس نے اپنے سر کو پکڑ لیا تھا۔ کیوں کہ اس کا
سر بری طرح چکرانے لگا تھا۔
فرش گھوم رہا تھا۔ ناگ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ وہ سانس کھینچ کر کسی دوسری شکار
آنے ہی لگا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ناگ
بے ہوش دیکھ کر پٹیل جلدی سے پردہ اٹھا کر کمرے
میں آیا۔ جھک کر ناگ کو دیکھا۔ جب اسے تسلی ہو
گئی کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے تو اسے اٹھا کر کاندھے
پر ڈالا اور دوسرے کمرے کی خفیہ سیڑھیاں اتر کر نیچے
کے نیچے ایک تنگ و تاریک تہہ خانے میں لے جا
فرش پر ڈال دیا۔

دروازے کو بند کر کے باہر موٹا تالا لگایا اور سیڑھیاں
چڑھ کر اپنے کمرے میں آیا۔ لباس تبدیل کیا۔ شکاری
لباس پہنا۔ تیر کمان اٹھائے، گھوڑے پر سوار ہوا اور پہرہ
سے کہا:

"میں ذرا جنگل تک شکار مارنے جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر پٹیل نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ گھوڑا ہوا سے
باتیں کرنے لگا۔

پٹیل گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا، ندی نالوں، پہاڑی
میدانوں کو عبور کرتا اس جنگل میں داخل ہو گیا جہاں
ڈاکو منگا بہادر کا خفیہ ڈیرا تھا۔ پٹیل کو آتے دیکھ کر ڈاکو
ایک طرف ہٹ گئے۔ وہ سب جانتے تھے کہ پٹیل

کے سردار منگا بہادر کا دوست ہے اور اسی کی مدد سے
سردار شہر میں ڈاکے ڈالا کرتا ہے۔

پٹیل سیدھا سردار منگا بہادر کے جھونپڑے میں چلا گیا۔
سردار ڈاکو منگا بہادر مونچھوں کو مروڑتا ہوا اپنے چوکے سے
اٹھا اور مسکراتے ہوئے پٹیل سے بغل گیر ہو کر بولا:

"میرے دوست پٹیل صاحب کیسے آنا ہوا۔ خیریت
تو ہے نا: ہم تو آج رات خود آپ کے حویلی
کی حویلی میں ڈاکہ مارنے آنے والے تھے۔"

پٹیل نے کہا:

"خیریت ہے۔ سب خیریت ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ
تمہارا کوئی ساتھی تمہارے گروہ سے فرار تو
نہیں ہوا؟"

"کیا مطلب؟" سردار نے تعجب سے پوچھا:

پٹیل بولا: "بات یہ ہے کہ ابھی ابھی ایک
سانولا سا گھنگریالے بالوں والا نوجوان ہماری حویلی میں آیا اور کہنے لگا
مجھے دھنتری کے پاس
لے چلو۔ کیوں کہ ڈاکو منگا بہادر آج رات حویلی
میں ڈاکہ مارنے والا ہے۔"

یہ سن کر ڈاکو سردار منگا بہادر کا چہرہ غصے سے لال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گیا۔ اس نے اسی وقت جھونپڑے سے باہر آ کر اپنے خاص ساتھی کو بلایا اور کہا:

"سامنے آدمیوں کو بلا کر ان کی حاضری لو۔ دیکھو کر کوئی ہمیں چھوڑ کر فرار تو نہیں ہو گیا؟"

سردار کے ساتھی نے اسی وقت تمام ڈاکوؤں کو جھونپڑے کے سامنے حاضر کر دیا۔ سامنے کے سارے ڈاکو موجود تھے یہ لوگ سوائے ان دو ڈاکوؤں کے جن کو سردار نے خود رات کو مار ڈالا تھا جو ایک عرصے سے اس کے ساتھ چلے آ رہے تھے۔

سردار نے پٹیل سے کہا:

"میرا کوئی آدمی مجھے دھوکہ دے کر فرار نہیں ہوا سامنے ڈاکو موجود ہیں۔"

پٹیل نے ڈاڑھی کھجاتے ہوئے کہا:

"پھر وہ جاسوس کون تھا؟ اس کو کیسے خبر ہوئی کہ تم آج رات ہامنتری کی حویلی پر ڈاکہ مارنے والے ہو؟ وہ تو خیریت رہی کہ پہرے دار اسے پہلے میرے پاس پکڑ کر لے آئے۔ اگر وہ ہامنتری تک پہنچ جاتا تو ہمارا سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ جاتا۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ڈاکوؤں کا سردار بے چینی سے ہلنے لگا:

"کون ہو سکتا ہے یہ میرا دشمن؟"

سردار کے ساتھی نے کہا:

"سردار! ہو سکتا ہے جب تم نے کہا تھا کہ آج رات ہم ہامنتری کی حویلی میں ڈاکہ ڈالنے والے ہیں۔ اب چل کر آرام کرو تو اس وقت درختوں کے پیچھے چھپا ہوا کوئی آدمی سن رہا ہو۔"

ڈاکوؤں کے سردار منگا بہادر نے غصے سے پھنکارتے ہوئے پٹیل سے کہا:

"پٹیل! ہمارے دوست! اس جاسوس کو پکڑے رکھنا جب میں رات کو ڈاکہ مارنے آؤں تو اسے میرے حوالے کر دینا۔ اسے ابھی قتل نہ کرنا۔ میں اس پوچھ گچھ کر کے پتہ لگانا چاہتا ہوں کہ وہ اکیلا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی گروہ بھی کام کر رہا ہے۔ یہ بات ہمارے لیے بڑی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔"

پٹیل نے اٹھتے ہوئے کہا:

"میں نے اسے بے ہوش کر کے تہہ خانے میں بند کر دیا ہے۔ تم رات کو آؤ گے تو میں اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیرے حوالے کر دوں گا۔"
سردار بولا: "اگر وہ ہوش میں آ گیا تو اسے پھر
بے ہوش کر دینا۔"
پٹیل نے کہا:
"میں نے اسے جو بے ہوشی کی بوٹی پلائی ہے
وہ اسے آج کی ساری رات بے ہوش رکھے گی۔
اچھا۔ اب میں چلتا ہوں۔ ہاں — آدھی رات کو
تم حویلی کے پچھلے دروازے سے داخل ہونا۔ دروازہ
تمہیں کھلا ہوا ملے گا۔"
ڈاکو سردار نے مسکراتے ہوئے پٹیل کے کاندھے پر
مارا اور بولا:
"پٹیل! فکر مت کرو۔ تمہارا حصہ سب سے پہلے
الگ کر کے رکھ دیا جائے گا۔ تمہاری امانت میرے
پاس یہاں محفوظ پڑی رہے گی۔ تم جب چاہے
آ کر وصول کر سکتے ہو۔"
پٹیل نے مسکراتے ہوئے ڈاکوؤں کے سردار منگا
اور اس کے ساتھی سے ہاتھ ملایا اور گھوڑے پر سوار
اسے اپنی حویلی کی طرف ڈال دیا۔
شام ہونے سے پہلے پہلے پٹیل مہامنتری کی

میں پہنچ گیا۔ پہنچنے کے بعد پہلا کام اس نے یہ کیا کہ
خفیہ تہہ خانے میں جا کر ناگ کو دیکھا۔ ناگ ابھی تک
بے ہوش پڑا تھا۔ پٹیل نے احتیاط کے طور پر ناگ کے
دونوں ہاتھ اور پاؤں رسی کے ٹکڑے سے باندھ دیئے
اور تہہ خانے کے دروازے پر تالا لگا کر مہامنتری کے
کمرہ خاص کی طرف چلا۔
مہامنتری ادھیڑ عمر کا ایک نیک دل اور شریف انسان
تھا جو رحم دل تھا اور لوگوں اور نوکروں کے ساتھ بڑا اچھا
سلوک کرتا تھا۔ مصیبت کے وقت ان کی مدد کرتا تھا۔
اس کی ایک بیوی اور ایک ہی بیٹی کملا تھی جس کی
اگلے ماہ شادی ہونے والی تھی۔ وہ پٹیل پر بڑا بھروسہ
کرتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا تھا۔ پٹیل ایک مکار
لالچی اور غدار شخص تھا اور ڈاکوؤں سے ملا ہوا تھا۔ وہ
ڈاکوؤں کے سردار منگا بہادر کو لوگوں کے گھروں کے
خفیہ تہہ خانوں کی خبر دیتا جہاں لوگوں نے مال دولت
رکھی ہوتی تھی۔ ڈاکو ڈاکہ مار کر سارا مال لوٹ کر لے جاتے
اور پٹیل کو اس میں سے اس کا حصہ مل جاتا تھا۔
مکار پٹیل یہ دیکھنے مہامنتری کے پاس گیا تھا کہ کہیں
اس کو کسی دوسرے شخص نے تو نہیں بتا دیا ہے کہ رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ڈاکہ پڑنے والا ہے؟ مگر شریف مہامنتری کو معلوم نہیں تھا۔ اسے ناگ نے ہی بتانا تھا اور ناگ کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑا تھا۔

مہامنتری نے پٹیل کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا:

"آیئے پٹیل جی! کیسے آنا ہوا؟"

پٹیل نے مکاری سے مسکراتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"مہاراج! آپ کی خیریت معلوم کرنے آگیا ہوں۔ آپ کا خادم ہوں۔ آپ کی ہر دم فکر رہتی ہے۔"

مہامنتری اپنے کمرہ خاص میں شاندار میز کے پیچھے رول کیے ہوئے بانس کے کاغذوں پر کچھ لکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا:

"مہاراج راجہ وکرم جی نے پرسوں مجھے دربار میں بلایا ہے۔ میں راجدھانی جاؤں گا۔ دو ایک دن میں واپس آجاؤں گا۔ پیچھے آپ کو ہی سارا خیال رکھنا ہوگا۔"

پٹیل نے ہاتھ باندھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا:

"میں آپ کا سیوک ہوں، خادم ہوں کوئی فکر نہ کریں۔ حویلی کا سارا کام ٹھیک طرح سے چلتا

رہے گا۔"

"ہمیں آپ سے یہی امید تھی۔"

تھوڑی دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد پٹیل اجازت لے کر واپس چلا آیا۔ جب رات ہوئی تو پٹیل حویلی کے پچھلے دروازے کی طرف گیا۔ اس دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ پٹیل نے تالا کھول کر دروازے کا کنڈا بھی کھول دیا۔ اب ڈاکوؤں کے لیے راستہ صاف تھا۔ پٹیل باغ میں آگیا۔ اس نے دیکھا کہ پہرے دار بدستور پہرہ دے رہے تھے۔

پٹیل نے پہرے دار سے کہا:

"جس آدمی کو تم نے پکڑا تھا وہ دشمن کا جاسوس تھا۔ میں نے اسے مہامنتری کے حکم سے راجہ کے دربار بھیجوا دیا ہے۔ وہاں سے اسے سزا ملے گی۔"

پہرے دار نے خوش ہو کر کہا:

"مہاراج ہمیں انعام دیں گے کیا؟"

پٹیل نے غصے میں کہا:

"جب انعام ملے گا تو دیکھا جائے گا۔ ابھی تم اپنا پہرہ دیتے رہو۔"

پٹیل اپنی خواب گاہ میں آکر پلنگ پر لیٹ گیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی میز پر ریت کی گھڑی رکھی تھی۔ ابھی گھڑی کے نچلے حصّے میں آدھی ریت نہیں گری تھی۔ آدھی ریت گر جانے کے بعد آدھی رات ہو جاتی تھی۔ پیتل گھڑی کی طرف تھوڑی تھوڑی دیر بعد دیکھ لیتا تھا۔ وقت گذر جا رہا تھا۔ ریت ایک پتلی باریک دھار کی شکل میں گھڑی کے اوپر والے حصّے سے نچلے حصّے میں گر رہی تھی۔

اس وقت ڈاکوؤں کا سردار منگا بہادر اپنے ڈاکو ساتھی کے ہمراہ پہاڑیوں میں سے نکل کر گھوڑے پر سوار رات کے اندھیرے میں مہامنتری کی حویلی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اندھیرے رات کے سناٹے میں چھوٹے سے شہر کے لوگ، گھروں میں نیند سو رہے تھے۔ گلیاں اور بازار سنسان تھے۔ کبھی کبھی طرف سے چوکیدار کے لٹھ زمین پر مارنے کی آواز جاتی تھی۔

ڈاکوؤں کا گروہ چہرے پہ سیاہ نقاب چڑھائے شہر سنسان بازار میں داخل ہو گیا۔ وہ گھوڑوں سے اتر کر رہے تھے۔ ان کا رخ مہامنتری کی حویلی کی طرف تھا کے صدر دروازے پہ مشعلیں روشن تھیں مگر پچھلی طرف تھا۔ اسی جگہ حویلی کا پچھلا دروازہ تھا۔ سردار منگا بہادر خاص ساتھی کے ساتھ آگے آگے چل رہا تھا۔ دونوں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ جب وہ پچھلے دروازے کے پاس پہنچے تو کسی نے چلّا کر کہا:

"خبردار!

سردار نے چونک کر ایک طرف دیکھا۔ ایک پہریدار سردار کی طرف بڑھا۔ اس کی موت اسے وہاں لے آئی تھی۔ سردار چھلانگ لگا کر پہرے دار پر گرا اور اس سے پہلے کہ پہرے دار کے حلق سے دوسری آواز نکلتی سردار ڈاکو نے اسے دوسری دنیا میں پہنچا دیا تھا۔

"یہ کیوں یہاں آ گیا؟" سردار نے غصّے سے کہا۔

اس کے ساتھی نے سرگوشی کی:

"اس کا پہرہ یہاں لگا ہو گا۔"

حویلی کے پچھلے دروازے کے پاس آ کر سردار نے دروازے کو دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔ ڈاکو حویلی میں داخل ہو گئے۔ حویلی میں مہامنتری، اس کی بیوی اور لڑکی کملا اپنے اپنے کمروں میں گہری نیند سو رہے تھے۔ ڈاکوؤں نے سب سے پہلے پہرے داروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر انہوں نے مہامنتری اور اس کی بیوی کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر ان کی مشکیں کس دیں اور مہامنتری کی بیٹی کملا کے کمرے میں داخل ہوئے۔ کملا بے سدھ سو رہی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ سردار نے اشارہ کیا۔

دو ڈاکو آگے بڑھے اور انہوں نے کملا کے منہ پر رومال رکھ کر اسے بے ہوشی کی دوا سنگھا دی۔ کملا نے دو بار ہچکی لی اور بے ہوش ہو گئی۔ اس کے بعد ڈاکوؤں نے ساری حویلی کو لوٹ کر مال جمع کیا اور کملا اور لوٹ کا مال لے کر حویلی کے پچھلے دروازے سے باہر نکل گئے۔ ان کے گھوڑے حویلی سے کچھ دور تیار کھڑے تھے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور ہوا سے باتیں کرتے رات کی تاریکی میں گم ہو گئے۔ جاتے پہلے ڈاکوؤں نے بے ہوش نائک کو تہہ خانے سے نکالا اپنے گھوڑے پر ڈال دیا تھا۔ اور اسے بھی ساتھ گئے تھے۔ ان کے حویلی سے نکلنے کے فوراً بعد پٹیل شور مچا دیا کہ ڈاکو آ گئے۔ پکڑو۔ پکڑو۔ کہاں ہو تم پہرہ کیا تم سب مر گئے ہو؟ پٹیل یونہی جھوٹ موٹ کا شور مچاتا مہامنتری کے کمرے میں آیا۔ مہامنتری کے منہ پر کپڑا ٹھنسا تھا۔ پٹیل نے کپڑا باہر نکالا اور مشکیں کھول دیں۔ مہامنتری شریف آدمی تھا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"ڈاکو — آئے تھے۔ میری بچی۔ میری بیوی کہاں ہے؟"

اسے اپنی دولت کا نہیں بلکہ اپنی بیوی اور بچی کا ہی خیال تھا۔

پٹیل نے بناوٹی گھبراہٹ کے ساتھ کہا:

"مہاراج! یہ کیا غضب ہو گیا۔ میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں۔"

پھر واپس آ کر بولا:

"بیٹی کملا کو ڈاکو اٹھا کر لے گئے ہیں مہاراج۔"

اور پٹیل اپنے سر کو زور زور سے پیٹنے اور رونے لگا۔ وہاں مہامنتری کی بیوی بھی آ گئی۔ اپنی بچی کے غم سے نڈھال ہو رہی تھی۔

"یہ کیا ہو گیا مہاراج؟"

یہ کہہ کر وہ اپنے خاوند مہامنتری کے پاس پلنگ پر سر جھکا کر بیٹھ گئی اور رونے لگی۔ اتنے میں جو نوکر بچ گئے تھے وہ آ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکوؤں نے سارے پہرے داروں کو قتل کر ڈالا ہے اور حویلی کا سارا مال لوٹ کر لے گئے ہیں۔

مہامنتری نے غم زدہ آواز میں کہا،

"مجھے میری بیٹی کا غم کھائے جا رہا ہے۔"

پھر پٹیل کی طرف دیکھ کر کہا،

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹیل جی! ہمارا گھوڑا تیار کیا جائے۔ ہم ابھی مہاراج راجہ وکرم کے دربار کی طرف کوچ کریں گے تاکہ راجہ کی شاہی فوج کی مدد لے کر ہم اپنی بیٹی کملا کو ڈاکوؤں سے واپس لے سکیں۔"

پٹیل اپنے نقلی آنسو پونچھتے ہوئے بولا:

"مہاراج! آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ میں خود ابھی مہاراجہ راجہ وکرم کے دربار کی طرف کوچ کرتا ہوں۔"

مہامنتری اکڑ کر بولے:

"نہیں۔ یہ ہماری بیٹی کملا کا معاملہ ہے۔ ہم خود وہاں جا کر راجہ کے دربار میں دہائی دیں گے۔ راجہ ہماری ضرور مدد کریں گے۔"

پٹیل اب انکار نہ کر سکا۔ اس نے فوراً مہامنتری کے گھوڑے کو تیار کروا دیا۔ چار نوکر بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر ساتھ ہو لیے اور یہ لوگ راجہ وکرم کی راجدھانی کی طرف چل پڑے۔

پٹیل نے واپس آ کر کملا کی ماں کو جھوٹ موٹ کی تسلی دی۔ وہاں ایک بار پھر جھوٹے آنسو بہائے اور پھر یہ بہانہ بنا کر کہ وہ غم سے نڈھال ہو رہا ہے اور

یعنی حکیم جی کے پاس جانا چاہتا ہے۔ وہاں سے اجازت لے کر چلا آیا۔

پٹیل گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کی طرف چلا۔ اس نے گاڑیوں سے یہی کہا کہ وہ شہر میں حکیم جی کے پاس جائے گا۔ مگر شہر سے باہر نکلتے ہی اس نے گھوڑے کا رخ جنگل کی طرف پھیر دیا۔

دوسری طرف ڈاکو اپنے خفیہ اڈے پر پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ مہامنتری کی اغوا کی ہوئی بیٹی بے ہوش کملا اور بے ہوش ناگ کو وہیں ایک تاریک غار میں الگ الگ کوٹھڑیوں میں چھپا دیا۔ پھر ڈاکوؤں کے سردار منگا بہادر نے لوٹ کا مال ایک جگہ جمع کر کے اس کے حصے کیے۔ سونا اور قیمتی جواہرات اپنے پاس رکھ لیے اور باقی چاندی کے زیور اور چاندی کے سکے ڈاکو میں تقسیم کر دیئے۔ اس وقت صبح ہونے میں تھوڑی ہی دیر باقی تھی۔

ڈاکوؤں کے سردار نے کہا:

"اب ہمیں اپنے دشمن جاسوس کو ٹھکانے لگانا ہے جس نے ہماری مخبری کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر یہ بے ہوش شخص مہامنتری کو ہمارے ڈاکے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اطلاع دینے میں کامیاب ہو جاتا تو ہمارا زندہ
رہنا مشکل تھا۔ مہامنتری کے دربان ہم سب کو
جال میں پھنسا کر مار ڈالتے۔"

ڈاکو اس بندکوٹھری طرف جانے ہی لگا تھا
جہاں ناگ بے ہوش پڑا تھا کہ جنگل میں گھوڑوں کی ٹاپ
کی آواز سنائی دی۔ سب ہوشیار ہو گئے۔ ڈاکو سردار نے
تلوار کھینچ لی اور ایک درخت کے پیچھے ہو گیا۔
درختوں میں آواز آئی:

"میں پٹیل ہوں۔ ضروری خبر لے کر آیا ہوں۔"

سب ڈاکو سامنے آ گئے۔ پٹیل گھوڑے سے اتر کر
سردار کے پاس آیا۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ وہ بولا:

"بڑی خطرناک خبر ہے منگا بہادر۔"

"کیا ہوا؟" سردار نے تشویش سے پوچھا۔

پٹیل نے کہا:

"مہامنتری کو اپنی بیٹی کے اغوا کا سخت صدمہ
ہوا ہے۔ وہ راجہ وکرم سے امداد طلب کرنے
راجدھانی کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ وہاں سے
وہ اپنے ساتھ شاہی فوج لائے گا جو اسی جگہ
کو گھیرے میں لے لے گی جہاں تم لوگ چھپے ہو

کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ ورنہ ہم سب کی
خیر نہیں ہے۔"

سردار سوچ میں پڑ گیا۔ شاہی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا
تھا۔ اس نے کہا:

"سب سے پہلے ہمیں اپنے جاسوس کو ٹھکانے لگانا
چاہیے۔ اس کے بعد میں کملا کو لے کر یہاں
سے دوسری جگہ گھاٹیوں میں چلا جاؤں گا۔ میرے
ساتھی بھی میرے ساتھ رہیں گے۔ وہاں شاہی
فوج کبھی ہمیں تلاش نہیں کر سکے گی۔"

داروغہ پٹیل بولا:

"چلو۔ اس نوجوان کو ختم کر دو۔ نہیں تو وہ
بھی ہمارا بھانڈا پھوڑ سکتا ہے۔"

نوجوان سے ان کی مراد ناگ تھا۔
صبح ہونے ہی والی تھی۔ ناگ پر بے ہوشی کی
اثر زائل ہونے لگا تھا۔ اس نے آہستہ سے آنکھیں
کھول دیں۔ دیکھا کہ وہ ایک تاریک کوٹھڑی میں فرش
پر پڑا ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اسے ساری بات
یاد آ گئی کہ پٹیل نے اسے کوئی شربت پلایا تھا جس
کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کر پٹیل ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہے۔

ناگ نے باہر قدموں کی چاپ سنی۔ کچھ لوگ اس کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ناگ کو اپنی جان بھی فکر تھی۔ کیوں کہ اس کو قتل کیا جا سکتا تھا۔ اس نے فوراً سانس اندر کو کھینچی اور چھوٹا سا سیاہ رنگ کا سانپ بن کر کوٹھڑی کی دیوار پر چڑھ کر اندھیرے میں چھپ گیا۔

کوٹھڑی کا تالا اور پھر دروازہ کھلا اندر ڈاکوؤں کا سردار منگا بہادر اور پٹیل داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دو ڈاکو ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ سردار کے ہاتھ میں بھی تلوار تھی۔ ایک ڈاکو نے مشعل تھام رکھی تھی۔ مشعل کی روشنی میں کوٹھڑی خالی نظر آئی تو سردار چلایا:

"وہ بدبخت بھاگ گیا۔ اب کیا ہو گا۔"

سردار کا ساتھی اور پٹیل بھی پریشان ہو گئے۔

پٹیل نے کہا:

"تم لوگ تو کسی دوسرے ٹھکانے پر جا کر چھپ جاؤ گے لیکن اگر اس مغرور جاسوس نے مہامنتری کو جا کر سب بتا دیا کہ میں ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہوں تو مہامنتری مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

سردار دھاڑا: "ہم اسے پکڑ لیں گے۔ وہ جنگل میں زیادہ دور نہیں گیا ہو گا۔"

یہ کہہ کر سردار اپنے ڈاکو ساتھیوں کے ہمراہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ باہر نکل کر سردار نے پٹیل سے حیرانی سے کہا:

"جاسوس کی کوٹھڑی کے باہر دروازہ پر تالا لگا تھا پھر وہ باہر کیسے نکل گیا۔؟"

پٹیل اور ڈاکو سردار کا ساتھی بھی تعجب میں پڑ گیا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ جاسوس یعنی ناگ تالا لگی ہوئی کوٹھڑی سے کیسے نکل گیا۔

سردار نے تلوار لہرا کر کہا:

"وہ جیسے بھی نکلا ہے نکل گیا ہے۔ جنگل کا چپہ چپہ چھان مارو۔ اسے تلاش کر کے وہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔"

سب ڈاکو جنگل میں پھیل گئے اور ناگ کی تلاش شروع ہو گئی۔

پٹیل اجازت لے کر گھبرایا ہوا واپس اپنی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ اس بات سے پریشان تھا کہ اگر ناگ نے راجدھانی میں جا کر راجہ وکرم اور مہامنتری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو بتا دیا کہ پٹیل ڈاکوؤں کے ساتھ ملا ہے اور اس نے اسے بے ہوشی کا شربت پلایا تھا تو اس کی خیر نہیں ہو سکتا ہے اس کی سزا میں مجھے اور میرے خاندان کو قتل کروا دیا جائے۔

پٹیل اسی پریشانی کی حالت میں مہا منتری کی حویلی کی طرف چلا جا رہا تھا اور ناگ ابھی تک اپنی کوٹھڑی کی دیوار سے چپکا ہوا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ سارے ڈاکو باہر نکل گئے ہیں تو وہ رینگتا ہوا دیوار سے نیچے اترا اور بند دروازے کی درز میں سے رینگ کر باہر آ گیا۔ اس کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی وہ بند کوٹھڑی تھی جس کے اندر کملا بے ہوش تھی۔ مگر اب اسے بھی ہوش آنے لگا تھا۔

ناگ اس کی کوٹھڑی کے قریب سے گذرنے لگا تو اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی آہستہ آہستہ کراہتے ہوئے مدد کے لیے پکار رہا ہو۔ ناگ وہاں رک گیا۔ اس نے گردن اٹھا کر بند کوٹھڑی کی طرف دیکھا۔ آواز اندر سے آ رہی تھی اور کسی عورت کی آواز تھی۔

ناگ نے سوچا کہ اگر وہ سانپ کی شکل میں اندر گیا اور وہاں جا کر اس نے انسانی شکل اختیار کی تو عورت شور کر کے بے ہوش ہو جائے گی۔ اس لیے بہتر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ہے کہ انسانی شکل میں ہی اس عورت کی مدد کی جائے۔ ضرور اس کو پٹیل اور ڈاکوؤں نے قید میں ڈال رکھا ہے

ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے تالے کو توڑ ڈالا اور کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ اندھیرے میں ایک عورت فرش پر بیٹھی سسکیاں بھر رہی ہے۔

ناگ نے قریب جا کر کہا:

"بہن! تو کون ہے؟"

کملا نے حیرانی سے ناگ کو دیکھا اور کہا:

"تم نے مجھے بہن کہا۔ کیا تو ڈاکوؤں کا ساتھی نہیں ہے؟"

ناگ بولا: "نہیں بہن! میں ڈاکوؤں کا ساتھی نہیں ہوں۔ مجھے تو دھوکے سے بے ہوش کر کے یہاں ڈال دیا گیا تھا۔ اب ہوش آیا تو یہاں سے فرار ہونے لگا تھا کہ مجھے تمہاری آواز سنائی دی"

کملا نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا:

"بھگوان کے لیے مجھے بھی یہاں سے نکال لے چلو۔ میرا نام کملا ہے۔ میں مہامنتری جی کی بیٹی ہوں۔ ڈاکوؤں نے ہمارا گھر لوٹ لیا اور مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے ہوش کر کے یہاں اغوا کر کے لے آئے
ہیں۔"

ساری بات ناگ کی سمجھ میں آ گئی۔
اس نے کملا کو تسلی دی اور کہا:
"گھبراؤ نہیں بہن: میں تمہیں یہاں چھوڑ کر نہیں
جاؤں گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"
کملا نے ڈرتے ڈرتے کہا:
"لیکن بابا تو کہتے ہوں گے۔ وہ ہمیں زندہ نہیں
چھوڑیں گے۔ وہ بڑے ظالم ہیں۔"
ناگ نے کہا:
"بہن خدا پر بھروسہ رکھو۔ آؤ۔"
کملا اٹھ کر ناگ کے ساتھ باہر آ گئی۔
یہ ایک تنگ و تاریک تہہ خانہ تھا۔ کملا ناگ کے
پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ تہہ خانہ کے باہر ایک ڈاکو پہرہ
دے رہا تھا۔ پو پھٹ چکی تھی۔ دھیمی دھیمی صبح کی روشنی
پھیلنے لگی تھی۔ پہرے دار ڈاکو ہاتھ میں تلوار لیے ایک
پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس نے اندر قدموں کی چاپ
سنی تو تلوار لے کر اندر کی طرف دوڑا۔ اس کے سامنے
ناگ اور اس کے پیچھے کملا کھڑی تھی۔ پہرے دار

ڈاکو نے ناگ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ مگر یہ دیکھ کر
اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ جس آدمی پر اس
نے تلوار کا وار کیا تھا وہ اب وہاں نہیں تھا۔ ناگ
بجلی کی تیزی کے ساتھ ایک سانپ کی شکل اختیار
کر کے اس کے پیچھے آ چکا تھا۔ کملا کو بھی اندھیرے میں
کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ ناگ کہاں چلا گیا ہے۔ وہ ایک طرف
اندھیرے میں ہو کر بیٹھ گئی اور روتے رہی۔ ناگ سانپ کی شکل
میں اندھیرے میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا پہریدار حیرانگی کے ساتھ اِدھر
تلاش کر رہا تھا۔ جب وہ تلاش کرتے کرتے ناگ کے قریب آیا تو
ناگ نے پہرے دار ڈاکو کو ڈس دیا تھا۔ ڈاکو نیچے گرا۔ ناگ
دوبارہ انسانی شکل میں آ کر اندھیرے سے نکل کر کملا کے پاس
آ گیا اور اسے تسلی دی کر ڈاکو ٹھکانے لگا دیا گیا ہے۔
کملا پھٹی پھٹی نظروں سے ناگ کو تکنے لگی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھیانک سیّارہ

کملا کو شک تھا کہ یہ شخص ضرور غائب ہوا تھا۔ کیسے اور کس طرح وہ نہ جان سکی۔

ناگ نے کملا کو بازو سے پکڑا اور تیزی سے باہر نکال کر لے آیا۔ سامنے گھنا جنگل اور تاریک گھاٹی تھی۔

ناگ نے کہا:

ہمیں اس گھاٹی میں اُتر کر واپس حویلی میں جانے کے لیے راستہ تلاش کرنا چاہیے۔ کیوں کہ مجھے شک ہے کہ جنگل میں ڈاکو ہوں گے

تو سردار ڈاکو کا یہ حکم سن چکا تھا کہ جنگل میں سب اس ناگ کو تلاش کرو۔ کملا کو وہ ساری بات نہیں بتا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اسے لے کر جنگل میں سے نیچے گھاٹی میں اُتر گیا۔ کملا ناگ کے پیچھے پیچھے چل جا رہی تھی۔ دن نکل آیا تھا۔ اندھیرا دور ہو گیا تھا۔ جنگلی جھاڑیاں اور اونچا گھاس جگہ جگہ اُگا ہوا تھا۔ وہ ایک جنگلی پگ ڈنڈی پر سے بڑی احتیاط سے

اتر رہے تھے۔ گھاٹی نیچے جا کر ایک سوکھے نالے میں اتر گئی تھی۔ انہوں نے سوکھے نالے میں چلنا شروع کیا۔ سوکھے نالے میں سے نکل کر وہ باہر آئے تو ناگ نے کملا کو نیچے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ کیوں کہ ناگ کو دو ڈاکو نظر آئے تھے جو اسی کو جنگل میں تلاش کر رہے تھے۔ گھوڑے ان کے ساتھ ساتھ تھے۔ کملا ڈر رہی تھی۔

ناگ نے اسے حوصلہ دیا اور خاموش رہنے کو کہا۔

دونوں ڈاکوؤں نے گھوڑوں کو وہاں چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر گپ لگانے اور ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگے۔ ان ڈاکوؤں نے ناگ کا راستہ روک لیا تھا۔ ناگ کو خیال آیا کہ اگر وہ کسی طرح ان ڈاکوؤں کو بے ہوش کر دے تو ان کے گھوڑے اسے مل سکتے ہیں۔

ناگ نے کملا سے کہا:

"میں ان ڈاکوؤں کے گھوڑے لے کر آتا ہوں تم یہاں سے ہرگز نہ ہلنا۔"

یہ کہہ کر ناگ گھاس کے اندر ہی اندر سے ڈاکوؤں کے پیچھے کی طرف نکل آیا۔ وہ خواہ مخواہ ان ڈاکوؤں کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ناگ نے سانپ کا روپ بدلا اور رینگتا ہوا ڈاکوؤں کے پیچھے آ گیا۔ وہ رینگ کر ایک ڈاکو کی پیٹھ کے پاس آیا اور اس کو ڈس دیا۔ مگر اس کے جسم میں صرف اتنا زہر داخل کیا کہ وہ بیہوش ہی ہو سکتا تھا۔

اپنے ساتھی کو اچانک بے ہوش ہوتے دیکھ کر دوسرا ڈاکو جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی نظر سانپ پر پڑ گئی وہ تلوار سے سانپ کے ٹکڑے کرنے ہی والا تھا کہ ناگ نے اس کی ٹانگ پر بھی ڈس دیا۔ جب دونوں ڈاکو بے ہوش ہو گئے تو ناگ انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ اس نے گھوڑوں کی باگیں تھامیں اور کملا کے پاس آ کر بولا:

"اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ ہمیں اس جنگل سے جلدی نکل جانا ہوگا۔"

کملا اور ناگ گھوڑے پر بیٹھے اور جنگل میں روانہ ہو گئے۔

ناگ ان راستوں کو ایک بار پہلے عقاب کی شکل میں دیکھ چکا تھا۔ وہ بہت جلد کملا کو لے کر جنگل سے باہر آ گیا۔ اس کے سامنے پہاڑی ویران تھا ان کے

...ے سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ دوپہر کے وقت کملا اور ...ک شہر کے قریب پہنچ گئے۔ اب ناگ نے کملا کو ...ی بات بتا دی کہ ان کا داروغہ پٹیل ڈاکوؤں سے ...ا ہوا ہے اور اسی نے ان کی حویلی میں ڈاکہ ڈلوایا تھا۔ کملا پریشان ہو کر بولی:

"پٹیل تو حویلی میں ہی ہو گا۔ وہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

ناگ بولا: "ہم سیدھا تمہارے باپ کے پاس جائیں گے اور پٹیل کا بھانڈا پھوڑ کر اسے گرفتار کرا دیں گے۔"

کملا بولی: "ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا بھائی۔ پٹیل مکار ہے۔ وہ میرے پتاجی کے سامنے مگرمچھ کے آنسو بہا رہا ہو گا۔"

ناگ نے کہا:

"کوئی بات نہیں۔ اس کا پاکھنڈ کھل جائے گا۔"

ناگ کملا کو لے کر حویلی میں داخل ہوا تو وہاں جو دربان اور نوکر تھے انہوں نے کملا کو دیکھ کر خوشی کے نعرے لگائے۔ کملا کی ماں نے اپنی بچی کو سینے سے لگا لیا اور اس کا ماتھا چومنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا :

"ماتا جی ! میں کملا کو ڈاکوؤں کے چنگل سے چھڑا کر لے آیا ہوں۔ ان کے پتا جی کہاں ہیں ؟

کملا کی ماں نے ناگ کو بتایا کہ مہامنتری جی راجدھانی میں راجہ وکرم سے مدد لینے گئے ہیں۔

کملا نے کہا :

"ماتا جی ! یہ سارا کیا دھرا پٹیل جی کا ہے وہ ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہے۔"

کملا کی ماں کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ اتنے میں پٹیل بھی آ گیا۔ وہ ناگ اور کملا کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھ چکا تھا۔ اس نے آتے ہی ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور کملا کو دیکھ کر بولا :

"بھگوان کا شکر ہے۔ ہماری بیٹی واپس گھر آ گئی۔"

ناگ نے غصے سے کہا،

"پٹیل جی ! تمہارا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ تم ڈاکوؤں کے ساتھی ہو۔ تم نے ہی یہ ڈاکہ ڈلوایا ہے۔"

مکار پٹیل نے روتے ہوئے کہا،

"ماتا جی ! یہ الزام ہے۔ بھلا میں کیسے یہ حرکت کر سکتا ہوں۔ میں نے آپ کا نمک کھایا ہے

یہ نوجوان مجھ پر جھوٹا الزام لگا رہا ہے۔"

ناگ نے کہا :

"پھر تم نے مجھے اس وقت شربت پلا کر بے ہوش کیوں کیا تھا۔ جب میں ڈاکے کی اطلاع دینے یہاں آیا تھا؟"

پٹیل نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"بیٹا وہ شربت زہریلا تھا تم تو بے ہوش ہی ہوئے ہو اس شربت کو پی کر میرے دو نوکر مر گئے۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ شربت زہریلا ہو چکا ہے۔ پھر تم کو بھی ڈاکو اٹھا کر لے گئے۔ کیوں کہ وہ تمہیں اپنا جاسوس سمجھتے تھے انہیں کسی نے بتا دیا تھا کہ تم ڈاکے کی پہلے سے اطلاع کرنے حویلی میں آئے تھے۔"

ناگ نے جھڑک کر کہا،

"تم نے ہی انہیں میرے بارے میں بتایا تھا۔ یہاں اور کون ہے جو ایسا کرے گا؟"

پٹیل کملا کی ماتا کی طرف دیکھ کر بولا،

"ماتا جی ! میں بے قصور ہوں۔ میں آپ کو دھوکہ دینے کے بارے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹیل نے کچھ ایسی مکاری سے اداکاری کر کملا کی ما
اس پر یقین آ گیا۔ اس نے ناگ سے کہا:
"بیٹا! یہ ہمارا پرانا ملازم ہے اور گھر کا بزرگ ہے
یہ ایسا کام نہیں کر سکتا۔ چلو۔ اب تم آرام کرو۔
کملا کے پتا جی کل واپس آ جائیں گے۔"
ناگ کو یقین تھا کہ پٹیل غدار ہے مگر کملا کی ما
اسے بے قصور سمجھ رہی تھی اس لیے وہ کچھ نہیں
سکتا تھا۔ کملا کو لے کر اس کی ماں کمرے میں چلی گ
پٹیل نے ناگ کو بھی ہاتھ جوڑے اور کہا:
"بیٹا! تمہیں غلطی لگی ہے۔ میں ایسا نہیں ہوں۔
چلو۔ تم بھی بھوجن کر لو۔"
ناگ خاموشی سے اس کے ساتھ مہمان خانے میں آ گیا
ناگ کو معلوم تھا کہ پٹیل ڈاکوؤں کو اس کے فرا
اور کملا کے واپس حویلی میں پہنچ جانے کی ضرور خبر
کرنے جائے گا۔ چنانچہ وہ پٹیل کو اپنی نگاہ میں رکھے
تھا۔ مگر پٹیل بھی بڑا چالاک تھا۔ اس روز وہ
خود نہ گیا۔ اس نے اپنے ایک رازدار آدمی کو پیغام
دے کر ڈاکوؤں کے پاس خفیہ ٹھکانے کی طرف روانہ
کر دیا۔

ڈاکوؤں کے سردار کو جب پتہ چلا کہ ناگ اور کملا
یلی میں پہنچ گئے ہیں تو وہ غصے سے لال پیلا ہو
گیا۔ اس نے اعلان کر دیا۔
"آج رات ہم کملا اور جاسوس کو ہلاک کر
دیں گے۔ یہ ہمارے لیے زبردست خطرہ ہیں جس
کا دُور کرنا بڑا ضروری ہے۔"
اُدھر ناگ رات کے وقت بھی پٹیل کی جاسوسی کر
تا تھا۔ وہ چھپ چھپ کر پٹیل کو دیکھتا رہا تھا۔
مگر اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ پٹیل نے ڈاکوؤں کے
گ اپنا خاص آدمی روانہ کر دیا تھا۔ رات ہو گئی۔
اگ نے کملا کی حفاظت کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مگر وہ
اگ کے کمرے میں نہیں سو سکتا تھا۔ کملا کو اس کی
ماں نے اپنے پاس اپنے کمرے میں سلایا اور باہر پہرہ
لگا دیا۔ ناگ اسی حویلی کے مہمان خانے والے کمرے
میں آ کر لیٹ گیا۔ پٹیل کو وہ اپنے کمرے میں جاتے دیکھ
چکا تھا۔ پھر بھی ناگ کو شبہ تھا کہ پٹیل نے ضرور ڈاکوؤں
کو خبر کر دی ہو گی۔
ناگ جاگ رہا تھا۔
جب رات گہری ہو گئی تو ناگ نے سانپ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکل بدلی اور رینگتا ہوا اپنے کمرے سے نکل کر اس کی
میں آ گیا جہاں کملا اپنی ماتا جی کے ساتھ سو رہی تھی۔
پہرہ بھی لگا تھا۔ پہرے دار تلوار لیے کمرے کے دروا
کے آگے ٹہل رہا تھا۔

یہاں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ ناگ دیوار کے ساتھ سا
رینگتا ہوا واپس جا رہا تھا کہ اسے باہر کچھ کھڑکھڑاہ
سنائی دی۔ وہ تیزی سے لپک کر حویلی کے صحن میں آ
یہاں مشعلیں بجھا دی گئی تھیں اور اندھیرا تھا۔ سامنے
فاصلے پر اسے پٹیل کے کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا

ناگ ایک ستون کے پیچھے سے گردن نکال کر د
تکنے لگا،

اس نے اندھیرے میں چار انسانوں کے سائے اونچی دیو
میں سے کند کی مدد سے نیچے اترتے نظر آئے۔ ڈاکو آ
گئے تھے۔ دو سائے وہیں دیوار کے پاس بیٹھ گئے اور دو
سائے پٹیل کے کمرے کی طرف بڑھے۔ ناگ سمجھ گیا کہ پٹیل
نے ڈاکوؤں کو خبر کر دی تھی اور اب ڈاکو کملا کو اغوا
کرنے اور ناگ کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ ناگ تیزی سے
رینگتا ہوا کملا کے بند کمرے کے سامنے آ کر ایک جگہ دیوار
کے سوراخ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے گزرے ہوں

گے کہ اچانک برآمدے میں چاروں ڈاکو دوڑتے ہوئے آئے
اور انہوں نے دربان کو تلوار کے ایک ہی وار سے موت
کے گھاٹ اتار دیا۔

سردار ڈاکو آگے آگے تھا۔

اس نے کملا کے کمرے کا دروازہ توڑنا شروع کر دیا۔

اندر سے کملا اور اس کی ماں کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔

ناگ اب انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دیوار سے چھلانگ
لگا کر برآمدے میں ذرا دور اندھیرے میں گرا اور گرتے
ہی اس نے سانس کھینچ لیا۔ سانس کھینچنے سے پہلے ناگ
نے بہت مدت کے بعد ایک ہاتھی کا تصور اپنے ذہن میں
جما لیا تھا۔

سردار ڈاکو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کمرے کا دروازہ
توڑ رہا تھا کہ اچانک ایک طرف سے ہاتھی کی چنگھاڑ
سنائی دی۔ ڈاکو حیران ہوئے کہ یہ ہاتھی یہاں کہاں سے
آ گیا۔ انہوں نے گھبرا کر ایک طرف دیکھا تو سامنے ایک
پہاڑ اتنا اونچا بھاری بھرکم ہاتھی خونخوار دانت نکالے،
سونڈ گھماتا، چیختا چنگھاڑتا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سردار
تلوار کا وار کرنے ہی لگا تھا کہ ہاتھی اس کے سر پر پہنچ
گیا اور اس نے سردار ڈاکو کو اپنی سونڈ میں لپیٹ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اوپر اٹھا لیا اور پھر اپنے سر کے اوپر گھما کر زور
برآمدے کے فرش پر پٹخ دیا۔ سردار کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں
اور وہ پھر نہ اٹھ سکا۔

دوسرے ڈاکو ڈر کر بھاگے مگر ناگ نے لپک کر انہیں
بھی پکڑ لیا۔ ایک کو سونڈ میں جکڑا دوسرے اور تیسرے کو
اپنے پاؤں تلے روند ڈالا۔ دیکھتے دیکھتے وہاں چاروں ڈاکوؤں
کی لاشیں پڑی تھیں۔ ہاتھی کے چنگھاڑنے اور چلانے سے
وہاں زبردست شور پیدا ہوا تھا۔ حویلی کے دوسرے نوکر بھی
جاگ پڑے اور ماتا کی خواب گاہ کی طرف دوڑے۔

ناگ وہاں سے نکل کر باغ میں آ گیا اور رات کے
اندھیرے میں اس نے ایک بار پھر انسانی شکل بدلی اور
وہ بھی دوسرے ملازموں کے ساتھ دوڑتا ہوا برآمدے میں
آ گیا جہاں چاروں ڈاکوؤں کی کچلی ہوئی لاشیں پڑی تھیں
اور کملا اور ان کی ماتا ایک طرف سہمی کھڑی تھیں۔

"یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟"

کملا کی ماتا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ ناگ بولا:

"ماتا جی! یہ چاروں ڈاکو تھے۔ یہ کملا بہن کو اٹھا کر لے
جانے آئے تھے۔ بھگوان کو شکر ہے کہ جنگل ہاتھی
ادھر آ گیا اور اس نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔"

کملا کی ماتا نے ہاتھ باندھ کر آسمان کی طرف دیکھا
اور بولی:

"گنیش جی مہاراج نے میری بچی کو بچا لیا۔ میں آج
ہی ان کا شاندار مندر بنوانا شروع کر دوں گی۔"

وہاں پٹیل بھی گھبرایا ہوا پہنچ گیا۔ اس نے بھی نقلی
حیرت کا اظہار کیا۔ لاشوں کو دیکھ کر کہا:

"یہ ضرور ڈاکو ہوں گے۔ بھگوان تیرا شکر ہے
ہماری بچی ان کے ظلم سے بچ گئی۔"

ناگ اسے غور سے گھور رہا تھا۔ مگر اس نے پٹیل
کے بارے میں کسی کو نہ بتایا کہ ڈاکو پہلے اس کے کمرے
میں گئے تھے۔ دوسرے روز شام کو کملا کے پتا جی بھی
آ گئے۔ کملا کو واپس اپنی حویلی میں دیکھ کر وہ خوشی سے
نہال ہو گئے۔ انہیں ساری کہانی سنائی گئی۔ انہوں نے ناگ
کو گلے لگا لیا۔

"تم نے میری بچی کو بچا کر مجھے خرید لیا ہے
بیٹا۔"

پٹیل کے بارے میں انہیں بھی یقین نہ آیا کہنے لگے:

"پٹیل ہمارا پرانا ملازم ہے۔ وہ ہم سے غداری
نہیں کر سکتا بیٹا۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مزید کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہ کی
ناگ خود اس حد تک سادہ مزاج تھے کہ دشمن
پہ بھروسہ کیے ہوئے تھے تو ناگ کو
کی کیا ضرورت تھی۔ انسان کو سادہ مزاج اور شریف ضرور
ہونا چاہیے مگر اس حد تک بھی شریف نہ ہونا چاہیے
کہ دشمن اسے نقصان پہنچا دے۔ انسان کو چاہیے کہ
شرافت کے ساتھ ساتھ عقل مند بھی ہو۔ اپنا بُرا بھلا
پہچان سکے اور پھر اپنے دشمن کو کبھی کمزور نہیں
سمجھنا چاہیے۔

ناگ نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ کملا کو اس کے
ماں باپ سے ملا دیا تھا۔ اب اسے ماریا کو تلاش کرنا
تھا جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ چونکہ وہ بھی
اسی بھیڑیئے کے منہ میں سے نیچے گری تھی اس لیے
ضرور اسی دنیا میں یعنی تین ہزار سال پہلے ہندوستان ہی
میں کسی شہر یا جنگل میں ہو گی۔ مہامنتری ناگ کو اپنے
پاس ہی رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا:

"بیٹا! تم مجھے بہت عزیز ہو۔ ہماری ایک ہی بیٹی
ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اسے اپنی بیوی بنا کر
ہنسی خوشی یہاں زندگی بسر کرو۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"مجھے افسوس ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر مجھے
شادی کرنی ہوتی تو کئی شہزادیوں کے ہاتھ میری
طرف بڑھے تھے۔ مگر میں نے ان سے شادی نہیں
کی۔ اس لیے کہ شادی میری زندگی کا مقصد
نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ مہامنتری کی حویلی سے ماریا کی تلاش
میں روانہ ہو گیا۔

اب ہم دیپ عنبر اور کیٹی کی طرف آتے ہیں۔ یہاں
تو زمین پر کئی دن گذر گئے تھے مگر اوپر بھیڑیئے کے
کھلے منہ والے ستارے پر ابھی پندرہ منٹ ہی گذرے
تھے۔ جب پندرہ منٹ گذرنے کے بعد بھی ناگ غار
سے واپس نہ آیا تو عنبر کو فکر ہوئی۔ اس نے کیٹی
سے کہا:

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ پہلے ماریا اندر جا کر
گم ہو گئی۔ اب ناگ ایسا گیا ہے کہ واپس ہی
نہیں آیا۔"

کیٹی نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مجھے تو دال میں کالا کالا نظر آتا ہے۔ اندر ضرور
کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ ہمیں خود اندر چل کر
دیکھنا چاہیے۔"

عنبر اور کیٹی اٹھے اور خود بھیڑیئے کے بتلے ہوئے
منہ میں داخل ہو کر بھیڑیئے اترنے لگے۔ سامنے انہیں
سرنگ نظر آئی جس کی چھت پر سفید ٹائیلیں سی تھیں
اور روشنی ہو رہی تھی۔ سرنگ کی بیرونی دیوار کے ساتھ
ساتھ ستون کھڑے تھے جن کے اوپر بھیڑیوں کے سر
کے بت رکھے تھے۔

یہاں سے گزرتے ہوئے کیٹی اور عنبر بھی اس ہال
کمرے میں آ گئے جہاں انہیں سامنے دیوار پر بھیڑیوں
کے پانچ کھلے منہ دیوار میں بنے ہوئے دکھائی دیئے۔ کیٹی
اور عنبر قریب آ گئے۔

کیٹی نے کہا:

"یہاں نہ ٹاگ ہے اور نہ ماریا ہی کی خوشبو آ
رہی ہے۔ وہ ضرور کسی حادثے کا شکار ہو گئے
ہیں عنبر! ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔"

ماریا کی خوشبو عنبر کو بھی نہیں آ رہی تھی۔

"خدا خیر کرے۔ یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں اور
ماریا کی بھی خوشبو غائب ہے۔ لیکن ان بھیڑیوں

کے کھلے چہروں کے اوپر رومن ہندسے کیسے
لکھے ہیں؟"

عنبر درمیان والے بھیڑیئے کے منہ کے قریب آیا تو
اچانک اسے ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے کیٹی سے
بے اختیار کہا:

"کیٹی یہاں سے ماریا کی خوشبو آ رہی ہے۔"

کیٹی بھی جلدی سے درمیان والے بھیڑیئے کے منہ کے
قریب آ گئی۔ یہ وہی بھیڑیئے کا چہرہ تھا جس کے اوپر
تین ہزار کا ہندسہ لکھا تھا اور جس کے بٹن کو ماریا نے
دبایا تھا۔ خوشبو ابھی تک اس بٹن میں سے آ رہی تھی۔
عنبر اور کیٹی نے بھیڑیئے کے منہ پر لگے شیشے میں سے
اندر جھانکا۔

کیٹی نے کہا:

"اندر تو گہرا اندھیرا ہے۔ خوشبو یہاں سے ہی
آ رہی ہے۔"

عنبر بولا: "ہو سکتا ہے ماریا اس طاقتور شیشے
کے پیچھے قید ہو کر رہ گئی ہو۔ میں اسے
توڑتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے مکا مارا اور بھیڑیئے کے منہ پر
لگا شیشہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ شیشے کے ٹوٹتے ہی کی ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلند اور بھیانک چیخ سے سارا ہال کمرہ گونج اٹھا۔ یہ کسی بھیڑیئے کی چیخ تھی۔ عنبر اور کیٹی پیچھے ہٹ گئے۔ اچانک ایک طرف سے دیوار شق ہو گئی اور اس کے اندر سے سبز رنگ کے پگھلے ہوئے سیال مادے کی ایک موٹی لکیر بہتی ہوئی نکل کر ان کی طرف بڑھی۔ پگھلے ہوئے مادے کی یہ موٹی لکیر ایک سانپ کی طرح بل کھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔

عنبر نے کہا:

"کیٹی باہر کی طرف دوڑو۔ یہ کوئی کیمیاوی مادہ ہے یہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔"

دونوں ہال کمرے کے دروازے کی طرف واپس دوڑے مگر دروازہ کھٹاک سے اپنے آپ بند ہو گیا۔ عنبر نے پوری طاقت سے دروازے کو دھکا دیا مگر دروازہ اس قدر مضبوط تھا کہ اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ سیال مادے کا اندھا سانپ بل کھاتا لہراتا ان کی طرف آ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اس پگھلے ہوئے سبز مادے کی آنکھیں ہیں اور وہ ان دونوں کو دیکھ رہا ہے۔ کیوں کہ عنبر اور کیٹی جس طرف جاتے تھے یہ مادہ اسی طرف آ جاتا تھا۔

"یہ پگھلا ہوا خطرناک سانپ میری طرف آ رہا ہے عنبر!"

کیٹی نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

عنبر نے کہا:

"میرے پیچھے آ جاؤ۔"

کیٹی بھاگ کر عنبر کے پیچھے آ گئی۔ عنبر اس پگھلے ہوئے سبز سانپ سے بچ کر ادھر ادھر دوڑنے لگا مگر اب پگھلے ہوئے مادے نے سارے کمرے میں اپنے کنڈل پھیلا دیا تھا۔ جونہی اس سے عنبر کے پاؤں ٹکرائے اسے بجلی کا ایک جھٹکا لگا اور وہ اس پر گر پڑا۔ کیٹی بھی گر پڑی۔ پگھلے ہوئے مادے کے سانپ نے عنبر کیٹی کو اپنے کنڈل میں جکڑ لیا۔ عنبر نے اپنا پورا زور لگایا، مگر وہ اس پگھلے ہوئے سانپ کے کنڈل سے اپنے آپ کو نہ چھڑا سکا۔ کیٹی بھی اس میں پھنس کر رہ گئی تھی۔

"عنبر! یہ سانپ ہمیں واپس گھسیٹے لیے جا رہا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔"

عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کی طاقت کمزور پڑتی جا رہی ہے۔ کیٹی پر بھی غنودگی چھانے لگی تھی۔ عنبر کی آنکھوں کے آگے اندھیرا کھنے لگا۔ کیٹی کی آنکھیں بھی بند ہو رہی تھیں۔ اس نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری آنکھیں بند ہو رہی ہیں عنبر۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیوں کہ عنبر بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی بھی بے ہوش ہو گئی۔

سبز مادے کا سانپ دونوں کو اپنے کنڈل میں جکڑ کر رینگتا ہوا واپس دیوار کے شگاف میں داخل ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد دیوار پھر بند ہو گئی۔

عنبر اور کیٹی کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو شیشے کے ایک آدمی کے قد جتنے اونچے سلنڈر میں بند پایا۔ وہ دونوں سلنڈر میں ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔ یہ سلنڈر ایک اونچی سفید چھت والے کمرے کے درمیان لگا تھا۔ سامنے ایک بہت بڑا گول چبوترہ تھا جس پر بھیڑیے کا چہرہ منہ کھولے موجود تھا۔ یہ چہرہ ایک بُت تھا جو کافی بڑا تھا۔ اس کے منہ کے آگے ایک شیشے کی کرسی بھی تھی۔

کمرہ ابھی تک خالی تھا۔ عنبر نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے اپنے قریب کیٹی کو دیکھا تو کہا:

"ہم کہاں آ گئے ہیں کیٹی؟"

کیٹی چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تک رہی تھی۔

"یہ کوئی خاص کمرہ ہے۔ ہمیں خاص طور پر اس

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سلنڈر میں بند کیا گیا ہے۔ نہ جانے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔"

عنبر نے سلنڈر کی شیشے کی دیوار کو مکا مارا۔ مگر شیشے کی دیوار کسی بے حد مضبوط مادے سے بنائی گئی تھی۔ شیشے پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اتنے میں بھیڑیے کے منہ کے اندر روشنی ہو گئی۔ عنبر اور کیٹی اس طرف دیکھنے لگے۔ بھیڑیے کے منہ میں سے دو آدمی نمودار ہوئے جن کے چہرے انسانوں ایسے تھے مگر باقی جسم انسانوں ایسے تھے۔

"یہ یہاں کی مخلوق ہے عنبر۔" کیٹی نے سرگوشی کی۔

دونوں لمبڑ انسان بھیڑیے کے منہ کے باہر آ کر شیشے کی کرسی کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ ان کے چست نیلے لباس جسم سے چمٹے تھے اور کمر کے ساتھ خلائی پستول لٹک رہے تھے۔

بھیڑیے کے منہ میں سے چار مزید لمبڑ انسان باہر نکلے اور چبوترے پر ایک جانب بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ ان کے بعد عنبر اور کیٹی نے دیکھا کہ بھیڑیے کے کھلے منہ میں سے ایک خوبصورت اونچی لمبی عورت باہر نکلی جس کے لمبے سیاہ بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے اور جسم پر شاندار چمکدار لباس تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چمکیلی چھڑی تھی جس کے سرے پر بھیڑیے کا منہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنا ہوا تھا۔

"یہ تو ہماری زمین کی عورتوں ایسی عورت ہے۔
عنبر نے کہا،

کیٹی نے آہستہ سے کہا،

"اس مخلوق میں یہ کہاں پھنس گئی؟"

عنبر بولا: "کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے یہ
بھی ہماری جان کی دشمن ہو۔"

عورت بھیڑیئے کے منہ سے نکل کر شیشے کی کرسی پر
بیٹھ گئی۔ پھر اس نے ہاتھ کا ہلکا سا اشارہ کیا۔ اشارہ
ملتے ہی ایک ٹوٹڑ انسان نے چبوترے پر رکھی ہوئی ایک
ننھی سی مشین کا بٹن دبا دیا اب عنبر اور کیٹی کو باہر
کی آوازیں سلنڈر میں سنائی دینے لگیں۔

عورت گہری نظروں سے عنبر اور کیٹی کی طرف دیکھ
رہی تھی۔ پھر اس کے لب ہلے اور عنبر اور کیٹی کو اس
کی آواز سنائی دی:

"میں تم سے تمہاری زبان میں بات کر رہی ہوں
اس وقت تم دونوں میری قید میں ہو۔ مجھے یہ
بتانے کی ضرورت نہیں کہ مجھے ایک انسان
مرد کی اشد ضرورت تھی۔ اس بارے میں تمہیں
بعد میں بتاؤں گی۔ اس وقت تمہیں اتنا ہی
بتاؤں گی کہ تم میرا حکم ماننے کے لیے اپنے
آپ کو تیار کر لو۔ کیوں کہ اس کے سوا تمہارے لیے
اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

عنبر اور کیٹی بڑے غور سے اس عورت کی باتیں سن
رہے تھے۔

عنبر نے سوال کیا:

"تم ہم سے کیا کام لینا چاہتی ہو؟"

عورت بولی: "یہ تمہیں بہت جلد معلوم ہو
جائے گا۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر تم کون ہو اور اگر ہم تمہاری مرضی کے
بغیر یہاں کوئی حرکت نہیں کر سکتے تو پھر تم
نے ہمیں اس سلنڈر میں کیوں بند کر رکھا ہے؟"

عورت نے کہا:

"میں اس سیارے کی ملکہ ہوں۔ میرا نام فسطال
ہے۔ تمہیں سلنڈر میں اس لیے بند کیا گیا ہے
کہ تمہارا دو روز تک اس سلنڈر میں بند رہنا
میری اسکیم کا ایک حصہ ہے۔ اب تم کوئی سوال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں کرو گے۔

اس کے ساتھ ہی نسطالی نے اشارہ کیا۔ چار انسان آگے بڑھے۔ انہوں نے سلنڈر کے باہر لگے بٹن کو دبایا۔ سلنڈر آہستہ آہستہ فرش کے اندر چلا گیا۔

سلنڈر ایک تکونے کھلے کمرے میں جا کر فرش ساتھ ٹِک گیا۔ اس کے بعد سلنڈر کا دروازہ اپنے کھُل گیا۔ عنبر اور کیٹی سلنڈر سے باہر آ گئے۔ کمرے دو بستر لگے تھے۔ یہ بستر سفید رنگ کے سٹریچر بچھائے گئے تھے۔ عنبر اور کیٹی وہاں بیٹھ کر آپس صلاح مشورہ کرنے لگے کہ وہ یہاں سے فرار کس ہو سکتے ہیں؟ اور یہ عورت ملکہ نسطالی ان سے کیا لینا چاہتی ہے۔

کیٹی نے کہا:

"اس نے انسان مرد کا نام لیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کو تمہاری ضرورت ہے اور وہ تمہیں اپنے کسی منصوبے کے مطابق کسی تجربے سے گذرنا چاہتی ہے۔"

عنبر بولا: "مگر یہ خطرناک عورت کون سا تجربہ

کرنے والی ہے؟"

یہی بات تو مجھے پریشان کر رہی ہے۔ کیٹی نے کہا۔ عنبر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کی غیر معمولی طاقت کسی کام نہیں آ رہی تھی۔ کمرے کی دیواریں کسی ایسے مادے سے بنائی گئی تھیں کہ وہ اس کو توڑ نہیں سکتا تھا۔

لے شگاف

بیٹی سر تھام کر
عنبر کو لے
لسارٹری معلوم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موت سے فرار

ٹکونی کمرے کی چھت سے دھیمی روشنی آ رہی تھی۔
انہیں کچھ خبر نہیں تھی کہ کتنا وقت گذر گیا ہے
وہ ہے کہ رات۔ عنبر اور کیپٹن دیر تک باتیں کر
بجھائے ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ان
صلاح مشورہ اسرار خلائی ملکہ کیا سلوک کرنے والی ہے
ہو سکتے بچر پر جا کر لیٹ گئی۔ عنبر فرش پر بے
لینا چاہنے لگا۔ اسے ماریا اور ناگ کا بھی خیال آ
تھا کہ وہ کہاں ہوں گے؟ کیوں کہ ملکہ نسلالی نے
باتوں میں ماریا اور ناگ کا ذکر نہیں کیا تھا کہ آ
کے لومڑ انسانوں نے ان دونوں کو بھی گرفتار کر لیا ہے
اتنے میں ایک جگہ دیوار میں روشنی ہوئی اور پھر
دیوار کا ایک بڑا پتھر ایک طرف کھسک گیا۔ دو
لومڑ انسان ہاتھوں میں خلائی پستول لیے داخل ہوئے
اور انہوں نے عنبر کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا

کیپٹن جلدی سے اٹھ کر عنبر کے پاس آ گئی۔
نہیں نہیں عنبر بھیا! تم ان کے ساتھ مت
جانا۔ نہ جانے یہ لوگ تم سے کیا سلوک کریں۔
عنبر نے کہا:
کیپٹن! اس وقت تو میں نہ بھی چاہوں تب
بھی مجھے ان کے ساتھ جانا ہی پڑے گا۔
تم مطمئن رہو میں مروں گا نہیں۔
یہ کہہ کر عنبر، لومڑ انسانوں کے ساتھ دیوار کے شگاف
میں سے گذر گیا۔
دیوار کا پتھر پھر اپنی جگہ پر آ گیا۔ کیپٹن سر تھام کر
سٹریچر والے بستر پر بیٹھ گئی۔ لومڑ انسان عنبر کو لے
کر ایک ایسے کمرے میں آ گئے جو ایک لیبارٹری معلوم
ہوتی تھی اور وہاں طرح طرح کے شیشے کے آلات
لگے تھے۔ درمیان میں شیشے کی دو مشینیں سی تھیں جن
کے اندر آدمی کے بیٹھنے کے لیے شیشے کی دو کرسیاں
رکھی تھیں۔ عنبر کو لومڑ انسانوں نے ایک مشین کے اندر
لے جا کر کرسی پر بٹھایا اور مشین کو بند کر دیا۔
اتنے میں خلائی ملکہ نسلالی آ گئی۔ اس نے چست
لباس پہن رکھا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی لومڑ انسانوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری مشین کا دروازہ کھول دیا۔ ملکہ نسطالی دوسری مشین میں داخل ہو کر شیشے کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کی مشین کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا۔ دونوں نوعمر انسان وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی عنبر نے ایک بوڑھے آدمی کو اندر آتے دیکھا جس کا چہرہ انسانوں جیسا تھا اور باقی کا سارا جسم بن مانس کا تھا۔ وہ جھک کر چل رہا تھا۔

اس نے آتے ہی دونوں مشینوں کے گرد ایک چکر لگایا۔ اور پھر ملکہ نسطالی والی مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی ملکہ کی مشین میں سے سبز رنگ کی شعاعیں لہرا لہرا کر اٹھیں اور عنبر کی مشین میں داخل ہو کر عنبر کے جسم سے ٹکرانے لگیں۔ عنبر نے پہلی بار اپنے جسم میں سنسناہٹ محسوس کی۔ اس پر ان شعاعوں کا اثر ہونا شروع ہو گیا تھا۔

وہ سوچنے لگا کہ یہ شعاعیں کہیں اس کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ اس نے مشین میں سے نکلنے کی بہت کوشش کی مگر وہ کرسی پر سے ہل نہ سکا۔ کسی غیر معمولی طاقت نے اس کو مشین کی کرسی پر جکڑ کر رکھ دیا تھا۔ اب عنبر کے جسم میں سے بھی سبز رنگ کی لہراتی ہوئی شعاعیں نکل کر ملکہ نسطالی کے جسم سے ٹکرانے لگیں۔ ملکہ

نے آنکھیں بند کر لیں۔

بوڑھا انسان بن مانس بڑی عجیب نظروں سے عنبر کو دیکھ رہا تھا۔ ان نظروں میں عنبر کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ تھا۔ عنبر کو اپنے جسم میں شدید بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ خطرناک سلسلہ عنبر کے اندازے کے مطابق ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ پھر بوڑھے انسان بن مانس نے ملکہ نسطالی کے اشارے پر بٹن بند کر دیا۔ شعاعیں غائب ہو گئیں۔

ملکہ نسطالی اپنی مشین سے باہر نکل آئی۔ اس نے بوڑھے بن مانس انسان سے اپنی زبان میں کہا کہ اس قیدی انسان کو لے جا کر کولڈ روم میں بند کر دو۔ اس کی زبان عنبر سمجھ گیا تھا۔ ملکہ چلی گئی۔ بوڑھے بن مانس انسان نے عنبر کو مشین سے نکالا اور بازو سے پکڑ کر اپنی زبان میں کہا:

"میرے ساتھ چلو بدقسمت انسان۔"

عنبر نے کہا:

"میں بدقسمت نہیں ہوں۔ حالات نے مجھے یہاں پھنسا دیا ہے۔"

بوڑھے بن مانس نے چونک کر عنبر کو دیکھا اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم ہماری زبان جانتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"میں سب زبانیں جانتا ہوں۔ مگر یہ بتاؤ کہ تمہاری شکل تو انسانوں جیسی ہے پھر تمہارا جسم بن مانس ایسا کیوں ہے؟"

بوڑھا بن مانس انسان بولا:

"تم زمین کے انسان ہو۔ میں بھی تمہاری زمین ہی کا رہنے والا ہوں۔ خاموشی سے میرے ساتھ چلو باتیں بعد میں ہوں گی۔"

یہ کہتے بوڑھے بن مانس انسان نے دنیا کی انگریزی زبان میں ادا کیے تھے۔ عنبر بڑا حیران ہوا کہ یہ بن مانس نما انسان انگریزی کہاں سے بولنے لگا؟ وہ خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا۔ بن مانس انسان عنبر کو ایک تنگ سے کمرے میں لے گیا جہاں شدید سردی تھی۔ اس نے اندر جاتے ہی ایک بٹن بند کر دیا۔ اس سے کمرے کی سردی کم ہو گئی۔ اب بوڑھا بن مانس انسان بولا:

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے۔ یہ لڑکی جو تمہارے ساتھ آئی ہے یہ کون ہے؟"

عنبر نے بوڑھے بن مانس انسان کو بتایا کہ وہ اپنی دوست کیٹی اور ناگ اور ماریا کے ساتھ خلا میں ایک راکٹ میں راستہ بھٹک کر اس سیارے پر اتر آیا تھا۔

بوڑھے بن مانس نے آہ بھر کر کہا:

"آج سے بیس برس پہلے میرے ساتھ بھی یہی حادثہ پیش آیا تھا۔ میرا نام میکنزی ہے۔ میں ملک امریکہ کا ایک خلا باز ہوں۔ میں اپنی شٹل سے نکل کر خلا میں ایک تجربہ کرنے نکلا تو بدقسمتی سے میرے خلائی سوٹ کے ساتھ جو نائیلن کی رسی بندھی تھی وہ پگھل گئی اور میں بھٹکتا ہوا کہیں سے کہیں نکل گیا پھر اس سیارے پر آن گرا اور یہاں کے لومڑ انسانوں نے مجھے پکڑ لیا۔"

عنبر نے پوچھا:

"یہ مجھ پہ کس قسم کا تجربہ کر رہے ہیں"

میکنزی نے کہا:

"یہی اس ملک نسطال کی زندگی کا سب سے بڑا راز ہے۔ یہ تجربہ وہ مجھ پر بھی کر چکی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ملک نسطال آدھی رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد بھیڑیا بن جاتی ہے۔ ایک عرصے سے
وہ اس مصیبت میں پھنسی ہوئی ہے۔ وہ
اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے لاکھوں
جتن کر چکی ہے مگر کامیاب نہیں ہوئی۔ آخر
ایک دوسرے سیارے کے سائنس دان نے ایک
نسخہ بتایا جس پر عمل کر کے وہ دوبارا آدمی
رات کو بھیڑیا نہیں بن سکے گی۔
وہ نسخہ کیا تھا؟" عنبر نے پوچھا۔
بوڑھا بن مانس میکنزی بولا:
"سائنس دان نے اسے کہا کہ اگر وہ زمین کے
دو انسان کسی طرح حاصل کر کے
ان کے جسم کی شعاعیں
خود اپنے جسم میں داخل کرے تو وہ پھر کبھی
بھیڑیا نہیں بنے گی۔ چنانچہ ملکہ نسطالی نے
دو انسانوں کو پکڑنے کی مہم شروع کر دی۔
اس مقصد کے لیے اس کے لومڑ انسان اڑن
طشتریوں پر خلا میں چکر لگانے لگے مگر انہیں
کوئی انسان نہ مل سکا۔ اتفاق سے میں خود
ہی ان کے سیارے پر آن گرا۔ ملکہ نسطالی
نے مجھ پر تجربے شروع کر دیئے۔ ایک ہفتہ
میرے جسم میں اس نے اپنے جسم کی شعاعیں
داخل کیں۔ ایک ہفتے کے بعد میری یہ حالت
ہو گئی کہ میرا آدھا جسم بن مانس کا ہو گیا
اور چہرہ انسان کا ہی رہا۔ اب انہیں دوسرے
مرد انسان کی تلاش تھی کہ تم یہاں آ گئے۔
عنبر نے کہا:
"تو کیا میرا بھی یہی حال ہو جائے گا ایک
ہفتے کے بعد؟"
میکنزی بولا: "بالکل تم بھی آدھے انسان آدھے
بن مانس بن جاؤ گے۔"
عنبر کو خیال آیا کہ اس نے اپنے جسم میں ملکہ
نسطالی کے جسم کی شعاعیں داخل ہوتے محسوس کی تھیں۔
اس لیے ہو سکتا ہے کہ اس پر یہ منحوس اثر ہو جائے
اس نے بوڑھے خلا باز سے کہا:
"کیا تم کسی طرح مجھے اس بھیانک انجام سے
بچا سکتے ہو؟"
بوڑھا بن مانس انسان بولا:
"میں یہ فیصلہ پہلے ہی کر چکا ہوں۔ تمہیں نری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوشیاری سے کام لینا ہو گا. جیسے میں کہوں
ویسے ہی کرنا ہو گا۔ کیونکہ اس سیارے سے نکلنا
کوئی آسان کام نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہاری ہدایت پر عمل کروں گا۔ لیکن میرے
ساتھ میری دوست کیٹی بھی یہاں سے فرار
ہو گی۔"

بوڑھا بن مانس انسان بولا:

"میں تم دونوں کو یہاں سے فرار دلانے کی
کوشش کروں گا۔ اگرچہ اس میں میری جان کو
بھی خطرہ ہے مگر تم دونوں میری پیاری زمین
کے انسان ہو۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔
میرے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہے وہ ہو چکا۔
میں تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہونے دوں گا۔
تمہیں دو روز اس کمرے میں رہنا ہو گا، لیکن
میں نے اس سرد خانے کی سردی کم کر دی
ہے۔ تم آرام سے بیٹھو۔ میں رات کو آؤں گا۔"

یہ کہہ کر بوڑھا بن مانس کمرے سے نکل گیا۔

آدھی رات کو بوڑھا بن مانس اپنے وعدے کے مطابق

[illegible] تو اس کے ہاتھ میں خلائی پستول بھی تھا۔ اس نے
[illegible] ہی عنبر سے کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔ جلدی کرو۔"

[illegible] عنبر فوراً اٹھا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ بوڑھا بن مانس
[illegible] کو لے کر کئی ایک کمروں سے نکل کر ایک سرنگ
[illegible] آیا تو اچانک سامنے ایک لومڑ انسان آ گیا۔ اس
[illegible] بوڑھے بن مانس پر حملہ کر دیا۔ بوڑھے بن مانس
[illegible] پستول کا فائر کر دیا۔ لومڑ انسان اچھل کر گرا اور
[illegible] کر راکھ ہو گیا۔

[illegible] سرنگ کے دروازے میں سیڑھیاں اوپر جاتی تھیں۔
[illegible] میں اندھیرا تھا۔

[illegible] عنبر نے بوڑھے بن مانس سے کیٹی کے بارے میں پوچھا
[illegible] اس نے کہا:

"خاموش۔"

[illegible] سیڑھیاں چڑھ کر عنبر جس کمرے میں پہنچا اس نے
[illegible] کہ یہ وہی ہال کمرہ تھا جہاں دیوار پر کھلے منہ
[illegible] بھیڑیوں کے چہرے لگے تھے۔ یہاں کیٹی پہلے سے
[illegible] تھی۔ عنبر کو دیکھ کر وہ بے تابی سے بولی،

"عنبر بھائی! شکر ہے تم زندہ سلامت آ گئے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھے بن مانس نے کہا:

"اس سامنے والے بھیڑیئے کے منہ کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔"

یہ وہی بھیڑیئے کا منہ تھا کہ جس کا شیشہ عنبر ہاتھ سے ٹوٹ چکا تھا۔

بوڑھے نے کہا:

"میں اس کا بٹن دبا کر ٹوٹے ہوئے شیشے کو ہٹاتا ہوں تم دونوں اس کے اندر کود جانا۔ یہاں سے نکلنے کا بس صرف یہی ایک راستہ ہے۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن ہم اپنے دوستوں ناگ اور ماریا کے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتے دوست!"

بوڑھا مسکرا کر بولا:

"تم نہیں جانتے۔ وہ دونوں پہلے ہی اس بھیڑیئے کے منہ میں گر کر تمہاری دنیا میں پہنچ گئے ہیں۔"

"ہماری دنیا؟" عنبر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں" بوڑھا بن مانس بولا، "یہ جو سندر تم اوپر لکھا ہوا دیکھ رہے ہو یہ ظاہر کر رہا ہے

کہ اس میں کودنے کے بعد تم اپنی دنیا میں تین ہزار برس پیچھے کی طرف پہنچ جاؤ گے جلدی کرو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ ملکہ نسطالی بھیڑیا بن چکی ہے۔ وہ ادھر آ ہی رہی ہو گی۔"

عنبر اور کیٹی بھیڑیئے کے منہ کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔

بوڑھے بن مانس نے بٹن دبا دیا:

"اب اس میں کود جاؤ۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔"

عنبر اور کیٹی نے بڑی گرم جوشی سے بوڑھے بن مانس سے ہاتھ ملایا اور پھر بھیڑیئے کے منہ میں چھلانگیں لگا دیں۔

تاریک طوفانی رات کی آندھی نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ نیچے ہی نیچے گرتے چلے گئے۔ نہ جانے کتنی دیر تک وہ نیچے لڑھکتے رہے۔ عنبر اور کیٹی نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ ایک دم سے وہ ایک جگہ پانی میں گرے اور نیچے چلے گئے۔

جب اوپر پانی کی سطح پر آئے تو دیکھا کہ وہ ایک نہر میں تیرتے چلے جا رہے ہیں۔ رات کا اندھیرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھیلا ہے۔ خاموشی ہی خاموشی ہے۔

عنبر نے کیٹی کو آواز دی:

"کیٹی! تم کہاں ہو؟"

"میں تمہارے ساتھ ہوں عنبر!"

اندھیرے میں اب وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ کیٹی نے عنبر کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ ندی سے نکل کر کنارے پر آ گئے۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟" کیٹی نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

عنبر نے کہا:

"اگر بوڑھے بن مانس کی بات کا یقین کیا جائے تو ہم ایک بار پھر اپنی دنیا میں تین ہزار پیچھے کے زمانے میں آ گئے ہیں۔"

کیٹی بولی: "یہ جگہ کوئی جنگل بیابان ہے عنبر! نہ آدم نہ آدم زاد۔"

عنبر نے کہا:

"ہمارے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں کیٹی! چلو جنگل پار کر کے دیکھتے ہیں کہ آگے کیا ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ماریا اور ننگ

بھی اسی دنیا اور اسی زمانے میں موجود ہیں۔ اب ہم ایک دوسرے سے کسی نہ کسی دن ضرور ملیں گے۔"

انہوں نے اندھیرے جنگل میں ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔

جب وہ جنگل کے درمیان بہتی ایک ندی کے پاس پہنچے تو انہیں ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی سوکھی گھاس پر چل رہا ہو۔

عنبر رک گیا:

"کیٹی! مجھے یہاں کسی انسان کی موجودگی کا شک ہو رہا ہے۔"

کیٹی بھی اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اتنے میں دھم سے چھ آدمی ان پر کود پڑے۔ کیٹی کو بھی عنبر کے ساتھ ہی انہوں نے رسی میں جکڑ دیا۔ ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔

عنبر نے کیٹی سے کہا:

"کیٹی! خاموش رہنا۔ مقابلہ نہ کرنا۔ ہو سکتا ہے ہمیں یہاں سے ننگ ماریا کا سراغ مل جائے۔"

یہ عنبر نے اپنی خاص خفیہ زبان میں کیٹی سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ کیپٹن نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ یہ آدمی منگا بہادر بھ
ڈاکوؤں کے گروہ کے تھے۔ اس گروہ کا لیڈر اب
سین ڈاکو تھا جو منگا بہادر کی ناگ کے ہاتھوں موت
کے بعد ان کا سردار بن گیا تھا۔

ڈاکو عنبر اور کیپٹن کو کھینچتے ہوئے ندی کے پاس
آم کے درختوں کے جھنڈ کے درمیان بنی ہوئی اسی ٹ
نما جھونپڑی میں لے گئے جس میں کبھی منگا بہادر ڈاکو
کا سردار رہا کرتا تھا۔ جھونپڑے میں سے چندر سین ڈاکو
باہر نکل آیا۔ یہ سرخ آنکھوں والا کالا کلوٹا ڈاکو تھا جس
کے چہرے سے دہشت ٹپکتی تھی۔ ایک ڈاکو نے چراغ
کی روشنی کیپٹن اور عنبر کے چہروں پر ڈالی۔

"سردار! یہ دونوں ہمارے اڈے کی طرف آ رہے
تھے۔ یہ راجہ وکرم کے جاسوس ہیں۔ حکم دو تاکہ
ہم ان دونوں کو قتل کر دیں۔"

ڈاکو چندر سین نے قہر بھری نظروں سے عنبر کی طرف
دیکھا اور غضبناک آواز میں بولا:

"ہماری جاسوسی کرتے ہو۔ کم بخت! تمہاری موت
تمہیں ادھر لے آئی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہم کسی بھی راجہ وکرم کے جاسوس نہیں ہیں۔ ہم
دونوں بہن بھائی ہیں اور جنگل میں راستہ بھول
گئے ہیں۔"

ایک ڈاکو نے کہا:

"سردار! یہ بھی مجھے پہلے والے جاسوس کے بھائی
بند لگتے ہیں۔"

سردار چندر سین غرایا:

"وہ تو بھاگ گیا مگر میں انہیں نہیں بھاگنے
دوں گا۔"

ڈاکو نے کہا:

"سردار! پہلے والا جاسوس تو بند دروازے میں
سے بھی فرار ہو گیا تھا۔ ان کی پوری طرح خبرگیری
کرنی ہو گی۔"

یہ سن کر عنبر اور کیپٹن کے کان کھڑے ہو گئے۔ بند
دروازے میں سے مار دیا یا ناگ ہی فرار ہو سکتا تھا۔ عنبر
نے سوچا کہ ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ان
سے کسی طرح معلوم کرنا چاہیے کہ پہلے والا جاسوس
کون تھا۔

سردار نے حکم دیا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ان کو الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند کر دو۔ صبح میں خود ان کا کام تمام کروں گا۔

کیٹی اور عنبر کو جنگل کے ایک خفیہ مہتہ خانے کی الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند کر دیا گیا۔ عنبر نے جاتے ہوئے اپنی خاص زبان میں کیٹی سے کہا کہ ہو سکتا ہے ناگ یہاں آیا ہو اور ان لوگوں کو ناگ کے بارے میں پتہ ہو۔ تم فکر مت کرنا۔ میں سنبھال لوں گا۔

کیٹی کوٹھڑی میں فرش پر بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اگر ناگ یا ماریا یہاں سے گذرے ہیں تو ان کی خوشبو کہیں نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں گذرے کافی دن ہو گئے ہوں گے۔

عنبر بھی اپنی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بیٹھا ناگ اور ماریا ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ رات کا پچھلا پہر گذر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد صبح ہو گئی۔ عنبر اور کیٹی کو باہر نکالا گیا۔ جھونپڑے کے آگے ڈاکوؤں کا سردار چندر سین ایک کرسی پر تلوار لیے بیٹھا تھا۔ باقی ڈاکو نیم دائرے کی شکل میں کھڑے تھے۔ عنبر اور کیٹی کو سردار کے سامنے لایا گیا۔

سردار نے کہا:

"اس لڑکی کو میرے جھونپڑے میں لے جا کر بند کر دو۔ اس سے میں شادی کروں گا۔ اس جاسوس کو درخت سے لٹکا کر پھانسی دے دو۔"

کیٹی نے چیخ مار کر کہا:

"عنبر! میں شادی نہیں کروں گی۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"یہ نوبت نہیں آئے گی۔"

سردار چندر سین نے عنبر کو مسکراتے دیکھا تو اسے غصہ آ گیا۔

"تم ہنس رہے ہو؟ ہمارا مذاق اڑاتے ہو۔ ابھی تمہیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ اسے سامنے والے درخت پر پھانسی دے دو۔"

کیٹی کو ڈاکو جھونپڑے میں لے گئے۔ عنبر کے گلے میں ریشم کا پھندا ڈال کر دو ڈاکوؤں نے رسہ درخت کی اونچی شاخ سے باندھ دیا گیا۔ عنبر کو گھوڑے پر بٹھا دیا گیا تھا۔ وہ کوئی اعتراض نہیں کر رہا تھا۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ وہ مر نہیں سکتا۔ جب رسہ درخت سے کس کر باندھ دیا گیا تو سردار چندر سین نے چلا کر کہا:

"گھوڑا نیچے سے نکال دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈاکو نے گھوڑے کو لات ماری۔ گھوڑا عنبر کے نیچے سے نکل گیا۔ عنبر لٹکنے لگا۔ رسّی کا پھندا اس کی گردن میں پڑا تھا اور وہ درخت کی شاخ کے ساتھ جھول رہا تھا۔ عنبر نے کوئی حرکت نہ کی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جب اسے لٹکتے ہوئے دس منٹ گذر گئے تو سردار نے کہا:

"اس کی لاش کو اتار کر کھڈ میں پھینک دو"

ایک ڈاکو نے درخت کی شاخ پر چڑھ کر تلوار سے رسّہ کاٹ دیا۔ عنبر دھڑام سے نیچے زمین پر گر پڑا۔ سب ڈاکو یہی سمجھ رہے تھے کہ عنبر مر چکا ہے۔ یہ قدرتی بات تھی۔ جس کے گلے میں پھندا ڈال کر درخت سے دس منٹ تک لٹکایا جائے وہ یقیناً مر جاتا ہے۔

ڈاکو عنبر کی لاش اٹھانے کے لیے آگے بڑھے تو عنبر بڑے آرام سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی گردن میں سے رسّی کا پھندا نکالنے لگا۔ اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ سردار چندر سین اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو دیکھ رہا تھا۔ پھر غصّے میں بولا:

"اس کی گردن قلم کر دو۔ یہ سخت جان معلوم ہے"

ایک ڈاکو نے حکم پاتے ہی پیچھے سے عنبر کی گردن
تلوار کا بھرپور وار کیا۔ عنبر بڑے آرام سے گلے میں
ے رسّی کا پھندا نکال کر اسے لپیٹتا رہا۔ جب کہ عنبر
ا پتر ایسی سخت گردن سے ٹکراتے ہی تلوار کے دو
ڑے ہو گئے۔ اب تو سردار چندر سین بھی پریشان ہو گیا
ل نے لپک کر عنبر کی گردن کو ہاتھ لگا کر دیکھا۔ عنبر نے
گردن اب نرم کر لی تھی۔

سردار نے چیخ کر کہا:

"اسے میں ختم کروں گا"

سردار نے کمر میں لگا خنجر نکالا اور عنبر کے سینے میں گھونپ دیا۔ مگر خنجر بھی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اب تو سردار چندر سین اور دوسرے ڈاکو دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"چندر سین! تم اگر مجھے آگ میں بھی ڈال دو گے تو میں ہلاک نہیں ہوں گا"

کچھ ڈاکوؤں نے تو عنبر کے آگے سجدے میں گر گئے۔ وہ اسے کوئی آسمانی دیوتا سمجھنے لگے تھے۔ سردار چندر سین نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم — تم کوئی جادوگر ہو؟"

عنبر بولا: "میں جادوگر نہیں ہوں۔"

"پھر" سردار بولا: "پھر تم پر خنجر تلوار کا اثر کیوں نہیں ہوا؟"

عنبر نے کہا:

"یہ ایک ایسا راز ہے جو میں تمہیں کسی صورت میں بھی نہیں بتا سکتا۔ بہرحال ایک بات تم اچھی طرح سمجھ گئے ہو کہ میں تم سے بہت زیادہ طاقت ور ہوں اور اگر چاہوں تو ایک ایک تم سب کو ہلاک کر سکتا ہوں۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔"

عنبر نے سردار سے کہا کہ کیٹی کو باہر لایا جائے۔ سردار چندر سین عنبر کی غیر معمولی طاقت سے بہت خوف زدہ ہو گیا تھا۔ اس نے کہا:

"آپ — آپ میرے ساتھ جھونپڑے میں چلیں۔"

سردار بڑی عزت کے ساتھ عنبر کو اپنے جھونپڑے میں لے گیا جہاں کیٹی موجود تھی۔

کیٹی نے غصے میں کہا:

"عنبر! اس کو مزا چکھاؤ۔ یہ کون ہوتا ہے مجھے

یہاں قید کرنے والا؟"

سردار چندر سین ہاتھ جوڑ کر بولا:

"بہن! مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں معافی مانگتا ہوں۔ تم آزاد ہو اور یہی سمجھو کہ تم اپنے بھائی کے گھر میں ہو۔"

کیٹی نے تعجب سے عنبر کی طرف دیکھا۔

عنبر نے کہا:

"اس پر میری طاقت ظاہر ہو گئی ہے کیٹی۔"

پھر عنبر سردار کی طرف متوجہ ہو کر بولا:

"میں تم سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاں سے جو پہلا جاسوس فرار ہو گیا تھا وہ کون تھا؟ اس کا نام کیا تھا؟"

سردار چندر سین نے کہا:

"میں اس کا نام نہیں جانتا۔ پٹیل نے ہمارے سردار کے لیے اس کو بے ہوش کر کے تہ خانہ میں ڈالا تھا۔ لیکن وہ تہ خانے میں سے فرار ہو گیا۔ یہ راز آج تک نہیں کھل سکا کہ وہ کیسے فرار ہوا؟"

عنبر نے سوال کیا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس کا حلیہ بتا سکتے ہو؟"

سردار چندر سین نے جو حلیہ بتایا وہ بالکل ناگ کا تھا۔ عنبر اور کیتی نے خوش ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا:

"عنبر! یہ یقیناً ناگ تھا۔"

عنبر نے چندر سین سے ناگ کے بارے میں مزید سوال کئے تو اس نے پٹیل کی مخبری، مہامنتری کی بیٹی کے اغوا اور اس کے گھر میں ڈاکہ اور منگا بہادر کے مارے جانے کی ساری کہانی اسے بیان کر دی۔ عنبر نے چندر سین سے مہامنتری کی حویلی کا راستہ معلوم کیا۔ اس سے دو گھوڑے لیے اور کیتی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

دن بھر جنگل اور پہاڑی میدان میں سفر کرتے ہوئے شام کے قریب عنبر اور کیتی مہامنتری کی حویلی میں پہنچ گئے۔ مہامنتری اور اس کی بیوی اور کملا سے انہوں نے ملاقات کی اور ناگ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے یہی بتایا کہ وہ اپنے کسی ساتھی کی تلاش میں ان سے رخصت لے کر شمال کی طرف ملک مگدھ کی جانب روانہ ہو گیا تھا۔ عنبر اور کیتی نے

ایک رات مہامنتری کی حویلی میں آرام کیا اور صبح ان کو خدا حافظ کہہ کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ شمالی ہندوستان کی ریاست مگدھ کی طرف جا رہے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ شمالی ہندوستان کی ریاست مگدھ میں ان کی ملاقات ناگ اور ماریا سے ضرور ہو جائے گی۔

○

دوسری طرف ناگ بھی جنگل میں ماریا کی تلاش میں شمال کی طرف جا رہا تھا۔ اور ہم نے ماریا کو شمالی ہندوستان کی ریاست مونگیل کی راجدھانی کی طرف جاتے چھوڑا تھا جہاں وہ راجہ بھیار کی بیٹی راجکماری پشپاولی کے روپ میں شاہی رتھ میں بیٹھی اپنے شاہی محل کی طرف جا رہی تھی۔

راجہ بھیار، رانی اور دوسرے درباری اور سپاہی جلوس کی شکل میں محل کی طرف جا رہے تھے۔ محل میں پہنچ کر ماریا یعنی پشپاولی کو اس کے محل میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں کنیزیں اس کی خدمت کو موجود تھیں۔ ماریا یعنی پشپاولی کی خاص کنیز سہیلی کیسری اس کے ساتھ تھی۔ ماریا نے نہا دھو کر نیا شاہی لباس پہنا اور اپنی سہیلی کیسری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ شاہی باغ میں ٹہلنے لگی۔ وہ کیسری سے باتیں کر رہی تھی مگر اس کا دل عنبر ناگ اور کیسری کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں ہوں گے اس کے بارے میں فکر مند ہو رہے ہوں گے۔

اتفاق سے دوسرے روز راجہ کی سالگرہ کا دن تھا محل کو شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا۔ دربار میں عظیم دعوت ہوئی۔ ماریا بھی راج کماری پشپاولی کے روپ دربار میں موجود تھی۔ رانی اور وزیر اعلیٰ بھی تھے۔ راجہ نے شاہی نجومی کو بلایا اور پوچھا:

"جوتشی مہاراج! حساب لگا کر بتائیں کہ ابھی ہم کتنی مدت زندہ رہیں گے؟"

جوتشی نے فوراً حساب لگانا شروع کر دیا۔ حساب کر اس نے کہا:

"مہاراج! آپ کی عمر تو بہت لمبی ہے۔ مگر میرا حساب کہہ رہا ہے کہ ...."

جوتشی ایک دم خاموش ہو گیا۔

راجہ نے تشویش کے ساتھ کہا:

"رک کیوں گئے شاستری جی؟"

جوتشی ہاتھ باندھ کر بولا:

"مہاراج یہ ایک ایسا راز ہے جو میں آپ کو اکیلے میں ہی کہہ سکتا ہوں۔ آپ سب لوگوں کو رخصت کر دیں۔"

راجہ نے اسی وقت سب کو دربار سے رخصت کر دیا۔ ماریا نے سوچا کہ جانے کیا راز بتائے گا یہ جوتشی۔ وہ بھی اپنی سہیلی کے ساتھ شاہی محل میں چل گئی۔ دربار میں جب راجہ اور شاہی جوتشی اکیلے رہ گئے تو راجہ نے پوچھا:

"شاستری جی! اب بتائیے! وہ کیا راز ہے جو آپ مجھے بتانا چاہتے تھے؟"

جوتشی نے ایک بار پھر اپنی پوتھی پر لگائے گئے حساب کو دیکھا اور کہا:

"مہاراج! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی عمر تو بڑی لمبی ہے مگر دو روز بعد شام کے وقت ہماری راجدھانی میں جنوبی دروازے میں سے سانولے رنگ کا اور گھنگھریالے بالوں والا ایک ایسا نوجوان داخل ہو رہا ہے جس کے ہاتھوں آپ کی موت واقع ہو سکتی ہے۔"

راجہ کا تو یہ سن کر رنگ اڑ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شاستری جی؟"
جوتشی بولا: "میرا حساب یہی کچھ کہہ رہا ہے مہاراج!"
راجہ نے کہا:
"ہم اس نوجوان کو شہر میں داخل ہوتے ہی قتل کروا دیں گے۔"
جوتشی کہنے لگا:
"مگر مہاراج اس کے لیے آپ کو بڑی رازداری سے کام لینا ہوگا۔ اس کام کے لیے اپنے خاص جاسوس لگائیں جو کل شام کو اس نوجوان کا سواگت کریں اور پھر اسے کسی ویران جگہ پر لے جا کر قتل کر دیں۔ میں اس نوجوان کی شناخت کے لیے خاص شاہی جاسوسوں کے ساتھ ہوں گا۔"
راجہ نے خوش ہو کر کہا:
"بالکل ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے بڑے شکرگزار ہوں گے ہمارے دشمن کو ہلاک کر کے آپ ہمیں نئی زندگی دیں گے ہم آپ کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیں گے ہم ابھی اپنے چار بہادر جاسوسوں کو بلوا کر سارا حال بتاتے ہیں۔"
جوتشی نے اسی وقت اپنے خاص جاسوسوں کو

اچانک حملہ کر کے مروا دیں۔"
راجہ اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا:
"ہم ایسا ہی کریں گے۔ اگر وہ ہمارا قاتل ثابت ہو سکتا ہے تو ہم اس کو قتل کروانے میں ہرگز دیر نہیں کریں گے۔"
جوتشی کہنے لگا:
"میرا حساب کہہ رہا ہے کہ یہ نوجوان غیر معمولی طاقت رکھتا ہے۔ اس کو مارنے میں اگر ذرا سی چوک ہو گئی تو وہ ہاتھ سے نکل جائے گا اور پھر آپ کی موت یقینی ہو جائیگی۔"
راجہ پریشان ہو گیا:
"پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ آپ ہی بتائیں۔"
جوتشی کچھ دیر حساب کرتا رہا۔ پوتھی پر آڑھی ترچھی لکیریں ڈال کر انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا:
"اس پُراسرار نوجوان کے بارے میں میرا حساب بھی زیادہ نہیں بتا رہا۔ آپ اس نوجوان کا سواگت کریں۔ یوں چال چل کر اسے اپنے جال میں پھنسائیں اور پھر اسے کسی ویران جگہ پر پہنچا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلایا اور جوتشی نے انہیں ساری بات سمجھا دی۔ اب
دوسرے دن شام کا انتظام کرنے لگے۔ رات کو ما
نے اپنی سہیلی کیسری سے پوچھا کہ راجہ کو جوتشی نے
راز بتایا تھا؟

کیسری نے کہا:

"یہ راز راجہ نے کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ مہارانی کو
بھی نہیں بتایا۔"

ماریا نے کوئی خیال نہ کیا۔

دوسرے دن شام کے وقت راجہ کے چاروں
کٹے جاسوس گھوڑوں پر سوار ہو کر جوتشی کے ساتھ
کے جنوبی دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے۔

جب شام کے سائے بڑھنے لگے تو کھیتوں اور درخت
میں سے نکل کر ناگ نمودار ہوا۔ وہ گھوڑے پر سوار
اسے شہر کی جانب سے ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی
تھی۔ وہ بڑا خوش تھا کہ اسے ماریا کا سراغ مل گیا تھا
جونہی وہ شہر کے دروازے میں داخل ہوا تو چار گھوڑ
سوار جنہوں نے شاہی لباس پہن رکھے تھے اس کے
سامنے آ گئے۔ ان کو شاہی جوتشی نے بھیجا تھا کیوں کہ
جوتشی نے ناگ کو پہچان لیا تھا کہ یہی سانولے رنگ

گھنگھریالے بالوں والا نوجوان ہے جس کی طرف
اشارہ کیا تھا۔

ناگ نے گھوڑے کو روک لیا اور پوچھا:

"تم لوگ کون ہو؟"

جاسوس گھوڑ سوار نے بڑی نرم آواز میں کہا:

"پیارے بھائی! ہمیں مہاراجہ راجہ بھیار کی طرف
سے حکم دیا گیا ہے کہ آج کے دن شام کو
جو مسافر بھی شہر میں داخل ہو اسے بڑی عزت
کے ساتھ شاہی محل میں لایا جائے ہم تمہارا
سواگت کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ شاہی محل چلو اور
شاہی مہمان بن کر رہو۔"

ناگ بڑا خوش ہوا۔ وہ ان کے ساتھ چل پڑا۔ شہر
داخل ہوئے تو ایک طرف ویران جگہ پر درختوں
نیچے چشمہ بہہ رہا تھا۔

ایک جاسوس نے کہا:

"پیارے بھائی! بہتر ہے کہ شاہی محل میں داخل
ہونے سے پہلے تم اس چشمے پر غسل کر لو۔
کیوں کہ کوئی بھی شخص غسل کیے بغیر شاہی محل
میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا :

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ میں بھی سفر کرتے کرتے تھک گیا ہوں اور گرد جم گئی ہے۔"

چاروں جاسوس ناگ کو لے کر چشمے کی طرف چلے ناگ آگے آگے تھا۔ جب وہ درختوں کے درمیان پہ تو اچانک اس نے تلوار کے نیام سے نکلنے کی آوا سنی۔ ایک سیکنڈ میں ناگ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک گھوڑ سوار ناگ پر تلوار سے حملہ کرنے ہی والا تھا ناگ گھوڑے پر سے چھلانگ لگا کر کود گیا اور نیچے گر ہی اس نے سانس کھینچا اور سانپ بن کر گھاس میں بھاگ گیا۔

چاروں جاسوس گھوڑ سوار حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ نوجوان کہاں غائب ہو گیا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ ضرور کوئی جن بھوت تھا اور اب ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے محل کی طرف اڑے دوڑے۔ شاہی محل کے دروازے پر جوتشی ان کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا اس نوجوان کا کام تمام کر دیا؟" جوتشی نے پوچھا۔ گھوڑ سواروں نے ساری بات بیان کر دی۔ شاہی

جوتشی بے حد فکر مند ہوا۔

اُس نے کہا :

"یہ بات کسی کو نہ بتانا۔ میں مہاراج کے پاس جا رہا ہوں۔"

جب مہاراج راجہ بھیار نے سنا کہ اس کا قاتل بچ کر نکل گیا ہے تو بڑا پریشان ہوا۔

اُس نے کہا :

"شاستری جی! کوئی طریقہ نکالیں۔ اگر میں قتل ہو گیا تو آپ بھی شاہی جوتشی نہیں رہیں گے۔ وہ نوجوان آپ کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا؟"

شاہی جوتشی نے کہا :

"مہاراج! میں جانتا ہوں کہ یہ میری زندگی کا بھی سوال ہے۔ میں ہون کروں گا۔"

شاہی جوتشی اسی وقت محل کے ایک خاص کمرے میں لے گیا جہاں دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں لگی تھیں۔ جوتشی نے انگیٹھ میں آگ جلوائی اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ راجہ اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ ان دونوں کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا۔ ہون کرنے کے بعد جوتشی نے سیٹ زور سے زمین پر ماری اور تانبے کی ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھیں بند کر کے اونچی آواز میں منتر پڑھنے لگا۔

چند منٹ کے بعد جوتشی نے تانبے کی سلیٹ اٹھا کر دیکھی تو اس پر سنسکرت میں کچھ اشارے لکھے ہوئے تھے۔ شاہی جوتشی نے ان کو پڑھا تو دنگ رہ گیا۔

راجہ نے پوچھا:

"کیا بات ہے شاستری جی؟ آپ پریشان دکھائی دیتے ہیں؟"

شاہی جوتشی بولا:

"مہاراج! یہ تانبے کی پتری مجھے بتا رہی ہے کہ جو عورت آپ کے محل میں راج کماری پشپاولی بن کر آئی ہے وہ آپ کی بیٹی نہیں ہے۔"

راجہ تو بھونچکا ہو کر جوتشی کا منہ تکنے لگا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شاستری جی؟ اگر یہ پشپاولی میری بیٹی نہیں تو پھر میری بیٹی کہاں ہے؟"

شاہی جوتشی تانبے کی سلیٹ پر رکھے ہوئے اشارے پڑھ کر بولا:

"مہاراج! یہ پتری مجھے بتا رہی ہے کہ آپ کی اصلی بیٹی راج کماری پشپاولی جنگل میں راستہ

بھول کر ایک غار میں پناہ لیے ہوئے ہے اور یہ لڑکی اس نوجوان کی ساتھی ہے جو آپ کا قاتل بن کر راجدھانی میں داخل ہوا ہے۔"

راجہ بولا: "اس کا مطلب ہے کہ یہ عورت جس نے میری بیٹی کا بھیس بدل رکھا ہے میری جان کے دشمن کی ساتھی ہے؟ مگر اس کی شکل میری بیٹی جیسی کیوں ہے؟"

جوتشی نے کہا:

"یہ اس عورت کی کرامت ہے۔ یہ عورت ایک پُراسرار مخلوق ہے۔ اس کے بارے میں میری پتری زیادہ نہیں بتا رہی۔ لیکن اتنا صاف پڑھ رہا ہوں کہ یہ عورت آپ کی بیٹی نہیں ہے۔ آپ کی بیٹی جنگل میں سرخ پتھروں کے پہاڑی غار میں پناہ لیے ہوئے ہے۔ اسے منگوایئے۔ سارا راز کھل جائے گا۔"

راجہ نے کہا:

"لیکن اس نوجوان کو کہاں تلاش کریں جو میرا قاتل ثابت ہونے والا ہے اور جو فرار ہو گیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوتشی نے کہا :

"یہ نوجوان بھی پراسرار طاقت رکھتا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے نقلی پشپاولی کو گرفتار کر کے گہرے کنوئیں میں ڈال کر بند کر دینا چاہیے۔ پھر اصلی راج کماری کو جنگل سے تلاش کر کے محل میں لانا ہو گا۔ اس کے بعد ہم نوجوان کو تلاش کریں گے۔"

راجہ پریشان ہو کر وہاں سے اٹھ کر اپنے محل کے خاص کمرے میں آ گیا۔ اس نے بارہ دری میں سے دیکھا کہ اس کی نقلی بیٹی راج کماری پشپاولی یعنی مایا اپنی سہیلیوں کے ساتھ باغ میں ٹہل رہی تھی۔ راجہ نے خفیہ طور پر راج کماری کی خاص سہیلی کیسری کو اپنے کمرے میں بلایا اور اسے ساری بات بیان کر دی اور کہا :

"تم کسی طرح پشپاولی کو محل کے پچھواڑے والے اندھے کنوئیں کے پاس لے جا کر اس میں دھکا دے دو۔ یہ اصلی راج کماری نہیں ہے۔"

کیسری بولی : "مہاراج ! یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں ؟"

راجہ نے کہا :

"جیسا میں کہتا ہوں تم ویسے ہی کرو۔ نہیں تو میں تمہیں ابھی قتل کروا دوں گا۔"

کیسری بے چاری ڈر گئی۔ اسے معلوم تھا کہ راجہ بے حد ظالم ہے اور ایک سیکنڈ میں اس کی گردن اُتروا دے گا۔

کیسری نے سر جھکا کر کہا :

"مہاراج ! آپ نے جیسا کہا میں ویسے ہی کروں گی۔"

اس دوران راجہ نے اپنے خاص جاسوس سواروں کو اصلی راج کماری کو لانے کے لیے سرخ پہاڑی والے جنگل کی طرف روانہ کر دیا۔ چاروں جاسوس اسی وقت تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل میں گھس گئے۔ جب وہ سُرخ پہاڑی والے غار میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ واقعی اصلی راج کماری پشپاولی غار میں بے ہوش پڑی تھی۔ وہ اسی وقت اسے اُٹھا کر خفیہ طریقے سے شاہی محل میں لے آئے۔ راجہ نے اپنی اصلی راج کماری کو دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ دوسری راج کماری واقعی نقلی عورت ہے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی پُراسرار طاقت کے ذریعے اس کی بیٹی کا رُوپ دھارے ہوئے ہے۔ جب اس نے کیسری کو بلوا کر اصلی راج کماری دکھائی تو وہ بھی سکتے میں آ گئی۔ اب اس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ نقلی راج کماری کو اندھے کنوئیں میں گرا کر ہی دم لے گی کیوں کہ کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون جادوگرنی ہے۔

کیسری نقلی راج کماری یعنی ماریا کو سیر کے بہانے محل کے پچھواڑے والے ویران باغ میں لے گئی۔ یہاں جنگلی پھول اُگے ہوئے تھے۔

کیسری نے ماریا سے کہا:

"راج کماری جی! یہاں ایک کنواں ہے۔ کہتے ہیں کہ جو کوئی اس کنوئیں میں جھک کر کوئی چیز مانگتا ہے تو اسے وہ چیز مل جاتی ہے۔"

ماریا کو ایک دم عنبر ناگ کیتی کا خیال آ گیا۔ اُس نے کہا:

"کیا تم سچ کہتی ہو کیسری؟"

"ہاں راج کماری جی! یہاں کئی لوگوں نے اپنے دل کی مُرادیں پائی ہیں۔ میری ماں بیمار ہوئی

تھی تو میں نے بھی اس کنوئیں میں منہ ڈال کر دُعا مانگی تھی کہ میری ماں اچھی ہو جائے اور میری ماں اچھی ہو گئی تھی۔ یہ بات کسی کسی کو ہی محل میں معلوم ہے۔"

ماریا نے بے تاب ہو کر کہا:

"مجھے اس کنوئیں پر لے چلو۔ میں بھی ایک دعا مانگوں گی۔"

کیسری بڑی خوش ہوئی۔ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا۔ وہ ماریا کو درختوں اور جنگلی گھاس میں سے لے کر اندھے کنوئیں کے پاس لے آئی۔ یہ کافی گہرا کنواں تھا اور اس میں گرا ہوا انسان کبھی باہر نہیں نکل سکتا تھا۔

کیسری نے کہا:

"راج کماری جی! اس طرف کنوئیں کی منڈھیر پر کھڑی ہو کر نیچے جھانکیں اور جو دُعا مانگنی ہے اسے اپنے دل میں دُہرائیں آپ کی دعا فوراً پوری ہو جائے گی۔"

ماریا خوشی خوشی کنوئیں کی منڈھیر پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ کیسری بڑی چالاکی سے اس کے پیچھے آ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جونہی ماریا نے سر آگے جھکا کر دعا مانگی کہ اسے
عنبر ناگ کیتی مل جائیں تو پیچھے سے اسے کیسری نے
دھکا دے دیا۔

ایک چیخ کے ساتھ ماریا اندھے کنوئیں میں گر پڑی۔
اگر وہ غیبی حالت میں ہوتی تو فوراً اوپر آ جاتی مگر
وہ مر ہی نہیں سکتی تھی۔ لیکن وہ انسانی جسم کی
حالت میں تھی۔ وہ دھڑام سے نیچے اندھے کنوئیں
کے گھاس پھونس پر گری اور نیم بے ہوش سی ہو
گئی۔ کیسری دوڑی دوڑی راجہ کے پاس پہنچی اور
اسے بتایا کہ نقلی راج کماری کو اندھے کنوئیں میں
پھینک دیا گیا ہے۔ راجہ نے خوش ہو کر اسے اپنے
گلے کا ہار انعام میں دیا اور جوتشی سے کہا کہ اس
اندھے کنوئیں کو اوپر سے بند کروا دیا جائے۔

جوتشی کے حکم سے فوراً اندھے کنوئیں کے اوپر
لکڑی کے شہتیر ڈال کر مٹی اور گارے سے اسے بند
کر دیا گیا۔ ماریا کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ
کو تاریک کنوئیں میں پایا جس کا منہ اوپر سے بند
کر دیا گیا تھا۔ اگرچہ ماریا انسانی حالت میں تھی مگر
آخر وہ ایک غیبی عورت تھی۔ وہ مر نہیں سکتی تھی۔

وہ کنوئیں میں بند ہو گئی تھی مگر زندہ تھی۔ وہ اوپر
نہیں آ سکتی تھی۔

راجہ نے اصلی راج کماری پشپاولی کو کچھ نہ بتایا
اور اسے پیار کر کے کہا:

"بیٹی اب کبھی اکیلی جنگل میں مت جانا۔"

اصلی پشپاولی راجکماری کہنے لگی:

"پتا جی! مجھ سے بڑی بھول ہو گئی تھی۔ اب
کبھی ایسا نہیں کروں گی۔"

راجہ اب شاہی جوتشی کی طرف گیا اور اس
سے پوچھا:

"نقلی پشپاولی تو اندھے کنوئیں میں اپنے آپ
مر جائے گی اب یہ بتاؤ کہ میں اپنے قاتل
کو کہاں تلاش کروں؟ حساب لگائیں اور بتائیں
کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟"

جوتشی نے فوراً پوتھی کھول کر حساب لگایا اور
راجہ سے بولا:

"مہاراج! ہم سے چوک ہو گئی کہ وہ فرار ہو
گیا۔ اب میرا حساب صرف اتنا ہی بتا رہا
ہے کہ وہ پراسرار نوجوان اسی شہر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ارد گرد کہیں موجود ہے ۔ میں آج رات ایک بار پھر ہون کر کے منتر پڑھوں گا اور معلوم کروں گا کہ یہ پر اسرار نوجوان اور آپ کا دشمن ٹھیک کس مقام پر ہے۔"

شاہی جوتشی نے ایک بار پھر منتروں والے ہون کی تیاری شروع کر دی ۔

دوسری طرف ناگ سانپ کی شکل میں جب گھاس میں گھسا تو آگے نکل گیا کیوں کہ اسے خطرہ تھا کہ گھوڑ سواروں کے پاس تلواریں ہیں وہ اسے نقصان نہ پہنچا دیں ۔ کافی آگے جا کر وہ سیاہ عقاب بن کر پھڑ پھڑاتا ہوا اڑ گیا ۔ درختوں کے اوپر جا کر اس نے دیکھا کہ چاروں گھوڑ سوار شاہی محل کی طرف دوڑے جا رہے تھے ۔ ناگ نے سوچا کہ یہ لوگ اسے کیوں قتل کرنا چاہتے تھے ؟ ناگ کو ماریا کی خوشبو بہت ہلکی ہلکی آ رہی تھی ۔ اس نے شاہی محل کے اوپر ایک چکر لگایا ۔ اسے ماریا کی خوشبو ویسی ہی ہلکی ہلکی آ رہی تھی ۔ ناگ کو خیال آیا کہ ماریا کو شہر کی چار دیواری کے باہر جو کھیت اور درختوں کے جھنڈوں میں دیہاتی آبادی ہے وہاں تلاش کرنا چاہیے ۔ کافی دیر اڑنے

کے بعد ناگ واپس محل کے اوپر آیا تو اب اسے ماریا کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی ۔

کیوں کہ اس وقت ماریا کو اندھے کنوئیں میں دھکیل کر کنواں بند کر دیا گیا تھا ۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے

اگلی قسط نمبر ۱۱۵ "خطرناک تجربہ"

پڑھیے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ ماریا کیٹی اور خلا میں

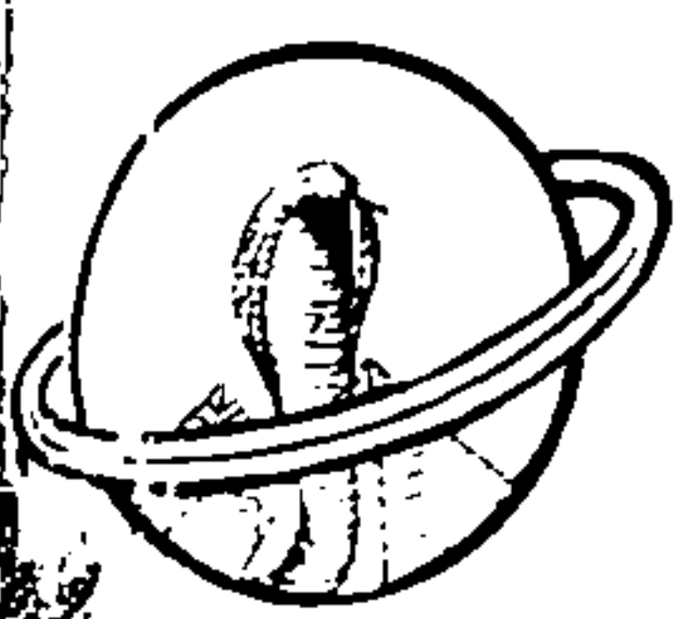

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۷/۵۰
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۷/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۷/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۷/۵۰
۱۰۵ مُردوں کا سیّارہ ۷/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی لومڑی ۷/۵۰
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۷/۵۰
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۷/۵۰
۱۰۹ غیبی شیشہ ۷/۵۰
۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۷/۵۰
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۷/۵۰
۱۱۲ عنبر اور خلائی مخلوق ۷/۵۰
۱۱۳ کیٹی اور زندہ لاش ۷/۵۰
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۷/۵۰
۱۱۵ خطرناک تجربہ ۷/۵۰
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۷/۵۰
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۷/۵۰
۱۱۸ مُردے کی موت ۷/۵۰

اے حمید

ناگ مکتبہ اقرأ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جرنی ناریا ۱۱۵

خطرناک گھڑی

PDFBOOKSFREE

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

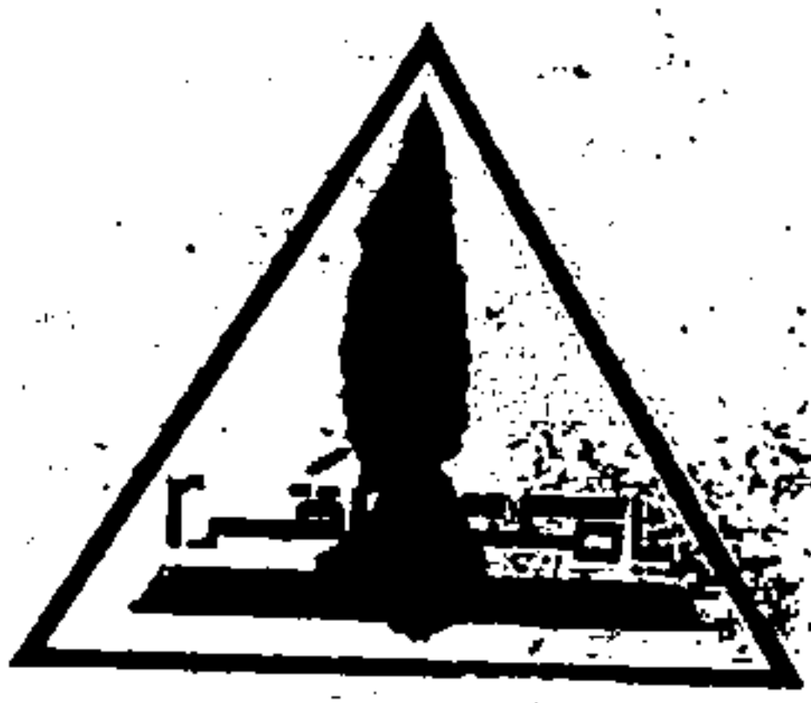

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

خطرناک تجربہ

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

ناشر : نیا مکتبہ اقرأ ۳ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
طابع : [illegible] لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کا سنسنی خیز خلائی سفر جاری ہے۔ انہیں حیرت انگیز خطرناک واقعات پیش آ رہے ہیں۔ جن کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے وہ آگے ہی آگے سفر کرتے چلے جا رہے ہیں۔

اس بار بھی عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کو رونگٹے کھڑے کر دینے والے حالات سے واسطہ پڑا ہے۔ لیکن آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ یہ لوگ ہمت اور حوصلے سے کام لے کر ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی انہیں محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ ان کی زندگی کا آخری دن ہے۔ اس بار بھی ماریا ایک ایسی ہی جان لیوا مہم سے دوچار ہے۔ اس کی تفصیل آپ خود پڑھ لیجئے گا۔

تمہارا انکل

اے حمید

۴۵۴ این راہِ چمن سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

طلسمی دائرہ
سونا لینی کا خفیہ خزانہ
اندرا دیوی کا پاتال
کیٹی کا دشمن سیارہ
خطرناک تجربہ

طلسمی دائرہ

ماریا اندھے کنوئیں میں بند تھی

وہ غیبی حالت میں نہیں تھی۔ وہ اپنے جسم کے شاہی راجکماری والے لباس کو دیکھ سکتی تھی۔ کنوئیں کا منہ اوپر سے بند کر دیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے کنوئیں میں تھوڑی دیر بعد آکسیجن ختم ہو گئی لیکن ماریا نے محسوس کیا کہ وہ آسانی سے سانس لے سکتی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی غیر معمولی طاقت کا ایک حصہ ابھی اس کے پاس موجود تھا۔

کنوئیں میں پانی بالکل نہیں تھا۔ ماریا جنگلی جھاڑ جھنکاڑ اور کوڑے کرکٹ پر پڑی تھی۔ اسے ناگ غنبر اور کیٹی کا خیال آنے لگا۔ اسے اس بات کا بھی بڑا دکھ تھا کہ اس کی سہیلی کیسری نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا تھا۔ اور اسے کنوئیں کے پاس لاکر اس میں دھکا دے دیا تھا لیکن یہ سوچ کر ماریا نے کیسری کو معاف کر دیا کہ اس نے جو کچھ کیا راجہ کے حکم پر کیا تھا۔ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوچنے لگی کہ آخر راجہ نے ایسا کیوں کیا؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اصلی راجکماری محل میں واپس آگئی ہو اور راجہ کو ماریا سے اپنی جان کا خطرہ ہو؟ بہرحال ماریا کے دماغ میں طرح طرح کے خیال آرہے تھے۔ اس نے دو ایک بار کنوئیں کی دیوار پر پاؤں رکھ کر اوپر چڑھنے کی کوشش کی مگر کنوئیں کی پتھریلی دیوار اتنی ہموار تھی کہ ماریا اوپر نہیں چڑھ سکتی تھی۔ اب وہ اسی امید پر کنوئیں میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی کہ ہوسکتا ہے ناگ اس کی خوشبو محسوس کرکے ادھر آنکلے!

ناگ کو محل کے اندر سے ماریا کی خوشبو بالکل نہیں آرہی تھی۔ وہ محل کے اوپر سیاہ چھوٹے عقاب کی صورت میں پرواز کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ابھی ابھی محل سے ماریا کی جو خوشبو آرہی تھی وہ اب کہاں چلی گئی ہے؟ اس کا مطلب تو بالکل صاف تھا کہ ماریا اسی محل کی کسی خفیہ جگہ پر موجود ہے۔ ممکن ہے اسے کسی تہہ خانے میں بند کرکے دروازے کے آگے دیوار چُن دی گئی ہو کیونکہ صرف دیوار چن دینے ہی سے ماریا کی خوشبو بند ہوسکتی تھی

ناگ کو اس حقیقت کا بھی شدید احساس تھا کہ اس محل کے لوگ ناگ کے خون کے پیاسے ہیں اور وہ اسے مار ڈالنا چاہتے ہیں یہ بات بھی ناگ کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ آخر یہ لوگ اس کے دشمن کیوں ہیں؟

بہرحال اس وقت ناگ کو ماریا کی فکر تھی کہ اگر وہ کسی جگہ قید کرکے بند کر دی گئی ہے تو اسے وہاں سے فوراً نکالے۔ کیونکہ یہ بات بھی ثابت ہو جاتی تھی کہ ماریا غیبی حالت میں نہیں ہے۔ اگر غیبی حالت میں ہوتی تو وہ بڑی آسانی سے دیواروں میں سے گزر کر باہر نکل سکتی تھی۔ کہیں اس پر کوئی جادو تو نہیں کر دیا گیا؟ ناگ نے سوچا۔ ایسا ہوسکتا تھا۔

اب ناگ نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک بار پھر سانپ بن کر سارے محل کی تلاشی لے گا۔ چنانچہ وہ ایک غوطہ لگا کر محل کے شمالی کونے والی چھت کی دیوار کے پاس باغ میں اتر آیا۔ یہاں اترتے ہی اس نے چھوٹے سیاہ سانپ کی شکل اختیار کرلی اور دیوار پر چڑھی ہوئی پھولوں والی بیل میں رینگتا ہوا دیوار پر چڑھ گیا اوپر جاکر ایک گول روشندان آگیا جس میں سلاخیں لگی تھیں۔

ناگ سلاخوں میں سے رینگ کر اندر چلا گیا۔ یہ ایک کوٹھڑی تھی جس میں چاول دال اور آٹے کی بوریاں پڑی تھیں۔ یہ گویا محل کا سٹور روم یا موی خانہ تھا۔ ناگ بوریوں کے بیچ میں سے رینگتا ہوا بند دروازے کی درز میں سے باہر نکل گیا۔ آگے ایک راہ داری آگئی اگرچہ باہر دن کا وقت تھا مگر یہاں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ ناگ کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ جلدی سے دیوار کے ساتھ اندھیرے میں ہوگیا۔

ایک سپاہی کاندھے پر بوری لادے آیا اور سٹور میں داخل

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوگیا۔ ناگ راہ داری میں رینگتا ایک دوستونوں والے تنگ سے دروازے کے سامنے آگیا۔ اس کا دروازہ کھلا تھا اور اندر سے اگربتیوں کے سلگنے کی خوشبو آرہی تھی۔ ناگ دروازے میں سے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ یہ ایک چھوٹا سا پوجا کرنے والا مندر ہے۔ سامنے دیوار میں کسی دیوی کی مورتی لگی ہے۔ جس کا منہ کھلا ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں چکر ہے۔ سر پہ تاج رکھا ہے چہرے پہ سیندور ملا ہے اور آنکھوں میں سُرخ ہیرے دمک رہے ہیں۔ مورتی کے سامنے استھان پہ سامگری میں لوبان وغیرہ سلگ رہا ہے۔

ناگ نے عنبر ماریا کے ساتھ اپنے ہزاروں سالہ سفر میں اس قسم کی کئی مورتیاں دیکھی تھیں اسے کوئی تعجب نہ ہوا۔ وہ رینگتا ہوا مورتی کے پاس آگیا۔ اس نے دیکھا کہ جہاں مورتی دیوار کے ساتھ کھڑی ہے وہاں ایک دائرہ بنا ہے جس کے اندر ایک سبز تھالی میں سرخ رنگ کا لعل چمک رہا ہے۔ ناگ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ لعل کیسا ہے اور یہاں کس لئے رکھا ہے؟

[redacted] سے اس دائرے کے اندر داخل ہوگیا۔

یہ ناگ کی سخت غلطی تھی۔ دائرے میں داخل ہوتے ہی اسے یوں لگا جیسے کسی نے اسے اندر دھکیل دیا ہے وہ تڑپ کر پیچھے کو پلٹا اور رینگ کر باہر نکلنے لگا تو دائرے سے باہر نہ نکل سکا۔ اس کے آگے جیسے شیشے کی ایک گول دیوار آگئی تھی۔ وہ ہر بار دائرے میں سے باہر نکلنے کے لئے لپکتا اور ہر بار اس کا سر جیسے نظر نہ آنے والے شیشے کی گول دیوار سے ٹکرا کر رہ جاتا۔ اب تو ناگ پریشان ہوگیا۔ سوچنے لگا کہ اس نے دائرے میں داخل ہوکر بڑی حماقت کی ہے۔ یہ تو طلسمی دائرہ تھا۔

ناگ طلسمی دائرے میں بند ہوکر رہ گیا۔

دوسری طرف محل کے خاص کمرے میں شاہی جوتشی آگ جلائے ہون کر رہا تھا اور منتر پڑھے جا رہا تھا۔ راجہ اس کے پاس ہی آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ منتر ختم کرنے کے بعد شاہی جوتشی نے اپنے منہ پہ ہاتھ پھیر کر پھونک ماری۔ راجہ نے بے تاب ہوکر پوچھا۔

"میرے دشمن کا پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے؟"

شاہی جوتشی مسکراتے ہوئے بولا۔

"مہاراجہ! آپ قسمت کے دھنی ہیں۔ آپ کا دشمن اس وقت آپ کے محل میں ہے۔"

"میرے محل میں ہے؟" راجہ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں مہاراجہ" جوتشی نے کہا۔ "[redacted] ہمارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جال میں خود بخود پھنس گیا ہے۔

"کہاں ہے وہ؟" راجہ چلایا "اسے فوراً قتل کر دو"

جوتشی اٹھ کھڑا ہوا۔ "میرے ساتھ آیئے اور اپنے دشمن کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

جوتشی راجہ کو لے کر مندر میں آگیا یہ اندرا دیوی کا مندر تھا۔ راجہ نے دیکھا کہ اندرا دیوی کی مورتی کے آگے طلسمی دائرے میں ایک سیاہ سانپ تیزی سے ادھر ادھر بھاگ دوڑ کر باہر نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ناگ نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو اپنی خون بدلنے کی ایک بار پھر کوشش کی مگر وہ پہلے کی طرح ناکام رہا۔ وہ سانپ سے کوئی دوسری شکل اختیار نہ کر سکا۔ وہ اندرا دیوی کے طلسم میں تھا۔

راجہ بولا۔ "کیا یہ سانپ میرا دشمن ہے؟"

جوتشی نے کہا "یہ سانپ نہیں انسان ہے۔ مگر اس وقت اس پر اندرا دیوی کا طلسم ہے اور یہ انسان کی شکل [illegible] سکتا"

باتیں سن رہا تھا۔ وہ لعل والی سبز ہتھالی کے [illegible] بیٹھ گیا اور راجہ اور جوتشی کو تکنے لگا۔ راجہ نے تلوار کھینچ لی۔ اور ناگ کے ٹکڑے کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ جوتشی نے راجہ کا ہاتھ روک لیا۔

نہیں مہاراجہ! اسے ہم ایسے نہیں ماریں گے۔ کیونکہ یہ ایک غیر معمولی طاقت رکھنے والا سانپ ہے ہو سکتا ہے مرنے کے بعد بھی اس کے جسم کے ٹکڑے کسی وقت آپس میں جڑ جائیں اور یہ پھر سے زندہ ہو جائے"

راجہ بولا۔ "میں اسے آگ میں ڈال کر بھسم کر دوں گا۔

جوتشی نے کہا "آگ میں جلنے کے بعد اس کی راکھ بھی زندہ ہو سکتی ہے

راجہ پریشان ہو کر بولا۔ "پھر میں اپنے دشمن سے کس طرح چھٹکارا حاصل کر سکتا ہوں۔ مجھے کوئی راستہ بتاؤ۔

جوتشی نے مسکرا کر کہا۔ "مہاراجہ! میں اسے ایک ایسی جگہ پھینک دوں گا جہاں سے یہ کبھی واپس نہیں آسکے گا۔ دنیا ختم ہو جائے گی۔ مگر یہ آپ کے محل میں پھر نہ آئے گا۔"

ناگ تو بے چین ہو گیا کہ یہ جوتشی کم بخت اسے کس جگہ پھینکنے والا ہے؟

راجہ نے پوچھا "تم اسے کہاں پھینکو گے؟"

جوتشی بولا "دیوی اندرا کے پاتال میں [illegible] ہمارے آباؤ اجداد کی دیوی ہے۔ آج سے چھ ہزار برس پہلے ہمارے آریہ بزرگ جب ہندوستان میں آئے تھے تو سب سے پہلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اگنی کے ساتھ دیوی اندرا کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے
دیوی اندرا پاتال کے پانیوں اور بارشوں کی دیوی ہے۔ میں
آپ کے دشمن کو دیوی اندرا کے پاتال میں پھینک دوں گا
جہاں سے یہ رہتی دنیا تک باہر نہ نکل سکے گا"

راجہ بڑا خوش ہوا اور بولا۔

" تو جلدی کرو۔ میرے دشمن کو ہمیشہ کے لئے
میرے راستے سے ہٹا دو میں تمہارا منہ موتیوں سے بھر
دوں گا "

جوتشی نے دونوں ہاتھ پھیلا کر دیوی اندرا کی تعریف کے
بھجن گانا شروع کر دیا۔ جوں جوں بھجن گانے کی آواز بلند
ہو رہی تھی ناگ کو اپنے جسم میں سردی لگتی محسوس ہو رہی تھی۔
یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اسے برف میں بند کر رہا ہے پھر
وہ برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا۔ ناگ اب اپنی جگہ سے حرکت
نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا جسم پتھر کی طرح سخت اور برف
کی طرح ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

جوتشی نے بھجن گانا بند کر دیا اور ناگ کو دم سے پکڑ کر
اٹھا لیا۔ پتھر کی طرح سخت ہو چکا تھا۔ جوتشی برابر منتر
پڑھ رہا تھا۔ منتر پڑھتے پڑھتے وہ دیوی اندرا کی مورتی
کے سامنے آ گیا۔ راجہ پھیلی ہوئی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ

رہا تھا۔ جوتشی نے بلند آواز میں کہا

" دیوی اندرا! تو ہماری رکھوالی کرنے والی ہے۔ یہ سانپ
راجہ کا دشمن ہے اسے اپنے پاتال کی دنیا میں لے جا اور پھر
کبھی اسے ادھر نہ آنے دینا"

یہ کہہ کر جوتشی نے پتھر بنے ناگ کو دیوی اندرا کے بُت
کے منہ میں ڈال دیا۔ ناگ کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ دیکھ سکتا
تھا۔ وہ دیوی اندرا کے منہ میں گرتے ہی پھسل کر نیچے ہی
نیچے چلا گیا۔ اس کے چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا۔ اسے
عجیب و غریب آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کبھی بجلی
کڑکتی۔ کبھی بادل گرجتے۔ کبھی تیز سیٹی کی آواز گونج جاتی۔
پھر جیسے ہزاروں جنگلی جانوروں کے شور مچانے کی آوازیں
آنے لگیں۔

آہستہ آہستہ یہ ساری آوازیں غائب ہو گئیں۔ ناگ
پھسلتا ہوا گھپ اندھیرے میں پانی میں گر گیا۔ پانی نیم گرم
تھا۔ ناگ کو اپنا جسم زندہ ہوتا محسوس ہوا۔ وہ اپنے جسم
کو ہلا سکتا تھا۔ گھما پھرا سکتا تھا۔ ناگ پانی کے اندر
تیرنے لگا۔ وہ تیزی سے تیرتا ہوا پانی کی سطح پر آ گیا
اس کے چاروں طرف اندھیرا تھا۔ ایسی تاریکی ناگ
نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ وہ دیوی اندرا کے پاتال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آگیا تھا۔ ناگ کو اس بات کی بڑی تشویش تھی کہ
کے کہنے کے مطابق وہ دیوی اندرا کے پاتال میں آگیا ت
اور یہاں سے کبھی واپس اپنی دنیا میں نہ جا سکے گا۔ تو کیا
اب وہ کبھی عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ سے ملاقات نہ
کر سکے گا

ناگ یہ سوچ کر ایک لمحے کے لئے پریشان ہو گیا۔
پھر اس نے مایوسی کے خیالات کو پرے پھینک دیا اور
اس خیال سے دل کو طاقت دی کہ دیوی اندرا ایک مورتی
ہے۔ خدا ان مورتیوں سے بہت بڑا ہے۔ اگر خدا چاہے
گا تو وہ اس پاتال سے بھی اسے نکال دے گا۔

ناگ تیرتا ہوا کنارے پر آگیا۔ اب اسے اندھیرے
میں تھوڑا تھوڑا دکھائی دینے لگا تھا۔ اس نے دھندلی
نظروں سے دیکھا کہ وہ ایک تالاب کے کنارے بنی ہوئی
زنگ آلود سیڑھیوں پر بیٹھا تھا۔ اس قسم کی سیڑھیاں ہزار
سال پہلے بنے ہوئے تالابوں کے کنارے ہوا کرتی تھیں
[illegible] باہر زمین پر آیا تو اسے دور ایک
[illegible]۔ ناگ نے اس طرف رینگنا شروع
کر دیا۔ اسے اچانک خیال آیا کہ اسے دیکھنا چاہیے
اپنی شکل بدل سکتا ہے کہ نہیں؟

ناگ نے ایک جگہ رک کر پھنکار ماری اور اسے یہ دیکھ
کر بے حد خوشی ہوئی کہ وہ سانپ سے عقاب کی شکل اختیار
کر گیا تھا۔ اس کی طاقت واپس آگئی تھی۔ ناگ عقاب بن کر
اوپر کو اٹھا اور درختوں کے اوپر اندھیری رات میں اڑتا ہوا اس
جگہ پہنچا جہاں اسے آگ نظر آئی تھی۔

ناگ نے دیکھا کہ آگ جنگل میں ایک کھلی جگہ پر الاؤ
کی شکل میں جل رہی ہے۔ اس الاؤ کے آس پاس بکھوٹی شکل
کے گھاس پھوس کی چھت والے بڑے بڑے جھونپڑے
بنے ہوئے ہیں۔ جھونپڑوں کے پیچھے درختوں تلے گھوڑے
بندھے ہیں۔ ایک طرف چند ایک بکریاں بھی بیٹھی جگالی
کر رہی ہیں۔ ناگ درخت کی ٹہنی پر بیٹھ گیا۔

اتنے میں ایک جھونپڑے میں سے کسی عورت کی آواز
بلند ہوئی۔ یہ آواز کسی دردناک چیخ سے ملتی جلتی تھی۔ اس
کے ساتھ ہی ایسی آوازیں آئیں جیسے کوئی اس عورت کو
پیٹ رہا ہے۔ پھر عورت کے کراہنے کی آوازیں آنے
لگیں۔ اس کے بعد گہری خاموشی چھا گئی۔ ناگ نے سوچا
کہ اس جھونپڑے کے اندر کیا ہو رہا ہے؟ وہ نیچے اترنے
ہی لگا تھا کہ اس جھونپڑے میں سے ایک لمبا تڑنگا آدمی
باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ہنٹر تھا۔ اس کا رنگ کالا نہیں تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا لباس بھی جنگلی آدمیوں ایسا نہیں تھا جیسا کہ ہندوستان کے جنگلوں میں لوگ پہنا کرتے تھے۔ اس لمبے تڑنگے آدمی کے بال گردن تک تھے اور اس نے چمڑے کی جیکٹ قسم کی صدری پہن رکھی تھی۔ یہ آدمی جھومتا جھامتا دوسرے جھونپڑے میں داخل ہوگیا۔

ناگ نے درخت پر ہی سانپ کی شکل بدلی اور رینگ کر درخت کے نیچے آگیا۔ ابھی وہ درخت کے پاس ہی تھا کہ جھونپڑی میں وہی لمبا تڑنگا آدمی پھر نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ ایک موٹی توند والا آدمی بھی تھا۔ دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک مشعل تھی۔ مشعل میں کچھ جنگلی پھول تھے۔ وہ آگ کے الاؤ کے سامنے کھڑے ہوکر اشلوک پڑھنے لگے۔ یہ اشلوک سنسکرت کے تھے اور ناگ کو یاد آگیا کہ یہ اشلوک قدیم آریا قوم کے ویدوں یعنی رگ وید میں لکھے ہوئے تھے۔ ناگ کو ایک دم خیال آیا کہ جوتش نے کہا تھا کہ یہ سانپ آج سے پانچ ہزار پیچھے کے زمانہ میں چلا جائے گا۔

تو کیا میں آریاؤں کے زمانے میں آگیا ہوں؟ ناگ نے دل میں کہا

آریا قوم جب آج سے ہزاروں سال پہلے وسط ایشیا کے میدانوں سے نیچے اتری تھی تو وہ سب سے پہلے پنجاب کے دریاؤں کی سرزمین میں آکر آباد ہوئی تھی۔ اس زمانے میں پنجاب کے علاقے میں دراوڑ قوم رہا کرتی تھی اور دراوڑ راجہ حکومت کرتے تھے۔ آریا جنگ جو، سخت جان، اونچے لمبے اور کھلے رنگ کے بہادر لوگ تھے۔ یہ ظالم اور وحشی لوگ تھے۔ انہوں نے پنجاب میں آتے ہی دراوڑ قوم کے راجاؤں کو شکست دی اور دراوڑ لوگوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ دراوڑ قوم کے بچے کھچے لوگ بھاگ کر جنوبی ہندوستان کی طرف چلے گئے اور پنجاب پر آریا قوم نے قبضہ کرلیا۔ انہوں نے اپنی بستیاں آباد کرلیں۔ آریا قوم کی ہر بستی اور شہر کا اگرچہ ایک الگ راجہ ہوتا تھا مگر ان کا آپس میں بڑا اتحاد تھا۔ انہوں نے اس زمانے کے ہڑپہ اور موہنجو دڑو میں آباد لوگوں کو بھی شکست دے کر ان کو جنوبی ہند کی طرف دھکیلا اور ان کے شہروں پر قبضہ کرلیا۔

اس وقت ناگ شمالی پنجاب یعنی آج کے گوجرخاں اور جہلم کے علاقے میں آگیا تھا۔ جہاں اس زمانے میں پانی کی جھیلیں تالاب، جنگل اور سبزہ ہوا کرتا تھا۔ یہ آج سے نو ہزار سال پہلے کا زمانہ تھا۔ ناگ اور عنبر اور ماریا اس زمانے میں کبھی نہیں آئے تھے۔

ناگ سمجھ گیا کہ وہ آریا قوم کے ابتدائی دور میں پہنچ گیا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آریا قوم اپنے ساتھ گھوڑے بھی لائے تھے اور یہ گھوڑے جھونپڑیوں کے پیچھے بندھے ہوئے ناگ نے دیکھ لئے تھے۔ آریا قوم اگنی یعنی آگ، سوریا یعنی سورج اور اندرا یعنی بارش کی دیوی کی پوجا کرتے تھے۔ یہ تینوں دیوتا وہ اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے تھے۔ اس وقت بھی لمبا تڑنگا آدمی، موٹی توند والے پجاری کے ساتھ آگ کے الاؤ کے پاس کھڑا اگنی دیوی کی پوجا کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے پھول آگ میں پھینک دیئے پھر آگ کے الاؤ کے آگے جھک گئے۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اونچے لمبے آدمی نے اپنی چمڑے کی پوستین میں سے ایک ہیرا نکال کر موٹی توند والے پجاری کو دکھایا اور سنسکرت زبان میں کہا

"یہ ہیرا مجھے اس قیدی لونڈی کی جیب سے ملا ہے۔ وہ کچھ بتاتی نہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ جہاں اس کا مکان تھا وہاں کوئی خزانہ دفن ہے۔ اگر تم اس سے پوچھ گچھ کر کے معلوم کر لو تو میں آدھا خزانہ تمہیں دے دوں گا"

پجاری اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"میں کوشش کروں گا۔ مگر ابھی نہیں صبح ہو لینے دو"

اونچا لمبا آدمی بولا

"تم صبح اس عورت سے معلوم کرنے کی کوشش کرنا میں نے اسے بہت مارا پیٹا ہے مگر وہ مجھے کچھ نہیں بتاتی"

پجاری نے کہا

"تم فکر نہ کرو، میں اس سے پیار محبت کے ساتھ پوچھوں گا۔ صبح ہو لینے دو"۔

اسی طرح باتیں کرتے یہ دونوں آریا لوگ اپنی جھونپڑیوں میں چلے گئے۔ جنگل میں ایک بار پھر گہرا سناٹا چھا گیا۔ ناگ نے ان کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اس قیدی عورت کو انہوں نے کسی دراوڑ یا ہڑپہ قبیلے میں قتل عام اور لوٹ مار کے بعد اغوا کیا ہے اور اب اس کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ قیدی عورتوں کو سردار اپنی لونڈیاں بنا کر رکھ لیتے تھے اور ان کے ساتھ بڑا ظلم کرتے تھے۔ یہ عورت جو جھونپڑے میں قید تھی کوئی ایسی ہی عورت تھی۔ ناگ نے اس کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے دل میں کہا کہ میرے ساتھ تو جو ہونا تھا ہو گیا ہے اب کم از کم اس مظلوم عورت کو تو ان ظالموں سے نجات دلانی چاہیئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ سوچ کر ناگ رینگتا ہوا قیدی عورت کے جھونپڑے کی طرف بڑھا۔ یہ جھونپڑے آریاؤں کے جھونپڑے تھے اور بڑے اونچے اور مخروطی یعنی تکونی چھتوں والے تھے۔ ان کے بانس کے دروازے بھی تھے۔ اس جھونپڑی کا بھی بانس کا دروازہ تھا۔ جو باہر سے بند تھا۔ ناگ جھونپڑے کے قریب پہنچا تو اچانک پیچھے سے دو آدمی نکل آئے۔

دونوں لمبے قد کے جوان آدمی تھے۔ انہوں نے بھی پوستینیں پہن رکھی تھیں اور ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے۔ وہ چل پھر کر جھونپڑوں کے باہر پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ ایک جھاڑی میں چھپ گیا۔ جب وہ باتیں کرتے کچھ دور دوسری جھونپڑیوں کی طرف نکل گئے تو ناگ دوبارہ جھونپڑی کی طرف بڑھا۔ اگرچہ جھونپڑے کا بانس کا مضبوط دروازہ بند تھا مگر ناگ ایک بانس کی درز میں سے جھونپڑی میں داخل ہو گیا۔

جھونپڑی میں فرش پر گھاس بچھی تھی۔ لکڑی کی تپائی پر ایک مدھم لو والا چراغ روشن تھا۔ چراغ کی مدھم روشنی میں ناگ نے ایک سانولے رنگ والی لڑکی کو دیکھا کہ اس کا ایک پاؤں رسی کے ساتھ جھونپڑی کے درمیان والے بانس کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ لڑکی دبلی پتلی تھی اور

سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھی ہولے ہولے سسک رہی تھی۔ اس کے جسم پر ایک ساڑھی تھی جس کا ایک پلو اس نے اپنے سر پر ڈال رکھا تھا۔

ناگ جھونپڑی کے فرش پر بچھے گھاس میں چھپا اس مظلوم لڑکی کو تکتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اس پر اپنا آپ کیسے ظاہر کرے۔ کہیں وہ ایک سانپ کو آدمی بنتے دیکھ کر ڈر کر چیخ نہ مار دے۔ لیکن ناگ نے دیکھا کہ لڑکی کا سر گھٹنوں میں تھا۔ وہ ناگ کو نہیں دیکھ رہی تھی۔ یہ موقع بڑا غنیمت تھا۔ ناگ نے ہلکی سی پھنکار کے ساتھ اپنے آپ کو انسان میں بدل لیا۔ انسان میں بدلتے ہی گھاس پر سرسراہٹ ہوئی تو مظلوم لڑکی نے ایک دم اپنا سر اوپر اٹھایا۔

اس کے سامنے ناگ گھاس پر بیٹھا تھا۔

اس سے پہلے کہ لڑکی کے منہ سے چیخ نکلتی ناگ نے جلدی سے اچھل کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور سنسکرت میں کہا۔

"میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں"

بے چاری لڑکی پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو تکنے لگی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک ایسا آریا جوان جو سنسکرت بولتا ہو اسے بچانے آئے گا۔ کیونکہ یہ لڑکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آریا نہیں تھی بلکہ موہنجودڑو کے ایک جاگیردار کی بیٹی تھی
ناگ نے اس کے منہ سے آہستہ آہستہ ہاتھ ہٹا لیا۔ لڑکی
کی حیرت کسی حد تک دور ہوئی تو ناگ نے سرگوشی
میں کہا۔

" میں تمہیں یہاں سے نکال کر جہاں تم کہو
گی تمہیں لے جاؤں گا کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے"
لڑکی نے اپنی موہنجودڑی زبان میں کہا

" مگر تم سنسکرت بولتے ہو۔ تم آریا ہو۔ میں
موہنجودڑو کے جاگیردار کی بیٹی ہوں۔ تم ہمارے
دشمن ہو۔ تم میری مدد کیوں کر رہے ہو؟"

ناگ سب کچھ سمجھ گیا۔ اب وہ اس لڑکی کی مادری زبان
یعنی موہنجودڑو میں بولی جانے والی زبان میں بولا۔

" میں آریا نہیں ہوں۔ صرف ان کی زبان جانتا ہوں
تم میرا رنگ نہیں دیکھ رہی۔ میں بھی تمہاری طرح سانولا
ہوں میں بھی موہنجودڑو کے ایک قبیلے کا سردار ہوں
آریاؤں نے میرے قبیلے کے لوگوں کو بھی ہلاک کر ڈالا
اور مجھے قید میں ڈال کر لے آئے۔ میں ان کی قید سے
فرار ہو کر چلا گیا تھا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ تم یہاں
قید ہو۔ میں نے تمہیں بچانے کا فیصلہ کیا اور اس

لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ گھبراؤ نہیں میں تمہیں موقع
ملتے ہی یہاں سے نکال کر لے چلوں گا"

لڑکی نے تعجب کے ساتھ پوچھا

" مگر تم یہاں داخل کیسے ہوئے ہو؟ دروازہ تو باہر
سے اب بھی بند ہے؟"

ناگ ایک پل کے لئے کچھ گھبرا سا گیا۔ پھر فوراً ہی بولا۔

" میں جھونپڑی کے ایک سوراخ میں سے اندر
آیا ہوں۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں یہاں سے قریب
ہی جنگل کے ایک غار میں چھپا ہوا ہوں۔ میں بہت
جلد پھر آؤں گا اور تمہیں نکال کر لے چلوں گا۔ اچھا
اب میں جاتا ہوں"

ناگ کو خیال آیا کہ جھونپڑی میں تو کوئی سوراخ نہیں
ہے۔ وہ اس کے سامنے کیسے جائے گا؟ لڑکی بھی ناگ کی
طرف ٹکٹکی باندھے تک رہی تھی۔ ناگ نے کہا

" تمہارا نام کیا ہے؟

لڑکی نے کہا

" سونالینی۔ میرا نام ہے"

ناگ نے کہا

" سونالینی بہن! تم ایسا کرو کہ تھوڑی دیر کے لئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منہ دوسری طرف کرلو۔ کیونکہ میں تمہیں یہ نہیں بتانا چاہتا کہ میں کہاں سے جھونپڑی میں داخل ہوا تھا۔ یہ میرا ایک راز ہے"

سونالینی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ ناگ کیا چاہتا ہے اور ایسا کیوں کر رہا ہے۔ اس پر مشکل پڑی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا منہ دوسری طرف کرنے سے پہلے پوچھا۔

"مگر تمہارا نام کیا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"مجھے ناگ کہتے ہیں" اب منہ دوسری طرف کرلو"

سونالینی نے اپنا منہ دوسری طرف کرلیا۔

ناگ ایک سیکنڈ میں سانپ بن کر سوراخ میں سے باہر نکل گیا۔

سونالینی نے اپنا سر گھما کر دیکھا۔ ناگ وہاں موجود نہیں تھا۔ اس نے یہی خیال کیا کہ جھونپڑی میں کوئی خفیہ سوراخ ہوگا جہاں سے اس کا ہمدرد اور اس کا ہم قوم ناگ وہاں سے نکل گیا ہے۔ اس کے دل میں امید کی ایک کرن جاگ پڑی۔ اب شاید وہ زندہ اپنے باپ کے پاس پہنچ جائے گی۔

ناگ جھونپڑی سے نکل کر آگ کے الاؤ کے قریب سے ہوکر درختوں کی طرف رینگنے لگا۔ وہی دونوں پہرے دار پھر

سامنے آگئے۔ آگ کی روشنی میں انہوں نے ایک کالے سانپ کو گھاس میں جاتے دیکھا تو نیزوں سے اس پر حملہ کر دیا۔ اگر ناگ پھرتی سے کام نہ لیتا تو ان بدبختوں نے اس کا کام تمام کر ڈالا تھا۔ ناگ بجلی کی طرح لہرا کر درخت کے تنے کے پیچھے ہوگیا اور وہاں سے عقاب کی شکل میں اڑ کر درختوں کے اوپر پہنچ گیا۔

پہرے داروں نے سانپ کی جگہ ایک عقاب کو پھڑ پھڑا کر اڑتے دیکھا تو دہشت زدہ ہوکر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ پھر ڈرتے ڈرتے پیچھے ہٹے اور جھونپڑیوں کی طرف چلے گئے۔ ناگ دور ایک پہاڑی ندی کے پاس آکر رک گیا۔ یہاں اس نے دوبارہ انسان کی شکل بدلی اور اندھیرے میں دیکھا کہ اس کے اردگرد دور دور تک چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے خاکے ابھرے ہوئے تھے۔ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ کہیں کوئی جھونپڑی یا آگ دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ہوسکتا ہے۔ ان پہاڑیوں کے پیچھے آریاؤں کے کسی قبیلے کے جھونپڑے ہوں اور وہاں لوگ گہری نیند سو رہے ہوں۔

ناگ پہاڑی ندی کے ساتھ چلتا نیچے اتر گیا۔

ندی کے کنارے بڑے بڑے پتھر پھیلے تھے۔ ایک جگہ ندی ایک بہت بڑی چٹان کے کونے کو چھو کر گزرتی

COURTESY WWW.PUFBOOKSFREE.PK

تھی۔ یہاں ایک گہرا غار تھا جس کے مُنہ پر جنگلی بیلیں لٹک رہی تھیں۔ ناگ بیلیں ہٹا کر غار کے اندر چلا گیا۔ یہ غار اندھیرے میں ویران پڑا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ کسی طرح وہ سونالینی کو نکالنے میں کامیاب ہوگیا تو کچھ دیر کے لئے یہاں چھپا دے گا۔ یہ جگہ بڑی محفوظ

اب سوال یہ تھا کہ وہ سونالینی کو وحشی آریاؤں کے چنگل سے کیسے چھڑائے؟ اگر وہ ہاتھی یا شیر بن کر وہاں داخل ہوتا ہے تو ظاہر ہے آریا ایک بہادر شکاری ہیں وہ اسے ضرور زخمی کردیں گے۔ اسے کس چال سے کام لینا چاہیئے۔

ناگ کو یہ بڑی آسانی تھی کہ وہ دنیا کی دوسری زبانوں کی طرح سنسکرت بھی بڑی روانی سے بول سکتا تھا۔ اور سنسکرت آریاؤں کی مادری زبان تھی۔ آریا چاہے کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں وہ سارے ایک ہی زبان یعنی سنسکرت بولتے اور اسی زبان میں ان کی مقدس کتابیں یعنی تینوں وید یعنی راگ وید، سام وید اور یجروید لکھے گئے تھے۔ ناگ سام وید کے اشلوک بھی بڑی آسانی سے پڑھ لیتا تھا۔ اسے کتنے ہی اشلوک زبانی یاد تھے۔

اسے یہ بھی معلوم تھا کہ قبیلے کا پجاری صبح سونالینی سے

ہیروں کے خفیہ خزانے کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے والا ہے کیونکہ قبیلے کے سردار کھان نے اسے اس کام پر لگا دیا ہوا ہے۔

ناگ کے ذہن میں ایک سکیم آئی۔

اس نے غار میں آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہی سانپ کی زبان میں اس علاقے کے سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک سفید رنگ کا پدم سانپ وہاں آگیا۔ اس نے آتے ہی ناگ کو ادب سے سلام کیا اور کہا

"مقدس ناگ! آپ کا آنا مبارک ہو۔ میرے لئے کیا حکم ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اگر یہاں کوئی خزانہ زمین کے اندر دفن ہے تو اس میں سے قیمتی موتیوں کے کچھ ہار لے کر میرے پاس واپس آجاؤ"

سفید سانپ نے کہا۔

"میں ابھی حاضر ہوا مقدس ناگ"

سفید سانپ چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس نے منہ میں ایک تھیلی تھام رکھی تھی۔ تھیلی اس نے ناگ کے قدموں میں ڈال دی اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس ناگ دیوتا! یہاں صرف یہی کچھ خزانہ دفن ہے وہ میں آپ کے لئے لے آیا ہوں"

ناگ نے تھیلی کھولی۔ اس میں بے حد قیمتی موتیوں کے سات ہار تھے۔ ان ہاروں میں جواہرات بھی پروئے ہوئے تھے۔ ناگ نے کہا

"اب تم جا سکتے ہو"

سفید سانپ کے جانے کے بعد ناگ نے ایک خاص رنگ کی جڑی بوٹی کو توڑ کر اس کا رنگ اپنے ماتھے پر لگایا۔ سفید موتیوں کے ہار اپنے گلے میں ڈالے اور غار سے نکل کر آریا سردار کھان کی جھونپڑیوں کی طرف چل پڑا۔

سونالینی کا خفیہ خزانہ

صبح کی روشنی جنگل میں پھیل رہی تھی۔

آریا سردار کی جھونپڑیوں کے آگے الاؤ کی آگ اسی طرح روشن تھی۔ مگر لوگ ابھی تک جھونپڑیوں میں سو رہے تھے دور درختوں میں کچھ لوگ گھوڑوں کی مالش کر رہے تھے۔ کچھ ہتھیاروں کو رگڑ کر تیز کر رہے تھے

ناگ سام وید کے مقدس اشلوک تھوڑی سی اونچی آواز سے پڑھتا سردار کھان کی جھونپڑی کے باہر آکر آگ کے الاؤ کے سامنے اس طرح کھڑا ہوگیا کہ اگر کھان باہر نکلے تو اس کی نظر سیدھی ناگ پر پڑے۔

اشلوک کی آوازیں سن کر سردار کھان کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے جھونپڑے میں سے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک گورے رنگ کا نوجوان گلے میں قیمتی چمکتے موتیوں کے ہار پہنے آگ کے الاؤ کے پاس کھڑا پوجا پاٹ کر رہا ہے۔ سردار نے اس کے گلے میں موتیوں کے قیمتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہار دیکھے تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اس نے دل میں سوچا کہ یہ نوجوان کوئی سادھو بیچاری لگتا ہے۔ مگر اس کے پاس اتنے قیمتی ہار کہاں سے آگئے؟

وہ تیز تیز چلتا ناگ کے پاس آیا۔ ناگ نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور اشلوک پڑھتا رہا۔ سردار کھان نے رعب دار آواز میں پوچھا

"تم کون ہو؟ یہاں کیسے آئے ہو؟"

ناگ نے بھی رعب دار آواز میں جواب دیا۔

"سردار کھان! تم دیکھ رہے ہو کہ میں اگنی دیوتا کی پوجا کر رہا ہوں۔ میں سادھو بیچاری اگنی ہوں۔ جہاں آگ دیکھتا ہوں۔ وید کے اشلوک پڑھ کر اس کی پوجا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔"

سردار کھان نے قریب آکر ناگ کے موتیوں کے ہار کو گھور کر دیکھا۔

"اگر تم سادھو بیچاری ہو تو یہ قیمتی ہار کیوں ہیں کس لئے ڈال رکھے ہیں؟ بیچاری تو دولت سے بے نیاز ہوتے ہیں۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"تمہارے لئے یہ قیمتی موتی ہیں مگر ہمارے لئے یہ معمولی پتھر ہیں۔ اس قسم کے موتی ہم جہاں چاہیں پیدا کر لیتے ہیں۔"

دولت کا لالچی سردار کھان ناگ سے متاثر ہو گیا۔ اس نے فوراً ادب سے کہا۔

"مہاراج! میری جھونپڑی میں آئیے۔ مجھے اپنی خدمت کا موقع دیجئے۔"

ناگ یہی چاہتا تھا۔ لیکن اوپر سے وہ انکار کرتا رہا۔ پھر اس کے ساتھ بڑی جھونپڑی میں داخل ہو کر قالین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔

سردار کھان نے ناگ کے آگے تازہ پھل اور مٹھائی رکھی۔ ناگ نے کہا۔

"ہم کچھ نہیں کھایا کرتے۔ مگر تم نے ہماری عزت کی ہے۔ ہم تم سے خوش ہوئے ہیں۔ ہم تمہیں تمہاری مشکل کا حل بتائیں گے۔"

سردار کھان نے کوئی جواب نہ دیا۔ حیرت سے ناگ کو دیکھتا رہا۔

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا

"سردار کھان! تم بے شک مجھے کچھ نہ بتاؤ۔ مگر ہم انسانوں کے دل کا حال جان لیتے ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں تمہارے دل کا بھی حال معلوم ہے۔ سنو! تم
جس قیدی لڑکی سے اس کے خزانے کا راز معلوم
کرنا چاہتے ہو۔ وہ تمہیں کبھی یہ راز نہیں
بتائے گی۔"

اب تو سردار کھان دم بخود ہو کر رہ گیا۔ اسے یقین
ہو گیا کہ یہ سادھو پجاری واقعی بہت پہنچا ہوا بزرگ
ہے اور دلوں کے حال جانتا ہے۔ اس نے فوراً
ناگ کے پاؤں چھوئے اور بولا۔

"مہاراج! مجھ پر کرپا کریں۔ کوئی ایسا جتن
کریں کہ یہ عورت مجھے اپنے خزانے کا راز بتا دے
میں آپ کی ساری زندگی خدمت کروں گا۔

ناگ نے کہا۔

"تم اپنے موٹے پجاری کو منع کر دو کہ وہ اس
عورت سے ہرگز پوچھ گچھ نہ کرے۔"

سردار کھان بوکھلا گیا۔

"مہاراج! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں موٹا
پجاری کو قیدی عورت کے پاس آج بھیجنے والا تھا
ناگ نے ہنس کر کہا۔

"تم ہمیں کیا سمجھتے ہو؟ ہم یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ

کل تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آئے گا"

سردار کھان نے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔

"مہاراج! آپ کو دیوتاؤں کی قسم ہے مجھے
اس عورت کے خفیہ خزانے کا پتہ بتا دیں۔ میں ساری
زندگی آپ کی غلامی کروں گا۔"

ناگ نے غصے سے پاؤں جھٹک دیئے۔ سردار کھان
ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔

"خبردار! تم ہماری غلامی کرنے والے کون ہو؟
اس دنیا کے سارے چرند پرند ہماری غلامی کرتے ہیں"

سردار کھان تو ڈر گیا کہ کہیں سادھو پجاری ناراض ہو گیا
تو قیمتی خزانہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ہاتھ باندھ کر بولا۔

"معاف کر دیں مہاراج! آپ جو کہیں گے وہی ہو گا مگر
مجھ کو خزانے کا پتہ بتا دیں!

جب ناگ نے دیکھا کہ سردار کھان پر اس کا اثر مکمل
ہو چکا ہے تو بولا۔

"سردار، سنو! ہم اس لڑکی پر ایک منتر کا چلہ
کریں گے۔ اس کے بعد یہ لڑکی اپنے آپ سب کچھ
بتا دے گی۔ مگر یہ چلہ ہمیں جنگل میں ایک ویران
جگہ پر کرنا ہو گا۔ ہم تین دن چلہ کریں گے۔ اتنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دن وہاں سوائے میرے دوسرا کوئی نہیں ہوگا۔ یہ
قیدی لڑکی رسیوں میں جکڑ کر وہاں پہنچا دی جائے گی۔
سردار کھان ہاتھ باندھے بولا۔
" میں ابھی جنگل میں قیدی لڑکی کو پہنچا دیتا ہوں
مہاراج! آپ حکم کریں"
ناگ نے کہا
" نہیں۔ آج رات جب چاند ڈوب جائے تو
تم اس لڑکی کو جھونپڑی سے باہر لانا۔ اس کے دونوں
ہاتھ رسیوں سے باندھ دینا۔ پھر میرے ساتھ لے کر
جنگل کے کسی ویران مقام تک چلنا اور وہاں سے
واپس آجانا۔ میں اس پہ چلہ شروع کروں گا۔ تم
دوسرے روز صبح کو میرے لئے اور لڑکی کے لئے
ایک خاص قسم کا بھوجن یعنی جَو کی روٹی اور ابلا
ہوا بینگن لانا۔ اب میں جاتا ہوں۔ اور ہاں خبردار!
اگر تم نے کسی سے اس بارے میں بات کی تو خزانہ
بھی حاصل نہ کر سکو گے"
سردار فوراً بولا۔
" مہاراج میں کسی سے بات نہیں کروں گا
مگر مہاراج! آپ رات کو جائیں گے"

ناگ نے کہا۔
"ہم جو وعدہ کرتے ہیں اسے پورا کر کے رہتے
ہیں۔ ہم جا رہے ہیں۔ اب آدھی رات کے وقت
تمہارے پاس آئیں گے۔ تم تیار رہنا"
میں تیار ہوں گا مہاراج" سردار نے ہاتھ
باندھ کر کہا"
ناگ اولکھ نرنجن کا نعرہ لگا کر وہاں سے چلا گیا۔
سردار کھان بے حد مسرور ہوا کہ اسے اتنا بڑا خزانہ
ملنے والا ہے۔ ناگ کے گلے میں قیمتی موتیوں کے
سات ہار دیکھ کر اسے اور بھی یقین آگیا تھا کہ یہ شخص
کوئی پہنچا ہوا بزرگ سادھو ہے اور اسے دولت کا لالچ
نہیں ہے۔
سردار کھان کے پاس تھوڑی دیر میں موٹا پجاری آگیا
اور بولا۔
" سردار! میں قیدی عورت سے پوچھ گچھ
کرنے جا رہا ہوں"
سردار نے اسے ڈانٹ کر کہا
" ہرگز نہیں۔ میں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔
میں اس قیدی عورت سے نرمی کا سلوک نہیں کروں گا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم جاؤ، میں خود اس سے نمٹ لوں گا"
موٹا پجاری نمستے کہہ کر چلا گیا۔

سردار اب بے تابی سے رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ خدا خدا کر کے سورج ڈوبا۔ شام ہوئی۔ پھر رات کی سیاہی جنگل میں پھیلنے لگی۔ سردار اپنی جھونپڑی میں چراغ روشن کر کے بیٹھ گیا۔ جب کافی رات گزر گئی تو اس نے جھونپڑی سے نکل کر دیکھا۔ آسمان پہ چاند نہیں تھا۔ چاند غروب ہو چکا تھا۔

سردار بڑی خوشی خوشی قیدی لڑکی سونالینی کی جھونپڑی میں آگیا۔ سونالینی اداس منہ چھپائے سو رہی تھی۔ سردار نے اسے لات مار کر جگایا سونالینی گھبرا کر جاگ پڑی۔ اپنے سامنے وحشی سردار کو دیکھ کر سہم گئی۔ سردار کھان نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"آج میں تمہیں جنگل کی سیر کرانے لے جا رہا ہوں، چلو گی میرے ساتھ؟"

سونالینی نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا

"دیوتاؤں کے لئے مجھ پہ رحم کرو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے۔"

سردار کھان نے زور سے ٹھوکر ماری اور کہا

"اب تو تمہارا باپ بھی خزانے کا راز بتا دے گا"

اور قہقہہ لگاتے ہوئے اس نے سونالینی کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی پیٹھ پر باندھ دیئے اور پاؤں کی رسی کھول کر کہا۔

"یہاں میرا انتظار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ پھر تمہیں میرے ساتھ جنگل میں چلنا ہوگا"

سونالینی سہمی ہوئی بیٹھ گئی سمجھ گئی کہ اس کا آخری وقت قریب آگیا ہے اور یہ وحشی سردار جنگل میں لے جا کر مار ڈالے گا۔

سردار کھان جھونپڑی سے نکل گیا۔ ناگ سردار کھان کی جھونپڑی میں بیٹھا تھا۔ اس نے ناگ کو بتایا کہ وہ سونالینی کو جنگل میں لے جا رہا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"لے جاؤ۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں"

سردار کھان نے سونالینی کو گھوڑے پر بٹھایا اور جنگل میں ایک کھلی جگہ پہ لے جا کر ایک درخت سے باندھ دیا اور کہا

"اب تمہیں کچھ روز اسی جگہ رہنا ہوگا"

سردار کھان چلا گیا۔ تھوڑے فاصلے پہ ناگ موجود تھا ناگ نے سردار سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب تم صبح تک اس طرف مت آنا نہیں تو میرا چلّہ ضائع ہو جائے گا اور سونالینی خزانے کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گی،

سردار کھان بڑے ادب سے بولا۔

"مہاراج! میں صبح ہونے سے پہلے اس طرف کا رُخ بھی نہیں کروں گا۔"

شاباش! اب تم جاؤ،

سردار کھان گھوڑے پر بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی ناگ درختوں سے نکل کر سونالینی کے سامنے آگیا۔ ستاروں کی دھندلی روشنی میں سونالینی نے ناگ کو پہچان لیا۔ وہ جذبات سے بھری ہوئی آواز میں بولی۔

ناگ تم! دیوتا تم پر مہربان ہو۔ میں تو سمجھی تھی کہ سردار مجھے یہاں جنگلی درندوں کے حوالے کرکے چلا گیا ہے

ناگ نے اسے تسلی دی اور کہا

"یہ میری ایک چال تھی۔ اب ہمیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیئے۔ میں نے دو گھوڑوں کو ایک درخت کے نیچے کھڑا کر رکھا ہے،

ناگ نے سونالینی کی رسّی کھول دی۔ وہ دونوں اندھیرے درختوں کی طرف بڑھے۔

لیکن سردار کھان یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک درخت کی اوٹ میں چھپا کھڑا تھا۔ اس کا شک درست نکلا۔ یہ سادھو مہاراج سونالینی کو بھگا کر لے جا رہا تھا۔ سردار کھان نے تلوار کھینچ لی اور ایک طرف کو چلنے لگا۔ وہ درختوں کے پیچھے سے ہوتا ہوا ناگ اور سونالینی کو بے خبری میں ہلاک کر ڈالنا چاہتا تھا۔ ناگ اور سونالینی بے خبر اندھیرے میں بھاگے جا رہے تھے۔

ان کے گھوڑے اب سامنے درختوں تلے نظر آنے لگے تھے جونہی وہ گھوڑوں کے قریب پہنچے ناگ کو پیچھے آہٹ سنائی دی۔ اس نے بجلی کی طرح پلٹ کر دیکھا۔ سردار کھان نے تلوار کا وار کر دیا۔

ناگ نے سونالینی کو دھکا دے کر پرے گرا دیا اور خود بھی چھلانگ لگا کر جھاڑیوں پر گرا۔ سردار کھان غضبناک ہو رہا تھا۔ اس نے تلوار کا دوسرا وار سونالینی پر کرنا چاہا مگر اس دوران میں ناگ نے پیچھے سے سردار کو ٹانگوں سے پکڑ کر اسے نیچے گرا دیا۔ سردار نے تلوار کا وار ناگ پر کیا۔ مگر ناگ اس کی ٹانگوں سے نکل کر غائب ہو چکا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ سردار کھان پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو ادھر ادھر
تلاش کرنے لگا۔

لیکن ناگ تو زہریلے سانپ کی شکل میں اس کی پنڈلی
کے نیچے جاکر اسے ڈس چکا تھا۔ سردار کھان کی نظر سانپ
پر پڑ گئی۔ اس نے تلوار اٹھائی کہ سانپ کے دو ٹکڑے
کر دے۔ مگر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اس کا
بازو سن ہوگیا۔ پھر اس کا سارا جسم سن ہوگیا۔ ناگ نے
بڑی تیزی سے اثر کرنے والا زہر اس کے جسم میں داخل کیا
تھا۔ سونالینی پیچھے ہٹ کر دہشت زدہ ہوکر بیٹھ گئی
وہ خوف سے کانپ رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں آ
تھا کہ ناگ کہاں چلا گیا ہے۔ سردار کھان اس کی آنکھو
کے سامنے اوندھا ہوگیا۔

ناگ سانپ کی شکل میں رینگ کر سونالینی سے دو
چلا گیا تھا۔ پھر وہاں سے انسانی شکل اختیار کرکے بھاگ
کر آیا اور بولا۔

"سونالینی تم ٹھیک ہو نا؟"

سونالینی نے کہا۔

"تم مجھے چھوڑ کر کیوں چلے گئے ناگ؟ اگر یہ
وحشی مجھ پر حملہ کر دیتا تو مجھے کون بچاتا۔ مگر نہ جانے

اسے کیا ہوگیا کہ ہلتا نہیں ہے"

ناگ نے جھک کر سردار کھان کی لاش کو دیکھا اس
کا جسم پگھلنے لگا تھا۔ ناگ نے کہا

"اسے کسی زہریلے سانپ نے کاٹ لیا
ہے۔ چلو یہاں سے نکل چلو۔ یہ مر گیا ہے"

سونالینی نے دیوتاؤں کا شکر ادا کیا اور ناگ کے
ساتھ گھوڑے پر سوار ہوکر بولی۔

"دیوتاؤں نے ہماری مدد کی ہے ناگ۔ انہوں
نے سانپ ہماری مدد کو بھیج دیا"

ناگ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے بولا۔

"تمہارے دیوتاؤں نے اگر تمہاری مدد کرنی ہوتی
تو جھونپڑی میں اس وقت مدد کرتے جب یہ وحشی
سردار تمہیں ہنٹروں سے پیٹ رہا تھا۔ بہرحال تم یہی
سمجھتی رہو"

یہ کہہ کر ناگ نے گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ سونالینی اس
کے پیچھے پیچھے تھی۔ دونوں گھوڑے دُلکی چال چلتے گھنے
جنگل کے درختوں میں سے گزرنے لگے۔

کچھ دیر بعد جنگل ختم ہوا تو سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں
کا اونچا نیچا ویران میدان پھیلا تھا۔ جو رات کی تاریکی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑا بھیانک لگ رہا تھا۔ ناگ نے سونالینی سے پوچھا
کہ وہ اپنے شہر کا راستہ جانتی ہے؟
سونالینی نے کہا۔
" ہاں۔ یہاں سے شمال مغرب کی طرف ہمیں
ایک رات کا سفر کرنا ہوگا۔ صبح ایک دریا ملے گا
دریائے سندھ۔ ہم اس دریا کو پار کریں گے۔ دریا
پار موہنجو ڈرو کا شہر ہے۔ اس شہر کے کونے پر میرے
باپ کی حویلی ہے۔ دیوتا جانیں میرا باپ کہاں ہوگا
آریاؤں کے حملے سے وہ سب لوگ ادھر ادھر بھاگ
گئے۔ سارا شہر ویران ہوگیا تھا۔"
سونالینی کو لے کر ناگ موہنجو ڈرو کی طرف روانہ ہوگیا۔

○

اب ہم عنبر اور کیٹی کی طرف آتے ہیں۔
عنبر اور کیٹی بھی اسی علاقے میں مگر کافی پیچھے ایک
بیابان میں سفر کر رہے تھے وہ بھی ناگ اور ماریا کو تلاش
کر رہے تھے۔ انہوں نے کئی دریا اور پہاڑی میدان عبور
کیے تو ایک روز شمالی ہندوستان کے ایک دریا کو پار
کرنے کے بعد دن کی روشنی میں انہیں دور ایک شہر
آثار دکھائی دیئے۔
کیٹی نے کہا
" عنبر بھائی! یہ کوئی قدیم شہر ہے۔ اس کی دیوار
گول ہے اور اوپر جگہ جگہ چوکیداری کے لئے برج
بنے ہیں۔"
" ہاں" عنبر نے کہا " یہ کسی ہندو راجہ کا شہر
لگتا ہے کیونکہ مجھے ایک مندر کے عکس بھی نظر آ
رہے ہیں"
نے کہا۔
" ہمیں اس شہر میں ناگ اور ماریا کو تلاش کرنا
چاہیئے۔ ہوسکتا ہے کسی جگہ سے ہمیں ان کا سراغ
مل جائے۔"
وہ شہر میں داخل ہوگئے یہ اگرچہ ہزاروں برس پرانا
تھا مگر آباد تھا اور گلی کوچوں اور سڑکوں کے نقشے پختہ
اینٹوں کے بنے تھے۔ لوگ گھوڑوں، پالکیوں اور
پر آجا رہے تھے۔ دکانیں کھلی تھیں۔ سامان بک رہا
عورتیں پرانے زمانے کی ساڑھیوں میں ملبوس تھیں انہوں
ہاتھوں پر تلک لگا رکھے تھے۔ کیٹی اور عنبر کا لباس
زمانے کا لباس نہیں تھا۔ لوگ انہیں حیرت سے تکتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا

یہاں کسی سے پوچھنا چاہیئے کہ یہ کون سا شہر ہے"

عنبر نے ایک دکاندار سے کہا

"بھائی ہم سیاح ہیں اور ملک مصر سے آئے ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس شہر کا کیا نام ہے"

دکاندار نے کہا۔

"یہ راجہ وکرم کا پاٹلی پتر شہر ہے"

یہی وہ شہر تھا جس کے شاہی محل کے پچھواڑے اندھے کنوئیں میں ماریا بند تھی اور شاہی جوتشی کی مدد سے راجہ وکرم اپنے دشمن سے بظاہر نجات پا چکا تھا۔ راجہ کی بیٹی شہزادی کماری پشادلی تھی اور اسی محل میں کیسری رہتی تھی جس نے دھوکے سے ماریا کو کنوئیں میں گرا دیا تھا۔

دکاندار سے عنبر اور کیٹی نے شہر کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر شہر کی سیر کرنے لگے۔ کسی جگہ سے بھی ناگ یا ماریا کی خوشبو نہیں آئی جب وہ شہر میں کافی گھوم پھر چکے تو کیٹی نے کہا

عنبر! یہاں ناگ اور ماریا نہیں ہیں۔ ہمیں شہر سے آگے چلنا ہوگا"

عنبر بولا۔ "میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ لیکن خیال ہے کہ ہمیں یہ گھوڑے بدل لینے چاہیں۔ یہ بہت نڈھال ہو رہے ہیں۔ انہیں فروخت کر کے تازہ دم گھوڑے خرید لیتے ہیں"

وہ ایک منڈی میں پہنچے جہاں ایک ہندو سوداگر گھوڑے فروخت کرتا تھا۔ عنبر نے اپنے گھوڑے دکھا کر کہا کہ ان کے بدلے ہمیں تازہ دم گھوڑے دے دو۔ ہمیں جتنی رقم درکار ہے ہم ادا کر دیں گے۔

مگر دکاندار نے جتنی رقم بتائی اتنی عنبر کے پاس نہیں تھی۔ عنبر نے کہا۔

"بھائی اتنے پیسے ہمارے پاس نہیں ہیں"

دکاندار نے بیزاری سے کہا۔

"تو پھر چلتے پھرتے نظر آؤ۔ میں تمہارے مریل گھوڑے نہیں خرید سکتا"

کیٹی نے عنبر سے کہا۔

"اب کیا کیا جائے۔ میرا خیال ہے انہی گھوڑوں پر سفر جاری رکھتے ہیں"

عنبر بولا۔

"یہ راستے میں جواب دے جائیں گے۔ کیٹی"

"تو پھر کیا کریں؟ کیٹی نے سوالیہ انداز میں کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا

"میرا خیال ہے میں یہاں جڑی بوٹیوں کی تج
کرتا ہوں۔ جنگل میں یہاں جڑی بوٹیاں بہت ہیں
وہ توڑ کر یہاں بیچتا ہوں۔ پھر پیسے جمع کر کے
گھوڑے خرید لیں گے۔"

وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک آدمی نے گھوڑ
کے سوداگر سے آکر کہا

"مہاراج! کیسری بیٹی کی حالت بہت خراب
اپنے حکیم جی کو میرے ساتھ کر دیں۔ آپ کی مہربا
ہو گی۔"

سوداگر نے ڈانٹ کر کہا

"میں تمہارا نوکر نہیں ہوں۔ تمہاری بیٹی کیس
راجکماری کی خاص لونڈی ہے وہ اس کا علاج کیو
نہیں کراتی؟"

وہ آدمی ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"مہاراج! سب علاج کر کے دیکھ لئے ہیں
حکیم اور شاہی وید کی دواؤں سے بھی کوئی فرق
پڑا۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کا کوئی حکیم دوست
جو میری بچی کا علاج کر سکتا ہے۔"

سوداگر جھڑک کر بولا۔

"ہاں ہاں ہے مگر وہ گیا ہوا ہے دو مہینوں کے
بعد آئے گا۔"

وہ آدمی مایوس ہو کر جانے لگا تو عنبر نے اس کے پاس
جا کر کہا۔

"بھائی صاحب! آپ کی بیٹی کو کیا تکلیف ہے"

وہ آدمی عنبر کو تکنے لگا۔ پھر آہ بھر کر بولا۔

"بیٹے تم کو کیا بتاؤں۔ میری نوجوان بیٹی کیسری
اچھی بھلی تھی۔ کچھ دنوں سے ایسی بیمار ہوئی کہ بستر پہ
پڑ گئی۔ اب وہ دو روز سے بے ہوش ہے شاہی
وید جی نے بھی علاج کیا پہ میری بچی کو ہوش
نہیں آیا"

کیسری نے کہا۔

"بابا! تم گھبراؤ مت۔ چلو میرے بھائی عنبر کو
چل کر اپنی بیٹی دکھاؤ۔ ہم تمہاری بچی کو ٹھیک کر
دیں گے"

عنبر بولا۔

"ہاں بابا! مجھے اپنی بیٹی کیسری کے پاس لے
چلو میں جڑی بوٹیوں سے علاج کر لیتا ہوں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھا خوش بھی ہوا مگر مایوس بہت زیادہ تھا۔ سر
کر بولا "

" بھگوان تمہارا بھلا کرے۔ چلو میرے
بوڑھا عنبر اور کیٹی کو شہر پاٹلی پتر کے ایک
میں لے آیا۔ جہاں عنبر نے دیکھا کہ ایک سانولے رنگ کی
لڑکی بستر پر بے ہوش پڑی تھی۔ اس کے ماتھے پر
تلک لگا تھا۔ عنبر نے اس کی نبض دیکھی اور کہا

" بابا فکر مت کرو۔ تمہاری بچی ابھی ہوش
میں آجائے گی "

بوڑھا خوش ہو کر بولا۔

" بھگوان تیرا بھلا کرے۔ میری زندگی کا سہارا
یہی ایک بچی ہے "

کیٹی نے پوچھا۔

" کیا تمہاری بچی کیسری شاہی محل میں کنیز
ہاں بیٹا! میری بچی کیسری راجکماری پشاولی کی
کنیز ہے۔ راجکماری نے بھی اس کا بہت علاج کرایا
کسی طرح سے بھی میری بچی صحت یاب نہیں ہوئی۔ ا
تو سب ناامید ہو چکے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

" انسان کو کبھی ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ تم ایسا
کرو کہ گھر میں اگر کافور اور پان اور زعفران ہو تو
وہ لے آؤ "

بوڑھا جلدی سے یہ تینوں چیزیں لے آیا۔ عنبر نے
انہیں پتھر کی سل پر گھس کر ایک دوائی تیار کی اور بے ہوش
کیسری کے ماتھے پر لگا دی۔ تھوڑی دیر بعد ہی کیسری نے
آنکھیں کھول دیں۔ بوڑھا تو خوشی سے نہال ہو گیا۔

" میری بچی! تمہیں ہوش آگیا۔ بھگوان تیرا لاکھ
لاکھ شکر ہے "

کیسری نے آنکھیں کھول کر عنبر اور کیٹی کو دیکھا۔ پھر
اپنے باپ سے پوچھا

" پتاجی! میں مر رہی ہوں۔

بوڑھے نے روتے ہوئے کہا

" بیٹی ایسا نہ کہو۔ تم تو ٹھیک ہو گئی ہو۔ دیکھو
اس وید جی کی دوائی سے تمہیں ہوش آگیا ہے۔

کیسری نے چیخ مار کر کہا

" پشاولی راجکماری کو باہر نکالو۔ اس کی روح
مجھے مارنے کے لئے آرہی ہے "

یہ کہہ کر کیسری پھر بیہوش ہو گئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھا روتے روتے اس کے پلنگ کے پاس بیٹھ گیا۔ عنبر اور کیٹی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا عنبر نے کہا۔

"پشاولی راجکماری کون ہے بابا؟"

بوڑھا بولا۔ "پشاولی راجہ کی بیٹی ہے مگر وہ تو زندہ ہے پھر اس کی روح میری بیٹی کو آکر کیسے ڈرا سکتی ہے"

کیٹی نے کہا۔

"یہ تو ایک معمہ لگتا ہے عنبر!"

عنبر سوچنے لگا۔ پھر بولا

"بابا! کیا کبھی تمہاری بیٹی نے راجکماری کے خلاف کوئی سازش بھی کی تھی؟"

"کبھی نہیں بیٹا" بوڑھا بولا "میری بچی تو راجکماری سے بہت پیار کرتی ہے"

عنبر نے کیٹی سے کہا،

"کیسری پر راجکماری کا کوئی اثر پڑ گیا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ کیسری سے ایسی کونسی غلطی ہوگئی تھی کہ راجکماری کا خوف اس کے دل پر بیٹھ گیا ہے"

کیٹی نے کہا "ہو سکتا ہے کیسری اپنے باپ کے سامنے یہ بات بیان نہ کرے"

عنبر نے بوڑھے سے کہا۔

"بابا! تم کچھ دیر کے لئے دوسرے کمرے میں چلے جاؤ۔ کیٹی میرا خیال ہے تم بھی دوسرے کمرے میں چلی جاؤ۔ میں تنہائی میں کیسری سے پوچھنے کی کوشش کروں گا کہ راجکماری کے خلاف اس نے کیا حرکت کی تھی"

بوڑھا اور کیٹی دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

جب عنبر اور کیسری اکیلے رہ گئے تو عنبر نے ایک بار پھر کافور اور زعفران کیسری کو سونگھایا۔ کیسری نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے ہوش آگیا تھا۔ عنبر نے جلدی سے کہا

"میری بہن کیسری! مجھے اپنا بھائی سمجھو اور صاف صاف بتا دو کہ تم نے راجکماری کے خلاف ایسا کونسا گناہ کیا ہے؟ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہیں اچھا کر دوں گا"

کیسری نے آنکھیں کھول کر کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ کمرے میں اس کا باپ نہیں ہے تو اس نے کمزور آواز میں عنبر سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے اسے اندھے کنوئیں میں گرا دیا۔ وہ مرگئی اس کی روح مجھے مارنے آتی ہے۔"
عنبر نے پوچھا۔
"وہ ..... وہ کون تھی؟"
"پشاولی" کیسری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا
عنبر نے کہا "مگر راجکماری پشاولی تو زندہ ہے"
کیسری بڑبڑائی ....
"وہ نقلی راجکماری تھی۔ راجہ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے کنوئیں میں گرا دوں۔ میں انکار نہ کر سکی۔ میں نے نقلی پشاولی کو مار ڈالا۔ وہ اصلی پشاولی کا بھیس بدل کر آئی تھی۔ آہ! وہ آرہی ہے اس کی روح میری طرف بڑھ رہی ہے"
عنبر نے پوچھا "وہ کنواں کہاں ہے؟"
کیسری نے رک رک کر عنبر کو بتایا کہ اندھا کنواں شاہی محل کے باغ میں جنوب کی طرف ہے۔ راجہ نے اسے بند کرا دیا ہے۔
"اس میں پشاولی کی لاش ہے۔ وہ مرگئی اس کی روح مجھے مارنے آرہی ہے"
اور کیسری چیخ مار کر بے ہوش ہوگئی۔

اس کی چیخ کی آواز سن کر کیٹی اور بابا بھی وہاں آگئے۔
عنبر نے کیسری کے باپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا
"بابا! تم فکر مت کرو۔ تمہاری بیٹی اچھی ہو جائے گی مجھے اس کے علاج کے لئے شاہی محل کے باغ میں جانا ہوگا۔"
اداس باپ نے کہا
"بیٹا تم شاہی محل میں کیسے جاؤ گے۔ وہاں تو سخت پہرہ ہے۔ کوئی چڑیا بھی پَر نہیں مار سکتی"
عنبر نے کہا۔
"بابا! تم اس بات کو اپنے تک ہی رکھنا۔ کسی سے ذکر مت کرنا۔ ہم شاہی محل کے باغ میں کسی نہ کسی طرح داخل ہو جائیں گے۔
پھر عنبر نے کیٹی کو باہر لے جا کر سارا کچھ بتا دیا اور کہا
"اس لڑکی کیسری کے ہاتھوں کسی نقلی پشاولی راجکماری کا خون ہوگیا ہے۔ اب اس کا ضمیر اسے پریشان کر رہا ہے اگرچہ اس نے یہ سب کچھ راجہ کے حکم سے کیا تھا مگر انسان کا ضمیر انسان کو کبھی معاف نہیں کرتا"
کیٹی نے کہا "تم کیا کرنا چاہتے ہو اب؟"
عنبر بولا۔ "میں چاہتا ہوں کہ شاہی باغ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیرے کنوئیں تک پہنچوں اور معلوم کروں کہ کیا واقعی اندھا کنواں بند کر دیا گیا ہے ؟ پھر میں اصلی راجکماری پشپاولی سے ملاقات کر کے اسے ساری بات سمجھاؤں اور کہوں کہ وہ کیسری سے آکر یہ کہہ دے کہ وہی اصلی اور نقلی پشپاولی ہے اور مری نہیں تھی بلکہ زندہ تھی،،

کیٹی بولی ۔ " تمہیں راجکماری تک کون جانے دے گا،،

عنبر نے کہا " یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔ شاہی محل کے باغ میں پہنچنے کے بعد راجکماری سے ملنا دشوار نہیں ہوگا ۔ تم میرے ساتھ آؤ،،

عنبر نے بوڑھے باپ کو حوصلہ دیا اور کہا

بابا ! تم اپنی بچی کے پاس ہی رہنا ۔ ہم اس کے علاج کے لئے شاہی محل کے اندھے کنوئیں پر جا رہے ہیں بہت جلد واپس آجائیں گے ۔ پھر تمہاری بچی اچھی ہو جائے گی ۔

یہ کہہ کر عنبر اور کیٹی کیسری کے گھر سے دور آگئے ۔

دن انہوں نے شہر کی ایک سرائے میں ہی گزارا ۔ جب رات کا اندھیرا پھیلا تو عنبر اور کیٹی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے وہ شاہی محل کی عقبی دیوار کی طرف آگئے ۔

عنبر نے دیوار پر کمند پھینکی ۔ پہلے خود دیوار پر چڑھا اور پھر کیٹی کو اوپر چڑھا لیا ۔ یہاں اونچے اونچے درختوں کی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں ۔ اندھیرے میں انہیں کسی نے نہ دیکھا ۔ درختوں سے وہ باغ میں اتر گئے ۔ شاہی باغ کا یہ پچھواڑا بالکل ویران ویران تھا ۔ دور ایک بارہ دری کا ھنڈلا خاکہ نظر آرہا تھا ۔ عنبر نے کہا

" کیسری کے بیان کے مطابق اندھا کنواں اسی بارہ دری کے پاس ہے،،

وہ بارہ دری کی طرف چلنے لگے ۔ بارہ دری کے آس پاس جھاڑیاں اُگی تھیں ۔ ایک جگہ عنبر کو زمین اونچی نظر آئی ۔ وہ قریب آگئے ۔ یہی وہ اندھا کنواں تھا جس کے اندر ماریا جسمانی حالت میں بند تھی مگر اس کی خوشبو باہر نہیں آرہی تھی ۔ عنبر جھک کر کنوئیں کی بند چھت کو ٹٹولنے لگا ۔

" یہی اندھا کنواں ہے کیٹی !،،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندرادیوی کا پاتال

کیٹی بھی غور سے دیکھنے لگی۔

" صاف لگ رہا ہے کہ یہ کنواں تھا جس کو اوپر سے چھت ڈال کر بند کر دیا گیا تھا۔"

عنبر نے کہا۔

" اب ہمیں راجکماری پشپاولی سے ملاقات کرنی ہوگی۔ میرا خیال ہے اس وقت ہمیں واپس چلے جانا چاہیئے۔ کل میں محل میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا۔"

"ٹھیک ہے"

کیٹی اور عنبر اندھے کنوئیں سے شاہی باغ کی دیوار کی طرف بڑھے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ جس اندھے کنوئیں کو وہ چھوڑ کر جا رہے ہیں اس کے اندر ماریا بند ہے۔ اس وقت ماریا کنوئیں کے اندر گھاس پھوس پر لیٹی ہوئی تھی۔ اسے بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اوپر

کیٹی اور عنبر چھپ کر چلے گئے ہیں۔

عنبر اور کیٹی اندھیرے میں باغ کی دیوار کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں ان کی کمند کی رسّی اسی طرح لٹک رہی تھی۔ عنبر آگے آگے تھا کہ کیٹی نے چلّا کر کہا

"عنبر"

عنبر نے پلٹ کر دیکھا۔ چار تلوار بردار شاہی سپاہیوں نے کیٹی کو دبوچ رکھا تھا۔ دو سپاہی عنبر کی طرف بڑھے اور اسے بھی دبوچ لیا۔

" تمہیں شاہی محل میں کودنے کی جرأت کیسے ہوئی!"

دوسرا سپاہی بولا۔

" انہیں سیناپتی کے پاس لے چلو یہ ضرور ہمارے راجہ کا خون کرنے آئے ہوں گے۔"

عنبر نے سوچا کہ چلو اسی بہانے راجکماری سے ملنے کا کوئی ذریعہ نکل آئے گا۔ اس نے اپنی خاص خفیہ زبان میں کیٹی سے کہا کہ وہ بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔

کیٹی سمجھ گئی کہ عنبر کا مطلب کیا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی ان دونوں کو پکڑ کر شاہی محل کے بڑے دروازے کے قریب بنی ہوئی ایک کوٹھڑی میں لے گئے۔ جہاں سنیاپتی کو بلا لیا گیا۔ سنیاپتی ایک خونخوار شکل والا ظالم شخص لگتا تھا۔ سنیاپتی ہندی زبان میں فوج کے کمانڈر کو کہتے ہیں۔ سپاہی نے اسے بتایا کہ یہ دونوں شاہی محل کی دیوار پھاند کر شاہی باغ میں آ گئے تھے

سنیاپتی نے عنبر اور کیٹی کو خونخوار آنکھوں سے گھور کر دیکھا اور گرج کر کہا

"تمہیں راجہ کا خون کرنے کس نے بھیجا تھا؟"

عنبر نے بڑی نرمی سے کہا۔

"سنیاپتی جی! ہم کسی کا خون کرنے نہیں آئے تھے"

"تو پھر شاہی محل کی دیوار کیوں پھاندی؟"

سنیاپتی چلایا۔

کیٹی نے کہا

"ہم..... ہم باغ کی سیر کرنے کیلئے آئے تھے۔ بس"

سنیاپتی نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا

"اب تمہیں موت کی دنیا کی سیر کرنی ہوگی"

پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا

"ان دونوں کو قید خانے میں بند کر دو صبح ان کو پھانسی پہ لٹکا دیا جائے گا۔"

کیٹی نے عنبر کی طرف دیکھ کر اپنی خفیہ زبان میں کہا

"عنبر! تم تو نہیں مرو گے مگر میری گردن لمبی ہو سکتی ہے"

سنیاپتی نے غصے میں ڈانٹا۔

"تم لوگ کس زبان میں بات کر رہے ہو۔ خبردار اگر کوئی لفظ منہ سے نکالا"

"لے جاؤ ان دونوں کو"

سپاہی عنبر اور کیٹی کو لے گئے اور اندھیرے قید خانے میں لے جا کر بند کر دیا۔ کیٹی نے کہا

"اب تم کیا سوچ رہے ہو عنبر؟"

عنبر نے گہرا سانس بھر کر مسکراتے ہوئے کہا

"پھانسی کا انتظار کر رہا ہوں"

کیٹی سٹ پٹا کر بولی۔

"تم مجھے تنگ کرنا چاہتے ہو۔ ذرا سوچو اگر انہوں نے پہلے مجھے لٹکا دیا تو کیا ہوگا"

عنبر نے بڑی نرمی سے کہا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

"فکر نہ کرو۔ میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں
کیٹی نے جھلا کر کہا۔
"لیکن تم اب کچھ کیوں نہیں کرتے؟"
عنبر بولا۔
"اچھا بابا۔ صبح تو ہو لینے دو۔ سب
ٹھیک ہو جائے گا۔"
ابھی صبح ہوئی ہی تھی کہ سنیاپتی کے حکم سے
اور کیٹی کو قید خانے سے نکال کر قید خانے کے
صحن میں لایا گیا۔ یہاں ایک درخت کے ساتھ
لٹک رہا تھا۔ کیٹی نے گھبرا کر کہا
"عنبر! خدا کے لئے کچھ کرو۔ اب کیا
خاموش ہو، مجھے کچھ ہو گیا تو پھر کچھ کرو گے؟"
عنبر نے سنیاپتی کی طرف دیکھا اور باوقار آواز
میں کہا۔
"سنیاپتی! تم میرا اور اپنا وقت برباد
کر رہے ہو۔ تمہاری پھانسی میرا کچھ نہیں
سکے گی"
سنیاپتی کو غصہ آگیا۔ آج تک کسی نے اس
ایسی گستاخانہ بات نہیں کی تھی۔ اس نے عنبر کے

پر ایک طمانچہ مار دیا۔
اس بات کو عنبر نے کبھی برداشت نہیں کیا تھا۔
عنبر نے سنیاپتی کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا
یہ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ سنیاپتی چار قلابازیاں کھاتا دیوار
کے ساتھ جا ٹکرایا۔ دوسرے سپاہیوں نے تلواریں کھینچ
لیں اور عنبر پر حملہ کر دیا۔ کیٹی مسکرا رہی تھی وہ یہی
چاہتی تھی کہ عنبر اپنی غیر معمولی طاقت کا مظاہرہ کرے۔
عنبر کے جسم سے سپاہیوں کی تلواریں ٹکرا ٹکرا کر
ٹوٹ گئیں۔
سپاہی ڈر کر پتھر کی طرح بت بنے عنبر کو تکنے لگے
کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ عنبر کے جسم پر سوائے سوتی
کپڑے کے اور کچھ نہیں ہے۔ یہ حیرت انگیز منظر
سنیاپتی بھی دیکھ رہا تھا۔ عنبر نے اس عرصے میں ایک
سپاہی کو اٹھا کر اوپر کو زور سے اچھالا۔ سپاہی ایک
چیخ کے ساتھ قید خانے کی دو منزلہ دیوار سے بھی
اوپر اچھل گیا اور پھر پکے صحن پر الٹا گر کر اس کی
دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ یہ طاقت کسی دیوتا میں ہی
ہو سکتی تھی۔
سنیاپتی تو ششدر ہو کر رہ گیا۔ عنبر نے اسے گردن

COURTESY WWW.[redacted]OFBOOKSFREE.PK

سے کھینچ کر اوپر اٹھایا اور جھنجھوڑ کر کہا

" میں نے تمہیں جان سے نہیں مارا اس لئے
کہ میں یونہی کسی کی جان نہیں لینا چاہتا۔ مگر میں نے
تمہیں سبق ضرور سکھایا ہے۔ اب بولو۔ کیا تمہیں
یقین آگیا ہے کہ تم کیا تمہاری ساری فوج بھی مل
کر مجھ پر حملہ کر دے تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی"

سنیاپتی نے بڑے ادب [redacted]

" مہاراج! مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے بھول
ہوگئی ہے میں نہیں جانتا تھا کہ آپ آسمانی
دیوتا ہیں"

کیٹی بھی عنبر کے قریب آگئی۔ سنیاپتی کی طرف عنبر
گھور کر دیکھا

" اب میرا ایک کام کرو۔ میرے ساتھ ادھر آؤ"
عنبر سنیاپتی کو [redacted] اور اسے کہا۔

" میں اس محل میں راجکماری پشپاولی سے ملنے
آیا تھا تم مجھے راجکماری سے ملا دو۔ مجھے اس سے
کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں"

سنیاپتی بولا۔

" میرے ساتھ آیئے مہاراج۔ میں ابھی آپ کو

ملاقات راجکماری سے کرائے دیتا ہوں"

سنیاپتی نے عنبر اور کیٹی کو ساتھ لیا اور قید خانے کے
[redacted] سے نکل کر شاہی محل کی طرف بڑھا۔ راجکماری اپنے
محل کے باغ میں کنیزوں کے ساتھ سیر کر رہی تھی سنیاپتی
نے عنبر اور کیٹی کو مہمان خانے میں ٹھہرایا اور خود راجکماری
کے پاس جا کر کہا۔

" راجکماری صاحبہ! ایک آکاش کا دیوتا جس میں
موت کو شکست دینے کی طاقت ہے۔ آپ سے
ملاقات کرنے آیا ہے اگر اجازت ہو تو اسے پیش کروں"

راجکماری پشپاولی نے آنکھیں جھپکا کر کہا

" آکاش کا دیوتا؟"

" ہاں راجکماری جی! سنیاپتی بولا " میں نے
خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس پر تلوار نے بھی
اثر نہیں کیا۔ شاید وہ آپ کو کوئی انعام و اکرام سے
نوازنا چاہتا ہے وہ ضرور بھگوان کا کوئی اوتار ہے"

راجکماری نے کہا

" اسے پیش کرو"

سنیاپتی نے عنبر اور کیٹی کو راجکماری کے سامنے
پیش کیا تو راجکماری نے غور سے عنبر اور کیٹی کو دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر ادب سے پرنام کیا اور کہا

" مہاراج ! آپ کی میں کیا خدمت کر سکتی ہوں"

عنبر نے کہا،

" یہ میری بہن کیٹی ہے۔ ہم آپ کے پاس
ایک خاص بات کرنے آئے ہیں۔ ان سہیلیوں کو یہاں
سے رخصت کر دیجئے"

راجکماری نے اپنی کنیزوں کو وہاں سے چلے جانے
کا حکم دیا۔ عنبر نے سنیاپتی کو بھی وہاں سے بھجوا
جب باغ میں راجکماری، عنبر اور کیٹی اکیلے رہ گئے
عنبر نے کہا۔

" راجکماری ! آپ کی خاص کنیز کیسری کو
کیا ہو گیا ہے ؟ کیا اس نے کبھی آپ کے خلاف
کوئی خطرناک سازش کی تھی ؟"

راجکماری نے کہا۔

" بالکل نہیں مہاراج ! میں تو خود حیران ہوں
کہ میری پیاری سہیلی کیسری پاگل ہو گئی ہے"

کیٹی نے پوچھا۔

" یہ بتائیے کہ اندھے کنوئیں میں کیسری نے
کس کو گرایا تھا ؟"

راجکماری مسکرانے لگی۔

" ارے وہ تو کوئی دھوکے باز عورت تھی
جو میرے پتاجی کی سلطنت کے خلاف کوئی سازش
کرنے میرا بھیس بدل کر یہاں آ گئی تھی۔ جب میں یہاں
آ گئی تو اس کا پول کھل گیا اور پتاجی نے اسے
اندھے کنوئیں میں پھینکوا دیا۔ یہ کام چونکہ کیسری
نے کیا تھا اس لئے اب اسے احساس ہو رہا ہے کہ
اس نے کوئی گناہ کیا ہے حالانکہ یہ حکم تو میرے
پتاجی نے دیا تھا۔ میری سہیلی کیسری کا اس میں کوئی
قصور نہیں ہے"

عنبر نے کہا۔

" بس ہمیں آپ سے اتنا ہی کام تھا اب
اجازت دیں"

عنبر کیٹی کو لے کر باغ سے واپس ہوا تو اس
نے مڑ کر پوچھا۔

" نقلی راجکماری کہاں سے آئی تھی ؟ کیا آپ
کے راجہ باپ نے اس کی تفتیش نہیں کرائی ؟"

راجکماری نے جواب دیا۔

" اس کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ لیکن نقلی راجکماری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی دور دیش کی لڑکی لگتی تھی کیونکہ اس کا رنگ گورا اور بال سنہری تھے جو یہاں کی عورتوں کے نہیں ہوتے۔

گورا رنگ اور سنہری بالوں کا سن کر عنبر اور کیٹی چونک گئے۔ انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ دونوں کے دلوں میں ایک ہی سوال تھا۔ عنبر نے راجکماری سے سوال کیا۔

"کیا وہ یہاں خوش تھی؟"

راجکماری بولی۔

"آنتا مجھے میری سہیلی کیسری نے بتایا تھا کہ نقلی راجکماری اکثر اداس رہتی تھی اور اپنے کسی بھائی وغیرہ کو یاد کرتی رہتی تھی۔ شاید اس کے بھائی کا نام — اب یاد نہیں آرہا"

عنبر اور کیٹی نے جلدی سے راجکماری کو سلام کیا اور تیز تیز قدموں سے شاہی محل کے صحن سے نکل کر محل کے پچھواڑے والے باغ میں آ گئے جہاں بند اندھا کنواں تھا۔

عنبر نے کہا۔

"کیٹی! یہاں ماریا دفن ہے۔"

عنبر نے کنوئیں کی چھت کو ایک طرف سے اکھاڑنا شروع کر دیا۔

کیٹی بھی اس کے ساتھ لگ گئی۔ نیچے ماریا نے چھت کو اکھڑتے دیکھا تو زور سے آواز دی۔

"تم کون ہو؟"

اب عنبر اور کیٹی کو اچانک ماریا کی خوشبو آئی عنبر نے چلا کر کہا

"ماریا! ہم آگئے ہیں۔ فکر نہ کرو"

ماریا نے بھی نیچے سے خوش ہو کر آواز دی۔

"میرے خداوند نے میری دعا سن لی ہے تمہارے ساتھ ناگ اور کیٹی بھی ہیں عنبر؟"

عنبر نے کہا

"صرف کیٹی ہے۔ ہر ناگ کی تلاش میں ہیں"

چھت ایک طرف سے کھل چکی تھی۔ عنبر اور کیٹی نے نیچے جھانک کر دیکھا ماریا جسمانی حالت میں کنوئیں کی تہہ میں گھاس پھونس پہ کھڑی تھی۔

عنبر نے درخت کی ایک بڑی شاخ کو توڑ کر نیچے کنوئیں میں لٹکایا۔ ماریا نے شاخ کو پکڑ لیا۔ عنبر نے اسے اوپر کھینچ لیا۔ ماریا کو دیکھ کر عنبر اور کیٹی بہت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوش ہوئے۔

"تم جسمانی حالت میں کب ظاہر ہوئیں۔ کیٹی نے پوچھا۔

ماریا بولی:۔

"بس اس کم بخت بھیڑیئے کے منہ میں گرتے ہی میں ظاہر ہوگئی اور یہاں ایک جنگل میں پہنچی تو میں راجکماری پشپاولی کی شکل میں تھی یہاں کنوئیں میں گری تو دوبارہ اپنی اصلی شکل میں آگئی۔ تم سناؤ۔ تم یہاں کیسے پہنچے؟

عنبر نے کہا

"تمہارے جانے کے بعد ہمیں بھیڑیا مخلوق نے پکڑ لیا اور ایک بھیڑیئے کے منہ میں گرا دیا"

"ناگ کا کچھ پتہ چلا؟ ماریا نے پوچھا

کیٹی بولی:۔

"ابھی تک تو وہ ملا نہیں مگر تم مل گئی ہو۔ اس طرح خیال ہے کہ وہ بھی مل جائے گا"

عنبر نے کہا:۔

"چلو اس منحوس محل سے نکل چلتے ہیں"

ماریا کیٹی اور عنبر شاہی محل کے باغ سے نکل

ہی رہے تھے کہ اچانک سامنے شاہی جوتشی آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ترشول تھا۔ اس نے گرجدار آواز میں کہا۔

"تم لوگ کنوئیں میں سے جس کو نکال کر لے جا رہے ہو وہ شاہی مجرمہ ہے اور اسے موت کی سزا ہو چکی ہے"

عنبر نے آگے بڑھ کر کہا

"تم کون ہو؟"

شاہی جوتشی بولا:۔

"میں شاہی جوتشی ہوں"

کیٹی بولی۔

"غور سے دیکھو۔ جس کو تم اور تمہارے راجہ نے موت کی سزا دے کر کنوئیں میں گرایا تھا کیا یہ وہی عورت ہے؟"

شاہی جوتشی نے ماریا کو پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ اس کی شکل اب راجکماری پشپاولی کی شکل نہیں تھی اس نے اپنے خفیہ علم سے معلوم کر لیا تھا کہ یہ عورت کسی منتر کے ذریعے شکل بدل سکتی ہے مگر شاہی جوتشی کو خطرہ تھا کہ اگر یہ عورت زندہ رہی تو ناگ بھی زندہ رہے گا اور

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

پھر ناگ راجہ کو ہلاک کر دے گا اور شاہی جوتشی کا راجہ کا خاص وزیر بننے کا سنہری موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔

اس نے کہا

"یہ وہی عورت ہے۔ اس نے منتر کے زور سے راجکماری کی شکل بنا رکھی تھی"

عنبر نے کہا۔

"جوتشی مہاراج! آپ کو اگر اپنی یہ موٹی توند پیاری ہے تو ہمارے راستے سے ہٹ جائیں ورنہ آپ اپنی توند کے ساتھ اندھے کنوئیں میں پڑے ہوں گے"

شاہی جوتشی بھاگ کر راجہ کے پاس گیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ راجہ تو پریشان ہوگیا کہ اس کے قاتلوں میں سے ایک زندہ ہے۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ عنبر کیٹی اور ماریا تینوں کو قتل کر دیا جائے۔ سپاہی نیزے لے کر ان کی طرف دوڑے۔ اس وقت عنبر اور کیٹی اور ماریا شاہی محل کے بڑے گیٹ پر تھے کہ سپاہی نیزے لئے ان کی طرف لپکے۔ عنبر نے کیٹی اور ماریا سے کہا۔

"دوڑ کر اس چبوترے پر چڑھ جاؤ۔ میں انہیں سنبھال لیتا ہوں"

سپاہی تعداد میں دس بارہ تھے۔ عنبر خالی ہاتھوں ان کی طرف لپکا دو سپاہیوں نے عنبر پر نیزے پھینکے۔ دونوں نیزے عنبر کے جسم سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ عنبر نے ایک سپاہی کو اٹھا کر زور سے اوپر اچھالا۔ سپاہی شاہی محل کی چھت پر جا گرا۔ دوسرے کو اچھالا تو وہ محل کے کنگرے میں جا کر اٹک گیا۔

عنبر کی اتنی زبردست طاقت دیکھ کر سپاہی وہیں بت بنے کھڑے رہ گئے اتنے میں راجہ بھی شاہی جوتشی کے ساتھ وہاں آگیا۔ راجہ تلوار لے کر عنبر کی طرف بڑھا تو عنبر نے راجہ کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر اوپر ہوا میں اٹھا لیا۔ راجہ نے عنبر کے بازو پر تلوار مارنی شروع کر دی۔ تلوار ٹوٹ گئی مگر عنبر کے بازو پر ایک ہلکی سی خراش تک نہ آئی۔

راجہ دہشت کھا گیا۔ عنبر نے اسے زمین پر اتار لیا اور کہا

"مہاراج! اب آپ کو میری طاقت کا علم ہو گیا ہوگا"

COURTESY WWW.OFBOOKSFREE.PK

اتنے میں سنیاپتی بھی بھاگا بھاگا وہاں پہنچ گیا۔
اس نے ہاتھ باندھ کر کہا

" مہاراج ! یہ آکاش کا دیوتا ہے۔ راجکماری سے کوئی بات پوچھنے اپنی بہن کے ساتھ آکاش سے زمین پر آئے ہیں۔

راجہ نے بھی ہاتھ باندھ لئے۔

" مہاراج ! مجھے معاف کر دیجئے۔ مجھ سے غلطی ہوگئی "

ماریا اور کیٹی بھی چبوترے سے اتر کر نیچے آ گئیں عنبر نے شاہی جوتشی سے اور راجہ سے اب صاف صاف پوچھا کہ وہ ماریا کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے تھے؟ محض راجکماری کا بھیس بدل لینا اتنا بڑا جرم نہیں تھا۔ اب راجہ نے ساری بات کھول کر بتا دی کہ شاہی جوتشی نے حساب لگا کر بتایا تھا کہ ایک شخص اسے قتل کر دے گا۔

" میں نے اس شخص کو مارنے کے لئے سپاہی روانہ کئے تو معلوم ہوا کہ وہ شخص اصل میں کوئی سانپ ہے "

عنبر نے تڑپ کر پوچھا

" بس بس۔ ہمیں بتاؤ کہ وہ شخص کہاں ہے وہ سانپ انسان کہاں چلا گیا؟

راجہ نے کہا

" شاہی جوتشی نے اسے سانپ ہی کی حالت میں پتھر بنا کر اندرا دیوی کی مورتی کے حلق میں پھینک دیا تھا "

عنبر نے شاہی جوتشی کی طرف دیکھا

" مجھے اندرا دیوی کے پاس لے چلو اور بتاؤ کہ اس وقت وہ سانپ انسان کہاں ہوگا "

شاہی جوتشی ہاتھ باندھ کر گڑگڑایا۔

" دیوتا مہاراج ! مجھے شما کر دیں۔ مجھے معاف کر دیں۔ سانپ انسان اس وقت اندرا دیوی کے پاتال میں ہوگا۔ مگر یقین کریں کہ وہ زندہ ہوگا "

عنبر، ماریا اور کیٹی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر گہرا سانس بھرا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کیٹی کا دشمن سیّارہ

عنبر نے جوتشی سے کہا

" ہمیں اندرا دیوی کے بت کے پاس لے چلو"

شاہی جوتشی نے عنبر ماریا کیٹی کو ساتھ لیا اور محل کے اندر بنے ہوئے اندرا دیوی کے مندر میں آ گیا۔ راجہ وکرم بھی ان کے ساتھ تھا۔ مندر میں لوبان سلگ رہا تھا۔ اندرا دیوی کا بڑا بت دیوار کے ساتھ اسی طرح لگا کھڑا تھا۔ اندرا دیوی کے بت کا مُنہ کھلا تھا اور اس میں ایک چوڑا اور گہرا سُوراخ نظر آ رہا تھا۔ شاہی جوتشی نے مورتی کے مُنہ کی طرف اشارہ کر کے کہا

" سانپ انسان ناگ کو میں نے مورتی کے منہ والے گہرے شگاف میں پھینکا تھا"

عنبر نے شگاف میں جھانک کر دیکھا پھر شاہی جوتشی سے کہا۔

" میں تمہیں دو روز کی مہلت دیتا ہوں جس طرح تم نے ہمارے دوست ناگ کو مورتی کے منہ میں پھینکا ہے۔ اسی طرح اسے واپس بلاؤ"

شاہی جوتشی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ راجہ وکرم بولا

" بیٹے تم فکر مت کرو۔ ہم تمہارے دوست ناگ کو دو روز کے اندر اندر واپس لا دیں گے"

راجہ نے شاہی جوتشی کو آنکھ کا اشارہ کیا۔ شاہی جوتشی سمجھ گیا کہ راجہ کے ذہن میں کوئی سازش پروان چڑھ رہی ہے۔ اس نے فوراً عنبر سے کہا

" میں پوری کوشش کروں گا"

راجہ نے عنبر ماریا اور کیٹی سے کہا

" آپ لوگ ہمارے مہمان بن کر شاہی مہمان خانے میں رہیں گے۔ ہم آپ کی ہر طرح سے خدمت کریں گے"

عنبر ماریا اور کیٹی محل کے شاہی مہمان خانے میں آ گئے۔

راجہ نے شاہی جوتشی کو ساتھ لیا اور اپنے خاص کمرے میں آ کر بولا

" ناگ میرا قاتل بننے والا ہے۔ تمہارے حساب

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کے مطابق اگر ناگ واپس آگیا تو میری موت اس کے
ہاتھوں ہوگی۔ یہ لوگ بھی اس کے ساتھی ہیں: لیکن
ان سے بھی خطرہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کوئی ایسا
منتر پڑھ کر پھونکو کہ ناگ واپس نہ آ سکے اور
ان تینوں سے نجات بھی ہمیشہ کے لئے مل جائے۔
کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟"

شاہی جوتشی سوچ میں گم ہو گیا۔ راجہ نے کہا

"اگر تم نے اس وقت مجھے ان لوگوں سے
ہمیشہ کے لئے بچا لیا تو میں تمہیں اپنا وزیراعظم بنا لوں
گا۔ ان لوگوں پر صرف کسی جادو طلسم سے ہی قابو پایا
جا سکتا ہے۔ یہ بڑے غیر معمولی طاقت والے
لوگ ہیں"

شاہی جوتشی نے گہری سوچ سے سر اٹھایا اور کہا

"مہاراج! سام وید میں ایک منتر لکھا ہے
اس منتر کی خاصیت آگ ہے اور یہ اگنی دیوی کا
خاص منتر ہے۔ مجھے اس منتر کا چلہ کرنا پڑے گا"

"تو پھر ابھی سے چلہ شروع کر دو" راجہ نے حکم دیا۔

جوتشی نے کہا

"اس منتر سے اگنی دیوی خود حاضر ہو جائے گی

اور وہی مجھے بتائے گی کہ آپ کے دشمنوں سے کیوں
کر نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ میں آج رات چلہ
کر کے اگنی دیوی کو بلوانے کی کوشش کروں گا"

شاہی جوتشی نے اپنی کوٹھڑی میں جا کر آگ روشن کی اور
منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف شام کے وقت عنبر
ماریا اور کیٹی شہر میں کیسری کے گھر پہنچے اسے یقین
دلایا کہ اندھے کنوئیں میں اس نے جس راجکماری کو
دھکا دیا تھا وہ جادوگرنی تھی اور وہ فرار ہو چکی ہے۔
کیسری کو عنبر کی بات پر یقین آگیا اور وہ صحت مند ہو گئی۔
عنبر ماریا اور کیٹی شاہی مہمان خانے میں آ کر بیٹھ گئے
اور ناگ کے واپس آنے کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔
ادھر اسی محل کے ایک تنگ و تاریک کمرے میں شاہی
جوتشی بڑی گرمجوشی سے سام وید کے منتر پڑھ کر چلہ کر
رہا تھا۔ رات کا پچھلا پہر ہوا تو جوتشی کا چلہ مکمل ہو گیا وہ
پسینے میں شرابور تھا اور آگ میں زعفران اور کافور
ڈال رہا تھا۔

پھر اس نے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر [illegible]
شعلوں پر گاڑ دیں اور کہا۔
اور آنکھیں آگ سے
اگنی دیوی! میں نے تیرا چلہ پورا کر لیا

COURTESY WWW.[redacted]FBOOKSFREE.PK

اب مجھ پر رحم کر اور اپنا آپ ظاہر کر دے
تمہاری ضرورت ہے۔"

آگ کے شعلوں میں اچانک ایک بجلی سی چمکی
اور ایک عورت کا چہرہ نمودار ہوا جس کے سر میں
شعلے بلند ہو رہے تھے۔ چہرہ انگارے کی طرح دہک
رہا تھا۔ شاہی جوتشی نے سر جھکا دیا اور منتر پڑھ کر بولا۔

"جے ہو اگنی دیوی کی جے ہو۔"

اگنی دیوی کے انگارہ ایسے سُرخ ہونٹ کھلے
اس کے حلق سے ایک زرد شعلہ باہر نکلا اور اس
کڑکڑاتی آواز آئی۔

"تیرے پجاری نے مجھے کس لئے یاد کیا ہے؟"

شاہی جوتشی نے اگنی دیوی کو ناگ، عنبر، ماریا اور
کے بارے میں سب کچھ بتا دیا کہ راجہ وکرم کو ان لوگوں
سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

"اگنی دیوی! راجہ وکرم تیرا پجاری ہے اگر
وہ مر گیا تو تیری پوجا کرنے والا ایک بھگت کم
جائے گا۔ کیا تو یہ گوارا کرے گی کہ تیرے پجاری
کو لوگ مار ڈالیں!"

اگنی دیوی نے کڑکڑاتی آواز میں کہا

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ ناگ اندرا دیوی کے
پاتال میں گم ہو چکا ہے۔ عنبر ماریا اور کیٹی کو میں
ایسی جگہ پہنچا دوں گی کہ جہاں سے وہ کبھی راجہ وکرم
کی سلطنت کی حدود میں واپس نہیں آ سکیں گے۔"

شاہی جوتشی نے ہاتھ باندھ کر کہا

"اگنی دیوی! ہم پر کرم کرو۔ ہمیں بتاؤ کہ
عنبر، ماریا اور کیٹی سے نجات کس طرح حاصل ہوگی؟"

اگنی دیوی بولی۔

"جب میں چلی جاؤں گی تو آگ بجھ جائے گی
پھر تم کو اس آگ کی راکھ میں سفید رنگ کا
موتی ملے گا۔ تم اس موتی کو شربت میں گھول کر
عنبر ماریا اور کیٹی کو کسی طرح پلا دینا۔ اس کے
پینے سے یہ تینوں بے سدھ ہو جائیں گے پھر تم
انہیں باری باری اٹھا کر اندرا دیوی کے بت کے
منہ میں ڈال دینا۔ اس کے بعد یہ تمہارے تینوں
دشمن ایسی جگہ پہنچ جائیں گے جہاں سے یہاں
یک واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اب میں
جاتی ہوں۔"

اگنی دیوی کا انگارے ایسا چہرہ شعلوں میں غائب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوگیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی شعلے بھی مدھم پڑتے بجھ گئے۔ شاہی جوتشی نے راکھ کو کریدا تو اس کی تہہ میں انگور کے دانے کے برابر ایک سفید موتی پڑا تھا جوتشی سفید موتی اٹھا کر وہاں سے چلا گیا۔

اس وقت صبح ہونے والی تھی۔ جوتشی سیدھا راجہ کے کمرے میں گیا۔ راجہ بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جوتشی نے راجہ کو سارا ماجرا سنایا اور پھر سفید موتی دکھایا۔ راجہ نے کہا

"شاباش! تم نے بہت بڑا معرکہ مارا ہے اگر ہم کامیاب ہوگئے تو تم میرے وزیراعظم ہو گے اس موتی کو شربت کی صراحی میں گھول کر ان تینوں کو پلا دو۔ دیکھنا ہوشیاری سے یہ کام کرنا"

شاہی جوتشی نے کہا

"آپ بے فکر رہیں مہاراج! میں ان تینوں کو یہ شربت پلا دوں گا"

شاہی جوتشی نے شیشے کی صراحی میں زرد رنگ کا شربت ڈالا۔ پھر اس میں اگنی دیوی کا موتی ڈال دیا شربت میں گرتے ہی موتی گھل گیا۔ شربت کا رنگ بالکل نہ بدلا۔ اب شاہی جوتشی نے اپنی ایک خاص

لونڈی برتھالی کو بلایا اور کہا۔

"برتھالی! یہ شربت تمہیں شاہی مہمانوں عنبر کیٹی اور ماریا کو پلانا ہے۔ اگر تم یہ شربت انہیں پلانے میں کامیاب ہوگئی تو میں وزیراعظم بن جاؤں گا اور تم میری رانی بنو گی۔ یہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں"

برتھالی خوش ہوکر بولی۔

"مہاراج! یہ کونسا مشکل کام ہے۔ میں صبح کے ناشتے پر تینوں مہمانوں کو یہ شربت پلا دوں گی"

برتھالی شربت کی صراحی لے کر چلی گئی۔

عنبر ماریا اور کیٹی اپنے کمرے میں شاندار بستروں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ برتھالی سونے کے طشت میں شربت کی صراحی اور تین چاندی کے گلاس رکھے مسکراتی ہوئی داخل ہوئی۔ آتے ہی اس نے جھک کر ادب سے سلام کیا اور کہا

"میں اپنے شاہی مہمانوں کے لیے شربت بادام لے کر آئی ہوں"

اس وقت عنبر کا غیبی شیشہ کیٹی کے ہاتھ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا اور وہ اس کی سوئی اور ڈگریوں کے ہندسوں کو
غور سے دیکھ رہی تھی ۔ لونڈی برمتھالی کو آتے دیکھ
کر اس نے غیبی شیشہ ہتھیلی میں چھپا لیا اور کہا
"یہ شربت کس نے بھیجا ہے ؟"
برمتھالی بولی ۔
"شریمتی جی ! یہ میں نے خود اصلی بادام
سے تیار کیا ہے ۔ میری خوش قسمتی ہوگی اگر آپ
اسے شوق سے پئیں گے ۔"
برمتھالی نے تینوں گلاسوں میں شربت ڈال دیا ۔ عنبر
اور ماریا اور کیٹی کو برمتھالی پر ذرا سا بھی شک نہ ہوا
کیونکہ وہ شربت کے بارے میں باتیں کرنے کی بجائے
موسم اور صبح کی تازہ ہوا کے بارے میں باتیں کرنے
لگی تھی ۔ عنبر اور ماریا نے اپنے اپنے گلاس تھام
لئے ۔ اگرچہ انہیں کھانے پینے کی ضرورت نہیں تھی پھر
بھی شربت میں سے باداموں کی خوشبو سونگھ کر انہوں
نے شربت پی
کیٹی کا گلاس ابھی اس کے ہاتھ میں ہی تھا کہ
اچانک عنبر اور ماریا کو ایک دھچکا سا لگا اور وہ
بستروں پر اچھل کر نیچے گر پڑے ۔ کیٹی گلاس پھینک

چیخی ۔
"عنبر! ماریا!"
اس کے ساتھ ہی گھبراہٹ میں کیٹی کی انگلی غیبی
شیشے کے بٹن سے جا ٹکرائی اور بٹن دب گیا اور اس
میں سے روشنی کا گول دائرہ نکل کر کیٹی پر پڑا ۔ کیٹی
کا جسم روشنی میں ایک دم چمک اٹھا ۔ وہ اپنی جگہ
پر پتھر بن گئی اور برمتھالی کے دیکھتے دیکھتے وہ پھکیلے
ذروں میں تبدیل ہو کر ایک دم غائب ہو گئی ۔ عنبر اور
ماریا اپنے اپنے بستروں پر بے ہوش پڑے تھے ۔
برمتھالی نے کیٹی کو غائب ہوتے دیکھا تو ڈر کر
بھاگ گئی ۔ اس نے شاہی جوتشی کو جا کر سارا ماجرا
سنایا تو شاہی جوتشی بھی حیران ہو کر رہ گیا ۔ وہ تیز تیز قدم
اٹھاتا شاہی مہمان خانے میں آیا ۔ اس نے دیکھا کہ عنبر اور
ماریا تو بے ہوش پڑے تھے مگر کیٹی غائب تھی ۔ اس
نے گھبرا کر برمتھالی سے پوچھا
"کہیں یہ عورت بھاگ تو نہیں گئی تھی ؟"
برمتھالی نے اندرا دیوی کی قسم کھا کر کہا
"میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا کہ
روشنی کا ایک گول دائرہ کیٹی پر پڑا ۔ اس کا جسم

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

چاندی کی طرح چمکا اور وہ غائب ہوگئی۔

جوتشی کو معلوم تھا کہ کوئی عورت اندرا دیوی کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتی۔ مگر وہ اس بات سے پریشان تھا کہ کیٹی اگر کسی طلسم کی وجہ سے غائب ہوگئی ہے تو کہیں وہ اسے نقصان نہ پہنچائے۔ لیکن اس وقت اسے عنبر اور ماریا کو ٹھکانے لگانا تھا۔ جو اس کے سامنے بے ہوش پڑے تھے۔ شاہی جوتشی نے راجہ وکرم کو بھی وہاں بلوا لیا اور اسے یہ نہیں بتایا کہ کیٹی اپنے کسی طلسم کی وجہ سے غائب ہوگئی ہے بلکہ یہ کہا کہ اگنی دیوی نے کیٹی کو ہمیشہ کے لئے جلا کر بھسم کر دیا ہے۔ باقی عنبر اور ماریا بے ہوش ہے۔

"ہم اب ان دونوں اٹھا کر اندرا دیوی کے منہ میں ڈال دیں گے تاکہ آپ کے دشمن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائیں گے۔"

راجہ وکرم بہت خوش ہوا۔ اسی وقت اپنے دو خاص سپاہی اس نے وہاں منگوائے۔ سپاہیوں نے بے ہوش عنبر اور ماریا کو اٹھایا اور اندرا دیوی کے مندر میں لے گئے۔

اندرا دیوی کی مورتی منہ پھاڑے کھڑی تھی۔ راجہ کے حکم پہ عنبر اور ماریا کو مورتی کے منہ میں ڈال دیا گیا۔ دونوں مورتی کے حلق کے غار میں گرتے ہی چلے گئے۔ اندھیرے میں طوفانی ہوائیں انہیں اڑائے لئے جا رہی تھیں۔ عنبر اور ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں دونوں بے ہوش تھے۔

پھر وہ دونوں ایسے پہاڑوں کے درمیان ایک وادی میں جا کر گرے جہاں چاروں طرف برف ہی برف تھی۔ سردی اتنی زیادہ تھی کہ وہاں کوئی پرندہ تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ اردگرد برف پوش پہاڑوں کی چوٹیاں اور بڑے بڑے برفانی تودے ساکت کھڑے تھے۔ عنبر اور ماریا برف میں دبے بے ہوش پڑے رہے تھوڑی دیر بعد انہیں ہوش آگیا۔ عنبر نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ ماریا اس کے پاس ہی برف پہ بے سدھ پڑی تھی۔ عنبر نے اسے آواز دی تو اس نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

"عنبر! ہم کہاں آگئے ہیں؟" ماریا چاروں طرف برف پوش پہاڑیوں کو دیکھ کر بول عنبر نے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ سارا شربت کا کرشمہ ہے۔ ہم
بے ہوش ہو گئے تھے۔ خدا جانے اس جادوگر جوتش
نے اپنے جادو کی مدد سے کہاں سے کہاں لا
پھینکا ہے ....."
ماریا نے کہا
"مگر کیٹی کہاں ہے؟"
"یہی تو میں حیران ہوں" عنبر بولا۔
وہ ہمارے ساتھ کیوں نہیں آئی؟"
ماریا کہنے لگی
"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس نے
ابھی شربت نہیں پیا تھا کہ ہم بے ہوش ہو گئے
میں نے دیکھا تھا کہ شربت کا گلاس کیٹی کے ہاتھ
میں ہی تھا"
عنبر بولا۔
"اس کے ہاتھ میں میرا غیبی شیشہ بھی تو تھا۔
ماریا چونک کر بولی
"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ غیبی شیشے
کا بٹن دبا کر غائب ہو گئی ہو؟"
عنبر سوچنے لگا۔ پھر بولا

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیٹی کو ہمیں چھوڑ
کر جانے کی کیا ضرورت تھی؟"
ماریا نے کہا
"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ گھبراہٹ میں
کیٹی کا ہاتھ بٹن پر پڑ گیا ہو اور وہ دب گیا ہو
اور غیبی شیشے کی روشنی اس پر پڑ گئی ہو اور وہ
غائب ہو گئی ہو"
عنبر بولا۔
"ایسا ہو سکتا ہے"
ماریا نے کہا
"ضرور ایسا ہی ہوا ہے عنبر! خدا جانے
اب بے چاری کیٹی کہاں ہو گی"
عنبر نے چاروں طرف برف پوش پہاڑیوں کو دیکھا
اور بولا۔
"کیٹی جہاں بھی ہو گی اپنی حفاظت کر
سکے گی اس کے پاس غیبی شیشہ ہے مگر سوال
یہ ہے کہ اس وقت ہم کہاں آ گئے ہیں؟"
ماریا نے کہا
"ہم کسی پہاڑی سلسلے میں ہیں۔ لیکن

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

ایک بات کی تسلی ہے کہ یہاں ہماری ناگ سے
ملاقات ہو سکتی ہے"

"وہ کیسے؟" عنبر نے پوچھا

ماریا بولی۔

"وہ اس طرح کہ ناگ کو بھی اندرا دیوی
کی مورتی کے منہ میں پھینکا گیا تھا اور میرا خیال ہے
کہ ہمیں بھی اسی مورتی کے منہ میں پھینکا گیا ہے
کیونکہ جوتشی نے کہا تھا کہ اندرا دیوی کی مورتی
کے منہ میں پھینکے جانے سے انسان اندرا دیوی
کے پاتال میں پہنچ جاتا ہے۔ یقیناً اس نے
ہم سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہمیں بھی
اندرا مورتی کے منہ میں ہی پھینکا ہوگا۔

عنبر نے کہا

"اس کا مطلب ہے ہم اس وقت پاتال
میں ہیں"

ماریا بولی۔

"بالکل"

عنبر بولا

"میرا تو خیال ہے کہ ہم اپنی اصلی دنیا میں

آگئے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کس زمانے
میں نکل آئے ہیں۔ ان برف پوش پہاڑوں سے
تو ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ہمیں یہاں سے
نکل کر کسی وادی میں یا بستی میں جانا ہوگا۔ ویسے
خدا کرے کہ ناگ بھی اسی زمانے اور اسی دنیا
میں ہو"۔

عنبر اور ماریا برف پر چلنے لگے۔ عنبر نے کہا

"حیرانی کی بات ہے کہ تم ابھی تک
غائب نہیں ہوئی ہو"

ماریا چلتے چلتے بولی

"شاید میں ابھی تک اندرا دیوی کے
طلسم میں نہیں۔ جب طلسم ختم ہوا تو میں اچانک
غائب ہو جاؤں گی"

اسی طرح باتیں کرتے وہ برف میں چلے جا رہے
تھے۔ اگر ان میں غیر معمولی طاقت نہ ہوتی تو وہاں اسقدر
شدید ٹھنڈ تھی کہ ان دونوں کی قلفی جم جاتی۔ مگر انہیں
اتنی شدید سردی میں بھی ہلکی ہلکی خنکی ہی محسوس ہو
رہی تھی۔ برف نرم تھی اور ان کے پاؤں برف میں
دھنس جاتے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وقت دن کا تھا۔ روشنی ضرور تھی مگر چاروں طرف کہرا چھایا ہوا تھا۔ چلتے چلتے وہ برف کے ایک چبوترے پر آگئے۔ یہ ایک چھوٹا گلیشئر تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ آگے پہاڑی ڈھلان تھی جو دُور نیچے ایک وادی تک چلی گئی تھی۔ عنبر نے ماریا سے کہا

"اگر میں اس برفانی تودے پر زور سے لات ماروں تو ہو سکتا ہے یہ پھسل پڑے اور ہم تیزی سے نیچے وادی میں پہنچ جائیں۔

ماریا نے کہا

"اگر تمہیں یقین ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو تجربہ کر کے دیکھ لو"

عنبر نے مسکراتے ہوئے برفانی تودے پر پوری طاقت سے لات ماری اس کی ٹھوکر میں اتنی طاقت تھی کہ برفانی تودہ اپنی جگہ سے ہل گیا اور پھر ایک زبردست گڑگڑاہٹ کے ساتھ ڈھلان پر پھسلنے لگا

"ماریا! مجھے مضبوطی سے پکڑ لو"

ماریا نے عنبر کے بازو کو پکڑ لیا۔ برفانی تودہ شور مچاتا۔ گرجتا ہوا برفانی ڈھلان پر سے تیزی سے پھسلتا چلا گیا۔ اس کی رفتار گرمی کی وجہ پگھلتا بھی جا رہا تھا وادی میں پہنچ کر وہ ایک دریا میں ایک اماکے کے ساتھ جاگرا۔ یہ دریا دو پہاڑوں کے درمیان سے گزر رہا تھا۔

عنبر اور ماریا اچھل کر دریا کے دوسرے کنارے پر جاگرے۔

برفانی تودے کے دریا میں گرنے سے پانی کی لہریں اوپر کو اچھلیں اور دریا میں جیسے سیلاب آگیا۔ عنبر اور ماریا پہاڑی دیوار کے ساتھ ایک کھوہ میں لگ کر کھڑے ہو گئے۔ جب بچا کھچا برفانی تودہ دریا کے پانی میں ڈوب کر غائب ہو گیا تو عنبر اور ماریا کھوہ سے باہر نکل آئے اور دریا کے ساتھ ساتھ چلنے لگے

آگے جا کر دریا ایک میدان میں داخل ہو گیا۔ برف ختم ہو گئی تھی۔ یہاں اونچے نیچے میدان میں گھاس اور جھاڑیاں اُگی تھیں۔ کہیں کہیں چیڑھ کے درختوں کے جھنڈ بھی نظر آ رہے تھے۔ سرد ہوا چل رہی تھی۔ ماریا نے کہا

"میرا خیال ہے کہ ہم ہندوستان کے ملک میں ہیں اور یہ ہمالیہ کے پہاڑوں کا سلسلہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے جہاں سے ہم گزر کر آ رہے ہیں"
عنبر نے کہا

"تمہارا خیال درست لگتا ہے ہم یقیناً ہمالیہ کی وادی میں ہیں۔ یہ درخت چیڑھ کے درخت ہیں اور اخروٹ کے درخت بھی ہیں"
ماریا نے کہا

"مگر ابھی تک ہمیں کوئی بستی دکھائی نہیں دے رہی"

"آگے کوئی نہ کوئی بستی ضرور ملے گی"
عنبر نے کہا۔

عنبر اور ماریا خاموشی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

○

ناگ اس وقت سونالینی کو آریا سردار کھان کی قید سے نکال کر گھوڑے پر بٹھائے اس کے جاگیردار باپ کے ہاں موہنجودڑو کی طرف لئے جا رہا تھا۔ عنبر اور ماریا اسی ملک ہندوستان کے ہمالیہ پہاڑوں کی وادی سے گزرتے ہوئے وشالی ریاست کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان کو ہم اسی جگہ چھوڑتے ہیں اور

کیٹی کی طرف چلتے ہیں کہ غیبی شیشے کی روشنی نے اسے غائب کیا تو وہ کہاں جا پہنچی۔

گھبراہٹ میں کیٹی کے ہاتھ سے غیبی شیشے کا بٹن دب گیا تھا۔ چنانچہ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں جا کر نکلے گی۔ اتنا اسے ضرور احساس تھا کہ غیبی شیشہ اسے کسی نہ کسی خلائی سیارے پر ہی پہنچائے گا۔

غیب ہوتے وقت تو اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ تاریک خلا میں ایک بہت بڑے پہیئے کے اوپر بنے ہوئے فولاد کے ایک چبوترے پر کھڑی ہے۔ یہ گول پہیہ اتنا بڑا تھا کہ کیٹی اس پر کھڑی چھوٹی سی لگ رہی تھی۔ یہ پہیہ آہستہ آہستہ اپنی جگہ پر رکا ہوا گھوم رہا تھا۔ اس کے بہت بڑے بڑے پھیلے ہوئے دائرے میں جگہ جگہ روشنیاں ہو رہی تھیں۔ یہ روشنیاں کھڑکیوں کے شیشوں میں سے نکل رہی تھیں۔ کہیں زرد روشنی تھی تو کہیں سرخ روشنی — پہیئے کے درمیان میں ایک بہت بڑا گنبد تھا۔ اس گنبد تک پہیئے کے درمیان میں سے گول بڑے بڑے پائپ چلے گئے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی چونکہ خود خلائی مخلوق تھی اس لئے وہ جانتی تھی کہ دو سیاروں کے درمیان خلا میں کہیں کہیں اس قسم کی مصنوعی خلائی بستیاں آباد کر دی جاتی ہیں ان خلائی بستیوں میں عام طور پر لیبارٹریاں قائم ہوتی ہیں۔ جہاں مختلف قسم کے سائنسی تجربات کئے جاتے ہیں اور خلاء میں جو مصنوعی سیارے یا خلائی جہاز خراب ہو جاتے ہیں ان کو یہاں لاکر ان کی مرمت کی جاتی ہے۔ اس قسم کی لیبارٹریوں اور خلائی کارخانوں کو سکائی لیپ کہتے ہیں یہ بھی کوئی سکائی لیپ ہی تھی۔

کیٹی کو ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سکائی لیپ میں کس قسم کی مخلوق رہتی ہے اور وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ کیٹی جہاں کھڑی تھی وہاں آہستہ آہستہ خلائی تابکاری نے اس پر اثر کرنا شروع کر دیا تھا۔

وہ فولادی سٹینڈ پر سے آہستہ آہستہ چل کر اس کے کنارے پر آئی تو اس نے دیکھا کہ نیچے ایک گول ڈھکنا لگا تھا۔ کیٹی نے اسے آہستہ سے اوپر اٹھایا تو سٹیل کا ایک چھوٹا زینہ نیچے جا رہا تھا کیٹی آہستہ آہستہ سے سیڑھی پر آگئی۔ سیڑھی پر آتے

ہی اوپر والا زینہ ایک ہلکی سی گرر گرر کی آواز کے ساتھ اپنے آپ بند ہو گیا۔ کیٹی اب ہلکے نیلے رنگ کی دھندلی سی روشنی میں نیچے جاتی ایک چمنی میں کھڑی تھی یہ فولاد کی چمنی بالکل سیدھی نیچے چلی گئی تھی۔ سیڑھی اس کے اندر دیوار کے ساتھ ساتھ نیچے چلی گئی تھی۔

کیٹی نیچے اترنے لگی۔ کافی نیچے جانے کے بعد چمنی ایک طرف کو گھوم گئی۔ اب کیٹی نے دیکھا کہ وہ تو ایک ائرکنڈیشنر والے پائپ میں آگئی ہے۔ اس ائرکنڈیشنر کے پائپ میں سے ایسی غیر نقصان دہ ایٹمی بلائیں گزر رہی تھیں جو سکائی لیپ کی فضا کے درجہ حرارت کو اندر کی مخلوق کی مرضی کے مطابق رکھتی تھی۔

اس درجہ حرارت سے کیٹی کو ایک عجیب انکشاف کا احساس ہوا۔ یہ درجہ حرارت بالکل اس کے اپنے جسم کا درجہ حرارت تھا۔ وہ لرز سی گئی۔ کہیں وہ اپنے سیارے کی مخلوق کی سکائی لیپ میں تو نہیں آگئی؟ اس کی اپنی مخلوق اس کی جان کی دشمن تھی۔ آپ نے عنبر ناگ، ماریا کی کسی پچھلی قسط میں پڑھا ہو گا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی ملک مصر کے ایک اہرام میں اپنی مخلوق سے بچ کر ملدیا کے پاس چھپ گئی تھی۔ کیٹی کو اس کی مخلوق کے لیڈر نے ایک بے گناہ عورت کو ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس کو کیٹی نے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ کسی بے گناہ انسان کا خون کرنا بہت بڑا گناہ سمجھتی تھی۔

اس نافرمانی کے بعد کیٹی کی مخلوق کے ساتھی لیڈر نے جو دوسرے آدمیوں اور کیٹی کے ساتھ ہی اپنے سیارے سے زمین پر آیا تھا کیٹی کو آخری وارننگ دی اور پھر کیٹی کو ہلاک کرنے کے لئے اہرام کے غار میں داخل ہو گیا۔ اس نے غار میں ہلاکت خیز گیس کا ایک بم پھینکا۔ ماریا تابوت میں تھی۔ ماریا نے کیٹی کو اپنے تابوت میں داخل کر کے تابوت بند کر دیا۔ پھر ماریا اسے ساتھ لے کر اہرام سے غائب ہو گئی۔

تب سے لے کر آج تک کیٹی کے سیارے کی مخلوق اس کی تلاش میں تھی کہ جہاں بھی کیٹی ملے اسے ہلاک کر دیا جائے۔ مگر کیٹی نے عنبر ناگ ماریا کے ساتھ اپنا سفر شروع کر دیا اور یوں وہ کہیں کی

نہیں نکل گئی اور اس کی دشمن مخلوق ناکام ہو کر واپس
گئی میں اپنے سیارے میں چلی گئی۔

اب کیٹی نے محسوس کیا کہ اگر اس کے جسم کا درجہ
حرارت اس ائرکنڈیشنر کے پائپ کے درجہ حرارت
کے مطابق ہے تو اس کا مطلب صاف طور پہ یہی ہے
کہ وہ اپنی مخلوق کی سکائی لیپ میں پہنچ گئی جو اس
کی جان کی دشمن ہے۔

کیٹی نے واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ پھر اسے خیال
آیا کہ وہ واپس کہاں جائے گی۔ سکائی لیپ کے
باہر تو خلا ہی خلا ہے۔ خلائی پہنے کے باہر تو وہ
دیکھ لی جائے گی اور اسے پکڑ لیا جائے گا۔ اس
سے تو یہی بہتر ہے کہ اگر یہ سکائی لیپ واقعی اس کی
دشمن مخلوق کی سکائی لیپ ہے تو اس کے اندر کسی
جگہ چھپ کر پھر یہاں سے کسی مرمت شدہ خلائی جہاز
کو اغوا کر کے فرار ہونے کی کوشش کی جائے چنانچہ
کیٹی نے پائپ کے اندر رینگنا شروع کر دیا۔

کیٹی نے پائپ کئی جگہوں سے گھوم کر سکائی
ائرکنڈیشنر کا پائپ کافی دور تک چلا گیا تھا۔ کیٹی پائپ میں
لیپ میں کافی دور تک چلا گیا تھا۔ کیٹی پائپ میں
کھڑی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل بھی نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چل سکتی تھی۔ بس اوندھی لیٹ کر ہی آگے کو رینگ
سکتی تھی۔ ایک جگہ کیٹی کو پائپ میں پہلو والے
سے روشنی آتی دکھائی دی۔ کیٹی رینگتی ہوئی وہاں
تو اس نے دیکھا کہ یہ ایک گول روشندان ہے جس
آگے جالی لگی ہے۔ دوسری طرف سے خلائی مخلو
کی باتوں کی آواز آرہی تھی۔ کیٹی نے کان لگائے
اس کا جسم خوف سے کانپ اٹھا۔ یہ مخلوق اس
زبان میں باتیں کر رہی تھی۔ یہ کیٹی کا دشمن سیا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے جالی میں سے جھانک کر دیکھا
یہ ایک چوکور کمرہ تھا جس کے وسط میں سٹیل کی میز کے
گرد تین آدمی بیٹھے کوئی تجربہ کر رہے تھے۔ ان میں سے
اوٹانگ کو کیٹی نے صاف پہچان لیا۔ یہ وہی لیڈر تھا
جس نے کیٹی کو ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اپنی جان
بچا کر ملک مصر کے اہرام میں ماریا کے ساتھ بھاگ گئی
تھی۔ کیٹی پر ایک لمحے کے لئے خوف سا طاری ہوگیا
یہ لوگ اس کے جانی دشمن تھے اور اسے بڑی آسانی
سے ہلاک کر سکتے تھے۔ وہ بدقسمتی سے اپنی دشمن
مخلوق کے پاس آگئی تھی۔
کیٹی نے گھبرا کر پائپ میں آگے کی طرف تیزی سے
رینگنا شروع کر دیا۔ وہ کسی نہ کسی طرح اس جگہ
سے نکل جانا چاہتی تھی۔ کافی دور پائپ میں رینگتے
رہنے کے بعد کیٹی کو اپنے سر کے اوپر ایک ڈھکنا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

دکھائی دیا۔ کیٹی نے اندر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ ڈھکن آہستہ آہستہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔

کیٹی جلدی سے باہر آگئی۔ اس نے دیکھا کہ سکائی لیپ کے گول پہیئے سے چند گز دور ایک خلائی جہاز کھڑا تھا۔ شاید یہ مرمت کے لئے یا ایٹمی ایندھن لینے وہاں آیا تھا۔ خلائی جہاز درمیان سے اڑن طشتری کی طرح گول تھا۔ اس کے دونوں پہلوؤں پر دو ایٹمی جیٹ انجن لگے تھے اور اوپر ایک خلائی ڈائیل لگا تھا۔ جس پر ایک سے لے کر بارہ تک کے ہندسے بنے ہوئے تھے کیٹی نے اپنے سیارے کے جہاز کو صاف پہچان لیا۔ اس کے سیارے پر اس قسم کے خلائی جہاز چلا کرتے تھے۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ جہاز خالی ہو۔ پھر وہ اسے اغوا کر کے وہاں سے فرار ہو سکتی ہے۔

کیٹی سوراخ میں سے باہر نکل آئی۔

خلائی جہاز اس سے چند گز دور کھڑا تھا۔ کیٹی چھلانگ لگا کر اس جہاز کے گول پلیٹ فارم پر آگئی۔ اس کے اوپر آتے ہی خلائی جہاز کا خطرے کا سائرن چیخ اٹھا۔ کیٹی گھبرا گئی۔ وہ پلیٹ فارم پر ایک طرف کو بھاگی۔ سامنے سے اسے اپنی مخلوق کے چار آدمی

آتے نظر آئے۔ کیٹی پریشان ہو کر پیچھے کو دوڑی اور اس نے واپس سکائی لیپ کے پائپ پر چھلانگ لگا دی۔ وہ ائر کنڈیشنر کے پائپ میں گھسنے ہی والی تھی کہ اچانک خلائی جہاز کے آگے سے ایک شعاع کی آواز کے ساتھ دو فولادی سپرنگ اچھل کر باہر نکلے اور کیٹی کے جسم کے ساتھ لپٹ گئے۔ کیٹی نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر فولاد کے سپرنگ اس کے جسم کے گرد لپٹ گئے تھے اور اس کا جسم ان میں جکڑ گیا تھا کیٹی کو اب اپنے غیبی شیشے کا خیال آیا مگر اب وقت گزر چکا تھا۔ فولادی سپرنگ کیٹی کو جکڑے ہوئے پیچھے لے جانے لگے۔

اور پھر خلائی جہاز کا ایک گول دروازہ کھل گیا اور فولادی سپرنگ کیٹی کو کھینچ کر اندر لے گئے۔ کیٹی ایک اندھیرے پائپ میں سے گزر کر ایک تکونے کمرے میں آگئی۔ سپرنگ ابھی تک اس کے جسم کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔

کیٹی کے پاؤں فرش کے ساتھ لگ گئے تھے مگر وہ شکنجے میں تھی۔ سامنے ابھی تک فولادی سپرنگ کو ہٹ گئی اور اس کے اندر سے والی دیوار ایک طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کی اپنی مخلوق کے دو آدمی خلائی سوٹ میں ملبوس نکل کر سامنے آگئے۔ ان کے سینوں پر کیٹی کے سیارے کا مونوگرام چمک رہا تھا۔

انہوں نے کیٹی کی طرف دیکھا اور اسے فوراً پہچان لیا۔ مسکرائے ایک نے کیٹی کے قریب آکر کہا۔

"کیٹی! تم شاید مجھے نہ پہچانو۔ مگر میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ کیونکہ جن چار آدمیوں نے احرام مصر میں داخل ہوکر تم پر گیس کا بم پھینکا تھا ان میں ایک میں بھی تھا۔"

کیٹی نے کہا

"میں کیٹی نہیں ہوں۔ تمہیں غلطی لگی ہے"

دونوں آدمی ہنس پڑے۔

"کیٹی! گھبراہٹ میں تم بھول گئی ہو کہ تم نے یہ فقرہ ہماری ہی زبان میں ادا کیا ہے۔ جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ تم کیٹی ہی ہو۔"

کیٹی کو اپنی حماقت پر رونا آگیا۔ ان آدمیوں سے کیٹی نے اپنے سیارے کی زبان میں بات کی تھی جس کا جواب قدرتی طور پر کیٹی نے اسی زبان میں دے دیا۔ کیونکہ یہ زبان کیٹی کی مادری زبان تھی۔

نے اپنی ہار مانتے ہوئے سر جھکا دیا اور پھر کہا۔

"تم لوگ میرے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہو؟ میں نے ایک انسان کی جان بچانے کے لئے تمہارے لیڈر اوٹانگ کا حکم نہیں مانا تھا۔ یہ کوئی جرم نہیں ہے۔"

آدمی بولا۔

"تم نے اوٹانگ ہی کا نہیں بلکہ چیف کا حکم نہیں مانا تھا۔ کیونکہ اوٹانگ نے اپنے چیف کی ہدایت پر تمہیں حکم دیا تھا"

سرے آدمی نے کہا

"تم نے ایسا جرم کیا ہے جس کی سزا ہمارے سیارے کے قانون کے مطابق موت ہے یہ تم بھی جانتی ہو۔"

پہلا آدمی کہنے لگا۔

"ہم نے تمہیں اسی وقت پہچان لیا تھا۔ جب تم ائرکنڈیشنر کے پائپ سے باہر آئی تھیں۔ ہم انتظار کر رہے تھے کہ تم خلائی جہاز پر چھلانگ لگاؤ اور ہم تمہیں اپنے شکنجے میں جکڑ لیں۔ چلو لیڈر اوٹانگ تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔ تمہاری قسمت کا فیصلہ ہوچکا ہے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

دونوں خلائی آدمی کیٹی کے کپڑوں کی تلاشی لینے لگے۔ اس کی چمڑے کی جیکٹ کی جیب میں سے غیبی گول شیشہ نکلا تو وہ آدمی ہنس کر بولا۔

"تمہیں دنیا والوں میں جاکر میک اَپ کرنے کی عادت پڑ گئی ہے شاید"

کیٹی نے جلدی سے کہا

"یہ شیشہ میری جیب میں ہی رہنے دو"

دوسرا آدمی کہنے لگا۔

"تمہاری ہر چیز لیڈر اوٹانگ کے حوالے کر دی جائے گی۔ تم ہماری قیدی عورت ہو جس کو موت کی سزا سنائی جا چکی ہے۔

انہوں نے ایک بٹن دبایا۔ فولادی سپرنگ کیٹی کے جسم سے الگ ہو گئے۔ کیٹی کو اسی وقت گرفتار کر کے اس کے ہاتھ سٹیل کی ہتھکڑی میں جکڑ دیئے گئے۔ ایک لفٹ کے ذریعے کیٹی کو خلائی جہاز سے نکال کر سکائی لیب کی خصوصی لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا۔

یہاں پہلے ہی سے کیٹی کے انتظار میں تھا۔ کیٹی نے اسے پہچان لیا۔ اوٹانگ نے کیٹی کو دیکھتے ہی قہقہہ لگا کر کہا

"آخر ہم تمہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کیٹی! تم ہمیں دھوکہ دے کر فرار ہو گئی تھیں۔ مگر اس نے اس وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہیں ایک نہ ایک دن ضرور گرفتار کر کے ہی دم لوں گا"

کیٹی نے کہا۔

"یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں یہاں پہنچ گئی ورنہ تم اتنی مدت مجھے نہیں پکڑ سکے"

اوٹانگ بولا

"کیٹی! تم ہمارے سیارے کی رہنے والی ہو کیا تم بھول گئی ہو کہ ہمارے سیارے کا وقت زمین کے وقت سے مختلف ہے؟ دنیا پر تمہیں ہم سے بھاگتے دو صدیاں بیت گئی ہیں۔ مگر یہاں صرف دو برس گزرے ہیں اور دو برس کے اندر اندر ہم نے تمہیں اپنے شکنجے میں جکڑ لیا۔

کیٹی خاموش ہو گئی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اب زندہ نہیں بچ سکے گی۔ اس کی زندگی اور امید کا آخری سہارا غیبی شیشہ تھا وہ بھی اس سے چھین لیا گیا تھا۔ خلائی سپاہی نے غیبی شیشہ نکال کر اوٹانگ کی طرف بڑھایا اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"لیڈا! یہ شیشہ کیٹی کی جیب سے نکلا ہے"
اوٹانگ نے گول شیشے کو الٹ پلٹ کر غور سے دیکھا
اور بولا۔
"یہ تو مریخ والوں کا غیبی شیشہ ہے اس
سے وہ بیم ڈاؤن اور بیم اپ ہوتے ہیں۔
پھر کیٹی کی طرف دیکھ کر بولا۔
"یہ شیشہ تم نے کہاں سے لیا؟"
کیٹی نے کہا
"زمین پر تیسری ایٹمی جنگ کے بعد مریخ والوں
کا ایک گروپ اترا تھا۔ یہ شیشہ مجھے وہیں سے ملا
تھا اور اسی کی وجہ سے میں یہاں پہنچ گئی ہوں"
اوٹانگ نے غیبی شیشے کو اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا
"اب یہ ہمارے پاس رہے گا"
کیٹی نے جھنجلاتے ہوئے کہا
"اوٹانگ! مجھے مزید اذیت مت دو۔ اگر
تم نے مجھے مارنا ہی ہے تو جتنی جلدی ہو سکے میرا
کام تمام کر دو۔ میں اس کے لئے تیار ہوں"
اوٹانگ نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور بولا
"چیف کو ابھی ابھی میں نے تمہارے بارے

میں بتایا تھا۔ اس نے مجھے حکم دے دیا ہے کہ میں
اپنی مرضی کے مطابق تمہیں ہلاک کروں"
کیٹی نے غصے سے کہا
"تو پھر میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ مجھے ہلاک
کیوں نہیں کر ڈالتے؟"
اوٹانگ بولا۔
"ہم نے تمہارے لئے ایک ایسی موت تجویز
کی ہے جس سے ہمیں بہت فائدہ ہوگا۔ ہم تم پر
ایک خطرناک تجربہ کریں گے"
یہ سن کر کیٹی تو کانپ گئی
"کیسا خطرناک تجربہ؟" وہ بڑبڑائی۔
اوٹانگ نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا
"یہ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا"
پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا
"اس غدار عورت کو لے کر جا کر گارڈ میں
بند کر دو"
سپاہی کیٹی کو پکڑ کر کمرے سے لے گئے۔ سکائی لیپ
کی ایک عمودی یعنی ٹرین کی طرح سیدھی چلنے والی لفٹ
کے ذریعے کیٹی کو سکائی لیپ کی سب سے نچلی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آخری منزل میں لے جا کر ایک ایسی خلائی بند کمرے میں قید کر دیا گیا جس میں کوئی روشندان تو کیا کوئی معمولی سا سوراخ تک بھی نہیں تھا۔ دیوار کے ساتھ ایک گدا فرش پر بچھا تھا۔ کیٹی گدے پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی

اس کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اب اسے کوئی بھی موت کے منہ سے نہیں بچا سکتا تھا۔ مگر وہ موت کی بجائے اس بات سے زیادہ پریشان تھی کہ یہ وحشی اور خونخوار اوٹانگ اس پر کونسا خطرناک تجربہ کرنے والا ہے؟ یہ ضرور کوئی ایسا تجربہ تھا جس میں انسان کی جان جانے کا خطرہ تھا اور چونکہ انہوں نے کیٹی کو مارنا ہی تھا اس لئے پر تجربہ کر رہے تھے کہ اگر وہ مر بھی گئی تو کم از کم تجربہ تو پورا ہو جائے گا۔

خلائی قید میں کیٹی کو پڑے پڑے نہ جانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔ وہاں اس چھوٹے سے کمرے میں وقت کا احساس دلانے والی کوئی شئے بھی نہیں تھی۔ کیٹی کو اپنے ماں باپ کا خیال آنے لگا۔ وہ اسی سیارے کے رہنے والے تھے اور اسی سیارے پر اپنا وقت پورا ہونے کے بعد وفات پا گئے تھے۔ کیٹی کا کوئی بھائی یا بہن بھی نہیں تھی۔ وہ چھوٹی تھی کہ اس کے

ماں باپ مر گئے تھے۔

کیٹی کی ایک سرکاری سکول میں پرورش ہوئی تھی۔ خلائی ٹیکنالوجی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسے خلائی مرکز میں ملازمت مل گئی تھی کہ اسے ایک مشن پر زمین پر اہرام مصر کے قریب جانا پڑا جہاں اس نے اپنے لیڈر کے حکم پر بے گناہ انسانوں کو ہلاک کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ اہرام کے غار میں بند ہو گئی۔ جہاں ایک تابوت میں اس کی ملاقات ماریا سے ہوئی اور ماریا اسے اپنے ساتھ وہاں سے غائب کر کے لے گئی تھی۔

کیٹی کا انجام اس کے سامنے تھا۔ اب اسے یہ فکر تھی کہ لیڈر نے اسے کس طرح ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا ہوا ہے۔ وہ کونسا تجربہ ہے جو وہ اس پر کرنے والا ہے

اچانک سامنے والی دیوار درمیان سے ہٹ گئی۔

ایک پختہ عمر کا انسان ہاتھ میں ایک چمکیلا پیکٹ لئے داخل ہوا۔ یہ آدمی کمزور سا تھا اور لنگڑا کر چل رہا تھا۔ اس نے پیکٹ میں سے بارد کیپسول نکال کر کیٹی کو دیئے اور کہا

"یہ تمہارے غذائی کیپسول ہیں۔"

دروازے میں ایک سپاہی خلائی پستول لے کھڑا تھا

COURTESY WWW.PDF[illegible]KSFREE.PK

بوڑھے نے سپاہی کی طرف دیکھ کر کہا

" سبز رنگ کی گولیاں میں لیپ میں ہی بھول
آیا ہوں۔ قیدی عورت کو تجربے تک زندہ رکھ
کے لئے ان گولیوں کی ضرورت ہے۔ تم جاکر
گولیاں لے آؤ"

سپاہی خاموشی سے چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی بوڑھا کیٹی کے قریب آگیا
آہستہ سے بڑی راز داری کے ساتھ بولا۔

" بیٹی! تم نے مجھے نہیں پہچانا۔ مگر میں تم
باپ کا دوست ہوں۔ میں تمہارے گھر آیا کرتا
کیٹی نے اپنے ہمدرد کو سامنے دیکھا تو بولی۔

" بابا! مجھے یہاں سے نکالو"

بوڑھا کہنے لگا۔

" یہ بڑا مشکل کام ہے مگر میں پوری کوشش
کروں گا۔"

کیٹی نے کہا

" لیڈر مجھ پر کس قسم کا تجربہ کرنا چاہتا ہے

بوڑھے نے کہا

" بیٹی! یہاں کچھ عرصے سے ایک بھیانک
پھیلی ہوئی ہے۔ اس بیماری کے جراثیم جس آدمی
کے خون میں داخل ہو جاتے ہیں اس کا چہرہ بگڑ
جاتا ہے اس کی ناک لمبی ہو کر آگے سے مڑ کر ٹھوڑی
کے ساتھ آکر لگ جاتی ہے اور ٹھوڑی لمبی ہو کر اوپر
کو اٹھ جاتی ہے اس کے بعد سارے جسم میں سوراخ
ہونے لگتے ہیں اور بیمار کا سارا جسم چھلنی ہو جاتا ہے
اور وہ مر جاتا ہے ایک سال میں ہزاروں آدمی مر گئے
ہیں۔ لیڈر تمہارے جسم میں اس بیماری کے جراثیم
داخل کر کے تمہارے خون سے اس بیماری کے علاج
کے انجکشن بنانا چاہتا ہے۔ تمہارے جسم میں آج رات
اس بیماری کے بہت سے جراثیم داخل کئے جائیں
گے۔ جب تمہاری ناک لمبی ہو جائے گی اور تمہاری
ٹھوڑی لمبوتری ہو کر اوپر کو اٹھ جائے گی اور تمہارے
جسم میں سوراخ نمودار ہونے لگیں گے تو پھر تمہارے
جسم سے سارا خون نکال کر اس کے انجکشن بنائے
جائیں گے"

کیٹی نے خوفزدہ نگاہوں سے تکتے ہوئے کہا

" کیا میں زندہ نہ رہ سکوں گی؟"

" نہیں ——" بوڑھے نے کہا۔ " کیونکہ اس سے

COURTESY WWW.OFBOOKSFREE.PK

پہلے تین ایسے آدمیوں پہ اس قسم کے تجربے کئے گئے تھے اور وہ تینوں مر گئے کیونکہ سوراخ نمودار ہوتے ہی ان کا خون جم گیا تھا۔ لیڈر تمہارے تجربے میں یہ کوشش کرے گا کہ تمہارا خون جمنے نہ پائے۔ مگر اس کے بعد بھی تم زندہ نہیں رہو گی۔ کیونکہ تمہارا جسم چھلنی ہو چکا ہوگا۔"

کیٹی پر تو دہشت سی چھا گئی۔ وہ اس قسم کی موت کے لئے تیار نہیں تھی۔ اس نے کہا۔

"بابا! مجھے ان لوگوں سے بچالو"

بوڑھا بولا۔

"میں پوری کوشش کروں گا بیٹی! مگر یہ لوگ بڑے ظالم ہیں۔ انہوں نے حفاظتی انتظام اتنے سخت کر رکھے ہیں کہ تمہیں یہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ پہنچانا ناممکن لگتا ہے۔ پھر بھی میں کوشش ضرور کروں گا"

اتنے میں سپاہی سبز گولیوں کا پیکٹ لے کر آگیا۔

بوڑھے نے گولیوں کا پیکٹ کیٹی کو دیا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں پھر آنے کا اشارہ کر کے چلا گیا۔ کیٹی تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اس پہ قیامت ٹوٹنے والی تھی۔ وہ سوچ میں پڑ گئی کہ موت سے کس طرح بچا جائے۔ ابھی بیس

منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ چار سپاہی سٹریچر لے کر آگئے۔ انہوں نے کیٹی کو اٹھا کر سٹریچر پر لیٹا کر نائیلون کی رسّی سے جکڑ دیا اور باہر لے گئے۔

کیٹی کو ایک خلائی لیبارٹری کے آپریشن روم میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں چھت سے روشنیوں کی آبشار اس پر گر رہی تھی۔ چھ سات خلائی ڈاکٹر آپریشن ٹیبل کے اردگرد کھڑے تھے۔ سرجری کے چاقو چھریاں اور سرنج ایک ٹرے میں پڑے تھے۔ کیٹی کو آپریشن ٹیبل پر لیٹا کر جکڑ دیا گیا۔

لیڈر بھی وہاں موجود تھا۔ ڈاکٹروں نے منہ پر سفید پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ انہوں نے چاقو چھریاں نکال لیں ایک بوتل لا کر کیٹی کے سٹریچر کے پاس رکھ دی گئی۔ اس بوتل میں مہلک بیماری کے جراثیم بند تھے۔ ان جراثیموں کو کیٹی کے جسم میں داخل کیا جانے والا تھا۔

کیٹی سخت ناامیدی کی حالت میں لیڈر سے رحم کی درخواست کرنے لگی۔ لیڈر نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس نے ایک ڈاکٹر کی مدد سے کیٹی کے بازو پر سے کپڑا ہٹایا اور سرنج میں جراثیم بھر کر انجکشن لگانے کی تیاری پوری کر لی۔

کیٹی کو اس مایوسی کے عالم میں اپنے لاہور والے جن

COURTESY W RDFBOOKSFREE.PK

دوست کا خیال آگیا جو اسے انٹرکونٹی نینٹل ہوٹل کے پیچھے والے کنوئیں میں ملا تھا۔

کیٹی حیران ہوئی کہ اسے پہلے اس کا خیال کیوں نہ آیا۔ اب صرف اسے اپنے جن دوست کا خیال ذہن میں بٹھا کر چٹکی بجانی تھی۔ کیٹی کی کلائی بندھی ہوئی تھی مگر وہ انگلیاں ہلا سکتی تھی اور چٹکی بجا سکتی تھی۔ کیٹی اس وقت ہر قسم کا خطرہ مول لینے پر تیار تھی۔ یہ اس کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔

کیٹی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جن دوست کا خیال کیا اور چٹکی بجادی۔ لیڈر اور دوسرے خلائی سرجن کیٹی کو ٹیکہ لگانے کے لئے آگے بڑھے تو اچانک دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے کیونکہ سٹریچر پر کیٹی کی جگہ ایک لمبا تڑنگا آدمی لیٹا تھا جس کی ٹانگیں سامنے والی دیوار کو چھو رہی تھیں۔ یہ آدمی نائیلون کی رسیاں تڑا کر اٹھ کھڑا ہوا اور بولا

"کیا انجکشن لگا رہے ہو تم لوگ"

ایک ڈاکٹر نے اس پر خلائی پستول سے فائر کر دیا۔ مگر لمبے آدمی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس لئے کہ یہ کیٹی کا جن دوست تھا جو کیٹی کو غائب کر کے اس کی جگہ پر خود آگیا تھا۔ جن دوست نے اس خلائی سرجن کی گردن پکڑ کر اوپر کو

اچھال دیا جس نے فائر کیا تھا۔ سرجن کا سر چھت سے ٹکراتے ہی پاش پاش ہو گیا۔

جن دوست نے لیڈر سے کہا

"یہ بک بک بند کرو اوئے"

اور غائب ہو گیا۔ لیڈر اور دوسرے خلائی سرجن حیرت کی تصویر بنے تکتے ہی رہ گئے۔ پھر لیڈر نے چیخ کر حکم دیا۔

"کیٹی کو تلاش کرو۔ وہ اسی سکائی لیب میں کہیں غائب ہوئی ہے"

سکائی لیب میں جگہ جگہ کیٹی کی تلاش شروع ہو گئی۔

مگر کیٹی سکائی لیب میں نہیں تھی۔ کیٹی کا سیارہ سکائی لیب سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ کیٹی وہاں پہنچ چکی تھی۔ اس کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ اپنے سیارے کے ایک سیاہ پہاڑ کے دامن میں گھاس پر پڑی ہے اور قریب ہی پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ بہہ رہا ہے۔ چاروں طرف رات اندھیرا ہے پہاڑ کے اوپر زرد رنگ کا آدھا چاند نکلا ہوا ہے جس کی دھندلی روشنی ایک دھند کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔

کیٹی نے اس جنگل کو پہچان لیا وہ انہی پہاڑیوں میں کھیل کود کر بڑی ہوئی تھی۔ یہ اس کا، لیڈر اور اس کے چیف کا سیارہ بھی تھا۔ کیٹی کا خیال تھا کہ جن دوست

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے غائب کر کے زمین پر یا کسی دوسرے سیارے پہنچا
دے گا مگر یہ دیکھ کر اسے سخت ناامیدی ہوئی کہ وہ
اگرچہ سکائی لیپ والی موت کے منہ سے نکل آئی تھی مگر
ابھی تک دشمنوں کے سیارے پر ہی تھی۔

اس نے غصّے سے کہا

"تم کیسے جن دوست ہو۔ مجھے پھر اسی سیارے
پر لا کر ڈال دیا"

اسے جن دوست کی آواز سنائی دی۔

"کیا شور مچا رہی ہو تم۔ میں تمہارے لیے
یہی کر سکتا تھا۔ اب خود یہاں سے نکلو۔ اب چٹکی
بجا کر مجھے پریشان کیا تو میں تمہیں پھر سکائی لیپ
میں پہنچا دوں گا"

کیٹی نے چلا کر کہا

"تم میرے دوست نہیں میرے دشمن
ہو۔ جہنم میں جاؤ تم"

جن دوست کی آواز آئی۔

"جا رہا ہوں۔ شور نہ مچاؤ"

کیٹی کو رونا آ گیا۔ اس نے جن دوست کو بہت
آوازیں دیں مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اس

تکلیف دہ مذاق کر کے جا چکا تھا۔

کیٹی نے اپنے حوصلے اور ہمت کو سمیٹا اور فیصلہ کیا کہ
اب وہ حالات کا خود ہی مقابلہ کرے گی اس نے دل
ہی دل میں اپنے دوست کا اس لئے شکریہ ادا کیا کہ
کم از کم اس نے موت کے منہ سے اسے نکال دیا تھا۔

کیٹی نے پہاڑ کی طرف دیکھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس
پہاڑ کی دوسری طرف اس کے سیارے کا شہر ہے جہاں
ایک باغیچے میں اس کا گھر ہوا کرتا تھا۔ اسی گھر میں وہ
پیدا ہوئی تھی۔

کیٹی نے سوچا کہ اس جنگل میں اسے تلاش کیا جا
سکتا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ خلائی شہر میں جا کر
کسی جگہ چھپ کر یہاں سے فرار ہونے کے طریقوں پر غور
کیا جائے۔ کیٹی اٹھ کھڑی ہوئی اور پہاڑ کی طرف چلنے لگی۔
وہ پہاڑ کے ایک اندھیرے درے میں سے گزر کر
خلائی شہر کے قریب آ گئی۔ اس شہر کے مکان گول گنبدوں
کی شکل میں بنے ہوئے تھے۔ کسی کسی مکان میں روشنی
ہو رہی تھی۔ باقی سارے شہر پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

کیٹی ایک سنسان بازار میں سے گزر رہی تھی کہ اس
نے ایک سپاہی کو دیکھا جس کی ڈیوٹی رات کی گشت پر

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREEBOOKSFREE.PK

تھی مگر وہ ایک باغیچے میں سو رہا تھا۔ کیٹی اس کے قریب آگئی۔ سپاہی کی خلائی گن اس کی پیٹی میں لگی تھی۔ کیٹی کو اس خلائی گن کی سخت ضرورت تھی اس نے بڑی احتیاط سے اس سپاہی کی پیٹی میں سے خلائی گن نکال لی اور تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔

اس نے دور سے دیکھا کہ اس کے مکان میں روشنی ہو رہی تھی۔

کیٹی دبے پاؤں اپنے مکان کی پچھلی کھڑکی کے پاس آگئی اس نے جھانک کر اندر دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک کرخت چہرے والا آدمی ریڈیو ٹرانسمیٹر پر بول رہا تھا۔

چیف! میں نے شہر میں آدمی دوڑا دیئے ہیں۔ صبح ہونے سے پہلے کیٹی کو گرفتار کر لیا جائے گا"

کیٹی وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی۔

اب وہ شہر کے باہر کی ایک بستی میں آگئی۔ اس بستی میں عام طور پر ان قیدیوں کو رکھا جاتا تھا کہ جو دوسرے سیاروں سے پکڑ کر لائے گئے تھے اور جن سے زبردست مشقت لی جاتی تھی۔ اس بستی کے اردگرد فولاد کی ایک دیوار بنی ہوئی تھی جس میں جگہ جگہ داخل ہونے کے گول سوراخ بنے تھے۔

یہاں اندھیرا چھایا تھا۔ گول سوراخوں پر بھی کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ لگتا تھا کہ یہ جگہ قیدی نہ ہونے کی وجہ سے ویران پڑی ہے۔ کیٹی نے سوچا کہ اسے چاہیئے کہ اس ویران بستی میں کسی جگہ جا کر چھپ جائے اور اگلا پروگرام بنائے۔ کیٹی فولادی دیوار کے سوراخ میں سے اندر داخل ہوگئی۔ اس چھوٹی سی بستی میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تنگ و تاریک کوٹھڑیاں سی بنی تھیں۔

کسی کوٹھڑی میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ گھپ اندھیرا تھا۔ کیٹی آگے بڑھی۔ اسے یقین ہوگیا کہ قیدیوں کی بستی ویران پڑی ہے اور آجکل یہاں کوئی قیدی نہیں ہے وہ تاریک گول کوٹھڑیوں کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ کسی جگہ کوئی آدمی نظر نہیں آرہا تھا۔ کوئی گشت کرتا پہرے دار بھی نہیں تھا۔

بستی کے آخری کنارے پر کیٹی نے چاند کی مدھم روشنی میں ایک لمبوترا گیراج سا بنا ہوا دیکھا۔ اس کی چھت ڈھلانی تھی اور زمین سے دو فٹ اونچا تھا۔ یہ ایک لمبی فوجی بارک کی طرح کا کمرہ تھا جو دو فٹ اونچے چبوترے پر بنایا تھا۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ کیٹی اس میں چھپنے کا خیال لے کر دروازے کے قریب آئی تو اسے اندر سے انسانوں کے کراہنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ اپنی جگہ

COURTESY W PDFBOOKSFREE.PK

پر ساکت ہو کر رہ گئی۔ یہ اس کے اندر کون لوگ ہیں؟ یہ کراہ کیوں رہے ہیں؟

کیٹی کچھ نہ سمجھ سکی۔ وہ ابھی وہیں کھڑی تھی کہ اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ کیٹی جلدی سے ایک طرف ہٹ گئی۔ مگر اس عرصے میں ایک آدمی اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ کیٹی اب بھاگ نہیں سکتی تھی۔ اس نے خلائی پستول اس آدمی پر تان دی۔

"خبردار! اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو میں فائر کر دوں گی"

کیٹی نے اپنے سیارے کی زبان میں کہا وہ آدمی بولا۔

"میں تمہارا دشمن نہیں ہوں"

کیٹی نے دیکھا کہ آنے والا شخص ایک چوڑے شانوں والا خوش شکل جوان تھا۔ اگرچہ مصیبتوں کی وجہ سے اس کا چہرہ کمزور ہو رہا تھا اور شیو بڑھی ہوئی تھی۔ یہ جوان کیٹی کو اس سیارے کا آدمی نہیں لگتا تھا۔ کیٹی اس کے قریب آگئی اس جوان کے ہاتھوں میں ایک المونیم کا تسلا تھا جس میں سے ہلکی ہلکی بھاپ اٹھ رہی تھی۔ کیٹی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"پھر تم کون ہو؟"

اس جوان نے کہا

"اگر تم یہاں پہرے پر ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میرا نام کمپال ہے اور میں زمین کے سیارے کا رہنے والا ہوں اور یہاں ایک قیدی کی زندگی بسر کر رہا ہوں"

کیٹی کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس نے بے اختیار کہا۔

"کیا۔ کیا تم نظام شمسی کے سیارہ زمین کے رہنے والے ہو؟"

کمپال نے تعجب سے کیٹی کو دیکھا اور کہا

"کیا تمہیں معلوم نہیں؟ تم کون ہو؟ شکل سے تم اسی سیارے کی لڑکی لگتی ہو"

اب کیٹی نے زمین کی انگریزی زبان میں اس سے کہا

"کمپال! میں اگرچہ اسی سیارے کی رہنے والی ہوں مگر میں نے اپنی زندگی کا لمبا عرصہ تمہاری زمین پر گزارا ہے اور یہ لوگ میرے دشمن ہیں۔ خیر یہ باتیں تم سے بعد میں کروں گی پہلے یہ بتاؤ کہ تم یہ تسلا کس لئے لے جا رہے ہو۔ اور اندر یہ کون ہیں جو کراہ رہے ہیں۔

COURTESY W PDFBOOKSFREE.PK

کمپال نے کہا

"یہ اس سیارے کی ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہیں ان کے جسموں میں سوراخ ہونا شروع ہو گئے ہیں - یہ موت کا انتظار کر رہے ہیں - میں ان کی خدمت کرتا ہوں - چاہتا ہوں کہ جب تک یہ زندہ ہیں انہیں جڑی بوٹیوں کا سوپ پلاتا رہوں - تمہارا نام کیا ہے ؟ اور اس سیارے کی مخلوق تمہاری دشمن کیوں ہے ؟

کیٹی نے کہا

"میرا نام کیٹی ہے مگر تم یہاں کیسے آ گئے ؟

کمپال بولا -

"یہ ایک لمبی کہانی ہے - بس یوں سمجھ لو کہ میں بدقسمتی سے دنیا کی تیسری ایٹمی جنگ کے بعد ملک برازیل کے ایک پہاڑی علاقے میں نکل آیا - وہاں مریخ والوں نے مجھے گرفتار کر کے اس سیارے کے قریب سے گزرتے ہوئے یہاں پھینک دیا - ان لوگوں نے مجھے پکڑ کر یہاں قید کر دیا - میں نہ جانے کتنے عرصے سے یہاں قید ہوں' میرے ساتھ اندر چلو - مریض میری راہ دیکھ رہے ہوں گے -

کمپال نے کیٹی کو ساتھ لیا اور وہ دروازہ کھول کر بارک میں داخل ہو گئے - بارک کے اندر چھوٹا سا بلب جل رہا تھا - اس کی دھیمی روشنی میں کیٹی نے کئی ایک مریض بیمار لوگوں کو دیکھا کہ پھٹے پرانے کپڑوں میں لپٹے فرش پر ادھر ادھر پڑے کراہ رہے تھے - ان کی زرد آنکھیں مردہ لگ رہی تھیں ان کے ناک پتلے ہو کر آگے سے نیچے کو مڑ کر ان کی گردنوں تک پہنچ گئے تھے اور ہڈیاں اوپر کو اٹھ کر ناک کے کوہان کو چھو رہی تھیں -

کمپال نے کیٹی کو بتایا کہ ان میں سے بہت سوں کے جسموں میں سوراخ نمودار ہو گئے ہیں - کمپال اور کیٹی نے پیالوں میں گرم سوپ ڈال کر ان مریضوں کو دیا - یہ بدنصیب بیمار نیم مردہ لوگ کراہتے ہوئے آہستہ آہستہ سوپ پینے لگے -

اب کیٹی نے کمپال کو بتایا کہ سیارے کا لیڈر اس پر خوفناک تجربہ کرنے والا تھا کہ وہ ان کی لیبارٹری سے فرار ہو کر یہاں آ گئی ہے - کمپال نے تعجب سے پوچھا

"تم سکائی لیپ سے یہاں کیسے پہنچ گئی ؟"

کیٹی نے اسے اپنے جن دوست کے بارے میں بتانا مناسب نہ سمجھا اور کہا

"بس کسی نہ کسی طرح پہنچ گئی ہوں - ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمدرد بوڑھے ملازم نے میری مدد کی تھی۔ وہ
کبھی میرے باپ کا دوست رہ چکا ہے"
کمپال نے آہ بھر کر کہا
" کسی کی ہمدردی ہمیں اس جہنم سے نہیں
نکال سکتی۔ میں نے شروع شروع میں فرار ہونے کی دو
چار کوششیں کی تھیں۔ پھر دیکھا کہ یہاں سے نکلنا ناممکن
ہے۔ اب میں نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا ہے اور
یہاں قید ہوں۔ ان بیمار لوگوں کی خدمت کرتا رہتا ہوں"
کیٹی نے کمپال سے پوچھا
" یہاں پہاڑیوں میں ایک خلائی ائرپورٹ
ہوا کرتا تھا کیا اب بھی یہ ائرپورٹ اسی جگہ پر
ہے؟ کیونکہ مجھے یہاں سے نکلے کافی دیر ہو گئی ہے؟"
کمپال نے کہا
"جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ یہ
خلائی ائرپورٹ اسی جگہ پہاڑیوں میں ہی ہے۔ مگر
تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"
کیٹی کہنے لگی۔
"کمپال! یہ مت بھولو کہ ہمیں ہر حالت میں
اس سیارے سے فرار ہونا ہے۔ کم از کم میں یہاں

نہیں رہ سکتی۔ یہ لوگ میری جان کے دشمن ہیں
اور میری تلاش میں ہیں"
کمپال خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا
" کیٹی بہن! میں ان بیمار لوگوں کو چھوڑ کر
نہیں جا سکتا ان کو میری ضرورت ہے۔ ان کی خدمت
میرا فرض ہے ہاں اگر تمہارے فرار میں، میں کچھ مدد
کر سکا تو مجھے خوشی ہو گی"
وہ ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ باہر ایک خلائی گاڑی
آ کر رکی۔ کیٹی نے گھبرا کر کہا
" وہ لوگ آ گئے ہیں"
کمپال نے جلدی سے اٹھ کر دروازے کی درز میں
سے باہر دیکھا۔ اسے چاند کی روشنی میں خلائی گاڑی
میں سے چھ سات سپاہی خلائی گنیں لئے اترتے نظر
آئے۔ وہ تیزی سے بیماروں کی بارک کی طرف آ رہے
تھے۔ کمپال نے کہا۔
سپاہی شاید تمہاری تلاش میں ہی آئے ہیں جلدی
سے ان بیمار لوگوں میں چادر لے کر بیٹھ جاؤ۔
جلدی کرو"
کیٹی بجلی کی تیزی سے بیمار لوگوں کے درمیان جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چادر اوڑھ کر بیٹھ گئی ۔ اس نے چادر اپنے سر کے اوپر ڈال لی اور آہستہ آہستہ کراہنے لگی ۔ وہ اس طرح بیٹھی تھی کہ اوٹ میں ہو گئی تھی ۔

دروازہ ایک دم کھل گیا ۔ سات سپاہی خلائی گنیں لیے دھڑ دھڑاتے اندر آ گئے ۔ ان کا کمانڈر آگے آگے تھا۔ کمانڈر نے کمپال کو دھکا دے کر پرے ہٹایا اور گرجدار آواز میں بولا

" یہاں ایک عورت فرار ہو کر آ گئی ہے ۔ کہاں ہے وہ ؟"

کمپال نے کہا

" جناب ! یہاں تو سب بیمار اور مریض لوگ ہیں یہاں باہر سے کوئی عورت نہیں آئی"

کمانڈر نے حکم دیا

" کیٹی کو ان میں تلاش کرو"

کمپال نے فوراً کہا

" سر! میں آپ کو خبردار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔ ان لوگوں کو چھوت کی بیماری ہے اگر کسی نے انہیں ہاتھ لگایا یا ان کے زیادہ قریب گیا تو اسے بھی یہ بیماری لگ سکتی ہے"

یہ سنتے ہی کمانڈر دو قدم پیچھے ہو گیا۔ سپاہی بھی پیچھے ہٹ گئے ۔ کمانڈر نے کہا

" ٹھیک ہے واپس چلو۔ یہاں کیٹی نہیں ہو سکتی"

سب سے پہلے کمانڈر باہر گیا۔ اس کے ساتھ ہی باقی سپاہی بھی بارک سے نکل گئے ۔ ان کے جانے کے بعد کمپال نے دروازہ بند کر دیا۔ کیٹی تیزی سے چادر پھینک کر کمپال کے پاس آ گئی ۔ اس نے گھبراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

" کیا یہ بیماری چھوت کی بیماری ہے کمپال؟"

کمپال نے مسکرا کر کہا

" نہیں ۔ یہ وائرس کی بیماری ہے ۔ چھوت کی بیماری نہیں ہے ۔ تم بے فکر رہو"

کیٹی کہنے لگی ۔

" اب سپاہی ادھر نہیں آئیں گے ۔ مگر مجھے بہت یہاں سے فرار ہونے کا منصوبہ بنانا ہوگا ۔ میں زیادہ دیر ان لوگوں کی نگاہوں سے نہیں چھپ سکتی"

کمپال کہنے لگا ۔

" میری جھونپڑی میں آ جاؤ۔ وہاں چل کر غور کرتے ہیں"

COURTESY W...PDFBOOKSFREE.PK

کمپال کی جھونپڑی وہاں سے چند قدموں کے فاصلے پر تھی۔ کیٹی وہاں آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ روشنی گل کر دی گئی تھی۔ کمپال نے کہا

"تمہارے فرار ہونے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ کسی طرح تمہیں چھوٹا سا خلائی جہاز مل جائے اس کے سوا اس سیارے سے فرار ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے"

کیٹی سوچنے لگی۔ کمپال خود ہی بولا۔

"مگر خلائی جہاز کو اغوا کرنا بڑی مشکل بات ہے خلائی ائرپورٹ پر بڑا سخت پہرہ ہوتا ہے۔ کوئی چڑیا بھی وہاں پَر نہیں مار سکتی"

کیٹی گہری سوچ سے بیدار ہوتے ہوئے بولی

"میں جانتی ہوں۔ میں ان لوگوں کی کمزوریوں کو بھی جانتی ہوں۔ اس کے باوجود مجھے جان کا خطرہ مول لے کر خلائی جہاز کو اغوا کرنا پڑے گا"

کمپال نے آہستہ سے کہا

"کیٹی بہن! ایک خیال میرے ذہن میں آیا ہے"

کیٹی کے پوچھنے پر کہ کیا خیال اس کے ذہن میں

آیا ہے۔ کمپال بولا

"ائرپورٹ سے ایک فرلانگ دور پہاڑی کے اوپر ان لوگوں کی ایک چھوٹی خلائی شٹل ہے۔ جو ہفتے میں ایک دن خلا میں سروے کرنے جاتی ہے اس میں ایندھن وغیرہ ہر وقت بھرا رہتا ہے اگر کسی طرح اس خلائی شٹل کو اغوا کر سکو تو یہاں سے فرار ہو سکتی ہو"

کیٹی کی آنکھوں میں امید کی کرن چمکی۔ اس نے چونک کر کہا

"کیا اس خلائی شٹل پر ہر وقت سیکورٹی گارڈ کا پہرہ ہوتا ہے؟"

کمپال کہنے لگا

"ظاہر ہے وہاں اتنا کڑا پہرہ نہیں ہوگا۔ جس قدر کہ ائرپورٹ پر ہوتا ہے مگر پہرہ ضرور ہوتا ہے۔

کیٹی نے کہا

"مجھے اس خلائی شٹل کو اغوا کرنے کا خطرہ ہر حالت میں مول لینا ہوگا۔ یہی میری زندگی کی آخری امید ہے"

پھر اس نے کمپال کی طرف دیکھ کر کہا

COURTESY WWW.FREEOFBOOKSFREE.PK

"اس کے لئے مجھے اپنا بھیس بدلنا ہوگا"

"تم کس کا بھیس بدلو گی؟" کمپال نے پوچھا

کیٹی غور کرنے لگی۔ کچھ دیر خاموش رہ کر بولی۔

"خلائی جہازوں کے خلائی مکینک ہوتے ہیں جن کا لباس نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ مکینک خلائی جہاز کے انجن کی چیکنگ کرنے پر لگائے جاتے ہیں۔ اور یہ مرد ہوتے ہیں اگر کسی طریقے سے تم مجھے ان کے سٹور سے کسی مکینک کی نیلی وردی لاکر دے دو تو میں مرد مکینک کا بھیس بدل کر خلائی شٹل میں داخل ہونے کی کوشش کر سکتی ہوں"

کمپال بولا

"خلائی سٹور میں داخل ہونا مشکل ہے پھر بھی میں تمہارے لئے نیلی وردی لانے کی کوشش کروں گا"

اسی طرح رات گزر گئی۔ دوسرے دن کمپال نے کیٹی کو اپنی جھونپڑی میں ہی چھپے رہنے کی تاکید کی اور خود خلائی مکینک کی نیلی وردی لینے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ وہ شام کو واپس آیا۔ کیٹی بڑی بے تابی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ کمپال کے ہاتھ میں پلاسٹک کا لفافہ تھا۔ اس میں خلائی مکینک کی نیلی وردی تھی۔ کمپال نے کہا

"میں سٹور میں داخل نہیں ہو سکا۔ مگر میں نے شہر میں اپنے ایک خاص آدمی سے یہ وردی تیار کروا لی ہے۔ یہ تمہیں پوری آئے گی۔ اسے پہن کر دیکھو"

کیٹی نے وردی پہنی تو اسے پوری تھی۔ شام تک کیٹی نے اپنا حلیہ مردانہ بنا لیا۔ سر پر نیلی ٹوپی رکھ لی۔ بالوں کو لپیٹ کر ٹوپی کے اندر کر دیا۔ کمر میں پیٹی کے ساتھ کیڈ خلائی اوزار بھی لٹکا لئے اور خلائی شٹل کی طرف روانہ ہونے کے لئے اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

جونہی شام کا اندھیرا رات کے اندھیرے میں گم ہوا کیٹی نے کمپال سے اجازت لی اور خلائی شٹل والی پہاڑی کی طرف چل پڑی۔ وہ ان سارے راستوں سے واقف تھی۔ اگرچہ وہ خلائی مکینک کے لباس میں تھی مگر قریب سے دیکھنے پر پہچانی جا سکتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے فرار کے بعد اس کی تصویریں سب پہرے داروں کو پہنچا دی گئی ہوں گی لیکن پھر بھی کیٹی کو ہر حالت میں یہ خطرہ مول لینا ہی تھا چاند ابھی پہاڑی کے پیچھے سے طلوع نہیں ہوا تھا۔ اندھیرا کافی گہرا تھا۔ وہ خلائی اسٹرپورٹ کا ایک چکر کاٹ کر اس پہاڑی کے سامنے آگئی جس کے اوپر خلائی شٹل موجود تھی۔ خلائی شٹل کے اوپر والے گلاب کی نیلی روشنی جل رہی تھی۔ کیٹی پہاڑی پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چڑھنے لگی

جب خلائی شٹل کے قریب پہنچی تو اس نے دیکھا کہ فولاد کا ایک جنگلا لگا ہے جس کے اندر خلائی شٹل اپنے پیڈ پر کھڑی ہے۔ جنگلے کے باہر دو پہرے دار سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں خلائی گنیں تھیں۔ کیٹی کے دل میں خیال آیا کہ وہ کیوں نہ خلائی گن سے فائر کر کے ان دونوں کو موت کی نیند سلا دے؟

لیکن اس نے خلائی شٹل میں کچھ سپاہی کو داخل ہوتے دیکھا۔ اس کا مطلب تھا کہ خلائی شٹل کے اندر بھی سپاہی موجود تھے۔ اگر وہ ان دو پہرے داروں کو ہلاک کر دیتی ہے تو اندر والے سپاہی ہوشیار ہو جائیں گے اور ائرپورٹ کی سیکورٹی کو سگنل کر دیں گے اور وہاں سے سپاہیوں کا دستہ یہاں پہنچ جائے گا اور پھر کیٹی کے لیے شٹل اغوا کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا۔

کیٹی نے سوچا کہ اسے خلائی مکینک کی شکل میں ہی اندر جانا چاہیے اس کا دل دھڑکنے لگا۔ جنگلے کے قریب پہنچ کر کیٹی نے مرد خلائی مکینک کی طرح ایک خاص طرح سے سیٹی بجانی شروع کر دی یہ دھن اسے معلوم تھی جو خلائی مکینک اکثر بجایا کرتے ہیں۔ دونوں پہرے داروں نے خلائی مکینک کی دھن سنی تو چونک کر دیکھا۔ انہیں اندھیرے میں ایک نیلی وردی والا مکینک اپنی

طرف آتا دکھائی دیا۔ ایک پہرے دار نے کہا

"یہ کم بخت اس وقت کہاں سے آگیا ہے؟"

اگرچہ کیٹی موت کے منہ میں جا رہی تھی مگر اس نے اپنے حواس برقرار رکھے تھے وہ بڑی بے نیازی سے منہ سے سیٹی بجاتی پہرے داروں کے پاس پہنچی اور ان سے اجازت لئے بغیر اندر جانے لگی تو ایک پہرے دار نے روک کر کہا۔

"اندر کیا کرنے جا رہے ہو؟"

کیٹی نے مردانہ آواز میں ذرا سا ڈانٹ کر کہا

"میں چیف کے حکم پر شٹل کے انجن کی فائینل چیکنگ کیلئے آیا ہوں۔ تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والے؟"

دوسرا پہرے دار بولا۔

"یہ ہماری ڈیوٹی ہے"

کیٹی نے غصے سے کہا

"میں آج ہی چیف سے تمہاری شکایت کروں گا کیا نام ہے تمہارا؟ جلدی بتاؤ"

دونوں پہرے دار ڈر گئے کیونکہ چیف بڑا سخت تھا۔ اور خلائی مکینکوں پر بے حد اعتبار کرتا تھا پہرے دار اندھیرے میں کیٹی کی شکل نہ پہچان سکے انہوں نے اسے اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ کیٹی سیٹی بجاتی۔ گنگناتی جنگلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے دروازے ہیں۔ سے گزر کر خلائی شٹل کی طرف بڑھی۔ خلائی شٹ
اپنے پیڈ پر خاموش کھڑی تھی اس کا نوکیلا منہ اوپر کی طرف
تھا اوپر لگے گلوب کی نیلی روشنی جگمگا رہی تھی۔

خلائی شٹل میں سیڑھی لگی تھی۔ سیڑھی پر دو سپاہی دروازے
سے اترتے نظر آئے۔ کیٹی کا دل ایک بار زور سے دھڑکا۔ وہ
یہاں بھی پکڑی جا سکتی تھی۔ مگر وہ بڑی بہادری اور حوصلے
سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ خلائی شٹل کی سیڑھیوں کے
پاس آئی تو ایک سپاہی نے جھلا کر کہا

"تم رات کے وقت کیا کرنے آگئے ہو؟"

کیٹی نے اعتماد کے ساتھ مردانہ آواز میں کہا

"چیف کے حکم سے شٹل انجن کی چیکنگ
کرنے آیا ہوں"

دوسرا سپاہی بولا۔

"اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ"

مگر کیٹی کے پاس شناختی کارڈ نہیں تھا۔

آگے کیا ہوا۔ جاننے کے لیے اگلی قسط نمبر ۱۱۶ پڑھیے

میرے نام

میرے پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم۔ میں نے آپ کی لکھی ہوئی قسط وار کہانی نیلی شیشہ اور ماتا دیوی کا گڑھ پڑھیں۔ بے حد پسند آئیں۔

انکل آپ نے یہ قسط وار کہانی بہت ہی لمبی لکھی ہے۔ اس کی اب تک ایک سو دس قسطیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور ابھی مزید آپ ہمارے لیے لکھ رہے ہیں۔ یہ تو آپ کی ذہانت ہے کہ آپ نے بچوں کے لیے اتنی دلچسپ، حیرت انگیز اور طویل داستان محنت اور لگن کے ساتھ لکھنے کی سعادت حاصل کی دعا ہے کہ آپ عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں ہمارے لیے اسی محبت اور لگن کے ساتھ لکھتے رہیں۔ آپ عنبر ہوشیار کی ایک بڑی تصویر بھیجیے۔

خدا حافظ عمران احمد خان نیازی۔ گورنمنٹ ہائی سکول۔ بھکر

○

پیارے سے پیارے انکل

السلام علیکم۔ انکل ابھی ابھی آپ کا خط ملا پڑھا ایمان سے انکل بڑی خوشی ہوئی آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ انکل سچ میں تاخیر ہوئی تھی۔ کافی دن ہو گئے تھے آپ کا جواب نہیں آیا تو میں نے سوچا اب ہم بھی نہیں لکھیں گے۔ نا دوں تو خیر ہم چھوڑ نہیں سکتے خط نہیں لکھیں گے۔ ابھی آپ کا خط ملا تو واقعی بہت ہی خوشی ہوئی۔ باقی میں [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے مجھے دعا دی کہ تم ضرور کامیاب ہو گی۔ شکریہ انکل بہت بہت
ابھی ابھی میں نے ماما دیوی کا گدھ پڑھا۔ بہت پسند آیا
اس ماہ کے دونوں ناول بڑے اچھے تھے انکل ایک بات تو
بتائیے۔ کیا یہ سب کچھ سچ ہے ہم کو بہت شوق ہے عنبر ناگ
ماریا کیٹی وغیرہ سے ملنے کا۔ انکل کبھی یہ سب لوگ یہاں فیصل آباد
آئیں تو ہمارے گھر کا ایڈریس آپ کو ضرور دیں اور ہاں امجد بھائی
کا ایڈریس ضرور ضرور لکھ کر بھیجئے۔ میں انتظار کروں گی خدا حافظ

بے بی۔ فیصل آباد

○

مکرمی اے حمید

آداب مسنون کے بعد عرض ہے کہ ہم نے نئے ناول پڑھے ان
میں غیبی شیشہ اور ماتا دیوی کا گدھ پڑھے بہت پسند آئے۔
ہمارے گاہکوں اور آپ کے قارئین نے دعا کی ہے کہ آپ
اس سے اچھے ناول لکھیں اور ہمارے گاہکوں اور آپ کے
قارئین جنہوں نے آپ کے ناول پسند کیے مندرجہ ذیل ہیں۔
محمد ضیاء الحسن، محمد ذکاء الحسن، ادریس، مبشر شاہ، اکرام الحق
رانا محمد سلیم خان سلیمی، ملنا محمد ریاض خان، عبدالواحد تبسم، محمد اصغر
رانا، محمد عاشق کنول نے پسند کیے اور سب دوسروں نے پسند
کیے آپ کا مخلص رانا محمد سلیم خان سلیمی

پتہ: رانا لائبریری نیو اردو بازار سرگودھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

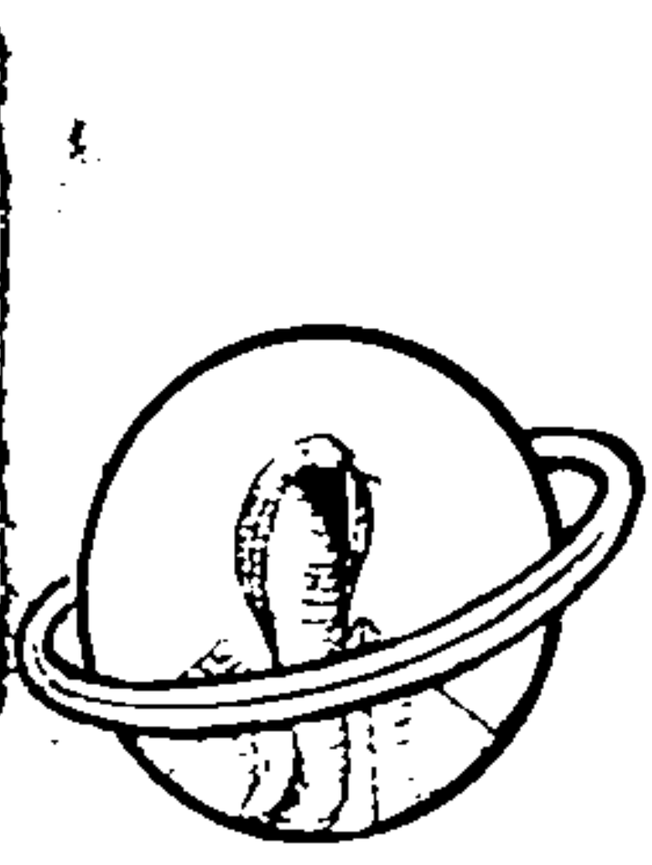

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۵۰/-
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۵۰/-
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۵۰/-
۱۰۴ خلائی کمرہ ۵۰/-
۱۰۵ مُردوں کا ستارہ ۵۰/-
۱۰۶ خوفناک طلسمی روشنی ۵۰/-
۱۰۷ خطرناک قلعہ ۵۰/-
۱۰۸ غیبی شیشہ ۵۰/-
۱۰۹ ماریا دیوی کا گڑھ ۵۰/-
۱۱۰ آدھی عورت آدھا سانپ ۵۰/-
۱۱۱ خلائی مخلوق اور ۵۰/-
۱۱۲ عجیب اور ۵۰/-
۱۱۳ کیپٹن اور زندہ لاش ۵۰/-
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۵۰/-
۱۱۵ خطرناک تجربہ ۵۰/-
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۵۰/-
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۵۰/-
۱۱۸ مُردے کی موت ۵۰/-

عمران سیریز

اور

جاسوسی ڈائجسٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور پیٹی خلا میں سانپ کا قیدی

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۔ ۷/۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]

پیارے دوستو!

پنڈی گھیپ سے عزیزہ مونا لکھتی ہیں کہ انکل میں آپ کی کہانیاں بھی شوق سے پڑھتی ہوں اور اسکول کی پڑھائی بھی محنت سے کرتی ہوں۔ اس بار میں اپنی کلاس میں فسٹ آئی ہوں۔ ہزار میں سات سو بیس نمبر حاصل کیے ہیں۔ بھئی عزیزہ مونا ہم آپ کو کلاس میں فسٹ آنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دوسرے ساتھی بھی اسی طرح جی لگا کر اسکول کی پڑھائی کریں۔ اور پہلی پوزیشن حاصل کر کے والدین اور ملک و قوم کا نام روشن کریں۔ کوئٹہ سے انجم اور کراچی سے سلیم سلمان صاحب نے بھی امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ ہم ان سب دوستوں کی خدمت میں دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے سارے ساتھی اپنی تعلیمی سرگرمیاں لگن کے ساتھ جاری رکھیں گے اور فرصت کے وقت عنبر ناگ ماریا سے جی بہلائیں گے۔ تاکہ وہ پھر سے تازہ دم ہو جائیں۔

تمہارا انکل

اے حمید

۴۵۴۔ این راہ چمن، سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

کیٹی کا فرار
دھندلا طلسمی چہرہ
سانپ کا قیدی
اہرام کا تابوت
سنسان جزیرے کی روشنی

کیٹی کا فرار

"شناختی کارڈ" کیٹی نے رُعب سے کہا۔

سپاہی نے کہا۔

"ہاں! اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ"

کیٹی نے ایک سیکنڈ میں حالات کا جائزہ لیا۔ دونوں سپاہی اس کے پاس کھڑے تھے اور خلائی شٹل کی سیڑھیاں کیٹی کے بالکل سامنے تھیں۔ کیٹی کا بھانڈا پھوٹنے والا تھا۔ شناختی کارڈ کے بغیر سپاہی اسے خلائی شٹل میں جانے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ اور شناختی کارڈ کیٹی کے پاس نہیں تھا۔ اچانک ایک سپاہی نے کیٹی کو گھور کر دیکھا۔

"میں نے تمہیں پہلے یہاں نہیں دیکھا۔ کون ہو تم؟"

اب دوسرا سپاہی بھی چوکس ہو گیا۔ کیٹی نے اپنی نیلی پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کہا۔

"دکھاتا ہوں شناختی کارڈ۔ گھبراتے کیوں ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیکن کیٹی نے جس جیب میں ہاتھ ڈالا تھا اس میں شناختی کارڈ کی بجائے خلائی پستول تھا۔ ایک لمحے کے اندر اندر کیٹی نے جیب سے پستول نکالا اور اپنے سامنے کھڑے سپاہی پر فائر کر دیا۔ ایک دھماکے سے سپاہی ہوا میں بھسم ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ دوسرا سپاہی خلائی گن سے حملہ کرتا۔ کیٹی نے اس پر بھی فائر جھونک دیا۔ دوسرا دھماکہ ہوا اور دوسرا سپاہی بھی بھسم ہو گیا۔

کیٹی نے سیڑھی پر چھلانگ لگا دی اور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی شٹل کے اندر گھس گئی۔ فائر کے دھماکے کی آواز سن کر اوپر والے باقی سپاہی بھی دروازے کی طرف دوڑے۔ کیٹی ایک دم سے فرش پر لیٹ گئی۔ اور اس نے فائرنگ شروع کر دی۔ ایک فائر کیٹی سے بالکل قریب آ کر لگا۔ کیٹی اچھل کر دوسری طرف ہو گئی اور اس کا پستول دھڑا دھڑ فائر کرنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے باقی سپاہی بھی خلائی شعاعوں کی زد میں آ کر بھک سے اڑ گئے۔

یہ جنگ دیکھ کر پہرے دار خلائی شٹل کی طرف فائر کرتے دوڑے۔ مگر اس دوران میں کیٹی نے خلائی شٹل کا آٹومیٹک دروازہ بند کر دیا تھا۔ وہ خلائی جہازوں کی تکنیک جانتی تھی۔ وہ خلاباز تھی اور اس نے خلائی پرواز کی پوری ٹریننگ لی ہوئی تھی۔

سب سے پہلے کیٹی نے خلائی شٹل کی کے دونوں کمروں میں گھوم کر دیکھا۔ وہاں اب کوئی دشمن کا سپاہی نہیں تھا۔

کیٹی کاک پٹ میں بیٹھ گئی۔ اس نے سارے سوئچ اون کر دیئے۔ خلائی شٹل لرزنے لگی۔ اس کا انجن سٹارٹ ہو گیا۔ ایک بے پناہ شور کے ساتھ شٹل نے پیڈ پر سے اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے وہ زمین سے ہزاروں فٹ کی بلندی پر آ گئی۔ کیٹی نے دوسرا بٹن دبا دیا۔ خلائی شٹل کا سب سے طاقتور انجن سٹارٹ ہو گیا۔ شٹل کو ایک زبردست دھچکا لگا اور وہ تیزی سے اوپر خلا کی طرف بڑھنے لگی۔ چند سیکنڈ میں خلائی شٹل کیٹی کے سیارے سے ہزاروں کلو میٹر کی بلندی پر جا چکی تھی اور پھر وہ اس کے مدار سے نکل کر خلا میں روانہ ہو گئی۔

کیٹی نے سکھ کا سانس لیا۔ اسے ایک بات کا شدید احساس تھا کہ عنبر کا نیلی شیشہ سیارے کے لیڈر اوٹانگ کے پاس ہی رہ گیا تھا۔ لیکن کیٹی کے لیے اپنی جان بچانے کا کام سب سے زیادہ اہم تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عنبر کو بھی نیلی شیشے کا افسوس نہیں ہو گا۔ کیٹی نے اب آسٹرو چارٹ کو غور سے دیکھا۔ راڈار سکرین پر ستاروں کا جائزہ لینے کے بعد اس نے کمپیوٹر پر ان کا تجزیہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ زمین کا نظام شمسی سات سو اشاریہ زیرو ایک کی ڈگری پر تھا۔ کیٹی نے اس سمت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی شٹل کا رخ مقرر کر دیا۔

شٹل نے زمین کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔

کیٹی واپس زمین پر پہنچنا چاہتی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عنبر ناگ ماریا زمین پہ ہی ہیں۔ ہاں البتہ اسے اپنے ساتھی تھیوسا نگ کا ضرور خیال آ رہا تھا کہ نہ جانے خلا میں وہ کس سیارے پہ ہوگا؟ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ بھی کسی نہ کسی زمین پہ واپس عنبر ناگ ماریا کے پاس پہنچ گیا ہو۔

خلائی شٹل کی سکرین پہ کیٹی نے نظر ڈالی تو اسے اپنا دشمن سیارہ کروڑوں میل کے فاصلے پہ نظر آیا۔ یہ کیٹی کا وطن تھا مگر اس کی مخلوق اس کی دشمن بن گئی تھی۔ یہ سیارہ ایک چھوٹے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اس خلائی شٹل کی رفتار کروڑوں میل فی گھنٹہ کی تھی۔ خلا میں اسے اس رفتار کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا کیونکہ اس کے ارد گرد کوئی ایسی شے نہیں تھی جس کو پیچھے جاتے دیکھ کر کیٹی کو احساس ہوتا کہ اس کی رفتار کتنی تیز ہے۔

خلا میں نہ دن تھا نہ رات۔ خلا میں اندھیرا تھا۔ دور کروڑوں میل، اربوں میلوں کے فاصلے پہ ستارے انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔ جو سیارے تھے یعنی جو خود آگ کے گولے نہیں تھے۔ بلکہ ہماری زمین کی طرح ٹھنڈے پتھر کے گولے تھے۔ وہ اپنے قریبی سورج کی روشنی میں چمک رہے

تھے۔

پیارے دوستو! یہ تو تم لوگوں کو معلوم ہی ہوگا کہ کائنات کے خلا میں ایک تو سیارے ہوتے ہیں۔ دوسرے ستارے ہوتے ہیں۔ سیارے ہماری زمین کی طرح ہوتے ہیں جو خلا میں اپنی خاص مدت پوری کرنے کے بعد ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور گھومتے رہتے ہیں۔ یہ خود روشن نہیں ہوتے بلکہ قریبی سورج ان کو روشن کرتے ہیں۔ جو ستارے ہوتے ہیں وہ ہمارے سورج کی طرح ہوتے ہیں۔ جو بے پناہ آگ میں دہک رہے ہوتے ہیں۔ ان میں ایٹموں کے پھٹنے کا عمل جاری رہتا ہے جس سے ان میں ہر وقت گیسیں جلتی رہتی ہیں۔ اور زبردست ایٹمی توانائی مارنج ہوتی رہتی ہے۔

کیٹی کی خلائی شٹل کا جو راستہ متعین تھا وہ دہکتے ہوئے ستاروں سے کروڑوں میل کے فاصلے پہ سے ہو کر گزرتا تھا۔ چنانچہ اسے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ کیٹی کے شٹل کی رفتار چونکہ انتہائی تیز تھی اس لیے خلا میں شٹل کا فاصلہ تو زیادہ طے ہو رہا تھا۔ مگر وقت تھوڑا گزر رہا تھا۔ ہماری دنیا کے حساب سے خلا میں کیٹی کا ایک دن اور ایک رات گزر گئی ہوگی۔ مگر شٹل نے اربوں میل کا فاصلہ طے کر لیا تھا۔ دنیا پہ ہمیں اپنی کسی بھی ٹرین یا ہوائی جہاز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بیٹھ کر یہ فاصلہ طے کرنے میں شاید سینکڑوں سال لگ جاتے مگر کیٹی نے ایک دن اور ایک رات میں یہ فاصلہ طے کر لیا تھا۔ شٹل خلا میں دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

خلا میں اپنی دنیا کے حساب سے کیٹی کو ایک ہفتہ گزر گیا۔ آٹھویں روز کیٹی نے سکرین پر نظر ڈالی تو اسے دور ایک نیلا سیارہ بڑی تیزی سے چمکتا نظر آیا۔ اس سیارے کے نیچے کی جانب سے بھی ایک لمبوتری نیلی روشنی نکل کر خلا میں پڑ رہی تھی۔ اب سکرین پر کیٹی نے دیکھا کہ یہ ایک ناشپاتی کی شکل کا بہت بڑا سیارہ ہے۔ جس کے اوپر کا حصہ تاریکی اور نیچے کا حصہ نیلا تھا۔ اس نچلے حصے میں سے نیلی روشنی ایک آبشار کی طرح خلا میں پڑ رہی تھی۔ کیٹی کا شٹل اسی طرف چلنے لگا۔ کیٹی نے شٹل کا رخ بدلنے کی کوشش کی مگر اس سیارے کی کشش اتنی زیادہ تھی کہ وہ اپنی شٹل کا رخ نہ بدل سکی۔

کیٹی کی نگاہیں سکرین پر سیارے کو تک رہی تھیں۔ اس نے اب ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ خلا میں سے ایک گول نیلی روشنی کا دائرہ تیرتا ہوا نیلے سیارے کی آبشار جیسی روشنی کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ دائرہ ایک گول نیلے تختے کی طرح تھا۔ اچانک کیٹی کے حلق سے ایک چیخ سی نکل گئی کیونکہ اس نے دیکھا کہ تختے پر ایک انسان لیٹا تھا جس کے

جسم کے گرد ایک بہت بڑا سانپ لپٹا ہوا تھا۔ پاس ہی سانپ کی پٹاری کھلی پڑی تھی۔ یہ انسان بالکل اپنی زمین کے انسان کی طرح کا تھا اور اس کا چہرہ دہشت زدہ تھا۔ آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں کیونکہ سانپ کا منہ اس بدقسمت انسان کے چہرے کے بالکل اوپر تھا اور سانپ کی زبان بار بار باہر نکل رہی تھی۔

"یا خدایا یہ کیا قصہ ہے؟" کیٹی نے اپنے دل میں کہا۔

یہ سانپ اور انسان والا نیلی روشنی کا تختہ جب سیارے سے نکلنے والی نیلی روشنی کی زد میں آیا تو اس روشنی نے اس کو اوپر کو کھینچنا شروع کر دیا۔ کیٹی کی خلائی شٹل اس وقت نیلی روشنی کی آبشار کے عین نیچے پہنچ گئی تھی۔ کیٹی نے شٹل کے گلوب میں دیکھا کہ نیلی روشنی بدقسمت انسان کو اوپر ہی اوپر کھینچے لیے جا رہی تھی۔

کیٹی نے ایک بار پھر اپنی خلائی شٹل کو دوسری طرف لے جانے کی کوشش کی مگر اب اس کی خلائی شٹل نیلے سیارے کی کشش کی زد میں آ چکی تھی اور اسے اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا تھا۔ خلائی شٹل اب کیٹی کے اختیار میں نہیں تھی۔ وہ سیارے کی طرف کھنچتی چلی جا رہی تھی۔ کیٹی نے اب جدوجہد چھوڑ دی اور سوچا کہ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شٹل اب ایسے زاویے پر سیارے کی طرف بڑھ رہی تھی کہ کیٹی کو سکرین پر نیلی روشنی کے جال میں پھنسا ہوا سانپ میں لپٹا بدقسمت انسان صاف دکھائی دے رہا تھا۔ یہ انسان اور سانپ والی نیلی روشنی سیارے کی زمین کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ زمین پر اونچے مخروطی پہاڑ بھی نظر آنے لگے تھے۔ کہیں کہیں کیٹی کو گھرے سبز دھبے دکھائی دیئے جو یقیناً درخت تھے۔ تو کیا اس سیارے پر زمین ایسے حالات تھے؟ اگر ایسے حالات نہ ہوتے تو انسان نظر نہ آتا جس کو سانپ نے جکڑ رکھا تھا۔

ہمارے نظام شمسی میں ہماری زمین سورج سے ایک ایسے نپے تلے خاص فاصلے پر آ گئی کہ یہاں زندگی نے جنم لے لیا۔ خلا میں ہزاروں، لاکھوں کروڑوں کائناتیں ہیں اور ان میں اربوں نظام ہائے شمسی ہیں۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اگر خلا کے کسی بھی نظام شمسی میں کوئی سیارہ سورج سے اتنے فاصلے پر آ جائے جتنا فاصلہ کہ ہماری زمین کا سورج سے ہے تو یقیناً اس سیارے پر بھی ہماری زمین ایسے حالات اور موسم پیدا ہو جائیں گے اور وہاں زندگی جنم لے لے گی۔ اور ایک خاص مدت کے گزرنے کے بعد وہاں ہم ایسے انسان چلتے پھرتے نظر آنے لگیں گے۔

کیٹی کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ سیارہ اس نظام شمسی کے سورج کے اتنے ہی فاصلے پر ہو جتنے فاصلے پر ہماری زمین ہے اور یہاں انسان رہتے ہوں بہرحال ابھی تک کیٹی کسی نتیجے پر نہیں پہنچی تھی۔ اسے یہ بھی خیال آ رہا تھا کہ اگر یہاں بھی دشمن مخلوق رہتی ہے تو اس کی جان پھر خطرے میں پڑ جائے گی۔ لیکن اس کا اختیار خلائی شٹل پر نہیں رہا تھا۔ خلائی شٹل تیزی سے اپنے آپ نیچے سیارے کی زمین کی طرف چلی جا رہی تھی جو انسان سانپ کی لپیٹ میں تھا۔ اسے روشنی کی نیلی آبشار اپنے ساتھ لے کر سیارے کی زمین کے مغرب کی طرف چل گئی تھی۔ اس سیارے پر دن کا وقت تھا۔ یہاں بھی مغرب کی طرف سورج غروب ہو رہا تھا۔ کیٹی محسوس کر رہی تھی کہ اس سیارے کے حالات ہماری زمین سے بہت ملتے جلتے تھے۔

اس کا خلائی جہاز اب زمین کی سطح سے زیادہ دور نہیں تھا۔ کیٹی کو سکرین پر اونچے اونچے گھنے درخت صاف دکھائی دے رہے تھے۔ غروب ہوتے سورج

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی روشنی میں اِن درختوں کے سائے لمبے ہو رہے تھے
سانپ کی کنڈلی میں لپٹا ہوا انسان نیلی روشنی کے ساتھ
ہی غائب ہو چکا تھا۔

کیٹی نے دیکھا کہ جس جگہ اسس کی خلائی شٹل اُتر رہی تھی وہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ بالکل ویرانہ تھا جہاں زمین اونچی نیچی تھی۔ اور درختوں کے جھنڈ کہیں کہیں شام کی ہوا میں لہرا رہے تھے۔ کیٹی نے شٹل کی سپیڈ کو کنٹرول کر رکھا تھا۔ اسس نے ایک بٹن دبایا تو دیوار میں ننھا سا دروازہ کھل گیا۔ یہاں سے جو ہوا اندر آئی اس میں تازگی، ٹھنڈک اور آکسیجن موجود تھی۔ آسمان پر اس نے کچھ پرندے بھی اُڑتے ہوئے دیکھے۔ ہوا میں سبزے کی دھیمی دھیمی خوشگوار مہک تھی۔

کیٹی کی خلائی شٹل آہستہ درختوں کے درمیان ایک کھلی جگہ پر جا کر رُک گئی۔ کیٹی نے سارے انجن بند کر دیئے۔ اور شٹل کے اندر کی ساری بتیاں بھی بجھا دیں۔ یہ سب کچھ اس نے احتیاط کے طور پر کیا کیونکہ وہ ایک ایسے اجنبی سیارے پر آ گئی تھی جس کی فضا اگرچہ عنبر ناگ ماریا کی زمین سے بالکل ملتی تھی پھر بھی اُسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہاں کی مخلوق ترقی کے کس دور میں ہے۔ ہو سکتا ہے یہاں انسان ابھی وحشی دور سے گزر رہا ہو اور کیٹی کے ساتھ کوئی

حادثہ پیش آ جائے۔

ابھی دن کی روشنی تھوڑی باقی تھی۔ کیٹی شٹل سے باہر نکل آئی۔ اس کے پاس خلائی گن موجود تھی۔ اس نے چاروں طرف ایک گہری نگاہ دوڑائی۔ درخت کافی گھنے تھے۔ کیٹی نے ایک گرے ہوئے پتے کو اُٹھا کر دیکھا۔ یہ ایسے درخت کا پتا تھا جو عنبر ناگ ماریا کی زمین پر پانچ ہزار سال پہلے ہی پایا جاتا تھا۔ کیٹی کو اچانک خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ سیارہ ابھی اپنی تہذیب کے ابتدائی دور سے گزر رہا ہو اور یہاں پر ایسے حالات ہوں جیسے کہ عنبر ناگ ماریا کی زمین پر پانچ ہزار برس پہلے تھے؟

اپنی زمین کے انسانوں ایسی شکل صورت کے ایک انسان کو کیٹی نے سانپ میں جکڑا ہوا بھی دیکھا تھا جس کو نیلی روشنی کی آبشار ایک طرف لے گئی تھی۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہاں کے لوگ سائنس میں بہت آگے ہیں اور انہوں نے کوئی ایسی نیلی روشنی ایجاد کر رکھی ہے جو انسان کو خلا سے نکال کر ان کی زمین پر لے آتی ہے۔ لیکن یہ جادو یا طلسم بھی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ کیٹی نے اس زمین کے سیارے کے ارد گرد کسی خلائی ساکٹ کو اُڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

کیٹی ابھی اس زمین کی سائنسی ترقی کے بارے میں کسی نتیجے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر نہیں پہنچ سکی تھی۔ بہرحال اس کی خلائی شٹل اس سیارے کی کشش کی وجہ سے یہاں اترنے پر مجبور ہو گئی تھی اور اب کیٹی نے یہ معلوم کرنا تھا کہ وہ دشمنوں کے درمیان آ گئی ہے یا دوستوں کے درمیان؟

کیٹی نے اپنی خلائی شٹل پر ایک نگاہ ڈالی۔ یہ خلائی شٹل زیادہ بڑی نہیں تھی۔ وہ خاموش کھڑی تھی۔ کیٹی ایک پتلی سی پگڈنڈی پر چل پڑی جو جنگل کے ایک گھنڈ میں چلی جا رہی تھی۔ دھوپ کا رنگ سنہری ہونے کے بعد اب قرمزی ہونے لگا تھا اور شام کے سائے درختوں کے نیچے پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔

کیٹی بڑی احتیاط سے چاروں طرف سے چوکس ہو کر چل رہی تھی۔ خلائی پستول اس کے ہاتھ میں تھا اور ہاتھ اس نے نیلی پتلون کی جیب میں ڈال رکھا تھا۔ وہ ذرا سے خطرے پر ایک سیکنڈ میں پستول نکال کر فائر کر سکتی تھی۔ جنگل میں آگے جا کر اس نے درختوں پر پرندوں کے بولنے کی آوازیں سنیں یہ آوازیں چڑیوں کی چہکار سے ملتی جلتی تھی۔

آگے جا کر جنگل گھنا ہو گیا۔ یہاں اندھیرا بڑھ گیا تھا۔ کیٹی نے اچانک شیر کی دھاڑ سنی۔ وہ تیزی سے درخت کے پیچھے ہو گئی۔ شیر کی دھاڑ کچھ فاصلے پر سے آئی تھی۔ دوسری بار شیر کی دھاڑ دور سے سنائی دی۔ شیر کہیں دور چلا گیا تھا۔

تو گویا یہاں شیر بھی تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ اس سیارے پر جو بھی وہی فضا اور وہی حالات ہیں جو زمین پر تھے۔

جنگل ختم ہو گیا۔ اب کیٹی کے سامنے ایک چھوٹا سا ویران میدان تھا جس میں اونچی اونچی گھاس اگی ہوئی تھی۔ سورج غروب ہو گیا تھا۔ شام کے اندھیرے نے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ کیٹی اس میدان سے بھی گزر گئی۔

اسے دور کچھ روشنیاں نظر آئیں۔ یہ روشنیاں چراغوں کی طرح جھلملا رہی تھیں۔ کیٹی ان روشنیوں کی طرف چلنے لگی۔ اب اس نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر ایک شہر کی چار دیواری بنی ہے جس کے اوپر برج بنے ہیں اور ہر برج میں ایک مشعل روشن ہے۔ مشعل کی روشنی میں کہیں کہیں زرہ پوش سپاہی نیزے ہاتھوں میں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ کیٹی کو یقین ہو گیا کہ اس سیارے کی زمین اپنی تہذیب کے ابتدائی دور میں سے گزر رہی ہے اور سپاہی ابھی نیزوں اور تلواروں سے لڑتے ہیں۔ بجلی بھی ایجاد نہیں ہوئی ہے اور لوگ مشعلیں جلا کر روشنی کراتے ہیں۔ اس شہر کے بڑے دروازے تک ایک ایسی سڑک بنی تھی جس پر پتھر چنے گئے تھے۔

کیٹی کو کہیں بجلی کا کھمبا، موٹر، ٹیلی فون کے تار اور ماڈرن زمانے کی کوئی نشانی وہاں نہیں ملی۔ اب وہ سوچ میں پڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی کہ شہر میں داخل ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اس نے جدید زمانے کی نیلی خلائی مکینکوں والی وردی پہن رکھی تھی۔ اس کے سر پر نیلی ٹوپی بھی تھی۔ کہیں لوگ اسے کسی دشمن سیارے کی مخلوق سمجھ کر مار نہ ڈالیں۔

کیٹی ایک ٹیلے کے پاس کھڑی ہو کر سوچنے لگی۔ جب رات کا اندھیرا گہرا ہو گیا تو کیٹی آگے بڑھی۔ زیادہ دیر وہاں کھڑے رہنا بیکار تھا۔ اسے بہرحال شہر میں داخل ہو کر معلوم کرنا تھا کہ وہ کس سیارے پر ہے اور یہاں کیسے لوگ آباد ہیں۔

کیٹی شہر کے دروازے کے قریب پہنچ کر ایک جگہ رک گئی۔ شہر کا دروازہ پرانا اور اونچا تھا۔ اس کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا اور دو پہرے دار جنوں نے لوہے کے سینہ پوش پہن رکھے تھے نیزے لیے وہاں پہرہ دے رہے تھے۔ دو سپاہی شہر میں داخل ہونے والوں کی پڑتال پر لگے تھے۔ کچھ لوگ گدھوں پر سوار شہر کے اندر سے نکلے۔ ایک رتھ دوڑتا ہوا آیا اور شہر کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ دو گھوڑ سوار بھی شہر میں داخل ہوئے۔

یہ پرانا زمانہ تھا۔ کیٹی نے سوچا۔ ان لوگوں کی شکلیں ہماری زمین کے انسانوں جیسی تھیں مگر وہ قدیم ترین زمانے کے لوگ تھے اور ابھی رتھوں پر سوار ہو کر سفر کرتے تھے۔

کیٹی شہر میں داخل ہوتے ہوئے ہچکچا رہی تھی کہ کسی نے پیچھے آ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

کیٹی نے تڑپ کر پیچھے دیکھا۔ اس کے پیچھے ایک بوڑھی عورت سر سے پاؤں تک چادر اوڑھے کھڑی کیٹی کو تک رہی تھی۔ بوڑھی عورت نے ایک عجیب زبان میں کیٹی سے کہا۔

"شہر کا دروازہ بند ہونے والا ہے بیٹی! تو شہر میں نہیں جاؤں گی؟"

خلائی لڑکی ہونے کی وجہ سے کیٹی اس کی زبان سمجھ رہی تھی۔ کیٹی نے بھی اسی زبان میں کہا۔

"میں اپنے بھائی کا انتظار کر رہی ہوں۔"

یہ اس نے یونہی کہہ دیا تھا۔ اس کے دیکھتے دیکھتے شہر کا دروازہ بند ہو گیا۔ بوڑھی عورت نے کہا۔

"اب تم شہر میں داخل نہیں ہو سکو گی۔ بیٹی تمہارا بھائی کہاں گیا ہے؟ یہ تم نے کس قسم کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ تم پردیسی ہو؟ کہاں سے آئی ہو؟ مگر تم تو ہماری زبان بولتی ہو؟"

بوڑھی عورت نے کتنے ہی سوال کر ڈالے تھے اور کیٹی کے پاس ان میں سے کسی ایک کا جواب بھی نہیں تھا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسکرا کر کہا۔

"اماں! میں ـــــ میں ـــــ دوسرے شہر سے آئی۔ اس ملک کی رہنے والی ہوں۔ یہ لباس میرے بھائی نے تیار کیا تھا۔ اسے نئے نئے لباس تراشنے کا شوق ہے۔"

بوڑھی عورت بھی مسکرا دی اور بولی۔

"بیٹی! تم یہاں کب تک کھڑی رہو گی۔ تمہارا بھائی کہاں سے آرہا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"وہ ـــــ وہ شاید اب نہ آئے۔ مگر میں یہاں پردیسی ہوں۔ کیا یہاں کوئی سرائے نہیں ہے؟"

بوڑھی عورت بولی۔

"سرائے تو شہر کے اندر ہے۔ اور شہر کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ میرا گھر یہاں سے تھوڑی دور ایک گاؤں میں ہے۔ وہاں تم رات بسر کرنا اور صبح شہر میں آجانا۔"

کیٹی بھی یہی چاہتی تھی۔ وہ اس بوڑھی عورت کے ساتھ چل پڑی۔ بوڑھی عورت سے باتیں کرتے ہوئے کیٹی نے اس شہر اور ملک کے بارے میں بہت کچھ معلومات

حاصل کر لیں۔ اس شہر کا نام کاشان تھا۔ اس شہر کے بادشاہ کا نام عاطون تھا۔ یہ لوگ انسانی تہذیب کے ابتدائی دور میں سے گزر رہے تھے مگر بوڑھی عورت کی زبانی کیٹی کو معلوم ہوا کہ یہاں کا بادشاہ عاطون بڑا ظالم ہے۔ اس کے وزیر کا نام خامان ہے اور وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ کیٹی کے ذہن میں اس انسان کی تصویر موجود تھی جس کے گرد سانپ لپٹا ہوا تھا اور جیسے نیلی روشنی کی آبشار آسمان سے کھینچ کر اس زمین پر لائی تھی۔ کیٹی نے چلتے چلتے سوال کیا۔

"اماں! کیا یہاں اوپر بھی کوئی ایسی زمین ہے۔ جہاں سے انسان نیچے لائے جاتے ہیں؟"

بوڑھی عورت نے کیٹی کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا۔

"کیا تمہیں نہیں معلوم کہ وزیر جادوگر خامان نے اپنے جادو کے زور سے خلا میں ایک چاند چھوڑ رکھا ہے جس پر قیدی لوگوں کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ ہمارے بادشاہ عاطون کے کمرے پر ایک چھوٹا ہے جس میں ہر پندرھویں دن کسی انسان کے دماغ کے گودے کو بھرا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بادشاہ اس چھوڑے کے زخم سے مر جائے۔ اس مقصد کے لیے خلائی طلسمی چاند پر سے ہر پندرہ دن کے بعد ایک بدقسمت قیدی انسان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو سانپ میں جکڑ کر نیچے لایا جاتا ہے۔ پھر اس کی کھوپڑی میں سے دماغ نکال کر بادشاہ کے کاندھے کے پھوڑے میں بھر دیا جاتا ہے۔ یہ بھیجہ پھوڑے کے کیڑے پندرہ دن تک کھاتے رہتے ہیں اور بادشاہ کو چین ملتا ہے۔ پندرہ دن کے بعد جب بھیجہ ختم ہو جاتا ہے تو ایک بار پھر خلائی طلسمی چاند میں سے ایک قیدی کو پکڑ کر نیچے لایا جاتا ہے۔"

کیٹی یہ سن کر لرز اٹھی۔ "یہاں کس قدر ظلم ہو رہا ہے انسانوں پر!" وہ بولی۔

"میں دوسرے شہر سے آئی ہوں۔ اس لیے یہ نہیں جانتی۔"

اس طرح باتیں کرتے کرتے وہ ندی کے کنارے آباد ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچ گئیں۔ جہاں دس بارہ کچے گھروں میں تیل کے چراغ جل رہے تھے۔ بوڑھی عورت کیٹی کو اپنے گھر میں لے گئی۔ اس گھر میں اس عورت کا جوان بیٹا اور اس کی بیوی بھی رہتے تھے۔ بیٹے کا نام ساگون تھا۔ وہ رتھوں کے پہیوں کی مرمت کا کام کرتا تھا۔ ان سبھوں نے پرانے زمانے کے لباس پہن رکھے تھے۔ وہ کیٹی کے لباس کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ کیٹی نے بھی مناسب سمجھا کہ ان کا لباس پہنے۔ چنانچہ اس عورت کی بہو نے کیٹی کو اپنا لباس صندوق سے نکال کر دیا۔ جو اس نے پہن کر چادر اوڑھ لی۔ خلائی پستول کیٹی نے اپنی پرانی وضع کی قمیض کی جیب میں چھپا کر رکھ لیا تھا۔ کیٹی کو اپنی خلائی شٹل کی بھی فکر تھی کہ لوگوں نے اگر وہ جگہ معلوم کر لی تو ہو سکتا ہے کہ خلائی شٹل کو تباہ کر دیں۔ مگر خلائی شٹل جنگل میں ایسی خفیہ جگہ پر کھڑی تھی کہ کیٹی کا خیال تھا کہ شاید وہاں کوئی مشکل ہی سے پہنچے۔ ایک تو وہاں آبادی زیادہ نہیں تھی۔ دوسرے لوگ زیادہ تر شہر میں ہی رہتے تھے۔

رات کیٹی نے ان لوگوں کے مکان میں گزار دی۔

صبح کو وہ ان سے اجازت لے کر اپنے بھائی کو تلاش کرنے کا بہانہ بنا کر شہر کی طرف نکل آئی۔ شہر کا بڑا دروازہ کھلا تھا اور اس وقت مسافروں کی پڑتال نہیں کی جا رہی تھی۔ کیٹی شہر میں داخل ہو گئی۔ اس نے پہلا کام یہ کیا کہ ناگ عنبر اور ماریا کی خوشبو لینے کی کوشش کی۔ مگر اسے کسی سمت سے بھی ان میں سے کسی کی خوشبو نہ آئی۔

کیٹی کو ناامیدی ہوئی۔ عنبر ناگ ماریا اس شہر میں نہیں تھے۔

شہر کے مکان پختہ اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔ سڑکیں بھی پختہ تھیں۔ لوگ گھوڑوں اور گدھوں پر سوار آ جا رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کبھی کبھی کوئی امیر عورت پالکی میں سوار گزر جاتی۔ پالکی غلاموں نے اُٹھا رکھی ہوتی۔ ایک غلام پالکی کے ساتھ ساتھ دوڑ کر امیر عورت کو کھجور کا پنکھا جھل رہا ہوتا۔

چلتے چلتے کیٹی شہر کے آخری کنارے پر پہنچ گئی۔ یہاں اسے ایک شاندار محل نظر آیا۔ محل دو منزلہ تھا۔ اس کی کلس پر سونا اور چاندی چمک رہا تھا۔ اوپر گنبد بنے تھے جن پر بھی سونے کا پترا چڑھا ہوا تھا جو سورج کی روشنی میں جھلمل جھلمل کر رہا تھا۔ محل کے گرداگرد ایک دیوار بنی تھی۔ اس دیوار پر ایک بڑا دروازہ تھا جو بند تھا اور باہر پہرہ لگا تھا۔ یہ اس شہر کے بادشاہ عاطون کا محل تھا۔ کیٹی محل کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔ کہ ایک سپاہی نے اسے دوسری طرف کھینچ کر کہا۔

"کیا دیکھ رہی ہو تم؟"

کیٹی نے جلدی سے کہا۔

"پردیسی عورت ہوں۔ محل کی شان و شوکت دیکھ رہی تھی۔"

"چلو بھاگو یہاں سے۔" سپاہی نے غرا کر کہا۔

کیٹی پیچھے ہٹ کر بازار میں آ گئی۔ ایک طرف کیٹی کو ایک پرانی قسم کا کنواں نظر آیا۔ جہاں کچھ لڑکیاں مٹی کی

صراحیوں میں پانی بھر رہی تھیں۔ کیٹی ان کے پاس آ کر بولی۔

"بہن پانی پلا دو تھوڑا سا۔"

کیٹی کے بال سنہری اور آنکھیں سیاہ اور خوب صورت تھیں لڑکیاں کیٹی کے سنہری بالوں کو بڑے شوق سے دیکھنے لگیں۔ ایک نے پوچھا۔

"تم کس ملک کی شہزادی ہو؟"

اور سب کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔ کیٹی نے کہا۔

"میں اس شہر میں پردیسی ہوں۔ سیر کرتے آئی ہوں اور اپنی بہن کے ساتھ۔ پانی پلا دو گی؟"

"لو پیو بہن۔"

ایک عورت نے صراحی آگے کرتے ہوئے کہا۔ کیٹی نے تھوڑا سا پانی پیا اور بولی۔

"بادشاہ کا محل ہے نا؟"

ایک لڑکی نے کہا۔

"ہاں — تم یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرنا۔ تمہارے بال سنہری ہیں۔ تم خوب صورت ہو۔ کہیں بادشاہ کے غلام تمہیں اُٹھا کر نہ لے جائیں۔"

دوسری لڑکی بولی۔

"آج تو بادشاہ کے پھوڑے میں کسی بدقسمت انسان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا بھیجہ بھرا جا رہا ہے۔ آج بادشاہ کو فرصت
نہیں کسی لڑکی کی طرف دیکھنے کی۔"
اور سب لڑکیاں جلدی جلدی وہاں سے پانی بھر کر چل
گئیں۔
کیٹی پھر ایک طرف چل پڑی۔ شہر کافی بڑا تھا۔ اس
کی چار دیواری کے اندر آبادی سے دور کھیت بھی تھے
درختوں کے جھنڈ بھی آگے ہوتے تھے۔ کیٹی ان کھیتوں
سے گزر کر ایک ویران جگہ پر آئی تو اس نے دیکھا کہ کچھ
سپاہی ایک تختے پر کسی انسان کی لاش کو اٹھائے لیے
جا رہے ہیں۔ وہ درختوں کے جھنڈ میں بنی ایک مٹی کی چار دیواری
میں داخل ہو گئے۔ کیٹی کچھ دیر وہاں کھڑی رہی۔ جب سپاہی
واپس چلے گئے تو کیٹی اس چار دیواری میں داخل ہوئی۔
اس نے دیکھا کہ وہاں جگہ جگہ قبریں بنی ہوئی ہیں۔ یہ قبرستان
تھا۔ اس قبرستان کے بیچ میں ایک گہرا گڑھا کھدا ہوا تھا۔
کیٹی نے اس گڑھے میں ایسی لاشیں دیکھیں۔ جن کی کھوپڑیاں
اوپر سے آدھی غائب تھیں۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ وہ بدنصیب
قیدی انسان ہیں جن کے دماغ کا بھیجہ نکال کر بادشاہ کے
چھوڑے میں بھرا گیا ہے۔
کیٹی کا جسم خوف سے لرز گیا۔ کیا انسان دوسرے

انسان پر اتنا ظلم بھی کر سکتا ہے؟ وہ قبرستان سے
واپس ہونے لگی تو کسی نے پیچھے سے اس کے بازو کو مضبوطی
سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دُھندلا طلسمی چہرہ

کیٹی نے گھوم کر دیکھا۔
ایک مکروہ شکل والا جلاد قسم کا آدمی اس کی طرف زرد دانت نکالے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔
"کون ہو تم؟ مجھے کیوں پکڑ رکھا ہے؟"
وہ آدمی قہقہہ لگا کر بولا۔
"ایک مدت کے بعد اس قبرستان میں ایک خوبصورت لڑکی آئی ہے۔ میں تمہیں اپنی بیوی بناؤں گا۔"
کیٹی نے یہاں پہلی بار اپنی طاقت آزمانے کی کوشش کی۔ اس نے جلاد انسان کو زور سے دھکا دیا۔ وہ آدمی تین قلابازیاں کھاتا ہوا قبروں کے اوپر گر پڑا۔ وہ گرتے ہی اٹھا اور اس نے خنجر نکال لیا۔ کیٹی نے بھی اپنی جیب سے خلائی پستول نکال لیا۔ جلاد آدمی کیٹی کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خلائی پستول کو حیرت سے تکنے لگا۔ اس نے اس قسم کا ہتھیار پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ سمجھا کہ یہ کوئی معمولی کھلونا ہے کہ جس

میں نہ تو کوئی چاقو لگا ہے اور نہ کوئی خنجر۔ کھلونا اس میں ہے۔

اس نے قہقہہ لگایا اور چاقو لے کر کیٹی پر حملہ کر دیا۔
کیٹی اچھل کر پیچھے ہٹ گئی اور ساتھ ہی خلائی پستول کا فائر کر دیا۔ فائر کی شعاع سے بھی اس بدمعاش کے سینے میں جا کر لگی اور وہ آگ کا شعلہ بن کر بھسم ہو گیا۔ کیٹی جلدی سے پیچھے کو دوڑی۔ اس کا خیال تھا کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ مگر قبرستان کی ایک قبر کے چبوترے کے پیچھے کھڑا آدمی اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کیٹی کے خلائی پستول سے نیرنگ شعاع کو نکل کر اس آدمی پر گرتے اور اسے بھسم ہوتے دیکھا تھا۔

یہ آدمی جادوگر وزیر خامان کا غلام تھا۔ وہ کیٹی کے پیچھے لگ گیا۔ وہ کیٹی کے خلائی پستول کو کوئی طلسمی ہتھیار سمجھ بیٹھا تھا۔ وہ کیٹی کا پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ عورت اگر جادوگرنی ہے تو کہاں رہتی ہے۔ کیٹی قبرستان سے نکل کر شہر کے دروازے کی طرف بڑھی۔ غلام اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ کیٹی شہر کے دروازے سے باہر آ کر بوڑھی عورت کے گاؤں کی طرف چلنے لگی۔
غلام اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس نے معلوم کر لیا کہ کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھی عورت کے مکان پر ٹھہری ہوئی ہے۔ یہ پتہ کرنے کے بعد غلام سیدھا شاہی محل میں آ گیا۔ وہ جادوگر وزیر حامان کے کمرہ خاص میں گیا اور اُسے سارا واقعہ سنایا۔ جادوگر وزیر حامان کی آنکھیں ٹوٹی ایسی تھیں اور تھوڑی پر چھوٹی سی ڈاڑھی تھی۔ اس کے چہرے سے سنگدلی اور مکاری ٹپکتی تھی۔ جادو اور طلسم کی وجہ سے اس کے چہرے پر ایک سیاہی آ گئی تھی۔

دوستو! شاید یہ بات آپ کو معلوم نہ ہو کہ جو کوئی جادو یا طلسم کا کوئی عمل کرتا ہے اور کسی دوسرے انسان کو نقصان پہنچانے کے لیے تعویذ گنڈے کرتا ہے تو قدرت کی طرف سے اس پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ اسی لیے اسلام میں جادو اور تعویذ گنڈے کو حرام کر دیا گیا ہے۔ میں نے ایسے کالا علم کا عمل کرنے والے کو دیکھا تھا کہ اس کا چہرہ بھی کالا ہو گیا تھا۔ ایسی باتیں اسلام میں حرام قرار دی گئی ہیں۔ یہ گناہ ہے اور اس کی سزا ملتی ہے۔ انسان کے لیے یہی راستہ سب سے نیک راستہ ہے۔ کہ وہ نیکی کے کام کرے۔ دوسروں کا بھلا سوچے۔ ماں باپ اور بزرگوں کی عزت کرے۔ خدا پر بھروسہ رکھے۔ جھوٹ اور برائی سے دور رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے

حکم سے نیکی اور رحمت کے فرشتے اس کی حفاظت پر لگ جاتے ہیں اور جب کبھی ایسا نیک آدمی کسی مشکل میں پھنستا ہے تو نیکی کے فرشتے اللہ کے حکم پر اس کو اس مصیبت سے نکال دیتے ہیں۔ لیکن جب کوئی آدمی گناہ کے راستے پر چل پڑتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ بزرگوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ خدا کو بھول جاتا ہے تو پھر نیکی اور رحمت کے فرشتے اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور عذاب لانے والے فرشتے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا گناہ گار انسان قسم قسم کی مصیبتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر تم نیکی اور خوشی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیئے کہ اسلام کے بتائے ہوئے نیکی کے راستے پر چلو تاکہ اس دنیا اور آخرت میں بھی تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

مگر عاطون بادشاہ کا جادوگر وزیر حامان کالے علم اور جادو کی برائیوں میں پھنس چکا تھا۔ اس نے اپنے جادو کے زور سے خلا میں ایک چھوٹا سا چاند چھوڑ رکھا تھا۔ اس چاند پر ایسے قیدی رہتے تھے جن کو موت کی سزا دی جا چکی تھی۔ ہر پندرہ دن بعد یہاں سے ایک قیدی کو سانپ میں جکڑ کر نیچے بادشاہ کے محل میں لایا کرتا تھا۔ کیونکہ بادشاہ عاطون کے کاندھے پر جو پھوڑا تھا جس میں ہر پندرہ دن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد کسی انسان کی کھوپڑی کا بھیجہ بھرنا ضروری تھا جادوگر حامان اس بدقسمت آدمی کو پہلے سانپ سے ڈسواکر اس کے دماغ میں سانپ کا زہر داخل کرتا۔ پھر اس کی کھوپڑی توڑ کر اس میں سے بھیجہ نکال کر بادشاہ کے پھوڑے میں بھر دیتا اور بدنصیب انسان کی لاش اُجاڑ قبرستان میں پھینک دی جاتی۔

جادوگر حامان کو غلام نے بتایا کہ اس نے ایک ایسی عورت کا سراغ لگایا ہے جس کے پاس ایسی شے ہے جس میں سے ایک نیلی شعاع نکلتی ہے اور جس پر یہ شعاع پڑتی ہے وہ آگ میں جل کر بھسم ہو جاتا ہے تو جادوگر حامان نے اپنی لومڑی ایسی آنکھیں اِدھر اُدھر گھمائیں اور بولا۔

"یہ عورت کہاں پر ہے؟"

غلام نے وہ گھر بتایا جہاں کیٹی ٹھہری ہوئی تھی۔ جادوگر حامان نے غلام کے قریب چہرہ لاکر سرگوشی میں کہا۔

"اس عورت کو بے ہوش کرکے میرے محل کے تہہ خانے میں پہنچا دو۔ اس کا طلسمی ہتھیار پہلے قبضے میں کر لینا۔ اب جاؤ۔ اگر تم اس عورت کو اغوا کرنے کے منصوبے میں کامیاب نہ ہوئے تو اس بار بادشاہ کے پھوڑے میں تمہاری کھوپڑی کا بھیجہ ڈالا جائے گا۔"

غلام تو سہم گیا۔ اب یہ اس کی زندگی اور موت کا سوال بن گیا تھا۔ اس نے دل میں کہا۔ میں نے خواہ مخواہ حامان کو اس لڑکی کا بتا کر اپنی زندگی خطرے میں ڈالی۔ مگر اب اسے ہر حالت میں کیٹی کو اغوا کرکے یہاں لانا تھا۔

غلام دوپہر کے وقت بوڑھی عورت کے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے گھوڑے پر آگے ایک خوب صورت بڑی ٹوکری رکھی تھی جس میں انجیروں سے بھرے ہوئے چھوٹے چھوٹے کتنے ہی لفافے تھے۔ ان میں اوپر کے دس بارہ لفافے ایسے تھے کہ جن کی انجیروں میں بے ہوشی کی دوائی ملا دی گئی تھی۔ غلام بوڑھی عورت کے مکان کے آگے جا کر گھوڑے سے اترا اور بولا۔

"گھر والوں کو مبارک ہو۔ بادشاہ کو صحت ہو گئی ہے۔ بادشاہ کی طرف سے رعایا کو انجیریں بانٹی جا رہی ہیں۔ اپنا حصہ لے لو۔"

بوڑھی عورت کی بہو اور کیٹی باہر آگئیں۔ غلام نے کیٹی کو پہچان لیا۔ جھوٹ کہا۔

"بادشاہ کو مبارک ہو۔"

یہ وہاں کا اصول تھا۔ بادشاہ کے خلاف کوئی شخص بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تا زیبا لفظ نہیں بول سکتا تھا اور بادشاہ کی خیرات لینے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ غلام نے اوپر کے چار لفافے اٹھا کر کیٹی بوڑھی عورت کی بہو کی جیب میں ڈال دیئے اور بولا۔

"ابھی مجھے دوسرے لوگوں میں بھی انجیریں بانٹنی ہیں۔ یہ بادشاہ کے خاص باغ کی میٹھی اور خوشبودار انجیریں ہیں۔ مزے سے کھاؤ۔"

غلام یہ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہو کر آگے چل دیا۔ کیٹی دور انجیروں کے دونوں لفافے لیے مکان میں آگئیں۔ وہاں بوڑھی عورت بیٹھی چرخہ کات رہی تھی۔ اس کا بیٹا کام پر گیا تھا۔ بہو نے کہا۔

"بادشاہ کے باغ کی انجیریں آئی ہیں۔"

بوڑھی عورت خوش ہو کر بولی۔

"سنا ہے بادشاہ کے باغ کی انجیریں بہت ہی میٹھی ہوتی ہیں۔ ایک دو انجیریں مجھے بھی دینا۔"

دو انجیریں بوڑھی عورت کو بھی دی گئیں۔ کیٹی اور بہو نے بھی انجیریں کھانی شروع کر دیں۔ کیٹی نے مسکرا کر کہا

"سچ مچ یہ تو بڑی میٹھی انجیریں ہیں۔"

بوڑھی عورت اور اس کی بہو بھی مزے سے لے لے کر انجیریں کھا رہی تھیں، تھوڑی ہی دیر بعد ان کو نیند آنے لگی۔ سب سے پہلے بوڑھی عورت بے ہوش ہوئی۔ اس کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر اس کی بہو دوڑی تو وہ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

چند لمحوں کے بعد وہی غلام گھر میں چوروں کی طرح داخل ہوا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔ دیکھا کہ تینوں عورتیں بے ہوش پڑی تھیں اسے صرف کیٹی کی ضرورت تھی۔ غلام نے کیٹی کی تلاشی لی۔ خلائی پستول اس کی جیب میں نہیں تھا۔ غلام نے صندوقوں کو کھول کر سارے کپڑے باہر پھینک دیئے۔ ایک صندوق میں سے خلائی پستول باہر گر پڑا۔ غلام نے اسے اٹھا کر جیب میں چھپایا۔ کیٹی کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ کر اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اس کا بورا بنایا اور گھوڑے پر ڈال کر گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

گھوڑا شاہی محل کی طرف سرپٹ دوڑنے لگا۔

غلام نے بے ہوش کیٹی کو جادوگر وزیر حامان کے محل کے تہ خانے میں ڈال کر دروازہ بند کر دیا اور خلائی پستول حامان کی خدمت میں جا کر پیش کر دیا۔ جادوگر حامان پستول کو الٹ پلٹ کر غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ ضرور کوئی جادو کی شے ہے۔"

حامان نے خلائی پستول کا رخ اپنے غلام کی طرف کر کے بٹن دبا دیا۔ اس سے پہلے کہ غلام اپنے آپ کو بچا سکتا خلائی گن میں سے لیزر شعاع کی نیلی شعاع نکل کر اس کے سینے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا ٹکرائی اور وہ بھک سے اُڑ گیا۔ حامان جادوگر نے سر ہلا کر کہا۔

"میرا بھی خیال یہی تھا کہ یہ طلسمی اوزار ہے۔ اس بٹن میں اس کا جادو ہے۔"

سنگ دل وزیر حامان کو غلام کا مر جانے کا ذرہ برابر بھی غم نہ ہوا۔ اس نے خلائی پستول پیمانڈی کی الماری کے نچلے خانے میں چھپا کر رکھ دی۔ اس کے دل میں خیال آنے لگا کہ جس عورت کی یہ طلسمی شے ہے وہ ضرور کوئی بہت بڑی جادوگرنی ہوگی۔ اس سے مل کر اس کا طلسم معلوم کرنا چاہیئے۔

حامان سیدھا تہہ خانے میں آگیا۔ اس نے خاص دوا سنگھا کر کیٹی کو ہوش دلایا ——— کیٹی نے اپنے سامنے ایک جلاد کی شکل اور کالے سیاہ چہرے والے جادوگر وزیر حامان کو دیکھا تو بولی۔

"مجھے یہاں کون لایا ہے؟ تم کون ہو؟"

حامان مکاری سے ہنسنے لگا۔

"لڑکی! میں بادشاہ عاطون کا جادوگر وزیر حامان ہوں۔"

کیٹی نے جادوگر حامان کے بارے میں بوڑھی عورت سے سن رکھا تھا کہ یہی وہ جادوگر ہے جس نے خلا میں ایک چاند چھوڑ رکھا ہے اور جو ہر پندرہ دن کے بعد بادشاہ کے زخم کو ایک بدقسمت انسان کے بھیجے سے بھرتا ہے۔ مگر کیٹی نے اس پر کچھ ظاہر نہ کیا اور دل میں سوچا۔ اگر اس شخص نے اسے بے ہوش کر کے یہاں منگوایا ہے تو ضرور وہ اس سے کوئی خاص کام لینا چاہتا ہے۔ اس لیے کیٹی نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مہاراج! میرے بڑے بھاگ کہ آپ کے درشن ہوئے۔ آپ تو بہت بڑے جادوگر ہیں۔ مجھے یہاں کس لیے بلایا ہے حضور؟"

حامان کیٹی کی عاجزانہ گفتگو سے بڑا متاثر ہوا۔ اس نے گردن اکڑ کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے لڑکی؟"

کیٹی نے کہا۔

"مجھے کیٹی کہتے ہیں۔ میں یہاں سے دور ایک گاؤں کی رہنے والی ہوں۔"

حامان بولا۔

"مجھ سے جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں لڑکی! یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس جو طلسمی اوزار ہے۔ جس میں سے نیلی شعاع نکلتی ہے اس کا جادو کیا ہے؟ اگر تم مجھے اس کا طلسم بتا دو تو میں تمہیں ایک ایسا طلسمی منتر بتاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا۔ کہ جس کو پڑھ کر پھونکنے سے پتھر سونا بن جاتا ہے۔"
کیٹی اب سب کچھ سمجھ گئی کہ اس مکار شخص نے اس کی خلوص
کی وجہ سے اسے یہاں اغوا کیا ہے۔ کیٹی نے کہا۔
"میرا طلسمی اوزار کہاں ہے حضور؟"
حامان نے کہا۔
"وہ اس وقت میرے محل میں محفوظ ہے۔ مگر تمہیں
اس کا طلسمی راز مجھے بتانا ہی ہوگا۔"
کیٹی نے بھی مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔
"حضور! آپ اتنے بڑے جادوگر ہیں۔ میرا آپ کا
کیا مقابلہ — پھر بھی میں آپ کو اس کا راز بتا
دوں گی۔ مگر پہلے میرے ہاتھ پاؤں کھولئے اور
مجھے یہاں سے نکالیے۔"
حامان نے تالی بجائی۔ دو غلام لپک کر تہہ خانے میں آگئے
حامان نے انہیں حکم دیا کہ کیٹی کو اس کے کمرہ خاص میں پہنچا دیا
جائے۔
کیٹی حامان کے کمرے میں آکر چاندی کی شاندار کرسی پر
بیٹھ گئی۔ حامان اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھا تھا
اس نے کہا۔
"اب بتاؤ! اس طلسمی شعاعوں والے اوزار کا کیا طلسمی

راز ہے؟"
کیٹی نے کہا۔
"اس طلسمی اوزار میں میں نے ایک خاص چلہ کر
کے نیلائی شعاعیں بند کر دی ہیں۔ یہ شعاعیں ہر
شے کو تباہ کر دینے کی طاقت رکھتی ہیں۔"
"مجھے وہ چلہ بتاؤ۔ اس کے منتر اور اشلوک بتاؤ۔"
حامان نے کہا۔ کیٹی بولی۔
"میری ایک شرط ہے۔"
"جلدی بتاؤ۔" حامان بولا۔
کیٹی نے کہا۔
"منتر بتانے کے بعد تمہیں میرا طلسمی پستول مجھے
واپس کر دینا ہوگا۔"
حامان غرایا۔
"جب تک میں خود منتر پڑھ کر چلہ کر کے ایسی
ایسا دوسرا طلسمی اوزار تیار نہیں کر لیتا تمہیں تمہارا
طلسمی پستول نہیں ملے گا۔"
کیٹی سمجھ گئی کہ یہ شخص یونہی اسے اس کا پستول نہیں
دے گا۔ اس نے کہا۔
"اچھا مجھے منظور ہے حضور۔ لو اب میں آپ کو وہ طلسمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منتر بتاتی ہوں جس کا چلہ کرنے کے بعد آپ خود خلائی
شعاعوں والا اوزار تیار کر سکیں گے۔"

کیٹی نے یونہی جھوٹ موٹ اسے دس بار داد دیتے ہوئے
قسم کے اشلوک بتائے جو سب کے سب حامان نے ایک تختی پر
لکھ لیے۔ کیٹی نے کہا۔

"حضور! یہ چلہ آپ کو ایک ہفتے تک کرنا ہوگا۔ اس کا
طریقہ یہ ہے کہ آپ ہر روز آدھی رات کو دریا کنارے
جا کر زمین میں آدھے دھنس جائیں گے اور یہ اشلوک
ایک ہزار بار پڑھیں گے۔ ایک ہفتے کے بعد آپ کے
سامنے ایک جن ظاہر ہوگا۔ جو آپ پر پھونک مار کر
آپ کے اندر ایسی طاقت بھر دے گا کہ آپ جس
چیز کو چاہیں گے اسے خلائی پستول بنا سکیں گے۔"

حامان نے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ یہ طاقت تم میں بھی ہے۔
اور تم جس شے کو چاہو پستول بنا سکتی ہو؟"

کیٹی نے جلدی سے کہا۔

"نہیں۔ مجھ سے دوسری بار چلہ کرتے ہوئے تھوڑی
غلطی ہو گئی تھی۔ مجھ میں یہ طاقت پیدا نہیں ہو سکی۔
اور پھر میں نے دوسری بار چلہ کرنے کی ضرورت محسوس

نہیں کی۔ کیونکہ میرے پاس ایک طلسمی پستول موجود
ہے۔"

حامان سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"کیٹی میں آج سے ہی یہ چلہ شروع کر دوں گا۔ تم
اس وقت تک میرے خاص محل میں رہو گی۔"

یہ کہہ کر حامان چلا گیا۔ جانے سے پہلے وہ الماری میں
سے کیٹی کا خلائی پستول نکال کر ساتھ ہی لیتا گیا۔ کیٹی سر پکڑ کر
رہ گئی۔ کم بخت خلائی پستول ساتھ لے گیا تھا۔

کیٹی اٹھ کر باہر جانے کے لیے بڑھی تو دروازے پر چار
ہٹے کٹے غلاموں نے نیزے تان لیے۔ ایک نے کہا۔

"حضور وزیر کا حکم ہے کہ آپ اس کمرے سے باہر
نہیں جا سکتیں۔"

کیٹی سمجھ گئی کہ حامان نے چلہ ختم ہونے تک اسے یہاں
قید کر دیا ہے۔ حامان اپنی خواب گاہ میں آ کر ٹہلنے لگا۔ اس
نے سوچا کہ یہ کیٹی کوئی بڑی مکار اور چالاک جادوگرنی ہے
اس سے خطرہ ہے۔ یہ کسی وقت بھی اس کو شدید نقصان
پہنچا سکتی ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اسے ہمیشہ کے
لیے ختم کر دیا جائے۔ حامان نے کیٹی کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر
لیا۔ اس کا خیال تھا کہ طلسمی اوزار یعنی خلائی پستول کا اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ اس کا طلسمی اوزار ہے۔ اور نیلی شعاع اس پر اثر نہیں کرے گی۔ حالانکہ ایسی بات نہیں تھی۔ چنانچہ حامان نے کیٹی کو مارنے کے لیے یہ ترکیب سوچی کہ اسے قبرستان پہنچا کر لاشوں کے گڑھے کے پاس کسی پرانی قبر میں زندہ دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ اس کی طلسمی کتاب میں لکھا تھا کہ اگر کسی جادوگر یا جادوگرنی کو زمین میں زندہ دفن کر دیا جائے تو وہ اپنے جادو اور طلسم کے ساتھ ہی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔

حامان نے اپنے خاص محافظ کو بلایا اور اسے ساری بات سمجھا کر کہا۔

"اس لڑکی کو تم بے ہوش کر کے قبرستان رات کے اندھیرے میں لے جا کر کسی پرانی قبر میں دفن کر دینا۔ بے ہوشی کی دوا اس لڑکی کے کھانے میں ملا دی جائے گی۔"

شام کو حامان نے اپنے طلسمی کمرے میں جا کر ایک خاص منتر پڑھ کر پانی کو دم کیا اور پی گیا۔ اس پانی کے پینے سے اب اس پر کوئی بے ہوشی کی دوا اثر نہیں کر سکتی تھی۔

اب وہ کیٹی کے پاس گیا اور اس نے کھانا طلب کیا۔ نوکر کھانا لے کر آ گئے۔ اس کھانے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی گئی تھی کیٹی نے حامان سے بالکل ذکر نہ کیا کہ اسے وہاں کیوں قید کر دیا گیا ہے۔ کیٹی بھی دل میں وہاں سے خلائی پستول لے کر فرار ہونے کی اسکیم بنا رہی تھی۔

کیٹی کے ساتھ چونکہ حامان خود بھی کھانا کھا رہا تھا اس لیے وہ بھی کھانا کھانے لگی۔ کھانا کھانے کے بعد حامان نے بتایا کہ میں آج رات چلہ شروع کرنے والا ہوں۔ کل آؤں گا۔ حامان چلا گیا۔ کیٹی اٹھ کر بستر کی طرف گئی۔ تو اس کی ٹانگیں لڑکھڑائیں اور وہ دھڑام سے قالین پر گر پڑی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

حامان دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔ اس نے تالی بجائی۔ اس کا خاص محافظ پردے کے پیچھے سے نکل کر سامنے آ گیا۔ حامان نے کہا۔

"تمہارا شکار بے ہوش پڑا ہے۔ اسے لے جاؤ اور جیسا میں نے حکم دیا ہے۔ ویسے ہی کرو۔"

"ایسا ہی ہوگا حضور!"

یہ کہہ کر محافظ خاص نے کیٹی کو اٹھایا اور محل کے آخری کمرے میں لے گیا۔ یہاں اس نے لکڑی کے ایک تابوت میں کیٹی کو بند کر کے میخیں ٹھونک دیں۔ تابوت کو گھوڑے پر ڈالا اور رات کے اندھیرے میں شہر کے پرانے قبرستان کی طرف چل پڑا۔ قبرستان میں موت کا سناٹا طاری تھا۔ اندھیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھبیب تھا۔ محافظ خاص اپنے ساتھ ایک کدال بھی لیتا آیا تھا۔ اس نے ایک شکستہ چبوترے کے پاس ایک قبر کو دیکھا کر ڈھے چکی تھی۔ اس نے قبر کو کھود کر ایک گڑھا بنایا اور کیٹی کے تابوت کو اس میں ڈال کر قبر کو بند کر کے اوپر دس بارہ پتھر رکھے اور گھوڑے پر بیٹھ کر واپس روانہ ہو گیا۔

محل میں آکر اس نے سامان کو خوش خبری سنا دی کہ کیٹی کو قبرستان کی ایک قبر میں ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا گیا ہے۔ سامان بہت خوش ہوا۔ وہ آدھی رات کو چلہ کرنے کے لیے جانے لگا تو اس نے طلسمی شیشے سے مشورہ لیا۔ منتر پڑھ کر طلسمی شیشے پر پانی کا چھینٹا مارا تو اس میں ایک دھندلا چہرہ نمودار ہوا۔ سامان نے اپنے چلے کے بارے میں پوچھا تو اس طلسمی دھندلے چہرے نے کہا۔

"سامان! اس عورت نے تمہیں جھوٹ موٹ کا چلہ بتایا ہے۔ وہ عورت جادوگرنی نہیں تھی۔ یہ خلائی پستول تھا۔"

"پھر وہ اصل میں کون تھی؟" سامان نے سوال کیا

دھندلے طلسمی چہرے نے کہا۔

"یہاں تک میرا طلسم کام نہیں کرتا۔ یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ مجھے خود معلوم نہیں ہے۔"

طلسمی دھندلا چہرہ غائب ہو گیا۔

سامان کو کیٹی پر شدید غصہ آیا کہ اس نے دھوکا کیا تھا۔ اب وہ خوش ہوا کہ اس نے بہتر اس مکار عورت کیٹی کو زمین میں زندہ دفن کر دیا ہے۔ سامان نے چلہ کاٹنے کے خیال کو دل سے نکال دیا۔ اپنے خاص کمرے میں جا کر خلائی پستول کو ایک بار پھر غور سے دیکھا۔ اسے بڑی خوشی تھی کہ اتنی قیمتی خلائی پستول اس کے ہاتھ آگئی ہے۔

خلائی پستول کو سامان نے خفیہ الماری کے خانے میں رکھ کر تالا لگایا۔ چابی اپنی جیب میں ڈالی اور بادشاہ کے دربار کی طرف روانہ ہو گیا۔

رات گزر گئی۔ دن نکل آیا۔ قبرستان پر دھوپ پھیل گئی۔ کیٹی چبوترے کے ساتھ والی قبر کے اندر تابوت میں بند تھی۔ اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ اندھیرے میں پڑی ہے۔ اس نے ہاتھ اوپر اٹھایا تو یہ محسوس کر کے اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا کہ وہ تو لکڑی کے تابوت میں بند ہے۔ کیٹی نے اپنی ساری طاقت لگا کر تابوت کے ڈھکنے کو اٹھانا چاہا مگر وہ اس سے اٹھانے میں ناکام رہی کیونکہ تابوت کے اوپر کئی من مٹی پڑی ہوئی تھی۔ کیٹی مر تو نہیں سکتی تھی کیونکہ اسے زندہ رکھنے کے لیے معمولی آکسیجن ہی کافی تھی مگر وہ تابوت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ کیٹی آنکھیں بند کر کے رہ گئی۔

یونہی پندرہ دن گزر گئے۔ بادشاہ عاطون کے کاندھے کے زخم میں جو انسانی بھیجہ بھرا گیا تھا اسے کیڑے چٹ کر گئے تھے۔ اب نئے انسان کے تازہ بھیجے کی ضرورت تھی۔ بادشاہ کو درد شروع ہو گیا۔ اس نے حامان وزیر کو حکم دیا کہ نیا آدمی لا کر اس کی کھوپڑی کا بھیجہ نکال کر زخم میں ڈالا جائے

حامان نے فوراً اپنے طلسم کدے میں جا کر ایک خاص سانپ کے بنڈل کو زور سے گھما دیا۔ اس میں سے نیلی روشنی کی آبشار نکلی اور اوپر مصنوعی چاند پر جا کر غائب ہو گئی۔ حامان غور سے مصنوعی چاند کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد یہی نیلی روشنی کی آبشار دوبارہ مصنوعی چاند کی سطح پر سے ابھر کر نیچے آنے لگی۔ اب اس روشنی کے ساتھ ایک گول تختہ بھی تھا۔ جس پر ایک انسان کو سانپ نے جکڑ رکھا تھا۔

یہ بادشاہ کا تازہ شکار تھا

آپ سن کر حیران ہوں گے کہ یہ عزیز ناگ مارا یا اور کیٹی کا ساتھی خلائی انسان تھیوسانگ تھا۔ تھیوسانگ ایک مدت سے خلائی سیاروں کی دریافت کرتا ہوا اس زمینی سیارے والے سیارے میں پہنچ گیا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی اس پر پہلی بار یہ انکشاف ہوا کہ اس کے پاس جو چیزوں کو چھوٹا کر دینے

کی طاقت تھی وہ ختم ہو گئی۔ اب تھیوسانگ صرف اسی صورت میں مر سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ کی کسی بھی انگلی کو کاٹ دیا جائے۔ لیکن اگر اس کی کھوپڑی کھول کر اس کا دماغ ہی نکال دیا جاتا ہے۔ تو پھر وہ مردے سے بھی بدتر ہو گا۔ نہ مرے گا نہ زندہ ہو گا۔

تھیوسانگ کو سانپ نے بری طرح جکڑ رکھا تھا۔ اگرچہ وہ بھی خلائی انسان تھا مگر سانپ کی لپیٹ اتنی سخت اور مضبوط تھی کہ وہ اس سے نہیں نکل سکتا تھا۔ تھیوسانگ کو نیلی روشنی والا تختہ حامان کے طلسم کدے میں ڈال کر غائب ہو گیا۔

حامان نے سانپ کو حکم دیا۔

"اسے ڈسو اور واپس مصنوعی چاند میں چلے جاؤ"

سانپ کو پہلے ہی تھیوسانگ میں سے مقدس ناگ کی بو کبھی کبھی آ جاتی تھی۔ اب جو وہ اپنا اڑا ہوا پھن نیچے تھیوسانگ کے منہ کے پاس لایا تو اسے تھیوسانگ کے جسم سے مقدس ناگ دیوتا کی بو آئی۔ کیونکہ تھیوسانگ ایک عرصے سے ناگ کے ساتھ ساتھ سفر کرتا رہا تھا۔

سانپ نے ایک دم سے تھیوسانگ کو چھوڑ دیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔

حامان نے چلا کر اپنے غلاموں سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سانپ کو مار ڈالو اور اس آدمی کو زنجیروں میں جکڑ دو۔"

ساتھ ہی حامان نے ایک ایسا طلسم پڑھ کر پھونکا کہ تھیو سانگ نیم بے ہوش ہو کر وہیں فرش پر پڑا رہا۔ حامان کے غلاموں نے اسے وہیں زنجیروں میں جکڑ دیا۔ حامان بڑا پریشان تھا کہ سانپ نے اسے ڈسنے سے کیوں انکار کیا۔ حامان نے نیم بے ہوش تھیو سانگ کو وہیں چھوڑا اور دوسرے زہریلے سانپ کو لینے چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد کمرہ خالی رہ گیا۔ تو وہی سانپ جس نے تھیو سانگ کو ڈسنے سے انکار کیا تھا ایک الماری کے پیچھے سے نکل کر تھیو سانگ کے پاس آیا۔ اسے مقدس ناگ کی برابر بو آ رہی تھی۔ سانپ نے پھنکار ماری تو تھیو سانگ کی زنجیریں ٹوٹ گئیں اور اس پھنکار کی گرمی نے تھیو سانگ پر کیا گیا طلسم بھی بے اثر ہو گیا۔

تھیو سانگ اٹھ کھڑا ہوا۔ سانپ نے اس کے آگے اپنا سر جھکایا اور نائب ہو گیا۔ تھیو سانگ نے دیکھا کہ کمرے کی دیوار میں چھت کے قریب ایک روشن دان ہے۔ اس نے الماری کو گھسیٹ کر روشن دان کے نیچے کیا اور روشن دان پر چڑھ کر دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔

سانپ کا قیدی

تھیو سانگ ایک راہ داری میں گرا۔

یہ راہ داری ایک ڈھکے ہوئے برآمدے کی طرح تھی۔ تھیو سانگ راہ داری کے نیم اندھیرے میں ایک طرف کو دوڑنے لگا۔ راہ داری خالی تھی۔ آگے وہ ایک طرف گھومی تو سامنے اچانک ایک سپاہی نظر آیا۔ سپاہی نے تھیو سانگ کو دیکھ کر تلوار نکال لی۔ مگر تھیو سانگ پہلے ہی سے ہوشیار تھا۔ وہ اچھل کر سپاہی پر گرا۔ اور اسے تلوار سمیت نیچے گرا کر اس کا کام تمام کر دیا۔

تھیو سانگ تیزی سے اٹھ کر دوسری طرف دوڑا۔ سامنے ایک تنگ دروازہ تھا۔ اس دروازے کے باہر کی جانب ایک مشعل جل رہی تھی۔ وہ چھلانگ لگا کر دروازے سے باہر کود گیا۔ یہ جگہ شاہی محل کا وہ باغ تھا جہاں ایک طرف امراء کے لئے حویلیاں بنی تھیں۔ رات ہونے کی وجہ سے ہر طرف اندھیرا چھایا تھا۔ کہیں کہیں کسی حویلی کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑکی میں شمع کی روشنی ہو رہی تھی۔

تھیو سانگ باغ کی دیوار کے ساتھ جھک کر بڑھنے لگا۔ ایک جگہ رات کا پہرے دار سپاہی آواز لگاتا اس کے قریب سے گزر گیا۔ تھیو سانگ اندھیرے میں ہو گیا۔ پہرے دار کے جانے کے بعد تھیو سانگ نے آنکھیں کھول کر غور سے اندھیرے میں دیکھا کچھ فاصلے پر اسے باغ کا محرابی دروازہ دکھائی دیا جہاں دو پہریدار سپاہی موجود تھے۔

اب اسے اپنے پیچھے سپاہیوں کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں آنے لگیں تھیں۔ حاکمان کو تھیو سانگ کے فرار کا علم ہو چکا تھا۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا تھا کہ قیدی کو گرفتار کیا جائے۔ تھیو سانگ نے سوچا کہ وہ دروازے میں سے نہیں گزر سکتا۔ کیونکہ ایک وقت میں وہ دو سپاہیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا

تھیو سانگ دیوار کے ساتھ ساتھ ایک اندھیری جگہ پر پہنچ گیا۔ یہاں ایک درخت اگا تھا جس کی شاخیں اوپر دیوار پر سایہ کئے ہوئے تھیں۔ تھیو سانگ نے درخت پر چڑھ کر دیوار کی دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔

وہ ایک اندھیری کھائی میں گرا اس کے پیچھے سپاہیوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں تھیں۔ تھیو سانگ نے اٹھ کر ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔

رات کی تاریکی میں ایک کھیت میں سے نکلنے کے بعد وہ ایک خشک نالے میں آ گیا۔ یہاں سے باہر نکلا تو اس کے سامنے دور تک اونچا نیچا میدان پھیلا تھا۔ میدان کے آخری کنارے پر اسے درختوں کا جھنڈ دکھائی دے رہا تھا۔

تھیو سانگ دوڑتا چلا گیا۔ میدان عبور کیا۔ درختوں کے جھنڈ میں اس نے ایک شکستہ چار دیواری دیکھی۔ وہ اس میں داخل ہو گیا۔ یہ وہی قبرستان تھا جس میں چبوترے کے پاس والی پرانی قبر میں کیٹی دفن تھی۔ اپنے اردگرد اندھیرے میں قبریں پھیلی دیکھ کر تھیو سانگ کو خیال آیا کہ بہتر یہی ہے کہ وہ کسی قبر کے اندر چھپ جائے اور موقع ملنے پر وہاں سے فرار ہو کر شہر کی چار دیواری سے بھاگنے کی کوشش کرے۔

تھیو سانگ قبرستان کے درمیان میں آ گیا۔ یہاں کتنی ہی قبریں اندھیرے میں ابھری ہوئی تھیں۔ اسے دور ایک اونچا چبوترہ نظر آیا۔ چبوترے کے پیچھے چھپ کر قبروں کا جائزہ لینے لگا۔ وہ چھپنے کے لیے کسی قبر کو پسند کر رہا تھا۔ اس نے ایک خستہ قبر پر ہاتھ رکھا۔ تو اسے مٹی نرم نرم لگی۔ اسی قبر میں کیٹی بند تھی۔ تھیو سانگ نے مٹی کو ہٹانا شروع کر دیا۔

نیچے تابوت نکل آیا۔ تھیو سانگ نے ایک گہرا سوراخ بنا لیا تھا۔ وہ سوراخ میں گھس کر تابوت کے پاس اکڑوں ہو کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھ گیا۔ اس نے سوراخ کے آگے گھاس پھوس ڈال دیا تاکہ باہر سے کسی کو پتہ نہ چلے۔

اچانک تھیوسانگ کو کیٹی کی خوشبو آئی۔

تھیوسانگ ہڑبڑا اٹھا۔ کیٹی کی خوشبو کہاں سے آ رہی ہے؟ اس نے اندھیرے میں تابوت کی طرف دیکھا اور اس پر ہاتھ مارا۔ اندر سے کیٹی نے بھی تابوت پر ہاتھ مارا۔ اسے بھی تھیوسانگ کی خوشبو آگئی تھی۔ کیٹی نے اندر سے پکارا۔

"تھیوسانگ! کیا یہ تم ہو؟"

تھیوسانگ خوشی سے چلایا۔

"کیٹی! تم! تم تابوت کے اندر ہو؟"

"ہاں تھیوسانگ! مجھے باہر نکالو۔"

تھیوسانگ بڑی تیزی سے مٹی ہٹانے لگا۔ پھر اس نے تابوت کا ڈھکنا کھول دیا۔ اس کے اندر کیٹی لیٹی ہوئی تھی۔ ڈھکنا کھلتے ہی کیٹی اٹھ بیٹھی۔ تھیوسانگ اسے قبر کے سوراخ میں سے باہر نکال کر لے آیا۔

"کیٹی، تم یہاں کیسے پہنچ گئیں؟ عنبرناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"

کیٹی نے آہ بھر کر کہا۔

"یہ بڑی لمبی کہانی ہے تھیو بھائی۔ پھر سناؤں گی پہلے یہ بتاؤ کہ تم کیسے آگئے اور اس قبر میں کیا کر رہے تھے؟"

تھیوسانگ نے اپنی ساری کہانی کیٹی کو مختصر لفظوں میں بیان کر دی۔ کیٹی نے کہا۔

"تم خوش قسمت ہو کہ سانپ نے تمہیں ڈسا دیا۔ میں خود بڑی مشکل سے جان بچا سکی ہوں۔ بادشاہ عاطون کا جادوگر وزیر تو اپنی طرف سے مجھے مار کر زندہ دفن کر چکا ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں رات کے اندھیرے میں ہی اس شہر سے نکل جانا چاہیے۔"

کیٹی نے کہا۔

"تمہارے پاس جو دوسروں کو چھوٹا کرنے کی غیر معمولی طاقت تھی اس کا کیا ہوا؟"

تھیوسانگ نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ جب سے میں جادوگر کے مصنوعی چاند میں ڈالا گیا ہوں میری یہ طاقت غائب ہو گئی ہے۔ اب میں کسی شے کو انگلی لگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر چھوٹا نہیں کر سکتا۔"

"یہ تو بڑی بُری بات ہوئی ہے۔" کیٹی نے کہا۔

تھیو سانگ بولا۔

"پھر کیا ہوا۔ ہمیں ہر حالت میں جان بچانی ہے۔ میں تو یہی مشورہ دوں گا کہ ہمیں صبح ہونے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

کیٹی بولی۔

"جنگل میں میری خلائی شٹل ضرور موجود ہوگی۔ اگر ہم کسی طرح وہاں تک پہنچ گئے تو پھر اس سیارے سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"یہاں ہم پکڑے جا سکتے ہیں کیٹی! آؤ یہاں سے نکل چلیں۔ تم شہر کی چار دیواری سے واقف ہو۔ ہم چار دیواری پھلانگنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

کیٹی کا دل نہیں مانتا تھا مگر وہ تھیو سانگ کے مجبور کرنے پر قبر سے باہر نکل کر اس کے ساتھ چل پڑی۔ وہ بڑی احتیاط سے پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے قبرستان کے دروازے سے باہر نکل آئے۔

آسمان تاروں سے بھرا ہوا تھا۔ دور انہیں شاہی محل کی جانب مشعل کی روشنیاں اِدھر اُدھر جاتی نظر آئیں۔ کیٹی نے کہا۔

"یہ سپاہی ہیں جو گھوڑوں پر سوار ہماری تلاش میں نکلے ہوئے ہیں۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"پھر ہم کو کدھر جانا چاہیئے۔ تم اس شہر سے تھوڑا بہت واقف ہو اس لیے پوچھ رہا ہوں۔"

کیٹی بولی۔

"قبرستان کے عقب کی جانب شہر کا ایک دروازہ ہے۔ جہاں سے شہر کا کوڑا کرکٹ باہر لے جایا جاتا ہے ہمیں اس دروازے سے فرار ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی نے تھیو سانگ کو ساتھ لیا۔ اور قبرستان کے پیچھے سے ہو کر ویران علاقے سے گزرنے لگی۔ کوئی دو فرلانگ چلنے کے بعد انہیں کچی سڑک پر ایک بہت بڑی بیل گاڑی دکھائی دی جس پر شہر کا کوڑا کرکٹ لدا ہوا تھا۔ کیٹی نے چونک کر کہا۔

"اگر ہم کسی طرح اس بیل کے کوڑے کرکٹ میں چھپ کر بیٹھ جائیں تو پہرے داروں کی نظروں سے بچ کر ہم دروازے میں سے نکل سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ نے کہا۔

"اچھا خیال ہے۔ چلو کوشش کرتے ہیں۔"

دونوں کچی سڑک پر آ گئے۔ اب وہ اندھیرے میں بیل گاڑی کے پیچھے پیچھے جھک کر چل رہے تھے۔ بیل گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ شہر کا پرانا دروازہ قریب آ رہا تھا۔ کیٹی نے سرگوشی میں کہا۔

"میں گاڑی میں چڑھنے لگی ہوں۔ تم بھی میرے پیچھے اوپر چڑھ جانا۔"

یہ کہہ کر کیٹی بیل گاڑی کے تختہ پر پاؤں رکھ کر اوپر چڑھ کر کوڑے کرکٹ میں چھپ گئی۔ اس کے بعد تھیو سانگ بھی بیل گاڑی پر چڑھ گیا۔

بیل گاڑی کو ایک سیاہ فام غلام چلا رہا تھا۔ اس نے گاڑی کو دھکے لگتے محسوس کئے تو گاڑی کھڑی کر دی۔ پھر پیچھے آ گیا۔ کوڑے کرکٹ سے ڈھیر کو دیکھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ اس کے اندر پوری طرح چھپ چکے تھے۔ غلام نے سوچا کہ ہو سکتا ہے گڑھوں کی وجہ سے گاڑی کو دھکے لگے ہوں۔

وہ دوبارہ گاڑی پر بیٹھ کر بیلوں کو ہانکتا آگے بڑھا۔ شہر کے دروازے پر دو سپاہی رات کی ڈیوٹی پر تھے۔

انہوں نے سیاہ فام کو دیکھا تو مسکرائے۔ غلام نے سلام کیا وہ روز رات کو کوڑا کرکٹ لے کر باہر جاتا تھا۔ سپاہیوں نے اس سے مذاق کے دو چار جملے کہے اور اسے دروازے سے گزرنے کی اجازت دے دی۔ بیل گاڑی دروازے سے گزر کر شہر سے باہر ایک اجاڑ میدان کی طرف چلنے لگے۔ کافی دور جا کر غلام نے گاڑی کھڑی کر دی۔ مگر اس سے پہلے ہی کیٹی اور تھیو سانگ گاڑی میں سے چھلانگ لگا کر اندھیرے میں گم ہو چکے تھے۔

وہ دونوں اندھیرے میں ایک طرف دوڑے جا رہے تھے۔ کیٹی نے دوڑتے دوڑتے کہا۔

"ہم گاؤں کی طرف نہیں جائیں گے۔ وہاں ضرور فوج کے سپاہی ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے۔"

"خلافی شمال کی طرف چلے گئے ہیں۔" تھیو سانگ بولا۔

"ہمیں چکر لگا کر جنوبی جنگل کی طرف جانا ہوگا۔" کیٹی نے کہا۔

خلافی ممنوعی ہونے کی وجہ سے ان دونوں کا دوڑنے سے زیادہ سانس نہیں پھولا تھا۔ دوڑتے دوڑتے وہ تیسری پہاڑیوں کے سلسلے میں آ گئے۔ یہ سلسلہ ختم ہوا تو آگے ایک چٹیل میدان تھا۔ میدان میں سے گزرے تو سامنے جنگل شروع ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اسی جنگل میں میری خلائی شٹل ہے" کیٹی بولی

تھیوساگ اور تیزی سے دوڑنے لگا۔ جنگل میں پہنچ کر وہ رک گئے اور ایک جگہ تھوڑی دیر دم لینے کو رکے۔ انہیں جنگل میں ایک طرف گھوڑوں کے ہنہنانے اور پھر سپاہیوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔

"سپاہی جنگل میں پہنچ چکے ہیں" کیٹی نے کسی قدر گھبرا کر کہا۔

تھیوساگ نے کہا۔

"ہم جنگل میں اپنے آپ کو چھپا سکتے ہیں۔ فکر نہ کرو"

وہ بڑی احتیاط سے جنگل کے اندھیرے میں آگے بڑھنے لگے۔ اس اندھیرے میں بھی کیٹی ٹھیک سمت کو جا رہی تھی۔ اس کا اندازہ بالکل درست تھا۔ کافی دور چلنے کے بعد انہوں نے انسانوں کی آوازیں سنیں۔

وہ دونوں وہیں رک گئے۔ کیٹی نے کہا۔

"لگتا ہے سپاہی ہماری خلائی شٹل کے پاس پہنچ گئے ہیں"

قدم قدم چلتے ایک جگہ جھاڑیوں کے پیچھے آ کر کیٹی اور تھیوساگ نے شاخیں ہٹا کر دیکھا تو مشعل کی روشنی میں خلائی شٹل کے پاس چھ سات سپاہی نیزے تانے کھڑے تھے۔ ان کا کمانڈر تلوار ہاتھ میں لیے خلائی شٹل کی طرف حیرت سے تک رہا تھا۔

پھر اس نے چلا کر کہا۔

"یہ دشمن کا کوئی خفیہ قلعہ ہے۔ اس پر حملہ کر دو"

تمام سپاہی نیزے تانے خلائی شٹل پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے خلائی شٹل پر نیزوں اور تیروں کی بارش کر دی۔ مگر خلائی شٹل کی فولادی سے ٹکرا ٹکرا کر تیر اور نیزے نیچے گرتے چلے گئے۔ کمانڈر نے چیخ کر ہاتھ بلند کیا۔

"ٹھہر جاؤ"

سپاہی رک گئے۔ کمانڈر تلوار لے کر فوراً آگے بڑھا۔ مگر وہ خلائی شٹل کے بند دروازے کو بھلا کیسے کھول سکتا تھا۔ وہ سیڑھی پر چڑھ کر بند دروازے پر تلوار کے وار کرنے لگا۔ لیکن دروازے پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے نیچے اتر کر کہا۔

"اسے آگ لگا دو"

کیٹی اور تھیوساگ نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اگر خلائی شٹل کو آگ لگ گئی تو بہت برا ہوگا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا۔

"اگر انہوں نے زیادہ آگ بھڑکائی تو شٹل کے جیٹ راکٹ میں سے آگ اندر جا کر شٹل کو تباہ کر سکتی ہے۔"

سپاہی درختوں کی بڑی بڑی شاخیں کاٹ کر خلائی شٹل کے اردگرد جمع کر رہے تھے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"ہمیں کوئی جوابی کارروائی کرنی چاہیے کیٹی، نہیں تو ہم ساری زندگی اس سیارے سے نہ نکل سکیں گے۔"

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ خلائی شٹل کو آگ لگ گئی۔ کیٹی اور تھیوسانگ سیٹ میں اکڑ کر بیٹھ گئے۔ سپاہیوں نے لکڑیوں پر کوئی ایسا تیل ڈالا تھا کہ ایکدم سے آگ بھڑک اٹھی تھی۔ اس آگ نے شٹل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

کیٹی نے کہا۔

"شٹل کا ایندھن چھٹا تو تبا ہی مچ جائے گی یہاں سے بھاگ چلو۔"

تھیوسانگ اور کیٹی تیزی سے پیچھے کی طرف دوڑ پڑے۔ مگر سپاہی ابھی تک وہیں کھڑے خلائی شٹل کے جلنے کا منظر دیکھ رہے تھے اور خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔ آگ شٹل کے ایندھن تک پہنچی تو شٹل ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ پڑی۔ جتنے سپاہی اردگرد کھڑے تھے درختوں کے ساتھ ہی ان کے پرخچے اڑ گئے۔ اس وقت تھیوسانگ اور کیٹی جنگل میں کافی دور پہنچ چکے تھے۔

کیٹی نے کہا۔

"آخری امید بھی بجھ گئی۔"

تھیوسانگ بھی رک گیا۔

"یقیناً سارے کے سارے سپاہی ہلاک ہو گئے ہوں گے۔"

کیٹی نے کہا۔

"اس دھماکے میں کوئی نہیں بچا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"اب ہمیں کہاں جانا چاہیے؟"

کیٹی نے کہا۔

"ظاہر ہے ہم اس سیارے پر پھنس کر رہ گئے ہیں۔ اب ہمیں کسی خفیہ جگہ پر چھپ کر کسی نئے منصوبے کی تیاری کرنی ہوگی۔"

تھیوسانگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"لیکن وہ خفیہ جگہ کون سی ہو سکتی ہے۔ اس جنگل میں تو بادشاہ کے سپاہی پہنچ جائیں گے۔" کیٹی نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اس سیارے کے جنوب کی طرف نکل جانا چاہیئے۔ وہ علاقہ ضرور ویران ہوگا اور ہمیں کوئی نہ کوئی چھپنے کی جگہ مل جائے گی۔"

دونوں جنگل کے جنوب کی طرف چلنے لگے۔

دوسری طرف تھیوسانگ کے فرار کے بعد حامان جادوگر نے دھندلے طلسمی شیشے کی مدد لی اور اس سے تھیوسانگ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہوگا؟ دھندلے شیشے کے چہرے نے کہا۔

"حامان! جس شخص کو تم تلاش کر رہے ہو وہ ایک ایسے خلائی سیارے کی مخلوق ہے جس میں ایکٹرانک تابکاری اتنی مدھم ہے کہ میں اسے تلاش نہیں کر سکتا۔ تمہارا طلسم یہاں کام نہیں کرے گا۔"

یہ کہہ کر دھندلا چہرہ غائب ہو گیا۔

حامان نے سٹ پٹا کر حکم دیا کہ مفرور قیدی کو ملک کے کونے کونے میں تلاش کیا جائے۔ سپاہیوں کے دستے رات کی تاریکی میں نکل کھڑے ہوئے۔

جب صبح کا سورج نکلا تو تھیوسانگ اور کیٹی ایک بہت بڑے پہاڑ کو عبور کر کے اس کی دوسری جانب پہنچ گئے تھے۔ یہاں ایک دریا بہہ رہا تھا۔ آبادی کا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ بولا۔

"ہمیں یہ دریا ہر حالت میں پار کرنا ہوگا کیٹی۔"

وہ کیٹی نے دریا کے پاٹ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"یہاں کوئی کشتی وغیرہ نظر نہیں آ رہی۔ ہمیں تیر کر دریا پار کرنا ہوگا۔"

وہ دریا میں اترنے کی تیاریاں ہی کر رہے تھے کہ کیٹی نے ایک طرف اشارہ کیا۔

"وہ دیکھو۔ ایک کشتی چلی آ رہی ہے۔"

کشتی سامنے والے کنارے سے آ رہی تھی اور اس میں سامان لدا تھا

"شاید یہ بار بردار کشتی ہے۔ مال اس کنارے پر اتار کر ضرور واپس جائے گی۔ ہم اس کشتی کے ذریعے دوسرے کنارے پر پہنچ سکتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"کشتی والا ملاح ہمارا گواہ بن جائے گا۔ اگر سپاہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں تک آئے تو وہ انہیں ہمارے بارے میں بتا دے گا۔ کہ ہم دریا پار گئے تھے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"یہ خطرہ ہمیں مول لینا ہی ہوگا کیٹی! جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

اتنی دیر میں کشتی کنارے پر آکر لگ گئی۔

کشتی پر سبزیوں کے بورے لدے تھے۔ چار آدمی کشتی سے اترے۔ انھوں نے بڑے بڑے بوروں کو کشتی سے اتارنا شروع کر دیا۔ جب کشتی خالی ہو گئی اور کشتی کنارے سے چلنے لگی۔ جب خالی کشتی کیٹی اور تھیوسانگ کے قریب سے گزری تو کیٹی نے ملاح کو آواز دی۔

"بھائی ہمیں پار لے جاؤ گے؟"

ملاح نے کشتی کو روک لیا۔ تھیوسانگ اور کیٹی کی طرف دیکھا۔ بولا۔

"آ جاؤ بہن! میں بھی پار ہی جا رہا ہوں۔"

تھیوسانگ اور کیٹی خالی کشتی میں سوار ہو گئے۔ ملاح نے کشتی کو دوسرے کنارے کی طرف پانی میں ڈال دیا۔

دریا پار ملاحوں کے دو چار جھونپڑوں کے سوا کوئی آبادی نہیں تھی۔ تھیوسانگ اور کیٹی وہاں سے بھی آگے روانہ ہو گئے۔

اسی طرح وہ سارا دن سفر کرتے رہے۔ رات کو وہ ایک ایسے بنجر اور ویران علاقے میں پہنچے جہاں نشیبی زنگ کے ایسے پہاڑ تھے جن میں غار بنے ہوئے تھے۔ ان پہاڑوں کے درمیان ایک ندی بہہ رہی تھی۔ ندی کے کنارے پتھریلے تھے۔ ان پہاڑیوں میں جہاں ندی موڑ کاٹتی تھی انہیں ذرا بلندی پر ایک مندر بنا ہوا نظر آیا۔

اس مندر تک جانے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ مگر یہ سیڑھیاں ٹوٹی پھوٹی تھیں۔ کیٹی نے کہا۔

"ہم کچھ دیر کے لیے اس مندر میں چھپ سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ کو کیٹی کی تجویز پسند آئی۔ دونوں پتھر کی سیڑھیاں چڑھ کر مندر کے دروازے پر آگئے۔ مندر کا دروازہ اوجھل کھلا تھا۔ تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ مندر ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی جس میں ایک پتھر کی مورتی رکھی تھی۔ مورتی کی شکل بڑی ڈراؤنی تھی۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا سیندور اور تیل ملا ہوا تھا جو سیاہ پڑنے لگا تھا۔

کیٹی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ کوئی بے آباد مندر ہے۔ لگتا ہے یہاں کبھی کوئی اس مورتی کی پوجا کرنے نہیں آیا۔"

"محسوس تو ایسا ہی ہوتا ہے۔" تھیو سانگ نے کہا۔ "بہرحال ہمیں کچھ دیر یہاں رہ کر یہ سوچنا ہوگا کہ آگے کیا کریں؟"

انہوں نے مندر کی کوٹھڑی کے ایک کونے کو صاف کیا اور وہاں بیٹھ کر آرام کرنے لگے۔ سورج غروب ہو گیا تھا۔ نیچے پتھروں کی وادی میں شام کے سائے اترنا شروع ہو گئے تھے۔ رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی باتیں کرنے لگے۔

"تھیو بھائی! خلائی شٹل تو جل کر راکھ ہو گئی۔ اب ہمارے پاس یہاں سے فرار ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"

تھیو سانگ بولا۔

"تم حامان جادوگر کے بنائے ہوئے مصنوعی چاند کو بھول گئی ہو۔ میں وہاں رہ چکا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک دو بار چھوٹے خلائی جہاز اترتے تھے۔ مجھے تو یہ حامان جادوگر بہت بڑا سائنس دان لگتا ہے۔ جادو کا اس نے ڈھونگ رچا رکھا ہے تاکہ بادشاہ پر اس کا رعب جما رہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"جنرل ناگ ماہیا نے مجھے ایک بار بتایا تھا کہ قدیم زمانے میں انہوں نے دمشق شہر میں ایک کیمیا دان کو دیکھا تھا۔ وہ ایک کنوئیں میں سے ہر رات کو ایک چاند طلوع کرتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قدیم زمانے میں بھی لوگ سائنس میں کافی ترقی کر چکے تھے۔ ہو سکتا ہے حامان نے بھی کوئی کیمیاوی مصنوعی چاند بنا کر آسمان پر چھوڑ رکھا ہو اور اس کا دوسرے خلائی سیاروں سے رابطہ ہو۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اس شخص کا کسی دوسرے قریبی سیارے سے خلائی رابطہ قائم ہے۔ کیونکہ میں نے دو بار اپنی آنکھوں سے مصنوعی چاند کو پہاڑیوں میں خلائی راکٹ کو اترتے دیکھا تھا۔"

کیٹی بولی

"تمہارا مطلب ہے کہ ہمارے لیے نجات کا یہی ایک راستہ ہے کہ ہم کسی طرح مصنوعی چاند پر پہنچ کر وہاں سے کوئی خلائی راکٹ کو اغوا کرنے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوشش کریں۔"
تھیوسانگ مسکرا کر بولا۔
"آخر تم بھی خلائی مخلوق ہو۔ میری بات کی تہہ تک
پہنچ جاتی ہو۔"
کیٹی نے کہا۔
"مگر مصنوعی چاند تک کیسے پہنچا جائے۔ سوال یہ
ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"اس پہ غور کیا جا سکتا۔"
پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔
"جس سانپ نے میری زنجیروں کو پھنکار مار
کر پگھلا ڈالا تھا اور مجھے نہیں کاٹا تھا اگر کسی طرح
وہ ہمارے پاس آجائے تو اس سے مدد لی جا
سکتی ہے۔"
کیٹی نے کہا۔
"اس سانپ نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ
ہمارے جسموں سے ناگ کی بُو آتی ہے اور ناگ
ان سانپوں کا دیوتا ہے۔ مگر ہم سانپ کو بلا نہیں
سکتے کیونکہ ہمیں ان کی زبان نہیں آتی۔"

تھیوسانگ بولا۔
"مصنوعی چاند پہ اس قسم کے سانپوں کا ایک
پورا گڑھا بھرا ہوا ہے۔ جو قیدیوں کی کوٹھڑیوں
کے قریب ہی ہے۔"
کیٹی مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے بولی۔
"کچھ نہیں تھیوسانگ ——— سانپ ہماری کوئی
مدد نہیں کر سکے گا۔ ہمیں خود ہی مصنوعی چاند تک
پہنچنے اور خلائی مخلوق سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش
کرنی ہوگی۔"
پھر اس نے تھیوسانگ سے پوچھا کہ کیا اس نے کبھی
خلائی راکٹ والی مخلوق کو دیکھا تھا۔
تھیوسانگ بولا۔
"نہیں۔ میں نے مصنوعی چاند پہ کبھی کسی خلائی
مخلوق کو نہیں دیکھا۔"
کیٹی نے کہا۔
"تو پھر وہاں کوئی خلائی مخلوق نہیں ہوگی۔ اس
مسکارا اور چالاک حامان نے خود ہی خلائی راکٹ
تیار کر رکھے ہوں گے۔ تاکہ اگر کبھی بادشاہ اس
کے خلاف ہو جائے تو وہ ان راکٹوں کی مدد سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے تخت پر قبضہ کر سکے ؟

تھیوسانگ، خاموش رہا۔ ان کے باتیں کرتے ہی کرتے رات ہو گئی

مندر میں اندھیرا چھا گیا۔ وہاں کوئی چراغ وغیرہ بھی نہیں تھی۔ تھیوسانگ۔ اور کیٹی مندر کا دروازہ کھول کر اس کی دہلیز پر آکر بیٹھ گئے آسمان پر نیلے ستارے چمک رہے تھے۔ یہاں کی فضا بالکل ان کی اپنی زمین کی طرح تھی فرق صرف یہ تھا کہ یہ زمین ابھی اپنی تہذیب کے ابتدائی دور سے گزر رہی تھی

ہمارے پاس پرانے زمانے کی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے کے دو ہی ذریعے ہیں۔ پہلا ذریعہ وہ آثار ہیں جو ہمیں زمین کی کھدائی سے ملتے ہیں اور آثارِ قدیمہ کے ماہرین ان کی بنا پر تاریخ پرکھنے اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ کس زمانے کے آثار ہیں اور اس زمانے میں لوگ کس طرح زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ دوسرا ذریعہ تاریخ کی پرانی کتابیں اور تختیاں وغیرہ ہیں۔ اگرچہ ہم آج سے پانچ چھ ہزار برس پیچھے کی پرانی تہذیب و تمدن سے واقف ہو گئے ہیں مگر ہمیں ابھی تک اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس قدیم زمانے میں بھی وہ لوگ سائنس میں کتنی ترقی کر چکے تھے۔ جنوبی امریکہ

میں خلائی جہازوں کے اترنے کے اڈے کے آثار اور پرانی غاروں کی دیواروں پر راکٹوں کی بنی ہوئی تصویریں اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ آج سے ہزاروں برس پہلے ہماری زمین پر کوئی خلائی مخلوق اتری تھی اور وہ یہاں کافی دیر تک آباد رہی۔ آج کے خلائی سائنس دان یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی وجہ سے یہ خلائی مخلوق واپس اپنے سیارے کی طرف روانہ ہو گئی۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ چونکہ وہ کسی بہت ہی دور دراز سیارے سے یہاں آئے تھے اس لیے ہو سکتا ہے کہ ابھی وہ اپنے سیارے پر نہ پہنچے ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے سیارے پر کچھ عرصہ رہنے کے بعد واپس ہماری زمین کی طرف روانہ ہو گئے ہوں اور زیادہ فاصلہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک آدھے راستے میں ہی ہوں۔

بہرحال ننانوے فی صد آج کے خلائی سائنس کے ماہروں کا خیال ہے کہ کبھی ہماری زمین پر آسمان سے کوئی مخلوق ضرور اتری تھی۔ جو نہ جانے کیوں واپس چلی گئی۔ اور اس مخلوق کے جانے کے بعد ہماری زمین کے لوگوں نے ان کے راکٹوں کی تصویریں اپنے غاروں میں بنانا شروع کر دیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچانک انہیں مندر کی دہلیز پہ بیٹھے بیٹھے انسانوں کی آوازیں سنائی دیں۔ دونوں جلدی سے مندر کے چبوترے سے نیچے آکر جدھر سے آوازیں آرہی تھیں اُدھر دیکھنے لگے۔

انہیں رات کے اندھیرے میں ندی پر مشعلوں کی روشنی دکھائی دی۔ ایک کشتی ندی میں چلی آرہی تھی جس میں کچھ آدمی بیٹھے تھے۔ مشعلوں کی روشنی میں سپاہیوں کی ڈھالیں، نیزے اور تلواریں چمک رہی تھیں۔

کیٹی نے کہا۔

"یہ تو سپاہی ہیں۔ شاید ہماری تلاش میں آئے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اس چٹان کی طرف بھاگو۔"

دونوں مندر کے چبوترے سے بھاگ کر چٹان کے پیچھے چھپ گئے۔

کشتی کنارے پر آکر رُک گئی۔ چھ سات سپاہی اس میں سے نکل کر مندر کی طرف بڑھے۔ ایک سپاہی نے اونچا پکار کر کہا۔

"ہم اس مندر میں رات آرام کریں گے۔ صبح تلاش کریں گے مفرور قیدیوں کو۔"

سپاہیوں نے کشتی کو کنارے سے باندھ دیا اور چبوترے کی

سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ تھیوسانگ کے ذہن میں ایک منصوبہ آ گیا۔ اس نے کیٹی سے سرگوشی میں کہا۔

"میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"

دونوں اندھیرے میں چٹان سے نکل کر ایک طرف بڑھنے لگے۔ تھیوسانگ آگے آگے تھا۔ بڑے بڑے پتھروں کے پیچھے سے ہوتے یہ دونوں نیچے ندی کے کنارے پر آگئے۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ سپاہی مشعلوں کے ساتھ اوپر مندر میں چلے گئے تھے۔ اس ویرانے میں انہوں نے کشتی پر کسی محافظ کو چھوڑنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"ہم یہ کشتی لے کر یہاں سے نکل جائیں گے۔"

کیٹی اندھیرے میں چمکیلی آنکھوں سے تک رہی تھی۔ وہ کچھ نہ بولی۔ اس کے سوا اور کوئی ذریعہ وہاں سے فرار ہونے کا نہ تھا۔ انہوں نے مندر کی طرف دیکھا۔ سپاہی مندر کی کوٹھڑی میں گھسے شور مچا رہے تھے۔ دو سپاہی باہر مشعلیں لگائے چبوترے پہ لیٹ گئے تھے۔ تھیوسانگ اور کیٹی رینگ رینگ کر چلتے کشتی کے قریب آگئے۔ تھیوسانگ کشتی کا رسہ کھولنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اہرام کا تابوت

کیٹی جلدی سے کشتی میں بیٹھ گئی
تھیوسانگ نے رسی کھولی اور خود بھی کشتی میں چھلانگ لگا دی۔ اس سے آواز پیدا ہوئی۔ چبوترے پر بیٹھے سپاہیوں نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ انہیں ستاروں کی مدھم روشنی میں کشتی ندی کے کنارے سے ہٹتی نظر آئی تو انہوں نے شور مچا دیا تھیوسانگ نے چپو پکڑ کر کشتی کو پانی کے بہاؤ پر ڈال دیا۔ چبوترے پر سے سپاہی نیچے کو بھاگے۔ دوسرے سپاہیوں نے اوپر سے تیر برسانے شروع کر دیے۔

تیر کشتی میں آ کر گرے۔ کیٹی اور تھیوسانگ ایک طرف ہٹ کر سمٹ گئے۔ ندی کے پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ کشتی دیکھتے دیکھتے آگے نکل گئی۔ سپاہی کچھ دور تک کنارے کے ساتھ بھاگے اور انہوں نے تیر بھی چلائے مگر کشتی رات کے اندھیرے میں ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

تھیوسانگ نے سر اٹھا کر پیچھے دیکھا۔ کشتی پہاڑی کا موڑ گھوم چکی تھی۔ اس نے اطمینان کا سانس لے کر کہا

"ہم خطرے کی حدود سے نکل آئے ہیں۔"

پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے ندی کا زور بہت زیادہ تھا۔ کشتی بڑی تیزی سے آگے ہی آگے بھی چلی جا رہی تھی لہریں اسے اِدھر اُدھر اچھال رہی تھیں تھیوسانگ اور کیٹی چپوؤں کی مدد سے کشتی کے توازن کو درست رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔

جب کشتی کافی دور نکل گئی اور پہاڑی علاقہ پیچھے رہ گیا تو پانی کے بہاؤ کا جوش و خروش ختم ہو گیا اور کشتی ہموار رفتار سے بہنے لگی۔ ساری رات اسی طرح گزر گئی۔ سورج مشرقی افق سے طلوع ہوا تو اس کی روشنی میں تھیوسانگ اور کیٹی نے دیکھا کہ جن پہاڑوں سے وہ کشتی اٹھوا کر لے چلے تھے وہ بہت پیچھے رہ گئے تھے اور اب ندی ایک بنجر میدان میں داخل ہو گئی تھی۔ یہاں زمین ہموار مگر سخت تھی۔ کیٹی نے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ ندی آگے جا کر کسی دریا سے مل جائے گی۔"

دوپہر تک وہ بنجر ویران میدان میں بہتی ندی میں سفر کرتے رہے۔ دوپہر کے بعد بنجر میدان ایک ریتلے صحرا میں بدل گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ریت کے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"میں حیران ہوں کہ یہ ندی آگے جا کر ریت میں کہیں جذب تو نہیں ہو جائے گی؟ کیونکہ اس کا پاٹ چھوٹا ہوتا جا رہا ہے۔"

مگر آگے ایک دریا آ گیا۔ یہ دریا کسی بڑی نہر جتنا تھا۔ اس کا پاٹ زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ ندی دریا میں داخل ہوئی تو کیٹی نے کہا۔

"اب یہ دریا ضرور سمندر میں جا کر گرے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں اتر جائیں۔"

تھیوسانگ کشتی کو کنارے پر لے آیا۔ دریا کے کنارے ایک جگہ کشتی کھڑی کر کے وہ کنارے کی ریت پر اتر گئے۔ یہاں چاروں طرف ریت کے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے انہوں نے سورج کے اندازے سے مشرق کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

ریت کے ٹیلوں میں سے گزرتے ہوئے وہ ایک نخلستان میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کھجور کے درخت کھڑے ہیں۔ نیچے ان کی چھاؤں میں ایک چشمہ بہہ رہا ہے۔ دو آدمی ایک اونٹ کے پاس ریت پر چادر بچھائے بیٹھے

کھجوریں کھا رہے ہیں۔

کیٹی اور تھیوسانگ کو دیکھ کر ایک آدمی نے کہا۔

"تم مسافر لگتے ہو۔ اگر بھوک لگی ہے تو یہ کھجوریں حاضر ہیں۔"

کیٹی اور تھیوسانگ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ مسافروں نے انہیں کھجوریں پیش کیں۔ ایک آدمی نے کہا۔

"میرا نام عاتر ہے۔ تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟"

تھیوسانگ بولا۔

"یہ میری بہن ہے۔ ہم دونوں بڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ مگر یہاں راستہ بھول کر نکل آئے ہیں۔"

دوسرا آدمی بولا۔

"یہ جگہ صحرائے کاشان ہے۔ یہاں سے شمال مشرق کی طرف کاشان کا شہر ہے۔ اگر تم وہاں چلے جاؤ تو تمہیں کوئی قافلہ مل جائے گا۔"

تھیوسانگ اور کیٹی کے لیے اتنی معلومات ہی بہت تھیں۔ عاتر نے پوچھا۔

"تم لوگ پیدل ہی صحرا میں سفر کر رہے تھے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا۔

"ہم کشتی میں آئے ہیں۔ کشتی دریا پر ہی چھوڑ دی ہے"
عاتر کہنے لگا۔

"ویسے یہاں سے کاشان ایک رات کے سفر پر ہے۔ راستے میں تمہیں پانی کے چشمے اور کھجوروں کے درخت مل جائیں گے۔"

دوسرا آدمی بولا۔

"دن کے وقت دھوپ میں سفر مت کرنا۔ گرمی میں تم سفر نہ کر سکو گے۔"

انہیں کیا معلوم تھا کہ تھیوسانگ اور کیٹی کو نہ گرمی لگتی ہے نہ سردی۔ انہوں نے دونوں مسافروں کا شکریہ ادا کیا اور شمال مشرق کی طرف سفر شروع کر دیا۔ وہ شہر کاشان میں جا کر کسی قافلے کے ساتھ مل کر کسی دور دراز علاقے کی جانب نکل جانا چاہتے تھے۔ ابھی انہیں دشمن سپاہیوں سے جان بچانے کی ضرورت تھی۔ صحرا کے ریتلے راستے پر پیدل سفر کرتے رہے۔

صبح کی روشنی ہوئی تو تھیوسانگ اور کیٹی نے دیکھا کہ ریتلے ٹیلوں کے درمیان ایک بہت اونچا اور کشادہ تکونا اہرام سا بنا ہوا ہے۔ کیٹی نے کہا۔

"یہ تو اہرام مصر لگتا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مگر یہ ہماری دنیا یعنی عنبر ناگ کے سیارے کی زمین نہیں ہے۔ یہ تو ایک دوسرے نظام شمسی کی زمین ہے۔ جس پر ہماری زمین کی طرح کے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ ظاہر ہے یہاں مصر کا ملک نہیں ہو سکتا۔"

کیٹی نے اہرام کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"لیکن یہ بالکل اہرام مصر کی طرح کا ہرم ہے۔"

اب انہیں ایک جانب سے انسانوں کا ایک جلوس سا نظر آیا۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک ماتمی جلوس تھا۔ لوگوں نے ایک جنازہ اٹھا رکھا تھا۔ آگے آگے لمبے سفید کرتوں والے کاہن مذہبی منتر پڑھتے چلے جا رہے تھے۔

"معلوم ہوتا ہے یہ کسی امیر آدمی کا جنازہ ہے جس کو اس اہرام میں دفن کیا جا رہا ہے۔"

تھیوسانگ اور کیٹی ریت کے ٹیلے سے نکل کر جلوس کی طرف بڑھے۔ یہ ان کی غلطی تھی۔ جلوس کے قریب پہنچے تو دس بارہ سپاہی تلواریں لیے ان کی طرف لپکے اور انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ حیرت زدہ ہو کر رہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے۔ کہ یہ وہ کس نئی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ ایک سپاہی نے تلوار کی نوک کیٹی کی گردن پر رکھی ہوئی تھی۔ کیٹی کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی۔

ماتمی جلوس جنازے کو لے کر اہرام میں داخل ہو گیا۔ اہرام کے غار میں اندھیرا تھا۔ جنازہ سیڑھیوں سے اتار کر یہ لوگ ایک تنگ و تاریک کمرے میں آ گئے جس کی پتھر کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی۔ ان لوگوں نے جنازے کو وہاں چبوترے پر رکھ دیا اور تھیوسانگ اور کیٹی کو بھی وہیں ایک ستون سے باندھ کر باہر نکل گئے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ لوگ ہمیں ہمیشہ کے لیے اس مُردے کے ساتھ بند کر رہے ہیں۔"

کیٹی نے زور لگا کر زنجیر توڑ ڈالی اور اہرام کے دروازے کی طرف بھاگی۔ مگر اتنی دیر میں لوگ باہر نکل گئے تھے اور پتھر کی دیوار نیچے گر چکی تھی۔ یہ دیوار کیا تھی ایک بہت بڑا پتھر تھا۔ جس نے دیوار کی شکل میں نیچے گر کر راستے کو بند کر دیا تھا۔

تھیوسانگ نے بھی اپنی زنجیروں کو توڑ ڈالا۔ انہوں نے اہرام کی دیواروں کو زور زور سے ہلانے کی کوشش

کی مگر پتھر کی دیواروں پہ کوئی اثر نہ ہوا۔ کیٹی نے کہا۔

"تھیوسانگ! اب ہم شاید اس موت کے اہرام سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ تم نے اس وقت سپاہیوں کو کیوں نہ مار ڈالا۔ جب ہمیں پکڑا گیا تھا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"سپاہی نے تمہاری گردن پہ تلوار رکھی ہوئی تھی۔ مجھے تمہاری جان کا خطرہ تھا۔"

کیٹی بولی۔

"بہرحال اب ہم دونوں کی جان کو خطرہ ہی نہیں بلکہ یقینی طور پر ہم دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس اہرام میں دفن ہو گئے ہیں۔"

تھیوسانگ چبوترے کی طرف بڑھ کر بولا۔

"یہ تو ہم نے دیکھا ہی نہیں کہ اس میں کس کی لاش ہے۔"

کیٹی اور تھیوسانگ چبوترے پر رکھے ہوئے جنازے کی طرف بڑھے یہ ایک تابوت تھا۔ جس پہ چادر پڑی تھی۔ چادر ہٹائی تو نیچے ایک تختی پہ ان لوگوں کی زبان میں لکھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"شہزادہ بیشام کو مقدس سانپ کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مر گیا ہے۔ آسمان کے دیوتا اس کی حفاظت کریں۔ آسمان کی دنیا اس کی خدمت کے لیے ایک عورت اور ایک مرد کو بھی ساتھ دفن کر دیا گیا ہے۔"

تھیو سانگ اور کیٹی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"تو گویا ہمیں اس مردے کی خدمت کے لیے زبردستی پکڑ کر دفن کر دیا گیا ہے۔"

کیٹی نے جھنجلا کر کہا۔ تھیو سانگ بولا۔

"مگر یہ مقدس سانپ کون ہے اور کہاں ہے؟"

کیٹی نے چونک کر کہا۔

"اگر وہ سانپ زندہ ہے تو ہماری مدد کر سکتا ہے۔ تھیو سانگ!"

تھیو سانگ نے تابوت کا ڈھکنا کھول دیا۔

تابوت میں ایک خوب صورت اور نوجوان شہزادے کی لاش پڑی تھی اور اس کے سرہانے کی جانب ایک سبز رنگ کا سرخ آنکھوں والا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ سانپ پھنکار مار کر تھیو سانگ اور کیٹی کی طرف بڑھا۔ مگر فوراً ہی رک گیا۔ اسے ان دونوں میں سے ناگ دیوتا

آنے لگی تھی۔

سانپ کو رکتا دیکھ کر کیٹی نے خوش ہو کر کہا۔

"تھیو سانگ! اس نے ہمارے جسموں سے آتی مقدس ناگ کی بو سونگھ لی ہے۔ اسی لیے وہ حملہ کرتے کرتے رک گیا ہے۔"

تھیو سانگ سانپ کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ سانپ کی آنکھوں میں دوستی کی چمک ہے۔ شاید وہ ہمیں کچھ کہنا چاہتا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر ہم اس کی زبان میں بات نہیں کر سکتے۔"

سانپ ان کی باتوں کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے ہلکی سی پھنکار مار کر کہا۔

"تم مقدس ناگ دیوتا کے ضرور بھائی بہن ہو۔ کیا تم میری زبان سمجھ رہے ہو؟"

مگر کیٹی اور تھیو سانگ سانپ کی زبان نہیں سمجھ رہے تھے۔

"اس نے کچھ کہا ہے کیٹی۔" تھیو سانگ نے بے تابی سے کہا۔

"کاش ہم اس کی زبان سمجھ سکتے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے نا امیدی سے کہا۔ سانپ نے کیٹی اور تھیوساگ کے آگے سر جھکا دیا۔

"وہ تمہیں سلام کر رہا ہے" تھیوساگ بولا۔

جب سانپ نے دیکھا کہ ناگ دیوتا کے بہن بھائی اس کی زبان میں بات نہیں کر سکتے اس نے ان دونوں کی زبان کے الفاظ پر غور کیا۔ اس زبان کے ایک ایک لفظ کو اپنے ذہن میں بار بار دہرایا اور پھر بار یک آواز میں ان کی زبان میں بولا۔

"مقدس ناگ کے بہن بھائی! میں تمہاری زبان میں بول رہا ہوں۔ کیا تم سمجھ رہے ہو؟"

کیٹی اور تھیوساگ نے سبز سانپ کے منہ سے نکلے ہوئے انسانی زبان کے الفاظ سنے تو دنگ رہ گئے کیٹی نے جلدی سے کہا۔

"ہاں ہاں! ہم تمہاری زبان سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں بتاؤ کہ ہم یہاں سے کیسے باہر نکل سکتے ہیں؟"

سانپ بولا۔

"یہ بعد میں سوچیں گے۔ پہلے میری بات سنو! اس شہزادے بلیشال کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے۔ یہ اپنی موت نہیں مرا"

کیٹی حیران ہو کر لاش کو دیکھنے لگی۔ تھیوساگ نے کہا۔

"یہ کیا راز ہے؟"

سانپ بولا۔

"اگر تم یہاں نہ آتے تو شاید یہ راز ہمیشہ کے لیے راز ہی رہتا۔ مگر تمہارے یہاں آنے سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ آسمان کے دیوتا اس شہزادے کے خون ناحق سے خوش نہیں ہیں اور اس کی زندگی چاہتے ہیں"

کیٹی نے کہا۔

"مگر شہزادہ تو مر چکا ہے"

سانپ بولا۔

"لیکن ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا۔ میں اس کے جسم سے اس کا سارا زہر چوس کر اسے پھر سے زندہ کر سکتا ہوں"

تھیوساگ نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر ذرا اس کے جسم میں سے زہر نکال کر پھینک دو"

سانپ نے اپنا منہ شہزادے کی لاش کی گردن کے ساتھ لگا دیا۔ اور لاش کے اندر پھیلا ہوا زہر چوسنے لگا۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھوڑی دیر بعد زہر نکال کر تابوت میں پھینک
چھ سات بار ایسا کرنے کے بعد لاش میں حرکت
ہوئی اور پھر شہزادہ بیشال نے آنکھیں کھول دیں۔

"میں کہاں ہوں؟"

تھیو سانگہ نے کہا۔

"شہزادے! گھبرانا مت۔ تمہیں زہر دے کر مار
دیا گیا تھا مگر مقدس سانپ نے تمہارے جسم کا
زہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ تم زندہ ہو۔"

شہزادہ تابوت میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کیا۔ کیا میں اہرام میں دفن کر دیا گیا تھا؟"

شہزادے نے تعجب سے اہرام کی چھت اور دیوار
دیکھ کر کہا۔ کیٹی بولی۔

"ہاں شہزادے۔ مگر تمہیں کس نے زہر دیا تھا؟"

شہزادہ بولا۔

"یہ کام سوائے میرے ظالم چچا کے دوسرا کوئی
نہیں کر سکتا۔ میں تخت کا اکیلا حق دار تھا۔ وہ
مجھے اپنے راستے سے ہٹا کر میرے باپ کے
تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اُس
نے مجھے کھانے میں زہر دے دیا۔ مجھے یاد ہے۔

کھانا کھانے کے بعد میری حالت خراب ہو گئی تھی۔
مگر تم لوگ کون ہو؟ اور یہ سانپ ـــــ مقدس
سانپ نے میرے جسم میں سے زہر کیوں نکالا؟"

کیٹی نے کہا۔

"ہمیں تمہارے ساتھ اہرام میں دفن کر دیا گیا تھا۔
لیکن ہم نے تابوت کھولا تو اندر تمہاری لاش کے
پاس سانپ بیٹھا تھا۔ یہ سانپ ہمارا دوست
نکلا۔ کیونکہ ہم سپیروں کے خاندان سے تعلق رکھتے
ہیں۔"

کیٹی نے یونہی کہہ دیا۔ سانپ کچھ نہ بولا۔ شہزادے کو
تابوت میں سے باہر نکال دیا گیا۔ وہ فرش پر بیٹھ گیا اور
بولا۔

"میں تمہارا اور سانپ کا شکر گزار ہوں۔"

سانپ نے کہا۔

"شہزادے! تم بے گناہ ہو۔ لیکن اگر یہ دونوں
بہن بھائی نہ ہوتے تو شاید میں تمہارے جسم کا زہر
نہ نکالتا۔"

شہزادے نے سانپ کو باریک آواز میں انسانوں کی
طرح بات کرتے دیکھا تو تعجب سے بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم انسانوں کی طرح بول لیتے ہو؟"
سانپ کہنے لگا۔

"یہ بھی ان دونوں بہن بھائیوں کا کرشمہ ہے۔
تمہیں ان دونوں کا شکر گزار ہونا چاہیے۔"
شہزادہ بیشال نے کیٹی اور تھیو سانگ کا شکریہ ادا کیا
اور بولا۔

"لیکن اب ہم اس بند اہرام سے کیسے باہر
نکلیں گے؟"

اس کے اندر صرف اتنی ہوا موجود ہے جو ہمیں زیادہ سے
زیادہ ایک دن تک زندہ رکھ سکتی ہے۔"

سانپ نے کہا۔

"میں یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرتا
ہوں۔"

یہ کہہ کر سانپ نے گھوم پھر کر اہرام کی دیواروں
کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ اسے ایک جگہ دیوار میں نرم ریت
محسوس ہوئی۔ سانپ نے وہاں سوراخ بنانا شروع کر
دیا۔ تھیو سانگ اور کیٹی بھی اس کے ساتھ لگ گئے۔
تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے وہاں سوراخ گہرا کر لیا۔ کیٹی
نے کہا۔

"ہمیں یہاں سرنگ کھودنی ہوگی۔"
شہزادہ بھی ان کی مدد کرنے کو اٹھا۔ تھیو سانگ نے
کہا۔

"شہزادے تم آرام کرو۔"
سانپ، کیٹی اور تھیو سانگ سرنگ کھودتے چلے گئے۔
ریت کی وجہ سے سرنگ بڑی آسانی سے بنتی جا رہی تھی۔
آدھی رات تک انہوں نے سرنگ کا دوسرا سرا اہرام سے
باہر نکال لیا۔ سب سے پہلے سانپ باہر گیا۔ اس نے واپس
آکر بتایا کہ اہرام کے باہر کوئی پہرے دار نہیں ہے۔ ایک
ایک کر کے تھیو سانگ، کیٹی اور شہزادہ بیشال سرنگ سے باہر
آگئے۔

صحرا میں رات کا وقت تھا۔ آسمان پر تارے چمک رہے
تھے۔ سانپ نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ مجرموں کو ان کے جرم کی سزا
دی جائے۔ اور شہزادے کو اس کا جائز حق دلایا
جائے۔"

شہزادہ بولا۔

"اس ریاست کے تخت پر میرا حق ہے۔ اگر میرا
ظالم چچا تخت پر قابض رہا تو وہ میرے خاندان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب بڑوں اور بچوں کو بھی ہلاک کر دے گا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ نے شہزادے کو یقین دلایا کہ وہ اس کا جائز حق اسے واپس دلانے میں اس کی مدد کریں گے۔ رانا نے کہا۔

"میں بڑی آسانی سے شہزادے کے دشمنوں کو اس کے راستے سے ہٹا سکتا ہوں اور مجرموں کو ان کے گناہ کی سزا دے سکتا ہوں۔"

کیٹی نے کہا۔

"پھر بھی ہمیں سوچ سمجھ کر شاہی محل کی طرف چلنا ہوگا۔"

شہزادے نے کہا۔

"شہر کے دروازے کے پاس ہی شاہی محل ہیں۔ وہاں میرے رشتہ داروں کی قیام گاہیں ہیں۔ ہم ان کے پاس جا کر چھپ جائیں گے اور پھر ظالم چچا کے محل پر حملہ کر کے تخت پر قبضے کا اعلان کر دیں گے۔"

تھیوسانگ نے سانپ کو اٹھا کر اپنی کلائی سے لپیٹ لیا اور انہوں نے ستاروں کی روشنی میں شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ شہزادے نے کہا۔

"ہمیں شہر کے ایک خفیہ دروازے سے داخل ہو کر میرے رشتہ داروں کی حویلی میں جانا ہوگا۔"

شہر وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ جب وہ ایک ریت کے ٹیلے کی دوسری جانب آئے تو انہیں شہر کی دیوار کے برجوں پر رات کی مشعلیں جلتی نظر آئیں۔ اب شہزادے نے انہیں شہر کے عقبی دروازے کی طرف گائیڈ کرنا شروع کیا۔ وہ ریت کے ایک ایسے میدان سے گزرے جہاں بہت سے کھنڈر بکھرے ہوئے تھے۔ شہزادے نے کیٹی کو بتایا کہ اس جگہ پر ایک سو برس پہلے اس کے پڑدادا کا محل ہوا کرتا تھا۔ جو اب کھنڈر بن چکا ہے۔

وہ فصیل شہر کے جنوب میں ایک جگہ فصیل کے اردگرد پھیلی ہوئی کھائی پار اتر گئے۔ کھائی میں پانی بھرا ہوا تھا۔ شہزادہ انہیں اس مقام پر لے گیا جہاں ہنگامی حالات کے وقت فرار ہونے کی غرض سے جھاڑیوں میں ایک جگہ دو کشتیاں رکھی تھیں۔ ان کشتیوں کی مدد سے وہ کھائی کو عبور کر کے شہر کی دیوار میں ایک ایسی جگہ آ گئے جہاں جھاڑیوں کے درمیان ایک سرنگ اندر جاتی تھی۔ شہزادہ آگے آگے تھا۔ وہ اس راستے کو جانتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرنگ سے نکلے تو وہ شہر کے اندر تھے۔ یہاں کاٹھ کباڑ پڑا تھا۔ شہزادہ انہیں اپنے ساتھ لیے فصیلِ شہر کے سائے میں سے گزارتا ایک تنگ سی گلی میں لے آیا۔ دور سے ایک چوکیدار آواز لگاتا ہوا گزر گیا۔ وہ ایک چھتی ہوئی گلی میں سے گزر کر ایک کھلے بازار میں آئے تو سامنے بڑی عالی شان حویلیاں بنی تھیں۔ جہاں کہیں کہیں روشنی نظر آ رہی تھی۔ شہزادے نے کہا۔

"یہ ہمارے رشتے داروں کی حویلیاں ہیں۔ وہ کونے والی حویلی میرے ماموں جان کی ہے جو مجھ سے اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے ہیں۔ ہم ان کے پاس جائیں گے۔"

کیٹی نے کہا۔

"کہیں وہ تمہیں پکڑوا تو نہیں دیں گے؟"

شہزادہ بولا۔

"وہ خود بادشاہ کے خلاف ہیں۔ بادشاہ نے ان کی ساری زرعی زمینیں ضبط کر رکھی ہیں۔ اور یہ تھوڑے سے وظیفے پر گزارہ کر رہے ہیں۔"

سانپ نے کہا۔

"مجھے اپنی جیب میں چھپا لو۔"

تھیوسانگ نے سانپ کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔

وہ بھاگ کر کھلا بازار عبور کر کے کونے والی حویلی کے دروازے پر آ گئے۔ یہاں ایک بوڑھا ملازم تخت پر سویا ہوا تھا۔ شہزادے نے اسے بالکل نہ جگایا اور حویلی کے چھوٹے دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

اندر ڈیوڑھی تھی۔ اس کے آگے صحن، جس میں فوارہ لگا تھا۔ اس کے پیچھے برآمدے میں کمرے تھے۔ ان کے بیچ میں سے زینہ اوپر کی منزل کے کمروں کو جاتا تھا۔ شہزادہ زینہ چڑھنے لگا۔ اوپر والا دروازہ بند تھا۔ شہزادے نے آہستہ سے دستک دی۔ دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی۔

"کون ہے جو آدھی رات کو آیا ہے؟"

شہزادے نے اپنی وفادار بوڑھی خادمہ کی آواز پہچان لی۔ اس نے کہا۔

"ماما! میں ہوں بیشال۔"

ملازمہ نے فوراً دروازہ کھول دیا اور ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔

"شہزادے تم؟ مگر تم تو مر چکے تھے۔"

پھر وہ بھوت بھوت کہتی شہزادے کے ماموں کے کمرے کی طرف بھاگی۔ شہزادے نے لپک کر اس کو پکڑ لیا اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماما! میں بھوت نہیں ہوں۔ میں شہزادہ بیشال ہوں۔"

شور سن کر شہزادے کا ماموں اور ممانی بھی بیدار ہو گئیں۔ شہزادے بیشال کو دیکھ کر پہلے تو وہ بھی کچھ گھبرائے لیکن جب شہزادے نے انہیں اپنی ساری داستان سنائی اور کیٹی اور تھیوسانگ نے بھی اس کی تصدیق کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے شہزادے بیشال کو گلے سے لگا۔

ماموں نے کہا

"بیٹا! تمہارا چچا تمہارے خون کا پیاسا ہے۔ اگر اسے علم ہو گیا کہ تم ہمارے ہاں چھپے ہو تو وہ اس حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔"

بیشال نے کہا۔

"ماموں جان! میں اپنے چچا سے اپنا حق واپس لینے آیا ہوں۔ آپ اگر مجھے یہاں نہیں چھپا سکتے تو میں اپنے ان دوستوں کے ساتھ صحرا میں کسی جگہ جا کر چھپ جاؤں گا۔"

ماموں جان بولے۔

"ایسی بات نہیں ہے بیٹا۔ میں تمہیں اپنی حویلی کے تہہ خانے میں چھپا لوں گا۔ میرا مطلب صرف یہ

تھا کہ تمہارے دوستوں کو چاہیے کہ وہ بھی تمہارے بارے میں کسی سے کوئی بات نہ کریں۔"

تھیوسانگ نے بھی کہا کہ وہ شہزادے کو اس کا جائز حق دلا کر رہیں گے۔

اس کے بعد ماموں جان شہزادے کو تہہ خانے میں لے گیا۔ تھیوسانگ اور کیٹی بھی ساتھ تھے۔ یہ تہہ خانہ حویلی کی نچلی منزل کے آخری کونے میں زمین کے اندر بنا ہوا تھا۔ یہاں ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔

وہ تہہ خانے میں بچھے ہوئے قالین پر بیٹھ گئے اور ظالم چچا کی حکومت کا تختہ الٹنے کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگے۔ آخر کافی غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب تک فوج کے کمانڈر کو راستے سے نہیں ہٹا دیا جاتا بغاوت کی کامیابی مشکل ہے۔ کیونکہ کمانڈر بادشاہ کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ رعایا بادشاہ کے خلاف اور شہزادے کی حمایت میں تھی۔ مگر فوج کے کمانڈر نے ان کو فوج کی مدد سے دبا رکھا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"کیٹی کو کمانڈر کے محل میں کنیز کی شکل میں بھرتی کروا کر بھیجا جائے۔ یہ سانپ اپنے ساتھ لے جائے اور کمانڈر کو ختم کرنے کی کوشش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ سے ، دوسری طرف میں بادشاہ کے دربار میں داخل ہو جاؤں گا اور جب کمانڈر کی موت کی خبر آئے گی تو بادشاہ کا کام تمام کر دوں گا پھر ہم شہزادے بادشاہت کا اعلان کر دیں گے ۔

نامون جان نے کہا ۔

" تجویز اچھی ہے مگر اس میں تم دونوں کی جان بھی جا سکتی ہے "

تھیوسانگ اور کیٹی نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا ۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ اتنی آسانی سے نہیں مر سکتے ۔ تھیوسانگ بولا

" اس کی آپ فکر نہ کریں ۔ ہم اپنی حفاظت خود کرنا جانتے ہیں ۔ آپ اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر کسی طرح کمانڈر کے محل میں کنیز بنا کر نوکری دلوا دیں ۔ میں شاہی دربار میں خود داخل ہو جاؤں گا "

نامون جان نے کہا ۔

" میں صبح ہوتے ہی ایک نواب صاحب سے مل کر کیٹی کو کمانڈر کے ہاں بھجوا دوں گا ۔ نواب صاحب

کمانڈر کے بہت دوست ہیں "

رات گزر گئی تو صبح کے وقت شہزادے کا ماموں کیٹی کو ساتھ لے کر نواب صاحب کی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا ۔ تھیوسانگ شاہی محل کی طرف چل پڑا ۔ سانپ تھیوسانگ کی جیب میں ہی تھا ۔ محل کے دروازے پر جا کر تھیوسانگ نے سانپ نکال کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا اور پہریدار سے کہا ۔

" بادشاہ سے جا کر کہو کہ سانپوں کا دیوتا تم سے ملنا چاہتا ہے "

پہرے دار نے پہلے تو تھیوسانگ کو وہاں سے دھکیل کر نکال دینے کی کوشش کی مگر جب سبز سانپ نے پھنکار ماری تو پہرے دار دوڑ کر محل میں چلا گیا ۔ کچھ دیر بعد واپس آیا اور بولا ۔

" چلو دیوتا جی ! بادشاہ سلامت نے بلایا ہے "

تھیوسانگ اس کے ساتھ بادشاہ کے دربار کی طرف چلا گیا ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ستان جزیرے کی روشنی

بادشاہ دربار لگائے تخت پر بیٹھا تھا۔
تھیوسانگ بڑی شان سے چلتا بادشاہ کے تخت کے قریب آ گیا۔ اس نے بادشاہ کو ادب سے سلام کیا تو بادشاہ اس کے ہاتھ میں سبز سانپ دیکھ کر چکرا گیا۔ کیونکہ یہ وہی سانپ تھا جو اس نے شہزادے کی لاش کے ساتھ تابوت میں بند کروایا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ اور یہ سانپوں کا دیوتا اس کو شہزادے کی لاش کے بارے میں کچھ کہنے آیا ہے۔ بادشاہ درباریوں کو اس سلسلے میں کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔
"دربار برخاست کیا جاتا ہے۔ ہم اس دیوتا سے تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔"
درباری ایک ایک کر کے وہاں سے چلے گئے۔ تو بادشاہ تخت سے اتر کر نیچے تھیوسانگ کے پاس آیا اور بولا۔

"تم سانپوں کے دیوتا ہو؟"
"ہاں بادشاہ سلامت!" تھیوسانگ نے سبز سانپ کو گلے پر لپیٹتے ہوئے کہا۔
"یہ سبز سانپ تم نے کہاں سے حاصل کیا ہے؟"
تھیوسانگ سب کچھ سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے دل میں کیا ہے۔ اس نے پہلے سے سوچے ہوئے منصوبے کے مطابق کہا۔
"بادشاہ سلامت! میں سانپوں کا دیوتا ہوں۔ میرے پاس اس قسم کے دو سبز سانپ تھے۔ ان میں سے ایک کہیں کھو گیا۔ اب یہ دوسرا میرے پاس رہ گیا ہے۔"
"کیا تم دوسرے سانپ کی تلاش میں آئے ہو؟"
تھیوسانگ نے بے نیازی سے کہا۔
"نہیں۔ مجھے اس کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے لیے یہ ایک سانپ ہی کافی ہے۔"
بادشاہ نے اطمینان کا سانس لیا۔ اسے تسلی ہو گئی کہ اس سانپوں کے دیوتا کو کچھ معلوم نہیں کہ دوسرا سبز سانپ کہاں ہے۔ اب بادشاہ نے رعونت سے گردن اوپر اٹھائی اور بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم میرے پاس کس لیے آئے ہو؟"
تھیوسانگ نے بڑے اعتماد سے مسکراتے ہوئے کہا۔
"بادشاہ سلامت! میں سانپوں کا دیوتا ہی نہیں ہوں۔ بلکہ میرے پاس یہ سانپ ایک ایسا سانپ ہے۔ جو انسان کی طرح بات کرتا ہے۔"
بادشاہ کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔ وہ سانپ کو تکنے لگا۔
"کیا؟ کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"کیوں نہیں۔ آپ تجربہ کر کے دیکھ سکتے ہیں۔"
پھر تھیوسانگ نے سبز سانپ سے کہا۔
"اے سانپ! بادشاہ سلامت سے بات کر۔"
سبز سانپ سارے منصوبے کو سمجھ گیا تھا۔ اس نے بادشاہ کی طرف منہ اٹھا کر اپنی باریک آواز میں کہا۔
"بادشاہ سلامت خوش رہیں۔ میں آپ کا خادم ہوں۔"
بادشاہ تو دنگ رہ گیا۔ کہنے لگا۔
"میں نے ایسا عجوبہ ساری زندگی نہیں دیکھا۔"

تھیوسانگ بولا۔
"میں یہ بولتا ہوا سانپ بادشاہ کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کرتا ہوں۔"
بادشاہ خوش ہو کر بولا۔
"ہم تمہارے تحفے کو خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ اور تمہیں اپنے دربار کا وزیر خاص مقرر کرتے ہیں۔"
تھیوسانگ یہی چاہتا تھا۔ اسی وقت سبز سانپ کو شیشے کے ایک مرتبان میں بند کر دیا گیا۔ سارے محل میں شور مچ گیا کہ بادشاہ کے پاس ایک بولنے والا سانپ ہے۔ دربار کے سارے لوگوں نے باری باری سانپ کو دیکھا اور اس کی باتیں سنیں۔
تھیوسانگ کو دربار میں کرسی پیش کر دی گئی۔
بادشاہ اپنی خواب گاہ میں آیا تو اس کے پیش کار نے آکر عرض کی کہ کاہن اعظم آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے دربار کے کاہن اعظم کو اندر بلا لیا۔ یہ کاہن بادشاہ کے شاہی مندر کا پجاری تھا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا۔ اور جسم کے ساتھ گیروے رنگ کی چادر لپٹی تھی۔ اس نے آتے ہی ادب سے جھک کر سلام کیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کاہن اعظم تم نے بھی ہمارے پوتے سانپ کو دیکھا ہوگا۔ کیا خیال ہے؟ کبھی ایسا عجوبہ پہلے بھی دیکھا ہے تم نے؟"

کاہن اعظم بولا۔

"بادشاہ سلامت! میں اسی سانپ اور سانپوں کے دیوتا کے بارے میں کچھ کہنے آیا ہوں۔"

بادشاہ نے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

کاہن اعظم نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں نے شاہی تختی پر حساب لگا کر پتہ چلایا ہے کہ یہ سبز سانپ جو آپ کے محل میں موجود ہے وہی سانپ ہے۔ جسے آپ نے شہزادے کے تابوت میں بند کیا تھا۔"

بادشاہ کو جیسے کسی نے جھنجھوڑ دیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کاہن اعظم! تم یہ کیسے کہہ رہے ہو؟"

کاہن اعظم بولا۔

"بادشاہ سلامت! میرا حساب کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ آپ کو اگر شک ہے تو شہزادے کی قبر کھلوا کر دیکھ لیں۔ سانپ اس کے تابوت میں نہیں

ہوگا؟"

بادشاہ تو پریشان ہو گیا۔ اس نے کاہن اعظم کے قریب آ کر کہا۔

"خبردار! ابھی کسی سے کوئی بات نہ کی جائے۔ تم میرے ساتھ اہرام کی طرف چلو۔ میں ابھی جا کر اس معمے کو حل کرنا چاہتا ہوں۔"

بادشاہ نے کاہن اعظم کو ساتھ لیا۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور محل کے عقبی دروازے سے نکل کر اہرام کی طرف روانہ ہو گئے۔ کاہن اعظم کو اہرام کے اندر جانے کا خفیہ راستہ معلوم تھا۔ گھوڑے باہر کھڑے کر کے وہ خفیہ راستے سے اہرام کے اندر داخل ہو گئے۔ اہرام کی کوٹھڑی کے اندر جاتے ہی انہوں نے دیکھا کہ تابوت کھلا ہوا ہے اور سبز سانپ کے ساتھ شہزادے کی لاش بھی غائب ہے۔ بادشاہ تو سکتے میں آ گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے خود شہزادے کو زہر دیا تھا۔ اور سبز سانپ اس کے سرہانے رکھا تھا۔"

کاہن اعظم بھی شہزادے کی لاش کے غائب ہو جانے کے معمے میں پڑ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! آپ کے خلاف کوئی زبردست سازش ہوئی۔ لگتا ہے کہ کوئی سازشی شہزادے کی لاش اغوا سانپ نکال کر لے گیا ہے اور یہ سوائے اس سانپوں کے دیوتا کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔"

بادشاہ غصے میں بولا۔

"میں ابھی جا کر اس سانپوں کے دیوتا کی گردن اڑا آتا ہوں۔"

کاہن اعظم بولا۔

"ہمیں عقل مندی سے کام لینا ہوگا بادشاہ سلامت! اس خطرناک شخص سے ہمیں پہلے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ شہزادے کی لاش کہاں ہے؟ کیونکہ ممکن ہے کہ شہزادہ ابھی زندہ ہو۔"

اب تو بادشاہ بہت گھبرایا کہ اس کا دشمن ابھی زندہ ہے۔ وہ کاہن اعظم کے ساتھ احرام سے نکل کر محل کی طرف روانہ ہوا۔ کاہن اعظم نے بادشاہ سے کہا۔

"آپ خاموش رہیں۔ یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں، میں خود سانپوں کے دیوتا سے شہزادے کے بارے

میں معلومات حاصل کروں گا۔"

بادشاہ نے کاہن اعظم کو ہدایت کی کہ سانپوں کا دیوتا زندہ نہیں رہنا چاہیے۔ کاہن اعظم نے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اس کا دشمن زندہ بچ کر محل سے واپس نہیں جا سکے گا۔ اور اگر شہزادہ زندہ ہوا تو اسے بھی ختم کر دیا جائے گا۔

محل میں واپس آ کے ہی بادشاہ نے سوچا کہ اسے سبز سانپ کو بھی مار ڈالنا چاہیے۔ کیونکہ یہ بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ تلوار کھینچ کر سبز سانپ کے شیشے کے مرتبان کی طرف بڑھا۔ سبز سانپ کو بادشاہ کی بری نیت کا احساس ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ بادشاہ اسے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔

سبز سانپ نے زور سے اپنا جسم شیشے کے مرتبان کی دیوار پہ مارا۔ مرتبان ٹوٹ گیا۔ سبز سانپ آزاد ہو کر ہوا میں بلند ہوا کہ بادشاہ کو ڈس کر مار ڈالے۔ بادشاہ کا آخری وقت آ گیا تھا۔ بادشاہ نے ہوا میں تلوار چلائی۔ تلوار کا وار سبز سانپ کے جسم کے دو ٹکڑے کر گیا۔ سبز سانپ کے منہ سے آخری چیخ نکلی اور وہ مر گیا۔

بادشاہ نے سانپ کو کچل ڈالا اور غلام کو حکم دیا۔

"اس سانپ کے ٹکڑوں کو آگ میں ڈال کر بھسم کر دیا جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غلام سانپ کے ٹکڑوں کو اُٹھا کر لے گیا۔ بادشاہ نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کا ایک دشمن ختم ہو گیا تھا۔ اتنے میں تھیو سانگ کمرے میں داخل ہوا اور بولا۔

"بادشاہ سلامت! آج آپ دربار میں کس وقت تشریف لا رہے ہیں؟"

بادشاہ نے ایک گہری نظر تھیو سانگ پر ڈالی۔ اور بولا

"ہم دوپہر کے بعد دربار لگائیں گے۔ کیوں؟ تم کیوں فکر مند ہو؟"

تھیو سانگ نے شیشے کے ٹوٹے ہوئے مرتبان کی طرف دیکھ کر تشویش کے ساتھ کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں اپنے سانپ کی وجہ سے پریشان ہوں۔ مرتبان ٹوٹا ہوا ہے۔ سانپ کہاں چلا گیا؟"

بادشاہ نے مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں خود اسی لیے پریشان ہوں۔ میں یہاں آیا تو مرتبان ٹوٹا ہوا تھا۔ لگتا ہے تمہارا بولتا سانپ کہیں فرار ہو گیا ہے۔"

مگر تھیو سانگ سمجھ گیا کہ بادشاہ نے سانپ کو ہلاک کر ڈالا ہے اور اس کی سازش بے نقاب ہو گئی ہے۔

تھیو سانگ نے زیادہ پریشانی کا اظہار نہ کیا اور بولا۔

"کوئی بات نہیں بادشاہ سلامت! میں اسے تلاش کر لوں گا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر تھیو سانگ چلا گیا۔ بادشاہ اسی وقت تلوار کے وار سے اس کا کام تمام کر دینا چاہتا تھا۔ مگر اسے شہزادے کے بارے میں ابھی اس سے معلومات حاصل کرنی تھی۔ اس نے صبر سے کام لیا اور چپکا ہو کر بیٹھا رہا۔

تھیو سانگ وہاں سے نکل کر سیدھا شہزادے کے ماموں جان کی حویلی کی طرف چلنے لگا تو محل کے شاہی مندر کے پجاری کاہن اعظم نے اُسے بلا کر کہا۔

"دیوتا سے دیوتا کو شام مبارک ہو۔ کیا تم میرے ساتھ مندر میں نہیں آؤ گے؟ میں نے بادشاہ سلامت کے لیے ایک تعویذ تیار کیا ہے۔ مجھے تم سے کچھ ضروری مشورہ لینا ہے۔"

تھیو سانگ انکار نہ کر سکا۔ وہ کاہن اعظم کے ساتھ مندر میں چلا گیا۔

مندر میں آتے ہی کاہن نے تھیو سانگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔ اور ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد بولا۔

"دیوتا مہاراج! تم دیکھ رہے ہو کہ بادشاہ کے ظلم و ستم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے رعایا بہت پریشان ہے۔ میں خود رعایا پر ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم رعایا کو بادشاہ کے ظلم سے نجات دلا سکتے ہیں۔"

تھیو سانگ بولا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بادشاہ کے پاس پوری فوج ہے۔"

کاہن اعظم نے کہا۔

"عوام سے بڑی طاقت کوئی نہیں ہوتی۔ رعایا ہمارے ساتھ ہوگی۔ کاش شہزادہ زندہ ہوتا۔ وہ میری آخری امید تھی مگر بادشاہ نے اسے بھی زہر دے کر مار ڈالا۔ میرے پاس ایک ایسی طلسمی دوا ہے کہ اگر وہ شہزادے کی لاش پر مل دی جائے تو شہزادہ پھر سے زندہ ہو سکتا ہے۔ پھر ہم شہزادے کو تخت پر بٹھا کر بادشاہ کو ختم کر دیں گے۔"

یہ کاہن اعظم کی چال تھی۔ وہ تھیو سانگ کے دل کا حال معلوم کرنا چاہتا تھا۔ تھیو سانگ کو کاہن اعظم پر ذرا بھی شک نہ ہوا کہ وہ شہزادے کے فرار سے واقف ہے۔

اس نے کہا۔

"میں آج رات تم سے بات کروں گا۔ ابھی میں ایک ضروری کام سے جنگل میں جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر تھیو سانگ اجازت لے کر چلا گیا۔

کاہن اعظم نے اپنے ایک رازدار جاسوس کو تھیو سانگ کے پیچھے لگا دیا کہ پتہ کرے وہ کہاں جاتا ہے۔ تھیو سانگ شہر کے مختلف بازاروں میں ادھر ادھر گھوم کر شہزادے کے ماموں کی حویلی میں داخل ہو گیا۔ جاسوس نے فوراً جا کر کاہن اعظم کو خبر کر دی۔ کاہن اعظم اسی وقت بادشاہ کے پاس پہنچا اور بولا۔

"بادشاہ سلامت! میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا تھا۔ سانپوں کا دیوتا آپ کے دشمن نواب کی حویلی میں گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ شہزادہ اپنے ماموں کی حویلی میں چھپا ہوا ہے۔"

بادشاہ غصے سے کانپنے لگا۔ پھر گرج کر بولا۔

"نواب کی حویلی کو آگ لگا دی جائے۔"

اسی وقت سپاہی مشعلیں اور تیل کے کنستر لے کر نواب کی حویلی کی طرف چل دیئے۔ ایک گھبرائے ہوئے نوکر نے آ کر شہزادے کے ماموں کو خبر دی کہ شاہی سپاہی محل کو آگ لگانے آ رہے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس وقت تھیو سانگ شہزادے سے باتیں کر رہا تھا۔
اسے معلوم ہوا تو اس نے پریشان ہو کر کہا۔
"ہمارا راز کھل گیا ہے۔ کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے؟"
شہزادے کے ماموں نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"میرے ساتھ آؤ۔"
اس وقت شہزادہ، تھیو سانگ اور شہزادے کی ممانی حویلی کی ایک خفیہ سرنگ میں داخل ہو گئے۔ یہ سرنگ زمین کے نیچے ہی نیچے سے ہوتی شہر کی چار دیواری سے باہر ایک ٹیلے کی طرف نکلی گئی تھی۔
سپاہیوں نے آتے ہی حویلی پر تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے آگ بھڑک اٹھی۔ ساری حویلی آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ مگر اس وقت تک شہزادہ، تھیو سانگ اور شہزادے کا ماموں اور ممانی وہاں سے فرار ہو کر سرنگ کے راستے سے گزر کر شہر سے تقریباً دو میل کے ایک بہت بڑے ٹیلے کے پاس پہنچ چکے تھے۔
اس وقت شام ہو رہی تھی۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ صحرا میں اندھیرے کے سائے اترنے لگے تھے۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"ہمیں یہاں ایک سیکنڈ بھی نہیں رکنا چاہیئے۔"
شہزادے کا ماموں بولا۔
"دریا پار ایک بستی ہے۔ وہاں میرا ایک دوست رہتا ہے۔ اس سے ہم گھوڑے حاصل کر کے یہاں سے بہت دور نکل جائیں گے۔"
شہزادے نے کہا:
"کیٹی کا کیا ہو گا؟"
تھیو سانگ بولا۔
"وہ میری خوشبو پا کر اپنے آپ ہمارے پاس آ جائے گی۔ اس وقت تمہاری جان بچانی ضروری ہے۔"
اور یہ لوگ صحرا میں دریا کی طرف روانہ ہو گئے۔
دوسری طرف کیٹی کو شاہی فوج کے کمانڈر کے محل میں کیمپ کی حیثیت سے ذکر کروا دیا گیا تھا اور وہ کمانڈر کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا رہی تھی کہ اسے خبر ملی کہ شہزادے کے ماموں کی حویلی کو آگ لگا دی گئی ہے وہ پریشان ہو گئی۔ سمجھ گئی کہ راز کھل گیا ہے۔ اب اس کی اپنی زندگی بھی خطرے میں تھی۔ اگرچہ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ مگر وہ شہزادے اور تھیو سانگ کی زندگیوں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بارے میں پریشان تھی۔

کیٹی کماںڈر کے محل سے نکل کر سیدھی شہزادے کے حویلی کی حویلی کو گئی۔ دیکھا کہ حویلی جل کر راکھ کا ڈھیر بن چکی ہے۔ اس نے ہوا میں سونگھا۔ اسے تھیو سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس کا دل خوف سے دھڑک اٹھا۔ کہیں تھیو سانگ جل کر بھسم تو نہیں ہو گیا؟ لیکن اسے یقین تھا کہ تھیو سانگ جل کر نہیں مر سکتا۔ اس کی جان اس کی انگلی میں ہے۔ لیکن کیا معلوم کہ وہ حویلی میں بند ہو گیا ہو۔ اور اس کی انگلی بھی جل کر پگھل گئی ہو۔ پھر تو وہ ضرور مر سکتا تھا۔

کیٹی نے لوگوں کی باتیں سنیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ نواب کا سارا کنبہ حویلی میں جل گیا ہے۔ کیٹی پریشانی کی حالت میں واپس ہونے لگی تو اس نے حویلی سے دور شہزادے کے ماموں کے بوڑھا ملازم کو نہر جھکائے بیٹھے دیکھا۔ کیٹی لپک کر اس کے پاس آ گئی۔ بوڑھا ملازم کیٹی کو حویلی میں آتے دیکھ چکا تھا۔ وہ آنسو بہا رہا تھا۔ کیٹی اس سے باتیں کرنے لگی۔ اس نے بوڑھے کو تسلی دی اور کہا۔

"خدا کو یہی منظور تھا۔ اب رونے سے کیا ہو گا؟"

بوڑھا ملازم خاموش ہو گیا۔ پھر خاموشی سے اٹھ کر ایک طرف چل پڑا۔

کیٹی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ بوڑھا شہر کی ایک گلی میں گھس کر ایک مکان میں داخل ہو گیا۔ کیٹی کو احساس ہوا کہ شاید اس بوڑھے ملازم کو کسی راز کا علم ہے جو وہ اس سے چھپانا چاہتا تھا۔ اسی لیے وہ اٹھ کر چلا گیا تھا۔

بوڑھے کے مکان کا دروازہ بند تھا۔ کیٹی نے دروازے پر دستک دی تو بوڑھے نے خود دروازہ کھولا اور کیٹی کو دیکھ کر بولا۔

"تم میرے پیچھے کیوں لگی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔

"بابا! تم شاید نہیں جانتے۔ میں تمہارے آقا کی دوست ہوں اور تمہاری حویلی میں میرا ایک بھائی بھی آیا ہوا تھا۔ میں تم سے صرف اتنا پوچھنا چاہتی ہوں۔ کہ کیا واقعی میرا بھائی بھی جل کر مر گیا ہے؟"

بوڑھے نے کیٹی کو اندر بلا لیا۔ خود ایک مونڈھے پر بیٹھ گیا اور کیٹی کو تخت پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر بولا۔

"بیٹی! تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے بھائی کی زندگی کے بارے میں واقعی بہت پریشان ہو۔ میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ وہ زندہ ہے کہ تمہارا بھائی زندہ ہے!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے پوچھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے بابا؟ ساری حویلی جل کر سیاہ ہو گئی ہے۔"

بوڑھا بولا۔

"اس حویلی میں ایک خفیہ راستہ بھی تھا جو شہر سے باہر نکلتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا بھائی بھی میرے آقا کے ساتھ حویلی سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔ خدا کرے کہ میرے آقا اور مالکن کی جان بھی بچ گئی ہو۔"

کیٹی کو ایک دم سے حوصلہ ہو گیا۔ اس نے پوچھا:

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ خفیہ سرنگ کا راستہ کس طرف نکلتا ہے؟"

بوڑھا یہ راز کیٹی کو بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ اس کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کیٹی بھی ان کی دشمن ہو۔ اس نے کہا۔

"میں نے تمہیں اتنا اس لیے بتایا ہے کہ اپنے بھائی کی زندگی کے بارے میں تم پریشان تھیں۔ میں صرف اتنا ہی جانتا تھا۔ مجھے سرنگ کے راستے کا کچھ علم نہیں ہے کہ وہ کہاں جا کر نکلتا ہے۔"

کیٹی سمجھ گئی کہ بوڑھا اسے اس سے آگے کچھ نہیں بتائے

گا۔ واپس حویلی کے قریب آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ حویلی کے ایک چھوٹا سا میدان تھا۔ یہ میدان آگے جا کر ایک سڑک کے ذریعے شہر کی دیوار سے مل گیا تھا۔

کیٹی نے اندازہ لگایا کہ اگر حویلی کے نیچے کوئی سرنگ بنائی گئی ہو گی تو اس کا دہانہ زمین کے اندر سے اسی طرف سے شہر سے باہر جاتا ہو گا۔ کیونکہ یہی سب سے آسان اور چھوٹا راستہ تھا۔

کیٹی میدان سے گزر کر شہر سے باہر آ گئی۔ اب وہ اپنے اندازے سے سرنگ کی سیدھ میں چلنے لگی۔ کافی دور جا کر اسے ریت کا ایک ٹیلہ نظر آیا۔ ریت کے ٹیلے کے پاس پہنچ کر اس نے اس کے ارد گرد چکر لگا کر دیکھا۔ مگر وہاں کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں سے سرنگ کا راستہ باہر نکلتا ہو۔ ایک جگہ کیٹی کو جھاڑیاں دکھائی دیں۔ کیٹی نے غور سے دیکھا۔ وہاں زمین پر کسی نے قدموں کے نشانوں کو جھاڑی کی شاخ سے مٹانے کی کوشش کی تھی۔

کیٹی چونک پڑی۔ ضرور وہ لوگ اسی جگہ سے باہر نکلے تھے اور انہوں نے اس خیال سے پاؤں کے نشان مٹا دیے ہوں گے کہ کوئی ان کا تعاقب نہ کر سکے۔ ریت پر وہ یہ جھاڑی کی شاخ سے قدموں کو مٹانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ آگے سخت ریتلا میدان شروع ہو جاتا تھا۔ جہاں زمین پہ پاؤں کے نشان نہیں پڑ سکتے تھے۔

کیٹی نے واپس آ کر جھاڑیوں کو ہٹایا تو پیچھے ایک پتھر لگا تھا۔ پتھر کو ہٹایا تو اس کے پیچھے ایک سرنگ نکل آئی۔

کیٹی کے دل کو اطمینان ہو گیا کہ تھیوسانگ شہزادے اور اس کے ماموں کے خاندان کو لے کر اس جگہ سے نکل گیا ہو گا۔ کیٹی نے شمال کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ کافی دور چلنے کے بعد ایک دریا آ گیا۔ دریا کا پاٹ بہت چھوٹا تھا۔ اس کا ریتلا کنارہ گیلا تھا۔ یہاں اسے ایک بار پھر انسانی پاؤں کے نشان نظر آئے۔ یہ چار پانچ انسانوں کے قدموں کے نشان تھے۔

ضرور تھیوسانگ اور دوسرے لوگوں نے اسی جگہ سے دریا عبور کیا ہو گا۔ کیٹی دریا میں اتر گئی۔ اس نے تیرتے ہوئے دریا کو عبور کیا۔ دوسرے کنارے پر بھی انسانی قدموں کے نشان موجود تھے۔ یہاں سے صحرا شروع ہو جاتا تھا اب کیٹی انسانی پاؤں کے نشان صاف دیکھ رہی تھی۔ اس نے تھیوسانگ کے جوتوں کے نشان پہچان لیے۔

وہ صحرا میں آگے بڑھنے لگی۔

صبح کا پہلا پہر گزر چکا تھا۔ سورج آسمان پر چمک رہا تھا۔ کیٹی پاؤں کے نشانوں پر چلی جا رہی تھی۔ شام کے وقت وہ صحرائی گاؤں میں پہنچ گئی۔ اس گاؤں سے تھیوسانگ نے گھوڑے حاصل کیے تھے۔ پاؤں کے نشان اس گاؤں میں بٹ گئے تھے۔

یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ جہاں عورتیں کچے مکانوں کے باہر بیٹھی روٹیاں پکا رہی تھیں۔ مرد کھجور کے درختوں کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ کیٹی نے ایک بوڑھی عورت سے پوچھا کہ یہاں سے کچھ مسافر لوگ گزرے تھے؟ عورت نے کیٹی کو بتایا کہ کل یہاں سے تین مرد اور ایک عورت گزری تھی۔ انہوں نے چار گھوڑے بھی خریدے تھے۔ کیٹی نے ان کے حلیے دریافت کیے تو ایک حلیہ تھیوسانگ کا تھا۔ کیٹی کو تھیوسانگ کے زندہ رہنے کی بہت خوشی ہوئی۔ گاؤں سے باہر اب گھوڑوں کے سموں کے نشان نظر آئے۔ یہ نشان شمال کی طرف جا رہے تھے۔

کیٹی نے ان نشانوں کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ صحرا میں چلتے چلتے اسے رات ہو گئی۔ کیٹی تھکان اور پیاس سے بے نیاز تھی۔ چنانچہ اس نے رات کو بھی اپنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفر جاری رکھا۔ رات بھی گزر گئی۔ صحرا میں دن کی روشنی پھیلی تو گھوڑوں کے سموں کے نشان اسی طرح آگے کی طرف چلے جا رہے تھے۔ دن کے پچھلے پہر دور کیٹی کو پہلی بار ایک جگہ درختوں کے جھنڈ نظر آئے۔ یہ کوئی نخلستان تھا۔ گھوڑوں کے سموں کے نشان اسی طرف جا رہے تھے۔

قریب جانے پر کیٹی نے دیکھا کہ نخلستان کے پیچھے صحرائی ٹیلے کی اوٹ میں کسی پرانے قلعے کی ٹوٹی پھوٹی دیوار اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ گھوڑوں کے نشان اسی کھنڈر کی طرف گئے تھے۔ یہ کھنڈر کسی پرانے قلعے کے آثار تھے۔ جگہ جگہ گھرے گڑھے تھے۔ ستونوں کے بڑے بڑے گول پتھر گرے ہوئے تھے۔ ایک بارہ دری بھی تھی جس کی آدھی چھت ڈھے چکی تھی۔ اس بارہ دری کے پیچھے زمین کے اندر ایک ڈھلانی راستہ جا رہا تھا۔ گھوڑوں کے پاؤں کے نشان اس ڈھلانی رستے پر اتر گئے تھے۔

یہاں پہلی بار کیٹی کو تھیوسانگ کی خوشبو آئی۔

ڈھلانی راستہ زمین کے اندر ایک کھلے اصطبل خانے میں چلا گیا تھا۔ یہاں تھیوسانگ، شہزادہ، شہزادے کے ماموں اور ساتی بیٹھے کھانا کھانے کے بعد آرام کر رہے تھے کہ اچانک تھیوسانگ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میری بہن کیٹی آ رہی ہے۔"

اس کو کیٹی کی خوشبو آ گئی تھی۔ وہ لپک کر باہر آیا تو کیٹی دوڑتی اتر رہی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر خوشی سے کھل اٹھے۔ تھیوسانگ اسے لے کر شہزادے اور اس کے ماموں کے پاس آ گیا۔ ان سب کو زندہ دیکھ کر کیٹی بے حد خوش ہوئی۔ یہاں کیٹی کو جب تھیوسانگ کی زبانی معلوم ہوا کہ سانپ غائب ہے تو اسے افسوس ہوا۔ شہزادے نے کہا۔

"اگر ہمارا راز کھل گیا ہے تو بادشاہ نے سانپ کو ضرور مار ڈالا ہو گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہو گا؟"

تھیوسانگ نے کیٹی کو بتایا کہ انہوں نے دوسرے شہر کے بادشاہ سے مدد لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ شہزادے کے ماموں نے کہا۔

"اس شہر کا بادشاہ ہمارے شاہی خاندان کا ہمدرد ہے۔ وہ ہماری ضرور مدد کرے گا۔ کم از کم وہاں شہزادے کو حفاظت میں رکھ سکیں گے۔"

رات انہوں نے اسی کھنڈر میں بسر کی اور دوسرے روز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صبح ہونے سے پہلے ہی اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ تین روز کے سفر کے بعد وہ اپنے ہمدرد بادشاہ کے ملک میں پہنچ گئے۔ ہمدرد بادشاہ نے ان لوگوں کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان کی دکھ بھری داستان سن کر ایک لشکر تیار کیا اور دشمن بادشاہ کے شہر پر حملہ کر دیا۔ بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی۔ اور دشمن بادشاہ مارا گیا۔ اس کا وزیر حامان بھی مارا گیا۔ تخت پر شہزادے کو بٹھا دیا گیا۔ شہزادے نے تھیو سانگ کو اپنا وزیر بنانا چاہا مگر اس نے کہا۔

"میں اپنے دوسرے بھائیوں کی تلاش میں جانا ہے۔ اس لیے مجھے معاف کیا جائے۔"

شہزادے کے ماموں کو وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ جشن تاج پوشی کے بعد تھیو سانگ اور کیٹی نے مصنوعی چاند کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ حامان جادوگر مرنے سے پہلے اسے خلا میں ہی پریزہ پریزہ کر دیا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی کو سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ اب وہ خلا میں نہیں جا سکتے تھے۔

آخر انہوں نے ایک روز شہزادے سے اجازت لی اور گھوڑوں پر سوار ہو کر کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے کئی روز تک وہ اسی زمین کی فضا ایسے سیارے پر سفر کرتے رہے۔ پندرہ دنوں کے سفر کے بعد وہ سمندر کے کنارے

جا نکلے۔ ان کے سامنے ایک زبردست سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ وہ کنارے کنارے چلتے ایک چھوٹے سے شہر میں آ گئے۔ وہاں بندرگاہ پر بادبانی جہاز مال لے کر کسی دوسرے ملک روانہ ہوتے تھے۔

تھیو سانگ اور کیٹی ایک مال بردار بادبانی جہاز پر سوار ہو گئے۔

اور کسی ان دیکھے ملک کی طرف چل پڑے۔

بادبانی جہاز کئی روز تک سمندر میں سفر کرتا رہا۔ ایک روز سمندر میں زبردست طوفان آ گیا۔ بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگیں۔ بادبانی جہاز ان پہاڑ ایسی لہروں کی زد میں آ کر کھلونے کی طرح ہچکولے کھانے لگا۔ ایک بہت بڑی لہر دور سے آئی اور جہاز کو ڈبو کر آگے نکل گئی۔

تھیو سانگ اور کیٹی سمندر کے نیچے ہی نیچے اترتے چلے گئے۔ آخر تیرنے لگے کہ وہ اوپر پانی کی سطح پر آ گئے۔ جہاز کا ایک ٹوٹا ہوا تختہ انہیں مل گیا۔ وہ اس پر سوار ہو گئے اور اپنے آپ کو لہروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ ایک ہفتہ انہیں سمندر میں تیرتے گزر گیا۔

آٹھویں روز انہیں دور ایک ساحل نظر آیا۔ سمندری لہروں نے انہیں ساحل پر پھینک دیا۔ کچھ دیر وہ ریت پر ہی پڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے۔ پھر اُٹھے۔ ایک دوسرے کو دیکھا۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ایسا بھیانک طوفان زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر ہم کہاں آگئے ہیں تھیوسانگ؟"

"کوئی جزیرہ لگتا ہے۔" تھیوسانگ نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

ان کے کپڑے پھٹ رہے تھے۔ انہوں نے درختوں میں آکر پھل کھائے اور ایک چٹان کے نیچے بہتے پتلے پتلے پانی پیا۔ کئی روز سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا پیا تھا اب انہوں نے جزیرے میں گھوم پھر کر اس کا جائزہ لینا شروع کیا۔ یہ جزیرہ گھنے درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ ساحل کے ساتھ کہیں کوئی آبادی نظر نہیں آرہی تھی۔

جزیرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ شام تک وہ سارے جزیرے میں گھوم گئے۔ کسی جگہ انہیں کسی انسانی آبادی کے آثار دکھائی نہ دیئے۔

"یہ جزیرہ تو ویران ہے کیٹی!"

کیٹی بولی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم یہاں پر آکر پھنس گئے ہیں"

"ہاں"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہمیں یہاں کوئی جگہ بنا کر کچھ دیر رہنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کبھی ادھر سے گزرتا ہوا کوئی جہاز یہاں آکر رُکے۔"

انہوں نے رات وہاں گزار دی۔ دوسرے روز درختوں کی شاخیں توڑ کر انہوں نے سمندر کے کنارے سے چند قدموں کے فاصلے پر درختوں کے درمیان ایک جھونپڑی بنانی شروع کر دی شام تک جھونپڑی تیار ہو گئی۔ فرش پر گھاس پھوس بچھا دی گئی۔ انہوں نے وہاں رہنا شروع کر دیا۔ دن بھر وہ جزیرے میں گھوم پھر کر دیکھتے کہ کہیں کوئی جنگلی قبیلہ تو وہاں نہیں رہتا اور رات کو جھونپڑی میں پڑ کر سو رہتے۔ صبح اُٹھتے ہوئے وہ سمندر پر نظریں جماتے کہ شاید کوئی جہاز ادھر آتا نظر آجائے مگر ہر بار انہیں مایوسی ہوتی۔

اسی طرح انہیں اس جزیرے پر رہتے ایک مہینہ گزر گیا۔

ایک رات جزیرے پر موت ایسی خاموشی چھائی تھی۔ سمندر کی لہریں بھی خاموش تھیں کیٹی اور تھیوسانگ جھونپڑی میں گھاس پھوس پر بیٹھے عنبر ناگ اور ماریا کے بارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک جزیرے میں ایک باریک سیٹی کی آواز سنائی دی۔

کیٹی اور تھیوسانگ باتیں کرتے کرتے خاموش ہو گئے۔

"یہ کیسی آواز ہے تھیوسانگ؟ تم سن رہے ہو نا؟"

"ہاں۔ سن رہا ہوں" تھیوسانگ نے کہا۔

یہ آواز کسی باریک مگر تیز سیٹی کی آواز تھی۔ آواز تیز ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ دیئے۔ کیٹی بولی۔

"یہ آواز کانوں میں سوراخ کرتی محسوس ہو رہی ہے"

آواز اور زیادہ تیز ہو گئی۔ اب ان دونوں کے کان جیسے سُن ہوتے گئے۔

"کیٹی میرا ذہن سُن ہو رہا ہے۔ کیا تمہیں بھی۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں تھیو۔۔۔۔۔۔" کیٹی نے بے چین ہو کر کہا۔

وہ اس تیز اور باریک آواز سے گھبرا کر جھونپڑی سے نکل کر سمندر کی طرف دوڑے۔ اندھیرے میں وہ بھاگے جا رہے تھے۔ مگر تیز سیٹی کی آواز نے ان کے جسموں سے طاقت چھین لی اور لڑکھڑا کر ریت پر گر پڑے۔ وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تیز سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔

مگر تھیوسانگ اور کیٹی اسی طرح بے ہوش پڑے تھے۔

جزیرے پر ایک بار پھر گہرا سناٹا چھا گیا۔ چند لمحوں کے بعد آسمان پہ نیلی اور نارنجی روشنی کی چمک پیدا ہوئی اور ایک اڑن طشتری جزیرے کے اوپر آ کر رک گئی۔ اس کے نیچے گول دائرے میں روشنی ہوئی اور ایک چھوٹا خلائی کرافٹ اس میں سے نکل کر آہستہ آہستہ اتر کر جزیرے کے ساحل پر آ کر رک گیا۔

اس خلائی کرافٹ میں چار خلائی آدمی سوار تھے۔ ان کے قد چھوٹے چھوٹے تھے۔ مگر جسم گول اور موٹے موٹے تھے۔ انہوں نے زرد رنگ کے خلائی سوٹ پہنے تھے۔ وہ جزیرے کے جنگل میں داخل ہو گئے۔ ان خلائی آدمیوں کے ہاتھوں میں پلاسٹک کے تھیلے تھے۔ وہ درختوں کے نیچے جھک کر ان پھلوں کو اٹھا اٹھا کر تھیلوں میں ڈالنے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے جو ان کی خلائی اُڑن طشتری کی تیز سیٹی کی آواز کی وجہ مر گئے تھے۔ یہ خلائی آدمی اپنے سیارے سے یہاں نیولوں کی تلاش میں آئے تھے۔ انہیں اپنے کسی خاص تجربے کے لیے ایسے نیولوں کی ضرورت تھی جو ان کی خلائی سیٹی کی تیز آواز کی لہروں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہوں۔

جزیرے کے درختوں میں ساٹھ ستر کے قریب ایسے مردہ نیولے انہوں نے اٹھا کر اپنے تھیلوں میں ڈال لیے جو سیٹی کی تیز آواز سن کر بلوں سے باہر نکل آئے تھے اور پھر سیٹی کی آواز کی لہروں نے انہیں ہلاک کر دیا تھا۔ چاروں خلائی انسان جنگل سے نکل کر اپنے ہوموکرافٹ کی طرف آئے تو اچانک ان کی نظر اُڑن طشتری کی روشنی میں ریت پر بے ہوش پڑے دو انسانوں یعنی تھیوسانگ اور کیٹی پر پڑی۔ یہ چھوٹے قد کی گول مٹول مخلوق ان کے قریب آ کر رک گئی۔ ایک آدمی نے جیب سے ایک آلہ نکال کر تھیوسانگ اور کیٹی کے جسم کی تابکاری کو نوٹ کیا اور اوپر وائرلیس پر کہا۔

"یہاں جزیرے پر ایک لمبے قد کی عورت اور ایک لمبے قد کا مرد بھی بے ہوش ہے۔

ان کے جسم کی تابکاری سے معلوم ہوا ہے کہ وہ دونوں کسی دُور دراز خلائی سیارے کے رہنے والے ہیں۔"

اُڑن طشتری سے ان کے لیڈر نے کہا۔

"اگر ان کے قد لمبے ہیں تو ان میں سے عورت کو اٹھا کر لے آؤ۔"

چاروں ننھے قد کے گول مٹول آدمیوں نے بے ہوش کیٹی کو اٹھا کر ہوموکرافٹ میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی ہوموکرافٹ اوپر اُٹھنے لگی۔ پھر وہ ہوا میں لگی ہوئی اُڑن طشتری کے نیچے سے اس میں داخل ہو گئی۔ اُڑن طشتری نے ایک جھٹکا لگایا اور پھر آسمان کی تاریکی میں غائب ہو گئی۔

اُڑن طشتری کی تیز سیٹی کی لہروں کا اثر اس قدر شدید تھا کہ تھیوسانگ صبح تک ریت پر سمندر کے کنارے بے ہوش پڑا رہا۔ جب اسے ہوش آیا تو دھوپ نکل چکی تھی۔ سمندر کی نیلی نیلی لہریں کنارے کی ریت پر آ کر واپس چلی جاتی۔ تھیوسانگ سب سے پہلے آنکھیں کھول کیٹی کو دیکھنے کی کوشش کی مگر کیٹی وہاں نہیں تھی۔

تھیوسانگ نے اسے آواز دی۔ پھر اسے ریت پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قدموں کے نشان نظر آئے۔ یہ نشان انسانی جوتوں کے تھے۔ مگر بڑے چھوٹے۔ چھوٹے تھے۔ یہ اڑن طشتری کے ذریعے جزیرے پر رات کو اترنے والی چھوٹے قد کی گول مٹول مخلوق کے پاؤں کے نشان تھے۔ جو جنگل میں سے نکل کر ساحل کی ریت پر آئے تھے۔ اور یہاں سے ساحل سے کچھ دور جا کر ختم ہو گئے تھے۔ اس جگہ تھیو سانگ نے ایک ایسا نشان دیکھا جیسے یہاں کوئی تین ٹانگوں والا خلائی جہاز اترا ہو۔ تھیو سانگ خود بھی خلا کا رہنے والا تھا۔ اس نے رات کو تیز سیٹی کی آواز بھی سنی تھی۔ اسلئے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یقیناً رات کو کوئی اڑن طشتری یہاں اتری ہوگی جس کی سیٹی کی تیز لہروں سے وہ دونوں بے ہوش ہو گئے اور اڑن طشتری کی مخلوق کیٹی کو اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گئی ہے۔

تھیو سانگ مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔

جزیرے پر دھوپ پھیلی تھی۔ سمندر کی طرف سے ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ درختوں کی شاخیں ہوا میں جھوم رہی تھیں۔ تھیو سانگ اٹھا۔ کہ خلائی مخلوق کے قدموں کے نشان لیتا جنگل میں داخل ہو گیا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ خلائی مخلوق جنگل میں کیا کرنے گئی تھی۔

تھیو سانگ نے اس چھوٹے سے جزیرے کا سارا جنگل

لنگال مارا مگر اسے کوئی ایسا سراغ نہ ملا جو خلائی مخلوق کہاں چھوڑ گئی ہو۔ چھوٹے قد کی خلائی مخلوق تو وہاں مردہ چوہے ہلاک کرنے آئی تھی۔ انہوں نے وہاں کوئی نشان نہیں چھوڑا تھا۔ تھیو سانگ ناامید ہو کر جنگل سے نکل کر سمندر کے کنارے آکر ریت پر بیٹھ گیا اور غور کرنے لگا کہ اگر واقعی کیٹی کو کوئی خلائی مخلوق اغوا کر کے لے گئی ہے۔ تو یہ مخلوق اسے لے کر کہاں اور کس سیارے پر گئی ہوگی؟

دن بھر تھیو سانگ جزیرے میں سمندر کے کنارے پھرتا رہا۔ سورج غروب ہونے ہی والا تھا کہ تھیو سانگ کو دور سے ایک کشتی جزیرے کی طرف آتی نظر آئی۔ وہ بھاگ کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گیا اور ٹہنیوں میں سے سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ چھپ کر یہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو جزیرے کی طرف آرہے ہیں۔

کشتی ساحل کے قریب آئی تو تھیو سانگ نے دیکھا کہ کشتی میں چار آدمی سوار تھے۔ انہوں نے لمبے لمبے تردد لبادے پہن رکھے تھے۔ ان کے سر منڈے ہوئے تھے ماتھوں پہ سرخ لمبے نشان بنے تھے۔ ان کے درمیان کشتی میں ایک عورت رسیوں میں جکڑی سر جھکائے بیٹھی تھی۔ کشتی ساحل پہ کھڑی کر کے یہ چاروں آدمی عورت کو کھینچتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے ریت پر ایک جگہ لائے۔ دو آدمیوں نے پھاوڑے سے زمین میں گڑھا بنایا۔ عورت کا دہشت کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ خوف سے اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔

باقی دو آدمیوں نے اِدھر اُدھر سے درختوں کی خشک شاخیں اور گھاس پھوس اکٹھا کر لیا تھا۔ انہوں نے عورت کو گڑھے میں کر تیکھ گاڑ دیا اور اس کے ارد گرد خشک لکڑیاں اور گھاس پھوس کا ڈھیر لگا کر اسے پتھروں کو رگڑ کر آگ لگا دی۔ اب اس عورت نے اپنی زبان میں چیخ چیخ کر رحم کی درخواست کی مگر چاروں آدمیوں پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے عورت کو وہیں چھوڑا اور کشتی میں بیٹھ کر واپس روانہ ہو گئے۔ ان کے جاتے ہی تھیو سانگ درخت سے اتر آیا۔ کشتی ابھی زیادہ دور نہیں گئی تھی۔ آگ عورت کے قریب پہنچ رہی تھی۔ تھیو سانگ زیادہ انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ زمین پر لیٹ گیا اور رینگتا ہوا آگ کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ایک طرف سے درخت کی جلتی ہوئی شاخوں اور گھاس پھوس پر ریت ڈالنی شروع کر دی۔ عورت نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے تھیو سانگ کی طرف دیکھا تھیو سانگ نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں"

تھیو سانگ نے یہ جملہ اپنی زبان میں ادا کیا تھا۔ جسے عورت نہ سمجھ سکی۔ عورت نے چلا کر کہا۔

"میری مدد کرو۔ آگ میرے قریب آ رہی ہے"

اس کی زبان سے تھیو سانگ کو مدد ملی اور اس نے اسی کی زبان میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں"

دھوئیں میں عورت بمشکل سانس لے رہی تھی تھیو سانگ نے ایک طرف سے آگ کو بجھا دیا۔ پھر وہ رینگتا ہوا عورت کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے وہاں سے جلتی لکڑیوں کو پرے گرا ڈالا۔ وہ کھڑا اس لیے نہیں ہو رہا تھا کہ کہیں چاروں آدمی اسے دیکھ نہ لیں۔ آگ کا حلقہ اب عورت سے دور ہو گیا تھا۔ وہ آگ سے محفوظ ہو گئی تھی مگر ابھی تک زمین میں دبی تھی۔ تھیو سانگ نے ریت کھودنی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عورت کو ریت میں سے نکال لیا اور اسے اپنے ساتھ زمین پر رینگتا ہوا لے کر درختوں کی طرف چلا گیا۔ درختوں میں جا کر اس نے عورت کی مشکیں کھول دیں اور سمندر کی طرف دیکھا۔

چاروں آدمیوں کی کشتی سمندر میں بہت دور نکل چکی تھی۔ موت کے منہ سے نکل آنے پر بھی بے چاری عورت ڈری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈری سی تھی۔ تھیو سانگ نے اسے اس کی زبان میں تسلی دی تو وہ بولی۔

"تم کون ہو؟ تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"میرا نام تھیو ہے۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ میں اس علاقے کی کچھ زبانیں جانتا ہوں۔ مگر یہ لوگ تمہیں کیوں آگ میں جلانا چاہتے تھے؟"

عورت نے کہا۔

"میرا نام سامبی ہے۔ یہ چاروں آدمی لومڑ دیوتا کے مندر کے پجاری تھے۔ یہ ہر سال جزیرے کی سب سے خوب صورت لڑکی کو لومڑ دیوتا پر قربان کرنے کی غرض سے یہاں لاکر جلا دیتے ہیں۔ مگر تم یہاں کیسے آ گئے؟ اگر تم نہ ہوتے تو میں جل کر راکھ ہو چکی ہوتی۔"

لومڑ دیوتا کا نام سن کر تھیو سانگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس کو خیال آیا کہ کہیں اس جزیرے کے آس پاس لومڑ علاقۂ مخلوق تو نہیں آتی ہو گی؟ اس نے سامبی سے پوچھا۔

"سامبی! کل رات آسمان پر ایک روشنی ہوئی تھی اور بڑی تیز آواز ستاروں کی سی تھی۔ کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

سامبی نے کہا۔

"نہیں — میں نے ایسی کوئی آواز نہیں سنی۔"

تھیو سانگ خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے سامبی سے اس کے جزیرے کے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ان کا چھوٹا سا جزیرہ وہاں سے ایک رات کے سفر پر ہے۔ وہ جزیرے کے ایک ماہی گیر کی اکلوتی بیٹی ہے۔

"میرے ماں باپ میری موت پر رو رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اب میں دوسرے جزیرے پر لے جا کر جلا ڈالی جاؤں گی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"کیا تم واپس اپنے ماں باپ کے پاس جانا چاہتی ہو؟"

سامبی نے کہا۔

"اگر میں وہاں گئی تو دیوتا کے پجاری مجھے پھر پکڑ لیں گے۔ اب میں وہاں نہیں جا سکتی۔ ہاں اگر تم کسی طرح میرے باپ کو وہاں سے نکال لے آؤ۔ تو میں ان کے ساتھ یہاں سے دور کسی غیر آباد سمندری جزیرے میں چلی جاؤں گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوساگ بولا۔

"تم مجھے اپنے ماں باپ کے گھر کا پتہ اور ان کا حلیہ بتاؤ۔ میں انہیں وہاں سے نکال کر یہاں لانے کی کوشش کروں گا۔"

سامبی نے کہا۔

"مگر یہ بڑا خطرناک کام ہے۔ ایک بار پھر سوچ لو۔ میں نہیں چاہتی کہ میری خاطر تم اپنی جان گنواؤ۔ سارے جزیرے پر لومڑ دیوتا کے پجاریوں کی حکومت ہے۔ ان کے پاس ایسی طلسمی آگ ہے جس کی روشنی ان کے ہاتھوں سے نکل کر جس پر پڑتی ہے وہ جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔"

تھیوساگ نے چونک کر سامبی کی طرف دیکھا۔ سامبی جس طلسمی روشنی کا ذکر کر رہی تھی وہ یقیناً کوئی خلائی لیزر گن ہی ہو سکتی تھی۔ کیا یہ لوگ کسی خلائی سیارے کی مخلوق ہیں؟ تھیوساگ سوچنے لگا۔ اس نے سامبی کو یقین دلایا کہ وہ اس کے ماں باپ کو حفاظت کے ساتھ لے کر اس کے پاس واپس آجائے گا۔ سامبی نے تھیوساگ کو اپنے جزیرے کے محل وقوع اور ماں باپ کے حلیے اور گھر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور تھیوساگ نے

سمندر میں سفر کرنے کے لیے کشتی تیار کرنی شروع کر دی۔

○

پھر کیا ہوا جاننے کے لیے عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط "۱۲۶" پڑھیے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے انکل اے حمید

سلام مسنون: بعد شوق و مسرت و عقیدت جناب کی خدمت میں ایک خط میں نے پہلے ارسال کیا۔ جس کا جواب آج مکتبہ اقراء والوں کی طرف سے ملا۔ جس کے لیے میں ان کا شاکر ہوں۔

انکل آپ کی تمام کاوشیں ہمارے سامنے ہیں آپ نے جو سلسلہ بچوں کے لیے شروع کر رکھا ہے وہ ایک مثال ہے۔ بچوں کی دنیا میں شاید ہی اتنا وسیع سلسلہ اور کوئی ہو۔

پیارے انکل! آپ کی نرتاش مشن بھی بہت مقبول ہے اور بہت زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ خدا آپ کی شہرت کو اور بھی چار چاند لگائے۔ آمین۔

خاص کر آپ کا عنبر ناگ ماریا کا سلسلہ میں چھوٹا سا تھا اس وقت پڑھنا شروع کیا تھا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے میں نائنتھ کا سٹوڈنٹ ہوں۔

آپ کے قلم نے خیالات کو جس طرح حقیقت پر موقیت دی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور میں خود ایک عرصے تک انہیں سچ سمجھتا رہا۔ مگر جو بھی ہے لطف بہت آتا ہے اور معلومات بھی مہیا ہوتی ہیں۔

فقط آپ کا ایک قاری۔

سمیع اللہ ثیا محلہ۔ نواں شہر۔ ایبٹ آباد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جہاز کی تباہی ۵۰/-
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۵۰/-
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۵۰/-
۱۰۴ خلائی کمرہ ۵۰/-
۱۰۴ مُردوں کا ستارہ ۵۰/-
۱۰۵ خونخوار انسانی لومڑی ۵۰/-
۱۰۶ خطرناک طلسمی روشنی ۵۰/-
۱۰۷ ہیبت ناک قلعہ ۵۰/-
۱۰۸ غیبی شیشہ ۵۰/-
۱۰۹ ماتا دیوی کا گڑھ ۵۰/-
۱۱۰ آدھی عورت آدھا سانپ ۵۰/-
۱۱۱ عنبر اور خلائی مخلوق ۵۰/-
۱۱۲ کیپٹن اور زندہ لاش ۵۰/-
۱۱۳ ماریا طوفانی رات میں ۵۰/-
۱۱۴ خطرناک تجربہ ۵۰/-
۱۱۵ سانپ کا قیدی ۵۰/-
۱۱۶ موت کی چھلانگ ۵۰/-
۱۱۷ مُردے کی موت ۵۰/-
۱۱۸ ۵۰/-

موت کی چھلانگ

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

117

ہمارے ہاں ناول وغیرہ کرایہ پر حاصل کریں
حنا لائبریری
اینڈ بک سٹال
محلہ پسوال ڈینگہ

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

موت کی چھلانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے واپسی کے سفر کی قسط نمبر ۱۱۷ حاضر ہے۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ مجھے آپ کے پیارے پیارے خلوص بھرے خط پڑھ کر کس قدر خوشی ہوتی ہے اور جب میں یہ پڑھتا ہوں کہ آپ کو میری کتابیں پسند بھی آ رہی ہیں تو میرا دل آپ دوستوں کے پیار سے لبریز ہو جاتا ہے اور میں پہلے سے بھی زیادہ محنت اور لگن سے کام کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ اس بار بھی آپ عنبر ناگ ماریا کے ساتھ سفر کرتے ہوئے سنسنی خیز حالات سے دوچار ہوں گے اور تفریح کے ساتھ ساتھ آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ اور آپ انشاء اللہ اچھی اچھی باتیں بھی سیکھیں گے۔

آپ کا انکل

اے حمید

۸۔ ۴۵۴ راہ چمن۔ سمن آباد ——— لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قسط ۱۱

جادوگر جاسوس

موت کی چھلانگ

ناگ پانڈی میں

مار یا گئی بیتا

غیبی آواز

جادوگر جاسوس

تھیوسانگ کے پاس کشتی نہیں تھی۔

اس نے ساہی کی مدد سے مل کر ایک درخت کو کاٹا اور اس کا تنا کھوکھلا کر کے اسے کشتی میں تبدیل کیا اور ساہی کے ماں باپ کے جزیرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ سمندر پُرسکون تھا۔ اس نے رات کے وقت اپنی کشتی سمندر میں ڈالی تھی۔ ساہی کو اس نے جنگل میں ایک جگہ چھپے رہنے کی ہدایت کی تھی۔ جیسا کہ ساہی نے تھیو کو بتایا تھا رات بھر سمندر میں سفر کرنے کے بعد وہ اس کے ماں باپ کے جزیرے کے قریب پہنچ گیا۔ دور اسے جزیرے کا ساحل دکھائی دیا۔ درختوں کی سبز قطار دور تک چلی گئی تھی۔

ساحل ویران ویران تھا۔ وہاں کوئی جھونپڑی تک نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے اپنی کشتی ایک ساحلی چٹان کے نیچے سے گذار کر ایک بڑے پتھر کے قریب اوپر کھینچ کر جھاڑیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں چھپا دی۔ اب وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ وہ ابھی جنگل میں داخل نہیں ہوا تھا بلکہ درختوں کی قطار کے ساتھ ساتھ سمندر کے ساحل کے برابر ریت پر چل رہا تھا ایک جگہ اسے ساحل پر کچھ جھونپڑیاں نظر آئیں۔ وہ قریب پہنچ کر درخت کے پیچھے چھپ کر جھونپڑیوں کو تکنے لگا۔ ایک جھونپڑی میں سے کسی عورت کے رونے کی آواز آرہی تھی۔

تھیوسانگ غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ پھر دوسری جھونپڑی میں سے ایک بوڑھا آدمی نکلا۔ اس کے ہاتھ میں مٹی کا پیالہ تھا۔ پیالے میں پانی بھرا تھا وہ جھونپڑی میں داخل ہوگیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ جھونپڑی سے باہر آیا تو اچانک اس کی نظر تھیوسانگ پر پڑ گئی۔

وہ ہکا بکا سا ہو کر تھیوسانگ کو تکنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ شور مچاتا تھیوسانگ بھاگ کر اس کے پاس گیا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھا کر درختوں میں لے آیا۔ اس نے اسی قبیلے کی زبان میں کہا

"بابا! میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں کل جس لڑکی کو دیوتا پر قربان کیا گیا ہے اس کے ماں باپ کہاں رہتے ہیں۔ میں ان سے ملنے دوسرے جزیرے سے آیا ہوں"

بوڑھا حیران آنکھوں سے تھیوسانگ کو دیکھ رہا تھا۔ کپکپاتی آواز میں بولا۔

تم ..... تم کون ہو؟

تھیوسانگ نے کہا "بابا! تم دیکھ رہے ہو کہ میں تمہاری زبان جانتا ہوں۔ میں اسی جزیرے کا رہنے والا ہوں مگر بچپن ہی سے یہاں سے اغوا ہوگیا تھا۔ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ساہی کو قربان کر دیا گیا ہے۔ میں اس سے بیاہ کرنا چاہتا تھا۔ اب میری خواہش ہے کہ میں اس کے ماں باپ سے مل کر ساہی کی موت پر افسوس کا اظہار کروں۔

تھیوسانگ نے جان بوجھ کر اصل بات اس بوڑھے سے چھپائی تھی۔ بوڑھے کو یقین آگیا۔ کیونکہ تھیوسانگ اس کے قبیلے کی زبان بول رہا تھا حالانکہ یہ تھیوسانگ محض اپنی خداداد طاقت کی وجہ سے بول رہا تھا۔ بوڑھے نے اس جھونپڑے کی طرف اشارہ کیا جہاں سے عورت کے رونے کی ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی۔

"ساہی کی ماں اور اس کا باپ اس جھونپڑی میں رہتے ہیں"

تھیوسانگ نے بوڑھے سے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بابا! میرے آنے کا کسی سے ذکر نہ کرنا یہاں میرے وہ دشمن بھی رہتے ہیں جنہوں نے بچپن میں میرے اغوا کرنے میں مدد دی تھی۔"

بوڑھا وعدہ کر کے چلا گیا اور تھیو ساگ ساہی کے ماں باپ کی جھونپڑی کی طرف بڑھا۔ جھونپڑی کا پھوس کا دروازہ کھلا تھا۔ اندر دو ادھیڑ عمر کے انسان اداس بیٹھے تھے۔ یہ ساہی کے ماں باپ تھے۔ تھیو ساگ کو دیکھ کر وہ حیران ہوئے عورت نے رونا بند کر دیا۔

"تم..... تم کون ہو؟" ساہی کے باپ نے پوچھا تھیو ساگ ان کے قریب چٹائی پر بیٹھ گیا اور بولا

کیا ساہی آپ لوگوں کی بیٹی تھی؟

بوڑھے نے آہ بھر کر کہا

"ہاں بیٹا۔ وہ ہماری ہی بیٹی تھی مگر اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ اسے یہاں کی خانہ بدوش نے لوہڑ دیوتا پر قربان کر دیا۔ یہ دیوتا باہر سے آیا ہے۔ یہ ہمارا دیوتا نہیں ہے۔"

ساہی کی ماں سسکیاں لینے لگی

"خیر ہوئی۔ بچی تو ہمارا کوئی دیوتا نہیں لے جا سکا۔" تھیو ساگ نے سوچا کہ اب اس کو ساہی کے بارے میں

نے اٹھ کر جھونپڑی کے باہر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ واپس آ کر اس نے کہا

"میں آپ کو خوشخبری سنانے آیا ہوں کہ آپ کی بیٹی ساہی زندہ ہے۔"

دونوں ماں باپ تھیو ساگ کی طرف چونک کر تکنے لگے۔

"کیا۔ کیا میری بیٹی زندہ ہے؟ بوڑھا بولا۔" مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لومڑ کے پجاری تو اسے ہمارے سامنے مندر میں بھوگ کے لیے گئے تھے اور پھر خالی ہاتھ جزیرے میں واپس آئے تھے۔

اب تھیو ساگ نے ساری کہانی سنا ڈالی۔ عورت اور بوڑھے مرد نے خوشی سے تھیو ساگ کو گلے لگا لیا۔ تھیو ساگ نے کہا

"خبردار۔ تم لوگ اس جھونپڑی میں رہو۔ کسی سے اس کا ذکر مت کرنا۔ ہم رات کے اندھیرے میں یہاں سے نکل چلیں گے۔ میں نے کشتی کو چٹان کے پیچھے چھپا رکھا ہے۔ یہ بتاؤ کہ ابھی ابھی جو بوڑھا پانی کا پیالہ دے گیا ہے وہ کون تھا؟

ساہی کے باپ نے کہا

"اس نے تمہیں دیکھا تو نہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ نے بتایا۔

"اس نے مجھے تمہاری جھونپڑی کا پتہ بتایا تھا مگر میں نے ساہی کے بارے میں کچھ نہیں کہا"

ساہی کا باپ بولا۔

"یہ بوڑھا یہاں آئی ہوئی باہر کی مخلوق کا جاسوس ہے۔ یہ بڑا غضب ہوگیا۔ وہ بڈھے سردار کو بتادے گا۔ تم فوراً کسی جگہ جاکر چھپ جاؤ وہ تمہیں پکڑنے آرہے ہوں گے۔ کیونکہ یہاں کوئی اجنبی ان لوگوں کی مرضی کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جنگل میں جاکر چھپ جاتا ہوں۔ مگر تم ہی کہنا کہ تمہارے پاس کوئی آدمی نہیں آیا۔ باقی میں سنبھال لوں گا"

یہ کہہ کر تھیوسانگ تیزی سے جھونپڑی سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگا۔

مگر اب دیر ہوچکی تھی۔ جنگل کی طرف سے اچانک دس بارہ آدمی وحشیوں میں تانبے کی چھوٹی چھڑیاں ہاتھ میں لئے نکلے اور انہوں نے تھیوسانگ کو گھیرے میں لے لیا۔ ایک آدمی نے جو آگے آگے تھا چھڑی کا رخ تھیوسانگ کی طرف کیا تو چھڑی میں سے آگ کی چنگاریاں نکل کر تھیوسانگ کے قدموں کے پاس ریت پر پڑیں۔ ساتھ ہی اس آدمی نے آواز دی

"رک جاؤ نہیں تو جلا کر راکھ کر دیئے جاؤ گے"

تھیوسانگ رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ سب آدمیوں نے سرخ رنگ کے لمبے لمبے چغے پہن رکھے تھے۔ سر کے بال شانوں پر گرے ہوئے تھے۔ چہرے تانبے کی طرح کے تھے اور سیاہ آنکھیں بجھے ہوئے سیاہ انگاروں کی طرح کی تھیں

اس گروہ کا سردار تھیوسانگ کے قریب آکر اسے گھور کر تکنے لگا اس نے قبیلے کی زبان میں پوچھا

"تمہیں کس نے یہاں بھیجا ہے؟"

تھیوسانگ نے اس زبان میں بڑی عاجزی سے کہا

"جناب! میرا نام تھیوسانگ ہے۔ میں ہسن قبیلے کا ہوں۔ اسی جزیرے میں رہا کرتا تھا۔ بچپن میں مجھے بحری ڈاکو اٹھا کر لے گئے تھے۔ اب ان کی قید سے بھاگ کر آیا ہوں۔ میں اپنے ماں باپ کی تلاش میں ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس جھونپڑی میں کیا کرنے گئے تھے؟" سردار نے پوچھا۔

"جناب! اپنے ماں باپ کا پتہ کرنے گیا تھا۔"

سردار نے حکم دیا تھیوسانگ کو گرفتار کر لیا جائے۔

"یہ یقیناً ہمارے دشمنوں کا بھیجا ہوا جاسوس ہی ہے۔"

اسی وقت تھیوسانگ کو چار آدمیوں نے پکڑ لیا اور اسے جنگل میں لے گئے۔ درختوں میں آگے جا کر ایک چٹان میں بنا ہوا مندر آگیا جس کے باہر ایک لومڑ کا بت بنا ہوا تھا وہاں درجنوں لوگ بھی آگئے۔ سردار نے چلا کر کہا

"اسے لومڑ دیوتا پر قربان کیا جائے گا اسے چبوترے پر لٹا دو۔"

تھیوسانگ پریشان تو ضرور ہوا اگرچہ اسے یقین تھا کہ جب تک اس کی انگلی نہیں کاٹی جاتی وہ مر نہیں سکتا۔ پھر بھی یہ لوگ اس کی گردن کاٹ سکتے تھے اور یہ بڑی تشویشناک بات تھی۔ اس نے چھلانگ لگا کر بھاگنے کی کوشش کی مگر اس کے اردگرد طلسمی چھڑی میں سے نکلنے والی چنگاریوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ تھیوسانگ گر پڑا۔

اسے آدمیوں نے جکڑ کر لومڑ دیوتا کی مورتی کے آگے چبوترے پر سیدھا لٹا دیا گیا۔ اب تو تھیوسانگ کو خوف کے مارے پسینہ آگیا۔ پجاری اس کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔ سردار نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ درخت کے پیچھے گیا اور جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا خنجر تھا۔

سردار نے کہا

"اس خنجر سے دشمن کے جاسوس کے سینے میں سے دل نکال کر لومڑ دیوتا کے حضور پیش کر دو۔"

تھیوسانگ کے جسم میں بجلی کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔ اسے ایک جھٹکا سا لگا خدا جانے یہ موت کو سامنے دیکھ کر زندگی کو بچانے کی آخری شدید خواہش کا نتیجہ تھا کہ کیا تھا۔ بہرحال تھیوسانگ کو محسوس ہوا کہ اس کے اندر کوئی طاقت داخل ہو گئی ہے۔ اسے اچانک اپنی اس طاقت نقیہ کا خیال آگیا جس کی مدد سے وہ کسی شے کو انگلی لگا کر چھوٹا بنا دیا کرتا تھا۔ کیا میری طاقت واپس آگئی ہے؟ تھیوسانگ نے دل میں سوچا۔

اس خیال کے ساتھ ہی اس نے اپنی طرف بڑھتے ہوئے جلاد کو دیکھا۔ جلاد نے اس کے سینے پر سے کپڑا ہٹا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر ننگا کر دیا تھا اور اب خنجر کی نوک سے اس کے دل کی جگہ تلاش کر رہا تھا۔ وہ تھیوسانگ کے دل والی جگہ پر خنجر گھونپنے ہی والا تھا کہ تھیوسانگ نے خدا کا نام لے کر اپنی انگلی اپنے جسم کے ساتھ لگا دی۔ اس کے ہاتھ پیٹھ پر بندھے ہوئے تھے۔ انگلی اس کی پشت پر لگی تھی۔

تھیوسانگ کا اندازہ بالکل درست نکلا۔ قدرت نے اس کی کھوئی ہوئی طاقت اسے واپس دے دی تھی۔ انگلی کے لگتے ہی وہ اتنا چھوٹا ہو گیا کہ جتنی ایک مونگ پھلی ہوتی ہے۔

جلاد پہلے تو یہ سمجھا کہ یہ آدمی غائب ہو گیا ہے۔ رسیاں چھوڑنے پر رہ گئی تھیں۔ سب لوگ دہشت کے مارے پیچھے ہٹ گئے۔ کیونکہ اب ان سب لوگوں نے تھیوسانگ کو ایک مونگ پھلی جتنے انسان کی شکل میں لومڑ موتی کے پیچھے بھاگ کر چھپتے دیکھ لیا تھا۔

جلاد تو سکتے میں آ گیا۔ سردار نے چیخ کر کہا

"یہ کوئی جادوگر ہے۔ اس کو ہلاک کر دو"

تانبے کی چھڑیوں میں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ مگر تھیوسانگ موتی کے پیچھے ایک گڑھے میں لڑھک گیا تھا اور وہاں گھاس میں سے رینگ کر دوسری طرف نکل چکا تھا

دوڑ کی مقدس موتی کی وجہ سے یہ لوگ چنگاریاں ذرا دور دور پھینک رہے تھے۔ سردار اور دوسرے پجاریوں نے موتی کے پیچھے والے گڑھے کو گھیر کر وہاں چنگاریوں سے آگ لگا دی۔ مگر تھیوسانگ اس وقت ایک درخت کے تنے میں بنے ہوئے سوراخ کے اندر گھس کر درخت کی زمین کے اندر پھیلی جڑوں میں اتر چکا تھا۔

اسے سردار کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں

"اسے تلاش کرو۔ وہ کوئی جادوگر ہے

وہ زندہ رہا تو ہمیں نقصان پہنچائے گا"

سردار کے آدمی تھیوسانگ کی تلاش میں دوڑے

تھیوسانگ نے ان کے قدموں کی آوازیں سنیں۔ جب آوازیں دور نکل گئیں تو تھیوسانگ نے درخت کے تنے کے سوراخ میں سے جھانک کر باہر دیکھا۔ اسے درخت میں رینگتی چیونٹیوں نے ننگ کرنا شروع کر دیا تھا۔ باہر کوئی نہیں تھا۔ تھیوسانگ درخت کے بل سے باہر نکل کر جنگل میں اگی گھاس میں دوڑا۔ چونکہ وہ بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔ اس لئے گھاس اسے درختوں کی طرح لگ رہی تھی

دوڑتے دوڑتے وہ ایک جگہ گھاس سے باہر نکلا تو دیکھا کہ سامنے سے آٹھ دس زرد پوش آدمی تانبے کی چھڑیوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگ کی چنگاریاں برساتے اس کی تلاش میں چلے آ رہے ہیں۔
تھیوسانگ ایک طرف کو دوڑا۔ چونکہ وہ بہت چھوٹا اس لئے اس کی رفتار تیز نہیں تھی۔ خدا جانے کس طرح سے ایک زرد پوش نے اسے دیکھ لیا۔ اور چیخ کر بولا۔

"وہ رہا جادوگر جاسوس"

تھیوسانگ ایک درخت کے پیچھے سے ہو کر آگے کو دوڑا تو دیکھا کہ وہاں ایک جنگلی چیتا بیٹھا ہے۔ تھیوسانگ اس کے پاؤں کو پکڑ کر اس کی پیٹھ پر چڑھ گیا۔ چیتے کو ذرا سی کھجلی ہوئی۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ اتنے میں زرد پوش چھڑیوں سے آگ کی چنگاریاں برساتے وہاں بھی آ گئے۔ چیتے نے چنگاریاں دیکھیں تو ڈر کر ایک طرف کو چھلانگ لگائی اور درختوں میں دوڑنے لگا۔ تھیوسانگ نے چونکہ چیتے کے بالوں کو بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اس لئے وہ نیچے نہ گرا۔

چیتا چھلانگیں لگاتا دیکھتے دیکھتے جنگل کی سرسبز چٹانوں کی کوئی میں پہنچ کر ایک کھوہ میں گھس گیا۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو چیتے کی پیٹھ سے گرا دیا اور نیچے گرتے ہی دیوار کی طرف دوڑا اور پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا کھوہ سے باہر آ گیا۔

یہاں آتے ہی اس نے دوسری انگلی کو خاص انداز میں اٹھا کر اپنے جسم سے لگایا تو وہ پھر سے پورے قد کا تھیوسانگ بن گیا۔ اب اس نے واپس اس طرف دوڑنا شروع کیا جدھر لوہا سونے والا سمندر تھا۔ وہ جھاڑیوں میں چھپتا چھپاتا آخر سمندر کے قریب پہنچ گیا یہاں ایک زرد پوش سونے والے چبوترے کے قریب چھڑی ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہا تھا۔ تھیوسانگ رینگتا ہوا اس کے پیچھے آ گیا۔ پہرے والے زرد پوش کے پاؤں اسے گھاس میں دکھائی دے رہے تھے۔

تھیوسانگ نے ہاتھ آگے بڑھا کر آہستہ سے اس کے پاؤں سے اپنی خاص انگلی لگا دی۔ ایک دم سے وہ چھوٹا ہو گیا۔ وہ اپنے آپ کو انگلی کے برابر سائز کا دیکھ کر پریشان ہو کر ایک طرف کو بھاگا۔ تھیوسانگ نے اس کی تانبے کی چھڑی اٹھائی اور سمندر کی طرف بڑھا۔ سامنے دو زرد پوش آ گئے۔ بجلی کی تیزی کے ساتھ تھیوسانگ نے چھڑی کا رخ ان کی طرف کر دیا۔ مگر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے ہاتھ میں اگر چھڑی ہو گی تو اس میں چنگاریاں نہیں نکلیں گی۔

چھڑی میں سے کوئی چنگاری نہ نکلی تو تھیوسانگ نے ان پر چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگتے ہی اس نے باری باری دونوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو انگلی سے چھو دیا۔ دونوں چھوٹے چھوٹے بن گئے وہ بچا چیختے چلاتے ننھے ننھے چوہوں کی طرح ایک طرف کو دوڑے

اب تھیسانگ کے سامنے سمندر تک راستہ صاف تھا۔ وہ تیز تیز چلتا جنگل میں سے نکل کر سمندر کے کنارے بنی ہوئی جھونپڑی کے پاس آگیا۔ ساہی کے ماں باپ اندر غم زدہ بیٹھے تھے۔ تھیسانگ کو دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔

"تم کیسے فرار ہو کر آگئے۔ میرے بیٹے!" ساہی کے باپ نے کہا

تھیسانگ بولا۔

"یہ باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ جلدی سے میرے ساتھ نکل چلیں۔"

تھیسانگ نے ان دونوں میاں بیوی کو ساتھ لیا اور چٹانوں کی اوٹ لیتا اس جگہ آگیا۔ جہاں اس نے کشتی چھپا رکھی تھی۔ وہ کشتی میں بیٹھے۔ تھیسانگ نے کشتی کو سمندر کی لہروں پر ڈالا اور تیزی سے چپو چلاتا اسے بڑی چٹان کے سائے میں گھومتے سمندر کی طرف لے گیا۔

سمندر کی لہروں نے بہت جلد کشتی کو کھلے سمندر میں پہنچا دیا۔ آہستہ آہستہ جزیرہ پیچھے ہوتا گیا۔ ان کے تعاقب میں کوئی کشتی نہیں آرہی تھی۔ یہ ان کی بڑی خوش قسمتی تھی۔ پھر جزیرہ نظروں سے غائب ہوگیا۔ شام کے قریب جب سورج مشرق میں سمندر میں ڈوب رہا تھا۔ کشتی اس جزیرے پر پہنچ گئیں۔ جہاں ساہی چھپی ہوئی تھی۔

اپنے ماں باپ کو دیکھ کر ساہی ان سے لپٹ کر رونے لگی بوڑھے ماں باپ نے بھی اپنی بیٹی کو زندہ دیکھا تو ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے بوڑھے نے کہا

"ہمیں راتوں رات یہاں سے نکل جانا چاہیئے"

تھیسانگ وہاں سے کیسے جا سکتا تھا اسے تو کیٹی کو ابھی تلاش کرنا تھا اس نے ساہی کے باپ سے کہا

"بابا! تمہیں اپنی بچی کو لے کر یہاں سے فرار ہو جانا چاہیئے مجھے یہیں رہ کر اپنی ایک بہن کا انتظار کرنا ہے"

چنانچہ ساہی اپنے ماں باپ کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر جزیرے سے رخصت ہوگئی اب جزیرے میں تھیسانگ اکیلا رہ گیا۔ رات اس نے اپنی جھونپڑی میں گزاری صبح ہوتے ہی اس نے دوبارہ کیٹی کی تلاش شروع کر دی۔ سارا دن وہ جزیرے میں کیٹی کو تلاش کرتا پھرا مگر وہ اسے کہیں نہ ملی۔ خدا جانے اسے زمین کھا گئی تھی یا آسمان نے اوپر اٹھا لیا تھا۔

وہ دن بھی گزر گیا۔ رات آگئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوساگ جنگل سے نکل کر سمندر کے کنارے ایک چٹان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ساری رات اس نے اسی جگہ گزار دی۔ دن کی روشنی پھیلی تو اچانک تھیوساگ نے ایک بادبانی جہاز کو دیکھا کہ جزیرے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تھیوساگ نے سوچا کہ یہ جہاز یہاں کچھ دیر رک کر جنگلی ناریل وغیرہ اکٹھے کرنے آیا ہے۔ کیوں نہ اس کے کپتان کے ساتھ ہی میں بھی یہاں سے چلا جاؤں۔ آخر کیتی کو کب تک یہاں بیکار تلاش کرتا رہوں گا۔ قسمت میں ہوا تو وہ کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گی۔

بادبانی جہاز سمندر سے کچھ دور رک گیا۔ اس میں سے کشتیاں اتاری گئیں۔ تھیوساگ نے دیکھا کہ جہاز پر ایک جھنڈا لہرا رہا تھا جس پر کھوپڑی اور ہڈیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔ یہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز تھا جن کا کام سمندر میں سفر کرتے مسافروں اور سامان کے جہازوں کو لوٹنا اور بے گناہ انسانوں کو ہلاک کرنا تھا۔ یہ بڑے بے درد اور سفاک لوگ تھے۔ تھیوساگ کو ان کے بارے میں زیادہ علم نہیں تھا۔

اس نے دیکھا کہ بحری ڈاکوؤں نے سروں پر سیاہ رومال باندھ رکھے ہیں۔ آنکھوں پر بھی سیاہ نقاب ہیں وہ شور مچاتے کشتیوں میں سے اتر کر ساحل پر آ گئے۔ تھیوساگ

کو دیکھا تو اس کی طرف بڑھے۔ انہوں نے لمبے لمبے پستول لٹکا رکھے تھے۔ انہوں نے تھیوساگ کو پکڑ لیا۔ پیچھے بحری ڈاکوؤں کا سردار بھی آ رہا تھا اس کی لمبی داڑھی تھی۔ خوفناک آنکھیں سیاہ نقاب کے پیچھے چمک رہی تھیں۔ کمر کے ساتھ لمبا پستول لٹک رہا تھا۔ اس نے تھیوساگ کی طرف دیکھا اور غراتے ہوئے کہا

کون ہو تم؟

ایک بحری ڈاکو بولا۔

"سردار! یہ کوئی آدم خور لگتا ہے"

سب ڈاکو قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ سردار نے چلا کر کہا

"خاموش"

تھیوساگ نے کہا

"میں ایک غریب ماہی گیر ہوں۔ طوفان میں میری کشتی ڈوب گئی۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر اس جزیرے پر پہنچا۔ کئی روز سے یہاں پڑا ہوں"

سردار نے تھیوساگ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا پھر بولا۔

"یہ لمبا تڑنگا ہے۔ ہمارے کام آئے گا۔ چلو ہمارے ساتھیوں میں شامل ہو جاؤ۔ جو مال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوٹیں گے اس میں سے تمہیں بھی حصہ ملے گا۔ اگر تم نے دھوکہ کیا تو تمہیں سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا

"میں دھوکہ نہیں کروں گا۔ سردار۔ آپ کے ساتھ رہ کر کام کروں گا۔"

تھیوسانگ ان کے ساتھ جزیرے سے ناریل جمع کر کے بوریوں میں بھرنے لگا۔ ناریل کی بہت سی بوریاں جمع کر کے کشتیوں میں لادی گئیں اور بحری ڈاکو اپنے بادبانی جہاز کی طرف چلے۔ جہاز میں آ کر لنگر اٹھا دیا گیا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ جہاز نے کھلے سمندر کی طرف سفر شروع کر دیا۔ تھیوسانگ کو بھی سیاہ لمبے جوتے اور آنکھوں پر نقاب پہنا دیا گیا۔ اس کی کمر کے ساتھ پیٹی لگا دی گئی جس میں لمبا پستول لٹک رہا تھا۔ کیپٹن نے تھیوسانگ کو اپنے کیبن میں بلایا اور کہا

"تمہارا نام کیا ہے جوان؟"

"تھیوسانگ۔ یہی میرا نام ہے۔" تھیوسانگ نے کہا

کیپٹن اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے مسکرایا

"بہت خوب۔ تم شکل سے بڑے شریف لگتے ہو۔ کبھی تم نے کسی کو ہلاک کیا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔ کیپٹن! "میں نے کبھی کسی کو بے گناہ نہیں مارا۔ ہاں۔ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ضرور مقابلہ کیا ہے۔"

کیپٹن نے میز پر زور سے مکا مار کر کہا

"لیکن ہمارے ساتھ رہ کر تمہیں بے گناہ لوگوں کو بھی مارنا پڑے گا۔ بولو۔ تیار ہو کہ تمہیں ابھی سمندر میں پھینکوا دوں؟"

تھیوسانگ نے سوچ رکھا تھا کہ جہاز جس شہر پر رکے گا وہ وہاں اتر کر بھاگ جائے گا۔ بے فائدہ ان ڈاکوؤں سے جھگڑا مول لینے کی کیا ضرورت ہے اس نے کہا

"ہاں کیپٹن۔ میں وہی کروں گا جو آپ کہیں گے۔ شاباش۔"

کیپٹن نے تھیوسانگ کے کاندھے پر ہاتھ مار کر کہا

"اب تم جا سکتے ہو۔"

بحری ڈاکوؤں کا جہاز تین دن سمندر میں سفر کرتا رہا چوتھے روز انہیں دور سے ایک دوسرا بادبانی جہاز آتا دکھائی دیا۔ بحری ڈاکوؤں میں ہلچل سی مچ گئی۔ کیپٹن نے لمبی پرانی دوربین سے جہاز کو دیکھا اور قہقہہ لگا کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مال سے بھرا ہوا جہاز ہے۔ ہم اسے تباہ کر کے لوٹ لیں گے۔"

اسی وقت بحری ڈاکوؤں نے جہاز کا رخ سامنے سے آتے مال بردار جہاز کی طرف کر دیا۔ پھر بحری ڈاکو جہاز کے قریب پہنچ کر لمبے رسوں کی مدد سے اس میں کود گئے اور پستول کی بے دریغ فائرنگ شروع کر دی۔ دوسرے جہاز پر جتنے لوگ تھے ان سب کو انہوں نے ختم کر دیا۔ بحری ڈاکوؤں کا کیپٹن ہاتھ میں لمبی پستول لئے جہاز کے کیپٹن کے کیبن کی طرف بڑھا۔ جہاں مال بردار جہاز کا کیپٹن بند تھا۔

دروازہ توڑ دیا گیا۔ دیکھا کہ وہاں جہاز کے کیپٹن کی جگہ ایک سنہری بالوں اور سبز آنکھوں والی خوبصورت لڑکی سہمی بیٹھی ہے۔ ڈاکوؤں کے کیپٹن نے چلا کر کہا

"یہ میری بیوی بنے گی۔ مگر کیپٹن کہاں ہے؟ اس لڑکی کو میرے کیبن میں پہنچا دو۔"

لڑکی رونے لگی۔ ڈاکو اسے کھینچ کر دوسرے جہاز پر لے گئے۔ تھیوسانگ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ مال بردار جہاز کے کیپٹن نے حذر میں چھلانگ لگا دی تھی اس جہاز کا سارا قیمتی مال لوٹ کر ڈاکوؤں نے اپنے جہاز پر ڈال دیا اور باقی جہاز کو آگ لگا دی۔

تھیوسانگ نے بھی اس لوٹ مار میں حصہ لیا تھا مگر اس نے کسی انسان پر گولی نہیں چلائی۔ بحری ڈاکوؤں نے اس لوٹ مار کی خوشی میں جہاز پر بڑا جشن منایا۔ وہ شام تک ناچتے گاتے رہے۔ شام کو ڈاکوؤں کے کیپٹن نے ڈاکوؤں میں لوٹا ہوا مال تقسیم کیا۔ قیمتی سامان تو اس نے اپنے پاس رکھ لیا اور باقی ڈاکوؤں میں بانٹ دیا۔ تھیوسانگ کے حصہ میں چاندی کے چار گلدان، ایک پیتل کا نقش کیا ہوا تھال اور دو چاندی کے سکے آئے۔

تھیوسانگ کو ان سکوں کی ضرورت تھی۔ اس نے انہیں تھیلی میں ڈال کر اپنے کیبن میں رکھ لیا۔ اب کیپٹن نے سنہری بالوں والی لڑکی سے شادی کا اعلان کر دیا کہ کل وہ اس سے شادی کرے گا۔

سنہری بالوں والی لڑکی کو کیپٹن نے ایک چھوٹے سے کیبن میں بند کر رکھا تھا۔ کیپٹن نے تھیوسانگ کو بلا کر کہا

"تھیو! تم ان سب ڈاکوؤں سے زیادہ عقلمند دکھائی دیتے ہو۔ مجھے ان سوروں پر اعتبار نہیں ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سنہری بالوں والی قیدی لڑکی کو تم جا کر کھانا دو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد رکھو۔ وہ کل میری بیوی بننے والی ہے۔ اس کے ساتھ سختی سے مت بولنا اور ہاں اگر ہو سکے تو اس کے آگے میری تعریف کرنا۔

خونخوار ڈاکو کیپٹن کھل کھلا کر ہنس پڑا

تھیوسانگ ایک طشت میں روٹی گوشت اور پھل لے کر سنہری بالوں والی لڑکی کے بند کیبن میں آگیا اس نے دیکھا کہ بے چاری قیدی لڑکی خوفزدہ ہو کر ایک طرف بیٹھی تھی۔ رو رو کر اس کے آنسو بھی خشک ہو گئے تھے۔ تھیوسانگ نے اس کے آگے کھانا رکھ کر اسے کہا

"بہن! یہ کھالو۔"

سنہری بالوں والی لڑکی نے چونک کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔

"تم پہلے ڈاکو ہو جس نے مجھے بہن کہا ہے۔ تم ان لوگوں میں سے نہیں لگتے۔ تم بڑے نیک آدمی ہو۔ پھر مجھے یہاں سے نکالتے کیوں نہیں دیتے۔ میں بڑی نیک شریف لڑکی ہوں۔ میں اس خونخوار کیپٹن سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

تھیوسانگ سوچ میں پڑ گیا۔

موت کی چھلانگ

اس نے کہا

"تمہارا نام کیا ہے اور تم کون ہو"

لڑکی نے کہا

"میرا نام مارجیا ہے۔ میں ایک کرسچین لڑکی ہوں اور جہاز کا کپتان جس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی میرا چچا تھا۔ وہ میری حفاظت نہیں کر سکا میں ہندستان کے مشرقی ساحل کورومنڈل کی رہنے والی ہوں۔ وہاں میرے بہن بھائی اور ماں باپ رہتے ہیں۔ میں اپنے چچا کے ساتھ پرتگال جا رہی تھی کہ ان خونی ڈاکوؤں نے ہمیں برباد کر دیا۔"

تھیوسانگ نے کہا

"تم یہ کھانا کھاؤ۔ میں تمہارے بارے میں غور کروں گا۔"

مارجیا نے تھیوسانگ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم نے مجھے بہن کہا ہے تو اب بھائی بن کر دکھاؤ۔ کیا تم اپنی بہن کو ان ظالم ڈاکوؤں کے حوالے کر دو گے؟ اگر تم نے میری مدد نہ کی تو میں خودکشی کر لوں گی۔ میں اس بڈھے خونی ڈاکو سے شادی نہیں کر سکتی۔"

تھیوسانگ کے دل میں اپنی بہن کے لئے زبردست جذبات پیدا ہو گئے۔ اس نے مارجیا کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"مارجیا بہن! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری مدد کروں گا اور تمہیں ان ظالموں سے نجات دلانے کی کوشش کروں گا۔ مگر تم ویسا ہی کرو جیسا میں کہتا ہوں۔ تم اطمینان سے کھانا کھا لیا کرنا۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

مارجیا کی آنکھوں میں خوشی کی چمک آ گئی۔ اس نے کہا

"میرے بھائی میں ویسا ہی کروں گی جیسا تم کہو گے۔ تم نے اپنا نام نہیں بتایا؟"

تھیوسانگ میرا نام ہے

یہ کہہ کر تھیوسانگ کیبن سے نکل آیا۔

اس نے کیپٹن سے جا کر کہا

"مبارک ہو کیپٹن۔ میں نے قیدی لڑکی کو تم سے

شادی کرنے پر راضی کر لیا ہے

کیپٹن تو خوشی سے اچھل پڑا۔

"سچ! میں تمہارا منہ موتیوں سے بھر دوں گا۔"

تھیوسانگ نے کہا

"لیکن اس نے کہا ہے کہ میں چاند کی پہلی تاریخ کو شادی کروں گی۔"

کیپٹن سنجیدہ ہو گیا۔ پھر مسکرا کر بولا۔

"کوئی بات نہیں تھیوسانگ۔ میں چاند کی پہلی تاریخ کا انتظار کروں گا۔ ابھی اس میں دس روز باقی ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں نے لڑکی کے آگے آپ کی اتنی تعریف کی کہ اسے بیاہ پر تیار کر لیا۔ اب آپ اسے قیدی نہ بنا کر رکھیں۔"

کیپٹن نے کہا

"تم ان ڈاکوؤں کو نہیں جانتے۔ یہ سارے کے سارے چھٹے ہوئے بدمعاش ہیں۔ میں لڑکی کو ابھی قید میں ہی رکھوں گا وہاں اسے ہر طرح کی سہولت ملے گی۔"

کیپٹن نے ایسا ہی کیا۔ مارجیا کو کیبن میں اچھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھانا اور اچھا لباس مل گیا۔ اسے شام کو جہاز کے عرشے پر چہل قدمی کی بھی اجازت مل گئی۔ اس وقت بڈھا کیپٹن اس کے ساتھ ساتھ ہوتا تھا۔

اس دوران تھیوسانگ ہی اس کا کھانا لے کر جاتا تھا۔ لڑکی مارجیا کا تعلق جہاز والوں کے خاندان سے تھا اس نے تھیوسانگ کو بتایا کہ ان کا جہاز منڈاسکر کی طرف جا رہا ہے۔ اور وہاں آٹھ روز میں پہنچ جائے گا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ وہاں سے ہندوستان کا ساحل سات روز کے سفر پر ہے۔

تھیو بھائی! یہ فاصلہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم کوئی ایسا بندوبست کرو کہ جہاز کا رخ ہندوستان کی طرف موڑ دیا جائے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں کیپٹن سے کہوں گا مگر مجھے امید نہیں کہ وہ واپس جائے گا۔ بہر حال اس پر غور کروں گا تم ابھی سات روز تو گزارو۔ چاند کی پہلی ابھی کافی دور ہے۔"

ابھی چاند کی یکم تاریخ آنے میں پانچ دن باقی تھے کہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز ایک کھاڑی میں داخل ہو گیا۔ جس کی دونوں جانب اونچے اونچے گھنے درخت تھے۔ یہاں جہاز ایک جگہ

کھڑا کر دیا گیا۔ خونی کپتان نے کہا

"یہ جگہ بہت حسین ہے۔ ہم یہاں کچھ روز آرام کریں گے اور کل ہم شادی کریں گے۔"

اس اچانک اعلان سے تھیوسانگ پریشان ہو گیا۔ اس نے مارجیا کو جا کر بتایا کہ خونی کپتان نے تو اس سے کل بیاہ کرنے کا اعلان کر دیا ہے وہ بھی پریشان ہو گئی۔ تھیوسانگ نے کپتان کو کہا بھی تھا کہ وہ یکم تک انتظار کرے مگر وہ ایک جاہل اور وحشی کپتان تھا۔ اس نے تھیوسانگ سے کہہ دیا کہ اگر اس نے لڑکی کو بیاہ پر راضی نہ کیا تو وہ لڑکی کو قتل کر دے گا۔ مارجیا رونے لگی۔

تھیوسانگ بھائی! اب میں خودکشی کر لوں گی۔

تھیوسانگ کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا اس کو معلوم تھا کہ جہاز کا بارود اس کی دوسری منزل کے تہہ خانے میں بھرا ہوا ہے۔ اگر وہ بارود کو فلیتہ لگا کر آگ لگا دے اور مارجیا کو چھوٹا بنا کر جہاز سے اتر جائے۔ تو اس پر کسی کو شک نہیں ہوگا کہ وہ اپنی جیب میں سنہری بالوں والی لڑکی کو لئے جا رہا ہے اس نے مارجیا سے کہا۔

"مارجی بہن! گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں کل صبح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔"

تھیوساگ وہاں سے سیدھا جہاز کی نچلی منزل میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ بارود والے تہہ خانے کے باہر ایک ڈاکو پہرہ دے رہا تھا۔ اب اسے خیال آیا کہ جہاز کو تباہ کرنے کا بہانا یہ ہتھیار ہے کہ جہاز کے پیچھے جو گھنا جنگل ہے اس کو آگ لگا دی جائے۔ ڈاکو ادھر کو بھاگیں گے اور اسے جہاز کو وہاں سے بھگا لے جانے کا موقع مل جائے گا۔

ساری رات تھیوساگ یہی کچھ سوچتا رہا۔ صبح ہوئی تو خونی کپتان نے اسے بلا کر کہا

"تھیوساگ! ہماری بیوی کو جا کر کہو کہ دلہن بن کر تیار ہو جائے۔ ہم تھوڑی دیر بعد اس سے شادی کرنے والے ہیں۔"

وحشی کپتان نے تھیوساگ کو مارجیا کے لئے ریشمی کپڑے اور قیمتی ہار دیئے کہ یہ جا کر اس کی ہونے والی بیوی کو دے دے۔ تھیوساگ چپکے سے یہ چیزیں لے کر مارجیا کے کیبن میں آ گیا۔ مارجیا پریشان بیٹھی تھی۔

"تھیو بھائی! تم نے کیا سوچا پھر؟ میں تو خودکشی کرنے پر تیار ہوں۔"

تھیوساگ نے کہا۔

"مارجیا! میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں مگر اس کے لئے تمہیں ایک حیرت انگیز تجربے کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔"

مارجیا نے کہا

"میں ہر قسم کے تجربے کے لئے تیار ہوں۔"

تھیوساگ بولا۔

"لیکن یہ ایک انوکھا تجربہ ہوگا۔ ہو سکتا ہے تم ڈر جاؤ۔ مگر ڈرنا نہیں۔ تم زندہ سلامت ہو گی۔ میں تمہیں اپنی چھنگلی کے ناخن کا چھوٹا کرنے والا ہوں۔"

مارجیا تو تھیوساگ کا منہ تکنے لگی۔

"تھیو بھائی! کیا تم جادو کے زور سے ایسا کرو گے؟"

"ہاں مارجیا! مجھے ایک ایسا منتر آتا ہے جس کو پڑھ کر جب میں تمہیں انگلی سے چھوؤں گا تو تم میری انگلی کے برابر ہو جاؤ گی۔ پھر میں تمہیں اپنی جیب میں رکھ کر یہاں سے نکال لے جاؤں گا۔ تم میری جیب میں بالکل محفوظ ہو گی۔ جب ہم کسی محفوظ جگہ پہنچ جائیں گے تو میں تمہیں وقت آنے پر پھر بڑا کر دوں گا۔"

مارجیا حیران ضرور ہوئی مگر اس پر تیار ہو گئی

تھیوساگ نے یونہی منہ ہی منہ میں کوئی منتر بڑبڑایا اور پھر مارجیا کے بازو کو اپنی خاص انگلی سے چھو دیا۔ ایک دم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے مارجیا بالکل اس کی چھوٹی انگلی کے سائز کی ہو
تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر اپنی جیکٹ کی جیب
ڈال لیا اور جہاز کے عرشے پر آگیا۔ آگے وحشی کپتان
کھڑا تھا۔

"کہو۔ دے آئے ہماری دلہن کو ریشمی کپڑے اور تحفے"

"ہاں کیپٹن! اس نے خوشی سے یہ کپڑے لے لیے ہیں"

تھیوسانگ کے اتنا کہنے پر وحشی کپتان بڑا خوش
ہوا اور بولا۔

"شاباش میرے دوست تھیو! میں تمہیں بھاری انعام دوں گا۔"

تھیوسانگ نے وحشی کپتان کا شکریہ ادا کیا اور جہاز
سے اتر کر کھاڑی میں جہاں جہاز کھڑا تھا اس کے پیچھے
جنگل میں آگیا۔ اس نے مارجیا کو جیب سے نکال کر اپنا
ہتھیلی پر بٹھا لیا اور کہا۔

"اب میں اس جنگل کو آگ لگا رہا ہوں تاکہ ڈاکو
گھبرا کر ادھر دوڑیں اور میں جہاز کو لے کر کھاڑی سے
نکل جاؤں۔"

ننھی سی مارجیا کی باریک آواز آئی۔

"جلدی کرو تھیو بھائی! میں زیادہ دیر تک اتنی چھوٹی
نہیں رہنا چاہتی!"

تھیوسانگ نے مارجیا کے سر پر اپنی انگلی رکھ کر کہا۔

"فکر نہ کرو۔ بس تھوڑی دیر کے بعد تم دوبارہ جوان
ہو جاؤ گی۔"

تھیوسانگ نے مارجیا کو دوبارہ اپنی جیب میں چھپا
کر رکھ لیا۔

پھر اس نے ایک جگہ جھاڑیوں میں گھاس پھونس کو جمع
کیا اور وہاں آگ لگا دی۔ آگ آہستہ آہستہ پھیلنے لگی۔ تھیو
وہاں سے دوڑ کر ڈاکوؤں کے جہاز کی طرف آگیا۔
جہاز کی سیڑھی کے پاس ڈاکوؤں کا وحشی کپتان زخمی
شیر کی طرح ٹہل رہا تھا۔ اس کے ڈاکو پستولیں نکالے
اس کے پاس کھڑے تھے۔ تھیوسانگ کو دیکھتے ہی
ڈاکو چلائے۔

"وہ آگیا تھیوسانگ"

وحشی کپتان نے چلا کر کہا

"کہاں ہے میری قیدی دلہن؟ میں نے اسے
تمہاری حفاظت میں سونپا تھا۔ وہ فرار ہو گئی ہے"

تھیوسانگ کو احساس ہوا کہ اس نے ادھر آکر سخت
غلطی کی ہے۔ مارجیا اس کی جیب میں تھی۔ اگر وہ بھاگتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے تو ڈاکو اس پر گولیوں کی بارش کر دیں گے اور وہ تو زندہ رہ سکتا ہے مگر مارجیا کو گولی ضرور لگ جائے گی۔

وحشی کپتان سمیت تمام ڈاکوؤں نے ہلکے پستول اس کی طرف تان رکھے تھے۔ اسے اتنا موقع نہیں ملا تھا کہ وہ ان میں سے کسی ایک کو اپنی خاص انگلی لگا کر چھڑا سکتا۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔

تھیوسانگ اپنی جگہ سے زور سے اچھلا اور جہاز کے ساتھ لگی سیڑھی کے آخری زینے پر پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے گولیاں برسائی جانے لگیں۔ وہ دوسری چھلانگ لگا کر جہاز کے عرشے پر پہنچ گیا۔ وحشی کپتان نے چلا کر کہا

"جانے نہ پائے۔ اس گولی سے اڑا دو"

جہاز کا عرشہ خالی تھا۔ ڈاکو پیچھے تھے۔ وہ جہاز کے عقب کی طرف بھاگا۔ اسے جنگل میں جہاں آگ لگائی گئی تھی شعلے اٹھتے نظر آئے۔ اب ڈاکو بھی اس کا تعاقب کرتے عرشے پر پہنچ گئے تھے۔ تھیوسانگ کو مارجیا کی فکر تھی کہ کہیں اسے گولی نہ لگ جائے۔ وہ جہاز کے پچھلے حصے میں آگیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ جہاز کے پچھلے سے سمندر کی کھاڑی میں چھلانگ لگا دے گا۔

جونہی اس نے نیچے جھانک کر دیکھا کھاڑی کے پانی میں سے تین خونخوار دانتوں والے مگرمچھ اپنے جبڑے کھولے اس کی طرف دیکھ کر چیخ رہے تھے۔ گویا اس انتظار میں تھے کہ وہ چھلانگ لگائے اور وہ اس کو ہڑپ کر جائیں۔

ڈاکو تھیوسانگ کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تھیوسانگ کے لئے اب ایک ہی راستہ تھا کہ نیچے چھلانگ لگا دے۔ وہ خود کو چھوڑا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایک لڑکی مارجیا پہلے ہی چھوڑی ہو کر اس کی جیب میں پڑی تھی۔ اگر وہ خود چھوٹا ہوتا ہے تو اس لڑکی کو سنبھالنا دشوار تھا۔

چنانچہ تھیوسانگ نے جہاز کے عرشے پر سے مگرمچھوں پر چھلانگ لگا دی۔ اس وقت جہاز کے پیچھے جنگل میں زبردست آگ لگ چکی تھی اور آگ جہاز کی طرف لپکنے لگی تھی۔

تھیوسانگ ایک مگرمچھ کے عین اوپر گرا۔ مگرمچھ نے زور سے اپنے آپ کو جھٹکا دیا مگر تھیوسانگ کی طاقت اس سے زیادہ تھی۔ اس نے مگرمچھ کی پیٹھ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اوپر سے گولیاں چلنے لگیں۔ مگرمچھ گھبرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر سمندر کی طرف بھاگا۔

وہ اتنی تیز رفتاری سے بھاگا کہ تھیوسانگ بھی اس کے ساتھ جہاز سے دور نکل گیا۔ پھر گرجھچ نے سمندر میں ڈبکی لگا دی۔ یہ بہت خطرناک تھی اس طرح سے مادجیا ڈوب کر ہلاک ہو سکتی تھی۔ تھیوسانگ نے مادجیا کو جیب سے نکال کر مٹھی میں لے لیا اور ایک ہاتھ بلند کر کے تیرنا شروع کر دیا۔ کھاڑی میں سمندر کی جانب سے تیز لہریں آ رہی تھیں۔

جنگل میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ڈاکوؤں کو اپنی پڑ گئی تھی کہ کسی طرح جہاز کو آگ لگنے سے بچایا جائے۔

تھیوسانگ تیرتا تیرتا کھاڑی کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ وہ خطرے سے دور ہو گیا تھا۔ آگ جہاز کے قریب جا رہی تھی۔ جہاز پر ڈاکو ادھر ادھر دوڑتے صاف نظر آ رہے تھے۔ جہاز کے بادبان کھول دیئے گئے۔ بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور جہاز نے حرکت کی اور کھاڑی کے پانیوں سے سمندر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

تھیوسانگ درختوں میں بھاگتا بہت دور نکل گیا۔ یہاں جگہ جگہ خطرناک دلدلیں پھیلی تھیں اور ایسے گھنے درخت تھے کہ ان کی شاخیں زمین میں جڑیں پکڑ چکی تھیں۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اب وہ ڈاکوؤں کے جہاز پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اب اسے جنگل میں دور کسی محفوظ جگہ پر جا کر مادجیا کے ساتھ چھپ جانا ہوگا۔ جہاں ڈاکو اس تک نہ پہنچ سکیں۔

دلدلوں سے بچتا بچاتا تھیوسانگ ایک چھوٹے سے دریا پر آ گیا۔ اس دریا کو اس نے تیر کر پار کرنا چاہا تو ایک سبز سانپ اس کے پیچھے لپکا۔ تھیوسانگ نے پلٹ کر سانپ کو گردن سے دبوچ کر اس کی گردن الگ کر دی اور دریا پار کر کے دوسری طرف نکل گیا۔

دریا کی دوسری طرف گہری کھڈیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کھڈوں میں جنگلی جھاڑیوں کے جھاڑ اگے تھے۔ تھیوسانگ یہاں سے گزرتا ہوا ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ یہاں سے اس نے سمندر کی طرف نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ جنگل میں آگ ہی آگ لگی ہوئی تھی۔ اور ڈاکوؤں کا جہاز بادبان کھولے تیزی سے کھلے سمندر کی طرف جا رہا تھا۔

اس کے دیکھتے ہی دیکھتے بحری ڈاکوؤں کا جہاز سمندر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دور ہوتے ہوتے بہت دور ہوگیا۔ ڈاکو جا چکے تھے اب تھیوسانگ نے سنہری بالوں والی لڑکی مارجیا کو دوسری خاص انگلی لگا کر پورے سائز کا کیا اور اسے ساری کہانی سنائی۔

مارجیا پہلے تو اپنے جسم کو غور سے دیکھنے لگی

"میرے خدایا۔ مجھے تو یقین نہیں تھا کہ میں پھر سے بڑی ہو سکوں گی۔"

تھیوسانگ نے کہا

"دیکھ لو تم ویسی کی ویسی ہو۔ یہ محض جادو تھا اور کچھ نہیں تھا۔"

مارجیا نے سمندر کی طرف بحری ڈاکوؤں کے جہاز کو دور جاتے دیکھا تو بولی۔

"یہ وحشی کپتان کا ہی جہاز ہے نا تھیو بھائی؟"

"ہاں مارجیا! تم اب آزاد ہو۔ ظالم ڈاکوؤں سے ہمارا پیچھا چھوٹ گیا ہے۔"

مارجیا نے تھیوسانگ کی طرف احسان مند نگاہوں سے دیکھا اور بولی۔

"تھیوسانگ! تم سچ مچ میرے اچھے بھائی ہو۔ تم نے جان کی بازی لگا کر اپنی منہ بولی بہن کی جان بچائی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا

"یہ ہر بھائی کا فرض ہوتا ہے۔"

مارجیا نے جنگل کی آگ کو دور سے دیکھ کر کہا۔

"کہیں یہ آگ سارے جنگل کو نہ جلا ڈالے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس جنگل میں میں نے آگ لگائی ہے۔ اس کے چاروں جانب سمندر ہے۔ آگ وہاں پہنچے گی تو اپنے آپ بجھ جائے گی۔"

وہ پہاڑی ٹیلے سے نیچے اترنے لگے۔ جزیرے کی کھاڑی میں دھوپ ڈھلنے لگی تھی۔ تھیوسانگ نے کہا

"اب سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے؟"

مارجیا بولی۔

"خدا ہماری مدد کرے گا تھیو بھائی۔ اگر ادھر کوئی دوسرا جہاز نہ آیا تو ہم کسی درخت کو کھوکھلا کر کے اس کی کشتی بنا کر یہاں سے ہندوستان کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ میں سمندر سے نہیں ڈرتی۔ میرا بچپن کالر منڈل کے ساحلی سمندر میں تیرتے گزرا ہے۔"

تھیوسانگ اور مارجیا نے اس کھاڑی والے جنگل میں دو جھونپڑیاں بنائیں ایک جھونپڑی میں تھیوسانگ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری میں مارجیا رات کو سوتی۔ دن کو وہ کسی جہاز کے آنے کا انتظار کرتے۔

○

اس وقت تھیوسانگ اور مارجیا اس کھاڑی والے جنگل میں ہیں۔ کیٹی کو جزیرے سے بوقی خلائی مخلوق ڈرن طشتری میں بے ہوش کر کے لے گئی ہے۔ اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ عنبر اور ماریا ہمالیہ کی برفانی پہاڑیوں سے نکل کر ویشالی ریاست کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ جہاں ان کا خیال ہے کہ ان کی ملاقات ناگ اور کیٹی وغیرہ سے ہو جائے گی۔ جبکہ ناگ آریا تیسنے کے کھان سے سونالینی کو گھوڑے پر بٹھائے اس کی ماں باپ کے شہر موہنجوداڑو کی طرف جا رہا ہے۔

کیٹی تو بوقی خلائی مخلوق کے سیارے پر پہنچ گئی اور چونکہ وہ بلے تد کی تھی اور خلائی مخلوق بونے بونے تد کی تھی اس لئے خلائی مخلوق نے کیٹی کے جسم سے جین کے خلیے نکال کر اپنی عورتوں کے جسم میں داخل کرنے شروع کر دیئے تاکہ ان کے ہاں بھی بلے تد کے بچے پیدا ہوں۔ اس سے کیٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جتنے خلیے اس کے جسم سے نکالے جاتے اتنے ہی خلیے تھوڑی دیر بعد دوبارہ پیدا ہو جاتے تھے۔ مگر کیٹی کو ایک پنجرے میں قید کر دیا گیا تھا تاکہ وہ بھاگ نہ جائے۔

پہلے ہم ناگ کی خبر لیتے ہیں اس کے بعد عنبر اور ماریا کی طرف آئیں گے جو ابھی جنگل میں سفر کر رہے ہیں اور شمالی ہندوستان کی ریاست ویشالی کی طرف ان کا رُخ ہے۔

ناگ اور سونالینی گھوڑوں پر سوار جنگل اور ویران علاقوں میں سے گزرتے ہوئے آخر موہنجوداڑو پہنچ گئے۔ یہ آج سے ہزاروں سال پہلے کا شہر موہنجوداڑو جو بے حد بارونق شہر تھا۔ یہاں آریہ راجہ حکومت کرتا تھا۔ ناگ نے سونالینی کو اس کے باپ کے حوالے کیا تو وہ انتہائی خوش ہوا کہ اس نے کہا

"بیٹا تم نے میری بیٹی کو واپس لاکر میرا دل جیت لیا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم میرے بیٹے بن جاؤ۔"

ناگ نے کہا

"مہاراج میں ایک سیاح نوجوان ہوں۔ میرا کام ملک ملک گھومنا ہے۔ میں ایک جگہ نہیں ٹھہر سکتا۔"

وہاں سونالینی کے باپ کا ایک جوتشی دوست بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھا تھا۔ اس نے کہا

"تمہارا ماتھا بتا رہا ہے کہ تم سیاح ہو اور شاید ہزاروں برسوں سے سفر کر رہے ہو۔"

ناگ نے کہا

"یہ تو خیر آپ کا خیال ہے۔ لیکن اگر آپ واقعی جوتشی ہیں تو براہِ مہربانی مجھے یہ بتائیے کہ میرے دوست عنبر ماریا اور کیٹی تھیوسا نگ اس وقت کہاں ہیں۔"

جوتشی نے اسی وقت حساب لگا کر تراچہ بنایا۔ کچھ دیر تراچے کو دیکھتے ہوئے غور کرتا رہا پھر بولا۔

"بیٹا۔ تراچہ بتاتا ہے کہ تمہارے دوست عنبر اور ماریا تو اسی ملک میں یہاں سے سات سو میل پیچھے ایک ویشالی نام کا شہر ہے وہ ایک ہفتے میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ باقی تمہارے دو دوست جو دونوں کے دونوں مجھے کسی دوسری دنیا کی مخلوق معلوم ہوتے ہیں۔ وہ یہاں سے بہت دور ہیں لڑکی تو کسی سیارے میں قید ہے اور خلائی آدمی کسی جزیرے میں پھنسا ہوا ہے اور کسی جہاز کا انتظار کر رہا ہے جو اسے ہندوستان کے مشرقی ساحل کلکتہ یا مدراس تک پہنچا دے۔"

ناگ کے لئے یہ معلومات بہت بڑی معلومات تھیں۔

اس نے کہا

"کیا آپ کا علم سچ بتاتا ہے؟"

جوتشی نے کہا

"بیٹا! میرا علم کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ ایک تو اس لئے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میں نے کبھی رزق حرام نہیں کھایا۔"

سونالینی کے باپ نے بھی ناگ کو بتایا کہ جوتشی دوست کا تراچہ کبھی غلط نہیں ہوا۔ چنانچہ ناگ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ عنبر اور ماریا سے ملنے کے لئے ویشالی شہر کی طرف کوچ کرے گا۔ دو روز اس نے سونالینی کے باپ کی حویلی میں گزارے۔ تیسرے روز اس نے اجازت لی اور مگدھ کی ریاست اور شہر ویشالی کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہر سے نکلتے ہی ناگ نے سیاہ عقاب کا روپ اختیار کیا اور ہوا میں قلابازیاں بھرتا اڑنے لگا۔ اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ویشالی شہر کے باہر والے باغوں کے اوپر آ گیا۔ وہ باغ میں ایک جگہ اتر آیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا کہ اسے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ باغ شام کے وقت ویران پڑا تھا۔ ناگ پھر سے انسان کی شکل میں آ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا خیال تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا مگر ایسی بات نہیں تھی اسے ایک سپیرے نے دیکھ لیا تھا جو ایک درخت کے پیچھے بیٹھا سانپوں کی پٹاری پاس رکھے آرام کر رہا تھا۔ اس کی نظر ایک سیاہ عقاب پر پڑی تو اس نے سوچا کہ یہ عقاب بڑی اعلیٰ نسل کا ہے اسے گرفتار کرنا چاہیئے وہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہے۔ عقاب نے انسان کی کی شکل بدل لی۔

سپیرے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ دنیا میں صرف ایسا سانپ ہی اپنی جون بدل سکتا ہے جس کو دنیا میں زندہ رہتے ہوئے پانچ سو سال گزر گئے ہوں۔ سپیرے نے ناگ کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے یقین ہو گیا۔ یہ شخص سانپوں کا دیوتا ہی ہو سکتا ہے۔

ناگ انسان کی شکل بدلنے کے بعد اس کے قریب سے گزرا تو پٹاری میں سانپوں نے پھنکارنا شروع کر دیا۔ انہیں ناگ دیوتا کی خوشبو آگئی تھی اور وہ باہر نکل کر اسے سلام کرنے کو بے تاب ہو رہے تھے۔ سپیرے کو اب پورا یقین ہو گیا کہ یہی شخص سانپوں کا دیوتا ہے۔ ناگ نے اس سے پوچھا

بھائی اس شہر میں کوئی سرائے بھی ہے؟

سپیرے نے کہا

کیوں نہیں جناب! شہر میں داخل ہوتے ہی ایک کھلا بازار آتا ہے۔ بازار کی نکڑ پر ایک کنواں ہے۔ اس کنوئیں کے پیچھے ایک سرائے ہے۔ بھائی تم مسافر لگتے ہو۔ کہاں سے آئے ہو؟

ناگ نے کہا

"میں دوسرے شہر سے آیا ہوں۔ یہاں مجھے ایک ضروری کام ہے۔ کچھ روز ٹھہروں گا"

ناگ نے محسوس کر لیا تھا کہ سپیرے کی پٹاری میں سانپ پھنکار رہے تھے مگر وہ سپیرے کو اپنے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا وہ آگے چل دیا

سپیرے نے ناگ کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔

ناگ دیبالی شہر کے بڑے دروازے میں سے داخل ہو کر کھلے بازار میں سے گزرتا کنوئیں کے پیچھے سرائے میں آ گیا۔ یہاں اس نے ایک کوٹھڑی میں ڈیرہ لگا لیا۔ سوناکشی کے باپ نے اسے کچھ سکے دیئے تھے۔ ناگ نے شہر میں داخل ہوتے ہی فضا میں سانس لے کر عنبر ماریا اور کیتکی کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی مگر فضا میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مراد نگر انسپکٹر رشوی
ماموں کے کارنامے

انصاف کا دن

* ملوکی ذہانت اور بہادری کی چونکا دینے والی داستان
خطرناک مجرموں سے ملوکا مقابلہ
* جان توڑ محنت سے ٹال کر مراد نگر نے اپنے باپ کے قاتلوں کو
ان کے انجام تک پہنچایا۔
* انصاف کی کوشش میں بھٹکنے والوں کو اپنی منزل تک پہنچا دینے
* ایک ایسی کہانی جس میں ہر لمحہ نئے ماجرا جنم لیتا ہے

ترسو وقت کی یہ جدید کہانی کہ خبر آپ کچھ نہ بتا سکیں گے

نیا مکتبہ اقراء ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

ہی خوشبو نہیں تھی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ جوتشی کا یہ غلط نہیں ہو سکتا۔ عنبر مادیا ضرور اس شہر میں آ جائیں گے۔

دیشالی شہر بہت بارونق شہر تھا۔ شام کے وقت گھروں کے باہر چراغ روشن ہو گئے۔ سپیرے نے دیکھ لیا تھا کہ ناگ دیوتا سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ وہاں سے تیز تیز چلتا شہر کے سب سے بڑے سپیرے سہاک کے ڈیرے پر پہنچا۔

سہاک ایک مکار لالچی اور چالاک سپیرا تھا۔ اسے سانپوں کے کئی منتر آتے تھے اور اسے سانپوں کا بڑا تجربہ تھا۔ جب سپیرے نے اسے بتایا کہ ناگ دیوتا انسان کی شکل میں شہر میں داخل ہو گیا ہے تو سہاک سپیرے کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا۔

کہاں ہے ناگ دیوتا؟

سپیرے نے مسکرا کر کہا

مہاراج یونہی تو میں نہیں بتا دوں گا ہاں اگر آپ مجھے ایک سو سونے کے سکے دیں تو میں ناگ دیوتا کا پتہ بتا دوں گا۔

مکار سہاک نے اس سپیرے کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ ہانڈی میں

مکار سہاک نے کہا

"بہت اچھا میں تمہیں سوکھنے دیتا ہوں"

سہاک اپنی کوٹھڑی میں گیا اور سوکھنے لاکر پیپرے کو دے دیئے

"اب مجھے اس جگہ کے چلو جہاں ناگ دیوتا موجود ہے"

سپیرا سہاک کو ساتھ لے کر شہر کی کنوئیں والی سرائے میں آگیا اس نے کہا

"ناگ دیوتا اس سرائے کی کوٹھڑی میں ٹھہرا ہوا ہے۔ تم خود جاکر اپنی تسلی کرلو"

مکار سہاک نے سپیرے کو سرائے کے باہر چھپنے کو کہا اور خود سرائے میں داخل ہوگیا۔ اس نے سرائے کے مالک سے پوچھا کہ آج شام جو نیا مسافر آیا ہے وہ کہاں ٹھہرا ہے سرائے کے مالک نے ناگ کی کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا۔

کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ سہاک نے دروازے پر دستک دی۔ ناگ نے دروازہ کھولا تو اپنے سامنے ایک سیاہ فام پیلی آنکھوں والے دبلے پتلے آدمی کو کھڑے دیکھا۔ یہ سہاک تھا۔ سہاک نے ہاتھ باندھ کر کہا

"مہاراج! آپ کو اگر نوکر کی ضرورت ہو تو میں آپ کی خدمت کرنے کو تیار ہوں"

اتنی دیر میں مکار سہاک نے ناگ کی آنکھوں کو دیکھ کر فوراً معلوم کرلیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ کیونکہ ناگ پلکیں نہیں جھپکتا تھا اور اس کی آنکھوں میں سانپ کی کشش تھی۔ ناگ نے کہا۔

"نہیں بھائی۔ مجھے کسی نوکر کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا شکریہ"

یہ کہہ کر ناگ نے دروازہ بند کرلیا۔ مگر مکار سہاک کا کام ہوگیا تھا۔ اسے جو کچھ معلوم کرنا تھا اس نے معلوم کرلیا تھا۔ اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ اس ناگ دیوتا کو کسی طرح قابو میں کرکے وہ اس سے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کا پتہ معلوم کرسکتا تھا اور بے انتہا دولت کما سکتا تھا اب اسے یہ فکر تھی کہ کہیں سپیرا کسی اور سے ناگ دیوتا کا ذکر نہ کردے۔ مکار سہاک نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ سرائے کے باہر آیا تو سپیرا جس نے سہاک کو ناگ کی خبر دی تھی کنوئیں کے پیچھے بیٹھا تھا۔ سہاک کو آتا دیکھ کر وہ اس کے پاس آیا اور بولا۔

"کیوں سہاک جی! تسلی ہوگئی آپ کی؟"

مکار سہاک نے کہا

"ہاں۔ تم نے ٹھیک کہا تھا۔ میں بہت خوش ہوں اور تمہیں اور زیادہ انعام دینا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ ڈیرے پر آؤ۔"

سپیرا سہاک کے ساتھ ڈیرے پر آگیا۔

اندھیرا ہوگیا تھا۔ ڈیرے کے ایک درخت پر کوٹھڑی سے باہر مشعل روشن تھی۔ کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا۔ مکار سہاک نے کہا

"کوٹھڑی میں جاکر کونے والا صندوقچہ کھول کر اس میں سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھیلی اٹھا لاؤ۔ یہ تمہارا انعام ہے۔"

سپیرا تربیت خوش ہوا۔ لالچ میں آگیا اور جلدی سے کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ مکار سہاک باہر بیٹھا اپنی چھوٹی چھوٹی مونچھوں پر انگلی پھیرنے لگا۔ جس صندوقچے کی طرف اس نے لالچی سپیرے کو بھیجا تھا اس میں سونے کے سکوں کی تھیلی نہیں تھی بلکہ ایک بہت ہی زبردست اور خطرناک زہریلا سانپ بند تھا جو اس نے آج ہی جنگل سے پکڑا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد کوٹھڑی میں سے سپیرے کی چیخ کی آواز بلند ہوئی اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ صندوقچے والے سانپ نے اپنا کام کر دیا تھا۔ مکار سہاک نے سانپ کا منکہ نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور کوٹھڑی میں آگیا۔ سانپ کا منکہ اس نے اپنے لئے نکالا تھا کہ اگر سانپ اسے ڈس دے تو منکے کی مدد سے زہر باہر نکال لے گا۔ مگر سانپ سپیرے کو ڈسنے کے بعد صندوقچے میں ہی رہا تھا۔

سپیرے کی لاش صندوقچے کے پاس ہی پڑی تھی اور سانپ کے زہر کی وجہ سے پھولنے لگی تھی۔ مکار سہاک نے کوٹھڑی سے باہر آکر شور مچا دیا کہ سانپ نے اس کے شاگرد کو ڈس دیا ہے۔ لوگ وہاں جمع ہوگئے کسی کو سہاک پر شک نہیں پڑ سکتا تھا۔ کیونکہ وہاں سانپ اکثر ڈس دیا کرتے تھے۔ اس وقت لوگوں کی مدد سے سہاک نے سپیرے کی پھولی ہوئی لاش باہر میدان میں نکالی اور اسے آگ لگا دی۔

جس شخص کو مکار سہاک کے راز کا پتہ تھا وہ مر چکا تھا۔ اب صرف سہاک ہی جانتا تھا کہ ناگ دیوتا سرائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی کوٹھڑی میں ہے۔

اس لیے ناگ دیوتا کو قابو میں کرنے کے منصوبے بنانے شروع کر دیے۔ ناگ صبح کو شہر میں گھومتا پھرتا اور عنبر ماریا کی خوشبو لینے کی کوشش کرتا۔ ابھی تک عنبر ماریا شہر میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

سارا دن شہر میں پھرنے کے بعد شام کو ناگ سرائے میں آکر اپنی کوٹھڑی میں پڑا رہتا ایک روز اس نے دیکھا کہ وہی دبلا پتلا سیاہ نام آدمی باغ میں سے گزرنے والے راستے پر بے ہوش پڑا ہے۔ اصل میں یہ مکار سہاک کی ایک چال تھی۔ اس کو معلوم تھا کہ ناگ دیوتا ادھر سے گزرے گا۔ چنانچہ وہ اسے دور سے آتا دیکھ کر سڑک کنارے لیٹ گیا اور یوں ظاہر کیا جیسے وہ بے ہوش ہو گیا ہے ناگ سانپ قریب آکر اسے دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ وہی شخص ہے جو اس کے پاس نوکری کی تلاش میں آیا تھا اسے اس پر رحم آگیا۔ اس لیے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی مکار سہاک بے ہوش کہاں تھا۔ اس نے تو بے ہوشی کا ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ فوراً ہی آنکھیں کھول کر بولا۔

"مہاراج مجھے مرنے دیں۔ میں زندہ رہنا نہیں چاہتا" ناگ نے کہا

"نہیں بھائی زندگی خدا کی امانت ہے۔ تم کیوں مرنا چاہتے ہو؟"

مکار سہاک آنکھوں میں مگرمچھ کے آنسو بھر کر بولا۔

"مہاراج! کل سے بھوکا ہوں۔ شہر میں کوئی کام نہیں ملا۔ کہاں تک بھوک برداشت کر سکتا ہوں"

ناگ نے کہا

"اچھا تم میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہیں اپنا نوکر رکھ لیتا ہوں۔ مگر تم یہاں کب سے آئے ہو؟"

مکار سہاک نے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور بولا۔

"مہاراج! میں کئی روز سے اس شہر میں ہوں دو ایک دن کام ملا تھا۔ پھر بیکار ہو گیا۔ شہر کے لوگ مجھے جانتے بھی ہیں۔ پھر بھی یہاں کوئی کام نہیں دیتا۔"

ناگ نے اسے تسلی دی اور ساتھ لے کر سرائے میں آگیا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

مکار سہاک نے کہا

"جی میرا نام ہے۔ مہاراج۔ میں آپ کی خدمت کیا کروں گا۔ بس مجھے دو وقت کی روٹی دے دیا کریں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے مسکرا کر کہا

"گھبراؤ نہیں بھائی۔ میں تمہارا ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ جب میں شہر میں جاؤں تو تم کوٹھڑی میں رہ کر اس کی بھاڑ پونچھ کرنا۔"

"جو حکم مہاراج" مکار سہاک نے ہاتھ جوڑ کر کہا

اب مکار سہاک نے اپنے ڈیرے کو تالا لگا دیا اور ناگ کے پاس رہنے لگا۔ اس دوران سہاک نے اپنے گرو سپیرے کی روح کو حاضر کرنے کا وظیفہ کیا۔ یہ وظیفہ اس نے دوپہر کی تیز دھوپ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر کیا۔ وظیفے میں اس نے سارے منتر پڑھے جو اسے معلوم تھے۔ جب اس نے وظیفہ ختم کیا تو اس کے گرو سپیرے کی روح سامنے آ گئی۔

سہاک نے ناگ دیوتا کو قابو میں کرنے کی ترکیب پوچھی تو گرو سپیرے کی روح نے کہا

"تم جب اپنی جگہ سے اٹھو گے تو تمہیں وہاں ایک سیاہ موتی ملے گا۔ اس موتی کو پانی میں گھول کر کسی طرح ناگ دیوتا کو پلا دو۔ اس کے پیتے ہی ناگ دیوتا ایک سرخ سانپ کی شکل اختیار کرے گا پھر وہ تمہارے قبضے میں ہو گا۔ وہ اپنی شکل نہیں بدل

سکے گا۔ تم اسے جو کہو گے وہ کرے گا۔ وہ تمہارے حکم کا پابند ہو گا۔ مگر خبردار اس کو کسی کی جان لینے کے لئے نہ کہنا۔"

مکار سہاک بولا۔

"گرو دیو! میں ایسا ہی کروں گا۔"

گرو سپیرے کی روح غائب ہو گئی

مکار سہاک نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہی گھاس میں دیکھا تو وہاں خالیے کے برابر ایک سیاہ موتی پڑا تھا۔ موتی اٹھا کر اس نے جیب میں رکھ لیا اور خوشی خوشی ڈیرے کی طرف آ گیا۔

ناگ ابھی شہر کی آوارہ گردی سے واپس نہیں آیا تھا۔ سہاک نے جلدی سے مٹی کے ایک پیالے میں پانی بھر کر اس میں سیاہ موتی ڈال دیا۔ موتی ایک دم سے پانی میں گھل گیا مگر پانی کا رنگ بالکل نہ بدلا۔

سہاک نے پیالہ نکالا سے ڈھک کر رکھ دیا۔

باہر سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ ناگ اس گرمی میں واپس آیا تو اسے کچھ پیاس محسوس ہوئی۔ اس نے سہاک سے کہا

"بھائی! تھوڑا سا پانی تو پلانا۔"

مکار سہاک نے فوراً سیاہ موتی والا پیالہ اٹھایا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کے پاس سے جا کر بولا۔

"مہاراج ابھی ابھی میں کوئیں سے پانی بھر کر لایا تھا۔ لیجئے پیجئے۔ بڑا ٹھنڈا پانی ہے۔"

ناگ کے دل میں ذرا بھی شک نہیں تھا کہ نوکر اس کے ساتھ دھوکہ کر سکتا ہے۔ ناگ نے کا پیالہ ہاتھ میں لیا اور غٹا غٹ پانی پی گیا۔

مکار سہاک دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ پیتے ہی ناگ کو معلوم ہو گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے گورو پیرے کا منتر اس قدر تیز تھا کہ اب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ناگ سرخ سانپ بن کر کوٹھری کے فرش پر کھنڈلا مار کر بیٹھ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے نوکر نے مکاری کی ہے۔ مگر وہ منتروں کے اثر کی وجہ سے اب سہاک کے حکم کا پابند تھا اور ذرا ادھر نہیں ہو سکتا تھا۔

ناگ نے جون بدلنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس نے کوٹھری سے بھاگنے کی کوشش کی تو اسے اپنے گرد و پیش ایسی لہروں کا احساس ہوا جو آگ کی طرح گرم تھیں اور ناگ کا سرخ جسم جلنے لگتا تھا وہ بے بس اور مجبور ہو کر وہیں کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اب سہاک نے ناگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر رعب سے کہا

"ناگ دیوتا! اب تم میرے غلام ہو۔ تم میری مدد کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اگر تم نے میری اجازت کے بغیر ادھر ادھر جانے کی کوشش کی تو میرے منتر تم شعاعیں تمہیں جلا کر راکھ کر دیں گی۔"

یہ الفاظ سہاک نے سانپوں کی زبان میں بولے تھے ناگ نے کہا۔

"مہاراج! میں آپ کا غلام ہوں آپ جو کہیں گے میں وہی کروں گا۔"

ناگ کو محسوس ہوا کہ اس کی اپنی قوت ارادی ختم ہو گئی ہے اور وہ اپنے آپ بول رہا ہے۔ وہ پوری طرح سہاک کی قید میں جکڑا جا چکا تھا۔ سہاک چپیرے سے سرخ سانپ یعنی ناگ کو اٹھا کر ایک تھیلی میں ڈالا اپنے ڈیرے میں آ گیا۔ دوپہر کے بعد وہ ناگ کو کوٹھری میں بند کر کے شہر سے باہر ایک ویران کھنڈر لے گیا۔

اسے نکال کر اپنے سامنے رکھا اور بولا۔

"ناگ دیوتا! یہ کھنڈر کسی راجہ کا پرانا محل ہے لوگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہتے ہیں کہ یہاں راجہ کا خزانہ دفن ہے۔ جاؤ اور کھود کر آؤ خزانہ یہاں کس جگہ پر دبا ہوا ہے۔ یاد رکھو تم میری اجازت کے بغیر اگر ادھر ادھر ہو گئے تو میرے منتر کی شعاعیں تمہیں جلا کر بھسم کر دیں گی۔

ناگ اپنے آپ سرخ سانپ کی شکل میں کھنڈر پتھروں میں گھس گیا۔ اس نے زمین کو جگہ جگہ سونگھا کیا۔ ایک جگہ اسے قیمتی موتیوں اور سونے کے زیوروں کی خوشبو آئی۔ اس نے واپس آکر سہاک کو بتایا کہ خزانہ سوکھی ہوئی باول کے نیچے دفن ہے۔ سہاک بہت خوش ہوا۔ اس نے اس جگہ نشان لگا دیا اور واپس کوٹھڑی میں آگیا۔

آدھی رات کو سہاک نے ایک بوری اور کدال اٹھائی اور کھنڈر میں آکر سوکھی باول کی زمین کھودنے لگا۔

تھوڑی سی زمین کھودنے کے بعد نیچے ایک پتھر کی سل نکلی۔ سل کو ہٹایا تو نیچے ایک گول دیگ بند دفن تھی اور دیگ سانپ اس دیگ کی حفاظت کر رہا تھا۔ مگر سہاک ایک تجربہ کار سپیرا تھا۔ اس کے سارے منتر آتے تھے اس نے ایسا منتر پڑھا کہ خزانہ کا سانپ وہاں سے بھاگ گیا۔ سہاک نے دیگ

[illegible] خوشی سے اچھل پڑا۔

[illegible] سونے کے قیمتی زیورات اور ہیرے موتیوں کے [illegible] سے بھری ہوئی تھی۔ سہاک نے آدھا خزانہ [illegible] میں بھر لیا۔ باقی وہیں رہنے دیا اور اوپر سے مٹی [illegible] دیئے۔ اس نے باقی ساری رات دیئے کھنڈر میں [illegible] ناگ کو اس نے تھیلی میں رکھ لیا تھا۔ رات کو شہر [illegible] ہونے پر سپاہی اس کی بوری تلاشی لے سکتے [illegible] دن کے وقت دروازے کے دربان کسی مسافر کی [illegible] نہیں لیتے تھے۔

[illegible] جب دن نکلا تو سہاک سپیرے نے بوری میں [illegible] پھونس ڈالی اور سر پر رکھ کر شہر کی طرف چلا گیا۔ [illegible] کے دروازے پر دربان کھڑا تھا۔ مگر اس نے بوری [illegible] نہ کی۔ ویسے بھی اسے بوری سے گھاس باہر نکلا نظر [illegible] اسے کیا خبر تھی کہ اس گھاس کے نیچے بے حد [illegible] موتی اور زیورات چھپے ہوئے ہیں۔ مکار سہاک [illegible] ایک جوہری کے پاس سارے قیمتی زیور اور ہیرے [illegible] فروخت کر کے شہر کے کنارے پر ندی کے [illegible] ایک شاندار حویلی خرید لی۔ اس نے دیگ کا [illegible] خزانہ بھی نکال لیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کو سہاگ نے اپنی حویلی کے تہہ خانے میں کی ہانڈی میں ڈال کر بند کر دیا ہوا تھا۔ اب وہ ٹھاٹھ کی زندگی بسر کرنے لگا تھا۔ اس نے کئی ایکڑ چاکر اور کنیزیں رکھ لی تھیں اور بڑی شان سے رہتا تھا۔

اس واقعے کے ایک مہینے کے بعد عنبر اور ماریا میں داخل ہوگئے۔ اس وقت تک ماریا غیبی حالت میں نہیں تھی بلکہ زندہ لڑکی کی شکل میں تھی۔ ابھی پرسے طلسم کا اثر نہیں اترا تھا۔ عنبر کی پوری طاقت واپس آچکی تھی۔ شہر میں داخل ہوتے ہی عنبر اور کو ناگ کی خوشبو آگئی۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔

"عنبر بھائی! ناگ اسی شہر میں ہے!"

ماریا نے خوشی سے کہا۔ انہوں نے ناگ کی خوشبو لیتے ہوئے شہر میں چلنا شروع کر دیا۔ مگر حیرانی کی بات تھی کہ ناگ کی خوشبو ہر جگہ ایک جیسی تھی۔ ایسا نہیں ہوتا خوشبو کسی جگہ تیز ہو جاتی ہو تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ وہ اسی جگہ ہوگا۔ اب شہر میں ہر جگہ چونکہ ایک جیسی خوشبو تھی اس لئے عنبر اور ماریا کو سراغ نہیں لگ سکتے کہ ناگ کس جگہ پر ہو سکتا ہے۔ خوشبو بھی ہلکی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"ماریا! ایک بات تو ثابت ہوگئی ہے کہ ناگ اسی شہر میں ہے اب اسے تلاش کرنا باقی ہے۔"

ماریا نے کہا

"میرے خیال میں وہ ضرور کسی مشکل میں پھنسا ہوا ہے۔"

عنبر بولا

"ایک جیسی خوشبو صرف ایک ہی صورت میں آسکتی ہے کہ ناگ زمین کے اندر ہو اور اس کی شکل سانپ کی ہو چکی ہو اور اس کی طاقت چھین لی گئی ہو۔"

یہ عنبر نے اپنے تجربے کی وجہ سے کہا تھا۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا۔

ماریا بولی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اس شہر کے سارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکانوں کے تہہ خانوں کو تلاش کرنا پڑے گا؟ اور پھر ناگ کو یہاں کس نے اس مشکل میں ڈالا ہوگا؟ ایسا آدمی کون ہوسکتا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ کام کوئی ایسا آدمی ہی کر سکتا ہے جو کو پتہ چل گیا ہو کہ ناگ اصل میں سانپ ہے اور یہ کام یا تو کوئی جادوگر کاہن کر سکتا ہے اور یا پھر کوئی سپیرا ہی کر سکتا ہے۔"

مادیا بولی۔

"تو پھر ہمیں اس شہر کے سپیروں اور کاہنوں کا کھوج لگانا چاہیئے اور ان سے پوچھ گچھ کرنی چاہیئے"

عنبر نے ہنس کر کہا۔

"جس سپیرے یا جادوگر کاہن نے ناگ کو اپنے قبضے میں کیا ہوگا وہ اتنا احمق نہیں ہو سکتا کہ ہمیں ناگ کے بارے میں بتا دے بلکہ وہ الٹا ہم پر بھی جادو کر سکتا ہے۔"

"تو کیا ہم ناگ کی تلاش چھوڑ دیں۔" مادیا نے کہا۔

عنبر بولا

"ایسی بات نہیں ہے ہم ناگ کو ہر حالات میں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے مگر بڑی احتیاط کے ساتھ ابھی تو ہمیں چل کر کسی سرائے میں ٹھہرنا چاہیئے۔"

سرائے کو تلاش کرتے کرتے عنبر اور مادیا اسی کھنڈیں والی سرائے میں آنکلے جہاں ناگ ٹھہرا تھا۔ اس سرائے میں عنبر مادیا کو ناگ کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔

"عنبر! ناگ کی خوشبو یہاں تیز ہوگئی ہے"

"ہاں" عنبر نے کہا۔ "میں بھی محسوس کر رہا ہوں"

انہوں نے سرائے کی ایک کوٹھڑی کرائے پر لے لی اور پھر ناگ کی خوشبو لیتے ایک کوٹھڑی میں پہنچ گئے۔ کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ اس کوٹھڑی کی دیواروں میں سے ابھی تک ناگ کی خوشبو آرہی تھی۔ یہ وہی کوٹھڑی تھی جہاں ناگ ٹھہرا تھا۔ عنبر نے سرائے کے مالک کے پاس جاکر پوچھا کہ اس کوٹھڑی میں پہلے کون آکر اترا تھا؟

سرائے کا مالک بولا۔

"بھائی یہاں تو مسافر آتے جاتے ہی رہتے ہیں اب کس کس کا تمہیں بتاؤں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہیں یاد ہے کہ کبھی یہاں سانولے رنگ کا ایک نوجوان مسافر ٹھہرا ہو؟"

سرائے کا مالک گنجے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔

"ارے بھائی! یہاں تو کئی سانولے رنگ کے مسافر آتے اور چلے گئے۔ اب تم میرا سر نہ کھاؤ۔ یہ میرے دھندے کا وقت ہے۔"

عنبر واپس ماریا کے پاس آگیا اور بولا

"سرائے والے نے ناگ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا مگر اس کی خوشبو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اس کوٹھڑی میں ٹھہرا تھا۔"

ماریا نے کہا

"ٹھیک ہے کل سے شہر میں ناگ کی تلاش کا کام شروع کر دیں گے۔"

دوسرے روز عنبر اور ماریا سرائے سے نکل کھڑے ہوئے۔

عنبر نے ماریا سے کہا

"میں ندی والے شہر کے علاقے میں جاتا ہوں تم راجہ کے محل والے علاقے کی طرف نکل جاؤ۔ شام کو واپس سرائے میں آکر اپنی اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔"

عنبر ندی والے علاقے کی طرف اور ماریا راجہ کے شاہی محل والے شہر کے علاقے کی جانب نکل گئی۔ ماریا کی پوزیشن اب یہ تھی کہ وہ غائب نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کا لباس اگرچہ معمولی تھا مگر چونکہ وہ بہت خوبصورت تھی۔ آنکھیں نیلی اور بال سنہری تھے اس لئے ہر کوئی اس کی طرف دیکھتا تھا۔ ماریا ایک عام عورت کی طرح کمزور تھی۔ اب اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اکیلی کسی ایک مرد کا مقابلہ کر سکتی۔ چنانچہ وہ بڑی احتیاط سے چل رہی تھی۔ اسے بار بار خیال آتا کہ کاش اس کی کھوئی ہوئی طاقت اسے دوبارہ واپس مل جائے۔

اتفاق سے اس روز شہر کے باہر ٹھگوں کا ایک گروہ جنگل میں آکر چھپ گیا تھا اور انہوں نے اپنے دو جاسوس ٹھگ شہر میں بھیجے تھے کہ جا کر پتہ کریں شہر میں کہاں کہاں دولت مند لوگوں کے مکان ہیں۔ یہ ٹھگ رات کو لوگوں کے گھروں میں ڈاکہ ڈال کر ان کی دولت لوٹ لے جاتے تھے۔ یہ بچوں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے بھی بیچ دیتے تھے۔

جس وقت ماریا شہر کے ایک بازار میں سے ناگ کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو لیتی گزر رہی تھی تو اتفاق سے دونوں جاسوس ٹھگ بھی اسی بازار میں سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے جوگیوں کا بھیس بدل رکھا تھا۔ ایک گورو بنا ہوا تھا اور دوسرا اس کا چیلا بن کر ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ ایک ٹھگ کی نگاہ ماریا پر پڑی تو اس نے دوسرے ٹھگ سے کہا

"اسے ادھر دیکھو۔ کتنی خوبصورت لڑکی جا رہی ہے بھگوان قسم اگر اسے کسی طرح اٹھا کر اپنے سردار کے پاس لے جائیں تو وہ ہمیں بڑا انعام دے گا۔"

دوسرے ٹھگ نے بھی ماریا کو دیکھا تو بولا۔

"یار سچ مچ یہ تو آکاش کی دیوی معلوم ہوتی ہے۔ نیلی آنکھیں سنہری بال۔ سردار تو اسے کسی راجہ کے پاس بیچ کر بہت بڑا انعام حاصل کر سکتا ہے۔"

پہلا ٹھگ بولا۔

"تو پھر اس کا پیچھا کرتے ہیں کہ یہ پری کس جگہ رہتی ہے۔"

انہوں نے کچھ فاصلہ رکھ کر ماریا کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔

ماریا شہر کے کئی کوچوں میں گھوم گھام کر ایک درخت

کے نیچے آکر بیٹھ گئی۔ دونوں ٹھگ بھی ایک جگہ رک کر اسے دیکھنے لگے۔ ایک ٹھگ نے کہا

"یار یہ تو اس شہر میں اجنبی لگتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ چلو اس سے بات کرتے ہیں اور موقع ملا تو بے ہوشی کی دوائی سنگھا کر اسے اٹھا کر لے جائیں گے۔"

بے ہوشی کا سفوف یہ ٹھگ لوگ ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ دونوں ٹھگ ماریا کے پاس آ گئے۔ ماریا نے دو جوگیوں کو دیکھا تو سوچا کہ انہیں ضرور یہاں کے سپیروں کے بارے میں علم ہوگا۔ بڑے ٹھگ نے ماریا کی طرف دیکھ کر اپنا ترشول لہرا کر کہا

"او کھنڈ نرنجن! بچہ تو کون ہے اور یہاں کیوں اداس بیٹھی ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"مہاراج! میرا ایک بھائی سپیروں کے ساتھ اس شہر میں داخل ہوا تھا۔ اب نہ جانے کہاں کھو گیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس شہر کے سپیرے کہاں رہتے ہیں؟"

ٹھگ دل میں بڑا خوش ہوا کہ یہ چڑیا تو اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ جال میں پھنس رہی ہے۔ دونوں ٹھگ ملیا
کے پاس بیٹھ گئے۔ بڑے ٹھگ نے کہا

"بیٹی! اس شہر میں سپیروں کا ایک ہی ڈیرہ
ہے جو اس سامنے والے شمشان کے پیچھے ہے
وہ لوگ میرے دوست ہیں۔ آؤ ان کے پاس
چل کر تمہارے بھائی کو تلاش کرتے ہیں۔"

ماریا بڑی خوش ہوئی کہ اسے سپیروں کے ڈیرے کا
سراغ مل گیا تھا۔ وہ دونوں ٹھگ جوگیوں کے ساتھ
چل پڑی۔ ٹھگ اسے شمشان بھومی کی دیوار کے پیچھے
لے گئے۔ یہاں مُردوں کو جلانے والوں نے ایک
کوٹھڑی بنا رکھی تھی اس کوٹھڑی میں وہ لوگ لکڑیاں وغیرہ
رکھتے تھے۔

بڑے ٹھگ نے کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا
"بیٹی اس کوٹھڑی میں سپیروں کا سردار رہتا
ہے چلو ہم تمہیں اس سے ملاتے ہیں۔"

ماریا کچھ ہچکچائی مگر بھائی کو تلاش کرنے کے شوق
میں وہ جوگی کے ساتھ کوٹھڑی کی طرف چلنے لگی۔ بڑے
ٹھگ نے اس عرصے میں بے ہوشی کا سفوف تھیلے
سے نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ کوٹھڑی کھلی

تھی۔ جونہی ماریا چھوٹے جوگی کے ساتھ کوٹھڑی میں
داخل ہوئی پیچھے سے بڑے ٹھگ نے ماریا کو
جکڑ کر نیچے گرا لیا۔ ماریا نے چیخ ماری۔ "تلملائی مگر اس
دوران طاقتور ٹھگ اس کے ناک میں بے ہوشی کا
سفوف ڈال چکا تھا۔ سفوف اتنا تیز تھا کہ ماریا اسے
سونگھتے ہی بے ہوش ہو گئی۔

"اب اسے یہاں سے نکالیں گے کیسے یار؟"

"فکر نہ کرو۔ اسے ہم بوری میں ڈال کر
لے جائیں گے۔"

انہوں نے وہیں کوٹھڑی میں پڑی ہوئی ایک بوری
نکال کر جھاڑی اور بے ہوش ماریا کو اس میں ڈال کر کاندھے
پر اٹھا لیا اور شہر کے دروازے کی طرف چلنے لگے دن
کا وقت تھا۔ اس وقت شہر میں آنے جانے والوں پر
کوئی پابندی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ دونوں ٹھگ ماریا
کو شہر سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

"یہ تو سونے کی کان ہمارے ہاتھ لگ گئی
ہے یہاں سے فوراً اپنے اڈے پر پہنچو۔ اس
کو ہوش آ گئی تو شور مچا دے گی۔"

ٹھگوں نے اپنا بوریا بستر اٹھایا۔ گھوڑوں پر سوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے اور بے ہوش ماریا کو لے کر اپنے اڈے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ان ٹھگوں نے جنگل میں ایک جگہ پہاڑ کے اندر سرنگ میں اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا اس غار کا منہ بڑے ایک پتھر کی بھاری سل سے بند رہتا تھا۔ ٹھگ ایک جگہ خفیہ راستے سے غار میں داخل ہوتے تھے۔ جو کوئی ادھر آتا وہ یہی سمجھتا کہ پہاڑ میں کوئی غار نہیں ہے۔ کیونکہ ٹھگوں نے اس کے قدرتی دروازے پر پتھر کی بھاری سل لگا کر اردگرد جھاڑیاں اُگا رکھی تھیں۔ یہ ٹھگ ایک عرصہ سے یہاں رہ کر اپنا مکروہ دھندا کرتے تھے۔ اس غار میں انہوں نے لوٹ مار کا کافی مال جمع کر رکھا تھا۔ گھوڑوں کو وہ جنگل میں دور ایک جگہ ندی کنارے باندھ دیا کرتے تھے۔

غار میں داخل ہونے کے تھوڑی دیر بعد ماریا کو ہوش آ گیا۔

○

ماریا کی بپتا

ٹھگوں کا سردار بڑا خطرناک آدمی تھا

وہ عورتوں اور بچوں کو اغوا کر کے آگے فروخت کرنے میں بڑا ماہر تھا۔ وہ اب تک کتنے ہی بچوں اور عورتوں کو اٹھا کر فروخت کر چکا تھا۔ اس کے پاس ایک ایسی بوٹی کا سفوف تھا جس کو پلا دینے سے وہ جینے کے لئے انسان اپنی یاد داشتیں بھول جاتا تھا۔ وہ ماہ تک اغوا کیا ہوا بچہ یا عورت اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو نہیں پہچان سکتی تھی۔ بلکہ ٹھگوں کو ہی اپنا بھائی سمجھنے لگتی تھی

ٹھگوں کے سردار نے فوراً بوٹی کا سفوف پانی میں ملا کر بے ہوش ماریا کو پلا دیا۔ شام کے وقت ماریا کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک غار میں پڑی ہے اس پر دوائی کا اثر تھا۔ وہ اپنی یادداشت بھول چکی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے سامنے چراغ کی روشنی میں چار ٹھگ بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ ان میں ٹھگوں کا سردار بھی تھا۔

ماریا ان کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔

"میرے بھائیو! مجھے پیاس لگی ہے۔"

ٹھگوں کا سردار مسکرا کر اپنی مخصوص زبان میں بولا۔

"دوستو! دوائی نے ٹھیک کام کیا ہے۔ اب یہ لڑکی ہمیں ہی اپنے رشتہ دار اور بھائی سمجھے گی۔"

پھر اس نے وہاں کی سنسکرت زبان میں کہا

"ہماری بچی کو پانی پلاؤ۔"

ماریا کو ٹھنڈا پانی پلایا گیا اور پھر اس کے آگے پھل اور روٹیاں لاکر رکھ دی گئیں۔ جنہیں ماریا بڑے شوق سے کھانے لگی تھی کہ یہی لوگ اس کے بھائی ہیں۔

دوسری طرف شام کے بعد بھی جب ماریا نہ آئی تو عنبر کو فکر ہوئی۔ وہ سرائے سے باہر نکلا تو اس نے محسوس کیا کہ فضا میں ماریا کی خوشبو بالکل نہیں ہے یہ اس یادداشت بھلانے والی دوائی کا اثر تھا۔ جس نے ماریا کی یادداشت گم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے جسم سے اٹھنے والی خوشبو کو بھی پراگندہ کر دیا تھا۔ اب یہ خوشبو خالص نہیں تھی بلکہ اس میں ملاوٹ ہو

گئی تھی۔

عنبر تو پریشان ہو گیا۔ فضا میں ناگ کی خوشبو اس طرح تھی۔ وہ شہر میں ماریا کی تلاش کو نکل کھڑا ہوا۔ رات گئے تک وہ جگہ جگہ ماریا کو تلاش کرتا پھرا مگر اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔ سرائے میں واپس آکر وہ سوچ میں ڈوب گیا کہ ماریا کہاں گم ہو گئی۔ یہی سوچتے سوچتے سو چڑھ آیا۔

ایک بار پھر اس نے شہر میں ماریا کی تلاش شروع کر دی ٹھگوں کے سردار نے دونوں اپنی کمین گاہ میں انتظار کیا۔ دوران اس نے اپنا ایک آدمی شاہی محل کی طرف روانہ کیا جس نے شاہی دربار کے ایک پروہت سے ماریا کے بارے میں بات کی۔ یہ پروہت ان ٹھگوں کے ساتھ ملا ہوا تھا اور ان سے اپنی کمیشن وصول کیا کرتا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ ٹھگوں کے سردار کے پاس ایک بہت ہی حسین لڑکی ہے اور وہ اسے راجہ کے حضور پیش کرنا چاہتا ہے تو اس نے پیغام بھجوایا کہ میں اس لڑکی کو راجہ کے حضور پیش کر دوں گا مگر جو انعام ملے گا اس کا آدھا حصہ وصول کروں گا۔

ٹھگوں کے سردار نے یہ شرط مان لی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنانچہ تیسرے دن ٹھگوں کا سردار ماریا کو نئے کپڑے پہنا کر ایک پالکی میں سوار کروا کر خود شاہی پروہت کے مکان پر آگیا۔ شاہی پروہت راجہ کا بہت منہ چڑھا پروہت تھا۔ اس نے راجہ سے پہلے ہی سے بات کر رکھی تھی کہ اس ایک بھائی راجہ کے حضور پیش کرنے کے لئے کافرستان سے ایک حسین ترین کنیز لا رہا ہے۔

شاہی پروہت نے ماریا کو دیکھا تو اس کی خوبصورتی دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس نے ٹھگوں کے سردار کو حویلی میں ٹھہرایا۔ ماریا پر دوائی کا اثر تھا چنانچہ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے وہ بڑی خوش تھی اور ٹھگوں کے سردار کو بھائی بھائی کہہ کر بلاتی

دوسرے روز شاہی پروہت نے راجہ کے حضور ماریا پیش کیا اور کہا

"مہاراج! یہ کافرستان کی پری ہے۔ میرا بھ اسے آپ کی خدمت کے لئے لایا ہے اسے قبول فرمائیں"

راجہ بھی ماریا کے حسن سے بڑا متاثر ہوا۔ اس نے

"پروہت جی! یہ تو آکاش کی دیوی ہے۔ اسے اپنے شاہی محل کی خاص کنیز کا درجہ دیتے ہیں"

راجہ نے پروہت کو موتیوں کا تھال بھر کر دیا اور ماریا کو کر بوڑھی اور تجربہ کار کنیز کے حوالے کر دیا کہ آج اس کا نام دیوی ہوگا۔

ٹھگوں کے سردار نے اپنے حصے کا آدھا انعام وصول کیا شہر سے نکل گیا۔ ماریا راجہ کے شاہی محل میں آگئی۔ ل سے اندر پرندی بھی نہیں پھٹک سکتی تھی۔ چاروں اونچی دیوار تھی۔ جس پر سپاہی پہرہ دیتے تھے کے بڑے دروازے پر بھی سخت پہرہ رہتا تھا۔

عنبر عجیب مشکل میں پھنس گیا تھا۔ شہر کی فضا میں کی خوشبو نہیں تھی وہ اسے کہیں نہیں ملی تھی۔ مگر کی خوشبو برابر آرہی تھی۔ وہ اس شہر کو چھوڑ کر جا سکتا تھا۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ناگ اور ماریا کو حاصل کئے وہاں سے ہرگز نہیں جائے گا۔ اب وہ خود شہر میں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ شہر میں اسے بھی سپیرا نظر نہ آیا۔ اس طرح دس بارہ روز گذر گئے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ شہر میں افواہ پھیل گئی کہ راجہ کی کو سخت بخار ہے۔ حکیم اور وید اس کا علاج کرتے میں ناکام رہے ہیں۔ اور رانی بس مرنے ہی والی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ اس کے دل میں رانی کے لئے بڑی ہمدردی پیدا ہوگئی۔ اس نے سوچا کر رانی کا علاج کرنا چاہیئے۔ ہوسکتا ہے۔ وہیں سے ناگ اور ماریا کا کوئی سراغ مل جائے۔

عنبر سیدھا راجہ کے محل کے دروازے پر جا پہنچا۔ اس نے دربان سے کہا کر وہ جڑی بوٹیوں کا ماہر حکیم ہے اور رانی صاحبہ کی بیماری کا علاج کرسکتا ہے۔ دربان نے وزیر خاص کو اطلاع کی۔ وزیر خاص نے راجہ سے بات کی۔ راجہ تو رانی کی بیماری سے پریشان تھا۔ اس نے فوراً عنبر کو بلا لیا اور کہا

"تم کون ہو اور کس طرح میری رانی کا علاج کرو گے؟" عنبر بولا۔

"مہاراج! میں جڑی بوٹیوں کا ماہر حکیم ہوں اور اس شہر میں ایک مسافر ہوں۔ رانی صاحبہ کی بیماری کا سن کر ان کا علاج کرنے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے رانی صاحبہ کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔"

راجہ عنبر کو ساتھ لے کر رانی کے کمرے میں آگیا۔

یہاں رانی ایک پلنگ پر لیٹی تھی۔ دو کنیزیں اس کے سرہانے کھڑی مورچھل جھلا رہی تھیں۔ رانی کا چہرہ زرد تھا۔ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔ جسم نڈھال اور کمزور تھا۔ عنبر نے رانی کی نبض دیکھی۔ نبض ڈوب رہی تھی۔ عنبر نے رانی کی آنکھوں کو غور سے دیکھا اور سمجھ گیا کہ اس بیماری کا کیا علاج ہے اس نے راجہ سے کہا۔

"مہاراج! مجھے اسی وقت بھوج پتر، نیل کنٹھ کا جگر اور کنول پھول کا ایک ڈنٹھل منگوا کر دیا جائے۔"

شاہی محل میں کسی چیز کی کمی تھی۔ فوراً یہ چیزیں حاضر کر دی گئیں۔ عنبر نے ان سب کو مل پیس کر اس کا سفوف بنایا اور رانی کو اس کی ایک خوراک پلائی۔ چند لمحوں میں ہی رانی کے چہرے کا رنگ پھر گیا۔ زردی دور ہو گئی۔ جسم میں سرخ خون گردش کرنے لگا۔

راجہ بے حد خوش ہوا۔ اس نے عنبر سے کہا

"بیٹا تمہاری دوا نے تو کمال کر دکھایا۔ ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے۔"

عنبر بولا۔

"مہاراج مجھے انعام کا لالچ نہیں ہے۔ میں تو محض انسانی ہمدردی کے جذبے سے علاج کر رہا ہوں۔ مگر ابھی رانی صاحبہ پوری طرح سے ٹھیک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہوئیں"
راجہ بولا۔
" تو کیا ابھی ہماری رانی کی زندگی خطرے میں ہے؟"
عنبر نے کہا
" نہیں مہاراج۔ زندگی خطرے سے باہر ہے مگر ان کے گلے میں کسی بن بیاہی لڑکی کے سنہری بالوں کی ایک لٹ باندھنا بہت ضروری ہے اگر محل میں کسی کنواری لڑکی کے سنہری بال ہوں تو اس کی ایک لٹ چاہیئے"
راجہ کو فوراً دیوی کا خیال آگیا۔ اس نے حکم دیا۔
" ہماری خاص کنیز دیوی کو فوراً حاضر کیا جائے اس کے بال سنہری ہیں"
اسی وقت دیوی یعنی ماریا کو حاضر کر دیا گیا۔ ماریا کو دیکھتے ہی عنبر چونک اٹھا۔ مگر اس نے انتہائی ضبط و تحمل اور عقلمندی سے کام لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ کسی نے ماریا کو اغوا کر کے شاہی محل میں پہنچا دیا ہے۔ اب اسے ہوشیاری سے کام لینا تھا۔ کیونکہ راجہ اس سے کہہ چکا تھا کہ وہ اسے منہ مانگا انعام دے گا مگر عنبر کو ایک بات پر سخت حیرت ہوئی کہ ماریا نے عنبر کی طرف دیکھ کر کسی قسم کے ردعمل یا اشتیاق کا اظہار نہیں کیا تھا۔ وہ اس کی طرف یونہی خالی خالی اور اجنبی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
راجہ نے عنبر سے کہا
" یہ ہماری کنیز خاص دیوی ہے۔ اس کے بالوں کی ایک لٹ اپنے ہاتھ سے کاٹ کر اسے ہماری رانی کے گلے میں لٹکا دو۔ تاکہ ہماری رانی صحت یاب ہو سکے"
عنبر نے خنجر لیا اور ماریا کے قریب جا کر اس کے بالوں کی لٹ تھام کر سرگوشی میں بولا
" ماریا! تمہیں کیا ہو گیا ہے تم نے مجھے پہچانا نہیں"
ماریا نے غصے میں کہا
" مجھے نہیں معلوم تم کون ہو۔ خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا"
عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ راجہ نے بڑی شفقت سے کہا
" دیوی! رانی صاحبہ کی صحت یابی کے لیے تمہارے سنہری بالوں کی ایک لٹ چاہیئے۔ حکیم صاحب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو لے لینے دو۔"
ماریا نے کہا

"مہاراج! رانی صاحبہ کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔"

اور ماریا نے اپنے بالوں کو آگے بڑھاتے ہوئے عنبر سے کہا

"کاٹ لو حکیم جی۔"

عنبر شش و پنج میں پڑ گیا کہ یہ ماریا کو کیا ہو گیا ہے۔ کہیں اسے کچھ پلا تو نہیں دیا گیا! یا اس پر کوئی طلسم تو نہیں کر دیا گیا؟ بہرحال عنبر کو ماریا مل گئی تھی۔ اسے اس بات کی بے حد خوشی تھی۔ اس نے ماریا کے بالوں کی ایک لٹ کاٹ لی۔ بالوں کی لٹ کو ایک سفید رومال میں باندھا اور رانی کے گلے میں لٹکا دیا۔

"مہاراج! کل تک رانی صاحبہ بالکل بھلی چنگی ہوں گی۔"

راجہ نے اپنے گلے سے موتیوں کی مالا اتار کر عنبر کے گلے میں ڈال دی اور کہا

"بیٹا تم حکیم بھی ہو مگر نوجوان ہو۔ ہم اپنے وعدے پر قائم ہیں۔ ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے۔ مانگو کیا مانگتے ہو؟"

عنبر اسی موقع کی انتظار میں تھا۔ اس نے کہا

مہاراج! اگر آپ نے قول دیا ہے تو پھر میں آپ سے اس سنہری بالوں والی کنیز کو مانگتا ہوں۔ یہ کنیز دیوی مجھے بخش دی جائے۔

راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا

"بیٹا! مجھے دیوی کنیز تمہیں بخش دینے میں کوئی عذر نہیں۔ میں اپنا قول پورا کرنے کو تیار ہوں مگر ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ اس کے لئے کنیز کی مرضی معلوم کرنا ضروری ہوتی ہے۔ اگر کنیز یہ کہہ دے کہ وہ تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن اگر کنیز تمہارے ساتھ جانے پر راضی نہ ہوئی تو پھر وہ تمہارے حوالے نہیں کی جائے گی۔

عنبر تو چکر میں پڑ گیا۔ ماریا اس کی طرف اجنبی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ عنبر کو یقین تھا۔ کہ ماریا انکار نہیں کرے گی۔ اس نے کہا

"دیوی سے پوچھ لیا جائے مہاراج۔"

راجہ نے دیوی سے پوچھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوی! کیا تم اس نوجوان حکیم کے ساتھ جانے
کو تیار ہو؟"

ماریا تو عنبر کو پہچان ہی نہیں رہی تھی۔ اس نے
کانوں پر ہاتھ لگا کر کہا

"ہرگز نہیں مہاراج! میں اس کے ساتھ نہیں جانا
چاہتی۔ مجھے آپ اپنے قدموں میں ہی رہنے دیں۔"

راجہ نے اب عنبر کی طرف دیکھا اور کہا

"بیٹا! تم نے سن لیا کہ ہماری کنیز دیوی
تمہارے ساتھ جانے پر راضی نہیں ہے۔ ہم
اسے مجبور نہیں کر سکتے۔ ہماری شرط تم نہیں
پوری کر سکے۔ اس لئے ہم اس کنیز کو تمہارے حوالے
نہیں کر سکتے ہاں اس کے سوا تم کوئی دوسرا
انعام ہم سے مانگ سکتے ہو۔"

عنبر سمجھ گیا تھا کہ ماریا پر کسی طلسم کا اثر ہے۔
وہ اس کے قریب رہ کر اس کے طلسم کو سمجھ سکتا تھا
اور اس کا علاج کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے کہا

"مہاراج! اگر یہ کنیز میرے پاس نہیں آتی تو
کوئی بات نہیں۔ پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ
کے محل میں درباری حکیم بن کر رہ سکوں۔"

راجہ بولا

"اس سے تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔ تم بڑے
شوق سے ہمارے درباری حکیم بن کر ہمارے محل
میں رہ سکتے ہو۔"

ماریا چلی گئی۔ عنبر کو شاہی محل میں ایک مہمان خانہ
عطا کر دیا گیا۔ عنبر کی یہ ڈیوٹی تھی کہ دن میں ایک بار
رانی اور راجہ کا آکر معائنہ کرتا۔ رانی دیکھتے ہی۔ دیکھتے
صحت مند ہو گئی۔ راجہ عنبر سے بے حد خوش تھا۔ عنبر
پر محل میں کوئی پابندی نہیں تھی وہ جس وقت اور
جب چاہے راجہ سے ملاقات کر سکتا تھا۔ مگر عنبر کو
راجہ رانی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ تو ماریا کے قریب
رہ کر اس کے طلسم کا کھوج لگا کر اس کا توڑ کرنا چاہتا تھا۔

مگر ماریا تو عنبر کے سائے سے بھاگتی تھی۔ محل کے
باغ میں جب عنبر ماریا کے قریب جانے کی کوشش کرتا
تو وہ بھاگ جاتی۔ ایک بار عنبر نے ماریا کو پکڑ لیا تو
ماریا نے اس کو دھکا دے کر غصے میں کہا

"میں راجہ سے تمہارے خلاف شکایت کروں گی۔"

عنبر نے کہا

"مجھے معاف کر دو دیوی۔ آئندہ میں تمہیں کبھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ نہیں کہوں گا"

کیونکہ یہ کوئی اچھی بات نہیں تھی کہ راجہ کو پتہ چل جائے کہ عنبر نے محل کی کنیز کو پکڑا تھا۔ اب وہ ماریا کے قریب جانے کا کوئی دوسرا طریقہ سوچنے لگا۔

اس بات کا علم درباری پروہت کو بھی ہوگیا کہ جو عنبر نام کا نیا درباری حکیم آیا ہے وہ ماریا کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اسے فکر پڑ گئی کہ کہیں وہ اپنی کسی دوائی سے ماریا کی یادداشت واپس نہ لے آئے۔ یادداشت واپس آجانے سے ماریا راجہ کو بتا سکتی تھی کہ اسے ٹھگوں نے اغوا کیا تھا اور شاہی پروہت کے ذریعے اسے راجہ کے حضور پیش کیا تھا اور پروہت نے اپنی کشتی دھول کی تھی۔

پروہت کے پاس ٹھگ سردار کی دی ہوئی یادداشت گم کر دینے والی دوا موجود تھی۔ اس نے بوڑھی کنیز سے ساز باز کرکے ماریا کو دو مہینے گزرنے سے دو دن پہلے ہی وہ دوا ایک بار پھر دھوکے سے پلا دی۔ اب وہ عنبر کے خلاف کوئی ایسی چال چلنا چاہتا تھا کہ جس کے نتیجے میں راجہ اس سے ناراض ہوکر اسے محل سے نکال دے

پروہت نے ایک سازش تیار کی۔ پروہت کو معلوم تھا کہ راجہ جادو ٹونے کے سخت خلاف ہے اور ملک میں کسی کو جادو طلسم کی اجازت نہیں تھی۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں شخص جادوگر ہے اور دوسرے پر جادو کرتا ہے تو اسے موت کی سزا دی جاتی تھی۔

پروہت نے جادو ٹونہ کرنے کی چیزیں کسی طرح سے جمع کرکے انہیں عنبر کے مکان میں رکھوا دیا۔ یہ ساری چیزیں پروہت نے عنبر کے مکان کی پچھلی کوٹھڑی میں سامان کے نیچے چھپا کر رکھوائی تھیں۔ اب اس نے راجہ کے کان بھرے۔ وہ راجہ کے پاس گیا اور اسے کہا کہ شاہی حکیم عنبر چھپ چھپ کر راج پاٹ کے خلاف جادو ٹونہ کرتا ہے۔ راجہ تو پروہت کا منہ تکنے لگا۔

"نہیں پروہت جی! عنبر شاہی حکیم ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کو معلوم ہے کہ جادو کرنے والے کو ہم موت کی سزا سناتے ہیں۔"

پروہت نے بڑی مکاری سے ہاتھ باندھ کر کہا

"مہاراج! مجھے بڑی پکی خبر ملی ہے کہ شاہی حکیم عنبر آپ کے خلاف جادو کر رہا ہے"

راجہ نے کہا

"تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟"

پروہت بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ثبوت یہ ہے کہ شاہی حکیم عنبر کے مکان کی تلاشی لی جائے وہاں سے جادو کرنے کا سامان نکل آئے گا۔"

راجہ نے اسی وقت عنبر کے شاہی مکان پر چھاپہ مارا۔ سپاہیوں کے ساتھ راجہ خود گیا۔ عنبر اپنے کمرے میں ہی تھا۔ راجہ اور سپاہیوں کو آتے دیکھ کر وہ باہر آ گیا۔

"مہاراج! خیریت تو ہے۔ آپ کیسے تشریف لائے مجھے حکم کر کے بلا لیا ہوتا۔"

راجہ نے کہا

"بات ہی ایسی تھی کہ ہمیں خود آنا پڑا۔ سلو! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے مکان میں ہمارے خلاف جادو ٹونہ کرتے ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟

عنبر نے کہا

"مہاراج! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے خلاف جادو ٹونہ کروں؟ یہ بات کسی دشمن نے آپ کے کان میں ڈالی ہوگی۔"

راجہ نے کہا

"دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کرنے کے لئے ہمیں تمہارے مکان کی تلاشی لینی ہوگی۔"

عنبر بولا۔

"مہاراج شوق سے تلاشی لیجئے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

عنبر بالکل مطمئن تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ اس کے مکان میں کچھ بھی نہیں ہے راجہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ مکان کی ایک ایک جگہ کی تلاشی لی جائے۔ پروہت سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ وہ ادھر ادھر کی تلاشی لینے کے بعد سیدھا کوٹھڑی میں داخل ہو گیا اور جب سپاہیوں کے ساتھ باہر نکلا تو بولا۔

"مہاراج ثبوت مل گیا ہے۔

سپاہیوں نے جادو کا سامان یعنی انسانی کھوپڑی، ہڈیاں، سنکھے، ترشول، رنگدار دھاگوں کی اٹیاں، تانبے کے بت اور کوڑیاں کوٹھڑی سے برآمد کر کے راجہ کے آگے ڈال دیں۔ اس زمانے میں ان ہی چیزوں کی مدد سے جادو کیا جاتا تھا۔ راجہ کو تو حیران ہونا ہی تھا۔ عنبر بھی دنگ رہ گیا۔ کیونکہ یہ سامان اس نے نہیں رکھا تھا۔ کسی نے رکھوا دیا تھا۔ اسے پروہت پر شک ہوا مگر سوال یہ تھا کہ پروہت نے ایسا کیوں کیا؟

راجہ آگ بگولا ہو کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عنبر! ہمیں تم سے یہ امید نہیں تھی تم ہمارے خلاف بغاوت کر رہے تھے۔ جادو کے ذریعے ہماری سلطنت کا تختہ الٹنا چاہتے تھے۔ ہم تمہیں موت کی سزا دیتے ہیں۔"

راجہ نے اسی وقت اعلان کر دیا کہ شاہی حکیم عنبر کو تخت و تاج کے خلاف سازش اور جادو کرنے کے جرم میں صبح سورج نکلتے ہی شہر کے دروازے پر پھانسی دے کر اس کی لاش سارا دن دروازے میں لٹکائی رکھی جائے گی۔

عنبر نے اپنی بے گناہی میں کچھ کہنا چاہا مگر راجہ چلا گیا۔ سپاہیوں نے اسی وقت عنبر کو گرفتار کر لیا۔ عنبر وہاں سے ایک سیکنڈ میں فرار ہو سکتا تھا مگر وہ ماریا کو شاہی محل میں اور ناگ کو اس شہر میں چھوڑ کر وہاں سے فرار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ کیونکہ ناگ کی خوشبو ابھی تک شہر کی فضا میں رچی ہوئی تھی۔

اس نے اپنی سزا کو قبول کر لیا۔ مرتو وہ ابھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے ایک ترکیب فضا میں سوچی اور خاموشی سے سپاہیوں کے ساتھ شاہی محل کے قید خانے میں آ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے دن اسے موت کی سزا دی جانے والی تھی۔ راتوں رات شہر کے بڑے دروازے پر پھانسی کی رسی لٹکا دی گئی۔ دن چڑھا تو عنبر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے چھکڑے میں ڈال کر شہر کے بڑے دروازے پر لایا گیا۔

لوگوں کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ عنبر کے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر اسے لٹکا دیا گیا۔ عنبر کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ جھولنے لگا۔ اس کو کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ مگر اس نے یہی ظاہر کیا جیسے وہ تڑپ رہا ہے اور پھر یوں ساکت ہو گیا جیسے مر گیا ہے۔

دن بھر عنبر دروازے میں لٹکا رہا۔ اس نے اپنے جسم کو پتھر بنا لیا تھا بھلا پتھر کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو راجہ کے حکم پر عنبر کی "لاش" کو دروازے پر سے اتار کر چھکڑے میں ڈالا گیا اور اسے شہر کے ایک ویران میدان میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا گیا۔ عنبر زمین کے اندر دبا پڑا تھا۔

جب اس نے محسوس کیا کہ آدمیوں کے قدموں کی آوازیں زمین پر دور چلی گئی ہیں اور ہر طرف سناٹا چھا گیا ہے تو عنبر نے اندر سے مٹی پرے ہٹانا شروع کر دی وہ تھوڑی ہی دیر بعد زمین کے اندر سے نکل کر باہر آ گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ اور شہر کے مکانوں اور شاہی محل کی کھڑکیوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ عنبر اٹھ کر چلتا ہوا درختوں میں آکر بیٹھ گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ رات گزر جائے اور پھر شہر میں داخل ہو۔ کیونکہ رات کے وقت شہر کے دروازے بند ہو جاتے اور وہاں پہرہ لگ جاتا تھا۔ عنبر نے اس گڑھے کو مٹی سے دوبارہ بھر کر درست کر دیا تھا جس میں اسے دفن کیا گیا تھا تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر وہ اس حلیے میں شہر میں داخل ہوا تو شاہی محل کے لوگ اور پروہت اسے پہچان لے گا۔ اسے اپنا حلیہ بدلنے کی ضرورت تھی۔

چنانچہ جب دن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو عنبر دریا کی طرف نکل گیا جو کھیتوں سے دور بہتا تھا۔ یہاں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں ماہی گیر رہتے تھے۔ عنبر نے ایک ماہی گیر کے ساتھ اپنے کپڑے بدلے۔ فقیروں کا تھیلا کندھے میں لٹکایا۔ ماتھے پر تلک لگایا اور ایک فقیر کا حلیہ بنا کر شہر کی طرف چلا۔

وہ اب پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ اس نے اپنے بالوں کا بھی جوڑا بنا کر اپنے سر کے اوپر باندھ لیا تھا جس طرح کہ اس زمانے کے فقیروں کا رواج ہوا کرتا تھا۔ ہاتھ میں بانس کی چھڑی پکڑ لی تھی۔ عنبر اس شہر میں رہ کر مادیا اور ناگ تک پہنچنے کی کوئی ترکیب سوچنا چاہتا تھا۔ ناگ کی خوشبو ابھی تک شہر میں پھیلی ہوئی تھی۔ مادیا کی خوشبو نہیں تھی۔

عنبر ایک فقیر کے لباس میں شہر کے دروازے میں سے گزر گیا۔ وہ شاہی محل سے دور ہی شہر کے ایک راستے کی طرف گھوم گیا۔

دور کھیتوں میں ایک ندی بہہ رہی تھی۔ عنبر ندی کے کنارے بیٹھ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اتنے میں ایک سپیرا بین بجاتا اس کے قریب سے گزرا۔ عنبر کو خیال آگیا کہ کیوں نہ اس سے ناگ کے بارے میں پوچھا جائے۔

عنبر نے سپیرے کو پرنام کیا اور کہا

"بابا! تم سپیرے ہو۔ میں فقیر ہوں۔ یہ بتاؤ کہ اس شہر میں تمہارے علاوہ بھی کوئی سپیرا رہتا ہے"

سپیرا بولا۔

"جوگی جی! میں تو شہر میں باہر سے آیا ہوں۔ یہاں سنا ہے ایک بڑا سپیرا رہا کرتا تھا مگر اب تو وہ بہت دولت مند بن گیا ہے۔ ایک شاندار محل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں رہتا ہے۔ سنا ہے اسے کوئی خزانہ ہاتھ لگا تھا۔"

عنبر نے پوچھا

"اس کا محل کہاں ہے بابا"

پیرسے نے ایک طرف درختوں میں اشارہ کیا جن کے پیچھے مسکار پیرسے سہاک کی شاندار حویلی کا باغ نظر آرہا تھا۔

"وہ اس محل میں رہتا ہے۔ پہلے اس کا نام سہاک تھا اب لوگ اسے ٹھاکر سہاک کہتے ہیں کیونکہ وہ بہت امیر ہو گیا ہے"

عنبر کے دل میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے۔ اس پیرسے نے ناگ کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہو اور اسی کی مدد سے کوئی قیمتی خزانہ حاصل کر لیا ہو۔ عنبر نے پیرسے کا شکریہ ادا کیا اور ٹھاکر سہاک کی حویلی کی طرف چل دیا۔

حویلی کے اردگرد سرسبز باغ تھا جس میں پھول کھلے تھے۔ حویلی بڑی عالی شان تھی۔ نوکر باغ میں کام کر رہے تھے۔ ایک دربان دروازے پر کھڑا تھا عنبر نے اس کو پرنام کیا اور کہا۔

"اپنے مالک سے جاکر کہو کہ جالیہ کے پہاڑوں سے ایک جوگی اس کے لئے خاص تحفہ لے کر آیا ہے"

عنبر نے ندی کنارے سے ایک خاص بوٹی توڑ کر تھیلے میں رکھ لی تھی۔ یہ بوٹی بڑی عام تھی مگر لوگوں کو اس کے فائدوں کا پتہ نہیں تھا۔

دربان بولا۔

"جاؤ بھائی جاؤ اپنا کام کرو۔ ہمارا ٹھاکر تم ایسے فقیروں سے ملاقات نہیں کرتا"

عنبر نے کہا

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ٹھاکر کو جاکر خبر کرو"

عنبر کی آواز اتنی رعب دار تھی کہ دربان نے فوراً ٹھاکر سہاک کو جاکر اطلاع کر دی۔ ٹھاکر نے کہا

"اسے اندر بھیج دو"

عنبر فقیرانہ لباس میں ٹھاکر سہاک کے سجے سجائے خوبصورت کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ ٹھاکر سہاک ایک ریشمی گدیلے والے تخت پر بیٹھا ہے اور دو نوکر اس کے پاؤں داب رہے ہیں۔ ٹھاکر سہاک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا

"کہو جوگی جی! کیا تحفہ لائے ہیں آپ میرے لیے؟"

عنبر نے پرنام کیا اور کہا

"ٹھاکر! ان لوگوں کو یہاں سے چلتا کرو تو میں تمہیں اپنا تحفہ پیش کروں۔"

ٹھاکر سہاک نے نوکروں کو وہاں سے رخصت کر دیا۔

○

غیبی آواز

ٹھاکر سہاک نے عنبر سے پوچھا

"اب کہو کونسا تحفہ لائے ہو تم؟"

عنبر نے تھیلے میں سے برشکالی بوٹی نکال کر ٹھاکر سہاک کو پیش کی تو وہ ہنس کر بولا۔

"جوگی جی! یہ تو معمولی بوٹی ہے اور جنگل میں ہر جگہ مل جاتی ہے۔ تم کیا سوچ کر اسے میرے لیے توڑ لائے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

ٹھاکر! اس بوٹی کو سبھی جانتے ہیں مگر اس میں خاص بات کیا ہے یہ سوائے میرے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

ٹھاکر سہاک عنبر کو تکنے لگا۔ اصل میں اس بوٹی میں کوئی خاص بات نہیں تھی یہ ایک عام بوٹی تھی مگر عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی کرامت اس بوٹی کے حوالے سے دکھانا چاہتا تھا۔

"مجھے بتاؤ اس میں کونسی خصوصیت ہے؟" ٹھاکر سہاک نے پوچھا۔

عنبر نے کہا

"دیکھنے میں یہ ایک عام بوٹی ہے مگر مجھے ایک منتر آتا ہے۔ اگر وہ منتر پڑھ کر اس پر پھونکا جائے اور پھر اسے پانی میں گھول کر پی لیا جائے تو آدمی میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ موت بھی اسے نہیں مار سکتی۔"

یہ سن کر ٹھاکر سہاک نے طنزیہ انداز میں کہا

"جوگی بھی لگتا ہے تم مجھ سے مذاق کرنے آئے ہو۔ میرے پاس مذاق کے لئے وقت نہیں۔ تم جا سکتے ہو۔"

مگر عنبر جانے کے لئے نہیں آیا تھا۔ اس نے کہا

"مہاراج! آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ پانی کا ایک پیالہ منگوائیں۔"

مکار ٹھاکر سہاک نے سوچا کہ تجربہ کروا کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ اس نے پانی کا پیالہ منگوایا اور عنبر کے کہنے پر نوکر کو وہاں سے باہر بھیج دیا۔ اب وہ دونوں کمرے میں اکیلے تھے۔ عنبر نے بوٹی کو پانی میں ڈال دیا پھر منہ ہی منہ میں یونہی کوئی اوٹ پٹانگ منتر پڑھا اور پانی کے پیالے پر پھونک ماری اور کہا۔

"ٹھاکر! اب اس میں وہ طاقت آ گئی ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔"

عنبر نے فوراً پیالے کا سارا پانی پی لیا۔ پیالہ خالی کر کے الگ رکھ دیا اور بولا۔

"اب میرے اندر بے پناہ طاقت آ چکی ہے۔ اپنا خنجر نکالو۔"

ٹھاکر سہاک ابھی تک یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ جوگی اس سے مذاق کر رہا ہے مگر وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر یہ جوگی کہاں تک اسے بیوقوف بنا سکتا ہے۔ اس نے خنجر نکال لیا۔ عنبر نے اپنا بازو آگے کر دیا اور بولا

"میرے بازو پر پورے زور سے خنجر کا وار کرو۔"

ٹھاکر سہاک ہچکچایا۔ عنبر نے کہا

"جو میں کہتا ہوں وہی کرو ٹھاکر۔ تم دیکھ لو گے کہ جو میں کہتا ہوں وہ جھوٹ نہیں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے اپنے جسم کو پتھر بنا لیا تھا۔ ٹھاکر نے خنجر کی نوک عنبر کی کلائی پر رکھی اور ذرا سا خنجر کو دبایا۔ اسے محسوس ہوا کہ خنجر کھال کے اندر نہیں جا رہا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا

"ٹھاکر! اور زور سے دباؤ۔ تم میں جتنی طاقت ہے خرچ کر دو۔"

ٹھاکر سہاک نے پوری طاقت سے عنبر کی کلائی پر خنجر کا وار کیا۔ مگر خنجر ٹوٹ گیا اور عنبر کی کلائی پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا۔ اب تو ٹھاکر سہاک کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے اس قسم کا جادو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ عنبر نے بڑی شان سے گردن اٹھا کر پوچھا۔

کہو ٹھاکر کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا؟

ٹھاکر سہاک نے عنبر کے پاؤں پکڑ لئے اور بولا۔

"مہاراج تم تو بڑے کرنی والے جوگی ہو مجھے وہ منتر بتا دو جو تم نے پڑھ کر اس بوٹی پر پھونکا تھا۔ میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا۔"

عنبر مسکرایا۔

ٹھاکر! یہ منتر اتنا سستا نہیں ہے کہ میں ہر کسی

کو بتاتا پھروں۔ اس کے لئے بھاری تپسیا کرنی ہوگی۔"

ٹھاکر بولا۔

مگر مہاراج تم تو میرے لئے یہ تحفہ لائے تھے۔

عنبر نے کہا

"ٹھاکر تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں یہ بوٹی اور منتر تمہارے لئے ہی لایا ہوں مگر اس کے لئے تمہیں دو مہینے کی ریاضت اور تپسیا کرنی ہوگی۔ پھر کہیں جا کر تمہاری زبان میں وہ اثر پیدا ہوگا کہ تم جب منتر پڑھ کر بوٹی پر پھونکو گے تو پانی میں اثر آ جائے گا۔"

پہلے تم دو مہینے میری نگرانی میں تپسیا کرو۔ پھر میں تمہیں یہ طلسمی منتر بتاؤں گا۔

ٹھاکر سہاک نے سوچا کہ یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ اس کا کیا جائے گا۔ وہ ریاضت کر سکتا تھا۔ پہلے بھی وہ ماہر پجاری تھا اور اسے کئی منتر یاد تھے۔ اس نے عنبر کے ہاتھوں کو چوم لیا اور بولا۔

"مہاراج! میرا خوش قسمتی ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائے۔ آپ میرے مہمان بن کر حویلی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہیں۔ میں آپ کی نگرانی میں ریاضت کروں گا۔
عنبر یہی چاہتا تھا۔ عنبر کو اس حویلی میں سے ناگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی اور اس نے محسوس کیا تھا کہ یہ خوشبو تھوڑی سی تیز تھی۔ اس نے کہا

ٹھیک ہے ٹھاکر! ہم تمہاری حویلی میں اس وقت تک رہیں گے جب تک تم ریاضت کا وظیفہ پورا نہیں کر لیتے۔ جب تمہارا وظیفہ، تمہاری تپسیا مکمل ہو جائے گی تو میں تمہیں طلسمی منتر بتا کر چلا جاؤں گا۔"

عنبر کو حویلی میں ایک خوابصورت کمرہ دے دیا گیا۔ عنبر نے یونہی جھوٹ موٹ ٹھاکر سہاک کو دو تین منتر بتائے اور کہا

"آدھی رات کو جب سارے لوگ سو جائیں تو تم حویلی کی چھت پر اکیلے بیٹھ کر ایک ہزار بار ان منتروں کا ورد کرنا۔ یہ کام تم ۴۰ دن تک کرو گے اس کے بعد میں تمہیں وہ منتر بتا دوں گا جس کے اثر سے تم غیر فانی بن جاؤ گے۔"

ٹھاکر سہاک بے حد خوش ہوا۔ اس نے عنبر کو نئی پوشاک دی مگر عنبر نے کہا

"ہم فقیروں کے لباس میں ہی رہیں گے ٹھاکر! ہمیں یہی لباس پسند ہے۔"

ٹھاکر سہاک نے رات کو وظیفہ شروع کر دیا۔ وہ آدھی رات کے وقت حویلی کی چھت پر گیا اور ایک ہزار بار منتروں کا ورد کر کے نیچے اتر کر اپنے کمرے میں جا کر سو گیا۔

اسی طرح جب چار پانچ راتیں گزر گئیں تو عنبر صبح کے وقت ٹھاکر سہاک کے کمرے میں گیا۔ ٹھاکر سہاک نے اٹھ کر عنبر کا استقبال کیا۔

"تشریف لائیے جوگی مہاراج!"

ٹھاکر سہاک نے عنبر کو بتایا کہ وہ پوری ذمہ داری سے رات کو منتر کا جاپ کر رہا ہے۔

عنبر نے کہا

"ٹھاکر! ایک مشکل پڑ گئی ہے۔"

ٹھاکر سہاک نے تشویش کے ساتھ پوچھا

"کونسی مشکل مہاراج؟"

عنبر بولا۔

"ٹھاکر! رات میرے گورو میرے خواب میں آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اس علاقے میں کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسا سانپ چھپا ہوا ہے جو سانپ نہیں بلکہ کوئی آدمی ہے جس نے سانپ کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔"

ملک سہاک تو یہ سن کر حیران رہ گیا کہ اس جوگی کو ناگ دیوتا کے بارے میں کیسے پتہ چل گیا! اسے یقین ہو گیا کہ واقعی یہ جوگی غیب کا حال جانتا ہے اور بہت کرنی والا فقیر ہے ٹھاکر تو اس کا اور زیادہ عقیدتمند ہو گیا اور بولا۔

"مہاراج! آپ کے گورو نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ میری حویلی میں ایک ایسا سانپ موجود ہے جو اصل میں ایک انسان ہے۔"

عنبر خوشی سے جھوم گیا۔ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر جا کر لگا تھا۔ اسے ناگ کا سراغ مل گیا تھا۔ مگر عنبر نے اپنی خوشی کو ظاہر نہ ہونے دیا اور بولا۔

"میرے گورو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔"

ٹھاکر سہاک نے کہا۔

لیکن مہاراج اس میں مشکل کیا آن پڑی ہے! کیا اس سانپ کی وجہ سے میرا وظیفہ ناکام ہو جائے گا کیا میں غیر فانی انسان نہیں بن سکوں گا؟

عنبر بولا۔

ٹھاکر! میرے گورو نے کہا ہے کہ جب تک وہ اس حویلی میں انسانی سانپ موجود ہے۔ ٹھاکر کا وظیفہ کامیاب نہیں ہوگا۔ اس لئے فوراً اس سانپ کو یہاں سے نکال کر جنگل میں کسی جگہ جا کر چھپا دو۔ جب تمہارا وظیفہ مکمل ہو جائے تو اسے وہیں واپس لے آنا۔

ٹھاکر سہاک پر عنبر کا بے حد اثر ہو چکا تھا اس نے فوراً کہا

مہاراج! میں ابھی اس سانپ کو نکال کر جنگل میں چھپا آتا ہوں۔ آپ یہاں بیٹھیں۔ میں سانپ کو لاتا ہوں۔"

عنبر اطمینان کے ساتھ وہاں بیٹھا رہا۔ ٹھاکر نیچے تہہ خانے میں گیا۔ وہاں ہانڈی میں ناگ سرخ سانپ کی شکل میں بند تھا۔ اس نے ناگ کو پیتل کی گڑوی میں ڈالا اور عنبر کے پاس لا کر بولا۔

"مہاراج! اس گڑوی میں وہ سانپ بند ہے جو اصل میں ایک انسان ہے۔ آیئے۔ اب اسے جنگل میں لے جا کر جہاں آپ کہتے ہیں چھپا دیتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب عنبر کو ناگ کی بھرپور خوشبو آرہی تھی۔ دوسری طرف ناگ نے بھی عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ عنبر نے گڑوی کا ڈھکنا کھول کر دیکھا۔ ناگ سرخ سانپ کے روپ میں عنبر کو تکنے لگا۔ دونوں دوستوں کی نگاہیں ملیں تو دونوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ عنبر نے سانپ کی زبان میں سرگوشی میں ایک سسکار سی بھر کر کہا

"ناگ! گھبراؤ نہیں۔ میں آگیا ہوں"

ناگ نے بھی سانپ ہی کی زبان میں جواب دیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھنے کو ملی"

ان کی باتوں کو ٹھاکر سہاک نہ سمجھ سکا عنبر نے کہا

"ٹھاکر تمہیں جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے میں خود اس سانپ کو جنگل میں جا کر کسی جگہ چھپا آؤں گا"

"جیسی آپ کی مرضی مہاراج!" ٹھاکر سہاک نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

اگرچہ یہ سہاک بے حد ہوشیار چالاک اور مکار شخص تھا مگر عنبر نے اسے ایسا جادو دکھایا تھا اور اوپر سے انسانی سانپ کی موجودگی کے بارے میں اپنے گورو کی ایسی خبر بتادی تھی کہ یہ مکار شخص اس کا معتقد بن گیا۔ اس نے وہ گڑوی عنبر کے حوالے کر دی جس میں ناگ بند تھا۔ عنبر گڑوی لے کر جنگل کی طرف چل دیا۔

شہر سے دور ایک جگہ پہنچ کر عنبر نے ناگ کو گڑوی میں سے باہر نکالا اور پوچھا۔

"ناگ! یہ کیا مصیبت آن پڑی ہے تم پر؟ تم انسانی روپ میں واپس کیوں نہیں آتے ہو؟"

ناگ بولا۔

عنبر بھائی یہ باتیں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ نادیا اور کیٹی کہاں ہیں؟ وہ خیریت سے تو ہیں نیز ناگ کہاں ہے؟"

عنبر نے نادیا کے بارے میں ساری کتھا بیان کر ڈالی اور بتایا کہ اس پر کسی نے طلسم کر دیا ہے اور وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھی ہے اور راجہ کے محل میں دیوی کنیز کے نام سے موجود ہے مگر وہ کسی کو نہیں پہچانتی ہے۔ مجھے بھی نہیں پہچانتی۔ پھر ناگ نے اپنے بارے میں عنبر کو بتایا اور کہا

"اب اس مکار ٹھاکر کی بات سنو۔ یہ بڑا سنگدل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور قاتل سپیرا ہے اس نے مجھے ضرور اژدہا سے سانپ میں تبدیل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ پھر اس نے میرا پیچھا کیا اور مجھ پر ایک ایسا منتر پھونک دیا ہے کہ جس کی وجہ سے میری طاقت سلب کر لی گئی ہے۔ میں کسی بھی شکل میں نہیں آ سکتا۔

میری طاقت واپس آنے کا منتر بھی اسی مکار شخص کے پاس ہو گا۔ تم نے مجھے آزاد تو کرا دیا ہے لیکن اب کسی طریقے سے اس مکار سے یہ پوچھو کہ وہ منتر کونسا ہے۔ جس کے پڑھنے سے میری طاقت مجھے واپس مل جائے گی"۔

عنبر نے کہا

"تم فکر نہ کرو۔ میں یہ کام بھی ضرور کر لوں گا یہ شخص میرے اثر میں ہے۔ تم اب اس درخت کے نیچے آرام کرو۔ میں تمہارے پاس آ کر اسی جگہ مل جایا کروں گا"۔

پھر عنبر نے ناگ سے پوچھا

"کیا تم کسی دوسرے سانپ سے مدد نہیں لے سکتے؟ آخر تم ناگ دیوتا ہو"۔

ناگ نے کہا

منتر کے توڑ کا صرف مکار ٹھاکر سہاک ہی کو علم ہے۔ کسی سانپ کو معلوم نہیں کہ میں کس طرح دوبارہ اپنی شکل اختیار کر سکتا ہوں۔ اس طرح کسی دوسرے سے مشورہ لینا بے کار ہے۔ یہ کام تم ہی کو کرنا ہو گا عنبر"۔

عنبر بولا

"کوئی بات نہیں۔ میں ٹھاکر سہاک سے خفیہ منتر معلوم کر لوں گا۔

پھر وہ کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ انہیں کچھ خبر نہیں تھی کہ کیٹی کو خلائی بوئی مخلوق اٹھا کر اپنے سیارے پر لے جا چکی ہے اور تھیوسانگ دور ایک کھاڑی میں ساحل کارومنڈل کے ایک تاجر کی بیڑی کے ساتھ کسی جہاز کا انتظار کر رہا تھا۔

عنبر نے پھر پیتل کی گڑوی تو زمین میں دفن کر دی اور ناگ کو جنگل میں چھوڑ دیا۔ جانے سے پہلے اس نے ناگ سے کہہ دیا کہ وہ اس درخت کے آس پاس ہی رہے۔ کیونکہ وہ جب بھی آیا اسی درخت کے نیچے آ کر اسے آواز دے گا۔

واپس آ کر عنبر نے چالاک اور مکار ٹھاکر سہاک کو یہی بتایا کہ اس نے سانپ کی گڑوی کو ایک جگہ جنگل میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمین کے بند دبا دیا ہے۔ سہاک کو اب ناگ کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس نے ناگ کی مدد سے زمین کے اندر چھپا ہوا سارا خزانہ نکلوا لیا تھا۔ اب تو اس نے ویسے ہی ناگ کو قید کر رکھا تھا کہ شاید کبھی اس کی ضرورت پڑ جائے۔ اس نے عنبر سے کہا

"مہاراج اب تو وظیفہ کامیاب ہو جائے گا۔"

عنبر نے جواب دیا۔

"کیوں نہیں۔ دو مہینے گزرنے کے بعد تم میں اتنی طاقت آ جائے گی کہ تم کو دنیا کی کوئی چیز جھک نہیں کر سکے گی۔"

ٹھاکر سہاک بہت خوش ہوا۔

عنبر اس کی حویلی میں رہنے لگا تھا۔ اسے اس بات کا انتظار تھا کہ ٹھاکر سہاک کے وظیفے کو مزید کچھ دن گزر جائیں تو اس سے ناگ کے منتر کی بات کی جائے اور اس سے وہ منتر معلوم کیا جائے۔ جس کے پڑھنے سے ناگ کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آ جائے۔

دوسری طرف مادیا راجہ کے محل میں دیوی کے نام سے کنیز بن کر راجہ اور رانی کی خدمت کر رہی تھی۔ اس پر دواتی کا ابھی تک اثر تھا۔ پروہت اس کی برابر نگرانی کرتا رہتا تھا۔ ایک دن رانی صاحبہ نے دیوی یعنی مادیا کو بلایا اور کہا۔

"دیوی! آج ہم بھگوان کے اوتار سوریا کے مندر میں پوجا کرنے جائیں گے تم بھی ہمارے ساتھ چلنا۔"

مادیا رانی کی بھی خاص کنیز تھی۔ شام کو وہ بھی رانی کے ساتھ شاہی پالکی میں سوار ہو کر سوریا کے مندر میں پہنچ گئی۔ مادیا نے سونے کا تمثال مقام رکھا تھا۔ جس میں چاندی کے سکے بھرے تھے۔ یہ سکے اس نے رانی کے حکم سے پجاری کو دے دیئے۔

سوریا کا بت سورج کی طرح گول بنا ہوا تھا۔ جس کے درمیان میں سوراخ تھا۔ رانی بت کے آگے ہاتھ باندھ آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی اور پوجا کرنے لگی۔ مادیا کی چونکہ اپنی کوئی یادداشت نہیں تھی۔ اس لیے وہ بھی بت کے آگے بیٹھ گئی۔ مگر اس کی سمجھ میں نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آرہا تھا کہ وہ کیا پڑھے۔ اس کے منہ سے یونہی نکل گیا۔

"سوریا دیوتا مجھے بھی خدا کے حکم سے روشنی عطا کر"

اس وقت ماریا کی دعا خداوند کریم نے قبول کر لی اور سوریا دیوتا پر اپنی روشنی نازل کر دی۔ کیونکہ بہت میں تو کچھ نہیں ہوتا۔ کائنات کی ہر شے پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے۔ ماریا کی نیت بڑی نیک تھی اور اس نے خدا کو یاد کرنے اور اس کا واسطہ دے کر سوریا دیوتا سے روشنی طلب کی تھی۔ وہ دعا کے قبول ہو جانے کا وقت تھا۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ سوریا دیوتا کے سوراخ میں سے روشنی کی ایک تیز شعاع نکل کر ماریا کے جسم پر پڑی۔ یہ شعاع خدا کے حکم سے نمودار ہوئی تھی اس نے ماریا کے جسم پر پڑتے ہی اسے غائب کر دیا۔ غائب ہوتے ہی ماریا پر دوائی کا اثر بھی غائب ہو گیا اور اس کی ساری یادداشت واپس آ گئی۔

اس نے تعجب سے آس پاس دیکھا کہ وہ کہاں آ گئی ہے اور عنبر کہاں ہے۔ اسے اس بات کی بے حد خوشی ہوئی کہ وہ غائب ہو گئی تھی اور اس کی کھوئی ہوئی طاقت اسے واپس مل گئی تھی۔ بہت میں آتی روشنی بھی غائب ہو گئی۔ رانی کو یہ روشنی نظر نہیں آئی تھی۔ اس نے پوجا کرنے کے بعد دیکھا کہ اس کی کنیز دیوی وہاں پر نہیں ہے اس نے دوسرے نوکروں سے پوچھا

دیوی کہاں چلی گئی؟

نوکروں نے کہا کہ ابھی ابھی وہ یہاں پر تھی

اب ماریا کو سب کچھ معلوم ہو گیا کہ اسے ٹھگوں کے سردار نے یادداشت گم کر دینے والی دوائی پلا کر راجہ کے پاس نوخت کر دیا تھا اور عنبر بھی وہاں آیا تھا۔ پھر اسے یہ بھی یاد آ گیا کہ اسے پربت نے ایک بار پھر وہی دوائی دی تھی تاکہ اس کی یادداشت واپس نہ آ جائے۔

ماریا کو غائب ہوتے ہی عنبر اور ناگ کی خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ اسے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ عنبر اور ناگ اسی شہر میں تھے۔ اس نے رانی کو تو مندر میں ہی چھوڑ دیا اور عنبر کی خوشبو لیتی شہر کی طرف چل پڑی۔ اس نے ایک جگہ چوک میں کھڑی ہو کر سونگھا۔ ناگ کی خوشبو جنگل کی طرف سے اور عنبر کی خوشبو شہر کے پچھم کی طرف سے آ رہی تھی

ماریا نے سوچا کہ اسے پہلے عنبر کی طرف چلنا چاہیئے چنانچہ اس نے عنبر کی خوشبو کے ساتھ ساتھ چلنا شروع

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گزرا۔ یہ خوشبو اسے ٹھاکر سہاک کی حویلی کے باغ میں سے آ رہی تھی۔ عنبر باغ کے کونے میں بیٹھا تھا کہ ایک دم چونک اٹھا۔ مادیا کی تیز خوشبو آ رہی تھی۔

مادیا اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔

"مادیا! مجھے خوش خبری سناؤ کہ یہ تم ہی ہو۔"

مادیا نے ہنس کر کہا

"ہاں عنبر میں مادیا ہی ہوں۔

"خدایا تیرا شکر ہے۔ تمہاری طاقت کیسے واپس آ گئی؟"

مادیا عنبر کے قریب بیٹھ گئی اور اسے ساری داستان سنائی۔ عنبر نے اسے اپنی اور پھر ناگ کی کہانی بھی سنا دی۔

اتنے میں ٹھاکر سہاک دور سے آتا نظر آیا عنبر نے کہا۔

"یہی وہ سکار پیرا ہے جس نے کسی خفیہ منتر سے ناگ کی طاقت اس سے چھین لی ہے" مادیا نے کہا

"تم کہو تو میں اس کے منہ پہ زور کا مکا ماروں!"

عنبر بولا۔

"نہیں نہیں۔ ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں اس سے اس خفیہ منتر کا توڑ معلوم کرنا ہے جس نے ناگ کی طاقت کھو رکھی ہے"

ٹھاکر سہاک بڑے قیمتی لباس میں تھا اور اس کے لباس میں سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ عنبر نے کہا

ٹھاکر جی! کہاں جا رہے ہیں آپ سفر کو؟

ٹھاکر سہاک نے کہا

"مہاراج! آج صبح ایک دوست کے ہاں دیوتا سوریا کے حضور ایک ہرنی کے بچے کی قربانی دی جانے والی ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔"

عنبر بولا

"ہرنی کے بچے کی قربانی میں ایسی کونسی خاص بات ہے ٹھاکر جی؟

ٹھاکر سہاک نے کہا

"خاص بات یہ ہے مہاراج کہ یہ ہرنی کا بچہ اپنی ماں ہرنی کی آنکھوں کے سامنے قربان کیا جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گا۔ یہ ہماری ایک پرانی رسم ہے اور ہم سال میں ایک بار ادا کرتے ہیں۔

ماریا کو سخت غصہ آیا کہ یہ ظالم لوگ ہرنی کے معصوم بچے کو اس کی ماں کی آنکھوں کے سامنے قربان کر رہے ہیں۔ عنبر نے کہا

"ٹھیک ہے ٹھاکر جی۔ آپ جائیں میں تو یہاں باغ کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھا ہوں۔

جب ٹھاکر سہلک پالکی میں بیٹھ کر حویلی سے چلا گیا تو ماریا نے کہا

"میں ہرنی کے معصوم بچے کی جان بچانے جا رہی ہوں"

عنبر بولا۔

"ارے تمہیں کیا پڑی ہے ماریا۔ رک جاؤ"

مگر ماریا جا چکی تھی۔ عنبر کو ماریا کی خوشبو دور ہرنی محسوس ہوئی۔ ماریا نے دیکھا کہ ٹھاکر سہلک چاندی کے پٹھت والی پالکی میں بڑی شان سے بیٹھا بازار میں چلا جا رہا ہے۔ پالکی چار مزدوروں نے اٹھا رکھی تھی۔ ماریا پالکی کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ وہ چونکہ غائب تھی اس لئے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ماریا نے بازار میں چلتے چلتے دیکھا کہ ایک کھلونوں کی دکان کے باہر ایک بچہ بڑی حسرت سے مٹی کے رنگدار کھلونوں کو تک رہا ہے بچے کے کپڑوں سے لگتا تھا کہ وہ غریب ماں باپ کا بچہ ہے۔ اتنے میں دکاندار نے چھڑی ہلا کر بچے سے کہا

"چل بے گندے بچے بھاگ جا یہاں سے"

بچہ بڑی امید بھری نظروں سے رنگین مٹی کے کبوتر کو تک رہا تھا۔ ماریا کو اس بچے پہ بڑا ترس اور دکاندار پر غصہ آیا۔ وہ لپک کر دکان میں گئی اور اس نے رنگدار کبوتر اٹھا لیا۔ دکاندار نے اچانک رنگدار کبوتر کا کھلونا غائب ہوتے دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ اسے بچے پر شک ہوا۔ اس نے بچے کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹ لیا اور تھپڑ مار کر چلایا۔

"کیوں بے میرا کھلونا تم نے چرایا ہے؟ نکال میرا کبوتر"

بچہ رونے لگا۔

ماریا کو طیش آگیا اس نے دکاندار کو دھکا دیا وہ پیچھے جا گرا اور چیخ کر بولا۔

ارے اس بچے میں اتنی طاقت کہاں سے آئی! یہ کوئی جن بھوت ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے دکاندار کے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا۔

"جھوٹ بچہ نہیں۔ جھوٹ میں ہوں اور تمہاری موت بن کر آئی ہوں۔"

دکاندار کا رنگ زرد ہوگیا۔ اس کا جسم خوف کے مارے لرزنے لگا کیونکہ وہ جس عورت کی آواز سن رہی تھا وہ اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"یم دوت جی! مجھے معاف کر دیں۔ میری جان نہ لیں۔ مجھے معاف کر دیں۔"

ماریا نے کہا

"تو پھر اس بچے کی جھولی کھلونوں سے بھر دے اور اسے چاندی کے سکے بھی دے دے۔"

دکاندار کپکپاتے ہوئے بولا۔

"جو حکم یم دوت جی۔"

وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کی موت کا فرشتہ آ گیا ہے۔ دکاندار نے فوراً کھلونے اٹھا کر بچے کی جھولی میں بھر دیئے وہ بے حد خوش ہوا۔ دکاندار نے چاندی کے سکے بھی بچے کو دیئے۔ بچہ تو خوش خوش وہاں سے بھاگ گیا

ماریا نے دکاندار کی گردن پر ایک ہلکا سا تھپڑ مار کر کہا۔

خبردار آئندہ کسی بچے پر ظلم نہ کرنا

کبھی نہیں۔ کبھی نہیں دیوی جی۔

دکاندار نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

ماریا چلی گئی تو لوگوں نے دکاندار سے پوچھا کہ تم کس سے باتیں کر رہے تھے اور تم نے بچے کو اتنے کھلونے کیوں دے دیئے؟ دکاندار نے کانوں پر ہاتھ لگا کر کہا

"بھائیو! میں موت سے بچا ہوں۔ مجھے مہارک وہ بھی موت میرا گلا دبانے آئی تھی۔ لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے کہ دکاندار دیوانہ ہے۔

ماریا سیدھی ٹھاکر سہائک کی پالکی کے پاس آ گئی۔

اس وقت پالکی ایک گلی میں داخل ہو رہی تھی اس گلی میں ایک چار منزلہ حویلی تھی۔ پالکی اس حویلی کی ڈیوڑھی میں جا کر رک گئی۔ ٹھاکر کے دوست کا نام پنڈت دیا پرشاد تھا۔ پنڈت نے بھی ریشمی لباس پہن رکھا تھا۔ دونوں دوست تپاک سے ملے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک کمرے میں دیوتا کا بت رکھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے چوکی پڑی تھی چند ایک گھر کے آدمی وہاں صبح سے بھجن گا رہے تھے۔

ماریا چپکے سے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

قربانی کی تیاری شروع ہو چکی تھی۔ اتنے میں دو آدمی ایک ہرنی اور اس کے بچے کو پکڑ کر لے آئے۔ بچہ بڑا ننھا سا اور نازک تھا۔ وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اپنی ماں کی طرف تک رہا تھا۔ ماں کی آنکھوں میں خوف بھی تھا اور بچے کا ماتا بھی تھی وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کو اور اس کے بچے کو قربان کیا جا رہا ہے۔

پنڈت کے حکم پر ہرنی کے بچے کو بت کے آگے چوکی پر لٹا دیا گیا۔ ایک موٹی توند والا آدمی چاقو لے کر ہرنی کے بچے کی طرف بڑھا۔ ہرنی کا بچہ ممیا رہا تھا۔ اس کی ماں کو ظالم بچے کے سامنے لے آئے تھے۔ یہ بہت بڑا ظلم تھا۔ یہ بڑے ظالم لوگ تھے ماریا کو سخت غصہ آ رہا تھا۔ وہ بھی آگے بڑھ گئی۔ ہرنی کے بچے کی ماں دکھ بھری بے بس نظروں سے اپنے معصوم بچے کی طرف دیکھ رہی تھی مگر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

عین جس وقت موٹی توند والا پجاری ہرنی کے بچے پر چاقو چلانے والا تھا ماریا نے اس کے ہاتھ سے چاقو چھین کر اس کی پیٹھ پر زور سے لات ماری۔ پجاری تو پھسلتا ہوا آگے کو جا گرا۔ ماریا نے ہرنی کے بچے کو اٹھا لیا۔

ہرنی کا بچہ ماریا کی گود میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ سب لوگ ہکا بکا ہو کر رہ گئے کہ ہرنی کا بچہ کہاں گم ہو گیا۔ انہیں ہرنی کے بچے کی ہلکی ہلکی آواز ضرور آ رہی تھی۔ ہرنی کی ماں ابھی تک پریشان تھی۔

ٹھاکر سہائک نے ہاتھ جوڑ کر کہا

"ہے سوریا دیوتا تو نے قربانی قبول کر لی۔ ہرنی کے بچے کو خود ہی اٹھا لیا۔ تیری جے ہو۔"

ماریا نے آواز کو بھاری بنا کر کہا

"اگر پھر تم لوگوں نے کسی جانور کو یہاں لا کر مارا تو میں تمہارے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔"

سب کے سب سجدے میں گر پڑے اور رو رو کر کہنے لگے۔

"سوریا دیوتا! ہم قسم کھاتے ہیں کہ پھر کسی جانور کو قربان نہیں کریں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے اسی بارعب آواز میں کہا

"اس موٹی توند والے پجاری سے کہو کہ ایک ہزار بار مکان کی سیڑھیاں چڑھے اور اترے۔"

پجاری تھر تھر کانپ رہا تھا۔ پنڈت اور ٹھاکر نے پجاری سے کہا

"پجاری! یہ سوریا دیوتا کا حکم ہے۔ فوراً حویلی کی سیڑھیاں چڑھنا اترنا شروع کر دو۔"

پجاری بھی خوف زدہ تھا۔ فوراً سیڑھیاں چڑھنے لگا دس بار چڑھا اترا ہوگا کہ دھم سے فرش پر گرا اور بے ہوش ہوگیا۔

ماریا نے ہرنی کا بچہ زمین پر رکھ دیا۔ وہ سب کو نظر آنے لگا۔ ہرنی کی ماں اپنے بچے سے لپٹ گئی ماریا نے رعب دار آواز میں کہا۔

"میں جا رہا ہوں خبردار جو کسی نے اس ہرنی اور اس کے بچے کو کچھ کہا۔"

"کبھی نہیں سوریا دیوتا۔ کبھی نہیں۔ سب نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

ماریا پنڈت کی حویلی کی ڈیوڑھی میں سے نکل کر باہر جا رہی تھی کہ اسے ایک آواز آئی۔

"ماریا! تم نے دیوتا کی قربانی میں خلل ڈالا ہے۔"

ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کو کوئی نظر نہ آیا۔ یہ کوئی غیبی آواز تھی۔ ماریا نے کوئی پروا نہ کی اور ڈیوڑھی کے دروازے کی طرف بڑھی مگر ایکدم سے وہ جیسے شیشے کی ایک دیوار سے ٹکرا گئی۔ اس نے شیشے کی دیوار میں سے شعاع بن کر نکل جانا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ اب تو وہ پریشان ہوگئی۔

اس کو وہی غیبی آواز پھر سنائی دی۔

"ماریا! تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے نہیں نکل سکو گی۔"

ماریا نے کہا

"تم جو کوئی بھی ہو مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

غیبی آواز نے کہا۔

"ڈیوڑھی کے کونے میں ایک طاق بنا ہوا ہے۔ وہاں آؤ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں۔"

ماریا مجبور ہوگئی تھی کیونکہ وہ ڈیوڑھی سے باہر کی طرف نہیں جا سکتی تھی۔ ماریا نے ایک بار پھر پیچھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو دوڑنے کی کوشش کی مگر اس کے پیچھے بھی شیشے کی سخت پتھر جیسی دیوار تھی۔ وہ رُک گئی۔ غیبی آواز نے کہا

"جیسا میں کہتا ہوں ویسے ہی کرو۔ تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے نہیں جا سکو گی۔"

ماریا ڈیوڑھی کے کونے والے طاق کے پاس آ گئی اس نے دیکھا کہ طاق میں لوہے کا ایک پیالہ زیتون کے تیل سے بھرا ہوا پڑا تھا اور اس میں تانبے کا ایک بُت ڈوبا ہوا تھا۔

غیبی آواز نے کہا

"اس تیل میں اپنی انگلی ڈبوؤ۔"

ماریا نے کہا

"میں ایسا نہیں کروں گی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور مجھے تم نے کس لئے قید کیا ہے؟"

غیبی آواز نے جواب دیا۔

"تم نے سوریا دیوتا کی قربانی نہیں ہونے دی۔ تمہیں اس کے عوض کفارہ ادا کرنا ہو گا۔"

ماریا نے پوچھا

"کونسا کفارہ؟"

غیبی آواز نے کہا

"یہ تم نے تیل کے پیالے میں انگلی ڈالو گی تو تمہیں پتہ چلے گا۔"

ماریا نے سوچا کہ انگلی پیالے میں ڈالنے سے ہو جائے گا اور پھر اگر کوئی کفارہ ادا کرنا ہی گیا تو وہ کفارہ ادا کر دے گی۔ اس سے زیادہ یہ شخص اس کے ساتھ اور کیا کرے گا۔

ماریا نے پیالے میں انگلی ڈبو دی۔

انگلی کے ڈبوتے ہی ماریا کے جسم میں جیسے چنگاریاں اٹھنے لگیں۔ تیل کے پیالے میں جو تانبے کا بُت تھا۔ اس میں جان پڑ گئی اور وہ پیالے سے نکل کر ماریا کے ماتھے سے جا کر چپک گیا۔

ماریا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور پھر اس میں ایک گول سوراخ بن گیا جس میں سے نیلا دھواں نکل رہا تھا۔ ماریا جیسے اپنے آپ میں نہ رہی اور کسی غیر معمولی طاقت نے اسے سوراخ کے اندر دھکیلنا شروع کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کے سوراخ میں داخل ہوتے ہی طاق کا سوراخ اپنے آپ بند ہوگیا۔ ماریا جیسے کسی گہرے غار میں اترتی چلی گئی۔ دھواں آہستہ آہستہ کم ہو رہا تھا۔ اب ماریا نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی جگہ آگئی ہے جہاں زمین پر جگہ جگہ نکوتے مینار بنے ہوئے ہیں۔ ان کے درمیان چھوٹے چھوٹے بادلوں کے سفید ٹکڑے تیرتے پھر رہے ہیں۔ ماریا اپنے آپ آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔

ان نکوتے میناروں میں سے گزرتی وہ ایک بہت بڑی شارک مچھلی کے کھلے منہ کے سامنے آگئی۔ مچھلی کا منہ غار کی طرح کھلا تھا اور اس کے دانت دور پیچھے تک چلے گئے تھے۔ غار کے اندر اندھیرا تھا۔ ماریا غار کے اندر آہستہ آہستہ اترنے لگی۔ کچھ دور جانے کے بعد روشنی ہوگئی۔ ماریا نے دیکھا کہ چاروں طرف دیواریں ہیں۔ ان دیواروں میں پتھروں کی جگہ انسانی جسم کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں لگی تھیں۔

ماریا نے ایک ہڈی کو ہاتھ لگایا تو آواز آئی۔

"مجھے تمہیں پریشان کرتی ہے۔ مجھے موت کی نیند سونے دو۔ تم بھی بہت جلد یہاں آرہی ہو۔ اس دیوار میں تمہاری ہڈیاں بھی چُن دی جائیں گی۔"

ماریا خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔

اس کے ساتھ ہی دیواریں ایک طرف کو ہٹ گئیں اور سات ایسے آدمی اندر داخل ہوئے جن کے سروں پر لمبے لمبے سینگ تھے اور جنہوں نے ہاتھوں میں کلہاڑے تھام رکھے تھے۔ ان کے بھاری بھاری جسم سیاہ تھے۔ آنکھیں لال لال ڈورانی تھیں۔ انہوں نے ماریا کو گھیر لیا۔

ماریا نے کہا

"میں یہاں کس لئے لائی گئی ہوں؟ میں نے تمہارے دیوتا کی قربانی میں خلل نہیں ڈالا بلکہ ایک معصوم ہرنی کے بچے کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا ہے۔"

اسے وہی غیبی آواز پھر سنائی دی۔

"تم نے دیوتا کی قربانی کی توہین کی ہے تمہیں اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔"

اس کے ساتھ ہی ساتوں آدمیوں نے ماریا کے گرد رقص کرنا شروع کر دیا۔ ماریا پریشان ہو کر فرش پر بیٹھ گئی۔ وہ خوفناک آدمیوں نے ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ہاتھ پر سے تانبے کے بُت کا پتلا اتار لیا۔ تانبے کے پترے کے اترتے ہی ماریا کے جسم میں بھڑکتی چنگاریاں بجھ سی گئیں۔

ماریا ابھی تک غائب تھی مگر بُت کے پترے کے اترتے ہی وہ ظاہر ہوگئی۔

اب ایک بھیانک شکل والا دیو نما آدمی قہقہہ لگاتا دیوار میں سے نکل کر ماریا کی طرف بڑھا اور بولا۔

"تمہیں قتل کر کے تمہاری ہڈیوں کو اس دیوار میں لگا دیا جائے گا ماریا۔ یہی تمہارا کفارہ ہوگا"

ماریا کی تو چیخ نکل گئی۔

"نہیں نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی"

یہ کہہ کر ماریا پیچھے کو بھاگی۔ لیکن وہ اب ایک کمزور عورت بن چکی تھی آدمیوں نے اسے جکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے غار کی ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں لے گئے۔ یہاں ایک بڑے سے پتھر پر ماریا کو باندھ کر لیٹا دیا گیا۔ بھیانک دیو نما آدمی نے حکم دیا۔

"اس کی زندگی کا چراغ گل کر دو"

اس حکم کے ساتھ ہی ایک آدمی کلہاڑا لئے ماریا کی طرف بڑھا۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۱۸ مُردے کی موت پڑھیے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے نام

پیارے انکل! السلام علیکم کے بعد عرض ہے:
ہے انکل آپ حیرت سے ہوں گے دیگر احوال یہ ہے کہ انکل ویسے بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔ میں نے آپ کو خط لکھا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔ آپ تو کہتے ہیں کہ جب بھی کوئی خط ہم کو ملے ہم جواب ضرور ہم ضرور دیتے ہیں۔ نہیں یہ تو غلط بات ہے انکل، آپ نے میرے ایک ہی خط کا جواب دیا۔ میں نے بھی امید پر دوسرا لکھا تھا کہ آپ ضرور ہر ضرور جواب دیں گے۔ لیکن آپ نے تو میری امیدوں پر پانی ہی پھیر دیا کوئی بات نہیں۔ ہم نے کون سا خط لکھنا بند کر دینا ہے آپ چاہے جواب دیں یا نہ دیں۔ ہم تو آپ کو ضرور خط لکھیں گے۔ باقی انکل ایک خوشخبری آپ کو سناؤں۔ میں نے آپ کو لکھا تھا کہ میں نے قرآن [illegible] کا ترجمہ شروع کیا ہے اور جلدی ہی ختم کر رہی ہوں اب میں نے ختم کر لیا ہے۔ امید ہے آپ ضرور خوش ہوں گے ٹھیک ہے نا۔ باقی اس ماہ کے ناول بہت پسند آئے۔ تینوں ہی بہت اچھے تھے اللہ کرے آپ اس سے بھی اچھے اچھے ناول لکھیں اور ہم پڑھیں۔ اچھا انکل اب اجازت خدا حافظ

فقط بے بی
گلستان روڈ عوامی کالونی فیصل آباد

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم!
پیارے انکل میں نے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی سیریز کے تمام ناول پڑھے ہیں۔ میں اور بھی کئی مصنفوں کی جاسوسی کہانیاں پڑھتا ہوں۔ مگر ان تمام میں آپ میرے ہیرو مصنف ہیں۔ میں ہر ماہ آپ کے ناولوں کا شدت سے انتظار کرتا ہوں۔ انکل میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ ہر ماہ چار ناول لکھا کریں۔ کیونکہ دو ناول تو میں ایک ہی دن پڑھ لیتا ہوں اس سے آپ ناولوں کی پسندیدگی کا اندازہ لگا لیجئے۔ میں جب بھی بک سٹال سے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی سیریز کے ناول لے کر آتا ہوں۔ تو چھپا کر پڑھتا ہوں کیونکہ میرے بہن بھائی بھی آپ کے ناولوں کے شوقین ہیں۔ آپ نے جو اپنے ناولوں میں ہمیں سائنسی معلومات فراہم کیں ہیں ہیں وہ پہلے معلوم نہیں تھیں اور اب میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کا وجود ہے۔ امید ہے آپ جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

آپ کا قاری نیاز احمد محمد یکہ توت نمد مندوی سیری مکان نمبر ۱۳۴۳ پشاور

پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم! عنبر ناگ اور ماریا تقریباً ۱½ ڈیڑھ سال سے پڑھ رہا ہوں اور میرے ابو جان یہ ناول بڑے شوق اور دلچسپی سے سنتے ہیں۔ دل نہیں کرتا اس ناول کو چھوڑنے کو۔ میں روزانہ ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کے وقت اپنے بچوں کو یہ ناول سناتا ہوں۔ اب تو یہ ناول اور بھی دلچسپ ہو گیا ہے۔ دل کرتا ہے دوبارہ بار بار ہر ناول کو پڑھا جائے۔

پیارے انکل آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ پیارے انکل خدا آپ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دے (آمین)

نیک تمناؤں کے ساتھ خدا حافظ۔ پیارے انکل۔ ٹاٹا ٹاٹا

گلزار حسین ہاؤس نمبر ۹/E۶۳۵۔ سٹریٹ نمبر ۱۳۔ زون نمبر ۱۲ مدینہ کالونی والٹن لاہور کینٹ۔

ڈیئر انکل! السلام علیکم۔

آپ کی تمام کہانیاں بچے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں انکل مجھے امید ہے کہ آپ کی کہانیاں آگے چل کر اور بھی زیادہ دلچسپ ہو جائیں گی۔ ویسے انکل یہ کہانیاں بچوں کے لیے سبق آموز ہیں۔ کیونکہ عنبر ناگ ماریا کی طرح ہمیں بھی ہر مصیبت کا سامنا کرنا چاہیئے۔ ہمیں صرف خدا کا خوف ہونا چاہیئے۔ ہر مصیبت میں اُس کو ہی پکارا جائے میں نے ابھی ابھی آپ کی ایک کہانی پڑھی ہے جس کا عنوان ہے "ماتا دیوی کا گڑھ" قسط نمبر ۱۱۰ انکل آج میرے امتحانات ختم ہو گئے ہیں۔ دعا کریں امتحان میں کامیاب ہو جاؤں۔ آمین ثم آمین۔

انکل میری خواہش ہے کہ عنبر ناگ بھیا جب دوسرے ملکوں کی سیر کرتے ہیں۔ تو وہ لوگ راولپنڈی کی بھی سیر کریں۔ انکل ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ عنبر بھیا وغیرہ سے ملاقات کریں۔ عنبر بھیا ناگ بھیا وغیرہ کو بھی سلام۔

اچھا اب اجازت دیں۔ خدا حافظ

ثمینہ ناز معرفت جناب اسلام الدین صاحب (ڈرافٹ مین) چکلالہ ایئر پورٹ راولپنڈی

ڈیئر انکل اسے حمید

السلام علیکم! ۱۰ تاریخ کو آپ کا خط ملا۔ یقین جانیئے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی انکل پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ اپریل تک تین تین کتابیں چھپا کریں گی یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ اور اب پورا ماہ انتظار بھی نہیں ہو سکتا دن اتنی مشکل سے گزرتا ہے۔ اور میں کہانیوں کے انتظار میں سوکھتی رہتی ہوں۔ کیا کروں اور مجھے کوئی کہانی پسند ہی نہیں آتی۔ ویسے عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ پڑھتے وقت بھی بڑا مزا آتا ہے۔ اس ماہ کی دو کہانیاں "خفیہ ہاتھ" اور "ماتا دیوی کا گڑھ" بہت ہی زیادہ پسند آیا لیکن انکل میں ایک بات پر آپ سے ناراض ہوں۔ وہ بات بتاؤ آپ کو اچھا ہی بتاتی ہوں میں نے آپ کو کب سے کہا ہے کہ آپ میری ملاقات عنبر ناگ ماریا سے کتابوں کے ذریعے کروائیں لیکن ابھی تک آپ نے میری بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں مانی۔ اچھا انکل خدا حافظ

فقط آپ کی ساتھی و بیٹی

شاہدہ احمد معرفت احمد خان صاحب فیصل کالونی ہائی وے راولپنڈی

پیارے انکل اے حمید

السلام وعلیکم کے بعد عرض ہے کہ میں آپ کو بہت دیر کے بعد خط لکھ رہا ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ میں آپ کی کتابیں نہیں پڑھتا۔ وہ تو میں باقاعدگی سے ہر ماہ کے شمارے پڑھتا ہوں۔ آج کل میں آپ کا نیا ناول "غیبی شیشہ" کا مطالعہ کر رہا ہوں۔

انکل آپ نے جبر ناگ ماریا خلا میں جا کر ان کا سفر اور اچھا اور دلچسپ ہو گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اسی طرح قلم اٹھائے رہیں گے۔ اس خط کا جواب ضرور دیں۔

انکل آپ مجھ سے فون پر ضرور بات کریں۔ آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔ میں آپ کا بہت ممنون اور شکر گزار ہوں گا۔ فون نمبر ۸۰۱۹۶۷

اچھا انکل اب اجازت دیں اور میں امید رکھوں کہ آپ مجھے جیسے ہی خط ملے فون پر بات ضرور کریں گے۔

آپ کا پرستار ایوب جان ہپوٹیڈ بیکو روڈ کوٹ لکھپت

لاہور۔

ناگ ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

۱۔ لاش سے ملاقات	۵/-	۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ	۵/-
۲۔ جہاز ڈوب گیا	۵/-	۲۳۔ لاش کی چیخ	۵/-
۳۔ مندر کی چڑیل	۵/-	۲۴۔ آسیب کی رات	۵/-
۴۔ پراسرار غار کی ٹوٹی	۵/-	۲۵۔ [illegible]	[illegible]
۵۔ ناگ لندن میں	۵/-	۲۶۔ [illegible]	۵/-
۶۔ تابوت میں سانپ	۵/-	۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ	۵/-
۷۔ موت کا دریا	۵/-	۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش	۵/-
۸۔ سانپ کا انتقام	۵/-	۲۹۔ بابل کی بدروحیں	۵/-
۹۔ سانپ کی آواز	۵/-	۳۰۔ قبر کی دلہن [illegible]	[illegible]
۱۰۔ ناگ کا قتل	۵/-	۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان	۵/-
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ	۵/-	۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ	۶/-
۱۲۔ پتھر کا ہاتھ	۵/-	۳۳۔ [illegible]	۶/-
۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھوت	۵/-	۳۴۔ مردوں کی شہزادی	۶/-
۱۴۔ ڈائنا سورس کا جزیرہ	۵/-	۳۵۔ سانپوں کا دربار	۶/-
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ	۵/-	۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ	۶/-
۱۶۔ انسانی بلی	۵/-	۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری	۶/-
۱۷۔ سانپوں کا جنگل	۵/-	۳۸۔ کٹا ہوا زندہ ہاتھ	۶/-
۱۸۔ ماریا اور ہن ماس	۵/-	۳۹۔ عنبر لاہوت	۶/-
۱۹۔ قبر نما انسان	۵/-	۴۰۔ چڑیلوں کی سلکدانیاں	۱۳/-
۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام	۵/-	۴۱۔ مردہ ہونٹ اور ماریا	۱۰/-
۲۱۔ ناگ اور جادوئی کرمٹول	۵/-	۴۲۔ رات کا کالا کفن	۶/-

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مرنے کی موت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

مُردے کی موت

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

مقدس نورانی ہاتھ
ناگ کچھوے کے پیٹ میں
خفیہ منتر
مکار کاہن
مُردے کی موت

مقدس نورانی ہاتھ

[illegible] کا

ماریا خوف سے چیخ کر تکنے لگی۔

کہیں وہ سچ مچ مر تو نہیں جائے گی؟ اس کے دل میں یہی خیال بار بار آنے لگا۔ کلہاڑے والا دیو نما آدمی اس کی طرف بڑھتا ہوا۔ قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ ماریا نے خداوند کو یاد کیا اور دل میں کہا کہ اے خداوند کریم زندگی اور موت تیرے ہی اختیار میں ہے۔ کوئی شے تیرے حکم کے بغیر دین چکر سے حرکت نہیں کر سکتی تو مجھے اپنی پناہ میں رکھنا۔

دیو نما آدمی نے کلہاڑا اٹھایا ہی تھا کہ وہ چیخ مار کر پیچھے کو گرا۔ باقی جناتی آدمی اس کی طرف لپکے تو وہ بھی باری باری چیخ مار کر گر پڑے۔ ماریا سمجھ گئی کہ خداوند کریم نے اس کی مدد فرمائی ہے۔ مگر وہ رسیوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ اسے پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ سارے کے سارے ـــــ ظالم آدمی فرش پر بے حس و حرکت پتھر بن کر پڑے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتنے میں ایک روشن اور چمکیلا ہاتھ ماریا کی طرف بڑھا
اس نورانی ہاتھ میں سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ یہ
ہاتھ ماریا کے چہرے کے اوپر آکر رک گیا۔ ماریا کا چہرہ
ہاتھ کی روشنی میں چمک اٹھا۔ اسے بڑی پیاری اور رحم بھری
آواز آئی۔

ماریا! تو نے ہرنی کے بچے کی جان بچا کر ایک
نیک کام کیا ہے۔ تمہیں اس نیک کام کا انعام مل رہا
ہے۔ اٹھو اور واپس اپنے بھائی کے پاس جاؤ۔

اس آواز کے ساتھ ہی نورانی ہاتھ غائب ہو گیا۔

ماریا نے محسوس کیا کہ اس کے جسم سے لپٹی ہوئی رسیاں کھل
چکی ہیں۔ وہ پیڑ سے پرے ہٹ کر غار سے نکلی اور غار کے
سوراخ میں سے گزر کر پنڈت کی حویلی کی ڈیوڑھی میں آ نکلی۔ ڈیوڑھی
میں آتے ہی اس کا جسم ایک بار پھر غائب ہو گیا۔ ماریا کی
ساری طاقت اسے واپس مل گئی تھی۔

ماریا نے خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا اور ڈیوڑھی سے
نکل کر عنبر کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس وقت شہر پر زرد دھوپ
پھیلی تھی اور سورج مغرب میں غروب ہو رہا تھا۔ وہ ٹھاکر سہاک
کی حویلی میں آئی تو دیکھا کہ عنبر اپنے کمرے میں بے چینی سے
ٹہل رہا تھا۔ ماریا کی خوشبو پاتے ہی وہ چونک کر کھڑکی سے
باہر دیکھنے لگا۔

ماریا اس سے قریب آ کر بولی

"عنبر! میں واپس آ گئی ہوں"

عنبر نے اطمینان کا سانس لیا اور بولا۔

"یہ نہیں کیا سوچ رہی تھی کہ ہرنی کے بچے کی جان بچانے
نکل کھڑی ہو۔ اتنی دیر کہاں لگا دی؟ میں تو
پریشان ہو گیا تھا"

ماریا نے عنبر کو سارا واقعہ سنا کر کہا۔

"عنبر! انسان کو اس کے اچھے اور برے کام کا بدلہ
اس دنیا میں ضرور ملتا ہے۔ میرا ایک نیک کام
خداوند کریم کو پسند آ گیا اور اس نے مجھے
جادو نگر دیوؤں کی قید سے رہائی دلوا دی"

عنبر بولا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ مگر اب خدا کے لیے کہیں ادھر
ادھر مت جانا۔ ہمیں سب سے پہلے ناگ کی
طاقت کو بحال کرنا ہے"

ماریا نے کہا۔

"میں ناگ سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں"

وہ دونوں حویلی سے نکل کر جنگل میں اس درخت کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچے جہاں ناگ کو چھپ رہنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ ناگ نے بھی ماریا اور عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ وہ جھاڑیوں میں سے نکل کر سامنے آ گیا اور ماریا سے مل کر بہت خوش ہوا۔ ماریا نے بھی اسے تسلی دی کہ وہ خداوند کریم کے فضل و کرم سے بہت جلد اسے اس مصیبت سے نجات دلا سکیں گے اور وہ پھر انسان بننے کی طاقت حاصل کر لے گا۔

کچھ دیر تک وہ کیٹی اور تھیو سانگ کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ ناگ نے کہا۔

"کیٹی اور تھیو سانگ کو ہم سے بچھڑے ہوئے ایک مدت ہو گئی ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہوں گے؟"

عنبر بولا۔

"جوتشی نے تو مجھے یہی بتایا تھا کہ کیٹی کسی خلائی سیارے میں قید ہے۔ اور تھیو سانگ بھی کسی جزیرے میں بیٹھا ہندوستان یعنی اس ملک میں آنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پھر ہمیں یہاں سے کہیں نہیں جانا چاہیے۔"

عنبر بولا۔

"ہاں ہے۔ جوتشی نے کہا تھا کہ تھیو سانگ کا رومنڈل سکے ساحل پر اترے گا۔ یہ ساحل گجرات کاٹھیاوار کی سورت کی بندرگاہ کا ساحل ہے۔"

ماریا نے کہا

"یہاں سے ہم سورت کی بندرگاہ کا ہی رخ کریں گے۔"

ناگ کو وہیں جنگل میں درخت کے پاس چھوڑ کر ماریا اور عنبر واپس مکان تک کر سہاک کی حویلی میں آ گئے۔ عنبر اور ماریا حویلی کی کوٹھری میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اور کیٹی کے بارے میں سوچنے لگے کہ وہ کس خلائی سیارے میں قید ہو گی۔ اور اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔

اسی رات بھی مکان سہاک نے حویلی کی چھت پر بیٹھ کر عنبر کا بتایا ہوا منتر پڑھنا شروع کیا۔ اس منتر میں کوئی اثر نہیں تھا۔ یہ تو عنبر نے یونہی اسے بتا دیا تھا کہ وہ ادھر ادھر نکلا رہے اور اسے ماریا کو تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اور ناگ کو اس کی اصلی حالت میں واپس لانے کا موقع مل سکے۔

رات آدھی گذر چکی تھی۔ شہر پر اندھیرے اور خاموشی کا راج تھا۔ سہاک چھت پر بیٹھا منتر پڑھ رہا تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا تھا۔ اسے خیال آیا کہ اسے اتنا عرصہ ہو گیا ہے کہ وہ منتر کا بتائے ہوئے منتر کا جاپ کر رہا ہے مگر وہ اپنے آپ میں کسی قسم کی تبدیلی محسوس نہیں کر رہا۔ اسے اس عرصہ میں منتر کے اثر ہونے کا کچھ نہ کچھ تو احساس ہونا چاہیئے۔ تھا کہیں عنبر میرے ساتھ کوئی دھوکہ تو نہیں کر رہا۔ پھر خیال آیا کہ اسے میرے ساتھ دھوکہ کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ خود ایک بڑا جادوگر ہے اور اس نے اپنے جادو کے ذریعے اپنی موت پر بھی قابو پا لیا ہوا ہے۔ یہ میرا وہم ہے۔ کہ میں ابھی تک منتر سے کیوں نہیں کچھ حاصل کر سکا۔ شاید عنبر کی بتائی ہوئی مدت کے بعد مجھے وہ طاقت حاصل ہو جائے۔ جسے عنبر حاصل کر چکا ہے۔ پھر نہ جانے کیوں منتر پڑھتے ہوئے آج اس کا دل اس بات پر یقین نہیں کر رہا تھا کہ وہ عنبر والی طاقت حاصل کر سکتا ہے۔ بار بار یہ بات دماغ میں گھومتی تھی۔ کہ نہیں یہ شخص میرے ساتھ دھوکہ کر رہا ہے۔ کیوں کر رہا ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ سکی تھی۔ شاید وہ سانپ جو اس نے مجھ سے لے کر کہیں باہر دفنا دیا ہے اس کے ذریعے وہ بھی میری طرح کوئی خزانہ حاصل کرنے کی کوشش

کر رہا ہو۔ ہو سکتا ہے اس شہر میں جو پرانا خزانہ تھا۔ وہ تو میں سانپ کے ذریعے حاصل کر چکا ہوں اور مزید اس شہر میں کوئی پرانا خزانہ دفن نہ ہو۔ اس نے سانپ کو کہیں اور خزانے کی تلاش میں بھیج دیا ہو اور وہ ابھی تک واپس نہ آیا ہو۔ اور عنبر اس کی واپسی کے انتظار میں ہو۔ اچانک اس کے دل میں آیا کیوں نہ ہو اس سلسلہ میں اپنے گرو سے مدد حاصل کرے اور پوچھے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں اس کی حقیقت کیا ہے۔ میرا گرو ہی اس سلسلہ میں اب میری راہنمائی کر سکتا ہے۔

اس نے عنبر کا منتر پڑھنا چھوڑ کر اپنا جاپ گرو کو بلانے کے لیے شروع کر دیا کچھ وقت تک وہ گرو کو بلانے کا جاپ کرتا رہا۔ آخر اس کے ساتھ اس کے گرو سپیرے سے جادوگر کی شکل ظاہر ہو گی۔

"کمار مہاک نے تمام واقعہ بتا کر گرو جی سے پوچھا"

"گرو جی۔ کیا جو کچھ میں کر رہا ہوں۔ اس میں کامیاب ہو جاؤں گا"

شیطانی جادوگر نے کہا۔

"مہاک! تجھے احمق بنایا جا رہا ہے۔ تمہیں عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس کے لیے تمہیں منتر کو بے بس کرنا ہوگا، جو بڑا مشکل کام ہے۔"

پھر شیطانی جادوگر نے مکار سہاک کے کان میں سرگوشی کر کے ایک ترکیب بتائی اور اس کی شکل غائب ہو گئی۔ مکار سہاک کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ چھت پر سے اتر کر اپنے کمرے میں آکر پلنگ پر لیٹ گیا اور منتر کو قابو میں کرنے کا منصوبہ بنانے لگا۔ شیطانی جادوگر اسے جو ترکیب بتا گیا تھا اس پر وہ صبح ہی کو عمل شروع کر سکتا تھا۔

دن چڑھا تو مکار سہاک خود ہی منتر کے کمرے کی طرف گیا اور مسکرا کر بولا۔

"مہاراج! آج منگل وار ہے۔ ہم لوگ منگل کے روز ہر ماہ بیل دیوتا کی پوجا کرنے پہاڑی والے مندر جاتے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں وہاں کا منظر بڑا خوش نما اور حسین ہے۔"

منتر نے سوچا کہ چلو ذرا سیر ہی ہو جائے گی اور پھر اس مندر کے بارے میں کچھ معلومات ہی ملیں گی۔ چنانچہ اس وقت ناگ سے لئے جنگل کی طرف گئی ہوئی تھی۔ مکار سہاک نے منتر کو پالکی میں اپنے ساتھ بٹھایا اور غلام پالکی کو اٹھا کر

نے جو منتر بتایا ہے وہ بھی منتر ہے۔ تم سے دھوکہ کیا جا رہا ہے۔"

مکار سہاک تو حیرت میں ڈوب گیا۔

"مگر مہاراج! میں نے تو کہا تھا کہ میں اس منتر کو حاصل کرنے کے بعد غیر فانی بن جاؤں گا۔"

شیطانی جادوگر نے کہا۔

"یہ بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ منتر اتنا طاقتور ہے کہ دنیا کی کوئی تلوار اس پر اثر نہیں کر سکتی۔"

مکار سہاک نے کہا۔

"مہاراج! مجھ سے بہت بڑا دھوکہ کیا گیا ہے مگر انہوں نے ایسا کیوں کیا؟"

شیطانی جادوگر بولا۔

"وہ تم سے ناگ دیوتا کی طاقت بحال کرنے والا خفیہ منتر معلوم کرنا چاہتا ہے۔"

سہاک بولا۔

"میں یہ منتر اسے کبھی نہیں بتاؤں گا۔"

شیطانی جادوگر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہاڑی والے مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔

پہاڑی کے دامن میں وہ پگڈنڈی سے اتر آئے۔ عنبر نے دیکھا کہ سامنے ایک دروازہ ہے جس کے دو ستون تھے دروازہ سنگ تھا۔ مکار سہاک نے عنبر سے کہا

"اندر آیئے مہاراج بیل دیوتا کا بت آپ کا منتظر ہے!"

عنبر بے نیازی سے سہاک کے ہمراہ اندر چلا گیا۔

یہ مندر ایک تنگ و تاریک کمرے میں بنا تھا۔ مکار سہاک نے ایک چراغ روشن کر کے پتھر کے طاق میں رکھ دیا۔ اس چراغ کی روشنی میں عنبر کو دیوار میں ایک اور دروازہ دکھائی دیا۔ مکار سہاک بولا۔

"بیل کی مورتی اس کے اندر والے کمرے میں ہے آیئے مہاراج! آپ نے ایسی خوب صورت مورتی پہلے کبھی نہیں دیکھی ہو گی۔ یہ سونے کی بنی ہوئی ہے۔"

عنبر اس دروازے سے بھی گزر گیا۔ آگے ایک اندھیری کوٹھری تھی۔ ساتھ والے کمرے میں جلتے چراغ کی روشنی اس کوٹھری میں آ رہی تھی۔ عنبر کو درمیان میں ایک پورے آسانہ کا بیل کا بت دکھائی دیا جو سچ مچ سونے کا بنا ہوا تھا۔ مکار سہاک نے منہ ہی منہ میں اپنے شیطانی گرو

کے بتائے ہوئے کالے علم کے بارہ منتر پڑھ کر بیل کے بت کے سر پر پھونک دیئے۔ عنبر کو اس کی کوئی خبر نہ ہوئی۔

مکار سہاک نے کہا۔

"مہاراج ہمارے شاستروں میں لکھا ہے کہ اس بیل پر کوئی سوار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ دیوتاؤں کی سواری ہے۔"

عنبر کو غصہ آ گیا۔ بولا۔

"مگر خیال میں اس بیل پر سوار ہو سکتا ہوں۔"

مکار سہاک نے عنبر کے شوق کو اور بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں مہاراج۔ اس پر آپ بھی سوار نہیں ہو سکتے آج تک کوئی انسان نہیں بیٹھ سکا۔"

عنبر بولا۔

"میں تمہیں بیٹھ کر دکھاتا ہوں۔"

عنبر نے بیل کی مورتی پر ہاتھ رکھا اور اچھل کر اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا۔ بیل کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہی عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کا سارا جسم سُن ہو گیا ہے۔ اس نے چیخ مار کر بیل پر سے اترنے کی کوشش کی۔ مگر اس کے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس وقت مکار سہاک منتر پڑھتا کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ اس نے کوٹھڑی کے دروازے کا ایک خفیہ بٹن دبایا تو کوٹھڑی کے دروازے پر ایک بھاری پتھر گرا اور دروازہ بند ہو گیا۔ عنبر کے جسم کی طاقت ختم ہو گئی اور وہ بھی بیل کے بت کے ساتھ ایک بت بن گیا۔

مکار سہاک مندر سے نکل کر پالکی میں بیٹھ کر خوشی خوشی واپس اپنی حویلی کی طرف چل پڑا۔ اس نے اپنے دشمن سے بدلہ لے لیا تھا۔

ادھر جنگل میں ماریا ناگ کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ وہ ناگ سے کہہ رہی تھی۔

"ہم آج ہی مکار سہاک سے وہ خفیہ منتر معلوم کر لیں گے۔ جس کے پڑھنے سے تمہاری طاقت تمہیں واپس مل جائے گی۔"

ناگ بولا۔

"جلد کرو ماریا۔ میں تو اب سانپ کے روپ میں رینگ رینگ کر تنگ آ گیا ہوں۔"

اچانک ماریا نے کہا:

"ناگ بھیا! عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

ناگ نے بھی فضا میں زبان نکال کر سونگھا۔ اور گھبرا کر بولا۔

"تم نے ٹھیک کہا ماریا۔ عنبر کی خوشبو فضا میں نہیں ہے۔ مگر یہ کیسے ہو گیا ——— ؟ کہیں عنبر کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ گیا؟ خدا کے لیے جلدی سے حویلی میں جا کر معلوم کرو۔"

ماریا بولی۔

"میں جاری ہوں۔ تم اسی جگہ رہنا۔"

ناگ نے کہا۔

"مجھے واپس آ کر عنبر کی خیریت کی اطلاع ضرور دینا۔"

ماریا تیزی سے جنگل میں درختوں کے اوپر اڑتی ہوئی حویلی میں پہنچی۔ اس نے دیکھا کہ عنبر کا کمرہ خالی ہے۔ عنبر وہاں نہیں تھا۔ وہ پریشان ہو کر باہر باغ میں آ گئی۔ اسے ٹھاکر سہاک نظر آیا۔ جو باغ میں تلسی کے درخت کے پاس چوکی پر بیٹھا تلسی کی پوجا کر رہا تھا۔ ماریا سوچنے لگی کہ وہ اس سے کس طرح پوچھے کہ عنبر کہاں ہے؟

اتنے میں ایک کنیز نے آ کر کہا۔

"مہاراج! جوگی جی کہیں نظر نہیں آ رہے۔"

مکار سہاک نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"جوگی مہاراج ندی پر نہانے گئے ہوں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کنیز بولی!

"ذکر ادھر بھی دیکھ آئے ہیں ٹھاکر جی! وہ وہاں بھی نہیں ہیں۔"

اب مکار سہاک نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"بھگوان جوگی جی کی حفاظت کرے۔ آخر وہ کہاں جا سکتے ہیں؟"

پھر اس نے سب نوکروں کو جمع کر کے کہا۔

"جوگی مہاراج کو سارے شہر اور جنگل میں جا کر تلاش کرو۔ وہ ہمارے مہمان بھی ہیں اور بزرگ بھی ہیں۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو غضب ہو جائے گا۔ ذرا ان کی تلاش میں نکل جاؤ۔"

ذکر حویلی سے نکل کر شہر کی بھگوں اور جنگل کی طرف بھاگے۔ جو چار غلام پالکی میں عنبر کو ٹھاکر سہاک کے ساتھ پہاڑی والے مندر پر لے گئے تھے ان کو ٹھاکر نے تاکید کر دی تھی کہ وہ اپنی زبانیں بند رکھیں۔ انہیں ٹھاکر سہاک نے انعام بھی دیا تھا۔

ماریا نے جب دیکھا کہ ٹھاکر سہاک نے عنبر کی تلاش کے لیے آدمی دوڑائے ہیں اور وہ خود بھی بے حد پریشان ہو گیا ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ عنبر کی گمشدگی میں ٹھاکر سہاک

کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔ اب ماریا اپنے طور پر عنبر کی تلاش میں شہر کی طرف نکل کھڑی ہوئی۔

شہر میں جگہ جگہ گھومتے پھرتے ماریا کو دوپہر ہو گئی۔ مگر عنبر کا کوئی سراغ نہ ملا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ماریا کو کسی جگہ سے بھی عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ پھرتے پھرتے وہ راجہ کے محل کی طرف آ گئی۔ اس محل میں اس نے کئی روز بسر کیے تھے۔ مگر اس محل سے بھی اسے عنبر کی خوشبو کہیں سے نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نا امید ہو کر جنگل میں آ گئی۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ناگ بھیا! کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ عنبر کہاں گم ہو گیا ہے۔ میں شہر اور محل کا چپہ چپہ چھان مارا ہے۔ مجھے وہ کہیں نہیں ملا۔"

ناگ نے کہا۔

"کہیں ایسا سے مکار سہاک نے تو کسی جگہ غائب نہیں کر دیا؟"

"نہیں ایسا نہیں ہے۔" ماریا نے کہا "وہ خود عنبر کے گم ہو جانے سے بہت پریشان ہے۔ وہ تو اس سے غیر قانونی بچے کا راز معلوم کرنے والا تھا۔ اس نے تو اپنے سارے نوکروں کو عنبر کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ ہے تو آئے۔ مجھے اس سے کچھ پوچھنا ہے۔"
ماریا اور ناگ خاموشی سے جنگل میں بیٹھ گئے۔
تھوڑی ہی دیر بعد گھاس پر گرے پڑے سوکھے پتوں میں سرسراہٹ ہوئی اور ناگ نے دیکھا کہ ایک سفید سانپ آہستہ آہستہ رینگتا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ قریب آکر سفیدی سانپ نے ناگ کو کوئی سلام نہ کیا۔ کیونکہ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی کرنیں نہیں نکل رہی تھیں۔ سفید سانپ بھی ناگ کو ایک عام سرخ سانپ سمجھ رہا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ سفید سانپ کافی بوڑھا سانپ ہے۔
سفید سانپ پاس آکر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور اپنا پھن اٹھا کر بولا۔
"بیٹا! تم نے کس لیے یاد کیا۔ تم کو کس قسم کا مشورہ چاہیے؟"
ماریا پاس ہی خاموش کھڑی تھی۔ ناگ نے کہا۔
"محترم بزرگ! میرا ایک ماتحت تھا وہ غائب ہو گیا ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ اس شہر میں ہے یا کہیں باہر چلا گیا ہے۔ اس کے جسم سے میری خوشبو آتی ہے۔"
سفید سانپ بولا۔

خاموش میں دودھ دیا ہے۔"
ناگ چپ ہو گیا۔ ماریا بھی سوچنے لگی پھر بولی۔
"ناگ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اپنے کسی عقلمند سانپ کو بلا کر اس سے مشورہ کرو۔ شاید کسی سانپ کو پتہ ہو کر جنر کہاں گم ہو گیا ہے۔"
ناگ بولا۔
"میری ناگ دیوتا کی طاقت اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ میں کسی سانپ کو نہیں بلا سکتا۔"
ماریا نے کہا۔
"تم ناگ دیوتا بن کر نہ سہی۔ سانپ کا دوست بن کر کسی بزرگ سانپ کا مشورہ لے سکتے ہو۔"
ناگ کی سمجھ میں یہ بات آگئی۔ کیونکہ سانپ اپنی عقل کی وجہ سے بہت مشہور ہوتے ہیں اور بزرگ سانپ تو بہت عقلمند ہوتا ہے۔ اس نے کہا۔
"میں کوشش کرتا ہوں۔ یہ ایک پرانا جنگل ہے ہو سکتا ہے یہاں کوئی بزرگ سانپ رہتا ہو۔"
ناگ نے سانپ کی آواز نکالی اور کہا۔
"میں ایک سانپ بول رہا ہوں۔ اگر اس جگہ کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سرخ سانپ! اس بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہاں اگر تم میرے ساتھ چلو تو میں تمہیں اپنے دادا سانپ سے ملواتا ہوں۔ وہ شاید تمہاری کچھ مدد کر سکے۔"

ناگ نے کہا۔

"ناگ دیوتا تمہارا بھلا کرے۔ مجھے اپنے دادا سانپ کے پاس لے چلو۔"

ناگ سفید سانپ کے پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ سفید سانپ ناگ کو لے کر ایک پرانے اور بہت بڑے درخت کے نیچے لے آیا۔ ناگ نے دیکھا کہ یہاں درخت کی موٹی جڑوں کے درمیان ایک بہت ہی بوڑھا دھاری دار سانپ بیٹھا اونگھ رہا ہے۔ اس کے سر پر چھوٹے چھوٹے سفید بال نکل آئے تھے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ سانپ کم از کم دو ہزار سال کی عمر کا ہے۔ ناگ نے آگے جا کر ادب سے سلام کیا اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔

اچانک بوڑھے دادا سانپ نے اپنی گردن اوپر اٹھائی اور پھر جلدی سے اپنی گردن جھکا کر بولا۔

"اے مقدس ناگ دیوتا! میں آپ کو سلام

کرتا ہوں۔"

ناگ اور سفید سانپ دونوں چونک پڑے۔ سفید سانپ تو حیران ہو کر ناگ کو دیکھنے لگا۔ ناگ نے تعجب سے کہا۔

"دادا سانپ آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں ناگ دیوتا ہوں؟"

دادا سانپ بولا۔

"مقدس ناگ دیوتا! میں نے آج تک کسی کو دکھ نہیں دیا۔ کسی کے بارے میں برا نہیں سوچا۔ ان کی وجہ سے میرا دل روشن ہو گیا ہے اور مجھے ہر چیز کی اصل تصویر نظر آ جاتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ مقدس ناگ ہیں مگر آپ کی طاقت کسی دشمن نے چھین لی ہے۔"

ماریا بھی بڑے شوق سے دادا سانپ کو دیکھ رہی تھی۔ اب سفید سانپ بھی ناگ کے آگے ادب سے بیٹھ گیا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"دادا سانپ آپ بجا فرما رہے ہیں۔ میں واقعی ناگ دیوتا ہوں مگر میری طاقت یہاں کے ایک مکار سپیرے سوامی نے چھین لی ہے۔ میری طاقت بحال کرنے کا خفیہ منتر بھی اس مکار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپیرے کے پاس ہے۔ میرا بھائی عنبر اس سپیرے سے یہ خفیہ منتر معلوم کرنے کے جتن کر رہا تھا کہ وہ خود نہ جانے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اب میں اس کا کھوج لگانا چاہتا ہوں۔"

دادا سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ دیوتا جو طاقت آپ نے مجھ عطا کر رکھی ہے اور جو طاقت میرے ہے دار کردار اور خلق خدا کو نیک کرنے کی وجہ سے خدا نے مجھے عنایت فرمائی ہے اس کی روشنی میں مجھے نظر آ رہا ہے کہ عنبر آپ کا بھائی اسی شہر میں زمین کے اندر کسی جگہ موجود ہے۔ مگر میں اس کے اردگرد طلسمی شعاعوں کا ایک بہت بڑا دائرہ دیکھ رہا ہوں جس کو کوئی سانپ یا انسان پار نہیں کر سکتا۔"

ناگ نے پوچھا۔

"پھر میں اپنے بھائی کو کیسے زمین سے باہر نکال سکتا ہوں؟ کیا وہ خود بھی زمین سے باہر نہیں نکل سکتا دادا سانپ؟"

دادا سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ دیوتا! میں دیکھ رہا ہوں کہ عنبر سونے کے بُت میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اس کے گرد جو طلسمی شعاعوں کا دائرہ بنا دیا گیا ہے وہ اس جگہ سے کافی دور تک پھیلا ہوا ہے۔ پہلے اس کو ختم کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد آپ عنبر کے پاس پہنچ کر اسے نکالنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔"

ناگ نے سوال کیا۔

"دادا سانپ! یہ طلسمی دائرہ کس طریقے سے بے اثر کیا جا سکتا ہے؟"

بزرگ سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ! یہاں سے دور سمندر میں اگر آپ ایک دن اور ایک رات کا سفر کریں تو سمندر کے بیچ میں مونگے کی بنی ہوئی ایک سیاہ چٹان آئے گی۔ اس چٹان کے نیچے ایک قدرتی سرنگ ہے۔ اس سرنگ میں پورے چاند کی رات کو ایک بہت بڑا کچھوا آ کر سات انڈے دیتا ہے۔ انڈے دینے کے فوراً بعد وہ ان ساتوں انڈوں کو کھا جاتا ہے۔ اگر کسی طرح سے آپ ان انڈوں میں سے ایک انڈا اٹھا کر لے آئیں تو اس کے زرد مسوف کو جسم پر لگانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکے بعد عنبر کے گرد پھیلے ہوئے طلسمی دائرے کا
اثر ختم ہو جائے گا۔"
ناگ نے کہا۔
"میں وہ انڈہ لانے کی کوشش کروں گا۔"
دادا سانپ بولا۔
"مگر اس میں خطرہ بھی ہے۔ کیونکہ کچھوا بڑا خونخوار
ہو گیا ہے۔ اگر اس نے آپ کو پکڑ کر نگل لیا تو آپ
اس کے پیٹ سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔"
ناگ نے کہا:
"میں اپنے بھائی عنبر کے لیے یہ خطرہ مول لینے پر
تیار ہوں۔"
ناگ نے دادا سانپ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ ماریا عنبر
اس کے ساتھ ہے۔ جو غائب رہتی ہے اور ایک غیبی عورت
بڑے آرام سے کچھوے کا انڈا اٹھا لے گی۔
جب سانپ رخصت لے کر جانے لگا تو دادا سانپ
بولا۔
"مقدس ناگ دیوتا! میں جانتا ہوں آپ کے ساتھ
ایک غیبی عورت بھی ہے۔ اور آپ اس کام لینے کے
بارے میں سوچ رہے ہیں۔ مگر یہ ذہن میں رکھیں کہ

کچھوے کے انڈے کو اگر کسی غیبی عورت یا غیبی
روح کا ہاتھ لگا تو وہ پانی بن کر بہہ جائے گا۔"
ماریا چونک پڑی کہ دادا سانپ کو اس کی موجودگی کا پتہ
ہے۔ ناگ بھی حیران ہوا۔ اس نے کہا۔
"دادا سانپ! معاف کرنا میں نے ماریا کے
بارے میں آپ کو اس لیے نہیں بتایا کہ میں اس
کی ضرورت نہیں سمجھ رہا تھا۔ وہ واقعی میرے ساتھ
ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ نے کہا ہے۔ اب تو وہ بھی
سوائے اس کے میری اور کوئی مدد نہیں کر سکتی کہ
مجھے سمندر میں مونگے کی چٹان تک پہنچا دے۔"
دادا سانپ بولا۔
"خدا آپ کی حفاظت کرے مقدس ناگ! اگر
انڈہ مل گیا۔ تو میرے پاس آ جائیے گا۔ پھر میں
اپنے سانپ بھیج کر یہ پتہ کروا لوں گا کہ عنبر
زمین میں کس جگہ سونے کا بُت بنا کر دفن کر دیا
گیا ہے۔ کیونکہ میں اپنے سانپوں پر کچھوے کے
انڈے کا سفوف مل دوں گا۔ جس سے ان پر طلسمی
لہروں کا اثر نہیں ہوگا۔"
"ایسا ہی ہوگا۔ دادا سانپ! میں سیدھا آپ ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے پاس آؤں گا۔
یہ کہہ کر ناگ ۔ ماریا سے ساتھ وہاں سے
چل دیا۔

ناگ کچھوے کے پیٹ میں

جنگل سے باہر نکل کر ماریا نے کہا۔
"یہ دادا سانپ تو بڑا روشن ضمیر سانپ ہے۔ اس کو میری موجودگی کا بھی علم ہو گیا"
ناگ بولا۔
"ماریا بہن! سانپ تو سانپ ہیں اگر کوئی انسان بھی دنیا میں ہمیشہ نیک کام کرے، جھوٹ نہ بولے، کسی کو دھوکہ نہ دے، بڑوں کا ادب کرے اور خدا کی عبادت کرتا رہے۔ تو اس کا ضمیر بھی روشن ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کے سائے میں لے لیتا ہے۔ اور اسے آنے والے واقعات کا پتہ چل جاتا ہے"
ماریا کہنے لگی۔
"تم ٹھیک کہتے ہو ناگ۔ اچھا اب میرا خیال ہے کہ ہمیں سمندر کی طرف اپنا سفر شروع کر دینا چاہیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں تمہیں اٹھا لیتی ہوں، کیونکہ تم خود عقاب بن کر میرے ساتھ پرواز نہیں کر سکتے۔"

ناگ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"اب تو وہ ہوا میں اڑنا مجھے خواب لگتا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"خداوند تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا گناہ ہے۔ اچھا وقت بھی جلد آجائے گا۔ اب میں تمہیں اٹھا کر اپنی گردن میں لپیٹ لوں گی پھر ہم یہاں سے سمندر کی طرف سفر شروع کر دیں گے۔"

"میں تیار ہوں۔" ناگ نے آہستہ سے کہا۔

ماریا نے ناگ کو جو سرخ سانپ کی شکل میں تھا اٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی ناگ غائب ہو گیا۔ اب اسے سوائے ماریا کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ماریا نے ناگ کو اپنی گردن میں لپیٹ لیا اور ہوا میں اچھل کر اوپر کو اٹھی اور درختوں کے اوپر آکر اس نے اپنا رخ سمندر کی طرف کر لیا اور تیزی سے اڑنا شروع کر دیا۔

وہ ساری رات اڑتی رہی۔ جب سورج کی روشنی زمین پر پھیلی تو ماریا کو دور سمندر دکھائی دیا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ناگ بھیا! ہم سمندر کے کنارے پہنچ رہے ہیں۔"

ناگ کو بھی دور سمندر کا پانی سورج کی روشنی میں چمکتا نظر آنے لگا تھا۔ اس نے کہا۔

"ماریا! تمہیں اسی رخ پر سمندر میں سفر کرنا ہوگا۔"

ماریا بولی۔

"دادا سانپ کے کہنے کے مطابق ایک دن اور ایک رات کے سفر کے بعد ہمیں کھلے سمندر میں سونگھ کی سیاہ چٹان نظر آئے گی۔"

"خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا۔" ناگ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

ماریا کسی تیز عقاب سے بھی زیادہ تیزی سے ہوا میں اڑ رہی تھی جس کی وجہ سے فاصلہ جلدی طے ہو رہا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"ناگ بھیا! اگر میں اسی رفتار سے اڑتی رہی تو میرا خیال ہے کہ ہم کل صبح سونگھ کی چٹان کے پاس پہنچ جائیں گے۔ میرا اندازہ تو یہی کہتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا اب سمندر کے اوپر اڑ رہی تھی۔ ان کے نیچے نیلے سمندر کی بڑی بڑی موجیں ساحل کی طرف ابھر ابھر کر بڑھ رہی تھیں۔ ماریا اڑتی چلی گئی۔ اسی طرح دن گذر گیا۔ یہاں سمندر اتنا وسیع تھا کہ اس کا کوئی کنارہ نظر نہیں آتا تھا۔ چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔ ہوا کی خدائی یاد آ رہی تھی۔ ماریا سمندر سے کوئی پچاس فٹ کی بلندی پر اڑ رہی تھی۔ اس نے کئی شارک مچھلیوں کو سمندری لہروں میں ابھرتے دیکھا۔ رات ہوگئی۔ آسمان پر تارے نکل آئے۔ سمندر کی لہریں پرسکون تھیں۔ تاروں کا عکس سمندر میں پڑتا تو ماریا کو یوں لگتا۔ جیسے وہ دو آسمانوں کے درمیان ہوا میں اڑی چلی جا رہی ہے۔

یونہی سمندر کے اوپر اڑتے اڑتے رات بھی گذر گئی۔ دن نکلا تو دور ماریا نے ایک چٹان کو سمندر سے ابھرے ہوئے دیکھا

"ناگ! وہ دیکھو میرا اندازہ ٹھیک ہی نکلا۔ ہم وقت سے پہلے مونگے کی سیاہ چٹان کے پاس پہنچ گئے ہیں۔"

ناگ نے بھی سیاہ چٹان کو دور سے دیکھا تو بولا۔ "خدا کرے کہ یہ وہی مونگے کی چٹان ہو۔"

ماریا چٹان کے قریب آئی تو دیکھا کہ یہ ایک بہت بڑی چٹان تھی۔ جو دائمی مرجانوں کی بنی ہوئی تھی۔ اس کا رنگ بھی سیاہ ہی تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"یہی وہ چٹان ہے ناگ! میں اس پر اتر رہی ہوں۔"

ماریا فضا میں سے اتر کر چٹان کی سطح پر پتھروں کے درمیان سمندر کی لہریں چاروں طرف سے آ کر ٹکرا رہی تھیں اور شور پیدا کر رہی تھیں۔ جھاگ اڑا کر واپس چلی جا رہی تھیں۔ ناگ بولا۔

"یہ بالکل ویران چٹان ہے۔ اب وہ سرنگ تلاش کرو۔ جس کے بارے میں دادا سانپ نے کہا تھا کہ اس کے اندر کھوا چاند رات کو آتا ہے۔"

ماریا نے چٹان کے ادھر ادھر ایک چکر لگایا تو اسے ایک جگہ سرنگ کا منہ نظر آیا۔ اس سرنگ میں سمندر کا پانی داخل ہو کر لہروں کی شکل میں واپس چلا جاتا تھا۔ ماریا اس کے اندر چل گئی۔ ناگ اس کے گلے میں لٹکا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سرنگ اندر جا کر ایک دالان میں بدل گئی تھی۔ جہاں پتھروں کے درمیان ایک بڑا پتھر پانی میں ڈوبا آدھا باہر تھا۔ ماریا نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ضرور خونی کچھوا اسی جگہ آ کر چاند رات کو
بیٹھتا ہے"
ناگ بولا۔
"چاند رات میں ابھی دو دن باقی ہیں۔ ہمیں یہاں
رہ کر چاند رات کا انتظار کرنا ہوگا"
"ٹھیک ہے" ماریا نے کہا۔ "ہم چٹان کے اوپر
بیٹھ کر چاند رات کا انتظار کریں گے"
ماریا چٹان کے اوپر آ گئی۔ اس نے ناگ کو گردن سے
اتار کر پاس رکھ دیا۔ ناگ ماریا کی گردن سے اترتے ہی
سانپ کی شکل میں ظاہر ہو گیا۔
دھوپ سمندر پر چمک رہی تھی۔ چاروں طرف
ہی سمندر تھا۔ دور دور سے نیلی لہریں آ کر چٹان سے
کچھ جھاگ اڑاتیں اور پھر شور پیدا کر کے واپس
جاتیں۔ ناگ بولا۔
"کتنا ہے یہاں کبھی کوئی انسان نہیں آیا"
ماریا نے کہا۔
"یہ جگہ سمندر میں بہت دور ہے اور پھر اس ایک
چٹان پر آ کر کیا کرے گا"

اتنے میں ماریا نے دیکھا کہ دور سمندر میں بہت سے پرندے آسمان
پر اڑ رہے ہیں تو وہ بہت حیران ہوئی اور ناگ سے کہا۔
"میں دور آسمان پر بہت سے پرندوں کو کسی چیز پر منڈلاتے دیکھ
رہی ہوں۔"
ناگ نے جواب دیا کیا کوئی چیز سمندر میں تیرتی ہوئی بھی نظر آئی ہے
ماریا نے کہا۔ "نہیں جہاں تک اس وقت میری نظر جاتی ہے سمندر
میں کوئی چیز تیرتی ہوئی نظر نہیں آتی اور پرندے بھی بہت دور اور
اونچائی پر اڑ رہے ہیں۔"
ناگ بھیا اگر تم کہو تو دور سمندر کا ایک چکر لگا آؤں شاید کسی کو ہماری
مدد کی ضرورت ہو۔
ناگ نے جواب دیا۔ "ٹھیک ہے ماریا بہن۔ میں یہاں کسی پہاڑی
کی اوٹ میں چھپ جاتا ہوں۔ تم چکر لگا کر دیکھ لو۔ کیونکہ کچھوے کے
میں بھی ابھی دو دن باقی ہیں۔ جب تم واپس آؤ تو آواز دینے کی
ضرورت نہیں۔ میں تمہاری خوشبو پر باہر آ جاؤں گا۔"
ماریا نے یہ سنتے ہی اڑان بھری اور سمندر کے اوپر ہلکے ہلکے جھٹکوں
کے ساتھ اڑنے لگی۔ کافی دیر کے بعد ماریا نے دیکھا کہ ایک تختہ پانی
کی سطح پر چلا آ رہا ہے اور اس پر ایک عورت اور ایک بچہ سوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ اور بہت سے پرندے اس کے ارد گرد منڈلا رہے ہیں
عورت بچے کو اپنے سینے سے لگائے زور زور سے ہاتھ ہلا رہی
تھی۔ ماریا نے یہ دیکھتے ہی اپنی اڑان تیز کر دی اور اس عورت
کے تختہ پر پہنچ گئی ماریا نے دیکھا کہ عورت اچھے لباس میں ہے۔
صاف ستھری بچہ بھی کالا کالا سا اور بڑا گول مٹول سا خوبصورت
ہے۔ شاید یہ حبشی قبائل کے کسی قبیلہ کی عورت ہے۔ یہ اس حالت
میں کیوں ہے۔ یہ بات ماریا نہ سمجھ سکی اس نے عورت کو آواز
دی۔ تو غیبی آواز سن کر وہ عورت ڈر گئی۔ اس عورت نے دیکھا
کہ پرندے جو اس کے اوپر منڈلا رہے تھے اب واپس جا رہے ہیں
انہوں نے نہ جانے کس چیز کو دیکھ لیا تھا کہ وہ واپس ہو رہے
تھے۔ ماریا نے پھر آواز دی اور عورت سے کہا۔

"کیا بہن گھبراؤ نہیں۔ میں آسمانوں سے تمہاری مدد کے لیے آئی ہوں
عورت۔ کون ہو تم کسی کی [illegible] تمہیں کس نے بھیجا ہے۔

ماریا: میں آسمانوں کی سیر کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ تم پانی
میں ایک تختہ پر بہی جاتی ہو اور بہت سے پرندے تمہارے
[illegible] منڈلا رہے ہیں۔ [illegible] کہ میں تمہاری مدد کے [illegible] گئی ہوں
اگر تم اپنے آپ کو کسی مصیبت میں پاتی ہو تو مجھے بتاؤ میں تمہاری

ہر طرح کی مدد کروں گی۔

پھر عورت نے بتانا شروع کیا کہ میرا نام منگلا ہے۔ میں جھاڑ
قبیلہ سے تعلق رکھتی ہوں جو ان پہاڑوں کے اوپر سمندر کے
ساتھ ساتھ واقع ہے۔ میں اپنے قبیلہ کی ملکہ تھی۔ میرا خاوند
اس قبیلے کا حکمران تھا ہم دونوں ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے
کہ ایک رات سوتے میں کسی نے میرے خاوند کو قتل کر دیا۔ میں
اور میرا یہ بچہ بے آسرا رہ گئے۔ قبیلہ کے ایک شخص نے تخت پر قبضہ
کر لیا اور رواج کے مطابق مجھے اس کی بیوی بننا پڑا۔ یہ شخص بہت
تنگ کرتا ہے اس نے آہستہ آہستہ قبیلہ کی دولت کو ایک دوسرے
قبیلے کی عورت پر ضائع کرنا شروع کر دی ہے وہ اس عورت سے
شادی کرنا چاہتا ہے مگر وہ عورت اس سے اس وقت تک
شادی کے لیے تیار نہ تھی جب تک وہ مجھے نہ چھوڑ دے
مجھے وہ اس لیے نہیں چھوڑ سکتا کہ میں قبیلے کے مرنے والے سردار
کی بیوی ہوں اور اس کے بچے کی ماں ہوں۔ جس نے اس کی تمام
جائیداد کا وارث ہونا ہے۔ میری اس سے شادی کی وجہ سے وہ
اس [illegible] کو جس طرح چاہے خرچ کر رہا ہے۔ مجھے چھوڑنے
کے بعد وہ اس دولت کا مالک نہیں رہتا۔ جس سے وہ آرام و عیش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر رہا ہے۔ اس کی ایک ہی صورت تھی کہ وہ ہم دونوں کو ختم کر دے۔ تین چار روز ہوئے وہ ہمیں سیر کے بہانے سمندر کے کنارے لایا اور اس تختہ کو کشتی کے ساتھ باندھ لیا۔ جب ہم کنارے سے بہت دور نکل آئے تو ہمیں زبردستی اس تختہ پر بٹھا کر سمندر میں پانی کے بہاؤ پر چھوڑ دیا اور اس نے چھوڑتے وقت کہا تھا کہ میں تم دونوں کو مار بھی سکتا تھا۔ مگر مارونگا نہیں۔ تمہیں نیل دیوتا کے نام پر پانی کے حوالے کرتا ہوں۔ وہ اب تمہیں بچائے یا سمندری پانی کے حوالے کر دے۔ تمہاری قسمت تو بہن یہ ہے میری کہانی۔ اب تم میری کیا مدد کر سکتی ہو؟ دیکھ لو۔ میں تو یہی چاہوں گی کہ اپنے قبیلہ میں واپس چلی جاؤں ماریا نے کہا ہو دیکھو بہن اب اس تختہ کے ذریعے تم اپنے قبیلہ تک واپس نہ جا سکو گی۔ اللہ میاں نے مجھ کو ایک خاص طاقت دی ہے۔ میں اسے استعمال کرتے ہوئے تم دونوں کو اٹھا لیتی ہوں اٹھا لینے کے بعد راستہ کی نشان دہی تم کرتی جانا۔ میں تمہیں تمہارے قبیلے پر پہنچا دوں گی۔ منگلا نے کہا۔ اچھی بہن جیسے تم مناسب سمجھو کر لو۔

ماریا نے ایک بغل میں عورت اور دوسری میں بچے کو اٹھا لیا

منگلا کے بتائے ہوئے راستہ پر اڑتے اڑتے ان کے قبیلہ تک جا پہنچی۔ جس وقت وہ قبیلہ کے قریب پہنچے تو آدھی رات گذر چکی تھی منگلا نے ماریا کو بتایا کہ وہ جھونپڑی جس کے باہر دیا جل رہا ہے۔ وہ ہماری ہے۔ ماریا نے منگلا سے کہا کہ ابھی ہم اس جھونپڑی کے اندر داخل ہوتے ہیں تم بالکل خاموشی سے تماشا دیکھنا۔ میں تمہارے شوہر کو بھی سزا دوں گی اور اس سے وعدہ کروں گی کہ آئندہ وہ زندگی بھر نہ تو تمہیں تنگ کرے گا اور نہ ہی تمہیں چھوڑ کر دوسری شادی کرے گا۔

ماریا نے جھونپڑی میں داخل ہو کر منگلا کو ایک کونے میں اتار دیا اور بچہ اس کی گود میں دے دیا۔ ماریا نے دیکھا کہ جھونپڑی بہت طریقہ سے صاف ہوئی ہے۔ ایک طرف دیوتا کے ساتھ دلہا کے پہننے والا لباس اور عورت کا لباس لٹکا ہوا ہے۔ ماریا نے سوچا کہ منگلا ٹھیک ہی کہتی تھی کہ وہ اسے چھوڑ کر دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ جس کی وہ تیاریاں کر رہا ہے۔

ماریا جھاڑ قبیلہ کے سردار کے سرہانے پہنچی اور اس کی چارپائی کو ہلا دیا۔ سردار ہڑبڑا کر اٹھا تو ماریا نے اسے پکڑ کر اٹھا لیا اور اس کا منہ اس کونے کی طرف کر دیا جہاں اس کی بیوی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑی تھی اور پھر مردانہ آواز میں کہا کہ دیکھو مراد تو نے
ایک عورت کی خاطر اپنی بیوی کو موت کے حوالے کر دیا۔ گو
دیوتاؤں نے اس کی مدد کی وہ تندہ بچ گئی اور تمہارے پا
پہنچ گئی۔ دیوتاؤں کے فیصلہ کے مطابق اب تم
زندگی ختم کر دی جائے گی۔ اس لیے کہ تم ظالم ہو۔ قبیلہ کے لوگو
کے علاوہ اپنے بیوی کو بھی تنگ کرتا ہے۔ صرف تمہارے ساتھ
ایک صورت میں رعایت ہو سکتی ہے کہ تو اپنی بیوی سے معافی
مانگے اور وہ تجھے معاف کر دے بادر تم اس سے وعدہ کرو کہ
آئندہ نہ تو تم اسے تنگ کرو گے اور نہ ہی اسے چھوڑ کر دوسری
شادی کرو گے۔ سردار جو کافی نشے سے الٹا سیدھا ہوا تھا اور مار
کی باتیں سن رہا تھا اور دیوتاؤں کی غیبی آواز اور طاقت
سے بہت خوفزدہ ہو چکا تھا اس نے فوراً منگلا سے معافی مانگ
لی اور وعدہ کیا کہ وہ اسے چھوڑ کر دوسری شادی نہیں کرے
گا اور نہ ہی قبیلہ کے کسی فرد کو پریشان یا تنگ کرے گا۔

ماریا نے منگلا سے کہا کہ منگلا بہن اسے معاف کر دو اب یہ
سیدھی راہ چلے گا۔ منگلا نے ماریا کے کہنے پر اپنے خاوند کو معاف کر
دیا۔ پھر ماریا نے سردار کو سیدھے کھڑا کرتے ہوئے کہا

ایک بات یاد رکھو کہ اگر تم نے کبھی بھی زندگی میں منگلا
کو یا منگلا کے بچہ کو دکھ دیا تو وہ تمہاری زندگی کا آخری
دن ہوگا تم یوں سمجھ لو کہ میری دیوتاؤں کی طرف سے ڈیوٹی
لگا دی گئی ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں اب تم
یوں سمجھ لو کہ میں ہر وقت منگلا کے آس پاس ہوں
سردار نے دوبارہ توبہ کی اور وعدہ کیا کہ آئندہ وہ
ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا جس سے منگلا یا اس کے
بچے کو تکلیف ہو۔

ماریا نے منگلا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ منگلا بہن
میں تمہارے آس پاس ہی ہوں تمہیں پریشان ہونے کی
کوئی ضرورت نہیں اب تم ہنسی خوشی زندگی بسر کرو
خدا حافظ! اب میں تم لوگوں سے کوئی بات نہیں کروں
گی۔ تمہارا شوہر یہ بات یاد رکھے کہ میں ہر وقت تمہارے
پاس ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا وہاں سے اڑی اور ہوا ہوتے ہوتے جہاں ناگ کو
چھوڑا تھا وہاں پہنچی۔ ماریا کے چٹان پر بیٹھتے ہی ناگ ایک چٹان کی اوٹ سے باہر
نکلا اور کہا ماریا تم آگئی ہو۔ ماریا نے ہاں میں جواب دیا اور ساری داستان جو
گزری تھی سنا دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ اور ماریا نے اس چٹان پر دوسرا دن بھی گزار دیا۔

اگلے دن رات کو چاند نکل آیا۔ سامنے سمندر پر خوبصورت چاندنی پھیل گئی۔ یہ چاند رات تھی۔ آدھی رات کو دادا سانپ کے کہنے کے مطابق خوشخوار کچھوے نے پہاڑی غار میں آکر سات انڈے دیئے تھے۔ ماریا نے ناگ سے کہا۔

"ناگ آدھی رات ہونے والی ہے۔ کچھوے کے آنے کا وقت ہو رہا ہے۔ ہمیں غار میں چھپ کر بیٹھ جانا چاہیئے۔"

ماریا چٹان کی غار میں اس جگہ آکر پتھروں کے پیچھے چھپ گئی۔ اسے چھپنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ سانپ ناگ بھی اس کے ہاتھ میں تھا جو نظر نہیں آتا تھا۔ پھر بھی وہ احتیاط سے کام لے رہی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"کچھوا اس پتھر پر آکر انڈے دے گا۔ تم مجھے اتار دو۔ میں اس پتھر کے نیچے جا کر چھپ جاتا ہوں۔"

ماریا نے ناگ کو پتھروں پر چھوڑ دیا۔ اس نے کہا۔

"ناگ بھیا! ہوشیار رہنا۔ کچھوا بڑا خونی ہے۔ کہیں وہ قسم پر حملہ نہ کر دے۔"

ناگ بولا۔

"فکر مت کرو۔ میں چوکس رہوں گا۔"

ناگ سانپ کی شکل میں پتھر کے چبوترے کی ایک طرف چھپ گیا۔ غار میں گہری خاموشی تھی۔ صرف باہر سے سمندر کی لہروں کی آواز آجاتی تھی۔ اتنے میں لہروں میں چھپاک چھپاک کی آوازیں آئیں۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"ناگ! شاید کچھوا آرہا ہے۔"

ناگ بھی چوکنا ہو گیا۔ وہ سرخ سانپ کی شکل میں پتھر کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ صرف اس کی چھوٹی سی گردن اوپر اٹھی تھی۔ ماریا بھی غار کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جہاں ہلکی ہلکی چاندنی پھیلی تھی۔

انھوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا کچھوا غار میں آہستہ آہستہ رینگتا داخل ہو رہا تھا۔ یہ کافی بڑا کچھوا تھا۔ اس کی چاروں ٹانگیں کشتی کے چپوؤں کی طرح چل رہی تھیں۔ ناگ نے اپنی گردن نیچی کر لی۔ کچھوا رینگتا ہوا پتھر کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی لمبی گردن اپنے سخت پتھریلے خول میں ہل رہی تھی۔ کچھوے نے چاروں طرف گردن گھما کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھا۔

پھر اس نے ایک کے بعد ایک سات انڈے دیئے جن کا رنگ سیاہ تھا۔ یہ جگہ جہاں انڈے سے گوبر پڑی تھی اسی انتظار میں تھا۔ کچھوے نے کیا کیا کہ انڈے دیتے ہی انہیں منہ مار مار کر لڑھکانا شروع کر دیا۔ اس سے پہلے کہ ناگ رینگ کر پھوتے پر آتا کچھوا چوتھے انڈے تک لڑھک گیا تھا۔

ناگ نے جھپٹ کر ساتویں انڈے کو منہ میں اٹھانا چاہا مگر اس عرصے میں کچھوا ہوشیار ہو گیا تھا۔ اس نے سانپ کو دیکھا تو اس کے منہ سے ایک وحشت ناک چیخ نکلی۔ ناگ نے ساتویں انڈے پر منہ مارا ہی تھا کہ کچھوے نے ناگ کو اپنے دونوں بڑے بڑے ہاتھوں میں جکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیا۔

ماریا کی چیخ نکل گئی۔ کچھوے نے چونک کر دیکھا تو چٹانیں لگا۔ اس کے نتھنوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ ماریا لپک کر کچھوے کی طرف آئی مگر کچھوا ناگ کو نگل چکا تھا اور ناگ کچھوے کے معدے میں پہنچ گیا تھا۔ ماریا نے کچھوے کو پکڑ کر ایک طرف زور سے پھینکا۔ کچھوا دیوار سے ساتھ گرا اور اس نے غار میں سمندر کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ اس کی رفتار بہت سست تھی۔ ماریا اسے اٹھا اٹھا کر گرا رہی تھی لیکن کچھوا ناگ

کو نہیں اگل رہا تھا۔

اسی کش مکش میں کچھوا غار سے نکل گیا۔ سامنے گہرا سمندر تھا۔ کچھوے نے سمندر میں ڈبکی لگا دی اور ماریا کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ماریا بھی سمندر میں اتر گئی۔ اس نے کچھوے کو گہرے پانیوں میں جاتے دیکھا۔ سمندر کے نیچے پہاڑیاں ہیں پہاڑیاں تھیں جن کے درمیان گہری جھاڑیاں اوپر کو ابھر رہی تھیں۔ یہاں اندھیرا گہرا ہو گیا۔ کچھوا ان جھاڑیوں میں گھس کر کسی کھوہ میں گھس کر ماریا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

ماریا دیر تک سمندر کی گہرائی میں کچھوے کو ڈھونڈتی پھری مگر کچھوا اس کے ہاتھ میں نہ آیا۔

ماریا سمندر سے نکل کر غار میں آ گئی۔ خوش قسمتی سے کچھوے کا ساتواں انڈا بچ گیا تھا اور کچھ چبوترے پر پڑا تھا۔ ماریا کو دادا سانپ کا کہنا یاد تھا کہ اگر کسی غیبی عورت یا غیبی روح کا ہاتھ انڈے کو لگا تو وہ پانی بن کر بہہ جائے گا۔ ماریا پریشان تھی کہ انڈہ کس طرح دادا سانپ کے پاس لے کر جائے کہ وہ عنبر کو اصلی حالت میں واپس لا سکے۔ اس دوران ایک پتھر جو ڈھکا ہوا نظر آیا تو اس کو ایک تجویز سوجھی اس نے وہ ڈھکا پتھر اٹھایا اور پھر جگہ کو چاروں طرف سے کھودنا شروع کر دیا۔ اس نے زمین کو اتنا کھود کر کاٹ لیا۔ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس طرح انڈے کو ہاتھ لگائے بغیر زمین کے ٹکڑے پر پڑے کو اٹھا کر اور ناگ کو وہاں کے حوالے کر کے واپس دادا سانپ کے ڈیرے کی طرف روانہ ہو گئی۔ کیونکہ وہ عنبر کو پھر سے زندہ کر کے اس کے ساتھ یہاں آ کر کچھوے کو اگلی رات کو پکڑوانا چاہتی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کچھوے کے پیٹ میں زندہ رہے گا۔

ماریا کچھوے کا سیاہ انڈہ لے کر دادا سانپ کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے ناگ کے ساتھ جو سلوک ہوا تھا۔ دادا سانپ کو بتایا۔ وہ بہت فکرمند ہوا۔ ماریا نے کہا۔

"اگلے چاند کی رات کو ہم دوبارہ اس چٹان پر جا کر کچھوے کو قابو کریں گے۔ اس وقت میرے ساتھ عنبر بھی ہو گا۔ اب آپ اس انڈے کو لے کر اس کا سنوف تیار کر کے اپنے کسی سانپ کو عنبر کی طرف روانہ کریں کہ وہ اس کے گردن ٹھکانے کا سراغ لگائے۔"

دادا سانپ نے ماریا کے اس طرح انڈہ اٹھا کر لانے کی داد دی اور سیاہ انڈے کو دوسرے سانپوں کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اپنے منہ ایسی گرم ہوا نکال کر انڈے پر ڈالی کہ وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ دادا سانپ نے اس میں سے

تھوڑی سی راکھ لے کر ایک سانپ کے جسم پر لگائی اور اسے حکم دیا۔

"بیٹا! جاؤ اور یہ پتہ کر کے آؤ کہ عنبر زمین کے اندر کس جگہ سونے کا بت بنا کر قید کر دیا گیا ہے۔"

سانپ اسی وقت باہر نکل گیا۔

ماریا دادا سانپ کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ دادا سانپ نے کہا۔

"ناگ مقدس دیوتا ہے۔ کچھوا اسے ہضم نہیں کر سکے گا۔ مگر چونکہ ناگ کی طاقت اس کے پاس نہیں ہے۔ اس لیے وہ اپنے آپ کچھوے کے پیٹ سے باہر بھی نہیں نکل سکے گا۔"

ماریا نے کہا۔

"اب عنبر بن گیا تو ہم چاند رات کو جا کر کچھوے کو ہلاک کر کے اس کے پیٹ سے ناگ کو نکال لیں گے۔ کیونکہ عنبر کی طاقت کے سامنے کچھوے کی طاقت بیکار ہو گی۔"

ایک گھنٹے بعد سانپ واپس آ گیا۔ اس نے بتایا کہ عنبر یہاں سے مغرب کی طرف والی پہاڑی کے دامن میں بیل دیوتا کا جو مندر ہے اس مندر کی ایک کوٹھڑی میں سونے کے بیل کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اوپر خود بھی سونے کا بت بنا بیٹھا ہے۔ سانپ نے کہا۔

"مگر وہاں جادو کی زبردست لہریں پھیلی ہوئی ہیں۔"

"دادا سانپ! اگر میں نے انڈے کا سفوف نہ ملا ہوتا تو جل کر خاک ہو جاتا۔ پھر بھی مجھے اپنے جسم پر گرم گرم لہریں محسوس ہو رہی تھیں۔"

دادا سانپ مسکرایا۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"بیٹی! تم انڈے کا سفوف اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے جسم کی شعاعوں پر گرا دو۔"

ماریا نے ایسا ہی کیا۔ دادا سانپ بولا۔

"اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ بیل دیوتا کا مندر کہاں ہے۔"

دادا سانپ اس مندر سے واقف تھا۔ اس نے ماریا کو اس کا سارا پتہ بتا دیا اور کہا۔

"یہ مندر سینکڑوں برس پرانا ہے۔ اسے ایک راجہ نے خاص طور پر اپنے دشمنوں کو سزا دینے کے لیے بنوایا تھا۔ اب اس پر مکار سہاک نے طلسم کر رکھا ہے۔ مگر تم کچھوے کے انڈے کے سفوف کی وجہ سے اس طلسم سے محفوظ رہو گی۔ تمہیں مندر کے بت کو سو کر تین بار ہاتھ لگانا ہوگا۔ وہ

اپنے آپ زندہ ہو جائے گا۔ پھر تم اس کا بازو تھام کر باہر نکلنا۔ اگر بازو چھوڑ دیا تو اس پر دوبارہ طلسمی لہروں کا اثر ہو جائے گا۔"

ماریا نے اسی وقت انڈے کے سفوف کو اپنے جسم کی لہروں پر چھڑک دیا۔ اور دادا سانپ سے اجازت لے کر بیل کے مندر کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ اسی راستے پر چل رہی تھی جو اسے دادا سانپ نے بتایا تھا۔

میدانوں اور فیلوں میں سے گزرتی ماریا آخر اس پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئی۔ جہاں اسے ایک سرنگ کا دروازہ نظر آیا جس کی دونوں جانب چوکور ستون بنے تھے۔ یہ مندر کی نشانی تھی۔ یہاں آتے آتے دو چار بار اپنے جسم میں جھکے۔ وہ طلسمی لہروں کی حدود میں داخل ہو گئی تھی۔

مندر کی سرنگ کا راستہ نیم روشن تھا۔ یہ ہلکی روشنی اندر سے آ رہی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک دالان میں جگہ جگہ ستون کھڑے ہیں۔ کونے میں اسے ایک تنگ دروازہ نظر آیا۔ وہ اس دروازے میں داخل ہوئی تو اسے ایسی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کوئی شور مچا رہا ہو۔

ماریا تیزی سے اندر چلی گئی

اب اس نے عنبہ کو دیکھا کہ سونے کا بت بنا ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سونے کے بیل پر بیٹھا تھا۔ ماریا کے جاتے ہی عنبر نے جسم کو تین بار چھوا۔ تیسری بار چھونے سے عنبر زندہ ہو گیا۔

"ماریا! تم ہو؟ تمہاری خوشبو آ رہی ہے۔"

ماریا بولی۔

"عنبر کے لیے یہاں سے جلدی نکل چلو۔ میں تمہارا بازو پکڑ رہی ہوں۔ خبردار اپنا بازو مت چھڑانا نہیں تو پھر بت بن جاؤ گے۔"

ماریا نے عنبر کے بازو کو پکڑ لیا۔ عنبر بیل سے نیچے اترا۔

ماریا اسے لے کر سمندر کی سرنگ سے نکل آئی۔ ماریا اور عنبر واپس دادا سانپ کے پاس آ گئے۔ دادا سانپ نے عنبر کو دیکھ کر کہا۔

"تم پر مکار سوداگر کے جادو کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔"

عنبر نے دادا سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ جب اسے ماریا نے ناگ کے ساتھ گزرے ہوئے حادثے کا ذکر کیا تو وہ پریشان ہو گیا۔

"یہ تو بہت برا ہوا ماریا۔ ہمیں فوراً اس کچھوے کو ہلاک کرنا ہو گا۔ جس کے پیٹ میں ناگ ہے۔"

انہوں نے دادا سانپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور ناگ کی مدد کرنے سمندر کی طرف چل پڑے۔

اب ہم تھیو سانگ کو لیے جاتے ہیں جو دور ایک سمندری کھاڑی کے کنارے میں ماجیا کے ساتھ کسی جہاز کے وہاں آنے کا انتظار کر رہا ہے تاکہ اس میں بیٹھ کر ماریا کو اس کے گھر ہندوستان کے مغربی ساحل کارو منڈل میں پہنچا سکے۔ تھیو سانگ کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ عنبر اور ماریا بھی ہندوستان کے مغربی ساحل سے نکل کر ناگ کی تلاش میں سورنگے کی سمندری چٹان کی طرف آ رہے ہیں۔

ایک روز ایسا ہوا کہ سمندری کھاڑی میں ایک چھوٹا بادبانی جہاز داخل ہوا جس پر مال لدا ہوا تھا۔ اس جہاز کا ہندوستانی کپتان گوا کا رہنے والا تھا۔ جو ماریا کا اپنا شہر تھا۔ تھیو سانگ نے کپتان سے مل کر اسے اپنی دکھ بھری کہانی سنائی۔ کپتان نے ماریا سے مل کر اسے تسلی دی اور کہا۔

"بیٹی! میں بھی گوا کا ہی رہنے والا ہوں۔ میں جہاز کو لے کر گوا کی بندرگاہ پر ہی جا رہا تھا کہ ہمارا پینے کا پانی ختم ہو گیا۔ ہم اس کھاڑی کے پیٹھے پر پانی پینے کے لیے آ گئے تھے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات بھر جہاز کھاڑی میں کھڑا رہا۔ جہاز کے ملاحوں نے اس پر پانی بھرا۔ دوسرے دن جہاز ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مارجیا اور تھیوسانگ اس پر سوار تھے۔

ادھر یہ جہاز ہندوستان کی بندرگاہ گوا کی طرف بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف عنبر اور ماریا سمندری چٹان کی طرف سمندر میں سفر کرتے چلے آ رہے تھے۔ عنبر ایک کشتی پر بیٹھا تھا۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی تھی۔

درمیان میں کھلے ——— سمندر میں سمندری چٹان تھی جہاں چاند رات کو کچھوے نے ایک بار پھر نکل کر سات انڈے دیئے تھے۔ سمندر میں کشتی پر سفر کرتے کافی دن گزر گئے اور اپنے حساب کے مطابق عنبر اور ماریا کو چاند رات کے دن چٹان پر پہنچنا تھا مگر کچھوے پر بھی ایک مصیبت گزر رہی تھی وہ مصیبت یہ تھی کہ ناگ سانپ کی شکل میں کچھوے کے پیٹ میں تھا نہ وہ ہضم ہو رہا تھا اور نہ اس کے پیٹ سے باہر نکل سکتا تھا۔ ناگ کچھوے کے پیٹ میں ادھر ادھر رینگتا تو کچھوا درد سے تڑپ اٹھتا آخر وہ چاند رات سے دو دن پہلے ہی سمندر سے نکل کر چٹانی غار میں آ گیا۔

اس نے کئی بار کوشش کی کہ سانپ کو منہ سے باہر نکال سکے۔ مگر کچھوے کی گردن کے اندر ایک ایسی رکاوٹ

آ جاتی تھی کہ سانپ باہر نہیں نکل سکتا تھا تنگ آ کر کچھوا دوبارہ پانی میں چلا گیا اب اس نے سمندر میں جنوب کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ جنوب میں ملک افریقہ کے ساحل پر ایک جنگل میں زرد جڑی بوٹی پائی جاتی ہے جس کے کھانے سے سانپ اس کے پیٹ میں ہضم ہو جائے گا۔

چنانچہ جب چاند رات کو عنبر اور ماریا مونگے کی سمندری چٹان پر پہنچے تو انہیں یہ دیکھ کر سخت ناامیدی ہوئی کہ کچھوا وہاں نہ آیا تھا۔ انہوں نے دو تین روز کچھوے کا انتظار کیا۔ مگر کچھوا وہاں ہوتا تو آتا۔ مجبور ہو کر عنبر اور ماریا واپس ہندوستان کے مغربی ساحل کی طرف روانہ ہو گئے کہ چل کر دادا سانپ کو سارا ماجرہ سناتے ہیں۔

دوسری جانب سمندر میں وہ بادبانی جہاز سفر کرتا ہندوستان کی طرف بڑھ رہا تھا جس پر تھیوسانگ اور مارجیا سوار تھے سمندر پرسکون تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی جہاز کے بادبان پھولے ہوئے تھے اور جہاز بڑی روانی سے سمندر میں سفر کر رہا تھا۔

تھیوسانگ اور مارجیا جہاز کے عرشے پر کھڑے سمندر کی پرسکون لہروں کا منظر دیکھ رہے تھے کہ جہاز کا کپتان ساگا بھی وہاں آ گیا۔ ساگا جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گوا کو رہنے والا تھا۔ اور ایک عرصے سے افریقہ اور ہندوستان کے درمیان جہاز پر مال لاد کر لاتا لے جاتا تھا۔ اس نے مارجیا سے کہا۔

"بڑا خوش نما منظر ہے؟"

مارجیا نے کہا۔

"ہاں ساگا۔ آج کل سمندر میں طوفان کم ہی آتے ہیں۔"

کپتان ساگا بولا۔

"تم جہاز والوں کے خاندان سے تعلق رکھتی ہو اسی لیے نہیں پتا ہے۔"

تھیو ساگ عاشقی سے سمندر کی طرف تک رہا تھا۔ اچانک مارجیا نے سمندر میں ایک طرف اشارہ کیا

"ساگا! وہ دیکھو کتنا بڑا کچھوا ہے؟"

کپتان ساگا اور تھیو ساگ نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا بلکے سے سائز کا کچھوا سمندر کی لہروں پر تیرتا جہاز کی طرف چلا آ رہا ہے۔ کپتان بولا۔

"اتنا بڑا کچھوا میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ اس کو پکڑنا چاہیئے۔ میں اسے گوا لے جا کر بیچ دوں گا۔"

ساگا کپتان نے فوراً جہاز کو بائیں جانب گھمانے کا حکم دیا۔ جہاز بائیں طرف ایک چکر کاٹ کر کچھوے کے پیچھے آ گیا۔ مارجیا اور تھیو ساگ کچھوے کے شکار کا منظر دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

جہاز کے ملاحوں نے جال ڈال کر کچھوے کو پکڑ لیا اور اسے کھینچ کر جہاز کے عرشے پر لے آئے۔ یہ وہی کچھوا تھا جس کے پیٹ میں ناگ سرخ سانپ کی شکل میں موجود تھا اور جو اسے ہضم کرنے کے لیے افریقہ کی طرف جا رہا تھا۔ مگر ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس لیے تھیو ساگ کو علم نہ ہو سکا کہ کچھوے کے پیٹ میں ناگ موجود ہے۔

ساگا کپتان نے کچھوے کو پانی کے ایک بہت بڑے ٹب میں ڈال کر اوپر لوہے کی جال ڈال دی۔ کچھوا پانی کے ٹب میں قید ہو کر رہ گیا۔ اس کے پیٹ میں ناگ کو کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں آ گیا ہے۔ جہاز پانچ روز کے سفر کے بعد ہندوستان کی بندرگاہ گوا پہنچ گیا۔ تھیو ساگ اور مارجیا نے ساگا کپتان کا شکریہ ادا کیا اور جہاز سے اتر پڑے۔ اب مارجیا نے تھیو ساگ کی رہنمائی کی اور اسے اپنے ماں باپ کے گھر لے گئی۔ یہ ایک شاندار مکان تھا۔ اس کے ماں باپ تو اپنی بیٹی کو دیکھ کر بے حد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشی ہوئے۔ دو روز تھیو سانگ کی خوب مہمان داری ہوئی۔ مگر تھیو سانگ زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتا تھا کیونکہ اسے عنبر ناگ اور ماریا کی تلاش میں جانا تھا

چنانچہ ایک روز تھیو سانگ نے سارچیا اور اس کے ماں باپ سے اجازت لی اور ہندوستان کے شمال کی جانب روانہ ہوگیا۔ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے شمال میں وہ عنبر ناگ اور ماریا کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو جائے۔ کیونکہ ہندوستان کے شمال میں دو چار بڑے بڑے شہر آباد تھے۔

تھیو سانگ ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ اس قافلے کو گوا سے نکل کر کاٹھیاوار سورت کی طرف سے سفر کرتے ہوئے راجستھان میں سے ہو کر موہنجوداڑو کے شہر میں آنا تھا۔ ادھر تھیو سانگ موہنجوداڑو کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور دوسری طرف عنبر اور ماریا سفر کرتے کرتے ویلنٹائن شہر کے جنگل میں دادا سانپ کی کھوہ میں پہنچ گئے

انہوں نے دادا سانپ کو یہ افسوسناک خبر سنائی کہ کچھوا سمندری چٹان سے غائب ہوگیا ہے اور ناگ اس کے پیٹ میں ہی تھا۔ دادا سانپ بولا۔

"مقدس ناگ کو کچھوا کوئی نقصان نہیں پہنچا

سکتا۔ اگرچہ مقدس ناگ کی طاقت چھین لی گئی ہے مگر وہ مر نہیں سکتا"

ماریا نے دادا سانپ سے پوچھا۔

"دادا سانپ! کیا آپ اپنے گیان دھیان سے اتنا معلوم نہیں کر سکتے کہ کچھوا کس سمت کو گیا ہو گا؟ میرا مطلب ہے کیا آپ یا آپ کے سانپ اپنی طاقت سے ناگ کی بو کو محسوس کر سکتے یہ نہیں بتا سکتے کہ وہ اس وقت کہاں ہو گا؟"

دادا سانپ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔

"بیٹی! میں تمہاری خاطر یہ بھی کروں گا۔ مجھے ایک عمل کرنا ہو گا؟"

"وہ عمل کیا ہو گا؟" عنبر نے پوچھا۔

دادا سانپ بولا۔

"مجھے اپنی کینچلی اتار کر اسے آگ میں جلانا ہو گا۔ اس کے دھوئیں سے فضا میں ایک ایسی کشش پیدا ہو گی کہ جو ناگ کی خوشبو کی لہروں کو ایک ہزار کوس سے یہاں کھینچ لائے گی۔ اگر ناگ ایک ہزار کوس کے اندر اندر ہوا تو میں تمہیں صرف یہ بتا سکوں گا کہ وہ کس سمت کو ہے"

ماریا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دادا سانپ! آپ کو کوئی زحمت تو نہیں ہو گی؟"

دادا سانپ بولا۔

"بیٹی! تمہاری خوشی کے لیے مجھے کوئی زحمت نہیں ہو گی۔"

دادا سانپ نے اپنے آپ کو غار کے دو پتھروں میں پھنسا دیا اور پھر اس میں سے آہستہ آہستہ آگے آگے بڑھنے لگا۔ ماریا اور عنبر نے دیکھا کہ دادا سانپ اپنے جسم کے گرد پھیلی ہوئی کینچلی میں سے باہر نکل رہا تھا۔ آدھ گھنٹے میں دادا سانپ اپنی کینچلی سے باہر آگیا۔ اس کی کینچلی دونوں پتھروں میں باقی رہ گئی تھی۔

دادا سانپ نے عنبر سے کہا۔

"بیٹا عنبر! اس کینچلی کو لے کر غار سے باہر آجاؤ۔"

عنبر نے ایسا ہی کیا۔ غار سے باہر آکر دادا سانپ کے اشارے پر عنبر نے کینچلی کو گھاس پر رکھ کر آگ لگا دی۔ کینچلی میں سے دھواں اٹھنے لگا۔ دادا سانپ دھوئیں میں ریگ کر آگیا اور اس نے اپنے پھن اٹھا کر چاروں طرف گھمایا اور لمبے لمبے سانس لیے۔

دھواں ختم ہو گیا تو دادا سانپ نے مغرب کی طرف

اشارہ کر کے کہا۔

"مجھے مقدس ناگ دیوتا کی مغرب کی طرف سے خوشبو آرہی ہے۔ وہ یہاں سے دور کسی بڑے شہر میں ہے۔ وہ بزرگ بھی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تخفیہ منتر

ماریا نے کہا۔

"دادا سانپ۔ مغرب کی طرف تو ایک ہی بڑی بندرگاہ ہے جس کا نام سورت ہے"

دادا سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کی خوشبو اس سے بھی آگے کسی دوسری بندرگاہ سے آرہی ہے جو میرے اندازے کے مطابق گوا کی بندرگاہ ہی ہو سکتی ہے"

منیر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ کچھوا گھبرا کر سمندر میں نکل آیا ہو اور سمندر کی لہریں اسے بہا کر گوا کی بندرگاہ تک لے آئی ہوں"

"ایسا ہو سکتا ہے" ماریا بولی۔

دادا سانپ نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ مقدس ناگ دیوتا اس وقت

گوا کی بندرگاہ پر ہی ہے۔ وہ کچھوے کے پیٹ میں ہو گا اور کچھوا گوا بندرگاہ کے ساحل پر سمندر کے نیچے کہیں چھپا ہوا ہو گا"

ماریا نے کہا۔

"دادا سانپ! ہم ناگ کی تلاش میں گوا کی بندرگاہ کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ نے ہمارے لیے جو تکلیف اٹھائی اس کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ناگ مل گیا تو اسے لے کر آپ کے پاس ضرور آئیں گے"

دادا سانپ نے کہا

"گوا کی بندرگاہ یہاں سے بہت دور ہے تمہیں کسی قافلے میں شامل ہو کر یہ سفر طے کرنا ہو گا۔ تمہارے پاس پیسے نہیں ہوں گے میں تمہیں دیتا ہوں"

دادا سانپ نے منیر کو غاروں سے کچھ سونے کے سکے نکال کر دیے۔ اور منیر ماریا دیشالی شہر کے کاروان سرائے میں آ گئے۔ ماریا نے کہا۔

"منیر! جانے سے پہلے مکاؤ سوامی سے وہ مخفی منتر تو معلوم کر لیں۔ جس کے پڑھنے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آنے گی۔"

عنبر چونک کر بولا۔

"ارے یہ تو ہم بھول ہی گئے تھے۔ اس منتر کو معلوم کیے بغیر تو ہم یہاں سے نہیں جا سکتے۔" ماریا نے کہا۔

"تو پھر چلو مکاڑ سپیرے سہاک کی حویلی کی طرف۔ وہ تمہیں زندہ حالت میں دیکھ کر ضرور پریشان ہو جائے گا۔ تم اسے کچھ مت کہنا۔ جو کرنا ہو گا میں خود کروں گی۔ آؤ میرے ساتھ۔"

ماریا نے عنبر کو ساتھ لیا اور شہر میں داخل ہو گئی۔ اس وقت دن کی روشنی تھی۔ دھوپ خوب چمک رہی تھی۔ سڑکوں پر رونق تھی۔ عنبر سیدھا تھا کر سہاک کی حویلی کی طرف گیا۔ اس وقت مکاڑ سہاک پالکی میں سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا۔ عنبر کو دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ دل میں سوچنے لگا کہ یہ کیسے زندہ ہو کر آ گیا۔ عنبر نے جاتے ہی پرنام کیا اور کہا۔

"مہاراج! تم سمجھ رہے ہو گے کہ میں اب کبھی زندہ نہیں رہوں گا؟ لیکن دیکھ لو۔ تمہارا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ اب تم اپنے انجام کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

سہاک پریشان ہو کر بولا۔

"مہاراج! مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے شما کر دیں۔" عنبر بولا۔

"صرف ایک صورت میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں اور وہ یہ کہ تم نے میرے ایک دوست ناگ دیوتا کی طاقت اپنے ایک منتر سے ختم کر دی تھی۔ اگر تم مجھے وہ خفیہ منتر بتا دو جس کے پڑھنے سے ناگ دیوتا کی طاقت اسے واپس مل جائے گی تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ نہیں تو تم میرے انتقام سے نہیں بچ سکو گے۔"

مکاڑ سہاک نے سوچا کوئی چال چلنی چاہیئے۔ اس نے کہا۔

"مہاراج! یہ کون سی مشکل بات ہے۔ میرے ساتھ حویلی میں چلیں۔ میں ابھی آپ کو وہ خفیہ منتر بتائے دیتا ہوں۔"

ماریا وہیں کھڑی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ عنبر اور مکاڑ سہاک حویلی میں آ گئے۔ سہاک عنبر کو اپنے ایک خاص کمرے میں لے گیا۔ یہاں پیتل کی ہانڈیوں میں مختلف قسم کے زہریلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ دکھے ہوئے تھے۔ سہاک نے موقع پاکر ایک ہانڈی الٹ دی اس میں ایک بڑا اہی زہریلا سانپ بند تھا۔

——— سانپ پھنکار مار کر باہر نکلا مگر اسے عنبر کے جسم میں سے آگ دیوتا کی موجودگی تو وہیں تعظیم کرکے جھک گیا۔

عنبر نے سہاک کو گردن سے پکڑ لیا۔

"تمہاری کوئی چال کامیاب نہیں ہو سکے گی تم دیکھ لیا کہ اس سانپ کے تمہارا حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ تم میری طاقت سے ابھی واقف نہیں ہو۔ بتاؤ وہ منتر کیا ہے؟"

سہاک نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے ہاتھ باندھ دیئے اور بولا۔

"مہاراج! مجھے شما کر دیں۔ میں آپ کی طاقت سے ناواقف تھا۔ آپ یہاں بیٹھیں میں صندوق سے خفیہ منتر نکال کر لاتا ہوں میں نے اسے ایک تختی پر لکھ رکھا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"جاؤ۔ منتر والی تختی لے کر آؤ۔"

عنبر نے مراکش میں ماریا سے کہا۔

"ماریا! اس خبیث آدمی کے ساتھ جاؤ۔"

ماریا پہلے ہی تیار تھی۔ وہ مکار سہاک کے پیچھے پیچھے چل دی۔ سہاک اپنی حویلی کے ایک تہہ خانے میں آگیا یہاں سے ایک خفیہ سرنگ حویلی کے اندر ہی اندر سے نکل کر شہر سے باہر جاتی تھی۔ مکار سہاک کا ایک گھوڑا ہمیشہ یہاں بندھا رہتا تھا کہ اگر کبھی اچانک ضرورت پڑ جائے تو وہ فرار ہو سکے۔ سہاک نے اپنے خزانے کی کوٹھڑی کو تالا لگا کر چابی جیب میں ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگنے ہی والا تھا کہ ماریا نے اسے گھوڑے پر سے نیچے گرا دیا۔

سہاک حیران ہو کر اسے کس نے دھکا دیا۔ ماریا نے کہا

"شیطان سہاک! تو خفیہ منتر بتائے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتا۔ چلو۔ صندوق میں سے خفیہ منتر کی تختی نکالو۔ اور عنبر کو جا کر وہ منتر بتاؤ۔"

سہاک سمجھ گیا کہ یہ لڑکی مہاراج یعنی عنبر کی طاقت سے زیادہ ہے اور اس نے کسی چڑیل کو اس کے پیچھے لگا دیا ہے۔ اس نے ایک بار پھر اپنی چال سوچی اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

"دیوی جی! جیسے آپ کہتے ہیں میں ویسے ہی کرتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سہاک تہہ خانے سے نکل کر عنبر کے پاس آ گیا۔ ماریا نے کہا۔

"عنبر بھائی! یہ شیطان فریب دے رہا تھا۔ میں اسے تمہارے پاس پکڑ لائی ہوں"

سہاک نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"مہاراج! میں آپ کو خفیہ منتر بتاتا ہوں"

اس کے بعد مکار سہاک نے ایک منتر عنبر کو بتایا اور کہا۔

"اسے دو بار پڑھ کر آپ ناگ دیوتا کے جسم پر پھونکیں گے تو اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آ جائے گی"

عنبر نے کہا۔

"تم ہمارے ساتھ دھوکہ تو نہیں کر رہے؟"

مکار سہاک بولا۔

"مہاراج! میں آپ کے ساتھ دھوکہ نہیں کر سکتا۔ آپ بے شک ابھی جا کر ناگ دیوتا پر یہ منتر آزما لیں۔ میں حویلی میں ہی ہوں"

مگر ناگ تو وہاں پر تھا ہی نہیں، عنبر کسی پر منتر آزماتا اس کو مجبوراً سہاک کے بتائے ہوئے خفیہ منتر اعتماد کرنا پڑا۔

پھر بھی اس نے کہا۔

"یاد رکھو۔ اگر تمہارا منتر غلط نکلا تو میں یہاں واپس آ کر تمہیں ایسا سبق سکھاؤں گا۔ کہ ساری زندگی یاد کرو گے"

سہاک عاجزی سے بولا۔

"مہاراج میرا منتر غلط نہیں ہے۔ آپ ابھی جا کر آزما کر دیکھ لیں"

عنبر نے ماریا سے کہا۔

"چلو ماریا۔ اب یہاں سے چل کر منتر کو آزماتے ہیں"

عنبر اور ماریا سہاک کی حویلی سے باہر آ گئے۔ ماریا بولی

"اگر یہ منتر غلط ہوا تو ہمیں ایک بار پھر اس شیطان کے پاس آنا پڑے گا"

عنبر نے کہا۔

"ہم مجبور ہیں۔ کیا کر سکتے ہیں۔ جب تک ناگ کوشش نہیں کریں گے اس خفیہ منتر کا جھوٹ سچ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ چلو اب کاروان سرائے میں چل کر گرا جانے والے قافلے میں شامل ہو جاتے ہیں"

وہ دونوں کاروان سرائے کی طرف چلے۔ مکار سہاک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے انہیں جو خفیہ منتر بتایا تھا وہ جھوٹا منتر تھا۔ ان کے جیل سے رخصت ہوتے ہی ٹھاکر سہاک نے اپنے خزانے کو اپنے خاص غلام کے حوالے کیا اور اپنے شاندار رتھ پر سوار ہو کر۔ ملک گجرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا منتر جھوٹا نکلنے پر عنبر وغیرہ اس سے بدلہ لینے وہاں ضرور آئیں گے۔ مکار سہاک کو بڑا خطرہ تھا کہ عنبر اس کے طلسم سے نکل آیا تھا۔ اب وہ یہی چاہتا تھا کہ اس کا بھائی ناگ دیوتا ساری عمر سانپ بن کر ہی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے عنبر کو اصلی منتر نہیں بتایا تھا۔

عنبر اور ماریا کا دوان سرائے میں آنے تو انہیں معلوم ہوا کہ آپ قافلہ دو روز بعد وہاں سے روانہ ہونے والا ہے۔ عنبر ایک کوٹھری میں پڑ گیا۔ ماریا اس کے ساتھ ہی تھی۔

دوسرے دن عنبر نے ماریا کو سرائے میں رہنے کے لیے کہا اور خود شہر کی سیر کو نکل گیا۔ سیر کرتے کرتے عنبر راجہ کے محل کی طرف آ گیا۔ اچانک یہاں اس کو شاہی پروہت کے چیلے نے دیکھ لیا۔ چیلے نے عنبر کو پہچان لیا کہ یہ تو وہی شاہی حکیم ہے جس کو اس کے گورو پروہت نے پھانسی پر لٹکوا دیا تھا۔ پھر یہ کیسے زندہ ہو گیا؟ عنبر نے بھی اسے دیکھ لیا تھا

عنبر کو خیال آیا کہ کہیں وہ شاہی پروہت کو اس کے کرم کا بدلہ دیا جانے؟ وہ لپک کر چیلے کے سامنے آ گیا۔ چیلا عنبر کو بھوت سمجھ کر تھر تھر کانپنے لگا۔ عنبر نے کہا۔

"تمہارا گورو پروہت کہاں ہے؟"

چیلا ہکلا کر بولا۔

"مہاراج آپ زندہ ہیں؟"

عنبر نے کہا۔

"ہاں تم دیکھ رہے ہو کہ میں زندہ ہوں مگر میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ پروہت کہاں ہے؟"

چیلے نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مہاراج! مجھے معاف کر دیں۔ گورو پروہت اس شہر میں نہیں ہے۔"

عنبر نے ڈانٹ کر کہا۔

"تم جھوٹ کہتے ہو۔"

چیلے نے بھگوان کے اوتاروں کی قسم کھا کر کہا۔

"مہاراج میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ گورو پروہت کو مرے ہوئے تو گئے بارہ روز ہو گئے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا۔

"چلو بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

پہلے نے جھک کر سلام کیا اور بولا۔

"مہاراج آپ زندہ کیسے ہو گئے؟"

عنبر مسکرایا

"یہ ایک راز ہے جو تمہیں نہیں بتایا جا سکتا۔"

واپس سرائے میں آ کر عنبر نے ماریا کو یہ واقعہ بتایا تو وہ بہت ہنسی۔ دوسرے روز وہ ایک قافلے میں شریک ہو گئے۔ اور قافلہ صبح صبح گرا کے شہر کی طرف اپنے لمبے سفر پر روانہ ہو گیا۔ انہیں پتہ چلا کہ یہ قافلہ راستے میں پہلے بڑے میں رکے گا۔ پھر اس کا قیام موہنجوداڑو کے شہر میں ہو گا۔ اور وہاں سے چل کر کاٹھیاوار اور سورت سے ہوتا ہوا ایک ماہ میں گوا کے بندرگاہی شہر میں پہنچے گا۔

دوسری طرف تھیو ساگ بھی ایک قافلے کے ساتھ دیبل کی طرف آ رہا تھا۔ اس کے قافلے نے بھی موہنجوداڑو میں دو روز ٹھہرنا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ سفر کی منزلیں طے کرتا عنبر کا قافلہ جس روز موہنجوداڑو کے قدیم ترین شہر میں پہنچا۔ تھیو ساگ کا قافلہ اس سے اگلے روز موہنجوداڑو میں پہنچنے والا تھا۔

عنبر اور ماریا کا قافلہ موہنجوداڑو کی ایک بہت بڑی سرائے کے صحن میں جا کر رک گیا۔ مسافر سفر کی تھکان اتارنے کے لیے سرائے کے ——— برآمدوں اور کوٹھڑیوں میں لیٹ گئے۔ اونٹوں اور گھوڑوں کو چارہ ڈالا گیا۔ عنبر نے کہا۔

"ماریا! وہ جو عمارت پر دہست اسی شہر میں ہے تو کیوں نہ ذرا اس کی خبر لی جائے؟"

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا خیال ہے۔ چلو اسے تلاش کرتے ہیں۔ قافلہ کو تو ابھی دو روز یہاں قیام کرنا ہے۔"

عنبر اور ماریا موہنجوداڑو کے کھنڈر میں نکل آئے۔ اس زمانے کا موہنجوداڑو کا شہر آج کی طرح کا کھنڈر نہیں تھا۔ بلکہ ایک بہت بڑا شہر تھا جس کی سڑکیں کشادہ تھیں اور کنارے کنارے چار چار منزلہ حویلیاں کھڑی تھیں۔ گلی کوچوں میں بہت رونق تھی۔ لوگ آ جا رہے تھے۔ دکانیں کھلی تھیں اور لوگ سودا وغیرہ خرید رہے تھے۔

ماریا نے کہا۔

"پر وہ بہت گرا اسی شہر میں ہے تو ضرور کسی مندر میں ٹھہرا ہوا ہو گا۔ اسے کسی مندر میں چل کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تلاش کرنا چاہیئے۔"

عنبر بولا۔

"بات تو تم نے ٹھیک کہی ہے۔"

اور وہ مندر کی تلاش میں چل پڑے۔

انہوں نے کل ایک مندر دیکھے مگر وہ پروہت انہیں کہیں نظر نہ آیا۔

ناکام ہو کر عنبر ماریا واپس سرائے کی طرف آ رہے تھے کہ ان کی نگاہ ایک تالاب پر پڑی۔ وہاں کچھ جوگی بیٹھے تھے۔ کچھ تالاب میں نہا رہے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"ایک نظر ان جوگیوں پر بھی ڈال لیتے ہیں۔"

وہ تالاب کے پاس آئے تو عنبر نے پروہت کو پہچان لیا۔ وہ جوگیانہ لباس پہنے، اپنے سامنے کھڑی ہوئی اور نیم برہنہ عورتوں پر دم کر رہا تھا۔ اس نے چاندی کے سکوں کا ایک ڈھیر اپنے پاس لگا رکھا تھا۔ عنبر اس کے سامنے آ گیا۔

پروہت کی نظر عنبر پڑی تو اس کا رنگ اڑ گیا۔ اس نے عنبر کو پہچان لیا تھا کہ یہ وہی شاہی حکیم ہے۔ جس کے مکان میں اس نے جادو کے آلات رکھوا کر اسے پھانسی پر لٹکوایا تھا۔ مگر یہ زندہ کیسے ہو گیا؟ عنبر نے کہا۔

"مہاراج! مجھے بھی دم کر دیں۔ مجھے یہ بیماری ہے

کہ مر کر پھر زندہ ہو جاتا ہوں۔"

پروہت کا جسم خوف سے لرزنے لگا۔ سمجھ گیا کہ شاہی حکیم کا بھوت ہے۔ جو انسانی شکل اختیار کر کے اس سے بدلہ لینے آ گیا ہے۔ وہ ایک دم سے اٹھا اور ایک طرف کو دوڑ پڑا۔ عنبر اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"ذرا اسے پکڑو۔"

ماریا چھلانگ لگا کر فضا میں اچھلا اور اڑ کر پروہت کے سر پر جا پہنچا۔ اس نے پروہت کی گردن پر ایک مکا مارا۔ پروہت دھڑام سے زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا۔

"مجھے بخش دو۔ میری جان بخش دو۔"

عنبر اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے پروہت کو زمین پر سے اٹھایا اور کہا۔

"تمہاری جان صرف ایک شرط پر بخشی جا سکتی ہے کہ سوریہ دیوتا کی قسم کھا کر وعدہ کرو کہ آئندہ تم کسی انسان کے ساتھ دھوکہ نہیں کرو گے۔ کسی کی جان نہیں لو گے۔"

عنبر جانتا تھا کہ جب ایک برہمن سوریہ دیوتا کی قسم کھا لیتا ہے تو وہ اپنے وعدے پر قائم رہتا ہے۔ پروہت نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مہاراج! میں سوریہ دیوتا کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ ساری زندگی کسی سے دھوکہ نہیں کروں گا۔ کسی کی بھی جان نہیں لوں گا"

عنبر نے کہا۔

"جاؤ — اب یہاں سے دفع ہو جاؤ"

پروہت لنگڑاتا ہوا ایک طرف کو چل دیا۔

ماریا کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اس کی ہنسی کی آواز کو پاس کھڑے لوگوں اور عورتوں نے بھی سنا جو پروہت کی گت بنتے دیکھ کر وہاں جمع ہو گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ عورت کے قہقہے کی آواز تو آ رہی تھی مگر عورت وہاں پر کوئی نہیں۔ وہ بھی ڈر کر بھاگ گئے۔ عنبر اور ماریا واپس اپنی کاروان سرائے میں آ گئے۔

رات انہوں نے سرائے میں بسر کی۔ دوسرے روز تھیوسانگ کا قافلہ بھی موہنجودڑو کے شہر میں پہنچ گیا۔ اس کا قافلہ شہر کے شمال کی جانب ایک دوسری کاروان سرائے میں اترا تھا۔

اچانک عنبر نے چونک کر ماریا سے کہا۔

"ماریا تم فضا میں ایک مانوس خوشبو سونگھ رہی ہو؟"

ماریا نے گہرا سانس کھینچ کر کہا

"عنبر یہ تو تھیوسانگ کی خوشبو ہے"

"ہاں" عنبر خوش ہو کر بولا "اس کا مطلب ہے تھیوسانگ اس شہر میں ہے"

ماریا بے تابی سے بولی۔

"مگر اس سے پہلے اس کی خوشبو ہمیں کیوں نہیں آئی؟"

عنبر نے کہا۔

"یقیناً وہ ابھی ابھی اس شہر میں داخل ہوا ہے یقیناً کوئی قافلہ شہر میں اترا ہو گا"

عنبر کاروان سرائے کے مالک کے پاس دوڑ کر گیا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی دوسری سرائے بھی ہے؟ مالک نے کہا۔

"ہاں بھائی! شمال کی طرف ایک دوسری کاروان سرائے ہے"

عنبر نے کہا۔

"کیا وہاں کوئی قافلہ اترا ہے؟"

سرائے کا مالک بولا

"ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی وہاں ملک گوسے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قافلہ ٹھہرا ہے۔ یہ قافلہ عیشاں شہر کی طرف جا رہا ہے۔"

عنبر وہاں سے ہٹ گیا اور اکیلی جگہ پہ جا کر بولا۔

"ماریا؟"

ماریا اس کے قریب ہی کھڑی تھی۔ بولی۔

"میں نے سب کچھ سن لیا ہے۔ چلو شہر کے شمال میں جو کاروان سرائے ہے وہاں چلتے ہیں۔"

عنبر نے شمالی سرائے کا راستہ معلوم کیا۔ اور ادھر کو تیز تیز قدم اٹھاتا چل پڑا۔ جوں جوں وہ کاروں سرائے کے قریب ہو رہا تھا۔ اسے تھیو سانگ کی خوشبو تیز محسوس ہو رہی تھی۔

"ماریا! تھیو سانگ اسی قافلے کے ساتھ آیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ آ گیا۔"

ماریا نے کچھ اداس ہو کر کہا۔

"مگر عنبر بھائی! تھیو سانگ کے ساتھ کیٹی کی خوشبو نہیں ہے۔"

عنبر بولا۔

"کیٹی کی خوشبو مجھے بھی نہیں آ رہی۔ بہر حال تھیو سانگ سے مل کر ہی معلوم ہو گا کہ وہ کہاں رہ گئی ہے۔"

عنبر اور ماریا شمالی سرائے میں آئے تو دیکھا کہ سرائے کے

سامنے میدان میں ایک قافلہ اترا ہوا ہے۔ گھوڑے گدھے اور اونٹ آرام کر رہے ہیں۔ مسافر کھانے پینے اور نہانے میں مصروف ہیں۔ عنبر اور ماریا تھیو سانگ کی خوشبو لیتے ایک کوٹھڑی کے پاس آ گئے۔ خوشبو اس کوٹھڑی کے اندر سے آ رہی تھی۔ کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔

عنبر نے دروازے پہ دستک دی تو اندر سے تھیو سانگ کی آواز آئی

"اگر عنبر ماریا ہو تو آ جاؤ۔ مجھے بھی تمہاری خوشبو آ گئی ہے۔"

عنبر ماریا دروازہ کھول کر کوٹھڑی میں آ گئے۔ وہاں تھیو سانگ چارپائی پہ بیٹھا تھا۔ عنبر اور تھیو سانگ گلے مل گئے۔

"تھیو سانگ! تم سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔"

تھیو سانگ بولا۔

"ماریا بہن! تمہاری تیز خوشبو بتا رہی ہے کہ تم بھی میرے پاس ہی کہیں ہو۔ ایک مدت کے بعد تم لوگوں کی خوشبو آئی ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ خوشبو میری طرف بڑھ رہی ہے تم ضرور میری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف آ رہے ہو۔ اسی لیے میں یہاں بیٹھا رہا
کہ باہر نکل کر اس خوشبو سے محروم نہ ہو جاؤں"
ماریا نے کیٹی کے بارے میں پوچھا تو تھیو ساگ بولا
"یہ بڑی دردناک کہانی ہے"
پھر اس نے عنبر اور ماریا کو اپنی ساری کہانی سنائی اور
آخر میں ناگ کے بارے میں پوچھا۔ عنبر نے جب اسے
بتایا کہ ناگ کی طاقت ایک مکار سپیرے نے چھین لی
تھی اور پھر کس طرح وہ کچھوے کے پیٹ میں چلا گیا۔ تو
تھیو ساگ چونک کر بولا۔
"وہ کچھوا کتنا بڑا تھا؟"
عنبر نے کہا۔
"اتنا بڑا کچھوا آج تک میں نے نہیں دیکھا"
ماریا بولی۔
"ہمیں دادا سانپ نے بتایا ہے کہ ناگ گوا کی
بندرگاہ پر سمندر میں کچھوے کے پیٹ میں پڑا
ہے"
تھیو ساگ نے پریشان ہو کر کہا۔
"میں نے اس کچھوے کو دیکھا ہے"
"کہاں؟" عنبر نے جلدی سے پوچھا۔

پھر تھیو ساگ نے سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح سمندری
سفر میں انہوں نے ایک بہت بڑے کچھوے کو دیکھا اور
جہاز کے کپتان نے اسے جال ڈال کر پکڑ لیا اور اسے اپنے
ساتھ گوا کی بندرگاہ پر لے آیا۔
عنبر بولا۔
"اس کا مطلب ہے دادا سانپ نے سچ کہا تھا"
پھر وہ تھیو ساگ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔
"تھیو ساگ! ہمیں فوراً واپس گوا جانا ہوگا۔ اور
اس کچھوے کو حاصل کرنا ہوگا۔ ناگ اس کے پیٹ
میں ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکّار کاہن

تھیوساگ نے کہا۔

"کچھوا جہاز کے کپتان ساگا کے پاس ہے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اسے بندرگاہ پر پہنچ دے گا۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ وہی کچھوا ہے اور وہ بندرگاہ پر ہی ہوگا۔ ہم وہاں سے معلوم کر لیں گے۔"

تھیوساگ نے کچھ پریشان ہو کر کہا۔ کہ ساگا کپتان تو جہاز لے کر واپس جا چکا ہوگا۔" عنبر نے کہا۔

"ہمیں بندرگاہ سے کچھوے کا سراغ مل جائے گا۔ ساگا کپتان نے اسے وہیں کسی کے پاس فروخت کیا ہوگا۔"

ماریا نے کہا۔

"اگر ہم قافلے کے ساتھ واپس گئے تو ہمیں ایک مہینہ لگے گا۔ اتنے میں"

تھیوساگ نے کہا۔

"میں اور عنبر تمہاری طرح ہوا میں نہیں اڑ سکتے ہمیں تو پیدل ہی چلنا پڑے گا۔ قافلے کے ساتھ نہ بھی گئے تو ایک ماہ لگ جائے گا۔"

عنبر کو ایک خیال سوجھا۔ اس نے کہا۔

"ماریا! ایسا کرتے ہیں کہ تم پہلے چل چلو۔ تم ہوا میں اڑ سکتی ہو اس لیے جلدی گوا پہنچ جاؤ گی۔ تھیوساگ تمہیں وہاں ماریجیا کے گھر کا پتہ بتا دے گا۔ تم اس سے مل کر بندرگاہ پر وہ دکان تلاش کرو۔ جہاں ناگ والا کچھوا فروخت کیا گیا تھا۔ ہم بعد میں ماریجیا کے مکان پر پہنچ جائیں گے۔"

تھیوساگ نے کہا۔

"اچھا خیال ہے۔ ماریا کو پہلے چلے جانا چاہیئے۔ اس طرح سے وقت ضائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کچھوا وہاں سے بھی کسی طرف نکل جائے۔"

آخر یہی فیصلہ ہوا کہ ماریا ان سے پہلے گوا کے شہر کی طرف روانہ ہو۔ تھیوساگ نے ماریا کو ماریجیا کے مکان کا پتہ بتایا اور کہا۔

"وہ بڑی بااثر لڑکی ہے۔ تم کو غائب پا کر وہ ڈر نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائے گی۔ تم کہہ دینا کہ تم کسی طلسم کی وجہ سے غائب ہو۔ کیونکہ ناگ کو تلاش کرنا بہت ضروری ہے"

عنبر نے ماریا کو وہ خفیہ منتر بھی بتا دیا جو ٹھاکر سہاک نے اسے بتایا تھا اور جس کو ناگ پر پھونکنے سے اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آ سکتی تھی۔ ان میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ منتر جھوٹا ہے۔ ماریا نے خفیہ منتر یاد کر لیا۔ عنبر نے کہا۔

"اگر تمہیں کچھوا مل جائے تو کسی طرح اس کے پیٹ میں ناگ کو نکال کر اس پر یہ خفیہ منتر پھونک دینا تاکہ اس کی طاقت واپس آ جائے اور پھر تم مارجیا کے گھر پر رہ کر میرا اور تھیوسانگ کا انتظار کرنا۔ ہم جلد ہی تم سے آن ملیں گے"

چنانچہ ماریا اکیلی ہی عنبر اور تھیوسانگ سے جدا ہو کر شہر گوا کی طرف روانہ ہو گئی اور عنبر اور تھیوسانگ گوا جانے والے قافلے میں شریک ہو کر گوا کی طرف چل پڑے۔

ماریا درختوں کے اوپر ہوا میں بلند ہو کر اڑتی جا رہی تھی۔ اس کی رفتار کسی تیز رفتار عقاب جتنی تھی۔ شام کو موہنجو دڑو کی ناکا دوان سرائے سے چلی تھی۔ ساری رات وہ ہوا میں اڑتی چلی گئی۔ اس کا رخ مغرب کیطرف تھا۔ تھیوسانگ نے اسے

یہی راستہ بتایا تھا۔ سورج نکلا تو ماریا نے دیکھا کہ وہ ایک گھنے جنگلوں والی پہاڑیوں کے اوپر سے گزر رہی تھی۔ ہوا میں اڑنے کا ماریا کو بہت تجربہ تھا۔ اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔

دوپہر کے وقت اسے دور سمندر نظر آنے لگا۔

جب وہ قریب پہنچی تو اس نے دیکھا کہ سمندر کے کنارے ایک شہر آباد ہے۔ ماریا اس شہر کے اندر ایک بازار کے کونے پر اتر آئی

اب اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ یہ کون سا شہر ہے۔ چلتے چلتے وہ بندرگاہ پر جا پہنچی۔ یہاں اس زمانے کی زبان میں شہر کا نام لکھا تھا۔ یہ گوا کا شہر تھا۔

ماریا بڑی خوش ہوئی۔ وہ ٹھیک منزل پر پہنچ گئی تھی۔

پھر وہ تھیوسانگ کے بتائے ہوئے نشانوں کا سراغ لگاتی ایک حویلی کے سامنے آ گئی۔ یہی وہ مارجیا کے باپ کی حویلی تھی۔ تھیوسانگ نے اسے مارجیا کا حلیہ بھی بتا دیا تھا۔ ماریا کو بھلا کون روک سکتا تھا۔ وہ حویلی میں داخل ہو گئی مگر اس حلیے کی لڑکی وہاں پر نہیں تھی۔

حویلی سے باہر آ کر ماریا ایک طرف جانے لگی تھی کہ اس نے دیکھا کہ مارجیا کے حلیے کی ایک لڑکی پالکی میں بیٹھی آ رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ پالکی غلاموں نے اٹھا رکھی تھی۔ اس زمانے میں امیر
لوگوں کے پاس موٹر کاریں تو ہوتی نہیں تھیں۔ چنانچہ ان کی بہو
بیٹیاں پالکیوں میں بیٹھ کر شہر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جا
کرتیں تھیں۔

پالکی حویلی کی ڈیوڑھی میں رکھ دی گئی۔

ماریا پالکی کے ساتھ ساتھ تھی۔ مارجیا پالکی سے اتر کر
اپنے کمرے میں آ گئی۔ کمرے میں فرش پر قالین بچھا تھا
بڑا سا پلنگ دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ دیوار پتا بنے کے رو
تھال سج رہے تھے۔ طاق میں شمع دان رکھا ہوا تھا۔
کھڑکی کی رنگین کرسی پر کھڑکی کے پاس بیٹھ گئی اور رو
پر پھول کاڑھنے لگی۔

یہ بڑا مناسب موقع تھا۔ ماریا اس کے قریب ہی کھ
تھی اور سوچ رہی تھی کہ اس پر اپنا آپ کس طرح ظا
کرے۔

اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ زندہ حالت میں اس
کے پاس آئے؟ ماریا ایسا بہت ہی کم کیا کرتی
مگر اب اس نے یہی فیصلہ کیونکہ خواہ مخواہ مارجیا کو
بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ کسی طلسم کی وجہ سے
ہو گئی ہے

پس ماریا کمرے سے نکل کر حویلی کے باہر آ گئی۔ حویلی
کے سامنے ایک چھوٹا سا بالیچہ تھا۔ ماریا وہاں ایک درخت
کی اوٹ میں آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے ایک خاص منتر
پڑھ کر سانس کھینچا تو وہ زندہ حالت میں ظاہر ہو گئی۔
ماریا نے دیکھا کہ وہ بڑے خوب صورت ریشمی لباس
میں ملبوس تھی۔ اس کے سنہری بال شانوں پر بکھرے
ہوئے تھے۔ پاؤں میں چمڑے کی سینڈل تھی۔ گلے میں
سفید موتیوں کی مالا تھی

ماریا نے حویلی کی ڈیوڑھی میں آ کر دربان سے کہا
کہ مارجیا اس گھر میں رہتی ہے؟ دربان نے کہا۔
"ہاں بی بی جی۔ مگر آپ کون ہیں؟"
ماریا نے کہا
"میں سورت کے سوداگر کی بیٹی ہوں۔ مارجیا
سے ملنے آئی ہوں"
دربان نے اوپر جا کر مارجیا کو بتایا کہ شہر سورت سے
کوئی سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی اس سے
ملنے آئی ہے۔ مارجیا نے تعجب سے کہا۔
"ارے سورت میں تو کسی عورت کی آج تک
نیلی آنکھیں اور سنہری بال نہیں دیکھے۔ چلو۔ اسے اوپر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھیج دو۔"

ماریا جب مارجیا کے کمرے میں آئی تو مارجیا اس کی خوب صورتی دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اس نے اتنی حسین لڑکی آج سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔

○

مارجیا نے ماریا کو کرسی پیش کی اور خود پلنگ پر جا بیٹھی۔

"تم مجھ سے ملنے آئی ہو؟"

"ہاں" ماریا نے کہا "میں تمہیں ساگ کی بہن ہوں جو تمہیں جزیرے کی کھائی سے نکال کر لایا تھا۔"

مارجیا نے ماریا کو اٹھ کر گلے لگا لیا۔

"پھر تم میری بہن۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

"ماریا"

"بڑا پیارا نام ہے۔ تمہیں ساگ بھائی تو اچھا ہے کیا وہ بھی سورت آ گیا ہے؟" مارجیا نے پوچھا۔

ماریا بولی۔

"بہن مارجیا۔ تمہیں یاد ہے تم لوگ جہاز پر سفر کر رہے تھے تو جہاز کے کپتان ساگا نے سمندر میں سے ایک کچھوا پکڑا تھا۔"

مارجیا بولی:

"ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔ وہ بہت بڑا کچھوا تھا۔" ماریا نے کہا۔

"اور تمہیں یہ بھی یاد ہوگا کہ جہاز کے کپتان نے کہا تھا کہ وہ یہ کچھوا بندرگاہ پر جا کر فروخت کر دے گا۔"

"ہاں مجھے یہ بھی یاد ہے۔" مارجیا بولی۔

ماریا نے کہا۔

"تو بس ہمیں اسی کچھوے کی ضرورت ہے۔"

مارجیا ہنس پڑی۔

"اری ماریا بہن! تم لوگ کچھوے کو لے کر کیا کرو گے؟" ماریا نے کہا۔

"یہ مت پوچھو مارجیا۔ بس تم میرے ساتھ چل کر وہ دکان ڈھونڈھ دو جہاں کپتان نے کچھوا فروخت کیا ہوگا۔"

مارجیا کہنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ ضرور چلوں گی۔ بندرگاہ پر کچھ ایسی دکانیں ہیں۔ جہاں لوگ آکر سنہری مچھلیاں، گھونگھے اور چھوٹے کچھوے خرید کر لے جاتے ہیں۔ ضرور وہ بڑا کچھوا بھی وہیں کسی دکان میں ہوگا"

ماریجیا نے ماریا کو اپنے ساتھ پالکی میں بٹھایا اور بندرگاہ کی بڑی مارکیٹ میں آ گئی۔ یہاں بڑا رش تھا۔ ماریجیا ایک دکان پر گئی۔ جہاں سنہری مچھلیاں اور کچھوے بک رہے تھے۔ ماریجیا نے دکاندار سے پوچھا کہ کیا اس کے پاس کوئی بڑا کچھوا ہوگا۔

دکاندار نے کہا۔

"میرے پاس تو نہیں لیکن کونے والی دکان پر پچھلے دنوں ایک بہت بڑا کچھوا آیا تھا میں نے اسے خود دیکھا تھا بہت بڑا کچھوا تھا۔ دور دور تک لوگ اسے دیکھنے آتے رہے"

ماریا اور ماریجیا تیزی سے کونے والی دوکان پر گئیں۔ دکان پر انہیں ایسا کوئی کچھوا نظر نہ آیا۔ ماریجیا نے دکاندار سے کچھوے کے بارے میں دریافت کیا تو دکاندار نے ماریجیا پر ایک تیز نگاہ ڈالی اور بولا۔

"میرا پہلے ہی بہت نقصان ہوا ہے۔ کیا تم میرے زخموں پر نمک چھڑکنے آئی ہو؟"

ماریجیا نے پوچھا کہ اس کا کیا نقصان ہوا ہے۔ دکاندار آہ بھر کر بولا۔

"میں نے بڑا کچھوا جہاز کے کپتان سے بھاری رقم دے کر خریدا تھا کہ اسے بھاری منافع پر آگے بیچ دوں گا۔ لیکن میری قسمت ہی خراب تھی۔ شاہی مندر کا کاہن اعظم آیا اور بادشاہ کا حکم نامہ دکھا کر وہ کچھوا مفت ہی مجھ سے لے گیا۔ اب میرا نقصان کون پورا کرے گا؟"

ماریجیا چپ ہو گئی۔ اس نے آنکھ سے ماریا سے کہا

"اب کیا کیا جائے؟ کچھوا تو بادشاہ کا کاہن لے گیا ہے"

ماریا نے کہا

"وہ کچھوا کس لیے لے گیا ہے؟"

ماریجیا ہونٹ سکیڑ کر بولی۔

"ہو سکتا ہے کاہن اعظم نے بادشاہ کے محل کے تالاب میں اسے چھوڑنا ہو"

ماریا فکر مند ہو کر بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب کیا کیا جائے؟"

مارجیا نے کہا۔

"ماریا بہن! آخر تم اس کچھوے کے لیے اتنی پریشان کیوں ہو۔ دفع کرو کچھوے کو۔"

اب ماریا نے کہا۔

"مارجیا بہن بات یہ ہے کہ اس کچھوے کے پیٹ میں ہمارا ایک ایسا پالتو سانپ ہے جس کے منہ میں ہمارا خاندانی مہرہ ہے۔ میں اور تھیوسانگ اور عنبر بھائی اس مہرے کے لیے پریشان ہیں۔ خاندانی مہرہ ہے گم ہو گیا تو ہمارا بڑا نقصان ہو گا۔"

مارجیا سوچ میں پڑ گئی۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہمیں اس کچھوے کے پیٹ میں سے سانپ کو نکال کر لانا ہو گا۔ مگر یہ کام ہمارے لیے تو ناممکن ہے۔ بادشاہ کے محل میں ہم کیسے جا سکتے ہیں؟"

ماریا پالکی میں بیٹھ کر مارجیا سے گھر واپس آ گئی۔ اس نے خود بادشاہ کے محل میں جانے کا منصوبہ بنایا۔ ظاہر ہے وہی غیبی حالت میں بادشاہ کے محل میں بغیر کسی رکاوٹ

کے داخل ہو سکتی تھی۔ مگر اس نے مارجیا کو بالکل نہ بتایا کیونکہ ماریا نے اپنی حالت مارجیا سے پوشیدہ رکھی تھی اور یہ راز اس پر ظاہر نہ کیا تھا۔

ماریا نے مارجیا سے بادشاہ کے محل کا راستہ معلوم کر لیا تھا۔ وہ عنبر اور تھیوسانگ کے آنے سے پہلے ناگ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جانا چاہتی تھی۔ رات گزارنے کے بعد ماریا نے مارجیا سے کہا کہ وہ گوا شہر کی سیر کو جا رہی ہے۔ مارجیا بھی اس کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔ مگر ماریا نے کہا کہ وہ اکیلی سیر کرنا چاہتی ہے چنانچہ ماریا حویلی سے نکل کر بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ ابھی تک وہ غائب نہیں ہوئی تھی راستے میں ایک پارک آیا جس میں ناریل کے درختوں کا ایک جھنڈ تھا۔ ماریا اس جھنڈ میں آ گئی۔

یہاں ماریا نے اپنے آپ کو غائب کر لیا۔ اب وہ غیبی حالت میں بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بادشاہ کا محل آ گیا۔ بڑا شاندار محل تھا۔ اونچے اونچے مینار تھے۔ بہت بڑا دروازہ تھا۔ جس پر پہرہ لگا تھا۔ ماریا بڑے آرام سے پہرے داروں کے درمیان سے ہو کر محل میں داخل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گئی۔ سامنے ایک باغ تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ محل کے پیچھے ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ وہ اس تالاب پر آ گئی۔

جھاڑیوں میں اس کی نظر ایک بہت بڑے کچھوے پر پڑی۔ ماریا لپک کر اس کے پاس آئی تو دھک سے رہ گئی۔ کیونکہ کچھوا مرچکا تھا۔ وہ زمین پر الٹا پڑا تھا اور اس کا پیٹ کھلا تھا۔ صاف لگ رہا تھا کہ کسی نے اس کے پیٹ کو [redacted] اس میں سے سانپ نکال لیا ہے۔

ماریا نے کچھوے کی لاش کو وہیں چھوڑا اور اب کاہن اعظم کی تلاش میں چلی۔ کیونکہ اسے یقین تھا یہ کام کاہن اعظم کے سوا اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ اس نے ضرور اپنے علم کے زور پر معلوم کر لیا گیا ہوگا کہ کچھوے کے پیٹ میں ایک اژدھا سانپ موجود ہے۔

شاہی محل کے بائیں میں ماریا کو مندر دکھائی دیا۔ وہ اس مندر میں آ گئی۔ یہ کافی بڑا مندر تھا اور بھکشو لوگ اندر کسی بت کی پوجا کر رہے تھے۔ اس بت کی شکل آدمی جیسی تھی اور آدھی الو کی تھی۔

ماریا مندر کے دالان میں گھومتی پھرتی ایک راہداری میں سے گزر رہی تھی کہ اس نے ایک زرد لباس والے اونچے لمبے آدمی کو دیکھا جس کا سر منڈا ہوا تھا۔ اس کے

ہاتھ میں پھولوں کی مالا تھی اور چار بھکشو اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہی کاہن اعظم ہو سکتا تھا۔

ماریا اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ ماریا نے محسوس کیا کہ اس زرد پوش آدمی نے چپک کر فضا میں دیکھا ہے۔ مگر ماریا نے کوئی خیال نہ کیا۔ زرد پوش کاہن اعظم تھا۔ وہ بڑے بت کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے پھولوں کی مالا بت کے پاؤں میں رکھ دی اور دوسرے بھکشوؤں کے ساتھ بھجن گانے لگا۔

بھجن گانے کے بعد وہ واپس چلا تو اس کے ساتھ صرف ایک ہی بھکشو تھا۔ وہ دونوں اپنی کوٹھری میں داخل ہو گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی کوٹھری میں داخل ہو گئی۔

کاہن اعظم نے اپنے ساتھی بھکشو سے کہا۔

"شترو! مجھے لگتا ہے کہ کوئی آسمانی روح ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔"

ماریا چونک پڑی۔ اس کاہن اعظم نے اس کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔ ماریا ذرا سمٹ کر پیچھے ہو گئی۔

شترو بولا۔

"مہاراج! ضرور یہ کوئی اچھی روح ہوگی۔ جو ہماری مدد کرنے آئی ہوگی۔"

کاہن اعظم نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن ہمیں چوکس رہنا ہوگا۔ کیونکہ یہ سانپ اگر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہمارے سارے خواب ادھورے رہ جائیں گے۔"

شترو نے کہا۔

"مہاراج! آپ کے پاس ایسے ایسے منتر ہیں کہ اگر پڑھ کر سانپ کے مکھے کے اردگرد پھونک دیں تو دیوتا لوگ بھی وہاں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر آپ کیوں گھبراتے ہیں؟"

کاہن بولا

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں نے ایک زبردست منتر پڑھ کر جس جگہ سانپ کا مکھا رکھا ہے وہاں چاروں طرف پھونک دیا ہے اور اس جگہ کوئی آسمانی روح بھی داخل نہیں ہو سکتی پھر بھی ہمیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ ہم اس سانپ کی مدد سے ایسی طاقت حاصل کرنے والے ہیں، جس کی مدد سے ہم مُردہ لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی اس کا ہن اعظم نے یقیناً

ناگ بین کو مکھے میں ڈال رکھا تھا اور اس کی مدد سے کوئی ایسا عمل کرنے والا تھا کہ اسے مُردوں کو زندہ کرنے کی طاقت مل جائے۔

ماریا اب یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ ناگ کو ان لوگوں نے کس مقام پر چھپا رکھا ہے تاکہ وہ اپنے طور پر ناگ کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کر سکے۔ مگر ان کی باتوں سے ماریا کو یہ پتہ نہ چل سکا۔ کاہن اعظم کا چیلا شترو اس کے پاس بیٹھ گیا۔ کاہن اعظم [redacted] کتاب کھول کر اگر بتی جلا کر پڑھنے لگا چند سیکنڈ تک وہ کتاب کے پرانے اوراق الٹ پلٹ کرتا رہا۔ پھر ایک ورق کو غور سے پڑھنے کے بعد اپنے چیلے شترو سے بولا۔

"شترو! ہم انسانی سانپ پکڑنے میں تو کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن اب ہمیں ایک ایسی لڑکی کی ضرورت ہے جس کی آنکھوں کا رنگ سمندر کی لہروں کی طرح نیلا ہو۔"

شترو بولا۔

"مہاراج ہمارے ملک ہند میں آنکھوں والی لڑکیاں نہیں ہیں سے لائیں گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاہن اعظم نے سانس لیا اور بولا۔

"یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہمارے راستے میں ہے۔ ہمیں ہر حالت میں نیلی آنکھوں والی لڑکی حاصل کرنی ہوگی۔ اس کے بغیر ہم اپنے قلعی عمل کو پورا نہیں کر سکتے۔"

ماریا کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ خود ان کے پاس چلی جائے۔ ماریا کو ان کی باتوں سے یہ بالکل علم نہ ہو سکا کہ یہ لوگ نیلی آنکھوں والی لڑکی سے کس قسم کا کام لینا چاہتے ہیں۔ مگر یہ لوگ کو بچانے اور اسے وہاں سے نکال لے جانے کا سوال تھا۔ ماریا تیار ہو گئی۔ کاہن اعظم تھوڑی دیر بعد اشنان کرنے کا کہہ کر شاہی محل کی دیوار کے پیچھے بہنے والی مقدس ندی کی طرف چلا گیا

ماریا وہاں سے اٹھ کر بھاگی اس سے پہلے ندی پر جب پہنچی

ندی پر پہنچتے ہی اس نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ اب وہ ایک خوب صورت بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی شکل میں تھی۔ ماریا نے وہیں سوکھے پتوں اور درخت کی سوکھی شاخوں کو توڑ کر اس کا گٹھا بنایا اور اپنے سر پر اٹھا کر ندی کے کنارے کنارے اس طرف چلنے لگی جہاں کاہن

پانی میں اتر کر نہا رہا تھا۔

کاہن اعظم نے زرد و سبز اپنے جسم پر لپیٹ رکھی تھی اور آسمان کی طرف ہاتھ جوڑ جوڑ کر پانی اچھالتے ہوئے اشلوک پڑھ رہا تھا۔ ماریا اس کے قریب سے گنگناتی ہوئی گزری تو جان بوجھ کر کاہن سے پوچھا۔

"مہاراج! سوکھی لکڑیاں جلانے کے لیے لیں گے غریب لڑکی ہوں۔ صبح سے بھوکی ہوں۔"

کاہن اعظم نے آنکھیں کھول کر ماریا کو دیکھا تو خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ جس نیلی آنکھوں والی لڑکی کی اسے تلاش تھی وہ اس کے سامنے سوکھی شاخوں کا گٹھا اٹھائے کھڑی تھی۔ کاہن ندی سے باہر نکل آیا۔ اس نے کہا۔

"بیٹی تم محنت مزدوری کیوں کرتی ہو۔ کیا تمہارے ماں باپ یا بھائی نہیں ہیں؟"

ماریا نے اداس آواز بنا کر کہا

"مہاراج! میں یتیم لڑکی ہوں۔ اپنی پھوپھی کی جھونپڑی میں رہتی ہوں۔ وہ بھی مہاراج ہے۔ اور بہت تھوڑا کھانے کو دیتی ہے۔ جنگل میں لکڑیاں چن کر گزارہ کرتی ہوں۔"

کاہن نے ماریا کے سر سے سوکھی شاخوں کا گٹھا اتروا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا اور بولا۔

"اسے چیک دو بیٹی اور میرے ساتھ چلو میں تمہیں اپنی بیٹی بنا کر اپنے پاس رکھوں گا۔ بس تم میرا کھانا پکا دیا کرنا۔ کیا تمہیں منظور ہے بچی" ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

"مہاراج! میں تو پہلے ہی اپنی پھوپھی کے ظلم سے تنگ آ چکی ہوں۔ میں خوشی سے آپ کی بیٹی بن کر رہوں گی۔ اور آپ کی خدمت کیا کروں گی۔"

کاہن اعظم بڑا خوش ہوا۔ قدرت نے بیٹھے بٹھائے اس کی زندگی کا بہت بڑا مقصد پورا کر دیا تھا۔ اسے اتنی آسانی سے نیلی آنکھوں والی لڑکی ہرگز نہیں مل سکتی تھی۔ اس نے ماریا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"آج سے تم ہماری بیٹی ہو۔ چلو ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلو۔ ہاں۔ تمہارا نام کیا ہے بیٹی؟"

ماریا بولی۔

"نندی میرا نام ہے مہاراج۔ اور آپ تو پجاری لگتے ہیں۔ آپ کسی مندر میں رہتے ہیں کیا؟"

کاہن اعظم نے کہا۔

"ہاں بیٹی! میں پجاری ہوں۔ میری نوکری بادشاہ کے مندر میں لگی ہے۔ مگر میں محل سے دور ایک پرانے مکان میں رہتا ہوں۔ کیونکہ بادشاہ کے پاس رہنے سے ہماری عبادت میں فرق آتا ہے۔"

کاہن اعظم جھوٹ بولا تھا۔ ماریا مسکرائی۔

"ٹھیک ہے مہاراج! میں بھی آپ کے ساتھ ایسی مکان میں رہوں گی۔ مگر میری پھوپھی کو پتہ نہ چلے۔ نہیں تو وہ مجھے نکال کر لے جائے گی۔"

کاہن اعظم نے کہا۔

"فکر مت کرو بیٹی نندی! کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہو گی کہ تم ہمارے مکان میں رہتی ہو۔ آؤ بیٹی اب گھر چلتے ہیں۔"

کاہن اعظم نے اپنے اس خاص مقصد کے لیے محل سے دور ایک ویران مقام پر پرانے کھنڈر میں ایک کوٹھڑی بنا رکھی تھی۔ وہ ماریا کو لے کر سیدھا وہاں آ گیا۔ کوٹھڑی میں کچھ مٹی کے برتن پڑے تھے۔ فرش پر ٹاٹ بچھا تھا اور باہر چھوٹے سے آنگن میں چولہا بنا ہوا تھا۔ کاہن بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بیٹی! میں تو فقیروں کی طرح رہتا ہوں اور بھگوان کی پوجا کرتا ہوں۔ مگر تمہارے لیے میں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو اور پہننے کو اعلیٰ قسم کی پوشاک لاؤں گا۔ تم گھبراؤ مت۔"

ماریا دل میں ہنسنے لگی۔ اسے گھبرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر وہ بہت جلد یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ کاہن اعظم نے ناگ کو کس جگہ قید میں ڈال رکھا ہے اور وہ اس سے کیا کام کرانا چاہتا ہے۔

ماریا نے شوخ لڑکیوں کی طرح فوری کوٹھڑی کی چھان پھٹک شروع کر دی۔ وہ کاہن کو یہ اثر دینا چاہتی تھی کہ اسے وہاں آکر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کاہن بولا۔

"بیٹی نندنی! تم آرام کرو۔ میں تمہارے لیے بازار سے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

کاہن اعظم کوٹھڑی سے نکلا۔ اور وہ منہ ہی منہ میں کچھ خفیہ اشلوک پڑھ رہا تھا۔ اس نے کوٹھڑی کے سامنے آنگن کی دیوار کی چاروں طرف اشلوک پڑھ کر پھونک ماری اور خود محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا نے اسے پھونک مارتے

نہیں دیکھا تھا۔ کاہن کے جانے کے بعد وہ آنگن میں آئی اور پھر آنگن سے نکلنے لگی تو اسے ایک کرنٹ سا لگا اور زمین پر گر پڑی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مُردے کی موت

ماریا تو گھبرا گئی۔
کم بخت نے جاتے ہوئے مکان کے ارد گرد طلسم پھونک دیا تھا جس کی وجہ سے ماریا وہاں سے باہر نکل سکتی تھی۔ وہ اٹھی اور کوٹھڑی میں جا کر چٹائی پر بیٹھ کر سوچنے لگی کہ یہ کاہن اسے کہاں لے کر جائے گا؟

تھوڑی دیر بعد کاہن اعظم اپنے چیلے شترو کے ساتھ آ گیا۔ وہ اپنے ساتھ ماریا کے لیے کھانے کے لیے مٹھائی اور پہننے کے لیے ریشمی ساڑھی لایا تھا۔ ماریا اُن کو دور ہی سے دیکھ کر کام میں لگ گئی تھی۔ کاہن نے ماریا سے کہا۔

"یہ لو نندنی بیٹی! دیکھو میں تمہارے لیے مٹھائی اور یہ کتنی خوب صورت ساڑھی لایا ہوں۔"

ماریا نے ساڑھی دیکھی تو خوش ہو کر کہا۔

"مہاراج! آپ سچ مچ میرے پتا ہیں۔"

کاہن نے ماریا کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

"تم کو بیٹی کہا ہے۔ تو اب ساری زندگی تم ہماری بیٹی بن کر ہی رہو گی۔ یہ دیکھو، یہ میرا چیلا شترو ہے۔ یہ تمہارا بھائی ہے، اسے پرنام کرو۔"

ماریا نے شترو کو پرنام کیا۔ شترو نے کہا۔

"جیتی رہو بہن۔"

ماریا کو کاہن نے اپنے سامنے بٹھا کر مٹھائی کھلائی اور چلنے لگا تو بولا۔

"یہ ساڑھی تم پہن لینا بیٹی۔ میں شام کو آؤں گا۔ اور ہاں، تم گھر سے باہر مت نکلنا۔ بات یہ ہے کہ یہ جگہ بھاری ہے۔ کہتے ہیں یہاں کوئی آسیب رہتا ہے۔ جو نیلی آنکھوں والی لڑکی کے لیے خطرناک ہے۔"

ماریا خوب جانتی تھی کہ یہ آسیب وہ خود ہے لیکن اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مہاراج آپ فکر نہ کریں میں گھر میں ہی رہوں گی۔"

کاہن اعظم اپنے چیلے کے ساتھ چلا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب کھنڈر والا ویران مکان دُور رہ گیا تو شہزور نے پوچھا۔

"مہاراج! منتر پھونک کر دائرہ بنا دیا تھا نا؟ کہیں یہ سونے کی چڑیا اُڑ نہ جائے!"

کاہن بولا۔

"میں احمق نہیں ہوں کہ ایسی قیمتی چیز کو ہاتھ سے گنوا دوں۔ میں نے ایسا منتر پڑھ کر مکان کے چاروں طرف پھونکا ہے کہ تندق ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکے گی۔ آؤ اب ہم سانپ کے پاس چلتے ہیں۔ وہیں وہاں اس نیلی آنکھوں والی لڑکی پر جادو کرنے کی تیاریاں ابھی سے شروع کر دینی چاہئیں۔"

کاہن اور شہزور پہلے نے محل کے اصطبل سے گھوڑے نکالے۔ ان پر سوار ہو کے اور شہر سے نکل کر سمندر کے ساحل کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

ماریا جب اکیلی رہ گئی تو اس کو خیال آیا کہ اگر وہ جسمانی حالت میں طلسمی حصار سے نہیں نکل سکتی تو ہو سکتا ہے غیبی حالت میں وہاں سے نکل سکے چنانچہ اس نے سانس لے کر چھوڑا اور غائب ہو گئی۔ غائب ہوتے ہی

وہ مکان کے آنگن والی دیوار کی طرف بڑھی۔ جب وہ آنگن کے چھوٹے سے گیٹ میں سے نکلنے لگی تو اسے پھر وہی بجلی کے کرنٹ کا دھچکا لگا اور وہ تڑپ کر پیچھے کو گر پڑی۔

"کم بخت نے بڑا زبردست جادو کر رکھا ہے۔"

ماریا نے سوچا وہ ہوا میں اوپر اُڑنے کے لیے زمین پر سے اچھلی اور فضا میں دس فٹ بلند ہو گئی۔ جونہی اس نے اس سے زیادہ اوپر اُٹھنے کی کوشش کی تو اسے اوپر سے زبردست کرنٹ لگا اور وہ نیچے گر پڑی۔ اب تو ماریا کو یقین ہو گیا کہ یہ کاہن تو کوئی زبردست جادوگر ہے۔ کہیں اسے کسی مشکل میں نہ پھنسا دے اور تاگ کو نکالتے نکالتے وہ خود نہ پھنس جائے۔ مگر وہ ان باتوں سے ڈرنے والی نہیں تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ رات کو کاہن آیا تو وہ اس کے ساتھ ہی کسی بہانے باہر نکل کر غائب ہو جائے گی اور پھر غائب ہو کر اس کاہن کا پیچھا کرے گی۔

دوسری طرف کاہن اور شہزور اپنے اپنے گھوڑوں کو دولتی ساحل کے ساتھ ساتھ چلا جا رہا تھا۔ شہر سے کافی دور نکلنے کے بعد سمندر کے کنارے چٹانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ پتھر کے کھنڈروں کی بنی ہوئی چٹانیں تھیں جن میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جگہ جگہ گہرے سوراخ تھے۔

انہوں نے ایک پٹھان کے پاس گھوڑوں کو باندھا۔ اور پیدل ہی پٹھانوں میں چلنے لگے۔ ایک جگہ وہ ایک کنوے میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک تنگ دروازے والی سرنگ تھی۔ اندر جا کر سرنگ میں ایک گول کھلی جگہ آ گئی۔ یہاں دیوار میں ایک اور سوراخ بنا تھا۔ وہ سوراخ میں سے گزر کر ایک تہہ خانے میں آ گئے۔ یہاں اندھیرا گھپ تھا۔ کاہن نے دیا جلا دیا۔

روشنی میں وہاں دو مردوں کی لاشیں نظر آئیں۔ ان میں سے ایک لاش آدمی کی اور دوسری لاش عورت کی تھی۔ دونوں لاشیں زرد چادروں سے ڈھکی ہوئی فرش پر پڑی تھیں۔ صرف ان کے چہرے کھلے تھے۔ کاہن کا چیلا ایک طرف ہو کر لاشوں کے پاس بیٹھ گیا۔ کاہن اعظم نے کونے میں ایک پتھر کو اٹھایا۔ نیچے گڑھا تھا جس میں ایک مٹکا پڑا تھا۔ اس نے مٹکا باہر نکال لیا۔

پھر کچھ منتر پڑھ کر زمین پر گول دائرہ بنایا اور مٹکے کا منہ کھول دیا۔ مٹکے میں ناگ تھا جو سرخ سانپ کی شکل میں تھا۔ سرخ سانپ مٹکے میں سے باہر نکل کر زمین پر آ کر رینگنے لگا۔ جونہی اس نے رینگتے ہوئے دائرے میں

میں سے باہر نکلنے کی کوشش کی اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔

ناگ سمجھ گیا کہ اس کے گرد طلسمی دائرہ بنا ہوا ہے۔ وہ بڑا پریشان تھا کہ کچھوے کے پیٹ سے نکلا تو ایک کاہن کی قید میں آ گیا تھا۔ اسے بھی کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ جادوگر کاہن اس سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ ناگ نے پہلی بار غار کے اندر دو لاشوں کو دیکھا۔ وہ مجبور ہو کر خاموشی سے کنڈلی مار دائرے کے اندر مٹکے کے پاس بیٹھ گیا۔

کاہن نے اپنے چیلے سے کہا۔

"ان لاشوں پر میں نے اپنا عمل پورا کر لیا ہے۔ سانپ کے گرد بھی دائرہ کھینچ دیا ہے۔ اب ہمیں آخری عمل کرنا ہے اور اس کے لیے آج ہی رات کو نیل آنکھوں والی نندنی کو یہاں لانا ہوگا۔"

چیلا گھبرا بولا۔

"مہاراج! کہیں وہ لڑکی ڈر کر بھاگ نہ جائے۔ ہم اسے بے ہوش کر کے نہ لے آئیں؟"

کاہن نے کہا۔

"یہی مشکل ہے۔ نیل آنکھوں والی لڑکی کو ہوش کی حالت میں یہاں لا کر عمل کرنا ہوگا۔ مگر تم فکر نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرو۔ ہم اس کی راستے میں نگرانی کریں گے اور یہاں آکر وہ میرے طلسم کے دائرے میں قید ہو جائے گی۔ چلو اب شام ہو رہی ہے۔ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔"

دونوں چٹانوں سے نکل کر شہر کی طرف چل دیئے۔

شاہی مندر میں آکر کاہن اعظم نے کچھ سیندور اور عود تھیلے میں رکھا۔ اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب ہر طرف اندھیرا ہو گیا تو اس نے چیلے شترو کو ساتھ لیا اور ماریا کے پاس پرانے مکان میں آگیا۔ ماریا پریشان بیٹھی تھی کیونکہ وہ مکان سے باہر نہیں جا سکتی تھی۔ کاہن اعظم اور چیلے کو دیکھ کر وہ بولی۔

"مہاراج آپ نے بڑی دیر کر دی۔ میں تو اکیلی گھبرا گئی تھی۔"

کاہن نے اس کے سر پر پیار کیا اور بولا۔

"بیٹی! تمہیں ہمارے ساتھ سمندر کے کنارے ایک جگہ چلنا ہے۔ وہاں ایک مقدس مندر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ چل کر وہاں دیوتا کی پوجا کرو۔ اس سے تم پر بھگوان کی بڑی کرپا ہو جائے گی۔"

ماریا سمجھ گئی کہ یہ اسے ناگ کے پاس لے جا رہے ہیں۔ یہی وہ چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ جلدی سے تیار ہو گئی

"مہاراج! میں تو آپ کے حکم کی باندی ہوں۔ آپ میرے باپ کے برابر ہیں۔ جہاں کہیں گے خوشی سے آپ کے ساتھ جاؤں گی۔"

کاہن بڑا خوش ہوا۔ اس نے ماریا کو گھوڑے پر بٹھایا دوسرے گھوڑے پر کاہن اور اس کا چیلا بیٹھ گئے اور اپنی منزل کی طرف گھوڑے دوڑا دیئے۔ کاہن اپنے گھوڑے کو ماریا کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ رکھے ہوئے تھا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ ماریا کو بھاگنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ تو خود ناگ کے پاس جانا چاہتی تھی۔

لیکن ماریا کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ سمندری چٹان کے غار میں جا کر کیا بھیانک سلوک ہونے والا ہے۔

آدھی رات ہو چکی تھی کہ کاہن اعظم ماریا کو لے کر سمندری چٹان کے غار میں داخل ہوا۔ ماریا نے پوچھا۔

"مہاراج! یہ تو کوئی بڑا پراسرار مندر لگتا ہے۔"

ماریا کو ناگ کی تیز خوشبو آنے لگی تھی۔ وہ بڑی خوش ہوئی کہ ناگ اندر موجود ہے۔ وہ تہہ خانے میں آئی تو دیکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ایک دائرے کے اندر ناگ سرخ سانپ کی صورت میں بیٹھا ہے۔ ناگ نے بھی، ماریا کو دیکھا تو خوشی کے ساتھ ساتھ اسے کچھ حیرانی بھی ہوئی۔ کیونکہ ماریا غیبی حالت میں نہیں تھی۔ بلکہ جسمانی حالت میں تھی۔ کہیں اس پر بھی تو ان لوگوں نے طلسم تو نہیں کر رکھا۔ اوپر سے ناگ نے ماریا کو کاہن سے بڑے اطمینان سے باتیں کرتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ ماریا اس بدخصلت کاہن کے طلسم کے اثر میں ہے۔

ماریا نے زمین پر پڑی آدمی اور عورت کی لاشوں کو دیکھا تو سوچنے لگی کہ یہاں کیا ہونے والا ہے۔ کاہن اعظم نے ماریا سے کہا۔

"بیٹی نندنی! یہاں ہم اپنے دیوتا کی ایک خاص رسم ادا کرنے والے ہیں۔ دیوتا تم پر بہت مہربان ہے اور اس نے خاص طور پر تمہیں یہاں بلایا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مہاراج! یہ میری خوش قسمتی ہے۔"

کاہن اعظم نے کہا۔

"بیٹی نندنی تم ایسا کرو کہ ان دونوں لاشوں کے درمیان بیٹھ جاؤ۔ تاکہ ہم اپنی پوجا شروع کر دیں۔"

ناگ پریتانی کے ساتھ ماریا کو تک رہا تھا۔ ماریا اندر سے پوری طرح ہوشیار تھی۔ وہ دونوں لاشوں کے درمیان بیٹھ گئی۔ اتنے میں کاہن کا چیلا اٹھ کر ماریا کے پیچھے آگیا۔ ماریا کو کاہن نے باتوں میں لگا لیا تھا۔ چیلے شنترو نے پیچھے آتے ہی اپنی قمیض کے اندر سے چمکدار خنجر نکال لیا۔ ناگ کی زبان بند کر دی گئی تھی۔ ماریا نے اپنے پیچھے آہٹ سنی تو زمین پر ایک دم سے لیٹ گئی۔ اور لیٹنے کے ساتھ ہی اس نے سانس کھینچ لیا۔ چیلا خنجر ماریا کی گردن پر مارنے ہی والا تھا کہ وہ غائب ہو گئی۔

اسے غائب ہوتے دیکھ کر کاہن اعظم اپنی جگہ سے اچھل پڑا اور چیخ کر بولا۔

"میں نہ کہتا تھا کہ کوئی روح ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔ وہ یہی روح تھی۔ شنترو۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔"

اور کاہن اعظم نے اونچی آواز میں طلسمی منتروں کا جاپ شروع کر دیا۔ اس نے چیلے کو دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ چیلا کوٹھڑی کے دروازے پر آگیا۔ کاہن نے فوراً وہاں لاشوں کے گرد ایک لکیر کھینچ دی۔ ماریا غائب ہونے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر لاشوں کے اوپر سے اچھل کر باہر آنے ہی لگی تھی کہ اسے ایک زور کا جھٹکا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ اور دوبارہ لاشوں کے درمیان آکر گر پڑی۔

کاہن نے بلند آواز میں کہا۔

"اے بد روح! تو اب میری قید میں ہے۔ تو اس تہہ خانے سے باہر نہیں نکل سکے گی۔ میں تمہیں ایک ہفتے کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر ایک ہفتے کے اندر اندر تم نے دوبارہ زندگی کی شکل اختیار کر کے میرے آگے ہتھیار ڈال دیئے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ نہیں تو قیامت تک اسی تہہ خانے میں قید رہے گی۔"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش بیٹھی رہی۔ وہ کاہن اعظم کو یہ احساس دینا چاہتی تھی کہ میں وہاں نہیں ہوں اور وہاں سے جا چکی ہوں۔ ناگ کو یہ دیکھ کر تسلی ہوئی کہ ماریا اس کاہن کے حملے سے محفوظ رہی۔ نہ جانے عنبر کے حملے سے جسمانی حالت میں ماریا پہ کیا اثر ہوتا۔ وہ کٹھ پتلی مارے چپ بیٹھا تھا۔ اس پر ایسا طلسم کیا گیا ہوا تھا کہ وہ کسی سے بات نہیں کر سکتا تھا۔

کاہن اعظم نے اپنے چیلے سے کہا۔

"شنترو! چلو ہم چلتے ہیں۔ میں نے بد روح کو ایک ہفتے کی مہلت دے دی ہے۔"

پھر اس نے اونچی آواز میں کہا۔

"اے زندگی کی بد روح! میں جا رہا ہوں۔ ایک ہفتے کے بعد آؤں گا۔ تم یہاں سے باہر نہیں جا سکو گی ہفتے کے بعد اگر تم نیلی آنکھوں والی زندگی کی شکل میں مجھے ملیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔"

یہ کہہ کر کاہن اپنے چیلے کے ساتھ تہہ خانے سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد ماریا نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے؟ کیا تم بول نہیں سکتے؟"

ناگ خاموشی سے ماریا کی طرف تکتا رہا۔ ماریا نے کہا۔

"کیا تم میری بات سن رہے ہو؟"

ناگ نے اپنی گردن اثبات میں ہلائی جس کا مطلب تھا کہ ہاں میں تمہاری بات سن رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں۔ ماریا نے اسے تھیوسانگ اور عنبر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور کہا کہ وہ بھی شہر میں پہنچنے والے ہیں۔ ناگ کو خوشی ہوئی مگر اس بات سے اس کا دل غمگین تھا کہ عنبر کے آنے سے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ماریا بھی اب وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قید ہو گئی ہے۔ اور وہ بھی تہہ خانے سے باہر نہیں نکل سکے گی۔

ماریا نے کہا۔

"ناگ بھیا! تم فکر مت کرو۔ میں تمہیں لے کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کروں گی۔"

لیکن ماریا نے جتنی دفعہ تہہ خانے کے دروازے میں سے نکلنے کی کوشش کی وہ ہر بار سیڑھی سے پیچھے گر پڑی۔ مایوس ہو کر وہ لاشوں کے پاس زمین پر بیٹھ گئی۔

جب ماریا کو گئے تین دن گزر گئے ——— مارجیا کو فکر لگا۔ وہ کہاں غائب ہو گئی؟ اس نے شہر کا چپہ چپہ تلاش کیا۔ مگر ناکام ہو کر بیٹھ رہی۔ اب اسے عنبر اور تھیو ساگ کا انتظار تھا۔ ان کے بارے میں ماریا نے بتایا تھا کہ وہ اس کے بھائی ہیں۔ تھیو ساگ کو تو مارجیا بڑی اچھی طرح جانتی تھی۔

چوتھے روز تھیو ساگ اور عنبر بھی وہاں آ گئے۔ تھیو ساگ کو دوبارہ اپنے گھر میں دیکھ کر مارجیا اور اس کے ماں باپ بڑے خوش ہوئے۔ تھیو ساگ نے ان سے عنبر کا تعارف کرایا اور کہا کہ وہ یہاں اپنی

ایک کھوئے ہوئے ساتھی کی تلاش میں آئے ہیں جس کے متعلق ان کا خاندانی لہرہ ہے۔ اور انہیں خبر ملی تھی کہ وہ اسی شہر میں کہیں ہے۔

مارجیا نے ایک طرف لے جا کر تھیو ساگ اور عنبر کو ساری کہانی سنائی۔ عنبر اور تھیو ساگ کو اب ماریا کے بارے میں بھی تشویش لگی۔ ناگ تو پہلے ہی ان سے جدا ہو چکا تھا۔ اب ماریا بھی چلی گئی تھی۔ تھیو ساگ اور عنبر کو جب یہ پتہ چلا کہ ماریا نیم حالت میں نہیں بلکہ بیہوشی حالت میں مارجیا سے ملی تھی تو انہوں نے بھی مارجیا کو یہ بتانے کی ضرورت محسوس نہ کی کہ اصل میں ماریا ایک نیم عورت ہے۔

سب سے زیادہ پریشان کر دینے والی بات یہ تھی کہ عنبر اور تھیو ساگ کو ماریا اور ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ تھیو ساگ نے عنبر سے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے ناگ کے ساتھ ساتھ ماریا بھی کسی بڑے حادثے کا شکار ہو گئی ہے۔"

"وہ دونوں میں سے کسی کی خوشبو یہاں اس شہر کی فضا میں موجود نہیں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مارجیا نے عنبر اور تھیو سانگ کو اتنا ضرور بتایا کہ وہ گھر سے کسی مندر کی طرف گئی تھی۔ عنبر نے کہا۔

"تھیو سانگ! لگتا ہے ناگ کے بعد ماریا پر بھی کسی نے طلسم کیا ہے۔ ہمیں شہر کے مندروں میں ماریا اور ناگ کا کھوج لگانا چاہیے۔"

تھیو سانگ نے عنبر کی اس رائے سے اتفاق کیا اور انہوں نے شہر کے مختلف علاقے بانٹ لیے اور ماریا کی تلاش شروع کر دی۔ عنبر شہر کے جنوب والے مندروں کی طرف اور تھیو سانگ شہر کے شمال والے مندروں کی طرف نکل گیا۔

ادھر ماریا طلسمی دائرے میں پھنسی ہوئی ناگ کے قریب دونوں زرد پوش لاشوں کے پاس بیٹھی تھی۔ نہ وہ تہہ خانے سے باہر نکل سکتی تھی نہ ایک خاص حد سے اوپر بلندی پر جا سکتی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ جائے تو کہاں جائے؟

ماریا کبھی کبھی ناگ سے باتیں کرنے لگ جاتی۔ وہ صرف بات کر سکتی تھی۔ ناگ اس کی بات کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔ اب ایسا ہوا کہ تیسری رات جا رہی تھی کہ باہر آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھا گئیں

بادل گرجنے لگا۔ بجلی کڑکنے لگی اور بارش شروع ہو گئی۔ سمندر کی لہروں میں بھی تیز ہواؤں کی وجہ سے طوفان آ گیا۔ سمندر کی بڑی بڑی لہروں میں بھی تیز ہواؤں کی وجہ سے طوفان آ گیا۔ سمندر کی بڑی لہریں، چٹان سے ٹکرا کر شور مچانے لگیں۔

ماریا دونوں لاشوں کے درمیان بیٹھی تھی کہ اچانک چٹان کے اوپر بجلی گری۔ بجلی کی تیز چمکیلی لہر چٹان میں سے گزر کر سیدھی زرد لاشوں میں سے ایک لاش پر آ کر گری۔ یہ عورت کی لاش تھی۔ بجلی کے گرتے ہی لاش میں حرکت پیدا ہوئی۔

ماریا اٹھ کر ناگ کے دائرے کے قریب چلی گئی اور لاش کی طرف آنکھیں پھاڑ کر تکنے لگی۔ لاش اٹھ کر بیٹھ گئی۔ لاش ایک ایسی سانولی عورت کی تھی جس کے بال کھلے تھے۔ سفید آنکھیں مردوں کی آنکھوں کی طرح سامنے دیوار پر لگی تھیں۔ جسم پر سیاہ ساڑھی تھی۔ زرد لباس ایک طرف ڈھلک گیا تھا۔

ماریا نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! تم دیکھ رہے ہو۔ لاش زندہ ہو گئی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بھی عورت کی لاش کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔
اتنے میں لاش نے اپنی گردن گھما کر ماریا کی طرف دیکھا۔
لاش کی آنکھیں سرد اور ٹھنڈی تھیں اگرچہ لاش میں جان
پڑ گئی تھی مگر آنکھیں کسی مردہ لاش کی آنکھیں تھیں
لاش کے ٹھنڈے ہونٹ آہستہ سے ہلے ماریا کے
کانوں میں لاش کی کمزور آواز آئی۔
"میرا نام وسنتی ہے۔ مجھے اس کاہن نے زہر
دے کر ہلاک کیا تھا"
ماریا چپ تھی۔ وہ عورت کی لاش کا ڈراؤنا چہرہ
دیکھ رہی تھی۔ لاش پھر بولی
"میں جانتی ہوں تم کون ہو ماریا۔ ابھی جب میری
روح میرے جسم سے باہر تھی تو میری روح نے
تمہارے شعور اور تمہارے خیالات کو پڑھ لیا
تھا۔ روح جب تک کسی کے جسم میں ہوتی ہے
تو وہ دوسری روح کے خیالات نہیں پڑھ سکتی
مگر جسم سے نکلنے کے بعد وہ ہر انسان کے خیالات
پڑھ لیتی ہے"
ماریا کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے کہا۔
"وسنتی تم زندہ کیسے ہو گئیں۔ تم تو کئی روز سے

مُردہ پڑی تھیں اور یہ آدمی کون ہے؟"
لاش نے کہا
"میں اسے نہیں جانتی۔ ہو سکتا ہے اسے
بھی کاہن نے زہر دیا ہو"
ماریا نے کہا۔
"وسنتی! کیا تم مجھے اور میرے بھائی ناگ
کو یہاں سے نکال سکتی ہو؟"
لاش بولی۔
"جب تک کاہن زندہ ہے تم پر کیا گیا طلسم ختم
نہیں ہو گا۔ اس کے مرتے ہی تم دونوں پر
سے طلسم کا اثر ختم ہو جائے گا اور تم یہاں
سے باہر جا سکو گی"
ماریا نے کہا۔
"لیکن میں تو خود مجبور ہوں۔ کاہن کو کیسے ہلاک
کر سکتی ہوں؟"
لاش نے کہا۔
"یہ کام میں کروں گی۔ میں کاہن سے اپنی موت
کا انتقام لوں گی۔ اب میں چل پھر سکتی ہوں۔ تم
اسی جگہ ٹھہرو۔ میں قاتل کاہن کی تلاش میں جا رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں؟

مادیا بولی۔

"تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کہاں ہے اور پھر لوگ تمہیں دیکھ لیں گے اور پکڑ لیں گے۔"

لاش نے جواب دیا۔

"پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ مجھے کاہن کا بوا رہی ہے۔ اس کے جسم سے اٹھتی ہوئی بو مجھے اس کا پتہ بتا دے گی۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ میں اگرچہ چل پھر سکتی ہوں لیکن میں ابھی تک لاش ہوں اور مرنگی ہوں، آسمانی بجلی کا مجھ پر بھی کچھ اثر نہ ہے گا۔ جب بادل چھٹ جائیں گے تو میں پھر مرجھاؤں گی اس لیے مجھے صبح ہونے سے پہلے پہلے کاہن کا کام تمام کرنا ہوگا۔"

وسنتی کی لاش اٹھ کر تہہ خانے کے دروازے تک گئی اور پلٹ کر بولی۔

"صبح کے وقت تم اٹھ کر باہر نکلنا۔ اگر تمہیں طلسم کے دائرے کا جھٹکا نہ لگا تو سمجھ لینا کہ قاتل کاہن کا میں نے کام تمام کر دیا ہے اور اس کا طلسم ختم ہو چکا ہے۔"

یہ کہہ کر وسنتی کی لاش کڑکتی بجلی، گرجتے بادل اور گرتی بارش کی طوفانی رات میں پٹان کی سرنگ سے باہر نکل آئی۔

عورت کی لاش بالکل سیدھی ہو کر تیز بارش میں شہر کی طرف چلنے لگی۔ بارش میں اس کے لمبے سیاہ بال بھیگ کر اس کے جسم سے ساتھ چپک گئے۔ دیکھنے میں لگتا تھا کہ وہ چل رہی ہے مگر اصل میں اس کے پاؤں زمین سے آدھا فٹ اوپر تھے اور وہ فضا میں تیر رہی تھی۔ اسے قاتل کاہن کی بو آ رہی تھی۔

اس بو کے پیچھے پیچھے وسنتی کی لاش سمندر کے ساحل سے نکل کر شہر میں داخل ہو گئی۔ شہر میں ہر طرف گھپ اندھیرا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ وسنتی کی لاش دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔ اس نے ایک چیخ مار کر کہا

"دروازہ کھولو۔"

دوسری طرف سے دربان ڈیوڑھی میں سے آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اور اس نے دروازہ کھول کر کہا

"اس وقت کون ہو تم؟"

دروازہ کھلتے ہی دربان کی نگاہ لاش کی طرح سیدھی کھڑی عورت پر پڑی تو وہ کچھ ڈر سا گیا۔ مگر ہمت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر سکے بولا۔

"کون ہو تم عورت؟"

وسنتی کی لاش نے مردہ آواز میں کہا۔

"میں اپنی لاش ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی وسنتی کی لاش نے اپنا بازو اٹھا کر دربان کی گردن پر ٹھنڈا ہاتھ رکھ دیا۔ دربان بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

وسنتی کی لاش شہر میں داخل ہو گئی۔ زبردست بارش ہو رہی تھی۔ لاش بھیگتی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ اسے قاتل کاہن اعظم کی بو برابر آ رہی تھی۔ کاہن اعظم اس وقت شاہی محل کے باہر والے مکان کی کوٹھری میں ریشمی کمبل اوڑھے گہری نیند سو رہا تھا۔

وسنتی کی لاش موسلا دھار بارش میں شہر کی اندھیری ویران گلیوں میں سے گزرتی قاتل کاہن اعظم کے مکان کے بند دروازے پر آ کر رک گئی۔ اس نے دروازے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اسے اندر سے قاتل کاہن کی بڑی تیز بو آ رہی تھی۔ لاش نے دروازے کو دھکا دیا۔ تو اندر سے اس کی کنڈی ٹوٹ گئی اور دروازہ چرچرا کر کھل گیا۔ بجلی چمکی اور بادل کڑکے۔ بجلی کی چمک میں لاش نے دیکھا کہ کاہن اس کا قاتل پلنگ پر خوفزدہ نظروں سے لاش کو تک رہا تھا۔

وہ جلدی سے اٹھا اور ترشول پکڑ کر لاش پر پھینکی۔ وسنتی کی لاش نے ترشول تو ہاتھ سے تھام لیا اور کڑکڑاتی آواز میں بولی۔

"میرے قاتل، تو نے مجھے زہر دیا۔ میں اپنی موت کا انتقام لینے آ گئی ہوں۔"

کاہن اعظم نے زور زور سے منتر پڑھ کر لاش پر پھونکیں مارنی شروع کر دیں۔ عورت کی لاش کاہن کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ کاہن کے منتروں کا لاش پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ کاہن گھبرا گیا۔ عورت کی لاش اس کے بالکل قریب پہنچ گئی تھی۔ گھبراہٹ میں اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی کہ کھلے دروازے میں سے باہر کو بھاگ جائے گا۔

لیکن لاش نے اس پر پوری طاقت سے ترشول کے تین وار سے قاتل کاہن کی کمر میں گھس کر دوسری طرف سے باہر نکل گئے۔ کاہن کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ وہیں ٹھنڈا ہو کر ڈھیر ہو گیا۔ قاتل خود بھی قتل ہو گیا تھا۔ سچ ہے اس دنیا میں جو کسی دوسرے کے لیے گڑھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھودتا ہے خود بھی اس میں گر پڑتا ہے۔ کسی کی ناحق جان لینا سب سے بڑا گناہ ہے۔

لاش کوٹھڑی سے باہر آ گئی۔

اسس نے اپنی موت کا بدلہ لے لیا تھا۔ وہ واپس سمندر والی چٹان کی طرف چل پڑی لیکن اب اس کی رفتار بہت ہی ہلکی تھی۔ لاش کے قدم من من کے ہونے لگے تھے۔ بڑی مشکل سے وہ شہر سے باہر نکل کر جنگل میں آئی۔ مگر راستے میں ہی رات گزر گئی اور بادل چھٹ گئے۔ دن کا اجالا نکلتے ہی لاش کی روح ایک بار پھر پرواز کر گئی۔

لاش بے جان ہو کر گر پڑی۔ یہ مُردے کی موت تھی۔ جونہی دن کی روشنی ہوئی ماریا چٹان کے دروازے کی طرف بڑھی اسے کوئی جھٹکا نہ لگا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ناگ کاہن کا طلسم ختم ہو گیا۔ لاش نے اسے ہلاک کر دیا ہو گا۔"

اب ناگ کی زبان بھی اسے واپس مل گئی تھی۔ اسس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"ماریا میری زبان واپس آ گئی ہے میں بول سکتا ہوں۔"

ماریا اور ناگ خوشی خوشی چٹان کی سرنگ سے باہر نکل آئے۔ اب ماریا اور ناگ کو شہر کی طرف سے تھیوسانگ اور عنبر کی خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ناگ بھائی! تم بھی عنبر تھیوسانگ کی خوشبو محسوس کر رہے ہو؟"

"ہاں ماریا یہ خوشبو مجھے آ رہی ہے۔"

ماریا بولی۔

"یقیناً ان کو بھی ہماری خوشبو آ رہی ہو گی۔ مگر سب سے پہلے میں تم پر وہ منتر پڑھ کر تمہاری کھوئی ہوئی طاقت واپس دلاؤں جو مکار سہاک نے ہمیں بتایا تھا۔"

ماریا نے خفیہ منتر پڑھ کر ناگ پر پھونکا اور ناگ سے کہا۔

"اب تم انسانی شکل اختیار کر سکتے ہو؟"

ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا مگر وہ انسانی شکل میں نہ آ سکا۔ اس نے کہا۔

"ماریا! مکار سہاک نے تم سے جھوٹ بولا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس منتر میں کوئی اثر نہیں ہے؟

ماریا نے دو تین بار منتر پڑھ کر ناگ پر پھونکا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا ماریا کے غصے میں کہا۔

"بہت کمینہ تھا وہ سانپ سپیرا، خیر کوئی بات نہیں چلو عنبر اور تھیو ساگ سے جا کر ملیں۔ باقی پھر سوچ لیں گے؟"

رات بھر کی بارش کے بعد ریت کے ذرے صبح کی چمکیلی دھوپ میں چمک رہے تھے۔ سمندر کی طرف سے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ماریا نے ناگ کو اپنی گردن میں ڈالا اور ہوا میں پرواز کرتی مارجیا کے مکان کے سامنے والے باغیچے میں آ کر اتر گئی۔ یہاں اس نے چھپ کر زندہ لڑکی ماریا کی شکل اختیار کی اور مارجیا کے گھر میں داخل ہو گئی۔

اچانک سامنے تھیو ساگ اور عنبر کو دیکھا کہ وہ بھی ماریا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عنبر نے بے اختیار کہا۔

"ماریا بہن!"

تھیو ساگ بھی ماریا سے بڑا خوش ہو کر ملا ماریا نے سرخ سانپ عنبر کی بڑھا کر۔

"یہ ہے ناگ بھیا! اس پر سے طلسم ابھی تک نہیں ٹوٹا اور یہ مکار سانپ دھوکے باز تھا۔ اس نے جھوٹا منتر بتایا تھا۔"

تھیو ساگ کو بھی بڑا افسوس ہوا۔ عنبر ناگ ماریا اور تھیو ساگ ایک مدت کے بعد آپس میں ملے تھے۔ وہ مکان کی کوٹھڑی میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ ناگ نے کہا۔

"مکار سانپ بھی زندہ نہیں رہا۔ نہیں تو اس سے جا کر اصلی خفیہ منتر کا پتہ چلایا جا سکتا تھا۔"

عنبر نے کہا

"خدا نے چاہا تو کوئی طریقہ نکل آئے گا۔ ہمیں خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اس کی رحمت سے مایوس ہونا گناہ ہے۔"

ماریا انسانی جسم میں تھی۔ تھیو ساگ نے کہا۔

"مارجیا کو یہ بات ہرگز نہ بتائی جائے کہ ہم اصل میں کون ہیں اور یہ کہ ماریا غائب بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے اور خواہ مخواہ کسی پر اپنا راز ظاہر کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔"

اتنے میں مارجیا ان کے لیے کھانا لے کر آ گئی۔ ذکر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کھانے کا طشت اٹھا رکھا تھا۔ مارجیا کی نا فرمودہ لوگ کھانے پر بیٹھ گئے۔ مارجیا سرخ سانپ یعنی ناگ کو دیکھ کر بولی۔

"اچھا ہوا کہ تمہیں اپنا سانپ مل گیا۔ کیا اس کے صدمے سے تمہارا خاندانی چہرہ بھی مل گیا ہے مایا؟" مارجیا نے کہا۔

"نہیں مارجیا بہن، وہ کسی نے نکال لیا تھا۔ مگر کوئی بات نہیں۔ یہ سانپ بھی ہمارا پرانا ساتھی ہے۔ یہ ہمارے پاس ہی رہے گا۔ ایک برس کے بعد دوسرا چہرہ خود بخود اس کے منہ میں پیدا ہو جائے گا۔"

اور وہ سب کھانا کھانے میں لگ گئے۔

مشا ہی کاہن کے مرنے کا اس کے چیلے شترو کو بڑا صدمہ ہوا۔ کاہن مر گیا تھا۔ چٹان میں سے ماریا سرخ سانپ اور عورت کی لاش غائب تھی۔ شترو سمجھ گیا کہ یہ تندلی کی کارستانی ہے۔ جو ایک دم سے غائب ہو گئی تھی۔ اس نے تندلی کی شہر میں تلاش شروع کر دی۔ شترو بھی کالا جادو جانتا تھا۔ اس نے فقیر کا بھیس بدلا۔ اور گلی گلی لوگوں کے دروازے پر جا کر بھیک مانگنی

شروع کر دی۔ وہ بھیک لینے کے بہانے لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر دیکھتا کہ کہیں وہاں پر نیل آنکھوں والی تندلی یعنی ماریا تو نہیں ہے۔

دوسری جانب ماریا، عنبر، ناگ اور تھیبہ سانگ یہ پروگرام بنا رہے تھے کہ وہاں سے کدھر کو چلا جائے کہ ناگ کے طلسم کا اثر ختم کیا جائے۔ آخر انہوں نے یہی پروگرام بنایا کہ ناگ کو لے کر موانجو دڑو شہر سے جنگل میں دادا سانپ کے پاس جایا جائے۔ شاید دادا سانپ ناگ کا کوئی علاج کر سکے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ عنبر اور تھیبہ سانگ کھانے کے چلنے کا وقت معلوم کرنے کاروان سرائے کی طرف گئے ہوئے تھے اور گھر میں صرف مارجیا اور ماریا ہی تھیں کہ کاہن کا چیلا شترو فقیروں کا بھیس بنائے، لمبے لمبے بال چھوڑے گلی میں داخل ہوا۔ اور مارجیا کے مکان میں داخل ہو گیا اس نے آواز لگائی۔

"بھگوان کے بھگتی کو دکھشنا دو۔"

مارجیا اس وقت کھانا پکا رہی تھی۔ اس نے ایک سکہ ماریا کو دیا اور کہا۔

"ماریا بہن! جا کر بھگتی کو دکھشنا دے آؤ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنسکرت میں دکشنا کے معنی ہیں خیرات۔ ماریا سکہ لے کر دروازے پر آئی تو شترو نے اسے فوراً پہچان لیا مگر اس کا حلیہ ایسا تھا کہ ماریا اسے نہ پہچان سکی شترو نے سکہ لے کر کہا۔

"بھلوان تیرا بھلا کرے گا بیٹی"

اور مکان سے باہر نکل آیا۔

اپنی کوٹھڑی میں آتے ہی اس نے فقیروں کا لباس اتار پھینکا۔ کالے جادو کی پرانی پھٹی ہوئی کتاب نکال کر اس میں زبردست طاقت والا منتر پڑھ کر یاد کیا اور سیدھا شہر سے باہر جا کر سمندر میں اتر گیا۔ وہ کمر تک سمندر کے پانی میں کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے خفیہ منتر کا جاپ شروع کر دیا۔ وہ دوپہر سے لے کر شام تک اور پھر شام سے لے کر رات تک کالے منتر کا جاپ کرتا رہا۔ جب آدھی رات ہو گئی اور جتنی بار منتر پڑھنا تھا پڑھا جا چکا تو اچانک اندھیرے میں سمندر میں سے ایک بوڑھی عورت نکلی کہ جس کے کاندھے کے ساتھ ایک لمبا تھیلا لٹک رہا تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کا سر ہل رہا تھا۔ مگر آنکھیں بلی کی سبز آنکھوں کی طرح رات کے اندھیرے میں چمک رہی تھیں

اس نے کرخت آواز میں کہا۔

"میں تمہارے عمل کی غلام ہوں۔ بولو۔ تم کیا چاہتے ہو؟"

شترو نے کہا۔

"میں اپنے خیال کو تمہارے ذہن میں ڈال کر تمہیں اس لڑکی کی شکل دکھاتا ہوں جس کو تمہیں بے ہوش کر کے میرے پاس لانا ہے"

شترو نے آنکھیں بند کر لیں اور سیاہ فام عورت کے ذہن میں ماریا کا نقش بٹھایا اور ساتھ ہی مارجیا کے مکان کی شکل بھی دکھا دی۔ اور پھر آنکھیں کھول کر بولا۔

"اس لڑکی کو بے ہوش کر کے میرے پاس لے آؤ۔ بس مجھے تم سے یہی کام لینا تھا۔"

سیاہ فام عورت نے کہا۔

"ابھی اس لڑکی کو لے کر آتی ہوں"

اتنا کہہ کر عورت غائب ہو گئی۔

ادھر رات کے وقت ماریا اپنی سہیلی مارجیا کے کمرے میں پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ جیسا ناگ دوسرے کمرے میں تھے۔ ناگ کو خبر نے اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جیب میں ڈال رکھا تھا۔ ماریا کو نیند نہیں آتی تھی مگر وہ محض مارجیا کی وجہ سے کہ اسے اس کی خفیہ طاقت کا پتہ نہ چل جائے آنکھیں بند کیے پلنگ پر آنکھیں بند کیے پڑی تھی۔

اتنے میں بند کھڑکی میں سے سیاہ فام بوڑھی عورت کمرے میں داخل ہو گئی۔ وہ ماریا کے پلنگ کے پاس آ گئی۔ اس نے ماریا کو جھک کر دیکھا۔ ماریا کو بالکل احساس نہ ہوا کہ اس کے پاس کوئی عورت کھڑی ہے۔ سیاہ فام بوڑھی عورت نے ماریا کی گردن پر اپنی ٹھنڈی انگلی رکھ دی۔ ماریا کے جسم میں جیسے سرد لہر دوڑ گئی اور اس کا جسم سُن ہو کر بے حس ہو گیا۔

سیاہ فام بوڑھی عورت نے ماریا کو اٹھا کر اپنے تھیلے میں ڈالا اور کھڑکی کے راستے نکل کر اندھیری رات میں غائب ہو گئی۔

○

اس کے بعد کیا ہوا؟

یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۱۹ قبر کا ہاتھ میں پڑھیے گا؟

میرے نام

ڈیئر انکل اے حمید صاحب

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے کیونکہ آپ کے لاکھوں پرستاروں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ میں آپ کی سفل میں پہلی دفعہ شرکت کر رہی ہوں۔ "ماریا دوزخ میں" اور خلائی کمرہ کتابیں بہت اچھی ہیں۔ میرے گھر والے بھی یہ کتابیں سنتے ہیں۔ اور مجھے بھی ان تاریخی کہانیوں سے دلچسپی ہے۔ انکل میں اس کتاب کی دیوانی ہوں۔ اور میرا دل چاہتا ہے کہ یہ کہانیاں ختم ہی نہ ہوں انکل کتابیں جلد ہی بھیج دیا کریں۔ بہت انتظار رہتا ہے۔ اچھا اب اجازت دیں۔ خدا حافظ

فقط والسلام

آپ کی پرستار طیبہ حیات معرفت منشی میاں حسین چوک چبوترہ، روہڑی

پیارے انکل اے حمید صاحب

السلام علیکم! میں آپ کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ میرے بہن بھائی بھی آپ کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتے ہیں کیا یہ سچ ہے کہ عنبر، ناگ، ماریا سچی شخصیت ہیں اور تاریخ میں سفر کر رہے ہیں۔ آپ برائے مہربانی مجھے یہ بتا دیں کہ یہ سچ ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر جھوٹ۔ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ آپ کو ناگ اور ماریا ملے ہیں۔ کیا یہ بھی بات ہے کہ ناگ اور ماریا آپ کو ملے ہیں۔ کیا یہ سچ بات ہے۔ کہ ناگ اور ماریا آپ کو ملے ہیں۔ میرے مہربانی اس خط کا جواب دے کر مشکریہ کا موقع دیں۔

فقط آپ کی کہانیاں پڑھنے والا شریف۔

رفاقت حسین جماعت ہفتم بی معرفت سید محمد اسلم عرف شعیب ترنی۔
ڈاک خانہ تحصیل ایبٹ آباد

پیارے انکل اے حمید صاحب

آداب! اس ماہ خلاف توقع ۳ ناول دیکھے تو بہت خوشی ہوئی تینوں ناول بہت ہی شاندار تھے پچھلے چند ماہ سے آپ کے ناولوں میں یہ بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ آپ نے نصیحت کچھ زیادہ کرنے لگ پڑے ہیں جو کہ بہت ہی اچھی بات ہے کیونکہ اگر بچوں کو ان کی اپنی زبان میں نصیحت کی جائے تو وہ اس پر جلد عمل پیرا ہونے ہیں آپ جلد از جلد ناگ عنبر ماریا اور کیپٹن شکے خلائی سلسلہ کا خاص نمبر شائع کردیں۔ آپ سے ایک گزارش ہے کہ بس طرح آپ نے ماضی میں کی کتابوں کے آخر میں چند سوال شائع کرتے تھے اسی طرح سے سوال ناگ عنبر اور ماریا وغیرہ کی کتابوں میں بھی شائع کریں

نیچے نوازش ہوگی۔ اظہر حسین کی معرفت سید ارشد کمال
مکان نمبر ۱۱/۲ ۶۶۲ گلی نمبر ۵ محلہ مہران پورہ راولپنڈی۔

فیتے کٹنے سا تطہیق:

آپ کے آرڈرز ملے ہم تعمیل نہ کر سکے۔ وجہ صرف یہ کہ حکومت نے ڈاک خرچ میں کچھ کے بعد زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔

جب آپ ایک کتاب کا آرڈر دیتے ہیں تو اس پر ڈاک خرچ ۴۰ روپے آتا ہے۔ اب آپ دیکھیں ۵۰/- روپے کی کتاب اور اس پر ڈاک خرچ ۴۰ روپے۔ اگر آپ کو آدھا ڈاک خرچ بھی لگایا جائے تو وی پی ۷۰ روپے کی ہوتی ہے۔ اب جب وی پی آپ وصول کریں گے تو آپ کو ۵۰/- روپے کے علاوہ ۲۰ روپے مزید آرڈر فیس دینا ہوگی۔ اس طرح ۵۰/- روپے کی کتاب آپ کو ۷۰/- روپے میں پڑے گی۔ وہ بھی اس صورت میں آدھا ڈاک خرچ ادارہ ادا کرے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ہم آپ کی خواہش کی تکمیل کیسے کریں۔

سو اپنے اس کے کوئی چارہ کار نہیں۔ کہ آپ سے معذرت کریں۔ اب تو ان ہی بچوں کے آرڈر کی تعمیل ہوگی جس کا مجموعی وی پی ۱۳۰/- روپے تک ہو۔ اس سے کم تعمیل نہیں کی جائے گی۔

امید ہے آپ کتاب اپنے خرچ کے قریبی بک سٹال سے ہم طلب کریں گے

سرکولیشن مینیجر

مکتبہ اقرا

۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مصنف : اے۔ حمید

ناگ ماریا اور عنبر کی واپسی

[illegible]

۱: لاش سے ملاقات	۵/-	۱۶: انسانی بلی	۵/-
۲: جہاز ڈوب گیا	۵/-	۱۷: سانپوں کا جنگل	۵/-
۳: مندر کی چڑیل	۵/-	۱۸: ماریا اور بن مانس	۵/-
۴: پرسرار غار کی موت	۵/-	۱۹: قبر نما انسان	۵/-
۵: ناگ لندن میں	۵/-	۲۰: عشقی دیوی کا انتقام	۵/-
۶: تابوت میں سانپ	۵/-	۲۱: ناگ اور جادو کی ترشول	۵/-
۷: موت کا دریا	۵/-	۲۲: ناگ عنبر مقابلہ	۵/-
۸: سانپ کا انتقام	۵/-	۲۳: لاش کی چیخ	۵/-
۹: سانپ کی آواز	۵/-	۲۴: آسیب کی رات	۵/-
۱۰: ناگ کا قتل	۵/-	۲۵: ۹۹ سیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر)	۱۵/-
۱۱: شاہ بلوط کا خمار	۵/-	۲۶: عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں	۵/-
۱۲: پتھر کا ہاتھ	۵/-	۲۷: ماریا اور جادوگر سانپ	۵/-
۱۳: طوفانی سمندر کا بھوت	۵/-	۲۸: نقلی ناگ کی سازش	۵/-
۱۴: خاتنا سوس کا جزیرہ	۵/-	۲۹: بابل کی بدروحیں	۴/-
۱۵: سیاہ پوش سایہ	۵/-	۳۰: قبر کی دلہن	۶/۵۰

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- میں انتقام لوں گا
- طلسم ٹوٹ گیا
- قبر کا راز
- مایا جال
- ویران محل کا راز

میں انتقام لوں گا

شہزاد چپلا رات کے اندھیرے میں سمندر میں کھڑا تھا۔ وہ ابھی تک سیاہ فام بدروح عورت کی واپسی کے منتر پڑھ رہا تھا۔ اسے سوئیک رات کے سناٹے میں ایسی آواز سنائی دی جیسے زور کی آندھی چل رہی ہو۔ شہزاد نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے اندھیری رات میں بدروح عورت کا بیولا بکرا میں گھومتا اپنی طرف آتا نظر آیا۔ سیاہ فام عورت اس کے پاس آ کر اتر پڑی۔

آندھی کی آوازیں رک گئیں۔

سیاہ فام عورت نے کھڑکھڑاتی آواز میں کہا۔

"میرے پیچھے میں تمہاری امانت لے آئی ہوں۔"

سیاہ فام عورت نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈالا اور بیہوش مایا کو نکال کر شہزاد کے سامنے ریت پر ڈال دیا۔ سیاہ فام بدروح غائب ہو گئی۔ شہزاد نے بے ہوش مایا کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈالا اور گھوڑے کو ویران علاقے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی طرف دوڑ دیا۔

شترو دونوں ہاتھ بے ہوش ماریا کو لے کر اتنی دیر میں آگیا کہ اسے صبح ہو گئی۔ سویرے کی دھندلی روشنی میں سمندر میں ایک جگہ کنارے کے قریب ٹوٹا پھوٹا ہوائی جہاز ریت میں پھنسے کے لیے ہوا تھا۔ شترو گھوڑے سے اترا اور اس بوسیدہ جہاز کی طرف چلنے لگا۔

معلوم ہوتا تھا کہ یہ ہوائی جہاز ایک عرصے سے کسی حادثے کا شکار ہو کر اس جگہ پھنسا ہوا تھا۔ وہ ایک طرف کو تھوڑا سا جھک گیا تھا۔ سمندری لہروں نے اس کے پیندے کو سیاہ کر دیا تھا۔ ایک تختہ جہاز کے عرشے پر جاتا تھا۔ شترو نے ماریا کو کندھے پر ڈال رکھا تھا۔ وہ عرشے کی ٹوٹی پھوٹی سیڑھیاں اتر کر نیچے جہاز کے پیندے میں آ گیا۔ یہاں ہلکا ہلکا اندھیرا پھیلا تھا۔ کونوں میں چمگادڑ بیٹھے جھینگر بول رہے تھے۔

شترو نے ماریا کو لکڑی کے فرش پر لٹا دیا اور اس کے پاس آلتی پالتی مار کر بیٹھا اور آنکھیں بند کر کے اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ ایک گھنٹے تک وہ طلسمی اشلوک پڑھتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ شترو کے چہرے پر سیاہی آ گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی

کہ طلسم اور جادو انسان کے خوبصورت شکل کو بگاڑ کر سیاہ کر دیتا ہے جو کوئی کسی دوسرے انسان کو نقصان پہنچانے کے لیے جادو کرتا ہے۔ اس کی شکل خراب ہو جاتی ہے۔

شترو نے بے ہوش ماریا کے سر پر ہاتھ رکھ کر منہ سے ایک چیخ ماری۔ چیخ کے ساتھ ہی ماریا انسان سے سیاہ رنگ کی چھوٹی سی بلی بن گئی۔ اس بلی کی آنکھیں نیلی ہی تھیں۔ بلی میاؤں میاؤں کرتی شترو کی طرف دیکھنے لگی۔ شترو نے ایک خبیثانہ قہقہہ لگایا اور بولا:

"ماریا! تو نے میرے گورو کی جان لی ہے۔ میں نے تجھے بلی بنا دیا ہے۔ اب تو باقی کی ساری زندگی ایک بلی بن کر میرے گھر کی جھوٹن کھائے گی اور لوگوں کی گالیاں سنے گی۔ میں اسی طرح تم سے بدلہ لوں گا۔"

شترو نے ماریا بلی کی گردن میں رسی ڈال اور اسے اٹھا کر جھولے میں ڈال کر ٹوٹے پھوٹے جہاز میں سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہوا۔

دوسری طرف جب صبح ہوئی اور ماریا نے دیکھا کہ ماریا اپنے بستر پر نہیں ہے تو اس نے سمجھا کہ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غسل خانے میں ہو گی۔ مگر غسل خانہ خالی تھا۔ مارجیا نے سارے گھر میں تلاش کیا۔ ماریا کہیں نہیں تھی۔ اس نے عنبر اور تھیوسانگ کو جا کر بتایا تو انہوں نے بھی ماریا کو ادھر ادھر دیکھا۔ ماریا کہیں نہیں تھی۔ عنبر نے فضا میں سانس بھرا تو ماریا کی خوشبو بھی غائب تھی۔

اب تو عنبر اور تھیوسانگ پریشان ہو گئے۔ عنبر نے ناگ کو بتایا جو سرخ سانپ کی شکل میں اس کی جیب میں تھا تو وہ سانپ کی زبان میں بولا:

"عنبر! ماریا کو کسی ایسے دشمن نے اغوا کر لیا ہوگا جو طلسم جانتا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"مگر کسی کو ماریا سے بدلہ لینے کی کیا ضرورت تھی؟"

ناگ بولا: "یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے یہ کام مرنے والے کاہن اعظم کے کسی قبیلے کا ہو۔"

عنبر چونکا: "اس کا مطلب ہے ہمیں کاہن کے چیلوں کے ہاں جا کر ماریا کا کھوج لگانا چاہیے۔"

"ہاں" ناگ بولا: "مگر مجھے مارجیا کے پاس چھوڑ جانا۔ کیوں کہ کاہن کا چیلا شترو بھی جادوگر ہے۔ میں پہلے ہی طلسم کے اثر میں ہوں مجھ پر اس کا جادو آسانی سے اثر کر سکتا ہے!"

عنبر نے ناگ کو مارجیا کے پاس چھوڑا اور خود تھیوسانگ کو لے کر اس مندر کی طرف چل دیا جہاں کاہن کا چیلا شترو رہتا تھا۔

چیلا شترو اس وقت پوجا پاٹھ میں مصروف تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے بڑی ہوشیاری سے مندر کا جائزہ لیا۔ وہاں کوئی ایسی شے انہیں نظر نہ آئی جو ماریا کا کوئی سراغ بتاتی۔ شترو نے چوری چوری آنکھ سے دیکھ لیا تھا کہ دو اجنبی مندر میں آئے ہیں۔

پوجا سے فارغ ہوا تو اس نے عنبر سے پوچھا:

"کیا تم اس شہر میں مسافر ہو بابا؟"

عنبر اور تھیوسانگ نے بتایا کہ وہ مسافر ہیں اور مندر میں پوجا کرنے آئے تھے۔ شترو ان سے باتیں کرتا رہا۔ اس کی باتوں سے عنبر اور تھیوسانگ کوئی اندازہ نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگا سکے کہ ماریا اس نے قید کر رکھی ہو گی۔ شترو ان کے ساتھ بڑی نرمی اور حلیمی سے باتیں کر رہا تھا۔

ماریا بلی مندر کے نیچے تہہ خانے میں بند تھی۔ اس کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ کیوں کہ اس پر طلسم کیا گیا تھا۔

عنبر اور تھیوسانگ ناامید ہو کر واپس چلے آئے۔

دو تین روز تک وہ شہر میں ماریا کا کھوج لگاتے رہے مگر وہ کامیاب نہ ہوئے۔ آخر انہوں نے یہی سوچا کہ موہنجو دڑو کے جنگل میں دادا سانپ کو جا کر بتایا جائے اور اس کی مدد لی جائے۔ ویسے بھی انہوں نے ناگ کے لیے دادا سانپ کے پاس جانا تھا۔

کافی مشقت بچار کے بعد عنبر نے فیصلہ کیا کہ تھیوسانگ وہیں مارجیا کے ماں باپ کے پاس رہ کر ماریا کا کھوج لگاتا رہے گا۔ اور وہ خود واپس دادا سانپ کے پاس موہنجو دڑو جائے گا تاکہ ایک تو ناگ کی کھوئی ہوئی طاقت واپس لانے کا کوئی طریقہ سوچا جائے اور دوسرا ماریا کے بارے میں اس سے مشورہ کیا جا سکے۔

چنانچہ ایک روز عنبر اکیلا ہی قافلے کے ساتھ موہنجو دڑو کی جانب روانہ ہو گیا۔

تھیوسانگ پیچھے گوا میں ہی رہ گیا۔ مارجیا کے گھر کے ایک کمرے میں اس نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا تھا۔ دن کو وہ شہر میں گھوم پھر کر ماریا کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا اور شام کو واپس آ جاتا۔ ایک روز تھیوسانگ ماریا کی کھوج میں نکلا تو وہ شہر کے پچھم کی طرف چلا آیا۔ یہاں کھیتوں میں مکان بنے تھے۔ ایک جگہ اسے لوگوں کی بھیڑ دکھائی دی۔ تھیوسانگ قریب آیا تو دیکھا کہ زمین پر ایک بوڑھی عورت پڑی کراہ رہی ہے۔ لوگ اس کی مدد کرنے کی بجائے اس سے دور ہٹ کر کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اس عورت کو جلا ڈالو۔ یہ ڈائن ہے۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے پوچھا کہ بھائی اس عورت کو کیوں تنگ کر رہے ہو تو اس نے نفرت سے منہ پرے کرتے ہوئے کہا:

"تم دیکھتے نہیں کہ یہ عورت کوڑھی ہے جو کوئی اسے ہاتھ لگائے گا اسے بھی کوڑھ ہو جائے گا۔

بوڑھی عورت رو رو کر کہہ رہی تھی۔

کوئی مجھے میرے گھر پہنچا دے۔ وہاں میرا بیٹا ہے۔ مجھے میرے گھر پہنچا دو۔

تھیوسانگ نے دیکھا کہ بوڑھی عورت شاید گر پڑی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور وہ چل نہیں سکتی تھی۔ تھیوسانگ نے لوگوں کو پرے پرے ہٹایا اور عورت کے پاس بیٹھ کر بولا،

"ماں! میں تمہیں تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔"

لوگ چلانے لگے،

"اسے ہاتھ مت لگانا۔ یہ کوڑھی ڈائن ہے تمہیں بھی کوڑھ ہو جائے گا۔"

لیکن تھیوسانگ نے ان کی پروا نہ کی اور بوڑھی عورت کو بڑے آرام سے گود میں اٹھا لیا۔ وہ پھول کی طرح ہلکی تھی۔ تھیوسانگ نے بوڑھی عورت سے اس کے گھر کا پتہ پوچھا اور چل پڑا۔ لوگ ادھر ادھر ڈر کر بھاگ گئے۔ تھیوسانگ نے کسی کی بات پر کان نہ دھرا اور بوڑھی عورت کو اس کے مکان پر لے آیا۔ یہاں اسے چارپائی پر لٹایا تو اس کا بڑا بیٹا بھی آ گیا۔

عورت نے تھیوسانگ کو دعا دی۔ اس کے بیٹے نے بھی تھیوسانگ کا شکریہ ادا کیا۔

تھیوسانگ نے کہا،

"بھائی! یہ تو میرا انسانی فرض تھا جو میں نے ادا کیا میں نے کسی پر احسان نہیں کیا ہے۔"

بوڑھی عورت کی دعائیں لیتا تھیوسانگ وہاں سے نکل آیا۔

واپسی پر وہ شہر کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک سے ایک جنازہ دکھائی دیا۔ غم زدہ لوگ جنازے کے ساتھ ساتھ سر جھکائے چل رہے تھے۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اس جنازے میں شامل ہو کر غم زدہ رشتے داروں کو تسلی دینی چاہیے۔ وہ جنازے میں شامل ہو گیا۔ آگے مرد تھے اور پیچھے عورتیں بین کرتی چلی آ رہی تھیں۔

تھیوسانگ نے ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا کہ اس کے بال کھلے ہوئے تھے اور وہ غم میں ڈوبی عورتوں کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

تھیوسانگ اس کے قریب گیا اور بولا،

"بہن! صبر کرو۔ اس دنیا میں جو کوئی بھی آیا ہے اسے ایک نہ ایک روز واپس ضرور جانا ہے۔"

لڑکی نے تھیوسانگ کی طرف اپنی اداس آنکھیں اٹھا کر دیکھا اور خاموش رہی۔

تھیوسانگ نے لڑکی سے پوچھا،

"یہ کس کا جنازہ ہے بہن؟"

لڑکی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا،

"ایک لڑکی کا جنازہ ہے جو ٹاؤن کے روز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مر گئی۔ آج اس کی شادی ہونے والی تھی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"مجھے بہت افسوس ہے بہن۔ تم اس لڑکی کی کیا لگتی ہو؟"

اس لڑکی نے بڑی گہری نگاہ تھیوسانگ پر ڈالی اور کوئی جواب نہ دیا۔ تھیوسانگ جنازے کے ساتھ ساتھ پتا قبرستان میں پہنچ گیا۔ یہاں جنازے کو کھڈی نما قبر کے قریب رکھ دیا گیا۔ پھر ایک آدمی نے کہا:

"جو لوگ جنازے میں شریک ہیں وہ قریب آکر وش کا چہرہ دیکھ لیں۔ اس سے مرنے والی کو ثواب ملے گا۔"

جنازے میں پڑی لاش کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا گیا۔ لوگ باری باری وش کا منہ دیکھنے لگے جب تھیوسانگ وش کے پاس پہنچا تو اس نے وش کے چہرے پر نظر ڈالی ہی تھی کہ حیرت سے اچھل پڑا۔ کیوں کہ یہ اسی لڑکی کی وش تھی جس سے وہ ابھی باتیں کر رہا تھا اور جس نے اسے بتایا تھا کہ یہ وش ایک بیس سالہ لڑکی ہے جس کی آج شادی ہونے والی تھی۔ وہی اداس چہرے والی لڑکی اب جنازے میں

لیٹی ہوئی تھی۔

تھیوسانگ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اب اس نے جنازے کے ساتھ آئی ہوئی عورتوں میں اس اداس لڑکی کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ مگر وہ اداس لڑکی اسے کہیں دکھائی نہ دی۔ تھیوسانگ نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا تھا کہ ایک لڑکی جنازے کے ساتھ ساتھ بھی چل رہی ہو اور خود لاش بن کر جنازے میں بھی لیٹی ہو۔

تھیوسانگ سوچ میں گم قبرستان سے باہر نکل آیا۔

اس وقت شام ہو رہی تھی۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ شہر کے مکانوں میں کہیں کہیں چراغ روشن ہو گئے تھے۔ آسمان پر صبح ہی سے گہرے بادل چھائے تھے اور سمندر کی طرف سے ٹھنڈی اور تیز ہوا چل رہی تھی۔ تھیوسانگ اس پراسرار لڑکی کے بارے میں غور کرتا واپس درجیا کے مکان کی طرف چلا جا رہا تھا کہ بادلوں میں گرج کی آواز گونجی اور بارش شروع ہو گئی۔

تھیوسانگ بھاگ کر ایک تنگ گلی میں گھس گیا یہاں بھی بارش نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بارش تیز ہو گئی تھیوسانگ ایک مکان کی ڈیوڑھی میں بارش سے بچنے کے لیے جا کھڑا ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ڈیوڑھی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چراغ نہیں جل رہا تھا۔ گلی بھی سنسان تھی۔ سامنے والے مکان پر بھی گہرا سناٹا چھایا تھا۔ ڈیوڑھی کے طاق میں جہاں چراغ رکھا جاتا تھا ایک چراغ پڑا تھا جس میں لگتا تھا کہ کئی مہینوں سے تیل نہیں ڈالا گیا۔ تھیوسانگ کو بارش کے رکنے تک وہیں ٹھہرنا تھا۔ اس نے اندھیرے میں پیچھے کی طرف دیکھا۔ ایک تنگ و تاریک سیڑھیاں اوپر والی منزل کو جاتی تھیں۔

تھیوسانگ نے کوئی خیال نہ کیا اور بارش کے رکنے کا انتظار کرنے لگا۔ بارش موسلا دھار ہونے لگی تھی۔ تھیوسانگ ڈیوڑھی کے ایک چبوترے پر بیٹھ گیا۔ گلی بارش میں ویران تھی۔ گلی میں بھی اندھیرا چھانے لگا تھا۔

اتنے میں تھیوسانگ کو ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی عورت چھن چھن کرتی مکان کی سیڑھیاں چڑھ گئی ہو۔ تھیوسانگ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے سیڑھیوں کو تکنے لگا۔ سیڑھیاں خالی تھیں۔ اس نے سوچا کہ یہ اس کا وہم ہوگا۔ وہ گلی کی طرف تکنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد پھر وہی چھن چھن کرتی سیڑھیاں چڑھتی عورت کی آواز آئی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ کسی

عورت نے اپنے پاؤں میں گھنگھروؤں والی پازیب پہن رکھی ہے اور وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھ گئی ہے۔ تھیوسانگ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ خلائی انسان تھا۔ خوف اسے کہ ہی آتا تھا۔ وہ اندھیری سیڑھیوں کی طرف بڑھا کہ معلوم کرے یہ کیا معمہ ہے۔

پراسرار رازوں کے کھوج لگانے کی تو خبر تک دیا اور تھیوسانگ سب کو عادت تھی۔ چنانچہ تھیوسانگ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اوپر گیا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ تھیوسانگ کو دوسری طرف سے وہی چھن چھن کی آواز پھر سنائی دی۔

تھیوسانگ نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

چھن چھن کی آواز بند ہو گئی۔ ایک گہری خاموشی چھا گئی۔

تھیوسانگ نے دروازے کو آہستہ سے دھکیلا۔ دروازہ کھل گیا۔ دروازے کے کھلتے ہی تھیوسانگ نے دیکھا کہ کمرے میں ایک شمع روشن ہے۔ فرش پر ایک تخت بچھا ہے جس پر قالین ہے اور تازہ پھول بکھرے ہوئے ہیں۔ کمرے کی فضا میں گلاب اور موتیے کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فتیو سانگ نے آہستہ سے کہا،
"کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟"
کسی نے جواب نہ دیا۔
فتیو سانگ دروازے میں ہی کھڑا رہا۔ وہ یہ سوچ کر واپس مڑا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہیے۔ وہ سیڑھیوں کی طرف گھوما ہی تھا کہ اسے ایک لڑکی کی نقرئی آواز آئی،
"اندر آ جاؤ۔"
عنبر کو ایک دم محسوس ہوا کہ یہ آواز اس نے پہلے بھی کہیں سنی ہے۔ وہ کمرے میں داخل ہو گیا اور تخت کے قریب جا کر رُکا۔ سامنے ایک ریشمی پردہ گرا تھا۔ پردے کے پیچھے چھن چھن کی آواز آئی اور پھر پردہ ایک طرف ہٹ گیا۔
فتیو سانگ نے دیکھا کہ شمع کی روشنی میں اس کے سامنے وہی اونچی لڑکی کھڑی تھی جس کو پہلے اس نے جنازے کے ساتھ جاتے دیکھا تھا اور پھر اس کی لاش کو جنازے میں پڑے دیکھا تھا۔ اب یہ لڑکی اداس نہیں تھی بلکہ مسکرا رہی تھی۔ اس نے بناؤ سنگھار کر رکھا تھا۔ بالوں میں پھولوں کے گجرے سجے تھے۔ گلے میں بیرے جھلملا

رہے تھے اور کلائیوں اور بازوؤں پر بھی بیڑاؤ چمکتی تھے۔
اس لڑکی کے چہرے پر عجب نور سا پھیلا ہوا تھا۔ فتیو سانگ کی آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں۔ یہ وہی لڑکی تھی جس کے جنازے میں وہ تھوڑی دیر پہلے شریک ہوا تھا۔
لڑکی چلتی ہوئی تخت کے پاس آئی۔ اس کے پاؤں میں گھنگھرو والی پازیب چھن چھن کر رہی تھی۔
فتیو سانگ نے کہا،
"معاف کرنا بہن! کیا تم وہی لڑکی نہیں ہو جو کچھ جنازے میں لی تھی اور جس کی لاش جنازے میں رکھی تھی اور جسے ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے؟"
لڑکی نے مسکرا کر کہا،
"تم نے مجھے ٹھیک پہچانا ہے۔ میں وہی لڑکی ہوں جو تمہیں اپنے جنازے کے ساتھ جاتی ہی تھی۔"
فتیو سانگ نے تعجب سے سوال کیا۔
"بہن! یہ کیا راز ہے؟ اگر تم مری نہیں تھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو پھر تمہاری لاش جنازے میں کیسے آ گئی؟
اور اگر تم مر چکی ہو تو یہاں زندہ حالت میں
کیسے کھڑی ہو؟

لڑکی بولی: "یہ ایک ایسا راز ہے جو میں تم
پر ظاہر نہیں کر سکتی۔ بس تم کو اتنا ہی بتاؤں
گی کہ اس دنیا میں جو لڑکیاں اپنے ماں باپ
کی خدمت کرتی ہیں۔ بڑوں کے ساتھ ادب
سے پیش آتی ہیں۔ اپنے ذہن کو گندے اور
بُرے خیالوں سے پاک رکھتی ہیں خدا انہیں
یہ انعام دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔
لوگوں کی نظروں میں اگرچہ وہ مر جاتی ہیں مگر
اصل میں وہ زندہ ہوتی ہیں اور ہیرے جواہرات
کے زیور پہنے اپنی مرضی سے کبھی جنت میں اور
کبھی اس زمین پر آ کر سیر کرتی ہیں جیسے میں
جنت سے اس زمین پر آئی ہوں۔ مگر میں صرف
تمہیں ملنے آئی ہوں۔"

"مجھے ملنے؟" تھیوسانگ نے حیرت سے کہا۔

"ہاں" لڑکی بولی: "اس لیے کہ میں تمہاری مدد کرنا
چاہتی ہوں کیوں کہ تم نے ایک ایسی بوڑھی

عورت کی مدد کی ہے کہ جس کو کوئی ہاتھ بھی
نہیں لگاتا تھا۔ تم اسے اٹھا کر اس کے گھر
تک چھوڑنے گئے تھے۔ یہ ایک نیک کام تھا۔
بوڑھی کی دعا مجھے جنت سے یہاں لے
آئی ہے"

تھیوسانگ نے کہا:

"لیکن میں تو بارش کی وجہ سے اس گلی میں
آ گیا تھا۔"

لڑکی بولی:

"میں نے ہی بارش کے وقت تمہارے دل
میں خیال ڈالا تھا کہ اس گلی کی طرف بھاگو
اور اس مکان کی ڈیوڑھی میں آ کر کھڑے
ہو جائے۔"

لڑکی مسکرا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر آسمانی نور
تھا اور تھیوسانگ کی نظر اس کے نورانی چہرے پر
نہیں ٹھہر رہی تھی۔ وہ خلائی انسان تھا اور جنت دوزخ
پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ پھر بھی اس نے لڑکی سے کہا:

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن میں
ان باتوں سے دور ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی نے کہا:

"میں جانتی ہوں کہ تم خلا کے رہنے والے ہو اور دوزخ اور جنت کی دنیا پر تمہارا یقین نہیں ہے۔ یہ بات میں پھر کبھی تم سے کروں گی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟ کیا تمہیں دولت چاہیے؟ کیا تم اس ملک کے بادشاہ بننا چاہتے ہو؟ تم جو چاہو گے میں خدا کے حکم سے تمہیں بنا دوں گی!"

تھیوسانگ تخت پر بیٹھتے ہوئے مسکرایا اور بولا:

"بہن! اس وقت تو تم میری صرف اتنی ہی مدد کر دو کہ مجھے میری بہن ماریا کا پتہ بتا دو کہ وہ کہاں ہے؟"

لڑکی کا چہرہ خاموش اور سنجیدہ ہو گیا۔ وہ تخت کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ تھیوسانگ بولا:

"کیا تمہیں ماریا کے بارے میں کچھ پتہ نہیں!"

لڑکی نے اپنا نورانی چہرہ تھیوسانگ کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا:

"دنیا میں انسانوں کے ساتھ جو واقعات گزرتے

ہیں ان کا بھی قدرت کی طرف سے ایک قانون مقرر ہے۔ اسی قانون کے ذریعے نیکی کرنے والوں کو نیکی ملتی ہے اور برائی کرنے والوں کو برائی ملتی ہے۔ تم لوگ جن حالات اور واقعات سے گزر رہے ہو یہ تمہارے اپنے ارادے سے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اور جن کے اوپر قدرت کے قانون کی آنکھ انہیں تک رہی ہے اور انصاف کرتی ہے۔ اس میں ہم دخل نہیں دے سکتے لیکن تم نے جہاد بوڑھی عورت کے ساتھ نیکی کی ہے اس کا انعام تمہیں ضرور ملے گا۔ انعام تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور وہی تمہیں اس کی جزا دے گا لیکن میں اس کے حکم سے اپنی جانب سے تمہاری اتنی مدد کر سکتی ہوں کہ تمہیں یہ بتا دوں کہ دریا اسی شہر کے ایک مندر کے تہہ خانے میں ہے اور اس پر طلسم کا اثر ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اتنا بتانے کا بھی شکریہ لیکن جادو ٹونا کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلائے تو حساب لگا کر سب کچھ بتا دیتے ہیں
کہ کون کہاں پر ہے اور یہ جادوگر لوگ
تو دوسرے انسانوں کو بلاک بھی کر ڈالتے ہیں
یہ کیوں قدرت کے قانون میں دخل دیتے ہیں؟"
نورانی لڑکی نے کہا:
"تم نے خود اپنے سوال کا جواب دے دیا
ہے۔ یہ لوگ قدرت کے قانون کو اپنے ہاتھ
میں لینے کا گناہ کرتے ہیں اور انہیں اس کی
سزا مل کر رہتی ہے۔ جادو ٹونا کرنا گناہ
ہے اور تم نے دیکھا ہو گا کہ ایسے لوگ
دنیا میں کبھی خوشحال نہیں رہتے۔ ان کا انجام
ہمیشہ بہت برا ہوتا ہے۔ یہ انہیں اس
جرم کی سزا ملتی ہے کہ انہوں نے قدرت کے
قانون میں دخل دیا تھا۔"
تھیوساگھ بولا:
"تم مجھے قائل نہیں کر سکی ہو۔ بہرحال میں ایک
بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتے ہوئے تم
سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ ماریا
کس حال میں ہے؟"

نورانی لڑکی نے کہا:
"اس کو طلسم نے جس حال میں رکھا ہے وہ
اسی حال میں ہے مگر زندہ ہے۔"
تھیوساگھ چپ ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ چلو اتنا
تو معلوم ہوا کہ ماریا اسی شہر کے کسی مندر کے
تہہ خانے میں ہے۔ اب وہ خود ہی اسے تلاش
کر لے گا۔
نورانی لڑکی نے تھیوساگھ سے کہا:
"اب میں واپس اپنے مقصد کی دنیا میں
جا رہی ہوں۔ میں تمہیں اپنی نشانی دیتے
جاتی ہوں۔"
نورانی لڑکی نے اپنی انگلی میں سے انگوٹھی اتار کر
تھیوساگھ کو دی جس میں سرخ یاقوت جڑا ہوا تھا۔
"اگر کبھی تمہیں مجھ سے ملنے کی ضرورت پڑے
تو اس انگوٹھی کو اپنی جبین کی دائیں پر
ایک بار رگڑنا۔ میں تمہارے پاس آ جاؤں
گی مگر تمہارے سوا نہ تو کوئی میری آواز
سن سکے گا اور نہ مجھے دیکھ سکے گا۔"
اتنا کہنے کے بعد نورانی لڑکی ایک دم غائب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گئی۔ غائب ہونے کے بعد کمرے میں بچا قالین اور تخت بھی غائب ہو گیا۔ اب وہاں نہ پھولوں کے ہار تھے۔ نہ شمع روشن تھی اور نہ فضا میں آسمانی خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں۔

تھیوسانگ نے دیکھا کہ کمرے کی چھت سے جالے لٹک رہے تھے۔

وہ سیڑھیاں اتر کر ڈیوڑھی میں آ گیا۔ گلی میں بارش تھم گئی تھی۔ وہ گہری سوچ میں گم مادیا کے گھر کی طرف چل پڑا۔

مادیا کھانا تیار کروا رہی تھی۔ اس نے مادیا کے بارے میں پوچھا تو تھیوسانگ نے اسے سرسری انداز ہی بتایا کہ اسے ایک جوگی بابا نے جواب دیا کر بتایا ہے کہ مادیا پر تسلم کیا گیا ہے اور وہ اس وقت کسی مندر کے تہہ خانے میں بند ہے۔ مادیا پریشان ہو گئی۔

"تھیوسانگ بھائی! یہ تو بڑی بری بات ہوئی۔"

تھیوسانگ پلنگ پر بیٹھتے ہوئے بولا:

"بہرحال اتنا تو پتہ چلا کہ مادیا اسی شہر میں ہے اور کسی مندر میں ہے۔ میں کل سے

شہر کے سارے مندر ایک ایک کر کے دیکھنا شروع کروں گا۔ مجھے جاسوسی کرنی ہوگی۔"

مادیا باورچی خانے کی طرف چلی گئی اور تھیوسانگ مندروں کی تلاش کا منصوبہ بنانے لگا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طلسم ٹوٹ گیا

تھیوساگ کو شنڑو پر زیادہ شک تھا۔

چنانچہ اس نے سب سے پہلے شنڑو کے مندر کی تلاشی کا فیصلہ کیا۔ رات کی پوجا کے بعد مندر سے سارے پجاری چلے جاتے تھے۔ شنڑو پروہت مایا بتی کو رات کی پوجا کے وقت مندر کے باہر چھوڑ دیتا تا کہ وہ ادھر اُدھر پجاری لوگوں کی ڈالی ہوئی چیزیں کھا لیا کرے یہ ایک عرصہ سے اس نے مایا کو سزا دی تھی کہ وہ لوگوں کی پھینکی ہوئی چیزیں زمین پر سے اٹھا کر کھائے۔ رات کو وہ مایا بتی کو مندر کے متہ خانے میں باندھنے کی بجائے مندر ہی میں کھلی چھوڑ دیا کرتا کہ کہیں متہ خانے میں اس پر کیا ہوا طلسم ہلکا نہ ہو جائے۔

جب رات ہو گئی تو تھیوساگ شنڑو پروہت کے مندر کی طرف چل پڑا۔ مندر میں روشنی ہو رہی تھی۔

چراغ جل رہے تھے۔ لوگ پوجا کر رہے تھے مندر میں سے عود و عنبر کی خوشبوئیں آ رہی تھیں۔ لوگ بھجن گا رہے تھے۔ تھیوساگ پچھلے سے مندر کے باہر دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ پروہت شنڑو بڑے پروہت کا زرد لباس پہنے مورتی کے آگے بیٹھا تھا۔

تھیوساگ اندھیرے میں سے گذر کر مندر کے پچھلے دروازے میں آیا اور وہاں اپنی خاص اکلی اپنے جسم کے ساتھ لگا دی۔ اکلی کے لگتے ہی وہ اکلی کے برابر سائز کا ہو گیا۔ چھوٹا ہوتے ہی تھیوساگ مندر میں داخل ہو کر دیوار کے ساتھ لگ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا بڑی مورتی کے عقب والے ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔

مندر میں لوگ بھجن گا رہے تھے۔ تھیوساگ ان کے چلے جانے کا انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں ایک بلی کہیں سے نکل کر میاؤں میاؤں کرتی اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ تھیوساگ نے اس کی طرف دیکھا اور سوچا کہ کہیں یہ بلی اس پر حملہ تو نہیں کر دے گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر یہ بلی ماریا تھی۔ وہ اس پر کیسے حملہ کر سکتی تھی۔ اس نے تھیوسانگ کو پہچان لیا تھا لیکن تھیوسانگ نے ماریا کو نہیں پہچانا تھا۔ تھیوسانگ نے محسوس کیا کہ بلی اس پر حملہ کرنے کی بجائے اسے بڑی محبت سے تک رہی ہے۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ کیوں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ بلی بڑی آسانی سے اسے ہڑپ کر سکتی تھی۔

تھیوسانگ پریشان تھا کہ بلی اس سے دور چلی جائے اور وہ سب کی نظروں میں آ سکتا تھا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ بلی کو وہاں سے بھگا نہیں سکتا تھا۔ ماریا بلی بھی تھیوسانگ کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ ماریا نے بلی کے روپ میں مندر کے باہر آ کر کئی بار وہاں سے بھاگ جانے کی کوشش کی تھی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی تھی۔ شترد نے مندر کے باہر خاصی لمبی کا جال پھیلا رکھا تھا۔ ماریا ایک حد سے جب بھی آگے بڑھتی وہ جھٹکا کھا کر پیچھے گر پڑتی تھی چنانچہ ——— وہ مندر کی حدود کے اندر رہنے پر مجبور تھی۔

اب ماریا نے تھیوسانگ کو چھوٹے قد میں دیکھا تو سمجھ گئی کہ وہ اسی کی تلاش میں وہاں آیا ہے پشتینی کی بات یہ تھی کہ ماریا اس کے سامنے کھڑی

تھی اور تھیوسانگ اسے نہیں پہچان رہا تھا۔

جب تھیوسانگ نے دیکھا کہ بلی اپنی جگہ سے نہیں ہل رہی تو وہ خود ستون کے پیچھے سے کھسک کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا دوسرے ستون کے پیچھے اندھیرے میں جا کر چھپ گیا۔ ماریا بلی بھی وہاں آگئی۔ اتنے میں ایک آدمی نے بلی کو زور سے لات مار کر کہا:

"یہاں کیا کر رہی ہے۔ بھاگ یہاں سے!"

ماریا بیاؤں بیاؤں کرتی وہاں سے باہر کی طرف بھاگی۔ تھیوسانگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ اسے ابھی تک کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے واپس جانا شروع کر دیا اور مندر خالی ہو گیا۔ اب صرف وہاں شترد پروہت ہی رہ گیا تھا۔ پھر وہ بھی مندر سے باہر چلا گیا اور باہر جا کر اس نے مندر کے دروازے پر تالا لگا دیا۔

جانے سے پہلے شترد پروہت نے ماریا بلی کو مندر کے اندر چھوڑ دیا تھا۔ تھیوسانگ نے جب دیکھا کہ مندر خالی ہے اور پروہت بھی دروازے پر تالا لگا کر چلا گیا ہے تو اس نے اپنے قد کو بڑا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا اور تہہ خانے کو جانے والا راستہ تلاش کرنے لگا۔

ایک جگہ اسے تنگ سا دروازہ نظر آیا۔ اس کی کنڈی کھولی تو نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ وہ نیچے اترنے لگا۔ نیچے مندر کا تہہ خانہ تھا جہاں دو چار کمرے بنے تھے۔ ان کمروں میں چاندی اور سونا بھرا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے چاروں طرف دیکھا۔ نہ ماریا وہاں تھی نہ اس کی خوشبو تھی۔

وہ سمجھ گیا کہ ماریا اس مندر کے تہہ خانے میں نہیں ہے۔ اب اسے کسی دوسرے مندر کے تہہ خانے کا رخ کرنا ہوگا۔

وہ تہہ خانے سے نکل کر مندر کے صحن میں آ گیا۔ اسے میاؤں میاؤں کی آواز آئی۔ دیکھا کہ وہی بلی مورتی کے قریب کھڑی اسے چمکیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ تھیوسانگ دروازے کی طرف بڑھا تو بلی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ تھیوسانگ نے اسے جھڑک کر پرے کر دیا۔ ماریا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اس کا بھائی تھیوسانگ ہی اسے جھڑک رہا تھا۔ مگر تھیوسانگ تو کیا خبر تھی کہ یہ ماریا ہے۔ تھیوسانگ نے اپنے تن کو چھوتا کیا اور تہہ دروازے کی درز میں سے باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی اس

نے اپنا تن دوبارہ بڑا کر لیا اور رات کی تاریکی میں ہارجیا کے مکان کی طرف چلنے لگا۔

دوسری رات وہ ندی کنارے والے مندر میں آ گیا۔ اس مندر کے تہہ خانے میں بھی اسے ماریا کہیں نظر نہ آئی۔ اسی طرح تھیوسانگ نے شہر کے سارے مندر دیکھ لیے۔ ماریا نہ ملی۔

ان دنوں میں ایسا ہوا کہ افریقہ کے ملک کا ایک حبشی سوداگر مندر میں پوجا کرنے آیا تو اس کی نظر بلی پر پڑ گئی۔ اسے بلی بہت پسند آئی۔ اس نے مندر کے پروہت شترد سے پوچھا:

"مہاراج۔ یہ بلی آپ کی ہے؟"

شترد بولا "جی ہاں! مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

حبشی سوداگر نے کہا:

"مہاراج! یہ بلی مجھے بہت پسند ہے اگر آپ چاہیں تو میں اس بلی کے دو ہزار سونے کے سکے دے سکتا ہوں۔"

یہ بہت بڑی رقم تھی۔ شترد فوراً راضی ہو گیا۔ اس نے دو ہزار سونے کے سکے لے کر ماریا بلی حبشی سوداگر کے حوالے کر دی۔ لیکن ماریا بلی کے مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں زنجیر ڈال کر کہا:

"یہ بلی منہ زور ہے۔ اس کی زنجیر کبھی نہ کھولیں۔ ورنہ یہ بھاگ جائے گی۔"

حبشی سوداگر نے کہا:

"فکر نہ کریں۔ میں اسے ہمیشہ باندھ کر رکھوں گا۔"

چنانچہ حبشی سوداگر ماریا بلی کو پنجرے میں بند کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ دو روز بعد اس کا جہاز واپس افریقہ کی طرف جا رہا تھا۔ حبشی سوداگر جہاز پر سوار ہو کر افریقہ کے ملک کی جانب چل دیا۔

ادھر تھیوسانگ جب ماریا کو تلاش کرتے کرتے تھک گیا تو اس نے تنگ آ کر نورانی لڑکی کی دی ہوئی یاقوت کی انگوٹھی کو اپنی آستین سے رگڑا۔ نورانی لڑکی اس کے سامنے آ گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی:

"میں جانتی ہوں تم نے مجھے کس لیے یاد کیا ہے سنو! جس ماریا کو تم تلاش کر رہے ہو وہ اس شہر میں اب نہیں ہے بلکہ ایک جہاز پر سوار ہو کر حبشی سوداگر کے ساتھ افریقہ کی طرف جا رہی ہے۔"

تھیوسانگ تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

"تو کیا اب مجھے اس کی تلاش میں افریقہ جانا ہو گا لیکن افریقہ تو بہت بڑا ملک ہے۔ میں وہاں اسے کہاں تلاش کروں گا؟"

نورانی لڑکی بولی:

"یہ تمہارا کام ہے۔ مجھے جو کچھ بتانا تھا میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ ہاں اتنا بھی بتائے دیتی ہوں کہ ماریا ملک افریقہ کے شہر زنجیبار جا رہی ہے۔"

یہ کہہ کر نورانی لڑکی غائب ہو گئی۔

تھیوسانگ پریشان سا ہو کر واپس مارجیا کے مکان پر آ گیا۔ اس نے مارجیا کو کچھ بتانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اب وہ سوچنے لگا کہ کیا کرے؟ آیا عنبر ناگ کے پاس سوانجو وڈو کی طرف جائے یا ماریا کی تلاش میں ملک افریقہ کے شہر زنجیبار کی طرف روانہ ہو۔ سارا دن وہ یہی سوچتا رہا۔ آخر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ عنبر ناگ کی طرف جانا بیکار ہے اسے ماریا کی تلاش میں ملک افریقہ کی طرف ہی جانا چاہیے۔

اب اس نے مارجیا کو بتا دیا کہ وہ ماریا کے پیچھے ملک افریقہ کے شہر زنجیبار جا رہا ہے۔ عنبر ناگ اگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئیں تو انہیں خبر کر دینا۔ مارجیا بھی حیران سی ہو گئی کہ مادیا آخر کہاں گم ہو گئی۔

تھیوسانگ ایک روز افریقہ جانے والے جہاز پر سوار ہو گیا۔

اب ہم عنبر اور ناگ کی طرف آتے ہیں۔

ناگ سرخ سانپ کی شکل میں عنبر کی جیب میں تھا اور وہ قافلے کے ساتھ سفر کرتا موہنجو دڑو پہنچ گیا۔ وہ سیدھا دادا سانپ کی پہاڑی غار میں گیا سرخ سانپ یعنی ناگ اس کے سامنے رکھ دیا اور ساری کہانی بیان کی۔ دادا سانپ نے ادب سے مقدس ناگ کی تعظیم کی اور کہا:

"عنبر! گھبراؤ نہیں۔ مقدس ناگ دیوتا پر کیا ہوا جادو ٹوٹ جائے گا۔"

"وہ کیسے؟" عنبر نے پوچھا۔

دادا سانپ بولا:

"میں نے مقدس ناگ پر کیے گئے جادو کو پہچان لیا ہے۔ یہ جادو ختم ہو سکتا ہے۔"

پھر دادا سانپ نے عنبر کو بتایا کہ مقدس ناگ پر کیے گئے جادو کا توڑ معلوم کرنے کے لیے اسے مراقبہ کرنا پڑے گا۔ مراقبے میں وہ اپنے پڑدادا سانپ کی روح کو بلائے گا اور اس سے اس جادو کا توڑ دریافت کرے گا۔

عنبر نے پوچھا:

"دادا! اس مراقبے کو کتنے دن لگیں گے؟"

دادا سانپ بولا:

"آج رات مجھے اس پہاڑی کی چوٹی پر جا کر مراقبے میں بیٹھنا ہو گا۔ صبح غار میں واپس آ کر تمہیں کچھ بتا سکوں گا۔"

چنانچہ رات کے وقت جب جنگل میں گہرا اندھیرا اور سناٹا چھا گیا تو دادا سانپ پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ ساری رات وہ پہاڑ پر مراقبے میں بیٹھا رہا۔ عنبر غار میں ناگ کے پاس جاگتا رہا۔ جب جنگل میں دن کی روشنی پھیلی اور درختوں پر چڑیاں گیت گانے لگیں تو دادا سانپ پہاڑی سے اتر کر غار میں آ گیا۔

عنبر نے بے تابی سے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دادا سانپ! کچھ پتہ چلا؟"

دادا سانپ بولا:

"وہاں رات کے پچھلے پہر میرا پڑدادا سانپ مراقبے میں آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ یہاں سے ایک کوس کے فاصلے پر ایک پرانا تالاب ہے۔ اس تالاب کے کنارے ایک پرانی قبر ہے اس قبر کے پاس جا کر منتر تین بار یہ منتر پڑھے گا تو قبر میں سے مردے کا ہاتھ باہر نکل آئے گا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سونکھی ٹہنی ہوگی۔ اس سونکھی ٹہنی کو جلا کر اس کی دھونی ناگ دیوتا کو دی جائے گی۔ تو اس پر کئے گئے جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔"

منتر بڑا خوش ہوا۔ اس نے کہا:

"دادا! مجھے یہ منتر بتائیں۔ میں ابھی تالاب والی قبر پر جاتا ہوں۔"

دادا سانپ نے منتر کو مراقبے میں حاصل کیا ہوا منتر یاد کرا دیا اور منتر ناگ کو دادا سانپ کے پاس چھوڑ کر جنگل والے تالاب کی طرف روانہ ہوا۔ جنگل میں ٹھیک ایک کوس جنوب کی طرف جانے پر اس

نے ایک تالاب کو دیکھ کر اس کے کناروں کی پگڈنڈیاں نکلا چکی تھیں۔ جنگلی بیلیں جگہ جگہ پانی میں جھکی ہوئی تھیں۔ بہت ہی پرانا تالاب تھا۔ اس کے بائیں طرف ایک قبر بنی تھی۔ قبر بھی گھاس میں چھپی ہوئی تھی۔ منتر اس قبر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور بولا:

"اے اس قبر میں آرام کرنے والے۔ میں منتر ہوں مجھے ناگ دیوتا کے جادو کے سلسلے میں تمہاری مدد درکار ہے۔ میرا ایمان ہے کہ خداوند کریم ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی رضا کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ سب کام اسی کی مرضی اور اسی کے حکم سے ہوتے ہیں مگر اس میں کبھی کبھی کچھ نیک لوگ اور ان کی روحیں وسیلہ بھی بن جاتی ہیں جو نیک روحیں ہوتی ہیں وہ خود تو کوئی کام نہیں کرتیں مگر نیک ہونے کی وجہ سے وہ اللہ سے ضرورت مند انسان کی مدد کی درخواست ضرور کرتی ہیں اور اللہ ان کی درخواست قبول کر لیتا ہے۔ میں بھی تمہارے پاس اسی خیال سے منتر پڑھتے آیا ہوں کہ تم خداوند کریم سے دعا کرو کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے دوست اور بھائی ناگ پر کیا گیا جادو
ٹوٹ جائے اور خدا کے حکم سے تمہاری
مدد کرو۔
یہ کہہ کر عنبر نے تین بار دادا کا بتایا ہوا منتر پڑھا۔
منتر کے پڑھتے ہی قبر میں سے آواز آئی:
"عنبر! تم پہلے انسان ہو جس نے میرے پاس
آکر مجھ سے نہیں بلکہ خدا وند تعالیٰ سے
کچھ مانگا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔
کیوں کہ اصل میں خدا ہی سب کچھ دیتا
ہے۔ مرنے والا کچھ نہیں دے سکتا۔ میں خدا کے
حکم پر تمہاری مدد کروں گا۔"
اس کے ساتھ ہی قبر میں سے مردے کا ہاتھ باہر
نکلا۔ اس ہاتھ میں ایک سوکھی شاخ تھی۔
مردے کی آواز آئی:
"اس شاخ کو جلا دینا اور ناگ کو اس کی دھونی
دینا خدا وند کریم کی رحمت اور حکم سے اس کا
جادو ٹوٹ جائے گا۔"
عنبر نے مردے کے ہاتھ سے شاخ پکڑ لی۔ مردے
کا ہاتھ قبر میں غائب ہو گیا۔ عنبر نے اس نیک دل

روح کا شکریہ ادا کیا اور واپس دادا سانپ کے آکر
سوکھی شاخ دے دی۔
دادا سانپ نے غار میں شاخ جلانے کو کہا۔ عنبر نے
شاخ کو آگ لگا دی۔ اس میں سے نیلے رنگ کا
دھواں اٹھنے لگا تو دادا سانپ نے کہا:
"عنبر! ناگ دیوتا کو اس کی دھونی دو۔"
عنبر نے ناگ کو ہاتھ میں لے کر دھونی کے
اوپر کر دیا۔ ناگ دھونی میں ذرا گھبرایا۔ عنبر نے اسے
ذرا سا پیچھے کر کے دوبارا دھونی کے اندر کر دیا۔
ایسی آواز آئی جیسے ناگ نے چیخ ماری ہو۔
دادا سانپ نے کہا:
"مقدس ناگ کو پیچھے کر لو۔ جادو ٹوٹ
چکا ہے۔"
عنبر نے ناگ کو پیچھے ہٹایا تو دیکھا کہ اب اس
کا رنگ سرخ نہیں تھا بلکہ سیاہ تھا جیسا کہ ناگ
جب سانپ بنتا تھا تو ہوا کرتا تھا۔
عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:
"ناگ! تمہیں کچھ تبدیلی محسوس ہوئی؟"
ناگ ایک سیکنڈ میں انسانی شکل میں آ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر خوشی سے اچھل پڑا۔ بوڑھا سانپ سے اپنا سر ناگ کے آگے جھکا دیا۔

ناگ بولا "اوہ سانپ! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے میری مدد کی۔"

بوڑھا سانپ نے کہا:

"مقدس ناگ دیوتا! ہم آپ کے غلام ہیں آپ کی مدد کرنا ہمارے لیے بڑے فخر کی بات ہے۔"

ناگ نے عنبر سے کہا:

"عنبر! تم نے بھی ایک دوست اور بھائی ہونے کا حق ادا کر دیا۔ سچ ہے دوست ہو تو ایسا ہو کہ جو مصیبت میں دوست کے کام آئے۔ اب یہ بتاؤ کہ ماریا کا کیا حال ہے؟"

عنبر، ناگ کو لے کر غار سے باہر آ گیا۔

جنگل میں چمکیلی دھوپ نکل ہوئی تھی۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ہوا میں جنگل میں کھلے ہوئے گلاب اور موتیے کی خوشبو تھی۔ یہ خوشبو اپنی پاکیزہ اور لطیف بھی کر عنبر اور ناگ کا دل خدا کی محبت سے بھر گیا۔

کیوں کہ پاکیزہ چیزوں ہی میں خدا کا نور ہوتا ہے۔ جو انسان اپنے ذہن کو پاکیزہ رکھتا ہے اور ہر وقت پاکیزہ چیزوں کے بارے میں سوچتا ہے اور دل میں کبھی کسی گندے خیال کو گھسنے کی اجازت نہیں دیتا تو وہ انسان پاک ہو کر خدا کے قریب پہنچ جاتا ہے اور اس پر خدا وند کریم کی رحمتیں نازل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ پاک خیال رکھنے اور گندہ اور بُرے خیالوں سے بچنے والے بچوں اور لڑکیوں کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص فرشتے مقرر ہو جاتے ہیں جو ان نیک خیالوں والی لڑکیوں اور لڑکوں کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں سڑکوں کے حادثوں سے بچاتے ہیں۔ ان کو بیماریوں اور دشمن کے حملوں سے بچاتے ہیں۔ لیکن جب کوئی لڑکا یا لڑکی جھوٹ بولنے لگتی ہے تو نیکی کے فرشتے اس سے دور ہو جاتے ہیں اور اسے مصیبتوں اور حادثوں اور بیماریوں میں اکیلا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لیے آپ لوگ کبھی جھوٹ نہ بولیں ذہن میں بھی کوئی بُرا یا گندا خیال نہ لائیں۔ اگر آ جائے تو فوراً خدا کو یاد کر کے اس بُرے خیال کو ذہن سے نکال کر باہر پھینک دیں۔ پھر دیکھیں کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خدا وند کریم آپ پر کس طرح خوش ہو کر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے۔

پیارے دوستو! یہ مت سمجھنا کہ میں تمہیں نصیحتیں کر رہا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں تمہیں نصیحت نہیں کر رہا بلکہ سائنٹفک اصول بتا رہا ہوں۔ تم نے آئین سٹائین کا تو نام ضرور سنا ہو گا۔ آئین سٹائین اس دور کا سب سے بڑا سائنس دان تھا جس نے نیوکلر فزکس میں بہت بڑا کارنامہ انجام دیا اور پہلی بار ایٹم کو توڑ کر اس کی بے پناہ توانائی کا راز دریافت کیا۔ ایک بار اس نے پرنسٹن یونیورسٹی میں اپنے سٹوڈنٹس کے سامنے کلاس روم میں لیکچر دیتے ہوئے کہا تھا۔

"فزکس اور نیوکلر ٹیکنالوجی کے میدان میں اتنی عمر تک زبردست محنت کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس ساری کائنات میں، بلکہ کھرب ہا کھرب کہکشاؤں میں صرف ایک خدا کا قانون کام کر رہا ہے یہ قانون نیکی کا قانون ہے اور صرف نیکی کے لیے حرکت کرتا ہے۔ انسان امریکہ میں رہتا

ہو یا افریقہ کے جنگل میں رہتا ہو۔ اس قانون کا دونوں پر اثر ہوتا ہے۔ کائنات کی کوئی شے اس نیکی اور عدل کے قانون سے باہر نہیں ہے جو نیکی کرتا ہے وہ زندہ رہتا ہے اور آگے بھی جاتا ہے جو بدی کرتا ہے وہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس ساری کائنات میں نیکی ہی نیکی کا نور ہے جو اپنے خدا کی طرف سفر کر رہا ہے۔"

پیارے دوستو! تم بور تو نہیں ہو گئے؟ چلئے یہ دنیا کے بہت بڑے سائنس دان کے خیالات تھے جن کا میں نے انگریزی سے ترجمہ کر کے تمہیں بتایا ہے اب میں واپس عنبر اور ناگ کی طرف آتا ہوں۔

دونوں جنگل میں گلاب اور موتیے کی خوشبوؤں سے بھری ہوئی فضا میں بیٹھے باتیں کرنے لگے۔

ناگ نے عنبر سے کہا:

"ماریا مجھ سے جدا کر دی گئی تھی۔ تھیوسانگ کی بھی کوئی خبر نہیں کہ وہ گوا شہر میں ماریا کو تلاش کرتے کرتے کہیں کسی دوسرے ملک میں نہ نکل گیا ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا: "ہم تھیوسانگ کو گوا شہر میں مارجیا کے پاس چھوڑ آئے تھے۔ اب واپس چل کر اس کا پتہ کرتے ہیں کہ وہ ماریا کو تلاش کر سکا ہے کہ نہیں۔"

ناگ نے کہا:

"ابھی ہمیں کیٹی کا بھی کھوج لگانا ہوگا تمہارے شاہی جوتشی نے تو کہا تھا کہ وہ کسی خلائی سیارے میں چلی گئی ہے بلکہ اسے کوئی بونی مخلوق اغوا کر کے لے گئی ہے۔ مگر سب سے پہلے ہمیں ماریا کو تلاش کرنا ہوگا۔"

عنبر بولا: "خدا کے فضل سے تمہاری کھوئی ہوئی طاقت تمہیں واپس مل گئی ہے۔ اب ہمیں آج ہی یہاں سے گوا شہر کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے تاکہ تھیوسانگ سے مل سکیں۔"

عنبر اور ناگ دادا سانپ کے پاس غار میں آئے اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔

جنگل کے کنارے پر آ کر ناگ نے کہا:

"ہمارا اگر ہم نے مونجو وڑو شہر سے کوئی قافلہ

پکڑا تو ہمیں گوا شہر میں پہنچتے پہنچتے بہت وقت لگ جائے گا۔"

عنبر مسکرا کر کہنے لگا:

"تو پھر تم کوئی اڑن کھٹولا پیدا کرو گے کیا؟"

ناگ اس وقت انسانی شکل میں تھا۔ اس نے کہا:

"میں خود موجود ہوں۔ ہمیں کسی اڑن کھٹولے یا ہوائی جہاز کی کیا ضرورت ہے۔ میں ایک بڑے عقاب کی شکل اختیار کرتا ہوں تم میرے اوپر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں لے کر جتنی تیزی سے اڑ سکا اڑتا ہوا گوا شہر پہنچ جاؤں گا۔"

عنبر بولا: "یار ناگ! تمہیں نئی نئی طاقت واپس چلی ہے۔ دیکھنا کہیں مجھے راستے میں گرا نہ دینا۔"

ناگ ہنس پڑا:

"عنبر بھائی! کبھی پہلے ایسا ہوا ہے تم بے فکر رہو۔ اور اگر تم گر بھی پڑے تو میں غوطہ لگا کر تمہیں نیچے سے پھر اوپر اٹھا لوں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اندر کھینچا۔ ذہن میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک بہت بڑے عقاب کا تصور جاگا اور دوسرے ہی لمحے وہاں ناگ کی جگہ ایک عظیم الشان عقاب بیٹھا تھا۔ عنبر اس کے اوپر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے بازو عقاب یعنی ناگ کی گردن میں ڈال دیئے۔

ناگ نے کہا:

"میں اڑان بھرنے لگا ہوں۔"

اور ناگ نے اڑان بھری اور عنبر کو اپنی پیٹھ پر بٹھائے اپنے بڑے بڑے عقابی پروں کو ہلاتا ہوا فضا میں بلند ہوتا گیا۔ وہ زمین سے کافی بلندی پر آگیا۔ پھر اس نے گوا شہر کی طرف پرواز شروع کر دی۔ ناگ نے اپنی رفتار کافی تیز کر دی تھی۔ عنبر بڑی مضبوطی سے اس کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ناگ دریاؤں، جنگلوں، پہاڑیوں کے اوپر سے پرواز کرتا شام سے پہلے پہلے اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ یہ رفتار چھوٹے لڑکر ہوائی جہاز کی رفتار تھی۔

ناگ کو گوا شہر کے مکان اور شہر کی دیواریں نظر آنے لگیں تو وہ نیچے آنا شروع ہو گیا۔ پھر وہ گوا شہر کے پچھم یعنی جنوب میں ایک خالی میدان میں اتر گیا۔ اتفاق سے اس وقت ایک شکاری گھوڑے پر

سوار تیر کمان سنبھالے میدان میں ہرنوں کا شکار کرتا پھر رہا تھا۔ اس نے جو ایک بہت بڑے عقاب کی پیٹھ پر ایک انسان کو بیٹھے دیکھا تو آنکھیں ملنے لگا کہ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا۔

وہ درخت کے پیچھے آگیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک بہت بڑا سیاہ عقاب زمین پر اترا۔ پھر اس کے اوپر بیٹھا ہوا آدمی بھی نیچے اتر گیا۔ شکاری راجہ کا ایک سردار تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ بہت نایاب عقاب ہے۔ اسے زندہ پکڑنا چاہیے۔ وہ گھوڑے کو آگے بڑھانے ہی والا تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے سیاہ عقاب نے انسان کا روپ دھار لیا۔

شکاری سردار دنگ ہو کر رہ گیا۔ یہ تو کوئی جادوگر تھا۔ ابھی جو عقاب تھا اب ایک انسان بن کر دوسرے انسان یعنی عنبر سے باتیں کرتا شہر کی طرف چلا جا رہا تھا۔ شکاری سردار نے سوچا کہ ان کا پیچھا کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ یہ لوگ کون ہیں اور کس مقصد کے لیے اس شہر میں آئے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنانچہ شکاری سردار گھوڑے سے اتر پڑا اور عنبر اور ناگ کے پیچھے پیچھے ان کا تعاقب شروع کر دیا۔

○

قبر کا ہاتھ

عنبر اور ناگ شہر میں داخل ہو گئے۔

انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ ایک شکاری سردار ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ سیدھا مارجیا کے مکان پر آ گئے۔ مارجیا عنبر کو دیکھ کر خوش ہوئی۔ ناگ کو مارجیا نے انسانی شکل میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ عنبر نے بھی اسے ناگ کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ بس اتنا ہی کہا کہ یہ بھی ہمارا ایک ساتھی ہے اور اس کا نام ناگ ہے۔

مارجیا سے جب تھیوساگ اور مدیا کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اداس ہو کر کہا:

"تھیوساگ مارجیا کی تلاش میں ملک افریقہ کی طرف چلا گیا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اسے کسی جوتشی نے بتایا ہے کہ مدیا افریقہ کے شہر زمجیبار کی طرف چل گئی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس لیے تھیوسانگ بھی جہاز میں سوار ہو کر افریقہ جا چکا ہے۔"

ناگ اور عنبر خاموشی سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ان کا خیال تھا کہ تھیوسانگ ماریا کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا ہو گا۔ لیکن یہاں آ کر پتہ چلا کہ تھیوسانگ بھی غائب ہے۔

عنبر نے ناگ سے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں دیر نہیں کرنی چاہیے اور تھیوسانگ کے پیچھے ملک افریقہ کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔"

ماریا نے بھی انہیں یہی مشورہ دیا لیکن ساتھ ہی کہا:

"آپ لوگ سفر کے تھکے ہوئے ہیں۔ دو ایک روز ہمارے ہاں آرام کر لیں۔ ویسے بھی سمندری جہاز چار دن کے بعد افریقہ کی طرف جانے والا ہے۔"

ماریا ان دونوں کے لیے کھانا لینے باورچی خانے میں چلی گئی تو عنبر نے ناگ سے پوچھا:

"کیا خیال ہے ناگ! تمہارا حقانی اڑن کھٹولا

کیسا رہے گا؟ ہم ملک افریقہ جلدی پہنچ جائیں گے۔"

ناگ بولا: "عنبر بھائی! زمین پر تو میں راستہ تلاش کر لیتا ہوں مگر سمندر میں اپنا سفینہ کسی ملک کی طرف نہ قائم رکھ سکوں گا۔ سمندر بہت وسیع ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں اڑتے اڑتے راستہ بھول جاؤں اور ہم بھٹک کر کسی دوسرے ملک میں جا نکلیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم سمندری جہاز ہی میں سفر کریں۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔ میرا خیال ہے سمندری جہاز پندرہ دن کے بعد افریقہ پہنچتا ہے۔"

ناگ بولا: "مجبوری ہے۔ میں سمندر کے اوپر اڑنے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔ اگر تم کہتے ہو تو میں اڑنے کو تیار ہوں۔"

لیکن عنبر نے کہا کہ وہ خطرہ مول لینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ جہاز کم از کم انہیں افریقہ تو ضرور پہنچا دے گا۔ پندرہ دن تک جائیں گے تو کون سا ہفتے نہیں۔ تھیوسانگ بھی ابھی وہاں پہنچا ہو گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر وہ دونوں گوا کی بندرگاہ کی طرف چلے کہ وہاں جا کر جہاز کے چلنے کا وقت اور دن معلوم کر سکیں۔ جب وہ مارجیا کے مکان سے نکلے تو وہی شکاری سردار پھر ان کے پیچھے لگ گیا۔ جب تک وہ مکان کے اندر رہے شکاری سردار بھی ایک طرف گھوڑے کے پاس کھڑا ان کا انتظار کرتا رہا تھا۔ وہ بندرگاہ تک ان کے پیچھے پیچھے گیا۔

عنبر ناگ کو بندرگاہ سے پتہ چلا کہ ایک جہاز تین دن کے بعد یعنی چوتھے روز صبح صبح گوا کی بندرگاہ سے ملک افریقہ کی بندرگاہ زنجبار کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔ عنبر نے سکے دے کر دو آدمیوں کا کرایہ ادا کر دیا اور واپس گھر کی طرف لوٹے۔

شکاری سردار بھی تعاقب کر رہا تھا۔ اب اسے پتہ چل گیا تھا کہ یہ دونوں جادوگر مارجیا کے مکان میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ گھوڑا دوڑاتا اپنی حویلی میں آ گیا۔ وہ گوا کے بادشاہ کا خاص سردار تھا اور دو ہزار فوجی اس کی کمان میں رہتے تھے لیکن یہ سردار بڑی لالچی طبیعت کا مالک تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح سپہ سالار کی جگہ خود براجمان ہو جائے۔ اس کے

پاس ایک خاص جوتشی بھی رہتا تھا۔

سردار نے اپنے جوتشی کو بلا کر ساری بات بتائی کہ اس طرح شہر میں ایک ایسا آدمی آیا ہے جو عقاب بن جاتا ہے اور فضا میں اڑتا پھرتا ہے۔ جوتشی نے حیرانی کا اظہار کیا تو سردار بولا:

"میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس شخص کو عقاب سے انسان بنتے دیکھا ہے۔"

جوتشی نے اسی وقت شہر کا زائچہ بنایا اور اس کو غور سے دیکھ کر بولا:

"سردار! تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس شہر کا زائچہ مجھے بتا رہا ہے کہ شہر میں ایک غیر معمولی طاقت والا آدمی داخل ہو چکا ہے۔"

سردار خوش ہو کر بولا:

"میرے دوست! اگر کسی طرح ہم اس انسانی عقاب کو قابو کر لیں تو اس سے بڑا کام لیا جا سکتا ہے۔ میں اس کی مدد سے بادشاہ کی فوج کے سپہ سالار کو ہلاک کروا کر خود اس کی جگہ حاصل کر سکتا ہوں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوتلشی ماتھے پر انگلی بجانے لگا۔ بولا:
"سردار! ایسا ہو سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے میں کوشش کر کے دیکھ سکتا ہوں۔ میں تمہیں مستاروں کے حساب سے کاغذ پر ایک نقشہ بنا کر دیتا ہوں۔ یہ نقشہ تم اپنے تیر پر باندھ کر اس غیر معمولی طاقت والے انسان پر اکیلا دیکھ کر چلاؤ گے تو وہ زخمی ہو کر اپنی اصلی جون میں آ جائے گا۔ پھر تم اسے آسانی سے پکڑ سکو گے۔ تم اسے پکڑ کر جیل میں لے آنا۔ اس کے بعد میں اسے عمل پڑھ کر اپنا غلام بنا لوں گا اور جو ہم کہیں وہ وہی کرے گا۔"
بوتلشی نے یہ نقشہ کہہ کر سردار کو دے دیا۔ سردار نے اسے اپنے ترکش میں رکھے ایک تیر پر باندھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس مکان سے دور جا کر اس انتظار میں کھڑا ہو گیا کہ عقابی انسان یعنی ناگ کب باہر آتا ہے تاکہ وہ اس پر تیر چلا دے۔
اس وقت دوپہر کا وقت تھا۔ ناگ اور عنبر مکان

کے اندر بیٹھے اپنے سفر کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ عنبر نے کہا:
"ہمیں بازار چل کر سفر میں کام آنے والی کچھ ضروری چیزیں خرید لینی چاہئیں۔"
ناگ نے کہا: "تمہارے جانے کی کیا ضرورت ہے میں خود بازار جا کر خرید لاتا ہوں۔"
چنانچہ ناگ چاندی کے کچھ سکے لے کر مارچیا کے مکان سے نکل کھڑا ہوا۔ مارچیا کے مکان سے تھوڑی دور ایک درخت کی اوٹ میں شکاری سردار گھوڑے پر بیٹھا تھا اور نقشہ والا تیر اس نے کمان پر چڑھا رکھا تھا۔ ناگ اتنی تیزی سے مکان سے نکلا کہ سردار اس پر تیر نہ چلا سکا۔ اس نے ناگ کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ اس کی ٹانگ پر تیر چلانا چاہتا تھا۔
ناگ ایک نالے کے قریب پہنچا تو سردار نے نشانہ باندھ کر تیر چلا دیا۔ ناگ کی خوش قسمتی دیکھئے کہ عین اس وقت نالے سے ایک میمنا اچھلا تو ناگ جلدی سے دوسری طرف ہٹ گیا۔ کھٹ سے پیچھے سے ایک تیر آیا اور زمین میں گڑ گیا۔
ناگ نے جلدی سے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھوڑے پر سوار گھوڑا موڑ کر فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ کوئی اس کا دشمن ہے اور اس نے اسے مارنے کے لیے تیر چلایا تھا۔ ناگ کو سخت غصہ بھی آیا اور یہ تشویش بھی ہوئی کہ اس دشمن کا پتہ چلانا چاہیے کہ یہ کون ہے؟

ناگ نے فوراً سانپ کا روپ بدلا اور زمین پر بجلی کی سی تیزی سے گھوڑے کے پیچھے لپکا۔ سانپ گھوڑے سے تیز دوڑتا ہے اور یہ ناگ تھا۔ اس نے بہت جلد گھوڑے کو جا لیا۔ سردار نے ایک سیاہ سانپ کو دیکھا تو فوراً تیر کمان سنبھالا اور ناگ پر تیر چلانے لگا۔

ناگ نے اب سیاہ بڑے عقاب کی شکل بدلی اور سوار کے اوپر آ کر اسے اپنے پنجوں سے اٹھا لیا اور فضا میں بلند ہوتا گیا۔ سردار کی چیخ نکل گئی گھوڑا اس کے نیچے سے نکل گیا تھا اور وہ عقاب کے پنجوں میں الٹا زمین سے بلند ہو رہا تھا۔

ناگ اسے دریا پر درختوں کے اوپر سے ہوتا ہوا ایک ویران جگہ پر آ گیا۔ یہاں اس نے سردار کو زمین پر رکھ دیا۔ سردار تھر تھر کانپ رہا تھا کہ وہ

جادوگر کے پنجے میں پھنس چکا ہے۔ خدا جانے اب یہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔

ناگ نے ایک دم سے انسانی شکل اختیار کر لی۔ سردار ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"تم نے مجھ پر تیر کیوں چلایا تھا بھائی؟"

سردار نے ہاتھ باندھ کر عرض کی:

"مہاراج! آپ جتی سنتی جوگی ہیں۔ آپ کے جادو کے سامنے میں بے بس ہوں۔ مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔"

پھر سردار نے ناگ کو ساری بات بیان کر دی کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔

ناگ نے سردار کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"بھائی! دنیا میں رہ کر جو انسان لالچ کرتا ہے اس کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے تم بادشاہ کے سردار ہو۔ یہی تمہارے لیے کافی ہے۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ کسی کو ناحق مارنے کا خیال دل سے نکال دو۔ جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتا ہے پہلے خود اس میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتا ہے۔ جاؤ۔ میں بھی تمہیں معاف کرتا ہوں آئندہ کبھی میرا پیچھا نہ کرنا۔ نہیں تو سخت نقصان اٹھاؤ گے۔"

سردار نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"مہاراج! میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی کسی کو تنگ نہیں کروں گا۔ آپ نے میرا دل روشن کر دیا ہے۔ آپ کی باتوں کا میرے دل پر بہت اثر ہوا ہے۔ مجھے معاف کر دیں۔ لیکن اب ایک نیک کام بھی کر دیں۔"

ناگ نے پوچھا:

"وہ کیا کام ہے؟"

سردار بولا: "میری ایک بہن ہے جس کو ایسی بیماری لگ گئی ہے کہ اس کے جسم پر بڑے بڑے کبڑے پڑ گئے ہیں۔ وہ ایک عرصے سے بستر پر پڑی ہے۔ درد کے مارے اس کا برا حال ہے۔ نہ اٹھ سکتی ہے نہ چل سکتی ہے اس کے بڑے علاج کرائے مگر کوئی آرام نہیں آیا۔ اگر آپ جلد سے اس کا علاج کر دیں تو میں ساری زندگی آپ کو دعائیں دوں گا۔"

ناگ بولا: "مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں چل کر پہلے اسے دیکھوں گا۔"

سردار نے ناگ کو ساتھ لیا اور شریں اپنی بہن کے گھر آ گیا۔ اس کی بڑی بہن بستر پر پڑی کراہ رہی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ اس کے جسم پر بڑے بڑے آبلے پڑے تھے اور وہ درد سے چلا رہی تھی۔ ناگ نے سردار سے کہا:

"تم سب لوگ کمرے سے باہر چلے جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں اس کا علاج کروں گا۔"

سردار اور اس کی بہن کا خاوند اور بچے کمرے سے چلے گئے۔

سردار کی بہن کا درد سے برا حال ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ناگ نے اسے قتل دی۔ اور ایک پل میں سانپ کی شکل میں آ گیا۔ سردار کی بہن کی آنکھیں بند تھیں وہ اسے نہ دیکھ سکی۔ ناگ فوراً عورت کے پاؤں کی طرف آ گیا اور اس نے اس کے ایک پاؤں پر ڈس دیا۔

ڈسنے کے ساتھ ہی عورت کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل بدل لی اور عورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورت کے چہرے کو تکنے لگا۔ عورت نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کا دور کم ہو گیا تھا۔ ناگ کے زہر نے عصمت کے جسم میں پھیلے ہوئے زہر کو ختم کرنا شروع کر دیا تھا۔ ناگ نے عصمت کے بھائی سردار اور اس کے خاوند اور بچوں کو کمرے میں بلا لیا۔ سب نے دیکھا کہ عورت کے چہرے پر درد کی تکلیف نہیں تھی۔ اس کے جسم کے آبلے پھٹ کر بہنے لگے تھے۔

ناگ نے کپڑا اور گرم پانی منگوا کر اس کے جسم کے آبلے صاف کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی ہی دیر میں عورت بالکل ٹھیک ہو گئی۔

سردار اور عصمت کا خاوند تو ناگ کے آگے سجدے میں گر پڑے۔

ناگ نے انہیں اٹھایا اور کہا:

"سجدہ صرف خدا کے آگے کیا جاتا ہے۔ خبردار کبھی کسی انسان یا پتھر کے بت کو سجدہ نہ کرنا۔ نہیں تو پھر کسی مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔"

ناگ یہ کہہ کر سردار کی بہن کے گھر سے واپس آ گیا۔ بازار میں جا کر اس نے کچھ نئے کپڑے خریدے۔ ایک خیمہ اور دو چادریں خریدے اور عنبر کو لے کر سارا

واقعہ سنایا۔ عنبر یہ سن کر ہنسنے لگا۔ شام کو سردار ناگ کی خدمت میں "پیش کرنے" کے لیے تحفے لے کر آ گیا۔ مارجیا نے پوچھا:

"یہ کیسے تحفے ہیں؟"

ناگ نے ہنس کر کہا:

"یہ تمہارے لیے ہیں مارجیا بہن۔"

ناگ نے سردار کو خاص طور پر منع کر رکھا تھا کہ وہ اس کی خفیہ طاقت کے راز کا ذکر کسی سے نہ کرے۔ اس لیے مارجیا سے کہا:

"بہن! انہوں نے میری بہن کا علاج کر کے اسے صحت مند کر دیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ تحفے لایا ہوں۔"

ناگ بولا: "میری جانب سے یہ تحفے ہماری بہن مارجیا کو دے دو۔"

ناگ نے سارے تحفے مارجیا کو دے دیئے۔

جونہی جب وہاں رہتے تین روز گزر گئے تو چوتھے دن صبح صبح عنبر اور ناگ نے مارجیا سے اجازت لی اور بندرگاہ پر آ گئے۔

بندرگاہ پر سمندری جہاز تیار کھڑا تھا۔ عنبر ناگ بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرے مسافروں کے ساتھ اس پر سوار ہو گئے۔ سورج نکلنے سے پہلے پہلے جہاز نے لنگر اٹھا دیا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ جہاز کے بادبان کھول دیئے گئے اور اس نے سمندر میں افریقہ کی طرف سفر شروع کر دیا۔

○

اب ہم فتیوساگ کی طرف چلتے ہیں۔

جبشی سوداگر ماریا بی کو پنجرے میں بند اپنے ساتھ لے کر سمندری جہاز میں سفر کرتا تک افریقہ کے بندگاہ شہر زنجبار پہنچ گیا تھا۔ زنجبار شہر کے باہر ماریا کے کنڈے ایک خوبصورت باغ میں اس کی شاندار حویلی تھی جہاں خدمت کے لیے نوکر چاکر موجود تھے۔

جبشی سوداگر نے ماریا بی کے گلے میں رسی پڑ ڈال کر اسے اپنے خاص باغیچے میں سنہری مچھلیوں حوض کے کنارے باندھ دیا۔ یہاں اس نے ماریا بی کے لیے لکڑی کا ایک چھوٹا سا قفس بنایا جس میں ماریا کے لیے گرم بچھا دیئے۔ وہ روز ماریا بی کو خود کھانا پلاتا۔ اسے مچھلیاں بھی کھلاتا۔ ماریا چونکہ بی بن گئی تھی اس لیے اسے بھوک بھی لگتی تھی۔ مگر وہ اس خیال

سے ہر وقت پریشان رہتی کہ وہ گوا شہر سے اتنی دور آ گئی ہے خدا جانے اب فتیوساگ خبر اور اگ اس کے پاس پہنچ بھی سکیں گے یا نہیں؟

دوسرے جہاز پر فتیوساگ بھی اس شہر میں پہنچ گیا۔ نوجوان لڑکی کی یاقوتی انگوٹھی اس کی انگلی میں تھی جو اسے ماریا کو خود ہی تلاش کرنا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ نوجوان لڑکی نے ماریا کے بارے میں اس کو جتنا بتانا تھا بتا دیا تھا۔ اس نے فتیوساگ سے یہی کہا تھا کہ ماریا زنجبار کے شہر میں کسی حبشی سوداگر کے پاس ہے۔

فتیوساگ کی ایک سرائے میں اتر پڑا۔

اب اس نے یہ معلوم کیا کہ شہر میں کتنے سوداگر ہیں۔ اسے پتہ چلا کہ شہر زنجبار میں کل دس سوداگر ہیں جو اپنا مال لے کر ہندوستان کی طرف سال میں ایک بار جاتے ہیں۔ فتیوساگ نے باری باری ان سب کے گھر دیکھے مگر اسے ماریا کا کوئی سراغ نہ ملا۔

ایک روز وہ اس حبشی سوداگر سے ملنے اس کی حویلی میں گیا۔ جہاں باغیچے کے حوض کے پاس اپنے پنجرے میں ماریا بی بیٹھی تھی۔ ماریا نے فتیوساگ کو دیکھ کر زور زور سے میاؤں میاؤں کرنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حبشی سوداگر نے اپنے نوکر سے کہا:

"اس کو بھوک لگی ہے۔ اسے مچھلیاں کھلاؤ۔"

اور تھیوسانگ کو لے کر کمرے میں آ گیا۔ اس نے تھیوسانگ سے پوچھا کہ وہ کس سلسلے میں اس سے ملنا چاہتا ہے۔

تھیوسانگ بولا:

"میں تجارت کے سلسلے میں آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔"

تھیوسانگ نے یونہی ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ اس دوران وہ مکان کا جائزہ لیتا رہا۔ حبشی سوداگر کی کسی بات سے اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ ماریا وہاں موجود ہے۔ تھیوسانگ ناامید ہو کر اٹھا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ حبشی سوداگر اسے چھوڑنے باغ کے دروازے تک گیا۔ تھیوسانگ کو دیکھ کر ماریا بلی نے پھر چلانا شروع کر دیا۔ وہ اصل میں تھیوسانگ کو آوازیں دے رہی تھی مگر اس کی زبان کوئی نہیں سمجھتا تھا۔

تھیوسانگ نے بلی کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ بلی بہت شور مچاتی ہے۔ کیا بات ہے؟"

حبشی سوداگر بولا:

"کم بختوں نے اسے کچھ کھلایا نہیں ہو گا۔ بھوکی ہو تو یہ بہت شور مچاتی ہے۔"

"اچھا تو پھر اجازت دیجئے۔"

تھیوسانگ نے حبشی سوداگر سے ہاتھ ملایا اور وہاں سے چلا گیا۔

اسے جاتا دیکھ کر ماریا بلی اچھلنے لگی۔ وہ زنجیر تڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ حبشی سوداگر اس کے پاس آ گیا۔ وہ نوکروں پر برسنے لگا کہ انہوں نے بلی کو بھوکا کیوں رکھا ہے۔ نوکروں نے کہا کہ ہم نے اسے ابھی ابھی مچھلیاں کھلائی ہیں۔

ماریا بلی چپ ہو گئی۔ اس نے ایک منصوبہ بنا لیا تھا۔ حبشی سوداگر نے بلی کو خاموش دیکھ کر اسے پیار کیا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ نوکر بھی اپنے کمرے میں مصروف ہو گئے۔

اب ماریا بلی نے اپنی پوری طاقت صرف کر کے اتنی زور سے جھٹکا دیا کہ اس کی زنجیر ٹوٹ گئی۔ زنجیر کے ٹوٹتے ہی ماریا بلی اچھل کر باغیچے کی دیوار کی طرف بھاگی۔ نوکر شور مچاتے اس کے پیچھے دوڑے۔ ماریا بلی دیوار کے پاس ایک درخت پر چڑھ گئی۔ یہاں سے اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوار کے اوپر چھلانگ لگائی اور دوسری طرف کود گئی۔

سویلی میں حبشی سوداگر کو پتہ چلا تو وہ نوکر لے کر بلی کے پیچھے دوڑ پڑا۔ مگر ماریا بلی چیتے کی رفتار کے ساتھ چھلانگیں لگاتی دریا کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی۔ دیکھتے دیکھتے وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ماریا بلی دریا کنارے آگی ہوئی جھاڑیوں میں دوڑتی ایک سڑک پر آ گئی۔

سڑک پار کر کے وہ شہر کی طرف بھاگنے لگی۔

ماریا بلی کو معلوم تھا کہ تھیوسانگ ضرور کسی سرائے ہی میں ٹھہرا ہو گا۔ وہ بھاگی چلی جا رہی تھی۔ لوگ آ جا رہے تھے۔ کسی نے بلی کی طرف توجہ نہ دی۔ بلیاں شہر میں ادھر ادھر دوڑا ہی کرتی تھیں۔ ماریا دوڑتے دوڑتے شہر کے ایک بارونق بازار میں آ گئی۔ دور اس نے ایک جگہ چھوٹے سے میدان میں اونٹوں اور گھوڑوں کو دیکھا اسے یقین ہو گیا کہ یہی سرائے ہے۔

ماریا سرائے کی طرف دوڑی۔ ماریا کا اندازہ درست تھا۔ تھیوسانگ اس سرائے میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مگر اس وقت وہ سرائے میں نہیں تھا بلکہ شہر میں ماریا کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ ماریا بلی سرائے کے احاطے میں داخل

ہو گئی۔ اسے دیکھ کر ایک کتا اس کی طرف بھونکتا ہوا دوڑا۔ ماریا لپک کر ایک کوٹھڑی میں گھس گئی۔

کوٹھڑی میں اس وقت ایک ایسا حبشی بیٹھا ہانڈی میں بکری کا دودھ دھو رہا تھا جو دور دراز افریقہ کے ایک [illegible] تھا اور شہر میں اپنی بھیڑ بکریاں فروخت [illegible] تھا۔ اس نے ایک نیلی آنکھوں والی خوبصورت [illegible] کوٹھڑی میں گھستے دیکھا تو اس نے سوچا [illegible] اپنے گاؤں کے قبیلے کے سردار کے پاس فروخت کر کے سونے کے سو سکے کما سکتا ہے۔ اس کے جنگلی گاؤں کے قبیلے کے سردار کو پرندے اور جانور پالنے کا بڑا شوق تھا۔

حبشی نے وہیں مٹی کے ایک پیالے میں دودھ ڈال کر بلی کی طرف بڑھایا۔ ماریا بلی قدرتی طور پر دودھ دیکھ کر اس کی طرف لپکی اور دودھ پینے لگی۔ حبشی نے جھپٹ کر بلی کو قابو میں کر لیا اور ایک تھیلے میں بند کر کے کونے میں رکھا اور کوٹھڑی بند کر کے چلا گیا۔

شام کو وہ آیا اور بلی والا تھیلا اپنی کچھ پر ڈال کر اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری طرف تھیوسانگ جب ماریا کی تلاش سے تھک گیا تو اس نے مجبور ہو کر یاقوتی انگوٹھی کو رگڑا۔ نورانی لڑکی کے ظاہر ہوتے ہی اس سے مدد کی درخواست کی۔ نورانی لڑکی کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔ اس نے کہا:

"میں ماریا کے بارے میں تمہیں آخری بار صرف اتنا بتا رہی ہوں کہ ماریا بل کی شکل میں ہے اور اسے ایک جنگلی ساتھ سے کچھ جنوب کی طرف گیا ہے۔"

نورانی لڑکی غائب ہو گئی۔

تھیوسانگ کے لیے اتنی معلومات ہی بہت تھیں۔ وہ یہ سن کر دنگ رہ گیا اور اسے افسوس بھی ہوا کہ ماریا کو علم کے زور سے بل بنا دیا گیا تھا۔ نہ جانے بے چاری پر کیا بیت رہی ہو گی۔

اس نے سرشتہ سے ہی ایک مضبوط گھوڑا اور کچھ ضروری سامان خریدا اور جنوب کے جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

ادھر تھیوسانگ افریغ کے وسطی یعنی دریائی علاقے کے جنگلوں کی طرف چلا تو دوسری طرف عنبر اور تانگ بھی اپنے جہاز میں سفر کرتے ہوئے افریغ کی بندرگاہ

زنجبار پہنچ گئے۔ یہاں کی فضا میں نہ تھیوسانگ کی خوشبو تھی نہ ماریا کی۔ کئی روز وہ ان دونوں کو ڈھونڈتے پھرے۔ انہیں جگہ جگہ تلاش کیا لیکن ناکام رہے۔ تھک ہار کر وہ سرائے کے برآمدے میں بیٹھ گئے۔

تانگ بولا: "کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دونوں کہاں گم ہو گئے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"تم اپنے کسی سانپ سے مشورہ کیوں نہیں لیتے؟ ہو سکتا ہے وہ ماریا کے بارے میں کچھ بتا دے۔"

تانگ مسکرایا اور کہا:

"بھلا کسی سانپ کو ماریا کے بارے میں کیا علم ہو سکتا ہے۔ ماریا جہاں کہیں بھی ہو گی زمین کے اوپر ہو گی۔ عام سانپ تو زمین کے اندر کے حالات بتاتے ہیں۔"

یہ سرائے کافی بڑی تھی۔ کوٹھڑیوں کی قطار دور تک چلی گئی تھی۔ تانگ اور عنبر کچھ دیر تو وہاں بیٹھے رہے۔ پھر اٹھ کر برآمدے میں کوٹھڑیوں کے آگے سے گزرنے لگے۔ وہ سرائے کے دوسرے دروازے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نکل کر باغ والے تالاب پر جا کر نہانا چاہتے تھے۔ وہ ایک کوٹھڑی کے قریب سے گذرے تو انہیں اچانک تھیوسانگ کی خوشبو آئی۔ دونوں رک گئے۔

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں نے تھیوسانگ کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ وہ لپک کر کوٹھڑی میں گئے کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔

ناگ بولا:

"لگتا ہے تھیوسانگ اسی کوٹھڑی میں ٹھہرا تھا۔"

عنبر نے کہا:

"مگر یہ خوشبو کوٹھڑی کے اندر ہی ہے باہر نہیں ہے۔ ہم کبھی بھی یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ تھیوسانگ یہاں سے کدھر گیا تھا؟"

ناگ نے کہا:

"عنبر! ایک بات تو شاہت ہو گئی ہے کہ تھیوسانگ یہاں آیا تھا۔ اب ظاہر ہے وہ مارا کی سازشوں میں آگے ہی گیا ہو گا۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی اسی طریقہ میں آگے چل کر کچھ

دور سفر کرنا چاہیے۔ ممکن ہے ہمیں مارا اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔"

عنبر سوچ میں پڑ گیا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا بتی

ناگ کا خیال اسے پسند آیا۔

انہوں نے بھی وہاں سے دو گھوڑے خریدے، ان پر ضروری سامان لادا اور ڈفریقہ کے وسطی جنگل کی طرف سفر شروع کر دیا۔

ان دونوں سے ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر تھیوساگ سفر کر رہا تھا۔ وہ اکیلا چلا جا رہا تھا۔ راستے میں ایک دریا آ گیا۔ یہ جنگلی دریا تھا۔ نہ وہاں کوئی گھاٹ تھا نہ کشتی تھی۔ تھیوساگ نے خدا کا نام لے کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ گھوڑا دریا میں کمر تک ڈوب گیا مگر وہ تیرنے لگا۔ تھیوساگ بھی کمر تک دریا کے پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ دریا کے بیچ میں پہنچا تو گھوڑا ذرا سا اچھلا۔ تھیوساگ نے زور سے باگ کو کھینچا تو اس کی انگلی سے فولادی انگوٹھی

باگوں انگوٹھی نکل کر دریا میں گر پڑی۔

تھیوساگ پریشان ہو گیا۔ وہ انگوٹھی کو پکڑ بھی نہ سکا۔ دریا گہرا تھا۔ انگوٹھی پانی میں گرتے ہی غائب ہو گئی اور دریا کی لہریں گھوڑے کو بہاتے ایک طرف لے گئیں۔ کھیل ختم ہو گیا تھا۔ وہ انگوٹھی کو اتنے بڑے دریا میں کہاں ڈھونڈ سکتا تھا۔ لاچار صبر کر کے گھوڑے پر بیٹھا رہا۔

گھوڑے نے بڑی جانفشانی سے دریا کو پار کیا اور دوسرے کنارے پر چڑھ کر ہانپنے لگا۔ تھیوساگ نیچے اتر پڑا۔ اس نے اپنی خالی انگلی کو دیکھا۔ انگوٹھی نہیں تھی۔ پھر دریا کی طرف دیکھا جس نے اس کی قیمتی انگوٹھی نگل لی تھی۔ وہ کیا کر سکتا تھا۔ بس خاموش رہا۔ گھوڑے پر بے دلی سے سوار ہوا اور جنگل کے ساتھ ساتھ جانے والے کچے راستے پر اپنا سفر پھر سے شروع کر دیا۔

ویسے اسے انگوٹھی کے گم ہو جانے کا بہت غم ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے مگر بہت زیادہ فاصلے پر لنجر اور ناگ بھی گھوڑوں پر سفر کرتے چلے آ رہے تھے۔ دو روز کے سفر کے بعد وہ اسی دریا کے کنارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک قصبے میں پہنچے جس دریا میں تھیوسانگ کی انگوٹھی گری تھی۔ یہاں ایک ذیلی کے باہر انہوں نے گھوڑے باندھے اور خود سامنے باغ میں لیٹ کر آرام کرنے لگے۔

اتنے میں ایک پھابڑی والا مچھلی بیچتا ادھر آ گیا۔ اس کی پھابڑی میں بھنی ہوئی سالم مچھلیاں پڑی تھیں اور مسالوں کی بڑی تیز خوشبو اٹھ رہی تھی۔

ناگ نے کہا:

"عنبر بھائی! کیوں نہ آج بھنی ہوئی مچھلی اڑائی جائے۔"

عنبر نے پھیری والے کو پاس بلا لیا۔

پھیری والے نے کہا:

"صاحب! یہ اس دریا کی مچھلی ہے۔ صبح پکڑ کر سالم کی سالم بھون کر بیچتا ہوں۔ اسے بالکل نہیں کاٹتا۔"

عنبر نے دو سالم مچھلیاں لے کر اسے پیسے دے دیے۔ ناگ نے اپنے حصے کی مچھلی کو ہاتھ سے توڑا تو اس کے اندر سے یاقوت کے سرخ نگینے والی ایک چمکیلی انگوٹھی باہر نکل کر گر پڑی۔ وہ حیران ہو کر بولا:

"عنبر! یہ انگوٹھی اس مچھلی کے پیٹ سے

نکلی ہے!"

عنبر انگوٹھی کو اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ تو اصلی یاقوت ہے۔ بڑی قیمتی انگوٹھی ہے۔ مگر یہ اس مچھلی کے پیٹ میں کہاں سے آ گئی؟"

ناگ بولا: "ایسے معلوم ہوتا ہے کہ دریا میں سفر کرتے ہوئے کسی سوداگر کی انگلی سے پھسل کر گر پڑی ہو گی اور دریا میں اس مچھلی نے نگل لی!"

ایسا ہی ہوا تھا۔ تھیوسانگ کی انگلی سے جب یاقوتی انگوٹھی پھسل کر دریا میں گری تو نیچے یہ مچھلی چل پھر رہی تھی۔ اس نے اوپر سے کوئی چھوٹی سی شے نیچے دیکھی تو اپنی عادت سے مجبور ہو کر فوراً اسے نگل لیا۔

یہ انگوٹھی تھیوسانگ ہی کی تھی۔ عنبر ناگ کو تھیوسانگ کی انگوٹھی تو مل گئی تھی مگر انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ تھیوسانگ ہی کی انگوٹھی ہے۔ بہرحال چونکہ وہ ایک انمول اور نایاب انگوٹھی تھی اس لیے عنبر نے اسے اپنی انگلی میں ڈال لیا۔ جونہی اس نے انگلی کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سفر کے قریب کیا اسے انگوٹھی میں سے مانوس خوشبو آئی:

عنبر نے جلدی سے انگوٹھی کو سونگھا اور چلایا:

ناگ! یہ تو تھیوساگ کی انگوٹھی ہے!

ناگ نے لڑکا انگوٹھی کو پکڑ کر سونگھا:

ہاں ہاں۔ اس میں سے تو تھیوساگ کی خوشبو آ رہی ہے!

عنبر بولا: اس کا مطلب ہے کہ تھیوساگ اسی دریا کو پار کر کے آگے گیا ہے۔ دریا پار کرتے وقت کسی وجہ سے یہ انگوٹھی اس کی انگلی سے پھسل کر نیچے گر گئی ہو گی اور اسے اس پھسل نے کا پتہ نہ چلا ہو گا جس کو ہم نے پھیری والے سے خریدا تھا:

ناگ بولا: عنبر! ہمیں فوراً دریا پار کر کے آگے چلنا چاہیے۔ تھیوساگ زیادہ دور نہیں گیا ہو گا

عنبر نے حساب لگا کر بتایا:

پھیری والے نے یہ پھلی صبح جال ڈال کر پکڑی تھی اور اب دوپہر کے بعد کا وقت ہے:

ہے۔ لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ پھلی نے کب یہ انگوٹھی نگلی تھی۔ ہو سکتا ہے اس نے دو تین روز یا ایک ہفتہ پہلے انگوٹھی نگلی ہو۔ بہرحال ہمیں یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ تھیوساگ ادھر ہی کو گیا ہے۔ ہمیں دریا پار کر کے اپنے سفر کو جاری رکھنا چاہیے:

ناگ بولا: اگر تھیوساگ اس طرف جا رہا ہے تو یقیناً اسے کسی جگہ سے دریا کا سرا مل گیا ہو گا۔ فوراً اسے ان پگڈنڈیوں کی طرف جانے کی ضرورت تھی؟

تھوڑی دیر بعد عنبر اور ناگ گھوڑوں پر سوار دریا پار کر رہے تھے۔

دریا پار کرنے کے بعد انہوں نے بھی اسی سڑک پر چلنا شروع کیا جس پر سے گذر کر تھیوساگ گیا تھا۔

جس پھلی نے بلی کو تھیلے میں بند کر کے بہت دن پہلے اپنے گاؤں پہنچ گیا تھا۔ یہ گاؤں افریقہ کے جنگل میں ایک جھیل کے کنارے آباد تھا۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گاؤں پر ایک سردار حکومت کرتا تھا۔ حبشی نے ماریا بلی اسے جا کر دکھائی تو وہ بڑا خوش ہوا اور اس نے حبشی کو انعام دیا اور بلی اس سے لے کر اپنے چڑیا گھر کے ایک پنجرے میں بند کر دی۔

ایک روز اس سردار کے پاس گہرے جنگل میں سے ایک جادوگر حبشی اس سے ملنے آیا۔ یہ جادوگر حبشی انسانی ہڈیوں کو زمین پر پھینک کر جادو کے ذریعے لوگوں کو ان کی آنے والی زندگی اور ان کی مصیبتوں کے بارے میں بتایا کرتا تھا۔ اس قسم کے جادوگر افریقہ میں آج بھی پائے جاتے ہیں اور آج کل ان کو وچ ڈاکٹر کہتے ہیں۔

یہ جادوگر اس زمانے میں بھی اتنے ماہر جادوگر نہیں ہوتے تھے۔ بس ٹوٹا ٹوٹکا کر لیا کرتے تھے یہ حبشی جادوگر جو گاؤں کے سردار یا کھیا کو ملنے آیا تھا یہ بھی کوئی زیادہ تجربہ کار جادوگر نہیں تھا۔ لیکن وہ ایسی چیزوں کو پہچان لیتا تھا جن پر جادو کیا گیا ہو۔ چنانچہ اس نے سردار کے چڑیا گھر میں ماریا بلی کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ اس بلی پر کسی نے جادو کیا ہوا ہے۔ اسے یہ

معلوم نہ ہوا کہ یہ اصل میں ایک عورت ہے۔ اسے جادو کے زور سے بلی بنا دیا گیا ہے۔ وہ یہی سمجھتا رہا کہ یہ بلی جادو کے اثر میں ہے۔ ایسی بلی اس کے بڑے کام آ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے سردار سے وہ بلی لے لی۔ سردار ان جنگلی جادوگروں سے بہت ڈرتا تھا۔ وہ انکار نہ کر سکا اور ماریا بلی اس کے حوالے کر دی۔

جنگلی جادوگر ماریا بلی کو بوری میں بند کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔

یہ جنگلی جادوگر ایک ایسے گھنے جنگل میں رہتا تھا جو بڑا خطرناک جنگل تھا۔ جہاں قدم قدم پر زہریلے سانپ اور بچھو رینگتے تھے اور آدم خور قبیلے آباد تھے۔ یہ لوگ کسی بھی باہر کے آدمی کو دیکھتے ہی پکڑ لیتے اور بھون کر کھا جاتے۔ کبھی کبھی وہ دوسرے قبیلے کے آدمی کو بھی اٹھا کر لے جاتے تھے۔

جنگلی جادوگر اپنے آدم خور قبیلے میں آ گیا۔ اس نے ماریا بلی کو اپنی جھونپڑی میں دھاگے سے باندھ لیا۔ ہڈیوں کو فرش پر پھینک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ اس پر کس قسم کا جادو کیا گیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چونکہ ناتجربہ کار جادوگر تھا اس لیے اس کی سمجھ میں کچھ نہ آ سکا۔ بہرحال اس نے ماریا بلی کو اپنے پاس ہی رکھا۔

ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ جنگل جادوگر کے آدم خور قبیلے کے آدمی جھیل پار والے دشمن قبیلے کے ایک لمبے نوجوان کو اٹھا کر لے آئے جو جانوروں اور پرندوں کی بولی سمجھتا تھا۔ اس دشمن قبیلے کے نوجوان کو آدم خور قبیلے والوں نے جنگل جادوگر کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو ہم کل صبح بھون کر کھائیں گے تم آج کی رات اس پر ریوتا کے اشلوک پڑھ کر پھونکو تاکہ یہ ہمیں آسانی سے ہضم ہو جائے اور ہمارے پیٹ میں جا کر ہمیں پریشان نہ کرے۔

نوجوان بڑا بھولا بھالا تھا مگر اس کی آنکھیں بڑی روشن تھیں۔ رسیوں سے اس کی ٹانگیں کس دی گئی تھیں۔ جنگل جادوگر اسے اپنی جھونپڑی میں لے آیا اور یہاں اسے بانس کے کھمبے کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا۔ اور جنگل جادوگر نے اشلوک پڑھ کر اس پر پھونکنے شروع کر دیے۔

ماریا بلی بھی اسی جھونپڑی میں ایک طرف بندھی

ہوئی تھی۔ بے چاری کمزور ہو رہی تھی۔ پریشان تھی۔ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔ اتنے میں جھونپڑی کے باہر ایک کتے نے کائیں کائیں شروع کر دی۔ نوجوان جنگلی قیدی نے بھی منہ سے کائیں کائیں کی عجیب سی آواز نکالی۔

ماریا کے کان کھڑے ہو گئے۔ کیوں کہ صرف ماریا بلی ہی کو پتہ چل سکا تھا کہ اس قیدی نوجوان نے باہر والے کتے سے اس کی زبان میں کہا تھا

"میرے باپ کو کہو کہ میں یہاں قید ہوں۔"

ماریا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ یہ نوجوان پرندوں کی زبان بول سکتا تھا۔ مگر یہ پرندوں کی زبان بول سکتا ہے تو جانوروں کی بولی بھی سمجھتا ہوگا۔ ماریا نے فوراً بلی کی طرح میاؤں میاؤں کر کے نوجوان سے کہا

"کیا تم بلی کی زبان بھی جانتے ہو؟"

نوجوان نے چونک کر بلی کی طرف دیکھا۔ اس نے بھی منہ سے بلی کی آواز نکالی اور ماریا سے کہا

"ہاں۔ میں تمہاری زبان بھی جانتا ہوں۔ کہو تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہو؟"

اس پر جنگل جادوگر نے غصے ناک [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یں کہا ،

"مگر اب تم نے کتے یا بلی کی آواز نکالی تو
میں تمہیں اسی جگہ ہلاک کر دوں گا ؛

نوجوان خاموش ہو گیا ۔

جنگلی جادوگر بالکل نہ سمجھ سکا کہ یہ نوجوان کتے
اور بلی سے اس کی زبان میں باتیں کر رہا تھا ۔ وہ
یہی سمجھتا کہ یہ کتے بلی کی آوازیں نکال کر اس کو
پریشان کرنا چاہتا ہے ۔ شام تک جنگلی جادوگر نوجوان
پر اشلوک پڑھ پڑھ کر دم کرتا رہا ۔ پھر وہ جھونپڑی
کو باہر سے بند کر کے چلا گیا ۔ ویسے بھی نوجوان
کی نہ صرف ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں بلکہ اس کی کمر بھی
رسی سے بندھی تھی ۔ جب جنگلی جادوگر چلا گیا تو
نوجوان نے ماریا بلی کی طرف دیکھ کر کہا ،

"تم مجھے کیا کہنا چاہتی تھیں ؟ میں تمہاری
زبان سمجھتا ہوں ۔ بلکہ میں سارے پرندوں
پرندوں اور جانوروں کی بولی سمجھ لیتا ہوں ؛

ماریا بلی نے کہا ،

"تو میری بات غور سے سنو ۔ میں بلی نہیں
ہوں ۔ مجھے جادو کے زور سے بلی بنایا

گیا ہے ۔ میں ایک لڑکی ہوں اور میرا
نام ماریا ہے ؛

قیدی نوجوان کچھ بوکھلا سا گیا ۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو ؟ کیا سچ مچ تم لڑکی ہو ؟

ماریا بلی بولی ،

"ہاں ۔ اگر مجھ پر کیا گیا جادو ٹوٹ گیا
تو تم اپنی آنکھوں سے مجھے ایک نیلی آنکھوں
اور سنہری بالوں والی لڑکی کے روپ میں
دیکھ لو گے ؛

قیدی نوجوان کہنے لگا ،

"یہ تو بعد میں دیکھوں گا ۔ لیکن اس
وقت تو میری جان پر بنی ہے ۔ یہ ہمارا
دشمن آدم خور قبیلہ ہے ۔ یہ لوگ مجھے بھی
بھون کر کھا جائیں گے ۔ میں رسیوں میں
بندھا ہوں ۔ کیا تم کوشش کر کے میری رسیاں
کاٹ سکتی ہو ؛

ماریا بلی نے کہا ،

"اگر چہ میں خود رسی سے بندھی ہوں مگر میں
کوشش ضرور کروں گی ؛

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا بلی نے چند قدم چل کر دیکھا کہ اس کے گلے میں بندھی ہوئی رسی اتنی لمبی ضرور تھی کہ وہ قیدی نوجوان تک پہنچ سکے۔ چنانچہ اس نے اپنے دانتوں سے قیدی نوجوان کی رسیاں کترنی شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد قیدی نوجوان کی رسیاں کٹ چکی تھیں وہ آزاد تھا مگر ابھی جھونپڑی میں قید تھا۔

ماریا بلی نے کہا:

"میں بھی یہاں نہیں رہوں گی۔ تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔"

قیدی نوجوان بولا:

"پہلے مجھے سوچنے دو کہ یہاں سے کیسے فرار ہو سکوں گا۔"

ماریا بلی نے اپنی دستی بھی دانتوں سے کاٹ ڈالی۔ اس سے پہلے اس کا وہاں سے فرار ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر اب وہ ان آدم خوروں کے پاس نہیں رہنا چاہتی تھی۔ کچھ پتہ نہیں تھا کہ یہ کب اسے بھی بھون کر ہڑپ کر جائیں۔ قیدی نوجوان نے جھونپڑی کے دروازے کی درز میں سے باہر دیکھا۔ پھر پیچھے ہٹ کر بولا:

"جھونپڑی سے چند گز کے فاصلے پر پہرہ لگا ہے ایک آدم خور نیزہ لیے کھڑا ہے۔"

پھر اس نے جھونپڑی کی پچھلی دیوار میں سوراخ بنانے کی کوشش کی۔ یہ جھونپڑی بانسوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔ اس کی دیوار بڑی پکی تھی۔

ماریا بلی نے کہا:

"اگر دیوار میں سوراخ نہیں ہوتا تو میں دیوار کے نیچے زمین کھودتی ہوں۔ اس طرح ہم نیچے سے بھاگ جائیں گے۔"

ماریا بلی نے ایسا ہی کیا اور ایک جگہ عقبی دیوار کے نیچے زمین کھودنے لگی۔ زمین نرم تھی۔ ماریا بلی کے پنجے تیز تھے۔ دیکھتے دیکھتے بغیر کسی آواز کے بانس کی دیوار کے نیچے ایک گڑھا بن گیا۔ ماریا بلی نے گڑھے میں گھس کر اسے دوسری طرف نکال دیا۔

قیدی نوجوان رینگ کر دیوار کے نیچے بنے ہوئے گڑھے میں سے گذر گیا۔ ماریا بلی اس کے ساتھ ساتھ زمین سے قریب رینگتی رہی۔ قیدی نوجوان رات کے اندھیرے میں شبنم سے بھیگی گھاس میں سانپ کی طرح رینگتا جھونپڑی سے دور نکل گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگے ایک نالہ بہہ رہا تھا۔ قیدی نوجوان نے ماریا بل کو اپنی گردن پر بٹھایا اور نالے میں اتر گیا۔ نالے کے پانی میں سے صرف اس کی گردن ہی باہر تھی۔ وہ خاموشی سے پانی میں ٹانگیں چلاتا ہوا نالے میں سے ہوتا ہوا آگے جا کر بڑی جھیل میں اتر گیا۔

اس جھیل کے دوسرے کنارے کے گھنے اور خطرناک جنگل میں اس نوجوان کا قبیلہ آباد تھا۔ ماریا بل ابھی تک نوجوان کی گردن پر بیٹھی تھی۔ اب وہ نوجوان رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتا ہوا بڑی تیزرفتاری سے جھیل میں تیرتا دوسرے کنارے پر آ گیا اور پھر ماریا بل کو گود میں اٹھائے گھنے جنگل میں داخل ہو گیا۔

ساری رات وہ جنگل میں سفر کرتا رہا۔

جب پو پھٹی تو ایک بہت بڑی پہاڑی کے دامن میں پہنچا۔ یہاں ماریا بل نے ایک درخت کی شاخ پر انسانی کھوپڑی لٹکتے دیکھی۔

نوجوان نے کہا،

"یہ ہمارے قبیلے کا نشان ہے۔"

لیکن پھر خود ہی جھک کر غور سے لٹکتی کھوپڑی

کو تکنے لگا۔ کھوپڑی کے سر پر تلوار کے وار کا نشان تھا۔ نوجوان بولا،

"اس کھوپڑی پر تلوار کا وار کیا گیا ہے جو ایک اَن ہونی بات ہے۔"

ماریا بل چپ رہی۔ پہاڑی کی دوسری جانب پہنچ کر نوجوان نے اپنے حلق سے ایک خاص قسم کی ہلکی چیخ کی آواز نکالی۔ مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ سنسان اندھیرے کی دھندلی نیلی روشنی تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی۔ ماریا بل نوجوان کے کاندھے پر بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر درختوں کے درمیان بیس پچیس جھونپڑیاں بنی تھیں جن پر موت ایسی خاموشی طاری تھی۔

نوجوان بولا،

"ماریا بہن! میں پریشان ہوں کہ یہاں اتنی گہری خاموشی کیوں ہے۔ ہمارے لوگ سنسان اندھیرے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔"

ماریا بل نے کہا،

"ہو سکتا ہے سارے سو رہے ہوں۔"

ہنسی۔ نوجوان بولا،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں۔ مجھے دال میں کالا کالا نظر آ رہا ہے۔"

پھر وہ جنگلی جھاڑیوں میں سے گزر کر جھونپڑیوں کے پیچھے نکل آیا۔ یہاں پہلی بار صبح سویرے کی روشنی میں گھاس پر دس بارہ جنگلیوں کی لاشیں پڑی نظر آئیں۔ نوجوان ایک دم سے نیچے ہو کر گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں عقاب کی طرح ارد گرد دیکھ رہی تھیں۔

افریقی حبشی نے ماریا سے کہا:

"ہمارے قبیلے پر دشمن قبیلے کا حملہ ہوا ہے۔"

نوجوان گھاس پر منہ کے بل لیٹ گیا اور مگرمچھ کی طرح رینگتا ہوا جھونپڑیوں کی دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتا دوسری طرف نکل آیا۔ ماریا بلی بھی اس کے ساتھ ساتھ رینگ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کوئی جھونپڑی ایسی نہیں تھی کہ جس کے آگے عورتوں یا بچوں اور آدمیوں کی لاشیں نہ پڑی ہوں۔

نوجوان نے ایک بار پھر حلق سے کسی جانور کی آواز نکالی۔ موت کے سناٹے میں آواز گونج کر گم ہو گئی۔ دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اب نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔ زمین پر پڑا ہوا ایک نیزہ اٹھایا اور اپنی

جھونپڑی کی طرف بڑھا۔

اس کی جھونپڑی میں اس کے ماں باپ کی لاشیں پڑی تھیں۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر غم سے نڈھال ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے ماریا بلی کو بتایا کہ یہ اس کے ماں باپ کی لاشیں ہیں۔ دشمن قبیلے نے سب لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کے سر پھینک کر ان کے دھڑ بھون کر کھانے کے لیے لے گئے تھے۔ پیچھے صرف بوڑھے لوگوں کی لاشیں چھوڑی تھیں۔

نوجوان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اس نے کہا

"یہ وہی آدم خور قبیلے کی کارستانی ہے جس نے مجھے بھی اغوا کیا ہوا تھا۔ میں اس قبیلے کے سردار سے اس ظلم کا بدلہ لوں گا۔"

ماریا بلی نے کہا:

"ابھی تو تم اپنی جان بچانے کی فکر کرو۔ کیوں کہ تمہارے فرار کا انہیں پتہ چل گیا ہو گا اور وہ تمہاری اور میری تلاش میں ادھر ہی آ رہے ہوں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ابھی یہ بات ماریا بلی کے منہ میں ہی تھی کہ انہیں پیچھے جنگل کے درختوں میں جنگلی آدم خوروں کی وحشیانہ چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔

نوجوان نے چونک کر کہا:

"وہ لوگ میری تلاش میں آ رہے ہیں!"

نوجوان نے ماریا بلی کو اٹھایا اور ایک طرف دوڑ پڑا۔ وہ کسی جنگلی شیر کی طرح دوڑ رہا تھا۔ جھاڑیوں اور پتھروں کو پھلانگتا وہ ایک گھاٹی میں اتر گیا۔ یہاں سوکھی ندی میں سے گذر کر وہ گھاٹی کی دوسری چڑھائی چڑھ کر نرنگ کی سبز چٹانوں میں سے ہوتا ہوا ایک دلدلی میدان میں پہنچا جہاں دلدل کے چھوٹے چھوٹے گڑھے بھرے ہوئے تھے اور سیاہ دلدل اوپر نیچے ہو رہی تھی۔

ان کے "بچ" میں بہتے ہوئے راستے سے بھاگتا بھاگتا یہ نوجوان ماریا بلی کے ساتھ ایک پہاڑی کے کھوہ کے دروازے پر آیا تو اندر سے شیر کی دھاڑ سنائی دی۔ ماریا بھی سہم گئی۔

نوجوان نے کہا:

"میں شیر سے بات کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے

اسے مجھ پر رحم آ جائے۔ تم ڈرتا ہے؟"

نوجوان نے شیر کی زبان میں کہا:

"اے جنگل کے بادشاہ! تو بہادر ہے اور بہادر انسان پسند ہوتے ہیں۔ دشمنوں نے میرے ماں باپ اور میرے قبیلے کے لوگوں کو ہلاک کر ڈالا ہے اور اب میری تلاش میں ادھر آ رہے ہیں۔ کیا تم ایک مظلوم انسان کو پناہ نہیں دو گے؟"

شیر نے بلکی غراہٹ نما آواز میں کہا:

"اندر آ جاؤ۔ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔"

ماریا بلی شیر کی کچھار میں جانے سے ڈر رہی تھی مگر نوجوان سیدھا دھڑک اندر چلا گیا۔ اس نے یہ کہہ کر ماریا بلی کو تسلی دی کہ بہادر لوگ اپنے وعدے کے پابند ہوتے ہیں۔ شیر نے پناہ دینے کا وعدہ کیا ہے تو اب وہ اس پر قائم رہے گا۔

کچھار میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ ماریا بلی نے نوجوان کی گردن کے پیچھے سے دیکھا کہ کچھار کی سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑا دھاری دار شیر زمین پر بیٹھا انہیں زرد چمکیلی آنکھوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھور رہا تھا۔
نوجوان ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔
شیر اٹھ کر باہر نکل گیا۔
ماریا بلی بولی:
"یہ کہاں گیا ہے؟"
نوجوان نے کہا:
"اس نے یہ کچھار ہمارے بچنے کے لیے
خالی کر دی ہے۔"
اب نوجوان نے ماریا بلی کو اپنا نام بتایا۔ اس
نے کہا:
"میرا نام نرسنگا ہے۔ اب سے تم مجھے نرسنگا
کے نام سے ہی پکارا کرو۔"
ماریا بلی نے پوچھا کہ اس نے جانوروں کی بولی
کہاں سے سیکھی تھی؟ نرسنگا نے اسے بتایا کہ بچپن
میں ان کے قبیلے میں ایک بوڑھا حبشی آیا تھا
جس نے اپنی ساری زندگی جنگلی جانوروں میں بسر
کی تھی۔ وہ سب جانوروں اور پرندوں کی زبان
جانتا تھا۔
اس نے اسی بزرگ سے یہ زبانیں سیکھیں۔

کچھ دیر بعد انہیں گھوڑوں کے اس پار والے
جنگل سے انسانی چیخوں اور شیر کی دھاڑ کی آوازیں
آئیں۔
نوجوان نرسنگا چونک کر بولا:
"شیر نے ہمارے دشمنوں پر حملہ کر دیا ہے۔"
کچھ دیر انسانی چیخوں کی آوازیں آتی رہیں پھر
جنگل میں سناٹا چھا گیا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد دھاڑتا
شیر ہانپتا ہوا کچھار میں داخل ہوا۔ اس نے نرسنگا سے کہا:
"میں نے تمہارے دشمنوں میں سے کچھ کو ہلاک
کر دیا ہے۔ باقی آدم خور بھاگ گئے ہیں۔ اب
تم کیا چاہتے ہو؟ تم زیادہ دیر اس کچھار میں
نہیں رہ سکو گے۔ کیوں کہ میری شیرنی نے بچے
دیئے ہیں اور وہ انہیں جنگل میں شکار کھلانے
گئی ہے۔ وہ بڑی طیش میں آئے گی تو ہو
سکتا ہے تم پر حملہ کر دے۔"
نرسنگا نے کہا:
"میں تمہارا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہاں سے چلا
جاتا ہوں۔"
ماریا بلی ان کی باتیں نہیں سمجھ سکتی تھی۔ وہ صرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کسی دوسری بلی کی بولی یا کسی ایسے انسان کی زبان ہی سمجھ سکتی تھی جو بلی کی بولی بولتا ہو۔ نرسنگا لمبے آگے بڑھ کر شیر کی گردن پر ہاتھ پھیرا۔ ماریا بلی اچک کر پرے کھڑی ہو گئی تھی۔ پھر وہ ماریا بلی کو ساتھ لے کر شیر کی کچھار سے باہر نکل گیا۔

باہر آ کر نرسنگا نے ماریا بلی کو وہ ساری باتیں بتائیں جو اس کے اور شیر کے درمیان ہوئی تھیں۔

ماریا بلی نے کہا:

"اب تم کس طرف جاؤ گے؟"

نرسنگا کہنے لگا:

"میری ایک ہی بڑی بہن ہے جس کا نام ساتھی ہے وہ دریا پار ایک قبیلے میں بیاہی ہوئی ہے میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔ کیا تم بھی میرے ساتھ چلو گی؟"

ماریا بلی سوچ میں پڑ گئی۔

○

ویران محل کا تابوت

ماریا تو خنجر ناگ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس نے نرسنگا سے کہا:

"نرسنگا بھائی! میں نے ابھی تک تمہیں اپنے بارے میں زیادہ کچھ نہیں بتایا۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے چار بھائی بہن بھی ہیں۔ ان میں سے ایک خنجر ہے۔ ایک ناگ، ایک تیر رنگ اور ایک بن کیٹ ہے۔ مجھے ایک جادوگر نے ہندوستان کے گوا شہر سے بلی بنا کر اغوا کر لیا تھا۔ اب میں اپنے بہن بھائیوں کے پاس واپس جانا چاہتی ہوں۔"

نرسنگا بولا: "ماریا بہن! میں اتنی جلدی تمہیں ملک ہندوستان کیسے لے جا سکتا ہوں؟ تم میرے ساتھ میری بڑی بہن کے گھر چلو۔ وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچ کر میں کوئی ایسا بندوبست کر لوں گا کہ تم کسی سمندری جہاز میں بیٹھ کر ملک ہندوستان روانہ ہو سکو۔

ماریا بل کے سامنے دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ راضی ہو گئی اور نرسنگا اسے لے کر دریا پار اپنی بہن کے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔

اب ہم پیچھے کی طرف چلتے ہیں۔

تھیوساگ ماریا کی تلاش میں دریا پار کر کے ان آدم خوروں کے قبیلے کے قریب جنگل میں پہنچ گیا تھا جن کے حبشی جادوگر نے ماریا بل کو اپنی جھونپڑی میں قید کر رکھا تھا اور جہاں سے نرسنگا اسے نکال کر لے گیا تھا۔

تھیوساگ کے پیچھے پیچھے خنجر اور ناگ بھی سفر کرتے چلے آ رہے تھے۔ مگر وہ ابھی بہت پیچھے تھے۔ خنجر کو تھیوساگ کی باتوں سے اندازہ ہو چکا تھا کہ تھیوساگ کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ ناگ نے کئی بار مقناطیس کی طاقت میں اڑ کر فضا میں سے زمین کا جائزہ بھی لیا مگر اسے تھیوساگ یا ماریا کہیں نظر نہ آئی۔ خنجر ناگ کو علم نہیں تھا کہ ماریا بل بن چکی ہے۔ صرف تھیوساگ

کو نورانی لڑکی نے بتا دیا تھا کہ ماریا جادو کے ذریعے بلی بنا دی گئی ہے۔

تھیوساگ جنگل میں سفر کرتے کرتے ایک ایسی چٹان کے پاس آیا جس کی ڈھلوان اور دیوار پر انسانی کھوپڑی لٹک رہی تھی۔ تھیوساگ اسے غور سے دیکھ رہا تھا کہ پیچھے سے ایک تیر سن کی آواز کے ساتھ آیا اور اس کی گردن میں گھس گیا۔

تھیوساگ چونکہ غیبی آدمی تھا اور وہ مر نہیں سکتا تھا۔ یعنی جیسا کہ آپ جانتے ہیں وہ صرف اسی صورت میں مر سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ کی کوئی انگلی کاٹ دی جائے۔ مگر یہ معلوم کرنے کے لیے کہ تیر پھینکنے والے کون ہیں تھیوساگ جان بوجھ کر زمین پر گر پڑا۔

اسے انسانی شور کی آوازیں اپنی طرف آتی سنائی دیں۔ اس نے ذرا سی آنکھیں کھول کر دیکھا دس بارہ جنگلی لوگ لمبے لمبے بھالے تیر کمان لگائے اس کی طرف جھونکیں لگاتے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے تھیوساگ کو جھک کر دیکھا اور پھر ایک حبشی نے اسے کاندھے پر ڈال لیا اور چل پڑے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ وہی قبیلہ تھا جہاں جادوگر حبشی بھی رہتا تھا۔ یہ آدم خور تھے۔ انہوں نے ایک سفید چمڑی والے انسان کو دیکھا تو خوشی سے ناچنے لگے۔ ان کے خیال میں چونکہ تھیوسانگ زخمی تھا اس لیے آدم خوروں کے سردار نے حبشی جادوگر کو بُلا کر کہا:

"اس پر مقدس اشلوک پڑھ کر دم کرو۔ یہ زخمی ہے۔ ہم اسے ابھی بھون کر کھانا چاہتے ہیں۔"

تھیوسانگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ یہ تو کم بخت آدم خور ہیں۔ وہ چوکس ہو گیا۔

حبشی جادوگر نے کہا:

"سردار تم نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے۔ پہلے والا نوجوان بھاگ گیا تھا۔ اس کو سزا نہیں دینی چاہیے۔ میں منتر پڑھے دیتا ہوں تم اس کو بھوننے کے لیے آگ جلاؤ۔"

حبشی جادوگر زخمی تھیوسانگ کو گھاس پر لٹا کر اشلوک پڑھنے لگا۔ سردار نے آگ جلانے کا حکم دیا اور تیزا تھا۔ تھیوسانگ سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

تیر ابھی تک تھیوسانگ کی کمر میں ہی پیوست تھا۔

حبشی جادوگر اس کے بالکل قریب بیٹھا اشلوک پڑھ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اپنا کام مکمل کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنا ہاتھ آہستہ سے کھسکا کر حبشی جادوگر کے قریب لے گیا اور پھر اس کی پنڈلی کے ساتھ اپنا سیدھی انگلی لگا دی۔

دیکھتے ہی دیکھتے حبشی جادوگر ننھا سا چوہا بن گیا اور خون کے دھبے چھوڑتے ہوئے ادھر اُدھر اچھلنے لگا۔ دوسرے آدم خور وحشی اس کے پیچھے پڑ گئے۔ آدم خور سردار بھی مل گیا تھا۔ پھر وہ آگے آیا اور حبشی جادوگر پر جھک کر بولا:

"تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

حبشی جادوگر نے باریک آواز میں کہا:

"مجھ پر جادو کا الٹا اثر ہو گیا ہے۔"

اسے یہ خیال ہی نہ رہا کہ تھیوسانگ نے اس کی پنڈلی پر ہاتھ لگایا تھا۔

آدم خور سردار نے حکم دیا:

"اسے لے جا کر جھونپڑی میں ڈال دو۔ اس کے جادو کا اثر ہو سکتا ہے شام تک ختم ہو جائے۔"

آدم خور حبشی جادوگر کو پنجے سے چوہے کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پکڑ کر جھونپڑی میں لے گئے۔ سردار نے چلا کر کہا:
"اس گوری چمڑی والے انسان کو آگ پر ڈال دو۔
مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے۔"

جونہی دو جنگلی تھیوسانگ کی طرف بڑھے، تھیوسانگ نے باری باری انگلی لگا کر انہیں بھی چوہوں جتنے سائز کا بنا دیا۔ یہ جنگلی وحشی بھی خوف کے مارے چوہوں کی طرح پھدکنے لگے۔

اب سردار کو تشویش ہوئی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے خود تھیوسانگ کو ٹانگوں سے گھسیٹ کر آگ میں ڈالنا چاہا تو تھیوسانگ نے اٹھ کر اس کے جسم پر بھی انگلی لگا دی۔ سردار بھی انگلی کے برابر ہو گیا۔ وہاں دہشت پھیل گئی۔ دوسرے آدم خور چیختے چلاتے درختوں کی طرف بھاگے۔

تھیوسانگ نے اپنی گردن میں سے تیر نکال کر پھینک دیا اور سردار کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور کہا:
"اب تم کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ تمہارے پاس میرے جادو کا توڑ نہیں ہے۔ بولا، کیا اب بھی مجھے بھون کر کھانے کا ارادہ ہے؟"

آدم خور سردار ایک ننھے چوہے کی طرح تھیوسانگ کی

ہتھیلی پر سہما بیٹھا تھا۔ وہ سخت ڈرا ہوا تھا۔ یہ وحشی ویسے تو بڑے خونخوار ہوتے ہیں مگر جادو طلسم سے ان کی جان جاتی ہے۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا:
"اے جنگل کے دیوتا! ہمیں معاف کر دو۔ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ تم دیوتا ہو۔ ہمیں معاف کر دو۔"

تھیوسانگ نے آدم خور سردار کو نیچے زمین پر رکھ دیا۔ پھر دوسرے دونوں جنگلیوں کو بھی پکڑ کر وہیں رکھا اور اپنی دوسری انگلی سے چھوا۔ تینوں پھر سے پورے انسانی قد کے برابر ہو گئے۔

دونوں جنگلی تو سجدے میں گر گئے۔ سردار بھی سجدہ کرنے لگا تو تھیوسانگ نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا:
"انسان کو کسی دوسرے انسان کے آگے سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ سجدہ صرف خدا کے حضور کرنا چاہیے۔"

سردار بولا: "جنگل کے دیوتا! ہماری خوش قسمتی ہے کہ تم ہمارے پاس آئے ہو۔ کیا تم نے ہمیں معاف کر دیا ہے نا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ بولا: "ہاں — میں نے تمہیں صاف کر دیا ہے۔ لیکن میں ایک خاص کام سے یہاں آیا ہوں مجھے بتاؤ کہ کیا تم لوگوں نے یہاں کسی بلی کو دیکھا ہے جس کی آنکھیں نیلی ہوں؟"

سردار نے چونک کر کہا:

"ہاں جنگل کے دیوتا! ایسی ایک بلی پچھلے دنوں ہمارے پاس آئی تھی۔ اسے حبشی جادوگر شہر سے لایا تھا۔ مگر کچھ عرصہ ہوئے وہ ایک قیدی نوجوان کے ساتھ ہی یہاں سے فرار ہو گئی تھی۔"

تھیوسانگ سیدھا اس جھونپڑی میں گیا جہاں حبشی جادوگر چبوترے کے برابر بیٹھ کر کوئے میں سما بیٹھا تھا۔ تھیوسانگ نے انگلی سے چھو کر اسے بڑا کر دیا اور بلی کے بارے میں پوچھا:

حبشی جادوگر نے تھیوسانگ کے پاؤں پکڑ لیے اور بولا:

"اے دیوتا! میں ایک بلی کو لے کر یہاں آیا تھا۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور اس

پر جادو کیا گیا تھا۔ پھر وہ یہاں سے فرار ہو گئی۔ اس کے ساتھ دشمن قبیلے کا نوجوان نرسنگا بھی تھا۔"

تھیوسانگ کو ماریا کا سراغ تو مل گیا تھا۔ وہ دل میں خوش ہوا کہ وہ درست راستے پر چلا جا رہا ہے اور کسی نہ کسی مقام پر اسے ماریا مل جائے گی۔

اس نے نرسنگا نوجوان کے قبیلے کے بارے میں پوچھا تو حبشی جادوگر نے کہا:

"دیوتا! وہ ہمارا دشمن قبیلہ تھا۔ ہمارے قبیلے والوں نے ان کے گاؤں پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے نوجوان نرسنگا اب اپنے قبیلے میں نہ ہو اور کسی دوسری طرف چلا گیا ہو کیوں کہ اس کے قبیلے کا کوئی انسان زندہ نہیں بچا تھا۔"

تھیوسانگ نے پوچھا:

"تمہارے خیال میں وہ پھر کہاں گیا ہو گا؟"

حبشی جادوگر کچھ سوچ کر بولا:

"مجھے اتنا معلوم ہے کہ اس نوجوان نرسنگا کا ایک بہن دریا پار کسی قبیلے میں رہتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بلی کو ساتھ لے کر
اسی طرف چلا گیا ہو۔"
تھیوسانگ نے زرسنگا کی بہن کے گاؤں کے بارے
میں مزید پوچھا تو حبشی جادوگر کہنے لگا،
"میں اس گاؤں میں کبھی نہیں گیا۔ لیکن اتنا
معلوم ہے کہ دریا پار سیاہ پہاڑوں کی وادی
آتی ہے۔ اس وادی کی دوسری طرف ایک
ریتلا ویران میدان ہے۔ اس میدان کے
آگے ایک چھوٹا سا جنگل ہے زرسنگا کی
بہن کا گاؤں اسی جنگل میں ہے۔"
تھیوسانگ کے لیے یہ اطلاع کافی تھی۔ اب وہ
وہ دل میں یہ دعا مانگنے لگا کہ خدا کرے بابا
بل اس نوجوان کے پاس ہی ہو۔
تھیوسانگ جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ اس نے سردار
سے کہا،
"میں جا رہا ہوں۔ لیکن وعدہ کرو کہ تم
لوگ آج کے بعد آدم خور نہیں رہو گے
اور انسانوں کی بجائے جنگلی شکار مار کر
کھایا کرو گے۔ اگر تم نے وعدہ خلافی کی

تو میں واپس آ کر تم سب کو جلا کر
راکھ کر دوں گا اور تم ساری زندگی چوہا بن کر ہی
رہو گے۔"
سردار نے گڑگڑا کر کہا،
"جنگل کے دیوتا! میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب
کبھی کسی انسان کو نہیں کھائیں گے۔ صرف
جنگلی جانور ہی شکار کریں گے۔"
سردار نے اپنا ایک آدمی تھیوسانگ کے ساتھ کر
دیا جس نے دریا پار کرنے کے لیے ایک چھوٹی سی
کشتی سر پر اٹھا رکھی تھی۔ یہ جنگل نزدیکی راستوں سے
ہوتا ہوا تھیوسانگ کو بہت جلد دریا پر لے گیا۔
یہاں تھیوسانگ نے اسے واپس بھیج دیا اور خود دریا
میں کشتی ڈال دی۔
دریا پار کرنے کے بعد اس نے کشتی وہیں چھوڑ
دی اور خود سیاہ پہاڑیوں کی طرف روانہ ہوا جو اسے
دور دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ کافی فاصلے پر تھیں۔
ان پہاڑیوں تک پہنچتے پہنچتے شام ہو گئی۔ تھیوسانگ
نے اندھیرے میں سفر کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ کہ
راستہ بھول جانے کا خطرہ تھا۔ رات اس نے پہاڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے دامن میں ایک جگہ بسر کی اور جب دن نکلا تو پھر اپنا سفر شروع کر دیا۔

دوپہر تک وہ ان پہاڑیوں ہی میں سفر کرتا رہا۔ تیسرے پہر پہاڑیوں کی دوسری طرف پہنچا۔ آگے حبشی جادوگر کے کہنے کے مطابق ایک وسیع ریتلا میدان پھیلا تھا۔ تھیوسانگ اس میں سے گزرنے لگا۔

دوسری طرف نرسنگا ماریا بلی کو لے کر اپنی بہن سانگی کے گاؤں ایک روز پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنی بہن کو صاف صاف بتا دیا کہ یہ بلی ایک لڑکی ہے اور اس کا نام ماریا ہے اور اسے جادو کے زور سے بلی بنا دیا گیا ہے۔ سانگی کو اپنے ماں باپ کی موت کا سخت صدمہ ہوا تھا۔ مگر یہ جنگلی لوگ کسی کے مرنے پر زیادہ غم نہیں کرتے۔ بلکہ افریقہ اور پرتگال اور نیوگنی کے جنگلوں میں ایسے قبیلے بھی آباد ہیں جو اپنے دوستوں اور رشتے داروں کی موت پر خوشیاں مناتے ہیں۔

سانگی نے بلی کی طرف غور سے دیکھ کر کہا:

"نرسنگا بھائی! اس بلی کی آنکھیں انسانی آنکھوں ایسی ہیں۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔"

نرسنگا کہنے لگا:

"اس ماریا بلی کے بھائی بہن ملک ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اسے ہندوستان پہنچانا اب میری ذمے داری ہے۔"

سانگی نے کہا:

"ہمارے گاؤں میں مہینے میں ایک بار باہر سے ایک سوداگر نمک بیچنے آتا ہے۔ اس سے معلوم کریں گے کہ اس بلی کو ہندوستان کیسے پہنچایا جا سکتا ہے۔"

نرسنگا نے بلی کی زبان میں ماریا بلی کو یہ ساری باتیں بتا دیں اور تسلی دی کہ جونہی نمک کا سوداگر گاؤں میں آئے گا اس کے ہندوستان واپس بھجوانے کا بندوبست کر دیا جائے گا۔

ادھر تھیوسانگ ریتلا میدان پار کر کے اس چھوٹے جنگل میں داخل ہو گیا تھا جہاں ماریا بلی موجود تھی۔ تھیوسانگ کی خوشبو ماریا کو نہیں آ رہی تھی۔ کیونکہ وہ بلی کی شکل میں تھی۔

تھیوسانگ کو بھی ماریا بلی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ مگر وہ جنگل میں آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کافور لمبے درختوں کے درمیان ایک کھلی جگہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں نظر آیا۔ اس نے سوچا کہ ضرور یہی نرسنگا کی بہن کا گاؤں ہو گا۔ تھیوساگ گاؤں میں داخل ہوا تو اس نے ایک بوڑھے آدمی سے نرسنگا کے بارے میں پوچھا۔

بوڑھے نے نرسنگا کے کچے مکان کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ سامنے والا گھر نرسنگا کی بہن کا ہے۔ نرسنگا آج کل وہیں ٹھہرا ہے۔"

تھیوساگ نرسنگا کے مکان کے دروازے پر پہنچا تو اچانک ماریا بلی کی نظر اس پر پڑی۔ ماریا بلی چلا کر نرسنگا کو آواز دی اور بلی کی زبان میں کہا۔

"نرسنگا! میرا ایک بھائی تھیوساگ پہنچ گیا ہے یہاں۔"

تھیوساگ نے بھی بلی کو دیکھ لیا تھا۔ اس کی نیلی آنکھیں ماریا کی آنکھوں کی طرح تھیں۔ تھیوساگ بلی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں نرسنگا بھی آ گیا۔ ماریا بلی نے اپنی زبان میں نرسنگا سے کہا۔

"یہ میرا بھائی تھیوساگ ہے۔ اسے بتا دو کہ میں

ماریا ہوں اور مجھ پر جادو کیا گیا ہے۔"

جب نرسنگا نے یہ بات تھیوساگ کو بتائی تو اس نے بلی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"نرسنگا بھائی! تم بھی ماریا کو اس کی زبان میں بتا دو کہ مجھے اس سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے اور ہو سکتا ہے عنبر اور ناگ بھی اس کے پیچھے افریقہ پہنچ گئے ہوں۔"

ماریا بلی کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ نرسنگا کی بہن سانگی بھی باہر سے مونگ پھلی لے کر آ گئی۔ اسے بھی خوشی ہوئی کہ ماریا کا بھائی خود ہی وہاں آ گیا تھا۔ تھیوساگ اب نرسنگا کے ذریعے ماریا سے بات کرتا تھا۔ اس نے ماریا بلی کو اپنے سفر کے سارے حالات سنائے اور یہ بھی بتایا کہ عنبر اور ناگ واپس سونجو ویلی چلے گئے تھے اور اس نے افریقہ کی طرف آتے ہوئے مارچیا کو تاکید کر دی تھی کہ جب عنبر ناگ واپس گھوا آئیں تو انہیں بتا دینا کہ تھیوساگ افریقہ کی طرف گیا ہے۔ پھر اس نے خورانی لڑکی کے بارے میں بھی بتایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور یہ بھی بتایا کہ اس کی دی ہوئی یاقوتی انگوٹھی دریا میں گر کر گم ہو گئی ہے۔

ماریا بلی بڑے غور سے تھیوسانگ کی باتیں سنتی رہی۔ نرسنگا کے ذریعے اس نے تھیوسانگ سے پوچھا کہ کیا اس کا طلسم کبھی نہیں ٹوٹے گا؟ وہ پھر کبھی انسانی شکل میں نہیں آئے گا۔

تھیوسانگ نے نرسنگا کے ذریعے کہا:

"ماریا! تم کو تو خدا پر بہت بھروسہ ہے۔ اس کی رحمت سے تو تم کبھی مایوس نہیں ہوئیں۔ پھر اب ایسا کیوں سوچتی ہو۔ خدا نے چاہا تو یہ مصیبت بھی کٹ جائے گی۔"

تھیوسانگ نے ماریا بلی کے مشورے سے یہی فیصلہ کیا کہ انہیں نمک کے سوداگر کا انتظار نہیں کرنا چاہیے اور واپس۔ شہر زنجبار کی طرف سفر شروع کر دینا چاہیے کیوں کہ ہو سکتا ہے عنبر ناگ ابھی تک اسی شہر میں ہوں چنانچہ تھیوسانگ نے واپسی کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔

ایک دن صبح صبح شمال کے جنگلوں کی طرف سے ہوا چلنے لگی۔ اس ہوا میں تھیوسانگ کو عنبر اور ناگ

کی خوشبو محسوس ہوئی تو وہ بھاگتا ہوا کوٹھڑی کے باہر بیٹھی ماریا بلی کے پاس گیا اور بولا:

"ماریا! عنبر اور ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔"

ماریا بلی تھیوسانگ کی انسانی زبان نہ سمجھ سکی۔ تھیوسانگ کو بھی اب احساس ہوا تو اس نے نرسنگا کو بلایا اور اس کے ذریعے ماریا بلی کو یہ بات بتائی۔

ماریا بلی بے حد خوش ہو کر بولی:

"نرسنگا! تھیوسانگ سے کہو کہ اب ہمیں کسی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ اگر ان کی خوشبو شمال کی طرف سے آ رہی ہے تو وہ ضرور ادھر ہی آ رہے ہوں گے اور ہم اسی جگہ رک کر ان کا انتظار کریں گے۔"

نرسنگا اور سانگی نے بھی تھیوسانگ کو یہی مشورہ دیا کہ اگر اسے اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کی خوشبو آئی ہے تو پھر وہ شمال کی طرف سے سفر کرتے ادھر ہی آ رہے ہوں گے۔ تھیوسانگ نے بھی سوچا کہ ہو سکتا ہے وہ آدم خور قبیلے میں پہنچ گئے ہوں [illegible] سردار نے انہیں تھیوسانگ کے [illegible] اور وہ دریا پار کر کے ادھر ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ رہے ہوں، اس نے نرسنگا کے ذریعہ ماریا بلی کو کہلوا
اسی جگہ عنبر ناگ کا انتظار کریں گے۔

○

دوسری جانب عنبر اور ناگ آدم خوروں کے قبیلے
کے پاس پہنچ گئے تھے اور یہیں سے ان کی خوش
شمال ہواؤں کے ساتھ تھیوساگ تک پہاڑی کے
پار پہنچی تھی۔

ناگ سانپ کے روپ میں عنبر کی جیب میں
تھا اور عنبر جنگل میں سے گذر رہا تھا کہ اچانک
اسے وحشی جنگلیوں نے گھیر لیا۔ یہ جنگلی اگرچہ
آدم خور نہیں رہے تھے لیکن وہ کسی دشمن کو
علاقے میں آنے کی اجازت بھی نہیں دے سکتے
انہوں نے عنبر کو پکڑ لیا۔ عنبر نے کوئی مزاحمت
نہ کی یعنی آگے سے مقابلہ نہ کیا۔ مزاحمت کے
یہی معنی ہوتے ہیں کہ آگے سے مقابلہ کرنا۔ عنبر
سوچا کہ چلو چل کر دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ
کہاں لے جاتے ہیں۔

جنگلی عنبر کو پکڑ کر آدم خور سردار کے پا

لے گئے۔ یہاں پہلی بار ایک جھونپڑی کے قریب
سے گزرتے ہوئے عنبر اور ناگ کو تھیوساگ کی بڑی
سی خوشبو آئی۔ عنبر سمجھ گیا کہ تھیوساگ اس جھونپڑی
میں آیا ہوگا آدم خور سردار نے عنبر کی طرف لال
لال آنکھوں سے دیکھا اور گرج کر کہا:

"تم کو ہمارے دشمن قبیلے نے بھیجا ہے؟"

عنبر نے اسی کی زبان میں جواب دیا:

"مجھے کسی دشمن قبیلے نے یہاں نہیں بھیجا
میں تو اپنے ایک بھائی کی تلاش میں
یہاں آیا ہوں جس کی خوشبو مجھے اس جھونپڑی
میں سے آئی تھی۔"

پھر عنبر نے جب تھیوساگ کا حلیہ بتایا تو سردار
نے خوش ہو کر کہا:

"وہ تو جنگل کا دیوتا تھا۔ اس نے ہمیں چھو
کر ہی چھوٹا سا بنا دیا تھا۔"

عنبر اور ناگ جو عنبر کی جیب میں تھا بہت
خوش ہوئے۔ سردار اور حبشی جادوگر نے اب عنبر کو
سب کچھ بتا دیا۔ یہاں پہنچ کر عنبر اور ناگ کو پہلی
بار معلوم ہوا کہ ماریا بلی کی شکل میں ہے اور اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ عنبر نے سردار سے اجازت طلب کی اور زرنگا کی بہن سانگی کے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔

عنبر نے بھی اسی طرح دریا پار کیا اور پھر سبز پہاڑیوں کو عبور کر کے ریتلے میدان میں آ گیا۔

عنبر اور ناگ صحرائی میدان میں آئے تو تھیوساگ کو ان کی تیز تیز خوشبو آنے لگی۔ اس نے زرنگا کے ذریعے ماریا کو بتایا کہ عنبر اور ناگ کی خوشبو تیز ہوتی ہے۔ وہ ادھر آ رہے ہیں۔

ادھر عنبر اور ناگ کو بھی اب تھیوساگ کی خوشبو آنے لگی تھی۔

چنانچہ بہت جلد عنبر ناگ اور تھیوساگ مل گئے۔ ماریا کو بلی کی شکل میں دیکھ کر ناگ نے کہا:

"بڑی پیاری بلی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ماریا بلی بن کر ہی ہمارے ساتھ رہے۔"

زرنگا نے جب یہ بات بلی کی زبان میں ماریا کو بتائی تو وہ غرائی اور بولی:

"ناگ سے کہو۔ میں اس سے اب کبھی نہیں بولوں گی۔"

ناگ انسانی شکل میں تھا۔ اس نے ماریا بلی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"زرنگا! ماریا سے کہو۔ ہم بہت جلد اسے پھر سے انسانی شکل میں لے آئیں گے۔"

ماریا بلی خوش ہو گئی۔ بہت دیر کے بعد یہ موقع آیا تھا کہ ماریا، عنبر، ناگ اور تھیوساگ ایک جگہ اکٹھے ہوئے تھے۔ صرف کیٹی ان کے پاس نہیں تھی۔ تھیوساگ کہنے لگا:

"مجھے یقین ہے کہ جوتشی کی بات درست ہے۔ جزیرے پر سے رات کو کوئی شیطانی مخلوق ہی کیٹی کو اٹھا کر لے گئی ہو گی۔"

ناگ نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کیٹی کی تلاش میں ایک بار پھر طویل سفر کرنا ہو گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہم یہاں سے خلا میں کیسے جائیں گے ہمارے پاس تو اب نیلی گیند بھی نہیں رہا جو ہمیں خلا میں کسی نامعلوم مقام پر پہنچا دیا کرتا تھا۔"

عنبر نے تھیوساگ کی یاقوتی انگوٹھی اسے واپس کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی تھی اور تھیوساگ نے عنبر ناگ کو نورانی لوکی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔

عنبر نے کہا:

"تھیوساگ! تم اس سلسلے میں نورانی لوکی کو بلا کر اس سے مشورہ کیوں نہیں کر لیتے۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں کوئی ایسا راستہ بتا دے جس پر عمل کرنے سے ہم خلاء میں اس سیارے پر پہنچ جائیں جہاں کیٹی موجود ہے۔"

تھیوساگ کہنے لگا:

"نورانی لوکی کا تعلق شکر سے نہیں نیکی کی دنیا سے ہے اور نیکی کی دنیا میں اس قسم کی باتوں پر عمل نہیں کیا جاتا۔ یہ بات بھی مجھے نورانی لوکی ہی نے بتائی تھی۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن یہ بھی نیکی کا کام ہے۔ ہم اپنی بہن کو ڈھونڈ رہے ہیں کسی خزانے کی تلاش میں نہیں ہیں۔"

عنبر نے بھی کہا:

"ہاں تھیوساگ! ناگ ٹھیک کہتا ہے۔ تم نورانی لوکی سے مشورہ کرو۔"

تھیوساگ بولا:

"ٹھیک ہے۔ مگر تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں جنگل میں کسی پوشیدہ جگہ جا کر اسے بلاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر تھیوساگ گاؤں سے نکل کر دور درختوں میں ایک خفیہ جگہ پر آ گیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا چشمہ بہہ رہا تھا۔ تھیوساگ نے یاقوت کی انگوٹھی کو اپنی آستین سے رگڑا تو نورانی لوکی چشمے کے کنارے کھلے ہوئے پھولوں کے پاس ظاہر ہو گئی۔ اس کے آنے کے ساتھ ہی فضا میں آسمانی خوشبو پھیل گئی تھی۔ تھیوساگ نے نورانی لوکی کی طرف دیکھا تو وہ بولی:

"تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تمہارے دل کا حال معلوم ہے۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ عنبر ناگ اور ماریا صنمیں مل گئے ہیں اور اب تم اپنی بہن کیٹی کی تلاش میں ہو۔ میری بات غور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے سنو۔ میں جس قدر تمہیں بتا سکتی ہوں
صرف اتنا ہی بتاؤں گی :
تھیوسانگ نے بڑے ادب سے کہا :
"میں اس سے زیادہ تم سے کچھ نہیں
پوچھوں گا مجھے معاف کر دیا میں نے تمہیں
ایک بار پھر تکلیف دی ہے :
نولانی لڑکی نے کہا :
"سنو ! یہاں سے جنوب کی طرف اس
ملک افریقہ کا جنوبی ساحل ہے۔ اس کے
آگے سمندر شروع ہوتا ہے۔ اس سمندر
میں ساحل سے دو کوس کے فاصلے پر
ایک چھوٹے سے جزیرے میں ایک تاریکی
غل کا کھنڈر ہے۔ اس کھنڈر کے تہہ خانے
میں ایک سواری رکھا ہے جس میں ایک
خلائی انسان کی لاش ہے۔ اسی کو لینے کے
لیے خلا میں سے ایک مخلوق اپنے خلائی
جہاز میں وہاں اگلے تیسرے آدھی رات کو
پہنچنے والی ہے۔ تم لوگ کوئی ایسا طریقہ سوچو
کہ اس خلائی مخلوق کے جہاز میں بیٹھ کر

خلائی سیارے پر پہنچ سکو۔ یہی تمہارے سامنے
خلا میں پہنچنے کا آخری راستہ ہے۔ آگے سب
کام تمہیں خود کرنا ہوگا :
اتنا کہہ کر نولانی لڑکی غائب ہو گئی۔
تھیوسانگ نے واپس آ کر عنبر ناگ کو یہ سب
کچھ بتا دیا۔ ماریا بلی ان کے پاس بیٹھی نیلی
آنکھوں سے تک رہی تھی۔ تھیوسانگ نے نرسنگا کے
ذریعے ماریا بلی کو بھی ساری بات بتا دی۔
نرسنگا نے کہا :
"تھیوسانگ بھائی ! آپ لوگ آسمانوں پر
جائیں گے ؟"
عنبر نے کہا :
"آسمانوں پر نہیں بلکہ خلائی سیارے میں
جائیں گے۔"
نرسنگا بولا :
"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ایک
انسان خلائی سیارے پر کیسے پہنچ سکتا ہے۔
یہ ستارے جو چمکتے ہیں یہاں تو کوئی بھی
نہیں جا سکتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھنا چاہیے تاکہ اس بات کی تصدیق ہو جائے کہ خلائی مخلوق یہیں اترنے والی ہے۔"

تھیوساگ مسکرایا،

"ویران محل میں تابوت ضرور ہوگا۔ نورانی لڑکی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی۔ نیک بچیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ بہرحال ہم جزیرے پر کل چلے چلیں گے۔ آج آرام کرتے ہیں؟"

وہ دن انہوں نے سمندر کے کنارے درختوں میں آرام کیا۔ یہاں جگہ جگہ ناریل اور بنوط کے درخت اگے ہوئے تھے۔ اور چشمہ بھی بہہ رہا تھا۔ ان سب نے یہاں غسل کیا۔ کپڑے دھو کر سکھائے۔ ماریا بی کو بھی نہلایا گیا۔

وہاں کوئی کشتی نہیں تھی۔ ساحل ویران تھا۔ بے آباد تھا۔

ناگ نے کہا،

"میں تم سب لوگوں کو لے چلوں گا۔"

چنانچہ ناگ نے ایک بہت بڑے عقاب کی شکل بدل لی اور عنبر ماریا بی اور تھیوساگ کو اپنے اوپر سوار کر کے سمندر کے اوپر پرواز شروع کر دی۔ وہ

عنبر تھیوساگ اور ناگ مسکرانے لگے۔

آخر انہوں نے ایک روز نرسنگا اور اس کی بہن سانگی کا شکریہ ادا کیا اور اجازت لے کر ملک افریقہ کے جنوبی ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہ جلدی سے جلدی جنوبی ساحل تک پہنچنا چاہتے تھے۔ کیوں کہ خلائی مخلوق کے ویران محل میں اترنے میں زیادہ دن نہیں تھے۔ نرسنگا نے انہیں جنگل کا ایک نزدیکی راستہ بتا دیا تھا جس پر سفر کرتے ہوئے انہوں نے پندرہ دنوں ہی میں سارا فاصلہ طے کر لیا اور سولہویں دن افریقہ کے جنوبی ساحل پر پہنچ گئے۔

ساحل سمندر پر کھڑے ہو کر انہوں نے دُور سمندر میں دیکھا تو انہیں ایک جزیرے کے پیڑ پودے درخت دھوپ میں چمکتے نظر آئے۔

"یہی وہ جزیرہ ہے عنبر جس کے متعلق نورانی لڑکی نے ہمیں بتایا تھا۔" ناگ نے کہا۔

عنبر کہنے لگا،

"ہمیں اس جزیرے میں جا کر ویران محل کے تہہ خانے میں لاش کے تابوت کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت جلد جزیرے میں جا کر اتر پڑا۔

یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جہاں ہر طرف سناٹا اور خاموشی چھائی تھی۔ کوئی انسانی آبادی نہیں تھی۔ کسی جھونپڑے کی کوئی جھونپڑی بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناگ دوبارہ انسانی روپ میں آ گیا۔ اب انہوں نے آہستہ آہستہ جزیرے کے درختوں کی طرف چلنا شروع کیا۔ ان درختوں کے بیچ میں پہنچ کر ایک پرانے محل کے کھنڈر تھے۔ محل کی چار دیواری ایک طرف سے ڈھے گئی تھی۔ چھتوں پر گھاس اگی ہوئی تھی۔ محل کا دروازہ ٹوٹ کر زمین پر گرا پڑا تھا۔ عنبر اور ناگ آگے آگے چل رہے تھے۔ تھیوساگ پیچھے تھا۔ اس نے مادیا بی کو گود میں اٹھا رکھا تھا۔

وہ محل میں داخل ہو گئے۔ وہ خاموشی سے چل رہے تھے۔

عنبر نے کہا:

"یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ خلائی مخلوق نے اس محل کے تہہ خانے میں اپنے کسی خلائی انسان کی لاش کو کس لیے رکھا تھا اور اب اسے واپس لینے کیوں آ رہے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیے ہمیں تو صرف یہ سوچنا ہے کہ خلائی مخلوق کے جہاز پر کسی طرح چھپ کر سوار ہوں گے! یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ میں تو سانپ بن کر بھی اندر گھس جاؤں گا۔ آپ لوگ کیا کریں گے۔ اگر خلائی مخلوق نے دیکھ لیا تو نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

تھیوساگ کہنے لگا:

"کچھ بھی ہو ہمیں یہ سب خطرے مول لینے ہی پڑیں گے۔ ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ خلائی جہاز ہمیں اوپر کس سیارے پر لے جائے گا اور کیا وہاں کھانے ہمیں مل بھی سکے گی یا نہیں۔ بہرحال ہمیں بہتری کی امید رکھنی چاہیے۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ محل کے ایک بڑے کمرے میں آ گئے جہاں فرش پر ٹوٹے ہوئے پتھر بکھرے پڑے تھے۔

"تہہ خانے کا دروازہ ہمیں کسی جگہ ہونا چاہیے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا۔

عنبر بولا "سامنے والی دیوار کا ایک پتھر مجھے باہر کو نکلا ہوا لگتا ہے۔ ذرا دائیں طرف چلو۔ اس دیوار کا ایک پتھر واقعی آدھا باہر نکلا ہوا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کسی نے جلدی جلدی اسے اٹھا کر دیوار میں ٹھونس دیا تھا۔ پتھر کی دونوں طرف کہیں کہیں خشک گھاس اگی تھی۔

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا

"عنبر بھائی! اس پتھر کو دیوار میں سے تم ہی نکال سکتے ہو۔ ذرا زور لگاؤ۔"

تھیوسانگ بولا "ہاں بیٹی۔ عنبر کو تو ذرا سا ہی زور لگانے کی ضرورت ہو گی۔"

عنبر آگے بڑھا۔ دیوار سے باہر نکلے پتھر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور ایک جھٹکا دے کر باہر کو کھینچا۔ پتھر اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ انہوں نے دیکھا دیوار میں سوراخ بن گیا تھا اور سوراخ کے اندر ایک گرد سے بھرا ہوا پتھریلا زینہ نیچے جا رہا تھا۔

ناگ بولا "یہ زینہ تہہ خانے کو جاتا ہے۔"

عنبر ناگ اور تھیوسانگ زینہ اتر کر نیچے تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانے کی فضا بڑی بوجھل تھی۔ سوراخ میں سے ہلکی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ واقعی ایک تابوت دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ تابوت بند تھا۔ تھیوسانگ نے جھک کر دیکھا اس کے اوپر ایک خلائی سیارے کا نشان بنا ہوا تھا۔

عنبر نے پوچھا۔

"یہ کس خلائی سیارے کا نشان ہو سکتا ہے؟ تم تو خود خلائی انسان ہو۔"

تھیوسانگ خلائی نشان کو غور سے دیکھ رہا تھا جو ایک دائرہ تھا۔ جس کے کناروں میں سے سورج کی طرح کرنیں نکل رہی تھیں۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس قسم کا نشان میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ بہرحال یہ خلائی تابوت ہی ہے۔"

ناگ بولا "ہمیں تابوت کھول کر دیکھنا چاہیے کہ اندر جس مخلوق کی لاش ہے اس کی شکل کیسی ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ نہ جانے اس خلائی لاش میں سے کس قسم کی تابکاری نکل رہی ہو اور اس کا ہم پر کیا اثر ہو۔"

عنبر نے کہا:

"اور سیاوت کھولنا ہمارا مقصد بھی نہیں ہے۔ ہمارا مقصد تو خلائی سیارے پر پہنچنا ہے۔ اس کے لیے ہمیں اوپر سے آنے والے خلائی جہاز کا انتظار کرنا چاہیے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"عنبر کا مشورہ بالکل درست ہے۔ ہمیں باہر کسی خفیہ جگہ پر بیٹھ کر اس منصوبے پر غور کرنا چاہیے کہ جب خلائی جہاز اس محل کے صحن میں اترا یا اس جزیرے پر اترا تو ہم اس میں کس طریقے سے سوار ہو سکتے ہیں۔"

ناگ ماریا بلی کی طرف دیکھ کر ہنس دیا اور بولا:

"افسوس! ماریا بلی ہمیں کوئی مشورہ نہیں دے سکتی۔"

ماریا بلی اپنی نیلی نیلی آنکھوں سے ان کی طرف تک رہی تھی۔ اسے صرف ان کی آوازیں ہی آ رہی تھیں وہ ان کی باتیں نہیں سمجھ سکتی تھی۔ عنبر ناگ اور تھیوسانگ تہ خانے سے نکل آئے۔ انہوں نے دیوار کے پتھر کو دوبارا دیوار میں اسی طرح لگا دیا اور محل سے نکل کر جزیرے کے درختوں میں ایک جگہ آ کر ایک بھوری چٹان کے پیچھے اپنے رہنے کے لیے جگہ تیار کرنے لگے۔ انہوں نے شام ہونے سے پہلے پہلے درختوں کی ٹہنیاں جوڑ کر وہاں ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا لی اور اسے درخت کی شاخوں اور پتوں سے اس طرح ڈھانپ دیا کہ دور سے دیکھنے پر وہ ایک بہت بڑی جنگلی جھاڑی ہی لگتی تھی۔ خلائی جہاز کے آسمان سے گرنے میں ابھی سات روز باقی تھے۔ یہ سات روز بھی انہوں نے مختلف پروگرام بناتے ہوئے گزار دیئے۔ وہ کسی آخری نتیجے پر نہیں پہنچ سکے تھے۔

تھیوسانگ اور عنبر نے اسی رائے کا اظہار کیا تھا کہ اس بات کا فیصلہ خلائی جہاز کے اترنے پر ہی ہو سکتا ہے کہ ہمیں کس طریقے سے جہاز میں سوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا ہو گا۔ ناگ نے بہرحال کہہ دیا تھا کہ میں بہت ہی چھوٹے سانپ کی شکل میں جہاز کے اندر جا کر معلوم کر آؤں گا کہ اندر کون کون ہے اور جہاز میں ہم کس جگہ چھپ سکتے ہیں۔ مقیوسانگ نے اس خطرے کا ذکر بھی کیا کہ چونکہ وہ خود ایک خلائی مخلوق ہے اس لیے کہیں آنے والی مخلوق کو اس کے بارے میں پتہ نہ چل جائے۔ چنانچہ ناگ نے کہا:

"مقیوسانگ تم جہاز کے اترنے سے پہلے ہی جزیرے کے جنوبی ساحل کی طرف چلے جانا ہم بعد میں تمہیں خبر کر دیں گے۔"

مہینے کی آخری رات گذر رہی تھی۔ جزیرے پر چاندنی پھیلی تھی۔ سمندر پر سکون تھا۔ عنبر اور ناگ اپنی جھونپڑی کی جھاڑیوں میں سے ویران محل کی طرف دیکھ رہے تھے۔ درمیان میں ریت کا چھوٹا سا میدان تھا جو خالی پڑا تھا۔ مقیوسانگ تو بھی رات کو ہی جزیرے کی دوسری طرف چلا گیا تھا۔ مایا بلی بھی اس کے پاس ہی تھا۔

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"عنبر! مجھے لگتا ہے کہ یہاں کوئی خلائی جہاز نہیں آئے گا۔"

عنبر جواب دینے ہی والا تھا کہ آسمان پر چمک سی لہرا گئی۔ ان کی نظریں بے اختیار آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ عنبر ناگ نے دیکھا کہ نیلی روشنی کا ایک دائرہ جزیرے کی طرف اتر رہا تھا۔

○

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ عنبر ناگ دریا کی اگلی قسط نمبر ۲۰ جزیرے کا بھوت پڑھیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، مارپیچ اور کیٹی خلاصیں

جزیرے کا بھوت
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۵۰/- روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

[illegible]

پیارے ساتھیو!

منبر ناگ ماریا کی قسط ۱۲ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ہر بار جب میں منبر ناگ ماریا کی کہانی لکھنے بیٹھتا ہوں تو میرے دل میں صرف ایک ہی خیال ہوتا ہے کہ میں آپ کے لیے زیادہ سے زیادہ دلچسپ واقعات لکھوں اور ساتھ ہی ساتھ ایسی باتیں بھی لکھوں کہ جس سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ مجھے آپ دوستوں کے لیے پیاری پیاری کہانیاں اور اچھی اچھی باتیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب! میں اس بار بھی ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مجھے اپنا قیمتی وقت نکال کر خط لکھتے رہتے ہیں۔ پیارے ساتھیوں! ایک بات کا مجھ سے وعدہ کرو کہ تم منبر ناگ ماریا کے ساتھ ساتھ اسکول کی پڑھائی بھی جی لگا کر اور پوری محنت سے کرتے رہو گے۔ وعدہ رہا؟

شکریہ!

شہزاد افضل

اے حمید

۴۵۳ این راولپنڈی سمن آباد لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- اُڑن طشتری اُتر آئی
- غلامی مددگار
- آدھی رات کا حملہ
- بجلی کی کڑک
- جزیرے کا بھوت

اُڑن طشتری اُتر آئی

روشنی کا نیلا دائرہ جزیرے کی طرف اُتر رہا تھا۔
منیر نے ناگ سے کہا۔
"یہ غلامی مخلوق کی اُڑن طشتری ہے"
ناگ کی نگاہیں آسمان پر گھوم رہی تھیں۔ روشنی کا دائرہ اب قریب آ گیا تھا۔ اس کی رفتار بے حد کم ہو گئی تھی اور اس کے نیچے سے نیلی اور زرد روشنیاں نکل رہی تھیں پھر اچانک یہ ساری روشنیاں بجھ گئیں۔ صرف وہی روشنی باقی رہ گئی جو اُڑن طشتری کے نیچے سے ایک نیلے ستون کی طرح جزیرے پر پڑ رہی تھی۔
اُڑن طشتری کسی جہاز یا طیارے سے بھی بڑی تھی۔ وہ ویران محل کے سامنے والے ریتلے میدان میں زمین سے بیس فٹ اوپر آ کر رُک گئی۔ پھر اس میں سے تین پنکھ پاؤں نکلے اور زمین پر آ کر جم گئے اُڑن طشتری میں سے بہت مدھم سی سرسراہٹ کی آواز نکل رہی تھی۔ جیسے ہی اُڑن طشتری زمین پر آ کر رُک گئی تو مشین کی آواز بند ہو گئی۔ منیر اور ناگ سانس روکے دیکھ رہے تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے باہر جھاڑیوں میں سے مرد والے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔
اب اُڑن طشتری کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک چمکیلی سیڑھی
آہستہ آہستہ نکل کر زمین کے ساتھ آ کر ٹک گئی۔
عنبر نے کہا۔
"اب خلائی مخلوق نیچے آنے لگی، خدا جانے ان کی کیا
شکل ہو؟"
ناگ نے سرگوشی کی
"کوئی غیبی مخلوق نہ ہو۔"
اتنے میں دروازے میں دو آدمی نمودار ہوئے۔ انہوں نے
نیلے رنگ کا پلاسٹک کا لباس پہن رکھا تھا۔ جو چاندنی رات میں
جھلک رہا تھا۔ یہ دونوں خلائی مخلوق تھے وہ سیڑھیاں اترنے لگے
ان کے پیچھے دو اور خلائی آدمی آ گئے۔ انہوں نے بھی نیلے رنگ
کا پلاسٹک کا لباس پہن رکھا تھا۔ یہ لباس ان کے جسموں پر
فٹ تھا۔ اُن کے قدرے انسانوں جتنے تھے اور دور سے شکل
بھی یہاں کے انسانوں کی طرح لگ رہی تھی۔ عنبر نے کہا۔
"یہ تو بالکل ہماری طرح کے انسان ہیں۔"
"ہاں" ناگ بولا "مگر ہو سکتا ہے ان میں ہم سے
زیادہ طاقت ہو۔"
چاروں خلائی آدمی سیڑھیاں اتر کر ویران محل کے دروازے

کی طرف چلے گئے۔ چند سیکنڈ کے بعد دو اور خلائی آدمی سیڑھیاں
اترنے لگے ان کی چال سے اور سر کے بالوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ
یہ دونوں عورتیں ہیں۔ ان کے بال بھی نیلے تھے اور گردن کے
پیچھے جھول رہے تھے۔
"یہ عورتیں ہیں" عنبر نے ناگ بولا۔
عنبر نے کہا۔
"ہاں یہ بھی بالکل ہماری عورتوں کی طرح ہیں۔ مگر ان
کے بال نیلے ہیں۔"
ناگ نے سرگوشی میں کہا
"ہو سکتا ہے ان کے جسم بھی نیلے ہوں۔"
یہ دونوں خلائی عورتیں بھی پہلے والے چار خلائی آدمیوں
کے پیچھے پیچھے ویران محل کے دروازے کی طرف چلی گئیں۔ اب
وہاں گہری خاموشی چھا گئی۔ عنبر بولا
"کیا خیال ہے ناگ؟ اُڑن طشتری میں کوئی اور تو
نہیں ہو گا؟"
ناگ نے کہا۔
"میرا خیال ہے اتنی بڑی اُڑن طشتری میں کم از کم
آٹھ آدمیوں کا سٹاف ضرور ہوتا ہے۔ اس حساب
سے کم از کم دو تین آدمی اُڑن طشتری میں ضرور ہوں گے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ویسے بھی اڑن طشتری کو یہ اکیلے نہیں چھوڑیں گے۔"

اڑن طشتری کی بتیاں گل کر دی گئیں تھیں۔ اب نیچے سے نکلنے والی نیلی روشنی بھی بجھ گئی تھی۔ جب چار خلائی مرد اور دو خلائی عورتیں ویران محل میں داخل ہو گئیں تو اڑن طشتری میں سے لمبے چوڑے جسم والا ایک آدمی اترا۔ اس کے ہاتھ میں نیلے رنگ کی سٹین گن جیسی بڑی سی ایک پستول تھی۔ وہ اڑن طشتری کے گرد آہستہ آہستہ چکر لگا کر پہرہ دینے لگا۔

سبز نے سرگوشی میں کہا۔

"اب تمہارا بھی اڑن طشتری کے اندر جا کر جاسوسی کرنا مشکل ہو گیا ہے نا"

ناگ نے کہا۔

"مجھے تو کسی نہ کسی طرح اڑن طشتری میں جا کر ان کے ہتھیار اور دوسری باتوں کا جائزہ لینا ہی ہو گا۔"

سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کہیں اسی وقت ان خلائی تابوت لے کر یہاں سے روانہ تو نہیں ہو جائیں گے؟" سبز نے کہا۔

"یہ تم نے ٹھیک کہا۔ اگر یہ ابھی محل میں سے تابوت لے کر یہاں سے اڑ گئے تو ہمارا مشن ناکام ہو جائے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں ویران محل میں جا کر معلوم کرتا ہوں۔ کہ یہ خلائی مخلوق خلائی تابوت کو باہر لا رہی ہے کہ نہیں۔"

سبز نے کہا کہ تمہیں بے حد احتیاط کی ضرورت ہے ناگ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کے جسموں میں کوئی ایسی قسم کی ہتھیار ہو جو تمہیں نقصان پہنچا دے۔ ناگ نے مسکرا کر آہستہ سے کہا۔

"یہ تو وہاں جانے کے بعد ہی معلوم ہو گا۔ بہرحال تم فکر نہ کرو۔ مجھے کچھ نہیں ہو گا۔"

ناگ نے اپنا اوپر کا لبادہ اتارا اور ایک چھوٹے سے سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ وہ سبز کے پاؤں کے قریب سے ہو کر زمین پر رینگتا اڑن طشتری کی طرف بڑھا۔ پھر وہ ذرا پرے ہٹ کر ایک آدمی بنتا ہوا۔ ویران محل کی طرف رینگنے لگا۔

ویران محل کے دروازے پر موت کا سناٹا تھا۔ جزیرے کے درخت ساکت تھے۔ سمندر کی لہریں بھی جیسے اپنی جگہ پر رک گئی تھیں۔ چاند سمندر کے اوپر اپنی زرد روشنی بکھیر رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں ویران محل کے دروازے میں سے گزر گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کمرے کی چھت ڈھائی ہزار گز تھا۔ جس کی دیوار میں سے نکل کر پتھ نیچے پڑتا تھا۔ ناگ دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ہوا جائزہ لینے لگا۔ کمرہ خالی تھا۔ چاروں خلائی آدمی تہہ خانے میں ہی تھے۔ ناگ دیوار کے ساتھ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا دیوار کے سوراخ میں سے اندر سیڑھیوں پر اتر گیا۔ اسے ایک عجیب قسم کی بو محسوس ہوئی یہ کسی دوائی کی بو تھی۔ شاید یہ لاش کے تابوت میں سے آ رہی تھی۔ یا شاید خلائی انسان۔ جس پر کوئی خاص قسم کی دوائی لگا رہے تھے۔ ناگ سیڑھیاں اترنے کی بجائے سیڑھیوں کے اوپر والی چھت کے ساتھ چمٹ کر نیچے کی دیوار پر اترتا۔ اس نے آخری زینے کے اوپر آ کر دیکھا کہ تہہ خانے میں کس قسم کی تیز روشنی ہو رہی تھی۔ چاروں خلائی آدمی لاش کے تابوت کے ارد گرد کھڑے تھے۔ انہوں نے لاش کو تابوت میں سے نکال کر باہر فرش پر لٹا رکھا تھا۔ اور ایک خلائی آدمی ایک چھوٹی ٹیوب میں سے لاش پر کسی دوائی کا سپرے کر رہا تھا۔ یہ اسی سپرے کی بو تھی۔

چاروں خلائی آدمی خاموش تھے۔ دو خلائی مرد لاش کے سرہانے کی جانب خاموش کھڑی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں پستول ٹیکر لگانے والے دوسرے تھے۔ ایک خلائی آدمی لاش پر جھک گیا۔ اس نے لاش کے پیٹ پر سے ذرا سا

کپڑا ہٹایا۔ اور پھر عورتوں کو اشارہ کیا۔

دونوں خلائی عورتوں نے باری باری لاش کے پیٹ پر ٹیکر لگا دیا۔ ابھی تک انہوں نے آپس میں کوئی بات نہیں کی تھی اور ناگ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ کہ ان کی زبان کیا ہے

اب اس خلائی آدمی نے کہا۔

دو گھنٹے دونوں تک اس طرح پڑے رہنے دو۔

تیسرے دن مزید انجکشن لگائے جائیں گے۔

یہ تھا وہ جس خلائی آدمی نے اپنی خلائی زبان میں کہے تھے۔ ناگ اپنی غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے سمجھ گیا تھا۔ یہ لوگ واپس چلنے کے لیے۔ مڑے تو ناگ تیزی سے پلٹا رینگتا ہوا تہہ خانے کے سوراخ سے باہر آ گیا۔ ایک بات کہ اس نے خاص طور پر محسوس کیا تھا۔ کہ ان خلائی انسانوں کے جسم سے کوئی ایسی تابکاری نہیں نکل رہی تھی جو اس پر برا اثر ڈالتی۔

ناگ بجلی کی رفتار کے ساتھ ویران محل سے نکل کر سمندر کی طرف چلا گیا۔ وہاں سے ایک چکر لگا کر واپس "عنبر" کے پاس آیا اور جہازیوں کے پیچھے انسانی شکل میں آ کر سارا ماجرا سنا ڈالا۔

عنبر آہستہ سے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں کم از کم چار پانچ روز تک یہ خلائی مخلوق اسی جگہ ٹھہرے گی اس اثنا میں ہمیں سوچ بچار کا موقع مل جائے گا۔ کہ اُڑن طشتری میں کس طرح جا کر چھپیں۔ لیکن ناگ تمہیں اس سلسلے میں بڑا کام کرنا ہوگا۔ تمہیں اُڑن طشتری کے اندر جا کر وہاں کا جائزہ لینا ہوگا۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے اپنی جھونپڑی کو ڈھا کر جزیرے کے جنوب میں چلا جانا چاہیئے۔ ظاہر ہے یہ لوگ یہاں کچھ دیر میں پھر ملیں گے۔ انہوں نے ہماری جھونپڑی دیکھی تو انہیں شک پڑ جائے گا۔ کہ جزیرے پر کوئی آدمی ان کی نقل و حرکت دیکھ رہا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"سمجھے تم سے اتفاق ہے۔ چلو ہم اس وقت یہاں سے تھیو ساگ والے ساحل کی طرف چلے جاتے ہیں راستے میں سارے حالات بیان کرتے ہیں۔ دن میں کسی وقت آ کر ہم ان خلائی مخلوق کا پیچھا کر کے جائزہ لے لیا کریں گے۔"

عنبر اور ناگ جھونپڑی میں سے نکل کر جنگل کے درختوں میں سے گزرتے جزیرے کے جنوبی ساحل کی طرف چلے گئے تھیو ساگ کی نوشبو کا سراغ لگاتے وہ اس کے پاس جا پہنچے اور خلائی مخلوق کی ساری کارکردگی بیان کر دی۔ تھیو ساگ بولا۔

"میں نے آسمان پر سے اُڑن طشتری نیچے اترتی دیکھی تھی۔"

پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"میرا خیال ہے۔ یہ خلائی مخلوق ہمارے نظام شمسی ہی کے کسی دُور دراز کے سیارے کی رہنے والی ہے۔ جب ہی ان کی شکلیں ہمارے جیسی ہیں۔ اور یہ لوگ اپنی کسی راکٹ پر کوئی میڈیکل تجربہ کر رہی ہے جو اس زمین کی فضا میں ہی کیا جا سکتا ہے۔"

ماریا بلی اس وقت سو رہی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"اُڑن طشتری میں میرے خیال کے مطابق دس آدمیوں کا سٹاف ہے۔ ان میں صرف دو لڑکیاں ہیں اور ان کے بال سنہرے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوساگ نے کہا۔

"یقیناً یہ کسی ایسے سیارے کی مخلوق ہے۔ جہاں کی زمین اور پانی میں آکسیجن کے اجزاء نہیں ہیں بلکہ ان کی بجائے تانبے کے اجزاء موجود ہیں۔"

وہ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ عنبر نے کہا۔

"پہلا کام تو ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ صبح کی روشنی ہونے سے پہلے پہلے اپنی جھونپڑی کو گرا دیں گے۔ اس کے بعد ہمیں اڑن طشتری کی جگہ کے قریب ہی کسی گھنے درخت کے اوپر ایسا ٹھکانہ بنانا ہوگا جہاں چھپ کر ہم ان خلائی انسانوں کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کر سکیں اور جس وقت بھی موقع ملے اگر کوئی اڑن طشتری میں بھی کر یہ معلوم کریں کہ اڑن طشتری کے اندر کیا کچھ ہے۔ اور ہم کس طرح سے اندر داخل ہو کر کس طرح چھپ سکتے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"یہ کام موقع ملتے پر بڑی آسانی سے کر لوں گا۔ لیکن تھیوساگ کے پاس جب تو لوگوں کو چونا کر دینے کا منتر ہے؟"

تھیوساگ نے کہا۔

"دنگر میں کسی خلائی انسان کے پاس پہنچ کر اسے اُنگلی سے چھو کر ہی چونا کر سکتا ہوں۔ مگر یہ بہت بڑا خطرہ مول لینے والی بات ہے۔ وہ مجھ پر لیزر شعاع سے حملہ بھی کر سکتے ہیں۔"

عنبر کہنے لگا۔

"تھیوساگ کو یہ بہتر آگے چل کر ہمارے کام آ سکتا ہے۔ ابھی تو ناگ تمہیں ہی جاسوسی کرنی پڑے گی۔ میں اگرچہ ابھی مر نہیں سکتا۔ لیکن میں بھی اس مخلوق کے سامنے نہیں جانا چاہتا کیا تمہیں ان کی خلائی گن مجھ پر کیا اثر کرے؟"

ناگ مسکرا کر بولا۔

"ہاں بھائی سارا کام مجھ ہی کو کرنا ہوگا کوئی بات نہیں۔ میں کب انکار کرتا ہوں زندگی خطروں میں چھلانگ لگانے کا نام ہے۔ اپنی بہن کیلئے پہلے تو میں بڑی خوشی سے ایسا کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"ابھی تو ہمیں جنگل میں جا کر اپنی جھونپڑی کو زمین کے ساتھ ملانا اور کسی درخت پر اپنے لیے ٹھکانہ بنانا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کے پچھلے پہر عنبر اور ناگ درختوں میں سے گزر کر اپنی جھونپڑی کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے جھونپڑی کی گھاس پھوس والی دیوار کو کھسکانا چاہا تو اس کی بجائے سرسراہٹ پیدا ہوئی۔ اژدن طشتری کے پاس جو خلائی آدمی پہرہ دے رہا تھا اس نے چونک کر جنگل کی طرف دیکھا۔ عنبر اور ناگ وہیں زمین پر لیٹ گئے۔

خلائی پہرے دار قدم قدم چلتا جھاڑیوں کے قریب آیا، اسے کوئی جھونپڑی نظر نہ آئی۔ وہ واپس چلا گیا۔ عنبر نے اطمینان کا سانس لیا اور سرگوشی میں بولا۔

"یہ کام ہمیں دن میں اس وقت کرنا چاہیئے جب یہ پہرے دار بھی یہاں پر نہ ہوں۔ اچھا، واپس چلتے ہیں۔"

اور عنبر ناگ واپس تھیوساگ کے پاس چلے گئے۔

دوسرے روز عنبر ناگ اور تھیوساگ نے اژدن طشتری والی جگہ سے کوئی ایک کھلے درخت کے اوپر بیٹھنے کی جگہ بنالی۔ ماریا بی کو انہوں نے اپنے پاس ہی رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اشاروں سے ماریا بی کو بتا دیا کہ وہ درخت پر چڑھ کر اژدن طشتری کی طرف جائے اور نہ ہی میاؤں میاؤں کی آواز نکالے۔ ماریا کو وہ اس کی زبان میں سمجھا چکے

تھے لیکن ماریا سب کچھ دیکھ رہی تھی سب کچھ سمجھ رہی تھی اس نے سر ہلا کر اشارہ کیا کہ وہ ایسا ہی کرے گی۔

دن کے وقت اژدن طشتری کا رنگ نیلا تھا۔ وہ کالی نہیں گول اژدن طشتری تھی۔ دن میں دوسرا پہرے دار پہرہ دیتا تھا۔ چاروں خلائی آدمی اور چاروں خلائی عورتیں درختوں میں ہی لاش کے پاس گئی ہوئی تھیں۔ درخت کے اوپر شاخوں میں چھپ کر بیٹھے عنبر ناگ اور تھیوساگ یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ ماریا بی ان کے پاس ہی درخت کی ٹہنی پر ذرا بے چین بیٹھی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"ناگ دن کے وقت ہی اژدن طشتری میں جا کر جائزہ لے سکتا ہے۔ رات کو تو باقی خلائی آدمی بھی اندر آجاتے ہیں۔"

تھیوساگ نے کہا

"یہ بالکل درست ہے۔ ناگ کو میرے خیال میں دن کے وقت ہی اژدن طشتری میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں جانے کو تیار ہوں۔ مگر پہرے دار میں
سیڑھیوں کے پاس کھڑا ہے۔"

وہ سب خلائی پہرے دار سپاہی کی طرف دیکھنے لگے
خلائی پہرے دار کا چہرہ بالکل ہماری دنیا کے انسانوں ایسا
تھا۔ اس کا رنگ صرف ہلکا نیلا نیلا تھا۔ سر کے بال بھی
نیلے تھے اور اس نے نیلے رنگ کا پلاسٹک کی قسم کے لمبے
کپڑے کا چست لباس پہن رکھا تھا۔

ممبر نے کہا۔

"ناگ! یہ آدمی اپنی جگہ سے شاید نہ ہلے۔ لیکن
ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ تم کوئی ترکیب
سوچو۔"

ناگ بولا

"ایک ترکیب تو ہے کہ میں ننھی سی زرد چڑیا
بن کر اڑن طشتری میں داخل ہو جاؤں۔ مگر اڑن
طشتری کا دروازہ بند ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اڑن طشتری کی دوسری جانب اس
کی کوئی گول کھڑکی کھلی ہو یا اس کے اوپر ہوا
کے آنے جانے کے لیے کوئی سوراخ رکھا گیا ہو۔

میری رائے میں تمہیں سانپ بن کر جانے کی بجائے
چڑیا بن کر ہی جانا چاہیے۔ اس طرح سے پہریدار
کو تم پر شک بھی نہ ہوگا۔ اور وہ تمہیں ہلاک
کرنے کی کوشش بھی نہیں کرے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔ میں جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس کھینچا اور زرد رنگ کی ایک ننھی
منی سی چڑیا کی شکل بدل لی۔ وہ پھر رکے اڑا اور اڑن طشتری
کی طرف نکل گیا۔ اڑن طشتری کے اوپر جا کر اس نے کچھ بلندی
پر دو تین چکر لگائے اور یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ وہاں اندر
جانے کے لیے کوئی جگہ بھی ہے کہ نہیں۔

پہرے دار اب چل پھر کر پہرہ دینے لگا تھا۔ مگر اس
نے چڑیا کو نہیں دیکھا تھا۔ دیکھ بھی لیتا اسے کبھی خیال
ہی نہیں آ سکتا تھا کہ یہ چڑیا نہیں بلکہ ایک جاسوس انسان
ہے۔ اتنی دیر میں ناگ نے دیکھ لیا تھا کہ اڑن طشتری کے
اوپر ایک پائپ کا منہ کھلا ہے۔ یہ پائپ المونیم کا لگتا تھا۔
اور دن کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ شاید یہ کوئی ہوا دان
تھا۔

ناگ اڑتا اڑتا ایک غوطہ لگا کر اس پائپ پر آ کر بیٹھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پائپ کا منہ اتنا چوڑا ضرور تھا کہ ناگ بڑی آسانی سے اس کے اندر داخل ہو سکتا تھا۔ اس نے جھک کر پائپ کے اندر دیکھا۔ پائپ میں سے نیم گرم ہوا باہر نکل رہی تھی۔ ناگ کو اچانک خیال آیا کہ یہ پائپ اندر نیو کلیئر پلانٹ کا پائپ نہ ہو۔ ایسا ہوا تو وہ نیچے جاتے ہی جل بھن کر راکھ ہو جائے گا۔

لیکن اسے نیچے اڑن طشتری کے کسی کمرے کا چکیلا فرش نظر آیا۔ شاید یہ نیم گرم ہوا اڑن طشتری کے اندر کی فضا کی گرمی کی وجہ سے نکل رہی ہو۔ ناگ کے پاس ضائع کرنے کے لیے وقت نہیں تھا۔ اس نے خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے پائپ کے اندر غوطہ لگا دیا۔ وہ ایک تنگ سی چڑیا کی شکل میں پائپ کے اندر غوطہ لگا کر نیچے اڑن طشتری کے ایک لمبے کمرے میں آ گیا جو گول تھا اور جس کی دیواروں پر کتھئی چمکیلے ڈائیل اور سٹیئے کے بٹن لگے تھے۔ سامنے ایک ادھ کھلا سا دروازہ تھا۔

ناگ اس دروازے میں نیچے فرش پر آ کر بیٹھ گیا اور چونچ آگے کر کے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ دوسری جانب اس نے دو خلائی آدمی دیکھے۔ جو پیلے شیشے کے سکرین میں کوئی سیگنل سنتے ڈال رہے تھے۔ اچانک

ایک کی نگاہ چڑیا پر پڑ گئی۔ اس نے دوسرے سے کہا

"یہ چڑیا کہاں سے آ گئی!"

دوسرا آدمی پیلے رنگ نکال کر دروازے کی طرف گھوما ہی تھا کہ ناگ نے اڑان بھری اور پائپ میں سے نکل باہر کھلی فضا میں اڑ گیا۔

وہ سیدھا صفیر اور تھیو ساگ کے پاس درخت والی جگہ پر آ گیا اور سب کچھ سنا دیا۔ تھیو ساگ گہرا سانس بھر کر بولا۔

"میرا پہلے بھی یہی خیال تھا کہ اس طرح اڑن طشتری میں ہمارا جا کر چھپنا ایک ناممکن بات ہے۔ ہمیں کوئی دوسری ترکیب سوچنی ہوگی۔"

ناگ نے کہا۔

"اڑن طشتری کے کمرے چھوٹے ہیں۔ اور میرے خیال میں کوئی کمرہ ایسا نہیں ہے کہ جو خالی ہو یا کوئی سٹور روم ہو جہاں جا کر ہم چھپ سکیں ہر کمرے میں خلائی لوگوں کا آنا جانا ہوگا۔"

تھیو ساگ کہنے لگا۔

"اڑن طشتریوں میں کوئی سٹور روم نہیں ہوتا جتنی بڑی یہ اڑن طشتری ہے اس میں میرے اندازے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے مطابق آٹھ یا دس کمرے ہوں گے جن میں سے سات کمرے مشین روم ہوں گے اور ایک کمرے میں ٹیوکلر پلانٹ لگا ہوا ہوگا۔ باقی ایک کمرہ سونے کا ہوگا اور ایک کمرہ پائیلٹ روم ہوگا۔"

جبر نے کہا۔

"اس کی دوسری منزل بھی تو ہوگی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"دوسری منزل میں عام طور پر فالتو ٹیوکلر پڑے ہوتے ہیں اور وہ صحرا بند ہوتے ہیں۔ ان کے اندر سوائے فالتو انجینز کے دوسرا کوئی نہیں جا سکتا۔"

"تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" ناگ نے کہا۔

تھیوسانگ بولا۔

"اس وقت تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔"

جبر نے کچھ سوچ کر کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہم سب کو انگلی سے چھو کر چھوٹا بنا دو اور ہم کسی طرح اڑن طشتری کے اندر جا کر کسی جگہ چھپ جائیں۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ ہمارا آخری حربہ ہوگا۔ اس سے پہلے ہمیں کوئی

ایسی ترکیب نکالنی چاہیئے کہ سانپ بھی مر جائے اور چھڑی بھی نہ ٹوٹے۔"

وہ یہ باتیں بھی کر رہے تھے اور درخت کی شاخوں میں سے اڑن طشتری کی طرف بھی دیکھ رہے تھے۔ انہیں پیچھے سمندر کا ساحل بھی دکھائی دے رہا تھا۔ اچانک انہوں نے ایک کشتی دیکھی جو سمندری لہروں پر بہتی ساحل کی طرف آ رہی تھی۔ اس کشتی کو اڑن طشتری کے باہر پہرہ دینے والے خلائی پہرے دار نے بھی دیکھ لیا تھا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اڑن طشتری میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا۔

جبر ناگ اور تھیوسانگ بے چین نظروں سے کشتی کی طرف تک رہے تھے۔

"یہ کم بخت کون لوگ ادھر آ رہے ہیں؟"

کشتی ساحل پر آ کر رک گئی۔ اس میں سے جنگلی قسم کے چار آدمی نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔ وہ بھک کر پہلے اڑن طشتری کی طرف بڑھے۔ وہ اڑن طشتری کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی دشمن کا اڑتا ہوا اڈا ہو۔ اڑن طشتری کے قریب آ کر انہوں نے اڑن طشتری پر اپنے نیزے اچھال دیئے لیکن اس وقت اڑن طشتری کے ایک دروازے میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیزر گن کی شعاع نکل کر ایک جنگل پر پڑی اور وہ بھک سے اُڑ گیا۔ باقی سمندر کی طرف بھاگے مگر لیزر گن کی شعاع نے ایک ایک کر کے اُن کو بھی بھون کر رکھ دیا۔

"میرے خدا! یہ بدقسمت لوگ یہاں کیوں آ گئے تھے؟"

عنبر نے کہا۔ ناگ اور تھیوسانگ کو بھی ان آدمیوں کی موت کا افسوس ہوا۔

تھیوسانگ بولا۔

"اس سے ایک بات ظاہر ہو گئی ہے کہ یہ خلائی مخلوق اس دنیا کے انسانوں کی دشمن ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"جنگل لوگوں نے بھی تو اُڑن طشتری پر لیزر سے مارے تھے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"یہ کوئی بات نہیں ہے۔ خلائی سپاہی کو اگر اس دنیا کے انسانوں سے ہمدردی ہوتی تو وہ اسے نیچے آ کر سمجھا سکتا تھا کہ یہاں سے چلیں جائیں مگر یہ لوگ یہاں کے انسانوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں۔ یہ خلائی سیاروں کی مخلوق کی پرانی

ریت ہے۔"

عنبر بولا۔

"میں نے سوچا تھا کہ تم خلائی آدمی ہو۔ تمہیں ان کے پاس بھیجوں گا کہ بات کرو کہ وہ ہمیں اپنے ساتھ خلائی سیارے میں لے چلیں مگر اب یہ خیال بھی دل سے نکال دیا ہے۔ یہ مخلوق تمہیں شاید کچھ نہ کہے مگر ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ میں تو پھر بھی شاید بچ جاؤں مگر ناگ اور ماریا کا بچنا مشکل ہو جاتا۔"

خلائی پہرے دار اب پھر اُڑن طشتری سے نیچے اتر کر پہرہ دینے لگا تھا۔

تنے میں ویران محل کی طرف سے دونوں خلائی لڑکیاں آتی نظر آئیں۔ اُڑن طشتری کے پاس آ کر انہوں نے پہریدار خلائی آدمی سے کوئی بات کی اور پھر اُڑن طشتری میں جانے کی بجائے جنگل میں ان درختوں کی طرف چل پڑیں۔ جہاں ایک درخت پر عنبر ناگ اور تھیوسانگ اور ماریا بھی چھپے ہوئے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"یہ تو اِدھر آ رہی ہیں۔"

"شی۔ خاموش۔" تھیوسانگ نے کہا۔

انہوں نے اپنے سانس روک لیے۔ دونوں خلائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکیاں آپس میں باتیں کرتیں۔ اس درخت کے پاس آکر زمین پر گرے ہوئے خشک پتوں کو اٹھا کر تکیے گیں جس کی شاخوں میں مہر ناگ نے اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا۔

○

خلائی مددگار

خلائی لڑکیاں اسی درخت کے نیچے آکر بیٹھ گئیں۔ ایک لڑکی نے اپنے ہاتھ میں تھامے سوکھے پتے کی طرف دیکھ کر اپنی خلائی زبان میں اپنی ساتھی لڑکی سے کہا۔

"نشالا۔ ہماری زندگی بھی اس سوکھے پتے کی طرح ہے۔ دشمن کی قید میں اسی طرح ایک روز درخت سے گر کر ختم ہو جائیں گی۔"

دوسری لڑکی جس کا نام نشالا تھا اداس ہو کر بولی۔

"ارناشا ہم مجبور ہیں ان لوگوں سے رہائی ناممکن ہے۔ اب تو یہ جس طرح رکھے ہمیں اسی طرح کرتے رہنا ہوگا۔"

مہر ناگ اور کھیو ساگ کے کان کھڑے ہو گئے۔

ارناشا بولی۔

"کیوں نہ ہم اس جزیرے سے فرار ہو کر کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جگہ چھپ جائیں ؟
شاہ نے کہا۔

"احمق نہ بنو۔ یہ جزیرہ اتنا بڑا نہیں ہے۔ یہ لوگ ہمیں تلاش کر لیں گے اور پھر اس دنیا کے سیارے میں ہم کہاں جا کر رہیں گی؟ ہمیں تو یہاں کوئی جانتا نہیں ہے"
اوٹاشا کہنے لگی

"ہم کسی جنگل میں جا کر رہ لیں گے مگر ان ظالم لوگوں سے تو نجات ملے گی اور پھر اس سیارے کی زمین کی فضا ہمارے سیارے جیسی ہی ہے ہم یہاں آسانی سے رہ سکتی ہیں"

اتنے میں اڑن طشتری والا خلائی سپاہی ٹہلتا ہوا اس درخت کے قریب آ گیا۔ اور بولا۔

"اوٹاشا۔ شاہ چلو۔ کافی سیر کر لی ہے تم نے۔ کھنڈر کی لیبارٹری سے ڈاکٹر زاکو آنے ہی والا ہوگا"

دونوں لڑکیاں خاموشی سے اٹھیں اور خلائی سپاہی کے ساتھ اڑن طشتری کی طرف چل دیں۔

ان کے جانے کے بعد تھیو سانگ نے جذباتی آواز میں کہا

"ہمارا مسئلہ حل ہو گیا ہے"

"وہ کیسے؟" منبر سے پوچھا
تھیو سانگ بولا

"صاف ظاہر ہے کہ یہ دونوں خلائی لڑکیاں ان اڑن طشتری والوں کی قید میں ہیں اور یہ کسی دوسرے سیارے سے اغوا کر کے لائی گئی ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ اعلیٰ میڈیکل مہارت رکھتی ہوں۔ بہرحال ہم ان کو اگر ساتھ ملا لیں تو ان کے ذریعے اس اڑن طشتری پر قبضہ کیا جا سکتا ہے۔"

منبر اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ان کی آنکھوں میں ایک نئی امید کی چمک تھی۔ تھیو سانگ کی تجویز بڑی معقول تھی۔ ناگ بولا۔

"قدرت نے ہمیں بڑا اچھا موقع دیا ہے۔ ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے"

منبر نے کہا۔

"لیکن ان لڑکیوں سے کس طرح بات کی جائے؟"
ناگ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کام تھیو سانگ بڑے اچھے طریقے سے کر سکتا ہے وہ خود چونکہ خلائی انسان ہے اور وہ اپنے سیارے کی زبان میں ان سے بات کرے گا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان لڑکیوں کو اس پر یقین آ جائے گا کہ تھیو سانگ ان کی مدد کر سکتا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"خیال تو بڑا اچھا ہے۔"

تھیو سانگ اپنے بالوں کو کھجاتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں نے پہلے ہی یہی سوچ رکھا تھا۔ خود ایک خلائی انسان ہونے کی وجہ سے میں ان لڑکیوں کا اعتماد حاصل کر سکوں گا۔ اس کے بعد جیسے موقع ملا۔ آپ لوگوں سے بھی ان کا تعارف کروا دوں گا۔"

یہ دوست درخت سے اتر کر جنگل میں اندر کی طرف چلے گئے۔ اب عنبر ناگ اور ماریا بلی تو جزیرے کے جنوبی علاقے میں جا کر چھپ گئے اور تھیو سانگ ایک اڑن طشتری والے علاقے میں آ کر درختوں کے نیچے ایک جگہ چھپ کر اڑن طشتری کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ اس بات کا اب انتظار کر رہا تھا کہ وہی خلائی لڑکیاں نٹالا اور اوٹاشا پھر اس طرف آئیں۔

مگر یہ لڑکیاں پھر ادھر نہ آئیں۔ اس دوران خلائی زاگو ویران محل سے نکل کر واپس اڑن طشتری میں چلا گیا۔ پھر رات ہو گئی۔ تھیو سانگ واپس عنبر ناگ ماریا کے پاس گیا۔ دوسرے دن تھیو سانگ پھر اپنے مشن پر نکل کھڑا ہوا

وہ درختوں کے پیچھے چھپ گیا اور نظریں اڑن طشتری پر جما دیں۔ سورج کافی اوپر آ گیا تھا۔ جزیرے پر روشن دھوپ پھیلی تھی۔ اڑن طشتری کے باہر خلائی سپاہی پہرا دے رہا تھا۔ اڑن طشتری کا دروازہ کھلا۔ اور چار خلائی آدمی ہاتھوں میں سٹیل کے بکس لیے اترے اور ویران محل کی طرف چلے گئے۔ وہ تابوت کی لاش پر کوئی نیا تجربہ کرنے جا رہے تھے۔

تھیو سانگ خاموش بیٹھا رہا۔

دوپہر کے بعد دونوں خلائی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی اڑن طشتری کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔ تھیو سانگ نے اسے پہچان لیا۔ یہ خلائی لڑکی اوٹاشا تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایومونیم کا ایک گول گلدان تھا۔ اس نے پہرے پر کھڑے خلائی سپاہی سے یہ کہا تھا کہ یہ پھول چننے جا رہی ہے۔ اور خلائی لڑکی نے واقعی جنگل میں آتے ہی جھاڑیوں میں کھلے زرد پھول توڑ کر گلدان میں رکھنے شروع کر دیئے۔

تھیو سانگ درخت کی اوٹ سے نکل کر دبے پاؤں پیچھے کی طرف چلا گیا۔ خلائی لڑکی اسی طرف آ رہی تھی۔ وہ ادھر ادھر جھاڑیوں اور شاخوں پر کھلے پھول توڑ توڑ کر گلدان میں رکھتی جا رہی تھی۔ اس نے نیلا خلائی لباس پہن رکھا تھا۔ اور اس کے نیلے بال دن کی روشنی میں چمک رہے تھے۔ اس کے چہرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ے نقش تیکھے تھے آنکھیں بادام کی طرح تھیں
جب وہ اڑن طشتری سے دور نکل آئی تو تھیو سانگ
نے اس کے سامنے جانے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے
بالوں کو بکھیر کر چہرے کو پریشان بنایا اور ایک دم سے
اوٹا شا کے سامنے آ کر اپنی خلائی زبان میں بولا۔

"بہن! میں سیارہ یورال کا رہنے والا ہوں۔
تم کون سے سیارے کی مخلوق ہو؟"

خلائی لڑکی اوٹا شا ایک دم ٹھٹک گئی اور تھیو سانگ
کو گہری نظروں سے تکنے لگی وہ چونکہ خود ایک خلائی
لڑکی تھی اس لیے تھیو سانگ کی زبان اور اس کے
چہرے سے اس نے فوراً اندازہ لگا لیا کہ یہ شخص جھوٹ
نہیں بول رہا اور خلائی انسان ہے۔ خلائی لڑکی ہونے کی وجہ
سے وہ تھیو سانگ کی خلائی زبان سمجھ رہی تھی۔

تھیو سانگ نے اسے سوچنے کا موقع نہ دیا اور بولا

"بہن، میرا نام تھیو سانگ ہے میرے سیارے
کے لوگ مجھے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے تھے۔
وہ دو سال ہوئے اس جزیرے پر اترے
تھے۔ میں فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔
اب تمہاری اڑن طشتری کو دیکھا تو تم سے

بات کرنے کی جرأت کر رہا ہوں مجھے بتاؤ
کہ تم کون سے سیارے سے آئی ہو؟"

خلائی لڑکی اوٹا شا نے کہا۔

"ہم سیارہ کوٹارسکا سے آئے ہیں۔"

تھیو سانگ اداکاری کرتے ہوئے ایک دم پیچھے
ہٹ گیا، اور بولا۔

"بہن! کوٹارسکا تو ہمارا دشمن سیارہ ہے
کہیں تم مجھے گرفتار تو نہیں کرا دو گی؟ مگر تمہاری
آنکھوں میں ہمدردی کی جھلک ہے۔ میں تمہیں
بھائی کی زندگی کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ
اپنے لوگوں کو میرے بارے میں کچھ نہ بتانا نہیں
تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔"

اوٹا شا نے اڑن طشتری کی طرف دیکھا۔ پھر تھیو سانگ
کی طرف گردن پھیر کر کہنے لگی۔

"میں کس سے کچھ نہیں کہوں گی مگر تم اس
جزیرے میں کب تک چھپے رہو گے؟ آخر کیا
[illegible]
تھیو سانگ نے۔

"میری بہن! میں اب اس جزیرے سے چلا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاؤں گا۔ یہاں سے دُور۔ بہت دُور افریقہ میں
میرے دو دوست رہتے ہیں۔ وہ خلائی
مخلوق نہیں ہیں۔ اسی دنیا کے رہنے والے
ہیں۔ مگر انہوں نے مجھے پناہ دے رکھی ہے۔
میں تو اُڑن طشتری کو اترتے دیکھ کر یہاں
یہ معلوم کرنے آگیا تھا کہ کہیں یہ میرے سیارے
کی اُڑن طشتری تو نہیں ہے؟"
خلائی لڑکی اوتاشا نے پوچھا۔
"کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے سیارے کی مخلوق
تمہیں وہاں سے گرفتار نہیں کر سکے گی؟"
تھیو ساگ سمجھ رہا تھا کہ اوتاشا اس سے کیا معلوم
کرنا چاہتی ہے۔ اس نے بڑے اعتماد سے کہا:
"میری بہن! اس زمین پر ایسی ایسی جگہیں
ہیں کہ جہاں میں چلا جاؤں تو میرے سیارے
کی مخلوق میری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔
میں بڑے آرام سے یہاں بڑے مزے کی زندگی
بسر کر سکتا ہوں۔"
اب خلائی لڑکی اوتاشا کو خیال آیا کہ کیوں نہ اس
خلائی دوست سے مدد حاصل کی جائے۔ اس نے کہا۔

"کیا تم ہماری مدد کر سکتے ہو؟"
تھیو ساگ دل میں بڑا خوش ہوا۔ اوتاشا اسی طرف
آ رہی تھی جس طرف وہ اُسے لانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔
"کیوں نہیں بہن؟ تم میری ساتھی مخلوق ہو۔
تمہاری مدد کرنا میرا فرض ہے۔"
اوتاشا کہنے لگی۔
"اس وقت پہرے دار باہر کھڑا ہے۔ اسے
مجھ پر شک ہو سکتا ہے کہ میں نے جنگل میں
اتنی دیر کیوں لگا دی۔ تم آج رات جب چاند
ڈوب جائے تو اسی جگہ آجانا۔ میں تمہیں یہیں
ملوں گی۔ خبردار کسی سے میرے بارے میں
ذکر نہ کرنا۔"
تھیو ساگ خلائی زبان میں ہی بات کر رہا تھا۔
بولا۔
"بہن ہم دونوں خلائی بہن بھائی ہیں۔ تمہارا
راز میرے دل میں راز بن کر رہے گا۔ میں
آدھی رات کے بعد جب چاند غروب ہو جائے
گا تمہیں اسی جگہ ملوں گا۔ مگر دیکھنا بہن! وعدہ
کرو کہ تم بھی اپنی مخلوق کے آدمیوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرا ذکر نہیں کرو گی۔ نہیں تو یہ ظالم لوگ مجھے
پکڑ لیں گے۔ اللہ پھر میری جان بچنا مشکل
ہے۔"
اوتاشا نے کہا۔
"تھیو ساگ تم میرے بھائی جان ہو۔ میں
کسی سے ذکر نہیں کروں گی۔ میں تو خود ان
لوگوں سے تنگ ہوں۔ بہر حال تم سے رات کو
بات کروں گی۔ اب میں جاتی ہوں۔"
اوتاشا تھیو ساگ کو وہیں چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی
جنگل کے درختوں میں ہوتی اُڈن طشتری کی طرف چلی گئی۔
تھیو ساگ کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا۔ وہ خوش
خوش ننھے ناگ مارہا کے پاس آیا اور سارا واقعہ سنایا
وہ لوگ بھی خوش ہوئے مگر انہوں نے تھیو ساگ کو
محتاط رہنے کا مشورہ دیا۔ ناگ نے کہا۔
"رات کو میں تمہاری حفاظت کے لیے سانپ
[illegible] میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"
[illegible] اس تجویز کو پسند کیا۔ تھیو ساگ کہنے لگا۔
"[illegible] ہے تم میرے ساتھ چلو۔ مگر پیچھے رہنا
اوتاشا کو اگر ذرا سا بھی شک پڑ گیا۔ تو ہماری ساری

سکیم دھری کی دھری رہ جائے گی۔"
آدھی رات کے بعد جب چاند مغرب کی طرف سمندر
میں ڈوب گیا تو تھیو ساگ جزیرے کے جنوبی ساحل
سے نکل کر اُڈن طشتری کے سامنے والے درختوں کی
طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ سانپ کی شکل میں اس سے تھوڑے
فاصلے پر رینگتا چلا آرہا تھا۔
تھیو ساگ اسی درخت کے پاس آکر بیٹھ گیا۔
جھاڑیوں کی اوٹ میں سے نکلتی۔ نیلی روشنی نظر آرہی
تھی۔ جزیرے پر سناٹا چھایا تھا۔ اُڈن طشتری پر سیڑھی
بھی نہیں لگی تھی۔ ایک پہرے دار باہر پہرہ دے رہا
تھا۔ تھیو ساگ ادھر دیکھ رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے
اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔
تھیو ساگ نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ اس کے پیچھے
ننھی لڑکی اوتاشا کھڑی تھی۔
"بہن تم اِدھر کہاں سے آئی ہو؟"
اوتاشا نے آہستہ سے کہا۔
"میں نے رات کی ڈیوٹی ویران محل والے
تہہ خانے کی عارضی لیبارٹری میں لگوا لی تھی۔
میں ویران محل کے پچھلے دروازے سے نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ یہاں آئی ہوں۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"

پھر اوتاشا نے تھیوسانگ کو بتایا کہ وہ اس پر محض اس لیے اعتبار کر رہی ہے کہ وہ خود بھی خلائی سیارے کا رہنے والا ہے۔

"تھیوسانگ! میرا نام اوتاشا ہے۔ میری ایک سہیلی بھی اس اڑن طشتری کے ساتھ یہاں آئی ہے۔ اس کا نام نٹالا ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے سیارے کی رہنے والی ہیں۔ اور تیز رفتار الیکٹرانکس کی سائنس دان ہیں۔ اس اڑن طشتری والوں نے دو سال ہوئے ہمیں ہمارے سیارے سے اغوا کر لیا تھا۔ انہوں نے ہم دونوں کو اپنی قید میں رکھا ہوا ہے اور ہم سے کام لیتے ہیں۔ اگرچہ یہ ہم پر کوئی ظلم نہیں کرتے مگر ہم اپنے سیارے پر اپنے بہن بھائیوں کے پاس واپس جانا چاہتی ہیں۔"

تھیوسانگ نے اوتاشا کی گفتگو سنتے ہوئے کانوں پر ہاتھ لگایا اور بولا۔

"میں اوتاشا! میں تمہیں تمہارے سیارے

پر پہنچانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

خلائی لڑکی اوتاشا بولی۔

"تم تو بڑی بہادری کی باتیں کر رہے تھے۔ کیا تم اپنی مظلوم خلائی بہنوں کی مدد نہیں کرو گے؟"

تھیوسانگ پہلے تو انکار کرتا رہا۔ پھر بولا۔

"اچھا میں تمہاری مدد کروں گا۔ بولو تم کیا چاہتی ہو؟ میں تمہیں یہاں سے بھگا کر اپنے دوست کے ہاں لے جا سکتا ہوں۔ جہاں تم دونوں بالکل محفوظ ہو گی۔"

اوتاشا بولی۔

"یہاں سے فرار ہونے کا کوئی فائدہ نہیں نہیں پہنچے گا۔ ہم تو ان ظالموں کی قید سے نکل کر اپنے سیارے پر جانا چاہتی ہیں۔"

تھیوسانگ جھلا سا ہو کر بولا۔

"وہ تم کیسے جا سکتی ہو۔ میرے پاس کوئی ایسا خلائی جہاز نہیں کہ میں تمہیں اس میں بٹھا کر تمہارے سیارے پر پہنچا سکوں۔"

اوتاشا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ اڑن طشتری ہو ہے۔ ہم اگر کسی ترکیب سے اس پر قبضہ کر لیں۔ تو اسے اڑا کر اپنے سیارے پر پہنچ سکتے ہیں۔ پھر وہاں سے تم اپنے سیارے کی طرف چلے جانا"

تھیوسانگ چاہتا تھا کہ اس ترکیب کی وہ خود پیشکش کرے۔ اس نے حل میں خوش ہو کر کہا۔

"لیکن اوتاشا بہن! ہم دونوں اکیلے اس اڑن طشتری پر کس طرح قبضہ کر سکتے ہیں۔ یہ کام بڑا خطرناک ہے!"

اب اوتاشا نے تھیوسانگ کو بتایا کہ اڑن طشتری میں کل دس افراد موجود ہیں۔ اور ان میں سے چھ دن میں ویران محل والی لیبارٹری میں لاش کے پاس چلے جاتے ہیں۔ ایک باہر پہرہ دیتا ہے دو اڑن طشتری کی لیبارٹری میں کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ایک اڑن طشتری مشین روم میں ہوتا ہے۔ تھیوسانگ بڑے غور سے اوتاشا کی گفتگو سنتا رہا۔ اب اس نے اوتاشا کو یقین دلا دیا کہ وہ ان دونوں لڑکیوں کی مدد کرے گا۔ خواہ اس کی جان کیوں نہ چلی جائے۔ اوتاشا بڑی خوش ہوئی کہ اچانک اسے ایک خلائی مددگار مل گیا تھا۔ اڑن طشتری کے ستان کو

قابو میں لانا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ تھیوسانگ نے کہا

"اوتاشا! میں آج ہی یہ پھٹے اس جزیرے سے اپنی چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر ساحل پر جاؤں گا۔ اور وہاں سے اپنے دو مددگار ساتھیوں کو یہاں لے آؤں گا۔ تم ان پر اعتماد کر سکتی ہو۔ وہ ہماری مدد کریں گے"

اوتاشا کہنے لگی۔

"کہیں وہ ہمیں دھوکہ تو نہیں دے جائیں گے؟"

تھیوسانگ نے اوتاشا کو بھروسہ یقین دلایا کہ اس کے دوست کبھی دھوکہ نہیں دیں گے۔ اوتاشا مان گئی۔ اس نے تھیوسانگ سے دوسرے روز دوپہر کے بعد اسی درخت تلے آنے کا وعدہ کیا اور واپس چلی گئی۔

اوتاشا سیدھی ویران محل میں آ گئی۔ جہاں شالا پہلے سے لیبارٹری میں لاش کے پاس بیٹھی تھی۔ لاش کو اس نے ابھی ابھی ایک انجکشن دیا تھا۔ یہ اس کی تمنا تھی کہ وہ ہر آدھ گھنٹے بعد لاش کو انجکشن دے گی۔ اوتاشا کو دیکھ کر اس نے سکھ کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے تو تمہاری فکر لگ گئی تھی۔ کیا ہوا؟
کیا ظالم آدمی نہیں ملا؟"
اوتاشا نے ٹٹالا کو وہ ساری باتیں بتا دیں جو اس کے اور تھیوساگ کے درمیان ہوئی تھیں۔ ٹٹالا کہنے لگی۔

"یہ تو ٹھیک ہے کہ تھیوساگ خلائی آدمی ہے اور ہماری مدد کرنا چاہتا ہے۔ وہ خود بھی مغرور ہے اور اپنے سیارے پر جانا چاہتا ہے مگر اس کے دوست زمین کے رہنے والے ہیں کہیں دغا نہ کریں؟"
اوتاشا نے کہا۔

"تھیوساگ نے یقین دلایا ہے کہ اس کے دوست بڑے وفادار ہیں، اور ہماری مدد کریں گے اور پھر ٹٹالا ہم اڑن طشتری پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ دوستوں کی ضرورت ہے۔ بہرحال پیرزگن ہمارے پاس ہو گی اگر ان زمین کے آدمیوں نے کسی وقت ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی تو ہم انہیں اسی وقت ہلاک کر دیں گی۔"

دوسری طرف تھیوساگ نے بھی جبرناگ کو ساری بات جا کر دے دی۔ دوپہر تک وہ بیٹھے اڑن طشتری پر قبضے کا پروگرام تیار کرتے رہے۔ دوپہر کے بعد پروگرام کے مطابق تھیوساگ نے جبرناگ کو ساتھ لیا اور خاص درخت کی طرف چل پڑا۔ ماریا بل کو انہوں نے وہیں درخت پر بیٹھے رہنے کا اشارہ کر دیا تھا۔
اوتاشا ٹھیک وقت پر درخت کے پاس آ گئی۔
تھیوساگ نے جبر اور ناگ کا اس سے تعارف کرایا۔ اوتاشا گھوم کر جبر اور ناگ کو دیکھنے لگی۔ تھیوساگ نے کہا۔

"اوتاشا بہن! یہ میرے بہترین زمینی دوست ہیں۔ تم ان پر بھروسہ کر سکتی ہو۔"
جبر اور ناگ نے بھی اوتاشا کو تھیوساگ کی موجودگی سے یقین دلایا کہ وہ اس کے بھائی ہیں اور اس پر اعتبار کرے۔ جبر اور ناگ جان بوجھ کر اوتاشا کی خلائی زبان میں بات نہیں کر رہے تھے۔ وہ اپنی زمینی زبان میں بولتے اور تھیوساگ اس کا ترجمہ کر کے اوتاشا کو بتاتا۔
اوتاشا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ میں نے نٹالا کے ساتھ مل کر ساری سکیم تیار کر لی ہے۔ ہم آج رات اڑن طشتری پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ آج رات بھی ہماری ویران محل کی لیبارٹری میں ڈیوٹی ہو گی۔ اسکیم یہ ہے کہ میں آدھی رات کو ویران محل کی لیبارٹری سے نکل کر اڑن طشتری کی طرف آؤں گی۔ اور پہرے پر موجود خلائی سپاہی کے پاس آ کر اسے کہوں گی کہ میں نے محل کی جانب ایک جاسوس کو دیکھا ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ محل کی طرف لے جاؤں گی۔ اور اندھیرے میں اس کا کام تمام کر دوں گی۔ میری سہیلی نٹالا ویران محل سے بھاگتی ہوئی اڑن طشتری کی طرف آئے گی اور شور مچا دے گی۔ کہ لیبارٹری کی طرف دشمن کے آدمیوں نے اوٹاشا کو ہلاک کر دیا ہے۔ اڑن طشتری سے ہمارے خلائی آدمی اتر کر محل کی طرف جائیں گے۔ اس وقت تم لوگوں کا کام یہ ہو گا کہ انہیں اترتے ہی گھات لگا کر ڈھیر کر دو۔

اس کے بعد میں اڑن طشتری کا دروازہ کھلوا کر اوپر جانے کی کوشش کروں گی۔ یہ میری اسکیم ہے۔ آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس کے لیے ہمیں لیزر گنوں کی ضرورت ہو گی۔"

اوٹاشا بولی۔

"وہ میں شام کے وقت اسلحہ خانے سے نکال کر یہاں درخت کے نیچے چھپا جاؤں گی۔ اب تم لوگ جاؤ اور آدھی رات کو تیار رہنا یاد رہے ویران محل کی طرف سے میں خود نکل کر اڑن طشتری کی طرف آؤں گی۔ باقی تم کو سب کچھ بتا دیا گیا ہے۔"

اوٹاشا چلی گئی۔ ٹبر ناگ اور تھیوسانگ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ ناگ نے کہا۔

"میں سانپ بن کر بھی ان خلائی لوگوں کو ختم کر سکتا ہوں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اس میں خطرہ ہے۔ ہو سکتا ہے ان کو ڈسنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے تمہارے اوپر کوئی کیمیاوی ردِ عمل ہو
جائے۔ ہمیں اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح
اوتاشا نے ہمیں بتایا ہے۔"

عنبر ناگ اور تھیدساگ جزیرے کے جنوبی ساحل
کی طرف چلے گئے۔

دوپہر کو تھیدساگ چھپتا چھپاتا درخت کے پاس آیا تو
وہاں پتوں کے نیچے تین لیزر گنیں ملیں اس نے
اٹھا لیا اور عنبر ناگ کو جا کر ایک ایک گن
دی۔ ایک گن اس نے خود اپنے پاس رکھ لی
وہ بے تابی سے آدھی رات ہونے کا انتظار
کرنے لگے۔

دوپہر گزر گئی۔ پھر سورج سمندر میں غ
ہو گیا۔ جزیرے پر اندھیرا چھانے لگا۔ آہ
آہستہ رات نے اپنے ڈھیرے لگا لیے اور جز
کے درختوں پر بولتی چڑیاں بھی خاموش
گئیں۔ ایک ویران اور وحشت ناک خاموشی
طرف چھا گئی۔

عنبر ناگ اور تھیدساگ اسی درخت کے
گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھیں اڑن طشت

گاہ ایک طرف ویران محل کو جاتے دروازے پر لگی تھیں۔
چاند آسمان پر زرد ہو کر چمک رہا تھا۔ اس کی
دھیمی پُراسرار روشنی میں جزیرے کا ماحول مزید
ڈراؤنا سا لگ رہا تھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدھی رات کو حملہ

آدھی رات کا وقت آگیا۔

عنبر ناگ اور تھیو سانگ کی آنکھیں ویران محل کے دروازے کی طرف جمی ہوئی تھیں۔ پھر انکیم کے مطابق انہوں نے اوٹاشا کو ویران محل کے پرانے در سے نکل کر آتے دیکھا۔ اوٹاشا تیز تیز قدموں سے آرہی تھی۔ جیسے کچھ گھبرائی ہوئی ہو۔

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"اوٹاشا نے اپنا کام شروع کر دیا ہے؟"

عنبر ناگ اور تھیو سانگ کے ہاتھوں میں لیزر گنیں تھیں انہوں نے ان پر اپنی گرفت مضبوط کر دی۔ اوٹاشا تیز تیز چلتی اڑن طشتری کے پاس پہنچ گئی۔ سپاہی کے پاس آئی۔ اس سے کچھ باتیں کیں تو وہ لیزر گن کو سیدھا کرتا اس کے ساتھ ساتھ چل پڑا دونوں ویران محل کے سایوں میں گم ہو گئے۔ چند

سیکنڈ بعد تھیو سانگ اور عنبر ناگ نے ویران محل کے کھنڈر میں ایک روشنی سی چمکتی دیکھی جو فوراً بجھ گئی۔ تھیو سانگ بولا۔

"اوٹاشا نے لیزر گن کے فائر سے خلائی سپاہی کا کام تمام کر دیا ہے؟"

اتنے میں اوٹاشا کی سہیلی شالا ویران محل کے دروازے سے بھاگتی ہوئی اڑن طشتری کی طرف آئی۔ اور اس نے اپنی خلائی زبان میں چہک چہک کر آوازیں دینا شروع کر دیں۔ وہ اڑن طشتری میں آرام کرتے اپنے ساتھیوں کو بلا رہی تھی۔

ایک دم سے اڑن طشتری کی کھڑکیوں میں روشنی ہو گئی اور دروازہ کھل گیا۔ سیڑھی نیچے کھسک آئی اوپر ان کا چیف سائنسدان اپنے آدمیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

شالا نے نیچے سے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"لیبارٹری کی جانب زمین کی مخلوق نے حملہ کر دیا ہے۔ انہوں نے ہمارے سپاہی کو مار ڈالا ہے؟"

خلائی مخلوق تیزی سے لیزر گنیں تھامے سیڑھیوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اٹھ کر شالا کے ساتھ ویران محل کی طرف جانے لگی۔ شالا جان بوجھ کر ان سے ذرا ہٹ کر چل رہی تھی۔ وہ عنبر ناگ تھیوساگ کو حملے کا موقع دے رہی تھی۔ عین اس وقت عنبر ناگ اور تھیوساگ چھلانگیں لگا کر درختوں سے نکل کر باہر آگئے اور ایک دم سے ریت پر لیٹ کر انہوں نے خلائی آدمیوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ خلائی آدمیوں میں سے تین وہیں ہل کر ساکن ہو گئے۔ باقیوں نے واپس گھوم کر عنبر ناگ پر فائرنگ کی تو شالا چھلانگ لگا کر ذرا دور زمین پر اوندھے منہ لیٹ کر ان پر فائرنگ کرنے لگی۔ دوسری طرف سے اوتاشا بھی گن لیے آگئی۔ دیکھتے دیکھتے سارے خلائی آدمی لیزر گنوں کی شعاعوں کی زد میں آکر شعلے بن کر اڑ گئے

اس وقت اڑن طشتری میں دو خلائی آدمی موجود تھے۔ انہوں نے بھی کھڑکیوں میں سے شالا، اوتاشا اور عنبر ناگ پر فائر کھول دیا۔ اوتاشا نے چلا کر کہا۔

"تھیوساگ! شالا! درختوں کی طرف بھاگو"

"پیچھے بھاگ چلو۔ جلدی کرو"

وہ سب اٹھ کر بجلی کے جنوب کی طرف

بھاگے اور جنگل میں ایک جگہ آکر رک گئے۔ یہاں لیزر شعاعیں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ اوتاشا کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میرا خیال تھا یہ دو آدمی ہی اڑن طشتری سے باہر ہوں گے"

شالا سانس لیتے ہوئے بولی۔

"ہمیں اڑن طشتری کے پیچھے کی جانب سے حملہ کرنا چاہیے"

تھیوساگ نے کہا۔

"کیا پتا کہ سب دشمن ختم ہو گئے ہیں"

اوتاشا بولی۔

"ہاں اس وقت صرف دو آدمی اڑن طشتری میں ہیں۔ میں نے پورا حساب لگا لیا تھا"

عنبر کے منہ سے ان کی زبان میں نکل گیا۔

"ہم کو وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے"

اپنی خلائی زبان میں بات کرتے دیکھ کر شالا اور اوتاشا نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا۔ اوتاشا نے اپنی گن کا منہ تھیوساگ کی طرف پھیر دیا۔ اوتاشا نے پوچھا کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو۔ کون ہو تم؟"

اب عنبر کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ تھیو سانگ پریشان ہو گیا۔ اس نے ہاتھ اوپر اٹھا لیے اور کہا۔

"اوتاشا! اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ میرے دوست اگرچہ زمین ہی کی مخلوق ہیں۔ مگر ان کے پاس ایک ایسا طلسم ہے کہ جس کی مدد سے یہ دنیا اور خلا کی ہر مخلوق کی زبان سمجھ اور بول لیتے ہیں۔ یقین کرو، یہ ہمارے ساتھی ہیں۔ ہمارے وفادار ہیں۔"

اوتاشا نے شالا کی طرف دیکھا۔ شالا نے کہا۔

"اوتاشا! ہم نے اپنی کشتیاں جلا ڈالی ہیں اب ہمیں ان پر اعتماد کرنا ہی پڑے گا۔"

عنبر نے بڑی نرم آواز میں ان ہی کی زبان میں کہا۔

"بہن اوتاشا! میرا نام عنبر ہے۔ میرے اس دوست کا نام ناگ ہے۔ ہماری ایک بہن ماریا بھی ہے جو جادو کے زور سے بلی بنا دی گئی ہے۔ ہماری دنیا میں جادو بہت ہوتا ہے۔ ہم اسی جادو کے زور سے تمہاری زبان سمجھ لیتے ہیں۔"

اوتاشا کی آنکھوں میں ابھی تک شک کی پرچھائیاں تھیں

اس نے کہا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا۔ میں خود بھی مر جاؤں گی مگر تم دونوں کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تم مجھے اپنے جادو کا ثبوت پیش کرو۔ میں تمہارے جادو کو نہیں مانتی۔ تم ضرور ہمارے ہی سیارے کی مخلوق ہو۔ اور پہلے سے اس جزیرے پر موجود تھے۔ تم جاسوس ہو۔"

عنبر نے ناگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"جادو کا ثبوت میرا دوست ناگ تمہیں دے گا۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے یہ اپنی شکل تبدیل کرے گا۔"

ناگ نے مسکرا کر اوتاشا کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میں اپنا جسم جادو کے زور سے تبدیل کر رہا ہوں۔ تم دیکھتی رہنا۔"

ناگ نے سانس اوپر کھینچا اور اوتاشا اور شالا کی آنکھوں کے سامنے وہ انسان سے ایک بہت بڑا سانپ بن گیا جو اپنا پھن اٹھائے لہرا رہا تھا۔ شالا اور اوتاشا ڈر کر پیچھے ہٹ گئیں۔ ناگ ذرا انسانی شکل میں واپس آ گیا عنبر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوناشا بہن! اب تو تمہیں یقین آگیا ہوگا کہ ہم محض اپنے جادو کی وجہ سے تمہاری زبان بول لیتے ہیں۔ ہمارا تمہارے سیارے کی مخلوق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

اوناشا اور نٹالا نے ایسا جادو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کہ ایک جیتا جاگتا انسان اپنی بدن بدل کر انسان سے سانپ بن جائے۔ ان کی حیرت ابھی تک کم نہیں ہوئی تھی۔ مگر انہیں یقین آگیا تھا کہ عنبر اور ناگ واقعی جادوگر ہیں۔ تھیوسانگ کہنے لگا۔

"اب ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے اور اور اڑن طشتری میں موجود دشمن فضا بازوں سے نمٹنے کی کوئی ترکیب نکالنی چاہیئے۔"

اوناشا اور نٹالا نے اپنی لیزر گنیں اپنی پیٹی کے ساتھ لٹکا لیں۔ وہ عنبر ناگ اور تھیوسانگ کو ساتھ لے کر درختوں اور جھاڑیوں میں سے گزر کر اڑن طشتری کے عقب میں آگئے۔ چاندنی پھیکی ہوتی جا رہی تھی۔ کیونکہ چاند سمندر پر جھکتا جا رہا تھا۔ اڑن طشتری ان سے تھوڑی ہی دور ریت کے چھوٹے سے میدان میں

اپنے تین چھوٹے پاؤں پر کھڑی تھی۔ اس کی سیڑھی اوپر لٹکائی گئی تھی۔ اب اس کی کسی بھی کھڑکی میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ اوناشا نے کہا۔

"دونوں دشمن پوری طرح ہوشیار ہیں۔ انہوں نے سیڑھی اوپر کھینچ کر بتیاں گل کر دی ہیں۔"

عنبر نے پوچھا کہ ان کے پاس کس قدر اسلحہ اور خوراک ہوگی؟ اوناشا کہنے لگی۔

"ہم لوگ خوراک کے لیے گولیاں استعمال کرتے ہیں۔ ایک گولی ہمیں ایک ہفتے تک کھانے اور پینے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اڑن طشتری میں اتنی غذائی گولیاں ہیں۔ کہ یہ دونوں آدمی سو سال تک اندر زندہ رہ سکتے ہیں۔ اسلحہ بھی ان کے پاس موجود ہے۔ لیزر شعاعوں کی گن کہ یہ ایٹمی ری ایکٹر کی مدد سے دوبارہ چارج کر سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ایٹمی ری ایکٹر اڑن طشتری کی اوپر والی منزل کے کونے میں ہی ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شالا نے کہا۔

"تم خلائی انسان ہو۔ تم نے ٹھیک کہا۔ مگر ہم اپنی مدد ایکٹر کو تباہ نہیں کر سکتے۔ اگر اسے تباہ کر دیا تو ہم اڑن طشتری کو یہاں سے نکال کر نہیں لے جا سکیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"تمہارے خیال میں اب ہمیں کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیئے۔ اوٹاشا؟"

اوٹاشا گھاس پر اس طرح بیٹھی تھی جیسے سپاہی گھات لگا کر بیٹھتا ہے۔ اس نے اڑن طشتری کی طرف نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ دونوں خلائی آدمی اڑن طشتری سے باہر نہیں نکلیں گے اور ہم اس کے اندر نہیں جا سکتے۔ ہو سکتا ہے۔ وہ اڑن طشتری کو اڑا کر لے جائیں۔ لیکن ابھی تک انہیں یقین ہے کہ ان کے ساتھی ویران محل میں زندہ ہیں اور اڑن طشتری کی طرف ضرور واپس آئیں گے۔"

شالا کہنے لگی۔

"ممکن ہے وہ ہمارا بھی انتظار کر رہے ہوں۔"

تھیوسانگ نے کہا

"میرا خیال ہے انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم دونوں نے بغاوت کی ہے۔ اب وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے انتظار میں ہوں گے۔ لیکن وہ زیادہ دیر انتظار نہیں کریں گے میرا خیال ہے ہمیں بہت جلدی کوئی ایکشن لینا چاہیئے ورنہ اڑن طشتری اڑ جانے گی اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔"

ناگ بولا۔

"تھیوسانگ! تم کسی طرح اڑن طشتری کے پاس رینگ کر جاؤ اور اسے انگلی سے چھو کر چھوٹا بنا دو۔ دونوں آدمی اندر اپنے آپ پس جائیں گے۔"

تھیوسانگ چونک کر بولا۔

"ارے ہاں۔ یہ ترکیب میں آزما کر دیکھنی چاہیئے میرا اس طرف دھیان ہی نہیں گیا تھا۔"

اوٹاشا اور شالا نے تعجب سے تھیوسانگ کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا۔ اوتاشا نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے اوتاشا کو بتایا کہ اس کے پاس ایک ایسی خفیہ طاقت ہے کہ اگر وہ ارادہ کرے اپنی انگلی کسی شے یا آدمی کو لگا دے تو وہ شے یا آدمی چھوٹا سا ہو جاتا ہے۔

"لیکن ہو سکتا ہے تم لوگوں کے جسم کے کیمیاوی مادے اور تمہاری آئرن فشتری کی ناہمواری میری سکیم کو ناکام بنا دے" عنبر نے کہا۔

"اوتاشا تمہارے پاس ہے، تم تجربہ کر کے دیکھ لو"

اوتاشا نے فوراً کہا۔

"نہیں نہیں۔ میں اپنے پہ یہ تجربہ نہیں ہونے دوں گی"

اب شالا بولی۔

"یہ تجربہ بہت ضروری ہے۔ تھیوسانگ! تم مجھ پر تجربہ کر کے دیکھو"

تھیوسانگ بھی تیار ہو گیا۔ اس نے اپنے دل میں

ارادہ کیا اور اپنی انگلی شالا کے بازو سے لگا دی مگر کچھ نہ ہوا۔ شالا چھوٹی نہ ہوئی۔ تھیوسانگ نے دو تین بار کوشش کی مگر ناکام رہا۔ پھر اس نے شالا کی پیرزگن کو انگلی سے چھو کر اسے چھوٹا بنانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔

آہ بھر کر بولا۔

"میرا شبہ درست نکلا۔ شالا اور اوتاشا اس قسم کی مخلوق ہے کہ جن پر میری انگلی کا اثر نہیں ہو سکتا۔ ان کے پاس جو پیرزگن کی دھات ہے اس پر بھی میری انگلی کا لمس بیکار ہے۔ آئرن فشتری کو میں چھوٹا نہیں کر سکتا۔ ہمیں کوئی دوسری ترکیب نکالنی پڑے گی"

اب ناگ بولا۔

"تو پھر ایک ہی ترکیب ہے کہ میں اپنی شکل سانپ یا چڑیا کی صورت بنا کر فشتری کی چھت والے پائپ کے ذریعے اندر جا کر دونوں خلا بازوؤں کو ہلاک کر دوں"

یہاں اوتاشا نے کہا۔

"ہمارے سیارے کی مخلوق پر سانپ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ ہم پر کسی قسم کے زہر کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ ہمیں آگ ہی بھسم کر سکتی ہے۔ اور وہ بھی لیزر کی تیز شعاع کی آگ جس میں آگ کے عام شعلے کے مقابلے میں کئی لاکھ گنا زیادہ گرمی اور شدت ہوتی ہے۔"

عنبر نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس کی طاقت یہاں کام آ سکے۔ لیکن ناگ بولا۔

"میں اڑن طشتری کے اندر جا کر کسی کو دکھائی نہیں دوں گا۔ بلکہ کوشش کروں گا کہ چھپ کر دوبارہ انسانی شکل اختیار کروں۔ اور پھر پیچھے سے دونوں کے بازوؤں پر لیزر گن سے فائر کر دوں۔ میں ایک لیزر گن اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

عنبر نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔ مگر اس میں تمہاری جان جانے کا خطرہ ہے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"اس قسم کے خطرے تو ہم ہمیشہ مول لیتے ہی رہتے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے تم ایک ـــــ

لیزر گن میرے بازو کے ساتھ باندھ دو۔ میں ابھی اندر جانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

نٹالا اور اوٹاشا ناگ کی طرف دیکھنے لگیں۔ عنبر نے اپنی لیزر گن ناگ کے بازو کے ساتھ باندھ دی۔ ناگ ذرا پرے ہٹ گیا۔ اس نے سانس اندر کی طرف کھینچا۔ اوٹاشا اور نٹالا آنکھیں پھاڑے حیرت سے ناگ کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ناگ ایک پرندہ بن گیا۔ ظاہر ہے لیزر گن بھی اس کے ساتھ ہی بہت ہی چھوٹے سائز کی ہو کر بازو کے ساتھ ہی بندھی ہوئی تھی

ناگ نے اڑان بھری اور دھیمی چاندنی رات میں پرواز کر کے اڑن طشتری کی طرف اڑ گیا۔ اس نے اڑن طشتری

"غیبی لاش" عنبر ناگ ماریا کا نمبر ۱۲۵ خاص نمبر ہوگا۔
صفحات تقریباً ۴۰۰ سے زائد۔ قیمت ۲۴/- روپے
اگست ۱۹۸۶ء میں شائع ہوگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اوپر آکر ایک چکر لگایا پھر اس کی چھت سے نکلے ہوئے پائپ پر بیٹھ گیا۔ اس نے جھانک کر نیچے دیکھا نیچے کمرے کے فرش پر بہت ہی ہلکی روشنی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ لیبارٹری میں کوئی نہیں۔ اگر اڑن طشتری میں صرف دو خلا باز ہی رہ گئے تھے تو وہ اڑن طشتری کے دروازے والی سائیڈ میں مورچہ سنبھالے بیٹھے تھے۔

ناگ پائپ میں غوطہ لگا کر کمرے میں آگیا۔

کمرے میں آتے ہی وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اب اس نے اپنی چھوٹی چھوٹی چڑیا کی آنکھوں سے کمرے کا جائزہ لیا۔ لیبارٹری خالی تھی۔ دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ ناگ اڑنے کی بجائے فرش پر پھدکتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف اسے ایک لمبوترا بیضوی کمرہ نظر آیا۔ یہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا اس بیضوی کمرے کے سامنے والے دروازے میں آیا تو اسے دو آدمیوں کے خلائی زبان میں باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔

ناگ جلدی سے دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

اس نے اپنی ننھی سی چونچ باہر نکال کر دیکھا کہ دونوں خلا باز دیوار والی گول کھڑکی کے شیشے کے ساتھ لگے سٹولوں پر بیٹھے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی لیزر گنیں تھیں۔ اور ایک بڑی گن پاس ہی کاؤنٹر پر پڑی تھی۔ ناگ غور کرنے لگا کہ اسے اس وقت کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیئے۔ اس سے بہتر موقع اسے نہیں مل سکتا تھا۔ لیزر گن ناگ کے پاس تھی۔

وہ کمرے میں ایک دو قدم پیچھے آگیا۔ اس نے سانس کھینچ کر انسانی شکل بدلی۔ پھر بازو پر بندھی لیزر گن اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی۔

وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا دروازے کی طرف بڑھا۔ جونہی اس کا ہاتھ دروازے پر لگا۔ اڑن طشتری میں خطرے کا الارم یعنی ایک نیلا بلب جلنے بجھنے لگا۔

دونوں خلا باز ایک دم فرش پر لیٹ گئے اور انہوں نے دروازے کی طرف فائر جھونک دیا۔

ناگ گھبرا کر پیچھے کو دوڑا۔ اس نے بھی پلٹ کر فائر کیا۔ دونوں خلا باز اب تیز تیز بول رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو ہوشیار کر رہے تھے۔ ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرح سے ناگ وہاں پھنس گیا تھا۔ مگر وہ اڑن طشتری پر ہر حالت میں قبضہ کرنے کا عزم لے کر اس میں داخل ہوا تھا۔

فائرنگ رک گئی تھی۔ شاید دونوں خلا باز کوئی چال چلنے والے تھے۔ ناگ اڑن طشتری کے اندر کے نظام سے واقف نہیں تھا۔ وہ بھاگ کر لیباٹری میں آگیا تاکہ اگر جان کا خطرہ ہو تو پڑیا بن کر پائپ میں سے نکل جائے۔

اسے قدموں کی ہلکی ہلکی چاپ سنائی دی۔ ایک خلا باز اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناگ دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ قدموں کی چاپ رک گئی۔ ناگ نے ایک دم دروازہ کھولا اور دونوں ہاتھوں میں گن لے کر پوزیشن بناتے ہوئے فائر جھونک دیا۔

سامنے صرف ایک ہی خلا باز تھا۔ ناگ کا حملہ اس قدر اچانک تھا کہ خلا باز اپنی لیزر گن کا بٹن بھی نہ دبا سکا اور ناگ کی گن کے شعلے نے اس کے جسم سے ٹکرا کر اسے وہیں بھسم کر دیا۔

ناگ کو دوسرے کمرے میں کسی کے دوڑنے کی آواز آئی۔ ناگ چھلانگ لگا کر دوسرے کمرے میں

آ گیا۔ اس نے ایک خلا باز کو سٹیل کی سیڑھیاں پھلانگتے دیکھا۔ ناگ نے فائر کر دیا۔ مگر خلا باز نیچے غائب ہو گیا تھا۔ ناگ نے بھی نیچے چھلانگ لگا دی۔ نیچے ایک کونے میں ایلومونیم اور کسی مشین لیس سٹیل کی دھات کا ایک بڑا چوکور ڈبہ پڑا تھا جس میں کئی ڈائیل لگے تھے

خلا باز اس کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس نے ناگ پر پیچھے سے فائر کیا۔ مگر ناگ پہلے ہی اچھل کر فرش پر لیٹ کر پھسلتا ہوا دوسری طرف دیوار کے ساتھ جا لگا۔ اور اس نے چوکور مشین کے پیچھے خلا باز کو دیکھتے ہی فائر کر دیا۔ خلا باز نے ناگ پر فائر کیا مگر اس کا ہاتھ اوپر کو اٹھ گیا تھا۔ اس کا فائر چوکور ڈبے کے ایک کونے پر پڑا۔ چوکور ڈبے کی مشین میں سے سرخ اور نیلا شعلہ نکلا اور پھر اس میں سے ہلکی ہلکی آواز آنے لگی۔

اس دوران میں ناگ نے آخری فائر کر کے خلا باز کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ کیونکہ یہ خلا باز اس کی زد میں آگیا ہوا تھا۔

ناگ نے سارے کمروں کو گھوم پھر کر دیکھا۔ وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب کوئی نہیں تھا۔ وہ اُڑن طشتری کے دروازے کے پاس آ گیا۔ یہاں ایک ہتھی اوپر کو اٹھی ہوئی تھی ناگ نے ہتھی کو نیچے گرا دیا۔ اُڑن طشتری کے دروازے کے اوپر روشنی ہو گئی۔ دروازہ کھلا اور ایک سیڑھی اپنے آپ نیچے کھسکنے لگی۔

اوٹاشا، نٹالا، تھیو سانگ اور عنبر جھاڑیوں میں چھپے تھے۔ ان کی نگاہیں اُڑن طشتری پر لگی تھیں۔ اوٹاشا نے دروازہ کھلنے اور سیڑھی نیچے آتی دیکھی تو چلا کر کہا

"ناگ نے قبضہ کر لیا ہے"

ناگ دروازے میں فاتحانہ انداز میں کھڑا بازو زور زور سے ہلا رہا تھا۔ اوٹاشا، نٹالا تھیو سانگ اور عنبر بھاگ کر اُڑن طشتری کی طرف گئے۔ عنبر نے ناگ کو گلے لگا لیا۔

"تم نے بہت بڑا معرکہ مارا ہے ناگ!"

ناگ نے اوٹاشا کو بتایا کہ اندر دو ہی خلا باز تھے جن کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اوٹاشا کے کان کھڑے ہو گئے۔ اسے مشین کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی اس نے ناگ سے کہا۔

"تم ایٹمی ری ایکٹر والے کمرے میں بھی گئے

تھے؟"

ناگ نے کہا۔

"معلوم نہیں کونے میں ایک چوکور مشین ضرور پڑی تھی۔ تمہارے ساتھی کا ایک فائر اس مشین کے کونے پر لگا تھا۔ اس میں سے سرخ اور نیلا شعلہ نکل کر اپنے آپ ہی بجھ گیا"

نٹالا اور اوٹاشا تیزی سے اس کمرے کی طرف بھاگیں۔ عنبر ناگ اور تھیو سانگ بھی اس کے پیچھے دوڑے۔

اوٹاشا نے چوکور مشین پر آگ بجھانے والے پائپ سے گیس کی پھوار پھینکی۔ مشین میں سے آواز آنا بند ہو گئی۔ اوٹاشا نے نٹالا کی طرف ناامیدی سے دیکھا۔ پھر تھیو سانگ سے کہنے لگی۔

"ایٹمی ری ایکٹر کا ایک اہم حصہ تباہ ہو گیا ہے۔"

تھیو سانگ تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ کیونکہ یہی وہ ایٹمی ری ایکٹر تھا جس میں پیدا ہونے والی توانائی سے اُڑن طشتری نکلا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں پرواز کرتی تھی۔

عنبر اور ناگ بھی کچھ پریشان سے ہو گئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ایٹمی ری ایکٹر ناکارہ ہو چکا ہے۔ اوناشا اور شالا ری ایکٹر کو بغور دیکھ رہی تھیں۔ تھیوسا ناگ بھی ان کے قریب آ گیا۔

"نیوکلر بھٹی کے نیوکلس کو تو نقصان نہیں پہنچا؟" اوناشا نے گردن ہلا کر کہا۔

"نیوکلر بھٹی کا نیوکلس تو محفوظ ہے مگر توانائی پیدا کرنے والا ری ایکٹر جل گیا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"تو کیا یہ اڑن طشتری فضا میں سفر نہ کر سکے گی؟"

شالا کہنے لگی۔

"جب تک ایٹمی ری ایکٹر کی مرمت نہیں ہو گی یہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی اوپر نہ اٹھ سکے گی۔"

ناگ بولا۔

"مجھے افسوس ہے کہ ایسا ہوا۔ لیکن وہ خلا باز بھاگ کر اس کے پیچھے چھپ گیا تھا اور

اسی کے غلط نشانے کی وجہ سے لیزر کی شعاع ایٹمی ری ایکٹر سے ٹکرانے پر پڑ گئی۔"

اوناشا نے کہا۔

"ناگ بھائی! اس میں تیرا کوئی قصور نہیں جہاں فائرنگ ہو رہی ہو وہاں ایسا ہو جاتا ہے۔"

عنبر نے پوچھا کہ ایٹمی ری ایکٹر کی مرمت میں کتنے دن لگ جائیں گے؟

اوناشا نے جواب دیا۔

"ابھی اس کا درست اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ لیکن نقصان کو دیکھ کر لگتا ہے کہ کم از کم چھ ماہ ضرور لگ جائیں گے۔"

سب خاموش ہو گئے۔ اوناشا نے ان کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔

"نا امید ہونے کی ضرورت نہیں دوستو! ہم ری ایکٹر کی مرمت کرنے اور اسے پھر سے چالو کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اس وقت تو ہمیں ناگ کو مبارک باد دینی چاہیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ اس نے اڑن طشتری کے محلے کو فتح کر لیا۔"
سب نے ناگ کو مبارک باد دی۔ ناگ نے کہا۔
"لیکن ایٹمی دی ایکٹر کے ناکارہ ہونے کا مجھے
افسوس ہے۔"
"یہ ہم ٹھیک کر لیں گے۔"
اوٹاشا نے ناگ کے کاندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے
مسکرا کر کہا

○

بجلی کی کڑک

اڑن طشتری پر قبضہ مکمل ہو گیا تھا
مہر ناگ نے ماریا بلی کو بھی جنگل کے درخت سے اڑن طشتری میں پہنچا دیا۔ ماریا بلی کا اوٹاشا اور شالا دونوں خلائی لڑکیوں سے تعارف کروایا گیا۔ ماریا ان کی باتیں سمجھ رہی تھی مگر خود کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔ اسے اڑن طشتری پر قبضے کی بڑی خوشی تھی مگر اپنی بے بسی کا سخت افسوس تھا کہ وہ ابھی تک طلسم کی زد میں تھی۔

تھیوساگ، اوٹاشا اور شالا نے ایٹمی دی ایکٹر کی مرمت کا کام شروع کر دیا۔ وہ سارا دن دی ایکٹر روم میں مشین کی مرمت میں مصروف رہتیں۔ تھیوساگ بھی ان کی مدد کر رہا تھا۔ مہر ناگ جزیرے میں گھوم پھر کر حالات کا جائزہ لیتے رہتے کہ وہاں باہر سے تو کوئی نہیں آ رہا۔ ماریا بلی کو کھول دیا گیا تھا۔ وہ بھی جنگل میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ادھر اُدھر گھومتی پھرتی تھی۔

اوٹاشا نے ایک روز ویران محل کے تہہ خانے میں جا کر عنبر ناگ اور تھیوسانگ کو وہ خلائی لاش بھی دکھائی جس پر اس کے ساتھی خلا باز تجربہ کر رہے تھے۔

اوٹاشا نے کہا۔

"یہ لاش ہم نے بہت عرصہ پہلے یہاں لا کر رکھ دی تھی۔ تاکہ اس کرۂ ارض کی خاص توانائی اس کے جسم میں جذب ہوتی رہے۔ اب ہم اس لاش کے اندر خاص قسم کے کیمیکلز داخل کر رہے تھے۔ تاکہ اسے خاص وقت پورا ہو جانے کے بعد واپس اپنے سیارے پر لے جا سکیں۔"

عنبر نے پوچھا۔

"اس لاش پر تجربہ کس لیے کیا جا رہا تھا؟"

نٹالا کہنے لگی۔

"جس سیارے سے ہم آئے ہیں۔ وہاں ایک بیماری پھوٹ پڑی تھی۔ جس سے سیارے کے مردوں کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو جاتی تھی

اس لاش کے مردہ جسم سے یہ لوگ ایک خاص قسم کا سفوف تیار کرنے والے تھے جس کے کھانے سے بیماری کا اثر زائل ہو جانے کا انہیں یقین تھا۔ مگر اب یہ لاش کبھی اوپر سیارے پر نہیں جائے گی۔"

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اسے جلا دینا چاہیے۔"

اوٹاشا نے لاش کو تابوت میں بند کروایا دیا اور اس کا ڈھکنا بند کر کے بولی۔

"اسے جلانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو ایک مردہ لاش ہے۔ ہم نے انجکشن کے ذریعے اس کے جسم میں ایسے کیمیکلز اور الیکٹرون داخل کر دیئے ہیں۔ کہ یہ چند ہی روز میں اس تابوت کے اندر گل سڑ جائے گی۔"

یہ لوگ ویران محل کے تہہ خانے سے باہر آ گئے۔ انہیں اڑن طشتری کے ایٹمی ری ایکٹر کو مرمت کرتے دس روز گزر گئے۔ اس دوران جزیرے پر باہر سے کوئی آدمی نہیں آیا تھا۔ یہ جزیرہ ویسے بھی غیر آباد اور ویران تھا۔ اس زمانے میں اتنی آبادی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی نہیں ہوا کرتی تھی کہ لوگ شہروں کی گنجان آبادی سے گھبرا کر جزیروں کا رُخ کریں۔ شہروں کی آبادی بھی اتنی زیادہ نہیں ہوا کرتی تھی۔

لیکن ایک روز ایسا ہوا کہ جزیرے کے جنوبی ساحل کی طرف دُور سمندر میں ایک بادبانی جہاز نے آ کر لنگر ڈال دیا۔ اس جہاز پر بحری ڈاکو سوار تھے۔ بحری ڈاکو کے سردار کے پاس ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا لکڑی کا ایک صندوق تھا۔ یہ دولت اس نے لوٹ مار کر اکٹھی کی تھی۔ اس زمانے میں بحری ڈاکوؤں کے سردار میں یہ عام دستور تھا کہ جب ان کے پاس لوٹے ہوئے سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کا کافی خزانہ جمع ہو جاتا تو وہ اسے کسی دور دراز ویران جزیرے پر جا کر کسی خاص جگہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ دفن کرنے کے بعد وہ جگہ کا نقشہ بنا کر اپنے پاس رکھ لیتے اور ایک ظلم کرتے کہ جن آدمیوں کے کاندھوں پر خزانے سے بھرا ہوا صندوق اٹھوا کر یہ سردار جزیرے میں لاتے تھے خزانے کو دفن کرنے کے بعد ان آدمیوں کو بھی قتل کر کے خزانے کے ساتھ ہی دبا دیتے تھے تاکہ وہ باہر جا کر کسی کو یہ نہ بتا سکیں کہ خزانہ فلاں جزیرے

میں دفن ہے۔

اس بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر بھی ایک ڈاکو سردار سوار تھا اور وہ اپنا خزانہ اس ویران جزیرے میں دفن کرنے آیا تھا۔ اپنا جہاز اس نے سمندر میں دُور کافی فاصلے پر کھڑا کیا تھا۔ ایک کشتی میں اس نے خزانے سے بھرا ہوا لکڑی کا صندوق لادا ساتھ میں خود بھی کشتی میں سوار ہوا۔ اور کشتی ساحل کی طرف آنے لگی۔ کشتی میں ڈاکوؤں کے سردار کے علاوہ دو ڈاکو بھی سوار تھے۔ ان ڈاکوؤں کو اپنے ناپاک انجام کی خبر نہیں تھی۔

اس وقت عنبر ناگ اور ماریا بی اڈن طشتری کے پاس ہی ریت پر بیٹھے آرام کر رہے تھے۔ اوناشا اور ثالا دونوں خلائی لڑکیاں اڈن طشتری کے انجن ایٹمی ری ایکٹر کی مرمت کے کام میں مصروف تھیں۔ عنبر ناگ اور ماریا بی کو بھی خبر نہ ہو سکی کہ جزیرے کے مغربی ساحل کی جانب سمندر میں دور ایک بحری ڈاکوؤں کا جہاز لنگر ڈالا ہوا ہے اور ڈاکوؤں کا سردار کشتی میں خزانہ لے جزیرے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اڑن طشتری جزیرے کے شمال کی جانب تھی۔ انہوں نے اتنا ضرور کر دیا تھا کہ دس بارہ بڑے بڑے درخت کاٹ کر انہیں چاروں طرف اڑن طشتری کے ساتھ کھڑا کر کے لگا دیا تھا۔ دُور سے ایسا لگتا تھا کہ یہ درختوں کا کوئی جھنڈ ہے۔ صرف قریب آنے پر معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ ایک اڑن طشتری ہے۔

اس زمانے میں جہازوں کے چلنے کی آواز نہیں آیا کرتی تھی ان میں کوئی انجن تو لگا نہیں ہوتا تھا۔ بھاپ کی آواز بھی نہیں ہوتی تھی۔ کسی کو خبر نہ ہوئی کہ ڈاکوؤں کے سردار کی کشتی جزیرے کے جنوبی ساحل کے ساتھ آن لگی ہے۔

سردار نے کشتی کو ساحل پہ کھڑا کیا اور ڈاکوؤں کو حکم دیا کہ صندوق اٹھا کر درختوں کی طرف چلو۔ ڈاکوؤں کی کیا مجال تھی کہ سردار کا حکم نہ مانتے۔ اور پھر انہیں تو یہی معلوم تھا کہ صندوق کو لیکن میں واپس کے بعد وہ سردار کے ساتھ واپس جہاز پہ چلے جائیں گے۔ مگر سردار کے دل میں کچھ اور ہی تھا۔

ساحل سے تھوڑی دُور درختوں میں ایک جگہ تھوڑی سی چٹان تھی۔ سردار نے حکم دیا۔

"یہاں زمین کھودو۔"

ڈاکوؤں نے صندوق ایک طرف رکھ کر زمین کھودنی شروع کر دی۔ جب گڑھا تیار ہو گیا تو سردار نے صندوق گڑھے میں رکھوا کر کہا۔

"اب اسے مٹی سے بند کر کے اوپر پتھر لگا دو۔"

ڈاکوؤں نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ پتھر اور مٹی جمع کر رہے تھے تو سردار کی تلوار نیام سے نکل چکی تھی۔ اس نے بجلی کی تیزی کے ساتھ تلوار کا وار کر کے ایک ڈاکو کی گردن اڑا دی۔ دوسرے ڈاکو نے آواز سن کر پلٹ کر دیکھا تو سردار کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اس کا ساتھی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر پڑا تھا۔

ڈاکو کے اندر نہ جانے کہاں سے اتنی طاقت آ گئی کہ وہ اچھلا اور سامنے والی جھاڑیوں کو پھلانگتا ہوا جزیرے کے ساحل کی طرف جان بچا کر بھاگا۔ سردار نے اس کا پیچھا شروع کر دیا وہ یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ کوئی ڈاکو اس کے خزانے کا راز لے کر زندہ سلامت بچ جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جان بچا کر بھاگنا نہ چاہی ڈاکو تو پہلے ہی جہاز بھگانے میں کچھ ایسا غائب ہو گیا سردار ڈاکو اسے تلاش کرتا ہی رہ گیا۔ لیکن سردار اسے زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ تلوار کے وار سے جھاڑیوں کاٹتا غصے میں منہ سے جھاگ اڑاتا آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا تھا وہ اس وحشی چیتے کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ جو جھاڑ سے بے تاب ہو کر اپنے شکار کا تعاقب کر رہا ہو۔

اچانک وہ اڈن طشتری کے پاس نکل آیا۔

سردار ڈاکو کٹے ہوئے درختوں کے پیچھے ایک عجیب و غریب مگر ہیبت ناک شے کو دیکھ کر بھونچکا سا ہو کر رہ گیا۔

عنبر ناگ اور ماریا نے بھی ڈاکو کو دیکھ لیا تھا۔ ڈاکو خونخوار تھا۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا۔ کہ کس خطرناک اڈن طشتری کے سامنے آ گیا ہے۔ اس نے عنبر ناگ کو دیکھا تو تلوار لہراتے ہوئے حملہ کر دیا۔

ناگ نے چلا کر کہا۔

"اس احمق کو یہاں سے بھگا دو عنبر!"

عنبر نے لیزر گن کا رخ سردار ڈاکو کے پاؤں کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ لیزر کی شعاع ایک دھماکے سے سردار ڈاکو کے پاؤں کے قریب زمین پر گری۔ اور گھاس کو آگ لگ گئی۔ سردار اچھل کر دور جا گرا۔ خوف زدہ ہو کر اٹھا اور ساحل کی طرف بھاگا۔ عنبر اور ناگ اس کے پیچھے پیچھے دوڑے۔ ماریا بلی بھی اچھلتی کودتی ساتھ ہو گئی۔ عنبر نے راستے میں ہی سردار ڈاکو کے پیچھے اسے بچا کر دو فائر کئے۔ سردار ڈاکو بوکھلا گیا۔ کہ یہ کس مخلوق سے سابقہ پڑ گیا ہے کہ جو لوگ آگ برسا رہی ہے۔ عنبر اور ناگ یہی چاہتے تھے کہ یہ بدھو سے آیا ہے ادھر کر چلا جائے۔ سردار ڈاکو نے ساحل پر کھڑی کشتی میں چھلانگ لگائی اور چپو زور زور سے چلانے لگا۔

اب عنبر اور ناگ کی نگاہ سمندر میں دور کھڑے بادبانی جہاز پر پڑی۔

ناگ نے کہا۔

"یہ تو ڈاکوؤں کا جہاز لگتا ہے۔ اس پر کالا جھنڈا لہرا رہا ہے۔"

عنبر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جو کوئی بھی ہے یہ ڈاکو اتنا ڈر گیا ہے
کہ اب اس جزیرے کا رخ نہیں کرے گا۔
اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ جب تک ہماری
آزاد حکومت ٹھیک نہیں ہو جاتی ادھر کوئی
نہ آئے۔"

صبر ناگ اور ماریا بل کنارے پر کھڑے سر
ڈاکو کو جہاز کی طرف جاتے دیکھ رہے تھے۔ سر
ڈاکو اتنا دہشت زدہ ہو گیا تھا کہ اس جزیرے پر
اپنے ڈاکو کے کر آنے کا خیال دل سے نکال دیا ہے
مگر اس نے خزانہ دفن کیا تھا اس کا نقشہ اس نے
ذہن میں بٹھا لیا تھا۔ اس اعتبار سے وہ اپنے خزانے
کی طرف سے مطمئن ہو گیا تھا کہ اسے کوئی نہیں نکال
سکے گا۔

دوسرے ڈاکوؤں نے سردار کو جلدی جلدی
کشتی چلاتے دیکھا تو چلا کر پوچھا کہ خیریت تو
سردار؟ سردار نے ہاتھ ہلا کر کہا۔
"کچھ نہیں۔ جزیرے پر بھوتوں کا قبضہ
ہے۔"
جہاز پر سردار کو کشتی سمیت اوپر کھینچ لیا گیا اس

نے ساتھ ہی جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا۔ ناگ صبر ماریا
بل کی آنکھوں کے سامنے جہاز کے بادبان پھول گئے
اور اس نے سمندر میں چلنا شروع کر دیا۔ جب جہاز
نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ تو صبر ناگ مطمئن ہو کر واپس
آزاد حکومت کی طرف چل پڑے۔

اب اس مصیبت کے مارے ڈاکو کا برا حال تھا
کہ جو سردار ڈاکو کی تلوار سے جان بچا کر بھاگا تھا۔ اس
کے لیے یہ جزیرہ بالکل اجنبی تھا مگر اس نے اس
قسم کے گھنے جنگلوں والے ویران جزیرے بہت دیکھے
تھے۔ وہ موت کے خوف سے بھاگتا چلا جا رہا تھا۔
اسے یقین تھا کہ سردار ڈاکو اس کا تعاقب کر رہا ہے۔
کیونکہ یہ اس کے قیمتی خزانے کا معاملہ تھا۔

ایک ٹیلا پار کرنے کے بعد ڈاکو نے سامنے ایک
شکستہ سی دیوار دیکھی۔ یہ دیوار ویران محل کے
کھنڈر کی پچھلی دیوار تھی۔ اس بدنصیب کو جان کے
لالے پڑے تھے۔ بھاگ کر دیوار پھاند کر دوسری
طرف کود گیا۔ وہ چھپنے کے لیے کوئی محفوظ جگہ تلاش
کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کسی پرانے کھنڈر میں
آ گیا ہے اس کے سامنے ایک ٹوٹا پھوٹا زینہ نیچے جاتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ ڈاکو لپک کر دھڑا دھڑ سیڑھیاں اتر گیا۔ آگے ایک بوسیدہ کمرہ تھا۔ دیوار میں اسے ایک سوراخ دکھائی دیا۔ اسے اور تو کچھ نہ سوجھی اس سوراخ کے اندر گھس گیا۔ یہ وہی سوراخ تھا۔ جس کے نیچے خلائی لاش کے تابوت والا تہ خانہ ——— میں آکر کونے میں تابوت کے پیچھے چھپ گیا۔ نیم اندھیرے میں اسے بالکل پتہ نہ چل سکا۔ کہ یہ تابوت کس چیز کا ہے۔ وہ تو کسی طرح بس چھپ جانا چاہتا تھا۔

جب کچھ وقت گزر گیا اور سردار اس کے پیچھے وہاں نہ آیا تو ڈاکو کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے اٹھ کر تہ خانے کا جائزہ لیا۔ اب اندھیرے میں وہ دھندلا دھندلا دیکھ سکتا تھا

اس کو فرش پر انجکشن کے دو تین سرنج اور الونیم کے دو تین خالی ڈبے پڑے نظر آئے۔ اس قسم کی چیزیں اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ وہ تابوت پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ چھپنے کے لیے یہ جگہ بہت اچھی ہے۔ وہ کچھ وقت اسی جگہ چھپ رہے گا۔ پھر جزیرے پر نکل کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا

اس نے دل میں خیال کیا کہ جس تابوت پر وہ بیٹھا ہے کہیں اس میں کوئی خزانہ ہی نہ ہو۔ آخر ڈاکو تھا اسے خزانے کا ہی خیال آ سکتا تھا۔ تابوت سے اٹھا اور اس کا ڈھکنا اوپر اٹھا دیا۔ ڈھکنا اوپر اٹھا تو یہ دیکھ کر دہشت کے مارے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ ایک لیلی لاش اپنی سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

ان آنکھوں میں ایسی مقناطیسی کشش تھی کہ ڈاکو جیسے پتھر بن کر رہ گیا تھا۔ اس کے پاؤں من من بھاری ہو گئے تھے خوف کے مارے حلق خشک ہو گیا تھا۔ ٹھنڈا سا تھر تھر کانپ رہا تھا کیونکہ اب تابوت کی نیلی لاش نے اپنا ہاتھ باہر نکال لیا تھا۔ اور اس کی گردن پر اپنی ٹھنڈی انگلیاں رکھ دی تھیں۔

ڈاکو کے حلق سے ایک ایسی چیخ نکلی کہ جس میں آواز کم اور خرخراہٹ زیادہ تھی۔ لیلی خلائی لاش نے اپنی انگلیاں ڈاکو کی گردن میں گھونپ دیں۔ خدا جانے اس نیلی خلائی لاش کی انگلیوں میں منجمد ایسی تیزی کہاں سے آ گئی تھی کہ وہ ڈاکو کی گردن کو کاٹتی چلی گئیں۔

ڈاکو دھڑام سے فرش پر گرا اور تڑپ تڑپ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھنڈا ہو گیا۔ نیلی لاش تابوت میں اٹھ کر بیٹھ گئی۔ خلائی لوگ اور اوناشا وغیرہ کا یہ خیال تھا کہ یہ لاش اب گل سڑ جائے گی مگر ان کا اندازہ درست نہیں تھا۔ جو دوائیاں اور ایٹمی کیمیکلز لاش کے جسم میں داخل کئے گئے تھے اس کا کچھ ایسا ردعمل ہوا کہ لاش زندہ ہو گئی مگر زندہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں ایسی ناقابل شکست طاقت پیدا ہو گئی کہ اس کے جسم پر کسی شے کا اثر نہیں ہو سکتا تھا اور لاش کی انگلیوں میں خنجروں کی سی تیزی پیدا ہو گئی تھی۔

نیلی لاش تابوت میں سے نکل کر سوراخ والے زینے کی طرف بڑھی۔

باہر کمرے میں ویران محل کے دروازے کی جانب سے روشنی آ رہی تھی اس روشنی سے لاش کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں۔ لاش نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور واپس تابوت میں آ کر اندھیرے میں لیٹ گئی۔ لاش کو محسوس ہوا کہ دن کی روشنی میں اس کے جسم میں شدید کمزوری پیدا ہونے لگی تھی۔ اندھیرے میں اس کی طاقت واپس آ گئی تھی۔ نیلی لاش تابوت میں سیدھی لیٹ گئی۔ اس نے تابوت کے پاس ہی ڈاکو کی لاش

پڑی تھی۔

کافی دیر بعد جب جزیرے پر رات کی تاریکی چھا گئی تو نیلی لاش ایک بار پھر تابوت سے باہر نکل آئی۔ تہہ خانے کے زینے پر چڑھ کر وہ دیوار کے سوراخ میں سے گزر گئی اور دوسرے لمبے کمرے میں آہستہ آہستہ چلتی ویران محل کے دروازے میں آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے دونوں بازو بالکل سیدھے تھے اور پنجے میں آگے پیچھے نہیں ہلتے تھے۔ وہ اکڑ اکڑ کر مشینی آدمی کی طرح چلتی تھی۔

نیلی خلائی لاش نے دور کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے درختوں کے درمیان ایک خلائی اڑن طشتری کو دیکھا۔ نیلی لاش کی یادداشت تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ اسے اپنی پچھلی زندگی بالکل یاد نہیں رہی تھی کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور سب اور کس طرح سے مرا تھا۔ اس کے اندر بس ایک ہی شدید خواہش پیدا ہو چکی تھی کہ کوئی زندہ انسان اس کے سامنے آئے اور وہ اپنی انگلیاں اس کی گردن میں گاڑ دے۔ یہ بڑی مکروہ اور غیر انسانی خواہش تھی۔ نیک دل اور پاکیزہ انسانوں کی روحیں اس قسم کی کراہتوں اور برائیوں سے پاک ہوتی ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر اس خلائی انسان پر قسم قسم کی کیمیاوی دواؤں کے تجربے ہوئے تھے اور اس کے جسم کا سارا نظام ہی بدل گیا تھا۔ اس کے دماغ میں بھیانک تبدیلیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ اسے اڑن طشتری کی ایک کھڑکی میں روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ لاش کو کسی زندہ جسم کی تیز بو آئی۔ لاش کی سرخ آنکھیں اندھیرے میں اس زندہ جسم کو تلاش کرنے لگیں۔

اچانک لاش کو میاؤں کی آواز آئی اور ایک بلی تیزی سے اس پر جھپٹی۔ یہ ماریا بلی تھی۔ ماریا بلی نے ایک جانور ہونے کے ناطے لاش کے ذہن کی خباثت کو پڑھ لیا تھا کہ یہ انسانوں کے خون کی پیاسی ہے۔

نیلی لاش نے ہاتھ بڑھا کر بلی کو پکڑنا چاہا مگر ماریا اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔ لاش کے ہاتھوں کے لمس میں کوئی ایسی خطرناک شے تھی کہ ماریا بلی تڑپ اٹھی۔ وہ زمین پر لوٹتی لوٹتی اڑن طشتری کی طرف بھاگی۔ عنبر اور ناک اڑن طشتری کے باہر ہی ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا کر اس میں آرام کر رہے تھے۔ ماریا بلی کا شور سن کر وہ باہر نکلے تو دیکھا کہ ماریا بلی ان کی طرف دوڑی چلی آ رہی ہے۔

ناک نے بلی کو گود میں اٹھایا تو بولا

"عنبر! اس کا جسم تو لرز رہا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"شاید اس نے جنگل میں کسی لومڑ کو دیکھ لیا ہے۔ وہ اس کے پیچھے بھاگا ہوگا۔"

ناک بولا۔

"مگر ہم نے تو کسی لومڑ کی آواز نہیں سنی۔"

"تو پھر یہ کس وجہ سے ڈر گئی ہے؟" عنبر نے کہا

ماریا بلی کا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا۔ اس کے جسم کے بال خوف کی وجہ سے کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ اپنی زبان میں میاؤں میاؤں کرتے ہوئے انہیں نیلی لاش کے بارے میں بتا رہی تھی مگر ان میں سے کوئی بھی بلی کی زبان نہیں سمجھتا تھا۔ عنبر نے ماریا بلی کو جھونپڑی میں ایک طرف رسی سے باندھ دیا اور کہا

"کل سے اسے جنگل میں نہیں جانے دینا۔ کم بخت ایک تو اس کا جادو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ خدا جانے کب اس کا جادو ٹوٹے گا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا بل کو سخت غصہ آیا تھا کہ یہ لوگ اس کی بات نہیں سمجھ رہے۔ اتنا انہوں نے اسے باندھ دیا ہے۔

نیلی لاش کچھ سوچ کر واپس اپنے قبر خانے میں آگئی۔ اس نے تابوت کے باہر پڑی لاش کے ٹکڑے اٹھا کر تابوت کے اندر ڈالے اور خود ان کے اوپر سیدھی لیٹ گئی۔ لاش نے آنکھیں بند کر لیں اور تابوت کا ڈھکنا اوپر کر لیا۔

دن بھر تو ماریا بل دہشت تک پریشان پریشان تھی۔ عنبر ناگ نے اوناشا اور تھیوسائنس کریچ کے بارے میں بتایا کہ یہ جنگل میں کسی شے سے ڈر گئی تھی اوناشا کہنے لگی۔

"جنگل میں اس نے کوئی سانپ دیکھ لیا ہوگا۔ بہر حال چونکہ یہ انسان یعنی ایک لڑکی ہے اس لیے اسے آپ جنگل میں اکیلی مت جانے دیا کریں۔"

شام ہی اسٹیشن فشری سے نیچے اتر آئی۔ ناگ نے پوچھا کہ ابھی کتنے دنوں کا کام باقی ہے۔ تو نیلا نے مسکرا کر کہا۔

"آرام سے بیٹھے رہو۔ ابھی چار مہینے اور

لگیں گے۔ پھر کہیں جا کر یہ اڈن فشری اس قابل ہوگی کہ ہم اسے ملایا میں اڈا کرنے جا سکیں گے۔"

دوپہر کے وقت عنبر اور ناگ جزیرے کے جنگل میں ٹہلنے لگے۔ آج دن کا ناریل کا تازہ پانی پینے کو بہت دل چاہتا تھا۔ عنبر نے ایک جھولا کاندھے پر ڈالا اور ناگ کے ساتھ جنگل میں اس طرف چلا جدھر ناریل کے درخت تھے۔

یہ جزیرے کا مغربی علاقہ تھا۔ دونوں باتیں کرتے جنگل میں چلے جا رہے تھے کہ اچانک عنبر نے ناک سکیڑ کر کہا۔

"ناگ! مجھے کسی انسانی لاش کی بدبو کا احساس ہوا ہے۔"

ناگ نے ناک چڑھا کر کہا۔

"مجھے بھی آئی ہے۔ یار کہیں یہاں کوئی لاش تو نہیں؟ مگر یہ کس کی لاش ہو سکتی ہے؟"

وہ لاش کی بدبو کا پیچھا کرتے اس جگہ جا رہے تھے جہاں نیلی لاش کے ٹکڑے پڑے تھے جس کی پہچان ہی انہیں یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان کی ایسی لاش نظر پڑی جس کا سر تن سے جدا ہو کر دور پڑا تھا۔ اور لاش مختلف حصوں میں تقسیم تھی اس کی ہڈیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

"یہ کس کی لاش ہو سکتی ہے!"

عنبر نے تعجب کیا۔ ناگ بولا

"معلوم ہوتا ہے کہ اس بدنصیب کو پہلے مار کر پھر قتل کیا گیا ہے۔"

عنبر چونک کر بولا۔

"کہیں یہ اس ڈاکو کی کارستانی تو نہیں جو جہاز پر سے جزیرے میں آیا تھا۔ اسی نے ہم سے بھگا دیا تھا؟"

ناگ نے کہا۔

"ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر اس نے اس شخص کو ہلاک کیوں کیا؟"

اچانک عنبر بولا۔

"ضرور وہ بحری ڈاکو سردار ہو گا۔ اور اس ڈاکو کے کاندھے پر خزانے کا صندوق رکھ کر یہاں دبانے آیا ہو گا۔ تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ بحری ڈاکوؤں کے سردار ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ کہ جس آدمی کے سر پر خزانہ لاتے ہیں۔ اسے وہیں ختم کر دیتے ہیں۔ تاکہ وہ کسی کو خزانے کا راز نہ بتا دے۔"

ناگ نے کہا۔

"پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں خزانہ دفن ہو گا؟"

"یہ تو چل کر ہی دیکھا جا سکتا ہے۔"

دونوں لاش کے پاس آ گئے انہوں نے دیکھا کہ قریب ہی زمین پر پتھر اور اینٹیں اس طرح رکھی ہوئی تھیں کہ صاف لگ رہا تھا کسی آدمی نے لگائی ہیں۔ عنبر نے پتھر ادھر ادھر ہٹا کر زمین کو کھودنا شروع کیا۔ اچانک نیچے سے صندوق نکل آیا عنبر نے صندوق کا ڈھکنا کھولا تو اندر ہیرے جواہرات اور سونے کے زیورات چمک دمک رہے تھے۔

ناگ مسکرایا۔

"چلو یار۔ لگتے ہاتھوں خزانہ بھی مل گیا۔"

عنبر نے کہا۔

"مگر ہمیں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ تو ای

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھ پڑا رہے تو بہتر ہے۔"

"اچھا فیصلہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کا ذکر شالا اور اوتاشا وغیرہ سے بھی نہیں کرنا چاہیے۔ انہیں اپنے کام میں لگے رہنا چاہیے۔"

چنانچہ عنبر اور ناگ نے خزانے سے صندوق کو وہیں رہنے دیا اور اس کے اوپر مٹی ڈال کر گڑھے کو بند کر دیا۔

اس رات جزیرے پر بادل چھا گئے اور بارش شروع ہونے لگی۔ ابھی رات کا پہلا پہر ہی تھا کہ ایک کشتی اس ہلکی ہلکی بارش میں جزیرے کے جنوبی ساحل پر آکر خاموشی سے لگ گئی۔

اس میں بحری ڈاکوؤں کا سردار اور اس کا ایک ہم راز ساتھی ڈاکو بھی تھا۔ اصل میں بحری ڈاکو کو اس وقت سے یہ خیال ستا رہا تھا کہ جزیرے میں آگ برسانے والے آدمی بھی ہیں اور ایک عفریت ـــــ ڈاکو بھی وہاں پر موجود ہے جو ان لوگوں کے خزانے کا راز بتا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا جزیرے میں جا کر خزانہ نکال کر لے

آئے۔ سردار ڈاکو کا ایک خاص ہم راز دوست ڈاکو بھی تھا۔ اس نے اس سے بات کی۔ اور دونوں اپنے جہاز کو ایک بار پھر جزیرے کے بندرگاہ میں لے آئے۔ مگر اس بار انہوں نے رات کے اندھیرے میں اپنے جہاز کو جزیرے سے بہت دور رکھا اور خود کشتی میں بیٹھ کر بارش اور اندھیری رات میں جزیرے کی طرف چل پڑے۔

وہ بڑی راز داری اور خاموشی سے جزیرے پر اترے اور جہاں عفریت دفن تھا اس طرف چل دیئے۔

اس وقت چونکہ بارش ہو رہی تھی اس لیے عنبر اور ناگ نے یہی مناسب سمجھا۔ کہ وہ اون فشتری میں ہی رات بسر کریں۔ چنانچہ وہ ماریا بچ کو بھی ساتھ لے کر اون فشتری کے اندر چلے گئے۔ تھیو ساگ اوتاشا اور شالا پہلے سے ہی اون فشتری میں آرام کر رہے تھے۔ عین اس وقت بجلی کڑکی اور بادل زور سے گرجا اور تہ خانے میں رکھے ہوئے تابوت کے اندر لاش سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی آنکھیں کھول دیں اور تابوت کا ڈھکنا
ایک ہاتھ سے پرے کھا دیا

○

جزیرے کا بھوت

نیلی لاش تابوت سے باہر نکل آئی۔
اس کے بازو بالکل سیدھے تھے اور وہ اکڑی ہوئی چل رہی تھی۔ تہہ خانے کے سوراخ سے لاش جھک کر باہر آئی اور ویران محل کے کھنڈر کے دروازے پر بارش میں کھڑی ہو کر اڈن طشتری کی طرف دیکھا۔ اڈن طشتری پر اندھیرا چھایا تھا۔ کٹے ہوئے درختوں کے بیچ میں سے اس کی ایک کھڑکی میں روشنی ہو رہی تھی۔
نیلی لاش نے ناک اوپر اٹھا کر فضا میں سونگھا۔ اڈن طشتری بند تھی۔ لاش کو جنگل کے جنوب کی طرف سے کسی انسان کی بو آ رہی تھی۔ لاش اڈن طشتری کے چھوٹے فاصلے پر سے گزر کر جزیرے کے جنوب کی طرف چل پڑی۔ درختوں میں سے بارش لاش پر گر رہی تھی۔ مگر لاش سردی اور بارش سے بے نیاز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانی بُو کی طرف چلی جا رہی تھی۔

جزیرے کے جنوبی ساحل کے پاس بحری ڈاکوؤں کا سردار اپنے ساتھی کے ہمراہ تشریف فرما تھا۔ یہ اس گڑھے کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں اس نے کچھ روز پہلے خزانہ دفن کیا تھا۔ ڈاکو سردار کے ساتھی نے پوچھا۔

"سردار کہیں تم جگہ تو نہیں بھول گئے ہو"

سردار نے بارش کا بہتا پانی اپنی آنکھوں سے آگے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"مجھے اپنے خزانے کی خوشبو آ رہی ہے۔ تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ"

ڈاکو ساتھی اپنے سردار کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ بادل بار بار گرج رہے تھے۔ بجلی بھی رہ رہ کر چمک رہی تھی۔ اندھیرے اور بارش میں یہ ڈاکو خزانے کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں اگر کوئی جھاڑی آتی تو سردار ڈاکو جو آگے آگے تھا تلوار سے اسے کاٹ ڈالتا۔ چلتے چلتے آخر سردار ڈاکو کو وہ درخت نظر آ گیا جس کے دامن کی چٹان میں اس نے اپنا خزانہ چھپایا تھا۔

اس نے پیچھے مڑ کر کہا۔

"اس درخت کے پاس ہمارا دفن ہے"

اندھیری رات میں اسے پیچھے اپنا ساتھی نظر نہ آیا تو اس نے آواز دی۔ ذرا فاصلے پر سے اس کے ساتھی ڈاکو نے کہا۔

"میں آ رہا ہوں سردار"

یہ جملہ اس ڈاکو کی زندگی کا آخری جملہ تھا۔ کیونکہ بجلی کا شعلہ اس کے قلب میں پیوست ہو گیا تھا۔ اس دنیا میں قدرت کی طرف سے ایسا نظام چل رہا ہے کہ جو کوئی کسی کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے وہ اس کی سزا سے کبھی نہیں بچ سکتا۔ ان ڈاکوؤں نے کئی انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ اب خود موت ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی۔

بجلی کا شعلہ نے اس ڈاکو کو دیکھ لیا تھا جو سردار ڈاکو سے فاصلے پر پیچھے پیچھے جنگل کی اندھیری جھاڑیوں میں سے گزر رہا تھا۔ ڈاکو ایک جھاڑی کی کٹی ہوئی شاخ کو پیچھے ہٹانے کے لیے جھکا ہی تھا کہ بجلی کا شعلہ اس کے قلب پر پہنچ گیا۔ شعلہ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنا پنجہ اس کی گردن پر رکھا اور ڈاکو کا جسم
سُن ہو گیا۔ اس کے جسم کی ساری طاقت ختم
ہو گئی۔ اس کا حلق خشک ہو گیا اور ٹانگیں خوف
اور کمزوری سے لرزنے لگیں۔

نیل لاش کی تیز انگلیاں تیز خنجروں کی طرح ڈاکو
کی گردن میں اتر گئیں تھیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد
ڈاکو کی کافی بھونڈی لاش پڑی تھی سردار ڈاکو
اسی جگہ کھڑا تھا جہاں اینٹوں اور پتھروں کے
پیچھے اس کا ٹھکانہ بنا ہوا تھا۔ اس نے
کو آواز دی۔

"او کم بخت تم کہاں رہ گئے ہو۔ جلدی
یہاں آؤ۔ ہم خزانہ کھود کر نکالیں
گے۔"

مگر سردار ڈاکو کو اپنے ساتھی کا جواب
آیا۔ اس نے دو تین بار پکارا کسی نے کوئی جو
نہ دیا۔ اب تو سردار ڈاکو پریشان سا ہو گیا کہ آخر
بات کیا ہے۔ وہ چھلانگ لگا کر منڈیر پر آیا اور
گرتی بارش اور اندھیرے میں درختوں اور جھاڑیوں
کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی
دی۔ سردار ڈاکو نے پلٹتے ہوئے کہا۔

"تم ادھر کہاں سے آ گئے ہو کم
بخت؟"

مگر وہ اس کا ساتھی نہیں تھا بلکہ نیل لاش تھی
جو موت بن کر اس پر نازل ہو گئی تھی۔ جونہی
سردار ڈاکو نے اپنے پیچھے ایک اکڑے ہوئے
ڈراؤنے انسان کو دیکھا کہ جس کی سرخ آنکھوں
سے چنگاریاں نکل رہی تھیں تو وہ ڈر کر بھاگا۔ سردار
ڈاکو اگرچہ بڑا بہادر اور پتھر دل شخص تھا مگر
وہ ایک ان پڑھ اور جاہل آدمی تھا اور ان پڑھ
اور جاہل آدمی جنوں بھوتوں اور آسیب سے
بہت خوف کھاتے ہیں۔ پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے
کہ جن بھوت انسانوں سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ اس
کائنات میں انسان سب سے اعلیٰ اور مکمل ہے اور کوئی
مخلوق اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

سردار ڈاکو ڈر کر [illegible] کی طرف دوڑا۔

نیل لاش نے بھی [illegible] چھلانگ لگا دی۔ سردار ڈاکو
جھاڑیوں میں سے نکل کر ساحل پر آیا تو اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے دیکھا کہ اس کی کشتی ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ نیل لاش نے اس کشتی کو تہس نہس کیا تھا۔ سردار ڈاکو نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ اس نے لاش کو اپنے پیچھے آتے دیکھ لیا تھا۔ اب وہ تیر کر اپنے جہاز تک پہنچنا چاہتا تھا۔ مگر بارش کی وجہ سے سمندر میں طوفان آیا ہوا تھا۔ سمندر کی موجیں سردار ڈاکو کو جہاز کی طرف سے ہٹا کر دوسری طرف لے گئیں۔

سردار ڈاکو آگے بڑھنے کی جتنی کوشش کرتا سمندر کی بپھری ہوئی موجیں اسے اتنا ہی پیچھے دھکیل دیتیں۔ آخر ان لہروں نے وہاں سے دور پٹھان کے پاس اسے باہر پھینک دیا۔ سردار ڈاکو خون زدہ تھا۔ وہ گیلی ریت میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا چٹانوں کے درمیان ایک کھوہ میں آ کر چھپ گیا۔

ایک بار بجلی چمکی تو اس نے دیکھا کہ ساحل دور تک سنسان تھا۔ اسے وہ جہاز نظر نہ آیا جو اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ سردار ڈاکو چٹان کی کھوہ سے نکل کر چٹان کے اوپر آ کر اوندھے منہ لیٹ گیا۔ تاکہ وہ جہاز پر نظر رکھ سکے

سمندر میں ابھی تک طوفان تھا جس کی وجہ سے وہ تیر کر واپس اپنے جہاز تک نہیں جا سکتا تھا نیل لاش وہاں سے چل چکی تھی۔ بارش کا زور کم ہو گیا مگر سمندر کی موجیں اسی طرح شور مچا رہی تھیں اور چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔

سردار ڈاکو چٹان کے اوپر لیٹا، سر اٹھائے دور تک ساحل کو گھور رہا تھا۔ آہستہ آہستہ ان کالی کالی روشنی بادلوں میں سے چھٹنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ ساحل دور دور تک ویران تھا۔ کوئی جہاز وغیرہ وہاں نہیں تھا سردار ڈاکو پٹھان سے اتر آیا۔ اس کا جہاز شمال مشرق کی سمت سمندر میں لنگر ڈالے کھڑا تھا مگر اسے وہاں سے نظر نہیں آ رہا تھا۔

سردار ڈاکو سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے اس کے ساتھی کشتی لے کر جزیرے پر اس کی تلاش میں جائیں اور ایسا ہی ہوا۔ جب جہاز پر ڈاکوؤں نے دیکھا کہ ان کا سردار سمیع ہو گئی ہے مگر نہیں آیا تو چار آدمی ایک کشتی میں سوار ہو کر جزیرے کی طرف چل پڑے اس وقت بارش رک گئی تھی۔ مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آسمان پر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔
دور سے سردار ڈاکو نے ایک کشتی کو آتے دیکھا تو چٹان پر کھڑے ہو کر زور زور سے ہاتھ لہرانے لگا۔ ڈاکوؤں نے بھی اپنے سردار کو دیکھ لیا۔ وہ کشتی لے کر چٹانوں کے درمیان آ گئے۔ سردار ڈاکو چھلانگیں لگاتا ان کے پاس گیا اور بولا۔

"اس جزیرے پر رات کو کوئی بھوت پھرتا ہے۔ اب ہم دن کی روشنی میں خزانہ نکال لائیں گے۔"

جب سردار کے ساتھی ڈاکو اس کے پاس آ گئے تو اس کو بہت حوصلہ ہوا۔ اس نے چٹان کے نیچے کھڑے ہو کر انہیں بتایا کہ اس جزیرے پر یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک عجیب سی جگہ اس نے دیکھی ہے۔ سردار بولا

"وہ مجھے کسی کا گھر لگتا ہے۔ مگر وہاں آدمی کوئی نہیں ہے۔ وہ زمین سے دس فٹ اونچا ہے۔ اور گول ہے۔ اس کے ارد گرد لکڑ ہوئے درخت کھڑے ہیں

ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں کسی نے کوئی خزانہ چھپا رکھا ہو ہمیں اس گھر کی چل کر تلاشی لینی چاہیئے۔"

ایک ڈاکو نے کہا۔

"سردار تم نے کہا تھا کہ یہاں بھوت رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھوت اسی مکان میں رہتا ہو۔"

سردار سوچ میں پڑ گیا۔ بھوت سے وہ سب ہی گھبراتے تھے۔ دوسرا ڈاکو کہنے لگا۔

"سردار ہمیں بھوت کے گھر کا رخ نہیں کرنا چاہیئے۔"

سردار نے کہا۔

"تم بھی ٹھیک کہتے ہو۔ تو چلو ہم خزانہ نکال کر لے آتے ہیں۔ کیونکہ جہاں بھوت نے اپنا ٹھکانہ بنایا ہو اس جگہ ہمیں اپنا خزانہ نہیں رکھ سکتا۔"

چوتھے ڈاکو نے مشورہ دیا۔

"سردار میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی جگہ چھپ کر اس گھر کی نگرانی کرنی چاہیئے۔ ممکن ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں کوئی نہ ہو اور اس گھر میں سے
کوئی انمول خزانہ ہمارے ہاتھ لگ جائے
کیونکہ بھوت کھلی جگہوں پر بنے ہوئے
گھروں میں نہیں رہتے۔"

سردار کو یہ مشورہ پسند آیا۔ پس وہ اپنے
ڈاکو ساتھیوں کو لے کر اس طرف چلا جہاں عنبر
ناگ ماریا کی اڑن طشتری تھی۔ یہ ڈاکو جزیرے
کے اوپر سے ہو کر اڑن طشتری والے علاقے کی طرف
آئے تو انہیں ویران محل کے کھنڈر کی دیوار نظر
آئی

"ہم اس کھنڈر میں چھپ کر پُراسرار
گھر کی نگرانی کریں گے۔"

سردار بولا۔ کیونکہ وہاں سے اڑن طشتری صاف
نظر آتی تھی۔ سردار ڈاکو اپنے ساتھیوں کو لے کر
ویران محل کے کھنڈر کی دیوار پھاند کر اندر داخل
ہو گیا۔ چاروں ڈاکو ویران محل کی دیوار کے ساتھ
چھپ کر بیٹھ گئے۔ تلواریں ان کے ہاتھوں میں تھیں
اور وہ گردنیں دیوار سے باہر نکالے اڑن طشتری
کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس وقت علائی لڑکیاں

نٹالا، اوٹاشا اور تھیوسانگ تو اڑن طشتری [illegible]
تھے۔ عنبر اور ناگ جنگل میں ایک چشمے کے
بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ماریا بلی اڑن [illegible]
کے باہر چل پھر رہی تھی۔

سردار ڈاکو نے بلی کو دور سے دیکھا تو بولا

"یہ بلی ضرور اسی بھوت کی ہو گی۔ [illegible]
نے ادھر کسی جزیرے پر کبھی کوئی بلی
نہیں دیکھی۔"

ماریا بلی گھومتی پھرتی جنگل کی طرف
چلی گئی

اب اڑن طشتری بالکل ویران ویران لگ رہی
تھی۔ جیسے وہاں کوئی نہ ہو۔ سردار ڈاکو نے اپنے
خاص ساتھی سے کہا۔

"کیا خیال ہے ہمیں اس پر اور گھر
پر حملہ کر دینا چاہیئے یا اسی جگہ پر دیر
رکنا چاہیئے؟"

اس کے ساتھی نے کہا۔

"سردار! یہ مکان مجھے آدم خور جنگلیوں
کا لگتا ہے۔ وہی اس قسم کے زمین سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اونچے مکان بنایا کرتے ہیں؟

اتنے میں اڑن طشتری کا دروازہ کھلا اور اس میں سے اوٹا شا ہاتھ میں ایک شیشے کا سلنڈر پکڑے باہر نکلا۔ ڈاکوؤں نے ایک نیلی وردی اور نیلے بالوں والی لڑکی کو "مکان" سے باہر نکلتے دیکھا تو ایک دوسرے کو سہمی ہوئی نظروں سے تکنے لگے

"سردار! یہ تو بچے کوئی بھوت لگتا ہے۔ جس نے عورت کی شکل بدل رکھی ہے۔ اس کے بال نیلے ہیں۔ لباس بھی نیلا ہے؟ دیکھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس بھوت نے مکان کی سیڑھیوں میں یہ کیا شے رکھی ہے؟"

اوٹا شا نے شیشے کے سلنڈر کو سیڑھی میں اس لیے رکھا تھا کہ اس میں جو محلول بھرا ہوا تھا، اس کو دن کی روشنی کی کرنوں کی ضرورت تھی۔ جب سلنڈر پر دن کی روشنی پڑی تو اس میں سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھنے لگا۔

یہ دیکھ کر ڈاکو گھبرا گئے کہ ہو سکتا ہے

سلنڈر میں سے کوئی جن نکل آئے۔ وہ دیوار سے ہٹ کر پیچھے کو چلے۔ پیچھے اس شکستہ کمرے کا دروازہ تھا۔ جس کے نیچے تہہ خانے کے تابوت میں نیلی کاشی آنکھیں کھولے پڑی تھی۔ کیونکہ اسے انسانوں کی تیز بُو آ رہی تھی۔ سردار نے کمرے میں آ کر دیواروں اور شکستہ چھت کو دیکھا تو کہا۔

"یہ تو کسی پرانے محل کا کمرہ ہے۔ ضرور اس میں کسی جگہ خزانہ دفن ہو گا۔ چلو پہلے اس خزانے کو تلاش کرتے ہیں؟"

جب انہیں کمرے کی دیوار میں سوراخ نظر آیا تو سردار کو یقین ہو گیا کہ خزانہ اس سوراخ کے اندر ہو گا۔ اس نے سوراخ میں سر ڈالا تو نیچے ایک زینہ جاتے دیکھا۔

"اندر زینہ ہے، یہی راستہ خزانے کو جاتا ہے۔"

سردار نے خود اندر جانے کی بجائے ایک ڈاکو کو نیچے بھیجا کہ جا کر دیکھے اندر خزانہ کہاں رکھا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈاکو اندھیرے میں ڈرتا ڈرتا کمرہ خانے میں آگیا
اس نے دیکھا کہ وہاں ایک تابوت پڑا ہے۔ پاس
ہی کسی وحشی کا گلا سڑا پنجر ہوں ہے اس سے
ڈرتے ڈرتے جھک کر تابوت کے ڈھکنے کو ہٹانے
لگا تو اندر سے نیلی وحشی نے ایک دم سے
باہر نکل کر ڈاکو کی گردن پکڑ لی

نیلی وحشی کے لمبے لمبے ہاتھ کی تیز انگلیاں
ڈاکو کی گردن میں گھس گئیں۔ اور نیلی لاش
نے دیوتا کے ذریعے ڈاکو کے جسم سے خون کو
جذب کرنا شروع کر دیا ڈاکو کا جسم ایک دم
وحشی مردہ پتھر ہو پڑا تھا پھر اس کی گردن بھی
سوکھ گئی۔

نیلی وحشی نے ڈاکو اور انسان کا خون چوس کر
مگر ابھی اسے اوپر سے انسانوں کے بولنے کی آواز
سنائی نہیں دیں۔

جب ڈاکو کو تہہ خانے میں گئے دیر ہو گئی
تو سردار نے اوپر سے آواز دی۔

"ہم بخت کہاں جا کر مر گئے؟ باہر کیوں
نہیں آتے؟"

تہہ خانے سے کسی نے جواب نہ دیا۔ سردار
کو تشویش ہوئی۔ اس نے دوسرے ڈاکو کو اس
کے پیچھے تہہ خانے میں بھیجا۔ اس کا بھی وہی
انجام ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔ یوں ایک ایک کر کے
سارے ڈاکو نیلی لاش نے ہلاک کر دیئے۔ اب
اکیلا سردار باہر رہ گیا۔ اس نے جب دیکھا کہ جو
تہہ خانے میں جاتا ہے واپس نہیں آتا تو
وہ ڈر گیا۔ کہ ضرور اس تہہ خانے میں مصیبت
رہتا ہے

سردار ڈاکو وہاں سے بھاگا۔

ویران محل کی دیوار پھاند کر وہ جنگل کے
شمالی ساحل کی جانب تیز تیز چلنے لگا جب وہ
بیشے کے قریب سے گزرا تو ساریا بلی نے اسے
دیکھ کر میاؤں میاؤں کیا۔ سردار ڈاکو اس
بلی کو دیکھ کر حیران سے ہونے لگا تھا
کہ اچانک شیر جھاڑیوں میں سے نکل کر اس کے
سامنے آگیا۔

"کون ہو تم؟" شیر نے کہا۔

سردار ڈاکو نے اپنے سامنے ایک نوجوان انسان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو دیکھا تو اس کی خونخوار طبیعت پر وحشت
غالب آ گئی۔ اس نے تلوار کو لہرا کر عنبر پر
وار کر دیا۔ عنبر نے ہاتھ سے تلوار کا وار روکا
تو تلوار اس کے ہاتھ سے ٹکرا کر دو ٹکڑے
ہو گئی۔ ایک ٹکڑا زمین پر گر پڑا دوسرا سردار
کے ہاتھ میں رہ گیا۔ سردار ڈاکو تو پریشان
تھا کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے کہ اس پر تلوار کے وار
اثر نہیں ہوا۔

عنبر نے کہا۔

"تم بحری ڈاکوؤں کے سردار ہو؟"

سردار ہکا بکا سا تھا۔ بولا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو؟ کیا تم جزیرے
کا بھوت ہو؟"

عنبر مسکرایا

"تم یہی سمجھ لو۔ مگر میں تمہیں کچھ نہیں
کہوں گا۔ بہتر ہے کہ تم یہاں سے نکل
جاؤ"

سردار ڈاکو بولا۔

"اچھا میں چلا جاتا ہوں مگر وعدہ کرو کہ

جس طرح تم میرے ساتھیوں کو ہڑپ کر
گئے ہو مجھے ہڑپ نہیں کرو گے"

عنبر نے کہا

"میں وعدہ کرتا ہوں"

سردار ڈاکو ایک دم سے بھاگ کھڑا ہوا جب
وہ چلا گیا تو عنبر کو خیال آیا کہ اس کے ساتھی ڈاکوؤں
کو کس نے ہڑپ کیا ہے؟ عنبر نے یہ اس بحری
ڈاکو سے پوچھا ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے سوچا
کہ ہو سکتا ہے رات بارش میں اندھیرے کی
وجہ سے اس کے ساتھی ڈاکو کسی دلدل میں پھنس
کر غرق ہو گئے ہوں اور یہ کمزور آدمی یہی سمجھ
رہا ہو کہ اسے جزیرے کے بھوت نے نگل لیا
ہے۔

عنبر نے ماریا بلی کو گود میں اٹھایا اور جنگل میں
چشمے کے پار جا کر اسے بحری ڈاکو کا قصہ سنایا۔ اس
نے کہا۔

"یہ ڈاکو وہی ہوگا جس کے ایک ساتھی!
لاش ہمیں خزانے کے پاس ملی تھی۔ ہو
سکتا ہے یہ اپنے خزانے کے بارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ں ۔: ورنے آیا ہو۔ کہ اسے کسی نے
سال تو میں لیا؟
جنرل
" ہ اندہ تو وہیں ہوگا۔ اس کو یہاں سے
ں نکالے گا۔ کم از کم ہمارے لیے تو
س کا خزانہ بیکار ہے۔"
یہ نہی باتیں کرتے وہ اوٹن طشتری کی طرف
ے
اوتاشا اوٹن طشتری کی سیڑھیوں میں کھڑی
شیشے کے سلنڈر کو اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی
ماں نے پوچھا۔
" اوتاشا بیٹی! تمہارا کام ٹھیک چل رہا
ہے؟"
اوتاشا بولی۔
" ہاں نہیں۔ ایٹمی ری ایکٹر کا آدھا حصہ تباہ
ہو چکا ہے۔ ہم دن رات کام کر رہے
ہیں۔"
اوتاشا اوٹن طشتری میں چلی گئی۔ جنرل
ہاک بھی اوٹن طشتری کی طرف چلے۔ ماریا بلی

جنگل سے نکلی ہوا میں سیر کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔
ماریا بلی چلتے چلتے وہیں گھاس پر درختوں کے نیچے
ادھر ادھر چلتی پھرتی رہی۔ پھر ایک خرگوش
کا پیچھا کرتی ویران مل کے کنڈر میں آ گئی۔ خرگوش
شکستہ کمرے میں کہیں جا کر غائب ہو گیا۔
ماریا بلی اسے ادھر ادھر تلاش کرنے لگی۔
اسے دیوار میں ایک سوراخ نظر آیا۔ اسے معلوم
تھا کہ یہ سوراخ تہہ خانے کی خلائی لاشوں والے
تابوت کو جاتا ہے۔ ماریا بلی نے سوچا کہ ہو سکتا
ہے۔ خرگوش نیچے گھس گیا ہو۔ ماریا بلی سوراخ
میں چھلانگ لگا کر سیڑھیوں پر سے اچھلتی ہوئی تہہ
خانے میں آ گئی۔
اس وقت تابوت کے اندر نیلی لاشیں جاگ
رہی تھیں۔ ماریا بلی نے تابوت کے پاس چار پانچ
انسانوں کی بکھری ہوئی لاشیں دیکھیں۔ تو حیران سی
ہو کر رہ گئی۔ کہ یہ لاشیں کہاں سے آ گئیں؟ اس
اثنا میں تابوت کے اندر نیلی لاشوں کو انسان کی بو
آ رہی تھی۔ یہ بو اس ماریا کی تھی جو بلی کی شکل میں
ظاہر ہو گئی تھی۔ مگر اس میں ایک انسان تھی۔ ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلی تابوت کے قریب ہی کھڑی تھی۔ اچانک تابوت کا ڈھکنا کھٹاک سے کھل کر دوسری طرف گر پڑا۔ اور اس سے پہلے کہ ماریا بلی وہاں سے بھاگتی نیلی لاش کے سرد یخ بستہ ہاتھ ماریا بلی کو گردن سے پکڑ کر تابوت میں کھینچ لیا۔

نیلی لاش کا ہاتھ لگتے ہی ماریا بلی کے جسم میں ایک انقلابی کیمیاوی تبدیلی رونما ہونی شروع ہو گئی۔ پہلے تو اس کے جسم کے سارے بال اڑ گئے۔ پھر اس کا جسم لمبا اور ایک دم سے بلی کے جسم سے الگ ہو گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ وہ تابوت کے اندر ہی ہے۔ اور نیلی لاش کے ہاتھ میں ایک بلی کی مردہ لاش پڑی ہے۔

ماریا اب بلی نہیں رہی تھی۔ وہ تابوت سے باہر نکلنے لگی تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے آگے پتھر کی نظر نہ آنے والی سخت دیوار کھڑی ہے۔ ماریا کا جسم نظر نہیں آ رہا تھا۔ نیلی لاش کیمیاوی عمل سے اس پر کیا گیا طلسم توڑ چکی تھی مگر وہ ایک دوسری مصیبت میں پھنس

تھی

نیلی لاش اب آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی۔ ماریا تابوت کے اندر ہی تھی۔ اوپر کا تابوت کا ڈھکنا کھلا تھا مگر ماریا اس میں سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ کیونکہ تابوت کے اوپر ماریا کے لیے نظر نہ آنے والی دیوار آ گئی تھی۔ ماریا نے کئی ہی بار تابوت میں سے اوپر اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ کسی ان دیکھی دیوار سے ٹکرا کر تابوت میں لاش پر واپس گر پڑتی۔

اسی دوران میں لاش نے گھٹنے سڑنا شروع کر دیا۔ خدا جانے اس پر یا ماریا بلی کے کس کا اثر تھا کہ اس کا گھٹنے سڑنے کا عمل شروع ہو گیا تھا۔ اور یہ عمل بڑی تیزی سے جاری تھا۔ ماریا کے دیکھتے دیکھتے خاتون لاش گل سڑ کر تابوت میں سے غائب ہو گئی۔ اب وہاں تابوت کی تہہ میں مٹی کی ایک باریک سی تہہ پڑی تھی۔

ماریا کی جان بڑی مصیبت میں پڑ گئی تھی۔ نہ وہ باہر نکل سکتی تھی اور نہ کسی کو آواز دے سکتی تھی۔ کیونکہ اس کی آواز بھی ختم ہو چکی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے عنبر ناگ ماریا اور تھیو سانگ کی خوشبو بھی
آ رہی تھی اس کا مطلب تھا کہ ماریا کی خوشبو
ان کو نہیں جا رہی ہو گی۔

ماریا سخت مایوس ہو کر تابوت میں لیٹ گئی۔

ادھر بحری ڈاکوؤں کا سردار کشتی میں بیٹھ کر
جہاز کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ وہ اس بھوت کے
جزیرے سے اس قدر خوف زدہ ہوا تھا کہ اس نے
فیصلہ کر لیا تھا کہ اب اگلے برس ہی اپنا خزانہ نکالنے
وہاں آئے گا۔

آسمان پر بادل آہستہ آہستہ گہرے ہوتے
شام سے تھوڑی دیر پہلے ایک بار پھر جزیرے
پر بوندا باندی شروع ہو گئی۔ عنبر ناگ اڑن طشتری
کی طرف جانے لگے تو انہیں ماریا بلی کا خیال آیا
کہاں چلی گئی ہے۔

انہوں نے اڑن طشتری میں اوٹاشا
پوچھا تو اس نے بتایا کہ ماریا بلی وہاں نہیں ہے
عنبر ناگ نے ماریا بلی کی تلاش شروع کر
انہوں نے بوندا باندی میں جزیرے کا سارا جنگل

چھان مارا۔ ماریا کو آوازیں بھی دیں مگر ماریا بلی کہیں
نہ ملی۔ اب تو انہیں فکر ہوئی کہ ماریا بلی کہاں غائب
ہو گئی۔ تھیو سانگ اور اوٹاشا وغیرہ اڑن طشتری میں
تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ ماریا بلی گم ہو گئی ہے
تو وہ بھی اڑن طشتری سے نکل آئے۔ اور اسے
ڈھونڈنے لگے۔

ایک جگہ باقی رہ گئی تھی اور وہ جگہ ویران محل
تھا۔ یہ سارے دوست ویران محل میں آ گئے۔
تہہ خانے میں بھی ماریا بلی نہیں تھی۔ عنبر نے تابوت
میں جھانک کر کہا۔

"ارے لاش تو مٹی بن چکی ہے۔"

ماریا نے چلا کر کہا۔

"میرا میں تو یہاں ہوں۔"

مگر اس کی آواز کسی نے نہ سنی۔ وہ تابوت کے
شیشے کی دیوار سے باہر بھی نہیں نکل سکتی تھی۔ خلائی
لڑکیوں اوٹاشا اور نٹالا نے غور سے تابوت میں دیکھا
اوٹاشا نے کہا۔

"یہ کیمیکلز کا ری ایکشن ہے لاش ختم ہو چکی
ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو سانگ بولا

"مگر ماریا کہاں گم ہو گئی؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"

نٹالا نے کہا۔

"کہیں وہ کسی گڑھے میں تو نہیں گر گئی؟"

ناگ نے کہا۔

"ہم نے جزیرے میں ہر جگہ اسے تلاش کر کے دیکھا ہے گڑھوں، کڈھوں، اور غاروں میں بھی ڈھونڈھا ہے۔ وہ کہیں نظر نہیں آئی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"کہیں وہ تمہارا بحری ڈاکو اسے اپنے ساتھ تو اغوا کر کے نہیں لے گیا۔"

سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ایسا ہو سکتا تھا۔ ناگ لپک کر ساحل سمندر کی طرف گیا۔ وہاں کوئی جہاز نہیں تھا جہاز سمندر میں کہیں کا کہیں پہنچ چکا تھا

دوسرے دن بھی انہوں نے ماریا کی تلاش جاری

رکھی۔ ماریا انہیں کیسے مل سکتی تھی۔ جبکہ وہ ویران محل کے تابوت میں قید تھی اور غیبی حالت میں ہونے کے باوجود تابوت سے باہر نہیں آ سکتی تھی۔

عنبر نے ناگ سے کہا

"میرا خیال ہے ماریا جی کو ضرور ڈاکوؤں کا سردار اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ اس کا جہاز سمندر میں ہی ہوگا۔ تم عقاب بن کر اس کے جہاز پر جا کر ماریا کا سراغ لگاؤ۔"

ناگ تیار ہو گیا۔ کیونکہ ماریا کی اسے بھی بہت فکر تھی وہ عقاب بن کر اڑا اور جس طرف بحری ڈاکوؤں کا جہاز گیا تھا۔ اس طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ کی رفتار اتنی تیز تھی کہ دو گھنٹے کے بعد اسے دور بحری ڈاکوؤں کے جہاز کا کالا جھنڈا مستول پر پھڑپھڑاتا نظر آیا

ناگ نے جہاز کے اوپر پہنچ کر دو چکر لگائے۔ تو ڈاکوؤں نے خوشی سے شور مچا دیا کہ عقاب کو زندہ پکڑو۔ سردار بھی کیبن سے نکل کر عرشے پر آ گیا۔ ناگ جان بوجھ کر ایک لکڑی کے صندوق پر آ کر بیٹھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سردار نے بازو اٹھا کر کہا۔

"یہ بڑا قیمتی عقاب ہے اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔"

ناگ اپنی جگہ سے ہلا۔ چنانچہ ڈاکوؤں نے اسے بڑی آسانی سے پکڑ لیا اور سردار کے پاس لے آئے۔ سردار اتنی اعلیٰ قسم کے عقاب کو پا کر بہت خوش ہوا۔ اس نے عقاب کی ٹانگ میں چاندی کی زنجیر باندھ کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا اور خوشی خوشی اپنے کیبن کی طرف چلا۔ کیبن میں سردار نے ناگ کو ایک سنہری پنجرے میں بند کر دیا اور پنجرے کے اندر بھنی ہوئی مچھلی کے دو ٹکڑے رکھ دیئے۔

جب شام ہوئی اور کیبن میں اندھیرا سا ہوا تو ناگ نے پنجرے کے اندر ہی اپنی شکل چھوٹے سانپ کی بنائی اور رینگتا ہوا پنجرے سے نکل کر کیبن سے باہر راہ داری میں آ گیا۔ راہ داری میں دور ایک لیمپ جل رہا تھا۔ ناگ ماریا بحر کی گہرائی میں تھا۔ گرم موسم ہونے کی وجہ سے سارے ڈاکو جہاز کے اوپر عرشے پر بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے۔

ناگ نے ایک ایک کر کے نیچے کے سارے کیبن

دیکھ لیے۔ اسے ماریا کا کہیں کوئی سراغ نہ ملا۔ اسے کچھ کچھ یقین ہو چلا تھا کہ یہاں ماریا نہیں ہے۔ ناگ واپس سردار کے کیبن کی طرف لوٹ رہا تھا کہ اسے ایک کیبن کے ادھ کھلے دروازے میں سے روشنی کی لکیر باہر آتی نظر آئی۔ پہلے یہ کیبن بند تھا اور ناگ اس کے اندر نہیں گیا تھا۔ ناگ نے ادھ کھلے دروازے میں سے اپنی سانپ والی چھوٹی سی گردن بڑھا کر اندر دیکھا۔

اس نے کیبن میں ایک سانولے نوجوان کو دیکھا کہ اسے رسیوں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ وہ ایک کرسی کے ستون کے ساتھ بندھا تھا اور ایک ڈاکو خنجر کی نوک اس کی گردن پر رکھے کہہ رہا تھا۔

"اگر تم سردار کی بھلائی چاہتے ہو تو بتا دو کہ تمہارے باپ نے اپنی جیل میں جواہرات کا صندوق کہاں چھپا رکھا ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ سردار سے میں اس کا ذکر نہیں کروں گا اور تمہیں افریقہ پہنچ کر فرار کروا دوں گا۔"

نوجوان نے غصہ آواز میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ میرے باپ نے جواہرات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا۔ وہ ایک بے گناہ نوجوان تھا۔

ڈاکو نوجوان کو پیٹ رہا تھا۔ اس کے منہ پر بار بار ہاتھ رکھ دیتا تاکہ اس کی چیخوں کی آواز باہر نہ جائے۔ پھر کہنے لگا۔

"میں بتاتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد پھر آؤں گا۔ اگر تم نے تب بھی جواہرات کا راز نہ بتایا تو میں تمہیں اسی لمحہ ہلاک کر ڈالوں گا۔"

یہ کہہ کر ڈاکو کیبن سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناگ نے انسانی شکل بدلی اور کیبن میں داخل ہو گیا۔ نوجوان کے ہونٹوں میں سے خون کی پتلی سی لکیر بہنے لگی تھی۔ چہرا زخم کی وجہ سے روشنی میں اس کا چہرہ مردہ لگ رہا تھا۔ ناگ کو ایک نظر دیکھ کر نوجوان نے بیزاری سے کہا۔

"تم بھی مجھے اذیت دینے آئے ہو۔ تم اس کے ساتھی ہو۔ مگر مجھے جواہرات کے راز کا علم نہیں ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں۔"

ناگ نے بڑی شفقت سے کہا۔

"بھائی میں ڈاکو نہیں ہوں۔"

کا صندوق مرنے سے پہلے کس کر دیا تھا۔ وہ مجھ سے ناراض رہتا تھا۔ اس لیے مجھے اپنا نگران کبھی نہیں دے سکتا تھا۔"

ڈاکو نے خنجر کی نوک نوجوان کی گردن میں چبھوئی تو اس کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ ڈاکو بولا۔

"سردار تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ تمہارے باپ کی حویلی کے شہر کی طرف جا رہا ہے۔ جواہرات کا صندوق بھی یا نہ ہو۔ وہ دونوں صورتوں میں تمہیں مار ڈالے گا۔ اگر تم جواہرات کا راز مجھے بتا دو تو تمہاری جان بچانے کا میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔"

مگر نوجوان ہر بار یہی کہتا رہا کہ اسے کچھ معلوم نہیں ہے۔ ڈاکو نے نوجوان کے منہ پر زور سے ایک مکا مارا۔ نوجوان کی چیخ نکل گئی۔ ناگ یہ سب کچھ دروازے کی اوٹ میں چھپا دیکھ رہا تھا۔ اسے نوجوان کی بے بسی پر بہت ترس آیا۔ یہ سنگ دل وحشی ڈاکو اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ناگ نے سوچا اور اس کا دل بدنصیب قیدی نوجوان کے لیے ہمدردی سے لبریز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نوجوان نے تعجب سے ناگ کی طرف دیکھا اور ا
بولا۔

"اگر تم ڈاکو نہیں ہو تو ان کے ساتھی ہو
گے؟"

ناگ نے کہا

"میں ان کا ساتھی بھی نہیں ہوں بس
سمجھ لو کہ میں غلطی سے ڈاکو کے جہاز پر
چڑھ گیا تھا۔ اب یہاں چھپا بیٹھا تھا کہ
تمہاری چیخوں کی آواز سن کر آ گیا۔ تمہارے
اور ڈاکو کے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں میں
نے سن لی ہیں۔"

نوجوان رحم طلب نظروں سے ناگ کی طرف
دیکھنے لگا۔

"بھائی! کیا تم مجھے یہاں سے نکال سکتے
ہو تم کسی طرح میری رسیاں کھول دو۔
میں جہاز کے اوپر جا کر سمندر میں چھلانگ
لگا دوں گا۔ ان ڈاکوؤں کے ہاتھوں مرنے
سے بہتر ہے کہ میں مچھلیوں کا نوالہ بن
جاؤں۔"

ناگ نے اسے حوصلہ دیا اور کہا۔

"تمہیں سمندر میں چھلانگ لگا کر خودکشی
کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں یہاں
سے زندہ سلامت نکالنے کی کوشش کروں
گا۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔"

"وہ کیا ہے میرے بھائی؟" نوجوان نے
پوچھا۔

ناگ نے کہا۔

"میں جیسے کہوں۔ ویسے ہی کرنا۔ میری
کسی بات کو کوئی سوال نہ کرنا۔"

نوجوان نے کہا

"مجھے منظور ہے بھائی۔ مگر یہ تو سنگ دل
وحشی ڈاکوؤں کا جہاز ہے۔ تم خود یہاں
پھنسے ہوئے ہو۔ مجھے کیسے نکالو گے؟"

ناگ بولا۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔"

اتنا کہنے کے بعد ناگ نے نوجوان کی رسیاں
کھول کر اسے آزاد کر دیا۔ کپڑے سے اس کے
ہونٹوں پر بہتا ہوا خون پونچھا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے ساتھ آؤ"

ناگ کے ساتھ وہ نوجوان بھی سہما سہما سا باہر غار کی راہداری میں نکل آیا۔

ناگ اسے لے کر سردار کے کیبن میں آگیا۔

"یہ تو سردار کا کیبن ہے۔ وہ آرہا ہوگا۔ یہ تم مجھے گڑھے سے نکال کر کہاں لے آئے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"خاموشی سے اس پلنگ کے نیچے چھپ جاؤ۔ اور خبردار آواز مت نکالنا"

نوجوان فوراً سردار ڈاکو کے پلنگ کے نیچے رینگ کر چھپ گیا۔ ناگ رینگ کر سنہری پنجرے میں گھس گیا اور پنجرے میں جاتے ہی اس نے ایک بار پھر عقاب کی شکل اختیار کر لی

اتنے میں باہر شور سا مچا سردار چلا چلا کر کچھ کہہ رہا تھا۔

"کمینو تم نے میری حکم عدولی کی ہے۔ وہ رسیاں کھول کر بھاگ گیا ہے۔ وہ اسی پہاڑ میں کہیں چھپا ہوگا۔ اسے

فوراً پکڑ کر میرے پاس لاؤ"

ڈاکوؤں کے ادھر ادھر بھاگنے کی آوازیں آئیں پھر کیبن کا دروازہ کھلا۔ اور سردار ڈاکو غصے میں پھنکارتا داخل ہوا اور بستر پر بیٹھ گیا۔

وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا۔

سب حرامی ہیں۔ نکمے ہیں۔ ان سے ایک قیدی نہیں سنبھالا گیا؟

اب ناگ نے سوچا کہ اگر وہ اپنا آپ سردار پر ظاہر کرتا ہے۔ تو وہ اسے ہوت سمجھ کر پہلے تو شاید ڈر جائے مگر پھر وہ اسے تلوار کا وار کر کے ہلاک بھی کر سکتا ہے۔ اسے کسی حکمت عملی سے کام لینا چاہیئے تھا۔ لیکن پلنگ کے نیچے چھپے ہوئے نوجوان نے سارا کام خراب کر دیا۔

ایسا ہوا کہ سردار ڈاکو چونکہ پریشان تھا اس لیے اٹھ کر کیبن میں ٹہلنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے غصے میں جھلا کر تلوار کو زور سے میز پر مارا تو پلنگ کے نیچے چھپے ہوئے نوجوان کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ سردار ایک دم سے چونک پڑا۔ اس نے ٹانگ سے پلنگ کو دوسری طرف الٹ دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے اُسے اپنا قیدی چھپا ہوا دکھائی دیا۔ وہ خوف سے کانپ رہا تھا۔

سردار نے تلوار اوپر اٹھائی اور گرجا

"تمہاری یہ ہمت کہ میرے پلنگ کے نیچے

پھر تم ضرور مجھے ہلاک کرنے آئے تھے۔

میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"

وحشی سردار پر غصے کا بھوت سوار تھا۔ وہ نوجوان پر تلوار کا وار کرنے ہی والا تھا کہ ناگ سانس کی سانپ کی شکل میں پنجرے میں سے اچھل کر اس کی گردن سے لپٹ گیا اور اپنا پھن اس کے منہ کے بالکل سامنے پھیلا دیا۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ سردار کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ سانپ کیبن میں کہاں سے نکل کر اس کی گردن کے ساتھ لپٹ گیا ہے۔ اگرچہ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ مگر سانپ کا پھن اس کے منہ کے سامنے تھا۔ وہ سانپ پر حملہ کرتا ہے تو سانپ ایک سیکنڈ میں اس کے ماتھے پر ڈس کر اسے ہلاک کر سکتا ہے۔

نوجوان قیدی بھی ایک طرف کھڑا گیا تھا اور وہ

زندہ تھا۔

سردار کو پسینہ آگیا۔ وہ ڈرتے ڈرتے قدم اٹھاتا کھڑکی ہوا کو لے میں رکھی لکڑی کی کرسی پر جا کر آہستہ سے بیٹھ گیا۔ ناگ ابھی تک اس کی گردن سے لپٹا تھا۔

سردار کرسی پر بیٹھا تو ناگ نے ایک پھنکار ماری اور اس کی گردن سے اچھل کر اس کے سامنے اپنی اصلی انسانی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ ناگ نے جھپٹ کر تلوار اٹھا لی اور اس کی نوک سردار کی گردن پر رکھ دی۔

پھر اس نے نوجوان قیدی سے کہا۔

"بچھونے کی چادر سے سردار کو کرسی کے ساتھ باندھ دو"

نوجوان نے جلدی سے بچھونے پر سے چادر اٹھائی اور سردار کو کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔ سردار نے پہلی بار ایک سانپ کو انسان بنتے دیکھا تھا۔ وہ تو وحشت زدہ ہو چکا تھا۔ اس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ ناگ نے سردار کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تاکہ وہ کوئی آواز نہ نکال سکے۔ اب ناگ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نوجوان کو ساتھ لیا اور کیبن سے باہر نکلا۔ راہ داری خالی تھی۔ اس نے کیبن کا دروازہ بند کر کے کنڈی چڑھا دی اور نوجوان سے کہا۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

نوجوان نے ایسا ہی کیا۔ وہ ناگ کو کوئی بہت بڑا جادوگر سمجھ رہا تھا۔ ناگ اس زینے کی طرف بڑھا، جو اوپر جہاز کے عرشے پر جاتی تھی۔ اچانک اسے ڈاکو اس کے سامنے آ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر دوسروں کو خبردار کرتا ناگ سانپ کی طرح بل کھا کر اچھلا اور ڈاکو کی گردن پر ڈس دیا۔ ڈاکو دھڑام سے نیچے گر پڑا۔

ناگ زینے کی طرف بڑھا۔ وہ دوبارہ انسانی شکل میں آ گیا تھا۔ عرشے پر ڈاکو ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے مغرور نوجوان کو ڈھونڈ رہے تھے۔ ناگ نے زینے کے اوپر والے دروازے میں سے جھانک کر باہر دیکھا۔ آسمان پر تارے چمک رہے تھے۔ عرشے پر کہیں کہیں ایک چراغ روشن تھا۔ ناگ نے نوجوان کو سرگوشی میں کہا۔

"میرے پیچھے نکل کر جہاز کی پچھلی طرف بڑھنا۔"

ناگ جھک کر جہاز کے عرشے پر پیچھے کی طرف بڑھا۔ نوجوان اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ جہاز کے پچھلے حصے میں اندھیرا تھا۔ لنگر ہوا چل رہی تھی۔ جہاز سمندر کی لہروں پر ہچکولے کھاتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ ناگ عرشے کے کھلے حصے کے فرش پر کانڈو کی طرح رینگ کر جہاز کے عقبی حصے میں پہنچا تو اس کا پاؤں ایک رسی میں الجھ گیا۔ یہ رسی ایک ڈول کے ساتھ بندھی تھی، جو کھلے حصے کے بڑے بجس پر رکھا تھا۔ یہ ڈول زور دار آواز پیدا کرتا نیچے گر پڑا۔ دوسری طرف ڈاکو چوکس ہو گئے اور جہاز کے پچھلے حصے کی طرف دوڑے۔

ان میں سے ایک کے ہاتھ میں لیمپ تھا اس نے لیمپ کی روشنی آگے ڈالی تو اسے نوجوان قیدی کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی نظر آیا۔

اس نے چیخ کر کہا۔

"قیدی یہاں پر ہے۔"

ڈاکو تلواریں لہراتے ناگ اور نوجوان کی طرف دوڑ پڑے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر کیا ہوا؟

اس کے لیے آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۲۱ "خوفناک مقابلہ" پڑھیے جو سنسنی خیز دلچسپ اور حیران کر دینے والے واقعات سے بھرپور ہوگی۔

○

"غیبی لاش" عنبر ناگ ماریا کا نمبر ۱۲۵ خاص نمبر ہوگا

صفحات تقریباً ۴۰۰ سے زائد، قیمت -/۲۴ روپے

اگست ۱۹۸۶ء میں شائع ہوگا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ ماریا اسفندیر کی واپسی

عنبر ناگ ماریا کیٹی اور خلاصیں

خوفناک مقابلہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا حیرت انگیز تجربوں سے گذر رہے ہیں۔ کئی دوستوں نے پوچھا ہے کہ وہ ایک بار پھر ماضی کے زمانے میں کیسے پہنچ جاتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ ہماری دنیا میں جو بھی واقعات گذرتے ہیں ان کا عکس روشنی کے تیروں کی شکل میں روشنی کی رفتار سے سفر کر رہا ہوتا ہے جس طرح ٹیلی ویژن کی تصویر روشنی کے ذروں کی مدد سے ہمارے ٹی وی سیٹ پر آ جاتی ہے اسی طرح اگر ہم کسی طرح خلاء میں پہنچ کر اپنی دنیا کے واقعات کے سفر کرتے عکس کے اندر پہنچ جائیں تو ہم ماضی میں چلے جائیں گے اور ان واقعات کو ایک بار پھر گذرتے دیکھیں گے جو پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ سائنس کا اصول ہے۔ اسی اصول کی وجہ سے عنبر ناگ اور ماریا اور کیٹی پرانے زمانے میں بار بار چلے جاتے ہیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴/ این راہ چمن سمن آباد۔ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- فلسطینی کمانڈو
- پُراسرار قبر
- زرقہ کا فرار
- رتنالی کون تھی!
- خوفناک مقابلہ

فلسطینی کمانڈو

بحری ڈاکو تلواریں لہراتے ناگ اور ساتھی نوجوان پر لپکے۔

ناگ کو اپنی فکر نہیں تھی۔ اسے غم نصیب نوجوان کا فکر تھا کہ وہ اس جنگ میں ضرور مارا جائے گا۔ ناگ اگر دو ڈاکوؤں کو سنبھالتا ہے۔ تو تیسرا ڈاکو ضرور نوجوان پر تلوار سے حملہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ ناگ نے وہی فیصلہ کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ اس نے جہاز کے عرشے پر پیچھے کی طرف بھاگ کر اپنے ساتھی نوجوان کو بازو سے پکڑا اور جہاز کے عرشے سے دھڑام سے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

رات کی تاریکی میں وہ اتھاہ سمندر کی بپھرتی ہوئی موجوں میں جا کر گرے تو نوجوان کی چیخ نکل گئی لیکن سمندر میں گرتے ہی ناگ نے نوجوان کو اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قابو میں کیا اور اس کی گردن کو پانی سے باہر رکھا۔ سمندری لہریں بپھری ہوئی تھیں اور تیزی سے جہاز سے دور ہو رہی تھیں۔ جہاز کے عرشے پر ڈھکو کھڑے جھک کر نیچے دیکھ رہے تھے۔ رات کی تاریکی میں انہیں سمندر میں بھلا کیا نظر آتا۔ سمندر کی طوفانی موجیں ناگ اور نوجوان کو بہاتی ہوئی کہیں کی کہیں لے گئیں۔ اتنے خوفناک سمندر میں پہاڑ ایسی موجوں پر اوپر نیچے ہونے سے نوجوان کا دل زور سے بیٹھا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں اور بار بار منہ میں پانی چلا جاتا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ یہ بے چارہ تو اس طرح ختم ہو جائے گا۔

ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا اور فوراً ہی ایک بہت بڑے عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ پھر اس نے جھپٹ کر نوجوان کو اپنے پنجوں میں اٹھا لیا اور سمندر کے اوپر پھڑپھڑاتا ہوا فضا میں بلند ہوتا گیا۔ ناگ کے پنجوں میں دبکا ہوا نوجوان خوف کے مارے بے ہوش ہو چکا تھا۔ ناگ نے اسے مضبوطی سے اپنے پنجوں میں پکڑ رکھا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے واپس جزیرے کی طرف چلا جہاں عنبر تھیر ناگ

نتالا اور اوناشا اس کا انتظار کر رہے تھے اور بابا ویران محل کے تابوت میں قید تھا۔

ناگ کو اندھیری رات میں سمندر کے اوپر بلندی پر اڑتے ابھی تھوڑی دیر ہی گذری ہو گی کہ ایک دم سے اسے سمندری طوفان نے گھیر لیا۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے لگے۔ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ہوا کا طوفان اس قدر تیز اور شدید تھا کہ ناگ عقاب کی شکل میں کبھی ایک طرف کو چلا جاتا اور کبھی ہوا کے تھپیڑے اسے اٹھا کر دوسری طرف پھینک دیتے۔ نوجوان ابھی تک بے ہوش تھا اور ناگ اسے مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔

سمندری ہواؤں کے قیامت خیز طوفان نے آخر ناگ کو بے بس کر دیا۔ تیز ہواؤں کے تھپیڑے ناگ کو اٹھا کر ایک طرف اڑانے لگے۔ ان طوفانی ہواؤں کے دوش پر ناگ ساری رات بہتا رہا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ ہوائیں اسے کس طرف لے جا رہی ہیں۔ اس نے اپنے پَر سمیٹ لیے تھے اور اپنے آپ کو طوفانی ہواؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔

صبح کے وقت ہوا کا طوفان تھما تو ناگ نے اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پروں کو کھول کر پھڑ پھڑایا۔ وہ اب اپنی مرضی سے اڑ سکتا تھا۔ اس نے نیچے دیکھا۔ اب اس کے نیچے سمندر نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک صحرا کے اوپر اڑتا جا رہا تھا۔ ناگ نے نیچے کی جانب غور لگایا اور ریت کے ایک ٹیلے پر اتر گیا۔

نوجوان کو دیکھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل بدلی، اور نوجوان کو ہوش میں لانے کے لیے اس کے منہ پر دو ایک ہلکے ہلکے طمانچے مارے۔ اس نے ہوش میں آ کر آنکھیں کھول دیں اور حیرانی سے بولا:

"میں کہاں ہوں؟"

ناگ نے کہا:

"ہم سمندر سے نکل کر ایک صحرا میں آ گئے ہیں اب تمہیں کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے۔"

نوجوان نے چاروں طرف پھیلا ہوا صحرا دیکھا تو تعجب سے کہنے لگا:

"یہ تمہارا طلسم ہمیں نکال کر یہاں لے آیا ہوگا تم واقعی بہت بڑے جادوگر ہو۔"

ناگ بولا: "ہاں میں اتنا ہی طلسم جانتا ہوں۔ مگر وعدہ کرو کہ تم میرے اس طلسم کا ذکر

کسی سے نہیں کرو گے۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو، پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے؟"

نوجوان نے کہا:

"میرا نام گروسٹس ہے۔ میرا باپ شاہ افریج کے ایک ملک بلاش کے شہر طنبیر میں رہتا تھا۔ وہ بڑا امیر سوداگر تھا۔ میں اس کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ یہ سوچ کر مجھے اس لیے اغوا کر لائے تھے کہ میں انہیں اپنے باپ کے خزانے کا پتہ بتا دوں گا۔ مگر انہیں معلوم نہیں میرا باپ مرتے وقت مجھے بھی خزانے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکا۔ میرے باپ کی شاندار حویلی اور اس کی ساری جائیداد پر میرے چچا نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے میرے گھر شہر طنبیر میں پہنچا دو۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

ناگ کو اگرچہ واپس عنبر عقیق سانگ اور نگالا وغیرہ کے پاس جانے کی بھی جلدی تھی لیکن ایک تو وہ بیڑے کا راستہ بھول گیا تھا۔ سمندر طوفان نے اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہیں کا کہیں لا پھینکا تھا دوسرے وہ گولوش نوجوان کو بے یار و مددگار صحرا میں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے گولوش سے کہا کہ وہ اسے اس کے گھر پہنچانے کے بعد ہی اس سے الگ ہو گا۔

ناگ نے گولوش سے پوچھا:

"کیا تم صحرا کے ان ٹیلوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہو کہ ہم کس ملک میں ہیں؟"

گولوش نے چاروں طرف ایک بھرپور نگاہ ڈالی۔ پھر کچھ غور کرنے کے بعد بولا:

"میرا خیال ہے کہ ہم شمالی افریقہ کے صحرا ہی میں ہیں۔ کیوں کہ صرف شمالی افریقہ ہی ایک ایسا صحرا ہے جہاں بیر ہوتی کی بلند کانٹے دار جھاڑیاں ہوتی ہیں اور میں یہ جھاڑیاں کئی جگہوں پر اُگی دیکھ رہا ہوں۔"

ناگ بولا: "پھر تو یہاں سے تمہارا ملک دور نہیں ہے۔ اب ایسا کرتا ہوں کہ میں عقاب بن کر تجھے اپنے اوپر بٹھا لیتا ہوں۔ اس طرح ہم صحرا کو جلدی سے عبور کر جائیں گے۔ ورنہ جانے تمہارے شہر تک پہنچتے کتنے دن

لگ جائیں اور تم بھوکے پیاسے ایک دن بھی نہیں گزار سکو گے۔"

گولوش پہلے تو ڈر گیا اور اس نے عقاب کے اوپر بیٹھ کر پرواز کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب دیکھا کہ اتنے وسیع اور لق و دق صحرا کو وہ پیدل چل کر کبھی پار نہیں کر سکتا تو راضی ہو گیا۔

ناگ نے عقاب کی شکل میں آ کر گولوش کو اپنے اوپر بٹھایا اور شمال کی طرف پرواز کرنے لگا۔ وہ زمین سے کافی بلندی پر جا کر اڑ رہا تھا۔ تاکہ نیچے سے وہ کسی انسان کو آسانی سے دکھائی نہ دے سکے۔ اس وقت دن کی روشنی پھیل ہوئی تھی۔ سارا دن عقاب اڑتا رہا۔ شام کے وقت جب سورج غروب ہوا تو دور ناگ کو کسی شہر کی فصیل کے اندر مکانوں کی چھتیں دکھائی دیں۔

ناگ نے گولوش سے کہا:

"کیا تم اس شہر کو پہچانتے ہو؟"

گولوش نے کہا:

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہ میرا ہی شہر طنجیر ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔ وہ بلندی کو چھوڑ کر کافی نیچے آ گیا تھا۔ اب صحرا کی جگہ زمین پر کہیں کہیں کھیت اور کھجور کے درخت بھی نظر آنے لگے تھے۔ شہر قریب تھا۔ گووش نے عقاب کے اوپر بیٹھے بیٹھے اپنے شہر کو پہچان لیا تھا۔ ناگ نیچے آ گیا۔ ایک کھیت میں اتر کر اس نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کی اور گووش کو ساتھ لے کر شہر میں داخل ہو گیا۔ گووش اسے اپنی حویلی میں لے گیا جہاں اس کا چچا رہتا تھا۔ چچا نے گووش کو دیکھ کر زیادہ خوشی کا اظہار نہ کیا۔ ناگ سے بھی ہاتھ ملایا مگر بیزاری سے۔ ناگ وہاں صرف ایک رات ہی ٹھہرا اور گووش کو اس کی حویلی میں چھوڑ کر واپس صحرا اور سفید سانگ سے ملنے ان کے ویران جزیرے کی طرف پرواز ہو گیا جہاں اڑن طشتری پرواز کے لیے تیار تھی۔

مصیبت یہ تھی کہ ناگ کو کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ جزیرہ کس سمندر میں ہے اور اس سمندر کو کون سا راستہ جاتا ہے۔ بس اس نے عقاب کی شکل بدل کر فضا میں اڑنا شروع کر دیا تھا۔ اڑتے اڑتے رات کا اندھیرا زمین پر پھیل گیا اور ناگ کو نیچے کچھ نظر

نہیں آتا تھا۔ آسمان پر ستارے بھی نہیں تھے کیونکہ کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر میں موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ بارش میں بجلی بھی بار بار چمک رہی تھی۔ بارش میں ایک عقاب کے لیے اڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ پر گیلے ہو کر بوجھل ہو جاتے ہیں۔ ناگ نے سوچا کہ نیچے اتر کر کسی جگہ رات بسر کی جائے۔ جب بارش تھمے گی تو پھر سفر شروع کیا جائیگا۔

اس نے موسلا دھار بارش میں نیچے کی طرف غوطہ لگایا۔

ابھی وہ غوطے میں گیا ہی تھا کہ اچانک بجلی کی چمکا چوند سے اس کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ ایک کڑاکے کی آواز بلند ہوئی اور عقاب کو اتنے زور کا دھکا لگا کہ وہ بارش میں قلابازیاں کھاتا زمین کی طرف گرتا چلا گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس کے اور گرد دھند ہی دھند تھی۔ اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ نہ زمین، نہ آسمان اور نہ بارش۔ بارش بھی تھک گئی تھی۔ بجلی بھی نہیں چمک رہی تھی۔ بادلوں کی گرج بھی جیسے کہیں غائب ہو چکی تھی۔ ناگ نے اپنے پروں کو سنبھال کر اوپر کی طرف اڑنے کی کئی بار کوشش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی مگر وہ ہر بار ناکام رہا۔ کسی ان دیکھی طاقت نے اس کے پروں کو جیسے بند کر دیا تھا اور وہ ان کو حرکت نہیں دے سکتا تھا۔ وہ دل میں پریشان ہوا کہ وہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہے۔

ایک پریشانی اسے یہ تھی کہ ابھی تک زمین نہیں آئی تھی۔ اب تک تو اسے زمین کے ساتھ ٹکرا جانا چاہیے تھا۔ لیکن زمین بھی جیسے غائب ہو گئی تھی۔ ناگ نے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا۔ تیز ہوائیں اسے دھند میں نیچے ہی نیچے لیے جا رہی تھیں۔ پھر ایسا ہوا کہ اس کو ایک ہلکا سا دھچکا لگا اور اس کے پَر اپنے آپ کھل گئے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ فضا میں پَر تولے اور زمین کی طرف خوف لگایا۔

دھند اس کے سامنے سے چھٹ رہی تھی۔ اسے کسی چیز کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ناگ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا ہوائی جہاز جو ایک فائیٹر جیٹ تھا خوفناک زناٹے کی آواز کے ساتھ اس کے قریب سے گذر گیا۔ ناگ اس کے ہوا کے تھپیڑے سے تلا بازیاں کھاتا ایک طرف کو جا گرا۔ اس نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالا اور حیران ہو کر

یا خدا یہ فائیٹر جیٹ طیارہ کہاں سے آ گیا؟ وہ کس دنیا میں پہنچ گیا ہے؟ یہ جیٹ طیارے تو زمین پر ۱۹۹۰ء کے بعد کے زمانے میں اڑا کرتے تھے۔

ناگ نے زمین کی طرف غوطہ لگایا۔ اسے نیچے کسی ماڈرن شہر کی عالی شان بلند عمارتیں، بل کھاتی شاندار سڑکیں اور ان سڑکوں پر دوڑتی نئے ماڈل کی کاریں، ٹرک اور بسیں دکھائی دیں۔ ناگ کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔ یہ جگہ کو وقت سے کروٹ بدل لی ہے اور وہ اس زمین کے ۱۹۷۰ء کے بعد کے زمانے میں پہنچ گیا ہے۔

وہ شہر کے ایک بہت خوبصورت پارک کے ایک اونچے درخت پر اتر آیا۔ پارک میں کچھ بچے خیال کھیل رہے تھے۔ یہ سرخ و سفید بچے تھے۔ یقیناً یہ یورپ کا کوئی ملک ہو گا۔ ناگ نے سوچا لیکن اس نے دو بوڑھوں کو ایک بنچ پر بیٹھے باتیں کرتے دیکھا جن کے رنگ زیادہ گورے نہیں تھے اور انہوں نے لمبے چغے پہن رکھے تھے۔ ایک جگہ پارک میں اسے کھجور اور انجیر کے درختوں کے جھنڈ بھی نظر آئے۔

ناگ ابھی تک نہیں سمجھ سکا تھا کہ وہ کس ملک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے شہر میں آ گیا ہے۔ ناگ درخت کی گھنی شاخوں میں سے اتر کر نیچے پارک میں آ گیا۔ وہ درخت کی اوٹ میں تھا۔ اسے ابھی تک کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے سانس اوپر کو کھینچا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اسے تعجب ہوا کہ اس کا لباس اس ملک کے لوگوں جیسا ہو گیا تھا۔ یعنی اس نے جینز اور ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ پاؤں میں چمڑے کے سیاہ جوتے تھے۔ ناگ نے تعویذ اور چندن کی جیبوں کی تلاشی لی۔ اس کی جیبوں میں کچھ نہیں تھا۔

اسے اگر افسوس تھا تو اس بات کا کہ وہ جنتر تعویذ اور ٹوٹکا وغیرہ کے زمانے سے بہت آگے نکل آیا تھا۔ کیمیا بھی اس سے بہت دور ہو گئی تھی جو نہ جانے کس خیال یا سہارے میں قید کی زندگی گزار رہی تھی۔ بہرحال ناگ صبر شکر کر کے پارک میں ایک طرف کو چلنے لگا۔ ایسا تو ہزاروں سال سے اس کے ساتھ ہوتا ہی آیا تھا۔

وہ بنچ پر بیٹھے بوڑھے آدمیوں کے قریب سے گزرا تو انہیں ان کی باتیں سنائی دیں۔ وہ عبرانی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ یہ زبان یہودیوں کی تھی۔ کہیں

وہ کسی یہودی ملک میں تو نہیں پہنچ گیا؟ اس نے سوچا کہ اگر وہ بیسویں صدی میں آ گیا ہے تو یہ یقیناً اسرائیل کا ملک ہو گا جس پر یہودیوں نے فلسطینی عرب مسلمانوں کو نکال کر قبضہ کر لیا ہے۔ پارک میں سے نکل کر وہ فٹ پاتھ پر آ گیا۔ اس کے سامنے والی فٹ پاتھ پر سڑک کے پار دکانیں، سٹور اور اونچی ماڈرن عمارتیں تھیں۔ سڑک پر سے نئے ماڈل کی موٹر کاریں گزر رہی تھیں۔ سڑک پار کر کے وہ سامنے والے فٹ پاتھ پر آیا تو اس نے سٹورز اور دکانوں کے باہر عبرانی زبان میں ساتھ بورڈ لگے ہوئے دیکھے۔ ایک بورڈ کے نیچے تل ابیب لکھا تھا۔ اب اسے اس حقیقت کا ثبوت مل گیا تھا کہ وہ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں پہنچ گیا ہے۔ اسرائیلیوں یعنی یہودیوں کا ملک تھا جو عرب مسلمانوں کے دشمن تھے۔

ناگ اپنی تقدیر پر افسوس کرنے لگا کہ وہ بجائے دوست ملک کے ایک دشمن ملک میں پہنچ گیا ہے لیکن تقدیر کو کیا منظور تھا؟ اس کی ناگ کو خبر نہیں تھی۔ اسرائیلی لڑکیاں نیکریں اور پتلونیں پہنے تیز تیز قدموں سے ناگ کے پاس سے گزر رہی تھیں۔ چلتے چلتے وہ ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوک میں آ گئی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ بازار کس طرف کو جاتا ہے۔ وہ اس شہر میں اجنبی تھا۔ وہ یونہی سر اٹھائے چل رہا تھا۔ دل میں حقیر، فقیر ساگ اور مادیا اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ نہ جانے اب ان سے کب اور کن حالات میں ملاقات ہو گی۔

ناگ ایک موڑ گھوما تو اسے ایک دم سے مشین گن کی گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔ سڑک پر سے لوگ ادھر اُدھر دوڑ اٹھے۔ ناگ بھی ایک کھمبے کے پیچھے ہو گیا۔ گولیاں تڑا تڑ چل رہی تھیں۔ پھر ایک گلی میں سے دو نوجوان جنہوں نے اپنے سروں پر فلسطینی مجاہدوں کے جیسے رومال باندھ رکھے تھے ہاتھوں میں مشین گنیں لیے بھاگ کر نکلے۔ وہ پیچھے منہ کر کے فائرنگ بھی کر رہے تھے۔ ان کے پیچھے اسرائیلی سپاہی ایک جیپ میں گولیاں برساتی چلی آ رہی تھی۔

گولیوں کی بوچھاڑ ایک مجاہد کو لگی اور وہ منہ کے بل سڑک پر گر پڑا۔ دوسرا ناگ کی طرف دوڑا۔ شاید وہ اس کھمبے کی آڑ لینا چاہتا تھا۔ جہاں پہلے ہی سے ناگ کھڑا تھا۔ ناگ اپنے آپ کو کسی مصیبت میں نہ ڈالنے کے خیال سے وہاں سے دوڑا۔ فلسطینی

مجاہد کھمبے کے قریب آیا تو سامنے سے بھی ایک فوجی جیپ آ گئی۔ اس دقت صورتِ حال یہ تھی کہ فلسطینی مجاہد کے ساتھ ناگ بھی بھاگا جا رہا تھا۔ اسرائیلی فوجی جیپ میں سے اچھل کر کودے اور فلسطینی مجاہد کو قابو میں کر لیا۔ دو فوجیوں نے ناگ کو بھی دبوچ لیا۔

فوجیوں نے فلسطینی مجاہد اور ناگ کو گھسیٹ کر فوجی جیپ میں ڈالا اور جیپ کو فل سپیڈ پر چلاتے بازاروں میں سے گذرتے ایک کھلی سڑک پر آ گئے۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا تھا کہ ناگ کو جب سنبھلنے کا موقع ملا تو اس نے دیکھا کہ فلسطینی مسلمان عرب مجاہد اسرائیلی فوجیوں کی مشین گنوں کی زد میں جیپ کے فرش پر ناگ کے بالکل پاس ہی بیٹھا اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسے کس لیے گرفتار کیا گیا ہے۔ ناگ اگر چاہتا تو اس وقت آزاد ہو سکتا تھا لیکن اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس مسلمان عرب فلسطینی مجاہد کو ان یہودی درندوں کے چنگل میں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

پھر بھی ناگ نے عبرانی زبان میں ایک فوجی سے کہا کہ وہ بے گناہ ہے۔ اسے کیوں پکڑا گیا ہے۔ یہودی فوجی نے جواب میں ناگ کی گردن پر مشین گن کا دستہ مارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور غراتے ہوئے کہا:

"تم بھی اس فلسطینی عرب کے ساتھی ہو؟"

ناگ بولا: "میں فلسطینی عرب نہیں ہوں۔ میں اسرائیلی ہوں۔"

فوجی نے اس سے ناگ کا شناختی کارڈ مانگا۔ شناختی کارڈ ناگ کے پاس نہیں تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ ناگ بھی اس فلسطینی کمانڈو کا ساتھی ہی ہے۔ ناگ اور فلسطینی عرب کمانڈو کو ہتھکڑیاں لگا دی گئیں۔ فوجی جیپ سڑک سے ہٹ کر ایک کھلے میدان میں سے گزرتی ہوئی ایک فوجی چھاؤنی میں آ گئی۔ یہاں کانٹے دار تار والا ایک بڑا گیٹ تھا۔ جیپ کو آتے دیکھ کر گارڈ نے گیٹ کھول دیا۔

ناگ اور فلسطینی عرب کمانڈو کو فوجی حوالات میں بند کر دیا گیا۔ جب وہ دونوں حوالات میں اکیلے رہ گئے تو فلسطینی کمانڈو نے ناگ کی طرف تعجب سے دیکھتے ہوئے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ ناگ نے اسے عربی زبان میں بتایا:

"میں عرب کمانڈو نہیں ہوں لیکن میری ہمدردیاں فلسطینی عرب مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اگر تمہاری

وجہ سے مجھ پر بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو میں اس کی پروا نہیں کروں گا۔ لیکن مجھے جلدی سے بتاؤ کہ تم اور تمہارا ساتھی کہاں شہید ہو گیا ہے یہاں کیسے آ گئے تھے؟"

فلسطینی عرب کمانڈو نے کوئی جواب نہ دیا۔

ناگ بولا: "ہمارے پاس وقت کم ہے۔ ابھی یہ لوگ ہمیں یہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ لے جا کر بند کر دیں گے۔ ہو سکتا ہے پھر ہم ایک دوسرے سے ملاقات نہ کر سکیں۔ چونکہ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں اس لیے مجھے اپنے مشن کے بارے میں بے دھڑک بتا دو۔ تم یقین کرو کہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔"

عرب کمانڈو بھلا اپنے مشن کے بارے میں ایک اجنبی کو کیسے کچھ بتا سکتا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب ناگ نے سوچا کہ اس عرب کمانڈو کو کوئی شعبدہ دکھانا چاہیے ورنہ اسے کبھی یقین نہیں آئے گا۔ ناگ نے حوالات کے دروازے کی طرف دیکھا۔ یہودی سپاہی سلاخوں والے دروازے کی طرف پیٹھ کیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ نے اپنا ہاتھ عرب کمانڈو کے سامنے کر دیا اور بولا:

"مجھ میں ایک ایسی خفیہ طاقت ہے جس کو کام میں لاتے ہوئے میں مسلمان مجاہدوں کی بہت مدد کر سکتا ہوں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اپنے اس ہاتھ کو سانپ کی دم میں تبدیل کر سکتا ہوں میرے ہاتھ کو دیکھتے رہنا۔"

ناگ نے آدھا سانس بھر کر چھوڑا تو اس کا ہاتھ سانپ کی دم میں بدل گیا۔

عرب کمانڈو کی آنکھیں حیرت زدہ رہ گئیں۔ ناگ نے زور سے سانس چھوڑ دیا اس کا ہاتھ پھر اصلی حالت میں آ گیا۔

ناگ نے کہا:

"تم نے اپنی آنکھوں سے میری خفیہ طاقت کا کرشمہ دیکھ لیا ہے یہ ایک نمونہ تھا۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم لوگ یہاں کس مشن پر آئے ہوئے ہو۔ مجھ پر یقین کرو کہ میں مسلمان فلسطینی مجاہدوں کے ساتھ ہوں۔"

عرب کمانڈو نے کہا:

"میرا نام سلمان ہے۔ ہماری ایک فلسطینی مجاہدہ اسرائیلیوں کی قید میں ہے۔ اس کا نام زرقہ ہے ہم اسے آزاد کروانے آئے تھے کہ فوج کو ہمارا پتہ چل گیا اور یوں میرا ایک ساتھی دشمن کی گولیوں کا نشانہ بن گیا۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ زرقہ کس جگہ قید ہے؟"

عرب کمانڈو سلمان بولا:

"ہماری خفیہ تنظیم نے ہمیں یہ اطلاع دی تھی کہ فلسطینی مجاہدہ زرقہ تل ابیب کے پہاڑوں والے قلعے میں قید ہے اور اس پر یہودی بے حد ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں۔ وہ قلعہ یہاں سے سات کوس دور ویران علاقے میں واقع ہے۔ لیکن یہودی ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ تھوڑی سی پوچھ گچھ کے بعد ہمیں فائرنگ سکواڈ کے حوالے کر کے گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹاگ نے کہا:

"جب ایسا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ اس وقت تم مجھے یہ بتاؤ کہ زرقہ تک اگر میں کسی طرح پہنچ بھی گیا تو اسے کس طرح یقین دلا سکوں گا کہ میں اس کا بھائی اور ساتھی ہوں۔"

عرب کمانڈو نے کہا:

"اگر تم زرقہ کے سامنے "اللہ اکبر" کے الفاظ کو تین بار دہراؤ گے تو اسے تم پر یقین آ جائے گا کہ تم اس کے ساتھی ہو۔ کیونکہ یہ ہمارا خفیہ کوڈ لفظ ہے۔ مگر تمہارا نام کیا ہے اور تم اصل میں کون ہو؟"

ٹاگ مسکرایا: "یہ بتانے کی میں خاص ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ بہرحال میں پوری کوشش کروں گا کہ زرقہ کو ویران قلعے سے نکال کر فلسطینی مجاہدوں کے پاس پہنچا دوں۔ ویسے میری خواہش یہی ہے کہ تم بھی میرے ساتھ ہی چلو۔"

سلطان نے گہرا سانس لیا اور بولا:

"اس کی مجھے امید نہیں۔ تم اسرائیلی یہودیوں کو نہیں جانتے۔ یہ بہت سنگ دل اور ناقابل

اعتبار لوگ ہیں۔ اور فلسطینی کمانڈوز سے تو انہیں سخت دشمنی ہے۔ یہ ہمارے کئی مجاہد کمانڈوز کو شہید کر چکے ہیں۔"

پھر سلطان نے ٹاگ کی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"کیا تمہارے پاس یہ کوئی طلسم ہے یا تم سچ مچ کوئی سانپ ہو؟"

ٹاگ ہنسنے لگا:

"وقت آنے پر اگر اس کی ضرورت ہوئی تو تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ اس وقت تو مجھے اس بات کی فکر ہے کہ تمہیں یہاں سے کیسے فرار کروایا جا سکتا ہے۔"

ہماری زبیٰ بوٹوں کی چاپ سنائی دی۔ چار زبیٰ اپنے ایک کیپٹن کے ساتھ حوالات کے باہر سے گئے۔ ٹاگ اور کمانڈو سلطان کو دوبارہ ہتھکڑیاں ڈال کر انہیں باہر نکالا۔ سنگین گنوں والے سپاہی ان دونوں کے آگے پیچھے چل رہے تھے۔ انہیں گارڈ روم کی حوالات سے نکال کر زبیٰ چھاؤنی کی بڑی جیل میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ اب انہیں الگ الگ کوٹھڑیوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قید کیا گیا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اب پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع ہو گا اور اسے مارا پیٹا بھی جائے گا۔ اس وقت شام ہو رہی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ کوٹھڑی کی دیواریں پتھر کی تھیں اور ایک چھوٹی سی کھڑکی پیچھے جیل کے صحن کی طرف کھلتی تھی۔ اس کھڑکی میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد باہر فوجی بوٹوں کی بھاری آواز آئی۔ ناگ سے پوچھ گچھ کرنے فوجی آ رہے تھے۔

ناگ نے گہرا سانس لے کر چھوڑا اور اس نے ایک چھوٹے سے بھورے رنگ کے سانپ کی شکل بنا لی۔ وہ رینگتا ہوا کوٹھڑی کی چھت میں ایک جگہ اندھیرے میں چھپ گیا۔ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور تین اسرائیلی فوجی اندر داخل ہوئے۔ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔

انہیں سوب کمانڈو کا ساتھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ وہ شور مچاتے چلاتے باہر نکل گئے۔ باہر فوجیوں کے بھاگنے کی آوازیں آئیں۔ تھوڑی دیر بعد جیل کا الارم چیخ اٹھا۔ ناگ خاموشی سے چھت میں دبکا رہا۔

جب ذرا اندھیرا چھا گیا تو وہ رینگتا سلاخوں والی کھڑکی سے نکل کر جیل کی صحن والی دیوار پر آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سوب کمانڈو سلمان کو ساتھ والی کوٹھڑی میں قید کیا گیا ہے۔ وہ دوسری کوٹھڑی کی سلاخوں والی کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے چھت سے لٹکتے دیئے جب کی روشنی میں سلمان کمانڈو کو دیکھا کہ کونے میں سر جھکائے بیٹھا ہے۔

ناگ رینگتا ہوا دیوار سے نیچے اترا اور ذرا انسانی شکل اختیار کر لی۔ اپنے سامنے اچانک ناگ کو دیکھ کر سلمان کمانڈو ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا۔ ناگ جھک کر اس کے قریب بیٹھ گیا اور بولا:

"میں اپنی خفیہ طاقت سے کام لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں فرار ہو گیا ہوں لیکن میں سانپ کی شکل میں کوٹھڑی کے اندر ہی چھپا ہوا تھا۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا کیا پروگرام ہے؟"

سلمان کمانڈو جلدی سے اٹھ کر کھڑکی کی سلاخوں کے پاس گیا۔ باہر دیکھا۔ پھر ناگ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور بولا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اگر وہ تمہارے پاس کچھ کچھ کرنے آئے تھے تو اب تھوڑی دیر بعد میرے پاس بھی آئیں گے۔ تمہارے فرار سے انہیں پریشان کر دیا ہے ہو سکتا ہے آج کی رات وہ مجھ سے کچھ کچھ کرنے نہ آئیں۔ بہرحال جیل ہونے سے پہلے ہمیں یہاں سے بھاگ نکلنے کی کوشش کرنی ہو گی۔"

ناگ نے کہا۔

"ترکیب یہ ہو گی کہ میں تمہاری کوٹھڑی کے باہر پہرہ دیتے سیاہی کو قابو کر بیہوش کر دوں گا۔ اسی طرح اس کے بعد بقیہ سپاہی پہرے پر کھڑے ہوں گے انہیں گہری نیند سلا دوں گا پھر تمہاری کوٹھڑی کو باہر سے کھول دوں گا۔ پھر تم یہاں سے فرار ہو جاؤ گے میں تمہارے ساتھ ہی ہوں گا۔"

کوٹھڑی کے باہر فوجیوں کی آوازیں بند ہو گئیں۔ سلطان کمانڈر نے گھبرا کر کہا۔

"وہ لوگ اندر آ رہے ہیں شاید۔ تم چلے جاؤ"

ناگ بولا۔ "میں جا رہا ہوں۔ رات کے پچھلے

پہر تمہارے پاس دوبارہ آؤں گا۔"

یہ کہہ کر سلطان کمانڈو کی آنکھوں کے سامنے ناگ ایک بھورے سانپ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ سلطان کمانڈو کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا دار کھڑکی میں سے نکل گیا۔ وہ دیوار پر رینگتا رینگتا اپنی کوٹھڑی میں آ کر چھت کے کونے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ دوبارہ یہاں انسانی شکل میں ظاہر نہیں ہونا چاہتا تھا۔ وہ رات کے پچھلے پہر کا انتظار کرنے لگا

باہر سے اسے فوجیوں کی ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے وہ ناگ کی تلاش میں گھبراتے ہوئے پھر رہے ہیں وقت آہستہ آہستہ گذرتی چلی جا رہی تھی۔ جب رات گہری ہو گئی تو جیل میں سناٹا چھا گیا۔ ناگ سلطان کمانڈو کی کوٹھڑی کی طرف جانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسے نعرہ تکبیر اللہ اکبر کا نعرہ سنائی دیا۔ یہ نعرہ سلطان کمانڈو نے لگایا تھا۔ ناگ چونک پڑا۔ وہ تیزی سے چھت سے رینگتا ہوا کھڑکی کی سلاخوں کے پاس آ گیا۔ اس نے گردن سلاخوں میں سے باہر نکال کر دیکھا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دس بارہ یہودی فوجی ہاتھوں میں تھری ناٹ تھری کی رائفلیں تھامے عرب کمانڈو سلمان کو گھسیٹتے ہوئے جیل کے صحن کی دیوار کی طرف لیے جا رہے تھے۔ وہ اسے فائرنگ سکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے گولیوں سے چھلنی کرنے والے تھے۔

○

پُراسرار قبر

اب سوچنے کا وقت نہیں تھا۔

ناگ کو بہت جلد کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔ اگر وہ سانپ کی شکل میں ان یہودیوں کو درمیان جاتا ہے تو دو ایک تو اس کو ہلاک کر سکتا تھا لیکن خود بھی رائفلوں کی گولی سے چھلنی ہو سکتا تھا۔ سلمان کمانڈو کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا اس نے کہا کہ اس کی آنکھوں پر پٹی نہ باندھی جائے۔ ایک یہودی فوجی افسر ہاتھ میں رومال لیے کھڑا تھا۔ دس سپاہی ایک قطار میں کھڑے ہو گئے۔

ناگ کے پاس بہت تھوڑا وقت تھا۔ اس نے سوچا کہ سب سے بہتر ترکیب یہی ہو گی کہ یہاں افراتفری مچا دی جائے۔ پس ناگ دیوار سے اتر کر صحن میں آ گیا۔ وہ اندھیرے میں تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں ایک بہت بڑے وحشی افریقی ہاتھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا تصور جاگا اور سانس اندر کو کھینچا۔ اس نے سانس چھوڑا تو وہ ایک بہت بڑے پہاڑ جیسے ہاتھی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اس نے ایک فلک شگاف چنگھاڑ ماری اور فوجیوں پر حملہ کر دیا۔ یہودی فوجی ہیبتاک دہاں ایک ہاتھی کو دیکھ کر سکتے میں آ گئے تھے۔ ان کی حیرانی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ناگ نے دیکھتے دیکھتے سات یہودی فوجیوں کو کچل کر رکھ دیا۔ دو فوجیوں کو سونڈ میں لپیٹ کر زور سے دیوار کے ساتھ دے مارا۔ اس سے پہلے کہ فوجی افسر پستول کی گولی چلاتا ناگ نے اسے بھی پاؤں تلے روند ڈالا۔

پھر ایک جھٹکے کے اندر اندر سلمان کمانڈو کو سونڈ سے اٹھایا اور زور سے سامنے والی دیوار کو ٹکر ماری۔ دیوار گر گئی۔ اس کے پیچھے رائفل کا فائر ہوا مگر گولی اندھیرے میں اسے نہ لگ سکی۔ اتنے عرصے میں ناگ ہاتھی کی شکل میں دوڑتا بھاگتا جیل کی عین کی دیوار کو توڑ کر باہر میدان میں نکل گیا تھا۔

میدان میں اندھیرا تھا۔ ناگ نے سلمان کمانڈو کو زمین پر رکھ دیا اور فوراً ہاتھی سے ایک سیاہ عقاب کی شکل بدل اور اسے پنجوں میں اٹھا کر اوپر کو اڑ گیا۔

سلمان کمانڈو کو معلوم تھا کہ یہ سارا کرشمہ اس کے دوست ناگ کا ہے۔ ناگ بے حد تیزی سے جیل کے احاطے سے نکل کر ایک طرف پرواز کرنے لگا۔ اندھیرے میں اسے کسی نے اڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ کسی کو یقین نہیں آ سکتا تھا کہ وہ عقاب بن کر ہوا میں اڑ رہا ہے۔ ناگ اندھیری رات میں زمین سے کافی بلندی پر اڑتا ہوا بہت دور نکل گیا۔ آگے ایک دریا سا دریا آ گیا۔ پھر اس کے پیچھے عمارتیں نظر آئیں جن میں روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ یہاں سے بھی آگے نکل گیا۔ پھر ویران اندھیرا صحرائی علاقہ شروع ہو گیا۔ یہاں ناگ ایک ٹیلے کے پیچھے اتر آیا۔

اترتے ہی اس نے انسان کی شکل بدل لی۔ سلمان کمانڈو کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ خوف کے مارے اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے آج تک کبھی کسی عقاب کے پنجوں میں ایک کر فضا میں پرواز نہیں کی تھی۔ ناگ نے اس کی حیرانی کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور کہا،

سلمان، کیا تم اس علاقے سے واقف ہو؟
اگر واقف ہو تو بتاؤ کہ یہاں سے کس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف بھاگنا چاہیے کہ ہم کسی محفوظ جگہ پر پہنچ جائیں۔

سلطان کمانڈو نے اٹھ کر چاروں طرف دیکھا اور بولا "بہتر یہی ہے کہ ہم اسی ویران قلعے کی طرف چلیں جہاں ہماری ساتھی لڑکی زرقہ قید ہے۔ وہاں ہم کسی جگہ چھپ کر زرقہ کو آزاد کرانے کا پروگرام تیار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کو رہا کرائے بغیر ہم یہاں سے نہیں جا سکتے۔"

ناگ نے کہا:

"ویران قلعہ یہاں سے کس جانب ہے؟"

سلطان کمانڈو نے جنوب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"ہم دریا کے پار آ چکے ہیں۔ یہاں سے پانچ کوس میل کے فاصلے پر وہ قلعہ ہے۔ مگر خدا کے لیے مجھے اپنے پنجوں میں دبوچ کر نہ اڑنا میں پیدل چلنا زیادہ پسند کروں گا۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن اس میں خطرہ ہے۔ یہودی سپاہی تمہاری تلاش میں ادھر آ جائیں گے"

سلطان کمانڈو نے کہا:

"تو پھر کوئی دوسری ترکیب سوچو۔ میں تمہارے مقابل پنجوں میں دبک کر ہوا میں نہیں اڑنا چاہتا۔"

ناگ نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر بولا:

"ٹھیک ہے میں گھوڑا بن جاتا ہوں۔ تم مجھ پر سوار ہو کر ویران قلعے کی طرف چلو۔ یہ ٹھیک ہے؟"

سلطان کمانڈو کو ناگ کی یہ تجویز پسند آئی۔ ناگ نے اسی وقت ایک برق رفتار عربی گھوڑے کی شکل بدل لی۔ سلطان کمانڈو اس پر سوار ہوا اور اسے میدان میں دوڑاتا ہوا جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد دور ایک ٹیلے پر ویران قلعے کی روشنی نظر آئی۔ تب سلطان کمانڈو اس قلعے کی روشنی کو پہچانتا تھا۔ اس نے گھوڑے کو اونچی نیچی چٹانوں پر ڈال دیا۔ یہاں اندھیری رات میں ستاروں کی دھیمی روشنی میں کچھ کھنڈر بکھرے ہوئے تھے۔ یہ کھنڈر کسی پرانی عبادت گاہ کے تھے جو اب ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ صرف کہیں کہیں دیواریں ستون اور چبوترے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی باقی رہ گئے تھے۔ اس سے آگے پھیلنے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔

عرب کمانڈو سلطان یہاں مندر کے کھنڈر میں آ کر گھوڑے سے اُتر گیا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے سلطان کمانڈو سے پوچھا کہ کیا وہ درست جگہ پر آیا ہے؟

کمانڈو نے کہا:

"جس نقشے میں ورقہ ہماری اطلاع کے مطابق قید ہے۔ وہ یہاں سے دور نہیں۔ اس کی روشنی یہاں سے دکھائی دیتی ہے۔ مدد گرد پھیلنے کے لیے اس مندر کے کھنڈر سے بہتر جگہ دوسری کوئی نہیں۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن یہ جگہ خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ یہودی فوجی ہماری تلاش میں پہنچ جائیں گے۔"

سلطان کمانڈو بولا:

"تو پھر اس کے سوا تو ہم کہیں نہیں جا سکتے۔ ہمیں نقشے کے پاس ہی رہنا ہوگا۔ یہاں کوئی ایسا کھوہ تلاش کرتے ہیں جس کے

اندر ہم پناہ لے سکیں۔"

ناگ نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا:

"یہاں کوئی غار وغیرہ نظر نہیں آتا۔ لیکن تم اسی جگہ بیٹھو۔ میں کوئی غار ڈھونڈتا ہوں۔"

ناگ وہاں سے چلتا ہوا کھنڈر کے پیچھے آ گیا۔ اس جگہ ایک بہت بڑے پتھر کی سل گری پڑی تھی۔ یہ کسی گیلری کی چھت تھی جو بھونچال کی وجہ سے نیچے گر پڑی ہو گی۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور وہاں موجود کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی ہی دیر میں ناگ کو اپنے پیچھے پھنکار کی آواز آئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ اندھیرے میں ایک سانپ پھن اٹھائے اپنی سرخ آنکھوں کی دہشت ناک روشنی کرتا ناگ کی طرف چلا آ رہا تھا۔

ناگ کے قریب آتے ہی سانپ نے اپنا سر زمین کے ساتھ لگا دیا۔

ناگ نے کہا:

"اپنا سر اٹھاؤ۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا یہاں زمین کے اندر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں اور میرا ساتھی چھپ سکیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ نے سر اٹھا کر ادب سے کہا،
"عظیم ناگ دیوتا! اس کھنڈر کی سب سے بڑی
دیوار کے پیچھے ایک تنگ راستہ خفیہ تہ خانے
کو جاتا ہے۔ اس تہ خانے میں کسی کی قبر
بھی بنی ہوئی ہے۔ اگر حکم کریں تو میں آپ کو
اس کا راستہ بتا دوں؟"
ناگ نے کہا:
"مجھے صرف وہ زینہ بتا دو جو دیوار کے
پیچھے ہے۔"
سانپ آگے آگے رینگنے لگا۔ وہ ناگ کو مندر کی
بڑی دیوار کے درمیان ایک جگہ لے آیا۔ یہاں دیوار
تھوڑی ٹوٹی ہوئی تھی اور پتھروں اور پختہ اینٹوں کا
ڈھیر لگا ہوا تھا۔
سانپ نے کہا:
"ان اینٹوں کے ڈھیر کے پیچھے وہ خفیہ
زینہ ہے۔"
ناگ نے سانپ کو واپس بھیج دیا۔ پھر وہ عرب
کمانڈو کے پاس گیا۔ اسے بتایا کہ میں نے ایک خفیہ
راستہ تلاش کر لیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ عرب کمانڈو

کو ساتھ لے کر ناگ اینٹوں کے ڈھیر کے پاس آ
گیا۔ انہوں نے اینٹوں کو ایک جگہ سے کھسکایا تو
نیچے ایک زینہ دکھائی دیا۔ ناگ آگے چلا۔ عرب کمانڈو
اس کے پیچھے پیچھے تھا۔
زینہ پتھروں کا بنا ہوا تھا۔ یہاں گہرا اندھیرا تھا۔
ان کے سر چھت سے لگ رہے تھے چنانچہ انہیں
جھک کر چلنا پڑ رہا تھا۔ زینہ پیچ دار تھا۔ جب
وہ خفیہ تہ خانے میں پہنچے تو دیکھا کہ کونے میں
تانبے کا ایک چھوٹا سا دیا جل رہا تھا۔
سلطان نے کہا:
"ناگ! دوست! یہ دیا یہاں کہاں سے
آ گیا؟ ضرور یہاں کوئی آتا جاتا ہے۔ ہمیں یہاں
سے نکل جانا ہوگا۔"
ناگ نے دیئے کو جھک کر دیکھا۔ یہ کوئی پرانا
طرز کا دیا تھا۔ اس کی شکل کچھوے سے ملتی جلتی تھی۔
ناگ بولا:
"پہنچنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر جگہ اور کوئی
نہیں مل سکتی۔ اگر کوئی آ بھی گیا تو دیکھ
جائے گا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ دیا کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ابھی نہیں بتایا۔ بلکہ یہ سینکڑوں برس سے روشن ہے!"

سلمان کمانڈو کی سمجھ میں یہ بات نہ آ سکی۔ مگر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اس کا دوست ناگ جادوگر ہے اور جادوگر اس قسم کی باتیں کیا ہی کرتے ہیں۔ دیئے کی روشنی میں انہوں نے تہہ خانے کے کونے میں ایک قبر بنی دیکھی۔ سانپ نے ناگ کو بتایا تھا۔ یہ قبر بھی بہت پرانی تھی۔ اور اس کے کتبے پر کسی بہت ہی پرانی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ ناگ نے جھک کر دیکھا۔ اس نے قدیم تحریر کو صاف پڑھ لیا تھا۔ لکھا تھا:

"یہاں رتنالی دفن ہے۔ جو یوناگو کے سمندر کی سب سے حسین دیوداسی تھی۔ اس کو بادشاہ بیاکس نے اپنے ولی عہد سے عشق کرنے کے جرم میں زہر دے کر ہلاک کروا دیا۔"

ناگ نے یہ تحریر عربی میں ترجمہ کر کے سلمان کمانڈو کو سنائی تو اس نے کندھے اچکا کر کہا:

"مجھے اس قسم کی لغویات سے کوئی دلچسپی نہیں

مگر یہ جگہ چھپنے کے لیے اچھی ہے ہم کو قلعے سے نکال کر یہاں لا کر کچھ چھپا سکتے ہیں:"

ناگ اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"اس صورت میں ہمیں اوپر زینے کے منہ کو کسی پتھر سے بند کرنا ہو گا۔ یہاں ہوا بھی آتی ہے۔ اب بتاؤ کہ ہمیں اگلا قدم کیا اٹھانا ہو گا؟"

سلمان کمانڈو بولا:

"سب سے پہلے تمہیں کسی بھی شکل میں قلعے میں جا کر یہ تصدیق کرنی ہو گی کہ زرقہ اسی قلعے میں ہے اور کس جگہ پر ہے۔ تمہیں اس سے مل کر اسے بتانا ہو گا کہ ہم اس کی مدد کو آ گئے ہیں۔ اس کے بعد قلعے کے تمام راستوں کی جانچ پڑتال کرنی ہو گی پھر ہم زرقہ کو وہاں سے نکالنے کا کوئی منصوبہ تیار کر کے اسے نکال لائیں گے۔"

ناگ بولا: "میرے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ صبح ہو لینے دو میں قلعے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف چلا جاؤں گا۔ لیکن مجھے زرقہ کا حلیہ بتا
دو تاکہ میں اسے پہچان لوں۔
سلمان کمانڈو نے ٹاگ کو بتایا۔
زرقہ کا رنگ گورا جسم پتلا دبلا ہے۔ مگر اس
کی آنکھیں گہری نیلاری ہیں اور ان میں بلا
کی چمک ہے۔ اس کی سب سے بڑی نشانی
یہ ہے کہ اس کے ماتھے پر دائیں جانب زخم
کا ایک لمبا نشان ہے۔
ٹاگ غور سے سنتا رہا۔ پھر وہ بیٹھے ادھر ادھر
کی باتیں کرتے رہے کہ زرقہ کو لے کر وہ کس طرح
سے اسرائیل کی سرحد پار کریں گے۔
سلمان کمانڈو نے کہا:
ہم زرقہ کو لے کر یروشلم کی طرف نکل جائیں
گے۔ کیوں کہ یروشلم کے ایک حصے میں عرب
مسلمان رہتے ہیں۔ ان مسلمان عربوں میں ہمارا
ایک جاسوس جاوید خٹک بھی رہتا ہے۔ ہم سیدھے
اس کے پاس جائیں گے۔ وہ ہمارے فرار کا
بندوبست کر دے گا۔
یونہی باتیں کرتے کرتے رات گذر گئی۔ زینے کی

تنگ و تاریک سیڑھیوں میں دن کی ہلکی ہلکی روشنی
نمودار ہوئی تو سلمان کمانڈو اور ٹاگ باہر نکل آئے۔
چاروں طرف دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دونوں نے
کی پرانی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ایک ستون کے
پیچھے آ کر بیٹھ گئے۔ انہیں دور میدان میں وہ قلعہ
صاف نظر آ رہا تھا جس پر پرانا فوجی قلعہ تھا۔
قلعے پر اسرائیلی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اس کے سامنے
والے میدان میں فوجی ٹرک کھڑے تھے۔ ایک طرف
کچھ بکتر بند گاڑیاں اور اسرائیلی فوجی بھی دکھائی دے
رہے تھے۔ قلعے کی چھت پر ایک مینار تھا جہاں
وائرلیس کے تاروں کا جال سا پھیلا ہوا تھا جس کے
تار دھوپ میں چمک رہے تھے۔
سلمان کمانڈو بولا:
"یہ بہت مضبوط قلعہ ہے۔ یہاں ہمارے کئی
کمانڈوؤں کو اسرائیلیوں نے شہید کر دیا ہے
اس قلعے سے آج تک ہمارا کوئی کمانڈو
فرار نہیں ہو سکا۔"
ٹاگ نے کہا:
"زرقہ ضرور فرار ہو گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلمان کہنے لگا:

"میں اس کی ہمت نگر ہے۔ میں اور میرا ساتھی خاص طور پر اسے "اسکرائلے" کے مشن پر بھیجے تھے لیکن افسوس کہ ہماری مخبری ہو گئی اور وہ شہید ہو گیا۔ پھر بھی میں خوش قسمت ہوں کہ تم مل گئے اور میں لڑکے کو رہا کروانے کے لیے آمادہ ہوں۔"

ناگ بولا: "اب تم واپس قید والے تہہ خانے میں جا کر بیٹھو۔ میں قلعے کی طرف جا رہا ہوں اور لڑکے سے مل کر آتا ہوں۔ تم میرے بارے میں فکر نہ کرنا۔ میں بہت جلد واپس آ جاؤں گا۔"

سلمان کمانڈو نے کہا:

"تمہیں کوڈ لفظ یاد ہے نا؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"نعرہ تکبیر! اللہ اکبر! یہی خفیہ کوڈ ہے نا؟"

کمانڈو بولا: "ہاں — جاؤ۔ مگر اپنی حفاظت کرنا۔"

ناگ نے کمانڈو سلمان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرمجوشی سے دبایا اور کھنڈر سے نکل کر قلعے کی طرف

روانہ ہو گیا۔ دھوپ میں کچھ دور تک ناگ اسے نظر آتا رہا۔ پھر وہ سلمان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ناگ غائب نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ایک چھوٹا سا پرندہ بن کر فضا میں بلند ہو کر اڑنے لگا تھا۔ سلمان کمانڈو کھنڈر کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس کی نگاہیں دریا والے میدان کی طرف لگی تھیں۔ وہ ادھر ہی سے فرار ہو کر آئے تھے۔ اسے یقین تھا کہ یہودی فوجی اس کی تلاش میں ادھر ہی سے آئیں گے۔ مگر ابھی تک اسے دور دور تک میدان کوئی فوجی گاڑی نظر نہیں آئی تھی۔ آسمان پر کوئی ہیلی کاپٹر بھی نمودار نہیں ہوا تھا۔

سلمان کمانڈو دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ رات بھر کا جاگا تھا۔ اسے نیند آ گئی۔ ابھی اس کی آنکھ ہی لگی تھی کہ گڑگڑاہٹ کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ دور سے ایک فوجی ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ اس کی بلندی زیادہ نہیں تھی۔ سلمان کمانڈو سمجھ گیا کہ یہ اسرائیلی فوجی ہیں جو اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ سلمان زمین پر رینگتا ہوا تہہ خانے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زینے کی طرف بڑھا۔ وہ سانپ کی طرح رینگتا اینٹوں کے ڈھیر کے پاس پہنچ کر وہیں بے حس ہو کر رہ گیا کیوں کہ ہیلی کاپٹر اب اس کے اوپر پہنچ گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر شور مچاتا۔ بڑے بڑے پنکھے گھماتا اس کے اوپر سے گزر گیا۔ خدا جانے ہیلی کاپٹر میں سوار اسرائیلی فوجیوں نے اسے دیکھا تھا یا نہیں، لیکن کچھ دور جا کر ہیلی کاپٹر بائیں طرف گھوم گیا اور نصف دائرے میں ایک چکر لگا کر واپس مندر کے کھنڈر کی طرف آیا۔ اتنی دیر میں سلمان کمانڈو اینٹوں کے ڈھیر کے نیچے سے کھسک کر تہہ خانے کی سیڑھیوں میں پہنچ چکا تھا۔ زینے میں جاتے ہی اس نے ہاتھ باہر نکال کر پتھر کی ایک سل کو کھسکا کر تہہ خانے کے منہ کے آگے رکھ دیا۔

اب اسے ہیلی کاپٹر دکھائی نہیں دے رہا تھا بلکہ اس کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔ یہ آواز اس کے اوپر سے ہو کر دور نکل گئی۔ پھر یہ آواز آہستہ آہستہ غائب ہو گئی۔ سلمان کمانڈو نے اطمینان کا سانس لیا۔ [illegible] اتر کر پرانی قبر کے قریب پر لیٹ گیا۔

کھلنے والا تانبے کا پرانا دیا اسی طرح روشن تھا۔ سلمان کمانڈو کو اس قبر اور دیئے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے صرف اپنے مشن کا خیال تھا جس کو وہ اپنی جان قربان کر کے بھی کامیاب بنانا چاہتا تھا۔

دوسری طرف ناگ پرندے کی شکل میں اڑتا ہوا قلعے کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے دن کی روشنی میں قلعے کے مینار پر لہراتا اسرائیلی چھ کونوں کے ستارے والا جھنڈا دیکھا۔ قلعے کی چھت پر دھوپ میں کچھ فوجی وردیاں سوکھنے کو ڈال دی گئی تھیں۔ برآمدوں میں کمرے تھے جن کے باہر چند ایک اسرائیلی فوجی بیٹھے سگریٹ پی رہے تھے۔ اور آپس میں ہنسی مذاق بھی کر رہے تھے۔

ناگ وہاں سے غوطہ لگا کر قلعے کے صحن میں آ گیا۔ یہاں کئی فوجی گاڑیاں ایک قطار میں کھڑی تھیں جگہ جگہ یہودی فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ کمروں کے آگے برآمدے میں بھی فوجی پہرہ دے رہے تھے کمروں کے دروازے بند تھے اور دیوار میں لے ہی لگے ہوئے تھے ایک طرف سیڑھیاں قلعے کے نیچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

... رہی تھیں۔ یہاں دروازے پر بھی ایک یہودی
... پاہی ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ وہ پرندہ
... ں کر یہاں سے پیچھے نہیں جا سکتا۔ اسے یقین تھا
... کہ زرقہ قلعے کے پیچھے کسی جگہ قید ہو گی۔ ضروری
... تھا کہ وہ سانپ کی شکل تبدیل کر کے پیچھے جائے۔
... لیکن دن کی روشنی میں اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ
... واپس اڑنے ہی لگا تھا کہ اس نے خوف لگا کر دیکھا
... کہ ہر رستہ قلعے کے پیچھے جاتا تھا وہاں اندھیرا تھا۔
... ناگ کو خیال آیا کہ اگر وہ کسی طرح دروازے کے
... پہنچ جائے تو چونکہ پیچھے اندھیرا ہے اس لیے
... جب کر ریلنگ کے سہارے ... کر ناگ
... ... کر اڑتا ہوا پیچھے قلعے کے صحن میں آ گیا
... کوئی دروازہ نہیں تھا۔ وہ ایک جیپ کی
... پر جا بیٹھا۔ یہ جیپ پیچھے قلعہ خانے میں
... دروازے کے بالکل قریب ہی کھڑی تھی۔ ایک
... پرندے پر کسی کو کیا شک ہو سکتا تھا۔
... کچھ دیر وہاں بیٹھا اپنی جوئیں کو ادھر ادھر
... ... جائزہ لیتا رہا۔ یہودی سپاہی قلعہ خانے
... دروازے کے باہر ایک خوف ... کون آنے

... اٹل شن کھڑا تھا۔ ناگ نے ایکشن کا فیصلہ کیا اور اچک
... کر ایک خوفناک سا نعرہ لگایا اور پھر سے قلعہ خانے کے
... دروازے میں داخل ہو گیا۔ ایک لمحے کے لیے یہودی
... سپاہی نے ایک چڑیا کو قلعہ خانے کے دروازے میں
... اڑتے دیکھا۔ پھر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ چڑیا
... اپنے آپ باہر آ جائے گی۔ اسے کیا خبر تھی کہ یہ چڑیا
... نہیں بلکہ اس کا دشمن تھا۔

ناگ چھوٹے پرندے کے روپ میں قلعہ خانے کے
... برآمدے میں آ گیا۔ وہ دیوار کے ساتھ لگے بجلی کے
... ایک بلب کی بریکٹ پر بیٹھ کر جائزہ لینے لگا۔
... اس قلعہ خانے میں کئی کمرے تھے جو برآمدے میں
... ساتھ ساتھ بنے تھے۔ کہیں کہیں یہودی سپاہی پہرہ
... بھی دے رہے تھے۔ فلسطینی مجاہدہ زرقہ ضرور انہیں
... کسی کمرے میں قید تھی۔ ناگ نے دور سے ... زنجیریں
... کر آتے دیکھا تو فوراً ایک چھوٹے سے جھورے سانپ
... کے سانپ کی شکل بدلی اور دیوار پر چھت کے ساتھ چمٹ
... گیا۔ اسے اب کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

دونوں یہودی فوجی کاندھوں پر مشین گنیں لٹکائے ہوئے
... تھے۔ وہ ڈیوٹی تبدیل کرتے تھے اور ایک کمرے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دروازے کے سامنے آ کر رک گئے۔ پھر ان میں سے دو کمرے میں داخل ہو گئے۔ ناگ کو یقین ہو گیا کہ اسی کمرے میں زرقہ بند ہے۔ وہ خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ چند سیکنڈ گذرے ہوں گے کہ دوسرے برآمدے میں ایک فوجی افسر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا آیا۔ دونوں لڑکیوں نے اسے فوراً سیلوٹ کیا۔ پھر ایک سپاہی اس یہودی فوجی آفیسر کے ساتھ کمرے میں چلا گیا۔

اب ایک یہودی سپاہی باہر پہرہ دے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد کمرے کے اندر سے کسی عورت کی چیخ کی آواز آئی۔ ناگ چونکا۔ یہ آواز زرقہ ہی کی ہو سکتی تھی۔ یقیناً اس پر تشدد کیا جا رہا تھا۔ ناگ تیزی سے چھت کے ساتھ رینگتا ہوا کمرے کے دروازے کے اوپر آیا۔ پھر جھروکے سے روشن دان میں گردن ڈال کر اندر جھانکنے لگا۔ اندر کا منظر یہ تھا کہ ایک دبلی پتلی گورے رنگ کی عورت کو کرسی کے ساتھ جکڑا ہوا تھا۔ یہودی سپاہی سٹین گن تھامے کھڑا تھا اور یہودی فوجی افسر جلتا ہوا سگریٹ ہاتھ میں پکڑے اسے عورت کی گردن اور

کان پر لگا رہا تھا۔ جلتا ہوا سگریٹ عورت کے کان سے لگا تو عورت نے چیخ کر عربی میں کہا:

"تم مجھ سے کچھ نہیں پوچھ سکتے۔ میں مر جاؤں گی مگر تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

یہ زرقہ ہی تھی۔ یہودی فوجی افسر نے سگریٹ فرش پر پھینک کر جوتے سے مسل ڈالا اور جیب سے چاقو نکال کر کھولا اور زرقہ کی آنکھوں کے آگے لہرا کر عربی زبان میں بولا:

"اگر تم نے اپنے ساتھی فلسطینی کمانڈوز کے نام اور پتے نہ بتائے کہ وہ اسرائیل میں کہاں کہاں چھپے ہیں تو تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں گی۔"

زرقہ نے چلا کر کہا:

"میں مسلمان مجاہدہ ہوں۔ فلسطینی کمانڈوز ہوں میں اپنے ساتھیوں کے نام بتانے کی بجائے شہید ہو جانا زیادہ پسند کروں گی۔"

یہودی افسر کچھ دیر زرقہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھورتا رہا۔ پھر اپنا پاؤں کرسی کے بازو سے نیچے کیا۔ چاقو بند کر کے جیب میں ڈالا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہی کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں جب کمرے سے نکل گئے تو ناگ نے پلٹ کر باہر دیکھا۔ یہودی افسر نے عبرانی زبان میں سپاہی سے کہا کہ تھوڑی دیر میں کرنل ساداں آ رہا ہے۔ خبردار ادھر اُدھر مت ہونا۔ یہ کمانڈو عورت بڑی خطرناک ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ دوسرا سپاہی اس کے ساتھ ہی چلا گیا۔ اب باہر صرف ایک سپاہی پہرے پر تھا۔

ناگ روشندان کی موٹی سلاخوں میں سے رینگ کر کمرے کے اندر چلا گیا۔ یہ ایک خالی کمرہ تھا۔ جس کے وسط میں کرسی رکھی تھی جس پر زرقہ کو رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ چھت کے ساتھ ایک بجلی کا بلب جل رہا تھا۔ دروازہ بند تھا اور باہر کنڈی لگی تھی۔ ناگ دیوار پر سے رینگ کر زرقہ کے عقب میں آ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسے سانپ سے انسانی شکل میں تبدیل ہوتے دیکھے۔

ناگ آہستہ آہستہ رینگتا دیوار سے اُتر کر فرش پر آ گیا۔ وہ زرقہ کے عقب میں تھا۔ اس نے ایک پل کے لیے سوچا کہ کہیں زرقہ اپنے سامنے ایک اجنبی کو دیکھ کر خوف زدہ تو نہیں ہو جائے گی؟ لیکن

یہ اس قسم کی باتیں سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ ناگ نے ایک ہلکی سی پھنکار کے ساتھ انسانی شکل اختیار کر لی۔ پھنکار کی آواز زرقہ نے بھی سنی۔ اس نے آہستہ سے گردن گھما کر پیچھے دیکھا تو پیچھے ایک سانولے رنگ کا گھنگھریالے بالوں والا نوجوان کھڑا اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ زرقہ حیران ہو کر کچھ بولے ناگ نے فوراً کہا:

"نعرۂ تکبیر! اللہ اکبر! تم سمجھ گئی ہو گی کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔ تمہارا ہمدرد ہوں۔ مجھے سلمان کمانڈو نے بھیجا ہے۔ اس کا ساتھی شہید ہو گیا ہے۔ میں تمہیں یہ کہنے آیا ہوں کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم آج رات تمہیں یہاں سے نکال لیں گے۔"

زرقہ کے چہرے پر ابھی تک حیرت طاری تھی۔ ناگ نے آہستہ سے کہا:

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس ایک خاص طلسمی عمل ہے جس کو پڑھ کر میں غائب ہو جاتا ہوں۔ یہی وہ طاقت ہے جس کی مدد سے ہم تمہیں آزاد کرا کر لے جائیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب میں جاتا ہوں۔"

ناگ نے پلٹتے ہوئے زرقہ کو غور سے دیکھا۔ اگرچہ اس کی آنکھیں نسواری تھیں اور ماتھے پر زخم کا نشان بھی تھا۔ پھر بھی اس نے اپنے یقین کے لیے پوچھا۔

"تم زرقہ ہو نا؟"

"ہاں۔" زرقہ نے آہستہ سے حیرت زدہ آواز میں کہا۔

زرقہ کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے پاس ایک باہر کا آدمی کھڑا ہے جب کہ باہر پہرہ لگا ہے اور دروازہ بھی بند ہے۔ ناگ زرقہ کی کرسی کے پیچھے آ گیا۔ اس نے سانس کھینچ کر سانپ کا روپ بدلا اور رینگتا ہوا دیوار پر چڑھ گیا۔ اب زرقہ نے دیکھا کہ ایک بھورے رنگ کا چھوٹا سانپ روشندان کی سلاخوں میں سے گزر کر باہر کی طرف نکل گیا ہے۔

ناگ جب سلمان کمانڈو کے پاس پہنچا تو وہ خفیہ تہ خانے میں قبر کے پاس لیٹا سو رہا تھا۔ ناگ نے جھنجھوڑا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ناگ نے اسے سارا

حال سنا دیا۔ سلمان کمانڈو نے ناگ کو ہیلی کاپٹر کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ ان دونوں کی تلاش میں کھنڈر کے اوپر چکر لگاتا رہا تھا۔

ناگ نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ہمیں آج رات زرقہ کو لے کر یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

سلمان بولا۔ "مگر اتنے سخت فوجی پہرے سے ہم زرقہ کو کیسے نکالیں گے؟"

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زرقہ کا فرار

ناگ نے کہا:

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں اکیلا قلعے کے اندر جاؤں گا۔ تم قلعے کی پچھلی دیوار کے نیچے سوکھے نالے کے پاس جھاڑیوں میں چھپ کر میرا انتظار کرو گے۔ ہم آدھی رات کے اندھیرے میں یہاں سے نکلیں گے۔"

سلمان کو بھوک اور پیاس لگ رہی تھی۔

ناگ نے کہا:

"میں ان باتوں سے بے نیاز ہوں مگر تمہارے لیے میں باہر سے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

سلمان نے کہا:

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تم میرے لیے کیا لاؤ گے؟"

ناگ بولا: "کوشش کرتا ہوں۔"

ناگ تہہ خانے کے سوراخ میں سے باہر چلا گیا۔ وہ سیدھا مندر کے کھنڈر کے پیچھے پتھر کی بڑی سل کے پاس آ گیا۔ دھوپ چاروں طرف پھیلی تھی۔ فضا میں گرمی تھی۔ ناگ نے سانپ کو آواز دی۔ چند سیکنڈ کے بعد وہی سانپ آ گیا جس نے ناگ کو تہہ خانے کا پتہ بتایا تھا۔

ناگ نے اس سے کہا:

"میرے دوست کو بھوک اور پیاس تنگ کر رہی ہے۔ کیا تم اس کے لیے کچھ لا سکتے ہو؟"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! آپ کی بائیں جانب ریت کے ٹیلے کے پاس ایک جنگلی جھاڑی ہے جس میں خربوزے کی طرح کا ایک پھل لگا ہے۔ اس پھل کے اندر سفید رنگ کا دودھ بھرا ہے۔ آپ کا دوست اس دودھ سے اپنی پیاس اور اس کے گودے سے اپنی بھوک مٹا سکتا ہے۔"

ناگ نے سانپ کو جانے کی اجازت دی اور خود جھاڑی کے قریب گیا۔ اس کے اندر سبز رنگ کا خربوزے جتنا بڑا ایک پھل لگا تھا۔ ناگ دو تین

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلمان کمانڈو کے پاس لے گیا۔ اس نے پھل میں سوراخ کر کے اس کا میٹھا اور خوشبودار دودھ پیا اور گودا کھا لیا جو بڑا مزے دار تھا۔ یوں سلمان کمانڈو کی بھوک اور پیاس مٹ گئی۔ اب وہ زرقہ کے فرار کے بارے میں غور کرنے لگے۔

شام ہو گئی۔ پھر رات کا اندھیرا باہر چاروں طرف پھیل گیا۔ جب رات کافی گذر گئی تو منصوبے کے مطابق ناگ اور سلمان کمانڈو تہہ خانے سے نکل آئے۔ وہ ریت کے ویران اور تاریک ٹیلوں کا چکر کاٹ کر یہودی فوجی قلعے کے عقب میں آ گئے۔ یہاں ایک خشک نالہ تھا جس کے کناروں پر جنگلی پودے اُگے تھے۔ ناگ نے سلمان کمانڈو کو ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ کر بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور خود قلعے کی دیوار کی طرف چلا گیا۔ اندھیرے میں اس نے سانپ کی شکل بدلی اور قلعے کی عقبی دیوار پر رینگتا ہوا اندر قلعے کے صحن میں اُتر آیا۔ صحن میں کئی جگہوں پر پر بجلی کے بلب روشن تھے۔

ناگ نے دیکھا کہ نیچے تہہ خانے کو جانے والے دروازے پر ایک سپاہی مشین گن ہاتھوں میں تھامے اس مشین کو پہرہ دے رہا تھا۔ صحن میں سوئے قلعے

کی ڈیوڑھی کے اور کہیں کوئی سپاہی نہیں تھا۔ ڈیوڑھی والا یہودی سپاہی باہر والے دروازے کے پاس پہرہ دے رہا تھا۔ اس کی پیٹھ صحن کی طرف تھی۔ ناگ دیوار کے ساتھ رینگتا دوسری طرف گیا۔ یہاں ایک چھوٹی سی سیڑھی قلعے کی چھت کو جاتی تھی۔ اسی سیڑھی کے ذریعے اسے زرقہ کو نکال کر قلعے کی چھت پر لے جانا تھا۔

ناگ رینگتا ہوا تہہ خانے کے دروازے کے اوپر آ گیا۔ وہ اندھیرے میں تھا اور سپاہی کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ وہ ناگ کو سانپ کی شکل میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں بڑی آسانی سے تہہ خانے کے زینے کی چھت پر سے رینگتا نیچے برآمدے میں آ گیا۔ برآمدے میں بجلی کے بلب روشن تھے اور زرقہ کی کوٹھڑی کے باہر ایک سپاہی ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔ یہ کوئی دوسرا سپاہی تھا۔ ناگ کا پہلا ٹارگٹ یہی سپاہی تھا۔ اس نے برآمدے میں دور تک نگاہ دوڑائی۔ سوائے اس سپاہی کے اور کوئی سپاہی پہرہ نہیں دے رہا تھا۔

ناگ کے لیے یہ ایک سنہری موقع تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ رینگتا رینگتا دیوار پر سپاہی کے عقب میں آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ سپاہی کے نعل بوٹ کی وجہ سے اس کی پنڈلی پر اتنی آسانی سے نہیں ڈس سکے گا۔ ناگ نے دیوار پر سے ایک زقم چھلانگ لگائی اور سپاہی کی گردن پر گرا۔ گرتے ہی ناگ نے پہلا کام یہ کیا کہ اس کی گردن کو جکڑ لیا تاکہ وہ آواز نہ نکال سکے۔ اس کے ساتھ ہی ناگ نے گردن پر ڈس دیا۔ یہ سب کچھ دو سیکنڈ کے اندر اندر ہو گیا۔

سپاہی نے گھبرا کر اپنی گردن پر ہاتھ رکھ دیئے اور سانپ کو گلے میں سے اتار پھینکنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن ناگ کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں تھا۔ تیسرے سپاہی فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔ ناگ نے اس نے جسم میں صرف اتنا ہی زہر داخل کیا تھا کہ جس سے وہ کم از کم باقی رات بے ہوش رہے۔ کیوں کہ ناگ یونہی کسی انسان کی جان نہیں لینا چاہتا تھا۔

سپاہی کے بے ہوش ہوتے ہی ناگ انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے دروازے کی کنڈی کھول دی اور سپاہی کو گھسیٹ کر کمرے میں لے گیا اور پھر دروازہ بند کر لیا۔ زرقہ ابھی تک کرسی پر جکڑی ہوئی تھی۔ اس نے

ناگ کو پہچان لیا تھا۔

ناگ نے کہا:

زرقہ! جلدی سے اس سپاہی کی وردی پہن لو۔ دیر مت کرو۔

پھر ناگ نے ایک لمحے کے اندر اندر زرقہ کی رسی کھول ڈالی۔ زرقہ نے جلدی جلدی سپاہی کی وردی اتار کر پہن لی۔ وہ بالکل ایک سیوری فوج لگ رہی تھی اس نے سر پر سیوری فوج کی ہیرٹ کیپ بھی پہن لی تھی۔ ناگ نے زرقہ سے کہا:

"تمہیں فوجیوں کی طرح چلتے ہوئے تہہ خانے کے زینے تک چلنا ہوگا۔ مگر مت کرنا۔ میں سانپ کی شکل میں تمہارے آگے آگے ہوں گا۔ جلدی سے باہر نکل چلو۔"

ناگ نے دروازہ کھول کر باہر جھانک کر دیکھا۔ برآمدہ خالی تھا۔ زرقہ باہر آ گئی۔ وہ فوجیوں کی طرح قدم قدم چلتی تہہ خانے کے زینے کی طرف بڑھی۔ وہ یوں چل رہی تھی جیسے چل پھر کر پہرہ دے رہی ہو۔ ناگ سانپ کی شکل میں اس کے آگے آگے تھا۔ ناگ پہلے ہی سیڑھیاں چڑھ کر تہہ خانے کے باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے دروازے کے پاس آ گیا۔ وہاں بھی یہودی سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔

ناگ نے منہ سے ایک عجیب سی آواز نکالی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی بچہ رو رہا ہو۔ باہر کھڑے سپاہی نے جھک کر نیچے زینے میں دیکھا۔ نیچے میں اندھیرا تھا۔ وہ حیران ہوا کہ یہ بچے کے رونے کی آواز کہاں سے آئی تھی۔ ناگ نے ایک بار پھر ویسی آواز نکالی تو یہودی سپاہی زینے میں آ کر نیچے جھانکنے لگا۔ اسے نیچے برآمدے میں ایک سپاہی دکھائی دیا۔ یہ زرقہ تھی۔ اوپر والے سپاہی نے اسے آواز دے کر پوچھا کہ یہ بچے کی آواز کہاں سے آئی تھی؟

زرقہ خاموش رہی۔ اوپر والا سپاہی تیزی سے نیچے اترا۔ وہ آخری سیڑھی پر ہی پہنچا تھا کہ اوپر سے ناگ نے اس کی گردن پر چھلانگ لگا کر اسے بھی ڈس لیا۔ سپاہی چیختا کر سیڑھیوں میں گرا۔ ناگ انسانی شکل میں آ کر زرقہ سے بولا:

جلدی سے باہر آ جاؤ۔ تم منہ خانے کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ ظاہر کرنا کہ تم [illegible] رہے ہو۔ میں آگے کی صورت حال

جا کر دیکھتا ہوں۔

زرقہ ایک ہوشیار لڑکی تھی۔ وہ لپک کر سیڑھیاں چڑھتی باہر آ گئی اور منہ خانے کے دروازے پر برچھی کمر سے لگا کر یوں کھڑی ہو گئی جیسے پہرہ دے رہی ہو۔ ناگ سانپ کی شکل میں قلعے کے صحن میں نکل گیا۔ اس نے دیکھا کہ قلعے کی ڈیوڑھی میں دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے مگر ان کی پیٹھ ناگ کی طرف تھی۔ ناگ واپس زرقہ کے پاس گیا اور انسانی شکل میں آ کر وہیں پر بیٹھ گیا اور بولا:

زرقہ آہستہ آہستہ قلعے کی چھت پر جاتی سیڑھی کی طرف جاؤ۔ قلعے کی دیوار کے پیچھے نالے کی جھاڑیوں میں سلمان تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ چھت پر جا کر میرا انتظار کرو۔

زرقہ یہ سن کر آہستہ سے قلعے کی چھت پر جانے والے زینے کی طرف چلنے لگی۔ ناگ واپس سانپ کی شکل میں آ گیا اور اس نے بھی پیچھے چلنے لگا۔ اس کی آنکھیں ڈیوڑھی والے سپاہیوں پر لگی تھیں کہ اگر وہ ادھر آئیں تو زرقہ کو [illegible] سے روکا جا سکے۔

زرقہ قلعے کی چھت والی زینہ چڑھنے لگی۔ [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے سپاہیوں کی ادھر نگاہ نہیں پڑی تھی۔

زرتو بڑی احتیاط سے زینہ چڑھ کر قلعے کی چھت پر آ گئی۔

ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔ قلعے کی دیوار کافی بلند تھی۔ زرتو وہاں سے چھلانگ نہیں لگا سکتی تھی۔ ان کے پاس کوئی کمند بھی نہیں تھی۔ ان کے پاس سوچنے کے لیے وقت بھی نہیں تھا۔

ناگ نے انسانی شکل میں آ کر زرتو سے سرگوشی کی:

"میں عقاب بن کر تمہیں پنجوں میں اٹھائے قلعے سے نیچے لے جاؤں گا۔ تم گھبرانا نہیں۔"

زرتو نے آہستہ سے سر ہلایا کہ وہ نہیں گھبرائے گی۔ اس گھبراہٹ اور تجسس کے عالم میں بھی زرتو ناگ کی خفیہ جسمی طاقتوں سے حیرت زدہ تھی۔ اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایک انسان کو عقاب کی شکل اختیار کرتے دیکھا۔ پھر اس عقاب نے زرتو کو اپنے پنجوں میں بڑی آہستگی سے اٹھایا اور قلعے کے اوپر سے نیچے کود گیا۔

جھاڑی کی اوٹ میں سلمان کمانڈو نے عقاب کو اترتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ ناگ کے سوا دوسرا کوئی نہیں

ہو سکتا۔ اس کے پنجوں میں ایک لڑکی تھی۔ یہ زرتو ہی ہو سکتی تھی۔ جھاڑی کے پاس جا کر عقاب زمین پر بیٹھ گیا۔ زرتو نے سلمان کمانڈو سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا۔ ناگ اب انسانی شکل میں آ گیا تھا۔ اس نے کہا:

"اب جلدی سے یہاں سے نکل کر کھنڈر والے ستہ خانے کی طرف چلو۔"

سلمان بولا: "تم ہمیں عقاب بن کر اٹھا کر کیوں نہیں لے چلتے؟"

ابھی یہ جملہ سلمان کمانڈو کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ قلعے میں خطرے کا الارم بج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی سرچ لائٹ کی روشنی میدان میں گردش کرنے لگی۔

زرتو نے کہا:

"ہمیں میرے فرار کا علم ہو گیا ہے۔ یہاں سے بھاگو۔"

قلعے کے صحن میں سے توپ گاڑیوں کے سٹارٹ ہونے کی آوازیں آنے لگیں۔

ناگ نے کہا:

"اگر ہم یہاں سے بھاگے تو پکڑے جائیں گے۔ میں تمہیں اٹھا لیتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے عقاب بن کر دونوں کو اٹھایا اور فضا میں اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ان دونوں کو لے کر وہاں سے کہیں دور دراز علاقے کی طرف نکل جائے گا، لیکن اچانک فضا میں گولیاں برسنے لگیں اور ایک ہیلی کاپٹر قلعے کے اندر سے گڑگڑاتا ہوا اوپر کو اٹھا۔ اب ناگ کے لیے عقاب کی شکل میں پرواز کرنا انتہائی خطرناک تھا۔ وہ سب ہیلی کاپٹر کی مشین گن کی گولیوں کا نشانہ بن سکتے تھے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ بھی روشن تھی۔

ناگ نیچی اڑان بھرتا ہوا تیزی سے قلعے کے پیچھے کی طرف آ گیا۔ ہیلی کاپٹر بھی اب چکر پورا کر کے اسی طرف گھومنے والا تھا۔ اس کی سرچ لائٹ کی تیز روشنی فضا کو روشن کر رہی تھی۔ ناگ نے غوطہ لگایا اور کھنڈر کی طرف جتنی تیزی سے اڑ سکتا تھا اڑنے لگا۔ وہ ہیلی کاپٹر کی روشنی کے دائرے سے نکل گیا تھا۔ لیکن ہیلی کاپٹر بھی اسی جانب چلا آ رہا تھا۔

سلمان، کرنڈو اور زرقہ عقاب کے پنجوں میں دبکے سہمے ہوئے تھے۔ ناگ انہیں لے کر کھنڈر کی دیوار کے

پیچھے اتر آیا۔ فوراً انسانی شکل بدلی اور کہا:

"سلمان! زرقہ کو لے کر تہہ خانے میں گھس جاؤ۔ جلدی کرو اسرائیلی ہیلی کاپٹر ادھر کو آ رہا ہے۔"

سلمان نے زرقہ کا بازو تھاما اور دونوں بھاگتے ہوئے اینٹوں کے ڈھیر کی اوٹ میں پہنچ کر پتھر کی سل اٹھا کر تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔ ناگ نے سانپ کی شکل بدل لی تھی۔ اور ایک طرف چھپا آسمان پر پرواز کرتے ہیلی کاپٹر کو تک رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر نیچے ہو کر اڑ رہا تھا۔ اس کی روشنی پرانے کھنڈر کی دیواروں کو روشن کر رہی تھی۔ مگر وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ ہیلی کاپٹر اوپر سے ہو کر نکل گیا۔ اب قلعے کی جانب سے دو تین فوجی گاڑیاں بھی میدان میں ادھر ادھر گھوم پھر کر زرقہ کو تلاش کر رہی تھیں۔

ناگ اینٹوں کے ڈھیر کے اوپر سانپ کی شکل میں بیٹھا رات کے اندھیرے میں فوجی گاڑیوں کو دور میدان اور ٹیلوں کے گرد چکر لگاتا دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر برابر آسمان پر گھوم رہا تھا۔ اس کی روشنی نیچے ویران صحرا کو روشن کر رہی تھی۔ [illegible] ہیلی کاپٹر دور چلا [illegible] تو ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رینگتا ہوا نیچے شہ خانے میں آ گیا۔

نیچے آتے ہی اس نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی۔ اس نے دیکھا کہ زرتر اور سلمان کی تلوار شہ خانے کی قبر کے پیچھے چھپے بیٹھے تھے۔ کونے والا تابوت کا چراغ اسی طرح روشن تھا۔ ناگ کو دیکھ کر دونوں قبر کی اوٹ سے نکل آئے۔

زرتر نے کہا،

"باہر کی پوزیشن کیا ہے؟"

ناگ نے انہیں بتایا کہ ہیلی کاپٹر دور چلا گیا ہے مگر فوجی سپاہی گاڑیوں میں سوار ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

سلمان نے کہا،

"اس وقت ہمارے لیے یہی ایک بہترین پناہ کی جگہ ہے۔"

زرتر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا،

"سلمان! یہ نوجوان کون ہے؟ اس کے پاس ایسا جادو کہاں سے آ گیا؟ میں نے زندگی میں اتنا سخت ایسا کریکٹر نہیں دیکھا کہ ایک انسان کبھی سانپ اور کبھی عقاب بن جائے!"

سلمان نے کہا،

"یہ ہمارا بہترین دوست ہے۔ اسی نے مجھے موت کے منہ سے نکالا ہے نہیں تو میں شہید ہو چکا ہوتا اس کا نام ناگ ہے۔"

پھر سلمان نے زرتر کو وہ واقعہ سنایا جب ناگ اتفاق سے اسے مل گیا تھا اور اسرائیلیوں نے اسے بھی فلسطینی کمانڈو سمجھ کر اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا تھا۔

ناگ مسکرا رہا تھا۔

زرتر نے کہا،

"ناگ! تم نے یہ جادو کہاں سے سیکھا ہے؟"

ناگ نے کہا،

"تمہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیے۔ بہرحال تم بھی یہی سمجھو کہ میرے پاس ایک ناس عمل ہے جس کے ذریعے میں اپنی جون بدل لیتا ہوں۔ یہ عمل مجھے افریقہ کے ایک بوڑھے جادوگر نے بتایا تھا۔ اب ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیے!"

کمانڈو سلمان بولا،

"ہماری منزل اب یروشلم کا مسلمان علاقہ ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں ہمارا ساتھی ایجنٹ ہارون ہمارا
منتظر ہوگا۔ وہ ہمیں دریائے اردن پار کرا کر اسرائیل کی سرحد میں
داخل کروا دے گا۔"

زرقہ بولی: "یروشلم یہاں سے ایک دن کے سفر
پر ہے۔ ہم پیدل وہاں تک نہیں جا سکتے۔ خاص
طور پر ایسے حالات میں جب کہ چپے چپے پر
اسرائیلی فوجی گاڑیاں ہماری تلاش میں پھر رہی
ہوں گی۔"

سلطان کمانڈو نے کہا:

"ہم مناسب موقع ملنے تک یہی جگہ چھپے رہ
سکتے ہیں۔ ناگ ہمارے لیے جنگلی پھل لے آئے
گا جس کو کھا کر ہم گزارہ کر سکتے ہیں۔"

زرقہ نے کچھ سوچ کر کہا:

"اگر ناگ کہیں سے کسی طرح کوئی فوجی گاڑی
لے آئے تو ہم یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں۔"

سلطان نے کہا:

"اچھا خیال ہے۔ لیکن اس وقت قلعے کی پوری
رجمنٹ چوکس ہو چکی ہے اور یقیناً ایک کمپنی ہماری
تلاش میں باہر نکل آئی ہے۔ ہمیں ہر حالت

میں ایک، دو روز اسی جگہ چھپ کر انتظار
کرنا ہوگا۔"

زرقہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔

ناگ نے کہا:

"میں فوجی گاڑی اغوا کر سکتا ہوں مگر
جیسا کہ سلطان نے کہا ہے، ابھی فوجی گاڑی میں
بھی سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔"

زرقہ نے تانبے کے چراغ کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ چراغ کس نے جلا رکھا ہے؟ اسے بجھا دینا
چاہیے۔ باہر سے اس کی روشنی دیکھی جا سکتی ہے۔"

زرقہ چراغ بجھانے کے لیے اٹھی تو ناگ نے اسے
روک دیا:

"اس چراغ کو مت بجھانا زرقہ۔ یہ چراغ ہم نے
نہیں روشن کیا۔ لگتا ہے اس قبر کے ساتھ ہی کسی
نے جلایا تھا۔"

زرقہ بولی: "تم واقعی بہت آدمی ہو۔ جادوگر ہو
اس لیے۔ لیکن یہ چراغ ہمیں گرفتار کروا سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں باہر سے پتھر کی سل کو منہ کھاتے کے منہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر اس طرح رکھ آیا ہوں کہ باہر سے اس کی روشنی نہیں دیکھی جا سکتی۔ تم فکر مت کرو۔ اگر میں تم لوگوں کو گوبروں کی بوچھاڑوں سے نکال لایا ہوں تو یہاں بھی تمہاری حفاظت کر سکتا ہوں۔ لیکن چراغ بجھانے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

سلطان نے بھی زرقہ کو چراغ بجھانے سے روک دیا۔ زرقہ گھبرا سانس بھر کر قبر کے پاس بیٹھ گئی اور اس کے کتبے کو دیکھ کر بولی:

"یہ کسی پرانی زبان کا کتبہ ہے۔ اس پر کیا لکھا ہے؟"

ناگ نے اسے بتایا کہ اس پر لکھا ہے:

"یہاں رتنالی دفن ہے جو لداگو کے سمندر کی سب سے حسین دیوداسی تھی۔ اس کو بادشاہ بیاکس نے اپنے قلی حملہ سے عشق کرنے کے جرم میں زہر دے کر ہلاک کروا دیا۔"

زرقہ ہنس دی۔ زرقہ مصر کی گریجویٹ تھی اور پڑھی لکھی ماڈرن خیالات کی ایک بہادر کماندو خاتون تھی۔ اس نے کہا:

"تم لوگوں پر اعتماد نہیں رکھتی۔ یہ کتبہ ہوشی کسی نے لکھ کر لگا دیا ہے۔"

ناگ مسکراتے ہوئے بولا:

"میں قدیمے اعتقاد پر بحث نہیں کروں گا۔ کسی بھی انسان کو کسی دوسرے انسان کے عقیدے پر بحث نہیں کرنی چاہیے۔ بہرحال میں اس چراغ کو روشن ہی رکھنا چاہتا ہوں۔"

سلطان کماندو نے زرقہ کی تین گن لے کر اس کے چیمبر کو کھول کر دیکھا:

"چیمبر گولیوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ امریکی مشین گن ہے۔ اسرائیلیوں کو امریکی اسلحہ برابر مل رہا ہے۔ اچھا ہے یہ اب ہمارے کام آئے گا۔"

زرقہ کے بال پہلے تو لڑکوں کی طرح کٹے ہوئے تھے پر اسرائیلی فوجی کیمپ میں بالکل ہی چھپ گئے تھے۔ زرقہ نے سلطان کو بتایا کہ اسرائیلیوں نے اس پر بہت تشدد کیا مگر اس نے اپنے کسی ساتھی کا نام تک نہیں بتایا۔ پھر اس نے سلطان کو اپنے کان کی نوکیں دکھائیں جو ٹارچر دینے سے جل گئی تھیں۔

سلطان کماندو نے زرقہ کے حوصلے اور بہادری کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعریف کی اور کہا:

"انشاء اللہ! ہم بہت جلد فلسطین کو اپنے دشمن کو یہودیوں کے قبضے سے آزاد کرا لیں گے۔"

ناگ خاموش بیٹھا قبر کے کتبے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں چراغ کی دھیمی دھیمی روشنی پڑ رہی تھی۔ اچانک اسے یوں لگا جیسے قبر کے سرہانے لگے کتبے کے پتھر پر کسی حسین عورت کی شکل ابھر آئی ہے۔ اس عورت کے لمبے سیاہ بالوں میں سفید موتیوں کی لڑیاں گندھی ہوئی تھیں جو اس کے ننگے شانوں پر لٹک رہی تھیں۔ حسین عورت کے ماتھے پر ایک سرخ ہندیا نگینے کی طرح چمک رہی تھی۔ اس کی آنکھوں پر مقناطیسی چمک تھی اور ہونٹ ذرا سے کھلے تھے اور موتیوں ایسے سفید دانتوں کی لکیر نظر آ رہی تھی۔

ناگ نے سلمان سے سرگوشی کی:

"سلمان! قبر کے کتبے کی طرف دیکھو۔"

سلمان اور زرقہ نے کتبے کی طرف آنکھیں گھمائیں۔

"کیا ہے یہاں؟" سلمان نے پوچھا۔

"تمہیں کسی عورت کی شکل نظر نہیں آ رہی کیا؟" ناگ نے کہا۔

"نہیں تو۔ کتبے پر تو کسی عورت کی شکل نہیں ہے۔" سلمان بولا۔

زرقہ ہنسنے لگی:

"ناگ پر قبر کے طلسم کا اثر ہو گیا ہے۔"

اتنے میں کتبے پر حسین عورت کی شکل نے آنکھیں میچ کر ناگ کی طرف گھور کر دیکھا اور سر کے اشارے سے اسے منع کیا کہ وہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرے۔ ناگ چپ ہو گیا۔ اتنے میں باہر کتوں کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ کتبے کی شکل غائب ہو گئی۔

زرقہ اور سلمان اچھل پڑے۔

سلمان کنڈو بولا:

"وہ زرقہ کی تلاش میں سراغ رساں کتے لے کر نکل آئے ہیں۔"

فلسطینی مجاہدہ زرقہ بولی:

"انہوں نے میرا لباس پہلے ہی دن سراغ رساں کتوں کو سنگھا دیا تھا۔ یہ کتے یہاں تہہ خانے کے دروازے تک پہنچ جائیں گے۔"

سلمان تشویش ناک تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا:
"تم لوگ اسی جگہ بیٹھے رہو۔ میں باہر جا کر
ان کتوں کو سنبھالتا ہوں۔ خبردار — ذرا سی بھی
آواز نہ نکالنا۔"
یہ کہہ کر ناگ تیزی سے باہر آ گیا۔

○

رتنالی کون تھی؟

سہانی رات میں ہلکی ہلکی چاندنی بکھری ہوئی تھی۔
زرد چاند دور ریت کے ٹیلوں کے پیچھے سے طلوع ہو رہا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ ٹیلے کی جانب سے چھ سات فوجی کتوں کو ساتھ لیے بھاگتے چلے آ رہے تھے۔ کتوں کا رُخ عقوبت خانے کے سوراخ کی طرف تھا۔ ظاہر ہے انہیں زرلا کے جسم کی ادھر ہی سے خوشبو آ رہی تھی۔

ناگ نے ایک پل کے لیے صورت حال پر غور کیا۔ پھر بھاگ کر عقوبت کی جنوبی دیوار کی طرف گیا اور سانپ کو آواز دی۔ سانپ پھن اٹھائے پتھروں کے نیچے سے نکل کر آیا تو ناگ نے اسے حکم دیا:

"کچھ فوجی اپنے کتوں کے ساتھ ادھر آ رہے ہیں۔ اپنے سانپوں کو لے کر جاؤ اور ان سب فوجیوں اور ان کے کتوں کو ڈس کر ہلاک کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دور یہ ہمارے دشمن ہیں۔"
سانپ نے پھن جھکا کر کہا:
"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"
یہ کہہ کر سانپ نے پتھروں کی طرف پھن کا رخ کر کے زور سے تین پھنکاریں ماریں۔ پتھروں کے نیچے سے درجن بھر سیاہ سانپ نکل آئے۔ بڑے سانپ نے انہیں اپنے ساتھ لیا اور اس طرف تیزی سے بھاگے جدھر سے یہودی فوجی کتوں کو لے کر آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔

ناگ اینٹوں کے ڈھیر کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا اور یہودی فوجیوں کو آگے بڑھتے تکنے لگا۔ اتنی دیر میں درجن بھر زہریلے سانپ ان فوجیوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اب ناگ نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ سپاہیوں میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ وہ بدحواس ہو کر ادھر ادھر بھاگے۔ کوئی سٹین گن کا رخ زمین کی طرف کر کے فائر کرنے لگا تو کوئی دوسری طرف کو سانپ سانپ کا شور مچاتا بھاگا۔ کتوں میں بھی افراتفری مچ گئی۔ پھر ناگ نے دیکھا کہ کتے چاؤں چاؤں کرتے گرے اور ... گئے۔ ساتھ ہی یہودی فوجی بھی گرنے لگے۔

سانپ اندھیرے میں اپنا کام کر رہے تھے۔ دو سپاہی سانپوں پر فائرنگ کر رہے تھے کہ وہ بھی چیخ مار کر گر پڑے۔ چند لمحوں کے اندر اندر وہاں صحرا میں سناٹا چھا گیا۔ کتے اور یہودی سپاہی عدم آباد کو پہنچ چکے تھے۔
ناگ دوڑ کر ان کے درمیان گیا۔ بڑے سانپ نے پھن اٹھا کر کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! آپ کے سارے دشمن ختم کر دیئے گئے ہیں۔ صرف چار سانپ انہوں نے مار ڈالے ہیں۔"
ناگ نے کہا:
"تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"
بڑے سانپ نے پھن جھکایا اور باقی آٹھ سانپوں کو ساتھ لے کر جدھر سے آیا تھا، ادھر چل دیا۔ ناگ دوڑتا ہوا تہ خانے میں آ گیا۔
سلمان کمانڈو نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا:
"یہ فائرنگ کس پر ہو رہی تھی؟ تم تو خیریت سے ہو نا؟"
ناگ بولا: "ہاں۔ میں خیریت سے ہوں۔"
زرقہ مجاہدہ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر یہ خانگ کیسی تھی ؟ اور کتوں کی آواز بھی غائب ہو گئی ہے۔"

تاگ بولا "دشمن محبت کی گہری نیند سو رہے ہیں۔ سات یہودی فوجی تھے اور چار کتے تھے۔ ان کی لاشیں باہر صحرا میں پڑی ہیں۔"

سلمان کمانڈو نے کہا،

"ان کی لاشوں کو زمین میں دبا دینا چاہیے نہیں تو ان کے پیچھے آنے والے فوجیوں کو ہمارے ٹھکانے کا علم ہو جائے گا۔ ظاہر ہے ان کے پاس بھی سراغ رساں کتے ہوں گے۔"

زرتد، سلمان کمانڈو اور تاگ جلدی سے متر خانے سے نکل کر اس طرف دوڑے جہاں فوجیوں کو سانپ نے ڈس کر مار دیا تھا۔ ان کی اور کتوں کی لاشیں ادھر بکھری پڑی تھیں۔ سلمان، تاگ اور زرتد نے ان کی پیٹیوں سے لگے خنجر نکال کر ریت کھودنی شروع کر دی۔ ریت نرم تھی۔ بہت جلد انہوں نے ایک گہرا گڑھا کھود ڈالا۔ پھر زرتد کے مشورے پر سلمان نے ایک یہودی سپاہی کی وردی اتار کر خود پہن لی۔ اس کی شیشیں گن اور خنجر بھی سنبھال لیا اور باقی تمام لاشوں

کو گڑھے میں ڈال کر اوپر ریت ڈال کر گڑھے کو بند کر دیا۔

اس کے بعد تاگ اور سلمان نے مل کر ریت پر بھائیوں کی شاخوں کا جھاڑو پھیر کر اپنے اور فوجیوں کے پاؤں کے نشان اس طرح مٹا دیئے کہ ریت پر ہلکی لہریں بن گئیں جیسی لہرا صحرا میں تیز ہوا کے چلنے سے بن جایا کرتی ہیں۔ وہ تینوں الٹے قدم متر خانے کی طرف چلے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے قدموں کے نشانوں کو بھی مٹاتے

لہروں میں بدلتے چلے آ رہے تھے۔

متر خانے میں آ کر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ باقی رات انہوں نے جاگ کر گزار دی۔ کیوں کہ انہیں کسی بھی لمحے دشمن کے وہاں آ جانے کا دھڑکا لگا تھا۔ رات گزر گئی۔ یہودی فوج اپنے فوجیوں کے پیچھے نہ آئے۔

سلمان نے کہا،

"اب ہمارا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ ہمیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیے۔"

زرتد بولا "تاگ! تم کسی طرح سے کوئی فوجی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گاڑی اغوا کر کے لا سکتے ہو۔ یہاں اب ہمارے لیے خطرہ ہی خطرہ ہے۔ ہم دشمن کے پیٹ میں کب تک بیٹھے رہیں گے؟

ناگ نے کہا:

"اگر تمہارا یہی منصوبہ ہے تو میں تمہارے لیے کوئی فوجی گاڑی اغوا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ تہہ خانے سے نکل عقاب کی شکل اختیار کر کے فضا میں پرواز کر گیا۔ ابھی وہ کھنڈر سے تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اسے ایک فوجی جیپ کھنڈر کی طرف آتی دکھائی دی۔ جہاں یہ جیپ آ رہی تھی اس جگہ پہلے والے سراغ رساں فوجیوں کے پاؤں کے نشان ریت پر صاف نظر آ رہے تھے۔ جیپ میں بیٹھے چار یہودی فوجی انہی نشانوں کا سراغ لیتے اپنے ساتھیوں کی تلاش میں چلے آ رہے تھے۔

ناگ وہیں سے واپس پلٹا اور تہہ خانے میں جا کر سلمان اور زرقہ کو بتایا کہ ایک جیپ جس میں چار یہودی فوجی سوار ہیں کھنڈر کی طرف آ رہی ہے۔ یہ تمہارا شکار ہے۔ تمہارے پاس اسلحہ موجود ہے۔ تم ان پر حملہ کر کے جیپ حاصل کر سکتے ہو۔

سلمان اور زرقہ فوراً سٹین گنیں لیے تہہ خانے سے باہر آ گئے۔ دور فوجی جیپ کھنڈر کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ سلمان اور زرقہ مورچے بنا کر بیٹھ گئے۔ ناگ ٹیلے کی اوٹ میں چھپ گیا۔ جونہی جیپ قریب آئی زرقہ اور سلمان نے سٹین گنوں کا فائر کھول دیا۔ جیپ میں سوار یہودی فوجی بے خبر بیٹھے تھے۔ انہیں یقین نہیں تھا کہ یہاں دشمن گھات لگائے چھپا ہو گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سلمان اور زرقہ کی گولیوں نے انہیں بھون کر رکھ دیا۔ جیپ ایک طرف کو الٹ گئی۔ سلمان نے سٹین گن لہراتے ہوئے ناگ کو آواز دی۔

"ناگ! آ جاؤ۔ ہم یہاں سے فرار ہو رہے ہیں۔"

انہوں نے مل کر جیپ کو سیدھا کیا۔ اس میں کود کر بیٹھے اور جیپ پوری رفتار سے صحرا میں ایک طرف دوڑنے لگی۔ تھوڑی ہی دور جانے پر جیپ ایک گڑھے میں سے اچھلی تو ناگ باہر گر پڑا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور دوبارہ جیپ میں سوار ہو گیا۔

سلمان خود جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ صحرا میں زرقہ کو یروشلم کو جانے والے راستے کا علم تھا۔ وہ رہنمائی کر رہی تھی۔ جیپ پوری رفتار سے جا رہی تھی۔ بہت جلد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ اسرائیلی قلعے سے دور نکل گئے۔ انہیں صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ کہیں کوئی فوجی ہیلی کاپٹر ادھر نہ نکل آئے۔ پھر ان کا بچنا مشکل تھا۔ جو چیز انہیں بچا سکتی تھی وہ ان دونوں کی اسرائیلی فوجی وردی تھی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ صحرا میں کافی آگے نکل گئے تھے کہ انہیں ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔

زرقہ نے چونک کر کہا:

"اسرائیلی ہیلی کاپٹر سلمان!"

سلمان نے پلٹ کر کہا:

"گھبراتی کیوں ہو۔ ہم اسرائیلی فوجی وردی میں ہیں۔ وہ ہمیں اپنے ہی فوجی سمجھیں گے۔"

ہیلی کاپٹر اسرائیلی فوج کا تھا۔ وہ گڑگڑاتا ہوا جیپ کے اوپر آ کر ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ ناگ بغیر وردی کے تھا۔ اب وہ عقاب کی صورت بھی اختیار نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے فوجی اسے دیکھ رہے تھے۔ اچانک جیپ میں لگے وائرلیس سیٹ پر آواز گونجی۔ ہیلی کاپٹر کا پائلیٹ کوڈ لفظوں میں بول رہا تھا۔

سلمان بے اختیار بولا:

"اب کیا کریں۔ وہ ہم سے کوڈ میں بات

کرنا چاہتا ہے۔"

زرقہ نے بائیک اٹھا کر حیرانی میں کہا:

"ہم مقرر فلسطینوں کا پیچھا کر رہے ہیں تم ہمارا وقت کیوں برباد کر رہے ہو؟"

ہیلی کاپٹر کے اسرائیلی پائلیٹ کی آواز آئی:

"تم ہمیں آج کا پاس ورڈ بتاؤ۔ نہیں تو ہم میزائل مار کر تمہاری جیپ تباہ کر دیں گے۔ تمہارے ساتھ یہ سویلین کون ہے؟"

زرقہ نے غصے میں کہا:

"یہ سویلین فلسطینی قیدی ہے۔ ہم نے اسے اسی جگہ سے پکڑا ہے۔ ہم اس کے سامنے خفیہ کوڈ پاس ورڈ نہیں بتا سکتے۔"

سلمان نے زرقہ کی حاضر دماغی کی دل میں داد دی۔ مگر اوپر بھی اسرائیلی پائلیٹ تھا۔ اس نے حکم دیا:

"پاس ورڈ بتاؤ۔ میں تمہیں تین سیکنڈ کا وقت دیتا ہوں۔ نہیں تو میں میزائل فائر کر دوں گا۔"

اب ناگ کے لیے خاموش رہنا مزید کو دعوت دینا تھا۔ اس نے سانس کھینچا اور غائب ہو گیا۔ وہ غائب نہیں ہوا تھا بلکہ ایک زہریلا اژدر سانپ بن کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دفعتاً ہیلی کاپٹر پرواز کر گیا تھا۔ اوپر ہیلی کاپٹر میں بیٹھا پائیلٹ بھی یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جیپ کے پیچھے جو سویلین بیٹھا تھا وہ کہاں غائب ہو گیا؟

وہ وائرلیس پر چلایا:

"تمہارا قیدی کہاں چلا گیا ہے؟"

سلمان نے دیکھا تو پیچھے ناگ نہیں تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ناگ کا ایکشن سٹروع ہونے والا ہے۔ اس نے پائیلٹ کو باتوں میں لگانے کے لیے کہا۔

"تم نے ہمارا قیدی گنوا دیا ہے۔ میں تمہاری شکایت کروں گا۔ قیدی نے شاید چھلانگ لگا دی ہے۔"

پائیلٹ نے غرج کر کہا:

"تمہارا وقت ختم ہو گیا ہے۔ پاس ورڈ بولو نہیں تو میں میزائیل فائر کرنے والا ہوں۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔"

زرقہ نے گھبرا کر سلمان سے کہا:

"سلمان! چھلانگ لگا کر بھاگو۔"

سلمان بولا: "خاموش! ناگ کچھ نہ کچھ ضرور کریگا۔"

ٹھیک اس وقت ناگ ہیلی کاپٹر کے اوپر پہنچ

چکا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر میں دو اسرائیلی پائیلٹ بیٹھے ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر چلا رہا تھا اور دوسرے کا ہاتھ میزائیل فائر کرنے والے بٹن پر تھا۔ ناگ ہیلی کاپٹر کے دروازے کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ دروازے پر شیشہ لگا تھا۔ ناگ نے محسوس کیا کہ وہ ہیلی کاپٹر کے کاک پٹ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت بڑی ناکامی تھی لیکن فوراً ہی ناگ کو ایک خیال سوجھا۔ وہ ہیلی کاپٹر کے اوپر پنکھوں کے بیچ آ کر بیٹھ گیا اور سانس کھینچ کر ایک چھوٹے ہاتھی کے بچے کا تصور کیا اور سانس چھوڑ دیا۔

دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر ایک طرف کو جھک گیا۔ کیوں کہ اس کی ایک طرف چھوٹا ہاتھی بیٹھا تھا جس کی وجہ سے ہیلی کاپٹر کا توازن بگڑ گیا تھا۔ پائیلٹ گھبرا گئے۔ ہیلی کاپٹر ایک طرف کو جھکا جھکا نیچے گرنے لگا۔ دونوں پائیلٹ کاک پٹ کا دروازہ کھول کر باہر کودنے کے لیے جھکے تو ان کی نظر ہیلی کاپٹر پر بیٹھے ہاتھی پر پڑی۔ وہ ششدر ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے ایسا کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

ہیلی کاپٹر زمین کے بہت قریب آ گیا تھا۔ انہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنے کاک پٹ میں سے چھلانگیں لگا دیں۔ ناگ عقاب کی شکل اختیار کر کے اڑ گیا۔ مگر بیل کا پٹڑ اپنا توازن کھو چکا تھا وہ ایک دھماکے کے ساتھ گرا اور اس میں آگ لگ گئی۔ دونوں اسرائیلی پائلیٹ اٹھ کر صحرا میں دوڑے مگر زرتہ اور سلمان کمانڈو کی گولیوں سے انہیں وہیں چھلنی کر کے رکھ دیا۔

ناگ انسانی شکل میں جیپ کے پاس آیا تو زرتہ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"ناگ! میں تمہارے اس احسان کو ساری زندگی فراموش نہ کر سکوں گی۔"

ناگ جیپ میں کود کر بیٹھا اور بولا:

"جلدی سے اپنا سفر شروع کی طرف بھاگو۔"

اور جیپ ایک بار پھر یروشلم کی طرف دوڑنے لگی۔

سورج غروب ہو رہا تھا کہ انہیں دور ایک گاؤں کے مکان دکھائی دینے۔

سلمان نے کہا:

"ہمیں جیپ یہاں کسی گڑھے میں پھینک دینی چاہیے۔ ورنہ ہمیں کسی نہ کسی مصیبت میں پھنسا سکتی ہے۔ ہم اس گاؤں میں جا کر یہودیوں کپڑے

حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

زرتہ اور ناگ کو یہ تجویز پسند آئی۔ انہوں نے فوجی جیپ ریت کے ایک ٹیلے کی اوٹ میں کھڑی کر دی۔ اور خود اس میں سے اتر کر پیدل ہی گاؤں کی طرف چلنے لگے۔ یہ یہودیوں کا ایک گاؤں تھا۔ انہیں فوجی وردی میں دیکھ کر گاؤں کے یہودیوں نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی۔ انہیں کھانے کو عمدہ پھل اور بھنا ہوا گوشت دیا گیا جسے سلمان اور زرتہ نے ٹوٹ کر کھایا۔ ناگ نے بھی پھل کھا لیے۔

سلمان نے گاؤں کے بوڑھے یہودی سے کہا:

"ہمیں خفیہ اطلاع ملی ہے کہ اگلے گاؤں میں فلسطینی کمانڈو چھپے ہوئے ہیں۔ ہم ان کی تلاش میں آئے ہیں۔ لیکن ہمیں فوجی وردی میں دیکھ کر فلسطینی کمانڈو فرار ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں عام دیہاتی کپڑے پہننے کو دیئے جائیں۔"

فوراً انہیں سویلین کپڑے دے دیئے گئے۔ اب ان تینوں نے یہودی مردوں جیسا لباس پہن لیا۔ انہیں تین اونٹ بھی دیئے گئے جن کے بارے میں سلمان نے انہیں یقین دلایا کہ وہ واپسی پر اونٹ انہیں دیتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائیں گے۔ یہ چال بڑی۔ سفید اور کامیاب رہی۔ اب وہ تین یہودی دیہاتیوں کے بھیس میں اونٹوں پر سوار صحرا میں سفر کر رہے تھے۔ کسی کو ان پر شک نہیں پڑ سکتا تھا کہ یہ تینوں فلسطینی گماشتے ہیں۔

شام ہو رہی تھی کہ دور انہیں یروشلم شہر کے بلند اور سفید مکانوں کی دیواریں دکھائی دینے لگیں۔ یہ مکان شہر کے اونچے ٹیلوں پر بنے ہوئے تھے۔ زرقہ نے خوش ہو کر سلمان اور ناگ سے کہا تھا۔

"ہم یروشلم پہنچ گئے۔ خدا کا شکر ہے۔"

زرقہ اور سلمان دونوں کو اپنے ایجنٹ جاروش کے گھر کا پتہ تھا۔ انہوں نے اونٹوں کو یروشلم کے شہر کی عقبی آبادی کی طرف ڈال دیا۔ رات ہوتے ہی شہر کی روشنیاں جل اٹھیں۔ وہ کھیتوں کے بیچ میں سے گزرتے یروشلم شہر کی اس آبادی میں داخل ہو گئے جہاں مسلمان عرب فلسطینی رہتے تھے۔ یہ وہ عرب مسلمان تھے جو اسرائیلی ملک کے قیام سے پہلے یروشلم میں آباد تھے اور اب اسرائیل کی رعایا کی حیثیت سے وہ رہ رہے تھے۔ ان کی سخت نگرانی ہوتی تھی۔ شہر میں کوئی بم پھٹتا تھا تو اس علاقے کے مسلمان عرب

لوگوں کو اسرائیلی فوجی پکڑ کر لے جاتے تھے۔

رات ہو گئی تھی۔ یروشلم کی مسلم عرب آبادی میں کہیں اندھیرا تھا اور کہیں روشنی تھی۔ جب کہ اسرائیلی یروشلم میں شاندار عمارتیں روشنی میں نہا رہی تھیں۔ زرقہ مسلمان اور ناگ نے اونٹوں کو آبادی کے باہر ایک کنوئیں کے پاس ایک پیڑ کے ساتھ باندھ دیا اور ان پر سے اترے اور شہر کی طرف چل دیئے۔

زرقہ اور سلمان آگے آگے چل رہے تھے۔ ان کا لباس عربوں ایسا ہی تھا۔ صرف انہوں نے وہ ٹوپی سر پر سے اتار کر پھینک دی تھی جو اسرائیلی عرب پہنتے تھے۔ اب انہوں نے سروں پر عربوں کی طرح رومال باندھ رکھے تھے۔ زرقہ بھی مردانہ لباس میں پہچانی نہیں جاتی تھی۔ اس نے ناگ اور سلمان کو یروشلم کی ایک تنگ و تاریک گلی کے باہر رکنے کا اشارہ کیا اور خود اپنے ایجنٹ جاروش سے ملنے گلی میں گھس گئی۔ جاروش اس وقت اپنے مکان کے صحن میں بید کی کرسی پر بیٹھا کھانا کھانے کے بعد قہوہ پی رہا تھا۔ وہ یروشلم میں چھوٹا موٹا کاروبار کرتا تھا۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ دراصل وہ فلسطینی مجاہد ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اس کا کام مفرور فلسطینوں کو حفاظت سے سرحد پار کراتا ہے۔ وہ ایک عرصے سے یہ قومی فرض ادا کر رہا تھا۔

زرقہ نے مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہو کر اسے آواز دی تو جاروش نے اس کی آواز پہچان لی اور اٹھ کر ڈیوڑھی میں آ گیا۔ اپنے کام کی نزاکت اور اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے جاروش نے اپنے پاس کسی کو ملازم نہیں رکھا تھا۔ وہ بالکل اکیلا وہاں رہتا تھا۔ اس کی عمر پچاس سے اوپر تھی۔ زرقہ کو اس نے مردانہ لباس میں بھی پہچان لیا اور پہلا سوال یہ کیا۔

"تمہیں کسی نے دیکھا تو نہیں؟"

زرقہ نے آہستہ سے کہا:

"سلمان اور ہمارا ایک قابل اعتماد دوست ناگ بھی کی ٹکڑی پر کھڑے ہیں۔"

"تمہیں رہائی مبارک ہو۔"

یہ کہہ کر جاروش نے زرقہ کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا اور خود گلی میں آ گیا۔ جاروش کا باہر آنا اس بات کا اشارہ تھا کہ تم لوگ آ جاؤ۔ جاروش اپنا آپ دکھا کر ڈیوڑھی میں چلا گیا۔ سلمان نے ناگ کو ساتھ لیا اور تیز تیز قدموں سے چلتے جاروش کے مکان میں

داخل ہو گئے۔ جاروش نے ڈیوڑھی کا دروازہ بند کر دیا۔

زرقہ اور سلمان نے جاروش سے ناگ کا تعارف کروایا۔ جاروش نے ناگ کو خاص پسندیدگی سے نہ دیکھا۔ اصل میں جاروش ایک پرانا اور روایت پسند بنکر کٹر فلسطینی مجاہد تھا اور وہ کسی غیر معروف خاص طور پر مصری پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ جب زرقہ اور سلمان نے جاروش کو بتایا کہ ناگ جادو بھی جانتا ہے تو اس نے گردن جھٹک کر کہا:

"مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں اور تمہیں بھی نہیں ہونی چاہیے۔ اب تمہارے بارے میں آرڈر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اس مکان سے باہر قدم نہیں رکھے گا۔ تم اس وقت تک مکان کے تہہ خانے ہی میں رہو گے جب تک کہ میں تمہارے سرحد کراس کرنے کا بندوبست نہیں کر لیتا۔ تہہ خانے میں تین بستر لگا دیئے جائیں گے۔ باتھ روم تہہ خانے کے ساتھ ہی ہے۔ تم دونوں خوب جانتے ہو۔"

سلمان اور زرقہ مسکرا دیئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاروش بڑا کٹر وطن پرست ہے اور اپنی جوانی کے زمانے میں کئی خفیہ کارنامے انجام دے چکا ہے۔
جب جاروش کھانا لانے کے لیے گیا تو سلمان نے ناگ سے کہا:
"برادر! تم ہمارے بزرگ جاروش کی باتوں کا برا مت ماننا۔ یہ ذرا پرانی طرز کا فلسطینی مجاہد ہے۔ یہ لوگ تو صحراؤں پر بھی بھروسہ نہیں کرتے جب کہ اب صحرا کی پالیسی تبدیل ہو چکی ہے اور ہمارے ساتھ ان کے کمانڈو بھی کام کر رہے ہیں۔"
ناگ نے کہا:
"میں بزرگوں کی باتوں کا برا نہیں مانا کرتا۔"
جاروش ان کے لیے کھانا لے کر آ گیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ بیٹھک میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ جاروش نے سلمان اور زرقہ کو بتایا کہ پچھلے ہفتے تین فلسطینی کمانڈو کو وہ سرحد پار کرا چکا ہے۔ ناگ آرام کرسی پر بیٹھ خاموشی سے جاروش کی باتیں سن رہا تھا۔ سامنے دیوار پر سرخ قالین کا ایک ٹکڑا لٹک رہا تھا۔ جس پر قدیم زمانے کا نمونہ نقش تھا۔

ایک بار جو ناگ کی نگاہ قالین کے ٹکڑے پر گئی تو وہ ٹکٹکی باندھے قالین کے ٹکڑے کو تکتا ہی رہ گیا۔ کیوں کہ قالین کے ٹکڑے پر اسی ستہ خانے قبر کے کتبے والی حسین عورت کا چہرہ ابھر آیا تھا جس کے بالوں میں سفید موتی گندھے تھے اور ماتھے پر سرخ بندیا چمک رہی تھی۔ وہ ناگ کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔
ناگ کو یوں ٹکٹکی باندھے دیکھ کر سلمان زرقہ اور جاروش حیران ہوئے۔ جاروش سب سے زیادہ حیران تھا۔
زرقہ نے آہستہ سے کہا:
"ناگ! تم دیوار پر لٹکے قالین کی طرف کیا دیکھ رہے ہو؟"
ناگ نے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا:
"کچھ نہیں زرقہ — تم کو یقین نہیں آئے گا لیکن وہی ستہ خانے کی قبر والی حسین عورت میری طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔"
جاروش قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور ناگ کا مذاق اڑاتے ہوئے بولا:
"تم فٹ پاتھ کے جادوگر ہو۔ اس قسم کی باتوں سے تم مجھ پر اپنا اثر نہیں جما سکتے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی اس نے ناگ سے گڑگڑا کر معافی مانگی اور التجا کی کہ خدا کے لیے بازو میرے جسم کے ساتھ لگا دو۔

ناگ نے گہری آواز میں اسے کہا:

"اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت نہ کرنا جیسے بیٹھے ہو ویسے ہی بیٹھے رہنا"

پھر ناگ نے حسین عورت کی طرف دیکھا اور اس سے درخواست کی کہ اس شخص کو معاف کر دیا جائے۔ حسین عورت کے چہرے کا غصہ ناگ کی آواز پر جاتا رہا، اس نے مسکرا کر ناگ کو دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی جاروش کے دونوں بازو فضا سے نیچے گئے اور اس کے جسم کے ساتھ دوبارہ لگ گئے۔ جاروش نے ڈرتے ڈرتے اپنے بازوؤں کو ہلایا۔

ناگ نے کہا:

"یہ بالکل ٹھیک جڑے ہیں۔ فکر نہ کرو"

سلمان اور زرقہ ناگ کی اس خفیہ طاقت سے بہت متاثر ہوئے۔ جاروش نے ناگ کا ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگایا اور لرزتی آواز میں بولا:

"مجھے معاف کر دو بھائی۔ مجھ سے غلطی ہ

ناگ کو اتنا غصہ نہ آیا لیکن قالین پر نظر آنے والی حسین عورت کا چہرہ غصے میں لال ہو گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں گھما کر جاروش کی طرف دیکھا۔ جاروش اور زرقہ اور سلمان کو تو وہ عورت نظر آ ہی نہیں سکتی تھی۔

حسین عورت کی نظروں کا پڑنا تھا کہ جاروش کا ایک پورے کا پورا بازو اس کے کاندھے سے الگ ہو کر فضا میں اوپر لٹکنے لگا۔

جاروش کا تو دہشت کے مارے رنگ شولوں کی طرح کالا ہو گیا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے۔ زرقہ اور سلمان نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا کہ جاروش کو معاف کر دو۔

ناگ نے کہا:

"یہ میرا کام نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اس عورت نے کیا ہے جس کی اس شخص نے توہین کی ہے"

جاروش اپنی جگہ سے خوف کے مارے ذرا نہیں ہل رہا تھا۔ اتنے میں اس کا دوسرا بازو بھی اس کے جسم سے الگ ہوا فضا میں لٹک گیا۔ اب تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی تھی۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"آئندہ کبھی کسی انسان کا مذاق مت اڑانا۔ یہ بات خدا کو ناپسند ہے۔"

اب ناگ کے کان میں ایک سریلی اور بے حد میٹھی آواز آئی:

"ناگ! تم ان لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤ گے۔ میں تمہیں لینے آئی ہوں۔ تم میرے ساتھ چلو گے۔"

ناگ کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا:

"تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو؟ تم کون ہو؟"

ناگ کی نگاہیں قالین پر لگی تھیں۔ جہاں حسین عورت کا چہرہ اُبھرا ہوا تھا۔ اس چہرے کو صرف ناگ ہی دیکھ سکتا تھا۔ عورت کی آواز آئی مگر اس کے ہونٹ نہیں ہل رہے تھے۔

"ناگ! یہ میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتی۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن میں عنبر کیٹی اور ماریا کی تلاش میں نکلنا چاہتا ہوں۔ میں ان کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ

کیسے چل دوں گا۔"

حسین عورت کی آواز آئی:

"تم میرے حکم کو ٹال نہیں سکتے۔ تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتے۔"

اس کے ساتھ ہی عورت کی شکل غائب ہو گئی۔

زرقہ سلمان اور جاروش ناگ کو باتیں کرتے دیکھ کر ہکا بکا تھے۔ انہیں یقین تھا کہ وہ ضرور کسی عورت سے باتیں کر رہا ہے جو انہیں دکھائی نہیں دے رہی۔ ناگ نے عورت کی شکل غائب ہو جانے کے بعد سلمان کا بازو ہلا کر کہا:

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرے پاؤں زمین نے جکڑ لیے ہیں۔ میں اپنی جگہ سے انہیں ہلا نہیں سکتا۔"

سلمان زرقہ اور جاروش پریشان ہو گئے۔ ناگ نے اپنی جگہ سے پاؤں اٹھانے چاہے تو بچ بچ۔ اس کے پاؤں اوپر نہیں اٹھ رہے تھے۔ انہیں زمین نے پکڑ لیا تھا۔ زرقہ اور سلمان نے ناگ کو پکڑ کر ایک طرف کھینچا۔ ناگ فرش پر گر پڑا مگر اس کے پاؤں اپنی جگہ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک انچ بھی نہ ہلے۔

ناگ نے سر ہلا کر کہا:

"معلوم ہوتا ہے یہ کوئی بہت طاقت ور ہستی ہے۔"

"یہ کون ہے ناگ؟" زرتو نے سوال کیا۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"تم نہ اسے دیکھ سکتی ہو نہ اس کی آواز سن سکتی ہو۔ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہے۔"

"لیکن کہاں؟" سلطان نے پوچھا۔

ناگ بولا: "یہ خود مجھے بھی معلوم نہیں۔"

جاروش سر کھجانے لگا:

"ناگ! تم اگر پسند کرو تو میں ایک درویش کو بلا کر تم پر دم کروا دیتا ہوں۔ امید ہے تمہارے پاؤں کھل جائیں گے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"شکریہ جاروش! مگر تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ باتیں انسانی عقل کے دائرے سے باہر کی باتیں ہیں۔ مجھے ان کا خوب تجربہ ہے۔ بہرحال تم زرتو اور سلطان کو سرحد پار کروا دینا۔

میں جا رہا ہوں۔"

زرتو اور سلطان کناڑو اور جاروش سے ناگ کو ملنے لگے۔ زرتو نے کہا:

"ناگ بھائی! تم نہ جاؤ۔ ہمارے ساتھ چلو۔"

ناگ بولا: "یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ تمہارے لیے میری دو بہنیں ہیں۔ کیتھ اور ماریا۔ میں ان کے پاس بھی نہیں جا سکتا۔ کیا کروں۔ اس حسین پُراسرار عورت کے طلسم کی قید میں جکڑا گیا ہوں۔ اب اس کے پاس جا کر ملاقات کی منزل تک پہنچنا ہی پڑے گا۔ مگر تم فکر مت کرو۔ خدا میرے ساتھ ہے۔ زندگی رہی تو پھر کسی دن میں ضرور ملاقات ہو گی۔"

پھر ناگ نے دیوار پر لٹکتے تابین کی طرف دیکھ کر کہا:

"میں تمہارے ساتھ جانے پر تیار ہوں۔"

تابین پر اس حسین عورت کی شکل پھر لہرا آئی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا:

"میری طرف چلتے آؤ۔ میں تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں۔"

ناگ نے پاؤں بڑھائے تو زمین نے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے۔ وہ تابین کی طرف بڑھا۔ زرتو، سلطان اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاروش پرسے پہلے ہٹ گئے۔ ناگ قالین کے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک شاندار باغ ہے جس کا سنگ مرمر کا گیٹ کھلا ہوا ہے۔ ناگ کو آواز آئی قالین میں داخل ہو کر اس دروازے سے باغ میں داخل ہو جاؤ۔ ناگ نے قالین میں قدم رکھے اور گیٹ میں سے گذر گیا۔

ناگ غائب ہو چکا تھا۔ زرتو، سلمان اور جاروش نے قالین کی طرف دیکھا قالین پر نہ کسی عورت کی تصویر تھی اور نہ سنگ مرمر کا گیٹ تھا۔

○

خوفناک مقابلہ

ناگ نے اپنے آپ کو ایک باغ میں پایا۔

اس باغ میں اونچے اونچے گھنے درخت تھے کہیں کہیں پتھروں کی پرانی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ باغ کے درمیان میں ایک محل تھا جس کی دیواروں پر جنگلی بیلیں چڑھی تھیں۔ محل کی کھڑکیاں ان جنگلی بیلوں میں چھپ گئی تھیں۔ محل کے دروازے پر بھی جنگلی بیلوں نے سایہ ڈال رکھا تھا۔ محل کا دروازہ بند تھا۔ ناگ پرانی قبروں میں سے گذرتا محل کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ یہاں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ آسمان سرمئی بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ ان بادلوں کی وجہ سے دن کی روشنی بہت دھیمی تھی۔ درختوں پر کوئی پرندہ تک نہیں بول رہا تھا۔ آسمان پر بھی کوئی پرندہ اڑتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ محل پر دستک دیتے ہوئے رک گیا۔ اسے اندر سے ایک آواز آئی سنائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دی۔ ناگ نے بند دروازے کے ساتھ کان لگا دیئے۔ دوسری طرف سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی بھاری قدم اٹھا اٹھا فرش پر چل رہا ہے۔

ناگ کو خیال آیا کہ یہاں اسے قبر والی حسین عورت ملنی ہے اس لیے اسے یہاں موجود ہونا چاہیئے وہ اس کو لینے ضرور آئے گی مگر ابھی تک وہ نہیں آئی تھی لیکن ناگ اپنی مرضی کے خلاف وہاں آ رہا تھا۔ حسین عورت اسے زبردستی یہاں لائی تھی۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ اسے کسی جال میں پھانسا جا رہا ہو۔

ناگ نے سوچا کہ اسے سانپ بن کر محل کے اندر داخل ہو کر دیکھنا چاہیے کہ اندر یہ کون چل رہا ہے۔ ناگ ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے سانس کھینچا اور چھوٹے سیاہ سانپ کی شکل بدل لی۔ پھر وہ محل کے بند دروازے کے نیچے سے ہو کر دوسری طرف چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک اونچی چھت والا پُر اسرار کمرہ ہے جس کی دیواروں پر ڈھالیں اور تلواریں لٹکی ہیں۔ کونے میں ایک شمع روشن ہے۔ فرش پر قالین بچھا ہے۔ آتش دان میں آگ بالکل نہیں جل رہی۔ آتش دان کے پاس ہی لکڑی کی ایک آرام کرسی بچھی

ہے۔ کمرہ بالکل خالی تھا مگر فرش پر کسی کے بھاری قدم اٹھا کر چلنے کی آواز برابر آ رہی تھی۔

ناگ دیوار کے کونے میں پردے کے پیچھے چھپ کر کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ اسے تعجب تھا کہ جب کسی انسان کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے۔ تو پھر وہ خود نظر کیوں نہیں آ رہا۔ کیا یہ کوئی غیبی انسان ہے؟ وہ حسین پُراسرار عورت کہاں ہے جو اسے یہاں لائی ہے؟ ناگ انہی خیالات میں گم تھا کہ اس نے دیکھا کہ آتش دان کے پاس پڑی کرسی چرچرائی۔ جیسے کوئی اس پر بیٹھ گیا ہو۔ پھر کرسی آہستہ آہستہ آگے پیچھے ہلنے لگی۔ کوئی اس پر بیٹھا آگے پیچھے جھول رہا تھا۔

ناگ ٹکٹکی باندھے کرسی کو دیکھنے لگا۔

پھر دروازے پر لگا ہوا بھاری پردہ ایک طرف ہٹا اور ایک عورت ہاتھ میں چاندی کی تھال لیے اندر داخل ہوئی۔ ناگ نے اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ وہی حسین عورت تھی جو سب سے پہلے تہ خانے والی قبر کے کتبے پر نمودار ہوئی تھی اور پھر قالین پر ابھر کر ناگ کو یہاں کھینچ لائی تھی۔ اس کے سیاہ بالوں میں سفید موتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی تھی۔ ناگ بھی رینگتا ہوا اسی کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں ایک تاریک زینہ نیچے جاتا تھا۔ رتنالی ہاتھ میں مشعل لیے زینہ اترنے لگی۔ ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ نیچے ایک کوٹھڑی کے درمیان میں ایک کھلی قبر تھی جس میں آبنوس کا سیاہ تابوت پڑا تھا۔ رتنالی نے مشعل چبوترے پر رکھی اور خود تابوت میں جا کر بالکل سیدھی لیٹ گئی۔

ناگ سانپ کی شکل میں تابوت کے پاس آیا اور پھن اٹھا کر تابوت میں لیٹی رتنالی کو تکنے لگا۔ اسے رتنالی کی آواز آئی:

"ناگ! مجھے خوشی ہے کہ تم آ گئے۔ میں نے پانچ سو برس تک تمہارا انتظار کیا ہے۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ آخر تمہارا گذر ملک اسرائیل کے صحرا سے ہوا اور تم پھنسنے کے لیے اس تہ خانے میں اتر آئے جہاں میری قبر بنی تھی۔"

ناگ نے انسانی شکل اختیار کر لی۔ اسے رتنالی کی آواز آئی:

"ابھی انسانی شکل میں مت آؤ ناگ۔ واپس سانپ کی شکل میں چلے جاؤ۔ یہاں تمہاری جان

گنڈھے ہوئے تھے۔ ماتھے پر سرخ رنگ کی بندیا چمک رہی تھی۔ وہ ریشمی لمبی ساڑھی میں ملبوس تھی۔ وہ قدم قدم چلتی سر جھکائے آتش دان والی کرسی کے پاس آ کر رک گئی اور بولی:

"میرے مالک! مشروب لے آئی ہوں پی لیجئے۔"

چاندی کی تھال میں پتھر کی ایک پیالی تھی جس میں کوئی مشروب بھرا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ پیالی اپنے آپ تھال میں سے اوپر کو اٹھی۔ کرسی کے پاس آئی۔ اور پھر جیسے کسی غیبی آدمی نے اسے پی کر خالی کیا اور پیالی دوبارہ اپنے آپ چاندی کی تھال میں آ کر ٹک گئی۔

اب ناگ کو ایک خرخراہٹ سنائی دی۔ یہ غیبی مخلوق کی آواز تھی:

"رتنالی! واپس اپنی قبر کے تابوت میں جا کر سو جاؤ۔"

حسین عورت جس کا نام رتنالی تھا اور جس کی قبر ناگ نے ملک اسرائیل کے ایک صحرا کے تہ خانے میں دیکھی تھی سر جھکا کر آہستہ سے واپس مڑی۔ ناگ بھی دیوار کے ساتھ رینگتا اس کی طرف بڑھا۔ رتنالی دوسرے کمرے میں سر جھکائے آہستہ آہستہ چل جا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو خطرہ ہے۔ تم سانپ کی آواز میں مجھ سے جو بات کرو گے میں اسے سمجھ جاؤں گی۔"

ناگ نے فوراً دوبارہ سانپ کی بولی بولنی شروع کر دی۔ اس نے رتنالی سے پوچھا کہ یہ سب کیا ہے اور تم اصل میں کون ہو اور اسرائیل کے صحرا میں جو قبر بنی ہے وہ کس کی ہے؟ اگر تمہاری قبر ہے تو تم اس تابوت میں کیسے آ گئی ہو اور یہ بھی بتاؤ کون ہے جس کو تم ابھی ابھی مشروب پلا کر آئی ہو؟

رتنالی بولی: "میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی مگر ابھی نہیں۔ میرے تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ بند ہونے والا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس کوٹھڑی کے جنوبی کونے میں ایک سوراخ ہے۔ اس میں سے گزر جاؤ۔ آگے ایک سرنگ آ جائے گی۔ تم وہاں میرا انتظار کرو۔ میں بہت جلد تمہارے پاس وہاں آ جاؤں گی۔ جلدی کرو۔ تابوت کا ڈھکنا بند ہو رہا ہے۔"

ناگ پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے دیکھا کہ تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ فضا میں بلند ہوا اور پھر تابوت کے اوپر آ کر گر گیا۔ ناگ تیزی سے کوٹھڑی کے کونے

کی طرف پلٹا۔ رتنالی کے کہنے کے مطابق وہاں ایک چھوٹا سا سوراخ بنا ہوا تھا۔ ناگ اس میں داخل ہو گیا۔ وہ رینگتا ہوا دوسری طرف نکلا تو اس کے سامنے ایک نیلی چھت والا تنگ سا غار تھا۔ وہ اس غار میں پتھروں کے پاس آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور رتنالی کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد رتنالی دیوار میں سے نکل کر اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا:

"رتنالی! کیا میں انسانی شکل میں آ کر تم سے گفتگو کر سکتا ہوں؟"

رتنالی نے کہا:

"نہیں ناگ! میں یہ خطرہ نہیں مول نہیں لینے دوں گی۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ رتنالی اُس کے سامنے زمین پر بیٹھ گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر مسلم فرشتوں ایسا حسن اور معصومیت تھی۔ اس کے بالوں کے سنہرے موتی ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ اس کی آنکھوں میں کشش بھی تھی مگر ایک گہری اداسی بھی چھائی ہوئی تھی۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رتنالی اب مجھے بتاؤ کہ اصل میں تم کون ہو
اور یہ سب کچھ کیا ہے؟"
رتنالی نے ایک گہرا سانس بھر کر کہا:
"ناگ! جیسا کہ تم نے میری قبر کے کتبے پر
قدیم زبان میں لکھا ہوا پڑھا تھا۔ میں یوراگو
کے بادشاہ ہیاکس کے دربار کی شاہی دیوداسی
اور رقاصہ تھی۔ بادشاہ کا بیٹا جو ولی عہد بھی
تھا وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ بادشاہ
کو یہ بات پسند نہ تھی۔ اس نے مجھے دھوکے
سے زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد
مجھے قبر میں دفن کر دیا گیا۔ لیکن اسی رات
دربار کا شاہی پجاری سفلہ خانے میں میری قبر
پر پہنچ گیا۔ اس نے ایک خاص عمل کر کے
مجھے پھر سے زندہ کر دیا اور مجھے اپنے
ساتھ لے کر اس محل میں آ گیا۔ تب سے
لے کر اب تک میں اس کی قید میں ہوں۔
اس بات کو تین سو برس گذر چکے ہیں۔ یہ
پجاری بہت بڑا عامل ہے۔ اپنے عمل کی
وجہ سے وہ سونے جیسے اور کسی کو دکھائی نہیں

دے سکتا۔ وہ مجھ پر طرح طرح کے ظلم کرتا ہے
دن بھر وہ مجھے اس کابوت میں بند کئے رکھتا
ہے اور رات کو مجھے ستون سے باندھ کر ہنٹروں
سے مارتا ہے۔ میں چیختی ہوں۔ چلاتی ہوں مگر اس
کو مجھ پر رحم نہیں آتا۔ دن نکلتے ہی میرے
جسم پر سے ہنٹروں کے نشان غائب ہو جاتے
ہیں۔ تین سو برس سے میں یہ ظلم برداشت کرتی
آ رہی ہوں۔ وہ دن میں صرف ایک بار میرے
ہاتھوں ایک خاص مشروب پیتا ہے جس کی
وجہ سے اس میں مجھے ہنٹر مارنے کی طاقت
آ جاتی ہے۔"
ناگ غور سے رتنالی کی باتیں سن رہا تھا۔ اس
نے پوچھا:
"پھر تم نے مجھے یہاں کس لئے آنے پر مجبور کیا؟"
رتنالی نے سانس بھر کر کہا:
"ابھی بتاتی ہوں۔ میں نے ایک روز باتوں ہی
باتوں میں اس دشٹ پجاری سے پوچھ لیا کہ کیا
کبھی میری نجات بھی ہو سکتی ہے۔ تو اس نے
قہقہہ لگا کر مجھے بتایا کہ تمہاری نجات بہت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشکل ہے۔ کیوں کہ تمہاری نجات ایک ایسا شخص کر سکتا ہے جو پہلے پانچ سو برس تک سانپ رہ چکا ہو۔ پھر انسان شکل اختیار کر گیا ہو۔ چونکہ ایسا شخص تمہیں کبھی نہیں مل سکتا۔ اس لیے تمہاری نجات ناممکن ہے — اس ظالم پجاری نے مجھ پر جو عمل کیا تھا اس کی وجہ سے میرے اندر اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ میں انسان کو دیکھتے ہی اس کی اصلیت سے واقف ہو جاتا ہوں اور میں اپنے لطیف جسم کو روح کی شکل میں جہاں چاہے لے جا سکتا ہوں لیکن میرا جسم اسی جگہ ساکت میں مردہ حالت میں پڑا رہتا ہے۔ پس جب میں نے اپنی مدد کرنے والی قبر میں تمہیں سانپ کی شکل کے ساتھ آتے دیکھا تو میں تمہاری شکل پر نگاہ پڑتے ہی میں جان گیا کہ جس شخص کی میں تین سو سال سے تلاش میں تھا آخر وہ آ گیا ہے۔ میں بہت خوش ہوئی۔ اب میں نے تمہیں کس طرح اس محل میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ چنانچہ میں نے تمہیں حکم

دیا کہ میرے ساتھ چلو۔ تم نے انکار کیا تو میں نے تمہارے قدموں کو زمین کے ساتھ جکڑ دیا۔ مجھ میں صرف اتنی ہی طاقت تھی۔ اس کے آگے میں کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ تم میرے ساتھ یہاں آ کر میری مدد کرو۔ میں وہاں تمہیں اصل راز نہیں بتا سکتی تھی۔ کیوں کہ پجاری کا طلسم باہر کی دنیا کی فضا کی ٹھہرے آتا ہے۔ یہاں پجاری کے طلسم کی وہ لہریں نہیں ہیں جو ہماری گفتگو اس تک پہنچا سکیں۔ جاگ اٹھو! لیکن یہ کون سا دیا ہے۔ یہ محل کس جگہ پر واقع ہے۔ اور میں تمہاری مدد کیسے کر سکتا ہوں؟"

رتنالی نے کہا:

"تم اس وقت جس محل کے غار میں بیٹھے ہو یہ محل سات سمندروں کی تہہ کے نیچے ایک بہت بڑے پہاڑ میں بنا ہوا ہے۔ یہ پہاڑ سمندر میں ڈوبا ہوا ہے لیکن پجاری صرف اسی جگہ مجھے زندہ حالت میں اپنی قید میں رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ مجھے یہاں سے باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پجاری اکیلا نہیں ہے۔ اس محل کے ارد گرد غلام گردشوں اور محل کے اوپر برجوں میں اس نے اپنے عمل کے زور سے چٹانوں ایسے مضبوط اور اونچے لمبے انسانی پتلے بنا کر پہرے پر بٹھا رکھے ہیں۔ یہ انسانی پتلے ذرہ بکتر پہنے ہاتھوں میں تلواریں لئے گھومتے رہتے ہیں تاکہ میں عیسائی حالت میں یہاں سے باہر نہ نکل سکوں اور باہر کی بھی کوئی مخلوق انسانی حالت میں اندر نہ آ سکے تم اگر ساتھ نہ بنتے تو کبھی یہاں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ ان ذرہ پوش ننگی تلواروں والے دیو پیکر انسانی پتلوں پر نہ تو تلوار اثر کرتی ہے اور نہ کوئی زہر انہیں ہلاک کر سکتا ہے۔"

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے رتنالی سے سوال کیا:

"تو پھر میں تمہاری مدد کیوں کر کر سکتا ہوں؟"

رتنالی نے کہا:

"میری بات غور سے سنو ناگ! اگر تم دل سے میری مدد کرنا چاہتے ہو اور میری روح کو، میرے جسم کو اس سنگ دل پجاری کے ظلم

کھاتا ہے تو خود بھی مر جائے گا اور میں بھی اس کے ہاتھ نکل جاؤں گی۔"

ناگ چپ تھا۔ پھر بولا:

"رتنالی! مجھے یہ بتاؤ کہ میں تمہاری کیوں کر مدد کر سکتا ہوں؟ پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کہ تم اصل میں زندہ ہو یا مردہ؟"

رتنالی نے کہا:

"میں اصل میں مردہ ہوں لیکن پجاری کے عمل کی وجہ سے زندہ ہوں۔ اگر اس کا عمل ختم ہو جائے تو میں پھر سے مر جاؤں گی اور میری روح ہمیشہ کے لیے اس پجاری کے ظلم سے نجات حاصل کر کے نیک روحوں کے آسمانی باغ میں چلی جائے گی لیکن اس پجاری کو شکست دینا آسان کام نہیں ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں اس وحشی درندے کو ضرور شکست دوں گا وہ یہاں اکیلا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں کیا کر سکتا ہوں؟"

رتنالی کہنے لگی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نجات دلانا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ آدھی رات کے بعد جب یہ طلسمی سپاہیوں کے پتلے سو جاتے ہیں تو ان کے منہ اپنے آپ کھل جاتے ہیں اس وقت ان کے جسم کا اندرونی نظام بے حد کمزور ہو جاتا ہے۔ اگر اس لمحے تم ان کے حلق میں ڈس دو تو وہ مر سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان طلسمی سپاہیوں کی تعداد ساٹھ ہے۔ تم کس کس کے منہ میں گھس کر ڈسو گے اور پھر اگر ان میں سے کسی کی بھی آنکھ کھل گئی تو وہ تمہیں تلوار کے ایک ہی وار سے دو ٹکڑے کر دے گا۔

ناگ نے کہا:

"بچے ایک بات بتاؤ، ہم سمندر کے نیچے کتنی گہرائی میں ہیں؟"

رتنالی نے بتایا کہ وہ محل سمندر کے نیچے دس ہزار فٹ کی گہرائی میں بنا ہوا ہے اور اس کا آسمان جس پر بادل چھائے تھے۔ جادو کے زور پر بنایا گیا ہے۔ حقیقت میں وہ آسمان نہیں ہے بلکہ پہاڑ کی بہت بڑی

چھت ہے جس نے سمندر کے پانی کو اندر آنے سے روک رکھا ہے۔ ناگ کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اس نے رتنالی سے کہا:

"میں ناگ دیوتا ہوں، یہ تم بھی جانتی ہو۔ زمین، ہوا اور سمندر کے سبھی سانپ میرا حکم مانتے ہیں۔ اگر میں ساٹھ ستر سمندری سانپوں کو یہاں طلب کر لوں تو وہ ایک ایک کر کے ایک ہی رات میں ساٹھ کے ساٹھ طلسمی سپاہیوں کو ہلاک کر سکتے ہیں تو"

رتنالی کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا:

"ہاں ناگ! یہ بڑی اچھی ترکیب ہے۔ مگر اس کے لیے تمہیں سانپوں کو بے حد احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ سپاہیوں کے حلق میں داخل ہوتے ہی انہیں ڈس دینا ہوگا، ذرا سی دیر ہوئی تو سپاہیوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ کسی بھی سانپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے پھر تمہاری اور میری نجات بھی یہاں سے مشکل ہو جائے گی۔"

ناگ بولا: "تم فکر نہ کرو۔ سمندری سانپ چھوٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتے ہیں اور بے حد چالاک غار بھی۔ وہ وہی کریں گے جو میں انہیں کہوں گا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ محل کی راہ داریوں اور برجوں میں خود جا کر ان طلسمی سپاہیوں کو دیکھوں۔"

رتنالی نے کہا:

"اس کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ آدھی رات کو سارے کے سارے سپاہی محل کی چھت پر آ کر سو جاتے ہیں۔ میں تمہیں محل کی چھت پر لے چلوں گی۔ تم اپنے سانپوں کو وہاں بھیج دینا۔"

رتنالی نے ناگ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور دیوار میں سے گذر کر محل کی چھت پر آ گئی۔ اس نے ناگ کو چھت دکھائی اور پھر سرنگ میں واپس لے آئی:

"اب میں جاتی ہوں۔ تم اپنے سانپوں کو اسی غار میں بلا کر ضروری ہدایات دے دینا۔ اب تمہارے پاس کل ہی آ سکوں گی۔ رات کو میں نہیں آ سکتی۔"

ناگ نے کہا:

"تم بے فکر ہو کر جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ

پجاری کے ظلم کی آج آخری رات ہو گی۔"

رتنالی نے ناگ کو ایک بار پھر ہوشیار اور محتاط رہنے کی ہدایت کی اور دیوار میں سے گذر کر غائب ہو گئی۔

اس کے جاتے ہی ناگ نے سمندری سانپوں کے سردار سانپ کو آواز دی۔ تین بار آواز دینے پر غار کے ایک بل میں سے سبز رنگ کا ایک سمندری سانپ نکل کر ناگ کے سامنے آ کر ادب سے جھک گیا۔ ناگ نے سبز سانپ کو سارے حالات بیان کیے اور کہا کہ مجھے ساٹھ سمندری کالڑو سانپ چاہئیں جو طلسمی سپاہیوں کے حلق میں گھس کر انہیں ڈس کر ہلاک کر سکیں۔

سبز سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! ابھی حاضر کیے دیتا ہوں۔"

سبز سمندری سانپ واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد آیا تو اس کے پیچھے پیچھے ساٹھ سمندری سانپ بھی رینگتے ہوئے بل میں سے نکل آئے۔ یہ بہت ہی چھوٹے چھوٹے سانپ تھے۔ بڑے سبز سانپ نے ناگ کو بتایا کہ یہ سمندر کے انتہائی زہریلے سانپ ہیں۔ بچہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو بھی ڈس دیں تو وہ وہیں پگھل کر پانی بن جائے۔

ناگ نے کہا:

"مجھے ایسے ہی خطرناک سانپوں کی ضرورت تھی۔"

اب ناگ نے ان ساٹھ سانپوں کو ساری بات ان کی زبان میں سمجھائی اور کہا کہ انہیں یہ کام ضروری کرنا ہے اور انتہائی احتیاط سے کرنا ہے۔ ساٹھ سانپ باری باری بولے کہ وہ ناگ کے دشمن سپاہیوں کو اتنی تیزی سے ڈسیں گے کہ سپاہیوں کو مرنے کے بعد بھی پتہ نہیں چلے گا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

ناگ نے کہا:

"شاباش! اب میرے ساتھ چھت پر چلو۔"

ناگ نے ساٹھ کے ساٹھ سانپوں کو ساتھ لیا اور محل کی چھت پر آ کر ایک ستون کے پتھر کے نیچے چھپ گیا۔ یہ سانپ اتنے چھوٹے تھے کہ ایک ہی جگہ سارے کے سارے سما گئے۔ ناگ ان کے درمیان خاموش بیٹھا چھت کے برجوں اور فصیل کو دیکھ رہا تھا۔ ان برجوں میں پہلی بار اس نے دو زرہ پوش اونچے لمبے طاقتور طلسمی سپاہیوں کے انسانی پتلوں کو دیکھا۔ ان کے قد سات فٹ تھے اور جسم بے حد چوڑے چکلے

بھرے بھرے اور طاقت سے بھرپور تھے۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر نما چھوٹی تلواریں تھیں۔ چمڑے کے جوتے پنڈلیوں تک چڑھے ہوئے تھے۔ زرد بال کاندھوں پر لٹک رہے تھے۔ وہ مشین کے پتلوں کی طرح ادھر ادھر چل کر پہرہ دے رہے تھے۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں سانپوں سے کہا:

"یہ دو سپاہی ہیں۔ ان کی کل تعداد ساٹھ ہے۔ ابھی جب رات آدھی گزر جائے گی تو یہ سب کے سب اس چھت پر آ کر سو جائیں گے اس کے بعد جب ان کے منہ کھل جائیں اور وہ گہری نیند میں کھو جائیں تو تمہیں اپنا عمل شروع کر دینا ہو گا۔"

ساٹھ کے ساٹھ سانپوں نے ایک زبان ہو کر کہا:

"ایسا ہی ہو گا عظیم ناگ دیوتا!"

سارے کے سارے سانپ ناگ کے ساتھ ستون کے پیچھے، پتھروں کے نیچے چھپے رہے۔ جب رات آدھی گزر گئی تو ایک ایک کر کے اونچے لمبے تڑنگے دیوقامت زرد پوش سپاہیوں نے چھت پر آنا شروع کیا۔ وہ سب کے سب چھت پر لیٹ گئے۔ ہر طرف موت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسی خاموشی چھا گئی۔

ناگ نے سرگوشی میں سانپوں سے کہا:

"میں جا کر دیکھتا ہوں کہ کھلے منہ کھلے ہیں کہ نہیں۔ تم میں سے کوئی سانپ اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہلے۔"

یہ کہہ کر ناگ آہستہ سے رینگتا ہوا پتھروں کے نیچے گیا اور فرش پر لیٹے سپاہیوں کے درمیان آ گیا۔ ہر سپاہی گہرے سانس لے رہا تھا۔ ان کی بڑی بڑی آنکھیں بند تھیں۔ وہ لیٹے ہوئے جن ناگ دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا منہ پورا کھلا ہوا تھا۔

ناگ جلدی سے واپس آ گیا۔ اس نے ساٹھ سانپوں کو حکم دیا کہ اپنا کام شروع کر دو۔ چھوٹے چھوٹے انتہائی زہریلے ساٹھ صندری سانپ ستون کے پیچھے سے نکلے اور سپاہیوں کی طرف بڑھے۔ ان میں سے ہر سانپ ایک ایک سپاہی کی گردن کے پاس جا کر رک گیا۔ پھر انہوں نے اپنی زبان میں ایک ہی وقت میں حملے کا حکم دیا اور سانپ سپاہیوں کے بالوں بھرے سروں میں گھس گئے۔ یہاں سے رینگتے ہوئے وہ دبلے پتلے سپاہیوں کے کھلے منہ میں داخل ہو گئے۔ وہ

موت کے منہ میں داخل ہو چکے تھے اب انہوں نے بجلی ایسی تیزی کے ساتھ ایک ایک سپاہی کے حلق میں ڈس دیا۔ سپاہیوں کو یوں لگا جیسے کسی نے ان کے حلق میں سوئی چبھو دی ہو۔ ہر سپاہی کو جھٹکا آ گیا۔ جھٹکا کی زد سے چھوٹے چھوٹے سانپ ان کے منہ سے نکل کر باہر جا گرے۔ سپاہی جاگ پڑے۔ وہ ایک دوسرے کو حیرت سے تکنے لگے۔ وہ اپنی گردنوں کو مل رہے تھے۔ کیوں کہ ان کے حلق تکلیف ہونے لگے تھے۔ سانپ ستون کی طرف بھاگے۔ ایک سپاہی نے چھوٹے چھوٹے سانپوں کو دیکھ کر تلوار اٹھائی ہی تھی کہ اس کا بازو مردہ ہو کر گر پڑا پھر ایک ساتھ سارے کے سارے سپاہیوں کے جسم سن ہو گئے۔ وہ دھڑام سے چھت پر گرے اور پھر نہ اٹھ سکے۔ چند سیکنڈ کے بعد ناگ نے جا کر دیکھا۔ سارے طبلچی سپاہیوں کے پتلے مر چکے تھے اور اب وہ ان کے مردہ جسم آہستہ آہستہ دھواں بن کر غائب ہونے لگے تھے۔ دیکھتے دیکھتے سارے سپاہی دھواں بن کر فضا میں اڑ گئے۔

میدان دشمن سے خالی ہو چکا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے سمندری سانپوں کو واپس جانے کا حکم دیا اور خود سرنگ میں آ کر بیٹھ گیا۔ خدا نے سمندری سانپوں کی مدد سے اس کو بہت بڑے دشمن پر فتح دلائی تھی۔ ناگ خدا کا شکر ادا کرنے لگا۔ اتنے میں ناگ کو رتنالی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی:

"ناگ! جان بچا کر بھاگو۔ وحشی پجاری کو اس کے سپاہیوں کی موت کا علم ہو گیا ہے وہ خود ایک دیو ہیکل طلسمی سپاہی کے روپ میں تمہیں ہلاک کرنے سرنگ میں آ رہا ہے۔"

ناگ تڑپ کر پیچھے کو ہٹا۔ وہ لپک کر زینے کی طرف بڑھا اور آن کی آن میں محل کے بڑے کمرے میں آ کر کھلے دروازے کی طرف بھاگا۔ اس دروازے سے نکلا تو اونچے لمبے ستونوں والے کشادہ کمرے میں اس کے سامنے ایک سات فٹا زرد پوش لمبا تڑنگا سپاہی ہاتھ میں تلوار لیے ٹانگیں پھیلائے اس کا راستہ روکے کھڑا تھا اور اسے غضبناک آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ ناگ وہیں کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی وحشی پجاری ہے جو غیبی حالت سے سپاہی کے روپ میں

اسے ہلاک کرنے آیا ہے۔

اچانک پجاری نے حملہ کر دیا۔ پجاری نے تلوار ناگ کی گردن پر پھینکی۔ ناگ اگر نیچے کو نہ جھکولا کھاتا تو اس کی گردن دھڑ سے الگ ہو گئی تھی۔ ناگ تڑپ کر بائیں جانب دوڑا۔ اور اچھل کر پجاری کی گردن سے ٹکرایا۔ ٹکراتے ہی اس نے پجاری کی گردن پر ڈس دیا۔ مگر پجاری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ پجاری نے ناگ پر زور سے اپنا پاؤں مار کر اسے کچلنا چاہا۔ ناگ اوپر کو اچھل کر ستون سے چمٹ گیا۔ پجاری نے نشانہ باندھ کر تلوار اس پر ماری۔ تلوار ستون سے ٹکرا کر دور جا گری۔ اب پجاری نے کوئی عمل پڑھ کر پھونکا۔

ناگ کو رتنالی کی آواز آئی:

"ناگ! جون بدل لو۔"

ناگ پہلے ہی ایسا کرنے والا تھا۔ اس نے سانس اوپر کھینچ کر چھوڑا تو وہ ایک خونخوار شیر بن کر ستون سے نیچے پجاری کے اوپر گرا۔ پجاری نے ایک دھاڑ دار دس فٹ لمبے آدم خور شیر کو دھاڑ مار کر اوپر کرتے دیکھا تو بوکھلا گیا اور عمل بھول گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور اس کی گردن منہ میں دبوچ کر دونوں ہاتھوں کے طاقتور پنجے پجاری سپاہی کی کمر پر اتنی زور سے مارے کہ اس کی کمر کی ہڈی دو جگہوں سے ٹوٹ گئی اور گردن الگ ہو گئی۔ ناگ کو یہ بھی غصہ تھا کہ یہ ظالم پجاری تین سو برس سے ایک معصوم عورت پر ظلم و ستم ڈھا رہا تھا۔ سچ ہے۔ جو کسی پر ظلم کرتا ہے اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ اور عورت پر ظلم کرنے والے کا انجام تو ہمیشہ بہت بُرا ہوتا ہے۔ کیونکہ عورت ماں ہے۔ بہن ہے اور بیوی ہے وہ کمزور اور رحم دل ہوتی ہے۔

پجاری کے جسم کے تین ٹکڑے محل کے کشادہ کمرے کے فرش پر پڑے تھے اور سامنے سے رتنالی چلی آ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر خوشی اور مسرت کی مسکراہٹ تھی۔ وہ ناگ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی:

ناگ! تم نے مجھے تین سو سال کے بھیانک عذاب سے نجات دلا دی۔ میں آکاش کے باغوں میں نیک دل روحوں کے پاس جا کر ہمیشہ تمہارے

لیے دعا کروں گی۔

ناگ انسانی شکل میں واپس آ چکا تھا۔ اس نے کہا:

میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے رتنالی۔ اب مجھے بتاؤ کہ میں یہاں سے باہر نکل کر واپس اپنی دنیا میں کیسے اور کہاں سے جاؤں گا؟

رتنالی نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولی:

اپنی آنکھیں بند کر لو ناگ۔

ناگ نے اپنی آنکھیں بند کیں تو اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اور جیسے ہوا نے اسے اوپر اٹھا لیا ہو۔ پھر اسے اپنے اردگرد پانی کی لہروں کی آواز سنائی دی۔ رتنالی کی آواز نہ آئی:

ناگ! آنکھیں کھول دو۔ تم اپنے دوستوں کے جزیرے کی طرف جا رہے ہو۔

ناگ نے آنکھیں کھولیں تو وہ ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار سمندر میں سفر کر رہا تھا۔ اس کو سامنے وہی جزیرہ دکھائی دیا جہاں وہ تھیوسانگ، اوٹاشا، نتالیا اور ماریا کو چھوڑ آیا تھا۔ کشتی جزیرے پر لگی تو تھیوسانگ، عنبر اور اوٹاشا نتالیا بھاگ کر اس کی طرف آئے۔

ناگ نے اپنی ساری کہانی سنائی تو سوئے عنبر تھیوسانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اور کسی کو یقین نہ آیا۔ اوٹاشا اور نٹالیا خوش ہوئیں کہ ان کا ساتھی ناگ واپس آ گیا ہے۔ انہوں نے راکٹ میں ایندھن بھر رکھا تھا۔ دوسرے روز وہ خلا میں اڑنے کے لیے بالکل تیار تھے۔ اڑنے سے پہلے انہوں نے آخری بار ماریا کو سارے جزیرے میں تلاش کیا۔ مگر وہ انہیں کہیں نہ ملی۔ بھلا انہیں کیسے مل سکتی تھی۔ وہ تو پرانے کھنڈر کے تہہ خانے والے تابوت میں بند تھی اور اس میں سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ اس کی خوشبو بھی اس کے جسم سے نہیں نکل رہی تھی۔

مایوس ہو کر ناگ، تھیوسانگ، عنبر، اوٹاشا اور نٹالیا راکٹ میں بیٹھ گئے اور خلائی جہاز نے ٹیک آف کر لیا۔ اس کے راکٹوں میں سے زرد نیلی اور سرخ رنگ کی آگ کا طوفان سا نکلا اور خلائی جہاز جزیرے سے اوپر اٹھنے کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے خلا میں انتہائی بلندیوں پر پہنچ کر انسانی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

خلائی جہاز کے ٹیک آف کرنے کی دھماکہ خیز آواز ماریا کو تابوت کے اندر بھی آئی جونہی خلائی جہاز زمین کی فضا سے نکل کر خلا میں داخل ہوا اس کی تابکاری سے ٹرانسمیٹر بھی تابوت پر سے ختم ہو گئے اور ماریا اپنے

آپ تابوت سے باہر گر پڑی۔ باہر گرتے ہی اس نے اپنے آپ کو دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ غائب تھی مگر صحیح جسمانی حالت میں تھی۔ خوشی سے ماریا ناچ اٹھی۔

وہ بھاگ کر کھنڈر سے باہر نکلی اور زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر پرواز کرتی اس مقام پر آئی جہاں راکٹ کھڑا تھا۔ راکٹ وہاں پر نہیں تھا۔ وہ تو زمین کی فضا سے بھی نکل چکا تھا۔ ماریا کو عنبر تھیوسانگ اور ناگ سے بچھڑنے کا بے حد صدمہ ہوا۔ اب اسے اپنے صحیح حالت میں واپس آنے کی کوئی خوشی نہیں رہی تھی کیوں کہ اس کے ساتھی وہاں سے کسی نامعلوم منزل کی طرف پرواز کر چکے تھے۔

ماریا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی سمندر کے کنارے چٹانوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اس سے پہلے کیٹی بھی کسی خلائی سیارے کی طرف پرواز کر چکے تھے۔ ماریا اس دنیا میں اکیلی رہ گئی تھی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اب وہ کدھر جائے اور کہاں جا کر قیام کرے۔ چٹانوں میں بیٹھے بیٹھے دن غروب ہو گیا۔ سمندر میں ڈوبتے سورج کی گلابی کرنوں نے آگ کی چادر سی پھیلا دی۔ ماریا غروب آفتاب کے منظر کو تکنے لگی۔ دور مغرب میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سورج کا سرخ غبارہ آہستہ آہستہ سمندر میں ڈوب رہا تھا۔ اس کے بعد جزیرے پر رات کے سائے گہرے ہوتے گئے اور پھر دیکھتے دیکھتے درختوں اور سمندر پر اندھیرا چھا گیا۔

ماریا چٹانوں سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتی درختوں کے نیچے آ کر بیٹھ گئی۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ آخر وہ کب تک اس جزیرے پر بیکار پڑی رہے گی۔ کیوں نہ وہاں سے کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جائے۔ ہو سکتا ہے کسی ملک میں پہنچ کر کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ وہ خلا میں پرواز کر سکے۔

یہ سوچ کر ماریا درختوں کے نیچے سے اٹھی اور زمین سے پانچ فٹ بلند ہو کر اس نے سمندر کے اوپر اڑنا شروع کر دیا۔ اس کا رخ مغرب کی طرف تھا جدھر سورج غروب ہوا تھا۔ اس کی رفتار سمندر کے اوپر آ کر بہت تیز ہو گئی۔ سمندر کی بپھری ہوئی موجیں اس کے نیچے تیزی سے پیچھے کی طرف جا رہی تھیں۔ آسمان پر ستارے نکل آئے تھے۔ ماریا نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ اب وہ کسی جیٹ طیارے کی رفتار کے ساتھ سمندر کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔

یوں ہی سمندر کے اوپر اڑتے اڑتے اسے آدھی رات ہو گئی۔ پھر اسے دور کسی شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ یہ اتنی زیادہ روشنیاں تھیں کہ ماریا کو محسوس ہوا کہ وہ پرانے زمانے سے نکل کر نئے زمانے میں یعنی ۱۹۸۶ء کے سن میں چلی گئی ہے۔ کیونکہ پرانے زمانے میں جب بجلی نہیں تھی تو شہروں کی بلند عمارتیں اس طرح نہیں جگمگایا کرتی تھیں۔ ماریا اب یہ معلوم کرنے کے لیے بے تاب تھی کہ یہ کون سا ملک ہے اور سن کون سا ہے؟

ماریا کے نیچے سے دو تین سٹیمر سمندر میں تیرتے گزر گئے۔ یہ ماڈرن زمانے کے سٹیمر تھے۔ پھر اسے بندرگاہ میں کھڑے بڑے بڑے بحری جہاز دکھائی دیئے۔ یقیناً ماریا ماڈرن زمانے میں پہنچ چکی تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وہ بندرگاہ میں کھڑے جہازوں کے اوپر سے اڑتی ہوئی شہر کی ایک جگمگاتی سڑک پر آ گئی۔ یہ سڑک بہت کشادہ تھی اور اس پر ٹرک، بگھیاں اور نئے نئے دل کی موٹر کاریں تیزی سے گزر رہی تھیں۔ دور شہر کی اونچی اونچی بلڈنگوں میں روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔ ماریا بجلی کے ایک موٹے تار کے بیچ میں سے گزر گئی۔ بجلی کے تار میں سے ہلکا سا سپارک نکلا۔ مگر ماریا کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ذرا سا بھی جھٹکا نہ لگا حالانکہ اس موٹے تار میں گیارہ ہزار وولٹ بجلی دوڑ رہی تھی۔

ماریا بجلی کے تاروں سے اوپر ہو کر اڑنے لگی۔ وہ شہر کی سب سے بڑی سڑک یعنی ہائی وے پر اڑتی جا رہی تھی۔ یہاں سڑک کے آس پاس زیادہ آبادی نہیں تھی۔ کہیں کہیں کسی بنگلے میں روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا جلد سے جلد یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ کون سا شہر ہے اور کون سا زمانہ ہے۔ اس نے دیکھا کہ سڑک یعنی ہائی وے سے ہٹ کر زرد خشک ٹیلوں کے درمیان ایک خوبصورت عمارت کھڑی تھی۔ اس کے اوپر نیون سائنز کے بڑے بڑے انگریزی لفظ چمک رہے تھے۔ یہ "ہوٹل وے" لکھا تھا۔ یہ ہوٹل تھا جس کی لابی میں دھیمی روشنی تھی۔ سامنے پارک میں تین چار کاریں کھڑی تھیں۔ ماریا نے سوچا کہ اس ہوٹل میں چل کر پتہ کرنا چاہیے کہ یہ کون سا شہر ہے۔

ماریا آہستہ آہستہ نیچے آتی گئی۔ پھر ہوٹل کے عین سامنے آ کر پارک میں اتر رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر ہوٹل کی دوسری منزل کی کھڑکی کے شیشے میں سے اندر گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ دو آدمی ایک عورت کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے دوسرے کمرے میں لیے جا رہے

ہیں۔ ماریا وہیں کھڑکی کے آگے رک گئی۔ وہ عورت پر ظلم ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کی آنکھیں بند کھڑکی کے شیشے میں سے اندر دیکھ رہی تھیں۔ کمرے میں صرف ایک ٹیبل لیمپ ہی جل رہا تھا۔ عورت کو کمرے میں بند کر کے آدمی باہر آ گئے۔ انہوں نے دروازے کو تالا لگا دیا۔ پھر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ وہ کچھ گھبرائے ہوئے بھی تھے۔ ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ ضرور یہاں کچھ ہونے والا تھا۔ وہ آہستہ سے کھڑکی کے بند شیشے میں سے گذر کر کمرے میں داخل ہو گئی۔

دونوں آدمی قمیص پتلون میں تھے۔ رنگ سانولا تھا۔ اور شکل صورت سے ہی بدمعاش معلوم ہو رہے تھے۔ وہ اردو زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ ان کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس عورت کو وہ کہیں سے اغوا کر کے لائے ہیں۔ کمرے سے عورت کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ باہر نکلنے کے لیے شور مچا رہی تھی۔ دونوں گھبرائے۔ ایک تالا کھول کر دوسرے کمرے میں گیا اور عورت کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر باہر آ گیا۔ ماریا ایک صوفے کے پاس کھڑی خاموشی اور توجہ سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ دونوں آدمی چپ ہو گئے۔ ایک نے اشارہ کیا۔ دوسرے نے فون اٹھا کر ہیلو اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جلدی سے فون بند کر دیا۔ اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر بولا۔ "شاید دکھانی کا فون تھا۔ اسے ہمارے ٹھکانے کا پتہ چل گیا ہے۔ وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ میرا خیال ہے ہمیں اس عورت کو مار ڈالنا چاہیے۔ اگر ہمیں ایک لاکھ روپے نہیں ملے تو لاکھانی بدمعاش بھی ایک لاکھ روپے نہیں حاصل کر سکے گا۔ اس کے ساتھی نے کہا:

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ لو چاقو اور اندر جا کر عورت کو ختم کر دو۔"

یہ آدمی کچھ سوچ کر بولا:

"مگر ٹھہرو۔ اس عورت کو ختم کرنے کی بجائے کیوں نہ ہم اسے لاشاری کے ہاتھ بیچ دیں۔ وہ بہت بڑا خوکار ہے اسے ہمیں تیس ہزار میں ضرور خریدے گا۔"

"اچھا خیال ہے۔" دوسرا بدمعاش بولا۔

"تو پھر اسے نکال کر لے چلتے ہیں۔ تم اسے دوائی سنگھا کر بے ہوش کر دو۔ میں گاڑی نکالتا ہوں۔"

ایک آدمی موٹل کے کمرے سے نکل کر نیچے کی طرف دوڑا۔ دوسرا عورت والے کمرے میں گھس گیا۔ ماریا سونے کے پاس کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

اس کے بعد اگلی قسط نمبر ۱۲۲ "ماریا کا پتلا" میں پڑھیں

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی کا ضروری اعلان

پیارے ساتھیو! ہمیں اپنے دوستوں کے ہر روز ایسے خط ملتے رہتے ہیں جن میں انھوں نے عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی سے ملنے یا ان سے سوالات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہوتا ہے۔ ہم انتظار کرتے رہے کہ عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی کبھی لاہور آئیں تو ان سے اس سلسلے میں بات کی جائے۔ چنانچہ اس بار جب عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی اتفاق سے اپنے ایڈونچرس سفر کے دوران لاہور آئے تو وہ ہمارے پاس بھی تشریف لائے۔ ہم نے انھیں بچوں کے خط دکھائے تو عنبر نے کہا کہ ہم بچوں سے اگلی بار ملاقات کریں گے اور ہم ان کے خطوں کے جواب ضرور دیا کریں گے۔ چنانچہ پیارے دوستو! آپ سے گزارش ہے کہ اب جبکہ عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی نے آپ کے سوالوں کے جواب اپنے دستخطوں کے ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا ہے تو آپ اپنے اپنے سوال لکھ کر ہمیں روانہ کریں مگر اوپر عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی ہی لکھیں۔ کیونکہ عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی ہی آپ کے سوالوں کے جواب دیں گے۔ اگر آپ کیٹی کو سوال لکھیں گے تو کیٹی جواب دے گی۔ ماریا کو خط لکھیں گے تو ماریا جواب دے گی لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کوئی بھی دوست جو عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی کو کوئی سوال لکھنا چاہے اسے کتاب میں سے ٹوکن کاٹ کر ساتھ ضرور بھیجنا ہوگا۔ جن سوالوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ ٹوکن نہیں آئے گا۔ ان سوالوں کے جواب عنبر، ننگ، ماریا اور کیٹی نہیں دیں گے۔ سوال تین سے زیادہ نہیں ہونے چاہئیں۔ آئندہ بھی ہر کتاب میں ٹوکن چھپا کرے گا۔ آپ کتاب میں سے وہ ٹوکن کاٹ کر اپنے سوالوں کے ساتھ لفافے میں ڈال کر ہمیں ہمارے پتے پر روانہ کریں۔

عنبر، ننگ، ماریا اور کیٹی معرفت نیا مکتبہ اقرأ۔ ۳۴ اربی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

ہر خط کے جواب میں عنبر، ننگ، ماریا اور کیٹی جواب کے ساتھ اپنے خاص دستخط بھی کریں گے جو آج تک کسی نے نہیں دیکھے ہیں۔ اس کے بعد ہم کوشش کریں گے کہ اگلی بار عنبر، ننگ، ماریا اور کیٹی لاہور آئیں تو ہم ان کی تصویر بھی اتاریں۔ پھر یہ تصویر بھی ہم اپنے دوستوں کو بذریعہ ڈاک بھیج سکیں گے۔

○

یہاں سے کاٹیئے

ٹوکن برائے ماہ جولائی

نام: _____

پتہ: _____

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

غبارِ خاطر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا پتلا

اے حمید

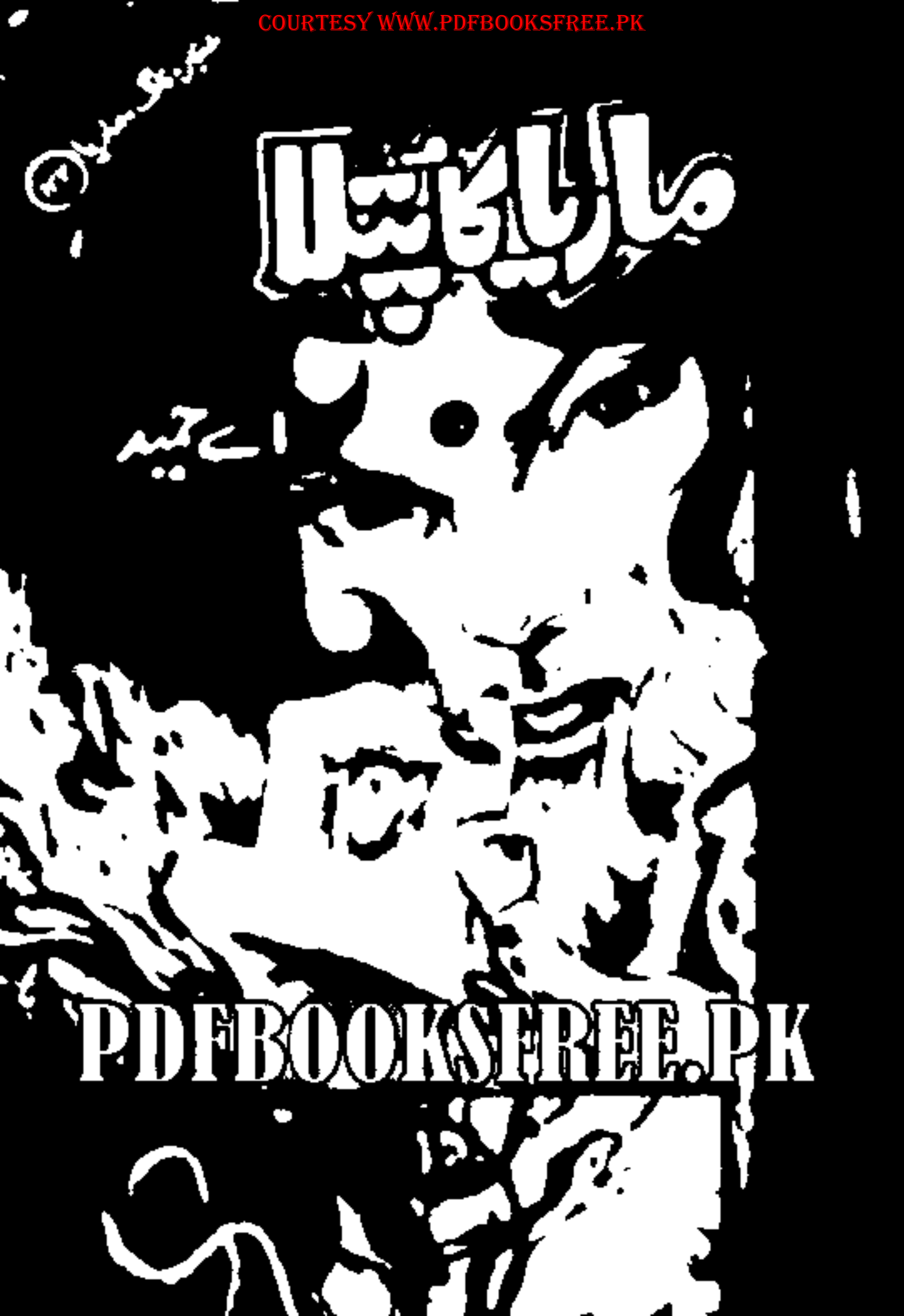

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہباز لائبریری اینڈ بکسٹال
اردو بازار کتب [illegible] میرپور خاص

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

ماریا کا پُتلا

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

پیارے ساتھیو!

فیصل آباد سے ہماری ساتھی نسیمہ خان نے لکھا ہے کہ اپنی خالہ زاد
بہن سے ملنے لاہور آئی تو ایک دن وہ گھر میں نہیں تھی اور میں اکیلی
بور ہو رہی تھی تو میں نے اس کی الماری میں سے ایک کتاب نکال کر
پڑھی۔ اس کی کہانی اس قدر پسند آئی کہ بیان نہیں کر سکتی۔ یہ کتاب صبر
کے ماریا کی تھی۔ مجھے کہانی کے ساتھ ساتھ بہت قیمتی سبق بھی حاصل
ہوا ہے اور مجھے اچھے برے کی پہچان ہو گئی ہے۔ جتنی ہمیں بڑی
خوشی ہے کہ نسیمہ خانصاحبہ کو ہماری کہانیاں پڑھ کر نیکی اور برائی کی
پہچان ہو گئی ہے اور سبق بھی ملا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ہمارے
تمام ساتھی ہمیشہ نیکی کی زندگی بسر کریں اور برائی کے پاس بھی نہ پھٹکیں
کیونکہ برائی کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے

آپ کا انکل

اے حمید

۳۵۳ ایل راہ چمن۔ سمن آباد ——— لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- مجھے بچاؤ
- عیاکراچی میں
- مندر میں سانپ
- پرانے قبرستان کا خزانہ
- ماریا کا پتلا

مجھے بچاؤ

بے ہوش لڑکی کو کمرے سے باہر لایا گیا۔
اسے صوفے پر لٹا کر پہلے بدمعاش نے اسے کالے رنگ کے پلاسٹک کے تھیلے میں بند کر کے تھیلے کے اوپر سوراخ بنا دیئے تاکہ تازہ ہوا اندر جاتی رہے۔ اتنے میں اس کا ساتھی بھی آگیا۔ انہوں نے بے ہوش لڑکی کو اٹھایا اور ہوٹل کی پچھلی سیڑھی سے نیچے لے آئے۔ نیچے وین کی ویگن کھڑی تھی۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ وہ یہ سراغ لگانا چاہتی تھی کہ اغوا کار گروہ کا اڈہ کہاں ہے اسے یقین تھا کہ وہاں دوسرے اغوا کئے ہوئے لڑکے اور لڑکیاں بھی ہوں گی۔ ماریا ان سب کو وہاں سے نکالنا چاہتی تھی۔ اسی لئے وہ خاموش تھی۔
بے ہوش لڑکی کو ویگن میں ڈال کر دونوں بدمعاشوں نے ویگن کا دروازہ بند کیا اور ویگن سٹارٹ کر کے چل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی سمت ہائی وے پر روانہ ہو گئے۔ ماریا بھی ویگن میں گھس کر ان دونوں کے پیچھے بے ہوش لڑکی کے تھیلے کے پاس بیٹھ گئی۔ دونوں بدمعاش آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ان کی باتوں سے پہلی بار ماریا کو پتہ چلا کہ وہ کراچی شہر میں آ گئی ہے اور ویگن کراچی سے کے کسی ویران علاقے کی طرف جا رہی ہے۔ جہاں خرکار کا کیمپ ہے۔ ماریا نے جھک کر بے ہوش لڑکی کو دیکھا۔ اس کا چہرہ ذرا سا کھول دیا گیا تھا۔ لڑکی بڑی بھولی بھالی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے اور اس نے شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ گلے میں ریشمی دوپٹہ تھا۔ لڑکی کسی گھرانے کی معلوم ہوتی تھی۔

ویگن کراچی شہر سے جب کافی دور آ گئی تو ہائی وے کی بڑی سڑک چھوڑ کر ایک طرف کچی سڑک پر اتر گئی۔ ویگن اس سڑک پر دو گھنٹے تک سفر کرتی رہی۔ راستے میں ایک دریا بھی آیا۔ دریا کے پار کھیت اور پھلوں کے باغ تھے جو اندھیری رات میں سیاہ دھبے معلوم ہو رہے تھے۔ صبح ہو رہی تھی کہ ویگن مٹی کی چھوٹی چھوٹی ٹیکریوں کے درمیان ایک جگہ رک گئی۔

ماریا نے ویگن سے نکل کر دیکھا کہ کچھ فاصلے پر زمین کھدائی ہو رہی تھی۔ کئی مزدور کدالیں لئے زمین کھود رہے تھے۔ ان میں چھوٹی عمر کے لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی تھیں۔ ایک آدمی بندوق کاندھے سے لٹکائے ہنٹر ہاتھ میں لئے ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ دونوں بدمعاشوں نے لڑکی کو وہیں ویگن میں ہی رہنے دیا اور خود کیمپ کی طرف گئے۔ ماریا لڑکی کے پاس آ گئی۔ لڑکی کو تھیلے میں سے نکال کر ویگن کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا گیا تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔

اتنے میں دونوں بدمعاش ایک کالے رنگ کے موٹے سمندر آدمی کے ساتھ واپس آئے۔ وہ اس موٹے آدمی کو لاشاری کہہ کر بلا رہے تھے۔ گویا یہ اس خرکار کیمپ کا مالک تھا۔ اس نے کمر میں پستول لٹکا رکھا تھا۔ اس کا چہرہ کرخت اور جنگلی آدمیوں ایسا تھا۔ اس نے ویگن میں داخل ہو کر بے ہوش لڑکی کو دیکھا۔ پھر جیب سے نوٹوں کی گڈی نکال کر دونوں بدمعاشوں کو دی اور کہا

"اسے میرے ڈیرے پر پہنچا کر تم جا سکتے ہو۔ یہ پورے پندرہ ہزار روپے ہیں۔ اس سے زیادہ میں ایک پیسہ نہیں دے سکتا۔"

دونوں بدمعاشوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ آپس میں نوٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بانٹ لئے اور بے ہوش لڑکی کو لاشاری کے ڈیرے کی ایک
میں ڈال کر واپس کراچی کی طرف چل پڑے۔ ماریا بھی ان کے
ہی ویگن میں بیٹھ گئی۔ جب ویگن دریا کے پل پر پہنچی تو ماریا
آہستہ سے کہا

گاڑی رکو

دونوں بدمعاش چونک پڑے۔ وہ ایک دوسرے کو
لگے۔

"یہ کس کی آواز تھی؟ ایک نے سوال کیا
دوسرے نے کہا

آواز میں نے بھی سنی ہے۔ کوئی عورت
رہی تھی۔

ماریا نے ویگن کی بریک پر اپنا پاؤں رکھ کر
سے دبایا۔ گاڑی کے پہیئے چرچرائے اور پھر ایک
رک گئے۔

"کوئی بھوت ہے یہاں۔ بھاگو"

ایک بدمعاش یہ کہہ کر ویگن کا دروازہ کھول کر
کودا تو ماریا نے اسے وہیں دبوچ لیا۔ اور دوسرے بدمعاش
گردن سے پکڑ لیا۔ پھر کہا۔

"تم دونوں کے پاس جو پندرہ ہزار روپے

نوٹ ہیں وہ نکال کر سیٹ پر رکھ دو۔ یہ تم نے ایک
معصوم بچی کو فروخت کر کے حاصل کئے ہیں جلدی کرو۔

دونوں بدمعاش سہمے ہوئے تھے انہوں نے فوراً
نوٹ نکال کر سیٹ پر رکھ دیئے۔ ماریا نے ان کی گردنیں
چھوڑیں اور نوٹ اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لئے۔ نوٹ سیٹ
پر سے غائب ہو گئے۔ دونوں بدمعاش خوفزدہ تھے۔ ان
کو پسینے آ رہے تھے۔ ماریا نے کہا

"تم ظالم لوگ ہو۔ ماں باپ کے جگر کے
ٹکڑوں کو اغواء کر کے فنکاروں کے ہاں بیچ دیتے
ہو۔ تمہیں زندہ نہیں رہنا چاہیئے"

اس کے ساتھ ہی ماریا تیزی سے جیپ میں سے
باہر آ گئی اور جیپ کو زور سے دھکا دیا۔ جیپ پل پر سے
لڑھک کر دھڑام سے دریا میں گر پڑی۔ دونوں بدمعاشوں
اور شیطانی کام کرنے والے سنگ دل آدمیوں کو ان کے
انجام تک پہنچانے کے بعد ماریا تیزی سے فنکاروں کے
کیمپ کی طرف پرواز کر گئی۔

فنکار کیمپ کا مالک لاشاری ایک کوٹھڑی میں اپنے
دو ساتھیوں کے ہمراہ موجود تھا۔ وہ بے ہوش لڑکی کو
ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لڑکی کے منہ پر پانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ہوئے تھے۔ مادیا بھی خاموشی سے کوٹھڑی میں داخل ہو کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ لاشاری نے درشت آواز میں بولا۔

"تم لوگ یہاں پڑے رہنے دو۔ تم لوگ باہر پہرہ دو۔ جب اسے ہوش آ جائے مجھے خبر کر دینا۔"

لاشاری باہر نکل گیا۔ اس کے ساتھی کوٹھڑی کو کر کے تالا لگا کر باہر بچھی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے اپنے پاس ہی حقہ رکھ لیا اور باری باری کرنے لگے۔

مادیا آہستہ سے چلتی ہوئی لڑکی کے پاس دوسری چارپائی پر بیٹھ گئی۔ لڑکی کو اب کچھ کچھ ہوش آنے لگا تھا۔ چند لمحوں کے بعد لڑکی نے آنکھیں کھول دیں۔ مادیا کے لیے یہ مشکل تھی کہ اس لڑکی پر اپنا آپ کس طرح سے ظاہر کرے۔ وہ مزید ڈر جائے گی۔ مگر اسے اعتماد میں لینا اسے حوصلہ دینا بھی ضروری تھا۔ مادیا دوسرے اغوا شدہ بچوں کو بھی وہاں سے نکالنا اور خاص کر کے بدمعاش کو ان کے جرم کی پوری پوری سزا بھی دینا چاہتی تھی۔

لڑکی کوٹھڑی میں ادھر ادھر سہمی ہوئی نظروں سے تکنے لگی۔ پھر اٹھ کر اس کی چارپائی کے کنارے ٹک کر آہستہ سے بولی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے نسوانی آواز سنی تو اس کا جسم اسے خوف سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ مادیا نے فوراً کہا

"ڈرو نہیں۔ جن۔ میں کوئی جنت پریت نہیں ہوں۔ میں تمہاری جیسی انسان ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں۔ میں تمہاری طرح کی لڑکی ہوں۔ میں تمہاری مدد کرنے یہاں آئی ہوں مجھے اپنا نام بتاؤ"

لڑکی کو اس وقت کے ماحول سے ڈر لگ رہا تھا۔ اسے ایک عورت کی آواز سنائی دے رہی تھی مگر عورت خود نظر نہیں آ رہی تھی۔ مادیا نے ایک دم پھر اسے تسلی دی اس کے پیچھے اس کے جسم پر نرمی سے لڑکی نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ثریہ ہے۔ مگر تم کون ہو؟ کیا تم کوئی بھوت ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مریا نے اس کو تسلی دینے کے لئے کہا

"تم یہی سمجھو کہ میں ایک نیک عورت
روح ہوں اور آسمانوں سے تمہاری مدد کرنے
یہاں آئی ہوں"

مرینہ نے گڑگڑا کر کہا

"خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکالو۔ مجھے
میرے گھر پہنچا دو۔ ڈیڈی ممی تو میرے غم میں نڈھال
ہو رہے ہوں گے"

اس کی آواز کوٹھڑی کے آگے بیٹھے دونوں پہرے
خرکاروں نے سنی تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے

"یہ لڑکی اندر کس سے باتیں کر رہی ہے!"

ایک خرکار نے کہا اور فوراً تالا کھول کر اندر داخل
ہو گئے۔

ماریا نے سرگوشی میں مرینہ کو چپ رہنے کی ہدایت
کی۔ دونوں خرکار کوٹھڑی میں آکر غور سے ادھر ادھر دیکھنے
لگے۔ کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا اور لڑکی سہمی
چارپائی پر سمٹی بیٹھی تھی۔

"تم کس سے باتیں کر رہی تھیں!" ایک خرکار
گرج کر بولا۔

مرینہ بے چاری کیا جواب دیتی۔ سر ہلانے لگی کہ مجھے
کچھ معلوم نہیں۔ دوسرے خرکار نے کہا

"ارے یار! یہ خواب میں باتیں کر رہی ہوگی
چلو سردار عاشاری کو بتاتے ہیں کہ لڑکی کو
ہوش آگیا ہے"

خرکار باہر چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی ماریا نے کہا

"مرینہ! تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں یہاں
سے نکال کر تمہارے ممی ڈیڈی کے پاس ضرور
پہنچا دوں گی"

مرینہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے کانپتی آواز
میں پوچھا۔

"یہ لوگ کون ہیں۔ میں کہاں آگئی ہوں"

ماریا نے کہا

"یہ لوگ خرکار ہیں۔ جس آدمی نے تمہیں
تمہارے مکان سے اغوا کیا تھا وہ تمہیں خرکاروں کے
ہاں پندرہ ہزار روپے میں فروخت کر دیا ہے۔ یہاں کچھ
دوسرے لڑکے اور لڑکیاں بھی مصیبت کے دن
گزار رہی ہیں میں ان سب کو اس جہنم سے نجات دلانا
چاہتی ہوں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر دیکھو، میں ان سب کو سنبھالتی ہوں۔
اپنی جگہ اکیلی رہو۔ کہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"
یہ کہہ کر ماریا اس طرف گئی جدھر خونخوار جانور تھا۔
جب وشاری سردار کو پتہ چلا کہ کس نے اس کے ساتھی کی ٹانگ کو زخمی کیا ہے تو وہ غصے سے دیوانہ ہو گیا۔ اس نے پستول نکال لیا اور چیخا۔
"کون بھوت ہے وہاں۔ میرے ساتھ چلو۔ میں ابھی اسے مزہ چکھاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر سردار وشاری اس دالان میں آگیا جہاں مریضہ چارپائی پر بندھی پڑی تھی۔
"کہاں ہے وہ بھوت؟" وہ چلایا
پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا
"اس لڑکی کی ٹانگ پر میرے سامنے مرہم لگاؤ۔"
وہاں دوسرے خونخوار بھی آگئے۔ سانپ کو چوہے کے ایک بڑے ٹکڑے کی طرح چیر کر نکال کر خونخوار مریضہ کی ٹانگ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ماریا نے اس کے ہاتھ سے سانپ چھین کر پھینک دیا۔ سانپ ایک بار پھر غائب ہو گیا۔ وشاری سردار نے ڈراؤنی چیخ میں خونخوار

گولیاں ماریا کے جسم سے گزر گئیں۔ مگر چونکہ اس کا جسم شعاعوں ہی شعاعیں تھیں اس لئے اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ مگر اسے غصہ بہت آیا۔ اس نے گرز سانپ آگے بڑھا کر سردار وشاری کی گردن کے ساتھ لگا دی۔
سردار وشاری کی چیخ نکل گئی۔ پستول اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور وہ گردن کو پکڑ کر درد سے چلانے چیخنے لگا۔ دوسرے خونخواروں نے اسے گھیر لیا اور اٹھا کر کیمپ کی طرف لے گئے اور اس کی گردن پر دوائی لگانے لگے۔ ماریا نے مریضہ کی رسیاں کھول دیں اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔
"نیک دل روح! خدا کے لئے مجھے یہاں سے لے چلو۔" ماریا نے آہستہ سے کہا۔
"مجھے اس کیمپ کے دوسرے لڑکے لڑکیوں کو بھی نکالنا ہے تم پریشان کیوں ہوتی ہو۔ یہ لوگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اب تم اپنی کوٹھڑی میں جا کر بیٹھو۔ میں اس کیمپ کا جائزہ لیتی ہوں۔"
ماریا کیمپ کے ذیرے کی طرف آئی۔ ایک سائبان کے نیچے پلنگ پر سردار وشاری ہائے ہائے کر رہا تھا۔ گرم لوہا لگنے سے اس کی گردن جل گئی تھی اس کے نوکر خونخوار اس کی گردن پر مرہم لگا کر پٹی باندھ رہے تھے۔ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے دیکھا کہ سائبان سے دور ایک طویل سایا ہوا تھا۔ وہ وہاں گئی تو طویلے میں گدھے بندھے تھے اس کے پاس ہی چار لڑکے سخت بیماری کی حالت میں پڑے کراہ رہے تھے۔ ان کی ٹانگیں دانتی جا چکی تھیں اور زخموں سے چربی نکل آئی تھی۔

ماریا باہر آگئی۔ سامنے ایک میدان میں دس بارہ لڑکے اور لڑکیاں کدالیں اٹھائے مٹی کھود رہی تھیں۔ ان کے کپڑے میلے کچیلے تھے۔ آنکھوں میں کالے حلقے پڑے تھے۔ چہرے کمزور اور بیمار تھے۔ جسم جھک سے سوکھ رہے تھے۔ خرکار ہنٹر لہرائے ان کے سر پہ کھڑے ان سے کام لے رہے تھے۔

ماریا نے سوچا کہ اگر وہ ان سارے خرکاروں کو ہلاک بھی کر دے تو بھی وہ اکیلی ان سارے بدنصیب بچوں اور بچیوں کو یہاں سے نکال کر کہاں لے جائے گی! اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی پولیس سٹیشن جا کر خبر کرے اور پولیس چھاپہ مار کر ان لڑکے لڑکیوں کو ان کے گھروں تک پہنچا دے۔

یہ سوچ کر ماریا مریبہ کے پاس آئی۔ اسے بتایا کہ پولیس کو لینے جا رہی ہے۔ مریبہ ڈر رہی تھی بولی

مجھے اکیلی چھوڑ کر نہ جاؤ نیک دل ماریا! یہ لوگ تمہارے پیچھے مجھے مار ڈالیں گے۔

ماریا نے کہا

میں اس کا بندوبست کر جاؤں گی تمہارے پاس کوئی نہیں پھٹکے گا۔

ماریا تیزی سے باہر نکلی۔ اس سائبان کے پاس گئی جہاں پلنگ پہ سردار لاشاری پڑا کراہ رہا تھا۔ ماریا نے اس کے کان کے پاس اپنا منہ لے جا کر غراتے ہوئے کہا

اگر تم نے اس لڑکی کی ٹانگ کو گرم سلاخ سے داغنے کا خیال بھی کیا تو میں تمہاری گردن گھونٹ کر تمہیں ہلاک کر دوں گا۔

سردار لاشاری نے گڑگڑا کر کہا

میں نہیں کروں گا۔ میں اس لڑکی کو ہرگز نہیں لگاؤں گا۔

جب ماریا کو اطمینان ہو گیا کہ سردار لاشاری اب مریبہ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا تو وہ اچھل کر فضا میں پچاس فٹ اوپر آگئی اور پھر اس نے ہوا میں دریا کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ دریا کے پار اسے دور ٹیلوں کے پاس ایک قصبہ دکھائی دیا۔ وہ اڑتی ہوئی اس قصبے میں آگئی۔ یہ کافی بڑا قصبہ تھا۔ یہاں اسے ایک سرخی کے باہر پولیس سٹیشن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دریا پار جاکر ایک جانب چلنا وہاں سے تھوڑی
خرکار کیمپ ہے۔ چلو۔ جلدی کرو۔

پولیس کی پارٹی خرکار کیمپ کی طرف روانہ ہوگئی
انہیں روانہ کرکے ماریا خود ہوا میں پرواز کرگئی اور
سے اڑتی ہوئی ان سے پہلے خرکاروں کے ڈیرے پر پہنچ
وہ سیدھی مریبہ کی کوٹھڑی میں آئی۔ مریبہ بے چینی کے
میں بیٹھی تھی۔ ماریا نے اسے کہا

مریبہ میں آگئی ہوں۔ پولیس بھی آرہی ہے اب
سب مجرم گرفتار ہو جائیں گے اور میں تمہیں خود ساتھ
کر تمہارے ڈیڈی ممی کے پاس پہنچا دوں گی۔

مریبہ نے کہا

خدا کا شکر ہے۔ تم آگئیں ٹیک ٹل روح!

ماریا کوٹھڑی سے نکل کر سردار لاشاری کے پلنگ کے قریب
آئی تو دیکھا کہ وہ پلنگ پر لیٹا کراہ رہا ہے اور اس کے
اس کا صرف ایک ساتھی بیٹھا ہے۔ ماریا نے دیکھا کہ
میں بھی بیمار لڑکے نہیں ہیں۔ ماریا حیران ہوئی یہاں
کوئی لڑکی اور لڑکا نہیں کھڑا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ
کے ہی کسی آدمی نے یہاں سگنل کر دیا ہے کہ پولیس پہنچ
آرہی ہے اور سردار لاشاری نے تمام لڑکے لڑکیوں کو کسی

جگہ چھپا دیا ہے۔ ماریا تک کر سردار لاشاری کے پاس گئی اور
گرجدار مردانہ آواز میں پوچھا۔

بدبخت! تم نے بچوں کو کہاں چھپا دیا ہے اگر نہیں
تو میں ابھی تمہاری گردن مروڑ دوں گا۔

سردار لاشاری نے خوف زدہ ہو کر
بھوت مائیں! مجھے کچھ نہیں معلوم یہ سب کیسے جاگ
گئے ہیں؟

دوسرا خرکار کانپتی ہوئی آواز میں بولا
بھوت مائیں! یہ سب لوگ فرار ہو گئے ہیں۔ سردار کو
غافل پاکر بھاگ کھڑے ہوئے ہیں۔

تم جھوٹ بولتے ہو۔ ماریا چلائی۔

سردار لاشاری ماریا کی آواز سے اتنا خوف زدہ ہوا کہ
اچانک بے ہوش ہوگیا۔ ماریا نے اسے بھوت کے سردار کا جواب
نہ دیا پڑے۔ ماریا بھی کچھ نہ کر سکی وہ جان بچا کر بھاگ
دوسرے خرکار کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹا اور ایک طرف لے
جاکر زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ اس خرکار کی چیخیں نکل
گئیں وہ درد سے کراہنے لگا۔ ماریا نے اس کی گردن
پر انگوٹھا رکھ کر دبایا اور بولی۔

اگر تم نے بتایا کہ تمام بچوں کو کہاں چھپا دیا ہے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ابھی تمہیں سیدھا جہنم میں پہنچا دوں گی۔
خرکار کراہتے ہوئے بولے۔
بھوت سائیں! مجھے نہ مارنا۔ مجھ پر رحم کرو۔ ابھی بتاتا ہوں۔ ۔ ۔

پھر اس نے رک رک کر بتایا کہ سردار کو خبر مل گئی کہ پولیس چھاپہ مارنے آ رہی ہے اس نے سارے بچے یہاں سے تھوڑی دور کیکر کے درختوں والے ٹیلے اندر غار میں چھپا دیا ہے۔

ماریا نے خرکار کو زور سے لات ماری۔ خرکار نکل گئی۔ ماریا نے دیکھا کہ دور سے پولیس کی لاری اڑاتی جھلگی چلی آ رہی تھی۔ گاڑی نے آتے ہی کوٹھڑیوں گرد ایک چکر لگایا۔ پھر سپاہی چھلانگیں لگا کر لاری میں نکل آئے۔

تھانیدار نے لاشاری کی گردن سے پستول لگا دیا
کہاں ہیں معصوم بچے جن پر تم لوگ ظلم کرتے
سردار لاشاری تو جان بوجھ کر بے ہوش بنا ہوا تھا
نے مردانہ آواز میں کہا

تھانیدار! وہ سامنے کیکر کے درختوں والے
پہ جاؤ۔ وہاں ایک غار ہے۔ سارے بچے ان خرکار

نے وہاں چھپا رکھے ہیں
تھانیدار نے سوٹ مار کر کہا
جو حکم بھوت سائیں۔
اور سپاہیوں کو لے کر ٹیلے کی طرف بھاگا
ماریا مریئہ کی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس نے مریئہ کو خوشخبری سنائی کہ پولیس آ گئی ہے۔ مریئہ نے خدا کا شکر ادا کیا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کراچی میں

پولیس نے سارے بچوں کو برآمد کر لیا
غرکار اور ان کا ہمراہ سردار لاشاری گرفتار کر لیا

پولیس ان سب کو لے کر کراچی روانہ ہو گئی۔ ماریا بھی
کے ساتھ تھی مگر اب اسے کسی سے بات کرنے کی
نہیں تھی۔ مریم کو پولیس نے اس کے والدین کے
دیا۔ ماریا کو جب تسلی ہو گئی تو وہ اس کی کوٹھی
کراچی شہر میں وہ اس سے پہلے بھی آ چکی تھی۔
عنبر اور ناگ بھی اس کے ساتھ تھے مگر آج وہ اکیلی

ماریا کا دل عنبر ناگ اور کیٹی کے لئے اداس تھا۔ وہ
سے بہت آگے کے زمانے میں نکل آئی تھی اور اب
معلوم نہیں تھا کہ ان سے کب ملاقات ہو گی۔ چونکہ
آیا تھا۔ اس لئے ماریا کو ایک طرح سے اطمینان بھی
کبھی نہ کبھی وہ عنبر ناگ کیٹی اور تھیو سانگ سے
گی۔ کراچی شہر کی شاندار سڑکوں پر بہت رونق تھی۔

ہ ماڈل کی گاڑیاں، ٹیکسی، موٹر سائیکل ہر
لڑکیوں کے لباس ٹرے خوبصورت تھے
ہوئی ساڑھیاں پہن رکھی تھیں۔ ماریا کو پاکستان
یہاں کے بچے بہت پیارے تھے وہ دل بھر کر
سیر کرتی رہی

پھر اس نے آسمان پر ایک چھوٹے ہوائی جہاز کو
کا دل ہوائی جہاز کی سیر کرنے کو چاہا۔ وہ ہوا میں
بادبانوں اور بادبانوں سے
ہوائی جہاز کے پیچھے پیچھے اڑنے لگی۔ ہوائی جہاز
ہوائی اڈے پر جا کر رک گیا۔ ماریا بھی پیچھے

اسے معلوم ہوا کہ ایک جہاز راولپنڈی جانے کے
کھڑا ہے۔ ماریا نے سوچا کہ کیوں نہ راولپنڈی
بھی سیر کر لی جائے۔ یہ سوچ کر وہ اسلام آباد جانے والے
ہوائی جہاز میں داخل ہو گئی۔ جہاز کی میزبانوں کے اوپر
وہ اپنی پوسٹیں کھڑی تھیں مگر ماریا کو ان میں سے کوئی
نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ماریا کو پورا ٹکٹ خریدنے کی
ضرورت نہیں تھی۔ اسے جہاز میں کسی بہانے کے بغیر
بٹھانے کی بھی ضرورت نہ تھی

جہاز میں داخل ہونے کے بعد ماریا نے دیکھا کہ جہاز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے بھرا ہوا تھا۔ یہ جہاز اسلام آباد سے بھی آگے [illegible] رہا تھا۔ یہ کسی غیر ملکی کمپنی کا جہاز تھا اور ائر ہوسٹس بھی [illegible] ملک کی تھیں۔ ماریا ایک خالی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس [illegible] والی سیٹ پر ایک پاکستانی عورت بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھی [illegible] معلوم نہیں تھا کہ اس کی ساتھ والی سیٹ پر ماریا بیٹھی [illegible] اسے معلوم بھی کیسے ہو سکتا تھا۔ ماریا تو غائب تھی [illegible] بھی خالی پڑی تھی۔

جہاز میں ہلکی ہلکی انگریزی دھن بج رہی تھی۔ ائر ہوسٹس مسافروں کی خاطر مدارت کر رہی تھیں جو عورت ماریا کی [illegible] سیٹ پر بیٹھی تھی اس نے ائیر ہوسٹس سے پانی لانے [illegible] تھوڑی دیر میں ائر ہوسٹس شیشے کے گلاس میں پانی [illegible] تو ماریا کو شرارت سوجھی جب ائر ہوسٹس ٹرے میں گلاس [illegible] پانی پیش کرنے لگی تو ماریا نے ٹرے میں سے گلاس [illegible] اٹھا لیا۔

گلاس ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا

ائیر ہوسٹس اور مسافر عورت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی [illegible] پہلے تو دونوں نے ایک دوسری کو دیکھا۔ پھر خالی ٹرے کو دیکھا ایک بار پھر ایک دوسری کو دیکھا۔ ائر ہوسٹس نے مسکرا کر [illegible] میرا خیال ہے میں ٹرے میں گلاس رکھنا بھول گئی [illegible] ہی لاتی ہوں پانی۔

مگر ائیر ہوسٹس اور مسافر عورت کے چہروں پر حیرانی اور ہلکا خوف تھا کیونکہ انہوں نے خود پانی سے بھرے ہوئے گلاس دیکھا تھا۔ ماریا ہاتھ میں گلاس لئے بیٹھی مسکرا رہی تھی جب ائر ہوسٹس [illegible] تو ماریا نے پانی کا گلاس مسافر خاتون کے آگے جو چھوٹا سا میز [illegible] اس پر رکھ دیا۔ اچانک اپنے سامنے میز پر گلاس کو [illegible] کر مسافر عورت کی چیخ نکل گئی سب مسافروں نے پلٹ کر [illegible] کی طرف دیکھا۔ ائر ہوسٹس دوڑ کر اس کے پاس آئی [illegible] خاتون نے گلاس کی طرف اشارہ کیا۔

یہ گلاس .... یہ گلاس کہاں سے آگیا!

ائر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کہا

میں ابھی ابھی یہاں رکھ کر گئی تھی آپ بھول گئیں!

ائیر ہوسٹس نے مسافر خاتون کی پریشانی دور کرنے کے لئے [illegible] تھا حقیقت میں وہ بھی گھبرائی ہوئی تھی کیونکہ یہ گلاس [illegible] وہاں نہیں تھا۔ مسافر خاتون نے گلاس میں سے پانی پیا اور گلاس میز پر رکھ دیا۔

جہاز کے انجن سٹارٹ ہو گئے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا [illegible] رہے پر اس مقام پر آکر رک گیا جہاں سے اس نے ہوا [illegible] اٹھنا تھا۔ جہاز کے چاروں انجن سٹارٹ ہو گئے۔ جہاز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انجنوں کے شور کی وجہ سے ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔ پھر ایک
سے اس نے شارٹ لیا اور اس کی رفتار ایک دو
کے اندر اندر چار سو کلومیٹر فی گھنٹہ ہو گئی۔ پھر ایک خاص
پر پہنچ کر جہاز اچانک ٹیک آف کر گیا۔

جہاز اوپر ہی اوپر اٹھتا جا رہا تھا۔ پھر ایک خاص
پہنچ کر جہاز نے اپنا رخ اسلام آباد کی طرف کر لیا اور اپنی
شروع کر دی۔ ماریا نے پھر کوئی شرارت نہ کی۔ کیونکہ اس
سے جہاز میں افراتفری پھیل جانے کا خطرہ تھا اور ماریا ایسا
چاہتی تھی۔ جہاز کو پرواز کرتے دس پندرہ منٹ ہی گزرے
ہوں گے کہ ایک اونچا لمبا آدمی اٹھ کر پائیلٹ کے کیبن کی
گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک دوسرا آدمی بھی چل پڑا۔

پہلا آدمی پائیلٹ کے کیبن میں یعنی کاک پٹ
گھس گیا اور دوسرا کیبن کے باہر کھڑا ہو گیا پھر اچانک
نے جیب سے پستول نکال کر تان لیا اور گرج کر کہا

خبردار! کوئی مسافر اپنی جگہ سے مت ہلے۔ ہم
جہاز کو اغوا کر لیا ہے اور ہم اسے بحفاظت لے جا رہے

مسافروں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ کئی عورتوں
تو چیخیں نکل گئیں۔ جہاز کی دوسری طرف بھی ایک
سیٹ پر سے اچھل کر درمیان میں آ گیا۔ اس کے

دستی بم تھا۔ اس نے چلا کر کہا
اگر کسی نے ذرا بھی حرکت کی تو میں دستی بم مار کر
دھماکے سے اڑا دوں گا

مسافروں کے چہرے اتر گئے۔ رنگ زرد ہو گئے۔ ایئر ہوسٹسیں
طرف پریشان ہو کر کھڑی ہو گئیں۔ کیبن کے اندر جو
تھی اس نے دونوں پائیلٹوں کو پستول دکھا کر حکم دیا
جہاز کا رخ اسلام آباد کی بجائے دہلی کی طرف موڑ دیا جائے
پائلٹوں نے پہلے تو ہائی جیکر کو سمجھانے کی کوشش کی۔ پھر
بہانہ بنایا کہ جہاز میں اتنا تیل نہیں ہے۔ ہائی جیکر نے
کی خالی پائیلٹ کی پیشانی سے لگا دی اور کہا

ہم جانتے ہیں کہ جہاز میں بہت زیادہ تیل بھرا ہوا
ہے۔ اگر تم نے جہاز کا رخ دہلی کی طرف نہ موڑا تو میں
تمہیں گولی مار دوں گا اور میرے ساتھی بم مار کر جہاز کو
اڑا دیں گے۔

پائیلٹ کو مسافروں کی زندگیاں بچانی تھیں وہ مجبور ہو
اس نے جہاز کا رخ اسلام آباد کی بجائے دہلی کی طرف
کر دیا۔ ماریا نے یہ صورت حال دیکھی تو اپنی جگہ سے
اور مسافروں کے سروں کے اوپر سے تیرتی ہوئی
ہائی جیکر کے پاس گئی۔ جس کے ہاتھ میں پستول تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے سوچا کہ اگر وہ اس ہائی جیکر کو پستول چھینتی ہے تو ہائی جیکر وحشی ہو کر جہاز کو اڑا دے گا اور سارے مسافر ہلاک ہو جائیں گے۔ ماریا سوچنے لگی کہ کیا کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ جہاز اغوا کر لی جائے اور مسافروں کو پریشانی ہو۔ یہ پاکستان کی بھی تھی کہ اس کی فضاؤں میں جہاز کو ہائی جیک کیا گیا

ماریا پائیلٹ کے کیبن میں داخل ہوئی تو دیکھا دوسرے ہائی جیکر نے پائیلٹ کی پیشانی کے ساتھ لگا رکھا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ سب سے پہلے قابو میں کرنا چاہیئے۔ دونوں پائیلٹ پریشانی کی حالت میں جہاز چلا رہے تھے۔ اچانک ایئر ہوسٹس ہوئی اندر داخل ہوئی اور بولی۔

کیپٹن! ایک مسافر بے ہوش ہو گیا ہے۔

ہائی جیکر نے پستول کا رخ اس کی طرف اور غصے میں چلایا

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"

ایئر ہوسٹس خاموشی سے باہر چلی گئی۔ ہائی جیکر کی توجہ اب پائیلٹ کی پیشانی سے ہٹ گئی تھی۔ یہ سنہری موقع تھا۔ ماریا نے ہائی جیکر کے ہاتھ پر

اور ساتھ ہی اس کی گردن دبا دی۔ ماریا کے ہاتھ کے لگنے سے ہائی جیکر کے ہاتھ سے پستول گر پڑا۔ گردن دبنے سے وہ چلا کر اپنے دوسرے ساتھی کو آواز نہ دے سکا۔ اگر وہ آواز دے دیتا تو دوسرا ہائی جیکر وحشی ہو کر چلا دیتا اور جہاز کے پرخچے اڑ جاتے۔ ماریا کو یہ سب معلوم تھا۔ اس لئے اس نے ہائی جیکر کی گردن دبا رکھی تھی۔ اس کی گردن اس وقت چھوڑی جب ہائی جیکر ختم ہو چکا تھا۔

ایک دم سے اپنے آپ ہائی جیکر کے ہاتھ سے پستول گرتے اور پھر وہ کھڑے کھڑے یوں تڑپتے دیکھ کر جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہا ہو پائیلٹ بے حد حیران ہو رہے تھے وہ سمجھ نہیں سکے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور ہائی جیکر کو کس نے قابو میں کر رکھا ہے۔ دوسرے پائیلٹ نے کہا

کیپٹن! ہو سکتا ہے ہائی جیکر کو کوئی دورہ پڑا ہو۔ میں جہاز کا رخ اسلام آباد کی طرف کرتا ہوں۔

اس نے جہاز کا رخ اسلام آباد کی طرف کر کے وائرلیس پر اسلام آباد کنٹرول ٹاور کو خبر کر دی کہ ان کا جہاز ہائی جیک ہو گیا ہے اور ایک ہائی جیکر کسی بیماری کی وجہ سے اپنے آپ ہی گر کر مر گیا ہے۔

دوسرا کیپٹن اپنی سیٹ سے اٹھا۔ اس نے کیبن کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے آنکھیں ملی۔ ماریا نے ایک نظر چھر اپنا منہ اس
ان کے پاس لے جا کر کہا
تم نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں کملا ہوں
ائی جیکر اب خوف زدہ ہو کر پیچھے کو ہٹا تو ماریا نے اس
خ کے پیچھے زور سے ہاتھ مارا۔ دستی بم کی اصل پن
نکل چکی تھی۔ دستی بم فضا میں اچھلا۔ اس سے پہلے کہ
بم نیچے گرے ماریا نے اسے فضا میں ہی اچک لیا۔
غائب ہو گیا۔
ائی جیکر نے چیخ کر اپنے پستول والے ساتھی سے کہا
جہاز میں مصیبت آ گئی ہے۔ فائر کر دو۔
دوسرے ہائی جیکر نے یک دم سے دو فائر کر دیئے
جہاز کی چھت میں لگیں۔ مسافروں میں چیخ و پکار مچ
اتنی دیر میں ماریا فضا میں تیرتی ہوئی۔ تیسرے ہائی جیکر
سر پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے آتے ہی ہائی جیکر کی گردن
اتنے زور سے مارا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ
کے بل جہاز کے فرش پر گر پڑا۔ پستول اس کے ہاتھ سے
ر دور جا گرا۔
ایک زیر ہوسٹس نے لپک کر پستول تھام لیا۔ مسافروں نے
ہم والے ہائی جیکر کو قابو میں کر لیا۔ کیبن سے ایک پائلٹ

بھاگا۔ فضا سا اٹھا کر جہاز کے اندر لایا۔ پھر جلدی سے
بند کر دیا۔ کیونکہ کیبن کے باہر دوسرا ہائی جیکر سامنے
کھڑا تھا جبکہ ان کے تیسرے ساتھی نے ہاتھ میں
تھام رکھا تھا۔ صورت حال ابھی تک خطرناک تھی۔ اس
اپنے ساتھی پائلٹ کو بتایا کہ معاملہ ابھی تک خطرناک ہے
وہ سے دستی بم والے ہائی جیکر کو قابو کرنا چاہتی تھی کیونکہ
یہ شخص بم چلا کر سارے کے سارے جہاز کو تباہ کر سکتا تھا
ماریا نے اس کی پتلون کی پچھلی جیب میں ہاتھ ڈال کر
کا بٹوہ نکال لیا۔ بٹوہ ماریا کے پاس آتے ہی غائب ہو
ماریا نے بٹوے کو کھولا۔ اس میں کچھ امریکی ڈالر تھے
ایک خوبصورت لڑکی کی تصویر بھی تھی۔ تصویر کی پشت
طرف لکھا تھا۔
میں تمہارا انتظار کروں گی۔ کملا۔
یہ ضرور ہائی جیکر کی بیوی یا دوست تھی۔ ماریا
بٹوہ بند کر کے ہائی جیکر کی جیب میں واپس رکھ دیا
پھر اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر سرگوشی میں کہا۔
میں کملا ہوں۔ تم سے ملنے آئی ہوں۔
ہائی جیکر ایک دم سے چونک اٹھا۔ اس نے
دیکھا پھر سوچا کہ یہ اس کا وہم تھا۔ بھلا کملا کی آواز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible]

مسافروں میں [illegible]

کیبن میں [illegible] دوسرے [illegible]

یہ سب کچھ کیسے ہو گیا،

[illegible] بوسنس بھی آ گئی اس نے کہا

کیپٹن! کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ معلوم ہوتا ہے [illegible]

[illegible] نے ہماری مدد کی ہے۔

کیپٹن مسکرایا۔

کوئی غیبی طاقت نہیں ہوتی۔ بس یہ ایک اتفاق ہو گیا ہے کہ ہائی جیکروں پر اچانک کسی بیماری نے [illegible] اور دو مر گئے اور ایک بے بس ہو کر ہمارے قابو میں آ [illegible]

ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ اسے کیپٹن پر غصہ آیا کہ کیپٹن اس کا احسان ہی نہیں مان رہا [illegible] نے کسی پر احسان کے لئے نہیں بلکہ مسافروں کی [illegible] اور پاکستان کے وقار کو بچانے کے لئے یہ سب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کر نیچے [illegible] اس نے جہاز کے [illegible] ماریا فضا میں کوئی [illegible] نہیں [illegible] جہاز [illegible] آہستہ نیچے آتے آتے [illegible] کے ساتھ [illegible] تیزی سے دوڑنے لگا۔

جب جہاز رک گیا تو [illegible] کی گاڑی [illegible] جہاز کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف دوڑی۔ کیونکہ پولیس کو ہائی جیکنگ کی خبر مل چکی
کیپٹن مسکراتا ہوا سیٹ سے اٹھا اور کاک پٹ کے
پر کھڑا ہوگیا۔ سیڑھی لگ چکی تھی وہ بریف کیس اٹھا کر
اترا۔ پولیس نے دوسری طرف سے جہاز میں داخل ہو کر
ہائی جیکر کو قابو میں لے لیا تھا۔

ماریا بھی کیپٹن کے ساتھ ساتھ تھی۔ جونہی کیپٹن
سے اتر کر نیچے آیا۔ ماریا نے اس کے ہاتھ سے بریف
ایک جھٹکے سے چھین لیا۔ بریف کیس غائب ہوگیا۔ کیپٹن
ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ ابھی بریف کیس اس کے ہاتھ میں
وہ حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ اے ایس پی صاحب نے کیپٹن
سے ہاتھ ملا کر جہاز کے اغواء ہونے سے بچ جانے پر
مبارکباد دی۔ ائر ہوسٹس نے دیکھ لیا تھا کہ کیپٹن
بریف کیس غائب ہوگیا ہے۔

کیپٹن ہاتھ ملا کر ایک طرف کھڑے ہو کر جہاز کی طرف
دیکھنے لگا۔ دل میں حیران تھا کہ اس کا بریف کیس کیسے
چلا گیا؟ اس بریف کیس میں اس کے ضروری کاغذات
تھے۔ اچانک اسے بریف کیس چند قدم کے فاصلے
زمین پر پڑا دکھائی دیا۔ کیپٹن نے لپک کر اسے
چاہا۔ بریف کیس پھر غائب ہوگیا۔

اے ایس پی صاحب نے پوچھا
کیپٹن کیا بات ہے؟
کیپٹن کھسیانا سا ہو کر مسکرایا
کچھ نہیں سر

اب ماریا نے کیپٹن کے سر پر سے اس کی ٹوپی اتار
کر غائب کر دی۔ اب تو کیپٹن بوکھلا گیا اور گھبرا کر وہ
کنٹرول ٹاور کی طرف چلا۔ ماریا نے اسے دھکا دے کر
گرا دیا۔ کیپٹن زمین پر گرا تو پھٹی پھٹی آنکھوں سے تکنے لگا
"مائی گارڈ! یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"
ماریا نے اس کے کان کے قریب آ کر کہا
"تمہیں سبق سکھایا جا رہا ہے"
کیپٹن نے ایک عورت کی آواز سنی تو پریشان ہو کر دائیں
بائیں تکنے لگا۔
تم ..... تم کون ہو؟
ماریا نے کہا
"جس نے ہائی جیکروں کو قابو میں کیا تھا۔ جس نے
تمہارے جہاز کو ہائی جیک ہونے سے بچایا ہے اور
جس کے پاس تمہارا بریف کیس اور ٹوپی ہے۔ میں وہی
غیبی طاقت ہوں۔ کیا تم اب بھی غیبی طاقت کو نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ ہو۔

کیپٹن اٹھ کھڑا ہوا اور پتلون کو جھاڑتے ہوئے بولا۔

مجھے معاف کر دو۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ میں تمہیں مانتا ہوں

ماریا مسکرانے لگی۔ اس نے بریف کیس اور ٹوپی کیپٹن کے سامنے رکھ دی۔ اپنے سامنے بریف کیس اور ٹوپی دیکھ کر کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا

غیبی طاقت تمہارا شکریہ۔

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے ایئرپورٹ کے گیٹ کی طرف پرواز کر گئی۔ ایئرپورٹ کے باہر پولیس کھڑی تھی۔ اخبار نویس بھی جہاز کے اغوا ہونے کی اطلاع پاکر وہاں پہنچ گئے تھے۔ ماریا زمین سے بیس بلند ہو کر فضا میں اڑتی ہوئی اسلام آباد شہر کی طرف چل پڑی۔ اسلام آباد میں سہ پہر کا وقت تھا۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ ہائی وے پر کاریں دوڑ رہی تھیں۔

ماریا درختوں اور بجلی کے کھمبوں سے اوپر ہی اوپر اڑتی ہوئی راولپنڈی کے قریب ہائی وے کی ایک جانب آباد ایک کالونی کے قریب سے گزری۔ یہاں سے بڑی خوبصورت کوٹھیاں دکھائی دیں۔ ماریا نیچے آگئی اس نے دیکھا کہ ایک بورڈ پر فیصل کالونی لکھا تھا۔ وہ ایک کوٹھی کے قریب آئی

[illegible] پر نمبر ۳۶ لکھا تھا۔ اس کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں ماریا نے دو لڑکیوں کو دیکھا کہ سکول کا کام کر رہی تھیں۔ ماریا ڈرائنگ روم میں آگئی۔

ایک لڑکی دوسری سے کہنے لگی

شاہدہ! رات تم نے ٹی وی سیریل تنہائیاں دیکھا تھا؟

شاہدہ بولی۔

ہاں۔ میں بھلا اسے دیکھنا بھول سکتی ہوں۔ بانی گاڈ [illegible] خان تو میری پسندیدہ آرٹسٹ ہے۔

ماریا خاموشی سے ایک طرف کھڑی ان کی باتیں سنتی رہی۔ پہلے اس نے سوچا کیوں نہ ان لڑکیوں سے تھوڑی سی [illegible] کی جائے پھر اسے خیال آیا کہ کہیں لڑکیاں ڈر کر بے ہوش نہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ شاہدہ اور اس کی سہیلی کو باتیں کرتے اور اسکول کا کام کرتے چھوڑ کر کوٹھی سے نکل آئی۔ اب اس کا رخ راولپنڈی شہر کی طرف تھا۔

پنڈی شہر وہاں سے بہت قریب تھا۔ ماریا فضا میں اڑتی ہوئی راولپنڈی کے صدر کے علاقے میں آگئی۔ پنڈی شہر میں اس قدر رش اور ٹریفک کا شور تھا ماریا کی طبیعت گھبرانے لگی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اسے لاہور شہر کی طرف چلنا چاہیے۔ چنانچہ وہ فضا میں کافی بلندی پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلی گئی اور اپنا رخ باہر کی طرف کر کے اڑنے لگا
وہ زمین سے بہت اوپر تھی اس نے پائلٹ سے کہا
فوکر جہاز کو بھی باہر کی طرف جاتے دیکھا
مادیا جہاز کی کھڑکیوں کے پاس آگئی۔ اس نے
کھڑکی کے گول شیشے میں سے اندر جھانکا۔ اندر مسافر
آرام سے بیٹھے اخبار رسالے پڑھ رہے تھے۔ کوئی
بچے کو سلا رہی تھی۔ کوئی کوکا کولا پی رہی تھی۔ مادیا
نے ہنسی مذاق سے کھڑکی کے شیشے پر زور سے تین بار
دی اور شیشے کے ساتھ منہ لگا کر کہا
مجھے اندر بلا لو۔ باہر بہت ٹھنڈ ہے۔
اندر بلا لو۔
اس کھڑکی کے پاس ایک گورا منحوس پیٹ
ہوئی بیٹھا تھا اس نے پہلے تو خیال نہ کیا۔ جب
بار مادیا نے دستک دے کر آواز دی تو اس کا
گئی۔ اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں
تیسری بار مادیا نے شیشے پر ٹھک ٹھک کر کے کہا
مجھے اندر بلا لو۔ کھڑکی کھول دو۔
اب تو اس مسافر کی جان ہی نکل گئی زور سے چ
جہاز کے باہر کوئی عورت ہے۔

سارے مسافر سہم گئے۔ ایئر ہوسٹس بھاگی
اس کے پاس آکر اسے تسلی دینے لگی۔ ہوسٹس
ہوسٹس نے مسافروں کو پرسکون کیا
آپ بیٹھ جائیں آپ کی طبیعت خراب ہے۔
مادیا اب جہاز کے اندر آگئی۔ اس نے ایئر ہوسٹس
کے کہنے پر بھی عورت والوں کو اندر نہ کھینچ کر
ہی سرخی پاؤڈر لگا کر بھوتنی ہی ہو گئی تھی
ہی تھیں بھی بڑی ڈراؤنی۔ ہوا میں اڑ رہے تھے۔
ایئر ہوسٹس فرش کھا کر دھڑام سے گر پڑی
مادیا چیختے ہوئے تیزی سے اندر چلی گئی۔ اب اس نے
پہلے اندر جہاز سے بھی زیادہ تیز کر دی اور
کی طرف پرواز کرنے لگی۔ اس کے پیچھے سے ہنسی
ہونے۔ بھوت۔ ڈریکولا اور گوگو اور نہ جانے کیا کیا
ہو گئے۔ سب باہر کی بلندی سے نیچے
اور گھر نظر آنے لگے
اتر کر۔ اور۔ شہر بہت پیارا تھا اور اس سے
پہلے بھی کئی بار باہر آچکی تھی سب سے پہلے
تو اس نے باہر شہر کا ایک چکر لگایا اوپر سے
شہر کی ایک ایک سڑک۔ ایک ایک گلی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دلچسپی سے دیکھا۔ پھر ماڈل ٹاؤن میں اس کوٹھی
کے پاس اتر آئی جہاں کبھی اس کی ایک دوست
غزالہ رہا کرتی تھی۔ ماریا جب غزالہ کی کوٹھی پر پہنچی تو
کوٹھی میں نہیں تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ غزالہ کے والد
اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے کسی عورت سے باتیں کر رہے تھے
نے محسوس کیا کہ یہ دونوں بہت غمگین اور اُداس ہیں۔
آپس میں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔ ماریا کھڑکی کے
کمرے میں داخل ہو گئی کہ جان سکے کہ اس کی پیاری دو
اور سہیلی کے والدین کیوں اُداس ہیں۔ اور اس عورت کو کیا
ہیں۔ ماریا نے سنا کہ غزالہ کی والدہ اس عورت سے کہہ
تھی۔ ہمارا بھانجا تو بالکل بے قصور ہے پولیس نے یونہی
قتل کے الزام میں پکڑ لیا ہے۔ وہ تو گرمیوں کی چھٹیاں
تو چند روز کے لیے مری گیا تھا کہ چلو کچھ سیر سپاٹا ہو جائے
جانے وہ کون سی گھڑی تھی کہ انہونی اُسے گھیر کر لے گئی
کے بعد ایک دن سیر کے لیے شکر پڑیاں گیا تو دیکھا کہ
اور مرد میں جھگڑا ہو رہا ہے۔ اور مرد عورت کو
اور اُسے دھکا دے کر پہاڑیوں سے نیچے گرانے کی کو
کر رہا ہے اور عورت ہر ممکن طریقے سے اپنا بچاؤ کر رہی
ان دونوں کی نظر جاوید پر نہ تھی لیکن وہ دیکھ رہا تھا

دیکھ کر جاوید آگے بڑھا۔ عورت کو بچا لیے۔ جب وہ
سے کچھ دور تھا تو اس آدمی نے عورت کو دھکا
نیچے گرا دیا۔ پھر یونہی اس کی نظر جاوید پر پڑی
اس نے شور مچا دیا۔ بھاگو دوڑو مدد کرو اس نے میری
بیوی کو دھکا دے کر نیچے گرا دیا ہے۔ یہ ہمیں لوٹنے آیا
تھا۔ سن کر لوگ آئے اور جاوید کو پکڑ لیا۔ اس آدمی
نے لوگوں کو فوراً ایک جھوٹی کہانی گھڑ کر سنا دی کہ میں اپنی
بیوی کے ساتھ یہاں سیر کرنے آیا تھا۔ اور ہم دونوں
بیٹھ کر ادھر اُدھر دیکھ کر وادی کی سیر کا لطف اٹھا
رہے تھے کہ اچانک یہ لڑکا نمودار ہوا اور آتے ہی اس
نے میری بیوی کو دبوچ لیا اور کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس
ہے میرے حوالے کر دو ورنہ میں تمہاری بیوی کو پہاڑیوں
سے گرا کر ہلاک کر دوں گا۔ میں نے اس کو لاکھ کہا کہ اس
وقت میرے پاس کچھ نہیں میری جیب میں صرف چار
پانچ روپے ہیں۔ وہ تم لے لو اور میری بیوی کو چھوڑ
دو۔ اس نے یہ سن کر کہا کہ اپنے بازو پر بندھی گھڑی
اتار کر دے دو۔ جو میں نے دینے سے انکار کر دیا کیونکہ
یہ مجھے سسرال سے ملی تھی اور ابھی ہماری شادی
ہوئے چند ماہ ہی ہوئے ہیں۔ میں نے اس کو یہ تجویز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو تم گھڑی دو ہزار سے ساتھ ہمارے ایک ہزار روپے ادا کر دو گا۔ اور تم کسی قسم
نہ کرو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ یہ دھمکی اور دو
دی کہ فوراً گھڑی اتار کر دے دو۔ ورنہ میں تمہاری
بیوی کو دھکا دے دوں گا۔ میں نے انکار کر دیا۔ اس
خیال سے بچہ ہے ایسی حرکت نہیں کرے
صرف مجھے ڈرا رہا ہے۔ اس نے پھر مطالبہ کیا
نے ابھی انکار کے لفظ پوری طرح ادا بھی کیے
کہ میں نے دیکھا اس نے میری بیوی کو دھکا دے کر
سے نیچے کھڈ میں گرا دیا۔

لوگ جاوید کو پکڑ کر تھانے لے گئے اس آد
نے جو کہانی بیان کی اس کے مطابق تھانہ میں رپورٹ د
کر کے جاوید کو قتل کے الزام میں پکڑ لیا گیا۔ گو
کچھ لوگ بیان کی ہوئی کہانی کے مطابق بن گئے
موقع پر کوئی بھی موجود نہ تھا۔ جاوید کو والدین کو پتہ
تو وہ تھانہ گئے۔ جاوید نے جو واقعہ ہوا اُن کو بتایا ا
کے والدین نے پولیس کو بہت سمجھانے کی کوشش کی
ہمارا بچہ بے قصور ہے۔ اس آدمی نے نہ جانے
اپنی بیوی کو خود ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن وہاں کسی نے

سنی کیونکہ بیوی کے قاتل نے اس تھانہ کے انچارج
بڑی رقم رشوت کے طور پر دے دی تھی کہ قاتل
دیدہ ہی ہے آج عدالت میں اس کی پیشی ہے
کے خلاف آج پہلا بیان بیوی کے قاتل کا ہوگا۔
جاوید کے خلاف جا رہے ہیں۔ اور وہ بے چارہ
سزا پا جائے گا۔ کیونکہ گواہ کی بتائی ہوئی کہانی
مطابق باقی گواہ بھی وہی کہانی بیان کریں گے جو ان کو
ہے۔ اور عزاد اسی سلسلہ میں مری گئی ہوئی ہے
سے جب یہ کہانی سنی تو اسے بہت دکھ ہوا
اپنی پیاری سہیلی کا خاوند بھائی ہے گناہ پکڑ لیا
ہے۔ وہ ایسے واقعات کے مطابق اسے واقعی سزا
سکتی ہے۔ مجھے اس کی مدد کرنی چاہیئے۔ اس وقت
کے چھ بجے تھے۔ عدالت کا وقت دو بجے تھا
مجھے اتنے وقت میں مری پہنچ جانا چاہیے
ماریا کھڑکی کے راستے باہر آئی اور مری کی طرف پرواز کر
ماریا جس وقت مری پہنچی تو پونے دو بج چکے تھے
وراً کچہری کی طرف گئی کہ معلوم کرے کہ جاوید کو کس عدالت
پیش ہونا ہے۔ جب وہ کچہری پہنچی تو اس نے دیکھا کہ
کمروں کے باہر لوگ کھڑے ہیں۔ ماریا ایک ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible]

[illegible] ایک بات [illegible]

[illegible] تعالیٰ اسے سزا دینے کے لیے

[illegible] مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ شاید تم سے

[illegible] بات [illegible]

[illegible] تمہیں معاف کر دے گا۔ ماں [illegible]

[illegible] ہے۔ میں دن رات [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ تمہاری اس مصیبت کو جلد [illegible]

[illegible] اور تم [illegible] ہو جاؤ گے۔ اس کے لیے تم

[illegible] ماریا نے جاوید کا نام سن کر اس کی [illegible]

[illegible] ایک فیصلہ کر لیا کہ جاوید کو بچانے کے

[illegible] کیا طریقہ اختیار کرنا ہے۔

[illegible] وقت [illegible]

[illegible]

[illegible] بیوی کا قاتل [illegible] جاوید کے خلاف [illegible]

[illegible]

جب عدالتی [illegible] شروع ہوئی تو [illegible] کے

بیوی کا قاتل [illegible] جونہی وہ کٹہرا میں داخل ہوا

ماریا اس کے قریب گئی اور [illegible] کے کان میں [illegible]

بیوی کی روح ہوں تم عدالت میں جو کچھ کہو گے سچ

کہو گے۔ اگر تم نے جھوٹ بولا تو میں خود عدالت کو بتا دوں

گی کہ میرا قاتل میرا شوہر ہے۔ میری آواز تم سن رہے

ہو تو یقین کر لو میری آواز عدالت میں بیٹھا [illegible] بھی سن

سکتا ہے۔ تم جھوٹ نہیں بولو گے۔ تم میرے قابو

میں ہو اور تمہارا دماغ میرے قبضہ میں ہے۔ بیوی کا

قاتل ساکت ہو کر رہ گیا کہ میری بیوی کی روح یہاں

[illegible] گئی۔ اس نے اپنے آپ کو جھٹکا دیا اور دل

میں کہا نہیں یہ میرا وہم ہے۔ لیکن ماریا نے دوبارہ اس

سے کہا۔ تم جھوٹ نہیں بولو گے تم میرے قبضہ میں ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہی کہو گے جو اصل واقعہ ہے ماریا کو اس گفتگو سے وہ آ
ہیپناٹائز ہو کر بدحواس ہو چکا تھا۔ جج نے جب کہا کہ
بیان کیا جائے تو بیوی کا قاتل من گھڑت کہانی بھول چکا
وہ کہہ رہا تھا جناب میں نے اپنی بیوی کو خود ہی دھکا
گرایا تھا۔ ہماری شادی کو آٹھ ماہ ہو چکے ہیں۔ میں نے یہ
دولت حاصل کرنے کے لیے کی تھی۔ میں پہلے سے شا
شدہ ہوں۔ میں نے اپنی اس بیوی اور اس کے عا
سے جھوٹ بولا تھا کہ میں غیر شادی شدہ ہوں۔ میری
بیوی سے تین بچے ہیں۔ شادی کے بعد میری دوسری
کے حصہ میں جو دولت آئی ہے وہ اس کی موت کے
ہی مجھے مل سکتی تھی۔ لہٰذا میں اس کو موت کے گھاٹ
کے لیے سیر کے بہانے مری لے آیا۔ میں پروگرام بنا
تھا کہ مری میں سیر کے جب ادھر ادھر جائیں گے تو
اسے دھکا دے کر نیچے گرا دوں گا اور کہہ دوں گا
اس کا پاؤں پھسل گیا اور یہ کھڈ میں گر کر مر گئی
یہ ہوا کہ جس روز میں یہ پروگرام بنا کر شکر پڑ
کہ اپنی بیوی کو ہلاک کر دوں گا۔ ہم دونوں میں کسی
پر معمولی سی تکرار بھی ہو گئی۔ میں تو یہ طے کر کے آیا
اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس تکرار سے حالات

خراب ہو گئے۔ اور میں نے اسے دھکا دے دیا۔
اچانک میرے سامنے جاوید آ گیا۔ نہ جانے میرے
میں کیسے یہ بات آ گئی کہ میں نے شور مچا کر جاوید
نے میری بیوی کو دھکا دے کر ہلاک کر دیا ہے۔ اور میں
نے تھانے کے پولیس آفیسر کو بھاری رشوت بھی اس سلسلے میں
دی تھی کہ وہ مقدمہ جاوید کے خلاف مضبوط بنائے تاکہ
کچھ پر شک نہ ہو۔ اس کے بعد عدالت برخاست ہو گئی

دوسرے گواہ بھی عدالت میں موجود تھے وہ یہ بیان سن
کر حیران رہ گئے اور اپنے کئے پر بہت شرمندہ ہوئے
کہ ان کی وجہ سے جاوید کو کن حالات سے دوچار ہونا
پڑا حالانکہ ان لوگوں نے اس واقعہ کو ہوتے دیکھا نہ تھا صرف
ملزم کے بیان پر یقین کر کے اس کی بات میں بات ملا کر
جاوید کو ملزم بنا دیا

دوسرے روز جب عدالت کا کارروائی شروع ہوئی تو
تمام گواہوں نے بیان دیا کہ ہمیں غلط راستہ پر گمراہ کیا گیا
تھا۔ ملزم نے جو بیان دیا ہے وہ درست ہو گا۔ کیونکہ
پہلی جھوٹی کہانی بھی ہم نے اس کی زبان سے سنی تھی جب
جاوید اور عدالت سے معذرت خواہ ہیں کہ خواہ مخواہ ایک
سنی سنائی بات پر یقین کر کے ہم عدالت اور جاوید سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معافی چاہتے ہیں۔ ان بیانوں کے ختم ہونے کے بعد
عدالت نے حکم دیا کہ جاوید کو رہا کر دیا جائے
بیوی کے قاتل کو گرفتار کر کے دوبارہ مقدمہ عدالت
پیش کیا جائے۔ اور جس پولیس آفیسر نے مقدمہ پیش
ہے اس کے خلاف رشوت لینے اور جھوٹا مقدمہ بنا
پر رپورٹ درج کر کے پیش عدالت کیا جائے۔

جاوید رہا ہو گیا ماریا اپنی اس کامیابی پر بڑی خوش
تھی کیونکہ اسے یقین نہ تھا کہ اتنی آسانی سے یہ کام
ہو جائے گا۔ اور محرم اتنی آسانی سے قابو آ جائے گا
جاوید کے ماں باپ بھی بڑے خوش تھے۔

ماریا نے پہلے سوچا کہ جاوید کے ساتھ اس کے گھر
تک جائے۔ اور غزالہ کو مل کر تمام صورت حال بتائے
کیونکہ غزالہ اسے کچہری میں نظر نہ آئی تھی۔ پھر یہ سوچ
کر ٹھیک ہے میں نے یہ کام اپنی سہیلی غزالہ کی خاطر
کیا ہے۔ مگر احسان جتانے کا کیا فائدہ؟ مجھے اب لاہور
واپس چلنا چاہیے۔ اور وہ لاہور کی طرف چل دی۔ دو تین
روز وہ ادھر ادھر گھومتی رہی اور ایک دن یہ سوچ کر کہ میں
غزالہ کو یہ واقعہ نہیں بتاؤں گی۔ صرف مل کر آ جاؤں
گی خدا جانے پھر کبھی لاہور آنا نصیب ہو یا نہ ہو وہ غزالہ کی کوٹھی کی طرف
چل دی

مندر میں سانپ

ماریا نے کوٹھی کے اندر باہر گھوم پھر کر دیکھا
اسے غزالہ کہیں نظر نہ آئی۔ شاید وہ مری سے ابھی تک واپس
نہیں آئی تھی۔ غزالہ کی ماں باپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ ماریا نے
ان سے بات کرنی مناسب خیال نہ کی اور وہاں سے پرواز کر گئی۔
اب وہ جی ٹی روڈ پر واہگہ باڈر کی طرف جا رہی تھی۔ اسے
معلوم تھا کہ واہگہ باڈر سے ملک انڈیا یعنی بھارت کی سرحد
شروع ہو جاتی ہے

باڈر پر جا کر اس نے دیکھا کہ باڈر بند ہے۔ ان دنوں
بھارت کے صوبے پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں کے فساد
ہو رہے تھے۔ جن کی وجہ سے بھارت کی حکومت نے
پنجاب کی سرحد کو غیر ملکی مسافروں کے لئے بند کر دیا
تھا۔ مگر ماریا کے لئے یہ بندش کوئی حیثیت نہیں رکھتی
تھی۔ وہ باڈر کے اوپر سے اڑتی ہوئی بھارت کے ملک میں
داخل ہو گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے دیکھا کہ امرتسر شہر کو جانی سڑک، جس سے
پڑی ہے کھیتوں میں جس کوئی کسان نظر نہیں آ رہا کوئی
یا عورت نہیں ہے۔ مدیا سڑک سے پندرہ فٹ بلند
ہوا میں تیرتی چلی جا رہی تھی۔ آگے پنتیس میل کے فا
انڈیا کا پہلا شہر امرتسر تھا جہاں سکھوں کا مشہور گولڈ
ٹمپل ہے اور ہندوؤں کا مشہور مندر درگیانہ مندر ہے۔
نے سوچا کہ وہ آگے جا کر کیا کرے گی۔ واپس پھر
پیچھے جانا چاہیئے۔

یہ سوچ کر وہ بائیں جانب کھیتوں کے اوپر مڑ گئی۔
اب ایسا ہوا کہ وہ واگہ بارڈر سڑک کے ذریعے
کرنے کی بجائے کھیتوں کی طرف ہو گئی تھی کہ دریا کے
سے پاکستان میں داخل ہو گی۔ وہ اڑتی جا رہی تھی۔ اچ
کی سرحد دور تھی مدیا ابھی تک ہندوستان کے علاقہ میں
اڑتے اڑتے اس نے نیچے دیکھا تو اسے چار سکھ
جیپ چلاتے دکھائی دیئے۔ اس جیپ میں ایک انیس
سال کا لڑکا بھی بیٹھا تھا۔ جس کے ہاتھ رسی سے
بندھے تھے۔ مدیا کو تشویش ہوئی کہ اس لڑکے کو
ہندوستانی سکھ فوجی کیوں پکڑ کر لے جا رہے ہیں
مدیا نے فیصلہ کیا کہ وہ جیپ کا پیچھا کرے گی

بات کر جیپ میں بیٹھے دو فوجی جیپ کے آگے بیٹھے تھے
دو سکھ فوجی جو پیچھے بیٹھے تھے انہوں نے لڑکے کو پکڑ
رکھا تھا لڑکے کی آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور ہاتھ
رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ وہ بار بار رونے لگتا تھا۔

یہ جاسوس نہیں ہو سکتا یہ تو بچہ ہے
یہ سن کر انڈیا کے سکھ فوجی ہنسنے لگے۔ یہ
جاسوس نہیں ہوں
سکھ فوجی نے اسے تھپڑ مار کر کہا

کہ اس بچہ کو اسے معلوم ہے تم پاکستان کے
اور پاکستان سے امرتسر تک کے راستے تک میں داخل ہوتے
ہو اور وہاں ہوں کے دھماکے کرتے ہو۔ ہمیں تم سے معلومات کو
نکلوانا ہے۔ ہمیں تو تم ہی درکار تھے۔ اب کرنل سنگھ
کو کیا پڑی تھی کہ ہڈیاں توڑ کر رکھ دے گا

مدیا نے ان کی باتوں سے اندازہ لگایا کہ یہ پاکستان
فوج کا کوئی جاسوس انڈیا کے علاقے میں آ گیا ہے اور یہ
سکھ فوجی اسے جاسوس سمجھ کر پکڑ کے لے جا رہے ہیں
کیونکہ جالندھر کے صوبہ پنجاب میں آئے دن بم بلاسٹ
ہوتے اور ہندو سکھوں کو اور سکھ ہندوؤں کو مار رہے
تھے۔ اس لئے امرتسر میں کرفیو لگا تھا اور ہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکے۔ اگر تو ہمیں بتا دے کہ پاکستان میں ... جاسوسوں کو تخریبی کارروائیوں کی ٹریننگ دے کر ملک میں سمگل کیا جاتا ہے تو میں تمہیں ابھی ... تمہیں تیرے گھر پہنچا دوں گا

لڑکے نے ہاتھ جوڑ کر کہا

اللہ میاں کی قسم ہے مجھے کچھ نہیں پتہ میں ... گاؤں سے کھیتوں میں جا رہا تھا کہ راستہ بھول کر علاقے میں آگیا اور مجھے فوجیوں نے پکڑ لیا۔

فوجی نے غرا کر کہا

لڑکے! میرا نام کرنل گنگا پرشاد ہے۔ میں ... بڑے جاسوسوں کا سر جھکا دیا ہے تم کیا ہو۔ لیکن میں ایک بار پھر موقع دیتا ہوں کہ مجھے اپنے ساتھیوں اور ... میں تخریب کاروں کے ٹریننگ سنٹر کا پتہ بتا دو میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اگر نہ بتایا تو تجھے ایک دوسرے ... جاسوس کے ساتھ گولی سے اڑا دیا جائے گا

لڑکے نے گڑگڑا کر کہا

حضور میں بے گناہ ہوں۔ میں جاسوس نہیں ہوں کچھ پتہ نہیں ہے۔ مجھے چھوڑ دیں۔

ہندو کرنل نے آگے بڑھ کر لڑکے کے منہ پر زور ...

... لڑکا بے چارہ پیچھے کو گر پڑا۔ ماریا کو سخت غصہ ... کیونکہ معصوم لڑکے کی بچی بندھ گئی تھی۔ ماریا ہندو ... کی گردن مروڑنے ہی والی تھی کہ اسے دوسرے پاکستانی ... کا خیال آگیا جو ان سکھ فوجیوں کی قید میں تھا اور جس ... بارے میں ابھی ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں پر ... ہے ابھی ہندو کرنل پر حملہ کرنے سے معاملہ بگڑ سکتا ... اور ہو سکتا ہے کہ وہ خفیہ طور پر اس لڑکے کو گولی سے ... دینے کا آرڈر کر دیتا۔

ہندو کرنل لڑکے کو یہ دھمکی دے کر پھنکارتا ہوا باہر نکل ... کہ اگر صبح تک اس نے پاکستان میں ٹریننگ سنٹر کا پتہ اور ... اپنے ساتھی جاسوسوں کے ایڈریس اور نام نہ بتائے تو اسے ... شوٹ کر دیا جائے گا۔

بے چارہ بے گناہ معصوم مسلمان لڑکا اپنے گال سہلاتا ہوا ... سر جھکا کر آہستہ آہستہ رونے لگا وہ اپنے امی ابو کو بھی روتے روتے یاد کر رہا تھا۔ ماریا کا دل رحم اور درد سے بھر گیا۔ اس نے لڑکے کو تسلی دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنی آواز میں بڑی ملائمت، نرمی اور شفقت پیدا کرتے ہوئے لڑکے کے قریب منہ لے جا کر آہستہ سے کہا۔

جاوید بیٹا۔ گھبراؤ نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ لڑکا بار بار اپنا نام لے کر اپنی امی اور ابو کو
تھا۔ جس کی وجہ سے ماریا کو اس کے نام کا پتہ
ماریا کی آواز سن کر لڑکا بے چارہ ڈر کر دیوار کے
لگ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کمرے کے چاروں
دیکھ رہا تھا۔ ماریا نے جلدی سے کہا۔

جاوید! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بیٹا۔ میں
دادی کی والدہ کی روح ہوں تمہاری پکار مجھے جنت
یہاں کھینچ لائی ہے۔ میں تمہاری مدد کروں گی۔

جاوید کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے کہا

دادی اماں! میری مدد کرو۔ میں نے کوئی جا
کی یہ سکھ مجھے زبردستی پکڑ لائے ہیں۔

ماریا نے آہستہ سے کہا

مجھے معلوم ہے بیٹا۔ اسی لئے تو میں تمہاری مدد
آئی ہوں۔

جاوید نے بے تابی سے کہا

دادی اماں! مجھے یہاں سے نکال کر میرے
پہنچا دو۔ امی ابو کا بُرا حال ہو رہا ہوگا۔

ماریا کہنے لگی۔

آہستہ بولو جاوید۔ سنو۔ ان سکھ فوجیوں نے

کو قید کر رکھا ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے بھی تلاش
کے تمہارے ساتھ ہی پاکستان لے چلوں۔

جاوید نے ایک ایسی بات کہہ دی جس کا ماریا کے پاس
جواب نہیں تھا۔ وہ بولا۔

دادی اماں تم تو جنت کی روح ہو۔ پھر تمہیں اس لڑکے
بارے میں سب کچھ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کہاں ہے

ماریا بولی۔

ہاں ہاں۔ بیٹا جاوید۔ مجھے معلوم ہے مگر میں تمہیں
نہیں چاہتی تھی۔ اچھا تم ایسا کرو کہ اب خاموش ہو کر
جاؤ۔ میں رات کے اندھیرے میں آؤں گی اور تمہیں یہاں
نکال کر لے چلوں گی۔

جاوید کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ ماریا نے اسے چپ کرا دیا۔

شی! گارڈ ادھر دیکھ رہا ہے۔

گارڈ ایک سکھ سپاہی تھا جو کمرے کے باہر کھڑا پہرہ دے
تھا اس نے گردن سلاخوں کے پاس لا کر ڈانٹا۔

کیوں اوئے کس سے باتیں کر رہے ہو! خبردار۔ چپ
کے بیٹھے رہو۔

جاوید چپ ہو گیا۔ ماریا نے جاوید کے کان میں سرگوشی
تے ہوئے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاوید اب کوئی بات نہ کرے۔ بس ایسے ہی بیٹھے
رہے کا اندھیرا ہوتے ہی کسی سے پاس سے جاؤں گی پھر
یہاں سے نکال کر لے چلوں گی۔ خدا حافظ۔

ماریا اس حالات سے باہر آگئی۔

ماریا نے سوچا کہ پہلے جاوید کو اس موت کے
نکال کر اس کے گھر پاکستان پہنچا دینا چاہیے
دوسرے لڑکے کا سراغ لگایا جائے گا۔ کیونکہ جاوید کی
بُرا حال ہو رہا تھا۔ ماریا رام باغ والے بھارتی فوجی
سے باہر نکل آئی۔ اس نے باہر کے ماحول کا جائزہ
یہاں صحن میں ایک سائبان کے نیچے کچھ فوجی
تھیں۔ جگہ جگہ سکھ فوجی گھوم پھر رہے تھے۔ بیرک
بڑے گیٹ کے باہر دو سکھ فوجی سٹین گنیں
پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا نے اپنے حساب سے
جائزہ لیا اور ریلوے سٹیشن کی طرف آگئی اب وہ
اندھیرا پھیلنے کا انتظار کر رہی تھی۔

ماریا کچھ دیر امرتسر کے ریلوے سٹیشن پر گھومتی
یہاں مسافر موجود تھے مگر گاڑیاں کرفیو کی وجہ سے
بند پڑی تھیں

سٹیشن کو جاتی سڑک پر سنسان اور ویران تھی۔

ماریا اب کرفیو ہٹنے کا انتظار کرنے لگی۔ وہ
ہر تسر کے مشہور باغ کمپنی باغ میں
چلی گئی۔ وہاں سیر کرتی رہی۔ جب رات کا اندھیرا
چھا گیا تو واپس رام باغ والے بھارتی فوجی ہیڈ کوارٹر کی
طرف چل پڑی۔

ابھی تک شہر میں کرفیو لگا تھا۔ یہ بات جاوید کے
لیے اس کو سمجھ سکتی تھی۔ ہیڈ کوارٹر کے گیٹ
پر اس کا بلب روشن تھا اور سکھ فوجی پہرہ دے رہے تھے
سب سے پہلے جاوید کے حوالے کرنے کی
جاوید ماریا کے انتظار میں سو رہا تھا۔ ماریا نے جگا
جاکر اسے تسلی دی اور تیار رہنے کی ہدایت دے کر
آگئی۔

ماریا نے فوجی ہیڈ کوارٹر کے پیچھے کی طرف جا کر دیکھا
وہاں ساتھ ساتھ چار گیراج بنے تھے جن میں چار فوجی گاڑیاں
کھڑی تھیں۔ ماریا نے چاروں فوجی گاڑیوں کی پٹرول ٹینکیوں
کے ڈھکن اٹھا کر انہیں ایک طرف سے ٹیڑھا کر دیا۔ پٹرول
بہنے لگا۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک فوجی چند قدم کے فاصلے
پر ٹہل رہا تھا۔ ماریا اس کے پاس آگئی
پھر اس نے سکھ فوجی کے ہاتھ سے سٹین گن چھین لی
سکھ فوجی بوکھلا گیا کہ اس کی سٹین گن کس نے چھین لی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] ماریا سے گفتگو میں [illegible]
[illegible] تیز تیز کی آواز سے گویا [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے [illegible] کے ساتھ
گاڑیوں کو [illegible]

[illegible] تیزی سے بھڑکی کہ گیریژن [illegible] کی [illegible]
[illegible]۔ وہاں شور مچ گیا۔ فوجی گیریژن کی طرف دوڑ پڑے
[illegible] کی کوشش کرنے لگے۔

ماریا بھاگ کر خواتین کی طرف گئی۔ وہاں کھڑے
فوجی کی گردن پر زوردار مکہ مار کر اسے وہیں ڈھیر کیا اور
[illegible] دوڑ دی۔

اندھیرے میں سے ہو کر باہر گیٹ کی طرف
جاوید اسی کے انتظار میں تھا۔ ماریا نے خواتین
[illegible] دیا۔ جاوید گیٹ کی طرف دوڑا۔ فوجی آگ
[illegible] تھے۔ ماریا نے گیٹ کے قریب کھڑی ایک
[illegible] جاوید کو بیٹھنے کا حکم دیا اور خود اگلی سیٹ پر
جیپ کو ایک دم سٹارٹ کر کے اتنی زور سے ٹکر
[illegible] کا گیٹ ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔

ماریا جیپ کو فوجی ہیڈکوارٹر میں سے [illegible] کر
[illegible] پر لے آئی جیپ بڑی تیزی سے [illegible] باڈر

گی۔ جاوید پچھلی سیٹ پر سہما بیٹھا تھا۔ ابھی تک اس کے
[illegible] میں کوئی فوجی گاڑی نہیں آئی تھی۔ ماریا نے اسے
[illegible] کہا

ہم تمہیں دریا کی طرف سے باڈر پار کروائیں گی۔ اس
سڑک پر خطرہ ہے

جاوید نے کہا

مجھے راستہ کے اندھیرے میں راستہ نہیں آئے گا۔

ماریا نے کہا

میں دریائے راوی کے ذریعے باڈر پار کروں گی

جاوید نے اس کو بتایا کہ ان کا گاؤں دریائے راوی کے
[illegible] سے آباد ہے۔ ماریا نے جیپ کو کھیتوں میں ڈال دیا
کھیتوں کے آگے ایک گاؤں آ گیا۔ ماریا تیزی سے جیپ
چلاتی گاؤں میں سے گزر گئی۔ اس کے بعد کھیت اور پھر
ویران سرحدی علاقے شروع ہو گئے۔ یہاں آبادی بالکل
نہیں تھی۔ اس جگہ بھارتی باڈر فورس کے مورچے تھے۔
انہیں جاوید کے فرار کی خبر وائرلیس پر مل گئی تھی۔ چنانچہ
انہوں نے دور سے ایک جیپ آتی دیکھی تو ہوا میں
فائر کر کے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ مگر ماریا ان کے بلیر
آگے نکل گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلڈ فورس کے سکھ سپاہی بھی چپ سے کر ان کے پیچھے دوڑے۔ وہ ساتھ ساتھ پیچھے سے فائرنگ بھی کر رہے تھے۔ مدیا نے جاوید کو نیچے لیٹ جانے کو کہا اور جیپ کو دریا کی طرف دریا سے زیادہ دور نہیں تھا۔ بلڈ یکدم فورس بھی گرجوں کھڑ ہاروں سے گزرتی ہی کے قریب تھی۔ مدیا کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ کی سیٹ پر گن اس نے گیراج میں آگ لگانے کے لیے چھین لی تھی۔

جب مدیا نے محسوس کیا کہ بلڈ فورس کے سکھ اس کے بالکل ہی قریب آگئے ہیں تو اس نے جیپ دریائے راوی کے کنارے ایک جگہ جھاڑیوں کے کھڑا کیا اور جاوید سے کہا

میں نہیں اپنے کاندھوں پر بٹھا رہی ہوں تم کاندھوں پر بیٹھتے ہی غائب ہو جاؤ گے۔ گھبراؤ نہیں۔ تم سب کچھ دیکھ رہے ہو گے مگر تمہیں کوئی دیکھ سکے گا۔ تم پر گولی بھی اثر نہیں کرے گی

جاوید بے چارہ بے حد گھبرایا ہوا تھا۔ بلڈ فورس کے سپاہی اس کے سر پر آگئے تھے۔ وہ دھڑ

[redacted]

[redacted]

[redacted]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے دور ایک گاؤں کی مسجد کے سفید مینار
اندھیرے میں ابھرتا دیکھا تو سمجھ گئی کہ وہ پاکستان میں آ
ہے اس نے جاوید سے کہا

کیا تم اپنے گاؤں کو اندھیرے میں پہچان لو گے
جاوید نے کہا

ہاں ... یہ جو مسجد ہے اس سے تھوڑی
دوسرا گاؤں ہے وہ ہمارا گاؤں ہے۔

ماریا دو سیکنڈ میں جاوید کے گاؤں پہنچ گئی۔
نے اپنے گھر کو پہچان لیا۔ اس کے گھر میں تین
تھی۔ اس کے ماں باپ پریشان حال بیٹھے اپنے
یاد کر کے آنسو بہا رہے تھے۔ ماریا نے جاوید کو
کے مکان کے دروازے پر اتارا اور کہا

بیٹا! کسی سے میرے بارے میں بات
اب میں جاتی ہوں مجھے تمہاری طرح کے ایک
پاکستانی لڑکے کو دشمن کی اذیت ناک قید سے
ہے۔ خدا حافظ۔

یہ کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہوئی اور بھارت
رخ کر لیا۔ وہ سیدھی امرتسر شہر میں بھارتی
بیڈ کوارٹر میں آئی۔ آگ پر قابو پا لیا گیا تھا۔ مگر

اس کے فرار ہو جانے کی وجہ سے وہاں زبردست افراتفری
عالم تھا۔ فوجی ادھر ادھر بھاگ رہے تھے کوئی گاڑی
ٹ کے اندر آ رہی تھی تو کوئی گاڑی گیٹ کے باہر جا رہی
ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ دوسرا پاکستانی ڈاکٹر
پر قید ہے وہ ایک کمرے میں آ گئی۔ یہاں ہندو کرنل سخت
کی حالت میں ٹہل رہا تھا۔ تین فوجی ٹن شن کھڑے تھے
کرنل چیخ کر بولا

ایک بھاگ گیا۔ تم لوگوں کے سامنے بھاگ گیا
دوسرے کی حفاظت کیسے کرو گے! میں سب کا
ٹ مارشل کروں گا۔

ایک سکھ کیپٹن نے کہا

سر! دوسرا پاکستانی جاسوس قلعے کے تہہ خانے میں
ہے وہاں سے وہ کبھی فرار نہیں ہو سکتا۔

ہندو کرنل نے زمین پر پاؤں مارا اور دھاڑا۔

وہاں بھی تم ایسے پہرے دار ہوئے تو وہ وہاں سے
بھاگ جائے گا۔

اس کے بعد کرنل نے فوجی ٹیلی فون کی ہتھی گھمائی اور
کر بولا۔

پاکستانی جاسوس کی نگرانی سخت کر دو۔ اس کا کوئی خفیہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساحل سے جو اسے چھڑانے کی کوشش کرے گا۔ اگر
فرار ہو گیا تو تم سب کو شوٹ کر دوں گا۔ میں سچ
ہوں .....

ندیا کو صرف یہی معلوم ہو سکا کہ دوسرا پاکستانی
کے الزام میں شہر کے قلعے میں بند ہے۔ امرتسر شہر میں
قلعہ تھا جو سکھوں کے زمانے میں بنایا گیا تھا۔ ندیا نے
کیا کہ اس قلعے کی طرف چل کر سراغ لگانا چاہیے۔ چنانچہ
وہاں سے نکل کر امرتسر کے پرانے قلعے کی طرف چل
امرتسر کا پرانا قلعہ ایک بہت بڑی گراؤنڈ میں واقع تھا۔
گراؤنڈ کو قلعے کی پریڈ کہا جاتا تھا۔ یہاں گراؤنڈ میں
چھایا تھا۔ قلعے کے بڑے گیٹ اور اوپر بنے
میں روشنی ہو رہی تھی۔

کرفیو کی وجہ سے آس پاس بالکل ویرانی چھائی
ندیا قلعے کے اندر داخل ہو گئی۔ اس نے قلعے کے
گھوم پھر کر ایک ایک کمرے ایک ایک کوٹھڑی
تہ خانوں کو چھان مارا۔ اسے وہاں کوئی تیسری
پاکستانی لڑکا کہیں اور کسی قلعے میں قید ہے؟ کیا وہ
دوسرے شہر کا قلعہ ہے؟

یہی سوچتی سوچتی ندیا قلعے کے بڑے گیٹ

آ گئی۔ وہ قلعے کے پیچھے جو سڑک تھی وہاں آگئی۔ اس
کے کنارے خاموش کر امرتسر کا سب سے بڑا تالاب
گولڈن ٹیمپل کا تالاب واقع تھا۔ یہ تالاب ایک بہت بڑے
تالاب کے درمیان بنا ہوا تھا جس تک ایک چھوٹے سے
پل کا راستہ جاتا تھا۔ تالاب میں بھی کرفیو کی وجہ سے سناٹا
چھایا تھا۔ کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ویسے بھی رات
کافی گزر چکی تھی۔ صرف تالاب میں دو چار بتیاں جگمگا
رہی تھیں جن کا عکس تالاب میں پڑ رہا تھا۔ ندیا نے
سوچا کہ چلو اس تالاب کی ہی سیر کرتے ہیں۔

ساتھ ساتھ وہ سوچ بھی رہی تھی کہ پاکستانی لڑکا کہاں قید
ہو سکتا ہے؟

ندیا پل کے اوپر سے ہوتی ہوئی تالاب میں آ گئی۔ یہاں
کوئی انسان نہیں تھا۔ تالاب میں دھیمی دھیمی روشنی تھی۔ عمارتیں
خاموش کھڑی تھیں۔ ندیا تالاب کے پچھواڑے سے ہو کر باہر
جانے والی تھی کہ اسے ایک کوٹھڑی میں کوئی عورت نظر
آئی جو فرش پر جھکی ہوئی تھی۔ ندیا ذرا آگے آئی تو دیکھا کہ
وہ ایک کالے سیاہ سانپ کو مٹی کی پیالی میں دودھ
پلا رہی تھی

لوگ کہتے ہیں کہ سانپ کو اگر دودھ پلایا جائے تو وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ہے۔ ...
...کسی کا وسوسہ نہیں ہوتی۔ انسان ہی کی غلطی سے
...ہو کہ کچھ غلط یا فضول سمجھ کر دیتا ہے۔ اس سے
...کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ اس سے ہر ممکن بچنا
...اللہ اس کے قریب نہیں آنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ
...ننھے ننگ مدیا کی کہانی بیان کی جا رہی ہے اس لئے
...کہانی سمجھ کر دلچسپی سے پڑھنا بھی کافی ہے۔ اس سے
...نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ کوئی سانپ بھلا بھی دوست
...سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ کہانی کہانی ہوتی ہے اسے
...بھلا سمجھ کر ہی سننا اور پڑھنا چاہیئے۔ ہاں اگر کہانی
...نہ ہے کوئی ایسا سبق مل جائے جو عملی زندگی میں بھی
...آ سکے تو اس کو ضرور ذہن میں بٹھا لینا چاہیئے اللہ اس پر
...کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہم نے کہانی میں اکثر بیان کیا ہے اللہ
...ہے کہ جو انسان کسی دوسرے کے لئے گڑھا کھودتا ہے
...خود بھی ضرور کسی کنوئیں میں گرتا ہے۔ دوسری بات جو
...ننھے مدیا کی کہانی میں بیان ہوئی ہے یہ ہے کہ خدا
...ہے اور سجدہ صرف خدا کے آگے کرنا چاہیئے اللہ
...کا ادب کرنا چاہیئے تیسری بات ہم نے بیان کرنے
...ہیں کہ انسان کو اپنے خیالات کو ہمیشہ پاکیزہ رکھنا چاہیئے

...ہے گرگٹ ...
...چاہیئے ...
...نہیں ...
...ہے ...

...مدیا نے سانپ کو دیکھا پہلے دیکھا تو سانپ نے بھی
...دیتا کی بہن کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔ کیونکہ سے
...مدیا کے جسم کی بدبو سے ننھے دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔
...سانپ نے اپنا سر اٹھا کر اس طرف دیکھا جدھر مدیا کھڑی تھی
...نے محسوس کر لیا تھا کہ سانپ سر اٹھا کر کسی کو دیکھ
...رہا ہے۔

مدیا نے سانپ کی زبان میں سانپ سے کہا کہ وہ ننھے
دیوتا کی بہن مدیا ہے۔ سانپ نے بھی اپنی زبان میں کہا
کہ ننھے دیوتا کی بہن کو میرا سلام پہنچے۔

O

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پرانے قبرستان کا خزانہ

عورت کے کان کھڑے ہو گئے

اصل میں یہ عورت ایک بہت تجربہ کار جوگن تھی
سندر کی مورتی یوجنا دیوی کی پجارن تھی۔ اس کا
کا نام رکمنی تھا۔ اس کی عمر پچاس کے قریب تھی
تیس برس سے سانپوں کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس کی
تھی کہ وہ زمین کے اندر دفن کسی تاریخی خزانے
تلاش میں تھی۔ جس کو صرف سانپ ہی جانتے ہیں۔
رکمنی نے سخت محنت کے بعد سانپوں کی زبان سیکھ
تھی وعدہ اب وہ ان کی زبان سمجھ لیتی تھی مگر اس نے
جوگن نے اس راز کو کسی سانپ پر ظاہر نہیں کیا تھا کہ
ان کی زبان سمجھ لیتی ہے۔ وہ چاہتی تھی کہ سانپوں کو
یہ سمجھ کر وہ کسی طرح ان سے کسی خزانے کے بارے
معلومات حاصل کرے۔ کیونکہ سانپ اکثر اپنی ہی باتیں کر

[illegible] جوگن کی باتیں [illegible]
[illegible] اس بات سے [illegible]
[illegible] کی بات نہیں کی تھی۔ اب [illegible]
[illegible] ہونے سانپ کا اس [illegible]
[illegible] کر جس عورت سے سانپ بات کر رہا ہے وہ ایک
دیوتا کی جس ہے تو رکمنی جوگن نے بڑی عاجزی سے
بانے گردن گھما کر پیچھے دیکھا

پیچھے [illegible] کوئی عورت دکھائی نہ دی۔ رکمنی جوگن
سمجھ سی ہو کر رہ گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ سانپ جو بات
[illegible] سانپ ہے وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ رکمنی جوگن
[illegible] میں کچھ پشائی پر بیٹھ گئی اور پھر غور کیا
وہ جوگن سے [illegible] کچھ کہنے کی بجائے [illegible]
دیئے تھے۔ سانپ کو مارو۔ رکمنی کو یہ خیال [illegible]
رکمنی جوگن ان کی باتوں کو سن سمجھ رہی ہے [illegible]
رہی ہے۔

سانپ نے ملاریا سے کہا

میں ناگ دیوتا کی عقیدت میں [illegible]
سکتا ہوں۔

ملاریا بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] کے علاوہ اس علاقہ میں کوئی دوسرا قلعہ نہیں ہے

[illegible] نے کہا

ہمیں معلوم ہے۔ یہاں صرف ایک ہی قلعہ ہے جو [illegible] ہے۔ دوسرا کوئی قلعہ اس علاقہ میں نہیں ہے۔

مدھا بولی

اس سے آگے جانا ہو تو [illegible] شہروں میں کوئی قلعہ موجود ہے کیا؟

سانپ نے کہا

قلعہ صرف آگے میرٹھ کے شہر میں ہے جہاں انگریز کی چھاؤنی بھی ہوتی ہے

مدھا سوچنے لگی پھر بولی

اچھا۔ کیا تمہیں میرٹھ کے قلعے کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ کس جگہ پر ہے اور اس کے کتنے دروازے ہیں؟

سانپ نے کہا

مہارانی! میں کئی بار وہاں سے ہو کر گزرا ہوں۔ ایک بار میں وہاں ٹھہرا بھی تھا۔ قلعہ کے چاروں طرف گہری خندق ہے جس میں ہر وقت پانی بھرا رہتا ہے۔ قلعہ کے چار دروازے ہیں۔ ایک دروازہ دہلی کی طرف کھلتا ہے۔ دوسرا دروازہ [illegible] کی طرف کھلتا ہے۔ تیسرا دروازہ [illegible] کی طرف کھلتا ہے۔ چوتھا دروازہ [illegible] کی طرف کھلتا ہے۔

مدھا بولی

ٹھیک ہے میں جیسے اس کوٹھڑی میں آؤں گی تم [illegible] سانپ کو وہاں بلا لے لینا۔ [illegible] چاروں ہوں [illegible] کہہ کر مدھا چلی گئی۔ سانپ والیں اپنی پناہ گاہ میں [illegible] رکھی جوگن نے مدھا اور سانپ کی [illegible] سن [illegible] مدھا کے جانے کے بعد وہ خوشی خوشی کی [illegible] لے کر اٹھی اور کوٹھڑی سے نکل کر سیدھی دیوی کی [illegible] کوٹھڑی میں آگئی۔ اس نے مورتی کے آگے دیا جلا کر [illegible] میں گھی ملائی پھر دیوی کی مورتی کی پوجا کرنے لگی

اللہ [illegible] کرے

[illegible] دیوی! آج میں نے [illegible] دیوتا کی بین کو سانپ سے [illegible] کرتے سنا ہے۔ وہ بچے [illegible] وہ [illegible] کہاں کس [illegible] کی [illegible] میں آئی ہے

[illegible] مدھا وہاں کی مورتی کے [illegible] بند ہو گئی مگر اس کے [illegible] سے آواز آئی۔

جوگن! تم [illegible] ہو کر [illegible] اس [illegible] مدھا آگئی ہے۔ [illegible] کسی [illegible] لینے کی تلاش میں ہے۔ تم [illegible] مدد [illegible] [illegible] [illegible] مدھا کو [illegible] کرنے [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانے تجھے مل جائیں گے۔

رکمنی جوگن نے دنیا کے خزانوں کا سنا تو لالچ کے
اس کی رال ٹپکنے لگی۔ فوراً سر جھکا کر بولی۔

دیوی! مجھ پر کرپا کرو۔ مجھے بتاؤ کہ میں ناگ دیوتا کی
بہن ماریا کو کیسے قابو کر سکتی ہوں اور پھر دنیا کے
خزانوں پر کیونکر قبضہ کر سکتی ہوں۔

لوجنا دیوی کی مورتی بولی۔

رکمنی جوگن! تو نے میری بڑی خدمت کی ہے۔
میں تمہیں ناگ دیوتا کی بہن ماریا کو قابو میں کرنے کا
بتاتی ہوں۔ وہ صبح کو مندر میں دوبارہ آنے والی
ایک منتر بتاتی ہوں۔ اس منتر کو تالاب کی سیڑھی پر
ایک ہزار بار پڑھنا۔ اس کے بعد اس کوٹھڑی میں
ماریا سانپ سے گفتگو کر رہی ہوگی۔ جس وقت
کوٹھڑی کی طرف منہ کر کے صرف ایک بار منتر پڑھ
چھو منتر مارنا پھر ماریا چھوٹا سا پتلا بن کر زمین پر گر پڑے
وہ تمہاری غلام بن چکی ہوگی۔ تم اسے اٹھا کر جیب میں
اپنی کوٹھڑی میں آ کر اس سے خزانوں کے بارے میں
وہ تمہیں اس ملک کی زمین میں دبے ہوئے سارے
کا بھید بتا دے گی۔ مگر ایک بات یاد رکھنا۔ ماریا

کبھی پانی مت ڈالنا۔ پانی پڑنے سے ماریا تمہارے ہاتھ
سے نکل جائے گی۔ اب میں تمہیں خفیہ منتر بتاتی ہوں
رکمنی جوگن کے من میں دیوی پوجا کی سرگوشی سنائی دی۔ دیوی
نے خفیہ منتر بتا دیا پھر۔

اب جلدی سے جا کر تالاب کے کنارے بیٹھ کر اس کو
جپنا شروع کر دو۔ صبح ہونے ہی والی ہے اور ماریا صبح ہوتے
ہی آ جائے گی۔ تمہیں ماریا کے یہاں سے جانے سے پہلے
ایک ہزار بار منتر کو پڑھ لینا ہوگا۔

رکمنی جوگن نے دیوی کو پرنام کیا اور خوشی خوشی تالاب کی
طرف دوڑی۔ تالاب کے کنارے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں رکمنی جوگن
ایک سیڑھی پر آسن مار کر بیٹھ گئی اور دیوی کے خفیہ منتر
کو پڑھنا شروع کر دیا

ابھی سات سو بار ہی منتر کو پڑھا تھا کہ صبح ہو گئی اور ماریا
مندر میں آ کر سیدھی سانپ کی کوٹھڑی میں گئی۔ سانپ
کے پاس بزرگ سانپ بھی ماریا کے درشنوں کو آیا ہوا تھا
بزرگ سانپ نے ماریا کی خوشبو پا کر جھک کر سلام کیا
اور کہا

ننھی بہن ماریا! میرٹھ شہر کا نقد نصیر کی چھاؤنی میں
واقع ہے۔ میں اس کا کونہ کونہ دیکھ آیا ہوں مجھے حکم کرو کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

ماریا کہنے لگی۔

بزرگ سانپ! تم نے میرٹھ قلعے کے کسی تہہ خانے میں کسی نوجوان لڑکے کو قید کی حالت میں دیکھا ہے!

بزرگ سانپ بولا۔

ہاں عظیم بہن ماریا! قلعے کے نیچے تہہ خانے میں دبلا پتلا لڑکا بھارتی فوج کے ظلم و ستم برداشت کر رہا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کا جاسوس ہے اور بھارتی اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔

ماریا نے کہا

بس ٹھیک ہے۔ میں اسی لڑکے کو آزاد کرانے آئی کیونکہ وہ لڑکا بے گناہ ہے اور اسے جھوٹے الزام میں گیا ہے۔

بزرگ سانپ بولا

آپ ہمیں حکم کریں ہم اس لڑکے کو وہاں سے ... ہیں۔ پاپ ناگ بھی آپ کا خادم ہے جو ہوا میں ... ہے اور گھوڑے کو بھی اٹھا کر فضا میں اڑا کر ... جاتا ہے

ماریا نے کہا

پاپ ناگ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی یہ ... کر لوں گی

ماریا سانپ سے باتیں کر رہی تھی کہ رکمنی جوگن کوٹھڑی میں ... ہوئی اسے آتا دیکھ کر دونوں سانپ اپنی اپنی پٹاریوں ... چلے گئے۔ رکمنی جوگن نے ایک ہزار بار منتر پڑھ لیا تھا۔ اس ... سانپ کی آواز سن لی تھی کہ وہ ماریا سے باتیں کر رہا ہے ... کوٹھڑی میں آتے ہی رکمنی جوگن نے منتر کو ایک بار دہرایا اور ... زور سے پھونک ماری۔ بدقسمتی سے ماریا اسی طرف ... تھی۔ منتر والی پھونک ماریا کے جسم کی غیبی لہروں پر ... ماریا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم سن ہو کر سکڑنا ... ہو گیا ہے

پھر جہاں ماریا کھڑی تھی وہاں ایک چھوٹا سا پتلا فرش ... پڑا۔ یہ پتلا ماریا کا پتلا تھا۔ ماریا کی شکل تھی۔ وہی ... تھے۔ وہی ناک اور آنکھیں تھیں مگر وہ بہت چھوٹی سی ... بن گئی تھی۔ رکمنی جوگن نے ماریا کے پتلے کو دیکھا تو خوشی ... جھوم اٹھی اور فوراً اسے اٹھا کر غور سے دیکھا۔ ماریا کا ... لکڑی کا تھا۔ اس کا سارا جسم سن تھا مگر آنکھیں کھلی تھیں اور ... پتلا پلکیں جھپک رہا تھا۔ پٹاری میں سے اپنی گردنیں نکال ... دونوں سانپ یہ خوفناک منظر دیکھ رہے تھے۔ ناگ دیوتا کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہن ماریا کو انہوں نے پتلا بنتے دیکھ لیا تھا۔ رکمنی جوگن نے ماریا کے پتلے کو ساڑھی میں چھپایا اور بھاگی بھاگی یوجنا مورتی کے پاس آگئی۔

ماریا کے پتلے کو یوجنا دیوی کے سامنے رکھ کر رکمنی ہاتھ جوڑ کر بولی۔

دیوی! تمہارے منتر نے ماریا کو پتلا بنا دیا ہے۔ تمہارا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں۔

یوجنا دیوی کی آواز آئی۔

اب اپنی کوٹھڑی میں جاکر اس سے زمین کے اندر دفن خزانوں کا حال پوچھو اور ان کی تلاش میں نکلو خزانے نکالنا اب تمہارا اپنا کام ہے۔ تم دنیا کی سب سے امیر بن جاؤ گی۔

رکمنی جوگن نے دیوی کو پرنام کیا اور اپنی کوٹھڑی میں آگئی اس نے ماریا کے پتلے کو تخت پر اپنے سامنے رکھا اور

ماریا کے پتلے! مجھے بتا زمین کے اندر خزانے کہاں کہاں دفن ہیں؟

ماریا میں پتلا بننے کے بعد ایک عجیب تبدیلی آگئی تھی۔ وہ زمین کے اندر دور دور چمکتے ہوئے خزانے صاف صاف دیکھ رہی تھی۔ اسے یہ بھی علم ہوگیا تھا کہ اس کی اپنی طاقت ختم ہوگئی ہے اور اب وہ اس وقت رکمنی جوگن کی غلام بن چکی ہے۔ ماریا کی یادداشت نہیں کھوئی تھی۔ اسے سنہرا نگ کیٹی سب یاد تھے مگر بہت ہی زور دینے پر یاد آ رہے تھے۔ رکمنی کی آواز پر ماریا نے کہا

میری مالکن جوگن! میں زمین کے اندر کتنے ہی خزانے دیکھ رہی ہوں۔

رکمنی نے پوچھا

سب سے نزدیک خزانہ کس جگہ پر ہے؟

ماریا کے پتلے نے زمین پر نگاہ ڈالی اور کہا

میری مالکن! سب سے نزدیک خزانہ یہاں سے دو میل دور شہر رتی کے باہر دریائے جمنا کے کنارے ایک ویران قبرستان کے نیچے ہے۔ میں اس خزانے کو صاف صاف دیکھ رہی ہوں۔ یہ لکڑی کا صندوق ہے۔ جس میں قیمتی جواہرات اور موتی بھرے ہوئے ہیں۔

رکمنی جوگن کی تو خوشی سے باچھیں کھل گئیں۔ اس نے ماریا کے پتلے کو اٹھا کر الماری میں بند کرکے تالا لگا کر چابی گلے میں ڈالی اور دلی چلنے کی تیاری شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ نئی ساڑھی پہن۔ چھوٹی سی گٹھڑی بغل میں دبائے ایک تانگے میں بیٹھی امرتسر ریلوے اسٹیشن کی طرف چل جا رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی اس کے جانے کے بعد سیاہ سانپ نے بزرگ سانپ سے کہا

بابا! عظیم ناگ دیوتا کی بہن پر جادو کر کے رکمنی جوگن اسے پتلا بنا کر اپنے پاس قید کر لیا ہے۔ خدا جانے وہ ساتھ لے کر کہاں چلی گئی ہے ہم اس کی کیسے مدد کر سکتے ہیں بابا!

بزرگ سانپ بولا

ناگ دیوتا اپنی بہن کی خود ہی حفاظت کریں گے۔ وقت ہم مدیا بہن کی صرف اس طرح خدمت کر سکتے ہیں کہ وہ جس کام کو ادھورا چھوڑ گئی ہے اسے ہم پورا کر دیں

سیاہ سانپ بولا

یعنی میرٹھ کے قلعے میں جو پاکستانی لڑکا جاسوسی کے لئے قید ہے اسے وہاں سے نکال کر پاکستان پہنچا دیں؟

ہاں، بزرگ سانپ نے کہا، یہی ہمیں کرنا چاہئے۔ بہن جس مقصد کو لے کر یہاں آئی تھی وہ پورا ہو

سیاہ سانپ نے کہا

بابا! اس کے لئے تو مجھے خود پدم ناگ کے پاس ہوگا۔ وہی لڑکے کو قلعے سے نکال کر پاک سکتا ہے۔

بزرگ سانپ بولا

تمہیں جانے کی ضرورت نہیں [illegible] کر سرٹھ کے قلعے [illegible] کیونکہ مجھے معلوم ہے [illegible] تہ خانے میں

سیاہ سانپ نے کہا

تو پھر بابا نہیں اسی وقت پدم ناگ سے جا کر ملاقات کرنی چاہئے۔

میں جا رہا ہوں

بزرگ سانپ اتنا کہہ کر کوٹھڑی سے نکل کر ایک بل میں گھس کر زمین کے اندر چلا گیا۔ زمین کے اندر ہی اندر وہ کافی دور نکل گیا۔ ایک جگہ پتھروں اور مٹی کے درمیان پدم ناگ جس کا رنگ سواری تھا اور جس کے جسم پر چار پر تھے بیٹھا ہوا تھا۔ بزرگ سانپ نے اسے جاتے ہی سلام کیا اور ساری [illegible] بیان کر دی

پدم ناگ اٹھ کر کھڑی [illegible] بیٹھ گئی اور بولا

میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن [illegible] کام [illegible] کروں گا [illegible] ہم ناگ دیوتا کی بہن کو رکمنی جوگن کے جادو [illegible] [illegible] نہیں کر سکتے ہم [illegible] [illegible] سانپ [illegible] [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] کا مقابلہ نہیں کر سکتے [illegible]
چلتے ہیں۔

سانپ ریل گاڑیوں میں سفر نہیں کیا کرتے۔ [illegible]
[illegible] سفر کرتے ہیں [illegible] اگر کوئی ویران [illegible]
تو میدان میں آکر سفر کرتے ہیں۔ [illegible] ناگ [illegible]
[illegible] کی شکل میں [illegible] سکتا تھا [illegible] بزرگ سانپ
[illegible] ہوا میں [illegible]

[illegible] ہوا کی رفتار سے بھی زیادہ تیز [illegible]
[illegible] زمین پر [illegible]
[illegible] ہواؤں میں [illegible]
[illegible] سانپ [illegible] پہنچ گئے۔ [illegible] ایک [illegible] میں [illegible]
جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو [illegible] سے نکل کر [illegible]
قلعے کی طرف گئے۔

بزرگ سانپ [illegible] راستوں سے واقف تھا [illegible]
ناگ کو قلعے کے پیچھے لے گیا۔ یہاں ایک [illegible]
[illegible] تھا جس میں سے قلعے کا پانی باہر جاتا تھا۔ [illegible]
ایک جانب چلنے کا راستہ بھی تھا۔ اس جگہ [illegible]
[illegible] گڑ کو صاف کرتے تھے۔ بزرگ سانپ [illegible]
کو ساتھ لئے قلعے کے نیچے [illegible] کی [illegible]

[illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے آگیا۔ یہاں دو سکھ ... کے ... بیٹھے ...
رہے تھے۔ پدم ناگ نے کہیں چھپنے کی کوشش نہ کی۔ وہ ...
بالکل سامنے آگیا۔ اپنا پھن اٹھا کر پھنکار ماری۔ اس کے
سے نکل کر جھلسا دینے والی گرم پھنکار فوجیوں پر پڑی
دونوں جھلس کر تڑپنے لگے۔ پدم ناگ نے دوسری دیکھی
پھنکار پھینکی اور دونوں فوجی پکوڑے بن کر رہ گئے۔
پدم ناگ نے ایک پھنکار تہہ خانے کے دروازے
پھینکی۔ دروازے کا تالا پگھل کر بہہ گیا۔ پدم ناگ نے
سے اپنا سر دروازے پر مارا۔ دروازہ دھڑاک سے کھلا
اندر ایک پاکستانی لڑکا سہما ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے بہت
سانپ کو اندر آتے دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پدم
یہی چاہتا تھا۔ اس نے لڑکے کے گرد اپنے آپ کو لپیٹا
اسے اٹھا کر باہر نکال دیا۔ پھر اسے اٹھائے اٹھائے
کر بزرگ سانپ کے پاس آگیا۔

بزرگ سانپ نے لڑکے کو دیکھا تو بولا

پدم ناگ! اب ہمیں جلدی یہاں سے نکل
چاہیے۔ آجاؤ۔

دونوں سانپ پاکستانی لڑکے کو لئے گڑ کے نالے
نکل کر قلعے کے پچھواڑے والے اندھیرے میدان میں

پدم ناگ نے بزرگ سانپ سے کہا کہ وہ بھی اس کے
بیٹھ جائے۔ جب بزرگ سانپ بھی بے ہوش لڑکے
ساتھ پدم ناگ کے اوپر بیٹھ گیا تو پدم ناگ نے اپنے پروں
کو گردش دی اور ہوا میں اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا۔ پھر زمین
سے کافی بلندی پر آکر اس نے امرتسر کی طرف پرواز شروع
کر دی۔

تیز آندھی کی طرح ہوا میں اڑتے ہوئے پدم ناگ آدھی
رات کے وقت امرتسر پہنچ گیا۔ پھر اس نے واہگہ کی سرحد
کر لی اور پاکستان میں داخل ہو گیا۔ بزرگ سانپ نے نیچے اوپر
کی بادشاہی مسجد کے اونچے مینار دیکھے تو کہا

پدم ناگ! ہم پاکستان میں آگئے ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم
نہیں کہ اس لڑکے کا گھر کہاں ہے مگر یہ پاکستانی ہے اور اب
پاکستان میں ہے بہتر یہی ہے کہ ہم اسے بادشاہی مسجد کے سامنے
والے باغ میں لیٹا کر یہاں سے چلے جاتے ہیں۔

پدم ناگ نے ایسا ہی کیا۔ وہ اندھیرے میں نیچے آیا۔
بادشاہی مسجد کے سامنے والے باغ میں خاموشی تھی اس نے
بے ہوش پاکستانی لڑکے کو وہاں گھاس پر لٹا دیا اور خود ذرا
ہٹ کر ایک طرف دیکھنے لگے۔ کیونکہ ادھر سے دو آدمی چلے
آرہے تھے۔ ان آدمیوں نے ایک لڑکے کو بیہوش پڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھ تو سہی بھلا معاملہ۔ لڑکے کو برش آیا۔ اس نے اپنی
جیب سے بڑا پاکستانی سکہ نکال کے چند دیکھے تو بولا۔

یہ کیا ہے بھلا کیا؟

وہ حیران ہوا۔

بھائی جان۔ تم پاکستان کے شہر دہلی میں مگر تم نے ہر سکہ
کیسے پہچانا؟

لڑکے نے بادشاہی مسجد کی طرف منہ کیا اور مسجد سے یہ
لگر گیا۔

چرم ناگ نے بزرگ سانپ سے کہا۔ اب ہمیں واپس
چلے جانا چاہیے۔ اور دونوں سانپ فضا میں بلند ہو کر واپس
ہمالیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

اب ہم واپس مدیا کی طرف جاتے ہیں۔

مدیا کو پتلے کی شکل میں اپنی گٹھڑی میں باندھے
رکمنی جوگن رتی ایکسپریس ٹرین کے تھرڈ کلاس کے زنانہ
ڈبے میں بیٹھی تھی اور گاڑی رتی شہر کی طرف بھاگی جا رہی
تھی۔ مدیا گٹھڑی میں بند پڑی تھی اور سوچ رہی تھی کہ
خدا جانے اب اس کا انجام کیا ہوگا اور اس کی عنبر ناگ

سہیلی سے کب اور کن حالات میں ملاقات ہوگی
رتی ہر بڑی ریلوے جنکشن پر گاڑی وہی کے ریلوے سٹیشن پر
داخل ہوئی پیارے سامعین! آپ کو یہ تو معلوم ہو چکا ہے
کہ دیوتوں نے وشنو شہر دیکھا ہے۔ دہلی شہر بھارت کا دارالحکومت
ہے اور وہاں سات سو برس تک مسلمان بادشاہوں نے حکومت کی ہے
دہلی میں مسلمان بادشاہوں کے کتنے ہی عالیشان محل اور قلعے آج
بھی موجود ہیں۔

رکمنی جوگن ریلوے سٹیشن سے نکل کر سیدھی دریائے جمنا
کی طرف چل پڑی۔ اگرچہ رات کا اندھیرا چھا رہا تھا مگر رکمنی
جوگن کو خزانے کے پاس پہنچنے کا اس قدر چاؤ اور شوق تھا کہ
وہ ایک پل کے لیے بھی نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ وہ دریا کے
پاس پہنچی تو اس نے پل کے ذریعے دریا پار کیا اور دوسری
طرف آ گئی۔ رکمنی پہلے بھی کئی بار دہلی شہر آ چکی تھی۔ اس
نے ایک گاڑی بان سے پوچھا کہ مدرا پار والا پرانا قبرستان
کہاں ہے۔ گاڑی بان نے ایک طرف اشارہ کیا اور بولا۔

وہ جو کیکر کے درختوں کا سیاہ جھنڈ نظر آ رہا ہے۔ بس
وہیں پر ہے پرانا قبرستان۔

رکمنی تیز تیز چلتی پرانے قبرستان میں آ گئی۔

اس قبرستان میں قبریں ڈھے چکی تھیں اور ان میں گھاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُگ رہی تھی۔ یہ قبرستان اس قدر ڈراؤنا تھا کہ رکمنی جوگن بھی تھوڑی دیر کے لئے ٹک کر کھڑی ہو گئی۔ اسے بھی کچھ خوف محسوس ہونے لگا تھا۔ پھر خزانے کا خیال آیا تو جلدی سے گٹھڑی زمین پر رکھی اور اس میں سے ماریا کا پتلا نکال کر اسے حکم دیا۔

ماریا کے پتلے! جلدی دیکھ کر بتاؤ کہ خزانہ یہاں زمین میں کس جگہ دبا ہوا ہے

ماریا کا پتلا تو رکمنی کے حکم کا غلام تھا۔ اس نے

میری مالکن! ابھی بتاتی ہوں

ماریا نے قبرستان کی قبروں پر نگاہ دوڑائی تو یہ حیران ہو گئی کہ ایک پرانی قبر کے نیچے صندوق میں خزانہ دبا ہوا تھا۔ کئی جواہرات کے ہار صندوق سے باہر گرے پڑے تھے۔ ماریا نے اس قبر کی طرف اشارہ کیا اور بولی

میری مالکن! خزانہ اس قبر کے نیچے دبا ہوا ہے

رکمنی جوگن اپنے ساتھ ایک بھاوڑا بھی لائی تھی۔ قبر کی مٹی پہلے ہی بے حد بھربھری ہو رہی تھی اس لئے قبر کھودنا شروع کر دیا۔ پہلے جلد تو ایک گہرا سوراخ پڑ گیا۔ رکمنی کا بھاوڑا خزانے کے صندوق سے ٹکرایا تو اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

ہٹا کر صندوق کو دیکھا اور پھر ڈھکنا کھول کر دیکھا تو خوشی سے اس کی چیخ نکل گئی۔ کیونکہ صندوق میں ہاتھ سے تیمنی ہیرے جواہرات لگے ہوئے تھے

○

شہباز لائبریری اینڈ بکس
[illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کا پتلا

رکمنی جوگن مارے خوشی کے نابچ اٹھی

اب اسے خیال آیا کہ کہیں کسی نے اسے خزانے کی تہ میں داخل ہوتے دیکھ تو نہیں لیا۔ اس نے ماریا کے پتلے کو وہیں خزانے کے پاس رکھا اور کہا

میں باہر دیکھ کر ابھی آتی ہوں

رکمنی جوگن قبر کے گڑھے میں سے باہر نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی ماریا نے دیکھا کہ خزانے کے صندوق میں سے ایک سانپ نکلا اور پھن اٹھا کر ماریا کی طرف آیا۔ اسے ماریا کے پتلے میں سے ناگ دیوتا کی بو آ رہی تھی اس نے اپنا پھن ماریا کے پتلے کے آگے جھکا دیا اور بولا۔

مجھے تم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آتی ہے۔ میں تجھے سلام کرتا ہوں۔

ماریا نے جلدی سے کہا

سنو! رکمنی جوگن نے اپنے جس منتر سے تجھے پتھر بنا کر اپنے قبضے میں کر رکھا ہے وہ بڑے صبر جانتی ہے۔ کیا تم مجھے اس کے پنجے سے چھڑ سکتے ہو؟ میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں۔

سانپ نے کہا

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں کوشش کروں گا

اتنے میں رکمنی جوگن قبر میں داخل ہوئی۔ وہ بہت خوش تھی۔ اس نے خزانے پر سانپ کو بیٹھے دیکھا تو ایک منتر پڑھ کر پھونکا اور سانپ کی زبان میں بولی۔

میں رکمنی جوگن ہوں۔ میں یہ خزانہ یہاں سے نکالنے آئی ہوں۔ تم مجھے روک نہیں سکتے۔

سانپ اب سب کچھ سمجھ گیا تھا۔ اس نے بڑے ادب سے کہا

جوگن دیوی! میں آپ کا غلام ہوں۔ یہ خزانہ آپ کی امانت ہے شوق سے لے جاؤ۔

رکمنی جوگن خوش ہو کر بولی۔

شاباش! مجھے تم سے یہی امید تھی۔

رکمنی نے اپنے قبضے میں خزانہ بھرنا شروع کر دیا تھا بھرتا تھا۔ خزانہ بہت زیادہ تھا جب تھیلا بھر گیا تو رکمن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹھہر کر سنے لگے۔

جادو کے گھر سے بھی بکی جوگن کیسے بھاگنے کا بتا
سے کر رہی تھی۔ اچانک نے بھی خزانہ بھر کر
بند کر دیا۔ خزانے کا سانپ ایک طرف کنڈلی مارے
خاموش بیٹھا تھا۔ مدیا کا پتلا گٹھڑی میں بند پڑا تھا۔ خزانہ
کے محافظ جیسے ٹھہر کر سکی اور تارا نے انہیں کیسی پر کا
سکھ دیا۔

خزانے کے سانپ نے ناگ دیوتا کی بہن کو اس طرح
کے پنجے سے چھڑانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ بھی تیز
سے چل کر بکی جوگن اور تارا کے پیچھے پیچھے چل پڑا
تارا اور بکی جیسی سے اتر کر جوگنیں تو سانپ بھی خاموشی سے
جیسی کے پیچھے چڑھ کر دبکا سے چھٹ گیا جیسی شہر کی طرف
روانہ ہوئی

جب مکان کے سامنے آکر تارا نے رکمن کی مدد سے
خزانے کے محافظ تینوں کو مکان کے اندر رکھا اور بوڑھے
خزانچی کو تارا نے ایک سو سونے اشرفیاں دیا۔ بوڑھا جیسی ڈرائیور
بہت خوش ہو کر جیسی لے کر اپنے مکان کی طرف چلا گیا۔
خزانے کا سانپ بھی جیسی سے اتر کر رینگتا ہوا
کے مکان کی چوڑی تک ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔

بکی جوگن اور تارا جوگن خزانے کو آدھا آدھا کرنے لگ گئی تھا
نے اپنے حصے کا خزانہ کوٹھڑی میں ایک جگہ کھڑیوں کے نیچے
کے نیچے چھپا کر رکھ دیا اور پھر دونوں جوگن سہیلیاں مکان کا
دروازہ اندر سے بند کر کے سو گئیں۔

خزانے کا سانپ ڈیوڑھی میں سے رینگتا ہوا اس کمرے
کے دروازے کے باہر آکر رک گیا۔ جس کے اندر سے اسے
ناگ دیوتا کی بہن کی بو آرہی تھی۔ سانپ دروازے کے نیچے
سے ہو کر کوٹھڑی کے اندر چلا گیا۔ یہاں ایک تخت کے نیچے
وہ گٹھڑی رکھی تھی جس میں مدیا پتلے کی شکل میں بند پڑا
تھا۔ وہاں رکمن اور اس کی سہیلی تارا موجود نہیں تھی وہ دونوں
کوٹھڑی میں خزانے کے پاس سو رہی تھیں۔

سانپ نے گٹھڑی کو کھول دیا۔ مدیا کا پتلا اس کے
سامنے تھا۔ سانپ نے مدیا سے کہا

ناگ دیوتا کی عظیم بہن مدیا! میں تمہاری مدد کرنے
کے لیے یہاں آیا ہوں۔ وہ دونوں عورتیں کون ہیں۔

مدیا نے سانپ کی زبان میں آہستہ سے کہا

وہ دوسری کوٹھڑی میں سو رہی ہیں مگر تم مجھے بکی جوگن
کے منتر کی قید سے کیسے چھڑاؤ گے! کیا تم اس خطرناک
منتر کا توڑ جانتے ہو!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ڈھیر پڑے تھے۔ قلعے کی پرانی کوٹھڑیاں ڈھے چکی
ایک کوٹھڑی کے نیچے چھوٹی سی سرنگ تھی جہاں اندھیرا
سانپ ماریا کے پتلے کو لے کر اس سرنگ میں آ گیا
یہاں سانپ کی ناگن بہن رہتی تھی۔ اپنے بھائی
کی بو پا کر ناگن سرنگ میں آ گئی۔ سانپ نے ماریا کا
اپنی ناگن بہن کے سامنے رکھ دیا اور ساری کہانی بیان
سنا دی۔ ناگن کو بھی ماریا کے جسم سے ناگ دیوتا کی بو آ رہی
تھی اس نے کہا

رکمنی جوگن کے پاس سانپوں کے طلسم کے طاقتور
ہیں وہ سانپوں کی زبان بھی سمجھ لیتی ہے مگر ماریا ناگ دیوتا
بہن ہے۔ ماریا کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے

سانپ نے کہا

اس لئے میں ماریا بہن کو لے کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ
ہم ماریا کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں کہ یہ اپنی اصلی صورت
میں واپس آ جائے۔ کیونکہ ماریا بہن نے مجھے بتایا ہے کہ
وہ غیبی عورت ہے اور اصلی حالت میں آ کر غائب
ہو جائے گی۔

ناگن کہنے لگی۔

اس پر رکمنی جوگن نے منتر پھونکا ہے۔ ہمیں اس سے

اس منتر کا توڑ معلوم کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس منتر کا توڑ بھی
رکمنی کے پاس ہی ہوگا۔

سانپ نے کہا

رکمنی سے منتر کا توڑ کیسے معلوم کریں گے۔ وہ تو ہمیں
کبھی نہیں بتائے گی۔

ناگن نے کہا

اس کے لئے مجھے کوشش کرنی ہوگی۔ تم لوگ فکر نہ کرو۔
یہاں اس قلعے کی سب سے نچلی سرنگ میں ہزاروں سال
پرانا ایک سانپ کا بت دیوار میں بنا ہوا ہے۔ ہمیں
پتھر کے اس سانپ کے پاس جا کر اس سے مشورہ لینا ہوگا
کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آدھی رات کو اس پتھر کے سانپ
کے منہ سے سیٹی کی آواز آتی ہے

ماریا نے پوچھا

کیا یہ سانپ بات بھی کرتا ہے؟

ناگن بولی۔

مجھے یقین ہے ماریا بہن کہ یہ پرانے سانپ کا
بت ہم سے ضرور بات کرے گا۔ کیونکہ یہ معاملہ ناگ دیوتا
کی بہن کا ہے۔

سانپ نے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر آتا ہے ... ی پتھر کے سانپ کے پاس جائیں گے
... صرف وقت جب تک ہرنی اور رکمنی جوگن جاگی تو ا
معلوم ہوا کہ اس کی غیر حاضری میں سے ماریا کا پتلا غائب ہے
وقت کے ساتھ ساتھ سارا گاؤں پریشان ہو گیا۔ کیونکہ ماریا سے پتلے
کی بدولت بے شمار خزانوں کا پتہ بتاتا تھا۔ رکمنی کا بیٹا
گیا۔ اس نے سارا الزام لگایا کہ ماریا کا پتلا اسی
خزانے کے چکر میں آکر گم کیا ہے۔ بڑی مشکل سے
نے رکمنی کو یقین دلایا کہ پتلا اس نے نہیں چھپایا بلکہ
نے اسے چرا لیا ہے۔ رکمنی جوگن نے ایک خاص منتر
کر گیان دھیان کیا تو اسے صرف اتنا ہی علم ہو سکا کہ
کے پتلے کو کوئی سانپ اٹھا کر لے گیا ہے اور پتلا
ملک ہی شہر میں ہی ہے۔

اب رکمنی جوگن نے ماریا کے پتلے کی تلاش شروع
کر دی۔ وہ سارا دن دل شہر کے قبرستان بنوں کے
بڑے بڑے شمشان گھاٹ پرانے کھنڈرات اور ویران
تلاش کرتی۔ مگر ماریا کے پتلے کا کوئی سراغ نہ ملا۔ رکمنی
نے یہ سانپ کو جا کر ماریا کے پتلے کے بارے میں
تو سانپ نے جواب دیا کہ پتلا اس کے پاس ہے
ماریا کے پتلے کے بدلے میں سانپ نے رکمنی
سے کہا کہ وہ اس کے بچے کو دودھ پلائے۔ رکمنی
جوگن نے سانپ کا بچہ ملا اور اس سانپ کی خوشی میں
رکمنی نے جوگن کا بھیس بدلا اور اس سانپ کی تلاش میں
نکل کھڑی ہوئی جس نے ماریا کے پتلے کو چھپایا تھا۔

وہ قبرستانوں ویرانوں اور کھنڈرات میں جا کر بین بجاتی۔
جہاں کوئی سانپ چھپا ہوتا۔ رکمنی کی بین کی آواز پر باہر آ
جاتا۔ رکمنی سانپ کی زبان میں اس سے ماریا کے پتلے کے
بارے میں سوال کرتی۔ جب سانپ لاعلمی کا اظہار کرتا۔ تو
رکمنی جوگن آگے چل دیتی۔ ساتویں شہر کی دربدری کے بعد
رکمنی جوگن واپس ماتا کے گھر آ گئی

ادھر ماریا کا پتلا اپنے جسد سانپ اور اس کی ماں
جوگن کے پاس پرانے قلعے کی سرنگ میں موجود تھا جب
رات کا وقت ہوا تو جوگن اکیلی ہی قلعے کی سب سے
نچلی سرنگ میں اس جگہ آگئی جہاں دیوار میں ہزار سال پرانے
سانپ کا پتھر کا بت بنا ہوا تھا۔ ٹھیک آدھی رات کے وقت
پتھر کے سانپ کے منہ میں سے سیٹی کی مدھر آواز
نکلنے لگی۔

جوگن نے بت کے آگے سر جھکایا اور اپنی زبان
میں کہا۔

سانپ دیوتا۔ میرے پاس ماریا کے پتلے کا راز ہے اور
اس کے پاس میرے بچے کا جس کو ماریا نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی حالت میں آئی ہے۔ ایک جوگن نے اسے منتر
کر چھوٹا سا پتلا بنا دیا ہے اور اس کی مدد سے یہ
جوگن زمین کے اندر چھپے خزانے نکالنا چاہتی ہے
کی امانت ہیں اور جس کی ہم ہمیشہ سے حفاظت
آئے ہیں۔

پتھر کے سانپ کے منہ سے سیٹی کی آواز نکلنا
ہو گئی۔ پھر پتھر کے سانپ نے بہت ہی دھیمے
میں کہا۔

مکار رکمنی جوگن شہر میں ماریا کے پتلے کی تلاش
بھٹکتی پھر رہی ہے۔ وہ کل دن میں کسی وقت اس پرانے
تھلے میں بھی آئے گی۔ تم کسی طرح اسے بھلا پھسلا کر
اس سرنگ میں میرے بالکل سامنے لاکر بٹھا دو
میں سنبھال لوں گا۔ اب تم جاؤ۔

ناگن خوشی خوشی واپس ماریا اور سانپ کے
آگئی۔ انہیں پتھر کے سانپ کی تجویز بیان کی اور کہا کہ
کل رکمنی جوگن سے مل کر اسے تھلے کی پچھلی سرنگ میں
آؤں گی۔ تم فکر نہ کرو۔ یہ کام میں بڑی ہوشیاری
سے کروں گی۔

دوسرے دن ناگن تھلے کے بڑے دروازے کے

پیچھے کے ایک ٹیلے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ اس کی
نظر تھلے کے باہر جاتی ویران سڑک پر لگی تھیں جو دور
تک ویران تھی۔ جب کافی دیر گزر گئی تو دور سے بین کی
بین کی آواز سنائی دی۔ اس نے دیکھا کہ سڑک پر ایک گیروے
کپڑوں والی جوگن بین بجاتی تھلے کی طرف چلی آ رہی ہے
ناگن سمجھ گئی کہ یہی رکمنی جوگن ہے جو ماریا کے پتلے کی
تلاش میں آ رہی ہے۔ ناگن خاموشی سے چھپی رہی۔ رکمنی ناگن
تھلے کے اندر آکر زور زور سے بین بجانے لگی۔ جوگن پتلے
کے ٹیلے کے پیچھے سے نکل کر جوگن کے سامنے آکر بین کی
دھن پر رقص کرنے لگی۔

رکمنی جوگن نے بین بجانی بند کر دی اور ناگن سے
سوال کیا۔

کیا تم کسی ایسے سانپ کو جانتی ہو جو ایک چھوٹا سا
پتلا اٹھا کر لے آیا ہو؟

ناگن دل ہی دل میں بڑی خوش ہوئی اس نے کہا
جوگن دیوی جی! ایک سانپ یہاں آیا تھا۔ اس کے
پاس ایک چھوٹا سا پتلا بھی تھا۔

رکمنی جوگن نے جلدی سے پوچھا
کہاں ہے وہ پتلا؟ مجھے وہاں لے چلو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن سے کہا

[illegible] کا چھوٹا سا پتلا تھا [illegible]

اور سانپ اسے اس قلعے کا سب سے نچلی سرنگ [illegible]

کے بعد کہیں چلا گیا ہے۔ میرے ساتھ آئیے [illegible]

پتلے کے پاس لئے چلتی ہوں۔

رکمنی جوگن کے دل کا کنول خوشی سے کھل اٹھا۔ [illegible]

سن کی مراد بھر آئی تھی اور گمشدہ پتلا اسے پھر سے مل گیا [illegible]

وہ ناگن کے ساتھ ساتھ چل پڑی۔ ناگن بڑی ہوشیاری [illegible]

سے رکمنی جوگن کو پہلی سرنگ میں لے آئی۔ رکمنی [illegible]

یہاں تو بڑا اندھیرا ہے وہ پتلا کہاں پر ہے!

ناگن نے ادب سے کہا

جوگن دیوی! میں آپ کو پتلے کے پاس ہی لئے [illegible]

ہوں۔ سانپ نے اسے نچلی سرنگ میں ایک جگہ [illegible]

ہوا ہے۔

رکمنی جوگن پتلے کے لالچ میں ناگن کے ساتھ نچلی سرنگ

میں بھی آ گئی۔ جس جگہ دیوار میں ہزاروں برس پرانے [illegible]

کا بت بنا ہوا تھا۔ وہاں آ کر ناگن نے رکمنی جوگن سے کہا

جوگن دیوی جی! سانپ نے اس بت کے پیچھے [illegible]

کو چھپایا تھا۔ تم بت کے سامنے بیٹھ جاؤ۔ میں پتلے [illegible]

[illegible] کے پیچھے [illegible] نکال کر دل [illegible]

رکمنی جوگن کے [illegible] میں [illegible]

[illegible] دوسروں کے [illegible] کرنا [illegible]

[illegible] ساتھ [illegible] کیا جا رہا ہے [illegible]

[illegible] کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے۔ اس کو اس کی [illegible]

[illegible] کائنات کا [illegible] ہے۔ نیکی کرو گے [illegible]

[illegible] نیکی پاؤ گے۔ برائی کرو گے [illegible] برائی [illegible]

[illegible]۔ چنانچہ اسی وقت رکمنی جوگن کو اس کی [illegible]

[illegible] کے [illegible] کی سزا ملنے والی تھی۔

[illegible] کے پتلے کے مل جانے کی [illegible] میں [illegible] جوگن [illegible]

[illegible] کیا جیسا ناگن نے اسے کہا تھا۔ وہ پتھر کے [illegible]

[illegible] بالکل سامنے زمین پر بیٹھ گئی۔ ناگن سانپ کے [illegible]

[illegible] پیچھے چلی گئی اور ایک پتھر کے پیچھے [illegible]

[illegible] نکال کر رکمنی جوگن کو تکنے لگی۔

[illegible] رکمنی جوگن پتھر کے سانپ کے [illegible]

[illegible] سانپ کے [illegible] سے ایک سرخ [illegible]

[illegible] پر پڑی۔ اس سرخ [illegible]

[illegible] کے پڑتے ہی رکمنی جوگن ایک دم سے [illegible]

[illegible] اور پھر وہ بھی [illegible] کے پتلے [illegible] ناگن نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ ظلم دیکھ کر پتھر کے سانپ سے نہ رہا گیا
پتھر کے سانپ نے کہا

ناگن! اس جوگن نے ناگ دیوتا کی بہن مادیا کے ساتھ جو ظلم کیا تھا اب اس کی سزا بھگتے گی۔ اس کو دولت کا بڑا گھمنڈ تھا۔ میں نے اسے سونے کی چھوٹی مورتی میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب تم اس سونے کی مورتی کو مادیا کے بچے کے پاس لے جا کر اس کے جسم سے رگڑو۔ مادیا اپنی اصلی حالت میں واپس آ جائے گی۔

ناگن نے کہا

سانپ دیوتا! تمہارا شکریہ مگر اس رکنی جوگن کے بچے کو ہم کیا کریں گے؟

پتھر کے سانپ کی آواز آئی۔

رکنی جوگن کو سونے چاندی کے خزانوں کا شوق تھا اب یہ خود سونے کا خزانہ بن گئی ہے۔ اسے تم زمین کے اندر دفن کر دینا جس طرح کہ لوگ خزانے دفن کیا کرتے ہیں۔

اب تم جاؤ۔

ناگن نے رکنی جوگن کے سونے کے بے جان بچے کو دم کے ساتھ لپیٹ کر اٹھایا اور اپنے بھائی سانپ کے پاس آ گئی۔ ساری کہانی سنائی اور پھر رکنی کے سونے

[illegible] بچے کو مادیا کے بچے کے ساتھ دبا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مادیا ایک دم سے غائب ہو گئی۔ مادیا اپنی اصلی حالت میں واپس آ گئی تھی۔ ناگن اور اس کا بھائی سانپ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ مادیا ادھر ہی تھی۔ مادیا نے کہا

پیارے بھائی سانپ اور بہن ناگن! میں تمہارے پاس موجود ہوں۔ تمہاری مہربانی سے اپنی اصلی حالت میں واپس آ چکی ہوں۔ میں تمہارا [illegible] ہمیشہ ہمیشہ رہوں گی۔

سانپ کی بہن ناگن نے کہا

ناگ دیوتا کی عظیم بہن کی مدد کرنا ہمارا فرض تھا ہم لوگوں نے اب جگہ زمین کھود کر نکال لی ہے [illegible] بچے کو اس میں دفن کر دیا۔ سانپ نے ناگن کو ایک [illegible] اس کے بھائی سانپ کے ساتھ [illegible] سانپ نے مادیا سے کہا کہ اب ہمیں جانا چاہئے مادیا نے کہا

رکنی کی سہیلی مادیا کے پاس لوٹا دیا [illegible] خزانہ جائیں زمین کے [illegible] آپ کے ساتھ آؤ۔

[illegible] سانپ کا [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گلیوں میں آگئی۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ ہر طرف سناٹا چھا رہا تھا۔ دہلی شہر کی سڑکوں اور گلیوں میں بجلی کے کھمبوں پر بلب روشن تھے۔ سڑکیں خالی تھیں لوگ اپنے گھروں میں سو رہے تھے۔ ماریا کو رکمنی جوگن کی سہیلی تارا کے گھر کا پتہ تھا۔ وہ سانپ کو لے کر اس کے گھر میں گئی تو دیکھا کہ ایک کوٹھڑی میں تارا اپنے دو ساتھیوں کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ دونوں آدمی شکل ہی سے ڈاکو اور بدمعاش لگ رہے تھے۔ ان کے گلے میں پستول بھی لٹک رہے تھے۔

تارا کہہ رہی تھی۔

رکمنی صبح سے گئی ہوئی ہے۔ اتنی رات ہوگئی ہے وہ ابھی تک نہیں آئی۔ اگر وہ آجائے تو تم دونوں مل کر اسے موت کے گھاٹ اتار دینا پھر ہم اس کے حصے کا خزانہ بھی آپس میں بانٹ لیں گے۔

ایک بدمعاش مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

اسے آ لینے دو۔ آتے ہی اس کی گردن مروڑ کر رکھ دوں گا۔

تارا بولی۔

جوگن طلسمی منتر بھی جانتی ہے ہمیں یہ کام بڑی

ہوشیاری سے کرنا ہوگا

دوسرا بدمعاش بولا۔

تم فکر نہ کرو تارا بائی۔ ہم رکمنی پر اچانک حملہ کریں گے اسے اتنا موقع ہی نہیں دیں گے کہ وہ ہم پر کوئی طلسمی منتر پھونک سکے۔

مونچھوں والا بدمعاش کہنے لگا۔

ذرا وہ خزانہ تو نکال کر دکھاؤ تارا بائی۔ ہم بھی تو خزانے کے درشن کریں۔

تارا نے تخت کے نیچے سے دونوں پلاسٹک کے تھیلے نکال کر کھول دیئے۔ ان میں ایک تارا کا تھیلا تھا اور دوسرا رکمنی جوگن کا تھیلا تھا۔ بدمعاشوں نے قیمتی جواہرات، ہیرے موتی اور سونے کے زیورات دیکھے تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ تارا کسی کام سے دوسرے کمرے میں گئی تو ایک بدمعاش دوسرے سے کہنے لگا۔

ارے رامو! اس تارا بائی کا بھی قصہ ختم کر دیتے ہیں۔ اس کا مال بھی ہم آپس میں بانٹ لیں گے۔

رامو بدمعاش بولا۔

بات تو تم نے ٹھیک کہی ہے شامو۔ تو پھر ذرا اپنا خنجر نکال کر مجھے دے دے۔ گولی چلائی تو بلے دانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلکہ پڑیں گے۔ سارا ان کے لئے تھوڑا کیک
ہی کافی ہوگا

شاہ بدمعاش نے اپنا خنجر نکال کر سر کے حوالے
کیا۔ سر بدمعاش نے خنجر اپنی چادر کے نیچے چھپا لیا۔
اور سانپ قریب ہی تھے۔ ماریا دونوں بدمعاشوں کی باتیں
سن رہی تھی۔ ماریا سمجھتی تھی کہ سارا کا زیادہ قصور نہیں
اس نے اسے نہیں مارنا چاہیئے۔ پھر وہ کیسے دیکھ سکتی تھی
کہ ایک بدمعاش کسی عورت کو جان سے مار ڈالے
دیکھا کہ سارا دوسرے کمرے سے آئی تو اس نے طشت
میں دودھ کے گلاس اٹھا رکھے تھے۔

یہ لو۔ تمہارے لئے دودھ لائی ہوں۔ رکھنی جوگن جب تک تم
آؤ تم دودھ پی کر اپنا حوصلہ بڑھاؤ۔

رستو اور شاہو بدمعاشوں نے ایک دوسرے کی طرف
سے دیکھا اور دودھ پینے لگے۔ سارا تخت کے پاس
بیٹھ گئی اور خدا نے کے تحفوں کو بند کرنے لگی۔ ماریا
نگاہ بدمعاش پر تھی۔ اس نے چادر کے نیچے سے آہستہ
ہاتھ کھسکایا۔ وہ سارا پر وار کرنے ہی والا تھا کہ ماریا
پیچھے سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ اتنی زور سے مار کر
اس کے ہاتھ سے اچھل کر چھت میں جا لگا۔ سارا

بدمعاش چونکے۔ تب کچھ گئی کہ بدمعاشوں نے
مار ڈالنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ وہ دوسرے کمرے کی طرف
بھاگی۔ رستو نے پکار کر کہا

تمہارا خنجر اور کہاں ہے کیا خرم خور۔ اب یہ ہی
پھر گرن چلائے گا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ پستول نکالتا ماریا نے اس کی
گردن پر زور سے لات ماری۔ بدمعاش کی گردن ٹیڑھی
ہو گئی اور وہ اسی طرح فرش پر لڑھک گیا۔ دوسرے بدمعاش
پر خوف طاری ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے کسی نے اس
کے ہاتھ پر بھی زور سے ہاتھ مار کر خنجر اڑا دیا تھا۔ وہ مڑ کر
دروازے کی طرف بھاگا۔ ماریا نے اسے بھی
پکڑ لیا اور سانپ سے کہا

یہ قاتل لوگ ہیں۔ ان پر رحم نہیں کیا جا سکتا۔ نہ جانے
اب تک کتنے بے گناہ لوگوں کو مار چکے ہیں۔ تم اس
کو سزا دو۔

سانپ اچھل کر بدمعاش کی گردن پر گرا اور اسے
ڈس لیا

دوسرا بدمعاش چیخ مار کر گرا اور سانپ کے حملے
سے اسے اٹھنے کی مہلت ہی نہ ملی۔ سارا مڑ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسرے کمرے کے غسل خانے میں جا کر بند ہو گئی تھی
اور سے کنڈی لگائی تھی اور خوف کے مارے کانپ
گئی۔ ماریا غسل خانے کے بند دروازے میں سے گزر
کے پاس چلی گئی۔

اس نے دیکھا کہ تمارا بانی غسل خانے کے کونے
میں دبکی بیٹھی ہے اور دہشت کے مارے لرز رہی ہے۔
نے کہا

اس دولت کو لے کر کیا کرو گی جو تمہیں خوشی
سکی اور جس کی وجہ سے تمہیں جان کے لالے پڑ
اس آواز پر تمارا کے منہ سے مارے دہشت
کے چیخ نکل گئی۔

ماریا نے کہا

گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔

تمارا نے ڈرتے ڈرتے کہا

تم۔ تم کون ہو؟

ماریا نے کہا

میں وہی پتلا ہوں جس کو تمہاری سہیلی رکمنی نے
گٹھڑی میں چھپا رکھا تھا اور جس نے اسے
کا پتہ بتایا تھا۔ باہر نکل آؤ۔ دونوں بدمعاش

[illegible] گئے ہیں۔ وہ اب تمہیں کچھ نہیں
کہہ سکتے

تمارا نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا۔ دوسرے کمرے
میں آئی تو دیکھا کہ دونوں بدمعاشوں کی لاشیں پڑی تھیں
تمارا تو اور زیادہ ڈر گئی۔ ماریا نے کہا

تمہیں اب ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تمہارے
ساتھی تھے۔ یہ قاتل اور ڈاکو تھے۔ ان کو ان کے گناہوں
کی سزا مل گئی۔ میں تمہیں معاف کرتی ہوں اور یہ خزانہ اپنے
ساتھ لے جا رہی ہوں تاکہ زمین کی امانت زمین کو واپس
مل جائے

ماریا نے سارے خزانے کو ایک ہی تھیلے میں ڈالا اور
اسے اٹھا لیا۔ تمارا کی آنکھوں کے سامنے خزانے کا تھیلا
غائب ہو گیا۔ اس نے ہاتھ باندھ لئے اور بولی

دیوی! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہوں۔ آئندہ کبھی
[illegible] نہیں کروں گی۔ محنت مزدوری کر کے روکھی سوکھی کھاؤں
گی اور اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے زندگی گزار
دوں گی۔ مگر یہ تو بتائیں کہ رکمنی جوگن کہاں ہے؟

ماریا نے کہا

اسے زمین نے اپنے اندر نگل لیا ہے۔ وہ خزانے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تالیں تھی ۔ تھوڑی دیر سے اسے خزانہ پاکر زمین کے
پہنچا دیا ہے ۔

یہ کہہ کر ماریا نے سانپ کو ساتھ لیا ۔ خزانے کا
اٹھایا اور تارا بائی کے گھر سے نکل کر فضا میں پرواز
گئی ۔ وہ سب سے پہلے دریا پار پرانے قبرستان
آئی ۔ یہاں خزانے کو واپس زمین کے اندر دبا کر
کو اوپر سے درست کر دیا اور سانپ سے پوچھا کہ
کہاں جانا چاہتا ہے ؟ اس نے کہا

ناگ دیوتا کی عظیم بہن ماریا ! میں واپس
گھر جاؤں گا ۔ اگر میرے لائق کوئی اور خدمت ہو
مجھے ضرور بتاؤ ۔

ماریا نے کہا

نہیں میرے بھائی ! تم اور تمہاری بہن نے مجھ پر
بہت بڑا احسان کیا ہے اور میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں گی
اب میں واپس میرٹھ کے قلعے میں جا کر یہ معلوم کرنا چاہتی
ہوں کہ جس بے گناہ قیدی کو میں چھڑوانا چاہتی تھی وہ کس
حالت میں ہے ۔

یہ کہہ کر ماریا فضا میں پرواز کر گئی ۔

سورج نکلنے تک ماریا میرٹھ کے قلعے والے نئے ریلوے

پہنچ گئی ۔ یہاں پکڑے کے بعد سے اتفاقات اور جگہ
جگہ پر سے کو دیکھ کر ماریا کا ماتھا ٹھنکا ۔ اس نے ایک
سپاہی کو دوسرے سے بات کرتے سن لیا ۔ وہ اسے
بتا رہا تھا کہ پاکستانی لڑکے کے فرار کے بعد جادو سے بنے
مصیبت بن گئی ہے اور سارا سارا دن ڈیوٹی پر کھڑے
پڑتا ہے ۔ ماریا کو خوش ہوئی کہ بے گناہ پاکستانی لڑکا ماریا کے
دوست بزرگ سانپ کی مدد سے فرار ہو چکا ہے ۔ اب
بھارت میں اس کا دل نہیں لگتا تھا ۔ وہ بھی اسے جلد
جگ اور کیٹی کی تلاش بھی تھی ۔ وہ لاہور کی طرف پرواز
کرنے لگی ۔ دوپہر کے وقت ماریا لاہور میں تھی ۔ وہ
فیروزپور روڈ سے اوپر سے گزر رہی تھی کہ ایک جگہ اس
نے بورڈ لگا دیکھا جس پر لکھا تھا

یہاں جادو کے ذریعے بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے

بورڈ پر کھوپڑی اور ہڈیوں کی تصویر بھی بنی تھی ۔ ایک جن
کی شکل بھی ساتھ ہی بنی ہوئی تھی ۔ ماریا یہ سب دیکھ کے
سمجھ گئی اس جادوگر عامل کی ۔ بیشک میں ہے ۔ یہ دیکھتے ہے
کہ کمرے میں موم بتیاں جل رہی ہیں ۔ کئی بتیاں بجھی ہوئی
ہیں اور دو عورتیں سر جھکائے دوزانو ہو کر بیٹھی ہیں ان کے
سامنے تخت پر ایک لمبی ڈاڑھی والا بڑا کالا آدمی بیٹھا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگر عاطل دل ہی دل میں خوش ہوا۔ اس نے سوچا کہ اس کا جادو کام کر گیا ہے۔ اس لڑکی نے اس کے زیر اثر آ کر اپنے سارے زیور اتار کر رومال میں باندھ لیے ہیں۔ جادوگر عاطل نے لال لال آنکھیں نکال کر دوسری عورت سے کہا۔

اب تم اس لڑکی کو میرے پاس چھوڑ کر چلی جاؤ۔ گھنٹے بعد واپس آنا۔ اس لڑکی پر جس بھوت کا سایہ ہے وہ بڑا خطرناک بھوت ہے۔ تمہارے جانے کے بعد میں اس بھوت کو نکال دوں گا۔ جاؤ۔ جاؤ۔

بے چاری عورت جو اس لڑکی کی ماں تھی، رومال باندھ کر بولی۔

پیر جی! میری بیٹی کا جن اتر جائے گا نا؟

جھوٹے جادوگر عاطل نے چلا کر کہا

ضرور نکل جائے گا۔ جن کا باپ بھی میرے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

وہم پرست عورت سلام کر کے کمرے سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی مکار عاطل نے لڑکی کو حکم دیا۔

اپنے سارے زیور اتار کر رومال میں لپیٹ دو۔

لڑکی نے ایسے ہی کیا۔ اپنے سارے سونے کے زیور اتار کر رومال میں باندھ کر عاطل کے حوالے کر دیے۔ عاطل نے لڑکی کو اپنے تخت پر سونے کے لیے کہا اور خود اوٹ پٹانگ منتر پڑھنے کے بہانے بولا۔

تجھ پر جس جن کا قبضہ ہے وہ تم سے پوچھنا چاہتا ہے کہ تمہارے گھر میں روپیہ پیسہ کہاں پر ہے۔

لڑکی نے ڈرتے ڈرتے کہا

میرے ابا جی کے پاس نوٹوں سے بھرا ہوا ایک بڑی پیٹی کیس ہے جو وہ .....

عاطل نے جلدی سے لڑکی کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ لڑکی بوکھلا کر وہیں ساکن ہو کر رہ گئی۔ جھوٹے عاطل نے بناوٹی کہا

تالی کیوں نہیں، کہاں رکھا ہے۔ نوٹوں کو تمہارے باپ نے!

لڑکی کا منہ تو عاطل نے بند کر رکھا تھا۔ جھوٹے جادوگر عاطل کا ہاتھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ مگر لڑکی کا منہ بند ہونے کی آواز تھی۔ لڑکی سر ادھر ادھر مار رہی تھی۔ عاطل نے آواز میں تھوڑا سا تیز پن پیدا کرتے ہوئے کہا

یہ نہیں بتائے گی میں تمہیں بتاتا ہوں۔

اتنا کہہ کر عاطل نے لڑکی کو چھوڑ دیا اور جھوٹے پیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگر کی گردن پر پاؤں رکھ کر اسے اتنی زور سے دبایا کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اور وہ ہاتھ باندھ کر تھرتھر کانپتے ہوئے بولا۔

جن جی! مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔

ماریا نے کہا

وعدہ کرو کہ تم آئندہ سے یہ مکروہ اور دھوکے بازی کا کام نہیں کرو گے۔ اس لڑکے کو اس کے زیور واپس کر دو۔ اپنے مکان کے باہر سے بورڈ اتار دو اور اس شہر سے فوراً نکل جاؤ۔ یاد رکھو۔ تم نے اگر کسی دوسرے شہر میں بھی جا کر ان پڑھ جاہل عورتوں کو بھلا پھسلا کر انہیں لوٹنے کا کام شروع کیا تو میں وہاں بھی پہنچ جاؤں گا اور پھر تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا

جھوٹے پیر نے ہاتھ جوڑ کر کہا

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب یہ دھوکے بازی کا فراڈ کام کبھی نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں کروں گا۔ میری جان بخش دو۔

ماریا نے نقلی جادوگر پیر کو اٹھا کر بیٹھک سے باہر پھینک دیا۔ وہ بازار میں دھڑام سے گرا اور چیخ چلاتا ایک طرف کو بھاگ اٹھا۔ لڑکی کی طرف کے مارے بری حالت ہو رہی تھی۔ اس کی ماں دوڑ کر کمرے میں چلی گئی۔ ماریا نے زیور اس کی ماں کے حوالے کئے اور بولی۔

تمہاری لڑکی بیمار ہے تو کسی ڈاکٹر کو دکھانا۔ خبردار اگر آئندہ تم اسے لے کر کسی نقلی جادوگر کے پاس گئیں۔

ماں اور لڑکی دہشت کے مارے سوکھے پتے کی طرح کانپ رہی تھیں۔ ماریا یہ کہہ کر بیٹھک سے پرواز کر گئی۔ اب وہ گلبرگ کی طرف آ گئی۔ سارا دن اس نے گلبرگ کی سیر کرتے گزار دیا۔ رات ہوئی تو ایک چینی رستوران میں آ گئی جہاں لوگ بیٹھے بڑے شوق سے چینی کھانے کھا رہے تھے۔ ماریا نے دیکھا کہ رستوران سے باہر سڑک پر ایک غریب بھکارن عورت اپنے بھوکے بچے کو سینے سے لگائے بیٹھی ہے لوگ کاروں میں آتے ہیں اور ہوٹل کی طرف چلے جاتے ہیں بھکاری عورت کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ماریا کو بڑا دکھ ہوا۔ وہ رستوران کے اندر گئی۔ باورچی خانے میں سے اس نے ایک تھیلے میں چاول اور بھنا ہوا گوشت لیا اور باہر لا کر بھکاری عورت کی جھولی میں ڈال دیا۔ بھکاری عورت تو دنگ رہ گئی کہ یہ کھانا کہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے آگئی۔ مگر جیسے کی بھوکی تھی۔ ذرا خود بھی کھانے لگی اور اپنے شوہر کے بچے کو بھی کھلانا شروع کر دیا۔ سکراتی ہوئی ماں سے پیار کرنے لگی۔

جھنگ اور ماڈل ٹاؤن کے علاقے میں گھر تھے گھر تھے ملا کر رات ہو گئی۔ بنگلوں اور کوٹھیوں کی بتیاں جل گئیں۔ سڑکیں سنسان ہو گئیں اور لوگ گہری نیند میں کھو گئے۔ کبھی کبھی کوئی کار سڑک پر سے گزر جاتی تھی۔ شاید رات ایک بج رہا تھا۔ ماریا فارڈن ٹاؤن کی خوبصورت کوٹھی کے قریب سے گزر رہی تھی کہ اچانک اس نے ایک کوٹھی کی پچھلی دیوار پر ایک سائے کو چڑھتے دیکھا۔

ماریا نے قریب آکر دیکھا کہ یہ کوئی چور تھا۔ رسی کی مدد سے وہ کوٹھی کے پچھلے لان میں کود گیا۔ وہاں اس کا دوسرا ساتھی پہلے سے جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا۔ یہاں انہوں نے جیبوں سے اپنا اپنا ہتھیار نکال کر ان کا جائزہ لیا اور سرگوشی میں باتیں کرنے لگے۔ وہ کوٹھی میں ڈاکے کا پروگرام بنا رہے تھے۔

ماریا نے ان ڈاکوؤں کو وہیں چھوڑا اور خود کوٹھی کے اندر چلی آئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک کمرے میں بڑی تجوری رکھی تھی جس کے آگے چلتے پر ایک تیز روشنی

[illegible] سے کہیں اڑھ کر [illegible] تھی گھر میں [illegible] بڑے [illegible] شاید ڈاکوؤں کو کسی سے پہلے سے پتا کوئی نہیں تھا۔ کوٹھی میں صرف بیگم صاحبہ ہی ہوں دیا تھا کہ آج رات کوٹھی میں صرف بیگم صاحبہ ہی ہوں گی۔ وہ اپنے کمرے میں سو رہی تھیں۔

ماریا بیڈ روم سے باہر نکلی تو دیکھا کہ دونوں ڈاکو جھاڑیوں میں نہیں تھے۔ اس نے ادھر ادھر تلاش کیا۔ ڈاکو تو جیسے غائب ہو گئے تھے۔ ماریا تیزی سے کوٹھی کے چاروں طرف گھوم گئی۔ مگر اسے دونوں ڈاکو کہیں بھی دکھائی نہ دیئے وہ پریشان سی ہو کر کوٹھی کے پچھلے لان میں واپس آگئی اور درختوں اور جھاڑیوں کے پیچھے جا کر ڈاکوؤں کو تلاش کرنے لگی۔ اچانک کوٹھی کے بیڈ روم میں سے کسی عورت کی چیخ بلند ہوئی۔ ماریا اچھل کر بیڈ روم کی طرف لپکی۔

اس سے آگے کیا ہوا۔ یہ جاننے کے لئے صفحہ [illegible] ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۳۳ مینار کا بھوت پڑھنا نہ بھولیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میناروں کا بھوت

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اویکیٹی خلا میں

مینار کا بھوت

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوٹھی میں ڈاکو

[illegible]

ترتیب

- کوٹھی میں ڈاکو
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

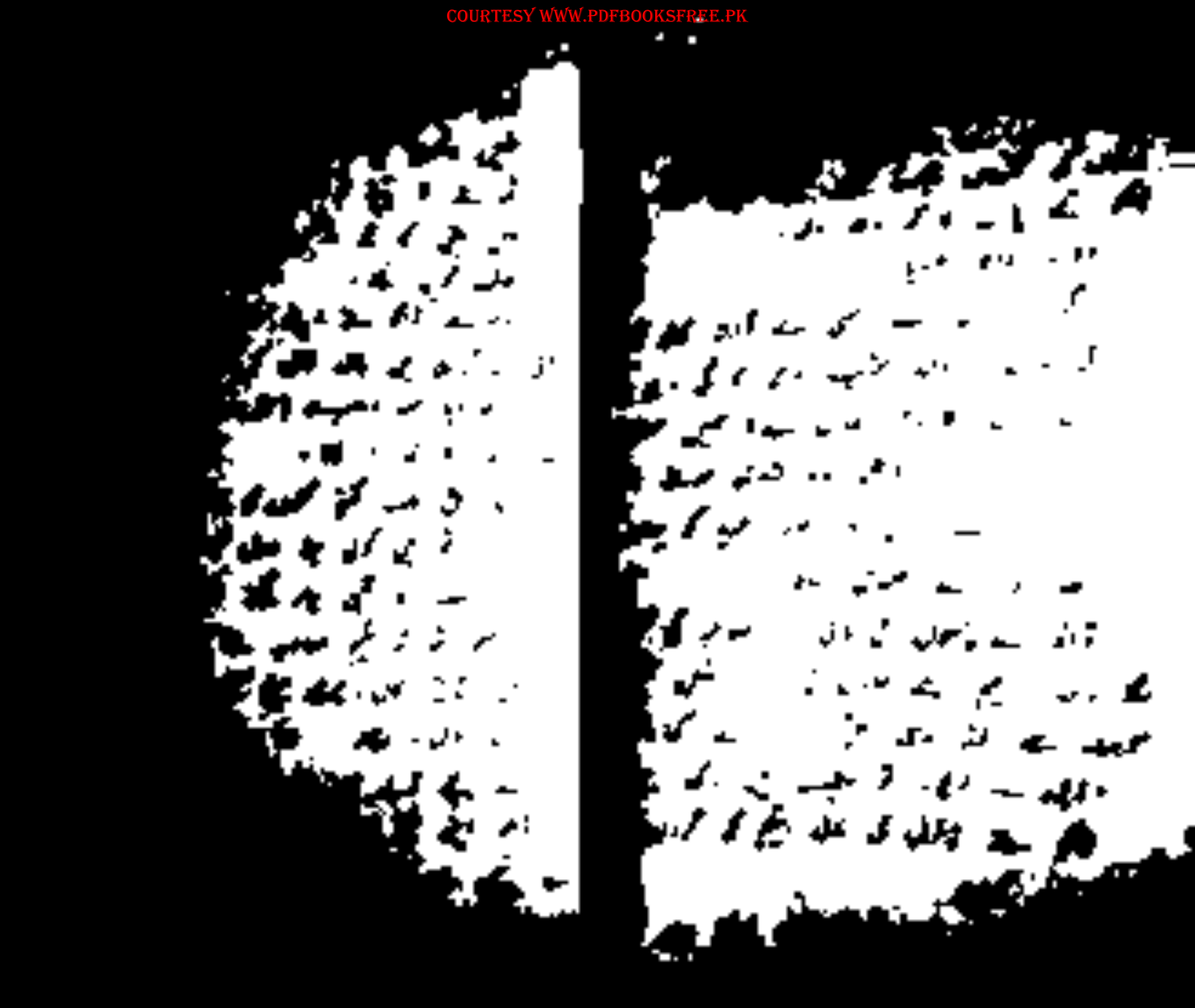

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

بیگم صاحبہ نے کہا۔

"اے ایک [illegible] تم کون ہو؟"

[illegible] نے کہا۔

"آپ جلدی سے فون کر کے پولیس کو بلائیں۔

ان باتوں کی اس وقت ضرورت نہیں۔"

بیگم صاحبہ نے اپنی بیٹی سے کہا۔

"شلا جلدی سے فون کرو شکاری [illegible]

اس لڑکی کا نام شلا تھا۔ وہ ابھی تک [illegible]

تھی۔ پھر بھی پرسی تھی [illegible] گھبرانے پر بھی [illegible]

[illegible] میں رہتی تھی۔ وہ دوسرے کمرے [illegible]

[illegible] کو فون کرنے لگی۔ شلا کی ماں [illegible]

[illegible] سے بات کرتے گھبرا رہی تھی۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible]

[illegible] ڈاکو [illegible]

[illegible]

[illegible] ڈاکو نے [illegible]

[illegible]

[illegible] نے کہا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] ڈاکو ایک دم [illegible] بن گیا۔

باہر جیپ [illegible] سے آ کر [illegible]

[illegible] اندر داخل ہوئے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

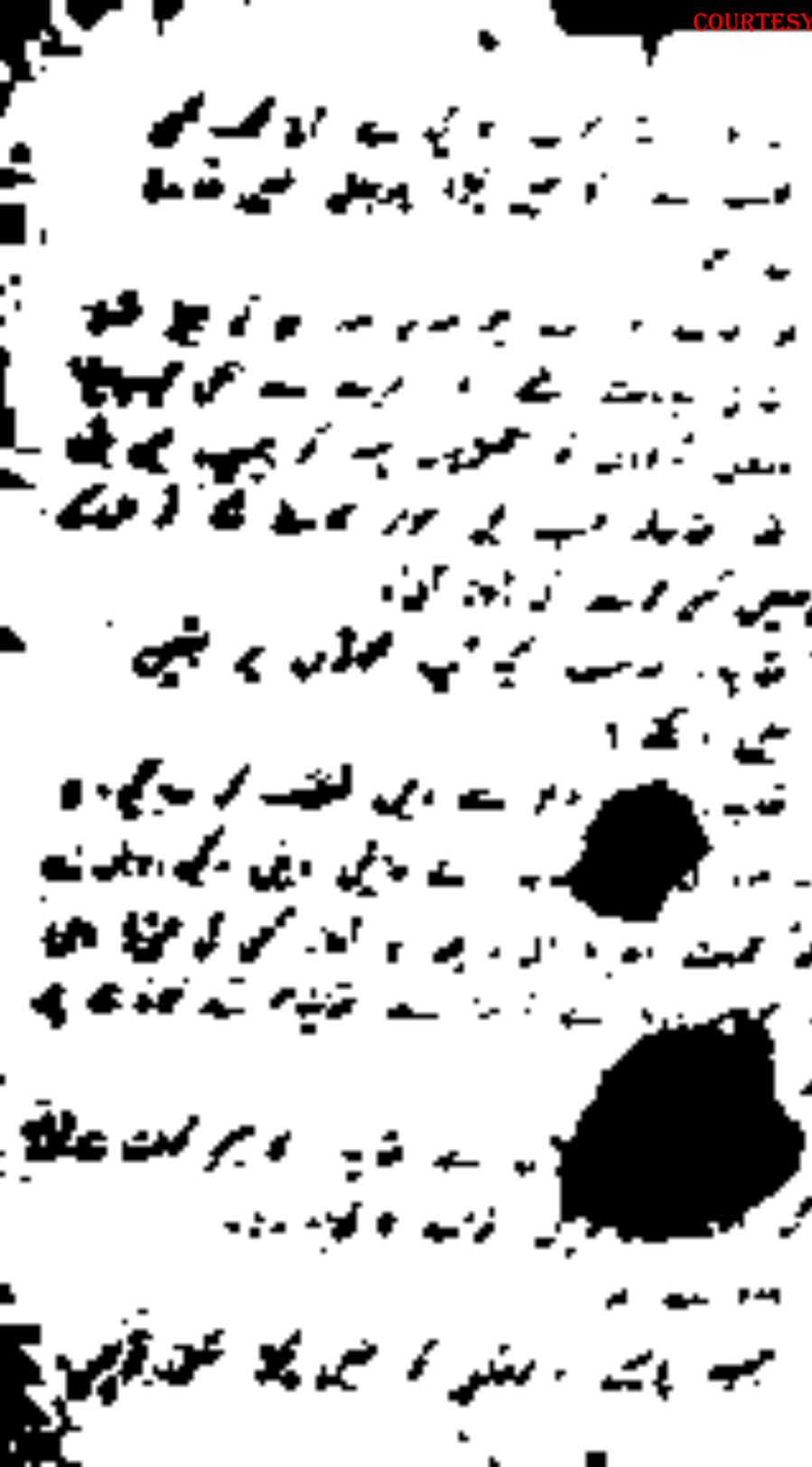

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

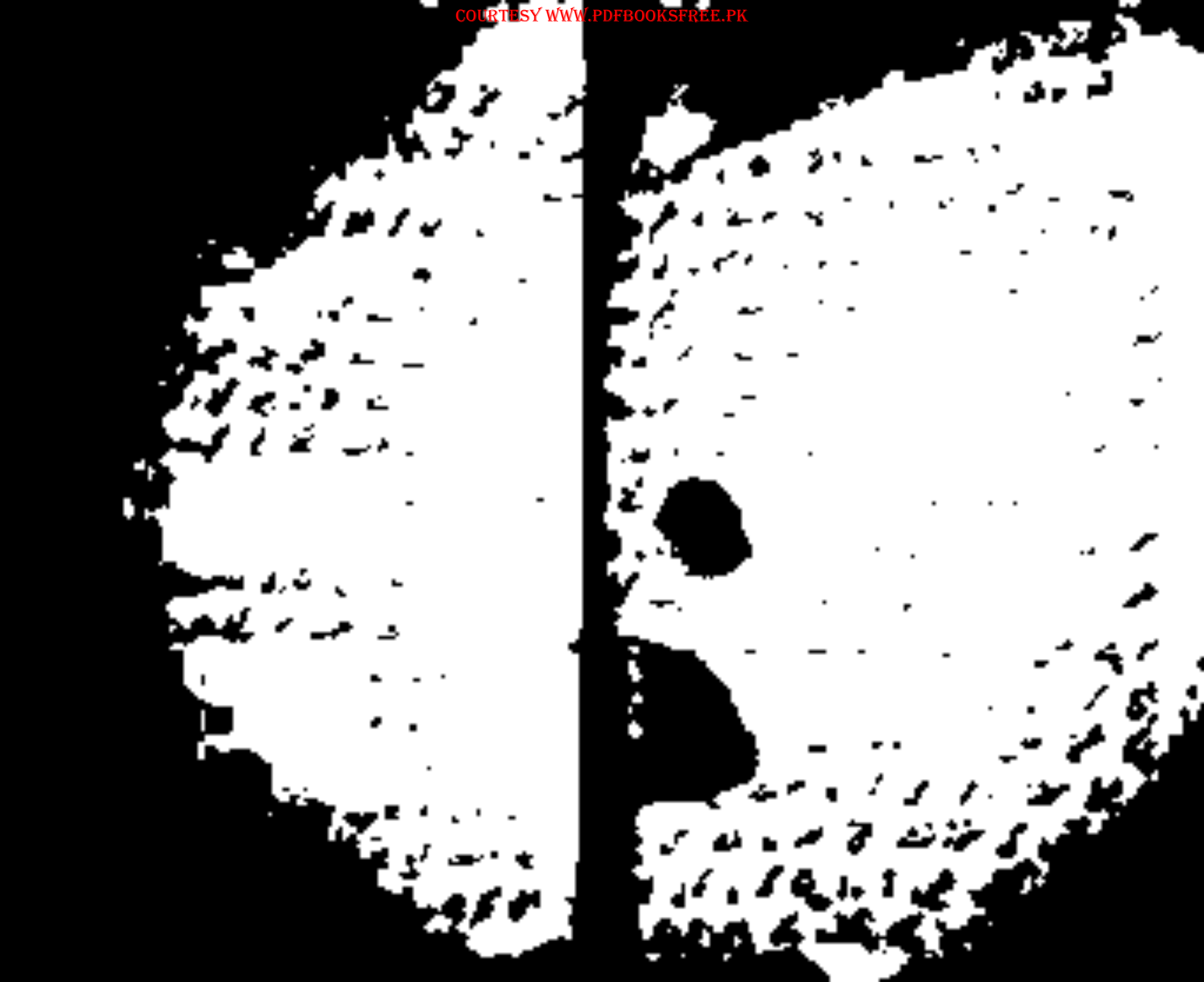

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

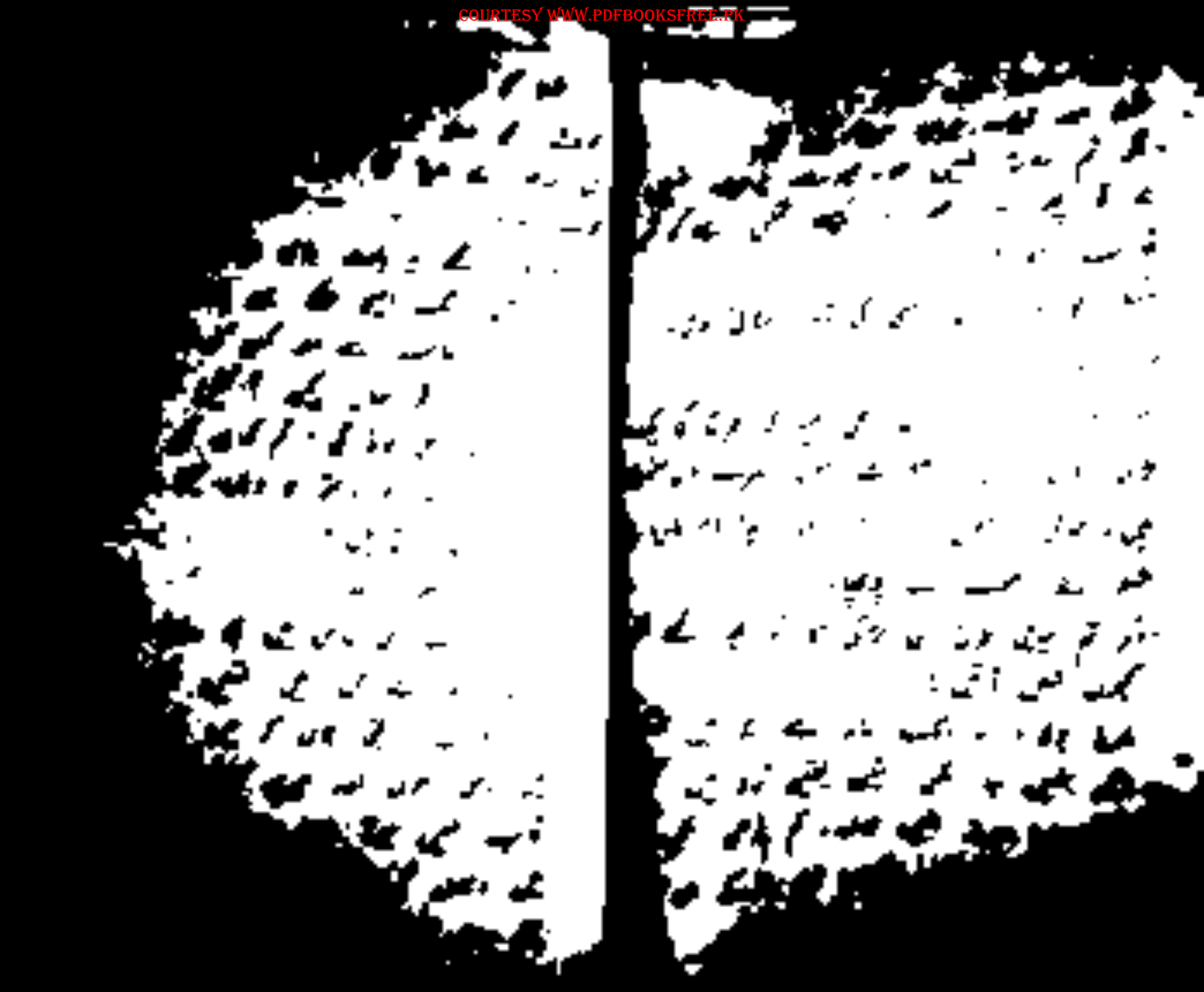

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

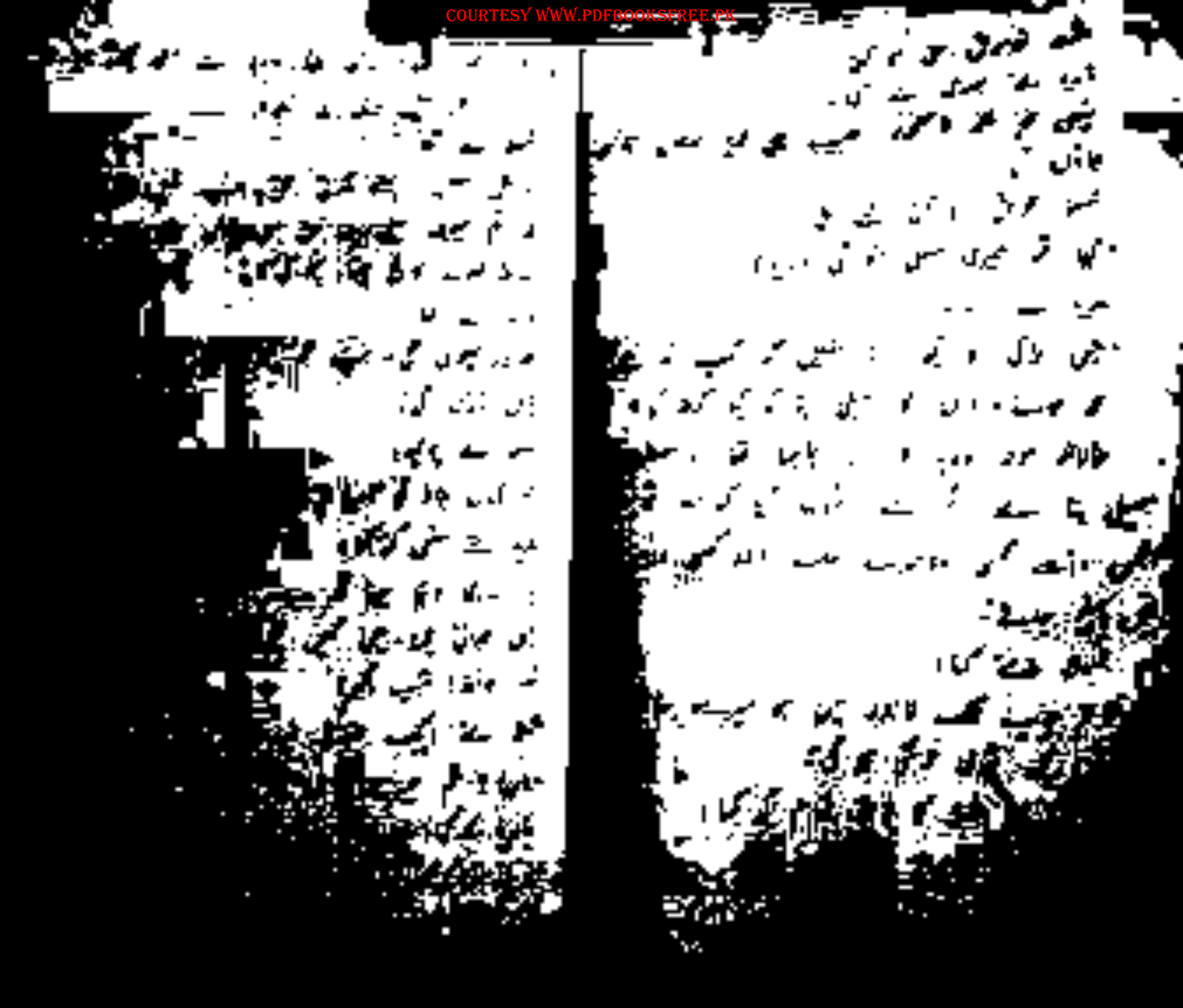

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

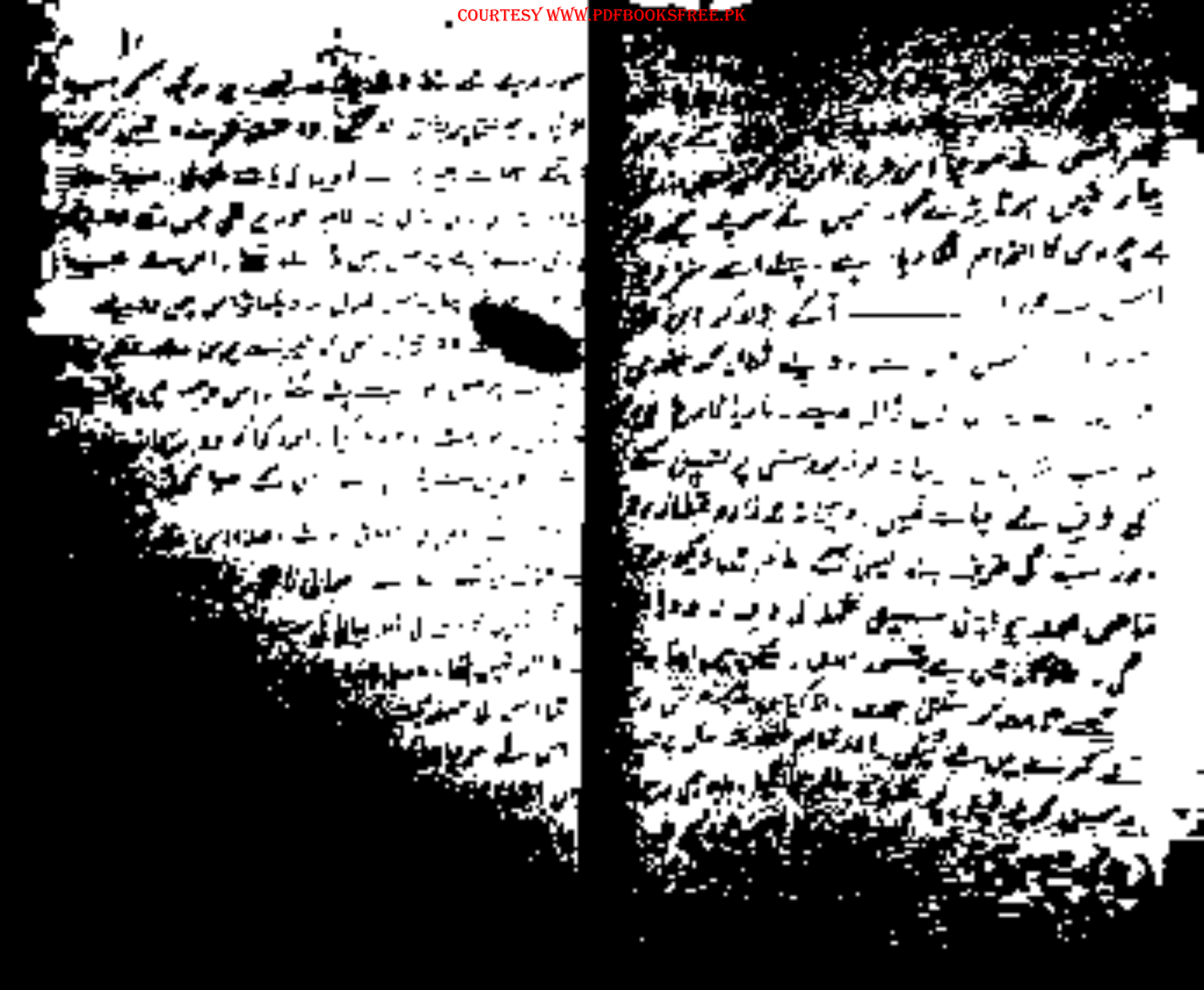

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

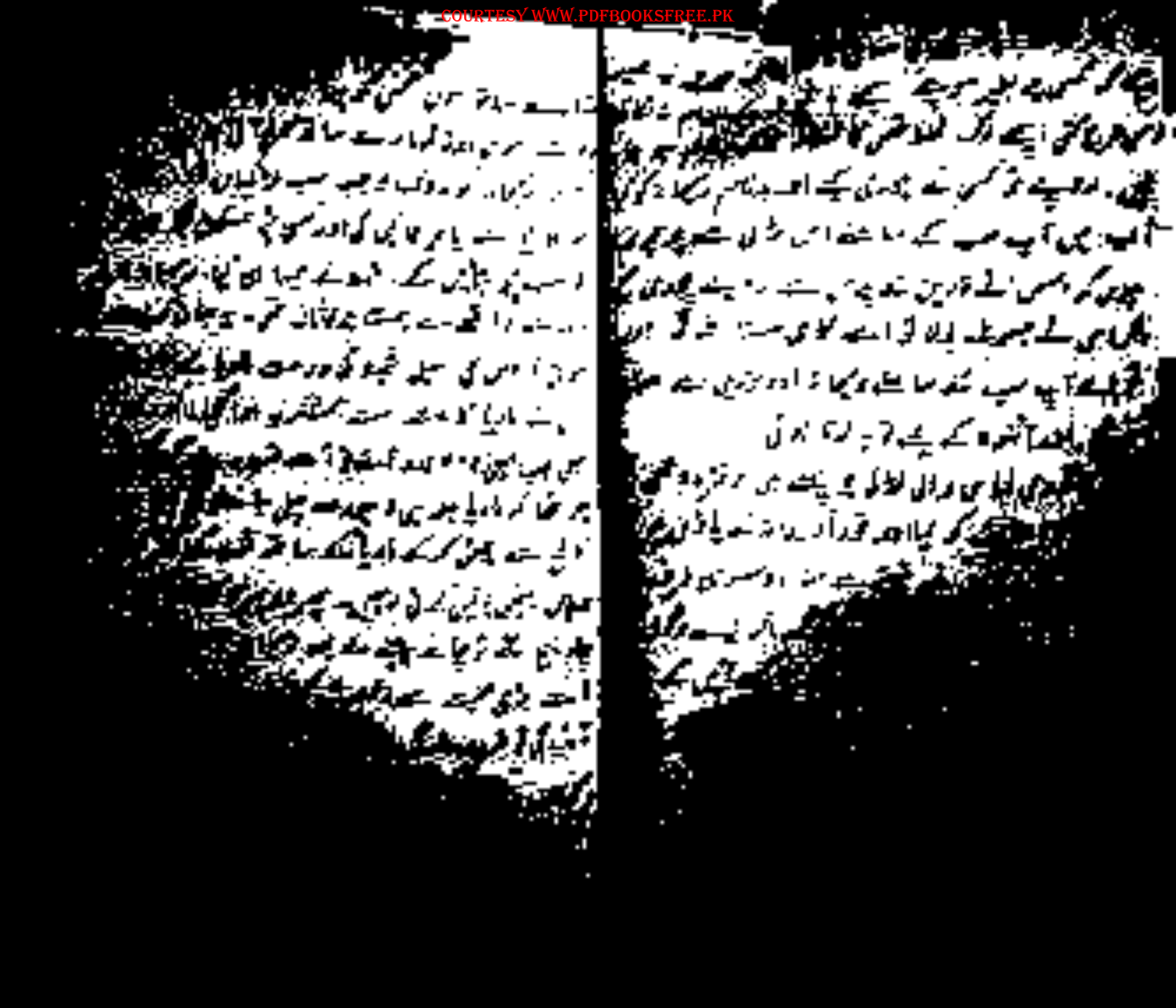

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

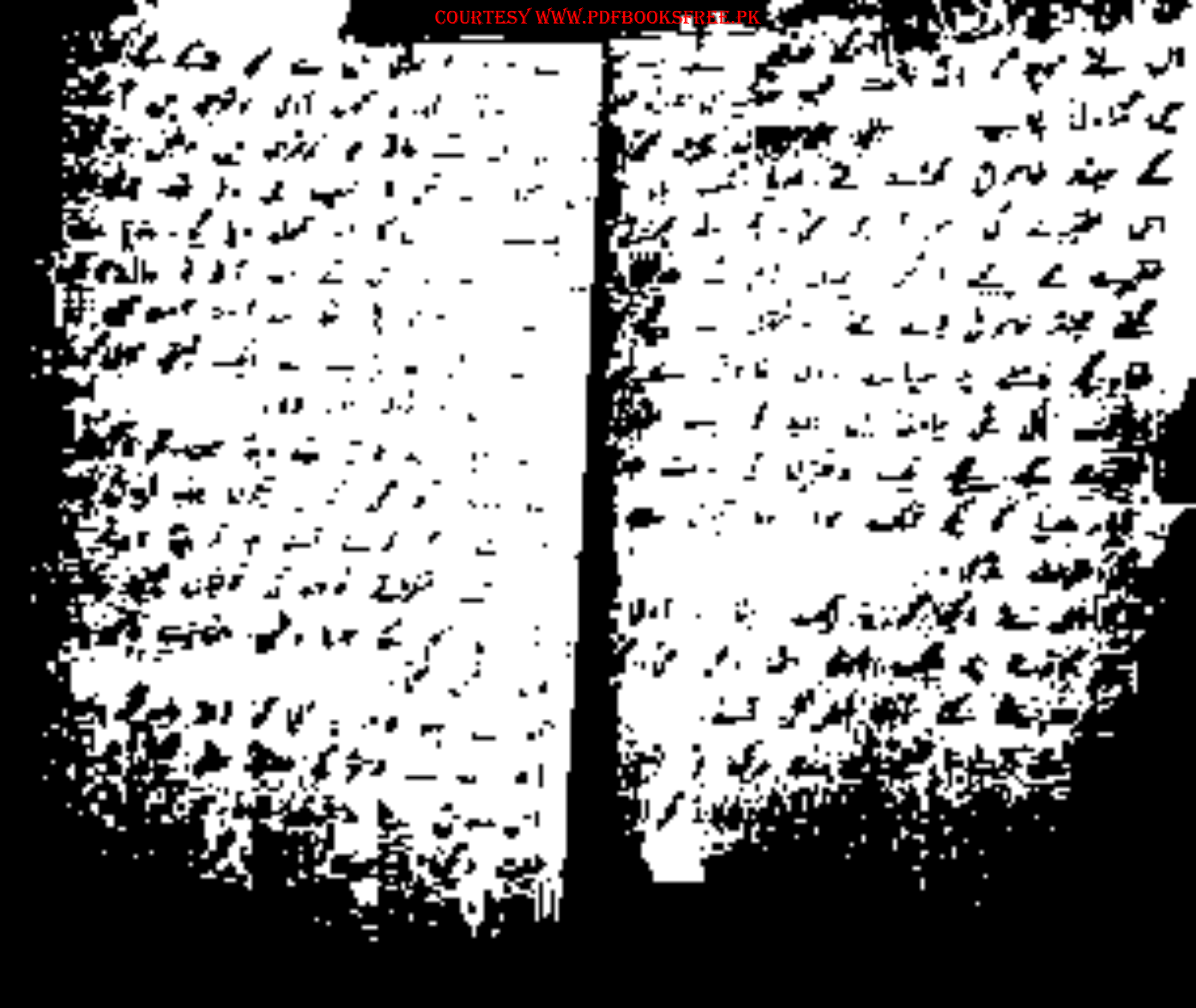

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

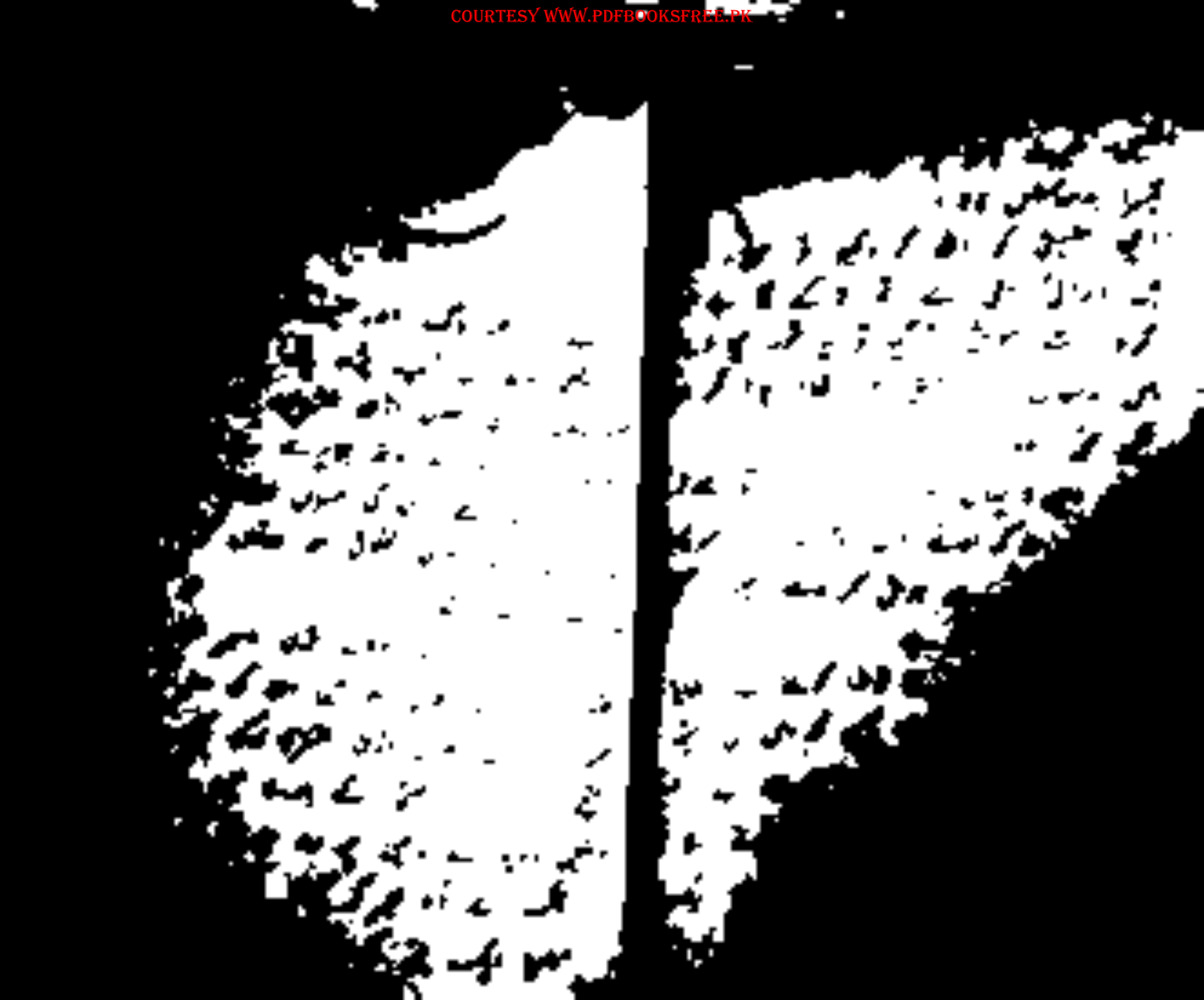

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

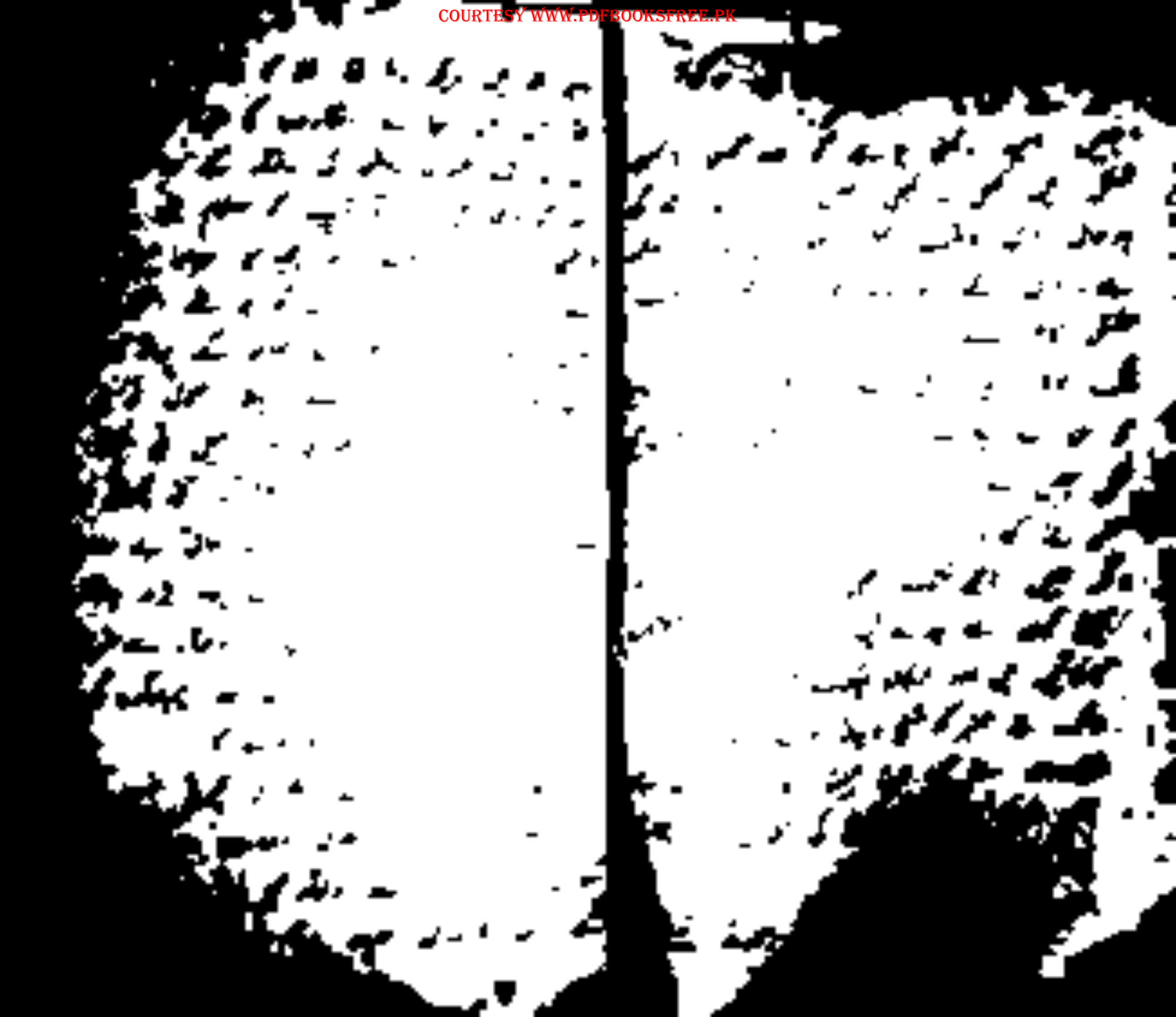

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

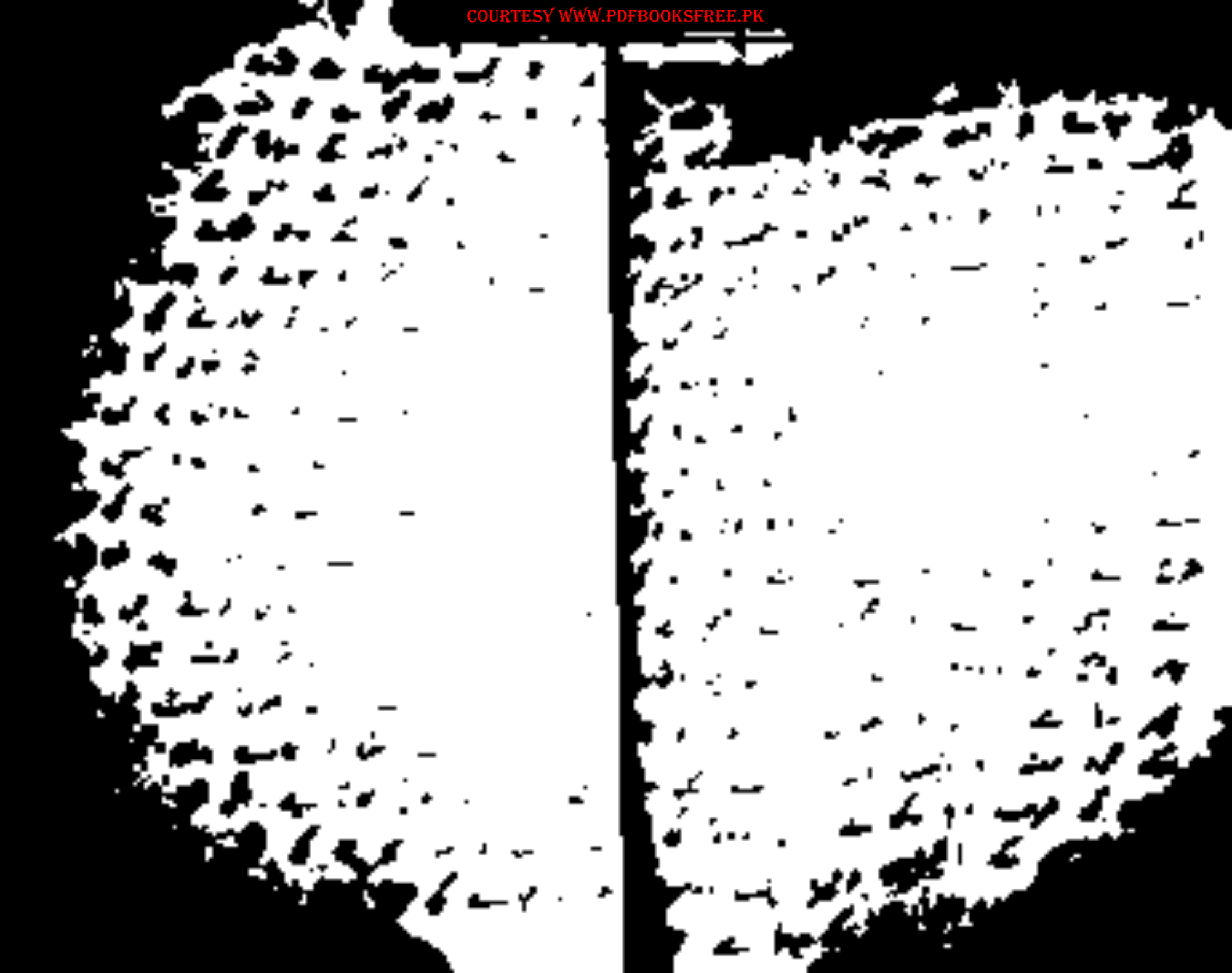

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

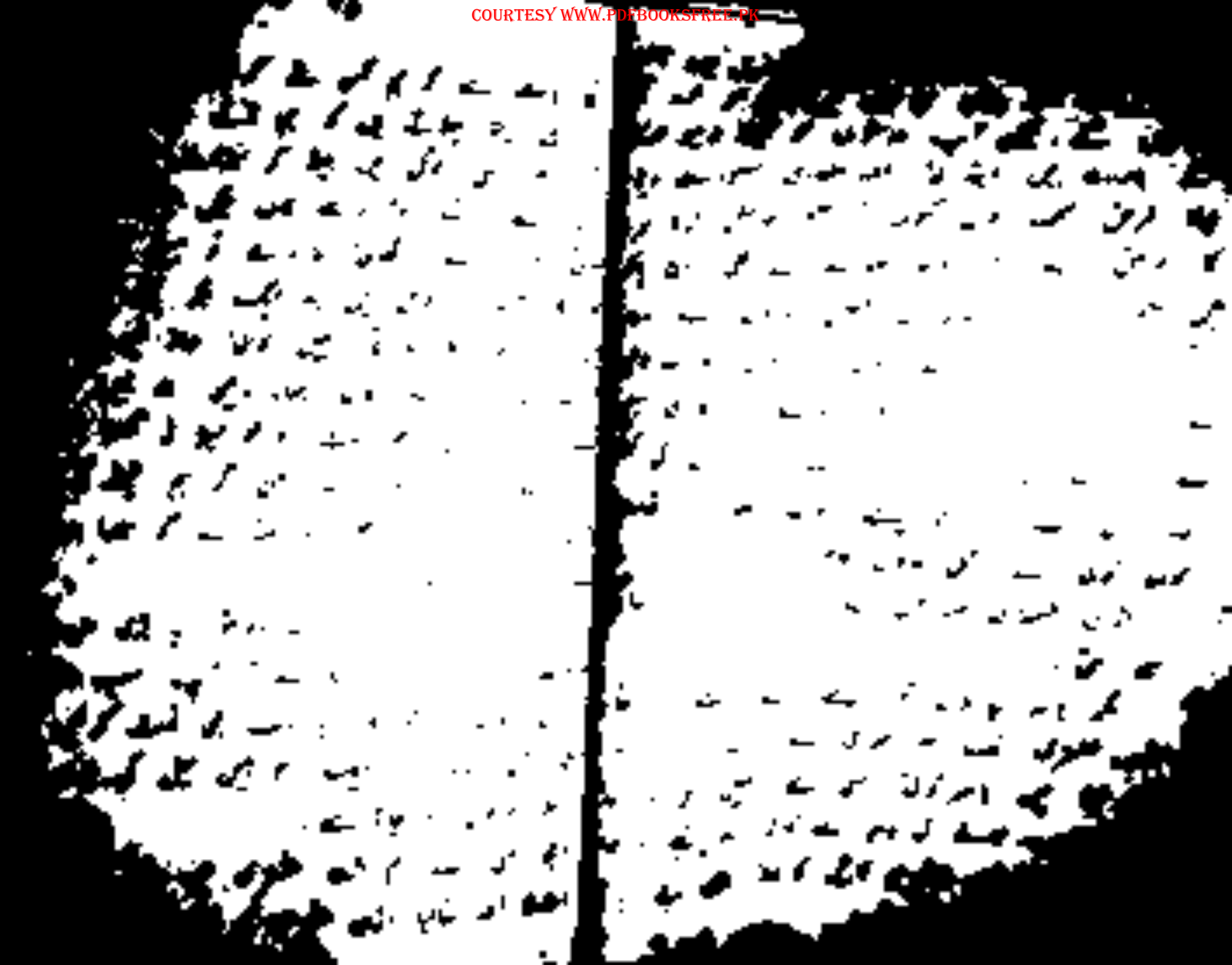

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

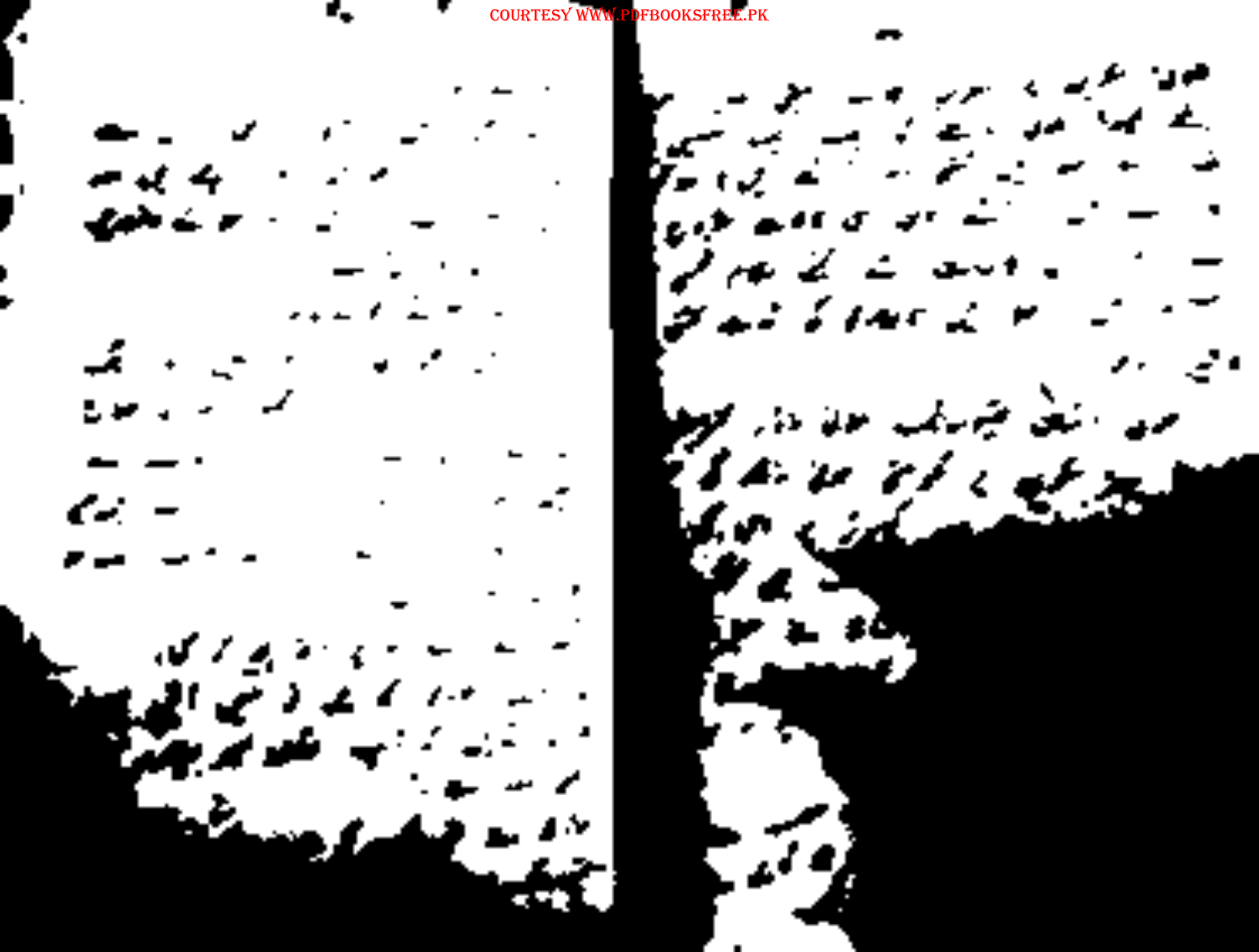

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

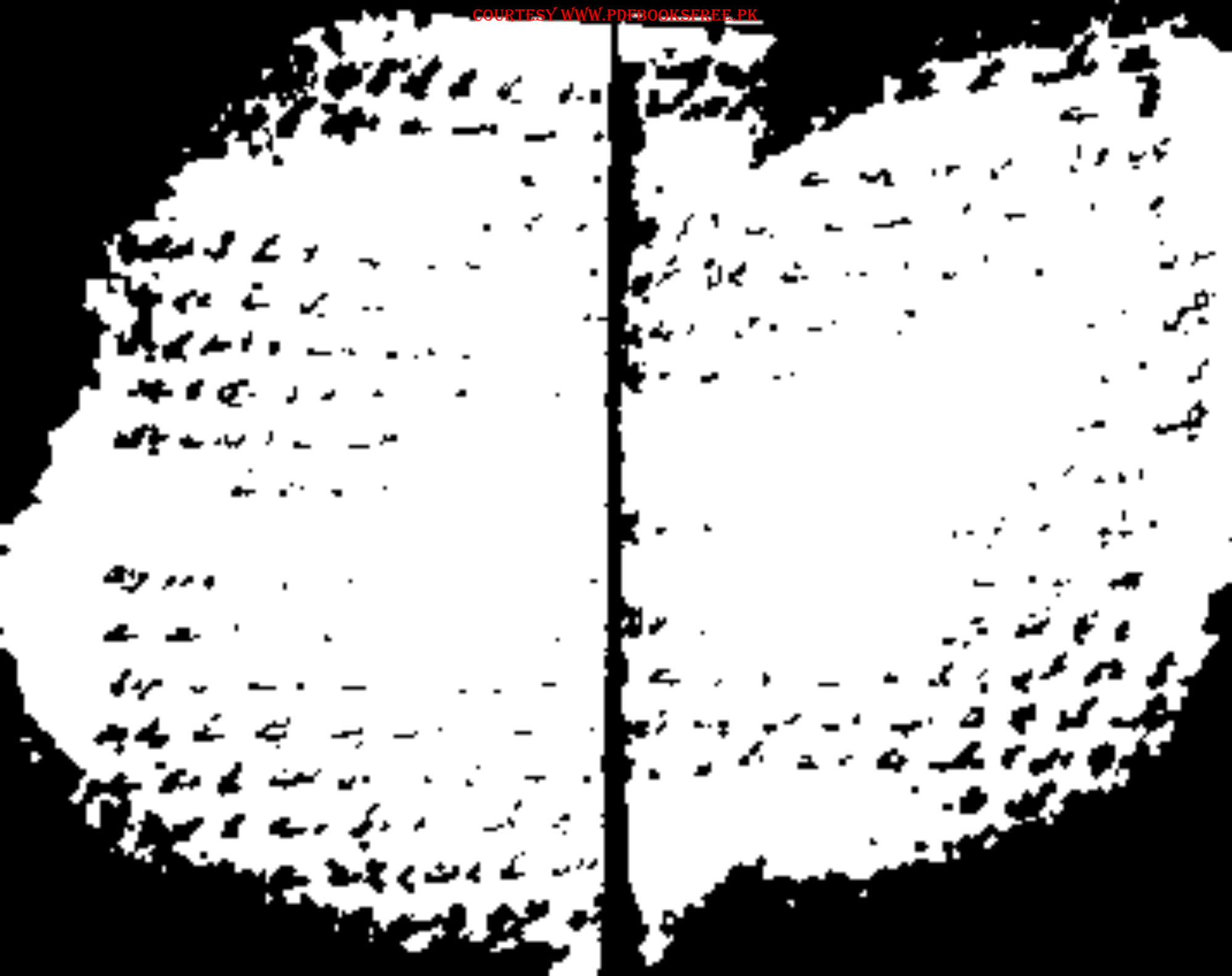

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

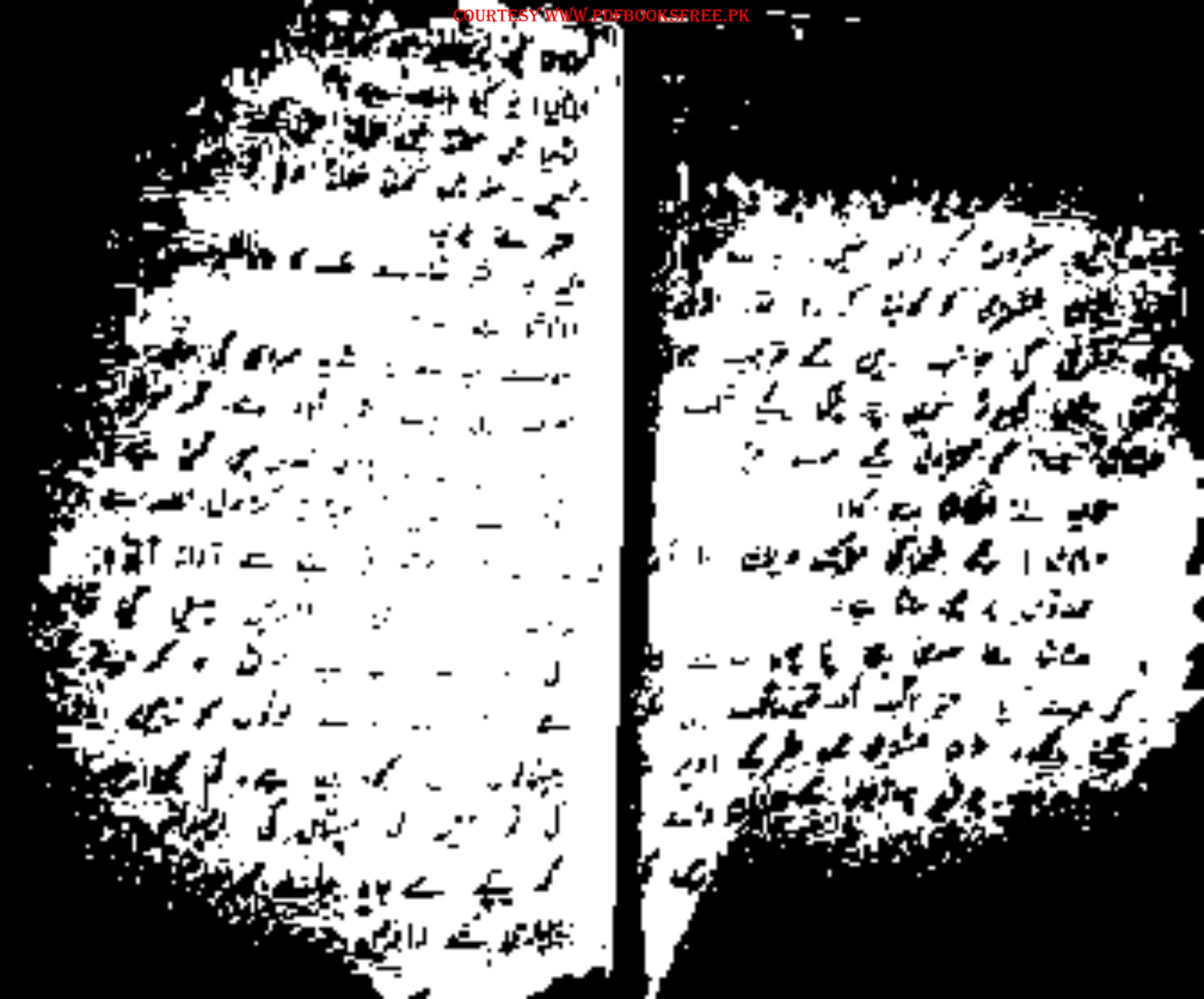

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

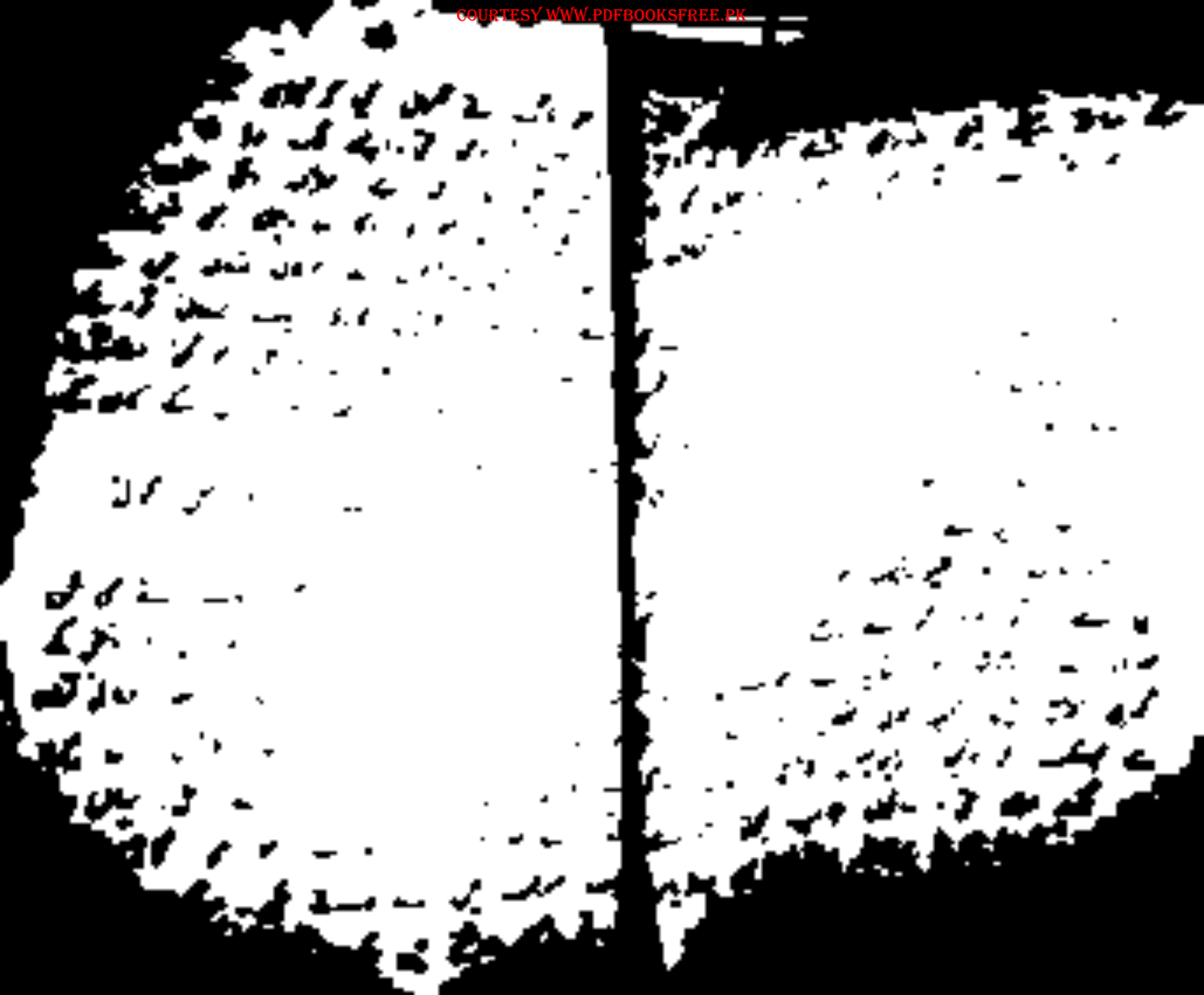

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

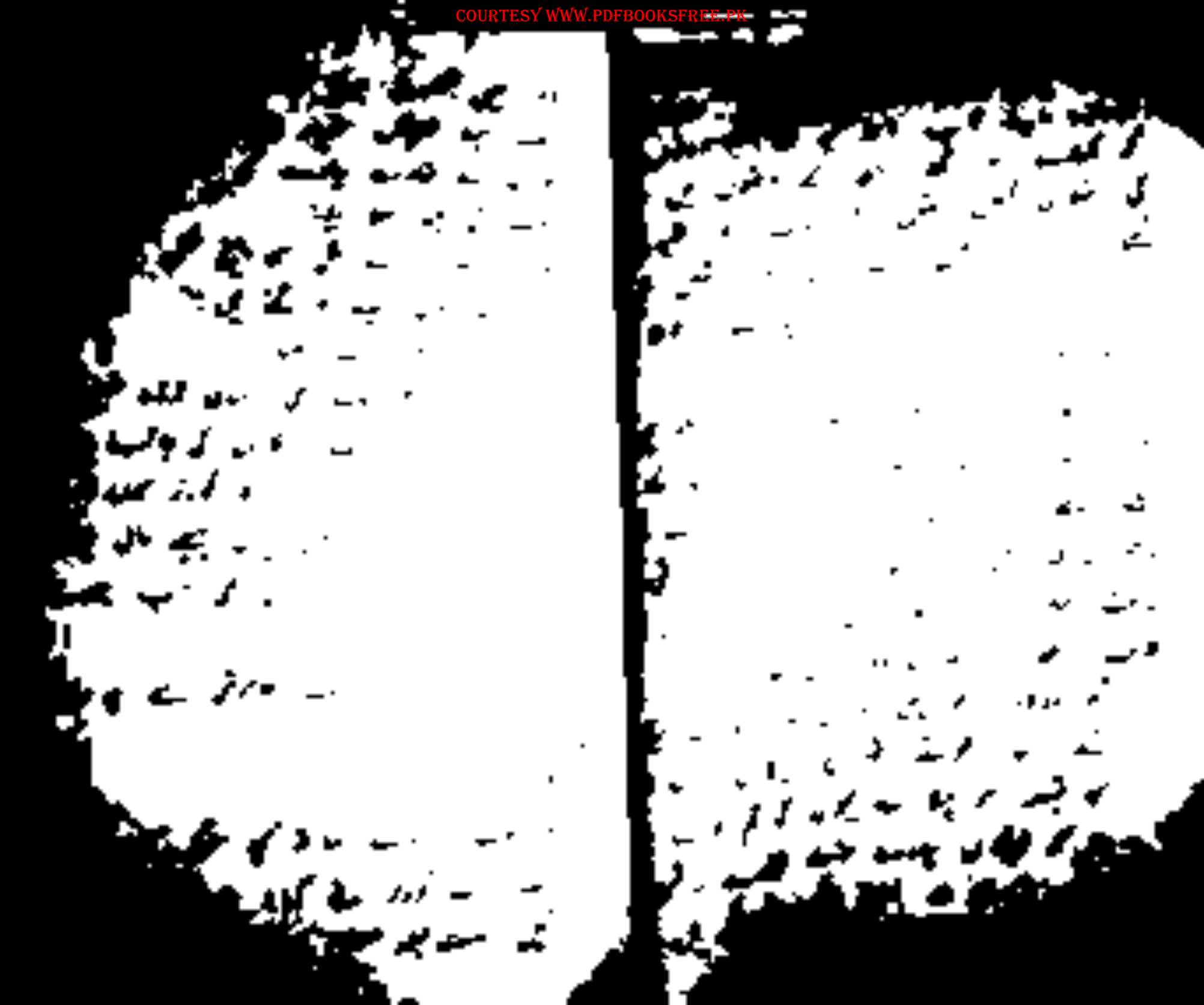

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

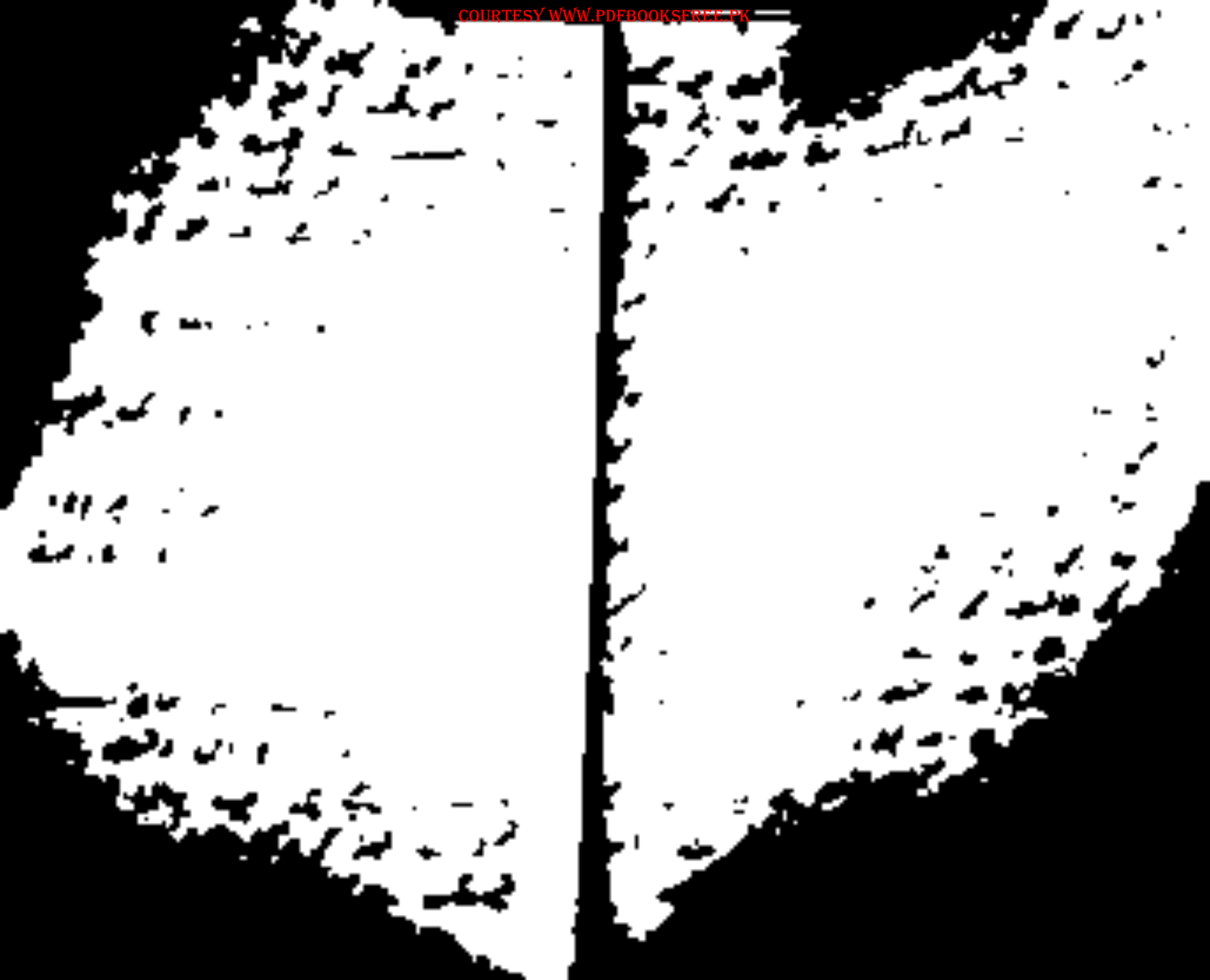

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

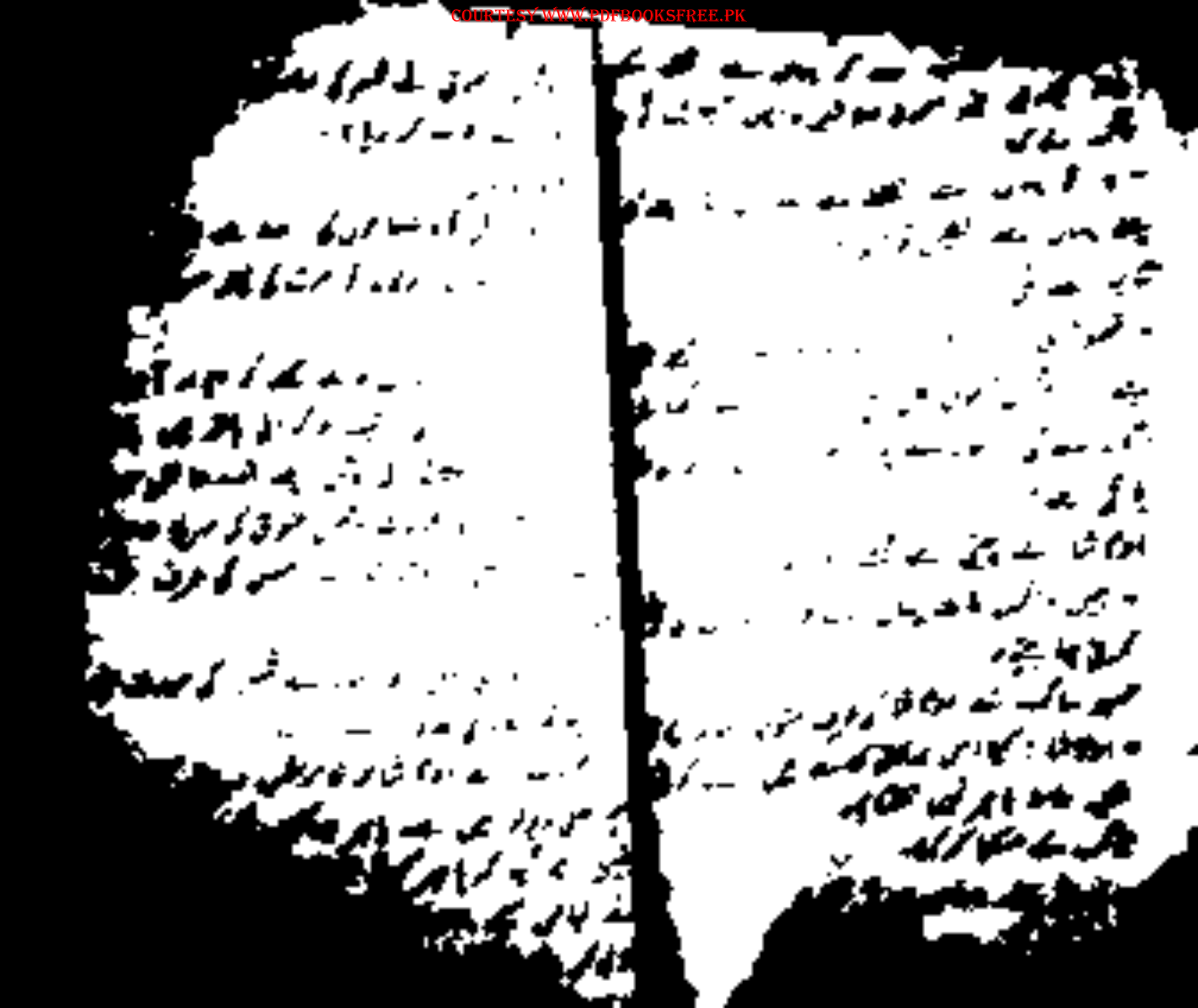

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

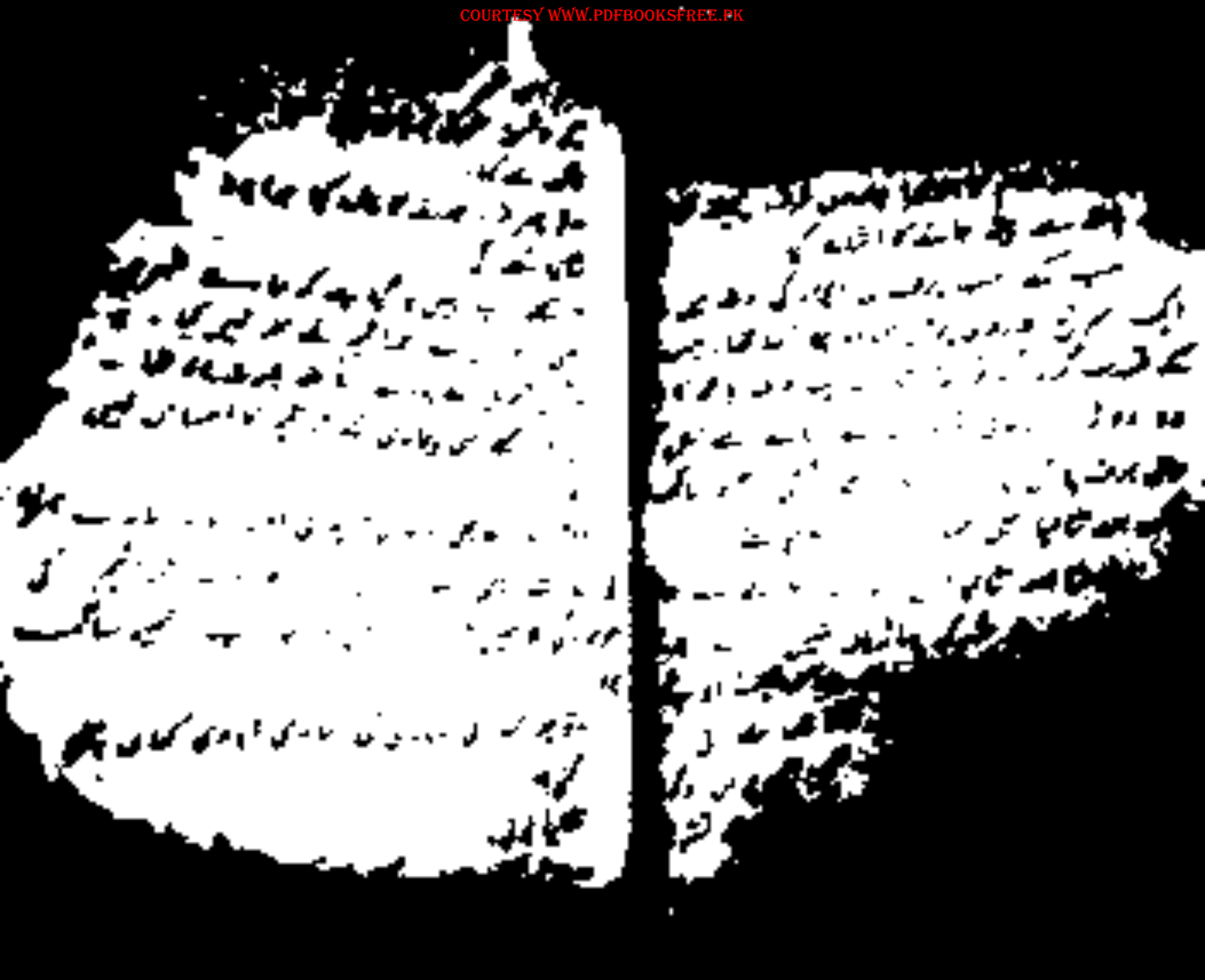

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

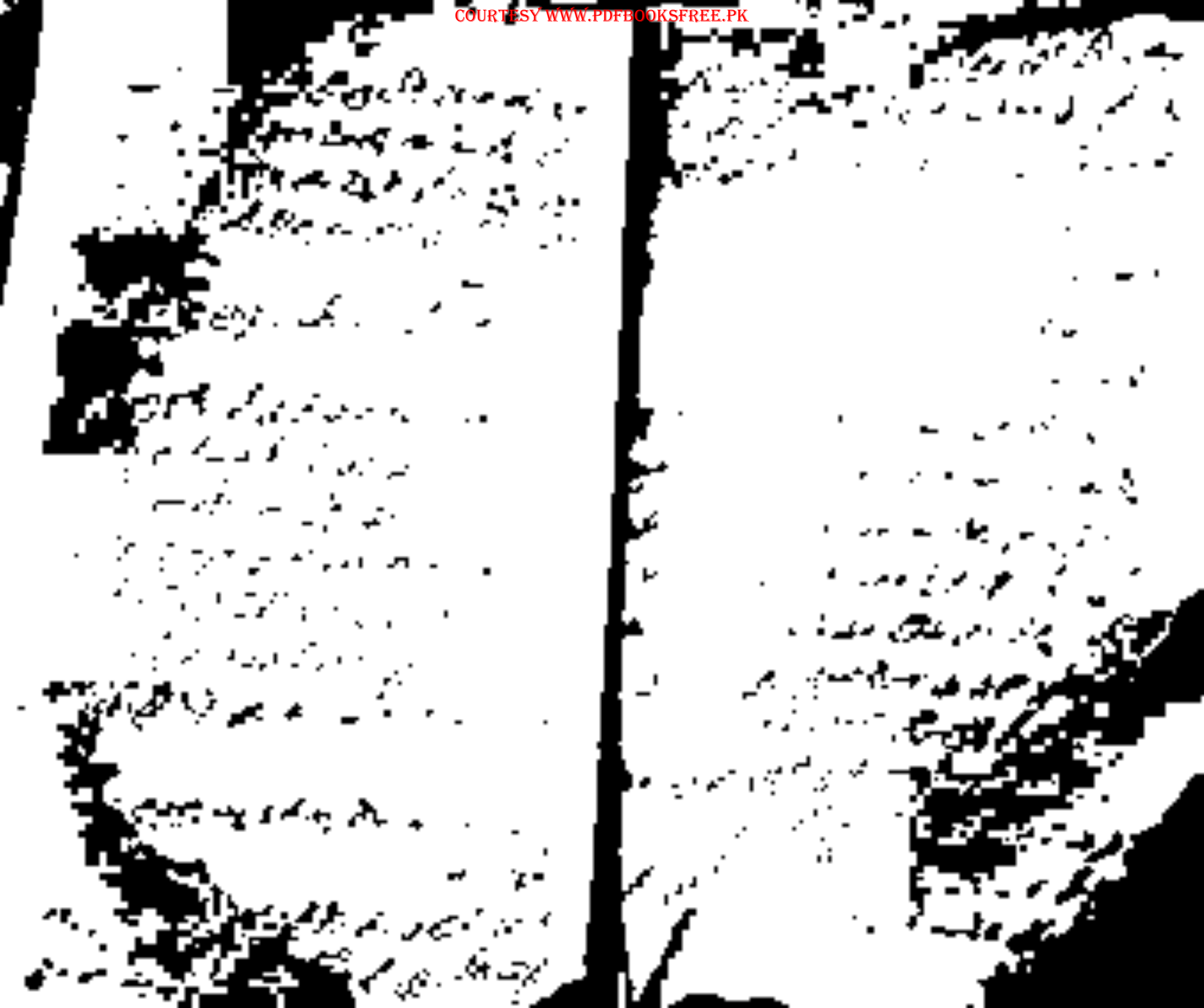

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

FREETESTPAKISTANPDFBOOKSSITE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شیر کو خدا نے چھین لیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

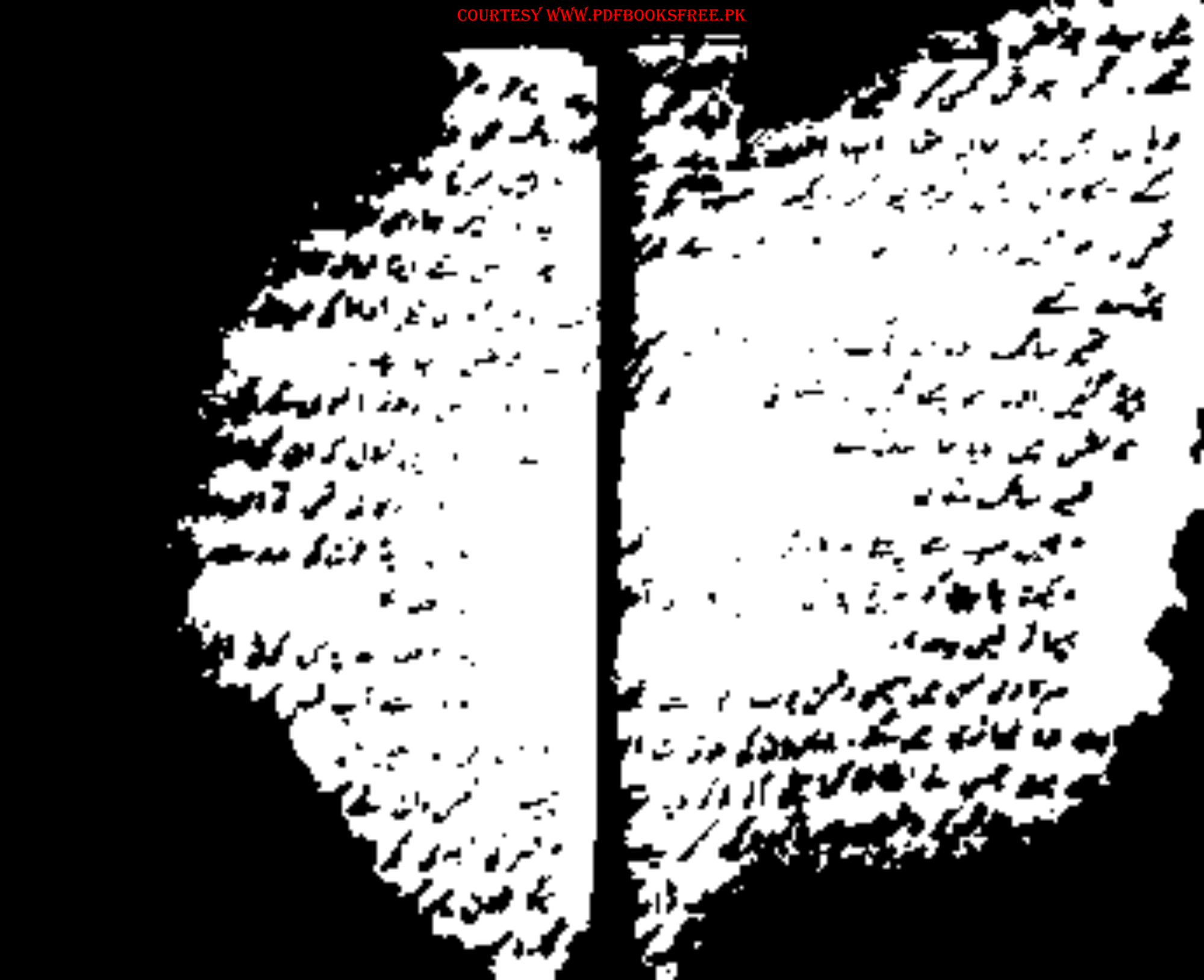

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

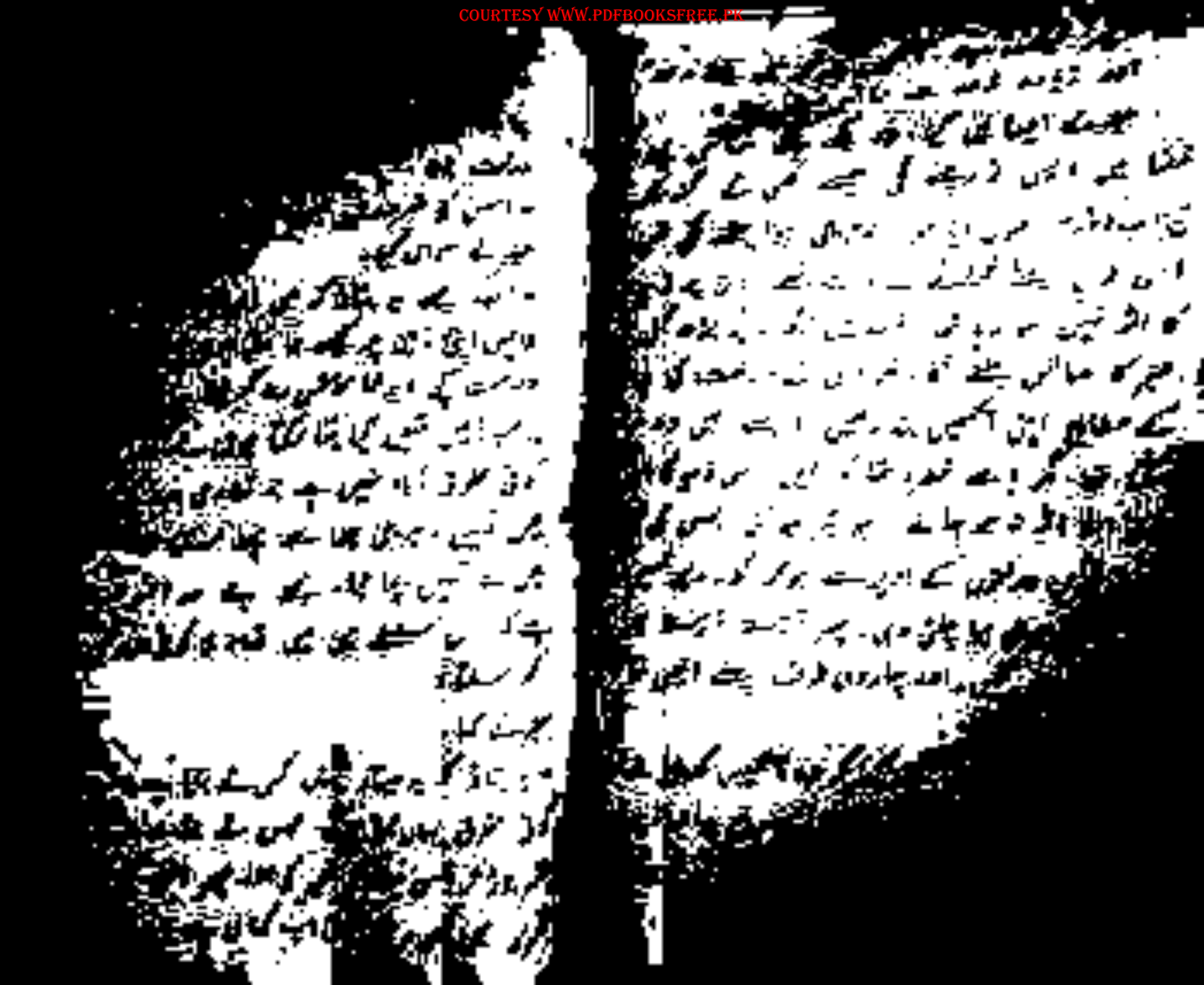

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

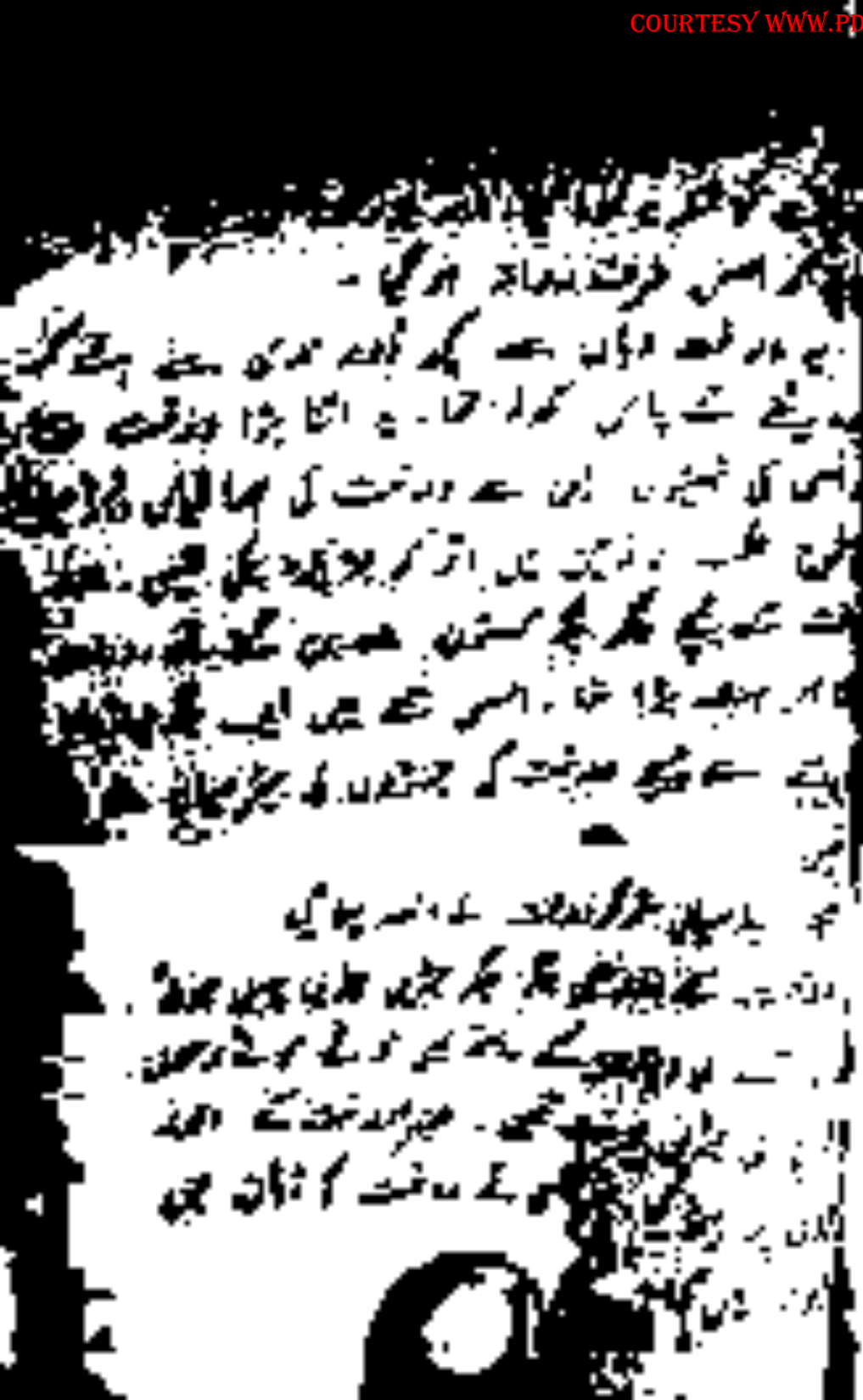

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

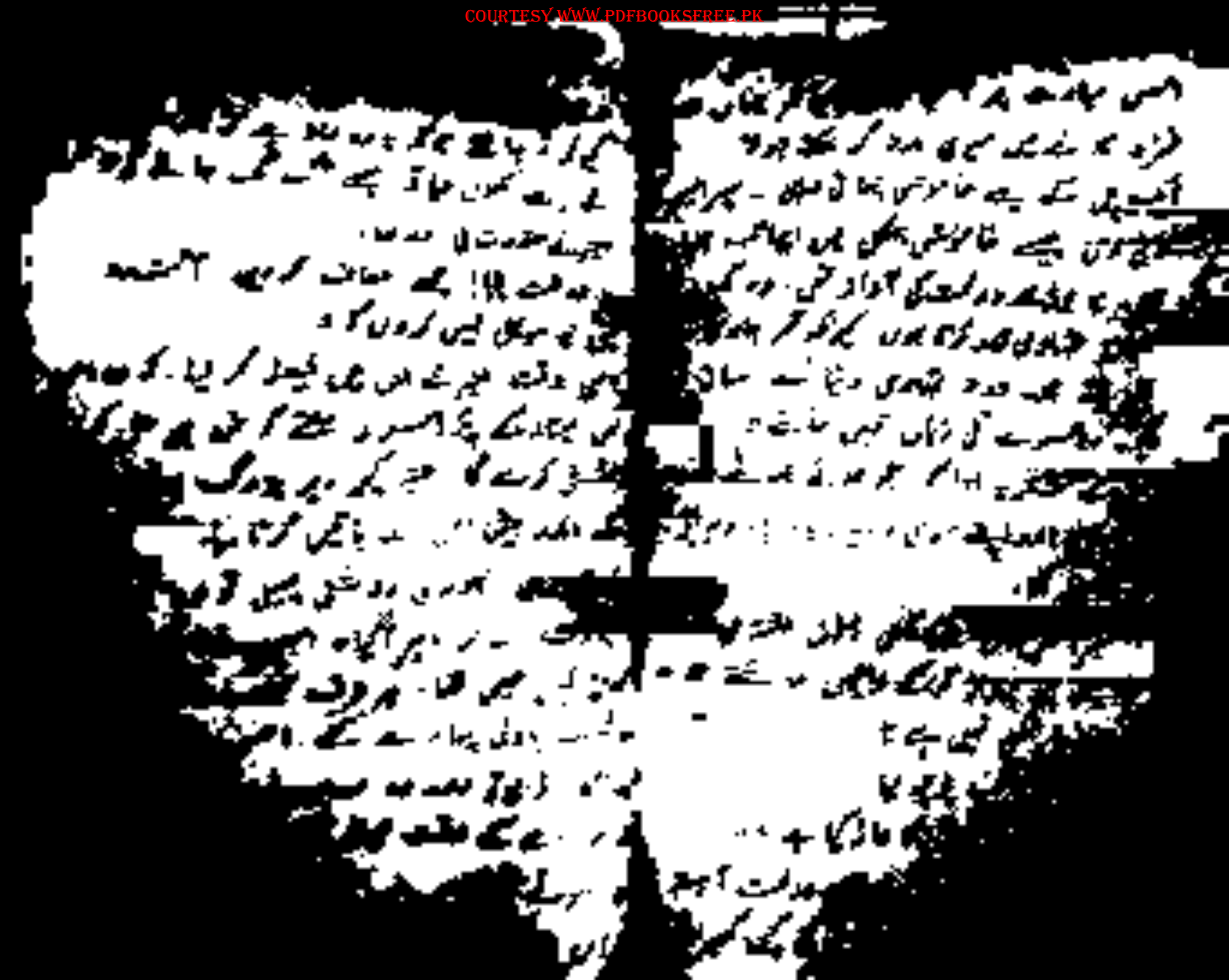

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا کی بھی

خلا میں

نمبر ۱۲۵ کی ایک جھلک

- شہر ویران سنسان ہو گیا
- لوگ قبروں میں جا کر رہنے لگے
- ایسا کیوں ہوا
- اس کا جواب غیبی لاش سلور جوبلی نمبر میں [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسانی شیطان

ابن صفی

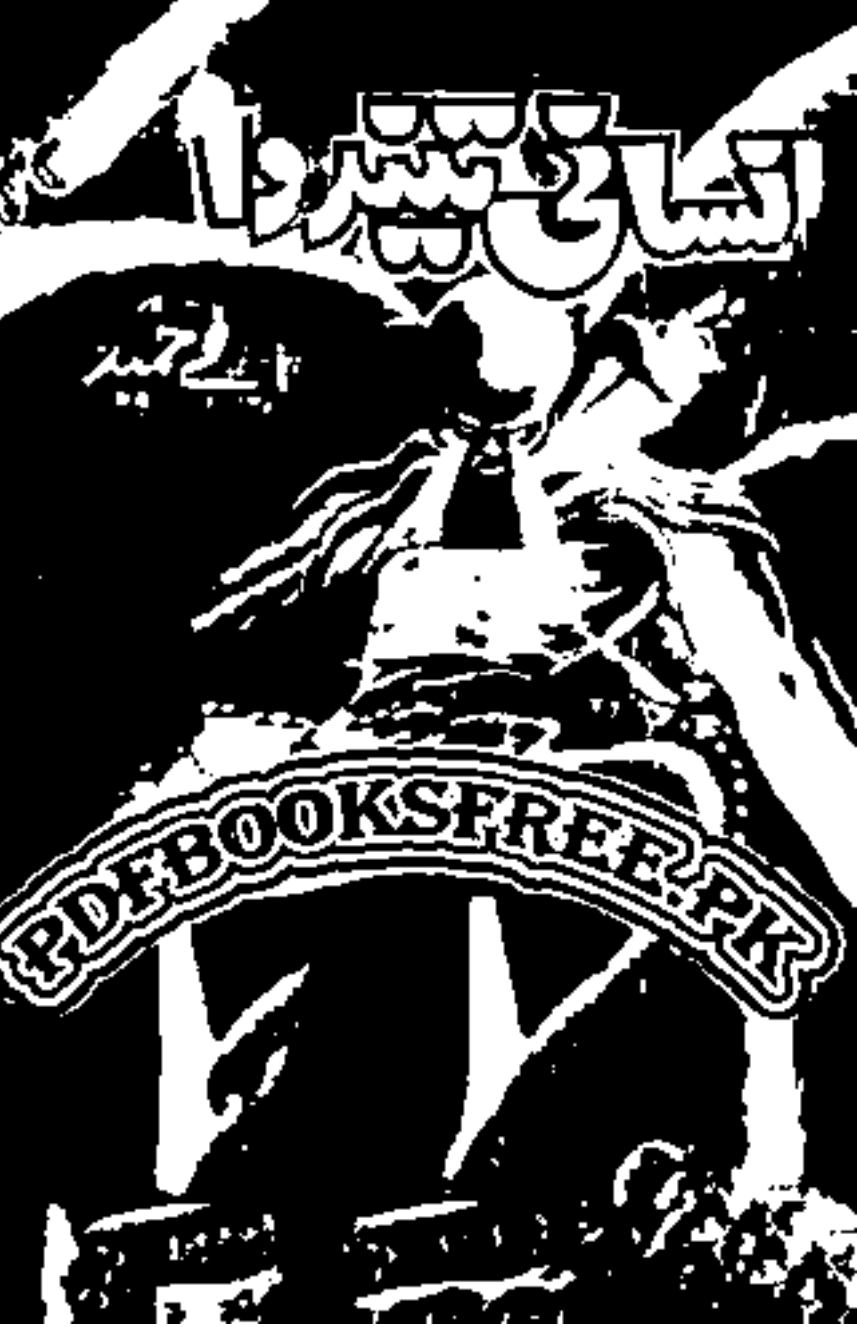

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شمع ادب

انسانی تیندوا

[illegible]

عنبر بڑے غور سے اس عجیب شے کو دیکھنے لگا۔ نیلے سے شگاف کی سبز روشنی میں سے ایک جسم [illegible] انسانی جسم آہستہ آہستہ چلتا باہر نکلنے لگا۔ عنبر [illegible] تک رہا تھا۔ انسانی جسم کسی مشین کی طرح [illegible] کر قدم اٹھا رہا تھا۔ عنبر نے محسوس کیا کہ یہ جسم کسی انسان کا زندہ جسم نہیں ہے بلکہ کوئی مشینی انسان ہے [illegible] اب اس مشینی روبوٹ کا سر نظر آیا جو چوکور تھا۔ [illegible] ٹانگیں بھی چوکور تھیں۔ یہ مشینی انسان کسی [illegible] تھا کہ اس میں سے سبز روشنی کی شعاعیں نظر آ رہی تھیں [illegible] کے دونوں بازو آگے کو اٹھے ہوئے تھے۔

اس کا رخ اس چٹان کی طرف تھا جس کے پیچھے عنبر چھپا تھا۔ عنبر وہاں سے بھاگنے کی سوچ رہا تھا کہ اچانک اس مشینی انسان کے ماتھے سے ایک سبز [illegible] شعاع پستول کی گولی کی طرح نکل کر [illegible]

ترکیب
انسانی تیندوا
آخری چیخ
[illegible] پھٹ گیا
[illegible] ماڈل ٹاؤن میں
[illegible] پھنس گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] سے پھٹ گئی اور [illegible]
[illegible] دور جا گرا۔ وہ اٹھ کر ایک طرف کو دوڑا
مگر مشینی آدمی کی دوسری شعاع جبر کے پاؤں کے قریب [illegible]
سے ٹکرائی اور دھماکے کی آواز کے ساتھ وہاں گہرا [illegible]
[illegible] منہ کے بل گر پڑا۔

[illegible] گڑھے سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا کہ
مشینی انسان [illegible] اور گڑھے کے [illegible]
[illegible] سر جھکا کر نیچے [illegible] لگا۔ منیر [illegible]
[illegible] شعاع کا فائر ہوگا۔ اور [illegible] جانے پھر [illegible]
[illegible] مگر مشینی انسان نے ایسا
[illegible] وہ نیچے کی طرف آ رہے
[illegible]

[illegible] اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔ جبر نے
[illegible] کی پوری طاقت کے ساتھ نکلنے کی کوشش کی مگر وہ
[illegible] اسے محسوس ہوا کہ اس کی طاقت [illegible]
[illegible] مشینی ہاتھوں [illegible] اوپر اٹھا لیا۔ پھر اس
[illegible] منیر کو مشینی انسان
[illegible] اپنے [illegible] میں اٹھایا اور

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا [illegible]
چلنے لگا۔

منیر اس کے آہنی ہاتھوں میں [illegible]
تھا کہ اس کے پاؤں نیچے [illegible] مشینی [illegible]
کا جسم لوہے کی طرح ٹھنڈا تھا۔ مگر منیر [illegible]
[illegible] کرنٹ کی ہلکی ہلکی لہریں نکل کر اپنے جسم میں
جذب ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

مشینی آدمی منیر کو لے کر [illegible] میں داخل
ہو گیا۔

منیر روشنی اس کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی [illegible]
نے دیکھا کہ [illegible] میں آگے جا کر ایک [illegible]
کے درمیان ایک [illegible] مشینی [illegible]
پہنچا تو اس کا دروازہ اپنے آپ پر سے ہٹ گیا۔ مشینی
آدمی منیر کو [illegible] داخل ہو گیا۔ [illegible]
دوبارہ بند ہو گیا۔ اور پھر وہ اتنی تیزی سے [illegible]
[illegible] منیر کو [illegible]
رہا ہے۔ پھر [illegible]

دروازہ [illegible] ایک [illegible]
کی دیواروں پر عجیب عجیب [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] کمرے کے درمیان میں شیشے کا ایک گول سلنڈر فرش سے چھت تک چلا گیا تھا۔ سامنے دیوار کے ساتھ شیشے کی الماری کھڑی تھی۔

[illegible] آدمی نے عنبر کو شیشے کی الماری میں بند کر دیا اور [illegible] آہستہ آہستہ رک کر قدم اٹھاتا لفٹ کے [illegible] واپس چلا گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ شیشے کی الماری میں سے [illegible] بلکی بلکی لہریں نکل کر اس کے جسم سے ٹکرا رہی تھیں۔ ان لہروں کی وجہ سے عنبر کا جسم کمزور پڑ گیا تھا اور وہ اپنے اندر اتنی طاقت نہیں پاتا تھا کہ الماری کو توڑ سکے۔

[illegible] کمرے میں ہلکی سبز روشنی پھیلی تھی۔ یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے۔ خدا جانے عنبر کو شیشے کی الماری میں کھڑے کتنی دیر ہو گئی تھی کہ کمرے کے درمیان میں جو شیشے کا گول اور کافی بڑا سلنڈر فرش سے چھت تک چلا گیا تھا اس میں روشنی [illegible] اس روشنی کا رنگ بھی ہلکا سبز تھا۔ عنبر کو [illegible] چلنے کی دھیمی دھیمی آواز آئی۔ عنبر کی آنکھیں [illegible] سلنڈر میں اوپر سے [illegible] انسانی [illegible] کے زرد رنگ کے گول [illegible] آنکھیں اور ناک کی چھوٹی سی چونچ

بھی زرد تھی اور گول سر [illegible] انسانی [illegible] تھا۔ بلکہ سانپوں کی طرح کی چھوٹی زرد [illegible] ٹانگیں لہرا رہی تھیں۔ یہ انسانی تیندوے تھے اور [illegible] آتا تھا۔ دونوں انسانی تیندوے سلنڈر کے نیچے آئے تو سلنڈر کا دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔

انسانی تیندوے سلنڈر سے باہر آ گئے۔ وہ فرش پر بالکل چپٹے ہو کر اس طرح بیٹھے تھے کہ ان کے گول زرد تیندوے ایسے سر فرش پر بڑی کھوپڑیوں کی طرح ٹکے تھے اور زرد لمبی سانپ ایسی ٹانگیں یا بازو فرش پر سانپ کی طرح لہرا رہے تھے۔

عنبر کو وحشت ہونے لگی کہ یا خدا یہ کیا بلائیں ہیں اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والی ہیں۔ اس میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ ان کا مقابلہ کر سکتا۔ ایک تیندوے نے کھوپڑی اٹھا کر اس الماری کی طرف دیکھا جس میں عنبر بند تھا۔ انسانی تیندوے کی آنکھوں سے ایک شعاع نکل کر الماری پر پڑی۔ الماری کھل گئی اور عنبر لکڑی کے تختے کی طرح دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ اب اسے محسوس ہوا کہ وہ اپنا جسم [illegible] نہیں [illegible] تھا۔ اس نے آنکھیں کھلا کر دیکھا [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان کے جسم کا خون کہاں چلا گیا ہے؟"

انسانی قیدوں نے اپنے ساتھی جیسے بازو بھی مینر کے جسم سے ہٹا لیے تھے۔ وہ اپنی زرد رنگ کی بڑی سے ایک لٹ اوپر اٹھا کے اپنے بے جان بازوؤں کی مدد سے رینگتے ہوئے واپس [illegible] ان سے جاتے ہیں سلنڈر کا زرد زرد [illegible]۔ پھر وہ دونوں انسانی قیدوں سے اوپر اٹھے [illegible] کے ساتھ جا کر غائب ہو گئے۔ سلنڈر کی روشنی بھی ان کے جانے سے بجھ گئی۔ مینر ایک دفعہ پھر [illegible] میں اندھیرے میں کھڑا تھا۔

مینر سوچنے لگا اگر وہ اپنے جسم کو [illegible] جائے تو اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ [illegible] کو دیکھ کر اس کا دل [illegible] تھا۔ جو اس کے جسم میں داخل ہو رہی تھی۔ یہ سرنگ کی [illegible] تھا۔ جو اس کے جسم میں داخل ہو رہی تھی۔ [illegible] کتنا وقت گزر گیا تھا کہ جب اس نے کچھ قدموں کی چاپ سنی۔ [illegible] دی۔ یہ پھر سے چھوٹے چھوٹے قدموں کی چاپ تھی۔ [illegible] ڈھانچوں کو دیکھا جو اندھیرے کے پیچھے [illegible] میں سے دو ڈھانچے سے بڑے [illegible] بڑھ رہے تھے۔ پاؤں پر [illegible]

دونوں انسانی قیدوں کے منہ سے سسکاریوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اپنے ساتھی جیسے بازو کو مشین پر لہراتے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جب قریب آئے تو مینر کو کریچ کریچ کی عجیب وحشتناک آوازیں آنے لگیں۔ مینر نے بہت کوشش کی کہ اپنے [illegible] کو ٹھکرا کر ان کا مقابلہ کرے۔ مگر وہ اپنے بازو [illegible] نہ سکا۔

انسانی قیدوں نے لجلجے سانپ جیسے بازو [illegible] کے جسم پر ڈال دیئے۔ مینر کو بجلی کے کرنٹ کے جھٹکے لگنے لگے۔ پھر انھوں نے اپنی زرد رنگ کی بڑی [illegible] کے منہ مینر کی گردن کے ساتھ لگا دیئے۔ مینر کو یوں لگا جیسے کسی نے باریک باریک کتنی ہی سوئیاں اس کی گردن میں چبھو دی ہیں۔ وہ چیخنا مارنا چاہتا تھا لیکن اس کی آواز گلے میں ہی پھنس کر رہ گئی۔ انسانی قیدوں سے [illegible] جسم کا خون پی رہے تھے۔

مینر کا ذہن برابر کام کر رہا تھا۔ اس کی قوتِ ارادی [illegible] ارادے کی طاقت باقی تھی۔ اس نے اپنی قوتِ ارادی سے کام لیتے ہوئے اپنے جسم کو پتھر بنا لیا۔ اچانک انسانی قیدوں نے اپنے منہ پیچھے کر لیے۔ کریچ کریچ کی آوازیں نکال کر جیسے وہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گرفتہ ہو۔ خانہ بدوش کے لڑکے بیٹھے تھے۔ دونوں
بچے بھاگتے ہوئے بوڑھے کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے
وہ آپس میں [illegible] باتیں کر رہے تھے۔ ان
کے [illegible] کے کانوں میں نہیں پڑ رہے تھے۔ وہ
[illegible]

[illegible] کے پیچھے جا کر کسی نے
زور زور سے حویلی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھلنے پر
[illegible] نے عبیر سے کہا

"کیا تم [illegible] زبان سمجھ لیتے ہو؟"

عبیر نے کہا:

"[illegible]"

وہ مسکرا دیا۔

"آؤ باہر نکل آؤ"

عبیر نے کہا۔

"مجھے اپنے اندر اتنی طاقت محسوس نہیں ہو رہی"

بوڑھے نے اپنی بغل جیکٹ میں سے ایک چھوٹی
سی بوتل نکالی اور اسے عبیر کی پنڈلی میں
چبھو دیا۔ عبیر نے اپنا جسم ڈھیلا پڑتا محسوس کیا۔ اور
[illegible] واپس آتی محسوس ہوئی وہ حویلی سے

نکل کر باہر آگیا۔ بوڑھے نے عبیر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ
کیا۔ عبیر ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ایک [illegible] کے
پاس جا کر غائب ہو گیا۔ دیوار میں دروازہ کھلا اور
پہلے عبیر کو ساتھ لے کر اندر چلے گئے۔ [illegible]
جس میں دو اور بوڑھے دیوار کے ساتھ بیٹھے تھے۔

عبیر نے پوچھا

"تم لوگ اس [illegible] کے رہنے والے ہو"

کیا؟

بوڑھا مسکرایا اور بولا۔

"پہلے تم آرام سے بیٹھ جاؤ۔ پھر تمہیں
[illegible]"

عبیر نے کہا کہ ہو سکتا ہے [illegible] وہاں [illegible]
جائیں۔

بوڑھا بولا

"ہم نے سارا [illegible] دیکھ لیا ہے۔ لگتا ہے [illegible]
جسم تمہیں پسند نہیں آیا۔ [illegible]
کھلے ہو گئے ہیں۔ اب وہ کم از کم تین دن [illegible]
[illegible] کے پاس نہیں آئیں گے [illegible]
[illegible] شمس کی زمین کے [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible]

[illegible] نے پوچھا

[illegible] معلوم ہوا؟

[illegible]

[illegible] سیارے سے اغوا کر کے یہاں لائے [illegible] وہاں تمہاری زمین کی ایک لڑکی ہمارے [illegible] جس کا نام کیٹی ہے۔ اسے ہمارے [illegible] سائنس دان [illegible] کے سیارہ زمین [illegible] سے اغوا کر کے لائے تھے [illegible] تمہاری طرح اونچی اور [illegible]

[illegible]

[illegible] سیارے میں قید ہے؟"

[illegible] دوسرے [illegible]

[illegible]

[illegible] تمہارے سیارے [illegible] قید [illegible]

[illegible]

"وہ قید نہیں ہے۔ مگر نظر بند ضرور ہے۔ ہمارے سیارے پر سب لوگوں کے قد چھوٹے چھوٹے ہیں۔ کیٹی کو اس لیے اغوا کر کے [illegible] کیا تھا کہ اس کے جسم سے قد بڑھانے [illegible] جین نکال کر ہمارے سیارے کی عورتوں [illegible] جسم میں داخل کیے جائیں تاکہ ان کے بچے [illegible] قد کے پیدا ہوں۔"

جبر نے تشویش سے پوچھا۔

"کیٹی خیریت سے تو ہے؟"

چوتھے بونے نے کہا۔

"وہ تو خیریت سے ہے۔ کیونکہ جتنے جین ہمارے سائنس دان اس کے جسم سے نکالتے ہیں۔ چوبیس گھنٹے کے بعد اتنے ہی جین اس کے جسم میں دوبارہ پیدا ہو جاتے ہیں۔"

جبر نے اطمینان کا سانس لیا۔ پھر کہا۔

"تم لوگ یہاں کیوں قید ہو اور مجھے یہاں کس لیے قید کیا گیا ہے؟ کیا یہ انسانی تیندوے تمہارے بھی جسم کا خون پیتے ہیں؟"

چھٹا بونا کہنے لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] ان تیندوں کی [illegible] غذا انسانی خون ہے۔
[illegible] ان کے بالکل قریب واقع ہے۔
[illegible] مشینی آدمی ایک راکٹ میں بیٹھ کر [illegible]
[illegible] سیارے پر حملہ کرتا ہے اور
[illegible] چار بونے اغوا کر کے لے آتا ہے پھر
[illegible] تیندوے ان کا خون پینا شروع کر دیتے
[illegible] ایک [illegible] کے اندر اندر ہمارے جسم [illegible]
کا [illegible] بن جاتے ہیں۔ اور ہمارے اندر
[illegible] ہو جاتا ہے۔ پھر یہ انسانی تیندوے
[illegible] کھا جاتے ہیں۔ اور ہمارے
[illegible] تازہ چار بونے اغوا کر کے لے
[illegible] تم بدقسمتی سے یہاں پہنچ گئے۔ تو مشینی
[illegible] تک [illegible] موجودگی محسوس کر لی اور
[illegible] اغوا کر کے یہاں لے آیا۔ اگرچہ تمہارا
[illegible] راس نہیں آیا۔ مگر وہ تمہیں ایسے انجکشن
[illegible] کہ تمہارا خون میٹھا ہو جائے گا۔
[illegible] یہ نہ بتایا کہ اس کے اندر اتنی طاقت ہے
[illegible] وقت چاہے اپنے جسم کو پتھر بنا سکتا ہے۔
[illegible]

"کیا تم حوصلہ ہار کر بیٹھ گئے ہو؟ کیا تم یہاں سے
فرار نہیں ہونا چاہتے؟"
بونے آہیں بھرنے لگے۔ ایک بونا بولا۔
"بھائی یہاں سے فرار ناممکن ہے۔"
عنبر نے پوچھا
"کیا ان کے پاس کوئی راکٹ یا اڑن [illegible]
ہے؟"
دوسرے بونے نے کہا۔
"نہیں ——— صرف مشینی آدمی کے پاس ایک راکٹ
ہے۔ جس پر سوار ہو کر وہ ہر سال بونوں کو [illegible]
کرنے ہمارے سیارے پر جاتا ہے۔ [illegible]
تیندوے اس مشینی آدمی کو کنٹرول کرتے ہیں۔"
عنبر نے کہا۔
"میرے دوستو! اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ وہ راکٹ
کہاں ہے تو میں تم لوگوں کو یہاں سے نکال کر
تمہارے سیارے ——— تک پہنچا سکتا
ہوں۔"
چاروں بونے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ایک بولا۔
"تمہارا نام کیا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے عنبر نے آہستہ سے کہا۔
بڑا بوڑھا۔
"عنبر جانی! تم کو یہاں سے ایسے مرتے مرتے
بچنے پر جیران کیا جائے گا۔ اگر تم وقت سے
پہلے مرنا چاہتے ہو تو یہاں سے فرار ہونے کی کوشش
نہ کرکے دیکھ لو"

عنبر کے لیے ان لوگوں پر اپنی غیر معمولی طاقت
کو ظاہر کرنا ضروری ہو گیا تھا تاکہ ان لوگوں کا تعاون حاصل ہو
سکے۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کی غیر معمولی طاقت اس
سے واپس آگئی ہے۔ عنبر نے ان بوڑھوں پر
اپنی طاقت کا رائے فاش کیا تو پتے کو اپنی بینائی واپس آ گئی۔
اور وہ پھر سے چیخنے لگے۔ مگر جب عنبر نے انہیں
دیوار سے ایک بڑے پتھر کو محض ایک مکا مار کر توڑ
کر دکھایا تو وہ سہمے سہمے بیٹھ کر رہ گئے

ان میں سے جو بزرگ بوڑھا تھا وہ سوچ میں پڑ گیا۔
پھر بولا۔
"عنبر تمہاری طاقت انسانی تخلیق سے زائل
کر دیتی ہے۔ تمہاری کی لہروں اور مشینی آدمی
باہر سے نکلنے شعاعوں کا اثر تمہاری طاقت

کو معطل کر دیتا ہے؟"
دوسرا بوڑھا بولنے لگا۔
"اس کا ایک ہی علاج ہے کہ دونوں مشینوں
تخلیقوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ ہم کمزور اور
چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں عنبر طاقتور آدمی ہے
یہ انسانی تخلیق سے کو مات کے گھاٹ اتار سکتا
ہے"
"مگر کیسے؟" عنبر نے پوچھا۔ "کیا انسانی تخلیق
کی شعاعوں کا اثر دوبارہ مجھ پر ہو گا؟"
"کیا تم پر اپنی سبز شعاعوں کا اثر نہیں کر سکتا
گا؟"
"اگر تم میں واقعی اتنی طاقت ہے کہ تم ایک
بہت بڑے چٹانی پتھر کو معمولی ہاتھوں میں اٹھا
سکو تو ہم یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں"
عنبر نے کہا۔
"میں بھاری سے بھاری پتھر کو اٹھا سکتا ہوں۔
تم مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہو گا؟"
بزرگ بولے نے کہا۔
"آؤ میرے ساتھ۔ یہ دونوں خوفناک تخلیقوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہاڑ کے اندر ایک کھوہ میں چھوٹے سے حوض میں رہتے ہیں۔ اس حوض کے کنارے پر ایک بہت بڑا چٹانی پتھر ہے۔ اگر تم اس پتھر کو اٹھا کر

——— حوض میں ان دونوں تیندوؤں کے اوپر پھینک دو تو دونوں کے سر کچلے جائیں گے۔ ان کے مرتے ہی مشینی آدمی کی طاقت بھی ختم ہو جائے گی۔ پھر ہم اس کے راکٹ کی مدد سے یہاں سے نکل جائیں گے۔

عنبر بولا۔

"[illegible] کہ میں اس حوض تک کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ میں یہ کام ابھی جا کر کرنا چاہتا ہوں۔"

بزرگ بونے نے کہا۔

"اس وقت تم وہاں نہیں جا سکو گے۔ کیونکہ دونوں تیندوے جاگ رہے ہیں اور کھوہ کے دروازے پر بیٹھے ہوں گے۔ رات کو جب وہ حوض میں جا کر گہری نیند سو جاتے ہیں، تب تم جا کر حملہ کر سکتے ہو۔"

عنبر نے پوچھا کہ مشینی آدمی اس وقت کہاں ہوگا؟

بزرگ بونے نے کہا

"اس وقت وہ بھی اپنے مشینی کمرے میں پڑا ہوتا ہے۔ چونکہ انہیں یقین ہے کہ ہم حوض تک پہنچ کر چٹانی پتھر کو ہلا بھی نہیں سکتے اس لیے انہوں نے کوئی حفاظتی اقدام نہیں کر رکھا۔"

عنبر نے کہا۔

"بہت خوب۔ میں رات ہونے کا انتظار کروں گا۔"

عنبر ان کے پاس بیٹھا دیر تک کیٹی کے بارے میں باتیں کرتا رہا۔ پھر جب رات گہری ہو گئی اور بزرگ بونے نے بتایا کہ اب اس کے حملہ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ بزرگ بونے نے یہ کہہ کر عنبر کو ساتھ لیا اور ایک دوسرے تنگ دروازے سے نکل کر ٹیلے کی ایک تنگ و تاریک سرنگ میں داخل ہو گیا۔ یہ سرنگ چڑھائی چڑھتی تھی۔ کافی اوپر جا کر سرنگ کی ڈھلان شروع ہو گئی۔ ایک جگہ پہنچ کر بزرگ بونا رک گیا۔ اس نے عنبر کو کان نیچے کرنے کو کہا۔ عنبر نے اپنا سر نیچے کر کے اپنے کان بزرگ بونے کے منہ کے ساتھ لگا دیئے۔ بزرگ بونے نے سرگوشی میں کہا۔

"یہاں تمہارے قدموں کی چاپ کی آواز نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنی چاہیئے وہ مشعلی کمرہ قریب ہی ہے جس
میں مشعلی آدمی پڑا ہے۔ وہ ذرا سی بھی آواز
سنتے ہی چوکنا ہو جائے گا۔ پھر ہمارا
واپس پہنچنا ناممکن ہے نا

بوڑھا پہاڑ چھوٹی سرنگ کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے اشارہ
کیا تو بچے نے بزرگ بونے کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ وہ سنبھل
سنبھل کر قدم رکھتا سرنگ میں آگے نکل گیا۔ بزرگ
بونہ اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ ایک جگہ بزرگ بونے نے
دائیں جانب مڑنے کو کہا۔ دائیں جانب سرنگ آگے جا کر
اندھیرے میں گم ہو گئی۔

بزرگ بونا بچے کی گود میں تھا۔ اس نے عنبر کے کان
میں کہا۔

"یہاں سے آگے دور تک وہ حوض آ رہا ہے جس
میں دونوں انسانی قیدی سو رہے ہیں۔ مجھے
ان کے خراٹوں کی ہلکی سیٹی کی آواز آ رہی ہے"

عنبر نے بزرگ بونے کو وہیں اتار دیا۔ بزرگ بونے نے
کہا۔

"میں اسی جگہ چھپ کر بیٹھتا ہوں تم جا کر اپنا
کام کرو۔ اگر خطرہ دیکھا تو شور مچا دوں گا"

انسانی قیدیوں سے جان چھڑانے کا طریقہ
دیں۔"

عنبر نے اسے تسلی دی اور سلطان رنجف کا اشارہ کیا
اور خود سرنگ کے فرش پر لیٹ گیا۔ اور دھیرے دھیرے
آگے بڑھنے لگا۔ وہ بہت ہی محتاط ہو کر آگے بڑھ رہا
تھا۔ اسے انسانی قیدیوں کے خراٹے بھرنے کی مسلسل
آواز آ رہی تھی۔ جوں جوں وہ آگے بڑھ رہا تھا آواز
صاف ہوتی جا رہی تھی۔

یہاں تک کہ عنبر کو ایک بہت بڑا چٹانی پتھر نظر آیا۔
حوض کے کنارے پر ذرا سا جھکا ہوا کھڑا تھا۔ عنبر نے
آہستہ سے آگے جا کر دیکھا کہ اس پتھر کے نیچے
چھوٹا سا حوض ہے۔ عنبر نے اپنا چہرہ حوض کے کنارے سے
ساتھ لگا دیا۔ حوض کا پانی اندھیرے میں بھی تھوڑا
چمک رہا تھا۔ اس پانی میں عنبر نے ان بیس دیو ہیکل انسانی
کھوپڑیوں والے قیدیوں کو دیکھا کہ پانی کی تہہ میں مزے
سے پڑے سو رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں ایسے بازو تھے
ساتھ چپکے ہوئے ہیں۔

یہ بڑا نازک وقت تھا۔ ذرا سی آواز ان خونی انسانی
قیدیوں کو جگا سکتی تھی۔ اور عنبر کی طاقت ختم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مثل منہ سانپ کی طرح رینگ رینگ کر حوض کے دوسرے کنارے تک گیا۔ پٹھان کہ پتھر کے پاس آکر وہیں لیٹ گیا۔ اس نے دیکھا کہ چٹانی پتھر کا سائز اتنا تھا کہ اگر وہ اسے حوض میں گرا دیتا ہے تو وہ حوض کے اندر گر کر دونوں کنارے کو چھو لے گا۔

بوڑھے بونے نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا تھا۔ منہ بزرگ بننے کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ اب اس نے بڑی آہستگی سے اپنے دونوں ہاتھ آگے کو نکالے اور ہاتھوں سے چٹان پتھر کو دونوں طرف سے پکڑ لیا۔ یہ پتھر ایک بڑے برف کے ٹکڑے کی طرح تھا اور زمین کے اندر گڑا ہوا تھا۔

بونا اسے اس طریقے سے ہی نہیں ہلانا چاہتا تھا کہ پتھر کے ٹوٹنے کی آواز پیدا ہو۔ وہ ایک ہی جھٹکے سے اسے حوض میں گرا دینا چاہتا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ اس کے ہاتھ پتھر پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہوں اور وہ ایک ہی جھٹکے سے اسے حوض میں گرا سکے۔

منہ نے اپنے ہاتھوں کی مضبوطی کو جانچا۔ ہاتھوں کو صحیح زاویے سے پتھر کی دیوار پر نیچے جمایا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کا ایک ہی جھٹکا پتھر کو گرانے کے لیے کافی ہوگا۔ تو اس نے آنکھیں بند کر کے اللہ میاں

سے دعا مانگی کہ وہ اس کی مدد فرمائے اور پھر زور سے اٹھ کر کھڑے ہوتا کہ بیٹھ گیا۔ حوض میں ایک تھرتھراہٹ کی سنسنی کی آواز آنا بند ہو گئی۔ منہ نے ایک دم محسوس کیا کہ اوپر نکلا یہ پتھر کو گرا دینے کے بعد منہ کی آواز تھی اور اس نے اتنی زور سے پتھر کو دھکا دیا کہ دوسرے لمحے ایک کان خیز دھماکے کے ساتھ پتھر حوض میں گر گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آخری چیخ

سرنگ کی بند فضا میں دو چیخیں بلند ہوئیں۔
انسانی تیندوں کی آخری چیخیں تھیں۔ سرنگ میں
بزرگ بونا بھاگتا ہوا عنبر کے پاس آیا اور حوض میں گرے
ہوئے [illegible] کرتالی بجانے لگا۔ پھر عنبر کی ٹانگ سے
لپٹ گیا۔

عنبر تم نے کمال کر دیا۔ اب چلو چل کر مشینی
آدمی کا انجام بھی دیکھتے ہیں۔

جب وہ مشینی آدمی کے کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا
کہ [illegible] منہ کے بل فرش پر گرا پڑا تھا۔ اور اس
کا [illegible] گردن سے الگ ہو گیا تھا۔ بزرگ بونے نے
خوشی کا نعرہ بلند کیا

عنبر زندہ باد۔

[illegible] بونے بھی بھاگتے ہوئے وہاں آ گئے
حوض میں پتھر کے گرنے کا دھماکہ اور انسانی تیندوں کی

آخری چیخیں انہوں نے بھی سن لی تھیں۔ وہ اس فتح کی خوشی
میں ناچنے لگے۔ عنبر نے پوچھا کہ وہ راکٹ کہاں ہے جس پر سوار
ہو کر مشینی آدمی ان کے سیارے پر جایا کرتا تھا۔

بزرگ بونا عنبر کو لے کر ایک سائیڈ روم میں [illegible]
ایک لانچنگ پیڈ بنا ہوا تھا۔ اس لانچنگ پیڈ پر ایک [illegible]
کھڑا تھا۔ جس کے ساتھ سیڑھی لگی تھی۔ اوپر سے پہاڑی کا دہانہ
کھلا تھا۔ جس میں سے زرد اور لال رنگ کے ستارے [illegible]
تھے۔

عنبر نے راکٹ کو چیک کیا۔ بزرگ بونا تجربہ کار [illegible]
تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ راکٹ میں ایندھن بھرا ہوا تھا۔ جب دل
چڑھا تو عنبر نے بونوں سے کہا کہ وہ اپنے درخت دوستوں سے
ملنا چاہتا ہے۔ بونے راکٹ چیکنگ اور صفائی میں مصروف ہو
گئے۔ اور عنبر اپنے درخت دوستوں کی طرف نکل گیا۔

سب سے پہلے وہ اپنے چھوٹے درخت دوست سے ملا۔ چھوٹے
درخت نے کہا کہ بزرگ درخت سے بھی جا کر ملو۔
بزرگ درخت کے پاس گیا تو اس نے کہا۔

"میں جانتا ہوں تم نے بہت بڑی فتح حاصل کی ہے
عنبر۔ تم نے اس سیارے کے دو ایسے موذی
انسانی تیندوں کو ہلاک کیا ہے۔ جو ایک مدت سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں ختم کر رہے تھے۔ اب تم پُراسرار مینار میں
[illegible] کر دیکھو کہ تمہاری فتح کی خوش خبری
[illegible] ایک اور [illegible] انتظار
[illegible] ہے۔

[illegible] سے مینار کی طرف میں پڑا بزرگ درخت
نے [illegible] سے انکار کر دیا تھا۔ عنبر مینار کی دوسری
[illegible] کر اندر چلا گیا۔ یہ گول کمرہ تھا۔ کمرے میں
[illegible] کھلنے سے ذرا سی روشنی ہوئی تو عنبر کو کسی
لڑکی کی کمزور سی آواز سنائی دی۔

"[illegible] میرے اندر جو تھوڑا سا خون رہ گیا ہے
[illegible] ختم کر دو اور ——— اور ——— اور مجھے
اس [illegible] سے نجات دلاؤ۔"

عنبر نے کھڑکی پوری کھول دی۔ کمرہ روشنی سے بھر گیا
عنبر نے دیکھا کہ ایک کمزور سی دبلی پتلی لڑکی فرش پر آنکھوں
پر بازو رکھے لیٹی ہے۔ عنبر نے اس کی زبان میں کہا۔

"بہن! تم کون ہو؟"

لڑکی نے اپنی زبان میں کسی مرد کو جواب دیتے سنا تو بازو
ہٹا کر عنبر کی طرف دیکھا۔

"تم ——— تم کون ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"میں نظام شمسی کی زمین کا باشندہ ہوں
مگر تمہاری شکل ہماری زمین کی عورتوں [illegible]
کیا تم بھی ہماری زمین کی ہو؟ مگر تمہاری [illegible]
تو کسی دوسرے سیارے کی لگتی ہے۔"

لڑکی نے کہا۔

"میرا نام [illegible] ہے۔ میں [illegible] کے سیارے
سے آگے دوسرے سیارے کی رہنے والی
ہوں۔ یہاں دو خونی تیندوے رہتے ہیں ان کا
[illegible] مجھے اغوا کر کے یہاں لے آیا تھا۔ دو
ہفتے سے یہ تیندوے رات کو آ کر میرا خون پی
رہے ہیں۔"

لڑکی کی آواز میں کمزوری تھی۔ عنبر نے اس کے سر
ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اٹھا کر بٹھایا اور کہا۔

"بہن! تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ دونوں تیندوے
کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب تم آزاد ہو۔"

لڑکی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ اس نے عنبر کا بازو
تھام لیا

"تم سچ کہہ رہے ہو بھائی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

...ے سیارے یہاں سے نکل آؤ۔ تمہیں خود
...ہو جائے گا"

...ے نے کی مدد سے لڑکی بڑا عرش کر بیمار سے
...ا اور اسے لے کر جوانوں کے پاس آ گیا۔ وہ
...کو دیکھ کر اور بولنے اسے دیکھ کر حیران بھی ہوئے
...بھی مشین دوبارہ کی ٹوٹی پھوٹی تاش دیکھ کر
...کی تاش کی جان میں جان آئی۔

...ے نے کہا

...ہم یہاں سے سیدھا راکٹ میں بیٹھ کر
...کے سیارے میں جا رہے ہیں وہاں
...ے تمہیں دوسرے راکٹ میں بٹھا کر تمہارے
...سیارے کی طرف روانہ کر دیا جائے گا"

...کی تمام تر عرش سے چھوڑ اٹھی۔

اب بڑے جوش و خروش سے اس نوجوار مقلوں
...والے سیارے سے پرواز کرنے کا کام شروع ہو گیا
راکٹ بالکل درست حالت میں تھا۔ اس کے ٹینک نا
گیس سے بھرے ہوئے تھے۔ شمسی توانائی کا نظام
اوپر تھا۔ بزرگ بڑا راکٹ کو پائلٹ کرنے والا تھا۔
...ے انجینیر اور خلا باز بن گئے۔

بزرگ بولے نے نہایت اعتماد سے راکٹ
روسٹ کو اپنے سیارے کی جانب سیٹ کیا۔
میں سوار ہو گئے۔ اور پھر ایک رات یہ راکٹ لا
سے بلاسٹ آف ہو کر خلا کی جانب روانہ ہو گیا
کے مدار سے نکلتے وقت راکٹ کو ایک شدید قسم کا
لگا۔ مگر بزرگ ...نے نے راکٹ کو بڑی مہارت
کر رکھا تھا اب راکٹ خلا میں آ گیا۔ خلا میں
کی رفتار بھی بہت تیز ہو گئی۔ اور جھٹکوں کا سلسلہ بھی
پر رک گیا۔ کیونکہ خلا میں فضا نہیں ہوتی

ایک بار پھر وقت کا احساس ختم ہو گیا باہر
دن تھا۔ نہ رات تھی۔ کیونکہ دن اور رات ہوا
اس لیے ہوتے ہیں کہ ہوا کی زمین اپنے مرکز کے گرد
گھومتی ہے۔ جب اس کا ایک رخ سورج کے سامنے آتا ہے
تو وہاں دن ہو جاتا ہے۔ اور جو رخ دوسری طرف ہوتا
ہے وہاں رات ہوتی ہے مگر راکٹ خلا میں تھا اور سورج
سیارے راکٹ سے لاکھوں اربوں کلومیٹر کے فاصلے
پر تھے۔ راکٹ کے باہر ایک جیسی حالت تھی۔ آسمان
کا وہی کالا سیاہ رنگ اور ایک ہی حالت میں دمکتے
زرد پیلے اور سفید ستارے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چونکہ سورج ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ زیادہ روشنی دیتے
ہیں۔ سیارے چونکہ ٹھنڈے ہوتے ہیں، اور ان پر
[illegible] روشنی پڑتی ہے اس لیے وہ اتنے زیادہ
[illegible] نہیں آ رہے تھے ان کا رنگ خلا میں پھیکا
[illegible] تھا۔

[illegible] سفر میں نامعلوم مدت گزر جانے کے بعد بزرگ
[illegible] کو دور ایک ہلکے نیلے روشن نقطے کو راڈار
سکرین پر دکھایا۔ اور کہا کہ یہ ہمارا سیارہ ہے۔ منہ بڑے
[illegible] اس نیلے سیارے کو دیکھنے لگا۔ جہاں کیٹی موجود تھی۔
منہ کو بڑی خوشی اور دہی تھی کہ ایک مدت کے بعد وہ
کیٹی سے ملاقات کرے گا۔

یہ نیلا سیارہ قریب سے قریب تر آ رہا تھا۔ راکٹ
کی رفتار اتنی تیز تھی کہ تھوڑی دیر بعد ہی نیلا سیارہ
ہماری [illegible] کی طرح گول اور بڑا ہو گیا۔ اب بزرگ بونے
نے اپنے سیارے کے کنٹرول ٹاور سے وائرلیس پر باتیں
شروع کر دیں۔ اور انہیں اپنے بارے میں بتایا کہ وہ اس
سیارے کے باشندے ہیں۔ اور اپنے ساتھ دو دوستوں
کو لے کر [illegible] رہے ہیں۔

انہیں خلائی اڈے پر اترنے کی اجازت دے دی

[illegible] راکٹ جونہی سیارے کی [illegible] داخل ہوا تو اسے
[illegible] بار پھر شدید جھٹکا لگا اور سیارے کی زبردست
[illegible] کی وجہ سے راکٹ کی رفتار تباہ کن ہو گئی۔ لڑکی
[illegible] گھبرا گئی مگر بزرگ بونے نے الٹا راکٹ [illegible]
[illegible] کنٹرول کر لیا اور راکٹ آہستہ آہستہ نیچے اترنے
[illegible]

[illegible] منہ نے دیکھا [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۔ ۔ جماعے چیف کی دعوت قبول کر کے شاہی
گیسٹ ہاؤس میں خاموشی سے رہنا شروع کر
۔ ۔ دن آگے دیکھا جائے گا ۔

۔ ۔ ڈاکٹر اطلس کو بھی حیرت نے سارے حالات
۔ ۔ تھا ۔ کیپٹن سے مبتری ملاقات ہو سکی
۔ ۔ نے ایک بلند عمارت میں حراست میں رکھ
۔ ۔ تھا مبتر کو گیسٹ ہاؤس میں آئے ایک دن
۔ ۔ تھا ۔ رات کو بستر پر لیٹے لیٹے اسے محسوس
ہوا کہ اس کا دم گھٹ رہا ہے وہ گھبرا کر بستر سے
۔ ۔ ہے ہوش ہو کر گر پڑا ۔ اس کی وجہ وہ
۔ ۔ آنے والی شعاعیں تھیں جو چھت کے ایک سوراخ
سے نکل رہی تھیں ۔ ان ہی شعاعوں نے مبتر کو بے
ہوش کر دیا تھا

ڈاکٹر اطلس نے کمرے میں داخل ہو کر ۔ انہوں نے
کی رپورٹ کی فائل میں ایک باریک ۔ شعاعوں کی موجودگی
کر لیا اس میں سے وہ خاص چیز نکالنے شروع کیے
جو اس بڑھاپے کے ۔ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے
کہ جوان کے جسم ۔ داخل ہوتے ہی ٹوٹ گئی ۔

ہوش ہونے کے ساتھ ہی مبتر کا جسم اپنی اصلی
پر آگیا تھا ۔ یہ بڑھاپے سائنس دان کی
ان نے دو تین بار کوشش کی مگر ہر بار ناکامی
ہی ۔ انہوں نے سوچا کہ شاید اس انسان کے جسم
سائنس ایسی ہے کہ اس کے خون کے ذرے جمع کر
ہو جاتے ہیں ۔ انہوں نے چیف کو جا کر اپنی
کر دی چیف نے کہا ۔

اس مبتر نوجوان کو ابھی کچھ نہ کہا جائے
اور دوسری لڑکی ڈاکٹر کے جسم سے جیتر
نکالنے کا کام جاری رکھا جائے ۔

مبتر کو ہوش آیا تو اسے اپنی کمر میں معمولی سی
محسوس ہوئی وہ سمجھ گیا کہ وہ سب ہو چکا کہ
اس کے جسم سے جیتر نکالنے کی کوشش
ہے ۔ صبح وہ ڈاکٹر کے کمرے میں گیا تو وہ کمر میں
کی شکایت کر رہی تھی ۔ مبتر نے اسے بتا
یہ لوگ اس کے جسم سے جیتر نکال رہے ہیں ۔
مبتر نے غسل دیا اور کہا کہ وہ ناشتہ
تب تک میں چلا جاؤں اور وہ وہاں سے فرار ہو جائے ۔
ناشتہ کرنے کے دوران میں مبتر سے ملاقات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] بتایا کہ [illegible]
[illegible] علاج کر دی گئی ہے۔ میرے ساتھی سے ہوا۔
"کیا تو بہت خوش ہوئی ہو گی؟"
"ہاں۔" بزرگ بولے تھے کہا۔ "وہ بہت خوش ہوتی ہے۔ اور وہ تم سے ملنے کی خواہش مند ہے۔ مگر جانتی ہے کہ ابھی ایسا نہیں ہو سکتا۔"
میرے نے بزرگ بولے کو بتا دیا کہ کس طرح [illegible] کے ساتھیوں آئے تھے اور اسے بے ہوش کر کے لے گئے تھے۔ اس کے جسم سے میرے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ بزرگ بولے مسکرائے۔
"مجھے ساری رپورٹ مل گئی ہے۔ چیف کا خیال ہے کہ تمہارے لوٹ کے لیے [illegible] بہر حال وہ تمہارے جسم میں ایک خاص دوائی داخل کر دے گا جس سے خلیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔"
"ہاں۔"
میرے نے کہا۔
"محترم دوست! اگرچہ مجھے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا لیکن اس دوائی سے میرے کی زندگی کو خطرہ

ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے۔ ہمیں یہاں سے فرار کر دینے کی کوئی ترکیب سوچو۔"
بزرگ بولے سنجیدہ ہو گئے پھر وہ [illegible] ہلانے لگے۔
"اب کوئی ترکیب سوچنے میں [illegible] کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ چلا گیا۔"
چیف [illegible] میرے کے جسم میں [illegible] دوائی داخل کرنے کی تیاری شروع ہو [illegible] میں یہ انجکشن تیار کیا جا رہا تھا [illegible] چلا گیا کہ میرے ہی وہاں آ گیا [illegible] میں یہ بتین تھی مگر اسے عمارت سے خالص کرنے سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی کرے گے۔ وہ [illegible] شاید میں چھوڑ دی گئی تھیں ان سے بچانے سے کیا کی موت واقع ہو سکتی ہے۔"
وہ روز کرنے لگے۔ مزید مذاکرات کے جسم سے ہر رات میرے نکالے جا رہے تھے۔ وہ کمزوری محسوس کرنے لگی تھی۔ میرے کو بھی پتے کرنے سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ [illegible] میں سے گزرنے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ [illegible] تھا کہ ان کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کے جسم پر کیا ردِ عمل ہوا؟

چوتھی چار روز گزر گئے۔ پانچویں روز آدھی رات کو عنبر اپنے بستر پر لیٹا بے چینی سے پہلوبدل رہا تھا کہ دروازہ کھلا۔ عنبر نے چھت کی دھیمی روشنی میں دیکھا بزرگ بابا اس کی طرف تیز تیز قدم اٹھاتا بڑھا آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی۔ اس نے آتے ہی

"یہ اس شیشی میں خالص دوائی ہے۔ اس دوائی کو ہلکی ہلکی ہلکی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوکھ اُٹھی۔

"ناگ! اس زمین پر ہمارے وہی واقعات گزر رہے ہیں۔ جو کبھی ہماری زمین پر گزر چکے ہیں!"

ناگ نے تعجب سے پوچھا

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

تھیوساگ مسکرایا۔

"ناگ! یہ خلائی سائنس ہے۔ ہماری زمین کے واقعات گزر چکے ہیں وہ خلا میں موجود ہیں۔ ان واقعات کی شعاعیں اسی طرح جاتی ہیں جب یہ شعاعیں خلا میں گھومتی ہوئی اس سیارے سے ٹکرائیں گی تو ہماری زمین جیسی اب وہ ہے ویسی ہی ان شعاعوں کا عکس پھر اس سیارے پر پڑنے لگا اور وہی حالات اور واقعات پھر سے رونما ہونے لگے ہیں۔ ہم ان شہروں میں ان لوگوں کو چلتے پھرتے دیکھ رہے ہیں جو اصل میں مر چکے ہیں۔ اصل میں صرف اپنے عکس کی شکل میں اپنی گزری ہوئی زندگی دہرا رہے ہیں۔ مگر انہیں اس کا علم نہیں

تھیوساگ بھی اوشا اور ناگا سے اجازت لے کر نیچے خلائی جہاز میں تھیبر کی مہم پر زمین کی طرف روانہ ہو گئے تھے کہ اچانک ایک نئے سورج نے انہیں اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا تھا۔ اور تھیوساگ نے جہاز کا رُخ مجبور ہو کر اس نظام شمسی کی طرف کر دیا تھا۔ انہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ کس نظام شمسی کی طرف جا رہے ہیں اور وہاں کے سیارے پر اُتریں گے۔ اور کیا وہاں کوئی مخلوق آباد ہو گی یا نہیں۔

اچانک جہاز بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اس نئے سورج کے مدار میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک سیارے نے انہیں اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا تھا۔ تھیوساگ نے کمپیوٹر پر حساب لگا کر بتایا کہ یہ سیارہ ہماری زمین کی طرح ہے مگر ہماری زمین نہیں ہے۔ جوں جوں سیارہ قریب آ رہا تھا ان کی باتیں دریافت ہو رہی تھیں۔

ناگ نے پوچھا۔

"اگر یہ ہماری زمین نہیں ہے تو ہماری زمین کے حالات اس پر کہاں سے پیدا ہو گئے ہیں"

تھیوساگ نے خلائی ڈوری اون کر دیا مسکرایا۔

"اے شہر میں سوگریں، تب پتہ نہ آسکے تو وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راکٹ پھٹ گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

...ہا تھا۔ ناگ ...ے ساتھ ساتھ عقاب
...ی شکل میں اڑ رہا تھا۔ سمندر قریب آ رہا تھا۔ ...
پھر تھیو ساگ سمندر میں گر گیا۔ سمندر میں گرتے ہی
...ں نے تیر اڑوٹ کو اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ ناگ اس کے
اگلی اوپر آ گیا تھا۔ تھیو ساگ نے ساحل سمندر کی طرف
تیرنا شروع کر دیا۔

...ی نے فضائی جہاز میں سے ہی دیکھ لیا تھا کہ
سمندر کا کنارہ ویران سے دور نہیں ہے اور کنارے پر
...ی بستی جو شہر پناہ تھا۔ یہ بادبانی کشتیوں کا
...ہی ہوا کرتا تھا۔ اور وہاں پر تجارت کے لیے
...ک تھیو ساگ سے اوپر اڑ رہا تھا تھیو ساگ
...ہا تھا۔ سمندر پرسکون تھا۔ وہ تیر
...ہا تھا۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ...
...ت کی سیاہ چٹانیں نظر آنے لگی تھیں۔ ان چٹانوں
...ا ٹیلہ جس پر کسٹم والوں کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ ...
...اس طرف آ گیا۔

شیلٹر سے کیپٹن نے تھیو ساگ کو سمندر میں تیرتے
دیکھ لیا تھا۔ شیلٹر بڑی تیزی سے تھیو ساگ کے پاس
...ا۔ تھیو ساگ کو شیلٹر پر اٹھا لیا گیا۔ کیپٹن نے

...

...م کے سپاہیوں نے تھیو ساگ کو غور سے دیکھا۔ تھیو ساگ
...ا لباس چمکیلا تھا اور اس کے جسم سے چمٹا ہوا تھا۔ کیپٹن
...نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور سمندر میں کہاں سے آیا
...ہے؟ کیپٹن اور کسٹم کے عملے کو یقین تھا کہ تھیو ساگ سمگلروں
...ساتھی ہے اور کسی مشن پر جا رہا ہے۔ تھیو ساگ نے
...ا۔

"میرا نام تھیو ساگ ہے۔ میں آپ کشتی میں اکیلا
سمندر کی لہریں کو نکلا تھا کہ کشتی لہروں میں پھنس
کر ڈوب گئی۔"

کیپٹن کو تھیو ساگ کے بیان پر یقین نہ آیا۔ اس نے
...ں کی تلاشی لی۔ تھیو ساگ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ
...ے کر ساحل پر آ گیا۔ اب یہاں آ کر تھیو ساگ
...پتہ چلا کہ وہ پاکستان کی مشہور بندرگاہ ہی شہر کراچی میں آ
...یا ہے۔ ناگ عقاب کی شکل میں اس کے اوپر اڑ رہا تھا۔
...ہو کر اپنی کسٹم والوں کی عمارت پر آ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر
...م کے افسر تھیو ساگ سے باتیں کچھ کرتے رہے لیکن چونکہ
تھیو ساگ سے کوئی شے برآمد نہیں ہوئی تھی اس لیے اسے
...چھوڑ دیا گیا۔

تھیو ساگ باہر آیا تو سامنے ناگ کھڑا ہوا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سب ٹھیک ہے ناں؟" ناگ نے پوچھا۔

تھیوسانگ نے سر ہلا کر کہا۔

"سب ٹھیک ہے۔ لیکن ہم جس سیارے پر ہیں وہ تمہاری زمین کا ہم زاد سیارہ ہے اور یہ کراچی کا شہر ہے اور زمانہ ۱۹۸۶ء کا ہے۔"

ناگ بولا۔

"مجھے اس کا علم ہو چکا ہے۔ تھیوسانگ ایک امید بندھتی ہے کہ ہو سکتا ہے ماریا سے یہاں کسی جگہ ملاقات ہو جائے۔ کیونکہ ہم نے اسے اسی زمین کے سیارے پر ۱۹۸۶ء عیسوی میں ہی جزیرے پر چھوڑا تھا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں اور ماریا جی کی شکل میں تھی اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کراچی شہر کی بلیوں پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔"

"ایسا ہی کریں گے۔" ناگ نے کہا۔

تھیوسانگ اور ناگ کسٹم والوں کے دفتر سے نکل کر شہر کو جانے والی سڑک پر روانہ ہو گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں رہنے کے لیے ہمیں روپوں کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ یہاں روپوں کے بغیر ایک دن بھی نہیں گزر سکے گا۔"

ناگ بولا۔

"میرے ہوتے ہوئے تمہیں روپے پیسے کی فکر نہیں کرنی چاہیے تھیوسانگ۔ صبر اور گیٹی تو ہم سے بچھڑ چکے ہیں۔ دعا کرو کہ یہاں ماریا سے ملاقات ہو جائے۔"

وہاں سے شہر کراچی کافی دور تھا۔ چونکہ ان دونوں کو تھکن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے وہ چلتے چلے گئے۔ گرمی بھی خاصی پڑ رہی تھی۔ لیکن ناگ اور تھیوسانگ کو گرمی بالکل نہیں لگ رہی تھی۔ ناگ نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تھیو! یہ تو معلوم کرو کہ تمہاری طاقت واپس آئی ہے کہ نہیں؟"

تھیوسانگ بولا۔

"تم نے خوب یاد دلایا۔ ابھی آزما کر دیکھتا ہوں۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ سڑک سے ہٹ کر ایک چھوٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ٹیلے کی اوٹ میں آگیا۔ ناگ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ تھیوسانگ نے دیکھا کہ ایک بڑا سا پتھر زمین پر پڑا ہے۔ اس نے پتھر کو اپنی خاص انگلی سے چھوا۔ اور دل میں اس کے چھوٹا ہونے کا ارادہ کیا۔ یہ دیکھ کر ناگ اور تھیوسانگ خوشی سے اچھل پڑے کہ پتھر جو کافی بڑا تھا۔ چھوٹا سا روڑا بن چکا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"اس بے چارے پتھر کو پھر سے بڑا کر دو۔ کہیں ہمیں بڑا بھلا نہ کہتا رہے۔"

تھیوسانگ نے دوسری انگلی لگائی۔ پتھر پھر بڑا ہو گیا۔ وہ یہ سے کراچی شہر کی عظیم الشان بلڈنگیں نظر آ رہی تھیں۔ سڑک پر نئے ماڈل کی کاریں گزرنے لگی تھیں۔ لمبی لمبی بسیں اور ٹرک بھی چل رہے تھے کبھی کوئی رکشا بھی گزر جاتا تھا۔

ناگ اور تھیوسانگ باتیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ ناگ اسے بتا رہا تھا کہ وہ یہاں کسی سانپ کی مدد سے کسی خفیہ خزانے میں سے کچھ ہیرے جواہرات نکال لے گا۔ اور انہیں بیچ کر وہ کچھ روپے اپنے خرچے کے لیے حاصل کر لیں گے۔ تھیوسانگ بولا۔

"ناگ یار ہم کسی خزانے سے ہیرے نکالنے کی بجائے یہاں اپنا شو کیوں نہ کریں۔ میرا مطلب ہے ہم اس شو میں ٹکٹ لگا کر لوگوں کو اپنے طلسمی کرتب دکھائیں گے اور یوں ذرا دل بھی بہل جائے گا۔ روپے بھی اکٹھے ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے اخبار میں ہمارا اشتہار اور تصویریں چھپی دیکھ کر اگر ماریا یہیں کہیں ہو تو وہ بھی ہمارے پاس آ جائے۔"

ناگ نے کہا۔

"تمہارا یہ خیال مجھے پسند آیا ہے۔ اس طرح سے ماریا کے ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ہم اخبار میں جادو کے کرتبوں والے شو کا جو اشتہار چھپوائیں گے۔ اس میں اپنی تصویریں بھی دیں گے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ اب ہم شہر میں چل کر کسی ایسے آدمی سے بات کرتے ہیں جو ہمارے لیے اس شو کا بندوبست کر سکے۔"

یہ نئی باتیں کرتے اور جادو کے شو کا منصوبہ پکا کرتے تھیوسانگ اور ناگ کراچی شہر میں پہنچ گئے۔ وہ دیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے کراچی کی کشادہ، شاندار اور بارونق سڑکوں پر گھومتے
رہے۔ آخر وہ ایک سینما ہاؤس کے سامنے پہنچے تو انہوں نے
دیکھا کہ لوگ ٹکٹ لے کر اندر جا رہے تھے۔ ناگ پہلے
بھی کراچی شہر کی سیر کر چکا تھا۔ اس نے تھیو ساگ سے
کہا۔

"میری رائے میں اس سینما ہال کے مالک سے
بات کی جائے کہ ہم جادو کے کرتبوں کا مظاہرہ
کرنا چاہتے ہیں"

تھیو ساگ نے ناگ کی تجویز کو پسند کیا۔ دونوں سینما
ہال کے منیجر کے کمرے میں آ گئے۔ منیجر کسی کو فون
کر رہا تھا۔ تھیو ساگ اور ناگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔
منیجر نے فون ختم کیا اور ناگ کی طرف بڑی بیزاری سے
دیکھنے لگا۔

"جی کیا بات ہے؟ ٹکٹ چاہئیں آپ کو تو کھڑکی
پر جا کر کہیں۔ میرے پاس نہیں ہیں"

اس کی وجہ یہ تھی کہ ناگ اور تھیو ساگ کے
کپڑے پرانے اور بوسیدہ تھے۔ ان کی ڈاڑھیاں بھی
بڑھی ہوئی تھیں۔ ناگ نے کہا۔

"جناب ہم آپ کے سینما ہال میں ایک شو کرنا
چاہتے ہیں"

منیجر نے غصہ کرتے ہوئے کہا۔

"جن جھوٹوں کا شو کریں گے جناب آپ؟"

تھیو ساگ بولا۔

"بات یہ ہے جناب کہ ہمارے پاس کچھ
جادو کے ٹوٹکے ہیں۔ ہاتھ کی صفائی ہے۔ جادو
نہیں ہے بس شعبدہ بازی ہے لیکن ہمیں یقین
ہے کہ لوگ انہیں پسند کریں گے"

منیجر نے کہا۔

"دیکھئے صاحب اس وقت میرے پاس فلم
والوں کے لیے وقت نہیں ہے آپ تشریف
لے جائیں۔ ہمارا اپنا شو شروع ہونے والا
ہے"

یہ کہہ کر منیجر کسی کو پکارتا ہوا باہر نکل گیا۔
ناگ اور تھیو ساگ نے ایک دوسرے کی طرف
دیکھا۔ ناگ بولا۔

"میرا خیال ہے ہمیں سب سے پہلے اپنے حلیے
ٹھیک کر لینے چاہئیں میرے ساتھ آؤ"

ناگ اور تھیو ساگ سینما گھر سے نکل کر ایک طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلو پتنے۔ ناگ نے کہا۔

"سمندر کی طرف چلتے ہیں کسی سمندری سانپ کو پکڑ کر اس سے سمندری خزانے کا پتہ پوچھتے ہیں۔ سمندر میں کئی جہازوں کے خزانے ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہمیں نئے کپڑے خریدنے کے لیے روپے کی ضرورت ہے۔"

وہ سمندر کے ایک ویران کنارے پر آگئے۔ سویرے کا وقت تھا۔ دور سمندر کے ساحل پر کچھ لوگ چہل قدمی کر رہے تھے۔ وہ سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا ایک بھورے رنگ کی چٹان کے پاس آگیا۔ اس نے تھیوساگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرا خیال ہے یہاں ضرور کوئی سانپ ہوگا۔"

ناگ پانی کے اندر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی پھنکار نکال کر سمندر کے اندر رہنے والے کسی سانپ کو پکارا۔ تھوڑی دیر بعد ایک سبز اور نیلی دھاری والا سانپ پانی پر تیرتا ہوا آیا اور ناگ کے پاؤں کے پاس آکر جھک کر بولا۔

"ناگ دیوتا آپ نے مجھے یاد کیا۔ میں حاضر ہوں۔"

ناگ نے پوچھا۔

"کیا یہاں سمندر میں کسی جگہ کوئی خزانہ چھپا ہوا موجود ہے؟"

سانپ بولا۔

"یہاں سے پندرہ میل دور سمندر کی تہہ میں دوسری جنگ کے زمانے کا ایک جہاز ڈوبا پڑا ہے۔ اس میں سونے کی سلاخوں کے بارہ بکس پڑے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ایسا کرو کہ ان سلاخوں میں سے صرف ایک سلاخ ہمارے لیے لے آؤ۔"

سانپ نے ادب سے سر جھکایا اور سمندر میں ڈبکی لگا دی۔

ناگ، تھیوساگ کو لے کر چٹان کے پاس ایک ریت پر بیٹھ گیا۔ وہ مادہ اور کیچل صبر کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد سمندری سانپ پانی کی لہروں میں سے باہر نکلا۔ اس نے منہ میں سونے کی ایک بال پکڑی ہوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے سانپ کی نگر اس سے موٹی سونے کی سلاخ پکڑی ہوئی تھی۔

سونے کی سلاخ سانپ نے ناگ کے قدموں میں لا کر رکھ دی۔ ناگ نے اسے اٹھا کر غور سے دیکھا یہ خالص سونے کی سلاخ تھی۔ ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کر کے اسے واپس بھیج دیا۔

تھیوسانگ بولا۔

"اب ہمیں شہر میں جا کر اس سلاخ کو فروخت کرنا چاہیئے۔ مگر دکاندار ہم پر شک تو نہیں کرے گا؟"

ناگ بولا۔

"یار جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ تم چلو تو سہی یہ کوئی میرے لیے نئی بات تو نہیں ہے۔ کئی بار خزانوں کے جواہرات اور زیور بیچ چکا ہوں۔"

وہ شہر کے صرافہ بازار میں آ گئے۔ اس بازار میں سناروں اور جواہریوں کی دکانیں تھیں۔ ایک دکان پر جا کر ناگ نے سونے کی سلاخ سنار کو دکھائی اور کہا کہ وہ اسے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ سنار سونے

کی سلاخ کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے کیبن میں کوئی نہیں تھا۔ سنار سیٹھ کو پورا یقین تھا کہ یہ دونوں چور ہیں۔ اور سونے کی سلاخ چرا کر لائے ہیں۔ اس نے بڑی رعونت سے کہا۔

"کیوں بے۔ کتنے پیسے دے دوں اس کے؟"

ناگ اور تھیوسانگ کو سنار کا انداز بالکل پسند نہیں آیا۔ مگر انہوں نے تحمل سے کام لیا۔ ناگ نے کہا

"سیٹھ تم کتنے روپے دو گے؟"

سیٹھ بولا۔

"دو سو روپے دے دوں؟"

ناگ نے حیران ہو کر کہا۔

"سیٹھ یہ لوہے کی سلاخ نہیں ہے۔ خالص سونا ہے۔"

سیٹھ دانت نکال کر بولا۔

"ابے تم بھی تو چوری کر کے لائے ہو۔"

تھیوسانگ کو غصہ آ گیا۔

"سیٹھ! کیا ہم تمہیں چور لگتے ہیں؟"

"چور نہیں تو چور کے بھائی ضرور ہو۔"

یہ کہہ کر سیٹھ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] نے کہا۔

"تھیو سانگ! سیٹھ کو اب بتا دو کہ تم اصل [illegible] ہو"

سیٹھ بولا

"چور ہو۔ اور کون ہو۔ میں تو چور کی شکل دیکھ کر اسے پہچان لیتا ہوں"

تھیو سانگ کو اب بہت غصہ آ رہا تھا۔ سیٹھ اس کے [illegible] سامنے گدی پر بیٹھا تھا۔ کیبن میں ان [illegible] کوئی نہیں تھا۔ تھیو سانگ نے بازو آگے بڑھا کر سیٹھ کے گھٹنے کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ [illegible] کے لگتے ہی سیٹھ ایک دم چھوٹا سا چوہا بن گیا۔ وہ گدی پر چھوٹا سا چوہا بن کر حیرت میں گم سم بیٹھا [illegible] اور [illegible] دیکھ رہا تھا کہ یہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ اور وہ اتنا چھوٹا کیسے بن گیا ہے۔ وہ زور زور سے چونے لگا۔ مگر اس کی آواز اتنی کمزور اور باریک تھی کہ سوائے ناگ۔ تھیو سانگ کے اور کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ تھیو سانگ نے سیٹھ کے سر پر انگلی رکھ کر اسے دبایا تو وہ اس کی انگلی کے نیچے آ کر دب گیا۔ ناگ نے کہا:

"تھیو سانگ! بس اب اسے بڑا کر دو"

تھیو سانگ نے دوسری انگلی سے سیٹھ کو چھوا تو وہ پلک جھپکنے میں پھر سے پورے قد کا سیٹھ بن گیا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ چہرہ فق تھا۔ آنکھیں پھٹی پھٹی تھیں۔ جسم خوف کے مارے کانپ رہا تھا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"سیٹھ اب بتاؤ کہ ہم چور ہیں کیا؟"

سیٹھ نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے اور کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

"شاہ جی! مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو"

اور وہ تھیو سانگ کے قدموں پر سر رکھ دینے لگا۔ ناگ نے اس کا سر اٹھا کر کہا

"ہمیں ہمارے سونے کی ٹھیک ٹھیک قیمت ادا کر دو۔ اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں چاہیئے"

سیٹھ نے کانپتی انگلیوں سے میز کا دراز کھولا اور دس ہزار روپے کے نوٹ گن کر ناگ کے آگے رکھ دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی کھڑکی سے کچھ سائے دیوار پر پڑتے دیکھے۔ دو سائے بڑے تھے ایک چھوٹا تھا۔ دو بڑے سایوں میں سے ایک نے ایک چھوٹے سائے کو قابو کیا ہوا تھا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ اسے کھینچ کر کمرے سے باہر لے جا رہے ہیں اور چھوٹا سایہ اپنا ہاتھ کسی کی طرف بڑھا کر مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ جس سے وہ مدد لینا چاہتا ہے وہ نظر نہیں آ رہا۔ اور نہ ہی اس کا سایہ دیوار پر پڑ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ہاگ نے ٹھیو سانگ سے کہا کہ مجھے کچھ گڑبڑ لگتی ہے۔ یہ معصوم بچے یہ لوگ کیوں اس معصوم بچے پر ظلم کر رہے ہیں۔ ہمیں کیا چاہیے ہیں۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ دونوں اس مکان کی طرف بڑھے اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر در... تک پہنچے۔ دروازہ اندر سے کنڈی لگا کر بند کیا ہوا تھا۔ ہاگ نے کچھ آوازیں سنی جو کسی کو کہہ رہی تھیں۔ یہ بچہ اس وقت تک ہمارے پاس بطور یرغمال رہے گا۔ جب تک تم ہمارا قرض ادا کر دو گے۔ کیونکہ جب تم نے ہم سے قرض لیا تھا تو وعدہ کیا تھا کہ اگر میں مقررہ مدت میں قرض ادا نہ کر سکا تو اپنا بچہ آپ لوگوں کے اس وقت تک کے لیے دے دوں گا۔ جب تک آپ کا قرض ادا نہ کر دوں گا۔ اور ہمیں یہ حق بھی حاصل ہے کہ ہم اس بچے سے گھر کا کام کاج لیں گے۔ اور اس کا کوئی معاوضہ بھی ادا کریں

پیر جی! یہی انسان سلامتی کی قیمت ہے۔ مجھے صاف کر دیجئے گا۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ بڑھنے کرنے والے بزرگ ہیں۔

ہاگ اور ٹھیو سانگ مسکرانے لگے۔ ہاگ نے سا... اٹھا کر جیب میں رکھے اور سیٹھ سے کہا۔

نہیں بھئی کوئی بزرگ نہیں ہیں ہم تو معمولی انسان ہیں۔ ہمیں یہ جادوگری اس لیے دکھانی ہے کہ ہم تمہیں یہ سبق سکھانا چاہتے تھے کہ ہمیشہ ... سے کام لیا کرو۔ ایمانداری میں ہی برکت اور خدا کی رحمت ہے۔ انسان اگر ... میں بے ایمانی کرے تو اس کا کاروبار تباہ ہو جاتا ہے۔

یہ کہہ کر ہاگ نے ٹھیو سانگ کو ساتھ لیا اور ... باہر نکل گیا۔

ہاگ اور ٹھیو سانگ جب رقم لے کر دکان سے باہر ... تو شام کا وقت ہو رہا تھا۔ بتیاں جل چکی تھیں وہ بازار ... نکل کر ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ کہ اس سے گزر کر وہ ... بازار میں جا سکتے تھے۔ جہاں وہ اپنے لیے نیا لباس خر... جب وہ دونوں گلی کے درمیان میں پہنچے تو ... سے ...

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ... جب تم اپنے قرض کی رقم ادا کر دو گے۔ تمہارا بچہ
تمہیں واپس کر دیا جائے گا۔ اس کے جواب میں ایک بہت ہی
کمزور اور بیمار لہجہ میں آواز سنائی دی سکندر تم یہ ظلم نہ کرو۔
تمہیں معلوم ہے کہ میں نے یہ قرض اپنی بیٹی کی شادی پر لیا تھا
اس وقت میں تندرست تھا اور کام پر بھی جا رہا تھا۔ کیا
ہوا اگر قدرت نے مجھے بیمار کر کے بستر ڈال دیا ہے۔ میں جلد
ہی اچھا ہو جاؤں گا۔ اور کام پر جانا شروع کر دوں گا۔ اور
پھر تمہاری پائی پائی ادا کر دوں گا۔ مگر وہ ظالم شخص نہ مانا اس
نے دوسرے ساتھی کو پکارتے ہوئے کہا جھول اسے پکڑ کر
ساتھ لے چلو اور صبح کارخانہ میں مزدوروں کے ساتھ کام
پر لگا دو جب اس کے باپ کے پاس رقم ہو گی اور یہ
بیٹے ادا کر دے گا۔ اپنے بیٹے کو واپس لے آئے گا۔

لڑکے کا باپ بولا۔ سکندر یہ ظلم نہ کرو۔ میرے بیٹے نے
میٹرک کا امتحان دینا ہے اور تمہیں معلوم ہے امتحان میں
صرف تین ماہ رہ گئے ہیں۔ اگر تم اسے زبردستی لے گئے تو
اس کا یہ سال ضائع ہو جائے گا۔ تمہیں نہیں معلوم میں نے
کتنی مشکلات اور محنت کے بعد اپنے بیٹے کو اس مقام تک
پہنچایا ہے۔ یہ میرے اچھے دنوں کی امید ہے تمہیں یہ بھی
معلوم ہے کہ سعید بڑا لائق، ہوشیار اور ذہین طالب علم

ہے۔ اور ہمیشہ اپنی کلاس میں فسٹ آتا رہا ہے۔ اور اب
اسے اپنی دس سال کی محنت کا ثمر حاصل ہونا ہے۔ سکندر
میرے بچے پر رحم کرو اسے چھوڑ دو۔ میں تمہارا یہ احسان
زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ میں انشاء اللہ بہت جلد اچھا ہو
جاؤں گا۔ تم نے ایک مشکل وقت میں جو میری مدد کی تھی
اس کے لیے میں تمہارا بہت ممنون ہوں تم اس ظلم سے
اپنے اس احسان کو ضائع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری اس نیکی
اور مہربانی کا تمہیں بہت اجر دے گا۔

ناگ اور تھیو سانگ دونوں اس گفتگو کو سن رہے تھے
اور دل میں پیچ و تاب کھا رہے تھے رکے اس لیے ہوئے
تھے کہ شاید سکندر کو اس شخص پر رحم آ جائے۔ اور وہ بچے
کو ماں باپ کے پاس چھوڑ جائے دراصل ناگ اور تھیو سانگ
نہیں جانتے تھے کہ سعید کا باپ سکندر کا سگا بھائی ہے۔ اور
وہ امیر آدمی ہے جبکہ اس کا بھائی شاہد غریب ہے۔ لیکن وہ
اپنی غربت میں بھی خوش و خرم زندگی گزار رہا ہے۔ کیونکہ
زندگی کے ایک حصہ میں آ کر شاہد کو احساس ہوا تھا کہ میں
نے اپنے باپ کا کہنا نہ مان کر جو تعلیم حاصل نہیں کی یہ سب اس
کی وجہ سے ہے۔ اگر میں پڑھا لکھا ہوتا تو ضرور کسی اچھی ملازمت
میں ہوتا اور میرے حالات بھی سکندر کی طرح بہت اچھے
ہوتے۔ اس پر مزید ظلم یہ ہوا کہ وہ کوئی ڈھنگ کا کام بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ سیکھ سکا تھا۔ وہ اب صرف ایک چھابڑی فروش تھا
اپنی اس غلطی کا ازالہ وہ یوں کر رہا تھا کہ اپنے بیٹے سعید کی
تعلیم پر پوری توجہ دے رہا تھا۔ اس وجہ سے اس پر ا
[illegible] کہ اس کا بیٹا بھی بہت محنت کے ساتھ تعلیم حا
کر رہا تھا۔ انہوں نے آج تک کبھی بھی سکول کے علاو
ٹیوشن نہ پڑھی تھی۔ وہ صرف اور صرف اپنی ذہا
[illegible] کے بل بوتے پر اپنی کلاس میں ہمیشہ اول
[illegible]۔ یہ بات اس کے چچا سکندر کو اچھی نہ لگتی تھی
اپنا خون ہو کر بھی خواہ مخواہ دل میں دشمنی رکھ لی تھی۔
[illegible] اپنا بیٹا بلال جس پر وہ تعلیم کے سلسلہ میں بے شمار
[illegible] کرتا تھا۔ کوئی اچھی پوزیشن نہ لیتا تھا۔ کئی
[illegible] ایک ایک کلاس میں دو سال لگا چکا تھا۔ اب و
میٹرک میں تین سال سے تھا اور پاس نہیں ہو رہا
[illegible] کا باپ اس بات کی بڑی خواہش رکھتا تھا
اس کا بیٹا میٹرک کر لے۔ ہوتا یہ تھا کہ بلال گھر سے تو
کے لیے نکلتا مگر گھر سے باہر آ کر آوارہ دوستوں کے
گھوم پھر کر چھٹی کے وقت گھر چلا جاتا۔ اس کے با
[illegible] اس کے تین چار استاد رکھے ہوئے تھے جو اس
الگ الگ مضمون پڑھاتے تھے مگر اس کے باوجود
تین سال سے میٹرک پاس نہ کر سکا تھا۔ کیونکہ جو ا

اسے پڑھانے آتے تھے وہ ان کی کوشش کے باوجود
بھی پڑھائی پر توجہ نہ دیتا تھا۔ یونہی استاد کوئی سبق
پڑھاتا تو وہ تھوڑی دیر کے بعد کہتا کہ میں سمجھ گیا ہوں
اور اب میں تھک گیا ہوں، مزید نہ پڑھ سکوں [illegible]
مجبور تھے۔ وہ کیا کرتے۔ اب سکندر کو اس بات کا
دکھ ہو رہا تھا کہ اس کے بھائی کا بیٹا جو کہ ہر سال اپنی
کلاس میں اول آتا ہے۔ میٹرک کے امتحان میں بھی اعلیٰ
نمبروں سے پاس ہوگا اس طرح اس کی بہت بدنامی ہو
گی۔ خاندان کے لوگ کہیں گے کہ دیکھو سکندر کا بیٹا تین
سال میں میٹرک پاس نہیں کر سکا اور سکندر نے پہلی
ہی بار اتنے اچھے نمبروں میں میٹرک پاس کر لیا۔
یہی سوچ کر اس نے ایک پروگرام بنایا [illegible]
کے بڑے بھائی کی ایک بیٹی تھی جو کہ شادی کے قابل تھی
جس کی طرزوں میں منگنی ہو چکی تھی مگر ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی۔
وجہ یہ تھی کہ رحمت شادی کے تمام انتظامات مکمل کر چکا
تھا۔ کسر صرف اس بات کی تھی کہ اسے صرف چند ہزار روپے
درکار تھے جس سے وہ بارات کی روٹی پکا سکتا کہ اچانک
وہ بیمار ہو گیا۔ ادھر لڑکے والوں نے بھی شادی کے لیے
جلدی کہنا شروع کر دیا۔ رحمت بہت پریشان تھا۔ ایک
طرف اس کی بیماری اور دوسری طرف لڑکے والوں کا شادی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا مطالبہ۔ ایک دن اسے کسی نے آکر بتایا کہ لڑکے والوں کی نیت بدل گئی ہے۔ اگر تم نے جلدی شادی کا انتظام نہ کیا تو وہ لڑکے کی شادی کسی اور جگہ کر دیں گے۔

اس حل میں اس کے بھائی سکندر کی مشاورت شامل تھی اور اس طرح جو منصوبہ اس نے بنایا تھا وہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا تھا۔ اس منصوبہ کے تحت وہ ایک روز رحمت کے گھر گیا اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد لڑکی کی شادی کا ذکر چھیڑ دیا۔ رحمت نے چونکہ بھائی سمجھتے ہوئے اسے ساری صورت حال بتائی حالانکہ وہ تو خود تمام بات جانتا تھا۔ اس نے ہمدردی جتاتے ہوئے کہا۔ رحمت فکر کرنے کی کیا بات ہے میں تمہارا چھوٹا بھائی ہوں تم مجھ سے رقم ادھار لے لو۔ رحمت یہ سن کر خوش ہوا کہ اس کا بھائی اس کی مدد کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس طرح وہ اپنی لڑکی کی شادی جلد کر سکے گا۔ لیکن نہ جانے کیوں اندر سے اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ اور اس بات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوا اور اس نے انکار کر دیا اور کہا نہیں سکندر رہنے دو میں محنت کر رہا ہوں۔ جلد ہی کچھ نہ کچھ انتظام کر لوں گا۔ میں آج ہی لڑکے کے باپ سے مل کر اسے راضی کر لوں گا کہ وہ مجھے مہلت دے دے۔ مگر سکندر جو کسی منصوبہ کے تحت آیا ہوا تھا۔ اس نے بار بار زور دینا شروع کر دیا کہ

رحمت تم مجھ سے ادھار رقم لے لو اور اپنی اس قرض سے سبکدوش ہو جاؤ۔ میں یہ رقم تمہیں اپنی خوشی سے بطور قرض دے رہا ہوں۔ قرض لینے میں کیا حرج ہے۔ تم مجھے واپس کر دینا۔ سکندر نے مجبور کر کے رحمت کو راضی کر لیا۔ کہ وہ ادھار رقم لے کر شادی سے فارغ ہو جائے گا۔ سکندر نے جاتے ہوئے کہا۔ کہ رحمت اب تم لڑکی کی شادی کی تاریخ مقرر کر لو۔ اور جیسا شادی میں چار پانچ دن رہ جائیں گے تو میں تمہیں بارات کی رقم کے تیس پانچ ہزار روپے دے دوں گا۔ اور یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

اب ادھر خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ادھر سکندر اٹھ کر گیا تو لڑکے کا باپ آ گیا۔ آج وہ رحمت کی غیرت قبول کرنے آیا تھا۔ اس کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ آج اس کی بھانجے رحمت شادی کی بات کرے گا۔ گھر سے سوچا کہ آیا تھا کہ جا کر رحمت کا حال معلوم کرے گا۔ اور پھر اسے دیکھ کر مناسب ہوا تو شادی کے لیے دن مقرر کرنے کی بات کرے گا۔ لڑکے کا باپ جب حال احوال پوچھ چکا تو رحمت بولا۔ خوش محمد میں اب بیمار رہتا ہوں زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ پتہ نہیں کب چل دوں لہذا میں چاہتا ہوں کہ لڑکی کی شادی سے جلد از جلد فارغ ہو جاؤں اب تم اتفاق سے آ ہی گئے ہو تو ہم دونوں شادی کی تاریخ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طے کر لیں۔ اور یہ بھی اتفاق کی بات ہے کہ رمضان کا مہینہ ہے، پچیس سے گزر چکے ہوں گے کہ یہ مناسب دن ہوگا کہ عید کے بعد جو پہلا جمعہ آئے اس روز قریبی بارات لے آئے۔ میں اس ذمہ داری سے فارغ ہو جاؤں۔ فوری محمد کے لیے تو سب تیاری مکمل تھی۔ اس نے فوراً ہاں کر دی اور یہ کہہ کر چل دیا کہ میں رحمت میں چلتا ہوں تاکہ تمہاری بھابی کو تمہاری نئی ذمہ داری کے بارے میں بتا دوں کہ وہ تیاری کرے اسے اپنے بیٹے کی شادی سے پہلے از جلد ہونے کا بڑا ارمان ہے۔ پھر جائزہ مسز رحمت کی ڈبل عید ہو جائے گی۔ اور وہ چلا گیا۔

بخشی محمد کے جانے کے بعد رحمت نے اپنی بیوی کو بتایا۔ پہلے تو بھی بہو بیٹے کی شادی کی تاریخ عید کے بعد پہلا جمعہ طے کر دی ہے۔ وہ سن کر ہکا بکا ہو گئی۔ پھر سنبھل کر آگئی کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تو کوئی انتظام بھی نہیں اور اس نے شادی کی تاریخ بھی طے کر لی ہے۔ اسے سکندر اور خوشی محمد کے آنے کا پتہ بھی نہ چلا تھا۔ رحمت نے اسے پریشان دیکھ کر اپنے اور سکندر کے درمیان ہونے والی گفتگو اسے بتائی تو وہ حیران ہو گئی کہ اچانک سکندر کو چاند بھائی کیسے خیال آ گیا۔ وہ تو کبھی ہمارے دروازے کی طرف دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا پھر یہ ہوا کہ آخر رحمت کا چھوٹا بھائی ہے۔ اسے اپنے بھائی کی بیماری اور تنگ دستی کا حال تو پتہ ہی تھا۔ شاید اس کے دل میں رحم آ گیا ہے۔ اور اس نے اس طرح بھلائی کر لی۔ بہر حال وہ اس بات پر مطمئن تھی کہ قدرت نے انتظام کر دیا اور وہ اپنی بیٹی کے بیاہ سے فارغ ہو رہی ہے۔

بارات میں جب پانچ روز رہ گئے۔ تو رحمت نے اپنے بیٹے سعید کو سکندر کے پاس بھیجا کہ دن قریب آ گئے ہیں بھتیجی کو پانچ ہزار روپے دے دے تاکہ دلہن کے لیے ضروری چیزیں لا سکے۔ سعید جب سکندر کے پاس گیا تو اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا کہ میرے بھائی کو کہہ دینا کہ میں خود رقم لے کر ایک دو روز میں اس کے پاس آؤں گا۔ جب بارات میں تین روز رہ گئے تو سکندر پانچ ہزار روپے لے کر رحمت کے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ اس نے پانچ ہزار روپے دیتے ہوئے رحمت سے کہا بھائی اس کاغذ پر دستخط کر دو۔ رحمت نے کاغذ پر دستخط کر دیئے اور کہا بھائی یہ کاغذ کیا ہے۔ سکندر نے کہا کہ میں نے بچے سعید کو بلا کر اسے بتا دیا تھا۔ رحمت نے سعید کو بلایا۔ سعید کو آتا دیکھ کر سکندر نے کہا کہ تمہارے چچا نے تمہیں پانچ ہزار روپے ادھار دیئے اور کہا ہے۔ کہ اس کاغذ پر دستخط کر دو۔ باپ جب یہ بات کر رہا تھا تو سعید ایک نظر میں وہ لکھا ہوا کاغذ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چکا تھا۔ اور اسے پڑھ کر اس کا رنگ سفید پڑ گیا تھا سعید
کے باپ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو گھبرا کر سعید سے کہا
بیٹے اس میں ایسی کیا بات لکھی ہے۔ جو تمہارا رنگ بدل گیا
جب سعید نے کاغذ پڑھ کر سنایا تو اس میں لکھا تھا کہ میں
نے سکندر سے پانچ ہزار روپے اُدھار لیے ہیں جو کہ میں چھ
ماہ میں ادا کر دوں گا۔ اور اگر میں ادا نہ کر سکا تو سکندر کو
یہ حاصل ہوگا کہ وہ سعید کو اپنے کارخانہ میں جس کام پر چاہے
لگا دے اور جب تک رحمت پانچ ہزار روپے ادا نہ کر دے
سعید کے کارخانہ میں رہے گا اور اسے کسی کام کا کوئی معاوضہ
نہیں ملے گا۔ اور اس کے نیچے دستخط کرنے کے لیے خالی جگہ
تھی۔ یہ سن کر رحمت ایک دم غش کھا گیا جس سے وقتی طور
پر سکندر گھبرا گیا مگر تھا سنگول بھائی کو فوراً ہوش میں لایا اور
اس کے پاس بیٹھ کر بڑے پیار سے کہنے لگا کہ اس میں گھبرانے
کی کیا بات ہے کیا روپے لے کر تمہاری واپس کرنے کی نیت
نہیں ہے۔ یہ سب تو اس لیے لکھا ہے کہ تم روپے بروقت
ادا کر سکو۔ اب تم صحت یاب تو ہو رہے ہو۔ چھ ماہ میں
تم یہ رقم اکٹھی کر ہی لو گے۔ اگر کچھ کمی بیشی ہو گئی تو میں تمہیں
اور مہلت دے دوں گا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ بے فکر ہو کر کاغذ پر
دستخط [illegible] رحمت کاغذ پر دستخط کر کے روپے لینے نہیں چاہتا
تھا۔ اس نے انکار بھی کرنا چاہا مگر مجبور تھا کہ شادی ہونے

میں صرف تین دن باقی تھے۔ اور وہ اتنی جلد رقم کا انتظام نہ
کر سکتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے اگر اس وقت رقم نہ
لی تو کہیں بارات نہ رہ جائے تاریخ طے ہو چکی ہے۔ شاید
لڑکے والے مزید آگے تاریخ بڑھانے کی بجائے شادی ہی
سے انکار کر دیں۔ رحمت نے دل پر پتھر رکھتے ہوئے اور اللہ
پر بھروسہ کرتے ہوئے رقم لے کر کاغذ پر دستخط کر دیے۔
اور اب اس کاغذ کے بل بوتے پر وہ سعید کو لے جانا
چاہتا تھا۔ اصل میں اس کا مقصد یہ تھی کہ سعید میٹرک
کا امتحان نہ دے سکے۔ روپیہ تو اس کے پاس بہت
تھا۔ اسے اس کی کوئی پروا نہیں تھی لیکن وہ یہ پروا ثبت
کرنے کے لیے تیار نہ تھا کہ خاندان میں سعید کی عزت ہو
اور وہ میٹرک پاس کرے۔ وہ اسے یہ خیال بتا کر اس
کا وقت ضائع کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سوچا تھا جب سعید
ایک دفعہ امتحان سے رہ گیا تو خود ہی اس کا دل ٹوٹ جائے
گا۔ اور پھر کبھی میٹرک پاس نہ کر سکے گا۔ اور میں کارخانہ
میں اسے الٹی سیدھی پٹی پڑھا کر کام پر لگا دوں گا۔ لاگ اور
تھیو ساگ نے دوبارہ آواز سنی جو کہہ رہی تھی عبدل دیکھتے
کیا ہوئے چلو اسے اگر اس بوڑھے کو ضرورت ہوگی تو روپے
کا انتظام کر کے اسے واپس لے آئے گا۔ [illegible] روتے
سسکتے ہوئے سعید کو گھسیٹنا شروع کر دیا۔ سکندر نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگے بڑھ کر دروازہ کھولتے ہوئے زور سے ایک مرتبہ پھر کہا۔ لے آؤ اسے۔

یونہی دروازہ کھولا تو سکندر نے دیکھا کہ باہر دو انجانے آدمی کھڑے ہیں۔ جنہیں اس نے کبھی بھی نہ دیکھا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی کہنے لگا تم یہاں کیا لینے آئے ہو کس سے ملنا ہے۔ ناگ نے کہا ہمیں تم ہی سے ملنا ہے جو ایک ظالم شخص ہے اور [illegible] معصوم پر ظلم کر رہا ہے۔ چھوڑ دو اسے ورنہ تمہارا [illegible] برا ہوگا۔ میں نے تمہاری تمام گفتگو سن لی ہے۔

سکندر نے کہا۔ تم کون ہو مجھے روکنے والے۔ اس آدمی نے میرا قرض دینا ہے اس کے عوض اس نے مجھے [illegible] ہے کہ اگر قرض ادا نہ کر سکا تو مجھے یہ حق حاصل ہے کہ اس کے عوض میں اس کا بیٹا لے جاؤں۔ اس [illegible] کے مطابق یہ میرا قانونی حق ہے۔ اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔

ناگ کو اس کی بات سن کر غصہ تو بہت آیا مگر وہ اس معاملے کو زیادہ الجھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس نے باہر کھڑے کھڑے فیصلہ کر لیا تھا کہ رقم اس کے پاس موجود ہے۔ [illegible] اس بچے کو یرغمال ہونے سے بچا لے گا۔ لیکن وہ اس شخص کی اندر کی بات جاننے کے لیے

بے تاب تھا کہ آخر لڑکے کو یرغمال بنانے میں اس کا کیا مقصد پوشیدہ ہے۔

ناگ نے کہا۔ تم کسی کی مجبوری سے غلط فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ مجھے تمہارے اندر ایک مکروہ پن نظر آتا ہے۔ اس بچے کو یرغمال بنانے میں یقیناً تمہارا کوئی غلط مقصد پوشیدہ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تم فوراً اس بچے کو چھوڑ دو۔ ورنہ اس کے جو نتائج ہوں گے [illegible] ذمہ دار تم ہو گے۔ ناگ نے ابھی بات ختم ہی کی تھی کہ سکندر نے عبدل کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ ختم کر دو اس کو۔ عبدل نے یہ سنتے ہی سعید کو چھوڑ دیا اور خنجر نکال کر ناگ پر حملہ آور ہو گیا۔ لیکن درمیان میں تھیوسنگ تھا۔ اس نے جو یہ صورت حال دیکھی [illegible] اس سے گزرتے ہوئے عبدل کو اپنی خاص انگلی سے چھو دیا اب عبدل ایک چوہے جتنا ہو کر پھدک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر سکندر حواس باختہ ہو گیا اور ڈر گیا کہ کہیں یہ لوگ مجھے بھی چھوٹا نہ کر دیں۔ بھاگنے کی کوشش کی لیکن ناگ نے اسے قابو کر لیا۔ دوسری طرف تھیوسانگ نے عبدل کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ جو ملتا رہا تھا۔ رو رہا تھا۔ معافی مانگ رہا تھا اور توبہ کر رہا [illegible] کبھی وہ غلط حرکت نہیں کرے گا اسے اس کی اصلی حالت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں واپس لیا جائے۔

ناگ نے عبدل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سکندر سے کہا کہ تم انسان رہنا چاہتے ہو یا تمہیں بھی چوہا بنا دیا جائے۔ اب فوراً اپنے گندے خیالات کا اظہار کرو تم کیوں اس بچے کو یرغمال بنانا چاہتے تھے۔ اس میں تمہارا کیا مقصد پوشیدہ ہے۔ سکندر خوفزدہ ہو چکا تھا۔ جھوٹ بولنے کے [illegible] نہ بول سکا۔ اور تمام صورت حال ناگ کو بیان کر دی۔ جو آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ ناگ نے اُسے بہت شرمندہ کیا اور کہا تم اپنے گناہوں سے توبہ کرو کہ آئندہ ان کو یا ان جیسے غریب لوگوں کو کبھی پریشان نہیں کرو گے۔ اللہ نے جو تمہیں اپنی رحمت سے مال و زر سے نواز رکھا ہے اس اللہ کی راہ میں بھی خرچ کیا کرو گے۔

یہ شور سن کر رحمت اور اس کی بیوی بھی دروازے میں آ چکے تھے۔ انہوں نے جب سکندر کے منہ سے اصل حقیقت جانی تو انہیں بہت افسوس ہوا لیکن ناگ نے ان کو بھی سمجھایا کہ تم فراخدل لوگ ہو اسے معاف کر دو اللہ تمہیں اجر دے گا۔ رحمت نے سکندر کو ناگ کے کہنے پر اس وقت معاف کر دیا۔ رحمت کے معاف کرنے کے بعد ناگ نے اپنی جیب سے پانچ ہزار روپے نکالے اور [illegible] کو دیتے ہوئے کہا کہ وہ کاغذ واپس کر دو۔ سکندر نے پانچ ہزار روپے لینے سے انکار کر دیا اور کاغذ جیب سے نکال کر پھاڑ دیا۔ ناگ نے دوبارہ سکندر کو روپے دینے کی کوشش کی تو اس نے کہا رحمت بھائی نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ آپ بھی مجھے معاف کر دیں۔ آپ اپنی رقم اپنے پاس رکھیں۔ اب میں یہ رقم کبھی واپس نہ لوں گا۔ میں راستہ بھٹک گیا اور اب میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں۔ کہ آئندہ میں کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ جس سے انہیں کیا کسی کو بھی مجھ سے تکلیف پہنچے۔ رحمت بھائی کی بیٹی میری بیٹی [illegible] آپ یوں سمجھ لیں کہ میں نے رقم اپنی بیٹی کو دی تھی۔ ناگ نے جب یہ سنا تو رحمت سے کہا تو یہ رقم میری طرف سے تم رکھ لو۔ بیٹی کی شادی پر کام آئے گی۔ رحمت نے بھی رقم لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا نہیں بھائی اب مجھے اس رقم کی ضرورت نہیں۔ میرے بھائی نے اپنی رقم میری بیٹی کو دے دی ہے۔ تو اب مجھ پر کسی کا بوجھ نہیں ہے میں یہ رقم لے کر کیا کروں گا۔ اب میں صحت یاب ہو رہا ہوں۔ جلد اپنا کام سنبھال لوں گا۔ ہم سب آپ دونوں کے ممنون ہیں۔

ناگ اور تھیو سانگ نے سب کو خدا حافظ کہا اور چل دیئے اس بات چیت میں کسی کو خیال ہی نہ رہا کہ [illegible] چھوٹا ہو چکا تھا۔ ابھی تک تھیو سانگ کے ہاتھ میں ہے۔ [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باریک پتلی آواز سنائی دی تھی مجھے بھی معاف کر دو
اور مجھے بڑا کر دو۔ سب نے عبدل کی ہاں میں ہاں ملائی
اور تھیو سانگ نے عبدل کو بڑا کر دیا۔ عبدل نے بڑا ہوتے
ہی کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے ایک دفعہ پھر معافی
مانگی۔ لیکن اس عرصہ میں ناگ اور تھیو سانگ سیڑھیاں
اتر کر جا چکے تھے۔

[illegible] سے پہلے انہوں نے شیو بنوائی۔ بال کٹوائے
تمام میں جا کر غسل کیا۔ الفنسٹن سٹریٹ میں جا کر ننی
جینز اور قمیض خرید کر پہنیں۔ ننھے جوتے لیے۔ ایک
ایک ٹریف کیس بھی خرید لیا۔ اس میں باقی نوٹ رکھ
کر اسے تالا لگا دیا۔ اور کرچی کے ایک تھری شار ہوٹل
میں دو بیڈ روم وار کرا لے لیا۔ پھر ایک ٹیکسی
میں سوار ہو کر ناگ اور تھیو سانگ اسی سینما ہاؤس
کے منیجر کے پاس پہنچ گئے۔ پہلے تو اس نے ناگ
تھیو سانگ کو پہچانا ہی نہ۔ کیونکہ وہ ایک دم سے بڑے
سمارٹ ہو گئے تھے۔ جب ناگ نے اسے یاد دلایا
ہم صبح کو بھی آئے تھے اور سینما ہال میں جادو کا شو کرنا چاہتے
ہیں تو منیجر نے انہیں پہچان لیا۔ اس نے پوچھا۔
"مگر لوگ کس قسم کے کرتب دکھا سکتے
ہیں؟"

ناگ نے کہا۔
"میں ایک صندوق میں چھپ جاتا ہوں۔ لوگوں
کے سامنے اس میں داخل ہوتا ہوں اور
پھر جب صندوق کھولا جاتا ہے۔ تو اس کے
اندر میری بجائے ایک سانپ یا کوئی پرندہ
ہوتا ہے۔"
منیجر ہنسنے لگا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"
ناگ نے کہا۔
"یہ کوئی جادو نہیں بلکہ شعبدہ بازی ہے۔ اصل
میں ہم دیکھنے والوں کی نگاہوں کو اس طرح
ہپناٹائز کر دیتے ہیں۔ کہ انہیں میری بجائے
کوئی پرندہ نظر آتا ہے۔ حالانکہ اصل میں میں
انسانی حالت میں ہی موجود ہوتا ہوں۔"
منیجر سر کھجانے لگا۔
"کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ تو مجھے پہلے خود
آزما کر دیکھنا ہوگا۔"
ناگ نے کہا۔
"آپ ابھی آزما کر دیکھ سکتے ہیں۔"
"ابھی؟" منیجر نے حیرت سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ بار بار ابھی ناگ بولا۔ میں اس کرسی پر آپ کے سامنے انسانی شکل میں بیٹھا ہوں میرا دوست آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہپناٹائیز کر دے گا۔ اور پھر میں آپ کو سانپ کی شکل میں نظر آؤں گا۔ کیا میں یہ کرتب کر کے دکھاؤں؟"

مینجر نے کہا۔

"ایک منٹ ٹھہرو۔ میں دروازہ بند کر لوں۔"

مینجر نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر اپنی کرسی پر بیٹھ کر بولا۔

"اب تم اپنا کرتب دکھاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تم لوگ ایسا نہیں کر سکو گے۔ یہ سائنس کا ذمہ ہے۔"

ناگ نے تھیوسافک کو اشارہ کیا۔ تھیوسافک نے یونہی جھوٹ موٹ مینجر کی طرف دیکھ کر اپنے ہاتھوں کو جادوگروں کی طرح فضا میں دو چار بار گھمایا اور ناگ سے کہا۔

"میرے دوست! مینجر کو میں نے ہپناٹائیز کر دیا ہے۔"

ناگ نے مینجر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے

کہا۔

"اب میں تمہیں سانپ کی شکل میں دکھائی دوں گا۔ مجھے غور سے دیکھتے رہو۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس اندر کھینچا تو مینجر کا رنگ خوف کے مارے زرد ہو گیا۔ کیونکہ اس کے سامنے کرسی پر انسان کی جگہ ایک سیاہ کوبرا سانپ اپنا پھن اٹھائے بیٹھا جھوم رہا تھا۔

ناگ نے اس خیال سے کہ کہیں مینجر زیادہ خوف نہ کھا جائے۔ فوراً اپنی شکل بدلی اور انسانی روپ میں آ گیا۔ مینجر ابھی تک اپنے ہوش میں نہیں آیا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور ہکا بکا سا ہو کر ناگ کو تک رہا تھا۔ ناگ نے پوچھا۔

"کیا خیال ہے مینجر صاحب؟ آپ کو میں سانپ کی طرح نظر آیا تھا نا؟"

مینجر نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"یہ تو کمال کا شعبدہ ہے۔ میں نے ایسا جادوئی کھیل زندگی میں آج تک نہیں دیکھا۔ آپ کا نام کیا ہے؟ کہاں ٹھہرے ہیں آپ؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مینجر نے اس وقت ناگ اور تھیو سانگ کے لیے کوکا کولا منگوایا۔ ناگ نے اپنا نام ناگ اور تھیو سانگ کا نام بھی تھیو سانگ ہی بتایا۔ مینجر اب ان کی بہت زیادہ خوشامد کر رہا تھا۔ اس نے شو کرانے کی فوراً حامی بھر لی اور کہا۔

"شو کی جتنی آمدنی ہوگی اس میں سے سینما ہال کا کرایہ اور اخراجات نکال کر میں آپ کو آدھا منافع دوں گا۔ باقی آدھا میرا ہو گا۔"

ناگ اور تھیو سانگ کو روپوں کی اور منافع کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ انہوں نے فوراً ہاں کہہ دی اور کہا۔

"لیکن اخباروں میں ہمارا ایک اشتہار ضرور چھپے گا۔"

مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ضرور چھپے گا۔ پبلسٹی بھی تو کرنی ہوگی۔"

مینجر نے دراز میں سے کاغذ نکال کر ناگ اور تھیو سانگ کے سامنے رکھ دیا۔

ماریا ماڈل ٹاؤن میں

کاغذ پر ناگ اور تھیو سانگ نے دستخط کر دیے۔ دوسرے ہی روز اخباروں میں ناگ اور تھیو سانگ کی تصویروں کے ساتھ ایک اشتہار چھپا کہ جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ اتوار کے دن مسٹر ناگ اور مسٹر تھیو سانگ سینما ہال میں جادو کے کرتب دکھائیں گے جسے دیکھ کر لوگ دنگ رہ جائیں گے۔ اتوار میں تین روز باقی تھے۔

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم اتنی دیر میں آپ کو ماریا کے بارے میں بھی وہ واقعات بتا دیں جو اس کے ساتھ گزرے۔ آپ نے پچھلی قسط میں پڑھا تھا کہ ماریا رات کے اندھیرے میں لاہور کے مقبرہ جہانگیر کے پچھواڑے ایک کوٹھڑی میں موجود تھی۔ یہاں دو بدمعاش ایک لڑکے کو اغوا کر کے لائے تھے۔ لڑکے کو ہوش آنے لگا تو ایک بدمعاش نے اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈنڈا مار کر پھر بے ہوش کرنا چاہا تو ماریا نے ڈنڈا اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور بدمعاشوں کو ایسا پیٹا کہ وہ بھوت بھوت پکارتے وہاں سے بھاگ گئے۔

ماریا نے کڑکے کو بوری میں سے نکالا۔ یہ آٹھ نو سال کا لڑکا تھا جو ابھی تک پوری ہوش میں نہیں آیا تھا۔ ماریا کو یہ ڈر تھا کہ وہ اس کی آواز سے ڈر کر پھر بے ہوش ہو جانے کا ماریا جانتی تھی کہ بدمعاش دوبارہ اس کوٹھڑی کا رخ نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس نے کوٹھڑی بند کی اور وہاں سے تیزی سے پرواز کرتی شاہی پولیس چوکی میں آ گئی۔

پولیس ہاتھ میں ایک حوالدار بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ باقی سپاہی سو رہے تھے۔ ماریا نے اونگھتے ہوئے حوالدار کا سر زور سے ہلا دیا۔ حوالدار نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ اور حیرانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ اسے کس نے ہلا دیا ہے۔ وہ سمجھا کہ شاید خواب دیکھ رہا تھا۔ وہ دوبارہ اونگھنے لگا تو ماریا نے اس کے کان کے قریب آ کر کہا

"دیوتا ڈیوٹی پر ہوشیار ہو کر بیٹھا کرو۔"

"آپ تو حوالدار کی چیخ نکل گئی۔" ماریا نے کہا

"میری بات غور سے سنو۔ مقبرہ جہانگیر کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں ایک لڑکا نیم بے ہوش ہے۔ وہ بدمعاش اسے اغوا کر کے لائے تھے۔ میں نے انہیں بھگا دیا ہے۔ تم فوراً پولیس لے کر جاؤ اور لڑکے کو اپنی حفاظت میں لے لو۔ اسے اس کے ماں باپ کے پاس پہنچا دو۔"

حوالدار کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔ ماریا نے کانپتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی۔ ابھی جاتا ہوں۔ مگر آپ کون ہیں؟"

ماریا نے حوالدار کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔ حوالدار کی ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔

"خاموشی سے اپنی ڈیوٹی ادا کرو۔ جلدی کرو۔"

حوالدار نے بوکھلا کر فوراً سیٹی بجا دی۔ سپاہیوں کو جگایا اور جیپ پر بیٹھ کر سیدھا مقبرے والی کوٹھڑی کے باہر آ گیا۔ واقعی اندر ایک لڑکا نیم بے ہوش پڑا تھا۔ حوالدار نے اسی وقت لڑکے کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ ماریا نے حوالدار سے کہا

"اسے فوراً اس کے ماں باپ کے پاس پہنچا دو۔ اگر تم نے ذرا بھی سستی کی تو میں تمہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا چبا جاؤں گی ؟

حوالدار نے ہاتھ باندھ لیے اور بولا ۔

"میں [illegible] اس کے ماں باپ کا پتہ معلوم کرتا ہوں ۔"

ماریا جب مطمئن ہو گئی تو وہاں سے چلی گئی ۔

کچھ دیر بعد لاہور شہر میں دن نکل آیا ۔ اپریل کا مہینہ تھا ۔ باغوں میں پھول کھل رہے تھے ۔ سڑکوں پر بچے بسوں اور تانگوں میں سوار اسکول جا رہے تھے ۔ دکانیں کھل چکی تھیں ۔ شہر میں رونق ہی رونق تھی ۔ ماریا شہر کی سیر کرتی ماڈل ٹاؤن کے بس سٹاپ کے پاس آ گئی ۔ اس نے دیکھا کہ بس سٹاپ پر عورتیں بچے اور مرد بس کے انتظار میں کھڑے ہیں ۔ ایک لڑکی ہاتھ میں پرس لیے کھڑی تھی ۔

اتنے میں پیچھے سے ایک آدمی سکوٹر پر سوار بڑی تیزی سے آیا ۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لڑکی کے ہاتھ سے پرس نوچا اور سکوٹر کو تیز تیز چلاتا سڑک پر نکل گیا ۔ لڑکی نے شور مچا دیا ۔ مگر وہاں اس کی کون مدد کرتا ۔ سب خفا دیکھتے رہ گئے

لیکن ماریا یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھلا کیسے خاموش

رہ سکتی تھی ۔ وہ اس وقت سڑک سے دس فٹ کی بلندی پر تھی ۔ جونہی اس نے ایک سکوٹر سوار کو لڑکی کا پرس چھین کر بھاگتے دیکھا وہ تیزی سے آگے بڑھی ۔ سکوٹر سوار ماڈل ٹاؤن کے ڈی بلاک کی طرف تیز رفتاری سے بھاگا جا رہا تھا ۔ ماریا اس کے سر کے اوپر آ گئی ۔ ماریا بھی سکوٹر کی رفتار کے ساتھ ہی اڑ رہی تھی ۔ اس نے آہستہ سے نیچے آ کر سکوٹر سوار کے ہینڈل کو ایک جھٹکا لگایا ۔ سکوٹر کو اپنے کنٹرول سے باہر ہوتے دیکھ کر پرس چور نے اسے سنبھالنے کی کوشش کی مگر بھلا وہ ماریا کا مقابلہ کہاں کر سکتا تھا ۔

سکوٹر اپنے آپ دائیں جانب ایک پارک کے درختوں کی جانب گھوم گیا ۔ پرس چور گھبرایا کہ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ سکوٹر اپنے آپ رک گیا ۔ اسے یوں لگا جیسے کسی نے سکوٹر کو پیچھے سے پکڑ رکھا ہے ۔ ماریا نے پرس چور کو دھکا دے کر نیچے گرا دیا ۔ پرس چور پرس پھینک کر بھاگنے لگا تو ماریا نے اسے گردن سے پکڑ کر وہیں کھڑا کر دیا اور بولی

"یہ ڈاکے تم کب سے مار رہے ہو ؟"

پرس چور سکوٹر سوار تو اس نیچی آواز پر تھر تھر کانپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگا۔ ماریا نے کہا۔

"یہ پرس اٹھاؤ۔ سکوٹر پر بیٹھو اور جس لڑکی کا یہ پرس ہے اس کو جا کر پیش کرو اور معافی مانگو۔"

سکوٹر سوار تو بھونچکا ہو گیا تھا۔ دہشت سے اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں۔ ماریا نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ مار کر کہا۔

"کھڑے کیوں ہو۔ جیسا میں کہہ رہی ہوں ویسے کرو۔ چلو۔"

پرس چور اس لیبی طاقت سے خوف زدہ تھا جس نے اسے اپنے قابو میں کر رکھا تھا۔ اس نے پرس اٹھایا سکوٹر پر بیٹھا اور اسے اسٹارٹ کر کے واپس بس اسٹینڈ کی طرف چلنے لگا۔ ماریا اس کے سر کے اوپر تھی اس نے کہا۔

"خبردار۔ بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گی۔"

پرس چور اپنے حواس کھو چکا تھا اور سیدھا بس اسٹینڈ پر پہنچ گیا۔ وہاں اب پولیس کا ایک سپاہی بھی آ گیا

تھا۔ لڑکی اسے بتا رہی تھی کہ اس کے پرس میں دس کا پاسپورٹ اور کچھ روپے تھے۔ اتنے میں پرس چور کو آتے دیکھ کر لوگوں نے اسے وہیں پکڑ لیا۔ پرس چور نے پرس لڑکی کو دے کر کہا۔

"بہن! مجھے معاف کر دو۔ آئندہ سے میں یہ کام نہیں کروں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔"

سپاہی نے اسے دبوچ لیا اور کہا۔

"ڈاکو کے پتر اب تو پہلے تھانے چلو۔ پھر تم سے بات ہو گی۔"

ماریا نے سوچا کہ پرس چور ایک نوجوان لڑکا ہے۔ اس نے قسم کھائی ہے کہ اب وہ ایسا برا کام نہیں کرے گا۔ اب اگر وہ پولیس کے ہتھے چڑھ گیا، تو پولیس اسے بہت مارے گی۔ پھر وہ قید ہو جائے گا۔ جیل میں رہ کر وہ دوسرے قیدیوں سے بری باتیں سیکھ جائے گا۔ جب جیل سے رہا ہو کر نکلے گا تو پکا چور بن چکا ہو گا۔ اور یوں اس لڑکے کا مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے جیل جانے سے بچا کر اس سے وعدہ لیا جائے کہ یہ آئندہ سے کبھی کوئی برا کام نہیں کرے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنانچہ جب سپاہی اس پرس چور لڑکے کو کھینچ کر تھانے کی طرف لے جانے لگا تو وہ بولا۔

"میری [illegible] کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ اب بہت نیک زندگی بسر کروں گا اور کبھی چوری نہیں کروں گا۔ مجھے تھانے نہ لے جائیں۔ میرے ماں باپ بہت شریف لوگ ہیں۔ وہ [illegible] ہو جائیں گے۔ میں بری صحبت سے بگڑ گیا تھا۔ اب سیدھے راستے پر آ گیا ہوں۔"

مگر کسی کو بس پر رحم نہیں آیا۔ سپاہی نے اسے زور سے تھپڑ مار کر کہا۔

"تھانے چل کر تمہاری پہلی چوریاں بھی نکال لیں گے۔ چلو آگے آگے۔"

پرس چور لڑکا رونے لگا۔ ماریا کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اب کبھی چوری نہیں کرے گا اور وہ خدا کے آگے دل سے معافی مانگ چکا ہے۔ چنانچہ وہ سپاہی کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ سپاہی نے پرس چور لڑکے کا بازو مروڑ کر اس طرح پکڑ رکھا تھا کہ وہ بھاگ نہیں سکتا تھا۔ اس کا سکوٹر بس سٹاپ پر ہی ایک دکاندار کے پاس رکھوا دیا گیا تھا۔

جب سپاہی ذرا ویران علاقے میں پہنچا تو ماریا نے سپاہی کے بازو پر زور سے ہاتھ مارا۔ سپاہی ہڑبڑا کر پیچھے کو گر پڑا۔ لڑکا آزاد ہو گیا۔ ماریا نے اسے کہا۔

"بھاگنا مت۔ اسی جگہ رکے رہو۔"

لڑکا وہیں ٹھہر گیا۔ سپاہی نے ایک لڑکی کی تیز آواز سنی تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ ماریا نے سپاہی کی گردن پکڑ کر اسے اٹھایا اور گرج دار آواز میں کہا۔

"یہاں سے بھاگ جاؤ۔ یہ لڑکا خدا کے آگے توبہ کر چکا ہے۔ اب یہ کبھی چوری نہیں کرے گا۔ تم یہاں سے دم دبا کر بھاگو۔ بھاگو۔"

اور ماریا نے سپاہی کی پیٹھ پر زور سے ہاتھ مارا۔ سپاہی پہلے ہی ڈرا ہوا تھا۔ ایسا بھاگا کہ پھر پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ ماریا نے لڑکے سے کہا۔

"کیا تم دل سے اقرار کرتے ہو کہ اب کبھی چوری نہیں کرو گے۔ کسی لڑکی کا پرس نہیں چھینو گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکے نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ اب کبھی چوری نہیں کروں گا۔ کسی لڑکی کو تنگ نہیں کروں گا۔ پانچ وقت نماز پڑھوں گا اور نیک زندگی بسر کروں گا۔"

ماریا نے کہا۔

"شاباش! لیکن اگر تم نے پھر کبھی ایسی حرکت کرنے کے بارے میں سوچا تو یاد رکھو میں وہیں پہنچ کر تمہیں ٹھیک کر دوں گی۔"

لڑکے نے کہا۔

"نہیں ـــــ نہیں۔ اب میں نیک بن جاؤں گا۔ میں نے خدا سے معافی مانگ لی ہے۔ میں کبھی برا کام نہیں کروں گا۔"

ماریا بولی۔

"تو پھر چلو۔ بس سٹاپ والے دکاندار سے اپنا سکوٹر اٹھاؤ۔"

لڑکے نے گھبرا کر کہا۔

"وہ لوگ مجھے پکڑ لیں گے۔"

ماریا بولی۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم فکر مت کرو۔"

لڑکا تیز تیز قدموں سے بس سٹاپ کی طرف چلنے لگا۔

ماریا اس کے ساتھ تھی۔ سٹاپ کے پاس پھل والے کھوکھے کے باہر اس کا سکوٹر کھڑا تھا۔ پھل فروش پہلوان نے لڑکے کو دیکھا تو چیخ کر بولا۔

"ادھر سے یہ بھاگ کر آیا ہے۔ اسے پکڑو۔ پولیس کے حوالے کرو۔"

لڑکے نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ مجھے پکڑنے لگے ہیں؟"

وہ اصل میں ماریا سے کہہ رہا تھا۔ اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے پھل فروش پہلوان کے موٹے پیٹ پر ایک مکا مارا تو وہ گدی پر پیچھے کو گر پڑا ساتھ ہی نے ضعیفی آواز میں کہا۔

"خبردار جو کسی نے اس لڑکے کو ہاتھ لگایا۔"

اسے اپنا سکوٹر لے جانے دو۔"

پھل فروش پہلوان تو لیٹی آواز اور لیٹی ہنگامی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ بے ہوش ہو گیا۔ لوگ وہاں سے ڈر کر بھاگ گئے
ماریا نے لڑکے سے کہا۔
"اپنا سکوٹر لے کر یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اور
اپنے وعدے کو یاد رکھنا۔ اب نیک بن کر
رہنا۔ اور اپنے ماں باپ کی عزت کا
خیال رکھنا"
لڑکے نے کہا۔
"ایسا ہی کروں گا ماں جی"
ماریا نے مسکرا کر کہا۔
"ہمارے میں تمہاری ماں کی عمر کی نہیں ہوں۔ میں
تمہاری بہن جتنی بڑی ہوں"
لڑکے نے سکوٹر سٹارٹ کیا اور فوراً وہاں
بھاگ گیا۔
ماریا ابھی تک ہنس رہی تھی۔ بس سٹاپ خالی
گیا تھا۔ لوگ ادھر ادھر سہمے ہوئے باتیں کر رہے
تھے۔ کہ بس سٹاپ پر کوئی بھوت آ گیا ہے۔ ماریا
کے اوپر سے مسکراتی ہوئی پرواز کر گئی۔ وہ ماڈل
کی کوٹھیوں کے اوپر پرواز کر رہی تھی کہ اس نے
کو آسمان پر ایک خوب صورت پتنگ جو کٹ گئی تھی

ہوئی چلی جا رہی تھی۔ نیچے ایک مکان کی چھت پر ایک ایک
بارہ سال کا لڑکا بڑی حسرت سے اس کٹی ہوئی پتنگ کو
دیکھ رہا تھا۔ ماریا نے اپنے آپ کو اوپر اٹھا لیا۔
وہ فضا میں اوپر کو غوطہ لگاتی ہوئی پتنگ کے پاس
آئی اس کی ڈور کو پکڑا اور اسے کھینچتی ہوئی نیچے لڑکے
کے پاس لا کر چھت پر ڈال دیا۔ لڑکا ہکا بکا ہو کر پتنگ
کو دیکھنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ یہ پتنگ فضا میں سے
اتر کر اس کے پاس کیسے آ گئی۔ مگر اسے پتنگ کی آنی
خوشی ہوئی کہ اسے اٹھا کر خوشی سے اچھلتا ہوا نیچے
اتر گیا۔
ماریا مسکرائی اسے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ وہ ایک
بار پھر ماڈل ٹاؤن کے آسمان پر درختوں کے اوپر
ہی اوپر اڑتی شہر کی طرف چل پڑی۔ اب سورج غروب
ہو گیا اور شام گہری ہو گئی تھی۔ سڑکوں پر بتیاں روشن
ہو گئی تھیں۔ کوٹھیوں اور دکانوں میں بھی بلب جلنے لگے
تھے۔ ماریا مال روڈ کے اوپر سے ہوتی ہوئی واپس جہانگیر
کے مقبرے میں آ گئی
وہ رات اس نے مقبرے میں ہی بسر کی
دوسرے دن مقبرے سے نکل کر شہر میں گئی تو ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بکسٹال پر کتابیں دیکھنے کے لیے رک گئی۔ یہاں عنبر ناگ ماریا کی کتابیں بھی پڑی تھیں۔ ماریا ایک کتاب اٹھا کر پڑھنے لگی۔ دکاندار کی اتفاق سے نظر پڑ گئی اس کی آنکھوں کے سامنے عنبر ناگ ماریا کی قسط نمبر ۱۲۰ غائب ہو گئی تھی۔ پہلے تو وہ اسے اپنا وہم سمجھا۔ پھر جب اس نے غور سے دیکھا تو وہاں قسط نمبر ۱۲۰ نہیں تھی حالانکہ اس نے صبح خود یہ قسط وہاں لگائی تھی۔ اتنے میں ایک لڑکے نے وہاں آ کر کہا۔

"ہاں مجھے عنبر ناگ ماریا کی قسط نمبر ۱۱۹ اور قسط نمبر ۱۲۰"

دکاندار کے پاس عنبر ناگ ماریا کی ۱۲۰ نمبر کی ساری قسطیں بک چکی تھیں۔ صرف یہی ایک آخری کاپی رہ گئی تھی۔ جو اس کی آنکھوں کے سامنے غائب ہو گئی تھی۔ اس نے لڑکے سے کہا۔

"یار ابھی یہاں رکھی تھی قسط نمبر ۱۲۰ نہ جانے کہاں چلی گئی"

ماریا نے یہ سنا تو جلدی سے قسط نمبر ۱۲۰ واپس رکھ دی۔ لڑکے نے کہا۔

"یہ پڑی ہے قسط نمبر ۱۲۰ جناب"

دکاندار نے کتاب کو واپس پڑے دیکھا تو [illegible] ہو کر اپنا سر کھجانے لگا۔

ایک آدمی اخبار پڑھ رہا تھا۔ وہ بولا۔

"ملک صاحب کراچی میں کوئی جادو کا تماشہ ہو رہا ہے۔ یار یہ تماشہ ہمارے لاہور شہر میں بھی ہونا چاہیئے"

دکاندار نے کہا۔

"ارے بھائی جادو وادو کچھ نہیں ہوتا۔ یہ سب پیسے کمانے کے ڈھنگ ہیں"

دوسرا آدمی اخبار آگے کر کے کہنے لگا۔

"دیکھو تو ملک صاحب ——— جادوگروں کی تصویر بھی چھپی ہے۔ ایک کا نام ناگ ہے اور دوسرے کا ——— کچھ عجیب سا نام ہے"

ماریا ناگ کا نام سنتے ہی چونک پڑی۔

اس نے لپک کر اس آدمی کے ہاتھ سے اخبار چھین لیا۔ اخبار اچانک غائب ہوا تو وہ آدمی ششدر ہو کر رہ گیا

"ملک صاحب ——— یہ کیا بات ہے۔ اخبار ——— اخبار کہاں چلا گیا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

...ل والا پتہ سمیر ناگ مارپا کی کتاب گم ہوتے دیکھ
چکا تھا۔ کہنے لگا۔ "سنیئر توتوشا سا ہے
دریا پار میں صبح و شام مارپا کی کتابیں پڑھتا رہتا
ہوں۔ اس میں ایک کردار مارپا کا ہے جو
لاغب ہو جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مارپا
اس وقت میری دکان پر موجود ہے۔ اور یہ جو
کراچی کا اخبار چھپا ہے، یہ وہی مارپا کا ساتھی
ناگ اور تھیو سانگ ہے۔"

مارپا نے دیکھا کہ اخبار میں ناگ اور تھیو سانگ کی
تصویریں چھپی تھیں۔ وہ بے حد خوش ہوئی۔ ایک
تو اپنا یہ لاغب بھرا دیکھ کر وہاں سے بھاگ گیا اب
پھر کتابوں کا مالک ہی وہاں بیٹھا رہ گیا۔ مارپا نے
اخبار اس کے آگے رکھ دیا اور بولی

"تم نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ میں مارپا
ہی ہوں۔"

یہ سن کر کتابوں والا تو اچھل پڑا۔

"نہ ہو نہ — ہو نہ — ہو نہ تم مارپا ہو۔ مارپا بہن۔
مجھے یقین نہیں آرہا۔ میں تو سمیر ناگ مارپا بڑے
شوق سے پڑھتا ہوں۔ میرا خواب تھا کہ

تم سے ملاقات ہو گئی۔ مارپا بہن مجھے اپنی ایک
تصویر دے دو۔ میں دکان پر لگاؤں گا۔"

مارپا نے کہا۔

"میں تو لاغب ہوں میری تصویر کیسے اتر سکتی
ہے؟"

کتابوں والے نے کہا۔

"اچھا تو یہاں کاغذ پر بچوں کے نام ایک پیغام
لکھ کر دے دو۔ میں اسے فریم میں لگوا کر
دکان پر لگاؤں۔ بچے بڑے خوش ہوں
گے تمہارے دستخط دیکھ کر بہن مارپا!"

کتابوں والے دکاندار نے فوراً ایک سفید کاغذ اور قلم
سامنے رکھ دی۔ مارپا نے اس پر لکھا۔

"پیارے دوستو! مارپا کا سلام قبول کرو۔
میرا پیغام یہ ہے کہ جی لگا کر اسکول کی پڑھائی
کرو۔ ماں باپ کی عزت کرو۔ ان کی خدمت کرو۔
بزرگوں کا ادب کرو۔ خدا اور اس کے رسولؐ سے
محبت کرو۔ جھوٹ مت بولو۔ نماز پڑھا کرو اور
ہاں کبھی سمیر ناگ مارپا کو بھی یاد کر لیا کرو۔"

تمہاری بہن مارپا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کستان والا دیکھ رہا تھا کہ سفید کا نقطہ اپنے آپ
خرقی ابھرتی جا رہی ہے۔ اس کو بڑی حیرت بھی ہو
تھی۔ اس سے پہلے اس نے یہ نقشہ کبھی نہیں دیکھا
ماریا نے تحریر کے نیچے اپنے دستخط کرنے کے بعد کہا
"اچھا اب میں جاتی ہوں۔ بچوں کو میرا ایک بار
انہوں نے سلام کہا:
یہ کہہ کر ماریا وہاں سے پرواز کر گئی۔
اب اس کا رُخ کراچی شہر کی طرف تھا۔ جہ
ناک اور تھیوسانگ سینما ہال میں جادو کے کرتبوں کو
کر رہے تھے۔ ماریا لاہور سے کراچی جانے وا
ہاؤس کے اوپر آ گئی۔ یہاں وہ ریلوے کی پٹری
پچاس فٹ بلند ہو کر کراچی کی طرف اڑنے لگی۔
وہ بہت تیز رفتاری سے اڑ رہی تھی۔ اس
وقت کے نو بج رہے تھے۔ ماریا ایک جیٹ ہوائی جہ
کی سپیڈ سے پرواز کر رہی تھی۔ ریلوے لائن
اور شہر بڑی تیزی سے اس کے نیچے سے گزر
چلے جا رہے تھے۔ پونے سات بجے وہ حیدر
آباد کے اوپر سے گزر گئی اور پندرہ منٹ بعد ہی
اسے کراچی شہر کی بلڈنگیں دکھائی دے رہی تھیں۔

ماریا نے ریلوے اسٹیشن کراچی کے اوپر ایک چکر لگایا
اور پھر پیچے اسٹیشن سٹریٹ میں اتر آئی۔ یہاں بہت رونق
تھی۔ خوبصورت کپڑوں والی عورتیں گاڑیوں سے نکل
کر شاپنگ کرنے دکانوں میں داخل ہو رہی تھیں۔ دکانوں
میں بتیاں جگمگا رہی تھیں۔ ماریا گھومتے پھرتے
سینما ہاؤس کے سامنے آ گئی جہاں اگلے روز ناگ تھیوسانگ
کا جادو کا شو ہونے والا تھا۔ سینما ہاؤس کے باہر ناگ کی
تصویر کے ساتھ بورڈ لگے تھے۔ ماریا بڑی خوش ہوئی
کہ اب ناگ اور تھیوسانگ سے اس کی ملاقات ہو گی۔
وہ سینما ہاؤس کے آفس میں آ گئی۔ دن کے گھاٹ بیچنے
والے تھے۔ دفتر میں کوئی نہیں تھا۔ وہ کسی سے پوچھنا
چاہتی تھی کہ ناگ اور تھیوسانگ کہاں ٹھہرے ہوئے
ہیں۔ کراچی شہر میں داخل ہوتے ہی اسے ناگ کی
بلی خوشبو آنے لگی تھی۔
دوسری طرف ناگ اور تھیوسانگ اپنے ہوٹل کمرے
سٹار کے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ناگ
اخبار پڑھ رہا تھا کہ اچانک اسے ماریا کی بلی خوشبو
آئی۔ اس نے اخبار ایک طرف پھینک کر کہا
"تھیوا مجھے ماریا کی خوشبو آ رہی ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو ساگ نے بھی اس خوشبو کو محسوس کیا۔ بولا۔

"اس کا مطلب ہے ہماری اسکیم کامیاب رہی۔ ماریا اشتہار پڑھ کر اپنی پہنچ چکی ہے۔ چلو اسے سینما ہاؤس میں چل کر دیکھتے ہیں۔"

ناگ اٹھتے ہوئے بولا۔

"ہاں وہ ضرور اس سینما ہاؤس میں آئے ہوگی۔"

دونوں نے ہوٹل سے باہر آ کر ٹیکسی لی اور سینما ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئے۔

ماریا سینما ہاؤس سے باہر نکل رہی تھی کہ اسے محسوس ہوا کہ ناگ کی خوشبو تیز ہو گئی ہے۔ وہ وہیں ایک طرف رک گئی۔ چند لمحوں کے بعد اس نے ایک ٹیکسی میں ناگ اور تھیو ساگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا وہ محتاط ہو کر اس کی طرف لپکی۔ ٹیکسی رک گئی اور ناگ ٹیکسی سے باہر نکل رہا تھا۔ اسے ماریا کی خوشبو آئی۔ اس نے کہا۔

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"ناگ! میں آ گئی۔"

تھیو ساگ بھی خوشی سے بولا

"ماریا بہن! خدا کا شکر ہے تم سے ملاقات ہو گئی۔"

ٹیکسی ڈرائیور حیران ہو کر ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا کہ یہ خدا میں کس کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔ ناگ اور تھیو ساگ کو بھی اس غلطی کا احساس ہو گیا۔ انہوں نے ٹیکسی ڈرائیور کی طرف دیکھ کر کہا۔

"معاف کرنا بھائی۔ ہمیں کبھی کبھی اپنی روحوں سے بات کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ تم کو تو معلوم ہی ہے کہ ہم جادوگر ہیں اور اقرار کو ہمارا حکم ہو رہا ہے۔"

ٹیکسی ڈرائیور نے کرایہ جیب میں رکھا اور ٹیکسی سٹارٹ کر کے وہاں سے بھاگ گیا۔ ماریا ناگ اور تھیو ساگ ہنسنے لگے۔ ناگ بولا۔

"ماریا! تم ہمارے ساتھ ہوٹل میں چلو۔ وہیں چل کر باتیں ہوں گی۔"

انہوں نے ایک دوسری ٹیکسی لی اور تھوڑی دیر بعد ہوٹل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں آ گئے۔ یہاں پہنچ کر ماریا نے اپنی اور تھیو سانگ ناگ نے اپنی اپنی کہانی سنائی۔ اب انہیں عنبر کیٹی کی فکر تھی کہ خدا جانے وہ کس حال میں اور میں کس مقام پر ہونگے کچھ دیر وہ عنبر اور کیٹی کی کرتے رہے۔ ماریا نے کہا۔

"تعجب کی بات ہے کہ یہ زمین وہ زمین نہیں ہے جس پر کبھی ہم زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ مگر اس زمین پر ہو بہو وہی واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ اور یہاں کے لوگوں کو ماحول تک نہیں ہے کہ اصل میں یہ وہ لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کا عکس ہیں"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"انسان حقیقت میں مادہ اور توانائی کا نام ہے۔ سائنسی طور پر تو ہم یہیں کہیں گے اور یہ مادہ اور توانائی یہاں بھی ایک ساتھ مل جاتے ہیں تو خاص حالات میں ایک بار پھر زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے"

ناگ نے کہا۔

"یار یہ بور باتیں نہ کرو۔ چلو سمندر کی سیر کرنے

جاتے ہیں۔ ماریا کو وہاں آئس کریم کھلائیں گے"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"جب میں غائب نہیں تھی تو کبھی اپنی پسند کی چیزیں بڑے شوق سے کھاتی تھی۔ اب تو کھانے پینے کی حاجت ہی محسوس نہیں ہوتی"

تھیو سانگ بولا۔

"مگر تم جسمانی شکل بھی تو اختیار کر سکتی ہو تم اپنے جسم میں واپس ظاہر ہو جاؤ۔ پھر تم آئس کریم کھا سکو گی"

ماریا نے کہا۔

"ایسا میں کر سکتی ہوں۔ مگر فائدہ کیا ہوگا یوں ہلکی پھلکی رہ کر میں ہوا میں اڑتی پھرتی ہوں جسمانی حالت میں آ کر تو میں بوجھل ہو جاؤں گی اور پرواز بھی نہیں کر سکوں گی"

ناگ بولا۔

"مگر تم آئس کریم تو کھا سکو گی۔ ہماری خاطر انسانی حالت میں واپس آ جاؤ۔ تھوڑی دیر کے لیے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا:

"اگر تم کہتے ہو تو آجاتی ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی ماریا ایک دم ظاہر ہو گئی۔ اس کا لباس یونانی عورتوں کا پرانا لباس تھا۔ ناگ نے ہنس کر کہا۔

"ماریا بھئی یہ پرانی کاسٹیوم یہاں نہیں چلے گی۔ پہلے بازار سے اپنی پسند کا ماڈرن لباس خریدو۔"

مارکیٹ میں آکر ایک اسٹور پر سے ماریا نے اپنے لیے جینز اور ٹی شرٹ اور سینڈل خریدی۔ ہوٹل میں آکر اسے پہنا اور اپنے سنہری بالوں میں پرفیوم کا سپرے کرنے کے بعد ٹیکسی میں بیٹھ کر سمندر کے ساحل کی طرف چل پڑی۔

ناگ پھنس گیا

کچھ دیر تک وہ سمندر میں سفر کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ شہر کے ایک شاندار ریستوران میں آگئے۔ یہاں کی آئس کریم بہت مشہور تھی۔ ماریا سرخ ٹی شرٹ اور بلیو جین میں اپنے سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں کے ساتھ امریکن لڑکی لگ رہی تھی۔ ناگ تھیو سانگ سمجھ رہے تھے کہ یہ کوئی امریکی لڑکی ہے۔ ناگ تھیو سانگ اس کے پاس ٹیبل پر بیٹھے آئس کریم کھانے لگے۔

ماریا نے کہا۔

"آئس کریم سچ مچ بڑی مزے دار ہے۔"

تھیو سانگ بولا۔

"اور منگواؤں ماریا بہن؟"

ماریا بولی

"کیا بات ہے کہ لوگ بہت امیر ہو گئے ہیں۔"

تھیو سانگ ہنسنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ارے بھئی ماریا! ناگ کا سراغ رساں سمندری سانپ کام آگیا ہے۔ اسی نے سمندر میں سے کچھ دولت لاکر ہمیں دے دی۔ بس اسی سے گزارہ کر رہے ہیں۔"

ماریا نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

"اور اب جادوگری کے شو کی آمدنی بھی تو ہوگی۔"

ناگ بولا۔

"اب تو ہمیں شو سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ یہ ساری اسکیم تمہیں بلانے کے لیے تھی۔ تم اشتہار پڑھ کر ہم سے آن ملی ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ دو بھائیوں کو ان کی بہن مل گئی۔ اب شو ہو چاہے نہ ہو۔"

ماریا نے کہا۔

"نہیں بھئی۔ ایسا نہ کرنا۔ لوگوں کو نا امیدی ہوگی۔ جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرو۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"شو کرنے کے بعد ہمیں عنبر اور کیٹی کی تلاش میں یہاں سے خلاء کی طرف نکل جانا ہوگا۔"

ماریا بولی۔

"ہم خلا میں کیسے سفر کر سکتے ہیں۔ یہاں پاکستان سے تو کوئی مصنوعی سیارہ یا خلائی جہاز نہیں چھوڑا جاتا۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"امریکہ سے خلائی شٹل چیلنجر ہر سال خلا کی طرف چھوڑی جاتی ہے۔ ہم اس میں سوار ہو کر سفر کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ سنا ہے کہ اس میں اب دو ایک مسافروں کو بھی بٹھایا جاتا ہے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہم یہاں سے امریکہ نکل چلیں گے۔ ایک دو بار پہلے بھی تو امریکہ کی سیر کر چکے ہیں۔"

وہ دیر تک بیٹھے خلا میں جانے کا پروگرام بناتے رہے۔

شام کے قریب واپس اپنے ہوٹل میں آ گئے۔ ماریا کے لیے انہوں نے اپنے اپارٹمنٹ کے ساتھ والا کمرہ بک کروا لیا تھا۔ آخر وہ دن بھی آ گیا جس روز ناگ کا شو تھا۔ سینما ہاؤس کا ہال بھر گیا تھا۔ لوگ اب بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹکٹ [illegible] چلے آ رہے تھے۔ اس میں کراچی میں بڑی دیر بعد جادوگری کا شو ہو رہا تھا

ماریا نے ساڑھی پہن رکھی تھی اور بالوں میں موتیے کے پھولوں کا گجرا لگایا ہوا تھا۔ ناگ نے منیجر سے کہہ دیا تھا کہ ماریا ان کی بہن ہے۔ چنانچہ وہ تھیوسائٹک کے ساتھ ہال میں سب سے اگلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔ لوگ بے تاب ہو رہے تھے کہ شو جلدی شروع کیا جائے۔ منیجر دعائیں مانگتا پھر رہا تھا کہ یا خدا شو کامیاب رہے کہیں لوگ ٹماٹر مارنے نہ شروع کر دیں۔

آخر سٹیج پر سے پردہ اٹھا۔ لوگ زور سے تالیاں بجانے لگے۔ سٹیج پر روشنی ہو رہی تھی۔ اتنے میں ناگ لمبا چھپا لبادہ پہنے۔ ہاتھ میں جادوگروں کی طرح چاندی کی چھڑی پکڑے سٹیج پر آیا۔ جھک کر لوگوں کو سلام کیا اور بولا۔

"خواتین و حضرات! آج میں آپ کو ایسا کھیل دکھاؤں گا، جو آپ نے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔ امید ہے یہ کھیل آپ کو دیر تک یاد رہے گا۔ [illegible] میں پہلے ہی صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں کوئی جادوگر نہیں ہوں

اور نہ ہی میں جادو کا کھیل پیش کرنے والا ہوں۔ جادو وغیرہ دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ یہ سب شعبدہ بازی اور نظروں کا دھوکہ ہوتا ہے۔ میں بھی آپ کی نظروں کو کچھ دیر اپنے قابو میں کر کے آپ کو وہی شے دکھاؤں گا جو میں دکھانا چاہتا ہوں۔ اس کے سوا آپ کوئی دوسری شے نہیں دیکھ سکیں گے۔ اب میں اپنا شو شروع کرتا ہوں۔"

ناگ نے ایک بار پھر جھک کر سلام کیا اور پیچھے ہٹ کر اشارہ کیا۔ دو آدمی سٹیج پر نمودار ہوئے۔ انہوں نے سٹیج پر شیشے کا ایک چھوٹا سا گول میز لا کر رکھ دیا۔ پھر ایک آدمی شیشے کا خالی جگ لے آیا۔ جگ ناگ نے میز پر رکھ دیا اور بولا۔

"خواتین و حضرات! دیکھئے یہ جگ بالکل خالی ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔"

ناگ نے شیشے کے جگ کو الٹا کر دیا۔ پھر اس میں ہاتھ ڈال کر گھمایا۔ اس کے بعد جگ کو میز پر رکھ کر اوپر سفید رومال ڈال دیا۔

"خواتین و حضرات! ابھی اس خالی جگ میں ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک مہمان آئے گا جو آپ کو سلام بھی کرے گا۔
آپ گھبرائیں بالکل نہیں، وہ آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔

لوگ خاموش بیٹھے شوق بھری نظروں سے سٹیج کی طرف تک رہے تھے۔

ناگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر دونوں بازو اوپر اٹھا لیے۔ یہ سب اداکاری تھی۔ وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ خوش کرنا چاہتا تھا۔ ناگ نے سانپ کی زبان میں آہستہ سے کہا۔

"اس سینما ہاؤس کے اندر یا باہر اگر کوئی سانپ رہتا ہے تو وہ اس جگ میں آ جائے۔"

سٹیج پر ہلکا ہلکا اندھیرا کر دیا گیا تھا۔ اس سینما ہاؤس کے فصل خانے کے نیچے جو گٹر تھا اس میں ایک سانپ کئی دنوں سے آ کر رہنے لگا تھا۔ اس نے جو ناگ دیوتا کی آواز سنی تو فوراً گٹر سے نکل کر ہال کے عقب سے ہوتا ہوا سٹیج پر آ گیا۔ پھر خاموشی سے سفید کپڑے کے نیچے سے رینگ کر خالی جگ میں گھس کر بیٹھ گیا۔

ناگ نے سانپ کو اندر جاتے دیکھ لیا تھا۔

ناگ نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"حضرت! آپ کا مہمان آ گیا ہے۔"

سٹیج پر روشنی تیز کر دی گئی۔ ناگ نے جگ پر سے رومال اٹھایا تو اندر سانپ بیٹھا تھا۔ لوگ خوشی سے اچھل پڑے۔ کسی نے آواز بلند کی۔

"یہ سانپ ابھی ابھی اس نے اندر ڈالا ہے۔ سٹیج پر اسی لیے اندھیرا کر دیا گیا۔"

ناگ نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرے بھائی! میں اگر چاہوں تو اس شہر کے سارے سانپ یہاں بلوا سکتا ہوں۔ مگر آپ لوگ ڈر کر بھاگ جائیں گے۔ اس لیے ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ یہ سانپ باہر سے آیا ہے۔ اور میرے اشارے پر آیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں دوسرا سانپ بھی منگوا کر دکھا دوں۔"

ہال میں سے آواز آئی

"وہ بھی تمہارا سدھایا ہوا سانپ ہوگا۔ ہمیں کوئی دوسرا تماشہ دکھاؤ۔ نہیں تو ہمارے پیسے واپس کرو۔"

سٹیج کے پہلو میں سے منیجر نے گھبرا کر آواز دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ناگ! ناگ! خدا کے لیے کوئی دوسرا کرتب دکھاؤ۔ نہیں تو لوگ کرسیاں توڑ دیں گے۔"

ناگ نے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہا

"اچھا اچھا۔ میں کوئی دوسرا کرتب دکھاتا ہوں۔"

[illegible] کے اشارے پر ایک چھوٹا سا صندوق لا کر سٹیج پر رکھ دیا گیا

ناگ نے صندوق کھول کر الٹ دیا اور کہا۔

"صندوق بالکل خالی ہے۔ اب میں اس میں داخل ہو کر بیٹھ جاؤں گا۔ صندوق بند کر دیا جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد جب صندوق کو دوبارا کھولا جائے گا تو اس میں میری بجائے ایک [illegible] سانپ ہوگا۔"

لوگ چپ ہو گئے۔ ناگ نے ہوٹل کے ایک ملازم سے کہا۔

"جب میں صندوق میں بیٹھ جاؤں تو اوپر سے ڈھکنا بند کر دینا اور پانچ سیکنڈ کے بعد [illegible] کھول دینا۔ ڈرنا بالکل نہیں۔ کوبرا سانپ [illegible] نہیں کہے گا۔"

اتنا کہہ کر ناگ صندوق میں گھس گیا۔ نوکر نے ڈھکنا بند کر دیا۔ ناگ نے صندوق میں جاتے ہی سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ سیاہ کوبرا سانپ بن چکا تھا۔ پانچ سیکنڈ پورے ہو جانے پر نوکر نے صندوق کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ ناگ سانپ کی شکل میں پھنکار مارتا ہوا باہر نکل گیا اور پھن اٹھا کر سٹیج پر کنڈلی مارے بیٹھ کر پھنکارنے لگا۔ لوگوں پر سناٹا چھا گیا۔

نوکر نے صندوق کو الٹا کر دکھایا۔ وہ خالی تھا۔ [illegible] ایسا تھا کہ جس نے اعتراض کیا تھا وہ بھی سناٹے میں آ گیا تھا۔ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ایک زندہ انسان سانپ بن گیا تھا۔ کچھ دیر تو لوگ دہشت زدہ ہو کر بیٹھے رہے پھر زور زور سے تالیاں بجانے لگے۔ میجر بہت خوش ہوا۔

ناگ نے پھن اٹھا کر سٹیج کے دو تین چکر لگائے۔ سامنے بیٹھی ہوئی ماریا اور تھیو سانگ بھی تالیاں بجا رہے تھے۔ ناگ واپس صندوق میں چلا گیا۔ نوکر نے صندوق اوپر سے بند کر دیا۔ ناگ نے اندر ہی اندر سانس کھینچ کر چھوڑا اور دوبارا انسانی شکل میں باہر [illegible] ایک بار پھر تالیوں سے گونج اٹھا۔ [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر کھڑے ہو کر زور زور سے تالیاں پیٹ رہے تھے
ناگ نے صندوق کو الٹا کر دکھایا کہ وہ بالکل خالی ہے۔
اور سانپ کہیں نہیں ہے۔
پھر اس نے جھک کر تعظیم کی اور کہا
"بس حضرات! آج کا کھیل ختم ہوتا ہے۔"
ایک دم سے پردہ گر گیا۔ لوگ ابھی تک تالیاں بجا
رہے تھے۔ اسی سینما ہال میں میرپور متھیلو کا ایک سندھی
ہندو جوتشی بھی بیٹھا یہ کھیل دیکھ رہا تھا۔ وہ بڑا ماہر
نجومی یعنی جوتشی تھا اور طلسم کے نقش بھی بتاتا تھا۔ اس
نے جیسلمیر کے سندر میں دس برس تک جوتش کی پیشہ
وری کی تھی۔ کئی چلتے کاٹے تھے۔ مگر یہ سارا کام چونکہ
اس نے دنیا کی دولت اور لالچ کے لیے کیا تھا۔ اس
لیے ابھی تک ناکام تھا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ
انسان جب شہرت حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کرنے
کی کوشش کرتا ہے تو علم اس سے اپنا آپ چھپا لیتا
ہے۔ ایسے شخص کو دولت اور شہرت تو حاصل ہو ہی جاتی
ہے مگر اس کا کردار صحیح نہیں رہتا۔ وہ لالچی اور خود
غرض ہو جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی انسان علم کی روشنی حاصل
کرنے کے لیے علم حاصل کرتا ہے اور اس کا کردار اور

اخلاق روشن ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک بلند کردار انسان
بن جاتا ہے۔ وہ پھر قدرت کی طرف سے اسے جو عزت
اور نعمت ملتی ہے۔ اس کے سامنے دنیا کی دولت اور
شہرت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اس سندھی ہندو جوتشی کا نام وانی رام تھا۔ وہ بھی
صرف دنیا کی دولت کی ہوس تھی اور وہ کئی برسوں
سے علم جوتش کے ذریعے کوئی ایسا نقش اور زائچہ بنانے
میں لگا ہوا تھا۔ کہ جو اسے زمین کے اندر چھپے ہوئے
کسی اصول خزانے کا پتہ بتا دے۔ لیکن وہ ابھی تک
اس میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ علم نجوم نے اس
کی آنکھوں کے آگے پردہ ڈال دیا تھا۔ وانی رام جوتشی
نے جب ناگ کو سانپ کا کرتب کرتے دیکھا تو چونکہ وہ
بڑا زبردست نجومی تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ یہ [illegible]
وغیرہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہپناٹائیز کرتا ہے بلکہ کوئی عجیب
مخلوق ہے۔ ہندو جوگی نے ناگ کا پیچھا کیا۔ اس نے دیکھا کہ
ناگ تھری سٹار ہوٹل میں اپنے دوستوں کے ساتھ ٹھہرا
ہوا ہے۔

ہندو جوتشی کا لباس عام سندھی لوگوں کا ایسا تھا۔
اس نے ناگ کے کمرے کے باہر جا کر [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کھوہ کر دروازہ کھولا تو ہندو جوتشی وانی رام نے
ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور کہا۔

"مہاراج! میں میرپور متھیلو کا ایک وید ہوں
بیماروں کا علاج کر کے پیٹ پالتا ہوں۔ آپ
کا کرتب دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ آپ سے ملنے
کو بہت جی چاہا۔ آپ کی خدمت میں آگیا ہوں"
ناگ نے کہا۔

"آپ نے مہاراج آئیے"
ناگ ہندو جوتشی کو اندر کمرے میں لے گیا۔
[illegible] نے وانی رام کا تعارف تھیو سانگ اور ماریا سے
کرایا۔ ہندو جوتشی وانی رام نے سب کو ہاتھ جوڑ کر پرنام
[illegible] دیا جانے بتا کر لے آئی۔ ناگ نے ہندو جوتشی سے

"آپ میرپور متھیلو سے میرا شو دیکھنے آئے
تھے"

وانی رام کسی دوسرے کام سے آیا تھا مگر اس
نے کہا۔

"[illegible] مہاراج! صرف آپ کا شو دیکھنے آیا تھا۔ آپ
[illegible] تو کال [illegible] دیا۔ بھگوان کی آپ پر بڑی مہربانی

ہے۔ آپ نے یہ جادو ضرور افریقہ میں سیکھا
ہوگا"
تھیو سانگ نے کہا

"ہاں [illegible]! ہمارے دوست نے افریقہ سے
ایک جادوگر سے یہ جادو سیکھا تھا"
ناگ اور [illegible] جوتشی وانی رام بڑی
گہری نگاہوں سے ایک ایک شے کا جائزہ لے رہا تھا
اور ناگ کی آنکھوں کو خاص طور پر غور سے دیکھ
رہا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ ناگ کی آنکھوں میں بڑی
کشش ہے۔ اور وہ [illegible] وانی
رام نے بڑی عاجزی سے کہا۔

"ناگ جی مجھے ہاتھ دیکھنے کا بھی شوق ہے
مجھے اپنا ہاتھ دکھانا پسند کریں گے"
ناگ نے اپنا ہاتھ جوتشی وانی رام کے آگے پھیلاتے
ہوئے کہا۔

"ارے مہاراج! ہمارے ہاتھ میں کیا ہوگا۔
ہم تو غریب خانہ بدوش ہیں۔ آج یہاں تو
کل وہاں"
وانی رام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مہاراج ۔ مگر آپ کو بھگوان نے بہت
عزت اور شہرت دی ہے ۔

جوتشی وانی رام بڑے غور سے ناگ کے ہاتھ کی
لکیریں دیکھ رہا تھا ۔ اس کو ان لکیروں میں ایک عجیب
سی بات نظر آ رہی تھی ۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں
آئی تھی ۔ اس نے ناگ سے کہا ۔

مہاراج ! کیا میں اپنے ریکارڈ کے لیے آپ
کے ہاتھ کا نقش لے سکتا ہوں ۔ میں اسے
اپنی فائل میں یادگار کے طور پر رکھوں گا ۔

ناگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا ۔ اس نے اجازت
دے دی ۔ جوتشی نے ایک سفید کاغذ پر ناگ کی ہتھیلی
کا چھاپہ لے لیا ۔ پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے
بعد واپس اپنے ہوٹل والے کمرے میں آ گیا ۔ جوتشی وانی
رام نے ہوٹل کے کمرے میں آتے ہی اپنا تھیلا کھولا
کو جنتری اور کاپی پنسل نکالی اور ناگ کے ہاتھ کی لکیروں
کے نقش کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا زائچہ تیار کرنا
شروع کر دیا ۔ بڑی محنت کے بعد جوتشی وانی رام اس
کا زائچہ بنانے میں کامیاب ہو گیا ۔

اسبق نے جب حساب لگایا تو ایک ایسی بات کھل کر

سامنے آئی کہ جوتشی وانی رام کا چہرہ عجیب سی نوعیت
کے ساتھ چمکنے لگا ۔ زائچہ کھلے اشاروں میں بتا رہا تھا
کہ جس شخص کا یہ زائچہ ہے وہ اصل میں سانپ ہے
جو انسان کی شکل میں چل پھر رہا ہے اور جب چاہے
سانپ بن سکتا ہے ۔

جوتشی وانی رام گہری سوچ میں گم ہو گیا ۔ اس نے
ناگ کو اپنی آنکھوں سے سانپ بنتے دیکھا تھا ۔ اس کی
آنکھوں میں بھی سانپ ایسی کشش تھی ۔ زائچہ جھوٹ
نہیں بول رہا تھا ۔ یہ ایک بہت بڑا انکشاف تھا ۔
تک کوئی ایسا آدمی دنیا کے سامنے نہیں آیا تھا جو
اصل میں سانپ ہو ۔ جوتشی وانی رام نے زائچہ
ڈال کر تھیلا الماری میں رکھ کر تالا لگا دیا اور
چین سے ٹہلنے لگا ۔

وہ کچھ سوچ رہا تھا ۔ اگر کسی طرح وہ اس سانپ انسان
ناگ کو اپنے قابو میں کر سکے تو اس کی مدد سے بے پناہ
دولت حاصل کی جا سکتی ہے ۔ اس سانپ انسان کی مدد
سے زمین میں چھپے ہوئے بے پناہ خسرو لوگ کا سراغ لگایا
جا سکتا ہے ۔ شرط صرف اتنی ہے کہ اسے کسی طرح اپنے
قابو میں کر کے اپنے حکم کے مطابق چلایا جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہرنشس والی رام اسی رات آبادی کے باہر ایک ریتلے میدان میں ٹیلے کے پیچھے بنے ہوئے جھیروں میں کئے ہوئے میں پہنچا یا آدمی اپنے علم میں بڑا ماہر اور چالاک تھا۔ اسنے نے مورتی کے آگے بیٹھ کر خاص عمل کرنا شروع کیا۔ وہ ساری رات کالے علم کے اشلوک پڑھتا۔ اور جاگ میں ہومل ڈالتا رہا۔ رات کے پچھلے پہر جب اس کے عمل ختم کیا تو مورتی کی طرف غور سے دیکھا۔

ہرنشس والی رام کو مورتی کے ہونٹ ہلتے محسوس ہوئے پھر اس کے کانوں میں مورتی کی آواز آئی۔ مورتی نے کہا "میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جس شخص کی روح کو تم اپنے قبضے میں کرنا چاہتے ہو اس کا نام ایک سفید کاغذ پر سات بار لکھ کر اس کو درخت کی اونچی شاخ پر دھاگے سے باندھو۔ پھر جس شخص نے اختیار ہو کر اس کی طرف چلنے لگے گا اور اپنی یادداشت کو بھول جائے گا۔

پھر جیسے مورتی کی آواز بند ہو گئی۔ ہرنشس والی رام بہت خوش ہوا۔ مندر سے نکل کر وہ اپنے ہومل کے کمرے میں آیا۔ اس نے ایک سفید کاغذ پر ناگ کا نام سات بار لکھا۔ اور اسے دھاگے سے باندھ کر کسی درخت کی تلاش میں نکل گیا۔ پھر وہ اسے والے میدان میں آگیا۔ یہاں

میدان کے کنارے دو چار درخت کھڑے تھے۔ ہرنشس ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس کی سب سے اونچی شاخ کے ساتھ ناگ کے نام والا کاغذ لٹکا دیا۔

اس کے بعد وہ اپنے ہومل میں آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں ہوا چلنے لگی۔ ہوا کے ساتھ درخت کی ٹہنی سے بندھا کاغذ بھی لہرانے لگا۔

اس وقت شام کے سوا سات بج رہے تھے۔ شہر کراچی روشن ہو گیا تھا۔ ناگ ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا ٹیلی ویژن پروگرام دیکھ رہا تھا۔ چائے کا ایک کپ اس کے پاس میز پر رکھا تھا۔ ناگ یا اور کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔

اچانک ناگ کو کچھ بے چینی سی محسوس ہونے لگی۔ تو اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ لیکن جب بے چینی بڑھنے لگی۔ تو اس نے چائے کا ایک گھونٹ پیا اور اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ کبھی کبھی اس کے سامنے سفید کا ایک گروپ گھوم رہا تھا۔ ناگ کا سر چکرا رہا تھا۔ اس نے میز کے قریب آکر اس گروپ کو دیکھ تو اپنی تصویر تھی۔ اس نے پہچان لی۔ اور تب اسے کچھ یاد آنے لگا۔ ناگ کی یادداشت گم ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ بالوں کو پیچھے [illegible]
[illegible] پھر تصویر کو دیکھا وہ ماریا اور تھیوسا [illegible]
[illegible] نہیں پہچان سکتا تھا۔ اس کی یادداشت غائب ہو
[illegible] اس کا دل بے چین سا ہو رہا تھا۔ اس کے
[illegible] خود بخود باہر کی طرف جا رہے تھے۔

دوسری طرف درخت کے اوپر شاہ ہوا کاغذ ہوا
میں لہرا رہا تھا۔ اس کاغذ کے لہرانے کے ساتھ ناگ
کو دل بے تاب ہو کر اڑنے لگا تھا۔ وہ کمرے کو
[illegible] چھوڑ کر ہوٹل کی لابی میں آ گیا۔ وہ یوں چل رہا
تھا [illegible] کسی نے کھلونے کو چابی دے کر چھوڑ دیا ہو
وہ لابی سے باہر نکل کر سڑک پر آ گیا۔ اب اس
نے سڑک پر ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ اپنے
اپنے طلسم کے زیر اثر جوتشی کے ہوٹل کی طرف
جا رہا تھا۔ جوتشی والی رام بھی اپنے کمرے میں
[illegible] سے ٹہل رہا تھا۔ کسی وقت وہ کھڑکی میں آ کر باہر
کسی سڑک پر دیکھ لیتا تھا جو بجلی کی روشنی میں
صاف نظر آ رہی تھی۔ ایک بار جو اس نے کھڑکی
سے جھانک کر دیکھا تو وہ جوتشی سے مجبور اٹھا۔

پر اسے ناگ اپنے آپ اس کی طرف آتا [illegible]
آیا۔

جوتشی نے کھڑکی بند کر دی اور کمرے کا دروازہ
کھول دیا۔

وہ خود صوفے پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔
لمحوں کے بعد اسے راہداری میں قدموں کی چاپ سنائی
دی۔ پھر ناگ دروازے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ
کھلی سو زرد آنکھوں سے جوتشی کی طرف دیکھ رہا
تھا۔ جوتشی والی رام اٹھ کر اس کے قریب آیا اور
کہا۔

"صوفے پر بیٹھ جاؤ۔"

ناگ اس کے حکم پر فوراً خاموشی سے صوفے پر بیٹھ
گیا۔ جوتشی نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ ناگ
بالکل سیدھا بیٹھا سامنے دیوار کی طرف ٹکٹکی باندھے
دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں سوائے اس بات
کے اور کچھ نہیں تھا کہ اسے اس جوتشی کے ہر حکم کو
ماننا ہے۔ جوتشی ناگ کے بالکل سامنے والے صوفے
پر بیٹھ گیا اور اسے گھورتے ہوئے بولا۔

"ناگ! اب تم میرے غلام ہو۔ میں نے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جس عمل سے تمہیں اپنے قبضے میں کر لیا۔ اب تم
وہی کرو گے جو میں کہوں گا۔"

ناگ نے آہستہ سے سر ہلایا اور کہا۔

"میں تمہارا غلام ہوں۔ جو حکم کہو گے وہی کروں گا۔"

جوشی صوفے سے اٹھا۔ پلنگ کے نیچے سے اپنا اٹیچی کیس
نکال کر اس میں اپنی چیزیں ڈالیں۔ اسے بند کر کے
ہاتھ میں لیا اور ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اب اپنی کیس کو اٹھا کر میرے ساتھ ہوٹل
سے باہر چلو۔"

ناگ نے ایسا ہی کیا۔ وہ اٹیچی کیس اٹھائے جوشی کے
ساتھ ہوٹل سے باہر آ گیا۔ ناگ اب ہندو جوشی کے
قبضے میں تھا۔ اور اس کے اشاروں پر چل رہا تھا۔ ناگ
صرف یہی تو ماریا اور تھیو ساگ کو بھول چکا تھا مگر اس
پر دوسری جنم کی بھی چھاپ تھی۔ اسے نہ تو ماریا کا کوئی خیال
آ رہا تھا اور نہ تھیو ساگ اور منیر کیش کی یاد۔ وہی تھی
جوشی والی رام کا عمل بے حد کامیاب ثابت ہوا
تھا۔ اسے اپنے ساتھ میرٹھ سے بمبئی لے جانا چاہتا تھا
جوشی نے سوچا تھا کہ بمبئی کے ریوے اسٹیشن

یہاں راشد کی گاڑی میں بیٹھ کر میرٹھ کی جانب
روانہ ہو گیا۔

کوئی ایک گھنٹے کے بعد ماریا اور تھیو ساگ خریداری
کر کے واپس آئے تو دیکھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا
پڑا ہے۔ اور ناگ غائب ہے۔ ٹیلی ویژن چل رہا تھا۔
صوفے کے پاس ناگ کی چمڑے کی پٹی پڑی تھی۔ ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے تھیو ساگ سے
کہا۔

"مجھے دال میں کالا نظر آتا ہے۔"

تھیو ساگ نے کہا۔

"تمہارا وہم ہے۔ ناگ یہیں کہیں ہو گا۔"

اس نے ناگ کو سارے ہوٹل میں تلاش کیا مگر وہ
اسے کہیں نہ ملا۔ ولی کے کاؤنٹر پر آنے والے ہر
شخص سے ناگ کے بارے میں پوچھا۔ سب نے نفی میں
جواب دیا۔ ماریا کھڑکی سے باہر سڑک کی طرف
جاتے دیکھ رہا تھا۔ وہ بالکل سیدھا چل رہا تھا۔

تھیو ساگ چونکا۔ جلدی سے وہ ماریا کے پاس آیا
اور بولا۔

"ماریا! تمہارا اندازہ درست ہے۔ جوشی نے
ناگ پر کوئی عمل کر کے اسے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔
مسئلہ کیسا حل ؟" ماریا نے پوچھا۔
کوئی بھی حل کیا ہے۔ شاید یہ کسی ایسے
شخص کا کام ہے جو ناگ کی ہیبت کا اثر کرنے
کی صلاحیت سے کوئی ناجائز کام لینا چاہتا
ہے۔"
ماریا نے چیخ کر پوچھا۔
"وہ تو ٹھیک ہے مگر ہمیں ناگ کو فوراً تلاش
کرنے اور اسے ظلم سے بچانا ہوگا۔"
تھیو ساگ نے کہا۔ "ہم ناگ کو تلاش کرنے
کے لئے ہی تو سڑکوں پر نکل آئے۔ وہ ایک دو گھنٹے
سڑکوں پر گھومتے رہے مگر اتنے بڑے شہر میں
ایسے ناگ کہاں مل سکتا تھا۔ پھر وہ وہاں تھا بھی کیسے
وہ ایک خود کار گاڑی میں بیٹھ کر میرپور متھیلو کی طرف
جا رہا تھا۔ ناگ کی خوشبو بھی اب ماریا اور تھیو ساگ کو
نہیں آ رہی تھی۔
"شاید ناگ
"یہ تو دیوتا ہے ناگ اصل شہر میں نہیں ہے۔
کی صورت تو بند ہو گئی ہے تو

تھیو ساگ نے ٹیکسی والے سے سیتا ہاؤس کی طرف
چلنے کو کہا۔
سیتا ہاؤس میں دوسرا شو شروع ہو چکا تھا تھیو ساگ
پھر سے جا کر ملا اور ناگ کے ادھر سے ہیں دریافت کیا۔
پنڈت نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا ناگ ادھر
نہیں آیا۔ پھر تھیو ساگ کو پریشان دیکھ کر بولا۔
"فکر مت کرو۔ ناگ کہیں سے غائب ہے"
تھیو ساگ اسے کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ پنڈت
نے مسکرا کر کہا۔
"یہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم تماشا کرتے
تھے سوچا شاید ناگ یہاں ہو تو اسے بھی
ساتھ لے چلیں۔"
ٹیکسی میں آتے ہوئے اس نے ماریا کو بتایا کہ ناگ سیتا ہاؤس
میں بھی نہیں ہے۔ ماریا بولی۔
"وہ یہاں ہو بھی نہیں سکتا۔"
ٹیکسی انہیں واپس ہوٹل میں لے آئی۔ سڑکوں میں آنکھ
کے بعد ماریا کو ایک خیال آیا۔ اس نے پنڈت سے کہا تھا کہ
وہ نہ
"کہیں ناگ نے ہمارے ساتھ شرارت تو نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی اور ہمیں تنگ کرنے کے لیے کسی دوسرے شہر چلا گیا ہو؟

تھیوسانگ بولا۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا۔ ناگ کو اس قسم کی شرارت کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے ویسے میرا خیال ہے کہ وہ بلاشبہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے؟"

ماریا یہ سمجھ کر پریشان ہو گئی۔

"اگر یہ بات ہے تو میں سارے شہر کا چکر لگاتی ہوں۔ حیدرآباد یہاں سے قریبی شہر ہے۔ میں وہاں جا کر بھی دیکھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ ناگ اس شہر میں ہو۔ اگر وہاں ہوا تو مجھے اس کی خوشبو آ جائے گی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی کسی مشکل میں پھنس جاؤ۔"

ماریا بولی۔

"میں ناگ نہیں ہوں۔ ناگ کچھ کچھ نادان بھی ہے۔ بہت جلد کسی نہ کسی چکر میں پھنس جاتا

جاتا ہے۔ بہرحال تم اسی کمرے میں رہنا۔ میں اسے تلاش کرنے جا رہی ہوں۔"

تھیوسانگ نے تاکید کی کہ جلدی سے واپس آ جانا۔ ماریا یہ کہہ کر غائب ہوئی اور کمرے کی کھڑکی سے فوراً لگا کر باہر پرواز کر گئی۔

دوسری طرف جوتشی وانی رام ناگ کو ساتھ لیے کراچی شہر سے بہت دور نکل چکا تھا۔ راستے میں ایک جگہ ریلوے لائن خراب تھی جس کی وجہ سے گاڑی کی رفتار بہت سست ہو گئی۔ ایک جگہ گاڑی ایک گھنٹہ کھڑی رہی۔ ناگ چپ چاپ بیٹھا تھا۔ وہ کسی سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔ اسے کچھ یاد بھی نہیں آ رہا تھا۔ جوتشی وانی رام بے چین تھا۔ اور بہت جلد اپنے گھر پہنچ جانا چاہتا تھا۔

آخر گاڑی چلی۔ اب بھی گاڑی جوں کی چال چل رہی تھی۔ یوں رات بھر کے سفر کے بعد مندا اندھیرے گزرے۔ میرپور متھیلو پہنچی تو جوتشی نے ناگ کو اپنے ساتھ کا اشارہ کیا۔ ناگ نے اٹیچی کیس اٹھایا اور جوتشی کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ بالکل اس طرح چل رہا تھا جیسے کوئی مشینی انسان ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] دنیا میں اکیلا تھا۔ اس کی کوئی بیوی بچے
[illegible] شہر سے باہر ایک تالاب کے کنارے مندر
کے پاس اس کا چھوٹا سا مکان تھا۔ مکان کا تالا کھول
کر ناگ کو وہ ایک کوٹھڑی میں لے گیا اور کہا۔

"ناگ! اب تم میرے قبضے میں ہو۔ جیسا
[illegible] ویسے ہی کرو گے۔ اس کوٹھڑی باہر
مت نکلنا۔"

ناگ نے سر ہلا کر آہستہ سے کہا۔

"جو حکم مالک!"

جوتشی نے کوٹھڑی کو تالا لگا دیا۔ اس کے بعد سیدھا
ساتھ [illegible] مندر میں چلا آیا۔ تالاب میں نہا کر مورتی
کے آگے بیٹھ کر پاٹھ کرنے لگا۔ پاٹھ کرنے کے بعد
[illegible] سے آگ کے بارے میں مشورہ کیا۔ اس مورتی
[illegible] آئی۔ مورتی نے اسے بتا دیا کہ ناگ کے ساتھ
[illegible] روح بھی ہے جو تمہیں نظر نہیں آئے گی مگر
[illegible] لے گی اور وہ تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔
اس لیے ناگ کو گنڈھارو قلعے کے کھنڈر کے نیچے جو تہہ
خانہ ہے اس میں بند کر کے تہہ خانے کے دروازے
کے آگے سیندور چھڑک دو۔ اس طرح سے ناگ

کی [illegible] تہہ خانے سے باہر نہیں جا سکے گی اور
اس کا سراغ نہیں لگا سکے گی۔ جوتشی اس [illegible]
پر بڑا حیران ہوا کہ ناگ کی حفاظت [illegible]
کر رہی ہے۔

وہ جلدی سے مندر سے نکل آیا۔ سیدھا مکان
میں گیا۔ کوٹھڑی سے ناگ کو نکالا۔ گنڈھارو کے قلعے
کا ٹوٹا پھوٹا کھنڈر شہر سے کچھ ہی فاصلے پر صحرا میں
تھا۔ ناگ کو اس کے کھنڈر کے نیچے ایک تہہ خانے
میں چھپا دیا۔ اور اس کے دروازے کے آگے سرخ
سیندور بکھیر کر دروازہ بند کر کے آگے پتھر رکھ
دیا اور واپس اپنے گھر میں آ گیا۔

گھر میں آتے ہی اس نے زائچہ بنانا شروع کر
دیا۔ اس زائچے میں بھی جوتشی کو ایک خفیہ روح کا اشارہ
ملا جو ناگ کی حفاظت کر رہی تھی۔ جوتشی نے زائچہ
بند کر کے تھیلے میں رکھا اور ناگ کے ذریعے خزانے کا
سراغ لگانے کے بارے میں غور کرنے لگا۔

اتنے میں دن نکل آیا اب وہ اپنی دکان پر جا
کر بیٹھ گیا۔ مریض آئے اور وہ انہیں دوائی دے
دیتا۔ دوپہر کو سخت گرمی ہو گئی۔ شہر چھوٹا سا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے بازار سنسان ہو گئے۔ دوپہر کے اس سناٹے میں جوتشی سیدھا کنڈھارو کنڈر کے تہہ خانے میں آ گیا۔ ناگ فرش پر آلتی پالتی مارے بالکل سیدھا بیٹھا تھا۔ اور سامنے والی دیوار کو تک رہا تھا۔ جوتشی نے اندر آتے ہی دروازہ بند کر دیا کوٹھڑی میں اندھیرا ہو گیا۔ جوتشی موم بتی اپنے ساتھ لایا تھا اس نے موم بتی روشن کر کے ناگ کے سامنے رکھ دی اور کچھ اشلوک پڑھنے کے بعد ناگ پر پھونک ماری اور کہا۔

"ناگ تمہارے بارے میں مجھے سب کچھ علم ہو چکا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اصل میں ایک سانپ ہو۔ اور انسانی شکل میں چلتے پھرتے ہو۔ تم جب چاہو سانپ کی شکل اختیار کر لیتے ہو۔ مگر اس وقت چونکہ تم میرے عمل کے اثر میں اس لیے میری مرضی اور میرے حکم کے بغیر تم نہ تو اپنی شکل بدل سکتے ہو اور نہ کوئی ارادہ کر سکتے ہو۔ تم وہی کرو گے جو میں تمہیں حکم دوں گا۔ تم میری بات سن رہے ہو؟"

ناگ نے سر ہلا کر اشارے میں بتایا کہ وہ اس کی

ایک ایک بات سن رہا ہے۔

جوتشی والی دام نے کہا۔

"اب تم مجھے کسی ایسے انمول خزانے کا پتہ بتاؤ جو یہاں زمین کے اندر دفن ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"مجھے کسی خزانے کا علم نہیں۔"

جوتشی نے چونک کر کہا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ سانپوں کو تو زمین کے اندر کا سارا حال معلوم ہوتا ہے۔"

ناگ بولا۔

"میں کسی خزانے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

جوتشی کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا۔

"سینما ہاؤس کے شو میں تم نے ایک سانپ کو بلایا تھا جو شیشے کے جگ میں آ گیا تھا۔ کیا تم کسی ایسے سانپ کو بلا سکتے ہو جس کو زمین میں چھپے ہوئے خزانوں کا پتہ ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا

میں ایسا کر سکتا ہوں۔

جوتشی بہت خوش ہوا۔

"تو پھر فوراً کسی خزانے کے سانپ کو بلاؤ اور اس سے خزانے کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے بتاؤ۔"

ناگ نے اسی وقت سانپ کی آواز نکالی اور اس پاس کے کسی سانپ کو بلایا۔ جوتشی ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ناگ کو خبردار کیا کہ وہ سانپ کو اپنے قابو میں رکھے۔ اگر سانپ نے اسے ڈسنے کی کوشش کی تو وہ ناگ کو وہیں اپنے عمل سے بھسم کر دے گا۔

ناگ خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک مٹیالے رنگ کا سانپ تہہ خانے میں داخل ہوا۔ ناگ نے اس سے اپنی زبان میں کچھ باتیں کیں۔ مٹیالا سانپ چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی جوتشی نے ناگ سے پوچھا۔

"کیا اس نے خزانے کا سراغ بتایا؟"

ناگ نے کہا۔

"وہاں ——— خزانہ اس قلعے کے کھنڈر سے

سے جنوب کی جانب صحرا میں ایک بھوری چٹان کے اندر کھوہ میں دفن ہے۔ یہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔"

جوتشی کی تو باچھیں کھل گئیں۔

فوراً تہہ خانے کا دروازہ بند کر کے واپس اپنے مکان پر آ گیا۔ وہ اندھیرا ہونے کا بڑی بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔

جب رات ہوئی اور چھوٹے پرانے شہر پر خاموشی اور اندھیرا چھا گیا تو جوتشی نے دو پھاوڑے اور بڑا تھیلا ساتھ لیا اور قلعے کے شکستہ کھنڈر کے تہہ خانے میں آ کر ناگ کو ساتھ لیا اور جنوب میں واقع بھوری چٹان کے پاس آ گیا۔

اس نے چٹان پر پھاوڑا مار کر اس کی آواز سنی۔ ایک جگہ سے اسے بڑی کھوکھلی آواز سنائی دی۔ خزانے کی کھوہ اسی جگہ تھی۔ اس نے ایک پھاوڑا اٹھایا۔ دوسرا ناگ کو دیا اور کہا

"یہاں چٹان کے نیچے زمین کھودنی شروع کرو۔"

ناگ اور جوتشی پھاوڑا [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک گھنٹے کی سخت محنت کے بعد چٹان کے اندر کھوہ کا راستہ مل گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی سرنگ تھی جس کے اندر جھک کر جانا پڑتا تھا۔ جوتشی نے ناگ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سرنگ میں اندھیرا اور نمی تھی ہوا بے حد بوجھل تھی۔ چند قدم چلنے پر ایک جگہ پھنکار کی آواز آئی۔ جوتشی وہیں رک گیا۔ اب اسے اندھیرے میں چار بجٹ کے فاصلے پر دیوار کے ساتھ جواہرات چمکتے نظر آنے لگے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ستاروں کا ڈھیر جھلکا رہا ہو۔ جوتشی خوشی سے ناچ اٹھا۔ اس خزانے کے ڈھیر پر وہی سانپ بیٹھا تھا۔ جوتشی نے ناگ کو حکم دیا کہ سانپ کو چلے جانے کا کہے۔

ناگ نے ایسا ہی کیا اور سانپ وہاں سے چلا گیا۔

جوتشی دلی رام نے ناگ کی مدد سے تھیلے میں جتنے جواہرات اور موتی اور سونے کے زیورات بھر سکتا تھا بھر لیے اور تھیلا ناگ کے کاندھے پر رکھ کر باہر آ گیا۔ سرنگ کے دہانے کو پتھروں اور ریت سے ویسے ہی بند کیا اور واپس روانہ ہوا۔ ناگ کو سیدھا کھنڈر کے نیچے بند کیا اور خود انمول جواہرات سے بھرا

ہوا تھیلا لے کر اندھیرے میں چلتا اپنے مکان میں آ گیا۔

اس نے تھیلے کو چارپائی کے نیچے چھپا دیا۔ اور خود پلنگ پر لیٹ کر منصوبے بنانے لگا کہ اس خزانے سے وہ کراچی شہر میں ایک بہت بڑی بلڈنگ خریدے گا۔ اور ساری زندگی ٹھاٹھ باٹھ سے بسر کرے گا۔ پہلے اسے چارپائی پر پڑتے ہی نیند آ جایا کرتی تھی۔ اب خزانہ چارپائی کے نیچے چھپا تھا اور جوتشی کی نیند اڑ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے پپوٹے درد کرنے لگے تھے مگر نیند بالکل نہیں آ رہی تھی۔

دوسری طرف خزانے کا سانپ چٹان کے [illegible] سے نکل کر ناگ کی خوشبو لیتا سیدھا اس کے کھنڈر والے تہہ خانے میں پہنچا اور ناگ کے آگے سر جھکا کے بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ خزانہ معلوم ہوتا ہے آپ کی مرضی کے بغیر وہاں سے لے جایا گیا ہے۔ کیا میرا اندازہ درست ہے؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"خزانہ میری مرضی سے نکالا گیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر سانپ کو بہت جلد شک ہو گیا تھا کہ معاملہ بڑا ہے۔ اور ناگ دیوتا پر کسی نے جادو کر رکھا ہے۔ سانپ نے ناگ کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ سات چکر لگانے کے بعد وہ ناگ کے بالکل سامنے آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اب اس کی آنکھوں سے ستاروں کی طرح کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی قسط نمبر ۱۲۵ "غیبی لاش" میں پڑھیں گے۔

[illegible]

[illegible]

عنبر ناگ ماریا، کیٹی خلاء میں

نمبر ۱۲۵ کی ایک جھلک

- شہر ویران سنسان ہو گیا
- لوگ قبروں میں جا کر رہنے لگے
- ایسا کیوں ہوا
- اس کا جواب غیبی لاش سلور جوبلی نمبر میں پڑھیے

سسپنس آسیب اور رونگٹے کھڑے کر دینے والے سنسنی خیز واقعات، عنبر ناگ ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ کا ڈراؤنا ایڈونچر جو ایک یادگار نمبر ہوگا

- صفحات ۴۰۰ سے زائد • قیمت ۲۴ روپے

۲۵ اگست ۱۹۸۶ء کو اپنے قریبی بک سٹال سے خرید فرما دیں

ملنے کا پتہ مکتبہ اقرا ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نامعلوم خلائی مخلوق اور کیپٹن ظفر

تنبر، ناگ، ماریا اور کیتی خلا میں

غیبی لاش

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلامیں

غیبی لاش

اے حمید

عنبر پبلی کیشنز

۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے ساتھیو! عنبر ناگ ماریا کے نئے سفر کا خصوصی نمبر حاضر ہے
عنبر ناگ ماریا اپنے سفر کے اس مرحلے میں داخل ہو گئے ہیں جہاں
قدم قدم پر انہیں رونگٹے کھڑے کر دینے والے سنسنی خیز واقعات
اور تجسس بھرے حالات سے واسطہ پڑ رہا ہے۔ اس نمبر میں آپ
کو یہ تمام آسیبی ہولناک اور پراسرار حالات و واقعات ایک
ساتھ ملیں گے اور آپ خود کو عنبر ناگ ماریا کے ساتھ ساتھ
سفر کرتے اور ناقابلِ فراموش واقعات میں الجھتے محسوس کریں گے
ایسا عجیب و غریب تجربہ آپ نے زندگی میں کبھی نہیں کیا
ہو گا۔ ہم آپ کو اس دلچسپ ترین نمبر کی تحیر آمیز کہانی کے
بارے میں یہاں کچھ نہیں بتائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ
خود ہی پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح تجسس و آسیب کا ایک
پردہ اٹھتا ہے تو دوسرا پردہ گر پڑتا ہے اور عنبر ناگ
ماریا کیٹی اور تھیوسانگ حیران و ششدر ہو کر رہ
جاتے ہیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

454-N
راہِ چمن۔ سمن آباد۔ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست

- مورتی بولنے لگی
- آدھی چڑیل راوتی
- قبروں کے مرتبان
- عیار زہریلا سانپ
- راجکماری کی بددُعا
- غیبی لاٹھی
- کیٹی اغوا ہوگئی
- پانچ کنواریاں، پانچ تابوت
- پُراسرار قدموں کی چاپ
- لاکھن کا انتقام
- عنبر بھڑکتے شعلوں میں
- ناگ کی دشمن ماریا
- حویلی کی آسیبی کوٹھڑی
- زندہ ناگ، مُردہ اژدہا
- سانپوں کا دربار
- دلدل میں ڈوبا مندر

حنا لائبریری
اردو بک سٹال

مورتی بولنے لگی

سانپ کی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

ناگ، انسانی شکل میں اس کے سامنے فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ چنگاریاں اڑ کر ناگ کے جسم پر پڑیں تو اس کے جسم میں سب سے پہلی تبدیلی یہ پیدا ہوئی کہ ناگ کی یادداشت واپس آ گئی۔ اسے ماریا، کیٹی، عنبر اور تھیوسانگ کی یاد آنے لگی۔ اس نے خزانے کے سانپ کی طرف آنکھیں اٹھا کر پوچھا:

"یہ تم کیا کر رہے ہو؟"

خزانے کے سانپ نے بڑے ادب سے ناگ کو ساری کہانی سنائی کہ کس طرح اس پر میرپور کے ہندو جوتشی والی رام نے منتر پھونک کر اپنے قبضے میں کیا اور پھر اس کی مدد سے چٹان کے نیچے دبا ہوا خزانہ نکال کر لے آیا ہے۔

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! میں اس خزانے کا سانپ ہوں جس کو یہ جوتشی چرا کر یہاں لے آیا ہے اور اس نے اسے پلنگ کے نیچے چھپا رکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ یہ خزانہ کسی اور کی امانت ہے میں نے اپنے خفیہ منتر سے آپ پر جوتشی کے منتر کے اثر کو توڑ ڈالا ہے۔ اب آپ کی طاقت بھی واپس آ گئی ہے۔"

ناگ نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک گہرا سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ سانپ بن گیا۔ فوراً ہی ناگ انسانی شکل میں واپس آ کر بولا:

"میرے بھائی میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے مجھے اس بدخصلت بدکردار لالچی جوتشی کے طلسم سے نجات دلائی۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟"

خزانے کا سانپ بولا:

"میں اس خزانے کو واپس لے جانا چاہتا ہوں اور اس کمینے جوتشی کو اس کے جرم کی سزا دینا چاہتا ہوں۔"

ناگ مسکرا کر فرش پر سے اٹھ کر پلنگ پر بیٹھ گیا۔

"خزانہ تم لے جا سکتے ہو۔ کیوں کہ یہ تمہاری امانت ہے۔ باقی جوتشی دانی رام کو سزا میں دوں گا۔"

خزانے کا سانپ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا! یہ جوتشی بڑا زبردست شاستری اور جادو ٹونے کا ماہر ہے۔ میں آپ کو ایک سرخ منکا

دیتا ہوں۔ اس منکے کو آپ اپنی جیب میں رکھ لیں۔ پھر اس کے جادو کا آپ پر اثر نہیں ہوگا۔"

یہ کہہ کر سانپ نے اپنے منہ سے انار کے سرخ دانے جتنے سائز کا ایک لال منکا نکال کر ناگ کو دیا۔

ناگ نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا:

"اب تم یہ خزانہ کیسے واپس لے جاؤ گے؟"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! یہ خزانہ آپ اسی جگہ زمین میں دبا دیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ کبھی کبھی وقت آنے پر خزانہ زمین کے اندر چلنے لگتا ہے۔ اور وہ کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔ یہ خزانہ بھی یہاں سے زمین کے اندر ہی اندر سفر کر کے چٹان کے نیچے پہنچ جائے گا۔"

ناگ نے خزانے کو پھاوڑے سے فرش میں ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا۔

سانپ بولا: "تھوڑی دیر بعد خزانہ اپنا سفر شروع کر دے گا اب مجھے بھی اجازت دیجئے۔"

ناگ نے سانپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ سانپ وہاں سے چلا گیا۔ ناگ کوٹھڑی میں اکیلا رہ گیا۔ تھوڑی دیر گذرنے کے بعد ناگ نے سر اٹھا کر گڑھے میں دیکھا تو خزانہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں نہیں تھا۔ خزانہ زمین کے اندر اپنا سفر شروع کر چکا تھا۔ ناگ کو اطمینان ہو گیا کہ خزانہ اپنے اصل حقدار کے پاس پہنچ گیا ہے۔ ناگ نے باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنی۔ اس نے دروازے کی درز میں سے باہر دیکھا۔ جوتشی وانی رام بڑا خوش خوش چلا آ رہا تھا۔ ناگ جلدی سے واپس اپنی چارپائی پر جا کر اسی طرح بیٹھ گیا۔ جیسے اس پر ابھی تک جادو کا اثر ہو۔ جوتشی اندر آ کر بولا:

"تیار ہو جاؤ ناگ! تمہیں صبح میرے ساتھ ملک ایران کی طرف سفر کرنا ہوگا۔ کیوں کہ وہاں اصفہان کے صحرا میں شاہ بہرام کا ایک قیمتی خزانہ دفن ہے۔ تمہیں وہ خزانے نکالنے میں میری مدد کرنی ہوگی۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جوتشی وانی رام کی نظر اچانک فرش پر پڑی جہاں تازہ مٹی بکھری ہوئی تھی۔ اس نے جھک کر پلنگ کے نیچے دیکھا۔ وہاں بھی مٹی کی ڈھیری اسی حالت میں پڑی تھی جیسے کسی نے گڑھے کو کھود کر دوبارہ بند کیا ہو۔ اس نے تشویش سے پوچھا:

"ناگ! تم نے یہاں سے خزانہ نکالا تھا؟"

ناگ بولا: "خزانہ جس کا تھا وہ لے گیا ہے۔"

یہ الفاظ جوتشی وانی رام پر تو جیسے بجلی بن کر گرے۔

وہ دیوانہ وار فرش پر سے مٹی ہٹانے لگا۔ نیچے گڑھا خزانے سے بالکل خالی تھا۔ کوئی خزانہ وہاں نہیں تھا۔ جوتشی کا جسم غصے اور مایوسی سے کانپنے لگا:

"کون لے گیا میرا خزانہ؟" اس نے چیخ ماری۔

ناگ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"اس خزانے پر جو سانپ پہرہ دے رہا تھا وہی اسے آ کر واپس لے گیا ہے۔"

جوتشی وانی رام کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ ناگ پر غضبناک ہو کر برس پڑا:

"تم نے اسے خزانہ لے جانے کیوں دیا؟ تم کس لیے یہاں پہرہ دے رہے تھے؟"

ناگ اب اپنی پوری طاقت میں تھا اور اسے جوتشی کے منتروں کی بھی فکر نہیں تھی۔ پھر بھی ناگ نے بڑے تحمل سے کام لیا اور جوتشی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

"وانی رام! میں تمہارا نوکر نہیں ہوں۔ میں ناگ دیوتا ہوں تم مجھ پر حکم نہیں چلا سکتے۔"

جوتشی تو غصے سے بھڑک اٹھا:

"تم کہاں کے ناگ دیوتا ہو۔ اب تم میرے قبضے میں ہو۔ تم میرے غلام بن چکے ہو۔ تم میری مرضی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"وانی رام! تیری مکروہ سازشوں کا انجام قریب آ گیا ہے۔ خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگ سکتا ہے تو مانگ لے۔"

جوتشی نے ایک ہاتھ فضا میں بلند کر دیا اور دھاڑ مار کر بولا:

"میں ابھی تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

ناگ خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ جوتشی نے پہلے ایک منتر پڑھ کر پھونکا۔ اس کا اثر نہ ہوا تو دوسرا، پھر تیسرا اور پھر سارے منتر پڑھ کر پھونک ڈالے مگر ناگ ویسے کا ویسا اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اس پر جوتشی کے کسی بھی منتر کا اثر نہیں ہوا تھا۔ ہر طرف سے ناکام ہوتا دیکھ کر جوتشی کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ کیوں کہ یہی منتر اس کی سب سے بڑی طاقت تھی جو جواب دے گئی تھی۔ اب ناگ کی باری تھی۔ وہ بڑے سکون سے چارپائی سے اٹھ کر فرش پر آ گیا اور جوتشی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

"اپنی مرضی کی موت پسند کر لے۔"

جوتشی وانی رام ایک دم کوٹھڑی سے نکل کر باہر کو بھاگا۔ مگر اب وہ ناگ سے بچ کر بھلا کہاں جا سکتا تھا۔

ناگ بھی کوٹھڑی سے باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ جوتشی بھوری چٹان کے پہلو سے ہو کر پرانے قلعے کی طرف بھاگا جا رہا ہے۔ ناگ نے فوراً سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا اور ایک لمبے عقاب کی شکل اختیار کر لی جس نے پنجوں میں صحرا کا ایک بہت ہی زہریلا سانپ دبوچ رکھا تھا۔ ناگ اڑتا ہوا غوطہ لگا کر جوتشی کے سر کے اوپر آ گیا اور زہریلے سانپ کو حکم دیا۔

"اس ظالم انسان کو اس کے جرم کی سزا ملنی چاہیے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کو اپنے پنجوں سے چھوڑ دیا۔ سانپ بھاگتے ہوئے جوتشی کے آگے گرا۔ جوتشی سانپ کو دیکھ کر ایک طرف مڑ گیا۔ سانپ بھی اس طرف ہو گیا۔ اب ان دونوں میں آنکھ مچولی شروع ہو گئی۔ زہریلا سانپ چلبی کی طرح گول گول گھوم رہا تھا۔ پھر اچانک وہ ریت پر سے اچھلا اور جوتشی کی گردن سے ٹکرا کر اس کی قمیض کے اندر گھس گیا۔

جوتشی نے گھبرا کر اپنے کپڑے پھاڑنے شروع کر دیے۔ عقاب اوپر منڈلاتے ہوئے یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ جوتشی کو ابھی سانپ نے ڈسا نہیں تھا۔ سانپ بھی جوتشی سے پورا پورا انتقام لے رہا تھا۔ جوتشی نے اپنی قمیض پھاڑ ڈالی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ وہ اپنے جسم کو نوچتے ہوئے سانپ کو تلاش کر رہا تھا جو اس کی کمر کے پیچھے چپک گیا تھا۔ پھر سانپ نے جوتشی کو ڈسس دیا۔

اس سانپ کے زہر کے بارے میں صحرا کے لوگوں میں مشہور تھا کہ اگر وہ کسی بدقسمت انسان کو ڈس دے تو اس کے جسم میں سے نسواری رنگ کا دھواں نکلنے لگتا ہے۔ جوتشی کے جسم میں سے بھی نسواری دھواں نکلنے لگا۔ وہ ریت پر اوندھے منہ دھڑام سے گر پڑا۔ دھواں اس کے ناک کان اور منہ میں سے نکل رہا تھا۔ پھر اس کے جسم کے تمام ذرّوں میں سے دھواں اُبھرنے لگا اور دیکھتے دیکھتے جوتشی کی وہاں جلی ہوئی لاش پڑی تھی۔ اسے برائی کی سزا مل چکی تھی۔

ناگ فضا میں اوپر کو بلند ہوا اور پھر ایک چکر کاٹ کر اس نے اپنا رُخ کراچی شہر کی طرف کر لیا۔ جس وقت ناگ اڑتا ہوا کراچی پہنچا تو رات ہو چکی تھی۔ سارا کراچی شہر جگمگا رہا تھا۔ اسے اپنے ہوٹل کا پتہ تھا۔ وہ سیدھا ہوٹل کی طرف آیا اور باہر پارک میں ایک درخت کے عقب میں اتر کر انسانی شکل بدلی اور ہوٹل کی لفٹ میں سوار ہو کر اپنے کمرے کے باہر آ کر رُک گیا۔ اس کا کمرہ بند تھا۔ اندر سے ماریا اور تھیوسانگ کی باتیں کرنے کی آواز آ

رہی تھی۔ ناگ نے دروازے کی گھنٹی بجائی، اندر سے تھیوسانگ نے پوچھا:

"کون ہے؟"

ناگ نے آواز بدل کر کہا:

"حضور! میں ہوٹل کا بیرا ہوں۔ ماریا بی بی سے ملنے آیا ہوں جو نظر نہیں آتی۔"

تھیوسانگ اور ماریا تو برف کی طرح سُن ہو کر رہ گئے۔ یہ کون بیرا تھا کہ جس نے ماریا کو پہچان لیا تھا۔ ماریا نے سرگوشی کی:

"تھیوسانگ! دروازہ مت کھولنا۔ مجھے کوئی سازش لگتی ہے۔"

تھیوسانگ بولا: "مگر پتہ تو چلنا چاہیے کہ یہ بیرا ہمارے راز سے کیسے واقف ہو گیا۔"

باہر سے ناگ نے پھر بدلی ہوئی آواز میں پکار کر کہا:

"حضور! میں عنبر کا ایک اہم پیغام لایا ہوں۔"

اب تو دونوں بے حد پریشان ہو گئے۔

ماریا نے کہا:

"ٹھہرو۔ میں باہر جا کر دیکھتی ہوں۔"

ماریا غائب تھی۔ وہ تیزی سے بند دروازے میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر نکل گئی۔ باہر ناگ کو کھڑے دیکھا تو بے اختیار چلائی:
"ناگ بھیا۔ تم؟"
ماریا کی آواز سنتے ہی تھیوسانگ نے اندر سے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ناگ مسکرا رہا تھا۔ وہ ناگ سے لپٹ گیا۔ ماریا بھی کمرے میں آ گئی تھی۔ ناگ دروازہ بند کر کے صوفے پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ اور ماریا اس کے سامنے بیٹھ گئے۔
"تم کہاں غائب ہو گئے تھے ناگ؟ ہم نے تمہاری تلاش میں شہر کا کونہ کونہ چھان مارا۔"
ناگ نے انہیں اپنی پوری رام کہانی سنائی اور کہا:
"خدا کا شکر ہے کہ میں اس کھنے شخص کے منتروں کے طلسم سے آزاد ہو کر تمہارا پاس واپس آ گیا ہوں۔"
ماریا اور تھیوسانگ نے ناگ کی واپسی کی خوشی میں ٹیپ ریکارڈر پر ٹی وی ونڈر کی ایک انگریزی گانے کی کیسٹ چڑھا دی۔ کمرہ انگریزی میوزک کی لہروں سے گونج اٹھا۔ انہیں ناگ کے خیریت کے ساتھ واپس آ جانے کی واقعی بہت خوشی ہوئی تھی۔ کیونکہ عنبر اور کیٹی پہلے ہی ان سے بچھڑ چکے تھے۔ اس رات وہ تینوں بیٹھ

کر سوچنے لگے کہ عنبر اور کیٹی کی تلاش میں انہیں اب کدھر کا رُخ کرنا چاہیے۔ کیونکہ کراچی ایسے شہر کی ماڈرن فضا میں اب ان کا جی بھر گیا تھا۔
تھیوسانگ بولا:
"عنبر تو میرے خیال کے مطابق کہیں کسی خلائی سیارے میں کیٹی کا کھوج لگاتا پھر رہا ہو گا۔ اسے ہم کہاں ڈھونڈ سکتے ہیں؟"
ماریا کہنے لگی:
"میں نے سنا ہے کہ اس شہر میں سمندر کے کنارے جہاں تین ریتلی چٹانیں ہیں وہاں مکھانی دیوی کا ایک پرانا مندر ہے۔ یہ مندر صدیوں سے غیر آباد ہے۔ مگر اس مندر میں مکھانی دیوی کی ایک مورتی اب بھی موجود ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر اس مورتی کے آگے کوئی شخص مورتی کو تین بار آواز دے کر کسی خواہش کا اظہار کرے تو اس کی وہ خواہش پوری ہو جاتی ہے۔"
ناگ اور تھیوسانگ ہنسنے لگے۔
ناگ نے کہا:
"ایسی باتیں ہمارے پرانے زمانے میں ہوا کرتی تھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ ماڈرن زمانہ ہے۔ آج کل ان باتوں پر کوئی اعتبار نہیں کرتا۔"

ماریا بولی "آخر کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے؟ سورتی اگر ہماری خواہش پوری نہیں کرے گی تو ہمیں نقصان بھی تو نہیں پہنچائے گی۔"

تھیوسانگ بھی سنجیدہ ہو گیا۔ کہنے لگا:

"ہاں ناگ بھیا! کوشش کرنے میں کیا برائی ہے؟"

پھر اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! چلو چل کر سمندر کے کنارے تین چٹانوں کو تلاش کرتے ہیں۔"

انہوں نے ناگ کو بھی راضی کر لیا۔ طے یہ پایا کہ دوسرے دن صبح کے وقت ساحل سمندر پر کھانی دیوی کے مندر کا کھوج لگانے کی کوشش کی جائے گی۔ یونہی باتیں کرتے ہوئے انہوں نے رات گذار دی۔ اگلے دن سورج نکلا تو وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ساحل سمندر کی طرف روانہ ہو گئے۔ موسم خوشگوار تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ انہوں نے سمندر کے کنارے اس جگہ پر جا کر ٹیکسی چھوڑ دی جہاں بھوری ریتلی چٹانوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ جب ٹیکسی واپس چلی گئی تو ماریا نے کہا:

"تم دونوں یہاں بیٹھو۔ میں فضا میں بلند ہو کر آگے تین چٹانوں کا کھوج لگاتی ہوں۔"

ناگ اور تھیوسانگ سمندر کے کنارے ریت پر ایک جگہ بیٹھ گئے اور ماریا فضا میں پرواز کر گئی۔ سمندر کا کنارا دُور دُور تک ویران تھا۔ کسی جگہ کوئی درخت تک دکھائی نہیں دیتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے ریت کے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ اچانک ماریا نے دیکھا کہ ایک طرف تین چٹانیں بالکل پاس پاس کھڑی ہیں۔ وہ فضا میں غوطہ لگا لپک کر ان چٹانوں کے پاس آ گئی۔ یہاں چٹانوں کے درمیان اسے پتھر کی سیڑھیوں والا ایک چھوٹا سا مندر نظر پڑا جس کی دیواروں کے پتھر اکھڑ رہے تھے۔ اور ان میں زرد گھاس اُگ آئی تھی۔ مندر کا دروازہ بھی سلامت نہیں تھا۔ وہ مندر میں چلی آئی۔ یہاں دیوار کے ساتھ ایک چھوٹے سے چبوترے پر کھانی دیوی کی مورتی موجود تھی۔ یہ چار پانچ فٹ اونچی سیاہ پتھر کی مورتی تھی جس پر گرد جمی تھی۔

ماریا وہیں سے واپس مڑ گئی۔ ناگ اور تھیوسانگ کو جا کر بتایا کہ کھانی دیوی کا مندر مل گیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی ماریا کے ساتھ اس طرف روانہ ہو گئے۔ آدھا گھنٹہ ساحل کی ریت پر ٹیلوں کے درمیان چلنے کے بعد تھیوسانگ ناگ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا مندر میں پہنچ گئے۔ ناگ اور تھیوسانگ نے مورتی کو غور سے دیکھا۔

ناگ کہنے لگا:

"ماریا! مجھے تو اس پتھر کی مورتی سے کوئی امید نہیں کہ یہ ہماری کوئی خواہش پوری کریگی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"پوری کرے یا نہ کرے۔ مگر پہلے یہ طے کرو کہ ہم خواہش کیا کریں گے؟"

ماریا بولی: "میرے خیال میں ہمیں یہی خواہش کرنی چاہیے کہ ہمیں عنبر اور کیٹی سے ملا دیا جائے۔"

"اچھا خیال ہے؟" ناگ نے ہنس کر کہا: "جو مورتی اپنے جسم کی گرد نہیں جھاڑ سکتی وہ ہمیں خلا میں عنبر اور کیٹی سے کیسے ملائے گی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ناگ بھائی! اس دنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔"

ماریا بولی: "اچھا! اب میں مورتی کے آگے اپنی خواہش کا اظہار کرنے لگی ہوں۔"

ناگ کہنے لگا:

"کر کے دیکھ لو۔ ہونا ہوانا کچھ نہیں۔"

ماریا مورتی کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور بلند آواز میں کہا:

"اے دیوتی کھانی! ہم نے تمہارے بارے میں سنا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرے آگے تین بار سوال کرے تو تو اس کی مراد پوری کر دیتی ہے۔ میں تھیوسانگ اور ناگ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں ہمارے ساتھی عنبر اور کیٹی سے ملا دے۔"

ماریا نے یہ فقرہ تین بار دہرایا۔ تھیوسانگ اور ناگ کی نظریں بھی مورتی پر جمی ہوئی تھیں۔ تین بار جملہ دہرانے کے بعد وہاں گہرا سناٹا چھا گیا۔ ماریا بھی مورتی کو تک رہی تھی۔ اچانک ایسی آواز آئی جیسے دور سے کوئی پانی میں چلتا چلا آ رہا ہو۔ شڑاپ شڑاپ کی آواز قریب آ گئی۔ پھر یہ آواز آہستہ آہستہ آگے نکل گئی۔ اس کے فوراً بعد مورتی کے پتھریلے ہونٹوں میں جنبش پیدا ہوئی اور تینوں نے مورتی کی آواز سنی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی سوئی ہوئی عورت خواب میں بول رہی ہو۔

مورتی نے کہا:

"ماریا! تم تینوں دوستوں کی خواہش ضرور پوری ہوگی۔ ضرور پوری ہو گی۔ میری مورتی کے سامنے آنکھیں بند کر کے فرش پر لیٹ جاؤ اپنے دل میں سات تک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گنتی گنو۔ اس کے بعد آنکھیں کھول دینا۔ تم عنبر اور کیمیٹ سے مل جاؤ گے۔"

مورتی خاموش ہو گئی۔ ناگ اور تھیوسانگ حیرانی سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

ماریا نے کہا:

"دیکھا — میں نہ کہتی تھی کہ یہاں ہماری خواہش ضرور پوری ہو گی۔ اب ہمیں اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح مورتی نے کہا ہے۔"

ناگ تھیوسانگ اور ماریا — تینوں مورتی کے آگے فرش کی ریت پر آنکھیں بند کر کے سیدھے لیٹ گئے۔

ناگ نے کہا:

"گنتی میں کروں گا۔"

اور ناگ نے بلند آواز میں گنتی کرنی شروع کر دی۔ ایک۔ دو تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ سات کا ہندسہ بول کر ناگ چپ ہو گیا۔ انہیں محسوس ہوا کہ ان کے ارد گرد بڑی تیز آندھی چلنے لگی ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لیے۔

ناگ نے کہا:

"ہمیں آنکھیں کھول دینی چاہئیں۔"

اور ان تینوں نے اپنی اپنی آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولتے ہی انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسے قبرستان میں قبروں کے پاس زمین پر لیٹے ہیں جہاں دور تک کچی پکی قبریں ہی قبریں پھیلی ہوئی ہیں۔ ماریا، تھیوسانگ اور ناگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟" ناگ نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا:

تھیوسانگ بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر قبرستان میں پھیلی ہوئی قبروں کو دیکھ رہا تھا۔ ماریا بھی تعجب سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ قبریں بہت لمبی تھیں اور ہر قبر کے سرہانے چکنی مٹی کا بنا ہوا ایک بڑا سا مرتبان رکھا ہوا تھا۔

ماریا نے کہا:

"یہ قبروں کے سرہانے بڑے بڑے مٹکے کیسے ہیں؟"

تھیوسانگ بولا:

"پہلے تو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ہم کس زمانے میں اور کس ملک میں آ گئے ہیں۔"

قبرستان سے پرے ایک پہاڑی کے دامن میں کچے پکے مکانوں کا سلسلہ ادھر اُدھر پھیلا ہوا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا: "اس بستی میں چل کر معلوم کرتے ہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ مورتی نے ہمارے ساتھ مذاق کیا ہے اور ہمیں پرانے زمانے میں دھکیل دیا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"قبرستان میں کہیں کہیں سائپرس اور کھجور کے درختوں کو دیکھ کر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم شمالی افریقہ کے کسی ملک میں آ گئے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا: "مگر عنبر اور کیٹی کہاں ہیں؟ مورتی نے تو ہمیں ان سے ملانے کا وعدہ کیا تھا۔"

ناگ ہنس کر کہنے لگا:

"یہ ماریا سے پوچھو۔ یہی مورتی کی بہت تعریف کر رہی تھی۔ اس نے تو ہمیں عنبر کیٹی سے اور دُور پھینک دیا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اے بھئی ابھی تو یہاں آئے ہی ہیں۔ کیا خبر یہیں کہیں عنبر کیٹی سے بھی ملاقات ہو جائے۔ پہلے بستی میں چل کر یہ تو معلوم کریں کہ یہ کون سا ملک ہے؟ کون سا زمانہ ہے؟"

ناگ نے ماریا سے کہا کہ وہ آگے جا کر معلوم کرے، "اور کیا تم لوگ اس قبرستان میں مجاور بن کر بیٹھو گے؟" ماریا نے تنک کر کہا۔

ناگ نے کہا:

"نہیں بھئی ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے بستی کی طرف ہی آ رہے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ تم چوں کہ ہوا میں اڑ کر جا سکتی ہو اس لیے ذرا پہلے جا کر جائزہ لو۔"

ماریا ہنس کر فضا میں بلند ہوئی اور بستی کی طرف اُڑنے لگی۔ تھیوسانگ اور ناگ قبروں کے درمیان سے گزرنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ قبروں کے سرہانے رکھے ہوئے سارے کے سارے مرتبان خالی تھے۔

تھیوسانگ نے تعجب سے پوچھا:

"یہ خالی مرتبان لوگ قبروں کے سرہانے کس لیے رکھ گئے ہیں؟"

ناگ سر کو جھٹک کر بولا:

"ہو سکتا ہے ان کے ہاں کوئی ایسی مذہبی رسم ہو ویسے قبروں پر کچھ لکھا ہوا بھی نہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ ہم شمالی افریقہ میں بحیرۂ روم کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساحل کے کسی ملک میں آ گئے ہیں اور یہ زمانہ ہزاروں برس پرانا زمانہ ہے۔"

تھیوسانگ نے کاندھے اُچکائے:

"ناگ بھائی! جب سے میں تم لوگوں کے ساتھ شامل ہوا ہوں اکثر میرا سفر پرانے زمانے ہی میں ہوتا رہا ہے۔ لیکن مجھے یہ زمانہ بہت پسند ہے۔ دیکھو نا کس قدر خاموشی اور سکون ہے۔"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ بستی کے قریب پہنچے تو انہیں ماریا کی تیز خوشبو آئی۔ ماریا ان کے قریب آکر زمین پر اتر گئی اور بولی:

"بستی کے سارے مکان خالی ہیں۔ وہاں کسی جگہ کوئی انسان تو کیا کوئی جانور بھی نظر نہیں آ رہا۔"

ناگ اور تھیوسانگ گہرا سانس بھر کر بستی کی طرف دیکھنے لگے۔ ناگ بولا:

"ایک دو بار پہلے بھی ہم نے اس قسم کی ویران بستیاں دیکھی ہیں ——— ہو سکتا ہے لوگ کسی آسیب یا زلزلوں کی وجہ سے بستی چھوڑ کر یہاں سے چلے گئے ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"مگر بستی کے مکانوں میں لوگوں کے پرانے برتن وغیرہ اسی طرح لگے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے لوگ جلدی میں بھاگے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا: "تو ہو سکتا ہے کوئی آسمانی بلا اچانک نازل ہو گئی ہو اور لوگ گھبراہٹ میں گھر بار چھوڑ کر کسی طرف نکل گئے ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"کسی مکان میں گھبراہٹ کے کوئی آثار نہیں ہیں ہر شے اپنی جگہ پر قرینے سے لگی ہے۔"

ناگ کہنے لگا:

"چلو چل کر دیکھتے ہیں۔"

وہ بستی کی گلیوں میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ اس کی گلیاں چھوٹے گول پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ مکان بحیرۂ روم کے ساحلی مکانوں کی طرح سفید چونے سے بنائے گئے تھے۔ مکانوں کی کھڑکیاں اور دروازے بند تھے۔ گلیاں اور بازار سنسان پڑے تھے کسی جگہ زندگی کا کوئی نشان نہیں تھا۔ انہوں نے مکانوں کے اندر داخل ہو کر ایک ایک چیز کا غور سے جائزہ لیا۔ ایک بات انہوں نے خاص طور پر دیکھی کہ ہر گھر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کھانے پینے کے برتن اور بستر غائب تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ جاتے ہوئے کھانا پکانے کے برتن اور سونے کے لیے بستر بھی ساتھ لے گئے تھے۔

تھیوسانگ نے کہا:

"یہ لوگ لگتا ہے اپنی مرضی سے یہاں سے گئے ہیں۔"

ماریا بولی: "اگر مرضی سے گئے ہیں تو یہ باقی سامان اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئے؟"

ناگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے ان کا خیال ہو کہ کچھ دنوں بعد اپنے مکانوں میں واپس آ جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے سر کھجاتے ہوئے کہا:

"وہ تو ٹھیک ہے بھائی جان۔ مگر ہمیں یہ پتہ لگانا چاہیے کہ عنبر اور کیٹی کہاں مل سکتے ہیں کیوں کہ میرے خیال کے مطابق یہ مورتیاں وغیرہ جو ہوتی ہیں وہ اگر بات کرتی ہیں تو جھوٹ نہیں بولتیں۔"

ناگ ہنس پڑا:

"تھیوسانگ جانی! تم خلائی مخلوق ہو۔ تم ہماری زمین کی مورتیوں کی چالاکیوں سے واقف نہیں ہو۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ مکھانی مورتی نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور ہمیں جان بوجھ کر اس سنسان اور ویران علاقے میں دھکیل دیا ہے۔"

ماریا ان دونوں سے بلند ہو کر فضا میں آہستہ آہستہ پرواز کرتی ساتھ جا رہی تھی۔ وہ ادھر ادھر بھی غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اوپر ہی سے آواز دی:

"ناگ بھیا! اس بستی کے پیچھے درختوں کے جھنڈ میں مجھے ایک پرانی طرز کی حویلی نظر آ رہی ہے۔ وہاں چل کر دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں کوئی انسان مل جائے۔"

بستی سے نکل کر وہ حویلی کے پاس آئے۔ یہ دو منزلہ حویلی بھی ویران پڑی تھی۔ اس کے اندر اور باہر یا نیچے میں کوئی انسان نہیں تھا۔ حویلی کے ارد گرد کھجور اور ساپیرس کے درختوں پر کوئی پرندہ بھی نہیں بول رہا تھا۔ حویلی بستی کے کسی جاگیردار کی معلوم ہوتی تھی۔

ماریا نے کہا:

"ناگ بھیا! اس حویلی کی بناوٹ تو مراکو کے علاقے کی ہے۔ تمہارا اندازہ ٹھیک ہے ہم شمالی افریقہ کے ملک تونیقہ میں ہیں اور حویلی کے سامان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانے سے بھی کوئی ڈیڑھ ہزار سال پیچھے پہنچ چکے ہیں۔"

ناگ بولا: "اگر یہ فونیقہ ہے تو یقیناً یہ علکار برقہ کا فونیقیہ ہے اور یہ بہادر فونیقی بربروں کی بستی ہو گی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"مگر یہ بہادر فونیقی بربر بستی چھوڑ کر کیوں بھاگ گئے ہیں ناگ بھیا؟ یہ کیا راز ہے؟"

ناگ کہنے لگا:

"اسی راز پر سے تو ہم پردہ اٹھانا چاہتے ہیں۔"

چلتے پھرتے وہ حویلی کے پچھواڑے آ گئے۔ یہاں ایک چار دیواری کے اندر کشادہ باغ تھا۔ اس باغ میں دس بارہ قبریں بنی ہوئی تھیں۔ ان قبروں کے سرہانے بھی بڑے بڑے چکنی مٹی کے مرتبان پڑے تھے۔

ماریا نے کہا:

"یہ اس حویلی میں رہنے والوں کی قبریں ہوں گی۔"

ناگ نے سوال کیا کہ حویلی کے لوگ جو زندہ تھے وہ کہاں غائب ہو گئے؟ اس سوال کا جواب کسی کے بھی پاس نہیں

تھا۔ یہ سوال ایک معمہ بن کر ان کی آنکھوں کے سامنے لٹک رہا تھا۔ حویلی کی دونوں منزلوں میں کمرے بنے تھے جن کے فرش پر قالین بچھے تھے اور پرانے زمانے کا فرنیچر سجا تھا۔ دیواروں پر کیے گئے ہرنوں اور شیروں کے سر بھی لٹکے ہوئے تھے جیسا کہ اس زمانے کے نواب اور جاگیردار لوگوں میں رواج تھا۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ اس حویلی کے کچن سے بھی کھانے پینے کی چیزیں اور خواب گاہوں سے بستر غائب تھے۔ ناگ بولا:

"ایک بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ لوگ بھاگتے ہوئے کھانے کے برتن، کھانے کا سامان اور بستر ضرور ساتھ لیتے گئے ہیں۔"

تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا:

"مگر یہ لوگ غائب کہاں ہو گئے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"یہی تو میں بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدھی چڑیل راوتی

حویلی کے پیچھے ایک باغیچہ تھا۔
اس باغیچے میں ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ ماریا، تھیوسانگ اور ناگ اس بارہ دری کے فرش پر جا کر بیٹھ گئے۔ بارہ دری کے پہلو میں ایک دیوار کھڑی تھی۔ دیوار پر کسی سفید مسالے کا پلستر ہوا تھا۔ کچھ پلستر نیچے بھی گرا ہوا تھا۔ ناگ نے دیوار کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"معلوم ہوتا ہے کوئی راج اس دیوار پر پلستر کر رہا تھا کہ اسے اچانک بھاگنا پڑا اور وہ پلستر چھوڑ کر بھاگ گیا۔"

تھیوسانگ بولا: "ضرور اس شہر پر کوئی آفت نازل ہوئی ہو گی۔"

جس دیوار پر سفید مسالے کا پلستر ہوا تھا اس کے ساتھ ہی زیتون کا درخت اگا تھا جس کی نوکیلے پتوں والی شاخیں دیوار کے پلستر سے لگی ہوئی تھیں۔

ماریا نے فکر مند لہجے میں کہا:

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیے؟ اس اجڑی ہوئی ویران بستی میں کب تک پڑے رہیں گے؟"

ناگ نے مشورہ دیا کہ انہیں کسی بڑے شہر کی طرف چل دینا چاہیے۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ وہاں عنبر اور کیٹی سے بھی ملاقات ہو جائے۔ تجویز بڑی معقول تھی۔

تھیوسانگ نے پاؤں لمبے کر لیے۔ کہنے لگا:

"میرا خیال ہے اب شام بھی ہو رہی ہے۔ سورج غروب ہونے والا ہے۔ بہتر ہے کہ آج کی رات یہیں بسر کریں اور کل دن نکلتے ہی یہاں سے کوچ کر جائیں۔"

اس تجویز پر ناگ اور ماریا نے بھی اتفاق کیا اور وہ بارہ دری کے فرش پر اطمینان سے نیم دراز ہو کر عنبر اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر بعد آسمان پر بادل جمع ہونا شروع ہو گئے اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔

"شاید بارش آ رہی ہے۔" ناگ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

ماریا نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس علاقے میں بارشیں کم ہی ہوتی ہیں۔"

تھیوسانگ آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ بولا:

"بارش سے موسم خوشگوار ہو جائے گا۔"

ہوا تیز ہو گئی۔ ماریا بھی ناگ اور تھیوسانگ کے پاس ہی بارہ دری میں ایک ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھی تھی۔ ہوا زیتون کے درختوں میں سے گذرتی تو سیٹی کی سی آواز آتی تھی۔ بارش شروع نہیں ہوئی تھی۔ بادل بھی نہیں گرج رہے تھے۔ اچانک ناگ کے کانوں میں انسانی آوازیں ٹکرائیں۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے ماریا اور تھیوسانگ سے کہا:

"جو کچھ میں سن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو؟"

"تم کیا سن رہے ہو؟" تھیوسانگ نے مذاق سے پوچھا۔

ماریا بھی ہنسنے لگی:

"ناگ کے کان بج رہے ہیں شاید۔"

مگر ایک دم سے ماریا بھی چونکی اور بولی:

"ہاں ہاں۔ ناگ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مجھے دھیمی دھیمی انسانی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔"

اب تو تھیوسانگ بھی ہمہ تن گوش ہو گیا۔ یعنی اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اسے باریک باریک دھیمی آوازیں صاف

سنائی دے رہی تھیں۔ یہ آوازیں ہوا کی سیٹی کی آواز سے بالکل مختلف اور الگ تھیں۔

"یہ تو کسی انسان کی آواز ہے ناگ۔" ماریا نے کہا

ناگ بھی کان لگائے بیٹھا تھا۔ بولا:

"ہاں۔ کوئی کسی سے کچھ کہہ رہا ہے۔"

"مگر یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟" تھیوسانگ اٹھ کھڑا ہوا

آواز اتنی مدھم تھی کہ الفاظ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ وہ تینوں اٹھ کر جدھر سے آواز آ رہی تھی ادھر کو بڑھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ انسانی آواز بارہ دری کے پیچھے سے آ رہی ہے۔ وہ بارہ دری کے عقب میں بنی ہوئی دیوار کے پاس آ کر رک گئے۔ انسانی آواز اسی دیوار کے قریب سے آ رہی تھی۔ مگر وہاں کوئی انسان موجود نہیں تھا۔ ماریا تھیوسانگ اور ناگ کو سخت حیرانی ہو رہی تھی کہ جب وہاں کوئی انسان نہیں ہے تو پھر یہ آواز کدھر سے آ رہی ہے۔ دیوار کے قریب آنے سے انہیں آواز کے مدھم الفاظ بھی سنائی دینے لگے تھے۔ کوئی گھبراہٹ میں کسی سے کہہ رہا تھا۔

"بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔ بھاگو۔ بھاگو یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔ بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی ان دیکھا شخص دھیمی باریک آواز میں بار بار ایک ہی فقرہ دہرا رہا تھا۔ ناگ نے تھیوساگ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرانی ہی حیرانی تھی۔

"یہ کون شخص ہے؟" اس نے تعجب سے کہا:

تھیوساگ بھی پریشان تھا۔ ماریا بھی حیرت میں گم تھی انسان کی گھبرائی ہوئی دھیمی باریک آواز بار بار ابھر رہی تھی مگر وہ شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ماریا نے ایک چکر ارد گرد لگا کر دیکھا۔ کسی جگہ کوئی انسان نہیں تھا۔ ہوا کے تیز جھکولوں کے ساتھ زیتون کی شاخیں دیوار سے ٹکرا رہی تھیں۔ ماریا نے دیوار کے ساتھ کان لگا دیئے اور بولی:

"آواز اس دیوار کے اندر سے آ رہی ہے۔"

ناگ نے دیوار کے پلستر پر ہاتھ پھیرا اور کہا:

"مگر اس دیوار کے اندر کوئی انسان نہیں سما سکتا۔ یہ تو ایک اینٹ کی دیوار ہے۔"

تھیوساگ اور ناگ نے بھی دیوار کے ساتھ کان لگا کر سنا۔ واقعی آواز دیوار کے اندر سے آ رہی تھی۔ عجیب چکر تھا۔ کوئی آدمی دیوار میں چھپا باریک مدھم مگر گھبرائی ہوئی آواز میں بار بار کہہ رہا تھا۔

"بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

ناگ ٹکٹکی باندھے زیتون کے درخت کو دیکھنے لگا۔ ماریا نے کہا:

"تم اس درخت کی طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ اس درخت میں کوئی انسان نہیں چھپا ہوا۔"

ناگ نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ماریا کو چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر اٹھ کر درخت کی اس شاخ کے قریب آیا جس کی نوکیلی لمبی پتیاں دیوار کے پلستر سے ہوا کے زور سے ٹکرا کر نیچے تک ایک لکیر سی بناتی ہوئی جاتیں اور پھر ہوا کے زور سے اوپر کو آ جاتیں۔ دوسری بار ہوا کا جھکولا زیتون کی شاخ کو پھر دیوار کے پلستر کی طرف جھکا دیتا اور شاخ کی نوکیلی پتی کی نوک پلستر پر گھسٹتی ہوئی نیچے کو چلی جاتی۔ ناگ نے اس جگہ کان لگا دیئے جہاں ٹہنی کی نوکیلی پتی ہوا کے زور سے دیوار کے پلستر کے ساتھ گھسیٹ رہی تھی۔

تھیوساگ نے کہا:

"معمہ حل ہو گیا ہے تھیوساگ۔"

ماریا بھی تعجب سے دیکھنے لگی:

"کیا حل ہوا ہے معمہ؟ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ۔"

ناگ نے اس نوکیلی شاخ کی طرف اشارہ کیا جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی نوک دیوار کے پلستر سے بار بار ٹکرا رہی تھی۔ اُس نے کہا:

"آواز اس دیوار میں سے آ رہی ہے۔"

تھیوساگ اور ماریا ہنسنے لگے:

"یہ کون سی نئی بات تم نے بتائی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"اس دیوار کو ایک بار پھر غور سے دیکھو۔ ٹہنی کی نوکیلی پتی کی نوک ہوا کے زور سے جب دیوار کے پلستر پر ایک لکیر سی بناتی ہوئی نیچے جاتی ہے تو اس کے اندر سے انسان کی باریک آواز نکلتی ہے۔ ہوا شاخ کو واپس اوپر لے جاتی ہے جب ہوا کا دوسرا جھونکا ٹہنی کو دوبارہ نیچے جھکاتا ہے اور پتی کی نوک پلستر پر لکیر ڈالتی ہے تو اس میں سے پھر وہی آواز پیدا ہوتی ہے۔"

ماریا اور تھیوساگ نے کان لگا کر سنا تو واقعی ایسا ہی ہو رہا تھا۔ جونہی شاخ کی نوکیلی پتی پلستر پر گھسٹتی ہوئی لکیر ڈالتی تھی، اس میں سے ایک انسان کی باریک آواز اُبھرتی:

"بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

جب ٹہنی ایک بار اوپر جا کر ہوا کے دباؤ سے دوبارہ

پلستر پر لکیر ڈالتی تو پھر وہی انسانی آواز اُبھرتی:

"بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

ماریا نے حیرانی سے پوچھا:

"مگر اس پلستر میں انسانی آواز کہاں سے بند ہو گئی ہے؟"

ناگ نے تھیوساگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"اس سائنسی اصول کو تھیوساگ مجھ سے بہتر جانتا ہے وہ تمہیں سمجھائے گا۔"

تھیوساگ نے بھی فیزیکل سائنس کے اصول کے مطابق آواز کے معمّے کو حل کر لیا تھا اور ناگ کی وضاحت کی روشنی میں وہ ساری بات سمجھ گیا تھا۔ اس نے ماریا کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"ماریا! ساؤنڈ الیکٹرونکس کا یہ ایک سادہ سا اصول ہے کہ آواز کی لہروں کو مقناطیسی کشش کے ذریعے کسی سیّال مادے میں نظر نہ آنے والے ذرات کی باریک ترین لکیروں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر ہم اپنی آواز کی لہروں کو مقناطیسی لہروں کی مدد سے کسی نرم مسالے دار پلستر پر ڈالیں تو ہماری آواز کی لہریں اس نرم مسالے میں لکیروں کی شکل میں محفوظ ہو جائیں گی۔ پھر جب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ مسالہ سوکھ جائے اور ہم انگلی کے ناخن کی نوک یا کسی ہڈی کی نوک یا کسی سوئی کو ان لکیروں پر رکھ کر گھمائیں تو ہماری آواز کی لہریں اس کی رگڑ سے مقناطیسی لہروں میں بدل کر دوبارہ سنائی دینے لگیں گی۔ اسی اصول کے مطابق گراموفون ریکارڈ بنائے جاتے تھے اور ماڈرن زمانے میں ٹیپ ریکارڈر بھی اسی اصول کے مطابق کام کرتا ہے۔"

ماریا بڑے غور سے سن رہی تھی۔ تھیوسانگ نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"میں نے ٹھیک کہا ہے نا ناگ؟"

ناگ نے آہستہ سے سر ہلایا اور بولا:

"تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے تھیوسانگ"

ماریا بولی: "لیکن سوال یہ ہے کہ یہ آواز کس کی ہے؟"

اب ناگ کہنے لگا:

"قصہ اصل میں یہ ہے کہ جب پہلے پہل اس بستی پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوئی تو کوئی راج اس دیوار پر پلستر کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی مزدور بھی ہو گا جو پلستر کرنے میں اس کی مدد کر

رہا ہو گا۔ عین اس وقت کوئی آسمانی بلا نمودار ہوئی۔ پلستر کرتے ہوئے راج نے گھبرا کر اپنے ساتھی سے کہا۔ "بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے"۔ چونکہ دیوار کا پلستر ابھی گیلا تھا اور اس میں کوئی ایسا مسالہ یا قدرتی کیمیکل شامل تھا جس نے راج کی گھبرائی ہوئی آواز کی لہروں کو فوراً لکیر کی شکل میں ریکارڈ کر لیا راج بھاگ گیا۔ اس کے بعد پلستر خشک ہو گیا۔ اب جب تیز ہوا چلی تو زیتون کے درخت کی شاخ کی نوکیلی پتی ایک سوئی کی طرح جب پلستر پر پڑی ہوئی آواز کی لکیر سے رگڑ کھاتی ہے تو اس میں سے راج کی وہی گھبرائی ہوئی آواز ہمیں سنائی دینے لگتی ہے۔"

ماریا نے غور سے دیوار پر اس مقام کو دیکھا جہاں درخت کی ٹہنی کی نوکیلی پتی پلستر پر پڑی ہوئی آواز کی لکیر سے رگڑ کھا رہی تھی۔ ناگ اور تھیوسانگ کا خیال بالکل صحیح تھا۔ آواز اسی نوکیلی پتی کے رگڑنے سے دیوار کے پلستر میں سے نکل رہی تھی۔

ماریا نے کہا:

"یہ تو پورا جادو ہے۔ طلسم ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ مسکرایا،

"جادو نہیں بلکہ سائنس ہے۔ سائنس کا ایک اصول ہے۔"

اب وہ تینوں پلستر کی لکیر پر رگڑا کھاتی درخت کی ٹہنی کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ٹہنی ہوا کے زور سے بار بار ٹکراتی اور پلستر میں سے بہت ہی باریک مدھم آواز بار بار بلند ہوتی،

"بھاگو! بھاگو! یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اس اصول کے مطابق تو یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس دیوار کے پلستر میں دوسرے لوگوں کی آوازیں بھی محفوظ ہوں گی۔ ہمیں ان آوازوں کو بھی سننے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

ہوا کا زور ٹوٹ گیا تھا۔ اب درخت کی شاخ اتنی شدت اور زور سے رگڑ نہیں کھا رہی تھی۔ چنانچہ پلستر میں سے انسانی آواز آنا بند ہو گئی تھی۔ ماریا نے درخت کی ایک ٹہنی توڑ لی اور دیوار کے پلستر پر دوسری جگہ اسے اوپر سے نیچے تک رگڑا۔ ان سب نے ٹہنی کے رگڑتے ہی ایسی آواز سنی جیسے کوئی شخص دھپ سے زمین پر گرا ہو۔

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"یہ اس راج کے نیچے چھلانگ لگانے کی آواز ہے وہ کسی آسمانی بلا کو دیکھتے ہی پہلے گھبرا کر چلایا کہ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے پھر اس نے مچان پر سے نیچے چھلانگ لگا دی ہو گی۔ اس کے زمین پر گرنے کی آواز بھی نرم پلستر میں محفوظ ہو کر رہ گئی۔"

ماریا نے پلستر پر دوسری جگہوں پر بھی ٹہنی کی نوک سے لکیریں ڈالیں۔ مگر کوئی آواز نہ بلند ہوئی۔

تھیوسانگ کہنے لگا:

"دیوار چونکہ حویلی سے دور ہے اس لیے اس وقت حویلی کے اندر بھاگتے لوگوں کی گھبرائی ہوئی آوازیں پلستر تک آتے آتے اتنی مدھم پڑ گئی ہوں گی کہ اس میں محفوظ نہیں ہو سکیں۔"

ناگ نے بستی کی طرف نگاہ ڈالی جس پر شام کے سائے بادلوں کے سایوں میں گھل مل کر سیاہ چادر کی طرح چھا رہے تھے۔ اس نے کہا،

"ظاہر ہے دیوار پر پلستر کرنے والے راج مزدور بھی بستی کی طرف سے دوڑے ہوں گے۔ حویلی کے لوگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سانپ زمین کے اندر ہوتے ہیں۔ وہ شاید کچھ نہ بتا سکیں۔ بہرحال کسی سانپ کو بلا کر پوچھ لیتا ہوں۔"

ناگ نے منہ سے ہلکی سی پھنکار کی آواز نکالی اور سانپ کی زبان میں آواز دی:

"میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔ اگر یہاں کوئی سانپ ہے تو زمین سے نکل کر میرے پاس آئے۔"

ناگ نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا۔ اسے کوئی سانپ آتا نظر نہ آیا۔

تھیوسانگ نے ناگ کو ایک بار پھر کوشش کرنے کو کہا۔

ناگ نے دوسری بار پھر سانپ کو آواز دی۔ اس علاقے میں کوئی سانپ نہیں تھا۔ مگر ایک ایسا سانپ ضرور تھا۔ جس کا رنگ زنگار کی طرح تھا۔ جو صرف ایک فٹ لمبا تھا اور اس وقت جو بلی والی بارہ دری سے تھوڑی دور ایک ویران کھنڈر کے نیچے گہرے غار میں اپنی سوتیلی دودھ ماں راونی کے سینے سے لپٹا اس کا دودھ پی رہا تھا۔ یہ ایک ایسا سانپ تھا جس کو راکھشنی عورت راونی نے اپنا زہریلا دودھ پلا پلا کر اسے اپنا غلام بنا لیا ہوا تھا۔ یہ زنگاری سانپ اب اس عورت راونی کو اپنی دیوی ماں سمجھتا تھا۔

بھی ادھر ہی کو گئے ہوں گے مگر بستی بالکل خالی ہے سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کہاں جا کر غائب ہو گئے؟"

اچانک ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ یہ لوگ دیوار سے ہٹ کر بارہ دری کی چھت کے نیچے آ کر بیٹھ گئے۔ دیر تک وہیں بیٹھے وہ آپس میں کسی اگلی منزل کا منصوبہ بنانے میں مصروف رہے۔ بوندا باندی کچھ دیر کے بعد رک گئی۔ رات اس قدر تاریک اور اندھیری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

ماریا نے کہا:

"تم لوگ اس جگہ آرام کرو۔ میں بستی کا ایک چکر لگا کر آتی ہوں۔"

تھیوسانگ نے ماریا کو خاص طور پر تاکید کی کہ وہ زیادہ دور جانے کی کوشش نہ کرے اور جلدی واپس آ جائے۔ ماریا یہ سن کر مسکرائی اور ہوا میں بلند ہو گئی۔

تھیوسانگ نے ناگ سے کہا:

"ناگ! تم کسی سانپ کو بلا کر اس سے پوچھو تو سہی کہ اس بستی پر کیا آفت نازل ہوئی تھی؟"

ناگ کچھ دیر کے لیے خاموش رہا پھر بولا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اسی کا حکم مانتا تھا۔ راونی ایک سیاہ فام نیم بھوت عورت تھی جو پہلے جنم میں چڑیل رہ چکی تھی۔ چڑیل بن کر اس نے ہزاروں انسانوں کو مار ڈالا تھا۔ اس کی سزا اسے یہ ملی کہ اس جنم میں دیوتاؤں نے اسے راکشسی کے روپ میں پیدا کر دیا۔ راکشسی کے روپ میں پیدا ہونے کے بعد اس کا نام راونی رکھا گیا۔ راونی عورت بھی تھی اور چڑیل بھی تھی۔ وہ جس روپ میں چاہے آ سکتی تھی۔ مگر اس کا عذاب یہ تھا کہ وہ دن میں چار مرتبہ اپنے آپ کو اس زنگاری سانپ سے ڈسواتی تھی جس کو وہ اپنا دودھ پلا کر پال رہی تھی۔ سانپ کے بار بار کاٹنے سے راونی کا جسم سیاہ پڑ گیا تھا۔ اگر سانپ کے کاٹنے میں ذرا دیر ہو جاتی تو راونی کے جسم میں آگ سی لگ جاتی اور وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگتی تھی۔ پھر جب سانپ اسے کاٹتا تو اس کی جان میں جان آ جاتی۔ راونی کی خوراک زندہ انسان تھے۔ وہ ہر ہفتے ایک زندہ انسان کو ہڑپ کر جاتی تھی۔ اس کے کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ بستی میں ایک چڑیل کی شکل میں داخل ہوتی۔ اس کے سر کے بال سر پر سرکنڈوں کی طرح کھڑے ہوتے۔ پاؤں الٹے ہوتے۔ آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی ہوتیں۔ بستی میں آتے ہی وہ حلق سے ایک بھیانک آواز نکالتی اور جب لوگ خوف زدہ ہو کر

اِدھر اُدھر بھاگتے تو وہ ان میں سے کسی ایک کو دبوچ کر سیدھی اپنے غار میں لے آتی۔ غار میں آ کر وہ ادھ موئے انسانی شکار کے منہ پر ایک طمانچہ مارتی جس کے اثر سے وہ بے چارہ انسان ایک دم چھوٹا ہو کر ایک ٹڑنگی کے برابر ہو جاتا اور راونی اسے ثابت ہی نگل جاتی۔ پیٹ بھر جانے کے بعد وہ اپنی گردن پر سانپ سے ڈسواتی اور پھر ایک ہفتے کے لیے غار کے اندر گہری نیند سو جاتی۔ یہی وہ آسمانی بلا تھی جو اس بستی پر ہر ہفتے نازل ہو کر کسی نہ کسی انسان کو شکار کر کے اپنا نوالہ بنا لیتی تھی۔ اسی کے ڈر سے لوگ بستی سے بھاگ گئے تھے۔ جب بستی انسانوں سے خالی ہو گئی تو راونی دُور کی بستیوں میں جا کر انسانوں کو شکار کرنے لگی۔ کسی قریبی یا دُور کی بستی میں وہ آدھی رات کو جاتی اور پھر کسی نہ کسی انسان کو دبوچ کر اسی غار میں لا کر اسے ہڑپ کر کے سانپ سے ڈسوا کر گہری نیند سو جاتی تھی۔ یہ اسے اس کے پچھلے جنم کے گناہوں کی سزا ملی تھی اور اس جنم میں بھی اس کے گناہوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا اور راونی کو معلوم تھا کہ وہ اپنے اگلے جنم میں دوزخ کے سب سے نچلے گڑھے کی آگ میں پیدا ہوگی جہاں وہ قیامت تک جلتی، سڑتی رہے گی، اس بھیانک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عذاب سے بچنے کا صرف ایک ہی ذریعہ تھا کہ وہ کسی طرح ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کرے۔ سب سے پہلے اس سے اپنے آپ کو ڈسوائے جس کا اس پر یہ اثر ہوگا کہ اس کی بھوک ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی اور اسے اپنی بھوک مٹانے کے لیے کسی انسان کو ہڑپ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس کے بعد وہ ناگ دیوتا کو مکاری اور عیاری سے اپنے قبضے میں کر کے اسے جنوبی ہندوستان کے مغربی ساحل پر واقع کوزمنڈل کی سیاہ چٹانوں کے نیچے موجود تاریک گپھا میں شیش ناگ کی خدمت میں پیش کرے۔ اس کے بعد شیش ناگ اسے ناگن بنا کر دوسرے جنم کے عذاب سے ہمیشہ کے لیے نجات دلا دے گا۔

راونی اگرچہ راکشنی اور نیم بھوت اور نیم چڑیل تھی مگر غیب کے علم سے محروم تھی۔ وہ اپنا روپ ضرور بدل سکتی تھی مگر وہ زمین کے اندر کے راز اور مستقبل کے اسرار معلوم نہیں کر سکتی تھی۔ اسے شیش ناگ کی گپھا ہی سے صرف اتنا اشارہ ملا تھا کہ ناگ دیوتا اسے شمالی افریقہ کے کسی ملک میں ملے گا۔ چنانچہ وہ اس طرف روانہ ہو پڑی تھی۔ وہ میں چار مرتبہ سانپ سے ڈسوانے کے لیے اسے ہر بار ایک نئے سانپ تلاش کرنا پڑتا تھا۔ اس مصیبت سے بچنے کے لیے اس ایک انتہائی زہریلا سانپ لے کر اسے اپنا دودھ پلا پلا پال لیا تھا۔ کوئی بچہ جب کسی عورت کا دودھ پیتا ہے تو

اس کا بیٹا کہلاتا ہے اور وہ اپنی ماں کا وفادار اور فرمانبردار بچہ بن جاتا ہے۔ مگر یہ سانپ تھا۔ دوسرے راونی بھی کوئی انسان عورت نہیں تھی۔ اس کے خون میں بھی گناہ اور بے گناہوں کے خون کا اثر تھا۔ چنانچہ زنگاری سانپ اس کا زہریلا دودھ پی کر اور زیادہ غصیلا اور زہریلا ہو گیا تھا اور دن میں چار بار راونی کو بڑی خوشی سے ڈس لیتا تھا۔ اس سانپ کو راونی نے اس ڈھب سے پالا تھا کہ اس کے ذہن سے ناگ دیوتا کا اثر بالکل ہی ختم ہو گیا تھا اور وہ شیش ناگ کو ہی ناگوں کا عظیم دیوتا سمجھنے لگا تھا۔

چنانچہ جس وقت ناگ نے بارہ دری میں رات کے اندھیرے میں تھوساگ کے کنے پر علاقے میں موجود کسی بھی سانپ کو آواز دی تو پہلی بار تو زنگاری سانپ نے اس کی آواز نہ سنی۔ اس وقت راونی اندھیری غار کی زمین پر سیدھی لیٹی سو رہی تھی اور سانپ اس کا بڑے مزے سے دودھ پی رہا تھا۔ لیکن جب دوسری بار ناگ نے آواز دی تو اس کی آواز کی مقناطیسی لہریں راونی کے زنگاری سانپ کے جسم سے ٹکرائیں اور اس نے اپنی گردن اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی اپنے آپ کو ناگ دیوتا کہہ کر کسی سانپ کو حاضر ہونے کا حکم دے رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زنگاری سانپ نے فوراً راونی کے کان کے قریب منہ لے جا کر زور سے پھنکار ماری۔ راونی ایک دم سے جاگ پڑی۔ اس نے اپنے سانپ کو چھوٹا سا پھن اٹھائے اپنی آنکھوں کے آگے بے چینی سے لہراتے دیکھا تو کھڑکھڑاتی آواز میں بولی:

"مجھے کیوں جگایا؟"

زنگاری سانپ نے کہا:

"راونی! دیوتا تم پر مہربان ہیں۔ ناگ دیوتا اس علاقے میں موجود ہے۔"

راونی کے حلق سے خوشی کی چیخ نکل گئی۔ اس نے زنگاری سانپ کو گردن سے پکڑ کر پوچھا:

"کہاں ہے وہ؟ جلدی بولو۔ کہاں ہے ناگ دیوتا؟"

زنگاری سانپ نے کہا:

"میں اس کی آواز سن رہا ہوں۔ وہ علاقے کے کسی بھی سانپ کو آواز دے کر بلا رہا ہے۔"

راونی کا تاریک چہرہ اور زیادہ تاریک ہو گیا۔ اس کی انگاروں ایسی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔ اس نے زنگاری سانپ سے مخاطب ہو کر کہا:

"میں نے تجھے اپنا دودھ پلا پلا کر بڑا کیا ہے۔

اب میرے کام آؤ۔ جاؤ۔ ناگ دیوتا کے پاس جاؤ اور اس پر یہی ظاہر کرو کہ تم اس کے غلام ہو اور معلوم کرو کہ وہ کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ جلدی جاؤ۔"

زنگاری سانپ کو ایک بار پھر ناگ دیوتا کی آواز آئی:

"اگر کوئی سانپ زمین کے اندر ہے تو میرے پاس آئے۔ میں حویلی والی بارہ دری میں ہوں۔"

راونی کی سرخ آنکھیں اور سرخ ہو گئیں۔ اس بار ناگ دیوتا کی سانپ بولی اس نے بھی سن لی تھی۔ اس نے اپنے زنگاری سانپ کو گردن سے اٹھایا۔ اس کے منہ کو اپنے سیاہ ہونٹوں سے چوما اور کہا:

"جس کی مجھے جنم جنم سے تلاش تھی وہ حویلی والی بارہ دری میں موجود ہے۔ جاؤ۔ اسے وہیں روکو باقی کام میں خود کر لوں گی۔ جاؤ ـــــ میرے زنگاری کمینے، قاتل، مکار سانپ۔ جاؤ جلدی کرو۔"

راونی نے سانپ کو غار کے تاریک منہ کے پاس لا کر چھوڑ دیا اور اسے غار کے اندھیرے منہ میں سے تیزی سے باہر جاتا دیکھ کر وحشی بھیانک چڑیل کی طرح اپنے ہاتھوں کی سیاہ انگلیاں اپنی سرخ آنکھوں کے سامنے نچاتی ہوئی کھڑکھڑاتی آواز میں قہقہے لگانے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زنگاری سانپ غار کے ویران کھنڈروں سے نکلتے ہی بجلی ایسی تیزی کے ساتھ حویلی کی طرف دوڑنے لگا۔ تھیوساتگ اور ناگ بارہ دری میں سانپ کا انتظار کر رہے تھے تھیوساتگ ناامید ہو کر بولا:

"ناگ! ادھر زمین کے اندر کوئی سانپ نہیں ہے لگتا ہے آسمانی بلا سے ڈر کر وہ بھی یہاں سے رفو چکر ہو گئے ہیں۔"

اتنے میں اندھیرے میں پھنکار کی آواز گونجی۔ ناگ نے اندھیرے میں ایک ریتلے ٹیلے کی جانب سے سانپ کی سرخ آنکھیں قریب آتی دیکھیں۔ اس نے تھیوساتگ سے کہا ایک سانپ آ رہا ہے۔ زنگاری سانپ نے بارہ دری آتے ہی ناگ دیوتا کے سامنے گردن جھکا کر ادب سے سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے معاف کر دینا کہ میں نے دیر کر دی۔ میں یہاں سے بہت دور ایک ویران اندھے کنوئیں میں پڑا تھا۔"

ناگ نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ یہ بستی لوگوں سے خالی کیوں ہے اور یہاں سے لوگ کہاں چلے گئے ہیں؟"

مکار زنگاری سانپ نے اپنی گردن جھکا لی اور بڑے افسوس کے ساتھ کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! اس بستی پر ایک آفت ٹوٹ پڑی ہے میں خود بھی اس بستی میں اپنے بچوں کے ساتھ رہتا تھا مگر آسمانی بلا کی دہشت سے میرے بچے مر گئے اور میں نے اپنی جان بچانے کے لیے اندھے کنوئیں میں چھپا بیٹھا ہوں۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ آسمانی بلا کیا شے ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟"

زنگاری سانپ نے اپنی سازش کا منصوبہ پہلے ہی سے تیار کر رکھا تھا۔ اس نے کہا:

"اے رحمدل ناگ دیوتا! اس بستی کے لوگوں کو آسمانی بلا نے جس بے دردی سے تباہ کیا ہے اسے بیان کرنے کے لیے میرے پاس زبان نہیں ہے۔ یہ آسمانی بلا ایک بہت خوف ناک آدم خور عفریت ہے جو اچانک بستی پر ظاہر ہوا اور اس نے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ ہزاروں لوگ مر گئے جو باقی بچے وہ بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جان بچا کر فرار ہو گئے۔"

تھیوساگ بھی سانپ کی زبان اب سمجھنے لگا تھا۔ اس نے زنگاری سانپ سے پوچھا:

"پھر لوگ اپنے اپنے گھروں سے کھانے پینے اور پکانے کا سامان کیوں اور کیسے لے گئے؟"

زنگاری سانپ ایک لمحے کے لیے گھبرایا۔ مگر فوراً ہی بولا:

"عظیم ناگ کے دوست! بھیانک آدم خور عفریت تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد یہاں حملہ کرتا ہے۔ اس لیے جو لوگ بچ گئے تھے انہیں واپس آ کر تھوڑا بہت سامان لے جانے کا موقع مل گیا۔"

ناگ نے سوال کیا:

"کیا تم کچھ بتا سکتے ہو کہ یہ آدم خور عفریت کہاں رہتا ہے؟ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ میں اس عفریت سے اس بستی کے باقی ماندہ لوگوں کو نجات دلانا چاہتا ہوں۔"

زنگاری سانپ بھی ناگ دیوتا کو اسی طرف لانا چاہتا تھا۔ اس نے انتہائی مکاری سے کام لیتے ہوئے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آدم خور عفریت کی شکل کسی بہت بڑے مگر مچھ سے ملتی جلتی ہے جو اپنی دم پر کھڑے

ہو کر چل رہا ہو۔ وہ اچانک ظاہر ہوتا ہے اور اچانک غائب ہو جاتا ہے۔ کوئی اس کے پیچھے نہیں جا سکتا۔ مگر میں نے بڑی ہمت سے کام لے کر اس کا پیچھا کیا اور آخر یہ پتہ چلا لیا کہ کہاں رہتا ہے۔"

ناگ اور تھیوساگ نے جلدی سے پوچھا کہ آدم خور عفریت کا ٹھکانہ کہاں ہے؟

زنگاری سانپ نے بڑے ادب سے سر کو تین بار جھکایا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا: یہاں سے تھوڑی دور ریت کی بھوری چٹانوں کے پاس ایک پرانا کھنڈر ہے اس کھنڈر کو دور ہی سے دیکھ کر انسان پر دہشت چھا جاتی ہے۔ اس کھنڈر کے نیچے ایک ایک گہرا غار ہے۔ وہ آدم خور عفریت اسی غار میں رہتا ہے۔ میں نے اسے اس غار میں جاتے دیکھا تھا۔"

ناگ بہت خوش ہوا۔ اس نے سانپ سے کہا کہ کیا وہ ابھی اسے اس غار میں لے جا سکتا ہے؟ زنگاری سانپ اپنی راونی ماں چڑیل سے مشورہ کیے بغیر کیسے ناگ کو وہاں لے جا سکتا تھا؟ اس نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے شام کے وقت اس غار کے قریب سے گذرتے ہوئے غور سے سونگھا تھا۔ غار کے اندر سے آدم خور عفریت کی خاص بُو نہیں آ رہی تھی۔ وہ شاید کسی دوسری بستی کی طرف اپنے شکار کی تلاش میں گیا ہے۔"

ناگ نے زنگاری سانپ سے کہا:

"ہم اسی حویلی میں ہیں۔ تم غار کی نگرانی کرو۔ جونہی آدم خور عفریت غار میں داخل ہو ہمیں آکر خبر کر دینا۔"

زنگاری نے ادب سے گردن جھکائی اور کہا:

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا! میں غار کے باہر چھپ کر پہرہ دیتا رہوں گا۔ جیسے ہی عفریت غار میں داخل ہوا آپ کو فوراً اطلاع کر دوں گا۔ کیا مجھے جانے کی اجازت ہے اب؟"

ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خوشی سے جانے کی اجازت دے دی۔ زنگاری سانپ خوشی سے جھومتا ہوا بارہ دری سے نکل کر اندھیرے میں تیزی سے چڑیل ماں راد کے غار کی طرف دوڑنے لگا۔ وہ اندھیرے غار میں بے چینی سے زنگاری سانپ کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی اسے اپنے

قاتل سانپ کی بدبُو محسوس ہوئی اس نے چیخ مار کر کہا:

"شیطانی سانپ! کیا خبر لائے ہو؟"

زنگاری سانپ نے غار میں آتے ہی کہا:

"ناگ دیوتا میرے قابو میں ہے۔"

راونی نے چڑیلوں ایسا قہقہہ لگایا اور چلائی:

"مجھے ڈسو۔ میں بہت خوش ہوں۔ مجھے کاٹو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبروں کے مرتبان

ناگ اور تھیوساگ ابھی تک حویلی کے باہر بارہ دری ہی میں بیٹھے تھے۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور ماریا ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ اب انہیں ماریا کے بارے میں تشویش ہونے لگی تھی۔ وہ بارہ دری ہی میں بیٹھے رہے۔ کیونکہ ماریا کو اسی جگہ واپس آنا تھا۔ انہیں اس بات کی تسلی تھی کہ ماریا کی خوشبو بستی کے مشرقی علاقے کی طرف سے برابر آ رہی تھی۔ اب چل کر ماریا کی خبر لیتے ہیں۔

ماریا اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر جب رات کے پھیلتے اندھیرے میں فضا میں بلند ہوئی تو اس نے بستی کے اوپر ایک چکر لگایا۔ ویران بستی سنسان اندھیری پڑی تھی۔ کسی مکان میں کوئی دیا بتی نہیں جل رہی تھی۔ ایک رونگٹے کھڑے کر دینے والا اندھیرا چھایا تھا۔ یہ کوئی آسیبی بستی لگ رہی تھی۔ ماریا بستی کے چند ایک چکر کاٹنے کے بعد واپس چلنے ہی والی تھی کہ اسے مشرق کی جانب دیئے کی روشنی نظر آئی۔ یہ روشنی ایک دو سیکنڈ کے لیے چمک کر بجھ گئی۔ ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ ضرور ادھر کوئی انسان موجود ہو گا۔ یہ سوچ کر ماریا نے ہوا میں غوطہ لگایا اور جدھر روشنی نظر آئی تھی عین اس مقام پر آ گئی۔ یہ وہی بستی کا پرانا قبرستان تھا جہاں ماریا تھیوساگ اور ناگ پہلی بار اس بستی کی فضاؤں میں نمودار ہوئے تھے۔ وہ آہستہ سے قبروں کے پاس اتر آئی وہ چونکہ غائب تھی اس لیے اس کے قدموں کی آہٹ بھی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ زمین سے چند فٹ بلند ہو کر چل رہی تھی۔ قبروں پر موت کا سناٹا طاری تھا۔ اندھیرے میں قبروں کے سرہانے رکھے ہوئے بڑے بڑے مٹکے عجیب ڈراؤنا منظر پیش کر رہے تھے۔

ماریا حیران تھی کہ وہ دیئے کی روشنی کس نے جلائی تھی؟ اور پھر اپنے آپ کیسے بجھ گئی؟ اسے وہاں کوئی بھی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ قبروں کے اوپر ادھر ادھر چلنے لگی۔ اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی سرگوشی میں کسی سے کچھ کہہ رہا ہو۔ ماریا نے کان سرگوشی پر لگا دیئے۔ اسے محسوس ہوا کہ یہ سرگوشیاں ایک قبر کے اندر سے آ رہی ہیں۔ وہ اس قبر کے اوپر آ کر جھک گئی۔ سرگوشی کی آواز بند ہو گئی۔ ماریا نے بھی اپنا سانس روک لیا۔ اسے پھر کھسر پھسر سنائی دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا اندھیرے میں غور سے قبر کی طرف دیکھنے لگی۔ اتنے میں قبر کے سرہانے جو مرتبان رکھا تھا اس میں سے ایک انسانی سر باہر نکل کر اندھیرے میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ ماریا اپنی جگہ پر ساکت کھڑی رہی۔ انسانی سر تیزی سے مرتبان کے اندر چلا گیا۔ مرتبان کے اندر پھر سرگوشی ہوئی۔ وہی انسانی سر پھر نمودار ہوا۔ پھر آہستہ سے ایک آدمی مرتبان سے باہر نکل آیا۔ ماریا اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی۔ اس آدمی نے جسم پر کفن کی طرح کی ایک سیاہ چادر لپیٹ رکھی تھی۔ اس نے مرتبان کے اندر منہ ڈال کر آہستہ سے کہا:

"باہر نکل آؤ۔ قبرستان خالی ہے۔"

مرتبان میں سے دوسرا آدمی بھی باہر آ گیا۔ اس نے بھی کفن کی طرح سیاہ چادر جسم کے گرد لپیٹ رکھی تھی۔ ماریا نے قریب آ کر دیکھا۔ یہ ایک عورت تھی۔ اس کے لمبے بال اس کے کاندھے پر لٹک رہے تھے۔ وہ دونوں جھکے جھکے چل رہے تھے۔ ماریا ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کہاں جاتے ہیں۔ مرد اور عورت قبرستان کے کنارے کی جنگلی جھاڑیوں کے پاس جا کر رُک گئے اور جھاڑیوں میں لگے ہوئے پھل کو توڑ توڑ کر اپنی جھولیوں میں جمع کرنے لگے۔ ماریا چپ چاپ ان دونوں کے پیچھے کھڑی رہی۔

جب دونوں مرد عورت نے جھاڑیوں میں لگے جنگلی پھل سے جھولیاں بھر لیں تو وہ واپس قبر کے مرتبان کی طرف مڑے اب ماریا نے دیکھا کہ ایک اور قبر کے مرتبان میں سے بھی ایک انسانی سایہ باہر نکل آیا پھر کچھ اور قبروں میں سے اسی طرح کی سیاہ چادروں میں لپٹے ہوئے انسان باہر نکل کر جنگلی جھاڑیوں کی طرف جھک کر بڑھنے لگے۔ اسی طرح انہوں نے جھاڑیوں کے پھل جمع کیے اور واپس اپنی اپنی قبروں کے مرتبانوں میں اتر کر غائب ہو گئے۔ ماریا اس قبر کے مرتبان کے پاس آئی جس میں سے ایک مرد اور عورت پہلی بار باہر نکلے تھے۔ وہ دونوں مرتبان میں اتر کر غائب ہو چکے تھے۔ ماریا نے جھک کر مرتبان میں دیکھا۔ مرتبان کے اندر گھاس پھوس پڑا تھا۔ ماریا مرتبان میں اتر کر گھاس پھوس سے گذر گئی۔ مرتبان کے اندر سے گذرنے کے بعد ماریا نے اپنے آپ کو ایک گول پائپ کے اندر پایا جس میں سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ ماریا سیڑھیوں پر سے ہوتی ہوئی قبر کے نیچے اتر گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ آگے ایک مٹی کی کوٹھڑی بنی ہوئی ہے جس کا دروازہ دوسری کوٹھڑی میں جاتا ہے۔

اس کچی تہہ خانہ نما کوٹھڑی میں فرش پر دری بچی ہے اس پر وہی مرد اور عورت سیاہ چادر میں لپٹے بیٹھے مٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے برتن ہیں جھاڑیوں میں سے توڑ کر لایا ہوا پھل جمع کر رہے ہیں۔ ان کے قریب ہی مٹی کا ایک دیا جل رہا ہے۔ کوٹھڑی کی دیوار کے ساتھ کونے میں ایک لکڑی کا تابوت پڑا ہے۔ کچھ برتن مٹی کے چبوترے پر پڑے ہیں۔ ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ لوگ قبر کے نیچے کیسے گھر بنا کر رہ رہے ہیں۔ کہیں یہ اوپر والی بستی سے بھاگے ہوئے لوگ تو نہیں؟

یہ سوچ کر ماریا کوٹھڑی کے دروازے میں سے گذر کر دوسری کوٹھڑی میں آئی تو اس کوٹھڑی میں زمین پر سونے کے لیے بستر لگے تھے۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ ماریا بند دروازے میں سے نکل کر باہر آئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ایک چھتی ہوئی تنگ گلی آگے کی طرف چلی جا رہی ہے۔ ماریا اس گلی میں سے گذرنے لگی۔ گلی میں جگہ جگہ تہہ خانوں کے چھوٹے چھوٹے دروازے بنے ہوئے تھے۔ وہ کئی تہہ خانوں کی کوٹھڑیوں میں گئی۔ ہر کوٹھڑی میں اسی قسم کے سیاہ پوش مرد عورتیں قبرستان کی جھاڑیوں سے توڑ کر لائے ہوئے پھل برتنوں میں جمع کر رہی تھیں۔ یہ کوئی خاص پھل تھا جو وہ استعمال کرتے تھے۔

ماریا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ قبرستان کے نیچے اندر ہی اندر ایک بستی آباد تھی۔ ہر مکان کے آگے سے ایک تنگ گلی گذرتی تھی جہاں جگہ جگہ چراغ دانوں میں مٹی کے دیئے روشن

تھے۔ یہ ساری کی ساری گلیاں چھتی ہوئی تھیں اور قبرستان کے نیچے کھود کر بنائی گئی تھیں۔

ہر گھر زمین کے اندر کسی نہ کسی قبر کے نیچے بنا ہوا تھا اور قبر کا مُردہ ہر گھر کی کوٹھڑی میں تابوت کے اندر محفوظ رکھ دیا گیا تھا۔ یہ مُردوں کا احترام تھا۔ ماریا واپس اس مرد اور عورت کے زمین دوز تہہ خانے میں آ گئی جسے اس نے پہلی بار مرتبان سے نکلتے اور پھر اس میں واپس گھستے دیکھا تھا۔ یہ دونوں اب جھاڑی والا جنگلی پھل مٹی کی ایک تھالی میں رکھے آمنے سامنے بیٹھے کھا رہے تھے۔ وہ کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ ماریا خاموشی سے ان کے پاس کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔ دیئے کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ دونوں کے رنگ خاکستری تھے جس طرح کہ زمین کے اندر رہنے والے لوگوں کے ہو جاتے ہیں۔

ماریا کوئی بات کر کے انہیں خوف زدہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے اس انتظار میں خاموش رہی کہ وہ کب کوئی بات کرتے ہیں۔ عورت اور مرد دونوں نوجوان تھے اور لگتا تھا کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی ہے کیوں کہ مرد بار بار بڑے پیار سے اپنے حصے کا پھل عورت کو پیش کر رہا تھا۔ جب دونوں پھل کھا چکے تو ساتھ والی کوٹھڑی میں جا کر بستروں پر لیٹ گئے۔ دونوں چپ تھے اور ٹکٹکی باندھے اوپر چھت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو تک رہے تھے جو اصل میں چھت نہیں تھی بلکہ قبرستان کی زمین تھی۔ عورت نے ایک گہرا سانس بھرا اور اپنے خاوند کو مخاطب کر کے بولی:

"پنچال! ہم کب تک ان قبروں کے نیچے پڑے رہینگے"

اس کے خاوند کا نام پنچال تھا۔ ماریا غور سے سننے لگی۔ پنچال نے بھی ایک آہ بھر کر کہا:

"جب تک آسمانی بلا اس بستی سے چلی نہیں جاتی"

اُس کی بیوی نے کہا:

"کیوں نہ ہم قرطاجنہ چلے جائیں۔ یوں جیتے جی قبروں میں رہنا اچھا نہیں لگتا۔ کل کو ہمارے بچے ہوں گے۔ کیا وہ قبروں کے نیچے ہی پلیں گے؟"

پنچال بولا: "گھبراؤ نہیں مانی! آج نہیں تو کل آسمانی بلا چلی جائے گی۔ جب اسے اپنے شکار کے لیے کوئی انسان نہ ملا تو وہ یہاں سے کوچ کر جائے گی اور پھر یہاں سے قرطاجنہ جانا بھی تو خطرناک ہے۔ تمہیں معلوم نہیں پچھلے دنوں قبرستان سے بستی کے کچھ لوگ قرطاجنہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ راستے میں آسمانی بلا نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا"

ماریا سمجھ گئی تھی کہ یہ لوگ آسمانی بلا کے خوف سے جان بچا کر قبروں کے نیچے کوٹھڑیاں بنا کر رہنے لگے ہیں۔ اور اس انتظار میں ہیں کہ کب آسمانی بلا دفع ہو اور یہ پھر سے اپنے بستی والے مکانوں میں جا کر پھر سے آباد ہوں۔

ماریا خاموش کھڑی رہی۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی چپ ہو گئے۔ انہوں نے کوئی بات نہ کی۔ پھر دونوں سو گئے۔ ماریا انہیں سوتا چھوڑ کر چپکے سے قبر سے باہر نکل آئی۔ قبرستان رات کی تاریکی میں سنسان اور ڈراؤنا ہو رہا تھا۔ ماریا ہوا میں تیرتی ہوئی تیزی سے بارہ دری میں آ گئی۔ یہاں تھیوساگ اور ناگ اس کی راہ دیکھ رہے تھے۔ ماریا کی تیز خوشبو محسوس کرتے ہی ناگ نے کہا:

"تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی ماریا؟"

ماریا نے کہا:

"میں نے بستی کے ویران ہونے کا معمہ حل کر لیا ہے ناگ!"

ناگ اور تھیوساگ نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تھیوساگ نے ناگ کو آنکھ ماری کہ ابھی ماریا سے سانپ کا بتایا ہوا راز بالکل نہ بتایا جائے۔ ناگ نے ماریا کی آواز کی جانب منہ کر کے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا معمہ حل کیا ہے تم نے ماریا؟"

اور پھر ماریا نے قبرستان کے نیچے آباد بستی کی ساری کہانی انہیں سنا ڈالی۔ یہ بات ناگ اور تھیوساتگ کے لیے بھی بڑی حیران کر دینے والی تھی۔ پھر انہوں نے بھی ماریا کو وہ باتیں بتائیں جو زنگاری سانپ نے ان کو بیان کی تھیں۔

ماریا بولی: "اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں اس عفریت کو ہلاک کرنا ہوگا تاکہ بستی والوں کو قبروں میں گھس کر رہنے کے عذاب سے نجات دلائی جا سکے۔"

"ہمارا منصوبہ اب یہی ہے۔" تھیوساتگ بولا۔

ناگ نے کہا:

"لیکن تمہارے خیال میں یہ عفریت کون ہے ماریا؟ میں اسے کوئی آسمانی بلا ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ زنگاری سانپ نے تو ہمیں یہی بتایا ہے کہ یہ مگرمچھ کی طرح کا کوئی دیو پیکر عفریت ہے جو دُم پر کھڑے ہو کر چلتا ہے اور جس کے حلق سے ہیبت ناک آواز نکلتی ہے۔"

ماریا کہنے لگی:

"سانپ نے تو اسے دیکھا ہے۔ وہ ٹھیک ہی کہتا ہوگا لیکن وہ کتنی ہی طاقتور بلا کیوں نہ ہو۔ ہم اسے

ضرور ہلاک کر کے دم لیں گے کیونکہ وہ معصوم انسانوں کی دشمن ہے اور نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو اب تک ہڑپ کر چکی ہے۔"

تھیوساتگ نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس خالی حویلی کے کسی کمرے میں جا کر آرام کرنا چاہیے۔ زنگاری سانپ آدم خور عفریت کے غار میں نمودار ہوتے ہی ہمیں خبر کرنے ضرور آئے گا۔ اس کے بعد سوچیں گے کہ اسے کس طرح موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے۔"

ماریا بولی: "تمہارے لیے تو بڑی آسان بات ہے۔ تم اس کی دُم کو اپنی انگلی چھوا کر اسے چھوٹا کر دینا۔ پھر اسے ہم مرتبان میں بند کر کے زمین میں دفن کر دیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"اور اگر وہ مرتبان توڑ کر باہر نکل آیا تو کیا ہوگا؟ نہیں نہیں۔ میں اسے مُردہ دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اس بستی کے لوگوں کو اس سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

تھیوساتگ بولا: "یہ کام تو ماریا ہی کر سکتی ہے۔ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نظر تو آتی نہیں بڑے آرام سے اسے دُم سے پکڑ کر کسی اندھے کنوئیں میں گرا دے گی۔"

وہ بارہ دری سے نکل کر حویلی میں آ گئے تھے۔

ناگ بولا: "مجھے لگتا ہے کہ یہ عفریت بہت طاقتور ہے اور اس کے ساتھ کوئی طلسم بھی کام کر رہا ہے بہرحال زنگاری سانپ کی اطلاع آنے تک ہمیں انتظار کرنا ہوگا۔"

وہ حویلی کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں آ گئے۔ یہاں فرش پر قالین بچھے تھے۔ وہ قالین پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

○

دوسری طرف زنگاری سانپ کی اس کامیابی پر کہ اس نے ناگ دیوتا کو اپنی عیاری کے جال میں پھنسا لیا تھا۔ آدھی چڑیل رادنی بہت خوش تھی۔ زنگاری سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوانے کے بعد اس نے سانپ کو اپنے سینے سے چمٹا کر اسے اپنا زہریلا دُودھ پلایا اور اسے گردن سے پکڑ کر مٹی کی کٹوری میں ڈالتے ہوئے کہا:

"خونی سانپ! چل اب یہاں سو جا۔ تو نے ناگ دیوتا کو اپنے جال میں پھنسا لیا۔ تیرا زہر میرے خون میں ہے۔ میرا زہر تیرے خون میں ہے۔ اب سو جا۔ چپ چاپ سو جا۔"

زنگاری سانپ کٹوری میں جلیبی کی طرح کنڈلی مار کر سو گیا۔

آدھی چڑیل رادنی نے اپنے سرخ انگارہ ایسے ڈیلوں کو سیاہ پپوٹوں سے ڈھانپ دیا اور ناگ دیوتا کو پھنسا کر ششیش ناگ کے حضور لے جانے کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگی۔ اسے خیال آیا کہ کیوں نہ ششیش ناگ کو یہ خوش خبری سنا کر اس سے مشورہ لیا جائے۔ رادنی نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے اپنی گردن کو پیچھے کی طرف ڈھلکایا۔ اس کے حلق سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس نے تلوار ایسی تیز آواز میں کہا:

"اے مہاششیش ناگ! میں نے ناگ دیوتا کا سراغ لگا لیا ہے مجھے کوئی چال بتاؤ کہ میں اسے پھنسا کر تمہارے دربار میں پیش کروں۔"

اس کے کانوں میں ششیش ناگ کی سسکار ایسی آواز آئی:

"رادنی! ناگ دیوتا کو جکڑ کر میرے پاس لانا تمہارا کام ہے یہ تو خود ہی سوچ کر کرے گی۔ مجھ سے مشورہ مت مانگ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ خبردار!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے دوبارا مت بلانا۔"

آدھی چڑیل رادنی نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ اس نے اپنے سر کو زور سے جھٹکا اور کالے کالے موٹے ہونٹوں پر اپنی لال زبان پھیرنے لگی، پھر سیاہ لمبے ناخنوں والا ہاتھ اپنے سینے پر زور سے مارا اور غرائی:

"ناگ دیوتا مجھ سے بچ کر نہیں جائے گا۔ اب وہ میری مکتی کا سادھن بنے گا۔ میری نجات کا ذریعہ بنے گا۔ میں اگلے جنم میں دوزخ کے گہرے گڑھے میں نہیں جاؤں گی۔"

رادنی اپنے بکھرے ہوئے کالے سیاہ بالوں اور سانپوں کو زور زور سے کھینچنے لگی۔ چڑیلیں اسی طرح سوچا کرتی ہیں۔ اس کے سر کے کتنے ہی بال اس کے ہاتھ میں آ گئے۔ آخر وہ مسکرائی۔ اس کے ٹیڑھے میڑھے زرد نوکیلے دانت نظر آنے لگے۔ ایک ترکیب اس کے مکروہ دماغ میں آ گئی تھی۔ وہ اُٹھ کر غار کے کونے میں گئی۔ یہاں ایک پرانی ہنڈیا پڑی تھی جو دھوئیں سے سیاہ ہو رہی تھی۔ رادنی نے اس کا ڈھکن اٹھایا تو اس میں سے کالے دھوئیں کی ایک لکیر نکل کر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ آدھی چڑیل رادنی نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ وہ کالے جادو کے منتر پڑھ رہی تھی۔ ساری رات وہ منتر پڑھ پڑھ کر ہنڈیا میں پھونکتی رہی۔

صبح ہوئی تو آدھی چڑیل رادنی نے ہنڈیا کا ڈھکنا بند کر دیا۔ کٹوری میں سے سانپ کو نکال کر اسے اپنا زہریلا دُودھ پلایا۔ اور اس سے خود کو ڈسوایا۔ پھر زنگاری سانپ کو گردن سے پکڑ کر اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کیا اور بولی:

"خونی سانپ! مجھے بتا کہ ناگ دیوتا کے ساتھ کوئی ایسی عورت بھی ہے جو نظر نہ آتی ہو؟"

سانپ بولا: "ہاں ماتا۔ ایک لڑکی ان کے ساتھ ہے شاید اس کا نام ماریا ہے اور وہ دکھائی نہیں دیتی مگر ناگ دیوتا کے ساتھ ہوتی ہے۔"

رادنی نے ایک مکروہ قہقہہ لگا کر کہا:

"بس ٹھیک ہے۔ اب تُو جا اور کسی طرح سے اس نظر نہ آنے والی ماریا لڑکی کو میرے غار میں لا۔ اگر تو اسے یہاں لانے میں ناکام رہا تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی اور تیرا اگلا جنم چڑیل ناگن کا ہو گا۔"

زنگاری سانپ جلدی سے بولا:

"چڑیل ماتا! میں ابھی جا کر ماریا کو تیرے پاس لے آتا ہوں۔ تو فکر نہ کر۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر زنگاری سانپ غار سے نکل کر ناگ دیوتا کی بارہ دری کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ، تھیوسانگ اور ماریا اس وقت حویلی کی دوسری منزل میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ زنگاری سانپ ان کی بُو لیتا حویلی کی دوسری منزل میں آ گیا۔ ناگ نے اسے کمرے میں آتے دیکھا تو خوش ہو کر بولا:

"تم آ گئے؟ ضرور آدم خور عفریت کی کوئی خبر لائے ہو گے۔"

زنگاری سانپ نے ادب سے گردن جھکائی اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ آدم خور عفریت یہاں سے قریب ہی ایک کھنڈر کے نیچے غار میں موجود ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو لینے آیا ہوں۔"

ناگ تھیوسانگ اور ماریا بہت خوش ہوئے۔ وہ زنگاری سانپ کے ساتھ کھنڈر کی طرف چل پڑے۔ کھنڈر کے نیچے جاتے غار کے دہانے کے پاس آ کر زنگاری سانپ نے عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آدم خور عفریت پر کسی طلسم کا اثر بھی ہے اس لیے آپ کو بڑی ہوشیاری سے اندر جانا ہو گا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"کیوں نہ ماریا کو غار میں بھیج دیں۔ وہ تو نظر بھی نہیں آئے گی اور ہمیں عفریت کے بارے میں پوری تفصیل بھی لا کر دے سکے گی کہ عفریت کیسا ہے اور ہم اسے کس طرح ہلاک کر سکتے ہیں۔"

ماریا بولی: "میں غار میں جانے کو تیار ہوں۔ تھیوسانگ کا خیال ٹھیک ہے۔ آپ میں سے کسی کو یہ خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔"

پھر اس نے زنگاری سانپ سے کہا:

"چلو مجھے غار میں اس جگہ لے چلو جہاں آدم خور عفریت موجود ہے۔"

سانپ بولا: "چلیے عظیم ناگ دیوتا کی ہمشیرہ صاحبہ میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ میرے پیچھے پیچھے آ جائیں۔"

ناگ نے ماریا کو ہدایت کی کہ وہ احتیاط سے کام لے۔ ماریا بولی:

"فکر کی کوئی بات نہیں ناگ۔ میں اس قسم کے کئی مرحلوں سے پہلے بھی گذر چکی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا زنگاری سانپ کے پیچھے پیچھے غار میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

داخل ہو گئی۔

اس کے غار میں داخل ہوتے آدھی چڑیل راونی کو فوراً علم ہو گیا کہ سانپ کے ساتھ کوئی غیبی عورت غار میں داخل ہو چکی ہے۔ چڑیل راونی نے اندھیرے کونے میں رکھی ہنڈیا کا ڈھکن اٹھا دیا اور خود اپنے جسم پر سر سے پاؤں تک دونوں ہاتھ پھیرے۔ ہاتھوں کے پھرتے ہی آدھی چڑیل راونی دھوئیں کی ایک سیاہ لکیر بن کر غار کی دیوار کے ساتھ چپک گئی۔

ماریا غار میں چلی آ رہی تھی۔ زنگاری سانپ آگے آگے رینگ رہا تھا۔ وہ اسے لے کر غار میں آ گیا۔ ماریا نے فضا میں عجیب ناگوار بُو محسوس کی۔ وہ ایک جگہ ٹھٹک گئی۔ اس نے سانپ کی زبان میں اس سے پوچھا کہ عفریت وہاں سے کتنے فاصلے پر ہے اور یہ ناگوار بُو کس چیز کی ہے۔ مکار سانپ بولا:

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! یہ بُو عفریت ہی کی ہے اور وہ اگلے غار میں ہے۔"

زنگاری سانپ نے اپنی راونی ماتا کی بُو سونگھ لی تھی۔ وہ ماریا کو ہنڈیا کے قریب لے آیا اور بولا:

"آپ یہاں ٹھہریں۔ میں آگے جا کر دیکھتا ہوں کہ عفریت کس حالت میں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ سویا ہوا ہو تو آپ اسے قابو کر لیں۔"

زنگاری غار کے ایک بل میں گھس گیا۔

آدھی چڑیل راونی دھوئیں کی لکیر بن کر دیوار کے ساتھ چمٹی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ زنگاری سانپ بل میں گھس گیا ہے اور ماریا وہاں موجود ہے تو اس نے اپنے حلق سے ایک وحشیانہ چیخ کی آواز نکالی اور دھوئیں کی لکیر غار کی دیوار سے الگ ہو کر بگولے کی طرح چکرانے لگی۔ ماریا ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ دھوئیں کی لکیر کا بگولہ اس کے ارد گرد گھوم رہا تھا۔ ماریا اچھل کر ایک طرف ہونے لگی تو بگولے نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شاید زندگی میں پہلی بار ماریا کے منہ سے ایک خوف انگیز آواز بلند ہوئی۔ کیوں کہ بگولہ نوکیلے کانٹوں کی طرح اس کی پسلیوں میں گھس رہا تھا۔ پھر اس پر غشی طاری ہونے لگی اور وہ غار کی زمین پر اندھیرے میں گر پڑی۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو سیاہ دھوئیں کی شکل میں ایک ہنڈیا میں بند پایا۔ اس نے پوری طاقت کے ساتھ ہنڈیا سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر جیسے اس کی طاقت کسی نے چھین لی تھی۔ ماریا ہنڈیا سے باہر نہ نکل سکی۔ اسے باہر سے راونی چڑیل کا قہقہہ سنائی دیا۔ پھر اسے اپنی ہی آواز سنائی دی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ماریا! تو اس وقت تک اس ہنڈیا میں بند رہے گی
جب تک میں تجھے باہر نہیں نکالتی اور میں تمہیں
اس وقت باہر نکالوں گی جب میرا کام ختم ہو
جائے گا۔"

ماریا اپنی آواز سن کر سکتے میں آ گئی۔ اس کے ساتھ دھوکا ہوا تھا۔ سانپ اسے فریب دے کر غار میں لے آیا تھا اور یہ کوئی بدروح تھی جس نے اسے ہنڈیا میں قید کر کے خود اس کا روپ دھار لیا تھا۔ اس نے کچھ بولنا چاہا مگر ماریا کی آواز بھی جاتی رہی تھی۔ صرف اس کی سوچنے کا صلاحیت اور احساس باقی تھا۔

آدھی چڑیل راونی ماریا کا روپ بدل کر غائب ہو چکی تھی۔ اس نے بل میں سے اپنے زنگاری سانپ کو باہر نکالا اور اسے حکم دیا کہ اسے ڈسے۔

سانپ نے کہا:

"خونی ماتا تو مجھے دکھائی نہیں دیتی۔"

راونی غرائی: "لو اب ڈسو مجھے۔"

اور راونی نے سانپ کو غیبی ہاتھ سے گردن سے پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ میں آتے ہی سانپ بھی غائب ہو گیا۔ راونی نے سانپ سے اپنے بازو پر ڈسوایا اور اسے لے کر غار کے منہ

کی طرف بڑھی۔ اس نے سانپ کو ہدایت کی کہ وہ ناگ اور اس کے ساتھی کو یہی کہے کہ آدم خور عفریت غار میں نہیں ہے۔ غار کے باہر دھوپ نکلی ہوئی تھی اور ناگ اور فیوساتگ ایک جگہ کھڑے ماریا کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے تھے۔ انہیں ماریا کے جسم کی بو آئی مگر انہوں نے محسوس کیا کہ اس بو میں کچھ تیزی اور تلخی سی آ گئی ہے۔

ناگ نے سانپ کو غار سے باہر آتے دیکھا تو بولا:

"ماریا! تم سانپ کے ساتھ ہی ہو؟"

راونی ماریا نے ماریا کی ہی آواز میں کہا:

"ہاں ناگ! میں سانپ کے ساتھ ہی آ رہی ہوں۔
افسوس کہ عفریت غار سے نکل کر کسی طرف چلا
گیا ہے۔"

فیوساتگ کہنے لگا:

"کہاں چلا گیا ہے۔؟"

راونی ماریا بولی:

"اس سانپ کا خیال ہے کہ وہ کسی دوسرے ملک
کی طرف نکل گیا ہوگا کیونکہ اس بستی میں اب اسے
انسانی شکار نہیں ملتا۔"

ناگ نے سانپ سے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا عفریت یہاں سے جا چکا ہے؟"

زنگاری سانپ نے بڑے ادب سے جواب دیا،

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے یہی اطلاع ملی تھی کہ وہ غار میں سو رہا ہے۔ مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بستی کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلا گیا ہے۔ کیوں کہ مجھے اس کی خاص بُو نہیں آ رہی پہلے یہ بُو آتی تھی۔"

ناگ نے ماریا سے مخاطب ہو کر کہا:

"تمہاری کیا رائے ہے ماریا؟ کیا ہمیں یہاں رہ کر عفریت کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیے۔"

رادنی ماریا بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے بولی،

"میری رائے میں ہمیں دو ایک دن یہاں رہ کر عفریت کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیے۔ اگر دو دنوں تک وہ نہ آیا تو ضرور یہاں سے چلا گیا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے بھی یہی رائے دی۔

ناگ نے زنگاری سانپ سے کہا:

"تم اب جا سکتے ہو۔ ہاں اگر کسی بھی وقت تمہیں عفریت کے آنے کی خبر ملی تو فوراً ہمارے پاس آ کر خبر کرنا۔ ہم اسی حویلی میں ہوں گے۔"

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

کہہ کر سانپ نے ادب سے تعظیم کی اور چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد نقلی ماریا یعنی رادنی ماریا نے ناگ سے کہا،

"ناگ بھائی! مجھے پورا یقین ہے کہ آدم خور عفریت یہ بستی چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہوتا کہ بستی کے لوگوں کو اس بلا سے نجات مل جائے۔ آخر یہ بے چارے کب تک قبروں کے نیچے زندگی بسر کرتے رہیں گے۔"

رادنی چڑیل چونک پڑی۔ اسے پہلی بار معلوم ہوا کہ بستی کے لوگ اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر قبروں کے نیچے جا کر رہنے لگے ہیں۔ مگر اب اسے ان کی ضرورت نہیں تھی۔ اب وہ انسانی گوشت کی بھوک سے بے نیاز ہو چکی تھی۔ اب تو اسے ایک ہی فکر تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو جلد از جلد ناگ کو اپنے ساتھ ہندوستان کے ملک میں کوہ منڈل کی چٹانوں میں بنے ہوئے شیش ناگ کے دربار میں لے جا کر پیش کرے اور خود تیرے جنم کے دوزخ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے۔ لیکن ناگ اور تھیوسانگ کو ہندوستان کی طرف جانے پر وہ مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ شام تک وہ ان سے باتیں کرتی اور ان کی باتیں سنتی رہی۔ ان کی باتوں سے رادنی ماریا کو یہ بھی پتہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلا کہ ان کے دو ساتھی عنبر اور کیٹی ان سے بچھڑ چکے ہیں اور انہیں ان کی تلاش ہے۔

ناگ نے آخر ماریا سے پوچھ ہی لیا۔

"ماریا بہن! تمہاری بُو میں اچانک اتنی تیزی اور تلخی کیوں آ گئی ہے؟ پہلے تو تمہاری بُو بڑی نرم اور خوشگوار ہوتی تھی۔"

رادنی ماریا نے فوراً کہا،

"ناگ بھائی! جب میں غار میں داخل ہوئی تو وہاں ایک عجیب ناگوار بُو پھیلی ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ یہ بُو میری بُو میں شامل ہو گئی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ کسی طلسم کی بُو ہو۔"

"خدا نہ کرے۔" ناگ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

رادنی ماریا اصلی ماریا نہیں تھی۔ اس لیے اسے یہ یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کے ساتھ ہزاروں برس سے سفر کر رہی ہے۔ اس لیے بڑی چالاکی سے باتوں ہی باتوں میں کافی کچھ ناگ سے پوچھ لیا تھا اور اسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ عنبر اور کیٹی ان سے جدا ہو چکے ہیں۔ رادنی ماریا بڑی ہوشیاری سے ناگ تھیوسانگ سے بات کرتی تھی کہ کہیں اس کی کسی بات سے بھانڈا نہ پھوٹ جائے۔ لیکن چونکہ رادنی خود ایک چڑیل تھی

اس لیے وہ ماریا کے زندہ روپ میں بھی آ سکتی تھی اور اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا روپ بھی بدل سکتی تھی۔ اس نے ناگ اور تھیوسانگ کے ساتھ دو دن بڑی بے چینی میں گذارے۔ وہ جلد از جلد ناگ کو ساتھ لے کر ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہو جانا چاہتی تھی۔ مگر اسے حالات کو دیکھتے ہوئے صبر و تحمل سے کام لینا پڑ رہا تھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عیّار زہریلا سانپ

دو دن بعد زنگاری سانپ عین وقت پر آ گیا۔
ناگ، تھیوساگ اور نقلی رادنی ماریا اسی کے انتظار میں تھے۔ سانپ نے آ کر ناگ کے آگے ادب سے سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کو خوش خبری ہو کہ آدم خور عفریت اس علاقے سے نکل کر روم کے سمندر کی طرف جا چکا ہے اور اب وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہیں یہ خبر کس نے لا کر دی ہے؟"

زنگاری سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے سمندر کے اندر رہنے والے ایک ایسے کچھوے نے یہ خبر بتائی ہے جو زمین پر بھی زندہ رہ سکتا ہے اور جس کو زمین اور سمندر کے سارے رازوں کا علم ہے۔"

رادنی ماریا بولی:

"سانپ ٹھیک کہتا ہے ناگ! اگر عفریت اس علاقے میں ہوتا تو اب تک ضرور ظاہر ہو گیا ہوتا۔"

تھیوساگ نے بھی نقلی ماریا کی تائید کی اور بولا:

"اب ہمیں بستی کے لوگوں کو جا کر یہ خوش خبری سنا دینی چاہیے کہ آسمانی بلا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی گئی ہے اور اب وہ قبروں کے نیچے سے نکل کر اپنے اپنے مکانوں میں واپس آ جائیں۔"

ناگ نے سانپ سے ایک بار پھر سوال کیا:

"کیا تمہیں یقین ہے کہ اب عفریت ادھر کا رخ نہیں کرے گا؟"

زنگاری سانپ سر جھکا کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! اس بار مجھے جو اطلاع ملی ہے وہ غلط نہیں ہو سکتی۔"

ناگ نے کہا:

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ماریا! تم قبرستان میں جا کر لوگوں کو یہ خوش خبری سنا دو۔"

رادنی ماریا کلیجہ مسوس کر رہ گئی۔ کاش یہ خبر اسے پہلے مل جاتی۔ وہ کسی ایک انسان کو بھی زندہ نہ چھوڑتی۔ مگر اب اسے انسانوں کی بھوک ہی نہیں رہی تھی۔ وہ قضا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بلند ہو کر ہوا میں تیرتی ہوئی قبرستان میں جا پہنچی۔ ناگ سے اس نے معلوم کر لیا تھا کہ بستی کے لوگ قبروں کے نیچے رہتے ہیں۔ راونی ماریا نے جاتے ہی قبروں کے مرتبانوں پر ایک چکر لگایا۔ پھر ایک مرتبان میں سے قبر کے اندر اتر گئی۔ یہاں ایک آدمی کوٹھڑی میں بیٹھا پنکھا جھل رہا تھا۔ راونی ماریا نے جاتے ہی کہا:

"بستی کے لوگو! سنو! میں آکاش کی نیک روح ہوں اور تم لوگوں کو یہ خوش خبری سنانے آئی ہوں کہ جس آسمانی بلا کے خوف سے تم اپنا گھر بار چھوڑ کر قبروں میں آکر آباد ہو گئے تھے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیا گیا ہے۔ تم بے فکر ہو کر قبروں سے نکل کر اپنے اپنے مکانوں میں جا کر آباد ہو جاؤ۔"

یہ کہہ کر راونی ماریا قبر سے باہر نکل آئی۔ تھوڑی ہی دیر میں قبروں کے مرتبانوں میں سے انسانی سر باہر جھانکنے لگے۔ پھر لوگ مرتبانوں سے نکل نکل کر باہر آنے لگے۔ قبرستان میں لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ وہ خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔ ایک جلوس کی شکل میں یہ لوگ بستی کی طرف بڑھے۔ راونی ماریا پہلے ہی ناگ اور تھیوسانگ کے پاس پہنچ چکی تھی۔

لوگ اب حویلی سے نکل کر بستی کے ایک باغ میں درختوں کے نیچے بیٹھے تھے۔

دیکھتے دیکھتے لوگ اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو گئے۔ بستی میں ہر طرف خوشی کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ ان لوگوں کو آسمانی آواز پر بے حد یقین تھا۔ ساری رات بستی میں چراغاں ہوتا رہا۔ ناگ اور تھیوسانگ باغ ہی میں پڑے رہے۔ راونی ماریا بھی ان کے پاس ہی بیٹھی تھی۔

ناگ نے اچانک کہا:

"ماریا! تمہاری بُو اتنی تیز ہے کہ تمہارے قریب بیٹھا نہیں جاتا۔ تم اسے کم نہیں کر سکتیں؟"

راونی چڑیل ماریا نے کھا جانے والی نظروں سے ناگ کو دیکھا۔ مگر بڑے نرم لہجے میں بولی:

"ناگ بھیا! یہ میرے اختیار میں نہیں۔ یہ غار کی ناخوشگوار بُو کا اثر ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ دنوں کے بعد یہ تیزی اپنے آپ کم ہو جائے۔"

تھیوسانگ گھاس پر لیٹتے ہوئے بولا:

"بھئی ہمارا اس بستی کا مشن تو ختم ہو گیا۔ اب ہمیں جنبر کیٹی کی تلاش میں چلنا چاہیے۔"

ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کھانی دیوی کی مورتی نے تو کہا تھا کہ عنبر کیٹی
ہمیں اسی جگہ ملیں گے۔ آخر ہم نے اسی خواہش کا
اظہار کیا تھا۔ کیوں ماریا؟"

چڑیل ماریا بوکھلا سی گئی۔ کیوں کہ اسے کسی کھانی دیوی کا
کچھ علم نہیں تھا۔ پھر بھی اس نے بڑی مکاری سے کہا:

"کیوں نہیں۔ ہم نے یہی خواہش کی تھی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"کھانی دیوی کا کہا جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے
کہ عنبر اور کیٹی ہمیں اسی عہد، اسی زمانے اور اسی زمین
پر کہیں نہ کہیں ضرور مل جائیں گے۔"

چڑیل ماریا چونکہ ناگ کو ملک ہندوستان واپس لے جانے
کے لیے بے تاب تھی اس لیے بولی:

"ناگ بھائی! کیوں نہ ہم عنبر اور کیٹی کو ملک ہندوستان
میں چل کر تلاش کریں۔"

ناگ نے کہا:

"تم کیسے یقین سے کہہ سکتی ہو کہ وہ دونوں ہندوستان
میں ہی ہوں گے؟"

چڑیل ماریا نے ذرا سا کھانس کر کہا:

"میں نے ویسے ہی اندازے سے کہہ دیا تھا۔"

ناگ نے تھیوسانگ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"تھیوسانگ! عنبر اور کیٹی ضرور کسی خلائی سیارے پر
ہوں گے مگر ہم ان کی کھوج میں اب خلا میں نہیں جا
سکتے۔ کیونکہ ہم بہت پرانے زمانے میں آ چکے ہیں اور یہاں
سے کوئی راکٹ خلا میں نہیں جاتا۔"

تھیوسانگ بولا: "میرے خیال میں ہمیں قرطاجنہ شہر چل کر
کوئی فیصلہ کرنا چاہیے۔ تمہاری کیا رائے ہے ماریا؟"

رادنی چڑیل ماریا بولی:

"میں تو یہ مشورہ دوں گی کہ ہمیں سانپ سے عنبر
کیٹی کا پتہ پوچھنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اسے ان کے
بارے میں کچھ علم ہو۔"

ناگ نے کہا:

"اسے کیا خبر ہو گی؟"

تھیوسانگ نے فوراً کہا:

"نہیں نہیں ناگ۔ ماریا ٹھیک کہتی ہے۔ یہ سانپ
اگر ہمیں آدم خور عفریت کے بارے میں بتا سکتا ہے
تو عنبر کیٹی کی بھی خبر لا سکتا ہے۔"

ماریا نے تھیوسانگ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا:

"آخر سانپ سے پوچھ لینے میں کیا حرج ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا: "تو پھر میں سانپ کو بلا کر پوچھ لیتا ہوں۔"

ناگ نے ایک گہرا سانس لیا اور سانپ کو آواز دی۔ چڑیل ماریا بڑے غور سے ناگ کو گہرا سانس لے کر سانپ کی آواز میں بات کرتے دیکھ رہی تھی۔ سچ مچ یہ ناگ دیوتا ہی تھا۔ چڑیل ماریا وہاں سے جا نہیں سکتی تھی۔ ورنہ وہ زنگاری سانپ کو پہلے سے خبردار کر دینا چاہتی تھی کہ وہ یہی کہے کہ عنبر کیٹی ملک ہندوستان میں ہیں۔ مگر چڑیل ماریا کو معلوم تھا کہ سانپ تمام حالات سے باخبر ہے اور وہ ایسا ہی کہے گا۔ ناگ کے پکارنے کے تھوڑی دیر بعد زنگاری سانپ آگیا۔ اس نے ناگ دیوتا کی تعظیم کی اور پوچھا:

"عظیم ناگ دیوتا! غلام خدمت کے لیے حاضر ہے۔"

ناگ نے کہا:

"دوست! تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہمارے ساتھ ہمارے دو ساتھی بھی تھے۔ ان میں سے ایک کا نام عنبر ہے اور دوسری ساتھی کا نام کیٹی ہے۔ یہ دبلی پتلی نیلی آنکھوں والی حسین لڑکی ہے۔ کیا تم ان دونوں کے بارے میں بتا سکتے ہو کہ وہ اس وقت دنیا کے کس خطے اور کس ملک میں ہوں گے۔"

زنگاری سانپ نے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا۔ اس کے لیے بھی مجھے اپنے خاص رہنما پجھوے سے مشورہ لینا ہوگا۔ مجھے آج کے دن کی مہلت دے دیں۔ میں رات کو آپ کے پاس آکر کچھ عرض کر سکوں گا۔"

ناگ بولا: "تمہیں اجازت ہے۔ مگر پتہ ضرور لگوا کر لانا۔"

"ایسا ہی ہوگا عظیم ناگ دیوتا۔" اور سانپ چلا گیا۔

چڑیل ماریا نے کہا:

"میں ذرا بستی کا چکر لگا کر دیکھنا چاہتی ہوں کہ لوگ اپنے اپنے مکانوں میں کس طرح خوشیاں منا رہے ہیں۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"خدا کے لیے دیر مت لگانا ماریا۔ ہم پریشان ہو جاتے ہیں۔"

"میں جلدی آ جاؤں گی تھیوسانگ بھائی!"

یہ کہہ کر ماریا وہاں سے فضا میں بلند ہوئی اور سیدھی اپنے غار میں آگئی۔ وہاں زنگاری سانپ پہلے سے موجود تھا۔ چڑیل راونی ماریا نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا کہ سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوایا۔ پھر اسے زہریلا دودھ پلایا اور آخر میں اسے کہا کہ وہ ناگ تھیوسانگ کو یہی کہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کیٹی ہندوستان کے مغربی ساحل کا رد منڈل ہی میں ہیں۔

سانپ بولا "رادنی ماتا! میں یہی کہنے والا تھا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ کی مرضی کے بغیر ایک پل کے لیے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔"

چڑیل ماریا نے مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی:

"اس ہنڈیا کی بھی حفاظت کرنا۔ میں چاہتی ہوں کہ جب میں یہاں سے جاؤں تو ماریا کی ہنڈیا کو غار کے اندر زمین میں دفن کر جاؤں۔ تم اس کی پہرہ داری کرو گے۔"

سانپ نے کہا:

"تمہارا حکم سر آنکھوں پر ماتا رادنی!"

چڑیل ماریا نے زنگاری سانپ کو اٹھا کر اپنی گردن میں ڈال لیا۔ پھر اس کو پیار کیا اور نیچے چھوڑتے ہوئے کہا:

"میں پہلے وہاں جا رہی ہوں۔ تم رات ہوتے ہی ناگ مقیوسانگ کے پاس باغ میں آ جانا اور جو میں نے کہا ہے ویسے ہی کرنا۔"

چڑیل ماریا جس تیزی سے غار میں آئی تھی اسی تیزی سے واپس مقیوسانگ اور ناگ کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے زنگاری سانپ کے لیے پہلے ہی سے زمین تیار کرنی شروع

کر دی اور ناگ سے کہا کہ اس کا دل کہہ رہا ہے کہ عنبر اور کیٹی ہندوستان کے مغربی ساحل کے کسی شہر میں پہنچ چکے ہیں۔ اس لیے سانپ چاہے کچھ بھی کہے ہمیں ہندوستان کی طرف ہی سفر کرنا چاہیے۔ مقیوسانگ نے رادنی نقلی ماریا کا ساتھ دیا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ یہ اصلی ماریا نہیں ہے۔ ناگ نے کہا کہ جب تک سانپ نہیں آتا ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔"

اور رات کے پہلے پہل چڑیل رادنی کا عیار سانپ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے ناگ کو سلام کیا اور بتایا کہ اس کی اطلاع کے مطابق عنبر اور کیٹی ملک ہندوستان کے مغربی ساحل کے کسی شہر میں موجود ہیں اور وہاں سمندر قریب ہے اور بھورے رنگ کی چٹانیں بھی ہیں۔

چڑیل ماریا نے خوش ہو کر کہا:

"دیکھا۔ سانپ نے بھی وہی کہا جو میں کہہ رہی تھی۔ ناگ بھائی اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے اور جتنی جلدی ہو یہاں سے کوچ کر دینا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عنبر اور کیٹی وہاں سے بھی کسی طرف نکل جائیں۔"

ناگ بھلا کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً حامی بھر لی اور کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم صبح ہی ہندوستان کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

اس نے سانپ سے ایک بار تصدیق کی اور اسے حکم دیا کہ وہ اب واپس جا سکتا ہے۔ زنگاری سانپ سلام کر کے واپس چلا گیا۔ چڑیل ماریا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہونے والی تھی۔ ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں کر کے شیش ناگ کے دربار میں لے جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ شیش ناگ اور ناگ دیوتا میں پرانی دشمنی چلی آ رہی تھی۔ اگرچہ شیش ناگ، ناگ دیوتا کے ماتحت تھا مگر وہ اندر ہی اندر اس کے خلاف تھا اور اسے نقصان پہنچانے اور نیچا دکھانے کے لیے ہر وقت کسی نہ کسی سازش میں مصروف رہتا تھا۔ آدھی چڑیل رادنی کی بھی یہ زندگی اور موت کا سوال تھا۔ وہ ناگ دیوتا کو لے کر شیش ناگ کے زمین دوز مندر کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اب اسے وہاں پہنچا کر کسی طرح شیش ناگ کے سامنے قیدی حالت میں پیش کرنے کا مشکل کام باقی تھا۔ مکار اور بے رحم چڑیل رادنی ماریا کو یقین تھا کہ وہ اس مشکل کام کو بھی کر گذرے گی۔"

جس حویلی میں پہلے ناگ تھیوسانگ اور ماریا ٹھہرے ہوئے تھے اب وہاں ایک جوان میاں بیوی اور اس کی پیاری بچی آ کر رہنے لگی تھی۔ یہ ان ہی کی حویلی تھی۔ یہ امیر لوگ تھے اور انہوں نے ناگ اور تھیوسانگ کو اپنی حویلی کا ایک کمرہ رہنے کے لیے دے دیا تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ نے بستی والوں پر یہ بالکل ظاہر نہیں کیا تھا کہ بستی کی بلا کو دور کرنے میں انہوں نے کس قدر پارٹ ادا کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بارے میں حویلی کے جوان میاں بیوی سے یہی کہا تھا کہ وہ مسافر ہیں اور اس بستی کو خالی دیکھ کر حویلی میں ٹھہر گئے تھے۔ اس نوجوان کی نوجوان بیوی کا نام کمپا تھا۔ یہ ملک سوریا کی رہنے والی آتش پرست عورت تھی۔

جلنے سے پہلے ناگ اور تھیوسانگ نے کمپا اور اس کے خاوند کا شکریہ ادا کیا۔ کمپا نے پوچھا کہ اب وہ کس ملک کی طرف جا رہے ہیں۔ تو ناگ بولا:

"ہم ملک ہندوستان کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمیں وہاں اپنے ایک ساتھی سے ملنا ہے۔"

کمپا اور اس کا خاوند حویلی کے دروازے تک آئے۔ ناگ اور تھیوسانگ نے ان سے ہاتھ ملایا اور بستی کے بازاروں میں سے گذرتے شہر کے بڑے بازار میں آ گئے۔ یہاں سے انہوں نے وہ سڑک پکڑی جو شہر دمشق کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتی تھی۔ کیوں کہ صرف دمشق ہی سے انہیں ہندوستان کی طرف جانے والا قافلہ مل سکتا تھا۔ چڑیل ماریا خوش بھی تھی اور فکر مند بھی تھی۔ اسے یہ بھی دھڑکا لگا تھا کہ کہیں ناگ راستے ہی میں اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔ یا کہیں اس کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے اور ناگ کوئی دوسرا روپ بدل کر وہاں سے فرار ہو جائے۔ کیوں کہ رادنی چڑیل ہی سہی مگر اس کا کوئی منتر ناگ پر نہیں چل سکتا تھا۔ کیونکہ ناگ اس سے زیادہ طاقتور انسان تھا۔ چڑیل رادنی نے یہ منصوبہ بنا رکھا تھا کہ ہندوستان کے قدیم ساحل کورد منڈل پہنچ کر وہ خفیہ طور پر شیش ناگ سے ملاقات کر کے اس سے کوئی ایسا منتر پوچھے گی جس کو پھونک کر وہ ناگ دیوتا کو بے بس کر کے شیش ناگ کے پاس لا سکے۔

ناگ تھیوسانگ اور چڑیل ماریا دو دن کے سفر کے بعد شہر دمشق پہنچ گئے۔ دمشق اس زمانے میں چھوٹا سا شہر تھا۔ وہاں ایک ہی کارواں سرائے تھی جہاں سے مہینے میں صرف ایک بار ہندوستان کی طرف قافلہ جاتا تھا۔ ابھی قافلہ روانہ ہونے میں ایک ہفتہ باقی تھا۔ یہ لوگ کارواں سرائے ہی میں اُتر گئے۔ دن بھر وہ دمشق شہر کی سیر کرتے اور رات کو سرائے میں آ کر پڑ رہتے۔ چڑیل ماریا کی بے چینی بہت بڑھ رہی تھی۔ آخر ایک روز قافلہ تیار ہو گیا اور ناگ تھیوسانگ اور ماریا اس میں شامل ہو کر ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

اصلی ماریا غار کے اندر رادنی چڑیل کے جادو کے زور سے ڈھواں بنی ہنڈیا میں بے بس ہو کر بند پڑی تھی اور زنگاری سانپ غار کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔ ماریا کا ذہن اور شعور بیدار تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ جس چڑیل نے اسے ہنڈیا میں ڈھواں بنا کر بند کر دیا ہے وہ خود ماریا کی شکل میں ناگ اور تھیوسانگ کے ساتھ سفر کر رہی ہے اور خدا جانے انہیں کیا نقصان پہنچا دے۔ مگر ماریا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ ہنڈیا میں ڈھواں بن کر پیچ و تاب کھا رہی تھی غصے اور بے بسی سے کھول رہی تھی۔ اس نے کئی بار اُبھر کر ہنڈیا سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر ہر بار وہ ناکام ہو جاتی تھی۔ ڈھواں ہنڈیا کی ایک خاص سطح سے اوپر نہیں جاتا تھا۔ ویسے بھی ہنڈیا کا منہ ڈھکن سے بند تھا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد زنگاری سانپ غار میں آ کر ہنڈیا کو دیکھ جاتا تھا۔

نقلی ماریا کے روپ میں آنے کے بعد رادنی چڑیل کو اب سانپ سے خود کو ڈسوانے کی ضرورت باقی نہیں رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ غار میں اس نے محض اپنے شوق کی وجہ سے خود کو اپنے سانپ سے ڈسوایا تھا۔ کیوں کہ رادنی چڑیل جسمانی حالت میں نہیں تھی۔ اگر وہ جسمانی حالت میں آ جاتی تب اسے دن میں چار مرتبہ سانپ سے ڈسوانے کی لازمی ضرورت تھی۔

O

اب ہم عنبر اور کیٹی کی طرف چلتے ہیں۔

آپ دوستوں کو یاد ہو گا کہ ہم نے ان لوگوں کو ایک چھوٹے سے خلائی جہاز میں چھوڑا تھا جب وہ بونوں کے سیارے سے رخصت ہو کر اپنی زمین کی طرف خلا میں سفر شروع کر چکے تھے۔ اب جب کہ ہم ان کی کہانی بیان کرنے لگے ہیں تو عنبر اور کیٹی کا خلائی جہاز ہماری زمین کے مدار میں داخل ہونے ہی والا تھا۔ یہ خلائی جہاز چونکہ چھوٹا تھا اس لیے جونہی وہ زمین کی زبردست کشش والے مدار میں داخل ہوا تو اسے اتنی زور سے جھٹکا لگا کہ اس نے قلابازیاں کھانا شروع کر دیں۔ کیٹی نے بڑی مشکل سے جہاز کو قابو میں کیا۔ عنبر نے خلائی جہاز کی چھت کے ایک کونے میں سے بجلی کے شاٹ کی آگ نکلتی دیکھی تو کیٹی سے کہا:

"کیٹی! جہاز کی چھت کو آگ لگ گئی ہے۔"

کیٹی کنٹرول پر بیٹھی تھی۔ اس نے دیکھا کہ جہاز کے انجن روم میں بھی آگ لگ چکی تھی۔ کمپیوٹر بھی اس آگ کے شعلوں کو ظاہر کر رہا تھا۔ جہاز کے بوسٹروں میں سے عجیب و غریب شور کی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔ کیٹی نے چلا کر عنبر سے کہا کہ پیرا شوٹ باندھ لو۔ کیٹی کنٹرول پر سے اٹھی اور اس نے بھی پیرا شوٹ پہن لیا۔ خلائی جہاز مدار میں ڈولتا ہوا بڑی تیزی سے زمین سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جانے کے لیے نیچے ہی نیچے چلا جا رہا تھا۔ کیٹی اور عنبر فرش پر رینگتے ہوئے جہاز کے ایمرجنسی گیٹ کے پاس آ گئے۔ جہاز کی چھت کو آگ لگ چکی تھی۔

کیٹی نے بلند آواز میں کہا:

"عنبر! جہاز پھٹنے والا ہے۔ ہمیں باہر کود جانا ہوگا۔"

یہ کہہ کر کیٹی نے دیوار پر لگی ایمرجنسی کی چھوٹی سی سرخ بتی کو نیچے کھینچ دیا۔ بتی کے نیچے ہوتے ہی خلائی جہاز کا دروازہ کھٹاک سے باہر کو اڑ گیا۔ باہر کی تیز ہوا کا تھپیڑا اندر آیا تو جہاز اوپر کو اٹھا۔ کیٹی نے چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے عنبر بھی باہر کو کود گیا۔ اس کے پیرا شوٹ آلودہ تھے اور انہیں ایک خاص بلندی پر پہنچ کر اپنے آپ کھل جانا تھا۔ وہ کھلونوں کی طرح لڑھکتے ہوئے زمین کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے لگے۔ ان کی رفتار کافی تیز تھی۔ ان کے اوپر فضا میں خلائی جہاز ایک دھماکے سے پھٹ گیا۔ اس کی آواز ہوا میں نیچے گرتے ہوئے عنبر اور کیٹی نے سنی۔

کیٹی اور عنبر کا چہرہ پیراشوٹ کے ہیلمٹ میں تھا جس کی وجہ سے ہوا کے تھپیڑوں سے ان کا چہرہ بچا ہوا تھا۔ کیٹی عنبر سے بہت نیچے زمین کی طرف چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اپنے دونوں بازو ہوا میں پھیلا کر خود کو کنٹرول میں کر لیا تھا اور اب وہ ٹانگنیاں نہیں کھا رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ زمین پر ایک طرف سمندر اور ایک خشکی تھی۔ خشکی پر جنگل سبز دھبوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔

زمین سے ایک خاص بلندی پر آتے ہی ان کے پیراشوٹ کھل گئے اور وہ ہوا میں آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگے۔ تیز ہوائیں انہیں ایک طرف اٹھائے لیے جا رہی تھیں۔ نیچے برف پوش پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں۔ پھر یہ چوٹیاں بہت دور رہ گئیں اور وہ ایک دریا کے کنارے ہرے بھرے جنگل میں اتر گئے۔ زمین پر آتے ہی عنبر اور کیٹی نے اپنے اپنے پیراشوٹ اتار کر لپیٹے اور انہیں ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپا دیا۔ ان کے لباس چمکیلے خلائی لباس تھے۔

عنبر نے کیٹی کے قریب آ کر کہا:

"ہم کس ملک میں اتر آئے ہیں کیٹی؟"

وہ دونوں ارد گرد کے درختوں، دریا اور دور بلند پہاڑیوں کو تک رہے تھے ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف جمی ہوئی تھی۔ فضا میں ٹھنڈک تھی۔

کیٹی نے کہا:

"درختوں اور پھولوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ملک ہندوستان میں آ گئے ہیں۔"

عنبر بولا: "تمہارا اندازہ درست ہے کیٹی۔ مگر اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ زمانہ کون سا ہے! کہیں ہم گوتم بدھ کے زمانے میں تو نہیں آ گئے؟"

کیٹی اور عنبر باتیں کرتے کرتے دریا کے کنارے پر آ گئے۔

کیٹی دریا کی طرف دیکھ رہی تھی، کہنے لگی:

"عنبر! فضا بڑی صاف ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اس علاقے میں کیمیکلز کا کوئی کارخانہ نہیں ہے۔ دریا کی سطح بھی شفاف ہے۔ اس کے کنارے ٹیلی فون کے کھمبے بھی نہیں ہیں۔ ابھی تک ہمیں فضا میں اڑتا ہوا کوئی ہوائی جہاز بھی نظر نہیں آیا۔ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگنے لگیں گے۔"

عنبر نے بھی خلائی لباس اتار کر دوسرا لباس پہن لیا۔ کیٹی نے بتایا کہ عورتیں مرد اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ مگر اس نے ان ہی کی زبان میں کہا کہ ہم کھیل تماشہ دکھانے والی منڈلی کے لوگ ہیں۔ ہمیں کھیل دکھانے کے لیے نئے کپڑوں کی ضرورت ہے۔

"وہ لوگ تو میرے پیچھے پڑ گئے کہ ہمیں بھی کھیل تماشہ دکھاؤ۔ بڑی مشکل سے انہیں ٹالا۔ اب یہاں سے نکل ہی چلیں تو بہتر ہو گا عنبر۔ بستی کے لوگ کہیں ہمارے کھیل تماشے کے لیے ادھر کا رُخ نہ پکڑ لیں۔"

عنبر بولا: "چلو دریا کے کنارے کنارے آگے کو چل پڑتے ہیں۔ شاید کہیں کوئی کشتی مل جائے۔"

وہ جنگل سے نکل کر دریا کنارے آ کر شمال مغرب کی طرف چلنے لگے۔ اس وقت دن کا وقت تھا۔ سورج آسمان کے درمیان میں آ کر چمک رہا تھا۔ چلتے چلتے دن ڈھل گیا تو وہ ایک ایسی جگہ پر آ گئے جہاں سے دریا ایک پہاڑی کے پہلو سے ہو کر چکر کاٹ کر آگے کو چلا گیا تھا۔ یہاں ایک جانب بے حد گھنا جنگل تھا۔

کیٹی کہنے لگی:

"ابھی تک ہم کسی گھاٹ پر نہیں پہنچ سکے۔ کیوں نہ تھوڑی دیر یہاں آرام کر لیں۔ پھر اس پہاڑی کے اوپر سے ہو کر دوسری طرف جا کر دیکھیں گے۔ شاید ادھر کوئی شہر آباد ہو۔"

عنبر ایک درخت کے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا۔

"آرام کی ضرورت تو نہیں مگر تم کہتی ہو تو تھوڑی دیر کے لیے یہاں رُک جاتے ہیں۔ بادل بھی آ رہے ہیں شاید بارش ہو۔"

آسمان پر بادل جمع ہونے لگے تھے اور سورج ان میں چھپ گیا تھا جس کی وجہ سے جنگل اور دریا پر گہرے سائے چھانے لگے تھے۔ پھر بجلی چمکنے لگی اور تیز ہوا چلنا شروع ہو گئی۔

عنبر بولا: "ہمیں کوئی محفوظ جگہ تلاش کرنی چاہیے کہ بارش سے تو بچ سکیں۔"

وہ جنگل کے اندر چلے گئے۔ یہاں ایک جگہ چٹان کے ایک ایک گپھا سی بنی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اس گپھا میں آ کر بیٹھ گئے۔ اب بارش شروع ہو گئی۔ خوب مینہ برسنے لگا۔ سردی بھی بڑھ گئی مگر انہیں تو سردی لگتی نہیں تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ اطمینان سے بیٹھے ناگ ماریا اور تھیوساتگ کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد بارش رُک گئی مگر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔ جنگل کی فضا دھل دھلا کر بڑی شفاف ہو گئی تھی۔ پھولوں کی خوشبوئیں اُڑ رہی تھیں۔

کیٹی نے اٹھتے ہوئے کہا:

"میں ذرا جنگل کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ تم چلو گے؟"

عنبر گھاس میں لیٹ گیا۔ بولا:

"میرا اس وقت جی نہیں چاہ رہا۔ تم جا کر سیر کر آؤ۔ مگر جنگل میں زیادہ دُور مت جانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کر راستہ بھول جاؤ۔"

کیٹی ہنس کر بولی:

"راستہ بھول جاؤں گی تو تمہاری خوشبو مجھے تمہارے پاس کھینچ لائے گی۔"

عنبر نے گہرا سانس لیا اور کہنے لگا:

"ماریا اور ناگ کی خوشبو تو بالکل ہی نہیں آ رہی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اس ملک میں کہیں نہیں ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"نا اُمید نہیں ہونا چاہیے عنبر! یہ ملک بہت بڑا ہے۔ ہم ابھی سفر کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ ماریا سے اس ملک میں کہیں نہ کہیں ضرور ملاقات ہو جائے گی۔"

یہ کہہ کر کیٹی جنگل کی سیر کو چل دی۔ عنبر آنکھیں بند کر کے ماریا اور ناگ کے تصورات میں کھو گیا۔

کیٹی جنگل میں چلی جا رہی تھی۔ درختوں پر سے بارش کا رُکا ہوا پانی قطرہ قطرہ ہو کر نیچے گر رہا تھا۔ سبزہ گہرا سبز تھا۔ جنگلی پھول ہوا میں مسکرا رہے تھے۔ ان کی خوشبو چاروں طرف پھیلی تھی۔ درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے۔ کیٹی کو یہ منظر بڑا ہی خوبصورت لگا۔ وہ اس منظر میں کھو گئی اور چلتے چلتے کیمپ سے کافی دُور نکل گئی۔ مگر اسے عنبر کی خوشبو باقاعدہ آ رہی تھی۔

دُور درختوں کے تنوں میں ایک جگہ دریا کا پانی اندر کو آ گیا تھا اور وہاں ایک بہت بڑا تالاب سا بن گیا تھا جس میں کنول کے رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ کیٹی ان پھولوں کا نظارہ کرنے تالاب کے پاس آ گئی۔ تالاب کے پاس لمبی لمبی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ کیٹی نے سوچا کر کچھ کنول کے پھول توڑ کر عنبر کو پیش کرنے چاہئیں۔ اس خیال سے وہ تالاب کے پانی میں اتر گئی۔ یہاں زمین دلدلی تھی اور پانی کیٹی کی پنڈلیوں تک ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آتا تھا۔ کیٹی نے کچھ پھول توڑے۔ پھر دو قدم آگے چلی تو اسے اپنے پیچھے شڑاپ کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسے دریا کی اونچی گھاس ہلتی نظر آئی۔ کیٹی نے کوئی خیال نہ کیا اور پھول توڑنے لگی۔

اچانک اس کی پنڈلی کسی شکنجے میں آ گئی اور کسی نے اسے نیچے گھسیٹا۔ کیٹی منہ کے بل گدلے پانی میں گر پڑی۔ اس نے عنبر کو آواز دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ کسی شے نے اسے پانی کے اندر کھینچ لیا۔ یہ ایک خوفناک مگرمچھ تھا جو کیٹی کی پنڈلی کو اپنے نوکیلے دانتوں کے شکنجے میں جکڑے پانی کے اندر کھینچے لیے جا رہا تھا۔

○

راجکماری کی بدروح

کیٹی گدلے پانی میں ڈوب گئی تھی۔

وہ مر تو نہیں سکتی تھی مگر جسم میں آکسیجن کے نہ جانے سے اس پر غشی چھانے لگی۔ مگرمچھ اسے دریا کی دلدلی تہہ کی جانب گھسیٹے لیے جا رہا تھا۔ مگرمچھ جب کسی کو شکار کرتا ہے تو اسے ایک دم سے ہڑپ نہیں کرتا۔ اس کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے شکار کو پہلے پانی میں ادھر ادھر گھسیٹ کر دو چار غوطے دیتا ہے جب شکار مر جاتا ہے تو مگرمچھ اسے پانی کے اندر دلدل میں بنائے ہوئے کسی غار یا کھوہ میں لے جا کر کیچڑ میں ڈال دیتا ہے۔ اپنے شکار کو وہاں ایک دن پڑا رہنے دیتا ہے جب شکار کی لاش گل سڑ جاتی ہے تو مگرمچھ اسے کھا جاتا ہے۔

اس مگرمچھ نے بھی کیٹی کو پہلے دریا کے گدلے پانی میں ادھر ادھر گھسیٹ کر غوطے دیئے۔ پھر اسے کھینچ کر اپنے دلدلی غار میں لے گیا اور وہاں کیچڑ میں ایک جگہ ڈال دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی بے ہوش ہو چکی تھی۔ مگر مچھ اسے وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ تاکہ دن بھر لاش وہاں پڑی رہنے کے بعد گل سڑ جائے تو اسے مزے لے کر کھا جائے۔ کیٹی دلدل پانی کی تہہ میں بے سدھ پڑی تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ پانی کی ایک لہر آئی اور اس نے کیٹی کو اپنی جگہ سے ذرا سا کھسکا دیا۔ دوسری لہر آئی تو کیٹی کا بے ہوش جسم پانی کے زور سے آگے کو چلا اور وہ دلدلی غار سے نکل کر دریا کے اندر ہی اندر پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہنے لگی۔ جب وہ پانی کے تیز دھارے پر آئی تو وہ دریا میں آگے کی طرف بہہ نکلی۔ کیٹی ابھی تک بے ہوش تھی۔ پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ دریا کے کناروں پر پانی کا بہاؤ تیز نہیں ہوتا مگر اس کے درمیان میں کبھی کبھی ایک ایسی موج چل رہی ہوتی ہے رفتار کہا جاتا ہے کہ ساٹھ ستر کلو میل فی گھنٹے تک پہنچ جاتی ہے۔ بے ہوش کیٹی ایک ایسی ہی لہر کی زد میں آ گئی تھی اور اس کا بے ہوش جسم دیکھتے دیکھتے دریا کے بہاؤ کے ساتھ پہاڑی کے گرد چکر کاٹ کر آگے نکل گیا۔

ادھر جب کیٹی کو دیر ہو گئی تو عنبر کو تشویش ہوئی پہلے تو اس نے خیال کیا کہ ابھی آ جائے گی مگر جب کافی دیر گذر گئی اور کیٹی واپس نہ آئی تو عنبر اٹھ کر جنگل میں گیا۔ اس نے کیٹی کو آوازیں دیں۔ کیٹی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ عنبر کو زیادہ فکر ہوئی۔ وہ کیٹی کو پکارتا دریا کے اس کنارے پر آ گیا جہاں کنول کے پھول کھل رہے تھے۔ یہاں بھی کیٹی کہیں نہیں تھی۔ عنبر اسے برابر آوازیں دے رہا تھا۔ مگر وہاں کیٹی ہوتی تو اسے جواب دیتی۔ پانی ہونے کی وجہ سے دریا کے کنارے کیٹی کے پاؤں کے نشان بھی نہیں پڑے تھے۔ عنبر کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ کہ آخر کیٹی کہاں گم ہو گئی تھی۔ کافی دیر تک وہ جنگل میں اسے تلاش کرتا رہا۔ پھر تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اس نے بہت غور کیا کہ کیٹی کے ساتھ کیا حادثہ پیش آ سکتا تھا، لیکن وہ حادثوں کے درمیان ہی سے گذر رہے تھے۔ ان کا سفر واقعات اور حادثات ہی کا سفر تھا۔ کسی کے ساتھ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا تھا۔

آخر عنبر صبر شکر کر کے اٹھا اور دریا کے ساتھ ساتھ پہاڑی کی طرف چلا۔ ایک جگہ سے اس نے پہاڑی کی چڑھائی چڑھی اور چوٹی پر پہنچ کر دیکھا۔ کہ دوسری طرف دریا دور تک پھیلا ہوا تھا۔ کسی جگہ کسی بستی کا نشان تک نظر نہیں آتا تھا۔ عنبر پہاڑی سے اتر کر دریا کے ساتھ ساتھ ایک بار پھر چل پڑا۔ عنبر نے یہ بات خاص طور پر محسوس کی تھی کہ کیٹی کی خوشبو بھی اس کے ساتھ ہی غائب ہو گئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ کسی ایسے حادثے کا شکار ہوئی ہے جس کے نتیجے میں وہ غائب کر دی گئی ہے۔

چلتے چلتے عنبر کو شام ہو گئی۔

دریا اب سرخ چٹانوں کے درمیان سے شور مچاتا چٹانوں سے ٹکراتا گذر رہا تھا۔ یہاں چٹانوں کے بیچ میں ایک گلی سی بن گئی تھی۔ دریا کا پانی اس گلی میں سے اتنی تیزی سے گذر رہا تھا کہ وہاں کوئی پتھر بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ ایک طرف چٹانوں کی دیوار کے اُوپر کسی پرانے قلعے کی بارہ دری کے ستون اور چھت نظر آ رہی تھی۔ یہ پرانا قلعہ پہاڑی چٹانوں کے اوپر بنا تھا۔ آسمان پر بادل ایک بار پھر چھانے لگے تھے۔ سردی بڑھ گئی تھی۔ شام کا اندھیرا جنگل اور چٹانوں کے آس پاس پڑنا شروع ہو گیا تھا۔ عنبر چلتے چلتے اپنے آپ اس پتھریلی پگڈنڈی پر آ گئی جو اُوپر قلعے کی طرف جاتی تھی۔ یہ قلعہ زیادہ بڑا نہیں تھا اور غیر آباد تھا۔ تین طرف سے اس قلعے کی دیواریں دریا کی جانب تھیں۔ سامنے کی جانب قلعے کا دروازہ تھا جو اکھڑ کر زمین پر پڑا تھا۔ اُوپر سرخ پتھر کی بنی ہوئی گیلریوں پر جنگلی بیلوں نے اپنے سائے ڈال رکھے تھے۔ ان بیلوں پر سرخ پھول لگے تھے۔ ہوا چلتی تو یہ سرخ پھول ٹوٹ ٹوٹ کر گیلری کے فرش پر اور نیچے اکھڑے ہوئے دروازے پر گرتے۔

بادل آہستہ سے گرجا اور ٹپ ٹپ مینہ برسنے لگا۔ عنبر قلعے میں داخل ہو گئی۔ خدا جانے یہ قلعہ کب سے بے آباد پڑا تھا۔ ڈیوڑھی کا فرش جگہ جگہ سے اکھڑا پڑا تھا۔ پہریداروں اور دربانوں کی کوٹھڑیوں میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔ عنبر ایک تنگ زینہ چڑھنے لگی۔ زینے میں مکڑیوں نے نہ جانے کب سے جالے تان رکھے تھے۔ دوسری منزل پر ایک سرخ پتھریلی چھت اور دیواروں والا کمرہ تھا جس کے آگے بالکونی تھی۔ بالکونی پر جنگلی بیل نے سایہ کر رکھا تھا۔ پتھر کے فرش پر گرد جمی تھی۔

عنبر بالکونی میں آ گئی۔ نیچے دریا قلعے کی چٹانی دیواروں سے ٹکرا کر گذر رہا تھا۔ لہروں کا ہلکا ہلکا شور بلند ہو رہا تھا۔ بارش شروع ہو گئی۔ عنبر بالکونی کے ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ کیٹی کے ایک دم جدا ہو جانے سے وہ بہت اداس ہو گئی تھی۔ اسے ناگ ماریا اور بھیوسانگ کی بھی کچھ خبر نہیں تھی۔ اب کیٹی بھی اس سے جدا ہو گئی تھی۔ بارش اور ہوا میں بیل کی ٹہنیاں بالکونی کے سرخ ستونوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ ایک دم سخت سردی ہو گئی تھی۔ اگرچہ عنبر کو ٹھنڈ نہیں لگتی تھی مگر کمرے میں بالکونی کی طرف سے تیز اور سخت یخ بستہ ہوا کے جھونکے آ رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی۔ بادل بار بار گرج رہا تھا۔ نیچے دریا کی موجوں کا شور بڑھ گیا تھا۔ عنبر نے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ دیر کے لیے سو جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس فیصلے کے چند سیکنڈ بعد ہی اسے نیند آ گئی۔ وہ دیر تک سوتا رہا۔ اس دوران رات گہری ہو گئی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ آسمان بادلوں سے خالی تھا۔ تارے چمک رہے تھے۔ ہوا اور دریا کا شور تھم چکا تھا۔ چاروں طرف گہری خاموشی چھا رہی تھی۔ عنبر بالکونی سے اُٹھ کر کمرے میں اس جگہ آ گیا جہاں آتش دان پڑا تھا۔ اس نے پہلی بار دیکھا کہ آتش دان میں خشک لکڑیاں پڑی تھیں۔ یہ لکڑیاں نہ جانے کس نے رکھی تھیں اور کب کی وہاں پڑی تھیں۔ خالی خالی سرد اور ویران کمرے میں تین گول سنگِ مرمر کے ستون تھے۔ عنبر ایک ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔

اب وہ رات گذرنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ دن چڑھے تو وہ اپنے انجانے سفر پر روانہ ہو۔ رات اتنی خاموش اور ڈراؤنی تھی کہ جس سے بالکونی کے نیچے بہتے دریا کی موجوں کا شور بھی خوف کے مارے تھم گیا تھا۔ رات تاریک تھی۔ ستاروں کی پھیکی پھیکی ہلکی نیلی روشنی بالکونی سے گذر کر کمرے کے خالی فرش پر پڑ رہی تھی۔ اچانک عنبر کو کسی کے لباس کی سرسراہٹ

سنائی دی۔ اس نے چونک کر کمرے میں نگاہ ڈالی۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ سرسراہٹ کی آواز اس کے قریب سے ہو کر گذر گئی تھی۔ عنبر کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ ہوا کی سرسراہٹ ہو۔ وہ ایک بار پھر کیٹی کے خیال میں کھو گیا کہ نہ جانے وہ کہاں ہو گی۔

ایک لمحے کے بعد زینے میں روشنی ہوئی۔ یہ روشنی اوپر آ رہی تھی۔ جیسے کوئی ہاتھ میں شمع دان لیے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ رہا ہو۔ عنبر جلدی سے ستون کے پیچھے ہو گیا۔ اس نے یہی خیال کیا کہ ممکن ہے یہاں کسی ڈاکو نے اپنا ٹھکانہ بنا رکھا ہو اور اب وہ اپنا مال یہاں چھپانے آ رہا ہو۔ اس کی آنکھیں زینے کی طرف لگی تھیں جہاں روشنی کا دائرہ اوپر آ رہا تھا۔ عنبر کی آنکھیں جیسے پتھرا چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ اس نے دیکھا کہ زینے کے دروازے پر ایک سیاہ فام کالی عورت نمودار ہوئی ہے۔ اس کے ہاتھ میں جلتی ہوئی موم بتی ہے۔ اس نے زرد رنگ کی ساڑھی پہن رکھی ہے۔ خالی کمرے میں آ کر اس نے آواز دی:

مراجکماری کملا دتی جی۔ آپ کہاں ہیں؟ مہاراج آپ کو بُلا رہے ہیں۔

عنبر سکتے میں آ گیا کہ یہ سیاہ فام عورت جو شکل صورت اور لباس سے قلعے کے محل کی لونڈی معلوم ہوتی تھی کس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راجکماری کملا دتی کو آواز دے رہی ہے؟ وہاں تو سارے کا سارا قلعہ ویران پڑا تھا۔ سیاہ فام لونڈی نے ایک بار پھر آواز دی:

"راجکماری کملا دتی جی! آپ کہاں ہیں؟ مہاراج آپ کو بلا رہے ہیں۔"

ایک پل کے لیے سیاہ فام لونڈی نے موم بتی کی روشنی میں کمرے میں ادھر اُدھر دیکھا اور پھر موم بتی ہاتھ میں تھامے دالیں سیڑھیاں اتر گئی۔ اس کے جاتے ہی کمرے میں ایک دم سے ایسی روشنی ہوئی جیسے کوئی فانوس اچانک روشن ہو گیا ہو۔ عنبر یہ دیکھ کر ہکا بکا ہو کر رہ گیا کہ جو کمرہ ایک لمحے پہلے خالی ویران اور آسیب زدہ تھا اب وہاں فرش پر قیمتی قالین بچھے ہیں۔ چھت سے چاندی کا فانوس لٹک رہا ہے جس میں کتنی ہی شمع جگمگا رہی ہیں۔ آتشدان میں جو سوکھی لکڑیاں پڑی تھیں وہ بھی جلنے لگی ہیں۔ اس کے پاس قالین پر کہیں سے ایک سنہری دیوان آ کر بچھ گیا ہے جس کے پائے چاندی کے تھے اور جس پر سنہری گوٹ والے تکیے لگے تھے۔ کمرے کی فضا خوشبوؤں سے مہک گئی ہے۔

عنبر اس طلسمی کایا پلٹ پر دنگ رہ گیا۔

ذرا سمجھ گیا کہ یہاں کوئی طلسم کام کر رہا ہے۔ وہ ستون

کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔ اتنے میں اسے انسانی قدموں کے تیز تیز چلنے کی آوازیں آئیں۔ جیسے دو انسان دوڑتے ہوئے آ رہے ہوں عنبر ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا کہ ایک طرف سے پردہ ہٹا اور ایک انتہائی حسین لڑکی جس نے راج کماریوں والے شاندار کپڑے پہن رکھے تھے، ماتھے پر بندیا لگی تھی۔ گلے میں قیمتی موتیوں کا ہار تھا۔ ہاتھوں میں ہیروں کی انگوٹھیاں تھیں ایک سجے ہوئے نوجوان کا ہاتھ تھامے بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی دونوں کے سانس پھولے ہوئے تھے۔ نوجوان کا لباس بھی شہزادوں ایسا تھا وہ کچھ ڈرا ہوا تھا اور حسین راج کماری کے ساتھ اتنی تیز تیز نہیں بھاگ رہا تھا۔ راج کماری نے اسے بالکونی کی طرف لے جا رہی تھی جس کے نیچے خونی دریا جھاگ اڑاتا، چٹانوں سے ٹکراتا بہہ رہا تھا۔

نوجوان شہزادے نے کہا:

"راج کماری کملا دتی! ایک بار پھر غور کر لیتے ہیں ہم کسی دوسرے ملک میں جا کر بیاہ رچا لیں گے۔"

راجکماری کملا دتی نے اپنا سر ناامیدی سے ہلا کر کہا:

"نہیں بھگوتی! راجہ ہمیں وہاں بھی ڈھونڈ نکالے گا۔ اب ہمارے لیے یہی ایک راستہ ہے کہ دونوں بالکونی سے دریا میں چھلانگ لگا کر خود کشی کر لیں تاکہ لگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنم میں ہم اکٹھے ایک ساتھ جی اُٹھیں۔ پھر ہمیں کوئی
ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکے گا۔"

راج کماری کملا دتی بھاگ کر بالکونی میں کھڑی ہو گئی۔ اس نے شہزادے بھگوتی کو آواز دی:

"میرے شہزادے! تم نے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ ہی خودکشی کرو گے۔ اب اپنے قول کو نبھاؤ ڈرو نہیں۔ محبت کرنے والے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ ہم اگلے جنم میں پھر مل جائیں گے۔"

شہزادہ خوف زدہ تھا۔ وہ ہچکچاتا ہوا بالکونی میں راجکماری کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سہما ہوا سا تھا۔ وہ خودکشی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ راج کماری کملا دتی نے اس کا ہاتھ تھام کر بالکونی سے نیچے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ مگر عین اسی لمحے شہزادہ بھگوتی نے راج کماری کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ جھٹک کر چھڑا لیا۔

راج کماری کی آواز بلند ہوئی:

"بھگوتی! تم نے بے وفائی کی۔ تم نے بے وفائی کی ہے۔"

اور پھر راج کماری کے دریا میں دھڑام سے گرنے کی صدا ابھری۔ شہزادہ بھگوتی فوراً بالکونی سے نکل کر دروازے کی طرف دوڑا۔ اور عنبر کی آنکھوں کے سامنے دروازے کے آگے گرے

ہوئے ریشمی پردے میں غائب ہو گیا۔ کمرے کے باہر شور مچ گیا۔ کچھ لوگ کمرے کی طرف بھاگے۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک رابر سر پہ سونے کا ہیرے موتیوں جڑا تاج رکھے شاہانہ لباس میں ملبوس پریشانی کے عالم میں کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے دربار کے امراء وزراء بھی تھے۔ اس نے راج کماری کو آواز دی:

"راج کماری کملا دتی! میری بیٹی! تم کہاں ہو؟ تم کہاں ہو؟ میرے پاس واپس آ جاؤ۔ میں تمہیں شہزادہ بھگوتی سے بیاہ کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔"

اچانک شہزادہ بھگوتی منہ پر ہاتھ رکھے روتا ہوا اندر داخل ہوا اور بولا:

"مہاراج! کملا دتی نے بالکونی سے دریا میں کود کر خودکشی کر لی ہے۔"

راجہ جیسے سکتے میں آ گیا۔ پھر اس نے اپنی تلوار نیام سے باہر کھینچی اور شہزادہ بھگوتی کی گردن پہ ایک بھرپور وار کیا:

"وہ تمہاری وجہ سے مر گئی۔"

بھگوتی کی گردن کٹ گئی اور سر قالین پر لڑھک کر دور جا گرا۔ راجہ غصے اور غم سے کانپتا ہوا واپس چلا گیا۔ درباری اور امراء بھی سر جھکائے اس کے پیچھے پیچھے چلے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ابھی اس خونیں ڈرامے کے اثر ہی میں تھا کہ اچانک فانوس بجھ گیا۔ دیواروں کے پردے اور فرش کے قالین اور آتش دان کا دیوان غائب ہو گئے۔ آتشدان کی آگ بجھ گئی کمرہ ایک بار پھر سرد اور ویران ہو گیا۔ ایسے لگتا تھا کہ صدیوں سے اس کمرے میں کوئی شخص داخل نہیں ہوا۔

ایک خونیں ڈرامہ عنبر کے سامنے دہرایا گیا تھا۔ عنبر نے اُٹھ کر دیکھا۔ کمرہ ویران پڑا تھا۔ وہاں اب کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ بالکونی میں آ گیا۔ بالکونی پر جنگلی بیلیں اسی طرح جھکی ہوئی تھیں۔ باہر آسمان پر ستارے چمک رہے تھے نیچے چٹانوں کے درمیان سے دریا تیزی سے گذر رہا تھا۔ ایک ہیبت ناک سناٹا چاروں طرف چھا گیا تھا۔ عنبر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس طلسمی ڈرامے کے واقعات پر غور کرتا آتشدان کے پاس آ کر ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

آتشدان میں سوکھی لکڑیاں اسی طرح رکھی ہوئی تھیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ لکڑیاں دھڑا دھڑ جل رہی تھیں مگر اب سوکھی اور ٹھنڈی پڑی تھیں۔ عنبر اس ڈراؤنے آسیبی ڈرامے پر غور کرنے لگا۔ ہو سکتا ہے اس قلعے میں کبھی کوئی راجہ حکومت کرتا ہو۔ اس کی بیٹی راج کماری کو کسی دوسری ذات کے شہزادے سے محبت ہو گئی ہو۔ دونوں شادی کرنا چاہتے ہوں،

مگر راجہ نے انکار کر دیا ہو۔ دونوں نے ایک ساتھ مر جانے کا منصوبہ بنایا ہو اور پھر..... عنبر کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اسے اب ایک اور آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی شخص دریا کی لہروں میں سے باہر نکل کر اپنے کپڑے نچوڑ رہا ہو۔

عنبر جلدی سے ایک بار پھر ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ اس کی آنکھیں بالکونی پر جمی تھیں جہاں ستاروں کی دھندلی روشنی میں جنگلی بیلیں نیچے کو جھکی لٹک رہی تھیں۔ عنبر نے وہاں ایک انسانی ہیولے کو اُبھرتے دیکھا۔ عنبر نے ایک ہی نگاہ میں اسے پہچان لیا۔ یہ راجکماری کملاوتی تھی۔ اس نے وہی لباس پہن رکھا تھا۔ مگر اس کا لباس گیلا تھا۔ اس کے بال بھی گیلے تھے۔ وہ اپنی ریشمی اور سونے کے تاروں والی ساڑھی کے پلو کو نچوڑ رہی تھی۔ وہ بالکونی میں اداس کھڑی آتشدان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عنبر کو فضا میں ٹھنڈی آہ بھرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آہ سوائے راج کماری کے دوسرا کوئی نہیں بھر سکتا تھا۔ وہ آگے بڑھی۔ اور آہستہ آہستہ جیسے تھکے تھکے قدم اُٹھاتی آتشدان کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس کا لباس گیلا ہو کر اس کے جسم سے چپٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں ہاتھ ٹھنڈے آتشدان کے آگے کر دیئے اور سوکھی خشک
دھیمی اُداس آواز میں بولی :

"مجھے سردی لگ رہی ہے۔ کوئی آگ جلا دے مجھے
سردی لگ رہی ہے۔ کوئی آگ جلا دے۔ مجھے
سردی لگ رہی ہے۔ کوئی آگ جلا دے....."

راج کماری کملادتی اپنی سوکھی آواز میں یہ جملہ بار بار دہرا رہی تھی۔ عنبر کو کمرے میں ایسی خوشبو آئی جو عام طور پر تازہ غسل دیئے ہوئے مُردوں کے کفن سے اٹھا کرتی ہے۔ راجکماری کا جسم سردی سے کانپ رہا تھا۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

"مجھے سردی لگ رہی ہے۔ کوئی آگ جلا دو۔"

اب عنبر سے نہ رہا گیا۔ وہ راج کماری کی زندگی کی ٹریجڈی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ وہ ستون کے پیچھے سے نکل کر اچانک راج کماری کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا :

"راج کماری کملادتی! میں تمہارے لیے آگ جلا دوں گا۔"

راج کماری کملادتی نے گردن ذرا سی موڑ کر عنبر کو دیکھا۔ کملادتی راج کماری کی آنکھوں میں ڈیلے نہیں تھے۔ ڈیلوں کی جگہ آنکھوں میں سفید چربی ابھری ہوئی تھی۔ اس کے کپڑوں اور چہرے سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس کا جسم نیلا پڑ گیا تھا۔

اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہی تھی۔ اس نے عنبر کی طرف منہ کر کے پوچھا۔

"تم کون ہو؟ صدیوں سے میں رات کو یہاں سردی سے ٹھٹھری ہوئی آتی ہوں اور بڑی حسرت سے التجا کرتی ہوں کہ کوئی آتشدان میں آگ جلا دے مگر یہاں کبھی کسی نے میری التجا نہیں سُنی۔"

عنبر نے آتشدان کے پاس ہی رکھے ہوئے چقماق کے پتھروں کو لے کر انہیں ایک دوسرے سے ٹکرایا۔ ان میں سے چنگاریاں نکل کر سوکھی لکڑیوں پر گریں۔ سینکڑوں برس سے یہ لکڑیاں سوکھی پڑی تھیں۔ ان میں آگ لگ گئی۔

عنبر نے کہا :

"میں ایک مسافر ہوں۔ رات کو بارش شروع ہوئی تو یہاں پناہ لینے آ گیا۔ میں نے آگ جلا دی ہے۔ تم ہاتھ گرم کر لو۔"

راج کماری کملادتی کا چہرہ ابھی تک عنبر کی طرف تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور تجسس تھا۔ اس کے ڈیلے نہیں تھے مگر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ آنکھوں کی اُبھری ہوئی سفید چربی سے ہی عنبر کو تک رہی ہے۔ اس نے اپنے نیلے ہونٹوں کو جنبش دی اور کہا :

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں راجکماری کملا دتی ہوں؟ تم
کو میرا نام کس نے بتایا؟"
عنبر نے راجکماری کا ہاتھ تھامنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے
بڑھایا ہی تھا کہ راجکماری ایک دم سے پیچھے ہٹ گئی۔
"نہیں نہیں۔ مجھے ہاتھ مت لگانا۔"
عنبر کو پہلی بار احساس ہوا کہ راجکماری بغیر آنکھوں کے
اسے دیکھ رہی ہے۔ اس نے تعجب سے پوچھا:
"راجکماری! یہ میں تمہیں بعد میں بتا دوں گا کہ مجھے
تمہارا نام کیسے معلوم ہوا۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ
کیا تم بغیر آنکھوں کے بھی مجھے دیکھ رہی ہو؟"
راج کماری کملا دتی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری آتشدان میں
آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ وہ ہاتھ تاپ رہی تھی۔ آگ کی
گرمی سے اس کا ٹھنڈا ٹھٹھرتا ہوا بدن گرم ہو گیا تھا۔ اس نے
عنبر کی طرف اپنا بے نور آنکھوں والا چہرہ اٹھاتے ہوئے کہا:
"میری آنکھیں دریا کی مچھلیوں نے کھا لی ہیں۔ مگر میں
پھر بھی دیکھ سکتی ہوں۔ اس لیے کہ میں اپنی ہی
بدروح ہوں۔ جو صدیوں سے آگ کی تلاش میں ٹھٹھرتی
ہوئی بھٹکتی پھرتی تھی۔ تم نے آتشدان میں آگ جلا
کر میری روح کو سرد یخ جہنم کی روح کو جا دینے
والی سردی سے تھوڑی دیر کے لیے نجات دلا
دی ہے۔"
عنبر نے پوچھا:
"تھوڑی دیر کے لیے کیوں؟ یہ تمہارا اپنا محل ہے۔ تم یہاں
رہ سکتی ہو۔"
راج کماری کملا دتی کی بدروح نے ایک آہ کھینچی اور کہا:
"یہ میرا محل کبھی تھا۔ اب یہ ایک ویران اجڑا ہوا
کھنڈر ہے جس پر آسیب چھایا ہے اور جو بدنصیب
لوگ کبھی یہاں رہا کرتے تھے اب یہاں ان کے
سائے رہتے ہیں۔ جس طرح میں جو کبھی حسین اور دلکش
جسم والی راج کماری تھی اب راج کماری کی ٹھنڈی
یخ بدروح ہوں۔ میں ہر رات ٹھنڈے برف ایسے
دریا کے طوفانی دریا سے نکل کر سردی میں ٹھٹھرتی
ہوئی یہاں آتی ہوں اور اس ٹھنڈے آتش دان
کے سامنے آ کر کھڑی ہو جاتی ہوں پھر کپکپاتی ہوئی
آواز میں التجا کرتی ہوں کہ کوئی میرے لیے آتشدان
میں آگ جلا دے۔ مگر سینکڑوں سال گذر گئے تمہارے
سوا آج تک کبھی کسی نے یہاں آگ جلا کر میرے
جسم کو گرمی نہیں پہنچائی۔ روز کی طرح آج بھی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات گذر جانے پر بالکونی سے اپنے دریا میں کود جاؤں گی اور پھر ٹھنڈے یخ پانی میں گھلتی رہوں گی پھر جب رات گہری سنسان ہو جائے گی تو پھر دریا سے نکل کر اس آتشدان کے پاس آن کھڑی ہوں گی۔"

عنبر بولا: "بدقسمت کملادتی! تمہارے ساتھ تمہارے محبوب نے بے وفائی کی تھی۔ اس نے تمہارے بعد دریا میں چھلانگ نہیں لگائی تھی۔"

راج کماری نے آہ بھر کر کہا:

"ہے اس بے وفائی کی سزا مل گئی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں! میں نے دیکھا تھا کہ تمہارے راجہ باپ نے اس کی گردن اڑا دی تھی۔"

راج کماری سسکی بھر کر بولی:

"آہ! تو تم ان خونی واقعات کو دیکھ چکے ہو جو ہر رات اس آسیبی کمرے میں دہرائے جاتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں راج کماری! میں نے وہ سب کچھ دیکھ لیا ہے جو تمہارے ساتھ ہوا تھا۔ میں نے تمہیں اپنے شہزادے بھگوتی کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوتے دیکھا، پھر تم نے بالکونی میں سے دریا میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی مگر شہزادے بھگوتی کو حوصلہ نہ ہوا۔ وہ ڈر کر بھاگا۔ مگر تمہارے باپ راجہ نے غضبناک ہو کر اسے مار ڈالا۔"

راج کماری خشک اداس آواز میں بولی:

"شہزادہ بھگوتی کو اس کی بے وفائی اور بزدلی کی سزا یہ ملی ہے کہ اس کی روح دوزخ کے اس گڑھے میں بند ہے جہاں برف ہی برف ہے۔ یہ برف اتنی ٹھنڈی ہے کہ بھگوتی کی روح برف میں گلتی رہتی ہے۔ اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا تھا۔ اس کی وجہ سے میں نے خودکشی کی تھی۔ ہمارے مذہب میں خودکشی حرام ہے۔ مجھے اس گناہ کی یہ سزا ملی کہ اب میں قیامت تک دریا کے برف آلود پانی میں پڑی سردی سے ٹھٹھرتی رہتی ہوں۔ آدھی رات کو کوئی ان دیکھی طاقت وہی کھیل ایک بار پھر دہراتی ہے۔ اور میں پھر سے بالکونی سے دریا میں چھلانگ لگاتی ہوں۔ میں ہر رات خودکشی کرتی ہوں۔ پھر دریا کے یخ پانی سے ٹھٹھرتی ہوئی، بھیگی ہوئی نکل کر اس ٹھنڈے ویران کمرے میں آکر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھنڈے آتشدان کے آگے کھڑی ہو جاتی ہوں۔"

عنبر نے آتش دان میں جلتی لکڑیوں کو ایک سلاخ سے چھیڑا اور کہا:

"راج کماری! کیا تمہاری رُوح کی مُکتی نہیں ہے؟ کیا تم قیامت تک یہ عذاب جھیلتی رہو گی؟"

راج کماری نے آہ بھر کر کہا:

"میری روح کی مُکتی ضرور ہے۔ مجھے اس عذاب سے نجات مل سکتی ہے مگر یہ کام اتنا مشکل اَن ہونا اور خطرناک ہے کہ مجھے اس کی ذرا سی بھی اُمید نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"مجھے بتاؤ تو سہی۔ ہو سکتا ہے میں تمہاری رُوح کو اس دائمی عذاب سے نجات دلانے میں کامیاب ہو سکوں۔"

راج کماری بولی:

"میری نجات کے لیے ایک ایسا کارنامہ انجام دینا پڑے گا جیسے دنیا کا کوئی انسان انجام نہیں دے سکتا۔ میں تمہاری مہربانی اور ہمدردی کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

عنبر بولا: "راج کماری! جس طرح میں نے اس آتشدان میں آگ جلا کر تمہاری ٹھنڈی رُوح کے لیے وہ کام کیا ہے جو سینکڑوں برس سے کوئی نہیں کر سکا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے میں تمہاری رُوح کو اس عذاب سے بھی نجات دلانے میں کامیاب ہو جاؤں جو تم قیامت تک جھیلنے والی ہو۔"

راج کماری کی رُوح ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی۔ اس نے عنبر کی طرف اپنا بے نور آنکھوں والا چہرہ اٹھایا اور کہا:

"عنبر! مجھے ایسا لگتا ہے کہ شاید تم میری رُوح کو سکون پہنچانے کی وجہ بن سکو۔ مگر میرے بھائی! یہ کام تم اکیلے کیسے کر سکو گے؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"راج کماری! تم وہ کام تو بتاؤ جو مجھے کرنا ہو گا۔"

راج کماری نے ایک سرسراتی ہوئی آہ بھری اور بولی:

"تو سنو! میں نے خودکشی کر کے خدا کی دی ہوئی زندگی کو اپنے ہاتھوں ختم کر کے اس کی امانت میں خیانت کی تھی۔ اب میرا عذاب صرف اسی صورت میں کٹ سکتا ہے کہ میں ہزاروں انسانوں کی زندگیاں بچاؤں۔ مگر میں یہ کام کیسے کر سکتی ہوں؟ اس کا ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وسیلہ ہے۔ ایک راستہ ہے۔"

"وہ کون سا ذریعہ ہے؟" عنبر نے سوال کیا۔

راج کماری بولی:

"وہ یہ کہ میں کسی ایسی شے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں جو انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارتی ہو۔ صرف ایک نہیں بلکہ سینکڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارتی ہو اور ابھی اس نے سینکڑوں انسانوں کو ہلاک کرنا ہو۔"

عنبر نے کہا:

"ایسی کون سی شے ہو سکتی ہے؟"

راج کماری نے کہا:

"وہ ایک ہی شے ہے اور اس کا نام مولوخ ہے۔"

"مولوخ؟" عنبر نے تعجب سے کہا:

"یہ تو کسی دیوتا کا نام لگتا ہے۔"

راج کماری نے کہا:

"ہاں! یہاں سے دور شمالی افریقہ میں ایک ملک سوریہ ہے۔ اس ملک میں مولوخ نام کے ایک دیوتا کی پوجا کی جاتی ہے۔ مولوخ کا ایک بہت بڑا دس گیارہ منزلہ بت شہر کے وسط میں موجود ایک عظیم الشان سمندر میں بنا ہوا ہے۔ اس کے پاؤں کے درمیان گڑھے میں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے۔ اس میں روزانہ لاکھوں من لکڑیاں ڈالی جاتی ہیں۔ مولوخ دیوتا کی لمبی زبان ایک ڈھلان کی شکل میں نیچے آگ کے خوفناک الاؤ کی طرف چلی گئی ہے بادشاہ شکالی کے حکم پر ہر روز شام کو دس بے گناہ انسانوں کو مولوخ کی زبان پر بٹھا کر انہیں نیچے دھکیل دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ یا تو دشمن کے قیدی ہوتے ہیں اور یا انہیں شہر سے دور صحرا میں کسی دشمن قبیلے سے اغوا کر کے لایا جاتا ہے۔ چیخوں کی آوازیں نکالتے یہ بدقسمت انسان مولوخ کی ڈھلانی زبان سے پھسل کر دہکتی آگ کی بھٹی میں جا گرتے ہیں اور گرتے ہی کوئلہ بن جاتے ہیں۔ یہ ظلم کا سلسلہ کئی سو برسوں سے جا رہا ہے اور ابھی نہ جانے کتنے سو برس اور شروع رہے گا۔ مولوخ نام کا دیوتا اب تک لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر چکا ہے اور لاکھوں انسانوں کو ابھی مزید ہلاک کرے گا۔ اگر کسی طرح اس دیوتا کے بت کو توڑ کر تہس نہس کر دیا جائے اس کی بھٹی کی سینکڑوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سارے سے جبتی آگ کو بجھا دیا جائے تو لاکھوں انسان موت کا لقمہ بننے سے بچ جائیں گے اور یہ ایک طرح سے صدقہ ہوگا۔ اور بھگوان مجھے اس کے عوض میرے گناہ کو معاف کر دے گا اور میری روح کو عذاب سے نجات مل جائے گی۔ مگر مولوخ کا بُت اس شہر کے بادشاہ اور لوگوں کا مذہبی دیوتا ہے۔ یہ لوگ بڑی عقیدت سے مولوخ کے آگے انسانی قربانی پیش کرتے ہیں۔ بُت شہر کے سب سے بڑے مندر میں ہے اور وہاں ہر وقت فوج کا پہرہ رہتا ہے۔ پھر اتنے بڑے بُت کو تباہ کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"اگر اس ملک سوریہ کے بُت پرست بادشاہ مشکالی کو ختم کر دیا جائے تو کیا خیال ہے؟"

راج کماری کہنے لگی:

"بادشاہ کے مر جانے پر کوئی دوسرا بادشاہ آ جائے گا اور انسانوں کی قربانی جاری رہے گی۔ اصل جڑ مولوخ کا بُت ہے۔ اسے تباہ کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ان کا بُت ان کا دیوتا ہے

اور اسے کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ایک بار بُت اپنے پاؤں پر اپنی ہی آگ میں گر کر تباہ ہو گیا تو لوگوں کا اعتقاد ختم ہو جائے گا اور انسانیت کو ایک بھیانک ظلم سے نجات مل جائے گی اور یہی نیکی میری نجات کا باعث بن جائے گی۔ اس لیے اس بُت مولوخ کا توڑنا شرط ہے۔ مگر تم اسے کیسے توڑ سکو گے؟"

عنبر خاموشی سے آگ کو سلاخ سے کریدنے لگا۔ راجکماری کی ہمدردی دُور ہو گئی تھی۔ مگر اس کے چہرے پر ایک نیا خوف ابھر رہا تھا۔ یہ خوف بانکوئی سے دوبارا چھلانگ لگا کر دریا کے یخ پانی میں کودنے اور کل آدھی رات تک سردی سے ٹھٹھرتے رہنے کا تھا۔

راج کماری نے کہا:

"عنبر! تم اتنا مشکل کام نہیں کر سکتے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اسی محل میں رہ جاؤ اور میرے لیے ہر رات آتشدان میں آگ روشن کر دیا کرو۔"

عنبر بولا: "اس ویران محل میں کوئی انسان نہیں رہ سکتا زیادہ سے زیادہ تمہاری خاطر کوئی دو چار راتیں رہ لے گا۔ بہتر یہی ہے کہ میں سوریہ کے مولوخ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوتا کو پاش پاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ تمہیں اس عذاب سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

راج کماری آہ بھر کر کہنے لگی:

"لیکن یہ کام ناممکن ہے میرے دوست۔"

عنبر نے کہا:

"مجھے تم صرف اتنا بتا دو کہ اگر میں نے مولوخ دیوتا کے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور تمہیں نجات مل گئی۔ تو مجھے یہ کیسے پتہ چلے گا کہ تم نجات پا چکی ہو اور جنت میں بیٹھی ہو؟"

راج کماری کہنے لگی:

"کاش! تم ایسا کر سکو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں خود تم جہاں ہو گے وہاں تمہیں ملنے اور تمہارا شکریہ ادا کرنے آؤں گی۔ مگر عنبر! اس کام میں آکاش کے ہندو دیوتا بھی تمہاری مخالفت کریں گے اور تمہارے راستے میں رکاوٹیں ڈالیں گے۔ کیونکہ ہندوؤں کے خاص دیوتا اس قسم کی پوجا اور انسانی قربانیوں کے حق میں ہیں جبکہ نیکی کے دیوتا اس کے خلاف ہیں۔"

عنبر بولا: "میں صرف ایک خدا پر یقین اور ایمان رکھتا

ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ خدا ہی سب سے بڑی طاقت اور سچائی ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ وہ ضرور میری مدد کرے گا۔ میں صبح ہوتے ہی سورج کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ مگر کیا تم مجھے ایک بات بتا سکتی ہو؟"

"کون سی بات؟" راجکماری نے آہستہ سے پوچھا۔

عنبر بولا: "میری ایک دوست کیٹی ہے جو میرے ساتھ ملک ملک کی سیاحت کر رہی ہے۔ دن کے وقت وہ جنگل میں گئی اور پھر واپس نہیں آئی۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ وہ کہاں پر ہو گی؟"

راج کماری نے افسوس کے ساتھ کہا:

"میرے دوست! آکاش میں تمہارے کسی کام آ سکتی۔ میں، جیسا کہ تمہیں پہلے بتا چکی ہوں کہ میں نیک روح نہیں ہوں۔ نیک روحوں کو غیب کا حال معلوم ہوتا ہے اور وہ دوسرے انسانوں کی مدد بھی کرتی ہیں۔ مگر میں بری روح ہوں اور عذاب میں مبتلا ہوں۔ مجھے سوائے میرے عذاب اور میری روح کی تکلیف کے دوسری کسی بات کا احساس نہیں ہے اچھا اب میں جا رہی ہوں۔ کیونکہ بانکونی کے باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آسمان پر صبح کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ مجھے صبح ہونے سے پہلے یہاں سے چلے جانا ہوگا۔"

عنبر نے آگے بڑھ کر راج کماری سے ہاتھ ملانا چاہا تو راج کماری ایک بار پھر جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ عنبر نے آخر پوچھ ہی لیا کہ وہ اس سے چھوتے ہوئے کیوں ڈرتی ہے راج کماری نے آہستہ آہستہ آگ سے دُور ہوتے ہوئے کہا:

"میرے دوست! میں بدرُوح ہوں۔ عذاب میں گرفتار رُوح ہوں۔ تم نے مجھے ہاتھ لگا دیا تو میرے عذاب کی پرچھائیاں تم پر بھی پڑ جائیں گی اور تم پر بھی کوئی آفت نازل ہو گی۔ اس لیے میں تمہیں اپنے سے دُور رکھتی ہوں اچھا اب میں جاتی ہوں؟"

پھر راج کماری کی بدرُوح بڑی عاجزی سے عنبر سے مخاطب ہوئی:

"کیا تم کل رات بھی یہاں میرے لیے آگ جلاؤ گے؟"

عنبر نے کہا:

"راج کماری میں تو صبح ہی تمہاری رُوح کی نجات کے لیے یہاں سے ملک سوریہ کی طرف روانہ ہو جاؤں گا میں کل رات کیسے یہاں آ سکتا ہوں۔ ہاں، اگر تم کہو تو میں آتشدان میں زیادہ لکڑیاں ڈالے دیتا ہوں جو کل رات تک جلتی رہیں گی۔"

راج کماری کہنے لگی:

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ جب میں یہاں سے چلی جاؤں گی تو آتشدان کی آگ اپنے آپ ٹھنڈی ہو جائے گی۔"

اس کے بعد راج کماری نے اپنی سفید آنکھیں اوپر کو اٹھائیں اور آہستہ سے کہا:

"خدا حافظ میرے دوست!"

عنبر کے دل پر راج کماری کے اس اُداس لہجے کا بے حد اثر ہوا۔ اس نے کہا:

"راج کماری کملاوتی! میں قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ ایک بار تو سوریہ کے منحوس مولوخ بت کے ٹکڑے اڑانے کی ضرور کوشش کروں گا اور یقین کرو کہ میں اللہ کے حکم سے کامیاب ہو جاؤں گا۔"

راج کماری نے سر جھکا دیا۔ اس کے ہونٹوں سے ایک سرد آہ نکل گئی۔ پھر عنبر نے دیکھا کہ راج کماری کملاوتی بھاگتی ہوئی بالکونی کی طرف گئی۔ پیچھے مڑ کر ہاتھ پھیلا کر بولی:

"شہزادے بھگوتی! میرے ساتھ چھلانگ نہیں لگاؤ گے؟ دیکھو۔ پھر ہم نیچے جہنم میں ایک ساتھ جی اُٹھیں گے پھر ہمیں کوئی ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آؤ میرے شہزادے آؤ۔"

اور راج کماری کملاوتی نے بالکونی سے دوسری طرف دریا میں چھلانگ لگا دی۔ عنبر کو دریا میں کسی بھاری پتھر کے گرنے کی آواز آئی اور پھر وہی مہیب سناٹا چھا گیا جس میں صرف دریا کی لہروں کا ہلکا ہلکا شور ہی بلند ہو رہا تھا۔ اب جو عنبر نے آتش دان کی طرف دیکھا تو وہ حیرت میں گم ہو گیا۔ کیونکہ وہاں جو آگ روشن تھی، وہ سرد پڑ گئی تھی۔ عنبر نے قریب سے جھک کر دیکھا۔ سوکھی لکڑیاں ویسی کی ویسی ہی تھیں۔

صبح ہونے تک عنبر بالکونی میں بیٹھا راج کماری کملاوتی کی زندگی کی ٹریجڈی اور کیٹی کے گم ہو جانے پر غور کرتا رہا۔ سُوریہ کے دیوتا مولوخ کے بُت کو پاش پاش کرنے کا تو عنبر نے پکا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے صرف اس بات کا افسوس تھا کہ کیٹی ناگ اور ماریا اس کے ساتھ نہیں تھیں۔ پھر وہ یہ سوچ کر کسی حد تک مطمئن سا ہو گیا کہ شاید سُوریہ میں ناگ ماریا اور کیٹی سے اس کی ملاقات ہو جائے۔

دن کی روشنی ہوئی تو عنبر قلعے سے نکل کر دریا کے بہاؤ کے رُخ پر جنگل کے پہاڑی راستے پر چل پڑا۔ وہ ملک

ہندوستان کی کسی بندرگاہ پر پہنچ کر سُوریہ جانے والے جہاز میں سوار ہونا چاہتا تھا اور چونکہ دریا سمندر کی طرف بہتے ہیں اس لیے عنبر دریا کے رُخ کے ساتھ چل رہا تھا۔ دل میں اب بھی کیٹی کا خیال ہی تھا۔ وہ بار بار حیران ہوتا کہ ایک دم سے کیٹی کہاں گم ہو گئی؟

ned by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غیبی لاش

ناگ، تھیوسانگ اور چڑیل رادنی نقلی ماریا کا روپ دھارے قافلے کے ساتھ ہندوستان کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ چڑیل رادنی کا سانپ بیٹا زنگاری سانپ شمالی افریقہ کی بستی سے دُور چٹانوں کے نیچے غار میں اس ہنڈیا کی حفاظت کر رہا تھا جس میں اصلی ماریا رھومیں کی شکل میں بند تھی۔ ان کو تو ہم سفر ہی میں چھوڑتے ہیں۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لیے کیٹی کی طرف آتے ہیں۔ عنبر جنگل میں سفر کرتے ہوئے دریا سے بہت دُور بہت نزدیک بستی میں داخل ہو گیا تھا جو شمالی ہندوستان کے ایک بڑے شہر کالی کٹ کی قریبی بستی تھی۔ عنبر کو معلوم ہوا کہ کالی کٹ سے اسے شمالی افریقہ کے ملک قرطاجنہ کے لیے بادبانی جہاز مل سکتا ہے چنانچہ وہ کالی کٹ کی طرف چل پڑا۔

کیٹی دریا میں بے ہوشی کی حالت میں تیرتی ہوئی بہت آگے نکل گئی تھی۔ وہ ساری رات دریا میں بہتی رہی۔ جب

دن نکلا تو اسے ہوش آ گیا۔ ہوش آتے ہی اس نے اپنے آپ کو دریا کی تیز موجوں پر بہتے ہوئے دیکھا تو گھبرا گئی۔ وہ مگرمچھ کے چنگل سے نکل گئی تھی اور اب یہ دریا اسے نہ جانے کتنے فاصلے سے کتنی دور لے آیا تھا۔ اس نے گردن اٹھا کر کناروں کی طرف دیکھا۔ دریا کے کنارے بہت دور دور ہو گئے تھے۔ دریا کا پاٹ بہت چوڑا ہو گیا تھا۔ کیٹی نے دیکھا کہ دریا میں سمندر کا نیلا پانی شامل ہو رہا تھا۔ تو کیا دریا سمندر میں گر رہا ہے؟

کیٹی کنارے کی طرف تیرنے لگی۔ مگر یہاں دریا کی موجوں کا بہاؤ اتنا تیز تھا کہ وہ اسے کنارے سے دور آگے کی طرف لے جا رہی تھیں۔ کیٹی نے پریشان ہو کر اور زور لگایا تو تیز دھارے پر آ گئی اس دھارے کی رفتار ستر میل فی گھنٹہ سے کم نہیں تھی۔ اس تیز دھارے نے کیٹی کو آگے ہی آگے بہانا شروع کر دیا۔ کیٹی بالکل بے بس ہو گئی دریا کی تیز دھار اسے بہائے لیے جا رہی تھی۔ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ہوا بھی تیز چلنے لگی تھی۔ سمندر کا وسیع پاٹ دریا کی لہروں کو زبردست کشش کے ساتھ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

کنارے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے۔ پھر کیٹی نے

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے دیکھا کہ کنارے غائب ہو گئے ہیں اور دریا کا پانی سمندر کے گہرے نیلے پانی میں تبدیل ہو گیا ہے۔ کیٹی کھلے سمندر میں آ گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ بحیرہ عرب کا سمندر ہے کیونکہ وہ ہندوستان کے ایک دریا میں بہتی مغرب کی طرف چلی آئی تھی اور مغرب کی طرف بحیرہ عرب ہی بہتا تھا۔ سمندر میں پہنچ کر دریا کا تیز دھارا تو ختم ہو گیا تھا مگر اب سمندر کا گہرا اور بوجھل پانی کیٹی کو اوپر نیچے اٹھا رہا تھا اور اسے تیرنے کے لیے ہاتھ پاؤں چلانے پڑ رہے تھے۔ کیٹی نے ایک بار پھر واپس دریا کی طرف تیرنے کی کوشش کی مگر یہ کام اسے ناممکن لگا۔ سمندر میں داخل ہو کر دریا کے بہاؤ کے رخ پر تیرنے کی کوشش کرنا ایک ان ہونا کام تھا۔ کیٹی کو بار بار عنبر کا خیال آ رہا تھا کہ وہ اس کے گم ہو جانے سے کس قدر پریشان نہیں ہو رہا ہو گا۔ مگر وہ مجبور ہو گئی تھی۔ اگر وہ بے ہوش نہ ہوتی تو دریا سے باہر نکل سکتی تھی۔

کیٹی نے اپنے آپ کو سمندر کی موجوں کے حوالے کر دیا کہ اب وہ اسے جہاں جی چاہے لے جائیں۔ اس کے سوا وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اوپر سے بارش بھی شروع ہو گئی۔ یہ سمندروں کی موسلا دھار بارش تھی جس نے کیٹی کے چاروں طرف دھند کی چادر پھیلا دی۔ اب کیٹی کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کس طرف چلی جا رہی ہے۔ وہ سمندر کی لہروں پر دم سادھ کر بالکل سیدھی لیٹ گئی۔ اس طرح سے اسے ہاتھ پاؤں نہیں ہلانے پڑ رہے تھے۔ سمندری موجیں اسے جھولے دیتی کسی نامعلوم منزل کی طرف لیے جا رہی تھیں۔

کیٹی کو یونہی سمندر کی طوفانی موجوں پر بہتے بہتے ایک رات اور ایک دن گذر گیا۔ دوسرے دن شام ہو گئی تھی۔ سورج سمندر کے مغربی کنارے میں ڈوب چکا تھا اور فضا شام کی دھند میں سیاہی مائل ہو رہی تھی کہ کیٹی کو دور روشنی نظر آئی۔ سمندر کی بلند موجیں اوپر نیچے ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے کبھی یہ روشنی غائب ہو جاتی اور کبھی پھر سے ابھر آتی۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ وہ اس روشنی کی طرف ہی جا رہی ہے۔

رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی کہ سمندر کی موجوں نے کیٹی کو ساحل پر لا کر پھینک دیا۔ کیٹی نے اٹھ کر سب سے پہلے اس روشنی کو دیکھا جو اسے دور سے دکھائی دی تھی۔ یہ روشنی ایک چراغ کی تھی جو دور اونچے گھنے درختوں کے درمیان سے آتی تھی۔ کیٹی کے کپڑے بھیگے ہوئے تھے۔ وہ ساحل کی گیلی ریت پر سے گذرتی چراغ کی روشنی کی طرف بڑھی۔ رات اندھیری تھی اور اس قدر گہری خاموشی چھائی تھی کہ کیٹی کو اپنے سانس لینے کی آواز تک سنائی دے رہی تھی۔

درختوں کے درمیان یہ چراغ ایک چبوترے کے طاق

by CamScanner

ہیں جل رہا تھا۔ کیٹی نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا۔ خلائی لڑکی ہونے کی وجہ سے اسے گہرے اندھیرے میں چیزیں نظر آ جاتی تھیں مگر یہاں اتنی تاریکی تھی کہ کیٹی کو بھی ہر شے دھندلی دھندلی نظر آ رہی تھی۔ اس کے اُوپر اُونچے اُونچے درختوں کی شاخوں نے سائبان سا ڈال رکھا تھا۔ کیٹی کو درختوں کے نیچے جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی ڈھیریوں کی طرح کے گول گول چبوترے بنے ہوئے نظر آئے۔ ان میں سے صرف ایک ہی چبوترے کے طاق میں چراغ جل رہا تھا۔ کیٹی نے جھک کر دیکھا۔ یہ چراغ پیتل کا تھا اور اس میں تیل بھرا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ گول ڈھیریاں کیسی ہیں؟ کیٹی نے اپنے سامنے والے چبوترے کی گول ڈھیری پر آہستہ سے انگلی بجائی۔ اسے کھوکھلی سی آواز سنائی دی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس گول چبوترے کے نیچے خالی جگہ تھی۔ ہو سکتا ہے کوئی گڑھا ہو۔ ابھی کیٹی یہی کچھ سوچ رہی تھی کہ اسے دُور درختوں کے پیچھے روشنی نظر آئی جو اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

کیٹی نے ایک لمحے کے لیے روشنی کی طرف غور سے دیکھا۔ اب اسے قدموں کی چاپ بھی سنائی دے رہی تھی۔ کچھ لوگ خشک پتوں پر چلتے آ رہے تھے۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں مشعل تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی جلدی سے پیچھے ہٹی اور ایک درخت کے تنے کے عقب میں اُگی ہوئی جھاڑی میں چھپ کر بیٹھ گئی جو لوگ چلے آ رہے تھے انہوں نے سر سے پاؤں تک لمبے سیاہ لبادے پہن رکھے تھے۔ صرف ان کی آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ پہلے تو کیٹی کو وہ بھوت لگے۔ مگر ایک تو کیٹی بھوتوں پر یقین نہیں رکھتی تھی دوسرے ان کی چال ڈھال انسانوں کی طرح تھی۔ یہ چار آدمی تھے۔ وہ اسی چبوترے کے پاس آ کر رُک گئے جس کے طاق میں چراغ روشن تھا۔ مشعل والے آدمی چبوترے کے سرہانے کی جانب کھڑا ہو گیا۔ ان میں سے ایک سیاہ پوش نے پوچھا:

"ہمیں کسی نے دیکھا تو نہیں شمعون؟"

شمعون اس آدمی کا نام تھا جس نے مشعل اُٹھا رکھی تھی۔ کیونکہ اس نے فوراً جواب دیا:

"نہیں میرے آقا!"

ان کی آوازیں بڑی پُراسرار اور سرگوشیوں سے ملتی جلتی تھیں۔ کیٹی جھاڑی میں چھپی بڑے غور سے ان کو تک رہی تھی۔ ان سب کے جسم سیاہ لمبے لبادے میں چھپے ہوئے تھے اور آنکھوں کی جگہ نقاب میں دو سوراخ رکھ دیئے گئے تھے۔ جس شخص کو شمعون نے میرے آقا کہہ کر پکارا تھا اس نے

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنا سر جھکا دیا اور جیسے کچھ منہ ہی منہ میں پڑھنا شروع کیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی سر جھکا کر چپ ہو گئے۔ کیٹی کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور اس جگہ آدھی رات کے بعد کیا کرنے آئے ہیں۔ کیٹی بڑی احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ سانس لے رہی تھی کہ کہیں وہ اس کے سانس کی آواز بھی نہ سن لیں۔ ان لوگوں کے لیڈر نے اپنا سر اٹھایا۔ کچھ پڑھ کر پہلے اپنے جسم پر اور پھر چبوترے پر پھونک ماری۔ چاروں سیاہ پوش دو زانوں ہو کر چبوترے سے چند قدم ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے۔

سیاہ پوش لیڈر نے دھیمی آواز میں کہا:

"اے ہمارے ساتھی تیرے قبر سے باہر نکلنے کا وقت آ گیا ہے۔ تیرا چلہ ہم نے پورا کر دیا ہے۔ اب باہر نکل کر ہمارے حکم کے مطابق عمل کر۔ کیونکہ تو اب میرا مطیع ہے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی چبوترے میں حرکت پیدا ہوئی۔ طاق میں رکھے ہوئے روشن چراغ کی لو زور سے پھڑپھڑائی۔ پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ چبوترے کی دیوار ایک طرف سے کھل گئی۔ قبر کے اندر سے ٹھنڈی بے جان اور گھٹی گھٹی سی آواز بلند ہوئی۔ یہ کسی مرد کی آواز تھی،

"کیا چاہتے ہو؟ کیا چاہتے ہو؟"

آواز بھاری، بوجھل، نیند میں ڈوبی ہوئی تھی اور لفظ رک رک کر ادا ہو رہے تھے۔ یہ کسی مُردہ لاش کی آواز لگ رہی تھی جو کسی خاص عمل سے دوبارہ زندہ ہو گیا ہو۔

سیاہ پوش لیڈر نے کہا:

"میں جو چاہتا ہوں تمہیں بتا دیا جائے گا۔ تم کو میرے شیطانی عمل سے دوبارہ زندگی دی گئی ہے میں تمہیں شیطان کے نام پر حکم دیتا ہوں کہ قبر سے باہر نکل آ۔"

چبوترے کے نیچے سے ہلکی ہلکی غراہٹ کی آوازیں آنے لگیں۔ سیاہ پوش پرے پرے ہٹ گئے۔ طاق کا دیا ایک دم سے بجھ گیا۔ مگر مشعل کی روشنی جل رہی تھی۔ پھر چبوترے کی دیوار جہاں سے کھلی تھی وہاں سے دھوئیں کا ایک مرغولہ سا نکلا اور آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھتا رات کے اندھیرے میں جھکے ہوئے درختوں میں گم ہو گیا۔

اس کے ساتھ ہی قبر کی دیوار میں سے ایک کٹا پھٹا ہاتھ بلند ہوا۔ اس کا مٹی کے رنگ کا ہاتھ تھا جس کی جلد جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ اس ہاتھ کی ایک انگلی پر کالا سیاہ زہریلا بچھو بیٹھا بار بار اپنا ڈنک چلا رہا تھا۔

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش بولا :

"تم مجھے ان بچھوؤں سے نہیں ڈرا سکتے۔ میں شیطانی عمل پورا کر چکا ہوں۔ بچھو کا زہر مجھے کچھ نہیں کہے گا۔ شیطان کے حکم سے اپنی سینکڑوں برس پرانی قبر میں سے باہر آ جا اور میرا حکم بجا لا۔"

مُردے کا کٹا پھٹا ہاتھ آہستہ آہستہ قبر کے اندر چلا گیا۔ مشعل والے شمعون نے آہستہ سے کہا :

"میرے آقا! ہمیں شیطان کی مورتی سے مشورہ کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے ہمارے عمل میں کچھ کمی رہ گئی ہو؟"

سیاہ پوش لیڈر غرّایا :

"تم چپ رہو۔ میں شیطان کی طرف سے یہاں آیا ہوں۔ میرے عمل میں کوئی کمی نہیں رہی ہے مُردہ زندہ ہو چکا ہے۔ اب اسے باہر آنا ہی پڑے گا۔"

یہ کہہ کر سیاہ پوش لیڈر نے بلند آواز میں قدیم زبان میں کسی منتر کو تین بار پڑھ کر چبوترے والی قبر پر پھونک ماری۔ پھونک مارتے ہی قبر کے اندر سے مُردے کی چیخ بلند ہوئی۔ یہ چیخ اتنی ڈراؤنی تھی کہ کیٹی بھی ایک بار لرز اٹھی۔ رات کے ہیبت ناک سناٹے میں یہ چیخ کسی چڑیل

کی آواز کی طرح گونج کر رہ گئی۔ دُور ایک درخت پر بیٹھا ہوا اُلّو اپنی خوف زدہ آواز میں بول کر پھڑپھڑاتا ہوا اُڑ گیا۔

فضا پر موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ قبر پر سناٹا طاری ہو گیا۔ سیاہ پوش نے غصیلی آواز میں سرگوشی کی۔

"میں شیطان کے نام پر باہر آنے کا حکم دیتا ہوں۔"

قبر میں ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور کیٹی نے دیکھا کہ قبر کی کھلی دیوار میں سے ایک خاک آلود لاش ایسے رنگ کا بھیانک مردہ رینگتا ہوا باہر نکل کر قبر کے پاس بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ مشعل کی روشنی میں وہ بے حد ہیبتناک لگ رہا تھا۔ اس کے جسم کی جلد جگہ جگہ سے کٹی پھٹی تھی جیسے کسی نے اسے جگہ جگہ سے کاٹ دیا ہو۔ اس نے آدھے جسم پر پرانے کفن کا ٹکڑا باندھ رکھا تھا۔ اس کے الجھے ہوئے بالوں میں مٹی بھری تھی۔ اس کی آنکھیں سفید اور ڈراؤنی تھیں اس کو دیکھ کر دو سیاہ پوش سہم کر پیچھے ہٹ گئے۔

لیڈر سیاہ پوش اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ پھر اس نے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ فضا میں بلند کر کے کہا :

"کولاش! میں جانتا ہوں تم مردود بادشاہ کے جلاّد کی لاش ہو۔ تم نے اَن گنت لوگوں کے سر قلم

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیے ہیں۔ شیطان کے نام پر میں نے تیرا چلّہ اس لیے کیا کہ مجھے تمہارے ایسی لاش کی ضرورت تھی۔"

مُردہ کو لاش کے ٹھنڈے سفید کٹے پھٹے ہونٹ ہلے تو ان پر سے مٹی نیچے گری۔ مُردہ کو لاش کی گھٹی گھٹی غراہٹ نما آواز آئی۔

"میں تمہارے عمل میں قید ہوں۔ نہیں تو تمہاری گردن کچل دیتا۔ بول۔ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟"

سیاہ پوش بولا:

"تمہیں میرے ساتھ ہماری خفیہ کمین گاہ میں چلنا ہوگا۔ مگر اس حالت میں کہ تم سوائے میرے اور کسی کو نظر نہیں آؤ گے۔"

مُردہ کو لاش کے حلق سے ایک ناگوار سی آواز نکلی۔ جیسے کسی نے اس کا گلا دبا دیا ہو۔ مُردہ کو لاش کے جسم میں لرزش پیدا ہوئی اور اس نے اپنے کٹے پھٹے ہاتھ کی ایک انگلی میں سے انگوٹھی اتار کر سیاہ پوش لیڈر کی طرف پھینکی۔ انگوٹھی کے اترتے ہی مُردہ کو لاش کی لاش ایک دم سے غائب ہوگئی۔ سیاہ پوش لیڈر نے جلدی سے انگوٹھی اٹھا کر اپنی انگلی میں پہن لی اور چہرہ اُوپر اٹھا کر بولا:

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ میں یہی چاہتا تھا۔"

پھر اس نے اپنے سیاہ پوش ساتھیوں کو مخاطب کر کے پوچھا:

"کیا تم اس مُردے کی لاش کو دیکھ رہے ہو؟"

سب نے ایک زبان ہو کر کہا:

"بالکل نہیں آقا۔ ہمیں مُردہ کی لاش نظر نہیں آتی۔"

سیاہ پوش لیڈر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے خوشی کا نعرہ بلند کیا:

"شیطان کی جے ہو۔ میں یہی چاہتا ہوں۔ شیطان کی آرزو ضرور پوری ہوگی۔ اس کا پہلا مرحلہ کامیابی سے پورا ہو گیا ہے۔"

پھر اُس نے مُردہ کی لاش کو حکم دیا:

"ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں اپنی خفیہ کمین گاہ میں لے جا رہے ہیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد بتایا جائے گا کہ تمہیں ہمارے حکم پر کیا کام کرنا ہوگا۔"

مُردہ لاش اب کیٹی کو بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر اسے معلوم تھا کہ وہ وہاں پر موجود ہے۔ اور چونکہ وہ شیطانی عمل کی پابند ہے اس لیے اپنی مرضی کے خلاف سیاہ پوش شیطان کے ساتھ جا رہی ہے۔ چاروں سیاہ پوش ایک طرف کو روانہ ہو گئے۔ کیٹی بھی جھاڑی میں سے نکل کر ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئی۔ مشعل کی روشنی میں کیٹی دیکھ رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی کہ سیاہ پوش اس طرح چل رہے ہیں جیسے مُردہ لاش ان کے درمیان چل رہی ہو۔ وہ لاش کی وجہ سے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

کیٹی چند قدموں کا فاصلہ رکھ کر برابر ان کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔ درختوں میں سے نکل کر یہ سیاہ پوشوں کی ٹولی ریت کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں میں سے گزرنے لگی غیبی لاش سے خوف زدہ ہو کر جیسے آسمان کے ستارے بھی سہمے ہوئے سے تھے۔ ٹیلوں کے پار جا کر سیاہ پوش شیطان کے حکم سے مشعل بجھا دی گئی۔ اب یہ شیطانی ٹولی غیبی لاش کو ساتھ لیے اندھیرے میں آگے بڑھ رہی تھی۔

کیٹی اس لیے تعاقب کر رہی تھی کہ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ شیطان سیرت سیاہ پوش لیڈر اس لاش سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ یہ ٹولی ریت کے ٹیلوں سے کچھ دُور ایک سیاہ کالے پہاڑ کے دامن میں بنے ہوئے معبد کے تاریک پتھریلے دروازے میں داخل ہو گئی۔ کیٹی ان کے ساتھ اندر نہیں جا سکتی تھی۔ کیونکہ وہ پکڑی جا سکتی تھی۔ کیٹی باہر ہی پتھروں کی ایک ڈھیری کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ غیبی لاش کو لے کر شیطانی ٹولی معبد میں داخل ہو گئی تو اس کا بھاری بھرکم دروازہ چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ اپنے آپ بند ہو گیا۔ کیٹی

اُٹھ کر دروازے کے قریب آئی اور غور سے جائزہ لینے لگی۔ یہ معبد سیاہ پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا اور اس کے دروازے کے اوپر ایک نکوٹا پتھر نصب تھا۔ آدھا معبد پہاڑ سے باہر تھا باقی پہاڑ کے اندر دھنسا ہوا تھا۔ لگتا تھا کہ معبد کا باقی حصہ پہاڑ کو کھود کر بنایا گیا ہے۔ باہر گہری تاریکی تھی۔ کسی جگہ کوئی طاق یا دریچہ یا روشندان بھی نہیں تھا کہ کیٹی کچھ اندازہ لگا سکتی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

کیٹی وہاں سے اس وقت تک نہیں جانا چاہتی تھی جب تک کہ اس پر یہ راز نہ کھل جائے کہ یہ شیطانی ٹولی غیبی لاش سے کیا کام لینے والی ہے۔ ضرور یہ کوئی گھناؤنا اور غیر انسانی منصوبہ تھا جس پر سیاہ پوش شیطان عمل کرنے والا تھا۔ کیٹی نے اس منصوبے کے خلاف لڑنے اور انسانیت کو اس غیر انسانی منصوبے کے شر سے بچانے کا عہد کر لیا تھا۔ وہ شیطانی معبد کے دروازے سے ہٹ کر ریت کی ڈھیری کی اوٹ میں آ کر بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی کہ کب اندر سے کوئی باہر آتا ہے۔

آدھ گھنٹہ گزر گیا۔ معبد کا بھاری دروازہ ابھی تک بند تھا۔ مغرب کی جانب آسمان پر زرد چاند طلوع ہو گیا۔ مگر آخری تاریکوں کے اس زرد چاند کی روشنی بہت پھیکی اور دھندلی تھی۔ پھر بھی پھیکی چاندنی میں پہاڑ کا خاکہ سا اُبھر آیا۔ کیٹی خاموش اور ساکت

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھی تھی۔ اچانک اسے دروازے کے چرچرانے کی آواز آئی۔ اس نے اپنی آنکھیں معبد پر جما دیں۔ معبد کا دروازہ آہستہ آہستہ کھل گیا۔ اندر مشعل کی روشنی میں کیٹی نے دیکھا کہ سیاہ پوش لیڈر آگے آگے چلا آ رہا ہے۔ اس کے پیچھے دو سیاہ پوش ہیں جن میں سے ایک نے مشعل ہاتھ میں اٹھا رکھی ہے۔ سیاہ پوش لیڈر دروازے پر آ کر رک گیا۔ اس نے ایک ہاتھ بلند کیا اور حکم دینے کے انداز میں بولا:

"مُردہ کولاش! تم خوب جانتے ہو کہ بستی میں کنواری لڑکیاں کتنی ہیں اور ان کے گھر کہاں کہاں پر ہیں۔ اب جاؤ اور پہلی کنواری لڑکی کو غائب کر کے میرے معبد میں لے آؤ۔ یہ میرا حکم ہے اور تم میرے حکم کے پابند ہو۔ جاؤ۔ میں شیطان کے نام پر تمہیں حکم دیتا ہوں۔"

کیٹی ساکت بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ زرد چاند کی دھندلی روشنی میں اسے سیاہ لبادے میں سر سے پاؤں تک لپٹا ہوا سیاہ پوش لیڈر کوئی شیطان لگ رہا تھا۔ کیٹی کو مُردہ کولاش کی کٹی پھٹی لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر سیاہ پوش لیڈر اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے غیبی لاش کو حکم دینے کے بعد اپنی انگلی کی انگوٹھی کو چہرے کے قریب لا کر دیکھا اور کہا:

"میں اس انگوٹھی کی وجہ سے دیکھ رہا ہوں۔ بستی میں تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ پہلی کنواری لڑکی کا گھر تمہیں معلوم ہے۔ اب جاؤ اور میرا حکم بجا لاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی ایک دھیمی دھیمی غراہٹ کی آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز غیبی لاش کولاش کی تھی جو کیٹی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ سیاہ پوش لیڈر پیچھے ہٹ کر دروازے کے اندر ہو گیا۔ اس کے ساتھی سیاہ پوشوں نے دروازہ بند کر دیا۔ کیٹی اسی طرح ریت کی ڈھیری کے پیچھے ہی چھپی بیٹھی رہی۔ معبد کے باہر ریت پر چھوٹے چھوٹے سنگ ریزے اور کنکر بچھے تھے۔ کیٹی کو ان پر کسی کے بھاری قدموں کے چرچرانے کی آواز سنائی دی۔

غیبی لاش نے بستی کی طرف چلنا شروع کر دیا تھا۔ لاش کیٹی کو بالکل نظر نہیں آ رہی تھی مگر اس کے بھاری پاؤں کنکریوں اور سنگ ریزوں پر پڑتے تو چرچراہٹ کی ہلکی آواز پیدا ہوتی تھی۔ پھر یہ آواز دُور ہوتی گئی۔ کیٹی چپکے سے اُٹھی اور ریت کی ڈھیری سے باہر نکل

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئی۔ اس نے جھک کر زمین پر دیکھا۔ زرد چھپکی چاندنی میں ریت پر غیبی لاش کے پاؤں کے بڑے بڑے نشان پڑتے جا رہے تھے۔

○

کیٹی اغوا ہو گئی

کیٹی لاش کے پاؤں کے نشانوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اپنی طرف سے اس نے اتنا فاصلہ رکھا تھا کہ غیبی لاش کو کیٹی کے تعاقب کا احساس نہ ہو۔ کیٹی کو یہ بھی شبہ تھا کہ ہو سکتا ہے غیبی لاش میں اتنی طاقت ہو کہ وہ یہ معلوم کرے کہ کوئی انسان اس کا پیچھا کر رہا ہے اور اسے یہ بھی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے غیبی لاش میں اتنی صلاحیت موجود نہ ہو۔ بہرحال کیٹی غیبی لاش کا پیچھا ضرور کرنا چاہتی تھی تاکہ بستی کی اس بے گناہ معصوم کنواری لڑکی کو شیطانی سیاہ پوش کے چنگل میں پھنسنے سے بچایا جا سکے۔

غیبی لاش کا پیچھا کرنا خاصا مشکل کام تھا۔ تھوڑی دیر بعد کیٹی کو زمین پر جھک کر غیبی لاش کے پاؤں کے نشان دیکھنے پڑتے تھے جس راستے پر یہ نشان پڑ رہے تھے وہ ریت کے ٹیلوں میں سے گذر کر بستی کی طرف جاتا تھا۔ کیٹی ایک خاص فاصلہ رکھ کر جھکی جھکی سی چل رہی تھی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لاش پلٹ کر بھی دیکھے تو اسے کچھ پتہ نہ چل سکے۔ اپنی طرف سے کیٹی ہر طرح کی احتیاط برت رہی تھی۔ دو باتیں اس کے حق میں جاتی تھیں۔ ایک یہ کہ زمین ریتلی تھی جس پر غیبی لاش کے پاؤں کے نشان پڑ رہے تھے دوسری یہ بات کہ زرد پھیکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی جس میں کیٹی ان نشانوں کو بڑی آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔

کبھی ماریا کے بھی اس طرح سے زمین پر پاؤں کے نشان نہیں پڑے تھے اگرچہ ماریا غائب رہتی تھی۔ لیکن غیبی لاش کے پاؤں کے بھاری بوجھل نشان ریت پر دُور تک چلے جا رہے تھے۔ حالانکہ صحرا پھیکی پراسرار چاندنی میں دُور تک خالی تھا اور کوئی لاش دکھائی نہ دیتی تھی مگر اس لاش کے پاؤں کے نشان باقاعدہ پڑتے چلے جا رہے تھے۔ کیٹی ہر پندرہ بیس قدم چلنے کے بعد زمین پر بیٹھ جاتی تھی اور غیبی لاش کو موقع فراہم کرتی تھی کہ وہ کچھ اور آگے نکل جائے۔

اب کیٹی کو دُور کھجور کے درختوں کے جھنڈوں میں ایک بستی کے مکانوں کے سیاہ خاکے ابھرتے دکھائی دینے لگے تھے یہی وہ بستی تھی جہاں کی کنواری لڑکیوں پر آفت نازل ہونے والی تھی۔ پہلے کیٹی کو خیال آیا کہ وہ دوسری طرف سے

بھاگ کر بستی میں جائے اور ان لوگوں کو خبردار کر دے جن کے گھروں میں کنواری لڑکیاں رہتی تھیں۔ مگر پھر اس نے سوچا کہ ایسا کرنے سے سوائے اس کے کچھ نہیں ہوگا کہ غیبی لاش شاید واپس چلی جائے اور پھر کسی رات وہاں آ کر لڑکیوں کو اغوا کر کے لے جائے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ غیبی لاش غصّے میں آ کر آدمیوں کو بھی ہلاک کرنا شروع کر دے۔ اس لیے بڑی احتیاط اور سوچ سمجھ کی ضرورت تھی اور یہی بہتر تھا کہ غیبی لاش کو کسی ایک کنواری لڑکی کو اغوا کرنے کا موقع دے دیا جائے۔ اور پھر کیٹی بستی کے لوگوں کو خبردار کر دے اور پھر بستی کے لوگوں کے ساتھ شیطانی معبد پر حملہ کر کے نہ صرف یہ کہ اغوا شدہ کنواری لڑکی کو چھڑایا جائے بلکہ شیطانی معبد کے سیاہ پوشوں کو بھی پکڑ کر قانون کے حوالے کر دیا جائے۔

مگر بستی میں داخل ہوتے ہی کیٹی کو ایک نئی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ بستی کی گلیاں اور بازار پکائی ہوئی سرخ اینٹوں سے بنے تھے۔ گلی اور بازار کے فرش پر بھی پختہ اینٹیں لگی تھیں اور یہاں آتے ہی غیبی لاش کے پاؤں کے نشان غائب ہو گئے تھے۔ کچھ دیر بھی کیٹی نے لاش سے کافی دُور رہ کر چل رہی تھی۔ اس کے پاؤں کے نشان بستی کے

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکانوں تک تو بالکل ٹھیک جا رہے تھے مگر بستی کے پکے فرش پر آتے ہی یہ نشان گم ہو گئے۔

کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کدھر جائے اور کس مکان کے پاس جا کر کھڑی ہو۔ بستی کے مکانوں پر اندھیرا اور خاموشی [illegible] کھڑکیاں اور باڑ۔ سنسان پڑے تھے۔ کسی مکان میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ صرف چوکیدار کی آواز کسی وقت بلند ہو جاتی تھی۔ اس بستی کے کسی مکان میں سے ایک کتا [illegible] وقفے وقفے بعد غائب ہو جانے والی تھی کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکتی تھی کہ دوشیزہ کہاں چلی گئی ہے اور اسے خون آشام لے گیا ہے۔

زرد [illegible] چاندنی میں گہری نیند سوئی ہوئی سنسان بستی اور زیادہ پر [illegible] اور آسیب زدہ لگ رہی تھی۔ کیٹی اس نیند میں ڈوبی سنسان [illegible] میں چلی جا رہی تھی کہ اسے چوکیدار کی آواز قریب سے سنائی دی۔ چوکیدار ساتھ والی گلی سے اسی طرف آ رہا تھا۔ کیٹی جلدی سے ایک مکان کی ڈیوڑھی کے [illegible] نیچے چھپ گئی۔ وہ چوکیدار سے الجھ کر خوامخواہ غیبی [illegible] اپنے بارے میں خبردار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کیوں کہ جونہی گلی کے کونے میں نمودار ہوا اس نے چلا کر کہا:

"کون گلی میں چل رہا ہے؟"

کیٹی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ یقیناً یہ غیبی لاش کے قدموں کی آواز تھی جسے چوکیدار نے سن کر اسے للکارا تھا۔ کیوں کہ غیبی لاش اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی اور کیٹی اس وقت گلی میں بالکل نہیں چل رہی تھی کہ وہ یہ سوچتی کہ چوکیدار نے اسے للکارا ہے۔ کیٹی نے ڈیوڑھی کی دیوار کی اوٹ سے جھانک کر گلی کے کونے میں دیکھا۔ کونے میں لیمپ دیوار کے ساتھ روشن تھا۔ کیٹی نے لیمپ کی روشنی میں چوکیدار کو ہاتھ میں نیزے پکڑے ادھر ادھر تکتے پایا۔

چوکیدار نے ایک بار پھر آواز دی:

"کون چلا جا رہا ہے؟ آواز کیوں نہیں دیتے؟"

اس کے ساتھ ہی چوکیدار کی گردن آگے کو جھک گئی۔ جیسے کسی نے پیچھے سے اس کی گردن کو دبوچ لیا ہو۔ غیبی لاش نے اپنے کٹے پھٹے مگر انتہائی طاقتور پنجے میں چوکیدار کی گردن پر زور سے ہاتھ مارا تھا۔ چوکیدار کی آواز بھی نہ نکلی اور وہ آگے کو لڑکھڑا کر نیچے منہ کے بل گر پڑا۔ پھر اس کا نیزہ اپنے آپ کو اوپر کو اٹھا اور بے ہوش چوکیدار کے سینے میں اتر گیا۔ چوکیدار کی چیخ بھی بلند نہ ہوئی اور وہ ختم ہو گیا۔

یہ کام سوائے غیبی لاش کے کسی دوسرے کا نہیں ہو

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتا تھا۔ مُردہ کو لاش آخر کسی زمانے میں ظالم بادشاہ نمرود کا جلاد رہ چکا تھا اور اس وقت وہ ایک مُردہ لاش کی حیثیت سے شیطانی عمل کے زیر اثر چل پھر رہا تھا۔ اس سے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ غیبی لاش کوئی بھی ظلم کر سکتی تھی۔ کیٹی کو چوکیدار کی موت کا بڑا افسوس ہوا۔ غیبی لاش شاید چوکیدار کے للکارنے سے بھڑک اُٹھی تھی۔

کیٹی نے اپنا چہرہ چھپے کر لیا۔ کیونکہ اسے دُور سے کسی کے قدموں کی چاپ قریب آتی سنائی دینے لگی تھی۔ غیبی لاش کے کٹے پھٹے پاؤں گلی کے پتھریلے فرش پر گھسٹ گھسٹ کر چلتے ہوئے آواز پیدا کر رہے تھے۔ ایک بے گناہ کو ہلاک کرنے کے بعد غیبی لاش کا غصہ ابھی تک کم نہیں ہوا تھا اس کے حلق سے غراہٹ کی دھیمی دھیمی آواز بھی آ رہی تھی۔ غیبی لاش کے قدموں کی پُراسرار چاپ اور حلق سے نکلتی ڈرا دینے والی غراہٹ کی آواز کیٹی کے قریب سے ہو کر گلی میں سے گذر گئی۔ جب یہ آواز گلی کے کونے میں پہنچ کر سنائی دینا بند ہو گئی تو کیٹی مکان کی اندھیری ڈیوڑھی میں سے نکل کر گلی میں آ گئی اور اسی طرف تیز تیز چلنے لگی جدھر تھوڑی دیر پہلے غیبی لاش گئی تھی۔

گلی کے کونے میں جا کر کیٹی نے دیوار کے ساتھ لگ کر دوسری گلی میں دیکھا۔ دوسری گلی سنسان پڑی تھی۔ کیٹی کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ غیبی لاش گلی میں ہی ہے یا نکل گئی ہے کہ کسی مکان میں داخل ہو گئی ہوئی ہے۔ ایک لمحے کے لیے وہ خالی گلی کی نکڑ پر دیوار سے لگی کھڑی رہی۔ پھر اچانک گلی کے ایک مکان میں سے کسی لڑکی کی چیخ بلند ہوئی:

"ماں! کوئی مجھے اٹھا رہا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی مکان میں شور مچ گیا۔ گھر کے لوگ دوسرے گھروں کے لوگ بھی جاگ پڑے۔ لڑکی کی چیخ پھر سنائی نہ دی۔ عورتیں اور مرد مکانوں کے دروازے کھول کر گلی میں نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر اور تلواریں تھیں۔ کیٹی بھی بھاگ کر ان کے قریب آ گئی۔ عورتیں گھبرائی ہوئی تھیں جس مکان سے کنواری لڑکی مشتبہ اغوا ہوئی تھی اس گھر کی خاتون خانہ یعنی لڑکی کی ماں نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ لڑکی کا باپ نہیں تھا۔ ہمسائے اسے تسلی دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ بوڑھی عورت بار بار کہہ رہی تھی۔

"اسے جن بھوت اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ہائے اب وہ کبھی واپس نہیں آئے گی۔ میری بچی! میں تجھے کہاں تلاش کروں میری بیٹی! ہائے۔ میری قسمت پھوٹ گئی لوگو۔۔۔ میں زندہ ہی مر گئی ہوں۔ میری اکلوتی بیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ ہائے۔ ہائے۔"

اس عورت کے بین سنے نہیں جاتے تھے۔ ہمسائی عورتوں کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔ مرد دوڑے دوڑے گلی کے کونے تک گئے۔ کچھ نیچے بستی کے کندے تک لٹھ گھماتے اور تلواریں لہراتے چلے گئے۔ مگر ناکام واپس آئے۔ بھلا وہ غیبی لاش سے لڑکی کو کیسے چھین کر لا سکتے تھے۔

عورتیں اور بوڑھے مردوں کا یہی خیال تھا کہ لڑکی پر آسیب کا سایہ تھا اور اسے کوئی جن اٹھا کر لے گیا ہے۔

کیٹی عورتوں میں ایک طرف چپ چاپ کھڑی یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔ کنواری لڑکی عنکا کی ماں کے بین اس کے دل پر بھی اثر کر رہے تھے۔ کیٹی سوچ رہی تھی کہ اگر وہ ان لوگوں کو بتا دے کہ ایک غیبی لاش لڑکی کو اٹھا کر کالے پہاڑ والے معبد میں لے گئی ہے تو اول تو کسی کو یقین نہیں کرے گا۔ اگر یقین آ بھی گیا تو ڈر کے مارے کوئی آسیب زدہ معبد کا رُخ نہ کرے گا۔ اور بفرضِ محال کچھ دلیر نوجوان تلواریں لہراتے معبد کی طرف چلے بھی گئے تو غیبی لاش کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے۔ شیطان سیاہ

پوش ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ کیٹی اُلجھن میں پڑ گئی کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ خود لڑکی کو غیبی لاش کے معبد سے واپس نہیں لا سکتی تھی۔ اگرچہ وہ خلائی لڑکی تھی اور خود سوائے آگ میں جلنے کے اور کسی طرح ہلاک نہیں ہو سکتی تھی اس کے باوجود اس پر شیطانی سیاہ پوش کا طلسم چل سکتا تھا اور غیبی لاش بھی اس پر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔

اچانک اس کے دماغ میں ایک انوکھا خیال بجلی کی طرح چمک اٹھا۔ اسے معلوم تھا۔ کہ دوسری رات غیبی لاش دوسری کنواری لڑکی کو اغوا کرنے کے لیے اس بستی میں پھر آئے گی۔ تو کیوں نہ وہ خود اس لڑکی کی جگہ بستر پر لیٹ جائے۔ غیبی لاش نے کنواری لڑکی کو دیکھا تو نہیں ہے۔ وہ تو اس نشانی پر کنواری لڑکی کو اٹھانے آئے گی کہ بستی کے رواج کے مطابق کنواری لڑکیاں رات کو اپنے بال سر کے گرد ٹوپی کی طرح لپیٹ کر سوتی تھیں اس کا علم کیٹی کو ان عورتوں کی زبانی ہوا تھا جو وہاں کھڑی آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

کیٹی بستی سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب دن کی روشنی پھیلی تو کیٹی دوبارا اسی گلی میں آ گئی جس گھ

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورت نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:
"وشالی بیٹی دودھ یہاں رکھو اور تم ذرا اوپر والے کمرے کی جا کر صفائی کرو۔ میں ابھی تمہیں بلوا لوں گی۔"
وشالی نے کیٹی کی طرف دیکھ کر پوچھا:
"اماں! یہ لڑکی کون ہے؟"
عورت بولی: "یہ مسافر لڑکی ہے۔ اسے بھوک لگی تھی۔ میں نے اسے دودھ پلانے کے لیے بلا لیا ہے۔ اس کا نام کیٹی ہے۔"
کیٹی نے غور سے وشالی کی طرف دیکھا۔ تو یہ وہ کنواری لڑکی تھی جو یقیناً غیبی لاش کا اگلا شکار بننے والی تھی۔
کیٹی نے مسکرا کر وشالی کو سلام کیا اور کہا:
"اماں وشالی بہن! میرا نام کیٹی ہے اور میں۔"
عورت نے وشالی سے بات کاٹ کر کہا:
"بیٹی جا اوپر جا کر کمرے کی صفائی وغیرہ کر۔ میں کیٹی کو خود دودھ پلا دوں گی۔"
وشالی نے مسکراتے ہوئے دودھ کا کٹورہ چوکی پر رکھ دیا اور خود اوپر والے کمرے کی طرف چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی وشالی کے باپ نے پوچھا:

"بیٹی! تم کون سی خاص بات ہم سے کرنے آئی ہو؟"
وشالی کی ماں کچھ فکر مند سی ہو گئی تھی۔ کہنے لگی:
"خیریت تو ہے نا بیٹی؟"
کیٹی نے کہا:
"سب خیریت ہے ماں جی۔"
"دیوتاؤں کا احسان ہے بیٹی۔"
یہ کہہ کر وشالی کی ماں نے مٹی کے گلاس میں دودھ بھر کر کیٹی کو دیا۔ کیٹی نے میٹھے دودھ کا ایک گھونٹ بھرا اور گلاس چوکی پر رکھ دیا اور بولی:
"ماں جی! آپ کی بیٹی وشالی ابھی کنواری ہے نا؟"
"ہاں بیٹی۔ مگر۔ مگر کیا بات ہے؟ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"
وشالی کی ماں نے گھبرا کر سوال کیا۔ وشالی کا باپ بھی کچھ پریشان سا ہو کر کیٹی کو تکنے لگا۔
کیٹی نے کہنا شروع کیا:
"ماں جی! بات اصل میں یہ ہے کہ کل رات اس گاؤں کی ایک کنواری لڑکی عتیکا کو ایک جن بھوت اٹھا کر لے گیا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہی ہو گا۔"
وشالی کی ماں اور باپ دونوں کے چہرے اتر گئے۔
ماں نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر اس میں ہماری بیٹی کا تو کوئی قصور نہیں بیٹی وہ تو لوگ کہتے ہیں کہ اس کے سر پر کسی جن کا سایہ تھا اور وہ جن اسے اُٹھا کر لے گیا ہے۔"

کیٹی بولی: "میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنے آئی ہوں کہ وہی جن آج کی رات آپ کی لڑکی وشالی کو بھی اٹھا لے جائے گا۔"

وشالی کی ماں اور باپ تو ایک دم چونک پڑے۔ باپ نے لڑکھڑاتی زبان میں کہا:

"یہ۔ یہ کیسے۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ میری بیٹی پر کبھی کسی جن کا سایہ نہیں تھا۔ پھر۔ پھر میری بیٹی؟"

وشالی کی ماں بیچ میں بول اُٹھی:

"تمہیں کیسے معلوم ہے کہ میری بیٹی کو جن اُٹھائے جائے گا؟ تم کون ہو؟"

کیٹی نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھ دیا اور کہا:

"ماں جی! ایک بات کا پوری طرح یقین کر لیں کہ میں آپ بیٹی، آپ کی ہمدرد بن کر یہاں آئی ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ آج آدھی رات کے بعد ثابت بھی ہو جائے گا۔ یہ میں آپ کو ابھی نہیں بتا سکتی کہ جن کہاں سے آئے گا اور آپ کی بیٹی کو اٹھا کر کہاں لے جائے گا۔"

وشالی کے باپ نے کسی قدر غصے میں آ کر کہا:

"تو پھر تم ہمارے پاس کس لیے آئی ہو؟"

کیٹی نے بڑے تحمل سے کہا:

"بابا جان! میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ کی بیٹی وشالی کو جن کے چنگل میں نہ پھنسنے دوں۔ اس کی گرفت سے وشالی کو بچا لوں۔"

وشالی کی ماں اور باپ دونوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ باپ بولا:

"یہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے۔ اس جن کے بارے میں تو بتایا گیا ہے کہ وہ نظر نہیں آتا اور جب اس نے لڑکی کو بستر پر سے اٹھایا تو لڑکی بھی غائب ہو گئی تھی۔ اگر تم واقعی سچ کہہ رہی ہو تو تم اس نظر نہ آنے والے جن سے ہماری بچی کو کیسے بچا سکو گی؟ نہیں نہیں۔ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ کوئی جن میری بچی کو اٹھانے نہیں آئے گا میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔ اور پھر ہماری بچی کا قصور ہی کیا ہے۔"

ned by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماں نے بھی کہا:

"ہاں ہاں۔ آخر ہماری وشالی کا کیا قصور ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"میری بات غور سے سنیں۔ قصور یہ ہے کہ وشالی کنواری دوشیزہ ہے۔ یہ جن جو نظر نہیں آتا ایک شیطانی طاقت کے اشارے پر اس بستی کی ساتوں کی ساتوں کنواری لڑکیوں کو باری باری اغوا کر کے ایک خاص مقام پر لے جانے والا ہے۔ کل عقیکا اغوا ہوئی ہے۔ آج رات آپ کی بیٹی وشالی کی باری ہے۔"

ماں بے چاری تو رونے بیٹھ گئی۔ بات ہی ایسی تھی باپ ابھی تک غصے میں تھا۔ جب کیٹی نے مزید دو تین باتیں کیں تو اس کا غصہ تو دور ہو گیا مگر اب وہ بھی بے حد غمگین اور پریشان ہو گیا۔ آخر کوئی باپ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیٹی کو کوئی جن اٹھا کر لے جائے۔ اس نے کیٹی سے رحم طلب لہجے میں کہا:

"بیٹی! تو میری بچی کو اس جن کے پنجے سے کیسے بچا سکتی ہے؟"

کیٹی نے بڑے سکون سے ایک گہرا سانس لیا اور بولی:

"آج رات آپ کی بیٹی وشالی اس گھر میں نہیں سوئے گی۔ اس کی جگہ اس کے بستر پر میں خود وشالی بن کر سوؤں گی۔"

وشالی کی ماں اور باپ دونوں یوں کیٹی کی طرف دیکھنے لگے جیسے کیٹی نے ابھی ابھی جو کچھ کہا تھا اسے اس پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"یہ — یہ تم کیا کہہ رہی ہو بیٹی؟"

ماں نے حیرانی سے کہا:

کیٹی بولی: "ماں جی! میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ آج رات وشالی کی جگہ اس کے بستر پر میں لیٹوں گی۔"

باپ نے کہا:

"بیٹی! اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو پھر اس طرح تو جن تمہیں اٹھا کر لے جائے گا۔"

کیٹی نے مسکرا کر کہا:

"یہی تو میں چاہتی ہوں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

باپ نے تعجب سے پوچھا۔

کیٹی بولی: "میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جن اصل میں کون ہے اور وہ کنواری لڑکیوں کو اٹھا کر کہاں لے جاتا ہے۔ یوں میں اسی گلی سے اغوا کی گئی کنواری لڑکی عتیکا کا بھی معمہ حل کرنا چاہتی ہوں۔ اسے بھی واپس لا کر اس کی ماں کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔"

وشالی کی ماں نے کہا:

"بیٹی! اس طرح تو تمہاری زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔"

کیٹی نے کہا:

"آپ میری زندگی کی فکر نہ کریں۔ کیونکہ یہ کام ہوائے میرے دوسری کوئی عورت کر بھی نہیں سکتی اور پھر کسی دوسرے انسان کی جان بچانے کے لیے انسان کو اپنی زندگی خطرے میں ڈالنی ہی پڑتی ہے۔"

دونوں ماں باپ چپ ہو گئے۔

کیٹی نے کہا:

"آپ یہ بتائیں کہ کیا وشالی کو آپ صرف ایک دو دن کے لیے کسی رشتے دار کے ہاں بھیج سکتے ہیں۔ یہ رشتے دار اس بستی سے دور ہونا چاہیے۔"

وشالی کی ماں نے کہا:

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ میری ایک بہن یہاں سے ایک دن کے فاصلے پر رہتی ہے میں وشالی کو آج ہی اس کے ہاں بھجوائے دیتی ہوں۔"

کیٹی بولی: "بس یہ کام سب سے پہلے کریں۔ وشالی کو ابھی کچھ نہ بتائیں۔ میں اب جاتی ہوں۔ شام کو پھر آؤں گی۔"

کیٹی اٹھ کر چلی گئی۔ وہ بستی سے نکل کر سیدھی سیاہ پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئی۔ بستی سے نکلتے ہی ریت پر غیبی لاش کے قدموں کے نشان دیکھے۔ یہ نشان پہلے نشانوں سے زیادہ گہرے تھے۔ کیوں کہ غیبی لاش نے ایک لڑکی کو بھی اٹھا رکھا تھا۔ کیٹی ان نشانوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ یہ سیدھے سیاہ پہاڑ کی طرف جا رہے تھے۔ کیٹی نے اس وقت پہاڑ کے معبد کی طرف جانا مناسب نہ سمجھا اور واپس بستی میں آ گئی۔ کچھ دیر تک تو وہ بستی کے بازاروں میں گھومتی رہی۔ جگہ جگہ لوگ بستی کی لڑکی کو جن کے اٹھا لے جانے پر چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ یہ انتہائی توہم پرست اور کمزور عقیدے کے لوگ تھے۔ ہر کوئی جن کے نام سے سہما ہوا تھا۔ کئی ایک تو کہہ رہے تھے کہ ہم نے اپنی بچیوں کو دوسری جگہ پہنچانے کا بندوبست کر لیا ہے۔

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی ایک مندر میں آ گئی۔ یہاں کئی مرد اور عورتیں دیوی دیوتاؤں کی مورتیوں کے آگے بھجن گا رہی تھیں اور بستی کو جن کی مصیبت سے بچانے کے لیے دعائیں مانگ رہی تھیں۔ کیٹی کے پاس اور کوئی جگہ نہیں تھی جہاں وہ دن گذار سکے۔ چنانچہ وہ اس مندر میں داخل ہو کر ایک جگہ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

دوپہر کے وقت وہاں لوگوں میں روٹیاں اور دودھ تقسیم کیا گیا۔ کیٹی کو بھی مندر کے ایک پجاری نے دودھ کا کٹورہ اور روٹی پیش کی۔ یہ پجاری بڑی گہری نگاہوں سے کیٹی کو دیکھ رہا تھا۔ کیٹی کی آنکھیں بڑی خوبصورت تھیں اور ویسے بھی وہ خلائی لڑکی تھی اور دنیا کی لڑکیوں کے مقابلے میں زیادہ دلکش رکھتی تھی۔ کیٹی منہ پھٹ لڑکی بھی تھی۔ اس نے موٹے پجاری کی توند کو انگلی سے دباتے ہوئے پوچھا:

"کیوں پجاری جی! یہ پیٹ کتنے دنوں میں موٹا ہوا ہے؟"

پجاری کھی کھی کر کے ہنستا ہوا آگے نکل گیا۔

کیٹی شام تک مندر میں بیٹھی رہی۔ جب سورج غروب ہو گیا تو وہ مندر سے نکلی اور وشالی کے گھر کی طرف چل پڑی۔ وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وشالی کو اس کے ماں باپ نے اپنے رشتے داروں کے ہاں بھجوا دیا تھا۔

ویسے دونوں بڑے پریشان تھے اور کیٹی کی تاکید کے مطابق انہوں نے اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کیا تھا۔ کیٹی کو دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔ وشالی کی ماں نے فوراً چوکی لا کر بچھا دی اور کیٹی کے سامنے دودھ اور بالائی رکھی۔

"بیٹی ہمیں دن بھر تمہارا انتظار رہا۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر ماں جی! میں تو کہہ گئی تھی کہ شام کو آؤں گی۔"

وشالی کا باپ کہنے لگا:

"بیٹی! پھر بھی ہمارے دل کو چین نہیں آ رہا تھا۔ وشالی کو تو ہم نے تمہارے جانے کے بعد ہی اپنے ایک رشتے دار کے ساتھ یہاں سے روانہ کر دیا تھا۔ اب ہمیں تمہاری فکر لگی ہوئی ہے کہیں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے بیٹی۔"

وشالی کی ماں بھی فکر مند ہو کر بولی:

"بیٹی! کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جن میری بیٹی وشالی کو نہ پا کر شور مچا دے اور پھر اسے اغوا کرنے میرے رشتے داروں کے گھر پہنچ جائے؟"

اس خیال سے وشالی کا باپ بھی کافی پریشان تھا۔

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا:

"اس کی آپ فکر نہ کریں۔ یہ جو غیبی جن ہے۔ یہ بستی کی کنواری لڑکیوں کی شکلوں سے واقف نہیں ہے۔ وہ صرف رات کو بالوں کی ٹوپی بنا کر سونے کی نشانی پر کنواری لڑکیوں کے بستروں کی طرف آتا ہے۔ اور میرے ساتھ جو ہو گا اس کی بھی آپ فکر مت کریں۔ میں سب کچھ سنبھال لوں گی۔"

ماں نے کہا:

"بیٹی! اس جن سے ہمیں تو کوئی خطرہ نہیں ہے میرا مطلب ہے وہ ہمیں تو جان سے نہیں مار ڈالے گا؟"

کیٹی نے کافی دیر تک انہیں سمجھایا۔ تب کہیں جا کر دونوں کی تسلی ہوئی اور انہوں نے کیٹی کے آگے کھانا رکھا۔ کیٹی نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔ گرم پانی سے غسل کر کے دوسرے کپڑے پہنے اور وشالی کی ماں نے خاص طور پر کیٹی کے بال کنواری لڑکیوں کی طرح بنا کر اسے ٹوپی کی شکل میں کیٹی کے سر کے گرد باندھ دیا۔ پھر اسے خاص قسم کا عطر لگایا جو کہ غیر شادی شدہ لڑکیاں ہی وہاں لگایا کرتی تھیں۔

کیٹی اوپر سے بڑے خوش گوار موڈ میں باتیں کر رہی تھی مگر اندر سے اسے بھی خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ نہ جانے غیبی لاش اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ ظاہر ہے غیبی لاش کیٹی کو نہیں جانتی تھی اور اسے یقین تھا کہ غیبی لاش بستی کی کنواری لڑکیوں کو بھی شکل سے نہیں پہچانتی۔ اور وہ صرف بالوں کی بناوٹ کی نشانی پر ہی کنواری لڑکی کو اٹھانے آتی ہے۔ اس کا ذکر شیطانی سیاہ پوش لیڈر غیبی لاش سے اپنی گفتگو کے دوران کر بھی چکا تھا۔ اسی لیے کیٹی خود کو شکار بنانے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ تاہم کیٹی کو ایک بات کا حوصلہ تھا کہ غیبی لاش اس کا گلا بھی دبانے کی کوشش کرے گی تب بھی وہ مر نہیں سکے گی۔ ہاں اگر اسے آگ میں ڈال دیا گیا تو وہ مر سکتی ہے۔ مگر کیٹی اتنی آسانی سے آگ میں گرنے والی شے نہیں تھی۔

وشالی گھر کی چھت پر اکیلی سوتی تھی۔ رات کو جب اندھیرا چھانے لگا اور بستی کے گھروں میں ایک ایک کر کے چراغ گل ہوتے گئے تو وشالی کی ماں نے اپنی بیٹی وشالی کا بستر چھت پر لگا دیا۔ کیٹی کو وشالی ہی کے کپڑے پہنا دیئے گئے تھے۔ اسی کی چادر کیٹی نے اوڑھ رکھی تھی۔

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ چھت پر جا کر بستر پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر تک وشالی کی ماں اس سے باتیں کرتی رہی۔ اور وہ اسے بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ جن کو کہنا کہ ہمارے گھر پر کوئی آفت نازل نہ کرے۔ کیٹی اٹ وشالی کی ماں کی ڈھارس بندھا رہی تھی۔ حالانکہ وہ خود موت کے منہ میں جا رہی تھی۔

اس کے بعد وشالی کی ماں چلی گئی۔ کیٹی بستر پر لیٹ گئی۔ اس نے اپنے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ اس کے بالوں کی ٹوپی سی بنی ہوئی تھی جس طرح کہ اس زمانے کی کنواری لڑکیاں رات کو سوتے وقت اپنے بال بنایا کرتی تھیں۔ کیٹی کا دل یہ سوچ کر کچھ بوجھل سا ہو رہا تھا کہ غیبی لاش جب اسے اٹھا کر شیطانی لیڈر کی خفیہ کمین گاہ میں لے جائے گی تو وہاں اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ پھر اسے پہلی رات اغوا ہونے والی کنواری لڑکی فلسکا کا خیال آنے لگا کہ وہ کس حالت میں ہوگی۔ بہرحال کیٹی کو اپنی جان کی بازی لگا کر ہی بستی کی کنواری لڑکیوں کو شیطانی سیاہ پوش کے ناپاک عزائم سے بچانا تھا۔ وہ ستاروں کو دیکھنے لگی۔ اسے خیال آیا کہ ان ہی میں ایک سیارہ اس کا اپنا وطن ہے۔ کاش! وہ کبھی اپنے سیارے پر جا کر امن سکون سے آباد ہو سکتی۔ مگر اس کے سیارے کی مخلوق تو اس

کی جان کی دشمن بن چکی تھی۔ کیٹی کو اب عنبر کا خیال آنے لگا۔ نہ جانے اس کی گمشدگی کے بعد عنبر پر کیا گذری ہوگی۔ وہ کس عالم میں ہوگا؟ اسے کہاں کہاں تلاش کرتا ہوگا۔ پھر اسے ناگ ماریا اور تھوسانگ کی یاد ستانے لگی۔ ان لوگوں سے بچھڑے ایک مدت گذر گئی تھی۔ ان میں سے کسی ایک دوست کی اسے کبھی خوشبو بھی نہیں آئی تھی۔ کیٹی نے دل میں عنبر ناگ ماریا کے لیے کی اور آنکھیں بند کر لیں۔

رات آہستہ آہستہ گذرتی جا رہی تھی۔ بستی پر خاموشی گہری ہو رہی تھی۔ بستی میں چوکیدار کی موت پر بھی لوگ بڑے پریشان تھے۔ دوسرا کوئی چوکیدار آج کی رات نہیں آیا تھا۔ کسی چوکیدار کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ وقت گذرتا جا رہا تھا۔ رات کا سناٹا ہولناک شکل اختیار کر رہا تھا۔ پھر موت ایسی ڈراؤنی خاموشی سے بستی کو اپنی سیاہ چادر میں لپیٹ لیا۔ کسی طرف سے معمولی سی آہٹ کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ رات کا سناٹا جیسے سن سنا رہا تھا۔ کیٹی جاگ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ غیبی لاش کے آنے میں اب زیادہ دیر نہیں ہے۔ رات آدھی گذر چکی تھی

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور غیبی لاش سیاہ پہاڑ والے معبد سے اس کی طرف روانہ ہو چکی ہو گی۔ نیچے گلی میں بھی ویرانی چپ چاپ چھائی ہوئی تھی۔ کیٹی کا دل اچانک زور سے دھڑک اٹھا اسے چھت پر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔

○

پانچ کنواریاں، پانچ تابوت

یہ بھاری چاپ غیبی لاش کی تھی۔

کیٹی نے چادر کا پلو پہلے ہی سے اپنے چہرے سے ہٹا رکھا تھا۔ اس نے ذرا سی آنکھ کھول کر چھت پر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا مگر قدموں کی بوجھل چاپ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کیٹی کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ کیٹی کو محسوس ہو رہا تھا کہ خوف کے مارے اس کی چیخ نکل جائے گی۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے خوف پر قابو پایا۔ غیبی لاش کے قدموں کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی چاپ اس کی چارپائی کے قریب آ کر رُک کیٹی نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

اسے اپنے چہرے پر بے ترتیب اکھڑے ہوئے کھردرے سانس کی ٹھنڈی لہر محسوس ہوئی۔ غیبی لاش اس کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔ پھر جونہی غیبی لاش نے اپنا کٹا پھٹا ٹھنڈا یخ ہاتھ کیٹی کے ماتھے پر رکھا تو کیٹی کے حلق سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ غیبی لاش نے اسی وقت کیٹی کے منہ پر اپنا بھاری، ٹھنڈا، کھردرا ہاتھ رکھ دیا۔ کیٹی چپ ہو گئی۔ اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ غیبی لاش نے کیٹی کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور چھت پر سے ہوتی دوسری طرف سے نیچے اتر کر ویران اندھیری گلی میں آ گئی۔ حیرانی کی بات کیٹی کے لیے یہ تھی کہ غیبی لاش کے کاندھے پر آنے سے وہ خود بھی اپنے آپ کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ اگرچہ اسے گلی کا فرش، رات کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے مکان صاف دکھائی دے رہے تھے۔

غیبی لاش کی رفتار تیز تھی اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی بستی کے مکانوں سے نکل کر صحرا میں آ گئی۔ اس کا رُخ سیاہ پہاڑ والا شیطانی معبد تھا۔ لاش کا جسم ٹھنڈا تھا اور یہ ٹھنڈک کیٹی کو اپنے جسم میں بھی اتر کرتی محسوس ہو رہی تھی۔ غیبی لاش نے دیکھتے دیکھتے صحرا کا ویران علاقہ عبور کر لیا۔ سامنے سیاہ پہاڑ نظر آنے لگا۔ تاریک رات میں پہاڑ بے حد ڈراؤنا لگ رہا تھا۔ کیٹی دم سادھے اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کیے غیبی لاش کے کاندھے پر لٹک رہی تھی۔

معبد کا دروازہ بند تھا۔ جونہی غیبی لاش اس کے نزدیک پہنچی۔ دروازہ اپنے آپ ایک چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔ لاش کیٹی کو لے کر اندر داخل ہو گئی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ اندھیرے میں کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک تاریک اور تنگ غار میں سے گذر رہی ہے۔ یہاں اسے غیبی لاش کے خرخراتے سانس کی آواز صاف سنائی دینے لگی تھی۔ آگے غار کے موڑ پر مشعل روشن تھی۔ یہاں پتھروں میں بنا ہوا دروازہ بنا تھا۔ غیبی لاش اس کے اندر داخل ہو گئی۔ اب کیٹی کو شیطانی لیڈر کی بھاری رعب دار آواز سنائی دی۔

"کولاش! اس کنواری لڑکی کو تخت پر ڈال دو۔"

کیٹی کو کولاش نے ایک تخت پر ڈال دیا۔ کیٹی نے ذرا سی آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہ ایک نیچی چھت والا نیم روشن تہہ خانہ سا تھا جس میں کہیں بھی کوئی روشندان یا کھڑکی نہیں تھی۔ دیواریں پتھر کی تھیں۔ اور سیاہ دکھائی دے رہی تھیں۔ تخت پر لیٹتے ہی کیٹی کو اپنا جسم نظر آنے لگا تھا۔ غیبی لاش کیٹی کو بالکل نظر نہیں آ رہی تھی۔ سامنے تہہ خانے کے تکونے دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ شیطانی سیاہ پوش لیڈر اپنے ساتھی کے پاس کھڑا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں غیبی لاش کی دی ہوئی انگوٹھی کا نگینہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشعل کی روشنی میں چمک رہا تھا۔
شیطانی سیاہ پوش بولا:
"مُردہ کو لاکش! اس انگوٹھی کی مدد سے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے سوا تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ تم بستی کی دو کنواری لڑکیوں کو اغوا کر چکے ہو۔ ابھی تمہیں تین مزید لڑکیاں اغوا کر کے یہاں لانی ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔؟"
غیبی لاش کی خرخراہٹ نما آواز بلند ہوئی:
"معلوم ہے۔ میں تمہارے حکم کا پابند ہوں۔"
شیطانی لیڈر بولا:
"اب تم واپس اپنی قبر میں چلے جاؤ اور کل رات تیسری کنواری لڑکی کو اغوا کر کے یہاں لے آنا۔ میں تمہارا معبد کی سرنگ میں انتظار کروں گا۔"
کیٹی چپ چاپ تخت پر سیدھی لیٹی تھی۔ وہ اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کیے ہوئے تھی۔ اس کو غیبی لاش کے بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی۔ شیطانی لیڈر دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ چونکہ وہ غیبی لاش کو دیکھ رہا تھا۔ اس لیے اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ غیبی لاش تہہ خانے سے نکل کر باہر سرنگ میں چلی گئی۔ پھر اس کے قدموں کی آواز غائب ہو گئی۔
شیطانی لیڈر اب کیٹی کے پاس آیا اور اسے جھک کر دیکھنے لگا۔ پھر اپنے ساتھی سے بولا:
"شمعون! یہ لڑکی پہلی لڑکی سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اسے خصوصی پوجا اور قربانی کے لیے رکھا جائیگا۔"
سیاہ پوش شمعون نے کہا:
"آقا! کیا اسے اپنے دیوتا شیطان کی مورتی کے قدموں میں نہ لے جاؤں؟ دیوتا اسے دیکھ کر خوش ہو گا۔"
سیاہ پوش لیڈر بولا:
"نہیں ابھی نہیں۔ جس روز اس کا خون نکالا جائے گا اسی روز اپنے آقا شیطان کی مورتی کے پاس لے جائیں گے۔ ابھی اسے سرنگ کی آخری کوٹھڑی میں بند کر دو۔"
شمعون نے کہا:
"آقا! یہ ابھی تک بے ہوش ہے۔"
سیاہ پوش لیڈر بولا:
"صبح تک اسے ہوش آ جائے گا۔"
سیاہ پوش شمعون نے اسی وقت تالی بجائی۔ چار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش اندر آ گئے۔ انہوں نے کیٹی کو اٹھایا اور سرنگ میں سے ہو کر کوٹھڑی میں لے آئے۔ یہاں فرش پر پتھروں کا ایک چبوترہ بنا تھا۔ چبوترے پر قالین کا ایک ٹکڑا بچھا تھا۔ چبوترے کے سرہانے کی طرف ایک موم بتی روشن تھی۔ کیٹی تھوڑی سی آنکھ کھول کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

سیاہ پوش آدمیوں نے کیٹی کو اس چبوترے پر لٹا دیا شمعون پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے حکم دیا:

"اس کو یہیں رہنے دو۔ چلو واپس۔"

تمام سیاہ پوش چپ چاپ سر جھکائے باہر نکل گئے۔ کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے باہر کھٹکا لگا دیا گیا۔ ان کے جاتے ہی کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور قالین پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کوٹھڑی بہت چھوٹی سی تھی۔ کسی جانب سے اندر تازہ ہوا آ رہی تھی مگر پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ ہوا کہاں سے آ رہی ہے۔ کیٹی کو یہ بھی احساس تھا کہ ہو سکتا ہے کسی خفیہ جگہ سے کوئی سیاہ پوش اس کی حرکات کا جائزہ لے رہا ہو۔ اس لیے وہ یوں ظاہر کرنے لگی جیسے ایک اجنبی جگہ پر آ جانے سے سخت پریشان ہے۔

لیکن حقیقت میں وہ گہری نگاہوں سے ایک ایک چیز کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس نے سیاہ پوش لیڈر کی زبان سے یہ بھی سن لیا تھا کہ اسے خاص طور پر شیطان کی مورتی کے حضور قربان کرنے کے لیے رکھا گیا تھا اور اس کا خون بھی نکالا جانے والا تھا۔ کیٹی کا خون سرخ نہیں تھا۔ چوں کہ وہ خلائی مخلوق تھی اور اس کے خون میں تانبے کے عنصر کی آمیزش زیادہ تھی۔ اس لیے اس کے خون کا رنگ نیلا تھا۔ مگر خون نکالنے کی گھڑی آنے سے پہلے ہی کیٹی اپنے مشن کو مکمل کر دینا چاہتی تھی۔ اس کا مشن اس شیطانی ٹولے کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا اور دوسری کنواری لڑکی عتیکا کو حفاظت سے یہاں سے نکال کر واپس لے جانا تھا۔ اس مشن کو کامیاب بنانے کے لیے بڑی عقلمندی اور حکمتِ عملی کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اس میں کنواری لڑکی عتیکا کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ کیٹی کو ابھی تک یہ بھی علم نہیں ہو سکا تھا کہ عتیکا کس جگہ پر قید ہے۔ اور اس کمین گاہ میں شیطان کے کتنے خبیث چیلے رہتے ہیں۔

کیٹی کو سرنگ میں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے تخت پر سیدھی لیٹ گئی۔ دروازے کا کھٹکا باہر سے اٹھایا گیا۔ پھر دروازہ کھلا اور ایک سیاہ پوش ہاتھ میں سیاہ پیالہ تھامے اندر داخل ہوا۔ موم بتی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روشنی میں کیٹی نے دیکھا کہ سیاہ پوش کے نقاب کے سوراخوں میں اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ کیٹی نے بول اپنا سر ادھر ادھر ہلایا جیسے اسے ہوش آ رہا ہے۔

سیاہ پوش نے پیالہ چبوترے پر ایک طرف رکھا اور کیٹی کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا:

"اٹھو۔ ہوش کرو۔ یہ مشروب پی لو۔"

کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور مصنوعی گھبراہٹ کے ساتھ کہا:

"تم لوگ مجھے کہاں لے آئے ہو؟ میرے ماں باپ کہاں ہیں؟"

پھر بناوٹی آنسو بہاتے ہوئے بولی:

"مجھے میرے گھر پہنچا دو۔ مجھے میرے ماں باپ کے پاس لے چلو۔"

سیاہ پوش نے کیٹی کی گردن پر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے رکھ دیئے اور انہیں ذرا زور سے دباتے ہوئے کہا:

"خبردار اگر اب کبھی اپنے ماں باپ کا نام لیا۔ وہ تمہارے لیے مرگئے ہیں۔ اب تم اسی جگہ رہو گی۔"

کیٹی نے ہاتھ جوڑ دیئے:

"بھائی! دیوتا تمہارا بھلا کریں۔ مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ۔ میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔"

سیاہ پوش نے کیٹی کی گردن چھوڑ دی۔ کیٹی پر اگرچہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ پھر بھی محض ظاہر کرنے کے لیے کیٹی نے گلے سے خرخراہٹ کی آواز نکال کر کہا:

"مجھے نہ مارو۔ مجھے نہ مارو۔ تم جو کہو گے میں وہی کروں گی۔"

سیاہ پوش درندے نے اپنے ہاتھ کیٹی کی گردن سے اٹھا لیے۔ اسے چبوترے پر بٹھایا اور مشروب کا پیالہ دیتے ہوئے کہا:

"اسے پی جاؤ۔ یہ تمہارے جسم کو طاقت دے گا۔"

کیٹی کے جسم میں پہلے ہی بہت طاقت تھی۔ پھر بھی اس نے مشروب کا پیالہ تھام کر مشروب پینا شروع کر دیا۔ مشروب تیز تھا۔ کیٹی کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔ مگر اس نے کسی نہ کسی طرح یہ مشروب پی لیا۔ سیاہ پوش اپنی جگہ پر کھڑا کیٹی کو مشروب پیتے دیکھ رہا تھا۔ پیالہ خالی کر کے کیٹی نے پوچھا:

"تم لوگ کون ہو بھائی! مجھے یہاں کس لیے پکڑ لائے ہو؟"

سیاہ پوش نے خالی پیالہ اٹھاتے ہوئے سختی سے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شیطانی لیڈر جھک کر کیٹی کی انگلی کو دیکھنے لگا۔ واقعی کیٹی کی انگلی پر جہاں خنجر کا زخم لگا تھا وہاں سے نیلے خون کے قطرے نکل کر کٹوری میں ٹپک رہے تھے۔

"یہ کیا معمہ ہے؟ اس لڑکی کا خون سرخ کیوں نہیں ہے؟ شمعون۔ اس کے پاؤں میں سے خون نکالو۔"

شمعون نے پاؤں میں خنجر کا زخم لگایا تو وہاں سے بھی نیلا خون ٹپکنے لگا۔ اب تو شیطانی لیڈر سکتے میں آ گیا۔ اس نے شیطان کی مورتی کے آگے سجدہ کیا اور بولا:

"عظیم دیوتا! یہ کیا راز ہے۔ یہ لڑکی کون ہے؟ اس خون سرخ کیوں نہیں؟"

شیطان کی مورتی بھلا کیا جواب دے سکتی تھی۔ شیطانی لیڈر نے خود ہی چلا کر کہا:

"میرے دیوتا! تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس لڑکی کا خون خوف کے مارے نیلا پڑ گیا ہے۔"

وہ شمعون کی طرف دیکھ کر بولا:

"شمعون! اسے تابوت میں ڈال دو۔ دو روز بعد اس کا خون سرخ ہو جائے گا۔ اس وقت اس کے خون کا نذرانہ عظیم دیوتا کے حضور پیش کیا جائے گا۔"

شمعون نے کٹوری ایک طرف رکھی۔ کیٹی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور دیوار کے ساتھ جو پانچ تابوت لگے تھے ان میں سے ایک تابوت کا ڈھکنا کھول کر کیٹی کو اس کے اندر لٹا کر اوپر سے ڈھکنا بند کر دیا۔ کیٹی کو شیطانی لیڈر کی آواز آئی:

"دوسری کنواری لڑکی اپنے تابوت میں سو رہی ہے نا؟"

"ہاں میرے آقا۔ اسے رات کو دوبارا مشروب پلا دیا گیا تھا۔"

"شاباش! اب قبرستان کی طرف چلو۔ رات ہونے والی ہے۔ ہمیں لاش کو تیسری لڑکی اغوا کرنے کے لیے بستی کی طرف بھیجنا ہے۔"

یہ شیطانی لیڈر کی آواز تھی۔ کیٹی نے تابوت کے اندر لیٹے ہی اپنی آنکھیں کھول دی تھیں۔ دونوں شیطانی سیاہ پوشوں کے قدموں کی چاپ مورتی کی کوٹھڑی سے باہر نکل کر سرنگ میں غائب ہو گئی۔ کچھ دیر کیٹی تابوت میں خاموش لیٹی رہی۔ نیلے خون کا معاملہ اپنے آپ ختم ہو گیا تھا۔ اگر شیطان کی مورتی میں جان ہوتی تو وہ اپنے چیلے کو ضرور بتا دیتی کہ کیٹی خلائی مخلوق ہے۔ مگر کبھی مورتیاں بھی بولا کرتی ہیں بھلا؟ یہ سب کچھ بڑا انسان ہی اپنے خبیث ارادوں کو پکارتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ انسان کو اپنے ذہن میں برے خیال کو کبھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھول کر بھی نہیں لانا چاہیئے۔ کیوں کہ ایک بار کوئی بُرا خیال انسان کے ذہن میں گھس آئے تو وہ وہیں اپنا گھر بنا لیتا ہے اور اس کو بھی بُرا بنا دیتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ بُرے خیالات سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ جب کبھی کوئی بُرا خیال آئے اسے فوراً لاحول ولا قوۃ پڑھ کر ذہن سے بھگا دینا چاہیے

شیطان کی مورتی بھی اس شیطانی لیڈر کے بُرے ارادوں کا مجسمہ تھا۔ یہ خیال شیطانی لیڈر کے اپنے ارادوں نے اسے سجھایا تھا کہ کیٹی کا خون خوف کے مارے نیلا پڑ گیا ہے۔ شیطان کی مورتی کیسے بول سکتی تھی؟ مورتیاں اور بُت کبھی نہیں بولا کرتے۔ اسی لیے اسلام نے بُت پرستی کو کفر قرار دیا ہے۔

کیٹی کو ایک خوش خبری ضرور مل گئی تھی کہ اس سے پہلے اغوا ہونے والی کنواری لڑکی ابھی تک بھی اسی کوٹھڑی میں رکھے کسی تابوت میں بند تھی۔ اگرچہ وہ نیند والی دوا کے اثر میں تھی۔ کیٹی اس سے بات کرنا اور اسے تسلی دینا چاہتی تھی۔ اس نے کان لگا کر سنا۔ باہر کسی کے قدموں یا کسی کے بولنے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی نے ہاتھ اوپر اٹھا کر تابوت کے ڈھکنے کو آہستہ سے اوپر کی طرف دھکیلا۔ تابوت کا ڈھکنا ذرا سا چرچرایا اور پھر کھل گیا۔ کیٹی تابوت سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی قدرتی طور پر اس کی نگاہ قربان گاہ کی کوٹھڑی کے دروازے کی طرف گئی۔ دروازہ بند تھا۔ پھر بھی کیٹی اپنے اطمینان کے لیے دروازے کے پاس آئی۔ اس کی درز میں سے جھانک کر باہر سُرنگ میں دیکھا۔ سرنگ کے کونے میں جو مشعل جل رہی تھی اس کی دھندلی روشنی میں سرنگ خالی پڑی دکھائی دے رہی تھی۔

کیٹی واپس مڑی تو اس کی نگاہ شیطان کی مورتی پر پڑی۔ مورتی کے چہرے پر سیاہ نقاب پڑا تھا۔ اس کے دونوں بازو باہر نکلے ہوئے تھے۔ یہ سیاہ پتھر کے بازو تھے۔ قدموں کے درمیان موم بتی روشن تھی۔ ایک ہاتھ میں چکر تھا اور دوسرے ہاتھ میں خنجر۔ کیٹی نے اپنی انگلی کے زخم کو دیکھا۔ زخم اپنے آپ مل گیا تھا۔ کیٹی لپک کر تابوتوں کے پاس گئی۔ اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ کسی بھی وقت کوئی اندر داخل ہو سکتا تھا۔ کیٹی نے اپنے تابوت کے ساتھ والے تابوت کو اوپر سے آہستہ سے بجایا۔ اندر سے آواز کھوکھلی نہیں تھی۔

کیٹی نے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ کیا دیکھتی ہے کہ تابوت میں ایک نوجوان گورے رنگ کی لڑکی بالکل سیدھی لیٹی گردن ایک طرف کیے سو رہی ہے۔ تابوت کے پہلو میں ہوا کے لیے چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے تھے۔ یہ بستی کی پہلی اغوا ہونے والی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کنواری لڑکی عقبکا تھی۔ کیٹی نے عقبکا کو آہستہ سے ہلایا اور اس کے کانوں کے قریب منہ لے جا کر کہا:

"عقبکا! جاگو میں تمہاری بہن ہوں۔ جاگو عقبکا۔"

مگر عقبکا کو خواب آور دوائی پلائی گئی تھی۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ کیٹی نے ایک پرانا نسخہ اس پر آزمایا۔ اس نے اپنا منہ عقبکا کے منہ پر رکھ کر زور سے اس کے پھیپھڑوں میں پھونک ماری۔ عقبکا کھانسی اور اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اپنے اوپر ایک اجنبی لڑکی کو جھکے ہوئے دیکھ کر سہمی ہوئی آواز میں بولی:

"مجھے مارنا مت۔ مجھے مارنا مت۔ میری ماں مر جائے گی"

کیٹی نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی:

"عقبکا! میں تمہیں یہاں سے نکالنے آئی ہوں فکر مت کرو۔ بس اطمینان سے لیٹی رہو۔ میں یہاں سے فرار ہونے کی کوئی ترکیب سوچ رہی ہوں۔"

عقبکا پھٹی پھٹی نگاہوں سے کیٹی کو تک رہی تھی:

"تم۔ تم کون ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"یہ شیطان کے چیلے تمہاری طرح مجھے بھی یہاں اغوا کر کے لے آئے ہیں۔ مگر میں تمہاری طرح کمزور لڑکی نہیں ہوں۔ میں بہادر لڑکی ہوں۔ اس لیے یہاں سے بھاگنے کی ترکیب سوچ رہی ہوں۔"

عقبکا بولی: "تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام کیٹی ہے۔ تمہارا نام معلوم ہے۔ میں اس بستی کی نہیں ہوں۔ یہ لوگ مجھے دوسرے گاؤں سے اغوا کر کے لائے ہیں۔"

عقبکا نے آنسو بہاتے ہوئے کہا:

"یہ مجھے کیوں پکڑ لائے ہیں؟ میری ماں غم سے مر جائے گی۔ یہ مجھے قتل تو نہیں کریں گے؟"

کیٹی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:

"عقبکا! اگر تم نے یوں حوصلہ ہار دیا تو یہاں سے فرار نہ ہو سکو گی۔ میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ ہمت کرو۔ حوصلہ رکھو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

سرنگ میں قدموں کی آواز آئی۔

کیٹی نے کہا:

"کوئی آ رہا ہے۔ میں اپنے تابوت میں جاتی ہوں اب تم یہی ظاہر کرنا کہ تم سو رہی ہو۔"

یہ کہہ کر کیٹی جلدی سے اپنے تابوت میں آ کر لیٹ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قدموں کی آواز مورتی والی کوٹھڑی کے باہر آکر رک گئی۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ قدموں کی آواز تابوت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر کیٹی کو شیطانی لیڈر کی آواز سنائی دی:

"اسے تابوت سے نکالو۔"

تابوت کا ڈھکنا اُٹھا دیا گیا۔ شمعون نے کیٹی کو تابوت میں سے نکال کر ایک بار پھر اپنے کاندھے پر ڈالا اور شیطانی لیڈر کے ساتھ ساتھ چلتا کوٹھڑی سے باہر سرنگ میں آکر ایک طرف چلنے لگا۔ کیٹی کو کچھ خبر نہیں تھی کہ اسے یہ لوگ کہاں لیے جا رہے ہیں۔ سرنگ آگے جا کر ایک طرف کو گھوم گئی۔ یہاں تھوڑی سی ڈھلان آتی تھی۔ جہاں ڈھلان ختم ہوئی وہاں ایک لوہے کے جنگلے والا دروازہ لگا تھا۔ شیطانی لیڈر نے دروازہ کھول دیا۔ کیٹی کو وہاں دوسری کوٹھڑی میں لکڑی کے ایک تخت پر لا کر ڈال دیا گیا۔

شیطانی لیڈر نے اپنے ساتھی سے کہا:

"اگر کل صبح اس کے خون کا رنگ سرخ نہ ہوا تو ہم شیطان دیوتا کے آگے اس کی قربانی پیش نہیں کر سکیں گے۔ یہ لڑکی ہمارے لیے بے کار ہو گی۔ اسے ہم واپس اس کے گھر بھی نہیں پہنچا سکتے۔ اس لیے کل تک انتظار کرتے ہیں۔ اگر اس کے دل سے خون دُور ہو گیا اور اس کے خون کا رنگ دوبارا سُرخ ہو گیا تو اسے قربانی کے لیے واپس تابوت میں پہنچا دیں گے۔"

شمعون نے کہا:

"اور اگر اس کے خون کا رنگ نیلا ہی رہا تو؟"

شیطانی لیڈر بولا:

"تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ بیمار لڑکی ہے اسے قبرستان میں لے جا کر زندہ زمین کے اندر دفن کر دیں گے تاکہ ہمارا راز اس کے سینے میں اس کے ساتھ ہی دفن ہو جائے۔"

کیٹی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ کیٹی کو وہاں لٹا کر دونوں واپس چلے گئے۔ جاتے ہوئے وہ لوہے کے جنگلے والے دروازے کے باہر تالا لگانا نہیں بھولے تھے۔ کیٹی کے لیے نازک وقت آگیا تھا۔ اگر وہ کل تک کسی منصوبے پر عمل نہیں کرتی تو پرسوں یہ لوگ اسے اُٹھا کر قبرستان میں دفن کر دیں گے۔ دفن ہو جانے سے کیٹی کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا تھا۔ مگر یہ بہت بڑا نقصان تھا کہ وہ اس شیطانی کمین گاہ سے باہر ہو جائے گی اور اسے اندر آنے کے لیے ایک بار پھر جدوجہد کرنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑے گی۔ اس کا ذہن تیزی سے سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ تعجب کی بات ہے کہ اس کے ذہن میں کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ آج رات یہیں لاش بنتی کی تیسری کنواری لڑکی کو بھی اغوا کر کے لے آئے گی اور اسے تیسرے تابوت میں بند کر دیا جائے گا۔ یہ لوگ ان نصیب لڑکیوں کو ایسا تیز خواب آور مشروب پلا دیتے تھے کہ جس سے ان کے جسموں کی طاقت بھی بحال رہتی تھی اور انہیں گہری نیند بھی آ جاتی تھی۔ اگر کیٹی، عقبکا کے منہ پر منہ رکھ کر اس کے پھیپھڑوں میں ہوا نہ دیتی تو اسے ہوش نہیں آ سکتی تھی۔ کیٹی کو یقین تھا کہ عقبکا اب پھر دوائی کے زیر اثر سو گئی ہو گی۔

باہر سرنگ کے سیاہ پتھریلے فرش پر کونے میں جلنے والی مشعل کی دھیمی دھیمی روشنی آ رہی تھی۔ کیٹی کچھ دیر لیٹی رہی پھر تخت پر اٹھ بیٹھی اور دروازے کے جنگلے کے باہر دیکھتے ہوئے غور کرنے لگی کہ اسے کون سی ترکیب پر عمل کرتے ہوئے ان لڑکیوں کو یہاں سے باہر لے جانا چاہیے۔ کیٹی کو ابھی تک یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ یہاں جو شیطانی چیلے رہتے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے۔ اور ان کے یہاں خفیہ راستہ کون سا ہے، کیونکہ یہ لوگ خبردار ہو جانے پر کسی خفیہ راستے سے فرار بھی ہو سکتے تھے۔ اور کیٹی نہیں چاہتی تھی کہ یہ فرار ہو جائیں کیوں کہ یہ پھر کسی دوسرے ملک میں جا کر معصوم لڑکیوں کے خون سے ہولی کھیل سکتے تھے۔

کیٹی دیر تک اُدھیڑ بن میں مصروف رہی۔ جانے رات کا کیا بجا ہو گا کہ کوئی جنگلے کی طرف آیا۔ کیٹی جلدی سے تخت پر سیدھی لیٹ گئی۔ اندھیرے میں وہ آدھی آنکھ کھولے دیکھ رہی تھی۔ دو سیاہ پوش اندر آئے۔ ایک کے ہاتھ میں سیاہ چادر تھی۔

دوسرے نے کہا:

"اسے لڑکی کے اوپر ڈال دو اور شمعون نے حکم دیا ہے کہ اسے نیند کی دوائی کا ایک پیالہ لا کر پلایا جائے۔"

سیاہ پوش نے کیٹی کے جسم پر سیاہ چادر ڈال دی۔ دونوں باہر نکل گئے۔ کیٹی ابھی چادر منہ پر سے اٹھا کر جھانکنے کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ اسے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔ کسی نے اس کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا۔ وہاں اندھیرا تھا۔ کیٹی نے تھوڑی سی آنکھیں کھول کر دیکھا کہ کوئی سیاہ پوش شیطانی چیلا ہاتھ میں خواب آور مشروب کا پیالہ لیے کھڑا ہے۔ سیاہ پوش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لبادہ اتار دیا۔ اس کے کالے دستانے بھی اُتار لیے۔ نیچے سے وہ ایک انتہائی بدشکل سیاہ فام حبشی نکل آیا تھا۔ کیٹی نے لبادے کو گھسیٹ کر چبوترے پر اپنی جگہ لٹا کر اس کے دستانے پہن کر اس کا کالا لبادہ اوڑھ کر سر پر نقاب بھی ڈال لیا۔ پھر سیاہ پوش شیطان کی گردن کی ایک خاص رگ کو انگلی سے اتنا دبایا کہ انگلی گردن میں دھنس گئی۔ بے ہوش سیاہ پوش نے گہرا سانس کھینچا اور گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ کیٹی کو یقین تھا کہ اب وہ کم از کم دو دن سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔

اس کام سے فارغ ہو کر کیٹی نے مشروب کا خالی پیالہ اٹھا لیا اور دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ سر سے پاؤں تک سیاہ پوش شیطان بن گئی تھی۔ لوہے کے دروازے کو باہر سے بند کر کے کیٹی نے تالا لگایا۔ اس کی چابی دیوار میں ایک طرف بنی ہوئی جگہ میں رکھی اور سرنگ میں دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اس کے پاس وہ رات اور دوسرا دن تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ کل شام تک اس کی کوٹھڑی میں کوئی نہیں آئے گا اور اس کے بارے میں شیطان لیڈر پوچھے گا بھی نہیں۔

سرنگ دور تک خالی تھی۔

کیٹی شیطان کی مورتی والی کوٹھڑی کے قریب سے گذری تو اسے تابوت کا خیال آ گیا۔ وہ اس خیال سے اندر چلی گئی کہ دیکھے تیسری لڑکی اغوا ہو کر آ گئی ہے کہ نہیں؟ اندر دوسرے تابوت میں تینوں بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس پر خواب آور دوائی کا دوبارہ اثر ہو گیا تھا۔ تیسرا تابوت ساتھ ہی پڑا تھا۔ کیٹی نے اس کا ڈھکنا کھولا تو چونک اٹھی۔ اس تابوت میں ایک خوبصورت دبلی پتلی سانولی سی لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ بدبخت شیطانی لیڈر نے غیبی لاش کے ذریعے تیسری لڑکی کو بھی اغوا کر کے تابوت میں بند کر دیا تھا۔ سرنگ میں کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ کوئی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

کیٹی تیزی سے دروازے کی طرف گھومی۔ ایک سیاہ پوش کمرے میں داخل ہو کر بولا:

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ یہ دوائی پلا دی اسے؟"

کیٹی نے آدمی کی آواز بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"ہاں پلا دی ہے۔"

"تمہاری آواز کو کیا ہو گیا ہے؟" سیاہ پوش نے سوال کیا۔

کیٹی نے کھانستے ہوئے کہا:

"میں۔ وہ گلا خراب۔ وہ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی کی آواز زنانہ ہو رہی تھی۔ سیاہ پوش نے لپک کر کیٹی کی کلائی پکڑ کر جھنجھوڑا:

"کون ہو تم؟"

اس سے پہلے کہ وہ شور مچا کر دوسرے شیطانوں کو وہاں بلاتا۔ کیٹی نے اس کی گردن پر ٹھوڑی کے عین نیچے ایک ایسا زوردار الٹا ہاتھ مارا کہ اس کی کنٹوکی ہڈی اس کی گردن میں دھنستی ہوئی پیچھے کی طرف سے نکل گئی۔ اس کے زندہ رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ دھڑام سے فرش پر پیچھے کو گرا۔ کیٹی اسے تیزی سے گھسیٹ کر پائنتی خالی تابوت کے پاس لے گئی۔ تابوت کا ڈھکنا کھولا۔ سیاہ پوش کی لاش کو اس کے اندر رکھا اور تابوت کا ڈھکنا بند کر کے کوٹھڑی سے باہر نکل آئی۔ آگے سرنگ کی ڈھلوان سی چڑھائی تھی۔ اس کے بعد پھر سرنگ ہموار ہو گئی تھی۔ کیٹی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا نکلے گی۔ مگر وہ اس ارادے سے چلی جا رہی تھی کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

آگے جا کر سرنگ کے دو راستے ہو گئے۔ ایک داہنی جانب کو جا رہا تھا اور دوسری بائیں جانب وہ زینہ تھا جس کو چڑھ کر شیطانی معبد کا بڑا دروازہ آ جاتا تھا۔ کیٹی ابھی

باہر نکلنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ سرنگ کی داہنی جانب آگے بڑھی۔ چند قدم چلنے کے بعد اسے ایک تہہ خانے کے اوپر بنے ہوئے بکوٹے سوراخ میں روشنی باہر آتی نظر آئی۔ قریب پہنچی تو اندر سے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ کیٹی نے کان لگا کر سنا۔ یہ شیطانی لیڈر کی آواز تھی۔ وہ کہہ رہا تھا:

"اب ہمیں ایک دوسری عورت کی لاش کی ضرورت ہے۔ اسی قبرستان میں جہاں کولاش کی قبر ہے اس سے دس قبریں چھوڑ کر دو سو برس پرانی ایک کنیز کی لاش بھی دفن ہے۔ تم اس لاش کی قبر پر جا کر یہ راکھ جو میں تمہیں دے رہا ہوں چھڑک کر سات بار سامری شیطان، شیطان سامری پڑھ کر پھونکو۔ عورت کی لاش قبر سے باہر آ کر تم سے ہمکلام ہو گی۔ وہ تمہاری مطیع ہو چکی ہو گی۔ تم اسے ساتھ لے کر یہاں آ جاؤ۔ اس کے بعد میرا کام شروع ہو گا۔"

دوسرے سیاہ پوش نے پوچھا:

"میرے آقا! آپ کا حکم سر آنکھوں پر مگر میں نے آپ ہی کی زبانی سن رکھا ہے کہ ایسی لاش

کسی کو نظر نہیں آیا کرتی۔ پھر میں اس عورت کی لاش کو کیسے دیکھوں گا۔ کیونکہ وہ قبر سے نکلنے کے بعد دنیا کی فضا میں آتے ہی غائب ہو جائے گی۔"

یہ شمعون کی آواز تھی۔

شیطانی لیڈر نے کہا:

"میں تمہیں غیبی لاش کی انگوٹھی دیتا ہوں اسے اپنی انگلی میں پہن لو۔ پھر تم لاش کو دیکھ سکو گے۔ تمہیں یہ کام ہوشیاری سے کرنا ہوگا۔ آخر کل تم ہی نے میری گدی سنبھالنی ہے۔"

شمعون کی آواز آئی:

"آپ بے فکر رہیں میرے آقا۔ عورت کی لاش ابھی آپ کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں۔"

ایک خیال اچانک کیٹی کے ذہن میں چمکا۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹی اور پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتی زینے پر آ گئی۔ زینہ چڑھ کر اوپر والی سرنگ میں آئی۔ سامنے معبد کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ کیٹی دروازے کو توڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ شمعون ابھی اِدھر آ رہا ہے اور وہ دروازہ کھول کر باہر جائے گا۔ چنانچہ کیٹی ایک طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہٹ کر اندھیرے میں چھپ گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ شمعون سیاہ لبادے میں چلا آ رہا تھا۔ کیٹی دیوار کے ساتھ اندھیرے میں سانس روکے کھڑی تھی۔ شمعون نے بند دروازے کی ایک جانب دیوار میں ہاتھ ڈال کر کسی زنجیر کو زور سے نیچے کھینچا۔ دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ اپنے آپ کھل گیا۔

کیٹی کا خیال تھا کہ دروازے کے کھلتے ہی باہر سے دن کی روشنی کا سیلاب اندر آ جائے گا۔ مگر باہر تو رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ شمعون تیزی سے باہر نکل گیا۔ معبد کا دروازہ آہستہ آہستہ بند ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد کیٹی نے دیوار میں ٹٹول کر زنجیر ڈھونڈ نکالی اور اسے زور سے نیچے کھینچ دیا۔ دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ دوبارہ کھل گیا۔ کیٹی چھلانگ لگا کر دروازے سے باہر نکل آئی اور اندھیرے میں اس نے قبرستان کی طرف چلنا شروع کیا۔

وہ تیز تیز چل رہی تھی۔ سنگ ریزوں کے میدان میں سے گذرنے کے بعد سامنے ریتلا میدان شروع ہو گیا۔ اس کے پار پرانا قبرستان تھا۔ ریتلے میدان میں آتے ہی کیٹی نے دُور شمعون کو جاتے دیکھا۔ وہ قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔ کیٹی کے قدموں کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ کیونکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضرورت ہی نہیں تھی اور اگر وہ غلطی سے حملہ کر بیٹھتی تو اس نیک انسان کے فرشتے اس کی ضرور مدد کرتے اور کیٹی کو شکست اٹھانی پڑتی۔ مگر شمعون شیطان کا چیلا اور خود بھی گناہوں میں گرا ہوا شخص تھا اس لیے اس کے اندر حوصلہ اور ہمت ختم ہو چکی تھی اور نیکی کے فرشتے بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ چنانچہ وہ بڑی آسانی سے کیٹی کا شکار ہو گیا۔

کیٹی نے اس کے جسم پر سے سیاہ لبادہ اُتار پھینکا۔ شمعون بھی ننگے سے سیاہ کالا بھجنگ آدمی نکلا۔ کیٹی نے سب سے پہلے اس کی انگلی سے غیبی لاش کی دی ہوئی انگوٹھی اتار کر اپنی انگلی میں پہنی۔ پھر اس کی جیبوں کو ٹٹول کر ایک سیاہ رنگ کی گول ڈبیا نکالی۔ اس کو کھولا تو اس میں زرد رنگ کا وہ سفوف تھا جس کو عورت کی قبر پر چھڑک کر تین بار شیطان سامری، سامری شیطان پڑھ کر پھونک مارتی تھی۔ گویا یہ مُردہ لاشوں کو اپنے قبضے میں کرنے کا عمل تھا۔ کیٹی کو اس عمل کی سخت ضرورت تھی۔ اسی لیے وہ شمعون کا پیچھا کرتی یہاں آئی تھی۔

کیٹی شمعون کی لاش کو ڈیوڑھی میں سے گھسیٹ کر باہر لے گئی۔ ریتلی زمین میں ایک جگہ گڑھا بنا ہوا تھا۔ لاش کو اس

میں پھینک کر کیٹی نے اُوپر ریت ڈال دی اور واپس قبرستان میں اس قبر کے پاس آ گئی جس میں غیبی لاش تھی قبرستان میں اس قبر کے علاوہ جس کے اندر دو سو تھی۔ کیٹی نے اس قبر کو بھی دیکھا جس کے اندر دو سو برس پرانی کسی کنیز کی لاش تھی۔ مگر کیٹی اس کنیز کی لاش کو زندہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے تو زرد سفوف کی ضرورت غیبی لاش کو اپنے قبضے میں کرنے کے لیے تھی۔

جانے کیوں آج رات شیطانی لیڈر نے غیبی لاش کی بجائے ایک نئی عورت کی لاش لانے کے لیے شمعون کو بھیجا تھا۔ کیٹی کو یقین تھا کہ غیبی لاش اپنی قبر ہی میں ہو گی۔ کیٹی نے وہ انگوٹھی بھی پہن رکھی تھی جس کی وجہ سے وہ غیبی لاش کو دیکھ سکتی تھی۔ رات گذرتی جا رہی تھی۔

کیٹی نے ڈبیا میں سے زرد سفوف نکال کر قبر کی چاروں طرف چھڑک دیا اور پھر شیطان لیڈر کا شمعون کو بتایا ہوا منتر سات بار پڑھ کر قبر پر پھونکا۔ اس کے بعد کیٹی قبر کی اس طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی جہاں سے قبر کھلا کرتی تھی۔ قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ آسمان سیاہ تھا اور ستارے بھی خوف کے مارے منہ چھپائے ہوئے تھے۔

کیٹی کی آنکھیں قبر پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے قبر کے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے خرخراہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کیٹی نے سات بار منتر پڑھ کر پھونکا تو قبر کے اندر سے دیوار کے سوراخ میں سے غیبی لاش کا کٹا پھٹا راکھ ایسے رنگ کا ہاتھ نمودار ہوا۔

"تم کیا چاہتی ہو؟"

یہ غیبی لاش کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز تھی۔

کیٹی نے کہا:

"تم میرے غلام ہو کولاش! میں نے عمل پڑھ کر تمہیں اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ اب تم اپنے شیطان لیڈر کے حکم پر نہیں بلکہ میرے حکم پر عمل کرو گے۔"

غیبی لاش کی آواز قبر کے اندر سے آئی:

"تم مر جاؤ گی۔ تم مر جاؤ گی۔"

کیٹی نے ڈانٹتے ہوئے غصے سے کہا:

"تم میرے مطیع ہو۔ میں اگر چاہوں تو منتر پھونک کر تمہیں دوزخ کی آگ کے سب سے نچلے گڑھے میں پھینک دوں ـــ بولو۔ کیا تم وہاں جانے کو تیار ہو؟"

غیبی لاش کا ہاتھ فوراً اندر چلا گیا۔ پھر قبر کی دیوار شق

ہو گئی اور اس کے اندر سے وہی ہیبتناک جیسے اور کٹے پھٹے جسم والی جلاد کولاش کی لاش باہر نکل آئی۔ وہ اپنی سفید آنکھوں سے کیٹی کو مسلسل تک رہی تھی۔

کیٹی نے انگوٹھی دکھاتے ہوئے کہا:

"یہ انگوٹھی اب میرے پاس ہے اور میں تمہیں دیکھ سکتی ہوں۔"

غیبی لاش چپ چاپ قبرستان کے اندھیرے میں کھڑی رہی۔ اس کی سفید آنکھیں کیٹی پر جمی ہوئی تھیں۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ لاش آہستہ آہستہ آگے پیچھے کو ہل رہی ہے۔ پھر لاش کی کھڑکھڑاتی آواز آئی:

"تم کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"شیطان کے معبد میں وہ دو معصوم کنواری لڑکیاں تابوتوں میں بند ہیں جنہیں تم اغوا کر کے لائے تھے۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟"

غیبی لاش کے چہرے پر کوئی تاثر نہ پیدا ہوا۔ لاش چپ رہی۔ کیٹی سمجھ گئی کہ غیبی لاش نے اسے کھلے بالوں اور سیاہ لبادے کے ساتھ نہیں پہچانا، حالانکہ کیٹی نے نقاب کا اوپر والا حصہ الٹ رکھا تھا۔ مگر لاش کی یادداشت شاید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسی ہی ہوتی ہو۔ لاش نے کیٹی کے سوال کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا:

"تم کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"یاد رکھو کولاش! تمہیں وہی کرنا ہو گا جو میں تمہیں حکم دوں گی۔"

غیبی لاش کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی:

"میں اب تمہارے منتر کے اثر میں ہوں جو تم کہو گی میں وہی کروں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر سنو۔ جن تین لڑکیوں کو تم بستی سے اغوا کر کے لائے تھے ان میں سے ایک لڑکی فرار ہو چکی ہے۔ باقی دو لڑکیاں شیطان کے معبد ہی میں بند ہیں۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ شیطانی معبد میں جا کر ان دونوں کنواری لڑکیوں کو اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ میں قبرستان کے پیچھے جو ریت کا ٹیلا ہے وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔ یاد رکھو کنواری لڑکیاں زندہ حالت میں یہاں پہنچنی چاہئیں۔"

غیبی لاش نے منہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنا رخ

شیطانی معبد کی طرف کر کے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا۔ کیٹی کچھ دور تک غیبی لاش کو تکتی رہی۔ پھر وہ قبرستان سے نکل کر پچھواڑے ریت کے اونچے ٹیلے کی اوٹ میں آ کر بیٹھ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ غیبی لاش ناکام واپس نہیں آئے گی۔ جب غیبی لاش کیٹی کو نظر آنا بند ہو گئی تو اس کو خیال آیا کہ اسے شیطانی معبد کے قریب رہنا چاہیے ہو سکتا ہے وہاں حالات زیادہ خراب ہو جائیں اور غیبی لاش کو اس کی مدد کی ضرورت پڑ جائے۔ یہ سوچ کر کیٹی ٹیلے کی اوٹ سے نکل کر قبرستان کی ٹیڑھی سے گذرتی ریتلے میدان کو عبور کر کے شیطانی معبد والے سیاہ پہاڑ کے سامنے ایک چٹان کے پاس اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔

شیطانی معبد پر گہرا سناٹا طاری تھا۔

غیبی لاش اندر داخل ہو چکی تھی۔ شیطانی لیڈر اپنی طرف سے اپنے ساتھی شعون سیاہ پوش کو قبرستان کی طرف بھیج کر مطمئن ہو گیا تھا اور دو کنواری لڑکیوں کی قربانی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھی سیاہ پوش کو تہہ خانے ایک دالان میں جمع کر کے ہدایت دی کہ شیطان دیوتا کی مورتی کے سامنے انسانی قربانی کے لیے خاص قسم کے اوزار صاف اور تیز کیے جائیں۔ پھر اس نے بلند آواز میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خاص شیطانی اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔

اس وقت غیبی لاش کیپٹن کے حکم کے مطابق شیطانی مورتی والے کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔ جونہی اس نے کمرے کے دروازے کو ہاتھ مار کر توڑا اس کی آواز سے شیطانی سیاہ پوش لیڈر چونک اٹھا:

"یہ کسی نے دروازہ توڑا ہے۔ تم یہیں ٹھہرو میں پتہ کرتا ہوں جا کر۔"

شیطانی لیڈر نے خنجر ہاتھ میں لیا اور شیطان کی مورتی والے کمرے کی طرف دوڑا۔ سرنگ میں مشعل کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ کمرے کا دروازہ ٹوٹا پڑا ہے۔ وہ لپک کر آگے آیا تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ کمرے کی دیوار کے ساتھ لگے دونوں تابوت کھلے ہوئے ہیں۔ چونکہ اس کے پاس انگوٹھی نہیں تھی اس لیے غیبی لاش اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ شیطانی لیڈر نے چلا کر اپنے ساتھیوں کو آواز دی:

"جلدی یہاں آؤ۔ لڑکیاں غائب ہیں۔"

غیبی لاش دونوں بے ہوش لڑکیوں کو اپنے کاندھوں پر ڈالے اس وقت شیطان لیڈر کے قریب ہی کھڑی تھی۔ مگر وہ کیپٹن کے حکم کی پابند تھی۔ غیبی لاش قریب سے گذرتی تو شیطانی سیاہ پوش کو اس کے خوخراتے سانس کی خاص

سنائی دی۔ اس نے چیخ کر کہا:

"یہ غیبی لاش کے سانس کی آواز ہے۔ فوراً معبد کے دروازے پر آگ جلا دو۔ اسے کسی نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔"

ایک سیاہ پوش بولا:

"آقا! شاید ستونوں نے بغاوت کر دی ہے اور لاش پر منتر پھونک کر اسے مطیع کر لیا ہے۔"

شیطان لیڈر چلایا:

"بکواس بند کرو۔ جلدی سے معبد کے باہر دروازے پر آگ روشن کر دو۔"

آگ ایک ایسی چیز تھی جس سے غیبی لاش ڈرتی تھی اور جو اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔ مگر غیبی لاش اس وقت ہر قسم کے خطرے سے بے نیاز سرنگ میں سے گذرتی جا رہی تھی۔ شیطانی سیاہ پوش لیڈر کو چونکہ غیبی لاش نظر نہیں آ رہی تھی اس لیے اسے لڑکیوں کو تلاش کرنے میں بھی سخت دشواری ہو رہی تھی۔ کیونکہ غیبی لاش کے کاندھوں پر آتے ہی دونوں بے ہوش لڑکیاں بھی غائب ہو گئی تھیں۔

کیپٹن چٹان کے پیچھے چوکس بیٹھی معبد کے دروازے کی طرف تک رہی تھی کہ اچانک معبد کا دروازہ کھلا اور چار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش لکڑیوں کے گٹھے اُٹھائے باہر آئے۔ انہوں نے دروازے کے آگے لکڑیاں ڈال کر انہیں آگ لگا دی۔ کیٹی کا ماتھا ٹھنکا۔ فوراً سمجھ گئی کہ یہ غیبی لاش کو بھسم کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ وہ لپک کر چٹان سے باہر نکلا اور معبد کے دروازے کی طرف دوڑی۔ آگ جلنے سے روشنی ہو گئی تھی۔ کیٹی نے اپنے منہ پر سیاہ نقاب الٹ دیا تھا اور اب وہ بھی ان سیاہ پوشوں کی ساتھی لگ رہی تھی۔ اس نے آگ کے پاس جاتے ہی آواز کو بھاری بنا کر کہا:

"غیبی لاش دوسری طرف سے نکل گئی ہے۔ آگ دوسری طرف جلاؤ۔ جلدی کرو۔"

سیاہ پوش یہی سمجھے کہ کیٹی بھی ان ہی میں سے ایک ہے۔ کیوں کہ اس کا لباس بھی ان ہی کی طرح تھا۔ انہوں نے جلتی ہوئی لکڑیوں کو مشعلوں کی طرح اٹھایا اور معبد کے عقبی دروازے کی طرف دوڑے۔ کیٹی فوراً کھلے دروازے میں سے سرنگ میں گھس گئی۔ اُسنے دُور سے غیبی لاش کو دیکھا کہ دونوں لڑکیاں اس کے تابوتوں پر لٹک رہی تھیں اور وہ آہستہ آہستہ لمبے لمبے قدم اٹھاتے دروازے کی طرف چلا آ رہی تھی۔

دروازے کے سامنے اب آگ نہیں جل رہی تھی۔

کیٹی نے لاش کے قریب جا کر کہا:

"کولاش! ان لڑکیوں کو لے کر قبرستان کے پچھواڑے والے ریت کے ٹیلے میں پہنچو۔"

غیبی لاش نے کوئی جواب نہ دیا۔ اچانک کیٹی نے شیطان لیڈر کو دیکھا کہ ہاتھ میں خنجر لیے گھبرایا ہوا سرنگ سے چلا آ رہا ہے۔ وہ چلا رہا تھا:

"کم بختو! تم لوگوں نے باہر آگ کیوں نہیں جلائی؟ کہاں مر گئے ہو تم؟"

پھر اس نے غیبی لاش کو آوازیں دینی اور منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے شروع کر دیئے لیکن چونکہ وہ لاش کو دیکھ نہیں سکتا تھا اس لیے منتر لاش کے جسم پر نہیں پھونکے جا رہے تھے اور لاش پر اس کے منتروں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ شیطانی لیڈر نے ایک سیاہ پوش کو دروازے کی طرف کھڑے دیکھا تو چلایا:

"بدبخت! تم نے آگ کیوں نہیں جلائی؟"

یہ سیاہ پوش کیٹی تھی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ غیبی لاش اب معبد کے دروازے سے باہر جا چکی تھی۔ شیطانی لیڈر نے کوئی منتر پڑھ کر زور سے زمین پر خنجر مارا۔ خنجر دروازے کے بالکل سامنے گرا اور گرتے ہی زمین میں سے آگ کا شعلہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلند ہو کر ہرانے لگا۔

غیبی لاش آگ کی وجہ سے لڑکھڑائی اور ڈر کر ایک طرف کو جھک گئی۔ یہ بڑا خطرناک لمحہ تھا۔ کیٹی چھلانگ لگا کر آگ کے پاس آ گئی۔ خود کیٹی کو بھی آگ سے بے حد خوف تھا۔ کیونکہ یہی ایک چیز تھی جو اسے بھی ہلاک کر سکتی تھی۔ کیٹی زمین پر سے ریت اٹھا کر آگ پر پھینکنے لگی۔

شیطانی لیڈر نے جب اپنی ہی ٹولی کے ایک سیاہ پوش کو آگ بجھاتے دیکھا تو غضبناک ہو کر گرجا۔

"کون ہو تم بدبخت۔ بولو۔ آگ کیوں بجھاتے ہو۔ میں تمہیں بھی جلا کر راکھ کر دوں گا۔"

یہ کہہ کر شیطان لیڈر نے کسی منتر کو پڑھنا شروع کیا ہی تھا کہ کیٹی نے وہیں سے اچھل کر اس کے اوپر چھلانگ لگا دی۔ یہ کسی معمولی عورت کی چھلانگ نہیں تھی۔ یہ خلائی عورت کیٹی کی چھلانگ تھی۔ وہ شیطانی لیڈر پر اس طرح گری کہ اس کی گردن کیٹی کے پنجوں میں تھی۔ کیٹی نے ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہ دی۔ ایک سیکنڈ کی مہلت بھی کیٹی کے جسم کو طلسمی آگ کی پلیٹ میں جلا کر راکھ کر سکتی تھی۔

شیطانی لیڈر کا گلا بند ہو گیا اب وہ کوئی شیطانی منتر نہیں پڑھ سکتا تھا۔ کیٹی نے اسے زمین پر گرا لیا تھا اور اس

کی گردن کو دو چار جھٹکے دے کر اسے ہمیشہ کے لیے جہنم میں پہنچا دیا۔ بڑے انسان کو اس کے بڑے کاموں کا بدلہ مل گیا تھا۔ کیٹی نے دیکھا کہ زمین پر جو آگ کا شعلہ بھڑک رہا تھا وہ شیطانی لیڈر کے مرتے ہی اس کی لاش کی طرف بڑھا۔ شیطانی لیڈر کے جسم کو آگ لگ گئی۔ غیبی لاش ابھی تک آگ کے خوف کی وجہ سے زمین پر جھکی ہوئی تھی۔ شیطانی لیڈر کے جسم پر آگ لگی تو وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر جیسے کسی طلسم کے زیر اثر دونوں جلتے ہوئے بازو سامنے پھیلا کر معبد کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہونے کے فوراً بعد دروازہ زوردار آواز سے بند ہو گیا۔ کیٹی بھاگ کر غیبی لاش کے پاس گئی۔ دونوں بے ہوش کنواری لڑکیاں اس کے کاندھوں سے پھسل کر ریت پر پڑی تھیں۔

کیٹی نے غیبی لاش کو حکم دیا:

"فوراً واپس اپنی قبر میں چلے جاؤ۔"

غیبی لاش آہستہ سے اٹھی اور قبرستان کی طرف چلنے لگی۔

کیٹی نے دونوں لڑکیوں کے منہ پر منہ رکھ کر زور سے ان کے پھیپھڑوں میں تازہ ہوا کا زوردار جھونکا پہنچایا تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ کیٹی نے اپنا سیاہ نقاب اب اتار کر پھینک

دیا تھا۔

کیٹی نے عقبا سے کہا:

"میں تمہیں موت کے منہ سے نکال لانے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔"

پھر اس نے دوسری کنواری لڑکی کو بھی تسلی دی اور شیطانی معبد سے نکل آنے کی مبارکباد پیش کی اور کہا:

"اب آپ دونوں اپنے اپنے گھروں میں واپس جا سکتی ہیں۔"

عقبا نے کہا:

"وہ سیاہ پوش ہمیں پھر سے پکڑ لیں گے۔"

اس وقت تک شیطانی معبد کے اندر سے شعلے نکلنے لگے تھے۔ اس کا جلتا ہوا دروازہ ٹوٹ کر باہر کو گر پڑا تھا اور آگ کے لمبے لمبے شعلے پہاڑ کی چوٹی کی طرف بلند ہو رہے تھے۔

کیٹی نے عقبا اور دوسری کنواری لڑکی سے کہا:

"جن لوگوں نے تم دونوں کو اغوا کیا تھا وہ اس آگ میں جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ بہرحال اگر تم یہی چاہتی ہو تو میں تمہیں خود تمہاری بستی میں چھوڑ آتی ہوں۔"

یہ کہہ کر کیٹی نے انہیں ساتھ لیا اور بستی کی طرف چلنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگی۔ تاریک کی رات میں بستی پر سکوت چھایا ہوا تھا۔ کیٹی نے اپنی حفاظت میں دونوں لڑکیوں کو ان کے گھروں میں پہنچا دیا۔ اپنی بیٹیوں کو خیر و عافیت سے دیکھ ان کے ماں باپ تو مارے خوشی کے کیٹی کے پاؤں پر گر پڑے۔ کیٹی نے انہیں اطمینان دلایا کہ اب ان کی بچیوں کو کوئی خفیہ طاقت اغوا نہیں کر سکے گی۔ یہ کہہ کر کیٹی اندھیری رات ہی میں واپس قبرستان کی طرف روانہ ہو گئی۔

شیطانی معبد کے اندر آگ لگی ہوئی تھی اور دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں۔ یقیناً سارے کے سارے شیطان کے چیلے اس آگ میں بھسم ہو چکے تھے۔ کیٹی قبرستان میں آ کر غیبی لاش کی قبر کے پاس رک گئی۔ قبر کی دیوار بند ہو چکی تھی جس کا مطلب تھا کہ غیبی لاش اپنی قبر میں دوبارہ داخل ہو گئی تھی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لاش کا انتقام

کیٹی قبرستان میں آ گئی۔

وہ یہ تسلی کرنا چاہتی تھی کہ غیبی لاش اپنی قبر میں جا چکی ہے کہ نہیں۔ تاکہ وہ پھر باہر آ کر بستی میں کسی کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ رات اب ڈھلنا شروع ہو گئی تھی مگر قبرستان میں ابھی تک اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کیٹی غیبی لاش کی قبر کے پاس آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ قبر کی دیوار بند ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ لاش قبر کے اندر ہے اور اب وہ کبھی باہر نہیں آئے گی۔ کیونکہ منتر پھونک کر اس کو باہر نکالنے والا شیطانی لیڈر ختم ہو چکا تھا۔

کیٹی نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی کو دیکھا۔ اب اسے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ پہلے وہ انگوٹھی اتار کر وہیں پھینکنے لگی۔ پھر خیال آیا کہ یادگار کے طور پر اسے اپنے پاس ہی رکھنا چاہیے۔ یہ فیصلہ کر کے کیٹی قبروں میں چلتی واپس ڈیوڑھی میں آ گئی۔ وہ ڈیوڑھی سے نکل کر باہر آنے ہی لگی تھی کہ

اسے اپنے سامنے غیبی لاش بالکل سیدھی کھڑی نظر آئی۔ لاش کے چہرے پر عجیب ڈراؤنی خاموشی تھی اور وہ کیٹی کی طرف اپنے سفید دیدوں سے گھور رہی تھی۔ کیٹی حیران ہو کر رہ گئی کہ یہ لاش قبر سے کس طرح اور کس لیے نکل آئی ہے۔ اس نے لاش کی طرف دیکھ کر پوچھا:

"تم قبر سے کیوں نکلی ہو؟ تمہیں میں نے اپنی قبر میں رہنے کے لیے کہا تھا۔"

غیبی لاش کے کٹے پھٹے ہونٹوں میں جنبش پیدا ہوئی اور کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں اس نے کہا:

"مجھے میری انگوٹھی واپس کر دو۔"

کیٹی نے کہا:

"کیا پھر تم ہمیشہ کے لیے اپنی قبر میں چلے جاؤ گے؟"

لاش نے آہستہ سے سر ہلایا اور کہا:

"ہاں۔ مجھے میری انگوٹھی چاہیے۔"

کیٹی نے انگوٹھی اتار کر لاش کی طرف پھینکی۔ انگوٹھی کے اترتے ہی لاش اس کی نگاہوں سے غائب ہو گئی۔ کیٹی نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد سوال کیا:

"او لاش! کیا تم اپنی قبر میں جا چکے ہو؟"

کیٹی کو ایک غصیلی آواز سنائی دی۔ یہ لاش کی آواز تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر کسی نے کیٹی کو گردن سے پکڑ کر زمین سے چار فٹ اُوپر اُٹھا لیا۔

کیٹی نے چلّا کر کہا:

"کولاش! مجھے نیچے اتار دو۔ میں منتر پڑھ کر تمہیں بھسم کر دوں گی۔"

مگر غیبی لاش نے کیٹی کو نہ چھوڑا۔ وہ اسے اسی طرح دبوچے قبروں کی طرف چلنے لگی۔ کیٹی نے اپنے جسم کا پورا زور لگا کر لاش کے پنجے سے نکلنے کی بھرپور کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ غیبی لاش کی طاقت کے آگے کیٹی کی طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ اب کیٹی کی آواز بھی جیسے کمزور پڑ رہی تھی۔ غیبی لاش اسے اسی طرح ایک ہاتھ سے اُٹھائے اپنی قبر کے پاس آ گئی۔ کیٹی نے دیکھا کہ قبر اوپر سے کھل گئی ہے۔ کیٹی زور سے تڑپی۔ مگر غیبی لاش کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ اس سے آزاد نہ ہو سکی۔

غیبی لاش عزا رہی تھی۔ کیٹی کا سانس گھٹنے لگا تھا۔ لاش اسے لے کر قبر میں اُتر گئی۔ قبر میں اندھیرا تھا۔ کیٹی نے اندھیرے میں دیکھا کہ قبر کی لحد کے پہلو میں ایک سُرنگ بنی ہوئی تھی۔ لاش اسے لے کر سُرنگ میں داخل ہو گئی۔ کیٹی

کے جسم کی طاقت اب جواب دے گئی تھی۔ شاید یہ لاش کے اس پنجے کا اثر تھا جس کی گرفت میں کیٹی کی گردن تھی۔

سُرنگ میں گھپ اندھیرا تھا۔ کیٹی کو بہت دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ غیبی لاش سُرنگ میں آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔ کیٹی حیران تھی کہ قبروں کے نیچے یہ سُرنگ کس نے بنائی ہے۔ پھر اس پر بے ہوشی چھانے لگی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ کافی دیر بعد اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ابھی تک غیبی لاش کے شکنجے میں تھی اور لاش سُرنگ میں داخل چل رہی تھی۔ کیٹی کو پانی کا ہلکا ہلکا شور سنائی دے رہا تھا۔ اس نے لاش کو رُک جانے کے لیے آواز دینی چاہی مگر اس کی آواز جیسے حلق میں بند ہو کر رہ گئی تھی۔

پانی کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔ اب لاش نے کیٹی کو اپنے کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ کیٹی کا جسم جیسے بے سدھ اور بے حس ہونے لگا تھا اور وہ اپنے ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکتی تھی۔

غیبی لاش کے منہ سے ابھی تک عزاہٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ سُرنگ آگے جا کر کشادہ ہو گئی۔ اور ایک جانب پانی کا چھوٹا سا نالہ بہہ رہا تھا۔

غیبی لاش نے کیٹی کو کاندھے پر سے اُتار کر دوبارہ اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پنجے میں جکڑ کر اُوپر اُٹھایا۔ پھر دوسرے ہاتھ میں اپنی انگوٹھی کو پکڑ کر کیٹی کی آنکھوں کے قریب لا کر لاش نے غرّا کر کہا:

"تُو اب ہمیشہ کے لیے پانی ہی میں رہے گی۔"

یہ کہہ کر غیبی لاش نے انگوٹھی کو کیٹی کے ماتھے سے رگڑ دیا۔ کیٹی کو اپنے ماتھے پر انگوٹھی کی خراشیں پڑتی محسوس ہوئیں اور پھر جیسے اس کا جسم بھاری ہو کر غیبی لاش کے ہاتھ سے نیچے پانی میں گر گیا۔ کیٹی نے پانی میں گرتے ہی اپنے آپ کو پانی سے باہر نکالنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے چاہے مگر وہ اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کو بالکل نہ ہلا سکی۔ اس نے اپنی گردن اُٹھا کر پانی سے باہر نکالنے کی کوشش کی تو اس کی گردن نے بھی ہلنے سے انکار کر دیا۔

کیا میں زندہ لاش بن گئی ہوں؟

یہ سوچ کر کیٹی کے جسم میں خوف کی ایک سنسناہٹ دوڑ گئی۔ اس دوران نالے کا تیز پانی اسے بہا کر سُرنگ میں آگے لے گیا تھا۔ کیٹی کا پورا جسم سُن ہو چکا تھا۔ وہ پانی کے اندر ڈوبی ہوئی تھی اور نالے کی تیز لہریں اسے سُرنگ میں بہائے لیے جا رہی تھیں۔ سُرنگ میں گھُپ اندھیرا تھا۔ پانی بھی تاریک تھا۔ کیٹی کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ دیکھ سکتی تھی۔ سوچ سکتی تھی مگر نہ آنکھیں جھپک سکتی تھی۔ نہ بول سکتی تھی اور نہ اپنے

جسم کو ہلا سکتی تھی۔

کیٹی پسِ منظر ایک زندہ لاش میں تبدیل ہو گئی تھی۔

غیبی لاش نے اس سے یہ کس کا بدلہ لیا تھا۔ اس نے سوچا۔ خدا جانے غیبی لاش کو کیٹی سے کس بات کا غصّہ تھا کہ اس نے اپنی طلسمی انگوٹھی کے اثر سے ایک بے جان لاش میں تبدیل کر کے پانی میں پھینک دیا تھا۔ کیٹی کے کانوں میں ابھی تک غیبی لاش کے غراتے ہوئے الفاظ گونج رہے تھے۔

"تُو اب ہمیشہ کے لیے پانی میں رہے گی۔"

جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔ کیٹی کے پاس اب غیبی لاش کے طلسم کا کوئی توڑ نہیں تھا۔ وہ پانی میں ایک زندہ لاش بن کر بہتی چلی جانے پر مجبور تھی۔ کیٹی نے اپنے آپ کو پانی کی تیز لہروں کے حوالے کر دیا۔ پانی تیزی سے آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ پانی کی لہریں کیٹی کے ہونٹوں اور ناک سے ٹکرا کر پیچھے کو گذر رہی تھیں۔ کیٹی کی ناک میں پانی بالکل نہیں جا رہا تھا۔ پانی جب اس کے ہونٹوں سے لگتا تو اسے اس کا کھارا ذائقہ تک محسوس ہوتا تھا مگر یہ پانی اس کے ادھ کھلے منہ میں بھی داخل نہیں ہو رہا تھا۔

کیٹی کی کھُلی آنکھوں پر جیسے ایک شفاف سی نیلی جھلّی اپنے آپ آ گئی تھی جس کی وجہ سے کیٹی کی آنکھوں میں پانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں پڑ رہا تھا۔ کیٹی اپنی آنکھیں جھپک نہیں سکتی تھی مگر وہ پانی میں بالکل سیدھی لیٹی پانی کے اندر سے اوپر سرنگ کی چھت کو تک رہی تھی۔ سرنگ میں اب ہلکی ہلکی روشنی آنے لگی تھی۔ سرنگ آگے جا کر ختم ہونے والی تھی۔ یہ نالہ ضرور کسی دریا میں جا کر گرے گا۔ کیٹی نے سوچا۔

نالے کے پانی کا بہاؤ اب بہت تیز ہو گیا تھا اور کیٹی کا بے حس جسم کسی تنکے کی طرح تیز رفتاری سے بہتا چلا جا رہا تھا۔ اسے ایسی آواز سنائی دینے لگی جیسے کوئی آبشار ہو۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ سرنگ میں روشنی ہو گئی۔ یہ دن کی روشنی تھی۔ پانی کے شور سے کیٹی سمجھ گئی کہ آبشار قریب ہے۔

اور پھر نالے نے کیٹی کے مُردہ جسم کو اچھال کر نیچے گرا دیا۔ کیٹی قلابازیاں کھاتی پانی کی بہت بڑی چادر میں لپکتی ہوئی دھڑام سے نیچے دریا میں جا گری۔ دریا میں گرتے ہی وہ اس کی تہہ میں اترتی چلی گئی۔ آبشار کا زور اسے بہت نیچے ہی نیچے اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر اسی پانی کے دھارے نے کیٹی کو اوپر دریا کی سطح پر اچھال دیا۔ اب کیٹی دریا کی سطح سے دو فٹ نیچے رہ کر پانی کے اندر ہی اندر آگے بڑھنے لگی۔ یہاں دریا کے پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ آسمان صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ کیٹی کو اتنا معلوم تھا کہ یہ ملک ہندوستان کا کوئی دریا ہے اور یہ مغرب کی طرف سمندر میں جا کر گرے گا۔ مگر کیٹی کو اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ خود دریا میں گری تھی تو خود تیر سکتی تھی مگر اب وہ تیرنا تو کیا اپنی انگلی تک نہیں ہلا سکتی تھی۔

سارا دن اور ساری رات دریا میں بہنے کے بعد دریا نے کیٹی کی زندہ لاش کو سمندر میں پھینک دیا۔ یہ ملک ہندوستان کی مغربی گھاٹ کا سمندر تھا۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ عنبر بھی اسی ساحل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اسے اسی ساحل کی ایک بندرگاہ کالی کٹ سے سمندری جہاز میں سوار ہو کر ماریا اورنگ کی تلاش میں ملک افریقہ کے شمالی علاقہ کی طرف جانا تھا اور دوسری طرف آدھی چڑیل راونی بھی نقلی ماریا کے روپ میں تھیو سانگ اور ناگ کو اپنے ساتھ لیے قافلے میں سفر کرتی اسی ساحل کی طرف چلی آ رہی تھی۔ اس کی منزل کوہ منڈل کی چٹانوں میں واقع شیش ناگ کا خفیہ ٹھکانہ تھا۔ جبکہ ماریا شمالی افریقہ کی قرطاجنہ شہر کے قریب والی بستی کے باہر چٹان والی غار کے نیچے ایک تہہ خانے میں ہنڈیا میں دھوئیں کی شکل میں قید تھی اور آدھی چڑیل راونی کا بیٹا زنگاری سانپ اس کی پہرے داری کر رہا تھا۔

کیٹی ان تمام حالات سے بے خبر تھی۔ اسے خود اپنی کوئی خبر نہیں تھی کہ سمندر میں گرنے کے بعد کس علاقے کے قریب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے گذر رہی ہے۔ سمندر میں گرنے کے بعد کیٹی کو بھری ہوئی موجیں اُٹھا کر دیکھتے ہی دیکھتے ساحل سے سینکڑوں میل دُور لے گئیں۔ دن گذر گیا۔ پھر رات بھی گذر گئی۔ پھر سورج کی روشنی سمندر پر پھیلی تو کیٹی کو ماسوائے آسمان کے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی آنکھیں اِدھر اُدھر نہیں ہلا سکتی تھی۔ ایک بار کسی اونچی موج نے اسے اُٹھا کر ایک طرف ٹیڑھا کیا تو کیٹی نے دیکھا کہ وہ کھلے سمندر میں بہہ رہی ہے۔ دوسری بار جب سمندری موجوں نے ایک طرف جھکا کر نیچے پھینکا تو اس کی نظر دُور ایک بادبانی جہاز پر پڑی جس کے بادبان ہوا میں پھولے ہوئے تھے اور وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ یہ بادبانی جہاز فونیقہ کے جہاز رانوں کا تھا جو بحیرۂ عرب میں ویل مچھلیاں پکڑ کر قرطاجنہ کی بندرگاہ پر جا کر بیچ دیتے تھے۔ اس جہاز کو سمندر میں نکلے آج چھٹا روز تھا اور ابھی تک انہیں ایک بھی ویل مچھلی نہیں ملی تھی۔ جہاز کا کپتان ایک فونیقی جہاز راں تھا۔ اب وہ مایوس ہو کر واپس شمالی افریقہ کی بندرگاہ قرطاجنہ کی سمت جا رہا تھا کہ جہاز کے مستول کے اوپر مچان میں بیٹھے نگراں ملاح نے چلا کر کہا:

"ویل مچھلی۔ سفید ویل مچھلی!"

اس آواز کے ساتھ ہی جہاز پر ملاح اِدھر اُدھر سے نکل کر کشتیوں کی طرف دوڑ پڑے۔ لوہے کے چکروں پر تیز لمبے نیزوں کو لپیٹا جانے لگا۔ کپتان نے عرشے پر آ کر پرانی وضع کی دُوربین سے دیکھا کہ شمال مغرب کی جانب سے ایک سفید ویل مچھلی تھوڑی دیر بعد سمندروں کی لہروں کے ساتھ اُوپر نیچے ہو رہی تھی۔ اس نے چیخ کر کہا:

"جہاز کا رخ شمال مغرب کی طرف کر دو۔"

یہ سفید ویل مچھلی کیٹی کی زندہ لاش سے کوئی ایک کلو میٹر کے فاصلے پر گذر گئی تھی۔ اس کے گذرنے سے سمندری موجوں میں زبردست طوفان آ گیا تھا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ کوئی ویل اس کے قریب سے گذری ہے۔ اس کے بعد جب بادبانی جہاز کے ملاح کشتیوں میں سوار ہو کر لمبے لمبے نیزے لیے ویل مچھلی کی سمت بڑھے تو وہ نصف دائرے میں ایک چکر کاٹ کر دوبارہ اس طرف بڑھی جدھر کیٹی سمندری لہروں پر تیرتی جا رہی تھی۔

ملاحوں نے پوری طاقت سے ویل مچھلی پر تیز نیزے پھینکے تو وہ بوکھلا کر اور کچھ غصے کے عالم میں پورے جبڑوں کو کھول کر حملہ آور ہوئی۔ ایک کشتی سے اس کا جبڑا ٹکرایا تو کشتی فضا میں کئی فٹ بلند ہو کر سمندر میں گری تو اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پرخچے اُڑ گئے۔ ویل مچھلی اپنے ہی زور میں آگے نکل گئی۔ اس کا غار ایسا منہ کھلا تھا جس میں سمندری پانی آبشار کی طرح داخل ہو رہا تھا۔ اس آبشار کی زد میں کیٹی بھی آ گئی۔ سمندر کا پانی ایک تیز دھارے کی طرح ویل مچھلی کے منہ میں چلا جا رہا تھا۔ اس دھارے کی زد میں کیٹی بھی بہتی آ رہی تھی۔ اور دیکھتے دیکھتے سینکڑوں چھوٹی بڑی مچھلیوں کے ساتھ وہ بھی ویل مچھلی کے پہاڑ ایسے منہ کے اندر سے پھسل کر اس کے کنوئیں سے بھی بڑے پیٹ میں چلی گئی۔ ویل مچھلی کے معدے میں گھپ اندھیرا تھا۔ کئی مچھلیاں تڑپ تڑپ کر، اچھل اچھل کر کیٹی کے بے حس جسم کے اوپر سے گذر۔ ادھر ادھر پھڑک رہی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ویل مچھلی نے اپنے کوہان کے سوراخ میں سے سمندر کا فالتو پانی باہر پھینک دیا تھا۔ اب اس کے معدے میں صرف اتنا ہی پانی تھا جتنا خوراک کو ہضم کرنے کے لیے ضروری تھا۔ چنانچہ ویل مچھلی نے اپنا منہ بند کر لیا تھا اور اس کے معدے میں سے غذا کو گلا دینے والا تیزابی مادہ خارج ہونے لگا تھا۔ اس تیزابی مادے کا اثر کیٹی پر تو بالکل نہیں ہو رہا تھا مگر دوسری سینکڑوں مچھلیاں تڑپ تڑپ آدھ موئی ہو رہی تھیں۔

دوسری طرف ملاح برابر اس ویل مچھلی کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ فونیقی کپتان کو ایک عرصے کے بعد ایسی مچھلی ہاتھ لگی تھی وہ اسے کسی صورت میں ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کی وہ بھاری قیمت وصول کر سکتا تھا۔ اس نے ملاحوں سے کہا کہ وہ انہیں منہ مانگا معاوضہ دے گا۔ ملاحوں نے جان لڑا دی۔ وہ بڑھ بڑھ کر ویل مچھلی پر نیزے پھینکنے لگے۔ ویل کا سارا جسم نیزوں سے چھلنی ہو گیا اور جگہ جگہ سے خون فواروں کی طرح اچھلنے لگا۔ آخر ویل بے دم ہو کر نیم بے ہوش ہو گئی۔ ملاحوں نے اس کے جسم پر چھلانگیں لگا دیں اور اسے کھینچتے ہوئے جہاز کی طرف لے آئے جہاز میں سے رسّے کے ساتھ بندھا ہوا نیزہ پھینکا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سفید مچھلی بادبانی جہاز کے عرشے پر مُردہ پڑی تھی اور ملاح اس کے اردگرد خوشی سے رقص کر رہے تھے۔ فونیقی کپتان کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جہاز کا رُخ قرطاجنہ کی طرف موڑ دیا جائے۔

کیٹی ابھی تک ویل مچھلی کے معدے میں موجود تھی۔ بادبانی جہاز چار دن کے سفر کے بعد شمالی افریقہ کی بندرگاہ قرطاجنہ کے ساحل پر جا لگا۔ ویل مچھلی کے ایک سوداگر خاوند نے کپتان کو بھاری رقم دے کر سفید ویل مچھلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خرید لی اور اس کی چربی نکالنے کے لیے اسے قصاب خانے میں بھیج دیا۔ قصاب خانہ ایک بہت کشادہ دالان تھا جہاں پانی کے بڑے بڑے مٹکے اور خالی ٹب پڑے تھے۔ چھ آدمی لنگر لنگوٹ کس کر چھرے ہاتھوں میں لیے تیار تھے۔

پھر وہ ویل مچھلی پر چڑھ دوڑے اور دیکھتے دیکھتے انہوں نے اس کی موٹی چربی والی کھال کاٹ کر رکھ دی۔ ملازم چربی کے بڑے بڑے ڈلوں کو کڑاہوں میں ڈال رہے تھے۔ کڑاہوں کے نیچے الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے تاکہ چربی تیل بن جائے۔

قصاب سب سے آخر میں ویل مچھلی کے پیٹ کو چاک کرنے کے لیے بڑھے تاکہ اس کی انتڑیوں کو نکالا جائے۔ ویل کی انتڑیوں سے اس زمانے میں جہازوں میں استعمال ہونے والے رسّے تیار کیے جاتے تھے۔ جونہی ویل کا پھولا ہوا پیٹ چاک کیا گیا تو اندر سے گدلے پانی کی ایک آبشار سی باہر بہہ نکلی۔ اس آبشار میں ایک انسانی لاش کو دیکھ کر سب لوگ سہم کر جہاں کھڑے تھے وہیں کے وہیں کھڑے رہ گئے۔

فوراً سوداگر حاتور آگے بڑھا۔ اس نے جھک کر دیکھا۔ یہ کیٹی کی زندہ لاش تھی۔ زندہ ان معنوں میں کہ لاش کا

کچھ نہیں بگڑا تھا۔

حاتور نے تعجب سے کہا:

"یہ کیسی لاش ہے کہ چار دن تک ویل مچھلی کے پیٹ میں رہنے پر بھی خراب نہیں ہوئی۔"

ایک بوڑھے قصاب نے کیٹی کی نیلی آنکھوں کو غور سے دیکھا اور کہا:

"حاتور! یہ کسی دیوی کا زندہ بُت ہے۔"

فوراً سب ملاح اور قصاب سجدے میں گر گئے۔ اس زمانے میں لوگ بڑے کمزور عقیدوں کے ہوا کرتے تھے اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ ذرا سی بات پر وہ سجدے کرنا شروع کر دیتے تھے اور آسمانی آفتوں سے ہر وقت سہمے رہتے تھے۔ یہ بات حاتور کے لیے بھی حیران کن تھی ویل مچھلی چار روز تک جہاز پر لدی رہی۔ ظاہر ہے یہ لاش اس وقت ویل کے پیٹ میں تھی۔ مگر لاش ذرا بھی نہیں خراب ہوئی تھی۔ اس کا جسم اسی طرح چمک رہا تھا۔ آنکھوں میں بھی بھرپور چمک تھی۔ یہ لاش بالکل زندہ لگ رہی تھی۔

بوڑھے قصاب نے حاتور سے کہا:

"حاتور! تم خوش قسمت ہو۔ تجھے اڑنا دیوی مل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی ہے اس دیوی کی نیلی آنکھوں میں سمندر کا رنگ ہے۔ صرف دیوی ہی یوں زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ لاش نہیں بلکہ ایک زندہ دیوی ہے جو سمندر کی تہہ میں سو رہی ہے۔"

کیٹی یہ سب کچھ سن رہی تھی اور کچھ کچھ دیکھ بھی رہی تھی جو کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا اسے وہ دیکھ لیتی تھی۔

سوداگر حاتورُ نے فوراً اپنا سر جھکا دیا اور بولا:

"دیوی اردنا! میں تجھے مندر میں رکھوں گا جہاں سب لوگ تیری پوجا کریں گے۔"

سوداگر حاتورُ نے بڑے احترام سے کیٹی کے ساکت جسم کو غسل دیا۔ اسے خوشبوئیں لگائیں اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر اسے قرطاجنہ کی بندرگاہ کے قریب والے مندر میں لے جا کر چبوترے پر چاندی کا تخت بچھا کر سیدھا لٹا دیا۔ اس کے اردگرد موم بتیاں روشن کر دی گئیں۔ خود دیوبان سنگ اٹھے اور پجاری دیوی اردنا کے بھجن گانے لگے۔ بہت جلد سارے قرطاجنہ شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ حاتورُ کے مندر میں دیوی اردنا خود سمندر سے نکل کر آئی ہے۔ لوگ دُور دُور سے دیوی اردنا کے درشن کرنے آتے اور اس کے پاؤں کے پاس

عنبر دل میں پکا عہد کر کے ہندوستان کی مغربی بندرگاہ کالی کٹ پہنچا تھا۔ اسے ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی یاد تھوڑی دیر کے لیے بھول گئی تھی کیونکہ یہ ایک ایسی گناہ گار رُوح کو دوزخ کے عذاب سے نجات دلانے کا سوال تھا جو خدا جانے سینکڑوں برسوں سے عذاب جھیل رہی تھی۔ اور عنبر کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس وقت عنبر کے سوائے کمالاوتی کی بھٹکتی رُوح کی کوئی دوسرا مدد بھی نہیں کر سکتا۔

ایک طرف کیٹی قرطاجنہ کے اردنا مندر میں زندہ لاش بن کر پڑی تھی جس کی وہاں کے لوگ اردنا دیوی سمجھ کر پوجا کر رہے تھے۔ دوسری طرف ناگ اور تھیوسانگ ایک قافلے میں شامل ہو کر آدھی چڑیل اور نقلی ماریا کے ہمراہ خشکی کے راستے ہندوستان کے مغربی ساحل کی بندرگاہ کور دمنڈل کی طرف چلے آ رہے تھے۔ آدھی چڑیل رادنی جو کہ نقلی ماریا کے بھیس میں ناگ کو یہ کہہ کر کہ عنبر اور کیٹی کور دمنڈل کے علاقے میں ہوں گے کور دمنڈل لیے جا رہی تھی جہاں نقلی ماریا ناگ دیوتا کو کسی طرح جھانسہ دے کر چٹانوں کے نیچے غار میں شیش ناگ کے حضور پیش کر کے اپنے اگلے جنم کو کامیاب بنانے کا وعدہ لینا چاہتی تھی۔ جب کہ شیش ناگ، پرانی دشمنی کی وجہ سے ناگ دیوتا کو قتل کر کے خود اس کی جگہ دنیا بھر کے سانپوں کا دیوتا بن جانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ ناگ کو کچھ معلوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں تھا کہ اس کے ساتھ جو ماریا سفر کر رہی ہے وہ اصلی ماریا نہیں ہے بلکہ نقلی ماریا اور چڑیل رادنی ہے۔ سنتوسانگ بھی اس بھیانک حقیقت سے بے خبر تھا۔ ان لوگوں کا قافلہ ابھی ملک ہندوستان سے دُور تھا۔

اب ہم عنبر کے ساتھ کچھ عرصہ رہیں گے۔ عنبر ہندوستان کی بندرگاہ کالی کٹ سے ایک بادبانی جہاز میں سوار ہو کر بندرگاہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بصرے سے اس نے ایک قافلہ پکڑا اور سوریہ کی جانب چل پڑا۔ سوریہ ملک شام کے جنوب میں دمشق سے ایک سو کوس کے فاصلے پر میڈیا والوں کا سب سے بڑا شہر تھا۔ اس کی گلیاں چھتی ہوئی تھیں۔ بازار کشادہ تھے اور شہر کے اِرد گرد ایک اونچی فصیل تھی۔ بادشاہ مشکادلی کا محل قلعے کے اندر تھا۔ اسی قلعے کے اندر ایک میدان میں اُن کے سب سے بڑے دیوتا مولوخ کا مندر بھی تھا۔

مولوخ کے مندر کے گرد پتھروں کی بہت اونچی پختہ دیوار بنی ہوئی تھی۔ اس دیوار کے گرداگرد سو فٹ چوڑی ایک کھائی تھی جو پانی سے لبالب بھری رہتی تھی۔ مولوخ کے مندر کو ایک لکڑی کا پل جاتا تھا جو کھائی یعنی خندق کے اُوپر مندر کے دروازے تک بنا ہوا تھا۔ اس پانی سے بھری ہوئی کھائی کے کنارے سو سو فٹ کے فاصلے پر چوکیاں

سیٹھ دیکھ کر ماتھا ٹیک کر دُعا مانگتے اور واپس چلے جاتے۔ جانور کو ایک ہی دن میں اتنی آمدنی ہو گئی کہ وہ ایک مہینے میں اتنی کمائی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے دکان اپنے نوکروں کے حوالے کی اور خود پجاری بن کر دیوی کے مندر میں بیٹھ گیا۔

دوسری طرف عنبر بھی جنگلوں، دریاؤں اور صحراؤں کا سفر کرتا آخر ایک روز ہندوستان کے مغربی ساحل کی بندرگاہ کالی کٹ پر پہنچ گیا۔ جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں عنبر راج کماری کملاوتی کی بھٹکتی رُوح کی نجات کے لیے ملک سوریہ کے سب سے بڑے بُت مولوخ کو تباہ کرنے جا رہا تھا۔ کملاوتی کے گناہوں کو بخشوانے کا یہی ایک ذریعہ تھا کہ اس بُت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کیا جائے جس کے قدموں میں جلتی ہوئی آگ میں ہر شام دو انسانوں کو ملک سوریہ کے بادشاہ مشکادلی کے حکم پر زندہ ڈال دیا جاتا ہے اور یہ لوگ آس پاس کے عزیب قبیلے والوں کے ہاں سے بادشاہ کے حکم پر پکڑ کر لائے جاتے ہیں۔ راج کماری کملاوتی کی عذاب میں مبتلا رُوح نے عنبر کو بتایا تھا کہ یوں ہزاروں بے گناہ لوگوں کو ہڑپ کر جانے والے بت مولوخ کی تباہی کے ساتھ یہ ظلم کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ خلقِ خدا کو سکون ملے گا اور پھر بھگوان کملاوتی کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اس کی رُوح دریا کے یخ پانیوں میں گلتے رہنے کی بجائے ہمیشہ کے لیے جنت میں چلی جائے گی۔ کملادتی کی رُوح نے عنبر کو یہ بھی بتایا تھا کہ مولوخ کا بُت اس ملک کا سب سے بڑا بُت ہے اور بادشاہ کی فوج ہر وقت اس کی حفاظت پر موجود ہوتی ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ مولوخ بُت پر حملہ کرنے والے کے خلاف ہندوؤں کے وہ دیوتا بھی مقابلے پر اتر آئیں گے جو مولوخ بُت کو ہمیشہ لوگوں کے سروں پر ٹھونسے رکھنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ ان کو ہر وقت یاد رکھیں اور ان کے لیے قربانیاں دیتے ہیں۔ عنبر کملادتی کی رُوح سے یہ وعدہ کر کے چلا تھا کہ وہ خدا کے فضل و کرم سے مولوخ کے سب سے بڑے بت کو پاش پاش کر کے رہے گا۔ کملادتی کی رُوح نے سرد آہ بھر کر کہا تھا۔

"عنبر! جب تم نے اس بُت کو تباہ کر دیا اور لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے نجات دلا دی تو میں جہاں بھی ہوں گی تمہارا شکریہ ادا کرنے ضرور آؤں گی۔"

یہ کہہ کر کملادتی نے محل کی بالکونی سے نیچے طوفانی دریا میں چھلانگ لگا دی تھی۔

بنی تھیں جن میں ہر وقت فوجی سپاہی تیر کمان لیے پہرے پر موجود رہتے تھے۔ مندر کی پتھریلی دیوار کے اوپر بھی تیر کمان اور تلواروں سے مسلح سپاہی گشت لگاتے رہتے تھے۔ مولوخ کا بہت اُونچا اور دیو ہیکل بُت مندر کے درمیان میں بنا ہوا تھا۔ اس کے پاؤں اتنے بڑے تھے کہ اس کے ایک انگوٹھے پر سات آدمی بڑے آرام سے سو سکتے تھے۔ مولوخ کے بُت کے پاؤں کے درمیان ایک بہت بڑا گڑھا بنا تھا جس میں ہر وقت بھیانک آگ جلتی رہتی تھی۔ اس آگ میں روزانہ لاکھوں من لکڑیاں ڈالی جاتی تھیں۔ ہر روز شام کو بادشاہ مشکادلی اپنے درباریوں اور وزیروں کے ساتھ مندر میں آتا اور اس کے سامنے آس پاس کے خانہ بدوش قبیلوں سے پکڑ کر لائے ہوئے دو انسانوں کو مولوخ کی ڈھلانی زبان پر رسوں سے باندھ کر بٹھا دیا جاتا پھر بادشاہ کے اشارے سے رسّے کاٹ دیئے جاتے اور بدقسمت انسان چیختے چلاتے مولوخ بت کی زبان سے پھسل کر اس کے قدموں میں جلتی آگ کے جہنم میں گر کر ہمیشہ کے لیے جل کر راکھ بن جاتے۔

یہ انسانیت سوز قربانی سینکڑوں سالوں سے ہو رہی تھی اور کملادتی کے اشارے پر عنبر اس غیر انسانی قربانی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے انسانیت کو اس ظلم اور بربریت سے نجات دلانے آیا تھا۔

سوریہ شہر میں عنبر حسب معمول جڑی بوٹیوں کے تاجر کی حیثیت سے ایک سرائے میں اترا پہلے ہی روز اس نے شہر سے باہر صحرا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ویرانے میں جا کر کچھ جڑی بوٹیاں اکٹھی کیں اور انہیں لا کر شہر کے ایک حکیم کے پاس فروخت کیا۔ عنبر کو سوریہ شہر میں آئے چار پانچ روز گزر گئے تھے۔ اس دوران وہ مولوخ کے مندر میں بھی ایک دفعہ گیا اور اپنی آنکھوں کے سامنے دو بدنصیب انسانوں کو مولوخ کی آگ کے بھینٹ چڑھتے دیکھا۔ ان انسانوں کی چیخوں سے عنبر کا دل ہل گیا مگر لوگ اتنے سنگ دل تھے کہ خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔

عنبر نے دیکھا کہ مولوخ کے بت کی شکل اتنی بھیانک تھی کہ وہ کوئی بھوت لگتا تھا۔ اس کے دانت باہر نکلے ہوئے تھے اور لمبی زبان ایک گھسیٹنی کی طرح نیچے کو ڈھلکی ہوئی تھی جس پر سے پھسل کر بدقسمت انسان نیچے آگ میں گر جاتا تھا۔ عنبر نے مندر کی اونچی پختہ دیوار اور اس کے اردگرد پھیلی ہوئی پانی سے بھری کھائی اور جگہ جگہ بنی ہوئی فوجی چوکیوں کو بھی غور سے دیکھا۔ اس کے بعد قلعے کی اپنی دیوار آجاتی تھی۔

عنبر کو بہت جلد احساس ہو گیا کہ کملادتی کی روح نے سچ کہا تھا۔ مولوخ کے بت کو تباہ کرنا اور اسے تباہ کر کے وہاں سے فرار ہونا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ اگر عنبر فرار نہ بھی ہو تب بھی مولوخ کا بت اتنا بڑا تھا کہ اسے سو آدمی مل کر بھی تباہ نہیں کر سکتے تھے، لیکن عنبر اس بت کو پاش پاش کرنے کا عہد کر چکا تھا۔ عنبر کو اس حقیقت کا بھی علم تھا کہ اتنے بڑے اور مشہور بت کے اردگرد طلسم بھی کیا گیا ہوگا۔ اس زمانے میں خبیث قسم کے جادو اور ٹونے کا بہت رواج تھا۔ مولوخ کے کتنے ہی پروہت اور کاہن تھے جو سرخ لمبے لمبے لبادوں میں ملبوس ہاتھوں میں چاندی کے عصا لیے ہر وقت مولوخ کے آگے اونچے چبوترے پر بیٹھے بھجن گاتے رہتے تھے۔ ایک ٹولی اٹھتی تھی تو دوسری ٹولی آجاتی تھی۔ ہر وقت مندر میں عود و لوبان کی دھونی پھیلی رہتی تھی۔ عنبر کو یہ بھی معلوم ہوا کہ جن بدقسمت آدمیوں کو دور دراز کے دیہات اور صحرا و جنگل سے قربانی کے لیے پکڑ کر لایا جاتا ہے انہیں مندر کے ایک تہہ خانے میں قید رکھا جاتا ہے اور تہہ خانے میں ہر وقت چار چھ بدقسمت قیدی موجود رہتے ہیں جنہیں باری باری منحوس دیوتا مولوخ پر قربان کیا جاتا ہے۔

یہ ساری معلومات حاصل ہو جانے پر بھی عنبر ابھی تک یہ طے نہیں کر سکا تھا کہ وہ مولوخ کے انسانیت سوز بت کو کس طرح تباہ کرے۔ اسی طرح پندرہ بیس روز گذر گئے۔ عنبر اب ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لے کر رہنے لگا تھا۔ یہ مکان اس نے خاص طور پر مولوخ مندر کے قریب ہی ایک محلے میں لیا تھا۔ جس کی دوسری منزل کے کمرے میں کھڑکی کے پاس بیٹھ کر عنبر مندر کی بلند دیوار اور پانی سے بھری ہوئی کھائی کو تکتا اور سوچتا رہتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ عنبر کا کوئی دوست یعنی ناگ ماریا اور تھوسانگ یا کیٹی بھی وہاں اس کے پاس نہیں تھی کہ جن سے وہ مشورہ ہی لے سکتا۔ اسے سب کچھ اکیلے ہی کرنا تھا۔ بہت دن عنبر غور کرتا رہا۔

آخر اس کی سمجھ میں ایک ترکیب آگئی۔ اس نے اپنی اس ترکیب پر عمل کرتے ہوئے روزانہ صبح کے وقت مولوخ کے مندر جانا شروع کر دیا۔ اس نے وہاں کے پجاریوں اور پروہتوں پر یہ ظاہر کیا کہ وہ دیوتا مولوخ کا بہت زیادہ پرستار ہے۔ عنبر صبح پوجا کے وقت جا کر مندر میں موجود پجاریوں اور پروہتوں میں تحفے بھی تقسیم کرتا۔ دیوتا کے چرنوں میں پھول اور چاندی کے سکے بھی نذر کرتا جو پروہت اپنی جیب میں ڈال لیتے تھے۔ اس طرح عنبر کو یہ فائدہ ہوا کہ مندر کے پروہتوں میں وہ پسند کیا جانے لگا اور کسی کو اس کی نقل و حرکت پر شک و شبہ نہیں ہوتا تھا۔

عنبر نے دیوتا کا جھوٹا پجاری بن کر اس منحوس بت کا قریب سے جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ یہ چھ منزلہ دیو پیکر بدشکل بت سنگ مرمر اور سرخ پتھر سے بنایا گیا تھا اور اس کے اندر ایک کوٹھڑی بھی تھی جس میں ایک خفیہ زینہ جاتا تھا۔ عنبر ابھی تک اس راز کو حل نہیں کر سکا تھا کہ بت کے اندر جو خفیہ کوٹھڑی بنی ہے اس میں کیا رکھا جاتا ہے۔ اس کوٹھڑی کے بارے میں عنبر کو ایک بوڑھی دیوداسی نے بتایا تھا جو بیمار پڑی تو عنبر نے اسے ٹھیک کر دیا تھا۔ عنبر نے باتوں

ہی باتوں میں بوڑھی دیوداسی سے مزید کچھ کریدنے کی کوشش کی مگر بوڑھی دیوداسی خوف کے مارے سہم گئی اور بولی:

"میں نہیں بتا سکتی۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھ پر دیوتا مولوخ کا قہر نازل ہوگا۔"

عنبر نے عہد کر لیا کہ وہ کچھ روز گذرنے پر اس بوڑھی دیوداسی سے سب کچھ پوچھ کر رہے گا۔ مگر بدقسمتی سے وہ دیوداسی مر گئی اور وہاں کی رسم کے مطابق اسے دیوتا مولوخ کی باہر نکلی ہوئی لمبی پھسلواں ڈھلان پر بٹھا کر آگ کے تنور میں پھینک دیا گیا۔ ہر پندرہ یوم کے بعد منحوس دیوتا اپنی ڈراؤنی آواز میں لوگوں سے خطاب بھی کرتا تھا۔ وہ اپنی بل ایسی غاروں غاروں کرتی آواز میں شام کے وقت انسانی قربانی کے بعد بادشاہ مشکاولی کی موجودگی میں لوگوں سے کہتا کہ اپنے بادشاہ کی اطاعت کرو گے تو میں تم کو لڑکے دوں گا۔ اناج دوں گا۔ کھیتیاں ہری بھری کر دوں گا۔ عنبر کے سامنے دوبار یہ آواز بلند ہوئی تھی۔ عنبر نے غور سے سن کر یہی اندازہ لگایا کہ یہ بت کی آواز نہیں ہو سکتی۔

تو پھر یہ کس کی آواز تھی؟

○

عنبر بھڑکتے شعلوں میں

عنبر نے مندر کے ایک موٹے پروہت کنچالا سے دوستی کر لی تھی۔

اس پروہت کو کھانے کا بڑا شوق تھا۔ عنبر ہر روز صبح پوجا کرنے آتا تو کنچالا پروہت کے لیے طرح طرح کی مٹھائیاں لے کر آتا۔ عنبر نے اس دوستی کی آڑ میں مندر کے بارے میں کچھ معلومات بھی حاصل کر لی تھیں۔ مگر یہ معلومات اس کے منصوبے میں زیادہ کام نہیں آ سکتی تھیں۔ ایک روز عنبر حسب معمول کنچالا کے لیے صبح کے وقت مٹھائیاں لے کر مولوخ کے مندر میں آیا تو وہ لڈو پیڑے ہڑپ کرتے ہوئے بولا:

"عنبر! آج پانچویں پورے چاند کی رات ہے۔ آج شام سورج غروب ہونے کے بعد دو خوبصورت لڑکیوں کو دیوتا پر قربان کیا جائے گا۔ تم شام کو ضرور آنا۔"

تو کانپ اٹھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس کے ہوتے ہوئے دو لڑکیوں کو مقدس دیوتا کی آگ میں ڈالا جا رہا تھا۔ عنبر نے عیاری سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کام لیتے ہوئے کنچالا سے کہا:

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں شام کو ضرور آؤں گا۔ مگر کنچالا یہ خوبصورت لڑکیاں کیا ہمارے مندر کی دیوداسیاں ہیں؟"

کنچالا نے ایک لڈو نگلتے ہوئے کہا:

"ارے نہیں بھائی۔ یہ لڑکیاں تو ہمارے آدمی یہاں سے دور ایک صحرائی گاؤں سے پکڑ کر لائے ہیں۔ بڑی حسین ہیں اور دونوں بہنیں ہیں۔ ایک ماہ کی کھوج کے بعد یہ خوبصورت لڑکیاں تلاش کی گئی ہیں۔"

عنبر نے جان بوجھ کر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"لیکن کنچالا بھائی ان لڑکیوں کو تو بڑی حفاظت میں رکھنا چاہیے۔ اگر فرار ہو گئیں تو بہت برا شگون ہو گا۔"

کنچالا ہنس پڑا۔ پھر عنبر کی طرف تھوڑا سا جھک کر بولا:

"انہیں جس تہہ خانے میں رکھا گیا ہے وہاں کوئی چیونٹا بھی پر نہیں مار سکتی۔ یہ تہہ خانہ خاص طور پر اسی مقصد کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس کے اندر صرف چھت سے راستہ جاتا ہے اور رسے کی ایک سیڑھی کے ذریعے لڑکیوں کو اندر ڈالا اور نکالا جاتا ہے۔"

عنبر نے احتیاط کے ساتھ اسے بہت کریدا مگر کنچالا نے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے آگے کوئی بات نہ کی۔ اور لڈو پیڑے کھا کر موٹی توند پر ہاتھ پھیرتا وہاں سے چلا گیا۔ عنبر کے سامنے اب سب سے اہم کام یہ تھا کہ کسی طرح ان دونوں بہنوں کو ظالم دیوتا پر قربان ہونے سے بچائے وہ یہ گوارا ہی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے دو بے گناہ معصوم لڑکیوں کو آگ میں زندہ ڈال دیا جائے۔ عنبر کے دل میں ان دونوں بہنوں کے لیے ہمدردی کے زبردست جذبات بیدار ہو چکے تھے۔ اسے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ اس کی سگی بہنیں ہیں اور عنبر اپنی سگی بہنوں کے ساتھ یہ ظلم ہوتے کیسے دیکھ سکتا تھا؟ اس کے پاس سوچنے کا زیادہ وقت نہیں تھا۔ اسے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ان لڑکیوں کے خفیہ ٹھکانے کا پتہ چلانا تھا۔ انہیں وہاں سے نکالنا تھا اور پھر مندر کی چار دیواری سے فرار کروانا تھا اور صورت حال یہ تھی کہ ابھی تک عنبر کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ لڑکیاں کس خفیہ تہہ خانے میں رکھی گئی ہیں۔

عنبر نے اتنا اندازہ لگا لیا تھا کہ اگر اس تہہ خانے میں چھت سے راستہ جاتا ہے تو ضرور یہ مندر کی دوسری یا تیسری منزل ہی پر ہو سکتا ہے۔ عنبر نے تحفے تحائف دے کر مندر کے تقریباً سبھی پجاریوں کو اپنا دوست بنا لیا تھا اور وہ مندر میں آسانی سے ادھر ادھر پھرتا رہتا تھا۔ عنبر مندر کی دوسری منزل پر آ گیا۔ یہاں کچھ پجاری کھڑکی کے پاس چوکیوں پر بیٹھے شام والی قربانی کے لیے چندن گھول کر گلال تیار کر رہے تھے۔

عنبر نے ہاتھ جوڑ کر انہیں سلام کیا دیوتا کی تعریف میں دو چار باتیں کر کے تیسری منزل پر آ گیا۔ یہاں تین دیوداسیاں پھولوں کے گجرے تھالیوں میں رکھے ایک طرف جا رہی تھیں۔

عنبر ہاتھ جوڑ کر انہیں بھی نمسکار کیا اور کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر نیچے مندر کے دالان کی طرف تکنے لگا۔ جہاں بادشاہ کے بیٹھنے کے لیے طلائی شامیانہ لگایا جا رہا تھا۔ جب دیوداسیاں چلی گئیں تو عنبر بھی اسی طرف کو چلا۔ آگے ایک اونچے اونچے ستونوں والی گلی راہ داری تھی۔ دیوداسیاں اسی طرف گئی تھیں۔ عنبر کو شبہ تھا کہ یہ دیوداسیاں قربان کی جانے والی لڑکیوں کے لیے گجرے لے کر گئی ہیں۔ راہ داری آگے جا کر ایک طرف گھوم گئی۔ دور سے وہی دیوداسیاں خالی تھالیاں ہاتھوں میں لٹکائے چلی آ رہی تھیں۔ عنبر جلدی سے ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا یہاں زیادہ روشنی نہیں تھی۔

دیوداسیاں باتیں کرتی عنبر کے قریب سے گذر گئیں۔ ایک دیوداسی اداس لہجے میں کہہ رہی تھی:۔

"بڑی خوبصورت لڑکیاں ہیں بے چاری"۔

عنبر کا اندازہ درست نکلا تھا۔ یہ دیوداسیاں اپنی لڑکیوں کو پھولوں کے گجرے دے کر آئی تھیں۔ جب دیوداسیاں نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔ تو عنبر ستونوں کے ساتھ لگ کر آگے کو چلا۔ آگے روشنی اور بھی کم ہو گئی تھی۔ اب اسے لڑکیوں کے بہت دھیمی آواز میں رونے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور سسکیاں بھرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ عنبر ٹھٹھک گیا۔ وہ خفیہ تہہ خانے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ پیچھے راہداری دور تک خالی تھی۔ وہ ذرا آگے گیا تو بائیں جانب اسے ایک انسانی سایہ دروازے کے آگے ٹہلتا نظر آیا۔

عنبر تیزی سے پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس کے پاس کوئی خاص سکیم تیار کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اگر وہ ہمت سے کام نہیں لیتا تو لڑکیاں بچ نہیں سکتی تھیں۔

ان کی ہولے ہولے رونے کی آواز اب مزید مدھم پڑ گئی تھی۔ شاید بے چاری رات ہی سے رو رہی تھیں۔ عنبر نے فیصلہ کیا کہ اسے اسی وقت حملہ کر دینا چاہیے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اس نے ایک بار پھر راہداری میں دونوں طرف دیکھا۔ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ دروازے کے پاس پہرہ دینے والا سپاہی اب ایک اونچی چوکی پر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے اس ملک کے فوجیوں کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کی کمر کے ساتھ تلوار لٹک رہی تھی۔

عنبر چیتے کی طرح جھک کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا پہرے دار کی طرف بڑھنے لگا۔ سپاہی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ آہٹ پا کر سپاہی نے پلٹ کر دیکھا۔ پھر ایک بجلی سی کوند گئی اور دوسرے لمحے سپاہی عنبر کے قدموں میں مردہ پڑا تھا۔ اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔

عنبر سپاہی کی لاش کو دروازہ کھول کر اندر لے گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی

کوٹھڑی تھی جس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ عنبر نے سپاہی کی لاش ایک طرف ڈالی اور کوٹھڑی کے درمیان میں آ کر دیکھا کہ فرش پر درمیان میں ایک گول سوراخ تھا جس کے پاس ہی رسّے کی ایک سیڑھی پڑی تھی، سوراخ کے اندر سے لڑکیوں کے کسی وقت سسکیاں بھرنے کی دردناک آواز آ جاتی تھی۔

عنبر نے سوراخ میں سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ نیچے سوائے اندھیرے کے اسے کچھ نظر نہ آیا۔

عنبر نے اس ملک کی زبان میں آہستہ سے کہا:

"میری بہنو! میں رسّی لٹکا رہا ہوں۔ اس کی مدد سے باہر آ جاؤ۔"

نیچے سے آتی سسکیوں کی آواز ایک دم رک گئی۔ اور گہری خاموشی چھا گئی، ایسے لگ رہا تھا کہ نیچے لڑکیوں نے جو کچھ سنا تھا انہیں اس پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

عنبر نے دوبارہ منہ نیچے کر کے کہا:

"دیر نہ کرو۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ جلدی سے اوپر آ جاؤ۔"

اور عنبر نے رسّی کی سیڑھی نیچے لٹکا دی۔ دونوں بہنیں سیڑھی کی مدد سے چھت کے سوراخ میں سے باہر آ گئیں۔ وہ سہمی ہوئی تھیں اور ان کے رنگ فق تھے۔ آنکھیں خوف سے کھلی تھیں۔ یہ سب

ned by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ اس نیم روشنی میں عنبر نے بخوبی دیکھ لیا۔ عنبر نے ان کے سروں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"میرا نام عنبر ہے۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ میں تمہیں یہاں سے نکال لے جانے کا زبردست خطرہ مول لے چکا ہوں۔ ایک بار میرے ساتھ فرار ہونے کی کوشش کرو۔ شاید تمہاری جان بچ جائے۔"

لڑکیوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ خوف کے مارے ان کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ ان کے جسم دہشت سے کپکپا رہے تھے۔

عنبر نے آہستہ سے کہا:

"اس کوٹھڑی کے کونے میں خاموشی سے بیٹھ جاؤ اور جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔ ہرگز ہرگز یہاں سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرنا۔"

اب دونوں لڑکیوں نے کوٹھڑی میں پڑی ہوئی سپاہی کی لاش بھی دیکھ لی تھی اور وہ زیادہ خوف زدہ ہو گئی تھیں۔ وہ ایک دوسری کے ساتھ لگ کر کونے میں بیٹھ گئیں۔ عنبر نے سپاہی پہریدار کی لاش کو اٹھا کر سوراخ میں سے نیچے تہہ خانے میں پھینک دیا اور رسی کی سیڑھی کو وہیں لپیٹ کر رکھ دیا۔ پھر دوبارا لڑکیوں کو خاموش بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور باہر راہ داری میں نکل کر دروازہ بند کر دیا۔

جذبات میں آ کر اس نے جیسے بوتل کے جن کو بوتل سے باہر نکال دیا تھا۔ اسے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس جن کو کہاں لے جائے؟ کسی بھی وقت پول کھل سکتا تھا۔ اس نے جھانک کر نیچے دالان میں دیکھا۔ شامیانہ لگایا جا رہا تھا۔ مزدور کام کر رہے تھے۔ ذرا پیچھے ہٹ کر ایک بیل گاڑی کھڑی تھی جس پر کپڑوں کی بڑی بڑی گٹھڑیاں لدی تھیں۔ کچھ پجاری کوٹھڑیوں میں سے مزید پرانی چادریں اور پردے لا کر بیل گاڑی میں رکھ رہے تھے۔ گاڑی بان ایک طرف فرش پر بیٹھا دنگھ رہا تھا۔

اچانک عنبر کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ وہ لپک کر نیچے گیا۔ اس نے دیکھا کہ پجاری پرانے کپڑوں کی آخری گٹھڑیاں اٹھا کر بیل گاڑی میں رکھ رہے تھے۔ پھر وہ ادھر چلے گئے جدھر شامیانہ لگایا جا رہا تھا جس کوٹھڑی سے یہ پجاری پرانے کپڑے نکال کر لائے تھے وہ کھلی تھی۔ اس کے اندر اب کچھ نہیں تھا۔

عنبر بھاگ کر دوسری منزل میں آ گیا۔ یہاں اس نے راہ داری میں ایک کوٹھڑی کا دروازہ کھولا۔ اندر دیواروں پر پردے گرے ہوئے تھے۔ عنبر نے برق رفتاری سے ایک ہی جھٹکے سے دو بڑے بڑے پردے گرا دیئے اور انہیں لے کر اس کوٹھڑی میں آ گیا جہاں دونوں بہنیں سہمی ہوئی بیٹھی تھیں۔

عنبر نے ان دونوں کو جلدی جلدی وہ منصوبہ بتایا جس پر وہ عمل کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والا تھا۔ پھر ایک لڑکی کو پرانے بڑے پردے میں لپیٹا اور کاندھے پر اٹھا کر راہ داری میں سے گذرتا نیچے والی منزل میں آگیا۔ وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ایک پجاری نے گذرتے ہوئے پوچھا:

"یہ کہاں سے لائے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"حضور! کچھ ہی سے اوپر سے بھی پرانے پردے لاکر بیل گاڑی میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔"

پجاری کنجالا کا نام سن کر چپ ہو گیا اور آگے نکل گیا۔ عنبر نے پردے میں لپٹی ہوئی لڑکی کو بیل گاڑی میں پرانے کپڑوں کے انبار میں رکھ دیا اور آہستہ سے کہا:

"خبردار کوئی حرکت مت کرنا۔ میں تمہاری دوسری بہن کو لینے جا رہا ہوں۔"

عنبر تیز تیز قدموں سے چلتا دوسری منزل میں آگیا۔ دوسرے پردے میں دوسری لڑکی کو اچھی طرح سے لپیٹ کر اپنے کاندھے پر گٹھڑی کی طرح ڈالا اور نیچے دالان میں لے آیا۔ وہ دیوداسیاں اس کے قریب سے گذر گئیں۔ دالان میں سب کی توجہ اس طلائی شاہی شامیانے کی طرف لگی تھی جو بادشاہ کے لیے لگایا جا رہا تھا۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عنبر نے دوسری لڑکی کی گٹھڑی بھی بیل گاڑی میں دوسری گٹھڑیوں کے ساتھ رکھ دی۔

پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس ستون کے قریب جا کر بیٹھ گیا جہاں پہلے ہی سے بیل گاڑی والا بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

عنبر نے آہستہ سے اسے ہلایا اور کہا:

"بھائی! بیل گاڑی کب باہر لے جانا ہے ہو؟"

گاڑی بان جلدی سے ہوشیار ہو گیا اور ادھر ادھر دیکھ کر بولا:

"کیا پرانے کپڑے گاڑی میں رکھ دیے پجاریوں نے؟"

عنبر نے کہا:

"کب سے رکھ دیے ہیں۔ بھائی! میرے پاؤں میں درد ہے۔ چلا نہیں جاتا۔ کیا مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر باہر لے چلو گے؟"

گاڑی بان نے بیل گاڑی کی ہودی پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"بیٹھ جاؤ ان گٹھڑیوں میں بھائی۔"

عنبر جلدی سے بیل گاڑی میں پرانے کپڑوں کے انبار میں ایک طرف سکڑ کر بیٹھ گیا۔ گاڑی بان نے بیلوں کو دروازے کی طرف ہنکایا۔ بیل گاڑی چوں چوں کرتی مندر کے ڈیوڑھی میں سے گذرنے لگی۔ ڈیوڑھی کے پہرے داروں نے عنبر اور گاڑی بان کو دیکھا۔ وہ عنبر کی شکل سے واقف تھے۔

عنبر نے بڑی عاجزی سے مسکراتے ہوئے کہا:

"میرے پاؤں میں موچ آگئی ہے۔ اس لیے گاڑی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھ گیا ہوں :

پہرے دار دل نے کوئی خیال نہ کیا اور گاڑی بان کو مندر سے نکلنے کی اجازت دے دی ۔ دونوں بہنیں کپڑوں کے انبار میں دبکی بیٹھی تھیں ان کے دل بُری طرح سے دھڑک رہے تھے مگر موت کے خوف نے ان کے ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگا دی تھی ۔ بیل گاڑی چرچراتی ہوئی اس پُل پر سے گذر گئی جو پانی سے لبالب بھری ہوئی کھائی کے اُوپر بنا تھا ۔ بیل گاڑی اب ایک چھوٹے سے میدان میں سے گذرتی شہر کے عقبی دروازے کی طرف بڑھنے لگی ۔ گاڑی بان عنبر سے باتیں کرنے لگا ۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ اب اس کام میں کوئی فائدہ نہیں رہا ۔ مندر کے پجاری اسے پورے پیسے نہیں دیتے ۔ عنبر اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا رہا ۔ باتوں ہی باتوں میں عنبر نے اس سے پوچھا کہ وہ ان گندے پرانے کپڑوں کو کہاں لے جاتا ہے ۔ گاڑی بان نے بتایا کہ وہ خود دھوبی نہیں ہے ۔ ان کپڑوں کو وہ شہر سے باہر گھاٹ کنارے کوٹھڑی میں لے جا کر ڈال دیتا ہے جہاں دھوبی انہیں دھوتے ہیں ۔

بیل گاڑی شہر کے عقبی دروازے کے قریب پہنچی تو عنبر کا دل زور سے دھڑکا ۔ دونوں بہنیں کپڑوں کے انبار میں دبکی بیٹھی تھیں اور ذرا سی بھی حرکت نہیں کر رہی تھیں ۔ شہر کے اس دروازے سے بیل گاڑیاں اور بڑے رتھ گذرتے تھے ۔ یہاں بھی سپاہی پہرہ دے رہے تھے ۔ مگر دھوبی کی بیل گاڑی پر کسی نے توجہ نہ دی ۔

بیل گاڑی شہر کے دروازے سے نکل کر باہر کھلے کھیت میں آئی تو عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا ۔ گاڑی کھیت کے کنارے گھاٹ کی طرف بڑھنے لگی ۔

گاڑی بان نے عنبر سے پوچھا :

"بھائی ! تم کہاں جاؤ گے ؟"

عنبر نے جلدی سے کہا :

"میں ـــــ میں وہ ـــــ بس تم مجھے گھاٹ کے پاس اتار دینا ۔ وہاں سے میرا مکان نزدیک ہی ہے ۔ تمہارا شکریہ بھائی ۔"

بیل گاڑی گھاٹ کے قریب پہنچنے والی تھی ۔ عنبر نے دُور سے گھاٹ پر پڑے بڑے بڑے پتھر اور پانی کا تالاب دیکھ لیا اور بولا :

"بھائی ! اگر تم مجھے اجازت دو تو میں یہاں اتر جاؤں ؟"

گاڑی بان بولا :

"ارے بھائی ! اس میں اجازت کی کیا بات ہے ۔ اُتر جاؤ ۔"

عنبر نے گاڑی بان کا شکریہ ادا کیا اور نیچے اتر گیا ۔ وہ اترنے کے ساتھ ہی ایک طرف ہو کر جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ گیا ۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں دونوں بہنیں گھبرا کر گٹھڑیوں میں سے باہر نہ نکل آئیں ۔ وہ انہیں ویسے بیٹھی رہنے کے بارے میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا ۔ عنبر برابر گاڑی کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ گاڑی بان نے گھاٹ پر لے جا کر گاڑی کھڑی کر دی ۔ اب عنبر اٹھ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھاڑیوں درختوں کی اوٹ لیتا گھاٹ کی طرف بڑھا۔ وہ جانتا تھا کہ جونہی گاڑی بان کپڑے اٹھائے نیچے سے دونوں لڑکیاں نکل آئیں گی اور وہ شور مچا دے گا۔

عنبر گھاٹ کے پتھروں کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ گاڑی بان نے پرانے کپڑوں کی پہلی گٹھڑی سر پر رکھی اور تالاب کنارے بنی ہوئی کوٹھڑی میں گھس گیا۔ عنبر بھاگ کر کوٹھڑی کے دروازے کے باہر دیوار کے ساتھ لگ کر بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ جونہی گاڑی باہر نکلا اس نے پیچھے سے اس کی کھوپڑی پر ایک ہلکا سا ہاتھ مارا۔ گاڑی بان بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ عنبر اسے بے ہوش ہی کرنا چاہتا تھا۔ عنبر نے اسے گھسیٹ کر کوٹھڑی میں ڈالا اور تیزی سے گاڑی کی طرف دوڑا۔ کپڑوں کے انبار کو ہٹایا تو اندر دونوں خوبصورت بہنیں سہمی بیٹھی تھیں۔

عنبر نے کہا:

"تم کو مندر سے تو نکال کر لے آیا ہوں۔ اب یہ بتاؤ کہ تم کہاں جانا چاہتی ہو؟"

ایک لڑکی جو بڑی بہن لگتی تھی بولی:

"بھائی! تم نے ہماری جان بچا کر بڑا احسان کیا ہے مگر ہمیں خطرہ ہے کہ بادشاہ کے سپاہی ہمارے ساتھ تمہیں بھی پکڑ لیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"تم ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ کوئی ایسی جگہ تمہارے خیال میں ہے جہاں تم دوبارا بادشاہ کے سپاہیوں کے قابو میں نہ آ سکو۔"

بڑی بہن نے کہا:

"اگر ہم گاؤں میں اپنے گھر گئیں تو سپاہی وہاں سے ہمیں پھر گرفتار کر کے لے آئیں گے۔ اس لیے تم ہمیں کہیں سے دو گھوڑے لا دو۔ ہم جنوب کی طرف ملک میڈیا کی طرف نکل جائیں گی۔ وہاں ہمارا ایک ماموں رہتا ہے۔ اس کے پاس ہم محفوظ ہوں گی۔"

عنبر نے انہیں کوٹھڑی ہی میں رہنے کو کہا اور خود قریبی گاؤں کی طرف چل دیا۔ گاؤں کے باہر ایک کنوئیں کے پاس کچھ گھوڑے کھیت میں چر رہے تھے۔ عنبر نے دو گھوڑوں کی باگیں پکڑیں اور لے کر گھاٹ پر آ گیا۔ دونوں بہنیں گھوڑوں پر سوار ہو گئیں۔ عنبر نے انہیں برق رفتاری سے وہاں سے نکل جانے کی تاکید کی۔ دونوں بہنوں نے عنبر کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ ابھی تک خوف کے مارے ان کے رنگ زرد تھے۔ عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور جنوب کی طرف میدان میں گھوڑے سرپٹ دوڑنے لگے۔ جب تک لڑکیوں کے گھوڑے اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو گئے عنبر وہیں کھڑا رہا۔ جب وہ اس کی نظروں سے دور ہو گئیں تو عنبر واپس شہر کی طرف چل پڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان لڑکیوں کو تو عنبر نے بچا لیا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ مندر میں جب ان کے فرار کا علم ہوا تو وہاں افراتفری مچ جائے گی اور بڑے پروہت کے حکم سے فوراً ہی دو نئی لڑکیوں کو قربانی کے لیے پکڑ کر لایا جائے گا۔ عنبر کس کس کو بچاتا پھرے گا۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں لگا شہر کے دروازے میں سے گذر کر اپنے مکان کی طرف جا رہا تھا کہ مندر کی طرف سے اسے گھوڑ سواروں کا دستہ باہر نکل کر شہر کی طرف آتا نظر آیا۔

وہ سمجھ گیا کہ لڑکیوں کے فرار کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے۔ عنبر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے مکان میں آ کر چپ چاپ بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے کہ جس سے مزید کوئی لڑکی منحوس دیوتا پر قربان نہ ہو۔ تھوڑی ہی دیر بعد گھوڑوں کی آواز اس کے مکان کے باہر آ کر رک گئی۔ پھر کسی نے پاؤں مار کر مکان کا دروازہ کھول دیا۔ عنبر نے دیکھا کہ سامنے بادشاہ کے مسلح سپاہی موجود تھے۔ عنبر نے بالکل انجان بنتے ہوئے پوچھا:

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

سپاہیوں کے سالار نے حکم دیا:

"اسے گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور لے چلو۔"

عنبر نے بھول پنے سے پوچھا:

"جناب مجھے کس جرم میں گرفتار کیا جا رہا ہے؟"

سپاہیوں کے سالار نے کہا:

"یہ تمہیں بادشاہ کے حضور پہنچ کر معلوم ہو گا۔"

عنبر نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ وہ آگے سے کوئی مزاحمت کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ بادشاہ اور مندر کے پروہت لڑکیوں کی قربانی کے بارے میں اب کیا پروگرام تیار کرنے والے ہیں۔ سپاہیوں نے عنبر کی پشت پر رسی سے باندھے۔ اسے گھوڑے پر بٹھایا اور سیدھے شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔

شاہی محل میں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ شام کو قربان کی جانے والی نو حسین لڑکیاں فرار ہو گئی ہیں۔ عنبر کو جب بادشاہ شکارگاہ کے سامنے کمرہ خاص میں پیش کیا گیا تو وہاں کنچلا پروہت کے علاوہ وہ دو پجاری اور دو دیوداسیاں بھی موجود تھیں جنہوں نے عنبر کو مندر کی دوسری منزل کی راہ داری میں مشتبہ حالت میں پھرتے دیکھا تھا۔

بادشاہ نے اپنی بارعب آنکھیں عنبر کی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے پوچھا:

"بتاؤ تم ہمارے ایک سپاہی کو ہلاک کرنے کے بعد لڑکیوں کو نکال کر کہاں چھوڑ آئے ہو؟"

عنبر نے بڑی عاجزی سے کہا:

"بادشاہ سلامت! مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں بھلا لڑکیوں کو کیسے نکال سکتا ہوں۔ میں تو خود دیوتا سورج کا گرویدہ ہوں اور لڑکیوں کی قربانی کو بڑی عقیدت سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھنے کا خواہشمند تھا۔

پروہت کنچالا نے گرج دار آواز میں کہا:

"عنبر! تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہارے سوا راہ داری میں کوئی نہیں گیا۔ تم وہاں کیا کرنے گئے تھے؟"

عنبر بولا: "مہاراج میں تو اوپر والی منزل سے شامیانے کا نظارہ کرنے گیا تھا!"

بادشاہ نے غضب ناک ہو کر کہا:

"تم بکواس کرتے ہو۔"

پھر اس نے دونوں دیوداسیوں اور پجاریوں سے پوچھا:

"کیا یہی وہ نوجوان تھا جس کو تم نے راہ داری میں جاتے دیکھا تھا؟"

دونوں نے عنبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہاں بادشاہ سلامت یہی وہ شخص تھا جو خفیہ تہہ خانے والی کوٹھڑی کی طرف جا رہا تھا۔

بادشاہ نے کنچالا پروہت کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"شاہی پروہت! ہم حکم دیتے ہیں کہ آج شام سورج غروب ہو جانے کے بعد اس شخص عنبر کو دیوتا مولوخ پر قربان کیا جائے۔ لڑکیوں کی قربانی ہم اگلی پورن ماشی کی رات کو دیں گے۔ اس کے لیے حسین لڑکیوں کی تلاش ابھی سے شروع کرا دی جائے اور معزور لڑکیوں کی کھوج

کے لیے بھی دستے روانہ کر دیئے جائیں۔"

"جو حکم بادشاہ سلامت" کنچالا پروہت نے جھک کر کہا۔

پھر پروہت نے قہر بھری نگاہ عنبر پر ڈالی۔

بادشاہ عنبر کی طرف اشارہ کیا اور سپاہیوں کو حکم دیا:

"اسے گرفتار کر کے کڑی نگرانی میں رکھا جائے۔ آج شام ہم اسے دیوتا پر قربان کر دیں گے اور یہ رسم ہم خود اپنی موجودگی میں ادا ہوتے دیکھیں گے۔ دیوتا ہمارے اس اہتمام سے ضرور خوش ہو گا۔"

"ضرور خوش ہو گا بادشاہ سلامت۔"

کنچالا پروہت نے بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا اور ادب سے سر جھکا دیا۔ سپاہیوں نے عنبر کو زنجیروں میں جکڑ دیا اور شاہی قلعے کے تاریک تہہ خانے میں لے جا کر ڈال دیا۔ عنبر نے اطمینان کا سانس لیا۔ دونوں بہنیں مفرور ہو چکی تھیں اور دوسری کسی لڑکی کو ابھی قربان نہیں کیا جا رہا تھا۔ وہ یہی چاہتا تھا۔ اب وہ دیوتا مولوخ کو تباہ کرنے کے بارے میں اطمینان سے کوئی منصوبہ تیار کر سکتا تھا۔

عنبر جس قدر سوچتا آخر اسی نتیجے پر پہنچتا کہ مکروہ بت مولوخ کا تباہ کیا جانا بہت ضروری ہے۔ صرف اسی صورت میں لوگوں کے دلوں سے اس بت کی جھوٹی پوجا کا خیال ہٹایا جا سکتا ہے کہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ اس بت کی طاقت کچھ نہیں ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سورج غروب ہونے سے پہلے عنبر کے قید خانے میں کوئی نہ آیا جب شام ہوئی تو کچھ پجاریوں نے آکر عنبر کے سر پر پھولوں کے تین ہار باندھ کر کچھ اشلوک پڑھ کر پھونکیں ماریں اور مقدس پانی چھڑک کر چلے گئے جب سورج غروب ہو گیا تو سپاہیوں کا دستہ آگیا۔ انہوں نے زنجیروں میں جکڑے ہوئے عنبر کو نکال کر ایک گھوڑا گاڑی پر بٹھایا اور مندر کی طرف لے چلے۔ راستے میں لوگ گاڑی کے ساتھ ہو لیے۔ ان لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے دیوتا مولوخ پر قربان کی جانے والی دو لڑکیوں کو بھگا دیا ہے۔ لوگ عنبر پر آوازے کس رہے تھے۔ اسے بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ کئی ایک نے اس پر پتھر بھی پھینکے۔

عنبر خاموش تھا۔ اس کا مقصد ان لوگوں کے خلاف کارروائی کرنا نہیں تھا بلکہ ان کے دلوں سے جھوٹے بُت کا خیال نکال باہر پھینکنا تھا۔ عنبر کو مندر میں لے جایا گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ اونچے لمبے دیو پیکر بدشکل مولوخ کے بُت کے سامنے کچھ فاصلے پر شاہی شامیانہ لگا تھا اور اس کے نیچے تخت پر بادشاہ مشکاولی اور کرسیوں پر امرا اور درباریوں کے وزراء براجمان تھے۔ بُت کے پاؤں کے آگے گہرے گڑھے میں جہنم کی آگ روشن تھی۔ شعلوں کی زرد زبانیں اوپر کو لپک رہی تھیں۔ یہ آگ اتنی زبردست تھی کہ گڑھے کے آس پاس بیس بیس قدم تک کوئی انسان نہیں پھٹک سکتا تھا۔ پجاری بُت کے پہلو میں دونوں جانب نصف دائرے کی شکل میں چوکیوں پر بیٹھے منتر پڑھ پڑھ کر آگ

میں مقدس پانی چھڑک رہے تھے دیوداسیاں ایک طرف دالان میں ستونوں کے پاس کھڑی ہاتھ باندھے دیوتا مولوخ کے بھجن گا رہی تھیں۔

عنبر کے آتے ہی لوگوں اور پجاریوں نے نعرے بلند کیے۔ دیوتا کی آگ کے شعلے بھی عنبر کو چھٹنے کے لیے کچھ اور تیز ہو گئے۔ عنبر خاموش تھا۔ اسے بُت کے پیچھے لایا گیا۔ یہاں بُت کے ساتھ لکڑی کی ایک مچان بندھی تھی۔ عنبر کو اس مچان پر بٹھا دیا گیا۔ دو سپاہی اور دو پجاری اس کے ساتھ ہی مچان پر بیٹھ گئے۔ مچان رسّے سے آہستہ آہستہ اوپر کھینچی جانے لگی۔ جب یہ مچان بالکل اوپر بُت کی زبان کے پاس پہنچی تو رک گئی۔ اب عنبر کی زنجیریں کھول دی گئیں۔ اس کی کمر میں رسّی باندھ کر اس رسّی کو بت کی زبان کے اوپر اس کے باہر نکلے ہوئے دانت پر سے گزار کر نیچے لٹکا دیا گیا۔ نیچے دو غلاموں نے اس رسّی کو پکڑ لیا۔

عنبر اس رسّی کے سہارے بت کی پھسلواں زبان پر اٹکا ہوا تھا۔ اس نے نیچے دیکھا۔ نیچے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ گڑھے کے اندر جل رہا تھا۔ اونچے اونچے شعلوں کی زبانیں اوپر اٹھ اٹھ کر جیسے عنبر کو اپنی طرف بلا رہی تھیں۔ نہ شعلوں کو خبر تھی اور نہ ہی وہاں کے پجاریوں، لوگوں، دیوداسیوں اور بادشاہ اور امراء وزراء کو معلوم تھا کہ وہ کس آدمی کو آگ میں ڈال رہے ہیں۔ عنبر آگ کو دیکھ کر ذرا بھی متاثر نہ ہوا۔ اس کا دل بالکل پرسکون رہا۔ اس نے بادشاہ کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا اور بلند آواز میں کہا:

"اے بادشاہ! میں عنبر ہوں۔ تم مجھے خوب پہچانتے ہو میں اس شہر کا معمولی تاجر ہوں۔ سب لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ مگر سن لو۔ میں تمہارے دیوتا مولوخ سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوں۔ میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ ابھی سے اس منحوس بت پر انسانی جانوں کی قربانی بند کردو۔ یہ بت اپنے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھی بھی نہیں اڑا سکتا۔ پھر یہ تمہاری مصیبتیں کس طرح دور کر سکتا ہے۔ انسانوں کو ہلاک کر کے خداوند کریم کے غضب کو مت للکارو۔ آج ہی سے توبہ کرو۔ اس بت کو توڑ ڈالو اور صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ اور اسی سے سب کچھ مانگو۔"

یہ جملے سن کر پجاریوں کے منہ غصے سے لال ہو گئے۔ بادشاہ اور درباری بھی نفرت اور کھا جانے والی نظروں سے عنبر کو تکنے لگے۔ بادشاہ نے غصے سے کانپتے ہوئے بازو بلند کر کے حکم دیا:

"اس گستاخ کو دیوتا کی آگ میں ڈال دو۔"

بادشاہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ غلاموں نے رسی چھوڑ دی۔ عنبر اسی رسی کے ساتھ مولوخ کی ڈھلانی زبان پر لٹکا ہوا تھا جونہی رسی چھٹی عنبر بدشکل مولوخ بت کی نیچے کو پھسلتی ہوئی زبان پر سے گھسٹتا فضا میں دو قلابازیاں کھاتا آگ کے جہنم میں غائب ہو گیا۔ پجاریوں نے دیوتا کے حق میں فلک شگاف نعرے بلند کیے۔ لوگ بھجن گانے لگے۔ دیوداسیاں رقص کرنے لگیں۔ بادشاہ کو درباریوں اور امرا نے مبارک باد دی کہ دیوتا کے مجرم کو سزا مل گئی۔ اب دیوتا مولوخ خوش ہو گیا ہے۔

بادشاہ نے تخت پر بیٹھے بیٹھے اعلان کیا کہ اگلی پورے چاند کی رات کو چار حسین لڑکیوں کو مولوخ کے حضور قربان کیا جائے گا۔ پجاریوں اور لوگوں نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں اور بادشاہ مشکا دل زندہ باد کے نعرے بلند کرنے لگے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کی دشمن مایا

عنبر آگ میں نیچے ہی نیچے گرتا چلا گیا۔

وہ سب سے پہلے بڑے بڑے درختوں کے تنوں کے سرخ کوئلوں پر گرا۔ پھر ان سرخ انگاروں کے ساتھ نیچے سرخ آگ کی تہہ میں اتر گیا جو کئی فٹ اونچی تھی۔ عنبر کے چاروں طرف آگ کے سرخ شعلے آبشار کی طرح اوپر کو اٹھ رہے تھے یہ اٹھتی آبشار تھی۔ اس کے اردگرد آگ کی سرخ چادر پھیلی ہوئی تھی جس میں سے پگھلتے لاوے ایسی سسکاریں نکل رہی تھیں۔

عنبر کو اس آتش بے پناہ میں بھی کچھ نہ ہوا تھا۔ اس لیے کہ ابھی اس کی قسمت میں مرنا نہیں لکھا تھا، ورنہ آگ کی اس تہہ تک پہنچتے پہنچتے اس کی ہڈی کا ایک ذرہ بھی بھاپ بن کر اڑ گیا ہوتا۔ عنبر نے اپنے جسم کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں، کپڑے، یہاں تک کہ سر کے بال اور پلکیں تک سلامت تھیں۔ اس کے کانوں میں آگ کا زبردست شور جیسے آندھی بن کر گونج رہا تھا۔

عنبر نے آگ کی تہہ میں گھٹنے کا ایک چکر لگایا۔ دیواروں کے

پتھر بھی سرخ ہو رہے تھے۔ عنبر نے دیکھا کہ آگ کی تہہ میں ایک طرف سرخ دیوار میں گول سرنگ کا منہ بنا ہوا ہے۔ یہ راستہ زیادہ کشادہ نہیں تھا، عنبر اس سرنگ کے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ یہاں اسے لیٹ کر چلنا پڑا۔ وہ رینگتا ہوا سرنگ میں کچھ آگے گیا تو آگے جا کر سرنگ کی چڑھائی آ گئی۔ وہ چڑھائی پر رینگتا چلا گیا۔ اس کے آگے سیڑھیاں تھیں۔ یہاں آگ بالکل نہیں تھی مگر گڑھے میں سے آگ کی زبردست تپش آ رہی تھی۔ عنبر اوپر سیڑھیاں چڑھتا گیا۔

یہ سیڑھیاں زمین کے اندر ہی اندر دو تین چکر کاٹ کر وہ دیوتا مولوخ کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ دیوتا مولوخ کے پاؤں کے اندر اس کی بنیادوں میں کھڑا ہے۔ یہاں دیوتا کی دونوں اونچی لمبی ٹانگوں کے درمیان بڑے بڑے سیاہ پتھروں کی بنیادیں بنی ہوئی تھیں۔ دیوتا مولوخ ان بنیادوں پر کھڑا تھا۔ اگر ان بنیادوں کے پتھروں کو اکھاڑ دیا جائے تو بت دھڑام سے نیچے گر سکتا تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک چکر دار زینہ بت کی ایک ٹانگ کے اندر ہی اندر سے اوپر جا رہا ہے۔ عنبر اس پر چڑھنے لگا۔ یہ زینہ ایک کوٹھڑی کے بند دروازے پر پہنچ گیا۔ یہ وہی کوٹھڑی تھی جس کے بارے میں بوڑھی دیوداسی نے عنبر کو بتایا تھا کہ وہاں کیا ہے؟ آج تک کسی کو معلوم نہیں۔ عنبر دروازے کے پاس آیا ہی تھا کہ اسے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی گھڑے میں منہ ڈال کر بول رہا ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ عنبر نے سُنا۔ یہ بُت مولوخ کی آواز تھی۔ بُت مولوخ کہہ رہا تھا:

"میں نے اپنے مجرم کی قربانی قبول کی۔ اگر اے بادشاہ مشکاولی، اس مندر پر دولت نثار کر، پجاریوں کو سونے کے سکّے عطا کر۔ یہ میرے پجاری ہیں اور اگلے پورے چاند کی رات کو دو لڑکیوں کو مجھ پر قربان کر۔"

عنبر کو باہر سے لوگوں کے نعرے لگانے کی آوازیں سنائی دیں۔

عنبر نے دروازے پر لات مار کر دروازہ کھول دیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کوٹھڑی میں دیوتا مولوخ کی ایک آنکھ کے روشن دان میں سے روشنی آ رہی ہے اور ایک موٹا پجاری دیوتا کے منہ کے پاس اندر کی طرف ہو کر گڑھے میں منہ ڈال کر بیٹھا مولوخ کی آواز میں بول رہا ہے۔

موٹے پجاری نے اپنے سامنے عنبر کو دیکھا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ اس نے ابھی ابھی اس شخص کو دیوتا کی زبان سے پھسل کر قیامت کی آگ میں گرتے دیکھا تھا۔ پھر یہ کیسے زندہ بچ کر یہاں آ گیا؟ موٹے پجاری کا جسم خوف سے کانپنے لگا۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اس کے موٹے پیٹ پر زور سے ہاتھ مارا۔ پجاری چھوٹے سے ہاتھی کے بچے کی طرح کوٹھڑی میں لڑھکنیاں کھاتا سامنے والی دیوار کے ساتھ ٹکرایا اور بے ہوش ہو گیا۔

عنبر نے گڑھے میں اپنا منہ ڈال کر بلند آواز میں کہا:

"اے بادشاہ! سُنو! ابھی ابھی میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابھی مجھ پر کسی لڑکی کو قربان نہ کیا جائے۔ میں تمہارا دیوتا مولوخ بول رہا ہوں۔ جب تک میں دوسرا حکم نہ دوں کسی انسان کو مجھ پر قربان نہ کرنا۔ کیوں کہ میں آکاش پر دوسرے دیوتاؤں سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر عنبر نے بُت کے کھلے منہ کے پیچھے ایک دانت کی درز میں سے نیچے دیکھا۔ یہ بُت چھ منزلہ بلند تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ بادشاہ، وزراء، درباری اور پجاری بُت کے اس اعلان پر حیران پریشان کھڑے ایک دوسرے کو تک رہے ہیں کہ ابھی تو مولوخ نے کچھ اور کہا تھا، ابھی دوسرا اعلان کر دیا۔

عنبر نے دوسری بار گڑھے میں منہ ڈال کر گرج دار آواز میں کہا:

"تم لوگ حیران ہو کر میری طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟ اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو میں تمہارے شہروں کو آگ لگا دوں گا۔"

ایک دم نیچے سے آوازیں آنے لگیں:

"دیوتا مولوخ ہمیں معاف کر دے تو جیسا کہے گا ہم ویسے ہی کریں گے۔ ہم تیرے حکم کے غلام ہیں۔"

عنبر نے نیچے دیکھا بادشاہ کی سواری واپس جا رہی تھی۔ پجاری اور دیوداسیاں بُت کے آگے [illegible] کر رہے تھے۔ کچھ دیر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے عنبر بُت پر انسانی قربانی کی مذموم رسم کو روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ کچھ عرصے کے بعد پھر انسانی قربانی شروع کر دیں گے۔ اب عنبر ہر بار بُت کے اندر آ کر یہ اعلان نہیں کر سکتا تھا۔ جب تک یہ بُت اپنی جگہ پر قائم ہے۔ انسانی قربانی کی رسم جاری ہی رہتی۔ عنبر کچھ سوچ کر کوٹھڑی سے نکلنے لگا تو اسے موٹے پجاری کا خیال آ گیا۔ پجاری دیوار کے ساتھ اوندھے منہ پڑا تھا۔ عنبر نے اسے سیدھا کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی جان نکل چکی تھی۔ خدا جانے یہ عنبر کے مکے کا اثر تھا یا موٹا پجاری خوف کے مارے ہی مر گیا تھا۔ بہرحال اس کا مر جانا بہتر بات تھی۔ اگر وہ خود نہ مرتا تو عنبر کو اسے مارنا پڑتا کیونکہ وہ باہر جا کر لوگوں کو بتا سکتا تھا۔ یہ مولوخ کی آواز نہیں تھی بلکہ عنبر خود بول رہا تھا۔

عنبر نے موٹے پجاری کی لاش کو وہیں چھوڑا اور چکر دار زینے سے اتر کر نیچے بُت کے پاؤں کے پاس بنیادوں کے پتھروں کے درمیان آ گیا۔ یہ بنیادوں کے پتھر گول ستونوں کی طرح تھے جن پر بُت کا پورے کا پورا ڈھانچہ اوپر اٹھایا گیا تھا۔ عنبر کو اسی جگہ ایک مقام پر پتھر کی سل ذرا اکھڑی ہوئی لگی۔ اس نے اسے ہلایا تو وہ پیچھے کھسک آئی۔ یہ باہر جانے کا راستہ تھا۔

باہر مندر کا عقبی دالان تھا جہاں دیوداسیاں رقص کر رہی تھیں۔ عنبر نے پتھر کی سل وہیں رہنے دی اور اب رات کا اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ خاموشی سے بُت کے بنیادی ستونوں کے پاس بیٹھ گیا۔ یہاں اسے کیٹی اور پھر ناگ ماریا کا خیال آنے لگا کہ جانے وہ اس وقت کہاں اور کس حال میں ہوں گے۔ پھر اس کا خیال دونوں بہنوں کی طرف چلا گیا جن کو اس نے موت کے منہ سے نکال کر فرار کرا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ ملک سوریہ کی سرحدوں کو پار کر چکی ہوں گی۔

عنبر کو اندر بھجن گانے کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں۔ پھر یہ آوازیں رک گئیں۔ آہستہ آہستہ مندر میں خاموشی چھانی شروع ہو گئی جب باہر مکمل طور پر خاموشی چھا گئی تو عنبر نے پتھر کی سل کو اپنی طرف کھسکا کر باہر دیکھا۔ مندر میں کہیں کہیں شمعیں روشن تھیں۔ دالان خالی پڑا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ عنبر باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ دیو پیکر مولوخ بُت کے پیچھے اس کی ایک ٹانگ کے پاس کھڑا ہے۔ اس نے پتھر کی سل کو واپس کھینچ کر سوراخ بند کر دیا اور خاموشی سے سامنے والی راہ داری کی طرف چلنے لگا۔

اسے معلوم تھا کہ کنچالا پروہت کس کوٹھڑی میں رہتا ہے۔

کنچالا پروہت اپنی کوٹھڑی میں گدیلے پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھیلے میں سے سونے کے سکے نکال کر انہیں گن رہا تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔

کنچالا پروہت نے ناگواری سے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کون بدتمیز ہے جو اس وقت میرے گیان دھیان کو خراب کرنے آیا ہے۔"

باہر سے عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ دستک پھر ہوئی۔ اب تو کنچالا کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے غصّے میں کہا:

"کون ہے بدتمیز؟ بولتے کیوں نہیں؟ جب تک بولو گے نہیں میں دروازہ نہیں کھولوں گا۔"

عنبر کے لیے بند دروازے کو کھولنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس نے اپنے گھٹنے کو بند دروازے کے ساتھ لگا کر ذرا سا زور ڈالا تو دروازے کا کنڈا اتزاخ سے ٹوٹ کر لٹکنے لگا۔ دروازہ کھل گیا۔ کنچالا پروہت جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے شمع کی روشنی میں عنبر کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔ کنچالا کا رنگ لاش کی طرح زرد ہو گیا تھا۔ اس کے ہونٹ لرزنے لگے تھے۔ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ موٹی توند آہستہ آہستہ کپکپا رہی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے خود بھی کانپ رہا تھا۔ عنبر نے دروازہ بند کر دیا اور اس کے پاس آ کر آرام سے بستر پر بیٹھ گیا اور بولا:

"کنچالا! تم نے مجھے ضرور پہچان لیا ہوگا۔ میں عنبر ہوں وہی عنبر جو تمہیں مٹھائیاں لا کر کھلاتا تھا اور جس کو تم لوگوں نے شام کو آگ میں ڈال دیا تھا۔"

کنچالا کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"میں وہی عنبر ہوں۔ تم اس لیے خوف زدہ ہو کر تمہارے حساب سے مجھے تمہارے دیوتا کی آگ میں جل کر راکھ ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر تم نہیں جانتے کہ تمہارا دیوتا ایک پتھر اور اینٹوں کا بُت ہے۔ اس کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ میری جان اس خدا کے قبضے میں ہے جو واحد ہے۔ جو ایک ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے حکم سے مجھے آگ نے کچھ نہیں کہا اور میں زندہ حالت میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔"

کنچالا نے ہکلا ہکلا کر کہا:

"تم بدرُوح ہو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے کچھ نہ کہو۔ نہیں بادشاہ کے حکم سے آگ میں ڈالا گیا تھا۔ مجھے معاف کر دو اے عنبر کی بدروح!"

عنبر نے پروہت کی موٹی توند پر ایک ہلکا سا ہاتھ مارا۔ پروہت ہائے کہہ کر بستر پر لڑھک گیا۔

"مجھے نہ مارنا۔ مجھے معاف کر دو اے بھوت!"

عنبر نے پروہت کنچالا کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا کر بستر پر بٹھا دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر کہنے لگا،

"کنچالا سنو! میں اپنی بدرُوح یا بھوت نہیں ہوں۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ہوں۔ میری طاقت کا تم اندازہ نہیں لگا سکتے ہاں یہ چھوٹا سا ثبوت تمہارے سامنے ہے کہ میں اتنی زبردست آگ میں سے بھی زندہ نکل آیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس جھوٹے اور بے کار بت کے سامنے انسانی قربانی دینا بند کر دو۔"

کنچالا نے کہا:

"اے بھوت! یہ ناممکن ہے۔ ہمارا دیوتا مولوخ سچا ہے ہم انسانی قربانی بند نہیں کر سکتے۔"

عنبر نے اسے گردن سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا:

"بدبخت تو کیا سمجھتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ تمہارا ایک پجاری گھڑے میں منہ ڈال کر دیوتا کی آواز نکال کر حکم دیتا ہے؟ میں اوپر سے ہو کر آیا ہوں۔ وہاں تمہارا مکار پجاری مرا ہوا ہے۔ جاؤ اس کی لاش اٹھا کے لے آؤ۔"

یہ کہہ کر عنبر کنچالا کی کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ اب وہ سیدھا بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ مندر کے بڑے دروازے پر اسے پہرے داروں نے روکا وہ اندھیرے میں اسے پہچان نہ سکے۔ عنبر نے دونوں ہاتھوں سے بند دروازے کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا تو دروازہ ٹوٹ گیا۔ عنبر کھائی کے پل کے اوپر سے دوڑتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ پل کی دوسری طرف دو سپاہی گھوڑا دوڑاتے اس کی طرف بڑھے۔ عنبر اب اپنی طاقت کا پورا مظاہرہ کر سکتا تھا۔ ایک سپاہی نے اس پر زور سے نیزہ پھینکا۔ نیزہ عنبر کے جسم سے ٹکرا کر دور جا گرا۔ عنبر نے دوسرے سپاہی کو ٹانگ سے پکڑ کر نیچے گرایا اور اس کے خالی گھوڑے پر اچھل کر بیٹھا اور شاہی محل کی طرف گھوڑا سرپٹ دوڑانے لگا۔

وہ محل کے خاص دروازے کی طرف جانے کی بجائے اس کے پیچھے باغ میں آ گیا۔ یہاں وہ ایک بلند درخت کی اوپر والی ٹہنی کو پکڑ کر محل کی چھت پر کود گیا۔ وہ اوپر بارہ دری کے دروازے سے نیچے محل میں اترنے لگا تو دو پہرے دار تلواریں لہراتے اس کی طرف بڑھے۔ عنبر نے باری باری ان دونوں کو محل کی چھت سے نیچے باغ میں لڑھکا دیا۔ اب وہ سیڑھیاں اترتا نیچے شاہی محل کی تیسری منزل میں آ گیا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ بادشاہ کی خواب گاہ کہاں ہے؟

عنبر شاہی محل کی شاندار راہ داری میں سے گذرتے ہوئے بلند آواز میں بولنے لگا:

"اے بادشاہ شمکا دلی! میں تجھے ایک خدا کی طرف بلانے آیا ہوں۔"

محل میں سب بیدار ہو گئے۔ ایک شور سا مچ گیا۔ پہرے داروں نے عنبر کو پکڑ لیا۔ عنبر نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسے بادشاہ کے سامنے لے جایا جائے۔ سپاہی اسے پکڑ کر قید خانے کی طرف لے جانے لگے تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے انہیں نیچے گرا دیا اور بلند آواز میں چلا کر کہا :

"مجھے بادشاہ سے ملنا ہے۔ اے بادشاہ! میرے سامنے آ اور خدائے واحد کا پیغام سن۔"

بادشاہ کی خواب گاہ وہاں سے دور نہیں تھی۔ بادشاہ جاگ پڑا تھا وہ خواب گاہ سے باہر آ گیا۔ جب اس نے اپنے سامنے عنبر کو دیکھا تو اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

عنبر نے کہا :

"اے بادشاہ! تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ میں زندہ ہوں تمہارے جھوٹے دیوتا کی آگ مجھ پر اثر نہیں کر سکی۔ میں تمہیں یہ کہنے آیا ہوں کہ اس بت کے آگے معصوم انسانوں کو آگ میں پھینکنا بند کر دو نہیں تو تم پر خدا کا قہر نازل ہوگا۔"

بادشاہ کا وزیر بھی اپنے کمرے سے نکل کر وہاں آ گیا تھا۔ اس نے بادشاہ کے کان میں آہستہ سے کہا :

"شہنشاہ! یہ عنبر کی بدروح ہے۔ اسے ابھی کچھ نہیں کہنا چاہیے۔"

چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور عنبر سے کہا کہ وہ اس کی ہدایت پر ضرور غور کرے گا۔ عنبر سمجھ گیا کہ بادشاہ چال چل رہا ہے اور وزیر نے اسے ایسی ہی پٹی پڑھائی ہے۔ اب اس کے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ مولوخ کے بت کو گرا کر پاش پاش کر دیا جائے۔ وہ کسی طرح بھی ان لوگوں کے دلوں سے مولوخ بت کی ہیبت دور نہیں کر سکتا تھا سوائے اس کے کہ بت کو تباہ کر دیا جائے۔ یوں ہو سکتا تھا کہ اس بت کی طاقت کا عقیدہ ان کے دلوں سے ختم ہو جائے۔

یہ سوچ کر عنبر راہ داری کے زینے کی طرف بڑھا۔ سپاہی آگے بڑھ کر اسے پکڑنے لگے تو بادشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ عنبر خاموشی سے سیڑھیاں اتر کر محل کے باغ میں آ گیا۔ پھر وہاں سے دیوار پھلانگ کر دوسری طرف گیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بادشاہ نے اسی وقت دربار کے شاہی جادوگر کو طلب کر لیا اور اسے بتایا کہ جس آدمی کو ہم نے قربان کیا تھا اس کا بھوت شہر میں آ گیا ہے اور وہ رعایا کو تنگ کرے گا۔ اس لیے اس کو کسی طریقے سے قابو میں کیا جائے۔

شاہی جادوگر ایک پرانا اور تجربہ کار افریقی جادوگر تھا۔ اس کے پاس کئی طلسمی منتر تھے۔ شاہی جادوگر اسی وقت محل کی چھت پر پانی سے بھرا ہوا پیالہ مردوں کی ہڈیاں اور کھوپڑی لے کر طلسم کرنے بیٹھ گیا۔ اس کے پاس صرف بادشاہ اور وزیر ہی چوکیوں پر بیٹھے تھے۔ شاہی جادوگر نے پانی کا پیالہ اپنے سامنے رکھ لیا اور فرش پر مردے کی ہڈیاں پھینک کر طلسمی منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس وقت عنبر سرپٹ گھوڑا دوڑاتا مندر کے دروازے کے سامنے والے پل پر پہنچ گیا تھا۔ پہرے داروں نے عنبر کو دیکھ کر اس پر تیر چلانے شروع کر دیے۔ تیر عنبر کے جسم سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گر رہے تھے۔ عنبر گھوڑا دوڑاتے دوڑاتا چلا آ رہا تھا۔ سپاہیوں نے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی مگر عنبر گھوڑے سمیت ڈیوڑھی میں پہنچ گیا اور گھوڑا دوڑاتے ڈیوڑھی سے نکل مندر کے دالان میں آ گیا۔ اسے دیکھ کر پجاری اور دیو داسیاں ڈر کے مارے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔

عنبر کے ذہن میں ایک منصوبہ تھا جس پر وہ فوری طور پر عمل کرنا چاہتا تھا۔ وہ گھوڑے سے اتر کر دیو ہیکل منحوس بُت مولوخ کی طرف بڑھا۔ اسے معلوم تھا کہ بت کے اندر اس کے پاؤں کے پاس کھڑے بنیادی ستونوں کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے۔ بت کے پیچھے اس کے پاؤں کے پاس آ کر عنبر نے پتھر کی سل باہر کھینچی اور بت کے اندر گھس گیا۔ اب وہ بت کے پاؤں اور ٹانگوں کے درمیان بنے ہوئے گول ستونوں کے پاس کھڑا تھا۔ یہی وہ ستون تھے جن پر مولوخ بت کا اونچا لمبا پتھر کا ڈھانچہ کھڑا تھا۔ اس وقت بھی بت کے سامنے گڑھے میں آگ کا الاؤ بھڑک رہا تھا۔

باہر مندر میں شور مچ گیا کہ عنبر کا بھوت بت کے اندر چلا گیا ہے۔ پجاریوں نے بھوت کو مار بھگانے کے لیے منتر پڑھنے شروع کر دیے جب کہ سپاہی نیزے لے کر اس جگہ کی گئے جہاں سے رینگ کر عنبر بت

کے اندر داخل ہوا تھا۔ عنبر نے پتھر کی بھاری سل سے سوراخ بند کر دیا تھا۔ سپاہیوں نے سل کو اپنی جگہ سے کھینچنے کے جتن شروع کر دیے۔

عنبر خدا کا نام لے کر اپنے کام میں لگ گیا۔ اس نے ایک ستون کے گرد دونوں بازو ڈالے اور اسے ہلکا سا جھٹکا دیا۔ بت سخت پتھر کا بنا تھا۔ اس پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا۔ عنبر نے ذرا اور زور لگا کر جھٹکا دیا تو بھی بت نے اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہ کی۔ عنبر نے ستون کو اپنے بازوؤں میں مضبوطی سے لے کر خدا کا نام لیا اور اسے اپنی طرف پوری طاقت سے کھینچا۔ ایک کڑاکے کی آواز کے ساتھ ستون ٹوٹ کر پیچھے کو گرا۔

مولوخ بت کو ذرا سی جنبش ہوئی۔ عنبر نے اب دوسرے ستون کو جھٹک کر دو ٹکڑے کیا تو بت ایسے لرزا جیسے بھونچال آ گیا ہو۔ تیسرا ستون اکھاڑنے پر تڑاخ کی آواز بلند ہوئی اور بت ایک طرف کو جھک گیا۔ باہر مندر میں لوگوں کا شور بلند ہوا۔ ہر کوئی اونچی آواز میں بھجن گانے لگا۔ چوتھے ستون کے اکھڑنے پر مولوخ بت کا ایک بازو ٹوٹ کر دھماکے کی آواز کے ساتھ آگ کے الاؤ میں گر پڑا۔ پجاری خوف زدہ چوہوں کی طرح دالان سے کوٹھڑیوں کی طرف دوڑ پڑے۔ عنبر نے پانچواں اور چھٹا ستون گرایا تو مولوخ بت پہلے پیچھے کو جھولا۔ پھر آگے کو جھکا اور قیامت کے شور کے ساتھ دھڑام سے مندر کے دالان میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منہ کے بل گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس نے سامنے والی سات کوٹھڑیوں کو بھی تہس نہس کر دیا تھا۔ بت کا پیٹ آگ کے الاؤ پر گرا تھا جس کی وجہ سے آگ کے گڑھے کا منہ بند ہو گیا۔ اس کے بدصورت منہ کے کئی ٹکڑے دالان میں بکھر گئے تھے۔

عنبر اس جگہ کھڑا تھا جہاں پہلے بت مولوخ کے پاؤں ہوتے تھے۔ بت بڑے آکھڑ کر پاش پاش ہو گیا تھا۔ مندر میں واویلا مچ گیا۔ کئی پجاری بت کے نیچے آ کر مر گئے۔ دیوداسیاں چیختی چلاتیں مندر کی ڈیوڑھی کی طرف بھاگ گئیں۔ عنبر مولوخ بت کے ایک بہت بڑے ٹکڑے پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بازو فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا:

"تمہارا جھوٹا بت پاش پاش ہو گیا ہے۔ اگر اس میں طاقت ہوتی تو یہ اپنی حفاظت کرتا۔ مگر یہ محض پتھر تھا اور پتھر اپنے آپ ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتے۔ تم لوگ بتوں کی پوجا سے توبہ کرو اور صرف ایک [illegible] پرستش کرو۔"

عنبر ٹوٹے ہوئے بت کے اوپر کھڑا تقریر کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کلاوتی راج کماری کی روح کو شانتی مل گئی ہو گی اور وہ اس کا شکریہ ادا کرنے اپنے وعدے کے مطابق وہاں ضرور آئے گی۔

دوسری طرف شاہی محل کی چھت پر شاہی جادوگر اپنے طلسمی عمل میں مصروف تھا کہ ایک اہل کار نے آ کر خبر سنائی کہ عنبر کے بھوت نے مولوخ دیوتا کے بت کو گرا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ بادشاہ خوف اور غصے کے مارے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے شاہی جادوگر سے کہا:

"بھوت کو قابو میں کرو۔ یہ ہمیں برباد کر دے گا۔"

شاہی جادوگر نے سر ہلا کر بادشاہ کو مطمئن رہنے کا اشارہ کیا اور پانی میں دیکھا۔ اسے پیالے کے پانی میں عنبر اس طرح دکھائی دیا کہ بت مولوخ کے سب سے بڑے ٹکڑے پر کھڑا تقریر کر رہا تھا اور سپاہی ڈیوڑھی اور مندر کی چھت پر سے اس پر تیر برسا رہے تھے۔ جادوگر نے یہ منظر بادشاہ مشکادلی کو بھی دکھایا۔

بادشاہ خوف زدہ ہو کر بولا:

"اس بھوت پر تیر تلوار کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ اس نے ہمارے دیوتا کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ اس بھوت کو آگ میں جلا کر بھسم کر دو۔"

افریقی جادوگر نے کہا:

"اے بادشاہ! دنیا کا کوئی جادو اس بھوت کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ ہاں میں اسے پتھر کے بت میں تبدیل کر سکتا ہوں۔ اس سے آگے میرا طلسم بھی بے بس ہے بادشاہ سلامت۔"

بادشاہ نے چلا کر کہا:

"اسے پتھر بنا دو۔ فوراً۔"

افریقی جادوگر نے کچھ منتر پڑھنے کے بعد مُردے کی سات ہڈیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ٹکڑے زور سے فرش پر پھینکے۔ ایک عجیب سی دل خراش آواز بلند ہوئی۔ افریقی جادوگر نے جھک کر پانی کے پیالے میں دیکھا، مسکرایا اور بادشاہ سے کہا:

"بادشاہ سلامت! آپ کا دشمن آپ کے قبضے میں آچکا ہے۔"

بادشاہ اور وزیر نے بھی جھک کر پیالے میں دیکھا۔ انہیں عنبر کا بھوت اس حالت میں پتھر کا انسانی مجسمہ بنا ہوا نظر آیا کہ اس کا ایک بازو ہوا میں بلند تھا۔ بادشاہ نے اطمینان کا سانس لیا اور افریقی جادوگر سے پوچھا:

"کیا یہ بھوت کہیں دوبارا زندہ تو نہیں ہو جائے گا؟"

جادوگر بولا:

"اس کا دوبارا زندہ ہونا ناممکن ہے۔ کیوں کہ یہ اسی صورت میں دوبارا زندہ ہو سکتا ہے کہ زمین کی گہرائیوں میں رہنے والا ناگ دیوتا یہاں آئے اور اس کے پتھر ہو چکے جسم پر تین بار اپنی پھنکار مارے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ ناگ دیوتا کبھی زمین کی گہرائیوں سے نکل کر یہاں نہیں آئے گا۔ اس لیے آپ بے فکر ہو جائیں۔"

بادشاہ بڑا خوش ہوا۔ اس نے وزیر سے کہا:

"عنبر کے بھوت کے بت کو مندر کے دروازے پر نصب کر دیا جائے اور رعایا کو حکم دے دیا جائے کہ جو بھی مندر میں داخل ہو اس بت پر مٹھی بھر خاک ڈالے کیونکہ یہ ہمارا دشمن تھا اور اس نے ہمارے بت کو توڑنے کا گناہ کیا تھا۔"

اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے مولوخ دیوتا کے بت کی دوبارا تعمیر کا بھی حکم صادر کر دیا۔ اسی روز عنبر کے پتھر ہو چکے بت کو اٹھا کر مندر کی ڈیوڑھی کے باہر کھائی کے کنارے پل کے پاس ایک چبوترے پر نصب کر دیا گیا۔ لوگ مندر میں جاتے ہوئے زمین پر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر بت پر زور سے پھینکتے اور مولوخ دیوتا کے بھجن گاتے مندر میں داخل ہو جاتے۔

بادشاہ کے حکم سے مندر میں سے گرے ہوئے بت کے ٹکڑے ہٹا کر اسی جگہ نئے بت کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔ اس کام کے لیے کافی وقت درکار تھا۔ ماہرین نے بادشاہ کو بتایا کہ وہ ایک سال کے عرصے میں بت کو دوبارا تعمیر کر سکیں گے۔ بادشاہ نے خزانے کا منہ کھول دیا۔ عنبر مجسمے کی شکل میں مندر کے باہر چبوترے پر کھڑا تھا۔ اس کا جسم اگرچہ پتھر بن چکا تھا مگر جیسا کہ پہلے بھی ایک بار اس کے ساتھ ہوا تھا اس کا ذہن سلامت تھا اور وہ سوچ بھی سکتا تھا اور اپنی پتھرائی ہوئی آنکھوں کے پیچھے سے دیکھ بھی سکتا تھا۔ مگر اپنی آنکھیں گھمانے سے مجبور تھا۔ وہ دل ہی دل میں خدا کو یاد کرنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہماری کہانی اب اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ ایک طرف تو مایا شمالی افریقہ میں قرطاجنہ کے شہر سے دور ایک بستی کے پاس چٹانی غار کے اندر ہنڈیا میں دھوئیں کی شکل میں قید ہے اور آدھی چڑیل کا بیٹا زنگاری سانپ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ دوسری طرف کیتی ایک زندہ دلش کی شکل میں قرطاجنہ شہر کے سمندر میں موجود ہے اور وہاں کے لوگ اسے سمندر کی اردنا دیوی سمجھ کر اس کی پوجا کر رہے ہیں جب کہ تیسری جانب ناگ اور تھیو سانگ ایک قافلے کے ساتھ ملک ہندوستان کے مغربی ساحل پر واقع کوردمنڈل پہنچنے والے ہیں۔ آدھی چڑیل رادنی بھی ماریا کی شکل میں ان کے ساتھ سفر کر رہی ہے۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لیے ناگ اور تھیو سانگ کے قافلے کی طرف چلتے ہیں۔ ناگ اور تھیو سانگ نقلی ماریا کے ساتھ سفر کرتے کرتے آخر ہندوستان کے مغربی ساحل کے شہر کوردمنڈل پہنچ گئے۔ آدھی چڑیل رادنی جو نقلی ماریا کے روپ میں ان کے ساتھ سفر کر رہی تھی اپنی اس کامیابی پر بہت خوش تھی کہ وہ ناگ دیوتا کو بھانسہ دے کر کوردمنڈل تک لے آئی تھی۔ یہاں وہ ایک سرائے میں اترے۔ ناگ نے فضا میں سونگھ کر کہا:

"عنبر اور کیتی کی خوشبو اس شہر میں نہیں ہے۔"

نقلی ماریا بولی:

"ہو سکتا ہے وہ یہاں سے دور ہوں اور اس شہر کی طرف چلے آ رہے ہوں۔ میری اطلاع غلط نہیں ہو

سکتی ناگ بھیا!"

ناگ خاموش ہو گیا۔

تھیو سانگ کہنے لگا:

"میرا خیال ہے ہمیں شہر کا ایک چکر لگانا چاہیے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عنبر یا کیتی یہاں کسی جگہ کسی طلسم کا شکار ہو گئے ہوں۔"

نقلی ماریا بولی:

"اچھی بات ہے۔ تم لوگ شہر کی طرف جاؤ میں سمندر کے کنارے جو چٹانیں ہیں ان میں عنبر اور کیتی کا کھوج لگاتی ہوں۔"

ناگ اور تھیو سانگ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ اصل ماریا نہیں ہے بلکہ آدھی چڑیل رادنی ہے جو ماریا کے بھیس میں ان کے ساتھ سفر کر رہی ہے۔ ناگ اور تھیو سانگ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے جاتے ہی آدھی چڑیل رادنی فضا میں اچھل کر پرواز کرتی سمندر کے کنارے دور ویران چٹانوں کے درمیان اس جگہ پہنچی جس کے نیچے گہرے غار کی تاریکیوں میں شیش ناگ رہتا تھا۔

یہاں پہنچتے ہی آدھی چڑیل نے ماریا کا حلیہ بدل لیا اور اپنی اصلی شکل میں واپس آ گئی۔ وہ ایک خفیہ مقام سے چٹانوں کے اندر داخل ہوئی اور تاریک مرطوب سرنگ میں سے گذرتی چٹانوں کے نیچے

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس مقام پر آگئی جہاں چار اژدہا ایک غار کے منہ پر پہرہ دے رہے تھے۔ رادنی چڑیل نے انہیں منتر پڑھ کر پھونکا اور سانپوں کی زبان میں بولی:

"دیوتا شیش ناگ کو خبر کردو کہ اس کی چیلی رادنی اس کے لیے ایک خوشی کی خبر لائی ہے۔"

ایک اژدہا فوراً غار کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور رادنی چڑیل سے مخاطب ہوا:

"رادنی! تمہیں شیش ناگ نے بلایا ہے۔"

رادنی چڑیل ہوا میں اڑتی ہوئی غار میں داخل ہو گئی۔ یہ غار گھوم گھام کر زمین کے اندر ہی اندر ایک اونچی چھت والے دالان میں آگیا جہاں بہت بڑا اژدہا یعنی شیش ناگ جس کے چار منہ تھے۔ زمرد کے ایک تخت پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ سات اژدہا اس کی حفاظت کر رہے تھے۔ رادنی چڑیل نے آتے ہی جھک کر شیش ناگ کو نمسکار کیا۔ شیش ناگ نے اژدہوں کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ جب رادنی چڑیل اور شیش ناگ وہاں اکیلے رہ گئے تو شیش ناگ نے پوچھا:

"رادنی چڑیل! تو ہمارے لیے کیا خوش خبری لائی ہے؟"

رادنی بولی: "عظیم شیش ناگ! میں تیرے دشمن ناگ دیوتا کو اس شہر تک جھانسہ دے کر لے آئی ہوں۔"

شیش ناگ خوشی سے جھوم اٹھا۔ بولا:

"کیا تم نے اسے طلسم کے ذریعے قابو کر رکھا ہے؟"

رادنی چڑیل بولی:

"شیش ناگ! تم خوب جانتے ہو کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ میرا جادو اس پر اثر نہیں کرتا۔ میں اس کی ایک ساحق ماریا بن کر اسے دھوکے سے یہاں تک لے آئی ہوں۔ اب تم میری مدد کرو اور مجھے بتاؤ کہ میں اسے تمہارے حضور کیسے لاؤں؟"

شیش ناگ کے چاروں منہ سرخ سرخ زبانیں باہر نکالنے لگے کچھ دیر وہ اپنی زبانیں لہراتے رہے۔ پھر سب سے بڑے منہ نے اپنا چہرہ رادنی چڑیل کی طرف کیا اور کہا:

"رادنی میری بات غور سے سنو۔"

رادنی چڑیل بولی:

"سن رہی ہوں مہاراج!"

شیش ناگ کہنے لگا:

"میں جس تخت پر بیٹھا ہوں اس کے ساتویں پائے کے نیچے پتھر کے ایک ٹکڑے کو ہٹاؤ گی تو تمہیں ایک چھوٹی سی سیاہ ڈبیا ملے گی۔ اس ڈبیا میں تیری آستنی کی چٹکی پڑی ہے۔ تم ناگ دیوتا کو سمندر کے کنارے میری چٹان کے پاس لاؤ۔ پھر کوشش کرو کہ ناگ ایسی جگہ

ned by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑا ہو جہاں سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک پہنچے۔ پھر تم ڈبیا میں سے یہ چٹکی نکال کر اس کے سر کے اوپر ڈال دو۔ ناگ ایک دم سے سیاہ بچھو کی شکل اختیار کر جائے گا۔ تم بے فکر ہو کر اسے اٹھا کر اپنی مٹھی میں بند کر کے اٹھا لینا۔ وہ بے حس ہو گا۔ اور کوئی حرکت نہیں کر سکے گا۔ تم اسے لے کر سیدھی میرے پاس آ جانا۔ اس کے بعد تمہیں جو کرنا ہو گا۔ اس کے بعد بتاؤں گا اب جلدی سے میرے تخت کے پائے کے قریب سے طلسمی چٹکی والی ڈبیا نکالو۔"

رادنی چڑیل شیش ناگ کے تخت کے ساتویں پائے کے پاس گئی۔ جھک کر اس نے پتھر کے ایک ٹکڑے کو ہٹایا تو نیچے ایک سیاہ ڈبیا پڑی تھی۔ رادنی چڑیل نے ڈبیا اٹھا لی۔

شیش ناگ نے کہا:

"فوراً اپنا عمل شروع کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ناگ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔"

رادنی چڑیل شیش ناگ کی آشیرباد لے کر فوراً چٹان غار سے باہر نکل آئی اور کورو منڈل شہر کی اس سرائے کی طرف روانہ ہو گئی جہاں ناگ اور تھیوسانگ کے ساتھ وہ خود بھی ماریا کی شکل میں ٹھہری ہوئی تھی۔ سمندر کے کنارے پہنچتے ہی رادنی چڑیل نے دوبارا نقلی ماریا کی شکل اختیار کی اور غائب ہو گئی۔ اب وہ ہوا میں اڑتی ہوئی سرائے کی طرف چلی جا رہی تھی۔ سرائے میں ابھی تک ناگ اور تھیوسانگ واپس نہیں آئے تھے۔ رادنی چڑیل بے چینی سے ان کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ دیر گذری ہو گی کہ اسے ناگ اور تھیوسانگ سرائے کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ رادنی چڑیل نے اپنے ذہن میں ایک منصوبہ پہلے ہی سے تیار کر رکھا تھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حویلی کی آسیبی کوٹھڑی

ناگ اور تھیوسانگ کو دُور ہی سے نقلی ماریا کی تیز خوشبو آ گئی۔
ناگ نے تھیوسانگ سے کہا:
"تھیوسانگ! یہ بات مجھے بڑی عجیب سی لگتی ہے کہ ماریا کی خوشبو میں فرق آ گیا ہے۔ خدا جانے کیا بات ہے۔"
تھیوسانگ کے وہم و گمان میں یہ بات نہیں تھی کہ ان کے ساتھ جو ماریا سفر کر رہی ہے وہ اصلی ماریا نہیں ہے۔ اُس نے کہا:
"میرا خیال ہے شاید یہ گرم آب و ہوا کا اثر ہے۔ بہرحال ماریا سے ایک بار پھر پوچھ لیتے ہیں کہ کہیں وہ بیمار تو نہیں ہو گئی۔"
نقلی ماریا یعنی راونی چڑیل غیبی حالت میں سرائے کے کمرے میں بے چینی سے ناگ کا راستہ دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے تو ماریا نے خوشی کے ساتھ کہا:
"ناگ بھائی مبارک ہو۔ میں نے عنبر اور کیٹی کا سراغ لگا لیا ہے۔"

یہ اتنی بڑی خوش خبری تھی کہ ناگ اور تھیوسانگ نقلی ماریا سے یہ پوچھنا بھول گئے کہ اس کے جسم کی خوشبو تیز اور انوکھی کیوں ہو گئی ہے۔
ناگ نے پوچھا:
"کہاں ہیں عنبر اور کیٹی؟ تم نے انہیں کہاں دیکھا ہے ماریا؟"
نقلی ماریا بولی:
"یہاں سے دُور ساحل کے پاس سمندر میں تین چٹانیں اُبھری کھڑی ہیں۔ مجھے عنبر اور کیٹی کی وہاں بڑی تیز خوشبو آئی تھی۔ میں نے انہیں بہت آوازیں دیں۔ انہیں چٹانوں کے گرد گھوم کر تلاش بھی کیا مگر وہ مجھے کہیں نظر نہیں آئے۔ میں بھاگ کر تمہارے پاس آ گئی۔ چلو اکٹھے چل کر عنبر کیٹی کو تلاش کرتے ہیں۔"
ناگ اور تھیوسانگ فوراً چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ نقلی ماریا انہیں ساتھ لے کر شیش ناگ کے استھان کی تین چٹانوں والے سمندر کے کنارے پر لے آئی۔ نقلی ماریا کو صرف تھیوسانگ کی فکر لگی تھی کہ کہیں وہ اس کے منصوبے کے راستے میں رکاوٹ نہ بن جائے۔ طلسمی چٹکی والی ڈبیا نقلی ماریا کے ہاتھ میں تھی۔ وہ سمندر کے کنارے پر آ کر بولی:
"ناگ! اِدھر آنا۔ مجھے اس جگہ پانی میں سے عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔"
ناگ بولا: "یہاں عنبر کیٹی کی خوشبو تو کہیں بھی نہیں ہے ماریا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھیتو سانگ نے بھی ناگ کے خیال کی تائید کی۔ نقلی ماریا نے دور سے آواز دی:

"ناگ بھیا! یہاں آجاؤ۔ یہاں خوشبو آتی محسوس ہو رہی ہے۔"

ناگ اور بھیتو سانگ دونوں ہی اس طرف بڑھے جدھر سے انہیں نقلی ماریا کی آواز آئی تھی۔ نقلی ماریا پہلے ہی سے بالکل چوکس ہو کر کھڑی تھی۔ اس نے قلمی چقلی والی ڈبیا کھول کر اپنی مٹھی میں تھامی ہوئی تھی۔ اس کی سرخ آنکھیں صرف ناگ پر جمی تھیں۔ ناگ آگے آگے تھا۔ بھیتو سانگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

نقلی ماریا نے کہا:

"یہاں آؤ ناگ۔ یہاں پانی میں۔ یہاں مجھے عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔"

ناگ یہ کہتا ہوا نقلی ماریا کی آواز کی طرف بڑھا کہ مجھے تو ابھی تک دونوں میں سے کسی کی خوشبو نہیں آئی۔ بھیتو سانگ کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے ناگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا:

"ناگ: مجھے کچھ دال میں کالا لگتا ہے۔"

ناگ ہنس کر بولا:

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو بھیتو۔ میرے ساتھ آؤ۔"

نقلی ماریا نے بھیتو سانگ کی آواز سن لی تھی۔ وہ پریشان سی ہو گئی۔ مگر اس نے ناگ کو اپنے قبضے میں کرنے کا عہد کر رکھا تھا۔ اس نے ایک بار پھر بلند آواز میں کہا:

"یہاں ـــــ یہاں پانی میں آؤ ناگ ـــــ یہاں سے عنبر کی خوشبو آتی ہے۔"

ناگ بے دھڑک سمندر کے پانی میں اتر آیا۔ بھیتو سانگ اب اس کے بالکل ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ دونوں پانی میں آگے گئے تھے نقلی ماریا نے خوش ہو کر دیکھا۔ ناگ کے ٹخنے سمندر کے پانی میں ڈوب گئے تھے۔

ناگ نے کہا:

"تم کیا کہہ رہی ہو ماریا۔ یہاں تو کسی کی خوشبو نہیں آ رہی۔ کیوں بھیتو سانگ! تمہیں آ رہی ہے؟"

بھیتو سانگ نے کہ گہری سازش کی بو سونگھ لی تھی اس نے ناگ کا بازو پکڑ کر پیچھے کو کھینچا:

"ناگ! واپس چلو۔"

ناگ پیچھے مڑا ہی تھا کہ راونی چڑیل یعنی نقلی ماریا نے ایک پیکٹ کے اندر سے اندر طلسمی چقلی کا سفوف ناگ کے سر پر چھڑک دیا۔ طلسمی چقلی کے سفوف کا چھڑکنا تھا کہ پہلے تو ناگ اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔ پھر ایک چھوٹے سے سیاہ بگولے کی شکل اختیار کر کے سمندر کے پانی پر لہروں کے ساتھ اوپر نیچے ہونے لگا۔ بھیتو سانگ کو پہلے ہی شک تھا کہ ناگ کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔ جونہی اس نے ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو غائب ہوتے دیکھا وہ چلایا:

"ارے! ہوش میں رہنا۔ یہ ماریا نہیں تھی۔"

نقلی ماریا نے رادنی چڑیل کی آوازیں حلق سے ایک کروہ آواز نکالی اور بجلی کی تیزی کے ساتھ پانی پر اوپر نیچے ہوتے بے حس سیاہ بچھو کو اچک لیا۔ تھیوسانگ کو ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ ناگ بچھو کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اب تو سیاہ بچھو بھی غائب ہو گیا تھا۔ اسے کسی عورت کی چڑیل ایسی آواز سنائی دی تو وہ بلند آواز میں چلایا:

"ناگ! تم کہاں ہو؟ ناگ! ہوش میں آؤ۔ ناگ ہوش میں آؤ۔ تم پر طلسم کیا گیا ہے۔"

رادنی چڑیل کو تھیوسانگ کی کیا پرواہ تھی۔ وہ غیبی حالت ہی میں ناگ کو سیاہ بچھو کی شکل میں اپنی مٹھی میں بند کیے وہاں سے اڑی اور چٹان کے خفیہ راستے سے گزرتی زمین کے اندر گہرے غار میں آ گئی۔

شیش ناگ نے رادنی چڑیل کو اپنی اصل سیاہ فام چہرے اور سرخ آنکھوں کے ساتھ آتے دیکھا تو بولا:

"رادنی! کیا تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی ہو؟"

رادنی چڑیل نے بند مٹھی شیش ناگ کے آگے کر کے کھول دی۔ شیش ناگ نے ناگ دیوتا کو ایک بے حس بچھو کی شکل میں رادنی چڑیل کی ہتھیلی پر سمٹ کر بیٹھے دیکھا تو اس کے چاروں سر خوشی سے جھومنے لگے۔

"رادنی! تم نے کمال کر دکھایا ہے۔"

ناگ یہ سب کچھ دیکھ بھی رہا تھا اور سن بھی رہا تھا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ طلسمی چکی نے اس کی طاقت کو ختم کر دیا تھا۔ وہ سانس تک نہیں لے سکتا تھا۔ آکسیجن ہلکی مقدار میں اپنے آپ اس کے جسم میں داخل ہو رہی تھی۔

رادنی چڑیل بولی:

"عظیم شیش ناگ! اب مجھے بتاؤ کہ آگے کیا کرنا ہوگا؟"

شیش ناگ نے سیاہ بچھو یعنی ناگ کو اپنے ایک منہ میں لے کر اٹھایا اور اپنی دم کو لہراتے ہوئے بولا:

"اب میں ناگ دیوتا ہوں گا۔ میں ساری دنیا کے سانپوں کا، ساری دنیا کے خزانوں کا مالک ہوں گا۔"

پھر اس نے ناگ بچھو کو تخت پر رکھ دیا اور رادنی چڑیل کی طرف اپنا پھن اٹھا کر بولا:

"رادنی! ناگ بچھو کو طلسمی چکی والی ڈبیا میں بند کر کے جنوب کی طرف سمندر کے بیچ میں لے جاؤ۔ وہاں تمہیں سمندر میں ایک جگہ ابھری ہوئی چٹان نظر آئے گی۔ ناگ بچھو کی ڈبیا کو بند حالت میں وہاں چٹان پر رکھ دو اور تین روز تک وہاں بیٹھ کر ڈبیا کی حفاظت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرد۔ ڈبیا پر سورج کی دھوپ اور سمندری پانی کی پھوار پڑتی رہے گی۔ چھٹے روز اس ڈبیا کو لے کر میرے پاس آجاؤ۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا اور تمہیں چڑیل کے جنم سے مکتی مل جائے گی۔"

راونی چڑیل نے سر جھکا دیا اور طلسمی چنگی والی خالی ڈبیا میں ناگ بچھو کو اٹھا کر بند کیا اور وہاں سے نکل کھلے سمندر میں نکل آئی۔ باہر سمندر کی جانب کافی دور نکل گئی۔ اسے دور ایک جگہ سمندر میں سے چھوٹی سی چٹان ابھری ہوئی نظر آئی۔ راونی چڑیل اس چٹان پر آگئی۔ اس نے دیکھا کہ چٹان پر دھوپ چمک رہی تھی اور سمندر کی لہریں چٹان سے ٹکراتیں تو پانی کی پھوار چٹان پر پڑتی تھی۔ راونی چڑیل نے ناگ بچھو والی ڈبیا چٹان کے درمیان رکھ دی اور خود ایک طرف ہو کر بیٹھ کر وہاں شیش ناگ کے حکم کے مطابق پہرہ دینے لگی۔

ادھر تھیوسانگ کو جب ناگ کا کوئی سراغ نہ ملا تو سمجھ گیا کہ یہ کوئی نقلی ماریا تھی جو ان کی دشمن تھی اور ناگ کو قبضے میں کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگی تھی۔ اور وہ اسے غائب کر کے کسی دوسری شکل میں اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ کیونکہ اب اسے ناگ کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ تھیوسانگ کا دل ناگ کے خیال سے بوجھل ہو رہا تھا۔ اسے اس بات کی بھی ندامت تھی کہ وہ ناگ کی کوئی مدد نہیں کر سکا تھا۔ وہ دیر تک چٹانوں کے سامنے سمندر کے کنارے ہی جگہ کا جائزہ لیتا رہا جہاں ناگ اور نقلی ماریا غائب ہو گئے تھے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ ناگ کو جو عورت اپنے ساتھ بے بس کر کے لے گئی ہے وہ کون تھی اور نقلی ماریا کی شکل میں اس کے ساتھ کیوں شامل ہوئی تھی۔ تھیوسانگ کو خیال آیا کہ جب وہ اس بستی سے چلے تھے جہاں ایک بلا حملہ کیا کرتی تھی اور بستی ویران ہو گئی تھی تو انہوں نے پہلی بار ماریا کی خوشبو میں فرق محسوس کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اسی بستی سے یہ جادوگرنی عورت نقلی ماریا کی شکل میں ان کے ساتھ آن ملی تھی۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ اس جادوگرنی عورت نے یقیناً اصلی ماریا کو اسی بستی میں کسی جگہ قید میں ڈال رکھا ہوگا۔

تھیوسانگ نے اسی وقت واپس ویران بستی کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ بستی شمالی افریقہ کے ملک قرطاجنہ سے تھوڑی دور ایک صحرائی نخلستان میں واقع تھی اور اسی جگہ حویلی میں ملکہ سوریہ کی رہنے والی آتش پرست نوجوان عورت کیپا بھی اپنے خاوند کے ساتھ رہتی تھی۔ دونوں میاں بیوی ناگ اور تھیوسانگ کے دوست بن گئے تھے۔ تھیوسانگ کو اب اس زنگاری سانپ کا بھی خیال آنے لگا جس نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ عنبر اور کیپا انہیں ملک ہندوستان کے ساحل کورومنڈل پر ہی ملیں گے۔ اس کا مطلب یہی نکلتا تھا کہ وہ سانپ بھی اسی جادوگرنی کا کوئی بھوت تھا جس نے ناگ اور تھیوسانگ کے ساتھ غلط بیانی کی تھی اور انہیں دھوکہ دیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ نے ایک پل بھی آرام نہ کیا اور دو روز کے بعد ایک بادبانی جہاز میں سوار ہو کر قرطاجنہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ جہاز بڑا تیز رفتار جہاز تھا۔ وہ چند ہی روز میں اپنی منزل پر جا پہنچا۔ تھیوسانگ قرطاجنہ سے پرانے تنگستان والی بستی میں آ گیا۔ یہ وہی بستی تھی جہاں پہلے ایک بلا حملہ کیا کرتی تھی جس کے خوف سے بستی کے لوگوں نے قبروں کے نیچے پناہ لے رکھی تھی۔

تھیوسانگ سیدھا بستی کی سب سے خوبصورت دو منزلہ حویلی میں آ گیا۔ حویلی میں نوجوان آتش پرست عورت کپا اور اس کے خاوند نے تھیوسانگ کا بڑی خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور ناگ کے بارے میں پوچھ کر وہ اس کے ساتھ کیوں نہیں آیا؟

تھیوسانگ بولا:

"وہ کسی تجارتی کام سے قرطاجنہ ہی میں رُک گیا ہے۔ کچھ روز میں آ جائے گا۔ میں نے سوچا کہ میں آپ لوگوں کے پاس پہلے آ جاتا ہوں۔"

کپا کا خاوند خوش ہو کر کہنے لگا:

"آپ نے بڑا اچھا کیا بھائی تھیوسانگ۔ تم آرام کرو۔ میں تمہارے لیے کچھ کھانے پینے کو منگواتا ہوں۔"

کپا کا خاوند نوکروں کو بازار بھجوانے کے لیے دوسری منزل سے اتر کر پہلی منزل میں آ گیا۔

کپا نے تھیوسانگ کے لیے پلنگ پر بچھونا لگا دیا اور بولی:

"بھائی! تم تھکے ہوئے ہو۔ کچھ دیر آرام کر لو۔"

تھیوسانگ کا ذہن بڑی تیزی سے زنگاری سانپ اور اپنی اصلی ماں کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں ہو سکتی ہے اور جادوگرنی نے اسے کس جگہ قید میں ڈال رکھا ہو گا۔ اس نے چونک کر کپا سے کہا:

"شکریہ کپا بہن۔ میں آرام رات ہی کو ایک بار کروں گا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں پھر اس خوفناک بلا نے بستی پر حملہ تو نہیں کیا؟"

کپا نے کہا:

"وہ بلا پھر بستی کی طرف نہیں آئی تھیوسانگ بھائی۔ سارے بستی والے لوگ ابھی تک تمہارے گن گاتے ہیں کہ تم لوگوں نے خونی آدم خور بلا کو یہاں سے بھگا دیا۔"

تھیوسانگ بولا: "کپا بہن! کیا اس بستی میں کبھی کوئی جادوگرنی رہا کرتی تھی؟ یا تم نے کبھی کسی جادوگرنی کے بارے میں کچھ سنا ہے؟"

کپا مسکرا کر بولی:

"تھیوسانگ بھائی! یہ تم آتے ہی جادوگرنی کے بارے میں کیوں پوچھنے لگے؟ خیریت تو ہے؟"

تھیوسانگ نے سوچا کہ یہ عورت کپا اس کی ہمدرد ہے۔ چنانچہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کو اپنا تھوڑا سا راز بتا کر اپنے اعتماد میں لے لینا چاہیے۔ تھیوساگ نے سانس بھر کر کہا:

"بات یہ ہے کمپا بہن کہ ہمارے ساتھ ایک حادثہ ہو گیا ہے۔"

کمپا نے پریشانی کے عالم میں پوچھا:

"اگنی دیو تمہاری حفاظت کرے۔ کیا ہوا بھائی؟"

تھیوساگ نے کہا:

"بات یہ ہے کمپا بہن کہ ناگ اور ہماری ایک بہن ماریا میرے ساتھ اس بستی کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں کہیں گم ہو گئے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں وہ میرے ساتھ ہی آ رہے تھے۔ ایک جگہ وہ پانی کی تلاش میں تھوڑی دور گئے پھر میری نظروں سے اچانک غائب ہو گئے میں نے انہیں بہتیرا تلاش کیا مگر کہیں نہ مل سکے۔ اب میں پریشان ہوں کہ کہیں انہیں کسی جادوگر یا جادوگرنی نے جادو کے ذریعے غائب تو نہیں کر دیا۔ کیوں کہ میں نے سن رکھا ہے کہ صحراؤں میں جادوگرنیوں کی روحیں بھٹکتی رہتی ہیں۔"

بھائی ہمدرد جذبات رکھنے والی کمپا کو تو ماریا اور ناگ کے بہت غم لگا۔ کہنے لگی:

"تھیوساگ بھائی! میں اپنے خاوند سے ذکر کر کے معلوم کرتی ہوں۔ میں ابھی نوکر بھی صحرا میں دوڑاتی ہوں کہ ناگ بھیا اور ماریا بہن کا صحرا میں کھوج لگائیں۔"

تھیوساگ بولا: "یہ بھی ضرور کریں گے لیکن پہلے تم یہ بتاؤ کہ کبھی تم نے کسی جادوگرنی کے بارے میں کچھ سنا ہے؟"

کمپا کچھ سوچ کر بولی:

"بچپن میں نانی اماں کی زبانی جادوگروں اور چڑیلوں کے بارے میں بہت سی کہانیاں سنا کرتے تھے۔ مگر وہ تو کہانیاں ہی تھیں۔ میں نے تو آج تک کسی جادوگرنی یا جادوگر کو نہیں دیکھا۔ ہاں اس بستی میں آ کر پہلی بار معلوم ہوا کہ یہاں ایک بلا حملہ کر کے ایک انسان کو اٹھا کر لے جاتی ہے۔ یہ تم بھی جانتے ہو کہ ہم نے اس بلا کو بھی نہیں دیکھا۔"

تھیوساگ مایوس سا ہو گیا۔

کمپا کچھ لمحے بعد بولی:

"ہاں میرا خاوند ومپانگ کہا کرتا ہے کہ جب وہ چھوٹا سا تھا کہ اس حویلی میں کبھی کبھی آدھی رات کو پرانی کوٹھڑی میں کسی عورت کے پاؤں کی جھانجھر کی آواز آیا کرتی تھی جیسے وہ تیز تیز سیڑھیاں اتر رہی ہو۔ یہ تم ومپانگ

ہی سے پوچھنا ۔"

تھوڑی دیر بعد دمپا نگ آگیا۔ تھیوسانگ نے اسے بھی ناگ اور ماریا کے بارے میں صورت حال بیان کر دی۔ ہاں اسے بھی کپا کی طرح یہ نہ بتایا کہ اصل میں ناگ عنبر ماریا اور کیٹی وغیرہ کون ہیں۔ پھر جب حویلی کی پُراسرار رُوح کے بارے میں پوچھا تو وہ کچھ یاد کرتے ہوئے بولا :

"میں ان دنوں چھوٹا ہوا کرتا تھا۔ ہم اسی حویلی میں رہتے تھے۔ میرے ماں باپ مجھے حویلی کی پچھلی کوٹھڑی میں نہیں جانے دیتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ پچھلی کوٹھڑی میں کسی شہزادی کی رُوح رہتی ہے۔ ایک بار تو میں نے بھی اس رُوح کے پاؤں کی جھانجھروں کی آواز سنی تھی۔ مجھے آج بھی یاد ہے۔ میری والدہ کہا کرتی تھیں کہ چاند کی تیرھویں رات کو آدھی شب کے بعد کوٹھڑی میں سے شہزادی کی رُوح آتی ہے۔ میں ایک رات جاگتا رہا اور ماں باپ سے چھپ کر اس کوٹھڑی میں پہنچ گیا۔ میری عمر آٹھ نو سال کی ہو گی۔ میں اندھیرے میں کوٹھڑی کے دروازے سے لگ کر بیٹھ گیا۔ کوٹھڑی میں میری اماں ہر رات کو دیا جلایا کرتی تھیں۔ اس رات بھی یہ دیا جل رہا تھا مگر اس کی روشنی بہت مدھم تھی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ بڑی دلچسپی سے دمپا نگ کی پُراسرار داستان سُن رہا تھا۔ اس نے کہا :

"پھر کیا ہوا ؟"

دمپا نگ بولا : "پھر نصف شب کے بعد مجھے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی عورت جھانجھریں چھنکاتی تیز تیز سیڑھیاں اُتر رہی ہو۔ میں ڈر کر بھاگ آیا۔ مجھے اپنے پیچھے کسی عورت کے قہقہے کی آواز بھی سنائی دی تھی۔ میں دو روز تک بیمار رہا۔ پھر میری اماں نے کوٹھڑی کو تالا لگا دیا۔ مگر وہ ہر رات وہاں دیا جلانے ضرور جاتی تھیں۔"

تھیوسانگ اگرچہ ایک خلائی مخلوق تھی مگر اسے زمین پر عنبر ناگ اور ماریا کے ساتھ رہتے ہوئے کافی مدت گذر گئی تھی اور وہ جانتا تھا کہ اس دنیا میں بعض ایسی رُوحیں راتوں کو بھٹکتی رہتی ہیں جو کسی وجہ سے مرنے کے بعد آسمان کی بلندیوں تک نہیں جا سکتیں اور جنہیں اپنے اعمال کے حساب سے ایک خاص مدت تک زمین پر بھٹکنا پڑتا ہے۔ اس نے سوچا کہ شاید یہ رُوح اس کی کوئی مدد کر سکے۔ چنانچہ اس نے دمپا نگ اور کپا سے کہا کہ وہ حویلی کی یہ پُراسرار کوٹھڑی دیکھنا چاہتا ہے۔

کپا نے کانوں پر ہاتھ لگائے اور کہا :

"نا بھائی ! میں تو آج تک اس کوٹھڑی میں نہیں گئی۔ تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دمپانگ کے ساتھ چلے جاؤ۔ یہ بھی تمہاری طرح بھٹکتی روحوں سے اب خوف نہیں کھاتا۔"

دمپانگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"آؤ میرے ساتھ۔ مگر کوٹھڑی میں ایک عرصے سے تالا لگا ہے اور اب تو وہاں کوئی دیا بھی نہیں روشن کرتا۔ شاید اسی لیے کئی برسوں سے اندر سے کسی عورت کے جھانجھروں کی جھنکار سنائی نہیں دی۔"

تھیوسانگ بولا: "میں خود اس کوٹھڑی میں چراغ روشن کروں گا۔"

دمپانگ نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور حویلی کی پہلی منزل کی پچھلی کوٹھڑی کے سامنے لے آیا۔ کوٹھڑی کا پرانا اور بوسیدہ لکڑی کا دروازہ بند تھا۔ ایک تالا بھی باہر لگا ہوا تھا۔ تالے پر لکڑی لے جالا بُن رکھا تھا۔

دمپانگ نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ وہ پُراسرار آسیبی کوٹھڑی ہے تھیوسانگ۔ اس پر والدہ صاحبہ کے مرنے کے بعد سے تالا لگا ہے۔"

"اس کی چابی کہاں ہے دمپانگ؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔

دمپانگ نے دروازے کے پاس ہی بنے ہوئے ایک طاق میں ہاتھ ڈال کر گرد میں اٹی ہوئی ایک زنگ آلود چابی نکال کر تھیوسانگ

کو دی اور کہا:

"میں تمہیں کوٹھڑی میں جانے کا مشورہ نہیں دوں گا۔ اگرچہ میں اب ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔ لیکن چونکہ میں نے آسیبی جھانجھروں کی جھنکار خود اپنے کانوں سے سنی ہے اس لیے ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی ناخوشگوار حادثہ نہ ہو جائے۔"

تھیوسانگ نے چابی لے لی اور کہا:

"دمپانگ بھائی! فکر مت کرو۔ میرے ساتھ کوئی حادثہ نہیں ہوتا۔ مگر جیسا کہ میں تمہیں بھی بتا چکا ہوں مجھے اپنے بھائی ناگ اور بہن ماریا کے بارے میں پریشانی ہے۔ ہو سکتا ہے کوٹھڑی کی روح ان کے بارے میں میری کچھ رہنمائی کر سکے۔"

دمپانگ کہنے لگا:

"تو پھر چاند کی تیرھویں رات کو اندر جانا۔ آج گیارھویں رات ہے۔ ایک رات اور انتظار کر لو۔ پرسوں رات تم کوٹھڑی میں شروع شام ہی دیا روشن کر آنا۔"

تھیوسانگ کو یہ مشورہ پسند آیا اور وہ دمپانگ کے ساتھ حویلی کی دوسری منزل میں اس کی بیوی کپا کے پاس آ گیا جو تھیوسانگ کے لیے شربت بنا رہی تھی۔ تھیوسانگ اب چاند کی تیرھویں رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا بے تابی سے انتظار کرنے لگا۔

دوسری طرف راونی چڑیل نے سمندر کے بیچ میں واقعی چٹان پر بچھو ناگ کی ڈبیا کو دھوپ میں رکھنے کا چلہ پورا کر لیا تھا۔ اس ڈبیا میں ناگ بچھو کی شکل میں بے حس پڑا تھا۔ راونی چڑیل ناگ بچھو کی ڈبیا کو لے کر شیش ناگ کے پاس آ گئی۔ شیش ناگ، ناگ بچھو کی ڈبیا کو لے کر چٹان کی چوٹی پر آ گیا۔ اس کے سارے محافظ اژدہے اور راونی چڑیل اس کے ساتھ تھی۔ اس وقت اندھیری رات کا سکے تھا۔ شیش ناگ نے ناگ بچھو کی سیاہ ڈبیا کو اپنے منہ میں تھام کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور ایک زبردست پھنکار ماری۔ پھر اپنی زبان میں کہا:

"آکاش کے سُن دیوتا! میں نے ناگ دیوتا کو شکست دے کر اسے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ اب میں ناگ دیوتا ہوں۔ زمین اور سمندر کے اوپر اور نیچے رہنے والے سارے سانپ میرے مطیع ہیں۔ ان پر اب میری حکومت ہوگی۔"

یہ کہہ کر شیش ناگ نے سیاہ ڈبیا کو ایک اژدہے کے منہ میں ڈال دیا۔ اژدہا فوراً ڈبیا کو نگل گیا۔ شیش ناگ نے اس کی گردن کو اپنی دُم میں لپیٹ کر اتنے زور سے کسا کہ اژدہے کا فوراً دم نکل گیا۔ جب اژدہا مر گیا تو شیش ناگ نے اونچی آواز میں کہا:

"سمندر میں سے سبز سانپ باہر آئے۔ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

ایک دم سے سمندر میں سے ایک سبز سانپ جو لمبا مگر پتلا تھا اچھل کر چٹان کے اوپر آ گیا اور شیش ناگ کے آگے گردن جھکا کر کہا:

"ناگ دیوتا کو مبارک ہو۔ میں خدمت میں حاضر ہوں۔"

شیش ناگ نے سبز سانپ کو اپنے ایک منہ سے اُوپر اٹھایا۔ پھر اس کی گردن دانتوں سے کاٹ کر الگ پھینک دی اور اسے مُردہ اژدہے کی گردن کے گرد لپیٹنے کی طرح کس دیا اور اژدہا کو سمندر میں پھینک دیا۔ پھر ایک قہقہہ لگا کر راونی چڑیل سے کہا:

"راونی! جا تیری بھی مکتی ہو گئی اور میں بھی ناگ دیوتا بن گیا۔ اب یہ پرانا ناگ دیوتا اس ڈبی میں بند مُردہ اژدہا کے پیٹ میں قید سمندر کی تہہ میں ہزاروں سال تک پڑا رہیگا اور میں دنیا بھر کے سانپوں پر ناگ دیوتا بن کر حکومت کروں گا۔"

پھر اس نے راونی چڑیل کی طرف اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا:

"مگر تُو ہر مہینے کی آخری تاریخ کو اس سمندر میں ٹھیک اسی جگہ آ کر اژدہے کو دیکھ جایا کرے گی کہ کہیں اسے کوئی نکال کر تو نہیں لے گیا۔ یہ تیرا فرض ہوگا۔ اگر تُو نے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کوتاہی کی تو تیرے اگلے جنم کو میں پھر سے سؤر نی میں تبدیل کر دوں گا۔"

راونی چڑیل نے ہاتھ باندھ کر کہا:

عظیم ناگ دیوتا! میں ہر ماہ کے شروع میں یہاں آ کر ناگ بچھو والے اژدہا کو دیکھ جایا کروں گی۔ میں اس میں کبھی کوتاہی نہیں کروں گی۔"

ناگ دیوتا شیش ناگ نے پھنکارتے ہوئے کہا:

"اب تو واپس چلی جا۔ تو اس زمین پر چڑیل کی حیثیت سے اپنی باقی عمر بسر کرنے کے بعد اگلے جنم میں چڑیل نہیں رہے گی۔ تیرا اگلا جنم نہیں ہوگا۔ تیری آتما کو، تیری روح کو مکتی مل جائے گی اور تو مرنے کے بعد گگن منڈل میں چلی جائے گی۔ مگر ایک اور بات یاد رکھ جس عورت ماریا کو تو نے ہنڈیا میں بند کر کے بستی کے باہر غار کے اندر رکھا ہے اسے ہرگز ہنڈیا سے باہر نہ نکلنے دینا۔ وہ میرے خلاف کوئی بھی سازش کر سکتی ہے۔ کیوں کہ وہ ناگ بچھو کی بہن ہے اور کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ اس لیے بستی میں جاتے ہی ماریا کی ہنڈیا کو قبرستان کسی پرانی قبر میں دفن کر دے تاکہ لوگ اس جگہ کو پرانی قبر سمجھ کر شک نہ کریں اور ماریا سے بھی ہم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

راونی چڑیل نے ماتھا ٹیک کر کہا:

"ایسا ہی کروں گی عظیم ناگ دیوتا۔"

شیش ناگ نے اپنے چاروں موہنر کے پھن کھڑے کر لیے اور کہا:

"اب تو یہاں سے دفع ہو جا۔ اور خبردار، ہر ماہ کے شروع میں اس چٹان کے سمندر میں ناگ بچھو کی ڈبی والے اژدہا کی نگرانی کرنا مت بھولنا۔"

"کبھی نہیں بھول سکتی مہاراج!"

یہ کہہ کر راونی چڑیل نے حلق سے ایک سیٹی کی سی تیز آواز نکالی اور غائب ہو گئی۔

غائب ہونے کے بعد جب وہ دوبارہ ظاہر ہوئی تو کالی بستی کے باہر والی بھوری چٹان کے سامنے کھڑی تھی۔ غار کے اندر اس کے بیٹے نگاری سانپ کو راونی چڑیل کی بدبو آ گئی۔ وہ باہر جانے کے لیے تڑپنے لگا مگر ماریا جس ہنڈیا میں بند تھی اسے چھوڑ کر بھی وہ نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن راونی چڑیل خود ہی وہاں آ گئی۔ اس نے آتے ہی نگاری سانپ کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔

"شاباش! ماریا ہنڈیا ہی میں بند ہے نا؟"

"ہاں راونی ماتا۔" نگاری سانپ نے کہا:

راونی چڑیل نے سانپ کو اپنی گردن پر لگا کر کہا:

"تو پھر فوراً مجھے کاٹ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زنگاری سانپ نے راونی چڑیل کو گردن پر ڈس دیا۔ راونی چڑیل نے آنکھیں بند کر لیں پھر سانپ سے کہا:

"خونی سانپ! ایک بار مجھے کاٹ!"

زنگاری سانپ نے ایک بار پھر راونی چڑیل کو ڈس دیا۔ راونی چڑیل کا جسم گرم ہو گیا۔ اس کی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ تھوڑی دیر وہ بالکل سیدھی ہو کر بیٹھی رہی۔ پھر اپنے دشمن اور اپنے سوتیلے بیٹے زنگاری سانپ کو جی بھر کر اپنا زہریلا دودھ پلایا اور کہا:

"سن قاتل سانپ! تو اسی جگہ بیٹھ۔ میں اس ہنڈیا کو لے کر قبرستان میں دفن کرنے جا رہی ہوں۔"

ہنڈیا کے اندر موتیوں کی شکل میں بدلی ہوئی ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ مگر کوئی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ ہنڈیا سے باہر ہی آ سکتی تھی۔ راونی چڑیل نے ہنڈیا کو اٹھایا اور سانپ سے کہا:

"[illegible] میرا کوئی جنم نہیں ہوگا۔ میں یہ جنم اسی شکل میں بسر کروں گی مگر اب مجھے انسانوں کو ہڑپ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ میری بھوک مٹانے کے لیے تیرا زہر ہی کافی ہوگا۔ اب میں قبرستان کی طرف جا رہی ہوں۔ میں اسی جگہ واپس آؤں گی۔ تو کہیں مت جانا۔"

[illegible] غائب ہو گئی۔

[illegible] ایسا تھا کہ

موت بھی ڈرتی پھرتی ہوگی۔ بستی بھی نیند میں سو رہی تھی۔ اسی بستی کی حویلی میں تھیوسانگ بھی دوسری منزل میں قالین پر لیٹا ہوا تھا۔ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ ماریا ہنڈیا [illegible] چڑیل کے ساتھ اس کی حویلی کے اوپر سے گذر رہی ہے۔ ہنڈیا کے اندر سے ماریا کی خوشبو بھی باہر نہیں آ سکتی تھی۔ اس سے اگلے روز چاند کی تیرھویں رات تھی اور تھیوسانگ نے حویلی کی آسیبی کوٹھڑی میں اسی رات دیا روشن کر کے شہزادی کی پراسرار بھٹکتی روح سے ملاقات کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

راونی چڑیل سیدھی قبرستان میں اتر آئی۔ اس نے قبرستان کے کونے میں ایک پرانی قبر دیکھی جس کے سرہانے لگا ہوا پتھر بھی ایک طرف گرا پڑا تھا۔ قبر بہت ہی پرانی تھی۔ راونی چڑیل نے قبر کو کھول دیا۔ اندر کسی مُردے کی صرف دو چار ہڈیاں ہی پڑی تھیں۔ راونی چڑیل نے ماریا کی ہنڈیا کو قبر میں مُردے کی ہڈیاں کے ساتھ رکھا اور اوپر مٹی ڈال کر قبر کو بند کر کے قبر کے اوپر پتھر ڈال دیئے اور واپس غار کی طرف پرواز کر گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زندہ ناگ مُردہ اژدہا

راوی چٹیل چٹان کے نیچے والی غار میں اپنے سانپ کو گردن میں لپیٹ کر سو گئی۔

اس چٹانی غار کے قریب والی بستی کی دوشیزہ حویلی میں تھیوسانگ چاند کی تیرھویں تاریخ کا انتظار کر رہا تھا۔ دوسرے روز چاند کی تیرھویں رات تھی۔ تھیوسانگ اور اس کے خاوند دوسانگ نے اگرچہ تھیوسانگ کو منع کیا تھا کہ وہ حویلی کی آسیب زدہ کوٹھڑی میں بھٹکتی رُوح سے ملنے کی خطرناک کوشش نہ کرے مگر تھیوسانگ ان باتوں سے ڈرنے والا نہیں تھا۔ وہ بھٹکتی رُوح سے عزیمہ یا ناگ اور کیٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رُوحوں کو چھپی ہوئی باتوں کا علم ہوتا ہے۔

چاند کی تیرھویں رات کو تھیوسانگ نے کپا اور دوسانگ سے اجازت لی اور حویلی کی آسیب زدہ کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اندر گھپ اندھیرا تھا۔ تھیوسانگ نے طاق میں رکھا ہوا پرانا دیا روشن کر دیا۔ کوٹھڑی میں اس قدر گہرا اور بوجھل اندھیرا تھا کہ دیئے کی روشنی بھی اسے پوری طرح دُور نہ کر سکی صرف دیئے کے آس پاس ہی روشنی تھی۔ تھیوسانگ کوٹھڑی کے کونے میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ کوٹھڑی کی چھت سے جالے لٹک رہے تھے۔ اندر کوئی روشندان تک نہیں تھا۔ جب آدھی رات گذر گئی تو تھیوسانگ کو جھانجھروں کی دھیمی دھیمی جھنکار سنائی دی۔ یہ آواز دُور سے قریب آ رہی تھی۔

تھیوسانگ چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔ جھنکار قریب آ کر تیز ہو گئی اور ایسے لگا جیسے کوئی عورت پاؤں میں جھانجھریں باندھے کسی زینے پر سے جلدی جلدی نیچے اتر رہی ہے۔ یہ آواز تھیوسانگ کے قریب سے ہو کر نکل گئی۔ اس کے بعد گہری خاموشی چھا گئی۔ یہ خاموشی خود آسیب زدہ تھی۔ تھیوسانگ کان کھڑے کیے بیٹھا تھا۔ اتنے میں اسے آہستہ آہستہ سانس لینے کی آواز آنے لگی۔ جیسے کوئی اس کے قریب آ کر لمبے لمبے سانس لے رہا ہو۔

تھیوسانگ نے کہا:

"اے شہزادی کی بھٹکتی رُوح! مجھ سے بات کر۔ میں تجھ سے ملنے آیا ہوں۔"

کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ بلکہ گہرے سانس لینے کی آواز بھی غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ نا امید ہو گیا۔ شاید بھٹکتی رُوح چلی گئی تھی۔ تھیوسانگ شہزادی کی روح کو دوبارا آواز دینے ہی والا تھا کہ اچانک اسے دیئے کے پاس روشنی میں ایک ہاتھ دکھائی دیا۔ یہ کسی عورت کا خوبصورت ہاتھ تھا مگر اس ہاتھ کی ہتھیلی کے درمیان ایک کیل ٹھکی ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس زمانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں رُومن لوگ موت کی سزا پانے والوں کو صلیب پر ڈال کر ان کی ہتھیلیوں اور پنڈلیوں میں کیل ٹھونک کر لٹکا دیا کرتے تھے۔ انہوں نے جہاں کیل ٹھکا تھا وہاں خون کی ایک لکیر نکل کر جم گئی تھی۔

تھیوسانگ اٹھ کر دیئے کے قریب آیا تو ہاتھ غائب ہو گیا۔ تھیوسانگ وہیں رُک گیا اور بولا:

"شہزادی کی بھٹکتی رُوح! مجھ سے بات کرو۔ میں تجھ سے ملنے آیا ہوں۔ میں نے تیرے لیے دیا روشن کیا ہے۔"

کسی نے ایک سرد آہ بھری اور اس کے بعد کسی عورت کے دھیرے دھیرے سسکیاں لینے کی آواز آنے لگی۔ تھیوسانگ پریشان سا ہو کر بولا:

"شہزادی کی رُوح! تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتیں؟"

سسکیوں کی آواز رُک گئی۔ دوسرے لمحے بھانجھروں کی آواز بلند ہوئی جیسے کوئی کوٹھڑی کے فرش پر چل رہا ہو۔ پھر اچانک وہی خوبصورت ہاتھ تھیوسانگ کے سامنے آگیا جس میں کیل ٹھکا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ کے کانوں میں کسی عورت کی خشک آواز آئی:

"میری ہتھیلی سے کیل نکال دو۔"

تھیوسانگ نے ایک پل کے لیے عورت کی ہتھیلی کو دیکھا۔ پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور بھٹکتی رُوح کی ہتھیلی میں ٹھکا ہوا کیل نکال کر پھینک دیا۔ کسی نے اطمینان اور سکون کا گہرا سانس لیا۔ پھر ایک عورت کی سرگوشی ایسی آواز آئی:

"تُو نے مجھے صلیب پر سے نیچے اتار دیا ہے۔ میں تمہاری مدد کروں گی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اے شہزادی کی رُوح! مجھے عنبر ناگ ماریا اور کینی کے بارے میں بتا ذکر میں انہیں کہاں مل سکتا ہوں۔"

شہزادی کی رُوح نے سرگوشی میں کہا:

"بستی کے قبرستان کے کونے میں ایک قبر پر چھوٹے چھوٹے پتھر پڑے ہیں۔ ماریا اس قبر میں ایک ہنڈیا میں بند ہے۔ تم وہاں پہنچو۔ میں وہاں موجود ہوں گی۔"

اس کے ساتھ ہی بھانجھروں کی چھن چھن کرتی آواز دور چلی گئی۔

تھیوسانگ کوٹھڑی سے نکل کر حویلی کے بڑے دروازے میں سے گذر کر بستی کے پرانے قبرستان کی طرف چلا۔ وہ اس قبرستان سے بخوبی واقف تھا۔ قبرستان اندھیرے اور موت ایسے سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔ تھیوسانگ قبرستان کے کونے میں گیا تو دیکھا کہ واقعی وہاں ایک ایسی پرانی قبر تھی جس کے اوپر چھوٹے چھوٹے پتھر پڑے تھے۔ تھیوسانگ نے پتھر ہٹا کر قبر کی بھربھری مٹی ہاتھوں کی انگلیوں سے کھودنے لگا۔ مٹی نرم تھی۔ بہت جلد وہاں ایک گول سوراخ بن گیا۔ تھیوسانگ نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا تو اس کا ہاتھ ایک ہنڈیا سے ٹکرایا۔ تھیوسانگ نے ہنڈیا باہر کھینچ لی۔

اب اسے شہزادی کی روح کی سرگوشی سنائی دی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تھیوساگ! ہنڈیا کا ڈھکن اٹھا دو۔"

تھیوساگ نے ہنڈیا کا ڈھکن اٹھایا تو اسے ماریا کی تیز خوشبو آئی اور اس نے دیکھا کہ ہنڈیا کے اندر ماریا کی بجائے دھواں بھرا ہوا تھا۔ یہ دھواں ہنڈیا سے باہر نہیں آ رہا تھا۔ بھٹکتی روح کا وہی ہاتھ پھر نمودار ہوا۔ یہ ہاتھ ہنڈیا کے اوپر گول چکر میں گھومنے لگا پھر ہنڈیا کا دھواں غائب ہو گیا اور تھیوساگ کو ماریا کی آواز سنائی دی:

تھیوساگ! میں اس چڑیل کے طلسم سے آزاد ہو گئی ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ تم یہاں آ گئے۔ عنبر ناگ اور کیشی کہاں ہیں؟

ماریا کو ابھی تک شہزادی کی روح کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔

تھیوساگ نے کہا:

"ماریا! تمہیں ایک شہزادی نے دوبارہ زندگی دی ہے۔"

"شہزادی نے؟" ماریا نے تعجب سے پوچھا۔

تھیوساگ بولا: "ہاں — ایک شہزادی نے — جواب دنیا میں نہیں ہے۔"

"یہ تم کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو؟" ماریا نے حیرانی سے کہا:

اس لمحے شہزادی کی روح کی سرگوشی سنائی دی:

"تھیوساگ! بستی کے شمال میں ایک چٹان کے نیچے غار ہے۔ راونی چڑیل اپنے مکار سانپ کے ساتھ اسی غار میں سو رہی ہے۔ اسے ختم کر دو۔ وہ انسانوں کی دشمن ہے۔"

روح کی آواز ماریا نے سنی تو بولی:

"تم کون ہو؟"

شہزادی کی روح نے کہا:

"مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے ماریا — تم فوراً غار میں جاؤ۔ وہاں وہ زنگاری سانپ بھی ہے جس نے ناگ کو دھوکہ دے کر راونی کے جال میں پھنسایا تھا۔"

تھیوساگ نے فوراً سوال کیا:

"ناگ کہاں ہے؟"

شہزادی کی روح کی آواز آئی:

"یہ بتانے کی مجھے اجازت نہیں۔ خدا حافظ!"

اس کے ساتھ ہی جھانجھروں کی جھنکار ابھری اور پھر دور ہو کر غائب ہو گئی۔ ماریا بولی:

"یہ سب کیا معمہ ہے تھیوساگ؟"

تھیوساگ نے اب ماریا کو حویلی کی آسیبی کوٹھڑی کا سارا حال بتایا اور یہ بھی بتا دیا کہ اس نے کیا اور اس کے خاوند دمپانگ کو اس کے اور ناگ عنبر کے بارے میں بھی بتا دیا ہے۔

"اب ہمیں بستی کے شمال میں چٹانی غار کی طرف چلنا چاہیے تاکہ شہزادی کی ہدایت کے مطابق اس انسانی دشمن راونی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چڑیل کو ہمیشہ کے لیے ختم کیا جا سکے۔ میرا خیال ہے کہ یہی وہ مکار چڑیل تھی جو تمہارا روپ دھار کر ہمارے ساتھ سفر کرتی رہی اور جس نے ناگ کو کسی جگہ پھنسا دیا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میں اس غار سے واقف ہوں اور میں نے راونی کو بھی دیکھا ہے اسی نے مجھے ہنڈیا میں دھواں بنا کر بند کر دیا تھا۔ چلو۔ اس سے ناگ کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کرتے ہیں۔"

تھیوسانگ اور ماریا اسی وقت قبرستان سے نکل کر بستی کے شمال میں آ گئے۔ یہاں رات کی تاریکی میں بستی سے دور ایک بھوری چٹان اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔

ماریا نے اس چٹان کو پہچان لیا اور بولی:

"یہی وہ چٹان ہے جہاں راونی چڑیل مجھے اپنے طلسم میں جکڑ کر لے گئی تھی۔"

ماریا نے تھیوسانگ کی راہ نمائی کی اور چٹان کے خفیہ دروازے میں سے غار میں داخل ہو گئی۔ تھیوسانگ ماریا کی تیز خوشبو کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ غار بہت تنگ اور تاریک تھی۔ کئی موڑ گھوم کر وہ ایک جگہ رک گئی۔ اس نے تھیوسانگ کے کان میں کہا:

"راونی چڑیل سو رہی ہے۔ مکار سانپ اس کی گردن میں پڑا ہے۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا:

"میں راونی کو دبوچتا ہوں۔ اس کا جادو مجھ پر نہیں چل سکتا۔ تم سانپ کو قابو میں کرو۔"

ماریا تیزی سے راونی کی طرف بڑھی۔ راونی چڑیل اگلے جنم کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد گہری نیند سو رہی تھی۔ ماریا نے بڑی احتیاط سے آگے بڑھ کر اس کی گردن میں پڑے ہوئے رنگا رنگ سانپ کو گردن سے پکڑ کر ایک دم اوپر کھینچ لیا۔ سانپ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ راونی چڑیل ایک چیخ مار کر اٹھ بیٹھی۔ مگر تھیوسانگ نے اسے کھڑے ہونے کا موقع ہی نہ دیا اور اس پر چیتے کی طرح جھپٹا۔ اور اس کے جسم سے اپنی انگلی لگا دی۔

راونی چڑیل ایک دم تھیوسانگ کی انگلی کے برابر چھوٹی ہو گئی۔ تھیوسانگ نے اسے پکڑ کر اپنی مٹھی میں بند کر لیا۔ راونی چڑیل تھیوسانگ کی بند مٹھی میں اچھلنے کودنے اور منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگی۔

تھیوسانگ نے کہا:

"ماریا — سانپ کو قابو میں رکھو اور غار سے باہر آ جاؤ۔"

وہ تیزی سے باہر کی طرف دوڑے۔ راونی چڑیل تھیوسانگ کی مٹھی میں شور مچا رہی تھی۔ منتر پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھی مگر تھیوسانگ پر ان منتروں کا کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ راونی چڑیل نے جب اپنے آپ کو بے بس پایا تو باریک آواز میں چلائی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کورومنڈل کے شیش ناگ! مجھے مکتی دے دے۔ مجھے مکتی دے دے۔ میرا یہ جنم ختم کر دے۔"

بھیوسانگ اور ماریا غار سے باہر آ گئے۔

بھیوسانگ نے مٹھی کھولی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی مٹھی میں راونی چڑیل کی جگہ محض راکھ کی ایک چٹکی پڑی تھی۔ راونی چڑیل مر چکی تھی۔

بھیوسانگ نے کہا:

"یہ چڑیل ہمیشہ کے لیے بھسم ہو گئی ہے۔ مگر اس نے مرنے سے پہلے شیش ناگ اور کورومنڈل کا نام لیا تھا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں یہ مجھے اور ناگ کو لے کر گئی تھی۔"

ماریا نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ وہاں شیش ناگ بھی رہتا ہے اور یہ چڑیل شیش ناگ کے اشارے پر ناگ کو جھانسہ دے کر وہاں لے گئی تھی۔ تمہیں شاید معلوم نہیں شیش ناگ اور ناگ کی آپس میں ہزاروں سالوں سے دشمنی چلی آ رہی ہے۔"

بھیوسانگ بولا: "تو پھر ہمیں فوراً کورومنڈل کی ساحلی چٹانوں میں جا کر ناگ کو تلاش کرنا چاہیے۔ ناگ ضرور اسی جگہ ہوگا۔"

ماریا بولی: "مگر عنبر اور کیتی کہاں ملیں گے؟"

بھیوسانگ نے کہا کہ ان کو بعد میں تلاش کر لیں گے۔ سب سے پہلے ہمیں ناگ کی زندگی بچانا چاہیے۔ خدا جانے وہ کس مصیبت میں گرفتار ہے۔ بھیوسانگ نے راونی چڑیل کی راکھ کو زمین پر پھینک کر پاؤں سے روند ڈالا اور سیدھا کمپا بہن کی حویلی میں آ گئے۔ وہ حویلی کے باغ میں سے گذر کر دوسری منزل میں آ گئے۔ ماریا نے کمپا کے کمرے میں جا کر اسے جگایا تو وہ حیران ہو کر ادھر ادھر تکنے لگی۔ وہ یہ سمجھی کہ آسیبی کوٹھری کی رُوح باہر نکل آئی ہے۔ اس نے گھبرا کر اپنے خاوند دمپانگ کو جگا دیا۔

تب ماریا نے اسے بتایا کہ وہ کوئی رُوح نہیں بلکہ ماریا ہے بھیوسانگ اور عنبر کی بہن ـــــ اب بھیوسانگ بھی اندر آ گیا۔ اس نے ساری بات کھول کر بیان کر دی۔ پھر ان سے اجازت لی۔

دمپانگ نے کہا:

"بھیوسانگ! تم سے جدا ہونے کو دل تو نہیں چاہتا مگر تم اپنے بھائی کی تلاش میں جا رہے ہو اس لیے تمہیں روکوں گا نہیں۔"

کمپا کہنے لگی:

"آخر شہزادی کی نیک رُوح تمہارے کام آ ہی گئی۔"

بھیوسانگ بولا: "اس کے لیے میں شہزادی کی رُوح کا

شکر گذار ہوں۔"

دمپانگ نے اس وقت تھیو سانگ کو اپنا خاص تازہ دم عربی گھوڑا اصطبل سے کھول کر دیا اور تھیو سانگ ماریا کے ساتھ ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہندوستان جانے کے لیے انہیں پہلے قرطاجنہ شہر جانا تھا جہاں سے ایک بادبانی جہاز میں بیٹھ کر سمندری راستے سے ملک ہندوستان کا رُخ کرنا تھا۔ قرطاجنہ شہر اس بستی سے ایک رات کے سفر پر تھا۔ صبح کے وقت ماریا اور تھیو سانگ بستی سے روانہ ہوئے اور شام ہوتے ہی انہیں دُور سے قرطاجنہ شہر کی فصیل پر جلتی مشعلوں کی روشنیاں دکھائی دینے لگیں۔

شہر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے قرطاجنہ کی بندرگاہ کا پتہ پوچھا اور اس طرف روانہ ہو گئے۔ ان کا ارادہ بندرگاہ کی کسی قریبی سرائے میں اترنا تھا تاکہ وہیں سے کسی جہاز میں سوار ہو کر اپنا سفر شروع کر سکیں۔ بندرگاہ کے پاس ہی ایک سرائے تھی۔ وہاں آتے ہی ماریا چونک پڑی:

"تھیو سانگ بھائی! مجھے ـــــ مجھے کیٹی کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔"

تھیو سانگ کے لیے یہ ایک چونکا دینے والی خوشخبری تھی۔ اس نے منہ اٹھا کر دو تین گہرے سانس لیے اور خوش ہو کر بولا:

"ہاں ماریا ـــ مجھے بھی کیٹی کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ وہ ضرور اسی شہر میں ہے۔ تم فوراً اس خوشبو کے تعاقب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کیٹی کا کھوج لگانے کی کوشش کرو میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا۔"

ماریا نے کہا:

"یہاں سے اِدھر اُدھر مت ہونا تھیو سانگ۔ میں ابھی کھوج لگا کر آتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہوئی اور جس طرف سے کیٹی کی خوشبو آ رہی تھی اس طرف پرواز کرنے لگی۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ کیٹی ایک زندہ پتھریلی لاش کی شکل میں قرطاجنہ کے ویل مچھلی کے سوداگر کے ہاتھ آ گئی تھی۔ چونکہ کیٹی کی آنکھیں نیلی تھیں اس لیے لوگوں نے اسے سمندر کی دیوی اروتا سمجھ کر اس کی پوجا شروع کر دی۔ سوداگر نے کیٹی کے پتھریلے جسم کو دیوی اروتا کا بت جانا اور اسے سمندر کے قریب ہی ایک مندر میں جا کر چبوترے پر لٹا دیا۔ اب وہاں لوگ صبح و شام آتے اور کیٹی کی پوجا کرتے تھے۔

کیٹی کے جسم سے بے حس ہو جانے کی وجہ سے پوری خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔ لیکن ماریا کے لیے اتنی ہی خوشبو کافی تھی۔ وہ خوشبو کے تعاقب میں فضا میں اڑتے اڑتے جب سمندر کے کنارے ایک چھوٹے سے مندر کے اوپر آئی تو اسے خوشبو زیادہ تیز محسوس ہوئی۔

ماریا غوطہ لگا کر نیچے آ گئی۔

اس نے دیکھا کہ لوگ مندر میں جا رہے ہیں۔ کیٹی کی خوشبو اسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مندر سے آ رہی تھی۔ جونہی ماریا مندر میں داخل ہوئی، اس نے دیکھا کہ کیٹی ایک چبوترے پر بے حس پڑی ہے۔ اس کی نیلی آنکھیں کھلی ہیں۔ کیٹی کو بھی ماریا اور تھیوسانگ کی خوشبو آ گئی تھی مگر وہ اپنی جگہ سے ہل کر ان کے پاس نہیں جا سکتی تھی۔ اب جب اس نے ماریا کی تیز خوشبو محسوس کی تو سمجھ گئی کہ ماریا اس کے پاس پہنچ چکی ہے مگر کیٹی بول نہیں سکتی تھی۔

ماریا نے اس کے قریب آ کر آہستہ سے کہا:

"کیٹی! میں ماریا ہوں۔ تمہاری یہ حالت کیسے ہو گئی؟"

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جواب دے ہی نہیں سکتی تھی۔ اپنی کھلی نیلی آنکھوں سے تکتی رہی۔ اسے معلوم تھا کہ ماریا بھی اسے دیکھ رہی ہے۔ ماریا سمجھ گئی کہ کیٹی پر کسی نے طلسم کر دیا ہے اور وہ نہ تو ہل جل سکتی ہے اور نہ بول سکتی ہے۔ کیٹی کی آنکھوں کی چمک سے کیٹی نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس کی آواز کو سن رہی ہے۔

ماریا نے کہا:

"کیٹی! تھیوسانگ بھی میرے ساتھ ہی ہے۔"

اس کے بعد ماریا نے دھیمی سرگوشیوں میں کیٹی کو عنبر اور ناگ کے بارے میں بھی ساری تفصیل بتائی اور کہا کہ وہ ناگ کی کھوج لگانے ملک ہندوستان جا رہے ہیں۔

"کیٹی! ہم تمہیں یہاں نہیں چھوڑیں گے۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو گی؟"

کیٹی کی آنکھوں میں ایسی چمک آ گئی جیسے پوچھ رہی ہو کہ تم مجھے کیسے اپنے ساتھ لے جاؤ گے؟

ماریا نے کہا:

"میں تھیوسانگ کو جا کر خبر کرتی ہوں۔ پھر تمہارے ساتھ چلنے کا کوئی انتظام کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ماریا پرواز کر گئی۔ اس نے تھیوسانگ کو ساری بات بتائی تو تھیوسانگ سوچ میں پڑ گیا۔

"ماریا! ہم کیٹی کا طلسم دور نہیں کر سکتے۔ مگر اسے چھوٹا بنا کر اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"یہ ترکیب ٹھیک رہے گی۔ جلدی سے میرے ساتھ مندر میں چلو۔"

مندر میں پوجا کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"میں ان لوگوں کو یہاں سے بھگاتی ہوں تاکہ کیٹی کے لے جانے میں یہ لوگ رکاوٹ نہ ڈالیں۔"

یہ کہہ کر ماریا مندر کے دروازے پر آ گئی۔ وہ کسی کو نظر تو آ نہیں رہی تھی۔ اس نے مندر کے باہر کھڑے پتھر کے ایک ستون کو زور

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ہلایا تو وہ دھڑام سے گر پڑا۔ سب لوگ منہ کھولے ستون کی طرف تکنے لگے کہ یہ اپنے آپ کیسے گر گیا۔

ماریا نے آواز بلند کرتے ہوئے کہا:

"میں سمندر کی دیوی اردنا بول رہی ہوں۔ مجھے اکیلا چھوڑ کر تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ مجھے کچھ دیر اکیلا رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آکاش کے دیوتا مجھ سے ملنے آ رہے ہیں۔ فوراً سب لوگ یہاں سے بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

ماریا کی خیبی آواز نے سب کو خوف زدہ کر دیا۔ لوگ جل دیوی زندہ باد کے نعرے لگاتے وہاں سے بھاگنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے مندر کا سارا علاقہ خالی ہو گیا۔ اب تھیوسانگ اور ماریا مندر میں آ گئے۔ تھیوسانگ نے کیٹی کو چبوترے پر لاش کی طرح پڑے دیکھا تو اسے بڑا دکھ ہوا۔ کیٹی نے بھی تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔

تھیوسانگ نے کہا:

"کیٹی بہن! میں تمہیں چھوٹا بنا کر یہاں سے لے جا رہا ہوں ابھی تمہیں اسی صورت میں یہاں سے نکال سکتے ہیں پھر تمہارے طلسم کا توڑ بھی ڈھونڈ نکالیں گے۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے اپنی خاص انگلی سے کیٹی کے بے حس جسم کو چھوا۔ انگلی لگتے ہی کیٹی چھوٹی سی چنگلی کے سائز کی ہو گئی۔

تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! اسے تم اٹھا کر اپنے ہاتھ میں تھام لو۔"

ماریا نے ننھی سی کیٹی کو اٹھایا تو وہ غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ بڑے آرام سے مندر سے باہر نکل آیا۔ دور دور تک کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔

تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"تمہاری تقریر کا بہت اثر ہوا ہے۔"

ماریا بولی: "یہ میری تقریر کا نہیں بلکہ ان لوگوں کے وہم کا اثر ہے۔ اب ہمیں سرائے کی طرف چلنا چاہیے۔"

سرائے میں آ کر تھیوسانگ نے کیٹی کو ایک چھوٹی سی ٹوکری میں نرم روئی رکھ کر لٹا دیا۔ ماریا نے دودھ کے چند قطرے اس کے حلق میں ڈالے۔ مگر دودھ منہ سے باہر آ گیا۔

تھیوسانگ نے کہا:

"اس کا حلق بھی پتھر ہو چکا ہے ماریا۔ شاید کورومنڈل کے ساحل پر اس کے طلسم کا توڑ بھی مل جائے۔"

تین دن کے بعد ایک جہاز قرطاجنہ کی بندرگاہ سے ملک ہندوستان کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس جہاز میں تھیوسانگ اور ماریا بھی سوار تھے۔ کیٹی بھی ایک چھوٹی سی ٹوکری میں لیٹی ان کے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ ایک ماہ تک سمندر میں سفر کرنے کے بعد ماریا اور تھیوسانگ ہندوستان کی بندرگاہ کورومنڈل پہنچ گئے۔ کسی سرائے میں اترنے کی بجائے ماریا کے

CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشورے پر تھیوسانگ نے شہر کے جنوبی کنارے کی جانب ناریل کے ایک گھنے جنگل میں ایک چھوٹے سے کھوہ میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ ماریا کا خیال تھا کہ شیش ناگ اسی علاقے میں رہتا ہے تو وہ ان کے آنے سے کہیں خبردار نہ ہو جائے۔ اس لیے انہیں سمندری چٹان سے دور ہی رہنا چاہیے۔

کیٹی بھی ان کے ساتھ تھی۔ اور تھیوسانگ نے اس کی ننھی سی ٹوکری کھوہ کے اندر نرم نرم پتوں پر رکھ دی تھی۔ اب ماریا نے سمندری چٹانوں کی جانب ایک چکر لگایا۔ اسے کسی جگہ سے بھی ناگ کی خوشبو نہ آئی۔ ناامید ہو کر واپس تھیوسانگ کو صورت حال بتائی تو وہ بھی سوچ میں پڑ گیا۔ یقیناً ناگ کسی بھاری مشکل میں پھنس چکا تھا کہ اس کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ ایک بات کا انہیں یقین تھا کہ ناگ اسی علاقے میں کسی جگہ پر تھا۔ ماریا نے رائے دی کہ کیوں نہ کسی سانپ کو بلا کر اس سے ناگ کے بارے میں پوچھا جائے؟

تھیوسانگ بولا: "مگر اس وقت ناگ کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ دیوتا نہیں ہے بلکہ اب شیش ناگ سانپوں کا دیوتا ہے۔ اس لیے ہو سکتا ہے سانپ ہمیں کچھ نہ بتائیے۔ بلکہ یہ بھی خطرہ ہے کہ وہ شیش ناگ کو جا کر خبر کر دے کہ ہم لوگ ناگ کی تلاش میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔"

ماریا نے سوچا کہ تھیوسانگ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مگر کسی سانپ کو بلانا بھی ضروری تھا۔

ماریا نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"ہم نے زنگاری سانپ کو خوامخواہ ہلاک کر دیا۔ ہم اس سے ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھ سکتے تھے۔"

تھیوسانگ بولا: "مگر وہ تو ناگ کا دشمن سانپ تھا۔ وہ کبھی ہمیں کچھ نہ بتاتا۔ بہرحال اس وقت کسی سانپ کا بلایا جانا بہت ضروری ہے۔"

ماریا نے کہا:

"ہم ایسا کرتے ہیں کہ کسی سانپ کو خاص طور پر بلاتے نہیں بلکہ جنگل میں سانپ کو ڈھونڈتے ہیں۔ یہاں کوئی نہ کوئی کہیں نہ کہیں سانپ ضرور ہوگا۔ اس کو غصہ دلانا۔ وہ تمہیں ڈسے گا۔ اس کے بعد تم اسے کہنا کہ تم شیش ناگ کے دوست ہو....."

اس کے بعد ماریا نے تھیوسانگ کو ساری اسکیم سمجھا دی۔ اسکیم بڑی عمدہ تھی اور اس سے کام نکالا جا سکتا تھا۔ انہوں نے جنگل میں کسی سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ کافی دیر کے بعد انہیں ایک درخت کے پاس زمین کے اندر ایک بل دکھائی دیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ سانپ کا بل ہے۔ اس میں کسی طریقے سے پانی ڈالتے

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاں۔ سانپ باہر نکل آئے گا۔"

ماریا پتوں کا ڈونا بنا کر اس میں پانی بھر کر لائی اور تھیوساگ نے اسے سانپ کے بل میں انڈیل دیا۔ اس کے ساتھ ہی بل کے اندر سے پھنکار کی غضب ناک آواز آئی اور ایک کالا سیاہ سانپ تیزی سے رینگتا ہوا باہر نکل آیا۔ اس کے سامنے ہی تھیوساگ بیٹھا تھا۔ سانپ نے غصے میں تھیوساگ کی کلائی پر ڈس دیا اور ڈس کر بھاگنے لگا تو تھیوساگ نے اسے گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا اور سانپ کی زبان میں کہا:

"میرے بھائی! کہاں جا رہے ہو؟ ذرا ٹھہرو تو سہی۔"

سانپ نے ایک انسان کو اپنی زبان میں بات کرتے سنا تو وہیں رک گیا۔ وہ اس بات پر بھی پریشان تھا کہ تھیوساگ پر اس کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ سانپ نے مڑ کر تھیوساگ کی طرف دیکھا اور قریب آ کر پھن اوپر اٹھا کر لہراتے ہوئے بولا:

"تم کون ہو اور تم نے ہماری زبان کہاں سے سیکھی ہے؟"

تھیوساگ بولا: "بھائی میں تمہارے ناگ دیوتا یعنی شیش ناگ کا دوست ہوں۔ مجھے شیش ناگ کے ناگ دیوتا بننے کی خبر ملی تو اس کے گھوڑ میں یہاں آیا ہوں ہوں کہ اسے مبارک باد دے سکوں۔"

سانپ نے کہا:

"شیش ناگ کے ناگ دیوتا بننے کی ہمیں بھی خوشی ہوئی ہے۔ مگر تم اس جنگل میں کیا کر رہے ہو؟ شیش ناگ تو ساحل سمندر کی تین مجبوری چٹانوں کے نیچے غار میں تخت شاہی پر بیٹھتا ہے۔"

ماریا کی اسکیم کامیاب ہو رہی تھی۔

تھیوساگ بولا: "بھائی میں شیش ناگ ہی کی تلاش میں تھا۔ اچھا ہوا کہ تم نے مجھے اس کا ٹھکانہ بتا دیا۔ اب میں خود ہی اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔ ضرور چٹانوں کے اندر سے کوئی راستہ جاتا ہوگا۔"

"ہاں ـــــ ایک خفیہ راستہ درمیانی چٹان کے اندر سے نیچے شیش ناگ کے استھان تک جاتا ہے۔"

تھیوساگ نفرت سے بولا:

"ہمیں تو ناگ دیوتا زہر لگتا تھا۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارا شیش ناگ دوست سانپ ناگ کو شکست دے کر خود ناگ دیوتا بن گیا ہے۔ مگر پرانے ناگ دیوتا کو کسی ایسی جگہ پھینکنا چاہیے تھا کہ جہاں سے وہ زندگی بھر نہ نکل سکے۔"

سانپ بولا: "ہمارے شیش ناگ کی طاقت کا کوئی جواب نہیں ہے ناگ کو ہمارے شیش ناگ نے سمندر کی گہرائیوں میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible]

میں ابھی ساحل کے آس پاس کا سمندر کھنگال کر آتی ہوں۔

ماریا فضا میں بلند ہو کر درختوں کے اوپر آئی اور پھر سمندری چٹانوں کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔

ماریا چٹانوں کے پاس جا کر سمندر میں اتر گئی۔ وہ سمندر کی تہہ تک چلی گئی۔ یہاں بے شمار مچھلیاں ادھر ادھر تیر رہی تھیں۔ جگہ جگہ سمندری پودے اگے تھے۔ ایک طرف پہاڑی کی ڈھلان سی بنی ہوئی [illegible]

[illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپوں کا دربار

ماریا نے تھیوسانگ کو واپس جاکر بتایا کہ سمندر کے نیچے بھی ناگ کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ تھیوسانگ اس سے ناامید نہ ہوا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کسی طلسم کی زد میں آکر چٹانوں کے آس پاس ہی کہیں پھنسا ہوا ہے۔ اس نے ماریا سے کہا

"کیوں نہ ہم ناگ کی بجائے شیش ناگ کی طرف توجہ کریں اور اس کے طلسم کو توڑ ڈالیں۔ اس طرح سے ہو سکتا ہے ناگ اپنے آپ آزاد ہو کر ہمارے پاس آ جائے یوں ہم ایک تیر سے دو شکار کریں گے۔"

ماریا نے جواب دیا۔

"تمہاری تجویز بڑی معقول ہے۔ مگر شیش ناگ اب دنیا کے تمام سانپوں کا دیوتا بن گیا ہے۔ اس کی طاقت پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اسے آسانی سے اپنے

تھیوسانگ نے ماریا سے کہا کہ وہ ناامیدی کی باتیں کیوں کرتی ہے

"ہمیں ہمت سے کام لے کر اپنے مشن کو شروع کر دینا چاہیئے آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

ماریا نے کہا

"لیکن ہمیں پھر بھی منصوبہ بندی بنا کر کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔ وہ قدم کیا ہو سکتا ہے؟"

تھیوسانگ ماریا کے ساتھ جنگل سے باہر نکل آیا۔ اب ان کا رخ کورو منڈل شہر کی جانب تھا۔ تھیوسانگ اس موضوع پر سوچ بچار کر رہا تھا۔ وہ ماریا سے مشورہ بھی لیتا جاتا تھا مگر ابھی انہیں کوئی صاف رستہ دکھائی نہیں دیا تھا جس پر چل کر وہ ناگ کو واپس لا سکیں۔ وہ اپنے چھوٹے سے مکان میں آ گئے جو شہر سے باہر انہوں نے لے رکھا تھا۔ اس مکان کے پیچھے کیلے اور ناریل کے گھنے درختوں کے جھنڈ تھے۔ ان کے بیچ میں ایک پرانی باؤلی بنی ہوئی تھی جو اب ویران ہو چکی تھی۔ اس کی تہہ میں بہت نیچے جا کر پانی تو تھا مگر وہ صاف نہیں تھا اس لئے لوگوں نے اس باؤلی میں سے پانی لینا چھوڑ دیا تھا جس کے بعد باؤلی ویران ہو گئی تھی۔

ماریا اور تھیوسانگ نے بھی اس باؤلی کی طرف جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی وہ دو کوٹھڑیوں والے مکان کی ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پتھر کی موٹی تہوں والی دیوار میں سے گزرتی ہوئی چٹان کی تہہ میں اس کے اندر ایک کھوکھلی جگہ پر آگئی یہ کھوکھلی جگہ ایک گڑھا سا تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس گڑھے کی دیوار میں سے گزر گئی۔ آگے ایک چھوٹی سی سرنگ نکل آئی۔ یہ سرنگ قدرتی طور پر چٹانوں کے اندر بن گئی تھی اور اس میں جگہ جگہ چٹانوں کی دیواروں میں سے ٹپکنے والا پانی جمع تھا۔ ماریا دیوار کے ساتھ لگی بہت ہی مدھم رفتار کے ساتھ ایک ایک شے کو غور سے دیکھتی اور فضا کو سونگھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ سرنگ کی فضا میں گدلے سمندری پانی کی بُو رچی ہوئی تھی۔ ایک جگہ سے گزرتے ہوئے اس کے کانوں میں ایسی آوازیں پڑیں جیسے سانپ سسکار رہے ہوں۔ ماریا وہیں رُک گئی اور اس نے ان آوازوں پر کان لگا دیئے۔

دھیمی دھیمی آوازیں سرنگ کی شمالی دیوار کے پیچھے سے آرہی تھیں۔ ماریا ہوا کی ایک بہت ہی ہلکی اور کم رفتار لہر کی طرح اس دیوار کی طرف بڑھی اور آہستہ آہستہ اس موٹی پتھر کی دیوار کے اندر سے گزرتی ہوئی جب دیوار کی دوسری جانب اس نے اپنا سر باہر نکالا تو یہ دیکھ کر ایک دم سے پیچھے دیوار کے اندر ہوگئی کہ وہاں سانپوں کا دربار لگا تھا۔ اس نے چار موہنوں والے شیش ناگ کو فوراً پہچان لیا۔ ایک بار ناگ نے اسے شیش ناگ کا حلیہ بتایا تھا۔ شیش ناگ ایک تخت پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے چاروں پھن پھیلے ہوئے تھے۔ اس کے ایک موہنہ پر سبزی تاج تھا۔ اس کے دائیں جانب ایک دوسروں والا سبز سانپ پتھر کے گول چبوترے پر کنڈلی مارے پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ سامنے پتھریلے فرش پہ پندرہ سولہ بڑے بڑے سانپ ادب سے بیٹھے تھے۔

یہ سب سانپ آپس میں کسی بات پر ہلکی ہلکی پھنکاروں کے انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر ایک دم سے شیش ناگ نے پھنکار ماری تو ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ تمام سانپوں نے گردنیں جھکا دیں۔ شیش ناگ نے سانپوں کی زبان میں (جو ماریا اچھی طرح جانتی تھی) کہا۔

تم لوگوں نے آپس میں کافی مشورہ کر لیا ہے تمہیں وہی کرنا ہوگا جو میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اب تم سب جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔

سارے سانپ اپنی جگہ سے رینگتے ہوئے دالان کی ایک جانب چھوٹے سے غار کے منہ میں چلے گئے۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگئے تو شیش ناگ نے اپنی بائیں جانب بیٹھے ہوئے سبز سانپ کو کہا۔

ششکھ ناگ! تم ان سانپوں کی نگرانی کرو گے۔ میں جانتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

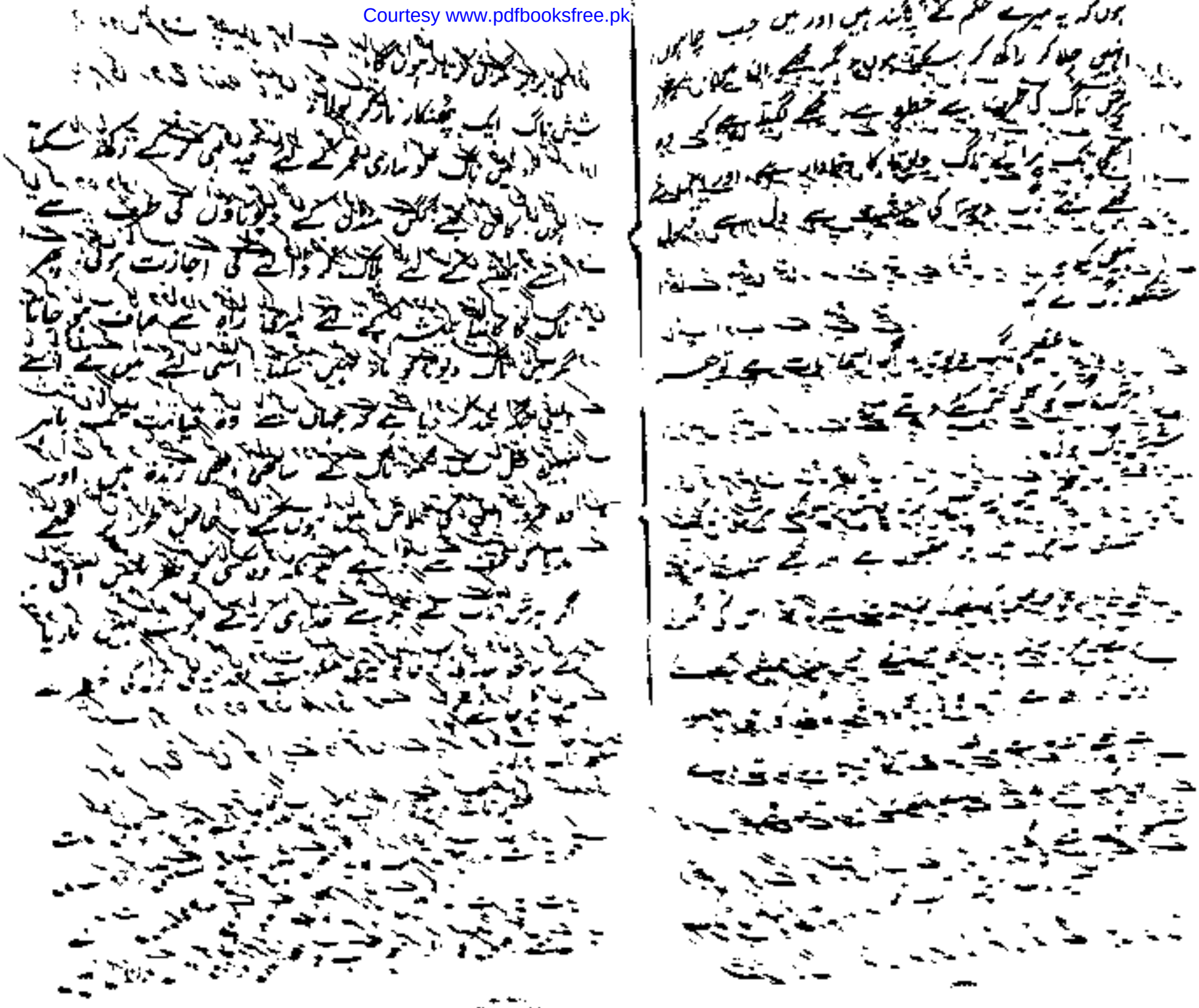

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہر دوں طرف پھیلا ہوا ہے یہاں داخل ہونے کے بعد کوئی باہر کی روح زندہ نہیں بچ سکتی۔

ماریا یہ سنتے ہی محتاط ہو گئی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ دیوار کے اندر ہی تھی۔ دیوار سے باہر نہیں نکلی تھی اب اسے ہرش ناگ سے ملنے کی ضرورت کا احساس ہوا جو نہ صرف یہ کہ ناگ کا وفادار تھا بلکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ناگ زمین یا پاتال کے اندر کس مقام پر قید میں پڑا ہے۔ شنکھ ناگ اور شیش ناگ آپس میں باتیں کر رہے تھے اور ماریا اس غار کے سوراخ کو دیکھنے لگی جہاں دوسرے سانپوں کے ساتھ ہرش ناگ بھی داخل ہوا تھا۔ ابھی تک ماریا کو یہ پتہ نہیں تھا کہ ان سانپوں میں ہرش ناگ کون ہے۔ مگر اس لمحے شیش ناگ نے خود ہی یہ مسئلہ حل کر دیا۔ اس نے شنکھ ناگ سے کہا

اگر کسی بھی وقت تمہیں ہرش ناگ کی وفاداری پر شک ہوا اور وہ کوئی غداری کرنے لگا تو فوراً اس کے سر کی سرخ کلغی کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کاٹ ڈالنا۔ کلغی کے بغیر ہرش ناگ کا رابطہ اپنے آپ تمام سمندری سانپوں سے ٹوٹ جائے گا اور وہ ایک دن اور ایک رات زندہ رہنے کے بعد مر جائے گا۔

ماریا نے سوچا ہرش ناگ کے سر پر سرخ کلغی ہے یہ

اس کی نشانی تھی۔ ماریا دیوار کے اندر ہی اندر اس غار کے منہ کی طرف بڑھی جہاں پندرہ سانپ گئے تھے۔ ماریا دیوار سے باہر نہیں آئی تھی۔ کیونکہ دیوار کے باہر شیش ناگ کے طلسم کا دائرہ کھنچا ہوا تھا۔ وہ بڑی دھیمی رفتار سے دیوار کے اندر چل رہی تھی۔ وہ غار کے منہ میں داخل ہو گئی۔ یہ غار ایک تنگ و تاریک چھوٹی سی سرنگ تھی جس کی چھت اتنی نیچی تھی کہ انسان کو اس میں سے رینگ کر گزرنا پڑتا۔ ماریا سرنگ میں کافی آگے نکل گئی۔ آگے جا کر سرنگ ایک بہت بڑے کنوئیں میں نکل آئی۔ ماریا بالکل سیدھی ہو کر کنوئیں کی دیوار کے ساتھ لگ گئی اور اندھیرے میں غور سے دیکھنے لگی۔ یہ کافی بڑا کنواں تھا اور اس میں پانی نہیں تھا بلکہ تہہ میں پتھر اور ریت بکھری تھی۔ کنوئیں کی گول دیوار میں جگہ جگہ گول سوراخ بنے تھے کنوئیں کی تہہ میں ایک بھی سانپ نہیں تھا۔

ماریا سوچنے لگی کہ پندرہ سانپ ضرور کنوئیں کے ان سوراخوں میں چلے گئے ہیں وہ ایک ایک سوراخ میں گئی۔ اس نے دیکھا کہ ہر سوراخ میں ایک ایک سانپ زمین پر کنڈلی مار کے اپنی گردن کنڈلی پر رکھے سو رہا تھا۔ ایک سوراخ میں اسے ہرش ناگ نظر آیا۔

ہرش ناگ کے سر پر چھوٹی سی سرخ کلغی ماریا کو صاف نظر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ رہی تھی۔ ماریا چپکے سے ہرش ناگ کے کشادہ بل میں
داخل ہو گئی۔ ہرش ناگ بھی اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔
ماریا نے ہرش ناگ کے کان میں کچھ کہا۔ ہرش ناگ
چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے۔
ماریا نے ہرش ناگ کو کچھ اور بھی بتایا۔ ہرش ناگ
کا غصہ اور بڑھ گیا۔ اس نے ماریا کو کچھ ہدایات دیں۔
ماریا بل سے باہر نکل آئی۔ ہرش ناگ بھی اس کے
پیچھے پیچھے باہر آ گیا۔ اس نے اپنا پھن اٹھا کر
چاروں طرف سر گھما کر دیکھنے لگا۔ پھر اس نے
ماریا سے کچھ کہا۔ ماریا نے جواب میں کچھ کہا۔
ہرش ناگ نے ماریا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔
ماریا اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

ہرش ناگ کو تعجب ہوا کہ ماریا اس کے ساتھ
اپنا بل چھوڑ کر کیوں جا رہی ہے۔ اصل میں اس نے
دھوکے کے ساتھ ماریا سے کہا تھا کہ وہ اس کے
بھائی ہرش ناگ کے پاس جا رہا ہے۔ ماریا نے
سمجھا تھا کہ ہرش ناگ اس کے بھائی کو ہلاک
کرنے جا رہا ہے۔ اس لیے وہ اس کے پیچھے
پیچھے چلی آئی۔

ماریا بہن! اس میں کوئی شک نہیں کہ میں
ناگ ہی ہوں۔ ہرش ناگ نے جواب دیا۔ میں
ماریا نے کہا۔
ہرش ناگ اور شیش ناگ
معلوم ہو گیا ہے اور شیش ناگ
ہرش ناگ نے
ہرش ناگ
ہرش ناگ کو
ہرش ناگ
ہرش ناگ
خاموشی سے ماریا کی باتیں سن رہا تھا اس نے کہا۔
"ماریا بہن! میں سچائی پر ہوں۔ سچائی یہ ہے کہ
ناگ ہی
ایسے مردہ اژدھا کے پیٹ میں بند کر دیا ہے جو اب
تک سمندر کی تہہ میں پتھر بن چکا ہو گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا یہ سن کر پریشان ہوگئی کہ ناگ کو بچھو کی شکل میں سمندر کے نیچے ایک مُردہ اژدھا کے پیٹ میں بند کر کے پھینک دیا گیا ہے۔ اس نے کہا

ہرش ناگ! کیا تم مجھے وہ جگہ بتا سکتے ہو۔ جہاں ناگ اژدہا کے پیٹ میں بچھو کی شکل میں پڑا ہے۔

ہرش ناگ نے کہا

ماریا بہن! میں تمہیں وہ جگہ ابھی بتا سکتا ہوں۔ مگر جس مُردہ اژدہا کے پیٹ میں ناگ دیوتا ایک بے حس سیاہ بچھو کی شکل میں بند ہے وہ اژدھا ایک زبردست طلسم کے اثر میں ہے۔ یہ طلسم سفید ناگ کا خاص طلسم ہے جو کوئی زندہ یا غیبی انسان اژدہا کو چھوئے گا وہ طلسمی آگ کی شعاعوں میں ایک پل میں جل کر راکھ ہو جائے گا اور اژدھا کے پیٹ میں موجود ناگ کو بھی اس قدر شدید جھٹکا لگے گا کہ شاید وہ دوبارہ صحت مند نہ ہو سکے گا۔

ماریا نے آہستہ سے پوچھا

ہرش! کیا اس طلسم کا کوئی توڑ نہیں ہے؟

ہرش ناگ ایک دم خاموش ہوگیا۔ پھر رینگ کر بل کے منہ پر گیا۔ باہر کنوئیں میں دیکھا اور واپس آکر بولا۔

- مجھے ہر وقت چوکس رہنا پڑتا ہے اور اب تو شنکھ ناگ نے بھی میری نگرانی شروع کر دی ہے۔ مجھے بہت ہوشیار رہنا ہوگا۔ ہاں تو ماریا بہن اس اژدھے کے طلسم کا ایک توڑ ہے مگر میں تمہیں تمہارے ہاں آکر بتاؤں گا کیونکہ مجھے شک ہے کہ شاید شنکھ ناگ میری جاسوسی کے لیے ادھر آرہا ہے اب تم جاؤ اور مجھے اپنا ٹھکانہ بتا دو!

ماریا نے جلدی جلدی ہرش ناگ کو اپنا پرانی باؤلی والے مکان کا پتہ بتایا تو ہرش ناگ بولا۔

ٹھیک ہے۔ میں پرانی باؤلی کے پانی کے اندر سے تمہارے گھر کل آدھی رات کو پہنچ جاؤں گا۔ تمہارے مکان کی پچھواڑے والی باؤلی میں اس کنوئیں سے اندر ہی اندر راستہ جاتا ہے۔ تم بھی اسی راستے سے چلی جانا۔

ماریا کو کسی سانپ کی تیز بو آئی۔ ہرش ناگ گھبرا کر بولا۔

" یہ شنکھ ناگ کی بدبو ہے۔ فوراً کنوئیں کی تہہ میں پتھروں کے اندر چلی جاؤ۔ نیچے گہرائی میں پانی آجائے گا اس پانی میں بائیں ہاتھ کو چلتی جانا۔ تم اپنے مکان والی باؤلی میں نکل آؤ گی۔

شنکھ ناگ کی بدبو تیز ہو رہی تھی۔ ہرش ناگ نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جلدی سے چلی جاؤ ماریا۔ وہ کمینہ ششکھ ناگ یہ
رہا ہے ہوسکتا ہے وہ اپنے طلسم کی وجہ سے تمہیں
کوئی شدید نقصان پہنچائے۔

ماریا نے ہرش ناگ کو اگلی رات آنے کی تاکید کی اور
کنوئیں کی تہہ میں نیچے اتر گئی۔ کافی نیچے جانے کے بعد وہ
پانی میں نکل آئی۔ اب اس نے بائیں جانب چلنا شروع کر دیا
وہ پانی کے اندر چل رہی تھی۔ یہ بے حد تاریک اور گدلا پانی
تھا اور اس میں جیسے مُردہ مچھلیوں کی تیز بُو پھیلی ہوئی تھی۔
ماریا تیزی سے پانی میں آگے ہی آگے بڑھتی گئی۔ یہ پانی ایک
بند نالے کی شکل میں پھیلا ہوا تھا۔ ماریا کی رفتار کافی تیز تھی
چنانچہ وہ کچھ ہی دیر بعد باؤلی میں نکل آئی۔

باؤلی سے باہر آکر اس نے دیکھا کہ وہ اپنے مکان کے
پچھواڑے ناریل اور کیلے کے گھنے درختوں کے جھنڈ میں
کھڑی ہے۔ سامنے ان کا مکان تھا جس میں دیا روشن تھا
تھیوسانگ ماریا کی خوشبو محسوس کرتے ہی دروازے میں آ گیا۔
جب ماریا کی خوشبو اس کے قریب آگئی تو اس نے کہا

"کیا ناگ کا کچھ پتہ چلا؟"

ماریا نے کہا

"بہت کچھ پتہ چل گیا ہے۔ تھیوسانگ۔ اندر آ جاؤ
سارے بات کھول کر بتاتی ہوں۔

جب ماریا نے شیش ناگ کی ششکھ ناگ سے گفتگو اور پھر
ہرش ناگ کی ساری باتیں تفصیل سے تھیوسانگ کو بیان کر دیں
تو وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

ماریا نے کہا۔

"کل رات ہرش ناگ یہاں آکر مجھے وہ جگہ بتائے
گا جہاں ناگ اژدھا کے پیٹ میں کچھوے کی شکل میں
بے حس پڑا ہے۔

تھیوسانگ گہرا سانس کھینچ کر کہنے لگا۔

ماریا! ناگ کو اژدھا کے پیٹ سے نکالنا اگرچہ
جان جوکھوں کا کام ہے مگر یقین رکھو میں اپنے بھائی ناگ
کے لیے اپنی جان قربان کر سکتا ہوں۔

ماریا نے جلدی سے کہا

"یہ کام تو میں بھی کر سکتی ہوں مگر تھیو بھائی ہمیں
جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں ناگ
کی بھی زندگی عزیز ہے۔ ہمیں کسی حکمت عملی پر چلتے
ہوئے اسے شیش ناگ کے طلسم سے آزاد کرانا ہے۔
اور ساتھ ہی ساتھ شیش ناگ کو ہمیشہ کے لیے ختم
کر کے ناگ دیوتا کی حکومت اور اقتدار کو بحال کرنا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو اس کا حق ہے۔

تھیوسانگ اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر بولا۔

ہوسکتا ہے ہرش ناگ ہمیں کوئی ترکیب بتا سکے وہ ناگ کا دیوتا ہے اور پھر شیش ناگ کے طلسم کو بھی جانتا ہے۔ ممکن ہے اسے اس کا توڑ بھی معلوم ہو۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔" ماریا بولی، کل رات جب وہ آئے گا تو اس سے یہی گفتگو ہوگی۔

تھیوسانگ نے کونے میں رکھی چھوٹی سی ٹوکری اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر دیکھا۔ اس میں کیٹی ابھی تک انگلی کے سائز کی بنی ہوئی پڑی تھی۔ ماریا نے کہا

"تھیوسانگ! میرا خیال ہے اب ہمیں کیٹی کو بڑا کر دینا چاہیئے کیوں کہ یہاں اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

مگر کیٹی بے حس زندہ لاش کی طرح ہے۔ اسے بڑا کر بھی دیا تو سوائے اس کے کیا ہوگا کہ وہ ایک بوجھ بن جائے گی۔ پھر ہمیں اسے کاندھے پر لاد کر ساتھ ساتھ رکھنا ہوگا۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ وہ ننھی سی بن کر ٹوکری میں پڑی رہے یوں ہم اسے آسانی سے اٹھا کر جیب میں بھی رکھ سکتے ہیں۔

ماریا نے کیٹی کی طرف جھک کر کہا۔

کیٹی بہن! اگر تم سن رہی ہو تو تم نے ہماری گفتگو ضرور سن لی ہوگی۔ ہم تمہیں اپنے ساتھ ہی رکھیں گے اور تم پر جو جادو کیا گیا ہے اس کا توڑ بھی ضرور ڈھونڈھ نکالیں گے۔ تم نے یہ بھی سن لیا ہوگا کہ ناگ کس حالت میں سمندر کے نیچے پڑا ہے۔

پھر وہ تھیوسانگ کی طرف متوجہ ہو کر بولی

ابھی ہمیں عنبر کو بھی تلاش کرنا ہے۔

تھیوسانگ بولا۔

پہلے ناگ کا معمہ حل ہو جائے پھر عنبر کو بھی تلاش کر لیں گے۔ اس کی طرف سے بھلا ہم کیسے غافل ہو سکتے ہیں۔ ماریا وہ تو ہماری ٹولی کا سردار ہے۔

کیٹی یہ سب کچھ سن رہی تھی اور دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ نہ صرف اس کا طلسم ختم ہو بلکہ ناگ کی جان بھی بچ جائے

دوسری طرف جب ماریا ہرش ناگ کے بل سے نکل کر چلی گئی تو وہاں سشنکھ ناگ نمودار ہوا اور ہرش ناگ کے بل میں آ کر یونہی اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ اصل میں وہ یہ دیکھنے آیا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ہرش ناگ اپنے بل میں ہی ہے کہیں کسی طرف نکل تو نہیں گیا۔ ہرش ناگ بھی اب جان گیا تھا کہ شنکھ ناگ کو اس کی جاسوسی پر لگا دیا گیا ہے اور وہ اس کی نگرانی کرنے آیا ہے وہ بھی شنکھ ناگ سے اس قسم کی باتیں کرنے لگا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ ششیش ناگ کا زبردست وفادار ہے۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد شنکھ ناگ چلا گیا۔

دوسری رات ہرش ناگ اپنے کنوئیں والے بل میں ماریا کے مکان میں جانے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ جب رات اس کے اندازے کے مطابق آدھی گزر گئی تو ہرش ناگ نے بل میں سے سر باہر نکال کر کنوئیں میں دیکھا۔ باقی سانپ اپنے اپنے بلوں کے اندر ہی تھے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو وہ بل میں سے رینگتا ہوا باہر نکلا اور کنوئیں میں بکھرے پتھروں کے درمیان ایک چھوٹے سے سوراخ میں گھس کر نیچے زمین کے اندر پانی میں اتر گیا۔

اسی لمحے کنوئیں کے اوپر سے شنکھ ناگ بھی نیچے آ گیا۔ وہ اسے اوپر سے دیکھ رہا تھا۔ شنکھ ناگ نے اپنے جسم پر ایک جڑی بوٹی کا خاص تیل مل لیا تھا جس کی وجہ سے اس کی تیز بو ہرش ناگ کو نہیں آ سکتی تھی۔ شنکھ ناگ بھی جاسوسی کرتا ہرش ناگ کے پیچھے کنوئیں کی تہہ میں اتر کر

گدلے بند پانی میں آ گیا۔ آگے آگے ہرش ناگ جا رہا تھا اور اس کے پیچھے شنکھ ناگ اس کا تعاقب کرتا چلا آ رہا تھا۔ ہرش ناگ پانی میں برق رفتاری سے بڑھنے لگا۔ شنکھ ناگ نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی۔ پھر جب ہرش ناگ پانی کی ویران باؤلی میں سے نکل کر ماریا کے مکان کی طرف بڑھا تو تھوڑی دیر بعد شنکھ ناگ بھی باؤلی میں سے نکل آیا اور کیلے کے درختوں کے پیچھے سے ہرش ناگ کو ایک مکان کی طرف جاتے دیکھنے لگا جس کی کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا اور اس کی روشنی کھڑکی میں سے باہر آ رہی تھی۔

ہرش ناگ کے لئے تھیوسانگ اور ماریا نے مکان کا دروازہ کھلا رکھ چھوڑا تھا۔ ہرش ناگ کوٹھڑی میں داخل ہوا تو ماریا نے اس کا تعارف تھیوسانگ سے کرایا۔ ہرش ناگ نے کہا

میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی میرا پیچھا کر رہا ہو۔ اس لئے میری بات غور سے سنو۔ ناگ دیوتا جس مُردہ اژدھا کے پیٹ میں بند ہے اس پر ششیش ناگ کا طلسم ہے اور یہ جگہ چٹانوں سے دُور مشرق میں سمندر سے ابھری ہوئی ایک اکیلی چھوٹی چٹان کے نیچے گہرائی میں ہے۔

تھیوسانگ نے پوچھا کہ اژدھا کے طلسم کا توڑ کیا ہو سکتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے ۔ ہرش ناگ بولا ۔

یہاں سے دور جنوب کی طرف سمندر کا پانی ایک کھاڑی کی شکل میں ایک دلدلی جنگل میں پھیلا ہوا ہے اس جنگل میں کاموس کا ایک پرانا مندر ہے جو آدھا دلدل کے اندر دھنسا ہوا ہے اور آدھا باہر ہے ۔ اس ویران مندر میں شیش ناگ کا شیطان گورد کاموس رہتا ہے کاموس ہر وقت دلدل میں ڈوبا رہتا ہے ۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں تلواریں ہوتی ہیں ۔ کوئی انسان ادھر جائے تو وہ دلدل سے باہر نکل کر اسے تلوار کے وار سے ہلاک کر ڈالتا ہے اس کی دلدلی مکروہ شکل دیکھ کر جانور بھی ادھر کا رخ نہیں کرتے ۔ اس کے طلسمی جسم میں آنی طاقت ہے کہ اگر اس کا ایک بازو کاٹ دیا جائے تو فوراً اس کی جگہ دوسرا بازو نکل آتا ہے ۔ اگر اس کی گردن اڑا دی جائے تو اس کی جگہ فوراً دوسری گردن نکل آتی ہے ۔

ماریا نے پوچھا

کیا شیش ناگ کے طلسم کا توڑ اس دلدلی شیطان کاموس کے پاس ہے ؟

ہرش ناگ بولا ۔

مگر کسی طرح کاموس کو مار ڈالا جائے تو اس کے

مُردہ جسم کے چھوٹے ہوئے پیٹ میں سے ایک سیاہ مادہ نکل کر فوراً جم کر پتھر ہو جائے گا وہ پتھر اس کے پیٹ پر سے اکھاڑ کر اگر مُردہ اژدھا کے جسم پر رگڑا جائے تو اژدھا پر کیا گیا شیش ناگ کا طلسم ختم ہو جائے گا اور ناگ دیوتا بھی اپنی اصلی حالت میں آ جائے گا ۔ مگر اس مکروہ دلدلی انسان کاموس کو ہلاک کرنا ناممکن ہے ۔

ماریا نے کہا

" ہمارے لئے ناممکن بات کوئی نہیں ہے ہم اسے ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے ۔

ہرش ناگ ایک دم چونکنا ہو گیا اپنی گردن دروازے کی طرف موڑ کر گھبرائی ہوئی آواز میں بولا ۔

مجھے شنکھ ناگ کی ہلکی بدبو آ رہی ہے

ہرش ناگ تیزی سے تخت کے نیچے چھپ گیا ۔ ماریا اچھل کر کھڑکی میں سے باہر آ گئی ۔ تھیوسا ناگ بھی کھڑکی کے پاس لپک کر آیا ماریا کی تیز عقابی آنکھوں نے اندھیرے میں ایک سبز رنگ کے دو سونڈوں والے سانپ کو مکان کی کھڑکی والی دیوار سے چھلانگ لگا کر باؤل کی طرف دوڑتے دیکھا ۔ ماریا بھی اس کے پیچھے لپکی ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلدل میں ڈوبا مندر

شنکھ ناگ تیزی سے بادل کی طرف بھاگ رہا تھا۔

اس نے ہرش ناگ کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ ہرش ناگ غداری کر رہا ہے اور اس نے ماریا اور تھیوسانگ کو ناگ دیوتا پر کیے گئے شیش ناگ کے طلسم کا توڑ بتا دیا ہے۔ اب وہ جلدی سے شیش ناگ کو جا کر اس کی خبر دینا چاہتا تھا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ ماریا غیبی حالت میں اس کے سر پر پہنچ چکی ہے۔

ماریا اندھیرے میں زمین پر گری ہوئی سوئی بھی دیکھ لیتی تھی۔ اس نے سبز سانپ کو بادل کی طرف دوڑتے دیکھا تو اس کے اوپر عقاب کی طرح جھپٹی اور اسے دم سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی شنکھ ناگ غائب ہو گیا۔ مگر شنکھ ناگ نے اپنی گردن اٹھا کر اپنے دونوں منہ سے آگ کی چنگاریاں برسانی شروع کر دیں۔ آگ کی چنگاریاں ماریا کے جسم کی لہروں میں سے گزرتی چلی جا رہی تھیں۔ ماریا کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا۔ سوائے اس کے کہ اس کا جسم گرم ہونے لگا تھا۔ ماریا سبز سانپ کو لٹکائے ہوئے لے کر مکان میں آ گئی۔

تھیوسانگ! یہی وہ سانپ ہے جو ہرش ناگ کی جاسوسی کرتا ہے یہ ہماری خبر دینے شیش ناگ کے پاس جا رہا تھا۔

ہرش ناگ تخت کے نیچے دبکا پڑا تھا۔ وہ ساری باتیں سن رہا تھا مگر ڈر کے مارے باہر نہیں نکل رہا تھا کہ کہیں شنکھ ناگ اسے جلا کر بھسم نہ کر ڈالے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

اس جاسوس سانپ کو مار ڈالو ماریا۔ فوراً اسے ختم کر دو۔

ماریا نے شنکھ ناگ کو دم سے پکڑ رکھا تھا۔ اس نے اسے ہوا میں تین بار گھمایا پھر اتنی زور سے فرش پر دے مارا کہ ایک پٹاخے کی آواز پیدا ہوئی اور شنکھ ناگ کی چپٹی لاش فرش پر بے حس ہو کر پڑی تھی۔ اب ہرش ناگ تیزی سے باہر نکل آیا اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

فوراً اس کی لاش پر پانی ڈال دو۔ جلدی کرو۔ نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو اس کی لاش سے پیدا ہونے والے طلسم کی لہریں اس سارے مکان کو شعلوں میں بدل دیں گی۔

تھیوساگ نے جلدی سے مٹکے میں سے پانی ایک ڈونگا نکال کر شنکھ ناگ کے رنگ بدلتے فرش پر پڑے جسم پر ڈال دیا۔ ایک دم سے ایسی آواز آئی جیسے کسی نے جلتی ہوئی لکڑی پر پانی ڈال دیا ہو۔ سانپ کے مُردہ جسم میں سے بھاپ اٹھنے لگی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فرش پر سانپ کی لاش کا صرف نشان ہی باقی رہ گیا۔ ہرش ناگ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ کہنے لگا۔

مجھے فوراً واپس جانا ہوگا۔ شیش ناگ کو تھوڑی ہی دیر بعد شنکھ ناگ کی گمشدگی کا پتہ چل جائے گا۔ زمین اور سمندر کے سارے سانپ اس کی تلاش شروع کر دیں گے۔ میں پھر آؤں گا۔

تھیوساگ نے پوچھا کہ اگر کچھ سانپ اس طرف آ گئے تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ ہرش ناگ نے جاتے جاتے کہا

- انہیں یہاں سے شنکھ ناگ کی تیز بُو نہیں آئے گی اس لئے کوئی سانپ اِدھر کا رُخ نہیں کرے گا۔

اتنا کہنے کے بعد ہرش ناگ تیزی سے باہر نکل گیا۔

مادیا اور تھیوساگ کو ناگ کی زندگی بچانے اور اسے

شیش ناگ کے طلسم سے آزاد کرانے کا راز بتا گیا تھا۔ مادیا نے تھیوساگ سے کہا۔

- سب سے پہلے مجھے سمندر کے بیچ میں جا کر اکیلی چٹان کے نیچے اس اژدھا کی لاش کو دیکھنا ہوگا جس کے اندر ناگ بچھو کی شکل میں بند ہے

چنانچہ مادیا رات کے اندھیرے میں ہی ایک بار پھر کھلے سمندر کی طرف پرواز کر گئی۔ دوسری طرف ہرش ناگ جتنی تیزی سے بھاگ سکتا تھا بامبی کے اندر سے ہوتا ہوا اپنے خونیں میں پہنچ گیا اور بل میں گھس کر خاموشی سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ صبح ہوتے ہی جب شنکھ ناگ روز کی طرح ظہیم بجا لانے شیش ناگ کے پاس نہ آیا تو اس نے شنکھ ناگ کو بلوانے کے لئے ہرش ناگ کو حکم دیا۔ ہرش ناگ احتیاط کے طور پر صبح کے وقت ہی شیش ناگ کی خدمت میں پہنچ کر اس کو سلام کر کے ایک طرف ادب سے بیٹھ گیا تھا۔ شیش ناگ کے حکم پر ہرش ناگ فوراً اٹھ کر غار میں شنکھ ناگ کی کوٹھڑی کی طرف دوڑا۔ مگر وہ تو جانتا تھا شنکھ ناگ اب کبھی یہاں واپس نہیں آئے گا۔ پھر بھی کچھ دیر تک غار میں اِدھر اُدھر گھومتا پھرا۔ اس نے کئی سُروں سے شنکھ ناگ کے بارے میں پوچھا۔ سب نے یہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا کہ انہوں نے شنکھ ناگ کو نہیں دیکھا۔

ہرش ناگ کچھ دیر بعد واپس شیش ناگ کے پاس آیا اور ادب سے بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! شنکھ ناگ کو میں ہر جگہ دیکھ آیا ہوں۔ وہ غار میں کہیں بھی نہیں ہے۔ لگتا ہے شاید وہ سمندر میں کہیں گیا ہے"

شیش ناگ تعجب سے کہنے لگا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ شنکھ ناگ کبھی مجھے ماتھا ٹیکے بغیر غار سے باہر نہیں نکلا۔ پھر آج وہ کیسے چلا گیا"

شیش ناگ نے شنکھ ناگ کی کھوج کا حکم دے دیا۔

دوسری طرف راتوں رات ماریا فضا میں سمندر کے اوپر اڑتی اڑتی جب کافی دور جنوب میں کھلے سمندر میں آگئی تو اسے نیچے ایک چھوٹی سی اکیلی چٹان نظر آئی جو سمندر سے باہر نکلی ہوئی تھی اور اندھیری رات میں سمندر کی لہریں چاروں طرف سے ٹکرا رہی تھیں۔ ماریا نیچے آگئی۔ اس نے چٹان کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر سمندر میں غوطہ لگا گئی۔ یہ غوطہ ایسا تھا کہ نہ تو وہ پانی میں گیلی ہوئی اور نہ ہی سمندر کی لہروں کو پتہ چلا۔ ماریا نے اس میں چھلانگ لگائی ہے۔ ماریا نظر نہ

آنے والی شعاعوں کی طرح پانی کے اندر ہی اندر نیچے چٹان کی بنیادوں میں اتر گئی۔ یہاں اس نے جھک کر دیکھا تو اسے ایک جگہ ایک اژدھا کا جسم نظر آیا جس پر زنگ کی ایک موٹی تہہ جم چکی تھی۔ ماریا کو ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس کی وجہ شیش ناگ کا طلسم تھا۔

ماریا اژدھا کو چھو نہیں رہی تھی اس نے غور سے اژدھا کو دیکھا یہ واقعی وہی اژدھا تھا جس کی بابت ہرش ناگ نے اسے بتایا تھا۔ ماریا سمندر سے باہر نکل آئی اور واپس اڑنے لگی۔ اپنے مکان میں آکر اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

ہرش ناگ نے بالکل ٹھیک کہا ہے تھیوسانگ۔ کھلے سمندر میں اکیلی چٹان کے نیچے اژدھا کا مردہ جسم میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آرہی ہوں۔ اس پر یقیناً طلسم کا اثر بھی ہے کیونکہ جب میں اژدھا کے مردہ جسم کے قریب ہوئی تو مجھے اس کی طرف سے آتی مقناطیسی لہروں کا احساس ہوا تھا۔

تھیوسانگ کوٹھڑی میں ٹہلنے لگا۔ پھر اس نے ماریا کی سمت متوجہ ہو کر چٹکی بجاتے ہوئے کہا

ماریا! اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمیں فوراً

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلدلی مندر کی مہم شروع کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ شنکھ ناگ کے گم ہو جانے سے شیش ناگ کو ضرور شک پڑ جائے گا کہ ہم لوگ پہنچ گئے ہیں اور اس کے خلاف اپنی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اپنے شیطان گورو دلدل کے عفریت کاموس کے پاس بھی جائے۔

ماریا کہنے لگی

"تم ٹھیک کہتے ہو تھیو۔ مگر کاموس کو موت کے گھاٹ کیسے اتارا جائے گا؟ ہرش ناگ کے کہنے کے مطابق تو اگر اس کا سر قلم کیا جائے تو دوسرا سر نکل آتا ہے۔ ایک بازو کاٹا جائے تو دوسرا بازو نکل آتا ہے۔

تھیو سانگ نے کہا

ماریا بہن! اگر ہم اسی طرح سوچتے رہے تو اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ہمیں خدا کا نام لے کر یہاں سے چل پڑنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے پاس اب سوچتے رہنے کا وقت بھی نہیں ہے۔

ابھی صبح ہونے میں ایک پہر رات باقی تھی کہ ماریا اور تھیو سانگ نے کیٹی کی چھوٹی سی ٹوکری کو مکان کی دیوار میں بنی ہوئی الماری میں رکھا۔ اسے بتایا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

اگرچہ آگے سے کیٹی نے کوئی جواب نہیں دیا مگر ماریا اور تھیو سانگ کا خیال تھا کہ کیٹی نے ان کی بات سن لی ہے۔

ہرش ناگ نے نہیں بتایا تھا کہ یہ ویران مندر جو آدھا دلدل میں دھنسا ہوا تھا بہت دور ایک کھاڑی کے کنارے جنگل میں ہے جو سمندر کے جنگل میں گھس آنے کی وجہ سے بن گئی ہے۔ اور جہاں کبھی کوئی پرندہ بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ کیونکہ اس دلدل میں جو آدمی نما عفریت کاموس رہتا ہے اس کی دہشت سے جانور اور درندے بھی حرکت قلب بند ہونے سے مر جاتے ہیں۔ انسان تو اس طرف کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

سارا دن اور اگلی ساری رات تھیو سانگ اور ماریا کورو منڈل شہر کے جنوب مشرق کی جانب سمندر کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ ماریا تو اڑ کر ایک منٹ میں وہاں پہنچ جاتی مگر تھیو سانگ کے لیے اسے بھی قدم قدم اور ہلکی رفتار کے ساتھ چلنا پڑا۔ اگلے روز صبح صبح انہوں نے سمندر میں سے ایک نالے کو نکل کر ایک جنگل کی طرف مڑتے دیکھا۔ ماریا نے اس طرف اشارہ کر کے کہا۔

تھیو سانگ! ہم اپنی منزل کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ وہ دیکھو۔ سمندر میں سے ایک نالہ کٹ کر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنگل میں جا رہا ہے وہاں ضرور کھاڑی ہوگی۔

وہ سمندری نالے کے کنارے پر چلتے ہوئے جب گھنے جنگل میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں ایک سمندری کھاڑی موجود تھی۔ وہ کھاڑی کو چھوڑ کر جنگل میں اس کے عقب کی جانب چلنے لگے۔ ہرش ناگ کی اطلاع کے مطابق وہ دلدل جنگل کے وسط میں تھی جس کے درمیان کاموس کا مندر آدھا دلدل میں دھنسا ہوا تھا۔ تھیوسانگ جھاڑیوں کو ادھر ادھر ہٹاتا آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا جبکہ ماریا اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ ماریا کو جھاڑیوں کو ہٹانے کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ بولا۔

میرا خیال ہے دلدل آنے والی ہے۔

ماریا نے کہا۔

میں آگے جا کر دیکھتی ہوں۔

تھیوسانگ نے ماریا کو پھر تاکید کی کہ وہ ہوشیار رہے کیونکہ یہاں [illegible] کوئی [illegible] بھی کھنچی ہو ہو سکتی ہے۔ ماریا کی [illegible] ماریا تھیوسانگ سے الگ [illegible]

[illegible]

یہ مندر ہرش ناگ کے بتانے کے مطابق [illegible] ہوا تھا اور یوں ایک طرف کو جھک گیا تھا جیسے [illegible] گرتے گرتے اچانک رک گیا ہو۔ ماریا [illegible] کی تیز عقابی نگاہیں بڑے غور سے مندر کا جائزہ لے رہی تھیں۔

یہ مندر پرانی وضع کا تھا۔ اس کے اوپر ایک [illegible] بنا تھا جس کا آدھا کلس ٹوٹا ہوا تھا۔ مندر کی صرف دو منزلیں دلدل سے باہر تھیں۔ دوسری منزل کے گرد ایک گیلری بنی تھی جس کا جنگلا بھی آدھا ٹوٹ کر نیچے لٹک رہا تھا۔ مندر کی حالت بڑی خستہ نظر آ رہی تھی اور لگتا تھا کہ کسی بھی وقت دلدل میں گر سکتا ہے۔ دلدل کا رنگ گھنے درختوں سے بڑی مشکل سے چھن چھن کر آتی کہر آلود روشنی میں گہرا سیاہ تارکول کی طرح کا تھا۔ دلدل بھاری تھی اور کہیں کہیں اس میں سے بلبلے سے چھوٹ رہے تھے اور اوپر نیچے ہو رہی تھی۔ جیسے ہولے ہولے سانس لے رہی ہو۔ اسی دلدل کے اندر وہ آدمی نما عفریت کاموس ڈوبا پڑا تھا جس کو ماریا اور تھیوسانگ موت کے گھاٹ اتارنے آئے تھے۔

ماریا پیچھے کو لڑی اور درختوں کے نیچے آ کر تیزی سے لڑتی ہوئی تھیوسانگ کے پاس آ گئی۔ اس نے تھیوسانگ کو بتایا کہ وہ مندر کو دیکھ آئی ہے [illegible] یہاں سے زیادہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دور نہیں ہے۔

"میں درختوں کے بیچ میں سے ہو کر گئی تھی۔ وہاں کسی قسم کے طلسم کا کوئی اثر نہیں ہے۔ ہمیں درختوں کے نیچے احتیاط سے چلنا ہوگا۔ کیونکہ یہاں کوئی طلسمی چکار موجود ہو سکتا ہے۔"

تھیو سانگ بڑی احتیاط سے پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا چل رہا تھا۔ آخر وہ جنگل کے وسط میں سیاہ دلدل کے کنارے پہنچ گئے۔ ماریا اور تھیو سانگ ایک بہت بڑے درخت کے تنے کے پیچھے سے دلدل میں آدھے دھنسے ہوئے مندر کو تکنے لگے۔ ماریا نے آہستہ سے کہا

"اس جھکے ہوئے مندر کو دیکھ کر ہی محسوس ہوتا ہے کہ اس میں بھوت رہتے ہوں گے۔"

تھیو سانگ نے بھی آہستہ سے جوابی آواز میں کہا

"دلدل کا رنگ کس قدر ڈراؤنا سیاہ ہے اور یہ اوپر نیچے بھی ہو رہی ہے"

ماریا بولی۔

"اس دلدل میں کس جگہ وہ آدمی نما عفریت کا موس ڈوبا ہوا ہے جس کی ہمیں تلاش ہے۔"

تھیو سانگ جھکے ہوئے آسیب زدہ مندر کو غور سے تکتے ہوئے بولا۔

"اس کی گیلری ٹوٹ کر نیچے لٹک رہی ہے اور مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ مندر آہستہ آہستہ دلدل کے اندر جا رہا ہے۔"

ماریا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ سیاہ دلدل ایک جگہ سے کچھ زیادہ اوپر نیچے ہونے لگی تھی۔ ماریا نے سرگوشی کی۔

"تھیو! ادھر دیکھو۔"

تھیو سانگ نے دیکھا کہ سیاہ دلدل مندر کی سیڑھی سے بیس فٹ کے فاصلے پر آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھ رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا

"کوئی شے دلدل کے اندر سے باہر نکل رہی ہے۔"

دونوں کی آنکھیں سیاہ دلدل پر لگی تھیں۔ دلدل سیاہ کالی تارکول کی طرح کبھی اوپر کو اٹھتی اور کبھی نیچے ہو جاتی۔ پھر اچانک اس کے اندر سے ایک آدمی کا سر نمودار ہوا۔ یہ سر دلدل سے بھرا ہوا تھا۔ اور اس کی شکل دکھائی نہیں دیتی تھی۔ یہ سر کافی بڑا تھا۔ پھر دلدلی آدمی آدھا دلدل سے باہر آ گیا۔ اس کے کاندھے بہت چوڑے تھے اور ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے۔ وہ دلدلی کیچڑ میں لت پت تھا وہ اپنے سر کو آگے پیچھے ہلا رہا تھا۔ اس کے حلق سے نکلنے والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانس کی آواز ایسی ڈراؤنی تھی جیسے آدھی رات کے سناٹے میں کوئی عفریت سوکھے پتے پر چل رہا ہو۔ یہ دلدلی آدمی کاموس تھا۔ اس کے بازو لمبے تھے اور بالکل سیدھے لٹکے ہوئے تھے۔ دلدلی کاموس اب دلدل سے گھٹنوں تک باہر آگیا تھا۔ ماریا اور تھیوسانگ درخت کے پیچھے چھپے اس بات پر حیران ہو رہے تھے کہ یہ دلدلی عفریت اس دلدل سے باہر کیسے آگیا جو ہر شے کو اندر کھینچتی ہے۔ دونوں خاموش تھے۔ جنگل میں دہشتناک سناٹا چھا گیا تھا۔ درخت بھی جیسے سانس روکے کھڑے یہ ڈراؤنا منظر دیکھ رہے تھے۔ دلدلی کاموس مندر کی طرف بڑھنے لگا۔

اس کا سارا جسم دلدل سے بھرا ہوا تھا۔ سانس کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز برابر آرہی تھی۔ دلدلی کاموس مندر کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ لمبے مگر بوجھل قدم اٹھا رہا تھا۔ مندر کے دروازے میں جانے سے پہلے دلدلی کاموس رک گیا۔ تھیوسانگ نے اپنا سانس روک لیا۔

"یہ رکا کیوں ہے؟" تھیوسانگ نے انتہائی دھیمی سرگوشی میں کہا۔

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ دلدلی کاموس نے آہستہ آہستہ گردن کو پیچھے گھمایا اور جنگل میں اس جانب دیکھا جہاں تھیوسانگ

اور ماریا چھپے ہوئے تھے۔ ہوسکتا ہے دلدلی کاموس نے کسی دوسری وجہ سے پیچھے گھوم کر دیکھا ہو مگر تھیوسانگ اور ماریا کو یہی لگا کہ وہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ دونوں اپنی جگہ پر بالکل ساکت ہوگئے۔ دلدلی کاموس نے ایک پل کے لئے جنگل کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھا اور پھر گردن پھیر کر بھاری قدم اٹھاتا مندر میں داخل ہوگیا۔ ماریا نے اطمینان کا سانس لیا اور آہستہ سے بولی۔

تھیوسانگ: یہ کیا بلا ہم نے دیکھی ہے؟

تھیوسانگ نے دھیمی آواز میں کہا

"ماریا یہی وہ دلدلی عفریت نما انسان ہے۔ جس کو ہلاک کرنے کے بعد ہی ناگ کو نجات مل سکتی ہے۔

ماریا بولی۔

"یہ تو میں بھی جانتی ہوں مگر سوال یہ ہے کہ اس بھیانک شے کو کیسے موت کی نیند سلایا جاسکتا ہے مجھے تو دور ہی سے خوف آتا ہے۔

تھیوسانگ نے کہا

"خوف کھانے سے کچھ نہیں بنے گا ماریا۔ اس کام میں تمہیں بہت زیادہ پارٹ ادا کرنا ہوگا۔

ماریا بولی۔

"یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر اس نے تھیو سانگ کے کان کے قریب منہ لا کر کہا۔

تھیو! میں ماریا ہوں۔ جب ایک بڑا مقصد سامنے ہو تو میں دنیا کے بڑے سے بڑے پہاڑ سے ٹکرا سکتی ہوں تم فکر کیوں کرتے ہو۔ یہ تو ویسے ہی میں ڈر جاتی ہوں آخر عورت جو ہوئی۔

اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ تھیو سانگ نے پوچھا

ماریا بولی۔

"ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ دلدلی کاموس مندر میں کتنی دیر تک رہتا ہے اور وہاں کیا کرتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ میں خود اندر جا کر اسے دیکھوں۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"اس میں خطرہ ہے۔ مندر کی فضا میں طلسم کا اثر ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے تجھ پر اس طلسم کا اثر ہو جائے۔

ماریا نے کہا

"یہ خطرہ تو ہمیں مول لینا ہی ہوگا۔ تھیو سانگ اور میرے سوا کوئی دوسرا اندر جا بھی نہیں سکتا۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں مندر میں جا کر پتہ کرتی ہوں کہ دلدلی عفریت اندر کیا کر رہا ہے۔

تھیو سانگ نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا

اگر خدا نہ کرے تمہیں کچھ ہو گیا تو مجھے کیسے پتہ چلے گا؟

ماریا بولی۔

جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ میرا جانا بہت ضروری ہے ورنہ ہم ناگ کو کبھی واپس زندہ حالت میں نہیں لا سکیں گے۔ میں جا رہی ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا آہستہ سے بلند ہو گئی۔ تھیو سانگ کو اس کی خوشبو دور جاتی محسوس ہوئی وہ درخت کے پاس بیٹھ گیا اور غور سے دلدل میں دھنستے ہوئے مندر کی طرف دیکھنے لگا۔ ہلکے ہلکے بادل پچھلے پہر ہی سے آسمان پر جمع ہو رہے تھے۔ جب ماریا چلی گئی تو بادل گہرے ہوتے ہوتے سارے آسمان پر چھا گئے۔ دھوپ غائب ہو گئی اور جنگل اور دلدل پر بادلوں کا سایہ پھیل گیا۔ فضا اور زیادہ پُر اسرار ہو گئی۔ تھیو سانگ کو خیال آنے لگا کہ اسے ماریا کو نہیں جانے دینا چاہیے تھا دلدلی کاموس کوئی نارمل آدمی نہیں ہے وہ طلسم کا پتلا ہے اور شیش ناگ کے خاص جادو کے اثر میں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ماریا کسی مصیبت میں پھنس جائے۔ مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ ماریا جا چکی تھی۔

ماریا فضا میں بلند ہوتے ہی آہستہ آہستہ ہوا میں تیرتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

برستے ہوئے دھاگوں کے نیچے آ گئی پھر اس نے ہوا کے
سمندر کا عبور شروع کیا۔ مندر کے دروازے کے
قریب پہنچ کر وہ رک گئی۔ وہ یہ تسلی کرنا چاہتی تھی کہ وہاں
کسی طلسم کے جادو کا اثر تو نہیں ہے۔ ماریا کے جسم کو تو کوئی
جھٹکا نہ لگا تھا اور نہ ہی اب تک کسی جادو کی لہر کو اپنے جسم پر
محسوس کیا تھا۔ اس کا جسم ہیروں کی شکل میں تھا اور وہ معمولی
سے معمولی لہر کو بھی محسوس کر سکتی تھی۔

وہ بے حد دھیرے دھیرے مندر کے دروازے میں آ گئی۔
مندر کے اندر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ہوا میں دھیمی سی گرج کی
آواز سنائی دے رہی تھی۔ ماریا مندر کے دروازے کے
اندر تک پہنچ گئی۔ نیچے ٹوٹے ہوئے فرش اور سیڑھیوں پر
مندر کاموس کے بچے کھچے آہو خانہ پڑے ہوئے تھے
جو آہستہ سے مندر کے دروازے میں داخل ہو گئی۔

سب سے پہلی چیز جو اس نے محسوس کی وہ اندھیری تھی
اندھیرا ہی تھا۔ مندر کے اندر سے کوئی دوسری طرف ایک تاریک
راہداری تھی۔ جس کا نکڑ کا حصہ جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا تھا
سیڑھیاں بھی ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس نے دیکھ
کہ کھنڈر کے ٹوٹے ہوئے حصے پر کچھ قدیم انسانوں کے
ڈھانچے کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ قدیم تہذیب کے وہ

سے گزر کر گیا تھا۔ ماریا پھونک پھونک کر آگے بڑھ رہی
تھی۔ وہ چاروں طرف سے چوکس تھی ابھی تک ماریا کو کسی
طلسم کا احساس نہیں ہوا تھا۔ راہ داری میں آگے مکڑی
کا ایک ستون گرا ہوا تھا۔ ماریا اس کے قریب سے ہو کر
گزر گئی اب اسے دلدلی کاموس کے گہرے سانس لینے کی
آواز آنے لگی۔ وہ رک گئی اور کان لگا کر اس آواز
کو سننے لگی۔

اس آواز میں ایک عجیب سا خوف اور دہشت تھی۔
کسی وقت ماریا کو محسوس ہوتا کہ دلدلی عفریت تکلیف میں
ہے۔ کسی وقت محسوس ہوتا کہ وہ کسی شے کو اٹھانے کی
کوشش کر رہا ہے۔ ماریا دھیرے دھیرے راہ داری میں آگے
بڑھتی گئی۔ دلدلی کاموس کے سانس کی آواز اب قریب آتی
جا رہی تھی۔ ماریا فرش سے دس فٹ بلند ہو کر
چھت سے ذرا نیچی ہو کر فضا میں آگے کو تیر رہی تھی۔

آگے اسے ایک دیوار میں روشندان نظر آیا جس میں سے
مکڑیوں نے جالے بُن رکھے تھے۔ سانس کی آواز
آنے والی آواز اسی روشندان میں سے آ رہی تھی۔ ماریا
نے بہت آہستہ سے آگے بڑھ کر اپنی آنکھ روشندان کے
سوراخ کے قریب لا کر اندر جھانک کر دیکھا۔ اندر اندھیرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھا رہا تھا مگر ماریا اندھیرے میں صاف صاف دیکھ سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ دلدلی مخلوق کا موس ٹوٹے پھوٹے گرد آلود فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے۔ اس کا اونچا لمبا جسم دلدل کے کیچڑ میں لت پت ہے۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں کالے رنگ کا بچھو ہے کے سائز کے برابر ایک بچھو ہے جس کو وہ بار بار اپنے منہ کے قریب لاتا ہے اور بچھو اپنے خوفناک ڈنگ سے اس کے دلدل میں لتھڑے ہوئے ہونٹوں پر ڈس رہا ہے۔ بچھو کا ڈنگ لگتا ہے تو دلدلی کا موس کے منہ سے ایک عجیب سی آواز نکلتی ہے۔ اس آواز میں تکلیف بھی ہے اور راحت بھی ہے۔

ماریا روشندان سے لگی یہ بھیانک منظر خاموشی سے دیکھتی رہی۔ کچھ لمحوں کے بعد دلدلی کا موس نے بچھو کو فرش پر رکھ دیا۔ بچھو آہستہ آہستہ چلتا ہوا کونے میں بنے ہوئے ایک گول سوراخ میں غائب ہو گیا۔

دلدلی کا موس آہستہ سے اٹھا اور بوجھل قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ ماریا تیزی سے پیچھے ہٹی اور ایک ہی جست میں واہ داری سے پھلانگ کر مندر کے دروازے میں لیٹ گئی۔ دلدلی کا موس کے سانس کی آواز قریب آ رہی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے دلدل کی طرف آ رہا تھا۔ ماریا مندر کے دروازے سے اچھل کر خلا میں بلند ہو گئی اور پھر دلدل کے اوپر آ کر بادل کے چھوٹے سے ٹکڑے کی طرح رک گئی۔ آسمان پر کالی گھٹا پوری طرح چھا چکی تھی اور بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی۔ پھر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔

ماریا ہلکی پھلکی بارش کی طرف تک رہی تھی دلدلی کا موس بوجھل قدم اٹھاتا اپنے دونوں لمبے بازو لٹکائے اپنی گردن کو آگے پیچھے اور دائیں بائیں ہلاتا دروازے میں نمودار ہوا۔ اس نے اپنا کیچڑ میں لت پت چہرہ اوپر آسمان کی طرف اٹھایا۔ ماریا نے فوراً اپنا سانس روک لیا۔ دلدلی کا موس غلیظ بارش کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر وہ مندر کی سیڑھیاں پار کر دلدل میں گھس گیا۔ کالی دلدل نے اسے نگلنا شروع کر دیا۔ کا موس ایک پتھر کی طرح بن گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ دلدل میں دھنستا جا رہا تھا۔ اس کے آدھے بازو غائب ہوئے پھر اوپر نیچے ہوتی دلدل اس کی گردن تک پہنچ گئی دیکھتے ہی دیکھتے اس کا چہرہ پھر سر بھی دلدل کے اندر چلا گیا۔ دلدل زور زور سے ہلنے لگی پھر اس کی تیزی ختم ہو گئی اور ہلکے کی طرح آہستہ آہستہ اوپر نیچے ہونے لگی۔

ماریا تیزی سے واپس ہوئی اور سیدھی تھیوسانگ کے پاس پہنچی۔ تھیوسانگ پریشانی کے عالم میں اس کی راہ دیکھ

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا تھا۔ اسے ماریا کی تیز خوشبو آئی تو وہ سرگوشی میں بولا۔

ماریا! تم آگئیں؟ خدا کا شکر ہے۔

تھیوسانگ کے پوچھنے پر کہ اس نے مندر میں کیا دیکھا ماریا نے تھیوسانگ کو ایک ایک بات بیان کر دی تھیوسانگ بولا۔

یہاں سے واپس چلو۔

وہ دلدلی جوہڑ سے ہٹ کر جنگل میں واپس چلنے لگے تھیوسانگ نے کہا

ضرور یہ دلدلی عفریت اس بچھو سے روز اپنے آپ کو ڈسواتا ہوگا۔ ہو سکتا ہے بچھو کا زہر اس کے طلسم کے لیے ضروری ہو۔

ماریا بولی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس عفریت کو کیسے ختم کر سکتے ہیں۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

اگر ہم بچھو کو ہلاک کر دیں تو دلدلی کانوس پر اس کا ضرور اثر پڑے گا ہو سکتا ہے وہ زہر نہ ملنے کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے یا بعید اپنے آپ مر بھی سکتا ہے۔

ماریا نے کہا

یہ مت بھولو کہ یہ دلدلی عفریت شیش ناگ کا پالا ہوا اور اس کے طلسم کے اثر میں ہے۔ وہ اتنی آسانی سے محض بچھو کا زہر نہ ملنے کی وجہ سے نہیں مر سکتا۔

تھیوسانگ بولا۔

میرا تو خیال ہے کہ ہمیں پہلے بچھو کو مارنا چاہیے پھر یہ دیکھیں گے کہ اس پر بچھو کی موت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اس کے ردِ عمل کی روشنی میں ہم آگے منصوبہ تیار کریں گے۔

ماریا سوچتی رہی وہ جنگل میں چلتے چلتے کافی آگے نکل گئے تھے۔ ماریا کو تھیوسانگ کی تجویز کچھ زیادہ پسند نہیں آئی تھی لیکن کچھ نہ کرنے سے اس تجویز پر عمل کرنے میں کوئی ہرج نہیں تھا۔ اس نے کہا

ایسا کر کے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ مگر میری ایک شرط ہے۔

وہ کیا ہے؟ تھیوسانگ نے پوچھا

ماریا نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ دلدلی عفریت کے زہریلے بچھو کو مارنے میں ہی جاؤں گی۔ تم نہیں جاؤ گے۔

تھیوسانگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس میں شبہ خطرہ ہے ماریا اور پھر تم ایک
عورت ہو۔ میرا مطلب ہے .....

ماریا نے تھیوساگ کی بات کاٹ کر کہا

"یہ بات پھر مت کہنا میں عورت ضرور ہوں لیکن
بہادری اور ہمت میں کسی بہادر سے بہادر مرد سے کم
نہیں ہوں"

تھیوساگ نے فوراً معذرت پیش کی اور کہا۔

"میں چاہتا ہوں ماریا بہن! میرا ہرگز یہ مطلب
نہیں تھا میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ اب میں
تمہیں نہیں بچا سکوں گا تمہیں خود بچنا ہوگا۔"

ماریا نے کہا۔

تھیوساگ! مندر میں ضرور کوئی طلسم موجود ہے۔ جو
زندہ انسان پر اثر کر سکتا ہے۔ میں چونکہ جسمانی حالت
میں نہیں ہوتی اس لیے مجھ پر اس کا اثر نہیں پڑتا۔ اسی
لئے میں کہیں وہاں نہیں بھیجنا چاہتی۔ میں ایک بار
مندر میں جا چکی ہوں اس لیے اب بھی میرا جانا ہی
مناسب رہے گا۔

اسی طرح باتیں کرتے کرتے ماریا اور تھیوساگ اپنے
مکان میں پہنچ گئے۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو باہر ایک

گئی۔ بادل چھا گئے اور چاند نکل آیا۔ جنگل کی بھیگی ہوئی
فضا میں چاند کی دھیمی روشنی بڑی پُر اسرار لگنے لگی۔ ماریا
رات کو مندر میں جا کر بچھو کو ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ تھیوساگ
اس کے جانے کی وجہ سے پریشان تھا۔ مگر ماریا رکنے والی
نہیں تھی۔ یہ ناگ کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔

چنانچہ وہ تھیوساگ کو مکان چھوڑ کر دلدلی جنگل کی طرف
اڑ گئی۔ رات کے پہلے ہی پہر وہ دلدلی مندر کے قریبی جنگل
میں پہنچ گئی۔ وہ برق رفتاری سے اڑتی ہوئی آئی تھی درختوں
سے نکل کر اس نے مندر کی طرف دیکھا۔ پُر اسرار چاندنی
اور جنگل کے بھیگے ہوئے سناٹے میں مندر بے حد ڈراؤنا
اور آسیب زدہ لگ رہا تھا۔ دلدل اسی طرح آہستہ آہستہ
اوپر نیچے ہو رہی تھی اور کہیں کہیں سے اس کی تارکول ایسی
سطح پر سے بلبلے بھی اٹھ رہے تھے۔

ماریا دلدل کے اوپر سے اڑتی ہوئی مندر کے ٹوٹے
ہوئے دروازے میں سے گزر کر اندر چلی گئی۔ راہ داری
اسی طرح ویران تھی۔ ماریا شکستہ ستون کے قریب سے
ہو کر دیوار والے روشندان کے پاس آ گئی اس نے جھانک
کر اندر دیکھا اندر کوئی نہیں تھا۔ گرد آلود فرش سنسان اور
خالی پڑا تھا۔ ماریا دروازے میں سے اندر نہیں جانا چاہتی

تھی۔ اسے ڈر تھا کہ ہو سکتا ہے دروازے میں جادو کیا گیا ہو۔

وہ روشندان میں لگے لکڑی کے جالوں میں سے اس طرح گزر گئی کہ ایک بھی جالا ٹوٹنے نہ پایا۔ وہ آہستہ آہستہ کمرے کے فرش پر اتر آئی احتیاط کے طور پر ماریا فرش پر پاؤں نہیں رکھنا چاہتی تھی کہ کہیں کسی طلسم میں نہ پھنس جائے۔ اس سے پہلے ایسا کئی بار ہو چکا تھا۔ وہ سیدھی دیوار کے کونے میں اس سوراخ کے پاس آئی جس کے اندر بڑا بچھو اس نے جاتے دیکھا تھا۔ یہ سوراخ لکڑی کی دیوار کو توڑ کر بنایا گیا تھا۔

ماریا سوراخ کے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے راستے میں کوئی بھی شے رکاوٹ نہیں بن سکتی تھی۔ سوراخ آگے جا کر کھلا ہو گیا۔ کیا دیکھتی ہے کہ کونے میں وہی بچھو کے [illegible] بچھو کو بھی [illegible] ہو گیا تھا۔ اس کے منہ سے [illegible] ماریا کسی طلسم کے خوف [illegible] چنانچہ اس نے [illegible] اتنی زور سے جھٹکا [illegible] فرش پر دھپ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گر پڑا۔ گرتے ہی بچھو نے پھنکارنا اور ادھر اُدھر دوڑنا شروع کر دیا۔

ماریا نے اسے اٹھا لیا اور پوری طاقت سے دیوار کے ساتھ دے مارا۔ معمولی سے دھماکے کی آواز آئی اور بچھو کے کتنے ہی ٹکڑے فرش پر بکھر گئے اس کے ساتھ ہی دیوار کے ایک چیخ کی آواز سنائی دی یہ آواز باہر سے آئی تھی۔ ماریا تیزی سے سوراخ میں سے باہر آ گئی۔ پھر روشندان کی طرف فضا میں غوطہ لگایا۔ روشندان سے ہوا کے تیز جھونکے کی صورت نکل کر بوسیدہ اندھیری راہ داری میں آئی تو اسے سامنے سے دلدلی عفریت سخت غضبناک حالت میں آتا نظر آیا۔ وہ وحشیانہ انداز میں اپنی گردن آگے پیچھے دائیں بائیں جھٹکا رہا تھا۔ دلدلی کیچڑ ابھی تک اس کے دیوہیکل بھدے جسم پر سے ٹپک رہا تھا۔ وہ سخت غصے میں تھا اور حلق سے ڈراؤنی آوازیں نکال رہا تھا۔

ماریا جلدی سے چھت کے ساتھ لگ گئی۔

دلدلی کاموس دھڑ دھڑاتا غصے کے عالم میں تھر تھراتا ہوا اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں رات کو وہ بچھو سے اپنے منہ کو ڈسوا رہا تھا۔ ماریا لپک کر روشندان کے سامنے آ گئی۔ ایک بات سے اس کا حوصلہ بڑھ گیا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلدلی کاموس کو ماریا کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ دلدلی کاموس ٹوٹے پھوٹے خالی کمرے میں جاتے ہی بچھو کے سوراخ کے پاس بیٹھ گیا پھر اس نے اپنا ہاتھ لمبا کر کے سوراخ میں ڈالا اور اندر سے کالے بچھو کے ٹکڑے باہر نکال لئے۔ وہ ان ٹکڑوں کو دیکھ کر غصّے سے ایک بار کانپا۔ پھر ایسی بھیانک چیخ ماری کہ ماریا کی بھی چیخ نکل گئی۔

ماریا کے ساتھ۔ زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کسی کی دہشت ناک چیخ سن کر خوف کے مارے وہ بھی چیخ اٹھی ہو۔ یہ قدرتی طور پہ ہوا تھا اس پہ ماریا کا اختیار نہیں تھا۔ ماریا کی چیخ کی آواز سنتے ہی دلدلی کاموس نے اپنا لال لال آنکھوں والا دلدلی چہرہ اٹھا کر دیوار کے روشندان کی طرف دیکھا۔ ماریا اپنی جگہ پہ برف کی طرح سُن ہو کر رہ گئی۔ اس کے اندر اتنی بھی طاقت باقی نہ رہی کہ وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت کر سکتی۔ ایک سیکنڈ کے ہزاروں حصّے میں دلدلی عفریت کی ایک سرخ آنکھ میں سے سرخ شعاع نکل کر روشندان میں ماریا کے غیبی جسم پہ پڑی اور ماریا جو وہاں سے بھاگنے ہی والی تھی۔ وہیں کی وہیں سن ہو کر جیسے پتھر ہو گئی اور پھر غیبی حالت سے جسمانی حالت میں آ کر

دھب سے فرش پہ گر پڑی۔

دلدلی کاموس نے ایک اور چیخ بلند کی اور جھک کر ماریا کو دیکھا۔ ماریا اب پوری جسمانی حالت میں نظر آ رہی تھی اس کا چہرہ زرد تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ دلدلی کاموس نے ماریا کو اس کے بالوں سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے آیا۔ پھر سنسان رہ داری میں چلنے لگا۔ وہ بے ہوش ماریا کو اپنے پیچھے گھسیٹے لیے چلا آ رہا تھا۔ دلدلی کاموس کے حلق سے غضبناک آوازیں ابھی تک نکل رہی تھیں۔

وہ مندر کی سیڑھیاں اترنے لگا۔ ماریا کا جسم اچھل اچھل کر سیڑھیوں سے نیچے گر رہا تھا۔ دلدلی عفریت دلدل میں اتر گیا۔ اس کے ساتھ ہی ماریا کو بھی اس نے دلدل میں کھینچ لیا۔ ماریا کا جسم سبھی دلدل میں گرتے ہی نیچے ڈوبنے لگا۔ دلدل اوپر نیچے ہو کر ماریا کو نیچے لیے جا رہی تھی۔ دلدلی کاموس کا جسم سے آدھے سے زیادہ دلدل میں اتر گیا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد وہ ماریا کو لے کر کالی سیاہ دلدل میں غائب ہو گیا۔

تھیوسانگ کو ماریا کے بارے میں کافی تشویش تھی۔ جب ماریا کو گئے کافی دیر ہو گئی اور وہ واپس نہ آئی تو تھیوسانگ کو پریشانی ہوئی۔

اسے اور تو کچھ نہ سوجھا وہ مکان سے نکل کر سیاہ دلدل والے مندر کی طرف چل پڑا۔ شام ہونے سے پہلے وہ اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ جنگل کے ویران سناٹے میں دلدل کے بیچ میں آسیب زدہ مندر اسی طرح ایک طرف کو جھکا ہوا تھا۔ دلدل اسی طرح سانس لے رہی تھی۔ چاروں طرف گہری خاموشی تھی۔ ماریا کی خوشبو بھی کسی طرف سے نہیں آ رہی تھی۔ تھیوسانگ جھاڑیوں کے پیچھے سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ بے حد فکر مند تھا۔ کیونکہ ماریا وہاں کہیں نہیں تھی۔ اگر وہ مندر میں ہوتی تو تھیوسانگ کو اس کی خوشبو ضرور آ جاتی۔ دلدل عفریت کا موس بھی وہاں نہیں تھا شاید وہ دلدل کی تاریک گہرائیوں میں چپ چاپ پڑا تھا۔

تھیوسانگ نے کچھ دیر جنگل میں بھی ماریا کو تلاش کیا مگر اسے ہر بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ وہ مندر کے اندر نہیں جا سکتا تھا۔ کیونکہ مندر کے اردگرد گھناؤنی اور خطرناک ترین آدم خور دلدل پھیلی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ خاموشی سے سر جھکائے واپس آ گیا۔ آخر وہی ہوا تھا جس کا اسے ڈر تھا۔ کاش وہ ماریا کو روک لیتا۔ اسے یقین تھا کہ ماریا دلدلی کاموس کے طلسم کا شکار ہو گئی ہے اور اب اس کا کھوج لگانا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ تھیوسانگ کو ناگ کے وفادار سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ششش ناگ کے خاص درباری سانپ ہرش ناگ کا خیال آ گیا۔ ہرش ناگ سے ملنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں وہی کچھ بتا سکتا ہے کہ ماریا کہاں گم ہو گئی۔ مگر تھیوسانگ خود ہرش ناگ کے پاس زمین کے اندر ہی اندر سے ہو کر سنوئیں میں نہیں جا سکتا ہے۔ اس کے لئے انتظار کرنا بھی مشکل تھا۔ ایک ایک لمحہ اس پر بھاری گزر رہا تھا کہ نہ جانے ماریا کس حال میں ہو گی اور کس عالم میں ہو گی۔

دوسری طرف ہرش ناگ بھی ماریا اور تھیوسانگ سے ملنے کو بے چین تھا کہ کچھ پتہ کرے۔ انہوں نے ناگ دیوتا کو سمندر کے نیچے سے نکالنے کے بارے میں کیا کیا ہے؟ اور ششش ناگ کی گمشدگی ابھی تک ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ ششش ناگ نے دنیا کے تمام ملکوں کی جانب سانپ دوڑا دیئے تھے کہ وہ ششش ناگ کو جہاں بھی وہ ہو ڈھونڈھ کر لائیں۔ ششش ناگ کو ہرش ناگ پر شک اس لئے نہیں تھا کہ ہرش ناگ میں ششش ناگ کو ہلاک کرنے یا گم کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ اس نے ہرش ناگ کو حکم دیا کہ وہ سمندر میں جا کر ششش ناگ کا کھوج لگائے۔

یہ حکم پا کر ہرش ناگ چٹانوں کے نیچے سے ہو کر کھلے سمندر کی طرف چلا۔ ذرا دور جاتے ہی وہ سمندر سے باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل آیا اور ماریا تھیوسانگ کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔
اس وقت رات کا پچھلا پہر گذر رہا تھا۔
شہر سو رہا تھا۔ تارے مدھم ہو کر ٹمٹمانے لگے تھے۔
ہرش ناگ جنگل کی طرف سے ہو کر تھیوسانگ ماریا کے
مکان پر آگیا۔ اس وقت تھیوسانگ کمرے میں تخت
پر بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ الماری
میں سے کیٹی کی چھوٹی سی ٹوکری نکال کر اسے ماریا کے اچانک
گم ہو جانے کے متعلق بتا چکا تھا۔ کیٹی کو بھی یہ سن کر بے حد
تشویش ہوئی تھی مگر وہ زبان سے تھیوسانگ کے آگے اس
افسوس کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔
طاق میں دیا جل رہا تھا۔
اچانک پھنکار کی آواز آئی۔ تھیوسانگ نے چونک کر
دیکھا۔ دروازے میں سے ہرش ناگ پھن اٹھائے اس کی
طرف آرہا تھا۔ تھیوسانگ نے پریشان لہجے میں ہرش ناگ کو
ماریا کے اچانک گم ہو جانے کے بارے میں بتایا تو ہرش
ناگ وہیں رک گیا۔ پھر آہستہ آہستہ تھیوسانگ کے پاس
آگیا اور بولا۔

یہ اچھا نہیں ہوا تھیوسانگ بھائی۔ ماریا بڑی
مشکل میں پھنس گئی ہے۔

مگر وہ ..... وہ کہاں ہے؟ تھیوسانگ نے پوچھا
ہرش ناگ نے اسے بتایا کہ ماریا دلدلی حضرت کاموس
کے طلسم کی زد میں آگئی ہے وہ ضرور اسے اپنے ساتھ
دلدل میں لے گیا ہوگا۔ یہ سن کر تھیوسانگ گھبرا
گیا۔ بولا۔

"میں ابھی جا کر ساری کی ساری دلدل کو کھنگال
ڈالوں گا۔ میں ماریا کو زمین کے اندر سے بھی نکال
لاؤں گا۔"
ہرش ناگ نے کہا
تھیوسانگ بچوں ایسی بات نہ کرو۔ تم ایسا نہیں
کر سکتے۔ اس کے لئے تمہیں سوچ سمجھ کر کسی منصوبے سے
کام لینا ہوگا۔
تھیوسانگ نے ہرش ناگ کو اب پہلی بار بتایا کہ اس کی
ایک ساتھی کیٹی بھی ان کے پاس ہے مگر وہ بھی ایک زندہ
لاش کی شکل میں ہے اور میں نے اسے چھوٹا بنا کر ٹوکری میں
ڈال رکھا ہے۔ اس وقت ہرش ناگ پر یہ بھید بھی کھلا کہ
تھیوسانگ کسی شے کو اپنی ایک خاص انگلی سے چھو کر
چھوٹا کر سکتا ہے۔ تھیوسانگ نے الماری میں سے
کیٹی کو نکال کر دکھایا تو ہرش ناگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا تم اسے بڑا کر سکتے ہو؟

"کیوں نہیں!" تھیوسانگ بولا۔ "مگر اس کا فائدہ کیا ہوگا اگر مجھے ماریا کی تلاش میں کہیں اچانک جانا پڑ گیا تو کیٹی کی طرف سے مجھے پریشانی نہیں ہوگی اور اسے میں جیب میں ڈال کر بھی لے جا سکتا ہوں۔"

ہرش ناگ نے کہا

تم اسے بڑا کرو میں اسے پھر سے ہوش میں لے آؤں گا۔

تھیوسانگ تعجب سے ہرش ناگ کو دیکھنے لگا۔

کیا تم واقعی ایسا کر سکتے ہو۔ ہرش ناگ!

سنو۔ اس تمہاری ساتھی پرجیس کا نام تم نے کیٹی بتایا ہے۔ ایک خاص زہریلی فضا کا اثر ہوا ہے جو سمندر میں پائی جاتی ہے۔ میں اپنے زہر سے اس کے زہر کو کاٹ دوں گا اور کیٹی ہوش میں آجائے گی۔

کیٹی یہ سن کر بڑی خوش ہوئی کہ اسے بھی اس مصیبت سے نجات ملنے والی ہے۔

تھیوسانگ نے کیٹی کو ٹوکری میں سے نکال کر فرش پر بچھی ہوئی صاف پر لٹا دیا پھر اسے اپنی دوسری انگلی سے خاص انداز میں چھوا تو وہ ایک سیکنڈ میں پورے انسانی سائز کی ہوگئی۔ ہرش ناگ نے کیٹی کو غور سے دیکھا۔ اس کے بے حس جسم کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر اس کی گردن کے قریب کاندھے پر آہستہ سے منہ رکھ کر اپنے دانت اس کے جسم میں ڈالے اور زور سے سانس اوپر کو کھینچا۔ پھر جب اپنا منہ پیچھے ہٹایا تو کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

تھیوسانگ!

یہ کہہ کر اس نے تھیوسانگ کا ہاتھ تھام لیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی کے سر پر پیار کیا اور بولا۔

"شکر ہے تم زندہ حالت میں آگئیں۔ اس کے لئے تمہیں ہرش ناگ کا شکریہ ادا کرنا ہوگا"

کیٹی نے ہرش ناگ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

کیٹی نے کہا

ماریا کے گم ہو جانے اور اب اس کے دلدل میں چلے جانے کے سلسلے میں ہرش ناگ نے جو جو باتیں کی ہیں وہ ساری کی ساری میں نے سن لی ہیں تھیوسانگ۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا دلدل میں جانا تمہیں بھی شدید خطرے میں ڈال دے گا۔

تو پھر ہم ماریا کو دلدل سے کیسے نکالیں گے۔ تھیوسانگ مایوسی سے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہرش ناگ نے کہا

- وہ صرف اکیلی ہی دلدل میں نہیں ہے۔ تم شاید بھول گئے ہو کہ اسے دلدلی عفریت اپنے ساتھ لے گیا ہے اور دلدلی عفریت کی طاقت کا اندازہ ابھی تم نہیں لگا سکتے۔ اس کے پاس طلسم ہی نہیں ہے بلکہ وہ کسی عام انسان کے ہاتھوں مر بھی نہیں سکتا۔

کیٹی اور تھیو سانگ فکر اور تشویش میں ڈوب سے گئے کیٹی نے ہرش ناگ سے پوچھا کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس پر عمل کرتے ہوئے وہ ماریا کو دلدلی عفریت کے طلسم اور دلدل کے عذاب سے بچا سکتے ہیں۔ ہرش ناگ نے اپنی گردن نیچے کر لی پھر سر اٹھا کر کہنے لگا۔

دلدل کا عفریت ہر مہینے میں ایک رات مندر میں کالے بچھو سے ڈسوانے آتا تھا۔ بچھو کے زہر ہی سے اس کے جسم کو طاقت ملتی تھی۔ اس کا بچھو ماریا نے ہلاک کر ڈالا ہے۔ اب وہ کسی دوسرے بچھو کو زمین کے اندر سے نکال کر لائے گا اور ہر مہینے اسی سے خود کو ڈسوائے گا۔ آج یا اسی رات گم ہوئی ہے جس رات کہ وہ خود کو بچھو سے ڈسوانے مندر میں گیا تھا۔ اس حساب سے آج سے چوتھی رات یا پانچویں رات کو دلدلی عفریت پھر خود کو بچھو سے ڈسوانے دلدل سے نکل کر مندر میں جائے گا۔ اس وقت تم دلدل والے گنبد جنگل میں پہنچ جانا کیٹی کو اسی مکان میں رکھنا ہوگا میں تمہیں آدھی رات سے کچھ ہی پہلے وہیں جنگل میں آ کر ملوں گا۔ تمہیں کیا کرنا ہوگا؟ یہ میں تمہیں اسی وقت جنگل میں آ کر بتاؤں گا۔ اب میں جاتا ہوں۔ مجھے بھی شیش ناگ کی طرف سے خطرہ ہے وہ سمجھ گیا ہے کہ میں اس کا دشمن اور اسی ناگ کا وفادار ہوں۔ اچھا۔ میں چلا۔

ہرش ناگ چلا گیا تو کیٹی اور تھیو سانگ ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگے پھر انہوں نے عنبر کے متعلق بھی گفتگو کی کہ وہ کہاں اور کس شہر میں ہوگا۔

پانچویں رات بڑی اندھیری تھی۔ آسمان پر چاند نہیں تھا۔ تاریکی کی گہری چادر چاروں طرف پھیلی تھی۔ تھیو سانگ نے کیٹی کو اس تاکید کے ساتھ مکان میں ہی رہنے دیا کہ وہ ہرگز ہرگز باہر مت نکلے۔ اور خود رات کے اندھیرے میں دلدلی مندر والی کھائی کی طرف روانہ ہو گیا۔ تاریکی میں ایک چھوٹا سا راستہ درختوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ تھیو سانگ اس جنگلی راستے پر چلنے لگا۔ تاریکی میں ڈوبے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

درختوں کے نیچے سے سناٹے اور خاموشی کی ایسی لہریں تھیو سانگ کی طرف لپک رہی تھیں۔

○

(آگے کیا ہوا۔ اگلی قسط خونی راز ۱۲۶ میں پڑھیئے۔)

○

خونی راز

اے حمید

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ دلدلی عفریت کی تباہی
○ فرعونی سانپ کا منکا
○ موت کی اگربتی
○ لاوے کا اہرام
○ خونی راز

دلدلی عفریت کی تباہی

تھیو سانگ اکیلا اندھیرے جنگل میں چلا جا رہا تھا۔

اس کی منزل جنگل کے درمیان میں واقع دلدلی ٹاپو کا وہ آسیب زدہ ویران مندر تھا جہاں جانے کے بعد مادیا غائب ہو گئی تھی۔ ناگ دیوتا کے دعا داد اور شیش ناگ کے باغی ہرکش ناگ نے تھیو سانگ کو جنگل کی طرف بھیجا تھا اور کہا تھا کہ وہ کھاڑی کی دلدل کے پاس پہنچ کر اس کا انتظار کرے۔

تھیو سانگ کو مادیا کی بہت فکر لگی تھی جبکہ ناگ تین چٹانوں والے زیر زمین شیش ناگ کے طلسم سے کھلے سمندر میں چھوٹی چٹان کے نیچے مردہ اژدھا کے پیٹ میں بچھو کی شکل میں بے حس پڑا تھا۔

تھیو سانگ جب دلدلی ٹاپو کے قریب آیا تو بڑی احتیاط سے چلنے لگا۔ رات سنسان اور اندھیری تھی۔ جنگل کے تاریک درخت خاموش کھڑے تھے۔ تھیو سانگ کو دلدل میں آدھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈوبا اور ایک طرف کو جھکا ہوا پرانا مندر نظر آیا۔ وہ دلدل کے کنارے ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اسے ہرش ناگ کا انتظار تھا۔ چاروں طرف موت ایسی خاموشی چھائی تھی۔ مندر اندھیرے میں کسی بھوت کی طرح نظر آرہا تھا۔ دلدل کی سطح بیٹھے ہوئے سانس لے رہی تھی۔ تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ تھیوساگ کو سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ ہرش ناگ پھن اٹھائے گھاس میں چلا آرہا تھا۔ وہ تھیوساگ کے پاس کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔

"اس مندر میں انسانی عفریت کالوس کا ٹھکانہ ہے اور وہ اس رات بچھو سے ڈسوانے ضرور آئے گا۔ مجھے یقین ہے کہ عفریت کالوس ماریا کو اپنے طلسم کی مدد سے پہلے حاصل کرکے دلدل کے نیچے لے گیا ہے یا اس نے اسے مندر میں کسی جگہ دفن کر دیا ہے۔"

تھیوساگ نے کہا۔

"تمہاری رائے میں مجھے ماریا کو بچانے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ اور اس کے بعد مجھے اس عفریت کو ہلاک بھی کرنا ہے تاکہ اس کے مردہ پیٹ کی سفوف نما ں کو گھسا کر ناگ منی کو دوبارہ اصلی شکل میں لایا جائے۔"

ہرش ناگ بولا۔

"یہ دونوں کام اگرچہ مشکل ہیں۔ لیکن ہمیں سب سے پہلے ماریا کو عفریت کے چنگل سے چھڑانا ہے۔ اس کے بعد اسے ہلاک کرنے کے بارے میں کوئی ترکیب سوچیں گے۔"

تھیوساگ نے کہا۔

"میرے پاس ایک غیر معمولی طاقت ہے جس سے کام لے کر میں عفریت کو چھوٹے سے چوہے کے برابر کر سکتا ہوں۔ صرف انگلی سے چھونے کی دیر ہوگی۔"

ہرش ناگ کہنے لگا۔

"تم بھول رہے ہو کہ عفریت کالوس ایک طلسمی عفریت ہے۔ اس پر شیش ناگ کے خاص طلسم کا اثر ہے۔ ہو سکتا ہے تم اسے انگلی سے چھونے لگو تو ——— تم پر اس کے طلسم کا اثر ہو جائے۔ اس لیے تمہیں نہایت سوچ سمجھ کر کام لینا ہوگا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو ساگ چپ ہو گیا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر کہنے لگا۔

"ہرشن ناگ! کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم بجائے یہاں بیٹھنے کے آہنی مندر کے اندر جا کر مقررہ کالوں سے مقابلے کی تیاری کریں؟"

ہرشن ناگ نے کہا۔

"ہمیں کچھ سوچ کر اندر جانا ہوگا۔"

تھیو ساگ کہنے لگا۔

"ہرشن ناگ! تم نے کہا تھا کہ تم مجھے کوئی خاص ترکیب بتاؤ گے۔ وہ کون سی ترکیب ہے؟"

ہرشن ناگ نے اپنا پھن اونچا کر کے تاریک دیوار کو دیکھا۔ پھر بولا۔

"تھیو ساگ! ایک ترکیب ضرور ہے مگر اس میں خطرہ بہت ہے۔ ہو سکتا ہے ہم میں سے کسی کی جان چلی جائے۔"

تھیو ساگ نے اب ہرشن ناگ کو اپنے بارے میں صاف صاف بتایا کہ وہ خلوقی مخلوق ہے اور وہ صرف اس صورت میں مر سکتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کی کوئی بھی انگلی کاٹ دی جائے۔ ہرشن ناگ نے اپنے پھن کا رخ تھیو ساگ

کی طرف کر دیا۔

بلکی سی پھنکار مار کر بولا

"مجھے تم پر پہلے ہی شک تھا۔ کیونکہ تمہارے جسم سے مجھے اس دنیا کے انسانوں کی بو نہیں آ رہی تھی۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ لیکن میرے بھائی، تم اس دنیا کے جادوگروں کو نہیں جانتے اور شیش ناگ کا طلسم پہلے تمہیں تباہ کن ہوتا ہے۔ ممکن ہے اس طلسم کے اثر سے تمہاری انگلیاں ہاتھوں سے جھڑ جائیں۔ پھر تو تمہارا زندہ رہنا مشکل ہوگا۔"

تھیو ساگ نے کہا۔

"تو پھر تم جو ترکیب مجھے بتانے والے تھے وہ بتاؤ۔ تاکہ میں اس پر عمل کرنے کے بارے میں سوچوں۔"

ہرشن ناگ بولا۔

"شیش ناگ کے پاس رہ کر میں نے دیکھا ہے۔ کہ اس کے طلسم کا توڑ صرف ایک طریقے سے ہوتا آیا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ جس پر اس کا طلسم کیا گیا ہو اس کی گردن میں دو انچ لمبے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا ایک کانٹا آدھے سے زیادہ چبھو دیا جانے میں
وہ بات ہے جو میں تمہیں بتانا چاہتا تھا۔
تھیوسانگ نے پوچھا۔
"کیا روہنی کا پودا اس جنگل میں مل جائے گا؟"
ہرش ناگ بولا۔
"میں تلاش کر کے یہاں اس کی ایک شاخ لا
سکتا ہوں۔"
تھیوسانگ نے ہرش ناگ سے کہا کہ وہ جتنی جلدی ہو
سکے روہنی پودے کی کانٹے دار شاخ جنگل سے تلاش
کر کے لے آئے۔ ہرش ناگ اسی وقت جنگل کے اندر
میں غائب ہو گیا۔ تھیوسانگ کی نظریں خاموش دلدل پر
لگی ہوئی تھیں۔ ہرش ناگ کو گئے دس پندرہ منٹ
ہی ہوئے ہوں گے کہ دلدل اوپر نیچے ہونے لگی۔
عفریت کالوس دلدل سے باہر آ رہا تھا۔ تھیوسانگ
چوکس ہو گیا [illegible] اپنے آپ کو جھاڑیوں کے
پیچھے چھپا لیا
چند لمحوں بعد دلدل میں سے انسانی عفریت کالوس
کا بھیانک اور دلدل میں لتھڑا ہوا سر باہر نکلا۔ پھر آہستہ
آہستہ وہ آدھے سے زیادہ دلدل سے باہر آ گیا اندھیرے

میں وہ ایک بھوت معلوم ہو رہا تھا۔ تھیوسانگ سانس روکے
اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عفریت کالوس نے دلدل کے
اندر ہی اندر ہی چلنا شروع کر دیا۔ اس کا رخ ویران
مندر کی سیڑھیوں کی طرف تھا۔ آہستہ آہستہ وہ سیڑھیوں
کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ عفریت
کالوس مندر میں بچھو سے ڈسوانے جا رہا ہے۔
عفریت کالوس دلدل سے نکل کر سیڑھیاں چڑھنے
لگا۔ اس کا اونچا لمبا سارے کا سارا جسم دلدل
میں شرابور تھا۔ اور وہ کسی بہت بڑے دلدل عفریت
کی طرح رک رک کر قدم اٹھاتا سیڑھیاں چڑھ رہا
تھا۔ پھر وہ مندر کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ تھیوسانگ
نے پلٹ کر دیکھا۔ ہرش ناگ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ تھیوسانگ
کو عین اس وقت فضا میں ہلکی پھنکار کی آواز سنائی دی۔
ہرش ناگ آ رہا تھا۔ اس کے منہ میں کسی پودے کی شاخ
تھی۔ تھیوسانگ نے اسے بتایا کہ عفریت کالوس مندر
میں جا چکا ہے۔ ہرش ناگ نے روہنی پودے کی شاخ
نیچے رکھ دی اور جلدی سے پوچھا۔
"کیا [illegible] بھی جسمانی حالت میں اس کے ساتھ
تھی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو سانگ نے بتایا کہ معجزیت ایکیا ہی تھا۔ ہرش ناگ نے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ پہلے اس شاخ کا کانٹا توڑ کر اپنے پاس رکھ لو۔"

تھیو سانگ نے پودے کی ٹہنی پر سے ایک نوکیلا کانٹا توڑا اور اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ ہرش ناگ اسے دلدل کے کنارے پر لے آیا اور بولا۔

"تھیو سانگ! ماریا کو بچانے کا یہی موقع ہے۔ ماریا اس وقت جسمانی حالت میں دلدل کے اندر بے ہوش پڑی ہے۔"

تھیو سانگ بڑے جوش کے ساتھ بولا۔

"میں دلدل میں اترتا ہوں۔"

ہرش ناگ کہنے لگا۔

"تم اسے دلدل کے اندر اتنی تیزی سے تلاش نہ کر سکو گے جس کی اس وقت ضرورت ہے۔ یہ کام میں کروں گا۔ تم اسی جگہ بیٹھو۔"

اس سے پہلے کہ تھیو سانگ ہرش ناگ کو روکتا وہ دلدل میں اتر کر غائب ہو چکا تھا۔ ہرش ناگ ایک غیر معمولی طاقت رکھنے والا سانپ تھا۔ اس کے پاس

کوئی طلسم تو نہیں تھا۔ مگر طاقت تو بہت زیادہ تھی۔ وہ دلدل کی تاریکی میں کسی عورت کے جسم کی بو سونگھتا دلدل کے اندر ہی اندر بڑھنے لگا۔ سانپ ہونے کی وجہ سے وہ بڑی تیزی سے نرم دلدل میں سے گزر جاتا تھا۔ اسے کسی عورت کی بو آنے لگی تھی۔ ضرور یہ ماریا کے جسم کی بو تھی۔ آخر وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں دلدل کی تہہ میں ماریا جسمانی حالت میں دلدل میں پڑی بے ہوش پڑی تھی۔ ہرش ناگ نے اپنے آپ کو اس کے بازوؤں کے پیچھے رسی کی طرح لپیٹا اور اسے کھینچ کھینچ کر دلدل میں کنارے کی طرف رینگنے لگا۔

اس وقت ہرش ناگ اپنی غیر معمولی طاقت سے کام لے رہا تھا۔ وہ بہت جلد ماریا کو کھینچ کر کنارے پر لے آیا۔ تھیو سانگ نے ماریا کو پکڑ کر دلدل سے باہر نکال لیا۔ ماریا کا سارے کا سارا جسم دلدل میں لتھڑا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش پڑی تھی۔ تھیو سانگ نے پریشانی سے کہا۔

"ہرش ناگ! اب اسے ہوش میں کیسے لایا جائے؟ اس پر دلدل کی تہہ جمی ہوئی ہے۔"

ہرش ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"روہنی پودے کا ایک کانٹا ماریا کی گردن میں چبھو دو۔ اس پر عفریت کاؤس کے طلسم کا اثر ختم ہو جائے گا۔"

ایک کانٹا تھیوساگ کی جیب میں تھا۔ ہرش ناگ نے کہا کہ کہیں وہ اسے عفریت کاؤس کے لیے محفوظ نہ رکھے۔ تھیوساگ نے پودے میں سے دوسرا کانٹا توڑا اور اسے ماریا کی گردن میں آدھے سے زیادہ چبھو دیا۔ ماریا کے بے جان جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ غائب ہو گئی۔ پھر ماریا کی آواز آئی۔

تھیوساگ! میں اپنی اصل حالت میں آ گئی ہوں۔"

تھیوساگ نے خوش ہو کر کہا۔

"ماریا! خدا کا شکر ہے کہ تم عفریت کے طلسم سے آزاد ہو گئیں۔ اب ہمیں عفریت کو ختم کرنا ہے۔"

ماریا نے ہرش ناگ سے پوچھا کہ عفریت کاؤس کہاں ہے۔ ہرش ناگ اور تھیوساگ نے باری باری ماریا کو ساری صورت حال بتا دی۔ اور اسے کہا کہ عفریت کاؤس کس طرح بچھو سے اپنے آپ کو

گھسوائے مندر کے اندر گیا ہوا ہے۔ ماریا ایک بار پھر مندر میں جانے پر تیار ہو گئی تھی مگر ہرش ناگ نے اسے روک دیا اور کہا۔

"تم عفریت کاؤس کی طلسم کی زد میں آ سکتی ہو۔ تمہیں اس جنگل میں رہنا ہو گا۔ یہ کام میں اور تھیوساگ انجام دیں گے۔"

پھر اس نے تھیوساگ کی طرف دیکھ کر کہا

"تھیوساگ! کیا تم عفریت کاؤس کی گردن میں روہنی کا طلسمی کانٹا چبھونے کے لیے تیار ہو؟"

تھیوساگ بولا۔

"کیوں نہیں؟ میں اس منحوس عفریت کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے اور ناگ کو نجات دلانے کے لیے بڑے سے بڑا خطرہ بھی مول لے سکتا ہوں۔"

ہرش ناگ نے کہا

"مجھے تم سے یہی امید تھی۔ دوست وہی ہوتا ہے جو مشکل میں دوست کی مدد کرے۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا تم اپنے آپ کو چھوٹا کر سکتے ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیوں نہیں" تھیوساگ بولا۔ "میں اگر اپنی خاص انگلی سے بھی نیت کر کے اپنے جسم کو چھوؤں تو میں بھی چھوٹا ہو جاؤں گا؟"

"تو پھر فوراً چھوٹے بن جاؤ" ہرش ناگ نے ہدایت کی۔

ماریا بولی۔

"مگر حضریت کاؤس طلسمی حضریت ہے ہرش! تھیوساگ کو ایسا نقصان بھی پہنچ سکتا ہے جس کا کہیں کوئی علاج نہ ہو۔"

ہرش ناگ بولا۔

"ماریا بہن! مرد لوگ اس طرح نہیں سوچا کرتے۔"

تھیوساگ نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہرش ٹھیک کہتا ہے ماریا۔ ہمیں اپنی جان پر کھیل کر ہی ناگ کو سمندر کی تہوں سے نکالنا ہے۔ میں چھوٹا ہوتے لگا ہوں ہرش ناگ۔ مگر تمہارا منصوبہ کیا ہے؟"

ہرش ناگ کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ تھیوساگ کو چھوٹا کرنے کے بعد اپنے ساتھ لے کر سمندر میں جائے گا۔

جہاں حضریت کاؤس پچھلے سے ڈسوانے کے بعد فرش پر پڑا آرام کر رہا ہوگا۔ تھیوساگ وہاں اس کی گردن میں کانٹا چبھونے کی کوشش کرے گا۔ ماریا بولی۔

"اگر تھیوساگ پر کوئی طلسم چل گیا تو تھیوساگ بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

ہرش ناگ بولا

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تھیوساگ پر حضریت کاؤس کے طلسم کا کوئی اثر نہ ہو۔ کیونکہ تھیوساگ خلائی مخلوق ہے۔ اور اس دنیا کا باشندہ نہیں ہے۔"

ماریا نے جلدی سے کہا۔

"لیکن اس سے پہلے تھیوساگ پر اس دنیا کے طلسم اثر ہوتا رہا ہے۔"

تھیوساگ نے بیچ میں پڑتے ہوئے کہا۔

"ماریا تم کن باتوں میں پڑ گئی ہو۔ خطرے مول لینا ہی ہماری زندگی ہے۔ تم اس جنگل میں اسی جگہ درختوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھی رہو۔ میں انشاء اللہ اس حضریت کو تہہ تیغ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہرش ناگ بولا۔

"ہمارے پاس وقت بہت کم ہے تھیو! عفریت کا واسس کسی بھی وقت سمندر سے باہر آ سکتا ہے۔ ایک بار وہ دلدل میں گھس گیا، تو پھر اس پر حملہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

تھیو ساگ نے کہا۔

"میں اپنے آپ کو چھوٹا کرنے لگا ہوں۔"

ماریا اور ہرش ناگ اسے دیکھ رہے تھے تھیو ساگ نے اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو اپنے منہ کے قریب لا کر دل میں اپنے چھوٹے ہو جانے کی نیت کی اور انگلی اپنے منہ سے لگا دی۔ ان کے دیکھتے دیکھتے تھیو ساگ ایک چھوٹے سے گڈے جتنا ہو گیا۔ ہرش ناگ نے کہا۔

"تھیو ساگ میں یہ طلسم پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

تھیو ساگ کی باریک آواز سنائی دی۔

"ہرش ناگ! اب دیر نہ کرو۔ ماریا۔ تم اسی جگہ رہنا اگر خطرہ محسوس کرو تو فوراً اپنے مکان پر چلی جانا۔ وہاں کیلی موجود ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تم لوگوں کو اس مصیبت میں اکیلا چھوڑ

کر نہیں جا سکتی۔ میں اسی جگہ تمہاری راہ دیکھوں گی۔"

ہرش ناگ نے اب اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھوٹے سے تھیو ساگ کو اٹھا کر اپنے پھن پر بٹھایا۔ اور دلدل پر تیزی سے رینگتا ہوا سمندر کی طرف چل دیا۔ اندھیرے میں ماریا اگرچہ دور تک دیکھ سکتی تھی لیکن ہرش ناگ اتنی تیزی سے دوڑا تھا۔ کہ وہ پھر اسے نظر نہ آیا۔

ہرش ناگ تھیو ساگ کو اپنے پھن کے اوپر بٹھائے سمندر کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر اندھیری راہ داری میں آ گیا۔ یہاں سے رینگتے ہوئے اس نے دیوار کے طاق میں سے دوسری طرف دیکھا۔ عفریت کاوس کو کوٹھری کے فرش پر بالکل سیدھا لیٹا پایا۔ بچھو ابھی تک اس کے منہ پر بیٹھا اسے تھوڑی تھوڑی دیر بعد ڈس رہا تھا۔ یہ ایک نیلا بچھو تھا اور اس کا سائز بھی چھوٹا تھا۔ شاید اسی لیے عفریت کاوس اس کے بار بار ڈسوا رہا تھا۔ یہ منظر تھیو ساگ نے بھی دیکھا۔ ہرش ناگ نے تھیو ساگ کے کان میں سرگوشی کی۔

"تمہیں اپنی زندگی کا سب سے خطرناک کام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنا ہوگا۔ عفریت کاوس مدہوشی کے عالم میں
[redacted] میں تمہیں نیچے اتارتا ہوں۔ اس کے بعد
تمہیں مد کچھ کرنا ہے۔ تم خوب جانتے ہو۔
تھیوساگ نے آہستہ سے باریک آواز میں کہا۔
۔ میں تیار ہوں۔
ہرش ناگ بڑی احتیاط سے کوٹھڑی کی تاریکی
میں تھیوساگ کو اپنے پھن کے ساتھ چمٹائے طاق
میں سے دوسری طرف رینگتا ہوا کوٹھڑی کے کونے میں
آگیا۔ اس نے تھیوساگ کو نیچے اتار دیا اور خود
اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ تھیوساگ کو عفریت
کاوس اس وقت ایک پہاڑ کی طرح نظر آرہا تھا۔
کیونکہ تھیوساگ خود بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔ مدہوشی پیدا
کرنا کانٹا اس کی جیب میں تھا۔ تھیوساگ ایک ٹڈے
کی طرح چاروں ہاتھ پاؤں پر عفریت کی طرف رینگنے
لگا۔

وہ دیوار کے ساتھ رینگتا عفریت کاوس کے سر
کی طرف آگیا۔ دلدل ابھی تک عفریت کے سارے جسم
سے چمٹی ہوئی تھی۔ اور اس کا سر تو دلدل میں بھرا ہوا
تھا۔ تھیوساگ نے جیب سے باریک کانٹا نکال کر اپنے

دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔ یہ چھوٹا سا کانٹا اسے
ایک نیزہ معلوم ہو رہا تھا۔ وہ سانس روکے پھونک
پھونک کر قدم رکھتا عفریت کی گردن کے قریب آ
گیا۔ عین اس وقت بچھو کی نظر تھیوساگ پر پڑ
گئی۔ بچھو نے دو تین بار عفریت کے ہونٹوں پر ڈنک
چلایا۔ شاید وہ اسے ہوشیار کرنا چاہتا تھا۔ مگر بچھو
کے زہر کی وجہ سے عفریت کاوس اور مدہوش ہو گیا۔
اس کے ہونٹ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ بچھو
اب تھیوساگ پر حملہ کرنے کے لیے اور آگے بڑھا۔
اگرچہ تھیوساگ کو بچھو کا زہر کچھ نہیں کہہ سکتا
تھا۔ لیکن وہ خوامخواہ بچھو سے الجھ کر بنا بنایا کھیل بگاڑنا
نہیں چاہتا تھا۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹ کر عفریت کاوس
کے پیٹ کے پاس اندھیرے میں چھپ گیا۔ بچھو اس
کے قریب سے ہو کر آگے نکل گیا۔ تھیوساگ تیزی
سے عفریت کی گردن کی طرف لپکا۔ اب عفریت کو
بھی کچھ ہوش آگیا تھا۔ اس نے اپنا ایک درخت جتنا
بڑا بازو اٹھا کر اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھا
اور اس کے حلق سے ایک چیخ سی نکلی۔ وہ بچھو کو بلا رہا
تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچھو بھاگ کر اس کے پیٹ کے اوپر سے رینگتا عفریت کے ہونٹوں پر آ کر بار بار ڈسنے لگا۔ وہ حقیقت میں اسے ہوشیار کر رہا تھا۔ مگر عفریت کالوس دوبارہ مدہوش ہو گیا۔ تھیو سانگ کے لیے یہ نادر موقع تھا۔ عفریت کی گردن پر دلدل کے کیچڑ میں ایک خالی جگہ سے اس کی گردن نظر آ رہی تھی۔ تھیو سانگ دلدل کے جمے ہوئے بلبلے پر چڑھ گیا اور اس سے پہلے کہ عفریت کالوس کو خبر ہوتی اس نے دونوں ہاتھوں میں تھاما ہوا کانٹا ایک نیزے کی طرح پوری طاقت سے عفریت کالوس کی گردن میں گھسیڑ دیا۔

کانٹے کا گردن کے اندر گھسنا تھا کہ ایک دھماکے کے ساتھ عفریت کا جسم اوپر کو اچھلا اور چھت سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ تھیو سانگ بھاگ کر ہرش ناگ کے پاس آ گیا۔ ہرش ناگ بھی سہما ہوا تھا عفریت کالوس کا جسم بار بار فرش پر سے اچھلتا۔ اوپر چھت کے ساتھ جا کر زور سے ٹکراتا وہ پھر دھڑام سے فرش پر گر پڑتا۔ سات آٹھ مرتبہ ایسا ہوا تو عفریت کالوس کے ہاتھ پاؤں سڑنے لگے۔ وہ فرش پر سیدھا پڑا تھا۔ پہلے اس کے ہاتھ جسم سے الگ ہوئے پھر ٹانگیں

الگ ہو گئیں۔ اور اس کا جسم ساکت پتھر بن کر رہ گیا۔

ہرش ناگ خوشی سے چلایا۔

"تھیو سانگ تم نے میدان فتح کر لیا ہے۔ اب تم اپنے اصلی قد کاٹھ میں آ جاؤ۔"

تھیو سانگ نے دوسری انگلی اپنے جسم سے لگائی اور وہ پورے انسانی قد میں ہرش ناگ کے پاس موجود تھا۔ وہ بھی اس کامیابی پر بے حد خوش تھا۔ اس نے کہا۔

"ہرش ناگ اب ہمیں اس کے پیٹ کی کھال کا ٹکڑا چاہیے؟"

ہرش ناگ بولا۔

"اس کا انتظار کرو۔ عفریت کا پیٹ سخت ہو رہا ہے؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"میں ماریا کو بلاتا ہوں؟"

اور وہ اچک کر طاق پر چڑھا اور پھر دوسری طرف راہ داری میں کود گیا۔ وہ بے فکر ہو کر راہ داری میں بھاگتا ہوا مندر کے دروازے پر آیا اور جنگل کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف منہ کر کے چلایا۔

"ماریا! آ جاؤ۔ عفریت کا کام تمام کر دیا گیا ہے۔"

ماریا نے یہ آواز سنی تو بجلی کی سی تیزی کے ساتھ فضا میں پرواز کرتی تھیوساگ کے پاس آ گئی۔ تھیوساگ کو اس کی تیز خوشبو آنے لگی۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تھیو؟" ماریا نے بے تابی سے پوچھا۔

"چل کر اپنی آنکھوں سے عفریت کی لاش دیکھو۔"

تھیوساگ ماریا کو لے کر اندھیری کوٹھڑی میں آ گیا۔ وہ بھوت کہیں غائب ہو چکا تھا۔ ماریا نے عفریت کی ٹوٹی پھوٹی لاش دیکھی۔ اور خوشی سے چلائی۔

"زندہ باد ہرش ناگ!"

ہرش ناگ نے کہا:

"تھیوساگ زندہ باد۔ اگر یہ ہمت سے کام نہ لیتا تو اس وقت شاید ہم دونوں میں سے ایک بھی یہاں موجود نہ ہوتا۔"

ہرش ناگ عفریت کی لاش پر چڑھ گیا۔ پھر

اس نے عفریت کی لاش کے پیٹ پر سے کہاں کا ایک ٹکڑا منہ سے کاٹا اور تھیوساگ کے پاس لے آیا۔ تھیوساگ نے اسے ہاتھ میں لے کر دبایا تو وہ سخت ہو رہا تھا۔ ہرش ناگ بولا۔

"یہ تھوڑی ہی دیر میں پتھر کا ٹکڑا بن جائے گا۔ یہی وہ طلسمی پتھر ہوگا جس کے گھسنے سے ناگ دیوتا پر کیا گیا طلسم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جائے گا۔ آؤ۔ اب یہاں سے نکل چلتے ہیں۔"

ماریا، تھیوساگ اور ہرش ناگ باولی والے میدان میں آ گئے۔ یہاں جب کیٹی کو ان کے زبردست کارنامے کا پتہ چلا تو وہ بے حد خوش ہوئی۔ ہرش ناگ بولا۔

"میرے دوستو! اب مجھے اجازت دو۔ کیونکہ عفریت کی موت کی خبر شیش ناگ کو ضرور مل جائے گی اور پھر وہ نہ جانے کیا کر بیٹھے۔ میں اس کی نگرانی کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اگر وہ کوئی خطرناک قدم اٹھائے تو تم لوگوں کو ہوشیار کر دوں۔ اب تم فوراً

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھلے سمندر والی چٹان پر پہنچے اور مُردہ اژدہا کے پیٹ سے ناگ کو نکال کر یہ حضرت کے پیٹ کا ٹکڑا اس کے جسم سے گھسا دے۔ ناگ زندہ ہو جائے گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر ہرش ناگ! ابھی ہمیں بشیش ناگ کو بھی اپنے راستے سے ہٹانا ہے۔"

ہرشش ناگ بولا۔

"اس کی ترکیب عظیم ناگ دیوتا تمہیں خود بتائے گا۔"

یہ کہہ کر ہرشش ناگ تیزی کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

ماریا نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! تم اور تھیوساگ اسی جگہ ٹھہرو گے۔ اب آگے تمہارا کام شروع ہوتا ہے۔ میں ناگ کو آزاد کرانے جاؤں گی۔"

تھیوساگ نے ماریا کے ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ مگر ماریا بولی۔

"تمہارے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تھیو بھائی! میں بڑی آسانی سے یہ کام اکیلی

کر سکتی ہوں۔ لاؤ عفریت کی لاش کا ٹکڑا مجھے دے دو۔ ہمیں صبح ہونے سے پہلے یہ سارا کام کر ڈالنا چاہیئے۔ کہیں بشیش ناگ کوئی دوسرا چکر نہ چلا دے۔"

ماریا نے عفریت کی لاش کا پتھر کا ٹکڑا لیا اور فضا میں پرواز کر گئی۔

رات ڈھلنے کو تھی۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ آسمان پر پورے چھلے کی پیلی پیلی روشنی پھیل چکی تھی۔ ماریا فضا میں بلند ہوتے ہی کسی جیٹ ہوائی جہاز کی رفتار سے کھلے سمندر میں اس مقام پر پہنچ گئی۔ جہاں چھوٹی سی چٹان سمندر سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ ماریا سمندر میں اتر گئی۔ چٹان کے نیچے سمندر میں مُردہ اژدہا کا جسم پتھر بن چکا تھا۔

ماریا نے اس کے جسم پر عفریت کی لاش کا ٹکڑا رگڑ دیا۔ مُردہ اژدہا کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اندر سے ناگ بڑے بچھو کی شکل میں تھا ظاہر ہو گیا۔ وہ ابھی ٹھیک سے جن تھا اور تیر نہیں سکتا تھا۔ ماریا نے جلدی سے اسے اٹھایا اور اس کے جسم پر بھی لاش کا پتھر رگڑ دیا۔ پتھر کی رگڑ لگتے ہی ناگ پھک جھپکتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں دوبارہ سانپ کی شکل میں آگیا۔ وہ ماریا کے ہاتھوں میں تھا اور غائب تھا۔ اسے ماریا کی تیز خوشبو آرہی تھی۔ اس نے کہا۔

"ماریا! تم آگئی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"میں نہیں آئی۔ سب آتے ہوتے ہیں۔ اور تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تم اس طلسم کے چکر سے نکلے۔ میرے ساتھ چلو۔"

ماریا ناگ کو لے کر سمندر سے باہر نکل کر چٹان پر آگئی۔ اس وقت سورج نکلنے میں تھوڑی دیر تھی۔ ناگ نے کہا۔

"میں عقاب بن کر تمہارے ساتھ اڑوں گا۔"

ماریا نے کہا۔

"نہیں، تمہیں ہمارے گھر کا پتہ نہیں ہے۔ تم سانپ کی شکل میں ہی رہو۔ میں تمہیں اپنی کلائی میں لپیٹ کر لیے چلتی ہوں۔"

ماریا نے ناگ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور فضا میں بلند ہو کر تیز رفتاری سے بادلی والے مکان

کی طرف اڑنے لگی۔ مکان میں سب سے پہلے کیٹی کو ناگ کی خوشبو آئی۔ اس نے اچھل کر کہا۔

"تھیو سانگ! مجھے ناگ کی خوشبو آرہی ہے۔ وہ آگیا ہے!"

ناگ کی خوشبو اب تھیو سانگ نے بھی سونگھ لی تھی۔ وہ دونوں کمرے سے نکل کر مکان کے صحن میں آگئے۔ سورج کی روشنی اب چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ انہیں ماریا کی خوشبو بہت قریب آتی محسوس ہوئی۔ ماریا نے آواز دی۔

"ناگ میرے ساتھ ہے۔"

دوسرے ہی لمحے ناگ انسانی شکل میں ان کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ اپنے اپنے پیارے دوست اور بھائی ناگ سے لپٹ گئے۔ اس کے بعد مکان کے اندر بیٹھ کر تھیو سانگ نے ناگ کو شروع سے لے کر آخر تک سارے واقعات سنا دیئے۔ ناگ کو عنبر کے بارے میں فکر ہوا۔ ماریا نے کہا۔

"ناگ! عنبر کو ہم بہت جلد تلاش کر لیں گے لیکن سب سے پہلے ہمیں شیش ناگ کو ہمیشہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لیے ختم کرنا ہے۔ کیونکہ وہ تمہاری جگہ ناگ دیوتا بن بیٹھا ہے۔"

تھیوساگ نے کہا۔

"زمین اور سمندر کے سارے سانپ اسی کا حکم مانتے ہیں۔"

ناگ کچھ سوچ کر بولا۔

"ہرش ناگ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتا ہے۔ ہمیں اسے بلانا ہوگا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں اس کے ٹھکانے کو جانتی ہوں۔ میں ابھی اس کے پاس جا کر تمہارا پیغام پہنچاتی ہوں۔"

ناگ کہنے لگا۔

"ماریا! تمہیں بڑی احتیاط سے جانا ہوگا۔ شیش ناگ کو تمہاری خدا سی ہی خبر ہو گئی تو وہ تمہیں اپنے طلسم میں گرفتار کر سکتا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے شیش ناگ کے استھان پر جانے کی ضرورت نہیں۔ میں باؤلی کے پانی کے اندر ہی اندر سے ہرش ناگ کی گپھا پر پہنچوں گی۔ تم بے فکر رہو۔"

ماریا کے جانے کے بعد کیٹو کے کچھ فکر مند ہو کر کہا کہ ہمیں ماریا کو اکیلی نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔ ناگ بولا۔

"میں اس کے پیچھے جاتا ہوں۔" تھیوساگ نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"خدا کے لیے تم اس طرف کا رخ نہ کرنا۔ شیش ناگ تو تمہاری جان کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔ تم یہیں رہو۔ اور ماریا وہاں کئی بار آ جا چکی ہے۔ وہ ہرش ناگ کے پاس آسانی سے پہنچ جائے گی۔"

ماریا باؤلی کے پانی میں اتر کر زمین کے اندر تھا۔ اندر پانی کے قدرتی بڑے پائپ میں سے گزرتی تیزی کے ساتھ اس کنوئیں کے پانی کی تہہ میں نکل آئی جس کے اوپر تک پتھروں کی تہہ تھی۔ اس کنوئیں کا پانی کافی نیچے زمین کے اندر جا کر تھا۔ ماریا کنوئیں کے پتھروں میں سے نکل کر ہرش ناگ کے بل کی طرف بڑھی۔ ہرش ناگ وہاں نہیں تھا۔ اس کا بل خالی پڑا تھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرعونی سانپ کا منکا

ہرش ناگ کنوئیں میں کہیں نہیں تھا۔
ماریا واپس ہونے لگی تو اسے ایک ناگن کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنے بچے کو ساتھ لیے کنوئیں کے بڑے سوراخ میں سے اندر داخل ہو رہی تھی۔ اور اس سے باتیں بھی کر رہی تھی۔
"جب تمہیں میں نے منع کیا تھا تو تم اس کوٹھڑی میں کیوں گئے؟ اگر شیش ناگ دیوتا کو معلوم ہو جاتا تو ہم پر قیامت ٹوٹ پڑتی۔"
ناگن کے بچے نے سوال کیا۔
"ناگن ماتا! ہرش ناگ کو وہاں برف کی تھیلے میں کیوں بند کر کے رکھا گیا ہے؟"
ناگن نے کہا۔
"کیونکہ اس نے شیش ناگ دیوتا سے نافرمانی کی ہے۔ مگر تم چپ نہیں رہو گے؟ صبر دار جواب

کچھ پوچھا"۔
ناگن اپنے چھوٹے سانپ بچے کو ساتھ لیے اپنے بل میں گھس گئی۔ ماریا نے ہرش ناگ کے بارے میں یہ خبر سُنی تو تیزی کے ساتھ کنوئیں کے اندر ہی اندر سے ہوتی ہوئی سیدھی ناگ کیلی اور تھیوساگ کے پاس آئی۔ اور ساری بات بیان کی۔ ناگ فکر مند ہو گیا۔ کہنے لگا
"شیش ناگ نے اسے میری مدد کرنے کے [illegible] میں یہ سزا دی ہے۔! اسے بچانا ہمارا فرض ہے۔"
کیلی نے کہا۔
"ہم شیش ناگ کو کیسے ختم کر سکتے ہیں۔ ناگ اس کے پاس بڑے خطرناک طلسم ہیں۔"
ناگ نے اپنا سانولا چہرہ اوپر اٹھایا اور بولا۔
"طلسم کا اثر غفلت میں ہوتا ہے۔ جب انسان ہوشیار ہو اور اپنے بچاؤ کے لیے بلندی طرح سے تیار ہو تو طلسم بے اثر ہو جاتا ہے۔"
تھیوساگ بولا۔
"ماریا پر تو طلسم بے اثر نہیں ہوا۔ یہ بھی ہوشیار تھی اور اپنا بچاؤ بھی کر سکتی تھی۔"
ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم بھی ٹھیک کہتے ہو تھیو۔ کبھی کبھی طلسم کی
طاقت ہماری طاقت سے آگے نکل جاتی ہے
مگر میں پھر بھی کہوں گا کہ انسان میں بڑی طاقت
ہوتی ہے۔ طلسم [illegible] صرف [illegible]
[illegible] ہے۔ جب انسان [illegible]
ماریا کہنے لگی۔
"ہرش ناگ کو جو سزا دی گئی ہے اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ شیش ناگ کو ناگ کی رہائی اور دلدلی
مضریت کی موت کا پتہ چل گیا ہے۔"
"ہاں۔ ناگ بولا۔ اور ہرش ناگ کو برف کے تھیلے
میں بند کر دینے کی جو سزا دی گئی ہے وہ زیادہ
سے زیادہ دو روز تک زندہ رہ سکتا ہے۔"
تھیو سانگ نے کہا۔
"ناگ! ہمیں ہرش ناگ کو بچانا چاہیئے۔ اس نے
تمہاری رہائی کے سلسلے میں ہماری بہت مدد کی ہے
اور وہ تمہارا وفادار ہے۔"
ناگ بولا۔
"میں ہرش ناگ کی ضرور مدد کروں گا۔ اور شیش
ناگ کو اس کی بغاوت کی پوری پوری سزا دوں

گا۔"
کیٹی کہنے لگی۔
"میں شیش ناگ کو مارنے جاتی ہوں۔"
ناگ نے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا
"کیٹی! تم شیش ناگ کی طاقت سے واقف
نہیں ہو۔ ہمیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا۔"
"وہ قدم ہمیں جلدی اٹھانا چاہیئے۔" ماریا بولی۔
"نہیں تو شیش ناگ ہمارے خلاف کوئی دوسرا
حملہ شروع کر دے گا۔ اور ہرش ناگ بھی مر
جائے گا۔"
ناگ بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اچانک وہ
[illegible] اس کا چہرہ ایک خیال سے چمک رہا تھا۔ ماریا اور
[illegible] اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ تھیو سانگ نے پوچھا
[illegible] اس کے دماغ میں کون سی کبوتر آئی ہے۔ ناگ ان
کے پاس آکر قالین پر بیٹھ گیا اور بولا
"اس وقت شیش ناگ نے زمین اور سمندر
کے سارے سانپوں کو اپنے قبضے میں کر رکھا
ہے۔ مگر اس کا حکم ان سانپوں پر نہیں چل سکتا
جو مر چکے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کیٹی اور تھیو سانگ حیرانی اور دلچسپی سے ناگ کا منہ تکنے لگے۔ مُردہ سانپوں کے بارے میں انہوں نے اس سے پہلے کبھی اس کے منہ سے کوئی بات نہیں سنی تھی۔ ماریا بولی۔

"مگر مُردہ سانپ ہماری کیا مدد کر سکتا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اگر مُردہ سانپ فرعون مصر کا سانپ ہو تو بڑا فرق پڑ جاتا ہے"

ہر کوئی خاموش ہو گیا۔ فرعون مصر کا سانپ کی انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"اگر منبر یہاں ہوتا تو اس سلسلے میں ہماری ضرور مدد کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کا تعلق براہ راست فرعون مصر کے خاندان سے ہے"

ناگ نے کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ زندہ سانپوں پر اگر میرا اس وقت حکم نہیں چلتا تو مردہ سانپ ضرور میری مدد کریں گے۔ کیونکہ مُردہ سانپ جانتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اور شیش ناگ نے مجھ سے

غداری کی ہے"

ماریا نے سوال کیا۔

"مگر فرعون سانپ کو مرے تو صدیاں گزر گئی ہیں۔ وہ تمہاری کیسے مدد کرے گا؟"

ناگ بولا۔

"ہم سانپوں میں خاص خاص منتر ہوتے ہیں فرعون سانپ کا بھی ایک خاص منتر ہے جیسے صرف میں ہی جانتا ہوں۔ میں اس منتر کا چلہ کر کے فرعون سانپ کو حاضر کر سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میری مدد کرے گا"

"اس چلے کو کتنے دن لگیں گے ناگ" کیٹی نے پوچھا۔

ناگ نے کہا۔

"یہ چلہ صرف ایک منٹ کا ہے۔ چونکہ میں ناگ دیوتا ہوں اس لیے میں ایک منٹ کے عمل سے فرعون سانپ کو حاضر کر لوں گا۔ تم ایسا کرو کہ اس کمرے کے بیچ میں پردہ کھینچ دو۔ میں چاہتا ہوں کہ فرعون سانپ کو یہ احساس نہ ہو کہ یہاں میرے سوا دوسرے لوگ بھی ہیں"

کیٹی اور تھیو سانگ نے اسی وقت کمرے کے کونے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں ایک پردہ گرا دیا اور ناگ کی ہدایت کے مطابق اس پردے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے ماریا کو ہدایت کی تھی کہ وہ بھی پردے کے پیچھے ہی رہے اور باہر نہ آئے۔ اب ناگ نے دروازے کھڑکیاں بند کر دیں۔ وہ کمرے کے بیچ میں موم بتی روشن کر کے عود اور ہرمل کی خوشبوئیں سلگا کر بیٹھ گیا۔ آنکھیں بند کر لیں اور خاص منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ پردے کے چھوٹے چھوٹے سوراخوں میں سے ناگ کو دیکھ رہے تھے۔ موم بتی کی روشنی میں ناگ کا چہرہ ایک دم تانبے کی طرح تمتمانے لگا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ فرحون سانپ کو جو ہزار سال پیچھے کے زمانے سے بلانے کے لیے اپنے علم اور جسم کی ساری طاقت خرچ کر رہا ہے۔

پھر ناگ کے منہ سے پھنکار کی آواز نکلی اور اس نے دھیمی مگر بوجھل اور پر اسرار آواز میں کہا۔

"فرحون سانپ! میں تمہارا استقبال کرتا ہوں۔ مجھے معاف کر دینا کہ میں نے تجھے ہزاروں برس کی پرسکون نیند سے بیدار کیا۔ مگر مجھے اس وقت تمہاری اشد ضرورت پڑ گئی ہے۔"

ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ نے دیکھا کہ کمرے کی چھت سے نیلے رنگ کی روشنی کی ایک دھار چھوٹ کر نیچے گرنے لگی۔ پھر ایک سیاہ رنگ کا سانپ جس کے جسم پر سرخ دھاریاں تھیں۔ اور سر پر فرعونوں کی طرح کا نیلے نگینوں سے جڑا ہوا چھوٹا سا تاج رکھا تھا آہستہ آہستہ نیلی روشنی میں نیچے آنے لگا۔ اس نے ناگ کے سامنے آ کر کنڈلی مار لی اور بولا

"تم ناگ دیوتا ہو۔ تم جب اور جس زمانے میں چاہو ہمیں ایک آواز دے کر ہی بلا سکتے ہو۔ تمہاری خدمت ہمارا فرض ہے اور ہم اپنا فرض کبھی نہیں بھولتے۔ مجھے بتاؤ۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے کہا۔

"شیش ناگ مجھ سے چھوٹے درجے کا سانپ ہے۔ اس نے بغاوت کر دی ہے اور اپنے علم کے زور سے ناگ دیوتا بن بیٹھا ہے۔ ناگ دیوتا بنتے ہی اس نے بے انصافی اور ظلم شروع کر دیا ہے۔ وہ سانپوں کو گھناؤنی سزا دیتا ہے۔ اور ان سے ایسے کام کرواتا ہے جو ناجائز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس غدار کو اس کی بغاوت
کی سزا دی جائے۔ اور زمین اور سمندر کے سانپوں
کو اس کے ظلم سے نجات دلائی جائے اور میں
پھر سے ناگ دیوتا بن کر سانپوں کے حقوق کی
حفاظت کروں گا۔
فرعون سانپ نے کہا۔
"ناگ دیوتا! میں یہ سن کر حیران ہوا ہوں کہ
شیش ناگ اب ناگ دیوتا بن گیا ہے۔ ایسا
کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ ہمارے قانون کی
خلاف ورزی ہے۔ ناگ کو اس جرم
کی سزا ملے گی۔"
ناگ بولا۔
"مگر شیش ناگ نے ہمیں ایک خطرناک
طلسم دیا ہے۔ اس نے مجھے بھی اپنے طلسم سے
کئی مہینے تک پتھر بنائے رکھا تھا۔"
فرعون سانپ نے کہا۔
"ناگ دیوتا! ہم فرعون سانپوں کے ساتھ
اس کا طلسم بے کار ہے۔ ہمارا طلسم ہم سے
شروع ہوتا ہے۔ وہ کون سا طلسم ہے جس کا

مجھے علم نہیں۔ اور جس کا ہمارے پاس توڑ نہیں۔
تم بے فکر ہو جاؤ۔ شیش ناگ اب زندہ نہیں
رہ سکے گا ایسے ظالم سانپ کو جو دوسرے سانپوں
پر ظلم کرکے زندہ نہیں رہنے دیا جائے گا۔ میں
تمہیں اپنا خاص منکا دیتا ہوں۔ اس منکے کو اپنے
منہ میں رکھ کر تم شیش ناگ کے سامنے جاؤ
گے تو اس کا کوئی طلسم تم پر اثر نہیں کر سکے گا۔ تم
اسے بڑی آسانی سے شکست دے سکو گے۔"
اور پھر فرعون سانپ نے اپنے منہ سے نیلے رنگ کا
ایک چمکیلا منکا اگل دیا۔ ناگ نے وہ منکا اٹھا لیا۔ فرعون
سانپ کہنے لگا۔
"جب تم شیش ناگ کو ختم کر چکو گے تو اس
کے دوسرے دن یہ منکا اپنے آپ غائب ہو
کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ اب میں جاتا
ہوں۔"
اتنا کہہ کر فرعون سانپ آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے
لگا۔ اور پھر چھت پر جا کر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ
ہی نیل دوشن بھی غائب ہو گئی۔ مایا کیٹی اور تھیوسانگ
ذرا پردے سے باہر نکل آئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ناگ! اب شیش ناگ کا مقابلہ کرنا تمہارے لیے مشکل نہیں ہوگا"

ناگ نے نیلا منکا انہیں بھی دکھایا اور کہا۔

"یہ فرعون مصر کے زمانے کے سانپوں کا خاص منکا ہے۔ اس کی ایک تاثیر یہ بھی ہے کہ اگر کوئی آدمی اسے پانی میں ڈال کر وہ پی جائے تو وہ فرعونوں کے اس مردہ شہر میں پہنچ جائے گا۔ جہاں مرے ہوئے فرعون شہزادیاں، شہزادے اور ان کے محلوں میں رہنے والے مردہ لوگ موت کے بعد کی زندگی بسر کر رہے ہیں"

"کتنی عجیب بات ہے" کیٹی کے منہ سے نکل گیا

ناگ نے کہا۔

"ہاں۔ مگر یہ منکا ہمارے لیے بہت قیمتی ہے۔ مجھے ابھی شیش ناگ کے پاس جانا ہوگا۔ ہمارا دوست ہرش ناگ سخت اذیت میں ہے"

ناگ نے ماریا تھیو سانگ اور کیٹی کو اس مکان میں رہنے کی ہدایت کی۔ فرعون سانپ کا منکا اپنے منہ میں ڈالا اور مکان سے نکل کر سیدھا سمندر کنارے والی چٹان کی طرف روانہ ہو گیا۔

شام ہو رہی تھی۔ سمندر کی لہریں دور دور سے آکر چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور ایک سمندری سانپ کی شکل اختیار کر کے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ وہ پانی کے نیچے ہی نیچے سمندر کی اندھیری تہوں میں پہنچ گیا یہاں چٹانوں کی بنیاد تھی جس کی پتھریلی دیوار پر زنگار کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی۔ ان چٹانوں کی دیوار کے نیچے ایک سرنگ اندر کو جاتی تھی۔ ناگ کو اسی سرنگ میں سے شیش ناگ کی بو آ رہی تھی۔ وہ پانی سے بھری ہوئی سرنگ کے اندر تیرتا آگے ہی آگے نکل گیا۔ کافی دور جا کر سرنگ ایک طرف کو گھوم گئی۔ پھر پانی اترنا شروع ہو گیا۔ اور ایک مقام پر پانی بالکل ہی غائب ہو گیا۔ سرنگ کے فرش پر چھوٹے چھوٹے بے شمار رنگین پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ شیش ناگ کی بو اب تیز ہو گئی تھی۔ سرنگ ایک سنگ سرخ کے دروازے پر جا کر ختم ہو گئی۔ ناگ نے دروازے میں جھانک کر دیکھا۔ دوسری طرف ایک عالی شان دالان تھا۔ جس کے نیلے اور سیاہ ستون چھت تک گئے ہوئے تھے ناگ نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے اصلی سانپ کے روپ میں آ گیا۔ فرعون سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا منکا اس کے منہ میں ہی تھا۔ ناگ کو اس فرعونی منکے کی گرمی اپنے منہ میں محسوس ہو رہی تھی۔

ناگ سنگ مرمر کے دالان میں دیوار کے ساتھ لگ کر رینگتا ہوا ایک زینے کی طرف آیا جو اس دالان سے بھی نیچے جاتا تھا۔ اس زینے کی سیڑھیاں بھی سنگ مرمر کی تھیں اور دیواروں پر سرخ پتھر لگے ہوئے تھے۔ ناگ کو سانپوں کی دھیمی دھیمی سرگوشیاں سنائی دیں۔ زینے سے اترنے کے بعد ناگ نے دیکھا کہ سامنے ایک ہیرے جواہرات جڑا ہوا تخت بچھا ہے جس کے اوپر چھت کا سایہ ہے۔ تخت کے سامنے سیپ کے پیالوں میں کتنے ہی سانپ کنڈلی مارے بیٹھے ایک دوسرے سے دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ ناگ کو محسوس ہوا کہ اس [illegible] نہیں پہنچ رہی تھی۔ شاید اس کی وجہ وہ فرعونی منکا تھا جو ناگ نے منہ میں چھپا رکھا تھا۔ ورنہ سانپ کی موجودگی کو سانپ فوراً محسوس کر لیتا ہے۔

ناگ ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں سانپ ایک دم چپ ہو گئے۔ پھر سامنے والی دیوار میں جو دروازہ تھا اس کا جھلملیوں والا پردہ ایک طرف ہٹ گیا اور شیش ناگ کی سواری داخل ہوئی۔ شیش ناگ

اپنے پانچ پھن دار پہروں کے ساتھ چوکی پر کنڈلی مارے بڑی شان سے بیٹھا تھا۔ اس کی چوکی کو سات بڑے سانپوں نے اپنے پاؤں پر اٹھا رکھا تھا اور وہ فرش پر رینگتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ شیش ناگ تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔ اسے بھی ناگ کی بو نہیں محسوس ہوئی تھی۔ یہ بات ناگ کے لیے تسلی بخش تھی۔

ناگ بڑے غور سے شیش ناگ کو دیکھ رہا تھا۔

شیش ناگ کے بڑے منہ کا پھن اوپر کو بلند ہوا پھر اس رعب دار پھنکار والی آواز آئی۔

"ناگن کے اس بچے کو پیش کیا جائے جو ہمارے غدار ہرش ناگ کی کوٹھری میں داخل ہوا تھا"

ناگ چونکا۔ ماریا نے اسے بتایا تھا کہ ایک ناگن کے بچے کی زبانی اسے معلوم ہوا تھا کہ ہرش ناگ کو یہ سزا ملی ہے کہ اسے برف کے تھیلے میں بند کر دیا گیا ہے۔ یہ ناگن کا بچہ غلطی سے اس کوٹھڑی میں داخل ہو گیا تھا۔ جس میں ہرش ناگ برف کے تھیلے میں ڈال کر رکھا گیا تھا۔ یہ خبر کسی طرح شیش ناگ تک پہنچ گئی تھی اور وہ ناگن کے بچے کو اس خلاف ورزی کی سزا دینا چاہتا تھا۔ اسی وقت ناگن اور اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچے کو پیش کر دیا گیا۔

ناگن بے چاری کا بُرا حال تھا۔ وہ جانتی تھی کہ شیش ناگ بڑا ایک ظالم سانپ ہے اور وہ اس کے بچے کو وہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

اس نے ڈرتے ڈرتے اپنا سر زمین پر ٹکا دیا اور دونوں ہاتھ جوڑ کے ہوئے بولی۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرے بچے سے غلطی ہو گئی ہے۔ اسے معاف کر دیا جائے۔"

ناگن کا بچہ بھی گھبرایا ہوا تھا۔ شیش ناگ نے زور دار پھنکار ماری اور کہا۔

"تمہارے بچے نے ہمارے ناگوں کے خلاف بات کی ہے۔ اسے سزا دی جائے گی۔"

پھر شیش ناگ نے حکم دیا کہ ناگن کے بچے کی گردن اڑا دی جائے۔ ناگن ماں کا دل تڑپنے لگا۔ وہ اپنے بچے سے لپٹ گئی۔ لیکن اس کے دو سانپ آگے بڑھے۔ وہ ناگن کے بچے کی گردن اپنے منہ میں لے کر کاٹنے ہی والے تھے کہ دربار میں ایک عجیب پھنکار کی آواز گونج اٹھی۔ اس آواز میں ایک دبدبہ اور رعب تھا۔ سب کی نظریں اس آواز کی طرف اٹھ گئیں۔ شیش ناگ بھی

ادھر دیکھنے لگا۔

اس طرف سے ناگ نکل کر سامنے آ گیا۔ شیش ناگ نے ناگ کو دیکھا تو اس کا خون کھول اٹھا۔ غصے کے مارے وہ اپنے پانچوں منہ پھنکارنے لگے۔ ان کے ہر منہ سے بڑی آوازیں بلند ہوئیں۔

"ناگ! تم محض ایک معمولی سانپ ہو۔ میں تمہیں دیوتا ہوں۔ تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے۔"

ناگ نے بڑے سکون سے کنڈلی مارے اپنا سیاہ پھن اٹھائے رکھا تھا۔ اس نے کہا۔

"شیش ناگ! میں تمہاری موت بن کر یہاں آیا ہوں۔ اب ان سانپوں کو تمہارے ظلم و ستم سے نجات ملنے والی ہے۔"

ناگ نے ایک زبردست پھنکار کے ساتھ لپک کر ناگن کے بچے کو اپنے ساتھ لگا لیا۔ اور کہا۔

"تم اب کسی سانپ اور اس کے بچے پر ظلم نہیں کر سکو گے۔"

شیش ناگ تو غصے سے کانپنے لگا۔ اس کے ایک منہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے تیز شعاع نکل کر ناگ پر پڑی۔ مگر ناگ کے منہ میں
فرعون سانپ کا منکا موجود تھا۔ شعاع اس کے جسم کے
قریب آکر غائب ہو گئی۔ ناگ نے کہا۔

"تمہارا کوئی طلسم کام نہیں کر سکے گا۔ اس لیے
کہ تم ظالم ہو۔ اور ظالم کا طلسم ایک سچے
انسان کے سامنے بے اثر ہو جاتا ہے"

شیش ناگ کے سارے پھن دس فٹ بلند ہو
گئے۔ اس کے ہر پھن کے منہ سے شعلے نکل نکل کر
ناگ پر گرنے لگے۔ مگر ناگ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ شعلے
اس سے ایک گز پیچھے رہ کر بھسم ہوتے جاتے تھے
جب شیش ناگ نے اپنا ہر وار خالی جاتے دیکھا
تو چلا کر سانپوں کو حکم دیا۔

"ناگ کے ٹکڑے اڑا دو"

اس وقت ناگن ماں نے اپنا سر اٹھا کر سانپوں سے
کہا۔

"میرے بھائیو! ناگ ہمارا بھائی ہے۔ وہ
میرے بچے کو بچانے آیا ہے۔ یہ ہمارا
اصلی ناگ دیوتا ہے۔ ہمیں شیش ناگ کے خلاف
بغاوت کر دینی چاہیے۔ کوئی اس

ظالم کا حکم نہ مانے"

شیش ناگ کی چیخ بلند ہوئی۔ سارا دربار لرز گیا۔
اس نے کہا۔

"جس نے میرا حکم نہ مانا میں اسے جلا کر راکھ
کر دوں گا"

ناگ نے کہا۔

"سچائی کے جھوٹ پر فتح مل چکی ہے۔ اب تم
کچھ نہیں کر سکتے۔ اپنی موت کے لیے تیار
ہو جاؤ۔ میں اب تمہیں معاف نہیں کروں گا"

اور ناگ نے ایک زبردست پھنکار ماری اور ایک
دم سے ایک بہت بڑے اژدہا کا روپ دھار لیا۔
یہ اژدہا اتنا بڑا تھا کہ اس کا سر چھت سے لگ
رہا تھا۔ شیش ناگ اگرچہ ناگ دیوتا بن بیٹھا تھا۔
مگر اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ کوئی روپ
بدل سکتا۔ ناگ اژدہا نے پیچھے جھک کر شیش ناگ
کو اپنے کھلے جبڑوں میں پکڑ لیا۔ اور دو تین جھٹکے دیئے۔
شیش ناگ کا جسم دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا اژدھا
کے منہ میں ہی رہا اور دوسرا ٹکڑا سنگ مرمر کے
فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ اژدہا نے دوسرے ٹکڑے کو بھی منہ میں دبوچ لیا اور پھر ششیش ناگ کو اپنے دانتوں میں پکڑ کر تین بار جھٹکے دیئے اور نیچے فرش پر اس کی تڑپتی ہوئی لاش کے ٹکڑے رکھ کر اس پر پھونک ماری۔ ناگ کی پھونک آگ کا ایک لمبا شعلہ تھا۔ ششیش ناگ کے جسم کے ٹکڑوں کو آگ لگ گئی اور وہ جل کر راکھ کی ڈھیری بن گیا۔ سارے سانپ خوشی سے ناچنے لگانے لگے۔ ناگ پھر سے اپنے اصلی سیاہ سانپ کی شکل میں آگیا۔ دربار کے سارے سانپ ناگ دیوتا کے آگے جھک گئے۔

"عظیم ناگ دیوتا کی جے ہو"

ناگن ماں نے اپنا بچہ ناگ کے سامنے رکھ دیا۔ جوابِ بڑا خوش تھا۔ ناگ نے ناگ کے بچے کو پیار کیا اور ناگن سے کہا۔

"اچھی بہن! خدا کی مدد سے میں نے تیرے بچے کو ظالم کے ظلم سے بچا لیا"

پھر ناگ کے حکم سے ہرش ناگ کو برف کے تھیلے سے نکال کر اس کے سامنے لایا گیا۔ چار سانپ آگے بڑھے۔ انھوں نے اپنی گرم پھنکاروں سے ہرش ناگ کے

ٹھنڈے برف جسم کو ذرا گرمی پہنچا کر پھر سے زندہ کر دیا۔ ہرش ناگ نے ناگ دیوتا کو تخت پر بیٹھے دیکھا تو خوش ہو کر سر جھکا دیا۔ ناگ نے کہا۔

"ہرش ناگ! تم نے مجھ سے حالات میں بھی ظلم کے آگے سر نہیں جھکایا۔ بہادر اور باکردار لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ وہ ظلم کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور سچائی پر آنچ نہیں آنے دیتے۔ میں ناگ دیوتا اعلان کرتا ہوں کہ آج سے ہرش ناگ ششیش ناگ بن کر اس تخت پر بیٹھے گا"

سارے سانپ خوشی سے پھنکاریاں مارنے لگے۔ ہرش ناگ نے ناگ دیوتا کی تعظیم کی اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں نے جھوٹ کا ساتھ نہیں دیا۔ قدرت نے مجھے اس کا یہ انعام دیا ہے"

ناگ نے ہرش ناگ کو خود ششیش ناگ کا تاج پہنایا اور اسے تخت پر بٹھایا۔ سب سانپوں نے ناگ دیوتا کی جے ہو۔ ششیش ناگ کی جے ہو کے نعرے لگانے۔ ناگ نے ان سے اجازت لی اور چتائی سمندر سے نکل جانے والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکان کی طرف چل پڑا۔ فرعون سانپ کا منکا ابھی تک اس کے منہ میں تھا۔ اسے دوسرے روز اپنے آپ غائب ہونا تھا۔ مکان پر آکر ناگ نے تھیو ساگ، ماریا اور کیٹی کو جب شیشل ناگ کی تباہی کی داستان سنائی تو وہ خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ ناگ نے اپنے منہ سے منکا نکال کر ایک پیالے میں رکھ دیا اور کہا۔

"یہ فرعون سانپ کی امانت ہے۔ اسے کوئی ہاتھ نہ لگائے۔"

فرعون سانپ کے منکے کا رنگ نیلا تھا۔ اور پیالے کا رنگ بھی نیلا تھا۔ ایک نظر دیکھنے سے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ پیالے میں فرعون سانپ کا منکا پڑا ہے کیونکہ اس کا اپنا نیلا رنگ پیالے کے نیلے رنگ کے ساتھ مل گیا تھا۔ اب وہ اس شہر سے نکلنے کا پروگرام بنانے لگے۔ وہ اب شہر کی تلاش میں جانا چاہتے تھے۔

ماریا کا خیال تھا کہ ہندوستان کے اس شہر کو چھوڑ کر ملک روم کی طرف کوچ کیا جائے۔ کیونکہ عنبر ہو سکتا ہے وہاں کسی مصیبت میں گرفتار ہو۔ جبکہ کیٹی کی رائے تھی کہ ملک دمشق کا رُخ کیا جائے۔ صرف تھیو ساگ کی

تجویز تھی کہ شہر قرطاجنہ چلا جائے۔ مگر کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ عنبر ملک سوریہ کے شہر میں ملوخ مندر کے باہر بت بنا کھڑا ہے اور آتے جاتے لوگ اس پر مٹی پھینکتے ہیں کیونکہ عنبر نے ان کے سب سے بڑے دیوتا ملوخ کے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔

آخر یہ فیصلہ ہوا کہ ملک دمشق ہی کی طرف چلا جائے۔ دمشق ملک سوریہ کی سرحد پر تھا۔ وہاں سے زیادہ دُور نہیں تھا۔ انہوں نے کوچ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ان کا پروگرام یہ تھا کہ کوہ منڈل کی بندرگاہ سے کسی بادبان جہاز میں سوار ہو کر سفر کریں گے۔ رات گئے تک وہ عنبر کا سراغ لگانے کے بارے میں آپس میں صلاح مشورہ کرتے رہے۔ انہوں نے سفر کی پوری تیاریاں کر لی تھیں۔ آدھی رات کے بعد وہ یونہی آرام کرنے کے لیے مکان میں اِدھر اُدھر پڑ گئے۔ اس رات بڑی گرمی تھی۔ ناگ اور تھیو ساگ تو مکان کے پائیچے میں گھاس پر لیٹ گئے۔ جبکہ ماریا نے کہا کہ وہ سمندر کی ٹھنڈی ہوا میں اڑتی ہوئی رات گزارے گی۔ کیٹی نے کہا۔

"میں کمرے میں ہی قالین پر لیٹتی ہوں۔ کیونکہ مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کمرے کی فضا میں سکون تھا ہے"

چنانچہ کیٹی کمرے میں قالین پر لیٹ گئی۔ اس نے شمع بجھا دی تھی۔ لیکن اس رات گرمی اور حبس کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا تھا۔ کچھ دیر لیٹے رہنے کے بعد کیٹی کو سخت گرمی کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ اصل میں یہ اس فرعونی مکے کا اثر تھا جو اسی کمرے میں نیلوفر پر صراحی کے پاس نیلے پیالے میں پڑا تھا۔ اس مکے میں سے گرمی کی دھیمی دھیمی شعاعیں خارج ہو رہی تھیں۔ کمرے میں گرمی اس مکے کی شعاعوں کی وجہ سے تھی۔ کیٹی کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا تو اس نے سوچا کہ اٹھ کر پانی پینا چاہیئے۔ شاید اس سے کچھ سکون ملے۔

کیٹی اٹھی۔ اس نے صراحی میں سے پانی انڈیل کر پیالے میں ڈالا۔ اگرچہ وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی مگر پیالے میں پڑا ہوا نیلا فرعونی مکہ اس کو اس لیے نظر نہ آسکا کیونکہ نیلے مکے کا رنگ پیالے کے رنگ سے مل گیا تھا۔ کیٹی نے پیالے میں پانی ڈال کر اسے پی لیا۔ جب پیالے کا پانی ختم ہوا تو مکا لڑھک کر اس کے ہونٹوں کے پاس آ گیا۔

کیٹی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اس نے ڈر کر پیالہ ہٹایا اور مکے کو دیکھا۔ اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی۔ اس نے انجانے پن میں فرعونی سانپ کے مکے والا پانی پی لیا تھا۔ اسے یاد آ گیا۔ ناگ نے کہا تھا۔

"اس مکے کی ایک اور تاثیر بھی ہے۔ اگر اسے پانی میں ڈال کر وہ پانی پی لیا جائے تو وہ مرے ہوئے فرعونوں کی اس مردہ بستی میں پہنچ جائے گا جہاں مرے ہوئے فرعون بادشاہ مردہ شہزادیاں اور ان کے درباریوں کی کنیزیں اور اور غلام مردہ محلوں میں دوسری زندگی بسر کرتی ہیں۔"

کیٹی نے چیخ مار کر ناگ اور تھیو سانگ کو بلانا چاہا مگر اس کے حلق سے آواز نہ نکل سکی۔ وہ باہر کو بھاگی مگر دروازے کے پاس ہی گر پڑی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس کے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے اپنے جسم پر نگاہ ڈالی۔ اس کی ٹانگیں غائب ہو چکی تھیں۔ پھر اس کے دونوں بازو بھی غائب ہو گئے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اس کا باقی جسم بھی غائب ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا سنکھ غائب تھا۔ ناگ نے پیالہ اُٹھا کر دیکھا۔ اس میں تھوڑا سا پانی ابھی موجود تھا۔ ناگ نے اپنا سر تھام لیا

"تھیوسانگ بہت افسوسناک حادثہ ہو گیا ہے۔"

"کیٹی نے سنکھ والا پانی پی لیا ہے؟"

تھیوسانگ پریشان ہو کر بولا۔

"تو کیا۔ کیا کیٹی اب؟"

ناگ نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"ہاں! وہ فرعونوں کی مردہ بستی میں پہنچ گئی ہے۔ فرعون سانپ نے مجھے یہی کہا تھا۔"

"مگر کیٹی نے ایسا کیوں؟" تھیوسانگ نے تعجب سے پوچھا۔

ناگ بولا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ہو سکتا ہے اسے سنکھ کی وجہ سے یہاں گرمی لگی ہو۔ اور اس نے صراحی میں سے پیالے میں پانی انڈیل کر پی لیا ہو۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"مگر کیا اسے اس میں پڑا ہوا سنکھ نظر نہیں آیا؟"

ناگ نے پیالہ تھیوسانگ کی طرف بڑھا کر کہا۔

باہر کسی کو خبر نہ تھی کہ اندر کیٹی کے ساتھ کتنا بھیانک حادثہ گزر چکا ہے۔ باغیچے میں تھیوسانگ اور ناگ ٹھنڈی گھاس پر لیٹے آپس میں سفر کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ ماریا وہاں سے دُور سمندر کے اوپر ہوا میں چکر لگا رہی تھی۔ آہستہ آہستہ رات گزرتی جا رہی تھی۔ پھر مشرق کی طرف سے سورج نکلنے لگا۔ دن چڑھ آیا۔

اچانک تھیوسانگ نے ناک سکیڑی اور کہا۔

"ناگ! تم نے محسوس کیا؟ مجھے کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی؟"

ناگ نے سانس روک لیا اور بولا۔

"ہاں۔ کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی۔ ہو سکتا ہے وہ بھی شہر کی سیر کو نکل گئی ہو۔ مگر ــــ مگر اگر وہ یہاں سے دُور بھی ہے جب بھی اس کی ہلکی سی خوشبو ضرور آنی چاہیئے۔"

ناگ ایک دم سے چونک کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تھیوسانگ! میرے ساتھ کمرے میں آؤ۔"

تھیوسانگ بھی ناگ کے پیچھے دوڑا۔ انہوں نے کمرے میں جا کر دیکھا کہ کیٹی وہاں پر نہیں ہے۔ ناگ فوراً تہ خانے کے سنکھ پیالے کی طرف بڑھا۔ فرعونی سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میٹھے کا نیلا رنگ پیالے کے نیلے رنگ سے مل گیا تھا۔ کیٹی اندازہ نہیں لگا سکی تھی"
تھیوساگ بولا۔
"اب کیا ہوگا؟ تم۔ تم فرعون سانپ کو بلاؤ اس سے کہو کہ کیٹی کو واپس لائے۔"
ناگ تھیوساگ کو لے کر کمرے سے باہر آگیا اور بولا۔
"شاید اب فرعون سانپ ہی ہماری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ کیٹی اب مردہ فرعونوں کے قبضے میں چلی گئی ہے۔"
تھیوساگ نے جھلا کر کہا۔
"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم جس طرح بھی ہو فرعون سانپ کو بلاؤ۔ اسے کہو کہ ہماری بہن کیٹی ہمیں واپس کرے۔"
ناگ نے کہا۔
"فرعون سانپ نے مجھے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ مٹکے والا پانی کوئی نہ پیئے۔ کیٹی کو ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے تھا۔"
تھیوساگ کہنے لگا کہ فرعون سانپ کا وہ منحوس منکا

بھی غائب ہے۔ ناگ بولا۔
"اسے منحوس نہ کہو۔ اس کی وجہ سے میں نے شیش ناگ کو شکست دی ہے اور پھر منکے کو تو صبح ہوتے اپنے آپ غائب ہو جانا تھا۔"
اتنے میں ماریا بھی آگئی۔ جب اسے کیٹی کے ساتھ گزرے حادثے کا پتہ چلا تو وہ بھی پریشان ہو گئی۔ اس نے ناگ کو زور دے کر کہا کہ فرعون سانپ کو بلا کر کیٹی کے بارے میں پوچھا جائے کہ وہ کیسے واپس آسکتی ہے۔
ناگ فرعون سانپ کو بلانے کے لیے رضامند ہو گیا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کی اگربتی

ناگ فوراً عمل پڑھنے بیٹھ گیا۔
خاص عمل کرنے اور اشلوک پڑھنے کے بعد ناگ نے فرعون سانپ کو پکارا تو وہ اسی طرح چھت سے آتی نیلی روشنی کے ساتھ نیچے اتر آیا۔ ناگ نے سب سے پہلے تو اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس کے بھکے کی وجہ سے وہ شیطان ناگ کو ختم کر سکے۔ دیوتا بن گیا ہے۔ پھر اس نے کیٹی کے حادثے کا ذکر کیا۔ تو فرعون سانپ خاموش ہو گیا۔ اس نے اپنی گردن نیچے کر لی۔ کچھ دیر چپ رہنے کے بعد بولا۔

"تمہاری بہن نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ جہاں پہنچ چکی ہے۔ وہاں سے اب کبھی واپس نہیں آ سکے گی۔"

ناگ نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں نہیں فرعون سانپ — میرے دوست تم نے پہلے بھی میری مدد کی ہے۔ اب بھی میری مدد کرو۔ اور میری بہن کیٹی کو واپس لا دو۔"

فرعون سانپ کے منہ سے ایک پھنکار نکلی۔ اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے کیٹی کے معاملے میں شریک نہ کرو۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ مرنے کے بعد مردہ فرعون کی بستی میں جانے کے تصور ہی سے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے تمہیں خاص طور پر منع کیا تھا۔ کہ میرے بھکے میں کوئی پانی ڈال کر ہرگز نہ پیئے۔ اب میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

فرعون سانپ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھنے لگا۔ تو ناگ نے بے چینی سے کہا۔

"میرے دوست! صرف اتنا بتا دو کہ ہم اسے کہاں جا کر تلاش کریں؟"

فرعون سانپ نے پھنکار ماری اور کانپتی آواز میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس بستی کو کوئی راستہ نہیں جاتا؟"

یہ کہا اور تیزی سے پست کی طرف اڑا اور غائب ہو گیا۔ ان دونوں کی گفتگو پردے کے پیچھے بیٹھے تھیوسانگ اور ماریا نے بھی سن لی تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ پریشان ہو گئے۔ پہلے تو یہ امید بھی تھی کہ شاید کیٹی کا کچھ سراغ مل جائے مگر اب تو فرعون سانپ نے انہیں بالکل ہی ناامید کر دیا تھا۔ ناگ الگ مایوسی کے عالم میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ماریا بولی۔

"ہمیں فرعون سانپ کی باتوں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم کوشش کر کے کیٹی جہاں گئی ہے وہاں سے اسے واپس لا سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"لیکن ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلی گئی ہے۔"

ناگ کچھ سوچ کر بولا۔

"اب صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ ملک سوریہ میں ایک بہت پرانا اہرام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں کسی نیک دل مصری راہب کی ممی دفن ہے۔ مجھے اس کے تابوت پر جا کر چلنا

کرنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے۔ نیک دل مصری راہب کی روح ہماری کچھ راہنمائی کر سکے۔ اور ہمیں فرعونوں کی مردہ بستی کے بارے میں کچھ بتا سکے۔"

ماریا اور تھیوسانگ نے ایک زبان ہو کر کہا کہ پھر ہمیں فوراً ملک سوریہ کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے کیونکہ کیٹی کہیں بالکل ہی ہمارے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

چنانچہ وہ اسی وقت مکان کو چھوڑ شہر کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں ایک بادبانی بحری جہاز پر سامان لادا جا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ جہاز ملک روم کی طرف تجارت کا سامان لے کر جا رہا ہے۔ راستے میں عتیکا کی بندرگاہ پر بھی ٹھہرے گا۔ عتیکا کی بندرگاہ سے سوریہ کا شہر ایک دن کے فاصلے پر صحرا میں تھا۔ ناگ نے کہا۔

"ہمیں اسی جہاز پر سفر کرنا ہوگا۔"

اس بادبانی جہاز کو دو روز بعد سفر پر روانہ ہونا تھا۔ مجبور ہو کر وہ وہیں بندرگاہ پر ایک جگہ بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔ دو دن وہیں گزارے۔ تیسرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روز صبح کے وقت وہ جہاز پر دوسرے مسافروں کے ساتھ سوار ہوئے اور کچھ دیر بعد جہاز نے لنگر اٹھایا۔ بادبان کھولے اور سمندر میں اپنے نئے سفر پر روانہ ہو گیا۔

اب ہم کیٹی کی طرف چلتے ہیں اور یہ پتہ کرتے ہیں کہ فرحی ملے والا پانی پینے کے بعد اس پر کیا گزری کیلی فرحی ملے والا پانی پینے کے ساتھ ہی فرش پر دروازے کے پاس گر پڑی تھی۔ پہلے اس کی انگلیں نائب ہوئیں۔ اور پھر اس کے بازو اور پھر باقی دھڑ بھی غائب ہو گیا تھا۔ اس وقت وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اسے ایک چھت نظر آئی جس پر انسانی کھوپڑیاں اینٹوں کی طرح لگی ہوئی تھیں۔ فضا میں ہلکی دھیمی نیلی روشنی پھیلی تھی۔ اور عجیب قسم کے طوفان کی بو آ رہی تھی۔ ایسی بو مردوں کے بوتوں سے آیا کرتی ہے۔ کیٹی کو محسوس ہوا کہ وہ کسی ٹھنڈے فرش پر چت لیٹی تھی۔

اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم ثابت اور سالم ہے۔ اور وہ اٹھ سکتی ہے۔ دیکھ سکتی ہے۔ سوچ سکتی

ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہ ایک تابوت نما کمرے میں ہے۔ دیواروں پر بھی انسانی ڈھانچوں کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں لگی تھیں۔ کیٹی کے سرہانے کی طرف ایک سیاہ موم بتی جل رہی تھی۔ جس میں سے نیلے رنگ کی لو نکل کر دھیمی دھیمی روشنی دے رہی تھی۔ کمرہ تنگ تھا اور بالکل خالی پڑا تھا۔ کیٹی نے سب سے پہلے اپنے جسم کا جائزہ لیا وہ بالکل ٹھیک تھی۔ اس کا لباس بھی نہیں بدلا تھا۔ کمرے میں کسی جگہ کوئی دروازہ یا روشن دان تک نہیں تھا۔ کیٹی اٹھ کر دیوار کے پاس گئی۔ دیوار میں انسانی بازوؤں پنڈلیوں اور رانوں کی ہڈیاں ساتھ ساتھ چن کر لگائی گئی تھیں۔ کمرے کی چاروں دیواریں اسی طرح کی تھیں۔ چھت کے ساتھ لگی کھوپڑیوں کی آنکھوں کے سوراخ جو اپنے تاریک ڈیوں سے کیٹی کو گھور رہے تھے۔ اس نے تنگ آ کر زور سے آواز دی۔

"میں کہاں ہوں؟ یہاں کوئی ہے؟"

کیٹی کی آواز چھت کی کھوپڑیوں سے ٹکرائی تو جیسے ساری کی ساری کھوپڑیوں نے ان الفاظ کو بھاری اور ڈراؤنی آواز میں دہرایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں کہاں ہوں؟ یہاں کوئی ہے؟"

کیٹی سہم کر دیوار کے ایک طرف لگ گئی۔ اس کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔ اس قسم کے حالات سے کیٹی کبھی دوچار نہیں ہوئی تھی۔ اسے اتنا معلوم تھا کہ وہ فرعونوں کی مردہ بستی میں آ گئی ہے۔ مگر یہ بستی کہاں تھی؟ اس بستی سے کیسے فرار ہوا جا سکتا ہے؟ کیٹی کو ان سوالوں کے جواب چاہیں تھے۔ مگر اس وقت اسے اس قبر [illegible] کوٹھڑی سے نکلنے کی فکر تھی۔ اس نے ایک بار پھر چاروں دیواروں کا جائزہ لیا۔ وہ انسانی ہڈیوں کو ہاتھ لگا کر ٹٹولنے لگی۔ کہ شاید وہاں کوئی خفیہ کل ہو جس کے دبانے سے کوئی دیوار شق ہو جائے اور اسے باہر نکلنے کا راستہ مل جائے۔ مگر انسانی ہڈیوں کو اس طرح ساتھ ساتھ جوڑ کر لگایا گیا تھا۔ کہ ان کے درمیان ذرا سی بھی جگہ نہیں چھوڑی گئی تھی۔

اچانک کیٹی کو بند کمرے کی فضا میں ایک عجیب قسم کی تیز بو کا احساس ہوا۔ اس کی نگاہ اپنے آپ چھت کی طرف اٹھ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ چھت کے عین درمیان میں لگی انسانی کھوپڑی کے منہ میں سے دھوئیں کی ایک لکیر نکل کر کمرے میں پھیل رہی ہے۔ یہ تیز بو اس دھوئیں کی تھی۔

کیٹی غور سے دھوئیں کی لکیر کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا سر چکرانے لگا۔ اس کے پاؤں بھاری ہونا شروع ہو گئے۔ اس کی ٹانگیں کپکپانے لگیں۔ وہ فرش پر بیٹھ گئی۔ پھر اسے اتنی کمزوری محسوس ہوئی کہ فرش پر سیدھی لیٹ گئی۔ جس طرح کہ وہ پہلے لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں چھت پر انسانی کھوپڑی پر لگی تھیں۔ فضا میں ہلکا ہلکا دھواں بھر گیا تھا۔ اب کھوپڑی کے منہ میں سے دھواں نکلنا بند ہو گیا تھا۔

کیٹی کا جسم بے حس ہونے لگا تھا۔ اس نے ہاتھ پاؤں ہلانا چاہے۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ اس نے اونچی آواز میں چلانے کی کوشش کی۔ مگر آواز اس کے حلق میں سانس بن کر رہ گئی۔ کیٹی اگرچہ کبھی آسانی سے خوفزدہ نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اس بار اسے بھی دہشت کے مارے پسینہ آ گیا۔ ایک تو اس کے ذہن پر یہ خیال سوار تھا کہ وہ کسی انجانی مردہ بستی میں آ گئی ہے۔ دوسرے چھت کی کھوپڑیاں اسے اندھیری آنکھوں سے گھور رہی تھیں۔ اوپر سے یہ دھواں تھا جس نے اس کے جسم کو بے حس کر دیا تھا۔

سیاہ رنگ کی نیلی روشنی والی موم بتی اب اس کی بائیں جانب فرش پر لگی خاموشی سے جل رہی تھی۔ اس کی روشنی اتنی کم تھی کہ صرف اس کے اردگرد تک پڑ رہی تھی۔ کیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو قدموں کی چاپ سنائی دی۔ یہ چاپ دو تین انسانوں کی تھی اور لگتا تھا کہ یہ لوگ بہت آہستہ آہستہ چل کر آ رہے ہیں۔ کیٹی سوچنے لگی کہ اس قبر نما کوٹھڑی میں تو کوئی دروازہ نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ کدھر سے اندر داخل ہوں گے۔ وہ اپنی گردن اوپر نہیں اٹھا سکتی تھی۔ اس نے آنکھیں ذرا گھما کر اس طرف دیکھا جدھر سے اسے قدموں کی چاپ آتی محسوس ہو رہی تھی۔ دیوار میں ایک جگہ نیلی روشنی کا چھوٹا دائرہ پھر یہ دائرہ بڑا ہو کر ایک گول دروازے میں تبدیل ہو گیا۔

پھر اس گول دروازے میں سے ایک دوسری کے پیچھے تین عورتیں نمودار ہوئیں۔ ان عورتوں کے رنگ زرد تھے جسم پر سفید کفن ایسی ایک چادر اس طرح لپٹی تھی کہ ایک بازو شانے تک ننگا تھا۔ بال کھلے تھے۔ آنکھیں کسی مردہ لاش کی مانند ٹکٹکی باندھے سامنے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے پاؤں میں چھوٹے بندروں کی کھوپڑی پہن رکھی تھیں۔ جو چلتے وقت آواز پیدا کرتی تھیں۔ کیٹی نے اس قسم کی مخلوق پہلے کہیں نہیں دیکھی تھی۔ اسے خیال آیا کہ یقیناً یہ مردہ عورتیں ہوں گی کیونکہ وہ مردہ میں پہنچ چکی ہے۔

یہ عورتیں فرش پر چت لیٹی ہوئی کیٹی کے آس پاس کھڑی ہو گئیں۔ کیٹی کو ان کے سیاہ کفن میں سے ان مسالوں کی بو آ رہی تھی۔ جو قدیم مصر کے لوگ اپنے مردوں کے جسم پر لگایا کرتے تھے۔ کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ مردہ عورتیں اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والی ہیں۔ وہ کچھ بول بھی نہیں رہی تھیں۔ کچھ دیر وہ کیٹی کے پاس پتھر کے مجسموں کی طرح ساکت رہیں۔ پھر ان میں سے کیٹی کے سرہانے کی طرف آ گئی اور حلق سے ایسی آواز نکالی جیسے وہ کسی لاش کے پاس کھڑی ہولے ہولے بین کر رہی ہو۔ کیٹی کا دل لرز اٹھا۔ دوسری عورتوں نے آہستہ آہستہ اپنے چہروں پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں کے بعد انہوں نے دبی دبی آوازوں میں بین اور واویلا کرنا بند کر دیا۔ پھر ان میں سے ایک عورت نے جو لمبی تڑنگی تھی کیٹی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر یوں ڈال لیا کہ کیٹی کے دونوں بازو اس کی کمر پر لٹکنے لگے۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ وہ اپنے بازو اور ٹانگیں بالکل نہیں ہلا سکتی۔ یہ عورت آگے آگے تھی۔ دوسری دو عورتیں پیچھے پیچھے تھیں۔ وہ کیٹی کو لے کر ہڈیوں والی دیوار کے گول دروازے میں سے گزر گئیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری طرف پہلے تو نیل روشنی رہی پھر یہ روشنی اندھیرے
میں تبدیل ہو گئی اب کیٹی گھپ اندھیرے میں سے گزر
رہی تھی۔ یہ عورتیں بہت دھیمی چال سے چل رہی تھیں
ان کے پاؤں میں جو ہندروں کی کھوپڑیوں کی جو تیاں تھیں
وہ چلتے وقت ایسی آوازیں پیدا کرتیں۔ جیسے ہندر نکلیف سے
آہستہ آہستہ کراہ رہے ہوں۔

کیٹی اس وقت یہی کر سکتی تھی کہ اپنے آپ کو حالات
پر چھوڑ دے۔ اور یہ دیکھے کہ اس کے ساتھ یہاں کیا سلوک
کیا جانے والا ہے۔ یہ پراسرار آدھی مردہ آدھی زندہ
عورتیں جیسے ایک کالی اندھیری سرنگ میں سے گزر رہی
تھیں۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ بائیں جانب کی
سیڑھیاں اور دیوار میں بنے ہوئے ایک گول مگر سنگ در
میں سے جھک کر دوسری طرف آ گئیں۔ کیٹی کی آنکھیں فرش
پر تھیں۔ وہ اپنا سر اوپر نہیں اٹھا سکتی تھی، اس نے دیکھا
کہ فرش پر پتھر یا اینٹوں کی جگہ انسانی کھوپڑیاں لگی ہوئی
ہیں۔

یہاں بہت ہی دھیمی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور
میں مشک کافور کی بڑی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ عورت ایک
چبوترے کے پاس آ کر رک گئی۔ دو عورتیں اس کے دائیں

بائیں آ گئیں۔ چبوترے کے پیچھے طاق میں رکھی انسانی کھوپڑی
کی ٹوٹی ہوئی ناک میں سوم بتی جل رہی تھی۔ یہ سوم بتی بھی
سیاہ تھی اور اس کی روشنی کی لو نیلی تھی۔ چبوترے کے
سرہانے ایک طرف سیاہ کفن کی چادر تہہ کر کے رکھی تھی۔
کیٹی کو چبوترے پر لٹا کر عورتوں نے اس کے کپڑوں کی جگہ
اسے سیاہ کفن کی چادر اسی طرح پہنا دی جس طرح ان
عورتوں نے خود پہن رکھی تھی۔

ابھی تک ان عورتوں نے آپس میں ایک بات بھی نہیں
کی تھی۔ دو عورتیں لمبی عورت کے اشارے پر کونے میں
گئیں۔ وہاں لمبے اندھیرے میں کھڑی کا ایک مصری تابوت
دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے تابوت
اٹھا کر چبوترے پر رکھا۔ پھر کیٹی کو اٹھا کر اس چبوترے
میں لاش کی طرح رکھ دیا۔ اب پہلی دفعہ وہ لمبی عورت
بولی۔

"سارس! تابوت میں موت کی آگ بتی سلگا دو۔"

جس عورت کا نام سارس تھا وہ آگے بڑھی۔ سوم
بتی والے طاق میں سے ایک شعاری رنگ کی انسانی
انگلی کے برابر اگربتی اٹھا لائی۔ اسے سلگایا اور کیٹی
کے تابوت میں رکھ کر تابوت کو اوپر سے بند کر دیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی کو یہی عورت کی آواز سنائی دی۔

"کل یہ مر جائے گی۔ اس کی لاش کو دوبارہ زندہ کریں گے۔ تب اسے مردہ فرعون کے حضور پیش ہونا ہوگا۔"

یہ عورتیں ہزاروں برس پہلے کے ملک مصر کی زبان میں بول رہی تھیں۔ کیٹی کے ذہن میں حالات کی دھندلی تصویر کچھ کچھ صاف ہو رہی تھی۔ وہ زندہ حالت میں ان مردوں کی بستی میں آگئی تھی۔ اب یہ موت کی فرشتیاں اسے مار کر دوبارہ زندہ کرنے کا تجربہ کرنے والی تھیں۔ اس کے بعد اسے اس بستی کے فرعون کے حضور پیش کیا جانے والا تھا جو خود ایک مردہ انسان تھا اور موت کے بعد اس مردوں کی بستی میں آباد تھا۔ سوال یہ تھا کہ یہ بستی کس دنیا میں ہے؟ آیا یہ کسی ستارے کی بستی ہے یا دنیا ہی کے کسی جزیرے میں واقع ہے؟ یہ وہ سوال تھے جن کے جواب کیٹی کے پاس نہیں تھے۔

اگربتی میں سے موت کی زہریلی خوشبو اٹھنے لگی تھی۔ مگر کیٹی غلافی مخلوق تھی۔ اس کے جسم میں آکسیجن کی کمی یا کاربن ڈائی آکسائیڈ کی زیادتی اسے ہلاک نہیں کر سکتی تھی۔ صرف اگربتی کی زہریلی بو سے کیٹی کا جی خراب

ہو رہا تھا۔ ساری کی ساری موت کی اگربتی رات رات میں جل گئی۔ دوسرے روز کیٹی کو وہی قدموں کی آواز سنائی دی۔ یہ کھوپڑی کے چیونٹوں کی چاپ تھی جو آہستہ آہستہ تابوت کی طرف بڑھ رہی تھی۔

ان کے خیال میں کیٹی مر چکی تھی۔ مگر کیٹی زندہ تھی تینوں کھلے بالوں اور سیاہ کفن والی عورتیں کیٹی کے تابوت کے پاس آکر رک گئیں۔ بڑی عورت نے ساری سے کہا۔

"ساری! تابوت کا ڈھکنا اٹھاؤ۔"

کیٹی نے تابوت کے اندر آنکھیں بند کر لیں۔ ساری نے ڈھکنا اٹھا دیا۔ اندر کیٹی آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی بڑی عورت نے کہا۔

"یہ مر چکی ہے۔ ساری! اس کے بدن میں دوبارہ مردہ روح داخل کرو۔"

ساری نے کیٹی کے منہ کھول کر اپنے منہ سے اس کے حلق میں زور سے پھونک ماری۔ کیٹی کو ہچکی آگئی۔ اس کی آنکھیں اپنے آپ کھل گئیں۔ بڑی عورت بولی۔

"ساری! اس کے مردہ جسم میں مری ہوئی روح واپس آگئی ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر اس نے کیٹی کی آنکھوں میں کاجل لگایا۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ اس کے جسم کی توانائی واپس آگئی ہے اور وہ اپنے ہاتھ پاؤں ہلا سکتی ہے۔ مگر وہ اسی طرح سیدھی بے حس و حرکت لیٹی رہی۔ ان مردہ عورتوں کے حکم کی پابندی کرنے میں ہی بھلائی ہے۔ صرف اسی طرح کیٹی ان لوگوں کے راز اور اپنے فرار کا کوئی طریقہ معلوم کر سکتی تھی۔

ساردمی نے کیٹی کے چہرے پر کنول کے پھولوں کا پاؤڈر لگایا۔ بھنوؤں کو سیاہ روغن سے گاڑھا کیا اور اس کے ماتھے پر سانپ کا چھوٹا سا نشان بنانے کے بعد لمبی عورت سے کہا۔

"سوگھانی! تیرا مُردہ زندہ ہو گیا ہے؟"

لمبی عورت سوگھانی نے جھک کر کیٹی کو غور سے دیکھا کیٹی نے دو تین بار آنکھیں جھپکائیں مگر وہ جان بوجھ کر خاموش رہی اور کچھ نہ بولی۔ سوگھانی نے ساردمی کی طرف دیکھ کر کہا

"ساردمی! یہ فرعونوں کے زندہ شہر سے آئی تھی۔ تم نے اس کا نام نہیں بتایا؟"

ساردمی نے کیٹی کے ہاتھ کی ہتھیلی کو کھول کر اس کی ہتھیلی کی رگوں کو انگلی سے چھوا اور بولی۔

"سوگھانی! اس کے ہاتھ کی رگیں بتاتی ہیں کہ

اس کا نام قسیطانی ہے اور یہ مصر میں فرعونوں کے باغ والے محل میں رہتی تھی۔"

کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ یہ کس قسم کی باتیں کر رہی ہیں۔ مگر ساردمی نے اس کے نام سے بتا جلتا قسیطانی کا نام دہرا کر ضرور اسے حیران کر دیا تھا۔ سوگھانی نے کہا۔

"مردہ عورت سے خود پوچھ کر اس کا نام کیا ہے؟"

ساردمی نے کیٹی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور سوال کیا۔

"تمہارا نام کیا ہے اے مردہ عورت! جو پھر سے زندہ ہو گئی ہے؟"

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"قسیطانی"

ساردمی نے مسکرا کر سوگھانی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میرا حساب کبھی غلط نہیں ہوا۔ کتنی ہی مردہ عورتوں کی ہاتھ کی رگیں پڑھ کر نام بتا چکی ہوں۔"

سوگھانی بولی۔

"چلو اسے مردہ روحوں کے زندہ گھر میں لے جا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر رکھ دیں۔ آج فرعون کی موت کا دن ہے۔
وہ اپنی موت کی سالگرہ منا رہا ہے۔ اسے فرصت
نہیں ہوگی۔ اسے کل فرعون کے حضور پیش
کریں گے۔"

تینوں عورتوں نے سہارا دے کر کیٹی کو تابوت میں سے
باہر نکالا۔ اور کھڑا کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔ کیٹی
جان بوجھ کر ایسی ادا کاری کر رہی تھی جیسے اسے کھڑے
ہونے میں دقت پیش آ رہی ہے۔ بس عورت سوگھانی
بولی۔

"مرنے کے بعد تازہ تازہ زندہ ہوئی ہے
ابھی اس پر موت کا اثر ہے۔ اسے قدم
قدم چلاؤ۔"

انہوں نے کیٹی کو سہارا دے کر چلایا۔ کیٹی نے چند
ایک قدم لڑکھڑا کر اٹھائے پھر دھیمی رفتار کے ساتھ
آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر چلنے لگی۔ یہ عورتیں اسے تاریک
سرنگ میں سے گزار کر ایک لمبے ہال کمرے میں لے
آئیں۔ اس کمرے کی چھت میں بھی گھوڑچڑھیاں لگی تھیں۔
دیوار کے ساتھ کالے پتھر کی پرانے زمانے کی ایک کرسی
پڑی تھی۔ سامری نے کیٹی کو اس کرسی پر بٹھا دیا اور دھیمی

آواز میں کہا۔

"قسیطانی! یہاں بیٹھی رہو۔ یہ مردہ گھر ہے۔
نئے آنے والے مردوں کو یہاں انتظار کرنا
پڑتا ہے۔"

کیٹی نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ سوگھانی، سامری
اور ان کی تیسری ساتھی عورت وہاں سے چلی گئیں۔ ان
کے جانے کے بعد کیٹی نے پتھر کی کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہال
کمرے پر ایک نظر ڈالی۔ یہ کمرہ لمبائی کے رُخ پر تھا۔ اس
کی چوڑائی کم تھی۔ چھت سیاہ کالی تھی۔ ایک طرف
فاصلے پر چھوٹا سا محرابی دروازہ تھا جس میں سے نیلی روشنی
آ رہی تھی۔ کیٹی سوچنے لگی کہ اسے نہ جانے کب تک اس
جگہ پتھر بن کر بیٹھی رہنا ہوگا۔ یہ عورتیں تو اسے مردہ سمجھ
رہی ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ میں اصل میں زندہ
ہوں۔ مگر وہ وہاں سے اٹھ کر کوئی خوامخواہ کا خطرہ
مول نہیں لینا چاہتی تھی اور نہ ہی چاہتی تھی کہ کسی کو
اس کے زندہ عورت ہونے کا شک ہو۔ جب اسے وہاں
بیٹھے بیٹھے کافی دیر ہو گئی تو کمرے میں جس طرف محرابی
دروازہ تھا اس طرف ایک لمبا سایہ آگے بڑھا۔

کیٹی نے آہستہ سے گردن گھما کر اس طرف دیکھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا اوپر کا سانس اوپر ہی رہ گیا محرابی دروازے میں سے ایک مخی کی لاش آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ اس مخی کے سارے جسم پر پٹیاں لپٹی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ بھی زرد رنگ کی پرانی پٹیوں میں چھپا ہوا تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے۔ یہ مخی کیٹی کے بالکل سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ کیٹی نے سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

مخی نے اپنا ایک بازو اٹھایا۔ کیٹی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا کاندھے پر سے سیاہ کفن سرکایا اور پھر آہستہ سے آگے ہو کر اپنا منہ کیٹی کی گردن پر رکھ دیا۔ کیٹی کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اسے اپنی گردن میں ایک تیکھا دانت چبھتا ہوا محسوس ہوا۔ مگر مخی کے ہاتھ میں نہ جانے کون سا طلسم تھا کہ کیٹی کا سارا جسم برف کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ اور وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی تھی اسے محسوس ہوا کہ مخی اس کے جسم کا خون پی رہی ہے۔

پھر اچانک مخی نے اپنا چہرہ پیچھے ہٹا لیا۔ مخی کی آنکھوں کے سوراخ میں ایک نیلی چمک دوڑتی ہو کر بجھ گئی۔ شاید مخی اس بات پر حیران تھی کہ کیٹی کے جسم میں خلائی مخلوق کا خون گردش کر رہا تھا۔ جو عام انسانوں کے خون سے مختلف

ہوتا ہے۔ مخی کے حلق سے ایک غراہٹ کی آواز نکلی اور وہ جدھر سے آئی تھی ادھر کو چل دی۔ محرابی دروازے میں سے گزرتے وقت مخی نے گھوم کر کیٹی پر ایک نگاہ ڈالی اور پھر نیلی روشنی میں گم ہو گئی۔

کیٹی کو خیال آیا کہ کہیں اس مخی کو پتہ نہیں چل گیا کہ وہ انسان دنیا کی مخلوق نہیں ہے بلکہ خلائی سیارے کی رہنے والی ہے! مگر یہ پتہ بھی چل جاتا تو وہ اس کا کیا بگاڑ سکتے تھے۔ جس بات کی کیٹی کو ضرورت تھی وہ وہاں سے فرار ہونے کا کوئی ذریعہ تلاش کرنا تھا۔ لیکن جب تک کیٹی کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس آبادی میں ہے اور یہ آبادی دنیا کے کس کونے میں ہے وہ وہاں سے کیسے اور کہاں فرار ہو سکتی تھی؟

کیٹی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ رات کا وقت ہے کہ دن کا وقت ہے۔ ہال کمرے میں بس وہی محرابی دروازے کی طرف سے نیلی روشنی آ رہی تھی۔ کمرے میں گہری خاموشی چھائی تھی۔ مخی کو گئے نہ جانے کتنی دیر گزر گئی۔ شاید رات آدھی گزر چکی تھی کہ وہی تین مخی میں ایک اور عورت کو سہارا دے کر چلاتی وہاں لائیں اور اسے کیٹی کے پاس ہی دیوار کے ساتھ کھڑے کر دیا اور واپس چل گئیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے دیکھا کہ اس عورت نے بھی سیاہ کفن جسم پر لپیٹ رکھا تھا۔ اس کا رنگ بھی زرد تھا اور بال کھلے تھے آنکھوں میں سیاہ کاجل لگا تھا اور چہرے پر کفن کے پھولوں کا برادہ ملا ہوا تھا۔ یہ ایک نوجوان لڑکی معلوم ہوتی تھی۔ یہ لڑکی بالکل سامنے دیوار کی طرف تک رہی تھی۔ کیٹی نے اس کی طرف چہرہ گھمایا اور کہا۔

"تم کہاں سے آئی ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟"

اس لڑکی کے جسم میں حرکت میں آئے۔ اور دھیمی آواز میں بولی۔

"میرا نام گورانی ہے۔ میں دنیا میں فرعونوں کے خاندان کی آخری نشانی تھی۔ آج صبح میں مر گئی۔"

گورانی خاموش ہو گئی۔ کیٹی نے سوچا کہ اس لڑکی سے مزید بات کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔ کیٹی نے کہا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟"

مردہ لڑکی گورانی کے حلق سے حیرت کی آواز نکلی

"کیا تم نہیں جانتی ہو کہ مرنے کے بعد ہم فرعون کے خاندان کی لڑکیاں اور لڑکے بوڑھے اور بڑھیاں

کیٹی پہپ ہو گئی۔

جب باقی کی بات بھی گورانی تو تینوں عورتیں کھوپڑیوں کی پہلیں گھسیٹتی ایک بار پھر خودار ہوئیں اور قبیلانی اور گورانی کو ساتھ لے کر محرابی دروازے سے گزرنے کے بعد ایک بہت بڑا زینہ اترنے لگیں۔ کیٹی نے دیکھا کہ زینے کے نیچے ایک شاندار ہال تھا جو کسی بادشاہ کا دربار لگ رہا تھا۔ مگر اس کی چھت پر بھی انسانوں کی کھوپڑیاں لگی تھیں۔ ہال کمرے کے درمیان میں ایک تخت رکھا تھا جس پر سیاہ بلی کا بت پیچھے کی طرف کھڑا تھا۔ سامنے پتھر کی سیاہ کرسیوں پر میاں بیوی سامنے بیٹھی تھیں۔ بستوں کے ساتھ انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے ہاتھوں میں تلواریں پکڑے کھڑے تھے۔

تینوں عورتیں سیڑھیاں اتر کر رک گئیں۔ اب دو میاں ان کے پاس آئیں اور انہوں نے کیٹی اور گورانی کو دربار کی طرف چلنے کو کہا۔ کیٹی نے دیکھا کہ سامنے ہال پر ایک ہیبت ناک سکوت چھا رہا تھا۔ تخت خالی پڑا تھا۔ اس کے پیچھے بلی کا بت تھا اس کی زرد آنکھوں سے روشنی کی تیز شعاعیں نکل رہی تھیں۔ کیٹی اور گورانی کو آگے سامنے کرسیوں کے پاس سیاہ پتھر کی کرسیوں پر بٹھا دیا۔ پھر کسی جانب سے گھنٹے کے بجنے کی آواز آئی۔ اور تخت والی بلی کے منہ سے ایک بھیانک چیخ بلند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے پکڑ کر فرعون کے حضور پیش کر دیا۔ فرعون نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ پھر حکم دیا کہ گورانی کے گناہوں کا حساب پیش کیا جائے۔ اب کتاب والے کاہن کی باری تھی۔ اس نے کتاب کا ایک صفحہ کھولا اور اسے پڑھتے ہوئے بولا۔

"عظیم فرعون! گورانی کے گناہوں کی تعداد کافی لمبی ہے"

پھر اس نے ایک ایک کر کے گورانی کے گناہوں کی تفصیل بیان کر دی۔ گورانی خاموش کھڑی سنتی رہی۔ جب کتاب والا کاہن خاموش ہو گیا تو فرعون نے اپنی مردہ ملکہ کی طرف دیکھا۔ ملکہ نے آہستہ سے سر ہلایا۔ فرعون نے حکم دیا۔

"گورانی کو ایک سال کے لیے برف کے جہنم میں پھینک دیا جائے"

گورانی نے چیخ ماری اور رحم کی درخواست کی۔ فرعون نے ہاتھ اٹھا کر زور دار آواز میں کہا۔

"اسے لے جاؤ اور برف کے جہنم میں پھینک دو"

اسی لمحے کرسیوں پر بیٹھی حسینوں میں سے ایک مسی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھی۔ گورانی کو دبوچ کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور دوسرے دروازے کی طرف لے گئی۔ گورانی کی چیخوں کی آواز تھوڑی دیر گونجنے کے بعد خاموشی ہو گئی۔ کیٹی نے یہ سب کچھ دیکھا تو کھول

گئی کہ خدا جانے اس کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ اتنے میں فرعون نے کیٹی کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا۔

"یہ لڑکی ہمیں اپنے خاندان کی لڑکی نہیں لگتی۔ یہ یہاں کیسے آ گئی ہے؟"

کتاب والے کاہن نے کتاب کے ورق الٹے۔ پھر پڑھتے ہوئے بولا۔

"عظیم فرعون! اس کا نام فتیلانی ہے اس نے آپ کے مقدس سانپ کی توہین کرتے ہوئے اس کے مٹکے کے پانی کو پی لیا تھا یہ زندہ حالت میں ہماری دنیا میں آ گئی تھی۔ مگر ہم نے اسے موت کی گہری نیند سے ہلاک کر دیا اور اب یہ اپنے جسم کی مردہ لاش ہے"

فرعون نے حکم دیا۔

"اس کا حساب کتاب پیش کیا جائے"

کتاب والے کاہن نے ذرا صفحہ الٹا اور بولا۔

"عظیم فرعون! اس کے اعمال کا حساب کتاب تو بڑا لمبا ہے۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ یہاں کتاب میں جگہ جگہ اس کا نام کسی نے سازش کر کے مٹا دیا ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرعون کا چہرہ غصے سے اور زرد ہو گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو؟ یہ کس نے سازش کی تھی؟"

کتاب والا راہب سر جھکا کر بولا۔

"عظیم فرعون! یہ اسی لڑکی قسیطانی کی سازش ہو سکتی ہے۔ دوسرا کوئی یہ جرأت نہیں کر سکتا۔"

کیٹی کچھ نہیں سمجھ رہی تھی۔ کہ یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ کہاں کا حساب کتاب اور کہاں کی سازش۔ اس کے کون سے گناہ تھے جن کا حساب کتاب لیا جا رہا تھا۔

فرعون نے کتاب والے راہب کا یہ بیان سنا تو کیٹی کی طرف غضبناک آنکھوں سے گھور کر دیکھا اور حکم دیا۔

"اس مردہ عورت قسیطانی کے گناہوں کی سزا یہ ہے۔ کہ اسے قبریں کھودنے والوں کی بستی میں جلا وطن کر دیا جائے۔"

تخت کے پیچھے بلی کے ہیبتے کے حلق سے ایک تیز چیخ کی آواز نکلی۔ فرعون نے اپنا عصا فضا میں بلند کر دیا۔

"بلی کے دیوتا کا بھی حکم یہی ہے۔"

کیٹی گھبرا گئی کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اتنی دیر میں دو میاں کرسیوں سے اتر کر کیٹی کو اپنی مضبوط گرفت میں لے چکی تھیں۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ ان کے

ہاتھوں کے لمس کی وجہ سے اس کی طاقت بے حد کمزور پڑ گئی ہے۔ میاں کیٹی کو لے کر دوسرے دروازے کی طرف بڑھیں۔ اس دروازے کی دوسری طرف ایک خالی تابوت فرش پر پڑا تھا۔ تابوت کھلا تھا۔ کیٹی کو اس تابوت میں ڈال کر اس کے ہاتھ پیٹھ پر باندھ دیئے گئے۔

کیٹی ابھی تک اپنے اندر شدید کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ میموں نے تابوت کا ڈھکنا بند کر کے اس میں میخیں ٹھونک دیں۔ پھر اسے کاندھوں پر رکھا اور باندھ کر سرنگ ایک ویران وادی میں نکل آئی۔ جہاں ہر طرف گرے پڑے کھنڈر اور جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ ان جھاڑیوں کے بیچ میں جگہ جگہ قبریں بنی ہوئی تھیں جن کے اوپر کالی بلیوں کے بت رکھے ہوئے تھے۔ ایک جگہ دو گورکن آہستہ آہستہ قبر کھود رہے تھے۔ ان گورکنوں کے چہرے ساکت اور زرد تھے۔ ان کی سفید آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں۔ میموں نے تابوت قبر کے پاس جا کر رکھ دیا۔ ایک ممی نے اپنی مرغرائی آواز میں کہا۔

"یہ گناہ گار قسیطانی کی زندہ لاش ہے۔"

ایک گورکن نے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ممی کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا اور سر سے یوں اشارہ کیا۔ جیسے میں سمجھ گیا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ دونوں میاں بیوی وہاں سے واپس چل گئیں قبریں کھودنے والے پھر اپنے کام میں لگ گئے۔ وہ پھاوڑے سے قبر کے اندر سے مٹی نکال نکال کر باہر پھینک رہے تھے۔ کیٹی تابوت میں خاموش بالکل سیدھی لیٹی تھی۔ اس کے ہاتھ اس کے سینے پر بندھے تھے۔ جانے کیا بات تھی کہ وہ اپنے جسم کو پتھر کی طرح محسوس کر رہی تھی۔ وہ اپنے سینے پر [redacted] بھی نہیں اٹھا سکتی تھی۔

قبریں کھودنے والے جب قبر پوری طرح کھود لی۔ اور باہر نکل کر تابوت کو غور سے دیکھا۔ پھر اس کے نیچے رسی ڈالی اور اسے آہستہ آہستہ قبر کے گڑھے میں اتارنے لگے۔ جب تابوت قبر کی تہہ میں جا کر لگ گیا تو انہوں نے پھاوڑوں کی مدد سے تابوت پر مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ تابوت پر مٹی کے ڈھیلے گرے تو کیٹی کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس پر بھاری پتھر پھینک رہا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے تابوت کو کھول کر باہر نکلنے کا ارادہ کیا۔ مگر اس کے بازو اس کے سینے پر جمے رہے۔ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہ کی۔ کیٹی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ میں کس عذاب میں پھنس گئی ہوں۔ اس نے سوچا۔

قبریں کھودنے والے گورکنوں نے قبر کو مٹی سے بالکل بھر دیا۔ پھر اس کے اوپر کالی بجری کا ایک بت نصب کر دیا۔ ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ اور تازہ بنی ہوئی قبر کو دیکھنے لگے۔ ایک گورکن نے مردہ بوجھل آواز میں کہا۔

"یہ پچھلے زندہ عورت لگتی ہے؟"

دوسرے گورکن نے کہا۔

"یہ زندہ حالت میں مردوں کی اس بستی میں آئی تھی اسے یہاں آئے کے بعد مارا گیا ہے۔"

پہلا گورکن بولا۔

"یہ ابھی نہیں مری۔ یہ ابھی زندہ ہے۔"

دوسرا کہنے لگا۔

"اس بت کے اندر مر جائے گی۔ شاید فرعون نے اسے اسی لیے یہ سزا دی ہے۔ مرنے کے بعد یہاں روحیں آزاد لاشوں کا روپ دھار کر رہتی ہیں۔ مگر یہ بدنصیب عورت یہاں بھی ایک مردہ لاش بن کر اس تابوت میں بند رہے گی۔ سات راتوں کے بعد جب قبر سے نکلے گی تو اس مرگھٹ کا بھوت بن گئی ہو گی۔"

پہلا گورکن بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آؤ اب چلیں۔ ہمیں کچھ دوسری گناہ گار عورتوں کی قبروں میں بچھو ڈالنے ہیں"
دوسرے گورکن نے کہا۔
"اس عورت کو بچھوؤں کی سزا نہیں ملی۔ یہ خوش قسمت لاشش ہے"
یہ کہہ کر دونوں گورکن پھاوڑے کاندھوں پر رکھ کر ایک طرف آہستہ آہستہ چل پڑے۔ کیٹی تابوت میں لیٹی ہوئی تھی۔ تابوت میں گھپ اندھیرا تھا۔ آہستہ آہستہ کیٹی کے جسم کی طاقت واپس آنا شروع ہو گئی۔ مگر اس میں اتنی طاقت ابھی نہیں آئی تھی کہ وہ زور لگا کر تابوت توڑ کر قبر سے باہر نکل سکتی۔ کسی غیر محسوس طلسمی طاقت نے اسے تابوت میں ہی رہنے پر مجبور کر رہی تھی۔ یہ طلسم نہیں بلکہ آسیب تھا۔ جس طرح کہ بھوتوں اور بدروحوں کے پاس طلسم نہیں ہوتا۔ جادو نہیں ہوتا بلکہ آسیب ہوتا ہے۔ یہی آسیب دوسروں کو پتھر بنا دیتا ہے۔ اس آسیب کو دہشت بھی کہہ سکتے ہیں۔ چونکہ کیٹی ایک بہادر اور دوسرے سیارے کی رہنے والی لڑکی تھی۔ اس لیے ابھی تک زندہ تھی اور اس پر کسی آسیب کا اتنا اثر نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ مر جاتی۔ پھر بھی وہ ہر صورت میں تابوت سے باہر نکلنا چاہتی تھی۔

تاکہ اس مردوں کی بستی سے فرار ہونے کی کوئی راہ تلاش کر کے جنرل ماریا کے پاس پہنچ جائے۔ کیٹی کو جنرل تھیوسا لگ اور ماریا جیسے عذاب کے لوگ معلوم ہونے لگے تھے۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ ان سے بچھڑے ہزاروں برس بیت گئے تھے۔
کیٹی کو قبر کے اندر پڑے پڑے سات روز گزر گئے۔
آٹھویں روز دو عورتیں آئیں۔ انہوں نے کیٹی کی قبر کھودا کر تابوت میں سے نکالا اور غور سے دیکھا۔ کیٹی نے اپنی پلکوں کو جان بوجھ کر پتھرا لیا۔ جیسے وہ ساکت ہو گئی ہوں۔
دونوں عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر کیٹی کو اٹھا کر مردہ محل کے اندر کاہن موت کے سامنے لے گئے۔ مردہ محل سیاہ پتھروں کا بنا ہوا تھا جس کے اندر جگہ جگہ ستونوں کے ساتھ انسانی ڈھانچے چپ چاپ کھڑے تھے۔
طاق میں نیلی موم بتیاں دھیمی دھیمی روشنی دے رہی تھیں۔
کاہن موت نے سیاہ لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں کمرے کی مدھم نیلی روشنی میں الو کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔
عورتوں نے کیٹی کو کاہن موت کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا۔ کاہن موت پتھر کے تابوت پر سے اٹھ کر کیٹی کے پاس آیا۔ اسے ہاتھ لگا کر دیکھا۔ پھر اس کی پلکوں کو انگلی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اونچی کیا اور اپنے زرد دانت نکالتے ہوئے بولا۔

"میں کاہن موت فیصلہ دیتا ہوں کہ یہ لڑکی مر چکی ہے۔ یہ اس کا بھوت ہے۔ اسے بھوت محل میں پہنچا دیا جائے۔ وہاں یہ اپنی سزا کاٹے گی۔"

بھوت محل اس مردہ بستی کی ایک ویران پہاڑی پر واقع تھا۔ اس محل کو دیکھ کر یہی خیال آتا تھا کہ یہاں سوائے بھوتوں کے اور کوئی نہیں رہ سکتا۔ محل ایک طرف کو جھک گیا تھا۔ دیواروں کے پتھر اکھڑ گئے تھے۔ ایک الو مسلسل بول رہا تھا۔ بھوت محل کی لمبی ڈیوڑھی میں داخل ہوتے ہی کیٹی کو عورتوں اور مردوں کے عجیب ڈراؤنے قہقہے سنائی دیئے۔ کیٹی کو اس محل کی ڈیوڑھی میں چھوڑ کر مردہ فرعون کی میاں واپس چلی گئی تھیں۔

کیٹی کے ہوش کی توانائی واپس آگئی تھی۔ اس نے چاروں طرف ایک گہری نگاہ دوڑائی۔ ڈیوڑھی کے آگے ایک ٹوٹا ہوا دروازہ تھا۔ اس پر اندھیرا اور موت کا سناٹا چھایا تھا۔ کیٹی دروازے کی طرف بڑھی۔ دوسری طرف ایک لمبا برآمدہ تھا۔ برآمدے کی چھت کے ساتھ جالے لٹک رہے تھے۔ آگے سے اندھیری کوٹھڑیاں تھیں۔ کیٹی آہستہ آہستہ ان کوٹھڑیوں کے قریب سے گزری تو ایک کوٹھڑی سے کسی عورت

کی آواز آئی۔

"ساتویں کوٹھڑی تمہاری ہے۔"

کیٹی نے گردن پھیر کر دیکھا۔ کوٹھڑی کے کونے میں ایک سیاہ کمبل کی ڈھیری پڑی تھی۔ کیٹی نے آہستہ سے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

عورت کی دوبارہ آواز بلند ہوئی۔

"میرا نام نیکوما ہے۔ میں دس برس کی سزا کاٹ رہی ہوں۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے۔ کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں؟"

نیکوما خوفزدہ ہو گئی۔ سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارا نام شیطانی ہے۔ تمہیں سات برس کی سزا ہوئی ہے۔ ایسی بات کبھی نہ سوچنا۔ جو ایک بار یہاں آتا ہے اپنی سزا پوری کیے بغیر باہر نہیں جا سکتا۔"

کیٹی بولی۔

"بھوت محل کا دروازہ تو ٹوٹا ہوا ہے۔ کیا میں اس میں سے باہر نہیں جا سکتی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں" نیکوما نے کہا "جب تم اس بھوت محل میں داخل ہوئی تھیں۔ تو دروازے پر آسیب کا نظر نہ آنے والا پردہ گر پڑا تھا۔ ہم میں سے کوئی اگر باہر جانے کی کوشش کرے گا۔ تو غیبی پردے سے ٹکرا کر اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔"

کیٹی سخت مایوس ہو گئی۔ کم بخت یہ کس عذاب میں پھنس گئی تھی وہ۔ اس نے سوچا۔ پھر اس نے نیکوما سے پوچھا کہ بھوت محل میں کتنی عورتیں مرد رہتے ہیں۔ نیکوما نے بتایا کہ بھوت محل میں دس عورتیں اور سات مرد ہیں۔ جو اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں پڑے رہتے ہیں۔ یہ بہت کم ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں۔ کیٹی نے کچھ سوال کرنا چاہا تو نیکوما نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"شیطانی! تم پہلے ہی بہت باتیں کر چکی ہو۔ اس سے زیادہ بات کرنے کی ہمیں اجازت نہیں۔ جاؤ اپنی کوٹھڑی میں جا کر اپنی سزا کاٹنا شروع کرو۔"

کیٹی خاموشی سے چلتی ہوئی برآمدے کے آخر میں اپنی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس کوٹھڑی میں لکڑی کے ایک چھوٹے

تخت اور پانی کی ایک بالٹی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ طاق میں پہلے ہی سے نیلی موم بتی روشن تھی۔ کیٹی نے غور کیا تو اسے محسوس ہوا کہ یہ ایک عجیب پراسرار دنیا ہے۔ اس کو یقین تھا کہ یہ عورتیں اور مرد مردہ نہیں۔ بلکہ زندہ ہیں۔ اور یہاں کوئی خوفناک چکر چلایا گیا ہے۔ مگر اس بارے میں وہ کسی سے بات نہیں کر سکتی تھی۔ وہ چپ چاپ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر تخت پر بیٹھ گئی اور ناگ تھیو سانگ اور ماریا کے متعلق سوچنے لگی کہ وہ تو یہاں کبھی بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔

○

دوسری طرف ناگ ماریا اور تھیو سانگ بحری جہاز میں سفر کرتے ملیکا کی بندرگاہ پر پہنچ کر جہاز سے اتر گئے۔ یہاں سے شہر سوریہ تک انہیں پیدل صحرا میں سفر کرنا تھا۔ سوریہ شہر کے باہر ایک ویران مقام پر وہ قدیم مصری اہرام تھا۔ جس میں کیٹی مصری راہب کی لاش دفن تھی۔ ناگ کو یہاں چل کر کیٹی مصری راہب کی روح سے کیٹی کے بارے میں راہ نمائی حاصل کرنی تھی۔

آپ کو یاد ہوگا کہ شہر سوریہ وہی شہر تھا۔ جہاں راجہ شکالی کی حکومت تھی اور جہاں سورج کا بہت بڑا مندر تھا اور اسی مندر کے باہر کھائی کے پل کی دوسری جانب عبد کا بت لگا تھا۔ جس پر لوگ آتے جاتے مٹھیاں بھر بھر کر مٹی پھینکتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے ۔ یہ مندر شہر کے اندر تھا ۔ جبکہ نیک دل راہب کا اہرام شہر سے باہر ایک کوس کے فاصلے پر صحرا میں واقع تھا۔

ماریا تھیوسانگ اور ناگ کو کسی قافلے کے ساتھ شامل ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ پیدل ہی شہر سوریہ کی طرف چل پڑے یہ راستہ صحرا میں سے گزرتا تھا۔ ریت کے ٹیلوں کے درمیان ایک راستہ بنا ہوا تھا۔ قافلے اسی راستے پر سفر کرتے تھے۔

ناگ عقاب کا روپ دھار کر فضا میں بلند ہو کر آگے نکل گیا تاکہ راستے کا جائزہ لے۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ راستہ بے خطر اور صاف ہے۔ چنانچہ وہ دن بھر صحرا میں سفر کرتے رہے۔ ماریا کبھی ان کے سروں کے اوپر اڑنے لگتی۔ اور کبھی ان کے ساتھ ساتھ صحرا میں سفر کرتی۔ شام کے وقت انہیں دور سوریہ شہر کی فصیل کی روشنی دکھائی دی۔ ناگ اڑ کر گیا۔ اور اس نے شہر سے باہر نیک دل راہب کے اہرام کو پہچان لیا۔ وہ واپس آ گیا اور بولا۔

"وہ اہرام شہر سے باہر ہی ہے۔ میں اسے دیکھ آیا ہوں"

ناگ اپنے دوستوں کو لے کر اہرام کے پاس آ گیا۔ اس اہرام کو دیکھ کر ہی خوف آتا تھا۔ کالا سیاہ اونچا لمبا اہرام ایک بہت بڑے جھوٹ کی طرح صحرا کی شام کے اندھیرے میں غائب کھڑا جیسے ان کو گھور رہا تھا۔ ماریا نے اہرام کے گرد ایک چکر

لگایا اور کہا کہ اس اہرام کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

تھیوسانگ بولا۔

"کوئی خفیہ راستہ ضرور ہوگا"

ناگ اور تھیوسانگ نے بہت کوشش کی مگر اہرام کے اندر جانے کا کہیں کوئی راستہ نہیں تھا۔ آخر تھیوسانگ نے کہا۔

"میں اہرام کے کسی ذرا اکھڑے ہوئے پتھر کو چھوتا کرتا ہوں۔ یوں وہ پتھر ہم باہر نکال کر آسانی سے اس کے اندر داخل ہو سکیں گے"

اس کے لیے شرط تھی کہ اس پتھر اور اہرام کی دیوار میں تھوڑا فاصلہ ہو۔ تاکہ اس پتھر کے ساتھ ہی کہیں سارے کا سارا اہرام بھی چھوٹا نہ ہو جائے۔ کافی تلاش کے بعد تھیوسانگ کو ایک چوکور پتھر نظر آیا جس کی اوپر کی سطح اہرام کی دیوار سے تھوڑی سی الگ تھی۔ تھیوسانگ نے اسے خاص انگلی سے اپنے ارادے کے ساتھ چھوا تو وہ پتھر چھوٹی سی ٹائی کی طرح کا ہو گیا۔ اس ٹائی جتنے پتھر کو ناگ نے باہر نکال دیا۔ وہاں ایک چوکور سوراخ پیدا ہو گیا تھا۔ ماریا اور ناگ اندر جانے لگے تو تھیوسانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے پہلے مجھے اندر جا کر معلوم کرنا چاہیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ٹھیک دل راہب کی قبر کس جگہ پر ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اندر کوئی ایسا طلسم ہو تم دونوں پر اثر ہو جائے۔"

ماریا بولی۔

"تو کیا تم پر طلسم کا اثر نہیں ہوگا؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مجھ پر کم سے کم اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ میں بہرحال دوسرے سیارے کی مخلوق ہوں۔"

ناگ نے بھی تھیوسانگ کو منع کیا مگر تھیوسانگ انہیں تسلی دیتا اہرام کے چوکور سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔ ناگ اور ماریا باہر کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ تھیوسانگ چوکور سوراخ میں جھک کر اہرام کے اندر گیا۔ جونہی وہ اہرام میں داخل ہوا، اندر کہیں سے بھاری پتھر تیزی سے گرا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ دیوار کے شگاف میں آ کر چپک گیا۔ چوکور شگاف بند ہو گیا۔

ناگ اور ماریا گھبرا گئے۔ ناگ نے چلا کر کہا۔

"ماریا! جلدی سے اہرام میں گھس جاؤ۔ تھیوسانگ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔"

ماریا زمین سے اچھل اور تیزی سے ہوا کی لہر کی طرح اہرام

کی دیوار سے ٹکرائی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ پتھروں کے اندر داخل ہو جائے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس سے پہلے بھی ماریا نے ایک جگہ سے اپنے طور پر اہرام میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ اس بار بھی ناکام ہوئی تو پریشان ہو کر بولی

"ناگ! اہرام کی دیواریں مجھے اندر جانے سے روک رہی ہیں۔"

ناگ بھی پریشان ہو گیا۔

"ماریا! ہمیں ہر حالت میں اہرام میں داخل ہونا ہوگا۔ تھیوسانگ کو کس طلسم نے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔"

ماریا نے اہرام کے چاروں طرف گھوم پھر کر جگہ جگہ سے اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر وہ ہر بار ناکام رہتی۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں جگہ جگہ سے کسی درز کو ڈھونڈتا پھرا مگر اہرام میں کسی جگہ کوئی معمولی سی درز بھی تھی۔ پتھر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ ناگ انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے پوری طاقت سے تھیوسانگ کو آواز دی۔ مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ ماریا اور ناگ کو بے حد تشویش ہوئی۔ ناگ نے سر کو مایوسی سے جھٹک کر کہا۔

"میں نے اسے منع بھی کیا تھا کہ اندر مت جانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔"

ماریا بولی۔

"اب کیا کریں گے ناگ! تھیو سانگ پر نہ جانے اندر کیا بیت رہی ہوگی۔"

ناگ چپ چاپ ایک طرف ریت پر بیٹھ گیا۔ پھر اچانک کچھ سوچ کر بولا۔

"میرا خیال ہے مجھے یہاں کسی صحرائی سانپ سے پوچھنا چاہیئے کہ اہرام کے اندر کیا ہے؟ سانپ زمین کے اندر رہتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"تمہارا خیال بہت اچھا ہے۔ مگر مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس اہرام میں کسی نیک دل راہب کا مزار نہیں ہے۔ کیونکہ نیک دل لوگوں کی روحیں کسی کو یوں پریشان نہیں کیا کرتیں۔"

ناگ بولا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس اہرام میں ضرور کوئی پراسرار مخلوق رہتی ہوگی۔ بہرحال ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

ناگ غروب ہوتے سورج کی دھندلی سرمئی روشنی میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے صحرائی سانپ کو آواز دے کر کہا۔

"اگر تم کہیں آس پاس موجود ہو تو فوراً سامنے آؤ۔ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

تھوڑی ہی دیر میں ریت کے ایک چھوٹے سے ٹیلے کی طرف ایک سانپ پھن اٹھائے رینگتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ اس نے آتے ہی ناگ کی تعظیم کی اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! غلام حاضر ہے۔"

ناگ نے اس سے پوچھا کہ اس اہرام کے اندر کیا ہے۔

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! اس اہرام میں اس علاقے کا کوئی سانپ کبھی آج تک داخل نہیں ہو سکا۔ اس کے نیچے چاروں طرف آگ کے الاؤ جل رہے ہیں۔ کوئی سانپ ادھر کا رخ نہیں کرتا۔"

ماریا اور ناگ سانپ کے منہ سے یہ سن کر اور زیادہ پریشان ہو گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ تھیو سانگ کسی بہت بڑی مشکل میں گرفتار ہو چکا تھا۔ ناگ نے سانپ سے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ اس اہرام میں کسی نیک دل راہب کی قبر ہے۔ میں اسی کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔"

سانپ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا! ہم آج تک اپنے بڑے بوڑھوں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ اس اہرام میں ناگ کے آسیب رہتے ہیں۔ وہ آگ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور آگ ہی میں زندہ رہتے ہیں۔ اگر انہیں آگ سے باہر نکالا جائے تو وہ مر جاتے ہیں۔"

ناگ کی پریشانی اور بڑھ گئی۔ کیونکہ تھیو سانگ پر آگ اثر نہ کر سکتی تھی اور اس آگ میں اس کی انگلی بھی جھڑ سکتی تھی جس سے وہ مر سکتا تھا۔ ناگ نے سانپ کو واپس بھیج دیا اور ماریا سے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں سوریہ شہر چل کر اس سلسلے میں کسی پروہت پنڈت سے مدد لینی چاہیئے۔ ان کے پاس اس قسم کے طلسم جادو کے توڑ ہوتے ہیں۔"

ماریا بڑی اداس تھی کہنے لگی۔

"پہلے کیا ہم سے جدا ہونا۔ اب تھیو سانگ بھی جدا ہو گیا ہے۔ خنجر پہلے ہی غائب ہے۔"

پھر گہری آہ بھر کر بولی۔

"چلو شہر چل کر بھی کوشش کر دیکھتے ہیں۔"

وہ دونوں شہر کی طرف چل پڑے۔ اب رات ہو گئی تھی شہر کی دیوار پر کئی جگہوں پر مشعلیں روشن تھیں۔ شہر کا دروازہ کھلا تھا۔ کمیٹن میں کام کرنے والے دروازے میں سے گزر کر واپس

اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ ماریا اور ناگ بھی شہر میں آ گئے۔ شہر کے گلی کوچوں میں بھی جگہ جگہ دکانوں اور مکانوں کی ڈیوڑھیوں میں قمقمیں روشن تھیں۔ کچھ دکانیں بند تھیں۔ کچھ ابھی تک کھلی تھیں۔ ناگ عام انسانی شکل میں تھا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ خیبی حالت میں چل رہی تھی۔ ناگ کو کسی پروہت پنڈت کی تلاش تھی۔ اور یہ لوگ کسی چھوٹے موٹے مندر میں ہی مل سکتے تھے۔ ناگ کو ایک گلی کے کونے میں مندر کی چھوٹی سی عمارت دکھائی دی۔ اس کے دروازے سے باہر آگ روشن تھی۔ دو پجاری ہاتھ جوڑے بیٹھے آگ کی پوجا کر رہے تھے۔ یہ آگ کی پوجا کرنے والوں کا مندر تھا۔

ناگ مندر میں داخل ہو گیا۔ چھوٹا سا مندر تھا۔ جس کی کوٹھڑی میں ایک گھنڈے ہوئے سر والا پروہت پیالے میں آگ روشن کیے اس کے سامنے آنکھیں بند کیے بیٹھا اس کی پوجا کر رہا تھا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ قدیم زمانے میں لوگ جس آگ کے آگے سر جھکاتے تھے آج وہ ماڈرن زمانے کے انسان کی غلام بن چکی ہے اور آج کے زمانے کا انسان جب چاہے اسے جلا کر اس سے کھانا تیار کر سکتا ہے۔ سائنس جتنی جتنی ترقی کرتی جائے گی یہ پرانے توہمات اور جاہلانہ عقیدے ختم ہوتے جائیں گے۔ ہمارے دین اسلام نے اسی لیے آج سے چودہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سو سال پہلے انسان کو یہی تعلیم دی تھی کہ آگ، پانی، بجلی، پہاڑ، دریا اور پتھر کے بتوں کی پوجا غلط اور فضول ہے کیونکہ یہ انسان کے غلام ہیں۔ پرستش کے لائق صرف خدا کی ذات ہے جس کے قبضے میں کائنات کی ہر شے ہے۔ وہی عبادت اور تعریف کے لائق ہے۔

بہر حال ہم تو اسلام سے بھی پہلے کے زمانے کی بات کر رہے ہیں۔ جب ہر طرف جاہلیت کا دور تھا اور انسان آگ کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ناگ خاموشی سے پروہت کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ پروہت نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا

"تم اس شہر میں اجنبی لگتے ہو؟"

ناگ نے بڑے ادب سے کہا۔

"جی ہاں مہاراج۔ میں مسافر ہوں۔ ملک شام کا رہنے والا ہوں۔ اگنی پرست ہوں۔"

ناگ نے ایسا جان بوجھ کر کہا تھا تاکہ پروہت کو اس پر شک نہ ہو۔

پروہت مسکرایا کہنے لگا۔

"اگر تم چاہو تو اس مندر کی ایک کوٹھری میں رات بسر کر سکتے ہو۔ تمہیں کھانے کو روٹی اور گوشت بھی مل جائے گا۔"

ناگ نے کسی قدر بڑھاوی سے کہا۔

"مہاراج! آپ کا شکریہ مگر میں اس وقت آپ سے صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ اس شہر میں ایک اہرام ہوتا تھا۔ میں اس اہرام کی سیر کرنے آیا ہوں۔"

پروہت نے بڑے غور سے ناگ کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔

"میں تمہیں یہی کہوں گا کہ اس اہرام کا خیال دل سے نکال دو۔"

ناگ نے مصنوعی تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں مہاراج۔ اس اہرام میں ایسی کون سی بات ہے؟ میں نے تو سنا تھا کہ وہ تاریخی اہرام ہے۔"

پروہت اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ناگ کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا۔ اور اسے کوٹھری سے باہر لے آیا۔

"دیکھو میاں۔ تم ابھی نوجوان ہو۔ ابھی تمہیں بہت دیر تک زندہ رہنا چاہیے۔ اس لیے اہرام کی طرف مت جانا۔ اس اہرام کے نیچے آگ اور لاوے کے دہکتا کا گھر ہے۔ اس کے اندر ہر وقت لاوا کھولتا رہتا ہے۔ جو کوئی اس اہرام کے قریب جاتا ہے لاوے کا دیوتا اسے اپنے اندر کھینچ لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اہرام جب سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ ویران پڑا ہے۔ کوئی شخص

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کبھی اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔"

ماریا بھی ناگ کے قریب ہی کھڑی یہ گفتگو سن رہی تھی۔ ناگ کے ساتھ وہ بھی پریشان ہو گئی۔ اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو تھیو سانگ تو لاوے میں پگھل کر لاوا بن گیا ہوگا۔ ناگ نے پروہت سے اجازت لی اور مندر سے چلا آیا۔ کچھ دور جا کر ماریا نے کہا۔

"ناگ! کیا یہ پروہت سچ کہہ رہا تھا؟ یہ تو بڑی پریشانی کی بات ہے پھر۔"

ناگ بولا

"یہ محض توہمات ہیں۔ کوئی لاوے اور آگ کا دیوتا نہیں ہوتا۔" ماریا نے کہا۔

"لیکن ایسا تو ہو سکتا ہے کہ اہرام کے اندر آگ ہو۔" ناگ نے کہا۔

"اہرام کے سورماج پر کسی نے پتھر گرا کر اسے بند کیا تھا اس کا مطلب ہے کہ اندر کوئی انسان موجود تھا۔ مارا ہوا۔"

"پھر میں اس کے اندر کیوں نہیں جا سکتی؟ ضرور وہاں کسی نے طلسم ہی کیا ہوا ہے۔"

ناگ گلی سے باہر نکل کر بازار میں ایک چبوترے پر بیٹھ گیا جس کے پاس ہی کچھ پر ایک مشعل جل رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"مسافر بہت زیادہ پریشان معلوم ہوتا ہے۔ سانپ بھی اہرام کی طرف جاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ آگ کے بارے میں تو سانپ نے بھی کہا تھا۔"

ماریا شہر میں دور بادشاہ کے محل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس محل کے پاس ہی جھیل کے سمندر کا تکونی مینار ابھرا ہوا تھا۔ جس پر روشنی ہو رہی تھی۔ اس نے ناگ سے تعجب سے کہا۔

"دور کسی مندر کا تکونی مینار نظر آ رہا ہے۔ میرا خیال ہے وہاں چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اہرام کے بارے میں کچھ سراغ ملے۔"

ناگ نے اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ اگر کہیں سے کوئی ایسا آدمی مل جائے جو طلسم جانتا ہو۔ تو اس راز پر سے پردہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور تھیو سانگ کا بھی کھوج مل سکتا ہے۔ ماریا نے کہا۔ طلسم جاننے والا تو کسی مندر میں ہی ملے گا۔ مینار والا مندر سب سے بڑا معلوم ہوتا ہے۔ وہاں چلتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں کسی جادوگر سے ملاقات ہو جائے۔ ناگ اٹھا اور ماریا کی خوشبو کے ساتھ ساتھ شہر کے سب سے بڑے مندر کی طرف چل پڑا۔ یہ وہی مندر تھا جس کا پانی سے بھری ہوئی کھائی کے باہر عبرت کی شکل میں موجود تھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خونی راز

یہ طوفع دیوتا کا مندر تھا۔

وہی منحوس مندر جس پر انسانوں کی قربانی دی جاتی تھی۔

ٹاگ اور ماریا اندھیرے میں ایک میدان سے گزر کر اس جگہ پہنچے جہاں مندر کے کھلے ہوا دروازے کے آگے کھائی پر پل بنا ہوا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہاں مشعلوں کی روشنی میں ایک انسانی جسم نصب ہے جس پر مندر میں جاتے ہوئے لوگ زمین سے مٹی اٹھا کر پھینک رہے ہیں۔ جونہی وہ بت کے قریب پہنچے تو سکتے میں آ گئے۔ ماریا نے چیخ کر کہا۔

"ٹاگ یہ تو عنبر کا بت ہے!"

ٹاگ پہلے ہی اسے دیکھ چکا تھا۔ اور اس وقت بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کے بت کو تک رہا تھا۔ عنبر کا ایک ہاتھ اوپر کو اٹھا تھا بت پر جو کوئی آتا مٹی کا ایک مٹھ پھینک دیتا تھا۔ ٹاگ نے ماریا سے سرگوشی کی۔

"ماریا ہمیں موقع دینا"

پھر وہ بت کے قریب آ گیا۔ عنبر کے سائز کا بت تھا۔ بلکہ عنبر ہی تھا۔ ٹاگ نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کس کا بت ہے اور لوگ اس پر مٹی کیوں پھینک رہے ہیں اس شخص نے بتایا کہ یہ ایک جادوگر تھا جس نے ہمارے طوفع دیوتا کے بت کو پاش پاش کر دیا۔ ہم نے اپنے دیوتا کا بت دوبارہ بنا لیا ہے۔ اور اس جادوگر کو ہمارے دیوتا نے پتھر بنا ڈالا ہے۔ اب ہم اس پر مٹی پھینک کر اپنے دیوتا کو خوش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے دیوتا کا دشمن تھا

ساری بات ٹاگ اور ماریا کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ آدمی چلا گیا تو ٹاگ نے عنبر کے قریب جا کر کہا۔

"عنبر اگر تم میری آواز سن رہے ہو تو فکر مت کرو۔ میں آ گیا ہوں۔ ماریا بھی میرے ساتھ ہے۔ تمہارے ساتھی اور کیپٹن ہم سے جدا ہو کر کسی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ مگر ہم ان کے ساتھ تمہیں بھی مشکل سے نجات دلا دیں گے۔ کیا تم جواب دے سکتے ہو۔

ٹاگ اور ماریا نے مشعل کی روشنی میں عنبر کے بت کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فور سے دیکھا۔ عنبر سن ضرور رہا تھا مگر بول نہیں سکتا تھا۔
ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"ناگ! عنبر بھائی ضرور سن رہا ہے۔ مگر بول نہیں سکتا۔ اس پر بھی کس جادوگر نے جادو کر دیا ہے؟"

ناگ بولا۔

"اب ہمیں کسی ایسے جادوگر کی ضرورت ہے جو بہت تجربہ کار جادوگر ہو۔"

ناگ پل پر سے گزر کر مندر میں داخل ہو گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ تھی۔ وہ مندر کے صحن میں ایک ستون کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور یوں ظاہر کرنے لگا۔ جیسے طلوع دیوتا کی عبادت کر رہا ہو۔ حالانکہ وہ طلوع دیوتا کے بہت بڑے بت کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے عنبر کی یہ حالت ہوئی تھی۔ ماریا اس کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ اس نے ناگ کے کان میں کہا۔

"کسی پجاری سے بات کرنی چاہیئے۔ ان لوگوں کو جادوگروں کا پتہ ہونا چاہیئے۔"

اتنے میں ایک پجاری وہاں سے گزرا۔ ناگ نے اٹھ کر اس کی تعظیم کی اور کہا۔

"مہاراج! میری ماں پر کسی دشمن نے حملہ کر دیا ہے

وہ گھر پر تین روز سے بے ہوش پڑی ہے۔ ویدجی نے کہا ہے کہ اس کا علاج کوئی جادوگر ہی کر سکتا ہے۔ کیا یہاں کوئی ایسا آدمی ہے جو جادو جانتا ہو؟"

پجاری نے کہا۔

"بیٹا اس شہر میں صرف ایک ہی افریقی جادوگر ہے جو بادشاہ کا جادوگر ہے۔ وہی تیرے کام آ سکتا ہے۔"

ناگ نے پوچھا کہ افریقی جادوگر کہاں رہتا ہے۔ پجاری نے بتایا کہ شاہی افریقی جادوگر بادشاہ کے محل کے پیچھے ایک بارہ دری میں رہتا ہے۔ مگر وہ کسی سے نہیں ملتا۔ کسی کو اس کی بارہ دری میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ ناگ نے پجاری کا شکریہ ادا کیا اور مندر کی ڈیوڑھی کی طرف چلا۔ ماریا ساتھ ساتھ تھی۔ کہنے لگی۔

"کہیں اس کم بخت نے بارہ دری کے باہر خطرناک دائرہ نہ کھینچ رکھا ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"وہاں چل کر دیکھا جائے گا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔"

جب وہ شاہی محل کے پیچھے بارہ دری سے کچھ دور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی تھے تو ناگ نے ماریا سے کہا کہ افریقی جادوگر بڑا عیار جادوگر ہے۔ ہو سکتا ہے۔ اسے تمہاری موجودگی کا پتہ چل جائے۔ اس لیے تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں اس کے پاس جا کر بات کرتا ہوں۔ ماریا وہیں رک گئی۔ اس نے ناگ کو تاکید کی کہ اپنا خیال رکھے۔ ناگ بارہ دری کی طرف چلا۔ افریقی جادوگر کی شاندار کوٹھڑی بارہ دری کے درمیان میں بنی ہوئی تھی جس کی دیواروں پر چاندی کا پترا چڑھا ہوا تھا۔ افریقی جادوگر اپنی عالیشان کوٹھڑی کے باہر صندل کی چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔

ناگ کو قریب آتے دیکھ کر غضبناک آواز میں بولا۔

"کون ہو تم جو یوں منہ اٹھائے چلے آ رہے ہو؟"

ناگ سمجھ گیا کہ اسے میرے سانپ ہونے کے بارے میں علم نہیں ہو سکا۔ اس نے فوراً ہاتھ باندھے اور گردن جھکا کر بولا۔

"مہاراج! میں طوخ دیوتا کا پرستار ہوں۔ میں ملک شام سے طوخ دیوتا کی پوجا کرنے آیا ہوں جب مجھے معلوم ہوا کہ دیوتا کے ایک دشمن کو آپ نے پتھر کا بت بنا کر باہر کھڑا کر دیا ہے تو میں بے حد خوش ہوا۔ میں آپ کو مبارک باد دینے حاضر ہوا ہوں حضور!"

افریقی جادوگر خوش ہو کر بولا۔

"ہم دیوتا طوخ کے دشمنوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"لیکن مہاراج کہیں یہ دشمن پھر سے انسان تو نہیں بن جائے گا؟ حضور ہم اسے ہمیشہ پتھر کا بت ہی دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ اس پر خاک ڈالتے رہیں۔"

افریقی جادوگر نے بڑے فخر سے گردن بلند کی اور کہا۔

"طوخ دیوتا کے دشمن کا پھر سے انسانی شکل میں آنا ناممکن ہے۔"

ناگ بولا۔

"مہاراج! میں نے سنا ہے کہ ملک بابل کا ایک جادوگر اسے انسانی شکل میں لانے کے جتن کر رہا ہے۔"

افریقی جادوگر کو طیش آ گیا۔ غصے سے لرزتی آواز میں بولا۔

"اس کا باپ بھی طوخ کے دشمن کو پھر سے انسان نہیں بنا سکتا۔"

پھر مسکرا کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاں بیٹا یہ تو اسی صورت میں پھر سے انسان بن سکتا ہے کہ زمین کی گہرائیوں سے نکل کر خود ناگ دیوتا یہاں آئے اور اس بت کے گرد چکر لگا کر اس پر تین بار اپنی پھنکار چھوڑے ۔ اور یہ ناگ ہے۔"

ناگ کا دل خوشی سے اُچھل پڑا۔ یہ کام تو ناگ بڑی آسانی سے کر سکتا تھا۔ اس نے شاہی جادوگر کی تعظیم کی اور اس کے مندر سے باہر آگیا۔ ماریا کے دودھ سے ناگ کو آتے دیکھ کر لپک کر اس کے پاس پہنچی۔ ناگ نے اس کی تیز خوشبو محسوس کرتے ہی کہا۔

"ماریا! عنبر کو ہم ابھی زندہ کریں گے۔"

پھر ناگ نے ماریا کو بتایا کہ عنبر کے گرد چکر لگا کر اسے تین بار پھنکار مارنی ہوگی۔ وہ تیزی سے عنبر کے مجسمے کے پاس آگئے۔ اس وقت رات کا دوسرا پہر گزر رہا تھا اور عنبر کے مجسمے کے پاس کوئی آدمی نہیں تھا۔ ناگ نے چاروں طرف ایک نگاہ ڈالی جب اسے تسلی ہوگئی کہ کوئی اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ سانس کھینچ کر سانپ کی شکل میں آگیا اس نے تیزی سے عنبر کے بت کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر تین بار اس کے چہرے پر پھنکار ماری۔ ایک دم سے

عنبر میں جان پڑ گئی اور وہ چبوترے سے زندہ ہو کر نیچے آگیا اور ناگ سے گلے گلے کر ملا۔ پھر بولا۔

"دلپیاری بہن ماریا! مجھے تمہاری خوشبو آرہی ہے تم کیسی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"عنبر بھیا! خدا کا لاکھ [redacted] کہ تم اپنی اصلی حالت میں آگئے۔"

عنبر بولا۔

"یہاں سے کسی دوسری جگہ نکل چلو۔ لوگوں نے مجھے زندہ دیکھ لیا تو جادوگر کو علم ہو جائے گا۔ ممکن ہے وہ پھر کوئی جادو پھونک دے۔"

ناگ نے کہا۔

"اس جادوگر کی طبیعت میں صاف کر دوں گا۔ مگر پہلے ہمیں تھیوسا ناگ کو بچانا ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟" عنبر نے سوال کیا۔

ماریا اور ناگ نے تھیوسا ناگ اور کیٹی کے بارے میں اسے سب کچھ بتا دیا۔ عنبر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے کہا۔

"چلو۔ یہاں سے کسی دوسری جگہ چلو۔"

وہ رات کے اندھیرے میں وہاں سے تیز تیز قدم اٹھاتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہر کی دوسری طرف چلے گئے جہاں ایک پرانا باغ تھا۔ اس باغ میں ایک کنواں بھی تھا جس کے پاس ہی ایک گھنے درخت کے نیچے پتھر جوڑ کر بیٹھنے کے لیے ایک فرش بنا دیا گیا تھا جن اور ماریا یہاں بیٹھ کر تھیو سانگ کے بارے میں غور کرنے لگے۔

ادھر یہ غور کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف جب ایک سپاہی ڈیوڑھی سے نکل کر پل پار کر کے آیا تو یہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ طوخ کے دشمن کا بت غائب تھا۔ ایک دم وہاں شور مچ گیا۔ فوراً بادشاہ کو اطلاع مل گئی۔ اس نے شاہی جادوگر کو بلا کر جب بتایا کہ طوخ کے دشمن کا بت غائب ہو گیا ہے تو شاہی جادوگر کو فوراً ناگ کا خیال آ گیا۔ بادشاہ کہہ رہا تھا۔

"تم کیسے جادوگر ہو کہ دیوتا طوخ کا دشمن غائب ہو گیا۔ اور تمہیں خبر ہی نہیں؟ اسے جہاں بھی ہو فوراً واپس لاؤ۔ نہیں تو ہم پر طوخ دیوتا اپنا قہر نازل کر دے گا۔"

شاہی جادوگر نے ادب سے جھک کر کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں صبح ہونے سے پہلے پہلے طوخ کے دشمن کو پتھر کے بت کی شکل میں آپ

کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔"

بادشاہ بولا۔

"جلدی کرو۔ دیوتاؤں کے لیے جلدی کرو۔ اگر طوخ دیوتا کا قہر نازل ہوا تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکے گا۔"

شاہی جادوگر کے پاس جادو کے دو تین ٹوٹکے ہی تھے۔ جن کو وہ بار بار استعمال کیا کرتا تھا۔ جب بادشاہ نے اسے حکم دیا کہ منبر کو دوبارہ تلاش کر کے پتھر کا بت بنا دیا جائے تو وہ کچھ پریشان ہو گیا۔ اس کے پاس کوئی ایسا جادو نہیں تھا۔ جو اسے بتا سکتا کہ منبر زندہ ہونے کے بعد کہاں چلا گیا ہے۔ اس نے اپنے چار شاگردوں کو شہر میں دوڑا دیا۔ کہ جو بت سندر کے سامنے لگا تھا اس کی شکل کے آدمی کو ڈھونڈھیں۔ اور اسے پکڑ کر لے آئیں۔ اس شاہی جادوگر نے خود بھی ایک فقیر کا بھیس بدلا اور لمبی نقلی ڈاڑھی لگا کر شہر میں نکل آیا۔ وہ اس آدمی یعنی ناگ کی تلاش میں تھا جو اس سے منبر کے بارے میں پوچھ گچھ کر کے گیا تھا۔ شاہی جادوگر کو یقین تھا کہ وہ شخص دھوکے سے اس سے منبر کے طلسم کا توڑ پوچھ گیا تھا۔ اور اسی کی مدد سے ناگ دیوتا نے منبر کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ رات عنبر ناگ اور ماریا نے ـــــ شہر کے باغ میں ہی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ انہیں باغ میں آتے جاتے لوگوں کی زبانی پتہ چل گیا تھا کہ عنبر کے جیسے کے غائب ہونے کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں اور بادشاہ نے فوج کے دشمن کو پکڑنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ ناگ نے عنبر کو ہدایت کی کہ وہ اکیلا شہر میں جانے کی کوشش نہ کرے۔ عنبر بولا۔

"بھائی تم مجھے بزدل سمجھتے ہو؟ میں بھلا کسی سے ڈرتا تھوڑا ہوں؟"

ناگ اور ماریا نے اسے سمجھا دیا کہ یہ ڈرنے کی بات نہیں ہے بلکہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے نہ آئے۔ کیونکہ اگر ایک بار اس پر طلسم ہوا ہے تو دوسری بار بھی ہو سکتا ہے۔ عنبر جوش میں آکر بولا۔

"اس وقت میرا ارادہ کمزور تھا۔ اور مجھ پر شاہی جادوگر کا طلسم چل گیا۔ اب میں ذہنی طور پر بے حد مضبوط اور طاقتور ہو چکا ہوں۔ میرے دل میں پہلے سے زیادہ مضبوط ہے کہ مجھ پر کسی شاہی جادوگر کا طلسم نہیں چل سکے گا۔ میں کوئی بھیس بھی نہیں بدلوں گا۔"

عنبر ضد پر اڑ گیا ـــــ ماریا اور ناگ اسے مجبور نہیں کر

سکتے تھے۔ کیونکہ وہ ان کی ٹولی کا سب سے بڑا یعنی سنیئر ممبر تھا۔ ماریا نے کہا۔

"اچھا بھائی جان آپ بے شک بھیس نہ بدلیں۔ بس احتیاط ضرور کریں۔ کیونکہ شاہی جادوگر آپ کی تلاش میں ضرور نکلے گا۔"

پھر ماریا نے بات کا موضوع بدلا اور تھیو سانگ کے متعلق فکر مند لہجے میں کہنے لگی۔

"ہمیں اب پوری توجہ اس مسئلے کی طرف کرنی چاہیئے۔ جس نے ہمارے پیارے ساتھی تھیو سانگ کو نگل لیا ہے۔ میں شاہی جادوگر کی یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہوں کہ اس اہرام کے نیچے لاوے کا دیوتا بیٹھا ہے۔"

عنبر بولا

"ماریا! میں ایک بار لاوے کے دیوتا سے جنگ کر چکا ہوں۔ یاد ہے، منہ کھولتے ہوئے لاوے میں گر پڑا تھا۔ اگر تھیو سانگ میری مدد کر کے مجھے وہاں سے نہ نکالتا تو ابھی تک شاید لاوے کے اندر لاوا بن کر گھول رہا ہوتا۔ اگر اہرام میں طلسم کا اثر ہے تو ضرور کسی جادوگر کی کارستانی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانوں کا دشمن ہے اور اس نے اہرام میں ایسا طلسم
کر رکھا ہے کہ جو کوئی اس کے اندر جاتا ہے اسے طلسم
چیخ کر لاوے میں پھینک دیتا ہے اور شگاف پتھر
سے بند ہو جاتا ہے۔"
ناگ تشویش کے ساتھ بولا۔
"اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ تھیوسانگ اندر کھولتے ہوئے
لاوے میں پگھل گیا ہوگا۔"
عنبر کہنے لگا۔
"چونکہ تھیوسانگ بھی میری طرح مر نہیں سکتا۔ ہاں اگر
اس کی انگلی کاٹ دی جائے تو وہ زندہ نہیں بچے گا۔
اس لیے لاوے میں گرنے کے بعد وہ بھی پگھلے ہوئے
لاوے کا بت بن جائے گا مگر مرے گا نہیں۔"
ماریا بولی۔
"لیکن ہم اسے اس حال میں نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمیں
فوراً اسے وہاں سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"
ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔
"میرا خیال ہے تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں ایک بار پھر
اہرام کی طرف جاتا ہوں۔"
ماریا نے کہا۔

"عنبر کا یوں اس جگہ باغ میں بیٹھے رہنا مناسب نہیں
لگتا۔ بہتر ہے کہ میں اور عنبر شہر سے باہر شہر کی دیوار
کے نیچے ایک جگہ پرانی بارہ دری ہے۔ ہم دونوں اس
بارہ دری میں چلے جاتے ہیں۔ کیوں عنبر؟"
عنبر نے سر ہلا کر کہا۔
"جیسے تمہاری مرضی۔ ویسے میرا تو خیال تھا کہ میں بھی
ناگ کے ساتھ ہی چلوں۔"
ناگ نے کہا۔
"اس کی ضرورت نہیں عنبر بھیا۔ میں نہیں چاہتا کہ اب ہم
تینوں کسی مصیبت میں پھنس جائیں۔ تم دونوں بارہ دری
میں ہی ٹھہرو۔ میں اہرام کا ایک چکر لگا کر آتا ہوں۔"
ماریا اور عنبر کو شہر کی دیوار کے نیچے والی پرانی بارہ دری میں
---میں چھوڑ کر ناگ انسانی شکل میں اہرام کی طرف روانہ
ہوا۔ ابھی وہ تھوڑی دور گیا ہوگا کہ اسے سامنے ایک
لمبی ڈاڑھی والا فقیر آتا دکھائی دیا۔ یہ فقیر وہی افریقی شاہی
جادوگر تھا جس نے ناگ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ وہ قریب
آیا تو ناگ نے بھی اسے پہچان لیا کہ یہ شاہی جادوگر ہے مگر
فقیر کے بھیس میں ہے اور ناگ ہی کی تلاش میں نکلا ہوا ہے
شاہی جادوگر نے ناگ کو دیکھتے ہی بلند آواز میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بیٹا! دیوتا طرح تم پر مہربان ہو گیا ہے۔ اس نے تمہیں اپنے مندر میں خاص طور پر بلایا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔"
ناگ نے کہا۔

"تم چلو میں تھوڑی دیر میں پہنچ جاؤں گا"
شاہی جادوگر بھلا ناگ کو کب چھوڑنے والا تھا۔ فوراً بولا۔

"اگر تم میرے ساتھ نہ گئے تو میں تمہیں زبردستی ساتھ لے جاؤں گا۔"

ناگ کو معلوم تھا کہ اس شخص کے پاس ایسا جادو ہے کہ یہ اسے اپنے قبضے میں کر لے۔ چنانچہ ناگ نے ایک سیکنڈ کے اندر سانس کھینچا اور عقاب بن کر فضا میں تیزی سے بلند ہوا اور اہرام کی طرف پرواز کر گیا۔ شاہی جادوگر اسے حیرت سے تکتا رہ گیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا کہ وہ کوئی جادو بھی نہ کر سکا۔ اسے اب یقین آ گیا تھا کہ یہی شخص یعنی ناگ ہی طوخ کے دشمن عنبر کو رہا کروا کر لے گیا ہے۔ چنانچہ شاہی جادوگر نے ناگ کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا اور زمین پر جھک کر اس نے اپنے پاؤں سے لکڑی کی کھڑائیں اتار لیں۔ کھڑاؤں کے اترتے ہی شاہی جادوگر بھی ہوا میں اڑنے لگا۔ شاہی جادوگر جانتا تھا کہ ناگ اہرام کی طرف گیا ہو گا۔ اور اس نے عنبر کو بھی وہیں کہیں چھپا رکھا ہو گا۔

اس نے فضا میں بلند ہو کر دیکھا۔ آسمان میں دور سیاہ عقاب اڑا جا رہا تھا۔ شاہی جادوگر جان بوجھ کر پیچھے رہا۔ وہ چھپ کر ناگ کی حرکات کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔

ناگ اڑتے اڑتے سیدھا اہرام کے اوپر جا کر بیٹھ گیا۔ اسے اہرام کے اندر سے کسی قسم کی مقناطیسی کشش یا گرمی کا احساس نہ ہوا۔ وہ نیچے اتر گیا اور اس جگہ کو غور سے دیکھا جہاں دیوار میں شگاف پیدا ہوا تھا۔ اہرام کی دیوار کا پتھر دیوار کے ساتھ ہی جڑا ہوا تھا۔ ذرا سی بھی جگہ خالی نہیں تھی۔ ناگ نے سوچا کہ سانپ بن کر اہرام کے اندر جانے والا کوئی چھوٹا سا سوراخ تلاش کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کی اور اہرام کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ ابھی اس نے آدھا چکر پورا کیا تھا کہ ایک خشک جھاڑی کے اندر سے مٹیالے رنگ کا صحرائی سانپ تیزی سے نکل کر ناگ کی طرف آیا اور اپنا سر زمین پر رکھ کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کا آنا مبارک ہو۔ لیکن آپ کے پیچھے آپ کا ایک دشمن بھی چلا آ رہا ہے۔"
ناگ نے کہا۔

"وہ شاہی جادوگر ہے اور میرے خلاف ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔ وہ میرے بھائی عنبر کی تلاش میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے اور اسے شک ہے کہ میں عنبر کو رہا کرا کر لے گیا ہوں۔"

صحرائی سانپ بولا۔

"عظیم ناگ! اس شاہی جادوگر کے جادو کا توڑ میرے پاس ہے۔"

"وہ کیا توڑ ہے؟" ناگ نے پوچھا۔

صحرائی سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا یہ توڑ آپ کے اپنے پاس ہی ہے جس طرح آپ نے اپنے بھائی عنبر پر تین بار پھنکار کر اسے پتھر سے زندہ انسان بنا دیا تھا اسی طرح اگر آپ اس شاہی جادوگر پر تین بار پھنکار ماریں گے تو وہ پتھر کا بن جائے گا۔"

ناگ کو خوشی ہوئی کہ وہ اب اس شاہی جادوگر سے صرف پھنکار ہی حاصل نہیں کرے گا بلکہ اسے عنبر کو پتھر کا بت بنانے کی سزا بھی دے سکے گا۔ ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور وہ ایک طرف چھپ کر شاہی جادوگر کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ شاہی جادوگر ہوا میں اڑتا کھڑائیں بغل میں دبائے اہرام کے قریب آ کر نیچے اتر آیا اور ادھر ادھر گھوم پھر کر ناگ کو تلاش کرنے لگا۔ اس کے وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ ناگ سانپ

کی شکل میں وہاں موجود ہوگا۔ ناگ جھاڑیوں کے پیچھے شاہی جادوگر کو دیکھ رہا تھا۔

جونہی جادوگر چلتا جھاڑی کے قریب سے گزرنے لگا تو ناگ تیزی سے پھن اٹھائے اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے بجلی کی تیزی کے ساتھ منہ سے تین پھنکاریں نکال کر جادوگر کے چہرے پر پھینکیں۔ جادوگر ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ وہیں پتھر کا بت بن گیا۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کی اور جادوگر کے بت کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"تمہیں اپنے کئے کی سزا مل گئی ہے۔ تم نے عنبر کو پتھر کا بت بنایا تھا اب تم خود پتھر بن کر اس اہرام کے پاس رہو گے۔"

ناگ نے ایک بار پھر اہرام کے اندر جانے کا کوئی راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر جب ناکام رہا تو واپس عنبر اور ماریا کے پاس چلا گیا۔ ان کو پہلے تو یہ بتایا کہ اس نے شاہی جادوگر سے عنبر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اور اسے صحرا میں پتھر کا بت بنا کر نصب کر دیا ہے۔ اس پر عنبر خاص طور پر بہت خوش ہوا۔ دوسری خبر اس نے یہ بتائی کہ وہ اہرام کے اندر جانے کا کوئی راستہ تلاش نہیں کر سکا۔ [illegible] پھر عنبر ناگ ماریا سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ ایک عرصے کے بعد [illegible] ماریا اکٹھے ہوئے تھے۔ اس پر وہ خوش بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے مگر کبھی وہ تھیو سانگ سے الگ ہو جانے کا نہیں افسوس اور تشویش بھی بہت تھی۔ تھیو سانگ کی زندگی کی انہیں فکر پڑی تھی۔ کیونکہ احرام کے اندر لاوہ پگھل رہا تھا۔ جبر نے کہا۔

"خدائے واحد کی طرف سے مجھ پر ایک فرض بھی ہے کہ میں طوع کے منحوس بت کو ایک بار پھر گرا کر پاش پاش کروں گا۔ لیکن سب سے پہلے میں تھیو سانگ کو احرام کی قبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے وہ شدید تکلیف کی حالت میں ہو۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہمیں اس کی حیات کا کوئی راستہ نہیں مل رہا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم تینوں ایک جگہ اکٹھے چلے ہیں۔ ہم تینوں کے پاس الگ الگ غیر معمولی طاقتیں ہیں۔ مگر پتھر کے ایک احرام کے اندر نہیں جا سکتے اور اپنے ساتھی تھیو سانگ کو نکال کر باہر نہیں لا سکتے۔"

ناگ بولا۔

"پہلی بار ہمیں اپنی بے بسی کا احساس ہوا ہے۔ لیکن ہم شکست تسلیم نہیں کریں گے۔ تھیو سانگ کو احرام

کے اندر سے ضرور نکالیں گے چاہے اس کے لیے ہمیں کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔"

جبر کہنے لگا۔

"میں تو بس یہ پوچھتا ہوں کہ وہ کچھ ہی کیا ہے جو ہمیں کرنا چاہیئے؟"

ماریا نے فوراً بیچ بچاؤ کرتا ہوا کہا۔

"آپس میں بحث ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرے بھائیو۔ بہتر یہی ہے کہ اس وقت کچھ دیر آرام کر کے سوچتے ہیں۔ غور کرتے ہیں۔ بادل بھی آ رہے ہیں۔ پھر اکٹھے ہو کر کوئی فیصلہ کریں گے۔"

جبر نے آسمان کی طرف دیکھا۔ مشرق کی طرف سے کالے کالے بادل اُمڈے چلے آ رہے تھے۔

"لگتا ہے بارش کا طوفان آ رہا ہے۔" ناگ بولا۔

ماریا کہنے لگی۔

"اسی ویران بارہ دری میں بیٹھے رہتے ہیں۔ دن بھی ڈھل رہا ہے۔ رات اسی جگہ گزاریں گے۔ ہو سکتا ہے ہمیں کوئی نئی ترکیب سوجھ جائے۔"

بادل دیکھتے دیکھتے آسمان پر چھا گئے۔ اور تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ پھر بارش شروع ہو گئی۔ دن غروب ہو گیا۔ رات کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندھیرا چھا گیا۔ طوفانی ہوائیں اسی طرح چل رہی تھیں۔ بارش بھی موسلا دھار ہو رہی تھی۔ عنبر ناگ ماریا ویران بارہ دری کی اوٹ میں چھت کے نیچے بیٹھے تھے۔ شہر کی فصیل اور صحرا میں کالا سیاہ اندھیرا چھا رہا تھا۔ بجلی چمکی تو ماریا کو صحرا میں سے دو گھوڑ سوار دوڑتے آتے دکھائی دیئے۔ ماریا نے عنبر اور ناگ کو خبردار کیا۔

"دو گھوڑ سوار شاید ادھر ہی کو چلے آ رہے ہیں"

عنبر اور ناگ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ دو آدمی گھوڑے دوڑاتے چلے آ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے اپنے آگے گھوڑے پر کوئی بوری ڈال رکھی ہے۔ عنبر بولا۔

"وہ اسی طرف آ رہے ہیں۔ شاید بارش سے کچھ دیر بچنا چاہتے ہیں"

ناگ نے کہا۔

"ہمیں چھپ کر دیکھنا چاہیئے کہ یہ کون ہیں اور انہوں نے اپنے ساتھ یہ بوری کس چیز کی اٹھا رکھی ہے"

عنبر ناگ ماریا جلدی سے بارہ دری سے ہٹ کر شہر کی دیوار کے پاس ایک گھنی جھاڑی کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ عنبر ناگ ماریا تینوں میں اتنی طاقت تھی کہ گھپ اندھیرے

میں بھی انہیں چیزیں دکھائی دے جاتی تھیں۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ رات گھپ اندھیری تھی۔ دونوں گھوڑ سوار بارہ دری کے پاس آ کر گھوڑوں سے اتر آئے۔ انہوں نے بوری کو بھی گھوڑے سے اتار کر بارہ دری میں رکھ دیا اور خود بھی بارہ دری کی چھت کے نیچے بیٹھ گئے۔ ان کے لباس لمبے کرتے تھے اور سروں پر پگڑیاں لپیٹ رکھی تھیں۔ کمر کے ساتھ تلواریں بھی لٹک رہی تھیں۔ ماریا نے سرگوشی کی۔

"مجھے تو یہ ڈاکو لگتے ہیں"

عنبر نے آہستہ سے کہا "ہاں۔ بوری میں لوٹ کا مال رکھا ہوگا"

ناگ بڑے غور سے بارہ دری کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں انہیں گھوڑ سواروں کے باتیں کرنے کی آواز آئی۔ ایک گھوڑ سوار کہہ رہا تھا

"گلاش کو چھوٹے بچے چاہئیں۔ اب ہم جس لڑکے کو اٹھا کر اس کے پاس لے جا رہے ہیں۔ اس کی عمر چودہ سال سے کم نہیں ہے"

دوسرا بولا

"اگلی بار چھوٹا بچہ اس کے پاس لے جائیں گے مگر یاد رہے ان بچوں کا کتا کیا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلا بولا۔

"سنا ہے وہ دوسرے ملکوں میں لے جا کر انہیں بیچ دیتا ہے۔ مگر ہمیں اس سے کیا ہمیں تو وہ ایک بچے کے عوض سونے کے دو ہزار سکے دیتا ہے جو اتنے زیادہ ہیں کہ اب ہمیں کہیں ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے"

دوسرا ڈاکو ہنس پڑا۔ بولا۔

"بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ بس ایک لڑکا اٹھا کر بوری میں بند کیا اور اسے اٹھا کر گوکش کے حوالے کر دیا"

پہلا ڈاکو کہنے لگا۔

"یہ بارشی تو کہیں نظر نہیں آئی اور ابھی ہمیں پانچ کوس سفر کرنا ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں ڈیرے کی بجائے یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ لڑکا بھی بے ہوش ہے۔ کہیں اس کا سانس ہی نہ رک جائے"

"تو چلو۔ اٹھو پھر چلتے ہیں"

دونوں ڈاکو اٹھے اور بوری کو اٹھا کر گھوڑے پر رکھنے لگے۔ ہنرناگ ماریا نے یہ سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ آہستہ سے

کہنے لگا۔

"یہ تو کسی معصوم لڑکے کو اغوا کر کے لائے ہیں"

ناگ نے سرگوشی کی۔

"میں ابھی ان دونوں کو ہلاک کر دیتا ہوں"

ماریا نے سرگوشی میں کہا۔

"نہیں ناگ۔ ہمیں ان کے ٹھکانے کا پتہ چلانا چاہیے۔ اصل مجرم وہ گوکش نامی بڑا فروش ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں دوسرے بچے بھی قید میں پڑے ہوں"

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"میں ان کا پیچھا کرتی ہوں۔ تم اسی جگہ رہنا۔ میں ابھی گوکش کے ٹھکانے کا پتہ چلا کر آتی ہوں۔ پھر اس سے بھی نمٹ لیں گے"

اتنی دیر میں دونوں ڈاکو گھوڑ سوار گھوڑوں پر بیٹھ کر صحرا کی کالی بارشی رات میں شمال کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ ماریا نے ہنرناگ سے کہا

"میں جا رہی ہوں۔ تم اسی جگہ میرا انتظار کرنا"

ماریا اس کے ساتھ ہوا میں اچھلی اور تاریک فضا میں تیرتی ہوئی گھوڑ سواروں کے سروں پر جا پہنچی۔ دونوں گھوڑے صحرائی راستے پر سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ ماریا ان کے اوپر ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ ـــــ اڑی جا رہی تھی۔ گھوڑ سوار سوریہ شہر سے دور نکل گئے۔ شہر کی دیوار ریت کے اونچے ٹیلوں کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ ہلکی ہلکی بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ صحرا میں کافی دور آنے کے بعد ماریا کو دور ایک جگہ ہی سی روشنی نظر آئی۔ گھوڑ سوار اس روشنی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ماریا ان کے ساتھ تھی۔ یہ روشنی مشعل کی تھی جو صحرا میں کھجور کے درختوں کے ایک چھوٹے سے باغ میں بنی ہوئی حویلی کے دروازے پر جل رہی تھی۔

گھوڑ سوار باغ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے گھوڑوں کو ایک طرف باندھا۔ بوری کو اٹھا کر ایک ڈاکو نے کاندھے پر ڈالا اور حویلی کے پچھلے دروازے پر آ کر تین بار کنڈی کھٹکھٹائی۔ ایک سیاہ فام حبشی نے دروازہ کھولا۔ اور ڈاکو پہچاننے کے بعد بولا۔

"جس کمرے میں جایا کرتے ہو وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔ میں مالک کو اطلاع کرتا ہوں۔"

ڈاکوؤں نے مسکرا کر سر ہلائے اور بوری اٹھائے اندر داخل ہو گئے۔ ماریا بھی خاموشی سے ان کے ساتھ ہی حویلی میں داخل ہو گئی۔ آگے چھ سات سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانہ آ گیا جو کافی کھلا تھا اور جہاں فرش پر قالین بچھے تھے اور گاؤ تکیے لگے تھے۔ شمع روشن تھی۔ دونوں ڈاکوؤں نے بوری کو قالین پر ڈال کر اس کا منہ کھول دیا اور اندر سے تیرہ چودہ برس کے بے ہوش

لڑکے کو نکال کر قالین پر لٹا دیا۔

"یہ ابھی ہوش میں نہیں آیا۔" ایک ڈاکو بولا۔

دوسرے نے قالین پر آرام سے لیٹتے ہوئے کہا

"ابھی آ جائے گا ہوش میں۔"

ماریا ان کے پیچھے ایک طرف کھڑی لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔ لڑکا کسی غریب آدمی کا بیٹا لگتا تھا۔ اس کا لباس میلا کچیلا تھا مگر اس کی شکل بڑی پیاری تھی۔ سر کے بال بھی گھنگھریالے تھے۔ ڈاکو نے بے ہوش لڑکے کے گھنگھریالے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور بولا۔

"بس گولاش کہتا ہے کہ مجھے تو گھنگھریالے بالوں والے صحت مند بچے چاہئیں۔"

دوسرا ڈاکو جو قالین پر لیٹا ہوا تھا بولا۔

"بھئی وہ آگے جہاں ان بچوں کو فروخت کرتا ہے وہاں گھنگھریالے بالوں والے بچوں کی مانگ زیادہ ہوگی۔"

پہلا ڈاکو قالین پر نیم دراز ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"بھئی ہمیں اس سے کیا۔ گھنگھریالے بال ہوں یا بال بالکل نہ ہوں۔ ہمیں تو سونے کے سکوں سے غرض ہے۔"

اتنے میں پردہ ہٹا اور ایک چھوٹے قد کا پہلوان قسم کا آدمی جس نے لمبا جبہ پہن رکھا تھا۔ بڑی بڑی مونچھوں پر ہاتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھیرتا اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر دونوں ڈاکو اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ایک ڈاکو قالین پر سے ہوش پڑے لڑکے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"گولاش! یہ دیکھو تمہارے لیے گھنگھریالے بالوں والا لڑکا چن کر لائے ہیں۔ اس بار"

"مگر تم بڑے لڑکے کیوں لائے ہو؟ میں نے تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ مجھے پانچ پانچ چھ چھ سال کے بچے چاہئیں۔ اگر تم پھر بڑا لڑکا لائے تو میں ایک سکہ بھی نہیں دوں گا۔ آئندہ میرے لیے چھ سال کی عمر کے بچے اغوا کر کے لاؤ۔ اور ہاں ان کے بال ضرور گھنگھریالے ہونے چاہئیں۔"

دونوں ڈاکوؤں نے ایک ساتھ کہا۔

"ایسا ہی ہوگا گولاش۔"

گولاش کے نالی بجانے پر دو حبشی غلام پردے کے پیچھے سے نمودار ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں چمڑے کی تھیلی تھی۔ گولاش نے وہ تھیلی لے کر ڈاکوؤں کی طرف اچھالی اور کہا۔

"اس میں تمہارا دونوں کا حصہ موجود ہے۔ اب غلاموں کے ساتھ حویلی میں سے نکل جاؤ۔ اور خبردار دن کے وقت کبھی ادھر کا رخ مت کرنا۔"

"ہم جانتے ہیں گولاش — تم بے فکر رہو۔"

یہ کہہ کر دونوں ڈاکو جدھر سے آئے تھے ادھر ہی سے تہہ خانے سے باہر نکل گئے۔ ماریا تہہ خانے میں ایک طرف کھڑی سب کچھ سن رہی تھی۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ ان دونوں ڈاکوؤں کو ختم کر دے تاکہ یہ پھر کسی بچے کو اغوا کر کے یہاں نہ لا سکیں۔ پھر اسے خیال آیا کہ ان ڈاکوؤں کی بجائے خود گولاش کو ختم کر دینا چاہیے۔ یہ نہیں رہے گا تو ڈاکو کون کہیں بچے اغوا کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی مگر ماریا پہلے یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ گولاش کے پاس اور کتنے معصوم بچے ہیں اور وہ اس نے کہاں رکھے ہوئے ہیں اس لیے وہ تہہ خانے میں ہی کھڑی رہی۔

گولاش نے ڈاکوؤں کے جانے کے بعد حبشی غلاموں سے کہا۔

"اس بے ہوش بچے کو لے جا کر دوسرے کمرے میں ڈال دو۔"

حبشی غلاموں نے بے ہوش لڑکے کو اٹھایا اور دوسرے کمرے کی طرف لے گئے۔ گولاش پردہ اٹھا کر دوسری طرف چلا گیا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے گئی کیا دیکھتی ہے کہ ادھر ایک نہایت شاندار سجا ہوا کمرہ ہے۔ قالین بچھا ہے، دیواروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر ریشمی پردے پڑے ہیں۔ پلنگ کے سرہانے صندل کی تپائی پر ایک شمع روشن تھی۔ اس کے پاس ہی زمرد کا ایک خوب صورت مجسمہ فرش پر کھڑا تھا۔ یہ مجسمہ زمرد کا لگتا تھا اور شمع کی روشنی میں ستارے کی طرح چمک رہا تھا۔ ماریا نے ایسا خوبصورت مجسمہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ گولاش نے کونے میں لٹکی ہوئی ایک ریشمی دوڑی کو کھینچا۔ کسی دوسرے کمرے میں گھنٹی بجی ہو گی۔ تھوڑی دیر میں پردہ اٹھا اور ایک خوب صورت کنیز اندر داخل ہوئی۔ اس نے جھک کر تعظیم کی اور خاموش کھڑی ہو گئی۔ گولاش نے کہا۔

"کیا وہ لوگ آ گئے ہیں؟"

کنیز نے کہا۔

"جی ہاں مالک۔ وہ ابھی ابھی آئے ہیں۔"

گولاش نے ایک پل کے لیے کچھ سوچا۔ پھر کنیز کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں کہو کہ ساتھ والے کمرے میں ان کا مال پڑا ہے اسے اٹھا کر لے جائیں۔"

کنیز سر جھکا کر واپس چلی گئی۔ ماریا نے تھوڑی کر دی۔ وہ گولاش کی نقل و حرکت نوٹ کرتی رہی کہ دیکھیں اس کے بعد وہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ جب وہ دوسرے کمرے میں داخل

ہوئی تو بے ہوش لڑکا وہاں نہیں تھا۔ پُراسرار آدمی اسے اٹھا کر کہیں لے جا چکے تھے۔ ماریا سخت پریشان ہو گئی۔ وہ اس معصوم بچے کو کسی دوسرے ملک لے جا کر فروخت ہونے سے بچانا چاہتی تھی۔ ماریا گولاش سے نہیں پوچھ سکتی تھی۔ کیونکہ اس طرح وہ باقی اغوا کیے ہوئے بچوں کا پتہ نہیں چلا سکتی تھی۔

اس وقت گھر کی کنیز ہی ایسی لڑکی تھی جو ماریا کو بتا سکتی تھی کہ پُراسرار آدمی بے ہوش بچے کو لے کر کہاں گئے ہیں۔ کیونکہ ماریا نے حویلی سے باہر آ کر بھی ادھر ادھر دیکھا تھا۔ اسے کوئی گھوڑ سوار نظر نہیں آیا تھا۔ اسے شک ہوا کہ ضرور اس حویلی کے اندر کوئی خفیہ راستہ ہے جس کے ذریعے پُراسرار آدمی بے ہوش لڑکے کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ماریا سیدھی حویلی میں اس کمرے میں آ گئی۔ یہاں کنیز اپنے پلنگ پر چادر اوڑھے لیٹی تھی۔ اس کے سرہانے کی جانب ایک گھنٹی لٹک رہی تھی۔ یہی وہ گھنٹی تھی جس کو بجا کر اس کا مالک گولاش اسے بلاتا تھا۔

ماریا سوچنے لگی اسی طرح اچانک کنیز سے بات کی تو وہ ڈر جائے گی۔ کوئی ایسی ترکیب نکالنی چاہیے کہ کنیز ڈرے بھی نہ اور ماریا کو گولاش بردہ فروش کا سارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راز بتا دے کہ وہ بچوں کو کس خفیہ جگہ پر رکھتا ہے اور نئے شکار کو اس نے کہاں روانہ کیا ہے۔ ماریا کمرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ مایوس ہو چکی تھی کہ اچانک ایک سانپ اس کی مدد کو وہاں پہنچ گیا۔ اس سانپ نے ماریا کو دیکھا تو نہیں تھا مگر اس میں سے اٹھتی ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی بو ضرور محسوس کر لی تھی۔ مگر جب اسے ناگ دیوتا بھی وہاں دکھائی نہ دیا تو وہ اپنے بل میں سے نکل کر پلنگ پر لیٹی کنیز کی طرف بڑھا۔

یہ سانپ کنیز کو ڈسنے آیا تھا وہ کنیز کے پلنگ پر چڑھ گیا اور اس کے منہ سے پھنکار نکل گئی۔ کنیز نے آنکھیں کھول دیں۔ اس سے پہلے کہ سانپ کنیز کو ڈستا ماریا نے اسے پکڑ کر دیوار کے ساتھ دے مارا۔ وہ چاہتی تھی کہ کنیز سانپ کو اچھل کر دیوار سے ٹکراتے دیکھ لے۔ کیونکہ اگر وہ سانپ کو اپنے ہاتھ میں اٹھا لیتی تو وہ فوراً غائب ہو جاتا۔

کنیز کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ ماریا نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں بہن۔ میں نے سانپ کو بھگا دیا ہے۔"

اب سانپ کو بھی احساس ہو گیا کہ ناگ دیوتا کی بہن وہاں موجود ہے۔ اس نے اپنی زبان میں معافی مانگتے ہوئے کہا۔

"ناگ دیوتا کی بہن! مجھے معاف کر دینا۔ مجھ سے غلطی

ہو گئی۔"

ماریا نے کہا۔

"یہاں سے نکل جا اور خبردار اگر پھر کبھی اس کنیز کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میں تمہیں وہیں جلا کر بھسم کر ڈالوں گی۔"

سانپ بولا۔

"میں جا رہا ہوں۔ پھر کبھی نہیں آؤں گا۔"

کنیز پہلے سانپ کی وجہ سے سہمی بیٹھی تھی اب ایک عورت کی غیبی آواز سنی تو ڈر کے مارے تھر تھر کانپنے لگی۔ سانپ وہاں سے رفوچکر ہو گیا تھا۔ ماریا نے جلدی سے کنیز کو تسلی دی اور کہا۔

"مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں بہن میں کوئی جن بھوت نہیں ہوں۔ میں تمہاری طرح کی زندہ لڑکی ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میں غائب ہوں اور تم نظر آتی ہو۔ اس وقت میں تمہارے پاس ایک ضروری کام سے آئی تھی کہ یہ سانپ یہاں آ گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری جان بچ گئی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اب تم مجھ سے ڈرو گی تو نہیں؟"

کنیز ابھی تک سہمی ہوئی تھی مگر ماریا کی ان باتوں سے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا خوف کچھ کم ہو گیا۔

ماریا نے کہا۔

"مجھ پر کسی نے جادو کر دیا تھا جس کے بعد میں خاتمہ ہو گئی۔ اب میں تو سب کچھ دیکھتی ہوں مگر کوئی مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تمہارا مالک بچوں کو اغوا کر کے کہاں فروخت کرتا ہے۔ کیونکہ میں ایک فرشتہ ماں ہے بن کر آئی ہوں میں کسی بچے کو تو۔ ہے مالک گردش کے آدمی اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ کیا تم دکھی ماں کی مدد نہیں کرو گی؟"

کنیز آہستہ سے اٹھی اور ہوا میں تیرتے ہوئے بولی۔

"پہلے میں تمہیں کوئی پڑھیل نہیں سمجھی تھی مگر ایک تو تم نے سانپ سے میری جان بچائی ہے ایک پڑھیل نہیں کر سکتی۔ پھر تم نے ایسی باتیں کی ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم بھی میری طرح انسان ہو۔ لیکن کاش میں تمہیں ان بچوں کا پتا بتا سکتی جن کو میرا مالک سونے کے سکے دے کر خریدتا ہے۔"

ماریا سکے کنیز کے قریب جا کر کہا۔

"اگر تم ایک بار تمہیں اور کوئی اشارہ مجھ کے بتا سکے کہ وہ کہاں ہے تو میں اسے دوسرے ملک

میں جا کر فروخت کر دیتا تو تمہارا کیا حال ہوتا؟ ذرا سوچو۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ۔ تمہارا کیا حال ہوتا؟ تم اگر مجھے بتا دو گی تو کئی ماؤں کے گھر برباد ہونے سے بچ جائیں گے۔"

کنیز نے تڑپ کر کہا۔

"آہستہ بولو میری بہن! میں مجبور ہوں اگر میں نے تمہیں کچھ بتا دیا تو دیوتاؤں کا مجھ پر عذاب نازل ہوگا۔"

ماریا نے کہا۔

"کوئی نیک کام کرنے سے کبھی کسی دیوتا کا عذاب نازل نہیں ہوتا۔"

کنیز بولی۔

"نہیں نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی تم یہاں سے چلی جاؤ۔"

اب ماریا کو بھی غصہ آ گیا۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم مجھے معصوم بچوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی تو پھر میں اس سانپ کو تمہاری طرف آنے کا حکم دے دوں گی۔ وہ اس وقت آئے گا جب تم سو رہی ہو گی۔ اور بڑے آرام سے تمہیں ڈس کر ہمیشہ کی نیند سلا دے گا۔"

کنیز نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دیوتاؤں کے لیے ایسا نہ کرنا۔ مجھے سانپ سے نہ ڈسوانا"
ماریا نے کہا۔
"تم دیکھ چکی ہو کہ سانپ میرا حکم مانتا ہے۔ اب جلدی سے بتاؤ کہ تمہارا مالک بچوں کو اغوا کر کے کہاں لے جاتا ہے"
کینز گہرا سانس کھینچ کر اٹھی۔ اور بولی۔
"تمہارا نام کیا ہے نیبی بہن؟"
ماریا۔ میرا نام ہے" ماریا نے کہا۔
کینز نے کہا۔
"تو سنو! میرا مالک بچوں کو اغوا کر کے فروخت نہیں کرتا"
"تو پھر کیا کرتا ہے؟" ماریا نے بے اختیار پوچھا۔
کینز بولی۔
"وہ ــــ وہ ــــ انہیں ــــ"
کینز ایک دم سے چپ ہو گئی۔ نہیں نہیں میں میں بتا سکتی یہ بڑا خطرناک راز ہے۔ میں نہیں بتا سکتی"
ماریا غصے کی حالت میں کینز کی طرف دیکھنے لگی۔ جب اس نے کینز کو زیادہ ڈرایا اور دھمکایا تو وہ بولی۔
"تو سنو۔ میں اس خونی راز سے پردہ اٹھاتی ہوں"

یہ خطرناک خونی راز کیا تھا؟
یہ آپ اگلی قسط نمبر ۱۲ سرکٹا ناگ میں پڑھیے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ مارپیچ اور کیتی خلا میں

سرکٹا بھوت
اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت : ۵۰/- روپے

طبع سوم ۔۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- طوفانی رات کے ڈاکو
- زمرد کے مُردہ بچے
- گہرا سناٹا ۔ رونے کی آواز
- مقدس پُر اسرار ہار
- سرکٹا ناگ

طوفانی رات کے ڈاکو

ماریا پوری توجہ سے سننے لگی۔
ماریا کو ابھی تک معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ کنیز اسے کتنا گھناؤنا راز بتانے والی ہے۔ کنیز کے ہونٹ خشک تھے۔ اس نے کہا۔

میرا مالک گوتاش ایک پتھر دل وحشی ہے اس کے دل میں رحم کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس نے اپنے آدمی چھوڑ رکھے ہیں جو دور دور سے گھنگھریالے بالوں والے غریبوں کے بچے اغوا کر کے لاتے ہیں اور اس کے پاس فروخت کر دیتے ہیں۔

ماریا نے بات کاٹ کر کہا

اور گوتاش انہیں دوسرے ملک میں لے جا کر بیچ دیتا ہے۔ تم یہی کہنا چاہتی ہو ناں؟

کنیز بولی۔

اگر وہ ایسا کرتا تو میں اسے معاف کر دیتی۔ مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ان بچوں کو آگے نہیں بیچتا۔

ماریا نے پوچھا۔

تو پھر وہ کیا کرتا ہے ان بچوں کا؟

کنیز نے سہمی ہوئی آواز میں کہا

ظالم گولاش نے اس شہر سے باہر ایک پرانے اہرام میں آگ کی بہت بڑی بھٹی لگا رکھی ہے۔ اس بھٹی میں زمرد کا پتھر ہر وقت پگھلتا رہتا ہے کیونکہ اس اہرام کے اندر زمرد بہت پایا جاتا ہے۔ یہ سنگ دل گولاش ان گھنگھریالے بالوں والے بچوں کو اس پگھلتے زمرد کے لاوے میں ڈال کر باہر نکالتا ہے تو وہ زمرد کے مجسمے بن گئے ہوتے ہیں۔

ماریا کا دل کانپ اٹھا۔ اب اسے وہ زمرد کا بچے کا مجسمہ یاد آیا جو گولاش کے کمرے میں اس کے پلنگ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ یہ اس قدر گھناؤنا ظلم تھا کہ ماریا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کنیز کی طرف تک رہی تھی۔ کنیز ماریا کو نہیں دیکھ سکتی تھی پھر بھی اس نے ایک طرف منہ اٹھا کر کہا

ماریا بہن! کیا تم کبھی سوچ سکتی ہو کہ کوئی انسان کسی معصوم بچے پر اتنا ظلم بھی کر سکتا ہے۔

ماریا نے غصے سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا

اس ظالم شخص کو ہزار بار پھانسی دینی چاہیئے۔ یہ ظالم کب سے بچوں کے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک کر رہا ہے۔

کنیز نے کہا

اسے ایک سال ہو گیا ہے۔

ماریا نے پوچھا

یہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ جس کے جواب میں کنیز نے ماریا کو بتایا کہ

ملک بابل اور ملک روم میں اس قسم کے زمرد کے بچوں کے مجسموں کی بڑی مانگ ہے۔ گولاش ان مجسموں کو خفیہ طور پر ملک بابل اور روم میں بھجوا کر مہنگے داموں فروخت کر دیتا ہے اور بے پناہ دولت کماتا ہے۔

ماریا کے سامنے ساری بات کھل گئی تھی۔ اب اسے تھیوسانگ کے عبرتناک انجام کا خیال آنے لگا۔ یقیناً تھیوسانگ بھی اہرام میں جانے کے بعد زمرد کے بت میں تبدیل ہو گیا ہوگا۔ ماریا نے جلدی سے پوچھا

کیا اس خونی اہرام میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا؟

کنیز نے آہستہ سے ڈرتے ڈرتے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے مالک گوکاش کے پاس کوئی طلسم بھی ہے جس کے تعویذ کو اس نے اہرام کی بھٹی کے پاس دیوار میں لٹکا رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس طلسمی تعویذ کی وجہ سے جو کوئی اہرام میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے طلسم اندر کھینچ لیتا ہے۔

ماریا نے کہا

لیکن گوکاش اور اس کے آدمی خود کس طرف سے اہرام کے اندر جاتے ہیں؟

کنیز بولی۔

اس حویلی کے باغ میں ایک زیتون کا درخت ہے اس درخت کے نیچے سے ایک خفیہ راستہ زمین کے اندر ہی اندر خوفی اہرام تک جاتا ہے۔ میرا مالک اور اس کے غلام اس خفیہ راستے سے

خوفی اہرام میں آتے جاتے ہیں وہ بچوں کو بھی اسی راستے سے لے جاتے ہیں اور ان کے زمرد کے بت بنا کر واپس آکر حویلی کے پیچھے ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں۔

ماریا تو خوف سے کانپ اٹھی۔ کنیز نے اسے بتایا کہ گوکاش کتنے ہی معصوم بچوں کو اب تک پگھلتے زمرد کی

بھٹی میں ڈال کر زمرد کے بت بنا چکا ہے اور اس وقت بھی نیچے تہہ خانے میں سات آٹھ زمرد کے بچوں کے مجسمے تیار پڑے ہیں۔ ماریا نے کنیز کا شکریہ ادا کیا اور بولی۔

میرا کسی سے ذکر نہ کرنا میری بہن۔ میں پھر تمہارے پاس آؤں گی۔

کنیز نے بھی ہاتھ باندھ کر کہا

مجھ پر رحم کرنا اور کسی کے آگے میرا ذکر نہ کرنا۔ نہیں تو ظالم مالک مجھے بھی کھولتی ہوئی بھٹی میں ڈال کر بت بنا دے گا۔

ماریا نے کہا

مطمئن رہو۔ میری زبان سے تمہارا نام کبھی نہیں نکلے گا۔ میں جا رہی ہوں۔

ماریا تیزی سے حویلی کے کمرے سے نکل کر باغ میں زیتون کے درخت کے پاس آگئی۔ وہ بہت جلدی تھیوسانگ کے پاس پہنچ کر اس کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ زیتون کے درخت کے نیچے گھاس پھوس کی ڈھیری پڑی تھی۔ ماریا اس میں سے گزری تو نیچے ایک سرنگ نمودار ہوگئی۔ ماریا اس تاریک سرنگ میں سے گزرتی چلی گئی۔ یہ سرنگ زمین کے نیچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی نیچے اہرام کی طرف چلی گئی تھی۔ سرنگ میں عجیب ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی۔

ماریا سرنگ کی فضا میں تیرتی ہوئی آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی۔ اہرام کے قریب پہنچنے پر اسے دور سے روشنی دکھائی دی۔ یہ روشنی کسی گڑھے سے اٹھ رہی تھی۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہی وہ زمرد کے پتھروں کی پگھلتی ہوئی بھٹی ہے جس میں وحشی گولاش بچوں کو ڈبو کر زمرد کے بتوں میں ڈھلتا ہے۔

ماریا کو کچھ آدمیوں کی آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔ ماریا کو صرف اس طلسمی تعویذ کا ڈر تھا جو کنیز کے کہنے کے مطابق اہرام کے نیچے کسی دیوار کے ساتھ لٹک رہا تھا اور جس کی وجہ سے وہاں آیا ہوا کوئی باہر کا آدمی واپس نہیں جا سکتا تھا۔ ماریا اب سرنگ کی چھت کے ساتھ لگی آہستہ آہستہ آگے کھسک رہی تھی وہ اہرام کے نیچے پہنچ چکی تھی۔ تین سیاہ فام غلام پسینے میں شرابور کھولتی ہوئی بھٹی کے پاس ہی کھڑے اس میں لمبی لمبی لوہے کی سلاخیں ڈال کر ہلاتے اور پھر جلدی سے سلاخیں باہر نکال لیتے۔

ماریا کو محسوس ہوا کہ وہاں اتنی زیادہ گرمی نہیں تھی جتنی ہونی چاہیئے تھی۔ گولاش نے کوئی ایسا بندوبست

کر رکھا تھا کہ بھٹی کی زبردست آگ کی گرمی اور بھاپ اہرام کے اوپر چھت کی کسی خفیہ جگہ سے باہر نکل جاتی تھی۔ اس کے باوجود تھیوسانگ کہیں نظر نہ آیا۔ اب وہ طلسمی تعویذ کو ڈھونڈنے لگی۔ اس نے بھٹی کے پیچھے کی طرف دیوار کے ساتھ ایک حکے دار رسی کے ساتھ سرخ تعویذ کو لٹکتے دیکھا۔ ماریا اس سے دور ہو گئی۔ اس نے بھٹی میں ایک نگاہ ڈالی۔ بھٹی ایک گڑھے میں بنائی گئی تھی۔ اس میں سبزی مائل ہلکے نیلے رنگ کا زمرد لاوا بن کر پگھل رہا تھا۔ ماریا یہ سوچ کر لرز اٹھی کہ پتھر دل گولاش اس کھولتے لاوے میں بچوں کو ڈال کر انہیں زمرد کے بت بنا دیتا ہے۔ بھٹی ایک وسیع کمرے میں بنی ہوئی تھی۔

ایک طرف دیوار کے ساتھ چھوٹا سا دروازہ تھا اس دروازے کے پٹ غائب تھے اور ایک حبشی نیزہ لئے وہاں پہرہ دے رہا تھا۔ ماریا اس کے قریب سے ہو کر دروازے میں سے گزر گئی۔ دوسری طرف ایک نئی سرنگ آ گئی۔ یہ سرنگ اہرام کے نیچے ایک بڑے ہال کمرے میں جا پہنچی۔ یہاں ماریا نے بڑا ہی دردناک منظر دیکھا۔ سات معصوم بچوں کے زمرد کے بت دیوار کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ کھڑے تھے۔ ماریا کو آنکھوں میں شاید زندگی میں پہلی بار آنسو آتے محسوس ہوئے۔ کیونکہ یہ زمرد کے بت نہیں تھے بلکہ زندہ بچے تھے جنہیں کہ لتے ہوئے زمرد میں ڈبو کر زمرد کے مجسموں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔

ماریا نے ان مجسموں کو قریب سے دیکھا۔ سب کے رنگ سبزی مائل نیلے تھے۔ ان کے گھنگھریالے بال بھی زمرد بن چکے تھے۔ ان کی آنکھیں بھی زمرد کی بن گئی تھیں ان تمام بچوں کی عمریں پانچ اور چھ برس کے درمیان تھیں۔ ماریا زیادہ دیر وہاں نہ ٹھہر سکی۔ اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ وہ اس کشادہ تہہ خانے سے نکل کر سرنگ میں آئی تو اسے پیچھے کی جانب سے سرنگ کے آخر میں وہ آدمیوں کی آواز سنائی دی۔ وہ باتیں کرتے چلے آ رہے تھے۔ ماریا چھت کے ساتھ لگ گئی۔ کیونکہ اسے وہاں طلسم کا خطرہ تھا۔ یہ دونوں حبشی غلام تھے اور باتیں کرتے چلے آ رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا۔

اسے آقا بھٹی میں کیوں نہیں ڈالتا۔ خواہ مخواہ اس کی دیکھ بھال کرنی پڑ رہی ہے۔

دوسرا بولا۔

وہ اسے آخر میں بھٹی میں ڈالے گا۔ ابھی وہ

بچوں کے بت بنانا چاہتا ہے کیونکہ بچوں کے بتوں کی بڑی مانگ ہے۔

ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ اس طرف کو لپکی جدھر سے یہ دونوں حبشی غلام آئے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی اسے تھیوسانگ کی خوشبو آنے لگی۔ ماریا خوشی سے آگے کو بڑھی وہاں ایک محرابی دروازہ بنا تھا جو بند تھا اور باہر لوہے کا بڑا سا گھنٹا لگا ہوا تھا۔ ماریا آواز کی لہروں کی طرح لوہے کے دروازے میں سے گزر گئی۔ جونہی وہ دوسری طرف آئی اس نے دیکھا کہ تھیوسانگ فرش پر بے ہوش پڑا ہے ماریا نے جھک کر اسے غور سے دیکھا۔ اس کے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ ماریا نے اپنے جسم سے ایک تیز شعاع نکال کر تھیوسانگ کے چہرے پر پھینکی

تھیوسانگ کو ایک دھچکا لگا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ماریا نے آہستہ سے کہا

تھیو! میں ماریا ہوں۔

تھیوسانگ آنکھیں کھولے اندھیرے میں دیکھنے لگے۔

میں کہاں ہوں ماریا؟

ماریا نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خاموش رہو۔ تم ایک بڑی ہی بھیانک اور خطرناک جگہ پر ہو۔ مگر فکر مت کرو۔ میں تمہیں یہاں سے نکال لوں گی۔ کوئی بات مت کرو۔ بس اسی طرح بیہوش بنے لیٹے رہو۔ میں دیکھتی ہوں کہ ادھر سے کوئی راستہ باہر جاتا ہے کہ نہیں۔ میں ابھی واپس آتی ہوں گھبرانا نہیں۔

تھیوسانگ نے کمزور آواز میں کہا

مجھے کمزوری محسوس ہو رہی ہے ماریا۔

گھبراؤ نہیں تھیوسانگ۔ تم پر طلسم کیا گیا تھا مگر تم بچ گئے ہو۔ یہاں بڑی بھیانک باتیں ہو رہی ہیں۔ میں ابھی آتی ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا تیزی سے تاریک کوٹھڑی سے باہر نکل گئی۔ وہ آگے گئی تو دیکھا کہ آگے سرنگ بند ہو گئی ہے۔ ماریا واپس آئی۔ یہاں سے سرنگ اسی خونی بھٹی کی طرف جاتی تھی۔ ماریا ادھر کو لپکی تو اسے کسی لڑکے کی رونے اور چیخنے کی آواز سنائی دی۔ وہ فضا میں اڑتی ہوئی وہاں پہنچی تو دیکھا کہ دو حبشی اس لڑکے کو کھینچے لئے آ رہے ہیں جس کو رات وہ ڈاکو بوری میں بند کر کے گولاش کے پاس فروخت کر گئے تھے۔

گولاش نے اس چودہ پندرہ برس کے لڑکے کو کھولتی ہوئی بھٹی میں ڈال کر بت بنانے کا حکم دے دیا تھا لڑکا رو رہا تھا اور رحم کی بھیک مانگ رہا تھا مگر حبشی غلاموں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اسے گھسیٹے لئے آ رہے تھے۔ ماریا نے دیکھا کہ وہ طلسمی تعویذ کی دیوار سے دور تھی۔ ماریا نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس بے گناہ معصوم لڑکے کو ایسی بھیانک موت کا شکار نہیں ہونے دے گی چاہے وہ خود کسی طلسم میں کیوں نہ پھنس جائے۔

ماریا نے دیکھا کہ حبشی غلاموں کے پیچھے کوئی تیسرا آدمی نہیں تھا۔ کونے والے دروازے میں صرف ایک حبشی نیزہ لئے پہرہ دے رہا تھا۔ اس پر بھی لڑکے کی چیخ و پکار کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ تو اس قسم کا ظلم دیکھتا ہی رہتا تھا۔ کھولتی ہوئی بھٹی ابھی چند قدم کے فاصلے پر تھی کہ ماریا نے حملہ کر دیا۔ ماریا کا یہ حملہ اچانک اور خطرناک تھا اس نے ایک حبشی غلام کی گردن پر سیدھے ہاتھ کو اتنی شدت کے ساتھ مارا کہ وہ قلابازی کھا کر پیچھے کو جا گرا۔ دوسرا حبشی حیرانی سے تکنے لگا کہ اسے کیا ہو گیا ہے مگر اس نے لڑکے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو نہ چھوڑا اور اپنے ساتھی کو آواز دی لیکن اس کا ساتھی حبشی ماریا کی چوٹ کھا کر ہوش میں کیسے رہ سکتا تھا۔

اب ماریا نے دوسرے حبشی کے سر پر اپنا ہاتھ مارا کہ وہ وہیں لڑکھڑا کر گر پڑا اور بے ہوش ہوگیا۔ ماریا کو معلوم تھا کہ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لڑکا گھبرا کر پیچھے کو بھاگے گا اور پہرے پر کھڑا حبشی اس پر نیزے سے حملہ کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لڑکے نے اپنے آپ کو آزاد پایا تو فوراً پیچھے کو دوڑا۔ پہرے دار حبشی نیزہ اٹھا کر اس کے پیچھے بھاگا۔

ماریا نے اس حبشی کو راستے میں ہی پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ سے نیزہ چھین کر اس کی گردن پر دونوں جانب سے اپنے دونوں ہاتھ زور سے مارے۔ یہ حبشی بھی بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑا۔ اب ماریا لڑکے کی طرف دوڑی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ آگے جا کر پکڑا جائے گا۔

ماریا نے سرنگ میں دوڑتے ہوئے لڑکے کو راستے میں ہی جا لیا اور اس کے بازو کو پکڑ لیا۔ لڑکا خوف کے مارے تھر تھر کانپنے لگا کیونکہ اسے وہ انسان نظر نہیں آ رہا تھا جس نے اس کا بازو سے پکڑ رکھا تھا۔ ماریا کے

پاس زیادہ وقت نہیں تھا اس نے جلدی سے کہا

خبردار! آگے مت جانا۔ میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی۔ تم میرے ساتھ رہو نہیں تو یہ لوگ تمہیں دوبارہ پکڑ کر کھولتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیں گے۔

لڑکا سکتے میں آ گیا۔ وہ جس عورت کی آواز سن رہا تھا وہ اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ مگر وہ عورت کے منہ سے نکلتا چاہتا تھا اس نے کہا

تم کون ہو؟ کیا تم بھوت ہو؟

ماریا نے کہا

میں جو کچھ بھی ہوں تم اس وقت یہ مت پوچھو۔ اتنا ہی کافی ہے کہ میں تمہاری دوست ہوں اور تمہیں موت کے اس جہنم سے نکالنے آئی ہوں۔ مگر میرا ایک دوسرا دوست سرنگ کی ایک کوٹھڑی میں بند ہے۔ میرے ساتھ آؤ مجھے اسے بھی نکالنا ہے۔

ماریا کو ابھی تک شک تھا کہ یہ لڑکا گھبراہٹ میں کہیں ادھر ادھر بھاگے گا اور سرنگ کے آخری سرے پر جا کر پھر پکڑا جائے گا۔ چنانچہ وہ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بازو سے پکڑ کر کھینچتی ہوئی سرنگ میں پیچھے کی طرف لے گئی۔ اس نے لڑکے کو تھپیوسانگ کی کوٹھڑی کے سامنے ایک طرف رکھنے کو کہا اور خود کوٹھڑی کے تالے کو ایک ایسی ضرب لگائی کہ تالا ٹوٹ کر دور جا گرا۔ پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔

اندر سے تھپیوسانگ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور بولا۔

ماریا! یہ تم ہو؟

ہاں تھپیوسانگ۔ سرنگ خالی ہے جلدی سے میرے ساتھ آؤ۔

تھپیوسانگ اٹھ کر باہر آگیا۔ باہر لڑکا سہما کھڑا تھا۔

یہ کون ہے ماریا؟ تھپیوسانگ نے پوچھا

ماریا نے کہا۔

اسے بھٹی میں ڈالنے کے لئے لایا گیا تھا۔ میں نے اسے بچا لیا ہے۔ جلدی سے سرنگ میں سنبھال کی طرف آجاؤ۔

تھپیوسانگ نے اس طلسم کا خطرہ ظاہر کیا جس نے اسے دیوار میں اندر پھینک دیا تھا۔

ماریا بولی۔

وہ ایک طلسمی تعویذ ہے جو بھٹی کی دوسری طرف دیوار کے ساتھ لٹکا ہے۔ اس کا دائرہ دیوار بھٹی کے پاس ہے۔ تم اس جانب سے لڑکے کو ساتھ لے کر آجاؤ۔

تھپیوسانگ نے لڑکے کو ساتھ لیا اور سرنگ میں تیز تیز چلنے لگا۔ ماریا ان کے آگے آگے جا رہی تھی۔ وہ گھومتی بھٹی کے قریب سے گزر گئے۔ تھپیوسانگ نے دیکھا گئی دیوار کے ساتھ ایک مرغ بنگ کا تعویذ لٹک رہا تھا۔ سرنگ آگے بالکل خالی تھی۔ ماریا کی آواز آئی۔

تھپیوسانگ! اس لڑکے کو لے کر تیز تیز چلے آؤ۔ یہ سرنگ گھومتی ہوئی ہے۔ ذرا سی بھی دیر ہو جائے تو سرنگ کا دہانہ بند ہو جاتا ہے۔

تھپیوسانگ بولا۔

یہ گھومتی کیونکر ہے۔

ماریا کی آواز آئی۔

یہ سب کچھ میں بتاؤں گی۔ تم جلدی سے چلے آؤ۔ یہ سرنگ زمین کے اندر ہی اندر کافی دور تک چلی گئی ہے۔

تھپیوسانگ لڑکے کو بازو پکڑے تیز تیز چلنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکے نے بھی جب دیکھا کہ اس کی جان خطرے میں ہے اور وہ موت کے منہ سے نکل آیا ہے تو وہ بھی تھیوساگ کے ساتھ جلدی جلدی چلنے لگا۔ دیر تک زمین کے نیچے چلتے رہنے کے بعد جب یہ لوگ گوتاش کی کوٹھری کے قریب پہنچے تو سامنے سے ایک حبشی آتا نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رسّا تھا۔ ماریا نے چلّا کر کہا

اس رسّے کو پھینک کر یہیں کھڑے رہو

حبشی نے ایک نسوانی عورت کی آواز سنی تو ہکا بکا ہو کر وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ ماریا نے رسّہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور تھیوساگ سے کہا

اسے اسی جگہ باندھ کر ڈال دو تھیوساگ۔

تھیوساگ نے حبشی کو وہیں رسّے میں جکڑ کر پھینک دیا۔ حبشی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ماریا زیتون کے درخت کے نیچے سے نکل آئی اس کے پیچھے پیچھے تھیوساگ اور لڑکا باہر نکلنے لگے تو ماریا نے انہیں روک دیا اور انہیں آواز دی کہ

تم دونوں اسی جگہ ٹھہرو۔ میں دیکھتی ہوں باہر کوئی آدمی تو نہیں ہے۔

حویلی کا باغیچہ بالکل خالی تھا۔ گوتاش شاید اپنی حویلی کے تہہ خانے میں تھا۔ ماریا نے تھیوساگ سے کہا

تھیوساگ اس لڑکے کو لے کر تم شہر کی فصیل کے پاس والی بارہ دری میں پہنچ آؤ۔ وہاں خنجر ناگ موجود ہیں۔ میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گی۔ جلدی واپس آجانا۔ مجھے تمہاری ضرورت پڑے گی۔

تھیوساگ نے لڑکے کو ساتھ لیا اور باغیچے کی دیوار کود کر دوسری طرف صحرا میں نکل گیا اور لڑکے کو لے کر شہر کی فصیل کی دیوار کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا باغیچے میں ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی۔ دن نکل چکا تھا اور چاروں طرف سورج کی روشنی پھیلی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اندر جا کر دیکھنا چاہیئے کہ گوتاش کہیں کسی دوسرے بچے کو تو ہلاک کرنے کی تیاری نہیں کر رہا۔ حالانکہ ابھی تک کوئی بچہ وہاں نہیں لایا گیا تھا۔ ماریا تیزی سے اچھل کر حویلی کے اندر آگئی۔ اس نے دیکھا کہ گوتاش چھوٹے کمرے میں بچے کی چیخ سے ٹہل رہا تھا۔ اتنے میں ایک حبشی غلام دوڑتا ہوا آیا۔ گوتاش نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

کم بخت ابھی تک تم نے لڑکے کا بندوبست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیوں نہیں بتایا؟ میں نے حکم دیا تھا کہ اسے زمرد
کے بت میں ڈھال کر مجھے طلاع دی جائے کہاں
ہے وہ؟

حبشی غلام گھبرایا ہوا تھا۔ اس کے منہ سے بات
نہیں نکل رہی تھی۔ گوتاش نے غصے سے کہا

کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ تم بولتے کیوں
نہیں ہو؟

اب حبشی غلام نے اسے بتایا کہ سرنگ کے اہرام
میں سے ایک قیدی جو کوٹھڑی میں بند تھا اور وہ لڑکا
جسے بت بنانے کے لئے لے جایا گیا تھا۔ دونوں فرار
ہو گئے ہیں۔

گوتاش پر جیسے بجلی گر پڑی وہ اسے دیکھتا
رہ گیا۔

کیا بکواس کر رہے ہو؟

غلام ہاتھ باندھ کر بولا۔

سچ عرض کر رہا ہوں مالک۔ دونوں قیدی
غائب ہیں

پہرے دار اور غلام کہاں مر گئے تم
گوتاش نے چلا کر پوچھا

غلام بولا۔

حضور! ایک غلام یہاں نزدیک ہی سرنگ میں
رسی سے بندھا پڑا ہے۔ باقی تینوں غلام مر چکے
ہیں۔ ان کی لاشیں سرنگ میں اہرام کے اندر پڑی
ہوئی ہیں

گوتاش کے پاؤں تلے سے جیسے زمین نکل گئی۔ وہ غضبناک
ہو کر ان سیڑھیوں کی طرف بڑھا جو نیچے سرنگ میں جاتی تھی۔
ماریا اسے جاتا دیکھتی رہی۔ جب وہ چلا گیا تو ماریا وہاں
سے کنیز کے کمرے میں آ گئی۔ کنیز وہاں پر نہیں تھی وہ حویلی
کے چھوٹے کمرے میں آئی تو دیکھا کہ کنیز کپڑے تبدیل کر
رہی تھی۔ ماریا نے جاتے ہی کہا۔

میں کامیاب لوٹی ہوں میری سہیلی۔ میں نے اس
لڑکے کو موت کے منہ سے بچا لیا ہے جس کو رات
اغوا کر کے لایا گیا تھا اور جسے ابھی تھوڑی دیر
پہلے کھولتے زمرد کی بھٹی میں ڈالنے کے لئے لے
جایا گیا تھا۔

کنیز نے ماریا کی آواز سنی تو چونک کر چاروں طرف دیکھا کہ
وہاں کوئی موجود تو نہیں ہے۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ کنیز نے
ماریا کو آہستہ سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا بہن! تم نے ایک بے گناہ لڑکے کی جان بچا کر بہت بڑی نیکی کی ہے مگر ابھی ایک آدمی نے آکر غلام گردش کو خبر دی ہے کہ آج رات وہی دونوں ڈاکو ایک گھنگھریالے بالوں والے بچے کو کسی جگہ سے اغوا کر کے لا رہے ہیں۔

ماریا بولی۔

فکر مت کرو۔ میں آج رات اس سنگ دل آدمی گوش سے نمٹ لوں گی ابھی تو وہ احرام کی طرف گیا ہے۔ میں اس جگہ ٹھہروں گی۔ تمہارے خیال میں ڈاکو گھنگھریالے بالوں والے ننھے بچے کو لے کر حویلی میں کب پہنچ رہے ہیں۔

کلیز بولی۔

آج رات کسی وقت آ جائیں گے۔ اچھا خدا حافظ کہے لیتے اب تم چل جاؤ اور مجھ سے باتیں مت کرو۔ تمہیں تو ہمارا بھائی پھوٹ جانے کا۔

ماریا وہاں سے ہٹنے لگی تو اس نے کہا

میں نے اپنے بھائی تھیوسانگ کو بھی وہاں سے نکال لیا ہے۔ اب وہ دونوں یہاں سے دور ایک محفوظ جگہ پر ہیں۔ ویسے میرا ساتھی تھیوسانگ

ابھی واپس آ جائے گا۔

کلیز نے کہا

تم نے اسے خواہ مخواہ کہیں بلا لیا؟ یہاں اس کی جان کو خطرہ ہوگا۔

ماریا نے کہا

اس کا آنا ضروری تھا۔ اب میں جاتی ہوں۔ ابھی میں اس حویلی کی چار دیواری میں ہی ہوں۔

ماریا یہ کہہ کر حویلی کے پائیں میں آ گئی۔ تھیوسانگ ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ وہ انتظار کرنے کے بعد وہ فضا میں بلند ہو کر شہر کی طرف اڑنے لگی۔ اسے دور سے تھیوسانگ آتا دکھائی دیا۔ ماریا اس کے قریب آ کر بولی

تم نے دیر کر دی۔ خیر تمہیں دیکھ کر خوش ہو لئے ہوں گے۔

ہاں۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں کسی طرح کے جہنم سے زندہ واپس لوٹ آیا ہوں

ماریا نے کہا

میرے ساتھ حویلی میں آؤ۔ گوش کو تمہارے فرار کا علم ہو چکا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ نے کہا

"پھر تم مجھے اس طرف کیوں لے جا رہی ہو؟"

ماریا بولی۔

اس لئے کہ تمہیں گولاش کو اپنی انگلی سے چھو کر اسے چھوٹے سائز کا بنانا ہوگا۔ اس کے بعد تم بے شک واپس چلے جانا!

ماریا تھیوسانگ کو لے کر حویلی کی پچھلی دیوار کی طرف آ گئی۔ تھیوسانگ نے دیوار پھاندی اور باغیچے میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ ماریا کہنے لگی۔

میں حویلی میں جا کر گولاش کو دیکھتی ہوں۔ وہ آ گیا ہوگا۔ پتہ کرتی ہوں کہ اس پر تیسرے فرار کا کیا اثر ہوا ہے۔ تم اسی جگہ جھاڑیوں کے پیچھے خاموش ہو کر بیٹھے رہو۔

ماریا نے تھیوسانگ کو جھاڑیوں میں چھوڑا اور خود حویلی کے اندر چلی گئی۔ اب اس پر یہ بھید کھلا کہ حویلی اندر سے ایک اور خفیہ ایمبرجنسی راستہ بھی اہرام کی طرف جاتا تھا۔ گولاش اس میں سے واپس آ گیا۔ وہ سخت غصے کی حالت میں تھا اور بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ حویلی کے چاروں غلام دیوار کے ساتھ سہمے ہوئے کھڑے تھے۔ کنیز بھی وہاں

موجود تھی اور گولاش بن رہا تھا۔

یہ کس نے میرے خلاف سازش کی ہے۔ میں تم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تم سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔

پھر اس نے جیب سے خنجر نکال لیا اور سب سے پہلے کنیز کی طرف بڑھا۔

بولو کیا تم نے میرے خلاف سازش کی تھی؟ کیا تم نے کسی کو میرے اہرام کا راز بتا دیا تھا؟ بولو نہیں تو میں یہ خنجر تمہاری گردن پر گھونپ دوں گا۔

کنیز کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ وہ کانپ رہی تھی۔ گولاش نے جب خنجر کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی تو وہ بولی پٹ آتا! مجھے معاف کر دینا۔ اس حویلی میں ایک بھوت رہتا ہے۔ عورت کا بھوت۔ اس نے مجھ سے زبردستی پوچھ لیا تھا اور میں نے اسے اہرام کا راز بتا دیا۔"

گولاش نے اتنے زور سے کنیز کو ٹھڈا مارا کہ وہ بلبلاتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی۔ ماریا کو سخت غصہ آ گیا۔ اس بدبخت کے ظلم کا زور اب ختم کر دینا چاہیئے۔ ماریا نے سوچا۔ اتنی دیر میں گولاش خنجر والا ہاتھ اوپر اٹھا چکا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ چاہتا تھا کہ ایک ہی وار میں کنیز کا کام تمام کر دے
تو اس نے چیخ کر کہا۔

ماریا بہن۔ مجھے بچاؤ۔

ماریا تو وہیں موجود تھی۔ اس نے پیچھے سے گولاش
کا ہاتھ جھٹک دیا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔
گولاش نے گھبرا کر پیچھے دیکھا۔

کون ہو تم؟

ماریا نے کہا۔

میں تمہاری موت ہوں مگر ابھی تمہیں نہیں مارا
جائے گا۔

گولاش بوکھلا کر ایک طرف کو دوڑا مگر ماریا اسے
بھلا کب چھوڑنے والی تھی وہ بھی پیچھے لپکی اور گولاش کو
[illegible] میں ہی دبوچ لیا۔ ایک بات کی اسے تسلی ہو گئی تھی
کہ نسیم صرف تعویذ میں ہی تھا۔ گولاش کے پاس کوئی بھی
جادو ٹونہ نہیں ہے۔ وہ گولاش کو ابھی مارنا بھی نہیں چاہتی
تھی وہ گولاش کے گھناؤنے جرم کے مطابق اسے سزا
دینا چاہتی تھی۔

گولاش حیران پریشان تھا کہ یہ اسے کس غیبی چیز نے
اپنی مضبوط گرفت میں لے رکھا ہے

غلام ڈر کر وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ اب صرف کنیز
ہی وہاں کھڑی تھی۔ ماریا نے گولاش کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا
اور پھر دھکا دے کر سامنے والی دیوار پر لگائے مارا۔ ماریا نے
زیادہ زور سے دھکا نہیں دیا تھا۔ پھر بھی گولاش کا سر پھٹ
گیا اور خون بہنے لگا۔ ماریا نے غضبناک آواز میں کہا

تم اتنے بھیانک اور سنگدل جلاد ہو کہ میں تمہیں
اتنی آسانی سے موت کے حوالے نہیں کروں گی۔

یہ کہہ کر ماریا نے گولاش کی گردن کی ایک رگ اپنے ہاتھ
سے اتنے زور سے دبائی کہ اس کی چیخ نکل گئی اور وہ بے ہوش
ہو گیا۔ [illegible] کی میں سے باہر جھانک کر تھیوسانگ کو
آواز دی [illegible] آ گیا۔ اس نے گولاش کو بے ہوش
پڑے دیکھا۔ ماریا سے اس کے بارے میں پوچھا۔ ماریا نے
اسے سب کچھ بتا دیا اور کہا

تھیوسانگ اسے جلدی سے اپنی چھوٹی انگلی کے
برابر بنا دو۔

تھیوسانگ نے جلدی سے گولاش کی لیلی سے اپنی انگلی
چھوائی۔ گولاش ایک سیکنڈ میں اس کی انگلی کے برابر چھوٹا
ہو گیا۔ کنیز نے یہ دیکھا تو دہشت کے مارے وہیں بیٹھ
گئی۔ ماریا نے اسے حوصلہ دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم کیوں گھبرا رہی ہو۔ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے
یہ سزا صرف ظالم کے لئے ہے۔ یہ کئی معصوم بچوں کا
قاتل ہے۔ اس کو ہم اتنی آسانی سے نہیں چھوڑیں
گے۔ فوراً ایک تھیلی کہیں سے لاؤ۔

کنیز کو کچھ حوصلہ ہوا۔ وہ بھاگ کر چمڑے کی تھیلی لے آئی
تھیوسانگ نے تھیلی میں نیوٹے چھوٹے چار پانچ سوراخ کئے
پھر ننھے سے گوفاش کو اٹھا کر چوہے کی طرح تھیلی میں ڈالا
اور تھیلی کا منہ رسی سے بند کر دیا۔ ماریا بولی۔

اسے کرنے والے صندوق میں رکھ کر صندوق کو تالا
لگا دو۔

تھیوسانگ نے ایسا ہی کیا۔ پھر کنیز کی طرف دیکھ کر بولا۔
ماریا نے کہا

یہی ہیں۔ گھر کے نوکر ہیں۔ وہ ڈر کے مارے
بھاگ گئے ہیں۔ فکر نہ کرو۔ وہ ہمارا کچھ بھی نہیں
بگاڑ سکتے۔

ماریا نے کنیز سے کہا کہ چلو تمہارے کمرے میں چلتے
ہیں۔ وہ سب کنیز کے کمرے میں آ گئے۔ یہیں ماریا نے کنیز کو
[illegible] وہ گھر کے نوکروں کے پاس جائے اور نہیں
حویلی پر بھوتوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ [illegible] طلسم

ٹوٹ چکا ہے اور انہیں تھیوسانگ اور ماریا کا حکم ماننا ہوگا
نہیں تو انہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ کنیز
نے بہت اچھا کہا اور کمرے سے نکل گئی۔ ماریا نے تھیوسانگ
سے کہا۔

رات والے دونوں ڈاکو آج رات ایک اور بچے
کو اغوا کر کے لا رہے ہیں اب ہمیں ان کا انتظار کرنا ہوگا
تاکہ ان بردہ فروش ڈاکوؤں کا کانٹا بھی ہمیشہ کے لئے
ختم کر دیا جائے اور وہ دوبارہ ایسا گناہ نہ کر سکیں۔
تھیوسانگ بولا۔

ہمیں عنبر اور ناگ کو بھی اسی جگہ لے آنا چاہیئے
کیا خیال ہے تمہارا؟
ماریا کو یہ تجویز پسند آئی اور اس نے کہا

تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں خود عنبر ناگ کو جا کر لے
آتی ہوں۔

اور پھر ماریا حویلی سے نکل کر عنبر ناگ کی طرف چل پڑی۔
عنبر اور ناگ بارہ دری کے پاس ہی جھاڑیوں کے پاس
گھاس پر بیٹھے تھے۔ ماریا کی خوشبو پا کر بسر ہوا۔

خدا کا شکر ہے تم آ گئی ہو۔ یہ سب کیا
ہو رہا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے دیکھا کہ جس لڑکے کو اس نے موت کے منہ سے بچایا وہ وہاں پر نہیں تھا۔ ناگ نے بتایا کہ وہ یہ کہہ کر چلا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر خود ہی جا سکتا ہے

ماریا نے کہا

چلو ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ اسے کوئی خطرہ بھی نہیں

چند لفظوں میں ماریا نے حادثے کی داستان سنا دی۔ ناگ بولا

اس بچے کے بارے میں مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کے ماں باپ کا تعلق کس علاقے سے ہے

ماریا نے کہا کہ وہ اس کے ساتھ گزارش کی تو وہ ان کو پہنچا دیں گے وہ چند خواہش جو بچے اختیار کرتے تھے۔ رات کو ۔۔۔ عنبر اور ناگ ماریا کے گھر گئے اور ماریا کی خوشبو کے ساتھ ساتھ کوئی کی طرف چل دیئے۔ عنبر نے اپنے سر پر کپڑا لپیٹ لیا تھا تاکہ کوئی اسے پہچان نہ سکے کیونکہ وہ عنبر کے مخلوق دیوتا کا دشمن تھا۔ جو علاقہ ہو گیا تھا عنبر نے اسی وجہ سے کو بھی پا۔ ۔۔۔ تھا

زمرد کے مُردہ بچے

عنبر اور ناگ بھی حویلی میں پہنچ گئے۔

ماریا نے ان کا بھی کنیز سے تعارف کروایا اور کہا کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ کنیز نے لوگوں پر آتی وحشت بھلا دی تھی کہ وہ اس کمرے کی طرف آتے تھر تھر کانپتے تھے۔ کنیز کا خوف دور ہو چکا تھا۔ ماریا نے عنبر ناگ عنبر اور ناگ کو تہہ خانے میں لیجا کر گھنگھرالے بالوں والے معصوم بچوں کے زمرد جیسے دکھائے تو عنبر اور ناگ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

خدایا! کیا انسان معصوم بچوں پر اتنا ظلم بھی کر سکتا ہے

عنبر بولا۔

یہ تو بالکل زندہ لگتے ہیں مگر افسوس کہ بن

چکے ہیں۔

ناگ نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا یہ کسی طرح زندہ نہیں ہو سکتے ؟

تیجو سانگ کہنے لگا۔

انہیں کھولتے ہوئے تمرا کے دودھ میں ڈال کر نکالا گیا ہے یہ اب کیسے زندہ ہوں گے۔

ماریا بولی :

خدا اگر چاہے تو مردہ میں بھی جان ڈال دے یہ بعد میں سوچیں گے آؤ تمہیں ان بچوں کا جلاد دکھاتی ہوں۔

تیجو سانگ نے دوسرے کمرے میں جا کر صندوق کا تالا کھولا۔ اس میں سے چمڑے کی تھیلی نکال کر چوہے پکڑنے والے ہوئے گوشت کو نکال کر فرش پر رکھ دیا۔ اس کے ماتھے پر ابھی تک خون کا چھوٹا سا دھبا لگا تھا۔ عنبر بولا۔

یہ وہ ظالم شخص ہے۔

ہاں۔ ماریا نے کہا

اس نے نہ جانے کتنے بچے تمرد کے بت بنا کر تک بالی اور شام میں فروخت کر دیئے ہیں تو جمہ تالاب میں صرف تین چار بچوں کے بت ہی مل سکے ہیں۔

ناگ نے کہا

اس شخص سے مرنے میں آنے پر پوری طرح سے پوچھ گچھ کریں گے اور اسے وہ سزا دیں گے جو سزا اسے ملنی چاہیئے۔

کنیز ان کے لئے بڑا عمدہ کھانا تیار کر چکی تھی۔ نوکروں نے دسترخوان بچھا کر کھانا لگا دیا۔ لوکر عنبر ناگ اور تیجو سانگ کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کنیز بے چاری کو کیا معلوم تھا کہ وہ لوگوں کو بھوک نہیں لگا کرتی۔ مگر عنبر نے ماریا اور تیجو سانگ نے اس کا دل رکھنے کے لئے مزے لے لے کر کھانا کھایا۔ کھانے پر وہ سب کیٹی کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ ناگ کو افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے بیوقوفی سے تھک کر کیٹی کے کہنے میں کیوں رکھا۔ نہ وہ وہاں رکتا اور نہ کیٹی اس پیالے میں پانی ڈال کر پیتی

اصل میں مجھے اس بات کا خیال ہی نہیں تھا۔ کہ فرعونی سانپ کے ڈسنے سے گرمی کی لہریں خارج ہوں گی جس سے کیٹی کو پیاس لگے گی۔

ماریا نے کہا

جس دن ہم یہاں سے جائیں گے تب دل کھول کر ہوگا اور تمہیں کیٹی کے بارے میں کچھ پتا لگے گا۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو یہ جلاد گوشش نکل آیا۔
عنبر کہنے لگا۔
اس سے نمٹ لیں اور اس برائی کا مکمل طور پر خاتمہ کر لیں پھر کینی کی تلاش میں نکلیں گے اور انشاءاللہ اسے ضرور ڈھونڈ نکالیں گے۔ ابھی تو مجھے طوع کے مجسمے بت کو بھی توڑنا ہے۔
ناگ نے کہا
یہ کام بہت ضروری ہے تاکہ اس ملک سے بت پرستی کی لعنت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔
وہ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد ماریا اور سب کو خفیہ سرنگ کے راستے اہرام کے اندر سے گئی اور وہ جگہ دکھائی جس میں پگھلا ہوا زمرد کھولی رہا تھا۔ طیور ناگ نے دیوار پر لگے ہوئے تعویذ کی طرف اشارہ کرتے کہا
یہ وہ گہرا بھید ہے جس کے طلسم نے مجھے اندر کھینچ لیا تھا۔
ناگ نے تعویذ کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا
میرا خیال ہے طلسم کا محور اس کے قریب قریب ہی ہے۔
ماریا بولی۔

تمہارا خیال درست ہے ناگ کیونکہ طلسم کی لہریں مجھے یہاں محسوس نہیں ہو رہیں۔
طیور ناگ کھولتی بھٹی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔
اصل میں اس جگہ زمرد کے زیریں پتھر موجود ہیں اور یہ لاوا یہاں صدیوں سے کھول رہا ہے چونکہ اس کے اندر سارے پتھر زمرد کے ہیں اس لئے لاوا زمرد کا بن گیا ہے۔ یہاں سے شیطان گوشش کو نکال کر کیوں نہ وہ زندہ انسانوں کو اس میں ڈال کر باہر نکالے اور انہیں زمرد کے بت بنا کر دوسرے ملکوں میں فروخت کرے کیونکہ زمرد کے لاوے کا یہ خاصا ہوتا ہے کہ وہ آگ سے نکلتے ہی جم کر زمرد بن جاتا ہے۔
ناگ بولا۔
جو کچھ بھی ہے اس بدبخت گوشش نے بڑے علم کا کام کیا ہے۔ خدا کرے کہ جو بچے بت بنے ہوئے ہیں وہ کسی طرح زندہ ہو جائیں۔
ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہاں زلزلہ سا آگیا یہاں کی دیواریں ہلنے لگیں۔ دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا تعویذ بھی ہلنے لگا۔ عنبر نے کہا
یہ بھونچال ہے۔ یہاں سے نکل چلو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ سرنگ میں واپس چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد بھونچالی ٹک گیا۔ حویلی میں جاکر جبیر سنگ مادیا اور تھیو سنگ گواہ شمن کے اس کمرے میں بیٹھ گئے جہاں وہ ڈاکوؤں اور بچے کو خوار کرنے والوں سے گفتگو کیا کرتا تھا اور انہیں بچوں کے عوض روپے دے دیتا تھا۔

مادیا نے کنیز کو بتا دیا تھا کہ وہ جاکر آرام کرے رات گزرتی چلی گئی۔ جب گہرا اندھیرا اور خاموشی چھا گئی تو باہر گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ یہ آوازیں دو گھوڑوں کی تھیں اور حویلی کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ جبیر سنگ مادیا اور تھیو سنگ پہلے سے تیار بیٹھے تھے۔ مادیا نے تھیو سنگ سے کہا۔

تھیو سنگ! تم اپنا ہاتھ ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم لوگ دوسرے کمرے میں چلے جاؤ۔ میں تھیو سنگ کے ساتھ اس کمرے میں رہوں گی۔

جبیر نے کہا

اگر ضرورت پڑی تو ہمیں آواز دے لینا۔

اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ مادیا نے ہنس کر کہا۔

جبیر اور تانگ ساتھ والے کمرے میں چلے گئے۔ تھیو سنگ پہلے ہی سے گواہ شمن کا ایک لمبا قیمتی جبہ پہنے بیٹھا تھا۔ مادیا نے کمرے کا دروازہ کھول رکھا تھا اور کمرے میں کافی روشنی تھی۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز حویلی کی چاردیواری کے پاس آکر رک گئی۔ مادیا نے کھڑکی میں سے جھانک کر اندھیرے میں دیکھا اور کہا

تھیو سنگ! وہی دو ڈاکو ہیں۔ مگر ان کے پاس کوئی اغوا کیا ہوا بچہ نہیں ہے۔

تھیو سنگ بولا۔

اچھی بات ہے کہ یہ اس وقت کسی بچے کو اغوا نہیں کر سکے۔ انہیں اندر آنے دو۔

صحن کا دروازہ کھلا تھا۔ دونوں ڈاکو گھوڑے باہر روشنی کے ساتھ باندھ کر اندر برآمدے میں آگئے۔ مادیا نے پیچھے کنیز کو کھڑا کر دیا تھا اور اسے ساری بات سمجھا دی تھی۔ ڈاکو کنیز کو پہچانتے تھے انہوں نے دروازے پر دستک دی تو کنیز نے دروازہ کھولا۔

ڈاکوؤں نے اس کی طرف سکڑ کر دیکھا۔ ایک بولا

تمہارا آقا اوپر ہی ہے کیا!

کنیز نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جی ہاں مالک اوپر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

ڈاکو خوشی خوشی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والے کمرے میں آ گئے وہاں تھیوساگ گوکاش کا جتھہ پہنے اس کی پگڑی سر پر رکھے دیوار کی طرف منہ کئے کھڑا تھا۔ اس کی پیٹھ ڈاکوؤں کی طرف تھی۔ کمرے میں دھیمی سی روشنی کی گئی تھی۔ ڈاکوؤں نے آتے ہی کہا۔

گوکاش ہمیں افسوس ہے آج ہم بچے کو اغوا نہیں کر سکے۔ ہم یہ بتانے آئے ہیں کہ ہم نے اس لئے وہ گھنگھریالے بالوں والے بچے چن لئے ہیں۔ اسے پرسوں جاتے ہی اغوا کر لیں گے۔ تھیوساگ وہیں تک اس کی طرف پیٹھ کئے کھڑا رہا۔

بیٹھ جاؤ۔

ڈاکوؤں کو گوکاش کی آواز کچھ بدلی بدلی سی لگی۔ ایک ڈاکو بولے کہا

آقا! آپ کا گلہ خراب ہے کیا؟

اب تھیوساگ نے اپنا چہرہ ان کی طرف کر دیا اور شمع کی لو اونچی کر دی۔ کمرہ روشن ہو گیا۔ اس روشنی میں جب دونوں ڈاکوؤں نے گوکاش کے بجائے میں ایک اجنبی کو دیکھا تو جھٹ سے خنجر نکال لئے اور ایک ڈاکو غرا کر بولا۔

کون ہو تم بدبخت! ہمارا آقا گوکاش کہاں ہے، جلدی بولو نہیں تو تمہارے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں گے

تھیوساگ نے دونوں بازو اوپر اٹھا لئے اور مسکرا کر بولا۔

میں گوکاش کا بھائی ہوں ملک بابل میں اس کا ہی کاروبار کرتا ہوں۔ گوکاش بھی آ جائے گا

ڈاکو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ لگتا تھا کہ انہیں یقین نہیں آ رہا۔ ایک ڈاکو جو سب سے زیادہ خونخوار تھا بڑھا اور تھیوساگ کی مونچھوں پر مکھیاں ڈالتے ہوئے اس کی گردن پر خنجر کی نوک لگا دی اور دانت پیس کر بولا۔

تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ ہمیں معلوم ہے کہ گوکاش کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ جلدی بتاؤ تم کون ہو۔

دوسرا ڈاکو بولا۔

شاید اس کا منہ کیا لگ رہے ہو۔ ختم کر دو اسے یہ کوئی دھوکے باز ہے۔ ہمارا وقت ضائع کر رہا ہے۔

اور یہ سنتے ہی دوسرے ڈاکو نے تھیوساگ کی گردن میں پوری طاقت سے خنجر گھونپنا چاہا ہی تھا کہ تھیوساگ نے اپنا بائیں اس کے پیٹ کے ساتھ لگا دی۔ آنکھ جھپکتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں ڈاکو چھوٹا ہوتا ہوتا اتنا چھوٹا ہو گیا کہ وہ تو جس قدر حیران ہوا سو ہوا مگر دوسرے ڈاکو کی آنکھیں ایسی کھلیں کہ لگتا تھا ابھی ڈیلے باہر آ جائیں گے۔ میڈک جتنا چھوٹا ڈاکو بوکھلاہٹ میں پھدک کر کبھی ادھر جاتا۔ اسے ماریا نے اچک لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ غائب ہو گیا۔

اب تو دوسرا ڈاکو خوف سے کپکپانے لگا۔ تھیوسانگ نے اس کو گردن سے دبوچ کر اپنی طرف کھینچا تو خنجر اپنے آپ اس کے ہاتھ سے نیچے گر پڑا۔

تھیوسانگ نے کہا

ایک چھوٹا سا چوہا ہمارے پاس اور بھی ہے۔ کیا تم دیکھو گے۔

یہ کہہ کر تھیوسانگ اسے گھسیٹ کر صندوق کے پاس لے گیا اسے کھول کر تھیلے میں سے چوہے جتنے گولاش کو نکال کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ گولاش کو ہوش آ چکا تھا۔ وہ باریک سی آواز میں پھدک پھدک کر چلا رہا تھا۔

مجھے کیا ہو گیا ہے! مجھے بڑا کر دو۔

اب تو دوسرے ڈاکو کے بالکل ہی حواس جواب دے گئے اور وہ قالین پر بیٹھ گیا اور تھیوسانگ کے آگے سجدہ کر دیا۔ تھیوسانگ نے اس کی گردن اوپر جھٹک دی۔

ماریا نے کہا

خبردار جو سوائے خدا کے کسی کے آگے سجدہ کیا۔

ڈاکو کے لئے یہ نیک اور حیران کن بات تھی کہ یہ عورت کی آواز کہاں سے آئی ہے۔

تھیوسانگ بولا۔

یہ ہماری دوست ماریا ہے۔ ہمارے اور اور دوست عنبر اور ناگ بھی آ رہے ہیں۔

ماریا نے عنبر ناگ کو اتار دی۔ صبح کمرے میں ان کا داخل ہوا کہ ناگ سانپ کی شکل میں اس کے کاندھے پر بین اٹھائے بیٹھا تھا۔ ڈاکو چکرا گیا۔ اس کی گھگھی بندھ گئی۔

یہ میں کہاں آ گیا ہوں مجھے معاف کر دو۔ مجھے چھوڑ دو۔

ناگ نے ایک پھنکار ماری اور انسان کی شکل اختیار کر لی۔ چھوٹا گولاش۔ چھوٹا ڈاکو اور بڑا ڈاکو سبھی یہ کرشمہ دیکھ کر ہکے بکے ہو کر رہ گئے۔ تھیوسانگ نے بڑے ڈاکو کی طرف دیکھ کر کہا

سچ سچ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ اور کون کون لوگ بچوں کو اغوا کرتے ہیں؟

ڈاکو ہاتھ باندھ کر بولا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں دیوتا طوغ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم دونوں کے سوا اور کوئی شخص یہ منحوس کام نہیں کرتا تھا۔

تھیوسانگ نے مہر اور ناگ کی طرف دیکھا پھر ماریا سے پوچھا

ماریا کیا خیال ہے تمہارا؟ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔

ماریا نے کہا

اسے چھوڑ دو۔ گولاش کو اپنی ہتھیلی پر اٹھاؤ ہم اس سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔

تھیوسانگ نے چوہے جتنے گولاش کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور کہا۔

ظالم جلاد! تمہاری نجات اب اس میں ہے کہ ہمیں بتاؤ کہ تم نے اب تک کتنے بچوں کو زمرد کے بت بنا کر بیچا ہے اور وہ کہاں کہاں ہیں؟

گولاش باریک آواز میں بولا۔

اے دیوتا! میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اس وقت پانچ بچوں کے بت تہہ خانے میں ہیں اور بارہ بچوں کے بت میں نے ملک بابل کے سوداگر کنال کے ہاتھوں فروخت کئے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے کسی بچے کو بت نہیں بنایا۔

ماریا نے ناگ سے پوچھا۔

ناگ! کیا اس کی بات کا اعتبار کرو گے تم؟

ناگ نے کہا

اعتبار کرنا ہی پڑے گا۔ مگر اس سے یہ پوچھو کہ اس انسان دشمن کام میں اور کون کون اس کے ساتھ ہے؟

جب ماریا نے یہ سوال گولاش سے کیا گیا تو اس نے تھیوسانگ کی ہتھیلی پر سجدہ کر دیا اور بولا۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ساتھ دوسرا کوئی آدمی کام نہیں کر رہا۔ صرف یہ دو ڈاکو میرے لئے بچے اغوا کر کے لاتے تھے

جب ماریا کو یقین ہو گیا کہ اس ظالمانہ کاروبار کے تمام کارندے اس وقت شرینی کے کمرے میں موجود ہیں تو اس نے تھیوسانگ اور عنبر ناگ سے کہا

میرا خیال ہے اس خونی کھیل کا پردہ گرا دینا چاہیئے تاکہ ان لوگوں کے بعد یہ خونی ڈرامہ پھر نہ دہرایا جائے۔

"واش" چھوٹا اور بڑا ڈاکو سہم سے گئے تھیوسانگ بولا

اس وقت تم پر لرزہ طاری ہو گیا ہے مگر اس وقت تمہارا یہ خوف کہاں چلا گیا تھا۔ جب تم معصوم بچوں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی زندگیوں سے کھیلتے تھے!

ماریا نے کہا

تھیوسانگ! اپنا کام کرو اور دوسرے ڈاکو کو بھی چوہا بنا دو۔

بڑے ڈاکو نے چیخ ماری مگر تھیوسانگ اس کی گردن پر انگلی لگا چکا تھا وہ بھی ایک دم سے چھوٹا ہو کر چوہے جتنے سائز کا ہو گیا۔ ماریا نے کہا

اب ان تینوں ظالم انسانوں کو لے کر خونی اہرام کی طرف چلتے ہیں۔

گولاش اور دونوں ڈاکو فوراً سمجھ گئے کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جانے والا ہے۔ وہ رونے لگے۔ تھیوسانگ نے ان کے سروں پر انگلی سے ٹکے مارے اور چمڑے کی تھیلی میں بند کر دیا۔ پھر یہ سارے دوست یعنی عنبر، ناگ، ماریا اور تھیوسانگ حویلی کے تہہ خانے کی سیڑھیاں اتر کر سرنگ میں آ گئے۔ یہاں سے زمین کے نیچے ہی نیچے چلنا شروع کر دیا۔ وہ پندرہ بیس منٹ تک چلتے رہے پھر اہرام کے اندر اس مقام پر آ گئے جہاں زندہ کے پگھلتے ہوئے لاوے کی بھٹی میں خوفناک لاوے کی آگ روشن تھی۔ تھیوسانگ نے تھیلے کا منہ کھول کر دونوں ڈاکوؤں اور گولاش کو اپنی

انگلیوں میں دبوچ کر کہا

تم معصوم بچوں کے ساتھ جو سلوک کرتے رہے ہو وہی سلوک اب تمہارے ساتھ کیا جا رہا ہے جاؤ اپنے گناہوں کی سزا بھگتو۔

یہ کہہ کر ماریا کے اشارے پر تھیوسانگ نے عنبر اور ناگ کے سامنے دونوں چھوٹے چوہے ایسے ڈاکوؤں اور ظالم گولاش کو کھولتے ہوئے لاوے کی بھٹی میں پھینک دیا۔ سُوں کی ہلکی سی آواز نکلی۔ جیسے کسی نے گرم لوہے پر پانی کی چھینٹ ڈال دی ہو۔ اور پھر تینوں انسان دشمن خون انسان اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

عنبر نے کہا

اب یہاں سے نکل چلو۔ مجھے اس طلسمی تعویذ سے خطرہ ہے کہ کہیں کسی جادو کے چکر میں نہ پھنس جائیں۔

ماریا نے عنبر کے اس خیال کی تائید کی اور وہ سارے دوست سرنگ میں واپس مڑ گئے۔ حویلی میں آ کر وہ گولاش کے ساتھ والے کمرے میں بیٹھ کر آرام کرنے لگے اب وہ اس بات پر غور کر رہے تھے کہ بلوخ کے مندر کے سب سے بڑے بت کو کیسے تباہ کیا جائے۔ عنبر کو اس کا گر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم تھا کہ اس کی بنیادوں کے ستون کو اگر ڈھا دیا جائے
تو ملوٹھ کا اونچا لمبا بت اپنے آپ حرام سے نیچے آن
گرے گا۔ تھیوساگ ہنسنے لگا۔ عنبر نے ناراض ہو کر کہا
اس میں ہنسنے کی کونسی بات ہے؟
تھیوساگ بولا۔
مجھے ہنسی آ گئی تھی کہ تم جیسوں نے ہ
کہ اس سے ہیں تمہاری پوجا
مت مارا اور تک میں
عنبر
اپنی انگلی کی کر
تھا سا پوجا
عنبر بولا۔
بات تو تم ٹھیک
ملوٹھ میں
وہ

ملوٹھ بت کے پاس جا کر اس کو اپنی انگلی سے چھو کر دیکھ
کہ ملوٹھ پر کسی طلسم کا اثر ہے کہ نہیں مانند کا باقی حصہ
انہوں نے کوئی کے متعلق گفتگو کرتے اور سوچ بچار کرتے
گزار دیا۔
صبح سویرے انہوں نے گوشت کی کلیجی مدد سے بجاریوں کے
لباس منگوائے۔ عنبر نے لمبی داڑھی لگا لی کیونکہ مندر میں سے
لوگ پوجا کرتے تھے اور ملوٹھ کے مندر کی طرف روانہ ہو گئے
صبح کا وقت تھا۔ مندر والے ہال پر پہرہ بٹھا دیا گیا تھا،
کیونکہ لوگ پوجا کرنے چلے آ رہے تھے۔ عنبر جس جگہ سے
جا کر کھڑا کیا گیا تھا وہاں ایک پتھر لگا دیا گیا تھا جس پر
ان کی زبان میں لکھا تھا۔
یہاں سے دیوتا کا دشمن فرار ہو گیا۔ دیوتا نے اسے
پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا۔
عنبر اپنی لمبی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر ہنسا اور تھیوساگ
سے کہنے لگا
ابھی میں اس دیوتا کی خبر لیتا ہوں جس نے مجھے
جہنم میں ڈالا تھا۔
یہ کہہ کر ان کے سروں کے اوپر چلی جا رہی تھی کہنے لگی۔
مندر میں ابھی زیادہ لوگ نہیں آئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا۔

اچھی بات ہے ہم لوگوں کے ہجوم بھی ہونے سے پہلے ہی بت کو گرا دیں گے۔ تھیوساگ! تم کو میں نے سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ تم ویسے ہی کرنا۔

تھیوساگ بولا۔

فکر مت کرو۔ ویسے ہی کروں گا

عنبر ناگ اور تھیوساگ پجاری کے بھیس میں بھجن گاتے مندر میں داخل ہو گئے۔ وہاں کے پجاریوں نے یہ سمجھا کہ کسی دوسرے شہر سے پجاریوں کی ٹولی ایوتا طوع کے درشن کرنے آئی ہے۔ کسی نے عنبر کو نہ پہچانا۔ اس کی اتنی لمبی نقلی داڑھی تھی، سوچی بھی ترکیب کے مطابق تھیوساگ مندر میں داخل ہونے کے بعد عنبر ناگ سے الگ ہو کر بڑے بت کی جانب جا کر ایک ستون کے پاس بیٹھ گیا اور بھجن گانے لگا۔

عنبر ناگ بھی ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ سامنے تھوڑی دور طوع کا پہاڑ ایسا بت تھا جس کے پاؤں میں زبردست آگ جل رہی تھی۔ دیوداسیاں بھجن گا رہی تھیں۔ پجاری آگ میں گھی اور صندل ڈال رہے تھے۔ لوگ پوجا کے لئے آنا شروع ہو گئے تھے۔ وہاں میں قربانیاں گایا جا رہا تھا۔ کیونکہ عام کو کسی انسان کی قربانی دی جا رہی تھی اور

یہ قربانی بادشاہ کے لئے لگایا جا رہا تھا۔

عنبر اور ناگ کی آنکھیں تھیوساگ پر لگی تھیں جو طوع کے بت سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا سر ہلا ہلا کر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا۔ کسی کا اس طرف خیال نہیں تھا۔ وہاں لوگ آ کر یوں ہی ستونوں کے پاس بیٹھ کر ایوتا کے بھجن گاتے اور پڑھتے ہی رہتے تھے۔

مادیا اس وقت عنبر ناگ کے پاس بیٹھی تھی۔ عنبر نے اسے کہا

مادیا! تھیوساگ کو جا کر کہو کہ وہ کیا سوچ رہا ہے کس بات کا انتظار کر رہا ہے ——— اس سے بہتر موقع اسے پھر کبھی نہیں ملے گا۔ مگر اسے کہنا کہ طلسمی لہروں کا بھی خیال رکھے۔

مادیا نے عنبر کا یہ پیغام تھیوساگ کو جا کر پہنچا دیا۔ اس نے کہا

میں اپنا کام شروع کرنے والا ہوں

مادیا وہاں سے پرے ہٹ گئی۔ تھیوساگ نے اتنی دیر میں یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ بت کے اندر کوئی طلسم نہیں تھا۔ اسے بت کی طلسمی لہروں کا ذرا سا بھی احساس نہیں ہوا تھا۔ وہ بھجن پڑھتا پڑھتا اٹھا اور طوع بت کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت بڑے پاؤں کے انگوٹھے کے پاس آگیا جو کہ ایک بہت بڑے چبوترے کی طرح نظر آ رہا تھا۔ تھیوسانگ کے لئے یہ سخت آزمائش کی گھڑی تھی اسے یقین نہیں تھا کہ جب وہ بت کے انگوٹھے کو ایک خاص نیت اور ارادے کے ساتھ اپنی خاص انگلی لگائے گا تو وہ چھوٹا ہو جائے گا اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں بت کے طلسم کا اثر ظاہر نہ ہو جائے اور الٹا تھیوسانگ خود اس کے اثر میں نہ آ جائے۔

کچھ دیر وہ اسی ادھیڑ بن میں رہا۔ عنبر ناگ اور ماریا دور بیٹھے اس کو گھور رہے تھے۔ اچانک تھیوسانگ کے دل کا عزم اور ارادہ بیدار ہو گیا۔ اس نے سر کو جھٹک کر کہا کہ یہ پتھر کا بت اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ یہ تو اپنے منہ پر بیٹھی مکھی بھی خود نہیں اڑا سکتا۔ اب تھیوسانگ نے غصے بھری نظروں سے ملوخ کے بت کو گردن اٹھا کر دیکھا اور دل میں کہا

اے احمق جھوٹے بت! چھوٹا سا چوہا بن کر میرے قدموں میں گرنے کے لئے تیار ہو جا۔ تو نے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو اپنی زبان سے آگ میں لڑھکایا ہے۔ اب تو خود آگ میں ہو گا۔

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے ایک دفعہ کی بجائے دو بار پہاڑ

ایسے بت کے انگوٹھے پر انگلی لگائی۔ ایک دھماکے کی آواز پیدا ہوئی اور ملوخ کا بت اپنی جگہ سے غائب تھا۔ لوگ ششدر اور حیران ہو کر ایک طرف کو دوڑے۔ بت غائب نہیں ہوا تھا بلکہ چھوٹی سی پلاسٹک کی چوہیا جتنا بن کر تھیوسانگ کے پاؤں میں پڑا تھا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے ملوخ کے چوہے جتنے بت کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور دوسرے پجاریوں کی طرح شور مچاتا بھاگا۔

دیوتا ملوخ غائب ہو گیا۔ دیوتا ملوخ غائب ہو گیا لوگو!

عنبر ناگ اور ماریا یہ دیکھ کر ہنسنے لگے تھیوسانگ شور مچاتا ان کے پاس آیا اور بولا۔

بھائیو! میرے پجاری بھائیو! ملوخ کا بت غائب ہو گیا۔

عنبر نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا

کہاں غائب ہو گیا وہ کم بخت کا بچہ؟

تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے اپنی جیب کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

وہ بدبخت میری جیب میں ہے

ماریا اور ناگ ہنسنے لگے تھیوسانگ نے کہا

یہاں مت ہنسو خدا کے لئے یہاں سے باہر کی طرف دوڑو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا

دیکھو کہیں تمہاری جیب میں پڑے پڑے ملوخ کا بت بڑا نہ ہو جائے نہیں تو تم اس کی انگلی کے ساتھ لٹکتے نظر آؤ گے۔

تھیوسانگ ہنس کر بولا۔

اب تو اس کا باپ بھی آ جائے تو اسے بڑا نہیں کر سکتا ماریا بولی۔

عنبر ناگ تھیوسانگ پجاریوں کے بھیس میں دوسرے لوگوں کے ساتھ دیوتا غائب ہو گیا کا شور مچاتے دوڑتے بھاگتے مندر سے باہر آ گئے ہر طرف ایک شور مچ گیا تھا۔ جس کو دیکھو مندر سے نکل کر شور مچاتا شہر کی طرف بھاگ رہا تھا۔ عنبر ناگ اور تھیوسانگ بھی ان کے ساتھ مل کر شہر کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ ملوخ بت چھوٹا سا چوہا بن کر تھیوسانگ کی جیب میں پڑا تھا۔ عنبر نے چلتے چلتے اس سے پوچھا

کہیں اسے طلسمی شعاعیں تو محسوس نہیں ہو رہی ہیں!

تھیوسانگ بولا۔

ارے نہیں عنبر بھائی۔ یہ پتھر مجھ پر کیا طلسم کرے گا

یوں ہی تیز تیز چلتے عنبر ناگ تھیوسانگ اور ماریا گولاش کی حویلی میں آ گئے یہاں کنیز نے ان کے لئے ناشتہ تیار کر

رکھا تھا۔ انہوں نے آتے ہی اپنا پجاریوں والا حلیہ تبدیل کیا۔ تھیوسانگ نے ملوخ کے بت کو جیب سے نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور بولا۔

اس چھوٹے سے چوہے نے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو آگ میں جھونکا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گہرا سناٹا۔ رونے کی آواز

ناگ نے ماریا سے پوچھا

ماریا اس پتھریلی بت کے ساتھ کیا سلوک کیا جانا چاہیئے؟

ماریا نے تھیوسانگ اور عنبر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس بت کو اہرام کے کھولتے ہوئے زمرد کے لاوے میں پھینک دینا چاہیئے تاکہ وہاں سے یہ پھر کبھی باہر نہ نکل سکے۔ یہ کام ماریا کے سپرد کیا گیا۔ ماریا نے ملوخ کے چوہے جتنے بت کو ہتھیلی میں اٹھا لیا جو فوراً ہی غائب ہو گیا۔ پھر وہ اسے لے کر زمین کے اندر ہی اندر سے اہرام کو کھولتی ہوئی بھٹی کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے ملوخ کے بت کو کھولتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیا۔ وہ واپس مڑی تو دیوار کے ساتھ لٹکتا ہوا تعویذ ہلنے لگا۔

ماریا نے کوئی خیال نہ کیا پھر زمین ہلنے لگی زلزلے کے

جھٹکے لگنے لگے۔ ماریا نے اپنے آپ کو فضا میں بلند کر لیا۔ سرنگ کی دیواریں آپس میں ٹکرانے لگیں۔ اس کے پیچھے آگ کی بھٹی میں اہرام کی چھت دھڑام سے گر پڑی۔ ماریا نے اپنے آپ کو سرنگ کی چھت میں سے باہر نکال لیا۔ وہ صحرا کی کھلی ہوا میں نکل آئی۔ اس نے دیکھا کہ دور پرانا آسیبی کھنڈر آگ کے شعلے بن کر بھڑک رہا تھا۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اہرام راکھ کا ڈھیر بن کر زمین کے ساتھ لگ گیا۔ زلزلہ زمین کے اندر آیا تھا باہر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا ماریا فضا میں پرواز کرتی ہوئی عنبر ناگ اور تھیوسانگ کے پاس پہنچی اور سارا واقعہ سنایا۔ وہ لوگ بھی حویلی کی چھت پر چڑھ کر دیکھنے لگے۔ دور جہاں صحرا میں پہلے اہرام نظر آتا تھا اب وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

عنبر بولا۔

چلو اچھا ہوا یہ گناہ اور ظلم کی نشانی ختم ہو گئی۔

ناگ نے کہا

اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیئے۔

تھیوسانگ بولا۔

سب سے پہلے تو یہ طے کرنا ہوگا کہ کیٹی کی تلاش میں ہمیں کس طرف چلنا چاہیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کہنے لگی۔

اہرام کے نیک دل راہب سے ملنے ہم یہاں آئے تھے وہ تو ملا نہیں۔ اب ناگ سے پوچھو کہ اس کا کیا خیال ہے؟

ناگ کا چہرہ سنجیدہ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیٹی کا سراغ کیسے لگایا جا سکتا ہے اسے نیک دل راہب سے بہت امید تھی۔ لیکن وہ تو اس جگہ پر موجود ہی نہیں تھا۔ فرعونی سانپ سے ناگ بہت دور آ چکا تھا۔ اس کا یہاں آنا ناممکن لگتا تھا اس کے باوجود کیٹی چونکہ سانپ کے منکے کا پانی پی کر غائب ہوئی تھی اس لئے اس منکے پر کوئی سانپ ہی روشنی ڈال سکتا تھا۔ ناگ نے ماریا تھیوسانگ اور عنبر سے کہا

دوستو! میں چاہتا ہوں کہ اس علاقے کے کسی اعلیٰ خاندان کے سانپ سے مشورہ لیا جائے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

اعلیٰ خاندان کا سانپ تو مجھے اس علاقے میں کہیں نظر نہیں آتا۔

ناگ نے کہا۔

وہ زمین میں چھپے ہوتے ہیں عام طور پر اعلیٰ نسل

کے سانپ دوسرے سانپوں کے ساتھ مل جل کر نہیں رہتے ہیں۔

ماریا کہنے لگی۔

تو پھر تم کسی اعلیٰ نسل کے سانپ کو بلاؤ اور اس سے کیٹی کے بارے میں دریافت کرو۔

تھیوسانگ نے کہا

ہاں ہو سکتا ہے وہ ہماری رہنمائی کر سکے۔

ناگ نے آنکھیں بند کر کے سانس کو ایک سیکنڈ کے لئے روکا پھر سانپ کی زبان میں کسی اعلیٰ نسل کے سانپ کو آواز دی۔ یہ لوگ حویلی کے باغیچے میں چبوترے کے پیچھے گھاس پر قالین ڈال کر بیٹھے تھے۔ پہلے تو کوئی سانپ نہ آیا۔ جب ناگ نے دوسری بار آواز دی تو ایک جانب سے سیٹی کی آواز آئی۔ ناگ بولا۔

یہ سیٹی والا سانپ ہے اور کسی اعلیٰ قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔

ماریا تھیوسانگ اور عنبر ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے تھے وہ اس طرف دیکھ رہے تھے جدھر سے سانپ کی سیٹی کی آواز سنائی دی تھی اتنے میں ایک سبز رنگ کا سانپ رینگتا ہوا درختوں میں سے نکل کر ان کی طرف بڑھا۔ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی آنکھیں سانپ پر جم گئیں۔ اس سانپ کے بدن پر سرخ رنگ کی کوڑیوں کے نشان بنے ہوئے تھے۔ سانپ نے ہوتے ہی ناگ کے آگے تعظیم کی اور پھر ادب سے پھن جھکا دیا اور کہا

عظیم ناگ دیوتا! میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔

ناگ نے اسے بتایا کہ کس طرح فرعونی سانپ نے اسے ایک منکا دیا تھا جس کو کیچی نے غلطی سے ہاتھ میں ڈال کر پی لیا اور تب سے وہ غائب ہے اور فرعونی سانپ کے کہنے کے مطابق وہ مردہ فرعونوں کی بستی میں پہنچ گئی ہے۔

میں تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مردہ فرعونوں کی بستی کہاں ہے اور ہم وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟

سانپ نے ادب سے کہا

عظیم ناگ دیوتا! یہاں سے بہت دور پچاس کوسوں کے سفر کے بعد سیاہ پتھیل پہاڑیوں کے درمیان ایک بنجر وادی آتی ہے اس وادی میں آپ کو ٹوٹے پھوٹے محلوں اور اور بارہ دریوں کے کھنڈر دکھائی دیں گے بس یہی مردہ فرعونوں کی بستی ہے مگر آج تک ادھر کوئی زندہ انسان نہیں گیا۔ جو گیا پھر واپس نہیں آسکا۔ یہی وجہ

ہے مردہ فرعونوں کی بستی کے ارد گرد پھیلے ہوئے کوس تک کسی انسانی آبادی کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ لوگوں میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ اس وادی کے گرد جو سیاہ پتھیل پہاڑ ہیں ان میں سے مقناطیسی شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو کوئی قریب جاتا ہے پہاڑ اسے اپنی طرف کھینچ کر اپنے ساتھ چمٹا لیتے ہیں پھر اسے بھی پتھر بنا دیتے ہیں۔

ناگ یہ سب کچھ خاموشی اور غور سے سنتا رہا۔ عظیم ناگ امرا اور عنبر بھی یہ سن رہے تھے۔ ناگ نے کہا

مگر ہمیں وہاں ضرور جانا ہے کیونکہ ہماری ایک بہن وہاں پھنسی ہوئی ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ہم وہاں کیسے جا سکتے ہیں؟

سانپ ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گیا۔ پھر بولا۔

عظیم ناگ دیوتا! آپ کے دوستوں میں ایک دوست عنبر بھی ہے۔

ہاں، ناگ نے کہا

عنبر کے کان کھڑے ہو گئے کہ اس سانپ نے اس کا نام خاص طور پر کیوں لیا ہے۔

سانپ بولا۔

عظیم ناگ دیوتا! عنبر مردہ فرعونوں کی بستی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا سکتا ہے۔

وہ کیسے؟ ناگ نے پوچھا

سانپ نے کہا۔

وہ ایسے کہ عنبر کا تعلق پرانے فرعونوں کے شاہی خاندان سے ہے۔

ناگ بولا۔

مگر وہ مردہ فرعونوں کی بستی میں کیسے چلا جائے گا۔

سانپ کہنے لگا۔

عظیم ناگ دیوتا! مکہ مکرمہ میں اہرام مصر کے پاس مردہ فرعونوں کا شاہی قبرستان ہے جیسا کہ سب کو معلوم ہوگا۔ اس قبرستان میں فرعونوں کے شاہی خاندان کے لوگ بھی دفن ہیں۔ ہر جنازے کی سب سے زیادہ تاریکی حالت میں فرعونوں کے قبرستان میں مردہ بستی کی جانب سے پراسرار سیاہ پوش گورکنوں کی ایک ٹولی آتی ہے۔ یہ سیاہ پوش گورکن فرعونوں کے قبرستان میں تازہ بنی ہوئی قبر کو دیکھتے ہیں اگر اس کے تابوت کی واش کا تعلق فرعونوں کے خاندان سے ہو تو وہ اس تابوت کو اٹھا کر مردہ فرعونوں کی بستی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اگر عنبر مردہ واش بن کر تابوت میں لیٹ جائے اور آپ لوگ اسے قبر میں

دفن کر دیں تو وہ مردہ فرعونوں کی بستی میں پہنچ جائے گا عنبر سانپ کی ذہانت پر عش عش کر اٹھا۔ ناگ بولا۔

لیکن ہم بھی اس کے ساتھ جانا چاہتے ہیں۔

سانپ نے کہا

ماریا غائب رہتی ہے۔ آپ چھوٹے سے چھوٹا سانپ بن کر تابوت میں چھپ سکتے ہیں اور یوں آپ بھی تابوت کے ساتھ ہی مردہ فرعونوں کی بستی میں چلے جائیں گے۔

ناگ بولا۔

لیکن ہمارا ایک ساتھی منیر ناگ کہاں جائے گا؟

سانپ نے کہا

عظیم ناگ دیوتا! اس بارے میں آپ کوئی دوسری ترکیب سوچ لیجئے۔

ناگ سمجھ گیا کہ سانپ نے جو بتانا تھا بتا دیا ہے۔ اس نے سانپ کو رخصت کر دیا۔ جب سانپ چلا گیا تو ماریا بولی۔

اس نے تو بڑی عمدہ ترکیب بتائی ہے۔ ویسے اس میں خطرہ بھی ہے۔ کچھ پتہ نہیں کہ مردہ فرعونوں کی بستی میں حالات کیسے ہیں اور وہاں کس قسم کا آسیب اور طلسم پھیلا ہوا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کہنے لگا۔

یہ خطرہ تو ہمیں کیٹی کے لئے قبول کرنا ہی پڑے گا ویسے میں تابوت میں لاش بن کر لیٹنے کو تیار ہوں۔

ناگ بولا

معاملہ تھیوسانگ کا باقی رہ جاتا ہے۔

تھیوسانگ مسکراتے ہوئے کہنے لگا

یہ تو کوئی مشکل بات نہیں ہے میں اپنے آپ کو اتنا چھوٹا کر لوں گا کہ مجھے ماریا بڑی آسانی سے اپنی مٹھی میں لے کر غائب کر لے گی۔ بس پھر میں بھی ماریا کے ساتھ ہی غائب ہو کر عنبر کے تابوت کے ساتھ مردہ فرعونوں کی بستی میں پہنچ جاؤں گا۔

ناگ اور عنبر ایک دوسرے کو تکنے لگے ناگ ہنس کر بولا۔

ارے تھیوسانگ! اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا تھا۔ بس اب ہمیں ملک مصر کے اہرام کی جانب چلنے کی تیاری کرنی چاہیئے۔

اسی روز عنبر نے بازار جا کر دو گھوڑے خرید لئے اور ان پر ضروری سامان باندھ دیا۔ وہ دوسرے روز صبح صبح گولاش کی حویلی سے کوچ کرنے والے تھے۔ رات کو عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ حویلی کی پہلی منزل والے کمرے میں بیٹھے اپنے

سفر کے بارے میں ضروری باتیں کر رہے تھے کہ کنیز گھبرائی ہوئی آئی اور بولی۔

مالک! نیچے تہہ خانے سے کسی بچے کے رونے کی آواز آ رہی ہے۔

سب حیران ہو کر کنیز کا منہ تکنے لگے۔

کون ہے یہ بچہ؟ کہاں سے آیا ہے یہ؟ تم نے نیچے جا کر دیکھا۔

عنبر نے کنیز سے سوال کیا۔ کنیز بولی۔

مالک! میں ڈر کے مارے نیچے نہیں گئی۔

عنبر نے ماریا سے کہا کہ وہ نیچے جا کر معلوم کرے کہ یہ کیا معمہ ہے۔ ماریا اسی وقت نیچے تہہ خانے میں اتر گئی۔ تہہ خانے میں اندھیرا تھا۔ دیوار کے ساتھ پانچوں زمرد کے بچوں کے بت لگے تھے۔ ماریا کو کوئی آواز سنائی نہ دی۔ وہ واپس آنے ہی لگی تھی اچانک اسے کسی بچے کے رونے کی آواز آئی۔ ماریا وہیں رک گئی۔ یہ آواز چار پانچ سال کے بچے کی تھی۔ بچہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا مگر رونے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ یہ ایسی دردناک آواز تھی جیسے کوئی بچہ کسی گہرے کنوئیں میں پھنسا مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ اچانک ماریا چونکی اسے یوں لگا جیسے یہ آواز ایک بچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لمرد والے بت کے اندر سے آ رہی ہے۔ ماریا تیزی سے بچے کے بت کے پاس گئی اور کان لگا کر سنا۔ آواز بچے بت کے اندر سے آ رہی تھی۔

مجھے باہر نکالو۔ مجھے باہر نکالو۔

ماریا دھنگ ہو کر رہ گئی۔ یہ بت تو مردہ ہے۔ یہ کیسے بول رہا ہے۔ ماریا نے آواز دی۔

تم کہاں ہو؟

بچے کی روتی ہوئی آواز آئی۔

میں اس بت کے اندر ہوں۔ میں ابھی زندہ ہوں میرے ساتھی بچے بے ہوش ہو چکے ہیں۔ ہمیں باہر نکالو۔ مجھے باہر نکالو۔

ماریا تیزی سے عنبر ناگ تھیوسانگ کے پاس آئی اور انہیں صورت حال سے باخبر کیا کہ اندر تو عجیب و غریب بات ہو رہی ہے۔ وہ سب تہہ خانے میں آ گئے بچے کی رونے اور مدد کے لئے پکارنے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ عنبر نے کہا۔

ہم تمہیں اس کے اندر سے کیسے نکال سکتے ہیں؟

تم سب کے سب بچے تو بت بن چکے ہو۔

بچے نے کمزور اور درد بھری آواز میں کہا

ہمیں جکڑ دیا گیا ہے۔ ہمیں باہر نکالو۔

ماریا نے کہا

اسے کچھ معلوم نہیں ہے میرا خیال ہے ہمیں کنیز سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ وہ مسٹر گراش کے ساتھ رہتی تھی۔ اسے کوئی نہ کوئی ترکیب ضرور معلوم ہو گی۔

عنبر ناگ اور تھیوسانگ کو یہ تجویز پسند آئی۔ وہ فوراً اپنے کمرے میں آ گئے۔ اس وقت کنیز اپنی خواب گاہ میں سو رہی تھی۔ ماریا نے خود جا کر اسے جگایا اور ساری بات بیان کی اور پھر پوچھا کہ کیا ان نمرود کے بچوں کے مجسموں کو کسی طرح سے دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے؟ کنیز آنکھیں ملتے ہوئے بولی۔

یہ تو ناممکن بات ہے ماریا بہن۔

ماریا نے کہا

مگر بت کے اندر ایک بچہ بھی زندہ ہے تو اسے باہر نکالا جا سکتا ہے میرے ساتھ آؤ۔

ماریا کنیز کو ساتھ لے کر عنبر ناگ تھیوسانگ کے پاس آ گئی۔

عنبر نے کنیز سے کہا۔

تم غور کر کے بتاؤ کہ تمہارے ظالم آقا گراش نے کبھی کسی سے یہ ذکر بھی کیا تھا کہ یہ بچوں کے بت دوبارہ بھی زندہ ہو سکتے ہیں؟ یا اسے کسی دوسرے ملک سے کبھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس قسم کی خبر آئی ہو کہ جن بچوں کے نرسریں بت
اس نے فروخت کئے ہیں وہ کبھی کبھی بولنے لگتے ہیں
کنیز نے غور کرنے کے بعد کہا

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ باہر کے ملک سے
کبھی کسی نے واپس آکر یہ نہیں بتایا کہ بچوں کے بتوں
میں سے آواز آتی ہے لیکن مجھے خواب کی طرح یاد ہے
کہ ایک بار گوتاش نے اپنے ایک غیر ملکی ساتھی سے
اس بارے میں بات کی تھی۔

عنبر اور ماریا کے کان کھڑے ہو گئے۔ تغلیو ساگ بھی آگے
کو جھک گیا۔ ناگ نے کہا۔

اچھی بہن! ذہن پر زور دے کر یاد کرو۔ یہ پانچ معصوم
بچوں کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے

کنیز خاموش ہو گئی۔ وہ ماتھے پر انگلی پھیر کر جیسے گہرے غور و فکر
میں ڈوب چکی تھی۔ عنبر ناگ ماریا اور تغلیو ساگ اس کے چہرے
کی طرف دیکھ رہے تھے اور چپ تھے۔ پھر کنیز نے
چہرہ اٹھا کر کہا

مجھے یاد آگیا۔ ایک بار آقا گوتاش کے پاس ملک
روم سے ایک پردہ فروش آیا تھا۔ اس سے باتیں کرتے
ہوئے گوتاش نے کہا تھا کہ میں جن بچوں کے بت تیار کرتا

ہوں وہ زندہ ضرور ہوتے ہیں مگر زندہ بچوں کے جیسے
ہوتے ہیں۔ وہ عارضی طور پر مرے ہوتے ہیں اگر کوئی
ایسا زہریلا سانپ ان بچوں کے بتوں کو ڈس دے جس
کا زہر سب سانپوں سے زیادہ زہریلا ہو تو اس زہر کی
گرمی سے بچوں کے بت دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ
کھوتے ہوئے زہر میں ڈنکی لگانے کے بعد ان بچوں
کے اعصاب اور خون کے ذرات مردہ نہیں ہوتے بلکہ
ایک دم سے جم جاتے ہیں۔

عنبر اور تغلیو ساگ نے خوشی سے ناگ کی طرف دیکھا۔ عنبر بولا۔

ناگ! کیا دنیا کا سب سے زہریلا سانپ مل
سکتا ہے؟

ناگ مسکرا کر بولا۔

مجھ سے زیادہ زہریلا سانپ اس دنیا میں اور کہیں
نہیں ہے۔ یہ کام میں خود کر سکتا ہوں۔

ماریا جلدی سے بولی۔

تو پھر ابھی تہہ خانے میں چلتے ہیں۔

کنیز کے لئے یہ بڑی حیران کر دینے والی بات تھی کہ
ناگ دنیا کا سب سے زیادہ زہریلا سانپ بھی تھا وہ
یہ منظر دیکھنے کے لئے بے تاب تھی۔ ماریا کی سفارش پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کنیز بھی ساتھ ہی تہہ خانے میں آگئی۔ پانچوں بچوں کے ہنسنے دیوار کے ساتھ لگے تھے اب بچے کے رونے کی آواز نہیں آرہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ روتے روتے تھک کر سو گیا ہے۔

ناگ نے کہا

تم لوگ ایک طرف ہٹ کر بیٹھ جاؤ۔

عنبر، ناگ اور تھیوسانگ بتوں کے ساتھ چند گز کے فاصلے پر ایک ستون کے پاس بیٹھ گئے کنیز نے وہاں شمع روشن کر کے رکھ دی۔ شمع کی روشنی میں زمرد کے مجسمے شعاعیں دینے اور چمکنے لگے۔ ناگ ان مجسموں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے سانس اندر کھینچا اور کنیز کی آنکھوں کے سامنے ایک سیاہ گویرا سانپ بن گیا۔ کنیز کے حلق سے خوف کے مارے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس نے آج تک کبھی کسی انسان کو سانپ بنتے نہیں دیکھا تھا۔

عنبر، ماریا اور تھیوسانگ تعجب انگیز آنکھوں سے سیاہ سانپ یعنی ناگ کی طرف تک رہے تھے۔ ناگ نے اپنی زبان میں کہا۔

اس وقت میرے منہ کی تھیلی میں اتنا زہر ہے کہ میں ایک ہزار انسانوں کو ڈس کر ہلاک کر سکتا ہوں

اب میں ان بچوں کو ڈسنے لگا ہوں۔

کنیز پھٹی پھٹی آنکھوں سے پھن اٹھائے کالے سانپ کو تک رہی تھی وہ ناگ کی نہ تو آواز سن سکتی تھی اور نہ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ سن سکی تھی کیونکہ ناگ کی زبان صرف عنبر، ماریا کیٹی اور تھیوسانگ ہی سمجھتے تھے۔ ناگ نے اپنا پھن اٹھا کر دو تین بار لہرایا، پھر ایک بچے کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ اس کے بعد باری باری باقی چار مجسموں کو بھی ڈس دیا۔ اس کے بعد ناگ اپنی شکل میں آگیا۔ کنیز چیخ مار کر خوف سے بھاگ گئی۔ وہ انسان کو سانپ اور سانپ کو انسان بنتے دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی تھی۔

ماریا تھیوسانگ اور عنبر میں سے کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ ان سب کی نگاہیں بتوں کے زمردیں مجسموں پر لگی ہوئی تھیں۔ شمع کی روشنی میں مجسمے چمک رہے تھے تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ مجسموں کے زمرد کی تہہ تڑخنے لگی۔ کٹک کٹک کی آواز کے ساتھ بتوں کے جسم پر سے زمرد کی کرچیں جھڑ جھڑ کر نیچے گرنے لگیں۔ زہر کی گرمی سے زمرد کا رنگ سیاہ پڑنے لگا تھا۔ عنبر نے کہا

ناگ! تمہارا زہر کام کر رہا ہے۔

ناگ نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ اب بچوں کے پانچوں جسموں کا سارا زمرد جھڑ گیا تھا اور نیچے سے زندہ انسانی جسم نکل آئے تھے پھر ان جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر پانچوں کے پانچوں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ عنبر ناگ اور تھیو سانگ نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔ اسی وقت پانچوں بچوں کو اٹھا کر حویلی کی پہلی منزل والے کمرے میں پہنچا دیا گیا رات بھر ان بچوں کے جسموں پر نیم گرم تیل کی مالش کی گئی۔ انہیں گرم دودھ پلایا گیا۔ صبح تک وہ پوری طرح ہوش میں آ چکے تھے۔ اب ان بچوں کو ان کے ماں باپ تک پہنچانے کا مسئلہ تھا۔ بچے ہوشیار تھے انہیں اپنے اپنے شہروں اور ماں باپ کا نام معلوم تھا۔ کنیز نے کہا کہ وہ ان بچوں کو ان کے ماں باپ کے گھروں تک پہنچا دے گی۔ ماریا نے کہا۔

یہ تمہاری ذمے داری ہے اسے تمہیں اچھی طرح نبھانا ہوگا میں ایک ماہ بعد پھر ادھر آؤں گی اور ان بچوں کو ان کے گھروں میں جا کر دیکھوں گی۔ اگر یہ وہاں نہ ہوئے تو تمہیں آ کر پکڑ لوں گی۔ بلکہ تم جہاں کہیں بھی ہو گی میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔

کنیز نے کہا۔

ماریا بہن! میں گولاش کے ظالمانہ کھیل میں کبھی اس کے ساتھ نہیں تھی۔ مگر میں مجبور تھی۔ اب یہ بچے دوبارہ زندہ ہو گئے ہیں تو مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ بیان نہیں کر سکتی۔ تم بے فکر رہو۔ میں آج ہی ان بچوں کو لے کر ان کے ماں باپ کے گھروں کی طرف روانہ ہو جاؤں گی۔

عنبر نے اپنی خاص زبان میں ماریا سے کہا

ماریا! میں چاہتا ہوں کہ تم اس کنیز کے ساتھ جاؤ۔ اور خود اپنی نگرانی میں بچوں کو ان کے ماں باپ کے حوالے کرو۔ اس کے بعد تم ہوا میں تیز رفتاری سے سفر کرتی ہوئی اہرام مصر کے شاہی قبرستان میں پہنچ سکتی ہو۔ ہم وہاں تمہارا انتظار کریں گے۔

ماریا تیار ہو گئی۔ اس نے کنیز سے اس کی زبان میں کہا

میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔

کنیز بولی۔

مجھے خوشی ہوگی ماریا بہن!

چنانچہ اسی روز ماریا اور کنیز پانچوں بچوں کو ایک گھوڑے میں سوار کروا کر ان کے گھروں کی طرف روانہ ہو گئی جبکہ عنبر ناگ اور تھیو سانگ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ملک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مصر کی طرف چل پڑے۔

دو دن اور دو راتوں کے سفر کے بعد وہ ایک قافلے میں شامل ہو گئے۔ اس قافلے نے دو دن کے سفر کے بعد انہیں مصر کے شہر نصیبین پہنچا دیا۔ عنبر کو اپنے قدیم وطن پہنچ کر بے حد خوشی ہوئی۔ اسے ہزاروں برس پہلے کے واقعات یاد آ گئے اپنے ماں باپ، بہن بھائی بیوی بچے یاد آ گئے۔ عنبر اداس ہو گیا۔ ناگ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

عنبر بھائی! میں تمہاری اداسی کی وجہ جانتا ہوں مگر ہمیں کہوں کو حوصلے اور صبر سے کام لو۔ ہم ایک نامعلوم سفر پر روانہ ہیں۔ خدا جانے کب اور کن حالات میں ایک بار پھر اپنے اسی زمانے میں پہنچ جائیں جب تم اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو چلتے پھرتے دیکھ لو۔ ہم حالات کے مسافر ہیں سے گزر رہے ہیں۔ ہم کسی بھی وقت اسی زمانے میں پہنچ سکتے ہیں۔

عنبر نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولا

یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ لیکن آخر انسان ہوں اور وطن کی محبت انسان کی کمزوری ہوتی ہے۔

تھیوسانگ مسکرا رہا تھا کہنے لگے

عنبر بھائی! میری طرف دیکھو کہ اپنے خلائی وطن سے جدا ہو کر نہ جانے کب سے تمہارے ساتھ سفر کر رہا

ہوں۔ مجھے تو اپنا وطن کبھی یاد نہیں آیا۔

ناگ ہنس کر بولا۔

تھیوسانگ! تم خلائی مخلوق ہو۔ تم ان انسانی جذبات کو نہیں سمجھ سکتے۔

تھیوسانگ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور بولا۔

بھائیو! اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم کسی کاروان سرائے میں جا کر ٹھہریں اور ماریا کا انتظار کریں۔

عنبر بولا۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔ جب تک ماریا نہیں آئے گی، ہم یہاں سے آگے کہیں نہیں جا سکتے۔

ناگ نے کہا

ابھی اس مہینے کی صرف سے تاریک رات میں دس روز باقی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس سے بہت پہلے ماریا یہاں پہنچ جائے گی۔

تھیوسانگ نے کہا

امید تو یہی ہے۔ وہ تو کسی راکٹ کی رفتار کے ساتھ ہوا میں سفر کر سکتی ہے۔ اتنی تیز رفتاری سے تو میں خلائی مخلوق بھی سفر نہیں کر سکتا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تینوں ساتھی، تینوں دوست قدیم مصر کی ایک سرائے میں جا اترے۔ اس وقت مصر پر ایک یونانی فرعون کی حکومت تھی۔ پیارے دوستو۔ آپ کو تاریخ کی یہ بات یاد ہوگی کہ فرعون مصر کے آخری دنوں میں مصر پر یونانیوں نے حملہ کر کے اسے فتح کر لیا تھا اور پھر یونانی بادشاہ بھی فرعونوں کی طرح لباس پہن کر تخت پر بیٹھنے لگے تھے۔ وہ فرعونوں ہی کی طرح سب درباری رسمیں ادا کرتے تھے۔ ان کا تعلق فرعونوں کے اصلی خاندان سے نہیں تھا۔ یہ یونانی لوگ تھے۔ چنانچہ لوگ انہیں پسند نہیں کرتے تھے۔ ان یونانی فرعونوں کو تاریخ میں پولمی فرعونوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب عنبر تھیوسانگ اور ناگ مصر پہنچے تو وہاں ایک یونانی فرعون یعنی پولمی حکومت کرتا تھا۔ رعایا اس یونانی فرعون کو پسند نہیں کرتی تھی کیونکہ یہ اصلی اور خاندانی فرعون نہیں تھا مگر رعایا بے بس تھی۔ جو قوم شکست کھا جاتی ہے وہ مجبور ہو جاتی ہے۔ عنبر نے اس رات اصلی فرعونوں کے خاندانی شاہی قبرستان کی زیارت کی اور اپنے ماں باپ کی قبروں پر پھول چڑھائے اور ان کی روحوں کی مغفرت کے لئے دعا مانگی پھر رانی میری اور بچوں کی قبروں پر بھی جا کر پھول چڑھائے اور ان کی مغفرت کے

لئے دعا کی۔ وہاں عنبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ اسی لئے اکیلا وہاں گیا تھا۔

صبح ہونے سے پہلے پہلے واپس تھیوسانگ اور ناگ کے پاس آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ماریا بھی وہاں پہنچ گئی۔ ماریا جب قدیم مصر کے شہر تھیبز کی حدود میں داخل ہوئی تو سب سے پہلے عنبر کو اس کی خوشبو آئی۔ پھر ناگ اور تھیوسانگ نے بھی ماریا کی خوشبو محسوس کی۔ جب یہ خوشبو بہت تیز ہو گئی تو وہ سمجھ گئے کہ ماریا ان کے پاس پہنچ چکی ہے۔ ماریا بھی ان کی خوشبو لیتی اس کمرے میں سرائے تک آئی تھی۔ ماریا نے کہا

تمہیں مبارک ہو میرے بھائیو! میں نے پانچوں کے پانچوں معصوم بچوں کو ان کے ماں باپ کے پاس پہنچا دیا ہے۔

عنبر ناگ اور تھیوسانگ بے حد خوش ہوئے ناگ بولا۔

ان کے ماں باپ تو اپنے بچوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہو رہے ہوں گے۔

ماریا نے کہا۔

کیوں نہیں۔ ان کی خوشیوں کا تو ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے پوچھا

کیا بچوں کو معلوم تھا کہ وہ زمرد کے بت بنا دیئے گئے تھے ؟

ماریا کہنے لگی

حیرانی کی بات ہے کہ وہ بالکل بھول گئے تھے انہیں احساس تک نہیں تھا کہ انہیں ظالم گولاش نے زمرد کے بت بنا دیا ہوا تھا۔ وہ تو یہی سمجھ رہے تھے کہ انہیں اغوا کر کے گولاش کی حویلی میں بند کر دیا گیا تھا اور جب میں نے ایک بچے سے پوچھا کہ وہ یہ کیوں کہہ رہا تھا کہ مجھے باہر نکالو تو وہ بولا کہ میں ایک اندھیرے کنوئیں میں بند تھا۔

تھیرسانگ نے اطمینان کا سانس لے کر کہا

چلو یہ بھی اچھا ہوا،

ماریا نے ان سے پوچھا کہ اب وہ لوگ مردہ فرشتوں کی بستی کی طرف کب روانہ ہو رہے ہیں۔

عنبر نے کہا

ابھی اس جزیرے کی اندھیری رات کے آٹھ بجے ہیں دس گیارہ دن باقی ہیں۔ یہ وقت ہمیں اسی سرائے میں بسر کرنا ہوگا۔

ماریا مسکراتے ہوئے بولی۔

چلو اتنے دن تمہارے قدیم وطن کی سیر کریں گے۔

عنبر خاموش ہو گیا۔ وہ اپنے پرانے وطن کی گلیوں میں آ کر اداس ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس دوران شہر کے گلی کوچوں کا نقشہ بدل چکا تھا مگر پھر بھی دریائے نیل اسی طرح بہہ رہا تھا اور شاہی قبرستان میں اس کے ماں باپ کی قبریں ویسی کی ویسی تھیں۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مقدس پُراسرار ہار

عنبر دن بھر شہر میں پھرتا رہتا تھا۔

چونکہ یہ عنبر کا وطن تھا اس لئے ماریا ناگ اور تھیوسانگ اسے کچھ نہیں کہتے تھے۔ عنبر دریائے نیل کے کنارے دیر تک بیٹھا پانی کی روانی کو تکتا رہتا۔ اسے وہ دن یاد آتے جب اپنے باپ کے ساتھ اسی دریا میں کشتی چلایا کرتا تھا۔ یونانی فرعون پوٹلمی کا محل وہی تھا۔ جس محل میں عنبر کے زمانے میں مصری فرعون رہا کرتے تھے۔ عنبر کو قدیم مصری زبان پر عبور حاصل تھا آخر وہ خود ہی تو مصری تھا اس نے محسوس کیا کہ شہر میں رہنے والے قدیم مصری جو پرانے فرعونوں کے سخت وفادار تھے۔ اس یونانی فرعون پوٹلمی کو پسند نہیں کرتے تھے خاندانی فرعون کو یونانیوں نے مار ڈالا تھا اور شاہی خاندان کے اکثر شہزادوں اور شہزادیوں کو قید میں ڈال دیا تھا۔ ان میں سے بہت سے شہزادے اور شہزادیاں قید کی تکلیفیں اٹھاتے اٹھاتے مر گئی تھیں۔ لوگ دبی زبان میں ان شہزادے شہزادیوں

کو یاد کر کے یونانیوں کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے تھے شاہی محل میں اور شہر میں یونانیوں کا قبضہ تھا۔ اگرچہ یونانی فرعون پوٹلمی مصری فرعونوں کی طرح ان کے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتا تھا مگر لوگ اسے سخت ناپسند کرتے تھے اور اس وقت کا خواب دیکھ رہے تھے جب یونانی ڈاکر ان کی مقدس سرزمین سے نابود ہو جائیں گے اور فرعونوں کا خاندان ایک بار پھر تخت پر قبضہ کرے گا۔

عنبر نے دیکھا تھا کہ شہر میں یونانیوں نے کاروباری دکانیں کھول رکھی تھیں اور ان کے سپاہی زرہ بکتر پہنے بڑے غرور سے گھومتے پھرتے تھے۔ فوج میں بھی مصری سپاہیوں کی تعداد کو کم کر کے وہاں یونانی سپاہی بھرتی کر لئے گئے تھے۔ جس فرعون کو شکست دے کر یونانیوں نے مصر کے تخت پر قبضہ کیا تھا۔ یونانیوں نے اس کا اہرام بھی نہیں بننے دیا تھا۔ ورنہ یہ خاندانی فرعون کا ایک اہرام تھا جس میں اس کی ممی تابوت میں رکھی ہوئی تھی۔ اس بدنصیب فرعون کی لاش کو تابوت میں بند کر کے ایک پرانے اہرام میں ہی رکھ دیا گیا تھا۔ رعایا کو اس بات کا بھی شدید غم اور رنج تھا کہ ان کا فرعون بادشاہ پرانے اہرام میں بے یار و مددگار پڑا ہے۔

عنبر آج کے قاہرہ اور اس زمانے کے تھیبز کے بازاروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور گلی کوچوں میں گھومتا پھرتا۔ قہوہ خانوں میں بیٹھتا، لوگوں سے باتیں کرتا۔ ان کی باتیں سنتا۔ اس نے کسی کو اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ کسی کو اس پر ذرا سا شک بھی نہیں پڑا تھا کہ یہ ہزاروں سال سے زندہ چلا آرہا ہے۔

شکست خوردہ بے یار و مددگار فرعون کو یونانیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔ اس فرعون نے اپنی زندگی میں ہی اپنے لئے ایک اہرام بنانا شروع کر دیا تھا مگر وہ ابھی غیر مکمل ہی تھا کہ یونان نے مصر پر حملہ کر دیا۔ پھر فرعون کو شکست ہو گئی۔ فرعون قتل ہو گیا اور یہ اہرام ادھورا ہی پڑا رہا۔

یہ اہرام یا ہرم تھیبز سے کافی دور صحرا میں اس جگہ سے تھوڑے سے فاصلے پر تھا جہاں پرانے اہرام بنے ہوئے تھے اور جہاں ایک اہرام میں شکست خوردہ مقتول فرعون کی لاش تابوت میں پڑی تھی۔ ایک روز عنبر اپنے ماں باپ کی قبروں پر دعا کرنے گیا تو واپسی پر اس کی نگاہ اس ادھورے اور غیر مکمل اہرام پر پڑی۔ یہ اہرام آدھا بھی تعمیر نہیں ہوا تھا۔ اس کی بنیادیں ویسے کی ویسے ہی کھود کر چھوڑ دی گئی تھیں۔ شام کا وقت تھا۔ سورج صحرا میں غروب ہونے والا تھا۔ عنبر اس نامکمل اہرام کو دیکھ رہا تھا جو ایک طرف انگلی ویران کھنڈر دکھائی دے رہا تھا۔ ایک ڈھلانی راستہ اہرام

کے نیچے تہہ خانوں کی یہ ویران اہرام کے اندر کون لوگ تکونی ہوتی ہے جتنا یہ اہرام زمین کے پاگل چلنے لگا۔ عنبر اس سے آدھا زمین کے نیچے تہہ خانوں، راہداریوں اور تابوت خانوں میں بٹا ہوتا ہے۔ غیر مکمل اہرام کا یہ ڈھلانی راستہ بھی ایسے ہی تہہ خانوں کی طرف جاتا تھا۔ اس اہرام کے نیچے تہہ خانے سرنگیں، راہداریاں تو تعمیر ہو گئی تھیں مگر ابھی فرعون کا بنا تابوت خانہ زیر تعمیر ہی تھا کہ جنگ شروع ہو گئی اور یہ کام وہیں رہ گیا۔

عنبر یونہی بلا سوچے سمجھے ڈھلانی راستے پر نیچے اترنے لگا۔ وہ ادھورے اہرام کے تہہ خانے دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے یہ چیزیں کوئی نئی نہیں تھیں۔ وہ دل سے خوف بھی نہیں کھاتا تھا۔ اس کا بچپن ایسی ہی جگہوں میں کھیلتے گزرا تھا۔ اہرام کی ڈھلان زمین کے دو نیچے تک چلی گئی تھیں۔ اہراموں کی ڈھلانیں ایسی ہی ہوا کرتی تھیں۔ عنبر ان سے اچھی طرح واقف تھا۔ وہ دل میں اس فرعون کی بدقسمتی پر افسوس کر رہا تھا کہ جس کو اس اہرام میں موت کے بعد آرام کرنا نصیب نہ ہوا۔

اہرام کی ڈھلان ایک سرنگ میں جا کر ختم ہو گئی۔ یہاں ایک گہرا کنواں تھا۔ عنبر کو خوب معلوم تھا کہ اس قسم کے کنوؤں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] ۔ جب گھومتا پھرتا۔ قہوہ [illegible] ۔ یہ اس لئے ہوتے
[illegible] تابوت کو سونا جواہرات [illegible]
[illegible] کرتا۔ ان کا [illegible]
[illegible] سے اندر داخل ہو تو اس میں گر کر ہلاک ہو جائے
مگر یہ کنواں خالی تھا۔ اس میں نیزے لہیں لگائے گئے
کنوئیں کے ساتھ ایک چھوٹا سا فٹ پاتھ دیوار کے ساتھ
کر آگے جاتا تھا۔ عنبر اس چھوٹے سے فٹ پاتھ پر آگے
چلنے لگا۔ ڈھلان چونکہ کھلی تھی اور سورج کی آخری روشنی
ابھی باقی تھی اس لئے یہاں اندھیرا نہیں تھا۔ یہ فٹ پاتھ
آگے اندھیرے میں چلی گئی تھی۔

عنبر نے سوچا کہ اس جگہ سے واپس چلے جانا چاہئے
آگے جا کر وہ کیا کرے گا سوائے ویران کوٹھڑیوں اور تاریک
تہہ خانوں کے وہاں کیا ہوگا۔ یہ سوچ کر وہ واپس جانے
لگا تھا کہ اسے کچھ آدمیوں کی بھنبھناہٹ سنائی دی۔ یہ بھنبھناہٹ
کی آواز جیسے دیوار کے پیچھے سے گزر کر آگے نکل گئی
غائب ہو گئی۔ عنبر رک گیا۔ اس نے کان کھڑے کر کے غور سے
سنا۔ دھیمی دھیمی آوازیں اب بھی آ رہی تھیں۔ کسی وقت
لگتا کہ ایک آدمی بول رہا ہے۔ پھر دس بارہ آدمیوں کی بھنبھناہٹ
ایک دم سے بلند ہوتی اور غائب ہو جاتی۔ الفاظ بالکل
سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔

عنبر کو تجسس ہوا کہ یہ ویران اہرام کے اندر کون لوگ
ہو سکتے ہیں۔ وہ دیوار کا سہارا لے کر آگے چلنے لگا جب
کنوئیں کی فٹ پاتھ سے گزر کر آگے سرنگ میں پہنچا تو
یہاں آواز کی بھنبھناہٹ تھوڑی سی اونچی ہو گئی۔ مگر
الفاظ اب بھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ عنبر
ٹھنڈی تاریک اور مرعوب سرنگ میں آگے چلتا گیا۔ وہ
اہرام مصر کی بھول بھلیوں سے خوب واقف تھا اندھیری
ٹھنڈی سرنگ ایک طرف کو مڑ گئی۔ یہاں اسے ایک
آدمی کی بالکل صاف آواز سنائی دی۔ وہ قدیم مصری زبان
میں کچھ شعر پڑھ رہا تھا۔

عنبر کا اندھیرے میں کسی پتھر سے پاؤں ٹکرا گیا۔ پتھر
ایک گڑھے میں گرا تو اس کی آواز پیدا ہوئی۔ آدمی کی آواز
فوراً رک گئی۔

عنبر بھی وہیں تاریک سرنگ میں ٹھہر گیا اور اندھیرے
میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ پھر اچانک کسی نے
پیچھے سے اس کو دبوچ لیا۔ عنبر ایک سیکنڈ میں اپنے آپ
کو چھڑا سکتا تھا مگر وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ خفیہ پراسرار
لوگ کون ہیں اور یہاں ویران اہرام میں کیا کر رہے ہیں
اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ اپنا آپ ان کے حوالے کر دے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر یونہی ایک عام آدمی کی طرح چلانے لگا۔

مجھے چھوڑ دو کون ہو تم۔ کون ہو تم؟

پیچھے سے دو آدمیوں نے آکر عنبر کو اپنی طرف سے اپنی گرفت میں لے کر رسی سے اس کے بازو باندھ ڈالے اور آنکھوں پر رومال باندھ کر اسے سرنگ میں سے گزارتے ایک ایسی کوٹھڑی میں لے آئے جو مقتل مصری فرعون کا تابوت خانہ تھا مگر جہاں اس بدنصیب فرعون کو آرام کرنا نصیب نہیں ہوا تھا۔ قبر کے لئے گڑھا کھودا گیا تھا اس گڑھے کے پاس جو چبوترے پر ایک دیا جل رہا تھا اور سفید آدمی زمین پر آنتی پالتی مارے بیٹھے تھے ایک اونچا لمبا جوان آدمی چبوترے پر کھڑا تھا۔

عنبر کو اس کے سامنے لاکر اس کی آنکھوں کی پٹی کھول دی گئی۔ عنبر نے چاروں طرف نظریں گھما کر دیکھا چبوترے والا اونچا لمبا جوان کڑک کر بولا۔

تمہیں کس نے بھیجا ہے یہاں؟

عنبر بولا۔

میں اپنے آپ یہاں آیا ہوں۔ میں تو اس زیر تعمیر اہرام کی سیر کر رہا تھا کہ تمہارے آدمیوں نے مجھے پیچھے سے دبوچ لیا۔

اونچے لمبے جوان نے عنبر کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مار دیا اور غرایا۔

غدار! تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم مصری ہو مگر یونانی فرعون کے ساتھ مل گئے ہو ہم تمہیں تمہاری غداری کی سزا دیں گے۔

اب ساری بات عنبر کی سمجھ میں آگئی۔ یہ لوگ یقیناً قدیم مصری فرعونوں کے خاندان اور مادر وطن کے وفادار تھے اور یونانی فرعون کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کے سلسلے میں اس اہرام کے نیچے اپنی خفیہ میٹنگ کر رہے تھے۔ اس نے بظاہر گھبراہٹ کے ساتھ کہا۔

مجھے سزا دینے سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا میں بے گناہ ہوں۔

بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے غصے میں کہا

کاون! یہ غدار ہے یہ یونانی فرعون پٹولمی کا جاسوس لگتا ہے اس کی گردن اڑا دی جائے۔

اس گروہ کے لیڈر کا نام کاون تھا۔ کاون نے عنبر کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور اپنے آدمیوں سے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی گردن اڑا دی جائے۔ لاؤ تلوار دو۔ مجھے
ہیں اس غدار کی اپنے ہاتھوں گردن اڑا دوں گا۔
عنبر نے مصنوعی گھبراہٹ ظاہر کی اور کہا
میں غدار نہیں ہوں۔ میں غدار نہیں ہوں۔ مجھے
جانے دو۔
مگر کولن بولا۔
ہم غداروں کو کبھی معاف نہیں کیا کرتے
اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھی سے تلوار لے کر
پوری طاقت سے عنبر کی گردن پر وار کر دیا۔ سب کو
یقین تھا کہ عنبر کی گردن کٹ کر نیچے گر پڑے گی مگر ایسا
نہ ہوا۔ بلکہ اس کے برخلاف یہ ہوا کہ عنبر کی گردن سے
تلوار ٹکرتے ہی جھنجھناتی اور اس کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر زمین
پر جا گرا اور دوسرا آدھا ٹکڑا کولن کے ہاتھ میں
ہی رہ گیا۔
ان کے لئے یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی لیکن ایک
آدمی نے چیخ کر کہا
کولن! اس غدار نے گردن میں لوہے کی زرہ پہن
رکھی ہے۔
اس کے ساتھ ہی ایک آدمی نے کولن کی طرف دوسری

تلوار پھینکی۔ کولن نے ٹوٹی ہوئی تلوار پھینکی اور نئی تلوار
اپک لی اور دوسرا بھرپور وار عنبر کے سینے پر کیا اس
بار بھی تلوار عنبر کے سینے پر پڑتے ہی دو ٹکڑے ہو گئی
وہی آدمی پھر چلایا۔
اس نے سینے پر بھی لوہے کی جالی پہن رکھی ہے۔
اب عنبر کو بھی غصہ آ گیا۔ اس نے اپنی قمیض کو کھول کر
سینہ ننگا کر دیا اور بولا
اگر تم اندھے نہیں ہو تو میرا سینہ دیکھو۔ میری
گردن دیکھو۔ نہ میری گردن میں لوہے کی کوئی زرہ ہے
اور نہ سینے پر لوہے کی جالی ہے دیکھو۔ غور سے دیکھو
چراغ کی روشنی میں ایک ایک نے اٹھ کر عنبر کے
سینے اور گردن کو دیکھا۔ واقعی وہاں کوئی لوہے کی زرہ یا
جالی نہیں تھی۔ کولن اس کی طرف حیرت سے تک رہا
تھا پھر بولا۔
تم۔ تم کون ہو؟ کیا تم جادوگر ہو؟
اب عنبر نے زمین پر بیٹھے ہوئے ایک بھاری بھرکم
آدمی کو گردن سے پکڑ کر زمین سے پانچ فٹ بلند اٹھا لیا۔
اس نے موٹے آدمی کو یوں پکڑ رکھا تھا جیسے ہاتھ میں چائے
کا لوٹا پکڑ رکھا ہو۔ یہ زبردست طاقتور آدمی ہی کر سکتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے اس آدمی کو بڑے آرام سے زمین پر لٹا دیا اور کولون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

کولون! اگر تم آدمی آدمی میں فرق محسوس نہیں کر سکتے تو تمہیں ان لوگوں کا سردار بننے کا کوئی حق نہیں ہے۔

کولون اپنے غصے کو دباتے ہوئے بولا۔

تم ضرور کوئی جادوگر ہو۔ یونانیوں کے پاس اس قسم کے طلسم ہوا کرتے ہیں۔ تمہیں یونانی فرعون کے ساتھیوں نے یہ طلسم دے کر ہماری جاسوسی کے لئے بھیجا ہے۔

عنبر نے بڑے سکون کے ساتھ کہا

سنو کولون نہ تو میں کوئی جادوگر ہوں اور نہ ہی مجھے کسی نے تمہاری جاسوسی کے لئے بھیجا ہے۔

کولون نے پوچھا۔

پھر تم کون ہو اور تم میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ تلوار نے بھی تمہارے جسم پر کوئی اثر نہیں کیا؟

عنبر چبوترے پر اس کے قریب بیٹھی وہ خود بھی مصری تھا۔ یہ لوگ اس کے ہم وطن تھے۔ عنبر کے دل میں اپنے وطن کی محبت پہلے ہی سے بیدار ہو چکی تھی وہ

اپنے ان ہم وطن دوستوں کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ اسے بھی یہ بات سخت ناپسند تھی کہ اس کے وطن پر باہر سے آکر یونانی قبضہ کر لیں اس نے پرسکون لہجے میں کولون سے کہا۔

کولون! میرا نام عنبر ہے۔ میں تمہارا ہم وطن مصری ہوں۔ اور میرا تعلق فرعون کے خاندان سے ہے۔ تمہارے لئے میرا اتنا تعارف کافی ہے۔ باقی میرے [illegible] عنبر معمولی طاقت کہاں سے آگئی ہے؟ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔

کولون اور عنبر مصری نوجوان ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ کولون نے کہا

اگر تمہارا تعلق فرعون کے [illegible]

تو پھر تم یونانیوں سے کیوں [illegible]

عنبر نے کہا

یہ بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتی۔

کولون نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا

یہ تمہیں بتانا ہی پڑے گا۔ ورنہ ہمارا [illegible] نہیں ہو سکے گا۔

عنبر کو بھی اب غصہ آگیا اس نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں تمہارا نوکر نہیں ہوں کہ تمہیں ہر بات بتانا اپنا فرض سمجھوں۔ تم لوگ جو کچھ کر رہے ہو مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم سب جہنم میں جاؤ میں جا رہا ہوں۔

یہ کہہ کر عنبر کوٹھڑی سے باہر نکلنے لگا تو کوون نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

عنبر! اگر تم مصر کے وفادار ہو تو تمہیں وطن کی عزت بچانی ہے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ ہمارا وطن کو عنبر کی ڈاکوؤں سے نجات دلائی جائے؟

عنبر رک گیا۔ پھر ان کے قریب آکر بولا۔

یہ بڑا لمبا معاملہ ہے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تم اتنی آسانی سے یونانیوں کو اپنے ملک سے نہیں نکال سکو گے۔

تمہیں کیسے معلوم ہے۔ کوون نے سوال کیا۔

عنبر کو ساری تاریخ کے گزرے ہوئے اور آنے والے تمام واقعات کا علم تھا۔ کیونکہ وہ خود ان میں سے گزر چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یونانی مصر پر ابھی کچھ مدت تک حکومت کریں گے۔ اور انہیں اس مدت سے پہلے کوئی مصر سے نہیں نکال سکتا۔ یہ بات وہ کوون کو

بتا بھی دیتا تو وہ اعتبار نہ کرتا۔ عنبر نے سب کچھ سوچ کر کہا

میرے دوست! تاریخ کے اشاروں کو تم لوگ نہیں سمجھتے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ یونان ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ اس سے ٹکر لینا تم مٹھی بھر آدمیوں کا کام نہیں۔

کوون بولا۔

مصر کے محب وطن عوام ہمارے ساتھ ہوں گے۔

عنبر نے کہا

جو ہونا ہے وہ ہو۔ تاریخ کے فیصلے کو تم نہیں ٹال سکو گے۔ بہرحال میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

ایک نوجوان نے کہا

اس کا مطلب ہے کہ تم وطن کے غدار ہو۔

عنبر کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ صبر کر کے خاموش رہا پھر بولا۔

میں غدار نہیں ہوں۔ میں وہ شخص ہوں جس نے تاریخ کو اپنی آنکھوں کے سامنے گزرتے اور بنتے بگڑتے دیکھا ہے۔ ابھی مصر پر مقدونیہ کے نوجوان جرنیل سکندر کا حملہ ہوگا۔ وہ تمہارے دریائے نیل کے کنارے پہنچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نام پر ایک شہر اسکندریہ آباد کرے گا۔ تمہارے مصری عوام سکندر اعظم کو دیوتا سمجھ کر اس کی پوجا کریں گے۔ ہاں تمہارے کاہن ایسا نہیں کریں گے۔

کولون اور دوسرے انقلابی نوجوان عنبر کی باتوں کو حیرت سے سن رہے تھے۔ انہیں عنبر کی باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن عنبر یہ بھی جانتا تھا کہ سکندر مقدونیہ میں پیدا ہو چکا ہے۔

کولون ہنس پڑا اور بولا۔

عنبر! اب معلوم ہوا کہ تم دیوانوں کی طرح بھی باتیں کرنے لگتے ہو۔ ہم تمہیں اپنی مدد کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ کاش! تم ہمارے ساتھ ہوتے۔ پھر ہمارا کام بے حد آسان ہو جاتا۔

عنبر نے کہا۔

کاش میں ایسا کر سکتا۔ لیکن میں تاریخ کے ان واقعات کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا جو ابھی وقت کے پردے میں چھپے ہوئے ہیں۔

کولون نے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا

تمہاری مرضی۔ لیکن تم مجھے یا تو دیوانے لگتے ہو یا کوئی پر اسرار جادوگر۔

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا

تم مجھے دیوانہ ہی سمجھو تو زیادہ اچھا ہے۔

عنبر خدا حافظ کہہ کر جانے لگا تو کولون نے کہا

کیا تم اپنے وطن کے لئے ایک چھوٹا سا کام نہیں کرو گے۔

مجھے کام بتاؤ۔ اگر کر سکا تو ضرور کروں گا۔

عنبر نے جواب دیا۔

کولون بولا۔

یونانیوں نے ہمارے ملک پر فتح حاصل کرنے کے بعد ہمارے فرعون کو مار ڈالا تھا اور انہوں نے ہمارے فرعون کا مقدس ہار بھی اپنے قبضے میں کر لیا ہے جس پر دیوی اسیری کا نقش کندہ ہے۔ یہ ہار یونانی فرعون نے اپنے محل کی خوابگاہ میں سونے کے ڈبے میں رکھا ہوا ہے یہ ہم مصریوں کی قومی امانت ہے اور کسی حالت میں بھی دشمن کے پاس نہیں رہنی چاہیئے۔ کاہن اعظم ہمارے ساتھ ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اگر ہم اس مقدس ہار کو کسی طرح حاصل کر لیں تو ہم اپنے وطن سے غیر ملکی یونانیوں کو بھگا سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیں وہ مقدس ہار واپس لا دو۔ یہ کام تم کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتے ہو۔

عنبر نے سوچا کہ بیشک ہار وہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس لوگوں کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور وہ مادر وطن کے کام بھی آ سکے گا۔ اس نے کہا۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ مقدس ہار یونانی ملکہ کی خواب گاہ سے نکال کر تمہارے حوالے کر دوں گا۔

کرون اور اس کے انقلابی ساتھی بہت خوش ہوئے کرون نے کہا۔

یونانی فرعون کی خواب گاہ میں جو کنیز اس کے پلنگ پر خوشبوئیں چھڑکتی ہے اس کا نام مریلہ ہے وہ ہماری ساتھی ہے اس نے ہمیں خواب گاہ کا پورا نقشہ بتا دیا ہے وہ تمہیں خواب گاہ سے باہر لے گی اور تمہاری مدد کرے گی

عنبر بولا۔

اگر مریلہ خواب گاہ میں کام کرتی ہے تو وہ مقدس ہار کیوں نہیں نکال لاتی؟

کرون بولا۔

مقدس ہار جس ڈبے میں بند ہے اس پر شاہی مہر لگی ہے جس کو کوئی عام طاقت رکھنے والا انسان نہیں

توڑ سکتا۔ یہ فولاد کی مہر ہے۔ چونکہ تم میں غیر معمولی طاقت ہے اس لئے صرف تم ہی ڈبے کی مہر توڑ کر مقدس ہار نکال سکتے ہو۔

عنبر نے پوچھا۔

مریلہ کنیز خواب گاہ میں کس مقام پر ملے گی؟

کرون نے عنبر کو بتایا کہ مریلہ کنیز تمام کو خواب گاہ تنہا چھوڑ جاتی ہے۔

اگر تم اس کے پاس کسی بہانے سے پہنچ جاؤ اور تین بار کرون کرون کا نام اس کے سامنے لو گے تو وہ سمجھ جائے گی کہ تمہیں ہم نے بھیجا ہے پھر وہ تمہیں اس ڈبے تک لے جائے گی جس میں مقدس ہار بند ہے اس کے بعد تمہارا کام شروع ہو جائے گا

عنبر نے وعدہ کیا کہ وہ آج شام ہی شاہی محل میں جانے کی کوشش کرے گا۔

کرون بولا۔

ہم ہر رات اس ایوان اہرام کے تہہ خانے میں تھوڑی دیر کے لئے جمع ہوتے ہیں اگر تم ہار نکالنے میں کامیاب ہو گئے تو یہاں ہمارے پاس لے آنا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر یہ کہہ کر وہ کوشش کرے گا ویران اہرام کے
تہہ خانے سے باہر نکل آیا اور واپس ناگ ماریا اور
تھیوسانگ کی طرف روانہ ہو گیا۔

تھیوسانگ، ماریا اور ناگ سرائے میں موجود تھے۔ پہلے عنبر
کو خیال آیا کہ وہ مصر کے باغی نوجوانوں کی خفیہ سرگرمیوں کے
بارے میں انہیں بتا دے پھر اس نے سوچا کہ یہ اس کے
اپنے وطن کا معاملہ ہے۔ ناگ تھیوسانگ اور ماریا کو بتانا
اتنا ضروری نہیں ہے چنانچہ وہ خاموش رہا۔ ماریا نے
پوچھا کہ وہ کہاں کہاں پھرتا رہا ہے۔ تھیوسانگ بولا۔
[illegible] عنبر جانے کا اپنا وطن ہے۔ وطن کی گلیاں
[illegible] عزیز ہوتے ہیں

[illegible]

ماریا نے کہا۔
میں نے شہر میں چلا پھر کر محسوس کیا ہے کہ لوگ
دبی زبان میں یونانی فرعون کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے
ہیں۔
تھیوسانگ بولا۔
یہ قدرتی بات ہے کہیں اس ملک میں بغاوت
ہو جائے۔
ناگ ہنسا۔
تھیوسانگ! تم شاید تاریخ سے واقف نہیں ہو
ابھی یونانی [illegible] پر کچھ مدت تک اور [illegible]
[illegible] جب کہیں جا کر فرعونوں [illegible]
قبضہ کر لے گا
[illegible] خاموش بیٹھا رہا۔ ناگ ٹھیک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
عنبر نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھیک ہے۔ کسی بھی وقت چل کر جگہ کا انتخاب کر لیں گے۔

تھیوسانگ بولا۔

تو پھر آج شام کو چلے چلتے ہیں۔

عنبر نے تو آج شام کو شاہی محل میں جانا تھا اس نے کہا

شام کو اندھیرا ہوتا ہے۔ ہمیں دوپہر کو چلنا چاہیئے

ماریا ہنستے ہوئے بولی۔

عنبر! ہوش کرو۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ بھول گئے

کہ ہم تو اندھیرے میں بھی دیکھ لیتے ہیں۔

عنبر کھسیانا سا ہو کر مسکرایا اور اٹھتے ہوئے بولا۔

اوہ۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔ لیکن ماریا دوپہر

کے وقت ہم زیادہ آسانی سے قبر کے لئے جگہ دیکھ

سکیں گے۔

بنگ نے کہا۔

عنبر ٹھیک کہتا ہے۔ ہم تھوڑی دیر میں چل دیں گے

دوپہر کے بعد عنبر بنگ ماریا اور تھیوسانگ سرائے سے

نکل کر شاہی قبرستان کی طرف چل پڑے۔ یہ قبرستان ان

لوگوں نے پہلے بھی دیکھا تھا۔ وہ کئی بار اس قبرستان میں

آ چکے تھے۔ عنبر تو اس قبرستان میں بچپن میں کھیلتا رہا

تھا وہ پرانی ٹوٹی پھوٹی قبریں غلیں یونانی فرعون نے جب

سے تخت پر قبضہ کیا تھا۔ اس قبرستان کی حالت اور زیادہ

خستہ ہو گئی تھی۔ عنبر نے اپنے ماں باپ اور رشتے داروں کی

قبروں سے تھوڑی دور فرعون کے ایک رشتہ دار کی قبر کے

پاس جگہ چنی اور کہا

اس جگہ تم لوگ میری قبر کھود سکتے ہو۔

بنگ نے عنبر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

خدا نہ کرے کہ کبھی ہمیں یہ منحوس کام کرنا پڑے

یہ تو تمہاری مصنوعی قبر ہوگی۔

عنبر بولا۔

میرا مطلب بھی یہی تھا کہ تم میری مصنوعی قبر اس

جگہ کھودنا۔

ماریا اور تھیوسانگ ہنسنے لگے۔ ماریا نے کہا

یہ کام ہمیں ابھی سے شروع کر دینا چاہیئے۔

عنبر نے کہا

اس کام کے لئے ہمیں شہر سے دو چار مزدور لانے

ہوں گے۔ ہم انہیں یہی کہیں گے کہ شاہی خاندان کا

ایک گمنام بوڑھا مر گیا ہے اس کی قبر کھودنی ہے۔

اچھا خیال ہے۔ تھیوسانگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیسرے پہر ناگ تھیوسانگ اور ماریا شاہی قبرستان میں
دو مزدوروں کو ساتھ لے کر قبر کھودنے لگے۔ دوسری طرف
عنبر نے شاہی محل کا رخ کیا تاکہ جائزہ لے سکے کہ شام کو وہ
کہاں سے محل میں داخل ہو سکتا ہے۔ محل کے چاروں طرف
بڑا سخت پہرہ لگا تھا۔ کوئی چڑیا بھی وہاں پَر نہیں مار سکتی
تھی۔ عنبر کو احساس ہوا کہ محل میں داخل ہونا اتنا آسان نہیں
ہے جتنا وہ سمجھ رہا تھا۔ یونانی سپاہی زرہ بکتر پہنے جگہ جگہ
پہرہ دے رہے تھے۔

کرون نے عنبر کو محل کا وہ کمرہ بتا دیا تھا جہاں دوسری
منزل میں یونانی بادشاہ کی خواب گاہ تھی۔ اسی خواب گاہ
میں مریطہ نام کی کنیز سے عنبر کو ملنا تھا۔ کچھ دیر محل کی بلند
دیوار کے آس پاس پھرتے رہنے کے بعد عنبر واپس آ گیا۔
ناگ کو عنبر کی نقل و حرکت پر کچھ شک پڑ گیا تھا جب
عنبر نے یہ کہا کہ وہ شام کو شاہی قبرستان میں نہیں
جائے گا تو ناگ کا شک یقین میں بدل گیا کہ عنبر شام
کو کسی دوسری جگہ جانے کا پروگرام بنا چکا ہے۔

ناگ نے یہ بات ماریا اور تھیوسانگ کو بھی نہ بتائی۔
اور عنبر کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ شام کے
وقت جب شہر پر ہلکا ہلکا اندھیرا چھا گیا تو عنبر دریا کی سیر

کا بہانہ بنا کر چل دیا۔ ماریا اور تھیوسانگ نے اسے اس
لئے نہ روکا کہ یہ عنبر کا وطن تھا اور وہ اپنی بچپن کی یادیں
تازہ کر رہا تھا مگر ناگ اس کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ ناگ
نے اپنے اندر ایک اہم تبدیلی یہ کی کہ اپنے جسم سے اڑنے
والی خاص خوشبو کو بند کر دیا۔ اب اس کے دوستوں میں
سے کوئی بھی اس کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

عنبر شہر کے تنگ روشن بازاروں میں سے گزرتا ہوا
شاہی محل کی پچھلی دیوار کی طرف چلا جا رہا تھا۔ ناگ ایک
چھوٹی چڑیا کی شکل میں اس کے اوپر پرواز کرتا اس کے
ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ شاہی محل کی کو سنے والی عقبی دیوار
کے نیچے ایک زرہ بکتر والا یونانی سپاہی نیزہ ہاتھ میں لئے
چہل قدمی کر کے پہرہ دے رہا تھا۔ وہاں کبھی کسی کو آنے کی جرأت
نہیں ہوتی تھی اس لئے یونانی سپاہی بڑی بے نیازی سے
پہرہ دے رہا تھا۔ عنبر اس کی اس غفلت سے فائدہ اٹھانا
چاہتا تھا۔ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ ناگ ایک چڑیا کا
روپ دھارنے سے پہلے ہی سے شاہی محل کی دیوار پر جا بیٹھا
ہے اور اپنی گردن نیچے جھکا کے عنبر کی نقل و حرکت کو غور
سے دیکھ رہا ہے۔ عنبر ایک چھوٹے سے ٹیلے کے پیچھے چھپ
کر یونانی سپاہی کو تکنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرکٹا ناگ

ناگ نے اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ عنبر شاہی محل میں کسی بڑے اسراد مشن پر جانے والا ہے۔ وہ محل کی منڈیر پر بیٹھا غور سے عنبر کو تک رہا تھا۔ عنبر نے جب دیکھا کہ یونانی سپاہی اس سے آگے نکل گیا ہے تو وہ شیر کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور سپاہی کی گردن پر جا کر گرا۔ سپاہی بوکھلا کر اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش میں چلایا

ہاں! ہاں!

یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ اگر سارے سپاہی اکٹھے ہو سکتے تھے اور عنبر کا مشن ناکام ہونے کا ڈر تھا۔ عنبر نے سپاہی کی گردن دبوچ لی۔ ذرہ بکتر کی وجہ سے سپاہی کی گردن آسانی سے دبائی نہیں جا رہی تھی۔ سپاہی عنبر کی سے پناہ طاقت کے آگے بے بس ضرور تھا مگر وہ چلائے جا رہا تھا۔ عنبر نے اس کی آواز بند کرنے کے لئے اس کی

گردن پر چڑھی ہوئی لوہے کی پلیٹ پر زور سے ہاتھ مارا لوہے کی پلیٹ سپاہی کی گردن پر آدھی دھنس گئی سپاہی کا زندہ رہنا ناممکن تھا۔ وہ تو مر گیا مگر اس کی آواز سن کر دو سپاہی تیر کمان لہراتے اس کی مدد کو دوڑ پڑے تھے

ناگ نے اوپر سے دو یونانی سپاہیوں کو بھاگے آتے دیکھا تو فوراً غوطہ لگا کر نیچے آیا اور سانپ کا روپ دھار کر اس میں سے ایک کے ٹخنے پر اچھل کر ڈس لیا وہ گھبرا کر سانپ کو روپ کو ہاتھ سے پیچھے کھینچنے لگا کہ تب وہاں سے اچھل کر دوسرے سپاہی کے ٹخنے پر ڈس چکا تھا۔

ناگ کے زہر کو سہارنا کوئی آسان بات نہیں تھی، دونوں سپاہی بے حس ہو کر زمین پر گر پڑے۔ عنبر انہیں حیرت سے تکنے لگا۔ ناگ نے اپنے جسم کی خوشبو کو خارج کرنا شروع کر دیا۔ اچانک عنبر کو ناگ کی خوشبو آئی تو وہ آہستہ سے بولا۔

ناگ! یہ تم ہو؟

ناگ انسانی شکل میں آیا اور عنبر کو کھینچ کر محل کی دیوار کے نیچے اندھیرے میں لے گیا۔

یہ تم کیا حماقت کر رہے ہو عنبر! یہاں کس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لئے آئے ہو؟

عنبر پہلے تو خاموش رہا پھر مختصر لفظوں میں اس نے ناگ کو ساری بات بتا دی کہ وہ یونانی فرعون کی خواب گاہ سے شاہی خاندان کا مقدس ہار نکالنے آیا ہے جو اہل مصر کی دولت ہے۔ ناگ بولا۔

لیکن تم محل کے اندر جاؤ گے تو سب کو پتہ چل جائے گا۔ تم کو تو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچے گا مگر خبردار ہو جانے پر مقدس ہار وہاں سے غائب کر دیا جائے گا۔ اس بارے میں بھی تم نے سوچا تھا؟

عنبر بولا۔

اس وقت میں اکیلا تھا۔ اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اب تم آ گئے ہو تو اس سلسلے میں میری مدد کرو۔ یہ میرے وطن کی عزت کا سوال ہے۔ میں اپنے مادر وطن کا مقدس ہار یونانیوں سے چھین کر مصری انقلابیوں کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔

ناگ مسکرایا۔

عنبر! تم کہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں تمہیں تو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ٹھہرو۔ میں اوپر جاتا ہوں اور کنیز مریطہ سے خود مل کر ہار لے

آتا ہوں۔

عنبر نے کہا۔

ہار ایک مہر بند ڈبے میں ہے۔ وہ تالا بے حد مضبوط ہے تم اسے توڑ نہ سکو گے۔ میرا تمہارے ساتھ جانا ضروری ہے۔

ناگ بولا۔

دن تین پہرہ داروں کو تو ٹھکانے لگا چکے ہیں اب ادھر کا علاقہ خالی ہو گیا ہے۔ تم اسی جگہ ٹھہرو میں اوپر جا کر تمہارے لئے رستے کا بندوبست کرتا ہوں۔

ناگ یہ کہہ کر پرندے کی شکل میں محل کی چھت پر پہنچ گیا۔ اس نے ادھر ادھر اڑ کر دیکھا تو اسے ایک جگہ بارہ دری میں ایک کنیز کھڑی دکھائی دی۔ یہ مریطہ کنیز تھی اور اپنے آدمیوں کے کہنے کے مطابق وہاں کھڑی عنبر کا انتظار کر رہی تھی۔ ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور اس کے قریب گیا۔ مریطہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور بولی۔

کون ہو تم!

ناگ کو عنبر نے تین بار "کولون" کہنے کا نہیں بتایا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا۔

اگر تم مریطہ کنیز ہو تو میں عنبر کا بھائی ہوں وہ محل کی دیوار کے نیچے آگیا ہے مگر اسے اوپر آنے کے لئے کسی کمند کی ضرورت ہے۔

مریطہ کنیز نے جھک کر نیچے دیکھا۔ اندھیرے میں اسے دیوار کے ساتھ ایک انسانی سایہ دکھائی دیا۔ اس کے آدمیوں نے اسے عنبر کا حلیہ بتا دیا تھا مگر وہ اندھیرے میں عنبر کو نہیں دیکھ سکتی تھی اس نے ناگ سے کہا

تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ آدمی عنبر ہی ہے

ناگ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا جواب دے۔ بولا۔

بہن اب وہ اوپر آکر ہی ثبوت دے سکتا ہے تم کہیں سے رسی لاؤ تاکہ میں نیچے لٹکا کر اسے اوپر بلا لوں۔ پھر وہ خود ہی اپنی شناخت کروا دے گا

محل کی چھت کا یہ کونے والا حصہ ویران اور سنسان تھا۔ مریطہ کنیز چلی گئی۔ چند لمحوں کے بعد واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ریشمی رسی تھی۔ ناگ نے رسی نیچے لٹکا دی۔ عنبر اسے پکڑ کر اوپر چڑھ آیا۔ اس کے اوپر آتے ہی کنیز نے اس پر سوال کر دیا

تمہاری شناخت کیا ہے!

عنبر نے کہا

کولون! کولون! کولون!

مریطہ کنیز فوراً سمجھ گئی کہ یہی عنبر ہے۔ اس کا حلیہ بھی وہی تھا جو اسے بتایا گیا تھا۔ اس نے عنبر سے کہا

اپنے اس بھائی کو اسی جگہ رکنے کے لئے کہو۔ میں تم دونوں کو اپنے ساتھ لے جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔

عنبر نے ناگ سے کہا

ناگ! تم اسی بارہ دری میں میرا انتظار کرو۔

ناگ بولا۔

ٹھیک ہے مگر اپنا خیال رکھنا۔

عنبر مریطہ کنیز کے ساتھ چھت کے درمیان بنی ہوئی بارہ دری کی طرف چلا گیا۔ اس بارہ دری میں ایک زینہ نیچے محل کے اندر جاتا تھا۔ مریطہ نے عنبر سے کہا

بڑی احتیاط سے چلنا اور جہاں میں تمہیں ٹھہرنے کو کہوں وہیں رک جانا۔

زینہ اتر کر ایک خوبصورت راہداری آگئی جس کے فرش پر قیمتی قالین بچھے تھے اور فانوس جگمگا رہے تھے۔ مریطہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے عنبر کو سیڑھیوں میں ہی ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور خود راہداری میں سے گزرتی شاہی خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔ اس وقت شاہی خواب گاہ میں ملکہ اور بادشاہ موجود نہیں تھے۔ دونوں شاہی حمام میں غسل کر رہے تھے۔ رات کو سونے سے پہلے بادشاہ غسل کرنے کا عادی تھا۔ یہ یونانیوں کی پرانی روایت تھی کہ وہ غسل کرنے سے پہلے غلاموں سے جسم پر مالش بھی کرواتے تھے۔

مربط کنیز نے جب دیکھا کہ وہاں کوئی غیر آدمی نہیں ہے تو اس نے عنبر کو خواب گاہ میں بلا لیا۔ عنبر خواب گاہ کو دیکھتے ہی رہ گیا۔ یونانی فنون نے مصری فنون سے بھی بڑھ چڑھ کر خواب گاہ کی آرائش کر رکھی تھی۔ دودھ جیسی عنبر کی خوشبوئیں اڑ رہی تھیں۔ سونے کا فانوس روشن تھا جس میں قیمتی ہیرے جواہرات جڑے تھے۔ مربط عنبر کو اس کونے میں لے گئی جہاں ایک تپائی پر سونے کا [illegible] رکھا تھا۔ کنیز نے کہا

[illegible]

بھول نہ سکتے ہیں۔

عنبر نے فوارہ کی سطح کو ماہر کی عینک سے دیکھا۔ اس میں ایک [illegible] سطح کے اندر چلی گئی تھی۔ یہ سطح تین منزلہ [illegible] سے ایک عام آدمی ہتھوڑے کی ضرب سے بھی نہیں توڑ سکتا تھا۔ عنبر نے سطح کے اندر اپنی دونوں انگلیاں داخل کر دیں اور اپنی دونوں ہاتھ کی چھنگلیا پر تو سطح کنڈے میں سے نکل کر باہر آ گئی۔ کنیز حیرانی سے عنبر کو دیکھنے لگی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ عنبر نے جلدی سے [illegible] دونوں شہزادے [illegible] سے جان بچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دور دور [illegible] روشن کر دی گئی تھیں۔ ناگ نے عنبر کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اندھیرے میں سے نکل کر اس کے قریب آ گیا اور بولا۔

مقدس ہار مل گیا کیا!

نہیں۔ [illegible] نے آہستہ سے کہا

[illegible] بات بتائی، ناگ بولا۔

یہ اتنا قیمتی ہے کہ بادشاہ کو اس کی حفاظت کی بہت فکر ہوئی۔ اس نے اسے شاہی خزانے میں رکھ دیا ہوگا۔

[illegible] پر آہستہ آہستہ چلتا دوسری [illegible] میں آ گیا اور محل کی دیوار سے نیچے اندھیرے میں [illegible]

ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ اس جگہ سے دور جا کر تفصیل سے بات کریں گے۔

ریشمی کمند ابھی تک وہاں موجود تھی۔ عنبر اس کے لیے نیچے اتر گیا۔ ناگ نے کمند کو لپیٹ کر بارہ دری [illegible] ایک طرف پھینک دیا اور پھر خود بھی چڑیا کا روپ [illegible] اڑ کر عنبر [illegible] کہا

تم [illegible]

[illegible] ویران [illegible]

صورت حال سے باخبر کرنا ضروری ہے۔

ناگ نے عنبر کو سمجھایا کہ وہ اس کام میں اب نہ آئے اور اس کے ساتھ ہی واپس چلا چلے مگر عنبر بولا۔

ناگ! یہ میرا جذباتی معاملہ ہے۔ میں مصری ہوں اور یہ مقدس ہار ہماری مقدس امانت ہے۔ میں اسے یونانی بادشاہ کے خزانے میں نہیں دیکھ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ یونانی فرعون نے ہار کو اپنے ملک پہنچا دیا ہو۔

ناگ نے اس کے بعد عنبر کو مجبور نہ کیا اور چلا گیا۔

عنبر وہاں سے سیدھا ویران اہرام میں جا پہنچا۔ ابھی آدھی رات نہیں ہوئی تھی اور کولون اور اس کے باغی ساتھی ابھی وہاں نہیں پہنچے تھے۔ عنبر اہرام کے باہر ایک طرف بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات آدھی گزر گئی تو اسے دور سے کچھ انسانوں کے سائے اہرام کی طرف آتے نظر آئے۔ عنبر ایک طرف چھپ گیا۔ جب وہ قریب آئے تو عنبر نے انہیں پہچان لیا۔ آگے آگے کولون اپنے جسم کو سیاہ لبادے میں چھپائے آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔

عنبر نے اسے اس کا نام لے کر پکارا اور پھر اوٹ سے باہر نکل آیا۔

عنبر تم؟ کولون بولا۔ کیا مقدس ہار مل گیا تمہیں؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے اسے ساری کہانی بیان کر دی۔ کولون اسے اپنے ساتھ نیچے تہہ خانے میں لے آیا اور بولا۔

ابھی تک ہماری ساتھی کنیز کی جانب سے مجھے کوئی پیغام نہیں ملا۔ مگر تم ٹھیک ہی کہتے ہو گے۔

اس کے ساتھی بھی مقدس ہار کے نہ ملنے پر پریشان سے ہو گئے۔ کولون نے کہا

اس ملعون یونانی فرعون نے ضرور مقدس ہار کسی دوسری جگہ پر رکھوا دیا ہے۔ اگر وہ اسے یونان لے گیا تو پھر اس کو حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ ہمیں جتنی جلدی ہو سکے اپنے بزرگوں کی نشانی مقدس ہار کو واپس لانا ہو گا۔

اتنے میں باہر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی۔ ایک نوجوان باغی بھاگ کر باہر گیا۔ جب واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک اجنبی نوجوان بھی تھا۔ یہ اجنبی نوجوان بھی اسی ٹولی کا آدمی تھا۔ اس کو مریطہ کنیز نے ایک خاص پیغام دے کر بھیجا تھا۔ اس نے آتے ہی کولون کو بتایا کہ مریطہ کنیز نے پتہ کیا ہے کہ مقدس ہار یونانی ساحرہ ملاوشی کے قبضے میں دے دیا ہے جو اپنے

مکان میں طلسمی حصار میں رکھے ہوئے ہے۔

کولون نے عنبر سے کہا

یونانی ساحرہ ملاوشی بادشاہ پوتلمی کی بڑی منہ چڑھی ہے اور بادشاہ اسے یونان سے اپنے ساتھ لایا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ملاوشی کے پاس ایسا ایسا طلسم ہے کہ وہ زندہ آدمی کا آدھا دھڑ غائب کر دیتی ہے مگر میں اس بات کو نہیں مانتا۔

عنبر کہنے لگا۔

کولون! طلسم کمزور آدمی پر اثر دکھاتا ہے ایک بہادر اور بلند کردار والے نوجوان پر طلسم کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں یونانی ساحرہ کے قبضے سے مقدس ہار نکلوا کر رہوں گا۔ مجھ پر اس کے طلسم کا اثر نہیں ہو گا تم بے فکر رہو۔

کولون نے کہا

پھر بھی تمہیں بے حد احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ ہم نہیں چاہتے کہ یونانی جادوگرنی ملاوشی کو کسی طرح سے بھی نقصان پہنچ جائے۔ کیونکہ وہ کم از کم اور کچھ نہیں تو مقدس ہار کو ضرور کہیں گم کر سکتی ہے۔ یہ ہمارا بہت بڑا نقصان ہو گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا

میں ایسا نہیں ہونے دوں گا کوون ۔ مجھے یہ بتاؤ کہ یونانی ساحرہ طرانش مصر میں کہاں رہتی ہے؟

کوون بولا۔

اور کہاں رہتی ہوگی۔ بادشاہ کے محل کے پاس ایک بانچ جیسا سیاہ پتھروں کے ایک دو منزلہ مکان میں رہتی ہے۔ ڈر کے مارے ادھر کوئی نہیں جاتا۔ یونانی ساحرہ بھی بہت کم مکان سے باہر نکلتی ہے۔

عنبر نے کہا

ٹھیک ہے کوون! اگر مقدس ہار اس یونانی ساحرہ کے پاس ہی ہے تو میں اسے لے کر ہی واپس آؤں گا۔

اتنا کہہ کر عنبر واپس چلا آیا۔

عنبر نے ناگ کو یہ سب کچھ بتایا تو وہ کہنے لگا

ہمیں تھیوساگ اور مادیا سے بھی مشورہ کر لینا چاہیئے ان کو بے خبر رکھنا مناسب نہیں۔

جب عنبر اور ناگ نے اس نئے مشن کے بارے میں مادیا اور تھیوساگ کو آگاہ کیا تو تھیوساگ کچھ ناراض سا ہو کر بولا۔

میرے دوستو! یہ کیا تم لوگوں نے بیچ میں ایک نیا کام کھڑا کر دیا ہے۔ ہم کیٹی کو بچانے کے مشن پر جانے والے ہیں اس کو بھول جاؤ۔

عنبر نے گھور کر تھیوساگ کو دیکھا اور کہا

تم اس لئے کہہ رہے ہو کہ تم مصر کے رہنے والے نہیں ہو۔ مصر تمہارا وطن نہیں ہے۔ تمہیں مقدس ہار سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔

مادیا جانتی تھی کہ عنبر اس معاملے میں بڑا جذباتی ہو رہا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ ہر آدمی کو اپنے وطن سے پیار ہوتا ہے۔ لوگ تو اپنے وطن کی خاطر جان بھی دے دیتے ہیں۔ مادیا نے فوراً کہا

عنبر ٹھیک کہتا ہے تھیوساگ۔ اس مشن پر ہم عنبر کے ساتھ ہیں اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔ موہ بتی کے گورکن تو ہر ماہ کی سب سے زیادہ اندھیری رات کو مقبروں کے قبرستان میں آتے ہیں۔ اگر اس ماہ نہیں تو ہم اگلے ماہ کیٹی کی تلاش میں نکل چلیں گے مگر سب سے پہلے عنبر کی خاطر ہمیں مقدس ہار کو حاصل کرنا ہوگا۔

عنبر بڑا خوش ہوا۔ تھیوساگ گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا بہن! میرا مطلب یہ نہیں تھا اگر عنبر کا یہ جذباتی معاملہ ہے تو میں سب سے بڑھ چڑھ کر اس مشن میں حصہ لوں گا۔

عنبر نے کہا۔

فی الحال تم میں سے کسی کو ہمارے ساتھ چلنے کی ضرورت نہیں۔ میرے ساتھ ناگ ہی کافی ہے اگر ضرورت پڑی تو ہم تمہیں خبر کر دیں گے۔

ماریا کہنے لگی۔

یونانی ساحرہ طروشی آخر ایک جادوگرنی ہے وہ تم لوگوں کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

ناگ نے کہا

اگر ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے تو تمہیں بھی اس سے خطرہ ہو سکتا ہے۔ ایک ہی بات ہے۔ چلے میں اور عنبر مقدس ہار کے لیے کوشش کریں گے۔ اگر ناکام رہے تو پھر تم لوگ کوشش کر کے دیکھ لینا۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم اس مشن پر چاروں ایک ساتھ چل پڑیں۔

عنبر بولا۔

ناگ ٹھیک کہتا ہے۔ پہلے ہمیں کوشش کر لینے دو۔

ماریا اور تھیوساگ نے انہیں اجازت دے دی۔

پس دوسرے روز ناگ اور عنبر سرائے سے نکلے اور شاہی محل کے قریب اس ویران باغ میں آ گئے جہاں دور ایک جگہ درختوں کے درمیان سیاہ پتھروں کا ایک دو منزلہ مکان بنا ہوا تھا۔ اس سیاہ مکان کو دور ہی سے دیکھ کر خوف آتا تھا اس کے قریب ہی دروازے کے پاس ایک عورت کا سیاہ پتھروں سے تماشا ہوا مجسمہ لگا ہوا تھا جس کے سر پر ایک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

عنبر نے کہا۔

یہی وہ مکان ہے جہاں یونانی ساحرہ طروشی رہتی ہے اور بادشاہ نے مقدس ہار اسی کو دے رکھا ہے۔

ناگ کہنے لگا۔

تم اسی جگہ بیٹھو۔ میں مکان کا جائزہ لیتا ہوں جا کر۔

ناگ نے ایک چھوٹی سیاہ چڑیا کا روپ بدلا اور اڑتا ہوا طروشی ساحرہ کے مکان کے دروازے پر کالی عورت کے مجسمے پر جا کر بیٹھ گیا طروشی ساحرہ کے مکان کا دروازہ آدھا کھلا تھا۔ ناگ اندر چلا گیا۔ ایک بڑا کمرہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا جس کی دیواریں سیاہ پتھروں کی تھیں۔ فرش پر سرخ قالین بچھا تھا۔ درمیان میں ایک پتھر کے چبوترے پر ایک تانبے کا برتن پڑا تھا جس میں ہلکی ہلکی آگ سلگ رہی تھی۔ پیچھے دیوار پر جانوروں اور انسانوں کی کھوپڑیوں کے ہار لٹکے ہوئے تھے۔ چبوترے کے قریب ہی ایک کرسی پر عورت کے ایک مجسمے کو اس طرح رکھا گیا تھا کہ وہ بیٹھی ہوئی زندہ عورت لگ رہی تھی۔ ناگ نے قریب جاکر دیکھا۔ یہ عورت بھی سیاہ پتھر کی بنائی ہوئی تھی۔

دوسرا کمرہ بالکل ویران تھا۔ ساحرہ طراشی مکان میں نہیں تھی۔ ناگ نے عنبر کو واپس آکر بتایا کہ مکان خالی پڑا ہے اور وہاں کوئی آدم زاد بھی نظر نہیں آتا۔ کوئی صندوق یا الماری بھی نہیں ہے۔ پھر مقدس ہار اس عورت نے کہاں رکھا ہوگا۔ عنبر بولا۔

وہ اسے زمین کے اندر بھی رکھ سکتی ہے اور پھر وہ جادوگرنی ہے۔ ہوسکتا ہے جادو کے زور سے اس نے مقدس ہار غائب کر رکھا ہو۔

ناگ سوچنے لگا عنبر نے کہا

ناگ! یہاں ہمیں کوئی چال چلنی پڑے گی اس

طرح یا تو ہم کسی طلسم کے چکر میں پھنس جائیں گے اور یا ہمیں مقدس ہار حاصل کرنے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

چال سے تمہاری کیا مراد ہے؟ ناگ نے پوچھا۔

عنبر بولا۔

چال سے میرا مطلب یہ ہے کہ ہمیں کسی بھیس میں ساحرہ طراشی کے پاس جاکر اس کی جادوگریاں حاصل کرنی ہوں گی۔ پھر مقدس ہار کا سراغ لگانے کی کوشش کرنی ہوگی۔

ناگ نے کہا۔

بات تو تم نے ٹھیک کہی ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس جادوگرنی کے آگے ہم کیا بھیس بدلیں گے؟ اسے تو جادو کے ذریعے پتہ چل جائے گا۔

عنبر بولا۔

یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ تجربے نے ہمیں بتایا ہے کہ ہر جادوگر کو سب کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ پرانا جادوگر صرف سامری جادوگر ہی تھا۔ باقی ہر جادوگر کے پاس تھوڑا تھوڑا جادو ہوتا ہے۔ اس کے آگے وہ مجبور ہوتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا

اب پتہ نہیں اس کے پاس کیا کیا جادو ہے۔

عنبر کہنے لگا۔

بس اتنا سا خطرہ ہمیں مول لینا ہوگا مجھے یقین ہے کہ اگر ہم نے ہوشیاری سے کام لیا تو کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

ناگ نے کہا

آخر وہ چال بھی معلوم ہو جو ہمیں چلنی ہوگی۔

عنبر نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔

میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے اور وہ ترکیب یہ ہے۔

اس کے بعد عنبر نے ناگ کو ترکیب بتائی تو وہ بولا۔

اگر ساحرہ طرشی پر ہمارا بھید کھل گیا تو ہم کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس سکتے ہیں

عنبر بولا۔

میرا دل کہتا ہے کہ ساحرہ طرشی کے پاس یہ جادو نہیں ہے کہ وہ ہمارے دلوں کا حال معلوم کر سکے یہ صرف خدا ہی جانتا ہے۔

ناگ نے کہا۔

چلو تم کہتے ہو تو میں تیار ہوں۔

اس شام عنبر نے چپڑے کا بھیس بدلا۔ بین ہاتھ میں لی۔ ناگ کو سانپ بنا کر پٹاری میں بند کیا اور ساحرہ طرشی کے مکان کی طرف چل پڑا۔ مکان کے باہر جاتے ہی اس نے بین بجانی شروع کر دی۔ باغ ویران تھا۔ اردگرد کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ عنبر مکان کے دروازے کی طرف منہ کئے بین بجا رہا تھا۔ اتنے میں ایک کالی سیاہ لڑکی نے دروازہ کھولا اور کہا

کیوں شور مچا رہے ہو تم کون ہو؟

عنبر نے بین منہ سے ہٹا کر کہا

بی بی! میں تمہاری مالکن طرشی سے ملنے آیا ہوں۔ اسے کہو کہ مکہ بندستان کا ایک سپیرا اس کے لیے ایک انمول تحفہ لایا ہے۔

کالی لڑکی اندر چلی گئی۔ پھر آئی اور بولی۔

اندر آجاؤ۔ میری مالکن نے تمہیں بلایا ہے۔

عنبر اندر چلا گیا۔ کالے پتھروں والے کمرے میں ناگ والے چبوترے کے پاس ایک گوری چٹی یونانی عورت بیٹھی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے اور آنکھیں سیاہ پتھروں کی طرح ساکت اور ٹھنڈی لگ رہی تھیں۔ چہرے پر بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کی خاموشی اور سکوت تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس عورت کا جادو سفلی زیادہ ہے یعنی یہ وہ جادوگرنی ہے جو کسی کے لئے نیک کام نہیں کر سکتی۔ کسی کی بھلائی نہیں کر سکتی۔ بعض جادوگر کبھی کبھی کسی دکھی انسان کے کام بھی آ جاتے ہیں لیکن جادو کے ذریعے حاصل کیا ہوا فائدہ بہت جلد نقصان میں بدل جاتا ہے۔ انسان کے وہی کچھ کام آتا ہے جو اس نے اپنی محنت سے حاصل کیا ہو۔ بہرحال عنبر نے ہندوستان کے سپیروں کی طرح سلام کیا اور بولا۔

بہن طروشی! میں ہندوستان کے پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے تمہاری بہت تعریف سن رکھی ہے تم سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ اسی لئے اتنا لمبا سفر کر کے تمہارے پاس پہنچا ہوں۔

ساحرہ طروشی بڑی گہری اور کھا جانے والی نظروں سے عنبر کو گھور رہی تھی۔ مردانہ قسم کی آواز میں آہستہ سے بولی۔

تم میرے لئے کونسی چیز لائے ہو۔

عنبر نے ایک بار پھر یونانی ساحرہ کو ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور کہا

میرا نام کالو سپیرا ہے میں تمہاری طرح جادوگری تو نہیں جانتا مگر تمہارے لئے ایک ایسا تحفہ لایا ہوں جس

کو دیکھ تم بھی حیران رہ جاؤ گی۔

طروشی اب بھی عنبر کو گہری نظروں سے گھور رہی تھی۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تحفہ نکالو کون ہے۔ عنبر نے پٹاری کا منہ کھول دیا۔ اندر سے ناگ سیاہ کالے کوبرا سانپ کی شکل میں پھنکار مار کر باہر نکل آیا۔ طروشی اپنی جگہ پر اسی طرح بیٹھی رہی۔ اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ عنبر بولا۔

یہ ہے وہ تحفہ جو میں تمہاری خدمت میں پیش کرنے کے لئے لایا ہوں۔

طروشی نے آہستہ سے کہا

یہ ایک معمولی ہندی کوبرا سانپ ہے۔

عنبر مسکرایا۔

طروشی! میں کالو سپیرا ہوں۔ جادو نہیں جانتا مگر جادوگروں کو جانتا ہوں۔

عنبر کو یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ طروشی دل کے حال کو نہیں پڑھ سکتی۔ ورنہ اسے فوراً پتہ لگ جاتا کہ یہ کوئی معمولی سانپ نہیں بلکہ ناگ دیوتا ہے یا انسان ہے جس نے سانپ کی شکل اختیار کر رکھی ہے وہ بولا۔

طروشی! دیکھنے میں یہ ایک معمولی سانپ ہے مگر یہ کوہ ہمالیہ کا ہشت ناگ ہے یہ تمہارے کہنے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوائے انسان کے ہر جانور کی شکل بدل لے گا۔ تم
کسی جانور پرندے کا نام لو۔ یہ اسی کی شکل میں
آجائے گا۔

طروشی نے کہا۔

لومڑی بن جاؤ۔

ناگ سب کچھ سن رہا تھا انہوں نے پہلے ہی سے
سازش تیار کر رکھی تھی۔ فوراً سانپ سے لومڑی بن گیا اور
طروشی کی طرف اپنی چمکدار آنکھوں سے تکنے لگا۔ طروشی نے کہا

شیر بن جاؤ۔

ناگ لومڑی سے شیر بن گیا۔ اتنا بڑا افریقہ کا شیر
کمرے میں بیٹھا اپنا بہت بڑا منہ کھولے ہانپ رہا تھا۔
طروشی نے کہا

بچھو بن کر میرے بازو پر چڑھ جاؤ۔

ناگ نے ایسا ہی کیا۔ طروشی اپنے بازو پر آئے ہوئے
بچھو کو مسکرا کر تکنے لگی۔

عنبر خوش ہو کر طروشی راضی ہو گئی ہے۔ طروشی ساحرہ
نے بچھو کی دم پر انگلی رکھی۔ بچھو نے اپنی فطرت کے مطابق
اسے ڈس دیا مگر طروشی جادوگرنی تھی۔ اس پر بچھو کے
زہر کا کوئی اثر نہ ہوا اس نے کہا۔

سانپ بن کر اپنی اصلی حالت میں آجاؤ۔

ناگ پھر سانپ بن کر طروشی کے بازو سے لپٹ گیا۔ عنبر بولا۔

طروشی! میری بہن! مجھے خوشی ہے کہ تم نے میرے تحفے
کو قبول کیا۔ یہ ایک ایسا انوکھا سانپ ہے کہ تم اس
سے بہت سے کام لے سکتی ہو۔

ساحرہ طروشی نے ناگ سانپ کو اپنے بازو سے اتار
کر پٹاری میں بند کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور عنبر کی طرف
دیکھ کر بولی۔

کالو سپیرے! آج سے تم ہمارے بھائی ہو۔ تم نے
سچ مچ مجھے ایک انمول تحفہ لا کر دیا ہے۔ تم کہاں ٹھہرے
ہوئے ہو مصر میں؟

عنبر نے کہا

طروشی بہن! میں غریب سپیرا ہوں۔ رات باہر
صحرا میں ریت پر پڑ کر گزار دیتا ہوں۔ سرائے میں
میں جانے کے لئے بھی میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔

طروشی جادوگرنی نے کہا

تم آج سے ہمارے مہمان ہو۔ کب تک یہاں
ٹھہرنے کا ارادہ ہے!

عنبر نے بتایا کہ زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز ٹھہروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گو۔ پھر واپس ہندوستان کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔
طروشی نے اپنی خادمہ کالی لڑکی کو اشارہ کیا۔ کالی لڑکی
نے عنبر سے کہا

میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں تمہارا کمرہ
دکھا دوں۔

ساحرہ طروشی نے ناگ والی پٹاری اپنے پاس
رکھ لی۔ وہ عنبر کے جانے کے بعد اٹھی اور دیوار
کے پاس جاکر ایک خفیہ اینٹ کو ذرا سا دبایا۔
پھر میں دروازہ نمودار ہو گیا۔ طروشی سیڑھیاں اتر
کر ایک تنگ و تاریک تہہ خانے میں آ گئی۔ ناگ کی پٹاری
کو ایک تخت کے نیچے رکھی اور دروازہ بند کر کے اس
پر سیل لگا دیا اور تہہ خانے میں ہی اپنے ایک الگ تھلگ
کے ہوئے کمرے میں جاکر تخت پر لیٹ گئی۔ اس نے سوچا
اس جادو کے سانپ کو وہ بادشاہ اور اس کی ملکہ کے
پاس لے جائے گی اور اسے اپنی کرامت دکھا کر ان پر
اپنا مزید اثر جمانے میں کامیاب ہو گی۔ اب تو بادشاہ
کبھی اس سے مشورہ لئے کوئی کام نہیں کرے گا۔

صبح ہوئی تو ساحرہ طروشی نے ناگ کی پٹاری سنبھالی
اور محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ عنبر نے ناگ کو پہلے ہی سے

سب کچھ سکھا دیا تھا۔ کیونکہ عنبر جانتا تھا کہ جب طروشی
ساحرہ کے پاس اس قسم کا انوکھا سانپ آئے گا تو وہ
سب سے پہلے اسے بادشاہ کے دربار میں لے جائے گی
جہاں وہ بادشاہ کے سامنے سانپ کے جون بدلنے کا مظاہرہ
کر کے اس پر اپنی جادوگری کا رعب جمائے گی۔ صبح
جب عنبر اٹھا تو اسے پتہ چلا کہ ساحرہ طروشی بادشاہ کے
پاس گئی ہے اور پٹاری ساتھ لے گئی ہے۔ عنبر کا قیاس
اور اندازہ بالکل درست نکلا تھا۔ وہ بہت خوش ہوا۔
اب ناگ نے اپنا کام دکھانا تھا۔ عنبر نے ناگ کو
پہلے ہی سے سب کچھ سکھا دیا تھا۔

ساحرہ طروشی کی قسمت اچھی تھی کہ بادشاہ اور ملکہ
ابھی دربار [illegible] آئے تھے۔ طروشی ناگ والی پٹاری
لے کر ایک خاص کمرے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگی۔
وہ اس کمرے میں اکیلی تھی اس کو خیال آیا کہ ایک
بار پھر سانپ کی آزمائش کرنی چاہیئے اس نے پٹاری
کا منہ کھول دیا۔ ناگ سانپ کی شکل میں پٹاری
میں خاموش بیٹھا تھا۔ طروشی نے اس کی طرف گھور
کر دیکھا اور حکم دیا۔

لومڑی بن جاؤ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طروشی کو بڑی حیرانی ہوئی کہ سانپ لہراتی نہیں بنا تھا ناگ چپ چاپ بیٹھا رہا۔ طروشی نے دوسری بار حکم دیا۔ بلی بن جاؤ۔ ناگ پھر بھی چپکا بیٹھا رہا۔ طروشی نے تیسری بار کہا۔ پرندہ بن جاؤ۔ مگر سانپ پر پھر بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اب تو طروشی جادوگرنی کو بھی پسینہ آگیا۔ اس نے جلدی سے پٹاری بند کی اور اپنے سیاہ مکان میں واپس آکر نوکرانی سے کہا

کالو سپیرے کو بلاؤ۔

کالی نوکرانی نے عنبر کو آکر کہا مالکہ بلا رہی ہے وہ سمجھ گیا۔ فوراً اپنے کمرے سے نکل کر طروشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہاتھ باندھ کر پرنام کر کے پوچھا۔

بہن جی! آپ نے مجھے یاد کیا۔

طروشی نے سخت مایوسی اور غصے کی حالت میں کہا۔

تمہارا تحفہ بیکار ہو گیا ہے۔ دیوتاؤں نے میری عزت رکھ لی کہ میں بادشاہ کے سامنے اسے نہیں لے گئی۔ نہیں تو میری بے عزتی ہوتی۔

عنبر نے مصنوعی تعجب کا اظہار کیا۔ پٹاری کھول کر ناگ کو دیکھا۔ ناگ خاموش بیٹھا تھا۔ عنبر نے پٹاری بند کر دی اور ساحرہ طروشی سے کہا

بہن طروشی! اس کے لئے مجھے ایک خاص چلہ کر کے پتہ کرنا پڑے گا کہ اس دیوتا سانپ پر کس چیز کا اثر پڑ گیا ہے۔

جادوگرنی طروشی نے زمین پر پاؤں مار کر کہا

تمہیں یہ ابھی چلہ کر کے پتہ لگانا پڑے گا۔ میں انتظار نہیں کر سکتی۔ نہیں تو میں تمہیں اور تمہارے سانپ کو زمین میں غائب کر دوں گی۔

عنبر کو سمجھا کیا اقتراض ہو سکتا تھا۔ فوراً تیار ہو گیا۔ اپنی کوٹھڑی میں چراغ جلا کر اس کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر کے منہ میں ——— اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ جادوگرنی طروشی اس کے پاس ایک طرف بیٹھ کر چوکی پر بیٹھی اسے غور سے تک رہی تھی۔ اس کے پاس ایسا کوئی جادو نہیں تھا کہ جس کی مدد سے وہ عنبر کے دل کا اور ناگ کی ناکامی کا راز معلوم کر سکتی۔ کچھ دیر عنبر سپیرے کے بھیس میں اشلوک پڑھتا رہا پھر پھونک مار کر بولا۔

طروشی بہن! تمہارے پاس کوئی مقدس نقش ہے جو میرے سانپ پر اثر ڈال رہا ہے جس کی وجہ سے سانپ کی اپنی جبلت و فطرت کی طاقت بے اثر ہو گئی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساحرہ طروشی تلخ لہجے میں بولی۔

اس نقش کا اثر پہلے اس سانپ پر کیوں نہیں پڑا۔ یہ مقدس نقش تو میرے پاس کئی روز سے ہے۔

عنبر جھٹ بولا۔

پہلے اس نقش کا اثر زیادہ شدید نہیں تھا۔ میرا سانپ اپنی کرامت دکھاتا رہا مگر میرے چلتے نے بتایا ہے کہ جو مقدس نقش تمہارے پاس ہے اس کا اثر اب زیادہ شدید ہو گیا ہے۔

ساحرہ طروشی نے کہا

میرے پاس ایک جو مقدس نقش ہے جو ایک پرانے ہار پر کندہ ہے۔

عنبر کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ مگر وہ پُر سکون رہا بولا

کیا یہ ہار کسی بادشاہ کا ہے؟

طروشی بولی۔

ہاں یہ فرعون کا ہار ہے جو امانت کے طور پر میرے پاس رکھا ہوا ہے۔

عنبر نے کہا۔

بس۔ اس نقش والے ہار کو پانی کے اندر ڈال کر

چھپا دو۔ لیکن مجھے ایک نظر یہ ہار دکھا دو۔ ہو سکتا ہے میں اس نقش کو دیکھ کر اس کا کوئی توڑ معلوم کر سکوں۔

ساحرہ طروشی بولی۔

ابھی لاتی ہوں۔

جادوگرنی طروشی فوراً دوسرے کمرے میں گئی اور ایک ڈبہ اٹھا لائی۔ اس میں سے فرعون کا مقدس نقش والا ہار نکال کر اس نے عنبر کو دکھایا اور کہا

اس مقدس نقش سے میرا بھی دل گھبراتا تھا۔ شاید اس لئے کہ میں جادوگرنی ہوں۔ اس کو دیکھ کر بتاؤ کہ اس کا کوئی توڑ تمہارے پاس ہے۔

عنبر نے ہار کو دیکھا۔ بڑا خوبصورت اور قیمتی ہار تھا اس نے کہا

میری بہن! مجھے افسوس ہے کہ یہ نقش بہت مقدس نقش ہے اور میرے پاس اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ ہاں میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اسے کسی مٹی کی ہنڈیا میں رکھ کر ہنڈیا کا منہ کپڑے سے بند کر دو اور اسے دریا کے اندر ایک جگہ لنگا کر رکھ دو۔ جب اس امانت کی ضرورت پڑے گی وہاں سے نکال لانا۔ یوں تمہاری طاقت بھی تمہارے پاس رہے گی۔ سانپ بھی تمہارے حکم کی تعمیل کرے گا اور تم بادشاہ کے سامنے اپنا رعب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی ہو سکو گی۔

ساحرہ طروشی خوش ہو گئی کہنے لگی۔

چلو۔ دریا پر چل کر اس ہار کو چھپا دیتے ہیں۔

ساحرہ طروشی نے عنبر کو ساتھ لیا۔ مقدس نقش والے ہار کو ہنڈیا میں بند کر دیا اور دریا کے کنارے ایک جگہ رسی باندھ کر دریا کے اندر لٹکا دیا۔ وہاں نشانی کے طور پر دو پتھر رکھ دیئے عنبر نے کہا

اب یہ سانپ جیسا تم کہو گی ویسے ہی کرے گا۔

ساحرہ طروشی سانپ کی پٹاری کو لے کر بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ جبکہ عنبر سپیرے کے بھیس میں سب سے پہلے ماریا اور تھیوسانگ کے پاس آیا۔ انہیں سب معاملات بتائے اور پھر رات کو ویران دہرام میں جا کر کولون کو بتایا کہ وہ نقش والا ہار کل رات اس راہ کے پاس لے آئے گا عنبر اس ہار کو خود دریا میں سے نکال کر کولون کے پاس لے جانا چاہتا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ مقدس نقش والے ہار پر اگر جادوگرنی طروشی نے کوئی نہ کوئی طلسم ضرور کیا ہوگا۔

جادوگرنی طروشی نے بادشاہ پوٹلمی کو جا کر سانپ کی کرامت دکھائی تو وہ دنگ رہ گیا اور جادوگرنی طروشی کا اور گرویدہ بن گیا۔ ناگ کو علم ہو چکا تھا کہ مقدس نقش والا ہار دریا میں بند کر دیا گیا ہے۔ اب وہ صرف یہ چاہتا تھا کہ عنبر سے ایک ملاقات کرے۔

اور تسلی ہو جانے پر پٹاری سے نکل کر عنبر کے پاس چلا جائے۔ دوسری طرف عنبر اپنی کوٹھڑی میں بیٹھا رات کے اندھیرے میں دریا پر جانے کی تیاری کر رہا تھا وہ یہ کام اکیلے ہی کرنا چاہتا تھا اس نے ماریا اور تھیوسانگ کو بھی یہ نہیں بتایا تھا سانپ یعنی ناگ والی پٹاری ساحرہ طروشی کے پاس ہی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ مقدس ہار اپنے قبضے میں لینے کے بعد ناگ کو بھی وہاں سے نکال کر لے جائے۔ آدھی رات سے کچھ پہلے عنبر دریائے نیل پر اس جگہ آ گیا جہاں پتھروں کی نشانی رکھی تھی۔ ان پتھروں کے ساتھ رسی بندھی تھی رسی کو گھاس چھپا دیا گیا تھا۔

عنبر نے خدا کا نام لے کر رسی کو کھینچنا شروع کیا۔ ہنڈیا پانی سے باہر آ گئی۔ عنبر نے اس کا کپڑا ہٹا کر دیکھا ہنڈیا میں مقدس ہار موجود تھا عنبر نے ہار کو نکال کر جیب میں ڈال لیا اور ہنڈیا میں روڑے اور مٹی ڈال کر اسے دوبارہ پانی میں لٹکا دیا۔ اب عنبر ساحرہ طروشی کے مکان میں جا کر ناگ کو پٹاری سے نکال کر اپنے ساتھ لانا چاہتا تھا۔ عنبر طروشی جادوگرنی کے مکان کی طرف چل پڑا۔

ادھر جادوگرنی طروشی ایک شیشے کے گلوب کو سامنے رکھے جادو کے منتر پڑھ رہی تھی۔ یونانی فرعون پوٹلمی نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے ایک خاص تعویذ بنانے کے لئے حکم دیا تھا اور وہ خاص منتروں کا جاپ کرتے ہوئے گلوب کو بھی تک رہی تھی۔ اچانک گلوب پر عنبر کی شکل ابھری۔ کیا دیکھتی ہے کہ سپیرا دریا کنارے ایک جگہ رک گیا اور پھر پانی کی تہہ میں سے رسی کھینچ رہا ہے۔ جادوگرنی طرشی کو اپنے منتر بھول گئے۔ اسے فوراً پتہ چل گیا کہ یہ سپیرا کوئی معمولی فقیر نہیں ہے اور اس کا بار چرانے اس کے پاس آیا تھا۔ سانپ کی کراہت سے طرشی کو یہ احساس بھی ہوا کہ یہ شخص جادو بھی جانتا ہے۔ جادوگرنی طرشی اب پوری طرح مقابلہ کرنے کے واسطے تیار ہو گئی۔

ناگ اس وقت پٹاری میں بند تھا مگر پٹاری کا ڈھکنا تھوڑا سا اوپر کر کے جادوگرنی طرشی کو گلوب پر عنبر کو دیا میں سے ہنڈیا نکالتے دیکھتے دیکھ رہا تھا۔ جونہی طرشی نے گلوب سے توجہ ہٹائی اور عنبر کا عکس گلوب پر سے غائب ہوا ناگ نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ طرشی پر ان کا راز فاش ہو گیا ہے اور اب وہ عنبر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گی۔ ناگ اس کے حملے کو ناکام بنانا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ پٹاری میں سے باہر نکل آیا۔

طرشی نے ناگ کو فرش کے قالین پر رینگتے دیکھا تو اس پر منتر پڑھ کر پھونکا۔ ناگ بجلی کی طرح ایک طرف کو اچھل کر گرا اور پھنکار مار کر جادوگرنی طرشی کی گردن پر حملہ کر کے اسے ڈس لیا۔ جادوگرنی طرشی کے حلق سے گڑگڑاہٹ کی سی آواز نکلی اور وہ ناگ کے خطرناک زہر کے اثر سے پیچھے کو لڑھک گئی۔ ناگ فوراً ہی انسانی شکل میں آ گیا۔

یہ اس کی بہت بڑی غلطی تھی۔ اس نے جادوگرنی کی طاقت کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ جادوگرنی پر اگرچہ زہر کا شدید اثر ہو چکا تھا مگر اس کے پاس ابھی ایک عمل ایسا باقی تھا جس سے وہ دشمن پر حملہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ جونہی ناگ نے انسانی شکل اختیار کی طرشی نے گرتے گرتے چبوترے پر رکھے برتن میں جلتی آگ میں سے ایک دہکتا ہوا کوئلہ اٹھایا اور ایک ہلکی چیخ کی آواز کے ساتھ اسے ناگ پر پھینکا۔

یہ انگارہ ناگ کے سر پر آ کر لگا۔ ناگ کی آنکھوں کے سامنے جیسے بجلی سی چمک گئی۔ اس کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں۔ اس نے دیکھا کہ جادوگرنی طرشی زہر سے نیلی پڑ رہی ہے اور آہستہ آہستہ غائب ہوتی جا رہی ہے۔ ناگ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غائبانہ انداز میں سنتے تھا۔ کیونکہ اس نے گلوب میں یہ دیکھ لیا تھا کہ عنبر نے مقدس ہار ہنڈیا سے نکال لیا ہے۔ طرشی جادوگرنی کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آئی اور اس نے ناگ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا

تم ..... تم پر میرا وار چل گیا ہے۔

یہ کہتے ہی وہ بے ہوش ہو گئی اور بے ہوشی ہوتے کے ساتھ ہی غائب ہو گئی۔ ناگ دل میں ہنسا کہ بھلا اس کا وار کیسے چل سکتا تھا وہ تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے اور اسے تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ ناگ عنبر کا انتظار کرنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ مقدس ہار حاصل کر لینے کے بعد وہ سیدھا اس کے پاس آئے گی۔

ناگ کو اپنا سر بڑا ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرنا چاہا تو اس کا خون ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کے سر پر ماتھے کی جگہ کچھ بھی نہیں تھا۔ ناگ نے گھبرا کر اپنے سر اور گردن اور منہ پر ہاتھ پھیرنے کی کوشش کی مگر اس کا سر اور گردن اور منہ کہیں بھی نہیں تھا۔ وہ بوکھلا گیا۔ جلدی سے اپنے جسم کو دیکھا اور پھر آنکھیں نیچے کر کے ہونٹوں کو دیکھنے کی کوشش کی۔ اب اس پر یہ ہولناک حقیقت کھلی کہ اس کی گردن اور سر اس کے دھڑ پر سے غائب ہو

چکا ہے۔

ناگ پریشان ہو کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ طرشی کے باغ میں آتے ہی اس نے سانس کھینچی اور عقاب بن گیا مگر اس عقاب کا بھی باقی جسم تو نظر آ رہا تھا لیکن اس کی گردن اور سر غائب تھا۔ ناگ جلدی سے سانپ کی شکل میں آ گیا مگر سانپ کی شکل میں بھی اس کا سر غائب تھا۔ ناگ کو پسینہ آ گیا۔ یہی وہ وار تھا جو جادوگرنی نے مرتے مرتے اس پر کیا تھا اور جو کامیاب ثابت ہوا تھا۔ طرشی جادوگرنی نے اپنے مکر جادوئی سے اس کے سر پر ناگ کا انگارہ مار کر اس کا سر غائب کر دیا تھا۔ ناگ کے لئے یہ صورتِ حال بڑی پریشان کر دینے والی تھی۔ وہ سانپ کی شکل میں رینگتا کمرے کے اندر چلا گیا اور پٹاری میں جا کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں عنبر وہاں پہنچ گئی۔ عنبر کو ناگ کی باقاعدہ خوشبو آ رہی تھی۔ وہ چھلک چھلک کر قدم اٹھاتی کوٹھڑی میں آئی۔ اسے جادوگرنی طرشی کہیں نظر نہ آئی۔ سامنے چبوترے کے برتن میں آگ جل رہی تھی اور پٹاری پر گلوب پڑا تھا۔ کونے میں ناگ کی پٹاری تھی۔

عنبر نے لپک کر پٹاری کو اٹھا کر بغل میں دبا لیا اور باہر کو بھاگی۔ بھاگتے بھاگتے وہ جادوگرنی طرشی کے مکان کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باغ والی چار دیواری کے دروازے میں سے نکل گیا اور اب تیز تیز قدموں سے سرائے کی طرف چل پڑا۔ اس نے احتیاط کے طور پر ناگ کو سانپ کی زبان میں آواز دی۔

ناگ! تم اندر ہی ہو ناں؟

ناگ نے کہا۔ ہاں

وہ ابھی عنبر کو بتانا نہیں چاہتا تھا کہ اس پر کیا مصیبت گزر گئی ہے۔ بازار میں لوگ آ جا رہے تھے۔ دکانیں کھلی تھیں عنبر سرائے میں پہنچا تو تھیوسانگ اور ماریا وہاں کوٹھڑی میں موجود تھے۔ ناگ کی پٹاری دیکھ کر تھیوسانگ بولا۔

تم ناگ کو لے آئے؟ کیا تمہارا مشن کامیاب ہو گیا عنبر؟

عنبر خوشی سے مسکرایا اور بولا۔

کیوں نہیں؟ خدا میرے ساتھ تھا۔ میں اپنے اہل وطن کے لئے ان کی مقدس امانت شاہی ہار واپس لے آیا ہوں۔ یہ دیکھو۔ ماریا تم بھی دیکھو۔

عنبر نے جیب سے مقدس نقش والا انمول شاہی ہار نکال کر انہیں دکھایا تو وہ چمکتے دمکتے ہیرے جواہرات والا ہار دیکھ کر حیران رہ گئے۔ عنبر نے کہا

بس آج رات ہی یہ امانت اس کے اصل

باشندوں کے حوالے کر دوں گا۔ کوئی کس قدر خوش ہو گا۔ اس کے ساتھی کتنے خوش ہوں گے۔ آج میں نے اپنی اور وطن کا قرض اتار دیا۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔

ماریا بولی۔

خدا کا شکر ہے تم صحیح رو ہو گئے۔

تھیوسانگ بولا۔

ارے! ناگ کو تو باہر نکالو پٹاری میں سے۔

ارے! میں تو بھول ہی گیا تھا اور ناگ بھی دیکھو کیسا چپ کر کے بیٹھا ہے اندر۔

یہ کہہ کر عنبر نے پٹاری کا منہ کھول دیا۔ ناگ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ پہلے تو کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ ناگ کا سر غائب ہے۔ عنبر نے کہا

ناگ! تم باہر کیوں نہیں نکلتے؟ کیا بات ہے؟

ناگ نے آہستہ سے اداس آواز میں کہا

دوستو! مجھ پر بڑی بھاری مصیبت آن پڑی ہے۔

ماریا اور تھیوسانگ اور عنبر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

خیریت تو ہے ناگ؟ عنبر بولا۔

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا۔ میں باہر آتا ہوں۔

یہ کہنے کے بعد ناگ پٹاری سے نکل آیا۔ جونہی وہ باہر آیا تو ماریا، عنبر اور تھیوسانگ یہ دیکھ کر سکتے میں آ گئے کہ ناگ سانپ کا دھڑ تو موجود تھا مگر سر غائب تھا۔ ماریا تو رو پڑی۔

ناگ! یہ کیا ہو گیا تمہارے ساتھ؟

تھیوسانگ چپ تھا۔ عنبر نے کہا

ناگ! یہ حادثہ کیسے ہو گیا؟

ناگ نے پوری کہانی سنا ڈالی کہ کس طرح اس نے جادوگرنی طرشی کو اس کے ہلاک کیا اور پھر کس طرح وہ مرتے مرتے اس پر انگارہ پھینک کر اس کے غائب ہو گئی۔ عنبر نے پوچھا۔

کیا تم انسانی شکل بدل سکتے ہو؟

"ہاں"

اور ناگ انسانی شکل میں آ گیا اب سب نے صاف طور پر دیکھا کہ ناگ کا سارا انسانی دھڑ موجود تھا مگر اس کا سر گردن سے اوپر غائب تھا۔ ماریا کچھ بے حد غمزدہ ہوا تھا۔ اس نے اپنے آنسو روکتے ہوئے عنبر سے کہا۔

خدا کے لئے ناگ کے سر کو واپس لاؤ عنبر!

ناگ بولا۔

میرا سر میرے کاندھوں پر موجود ہے مگر وہ غائب ہے میں بھی اس کو محسوس نہیں کر سکتا۔ میرا ہاتھ اسے چھو نہیں سکتا۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ سن رہا ہوں بول رہا ہوں مگر نہ میرے ہونٹ ہیں نہ کان ہیں اور نہ آنکھیں ہیں۔ میں نے طرشی جادوگرنی کے جادو کا غلط اندازہ لگایا تھا۔

ماریا روہانسی آواز میں بولی۔

اب کیا ہو گا عنبر بھیا؟ کیا ناگ کا سر کبھی واپس نہ آ سکے گا؟

عنبر نے کہا۔

گھبرانے کی بات نہیں ہے ناگ کا سر ضرور واپس آئے گا۔

تھیوسانگ بولا۔

ہمیں طرشی کے مکان پر چلنا چاہیئے ہو سکتا ہے وہاں سے ہی کوئی توڑ مل جائے۔

ماریا گھبرا کر بولی۔

خدا کے لئے وہاں جانے کا نام نہ لو۔ کوئی پتہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں تمہارے بھی سر غائب ہو جائیں۔

عنبر نے کہا۔

ہمیں جانا ہی پڑے گا۔ تم لوگ یہاں ٹھہرو۔ میں جاتا ہوں۔

اور عنبر اکیلا ہی جادوگرنی طروشی کے مکان کی طرف چل دیا۔ حفاظت کے طور پر مار دیا اس کے سر کے اوپر اوپر اڑ رہی تھی۔

○

(آگے کیا ہوا یہ جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۲۸ "عنبر کی قبر" میں پڑھیئے)۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

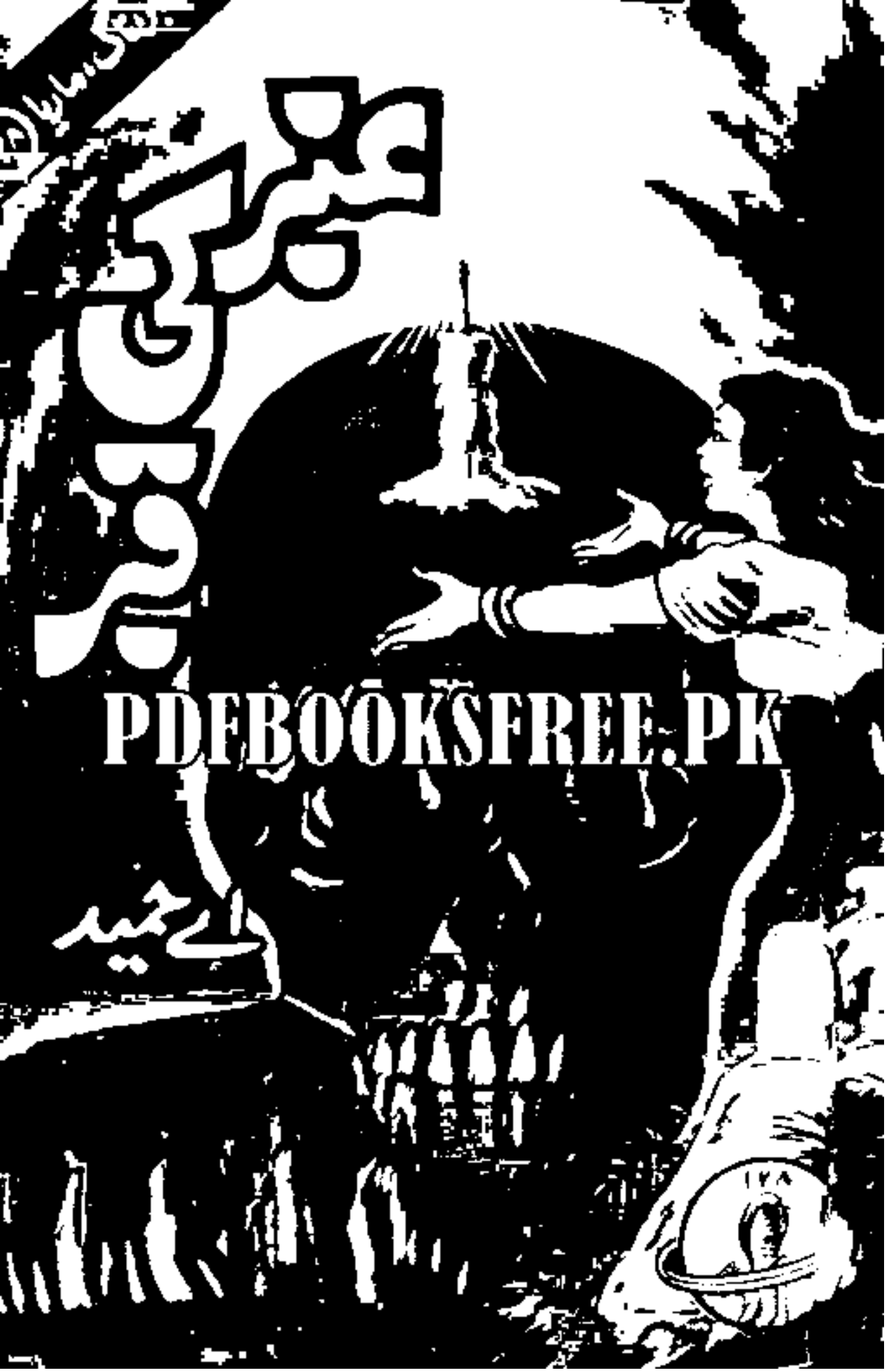
عمرو عیار
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
Pakisstan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

عنبر کی قبر

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

ناگ پر دوسرا حملہ
عنبر کی قبر
مردہ پہاڑ کا غار
چار سیاہ پوش گورکن
کالش دیوتا کی پھنکار

قیمت : ۵۰/- روپے

طبع حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
۱۹۸۶ء
ناشر ... نیا مکتبہ اقبال ... کراچی
طابع ... مطبوعہ ... کراچی

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کو جس محبت سے آپ پڑھتے ہیں۔ اسی محبت اور پیار سے میں اس کہانی کو آپ کے لیے لکھتا ہوں جس آج آپ کبھی یہ پسند نہیں کریں گے کہ یہ خوب صورت دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی کا سلسلہ ختم ہو۔ اسی طرح میں بھی کبھی پسند نہیں کروں گا کہ اسے اپنے پیارے دوستوں کے لیے لکھنا بند کر دوں۔

لیکن پیارے دوستو! آج کل ہر طرف مہنگائی ہے۔ کتابوں کی چھپائی اور جلد بندی اور ڈاک پر اتنا خرچ آجاتا ہے کہ وہ پورا نہیں ہوتا۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اکثر ہمارے دوست عنبر ناگ ماریا کی کتاب خریدنے کی بجائے لائبریری سے کرائے پر کتاب لے کر پڑھتے ہیں۔ اس سے لائبریری والے کو تو بڑا فائدہ ہوتا ہے مگر ہماری کتاب نہیں بکتی۔ ذرا سوچیں اگر ایک محلے کے دس بچے لائبریری سے کرائے پر کتاب لے کر پڑھتے ہیں تو ہماری دس کتابیں نہیں بکتیں۔ فائدہ لائبریری والا اٹھاتا ہے اور ہمیں نقصان ہوتا ہے۔ اس طرح آخر ہم کب تک نقصان برداشت کر سکیں گے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ہاں ایک ہی طریقہ ہے کہ اگر آج سے ہر دوست یہ پکا فیصلہ کرے کہ وہ کتاب لائبریری سے کرائے پر نہیں لے گا بلکہ خرید کر پڑھے گا۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم عنبر ناگ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا دلچسپ سلسلہ ہمیشہ جاری رکھیں گے۔ نہیں تو خدا نہ کرے کہ ہم
عنبر ناگ ماریا کو خدا حافظ کہنا پڑے۔ امید ہے ہمارے دوست
اس سلسلے میں ہم سے تعاون کریں گے۔ تاکہ ان کا یہ پیارا پیارا
مزے دار سلسلہ ہمیشہ جاری رہ سکے۔

تمہارا انکل

اے حمید

N-454 راہ چمن سمن آباد لاہور

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ناگ پر دوسرا حملہ

عنبر جادوگرنی طروشی کے مکان پر جا پہنچا۔
وہاں ویرانی برس رہی تھی۔ مکان کا دروازہ بند تھا اور
ایک روشندان میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ عنبر باغ میں سے
بھاگ کر دروازے پر پہنچا۔ اسے کھولا تو دھواں اور شعلے باہر کو
لپکے۔ عنبر اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ جادوگرنی کے کمرے میں آگ
جل رہی تھی۔ وہ جادوگرنی کے غائب ہو جانے کے بعد پیالے
سے باہر نکل آئی تھی اور اس نے دیواروں اور قالین کو جلانا شروع
کر دیا تھا۔

ماریا اوپر سے اڑتی ہوئی نیچے آ گئی۔ اس نے گھبرا کر عنبر کو
آواز دی۔

"عنبر! مکان میں آگ لگ گئی ہے۔ باہر آ جاؤ۔"

دروازہ کھلنے سے کمرے کی آگ کو آکسیجن ملی تو وہ اور
زیادہ بھڑک اٹھی۔ پاس ہی محل کی طرف سے لوگ آگ آگ کا شور
کرتے بھاگے۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہاں سے واپس چلو عنبر — جادوگرنی کا کھیل ختم ہو چکا ہے۔ وہ اب واپس نہیں آئے گی۔"

ماریا اور عنبر واپس کاروان سرائے میں آگئے۔ ناگ کی وہی حالت تھی۔ تھیوسانگ اس کے پاس اداس بیٹھا تھا۔ ناگ اس وقت انسانی شکل میں ہی تھا مگر اس کی گردن غائب تھی۔ صرف کاندھوں تک دھڑ ہی نظر آرہا تھا۔ عنبر اور ماریا ابھی دروازے کے پاس ہی تھے۔ ماریا نے عنبر کو آہستہ سے پوچھا۔

"ناگ کو اس مصیبت سے کیسے چھٹکارا ملے گا عنبر؟"

ماریا کے لہجے میں بہت تشویش تھی۔ عنبر نے کہا۔

"خدا کی رحمت سے میں کبھی مایوس نہیں ہوتا ماریا اور تم بھی خدا پرست ہو۔ فکر نہ کرو۔ مجھے یقین ہے ناگ ٹھیک ہو جائے گا۔"

ماریا بولی۔

"ناگ کے ڈسنے سے جادوگرنی تو مر گئی ہے مگر ناگ پر اس کا جادو نہیں ٹوٹا۔ مجھے اس کی تشویش ہے۔"

عنبر نے ماریا کو حوصلہ دیا اور سرائے کی کوٹھڑی میں آگیا۔ اس نے تھیوسانگ اور ناگ کو بتایا کہ جادوگرنی کے مکان کو آگ لگ چکی ہے۔ ناگ کو فکر ہوئی۔ کہنے لگا۔

"اگر وہ مر گئی ہے تو میں اس کے جادو سے آزاد کیوں نہیں ہوا؟"

عنبر اور ماریا نے اسے حوصلہ دیا اور کہا کہ جادو کا کوئی نہ کوئی توڑ ضرور اور بہت جلد تلاش کر لیا جائے گا۔ ناگ بولا۔

"میں گھبرا نہیں رہا ماریا۔ بس یہ ایک عجیب صورتحال ہے جس کی وجہ سے میں پریشان ضرور ہوں۔"

تھیوسانگ نے بھی ناگ کو تسلی دی۔ عنبر نے کہا۔

"میں آج رات مقدس ہار کولون کے حوالے کرنے جاؤں گا۔ اور اس سے جادوگرنی کے جادو کے بارے میں بھی بات کروں گا۔"

ناگ خاموش رہا۔ اس رات عنبر ویران اہرام میں پہنچ گیا۔ اس نے مصر کے نوجوانوں کو مقدس ہار کی امانت دی اور کہا۔

"یہ امانت مصر کی تھی اور میں نے اسے مادرِ وطن کے حوالے کر دیا ہے۔"

کولون اور اس کے ساتھیوں نے عنبر کا بے حد شکریہ ادا — کیا۔ عنبر کولون کو ایک طرف لے گیا۔ اور اس سے ساحرہ طروشی کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ اس جادوگرنی کے بارے میں کچھ جانتا ہے؟ کولون نے کہا۔

"میں نے صرف اتنا ہی سن رکھا ہے کہ طروشی یونانی فرعون

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی خاص جادوگرنی ہے۔ اور وہ یونان میں رہا کرتی تھی۔
اور اس نے مصر کے ایک پرانے بوڑھے جادوگر سے
جادوگری سیکھی تھی۔"

عنبر نے پوچھا۔

"وہ بوڑھا جادوگر کہاں مل سکتا ہے؟"

کولن بولا۔

"وہ تو کب کا مر چکا ہے۔"

عنبر چپ ہو گیا۔ پھر اجازت لے کر واپس تھیوسانگ اور
ماریا ناگ کے پاس آ گیا۔ باقی رات وہ ناگ کے بارے میں صلاح
مشورہ کرتے رہے۔ ناگ کونے والے بستر پر چپ چاپ لیٹا
رہا۔ یونہی ساری رات گذر گئی۔ اب اندھیری رات کے آنے میں صرف
چار دن باقی رہ گئے تھے۔ اس اندھیری رات کو ان لوگوں نے کیٹی
کی مدد کے لیے مردہ فرعونوں کی انجانی بستی کی طرف روانہ ہونا تھا۔
عنبر اور ماریا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ناگ کو اس حالت میں وہ
کیسے ساتھ لے جائیں گے کہ اس کا سر ہی غائب ہے۔ اب ایسا
اتفاق ہوا کہ کمرے کا دروازہ آدھا کھلا رہ گیا تھا۔ حالانکہ یہ لوگ
ہمیشہ دروازہ بند رکھتے تھے۔ عین اس وقت جبکہ تھیوسانگ اور
عنبر باتیں کر رہے تھے۔ ناگ ان کے قریب ہی تخت پر ایک
طرف ہو کر بیٹھا تھا کہ سرائے کا ملازم قہوے کا طشت لیے اندر

داخل ہو گیا۔ اس نے جو اندر ایک ایسا آدمی دیکھا کہ جس کا
دھڑ تو موجود تھا مگر سر غائب تھا تو دہشت کے مارے اس کے
ہاتھ سے طشت فرش پر گر پڑا اور وہ چیخ مار کر باہر کو بھاگا۔

تھوڑی دیر میں سرائے میں شور مچ گیا کہ سرائے کی فلاں کوٹھڑی
میں ایک سر کٹا بھوت بیٹھا ہے۔ لوگ اس کوٹھڑی کی طرف آئے اور
دور کھڑے رہ کر تماشہ دیکھنے لگے کہ شاید اب بھوت باہر
آئے۔ افراتفری مچی تو سرائے کا مالک عنبر کی کوٹھڑی کے باہر
آیا اور آواز دی۔ عنبر نے دروازہ کھول دیا۔ مالک نے کہا کہ تمہارے
ہاں کوئی بھوت آیا ہے؟ عنبر نے کہا۔

"خود آ کر دیکھ لو۔ یہاں تو کوئی بھوت نہیں ہے۔"

اس وقت ناگ ایک چھوٹے سے سر کٹے سانپ کی شکل میں
چھت کے ساتھ چمٹ گیا تھا۔ سرائے کے مالک نے دیکھا
کہ وہاں کوئی سر کٹا بھوت نہیں ہے تو معذرت کی اور باہر جا کر
لوگوں کو سمجھایا کہ اس کا ذکر یونہی مارے وہم کے ڈر گیا تھا۔ ہماری
سرائے میں آج تک کبھی کوئی بھوت نہیں آیا۔ لوگ چہ میگوئیاں کرتے
ہوئے تتر بتر ہو گئے۔ لیکن عنبر ماریا اور تھیوسانگ محتاط ہو گئے۔
انہوں نے ناگ سے کہا کہ اب وہ انسانی شکل میں نہ آئے۔ کیونکہ
انسانی شکل میں اس کا غائب سر دیکھ کر لوگوں میں شور شرابا مچ جائے
گا۔ ناگ کو اس کا بڑا افسوس ہوا اب اس کے دوست بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے انسانی شکل میں دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور جب ماریا عنبر اور تھیوسانگ کہہ رہے تھے۔ بیٹھے مُردہ فرعون کی بستی میں جانے کا پروگرام بنا رہے تھے تو وہ چپکے سے رینگتا ہوا باہر نکل گیا۔

اس وقت دن ڈھل چکا تھا۔ سورج مغرب میں دور اہرام مصر کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔ ناگ نے پہلی بار عنبر اور تھیوسانگ کی طرف سے محسوس کیا تھا کہ وہ اس سے جیسے تنگ آگئے ہوں حالانکہ ایسی بات بالکل نہیں تھی۔ مگر ناگ جذباتی ہوگیا تھا۔ وہ تھیوسانگ اور ماریا سے ناراض ہو کر سرائے کی چار دیواری کی طرف بڑھا۔ باہر لوگ اِدھر اُدھر کام کاج میں لگے ہوئے تھے۔ ناگ نے فوراً ایک عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں بلند ہو کر دریائے نیل کے اوپر پرواز کر گیا۔

اگر اس وقت کوئی اس سرکنڈے عقاب کو دیکھتا تو اس کے ہوش اڑ جاتے۔ اسی لیے ناگ کافی اوپر جا کر پرواز کر رہا تھا۔ اس کے ذہن میں کسی خاص طرف جانے کا ارادہ نہیں تھا۔ بس اپنے دوستوں سے ناراض تھا۔ اور یونہی اپنے دل کا غم ہلکا کرنے کے لیے کسی طرف سیر کرنے نکل آیا تھا۔ کسی وقت اس کے دل میں خیال آتا کہ اب عنبر ماریا اور تھیوسانگ کے پاس واپس نہیں جائے گا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ وہ پہلے ہی کیٹی کی گمشدگی سے پریشان ہیں، وہ بھی غائب ہوگیا

تو ان کی پریشانی بڑھ جائے گی۔ پھر بھی ناگ نے فیصلہ کیا کہ وہ ابھی ان کے پاس نہیں جائے گا۔ اس کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔

سورج غروب ہوگیا تو مصر کے دارالحکومت میمفیز کے باہر صحرائی ٹیلوں پر اندھیرے کی چادر پھیلنے لگی۔ دور اہرام مصر کے نکونے ٹیلوں نے بھی اندھیرے کی چادر اوڑھ لی تھی۔ آسمان پر کہیں کہیں ستارے نکل کر چمکنے لگے تھے۔ ناگ فضا میں اڑتا جا رہا تھا۔ وہ اہرام کے اوپر سے گزر گیا۔ کچھ دور تک اڑنے کے بعد ناگ نے اوپر سے گردن جھکا کر نیچے دیکھا۔ دریا نے نیل سانپ کی طرح بل کھاتا سمندر کی طرف جا رہا تھا۔ کہیں کہیں ماہی گیروں کی کشتیاں چل رہی تھیں۔ ناگ دریا کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔

قدیم زمانے میں بھی یونانی فرعون بادشاہوں نے نہر سویز کو کھدوایا تھا اور دریائے نیل نہر سویز کے دہانے کے ڈیلٹے میں جا کر گرتا تھا۔ ابھی اسکندریہ کا شہر آباد نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ سکندر اعظم نے ابھی مصر کو فتح نہیں کیا تھا اور وہ مقدونیہ کے شاہی محل میں ابھی جنگی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ ناگ تیز رفتاری سے پرواز کرتے ہوئے نہر سویز کے ڈیلٹے کے بھی اوپر سے گزر گیا۔ اب اس کا رُخ بحیرہ روم کی طرف تھا۔ چونکہ ناگ کی رفتار بہت تیز تھی اس لیے وہ رات ہوتے ہی ملک یونان کے جزیروں پر پہنچ گیا۔ نیچے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں والے چھوٹے چھوٹے جزیرے سمندر میں پھیلے ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے کہیں کہیں ان جزیروں میں روشنی بھی ہو رہی تھی۔ ایک جزیرے کی لمبی تکون سمندر میں آگے تک چلی گئی تھی۔ یہ قدیم یونان کا ملک تھا۔ اس ملک میں سپارٹا ایتھنز اور دوسرے کئی چھوٹے چھوٹے شہر آباد تھے۔ ہر شہر کی اپنی حکومت تھی اور اپنا الگ بادشاہ تھا۔ یہ شہر آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ سپارٹا بیجز علاقے والا شہر تھا۔ وہاں کے فوجی بہت مشہور تھے۔ ایتھنز بندرگاہ بھی تھی۔ وہاں علوم و فنون کا دور دورہ تھا اور خوشحال شہر بھی تھا۔ اسی طرح کا ایک شہر دور جزیرے کی مشرقی پہاڑیوں میں آباد تھا۔ جس کا نام مقدونیہ تھا۔ یہاں بادشاہ فلپ حکومت کرتا تھا جو سکندر اعظم کا باپ تھا۔ سکندر اعظم کی عمر ابھی اٹھارہ انیس برس تھی اور وہ جنگی فنون کے ساتھ ساتھ فلسفے حساب اور جغرافیے کی تعلیم بھی حاصل کر رہا تھا۔ مشہور فلاسفر ارسطو اس کا استاد تھا۔ اسکندر بڑی جوشیلی طبیعت کا لڑکا تھا۔ اور شروع میں ہی اس کے دل میں یہ خیال بیٹھ گیا تھا کہ وہ یونان کے سارے شہروں کو متحد کرنے کے بعد ساری دنیا کو فتح کرے گا۔

جس وقت ناگ مقدونیہ کی پہاڑیوں کے اوپر اڑ رہا تھا اس وقت سکندر اپنے شاہی محل کے باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ ناگ نے نیچے ایک شہر کو دیکھا۔ کہ ایک خوب صورت سنگ مرمر کے سفید محل میں روشنیاں ہو رہی ہیں اور محل کے باغ میں بھی ایک جگہ دو

مشعلیں جل رہی تھیں۔ ناگ کو یہ باغ بڑا خوب صورت لگا۔ اور وہ نیچے اُتر آیا۔ باغ میں ——— درختوں کے درمیان ایک جگہ فوارہ اُچھل رہا تھا۔ ناگ اس کے پاس ہی درخت کی شاخ پر بیٹھ کر فوارے کا نظارہ کرنے لگا۔ باغ میں جگہ جگہ سنگ مرمر کے مجسمے لگے تھے۔ یونانیوں کو مجسمے بنانے کا بے حد شوق تھا۔ ان کے بنائے ہوئے مجسمے آج بھی لوگ بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔ فوارے کے پاس سنگ مرمر کا ایک بنچ تھا۔ جو خالی تھا۔ رات بڑی خوشگوار تھی۔ نیلے آسمان پر سفید ستارے چمک رہے تھے۔ اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔

ناگ عقاب کی شکل میں درخت کی شاخ پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ عنبر ماریا اور تھیوسانگ اس کے لیے پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اس لیے اسے اب واپس چلے چلنا چاہیئے۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ باغ میں ایک طرف سے لمبی ڈاڑھی والا بوڑھا یونانی طرز کا سفید لمبا لبادہ اوڑھے آیا اور خالی بنچ پر بیٹھ کر فوارے سے لطف اندوز ہونے لگا۔ یہ سکندر اعظم کا استاد مشہور فلسفی ارسطو تھا۔ تم بڑے ہو کر ارسطو کے بارے میں بہت کچھ پڑھو گے۔

ناگ کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ یہ ارسطو ہے یا اسکندر کا استاد ہے اس نے سوچا کہ کوئی شاہی خاندان کا بزرگ ہے اور باغ میں تفریح کے خیال سے آکر بیٹھ گیا ہے۔ اتنے میں ایک طرف سے ایک خوبصورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوان لڑکا یونانی شاہی لباس میں وہاں آیا اور بولا۔

"عظیم استاد ارسطو! آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں"

بوڑھے فلاسفر نے مسکرا کر سکندر اعظم کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اسکندر! آؤ یہاں آؤ۔ دیکھو۔ فوارے کا پانی ستاروں کی روشنی میں کس قدر دلکش لگ رہا ہے"

سکندر اعظم اپنے استاد ارسطو کے پاس بڑے ادب سے بیٹھ گیا۔ اور بولا۔

"استادِ مکرم! مجھے صبح سے ایک بات بہت پریشان کر رہی ہے"

ارسطو نے پوچھا۔

"ایسی کون سی بات ہے سکندر؟ ہمیں بتاؤ۔ ہم تمہاری پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہم تمہارے استاد بھی ہیں اور تمہارے بزرگ اور ہمدرد بھی ہیں"

اسکندر اعظم نے کہا۔

"استادِ محترم! صبح میں محل کی پرانی خادمہ سے بات کر رہا تھا تو اس نے مجھے بتایا کہ دنیا میں ایسی ناگن بھی ہوتی ہے جو اگر چاہے تو عورت کی شکل بدل لیتی ہے۔ کیا یہ سچ ہے استادِ مکرم؟"

ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ اب اسکندر اعظم اور ارسطو

کی باتوں کو غور سے سننے لگا۔ وہ درخت کی شاخ میں پتوں میں چھپا ہوا بیٹھا تھا ارسطو سکندر کا سوال سن کر مسکرایا اور بولا۔

"تمہاری خادمہ نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ سب افسانوں کی باتیں ہیں سکندر۔ دنیا میں کوئی ایسا سانپ نہیں جو انسانی شکل اختیار کر سکے اور کوئی ایسی ناگن نہیں جو عورت بن جائے۔ عقل ان باتوں کو نہیں مانتی اس لیے تمہیں بھی ایسی باتیں دل سے نکال دینی چاہییں"

سکندر بولا۔

"لیکن استادِ مکرم۔ خادمہ ایک تجربہ کار بزرگ خاتون ہے وہ ساٹھ برس کی رہنے والی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کے دادا نے ایک ایسی ناگن کو دیکھا تھا جو عورت بن جاتی تھی"

ارسطو نے سکندر کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور بولا۔

"سکندر تمہیں ایک دنیا کو فتح کرنا ہے۔ اس قسم کی فضول باتوں میں الجھنا تمہیں زیب نہیں دیتا۔ یہ بچوں کی باتیں ہیں۔ اسے بھول جاؤ"

ناگ یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اس کے جی میں آئی کہ ابھی اس بوڑھے فلاسفر کو ثبوت کے طور پر خود انسان بن کر دکھا دے۔ مگر ناگ کا سر غائب تھا۔ وہ ایسا کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن جب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکندر نے اپنے استاد سے یہ کہا۔

"لیکن استاد محترم۔ اگر کوئی سانپ آپ کے سامنے انسان بن کر آجائے تو آپ اسے کیا کہیں گے؟"

ارسطو نے جھلا کر کہا۔

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے"

اب ناگ کو غصہ آگیا کہ یہ شخص اس حقیقت کو کیوں نہیں مانتا کہ اگر خدا کی مرضی ہو تو دنیا میں ہر شے ممکن ہو سکتی ہے۔ خدا ہر شے پر قادر ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ فوراً درخت کی شاخ سے اڑ کر باغ کے ایک درخت سے لپٹ گیا۔ اور اپنی شکل اختیار کرلی اور رینگتا ہوا اس بنچ کی طرف چلا جہاں سکندر اعظم اس کا استاد ارسطو بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اندھیرے میں سانپ کھائی نہ دیا۔

لیکن جب ناگ سکندر اعظم کے قریب آگیا تو وہ اچھل پڑا

"سانپ!"

عین اس وقت ناگ نے پھنکار ماری اور انسانی شکل میں آ کر بولا۔

"سکندر اعظم! اپنے استاد سے کہو کہ میں سانپ ہوں مگر انسان کی شکل میں آسکتا ہوں"

ارسطو اور سکندر اپنے سامنے ایک ایسے نوجوان کو دیکھ

سے ہو کر رہ گئے جو ابھی ابھی سانپ تھا اور اب ایک انسان کی شکل میں کھڑا تھا۔ انہیں دو طرح کی حیرت ہو رہی تھی۔ ایک تو یہ کہ وہ سانپ سے انسان بنا تھا۔ اور دوسرے یہ کہ اس کا سر غائب تھا۔

ارسطو اور سکندر بنچ پر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ارسطو نے ناگ کے جسم پر گہری نگاہ ڈالی اور کہا۔

"ٹھیک ٹھیک بتاؤ تم کون ہو اور تمہارا سر کیوں غائب ہے؟"

ناگ بولا۔

"میں اصل میں سانپ ہوں اور مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ میں جب چاہوں انسان یا کسی جانور کا روپ بدل سکتا ہوں۔ یہ میری اصل شکل ہے۔ مگر مجھ پر ایک طلسمی حادثہ گزر گیا ہے۔ جس کی وجہ سے میرا سر غائب ہے۔ اگرچہ یہ سر میرے کاندھے پر لگا ہے۔ مگر اسے نہ تو کوئی دوسرا دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی میں دیکھ اور محسوس کر سکتا ہوں"

سکندر بولا۔

"دیکھا استادِ مکرم! میں نہ کہتا تھا کہ بعض سانپ ایسے ہوتے ہیں جو چاہیں تو انسانی روپ میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب بتائیے"

ارسطو تعجب سے ناگ کے جسم کا جائزہ لے رہا تھا پھر بولا۔

"تم ضرور کوئی جادوگر ہو۔ اور جادو کے زور سے ایسی کرامتیں دکھا رہے ہو"

ناگ نے کہا۔

"اگر میں خود جادوگر ہوتا تو مجھ پہ کسی دوسرے کا سے جادو کا اثر نہ ہوتا۔ مگر دیکھ لو۔ ثبوت تمہارے سامنے ہیں۔ میرا سر کسی جادوگرنی نے غائب کیا ہے"

سکندر نے کہا۔

"کیا تم دوبارہ سانپ بن سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں سکندر اعظم!"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور ایک سیکنڈ کے بعد ان کے سامنے ایک ایسا سیاہ سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا جس کا پھن غائب تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ یہ لوگ سانپوں کی زبان نہیں سمجھ سکتے اس لیے اس نے کوئی بات نہ کی اور واپس انسانی شکل میں آ گیا۔ ارسطو اور سکندر حیرت سے ناگ کو تکنے لگے۔ سکندر اعظم نے ارسطو سے کہا۔

"استاد محترم! اب آپ کا کیا خیال ہے"

ارسطو بولا۔

"سکندر میں اب بھی تمہیں یہی کہوں گا کہ یہ شخص کوئی بڑا خطرناک جادوگر ہے۔ اس نے یہ جادو ملک افریقہ کے کسی ساحر سے سیکھا ہوگا۔ کیونکہ میں نے بعض روز نامچوں میں پڑھا ہے کہ افریقہ میں ایسے جادوگر بھی پائے جاتے ہیں۔ جو جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ نوجوان بھی کوئی شعبدہ باز ہے"

ناگ نے کہا۔

"محترم بزرگوار! میں نے کسی سے کوئی جادو یا شعبدہ بازی نہیں سیکھی ہے۔ اب میں آپ سے اپنا تعارف کرواتا ہوں۔ میرا نام ناگ ہے۔ اور میں کئی ہزار سال سے زندہ ہوں۔ میں نے تاریخ کے کئی دور دیکھے ہیں۔ جو کچھ آگے ہونے والا ہے میں وہ دیکھ چکا ہوں۔ جو واقعات ہونے والے ہیں۔ میں ان میں سے گزر چکا ہوں"

اب تو ارسطو اور سکندر چپ ہو گئے۔ سکندر تو پہلے ہی ناگ کا قائل ہو چکا تھا۔ ارسطو نے جب یہ سنا کہ ناگ آنے والے واقعات میں سے گزر چکا ہے تو اس نے ناگ سے پوچھا۔

"اگر تم آنے والے واقعات کو جانتے ہو تو بتاؤ کہ میرا شاگرد سکندر ساری دنیا کو فتح کرنے کا خواب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پورا کر سکے گا؟"

سکندر اعظم بڑی دلچسپی سے ناگ کے جسم کی طرف دیکھنے لگا۔ کیونکہ اسے اس کا سر تو نظر آ ہی نہیں رہا تھا۔ ناگ بولا۔

"مجھے غیب کی باتیں بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر صرف اتنا بتائے دیتا ہوں کہ سکندر دنیا میں سکندر اعظم کے لقب سے مشہور ہوگا۔ یہ بہت سے ملک فتح کرے گا۔ مگر اس کا سب سے خطرناک مقابلہ ہندوستان میں پنجاب کے راجہ پورس سے ہوگا اس جنگ میں اگرچہ سکندر کو فتح ہوگی مگر پورس کی پنجابی فوجیں اس بے جگری سے لڑیں گی کہ یونانی سپاہی ہمت ہار بیٹھیں گے۔ اور سکندر کے ساتھ آگے جانے سے انکار کر دیں گے۔ یہاں سے سکندر کی واپسی شروع ہوگی اور پھر راستے میں بابل کی دلدلوں سے گزرتے سکندر کو بخار ہو جائے گا اور پھر۔۔۔۔۔"

ناگ رک گیا۔ سکندر نے جلدی سے پوچھا۔

"پھر کیا ہوگا؟ کیا میں مر جاؤں گا؟"

ناگ نے کہا۔

"اس سے آگے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

ارسطو بولا۔

"سکندر! تم خاموش رہو۔ غیب کی باتیں معلوم کرنے سے تمہاری ہمت جواب دے سکتی ہے۔ میں تو ناگ کا امتحان لے رہا تھا۔"

پھر وہ ناگ کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"ناگ! مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ تم غیب کی باتیں جانتے ہو؟"

ناگ بولا۔

"میں غیب کی باتیں بالکل نہیں جانتا۔ میں تو وہ واقعات بتا رہا ہوں جن میں سے گزر چکا ہوں۔ میں نے تاریخ کے تمام واقعات کو اپنے سامنے گزرتے دیکھا ہے اور ایک بار آگے جا کر پھر واپس آیا ہوں۔ آپ لوگ دوسری بار وہی باتیں دہرا رہے ہیں جو پہلے ایک بار عمل کر چکے ہیں۔"

ارسطو ناگ کی طرف تکنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ یہ شخص ایسی فلسفیانہ باتیں کہاں سے سیکھ کر آیا ہے۔ ناگ بولا۔

"آپ خلا میں اپنے عکس میں سے گزر رہے ہیں۔"

ارسطو ایک فلسفی تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ناگ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں جو واقعہ ہوتا ہے، اس کا عکس خلا میں سفر کرنا شروع

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دیتا ہے اور وہ شعاعوں کی شکل میں زندہ رہتا ہے۔" سکندر ابھی نوجوان تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ باتیں مشکل سے آ رہی تھیں۔ ناگ بولا۔

"میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ سکندر ایران کے بادشاہ دارا کو شکست دے کر ایران پر قبضہ کر لے گا اور اس کی بیٹی سے شادی کر لے گا۔"

سکندر اعظم ہنس پڑا۔ پھر ارسطو کی طرف دیکھ کر بولا۔

"استاد مکرم! میں تو کسی ایرانی لڑکی سے شادی کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔"

ناگ بولا۔

"قدرت کی طاقت کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا بلکہ یہ ایک بار ہو بھی چکا ہے۔"

سکندر نے تیز آواز میں کہا۔

"ناگ! اگر تم سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ کیا میرا باپ فلپ اپنے دشمنوں پر غالب آ جائے گا؟"

ناگ کو یہ بات بتانی نہیں چاہیئے تھی مگر جوش میں اس کے منہ سے نکل گیا۔

"تمہارے باپ کو تمہارے دشمن قتل کر دیں گے۔"

سکندر اور ارسطو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ اسکندر کو غصہ بھی آ گیا۔ ناگ نے کہا۔

"مجھے یہ بات نہیں کہنی چاہیئے تھی مگر تم نے مجھے بولنے پر مجبور کر دیا۔ اب میں جاتا ہوں۔"

سکندر نے جلدی سے کہا۔

ناگ! تم میرے دوست ہو۔ میں تمہیں دیوتا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔ تم میرے دوست بن جاؤ۔ میرے ساتھ رہو۔"

ناگ نے کہا۔

"اگر تم اور تمہارا استاد ارسطو بھی دیوتا کی قسم کھا کر وعدہ کریں کہ جو باتیں ہمارے آپس میں ہوئی ہیں۔ اس کا ذکر تم کسی کے ساتھ نہیں کرو گے تو میں تمہارا دوست بننے اور تمہارے پاس رہ جانے پر تیار ہوں۔"

سکندر نے کہا۔

"میں دیوتا کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہارا راز میرے سینے میں راز بن کر رہے گا۔"

ارسطو بولا۔

"اور میں بھی تمہاری بات کسی سے نہیں کروں گا مگر ایک بات کا تم بھی وعدہ کرو کہ میرے شاگرد سکندر کو غیب کی باتیں نہیں بتایا کرو گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں۔"

سکندر اعظم بولا۔

"مجھے پوچھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی گی استاد مکرم! میں عمل کا قائل ہوں۔ انسان کو محنت اور لگن سے صرف کام کرنا چاہیئے۔ باقی اس کا نتیجہ خدا کو سونپ دینا چاہیئے۔"

ناگ نے کہا۔

"ملک مصر میں میرے دو دوست رہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں خبر کر آؤں کہ میں سکندر اعظم کے پاس کچھ وقت گزاروں گا۔ یہ اطلاع دے کر میں واپس آجاؤں گا۔"

سکندر نے کہا۔

"اگر تم نہ آئے تو مجھے بے حد دکھ ہوگا۔"

ناگ بولا۔

"ہم لوگ جو وعدہ کرتے ہیں اسے پورا ضرور کرتے ہیں۔"

کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اس وقت سکندر اعظم کی پرانی خادمہ جس نے اسے ناگن کے انسانی شکل میں بدلنے کی بات بتائی تھی۔ باغ میں سے گزر رہی تھی کہ اسے سکندر اور ارسطو کسی تیسرے شخص سے باتیں کرتے سنائی دیئے۔ اس پرانی تجربہ کار شاہی خادمہ کا نام طرانی تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ ارسطو اور سکندر

ایک ایسے نوجوان سے باتیں کر رہے ہیں۔ جس کا سر غائب ہے تو وہ جلدی سے جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر ان کی باتیں سننے لگی۔ اس نے ناگ کے بارے میں سب کچھ جان لیا کہ یہ نوجوان اصل میں ایک سانپ ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ ناگ دیوتا ہے اور اس سے بے پناہ کام لیے جا سکتے ہیں۔ طرانی کو بہت سے بابل کے قدیم منتر یاد تھے۔ کیونکہ وہ بابل کے ایک کاہن کی بیٹی تھی۔

اس نے اُسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ ناگ کو اپنے قبضے میں لانے کی سر توڑ کوشش کرے گی۔ اس وقت ناگ سکندر سے کہہ رہا تھا۔

"میں واپس جاتا ہوں۔ بہت جلد ملک مصر سے واپس آجاؤں گا۔"

ارسطو نے مسکرا کر کہا۔

"کیا تم دوبارہ سانپ بن کے جاؤ گے؟"

ناگ بولا۔

"اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو میں سانپ بن کر شاہی باغ سے نکل جاتا ہوں۔ ویسے یہاں سے باہر جا کر مجھے عقاب کی شکل اختیار کرنی ہوگی تاکہ میں سفر تیزی سے طے کر سکوں۔"

اتنا کہہ کر ناگ سانپ کی جون میں آگیا۔ یہ سیاہ رنگ کا ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایسا سانپ تھا کہ جس کی گردن غائب تھی۔ ناگ وہاں سے رینگتا ہوا درختوں کی طرف چلا اور اندھیرے میں گم ہو گیا۔ اسے جاتا دیکھ کر خادمہ طیرانی تیزی سے دوسری طرف کو نکلی اور اس پگڈنڈی پر چھپ کر بیٹھ گئی جہاں سے ناگ کو گزرنا تھا۔ جونہی اندھیرے میں اسے سانپ کا سایہ نظر آیا طیرانی نے اپنے کاہن باپ کا بتایا ہوا ایک خاص منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ جب ناگ اس کے قریب سے گزرا تو طیرانی نے اس پر پھونک ماردی۔ ناگ کو ایسے لگا جیسے اس کے جسم سے ٹھنڈی یخ ہوا کا جھونکا ٹکرا گیا ہو۔ اس کا سارا جسم ایک دم سن ہو گیا۔ اس نے پھنکارنا چاہا کہ عقاب کی شکل بدلنی چاہی مگر وہ اس قدر سن ہو چکا تھا کہ اس کے منہ سے پھنکار بھی نہ نکل سکی۔

اتنے میں جھاڑیوں میں سے خادمہ طیرانی باہر نکلی اور اس نے ناگ کو جھپٹ کر اٹھا لیا۔ ناگ نے اسے ڈسنا چاہا مگر وہ سردی کے برف بن چکا تھا۔ اس کا منہ ذرا سا بھی نہ کھل سکا۔ طیرانی نے ناگ کو اٹھا کر اپنی چادر میں لپیٹ لیا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتی باغ کے اندھیرے میں سے نکل کر اپنے مکان کی طرف چل دی جو شاہی محل کے کونے میں باغ کی اونچی دیوار کے سائے میں بنا ہوا تھا اس مکان میں خادمہ طیرانی اکیلی رہتی تھی۔ چونکہ وہ ادھیڑ عمر اور پرانی خادمہ تھی اس لیے وہ شاہی محل میں دوسری کنیزوں اور خادماؤں پر صرف حکم ہی چلاتی تھی۔ اسے اور کوئی کام نہیں کرنا

مگر یہ خادمہ بہت لالچی اور حسد میں تھی۔ اس کی ایک ہی خواہش تھی کہ کسی طرح اسے اتنی دولت مل جائے کہ وہ اپنے وطن بابل جا کر ایک شاندار محل بنا لے اور باقی زندگی عیش و آرام سے شاہی ملکہ کی طرح گزار دے۔ وہ جانتی تھی کہ ناگ دیوتا اس کی ہر خواہش پوری کر سکتا ہے۔ اسی لیے اس نے اپنے منتر کے طلسم میں ناگ کو جکڑ کر اپنا قیدی بنا لیا تھا۔ اس نے اپنے مکان کی پچھلی کوٹھڑی میں لے جا کر ناگ کو پتھر کے ایک چھوٹے سے مرتبان میں بند کر کے اوپر پتھر کا ڈھکن دے دیا۔

ناگ اس میں برف کی طرح ٹھنڈا یخ ہو کر خاموش بیٹھا تھا۔

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کی قبر

رات گزر گئی۔ تاگ سرائے میں واپس نہ آیا۔
عنبر تھیوساگ اور ماریا کو بے حد تشویش ہوئی کہ خدانہ کرے وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گیا ہو۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔
"وہ ضرور ہم لوگوں سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے۔ میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ناراض ہے۔"
"مگر ہم نے اسے کیا کہا تھا؟" عنبر بولا۔ "یہی نا کہ وہ لوگوں کی نظروں سے دور رہ کر کمرے میں بیٹھے۔ اس لیے کہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ یہاں فضول قسم کا کوئی ہنگامہ نہ کھڑا ہو جائے۔ لوگ تو تماشہ بنا دیتے ہیں۔"
تھیوساگ بولا۔
"اگر وہ اتنی سی بات پر ناراض ہو کر چلا گیا ہے تو اس نے بڑی حماقت کی ہے۔ بھلا یہ کوئی ناراض ہونے والی بات تھی بھلا؟"
عنبر بولا۔

"بھئی ہم تو اسی کی بھلائی کی بات کر رہے تھے۔"
ماریا کہنے لگی۔
"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر اب اسے کہاں تلاش کیا جائے۔ اوپر سے پرسوں اس بیچنے کی سب سے اندھیری رات ہے اور ہمیں یہاں سے کوچ بھی کرنا ہوگا۔"
تھیوساگ خاموش رہا۔ عنبر نے کہا۔
"ہمیں ایک بار اسے شہر میں چل کر دیکھنا ہوگا۔ مگر اس کی تو خوشبو بھی نہیں آ رہی۔"
ماریا بولی۔
"میرے خداوند! کہیں وہ کسی دوسرے شہر تو نہیں چلا گیا؟"
"کیسے جا سکتا ہے؟" تھیوساگ نے کہا۔
ماریا نے کہا۔
"ہم نے اس کے ہاتھ تو نہیں پکڑ رکھے۔ وہ ناراض ہے ہم سے۔ ہو سکتا ہے ہمیں اذیت دینے کے لیے گم ہو گیا ہو۔"
"یہ اچھی بات نہیں ہے۔" عنبر نے کہا۔ "بہرحال ہم اسے جگہ جگہ تلاش کریں گے۔"
دوسرے اور تیسرے دن عنبر ماریا اور تھیوساگ نے شہر

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کا چپہ چپہ چھان مارا مگر ناگ کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اس کی خوشبو بھی انہیں کہیں محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ تینوں دوستوں کو ناگ کی حماقت پر غصہ بھی آ رہا تھا۔ اور انہیں فکر بھی بہت لگی تھی۔ کہ خدا جانے ناگ کس حال میں ہے۔ کہاں پر ہے؟ پہلے تو انہوں نے یہی سوچا کہ جب تک ناگ کا سراغ نہیں ملتا وہ مصر سے مُردہ فرعونوں کی بستی کی طرف روانہ نہیں ہوں گے۔ لیکن پھر انہوں نے سوچا کہ کہیں اتنی دیر میں کیٹی پر کوئی قیامت نہ گزر جائے۔ وہ تو موت کی وادی میں پہنچی ہوئی تھی تھیوسانگ نے کہا کہ وہ مصر میں رہ کر ناگ کا سراغ لگائے گا۔ ماریا اور عنبر مُردہ فرعونوں کی بستی کی طرف نکل جائیں تاکہ کیٹی کا بھی کچھ اتہ پتہ معلوم کیا جائے۔ عنبر نے تھیوسانگ کی تجویز پر کچھ دیر غور کیا۔ پھر کہا۔

"تھیوسانگ کا خیال ٹھیک ہے۔ میں اور ماریا مُردہ فرعونوں کی بستی کی طرف چلتے ہیں۔ تھیوسانگ یہیں رہ کر ناگ کو تلاش کرے۔ ہو سکتا ہے ناگ اگر کسی جگہ رُک گیا ہے تو وہ اسی کارواں سرائے میں واپس آ جائے۔"

اس فیصلے کے بعد پہلی تاریک ترین رات کو ماریا اور تھیوسانگ نے عنبر کو ساتھ لیا اور شاہی قبرستان میں پہنچ گئے۔ سانپ کی اطلاع کے مطابق اسی شاہی قبرستان میں آدھی رات کو مُردہ فرعونوں کی بستی کی جانب سے سیاہ پوش گورکنوں نے آنا تھا تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ کہیں

شاہی فرعونوں کے خاندان کی کوئی نئی لاش تو وہاں دفن نہیں ہوئی۔ کیونکہ فرعونوں کا شاہی خاندان ابھی مصر کے شاہی محل میں ہی تھا۔ اگرچہ حکومت یونانی فرعون کی تھی۔

انہوں نے عنبر کے لیے ایک تابوت پہلے سے تیار کروا کر قبرستان میں اس جگہ خشک جھاڑیوں میں چھپا رکھا تھا جہاں عنبر کے لیے قبر کھودی ہوئی تھی۔ رات تاریک اور سنسان تھی۔ قبرستان میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کھدی ہوئی قبر کا گڑھا منہ پھاڑے ہوئے تھا۔ عنبر نے تھیوسانگ کو تاکید کرتے ہوئے کہا۔

"تھیوسانگ! تمہیں اسی لیے پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں کہ تم ذمے دار بھی ہو اور تمہارے پاس ایک غیر معمولی شعبدہ بھی ہے۔ تم اسی کارواں سرائے کی کوٹھڑی میں ٹھہرنا۔ تمہارے پاس کافی رقم ہے۔ دن میں ناگ کو تلاش کرنا۔ رات کو سرائے میں آ جایا کرنا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے تو ناگ کے ساتھ اب تم دونوں کی بھی فکر لگ گئی ہے۔ خدا جانے تمہارے ساتھ کیا حالات پیش آتے ہیں!"

ماریا نے کہا۔

"تم ہماری پروا نہ کرنا بھائی تھیوسانگ۔ ہمارے ساتھ تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہم ان خطرناک ایڈونچروں کے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

عادی ہو گئے ہیں۔ بار بار موت کے منہ میں جاتے ہیں اور باہر بھی نکل آتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"رات گہری ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر میں آدھی رات ہو جائے گی۔ اب مجھے قبر میں بند کر دو۔"

تھیوسانگ اور ماریا نے عنبر کو تابوت میں لٹا کر اس کے ماتھے پر فرعونوں کا خاص نشان بنایا۔ اس کے دونوں ہاتھ سینے پر رکھے۔ پھر تابوت کو بند کر کے اسے قبر میں اتار کر قبر کو اوپر سے بند کر کے کتبہ لگا دیا جس پر لکھا تھا۔

"یہاں فرعون کے شاہی خاندان کا ایک شہزادہ عنبر دفن ہے۔"

کتبے پر پہلے ہی سے ملکہ فرعونی نشان بنا دیا گیا تھا۔ اب ماریا اور تھیوسانگ ہی قبر کے باہر رہ گئے تھے۔ ماریا نے کہا

"تھیوسانگ! قبر سے ہٹ کر وہ سامنے جھاڑیوں کے پیچھے آ جاؤ۔ کیونکہ آدھی رات ہونے والی ہے۔ گورکن آنے ہی والے ہوں گے۔"

وہ جھاڑیوں کے پیچھے آ کر چھپ کر بیٹھ گئے۔ ان کی نگاہیں اندھیرے میں عنبر کی قبر پر لگی تھیں۔ تھیوسانگ آہستہ سے بولا۔

"ماریا! ہو سکتا ہے سانپ نے یونہی کہہ دیا ہو۔ مجھے

تو یقین نہیں کہ پراسرار مُردہ فرعونوں کی بستی سے گورکنوں کی ٹولی مہینے کی تاریک رات کو یہاں آتی ہے۔"

ماریا نے آہستہ سے جواب۔

"سانپ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھیوسانگ! یہ کام صرف انسان ہی کے حصے میں آیا ہے۔ کہ وہ جھوٹ بھی بڑی آسانی سے بول جاتا ہے۔"

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں قبرستان کی ٹوٹی ہوئی دیوار کے اوپر کچھ انسانی سائے دکھائی دیئے۔ ماریا نے سرگوشی میں کہا۔

"مُردہ بستی کے گورکن آ گئے ہیں۔ میں قبر پر جاتی ہوں تم آواز بالکل نہ نکالنا۔"

یہ کہہ کر ماریا اندھیری فضا میں آہستہ سے اوپر کو اچھلی اور سائے کی طرح تیرتی ہوئی عنبر کی قبر کے اوپر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ قبرستان کی دیوار کی طرف سے چار سیاہ پوش سائے جن کے ہاتھوں میں کدالیں پکڑی ہوئی تھیں۔ آہستہ آہستہ قبرستان میں داخل ہوئے۔ ان کے قد لمبے اور شانے چوڑے تھے۔ ان کے منہ سر اور جسم سیاہ لبادوں میں چھپے ہوئے تھے۔ ماریا نے کسی خطرے کے پیش نظر ان کے قریب جانا مناسب نہ سمجھا اور وہیں قبر کے پیچھے ہو گئی۔

چاروں گورکن آہستہ آہستہ چلتے عنبر کی قبر کے ارد گرد آ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ سب کے سب خاموش تھے۔ ان میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک گورکن سرہانے کی طرف آیا۔ عنبر کا کتبہ جھک کر دیکھا۔ آہستہ سے بولا۔

"یہ شاہی فرعونی خاندان کا شہزادہ ہے۔ اسے لے چلو"

یہ اشارہ پاتے ہی تینوں گورکنوں نے قبر کھودنی شروع کر دی۔ تابوت باہر نکال کر اس کا ڈھکنا اٹھایا۔ چاروں نے باری باری عنبر کی "مردہ لاش" دیکھی۔ سرہانے کی طرف کھڑے گورکن نے تابوت اٹھانے کا اشارہ کیا۔ ماریا ایک طرف زمین سے دس پندرہ فٹ اوپر ہوا میں کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ گورکنوں نے تابوت کو بند کیا اور پھر کاندھوں پر اٹھایا اور اندھیری رات میں قبرستان کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے چل پڑے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ آگے کو رینگنے لگی۔ اس بات سے ماریا کو بڑی تسلی ہوئی تھی کہ ان گورکنوں کے پاس کوئی ایسا طلسم وغیرہ نہیں تھا کہ جس سے انہیں ماریا کے وہاں موجود ہونے کا احساس ہوتا۔

چاروں گورکن عنبر کا تابوت اٹھائے قبرستان کی سنسان تاریکی میں قبر کی ٹوٹی ہوئی دیوار کے درمیان سے گزر کر باہر ریت کے ڈھیروں کے درمیان چلنے لگے۔ عنبر اگرچہ زندہ تھا مگر تابوت میں بند ہونے کی وجہ سے اسے یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ قبرستان میں اس نے ایک آنکھ تھوڑی سی کھول کر اندھیرے میں تابوت کے

گرد کھڑے چار سیاہ پوش گورکنوں کو ضرور دیکھ لیا تھا۔ مگر اسے یقین تھا کہ ماریا بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہی ہو گی۔ وہ جہاں بھی جائے گا وہ اس کے ساتھ ہو گی۔

چاروں گورکن تابوت لے کر ریت کی ڈھیریوں میں سے گزرتے اندھیری رات میں ایک ٹوٹے پھوٹے اہرام کی دیوار کے پاس آ گئے۔ اس اہرام کی دیوار میں ایک شگاف تھا جس کے باہر پہلے ہی سے ایک سیاہ پوش گورکن بیٹھا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ چاروں گورکنوں کو دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھا اور شگاف میں داخل ہو گیا۔ چاروں گورکن بھی عنبر کے تابوت کو لے کر شگاف میں سے دوسری طرف گزر گئے۔ ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے شگاف میں داخل ہو گئی۔ دوسری طرف گھپ اندھیرا تھا۔ پہلے تو ماریا کو کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اندھیرے میں دھندلی دھندلی سی پرچھائیاں سی ابھرنے لگیں۔ یہ ایک گول کنواں سا بنا ہوا تھا۔ گورکن ایک کنوئیں میں کھڑے تھے۔ کنوئیں کی گول دیوار اہرام کی بیرونی چوڑی تک چلی گئی تھی۔ عنبر کا تابوت انہوں نے کنوئیں کے درمیان میں رکھ دیا تھا۔ ماریا ایک طرف ہٹ کر کنوئیں کی دیوار کے ساتھ لگی حیرت سے سوچ رہی تھی کہ یہ یہاں سے آگے کہاں جائیں گے کیونکہ ظاہر ہے یہ کنواں فرعونوں کی بستی نہیں تھی۔

ایک گورکن نے حکم دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایک دوسرے کے ہاتھ تھام کر تابوت کے گرد دائرہ
بنالو"

پانچوں گورکنوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام
کر تابوت کے گرد ایک دائرہ بنا لیا۔ ماریا گھبرائی کہ یہ لوگ
کس جگہ جا رہے ہیں۔ کہیں وہ پیچھے نہ رہ جائے۔ کیونکہ
نے کسی کا ہاتھ نہیں پکڑ رکھا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ
کے لیے تابوت سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہے چنانچہ وہ ان گورکنوں
کے درمیان تابوت کے اوپر آ کر کھڑی ہو گئی۔

جس گورکن نے ان سب کو دائرہ بنانے کا حکم دیا تھا
اس نے اپنا منہ اوپر کیا اور حلق سے شیر کی گرج کی
کی تین بار آواز نکالی۔ اس کے ساتھ ہی کنوئیں میں بجلی
کوند گئی۔ روشنی کا زبردست بھپکا ہوا۔ پھر گہرا اندھیرا
چھا گیا۔ اور ماریا کو محسوس ہوا کہ تابوت آہستہ آہستہ
کو اٹھ رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ارد گرد کھڑے گورکن بھی
اٹھتے چلے آ رہے ہیں۔ ماریا تابوت پر بیٹھ گئی۔ تابوت کے
لیے عنبر کو ماریا کی خوشبو متواتر آ رہی تھی۔ مگر وہ چپ
خاموشی سے کنوئیں کے اوپر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ تابوت
کی چوٹی سے باہر نکلا تو پھر نیچے اترنے کی بجائے آسمان کی
اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا۔ کچھ دور اوپر جانے کے بعد تابوت
نے مشرق کی جانب سیدھ میں اڑنا شروع کر دیا۔ پانچوں

سیاہ پوش گورکن اسی طرح ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ
ڈالے دائرے کی شکل میں ساتھ ساتھ اڑتے چلے جا رہے
تھے۔

ماریا حیران ہوئی کہ یہ لوگ کوئی جادوگر ہیں۔ آسمانی بھوت
یا خلائی مخلوق ہیں۔ کیا ہیں آخر اور عنبر کے تابوت کو اس
طرح اڑان کے ساتھ جس مردہ فرعونوں کی بستی میں لیے جا
رہے ہیں۔ وہاں کون سی مخلوق آباد ہے۔ کیا واقعی یہ لوگ مردہ
ہیں یا مردہ روحیں ہیں؟ ماریا یہی کچھ سوچ رہی تھی اور
عنبر کا تابوت اور گورکن کسی جیٹ ہوائی جہاز کی رفتار کے
ساتھ اندھیری رات میں اڑتے ہوئے ایک سیاہ بادل کے
ٹکڑے میں داخل ہو گئے۔ تابوت جونہی کالے بادل میں
داخل ہوا بجلی زور سے کڑکی۔ روشنی کا جھپاکا ہوا اور ماریا
نے جیسے اپنے آپ آنکھیں بند کر لیں۔ پھر اسے محسوس ہوا
کہ تابوت ذرا سا جھک گیا ہے اور نیچے کی طرف اتر رہا ہے۔

ماریا نے آنکھیں کھول دیں۔ تابوت، ماریا اور گورکن ابھی
تک کالے بادل میں ہی تھے۔ ماریا کو سوائے سیاہ بادل کی تہہ در
تہہ لہروں کے اوپر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ تابوت آگے
سے نیچے کو جھک گیا تھا اور گورکن بھی کھڑے کھڑے جیسے
آگے کو جھک گئے تھے۔ یہ ٹولی تیزی سے نیچے کو جا رہی تھی۔
آخر سیاہ بادل آگے سے ہٹ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے غور سے دیکھا تو اُسے نیچے اندھیرے میں
میناروں اور پھولے ہوئے گنبدوں والا ایک ویران محل
آیا۔ جس کے اندر کہیں سے بھی روشنی کی ایک کرن تک
آ رہی تھی۔ یہ تاریک محل بھی صرف ماریا کی آنکھیں ہی دیکھ
تھیں۔ تابوت اس ڈراؤنے آسیبی محل کے اندر صحن میں
کر کھڑے ہوئے فرش پر رکھ گیا۔ گورکنوں نے ایک
دوسرے کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔

اب انہوں نے ایک بار پھر تابوت کو کاندھوں پر
لیا۔ اور سنسان تاریک محل کے ٹھنڈے برآمدوں میں
گزرتے ہوئے ایک جھکی ہوئی محراب کے اندر آ گئے۔
مُردہ فرعونوں کے کمرہ خاص کا بڑا برآمدہ تھا۔ جہاں حساب
کے لیے سب سے پہلے کیٹی کو لایا گیا تھا۔ ماریا اس بات
بہت مطمئن تھی کہ ابھی تک کسی کو اس کی موجودگی کا احساس نہیں
ہوا تھا۔ محرابی دروازے کے برآمدے میں ایک جانب دروازے
پر ستونوں کے ساتھ دو انسانی ڈھانچے ہاتھوں میں نیزے لیے
کھڑے تھے۔ ایک گورکن نے ایک انسانی ڈھانچے کے پاس
جا کر اس کے کان میں کچھ کہا۔ ہڈیوں کے ڈھانچے میں حرکت
پیدا ہوئی۔ اور اس نے نیزہ بلند کر دیا۔ نیزے کے بلند ہوتے
ہی مُردہ فرعون کے کمرہ خاص کا دروازہ کھل گیا۔ ایک گورکن
باہر کھڑا رہا۔ چار گورکن تابوت لے کر دوسری طرف

ہو گئے۔

یہ وہی کمرہ تھا جہاں کیٹی کو حساب کتاب کے لیے لایا گیا
تھا۔ تخت پر پیچھے بلّی کا بت بنا ہوا تھا۔ آمنے سامنے
کرسیوں پر مہماں ساکت بیٹھی تھیں۔ گورکنوں نے تابوت
تخت کے آگے فرش پر رکھ دیا۔ کمرے میں نیلی موم بتیاں
جل رہی تھیں جن کی روشنی نے ماحول کو زیادہ پُراسرار
اور آسیبی بنا دیا تھا۔ گورکن ایک طرف ہٹ کر کھڑے
ہو گئے۔ اتنے میں تخت کے پیچھے گرا ہوا پردہ ایک طرف
ہٹا اور مُردہ فرعون سر پہ فرعونوں کا تاج رکھے آہستہ آہستہ
قدم اُٹھاتا اندر داخل ہوا۔ مہموں اور گورکنوں نے اپنے
اپنے سر جھکا دیئے۔ مُردہ فرعون بڑی شان سے قدم قدم
چلتا آیا۔ اور تخت پر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

پھر اس نے تابوت کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ ہمارے شاہی خاندان کا آدمی ہے کیا؟"

گورکن سر جھکا کر بولا۔

"عظیم سورج دیوتا فرعون! یہ شاہی خاندان کا کوئی
گمنام شہزادہ ہے اور کل رات دفن ہوا تھا۔"

مُردہ فرعون نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"حساب کتاب والوں کو بلوایا جائے۔"

اسی وقت وہی کاہن حاضر ہوا جس کے پیچھے کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت بڑی کتاب لگی تھی۔ وہ جھک کر تعظیم بجا لایا اور تخت کے پاس ادب سے کھڑا ہو گیا۔ مُردہ فرعون نے کہا۔

"اس کا نام کتاب میں دیکھو۔ کتبے پر اس کا نام عنبر لکھا ہے۔ بتاؤ کیا یہ ہمارے شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے؟"

"ابھی دیکھتا ہوں عظیم سورج دیوتا!"

کاہن نے کتاب زمین پر رکھ دی اور اس کے ورق الٹنے لگا۔ پھر ایک جگہ انگلی رکھ کر کوئی نام پڑھا اور بولا۔

"عظیم سورج دیوتا! اس کا نام یہاں بھی عنبر ہی لکھا ہے یہ آپ کے شاہی خاندان کا ایک فرد ہے۔"

مُردہ فرعون نے حکم دیا کہ اس کے گناہوں کی فہرست لائی جائے۔ کاہن اعظم نے فوراً کتاب کے دو چار ورق الٹے اور اور صفحے پر گہری نگاہ ڈال کر حیرت سے کہا۔

"عظیم سورج دیوتا! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کا مجھے یقین نہیں آرہا۔"

مُردہ فرعون نے پوچھا۔

"تم کیا دیکھ رہے ہو؟"

کاہن اعظم بولا۔

"عظیم فرعون! میں دیکھ رہا ہوں کہ اس شخص کے گناہوں

کی فہرست اتنی لمبی ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے عظیم سورج دیوتا کہ جیسے یہ شخص ایک زندگی نہیں بلکہ کئی زندگیاں بسر کر چکا ہے۔"

مُردہ فرعون نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انسان کا ایک ہی جنم ہوتا ہے۔ اسے قدرت کی طرف سے صرف ایک ہی زندگی ملتی ہے۔"

کاہن اعظم نے بڑے ادب سے کہا۔

"عظیم سورج دیوتا! پرانے زمانے کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کی رُوح کسی دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور اپنے گناہوں اور نیکیوں کے مطابق اگلی زندگی میں یا تو خوش و خرم رہتی ہے اور یا پھر اپنے گناہوں کی سزا بھگتتی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ شخص دس بارہ جنم زندگی بسر کر چکا ہو کیونکہ یہاں اس کے جو گناہ ہیں وہ پانچ ہزار سال تک پھیلے ہوئے ہیں۔"

مُردہ فرعون کے پیچھے تخت پر لگی ممی کے حلق سے غراہٹ کی آواز نکلی۔

مُردہ فرعون نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس بلی نے گواہی دے دی۔ اس شخص کا نام کیا لکھا ہے؟"

کاہن اعظم نے کہا۔

"کتاب میں اس کا نام عنبر لکھا ہے حضور!"

مُردہ فرعون نے حکم دیا۔

"اس مُردہ شخص کی لاش کو برف کے جہنم میں سات روز کے لیے پھینک دیا جائے۔ آٹھویں روز اسے برف کے جہنم سے نکال کر موت کے محل کی بچھوؤں کی سرنگ میں ڈال دیا جائے۔ اس کے گناہوں کی فہرست جتنی لمبی ہے اسے سزا بھی اتنی ہی سخت دی جانی چاہیئے۔ ہمارے حکم پر عمل کیا جائے۔"

ماریا ایک طرف چپ چاپ کھڑی یہ سزا سن رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ عنبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہ اس ماحول کو دیکھ رہی تھی کہ سب کچھ کیا ہے۔ کیا یہ آسیب کا ماحول ہے یا محض فراڈ یا دھوکہ ہے۔ دھوکا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ماریا خود تابوت کے ساتھ ہوا میں اڑتی ہوئی یہاں پہنچی تھی۔ ماریا کے لیے یہ ایک معمہ تھا۔ جسے وہ حل نہیں کر پائی تھی۔ اب اسے کیٹی کی تلاش تھی کہ جلدی سے پتہ چل جائے کہ کیٹی کہاں پر ہے۔

اتنے میں گورکنوں نے تابوت اُٹھایا اور مُردہ فرعون کے محل سے نکل کر بچھوؤں کی سرنگ کی طرف چل پڑے۔ ماریا بھی تابوت کے ساتھ ساتھ تھی۔ گورکنوں نے محل کے باہر جا کر ایک جگہ تابوت رکھ دیا۔ اور واپس چلے گئے۔ ماریا کو عنبر کے ساتھ بات کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے تابوت کے قریب آ کر کہا۔

"عنبر بھیا! تم سن رہے ہو؟"

عنبر کی آواز آئی۔

"سن رہا ہوں۔ تمہارے آس پاس کوئی آدمی تو نہیں؟"

ماریا نے کہا۔

"کوئی نہیں ہے۔ کم بخت منحوس گورکن تابوت رکھ کر چلے گئے ہیں۔ یہ تمہیں بچھوؤں کی سرنگ میں لے جا رہے ہیں۔"

عنبر نے جواب دیا۔

"میں نے سن لیا تھا۔ یہ فرعون کون تھا؟"

ماریا بولی۔

"مُردہ فرعون تھا۔ آنکھیں سفید ٹھنڈی برف کی طرح تھیں۔ تخت کے پیچھے بلی کا بت تھا اور کرسیوں پر میاں بیٹھی تھیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کہنے لگا۔

"ہم یہاں آئے کس طرح سے ہیں، مجھے احساس ہوا تھا۔ جیسے میں ہوا میں اُڑ رہا ہوں۔"

ماریا نے جواب دیا۔

"تمہارا خیال درست ہے عنبر۔ میں حیران ہوں کہ یہ مخلوق کیا شے ہے۔ یہ تمہارے تابوت کو ہوا میں اُڑا کر یہاں لائی ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون سی دنیا ہے۔ ہوا میں ہے یا زمین پر ہے؟"

عنبر بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ یہاں کوئی ایسا طلسم نہیں کہ جس کے ذریعے تم پکڑ لی جاتیں۔ اب تم ایسا کرو کہ کیٹی کا سراغ لگانے کی کوشش کرنا۔ مجھے تو بہرحال سات دنوں تک تابوت کے اندر ہی رہنا پڑے گا۔"

ماریا نے دیکھا کہ سامنے اندھیرے میں سے چار حبشیاں اس کی طرف آہستہ آہستہ چلی آ رہی ہیں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"عنبر! چار مصری حبشیاں ہماری طرف بڑھ رہی ہیں۔ اب جب تک میں آواز نہ دوں تم کوئی بات نہ کرنا۔"

وہاں گہری خاموشی چھا گئی۔ ماریا تابوت سے دس فٹ بلند ہو گئی۔ چاروں حبشیاں رُک رُک کر چل رہی تھیں۔ تابوت کے پاس آ کر انہوں نے اسے اپنے کاندھوں پر رکھا اور اندھیرے میں ایک سیاہ عمارت کی طرف چلیں۔ ماریا ساتھ ساتھ تھی۔ کالی عمارت کا ایک ہی دروازہ تھا۔ اندر تین سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ یہاں سردی شروع ہو گئی۔ عنبر نے بھی سردی کی اس لہر کو تابوت کے اندر محسوس کیا۔ آگے ایک دالان تھا۔ جس کی دیواریں اور فرش برف کے تھے۔ برف کے فرش کے اُوپر بھی بڑے بڑے برف کے بلاک پڑے تھے۔ برف کے بلاکوں کے درمیان ایک جگہ بنا دی گئی تھی۔ حبشیوں نے عنبر کے تابوت کو برف کے درمیان رکھ دیا۔ اور آہستہ آہستہ باہر نکل گئیں۔ انہوں نے جاتے ہوئے دروازے کو بند کر کے آگے پتھر کی سل رکھ دی۔

حبشیوں کے جاتے ہی ماریا نے تابوت کو کھول دیا۔

عنبر باہر نکل آیا۔ چاروں طرف برف ہی برف دیکھ کر بولا۔

"گویا یہ ہے ان کا برف کا جہنم۔"

"ہاں" ماریا نے کہا "یہاں سردی اتنی زیادہ ہے کہ اگر ہمارے جسم عام انسانوں جیسے ہوتے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب تک ہماری قلفی جم گئی ہوتی۔"
عنبر تابوت پر دھکنا رکھ کر اس کے اوپر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ پراسرار مخلوق کہاں سے آئی ہے۔ اور یہ کون سی جگہ ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مُردہ فرعون کی آنکھوں کو دیکھ کر تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ انسان نہیں ہے۔ مگر بولتا زندہ انسانوں کی طرح ہے۔ یہ میاں بھی مردہ نہیں ہیں۔"

عنبر بولا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہم اسرار و حیرت کے سمندر میں سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ عیار لوگوں کا کوئی گروہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ واقعی مُردہ فرعونوں کی بستی ہو۔ اور یہاں مرنے کے بعد شاہی خاندان کے لوگ اپنے اپنے اعمال کی سزا بھگت رہے ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے تم تو سات روز تک اب اسی جگہ رہو گے کیوں نہ میں اس پراسرار بستی کا چکر لگا کر کوئی کا سراغ لگانے

کی کوشش کروں۔"

"اچھا خیال ہے۔" عنبر بولا۔ "مگر بے حد احتیاط سے کام لینا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی ناگ کی طرح کسی مصیبت میں پھنس جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ طلسم کا گورکھ دھندا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں پوری احتیاط سے کام لوں گی۔ ویسے ابھی تک مجھ پر ان کے کسی طلسم کا اثر نہیں ہوا۔"

عنبر نے ایک بار پھر ماریا کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کے ساتھ جلد واپس آنے کی تاکید کی اور تابوت کے اندر لیٹ گیا۔

ماریا برف کے جہنم سے باہر نکل آئی۔ اس نے فضا کی بلندی پر جا کر چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ صحرائی رات کے اندھیرے میں دور دور تک ریت کے سیاہ ٹیلے کھڑے تھے۔ ایک جانب مُردہ فرعون کا محل تھا۔ جس کی کسی کھڑکی، کسی روشندان یا دروازے کی ایک کرن بھی باہر نہیں آرہی تھی۔ ماریا محل کے قریب آگئی دیکھا کہ باہر دو سیاہ کفن پوش پہرہ دے رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں نیزوں کی بجائے قبریں کھودنے والی کدالیں ہیں۔ ماریا ان کے قریب سے گزر کر نکل گئی۔ انہوں نے ماریا کو محسوس نہ کیا۔ ماریا مُردہ فرعون کے محل کی اونچی چھت والی ٹھنڈی ڈیوڑھی سے نکل کر ایک کمرے میں گئی۔ تو دیکھا کہ وہاں فرعون زمرد کے تخت

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے۔ سامنے چاندی کے طشت پر ایک انسان کی کھوپڑی رکھی ہے۔ کھوپڑی کے سر پہ ایک بتی موم بتی جل رہی ہے۔

مُردہ فرعون منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر کھوپڑی کی ٹوٹی ہوئی ناک پر آہستہ سے انگلی لگا دیتا ہے اور پھر پڑھنے لگ جاتا ہے۔ ماریا ڈرتے ڈرتے قریب آکر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ کھوپڑی نے ذرا سی حرکت کی۔ مُردہ فرعون پڑھتے پڑھتے رک گیا۔ اور غور سے کھوپڑی کو دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"اے نمرود کی رُوح کیا تم اپنی کھوپڑی میں آگئی ہے؟"

کھوپڑی خاموش تھی۔ اس نے دوبارہ کوئی حرکت نہ کی۔ ماریا کو فکر ہوا کہ کہیں کھوپڑی کی رُوح کو اس کی موجودگی کا علم نہیں ہو گیا۔ وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ کھوپڑی ایک دفعہ پھر ہلنے لگی۔ فرعون پھر رُک گیا۔

"اے نمرود کی رُوح! میں نے تیرا چلہ کیا ہے۔ کیا تو مجھ سے بات نہیں کرے گی؟ میں جانتا ہوں تو آگئی ہے"

ماریا چپ تھی۔ کھوپڑی بھی ساکت ہو گئی۔ پھر اس کے ٹوٹے پھوٹے دانتوں کے اندر سے آواز آئی۔

"اے مُردہ فرعون! میں نمرود نہیں ہوں بلکہ نمرود کی بیوی سمیرا ہوں۔ مجھے بتاؤ تم نے ہمارا چلہ کس

لیے کیا ہے؟ تو کیا چاہتا ہے؟ مجھے نمرود نے ہی تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

مُردہ فرعون نے کہا۔

"میں نے یہ چلہ اس لیے کیا ہے کہ میں تم سے مدد چاہتا ہوں۔ کچھ دنوں سے میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے جسم میں زندہ لوگوں کا خون گردش کرنے لگا ہے۔ مجھے اپنی اس دنیا کے خواب آتے ہیں۔ جس دنیا کو میں مرنے کے بعد چھوڑ آیا ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں میں زندہ ہو کر دوبارہ اپنی زمین والی دنیا میں واپس نہ چلا جاؤں۔ میں زندہ ہو کر اپنی زمین کی دنیا میں واپس نہیں جانا چاہتا۔ وہاں میرے لیے سوائے بیماری، بڑھاپا، حکومت کی سازشوں اور بے درد موت کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ یہاں نہ بیماری ہے۔ نہ بڑھاپا ہے اور نہ موت ہے۔ میں اسی مردہ دنیا میں رہنا چاہتا ہوں۔"

سمیرا کی رُوح کی آواز آئی۔

"مُردہ فرعون! تیرا اندازہ درست ہے تو زندہ ہو کر اپنی مصیبتوں اور دکھوں سے بھری ہوئی دنیا میں واپس جانے والا ہے۔"

مُردہ فرعون نے ہاتھ سینے پر باندھ لیے اور عاجزی سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے سمیرا کی مقدس رُوح! مجھے اس عذاب سے بچالے جس سے میں بڑی مشکل سے چھٹکارا حاصل کر کے آیا ہوں" سمیرا کی رُوح نے کہا۔

"اس کے لیے تمہیں ایک قربانی دینی ہوگی" مُردہ فرعون بولا۔

"میں ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہوں مگر واپس اپنی دنیا میں جا کر بیمار اور بوڑھا ہو کر ایک بار پھر مرنا نہیں چاہتا" سمیرا کی رُوح نے کہا۔

"تو پھر اپنے موت کے گورکنوں سے کہہ کہ وہ پیچھے زندہ لوگوں کی دنیا میں جائے ملک مصر کی سب سے حسین لڑکی کو اغوا کر کے یہاں لائیں۔ اس لڑکی کو میرے خاوند نمرود کے نام پر آگ کے الاؤ میں ڈال کر ہلاک کر دے۔ اس کے بعد تیری رُوح ایک بار پھر بیمار ہونے، بوڑھا ہونے اور موت کا لقمہ بننے سے بچ جائے گی"

اس کے ساتھ ہی کھوپڑی پر رکھی ہوئی نیلی موم بتی اپنے آپ بجھ گئی سمیرا کی رُوح جا چکی تھی۔ مُردہ فرعون نے کھوپڑی کو اٹھا کر ایک پتھر کے صندوق میں بند کیا اور دوسرے کمرے کی طرف چلا گیا۔ ماریانہ یہ سب کچھ سن لیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گئی۔

مُردہ پہاڑ کا غار

مُردہ فرعون دوسرے کمرے میں جا کر تخت پر بیٹھ گیا۔ تخت کے پیچھے بلی کا بت بنا ہوا تھا۔ فرعون نے تالی بجائی چار میاں لڑکھڑاتے قدموں سے اندر داخل ہوئیں۔ مُردہ فرعون نے حکم دیا۔

"مُردہ بستی کے گورکنوں کو بلاؤ"

میاں سر جھکا کر واپس چلی گئیں ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد دو سیاہ پوش گورکن ہاتھوں میں کدالیں تھامے داخل ہوئے۔ مُردہ فرعون کے آگے سر جھکایا اور ادب سے خاموش کھڑے ہو گئے۔ مُردہ فرعون نے ان کی طرف غور سے دیکھا۔ پھر رعب دار آواز میں بولا۔

"فوراً ملک مصر میں جاؤ اور وہاں جو لڑکی سب سے بڑھ کر حسین ہو اسے اُٹھا کر میرے دربار میں حاضر کرو"

دونوں گورکنوں نے سر جھکا دیئے۔ اور ایک ساتھ بولے۔

"سورج دیوتا کے حکم کی تعمیل کی جائے گی"

COURTESY WWW.POFBOOKSFREE.PK

اور دونوں گورکن تین بار سجدہ کر کے باہر نکل گئے۔

ماریا وہاں موجود تھی۔ اب وہ سوچنے لگی کہ اسے کیا کرنا چاہیے کیا وہ ان گورکنوں کے ساتھ نیچے کی دنیا میں جائے اور بے گناہ حسین لڑکی کو بچائے؟ اسے یہی تجویز پسند آئی۔ کیونکہ اگر یہ شیطان زمین پر سے کسی لڑکی کو اٹھا کر لے آئے تو پھر یہاں اس کی جان بچانا شاید مشکل ہو جائے۔ ماریا تیزی سے گورکنوں کے پیچھے لپکی۔

لیکن اُسے سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ دونوں گورکن غائب ہو گئے تھے۔ اب ماریا اکیلی نیچے زمین کی طرف نہیں جا سکتی تھی۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کس طریقے سے نیچے کی دنیا میں جائے۔ ناامید ہو کر وہ عنبر کے برف کے جہنم میں دوڑی دوڑی آئی۔ اور اسے ساری بات سنائی۔ عنبر تابوت سے باہر نکل آیا۔ اس وقت تک تابوت بھی برف کے بلاک کی طرح یخ ہو چکا تھا مگر عنبر پہ برف کی سردی کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا

"ماریا! ہم خود اپنی مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں ہم اس لڑکی کو کیسے بچا سکیں گے؟"

ماریا نے کہا۔

"لیکن میں ایک معصوم لڑکی کو زندہ آگ میں جلتے ہوئے بھی نہیں دیکھ سکتی۔"

عنبر بولا۔

"ہمیں ابھی تک کیٹی کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ میں یہاں سے باہر نکلا تو ہو سکتا ہے یہاں کی مُردہ مخلوق کا جادو مجھ پر اثر کر جائے۔ میں تو ان لوگوں کی رسموں کو پورا کرتے ہوئے یہاں کے راز معلوم کرتا اور کیٹی کا سراغ لگا کر اسے یہاں سے نکالنا چاہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں برف کے جہنم میں خاموش پڑا ہوں۔"

ماریا بولی

"کچھ بھی ہو ہم کیٹی کو بھی ڈھونڈھ لیں گے اور جو لڑکی یہ گورکن بدبخت اغوا کر کے لائیں گے اسے بھی موت کے منہ سے بچا لیں گے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"اسے بچا کر کہاں لے جائیں گے ماریا؟ ہمیں تو واپس زمین پر جانے کا راستہ بھی معلوم نہیں ہے۔ ایک بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ یہ بستی ہماری زمین پہ نہیں ہے بلکہ اوپر کسی سیارے میں آباد ہے۔ جہاں مرنے والوں کی روحیں جسمانی حالت میں رہتی ہیں۔ لیکن یہاں سے واپسی کا راستہ ہمیں بالکل معلوم نہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"کوئی نہ کوئی سبب بن جائے گا۔ میں جاتی ہوں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کا ایک بار پھر کھوج لگاتی ہوں۔ لیکن زندہ دنیا سے اغوا کر کے لائی جانے والی لڑکی کے بارے میں بھی چوکس رہنا ہوگا۔

یہ کہہ کر ماریا چلی گئی۔ عنبر ایک بار پھر تابوت میں لیٹ گیا۔ ماریا پر یہ انکشاف بھی ہو گیا تھا کہ اس بستی میں رات رہتی ہے۔ دن کبھی نہیں نکلتا۔ مگر وہ اندھیرے میں بڑی طرح سے دیکھ سکتی تھی۔ عنبر کے برفانی جسم سے نکل کر بائیں طرف ویرانے میں اڑنے لگی۔ کیا دیکھتی ہے کہ دُور ایک پرانی عمارت ایک طرف کو جھکی ہوئی ہے۔ آس پاس جنگلی جھاڑ میں قبروں ایسی ڈھیریاں بکھری ہوئی ہیں۔ عمارت پرانے محل طرح ہے مگر سیاہ پتھروں کی ہے اور اس کے محرابی دروا پر ایک جانب ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہاتھ میں کدال لیے پہر رہا ہے۔ یہ موت کا محل تھا۔ اور کیٹی اسی محل کے اندر سرنگ والی کوٹھڑی میں قید تھی۔ ماریا کو کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی یہاں اسے عنبر کی خوشبو بھی نہیں آتی تھی۔ عنبر کو بھی ماریا خوشبو محسوس نہیں ہوتی تھی۔

ماریا ڈھانچے کے قریب گئی تو ڈھانچے نے ذرا سی حرکت کی۔ اس کا کدال والا ہڈیوں کا بازو تھوڑا سا اوپر کو اٹھا اور پھر اپنی جگہ پر آ گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس مُردے

ڈھانچے نے ماریا کے غیبی جسم کی شعاعوں کو محسوس کیا تھا۔ چونکہ وہ ماریا پر حملہ آور نہیں ہوا تھا۔ اس لیے ماریا دلیری سے دروازے کی طرف گئی۔ دروازہ پتھر کا تھا۔ اور بند تھا۔ ماریا اس میں سے گزر گئی۔

عجیب بات تھی کہ پتھر کے بند دروازے میں سے گزرتے ہوئے ماریا کے جسم کو تین بار شدید جھٹکے لگے۔ جو اس بات کا ثبوت تھے۔ کہ یہاں طلسم پھونکا گیا ہے۔ ماریا پر اس طلسم نے کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ اس لیے وہ آگے بڑھتی گئی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس پراسرار آسیبی محل میں کیا ہے۔ اور کہیں کیٹی تو یہاں نہیں ہے۔ یہ ایک اندھیری سرنگ تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ وہاں سات کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ جن کے دروازے بند ہیں۔ پہلی کوٹھڑی میں ماریا کو آہیں بھرنے کی آواز سنائی دی۔ ماریا بند دروازے میں سے اندر چلی گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک ادھیڑ عمر عورت اپنے بال کھولے فرش پر بیٹھی سسکیاں بھر رہی ہے کبھی ٹھنڈی آہیں بھرنے لگتی ہے۔ ماریا خاموش کھڑی رہی۔ عورت کے منہ سے یہ الفاظ جیسے اپنے آپ نکل گئے۔

"شیطان نے مجھے یہاں بھیج دیا ہے۔ میرا کون ہے
جو میری رُوح کو اس عذاب سے نکالے"

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم کون ہو اور یہاں تمہیں کس نے قید کیا ہے؟"
اڈھیر عمر کی عورت تو ایک دم سے چونک پڑی۔ کوٹھڑی کے اندھیرے میں اِدھر اُدھر تکنے لگی۔ پھر گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم ــــ تم کون ہو؟ ضرور تم موت کی وادی کے شیطان ہو۔ جو عورت کی آواز میں مجھ سے ہمکلام ہے۔"
ماریا نے کہا۔

"میں شیطان نہیں ہوں۔ بہر حال تم یہی سمجھو کہ میں ایک نیک رُوح ہوں اور تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔"
عورت بولی۔

"یہاں تو کبھی نیک رُوح نہیں آ سکتی۔"
ماریا نے کہا۔

"ان باتوں کو بھول جاؤ۔ جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔ تمہارا نام کیا ہے؟"
عورت نے کہا۔

"میرا نام نیکوما ہے۔ اور میں مرُوہ فرعون کے حکم سے یہاں کئی برس کی سزا بھگت رہی ہوں۔"
ماریا نے پوچھا۔

"کیا تمہارے علاوہ بھی یہاں کوئی عورت ہے؟"

نیکوما نے کہا۔

"ہاں اے نیک رُوح! ابھی چند روز ہوئے یہاں ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی لائی گئی ہے۔ جس کا نام قیسطانی ہے۔"
ماریا چونکی۔

"قیسطانی؟ عجیب سا نام ہے۔ کہاں ہے وہ۔ کیا میں اُسے مل سکتی ہوں۔"

"کیوں نہیں۔" نیکوما نے کہا۔ "وہ یہاں سے آگے ساتویں کوٹھڑی میں پڑی ہوگی۔ وہ سات برس کا عذاب بھگت رہی ہے۔"
ماریا نے نیکوما سے کہا۔ کہ وہ ابھی قیسطانی سے مل کر آتی ہے۔ ماریا وہاں سے نکل کر سرنگ میں سے گزرتی سیدھی ساتویں کوٹھڑی میں جا پہنچی۔ وہاں جاتے ہی کیا دیکھا کہ کیٹی پر آنکھیں بند کیے پڑی ہے۔ ماریا نے کہا۔ "کیٹی!"
کیٹی نے ماریا کی آواز سُنی تو چونک کر اُٹھ بیٹھی۔

"ماریا! ماریا بہن! تم؟ خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئیں مگر مجھے تمہاری خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟"
ماریا نے کہا۔

"مجھے بھی تمہاری خوشبو نہیں آ رہی۔ میں اکیلی نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں ، عنبر بھی میرے ساتھ ہے "
کیٹی تو خوشی سے نہال ہو گئی ۔ اسے اپنی مصیبت بھ
بولی ۔
"کہاں ہے عنبر بھائی ؟"
ماریا نے شروع سے آخر تک اپنی اور عنبر کی ساری
سنائی ۔ کیٹی نے بھی اسے اپنی ساری رام کہانی
بے تابی سے کہا ۔
"ماریا ! اب یہاں سے نکلنے کا راستہ کون سا ہے ؟"
ماریا نے کہا ۔
"یہی اب ہمیں معلوم کرنا ہے ۔ لیکن جیسا کہ میں
تمہیں بتایا ۔ زمین کی دنیا سے ایک نئی لڑکی کو یہ لو
کر کے لا رہے ہیں ۔ اسے یہاں کا مُردہ فرعون اپنی
زندگی کی بقا کے لیے آگ میں ڈالنے کا ارادہ رکھتا
ہے ۔ اور ہمیں اس لڑکی کی جان بچا کر واپس اپنے
ساتھ لے جانا ہے "
کیٹی بولی ۔
"لیکن ہمیں تو خود واپسی کا راستہ معلوم نہیں ہے"
ماریا نے کہا ۔
"اس کا سراغ بھی مل جائے گا ۔ اب تم ایسا کرو

کہ اس کوٹھڑی میں اطمینان سے بیٹھو ۔ میں عنبر کو جا
کر خوش خبری سناتی ہوں کہ کیٹی مل گئی ہے "
کیٹی نے پریشانی سے کہا ۔
"مجھے اکیلی چھوڑ کر مت جاؤ ماریا ۔ اب یہاں میرا
دل گھبرائے گا ۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں "
ماریا بولی ۔
"تمہارا میرے ساتھ آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔
تم اسی کوٹھڑی میں اطمینان سے بیٹھی رہو ۔ میں
بہت جلد پھر آؤں گی ۔ کوشش یہی کرو کہ کسی کو
شک تک نہ پڑے کہ تمہاری کوئی مددگار رُوح یہاں
پر موجود ہے ۔ میں پہلے والی کوٹھڑی کی عورت نیکوما
کو بھی نہیں بتاؤں گی کہ تم میری بہن اور دوست ہو "
کیٹی نے کہا ۔
"نیکوما ایک اچھی عورت ہے"
ماریا بولی ۔
"پھر بھی ہمیں مکمل رازداری سے کام لینا ہے ۔
میں جا رہی ہوں ۔ بہت جلد پھر آؤں گی "
ماریا کوٹھڑی سے نکل کر سیدھی اڈھیر عمر عورت نیکوما کی
کوٹھڑی میں آ گئی ۔ اس نے اسے بتایا کہ ساتویں کوٹھڑی والی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکی قسیطانی تو غم سے نیم بے ہوش پڑی ہے۔ نیکوما آہ بھر کر بولی۔

"آہستہ آہستہ وہ بھی یہاں کے عذاب کی عادی ہو جائے گی۔"

ماریا نے کچھ سوچ کر کہا۔

"نیکوما! تم مجھے بڑی عقلمند اور تجربہ کار مردہ عورت لگتی ہو۔"

نیکوما نے کہا۔

"میں فرعونوں کے شاہی خاندان کی تجربہ کار شہزادی تھی مگر میرے گناہ زیادہ تھے جس کی وجہ سے مرنے کے بعد مجھے یہاں عذاب میں ڈال دیا گیا ہے۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا تم لوگ کبھی یہاں سے واپس نہیں جا سکتے۔ میرا مطلب ہے واپس اپنی دنیا میں نہیں جاؤ گے؟"

نیکوما بولی۔

"مرنے کے بعد بھی کبھی کوئی واپس اپنی دنیا میں گیا ہے؟ ہم تو مر چکی ہیں۔ ہم تو اپنی روحیں ہیں جو محض عذاب جھیلنے کے لیے اپنے عارضی جسموں میں آ گئی ہیں۔ عذاب کے دن پورے ہوتے ہی ہماری روحیں ہمیشہ کے لیے یہاں سے روحوں کی غیر فانی دنیا میں چلی جائیں گی۔"

ماریا نے کہا۔

"پھر بھی تمہیں یاد تو ہوگا کہ تمہیں یہاں کیسے لایا گیا تھا؟"

نیکوما کہنے لگی۔

"تم نیک روح ہو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں جانتی کہ یہاں سے واپس زمین کو کون سا راستہ جاتا ہے؟ میں تو تمہیں کچھ بھی نہیں بتا سکتی۔ کیونکہ مجھے واپسی کے راستے کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔"

ماریا سمجھ گئی کہ یہ عورت نیکوما بھی بے خبر ہے۔ اس نے کہا۔

"اچھا نیکوما میں جاتی ہوں۔ کاش میں تمہاری کوئی مدد کر سکتی۔"

نیکوما نے کہا۔

"تمہارا شکریہ اے نیک روح! مگر ہم مردہ عورتیں ہیں۔ واپس اپنی دنیا میں جا کے کیا کریں گی۔ اگر ہم اپنے گھر چلی بھی گئیں تو گھر والے ہمیں بھوت سمجھ کر بھاگ جائیں گے۔ اس لیے یہی بہتر ہے کہ جتنا عذاب ملا ہے اسے صبر شکر کر کے بھگتیں اور پھر آزادی کی زندگی بسر کریں۔"

ماریا جانے لگی تو نیکوما نے اس سے پوچھا کہ سرنگ میں داخل ہوتے وقت اس پر طلسم نے اثر نہیں کیا؟ تو ماریا نے اسے بتایا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ اسے صرف دو تین جھٹکے ہی لگے تھے۔ نیکوما بولی۔

"اس لیے کہ تم ایک نیک رُوح ہو۔"

ماریا نے نیکوما کا شکریہ ادا کیا۔ اور وہاں سے چلی گئی۔ وہ سیدھی عنبر کے پاس آئی اور اسے کیٹی کے بارے میں بتایا سنائی۔ عنبر کو بے حد خوشی ہوئی۔ ماریا نے کہا۔

"اسے ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا گیا ہے۔ یہاں اس کا نام قسیطانی ہے۔ مگر وہ خیریت سے ہے اور ہمارے ساتھ واپس جانے کے لیے بے قرار ہے۔"

عنبر بولا۔

"اب ہمارے سامنے صرف ایک ہی مسئلہ رہ گیا ہے کہ کسی طرح سے یہاں سے فرار ہونے کا راستہ تلاش کیا جائے۔"

ماریا نے کہا۔

"اس کے لیے میں سر توڑ کوشش کروں گی لیکن سب سے پہلے زمین سے آنے والی حسین لڑکی کا انتظار کرنا ہو گا۔ کیونکہ اس کی جان بچانا ہمارا فرض ہے اور پھر اسے بھی ساتھ لے جانا ہو گا۔"

عنبر نے کہا۔

"واپسی کا راستہ ہمیں اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ یہاں جو لوگ موت کے محل میں رہتے ہیں ان میں سے کسی سے یہ راز معلوم کرنا ہو گا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"میں سائے کی طرح ان لوگوں کے ساتھ رہوں گی ابھی تو مجھے زمین سے اغوا کر کے لائی جانے والی حسین لڑکی کا انتظار ہے۔ لیکن تم اس برف کے جہنم میں کب تک پڑے رہو گے۔"

عنبر نے کہا۔

"سات دنوں کی تو بات ہے۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں سے نکال کر یہ لوگ مجھے کہاں لے جاتے ہیں۔ وہاں سے پھر اپنے ایڈونچر کا آغاز کریں گے۔ ویسے میں یہاں تو ہوں ہی اگر میری ضرورت پڑے تو فوراً میرے پاس چلی آنا۔"

ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اب مُردہ فرعون کے محل میں جاتی ہوں۔ کیونکہ جو گورکن زمین پر گئے ہیں وہ وہاں زیادہ دیر نہیں لگائیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ حسین لڑکی کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ گئے ہوں گے۔"

ماریا برف کے جہنم سے نکل کر اندھیرے سیلوں سے ہوتی مُردہ فرعون کے محل میں داخل ہو گئی۔ وہاں سناٹا

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

۔ فرعون کا تخت خالی تھا۔ تخت کے پیچھے جو سیاہ بلی کا بت
تھا وہ خاموش جیسے ماریا کو تک رہا تھا۔ ماریا اس کے
یب سے ہو کر گزری تو بلی کے منہ سے غراہٹ کی آواز
۔ ماریا وہیں رُک گئی۔ بلی کی طرف غور سے دیکھا۔ بلی کا بت
پتھر کی طرح خاموش تھا۔ پھر یہ آواز کہاں سے آئی تھی؟
ماریا نے پلٹ کر دیکھا تو اسے ایک کاہن ہاتھ میں تانبے
صا تھامے آہستہ آہستہ چلتا تخت کی طرف آتا دکھائی دیا
ں کے پیچھے دو اور کاہن تھے۔ یہ تینوں تخت کے سامنے
چپ چاپ کھڑے ہو گئے۔ اب دو ممیاں نمودار ہوئیں
کر کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ یہ دربار کے شاہی امراء لگتے تھے
اوالے کاہن نے فرش پر تین بار عصا مارا اور ادب سے کہا۔

"سورج دیوتا کو سلام ہو۔ اس کی امانت پہنچنے
والی ہے"

چند لمحوں کے بعد تخت کے پیچھے والا پردہ ہٹا اور فرعون
ی تاج سر پر رکھے اندر داخل ہوا۔ اور تخت پر بیٹھ گیا۔ پھر
ں کی طرف آنکھیں جما دیں اور پوچھا۔

"ہماری امانت کہاں ہے؟"

کاہن نے سر جھکا دیا اور کہا۔

"سورج دیوتا کی امانت آ رہی ہے"

کاہن اعظم نے چار بار عصا فرش مارا۔ محرابی دروازے
ا ہیں جہاں نیلی موم بتی روشن تھی وہی دو گورکن داخل ہوئے
جنہیں مُردہ فرعون نے مصر کی سب سے حسین ترین لڑکی اغوا
کرنے بھیجا تھا۔ ان کے پیچھے پیچھے دو ممیوں نے ایک لکڑی
کا تختہ اٹھا رکھا تھا۔ جس پر ایک لڑکی سیدھی بے ہوش
پڑی تھی۔

کاہن اعظم نے مُردہ فرعون کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"سورج دیوتا آپ پر قربان کی جانے والی حسین
لڑکی حاضر ہے"

ممیوں نے تختہ فرعون کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ گورکن
ادب سے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ مُردہ فرعون نے آنکھیں
نیچے کر کے تختے پر لیٹی بے ہوش لڑکی کو غور سے دیکھا۔ اس وقت
گورکن نے کہا۔

"سورج دیوتا! ہم نے مصر کے پورے ملک میں رہنے
والی تمام لڑکیوں کو ایک ایک کر کے دیکھا۔ ہمیں اس
سے زیادہ خوب صورت لڑکی کہیں نہیں ملی"

مُردہ فرعون نے بے ہوش لڑکی کا جائزہ لیا اور کہا۔

"ہم خوش ہوئے ہیں۔ یہ لڑکی بہت خوب صورت
ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس نے حکم دیا کہ فوراً موت کے محل میں نمرود کی آگ جلانے کا بندوبست کیا جائے۔ ہم اس لڑکی کو کل اسی وقت نمرود کی آگ کے سپرد کر دیں گے۔ کاہن اعظم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"سورج کے دیوتا کے حکم کی تعمیل ہو گی"

ماریا نے بھی دیکھا کہ لڑکی واقعی بہت ہی خوب صورت تھی۔ سانولا رنگ، چھریرا جسم اور ناک اور ہونٹ اتنے خوب صورت جیسے کسی مجسمہ ساز نے تراشے ہوں۔ اس کے کانوں میں تیلے آویزے تھے۔ چہرے پر نور برس رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ نہ جانے اس بے چاری کے ماں باپ کا کیا حال ہو رہا ہو گا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے وہ اس لڑکی کو نمرود کی منحوس آگ میں نہیں گرنے دے گی۔

گورکنوں نے اشارہ کیا۔ ممیوں نے بے ہوش لڑکی کے تختے کو اٹھایا اور باہر نکل گئے۔ ماریا ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ وہ مصری لڑکی کو لے کر سیدھا موت کے محل کی طرف آ گئے۔ یہاں سیاہ پتھر والی عمارت کے پہلو میں ایک تہہ خانہ تھا جو زمین کے اندر بنایا گیا تھا۔ اور اس کے اوپر ریت کا ویران ٹیلا تھا۔ ممیوں نے لڑکی کو تہہ خانے میں لے جا کر رکھ دیا باہر آ کر دونوں ممیاں وہاں بند دروازے کے آگے پہرہ دینے

ماریا نے ممیوں کو پہرے پر کھڑے دیکھا تو چپکے سے بند دروازے میں سے گزر کر نیچے بے ہوش حسین لڑکی کے پاس

وہ ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ خدا جانے اسے کیا چیز دی گئی تھی کہ اسے ہوش ہی نہیں آ رہا تھا۔ ماریا نے دو تین اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر اسے آواز دی مگر وہ ہوش نہ آئی۔ اس نے سوچا کہ پہلے عنبر کو جا کر اطلاع کرنی چاہیے۔ اسے خیال آیا کہ پہلے کیٹی کو اطلاع دینی چاہیے۔ کیونکہ وہ اسی ت کے محل کی سرنگ میں پڑی تھی۔ ماریا وہاں سے ہوا میں اڑتی موت کے محل کے دروازے پر آئی جہاں انسانی ڈھانچہ دے رہا تھا۔ بند دروازے میں سے گزرتے ہوئے کو پھر تین جھٹکے لگے۔ مگر وہ سرنگ میں آ گئی اور کیٹی کی کڑی میں جاتے ہی اسے بتایا کہ نیچے کی دنیا سے یہ لوگ حسین لڑکی لے آئے ہیں۔

کیٹی بولی۔

"وہ اسے کب آگ میں ڈال رہے ہیں؟"

ماریا نے بتایا کہ کل اسی وقت مُردہ فرعون نے کہا ہے۔

"مگر کیٹی یہاں تو رات ہی رات چھائی رہتی ہے۔ یہ کیسے پتہ چلے گا کہ کل اسی وقت کا ٹائم ہوا ہے یا نہیں؟"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کیٹی بولی۔

"اندازے سے پتہ لگا لیں گے۔ مگر ہمیں تو اس سے پہلے لڑکی کو یہاں سے غائب کر کے کسی محفوظ مقام پر پہنچا دینا ہوگا۔"

ماریا نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ وہ محفوظ مقام کہاں پر ہے؟ اور پھر کیا یہ مُردہ جھوتے وہاں نہیں پہنچ جائیں گے؟ مُردہ فرعون تو سمیرا روح کی کھوپڑی سے پتہ کرا لے گا کہ حسین لڑکی کو کہاں چھپایا گیا ہے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"ماریا! تم ایک بات بھول گئی ہو کہ یہ اصل میں مُردہ لوگ ہیں۔ ان کی طاقت ایک خاص حد سے آگے جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ وہ آگے بے بس ہو جاتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن اس لڑکی کو اٹھا کر ہم لے جائیں گے کہاں؟ کیونکہ جب تک ہمیں یہاں سے فرار ہونے کا راستہ معلوم نہیں ہوتا ہمیں حسین لڑکی کو کسی خفیہ جگہ پر چھپا کر رکھنا ہوگا۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"مجھے نیکوما نے ایک بار بتایا تھا کہ اس مُردہ فرعون کی بستی کے جنوب میں یہاں سے بہت دُور ایک بہت بڑے سیاہ پہاڑ کے اندر غار ہے جس کو یہ مُردہ غار کہتے ہیں۔ اس غار میں جو فرعون مر جاتے ہیں۔ ان کے مُردہ جانوروں کی رُوحیں رہتی ہیں۔ مگر یہ رُوحیں ہیں ان لوگوں کی طرح زندہ جسموں میں ہوتی ہیں۔ نیکوما کہہ رہی تھی کہ وہاں شاہی محل کی مُردہ بلیوں، کتوں، گرگٹوں اور بچھوؤں کی روحیں اپنے اصلی جسم میں رہتی ہیں۔"

ماریا بولی۔

"شاید وہیں وہ بچھوؤں کی سرنگ بھی ہوگی جس میں یہ لوگ عنبر کو لے جانے والے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"ہاں ـــــ ہم بڑی آسانی سے حسین لڑکی کو یہاں سے لے جا کر وہاں کسی سرنگ میں چھپا سکتے ہیں کیونکہ وہاں کئی سرنگیں ہیں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"یہ اچھی بات بتائی تم نے۔ ہم ایسا ہی کریں گے۔ اگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ لوگ وہاں پہنچ بھی گئے تو پھر ان کے ساتھ ہمارا
کھلی جنگ شروع ہو جائے گی۔ ہم سے جو کچھ ہو سکا
کریں گے۔"
کیٹی نے مسکرا کر کہا۔
"یہی بات مجھے نیکوما نے بتائی تھی کہ وہاں اگر کسی
زمین کا انسان پہنچ جائے تو مُردہ فرعونوں کو اس کا علم
نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زندہ انسان کے جسم سے جو شعاعیں
خارج ہوتی ہیں۔ وہ مُردہ غاروں کی فضا کو اپنی اصلی حالت
میں ہی رہنے دیتی ہیں۔ جس سے مُردہ فرعون
یا کسی بھی رُوح کو علم نہیں ہو سکتا کہ مُردہ غار
میں کوئی اجنبی گیا ہے۔"
ماریا بڑی خوشی ہوئی۔ کہنے لگی۔
"تو پھر میں آج ہی حسین لڑکی کو اٹھا کر جنوب کے
سیاہ پہاڑ کی طرف نکل جاتی ہوں۔ تمہیں بعد میں آ
کر لے جاؤں گی۔ کیونکہ ایک وقت میں میں ایک ہی
عورت کو کاندھے پر اٹھا سکتی ہوں۔"
کیٹی نے تاکید کی کہ وہ اپنا خیال رکھے اور اسے لینے جلد
واپس آئے۔ ماریا کیٹی کی سرنگ سے نکل کر سیدھی اس کے
کے پاس آئی جس کے تہہ خانے میں حسین لڑکی بے ہوش پڑی

تھی۔ اور جس کے باہر دو ممیاں پہرہ دے رہی تھیں۔ ماریا خاموشی
سے غیبی حالت میں ان کے درمیان سے گزر کر نیچے تہہ خانے
میں آ گئی۔ حسین لڑکی اسی طرح بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا نے
اسے اُٹھایا اور اپنے کاندھے پر بوری کی طرح ڈال لیا۔ ماریا۔
کے کاندھے پر آتے ہی حسین لڑکی غائب ہو گئی۔ ماریا یہی چاہتی
تھی۔ اس نے زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر تہہ خانے کی سیڑھیاں
پار کیں اور بلند دروازے میں سے باہر نکل آئی۔
دونوں پہرے دار ممیوں کو بالکل احساس تک نہ ہوا کہ ماریا
ان کی سب سے قیمتی امانت کو لے کر ان کے قریب سے پرواز کر
گئی ہے۔ ماریا فضا میں بلند ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وہ زمین سے
پچاس فٹ کی بلندی پر آ گئی اور اس نے جنوب کی طرف پرواز
شروع کر دی۔ کافی دور تک اُڑتے رہنے کے بعد ماریا نے
دُور ایک بہت بڑے سیاہ خام پہاڑ کو دیکھا۔ یہی مُردہ غار کا
پہاڑ تھا۔
ماریا جونہی پہاڑ کے قریب پہنچی اسے مختلف جانوروں کے
بولنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کبھی کوئی بلی غرّانے لگتی۔
کہیں کتا بھونکنے لگتا۔ اور کبھی کسی مگرمچھ کے زور سے پھنکارنے
کی آواز سنائی دے جاتی۔ ماریا نے دیکھا کہ تقریباً ہر غار کے
اندر سے ان درندوں اور جانوروں کی آوازیں آتی تھیں۔ کونے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک ایسا غار بھی تھا جو بالکل خاموش اور سنسان تھا۔ ماریا حسین سے ہوش لڑکی کو لے جاکر اس غار کے اندر پتھروں کے درمیان لٹا دیا اور اس کے ارد گرد پتھروں کی چھوٹی سی چار دیواری سی بنا دی تاکہ اگر کوئی درندہ ادھر آئے بھی تو حسین لڑکی اس سے محفوظ رہے۔ پھر وہ باہر نکل آئی۔ غار کے منہ پر آکر اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں ایسی بھیانک ویرانی تھی کہ انسان کا دہشت کے مارے خون خشک ہو جائے۔ بلی بکتوں اور مگرمچھوں کی آوازیں برابر آ رہی تھیں۔ ماریا اب یہ چاہتی تھی کہ جتنی جلدی سے جلدی ہو سکے وہ کیٹی کو موت کے محل سے نکال کر یہاں لے آئے تاکہ وہ بے ہوش لڑکی کی حفاظت کرے اور ماریا خود عنبر کو جاکر حسین لڑکی کے محفوظ جگہ پر پہنچا دیئے جانے کی خبر کرے۔ چنانچہ ماریا تیزی سے فضا میں بلند ہو کر برق رفتاری سے اڑتی ہوئی موت کے محل کے اوپر پہنچ گئی۔

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

چار سیاہ پوش گورکن

کیٹی اپنی کوٹھڑی میں پڑی تھی۔

کیٹی کے جسم میں اب پہلے ایسی کمزوری باقی نہیں رہی تھی اور اس کی طاقت واپس آگئی تھی۔ ماریا نے ہی اسے بتایا کہ وہ حسین لڑکی کو مُردہ غاروں کے ایک غار میں چھوڑ آئی ہے اور اب اسے لینے آئی ہے۔ کیٹی جلدی سے اٹھ بیٹھی۔ اور بولی۔

"میں تیار ہوں ماریا۔ مگر ——— مگر اس سرنگ کے باہر طلسم ہے۔ کہیں وہ مجھ پر اثر انداز نہ ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"تم میرے ساتھ ہی غائب ہو جاؤ گی۔ تم میرے کاندھے پر بیہوش حالت میں پڑی ہو گی۔ تم پر کسی قسم کا اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ مجھ پر اثر نہیں ہوا؟"

ماریا نے کیٹی سے کہا کہ وہ اس کے کاندھے پر سوار ہو جائے۔ ماریا بیٹھ گئی۔ کیٹی اس کے کاندھے پر چڑھ گئی۔ پھر فوراً ہی کیٹی بھی غائب ہو گئی۔ ماریا نے کیٹی کو اٹھایا اور فضا میں بلند ہو کر سرنگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ تیز رفتاری کے ساتھ بند دروازے کے پتھروں میں سے گزرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ اور جنوب کی سیاہ پہاڑ کا رُخ کر لیا۔

اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ حسین لڑکی غار میں مُردہ درندوں سے محفوظ رہی تھی۔ کیٹی نے لڑکی کو غور سے دیکھا اور ماریا سے کہا۔

"ماریا! یہ تو سچ مچ بے حد خوب صورت ہے۔ یہ تو شہزادی لگتی ہے کسی ملک کی — اسے تو ضرور ان ظالم مُردوں سے بچانا چاہیئے تھا"

ماریا نے کہا۔

"اسی لیے تو ہم یہ سارا جتن کر رہی ہیں۔ اب میں عنبر کو لینے جاتی ہوں۔ تم درندوں سے خبردار رہنا"

کیٹی بولی۔

"ان کم بختوں کے بولنے کی بڑی خطرناک آوازیں آ رہی ہیں۔ یہ تو لگتا ہے بلیاں کتے بول نہیں رہے بلکہ رو رہے ہیں"

ماریا نے کہا۔

"میں بہت جلد اسے لے کر یہاں پہنچ جاؤں گی"

ماریا تیزی سے اوپر کو اٹھی اور غار سے باہر نکل کر برف کے جتھے کی طرف پرواز کر گئی۔ وہ برف کے جتھے والے غار میں داخل ہوئی تو اسے سرد ہوا کا یخ بستہ تھپڑا جسم سے ٹکراتا محسوس ہوا۔ اس

کے جسم کی شعاعیں جھلا اٹھیں۔ عنبر بھی تابوت میں کچھ کچھ ٹھٹھرنے لگا تھا۔ اس نے کہا۔

"ماریا! اتنی سردی تو میں نے زمین پر برفانی پہاڑوں پر بھی نہیں دیکھی"

ماریا نے کہا۔

"میں حسین لڑکی اور کیٹی کو ایک غار میں لے گئی ہوں۔ اب تمہیں لینے آئی ہوں"

عنبر نے کہا۔

"لیکن میں چاہتا تھا کہ یہاں باقاعدگی کے ساتھ ان لوگوں سے فرار کا راستہ معلوم ہوتا"

ماریا بولی۔

"کچھ معلوم نہیں ہو گا اس طرح سے۔ سات روز بعد یہ لوگ تمہیں بچھوؤں کی سرنگ میں پہنچا دیں گے وہاں سے بھی تمہیں ہمارے ساتھ ہی بھاگنا ہو گا۔ بہتر ہے کہ یہیں سے میرے ساتھ چلو۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"

عنبر بولا۔

"لیکن میں جاؤں گا کیسے؟ یہ لوگ تو مجھے دیکھ لیں گے۔ باہر پہرہ لگا ہے"

ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گی۔"
عنبر بولا۔
"کیا تم اتنی بہادر ہو گئی ہو؟"
"کیوں نہیں" ماریا نے کہا "اور جب تم میرے کاندھوں پر بیٹھنے کے بعد غائب ہو جاؤ گے تو تمہارا بوجھ مجھے بالکل محسوس نہیں ہوگا۔"
عنبر نے کہا۔
"یہ ٹھیک ہے۔ تو چلو میں بھی یہاں ٹھٹھرنے لگا تھا۔ کم بختوں نے تہہ خانے میں اتنی ٹھنڈی برف کہاں سے پیدا کی ہے؟"
ماریا نے عنبر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔
"اب میرے کاندھے پر بیٹھ جاؤ۔"
عنبر ماریا کے کاندھوں پر بیٹھتے ہی غائب ہو گیا۔ کہنے لگا۔
"ماریا! شاید ہزاروں برس کی دوستی میں یہ پہلا موقع آیا ہے کہ میں تمہارے کاندھوں پر بیٹھا ہوں۔"
ماریا نے کہا۔
"خاموش رہو۔ میں باہر جا رہی ہوں۔ باہر پہریدار کھڑے ہیں۔"
ماریا عنبر کو اٹھائے برف کے جہنم کے دروازے سے باہر

نکل گئی۔ پہرے دار کدالیں لیے موجود تھے مگر وہ ماریا اور عنبر کو نہ دیکھ سکے۔ عنبر نے اپنے تابوت کو اسی حالت میں برف میں لگا دیا تھا کہ جیسے وہ اس میں لیٹا ہوا ہے۔ ماریا جتنی تیزی سے اڑ سکتی تھی اڑتی ہوئی سیاہ پہاڑ کے غار میں کیٹی کے پاس پہنچ گئی۔ عنبر نے کہا۔
"یہاں تو بلی کتوں اور مگرمچھوں کے رونے کی منحوس آوازیں آ رہی ہیں۔"
"یہ مُردہ درندوں اور جانوروں کا غار ہے۔" ماریا بولی۔
کیٹی نے عنبر کو اور عنبر نے کیٹی کو دیکھا تو دونوں گرمجوشی سے ملے اور کیٹی تو خوشی سے نہال ہو رہی تھی۔ عنبر اور ماریا کی وجہ سے اس کا حوصلہ اب کافی بلند ہو گیا تھا۔ عنبر نے بے ہوش حسین لڑکی کو دیکھ کر کہا۔
"یہ تو بڑی حسین مگر بے حد معصوم لڑکی ہے۔ کیسا پریوں ایسا چہرہ ہے اس کا۔"
لڑکی کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ کیٹی نے حساب لگا کر انہیں بتایا کہ چھ گھنٹوں کے بعد اس لڑکی کی گمشدگی کا مُردہ فرعون کو علم ہو جائے گا۔ اور پھر وہ لوگ اس لڑکی کی تلاش میں نکلیں گے۔ اور کوئی معلوم نہیں کہ وہ کون سے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ عنبر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا یہاں سے ہم کسی دوسری محفوظ جگہ پر نہیں جا سکتے؟ کیٹی تمہیں تو یہاں کی کئی جگہوں کا علم ہوگا۔"
کیٹی نے کہا۔
"میں تو بے ہوشی کی حالت میں آئی تھی۔ جب ہوش آیا تو مُردہ فرعون کے دربار میں تھی۔ نیکوما اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتی ہے۔"
ماریا کہنے لگی۔
"کیوں نہ ہم اس لڑکی کو کیٹی کے ساتھ موت کے محل والی کوٹھڑی میں بند کر دیں۔ وہاں تو کسی کو شک ہی نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں فرعون کے آدمی اس کی تلاش میں نہیں آئیں گے۔ یوں ہم اتنی دیر میں یہاں سے فرار کا کوئی راستہ تلاش کر لیں گے۔"
کیٹی نے کہا۔
"اس صورت میں ہمیں مُردہ عورت نیکوما کو اعتماد میں لینا ہوگا۔ کیونکہ اسے خبر ہو گئی کہ حسین لڑکا میری کوٹھڑی میں ہے تو وہ اطلاع کر دے گی۔"
عنبر نے پوچھا کہ کیا مُردہ عورت نیکوما پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب کیٹی نے یہ دیا کہ اس پر بھروسہ کیا بھی جا سکتا ہے اور نہیں بھی۔ ماریا نے کہا۔

"ہمیں حسین لڑکی کو چھپانے کے لیے اس سے بہتر جگہ نہیں مل سکتی۔ مُردہ فرعون کے آدمی ہر جگہ گمشدہ لڑکی کو تلاش کریں گے مگر کیٹی کی کوٹھڑی پر کسی کو شک بھی نہیں پڑ سکتا۔ اِدھر کوئی نہیں جائے گا۔ یوں ہمیں یہاں سے فرار کا کوئی راستہ ڈھونڈھنے کا وقت مل جائے گا۔"
آخر یہی فیصلہ کیا گیا اور ماریا نے باری باری کیٹی اور حسین ہوش لڑکی کو موت کے محل کی سرنگ میں کیٹی کی کوٹھڑی میں بھیجا دیا۔ ابھی تک نیکوما کو بالکل خبر نہیں ہوئی تھی۔ کوٹھڑی میں دوسری مُردہ عورتیں بھی اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں خاموش لیٹی تھیں۔ کسی کو یہ تک خبر نہ ہو سکی کہ کیٹی وہاں سے فرار ہو کر دوبارہ واپس آ گئی ہے۔
اب ماریا عنبر کو لے کر برف کے جہنم کی طرف چل پڑی۔ اس کا خیال تھا کہ عنبر کو بھی ابھی برف کے جہنم میں ہی ٹھہرنا چاہیئے۔ عنبر نے بھی یہی مناسب سمجھا۔ وہ برف کے بلاکوں کے بیچ میں لگے ہوئے اپنے تابوت میں اُتر گیا۔ ماریا یہ جائزہ لینا چاہتی تھی کہ حسین لڑکی کے گم ہونے کی خبر پر مُردہ فرعون کیا حکم جاری کرتا ہے۔ اور یہ لوگ اسے کہاں کہاں تلاش کرنے جاتے ہیں۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

موت کے محل کے دالان میں نمرود کی آگ روشن کر دی گئی تھی۔ مُردہ فرعون اپنی مُردہ ملکہ اور کاہنوں اور مصاحبوں کے ساتھ دالان میں ایک طرف تخت لگا کر بیٹھ گیا۔ آگ کے شعلے جب چھت کو چھونے لگے تو اس نے حکم دیا کہ حسین لڑکی کو لاکر نمرود کی آگ میں ڈال دیا جائے۔ اسی وقت چار گورکن اور دو ممیاں حسین لڑکی کو لانے کے لیے چل پڑیں۔ جونہی سیاہ پہاڑ والے تہہ خانے میں داخل ہوئیں دیکھا کہ لڑکی غائب ہے۔ ان کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ فوراً باہر کھڑے انسانی ڈھانچے سے مُردہ زبان میں پوچھا گیا۔ کہ حسین لڑکی جو مُردہ فرعون کی امانت تھی کہاں ہے؟ ڈھانچے نے بھی حیرت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اس نے کسی لڑکی کو باہر جاتے نہیں دیکھا۔

جب مُردہ فرعون کو اطلاع ملی کہ حسین لڑکی غائب ہے تو وہ غصے سے کانپنے لگا۔ یہ اس کی موت تھی۔ اس نے حکم دیا کہ یہ کسی باہر کے آدمی یا دشمن کی سازش ہے۔ حسین لڑکی کو فوراً تلاش کر کے حاضر کیا جائے۔ ورنہ تمام درباریوں کاہنوں گورکنوں اور ممیوں کو نمرود کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ یہ بڑی خوفناک سزا تھی۔ کیونکہ یہ سب لوگ مُردہ تھے۔ نمرود کی آگ میں گرنے کے بعد وہ مر نہیں سکتے تھے۔ مگر قیامت تک جلتے رہتے۔

ایک سیکنڈ کے اندر اندر مُردہ بستی کے کونے کونے میں یہ لوگ پھیل گئے۔ ہر جگہ حسین لڑکی کی تلاش شروع ہو گئی۔ کاہن اعظم مُردہ فرعون اور اس کی ملکہ کے پاس ادب سے کھڑا تھا۔ ماریا بھی وہیں موجود تھی۔ مُردہ فرعون بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس نے تشویش کے ساتھ کہا۔

"مجھے یہ کسی اپنے درباری کی سازش لگتی ہے"

کاہن اعظم نے جواب میں کہا۔

"سورج دیوتا کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ آپ کی امانت میں خیانت کرے"

مُردہ فرعون بولا۔

"ہو سکتا ہے شاہی خاندان کے جو دو نئے مُردے دنیا سے آئے ہیں وہ ابھی زندہ ہی ہوں اور لڑکی کو اُٹھا کر نیچے لے گئے ہوں"

کاہن اعظم نے کہا۔

"عظیم سورج دیوتا! انہیں یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم سرخ بادل والے پہاڑ کی سرنگ استعمال کرتے ہیں"

ماریا چونک پڑی۔ اسے نیچے زمین پر جانے کے راستے کا علم ہو گیا تھا۔ بلکہ کاہن اعظم نے خود ہی بتا دیا تھا۔ یہ کوئی سُرخ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادل والا پہاڑ تھا۔ جس کے اندر سرنگ تھی۔ وہاں سے زمین پر فرار ہوا جا سکتا تھا۔

مُردہ فرعون نے کہا۔

"سُرخ بادل والے پہاڑ پر زبردست پہرہ بٹھا دو اور زمین سے آئے ہوئے مُردہ عنبر اور قسیطانی کی لاشوں کو جا کر دیکھا جائے کہ وہ اپنی جگہ پر موجود ہیں کہ نہیں۔"

کاہن اعظم نے تعظیم بجا لا کر کہا۔

"جو حکم سورج دیوتا!"

اور تین بار سر جھکا کر وہاں سے چلا گیا۔ ماریا اس سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ چکی تھی۔ مُردہ فرعون کے حکم سے کیٹی کی کوٹھڑی اور عنبر کے تابوت کی تلاشی لی جانے والی تھی۔ عنبر تو تابوت میں ہی تھا مگر کیٹی کی کوٹھڑی میں کیٹی کے علاوہ حسین لڑکی بھی تھی۔ ماریا تیزی سے اُڑتی ہوئی کیٹی کی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ کیٹی بھی پریشان ہو گئی۔ حسین لڑکی کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ اتنا ضرور تھا کہ کسی وقت وہ سر کو اِدھر اُدھر ہلاتی تھی اور اس کے حلق سے کراہ کی آواز نکل جاتی تھی۔ کیٹی نے ماریا سے کہا۔

"مُردہ فرعون کے آدمی جب موت کی سرنگ میں داخل

ہوں تو تم لڑکی کو اپنے کاندھے پر اُٹھا لینا۔ یوں یہ غائب ہو جائے گی۔ اور فرعون کے آدمی واپس چلے جائیں گے۔"

ماریا بولی۔

"اس کے سوا ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔ میں انہیں سرنگ میں جا کر دیکھتی ہوں۔ تم چوکس رہنا کیٹی!"

ماریا سرنگ میں آ گئی۔ وہ سرنگ کے پتھریلے دروازے کے قریب ہی پہنچی تھی کہ ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ پتھر ایک طرف ہٹ گیا اور چار گورکن جن کے ہاتھوں میں تیز نوکیلی کدالیں تھیں اندر داخل ہوئے۔ ماریا تیزی سے واپس پلٹی اور کیٹی کی کوٹھڑی میں آ کر بولی۔

"وہ لوگ آ گئے ہیں۔ تم لیٹ جاؤ۔ میں لڑکی کو غائب کرتی ہوں۔"

کیٹی ایک طرف ہٹ کر فرش پر سیدھی لیٹ گئی۔ ماریا نے جلدی سے نیم بے ہوش حسین لڑکی کو اٹھایا اور اپنے کاندھے پر ڈال کر فرش سے پانچ فٹ بلند ہو گئی۔ باہر آدمیوں کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ پھر کوٹھڑی کا دروازہ ایک دم سے کھل گیا۔ کیٹی اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلی۔ چاروں گورکن اندر آ گئے۔ انہوں نے کوٹھڑی میں چاروں طرف غور سے دیکھا۔ پھر کیٹی پر جھک کر اس کا جائزہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یلنے لگے۔ کیٹی نے جان بوجھ کر کراہتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے معاف کر دو۔ عظیم سورج دیوتا مجھے معاف کر دو۔"

اتنے میں نیم بے ہوش لڑکی جو ماریا کے کاندھے پر پڑی تھی اس کے منہ سے بھی کراہ کی آواز نکل گئی۔ اس نئی آواز پر گورکن چونک کر ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے۔

"یہ کس کی آواز تھی؟" ایک گورکن نے پوچھا۔

ماریا نے جلدی سے حسین لڑکی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس کو کچھ کچھ ہوش آ رہا تھا۔ کیٹی نے جب دیکھا کہ معاملہ گڑبڑ ہو رہا ہے تو اس نے بار بار کراہنا شروع کر دیا۔ دوسرا گورکن بولا۔

"یہ قسیطانی کی آواز ہے۔ یہاں مزدود کی امانت لڑکی نہیں ہے۔ چلو اسے موت کے محل کی دوسری سرنگ میں چل کر دیکھتے ہیں۔"

بے ہوش لڑکی ایک بار پھر آہستہ سے کراہی تو ماریا اسے لے کر فضا میں بلند ہوئی اور کوٹھڑی سے تیرتی ہوئی نکل کر باہر سرنگ میں آ گئی۔ بے ہوش لڑکی کو ہوش آنا شروع ہو گیا تھا۔ وہ بنا بنایا کھیل بگاڑ سکتی تھی۔ اتنے میں کدالوں والے گورکن کیٹی کی کوٹھڑی سے نکل کر سرنگ کے دروازے کی طرف بڑھے

یا پھرتی سے نیم بے ہوش حسین لڑکی کو لے کر کیٹی کی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس نے لڑکی کو فرش پر لٹا دیا اور سانس بھر کر کیٹی سے کہا۔

"یہ تو بنا بنایا کھیل تباہ کرنے لگی تھی۔ اسے ہوش آ رہا ہے۔"

کیٹی نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگا دی اور ماریا سے کہا۔

"ماریا بہن! اب اسے جلدی سے ہوش میں آ جانا چاہیئے تاکہ اسے بتا دیا جائے کہ اس کو زمین سے اغوا کر کے مُردوں کی بستی میں لایا گیا ہے اور ہم اسے بچا کر واپس اس کے ماں باپ کے پاس لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

ماریا نے کہا اسے ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں۔ یہ خود ہی ہوش میں آ رہی ہے۔ حسین لڑکی نے آہستہ سے پلکیں جھپکاتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اپنے اوپر جھکی ہوئی کیٹی اور اندھیری ویران کوٹھڑی کے ماحول کو دیکھا تو چیخ مارنے ہی والی تھی کہ کیٹی نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا اور کہا۔

"چیخ مارو گی تو جلاد تمہیں پکڑ کر آگ میں ڈالنے کے لیے لے جائیں گے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

کیٹی نے ایک ہی جملے میں اسے حالات کی سنگینی اور جان لیوا خطرے سے آگاہ کر دیا۔ حسین لڑکی کی بڑی بڑی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس دوران کیٹی نے اس لڑکی کو سب کچھ بتا دیا کہ شیطانی گروہ کے لوگ اغوا کر کے ایک ویران محل میں لے گئے ہیں۔ جہاں اسے دیوتا نمرود کی آگ میں ڈالا جانے والا تھا مگر وہ اسے بچا کر کوٹھڑی میں لے آئی ہے۔ ماریا خاموش تھی۔ حسین لڑکی کو ابھی یہ نہیں بتایا گیا تھا۔ کہ وہ مُردہ فرعونوں کی حیرت انگیز اور آسیبی بستی میں آ چکی ہے۔ کیٹی نے آہستہ سے حسین لڑکی کے ہونٹوں پر سے ہاتھ اٹھا لیا۔ لڑکی نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کیا میں بچ گئی ہوں؟"

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"ہم تمہیں شیطانی گروہ کے نرغے سے نکال لائے ہیں۔ مگر ابھی تم خطرے میں ہی ہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ یہ محفوظ جگہ ہے۔ مگر ہمیں یہاں سے فرار ہو کر واپس مصر پہنچنا ہے۔ جہاں ہم تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دیں گے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مرتھا ہے۔ میں ایک غریب کسان کی بیٹی ہوں۔ میں مکان کی چھت پر سونے کے لیے آئی تو دو آدمی چھت پر کود کر آئے اور میرا منہ بند کر کے کچھ سنگھایا۔ پھر مجھے ہوش نہیں رہا۔ تم کون ہو؟ کیا تمہیں بھی یہ ڈاکو اٹھا لائے ہیں؟"

"ہاں۔" کیٹی نے کہا۔ "تم زیادہ باتیں مت کرو۔ ابھی خطرہ ہمارے سر پہ منڈلا رہا ہے۔ دوسری کوٹھڑیوں میں ہمارے دشمن سو رہے ہیں۔ کسی کی جاگ کھل گئی تو مصیبت آجائے گی۔"

مرتھا نے آہستہ سے کہا۔

"تم مجھے میرے ماں باپ کے پاس لے جاؤ گی نا؟"

"ہاں ہاں۔ مگر تم خاموش رہو۔"

کیٹی نے حسین لڑکی مرتھا کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ دیا۔ اب مشکل یہ تھی کہ وہ اس کے سامنے اگر ماریا سے بات کرتی ہے تو ہو سکتا ہے کہ مرتھا ڈر جائے۔ ماریا بھی یہی سوچ رہی تھی۔ کوٹھڑی سے باہر کیٹی جا نہیں سکتی تھی۔ ماریا نے ایسا کیا کہ کیٹی کے کان کے بالکل قریب اپنے تطرنہ آنے والے ہونٹ لے جا کر بہت ہی دھیمی آواز میں بلکہ سانس میں کہا۔

"میں نیکوما کے پاس جا رہی ہوں۔"

کیٹی کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"وہاں کیوں جا رہی ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حسین لڑکی مرتھا نے حیرانی سے کیٹی کی طرف دیکھا اور بولی۔

"میں تو کہیں نہیں جا رہی۔"

کیٹی کچھ گڑبڑا سی گئی۔ جلدی سے بولی۔

"میں کبھی کبھی اپنے آپ سے باتیں کرنے لگتی ہوں۔ تم یہاں لیٹی رہو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر کیٹی کوٹھڑی سے باہر نکل کر تاریک سرنگ میں آگئی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی آگئی۔

"تم نے کمال کر دیا کیٹی۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"بے اختیار منہ سے نکل گیا۔ مگر ماریا تم نیکوما کے پاس کیا کرنے جا رہی ہو؟"

ماریا بولی۔

"میں اس کے دل کا حال معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں باتوں ہی باتوں میں اس سے سرخ بادلوں والے پہاڑ کے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ اسی پہاڑ میں کوئی ایسی سرنگ ہے جہاں سے ہم زمین پر واپس جا سکتے ہیں۔ تم کوٹھڑی میں مرتھا کے پاس ہی رہنا۔ میں جاتی ہوں۔"

کیٹی واپس کوٹھڑی میں آگئی اور ماریا نیکوما کی کوٹھڑی میں داخل

ہو گئی۔

اندھیر عمر مصری عورت نیکوما فرش پر خاموش لیٹی تھی۔ وہ کل مُردہ عورت تک رہی تھی۔ اسے ماریا کے آنے کا احساس نہ ہوا۔ جب ماریا نے اس کا نام لیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

"نیک رُوح! تم ابھی تک اس مُردہ بستی میں ہو؟ تم یہاں سے گئی کیوں نہیں؟"

ماریا ایک پل کے لیے چپ رہی۔ وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی کہ نیکوما سے کس طرح سے بات شروع کرے۔ اس نے آہستہ سے آہ بھر کر کہا۔

"نیکوما۔ کبھی کبھی نیک رُوحیں بھی اداس ہو جاتی ہیں۔ انہیں بھی غم لگتا ہے۔"

نیکوما نے کہا۔

"نیک رُوحوں کو کون سا غم لگ سکتا ہے بھلا۔"

ماریا بولی۔

"نیکوما یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ میں جنت سے آئی ہوں۔ جنت میں تمہاری اس بستی کی ایک ایسی رُوح بھی رہتی ہے۔ جو اپنی یہاں کی سزا پوری کر کے گئی ہے جیسے کہ ایک روز تم بھی اپنی سزا بھگت کر جنت میں چلی جاؤ

COURTESY WWW.[illegible].FREE.PK

جاؤ گی۔ مگر وہ رُوح جنت میں بھی خوش نہیں"
نیکوما نے تعجب سے پوچھا۔
"کیوں؟ جنت میں وہ رُوح خوش کیوں نہیں ہے؟
جنت میں تو ہر طرف خوشی ہی خوشی ہوتی ہے"
ماریا نے ایک بار پھر بناوٹی آہ بھری اور کہا۔
"بات یہ ہے کہ اس غم زدہ رُوح کے پاس ایک خاندانی
مقدس انگوٹھی تھی۔ جب اس کی لاش یہاں لائی گئی
تو کسی سرخ بادلوں والے پہاڑ کی سرنگ میں اس کی
انگوٹھی انگلی سے نکل کر گر پڑی۔ اب وہ پریشان رہتی ہے۔
اس نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں اگر مُردوں کی بستی میں
جاؤں تو وہ مقدس انگوٹھی تلاش کر کے اسے زمین میں
دفن کر دوں۔ پھر وہ انگوٹھی اس رُوح کے پاس پہنچ جائے
گی اور وہ خوش رہنا شروع کر دے گی"
نیکوما بڑے غور سے ماریا کی گفتگو سن رہی تھی۔ کہنے لگی۔
"اے نیک رُوح! سُرخ بادلوں والے پہاڑ کے اندر
تو کوئی رُوح زندہ نہیں جا سکتی"
ماریا نے جلدی سے پوچھا۔
"کیوں کیا وہاں کوئی طلسم پھونکا گیا ہے؟"
نیکوما نے کہا۔
"سُرخ بادلوں والے پہاڑ کے بارے میں ہم نے سنا
ہے کہ یہ پہاڑ سرخ آگ کے بادل میں لپٹا ہوا ہے۔ جو
کوئی اِدھر جاتا ہے جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ تم نیک روح
ہو۔ تم بھی جل جاؤ گی"
ماریا نے پوچھا۔
"کیا یہاں کے لوگ بھی اِدھر نہیں جاتے؟"
نیکوما نے کہا۔
"سنا ہے وہاں مُردہ بستی کی ممیاں ہی جاتی ہیں۔ اور ان
کے لیے پہاڑ کے نیچے کوئی خفیہ راستہ بنایا گیا ہے جس
کا ان ممیوں کے سوا اور کسی کو علم نہیں ہے"
ماریا نے پوچھا۔
"وہاں ہے کیا؟"
نیکوما نے کہا۔
"یہ آج تک مُردہ بستی کی کسی مُردہ لاش کو معلوم نہیں ہو
سکا۔ مجھے بھی نہیں معلوم"
ماریا چُپ ہو گئی۔ اسے نیکوما جتنی معلومات دے سکتی تھی
اسے مل گئی تھی۔
وہ بولی۔
"اچھا میں ایک بار کوشش ضرور کروں گی۔ مجھے بتاؤ کہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

یہ سُرخ بادلوں والا پہاڑ کس طرف کو ہے ؟"

نیکوما نے ماریا کو بتایا کہ یہ پہاڑ مُردہ بستی کے شمال کی طرف ایک دن اور ایک رات کے سفر پر ہے۔ اس سے زیادہ نیکوما کو بھی معلوم نہیں تھا۔ ماریا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور سیدھی عنبر کے پاس آ گئی۔ عنبر تابوت میں ہی پڑا تھا۔ اس نے ماریا کو بتایا کہ مُردہ فرعون کے گورکن اسے آکر دیکھ گئے ہیں۔ ماریا نے وہ ساری باتیں عنبر کو بتا دیں۔ جو اس کے اور نیکوما کے درمیان ہوئی تھیں اور یہ بھی بتایا کہ سُرخ بادلوں والے پہاڑ کے اندر کوئی سرنگ ہے۔ جہاں سے زمین کی طرف کوئی راستہ جاتا ہے۔ عنبر بولا۔

"تمہارا وہاں اکیلے جانا ٹھیک نہیں۔ کہیں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

ماریا نے کہا۔

"پہلے میں اکیلی جا کر پہاڑ کو دیکھ آؤں۔ اگر ضرورت پڑی تو میں تمہیں آکر لے جاؤں گی۔ اور ہاں اس حسین لڑکی کو بھی بے ہوش آگیا ہے۔ اس کا نام مرتھا ہے کیٹی نے صرف اسے اتنا ہی بتایا ہے کہ اسے یہاں کا شیطانی گروہ اغوا کر کے لے آیا ہے۔ اسے یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ مُردہ فرعونوں کی بستی ہے۔"

[redacted]

عنبر بولا۔

"اس نے شور تو نہیں مچایا؟"

"نہیں۔ کیٹی نے اسے سنبھال لیا ہے۔ اور اسے بتا دیا ہے کہ وہ خود بھی وہاں اغوا کر کے لائی گئی ہے۔ اور فرار کے لیے کوشش کر رہی ہے۔ مرتھا خوف زدہ ضرور ہے مگر جان کے خطرے کی وجہ سے خاموش ہے۔"

عنبر نے ماریا سے کہا کہ وہ سُرخ بادلوں والے پہاڑ کا پتہ کر کے اس کے پاس آئے اور بتا دے کہ صورت حال کیا ہے۔

"میں تمہارا انتظار کروں گا ماریا۔"

"میں وہاں سے سیدھی تمہارے پاس ہی آؤں گی۔"

اور ماریا برف کے جہنم سے پرواز کر گئی۔

وہ باہر نکلتے ہی فضا میں کسی جیٹ ہوائی جہاز کی طرح اوپر ہی اوپر اٹھتی چلی گئی۔ اور پھر اس نے شمال کی جانب اندھیرے میں پرواز شروع کر دی۔ اس وقت اس کی رفتار جیٹ ہوائی جہاز سے کم نہیں تھی۔ جو راستہ ایک رات ایک دن میں طے ہونا تھا وہ ماریا نے دس منٹ میں طے کر لیا۔ اب اسے دُور ایک سرخ گولا دکھائی دیا جو آسمان پر شمال کی طرف پھیلا ہوا تھا اور اس میں سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔

ماریا قریب گئی تو دیکھا یہ ایک سرخ بادل تھا۔ جس میں آگ کے سُرخ شعلے گردش کر رہے تھے۔ اس کے نیچے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیاہ پہاڑ تھا۔ آگ کا سرخ گول بادل پہاڑ سے کوئی سو فٹ بلند فضا میں لٹکا ہوا تھا اور کسی سورج کی طرح اپنے مرکز کے گرد گھوم رہا تھا۔ یہاں فضا میں ماریا کو تپش محسوس ہو رہی تھی۔ وہ نیچے بہت نیچے آ گئی اور پہاڑ کے پیچھے پہنچ کر زمین پہ اتر آئی۔

ایک جگہ اس نے ایک ممی کو دیکھا کہ اس کے جسم پر پٹیاں لپٹی نہیں اور وہ ہاتھ میں تلوار لیے کھسک کھسک کر چل رہی تھی۔ ماریا اس کے پیچھے آئی تو ممی ایک دم رک گئی۔

ماریا بھی وہیں رک گئی۔ اس نے اپنا سانس تک روک لیا کہ کہیں ممی کو خبر تو نہیں ہو گئی۔ ممی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ پھر آہستہ آہستہ گردن آگے کو موڑی اور پہاڑ کی دیوار کی طرف گھسٹنے لگی۔ ماریا اسی جگہ پہ کھڑی رہی۔ وہ کوئی خطرہ مول لینے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ ممی اسے بہرحال آگ کے سرخ بادل کی روشنی میں نظر آ رہی تھی۔ ممی گھسٹ کر چلتی پہاڑ کے ایک باہر کو نکلے ہوئے سیاہ پتھر کے پیچھے پہنچ کر جیسے غائب ہو گئی۔ ماریا دو چار سیکنڈ اپنی جگہ پہ کھڑی رہی۔ پھر دبے پاؤں قدم اٹھاتی پہاڑ کے باہر نکلے ہوئے پتھر کی طرف بڑھی۔

یہ پتھر ایک چھجے کی طرح دیوار سے آگے کو نکلا ہوا تھا۔ یہاں سرخ بادل کی روشنی بہت زیادہ تھی۔ چاروں طرف سرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ماریا نے جھک کر دیکھا کہ پتھر کے چھجے کے نیچے ایک

جگہ پتھر کی چوکور سِل لگی تھی اور اس کی درزوں میں سے پہاڑ کے اندر کی نیلی روشنی کی شعاعیں باہر آ رہی تھیں۔ یقیناً اس کے پیچھے کوئی سرنگ تھی۔ ماریا اندر جاتے ہوئے پہلے تو ذرا ہچکچائی کہ نہ جانے اس کے اندر جاتے ہی اس پہ کیا مصیبت پڑ جائے گی مگر بہادری سے کام لیتے ہوئے اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو پتھر کی چوکور سِل کے ساتھ ٹکرا دیا اور وہ آواز کی لہروں کی طرح پتھر کی سِل میں سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گئی۔

یہ پہاڑ کے اندر کی ایک تنگ گلی تھی جس کی دیواروں پر جا بجا جگہ جگہ نیلی موم بتیاں روشن تھیں۔ ماریا آہستہ آہستہ آگے گزرنے لگی۔ تنگ گلی سنسان تھی۔ وہاں کوئی ممی نہیں تھی۔ کچھ دور چلنے پر گلی کے آگے ایک اندھا کنواں آ گیا۔ ماریا نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ نیچے کنوئیں کی تہہ تک کنوئیں کی دیوار کے ساتھ ایک سیڑھی چلی گئی تھی۔ ماریا پر ابھی تک کسی طلسم نے اثر نہیں کیا تھا۔ وہ سیڑھی کے ساتھ ساتھ نیچے اتر آئی۔ یہاں ایک محرابی دروازہ تھا جو پہاڑ کی گہرائیوں میں ایک سرنگ میں جاتا تھا۔ یہاں آمنے سامنے پہاڑ کھود کر کمرے بنائے گئے تھے۔ ماریا نے جھانکا تو دیکھا کہ کچھ کمرے خالی تھے۔ کچھ کمروں میں میاں ہاتھوں میں تلواریں لیے بالکل ساکت مجسموں کی طرح کھڑی تھیں۔ ماریا آگے گئی تو وہاں ایک بہت بڑا دالان آ گیا۔ دالان کے درمیان میں چاندی کا بہت لمبا چوڑا، کسی بہت بڑ

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

کڑاہی سے بھی بڑا ایک پیالہ پڑا تھا۔ ماریا نے اوپر جا کر دیکھا
پیالے میں ایک گول سوراخ تھا۔ جس میں سے نیلی روشنی آ
رہی تھی۔

اچانک اس سوراخ میں سے ایک گول سلنڈر باہر آ گیا جا
میں دو میاں سوار تھیں۔ وہ گول سلنڈر میں سے نکل کر پیالے
باہر آئیں۔ اور پھر دالان کے کونے والے کمرے کی طرف چل
ماریا ان کے پیچھے گئی۔ کمرے میں دو تابوت دیوار کے ساتھ
تھے۔ جن کے ڈھکن کھلے تھے۔ دونوں میاں ان تابوتوں میں
کر کھڑی ہو گئیں۔ ایک نے خشک آواز میں کہا۔

"نیچے مصر میں قبرستان میں ایک بھی فرعون کے خاندان کا
آدمی نہیں بچا"

دوسری میم بولی۔

"اب شاید ہمیں دوبارا نیچے زمین پر جانے کی ضرورت
نہ پڑے"

اور پھر دونوں میموں نے آنکھیں بند کر لیں۔ ماریا پلٹ کر جا
کے بڑے پیالے میں اتر گئی۔ اس نے اس کے پیندے کے بڑ
سوراخ کے اوپر فضا میں معلق بلبلہ نما سلنڈر کو دیکھا۔ اسے محسوس
ہوا کہ یہ کوئی خلائی جہاز ہے۔ جس میں سوار ہو کر یہاں کے لوگ
نیچے زمین پر جاتے ہیں۔ ماریا نے ایک اہم راز معلوم کر لیا تھا

واپس بھاگ کر واپس عنبر کے پاس آئی اور اسے ساری کہانی سنانے کے
بعد کہا۔

"میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں ابھی اسی وقت سرخ بادلوں
والے پہاڑ کی سرنگ میں پہنچ جانا چاہیئے"

عنبر نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔ لیکن حسین لڑکی مرتھا کو تم کیسے لاؤ
گی اور کیٹی بھی تو تمہارے ساتھ ہو گی"

ماریا بولی۔

"سب کچھ ہو جائے گا۔ تم میرے ساتھ نکل چلو"

عنبر تابوت میں سے نکل کر ماریا کے کاندھے پر سوار ہوتے
ہی غائب ہو گیا۔ ماریا اسے لے کر کیٹی کی کوٹھڑی کے باہر آ گئی۔
اس نے کیٹی کو باہر سرنگ میں بلا کر بتایا کہ عنبر اس کے ساتھ ہے۔
مگر کاندھے پر بیٹھا ہے۔ کیٹی بولی۔

"اس نے یہ گستاخی کیسے کی؟"

اچانک اندر سے حسین لڑکی مرتھا کی آواز آئی۔

"کیٹی بہن! باہر کون ہے"

کیٹی لپک کر اندر دوڑی۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

"یہ حسین لڑکی بڑی بے وقوف ہے۔ یہ بہت تنگ کرے
گی۔ چلو اسے چل کر سب کچھ بتا دیتے ہیں"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

اور ماریا عنبر کو لے کر کیٹی کی کوٹھڑی میں آئی اور عنبر کو نیچے اتار دیا۔ نیچے اترتے ہی عنبر ظاہر ہو گیا۔ مرتھا تو سہم کر دیوار کے ساتھ جا لگی۔

"یہ — یہ کون ہے کیٹی؟"

اب ماریا نے اپنی آواز میں کہا۔

"مرتھا! میری بات غور سے سنو۔ یہ عنبر ہے۔ میں ماریا ہوں۔ تم مجھے دیکھ نہیں سکتی ہو مگر میں زندہ عورت ہوں۔"

اب تو مرتھا کی خوف کے مارے بُری حالت ہو گئی۔ مگر عنبر ماریا اور کیٹی نے مل کر حسین لڑکی مرتھا کو سب کچھ سمجھا کر مطمئن کر دیا۔ اب اس کا خوف جاتا رہا اور وہ بھی عنبر ماریا کیٹی کے ساتھ وہاں سے فرار ہونے پر کمربستہ ہو گئی۔ ماریا نے کہا۔

"اب پروگرام یہ ہوگا کہ سُرخ بادلوں والے پہاڑ کی سُرنگ میں کچھ کوٹھڑیاں خالی ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میں سے ایک ایک کو ان کوٹھڑیوں میں لے جاؤں۔ اس کے بعد وہاں سے فرار ہونے کا ذریعہ معلوم کر کے ان پر دھاوا بول دیا جائے۔"

عنبر نے کہا۔

"اس کے سوا کوئی چارہ بھی ہے۔ تم سب سے پہلے کیٹی کو لے جاؤ۔ اس کے بعد مرتھا اور پھر میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

ماریا نے کیٹی سے کہا۔

"میرے کاندھے پر بیٹھ جاؤ۔"

کیٹی بولی۔

"مجھے تمہارا کندھا نظر ہی نہیں آتا۔ میں بیٹھوں گی کس پر؟"

ماریا نے مسکراتے ہوئے کیٹی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اُٹھا کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا۔ حسین لڑکی مرتھا یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ کیٹی ایک دم سے غائب ہو گئی تھی۔ ماریا نے آہستہ سے اسے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ دوسری بار آؤں گی تو تم بھی اسی طرح غائب ہو جاؤ گی۔ عنبر! میں جا رہی ہوں۔"

ماریا تیزی سے کیٹی کو لے کر موت کے محل سے نکل کر سُرخ بادلوں والے پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئی۔

اب وہاں عنبر اور حسین لڑکی مرتھا ہی رہ گئے تھے۔ اور دونوں نظر آتے تھے عنبر نے حسین لڑکی کو سرگوشی میں کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم گوشے میں جا کر لیٹ جاؤ۔ میں دروازے
کے پاس بیٹھتا ہوں۔"

مرتھا کونے میں جا کر لیٹ گئی۔ عنبر دروازے کے پاس
جا کر بیٹھ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ تھوڑی دیر ہی گزری ہو
گی کہ عنبر کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے
دروازے کے ساتھ کان لگا دیئے۔ کوئی بوجھل مگر آہستہ آہ
قدم اٹھاتا اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عنبر نے
لپک کر مرتھا کے کان میں کہا۔

"خبردار۔ یہاں کچھ بھی ہو جائے۔ تم کوئی
آواز مت نکالنا۔ باقی میں سنبھال لوں
گا۔"

اتنا کہہ کر عنبر بھاگ کر دروازے کے قریب دیوار
کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

باہر والی قدموں کی چاپ کوٹھڑی کے پاس آ کر رک
گئی تھی۔ پھر کسی نے دروازے پر ہاتھ رکھ
کر اسے اندر کو دبایا۔ دروازہ آہستہ سے کھل گیا۔
عنبر نے اپنا سانس روک لیا۔ اور دیوار کے ساتھ لگ
دیا۔ اندر ایک سیاہ پوش گورکن داخل ہوا۔ اس
کے ہاتھ میں تیز نوکیلی کدال تھی۔ اس نے آنکھیں پھاڑ

کر اندھیرے میں دیکھا اور بولا۔

"تو تم یہاں پر ہو حسین لڑکی! فرود کی امانت
ہمارے عظیم سورج دیوتا کی قربانی!"

گورکن کدال اٹھائے مرتھا کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عنبر
نے پیچھے سے اس کی گردن پر پوری طاقت سے ایک ہاتھ

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

کلش دیوتا کی پھنکار

عنبر کا خیال تھا کہ سیاہ پوش گورکن بے ہوش ہو جائے گا۔

لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران سا ہو کر رہ گیا کہ ہاتھ کی بھرپور ضرب لگتے ہی سیاہ پوش گورکن کی گردن دھڑ سے الگ ہو کر فرش پر جا گری۔ حسین لڑکی مرتھا کے حلق سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ وہ دانتوں میں کپڑا ٹھونس کر خوف سے کانپنے لگی۔

عنبر نے سب سے پہلے کوٹھڑی کا دروازہ بند کیا۔ پھر مرتھا کو تسلی دی اور اس کے بعد سیاہ پوش گورکن کے دھڑ کو دیکھا اس کی گردن سیاہ نقاب میں سے نکل کر فرش پر پڑی تھی۔ عنبر نے دیکھا کہ گورکن اصل میں ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا۔ اور فرش پر اس کی کھوپڑی جسم کے ڈھانچے سے الگ ہو کر پڑی تھی۔

عنبر سمجھ گیا کہ یہ گورکن سب کے سب انسانی ڈھانچے ہیں۔ اس نے فوراً گورکن کا سیاہ لبادہ اتار کر خود

پہن لیا۔ چہرے پر سیاہ نقاب ڈال لی اور کدال ہاتھ میں
لے لی اور کدال ہاتھ میں لے کر مرتھا سے کہنے لگا۔
"کیا مجھ میں اور گورکن میں کوئی فرق لگتا ہے؟"
حسین مرتھا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔
"نہیں"
عنبر نے ایک بار پھر حسین لڑکی مرتھا کو حوصلہ دیا اور کہا
کہ اگر وہ اسی طرح بات بات پر ڈرتی رہی تو کبھی اپنے
ماں باپ کے پاس نہ جا سکے گی۔ اتنے میں ماریا کوٹھڑی میں
داخل ہوئی۔ جونہی اس نے ایک کدال والے سیاہ پوش
گورکن کو دیکھا تو عنبر پر حملہ کر کے اس کی گردن کو دبوچنا چاہی
تھی کہ عنبر نے کہا۔
"میں عنبر ہوں"
اب ماریا نے نیچے فرش پر دیکھا تو وہاں ایک انسانی
ڈھانچہ اور کھوپڑی تھی۔ عنبر نے نقاب الٹ لیا اور ماریا
کو ساری بات سنائی۔ ماریا بولی۔
"تم نے کمال کر دیا عنبر۔ مگر یہ گورکن ڈھانچے
ہیں کیا؟"
"ہاں" عنبر نے کہا۔ "اب ایسا ہے کہ میں اسی بھیس
میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ پہلے تم مرتھا کو

COURTESY WWW.PAKFBOOKSFREE.PK

چھوڑ آؤ۔"

ماریا مرتھا کو لے کر روانہ ہو گئی۔ عنبر پیچھے کوٹھڑی میں اکیلا رہ گیا۔ چند لمحوں کے بعد عنبر کو سرنگ میں پھر ویسی ہی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس گورکن کا دوست وہاں آیا ہے۔ اس نے جلدی سے گورکن کی ہڈیاں ایک کونے میں ڈال دیں اور خود کوٹھڑی کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ دروازے کے باہر سے آواز آئی۔

"تم اندر کیا کر رہے ہو؟ باہر آؤ۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ باہر والا گورکن پھر بولا۔

"کیا نمرود کی امانت اندر ہے؟"

عنبر نے آواز بدل کر اسی زبان میں کہا۔

"اندر آجاؤ تم بھی۔"

کوٹھڑی کا دروازہ ڈھڑاک سے کھلا اور دوسرا گورکن کدال ہاتھ میں لیے اندر آ گیا۔

"کہاں ہے لڑکی؟"

عنبر دیوار کی طرف منہ کیے کھڑا تھا۔ اس نے کہا۔

"یہ پڑی ہے۔ اسے اٹھاؤ۔"

عنبر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرے گورکن کو شک ہوا کہ یہ اس کے ساتھی کی آواز نہیں ہے۔ یہ انسانی ڈھانچے

تھے۔ اور ایک دوسرے کی آواز پہچانتے تھے۔ دوسرا گورکن عنبر کے پاس آیا اور اس کے کاندھے پر اپنا ہڈیوں والا ہاتھ رکھ دیا۔ اسے عنبر کے کاندھے کا بھرا بھرا گوشت محسوس ہوا تو چیخ مار کر اس پر کدال سے حملہ کر دیا۔ کدال عنبر کی پیٹھ پر گرا کدال گوشت میں کھبنے کی بجائے گوشت سے ٹکرا کر گورکن کے ہاتھ سے نیچے گر پڑی۔

اب عنبر کی باری تھی۔ اس نے گورکن کے منہ پر ایک زبردست الٹا ہاتھ مارا۔ عنبر اگر یہ الٹا ہاتھ کسی درخت پر مارتا تو وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑتا۔ گورکن کے ڈھانچے کے لیے یہ ہاتھ بہت شدید طاقت کا تھا۔ اس کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹے ہوئے ہار کے مہروں کی طرح بکھر گئیں۔ گورکن کی چیخ کی آواز سن کر دوسری کوٹھڑیوں سے مردہ عورتیں نکل آئیں اور وہ بھی چیخیں مارنے لگیں۔ وہاں عجیب ہاہاکار اور واویلا سا مچ گیا۔

ان عورتوں میں نیکوما بھی تھی۔ یہ عورتیں چڑیلوں کی طرح رو رہی تھیں۔ اس ماحول سے خوف زدہ ہو کر بے اختیار رونے لگی تھیں۔ عنبر کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ اس نے گورکن کا سیاہ لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ مردہ عورتیں چپ ہو گئیں۔ عنبر نے چلا کر کہا۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

"اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں دفع ہو جاؤ۔ نہیں تو ابھی آگ میں جھونک دوں گا۔"

ساری عورتیں ڈری ہوئی مرغیوں کی طرح اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں گھس گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ماریا بھی آ گئی۔ اس نے بتایا کہ وہ مرتھا کو کیٹی کے پاس ہی کوٹھڑی چھوڑ آئی ہے۔ اب تم میرے ساتھ چلو۔ عنبر بولا۔

"میں گورکن کے بھیس میں ہوں۔ اس لیے تمہارے ساتھ پیدل چل سکتا ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"شاید تمہیں معلوم نہیں کہ سرخ بادلوں والا پہاڑ یہاں سے کتنی دور ہے۔ اگر تم میرے ساتھ پیدل چلو گے۔ تو ہمارے ملک کے مطابق ایک دن اور ایک رات میں پہنچو گے۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم میرے کاندھے پر آ جاؤ۔ ہم دس منٹ میں وہاں پہنچ جائیں گے۔"

چنانچہ عنبر ایک بار پھر ماریا کے کاندھے پر بیٹھ گیا۔ اور غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی اس کا لباس بھی غائب ہو گیا تھا۔ اور اب ماریا اسے لے کر سرنگ میں سے باہر نکل آئی اور فضا میں بلند ہو کر سرخ بادلوں

والے پہاڑ کی طرف بجلی کی رفتار کے ساتھ اڑنے لگی۔ دس پندرہ منٹ کے اندر اندر وہ عنبر کو سرخ بادلوں والے پہاڑ کی دیوار کے پاس زمین پر اتر آئی۔ عنبر نے پتھر کی دیوار دیکھ کر کہا۔ کہ یہاں سے اندر جانا مشکل لگتا ہے۔ ماریا نے کہا۔

"تم میرے ساتھ غائب ہو کر بڑی آسانی سے پتھر کی دیوار میں سے گزر جاؤ۔"

ماریا عنبر کو لے کر پتھر کی دیوار میں سے نکل گئی۔ دوسری طرف نیلی موم بتیوں والی پراسرار تنگ گلی تھی۔ آگے کنواں آ گیا۔ ماریا کنوئیں میں اتر گئی۔ یہاں محرابی دروازے میں سے ہو کر وہ تاریک غار کے آمنے سامنے بنی ہوئی میوں سے کی کوٹھڑیوں میں سے اس کوٹھڑی میں آ گئی جہاں مرتھا اور کیٹی پہلے سے کونے میں چپ چاپ بیٹھی تھیں۔ ماریا نے عنبر کو کاندھے سے اتارا تو وہ گورکن کے سیاہ لباس میں ظاہر ہو گیا۔ کیٹی گھبرا کر آہستہ سے بولی۔

"ماریا! یہ کسے اٹھا لائی ہو تم۔ یہ عنبر نہیں ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ عنبر ہی ہے۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

عنبر نے سیاہ نقاب چہرے سے الٹ دیا۔ پھر وہ کونے کے اندھیرے میں بیٹھ گئے۔ ماریا نے کہا۔

"یہاں ابھی تک میں نے ممیوں کو ہی دیکھا ہے جن کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں۔ آگے ایک بڑا کمرہ ہے۔ جس کے درمیان میں چاندی کا پیالہ ہے۔ اس پیالے میں ایک غار نما سوراخ ہے جس میں سے بلبلہ نما گاڑی نیچے جاتی ہے۔ ہمیں اس بلبلے والی گاڑی تک پہنچنا ہے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ گاڑی نیچے زمین کی طرف جاتی ہے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"میں یہاں کے گورکن کے لباس میں ہوں۔ مجھے دیکھ کر کوئی شک نہیں کرے گا۔ ماریا تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم فرار کا راستہ ہموار کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ چاندی کے پیالے سے راستہ کدھر کو جاتا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"میں مرتھا کو لے کر اسی کوٹھڑی میں بیٹھی ہوں۔"

ماریا بولی۔

"اگر کوئی ممی اِدھر آ گئی تو کیا کرو گی؟"

کیٹی گردن اٹھا کر کہنے لگی۔

"میں کمزور عورت نہیں ہوں۔ خلائی مخلوق ہوں آخر۔ میری طاقت آزمانے کا بھی شاید اب وقت آ گیا ہے۔"

ماریا اور عنبر انہیں کوٹھڑی بند رکھنے کی تاکید کر کے باہر آ گئے۔ اب غار میں عنبر گورکن کے لباس میں کدال ہاتھ میں لیے سر جھکائے آہستہ آہستہ آگے کی طرف چلنے لگا۔ ماریا اس کے سر کے اوپر فضا میں تیر رہی تھی۔ وہ اسے بتا چکی تھی کہ چاندی کا پیالہ کس جگہ پر ہے۔

عنبر چاندی کے پیالے والے کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا اور اسے کوئی تلوار والی ممی نہ ملی۔ ماریا خاموش تھی۔ عنبر سر جھکائے بڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے داخل ہوتے ہی ایک طرف دیوار سے لگی ممی جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اس کی طرف بڑھی اور دو قدم چل کر رک گئی۔ عنبر بھی رک گیا۔ ماریا نے کان میں سرگوشی کی۔

"اس کے طلسم سے ہوشیار رہنا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

ممی نے عنبر کے نقاب پوش چہرے پر اپنی آنکھیں
رکھیں تھیں۔ اس کی زرد آنکھیں پیٹیوں والے چہرے
میں سے جھانک رہی تھیں۔ پھر ایک کمزور سی آواز آئی۔

"تم اِدھر کیوں آئے؟"

عنبر نے اپنی آواز وہاں کے گرد کنوں ایسی آواز بنا
ہوئے ان ہی کی زبان میں کہا۔

"میں سورج دیوتا کے حکم سے اس کی امانت
تلاش کرتے آیا ہوں۔"

ممی نے جواب میں کہا۔

"وہ تو یہاں تلاش کر کے چلے گئے۔ تم کون
ہو؟"

عنبر کچھ گھبرایا۔ ایک قدم پیچھے ہٹا۔ بس یہیں سے ممی
عنبر پر شک ہو گیا۔ اس نے تلوار دونوں ہاتھوں میں
اور عنبر کے سر پر زور سے دے ماری۔ تلوار لو
گئی۔ ممی بوکھلا کر پیچھے ہٹی۔ عنبر نے اچھل کر ممی کو گ
سے دبوچ لیا۔ ماریا نے کہا۔

"عنبر! خبردار ـــــ طلسم کا خیال رکھنا۔"

ممی نے آنکھیں اوپر اٹھائیں کہ یہ عورت کی آوا
کہاں سے آ گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ممی کے پیٹ

میں جہاں ناف ہوتی ہے وہاں سے نیلے رنگ کی روشنی
کا ایک سانپ سا نکل کر فضا میں لہرایا۔ سارا کمرہ اس
کی نیلی روشنی میں چکاچوند ہو گیا اور روشنی پڑتے
ماریا کا غیبی جسم ظاہر ہو کر اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا
یہی حال عنبر کا ہوا۔ اس کا سیاہ لبادہ اپنے آپ اڑ گیا
وہ بھی اپنی جگہ پر ساکت ہو کر کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔

عنبر نے محسوس کیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل سکتا۔
مگر اس کے پاؤں اس کا حکم نہیں مان رہے۔ یہی حال
کا تھا۔ وہ پاؤں آگے بڑھانے کی صلاحیت اور طا
محسوس کر رہی تھی مگر اپنی مرضی سے پاؤں آ
نہیں بڑھا سکتی تھی۔ اتنی دیر میں ممی بالکل سیدھی ہو گ
اس نے اپنی مُردہ لاشوں کی آواز میں کسی کو پکارا۔ د
ممیاں چاندی کے پیالوں میں سے نکل کر عنبر اور ما
کی طرف بڑھیں۔ یہ تینوں ممیاں حیرت سے عنبر اور
کو دیکھنے لگیں۔ ایک ممی نے کہا۔

"یہ دشمن زمین کی مخلوق ہے۔ نمرود کی امانت
اس ہی کے پاس ہو گی۔"

دوسری ممی نے کہا۔

"انہیں کالش دیوتا کے غار میں بند کر دو۔ وہ خود

COURTESY WWW.PDF...OKSFREE.PK

ان سے پوچھ گچھ کرے گا۔"

عنبر اور ماریا یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ مگر ایک دوسرے سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ جیسے ان کے ہونٹوں پر ان ممیوں نے مہر لگا دی تھی۔ ایک ممی نے عنبر ماریا کی طرف دیکھ کر مردہ آواز میں کہا۔

"میرے ساتھ چلو۔"

یہ حکم پاتے ہی عنبر اور ماریا کے پاؤں اپنے آپ آگے بڑھے۔ وہ ممی کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ ممی انہیں لے کر بڑے کمرے سے نکل کر ایک ایسے راستے میں آ گئی جہاں بڑے بڑے نوک دار پتھر دیوار سے نکلے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان صرف اتنی ہی جگہ تھی کہ ایک آدمی چل سکے۔ ممی آگے آگے تھی۔ ماریا اور عنبر اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ عنبر اور ماریا سمجھ گئے تھے کہ آخر ممی کے طلسم کا اثر ان پر ہو گیا ہے۔

نوکدار پتھر پیچھے ہٹتے گئے۔ جگہ کشادہ ہو گئی۔ یہاں نیلی موم بتیاں کہیں کہیں پتھروں میں لگی جل رہی تھیں۔ سرنگ میں ہی ایک محراب آ گئی۔ اس کے نیچے ایک اونچا چبوترہ بنا تھا۔ اس چبوترے پر ایک بھیانک منہ والے

مگرمچھ کا بت لگا تھا۔ مگرمچھ کا منہ کھلا تھا اور اس کے حلق سے نیلی روشنی نکل رہی تھی۔ ممی ماریا اور عنبر کو وہاں چھوڑ کر واپس چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟"

"سن رہی ہوں عنبر" ماریا نے جواب دیا۔

عنبر بولا۔

"کیا تم اپنے ہاتھ پاؤں ہلا سکتی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"ہلا سکتی ہوں مگر اپنی مرضی سے نہیں۔ میرے ہاتھ پاؤں پر کسی دوسرے کے حکم کی مہر لگ گئی ہے۔"

عنبر نے کہا کہ اسے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے کہ کوئی دوسرا حکم دے گا۔ تو وہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا ہے۔ ماریا نے کہا۔

"یہی یہاں کا طلسم ہے مگر یہ بڑا خطرناک طلسم ہے عنبر اس نے تو ہمیں اس ممی کا غلام بنا کر رکھ دیا ہے۔ میں تو یہ سوچ کر پریشان ہو رہی ہوں کہ کیپٹن اور مرتضا کا کیا بنے گا۔ میں تو غائب بھی

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

نہیں ہو سکتی ۔"

عنبر نے کہا ۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا ۔ کچھ دیر بعد یقیناً وہ بھی پکڑی جائیں گی ۔ ہو سکتا ہے انہیں بھی اسی جگہ لایا جائے ۔"

ماریا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا ۔

"حسین لڑکی مرتھا کو یہاں کیوں لائیں گے وہ ۔ اسے تو فوراً مُردہ فرعون کے دربار میں پہنچا دیا جائے گا ۔ جو اسی وقت اِسے آگ میں ڈال کر جلا دے گا ۔"

عنبر پریشان ہو گیا ۔ کہنے لگا ۔

"یہ تو بہت بُری بات ہو گی ماریا ۔ وہ بے چاری تو زندہ نہیں بچ سکے گی ۔ اب کیا کریں ۔ ہم تو یہاں بے بس و مجبور ہو کر پڑے ہیں ۔"

ماریا نے کہا ۔

"اب کیٹی کو کوئی کارنامہ دکھانا چاہیئے ۔ آخر وہ خلائی مخلوق ہے ۔ ایک عرصے سے اس نے چٹکی بجا کر اپنے جنّ دوست کو نہیں بلایا ۔"

عنبر کہنے لگا ۔

"جنّ دوست کی چٹکی کا کوئی بھروسہ نہیں ۔ وہ عمل اُلٹا بھی پڑ سکتا ہے ۔"

ماریا نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا ۔

"ابھی ہمیں ناگ کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ مِصر کے شہر میں جا کر کہاں گم ہو گیا ہے ۔ کہ ہم خود یہاں آ کر پھنس گئے ہیں ۔"

عنبر نے کہا ۔

"تھیو سانگ ضرور ناگ کی تلاش میں سرگرم ہو گا ۔ لیکن ہم بھی یہاں زیادہ دیر نہیں رہیں گے تم فکر مت کرو ۔ یہاں سے فرار کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا ۔"

وہ اسی طرح باتیں کر رہے تھے مگر اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے تھے ۔ ان کے سامنے چبوترے پر مگرمچھ کا بُت ان کی طرف منہ پھاڑے دیکھ رہا تھا ۔ جیسے ابھی ان دونوں کو سانس کھینچ کر نگل جائے گا ۔ اس کے حلق میں نیلی روشنی ہو رہی تھی ۔

ماریا نے کہا ۔

"وہ کلش دیوتا کہاں ہے جس کا ذکر مستی نے

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

کیا تھا۔ اور جو ہم سے پوچھ گچھ کرے گا۔"
عنبر بولا۔
"شاید یہیں کہیں سے آجائے۔ وہ بھی۔ اب جو
ہو گا دیکھا جائے گا۔"
اتنے میں مگرمچھ کے حلق میں سے سی سی سی کی
آوازیں آنے لگیں۔ ماریا اور عنبر غور سے مگرمچھ کے
منہ کو تکنے لگے۔ ماریا نے کہا۔
"کلش دیوتا آرہا ہے شاید۔"
سی سی کی آوازیں پھنکاروں میں تبدیل ہو گئیں۔ عنبر
نے چونک کر کہا۔
"یہ کلش دیوتا تو کوئی سانپ معلوم ہوتا ہے۔"
ماریا خوش ہو کر بولی۔
"سانپ ہے تو ضرور ہماری مدد کرے
گا۔"
مگرمچھ کے منہ میں سے پیلے رنگ کا ایک لمبا سانپ
نکل کر پھنکارتا ہوا ماریا اور عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر نے
سانپ کو دیکھتے ہی سانپ کی زبان میں کہا۔
"میں عنبر ہوں ناگ دیوتا کا بھائی۔ یہ ماریا
ناگ دیوتا کی بہن ہے۔ ہماری مدد کرو۔"

مگر پیلے سانپ پر عنبر کی آواز کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ برابر
ان کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ ماریا نے کہا۔
"عنبر ایک بار پھر اسے مدد کے لیے پکارو۔"
عنبر نے دوسری بار پھر سانپ کو آواز دے کر کہا کہ
میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں مگر سانپ نے کوئی اثر قبول
نہ کیا نہ آگے سے جواب دیا۔ ماریا پیچھے ہٹنے لگی تو اس
کے قدم بوجھل سے ہو گئے تھے۔ عنبر نے بھی سانپ کو
گردن سے پکڑنا چاہا مگر اس کی حالت ایسی ہو گئی
تھی۔ جیسے کبھی کبھی خواب میں ہمارے ساتھ ہوتا ہے
کہ زور سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پاؤں بھاری
ہو گئے ہوتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ اٹھتے ہیں۔ عنبر
کے بازو بھی بہت ہی آہستہ آہستہ جیسے سلوموشن
میں اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ اتنے میں سانپ نے ماریا اور
عنبر دونوں کو اپنی کنڈلی میں جکڑ کر مگرمچھ کے کھلے منہ کی
طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔
ماریا بولی۔
"میری طاقت جواب دے رہی ہے عنبر۔"
عنبر نے کہا۔
"میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا ہے ماریا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

نیلا سانپ دونوں کو گھسیٹتا مگرمچھ کے منہ میں لے گیا۔ عنبر اور ماریا نے دیکھا کہ مگرمچھ کے حلق میں ڈھلان نیچے اس کے پیٹ میں جاتی تھی۔ سانپ نے انہیں مگرمچھ کے حلق کی ڈھلان میں دھکیل دیا۔ عنبر اور ماریا لڑھکتے ہوئے نیچے مگرمچھ کے پیٹ میں جا گرے۔ جو کسی بہت بڑے غار کی طرح تھا۔ یہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ لیکن عنبر اور ماریا میں اتنی صلاحیت باقی تھی کہ وہ اندھیرے میں دیکھ سکیں۔ یہ ایک بہت بڑے مٹکے کی طرح کا گول غار تھا اس کی ایک دیوار میں گول سوراخ تھا۔

نیلا سانپ اس سوراخ میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔ عنبر اور ماریا اٹھ کر مگرمچھ کے پیٹ کا جائزہ لینے لگے ان کی طاقت بہت آہستہ آہستہ بحال ہو رہی تھی مگر ابھی وہ اپنے ہاتھ پاؤں نارمل طریقے سے نہیں ہلا سکتے تھے۔ اچانک دیوار کے گول سوراخ میں سے آگ کی چنگاریاں سی باہر کو لپکیں۔ عنبر اور ماریا دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے۔

"یہ کیا مصیبت نازل ہو گئی ہے اب؟" ماریا نے مایوس ہو کر کہا۔

عنبر بولا۔

"شاید یہی کلش دیوتا کی چنگاریاں ہیں۔ مگر فکر نہ کرو۔ ہم مر نہیں سکیں گے۔"

چنگاریاں رُک گئیں۔ اب ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے کوئی زخمی شیر اپنی کچھار میں درد کے مارے کراہ رہا ہوں۔ یہ بڑی ڈراؤنی کراہ تھی۔ پھر دیوار کے سوراخ میں سے ایک ایسے بہت بڑے سانپ کا پھن باہر نکلا جس کو مگرمچھ کی چار ٹانگیں لگی ہوئی تھیں۔ عنبر اور ماریا نے ایسا سانپ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر ساکت کھڑے اس عجیب و غریب شے کو تک رہے تھے۔ سانپ کا پھن زمین سے دو فٹ اوپر کو اٹھا ہوا تھا اور اور اس کے منہ سے سانس کے ساتھ چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

سانپ نے غصیلے انداز میں زور سے پھنکار ماری۔ چنگاریاں عنبر اور ماریا کے چہرے پر پڑیں۔ سانپ انہیں دیکھتا رہ گیا۔ کیونکہ عنبر اور ماریا کے چہروں پر چنگاریوں کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ سانپ نے دوسری بار پہلے سے زیادہ غصے اور شدت کے ساتھ چنگاریاں پھینکیں۔ اس بار بھی عنبر اور ماریا پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ماریا نے سانپ کی طرف دیکھ کر سانپ ہی کی زبان میں کہا۔

"تمہاری آگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

سانپ نے جب لڑکی ماریا کو اپنی زبان میں بات کرتے سنا تو دنگ رہ گیا۔ سانپوں کی زبان میں بولا۔

"تم لوگ کون ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ یہ میری دوست ماریا ہے۔ ہم ناگ دیوتا کے بھائی بہن ہیں۔"

ناگ دیوتا کا نام سنتے ہی مگرمچھ نما سانپ نے اپنا پھن سکیڑ لیا اور گردن نیچے کر دی۔

"ناگ دیوتا کو میرا سلام ـــــ میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تمہارے اندر کوئی غیر معمولی طاقت ہے۔ تم عام انسان نہیں ہو۔ مگر تم یہاں کیسے آ گئے؟ ناگ دیوتا کہاں ہیں؟"

عنبر نے مگرمچھ سانپ کو شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی سنا ڈالی۔ وہ تعجب کرنے لگا۔ پھر بولا۔

"تمہاری مدد کرنا مجھ پر فرض ہو گیا ہے۔ مگر میں جیسا کہ تمہیں معلوم ہی ہو گا۔ زندہ سانپ نہیں ہوں۔ یہاں کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ ہر شے اپنی رُوح کی شکل میں ہے۔ میں دنیا میں فرعون کے بڑے دادا کا مقدس سانپ تھا۔ پھر میں مر گیا۔ اور اب اپنی رُوح کی شکل میں ہے۔ فرعونوں کی مُردہ بستی میں زندہ ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"ہماری ایک دوست کیٹی اور مرتھا نام کی لڑکی موت کے محل کی کوٹھڑی میں چھپی ہوئی ہے۔ ہم اسے بھی یہاں سے نکالنا چاہتے ہیں۔"

مگرمچھ سانپ نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم یہاں سے فرار ہونا چاہتے ہو۔ اور تمہیں یہاں سے فرار ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ یہ جگہ زندہ انسانوں کے لیے نہیں ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ خواہش کے باوجود تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔"

مگرمچھ سانپ سے عنبر اور ماریا کو بڑی امیدیں تھیں۔ اس کے منہ سے یہ الفاظ سنے تو ان کی آرزوؤں پر اوس پڑ گئی۔ یعنی وہ مایوس ہو گئے۔ کہ اب وہ کس سے مدد طلب کریں گے۔

عنبر بولا۔

"کیا تم ہمیں کوئی راستہ بھی نہیں بتا سکتے؟"

مگرمچھ سانپ ایک منٹ کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر بولا۔

"ایک راستہ ہے۔"

"جلدی بتاؤ وہ کون سا راستہ ہے؟" عنبر نے بے تابی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

سے پوچھا۔

مگرمچھ سانپ نے کہا۔

"یہاں ایک مُردہ دریا ہے"

"مُردہ دریا؟" ماریا نے تعجب سے کہا۔

"ہاں مگرمچھ سانپ بولا" یہ دریا اپنے اصل زندہ دریا کی رُوح ہے۔ تم نے کبھی دریا کی رُوح نہیں دیکھی ہوگی"

"کبھی نہیں" عنبر بولا۔

مگرمچھ نے کہا۔

"آج تم دریا کی رُوح کو بھی دیکھو گے۔ میں تمہیں ایک خاص مگرمچھ سانپ کے حوالے کر دوں گا۔ وہ تمہیں اِس مُردہ فرعونوں کی بستی سے دریا کے ذریعے نکال کر مرگھٹ والی گھاٹ پر پہنچا دے گا۔ اس کے بعد تمہیں کیا کرنا ہوگا؟ یہ تمہیں وہی مگرمچھ سانپ بتائے گا"

عنبر نے کہا۔

"مگر ہم اپنی ساتھی کیٹی اور مرتھا کو یہاں نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم انہیں بھی اپنے ساتھ لے جائیں

گے"

مگرمچھ سانپ بولا۔

"تم انہیں بھی ساتھ لے جانا۔ اس کا طریقہ بھی تمہیں میرا ساتھی مگرمچھ سانپ ہی بتائے گا"

عنبر اور ماریا چُپ ہو گئے۔ مگرمچھ سانپ نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس سے زیادہ تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ میں مجبور ہوں۔ ناگ دیوتا سے میری طرف سے معافی مانگنا اب میرے پیچھے پیچھے آؤ"

مگرمچھ سانپ عنبر اور ماریا کو لے کر جس گول شگاف میں سے نکلا تھا۔ اس میں داخل ہو گیا۔ یہ غار ایک گول پائپ کی طرح کا تھا جس میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔ مگرمچھ سانپ [illegible] سے آگے آگے رینگ رہا تھا۔ ماریا اور عنبر [illegible] اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ پائپ ختم ہوا تو وہ ایک گڑھ میں داخل ہو گئے۔ یہ گڑھ چوڑا تھا۔ اور اس کی چھت بھی اونچی تھی۔ مگرمچھ خاموش تھا۔ اس نے عنبر اور ماریا کو بھی خاموش رہنے کی ہدایت کی تھی۔

COURTESY WWW.BOOKSFREE.PK

گٹر میں ہلکی ہلکی روشنی آنے لگی۔ یہ ایک سوراخ تھا جہاں گٹر ختم ہو جاتا تھا۔ یہاں پہلی بار عنبر اور ماریا نے وہاں کے درخت دیکھے۔ یہ درخت سبز نہیں تھے۔ بلکہ سفید پھیکے پھیکے تھے جیسے ایکس رے میں انسان کی ہڈیاں نظر آتی ہیں۔

مگرمچھ سانپ نے آہستہ سے اپنی زبان میں کہا۔

"یہ درختوں کی روحیں ہیں۔"

ان روحوں کے قریب سے گزرتے ہوئے عنبر اور ماریا کو ان سے نکلتی شعاعوں کا اثر محسوس ہوا۔ زمین سیاہ تھی۔ جس پر پھیکے سفید رنگ کی جھاڑیاں اُگی تھیں۔ مگرمچھ سانپ نے بتایا کہ یہ جھاڑیاں بھی اصل زندہ جھاڑیاں نہیں ہیں بلکہ ان کی روحیں ہیں۔ عنبر اور ماریا حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

کچھ دُور چلنے کے بعد انہیں ایسی آواز سنائی دی جیسے پانی بہہ رہا ہو۔ مگرمچھ سانپ بولا۔

"مُردہ دریا آگیا ہے۔"

عنبر ماریا نے محسوس کیا کہ یہاں کسی قسم کا کوئی پہرہ نہیں تھا۔ جب عنبر نے اس کا ذکر تو مگرمچھ سانپ بولا۔

"یہاں پہرے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ یہاں کوئی باہر کا آدمی قدم نہیں رکھ سکتا۔ یہ میری یعنی کلش دیوتا کی مُردہ دھرتی ہے۔"

اب عنبر اور ماریا نے سامنے ایک دریا بہتے دیکھا۔ اس دریا میں پانی کی جگہ جیسے سفید گیس کی لہریں بہہ رہی تھیں۔ مگرمچھ سانپ نے کہا۔

"یہ دریا کی رُوح ہے۔ اس میں پانی نہیں بلکہ بھاپ ہے۔ یہ ٹھنڈی اور بے رنگ بھاپ ہے۔"

دریا کے کنارے پہنچ کر عنبر اور ماریا مگرمچھ سانپ کے اشارے پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ دریا کی تہہ میں بھاپ والی لہریں آہستہ آہستہ بہہ رہی تھیں۔ یہ زردی مائل سفید بھاپ تھی۔ اپنی سطح سے ذرا سا بھی اوپر نہیں اُٹھتی تھیں۔ اپنے کناروں کے اندر ہی لہروں کی طرح اوپر نیچے ہو رہی تھی۔ مگرمچھ سانپ نے دریا کی بھاپ میں اپنا منہ ڈال کر حلق سے باریک سیٹی کی آواز نکالی۔ اور اپنا پھن باہر نکال لیا۔ اس کا منہ ذرا سا بھی نہیں بھیگا تھا۔ کیونکہ دریا میں پانی کی جگہ بھاپ ہی بھاپ تھی۔ چند سیکنڈ میں دُور دریا کی لہروں والی سفید گیس کے اوپر ایک مگرمچھ سانپ تیرتا ہوا نظر آیا۔

COURTESY W PDFBOOKSFREE.PK

اس نے کنارے پر آ کر کلش دیوتا کے آگے سر جھکا دیا اور سانپ کی زبان میں پوچھا کہ وہ کیا خدمت بجا لا سکتی ہے۔ کلش دیوتا یعنی مگرمچھ سانپ نے اسے ساری بات سمجھائی اور کہا۔

"تمہیں ان کو مردہ بستی سے پار لگانا ہے اور ان کی ساتھی لڑکیوں کو بھی یہاں منگوانا ہے۔"

چھوٹے مگرمچھ سانپ نے غور سے عنبر اور ماریا کی طرف دیکھا اور پھر اپنا سر جھکا دیا بولا۔

"کلش دیوتا اور ان کے دوست کو سلام میں حاضر ہوں۔"

کلش دیوتا مگرمچھ سانپ نے عنبر اور ماریا سے مخاطب ہو کر کہا

"اب مجھے واپس جانا ہوگا۔ میں زیادہ دیر اپنی جگہ سے دور نہیں رہ سکتا۔ ڈر ہے کہ تم لوگ کسی مشکل میں نہ پھنس جاؤ۔ اب یہ سانپ تمہاری مدد کرے گا۔"

اتنا کہہ کر کلش دیوتا جدھر سے آیا تھا۔ ادھر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد عنبر نے چھوٹے مگرمچھ سانپ سے کہا۔

"ہماری ساتھی کیٹی اور مرتھا موت کے محل کے قید میں ہے۔ کیا تم انہیں یہاں بلوا سکتے ہو؟"

چھوٹا مگرمچھ سانپ بولا۔

"اس کے لیے تم میں سے ایک کو موت کے محل میں غائب ہو کر جانا ہوگا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تو غائب ہی تھی۔ مگر کلش دیوتا کے سامنے آتے ہی میرا جسم ظاہر ہو گیا ہے اب میں اپنی مرضی سے غائب نہیں ہو سکتی۔"

مگرمچھ سانپ بولا۔

"اب تم پھر سے غائب ہو جاؤ گی۔"

چھوٹے مگرمچھ سانپ نے ماریا کے جسم پر اپنی گرم زبان پھیر دی۔ ماریا ایک دم سے غائب ہو گئی۔ ماریا بڑی خوشی ہوئی۔ اسے اس کی طاقت پھر سے مل گئی تھی۔ اس نے چھوٹے مگرمچھ سانپ سے کہا۔

"مجھے موت کے محل کا راستہ معلوم نہیں ہے۔ میں وہاں تک کیسے پہنچوں گی۔"

مگرمچھ سانپ نے کہا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

"تم موت کے محل سے زیادہ دُور نہیں ہو
تم آنکھیں بند کر کے جب دوبارہ کھولو گی۔
تو اپنی منزل پر پہنچ چکی ہو گی۔ اپنی دوستوں
کو لے کر جب تم دوبارہ آنکھیں بند کرو گی اور
پھر کھولو گی اور یہاں میرے پاس ہو گی۔"

ماریا نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر خاموش تھا
وہ ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کہ وہ اسے دیکھ
تھی۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! میں جا رہی ہوں۔ تم یہیں رہنا۔"

"میں یہیں ملوں گا تمہیں۔" عنبر نے کہا۔

چھوٹے مگرمچھ نے ماریا سے کہا کہ وہ آنکھیں
کر لے۔ اور چند لمحوں کے بعد دوبارہ کھول لے۔ ما
نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب دوبارہ آنکھیں کھولیں
۔ یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ وہ کیٹی کی غار
تھی۔ مرتھا اور کیٹی کو ماریا کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ اس لیے
بٹی کو معلوم ہی نہیں ہو سکا تھا کہ ماریا اس کے پاس
ہے۔ جب ماریا نے اسے آواز دی تو وہ خوشی سے
ل گئی۔

"ماریا بہن! تم کیسے آ گئیں؟ عنبر کہاں ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"خاموشی سے تم اور مرتھا اپنے ہاتھ مجھے پکڑا
دو۔ اور جب میں کہوں تو آنکھیں بند کر لینا اور
جب تک میں دوبارہ نہ کہوں آنکھیں مت کھولنا۔"

حسین لڑکی مرتھا ہچکچا رہی تھی۔ مگر ماریا نے زبردستی
اس کی کلائی اپنے ہاتھ میں لے لی اور کہا۔

"آنکھیں بند کر لو۔"

کیٹی اور مرتھا نے بھی ماریا کے ساتھ ہی آنکھیں بند
کر لیں۔ ماریا نے تھوڑی دیر بعد ہی محسوس کیا کہ اس
کے پاؤں ایک بار زمین سے اُٹھ کر دوبارہ زمین کے
ساتھ آن لگے ہیں۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ عنبر
اور مگرمچھ سانپ اس کے سامنے مُردہ دریا کے کنارے اسی
جگہ کھڑے تھے۔ ماریا نے کیٹی اور مرتھا سے کہا کہ آنکھیں
کھول دیں۔

کیٹی اور مرتھا عنبر کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئیں۔ عنبر
نے مسکرا کر کہا۔

"یہ مگرمچھ سانپ ہمارا دوست ہے۔ اور یہ ہمیں
اس منحوس بستی سے نکال دے گا۔"

اس کے بعد سانپ نے کیٹی عنبر اور ماریا کو دریا کنارے
مگرمچھ

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کھڑے رہنے کی ہدایت کی اور خود دریا کی ٹھنڈی بھاپ والی لہروں میں اتر گیا۔ مرتھا تو اس بھاپ کے دریا کو دیکھ کر پریشان سی ہوگئی۔ اس نے بھلا ایسا بھاپ کا دریا پہلے کہاں دیکھا تھا کیٹی خلائی مخلوق تھی۔ وہ سمجھی کہ یہ گیس کا دریا ہے۔ مگر جب عنبر نے اسے بتایا کہ یہ دریا کی روح ہے۔ تو وہ بھی حیرت زدہ ہو کر رہ گئی۔ دریا کی بھاپ لہروں کی شکل میں آہستہ آہستہ آگے کو بہہ رہی تھی۔ اور اس میں سے ہلکے ہلکے شور کی آواز بلند ہو رہی تھی۔

کیٹی بولی۔

"یہ مگرمچھ نما سانپ ہمیں یہاں سے کیسے نکالے گا؟"

مرتھا تشویش کے ساتھ بولی۔

"یہ کون سی دنیا ہے ماریا بہن؟ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"تمہاری سمجھ میں کچھ آ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ تم ایک سیدھی سادھی لڑکی ہو۔ اور پہلی بار گھر سے باہر لائی گئی ہو۔"

عنبر نے اسے کہا۔

"تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم خاموش رہو اور جو کچھ ہو رہا ہے اسے ایک خاموش تماشائی کی طرح دیکھتی جاؤ۔"

دریا میں سے مگرمچھ سانپ باہر ابھرا۔ اس کے پیچھے ایک بہت بڑا کچھوا بھی دریا کی سطح پر ابھر آیا۔ مگرمچھ سانپ نے عنبر کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"آپ سب اس کچھوے کی پیٹھ پر بیٹھ جائیں۔"

کچھوے کی ابھری ہوئی سخت پیٹھ اتنی بڑی تھی کہ اس پر عنبر کیٹی اور مرتھا بڑی آسانی سے بیٹھ گئے۔ ماریا چونکہ غائب تھی۔ اس لیے اسے اس پر بیٹھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگرمچھ سانپ بھی کچھوے کی گردن پر بیٹھ گیا۔ اور اس کے اشارے پر کچھوے نے مُردہ دریا کی سفید گیس یعنی ٹھنڈی بوجھل بھاپ کی لہروں پر چلنا شروع کر دیا

دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ کناروں پر سفید اکیس دیز طرح کے درخت جگہ جگہ مُردہ دریا پر جھکے ہوئے تھے۔ کچھوا دریا کی بھاپ کے اوپر اوپر تیر رہا تھا۔ وہ بھاپ کے نیچے نہیں جاتا تھا۔ کیٹی اور عنبر و ماریا خاموش تھیں۔ حسین لڑکی مرتھا تو خوف کے مارے کیٹی کے ساتھ چپٹی

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

بیٹھی تھی۔ دریا اندھیری رات میں پہاڑیوں کے درمیان سے گھومتا بل کھاتا ایک بہت بڑے پہاڑ کی سرنگ میں داخل ہوگیا۔ سُرنگ میں داخل ہونے سے پہلے مگرمچھ سانپ نے عنبر سے کہا۔

"یہ اِن مُردہ رُوحوں کا غار ہے جو عذاب میں مبتلا ہیں۔ یہاں آپ لوگوں کو مختلف آوازیں آئیں گی۔ آپ چیخوں کی آواز بھی سنیں گے۔ آپ کو دل پر لے کر بھی آوازیں دی جائیں گی مگر کوئی اپنے منہ سے ایک لفظ نہ نکالے۔"

مرتھا نے تو آنکھیں بند کرلیں۔ وہ ڈر سے اور زیادہ چمٹ گئی۔ ماریا عنبر سے بالکل قریب تھی۔ عنبر اور کیٹی شانے سے شانہ ملائے بیٹھے تھے۔ سرنگ میں اتنا گہرا اندھیرا تھا کہ عنبر کیٹی اور ماریا کو بھی دیکھنے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔ مُردہ دریا پہاڑ کی سرنگ میں داخل ہوا۔ تو تھوڑی دیر بعد ہی غیبی آوازیں آنا شروع ہوگئیں۔ یہ آوازیں عورتوں کی بھی تھیں اور مُردوں کی بھی تھیں۔ لیکن اسقدر دہشت بھری، اذیت ناک اور ڈراؤنی تھیں کہ لگتا تھا جن مَردوں اور عورتوں کی یہ آوازیں ہیں۔ اُن کو سخت عذاب دیا جارہا ہے۔

ان میں دبی دبی چیخیں بھی تھیں۔ رُک رُک کر اُبھرتی کراہیں بھی تھیں۔ بین کرنے کی آوازیں بھی تھیں سسکیاں اور ہچکیاں بھی تھیں۔ کسی وقت کوئی بلند چیخ کی آواز بھی گونج جاتی۔ مرتھا تو دہشت سے لرز رہی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور اب کیٹی کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔ کیٹی ماریا اور عنبر کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ کچھوا اپنی خاص رفتار کے ساتھ مُردہ دریا کی بھاپ والی بوجھل ٹھنڈی لہروں پر بہا چلا جارہا تھا۔ کافی دُور جاکر یہ آوازیں آہستہ آہستہ پیچھے رہ گئیں۔ اب ایک نئی طرح کی آوازیں آنی شروع ہوگئیں۔ کبھی کوئی عورت جیسے آہیں بھرتی ہوئی کہتی۔

"عنبر! میرے پاس آجاؤ۔ میں سردی میں ٹھٹھر رہی ہوں۔ میرا جسم برف میں گل سڑ رہا ہے۔ مجھے بچاؤ۔"

کبھی دُور سے کسی مَرد کی آواز آتی۔

"کیٹی میری بہن! مجھے ان بچھوؤں سے بچاؤ۔ یہ میرے جسم پر چڑھ گئے ہیں۔ یہ مجھے کاٹ رہے ہیں۔"

پھر کسی عورت کی آواز سنائی دیتی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماریا! میرے جسم رینگتے سانپوں کو کو اتار دو۔
یہ مجھے ڈس رہے ہیں۔ میں ہاتھ نہیں ہلا
سکتی۔ میری مدد کرو۔"

مُردہ دریا میں کچھ دُور آگے گزرنے پر یہ آوازیں
بھی پیچھے رہ گئیں۔ سرنگ میں دُور سے روشنی آنے لگی۔
یہ روشنی نیلی اور پھیکی تھی۔ خدا خدا کر کے سرنگ
ختم ہوئی۔ اور مُردہ دریا باہر نکل آیا۔ یہاں ایک
کھلی وادی تھی۔ جس کی دونوں جانب کالے اونچے
اونچے پہاڑ کھڑے تھے۔

مگرمچھ سانپ نے عنبر سے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! ہم منزل کے
قریب آ گئے ہیں۔"

عنبر نے پوچھا۔

"یہ آوازیں کن لوگوں کی تھیں؟"

ماریا نے کہا۔

"میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔"

مگرمچھ سانپ بولا۔

"یہ اِن رُوحوں کی آوازیں تھیں جو یہاں
اپنے گناہوں کا عذاب بھگت رہی ہیں۔ انہوں

نے دنیا میں بڑے گناہ کیے تھے۔ اب انہیں
ان گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"کیا یہاں وہ رُوحیں نہیں ہیں جنہوں نے دنیا
میں نیک کام کیے تھے؟"

مگرمچھ سانپ نے کہا۔

"نہیں۔ وہ تو بڑی پاک اور بلند رُوحیں ہیں۔
جو لوگ، جو بچے، جو لڑکے لڑکیاں، دنیا میں رہ کر
نیک کام کرتی ہیں۔ اپنے ماں باپ کا حکم مانتی
ہیں۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتیں۔ پابندی سے نماز
اور قرآن شریف پڑھتی ہیں۔ کسی کی چیز نہیں چُراتی۔
بلکہ امانت کو حفاظت سے رکھتی ہیں۔ اور اس
کے مالک کو واپس کر دیتی ہیں۔ اور اپنے ذہن
میں کبھی بُرا خیال نہیں آنے دیتیں۔ اِن کی
رُوحیں تو یہاں سے بہت اوپر ایک ایسی جنت
میں رہتی ہیں کہ جہاں اِن کے لیے موتیوں کے
محل ہیں۔ چاندی کی ندیاں بہتی
ہیں۔ اور درختوں پر ان کے لیے میٹھے اور پاکیزہ
پھل لگتے ہیں۔ وہ ہر وقت اتنی خوش رہتی ہیں

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کہ اس خوشی کا اندازہ دنیا کے لوگ نہیں کر سکتے۔"

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"واقعی ہمیں ہمیشہ نیک کام کرنے چاہیں تاکہ اس عذاب سے بچ سکیں جس میں یہ بے چاری گناہ گار روحیں مبتلا ہیں۔"

مگرمچھ سانپ نے منہ سے سیٹی کی آواز نکالی اور بولا۔

"اب بولنا نہیں۔ مرگھٹ والا گھاٹ قریب آ رہا ہے۔ یہاں سے تمہارا دنیا کی طرف ایک نیا اور خطرناک سفر شروع ہوگا۔"

ماریا عنبر اور کیٹی چپ ہو گئے۔ حسین لڑکی مرتھا پہلے ہی سہمی ہوئی خاموش بیٹھی تھی۔ اونچے اونچے بلند سیاہ پہاڑوں کے نیچے سفید بھاپ کے مُردہ دریا پر نیلے رنگ کی ہلکی روشنی غبار کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ دریا کی لہریں ٹھنڈی جھاگ کی شکل اختیار کرتی جا رہی تھی۔ عنبر ماریا کیٹی اور مرتھا بالکل سامنے تک رہی تھیں۔ سامنے انہیں بہت بڑی اونچے اونچے سیاہ میناروں والی ایک ہیبت ناک عمارت نظر آ رہی تھی۔ جو دو پہاڑیوں کے درمیان بنائی گئی

تھی۔ اس عمارت کا ایک بہت بڑا پھاٹک دروازہ تھا۔ جو کھلا تھا اور مُردہ دریا اس عمارت میں داخل ہو رہا تھا۔ وہاں دریا کی جھاگ اوپر کو اُڑ رہی تھی۔ مگرمچھ سانپ نے کہا۔

"ایک دوسرے کو تھام کر بیٹھے رہو۔ ہم مرگھٹ والے گھاٹ میں داخل ہو رہے ہیں۔"

کچھوا اب دریا کی ٹھنڈی جھاگ اور بھاپ میں اوپر نیچے ہونے لگا تھا۔ جیسے نیچے کوئی طوفان اُمڈ رہا ہو۔ مرگھٹ کے محل کے دروازے میں سے جہاں دریا گرتا تھا عجیب وحشت بھرا شور سنائی دے رہا تھا۔ مرتھا کیٹی کے ساتھ زیادہ چمٹ گئی۔ کیٹی نے عنبر کا بازو تھام لیا۔ ماریا ان کے سروں کے اوپر آ کر لیٹ گئی۔ کچھوا شور کرتے دروازے کی طرف تیزی سے اوپر نیچے ہوتا بڑھ رہا تھا۔

○

اس کے بعد کے سنسنی خیز واقعات عنبر۔ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۲۹ "چاہ بابل کے قیدی" میں پڑھیے۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

میرے نام

ڈیئر انکل اے حمید صاحب آداب!

میں نے ابھی ابھی آپ کا خاص نمبر "خبیث لاش" پڑھا بہت ہی دلچسپ تھا قسم سے!

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن کے علاوہ میں زرتاش کے بھی کافی ناول پڑھ چکا ہوں وہ بھی خاصے مزیدار اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ اور ہاں آج رات مجھے ماریا بھی ملی تھی کہتی تھی کہ وہ کسی بدروح کو ختم کرنے کے لیے لاہور آئی ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ انکل اے حمید سے ملیں تو کہنے لگیں نا بابا نہ! وہ تو کسی غریب کے خط کا جواب نہیں دیتے وہ میری مدد کیا کریں گے۔

میں نے کہا ہاں یہ بات تو ماریا بہن آپ نے سچ کہی۔ خیر آپ یہاں ٹھہریں گے؟ چند روز تو ماریا بولی نہیں راہِ چمن روڈ کی پچھلی طرف ناگ اور عنبر میرا انتظار کر رہے ہیں۔ ناگ اس وقت عقاب بنا ہوا ہے۔ اور کیپٹن کو لاہور کی کسی بدروح نے قید کر دیا ہے۔ میں نے تھیو سانگ کو پوچھا تو بولی۔

وہ تو اس وقت ہوٹل لاہور میں بہترین ڈنر کر رہے ہوں گے اب تک سب کو بوتا بنا چکے ہوں گے۔ ماریا بولی اچھا پھر مجھے اجازت دو خالد بھائی۔

میں نے کہا تو میں ایسے تھوڑا ہی جانے دوں گا اپنی بہن کو۔ اتنی گرمی ہے۔ کچھ ٹھنڈا پیہ کتے ہوئے میں نے فریج میں سے ٹھنڈے پانی کی نکال کر پانی گلاس میں انڈیلا اور دیکھتے ہی دیکھتے گلاس میری نظروں سے غائب ہو گیا کیونکہ ماریا غائب حالت میں مجھے ملی تھی تھوڑی دیر بعد گلاس خود بخود ظاہر ہو گیا اور ماریا بہن خدا حافظ کہہ کر چلی گئیں۔ تو میں نے کہا کہ اے حمید صاحب کو ضرور بتاؤں گا۔ اچھا اب اجازت دیں۔ کیونکہ میں نے اور بھی کام کرنے ہیں نماز پڑھنی ہے آپ کے لیے دعا کرنی ہے عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور تھیو سانگ سے ملنے کے لیے کسی دوسرے سیارے پر جانا ہے آج رات خواب میں۔

خط کا جواب ضرور دیجئے گا ورنہ میں ماریا عنبر وغیرہ سے آپ کی شکایت کر دوں گا۔ جواب حقیقت میں دیں خواب میں نہیں۔ آپ

فقط آپ کا بھائی خالد محمود سومرو ولد محمد قاسم سومرو (مرحوم)
معرفت ہیپی بک سٹال E/14 مین مارکیٹ گلبرگ II لاہور۔

پیارے انکل اے حمید آداب!

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ اس ماہ کے معلومات اور تجسس سے بھرپور ناول پڑھنے کو ملے جن کو پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی اور معلومات میں اضافہ ہوا۔ ناولوں سے پہلے آپ کا خط مبارک بھی ملا جناب کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میرے حقیر سے خط کا جواب

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

دیا آپ کے ناول روز بروز بہترین ہوتے جا رہے ہیں لیکن مجھے
ایک بات بہت کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ ناگ عنبر ماریا اور کیٹی وغیرہ
کے سفر کا تیسرا دور ہے۔ جو کہ آپ خلائی سفر کے نام سے آپ لکھ
رہے ہیں۔ لیکن اس میں خلا کی وہ عجیب و غریب مخلوق جو ہم نے فلموں اور دیگر
ناولوں میں پڑھا اور دیکھا ہے وہ مخلوق آپ کے ناولوں میں ناپید ہے
اور ہمارے ساتھی ابھی تک ۱۹۸۶ء کے دور میں ہی گردش کر رہے
ہیں۔ یا واپس پچھلے دور میں چلے جاتے ہیں۔ یعنی راجاؤں وغیرہ کے زمانے
میں۔ آپ ان کو مستقبل کے شہروں اور ملکوں میں بھیجیں یعنی ۲۰۰۹ء
وغیرہ جہاں پر دنیا بے حد ترقی یافتہ ہو چکی ہو۔ اور وہاں ہمارے ساتھی
گھوڑوں کی بجائے خلائی گاڑیوں میں سفر کریں۔ امید ہے اس مشورہ
پر غور کریں گے۔ اور میرے خط کا جواب دیں گے۔

اظہر حسین ذکی معرفت سردار علی مکان نمبر ۱۱ A ۶۶۲
گلی نمبر ۵ محلہ موہن پورہ راولپنڈی۔

ڈیئر انکل اے حمید (سدا مسکرائیں یہ دعا ہے میری)
السلام علیکم! انکل میرے بھائی جان کی لائبریری ہے میں بھی اکثر
دوکان پر بیٹھتا ہوں۔ اور سوائے آپ کے ناول پڑھنے کے مجھے
اور کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔ اور پھر گھر جاتے ہوئے ایک دو ناول
چھپا کر گھر لے جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے پکڑے جانے پر گھر پر امی

ابو اور دوکان پر بھائی جان سے جھڑکیں پڑتی تھیں۔ اور جونہی گھر میں ابو
نے ایک دن ناول پڑھ لیا۔ بس اب تو ہر روز فرمائش ہوتی ہے۔ کہ قسط
نمبر فلاں لے کر آؤ۔ لہٰذا اب گھر میں تو کرفیو ختم ہو گیا ہے۔ اب تو گھر میں رات
کو سونے سے پہلے ہر فرد کے ہاتھ میں عنبر ناگ ماریا کی قسط ہوتی ہے۔ میں
تو انکل اللہ میاں سے دعا کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ ناول لکھتے رہیں اور میں
پڑھتا رہوں۔ خدا حافظ

عابد رفیق بھٹی معرفت جاوید بک سینٹر چوک رحمان پورہ لاہور ۱۶

جناب محترم اے حمید صاحب

السلام علیکم! میں آپ کی خدمت میں پہلی مرتبہ خط ارسال کر رہا ہوں
اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں آپ کے ناول نہیں پڑھتا بلکہ میں تو اس وقت
سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں جب سے آپ نے "موت کا تعاقب"
کی سیریز شروع کی تھی۔ اس وقت میرے پاس عنبر ناگ ماریا سیریز کی "موت
کا تعاقب سمیت" دو سو پچیس ۲۲۵ اقساط موجود ہیں۔ میں نے آپ کا شاہکار
ناول "غیبی لاش" پڑھا۔ یقین کریں اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔
اس خاص نمبر میں آپ نے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی وغیرہ کا الگ الگ سنسنی
خیز ایڈونچر اور کارنامے پیش کیے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی آپ
تقریباً اتنے ہی صفحات کا ضخیم ناول خاص نمبر شائع کیا کریں گے۔ اس
سیریز کو آپ ہرگز بند نہ کریں کیونکہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جہاں ہمیں

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

یم زمانے کی تاریخ، معاشرت، رسم و رواج، رہن سہن، تہذیب و ثقافت
ہب، لوگوں کی علمیت اور جاہلیت کے بارے میں پتہ چلتا ہے وہاں ہم
م خوروں، پجاریوں، نجومیوں، جوگیوں، جوتشیوں، ساحروں، شیطان صفت
ں اور دوسرے رونگٹے کھڑے کر دینے والے سنسنی خیز و تحیر آمیز
قعات کے بارے میں پڑھ کر محظوظ ہوتے ہیں۔
آپ کا اندازِ تحریر اور اسلوبِ بیان منفرد ہے۔ منظر نگاری میں آپ
جواب نہیں۔ پڑھنے والا محسوس کرتا ہے۔ جیسے وہ خود اس قدیم
مانے کے ماحول میں موجود ہو۔
یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جس میں تمام اقسام کی کہانیوں" خواہ وہ
نس ہوں یا تجسس آمیز و سنسنی خیز، جاسوسی ہوں یا شہرہ داستانی
تے جیسے طلسم ہوش ربا، داستان امیر حمزہ، الف لیلہ، حاتم طائی وغیرہ،
ماورائی کے کارنامے ہوں، یا فلسفہ، تاریخی واقعات ہوں، یا افسانوی
ں کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و
ری عطا فرمائے۔ اور عنبر ناگ ماریا کی مزید بہتر اور مزیدار کہانیاں
نے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آپ کا قاری
محمد اشفاق گل حکیم امان اللہ صدر بازار سلطان کینٹ

پیارے [illegible]

السلام علیکم! انکل میرا نام آصف سلیم ہے۔ اور میں اسلام آباد
[illegible] آپ کا پتہ نہیں معلوم تھا۔ مگر شاید خدا
[illegible]

نے میری مدد کی۔ اور ایک کتاب [illegible] سے آپ
کا پتہ مل گیا۔ آپ کی سلسلے وار کہانیاں جو کہ عنبر ناگ ماریا
کے بارے میں ہیں۔ میں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں ایک
بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے لکھی ہوئی عنبر ناگ
ماریا کے سلسلے کی کہانی نمبر ۸ سانپ کا انتقام بڑی پسند آئی۔
مجھے سانپ کا انتقام جو کہ عنبر ناگ ماریا کی کہانی ہے بڑی اچھی
لگی۔ انکل آپ نے اس میں لکھا ہے کہ عنبر ایک کشتی میں بہہ
رہا ہوتا ہے۔ کہ اسے ایک بادبانی جہاز دکھائی دیتا ہے۔ عنبر
جہاز کے نیچے جاتا ہے۔ تو اسے ایک سایہ دکھائی دیتا ہے۔
عنبر سائے کے تعاقب میں اس کے پیچھے جاتا ہے تو
اسے ایک بھیانک مگر دردناک آواز سنائی دیتی ہے جو
مدد کے لیے پکار رہی تھی۔ عنبر اندھیرے میں چھپ جاتا
ہے کہ ایک بجلی سی کوندتی ہے اور وہی سایہ چمک کر اس
کی آنکھوں کے آگے سے [illegible] کر بھاگتا ہے۔ انکل یہ سب
کچھ کیا ہے۔ کیا اس کہانی کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے مہربانی
فرما کر یہ بتائیں مجھے [illegible] کی کہانیاں پڑھنے کا بہت شوق
ہے۔ کیا اس کہانی میں [illegible] واقعہ عنبر کے ساتھ پیش آیا وہ
سچا تھا۔ انکل مہربانی [illegible] بتائیں کہ آپ کی عنبر ناگ ماریا
کی کہانیوں کی جتنی بھی [illegible] ہیں وہ سچی ہیں۔ مجھے آپ
کی ایک کہانی آسیب کی [illegible] اور [illegible] کی چیخ بڑی پسند آئی۔ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ کا انتقام بھی مجھے آسیب کی رات سب کہانیوں سے اچھی لگی ہے۔ یہ بتائیں کہ اس زمانے میں تو لوگ آسیب، جنوں بھوتوں کا بالکل یقین نہیں رکھتے تو پھر آپ نے کیسے شائع کی۔ کیا یہ پرانے زمانے کی سچی داستان ہے۔ پیارے انکل میرا دل چاہتا ہے کہ اڑ کر یک دم آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ ایسا جادو تو صرف ناگ یا ماریا کے پاس ہے۔ ناگ کتنا خوش قسمت ہے۔ کہ پرندہ بن سکتا ہے۔ کاش کہ مجھ میں ایسی کوئی طاقت ہوتی۔

سانپ کا انتقام میں جو واقعات عنبر کے ساتھ پیش آئے۔ تو تھوڑا سا خوف آنے لگا۔ جب عنبر کو سایہ نظر آیا اور کسی کے پکارنے اور مدد کے لیے آوازیں آئیں۔ تو مجھے تو بڑا خوف محسوس ہوا۔ ویسے یہ کہانی بہترین ہے۔ اچھا انکل اب باتیں بند اور خدا حافظ

سٹریٹ نمبر ۲۳ مکان نمبر ۱۳ F۸/۲ شالیمار اسلام آباد

سدا خوش رہو انکل اے حمید صاحب

شکل آپ نے جو عنبر ناگ ماریا کا خلائی سفر شروع کیا ہے وہ ہمیں بہت پسند آیا ہے۔ میں نے ساری عنبر ناگ ماریا کی کتابیں پڑھ لی ہیں۔ انکل یہ سیریز آپ کبھی بھی بند نہ کریں۔

شکریہ۔ کرشن کمار کالج۔ روڈ پٹھان پاڑہ عمر لوٹ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمران سیریز

اور

جاسوسی ڈائجسٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

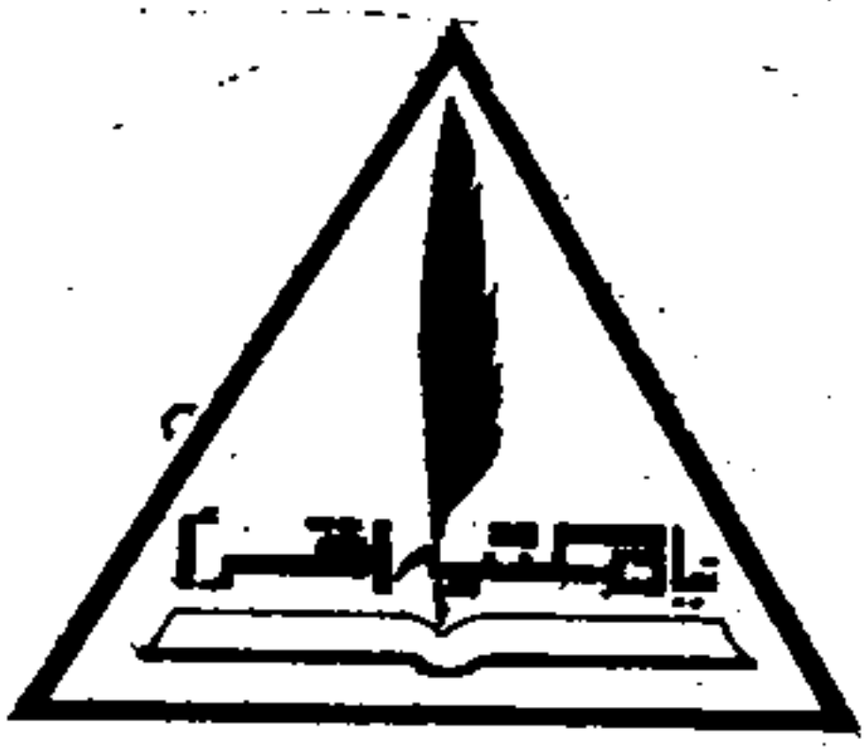

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

چاہ بابل کے قیدی

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

ویران خزانے کا سانپ
ناگ پٹاری سے نکل آیا
بدروح چمٹ گئی ۔
چاہ بابل کے قیدی
آسیب کا انتقام

قیمت : ۵۰/۷

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

ناشر : [illegible]

ویران خزانے کا سانپ

مرگھٹ کا تکونی دروازہ آگیا ۔

دریا کی روح جھاگ اڑاتی اس کے نیچے سے گزر رہی تھی۔ یہاں کافی شور تھا۔ جیسے بد روحیں چلا رہی ہوں۔ عنبر، کیٹی، مرتھا اور ماریا کچھوے کی پیٹھ پر سوار تھیں اور کچھوا موت کے دریا کی لہروں پر تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ مرگھٹ کا دروازہ دو اونچے سیاہ پہاڑوں کے درمیان بنا تھا۔ نیچے سے دریا گزر رہا تھا۔ جب کچھوا دروازے کے نیچے سے گزرا تو عنبر ماریا اور کیٹی کو اس قدر شور سنائی دیا جیسے بہت سے آتش فشاں پہاڑ پھٹ رہے ہوں۔ مرتھا نے تو کانوں میں انگلی ٹھونس لیں۔ موت کے دریا کی سفید جھاگ جیسی لہروں نے انہیں اپنے اندر چھپا لیا۔ انہیں کچھوے کی آواز سنائی دی۔

"خبردار ایک دوسرے سے چمٹے رہنا۔ اگر کوئی میری پیٹھ پر سے نیچے گر گیا تو وہ ہمیشہ کے لیے غائب ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جائے گا۔"

انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ جھاگ کے بہت گھنے بادلوں میں سے گزر رہے ہوں۔ ان کے کانوں میں شور کے دھماکے ہو رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے تھے۔ کچھوا جھاگ کے سمندر میں کبھی اوپر اور کبھی نیچے ہو کر بہہ رہا تھا۔ آخر شور آہستہ ہو گیا۔ جھاگ کی بادلوں ایسی لہروں کے ہچکولے بھی رُک گئے۔ کچھ دیر بعد شور بالکل ختم ہو گیا۔ پہلے جھاگ میں اندھیرا تھا۔ اب اس جھاگ کے بادلوں میں ہلکی ہلکی روشنی آنے لگی۔ کچھوے کی رفتار آہستہ اور ہموار ہو گئی۔ عنبر کیٹی ماریا اور مصر سے اغوا کر کے مُردہ فرعونوں کی بستی میں لائی گئی حسین لڑکی مرتھا بھی خاموش تھی۔ کچھوے نے کہا۔

"ناگ کے عظیم بھائی عنبر! تمہیں مبارک ہو۔ تم لوگ موت کے دروازے میں سے نکل آئے ہو۔"

عنبر پوچھا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں۔ اور جھاگ کے اس بادل میں سے کب نکلیں گے؟"

کچھوے نے کہا۔

"تم لوگ اس وقت اپنی دنیا کے ایک صحرا میں پہنچنے

والے ہو۔"

کیٹی نے سوال کیا۔

"یہ صحرا دنیا کے کس ملک کا صحرا ہے؟"

کچھوے نے جواب دیا۔

"جس ملک میں تم جانا چاہتے تھے۔ یہ اسی کا صحرا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"کیا ہم قدیم مصر میں پہنچ گئے ہیں؟"

"ہاں" کچھوا بولا "تم لوگ قدیم مصر میں آ گئے ہو۔ اور کسی بھی وقت صحرا کی ریت پر اتر جاؤ گے۔"

ماریا غیبی حالت میں تھی۔ عنبر کو بھی اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس مل گئی تھی۔

ماریا نے کہا۔

"ہم ملک مصر کے دارالحکومت چھتبز سے کتنی دُور ہوں گے؟"

کچھوا بولا۔

"تم لوگ اہرام مصر کے قریب اترو گے ——— بس اب خاموش ہو جاؤ۔ تمہاری منزل آ رہی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ساتھ ہی جھاگ بیٹھنے لگی۔ اور پھر عنبر، ماریا، کیٹی اور مرتھا نے دیکھا کہ وہ ایک صحرا میں اہرام مصر کے قریب کچھوے کی پیٹھ پر بیٹھے ہیں۔ اور دن ڈھل رہا ہے۔ دور مصر کے قدیم دارالحکومت پھتنر کے پرانے شہر کی اونچی اونچی عمارتیں نظر آرہی ہیں۔ وہ کچھوے کی پیٹھ سے اتر آئے۔ کچھوا کہنے لگا۔

"اب تم لوگ اپنی زندہ لوگوں کی دنیا میں آگئے ہو میں نے کلش دیوتا کا حکم پورا کر دیا۔ اب مجھے اجازت دو"

ماریا نے کہا۔

"مگر یہاں تو ہر طرف ریت ہی ریت ہے تم واپس کیسے جاؤ گے؟"

کچھوا کہنے لگا۔

"واپس جانے کے لیے مجھے کسی دریا کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں زندہ کچھوا نہیں ہوں بلکہ کچھوے کی روح ہوں۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر کچھوا ان سب کی نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ مرتھا نے چاروں طرف خوشی ہو کر دیکھا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنے وطن میں واپس آگئی۔

"عنبر کیٹی اور ماریا بہن! میں تمہارا یہ احسان کبھی نہ بھلا سکوں گی۔ کہ تمہاری وجہ سے میں مردوں کی بستی سے بچ کر اپنے شہر واپس آئی۔ اب مجھے جلدی سے میرے باپ کے پاس پہنچا دو"

عنبر نے مرتھا کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

"مرتھا بہن! ہم بھی خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ تمہیں زندہ سلامت یہاں لے آئے"

ماریا نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ سب سے پہلے ہم تمہیں تمہارے گھر پہنچائیں گے۔ پھر کوئی دوسرا کام کریں گے"

کیٹی بولی۔

"دوسرا سب سے اہم کام تھیو سانگ اور ناگ بھیا کو تلاش کرنا ہے"

عنبر بولا۔

"تھیو سانگ کو تو ہم شہر کی سرائے میں چھوڑ آئے تھے۔ وہ یقیناً وہیں ہوگا۔ باقی ناگ کا ہمیں کچھ علم نہیں۔ ممکن ہے تھیو سانگ نے اس کا کھوج لگا لیا ہو"

ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اگر کھوج نہیں لگایا ہوگا تو ہم سب مل کر ناگ کو ڈھونڈلیں گے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"اب یہاں سے شہر کی طرف چلو۔"

شہر کی طرف صحرا میں ایک کچا راستہ جاتا تھا وہ اس پر چل پڑے۔ شہر میں داخل ہوتے ہی عنبر نے کیٹی اور ماریا سے کہا۔

"تم لوگ شہر کی کاروان سرائے میں تھیوسانگ کو جا کر ملو۔ میں مرتھا کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے تمہارے پاس پہنچ جاتا ہوں۔"

مرتھا نے کہا۔

"نہیں عنبر بھائی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ میرے ماں باپ کے پاس چلو۔ اور اپنی زبانی انہیں بتاؤ کہ میں کہاں گم ہوگئی تھی۔"

ماریا نے مرتھا کے خیال کی تائید کی اور کہا کہ مرتھا ٹھیک کہتی ہے۔ اس کے ساتھ کسی مرد کا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ عنبر بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ مرتھا کا گھر قدیم پھتنر شہر کی چار دیواری کے باہر ایک چھوٹے سے چشمے کے کنارے پر واقع تھا۔ سب سے پہلے مرتھا کی ماں نے اسے

دیکھا۔ وہ تو اسے دیکھتے ہی رہ گئی۔ پھر اس کا باپ اور بہن بھائی بھی آ گئے۔ ہر کوئی مرتھا کو پیار کر رہا تھا۔ عنبر اور کیٹی نے مرتھا کے ماں باپ کو بتایا کہ ان کی بیٹی کو ایک خطرناک مخلوق اغوا کر کے لے گئی تھی۔ جہاں سے ہم اسے نکال کر لائے ہیں۔ ماریا بھی وہاں پر موجود تھی۔ مگر کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ مرتھا کے ماں باپ نے عنبر اور کیٹی کی خدمت کرنی چاہی۔ جس پر انہوں نے کہا کہ وہ پھر کسی وقت ان کے گھر آئیں گے۔ اصل میں انہیں تھیوسانگ کے پاس جا کر ناگ کے بارے میں کھوج لگانے کی جلدی تھی۔ عنبر اور کیٹی نے ان سے اجازت لی اور شہر کی سرائے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ عنبر کاروان سرائے سے واقف تھا۔ چنانچہ جب وہ سرائے میں پہنچے تو تھیوسانگ ان کی خوشبو پا کر کوٹھڑی سے باہر آ گیا۔ عنبر اور کیٹی کو دیکھ کر اس کی خوشی کا انتہا نہ رہی۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔ جب عنبر نے ناگ کے بارے میں پوچھا تو تھیوسانگ نے مایوس لہجے میں کہا۔

"مجھے افسوس ہے عنبر بھائی۔ میں ہزار کوشش کے باوجود ناگ کو تلاش نہیں کر سکا۔ وہ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر میں بلکہ اس ملک میں بھی نہیں ہے۔ میں اپنے دُور دُور تک دیکھ آیا ہوں۔ میں نے مصر کے سارے ریگستان اور صحرا چھان مارے ہیں۔ لیکن ناگ کا کوئی سراغ نہیں ملا۔"

اب تو عنبر کیٹی اور ماریا کو بھی فکر لگی کہ ناگ پر کہیں کوئی آفت نہ آن پڑی ہو۔ چاروں کو ٹھنڈی میں بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ ناگ کو کہاں اور کس جگہ تلاش کیا جائے۔ کیٹی کا خیال تھا کہ اسے ملک توران میں چل کر ڈھونڈا جائے۔ کیونکہ سنا ہے وہاں ایک قبیلہ ہے جو سانپوں کی پوجا کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے ناگ اس قبیلے کی طرف نکل گیا ہو۔ اور ان لوگوں نے ناگ کو دیوتا سمجھ کر اپنے پاس ہی رکھ لیا ہو۔

ماریا کہنے لگی۔

"ناگ ہم سے کچھ ناراض ہو کر گیا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ خود ہی کسی دوسرے ملک کی طرف نکل گیا ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"ناگ اتنا احمق نہیں ہے کہ محض ہمیں تکلیف دینے کی خاطر کسی دوسرے ملک چلا جائے۔

اس نے آج تک ایسا نہیں کیا۔"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر اسے کہاں تلاش کیا جانا چاہیئے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"میری رائے میں کیٹی کا خیال صحیح ہے۔ ہو سکتا ہے ناگ توران کے سانپوں کے قبیلے کی طرف چلا گیا ہو۔ ہمیں یہاں سے ملک توران کی طرف چلنا چاہیئے۔"

ماریا نے کہا۔

"یہ بات کچھ اچھی نہیں لگتی کہ ہم چاروں کے چاروں ایک آدمی کی تلاش میں ایک ہی طرف نکل کھڑے ہوں۔"

عنبر نے سوال کیا۔

"تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

ماریا نے جواب میں کہا۔

"ہمیں چاہیئے کہ ہم میں سے دو آدمی ایک ملک کو اور دو آدمی کسی دوسرے ملک کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اس طرح ہماری تلاش کا دائرہ وسیع ہو جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا۔ ممکن ہے اگر ایک گروپ کو ناگ نہیں ملتا
تو دوسرے گروپ کی ناگ سے ملاقات ہو
جائے۔"

یہ تجویز عنبر کو پسند آئی اس نے تھیو سانگ سے مشورہ
لیا تو اس نے بھی ہاں کر دی۔ اور کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں دو پارٹیوں میں تقسیم ہو جانا
چاہیئے۔ اور ہر پارٹی میں ایک عورت اور ایک
مرد ہو۔"

عنبر ہنسنے لگا۔

"یہ تو ظاہر ہے کہ ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔"

انہیں ماریا کے ہنسنے کی بھی آواز آئی۔ تھیو سانگ کہنے
لگا۔

"شکر ہے ماریا کے ہنسنے کی بھی آواز آئی ہے۔"

اس پر کیٹی اور عنبر ہنس پڑے۔ ماریا نے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی۔ میں تو تمہاری باتوں پر ہمیشہ
ہنستی رہی ہوں۔"

اس پر تھیو سانگ نے ایک قہقہہ لگایا۔ اور کہنے لگا۔

"شکر ہے کہ ہماری بہن کو ہماری کسی بات پر ہنسی
تو آتی ہے۔"

کیٹی بولی۔

"اب طے کرو بھائیوں کہ ہم میں سے کون کس
ملک کی طرف جائے گا۔"

عنبر نے کہا۔

"پہلے یہ فیصلہ کریں کہ دوسرا ملک کون سا ہوگا
جہاں ناگ کا کھوج لگایا جائے؟"

اس پر ماریا نے خیال ظاہر کیا کہ دوسرا ملک سنگلدیپ
ہونا چاہیے۔ کیونکہ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں وہاں کا
راجہ سانپوں کا پجاری ہے۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ وہاں سے
ناگ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔ عنبر بولا۔

"مشکل یہ ہے کہ ناگ کا سر غائب ہے۔ ایسی حالت
میں اسے کئی قسم کی مشکلیں پیش آ سکتی ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"بہرحال ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ مجھے یقین
ہے کہ ہم میں سے کوئی نہ کوئی گروہ اسے ضرور
ڈھونڈھ لے گا۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"تو پھر یہ طے ہوتا ہے کہ میں اور کیٹی تو جزیرہ
سنگلدیپ کی طرف جائیں گے اور ماریا اور عنبر ملک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

توران کی طرف روانہ ہوں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم لوگ ناگ کے مل جانے پر کس مقام پہ آکر ملیں گے؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ کبھی طے نہیں ہوا بھائی۔ حالات ہمیں جدا کرتے ہیں۔ اور واقعات ہمیں ایک دوسرے سے دوبارہ ملا دیتے ہیں۔ ہمیں خدا کے بھروسے پر نکل پڑنا چاہیئے۔ ناگ مل گیا تو ہم بھی کہیں نہ کہیں مل لیں گے۔"

حنبہ بولا۔

"ماریا ٹھیک کہتی ہے۔ لیکن یونہی ہمیں دل میں یہ خیال رکھ لینا چاہیئے کہ جس پارٹی کو بھی ناگ مل گیا۔ وہ اسے لے کر ایک بار اس کاروان سرائے میں ضرور آئے۔ ممکن ہے دوسری پارٹی یہاں پہلے سے موجود ہو۔"

سب نے اس تجویز کو مان لیا۔ اب دو پارٹیاں بن گئیں۔ ایک پارٹی میں حنبہ اور ماریا تھے اور دوسری پارٹی میں تھیو سانگ اور کیٹی ـــــ ملک مصر کے قافلے چلا کر تھے۔ ایک دن ایک قافلہ ملک توران کی طرف روانہ ہوا تو اس میں حنبہ اور ماریا بھی شامل ہو کر سفر پہ چل پڑے اور اس

کے چار روز بعد جب دوسرا قافلہ ملک سنگلاپ کے لیے چلنے لگا تو کیٹی اور تھیو سانگ اس میں شامل ہو گئے۔ پیارے ساتھیو! قدیم ترین زمانے میں آج کے زمانے کے ملک سری لنکا کو سنگلاپ کہا جاتا تھا۔ یہ اس ملک کے راجہ راون سے کوئی سات سو برس پہلے کے زمانے کی بات ہے۔

ان دونوں پارٹیوں کو ہم ان کے قافلوں میں چھوڑتے ہیں اور اب ناگ کی طرف چلتے ہیں۔ ہم نے ناگ کو اس جگہ چھوڑا تھا جب وہ ملک یونان کے ایک شہر مقدونیہ میں سکندر اور ارسطو سے یہ وعدہ کر کے چلا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں یعنی حنبہ ماریا اور کیٹی سے ملاقات کرنے کے بعد ان کے پاس ایک بار ضرور آئے گا کہ سکندر کے محل کی خادمہ طرانی نے ناگ کو انسان کی شکل اختیار کرتے دیکھ لیا اور پھر ایک منتر پھونک کر ناگ کو سانپ ہی کی شکل میں برف کی طرح یخ کر کے ایک پٹاری میں ڈال کر قید کر دیا۔ سکندر کی یہ خادمہ ملک بابل کے ایک کاہن کی بیٹی تھی اور بڑے منتر جانتی تھی۔ مگر اس کے پاس ایسا کوئی جادو منتر نہیں تھا جس سے وہ ڈھیروں خزانے حاصل کر سکے۔ اسے یہ ضرور معلوم تھا کہ سانپ کو خزانوں کا علم ہوتا ہے۔ وہ کسی عام سانپ پر حکم نہیں چلا سکتی تھی۔ اسے کسی ایسے سانپ کی تلاش تھی جو انسان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکل بھی اختیار کر لے تاکہ وہ اسے اپنے طلسم میں قید کر کے اس سے خزانے کا سراغ لگا سکے۔ اس خاوند کا نام طبرانی تھا۔ اور اس کی سب سے بڑی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح بے پناہ دولت حاصل کر کے ملک بابل میں ایک شاندار محل بنوا کر ملکہ بن کر ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرے۔ چنانچہ جب اس نے ناگ کو انسان سے سانپ بنتے دیکھا تو اس پر سکندر کے شاہی محل کے باغ میں سے گزرتے ہوئے منتر پھونکا اور اس کے جسم کو برف کی طرح سُن کر کے اسے اپنی قید میں ڈال لیا۔ اب اسے سکندر کے محل کی نوکری کی ضرورت نہیں تھی۔ پس اس نے ایک رات ناگ کی پٹاری کو اپنے گھوڑے پر باندھا اور اس پر سوار ہو کر مقدونیہ شہر کے دروازے سے نکل گھوڑا دوڑاتی یونان کے شہر ایتھنز کی طرف روانہ ہو گئی۔ کیونکہ ایتھنز ایک بندرگاہ تھی۔ اور یہاں سے وہ جہاز میں سوار ہو کر مرو روم کو عبور کر کے ملک فلسطین سے ہوتی ہوئی بابل اپنے وطن پہنچ سکتی تھی۔ اس نے اپنے کاہن باپ سے یہ بھی سن رکھا تھا کہ ملک بابل کے کھنڈروں میں کئی بادشاہوں کے خزانے دفن ہیں۔

طبرانی یونان سے اپنے وطن بابل تک کئی بار سفر کر چکی تھی اس بار بھی وہ مقدونیہ سے ایتھنز اور پھر وہاں سے بذریعہ بادبانی جہاز سفر کرتی فلسطین کی بندرگاہ تیرون تک پہنچ گئی۔ وہاں سے وہ ایک قافلے میں شامل ہو گئی اور سات روز کے سفر کے بعد اپنے وطن بابل جا پہنچی۔

اپنے گھر پہنچنے کے بعد طبرانی کو پہلی بری خبر یہ ملی کہ اس کا باپ جو مندر کا کاہن تھا مر چکا ہے۔ طبرانی اب اکیلی رہ گئی تھی۔ لیکن ناگ اس کے قبضے میں تھا اور وہ اس کی مدد سے سب سے زیادہ دولت مند عورت بننے والی تھی۔ طبرانی کے کاہن باپ کا ایک شاگرد کاہن بھی تھا۔ جس کا نام جاگر تھا۔ یہ ایک بڑا عیار، چالاک اور لالچی آدمی تھا۔ اپنے استاد اور طبرانی کے کاہن باپ کی موت کے بعد اس نے اس کی زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ طبرانی نے آکر اپنے باپ کی زمین واپس مانگی تو عیار کاہن جاگر نے صاف انکار کر دیا اور ایک جعلی دستاویز دکھا دی جس پر اس نے طبرانی کے باپ کے چالاکی سے دستخط کروا لیے تھے۔ اس دستاویز پر لکھا تھا کہ میری زمین کا حق دار میری موت کے بعد میرا شاگرد جاگر ہو گا۔

طبرانی سب سمجھتی تھی کہ جاگر دھوکہ کر رہا ہے۔ مگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے پروا نہ کی۔ کیونکہ ناگ کی مدد سے وہ بے پناہ دولت حاصل کرنے والی تھی۔ اس نے ناگ کے بارے میں عیار جاگر کو کچھ نہ بتایا اور خاموشی سے اپنے گھر میں رہنے لگی۔ وہ کسی سے نہیں ملتی تھی۔ اس نے مشہور کر دیا کہ وہ گھر میں بند رہ کر دیوتاؤں کی عبادت میں باقی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ کاہن جاگر کے دل میں چونکہ چور تھا اور اس نے طبرانی کی زمین دھوکے سے ہتھیالی تھی۔ اس لیے اسے شک ہوا کہ کہیں طبرانی اس کے خلاف کوئی سازش نہ کر رہی ہو۔ چنانچہ ایک رات وہ اندھیرے میں کالی چادر لپیٹ کر طبرانی کے مکان کے پیچھے دیوار کے ساتھ آ کر لگ گیا اور کان لگا کر اندر کی آواز سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے پچھلے مکان کے روشن دان میں سے شمع کی دھیمی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ طبرانی اندر جاگ رہی ہے۔ مگر اندر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ عیار جاگر وہاں سے کھسکتا ہوا۔ دوسری طرف آ گیا۔

دوسری طرف کمرے کی چھوٹی سی کھڑکی تھی جو بند تھی۔ اس کھڑکی کے دروازوں میں سے بھی شمع کی دھیمی دھیمی روشنی باہر آ رہی تھی۔ آس پاس گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا

طبرانی کے مکان کے قریب ہی کھجوروں کا ایک جھنڈ تھا۔ اس جھنڈ میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک الو کے بولنے کی ڈراؤنی آواز آ جاتی تھی۔ کاہن جاگر نے کھڑکی کے ساتھ کان لگا دیئے اسے کچھ سنائی نہ دیا۔ اس نے ایک درز کو تلاش کر کے اس کے ساتھ اپنی ایک آنکھ لگا دی۔ اب اسے اندر کا تھوڑا سا منظر نظر آنے لگا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کمرے میں بیش قیمت پوشش پر طبرانی سر جھکائے بیٹھی آہستہ آہستہ ہل رہی ہے۔ جاگر سمجھ گیا کہ وہ مذہبی منتر پڑھ کر دیوتاؤں کی عبادت کر رہی ہے۔ وہ مطمئن ہو کر وہاں سے ہٹنے ہی والا تھا کہ اچانک طبرانی تخت پوشش پر سے اٹھی جاگر نے یہ دیکھنے کے لیے اپنی آنکھ درز کے ساتھ لگائے رکھی کہ یہ کہاں جاتی ہے۔ طبرانی نے صندوق کھولا۔ اس میں سے وہ پٹاری نکالی جس کے اندر ناگ بند تھا اور تخت پوشش پر آ کر بیٹھ گئی۔

کاہن جاگر کے دل میں تشویش پیدا ہوئی کہ اس پٹاری میں کیا ہے۔ طبرانی نے کچھ منتر پڑھ کر پٹاری پر پھونکے اور پھر اس کا ڈھکنا کھول کر ناگ کو پکڑ کر باہر نکال لیا۔ کاہن جاگر نے ایک ایسے سیاہ سانپ کو دیکھا کہ جس کا سر غائب تھا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے ایسا سانپ زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسے تجسس ہوا کہ یہ عورت طبرانی اس سانپ کو کہاں سے لائی ہے اور اس کو نکال کر آدھی رات کے وقت کیا کرنا چاہتی ہے؟ طبرانی کے سامنے تخت پوش پر ناگ ٹھنڈا سُن ہو کر پڑا تھا۔ اس کا جسم اس قدر یخ ہو گیا ہوا تھا کہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ طبرانی نے دو منتر پڑھ کر ناگ پر پھونکے۔ ناگ کے صرف اوپر والے دھڑ میں تھوڑی سی گرمائش آ گئی۔ وہ اپنے اوپر والے دھڑ کو ہلا سکتا تھا اور بول بھی سکتا تھا۔ اگرچہ ناگ کا سر غائب تھا مگر اس کے منہ اور آنکھوں کی شعاعیں گردن کے ساتھ ہی چپکی ہوئی تھیں۔ وہ دیکھ بھی سکتا تھا۔ بول بھی سکتا تھا اور اپنی زبان باہر نکال کر فضا کو سونگھ بھی سکتا تھا۔ یاد رکھو دوستو کہ سانپ ہمیشہ زبان باہر نکال کر فضا کو سونگھتا ہے۔

طبرانی سانپوں کی زبان نہیں جانتی تھی اس لیے ضروری تھا کہ ناگ سے بات کرنے کے لیے وہ اسے انسانی شکل میں لائے۔ طبرانی نے بابل کے مندروں کا ایک قدیم منتر پڑھ کر ناگ کے جسم پر پھونکا تو ناگ ایک دم انسانی

جسم میں آ گیا۔ مگر اس کا نچلا دھڑ اب بھی یخ ٹھنڈا اور سُن تھا اور سر غائب تھا۔ کاہن جاگر کھڑکی کے ساتھ لگا یہ ماجرا دیکھ کر دھک سے رہ گیا۔ اس کے کبھی خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ طبرانی ایک سانپ کو انسان کا روپ بھی دے سکتی ہے یا ایک سانپ انسان بھی بن جاتا ہے۔ اس نے اتنا ضرور سن رکھا تھا کہ ایک خاص سانپ جب ایک خاص مدت تک زندہ رہتا ہے تو پھر اس میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ انسان بھی بن جاتا ہے۔ وہ اس بات پر بھی بھونچکا ہو گیا تھا کہ اس انسان کا سر غائب تھا۔ وہ چھپی آنکھ سے یہ سب کچھ دیکھنے لگا۔

انسانی جسم میں آتے ہی ناگ نے ادھر ادھر نگاہ ڈالی۔ اس کا اوپر والا جسم کام کر سکتا تھا۔ پہلا خیال اس کے دل میں یہ آیا کہ وہ پرندہ بن کر یہاں سے اڑ جائے۔ طبرانی بھی اس کے دل کا حال سمجھتی تھی کہ وہ پرندہ بن کر وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا یا کوئی درندہ بن کر اس پر وار کرنے کی کوشش کرے گا طبرانی تخت پوش سے اٹھ کر ناگ سے دس فٹ پیچھے کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"تم چاہے ہاتھی بن جاؤ چاہے شیر بن جاؤ اور چاہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی پرندہ بن جاؤ ایک بات یاد رکھو کہ تمہارا نچلا دھڑ میں نے سن کر دیا ہوا ہے اور تم اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہیں ہل سکو گے۔ اس لیے تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ جو میں پوچھوں اس کا جواب دو اور میرے ساتھ تعاون کرو۔"

ناگ بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا نچلا دھڑ بالکل کام نہیں کر رہا اور یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ عورت کون ہے اور اِسے یہاں کس غرض کے لیے لائی ہے۔ اس نے پوچھا۔

"تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

طبرانی نے کہا۔

"تم ناگ دیوتا ہو۔ سانپوں کے بادشاہ ہو۔ تمہیں ضرور معلوم ہوگا کہ اس ملک میں قدیم بادشاہوں کے خزانے کہاں کہاں دفن ہیں۔ مجھے وہ سارے کے سارے خزانے چاہیں۔ اگر تم مجھے یہ خزانے لا کر دے دو۔ تو میں تمہیں طلسم سے آزاد کر دوں گی۔ ورنہ قیامت تک اسی طرح رہو گے۔"

ناگ نے کہا۔

"اگر تم صرف یہی چاہتی ہو تو میں تمہاری خواہش پوری کرنے کو تیار ہوں۔"

طبرانی بہت خوش ہوئی۔ جلدی سے بولی۔

"تو پھر بتاؤ ملک بابل میں زمین کے اندر کہاں کہاں خزانے دفن ہیں۔"

ناگ بولا۔

"اس کے لیے مجھے اس علاقے میں رہنے والے خاص سانپ کو بلانا پڑے گا جو خزانے کا سانپ کہلاتا ہے۔ صرف وہی میرے حکم پر مجھے بتا سکتا ہے کہ یہاں کہاں کہاں خزانہ دفن ہے۔"

طبرانی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر بولی۔

"کیا تم اس وقت خزانے کے سانپ کو بلا سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں۔ میں ابھی بلاتا ہوں اُسے۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے اپنے منہ سے ایک خاص قسم کی سانپ کی سیٹی کی سی آواز نکالی۔ کھڑکی کے ساتھ لگا عیار کاہن جاگر یہ سب کچھ حیرت میں ڈوبا تک رہا تھا۔ ناگ نے تین بار سیٹی کی آواز نکالی۔ تھوڑی دیر بعد کاہن جاگر کو اندھیرے میں کسی سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز دُور کھجوروں کے جھنڈ کی طرف سے آئی تھی۔ کاہن جاگر جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا کہ کہیں خزانے کا سانپ

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

اسے ڈس نہ لے۔

وہ ایک جگہ ٹوٹی دیوار کے پیچھے چھپ کر آنکھیں پوری کھول کر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ خزانے کا سانپ اگر سفید نہ ہوتا تو شاید کاہن جاگر کو اس گھپ اندھیرے میں کبھی نظر نہ آتا۔ اس سانپ کے سر پہ چھوٹا سا تاج بنا ہوا تھا۔ اور وہ کھجوروں کے جھنڈ کی طرف سے ریت پر تیزی سے رینگتا طبرانی کے مکان کے دروازے کی طرف آرہا تھا۔ طبرانی نے ناگ کے کہنے پر دروازے کا ایک پٹ کھول دیا تھا۔ خزانے کا سفید سانپ ایک پھنکار مار کر دروازے میں داخل ہو گیا۔ طبرانی نے دروازہ بند کر دیا۔

کاہن جاگر لپک کر دوبارہ کھڑکی کے پاس گیا اور اپنی ایک آنکھ کھڑکی کی درز کے ساتھ لگا دی اور اندر کا منظر دیکھنے لگا۔ کمرے کا منظر یہ تھا کہ ناگ انسانی جسم میں تخت پوش پر بیٹھا تھا۔ اس کا سر غائب تھا۔ دس فٹ کے فاصلے پہ طبرانی کھڑی تھی۔ ناگ کے سامنے فرش پر خزانے کا سفید سانپ سر جھکائے کنڈلی مارے ادب سے بیٹھا تھا۔ وہ ناگ سے بات کر رہا تھا۔ کاہن جاگر کو ہلکی ہلکی سسکار اور سیٹی کی آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں۔ طبرانی بھی سانپوں کی زبان نہیں سمجھ رہی تھی۔

خزانے کے سفید سانپ نے ناگ دیوتا کو آتے ہی ادب سے سلام کیا اور حیران ہو کر پوچھا کہ عظیم ناگ دیوتا آپ کا سر کہاں غائب ہے؟ ناگ نے کہا۔

"یہ ایک راز ہے جو صرف میں جانتا ہوں۔ اس وقت میں نے تمہیں ایک خاص کام کے لیے بلایا ہے:"

سفید سانپ ادب سے بولا۔

"میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں عظیم دیوتا آپ حکم کریں۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے کہا

"یہ بتاؤ کہ اس ملک کی سرزمین میں کس کس بادشاہ کے خزانے کہاں کہاں دفن ہیں؟"

سفید سانپ نے ادب سے سر جھکایا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے اس زمین کے اندر کے چپے چپے کا حال معلوم ہے۔ میں یہاں پچاس سال سے رہ رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس ملک میں ہزاروں میلوں تک زمین کے اندر کسی بھی بادشاہ کا کوئی خزانہ دفن نہیں ہے۔"

ناگ تھوڑی دیر کے لیے پریشان ہو گیا۔ کیونکہ خزانے کا پتہ بتا کر ناگ اس ظالم عورت طبرانی سے چھٹکارا حاصل کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا تھا۔ اس نے سفید سانپ کو کہا کہ وہ ایک بار پھر سوچ کر بتائے۔ شاید زمین کے اندر کسی جگہ کوئی خزانہ دفن ہو

سفید سانپ نے تعظیم بجا لاتے ہوئے عرض کی۔

"عظیم ناگ دیوتا! آپ تو خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ ہم سانپ کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں پیدا ہی خزانے کی حفاظت کرنے کے لیے ہوا ہوں۔ لیکن جب سے پیدا ہوا ہوں میں نے یہاں کبھی کوئی خزانہ نہیں دیکھا۔ میں خود خزانے کی تلاش میں ہزاروں میل تک زمین کے اندر گیا ہوں مگر سوائے ریت اور پتھروں کے اس زمین کے نیچے سینکڑوں فٹ تک کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں کے بادشاہوں کے خزانے ہمیشہ دوسرے ملکوں کے بادشاہ لوٹ کر اپنے ساتھ لے جاتے رہے ہیں۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ سفید سانپ جھوٹ نہیں بول رہا۔ اس نے آخری بار کہا۔

"کیا یہاں کوئی بھی خزانہ نہیں ہے؟"

سفید سانپ ایک پل کے لیے خاموش رہ کر بولا۔

"عظیم ناگ! اس زمین پر اس وقت صرف ایک ہی خزانہ ہے۔ جو اس بادشاہ کی ملکیت ہے جو

اس ملک بابل پر اس وقت حکومت کر رہا ہے یہ خزانہ شاہی محل کے ایک خفیہ تہہ خانے میں ہے۔ لیکن چونکہ اس خزانے کی حفاظت بادشاہ کے سپاہی چوبیس گھنٹے کرتے ہیں اس لیے میں کبھی وہاں حفاظت کرنے نہیں گیا۔ ہم تو ویران اور گمنام خزانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔"

ناگ نے سوچا کہ اس لالچی عورت طبرانی کو بادشاہ کے خزانے کا ہی لالچ دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس نے سفید سانپ سے کہا۔

"کیا تم بادشاہ کے خزانے میں جا کر وہاں سے وہ خزانہ یہاں لا سکتے ہو؟"

سفید سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا نے ہمیں ایسا حکم پہلے کبھی نہیں دیا۔"

ناگ کچھ جھنجھلا کر بولا۔

"میں جو پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو۔"

سفید سانپ نے ادب سے سر جھکا دیا اور بولا

"میں آپ کے حکم پر زمین کے اندر ہی اندر

سینڈھ لگا کر اپنے ساتھی سانپوں کی مدد سے بادشاہ کا سارا خزانہ وہاں سے لا سکتا ہوں۔ عظیم دیوتا!"

ناگ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے اسے کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔ جس وقت دوبارہ بلاؤں تو آجانا۔"

"جو حکم عظیم ناگ!"

سفید سانپ دروازے کی طرف مڑا۔ طبرانی دیر سے سانپوں کی سیٹیوں کی آوازیں سن رہی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ ناگ اور سفید سانپ آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ اس لیے خاموش رہی۔ باہر اندھیرے میں کھڑکی کے ساتھ لگا کھڑا کاہن جاگر بھی صبر سے یہ آوازیں سنتا رہا۔ وہ یہ معلوم کرنے کو بے تاب تھا کہ سفید سانپ نے ناگ کو کیا کہا ہے۔ جب سفید سانپ واپس چلا گیا تو کاہن جاگر نے دوبارہ اپنی آنکھ کھڑکی کی درز کے ساتھ لگا دی۔ طبرانی ناگ سے پوچھ رہی تھی کہ سفید سانپ سے اس کی کیا بات ہوئی ہے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ پٹاری سے نکل آیا

ناگ نے ساری بات کھول کر بیان کر دی۔

یہ بات کاہن جاگر نے بھی سن لی۔ اسے بھی پتہ چل گیا کہ سفید سانپ نے کہہ دیا ہے کہ اس سارے ملک میں سوائے زندہ بادشاہ کے شاہی محل والے خزانے کے دوسرا کوئی خزانہ زمین کے اندر نہیں ہے۔ اب وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ طبرانی کیا کہتی ہے۔ ساری گفتگو سننے کے بعد طبرانی سٹ پٹا سی گئی۔ اس نے ناگ کی طرف برہم ہو کر دیکھا اور کہا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سارے کے سارے ملک بابل کی زمین کے نیچے کوئی خزانہ نہ ہو۔ یہاں کئی بادشاہ آئے اور گزر گئے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"یہی بات مجھے خزانے کے سانپ نے بتائی کہ جو بادشاہ بھی یہاں آیا۔ وہ پہلے والے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ کا خزانہ لوٹ کر چلا گیا۔ صرف یہی ایک بادشاہ ہے کہ جو اتنی دیر سے یہاں حکومت کر رہا ہے اور صرف اسی کا شاہی محل والا خزانہ تہہ خانے میں ہے۔" اس خزانے کے سوا یہاں ہزاروں کوس تک کوئی خزانہ نہیں ہے۔ اگر تم کہو تو تمہارے لیے میں سفید سانپ کو حکم دے کر بادشاہ کا خزانہ منگوا سکتا ہوں۔"

طبرانی ادھر اُدھر بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ پھر ناگ کی طرف دیکھ کر بولی۔

"اگر بادشاہ کا خزانہ یہاں میرے گھر میں لایا گیا تو بادشاہ کے سپاہی بہت جلد مجھے پکڑ لیں گے۔ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

ناگ کسی طرح اس عورت کے طلسم سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم جہاں چاہو گی اسی جگہ میرے خدمتگار سانپ بادشاہ کا سارے کا سارا خزانہ تمہیں پہنچا دیں گے۔ تم اس ملک کی سرحدوں سے دور کسی پرانے کھنڈر میں چلی چلو۔ میرے سانپ بادشاہ کا سارے کا سارا خزانہ تمہیں پہنچا دیں گے۔"

یہ ترکیب طبرانی کو پسند آئی۔ اسے بادشاہ کے سپاہیوں سے خوف بھی آ رہا تھا۔ مگر سر پر دولت مند بننے کا بھوت بھی سوار تھا۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تم کسی ایسے ویران کھنڈر یا قلعے سے واقف ہو جو بابل کی سرحدوں سے دُور کسی ریگستان میں واقع ہو؟"

ناگ بولا۔

"کیوں نہیں! آخر میں بھی ایک سانپ ہوں۔ یہ سارا علاقہ میرا دیکھا بھالا ہے۔ ملک بابل کے جنوب میں سرحدوں کے پار ایک چٹانی ویرانہ ہے۔ اس ویرانے میں سوائے خطرناک نوکیلی چٹانوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس چٹانی علاقے میں ایک جگہ ایک قدرتی چشمہ پتھروں میں بہتا ہے۔ اس چشمے کے کنارے کسی زمانے میں ایک ملکہ کا مقبرہ ہوا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ کسی بادشاہ کی ملکہ تھی جو اپنے شاہی قافلے میں ادھر سے گزر رہی تھی کہ چٹان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہ سے پاؤں پھسل جانے سے گر پڑی اور مر گئی۔
بادشاہ نے اسی جگہ اپنی ملکہ کا ایک شاندار مقبرہ بنا
دیا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مقبرہ
ویران ہوتے ہوتے ایک کھنڈر بن گیا۔ کیونکہ ادھر
کبھی کوئی نہیں آتا تھا۔ اگر تم چاہو تو اس مقبرے میں
جا کر چھپ سکتی ہو۔ وہاں قبر کے پاس پتھروں
میں کچھ تہہ خانے ہیں۔ وہاں تمہیں کوئی نہیں دیکھ
سکے گا۔ جب بادشاہ کا پورا خزانہ تمہارے پاس
پہنچ جائے تو تم وہاں سے کسی دوسرے ملک میں
چلی جانا اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرنا۔"
طبرانی کی آنکھوں میں لالچ کی چمک آ گئی۔ بولی۔
"مجھے وہاں کتنی دیر تک چھپے رہنا ہوگا میرا مطلب
یہ ہے کہ تمہارے سانپ بادشاہ کا پورا خزانہ
کتنے دنوں میں وہاں لے آئیں گے۔ بادشاہ کے
خزانے میں تو سونے کی اینٹیں بھی ہیں۔ اور راستہ
بھی طویل ہوگا۔"
ناگ نے کہا۔
"اس کی تم فکر مت کرو۔ یہ کام اس علاقے کے سارے سانپ مل کر
کریں گے اور سارے کا سارا کام زمین کے اندر ہی

اندر سے ہوگا۔ زمین کے اندر ہی سی شاہی خزانے
کے تہہ خانے میں سانپ سرنگ کھودیں گے اور
پھر راتوں رات سارے کا سارا خزانہ وہاں سے
نکل کر ایک خاص جگہ زمین کے اندر جمع کر دیں
گے۔ پھر وہاں سے خزانہ ہمارے پاس ملکہ کے
مقبرے میں پہنچا دیں گے۔ میرے اندازے کے
مطابق اس کام میں زیادہ سے زیادہ چار پانچ
دن لگ جائیں گے کیونکہ بادشاہ کے محل سے
ملکہ کے مقبرے تک کا فاصلہ کافی لمبا ہے۔ خزانہ
تو میرے سانپ ایک ہی رات میں نکال کر زمین
کے اندر اپنے خفیہ ٹھکانے پر لے جائیں گے۔"
طبرانی بولی۔
"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ تم اپنے سفید
سانپ کو لے کر میرے ساتھ چٹانی ویرانے میں
ملکہ کے مقبرے میں چلو۔ تاکہ وہ جگہ دیکھ لے۔
جہاں اسے خزانہ پہنچانا ہے۔ اس کے بعد میں اور
تم وہیں مقبرے میں رہیں گے۔ جب تک کہ بادشاہ
کا پورا خزانہ وہاں نہیں آ جاتا۔"
ناگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سفید سانپ اس سارے علاقے سے واقف ہے اسے ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اسے یہیں اطلاع کر دوں گا کہ خزانہ ملکہ کے مقبرے کے تہہ خانے میں پہنچا دے اور خزانہ وہاں پہنچ جائے گا۔ ہاں تم میرے ساتھ بے شک وہاں چلی چلو۔"

طبرانی کو یہ منصوبہ پسند آیا۔ اس نے کہا۔

"بہت خوب۔ اب تم دوبارا سانپ بن کر پٹاری میں بند ہو جاؤ۔ صبح منہ اندھیرے سفید سانپ کو بلا کر سب کچھ بتا دینا۔ اس کے بعد میں چار گھوڑوں کا بندوبست کروں گی۔ ایک گھوڑے پر ان جانوروں کی چھ دن کی خوراک رکھوں گی کیونکہ جیسا کہ تم کہتے ہو ملکہ کے مقبرے کے آس پاس گھوڑوں کے لیے سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ مجھے اپنے اور تمہارے لیے بھی کچھ خشک گوشت اور روٹی ساتھ لے جانی ہوگی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم اپنی فکر کرو۔ میں بغیر کھائے پیئے بھی زندہ رہ سکتا ہوں۔"

طبرانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم دوبارا سانپ بن جاؤ۔"

ناگ فوراً سیاہ سانپ کی شکل میں آ گیا۔ طبرانی نے اسے اٹھا کر پٹاری میں رکھا اس پر ڈھکنا دیا اور اٹھا کر صندوق کی طرف گئی۔ اب کاہن جاگر کھڑکی پر سے ہٹا۔ اور اندھیرے میں تیز تیز چلتا غائب ہو گیا۔

بابل شہر کے ایک مندر میں کاہن جاگر کا چھوٹا سا مکان تھا۔ اپنے مکان میں جاتے ہی جاگر کاہن اپنے بستر پر بیٹھ گیا۔ اسے ایک عجیب سی بے چینی لگی تھی۔ پہلے تو اسے خیال آیا کہ خزانے پر ڈاکہ ڈالنے کے منصوبے کو بے نقاب کر دے اور بادشاہ کو جا کر ساری بات بتا دے۔ کہ طبرانی نے شاہی خزانے کو چرانے کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ پھر اس نے سوچا کہ اس سے اسے کیا حاصل ہوگا؟ بادشاہ اسے زیادہ سے زیادہ تھوڑا بہت انعام دے دے گا۔ کاہن جاگر اٹھ کر اچانک ٹہلنے لگا۔ اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ خود اس سارے خزانے پر قبضہ کر کے کسی دوسرے ملک میں جا کر عیش کی زندگی بسر کرے۔ یہاں تو وہ ساری عمر ایک چھوٹے سے مندر کا کاہن پجاری ہی رہے گا۔ اور اس معمولی سے مکان میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی بوڑھا ہو کر مر جائے گا۔

کاہن جاگر بستر پہ بیٹھ گیا۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے اپنا اگلا منصوبہ تیار کرنے لگا تھا۔ جب سانپ بادشاہ کا سارا خزانہ ملکہ کے مقبرے کے تہہ خانے میں پہنچا دیں اور طبرانی ناگ کو آزاد کرنے کے بعد گھوڑوں پر خزانہ لاد کر کسی دوسرے ملک کی طرف روانہ ہو تو وہ راستے میں رات کے اندھیرے میں اسے قتل کر کے خزانے پر قبضہ کر لے۔ اور گھوڑوں پر لدا ہوا خزانہ لے کر ملک ایران یا ملک یونان میں جا کر ایک شاندار محل بنوائے نوکر چاکر رکھے اور بادشاہوں کی سی زندگی بسر کرے۔ اس زمانے میں کوئی کسی سے نہیں پوچھتا تھا کہ اتنی دولت کہاں سے آئی ہے اور پھر جب کوئی شخص کسی دوسرے ملک کے بادشاہ کے پاس جا کر تحفے میں زر و جواہرات پیش کر دیتا تھا۔ تو اسے خوشی سے وہاں رہنے کی اجازت مل جاتی تھی۔ کاہن جاگر نے یہی منصوبہ بنایا اور بستر پر لیٹ گیا۔

مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ انسان جب کسی ناجائز طریقے سے دولت حاصل کرنے کا منصوبہ تیار کرتا ہے۔ یا اس کے پاس ناجائز طریقے سے حرام کی دولت

آجاتی ہے تو سب سے پہلے وہ سکھ کی نیند سے محروم ہو جاتا ہے جو زندہ رہنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہی کاہن جاگر کے ساتھ ہو رہا تھا۔ اس کی نیند غائب ہو گئی تھی۔ مگر اس وقت تو دولت نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ اسے سوائے دولت اور عیش و آرام کی زندگی کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ایک بار اس کے پاس بے پناہ دولت آ گئی تو پھر وہ بڑے سکون کی نیند سو سکے گا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ جب ایک بار حرام کی کمائی ہوئی دولت انسان کے پاس آجاتی ہے تو پھر اسے کبھی سکھ کی نیند نہیں آتی۔

لیکن کاہن جاگر کا دماغ سیدھے راستے سے بھٹک گیا تھا۔ جس طرح کہ طبرانی کا ذہن بھٹک کر گناہوں کی طرف چلا گیا تھا۔ دونوں غلط راستوں پہ جاتے ہوئے موت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کاہن جاگر کو یقین تھا کہ ناگ دیوتا ہے اور اس کے سانپ بادشاہ کا خزانہ اڑا لائیں گے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ صبح اٹھ کر اعلان کر دے گا کہ وہ بڑے مندر کی یاترا کے لیے ملک ہندوستان جا رہا ہے اور ایک سال بعد واپس آئے گا۔ اس کے بعد وہ گھوڑے پر سوار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو کر خاموشی سے چٹیل چٹانی علاقے کی طرف نکل جائے گا اور ملکہ کے مقبرے کے قریب ہی کسی چٹان کی غار میں چھپ کر بادشاہ کے خزانے کے وہاں پہنچنے کا انتظار کرے گا۔

دوسری طرف طبرانی کو بھی رات بھر نیند نہ آئی۔ منہ اندھیرے اُس نے اُٹھ کر ناگ کو ـــــــ پٹاری میں سے نکال کر تخت کے پاس قالین پر ڈال دیا ناگ کے ساتھ معاملہ چونکہ طے ہو چکا تھا۔ اس لیے طبرانی کو منتر پھونک کر اسے انسانی شکل میں لانے کی ضرورت نہیں تھی۔ ناگ خود ہی انسانی شکل میں آ گیا۔ کیونکہ اس کا اوپر والا دھڑ طبرانی نے اپنے منتر سے زندہ کر رکھا تھا طبرانی نے ناگ سے کہا کہ وہ خزانے کے سفید سانپ کو بُلا کر سب ضروری بات سمجھائے۔ ناگ نے اسی وقت خاص آواز نکال کر سفید سانپ کو حاضر کیا۔ اور کہا کہ اسے بادشاہ کا خزانہ لے کر بابل کی سرحد سے دُور چٹیل چٹانوں والی وادی میں ملکہ کے مقبرے میں لانا ہوگا۔

سفید سانپ نے فوراً حامی بھر لی اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! ملکہ کے مقبرے سے میں واقف ہوں۔ بادشاہ کا خزانہ میں اپنے سانپوں

کی مدد سے ایک ہی رات میں نکال کر اپنے خفیہ غار تک لے جاؤں گا۔ لیکن ملکہ کا مقبرہ کافی دُور ہے۔ وہاں تک خزانہ لاتے لاتے میرے سانپوں کو چار دن لگ جائیں گے۔"

ناگ نے یہ بات انسانی زبان میں طبرانی کو بتا دی۔ طبرانی نے کہا۔

"اسے کہہ دو کہ مجھے منظور ہے۔ ہم چار دن تک ملکہ کے مقبرے میں ہی رہیں گے۔"

ناگ نے سفید سانپ سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چار دن تک ملکہ کے مقبرے میں ہی رہوں گا۔ تم آج رات سے یہ کام شروع کر دو۔ میں ملکہ کے مقبرے کی سمت روانہ ہو رہا ہوں۔"

"جو حکم میرے دیوتا! اب میں جاتا ہوں۔ مجھے اس علاقے کے سارے سانپوں کو بلا کر انہیں اس مہم کے لیے تیار کرنا ہوگا۔ خزانے تک زمین کے اندر راستہ پہلے ہی سے بنا ہوا ہے۔"

ناگ نے سفید سانپ کو جانے کی اجازت دے دی اور طبرانی کو خبر کر دی کہ آج رات سے سفید سانپ بادشاہ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خسزانہ نکال کر اپنی خفیہ جگہ پر لے جائے گا۔ طبرانی تو بہت خوش ہوئی۔ اس نے ناگ کو دوبارا سانپ بن جانے کو کہا اور اسے پٹاری میں بند کر کے خود گھوڑوں کا بندوبست کرنے شہر چلی گئی۔ دوپہر تک اس نے سات گھوڑے خرید لیئے۔ دو گھوڑوں پہ ان جانوروں کے لیے چارا لادا۔ اپنے لیے خشک مچھلی کا ڈھیر سارا گوشت اور خشک روٹیاں ایک صندوق میں رکھیں۔ ناگ کی پٹاری اپنے گھوڑے کے اوپر باندھی اور خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر بابل کی سرحد کی جانب روانہ ہوگئی۔

دوسری طرف کاہن جاگر پہلے ہی بابل کی سرحد کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ اس نے بھی اپنے پاس خوراک رکھ لی تھی۔ اس کے علاوہ ایک زہر میں بجھا ہوا خنجر ایک تلوار اور ترکمان بھی رکھ لیے تھے۔ طبرانی شام کے وقت بابل کی سرحد عبور کر کے نوکیلی چٹانوں کی وادی میں ملکہ کے مقبرے پر پہنچی جبکہ کاہن جاگر اس سے پہلے ہی وادی میں پہنچ کر ملکہ کے مقبرے کے قریب ایک چٹان کے غار میں ڈیرا جما چکا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جہاں پانی کا چشمہ بہتا تھا۔ وہاں ڈھلان پر کچھ گھاس اور پھل دار درخت بھی اگے ہوئے تھے۔ کاہن جاگر پہلے ہی سے ملکہ کے مقبرے کا جائزہ لے چکا تھا۔

طبرانی نے ملکہ کے مقبرے میں پہنچتے ہی وہاں کے خفیہ تہہ خانوں کو دیکھا۔ یہ ایک اُجڑا ہوا کھنڈر بنا ہوا مقبرہ تھا ملکہ کی قبر نیلے پتھروں کی تھی جو جگہ جگہ سے اکھڑے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے گھوڑے مقبرے کے ایک بڑے غار میں باندھے اور ان کے آگے چارہ ڈال دیا۔ پھر انہیں کھول دیا تاکہ وہ قریب ہی بہنے والے چشمے پر جاکر پانی پی لیں۔ وہاں سبزہ دیکھ کر بھی طبرانی کو تسلی ہوئی کہ اگر دو ایک دن زیادہ بھی لگ گئے تو گھوڑے بھوکے نہیں مر سکتے۔ پھل دار درختوں کو بھی دیکھ کر طبرانی کو خوشی ہوئی۔

رات کا اندھیرا پھیلا تو طبرانی نے مقبرے کے اندر بنی ہوئی کوٹھڑی میں چراغ روشن کیا اور ناگ کو انسانی شکل میں لے آئی۔ ناگ نے کوٹھڑی میں ایک نگاہ ڈالی اور بولا۔

"کل صبح سے بادشاہ کا خزانہ یہاں آنا شروع ہو جائے گا۔ کیا تم نے خزانہ رکھنے کے لیے کوئی تہہ خانہ چُن لیا طبرانی؟"

"ہاں" طبرانی نے کہا۔ "اس کوٹھڑی کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ جس کا زینہ اس کوٹھڑی کے باہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والی دیوار کے ساتھ بنا ہے۔ میں خزانہ وہاں رکھوں گی۔"

"ٹھیک ہے" ناگ بولا "لیکن تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔ اور خزانہ ملتے ہی مجھے یہاں اپنے طلسم سے آزاد کر دینا ہوگا۔"

طبراق نے کہا۔

"میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گی۔ جونہی سارا خزانہ میرے پاس آ گیا۔ میں تمہیں طلسم سے آزاد کر دوں گی۔ اب تم سانپ بن کر اپنی پٹاری میں بند ہو کر آرام کرو۔"

ناگ طبراق کا حکم ماننے پر مجبور تھا۔ کیونکہ اس کا پنجلا دھڑ بالکل کام نہیں کر رہا تھا۔ اس نے سانپ کی شکل اختیار کی اور پٹاری میں چلا گیا۔ اور عنبر ماریا اور کیٹی تیوپاگ کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ اس کے بغیر کتنے بے چین اور پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اب ناگ کو افسوس ہوا کہ وہ کیوں ان سے خواہ مخواہ ناراض ہو کر چلا آیا۔ ہمیں اپنے بہن بھائیوں سے یونہی چھوٹی سی بات پر کبھی ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ آپس میں پیار محبت سے رہنا چاہیئے۔

اب ادھر کی سنیئے کہ جس رات سفید ناگ کو اپنے

سانپ ساتھیوں کو لے کر بادشاہ کے خزانے میں خفیہ راستے سے داخل ہونا تھا۔ اس رات بادشاہ کو مغ روم کے بادشاہ کی طرف سے ایک شاندار قیمتی موتیوں کے ہار کا تحفہ موصول ہوا۔ بادشاہ نے اپنے خاص محافظ کو ہار دے کر کہا کہ وہ اسے خزانے میں جا کر خود رکھ آئے۔ بادشاہ ہر کسی پہ اعتبار نہیں کیا کرتے تھے۔ بادشاہ کا محافظ ایک سنگدل حبشی جلاد تھا۔ جو ہر وقت ننگی تلوار لیے بادشاہ کے پیچھے کھڑا رہتا تھا۔

حبشی محافظ قیمتی ہار لے کر رات کے وقت شاہی خزانے والے تہہ خانے میں داخل ہوا اور اس نے قیمتی ہار خزانے کے دوسرے قیمتی ہاروں اور جواہرات کے صندوقوں کے پاس ایک سونے کی طشتری میں رکھ دیا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو اسے کھڑ بڑ کی آواز آئی۔ حبشی محافظ نے تلوار سیدھی کر لی اور غور سے دیکھا کہ آواز کدھر سے آئی تھی۔ شاہی خزانے والے تہہ خانے میں شمع دان میں شمع روشن تھی۔ اسے وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا۔ حبشی جانے لگا تو پھر کھڑ بڑ ہوئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسے کونے والی دیوار کے ساتھ لگا کر رکھے چمڑے کے مشکوں کے پیچھے سے آواز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتی محسوس ہوئی۔ یہ مکے نایاب جواہرات اور ہیروں سے بھرے ہوئے تھے۔ حبشی محافظ ایک طرف ہٹ گیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ تھوڑی ہی دیر بعد ایک سفید سانپ رینگتا ہوا مکوں کے پیچھے سے باہر نکلا۔ اس کے پیچھے پیچھے دو سیاہ سانپ بھی تھے۔ حبشی محافظ نے پلک جھپکنے میں تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ تینوں سانپوں کے ٹکڑے کر کے رکھ دیئے۔ اتنے میں مکے کے پیچھے سے دو اور سیاہ سانپ نکل آئے۔ حبشی محافظ نے ان بھی مار ڈالا۔ اب ایسا ہوا کہ حبشی محافظ مکے کی ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ جیسے ہی کوئی سانپ سر نکالتا وہ تلوار کا وار کر کے اسے دو ٹکڑے کر دیتا۔ حبشی سمجھ گیا کہ پیچھے سانپ کا کوئی بل ہے جس میں سے یہ سانپ چلے آ رہے ہیں پھر اس نے مکے کو ایک طرف ہٹا دیا۔

اس کا اندازہ بالکل درست نکلا۔ مکے کے پیچھے ایک کافی گہرا گول سوراخ دیوار میں بنا ہوا تھا۔ چند لمحوں کے بعد اندر سے پھنکارنے کی آواز آئی اور دو سانپ باہر نکل آئے۔ حبشی نے تلوار سے ان کے بھی ٹکڑے کر دیئے یوں سفید سانپ اپنے ساتھ بہت سے سانپ خزانہ لوٹ کر

لے جانے کے لیے لایا تھا۔ حبشی محافظ نے ان تمام سانپوں کو مار ڈالا اور جب کافی دیر تک سوراخ میں سے کوئی سانپ باہر نہ نکلا تو اس نے پتھروں سے سوراخ کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ اور خود بادشاہ سلامت کو جا کر سارا احوال سنایا۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا۔ اس نے فوراً وزیر کو طلب کیا۔ وزیر نے نجومی کو بلا لیا۔ نجومی نے حساب لگا کر بتایا کہ یہ سانپ بادشاہ کا شاہی خزانہ چرانے آتے تھے۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا کہ اس کے حبشی محافظ کی وجہ سے خزانہ بچ گیا۔ اس نے محافظ کو بے پناہ انعام و اکرام دیا۔ اور حکم دیا کہ جس سوراخ میں سے سانپ نکلے تھے اس میں دور تک انگارے بھر دیئے جائیں پھر کھولتا ہوا سیسہ ڈال کر بل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جائے۔ صبح ہونے تک اس حکم پر عمل ہو گیا اور شاہی خزانے کو جانے والے زمین دوز راستے میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال کر اسے بند کر دیا گیا۔

اُدھر طبرانی بڑی بے تابی سے خزانے کی پہلی کھیپ کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ کیونکہ ناگ نے اسے بتایا تھا کہ دن چڑھے ہی کچھ سانپ قیمتی جواہرات والے ہاروں کی پہلی کھیپ لے کر وہاں پہنچ جائیں گے۔ دوسری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صرف کا بن جاگر بھی خزانے کے پہنچنے کا انتظار کرتا رہا تھا۔ جب سارا دن گزر گیا اور کوئی سانپ خزانے کے قیمتی ہار لے کر نہ آیا تو طبرانی کو تشویش ہوئی۔ اس نے فوراً ناگ کو انسانی شکل میں آنے کا حکم دیا اور اس سے پوچھا کہ ابھی تک اس کے سانپ کیوں نہیں آئے۔ ناگ نے جب یہ سُنا تو اسے بھی فکر لگی کہ ایسا ہونا نہیں چاہیئے تھا۔ اس نے طبرانی سے کہا۔

"اس کی اب ایک ہی صورت ہے کہ میں اس علاقے کے کسی سانپ کو بُلا کر اس کو ملک بابل کی طرف روانہ کروں کہ وہ پتہ کر کے لائے کہ وہاں جو سانپ رہتے تھے وہ کہاں ہیں اور ناگ دیوتا کے پاس ابھی تک کیوں نہیں پہنچے"

طبرانی نے غصّے میں کہا۔

"فوراً بلاؤ کسی سانپ کو"

ناگ نے اسی وقت اپنے حلق سے ایک خاص آواز نکالی۔ اس آواز کے سنتے ہی ایک سانپ چٹانوں کے نیچے سے نکل کر دوڑتا دوڑتا ناگ دیوتا کے حضور پہنچ گیا۔ ادب سے سر جھکا کر بولا۔

"ناگ دیوتا نے مجھے یاد فرمایا کیا ہے"

ناگ نے اس سے کہا کہ وہ فوراً بابل کے ملک میں جائے اور وہاں ایک سفید سانپ رہتا ہے اس سے معلوم کرے کہ وہ ہمارے پاس ابھی تک کیوں نہیں پہنچا۔ سفید سانپ کا سنتے ہی وہ لرز اُٹھا۔ اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! وہاں تو سب سانپوں کا قتلِ عام ہو گیا ہے۔ کوئی بھی سانپ زندہ نہیں بچا"

پھر اس نے ناگ کو بیان کیا کہ میں آج ہی بابل میں اپنے ایک رشتے دار سانپ سے ملنے گیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ سارے سانپ سفید سانپ کے ساتھ شاہی خزانہ اُڑانے شاہی محل کے تہہ خانے میں گئے تھے کہ وہاں انہیں مار دیا گیا۔ میرا رشتے دار سانپ آخری سانپ تھا۔ وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ بادشاہ کے حکم سے سارے زمین دوز راستے میں پگھلا سیسہ ڈال دیا گیا ہے۔ اور جو دو ایک سانپ واپس دوڑ رہے تھے۔ پگھلے ہوئے سیسے نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! صرف میرا رشتے دار سانپ ہی زندہ بچا۔ جو وہاں سے ملک مصر کو چلا گیا ہے"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے یہ سنا تو اسے بے حد دکھ ہوا۔ محض ا
لالچی سنگدل عورت کی وجہ سے اِن سانپوں کی جانیں
گئیں۔ طبرانی پاس ہی کھڑی دونوں کے منہ سے نکلنے
والی سیٹیوں کی ہلکی ہلکی آوازیں سن رہی تھی۔ مگر ان کی
زبان نہیں سمجھ رہی تھی۔ سانپ نے ناگ سے پوچھا

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کا سر کیوں غائب ہے؟"

اب ناگ نے اسے بتا دیا کہ یہ جو عورت اس
کے پاس کھڑی ہے اس کے پاس ایک خاص منتر ہے
کے طلسم سے اس کا نچلا دھڑ پتھر کی طرح ٹھنڈا ہو
ہے۔

"یہ بتاؤ کیا یہاں کوئی ایسی جڑی بوٹی ہے جس
کے کھانے سے میرا سارا جسم پھر سے کام کرنے
لگے۔ میں تمہیں اس کے بعد بتاؤں گا کہ میرا سر
کیوں غائب ہوا ہے؟"

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ! میرا بوڑھا دادا سانپ جڑی بوٹیوں
کا ماہر ہے اس کے پاس ضرور کوئی ایسی بوٹی
ہوگی۔ مگر وہ اتنا بوڑھا ہے کہ کسی جگہ سے حرکت
نہیں کر سکتا۔ میں اس سے پوچھ کر بھی آپ کو
آکر بتاتا ہوں"

ناگ نے کہا۔

"پھر تم ایسا کرنا کہ میں اسی پٹاری میں بند ہوں گا۔
تم اس وقت اندر آنا جب یہ عورت یہاں پر نہ ہو
اور مجھے آکر جڑی بوٹی کے بارے میں بتا دینا۔
اب تم جاؤ"

سانپ چلا گیا تو طبرانی نے جلدی سے پوچھا۔

"کیا بتایا اس سانپ کے بچے نے؟ تم اس سے
دیر تک باتیں کرتے رہے ہو"

ناگ بولا۔

"طبرانی! اس سانپ نے کہا ہے کہ وہ بابل کے
سانپوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مگر وہ
ابھی ملک بابل کی طرف اصل حالات معلوم کرنے کے
لیے جاتا ہے۔ اور فوراً سارے حالات معلوم
کر کے اُسے آکر بتاتا ہے"

طبرانی پاؤں پٹخ کر بولی۔

"کتنی دیر میں آ جائے گا یہ سانپ؟"

ناگ نے کہا۔

"دوپہر تک واپس آ جائے گا کیونکہ یہ سانپ بہت

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

تیز رفتار سے بھاگتا ہے ۔"

طبرانی کیا کر سکتی تھی۔ خاموش ہو گئی۔ بولی۔

"اچھا۔ تم پٹاری میں واپس چلے جاؤ۔"

ناگ نے اپنے آپ کو کبھی اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔ لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر وہ اس جڑی بوٹی سے اچھا ہو گیا تو اس لالچی سنگدل عورت کو مزا ضرور چکھائے گا۔ وہ پٹاری میں سانپ بن کر بیٹھ گیا اور چٹان وادی کے سانپ کا انتظار کرنے لگا۔ طبرانی گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے وادی میں نکل گئی۔ اس کے جاتے ہی کاہن جاگا۔ وہاں مقبرے میں داخل ہوا اور خزانے کی بُو سونگھنے لگا۔ اس نے ساری کوٹھڑیوں اور تہہ خانوں میں گھوم پھر کر دیکھا۔ ابھی خزانہ نہیں آیا تھا۔ ناگ کا چونکہ اوپر والا دھڑ اپنے ہوش و حواس میں تھا۔ اس لیے اس نے محسوس کر لیا کہ کوئی غیر آدمی وہاں چل پھر رہا ہے۔ اسے اس کی بُو آئی تھی۔ مگر وہ خاموش بیٹھا رہا۔

کوئی آدھ گھنٹے بعد سانپ وہاں آیا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ طبرانی وہاں پر موجود نہیں ہے۔ تو وہ ناگ کی پٹاری کے پاس آیا۔ اس کا ڈھکنا کھولا اور پٹاری میں داخل ہو گیا۔ اس کے منہ میں ایک چھوٹے پیاز کی شکل کی کوئی بوٹی

تھی۔ اس نے بوٹی ناگ دیوتا کے سامنے ڈال دی اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرے دادا سانپ نے آپ کو اپنا سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ میں بڑھاپے کی وجہ سے خود حاضر نہیں ہو سکتا لیکن یہ بوٹی ابھی کھا جائیے۔ آپ کے جسم میں پھر وہی پہلے جیسی طاقت آ جائے گی۔ اور طلسم کا اثر اتر جائے گا۔"

ناگ نے فوراً بوٹی کو منہ میں ڈالا اور اسے چبا کر کھا گیا۔ بوٹی کے کھاتے ہی ناگ کا نچلا دھڑ پھر سے زندہ ہو گیا۔ اس کے نچلے دھڑ میں بھی زندگی کا خون گردش کرنے لگا۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"اب تم جاؤ۔ میں کسی بھی وقت تمہارے غار میں آ جاؤں گا۔ اپنے دادا سانپ کو میرا سلام کہنا۔"

سانپ ادب سے سلام کر کے پٹاری سے نکلا۔ پٹاری پر پھر سے ڈھکنا دیا اور جدھر سے آیا تھا ادھر کو چل دیا۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد طبرانی بھی آ گئی۔ اور کچھ دیر کوٹھڑی میں ادھر اُدھر پھرتی رہی۔ پھر باہر نکل گئی۔ جب اس کے قدموں کی آواز دور چلی گئی تو ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹاری میں سے باہر نکل آیا۔ اِسے اتنے دنوں کے بعد
بار آزادی اور قوت کا احساس ہوا تھا۔ وہ رینگتا ہوا کوٹلہ
سے نکلا اور ملکہ کی قبر کے پہلو سے گزرتا مقبرے کی پرا
گھسی ہوئی پتھریلی دیوار پار کر کے چٹانوں کی وادی میں آ
گیا۔ اِسے سانپ کی بُو برابر آ رہی تھی۔ وہ اِس بُو کے
پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس کا سراب بھی غائب تھا۔ پھر
میں بہتے چشمے کے قریب سے ہو کر وہ ان چٹانوں کی طر
چلا۔ جس کے ایک غار میں سانپ اور دادا سانپ کا گ
تھا۔

بدروح چمٹ گئی

وکیل چٹان کے غار میں دادا سانپ خاموش بیٹھا تھا
اس کا پوتا سانپ جس نے ناگ کو ملکہ کے مقبرے
میں جا کر بوٹی کھلائی تھی۔ اس کے قریب ہی کنڈلی مارے
بیٹھا تھا غار سے باہر تک رہا تھا۔ اچانک دادا سانپ
اور پوتا سانپ چونک اٹھے۔ انہیں ناگ دیوتا کی بُو آ رہی
تھی۔

"دادا! ناگ دیوتا آ رہا ہے"

دادا سانپ کی آنکھوں پر سفید بالوں کی بھنوئیں جھکی
ہوئی تھیں۔ سانپوں کی بھنوئیں نہیں ہوتیں مگر یہ سانپ
اتنا بوڑھا تھا کہ اس کی سفید بھنوئیں اُگ آئی تھیں۔ اس
نے دھیمی آواز میں کہا۔

"ہاں بیٹا! ناگ دیوتا آ رہا ہے"

پھر غار میں ناگ کالے سیاہ سانپ کی شکل میں
داخل ہوا۔ دونوں سانپوں نے ادب سے اپنی گردنیں جھکا

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر اسے سلام کیا۔ ناگ نے سب سے پہلے دادا سانپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں دادا!"

دادا سانپ نے کمزور بوڑھی آواز میں کہا۔

"عظیم دیوتا! ہم تو آپ کے غلام ہیں۔ آپ کی خدمت ہمارا فرض ہے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ سر غائب ہے۔ ایسا کیوں ہوا ہے۔ عظیم دیوتا؟"

ناگ نے دادا سانپ کو ساری کہانی بیان کر دی۔ دادا سانپ کچھ دیر خاموش رہا پھر ایک گہری سسکاری بھری اور بولا۔

"عظیم دیوتا! آپ سے زیادہ زمین اور جڑی بوٹیوں کے راز کو کون جان سکتا ہے۔ انہی پہاڑوں میں ایک مت کال نام کی بوٹی اُگتی ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اگر اس کا سُرمہ بنا کر اس کی ایک ایک سلائی آنکھوں لگا لی جائے تو غائب چیز ظاہر ہو جاتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس کی سلائی آنکھوں میں لگا لیں۔ آپ کا چہرہ ظاہر ہو جائے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا وہ بوٹی یہاں منگوائی جا سکتی ہے؟"

"کیوں نہیں۔"

اسی وقت دادا سانپ نے اپنے پوتے سانپ کو ایک خاص چٹان کا پتہ بتایا اور کہا کہ فوراً جا کر مت کال بوٹی لے آئے۔ پوتا سانپ فوراً غار سے نکل گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد واپس آیا تو اس نے اپنے منہ میں ایک چھوٹی سی بوٹی پکڑی ہوئی تھی جس کی شکل ستارے کی طرح کی تھی۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ اس کا سر غائب تھا۔ اس نے مت کال بوٹی کو دو پتھروں سے رگڑ کر اس کا سُرمہ بنایا اور ایک تنکے کی مدد سے اسے اپنی آنکھوں میں لگا لیا۔ ایک عجیب کرشمہ ہوا۔ مت کال بوٹی کا سُرمہ لگاتے ہی ناگ کی شکل ظاہر ہو گئی۔ اس کا سر چہرہ اور گردن دوبارہ نظر آنے لگے۔ ناگ بے حد خوش ہوا۔ اس نے دادا سانپ کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"دادا! اگر اس وقت آپ میری مدد نہ کرتے تو خدا جانے مجھے کب تک بغیر سر کے گزارہ کرنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑتا۔ کیا میں یہ سرمہ اپنے پاس رکھ لوں؟"
دادا سانپ بولا۔
"عظیم دیوتا! اس کو پاس رکھ کر کیا کریں گے۔
آپ نے جو ایک سلائی آنکھوں میں لگائی ہے
یہ قیامت تک کے لیے کافی ہے۔ اب آپ
دنیا کی ہر وہ شے جو غائب ہے دیکھ لیں گے"
ناگ مسکرا کر بولا۔
"تب تو ٹھیک ہے"
اس نے باقی سفوف پھینک دیا اور بولا۔
"دادا طبرانی ایک ظالم عورت ہے۔ اس نے
دولت حاصل کرنے کے لالچ میں ہمارے کتنے
ہی سانپوں کی جان لے لی ہے۔ اسے خزانہ
بھی نہیں ملا۔ کیا ہمیں اس سے بدلہ نہیں لینا
چاہیئے؟"
دادا سانپ نے کہا۔
"عظیم دیوتا! میں صرف اتنی ہی عرض کروں گا کہ
بدلہ لینے سے معاف کر دینا زیادہ اچھا ہوتا ہے۔
اگر کسی نے برائی کی ہے تو وہ قدرت کی طرف
سے اس کا بدلہ پا لے گا۔ بدلہ لینے سے ہمارے

بھائی سانپ واپس نہیں آ سکتے"
ناگ کو دادا سانپ کی یہ بات بہت پسند آئی۔ اس پر
دادا سانپ بولا۔
"مگر دادا! بابل میں جس سانپ سے میں مل آیا تھا
اور جس کے سارے رشتے دار سانپ طبرانی کی
وجہ سے مارے گئے ہیں۔ وہ تو بدلہ لینے کی قسم
کھائے ہوئے ہے"
دادا سانپ کہنے لگا۔
"وہ جانے اور اس کا کام۔ ہمیں اس سے
کیا لینا؟"
اب ناگ واپس جانے کے لیے اٹھا اور بولا۔
"دادا! اب میں جاتا ہوں۔ مجھے واپس طبرانی
کے پاس جا کر اسے بتانا ہے کہ اسے خزانہ
کبھی نہیں مل سکے گا۔ اور اس نے سانپوں کو
ہلاک کروا کر بے حد ظلم کیا ہے"
ناگ غار سے نکل آیا۔ باہر آتے ہی اس نے
چھوٹے سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں اڑتا ہوا
ملکہ کے مقبرے کے باہر پہنچ کر وہ ایک چٹان پر بیٹھ
کر نیچے دیکھنے لگا۔ اسے خیال آیا کہ اب اسے اس خطرناک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ کیا معلوم یہ چھ اس پر منتر پھونک کر اس کے نچلے دھڑ کو سن کر دے۔ ناگ نے وہیں سے واپس مک بابل کی طرف جانے کا فیصلہ کیا اور اڑنے ہی والا تھا کہ اچانک اسے ایک آدمی ہاتھ میں خنجر لیے مقبرے میں داخل ہوتا نظر آیا۔ یہ کاہن جاگر تھا۔ جو طبرانی کے خزانے کی تلاش میں وہاں آیا تھا۔ ناگ وہیں بیٹھا رہا کہ دیکھوں یہ آدمی خنجر لیے یہاں کیا کرنے آیا ہے۔ اتنے میں طبرانی ایک کوٹھڑی میں سے باہر نکلی۔ جونہی وہ باہر نکلی کاہن جاگر نے اچھل کر اسے گردن سے دبوچ لیا اور زہر میں بجھا ہوا خنجر اس کی گردن پر رکھ کر بولا۔

"طبرانی! تو مجھے خوب پہچانتی ہے۔ میں جاگر کاہن ہوں۔ مجھے سب معلوم ہے کہ تُو نے سانپوں کے ذریعے بادشاہ کا خزانہ منگوا کر یہاں چھپا رکھا ہے۔ بتا خزانہ کہاں ہے۔ نہیں تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔ تجھے معلوم ہے کہ تیرا کوئی بھی منتر مجھ پر نہیں چل سکے گا!"

طبرانی نے جب اپنے آپ کو موت کے منہ میں دیکھا تو وہ گھبرا گئی۔ وہ جانتی تھی کہ جاگر خود ایک کاہن ہے

اور اس پر کوئی منتر نہیں چل سکے گا۔ اس نے سچ سچ بات بتا دی کہ خزانہ سانپ ضرور لا رہے تھے۔ مگر ابھی تک واپس خزانہ لے کر نہیں آئے۔ جاگر غضبناک ہو کر بولا۔

"تو جھوٹی ہے جھوٹ بول رہی ہے۔ بتا خزانہ کہاں ہے؟ کہاں چھپا رکھا ہے خزانہ؟"

طبرانی یہی کہتی رہی کہ خزانہ میرے پاس نہیں ہے۔ جاگر کاہن بولا۔

"اچھا پھر میں یہیں بیٹھتا ہوں اور خزانے کا انتظار کرتا ہوں۔ اگر سانپ خزانہ لے کر نہ آئے تو میں تمہیں اگلی دنیا میں پہنچا دوں گا۔"

جاگر کاہن نے طبرانی کو رسّی سے باندھ کر ایک طرف ڈال دیا اور خود خنجر لے کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ ناگ نے سوچا کہ یوں تو یہ ساری رات انتظار کرتے رہیں گے اور کوئی سانپ نہیں آئے گا۔ کیوں نہ انہیں سانپ بن کر جا کر ساری بات بتا دوں۔ طبرانی مجھے سانپ کے روپ میں بالکل نہیں پہچان سکے گی۔ پس ناگ چٹان سے نیچے اُڑ کر آیا۔ ایک سبز رنگ کے سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا طبرانی کی طرف چلا اچانک اسے یاد آیا کہ طبرانی تو سانپوں کی زبان جانتی ہی نہیں۔ ناگ وہیں سے واپس

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

پلٹ گیا۔

انسان کی شکل اگر وہ گیا تو طبرانی پہچان کر اس پر منتر پھونک دے گا۔ ناگ نے سوچا کہ جہنم میں جائے یہ عورت اور جاگر کاہن۔ مجھے ان سے کیا ملے گا۔ مجھے واپس ہی چلے جانا چاہیئے۔ اچانک اسے طبرانی کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے گردن گھما کر دیکھا۔ طبرانی رسی میں جکڑی ہوئی تڑپ رہی تھی۔ اور کاہن جاگر ایک جگہ زمین پر پتھر مار رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ طبرانی کو اس پہاڑی علاقے کے سیاہ بچھو نے ڈس دیا ہے۔ جس کے زہر سے کبھی کوئی نہیں بچا۔ دیکھتے دیکھتے طبرانی کا رنگ سیاہ پڑ گیا اور وہ ایک ہچکی لے کر مر گئی۔

کاہن جاگر نے بچھو کو ہلاک کر دیا تھا۔ طبرانی کی موت کے بعد کاہن جاگر نے ایک بار پھر سارے غاروں اور کوٹھڑیوں کی تلاشی لی۔ خزانہ کسی جگہ بھی نہیں تھا۔ ناگ سانپ کے روپ میں ایک طرف پتھروں کے پیچھے چھپ کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جاگر پر دولت کا بھوت سوار تھا۔ جب اسے خزانہ کہیں نہ ملا تو وہ ملکہ کی قبر کے پاس آکر اسے گھور کر دیکھنے لگا۔ کاہن جاگر کو یقین ہو چکا تھا کہ طبرانی کو خزانہ مل چکا ہے اور اس نے ضرور کہیں نہ کہیں چھپا رکھا ہے۔ جاگر کو شک ہوا کہ خزانہ شاید اس قبر کے اندر دبا دیا گیا ہے۔ اس نے خنجر کی مدد سے ٹوٹی پھوٹی قبر کے پتھروں کو اکھاڑنا شروع کر دیا۔ قبر خستہ حالت میں تھی۔ پتھر آسانی سے اکھڑنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے قبر کھل گئی۔

اس وقت شام کا اندھیرا کالی گہرا ہو گیا تھا۔ کاہن جاگر کو اندھیرے میں قبر کے اندر کچھ نظر نہ آیا تو وہ کوٹھڑی میں گیا اور چراغ جلا کر لے آیا۔ چراغ اس نے قبر کے کنارے پر رکھ دیا اور نیچے جھانک کر دیکھا پھر وہ قبر کے اندر اتر گیا۔ ناگ یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اچانک قبر میں سے کاہن جاگر کی چیخ کی آواز بلند ہوئی اور پھر وہ قبر کے اندر سے دس فٹ اوپر کو اچھل کر باہر گرا۔ ناگ نے دیکھا کہ جاگر کے جسم کے گرد ایک کالا سانپ لپٹا ہوا تھا اور پھن اٹھائے اسے بار بار ڈس رہا تھا۔ کاہن جاگر کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا۔ سانپ نے اسے چھوڑ دیا۔ جاگر پتھروں پر لاش کی طرح پڑا تھا۔ وہ لاش بن چکا تھا اور اس کا جسم اب پانی بن کر پگھلنے لگا تھا۔ جلتے چراغ کی روشنی میں اس کا آدھا جسم پگھل گیا۔

سیاہ سانپ کو اچانک ناگ دیوتا کی بو محسوس ہوئی تو وہ قبر میں واپس جاتے جاتے رک گیا۔ ناگ چٹان پر سے اتر کر قبر کے پاس آگیا۔ سیاہ سانپ نے ناگ کو دیکھتے ہی تعظیم سے سر جھکایا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! اس شخص نے ملکہ کی قبر کی بے حرمتی کی تھی اس لیے اسے سزا دی گئی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ یہ لالچی شخص خزانے کی تلاش میں قبر میں اترا تھا مگر یہ کس کی قبر ہے اور تم اس قبر کے اندر کیا کرتے ہو؟"

سیاہ سانپ کہنے لگا۔

"حکیم ناگ! میرا نام چمکاری سانپ ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ یہ قبر سینکڑوں برس پرانی ہے اور یہاں ملک یمن کی ملکہ دفن ہے جو بڑی نیک دل، عبادت گزار اور غریبوں کی فریاد سننے اور ان کی مدد کرنے والی ملکہ تھی۔ ہمارا خاندان صدیوں سے اس رحم دل ملکہ کی قبر کی حفاظت کرتا چلا آرہا ہے۔"

ناگ نے سیاہ سانپ کے اس جذبے کی تعریف کی اور قبر میں جھانک دیکھا۔ چونکہ ناگ نے اپنی آنکھوں میں مٹ کال بوٹی کے سرمے کی سلائی لگا رکھی تھی اس لیے اسے قبر کے اندر مٹی پڑے ملکہ کی ہڈیوں کا ڈھانچہ پورے جسم کے ساتھ نظر آنے لگا کیونکہ اس بوٹی کے سرمے کی تاثیر تھی کہ جو شے غائب ہو گئی وہ بھی نظر آجائے گی ناگ نے دیکھا کہ ایک انتہائی نورانی چہرے والی ملکہ شاہی زرق برق لباس میں ملبوس قبر میں لیٹی ہے۔ اس کے بالوں میں تازہ پھول لگے ہیں۔ چہرے پر کسی آسمانی خور

ایسی پاکیزگی اور نور برس رہا ہے۔ قبر کی فضا جنت کے پھولوں سے مہک رہی ہے۔ اس وقت ناگ کو خیال آیا کہ واقعی نیک اور اللہ کی عبادت کرنے والے اور دنیا میں گناہوں سے پاک رہنے والے انسانوں کی قبریں ہمیشہ خوشبوؤں سے مہکتی رہتی ہیں۔ اور ان کی روحیں جنت میں آرام کرتی ہیں۔ اچانک ملکہ کی لاش کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ ستاروں میں بھی ایسی چمک نہیں ہوگی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ناگ! تم نے میرا چہرہ دیکھ لیا ہے۔ اب میری خواہش ہے کہ تم میری قبر کو بند کر دو۔ خدا تمہارا بھلا کرے گا۔"

ناگ نے سوچا کہ دیکھو یہ کتنی نیک عورت ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کے منہ سے دوسروں کے لیے دعائیں نکل رہی ہیں۔ ناگ اسی وقت انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے ادب سے ملکہ کو سلام کیا اور کہا۔

"ملکہ صاحبہ! میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ لیکن کیا آپ مجھے اتنا بتا سکتی ہیں کہ میرے بھائی اور بہنیں یعنی عنبر ماریا کیٹی اور تھیو ساتگ کہاں ہوں گے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملکہ کے نورانی چہرے کے ہونٹ آہستہ سے ہلے۔ اور آواز آئی۔

"ہمیں غیب کا حال بتانے کی اجازت نہیں"

ناگ نے ادب سے کہا۔

"خدا آپ کو ہمیشہ ہمیشہ جنت الفردوس کی مسرتیں عطا کرے۔ آپ بے شک نیک روح ہیں"

یہ کہہ کر ناگ نے پتھر لگا کر قبر کو بند کر دیا۔ سیاہ سانپ ایک طرف خاموش بیٹھا تھا۔ اس نے سانپ کی زبان میں ناگ سے پوچھا کہ وہ ملکہ کی روح سے کیا باتیں کر رہا تھا۔ اس پر ناگ نے کہا۔

"یہ ایک راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ تم اب ملکہ کی قبر کی حفاظت کا کام سنبھالو"

سیاہ سانپ نے ناگ کو سلام کیا اور قبر سے کچھ فاصلے پر بڑے ایک پتھر کے نیچے اپنے بل میں گھس گیا۔ ناگ نے جلا دیا ملکہ کی قبر کے سرہانے رکھا اور وہاں سے عقاب کی شکل اختیار کر کے واپس ملک بابل کی طرف پرواز کر گیا۔

اس وقت عنبر اور ماریا ملک یونان کی طرف اور کیٹی تھیوسانگ قدیم ہندوستان کے نئے آباد ملک سنگلدیپ آج کے سری لنکا ملک کی طرف قلزم کے ساتھ سفر کر رہے

تھے۔ وہ دونوں الگ الگ ناگ کی تلاش میں نکلے تھے اور ناگ عقاب کی شکل میں اڑتا ہوا ملک بابل کی طرف جا رہا تھا۔ اس کا ارادہ وہاں سے ملک یونان کے شہر مقدونیہ میں ارسطو اور سکندر کے محل میں جانے کا تھا۔ کیونکہ اس نے سکندر سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے دوستوں یعنی عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ سے ملنے کے بعد اس کے پاس واپس ضرور آئے گا۔ کیٹی ماریا عنبر اور تھیوسانگ کا تو ناگ کو کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا۔ اب اس نے یہی فیصلہ کیا کہ بابل میں کچھ روز اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنے کے بعد واپس سکندر اعظم کے ملک چلا جائے گا۔

ناگ بڑی تیز رفتاری سے اڑ رہا تھا۔ وہ آدھی رات سے پہلے پہلے بابل پہنچ گیا۔ اس وقت ہزاروں برس پرانا شہر بابل گہری نیند سو رہا تھا۔ آج کل تو ملک بابل کے صرف دو چار کھنڈر ہی نظر آتے ہیں جو کہ ملک عراق میں بغداد شہر سے کچھ فاصلے پر ہیں لیکن ہزاروں برس پہلے بابل شہر میں چھ چھ منزلہ خوب صورت مکان ہوا کرتے تھے۔ چوڑی اور رونق والی سڑکیں تھیں جن پر رتھ، گھوڑا گاڑیاں اور پالکیاں چلا کرتی تھیں۔ رات کو شہر کے بارہ دروازوں پر مشعلیں روشن رہا کرتیں اور بادشاہ کا محل جگمگاتا رہتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب ناگ شہر کی فصیل کے اوپر سے اڑتا ہوا شہر میں داخل
ہوا تو اگرچہ شہر کے مکانوں میں اندھیرا تھا مگر دور بادشاہ
کا محل جگمگا رہا تھا۔ اس کو خیال آیا کہ بادشاہ کا خزانہ لٹنے
سے بچ گیا ورنہ آج شاہی خزانہ بالکل خالی ہوتا۔ ناگ ایک
اندھیرے ویران باغ میں ایک درخت پر اتر آیا۔ یہاں را
رات بسر کر کے دوسرے دن عنبر ماریا اور کیٹی وغیرہ کی کھوج
میں نکلنا چاہتا تھا۔ وہ درخت کی شاخوں میں ایک ٹہنی پر
بیٹھ گیا۔

باغ میں اندھیرا اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صحرا کی طرف
سے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دور کسی وقت چوکیدار
نی آواز سنائی دے جاتی تھی۔ اچانک ایک طرف سے ناگ
کو زنانہ آوازیں آتی سنائی دیں۔ ایک ہلکا سا قہقہہ بھی سنائی دیا
ناگ نے سوچا کہ پتہ کرنا چاہیئے کہ آدھی رات کو اندھیرے
باغ میں یہ عورتیں کیا کر رہی ہیں۔ اس نے وہیں سانپ کی
شکل بدلی اور درخت سے اتر کر جدھر سے عورتوں کے
تیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں ادھر کو رینگنے لگا۔ اس
نے ایک درخت کے نیچے بیٹھی دو ڈراؤنی شکل والی عورتوں
کو دیکھا۔ ان کی گول گول آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں۔ دانت
ہیں اوپر کو اٹھے تھے اور بال کھڑے۔ ان کے رنگ سیاہ تھے۔

سمجھ گیا کہ یہ بھوت پریت عورتیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ
جو عورتیں دنیا میں رہ کر گناہ کرتی ہیں۔ مرنے کے بعد ان کی
روحیں بھوت پریت بن کر دینا والوں کو پریشان کرنا اور مارنا
شروع کر دیتی ہیں۔ ان کے قبضے میں وہی عورتیں اور مرد آتے
ہیں جن کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ جن عورتوں، بچوں اور آدمیوں
کا خدا اور اس کے رسولؐ پر پختہ ایمان ہوتا ہے یہ بدروحیں
ان کے قریب بھی نہیں آتیں بلکہ خود ان سے ڈر کر دور بھاگ
جاتی ہیں۔ لیکن ایسے لوگ جن کے ایمان کمزور ہوتے ہیں اور
جو اچھے کام نہیں کرتے یہ بھوت پریت بدروحیں ان پر
قبضہ کر کے انہیں تنگ کرتی ہیں۔ اور کبھی کبھی مار بھی دیتی ہیں۔

عجیب بات تھی کہ ناگ کو یہ بدروحیں نظر آ رہی تھیں۔
حالانکہ بھوت پریت نظر نہیں آیا کرتے۔ ایک دم سے ناگ کو
خیال آیا کہ یہ بدروحیں اسے صرف اس لیے نظر آ رہی ہیں کہ اس
نے اپنی آنکھوں میں مت کال بوٹی کا سرمہ ڈال رکھا ہے۔ ناگ
ان کے قریب ہی گھاس میں چھپ کر ان کی باتیں سننے لگا۔
ایک بدروح بولی۔

"بہن! میں تو صبح ہونے سے پہلے اس ملک سے
چلی جاؤں گی۔ ملک ہندوستان میں بڑے کمزور ایمان
والے لوگ رہتے ہیں۔ وہاں میں ان لوگوں کو خوب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تنگ کر سکوں گی "

دوسری بد روح بولی ۔

"بہن ! میں تو آج رات صبح ہونے سے پہلے پہلے یہاں کسی نہ کسی کو چمٹ جاؤں گی تاکہ اسے خوب تنگ کروں پھر اسے مار ڈالوں ۔ آخر میں کب تک بے کار بیٹھی رہوں گی ۔ ہمارا یہی تو ایک کام ہے دنیا میں "

پہلی بد روح نے کہا ۔

"یہ بھی اچھا ہے کہ ہم غائب ہوتی ہیں ہمیں کوئی دیکھ نہیں سکتا ۔ ورنہ کاہن اور جادوگر لوگ ہم پر بھی منتر پھونک کر ہمیں بھسم کر ڈالیں "

دوسری بد روح نے جس درخت کے نیچے وہ بیٹھی تھی اس کی شاخ کی طرف اشارہ کر کے کہا ۔

"دنیا والے بھی بڑے بے خبر ہیں ۔ ان کو اصل میں کچھ پتہ نہیں ۔ اس درخت کے نیچے سے دن میں کتنے ہی لوگ گزرتے ہوں گے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ اگر اس درخت کے چند پتوں کو سکھا کر پیس لیا جائے ۔ اور انسان اسے اپنے جسم پر مل لے تو دنیا کی کوئی بد روح کوئی بھوت پریت اس کے قریب نہیں پھٹک سکتا "

اپنی بد روح درخت کی طرف دیکھ کر بولی ۔

"تو ٹھیک کہتی ہو بہن ! اس درخت کے پتے خشک ہو جاتے ہیں اور جب ان کا سفوف فضا میں اڑتا ہے تو میرا تو دم گھٹنے لگتا ہے ۔ یہ تو ہمارے لیے موت سے کم نہیں ۔ اچھا بہن ۔ میں اب ملک ہندوستان کی طرف چلتی ہوں ۔ وہاں مجھے بہت تماشا ملے گا "

یہ کہہ کر پہلے والی بد روح اتنی تیزی سے اڑی کہ ناگ اسے دیکھتا ہی رہ گیا ۔ اور وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی ۔

ناگ نے دوسری بد روح کی طرف دیکھا تو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ بھی اتنی تیزی سے اڑ گئی ۔ کہ ناگ کی آنکھوں کے سامنے غائب ہو گئی ۔

ناگ کو پہلی بار احساس ہوا کہ یہ بد روحیں جو کسی انسان کو نظر نہیں آتیں کس قدر تیزی سے اڑتی ہیں ۔ ناگ کو فکر لگ گئی کہ یہ بد روح جو اس شہر میں رہ گئی ہے ۔ یہ تو اب ضرور کسی نہ کسی کمزور دل عورت یا مرد یا لڑکے لڑکی کو چمٹے گی اور اسے مار ڈالے گی ۔ ناگ اس لڑکی یا لڑکے کو بچانا چاہتا تھا جس کو یہ بد روح چمٹنے والی تھی ۔ مصیبت یہ تھی کہ یہ بد روح اتنی تیزی سے ناگ کی نگاہوں سے اوجھل ہوتی تھی کہ وہ اس کا پیچھا نہیں کر سکتا تھا ۔ ناگ نے اسی وقت عقاب روپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدلا اور رات کے اندھیرے میں شہر کا چکر لگانا شروع کر دیا
وہ اُڑتے اُڑتے نیچے بھی آیا۔ اس نے مکانوں کے آگے
میں نیچی اُڑان بھی کی کہ شاید کسی مکان کے اندر سے چلانے
کی آواز آئے۔ مگر ہر طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ابھی تک بد
نوشہ نے اپنے شکار پر چھٹا نہیں مارا تھا۔

یونہی دن نکلنے لگا۔ شہر کا اندھیرا آہستہ آہستہ دُور
ہوتا گیا اور شہر کے سوئے مکان بیدار ہونے لگے۔ بازاروں
میں کچھ لوگ بھی اپنے اپنے کام کو جاتے دکھائی دیئے۔ ناگ
ابھی تک عقاب کی شکل میں تھا اور شہر کی ایک گلی کے نکڑ
کے پیچھے کے اوپر بیٹھا بڑا چوکنا ہو کر اِدھر اُدھر تک رہا تھا
کہ شاید کہیں اِسے بدروح نظر آجائے کیونکہ بدروح کو
صرف وہی دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ابھی تک اسے نہ تو بدروح
دکھائی دی تھی اور نہ ہی کسی مکان سے رونے پیٹنے اور
چلانے کی آواز آئی تھی۔ ناگ اُڑ کر دوسرے محلے کی طرف
نکل گیا۔

یہ آبادی سے کچھ دُور کا علاقہ تھا اور ایک جگہ کھجور
اور زیتون کے درخت اُگے تھے۔ ناگ نے دیکھا کہ وہاں
ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ ایک آدمی چشمے پر نہا رہا تھا۔
ایک عورت پاس ہی بیٹھی کپڑے دھو رہی تھی۔ ایک عورت

پھول توڑ رہی تھی۔ پیچھے ایک مکان تھا۔ جس کے آنگن میں
ایک عورت آگ جلا کر روٹیاں پکا رہی تھی۔ ناگ کو یہ
مکان بڑا اچھا لگا۔ وہ اُڑتا ہوا آیا اور اس مکان کے آنگن
کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں سے ایک
بہت ہی خوب صورت چہرے والی لڑکی ہاتھ میں چنگیر لیے
نکلی وہ۔ جہاں اس کی ماں روٹیاں پکا رہی تھی اِدھر کو آئی
ابھی وہ اپنی ماں کے قریب بھی نہیں پہنچی تھی کہ چیخ مار کر
وہ دھڑام سے صحن میں گر پڑی۔ اس کی ماں روٹیاں چھوڑ کر روتی
پیٹتی اس کی طرف بھاگی۔ باہر سے اس کا باپ بھی جو نہا رہا
تھا اندر کو دوڑا جو لڑکی پھول توڑ رہی تھی وہ بھی اندر کو بھاگی۔
خوب صورت چہرے والی لڑکی زمین پر تڑپ رہی تھی۔
اور اس کے حلق سے ایسی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی
اس کا گلا گھونٹ رہا ہو۔ لڑکی کی یہ حالت دیکھ کر ناگ نے
ایک دم سمجھ لیا کہ اسے بدروح چمٹ گئی ہے اور
اس نے اس لڑکی کو اپنا شکار بنا لیا ہے۔ ناگ کو ابھی تک
یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ وہی لڑکی مرتھا ہے جس کو مردہ فرعون
کے حکم پہ اس کے سیاہ پوش گورکن تاریک رات کو مصر
سے اغوا کر کے مردہ فرعونوں کی بستی میں لے گئے تھے۔
اور جہاں سے اسے عنبر کیٹی اور ماریا اپنی جان جوکھوں میں ڈال

COURTESY WWW.PAKSOCIETYFREE.PK

کر بچا کر لائے تھے۔ جب یہ لڑکی مرتھا واپس اپنے ماں باپ
کے پاس آ گئی تو انہوں نے خوف کے مارے ملک مصر
چھوڑ دیا اور یہاں بابل شہر میں آ کر اپنا ایک مکان
بنا کر رہنے لگے تھے۔ مرتھا کا باپ یہاں کھیتی باڑی کرتا
تھا۔ اس لڑکی مرتھا پر ہمیشہ سے وہم اور خوف سوار
رہتا تھا۔ اور بڑا ڈرا کرتی تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر
وہم کیا کرتی تھی اور اسے خدا پر پورا بھروسہ نہیں تھا۔
یہی وجہ تھی کہ بدروح نے اس لڑکی کو اپنا شکار چن لیا اور اس
سے چمٹ گئی۔ اس کی جگہ کوئی ایسی لڑکی ہوتی کہ جو کبھی وہم
نہ کرتی، اس کو خدا اور اس کے رسولؐ پر پورا پورا ایمان ہوتا
اور خدا کے سوا کبھی کسی سے خوف نہ کھاتی تو بدروح اس
کو کبھی نہ چمٹتی بلکہ وہ تو اس سے خود ڈر کر بھاگ جاتی۔ مگر یہ
لڑکی مرتھا کمزور عقیدے کی لڑکی تھی چنانچہ بدروح آسانی سے
اسے چمٹ گئی۔

ناگ نے بہر حال اس لڑکی کو بدروح کے قبضے سے چھڑانے
کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ خواہ لڑکی کمزور اور وہمی مزاج
کی تھی مگر بے گناہ تھی۔ ناگ نے پہلا کام یہ کیا کہ وہاں
سے عقاب بن کر اڑا اور سیدھا اس باغ میں گیا جہاں
اس نے رات گزاری تھی۔ پھر اس درخت پر آ گیا جس

کے نیچے رات دونوں بدروحیں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔
انہوں نے اسی درخت کے پتوں کے بارے میں کہا تھا کہ
اگر اس کے پتے سکھا کر اس کا سفوف کسی کے جسم پر چھڑک
دیا جائے تو کوئی بھی بدروح وہاں نہیں ٹھہر سکتی۔ ناگ نے
اس درخت سے ایک پتوں کی بھری ہوئی ٹہنی توڑ کر اپنی چونچ
میں پکڑی اور واپس اڑ گیا۔

وہ سیدھا اس لڑکی مرتھا کے مکان کے پاس ایک گنجان
درخت کے نیچے اتر پڑا اور فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ سب
سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ ٹہنی کے سارے پتے توڑ کر
اپنی جیب میں رکھ لیے۔ پھر لڑکی کے مکان کی طرف چلنے
لگا۔ مکان سے لڑکی کے چیخنے چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔
مکان کے باہر بھی کچھ عورتیں موجود تھیں۔ ناگ نے ایک آدمی
سے پوچھا۔

"یہاں کیا بات ہو گئی ہے بھائی؟"

اس آدمی نے بتایا کہ اس مکان میں ایک لڑکی رہتی ہے
جس نے دیوتاؤں کی بے حرمتی کی ہے اور اب دیوتا اس
سے انتقام لے رہے ہیں اور اس کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔
وہ تھوڑی دیر میں مر جائے گی۔ مکان کے آنگن کا دروازہ کھلا
تھا۔ ناگ اندر داخل ہو گیا۔ صحن میں ہمسائے میں رہتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والی کئی عورتیں کھڑی آپس میں کہہ رہی تھیں کہ مرتھا نے دیوی دیوتاؤں کی بے حرمتی کی ہوگی۔ تبھی دیوی اس کو ہلاک کرنے کئی ہے۔ ایک کمرے میں سے لڑکی مرتھا کے چلاتے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ناگ بے دھڑک اس کمرے میں داخل ہو گیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ تخت پر وہی لٹکی رسیوں میں جکڑی پڑی ہے۔ جس کو بدروح نے اپنے قبضے میں جکڑ رکھا تھا اس کے منہ سے جھاگ بہہ رہا ہے۔ جسم پسینے میں شرابور ہے۔ وہ حلق سے چیخوں کی آوازیں نکال رہی ہے۔ اس کے ماں باپ اور بہنیں تخت کے قریب بیٹھی رو رہی ہیں۔ دوسری عورتیں خوف زدہ کھڑی ہیں۔ لڑکی کو تخت کے ساتھ رسیوں سے باندھ رکھا ہے۔ پھر بھی وہ اچھل اچھل کر عورتوں کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس افراتفری میں کسی نے بھی ناگ کی طرف نہ دیکھا۔ ناگ نے لڑکی کے سرہانے اسی بدروح کو بیٹھے صاف دیکھ لیا۔ جو آدھی رات کو باغ میں اپنی دوسری بدروح بہن سے باتیں کر رہی تھی۔ مگر ناگ نے یہ ظاہر نہ کیا کہ اس نے بدروح کو دیکھ لیا ہے۔ اس نے لڑکی کی ماں سے کہا۔

"ان عورتوں کو یہاں سے باہر نکالو۔ میں اس کا بھوت بھگا دوں گا۔"

اس پر ناگ نے دیکھا کہ لڑکی کے سرہانے بیٹھی بدروح

نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اصل میں لڑکی بے چاری کا برا حال تھا۔ اس کی آواز کم نکل رہی تھی مگر بدروح زیادہ چلا رہی تھی اور خوفناک آوازیں نکال رہی تھی۔ اس کی آوازیں واقعی بڑی ڈراؤنی تھیں۔ لڑکی کی ماں نے ناگ کی طرف دیکھا۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ لڑکی کا باپ بولا۔

"بیٹا! تم کیوں اپنی جان گنواتے ہو۔ ہماری بیٹی نے دیوی کی بے حرمتی کی ہے۔ یہ تو اب مرنے والی ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"آپ کی لڑکی نے کس دیوی کی بے حرمتی نہیں کی۔ اس کو ایک بھوت بدروح نے اپنے قابو میں کیا ہوا ہے۔ میں اسے ابھی ٹھیک کرتا ہوں۔ آپ ان عورتوں کو باہر نکال دیں۔"

باپ نے عورتوں سے التجا کی کہ وہ باہر چلی جائیں۔ بڑی مشکل سے لڑکی کی بہنوں نے عورتوں کو کمرے سے باہر نکالا۔ جب کمرے میں صرف لڑکی مرتھا کی دو بہنیں ماں اور باپ ہی رہ گئے تو ناگ لڑکی کے تخت کے پاس بیٹھ گیا۔ اور بولا۔

"آپ لوگ فکر نہ کریں یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گی۔"

پھر اس نے لڑکی مرتھا کی چھوٹی بہن کے کان میں کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے ساتھ آؤ"

چھوٹی بہن ناگ کے ساتھ کمرے سے باہر آگئی۔ ناگ نے اسے دوسرے کمرے میں لے گیا اور جیب سے درخت کے پتے نکال کر بولا۔

"اسے آگ پر سکھاؤ اور پھر پتھر پہ پیس کر اس کا فوراً سفوف تیار کر کے ایک بند ڈبے میں بند کر کے اندر لے آؤ۔ خبردار جب تک میں اشارہ نہ کروں۔ ڈبے کا ڈھکنا مت کھولنا"

چھوٹی بہن بے چاری گھبرائی ہوئی تھی۔ بولی۔ ابھی لاتی ہوں۔

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

چاہ بابل کے قیدی

ناگ واپس بدروح والے کمرے میں آگیا۔

ناگ جان بوجھ کر بدروح سے آنکھیں نہیں ملا رہا تھا۔ وہ اس پر یہ ہرگز ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ لڑکی مرتھا چلا رہی تھی۔ اچھل رہی تھی۔ رسی تڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ناگ نے لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"اے بھوت! اس لڑکی کو تم کیوں تنگ کر رہے ہو؟ اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے"

بدروح قہقہہ لگا کر بولی۔

"یہ مجھے پسند آگئی ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ میرے راستے سے ہٹ جاؤ ورنہ میں تمہیں بھی ہلاک کر ڈالوں گی"

ناگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے بدروح! کیا تو مجھے جانتی ہے کہ میں کون ہوں؟ اگر تو مجھے جانتی ہے تو پھر میرے حکم پر اس لڑکی کو چھوڑ کر چلی جا"

بدروح قہقہہ لگا کر کہنے لگی۔

"تم ایک کمزور بکرے ہو۔ میں تمہیں کچا چبا کر کھا جاؤں گی۔ جان پیاری ہے تو یہاں سے بھاگ جا"

ناگ کو یہ سن کر خوشی ہوئی کہ بدروح نے اسے پہچانا نہیں تھا کہ وہ اصل میں کون ہے۔ یہ بات معلوم کرنی بہت ضروری تھی ورنہ ناگ بدروح پر حملہ نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ نے ابھی تک بدروح سے آنکھ نہیں ملائی تھی۔ مگر ترچھی نگاہ سے وہ دیکھ چکا تھا۔ کہ بدروح نے دو تین بار ناگ کی طرف اپنا مکروہ ہاتھ بڑھایا تھا مگر نہ جانے کیوں وہ ناگ کو اپنی گرفت میں نہ لے سکی تھی۔ اس پر ناگ کو حیرانی بھی ہوئی تھی اور خوشی بھی۔ شاید یہ ناگ کے جسم سے نکلنے والی خاص شعاعوں کا اثر تھا جسے بدروح نے خاص طور پر محسوس کر لیا تھا۔

اس کے باوجود بدروح ناگ سے خوفزدہ نہیں تھی۔ وہ بار بار ناگ کو دھمکی دے رہی تھی کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ نہیں تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی اور لڑکی سے پہلے

تمہیں ہلاک کر دوں گی۔ ناگ بدروح کو سمجھانے کی کوشش میں وقت گزار رہا تھا تاکہ مرتھا کی چھوٹی بہن پتوں کا سفوف لے آئے۔ اسے دوسرے کمرے سے سِل پر پتوں کے رگڑنے کی آواز برابر آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی مرتھا کی بہن ایک گول بند لکڑی کی ڈبی میں خاص سفوف لے کر آ گئی۔ ناگ نے سفوف کی ڈبی اس کے ہاتھ سے لے لی۔ اور بدروح سے کہا۔

"اس ڈبی میں تیری موت ہے۔ میں اب بھی تمہیں کہتا ہوں کہ اس لڑکی کو چھوڑ کر بھاگ جاؤ"

بدروح نے ایک بلند ڈراؤنا قہقہہ لگایا اور بولی۔

"میں ابھی تمہیں مزہ چکھاتی ہوں"

اور ناگ نے دیکھا کہ بدروح لڑکی کے سرہانے سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھی۔ شاید وہ لڑکی کی چھوٹی بہن کا گلا دبانا چاہتی تھی۔ کہ ناگ نے ڈبی کھول کر اس میں سے سفوف کی چٹکی بھری اور بدروح کے اوپر پھینک دی۔ بدروح کے منہ سے ایک بھیانک چیخ کی آواز نکلی اور وہ تڑپ کر چھت کی طرف لپکی ناگ نے سفوف کو سارے کمرے میں دیواروں کے ساتھ ساتھ بکھیر دیا۔ بدروح زور زور سے چیخیں مارتی کمرے سے اتنی تیزی سے بھاگی کہ ناگ اسے پوری طرح دیکھ بھی نہ سکا۔

بدروح کے جاتے ہی لڑکی مرتھا کی حالت ایک دم سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سنبھل گئی۔ اس کی آنکھوں کی چمک واپس آ گئی۔ چہرے کا رنگ
معمول پر آگیا۔ منہ سے جھاگ غائب ہو گئی۔ اس نے اپنی
خوبصورت آنکھیں کھول دیں۔ اور کہا۔

"ماں جی! میں کہاں ہوں؟ آپ نے مجھے کیوں باندھ
رکھا ہے؟"

لڑکی کو صحت یاب ہوتے اور اپنی اصلی حالت میں آتے دیکھ
کر ماں باپ اور بہنوں کی جان میں جان آئی۔ اِن کے چہرے
خوشی سے کِھل اُٹھے۔ ناگ کے کہنے پر اسی وقت لڑکی کی رسی
کھول دی گئیں۔

"بد روح چلی گئی ہے ماں جی! آپ کی بچی اچھی ہو
گئی ہے۔"

ماں اور باپ تو ناگ کے پاؤں میں گر پڑے۔ ناگ نے
فوراً انہیں اٹھایا اور کہا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کی بچی اچھی ہو
گئی۔ آپ خدا کا شکر ادا کریں۔"

لڑکی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ ناگ کے کہنے پر اسی وقت اسے
گرم دودھ پلایا گیا۔ اس کی بہنیں اسے نئے کپڑے پہنانے
کے لیے دوسرے کمرے میں لے گئیں۔ ناگ کی خوب خاطر داری
ہونے لگی۔ مگر وہ خاموش رہا۔ اس کو بھلا کسی کی خاطر مدارت

کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے تو محض انسان کی بھلائی کیلئے
ایسا کیا تھا۔ کیونکہ وہ کسی بے گناہ انسان کسی بے گناہ لڑکی یا
لڑکے کو مصیبت میں گرفتار نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لڑکی کے باپ
نے ناگ کے آگے پھل رکھے اور پوچھا۔

"بیٹا تم کون ہو اور کہاں سے رحمت کا فرشتہ بن کر
آ گئے؟"

ناگ بولا۔

"میں پردیسی ہوں۔ اِدھر سے گزر رہا تھا کہ عورتوں
کی آوازیں سنیں اور چلا آیا کہ لڑکی کی مدد کروں۔ خدا
کا شکر ہے کہ آپ کی بیٹی اچھی ہو گئی۔"

لڑکی کی ماں کہنے لگی۔

"بیٹا! کیا کہوں۔ پہلے تو ہماری بیٹی کو بھوت اُٹھا
کر لے گئے تھے۔ پھر تمہارے جیسے کچھ نیک دل
انسان اسے وہاں سے بچا کر ہمارے پاس لے
آئے۔ ہم پہلے مصر میں رہا کرتے تھے۔ اب لڑکی
کو لے کر بابل ہی آ گئے ہیں۔ مگر بھوتوں نے یہاں
بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔"

ناگ نے کہا۔

"ماں جی! آپ بالکل نہ گھبرائیں۔ میں آپ کو یہ سفوف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیئے جاتا ہوں ۔ اسے ہر روز صبح کے وقت اپنے
مکان کے چاروں طرف چھڑک دیا کریں۔ کوئی بھوت
آپ کے مکان میں نہیں آئے گا "
لڑکی کا باپ بولا ۔
"اور جب یہ ختم ہوگیا تو کیا کریں گے بیٹا؟"
ناگ نے لڑکی کے باپ کو باغ والے درخت کی پوری نشانی
بتا دی اور کہا ۔
"اس درخت کے پتے کبھی ختم نہیں ہوں گے ۔
جب سفوف ختم ہو جائے تو اس درخت کے تازہ
پتے لاکر انہیں سکھا کر اس کا سفوف تیار کر لیں "
لڑکی کی ماں کہنے لگی ۔
"بیٹا اگر ہماری بچی باہر گئی تو بھوت مکان کے باہر
اسے پکڑ لے گا "
ناگ نے کہا ۔
"گھر سے جو بھی باہر جائے تھوڑا سا سفوف اپنے جسم
پر لگا لیا کرے ۔ ساری زندگی کوئی بھوت کوئی بدروح
آپ کے قریب نہیں آئے گی "
اتنے میں دونوں بہنیں لڑکی مرتھا کو نئے کپڑے پہنا کر
لے آئیں ۔ اس نے ناگ کو سلام کیا اور بیٹھ گئی ۔ ناگ نے

لڑکی کو بھی سب کچھ سمجھا دیا ۔ اس نے ناگ کا بے حد شکریہ ادا کیا ۔
ناگ جانے لگا تو لڑکی کے باپ نے کہا ۔
"بیٹا! تم نے ہم پر بہت احسان کیا ہے ۔ ہماری خواہش
ہے کہ آج کی رات ہمارے مہمان بن کر رہو ۔ اور ہمیں
خدمت کا موقع دو "
ناگ کو بھی کوئی کام نہیں تھا ۔ اس نے سوچا کہ چلو یہ رات
اسی مکان میں بسر کرتے ہیں ۔ دوپہر کے بعد عنبر ماریا اور کیٹی کی تلاش
میں نکلوں گا ۔ لڑکی نے ناگ سے باتیں شروع کر دیں ۔ اس نے
کہا ۔
"میرا نام مرتھا ہے بھائی ۔ آپ کا کیا نام ہے؟"
ناگ اپنا نام نہیں بتانا چاہتا تھا ۔ بولا ۔
"تم مجھے لاگوس کہہ لو ۔ یہی میرا نام ہے بہن! "
دوپہر کا کھانا انہوں نے مل کر کھایا ۔ ناگ نے مرتھا سے یہ
پوچھنے کی خاص ضرورت محسوس نہ کی کہ اس کو پہلے بھوت اٹھا کر
کہاں لے گئے تھے ۔ اس نے سمجھا کہ اس قسم کی باتیں پرانے
زمانے میں ہوا ہی کرتی تھیں ۔ کہ بھوت اٹھا کر لے جاتے
تھے ۔ [illegible] واپس چھوڑ جاتے تھے ۔ ورنہ اسے مرتھا سے
[illegible] ۔ حال معلوم ہو جاتا ۔
دوپہر [illegible] کمرے میں آرام کرنے کی غرض

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے لپٹ گئے۔ ناگ دوسرے کمرے میں قالین پر آکر لیٹ گیا۔
شہر کی طرف جانے کا وہ ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک ساتھ والے
کمرے سے مرتھا کی چیخ بلند ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی
بہنوں اور ماں کے چلانے اور مدد کے لیے پکارنے کی آوازیں
آنے لگیں۔ ناگ بھاگ کر ساتھ والے کمرے میں گیا۔ دیکھا کہ مرتھا
قالین پر بڑی تڑپ رہی ہے۔ اس کی ماں نے روتے ہوئے کہا:
"بیٹا! اسے سانپ ڈس گیا ہے۔ جانے کہاں سے
نکل آیا تھا۔"

مرتھا کی بہنیں اور باپ مرتھا کو سنبھال رہے تھے اور
رو رہے تھے۔ ناگ مرتھا کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے کمرے
میں نگاہ ڈالی۔ اور پوچھا۔
"سانپ کدھر سے آیا تھا؟"
"بیٹا! کچھ معلوم نہیں۔ یہ اسی بھوت نے بھیجا ہوگا۔
اب میری بیٹی کا کیا بنے گا؟"
لڑکی مرتھا پر غشی طاری ہونے لگی تھی۔ ناگ نے کہا۔
"آپ سب فکر نہ کریں۔ مرتھا ابھی ٹھیک ہو
جائے گی۔ آپ سب پرے ہٹ جائیں۔"
سب کو ناگ پر بھروسہ تھا۔ اس لیے فوراً پرے
ہٹ گئے۔ ناگ نے آنکھیں بند کرکے منہ سے ایک ہلکی

سی سیٹی کی آواز نکالی اور اس سانپ کو بلایا جو ابھی تھوڑی دیر
پہلے کو ڈس کر فرار ہوا تھا۔ اس سانپ کو واقعی بددروح نے
بھیجا تھا جو ابھی تک شکست کھانے کے بعد اس مکان سے
کچھ فاصلے پر ایک درخت کی شاخوں میں چھپی بیٹھی تھی اور اس
لڑکی کو ہر حالت میں ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔ اس نے وہیں چشمے
کے قریب ایک جگہ رہتے سانپ کو بل میں سے کھینچ کر باہر نکالا اور
حکم دیا کہ جاؤ۔ اور فلاں شکل کی لڑکی کو ڈس آؤ۔ سانپ بددروحوں
کے حکم کو ٹال نہیں سکتے۔ سانپ فوراً گیا اور مرتھا کو ڈس کر باہر
بھاگ گیا۔ اس نے ناگ دیوتا کی آواز سنی تو فوراً چشمے والے
اپنے بل سے نکل کر مکان کی طرف دوڑا۔

مرتھا ابھی ہوش میں تھی۔ اس کی بہنوں باپ اور ماں
نے دیکھا کہ ایک نسوار رنگ کا سانپ رینگتا ہوا کمرے میں
داخل ہوا۔ سب کی چیخیں نکل گئیں۔ ناگ نے ہاتھ سے خاموش
رہنے کا اشارہ کیا۔ اور سانپ سے کہا۔
"میں ناگ دیوتا تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس لڑکی کے جسم
سے اپنا سارا زہر واپس چوس لو۔"
سانپ نے ادب سے سر جھکا دیا اور بولا۔
"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"
اور مرتھا کی طرف بڑھا۔ مرتھا گھبرائی۔ سیٹی۔ وہ زیادہ ہوش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ین نہیں تھی۔ پھر بھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور سمجھ گئی تھی کہ
یہ شخص ناگ ہے جس کا ذکر مردہ فرعونوں کی بستی میں اس کے
ساتھی عنبر ماریا اور کیٹی کیا کرتے تھے۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔
"مرتھا بہن! یہ سانپ اب تمہیں ڈسے نہیں بلکہ تمہارے
جسم کا زہر چوسنے آرہا ہے۔ تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔"
مرتھا کو چونکہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ شخص ناگ ہے اس لیے
اس نے اپنا پاؤں سیدھا کر دیا۔ سانپ نے اپنا منہ مرتھا کی
ایڑی پر اس جگہ رکھ دیا جہاں اس نے ڈسا تھا۔ اور آہستہ
آہستہ مرتھا کے جسم میں داخل کیا ہوا زہر چوسنا شروع کر
دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں مرتھا کے جسم کا سارا زہر سانپ
نے چوس لیا اور منہ پیچھے ہٹا کر ناگ کے آگے سر جھکایا اور بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی
میں نے سارا زہر چوس لیا ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"کیا تمہیں بدروح نے بھیجا تھا؟"
"ہاں عظیم ناگ دیوتا! مگر مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اب
ایسی غلطی ہرگز نہیں کروں گا۔"
ناگ نے سانپ کو ڈانٹ کر واپس بھیج دیا۔ مرتھا کے
پہرے کی رونق واپس آ گئی۔ ماں باپ اور بہنیں مرتھا کو نئی زندگی

ملنے دیکھ کر بے حد خوش ہوئیں۔ اور مرتھا کو گلے لگا لیا۔ ناگ نے
کہا۔
"اب کوئی سانپ بھی اس گھر میں داخل نہیں ہو گا۔"
مرتھا نے مسکرا کر کہا۔
"جب عظیم ناگ دیوتا منع کر دے تو کس سانپ کو جرأت
ہو سکتی ہے کہ ہمارے گھر میں داخل ہو۔"
ناگ تو اپنی جگہ سے اچھل سا پڑا۔ اس کا منہ حیرت کے مارے
کھلے کا کھلا رہ گیا کہ اس عام سی لڑکی کو یہ کیسے پتہ چل گیا کہ وہ ناگ
دیوتا ہے؟ مرتھا کی بہنیں ماں اور ماں باپ بھی کبھی مرتھا اور کبھی
ناگ کی طرف تک رہی تھیں۔ ناگ نے مرتھا کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر پوچھا۔
"سچ سچ بتاؤ لڑکی تم کون ہو اور تمہیں کیسے پتہ چلا کہ
میں ناگ دیوتا ہوں؟"
مرتھا ہنسنے لگی۔ بولی۔
"ناگ جیتا! مجھے کوئی غیب کا علم نہیں ہے۔ مجھے اس
لیے پتہ ہے کہ تم ناگ دیوتا ہو کہ میں عنبر ماریا اور کیٹی
کے ساتھ فرعونوں کی بستی میں کچھ وقت گزار چکی ہوں۔
وہ ہر وقت مجھ سے تمہارا ذکر کیا کرتے تھے۔"
ناگ کو اب اور زیادہ حیرت ہوئی کہ لڑکی تو عنبر ماریا اور کیٹی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کر بھی جانتی ہے اور ان کے ساتھ رہ چکی ہے۔ ناگ نے کہا۔
"خدا کے لیے مجھے بتاؤ کہ عنبر ماریا کیٹی کہاں ہیں؟"
اب مرتھا نے فرعونوں کی پراسرار بستی میں اغوا ہو کر جانے اور عنبر ماریا کیٹی کے وہاں پہنچنے اور پھر اسے ساتھ لے کر وہاں سے فرار ہو کر آنے کی ساری داستان سنا ڈالی اور بولی۔
"میں اور میرے والدین عنبر ماریا کیٹی کا احسان کبھی نہیں بھلا سکتے کیونکہ وہی مجھے اس موت کی بستی سے نکال کر میرے ماں باپ کے پاس لائے تھے۔"
[illegible]
[illegible]
[illegible]

COURTESY WWW.[illegible]SPKEE.PK

ناگ دیوتا ہے اور سانپ ہے تو وہ اس سے کچھ کچھ خوف محسوس کرنے لگے۔ پھر انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ ناگ نے سانپ کو حکم دے کر وہاں بلایا اور سانپ نے اس کے حکم سے مرتھا کے جسم سے اپنا سارا زہر چوس لیا تھا۔

دوسری طرف جب بدروح سے، جو ابھی تک مکان سے کچھ دور ایک درخت میں چھپی بیٹھی تھی۔ یہ دیکھا کہ لڑکی مرتھا کے مکان سے اس کی لاش نہیں نکلی۔ اور رونے کی آوازیں بھی نہیں آرہی ہیں تو وہ بڑی سٹ پٹائی۔ لپک کر نسواری سانپ کے بل میں ہاتھ ڈال کر اسے باہر نکالا اور پوچھا کہ اس نے لڑکی کو ڈسا تھا تو وہ مری کیوں نہیں؟

نسواری سانپ نے کہا۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اندر ناگ دیوتا موجود ہے۔ میں نے لڑکی کو ڈسا تھا۔ مگر ناگ دیوتا نے حکم دیا کہ لڑکی کا زہر چوس لو اور میں نے اس کا سارا زہر چوس لیا۔"

بدروح نے چلا کر کہا۔

"تم نے ایسا کیوں کیا؟"

نسواری سانپ بولا۔

"اس لیے کہ میں ناگ دیوتا کا حکم نہیں ٹال سکتا۔ وہ ہمارے سب سے بڑے دیوتا ہیں۔"

بدروح کا مکروہ چہرہ بگڑ گیا۔ بولی۔ تو وہ آدمی ناگ دیوتا ہے۔ تب ہی میرا ہاتھ اس کے جسم کے قریب جاتے ہی اپنے آپ ایک ہلکے سے جھٹکے سے واپس آجاتا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی پھر اس نے نسواری سانپ سے کہا۔ ٹھیک ہے تم چلے جاؤ۔ سانپ اپنے بل میں گھس گیا۔ بدروح نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ناگ دیوتا سے انتقام ضرور لے گی۔ کیونکہ اس نے اسے خطرناک شکست دی تھی۔ اور بدروح اپنی شکست کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن وہ ناگ دیوتا تھا۔ اس پر کسی سازش کے ذریعے ہی ہاتھ ڈالا جا سکتا تھا۔ ناگ دیوتا کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔

بدروح واپس درخت میں جا کر چھپ گئی۔ اس نے اپنی بڑی بہن کا تصور ذہن میں جمایا اور اسے کہا۔

"میری بہن! میں بڑی مشکل میں ہوں۔ فوراً میری مدد کو پہنچو۔"

دوسرے ہی لمحے اس بدروح کی بہن بدروح وہاں درخت پر اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ اس نے اپنی چھوٹی بہن سے پوچھا کہ وہ پریشان کیوں ہے؟ بدروح نے اپنی بڑی بہن کو ساری کہانی بیان کی اور عرض کر کہا میں ناگ دیوتا سے ہر حالت میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انتقام لینا چاہتی ہوں۔ میں اسے ایسا مزا چکھانا چاہتی ہوں کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے۔

"تم خوب جانتی ہو کہ ہم بد روحیں اپنی شکست کبھی برداشت نہیں کیا کرتیں۔"

بڑی بد روح بہن سوچ میں پڑ گئی۔ پھر بولی۔

"وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کی طاقت کچھ کم نہیں ہے۔ تم اس کو چٹ بھی نہیں سکتی ہو۔ تم اسے آگ میں بھی نہیں ڈال سکتی ہو۔ ایسا کرو گی تو وہ اپنی جون بدل کر اُڑ جائے گا۔"

دوسری بد روح نے کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ مقابلہ ناگ دیوتا سے ہے جو زمین اور سمندر کے سارے سانپوں کا دیوتا ہے۔ مجھے اگر ناگ دیوتا پر برتری حاصل ہے تو صرف اتنی کہ وہ مجھے دیکھ نہیں سکتا۔"

بڑی بد روح بولی۔

"بس اسی ایک شے سے تم فائدہ اٹھا کر ناگ سے کسی طرح اپنا بدلہ لے سکتی ہو۔"

دوسری بد روح نے کہا۔

"لیکن یہی تو میں تم سے پوچھ رہی ہوں کہ میں اپنے دشمن

ناگ سے کس طرح بدلہ لوں گا؟"

بڑی بد روح بہن نے کافی سوچ بچار کے بعد کہا۔

"تم ناگ کو اپنی نگاہوں میں رکھو۔ وہ جہاں جائے اس کا پیچھا کرتی رہو۔ اتنی دیر میں میں اپنے بد روحوں کے قبیلے کی سردارنی بد روح سے مشورہ کرتی ہوں۔ میں بہت جلد سردارنی بد روح سے مشورہ کر کے تمہارے پاس آ جاؤں گی۔ تم فکر مت کرنا۔"

بد روح نے کہا۔

"ٹھیک ہے سردارنی بد روح بڑی تجربہ کار ہے۔ اسے ضرور کوئی ایسا طریقہ معلوم ہو گا۔ جس کی مدد سے میں ناگ سے اپنی اور اپنے قبیلے کی شکست کا بدلہ لے سکوں گی۔"

[illegible] چلی گئی۔ دوسری بد روح [illegible] پر بیٹھی [illegible] اپنی نظریں مرتھا کے مکان پر [illegible] جہاں [illegible] مرتھا کے پاس بیٹھا عنبر تھیو سانگ [illegible] کیٹی کی باتیں کر رہا تھا۔ جب رات ہوئی تو ناگ [illegible] دوسرے لوگوں کے ساتھ ہو گیا۔ اگلے روز وہ اٹھا [illegible] دھو کر تازہ دم ہوا اور پھر مرتھا اور اس کے باپ اور ماں سے اجازت لے کر عنبر ماریا، کیٹی اور تھیو سانگ کی کھوج میں شہر کی طرف چل پڑا۔ وہ سب سے پہلے سیدھا [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچا۔ جہاں عنبر ماریا اور وہ رہا کرتے تھے۔

سرائے میں اب نہ عنبر تھا، نہ کیٹی اور نہ تھیو سانگ

ناگ نے سرائے کے مالک اور نوکروں سے کافی پوچھ گ
کہ اس کے جو دوست سرائے کی کوٹھڑی میں رہتے تھے و
کہاں گئے ہیں۔ مگر کوئی بھی اسے تسلی بخش جواب نہ دے
کسی کو پتہ ہی نہیں تھا کہ عنبر وغیرہ کہاں کو مر گئے ہیں۔ سرا
میں کتنے ہی مسافر آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ ناگ نا
ہو کر شہر کی گلیوں اور بازاروں میں گھومنے لگا۔ دن کا وقت
بابل کے خوب صورت بازاروں میں بڑی رونق تھی۔ اِسے ش
کی فضا میں عنبر ماریا اور کیٹی، تھیو سانگ کی خوشبو بھی نہیں آ
تھی۔ وہ اتنا ضرور سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ اس شہر سے کسی طرف
نکل چکے ہیں۔ اب وہ صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کس
طرف کو گئے ہیں۔

لیکن اس سوال کا جواب اسے بھلا کون دے سکتا تھا؟ با
میں دن کافی نکل آیا تھا سڑکوں گلیوں میں بڑی رونق تھی
ہر ملک کے لوگ چل پھر رہے تھے۔ دکانیں سجی ہوئی تھیں
خرید و فروخت ہو رہی تھی۔ بابل میں ایک چاہ بابل ہوا کرتا
تھا ایک بہت بڑا گول مینار تھا۔ جس کے نیچے زمین کے اند
اندر نیچی چھت والے کئی خانے بنائے گئے تھے ان تہ خانوں
میں بادشاہ اپنے دشمنوں کو پھینکوا دیتا تھا جہاں وہ سو

روشنی اور تازہ ہوا کے بغیر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اور مہلک بیماریوں
مبتلا ہو کر مر جاتے تھے۔ چاہ بابل کے نام سے ہر کوئی کانپ
اٹھتا تھا۔ کیوں ایک بار جو کوئی اس چاہ بابل میں ڈالا جاتا پھر
اس کی ہڈیاں بھی باہر نہیں آتی تھیں۔ وہیں تاریک تہہ خانے
میں زمین کھود کر اسے دبا دیا جاتا تھا۔ یہ گول مینار شہر میں ہر
طرف سے دکھائی دیتا تھا۔

ناگ کی بھی ایک بازار میں گزرتے ہوئے چاہ بابل کے
مینار پر نظر پڑی تو وہ سوچنے لگا کہ نہ جانے کتنے بد قسمت قیدی
اس وقت اس مینار کے نیچے زندگی اور موت کی کشمکش میں گرفتار
ایڑیاں رگڑ رہے ہوں گے۔ وہ بازار کا موڑ گھومنے لگا تو اسے
کسی کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی اس کے
اوپر سے گزر گیا ہو۔ ناگ نے منہ اوپر اٹھا کر دیکھا۔ اسے کچھ
نظر نہ آیا۔ لیکن اس وقت بد روح اس کے سر کے اوپر سے
گزر گئی تھی۔ جو برابر اس کے پیچھے لگی تھی۔ ناگ نے ابھی
تک اسے نہیں دیکھا تھا۔ ناگ کو اس کا خیال بھی نہیں آیا تھا
کہ وہ اس کا پیچھا کر رہی ہوگی۔ جس وقت بد روح ناگ
کے اوپر سے پھڑ پھڑاتی ہوئی گزر رہی تھی تو اس نے ناگ
کے جسم سے ساتھ ایک خاص قسم کی ہوا کی لہر کو ٹکرا دیا تھا۔
ہوا کی اس لہر میں بد روح کے جسم کی ایک خاص بُو تھی جو ناگ کے
جسم کے ساتھ چپٹ گئی تھی۔ اب ناگ جہاں بھی ہوتا جس شکل میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی ہو بدروح کو اس کی بُو آ سکتی تھی۔ اور پتہ کر سکتی تھی کہ

کہاں ہے؟

ناگ کو صرف پھڑ پھڑاہٹ کی آواز ہی سنائی دی تھی جو

تیزی سے اس کے اوپر سے ہو کر نکل گئی کہ وہ سمجھا کہ شاید یہ کسی

تیز رفتار پرندہ ہو گا۔ اسے پتہ نہ چل سکا کہ بدروح نے اس

جسم کے ساتھ ایک خاص قسم کی بُو چپکا دی ہے۔ ناگ کو خود

بھی اس بُو کا احساس نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ بابل شہر کے بازار

میں سے گزرتا مینار بابل کے قریب بنے ہوئے ایک باغ میں آ

درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اب وہ یہ سوچ بچار کرنے لگا کہ

ماریا کیٹ اور تھیوسانگ کے کھوج میں کس ملک کا رُخ کرے

پہلے اس کا خیال سکندر اعظم اور ارسطو کے ملک یونان جانے

کا تھا۔ کیونکہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ پھر اس نے سوچا کہ یونان

کی بجائے بابل شہر کے شمال کی طرف منگولیا کے علاقے میں جانا چاہیے

ہو سکتا ہے عنبر ماریا اسی طرف گئے ہوں۔ انہی خیالوں میں گم

ناگ کو اس باغ میں بیٹھے بیٹھے سہ پہر ہو گئی۔ دن ڈھلنے لگا

منحوس اور بدنام بابل کا مینار اس کو وہاں سے صاف

نظر آ رہا تھا۔ اس مینار کے اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں تھی

صرف شاہی خاندان کے شہزادے اور شہزادیاں کسی وقت

مینار پر چڑھ کر شہر کا منظر دیکھا کرتی تھیں یا پھر بد قسمت

قیدیوں کو زنجیروں میں جکڑ کر مینار کے دوسرے دروازے

کے ذریعے نیچے چاہ بابل کی کال کوٹھڑیوں میں مرنے کے لیے

پہنچا دیا جاتا تھا۔

بدروح بھی اسی باغ میں ایک درخت پر بیٹھی ناگ کو

دیکھ رہی تھی۔ اب بدروح کو ناگ کے جسم سے اپنی

خاص بُو بھی آ رہی تھی۔ اگر ناگ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو

بھی جاتا تو وہ اس کی بُو سے اس کو تلاش کر سکتی تھی۔ بدروح

اپنی بڑی بدروح بہن کا بھی انتظار تھا جو سردار نی بدروح

سے ناگ سے بدلہ لینے کا کوئی طریقہ معلوم کرنے گئی تھی۔ دن

ڈھلنے لگا تھا۔ دھوپ کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا۔ دن کی تپش

بھی کم ہو گئی تھی۔ باغ میں ہلکی ہلکی ہوا چلنے لگی تھی۔ ناگ کی نظریں

مینار بابل کی طرف تھیں۔ اس نے دیکھا کہ ایک طرف سے کچھ

سپاہی ایک اٹھارہ انیس سال کے نوجوان لڑکے کو زنجیروں

میں جکڑے لیے چلے آ رہے ہیں۔ لڑکا رو رو کر ان سے

رحم کی بھیک مانگ رہا ہے۔ مگر بادشاہ کے سنگدل سپاہیوں

پر اس کا کچھ اثر نہیں ہو رہا۔ اور وہ اسے کھینچے لیے چلے

جا رہے ہیں۔ ناگ کو اس لڑکے پر بڑا ترس آیا۔ وہ باغ

سے اٹھا اور سپاہیوں کے پاس جا کر بولا۔

"بھائیو! تم اس معصوم کو کہاں لیے جا رہے ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حالانکہ ناگ کو معلوم تھا کہ وہ اسے چاہ بابل میں ڈالنے کیلئے جا رہے ہیں۔ مگر ناگ سپاہیوں کی زبانی پتہ کرنا چاہتا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔ سپاہیوں نے گھوڑ کر ناگ کی طرف دیکھا۔ ناگ نے اپنا سوال پھر دہرایا تو ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر ناگ کو گردن سے پکڑا اور بولا۔

"تم بھی اس کے ساتھی معلوم ہوتے ہو"

سپاہیوں کے ساتھ ایک کپتان بھی تھا۔ اس نے زرہ بکتر پہن رکھا تھا۔ ہاتھ میں نیزہ تھا۔ کپتان نے چلا کر کہا۔

"اس آدمی کو بھی چاہ بابل میں اس لڑکے کے ساتھ ہی ڈال دو۔ یہ بھی اس کا ساتھی ہے"

فوراً سپاہیوں نے ناگ کو دبوچ لیا۔ ناگ نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ یعنی اس نے آگے سے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ اصل میں وہ خود چاہتا تھا کہ چاہ بابل میں لڑکے کے ساتھ جائے۔ اس سے معلوم کرے کہ اسے کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔ اور پھر اسے وہاں سے نکالنے کی کوشش کرے۔ سپاہیوں نے ناگ کے ہاتھ رسی سے باندھے اور اسے بھی گھسیٹتے ہوئے چاہ بابل کے دروازے کی طرف لے چلے۔ لڑکے نے روتے ہوئے ناگ کو ایک نظر دیکھا۔ مگر اسے تو اپنی جان بچانے کی پڑی تھی۔ وہ رو رو کر بولا۔

"میں بے گناہ ہوں۔ مجھے نہیں معلوم میرا باپ کہاں ہے"

مگر سپاہی بھلا کہاں سنتے تھے۔ انہیں تو بادشاہ کی طرف سے حکم ملا تھا کہ چونکہ لڑکے کا باغی باپ فرار ہو گیا ہے اور گرفتار نہیں ہو رہا اس لیے اس کے نوجوان بیٹے کو چاہ بابل میں پھینک کر اعلان کر دیا جائے کہ اگر اس کے باپ نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش نہ کیا۔ تو اس کا نوجوان بیٹا چاہ بابل میں ہی سسک سسک کر مر جائے گا۔ چاہ بابل کے دروازے پر ننگی تلواریں لیے بیٹے کئے سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ وہ شاہی دستے اور شاہی قیدیوں کو دیکھ کر ایک طرف ہٹ گئے اور نوجوان لڑکے کے ساتھ ہی ناگ کو بھی سپاہی گھسیٹتے ہوئے چاہ بابل کی سیڑھیوں پر لے آئے۔ یہ سیڑھیاں چاہ بابل کی دیوار کے ساتھ چکر کی طرح گھومتی ہوئی زمین کے اندر گہری تاریکی میں اتر گئی تھیں۔ جہاں آج تک سورج کی ایک کرن بھی نہیں پہنچی تھی۔

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

آسیب کا انتقام

بد روح نے ناگ کو چاہ بابل میں جاتے دیکھ لیا تھا۔
مگر اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ ایک قوی
معلوم ہو گیا تھا کہ ناگ چاہ بابل میں گرفتار ہو گیا ہے۔ دوسرے
اسے ناگ کی برابر خوشبو آ رہی تھی۔ وہ جب چاہے اس کے
پاس پہنچ سکتی تھی۔ بد روح وہیں باہر باغ کے درخت
میں بیٹھی اپنی بڑی بدروح بہن کی راہ دیکھتی رہی۔ اسے معلوم تھا
کہ آج رات وہ کسی وقت بھی آ جائے گی۔

بادشاہ کے سپاہی ناگ اور لڑکے کو لے کر چاہ بابل کی
سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ جوں جوں وہ نیچے جا رہے
تھے دن کی روشنی کم ہوتی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ بالکل اندھیرا
چھا گیا۔ اب چوڑی سیڑھیوں میں جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں۔
وہ زمین کے اندر کافی نیچے اتر گئے تھے۔ یہاں ہوا میں نمی کی
تیزی تھی اور حبس بھی بڑھ گیا تھا۔ سپاہی زنجیروں میں جکڑے
ہوئے لڑکے کو آگے آگے لیے جا رہے تھے۔ ناگ پیچھے پیچھے

تھا۔ لڑکے نے اب رونا بند کر دیا تھا۔ اندھیرے میں اس کے
سسکیاں بھرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ مشعل کی روشنی
کے قریب سے سیڑھی اترتی تو ناگ لڑکے کو دیکھتا کہ اس کا سر
جھکا ہوا ہے۔ اور وہ لڑکھڑا کر چل رہا ہے۔ زنجیروں کی
جھنکار اس کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔

تاریک سیڑھیاں ایک جگہ پہنچ کر ختم ہو گئیں۔ یہاں سے چاہ
بابل کے بدنام اور موت کے تہہ خانوں کا سلسلہ شروع ہوتا
تھا۔ اس جگہ چھت اتنی نیچی تھی کہ ناگ کو گردن جھکا کر چلنا پڑ
رہا تھا۔ سپاہیوں نے ایک کوٹھڑی میں دونوں کو لے جا کر
ان کی رسیاں اور زنجیریں کھول دیں۔ اور انہیں بند کر دیا کوٹھڑی
کا دروازہ کوئی نہیں تھا مگر جہاں سے چاہ بابل کے تہہ خانے
شروع ہوتے تھے وہاں سیڑھیوں کے آگے ایک دالان
تھا۔ جہاں سپاہیوں کا ایک دستہ ہر وقت ہتھیار لگائے
پہرے پر موجود رہتا تھا۔

کوٹھڑی میں آتے ہی ناگ نے لڑکے کے سر پر شفقت سے
ہاتھ رکھا اور کہا۔

"میرے بیٹے! پہلی بات تو یہ ہے کہ گھبراؤ بالکل
نہیں۔ اگر تم بے گناہ ہو تو خدا تیری مدد کرے گا۔
اور تم ضرور آزاد ہو جاؤ گے۔ دوسری بات یہ ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر مجھے بتاؤ تم نے ایسا کون سا جرم کیا ہے کہ جس کی
سزا تمہیں اتنی گھناؤنی دی گئی ہے ؟"

ناگ کی باتوں سے لڑکے کی کچھ ڈھارس بندھی۔ وہ پہلے ہی
سے ناگ کی ہمدردیوں کا شکر گزار تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ
ناگ محض اس کی وجہ سے قید میں ڈالا گیا ہے۔ لڑکے نے ناگ
کی طرف دیکھا۔ کوٹھڑی کے اندھیرے میں ناگ کو لڑکے کی آنسو بھری
آنکھیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

اس نے کہا۔

"میرا نام ہیمو ہے۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔"

ناگ نے پوچھا۔

"پھر تمہیں یہاں کیوں پھینکا گیا ہے ؟"

ہیمو بولا۔

"میرے باپ نے بادشاہ کے ظلم کے خلاف آواز بلند کی
تھی۔ کیونکہ بادشاہ کے حکم سے غریب کسانوں کی زمین
پر قبضہ کیا جا رہا تھا۔ بادشاہ نے میرے باپ کو
باغی قرار دے دیا اور حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی
جائے لیکن میرا باپ شاہی سپاہیوں کے آنے سے
پہلے ہی فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ بادشاہ کے
سپاہیوں نے میری بوڑھی ماں کو تو کچھ نہ کہا لیکن مجھے

پکڑ لیا اور یہاں لے آئے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان
کر دیا کہ اگر ایک ہفتے کے اندر اندر میرا باپ اپنے
آپ کو بادشاہ کے حوالے نہیں کرتا تو میری گردن اڑا
دی جائے گی۔ بس میرا صرف یہی گناہ ہے کہ میں ایک
باغی کی آواز بلند کرنے والے باپ کا بیٹا ہوں۔"

لڑکا رونے لگا کہ نہ جانے اس کی ماں کا اس کی جدائی میں کیا حال
ہو رہا ہو گا۔ ناگ ساری بات سمجھ گیا۔ اس نے لڑکے کو تسلی دی
اور کہا۔

"ہیمو! تم حوصلہ نہ ہارو۔ میں تمہیں یہاں سے نکال لے
جاؤں گا۔"

لڑکا پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کا منہ تکنے لگا۔ پھر بولا
"مگر تم تو خود میرے ساتھ یہاں قید میں پڑے ہو۔
تم مجھے یہاں سے کیسے نکالو گے؟ نہیں نہیں۔ تم میری
خاطر یہاں کیوں آئے۔ تمہیں مجھ بدنصیب کے لیے اپنی
جان پر کھیلنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔"

ہیمو کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور شفقت بھری آواز میں کہا۔

"میرے بچے! یقین کرو۔ میں تمہیں یہاں نہیں رہنے
دوں گا۔ سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ اگر تم یہاں
سے فرار ہو جاؤ۔ تو اپنی والدہ کو لے کر کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسرے ملک جا سکتے ہو! کیونکہ پھر تم بابل میں نہیں
رہ سکو گے۔"

پہلے تو لڑکے کو یقین ہی نہیں آیا کہ ناگ اسے زمین کے نیچے
بنے ہوئے ایک ایسے تہہ خانے سے نکال سکے گا جہاں شاہی
فوج کا پورا دستہ ہر وقت پہرہ دیتا ہے۔ لیکن جب ناگ نے
اسے بار بار کہا کہ وہ بتائے کہ فرار ہونے کے بعد اپنی والدہ
کو لے کر کس محفوظ علاقے میں جا سکتا ہے۔ تو اُسے کچھ کچھ حوصلہ
ہوا۔ وہ کہنے لگا۔

"یہ میری ماں ہی بتا سکتی ہے۔ مجھے کچھ معلوم
نہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"تم مجھے اپنے گھر کا پتہ بتاؤ۔ میں تمہاری والدہ
سے جا کر خود معلوم کرتا ہوں۔"

لڑکے ہیو اب اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ شخص قید میں پڑا
ہے اور کتنی آسانی سے پوچھ رہا ہے کہ مجھے گھر کا پتہ بتاؤ تاکہ میں
جا کر تمہاری والدہ سے مل سکوں۔ ہیو یہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا کہ
تم یہاں سے باہر کس طرح نکلو گے۔ ناگ بولا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ بس تم مجھے اپنے گھر کا پتہ
بتا دو۔"

لڑکے نے ناگ کو اپنے گھر کا پتہ سمجھا دیا۔ ناگ کو معلوم تھا
باہر رات کی تاریکی چھا گئی ہوگی۔ اس وقت وہ آسانی سے
لڑکے کے گھر جا سکتا تھا۔ اس نے لڑکے سے کہا۔

"آنکھیں بند کر کے کونے میں سو جاؤ۔ میں جا رہا ہوں
تمہارے گھر ــــ تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گا۔ مگر
آنکھیں تھوڑی دیر کے بعد کھولنا۔"

ہیو تو پریشان ہو گیا کہ یہ شخص ضرور کوئی جن بھوت ہے۔
سہم کر دیوار کے ساتھ لگ کر فرش پر لیٹ گیا اور اس نے
آنکھیں بند کر لیں۔ ناگ نے گہرا سانس چھوڑا اور چھوٹے سے سیاہ
سانپ کی شکل بدل کر تیزی سے رینگتا ہوا تہہ خانے کی چھت پر
آ گیا اور پھر وہاں سے رینگتا چاہ بابل کے تہہ خانوں کے بڑے
دروازے کی چھت پر سے ہو کر گزر گیا۔ اب وہ تیزی سے
گرداگرد سیڑھیوں کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔ اور
چند لمحوں کے بعد وہ چاہ بابل کے باہر ٹھنڈی اور تازہ ہوا میں
سانس لے رہا تھا۔

درخت پر بیٹھی بدروح کو ناگ کی بو آئی۔ پھر اس نے اسے
سانپ کی شکل میں باہر نکلتے دیکھا تو اُڑ کر اس کے اوپر آ گئی۔
اور جس طرف ناگ چلا اس کے ساتھ ساتھ اُڑنے لگی۔ ناگ
چاہ بابل سے نکل کر باغ میں آ گیا۔ یہاں اس نے عقاب کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکل بدلی اور اُڑتا ہوا لڑکے ہیمو کے مکان کی طرف چلا۔ بدروح بھی اس سے تھوڑی اونچائی پر اس کے ساتھ ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ ناگ نے ابھی تک بدروح کو نہیں دیکھا تھا۔ ناگ لڑکے کے بتائے ہوئے پتے پر اس کے مکان کے صحن میں اتر آیا۔ یہ دو کمروں والا ایک کچا مکان تھا جس کے کمروں کے دروازے بند تھے۔ صرف ایک کمرے کے روشن دان میں سے شمع کی روشنی باہر آ رہی تھی۔

ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور بند دروازے کی درز میں سے اندر جھانک کر دیکھا۔ اسے ایک ادھیر عمر کی دُبلی پتلی عورت نظر آئی جس کے آدھے بال سفید ہو گئے تھے۔ وہ چارپائی پر بیٹھی آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہولے ہولے رو رہی تھی۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہی لڑکے کی ماں ہے۔ ناگ نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت نے دروازہ کھول کر ناگ کو دیکھا۔ عورت کا چہرہ غم اور خوف میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ سمجھی کہ کوئی شاہی محل سے اسے بھی پکڑنے آیا ہے۔ اسے اپنی تو فکر نہیں تھی بس اپنے اکلوتے بچے کی فکر تھی۔ ناگ کو دیکھتے ہی سسکی بھر کر بولی۔

"میرے لال کو کسی نے مارا تو نہیں؟"

ناگ اندر آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور غم زدہ ماں

کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔

"نیک دل بہن! تمہارا لڑکا بالکل ٹھیک ہے۔ میں ...ت چاہ بابل کے موت کے تہہ خانے سے نکال ...ر تمہارے پاس لانا چاہتا ہوں لیکن مجھے بتاؤ ...کہ کیا تم اپنے بچے کو لے کر کسی محفوظ مقام کی طرف جا سکتی ہو؟"

غم زدہ ماں تو ہکا بکا سی ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگی۔ ناگ نے اسے جو کچھ کہا تھا۔ اس پر اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس کی اتنی عمر ہو گئی۔ اس نے آج تک کبھی یہ نہیں سنا تھا کہ چاہ بابل سے کبھی کوئی بدنصیب قیدی فرار ہوا ہو۔ ناگ بولا۔

"میری بہن! تمہارے بیٹے ہیمو نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے پاس کسی دوسرے ملک میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تم اپنے بچے کو لے کر چلی جاؤ؟"

ہیمو کی ماں کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھتے ہوئے غم زدہ عورت نے ناگ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس کی مدد کیوں کر رہا ہے۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

اور اس کے بچے کو چاہ بابل سے کیسے نکالے گا۔ ناگ
اسے صرف اتنا ہی بتایا کہ وہ اس کے خاوند کا دوست
ہے۔ اور ان کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ ہیمو کی ماں نے ناگ
کو بتایا کہ ملک توران میں اس کا ایک بھائی رہتا ہے وہ اپنے
بچے کو لے کر اس کے پاس جا سکتی ہے۔ ناگ نے کہا
"تو پھر ایسا ہے میری بہن کہ تمہیں سب سے
پہلے اس مکان میں سے فرار ہونا ہوگا۔ تم آج
ہی کی رات بلکہ اسی وقت میرے ساتھ یہاں سے
نکل چلو۔ اس ملک بابل کی سرحد سے باہر نکل کر کسی
محفوظ مقام پر تم میرا اور اپنے بچے کا انتظار کرنا۔
میں کل رات تک اسے لے کر تمہارے پاس پہنچ
جاؤں گا۔ کیا تمہارے پاس کوئی گھوڑا وغیرہ ہے؟"
غم نصیب ماں نے بتایا کہ اصطبل میں ایک گھوڑا ہے مگر
وہ لنگڑا ہے۔ ناگ بولا۔
"ٹھیک ہے میں گھوڑوں کا بندوبست کرتا ہوں۔
تم ایسا کرو کہ ایک گٹھڑی میں کچھ خشک مچھلی
اور پانی کی چھاگل باندھ کر تیار رہو۔ میں گھوڑے لے
کر آتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ باہر نکل گیا۔ بدروح مکان کے باہر ایک

[redacted] پر بیٹھی تھی۔ اس نے ناگ کو باہر نکلتے دیکھا تو اس
[redacted] سر کے اوپر کافی بلندی پر اس کے ساتھ ساتھ اڑنے
[redacted] ناگ نے باہر آتے ہی عقاب کی شکل اختیار اور شہر
[redacted] اس طرف آگیا۔ جدھر امیر اور رئیس لوگوں کے مکان تھے۔
[redacted] ان ایک اصطبل کے باہر چند گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔
[redacted] ناگ انسانی شکل میں وہاں آیا اور بڑے آرام سے گھوڑوں
[redacted] پکارا۔ پھر انہیں کھول کر مکان کے احاطے سے باہر لے
[redacted] آیا۔

باہر نکلا ہی تھا کہ ایک پہرے دار تلوار کھینچ کر ایک دم
سامنے آگیا۔ ناگ نے اپنے منہ سے گرم سانپ کی پھنکار
ماری۔ اس کا چہرہ جھلس گیا۔ ایسا ناگ نے زندگی میں پہلی
بار کیا تھا۔ اس وقت اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔
پہرے دار بے ہوش ہو کر پیچھے گرا۔ ناگ ایک گھوڑے
پر سوار ہو گیا۔ دوسرے کی باگ پکڑی اور انہیں دوڑاتا
لڑکے ہیمو کی ماں کے مکان کے باہر آگیا۔

بدروح ساتھ ساتھ تھی اور یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔
اسے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ ناگ کیا کر رہا
ہے۔ وہ تو بس یہ چاہتی تھی کہ ناگ اس کی نظروں سے
اوجھل نہ ہو۔ جب تک کہ اس کی بڑی بہن بدروح نہیں

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

آ جاتی۔ ناگ لپک کر مکان میں گیا۔ لڑکے کی ماں تیار بیٹھی تھی۔ ناگ نے اسے ایک گھوڑے پر بٹھایا۔ دوسرے پر خود سوار ہوا اور گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتا شہر سے باہر جانے والی سڑک پر نکل آیا۔

بد روح اس کے سر کے اوپر کافی بلندی پر ساتھ ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ رات کا پچھلا پہر ہو رہا تھا کہ ناگ اور لڑکے کی ماں بابل کے ملک کی سرحد سے کافی دور نکل آئے یہاں ملک ایران کی سرحد شروع ہو جاتی تھی۔ اسی کے شمال میں ایک چھوٹا سا شہر توران تھا۔ لڑکے کی والدہ کی منزل یہی توران کا شہر تھا۔ سرحد سے کافی دور ایک پرانی بارہ دری دکھائی دی۔ ویرانے میں یہ بارہ دری ایک ایسی جگہ تھی۔ جہاں کچھ دیر کے لیے لڑکے کی ماں کو رکا جا سکتا تھا۔ ناگ نے بارہ دری کا جائزہ لیا۔ بارہ دری کے چبوترے کے نیچے ایک چھوٹی سی سرنگ بنی ہوئی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"میری بہن! تم اس جگہ آرام سے بیٹھی رہو۔ میں دونوں گھوڑے چرنے کے لیے یہاں چھوڑے جاتا ہوں۔"

عورت نے پریشان ہو کر پوچھا

"مگر میرے بھائی! گھوڑے کے بغیر تم کیسے جاؤ گے؟"

ناگ بولا۔

"میں کسی نہ کسی طرح چلا جاؤں گا۔ یہاں ان دونوں گھوڑوں کی ہمیں ضرورت پڑے گی۔ آس پاس کافی سبزہ ہے گھوڑے کہیں نہیں جائیں گے۔ میں کل رات اسی وقت تمہارے بیٹے کو لے کر یہاں پہنچ جاؤں گا۔"

ناگ نے عورت کو کافی تسلی دے دی اور خود بارہ دری سے نکل کر بابل کی سرحد کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ صبح کی روشنی ہونے سے پہلے پہلے چاہ بابل میں پہنچ جانا چاہتا تھا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ وہ بارہ دری سے کافی دور نکل آیا ہے اور اندھیرے میں اب اسے لڑکے کی ماں نہیں دیکھ سکتی تو اس نے سیاہ عقاب بن کر اڑان بھری اور برق رفتاری سے یعنی بجلی کی سی تیزی کے ساتھ واپس بابل کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ بد روح اب بھی اس کے اوپر ہی اوپر ساتھ ساتھ اڑی جا رہی تھی۔

کوئی پانچ منٹ میں عقاب چاہ بابل کے سامنے والے باغ میں تھا۔ یہاں اس نے سانپ کا روپ بدلا اور صبح کے

COURTESY WWW.BOOKSFREE.PK

بکے ہوتے اندھیرے میں چاہ بابل کے بلند دروازے کی چھوٹ
کے ذریعے اندر داخل ہوگیا۔ بد روح ایک بار پھر باغ کے
درخت میں چھپ گئی۔ اسے اس بات کی پریشانی تھی کہ
اس کی بہن بد روح ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ اتنی اسے
سی تھی کہ بدروح سردارنی بد روح سے مشورہ کر رہی ہو
گی اور وہ آئے گی ضرور۔ دوسری طرف ناگ چھوٹے سانپ
کی شکل میں رینگتا ہوا چاہ بابل کے نیچے تہہ خانے میں پہنچ گیا
وہاں اندھیرا تھا۔ اور حیرانی کی بات ہے کہ لڑکا گہری نیند سو
رہا تھا۔ ناگ ایک سیکنڈ میں انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے
لڑکے کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ وہاں سے اُسے رات کے
اندھیرے میں فرار ہونا تھا۔

صبح ہوئی تو چاہ بابل کا ایک موٹی توند والا سپاہی مرنے
والے قیدیوں کے آگے سوکھی روٹیاں ڈال کر چلا گیا۔ پھر
ایک سقہ کوٹھڑیوں کے گندے مٹکوں میں پانی ڈال گیا۔
لڑکا اٹھ بیٹھا۔ اپنے سامنے ناگ کو دیکھ کر وہ خوش ہوا
اور بے تابی سے اپنی ماں کی خیریت کے بارے میں پوچھنے
لگا۔ ناگ نے اِسے ساری بات سنا دی۔ لڑکا بولا۔

"مگر ہم یہاں سے کیسے فرار ہوں گے؟"

ناگ نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

"خاموش رہو۔ اتنی اونچی آواز میں بات نہ کرو۔
بس تم میرے ساتھ ساتھ چلنا۔ جو میں کہوں۔ وہی
کرتے جانا۔ ہم رات کا اندھیرا ہوتے ہی یہاں سے
نکل جائیں گے۔"

چاہ بابل کے نیچے کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ باہر کیا موسم ہے۔
کیا وقت ہے۔ دن ہے کہ رات ہے۔ لیکن ناگ نے
اندازہ لگا حساب رکھا۔ اور ایک ایک منٹ کا اندازہ لگاتا چلا
گیا۔ پھر اس نے تہہ خانے کے دروازے پہ پہرے دینے
والوں کی ڈیوٹیاں بدلتی بھی دیکھیں۔ دوسری بار جب ڈیوٹی
بدل گئی تو وہ سمجھ گیا کہ باہر رات ہونے والی ہے۔ اب
وہ پوکس ہوگیا۔ اس نے لڑکے جیسے کہا۔

"میں اپنا کام شروع کر رہا ہوں۔ اگر تم مجھ میں
بہت سے جوتوں والی کوئی بات دیکھو تو خبردار گھبرانا
یا خوفزدہ نہیں ہونا۔ یوں سمجھ لو کہ میرے پاس
ایک ایسا جادو ہے جس کی مدد سے میں غائب ہو
کر اپنی شکل بدل لیتا ہوں۔"

لڑکا منہ کھولے چپ چاپ ناگ کی باتیں سن رہا تھا۔
جب ناگ کو یقین ہوگیا کہ باہر اب رات کا اندھیرا چھا گیا
ہوگا۔ تو اس نے لڑکے کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کر آہستہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے کہا۔

"فرار ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ میں اپنی شکل جادو کے ذریعے بدل رہا ہوں۔ میں سانپ بن رہا ہوں۔ تم ڈرنا مت"۔

لڑکا بولا۔

"نہیں"۔

مگر اس کی شکل بتا رہی تھی کہ وہ بہت ڈرا ہوا ہے۔ مگر ناگ کے پاس اس قسم کی باتوں میں پڑنے کا وقت نہیں تھا۔ اس نے ایک پھنکار ماری اور چھوٹے سیاہ سانپ کی شکل میں آگیا۔ لڑکے نے اسے غائب ہوتے اور پھر ایک سانپ کو دیکھا تو سہم کر دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا چاہ بابل کے دروازے کی طرف آگیا۔ اس وقت دروازے کے دالان میں مشعل جل رہی تھی۔ اور چار سپاہی آمنے سامنے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے اور بھنے ہوئے بیل کا گوشت کھا رہے تھے

ناگ جانتا تھا کہ یہ اگر کسی کو آواز بھی دیں گے تو ان کی آواز چاہ بابل کی سیڑھیوں میں سے گزر کر اوپر مینار کے دروازے تک نہیں پہنچے گی۔ ناگ کو صرف ایک بات کا احساس تھا کہ خود اس کو ان سپاہیوں سے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ فدا سی نادانی پر تلوار کا ایک ہی وار ناگ کے دو ٹکڑے کر

گا تھا۔ چنانچہ ناگ بڑی ہوشیاری اور سمجھ داری
دیوار پہ اندھیرے میں رینگتا اس پنج کے پیچھے آگیا جس
سپاہی بیٹھے ہوئے تھے۔
ناگ دیوار سے نیچے اتر آیا۔ اب اسے مشعل کی روشنی
دونوں سپاہیوں کی ٹانگیں نظر آ رہی تھیں۔ اس زمانے
رواج کے مطابق ان سپاہیوں نے ٹانگوں پہ چمڑے
تسمے باندھے ہوئے تھے۔ مگر ٹانگوں کی جلد صاف نظر
آتی۔ ناگ لپک کر آگے بڑھا اور بجلی کی طرح بڑھ کر
اس نے باری باری دونوں سپاہیوں کی ٹانگوں پہ ڈس دیا۔
دونوں سپاہی اچھلے اور پھر فرش پر گر پڑے کیونکہ ناگ نے
کے جسم میں بہت سا زہر شامل کر دیا تھا۔ دوسرے سپاہی
کر ان کی طرف لپکے تو ناگ ان کے پیچھے آگیا تھا اور تیزی
پہلی باری ان دونوں کو بھی ڈس دیا۔ یہ دونوں سپاہی
پہلے والے سپاہیوں کے اوپر جا گرے۔ اب ناگ
ک کر لڑکے کے پاس آیا۔ وہاں اس قدر خاموشی اور ویرانی تھی۔
قسمت کے مارے بدنصیب اور کمزور قیدیوں میں سے
کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ چاروں کے چاروں پہرے دار
اگلی دنیا کو پہنچ چکے ہیں۔
لڑکے کے پاس آتے ہی وہ انسانی شکل میں آگیا اور بولا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جلدی سے چلو۔ پہرے دار ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔"

لڑکا ناگ کے پیچھے پیچھے کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ واقعی چاروں کے چاروں سپاہی دروازے کے دالان میں ایک دوسرے کے اوپر مرے پڑے تھے۔ ناگ لڑکے کو لے کر چاہ بابل کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اب سب سے بڑا مرحلہ آگے آنے والا تھا جب انہیں چاہ بابل کے خاص اور آخری دروازے میں سے گزر کر باہر جانا تھا۔

سیڑھیاں بالکل خالی تھیں۔ وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھتے آخر چاہ بابل کے دروازے کے پاس پہنچ گئے۔ ناگ نے لڑکے کو ایک جگہ اندھیرے میں کھڑے رہنے کی ہدایت کی اور خود سانپ کی شکل اختیار کر کے دیوار سے لگ کر رینگتے ہوئے اوپر چلا آیا۔ چاہ بابل کے دروازے پر بھی چار سپاہی چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ وہ اس لیے بھی بڑے بے فکر تھے کہ آج تک چاہ بابل سے کبھی کسی قیدی کو فرار ہونے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔

ناگ باہر جانے کی بجائے چاہتا تھا کہ ایک ایک کر کے سپاہی نیچے سیڑھیوں میں آئیں۔ چنانچہ اس نے سیڑھیوں میں چھپ کر ایک زوردار پھنکار کی آواز نکالی۔ اس آواز پر

سپاہیوں کے کان کھڑے ہو گئے۔ ایک سپاہی نیزہ لے کر [illegible] کر دیکھوں یہ پھنکار کس کی تھی؟

جونہی وہ ناگ کے اوپر سے گزرنے لگا۔ ناگ نے اچھل [illegible] اس کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ سپاہی چیخ مار کر گرا۔ دوسرا [illegible] بھاگ کر آیا۔ ناگ نے اسے بھی ڈس دیا۔ اب دونوں [illegible] تلواریں لے کر دوڑے ناگ نے ان کو بھی وہیں ہمیشہ [illegible] سلا دیا۔ پھر اس نے باہر سر نکال کر ایک نگاہ ڈالی۔ [illegible] اس وقت کوئی نہیں تھا۔ ناگ کے لیے یہ ایک سنہری [illegible] تھا۔ وہ انسانی شکل میں آ گیا اور لڑکے کو آواز دی۔ ہیمو [illegible] کی آواز کا انتظار ہی کر رہا تھا۔ جلدی سے سیڑھیاں چڑھتا [illegible] بابل کے دروازے پر آ گیا۔ ناگ نے ایک طرف اندھیرے [illegible] اشارہ کیا۔

"ادھر میرے ساتھ بھاگو۔ جلدی کرو۔"

ناگ لڑکے کو ساتھ لیے دوڑتا ہوا چاہ بابل کے ساتھ والے باغ کے اندھیرے میں آ گیا۔ ابھی تک اسے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ دوڑتے ہوئے دوسری جانب باغ سے باہر نکل گئے۔ ناگ نے لڑکے سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے ہم گھوڑے حاصل کر سکیں۔ اس پر لڑکے نے دوڑتے دوڑتے ہانپتے ہوئے کہا۔

COURTESY WWW.PDF...OKSFREE.PK

"مجھے معلوم نہیں"

اتنے میں پیچھے سے سپاہیوں کے دوڑنے اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں آئیں۔ سپاہی ان کے پیچھے بھاگے آرہے تھے۔ لڑکا گھبرا کر بولا۔

"ناگ بھیا وہ آ رہے ہیں۔ وہ ہمیں مار ڈالیں گے"

ناگ نے دیکھا کہ واقعی ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی میں سپاہیوں کا ایک دستہ پیدل اور گھوڑوں پر سوار ان کی طرف دوڑا چلا آرہا تھا۔ ناگ نے سوچا۔ اب لڑکے کو یہاں سے اڑا کر ہی لے جانا پڑے گا۔ ناگ نے لڑکے کو ایک طرف کھینچا اور کہا۔

"جب میں بہت بڑا عقاب بنوں تو تم میرے اوپر فوراً سوار ہو جانا"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے پھنکار مار کر ایک بہت بڑے عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ لڑکا اس کے اوپر چھلانگ لگا کر چمٹ گیا۔ گھوڑ سوار قریب آ گئے تھے۔ انہوں نے تیروں کی ایک بوچھاڑ ماری جو ناگ کے اوپر سے گزر گئی۔ ناگ ایک دم زمین سے بلند ہوا اور اتنی تیزی سے اڑتا ہوا اوپر اٹھ گیا کہ وہ بدوؤں بھی حیران رہ گئی۔ جو ناگ کے پیچھے لگی تھی کہ ناگ دیوتا آخر دیوتا ہے اور بہت کچھ کر

سکتا ہے۔ مگر اسے حیرانی اس بات پر تھی کہ اتنا بڑا دیوتا ہو کر بھی چھوٹے چھوٹے کاموں میں لگا ہوا ہے اور کبھی کسی کو پھرتا ہے، کبھی کسی کو مصیبت سے نکال رہا ہے۔ اس روح کو کیا معلوم کہ دنیا میں نیک روحیں وہی ہوتی ہیں۔ جو ساری زندگی مشکل میں پھنسے ہوئے لوگوں کے کام آتی ہیں۔ اور مصیبت میں ان کی مدد کرتی ہیں۔

ناگ جونہی عقاب بن کر رات کے آسمان کی طرف بلند ہوا تو سپاہی اسے دہشت زدہ ہو کر دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ پھر ان پر ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ وہاں سے الٹے پاؤں اٹھ دوڑے۔ ناگ اپنے اوپر لڑکے کو بٹھائے بابل شہر کے اوپر سے ہو کر اڑ رہا تھا۔ لڑکا اس کی پیٹھ سے چمٹا ہوا تھا۔ ڈر کے مارے اس کی جان نکلی جا رہی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے اپنا منہ ناگ یعنی عقاب کی پیٹھ کے پروں کے ساتھ لگا رکھا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ لڑکا بہت ڈرا ہوا ہے۔ اور اگر زیادہ دیر اسے بلندی پر اڑاتا رہا تو کہیں اسے کچھ ہو نہ جائے۔ چنانچہ شہر کی دیوار سے باہر نکلتے ہی ناگ نیچے آگیا اور اب زمین سے کوئی پچاس فٹ کی بلندی پر پرواز کرنے لگا۔

پھر جب وہ صحرا میں داخل ہوا تو اور نیچے آگیا۔ اس

COURTESY WWW.OFBOOKSFREE.PK

نے اپنی رفتار بھی کم کر دی تھی۔ لڑکے کا خوف اب کچھ کم ہو گیا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ہوا میں خود پرندہ بن کر اڑ رہا ہے۔ صبح ہوتے ہی ناگ عقاب کی شکل میں لڑکے کو لے کر ملک ایران کی سرحد کے اندر اس بارہ دری پر پہنچ گیا۔ جہاں لڑکے کی غم سے نڈھال ماں نیچے غار کے دروازے پر بیٹھی تھی۔ ناگ نے فوراً زمین پر اترتے ہی انسانی شکل بدلی اور لڑکے کو لے کر اس کی ماں کے پاس آ گیا۔ ماں نے اپنے جگر کے ٹکڑے کو گلے سے لگا لیا۔ اس نے ناگ کی بلائیں لیں۔ کہ اس نے اس کے بچھڑے ہوئے بچے کو ملا دیا تھا۔ ناگ نے گھوڑوں کے بارے میں پوچھا تو لڑکے کی ماں نے بتایا کہ وہ پاس ہی کہیں چر رہے ہوں گے۔ صبح کی روشنی چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ گھوڑے ایک سبزہ زار میں گھاس چر رہے تھے۔ وہ انہیں پکڑ کر لے آیا۔ ایک گھوڑے پر لڑکا بیٹھا۔ ایک پر اس کی ماں سوار ہو گئی۔ ناگ نے کہا۔

"میری بہن! اگر تمہیں راستے کا پتہ نہیں تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

عورت نے کہا۔

"میرے بھائی! میں راستہ جانتی ہوں۔ اور تو ان یہاں

سے زیادہ دور نہیں ہے۔ میں دوپہر سے پہلے ہی وہاں پہنچ جاؤں گی۔ میں ادھر سے کئی بار گزری ہوں۔"

لڑکے کو ناگ سے پیار کیا۔ ماں نے ناگ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور دونوں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ بد روح اس وقت بھی ناگ کے سر کے اوپر کافی بلندی پہ ہوا میں پرواز کر رہی تھی۔ ناگ کو اس کا احساس نہیں تھا۔ اب ناگ نے سوچا کہ اسے واپس ملک یونان کی طرف سکندر اعظم کے پاس ہی چلنا چاہیئے۔ شاید وہاں عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔ یہ سوچ کر اس نے چھوٹے عقاب کی شکل بدلا اور فضا میں پرواز کر گیا۔

ناگ کا رخ ملک بابل کی طرف تھا۔ اُسے ملک کے اوپر سے گزر کر ہی ملک یونان کی طرف جانا تھا۔ بد روح اس کے اوپر ساتھ ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ اب عقاب کی رفتار اتنی تیز نہیں تھی۔ جب وہ بابل شہر کے قریب پہنچا تو اس نے دور سے شہر کی عمارتوں سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دیکھے۔ عقاب تیزی سے شہر کے اوپر آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کسی ملک کی فوجوں نے شہر بابل پر حملہ کر دیا ہے۔ شہر کی فصیل کی چاروں طرف دشمن کی فوجیں ہی فوجیں نظر آ رہی تھیں۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

مشینوں سے شہر کے اندر آگ کے گولے پھینکے جا رہے تھے۔ جن سے شہر کے مکانوں میں آگ بھڑک رہی تھی۔ شہ کی فصیل پر سے بابل کی فوجیں دشمن پر تیر برسا رہی تھیں۔

عقاب پیچھے ہٹ کر دشمن کی فوجوں کے عقب میں آکر زمین پر اتر آیا۔ وہ ایک سوکھے درخت کی ٹہنی پر بیٹھ گیا جگہ جگہ فوجیوں کے کیمپ لگے تھے۔ فوج کا ایک حصہ شہر کی فصیل کو توڑنے، شہر میں گولے پھینکنے پر لگا تھا اور دوسرا تازہ دم فوج کا حصہ پیچھے کیمپوں کے باہر بیٹھا اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا۔ شکل اور فوجی لباس سے یہ فوج ملک یونان کی لگتی تھی۔ ناگ کو شک ہوا کہ ضرور یہ سکندر کی فوج ہے اور اس نے بابل پر حملہ کر دیا ہے۔ کیونکہ تاریخ میں ایسا ہی ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا سکندر اعظم نے اپنی فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

ناگ کے دل میں سکندر اعظم سے ملنے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ اس نے درخت سے اتر کر انسان کی شکل بدلی اور کیمپ کی طرف چلا۔ فوجیوں نے اسے دیکھا تو تلواریں لے کر اس کی طرف بڑھے۔ وہ اسے دشمن کا کوئی جاسوس سمجھ بیٹھے تھے۔ جو فوجوں کی نقل و حرکت کا پتہ کرنے فوج کے عقب میں آگیا تھا۔ ناگ نے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے اور کہا۔

"میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔ اور سکندر اعظم میرا دوست ہے"

سپاہیوں کے ہاتھ وہیں رک گئے۔ ایک نے کہا۔

"یہ بکواس کرتا ہے۔ اسے قتل کر ڈالو"

دوسرے سپاہی نے تلوار فضا میں بلند کی اور ناگ پر وار کرنے ہی والا تھا کہ ناگ پھنکارا مار کر فضا میں عقاب کی شکل میں بلند ہو گیا۔ سپاہیوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ایک کے ہاتھ سے تو تلوار گر گئی۔

"یہ ـــــ یہ تو کوئی جادوگر ہے"

سپاہی اپنے اپنے کیمپوں کی طرف دوڑ پڑے۔ ناگ عقاب کی شکل میں کیمپوں کے اوپر چکر لگانے لگا۔ بہت بڑی زمین تھی۔ فوجی کیمپوں کا ایک سمندر لہرا رہا تھا۔ سکندر اعظم کا کیمپ درمیان میں تھا۔ یہ کیمپ بہت عظیم الشان اور خوب صورت تھا۔ اس کے باہر یونانی سپاہی نیزے لیے پہرہ دے رہے تھے۔ صاف پتہ چل رہا تھا کہ یہ سکندر اعظم کے سوائے اور کسی کا کیمپ نہیں ہو سکتا۔ ناگ نیچے اتر آیا۔ وہ عقاب کی شکل میں تھا۔ اس نے غوطہ لگایا کہ کیمپ کے ادھر کھلے پردے میں سے اندر چلا جائے کہ یونانی سپاہیوں نے اس پر نیزے سے حملہ کیا۔ ناگ کیمپ کے اندر جا چکا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی بھی اس کے پیچھے آئے۔

اندر سکندر اعظم اپنے دو جرنیلوں کے ساتھ گول میز کے پاس کھڑا جنگ کے نقشے کو جھک کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے سپاہیوں کو آتے دیکھا تو پلٹ کر بولا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

سپاہیوں نے ادب سے کہا کہ اندر ایک عقاب گھس آیا ہے۔ سکندر اور اس کے جرنیلوں نے سیاہ عقاب کو دیکھا کہ ایک شمع دان کے اوپر بیٹھا تھا۔ سکندر کو عقاب بڑے پسند تھے۔ اس نے کہا۔

"تم جاؤ۔ عقاب خود میرے خیمے میں آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں فتح ہوگی۔ اسے میرے خیمے میں ہی رہنے دو۔"

سپاہی فوراً واپس چلے گئے۔ سکندر اعظم عقاب کی طرف بڑھا اور اس نے اسے اپنے ہاتھ پر بٹھا لیا۔ جرنیل بھی اس اچھے شگون پر مسکرا رہے تھے۔ اتنے میں ایک سپاہی ہانپتا ہوا اندر آیا اور بولا۔

"نگاڑہ! اسکندر اعظم! یہ عقاب کوئی جادوگر ہے۔"

سکندر نے سپاہی کی طرف دیکھا اور بولا۔

"بہادر آدمی پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ اگر یہ جادوگر

ہے تو سکندر اعظم اس سے بڑا جادوگر ہے۔"

سپاہی ادب سے سلام کرکے چلا گیا۔ سکندر نے عقاب ناگ کو وہیں شمع دان پر بٹھا دیا اور اپنے جرنیلوں کے ساتھ جنگ کے نقشے پر غور کرنے لگا۔ بدروح اس وقت بھی خیمے کے اوپر منڈلا رہی تھی۔ اس نے ناگ کو سکندر کے خیمے میں دیکھ لیا تھا۔ اسے ناگ کی خاص بُو بھی آ رہی تھی۔ وہ خیموں سے دُور ایک سوکھے درخت میں جا کر بیٹھ گئی۔ ناگ یونہی دل لگی کی خاطر ابھی سکندر پہ اپنا آپ ظاہر نہیں کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک جرنیل نے آکر خوشخبری سنائی کہ بابل کے شہر کی دیوار توڑ دی گئی ہے اور ہماری فوجیں شہر میں داخل ہو گئی ہیں۔ سکندر بڑا خوش ہوا۔ اسی وقت خیمے سے باہر نکلا۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور سیدھا شہر کی طرف چلا گیا۔ ناگ بھی اس کے سر کے اوپر اُڑ رہا تھا۔ بابل فتح ہو گیا تھا۔ بابل کا بادشاہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ سکندر نے شاہی محل پر قبضہ کر لیا۔ شاہی خاندان کے لوگوں کے ساتھ سکندر نے اچھا سلوک کیا۔ وہ بابل کے شاہی محل سے باہر نکل رہا تھا کہ دشمن کا ایک سپاہی جو پہلے سے گھات لگائے کھڑا تھا خنجر لہراتا ہوا نکلا اور سکندر پر پیچھے سے وار کرنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے اپنے منہ سے عقابوں ایسی تیز سیٹی کی آواز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکالی اور اس کی آنکھوں پر جھپٹ کر پنجے مارے۔ دشمن سپاہی پیچھے کو گرا۔ اس کے ساتھ ہی ناگ سانپ کی شکل میں آیا۔ اور سپاہی کی گردن پر ڈس دیا۔ یہ سب کچھ ایک ڈیڑھ سیکنڈ میں ہو گیا۔

سکندر نے پلٹ کر دیکھا کہ دشمن سپاہی فرش پر ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور اس کے سر کے پاس ناگ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اسکندر کے محافظ سپاہی تلواریں لہراتے ناگ کو مارنے کے لیے آگے بڑھے۔ سکندر نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"اِسے مت مارنا۔"

سپاہی وہیں رک گئے۔ سکندر سمجھ گیا تھا کہ سانپ کی شکل میں اس کا دوست ناگ ہے۔ وہ سانپ کے قریب آگیا۔ ناگ سب لوگوں کے سامنے اپنی شکل تبدیل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ سانپ ہی کی شکل میں رہا۔ سکندر نے ہاتھ آگے بڑھایا تو ناگ نے اپنی گردن ادب سے جھکا دی اور پھر بڑے سکون کے ساتھ سکندر اعظم کے ہاتھ پر چڑھ گیا۔ سکندر کو یقین تھا کہ یہ ناگ ہی ہے اور اُسی نے اس کی جان بچائی ہے۔ وہ بولا۔

"میرے دوست! تم اتنے دن کہاں رہے؟"

ناگ خاموش رہا۔ کیونکہ سکندر سانپ کی زبان نہیں سمجھ

تھا۔ سارے سپاہی اور جرنیل حیران تھے کہ سانپ سکندر کو کچھ نہیں کہتا۔ دو ایک جرنیلوں نے سکندر سے درخواست کی کہ سانپ انسان کا دشمن ہوتا ہے اسے پھینک دیں۔ سکندر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ ہمارا دوست ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ دشمن نے مجھ پر خنجر سے حملہ کرنا چاہا تھا مگر اس سانپ نے اِسے ڈس کر ہلاک کر دیا۔"

جرنیل بولا۔

"مگر حضور وہ تو ایک عقاب تھا۔"

سکندر نے ہنس کر کہا۔

"وہ بھی یہی ہے۔ تم نہیں سمجھ سکو گے۔"

سکندر اعظم ناگ کو اپنے خیمے میں لے آیا۔ اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل بدل لی اور سکندر کو ادب سے سلام کیا اور کہا۔

"سکندر اعظم کو ملک بابل کی فتح مبارک ہو!"

سکندر اعظم نے کہا۔

"میرے دوست ناگ! سب سے پہلے مجھے تمہارا شکریہ ادا کرنا ہے کہ تم ایک دشمن سے میری جان بچائی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کہنے لگا۔

"یہ تو میرا فرض تھا۔ اسکندر اعظم! یہ بتائیں کہ ارسلو کہاں ہیں؟"

سکندر نے ناگ کو بتایا کہ ارسلو پیچھے ملک یونان میں ہی ہے۔ جنگ میں ہمارے ساتھ اس کا آنا ضروری نہیں تھا۔ دو جرنیل کوئی ضروری بات کرنے اندر آئے تو ایک اجنبی شخص کو سکندر کے ساتھ دیکھ کر پہلے تو حیران ہوئے پھر اپنے اپنے خنجروں کے دستوں پر ہاتھ رکھا کہ اگر سکندر کو کوئی خطرہ ہو تو اجنبی شخص کو فوراً مار ڈالا جائے۔ سکندر نے ناگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا دوست ہے۔ تم اس کی فکر مت کرو اور بے شک اس کے سامنے ضروری بات کر سکتے ہو۔"

جرنیل نے اسکندر کو بتایا کہ چاہ بابل میں سے سینکڑوں قیدی برآمد کئے گئے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ناگ نے اسکندر سے کہا۔

"یہ قیدی بے پناہ دکھ اور اذیتیں برداشت کر چکے ہیں۔ ان کو رہا کر دیں۔"

سکندر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم اپنے دوست کی تجویز کو تسلیم کرتے ہیں۔ چاہ بابل کے قیدیوں کو فوراً رہا کر دیا جائے۔"

جرنیل واپس چلے گئے۔ ناگ نے سکندر اعظم کا شکریہ ادا کیا۔ سکندر نے کہا۔

"ہم نے بابل فتح کر لیا ہے۔ اب ہم ملک ایران کو فتح کرنے آگے بڑھیں گے۔ ہماری خواہش ہے کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔"

ناگ بولا۔

"میں اپنے جن دوستوں سے ملنے آپ کو مقدونیہ میں چھوڑ کر ملک مصر گیا تھا وہ دوست مجھے نہیں مل سکے۔ مجھے ان کی تلاش ہے۔"

اسکندر اعظم نے کہا۔

"کیا معلوم تمہارے دوست ملک ایران میں تمہیں مل جائیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہی ایران کی طرف چلے چلو۔"

ناگ نے بھی سوچا کہ ممکن ہے ملک ایران میں ہی عنبر ماریا کیٹی اور تھیو سانگ سے ملاقات ہو جائے۔ اس نے حامی بھر لی۔ بابل پر قبضہ کرنے اور وہاں اپنا ایک جرنیل چھوڑنے کے بعد اسکندر اعظم کی یونانی فوجیں ملک ایران کی طرف روانہ ہو گئیں۔ بد روح بھی ناگ کے ساتھ ساتھ تھی۔ ابھی یونانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فوجیں ایران کے راستے میں ہی تھیں کہ بد روح سے اس کی بڑی بد روح بسن آن ملی۔ اس وقت سکندر کی یونانی فوجیں ایک دریا کے کنارے ڈیرا ڈالے ہوئے تھیں۔ ناگ دیوتا سکندر کے خیمے کے ساتھ والے خیمے میں بیٹھا عنبر ماریا تھیوسلانگ اور کیٹی کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ شام ہو رہی تھی۔ خیموں کے باہر آگ کے آلاؤ روشن تھے۔ سکندر اپنے خیمے میں جرنیلوں کے ساتھ حملے کے بارے میں صلاح و مشورہ کر رہا تھا۔ دونوں بد روحیں دریا کنارے ایک درخت پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ بڑی بد روح نے کہا۔

"ہمارے قبیلے کی سردارنی بد روح ملک ہندوستان کی طرف گئی ہوئی تھی۔ اس نے وہاں دیر کر دی اس لیے مجھے بھی دیر ہو گئی۔"

بد روح نے کہا۔

"مجھے جلدی سے بتاؤ کہ تم نے اس سے کیا مشورہ کیا اور اس نے تمہیں ناگ سے بدلہ لینے کی کیا ترکیب بتائی ہے؟"

بڑی بد روح بولی۔

"سردارنی بد روح نے کافی سوچ بچار کے بعد کہا ہے کہ ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کرنے کی ایک ہی ترکیب ہے"

"وہ کیا۔ مجھے جلدی بتاؤ۔ میں ناگ سے انتقام لینے کے لیے بے تاب ہوں۔"

بڑی بد روح نے کہا۔

"سردارنی بد روح نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ ناگ دیوتا سے ایسا بدلہ لیا جائے کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے۔ کیونکہ اس نے ہم بد روحوں کے قبیلے کی توہین کی ہے۔"

بد روح بولی۔

"لیکن تم مجھے وہ ترکیب بتاؤ۔"

اس کی بہن بڑی بد روح نے کہا۔

"ترکیب یہ ہے کہ جب ناگ دیوتا کسی کھلی جگہ پہ آئے تو اسے ایک خاص منتر سے ایک جگہ پتھر کر دیا جائے۔ اس کے بعد سردارنی بد روح نے اپنے سر کا جو بال دیا ہے وہ ناگ دیوتا کی ٹھانگ کے گرد لپیٹ کر باندھا جائے۔ بال باندھتے ہی ناگ دیوتا یاقوت کے ایک چھوٹے سانپ کی شکل میں بدل جائے گا۔ اس چھوٹے سانپ کو بابل کے پرانے مندر کے باہر جو تالاب ہے اس میں پھینک دیا جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس تالاب سے وہ ساری زندگی باہر نہیں نکل سکے گا۔ بس یہی اس کی سزا ہے اور اس سے زیادہ ہم اس کے خلاف کچھ کر بھی نہیں سکتے۔"

بد روح بولی۔

"لیکن وہ منتر کیا ہے جس سے ناگ دیوتا پتھر بن جائے گا؟"

بڑی بد روح نے کہا۔

"وہ منتر سردارنی بد روح نے مجھے یاد کرا دیا ہے پہلے یہ بتاؤ کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہے؟"

بد روح بولی۔

"وہ اپنے نیچے ہے۔ کیوں نہ ہم اس کے نیچے میں جا کر اس پر منتر پھونک دیں؟"

بڑی بد روح کہنے لگی۔

"ایسی غلطی کبھی نہ کرنا۔ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ ناگ دیوتا اس وقت تمہیں اور مجھے دیکھ سکتا ہے۔"

بد روح تو حیران رہ گئی۔

"اچھا؟ اس کی تو مجھے خبر ہی نہیں تھی؟"

بڑی بد روح بولی۔

"یہ بات بھی مجھے سردارنی بد روح نے بتائی ہے۔

اب ایسا ہے کہ ہمیں ناگ دیوتا کے کھلی جگہ پہ آنے کا انتظار کرنا ہوگا۔ اس کے بعد میں خود بڑی احتیاط سے اس پہ منتر پھونکوں گی۔"

دونوں بد روحیں درخت پہ بیٹھی ناگ کا انتظار کرنے لگیں۔

دوسری طرف شام ہوتے ہی ناگ نیچے سے باہر نکل آیا اور ٹہلتے ٹہلتے دریا کنارے آ گیا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ کو یہ موسم بڑا خوشگوار لگا۔ وہ سیر کرتے دریا کنارے کچھ دور نکل گیا۔ دونوں بد روحوں نے اسے دیکھ لیا تھا اور وہ اس سے دور رہ کر اس کا پیچھا کر رہی تھیں۔ ناگ ایک جگہ دریا کنارے بڑے سے پتھر پر بیٹھ کر دریا کے پانی کا نظارہ کرنے لگا۔

بڑی بد روح نے کہا۔

"میں جا کر منتر پھونکتی ہوں۔ اس سے اچھا موقع ہمیں کبھی نہیں ملے گا۔"

چھوٹی بد روح نے اسے احتیاط سے کام لینے کی ہدایت کی۔ بڑی بد روح ایک دم اوپر کو اڑ گئی۔ ناگ سے کافی اوپر فضا میں پہنچ کر وہ آہستہ آہستہ نیچے آتی گئی۔ جب وہ ناگ کے سر سے تھوڑی بلندی پہ آئی تو اس نے اپنی سردارنی بد روح کا بتایا ہوا منتر پڑھا اور زور سے ناگ کے سر پہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

پھونک ماردی۔ ناگ کو یوں لگا جیسے ہوا کا تیز جھونکا اس سے ٹکرا گیا ہو۔ وہ اُٹھا ہی تھا کہ ایک دم سے اس کا جسم اپنی جگہ پر ساکت ہوگیا۔

بڑی بدروح نے چیخ مار کر دوسری بدروح کو بلا لیا اور کہا "آجاؤ۔ ہم نے میدان مار لیا ہے"

چھوٹی بدروح لپک کر وہاں پہنچ گئی۔ بڑی بدروح نے جلدی سے سردار بدروح کا دیا ہوا بال نکالا اور نیچے اُتر کر پتھر بنے ناگ کی ایک انگلی کے گرد لپیٹ کر باندھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ ناگ یاقوت کا چھوٹا سا سانپ بن گیا جو کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اور جس کا پھن اُٹھا ہوا تھا۔ یہ یاقوت کا بت لگ رہا تھا۔ جیسے کسی بادشاہ نے خاص طور پر بنوایا ہو۔

دونوں بدروحوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ انہوں نے ناگ کے بت کو اٹھایا اور بابل کی طرف اُڑ گئیں۔ وہ بے حد تیز رفتاری سے اُڑتی ہوئیں بابل کے پرانے مندر کے باہر والے تالاب پر پہنچ گئیں۔ یہ تالاب سینکڑوں برس پرانا تھا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کی تہہ میں ایک سوراخ ہے جس میں سے سمندر کا پانی اس میں آتا رہتا ہے تالاب

کے کنارے پرانے زمانے کے گھنے درخت تھے۔ لوگ مندر میں آتے تو اس تالاب کے پانی کو مقدس سمجھ کر اس کے چھینٹے آنکھوں پر لگاتے تھے۔

بدروح نے ناگ کے بت کو تالاب میں پھینک دیا۔ ناگ کچھ ہوش نہیں تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ ایک ایسا یاقوت کا سانپ بنا تھا کہ جس کے ہوش و حواس بھی پتھر ہو گئے تھے۔ ناگ نہ دیکھ سکتا تھا۔ نہ سن سکتا تھا۔ نہ کچھ محسوس کر سکتا تھا۔ اِسے تالاب میں پھینکنے کے بعد دونوں بدروحیں کردہ قہقہے لگاتیں وہاں سے غائب ہوگئیں۔ ناگ، یاقوت کے سانپ کی شکل میں تالاب کے نیچے دلدلی تہہ کے ساتھ جا کر لگ گیا۔ اِسے کچھ ہوش نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا گزر گئی۔ ہے اور اسے یاقوت کا سانپ بنا کر بابل کے مندر والے تالاب میں پھینک دیا گیا ہے۔ وہ تالاب کی تہہ میں گدلے پانی کی دلدل میں بے جان بُت کی طرح پڑا تھا۔ اب ایسا ہوا کہ اسی رات دو ڈاکو تالاب پر آئے۔ رات کے اندھیرے میں انہوں نے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھے اور چمڑے کے تھیلے لے کر تالاب کے پانی میں اُتر گئے۔ اِن ڈاکوؤں نے جنگ کے دنوں میں مندر سے سونے کی دو مورتیاں چوری کر کے تالاب میں پھینک دی تھیں کہ جب حالات ٹھیک ہوں گے تو تالاب میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مورتیاں نکال کرلے جائیں گے۔ یہ بڑے ماہر غوطہ خور بھی تھے۔ اتفاق سے سونے کی مورتیاں تالاب کی تہہ میں ناگ کے بُت سے زیادہ دُور نہیں تھیں۔ ڈاکوؤں نے پانی کے اندر ہاتھ مارتے ہوئے سونے کی مورتیاں اٹھائیں تو ایک ڈاکو کا ہاتھ پتھر کے سانپ سے ٹکرایا۔ وہ اسے بھی نکال کر باہر لے آیا۔ "یہ تو یاقوت کا سانپ ہے۔" ایک ڈاکو نے دوسرے سے کہا۔ دوسرا خوش ہوکر بولا۔

"اس کی ہمیں بہت قیمت وصول ہوگی یہ اور وہ یاقوت کے سانپ یعنی ناگ کو بھی ساتھ لے کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رات کے اندھیرے میں غائب ہو گئے۔

○

عنبر ماریا اور تھیوسانگ اور کیٹی کو ناگ کی تلاش میں کیسے کیسے سنسنی خیز واقعات پیش آئے؟
ناگ پر بد روحوں کے منتروں کا اثر کیسے ختم ہوا؟
عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کیٹی کی ملاقات کن حالات میں ہوئی؟
ان سوالوں کے جواب آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۳۰ "منحوس مورتیاں" میں پڑھیے۔

میرے نام

ڈیئر انکل اے حمید السلام علیکم!
مجھے بڑے بڑے اور پسندیدہ مصنفین کی تصاویر جمع کرنے کا بے حد شوق ہے۔ اس سلسلے میں میں ایک البم مرتب کر رہا ہوں۔ اس میں میں آپ کی بھی ایک پوسٹ کارڈ سائز تصویر لگانا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے یہ بتا دیں کہ آپ کی تصویر میں کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟ شکریہ۔

اب جناب جہاں تک اس ماہ کے ناولوں کا تعلق ہے تو وہ سب کے سب اپنی مثال آپ تھے۔ خاص کر عنبر کی قبر اور سرکٹا ناگ بے حد اچھے ناول ثابت ہوئے۔ عنبر کی قبر کے شروع میں آپ کی نصیحت یعنی لائبریری سے ناول نہ لینے والی بات میں نے نوٹ کر لی ہے۔ میں لائبریری سے تو ناول لے کر نہیں پڑھتا البتہ اپنے دوستوں سے لے کر پڑھتا رہا ہوں۔ اس لیے میرے پاس عنبر ناگ ماریا کے ناولوں کا مکمل سیٹ نہیں ہے۔ میں موت کا تعاقب کے پہلے ناول سے لے کر اب تک اس سلسلے کے جتنے بھی ناول چھپ چکے ہیں سب کے سب بذریعہ ڈاک منگوانا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے مجھے کتنے روپوں کا منی آرڈر ارسال کرنا پڑے گا۔ پلیز

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

ضرور بتائیں شکریہ۔

جواب کا شدتِ بے چینی سے منتظر۔

بلیک ٹائیگر کیڈٹ ہاس آف۔ پی۔ یو۔ ایس تنظیم A-6 شاہی ہاؤس
شام نگر چوبرجی۔ لاہور۔

پیارے انکل اے حمید صاحب صدا خوش رہو اور اسی طرح
علم کی شمع روشن کرتے رہو۔

السلام وعلیکم! کے بعد عرض یہ کہ آپ کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے میرے خط کا جواب دیا۔ بہت بہت شکریہ۔

آپ کا تیار کردہ ڈرامہ ریڈیو پاکستان کی جمعہ کے دن بچوں کے پروگرام میں جو پیش کیا جاتا ہے۔ بہت دلچسپ ہے ڈرامہ کے بارے میں نے ریڈیو والوں کو بھی خط لکھا مگر افسوس کہ انہوں نے میرا خط ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ اب تو میری آپ سے اپیل ہے کہ آپ نے جس طرح ریڈیو کے لیے ڈرامہ لکھا ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں ٹیلی ویژن کے واسطے بھی کوئی ایسی ہی سیریز لکھیں۔ مثلاً پریوں کا ڈرامہ۔ ڈاکوؤں کا ڈرامہ اور بہت دلچسپ ڈرامہ یعنی میرا مطلب یہ ہے کہ جو بھی ڈرامہ لکھیں ہیبت ناک اور ڈراؤنا ہو۔ اور یہ سلسلہ جلد از جلد شروع کیا جائے۔ تو بہت اچھا ہے۔ میری یہ بات ضرور مانیئے گا پلیز۔

میں نے آپ سے پہلی درخواست کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ضرور جلد کوئی ایسا سلسلہ ضرور شروع کریں گے۔ اور اپنی رائے سے بھی ضرور آگاہ کرنا کہ آپ کی رائے کیا ہے اس کے بارے میں۔

(نوٹ) اگر خط کی تحریر میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف کر دینا کیونکہ ہم ابھی بچے ہیں اور کوئی ایسی بات بھی لکھ دیتے ہیں۔ جو ہم نہیں جانتے۔

خدا حافظ

آپ کا خدمت دار محمد رشید سکنہ کماہاں ——— لاہور

انکل اے حمید السلام علیکم

میں عنبر ناگ ماریا اور کیٹی سے ملنے کا بڑا خواہش مند ہوں۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔ اگر وہ آپ کے کہنے سے مجھے خود خط لکھیں اور ساتھ اپنی تصویریں بھی بھیجیں۔ میں اُن کے کارناموں کو بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ اور میری بہت خواہش ہے کہ میں اُن سے ملوں۔ اگر وہ لاہور آئیں تو آپ میرے ایڈریس پر مجھے خط لکھ کر بتا دیں۔ میں آپ کے سب ناول بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ مجھے بہت پسند ہیں۔ خدا حافظ

آپ کا ــ عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی کا پرستار
عثمان ندیم مہابیر سٹریٹ نمبر ۱۸ مکان نمبر ۴۔ گوالمنڈی لاہور

محترم جناب اے حمید صاحب! آداب

اس ماہ کے خاص نمبر کا بھی جواب نہیں تھا۔ سرورق پہ بھی خاص محنت

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کی گئی دکھائی دیتی ہے۔ قیمت ..... جو ۲۱ روپے مقرر کی گئی تھی وہ بھی صفحات کی مناسبت سے ٹھیک ہی تھی۔

سعید احمد شاکر صاحب کے خط سے آپ کے ریڈیو ڈرامے "پھر یوں ہوا" کے بارے میں معلوم ہوا۔ یعنی کہ!..... واہ جناب آپ نے تو کبھی اپنے حقیر خادمین سے کبھی اس ڈرامے کے بارے میں ذکر کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ اب جلد از جلد یہ بتائیں کہ یہ ڈرامہ کس ریڈیو سٹیشن سے اور کس دن اور کس سمے نشر ہوتا ہے؟

اس ماہ کے سپیشل ناول کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس چیز کی تعریف بھی بیان کیا کروں میں؟

سے جو کہ خود ہی ہے اک سراپا تعریف کا مجسمہ!

"ناول" نیلی کاش" کے بارے میں اپنے محسوسات میں۔ نے اس شعر میں بیان کر دیئے ہیں اس لیے اب مجھے اجازت دیں۔ فقط والسلام!

پرنس ٹوڈ ہاؤس 63 گرد چرن سٹریٹ لاہور

پیارے انکل اے حمید! السلام علیکم

انکل مجھے آپ کے رسالوں کا بہت بے چینی سے انتظار ہے۔ انکل اب تو "عنبر ناگ مایا کیٹی اور تیمو سانگ" کا خلائی سفر اس قدر مزیدار ہو گیا ہے کہ بس جی چاہتا ہے پڑھتا ہی رہوں۔ مگر اپنی یہ خواہش کیسے پوری کر سکتا ہوں۔ پورے ایک مہینے بعد رسالے آتے ہیں۔ وہ بھی

صرف تین ہوتے ہیں۔ انکل ایک تو چھٹیوں کی وجہ پڑھائی میں بہت ہرج ہو رہا ہے۔ دوسری طرف "عنبر ناگ ماریا" کے رسالے بھی نہیں آ رہے پس فارغ ہی رہتا ہوں۔ انکل پلیز آپ مجھے کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس سے میں فارغ بھی نہ رہوں اور اس سے مجھے کوئی فائدہ بھی ہو؟

فقط آپ کی کہانیوں کا شوقین

محمد جواد اکرم ولد شیخ محمد اکرم مکان نمبر ۱ افضال سٹریٹ نمبر ۱ محمود پارک بالمقابل تھانہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور نمبر ۳۵ — پاکستان

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اللہ آپ کو عزت سے رکھے تاکہ ہم آپ کے ناول پڑھتے رہیں۔ انکل میں آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں۔ اور میں آپ کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ انکل آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ ناگ ماریا اور عنبر حقیقی ہیں۔ یا فرضی کردار ہیں۔ پہلی بار خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ آپ جیسے مشہور مصنف کو خط لکھنا اور آپ کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ لیکن مجھے امید ہے آپ خط کا جواب ضرور دیں گے۔ انشاء اللہ

آپ کا قادری خالد محمود معرفت ماسٹر محمد اسمٰعیل مکان نمبر N/E1696 گلی نمبر ۱ محلہ اسلام آباد نیشنل ٹاؤن ڈھوک کھبہ راولپنڈی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ڈیئر انکل اے حمید صاحب

انکل اس ماہ کا خاص نمبر میں اس وقت ملا۔ جس وقت امتحانات ہو رہے تھے۔ سو میں نے اسے خرید کر رکھ لیا، کہ امتحان سے فراغت پا لینے کے بعد اس سے دو دو ہاتھ کریں گے۔ چنانچہ آج جب امتحان اختتام پذیر ہوا تو میں نے اس کے بعد اس موٹے تازے تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل خاص نمبر کو ہاتھ میں لیا اور پھر ختم کر کے چھوڑا۔ ویسے اس بیچ یعنی امتحانات کے دوران اس خاص نمبر کے سرورق نے کئی بار مجھ پر غلبہ پانے کے لیے حملے کیے اور اپنی جانب کھینچا۔ لیکن میں نے مطلق پرواہ نہ کی اور امتحان کے دوران اسے ہاتھ لگانا بھی گوارا نہ کیا کیوں کہ بقول میرے ؎

امتحاں تو آتے ہیں فقط ایک ہی بار
جبکہ رسائل یہ تو آتے رہتے ہیں بار بار

ویسے انکل اس ماہ ناول "غیبی لاش" کا سرورق بہت ہی اچھا تھا آئندہ بھی کہانی کی طرح اس جانب بھی خیال رکھا جائے تو اچھا ہے۔ اور ہاں انکل میں آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سے بآسانی ملاقات کہاں اور کیسے ہو سکتی ہے؟ اور انکل میں خواہشگار ہوں کہ جب کبھی بھی آپ اپنے کرداروں کو پاکستان میں لاہور شہر لائیں تو کتابی طور پر ہی میری ملاقات ان سے ضرور کرائیں۔ خط کا جواب ضرور دیں۔ میں منتظر رہوں گا۔

اچھا اب اجازت!

پرنس شاہد اداس لاہور

انکل اے حمید! السلام علیکم

انکل اس ماہ خاص نمبر پڑھا پسند آیا۔ آپ کا سب سے اچھا خاص نمبر ۹۹ سیڑھیوں کا راز تھا۔ جس میں شیطانوں کے بڑے بڑے دیوتاؤں سے ہمارے کرداروں کا مقابلہ ہوتا ہے اور آخر میں سب کردار مل جاتے ہیں۔ لیکن اب جو خاص نمبر آ رہے ہیں اس میں عنبر ناگ ماریا اور کیٹی، تھیو سانگ کی آخر میں ملاقات ہوتی ہی نہیں۔ خاص نمبر میں اگر سب کی ملاقات ہو تو مزہ آتا ہے اور سب دشمنوں کی قید سے آزاد ہو جائیں۔ اب کوئی زبردست خاص نمبر لکھیے گا۔

ہمارے کردار اس وقت خلائی سفر پر ہیں۔ لیکن زمین پر جو مزہ آتا ہے۔ وہ خلا میں نہیں آپ کرداروں کو زیادہ تر زمین پر ہی رکھیں اور آپ ناولوں کی تاریخ پر کنٹرول کریں کہ مارکیٹ میں ہر ماہ ایک ہی تاریخ کو پہنچ جائیں۔

ندیم غوری پہلی منزل 5/1 - F - III ناظم آباد ۳ کراچی ۱۸

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر، ناگ، ماریا

خوبصورت جلد میں حاصل کیجیے!

پہلی جلد: عنبر ناگ، ماریا ۱ تا ۶ : کتابوں کی قیمت: ۳۰/- جلد کی قیمت: ۶/۰۰ ڈاک خرچ: ۵/-

کُل رقم ۴۱/- روپے ہوتی ہے۔

لیکن ہم آپ کو یہ جلد صرف ۳۰/- روپے میں مہیا کریں گے۔
جلد مُفت اور ڈاک خرچ بھی ادارہ ادا کرے گا۔

اسی طرح

دوسری جلد ۷ تا ۱۲ ——— ۳۰/۰۰ روپے
تیسری جلد ۱۳ تا ۱۸ ——— ۳۰/۰۰ روپے
چوتھی جلد ۱۹ تا ۲۴ ——— ۳۰/۰۰ روپے

آپ چاروں جلدیں گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں۔
چار جلدیں اکٹھی منگوانے پر مزید رعایت یعنی ۱۲۰ روپے کی بجائے صرف ۱۱۰/- روپے بذریعہ منی آرڈر بھجوائیں۔

بذریعہ وی پی یہ جلدیں ارسال نہیں کی جائیں گی۔

نیا مکتبہ اقرأ ——— ۱۴/بی، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸

PAKPDFBOOKS

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

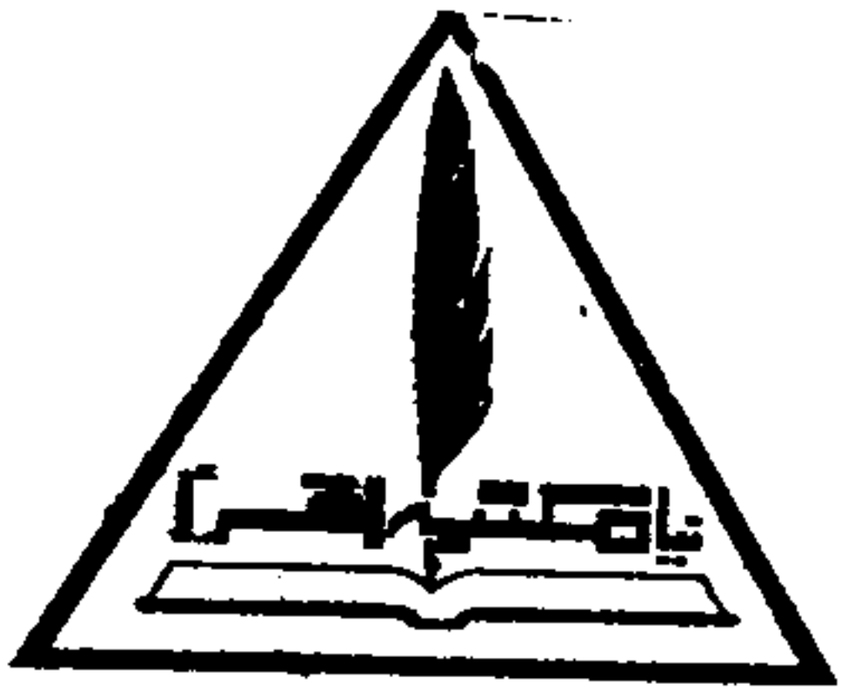

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

منحوس مُوریتاں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول

ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۱۳ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الفہیم پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

راولپنڈی کینٹ سے عائشہ اظہر صاحبہ نے لکھا ہے کہ انہیں "موت کی چھلانگ" "قبر کا ہاتھ" اور "مُردے کی موت" تینوں قسطیں بہت پسند آئی ہیں۔ فیصل آباد سے ہماری ساتھی بے بی نے لکھا ہے کہ انکل میں نے آج سے فیصلہ کر لیا ہے کہ عنبر ناگ ماریا کی کتاب خرید کر پڑھا کروں گی تاکہ عنبر ناگ ماریا کا دلچسپ سلسلہ بند نہ ہو۔ میں عائشہ اظہر صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جولائی کی تینوں قسطوں کو پسند کیا اور اپنی ساتھی بے بی کا بھی دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ عنبر ناگ ماریا کے سلسلے کو جاری رکھنے کی خاطر اب لائبریری سے کرائے پر کتاب لے کر پڑھنے کی بجائے اسے خرید کر پڑھیں گی۔ ہم کبھی یہ نہ کہتے مگر کاغذ چھپائی اور لکھائی کا خرچ اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ وہ عنبر ناگ ماریا کی کتاب خرید کر پڑھیں اور عنبر ناگ ماریا سے تعاون کریں۔

۴۵۴ - N

راہِ چمن - سمن آباد - لاہور

تمہارا انکل

اے حمید

۱۵-۱۰-۸۶

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

○ منحوس مورتیاں
○ طوفان اور راجکماری
○ رونگٹے کھڑے کرنے والی آواز
○ ماریا آسیبی حویلی میں
○ اندھے کنوئیں کا باوا

Uploaded for:
Pakistan Virtaul Library
www.pdfbooksfree.pk

منحوس مورتیاں

دونوں ڈاکو راتوں رات ملک بابل کی سرحد پار کر گئے۔ وہ سونے کی مورتیاں اور یاقوت کا سانپ حاصل کرنے پر بہت خوش تھے۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ آگے ملک ایران ہے۔ وہ ایران جا کر سوداگروں کا بھیس بدلیں گے اور ایران کے بادشاہ دارا کے دربار میں جا کر سونے کی مورتیاں اور یاقوت کا سانپ اس کی خدمت میں پیش کریں گے اور بادشاہ انہیں دولت سے مالا مال کر دے گا۔ کیوں کہ اتنی قیمتی چیزوں کا معاوضہ ایک بادشاہ ہی دے سکتا تھا۔ انہیں اس کی خبر ہی نہیں تھی کہ سکندر کی فوجوں نے ملک ایران پر حملہ کر دیا ہے اور وہاں گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ اس زمانے میں نہ کوئی اخبار ہوتا تھا نہ ریڈیو اور نہ ٹیلیوژن تھا۔ ایک ملک میں جنگ ہوتی تھی تو دوسرے ملک کو اس کی خبر ہی نہیں ہوتی تھی۔ دونوں ڈاکو گھوڑوں پر سفر کرتے کئی دنوں کے بعد جب ایران کی سرحد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں داخل ہوئے تو انہیں پتہ چلا کہ اسکندر اعظم نے
ایران کے دارالحکومت پرسی پولس پر قبضہ کر لیا ہے اور
ایران کا بادشاہ دارا فرار ہو گیا ہے۔ ملک میں افراتفری
مچی تھی۔ یونانی فوجیں عام لوگوں کا قتل عام کر رہی تھیں۔
ڈاکوؤں کے پاس بڑی قیمتی چیزیں تھیں۔ انہیں معلوم تھا
کہ یونانی سپاہی ان سے یہ چیزیں بھی چھین لیں گے اور
انہیں زندہ بھی نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ وہ جان بچا کر
ویران پہاڑیوں کی جانب بھاگ نکلے۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ جس طرف ڈاکو جان اور
مال بچا کر بھاگے جا رہے تھے اسی طرف ایران کا
بادشاہ دارا بھی شکست کھانے کے بعد اپنے چار
محافظ سپاہیوں کے ساتھ فرار ہوا تھا۔ سکندر اعظم کو
جب پتہ چلا کہ شہنشاہ فرار ہو گیا ہے تو اس نے
اپنے خاص یونانی سپاہیوں کے دستے کو حکم دیا کہ دارا
کو زندہ پکڑ کر لایا جائے۔ چنانچہ ان جانباز یونانی سپاہیوں
کا دستہ بھی دارا کے پیچھے ویران بنجر پہاڑیوں کی طرف
نکل کھڑا ہوا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ آگے آگے دارا
گھوڑے پر سوار اپنے چار محافظ سپاہیوں کی حفاظت میں بھاگا
جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے یہ دونوں ڈاکو تھے اور ان ڈاکوؤں

کے پیچھے سکندر اعظم کے جانباز دستے کے سپاہی سرپٹ
گھوڑے دوڑاتے چلے آ رہے تھے۔

تاریخ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ دارا کو اس کے محافظ
سپاہیوں نے ہی دارا کے گلے میں پڑے ہوئے قیمتی ہاروں
کے لالچ میں ہلاک کر دیا تھا۔ بے یارو مددگار بادشاہ
کی انگلیوں میں چمکتی جواہرات کی انگوٹھیوں اور گلے میں
پڑے انمول ہاروں کو دیکھ کر محافظ ایرانی سپاہیوں کی
نیت خراب ہو گئی۔ چنانچہ ایک جگہ جب شہنشاہ دارا
ذرا سانس لینے کے لیے جنگل میں رکا تو ایک محافظ سپاہی
نے پیچھے سے دارا کی پیٹھ میں خنجر گھونپ دیا۔ شہنشاہ
دارا شدید زخمی ہو کر گر پڑا۔ چاروں محافظ سپاہی دارا کے
زر و جواہر پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے اس کی گردن سے
ہار نوچ لیے۔ انگلیوں سے انگوٹھیاں اتار لیں اور گھوڑوں
پر بیٹھ کر جنگل میں فرار ہو گئے۔ شہنشاہ دارا آخری دموں
پر شدید زخمی حالت میں زمین پر پڑا تھا۔ کبھی اس کے
سامنے کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا اور آج وہ
بے بسی کے عالم میں ویران جنگل کی زمین پر پڑا آخری
سانس لے رہا تھا۔ اتنے میں پیچھے سے دونوں ڈاکو بھی
وہاں پہنچ گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہوں نے ایک شاہانہ لباس والے اونچے لمبے آدمی کو زمین پر زخمی پڑے دیکھا تو گھوڑوں سے اُتر کر اس کے پاس آئے۔

ایک ڈاکو نے کہا:

"یہ تو کوئی شاہی خاندان کا آدمی لگتا ہے۔ ہمیں یہاں سے بھاگ چلنا چاہیئے۔"

دوسرا ڈاکو بولا:

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ کہیں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

وہ اُٹھ کر گھوڑوں پر سوار ہونے ہی لگے تھے کہ پیچھے سے یونانی جانباز سپاہیوں کا جو دستہ بادشاہ دارا کی تلاش میں آ رہا تھا وہ سر پر پہنچ گیا۔ انہوں نے آتے ہی دونوں ڈاکوؤں کو گھیرے میں لے لیا۔ ڈاکوؤں کی کیا مجال تھی کہ یونانی سپاہیوں کے گھیرے کو توڑ کر نکل جاتے۔ تھر تھر کانپنے لگے۔ سمجھ گئے کہ موت آ گئی۔ یونانی سپاہیوں نے دیکھا کہ شہنشاہ دارا زمین پر مُردہ پڑا تھا۔ اور اس کے جسم سے قیمتی ہار اور انگوٹھیاں غائب تھیں۔ اور اس کا لباس خون میں تر بتر تھا۔ اب بھی اُس کی کھلی آنکھوں سے جاہ و جلال ٹپک رہا تھا۔ یونانی سپاہیوں ——————

نے ڈاکوؤں کی تلاش لی تو ان کے تھیلوں سے سونے کی دو مورتیاں اور یاقوت کا ایک قیمتی سانپ برآمد ہوا۔ یونانی سالار نے قہر بھری نظروں سے دونوں ڈاکوؤں کی طرف دیکھا اسے یقین تھا کہ انہوں نے ہی شہنشاہ دارا کو ہلاک کیا ہے اور شاہی سونے کی مورتیاں لوٹی ہیں۔ سالار نے اپنے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ دو تلواریں فضا میں لہرائیں اور دونوں ڈاکوؤں کی گردنیں کٹ کر زمین پر پڑی تھیں۔

یونانی سپاہیوں نے شہنشاہ دارا کی لاش کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈالا اور اسے اسکندر اعظم کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے ایران کے دارالحکومت پرسی پولس کی طرف روانہ ہو گئے۔ سکندر اعظم نے شہنشاہ کی لاش کو دیکھا تو اسے بہت دُکھ ہوا۔ یہ سُن کر اسے کچھ تسلی ہوئی کہ دارا کے قاتلوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سکندر اعظم نے حکم دیا کہ شہنشاہ دارا کو پورے شاہی اعزاز کے ساتھ دفن کیا جائے۔ جب سکندر اعظم کو سونے کی مورتیاں اور یاقوت کا سانپ دکھایا گیا تو اس نے کہا:

"سونے کی مورتیاں خزانے میں جمع کر دی جائیں اور یہ یاقوت کا سانپ ہم اپنے پاس رکھیں گے یہ ہمیں بہت پسند ہے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سکندر کو علم و ادب کا بے حد شوق تھا۔ جب وہ دنیا کو فتح کرنے ملک یونان سے فوج لے کر چلا تھا تو اس نے اپنے ساتھ سونے کی ایک چھوٹی سی ٹوکری رکھی تھی جس میں اس زمانے کے مشہور یونانی شاعر ہومر کی نظموں کی کتاب پڑی رہتی تھی۔ رات کو جب فرصت ملتی تو سکندر اعظم ہومر کی نظموں کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ سکندر نے یاقوت کا سانپ بھی اسی ٹوکری میں رکھ لیا۔ سکندر اعظم کو بالکل علم نہیں تھا کہ جس یاقوت کے سانپ کو اس نے اپنی ٹوکری میں رکھا ہے وہ اصل میں اس کا دوست ناگ ہے۔ ناگ کو بھی کچھ ہوش نہیں تھی۔ ملک ایران کو فتح کرنے کے بعد سکندر اعظم فوج کو لے کر ملک ہندوستان کو فتح کرنے چل پڑا۔

جس وقت سکندر اعظم اپنی سونے کی خاص ٹوکری میں ناگ کو یاقوت کے سانپ کی شکل میں لے کر ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اس وقت عنبر اور ماریا ملک توران میں ناگ کا کھوج لگاتے پھر رہے تھے جو ایران کے شمال مشرق میں تھا۔ سکندر کی فوجوں نے اس ملک پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ یہاں بھی سکندرِ اعظم نے اپنا گورنر

مقرر کر دیا تھا۔ عنبر ماریا یونانی حملے کے بعد ملک توران سے نکل کر سمرقند و بخارا کے شہروں کی طرف سے ہوتے ہوئے ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے تھے جب وہ ہندوستان کی سرحد پر پشاور کے شہر کے قریب پہنچے (جو آج کل پشاور ہے) تو انہیں خبر ملی کہ سکندر اعظم کی فوجیں دریائے جہلم کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں اور راجہ پورس سے جنگ ہونے ہی والی ہے۔

عنبر گھوڑے پر سوار تھا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ زمین سے دس فٹ بلند ہو کر فضا میں تیرتی جا رہی تھی۔

عنبر نے کہا:

"یہ عجیب اتفاق ہے ہم جدھر جاتے ہیں سکندر اعظم کی فوجیں وہاں پہلے پہنچ چکی ہوتی ہیں۔"

ماریا ہنس کر بولی:

"ہم تو تاریخ میں سے گذر رہے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں عنبر کہ سکندر اعظم ساری دنیا کو فتح کرنے کا ارادہ لے کر نکلا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اسی دریائے جہلم سے اس کی فوجیں واپس یونان کی طرف منہ پھیریں گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا ہندوستان فتح کرنے کا خواب ادھورا ہی رہ جائے گا۔"

ماریا بولی: "اس لیے کہ راجہ پورس کی پنجابی فوجیں اس دلیری سے لڑیں گی کہ اگرچہ سکندر کو فتح ہو گی مگر یونانی فوجوں کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے۔"

عنبر کہنے لگا: تم ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا۔ جس بے جگری سے جہلم کی پنجابی فوج یونانی فوجوں سے لڑے گی اس طرح سے نہ بابل کی فوج لڑی تھی نہ ایران اور نہ مصر کی فوجیں یونانیوں سے لڑی تھیں۔

وہ ایک ایسے درّے میں سے گذر رہے تھے جس کی دونوں جانب اونچے اونچے پہاڑ تھے۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ درّے سے باہر نکلے تو سامنے خشک پہاڑوں کے درمیان پشاوری یعنی پشاور کا شہر آباد تھا۔ اس زمانے میں پشاور کا نام پشاوری تھا اور اس پر ایک آریہ راجہ کی حکومت تھی۔ اسے سکندر اعظم کی فوجوں کی یلغار کی خبر پہنچ گئی تھی اور شہر کی فصیل پر آریہ فوج چاق وچوبند کھڑی تھی۔ بغیر پوچھ گچھ کے کسی کو شہر میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا تھا۔

ماریا نے کہا:

"شہر میں تو ہم داخل ہو جائیں گے مگر ناگ کا ابھی تک کچھ سراغ نہیں مل سکا۔ اس کی خوشبو بھی ہمیں کسی جگہ سے نہیں آئی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بار وہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔"

عنبر نے جواب دیا:

"ماریا! ہمیں حوصلہ نہیں ہارنا۔ ناگ ایک نہ ایک دن ضرور ہمارے ساتھ آن ملے گا۔ کیتی اور تھیوسانگ بھی تو اس کی جستجو میں ملک لنکا پہنچ گئے ہوں گے۔"

ماریا نے کہا:

"خدا کرے کہ کیتی تھیوسانگ کو ہی ناگ مل جائے۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ شہر کے بڑے دروازے پر پہنچ گئے۔ شہر کا دروازہ کسی قلعے کے دروازے کی طرح تھا اور بند تھا۔ صرف درمیان میں ایک دروازہ کھلا تھا۔ جس کے باہر راجہ کی فوج کے سپاہی نیزے اور تیر کمان لیے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا کو تو یہ سپاہی دیکھ نہیں سکتے تھے۔ عنبر قریب آ کر گھوڑے سے اُتر پڑا۔ سپاہیوں نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور شہر میں کیا کرنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا رہا ہے تو عنبر نے کہا کہ وہ جڑی بوٹیوں کا سوداگر ہے اور شہر پشاپادلی میں تجارت کے سلسلے میں کسی تاجر سے بات چیت کرنے آیا ہے۔ سپاہیوں نے عنبر کی معمولی سی تلاشی لی اور اسے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

یونانی فوجوں کے حملے کی وجہ سے شہر میں لوگ ہنگامی حالات میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ چیزیں خرید کر گھروں میں لے جا رہے تھے۔ سپاہی جگہ جگہ چکر لگا رہے تھے اور اس ٹوہ میں تھے کہ کہیں یونانی فوج کا کوئی جاسوس تو بھیس بدل کر وہاں چل پھر نہیں رہا۔ شہر کی سڑکیں پکی اور چوڑی چوڑی تھیں۔ مکان کئی کئی منزلہ تھے اور ان پر بڑا خوبصورت لکڑی کا کام کیا گیا تھا۔ بہت وسیع شہر تھا۔ بیچ میں جگہ جگہ باغات تھے اور کھیت کھلیان بھی تھے۔ ایک نہر دریا کے بیچ میں سے گذرتی تھی پیارے دوستو! اب یہ نہر پشاور میں نہیں ہے۔ اس زمانے میں یہ نہر بڑی دور سے دریائے کابل میں سے کاٹ کر لائی گئی تھی۔ چونکہ ان دنوں جب دشمن حملہ کرتا تھا تو شہر کے دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ اور شہر کے لوگوں کو اندر کھانے اور پانی کی بہت ضروری ہوتی تھی کیونکہ

باہر دشمن کی فوجیں ہوتی تھیں اور باہر سے پانی وغیرہ اندر نہیں لایا جا سکتا تھا اس لیے کوشش کی جاتی تھی کہ یا تو شہر میں جگہ جگہ کنوئیں کھودیں جائیں اور اگر دریا قریب ہو تو اندر نہر لائی جائے۔ پشاور کی زمین پتھریلی تھی اس لیے اس زمانے میں شہر میں ایک نہر دریا سے کاٹ کر لائی گئی تھی)۔

اس نہر کے کنارے کنارے بڑے ہرے بھرے چھدار درخت تھے۔ ان درختوں پر سیب انار خوبانیاں اور ناشپاتیاں لگی ہوئی تھیں۔ شہر کے بیچ میں راجہ کا محل تھا۔ محل کے پیچھے آریہ لوگوں کا ایک مندر تھا اس مندر میں آریہ لوگوں کے دیوتاؤں کے بُت رکھے تھے جن کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے۔ ہندوستان میں ابھی اسلام کی روشنی نہیں پھیلی تھی۔ چنانچہ لوگ مسلمان نہیں تھے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جادو ٹونے کا بھی بڑا رواج تھا جب ہندوستان میں اسلام کی روشنی آئی تو لوگوں کو بیکار بتوں اور جادو ٹونے سے نجات مل گئی۔ پھر لوگ صرف ایک خدا کی عبادت کرنے لگے۔ اور جادو ٹونے اور دیوی دیوتاؤں کی ساری لعنتیں دُور ہو گئیں۔ کیوں کہ اسلام نئی روشنی اور نئی زندگی کا پیغام لے کر آیا تھا۔ پھر مسجدوں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پانچ وقت اذان کی صدا بلند ہوتی تھی اور فضا خدا اور اس کے رسولؐ پاک کی حمد و ثنا کے نور سے درخشاں ہو گئی تھی جو آج بھی قائم ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گی۔

پشاور کی شہر میں ایک سرائے تھی جہاں باہر سے مسافر آ کر ٹھہرتے تھے۔ عنبر نے اسی سرائے میں ڈیرا جمایا اور شہر میں چل پھر کر ناگ کی تلاش شروع کر دی۔ ماریا بھی شہر کی فضا میں اڑتی پھر رہی تھی۔ کہ شاید کسی جگہ سے ناگ کی خوشبو آ جائے۔ شام کو وہ واپس سرائے میں آ گئی اور اس نے عنبر کو بتایا کہ ناگ کی خوشبو شہر میں کسی جگہ پر بھی نہیں ہے۔

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے وہ کسی طلسم میں پھنس گیا ہو۔ پہلے بھی تو اس کے ساتھ ایسا ہو چکا ہے کہ طلسم کے اثر سے اس کی خوشبو بھی غائب ہو گئی تھی۔"

ماریا بولی "ہاں — اس کا مطلب ہے کہ مجھے شہر کے ایک ایک مندر میں جا کر دیکھنا ہو گا۔" شام کے بعد مندروں میں پوجا پاٹھ ہوتی تھی۔ ماریا

ایک بار پھر شہر کی طرف نکل گئی۔ اس نے ہر مندر میں تجسس کر تلاشی لی۔ لیکن ناگ شہر کے کسی مندر میں کسی بت کی شکل میں بھی نہیں تھا۔ ناامید ہو کر واپس عنبر کے پاس آ گئی اور سارا ماجرا سنایا۔

عنبر نے کہا:

"تو پھر میرا خیال ہے کہ ہمیں صبح ہوتے ہی اس شہر سے آگے چلنا چاہیے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ ملک ہندوستان ہمارا دیکھا بھالا ہے۔ اس شہر سے آگے گندھارا کا علاقہ ہے۔ جس کا مشہور شہر تکشلا ہے جہاں بدھ مذہب کی بہت بڑی یونیورسٹی ہے۔ اس سے آگے جہلم آتا ہے جہاں اس وقت گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو گی۔"

عنبر بولا: "جنگ ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ میری تو رائے یہی ہے کہ ہم جہلم کے قریب سے گذرتے ہوئے شہر لوہ پور کی طرف جائیں۔"

"ایسا ہی کریں گے۔" ماریا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔

اس زمانے میں ہمارے پیارے شہر لاہور کا نام لوہ پور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔لوہ اور کُش راجہ رام چندر جی کے دو لڑکے تھے۔ لوا ہور کا شہر رام چندر کے بیٹے لوہ نے اور قصور کا شہر دوسرے بیٹے کُش نے آباد کیا تھا۔ لوہ پور وقت کے ساتھ ساتھ لاہور اور کُش پور وقت کے ساتھ ساتھ قصور ہو گیا۔ یہ تاریخ کی باتیں ہیں انہیں ذہن میں رکھنا چاہیے۔ اس زمانے کا لاہور ایسا نہیں تھا۔ اصل لاہور کی شان اس وقت سامنے آئی جب اس شہر میں بزرگان دین کی تبلیغ سے دین اسلام کی روشنی پھیلی۔ پھر لاہور میں نور ہی نور کی فضا پھیل گئی اور لاہور کا رنگ روپ ایسا نکھرا کہ آج بھی یہ شہر ساری دنیا میں مشہور ہے اور یورپ، امریکہ کے لوگ بھی لاہور دیکھنے کو بے تاب ہوتے ہیں۔اب تو پاکستان کے ہر شہر میں اسلام کا نور پھیلا ہے اور ہر شہر خوبصورت اور دلکش ہے لیکن ان دنوں لاہور کو لوہ پور کہتے تھے اور اس شہر میں بڑے تنگ و تاریک اندھیرے میں ڈوبے مندر ہوتے تھے۔ اور جادو ٹونے کی لعنت عام تھی۔

عنبر اور ماریا نے اپنا رُخ پشاور کی سے لاہور یعنی لوہ پور کی طرف پھیر لیا۔

اس زمانے کے لاہور کے بارے میں ہمیں تاریخ سے جو

حوالے ملتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پرانا لاہور اس جگہ آباد تھا جہاں آج کل اچھرہ ہے۔ عنبر اور ماریا ابھی ٹیکشلا سے کچھ ہی آگے پہنچے تھے کہ انہیں یہ خبر ملی کہ سکندر اعظم کی فوجوں نے راجہ پورس کی راجدھانی پر قبضہ کر لیا ہے اور اب یونانی فوجیں مار دھاڑ کرتیں ٹیکشلا کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

عنبر نے ماریا سے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں آگے جانے کی بجائے ٹیکشلا کے آس پاس ہی کسی گوتم بدھ کے مندر میں رہ جانا چاہیے کیونکہ آگے یونانی فوجوں کا سیلاب چلا آ رہا ہے۔"

ماریا بولی: "جیسے تمہاری مرضی۔ آخر ہمیں اس جنگ بازی سے کیا لینا دینا۔ چلو واپس ٹیکشلا کی پہاڑیوں میں کسی بودھ مندر میں چلے چلتے ہیں۔ جب یہ گڑ بڑ ختم ہو جائے گی تو پھر لاہور کی طرف چلیں گے۔"

عنبر اور ماریا وہیں سے واپس مڑ آئے۔ ٹیکشلا زیادہ دُور نہیں تھا۔ یہاں لوگوں میں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ سکندر اعظم کی فوجیں چلی آ رہی ہیں۔ ٹیکشلا کا راجہ امبی تھا۔ اگرچہ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے شہر کی حفاظت کا بہت انتظام کر رکھا تھا مگر وہ پورس کی طرح بہادر آدمی نہیں تھا۔ دل میں اس نے سکندر کی فوجوں کے آگے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہے۔ راجہ ابھی نے سکندر سے مقابلہ کرنے کی بجائے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

عنبر نے کہا:

"راجہ ابھی ہتھیار ڈال دے گا۔ اس لیے یہاں جنگ کی تباہی برپا نہیں ہو گی۔ پھر بھی کچھ لوگ ضرور مارے جائیں گے۔ ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ کسی بودھ خانقاہ کی طرف نکل جائیں۔"

ٹیکشلا کے ارد گرد سرخ اور سیاہ رنگ کی پہاڑیاں ہی پہاڑیاں تھیں۔ بدھ مت کا یہاں بہت زور تھا۔ بلکہ سرکاری مذہب ہی بدھ مت تھا۔ ٹیکشلا کی بودھ یونیورسٹی اس زمانے کی ساری دنیا میں مشہور تھی۔ عنبر اور ماریا ٹیکشلا یونیورسٹی کی وسیع اور کشادہ عمارتوں سے بھی آگے نکل گئے۔ کچھ فاصلے پر پہاڑیوں کے بیچ میں ایک وادی تھی۔ اس وادی کے کنارے پر پہاڑی کے دامن میں ایک بودھ خانقاہ تھی۔ یعنی اس میں گوتم بدھ کی ایک مورتی رکھی ہوئی تھی اور ایک بھکشو وہاں پر عبادت کے لیے موجود

تھا۔ دن کے وقت وہ شہر میں جا کر خیرات مانگا کرتا اور دوپہر کو واپس آ کر خانقاہ میں پڑا رہتا۔ عنبر اور ماریا اس خانقاہ کے باہر آ کر رک گئے۔ گھوڑے کو ایک طرف باندھا۔ خانقاہ میں اس وقت بودھ بھکشو اپنی عبادت کا پجاری مہاتما گوتم کی مورتی کے آگے دوزانو ہو کر بیٹھا عبادت کر رہا تھا۔

عنبر اس کے پیچھے خاموشی سے بیٹھ گیا۔ ماریا بھی عنبر کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد بھکشو نے عبادت ختم کی اور پلٹ کر عنبر کو دیکھا۔ دونوں ہاتھ باندھ کر عنبر کو سلام کیا اور پالی زبان میں پوچھا:

"خانقاہ میں تمہارے آنے سے خوشی ہوئی۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

اس زمانے میں شمالی ہند میں بدھ مت کے اثر کی وجہ سے سنسکرت کے ساتھ پالی زبان بھی بولی جاتی تھی۔ پالی زبان ایک عام فہم زبان تھی اور گوتم بدھ اسی زبان میں اپنے مذہب کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

عنبر نے کہا:

"مہاراج! میں پردیسی ہوں۔ شہر میں سکندر کے حملے کی افواہ سے افراتفری مچی ہے۔ اس لیے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں پناہ لینے آ گیا ہوں۔"

بودھ بھکشو کے چہرے پر بڑی پُرسکون مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ بولا:

"میں مہاراج نہیں ہوں۔ میرا نام آنندا ہے۔ مجھے اپنا بھائی ہی سمجھو۔ اگر تم ہمارے بودھ مت کو نہیں بھی مانتے ہو تب بھی میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم جب تک چاہو اس خانقاہ میں رہ سکتے ہو۔ پیچھے کچھ کوٹھڑیاں خالی پڑی ہیں کیوں کہ جنگ کے خون کی وجہ سے یہاں جو طالب علم پہلے رہتے تھے وہ چلے گئے ہیں۔ ہاں۔ تمہارا نام کیا ہے۔؟"

عنبر نے کہا:

"میرا نام عنبر ہے۔ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں جڑی بوٹیوں کی سوداگری کرتا ہوں۔"

بھکشو آنندا نے ہاتھ باندھ کر ایک بار پھر پرنام کیا اور بولا:

"میرے بھائی عنبر! کیا تم کچھ کھاؤ گے؟ میرے پاس کچھ چاول اور پھل رکھے ہیں۔"

عنبر کے منع کرنے کے باوجود بھکشو آنندا کوٹھڑی میں

پھل اور چاول لینے چلا گیا۔

ماریا نے عنبر سے کہا:

"یہ بڑا خوش اخلاق آدمی ہے۔"

عنبر بولا: "یہ جس عظیم انسان کے ماننے والے ہیں تم تو جانتی ہی ہو وہ شہزادہ سدھارتو تھا جو گیان حاصل کرنے کے بعد مہاتما بدھ کے نام سے مشہور ہوا اس نے تو دُکھی انسانوں کے لیے اپنا محل بیوی بچے اور آرام و آسائش چھوڑ دیا تھا۔"

بھکشو آنندا لکڑی کی پلیٹ میں کچھ چاول اور پھل لے کر آ گیا۔ عنبر کو ان کی ضرورت نہیں تھی مگر بھکشو کا دل رکھنے کے لیے اس نے چاول اور پھل بڑی محبت اور شوق سے کھائے اور بھکشو کا شکریہ ادا کیا۔ بھکشو تنکوں کی چٹائی پر دوزانو بیٹھا تھا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا۔ زعفرانی رنگ کی چادر اس نے اپنے جسم کے گرد اس طرح لپیٹ رکھی تھی کہ اس کا ایک بازو ننگا تھا۔ پاؤں میں پہننے کے لیے لکڑی کی کھڑاؤں پاس ہی پڑی تھیں۔ گوتم بدھ کے کانسی کے مجسمے کے سامنے چنبیلی کے دو پھول پڑے تھے اور سامگری میں اگربتی اور لوبان سلگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے تھے جن کی دھیمی دھیمی پاکیزہ خوشبو فضا میں پھیل ہوئی تھی۔ بودھ بھکشو کی آنکھوں میں بڑی محبت اور نرمی تھی۔ چہرے پر ایسا سکون تھا جیسے کہیں کچھ بھی نہیں ہو۔ ہر طرف آرام ہی آرام ہے۔ چین ہی چین ہے۔ جب عنبر نے پوچھا کہ کیا وہ یونانی فوجوں کے آنے سے خوف زدہ نہیں ہے؟ تو بھکشو نے ذرا مسکرا کر جواب دیا۔

"جب ہم کسی سے لڑیں گے ہی نہیں تو کسی سے خوف کیوں کھائیں؟"

عنبر نے کہا:

"لیکن یونانی سپاہی تو ان لوگوں کو بھی مار ڈالتے ہیں جو لڑنا نہیں چاہتے۔ جنگوں میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔"

بھکشو بولا: "اگر وہ ہمیں مار دیں گے تو بے شک مار دیں۔ ہمارے لیے زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"مگر آنندا بھائی یہ تو بزدلی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ دشمن سے مقابلہ کرے اور مرنا ہی ہے تو لڑتے لڑتے جان دے۔"

بھکشو ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا:

"ہم کبھی کسی انسان یا جانور کو تکلیف نہیں دے سکتے یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ ہمارے مذہب میں جنگ جائز نہیں۔"

وہ اٹھا اور بولا:

"میں تمہارے لیے قہوہ بنا کر لاتا ہوں۔"

اس کے جانے کے بعد ماریا نے سرگوشی میں عنبر سے کہا:

"کیا خیال ہے تمہارا اس بھکشو کے مذہب کے بارے میں"

عنبر ذرا سا مسکرا کر بولا:

"ماریا! میں ایسے مذہب کے ساتھ زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ میں اس کا احترام ضرور کرتا ہوں۔ مگر اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک عزت دار اور بہادر آدمی جنگ میں دشمن سے بہادری اور بے جگری سے لڑتا ہے۔ مر گیا تو شہید، زندہ رہا تو غازی۔"

ماریا کچھ کہنے والی تھی کہ بھکشو آنندا لکڑی کے پیالوں میں گرم گرم قہوہ لے کر آ گیا۔ ابھی کافی دن باقی تھے موسم برسات کا تھا اور باہر آسمان پر پہاڑیوں کے اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلکے ہلکے بادلوں کے ٹکڑے تیرنے لگے تھے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ قہوہ پینے کے بعد بھکشو نے کہا:

"میں اب کچھ دیر آرام کروں گا۔ تم بھی پیچھے کسی کوٹھڑی میں جا کر لیٹ جاؤ۔"

عنبر نے آگے کچھ نہ کہا کیونکہ بودھ بھکشو آرام کرنا چاہتا تھا۔ وہ اٹھ کر خانقاہ کے پیچھے جو چار پانچ خالی کوٹھڑیاں تھیں ان میں سے ایک کوٹھڑی میں آ گیا۔

ماریا ہنس کر بولی:

"عنبر! تم نے چاول تو خوب مزے لے لے کر کھائے اور مجھے پوچھا بھی نہیں۔"

عنبر بولا: "تمہیں پوچھتا تو بھکشو بے چارا حیرت کے مارے گم سم ہو جاتا۔"

ماریا نے کہا:

"مجھے اس نیکدل بھکشو پر ترس آتا ہے یونانی سپاہی بڑے وحشی ہیں۔ وہ یہاں کسی بھکشو کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

عنبر بولا: "کم از کم اس نیک دل بھکشو کی جان بچانا تو ہمارا فرض ہے۔ اسے کسی یونانی سپاہی کے ہاتھوں نہیں مرنے دیں گے۔"

کوٹھڑی میں صرف ایک چٹائی زمین پر بچھی تھی۔ طاق میں ایک مٹی کا دیا رکھا تھا۔ کونے میں مٹی کا گھڑا پانی سے بھرا ہوا پڑا تھا۔ کوٹھڑی بڑی صاف ستھری تھی۔ عنبر چٹائی پر بیٹھ گیا۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ اور وہ ناگ کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ ماریا کو یقین تھا کہ ناگ اس دفعہ ضرور کسی بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ شہر کی جانب سے لوگوں کی چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عنبر اور ماریا لپک کر باہر آئے۔ دیکھا کہ شہر میں کئی جگہوں پر آگ لگ رہی تھی۔

عنبر کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"وحشی یونانی فوج آ پہنچی ہے۔"

اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! شہر میں جا کر پتہ کرو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔"

ماریا اسی وقت فضا میں بلند ہو کر شہر کی طرف پرواز کر گئی۔ عنبر جلدی سے خانقاہ میں گیا۔ دیکھا کہ نیکدل بھکشو چٹائی پر مہاتما بدھ کی مورتی کے آگے سمٹ کر پڑا گہری نیند سو رہا ہے۔ عنبر نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا اور خانقاہ کا دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ماریا نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس آ کر بتایا کہ سکندر اعظم کی یونانی فوجوں کا ہراول دستہ شہر میں داخل ہو کر مکانوں کو آگ لگا رہا ہے اور لوگوں کا قتل عام کر رہا ہے۔

عنبر بولا: "کیا راجہ نے ہتھیار نہیں ڈالے؟"

ماریا نے کہا:

"راجہ نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ جب ہی تو شہر کے دروازے کھول دیئے گئے تھے۔ مگر یونانی فوج کرائے کی فوج ہے۔ جب تک اسکندر اعظم خود یہاں نہیں پہنچتا یہ لوٹ مار جاری رہے گی اور سب سے تشویش ناک خبر یہ ہے کہ یونانی فوج کا ایک دستہ ادھر اس خانقاہ کو لوٹنے بھی آ رہا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کی خانقاہوں میں سونے کی مورتیاں رکھی ہوتی ہیں۔"

عنبر جلدی سے ایک طرف ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ دور کچی سڑک پر کچھ گھوڑ سوار گھوڑے دوڑاتے خانقاہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! ہوشیار ہو جاؤ۔ ہمیں اس نیک دل بھکشو کو یونانی کرائے کے فوجیوں سے ہر حالت میں بچانا ہے۔"

ماریا نے پُر عزم آواز میں کہا:

"میں تیار ہوں۔ فکر نہ کرو۔ جتنے یونانی سپاہی آ رہے ہیں ان میں سے ایک بھی زندہ واپس نہیں جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن ہمیں اس وقت تک انہیں کچھ نہیں کہنا چاہیے جب تک کہ یہ لڑنے مرنے پر نہ اتر آئیں۔"

"میں جانتی ہوں۔" ماریا نے جواب دیا۔

دونوں سڑک کی طرف دیکھ رہے تھے جو پہاڑیوں کے درمیان سے خانقاہ کی طرف آتی تھی۔ چار یونانی سپاہی گھوڑے دوڑاتے تلواریں لہراتے مارو مار کرتے چلے آ رہے تھے۔ عنبر نے ماریا سے کہا:

"خانقاہ کے اندر دروازے کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ تمہیں کیا کرنا ہو گا تم خوب جانتی ہو۔"

ماریا کی آواز آئی:

"خوب جانتی ہوں۔"

ماریا خانقاہ کے اندر چلی گئی۔ کمال کی بات یہ تھی کہ بودھ بھکشو ابھی تک بڑے سکون سے سو رہا تھا۔ اس کے خراٹوں کی بھی آواز نہیں آ رہی تھی۔ عنبر خانقاہ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دروازے کے باہر کھڑا ہو گیا۔ یونانی سپاہی جنگلی جانوروں کی طرح چیختے چلاتے شور مچاتے خانقاہ کے سامنے آ کر گھوڑوں سے اترے اور تلوار لیے عنبر کی طرف لپکے۔ ایک سپاہی نے عنبر کی طرف دیکھ کر طنزیہ انداز میں اپنے ساتھی سے یونانی زبان میں کہا:

"بیمار ہندوستانی ہے۔ اسے تم ہلاک کرو۔"

عنبر نے بھی یونانی زبان میں جواب دیا:

"تم میں سے کوئی بھی مجھے ہلاک نہ کر سکے گا۔"

چاروں یونانی سپاہی چونکے کہ یہ شخص جو شکل صورت سے کسی طرح بھی یونانی نہیں لگتا یونانی زبان میں اتنی روانی سے کیسے بات کر لیتا ہے۔

ایک سپاہی نے غراتے ہوئے عنبر سے کہا:

"تم یونان میں کسی امیر کے غلام رہے ہو کیا؟"

عنبر نے بڑی بہادری سے جواب دیا:

"میں آج تک کسی کا غلام نہیں رہا۔"

تیسرا سپاہی جھلا کر بولا:

"ارے اس کا سر تن سے جدا کرو اور مندر کو لوٹو۔ اس کے اندر ضرور سونے کی مورتیاں ہوں گی۔"

پہلے سپاہی نے عنبر پر تلوار کا بھرپور وار کیا۔

طوفان اور راجکماری

عنبر نے تلوار کا وار اپنے ہاتھ پر لیا اور تلوار چھین کر پرے پھینک دی۔

اب دو یونانی سپاہی عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے عنبر کو گرا لیا اور اسے زدوکوب کرنے لگے۔ باقی دو یونانی سپاہیوں سے ایک خانقاہ کا دروازہ دھڑاک سے کھول کر اندر گیا ہی تھا کہ ماریا نے اس کی گردن پر اوپر سے اتنی زور سے بازو مارا کہ اس کی گردن کی ہڈیوں کے سات ٹکڑے ہو گئے۔ وہ گرا تو دوسرا آگے بڑھ چکا تھا۔ اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ اب۔ بودھ بھکشو جاگ پڑا تھا۔ اس نے یہ ماجرا دیکھا تو گوتم بدھ کی مورتی کے سامنے آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔ ماریا باہر کو دوڑی۔ دونوں یونانی سپاہی عنبر کو گھونسے مار رہے تھے مگر خود ان کے ہاتھ لہولہان ہو گئے تھے۔ عنبر ان کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ماریا نے ایک یونانی سپاہی کو پیچھے سے پکڑ لیا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ز کسی کے بازوؤں کی پکڑ محسوس کی تو چیخ مار کر اپنے
بھتی سے بولا:
"یہاں کوئی بھوت ہے۔ ہمارے دونوں ساتھی
مر چکے ہیں۔ بھاگو۔"
مگر ماریا بھلا انہیں کب بھاگنے دیتی تھی۔ اس نے
نی سپاہی کو بازوؤں سے پکڑ کر اوپر کو اتنی زور سے
چھالا کر وہ زمین سے پچاس فٹ کی بلندی پر جا کر
بازیاں کھاتا زمین پر گرا تو اس کی ہڈی پسلی ٹوٹ گئی
تھا یونانی ڈر کر بھاگنے لگا تو ماریا نے اسے بھی گردن
ے دبوچ لیا۔
عنبر نے کہا:
"جانے دو اسے ماریا۔ یہ ہمارا مقابلہ نہیں کر رہا۔"
ماریا نے کہا:
"اس نے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کا خون
بہایا ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گی۔"
اور ماریا نے چوتھے یونانی سپاہی کا بھی صفایا کر دیا۔
ہر اس نے چاروں لاشوں کو ان کے گھوڑوں پر ڈال کر
ہاڑیوں کی طرف بھگا دیا۔ بودھ بھکشو خانقاہ کی کوٹھڑی
ے نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ

رکھے تھے۔ کہنے لگا:
"یہ ظلم مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ میں پہاڑی گپھا
میں جا کر مہاتما بدھ کی عبادت کروں گا۔"
بودھ بھکشو نے جھک کر عنبر کو سلام کیا اور کھڑاؤں
پہن کر پہاڑیوں کی طرف جانے والی سڑک کے کنارے
کنارے چل پڑا۔
ماریا نے کہا:
"اس شریف آدمی کا پہاڑوں میں چلے جانا ہی
بہتر ہے یہاں یونانی سپاہی اسے زندہ نہیں
چھوڑیں گے۔"
عنبر بولا:
"اپنے بارے میں کیا خیال ہے ماریا؟"
ماریا نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ہمیں بڑی شاہراہ
کو چھوڑ کر جنگلوں میں سے گذر کر شہر لاہور کی طرف نکل
جانا چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے وہاں تاگ کا کوئی سراغ
مل جائے۔ عنبر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ماریا اس کے
ساتھ ہو لی اور دونوں ٹیکسلا کی پہاڑیوں کے دامن کی
طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں سے انہوں نے آگے دریائے
جہلم عبور کر کے دریائے چناب کی وادی میں داخل ہونا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا اور پھر وہاں سے جنگل جنگل لاہور کا رُخ پکڑتا تھا
اس زمانے میں اتنی آبادیاں کہاں ہوتی تھیں۔ ایک شہر
ہوتا تھا جو صرف فصیل یعنی دیوار کے اندر آباد ہوتا تھا
باہر کھیت کھلیان ہوتے تھے۔ کسانوں کے کچھ کچے مکان ہوتے
تھے۔ دشمن کی فوجیں حملہ کرتیں تو یہ کسان بھاگ کر شہر
میں آ جاتے تھے۔ گاؤں دیہات بہت ہی کم ہوتے تھے
اگر گاؤں ہوتے بھی تھے۔ تو ایسی جگہوں پر بناتے جاتے تھے
جو پہاڑی ڈھلانوں یا گھنے درختوں کی اوٹ میں چھپی ہوتی
تھیں تاکہ دشمن کی فوج اگر وہاں سے گذرے تو اس
کی نظر کم پڑ سکے۔ عنبر اور ماریا دریائے جہلم کی طرف
شمال مشرق سے ہوتے ہوئے جا رہے تھے۔

دوسری طرف سکندر اعظم اپنے شاہی دستے کے ساتھ
ٹیکسلا کے راجہ کے شاہی محل پر قبضہ کر چکا تھا۔ راجہ امبی
ہتھیار ڈالنے کے بعد سکندر اعظم کی خدمت میں بے حد قیمتی
تحائف پیش کر رہا تھا۔ سکندر اعظم دوسرے بادشاہوں یا
قدیم جرنیلوں کی نسبت زیادہ با اخلاق اور روادار تھا۔ وہ
دشمن کا بھی احترام کرتا تھا۔ جو دشمن ہتھیار ڈال دیتا تھا۔ اس کی
پوری حفاظت کرتا تھا۔ چنانچہ راجہ امبی کو اس نے اس
کی حکومت واپس کر دی تھی اور کہہ دیا تھا کہ وہ ٹیکسلا
میں اپنا کوئی گورنر نہیں رکھے گا۔ صرف ایک یونانی مشیر

[redacted] میں یونانی مفادات کی حفاظت کے لیے موجود رہے گا۔
راجہ امبی اسی پر بہت خوش تھا کہ جان تو بچی کیونکہ
پورس کی طرح بہادر اور عزت مند راجہ نہیں تھا۔ اسے
[redacted] عزت اور آبرو کی بجائے دولت اور شاہی تخت و تاج
[redacted] عزیز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ آج راجہ پورس کو ایک
[redacted] اور عزت مند راجہ کی حیثیت سے یاد رکھے ہوئے ہے
[redacted] پورس کو شکست ہو گئی تھی۔ اس کی بہادری کا اعتراف
[redacted] اعظم نے بھی کیا تھا۔ یہ بات آپ نے اپنی کتابوں
[redacted] پڑھی ہو گی کہ شکست کے بعد جب جہلم کے اس راجہ
[redacted] کو سکندر کے سامنے لایا گیا تو سکندر اعظم نے اس
[redacted] سوال کیا۔

"پورس! بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

اس پر راجہ پورس نے ایک عزت مند بہادر انسان
[redacted] جواب دیا۔

"وہی جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔"

اس دلیرانہ جواب پر سکندر خوش ہوا کہ اس نے تخت
[redacted] کر راجہ پورس کو گلے لگا لیا اور اس کی حکومت
[redacted] واپس کر دی۔ مگر راجہ امبی کے بارے میں
[redacted] کو معلوم تھا کہ یہ ایک دولت پرست بزدل راجہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے چنانچہ وہاں اس نے اپنا ایک مشیر ضرور مقرر کر
تھا جس نے بعد میں ٹکشلا کے تخت پر قبضہ کر لیا
شمال کا سارا علاقہ یونانیوں کے قبضے میں چلا گیا تھا۔

شاہی محل میں دربار سجا تھا۔ یونانی جرنیل بڑی شا
سے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ راجہ امبی سکندر اعظم کے تخت کے پا
نیچے ایک کرسی پر ادب سے بیٹھا تھا اور اس کے ہندی دربا
نوکروں کی طرح اسکندر اعظم کی خدمت میں تحفے تحائ
پیش کر رہے تھے۔ راجہ امبی نے جب ایک انتہائی
اور قیمتی ہیرا سکندر کی خدمت میں پیش کیا تو سکند
خوش ہو کر اپنی خاص سونے کی ٹوکری کھولی جس میں
کا یاقوتی سانپ اور یونان کے مشہور شاعر ہومر کی
کی کتاب رکھی رہتی تھی کھول اور یاقوتی سانپ کا
نکال کر راجہ امبی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

"راجہ! ہم یہ تحفہ تمہاری خدمت میں پیش کرتے
ہیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے ملک میں
سانپوں کی پوجا ہوتی ہے۔ سانپ کی یہ مورتی
تمہارے لیے خوش بختی کا باعث ہو گی۔"

راجہ امبی یاقوت کی سانپ کی مورتی کو دیکھ کر بہ
بہت خوش ہوا۔ اس نے ایسی سانپ
کی مورتی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ مورتی راجہ ا

اپنے محل کے ایک خاص عبادت کرنے والے کمرے میں
جا کر صندل کی چوکی پر رکھ دی۔ یہاں پہلے سے دیوتاؤں
مورتیاں پڑی تھیں۔ راجہ امبی کی ایک ہی نوجوان بیٹی
جس کا نام دُرگا تھا۔ دُرگا کی ماں جنوبی ہند کے ایک
کی رہنے والی تھی جہاں لوگ سانپوں کی پوجا کرتے
۔ دُرگا کی ماں رانی کملا بھی سانپوں کو دیوتا سمجھتی تھی۔
ان کی پوجا کرتی تھی۔ راج کماری دُرگا یاقوتی سانپ کو
دیوتا سمجھ کر اس کی پوجا کرنے لگی۔ اسے کچھ معلوم
یں تھا یہ مورتی سچ مچ کے ناگ دیوتا کی مورتی ہے۔
اسے اُٹھا کر اپنے کمرے میں لے گئی یہاں اس نے
سونے کی چوکی پر ناگ کی مورتی رکھ دی۔ اس کے
گے گھی کا دیا روشن کر دیا اور صبح و شام پھول اور
ہد کا پیالہ سامنے رکھ کر ناگ کی مورتی کی پوجا کرتی۔ راجہ
ق کو یہ بات زیادہ پسند نہیں تھی کہ اس کے محل
سانپ کی باقاعدہ پوجا پاٹھ ہو۔ چنانچہ جب راجکماری
گا کو پتہ چلتا کہ اس کا راجہ باپ ادھر آ رہا ہے تو
ناگ کی مورتی کے آگے سے پھول شہد اور چراغ
دیتی اور یہ ظاہر کرتی کہ اس نے سانپ کی مورتی
محض ایک خوبصورت مورتی کے طور پر یہاں رکھا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ جب وہ چلا جاتا تو راج کماری درگا پھر سانپ
پوجا میں مصروف ہو جاتی۔

راج کماری درگا کو ناگ کی مورتی سے بڑی عقید
ہو گئی تھی۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا۔ لوگ جانوروں پتھ
درختوں اور دریاؤں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ایک روز را
درگا ناگ کی سانپ مورتی کی پوجا کر رہی تھی۔ وہ آنکھ
بند کیے ہاتھ باندھے ناگ کی سانپ مورتی کے سا
سر جھکائے بیٹھی تھی کہ راجہ امبی کمرے میں آ گیا۔ ماں
اپنی بیٹی کو سانپ کی مورتی کی پوجا میں مگن پایا تو
پاؤں واپس چلا گیا۔ دل میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ
سانپ کی یہ مورتی محل میں نہیں رہے گی۔

دوسرے روز اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو ب
اور اسے کہا کہ وہ سانپ مورتی کو اٹھا کر دور پہاڑیو
کسی کھڈ میں جا کر گرا دے جہاں سے اسے کبھی کوئی ڈھ
نہ لا سکے۔ اس خاص آدمی نے رات کے وقت جب راج
درگا گہری نیند سو رہی تھی سانپ مورتی کو اٹھایا اور گ
پر بیٹھ جنگل کی طرف نکل گیا۔ تکشلا شہر سے باہر تھوڑ
فاصلے پر ہی پہاڑیاں شروع ہو جاتی تھیں۔ وہ ایک وا
میں سے گذر کر رات کے اندھیرے میں ایک پہاڑی
چڑھ گیا۔ اس پہاڑی کی دوسری جانب ایک گہرا کھ

اس نے ناگ کی یاقوتی سانپ مورتی کو تھیلے میں سے نکال
کر گہرے کھڈ میں پھینک دیا۔ سانپ مورتی لڑھکتی، پتھروں
سے ٹکراتی کھڈ کی گہرائی میں ایک جنگلی جھاڑی کے پاس
جا کر رک گئی۔

صبح راجکماری درگا اٹھی تو دیکھا کہ سانپ کی مورتی غائب
تھی۔ پریشان ہو کر اپنی ماں کے پاس گئی۔ ماں خاموش ہو
گئی۔ وہ سوچ رہی تھی۔ آخر اس نے اپنی بیٹی راجکماری
درگا سے کہا:

"بیٹی! یہ کام سوائے تمہارے راجہ باپ کے
دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ کسی کو اتنی جرأت نہیں
کہ وہ تمہارے کمرے میں رات کے اندھیرے میں
داخل ہو کر مورتی چرا کر لے جائے۔ یہ کام تمہارے
باپ کے کہنے پر ہوا ہے۔ اس لیے تجھے صبر کر
لینا چاہیے۔ کیونکہ تم ہزار کوشش کے باوجود بھی
سانپ مورتی کو دوبارا حاصل نہ کر سکو گی۔"

اس وقت تو راج کماری درگا چپ ہو کر واپس اپنے
کمرے میں چلی آئی۔ لیکن اس نے دل میں عہد کر لیا کہ
وہ اپنے دیوتا۔ سانپ مورتی کو حاصل کر کے رہے گی۔
اس کے دل کو یقین تھا کہ سانپ مورتی جہاں بھی ہو گی
اسے اپنے پاس بلا لے گی۔ چنانچہ اسی روز جنگل میں سیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے کے بہانے درگا اپنی چار سہیلیوں کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑی وادیوں کی طرف نکل گئی۔ راج کماری درگا کو اتنا اندازہ تھا کہ سانپ مورتی کو ضرور کسی گہری کھڈ میں گرایا گیا ہوگا۔ کیوں کہ وہاں قریب کوئی دریا نہیں تھا۔ صرف ایک نہر تھی جس میں سے یاقوت کی قیمتی سانپ مورتی لوگ نکال سکتے تھے۔ درگا اپنی سہیلیوں کے ساتھ ایک پہاڑی پر چڑھ رہی تھی کہ آسمان پر کالی گھٹائیں چھا گئیں۔ اور تیز ہوا چلنے لگی۔ پھر زبردست آندھی اور بارش کا طوفان آ گیا۔ کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا۔ گھوڑے بدک گئے۔ درگا کا گھوڑا بھی اسے جھاڑیوں میں گرا کر بھاگ گیا۔ دوسری سہیلیاں بھی خوف زدہ گھوڑوں سے چمٹی کہیں کی کہیں نکل گئیں۔

تیز بارش اور قیامت خیز ہواؤں نے درگا کو راستے سے بھٹکا دیا اور وہ لڑھکتی ہوئی گہری کھڈ میں جا گری۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ ڈھلان کے اونچے گھاس میں سے پھسلتی ہوئی نیچے گری اور اسے چوٹ نہ لگی۔ جب ذرا ہوا کا زور تھما تو راج کماری درگا نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اٹھ کر بارش سے بچنے کے لیے ایک جھاڑی کی طرف چلی آئی۔ یہ بہت گھنی جھاڑی تھی۔ سیاہ بادل گرج رہے تھے۔ بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔ کالے بادلوں

کی وجہ سے چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔ راج کماری جھاڑی میں چھپی بیٹھی تھی کہ اسے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔

راج کماری درگا چونکہ سانپوں کی پوجا کرتی تھی اس لیے اسے سانپ سے کوئی خوف محسوس نہ ہوا۔ وہ ہاتھ باندھ کر بارش میں بیٹھ گئی اور دیکھا کہ ایک سانپ پھن اٹھائے اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ درگا اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلی۔ خاموش ہاتھ باندھے بیٹھی منتر پڑھتی رہی۔ سانپ پھن اٹھائے اس کے قریب سے گذر کر جھاڑی میں چلا گیا۔ جب تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے منہ میں ناگ کی سانپ مورتی پکڑی ہوئی تھی۔ راج کماری نے اپنی کھوئی ہوئی یاقوتی مورتی کو دیکھا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ سانپ نے ناگ کی مورتی کو راجکماری درگا کے سامنے ڈال دیا اور خود دوسری جنگلی جھاڑیوں کی طرف چلا گیا۔

راج کماری نے ناگ کی مورتی کو اپنی ساڑھی کے پلو سے صاف کیا اور اس سے باتیں کرنے لگی:

"میرے دیوتا! تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں تمہاری جدائی میں بے چین تھی۔ بے قرار تھی۔ بھگوان کی کرپا سے تم پھر مل گئے۔ میری محبت جیت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی۔

اور راج کماری درگا نے ناگ کی سانپ مورتی کو اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ بارش رُکنے کا انتظار کرنے لگی بادل زور سے گرجا۔ راج کماری سہم کر جھاڑی کے اندر ہو گئی۔ اچانک کیا دیکھتی ہے کہ وہی سانپ سامنے والی جھاڑیوں سے نکل کر ایک بار پھر چلا آ رہا ہے۔ سانپ نے اپنے منہ میں ایک خاص قسم کی بُوٹی پکڑ رکھی تھی جس کا رنگ زعفران ایسا تھا اور اس بُوٹی کے کنگرے بھی تھے۔ راج کماری سانپ کی مورتی کو گود میں لیے خاموشی سے سانپ کو تکنے لگی۔ سانپ اسی کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ راج کماری درگا کچھ نہ سمجھ سکی کہ سانپ اس کی طرف کس لیے آ رہا ہے۔ جب سانپ اس کی گود کی طرف بڑھنے لگا تو آخر وہ انسان تھی۔ ڈر کر اس نے سانپ مورتی کو زمین پر رکھ دیا۔ کیونکہ اس کی چھٹی حس نے جیسے اسے بتا دیا تھا کہ یہ سانپ مورتی کی طرف آ رہا ہے۔

اور ایسا ہی تھا۔ درگا نے ناگ کی مورتی کو بارش میں گھاس پر رکھ دیا تو سانپ نے آگے بڑھ کر اپنے منہ میں پکڑی ہوئی بوٹی ناگ کی مورتی کے جسم کے ساتھ لگائی اور اسے تین بار رگڑا۔ تیسری بار رگڑنے کے

ساتھ ہی ناگ زندہ ہو گیا۔ اس کے جسم میں جان پڑ گئی اس کی یادداشت اور طاقت واپس آ گئی۔ مگر ابھی تک وہ سانپ کی شکل ہی میں تھا۔ اس کو زندہ ہوتے دیکھ کر راج کماری تو تھر تھر کانپنے لگی۔ پھر عقیدت سے اس نے ناگ کے آگے سجدہ کر دیا۔

سانپ نے اپنی زبان میں ناگ سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے آپ کی خوشبو اس جھونپڑی کی طرف کھینچ کر لے آئی۔ لیکن یہاں آ کر آپ کو یاقوتی سانپ کی حالت میں دیکھا تو جنگل میں سے یہ تریاقی بُوٹی توڑ کر لایا۔ کیونکہ آپ کے جسم میں اس بوٹی کے رگڑنے سے ہی جان پڑ سکتی تھی۔"

ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے؟ سانپ نے بتایا کہ جب وہ آیا تو یہ لڑکی اس کی یا تو [illegible] مورتی کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔ "عظیم دیوتا! ایسے لگتا ہے کہ یہ لڑکی آپ کی پوجا کر رہی تھی۔ اب بھی وہ آپ کے سامنے ہاتھ باندھے بیٹھی ہے۔"

ناگ نے سانپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا تم اب جا سکتے ہو۔ مجھ پر جس بددرح نے طلسم کیا تھا وہ تمہارے تعاون سے ختم ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکا ہے۔"

سانپ نے ادب سے سلام کیا اور بارش میں جھاڑیوں کی طرف چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ناگ نے لڑکی کی طرف دیکھا۔ وہ ہاتھ باندھے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ناگ ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ لڑکی اگر اِس سے اتنی محبت کرتی ہے۔ اس سے اتنی عقیدت رکھتی ہے تو اس پر ظاہر ہو جانا چاہیے۔ پس ناگ نے ایک سانس کھینچ کر چھوڑا اور دوسرے لمحے وہ انسانی شکل میں موجود تھا۔ راج کماری درگا نے جو سانپ کو اب انسان بنتے دیکھا تو بے ہوش ہو کر نیچے جھاڑی میں گر پڑی۔

ناگ نے اسے سنبھالا اور اُٹھا کر پہاڑی ڈھلان کی ایک چھوٹی سی کھوہ میں لے آیا جہاں بارش کا پانی نہیں آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں راج کماری کو ہوش آ گیا۔ ناگ نے درگا کے لباس سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے۔ راج کماری درگا حیرت سے آنکھیں کھولے ناگ کو تک رہی تھی۔

ناگ نے کہا:

"اچھی بہن! تجھے مجھ سے جو عقیدت ہے اس کی میں قدر کرتا ہوں اور اسی کی وجہ سے میں انسانی

شکل میں تمہارے سامنے آیا ہوں سنو! میں ناگ دیوتا ہوں اور تمہاری عبادت سے خوش ہوا ہوں۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو۔ تمہارا گھر کہاں ہے تاکہ میں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس چھوڑ آؤں۔"

راج کماری درگا ہکا بکا سی تھی۔ اس نے بڑے سانپوں کی پوجا کی تھی مگر آج تک کسی سانپ کو انسان بنتے نہیں دیکھا تھا۔ جب ناگ نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ وہ ناگ دیوتا ہے تو وہ سمجھ گئی کہ ناگ دیوتا ہی ایسی کرامت کر سکتا ہے۔ اس نے اپنے خشک حلق کو تر کرتے ہوئے آہستہ سے کہا:

"ناگ دیوتا کو میرا پرنام۔"

ناگ نے راج کماری کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور بولا:

"میری بہن! میں نے تمہارا پرنام تمہارا سلام قبول کیا لیکن مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمہارا گھر کہاں ہے اور تم یہاں کیا کرنے آئی تھیں اور مجھے یہاں کون لایا تھا؟"

کیوں کہ ناگ کو یہ تو معلوم تھا کہ ایک بدروح نے اس پر طلسم کر کے اسے سانپ بنا دیا تھا مگر یہاں کیسے آیا؟ اس کا اسے کچھ علم نہیں تھا۔ کیوں کہ یاقوتی سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنتے ہی اس کی یادداشت اور دوسرے احساسات وقتی طور پر ختم ہو گئے تھے۔ جواب دوبارا واپس آ گئے تھے۔
ناگ نے کہا:
"کیا تم مجھے یہاں لائی تھیں؟"
اب راج کماری درگا کا حوصلہ کچھ بڑھا۔ اس نے کہا:
"ناگ دیوتا! میرا نام درگا دتی ہے اور میں یہاں کے راجہ امبی کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ چونکہ میری ماں جنوبی ہند کی رہنے والی ہے اس لیے ہم سانپوں کی پوجا کرتے ہیں۔ راجہ امبی یعنی میرے باپ کو اسکندر اعظم نے تحفے کے طور پر دیا تھا میں تمہاری مورتی اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آئی اور صبح و شام تمہاری پوجا کرتی۔ لیکن چونکہ میرا باپ سانپوں کی پوجا کو پسند نہیں کرتا اور وہ جنوب کا نہیں ہے۔ اس لیے اس نے مجھے سانپ کی پوجا کرتے دیکھ لیا اور تمہاری مورتی کو اٹھوا کر اس گہرے کھڈ میں پھنکوا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ میں تمہارے بغیر اداس ہو گئی اور آج تمہاری تلاش میں اس وادی میں آئی تو بارش آندھی کا طوفان آ گیا اور میں بھٹک کر اس جھاڑی میں نکل آئی

جہاں تم مجھے دوبارا ملے گئے۔"
ناگ سب کچھ سمجھ گیا۔ اسکندر اعظم کے ذکر سے اس نے پوچھا کہ سکندر اعظم یہاں کیسے آ گیا؟ راج کماری نے بتایا کہ سکندر اعظم نے جہلم فتح کرنے کے بعد تکشلا پر حملہ کیا تھا مگر اس کے راجہ باپ نے ہتھیار ڈال دیئے اور اب سکندر واپس جہلم چلا گیا ہے جہاں سے وہ ہندوستان کے دوسرے شہروں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔
ناگ نے کہا:
"چلو میری بہن! میں تمہیں تمہارے شاہی محل میں چھوڑ آؤں۔"
درگا بولی: "ناگ دیوتا! تم مجھے چھوڑ کر چلے تو نہیں جاؤ گے؟"
ناگ بولا: "تم اپنے ماں باپ کے پاس تو چلو۔ وہ تمہارے لیے بہت پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اور ہاں وعدہ کرو کہ تم کسی کو میرے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی۔"
راج کماری درگا بولی:
"میں وعدہ کرتی ہوں ناگ دیوتا۔ مگر تم بھی وعدہ کرو کہ مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"دیکھو درگا! میں ناگ دیوتا ہوں۔ مجھے دنیا کے سارے سانپوں، سارے سانپ مندروں کی دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے۔ مجھے تم سے جدا ہونا ہی پڑے گا۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے ملنے ضرور آ جایا کروں گا۔"

راج کماری درگا اداس ہو گئی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیا۔ بارش تھم گئی تھی۔ ناگ نے درگا کو ساتھ لیا اور پہاڑی کی چڑھائی چڑھنے لگا۔ کافی مشکل کے ساتھ وہ راج کماری کو پہاڑی کے اوپر لے آیا۔ دوسری طرف وادی تھی اور دور تکشلا کا شہر بادلوں میں گھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ناگ جب راج کماری درگا کو لے کر شاہی محل کے دروازے پر آیا تو پہرے داروں نے تعجب سے اسے دیکھا۔ ہر طرف شور مچ گیا کہ راج کماری واپس آ گئی ہے۔ جب سے راج کماری کی سہیلیوں نے واپس آ کر راجہ اور رانی کو بتایا تھا کہ راجکماری طوفان میں ان سے بچھڑ گئی ہے راجہ رانی سخت پریشان تھے اور شاہی فوج اس کی تلاش میں نکل چکی تھی۔ اپنی بیٹی کو اپنے سامنے دیکھ کر راجہ اور رانی نے اسے گلے لگا لیا۔

راج کماری نے ناگ کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"پتا جی! اس بہادر نوجوان نے میری جان بچائی ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں طوفان میں بھٹک کر نہ جانے کہاں کی کہاں نکل گئی ہوتی۔"

راجہ امبھی نے ناگ کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور بولا:

"بیٹا! میں تمہارا احسان مند ہوں۔ بولو۔ میں تمہیں منہ مانگا انعام دینا چاہتا ہوں۔"

ناگ نے راج کماری کی طرف دیکھا۔ راج کماری کو تو معلوم تھا کہ ناگ ایک دیوتا ہے اور زمین کے سارے خزانوں کا منہ اس کے لیے کھلا ہے۔ اس نے اپنے باپ سے کہا:

"پتا جی! انہیں کسی انعام کی ضرورت نہیں ہے۔"

راجہ نے کہا:

"بیٹا تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں؟"

ناگ بولا: "میرا نام گیاداس ہے۔ میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔ یہاں سیاحت کرنے آیا تھا کہ یونانی فوجوں کے حملے سے ڈر کر پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ طوفانی بارش میں اچانک میری نظر راج کماری جی پر پڑ گئی جو مدد کے لیے پکار رہی تھیں۔ چنانچہ میں انہیں آپ کے پاس لے آیا۔"

راجہ اور رانی نے ناگ کو زبردستی اپنے شاہی محل

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

میں ٹھہرا لیا اور کہا کہ وہ دو ایک روز انہیں ضرور
خدمت کا موقع دے۔ ناگ سکندر اعظم کے پاس جانے
کی جلدی میں تھا لیکن راجہ اور رانی کے اصرار پر شاہی
محل میں رُک گیا۔

راج کماری درگا نے بھی ناگ کو مجبور کیا کہ وہ ان
کے پاس دو تین دن ضرور ٹھہرے۔ ناگ کو شاہی محل
میں ایک شاندار کمرہ مل گیا۔ جہاں عالی شان بستر لگا تھا
راج کماری درگا نے تو باقاعدہ ناگ کی پوجا شروع کر
دی۔ ناگ نے اسے منع بھی کیا مگر وہ کیسے باز رہ سکتی
تھی۔ اسے تو معلوم تھا کہ یہ نوجوان ناگ دیوتا ہے
راجہ کو اس کی خبر نہ تھی۔ راجہ کا ایک نوجوان وزیر دکرم
تھا۔ وہ راجہ کی اکلوتی بیٹی درگا سے شادی کر کے راجہ
کی موت کے بعد تخت پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا
اس نے جب دیکھا کہ راجکماری درگا محل میں ٹھہرے
ہوئے مہمان گیاداس کے ارد گرد پھرتی رہتی ہے اور
اس کی پوجا کرتی ہے تو اس کا خون کھول اُٹھا۔ پہلے
تو اس نے ناگ کو وہاں سے بھگانے کے جتن کئے
مگر ایسا ہوا کہ جب ناگ جانے لگا تو راج کماری درگا
غش کھا کر گر پڑی۔ اب راجہ نے ناگ کے ہاتھ جوڑے
کہ وہ اسے چھوڑ کر نہ جائے۔ یہ اس کی اکلوتی بیٹی درگا

کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ناگ مجبور ہو گیا اور کچھ
دن اور محل میں ٹھہر گیا۔

راج کماری بہت خوش ہوئی۔ بالکل صحت مند ہو گئی
اور ناگ کی دوبارا پوجا شروع کر دی۔ وزیر دکرم نے
ناگ کو راستے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہٹانے کا فیصلہ
کر لیا۔ وہ جانتا تھا کہ راج کماری کی جو حالت ہے
اس کو دیکھتے ہوئے اگر گیاداس یعنی ناگ چلا بھی گیا
تو راج کماری اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے گی یا
اگر نہ گئی تو اس کی محبت میں گھل گھل کر مر جائے گی۔
اس کا سب سے بہترین علاج یہی تھا کہ گیاداس ناگ کو
ہلاک کروا دیا جائے۔ اس کی لاش دیکھ کر راج کماری
کچھ دن سوگ کرے گی پھر اسے صبر آ جائے گا۔

نوجوان وزیر اعظم دکرم کو کیا معلوم تھا کہ وہ کس
سے اُلجھ رہا ہے۔ اس نے کسی کو اپنا راز نہ بتایا۔
اس خیال سے کہ وہ آدمی بعد میں اسے بلیک میل
کرے گا۔ وزیر دکرم نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو یہ پتہ
چلے کہ اس نے گیاداس کو جو راجہ کا مہمان ہے ہلاک
کروایا ہے۔ چنانچہ اس نے خود ہی ناگ کو ختم کرنے
کا فیصلہ کیا۔

وہ راجہ کا وزیر تھا اور اسے محل کی ساری خبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہتی تھی۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ جس کمرے میں ناگ ٹھہرا ہوا ہے اس کو ایک خفیہ راستہ بھی جاتا ہے۔ ایک رات اس نے منہ سر پر کالی چادر لپیٹی ہاتھ میں زہر میں بجھا ہوا خنجر لیا اور خفیہ راستے کی طرف چل پڑا۔ اتفاق کی بات ایسی ہوئی کہ اسی رات ناگ کو عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی بہت یاد آئی۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ کسی سانپ کو بُلوا کر اس سے عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں پوچھا جائے۔ کیونکہ سانپوں کو ان باتوں کا علم ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب کہ عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کے جسموں سے ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو بھی آتی تھی۔

ناگ کمرے میں اکیلا تھا۔ اس نے ہلکی سیٹی کی آواز نکالی اور علاقے کے کسی سانپ کو آواز دی۔ اسے تسلی تھی کہ اگر آس پاس کوئی سانپ ہوا تو وہ محل کی دیواروں چھتوں پر رینگتا ہوا اس کے کمرے میں پہنچ جائے گا۔ ناگ کے کمرے کا روشندان کھلا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک مٹیالے رنگ کا سبزی مائل انتہائی زہریلا سانپ وہاں آ گیا۔ اس نے آتے ہی ناگ کو سلام کیا اور پوچھا کہ وہ ناگ دیوتا کی کیا خدمت کر سکتا ہے۔ ناگ پلنگ سے اتر کر تخت پوش پر

بیٹھا تھا۔ اس کی پیٹھ پلنگ کی طرف تھی۔ اسی پلنگ کے نیچے خفیہ راستے کا چھوٹا دروازہ کھلتا تھا۔ مٹیالا زہریلا سانپ اس کے سامنے کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

ناگ نے اس سے کہا:

"کیا تم مجھے عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں ہوں گے؟ وہ میرے بہن بھائی ہیں اور ان کے جسموں سے میری خوشبو بھی آتی ہے۔"

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں اس سارے علاقے میں گردش کرتا رہتا ہوں۔ میں نے اپنے علاقے میں سوائے آپ کے اور کسی کے جسم سے آپ کی خوشبو نہیں سونگھی۔"

ناگ نے کہا:

"اچھا تم خیال رکھنا۔ میں اس محل میں ابھی تین چار دنوں تک ہوں۔ جونہی تمہیں علاقے میں میرے سوا کسی دوسرے کے جسم سے میری خوشبو آئے تو فوراً مجھے آ کر خبر کرنا۔ تم سمجھ گئے ہو؟"

سانپ بولا: "پوری طرح سمجھ گیا ہوں عظیم ناگ دیوتا!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

ناگ نے کہا:

"اب تم واپس جا سکتے ہو۔"

عین اس وقت پلنگ کے نیچے فرش کا خفیہ ڈھکنا اٹھا کر وزیر وکرم خنجر ہاتھ میں لیے نمودار ہوا۔ اس وقت مٹیالا سانپ واپس جانے کے لیے مڑ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو خنجر ہاتھ میں لیے ناگ دیوتا کی طرف دبے پاؤں بڑھ رہا تھا۔ مٹیالے سانپ نے ایک زور کی سیٹی کی آواز حلق سے نکالی۔ ناگ خطرے کو محسوس کرتے ہی ایک طرف اچھل کر گرا۔ اتنی دیر میں مٹیالا سانپ وزیر کی گردن میں لٹک رہا تھا اور اس نے وزیر وکرم کو ڈس دیا تھا۔

وزیر وکرم کی موت اسے وہاں کھینچ کر لے آئی تھی۔ بھلا اس قسم کے زہریلے سانپوں کے زہر سے وہ کیسے بچ سکتا تھا۔ سب سے پہلے تو اس کا حلق ہی بند ہو گیا۔ مٹیالے سانپ نے اسے گردن پر ڈسا تھا جس کے فوراً بعد اس کے گلے کے گلینڈ سوج گئے اور اس کی آواز بند ہو گئی۔ پھر اس کا خون جم گیا اور وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑا جب ناگ نے اٹھ کر اسے جھک کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔

ناگ نے کہا:

"ارے! یہ تو راجہ کا وزیر وکرم ہے۔"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! اگر آپ اس لاش کو غائب کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم کریں۔ میں اپنی ایک ہی پھنکار کے شعلے سے اس لاش کو بھسم کر کے رکھ دوں گا۔"

ناگ بولا: "نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ لاش راجہ بھی دیکھے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ یہ خفیہ راستے سے خنجر ہاتھ میں لے کر مجھے ہلاک کرنے آیا تھا۔ تم اب چلے جاؤ۔"

سانپ ادب سے تعظیم کر کے چلا گیا۔ وزیر وکرم کی لاش سیاہ پڑ گئی تھی اور اس کے ناک کان سے جو خون بہہ رہا تھا وہ اب جم گیا تھا۔ ناگ نے اسی وقت راجکماری درگا کے کمرے میں جا کر اسے جگایا اور ساری بات بیان کی۔ راجکماری درگا نے جب سنا کہ وزیر وکرم ناگ دیوتا کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا اور اسے کسی سانپ نے کاٹ کر مار ڈالا ہے تو وہ حیران بھی ہوئی اور خوش بھی کہ ناگ دیوتا کا دشمن اپنے انجام کو پہنچا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رونگھٹے کھڑے کرنیوالی آواز

ایک ہفتے بعد ناگ وہاں سے آگے روانہ ہو گیا۔
اس وقت عنبر اور ماریا لاہور پہنچ چکے تھے۔ یہ بہت ہی پرانا لاہور تھا اور آج کل جہاں اچھرہ ہے وہاں آباد تھا۔ اس شہر کے راجہ نے بھی یونانی فوج کا مقابلہ کرنے کی پوری تیاری کر رکھی تھی مگر بہت جلد وہاں بھی یہ خبر پہنچ گئی کہ اسکندر اعظم کی یونانی فوجوں نے جہلم سے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا ہے اور اب سکندر اپنی فوجوں کے ساتھ واپس اپنے ملک جا رہا ہے۔ لوگوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ کیونکہ کسی بھی زمانے میں عام آدمی جنگ کو پسند نہیں کرتے اور یہی چاہتے ہیں کہ سب ملک آپس میں اچھے ہمسایوں کی طرح پرامن طریقے سے رہیں۔

عنبر اور ماریا نے قدیم ترین لاہور یعنی لوہ پور میں پہنچتے ہی سب سے پہلے فضا میں سونگھا۔ ناگ کی خوشبو کہیں سے بھی نہیں آ رہی تھی۔

عنبر بولا: "ناگ کی خوشبو اس شہر میں بھی نہیں ہے ماریا۔"

ماریا نے کہا:

"پھر بھی ہمیں اس شہر کے سارے بازاروں، گلیوں اور حویلیوں اور راجہ کے محل میں کھوج لگانی ہو گی۔ کیونکہ کوئی پتہ نہیں کہ ناگ کسی مصیبت میں پھنسا وہاں موجود ہو۔"

عنبر کہنے لگا:

"حویلیوں اور قلعے کے اندر تو تمہیں جانا ہو گا۔ میں شہر کے گلی کوچوں، بازاروں اور باغوں میں ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔"

ماریا نے کہا:

"رہنے کے لیے ہمیں کسی سرائے میں ہی اترنا چاہیے۔"

عنبر بولا: "کیوں نہ اس بار دریا کے کنارے ڈیرہ لگایا جائے یہ دریا ایراوتی بھی تو شہر کے قریب ہی بہتا ہے۔"

آج سے ڈھائی ہزار برس پہلے جب لاہور کا نام لوہ پور تھا تو دریائے راوی کا نام دریائے ایراوتی تھا اور یہ

COURTESY BOOKSFREE.PK

آج کل کے اچھرے کے قریب سے ہو کر گذرنا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ اپنی جگہ بدلتا اس جگہ پہنچ گیا جہاں یہ آج کل بہہ رہا ہے۔ ماریا کو یہ خیال پسند آیا اور انہوں نے دریا کے کنارے جہاں آمرود کے بہت درخت اُگے ہوئے تھے اور چھوٹا سا گھاٹ بھی قریب تھا ایک جگہ چُن لی۔ اس جگہ کچھ پرانی کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں جن کے دروازے غائب تھے اور خالی پڑی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ یہاں کبھی کسی امیر آدمی نے باغ میں رہنے کے لیے کوٹھڑیاں بنوائی ہوں گی۔ پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور کوٹھڑیاں ویران ہو گئیں۔ امرودوں کے باغ میں سفید سفید میٹھے امرود لٹک رہے تھے جنہیں طوطے بڑے مزے سے آکر کھاتے تھے۔ اس زمانے میں اتنی آبادی اور آفراتفری نہیں تھی۔ کسی کو اتنی نہیں پڑی تھی کہ باغوں میں جا کر امرود کے درختوں کو اُجاڑتا پھرے۔ شہر کے گلی کوچوں میں امرود اور دوسرے پھلوں کے ڈھیر لگے رہتے تھے اور ہر شے بے حد سستی تھی۔ چنانچہ یہ باغ بھی ویران تھا۔

کچھ فاصلے پر دریا کنارے ایک چھوٹا سا گھاٹ

تھا۔ سیڑھیاں دریا تک چلی گئی تھیں۔ کبھی کبھی یہاں دوسرے کنارے سے کشتی آتی۔ مسافر اترتے اور دوسرے مسافر بیٹھ کر واپس چل دیتے۔ عنبر نے کوٹھڑی کو صاف کر کے اندر امرود کے تازہ پتے توڑ کر اس کا بستر بچھایا۔ باہر بھی امرود کے درختوں تلے زمین صاف کر کے بیٹھنے کے لائق جگہ بنائی اور ماریا سے کہا:

"ماریا! اب تم ذرا شہر کی حویلیوں اور راجہ کے محل میں جا کر ناگ کا کھوج لگاؤ۔ میں یہیں پر تمہارا انتظار کروں گا۔"

عنبر کوٹھڑی کے آگے امرود کے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا اور ماریا، ناگ کی تلاش میں شہر کی حویلیوں کی طرف نکل گئی۔ یہ حویلیاں پرانے لوہ پور یعنی لاہور کے اندر تنگ گلیوں میں بنی ہوئی تھیں اور ان میں راجہ کے درباری اور امیر رئیس لوگ رہا کرتے تھے۔ ان حویلیوں کے بڑے بڑے لکڑی کے دروازے ہوتے تھے جو شام ہوتے ہی بند کر دیئے جاتے تھے۔ حویلیوں کے اندر راہ داریاں نیم روشن زینے سیڑھیاں اور بڑے بڑے دالانوں والے کمرے ہوتے تھے۔ ستون بنے ہوتے تھے جن کے ساتھ رات کو چراغ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

روشن کر دیئے جاتے تھے۔ چھتوں پر بارہ دریاں بنی ہوتی تھیں جن میں امیر لوگوں کی لڑکیاں اور عورتیں گرمیوں کی شاموں کو ٹھنڈی ہوا لینے آ کر بیٹھ جاتی تھیں۔ یہ عورتیں بند رتھوں اور پالکیوں میں صبح دریا پر اشنان کرنے یعنی نہانے کے لیے بھی جاتی تھیں جب کسی امیر عورت کو کسی دوسرے محلے میں جانا ہوتا تھا تو وہ پالکی میں بیٹھ کر جاتی تھی جس کے چاروں طرف پردے گرے ہوتے تھے اور جن کو نوکروں نے کندھوں پر اٹھا رکھا ہوتا تھا۔ غریب عورتیں بے چاری پیدل ہی گلی کوچوں اور بازاروں میں چلتی تھیں اور جب انہیں دریا پر نہانا ہوتا تھا تو دور نکل جاتیں اور وہاں کسی جگہ کنارے پر گھاس یا جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھ کر نہاتی تھیں۔ غریبی اور امیری کا فرق اس زمانے میں بھی تھا اگرچہ کھانے کو سب کو مل جاتا تھا۔

ماریا جس وقت شہر کی نیم روشن تنگ گلیوں میں آئی تو اس وقت ابھی دن پوری طرح سے نہیں ڈھلا تھا۔ بازاروں میں دکانیں کھلی تھیں۔ بیل گاڑیوں پر سامان لد رہا تھا۔ کبھی کبھی کوئی باپردہ پالکی بھی گذر جاتی تھی۔ شہر میں کچھ مندر بھی تھے۔ ان مندروں میں اس زمانے

کے رواج کے مطابق بھگوان برہما کی پوجا ہوتی تھی۔ یہاں کوئی ایسا مندر نہیں تھا کہ جس میں برہما کی مورتیاں رکھی ہوں۔ سانپوں کی پوجا ہندوستان کے جنوبی شہروں میں ہوتی تھی۔ ماریا شہر کی گلیوں میں اڑتی پھر رہی تھی۔ ابھی حویلیوں کے دروازے کھلے تھے۔ حویلیوں کے اندر دوسری منزلوں کی کھلی کھڑکیوں میں عورتوں کے باتیں کرنے اور کسی کسی کے قہقہے لگانے کی آواز بھی آ جاتی تھی۔ ماریا کو کسی بھی حویلی سے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ایک دو حویلیوں کے اندر بھی گئی۔ گھوم پھر کر اس نے جگہ جگہ دیکھا۔ ناگ کہیں نہیں تھا۔ حویلیوں میں برہما کی مورتیاں ضرور طاقوں میں رکھی تھیں مگر سانپ کی مورتی کہیں نظر نہ آئی۔

اب ماریا نے راجہ کے محل کا رخ کیا۔ راجہ کے محل کی برجیاں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ بہت بڑا محل تھا جس کی چھت پر چادروں کو نواں میں سپاہی نیزے لیے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ محل کے اندر بڑے بڑے صحن تھے جن میں جگہ جگہ رتھ اور گھوڑے کھڑے تھے۔ ایک دالان میں پالکیاں پڑی تھیں۔ ایک اصطبل کے باہر آمنے سامنے چار ہاتھی جھول رہے

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

تھے۔ مہاوت انہیں چارہ کھلا رہا تھا۔ ایک صحن میں سپاہیوں کا دستہ قواعد کر رہا تھا۔ راجہ کے محل کی دوسری منزل کے کمروں میں شمعیں روشن ہو گئی تھیں۔ ماریا نے محسوس کیا کہ یہ گھٹا گھٹا سا محل تھا جس کے دروازے تنگ تنگ سے تھے۔ محل کے اندر جاتے ہر دروازے پر پہرہ لگا تھا۔ ماریا کو پہرہ داروں سے اجازت لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ بے دھڑک ایک دروازے میں سے راجہ کے محل میں داخل ہو گئی۔

محل کے کمرے بڑے سجے سجائے تھے۔ دیواروں پر پردے لٹک رہے تھے۔ لوبان سلگ رہے تھے۔ چاندی کی طشتریوں میں اگربتیاں سلگ رہی تھیں۔ خادمائیں جوڑوں میں پھول لگائے بڑی بڑی چنگیروں میں موتیے اور گلاب کے پھولوں کے ہار لیے چلی جا رہی تھیں۔ یہ پھول شاید رانیوں اور راج کماریوں کے لیے تھے۔ برسات کا موسم تھا اور گرمی تھی۔ مگر ماریا نے محسوس کیا کہ اس محل کی بناوٹ ایسی تھی کہ کوئی کمرہ ایسا نہیں تھا جس میں باہر سے ٹھنڈی ہوا نہ آ رہی ہو۔

ایک کمرے میں، ماریا نے مہارانی کو دیکھا کہ پھولوں کے گہنے پہنے پلنگ پر بیٹھی ہے۔ کنیزیں اس کے

پاؤں کو صندل کے پانی سے دھو رہی ہیں۔ ایک کمرے میں کچھ سیاہ آنکھوں والی راج کماریاں شمع کی روشنی میں چوپٹ قسم کا کوئی کھیل کھیل رہی ہیں۔ ایک بہت بڑے اور شاندار ہال کمرے میں ماریا داخل ہوئی تو شہر کا راجہ سر پر ہیرے جواہرات والا تاج رکھے تخت پر بیٹھا اپنے درباریوں اور وزیر سے باتیں کر رہا تھا۔ چار حبشی غلام ننگی تلواریں لیے اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ دو کنیزیں ہوا دینے کے لیے مورچھل یعنی مور کے پروں سے بنے ہوئے بڑے بڑے پنکھے ہلا رہی تھیں۔ یہ سارا ماحول ماریا کو بڑا پسند آیا۔

اچانک ماریا کو خیال آیا کہ ہر راجہ کے محل میں زمین کے نیچے بنے ہوئے قید خانے بھی ہوتے ہیں جہاں راجہ اپنے دشمنوں کو ڈال کر بھول جاتے ہیں اور پھر وہ بدنصیب وہیں پڑے پڑے ایک روز مر جاتے ہیں اور ان کی لاشیں اسی جگہ زمین کھود کر دبا دی جاتی ہیں۔ تاریخ میں نہ جانے ایسے کتنے لوگ بادشاہوں، راجاؤں کے محلوں اور قلعوں کے تہہ خانوں میں پڑے پڑے مر گئے۔ جن کی ہڈیاں آج بھی ان قلعوں اور محلوں کے کھنڈروں کے نیچے دبی ہوئی ہوں گی۔ یا شاید اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کی ہڈیاں بھی باقی نہیں رہی ہوں گی ۔ اس خیال کے آتے ہی ماریا شاہی محل کے درمیان میں بنے ہوئے چھوٹے سے میدان میں آ گئی ۔ یہاں سے ایک راستہ نیچے تہہ خانوں کی طرف جاتا تھا ۔

وہاں دروازہ بنا تھا ۔ باہر سپاہی پہرہ دے رہے تھے ۔ ماریا دروازے میں سے گذر کر اندر چلی گئی ۔ اندر سرنگ سی بنی تھی جس میں ایک زینہ زمین کے اندر اترتا تھا ۔ ماریا زینہ اترتی زمین کے نیچے گہرے تہہ خانوں میں آ گئی ۔ یہاں سرنگ میں مشعلیں جل رہی تھیں ۔ سرنگ کے آخیر میں آمنے سامنے کتنی ہی تنگ و تاریک کوٹھڑیاں بنی تھیں ۔ ماریا نے دیکھا کہ ہر کوٹھڑی میں ایک نہ ایک قیدی مرد سخت بے بسی کی حالت میں ننگی زمین پر اس حالت میں پڑا تھا کہ اس کے بال بڑھ آئے تھے ۔ جسم کی ہڈیاں نکل رہی تھیں اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں ۔ ان میں کئی مجرم بھی تھے ۔ قاتل اور ڈاکو بھی تھے اور ایسے بدقسمت بھی تھے کہ جن کو راجہ نے اپنا دشمن سمجھ کر یا کسی درباری کی سازش میں آ کر قید میں ڈال دیا تھا اور اب وہ قیامت تک وہاں سے باہر نہیں نکل سکتے تھے ۔

ماریا نے ایک ایک کوٹھڑی میں جھانک کر دیکھا ۔ اسے ناگ کی کوئی نشانی بھی وہاں نظر نہ آئی ۔ وہ واپس دروازے والے زینے کی طرف جانے لگی تو اچانک اسے اہو ہو ۔ ہو ہو ۔ ہوہو ۔ کی آواز سنائی دی ۔ یہ آواز کسی مرد کی تھی اور بڑی قریب سے آ رہی تھی ۔ ماریا نے پلٹ کر ارد گرد دیکھا ۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا ۔ وہ سرنگ والی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو وہی آواز ایک بار پھر سنائی دی ،

"ہوہو ۔ ہوہو ۔ ہوہو ۔"

ماریا کے جسم کی لہروں میں ایک ہلکے سے خوف کی لہر بھی دوڑ گئی ۔ اس قسم کی آواز اس نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی ۔ یہ آواز ڈراؤنی بھی نہیں تھی ۔ مُردہ آواز بھی نہیں تھی ۔ اس میں ایک ٹھنڈا اضطراب اور یخ کر دینے والا تجسس تھا جیسے کوئی غیبی آدمی آپ کے قریب آ کر آپ کے کان میں سرگوشی کر کے آپ کے منہ پر ہاتھ پھیرنے کی کوشش کر رہا ہو ۔ ماریا کو یہی محسوس ہوا کہ جیسے یہ ایک ایسے مرد کی آواز ہے جو اسے پکڑنے یا اس کے بازو کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کر رہا ہے ۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

ماریا نے اپنے منہ سے کوئی آواز نہ نکالی کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے منہ سے آواز نکلنے پر یہ پراسرار شے اس کے ساتھ ہی چمٹ جائے۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر قلعے سے باہر صحن میں نکل آئی پھر فضا میں اچھل کر بلند ہوئی اور راجہ کے محل کے اوپر سے اڑتی ہوئی واپس دریا کنارے والے باغ کی طرف چلی جہاں عنبر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ماریا راجہ کے محل سے ابھی تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ وہی پراسرار مرد کی آواز اسے پھر سنائی دی:

"ہو ہو ۔ ہو ہو ۔ ہو ہو"

ماریا کا شعاعوں والا جسم جیسے جھنجھنا اٹھا۔ وہ ایک دم سے اچھل کر فضا میں دو فٹ بلند ہو گئی۔ یہ آواز تو میرے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ اب اس نے بلند آواز میں پکار کر کہا:

"کون ہو تم؟"

کسی کا جواب نہ آیا۔ ماریا نے ایک بار پھر ڈانٹ کر پوچھا:

"بولتے کیوں نہیں؟ کون ہو تم؟ جانتے نہیں ہو میں کون ہوں؟"

اس بار بھی کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا کے اردگرد گہری خاموشی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ فضا میں تیرتی ہوئی آگے چلی جا رہی تھی۔ اسے خیال آیا کہ شاید یہ محض اس کا وہم تھا۔ اسے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ وہ اڑتی اڑتی دریا کنارے امرود کے باغ میں اتر گئی۔ عنبر کوٹھڑی کے باہر امرود کے درخت کے نیچے گھاس پر چپ چاپ بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ ماریا کی خوشبو محسوس کرتے ہی بولا:

"کیوں ماریا۔ ناگ کا کچھ سراغ ملا؟"

ماریا کہنے ہی لگی تھی کہ ناگ کا تو کچھ پتہ نہیں چلا لیکن ایک بلا میرے پیچھے ضرور لگ گئی ہے۔ مگر وہ اس معاملے میں خاموش رہی کیونکہ وہ اب اس طرح سوچنے لگی تھی کہ ہو سکتا ہے اسے کوئی آواز نہ آئی ہو اور یہ محض اس کا وہم ہو۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا:

"عنبر بھیا! وہ ناگ ہی کیا کہ جس کا کچھ پتہ چل جائے بس میرا خیال ہے کہ کل ہمیں یہاں سے کسی دوسرے شہر کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

اچانک وہی غیبی آواز آئی:
"ہو ہو۔ ہو ہو۔ تم نہیں جاؤ گی۔"
ماریا تو اچھل کر پرے ہٹ گئی۔ اس کے منہ سے
گھبراہٹ میں اپنے آپ نکل گیا۔
"عنبر! تم نے یہ آواز سنی؟"
عنبر نے کسی قدر حیرانی سے پوچھا:
"کون سی آواز ماریا؟ میں نے تو تمہارے سوا کسی
کی آواز نہیں سنی۔"
ماریا کا جسم یہ معلوم کر کے سُن ہو گیا کہ اس پراسرار
آواز کو سوائے اس کے دوسرا کوئی نہیں سن سکتا تھا۔
اس کا مطلب تھا کہ یہ کوئی بڑی ہی طاقتور بلا ہے
جو اس کے پیچھے لگ گئی ہے۔ اس نے عنبر کے
قریب آ کر کہا:
"عنبر! کسی مرد کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز
میرا پیچھا کر رہی ہے۔"
عنبر نے حیرت سے پوچھا:
"کون سی آواز ماریا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"
اس کے بعد ماریا عنبر کے بالکل ساتھ لگ کر
بیٹھ گئی اور اسے سرگوشی میں سارا ماجرا سنایا کہ کس

[illegible] ایک مرد کی آواز ہو ہو ہو ہو کرتی اس کا پیچھا کر
[illegible] ہے اور ابھی ابھی جب اس نے کہا تھا کہ چلو
[illegible] شہر سے کوچ کر جائیں تو آواز نے کہا تھا ہو ہو
[illegible] ہو۔ تم نہیں جاؤ گی۔ عنبر کو اگر ماریا نظر آ رہی
[illegible] تو وہ ضرور ایک ہمدرد بھائی کی طرح اس کا
[illegible] ہاتھوں میں تھام کر اپنے ساتھ لگا لیتا۔ مگر ماریا اسے
[illegible] نہیں آتی تھی۔ لیکن اسے ابھی تک یقین نہیں آ
[illegible] تھا کہ کوئی ڈراؤنی آواز ماریا کے پیچھے پیچھے لگی
[illegible] ہے۔ ایک ایسی آواز جو صرف ماریا کو ہی سنائی
[illegible] ہے اور کوئی دوسرا شخص خاص طور پر عنبر بھی اسے
[illegible] سن سکتا تھا۔

عنبر نے ماریا سے پوچھا:
"ماریا! پہلی بار یہ آواز تم نے کہاں سنی تھی؟"
ماریا آہستہ سے بولی:
"جب میں راجہ کے قلعے کے تہہ خانے میں ناگ
کی تلاش میں گئی تو وہاں سے واپس پلٹتے ہوئے
مجھے یہ آواز ہو ہو ــــ ہو ہو ــــ کرتی سنائی
دی۔ میں اسے وہم سمجھی۔ مگر تہہ خانے کی
سیڑھیاں چڑھتے یہ آواز پھر سنائی دی۔ فضا
میں اڑتے ہوئے بھی ایک بار یہی ہو ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو ہو ــــ کی آواز آئی اور اب تمہارے سامنے
اس آواز نے مجھے کہا کہ تم نہیں جاؤ گی۔"

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے تمہارے کانوں میں فضا میں پھیلی ہوئی کچھ آوازوں میں سے ایک آواز آئی ہو۔ کیوں کہ فضا میں مختلف زمانے کی آوازیں تیرتی رہتی ہیں۔ ممکن ہے تمہارے جسم کی شعاعوں کا کسی آواز کے سگنل سے ٹکراؤ ہو گیا ہو۔"

ماریا بولی: "لیکن ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا عنبر۔"

عنبر کہنے لگا:

"اگر پہلے ایسا نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسا اب نہیں ہو سکتا۔"

ماریا کا دل اس دلیل کو نہیں مانتا تھا۔ کیوں کہ اس نے صاف صاف کسی مرد کی آواز سنی تھی۔ بہرحال اس نے عنبر کو کوئی جواب نہ دیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ اگرچہ وہ گرمی سردی سے بے نیاز تھے مگر پھر بھی وہ کوٹھڑی کے باہر امرود کے درختوں کے نیچے بیٹھے رات گئے تک ناگ اور تھیوسانگ کیٹی کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ درختوں میں سفید سفید امرود دھندلے دھندلے نظر آ رہے تھے۔ ان کی

میٹھی میٹھی خوشبو سارے باغ میں پھیلی ہوئی تھی۔ باغ کی دوسری طرف دریائے ایراوتی یعنی آج کا دریائے راوی خاموشی سے بہہ رہا تھا۔ گھاٹ سنسان تھا۔ ایک کشتی کنارے کے ساتھ بندھی دریا کی بہتی لہروں پر دھیرے دھیرے ڈول رہی تھی۔ ماریا کے کان ابھی تک اس آواز پر لگے تھے جو اس نے تین بار سنی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ آواز کسی بھی وقت اسے پھر سنائی دے سکتی ہے۔

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں دن نکلتے ہی یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ تمہاری رائے میں ہمیں کدھر کا رخ کرنا چاہیے؟"

ماریا بولی: "جنوبی ہندوستان کے نیچے لنکا یعنی سنگلدیپ کا ملک ہے۔ وہاں کیٹی اور تھیوسانگ پہلے ہی سے گئے ہوئے ہیں۔ اس لیے ہمیں ملک بنگال کی طرف چلنا چاہیے۔"

یہ کہہ کر ماریا نے کان لگا دیئے۔ اسے یقین تھا کہ وہی پراسرار آواز اسے پھر کہے گی کہ "ہو ہو۔ ہو ہو۔ تم کہیں نہیں جاؤ۔" مگر اس بار کوئی آواز نہ آئی۔ ماریا نے سکھ کا سانس لیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا :

"تمہاری تجویز مجھے پسند ہے۔ ہمارا ملک بنگال کی طرف جانا ہی مناسب رہے گا۔ کیوں کہ نیچے جنوب کی طرف تو کیٹی اور تھیوسانگ پہلے ہی سے موجود ہیں"۔

ماریا نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی :

"عنبر! وہ آواز اب سنائی نہیں دی"۔

عنبر نے کہا :

"اب کبھی سنائی نہیں دے گی ماریا۔ میں اب بھی یہی کہوں گا کہ یہ تمہارا وہم تھا"۔

اچانک وہی پُراسرار مرد کی آواز پھر رات کی خاموش فضا میں ابھری :۔

"ہو ہو۔ ہو ہو۔ تم نہیں جاؤ گی"۔

ماریا ڈر کر عنبر کے پیچھے ہو گئی۔ عنبر کو ماریا کی خوشبو بالکل قریب محسوس ہوئی۔

ماریا نے چلا کر کہا :

"کون ہو تم؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟"

عنبر نے چونک کر کہا :

"یہ کس سے بات کر رہی ہو ماریا؟"

ماریا نے کہا :

"وہی آواز پھر آئی تھی عنبر۔ مجھے یہ بزدل انسان دھمکی دے رہا ہے کہ میں کہیں نہیں جا سکوں گی"۔

کہنے کو تو ماریا بڑی دلیری سے یہ سب کچھ کہہ رہی تھی مگر اس پُراسرار آواز میں کوئی ایسی بات تھی کہ ماریا کا دل اندر سے بے حد ڈر گیا تھا۔ اس آواز کے سنتے ہی ماریا کے جسم کی شعاعیں دہشت سے جھنجھنا اٹھتی تھیں۔

عنبر نے بھی بلند آواز اور غصیلے لہجے میں کہا :

"کون ہو تم؟ اگر بہادر مرد ہو تو سامنے آ کر بات کرو۔ ایک بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تم ماریا کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ میں اس کے ساتھ ہوں"۔

کسی آواز نے عنبر کو جواب نہ دیا۔ باغ میں رات کا سناٹا اسی طرح گہرا ہوتا چلا گیا۔

عنبر نے ماریا سے کہا :

"ماریا! تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ واقعی کوئی بدروح یا بھوت وغیرہ ہے تو میں اس کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ساری عمر پھر تمہارے قریب آنے کا نام نہیں لے گا"۔

ماریا اندر سے سہمی ہوئی تھی۔ مگر اوپر سے بڑے حوصلے کے ساتھ بولی :

COURTESY WWW.BOOKSFREE.PK

میں بھی تو اس سے نہیں ڈرتی عنبر! یہ مجھے کیسے ڈرائے گا۔ میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

رات گذر گئی۔ دوسرے روز انہوں نے لوہ پور یعنی لاہور سے مشرق کی طرف ملک بنگال میں جانے کا پروگرام بنایا۔ عنبر نے دریا پر جا کر غسل کیا۔ دوسرے کپڑے بدلے جو اس نے لاہور ہی میں خرید لے تھے۔ ماریا اتنی دیر دریا کے گھاٹ پر ادھر اُدھر ٹہلتی رہی۔ ابھی دن کی روشنی پوری طرح سے نہیں پھیلی تھی۔ شہر کی طرف سے عورتیں اور مرد دریا پر نہانے کے لیے چلے آ رہے تھے۔ ماریا نے دیکھا کہ عنبر کپڑے پہن کر چلا آرہا ہے۔

ماریا اس کے قریب آ کر بولی،

"ہم دریا کے ساتھ ساتھ ہی چلیں تو بہتر ہوگا۔"

عنبر نے اس خیال کو پسند کیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر دریا کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف چل پڑا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ فضا میں چل رہی تھی۔ ماریا کے دل میں ایک خوف بیٹھا ہوا تھا کہ کہیں پُراسرار مرد جس نے اسے دھمکی دی تھی اس پر کوئی وار نہ کر دے۔ کیوں کہ پُراسرار آواز نے اسے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ یہاں سے نہیں جا سکے گی۔ وہ فضا میں اُڑتے ہوئے چاروں طرف دیکھتی بھی جا رہی تھی۔ ابھی تک

کچھ ایسے وہ آواز سنائی دی تھی اور نہ کسی نے اس پر کوئی وار کیا تھا۔

چلتے چلتے وہ شہر سے دور نکل آئے۔ دریا پیچھے وادی چمبر کی طرف سے آتا تھا جو شمال مغرب کی طرف تھا۔ انہیں مشرق کی طرف جانا تھا۔ چنانچہ عنبر نے ایک جگہ پہنچ کر دریا کو چھوڑ دیا اور جنوب مشرق کی طرف کھیتوں کے بیچ میں چلنے لگا۔ وہ ماریا سے باتیں بھی کرتا جا رہا تھا۔ ماریا کے کان اسی پُراسرار رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز پر لگے تھے مگر ابھی تک وہ آواز دوبارا سنائی نہیں دی تھی۔ اب سورج کافی اوپر آگیا تھا کھیت ختم ہو گئے اور جنگل شروع ہو گیا۔ یہ جنگل ایسا تھا کہ میدان میں کہیں جنگلی گھاس اُگی تھی تو کہیں درختوں کے جھنڈ کھڑے تھے۔ کوئی باقاعدہ سڑک نہیں بنی تھی۔ عنبر کا گھوڑا جنگلی جھاڑیوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ ماریا تھوڑی دیر بعد عنبر سے کوئی نہ کوئی بات کر لیتی تھی۔

چلتے چلتے وہ بہت دور نکل آئے۔ گرمی اور حبس کی وجہ سے عنبر نے محسوس کیا کہ گھوڑے کو پیاس لگی ہو گی۔ اس نے ماریا سے کہا کہ وہ ذرا آگے جا کر دیکھے کہ کوئی تالاب وغیرہ ہے کہ گھوڑے کو پانی

COURTESY WWW.BOOKSFREE.PK

پلایا جا سکے۔ ماریا عنبر کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی مگر گھوڑے کی پیاس کے خیال سے فضا میں بلند ہو کر آگے کو اُڑی۔ کچھ دور اسے ایک تالاب نظر آیا جس پر بڑ کا گھنا درخت جھکا ہوا تھا۔ یہ تالاب زیادہ بڑا نہیں تھا۔ ایک چوبچے کی طرح تھا۔ اس کے پانی کی سطح پر سبز کائی جمی ہوئی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک چھوٹے سے مگرمچھ نے اپنی تھوتھنی باہر نکالی۔ منہ کھولا اور پھر پانی کے اندر چلا گیا۔

گھوڑے کو پیاس لگی تھی۔ آس پاس کہیں دوسرا تالاب نہیں تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اگر اس طرح گھوڑے نے تالاب میں منہ ڈال کر پانی پیا تو یہ مگرمچھ اسے پکڑ کر اندر کھینچ لے گا اس لیے بہتر ہے کہ وہ پانی کے اندر جا کر اس مگرمچھ کو نکال کر باہر پھینک دے تاکہ گھوڑا بے فکر ہو کر پانی پی سکے۔ یہ سوچ کر ماریا تالاب کے پانی میں اتر گئی۔ پانی میں اترنے کے بعد اس نے دیکھا کہ پانی اندر سے گدلا نہیں تھا۔ اسے مگرمچھ کہیں دکھائی نہ دیا۔ بڑی حیرانی ہوئی کہ یاخدا وہ مگرمچھ کہاں غائب ہو گیا جس نے ابھی ابھی پانی سے باہر اپنی تھوتھنی نکالی تھی۔ تالاب اتنا بڑا بھی نہیں تھا۔ ماریا نے تہہ میں بھی دیکھا۔ یہاں کوئی کھوہ یا غار نہیں تھا۔ ماریا دوبارا تالاب سے باہر نکلنے کے لیے پانی میں اوپر کی طرف آ گئی۔ جونہی اس نے تالاب کے پانی سے سر باہر نکالا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہاں نہ بڑ کا درخت تھا اور نہ کوئی میدان اور جنگل تھا۔

دوسری تبدیلی جو اس نے اپنے جسم میں دیکھی وہ یہ تھی کہ وہ غائب نہیں رہی تھی۔ اسے اپنا جسم نظر آ رہا تھا۔ وہ ظاہر ہو گئی تھی اور وہ جس تالاب میں تیر رہی تھی اس کی دیواریں کافی اونچی تھیں اور وہاں اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ اسے یوں لگا کہ وہ ایک چھوٹے سے کنوئیں کے پانی میں تیر رہی ہے۔ اس نے زور سے آواز دی:

"عنبر! عنبر! میری مدد کرو۔"

اس کی آواز کنوئیں میں گونج کر رہ گئی۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ اس کے ساتھ کوئی بھیانک حادثہ ہو گیا ہے اور یہ اسی پُراسرار آواز کی وجہ سے ہوا ہے۔ ماریا نے کنوئیں سے باہر نکلنے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ اگرچہ کنوئیں کی دیوار اتنی اونچی نہیں تھی لیکن وہ ایک عام عورت بن چکی تھی۔ اس لیے باہر نہ نکل سکی۔ وہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

نہ تو اب اڑ سکتی تھی اور نہ اچھل کر باہر ہی آ سکتی تھی۔

ماریا بے بسی کی حالت میں کنوئیں کے پانی میں گول دائرے میں تیرنے لگی۔ اسے پانی ٹھنڈا لگ رہا تھا اور اس کا جسم سردی سے سُن ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر چیخ کر عنبر کو آواز دی۔ اس کے جواب میں وہی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز آئی:

"ہو ہو۔ ہوہو۔ اب تم کہیں نہیں جاؤ گی۔"

ماریا سہم کر رہ گئی۔ اب اس میں عام عورت کی تمام کمزوریاں آ گئی تھیں۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا:

"تم کون ہو؟ مجھے یہاں سے باہر نکالو۔ مجھے باہر نکالو۔"

اس کے ساتھ ہی جیسے کسی ان دیکھے ہاتھ نے اسے پانی کے اندر سے اٹھا کر کنوئیں کے باہر رکھ دیا۔ ماریا کے کپڑے گیلے ہو رہے تھے۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی ویران اور نیم تاریک حویلی کے صحن میں ایک چھتے ہوئے کنوئیں کے پاس بیٹھی ہے۔ حویلی کے دالان میں کتنے ہی ستون تھے۔ دالان ویران اور خالی پڑا تھا۔ دالان کے پیچھے کوٹھڑیاں بنی تھیں جن کے دروازے بند تھے۔ اسے وہ ہی آواز پھر آئی:

"منزل میں آ جاؤ۔"

ہو ہو۔ ہوہو۔ دوسری

ماریا کچھ دیر اسی جگہ سہمی ہوئی بیٹھی رہی۔ اس آسیبی حویلی کی دوسری منزل میں جانے کا اسے حوصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ لیکن وہ کنوئیں کے پانی کی وجہ سے سردی میں ٹھٹھر رہی تھی۔ وہ اٹھی اور دالان کے کونے میں آ گئی جہاں ایک زینہ اوپر جاتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زینہ چڑھنے لگی۔ اوپر بھی ایک چھوٹا سا دالان تھا۔ سامنے ایک کوٹھڑی تھی جس کا دروازہ کھلا تھا۔ ماریا کو وہی آواز پھر آئی:

"کوٹھڑی میں نئے کپڑے پڑے ہیں۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔"

ماریا چپ چاپ کوٹھڑی میں آ گئی۔ یہاں ایک پرانے زمانے کا پلنگ پڑا تھا جس پر نئے کپڑے رکھے تھے۔ ماریا نے گیلے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہنے۔ کوٹھڑی میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ اس نے دیکھا کہ چھت کے ساتھ جالے لٹک رہے تھے۔ لگتا تھا یہ اُجڑی ہوئی ویران حویلی ہے جہاں کوئی نہیں رہتا۔ ماریا پلنگ پر بیٹھ گئی۔ پلنگ پر چادر بچھی تھی۔ ماریا کو بار بار عنبر کا خیال آ رہا تھا کہ جب وہ اسے تالاب پر نہیں دیکھے گا تو کس قدر پریشان نہیں ہو گا۔ مگر وہ خود مجبور تھی اور پراسرار آواز کے قبضے میں آ چکی تھی۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس خیال سے کہ شاید اس
حویلی میں کوئی باہر جانے کا راستہ ہو ماریا اٹھ کر نیچے
دالان میں واپس آ گئی۔ کونے میں چھتا ہوا وہ کنواں
تھا جس کے اندر سے ماریا ابھی ابھی نکلی تھی۔ اس
نے دیکھا کہ ایک جانب حویلی کا بہت بڑا لکڑی
کا دروازہ بنا تھا جو بند تھا اور جس کے اندر کی
طرف بہت بڑا لوہے کا تالا لگا ہوا تھا۔ اس
تالے پر بھی مکڑیوں نے جالا بُن رکھا تھا۔ ماریا چکرا
گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ مدت سے اس تالے کو
کسی نے نہیں کھولا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زینہ چڑھ
حویلی کی دوسری منزل سے گذر کر اس کی تیسری منزل
پر آ گئی۔ یہاں بھی اونچی اونچی قدیم ایسی دیواریں
تھیں۔ ایک طرف برآمدے میں دو بند کوٹھڑیاں تھیں
جن کے دروازوں پر تالے لگے تھے ایک زینہ اوپر
جاتا تھا۔ زینے کا جو دروازہ اوپر سمت پر کھلتا
تھا۔ اس پر بھی لوہے کا بڑا مضبوط تالا لگا تھا۔
ماریا نے زور زور سے تالے کو ہلایا مگر یہ
بھاری تھا کہ ماریا کے ہاتھ شل ہو گئے اور تالا
جگہ سے زیادہ نہ ہل سکا۔ اس خیال سے کہ ہو
سکتا ہے دوسری حویلی کی چھت پر کوئی ہمسایہ بیٹھا

یا نے چیخ کر کہا:
"مجھے یہاں سے نکالو۔ مجھے بچاؤ۔ میں یہاں
قید کر دی گئی ہوں۔"
اس کے ساتھ ہی ماریا کو پھر وہی آواز سنائی دی:
"ہو ہو۔ ہو ہو۔ کوئی تمہاری آواز نہیں سن سکتا۔"
ماریا نے غصّے میں کہا:
"تم کیا چاہتے ہو۔ تم نے مجھے یہاں کیوں قید
کر دیا ہے تم کون ہو؟"
ماریا کو کوئی جواب نہ ملا۔ آواز جیسے کہیں غائب
گئی تھی۔ ماریا نے چیخ چیخ کر شور مچایا۔ بند دروازے پر
زور زور سے مکّے مارے پھر رونے لگی۔ روتے روتے
سیڑھیوں میں بیٹھ گئی۔ چونکہ اب وہ ایک عام عورت تھی
اس لیے اس میں عام عورتوں کی طرح خوف بھی تھا۔ دہشت
تھی اور وہ آسیبی آواز سے ڈر بھی رہی تھی اور
وہاں سے فرار ہونا بھی چاہتی تھی مگر اسے حویلی میں سے
باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ جب رو رو کر
اس کے دل کا غبار کچھ ہلکا ہوا تو وہ بے دلی سے سیڑھیاں
اتر کر دوسری منزل والی کوٹھڑی میں آ کر پلنگ پر سر
پکڑ کر بیٹھ گئی۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ماریا آسیبی حویلی میں

عنبر گھوڑا لیے آگے بڑھ رہا تھا۔
ابھی تک ماریا یہ پتہ کر کے واپس نہیں آئی
کہ آگے کوئی تالاب ہے کہ نہیں۔ عنبر کو فضا
ماریا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ اسے کچھ تشویش
ہوئی۔ کیونکہ ماریا کی خوشبو ضرور آنی چاہیے تھی۔ خ
ناگ ماریا اور کیٹی تھیوسانگ جس شہر میں بھی ہوں
شہر کی فضا میں ان کی خوشبو ضرور آیا کرتی تھی۔ ع
گھوڑے کو دوڑاتا جنگل میں کچھ آگے آیا تو دیکھ
بڑ کے گھنے درخت تلے ایک چھوٹا سا تالاب بنا
ہے۔ عنبر نے گھوڑے کو روکا۔ نیچے اتر کر تالاب
کنارے پر آیا۔ یہاں بھی ماریا کی خوشبو کہیں نہیں
تالاب کی سطح پر سبز کائی جمی ہوئی تھی۔ اب ک
مگر مچھ نے تالاب کی سطح سے اپنی عنوختنی باہر نہ نکا
تالاب کی سطح بالکل ساکن تھی۔ دھوپ نکلی ہوئی

چاروں طرف گہرا سناٹا تھا۔ عنبر نے ماریا کو آواز دی۔
کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے ایک بار پھر اسے بلند
آواز میں پکارا کہ اگر وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو
گئی ہے تو شاید کسی نہ کسی طرح جواب دینے کی کوشش
کرے۔ لیکن اس بار بھی جواب میں گہری خاموشی اور
سناٹا چھایا رہا۔ ماریا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔
اب عنبر پریشان ہو گیا۔ اسے خیال آیا کہ ضرور اس
پراسرار آواز نے کوئی طلسم کیا ہے جس نے ماریا سے
کہا تھا کہ وہ یہاں سے واپس نہیں جائے گی۔
عنبر کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے مکا فضا میں لہراتے
ہوئے تلخ لہجے میں کہا:

"میں جانتا ہوں یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے
ہوا ہے۔ مگر تم جو کوئی بھی ہو۔ جہاں کہیں بھی
ہو۔ غور سے سن لو کہ تم ماریا کو کوئی نقصان
نہ پہنچا سکو گے۔ ماریا ایک نہ ایک دن تمہارے
چنگل سے ضرور رہا کرا لی جائے گی۔"

کسی طرف سے کوئی آواز نہ آئی۔ کوئی جواب نہ
آیا۔ عنبر کو خیال آیا کہ اگر آسیبی آواز نے کچھ کہا بھی
تو اسے سنائی نہیں دے گا۔ عنبر نے ایک بار پھر بلند

COURTESY WWW.PAKFBOOKSFREE.PK

آواز میں کہا :

"یاد رکھو ہم ماریا کو آزاد کرا لیں گے۔ لیکن تمہیں اس جرم کی سزا ضرور دیں گے۔ تجھے کبھی معاف نہیں کریں گے۔ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ ہمارے اور بھی بازو ہیں جو تمہاری گردن پکڑ لیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ تم ماریا کو میرے حوالے کر دو۔"

اس دفعہ بھی جواب میں گہرا سناٹا طاری رہا۔ کوئی جواب نہ آیا۔

عنبر نے زور سے زمین پر پاؤں مار کر کہا :

"ماریا! اس کم بخت کو ہم زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تم جانتی ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ میں بنگال کی طرف جا رہا ہوں۔"

اتنی دیر میں گھوڑے نے جی بھر کر تالاب کا پانی پی لیا تھا۔ عنبر سخت مایوسی کے عالم میں گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے آہستہ آہستہ چلاتا مشرق کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا کے بغیر اس کا دل بے حد بوجھل اور غم زدہ تھا۔ اب اسے سخت افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے ماریا کو تالاب دیکھنے کیوں بھیجا۔ پھر اسے خیال آیا کہ پراسرار طلسمی آواز تو اس کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ اسے کسی نہ کسی جگہ ماریا پر وار کرنا تھا۔ افسوس اس نے ناحق ماریا کو اپنے سے الگ کر کے تالاب پر بھیجا۔ عنبر کو اس بات کا بڑا ملال لگا تھا۔

اس کا گھوڑا آہستہ آہستہ ملک بنگال کی طرف چلا جا رہا تھا۔

ادھر ماریا تاریک ویران ٹھنڈی اجڑی ہوئی حویلی کی دوسری منزل والی کوٹھڑی میں حیران پریشان بیٹھی عنبر کو یاد کر رہی تھی کہ وہ بے چارا اس کے لئے کتنا پریشان ہو رہا ہوگا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے اسے بھوک لگنے لگی تھی۔ جوں جوں وقت گذرتا گیا اس کی بھوک اس کی برداشت سے باہر ہو گئی۔ وہ اٹھنے ہی والی تھی کہ حویلی میں کہیں سے کچھ کھانے کو تلاش کرے کہ کھلے دروازے میں سے ایک طشت اندر آیا اور اس کے سامنے کسی نے پلنگ پر رکھ دیا۔

ماریا نے دیکھا کہ طشت میں دو تھالیاں تھیں۔ ایک میں بھنے ہوئے چاول اور دوسری میں بھنا ہوا گوشت رکھا تھا۔ کٹوری ٹھنڈے پانی سے بھری ہوئی تھی۔ ماریا کو سخت بھوک لگی تھی۔ اس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پانی پیا اور اُٹھ کر ایک بار پھر حویلی کا جائزہ لیا کر
شاید کہیں سے باہر جانے کا کوئی راستہ مل جائے مگر
حویلی تو قلعے کی طرح بند تھی۔ اونچی اونچی دیواریں جیسے
آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ جگہ جگہ دروازوں پر
تالے لگے تھے۔ ناامید ہو کر ماریا واپس اسی کوٹھڑی
میں آ کر بیٹھ گئی۔ پیٹ بھر کر کھانا کھانے کے بعد
اسے عام عورتوں کی طرح نیند آنے لگی۔ حالانکہ پہلے
اسے کبھی اس طرح نیند نہیں آئی تھی۔ اس نے بڑی
کوشش کی کہ نہ سوئے مگر اس کا سر ایک طرف کو
اپنے آپ ڈھلک گیا اور وہ سو گئی۔ اتنے میں دروازے
میں سے ایک ٹھگنی سی موٹی کالی بھجنگ عورت اندر
داخل ہوئی جس کے سر کے بال جھاڑیوں کی طرح تھے۔
پلکیں غائب تھیں۔ آنکھیں سرخ تھیں۔ ناک پھولی ہوئی
تھی۔ بھدا کالا ہونٹ نیچے کو لٹکا ہوا تھا۔ اس نے ماریا
کو قریب سے آ کر جھک کر دیکھا۔

پھر اس کے پلنگ کے دو چکر لگائے اور واپس
نکل گئی۔ ماریا جب سو کر اٹھی تو حویلی کے دالان
پر رات کا اندھیرا چھا چکا تھا۔ پہلے سے بھی زیادہ
پراسرار اور ڈراؤنی ہو گئی تھی۔ ماریا کی کوٹھڑی میں تاریکی

تاریکی تھی۔ وہ باہر نکلنے کے لیے اٹھی ہی تھی کہ
کسی کے بھاری قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ ماریا
دل دھک دھک کرنے لگا۔ وہ وہیں اپنا دھڑکتا
دل تھام کر بیٹھ گئی۔

دھپ۔ دھپ۔ دھپ۔ کوئی آہستہ آہستہ بوجھل
قدم رکھتا اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ماریا
کا حلق خشک ہو گیا۔ ہونٹ خوف سے کپکپانے لگے
اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اسے وہی رونگٹے کھڑے
کر دینے والی آواز سنائی دی:

"ہو ہو۔ ہو ہو۔ میں آ گیا ہوں۔"

ماریا تو جیسے برف کی طرح سن ہو گئی۔ اتنے میں
باہر کی روشنی کوٹھڑی کی دہلیز پر پڑی۔ پھر یہ روشنی
آگے بڑھنے لگی۔ پھر ماریا نے دیکھا کہ ایک کالا بھجنگ
نکلے ہوئے پیٹ والا ڈراؤنی شکل کا اونچا لمبا بھوت نما
آدمی ایک ہاتھ میں جلتا ہوا چراغ لیے آہستہ آہستہ
دھپ دھپ قدم اٹھاتا کوٹھڑی میں آ گیا ہے۔ ماریا کے
حلق سے بھیانک چیخ نکل گئی۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ
وہ بے ہوش نہ ہوئی۔ اس کا دل اتنی زور سے دھڑک
رہا تھا کہ لگتا تھا ابھی اچھل کر باہر آ جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کالے بھجنگ بھوت نما آدمی کی آنکھوں کی چمک غائب تھیں۔ سر کے بال جھاڑیوں کی طرح سر پر کھڑے تھے۔ آنکھیں سرخ تھیں۔ نچلا بھدا ہونٹ لٹک رہا اور اس کے زرد دانت صاف نظر آ رہے تھے اس نے صرف ایک لنگوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے سارے جسم پر بن مانس کی طرح بالوں کے گچھے لٹک رہے تھے۔ ماریا پھٹی پھٹی سہمی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کالا بھجنگ پلنگ سے چار قدم کے فاصلے پر رُک گیا۔ اس کے بھدے ہونٹوں سے آواز نکلی۔

"ہوہو۔ ہوہو۔ تم مجھ سے شادی کرو گی؟ میں تم سے محبت کرتا ہوں ماریا۔"

ماریا کا سارا جسم جیسے پلنگ پر ایک بار اچھل کر نیچے گر پڑا۔ یہ کالا بھجنگ خدا جانے کوئی بھوت تھا آسیب تھا۔ وہ اس کا نام بھی جانتا تھا۔ اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ ماریا کا خون جیسے جم گیا دہشت کے مارے اس کی زبان نہیں کھل رہی تھی۔ کالے بھجنگ نے چراغ والا ہاتھ ماریا کی طرف کیا۔ چراغ کی روشنی ماریا کے چہرے پر پڑی۔

کالے بھجنگ نے کہا:

"تم کتنی سُندر ہو ماریا۔ تم مجھ سے بیاہ کر لو۔ میں تمہیں رانی بنا کر رکھوں گا۔ ہوہو۔ ہوہو۔"

ماریا کو ایک چکر سا آیا اور وہ پلنگ پر بیہوش ہو کر لڑھک گئی۔ کافی دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ طاق میں دیا جل رہا تھا۔ اس کی روشنی میں اسے پلنگ پر ایک تشت میں تازہ کھانا پڑا ہوا نظر آیا۔ تانبے کی کٹوری میں ٹھنڈا پانی بھی تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ وہ اٹھ کر دروازے کے پاس گئی۔ دروازے میں اندر کی طرف لوہے کا بھاری تالا لگا ہوا تھا۔ پہلے تو حیران ہوئی کہ اندر سے تالا کس نے لگا دیا۔ پھر اس نے سوچا کہ کالا بھجنگ آسیب کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اسے سخت بھوک لگ رہی تھی۔ پلنگ پر بیٹھ کر اس نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کیا اور سوچنے لگی کہ کیا واقعی یہ کالا بھجنگ اس کو اس لیے یہاں اغوا کر کے لایا ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس سے بیاہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ ماریا کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہیں یہ اس کی کوئی چال تو نہیں؟ آسیبی مخلوق کبھی اس طرح کسی عورت سے محبت نہیں کیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرتی۔ ماریا کے جسم میں اس عفریت سے شادی کرنے کے خیال ہی سے سنسنی دوڑ گئی۔ وہ خود کشی کر لے گی مگر اس بھوت پریت سے ہرگز شادی نہیں کریگی۔ وہ پلنگ پر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی اور خداوند سے دعا مانگنے لگی کہ اے خدا مجھے اس عذاب سے نجات دلا۔

اس وقت اسی حویلی کی نچلی منزل کی ایک تاریک اندھیری کوٹھڑی میں ایک دیا جل رہا تھا۔ کوٹھڑی میں وہی کالا بھجنگ ڈراؤنا بھوت نما آسیب فرش پر بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ اس کے سامنے وہی کالی بھجنگ ٹھگنی موٹی عورت کھڑی تھی جو ماریا کو اس کی کوٹھڑی میں دیکھنے آئی تھی۔

کالا بھجنگ بولا:

"ہو ہو۔ ہو ہو۔ کیا وہ مجھ سے بیاہ کرے گی کاروشی؟"

اس کالی بھجنگ عورت کا نام کاروشی تھا۔ اس کے نچلے لٹکتے ہوئے ہونٹ میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے عزعزاتی آواز میں کہا:

"وہ تم سے بیاہ کرنے پر کبھی تیار نہیں ہوگی۔

کالے بھجنگ کی بغیر پلکوں والی آنکھوں پھیل گئیں۔ اس نے غصے میں کہا:

بیاہ نہیں کرے گی تو مجھے اس سارے دیش کے مسانوں کی راج گدی کیسے ملے گی۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔ یم دیوتا نے کرپا کر کے ایک غیبی عورت میرے قبضے میں دی ہے۔ میں یہ موقع کیسے گنوا دوں؟ ہو ہو۔ ہو ہو۔ میں اسے اسی طرح آج ہی کالو بھٹ کی مورتی پر لے جا کر قربان کرتا ہوں۔"

ٹھگنی بھجنگنی نے عزعزاتی آواز میں کہا:

"کالو بھٹ کی یہ شرط ہے کہ اس کی مورتی پر صرف وہی غیبی عورت قربان کی جا سکتی ہے جس نے کسی بھی کالے بھجنگم سے اپنی مرضی سے بیاہ کیا ہو۔ یونہی اس غیبی عورت کو کالو بھٹ کی مورتی پر لے جا کر قربان کر دو گے تو کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ کالو بھٹ کی شرط پوری کرنی ضروری ہے۔"

کالے بھجنگم کے حلق سے ڈراؤنی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کا ہاتھی ایسا کالا بدن تھرتھرانے لگا،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پھر تم ہی بتاؤ بھجنگنی مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تم
اسے کسی طرح راضی کرو کہ مجھ سے بیاہ کرلے
ہو ہو۔ ہو ہو۔"
کالی بھجنگنی کے ہونٹ پھڑپھڑائے بولی:
"بھجنگم! تیری صورت اتنی ڈراؤنی ہے کہ کوئی عورت
سوائے میرے تم سے بیاہ نہیں کرے گی۔"
کالے بھجنگم نے کالی بھجنگنی کو گردن سے پکڑ کر دس فٹ
اوپر اٹھا دیا اور غرا کر بولا:
"ہو ہو۔ ہو ہو۔ ماریا سے کہو مجھ سے بیاہ کرے
نہیں تو میں تیری گردن مار دوں گا۔"
کالی بھجنگنی کو اس نے فرش پر رکھ دیا۔ وہ دونوں
ہاتھوں سے اپنی گردن مل رہی تھی۔ کہنے لگی:
"بھجنگم! تم کو ایک ترکیب بتاتی ہوں۔ اس
ترکیب کی مدد سے تم اپنے مقصد میں کامیاب
ہو سکتے ہو اور دیش کے سارے مسالوں کی
گدی پر راجہ بن کر بیٹھ سکتے ہو۔"
کالا بھجنگم غرایا:
"بولو۔ کیا ترکیب ہے۔"
کالی بھجنگنی نے کہا:
"اس کی ترکیب تمہیں صرف پھونگی سپیرا ہی
بتا سکتا ہے میں نے سنا ہے کہ وہ ایسا راز
جانتا ہے جس سے ہم بھجنگی لوگ جو شکل
چاہیں بدل سکتے ہیں۔ اگر پھونگی سپیرا تمہیں یہ
راز بتا دے تو تم ایک خوبصورت نوجوان
راج کمار کی شکل میں آ کر غیبی عورت ماریا
سے اپنی محبت ظاہر کرو گے تو وہ ضرور
تم سے بیاہ کرنے پر راضی ہو جائے گی جب
وہ اپنی مرضی سے تم سے بیاہ کرے گی تو
کالو بھٹ کی شرط پوری ہو جائے گی۔ پھر
تم کسی وقت ماریا کو کالو بھٹ کی مورتی کے
سامنے لے جا کر قربان کر سکتے ہو۔"
کالا بھجنگم بڑا خوش ہوا بولا:
"پھونگی سپیرا کہاں رہتا ہے؟"
بھجنگنی نے کہا:
"وہ مرگھٹ کے پیچھے جھونپڑا بنا کر رہتا ہے
اور وہ خود ایک بھجنگم ہے اس لیے تمہارے
آگے انکار نہیں کرے گا۔"
کالے بھجنگم نے کہا:

COURTESY WWW.[illegible]SPKEE.PK

"چلو - اسی وقت اس کی جھونپڑی میں چلتے ہیں
ہوہو۔ ہوہو۔"

دونوں بھنگم اور بھنگنی غائب ہو گئے۔ شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ شہر سے باہر مرگھٹ تھا جہاں ہندو لوگ اپنے مردے لا کر جلاتے تھے۔ اس مرگھٹ کی دوسری طرف ایک جھونپڑی تھی جس میں پھونگی سپیرا خود بھی بھنگم مخلوق سے تعلق رکھتا تھا سو رہا تھا۔ کالے بھنگم اور بھنگنی نے اسے جگا دیا پھونگی سپیرا اٹھ بیٹھا اپنے سامنے کالے بھنگم کو دیکھ کر بولا:

"تم آدھی رات کو کیسے آئے ہو؟"

کالے بھنگم نے کہا:

"پھونگی - مجھ پر ایک مصیبت آن پڑی ہے تم میری برادری کے بھنگم ہو۔ میری مدد کرو اور مجھے وہ ترکیب بتاؤ جس پر عمل کر کے میں جس شکل میں چاہے اپنے آپ کو بدل سکتا ہوں۔"

پھونگی سپیرے کے سانپوں کی پٹاریاں کوٹھڑی میں پڑی تھیں۔ اس نے دیا روشن کر دیا تھا۔ وہ کالے بھنگم کو جانتا تھا کہ وہ بڑی طاقت کا مالک ہے۔ اس نے کہا:

"کالے بھائی۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔ میں وہ ترکیب تمہیں بتا دوں گا۔ مگر تم مجھے کیا انعام دو گے؟"

کالا بھنگم غصے سے غرایا۔

بھنگنی نے کہا:

"پھونگی! ہمیں بہت جلد ایک خزانہ ملنے والا ہے ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ جب خزانہ مل گیا تو اس میں سے تمہارا حصہ ضرور تمہیں دیں گے۔ تم جانتے ہو کہ ہم بھنگم لوگ وعدہ ہمیشہ پورا کرتے ہیں۔"

پھونگی سپیرا خوش ہو کر بولا:

"کالے بھنگم سنو! اگر کسی طرح سے تم ناگ دیوتا کے سر کے بالوں کا ایک گچھا کاٹ کر اسے جلا کر راکھ کر کے اس راکھ کو اپنے سر پر مل لو تو تم جو شکل چاہو بدل سکو گے۔"

کالا بھنگم فوراً بولا:

"ہوہو۔ ہوہو۔ یہ ناگ دیوتا مجھے کہاں ملے گا۔ میں اس کے بالوں کا گچھا کہاں سے لوں گا؟ کیا وہ انسان کی شکل میں ہو گا؟"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

پھونگی سپیرا بولا:

"ناگ دیوتا میں یہ خاصیت ہے کہ وہ جو شکل چاہے بدل سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس شہر میں بھی انسان کی شکل میں آ جائے پھر تم کسی چھوٹے بھنگم کو حکم دینا کہ وہ تمہارے لیے ناگ دیوتا کے بالوں کا گچھا حاصل کرے۔"

کالے بھنگم نے کہا:

"یہ کیسے پتہ چلے گا کہ جو لوگ شہر میں داخل ہو رہے ہیں ان میں ناگ دیوتا کون ہے۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔"

پھونگی سپیرا کہنے لگا۔

"تم میرے دوست ہو۔ چلو۔ یہ کام میں خود تمہارے لیے کرنے کا فیصلہ کرتا ہوں۔ میں سانپوں کی پٹاری لے کر شہر کے بڑے دروازے کے باہر جھونپڑی بنا کر بیٹھ جاؤں گا۔ ناگ دیوتا کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ناگ دیوتا کی بُو جب سانپوں تک آتی ہے تو وہ پٹاری سے باہر نکل کر ناگ دیوتا کو سلام کرنے کے لیے بے تاب ہو جاتے ہیں۔"

کالا بھنگم بڑا خوش ہوا۔ اس نے کالی بھنگن سے کہا: ہو ہو۔ ہو ہو۔ پھونگی سپیرے سے کہو کہ اگر تجھے ناگ دیوتا کے بالوں کی لٹ مل گئی تو میں اسے مالا مال کر دوں گا۔ اسے کہو کہ یہ کام بھی وہ خود ہی کرنے کا بیڑا اٹھائے۔"

کالی بھنگن نے یہ بات پھونگی سپیرے کو کہی تو وہ بولا:

"میں نے سُن لیا ہے۔ میرے دوست سے کہو کہ میں اس کی خاطر یہ کام ضرور کروں گا۔ میں اسے ناگ دیوتا کے بالوں کی لٹ ضرور حاصل کر دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ دیوتا اس شہر کی طرف آ رہا ہے۔ کیونکہ کئی روز سے میرے سانپ پٹاریوں میں بے تاب ہو رہے ہیں۔ وہ بار بار باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

کالا بھنگم اپنی بھنگن کے ساتھ واپس اپنی ویران حویلی میں آ گیا۔ اس نے غائب ہو کر ماریا کو کوٹھڑی میں جا کر دیکھا۔ وہ پلنگ پر سو رہی تھی۔ کالے بھنگم نے جھک کر دیکھا۔ ماریا کی آنکھوں پر آنسو خشک ہو گئے ہوئے تھے۔ کالا بھنگم ہو ہو۔ ہو ہو۔ ہو ہو کہتا وہاں سے

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

واپس اپنی اندھیری کوٹھڑی میں چلا آیا۔

اسی روز صبح صبح پھونگی سپیرے نے اپنے سانپوں کی چاروں پٹاریاں اٹھائیں اور لاہور یعنی لوہ پور شہر کے سب سے بڑے دروازے کے باہر ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا کر بیٹھ گیا۔ پھونگی سپیرے کو معلوم تھا کہ کالا بھجنگ کسی بہت بڑے خزانے کی مار پر ہے اور اگر اسے خزانہ مل گیا تو وہ وعدے کے مطابق اسے اس کا حصّہ ضرور دے گا۔ پھونگی اگرچہ سپیرا تھا مگر اسے آج تک کوئی خزانہ ہاتھ نہیں آیا تھا۔

اس وقت ناگ دریائے چناب کو کشتی میں پار کر کے شہر لاہور کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ جان بوجھ کر انسانی شکل میں سفر کر رہا تھا تاکہ علاقے اور وہاں کے لوگوں کو جی بھر کر قریب سے دیکھ سکے۔ شہر لاہور کا ایک ہی دروازہ تھا جہاں باہر سے آنے والے مسافر داخل ہوتے تھے۔ صبح صبح پھونگی سپیرا اپنی پٹاریوں کو جھونپڑیوں کے باہر لے کر بیٹھ جاتا۔ کبھی مسافروں کو دیکھتا جو شہر کے دروازے میں داخل ہو رہے ہوتے اور کبھی پٹاریوں پر ہاتھ رکھ کر محسوس کرتا کہ اندر سانپ شور تو نہیں مچا رہے۔ دو روز تک کچھ نہ ہوا۔ بس پٹاریوں میں سانپ پہلے ہی کی طرح کچھ بے تاب

نظر آتے تھے۔ مگر تیسرے روز سانپوں کی بے چینی اضافہ ہو گیا۔

پھونگی سپیرے نے جب پٹاریوں کے اندر سانپوں کو زور زور سے چکر کھاتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ قسمت ساتھ دے رہی ہے اور ناگ دیوتا شہر کے قریب آن پہنچا ہے۔ پھونگی سپیرے نے ایک پٹاری کو اٹھایا اور شہر کے دروازے کے بالکل ساتھ ہی بین لے کر بیٹھ گیا۔ وہ سپیرے کی طرح بین بجانے لگا۔ تھوڑی دیر بین بجانے کے بعد اس نے بین بجانی بند کر دی اور پٹاری کو کھول کر دیکھا۔ سانپ اندر پھنکاریں مار رہے تھے۔ پھونگی سپیرا چوکس ہو گیا۔ ناگ دیوتا ضرور آ رہا تھا۔ پھونگی سپیرے کو اتنا معلوم تھا کہ ناگ دیوتا کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کی آنکھوں میں سانپ کی طرح کی مقناطیسی کشش ہوتی ہے۔

دوپہر کا وقت تھا۔ دھوپ غائب تھی۔ آسمان پر برسات کے بادل چھا رہے تھے۔ لگتا تھا کہ ابھی بارش شروع ہو جائے گی۔ پھونگی سپیرا مسافروں کو دیکھنے کی بجائے اب سانپوں پر نظر جمائے ہوئے تھا۔ اس نے پٹاری کا ڈھکن اٹھا دیا ہوا تھا۔ اندر چار سانپ تھے جو پھن اٹھائے باہر دیکھ رہے تھے۔ پھر اچانک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاروں سانپ پٹاری میں سے اچھل کر نکل آئے
شہر کے دروازے کی طرف دوڑے۔ پھونگی کی نظر ہیں
سانپوں کا پیچھا کر رہی تھیں۔ اچانک اس نے دیکھا
کہ چاروں کے چاروں سانپ ایک سانولے رنگ
گھنگھریالے بالوں والے نوجوان کے آگے سر جھکائے بیٹھے
ہیں اور نوجوان اسے ہاتھ کے اشارے سے ایک طرف
جانے کے لیے کہہ رہا ہے۔

اب پھونگی سپیرے نے یوں اداکاری کی جیسے اسے
معلوم نہیں کہ وہ نوجوان ناگ دیوتا ہے۔ لپک کر
سانپوں کے پیچھے گیا۔ انہیں اٹھایا اور ناگ سے بولا:

"معاف کرنا بیٹے شہر میں کوئی اجنبی داخل ہوتا
ہے تو یہ پٹاری میں سے نکل کر اس کی طرف
دوڑتے ہیں۔ تمہیں انہوں نے کوئی نقصان تو
نہیں پہنچایا نا؟"

ناگ دیوتا نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک کالا سیاہ
سپیرا ہاتھ کی کلائیوں میں سانپ لپیٹے کھڑا ہے۔
ناگ نے کہا:

"نہیں نہیں۔ انہوں نے مجھے کچھ بھی نہیں
کہا۔ ویسے تمہیں چاہیے کہ سانپوں کو سنبھال
کر رکھا کرو۔ کیوں کہ یہ بڑے زہریلے سانپ

معلوم ہوتے ہیں۔"

پھونگی سپیرا بولا:

"نہیں بیٹا۔ میں نے ان کا زہر نکالا ہوا ہے۔
انہیں تو میں یہاں روز تماشہ دکھانے کے لیے
لاتا ہوں۔ اب واپس گھر لیے جا رہا ہوں۔"

پھونگی سپیرے نے دیکھ لیا تھا کہ ناگ کی آنکھوں میں
کشش تھی جو سانپ کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ اس
نے ناگ سے پوچھا:

"بیٹا! تم پردیسی معلوم ہوتے ہو۔ کہاں سے آ
رہے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"بابا میں تکشلا شہر سے آ رہا ہوں۔ بس اس
شہر لاہور کی کشش کھینچ لائی ہے۔ دو ایک
روز ٹھہر کر آگے نکل جاؤں گا۔"

پھونگی سپیرے نے آسمان پر چھائے ہوئے بادلوں پر
ایک نگاہ ڈالی اور بولا:

"بیٹا! بارش ہونے والی ہے۔ تم کہاں سرائے کی
تلاش میں مارے مارے پھرو گے۔ میرے پاس
چلے چلو۔ اگرچہ میری جھونپڑی تمہارے لائق نہیں
پھر بھی مجھے بڑی خوشی ہو گی۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

دریا کے پار ہی ہے۔ بس پہنچنے ہی والے ہیں۔"

وہ شہر کے دریا کو پار کر کے دوسرے کنارے پر گئے تو بوندا باندی شروع ہو گئی۔ جھونپڑی تک پہنچتے پہنچتے بارش خوب تیز ہو گئی تھی۔ ناگ جھونپڑی میں آکر اپنے گھنگھریالے بالوں میں سے ہاتھ سے پانی جھاڑنے لگا۔ کالے سیاہ پھونگی سپیرے نے ناگ کے بالوں کی طرف ایک نگاہ ڈالی اور دل میں خوش ہوا کہ وہ ان بالوں کا ایک گچھا کاٹنے میں کامیاب ہونے ہی والا ہے اسے یقین نہیں تھا کہ اتنی جلدی ناگ دیوتا اس کے ہاتھ لگ جائے گا۔ یہ اس کی بہت بڑی خوش قسمتی تھی۔

ناگ جھونپڑی میں ایک طرف چٹائی پر بیٹھ گیا۔ پٹاریوں میں سانپوں کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ وہ بے چین ہو کر پٹاریوں سے باہر نکلنے کی جد و جہد کر رہے تھے۔ پھونگی سپیرا گھبرا رہا تھا۔ کہنے لگا:

"اصل میں یہ سانپ کسی اجنبی کی موجودگی کی وجہ سے بے چین ہو جاتے ہیں اور کوئی بات نہیں ہے بیٹا۔ تم گھبرانا نہیں۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

ناگ دل میں ہنسنے لگا کہ احمق کو یہ معلوم ہی

ناگ جلدی سے بولا:

"ارے نہیں بابا۔ ایسی باتیں نہ کریں۔ میں خود بڑا غریب آدمی ہوں۔ چلئے میں آپ کی جھونپڑی ہی میں چلے چلتا ہوں۔"

پھونگی سپیرے کو اور کیا چاہیے تھا۔ جلدی سے سانپوں کی پٹاری سنبھالی اور ناگ کو لے کر اپنی جھونپڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں اس نے ناگ سے کہا:

"یونانی فوجیں جہلم ہی سے واپس چلی گئی ہیں سنا ہے تکشلا کے راجہ نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔"

"ہاں" ناگ بولا: "راجہ امبھی بزدل تھا۔ راجہ پورس بہادر تھا کہ جس نے بہادروں کی طرح جنگ لڑی۔"

سپیرے نے کہا:

"تکشلا میں اب تو امن امان ہے نا؟"

ناگ بولا: "کیوں نہیں۔ مگر وہاں یونانی جرنیل حکومت کر رہا ہے۔"

"ایسا تو ہوتا ہی ہے بیٹا۔" سپیرے نے کہا۔

ناگ نے پوچھا:

"بابا تم کہاں رہتے ہو؟ میرا مطلب ہے تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟"

پھونگی سپیرا کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں کہ اتنا بڑا ناگ دیوتا اس کی جھونپڑی میں بیٹھا ہے جو سانپوں کا دیوتا ہے۔ پھر کہنے لگا:

"بابا فکر نہ کرو۔ تھوڑی دیر میں آرام سے بیٹھ جائیں گے۔ میرے عادی ہو جائیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانپوں کی زبان میں سانپوں سے کہا کہ وہ شور نہ مچائیں اور آرام سے پٹاریوں میں بیٹھے رہیں۔ اس حکم کے ساتھ ہی سانپ ایک دم سے چپ ہو گئے۔ کسی پٹاری سے کسی سانپ کے سسکارنے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اس خاموشی کو دیکھ کر پھونگی سپیرا فوراً سمجھ گیا کہ ناگ دیوتا نے سانپوں کو چپ رہنے کا حکم دیا ہے۔

سپیرے نے ناگ سے پوچھا:

"بیٹا تم نے اپنا نام ابھی تک نہیں بتایا۔"

ناگ نے گردن جھکاتے ہوئے کہا:

"میرا نام گیا داس ہے۔"

پھر جھونپڑی کے باہر دیکھ کر بولا:

"بارش تیز ہو گئی ہے بابا:"

سپیرے نے کہا:

"گھبراؤ نہیں بیٹا گیا داس: میری جھونپڑی کی چھت بڑی پکی ہے۔ کتنی ہی بارش کیوں نہ

ہو کبھی نہیں ٹپکتی۔ ذرا بارش تھمتی ہے تو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

ناگ نے جھٹ کہا:

"نہیں نہیں بابا۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔"

پھونگی سپیرا جانتا تھا کہ ناگ دیوتا بھوک پیاس سے بے نیاز ہوتا ہے۔

ناگ جلدی سے بولا:

"میرا مطلب ہے جب بھوک لگے گی تو میں خود بازار سے جا کر کچھ خرید لاؤں گا۔"

پھونگی سپیرا بھلا ناگ دیوتا کو اپنی آنکھوں سے اوجھل کر سکتا تھا، کہنے لگا:

"تو پھر ہم اکٹھے ہی بازار چلیں گے۔ تم اپنی پسند کی روٹیاں اور مچھلی لے لینا۔ میں تو مچھلی بڑے شوق سے کھاتا ہوں۔ تم کیا چیز شوق سے کھاتے ہو گیا داس بیٹا؟"

ناگ بولا: "ہاں ہاں بابا۔ میں بھی مچھلی بڑے شوق سے کھاتا ہوں۔"

اس دوران ناگ نے کئی بار فضا کو سونگھ کر ماریا عنبر کیتی اور تھیوسانگ کی خوشبو لینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اسے ان میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں آئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی وجہ وہ آسیبی حویلی تھی۔ جس میں کالے بھجنگم نے ماریا کو بند کر رکھا تھا۔ اس نے حویلی کی چاردیواری کے ساتھ اندر کی جانب کالے اُلّوؤں کی چربی سکھا کر بکھیر رکھی تھی۔ آسیبی مخلوق جہاں رہتی ہے وہاں اُلّو کی سوکھی چربی کا سفوف ضرور چھڑک دیتی۔ کیوں کہ اس چربی کی بُو سے انہیں سانس لینے میں بڑی آسانی ہوتی ہے یہ چربی ایسی ہوتی ہے کہ اس کی کوئی تیز اور خاص بُو نہیں ہوتی۔ اسے صرف بھجنگم مخلوق ہی محسوس کر سکتی ہے لیکن اس کا فضا پر اثر یہ ہوتا ہے کہ وہاں حویلی میں نہ تو باہر کی کوئی خوشبو آتی ہے یہ اندر کی کوئی بُو باہر جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ماریا ایک عام لڑکی کی حیثیت سے حویلی میں موجود تھی مگر ناگ کو شہر میں اس کی بُو نہیں آ رہی تھی حالانکہ عام حالات میں اگر ماریا شہر کے کسی بھی مکان میں ہوتی تو ناگ کو اس کی اور ماریا کو ناگ کی فوراً خوشبو آ جاتی۔

پھونگی سپیرے کو اندر سے بڑی بے چینی لگی تھی۔ اسے ہر گھڑی یہی دھڑکا لگا تھا کہ کہیں ناگ دیوتا اس کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ وہ چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کے بالوں کا ایک گچھا کاٹ لے۔ مگر یہ

کام اتنا آسان کام نہیں تھا۔ ناگ بھلا اسے اپنے بال کاٹنے کی اجازت کیسے دے سکتا تھا۔ پھونگی سپیرے نے ناگ کی کچھ ایسی خوشامد کی۔ ایسی خدمت کی اور ایسی چکنی چپڑی باتیں کیں کہ ناگ نے فیصلہ کر لیا کہ جتنے دن شہر میں خبر ماریا کیلئے بھنوسانگ کو تلاش کریگا اسی غریب اور خوش اخلاق سپیرے کے جھونپڑے ہی میں رہے گا۔

جب ذرا بارش رکی تو پھونگی سپیرا ناگ کو جھونپڑے میں رہنے کی درخواست کر کے شہر میں اس کے اور اپنے لیے کھانا لینے چلا گیا۔ وہ سیدھا کالے بھجنگم کی ویران حویلی میں چلا آیا۔ حویلی کے باہر مدتوں سے تالا لگا ہوا تھا۔ پھونگی سپیرا چونکہ خود بھجنگم قبیلے سے تھا اس لیے غائب ہو کر اندر چلا گیا اور کالے اور اس کی موٹی بھدی بھجنگنی بیوی کو خوش خبری سنائی کہ وہ ناگ دیوتا کو گھیر کر اپنے جھونپڑے میں لے آیا ہے۔

کالا بھجنگم خوشی سے غرّایا،

"ہوہو۔ ہوہو۔ اس کے بالوں کا گچھا کاٹ کر لاؤ جلدی"

بالوں کا گچھا کاٹ کر لاؤ"

پھونگی سپیرے نے کہا،

"یہ کام کوئی اتنا آسان نہیں ہے۔ اسے ذرا سا بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شک پڑ گیا تو مجھے بھسم کر کے رکھ دے گا۔ تم
ناگ دیوتا کی طاقت سے واقف نہیں ہو کالے بھائی:
بھجنگم عزایا: ہو ہو۔ ہو ہو۔ کتنی دیر لگاؤ گے تم؟
بھجنگنی بولی: آج رات جب وہ سو جائے تو اس
کے بالوں کی لٹ کاٹ لینا۔
پھونگی سپیرے نے کہا وہ کوشش کرے گا:
مگر تم اپنا وعدہ یاد رکھنا۔ مجھے خزانے میں سے
آدھا حصہ دینا مت بھولنا۔
کالے بھجنگم نے چیخ کر کہا:
مجھے یاد ہے۔ مجھے یاد ہے۔ ناگ دیوتا کے بالوں
کی لٹ کاٹ کر لاؤ۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔

پھونگی سپیرا فوراً غائب ہو کر پرانی ویران حویلی سے باہر آ گیا۔ بازار میں سے اس نے کھانے پینے کی کچھ چیزیں خریدیں اور جلدی جلدی چلتا اپنی جھونپڑی میں واپس آیا۔ بارش اب تھم گئی تھی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں ناگ دیوتا چلا نہ گیا ہو۔ مگر ناگ جھونپڑی میں آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ پھونگی سپیرا بڑا خوش ہوا۔ اس نے فوراً چنگیر میں کھانا رکھ کر ناگ کو پیش کیا۔ ناگ کو ضرورت نہیں تھی مگر وہ پھونگی سپیرے کے اخلاق اور خدمت سے اتنا خوش ہوا تھا کہ کھانا کھانے لگا۔
پھونگی سپیرا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

اندھے کنوئیں کا باوا

پھونگی سپیرا جانتا تھا کہ ناگ دیوتا کو کبھی نیند نہیں آتی۔ اسے جاگتے میں ناگ دیوتا کے بالوں کی ایک لٹ کاٹنی تھی جو بڑا مشکل کام تھا۔ لیکن آدمی بڑا عیار اور تجربہ کار تھا۔ رات کو اس نے دیکھا کہ ناگ دیوتا جاگ رہا تھا۔ اگرچہ وہ چٹائی پر لیٹا تھا مگر پھونگی سپیرے کو معلوم تھا کہ وہ جاگ رہا ہے اور اگر اس نے اس کے بالوں کو ذرا ہاتھ لگایا تو اسے شک پڑ جائے گا اور اس کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔

صبح ہوئی تو پھونگی سپیرے نے ناگ سے کہا کہ وہ غسل کر لے۔ ناگ نے بھی سوچا کہ نہا لینا چاہیے۔ آگے سفر پر بھی جانا ہے۔ پھونگی سپیرے کے پاس ایک ایسی بوٹی تھی کہ اگر اسے آدمی کے سر کے بالوں میں لگا دیا جائے تو اسے ایک دم سے ایسی خارش شروع ہو

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

جاتی ہے جو اس وقت تک ختم نہیں ہوتی کہ جب تک آدمی کے سر کے بال نہ اتار دیئے جائیں۔

پھونگی سپیرے نے ناگ کی آنکھ بچا کر پانی کی ٹنکی میں بوٹی ملا دی۔ ناگ نے نہانے کے بعد سر میں خارش محسوس کی۔ یہ خارش اتنی زیادہ ہو گئی کہ وہ پریشان ہوگیا

سپیرے نے کہا:

"میرا خیال ہے گیا داس تمہارے بالوں میں جراثیم بیدار ہو گئے ہیں۔ اپنے بال مونڈ ڈالو خارش دُور ہو جائے گی۔"

ناگ پریشان تھا۔ فوراً بولا:

"ہاں بھائی۔ میرے بال مونڈ دو۔ بال تو پھر بھی آ جائیں گے۔ کم از کم اس مصیبت سے تو نجات ملے گی۔"

پھونگی سپیرے کو اور کیا چاہیے تھا۔ فوراً نائی کی دکان سے ایک اُسترا لے آیا۔ اور ناگ کے سارے بال مونڈ ڈالے۔ بال باہر پھینکنے گیا تو بالوں کا ایک گچھا الگ جھاڑیوں میں چھپا کر رکھ دیا۔ ناگ کو کیا خبر تھی اس کے ساتھ کیا دھوکا ہو رہا ہے۔ اور اس کے بال ملنے پر کیا مصیبت ڈھائیں گے۔ بال اُتر جانے کے بعد ناگ کو چین آ گیا۔ خارش ایک دم غائب ہو گئی۔ الٹا ناگ سپیرے کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ پھر بولا:

"پھونگی بھائی! تمہاری مہمان داری کا بہت بہت شکریہ۔ اب میرا خیال ہے کہ میں یہاں سے آگے روانہ ہوتا ہوں۔ کیوں کہ مجھے ایک دوست کی تلاش ہے جو مجھے اس شہر میں نہیں ملا۔ شاید کسی دوسرے شہر میں مل جائے۔"

پھونگی سپیرے نے کہا:

"جیسے تمہاری مرضی گیا داس۔ ویسے میں تو چاہتا تھا کہ تم کچھ روز اور ٹھہر جاتے۔"

ناگ نے کہا:

"شکریہ بھائی۔ اب پھر کبھی ملاقات ہو گی۔"

یہ کہہ کر ناگ سپیرے کی جھونپڑی سے نکل کر شہر سے باہر کھیتوں میں جاتی سڑک پر پیدل ہی روانہ ہوگیا۔ اسے ابھی تک شہر میں کسی جگہ سے بھی ماریا کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ حالانکہ ماریا اسی شہر لوہ پور یعنی پرانے لاہور کی ایک تنگ و تاریک حویلی کی کوٹھڑی میں کالے بھجنگم کی قید میں خستہ حال پڑی تھی۔

پھونگی سپیرا ناگ دیوتا کے بالوں کی لٹ لے کر سیدھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالے بھجنگم کے پاس پہنچ گیا۔ کالے بھجنگم نے بالوں کی لٹ کو اسی وقت آگ میں جلا دیا۔ جس وقت ناگ کے بالوں کو جلایا جا رہا تھا اس وقت ناگ شہر سے چند کوس ابھی دور گیا تھا۔ اسے کچھ بے چینی سی محسوس ہوئی مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا اور کچی پگ ڈنڈی پر چلتا گیا۔ یہ پگ ڈنڈی کھیتوں کے بیچ میں سے ہو کر جاتی تھی۔ بارش نہیں ہو رہی تھی مگر بادل آسمان پر جھکے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ بادل سیاہ اور گھنے تھے۔ ناگ کو ایک بار پھر سخت بے چینی محسوس ہوئی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی گرم شے اس کے سر کے ساتھ لگاتا ہے اور پھر پرے کر لیتا ہے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ شاید یہ اس پانی کا اثر ہے جس میں نہانے اور سر دھونے سے اس کے سر میں کھجلی شروع ہو گئی تھی۔

جب ناگ کی بے چینی بڑھ گئی تو وہ ایک پیپل کے گھنے درخت تلے بیٹھ گیا۔ پاس ہی ایک چھوٹا سا پانی کا تالاب تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اسے اپنے سر پر پانی ڈالنا چاہیے۔ اس نے تالاب پر جھک کر چلو میں پانی بھر کر سر پر ڈالا ہی تھا کہ پانی میں سے ایک سبز

رنگ کا پانی کا پتلا سا سانپ بل کھاتا باہر نکل آیا۔ ناگ کو ادب سے سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کا آنا مبارک ہو۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے آپ کے درشن کئے۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا تو سبز سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! کیا بات ہے۔ آپ کچھ بے چین سے نظر آتے ہیں؟"

پہلے تو ناگ نے سوچا کہ اس سبز سانپ کو اپنی مصیبت بتانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پھر نہ جانے کیا خیال آیا کہ بولا:

"مجھے کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ میرے سر میں یہ گرمی اور تپش کہاں سے آ گئی ہے۔"

سبز سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں پوچھنے ہی والا تھا کہ آپ نے اپنے بال کیوں منڈا دیئے ہیں؟ مگر ادب کی وجہ سے میں یہ سوال نہ پوچھ سکا۔"

ناگ بولا: "میں ایک سپیرے کا مہمان تھا۔ وہاں نہایا تو سر میں کھجلی محسوس ہوئی۔ پھر بال منڈوا دیئے تو کھجلی دور ہو گئی۔ مگر اب اچانک مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے سر میں گرمی اور تپش محسوس ہو رہی ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی گرم شے میرے سر سے لگا کر پرے کر دی جاتی ہے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ نہ جانے کیا بات ہے؟"

سبز سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! اگر گستاخی نہ ہو تو مجھے اپنے سر کو سونگھنے کی اجازت دی جائے۔ میں اس بیماری کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔"

ناگ دیوتا نے کہا:

"اس میں ایسی کون سی بات ہے۔ تم میرا سر سونگھ سکتے ہو۔"

سبز سانپ رینگتا ہوا ناگ کے سر پہ چڑھ گیا۔ اس نے تین بار اپنا منہ ناگ کی منڈی ہوئی ٹنڈ کے ساتھ لگایا۔ پھر نیچے اتر کر کنڈلی مار کر ادب سے سامنے بیٹھ گیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا۔ آپ کے سر کے بال کہیں آگ میں جلائے جا رہے ہیں۔"

ناگ تو ایک دم سے چونک پڑا۔ اس کے بالوں کو جلانے کی کسی کو کیا ضرورت ہے بھلا؟ پھر خیال آیا کہ

ہو سکتا ہے جس کوڑے کرکٹ میں پھونگی سپیرے نے پھینکے تھے وہاں کسی نے آگ لگا دی ہو اور کوڑے کرکٹ کے ساتھ اس کے بال بھی جلنے لگے ہوں کیونکہ ناگ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ سبز سانپ نے اس کے سر کی تپش کی جو وجہ بتائی ہے وہ غلط کبھی نہیں ہو سکتی۔ سانپ بیماریوں کی وجہ بالکل ٹھیک ٹھیک بتا دیا کرتے تھے۔ اس نے سبز سانپ سے سوال کیا کہ کیا وہ بتا سکتا ہے کہ اس کے بال کون جلا رہا ہے؟

سبز سانپ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا پھر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں ایک سیاہ فام سپیرے کی شکل دیکھ رہا ہوں۔ اس کے سوا مجھے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

ناگ فوراً سمجھ گیا کہ پھونگی سپیرے نے کسی خاص وجہ سے اس کے بال جلائے ہیں۔ یہ وجہ کیا ہو سکتی تھی؟ ناگ یہی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اگرچہ اب اس کے سر کی تپش دور ہو گئی تھی۔ مگر وہ یہ راز معلوم کرنے کے لیے کہ اس کے بال کیوں جلائے گئے اور سبز سانپ کو پھونگی سپیرے کی شکل کیوں نظر آئی تھی۔

ناگ نے سبز سانپ کا شکریہ ادا کیا اور وہیں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بادل اسی طرح جھکے ہوئے تھے۔ ناگ چلتے چلتے پھونگی سپیرے کی جھونپڑی میں آیا تو دیکھا کہ پھونگی سپیرا وہاں نہیں تھا۔ جھونپڑی میں سوائے سانپ کی پٹاریوں کے اور کچھ نہیں تھا! ناگ جلدی سے اس جگہ گیا جہاں پھونگی سپیرے نے اس کے سامنے ناگ کے سر کے منڈے ہوئے بال پھینکے تھے۔ ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے بال جھاڑیوں میں ویسے ہی پڑے تھے۔ لیکن سبز سانپ نے جو کہا تھا کہ ناگ کے بال کہیں جلائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے سر میں تپش محسوس کر رہا ہے تو یہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا تھا۔ انسان جھوٹ بول لیتے ہیں۔ انسانوں کے اندازے غلط ہو جاتے ہیں مگر سانپ نہ تو جھوٹ بولتے ہیں اور نہ سانپوں کے اندازے کبھی غلط ہوتے ہیں۔ یہ بات ناگ خوب اچھی طرح سے جانتا تھا۔

اچانک اس کے دماغ میں خیال آیا کہ اس کے سارے بال نہیں جلائے گئے بلکہ اس کے تھوڑے سے بال لے کر کسی دوسری جگہ آگ میں جلائے گئے ہیں۔ ایسا کیوں ہوا تھا؟ ایسا کس نے کیا تھا؟ سبز سانپ کو جس سپیرے

شکل نظر آئی تھی وہ سوائے پھونگی سپیرے کے کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی گنجی پھونگی سپیرے کے پاس تھی۔ ناگ نے اس کو حل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر وہ انسانی شکل میں رہ کر یہ راز حل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ کوئی دوسرا بھیس بدل کر جھونپڑی میں جا رہے اور پتہ کرے کہ یہ پھونگی سپیرا اصل میں کون ہے؟ اور کیا اسی نے ہی اس کے بالوں کی ایک لٹ جلائی تھی؟

پھونگی سپیرا اس وقت آسیبی حویلی میں تھا۔ ابھی تک جھونپڑی خالی تھی اور سانپ پٹاریوں میں ناگ دیوتا کی موجودگی کی وجہ سے بے چین ہو رہے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ وہ سانپ بن کر ہی اس جھونپڑی میں رہے گا۔ اس نے وہیں سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا تو وہ ایک سانپ بن چکا تھا۔ وہ رینگتا ہوا جھونپڑی کے اندر چلا گیا اسے پتہ تھا کہ پٹاری میں جو سانپ بند ہیں وہ اپنی بے چینی کی وجہ سے اس کا بھانڈا پھوڑ دیں گے۔ اس نے اندر جاتے ہی پٹاریوں کے سانپوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"میں ناگ دیوتا ایک خاص وجہ سے سانپ کی شکل

COURTESY WWW.PAKSBOOKSFREE.PK

میں یہاں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ خبردار۔ تم میرا
بار بار ادب نہ کرنا۔ مجھے بار بار سلام نہ کرتے
پھرنا۔ سپیرے پھونگی پر یہ ہرگز ظاہر نہ ہو
کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔ مجھ سے وہی سلوک کرنا
جیسے میں ایک عام سانپ ہوں۔ سمجھ گئے تم؟"
پہلے تو سانپ حیران ہوئے کہ ناگ دیوتا کو سانپ
بن کر ان کے پاس رہنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔
مگر ناگ آخر دیوتا تھا۔ اس کے حکم کے آگے بھلا کوئی
سر اٹھا سکتا تھا۔ سب نے کہا کہ وہ اسی طرح کریں گے
جس طرح ناگ دیوتا انہیں کہے گا۔ ناگ جانتا تھا کہ
اگر وہ پٹاری کے سانپوں کے ساتھ شامل ہو گیا تو چونکہ
سپیرے نے سارے سانپ گن رکھے ہیں اس لیے وہ
ایک نئے سانپ کو دیکھ کر ضرور شک میں پڑ جائیگا
کہ یہ کہاں سے آ گیا؟ کیوں کہ ایک بات کا ناگ
کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ جو پھونگی سپیرا ہے اس کو
معلوم تھا کہ میں ناگ دیوتا ہوں اور یہ دھوکے سے
مجھے اپنی جھونپڑی میں لایا تھا۔ چنانچہ ناگ سانپ کی شکل
جھونپڑی کے کونے میں ایک جگہ چھپ گیا۔
کچھ دیر بعد پھونگی سپیرا واپس آ گیا۔ وہ جھونپڑی

میں داخل ہوا تو ناگ نے ایک پھنکار ماری۔ سپیرا فوراً
ہوشیار ہو گیا۔ سمجھ گیا کہ برسات کے موسم کی وجہ سے
کوئی سانپ جھاڑیوں سے نکل کر اس کی جھونپڑی میں
آ کر چھپ گیا ہے۔ فوراً اس نے سانپ کو پکڑنے کا
بسیرا کیا اور بین اٹھا کر بجانی شروع کر دی۔ ناگ تو
پہلے ہی سے پکڑے جانے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ پھر بھی
اس نے تھوڑے بہت نخرے ضرور دکھائے۔ بین کی آواز
پر ناگ نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ پھر کبھی سپیرے
کے پاس آتا اور کبھی پھن اٹھائے واپس چلا جاتا۔
آخر وہ سپیرے کے بالکل قریب آ کر کنڈلی مار
کر بیٹھ گیا۔ سپیرے نے فوراً اسے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔
سپیرے نے ناگ سانپ کو غور سے دیکھا۔ ناگ نے
ایک بالکل عام کوبرا سانپ کی شکل اختیار کی تھی تاکہ
سپیرے کو کسی طرف سے بھی شک نہ پڑے کہ یہ
کہیں ناگ دیوتا تو نہیں ہے۔ پھونگی سپیرا خوش ہو کر
ایک کوبرا سانپ اس کے ہاتھ لگا ہے۔ اس نے ناگ
سانپ کو ایک الگ پٹاری میں بند کر دیا۔ ناگ پٹاری
میں بند سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ سب
سے پہلے تو وہ جھونپڑی میں رہ کر یہ دیکھنا چاہتا تھا

کر پھونگی پیپرے کو کون کون ملنے آتا ہے اور یہ
کہاں کہاں جاتا ہے۔ ناگ کے دل کو یقین ہو گیا تھا
کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے اور اس کے بالوں
کی لٹ اسی پیپرے نے جلائی تھی۔

دوسری طرف کالے بھجنگم نے جب ناگ کے بالوں
کی ایک لٹ کی راکھ بنا کر اپنے سر کے بالوں میں
ڈالی تو اس میں اتنی شکتی یعنی اتنی طاقت آ گئی کہ
وہ جس عمر کے انسان کی چاہے شکل اختیار کر سکتا
تھا۔ وہ کالی بھجنگنی کو ساتھ لے کر ویران حویلی کی سب
سے پچھلے دالان والی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اور بولا:

"ہوہو۔ ہوہو۔ بدشکل بھجنگنی! میں اب ایک ایسے
راج کمار کی شکل اختیار کرنے لگا ہوں جس
کی خوبصورتی اور جس کے حسن کا کوئی مقابلہ
نہیں کر سکے گا۔"

کالی بھجنگنی بولی:

"تمہاری اصلی شکل تو یہی رہے گی۔ بن جاؤ
راج کمار تھوڑی دیر کے لیے۔"

"نہ بھجنگم کرو۔" طریقے سے ہنسا پھر عزایا:

بھجنگنی! اس لڑکی ماریا کو کالو بھجنگ کی مورتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر قربان کرنے کے بعد ہی میں مسانوں کے
دیس کا راجہ بن سکتا ہوں۔ پھر میری دولت
کا کوئی حساب ہی نہیں ہو گا۔ مگر ضروری ہے کہ
غیبی طاقت رکھنے والی لڑکی ماریا سے اس
کی مرضی کے مطابق شادی ہو۔ اسی لئے یہ سارے
جتن کر رہا ہوں۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔"

کالی بھجنگنی بولی:

"اور میں تیری رانی ہوں گی۔ کیوں کہ ماریا کی
قربانی کے ساتھ ہی تم اپنی اصلی شکل پر آ
جاؤ گے اور پھر سوائے میرے تمہارے ساتھ اور
کوئی عورت گذارہ نہ کر سکے گی۔"

کالا بھجنگم غزایا:

"جانتا ہوں۔ ہوہو۔ ہوہو۔ جانتا ہوں اب میں
راج کمار بننے لگا ہوں۔"

اس کے بعد کالے بھجنگم نے اپنی آنکھیں بند کر کے
آہستہ سے کہا:

"اے کالے بھجنگم! دنیا کا سب سے حسین
راج کمار بن جا۔"

ایک بجلی سی چمکی اور دوسرے لمحے کالا بھجنگم ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حسین ترین نوجوان اور زرق برق لباس والے راج کمار کی شکل میں سامنے کھڑا تھا۔

کالی بھجنگنی بولی :

"یقین نہیں آتا کہ یہ تم ہو بھجنگم!"

کالے بھجنگم کی آواز بھی بدل گئی تھی۔ اب اس کی آواز بڑی مہذب اور شیریں ہو گئی تھی۔ اس نے کہا:

"کالی بھجنگنی! میں ہی تیرا کالا بھجنگم ہوں مگر اس وقت میرا نام شرون ہے اور میں ملک کنڈیال کے راجہ کا بیٹا ہوں جو یہاں سے چار راتوں کے سفر پر ہے اور سیر و سیاحت کرتے یہاں آیا ہوں۔"

کالی بھجنگنی بولی :

"اب تو کیا کرے گا؟ اس غیبی لڑکی ماریا سے کہاں اور کیسے مل کر اسے شادی کرنے کے لئے ورغلائے گا؟"

بھجنگم راج کمار بولا :

"میں سب سے پہلے ایک بہادر آدمی کی طرح اس حویلی سے اسے باہر نکالوں گا۔ یوں اس پر اپنی بہادری کا رعب جماؤں گا۔ اس کے بعد اس سے شادی کرنے کی درخواست کروں گا۔ وہ ضرور مان جائے گی۔"

بھجنگنی نے کہا :

"تمہیں بڑے طریقے سے ایسا کرنا ہو گا۔ اگر غیبی لڑکی ماریا کو ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔"

راج کمار بھجنگم بولا :

"اسے کیسے شک پڑ سکتا ہے؟ میں ایک حسین خوبصورت اور امیر راج کمار کی شکل میں ہوں اور جب تک ماریا کو کالا بھجنگ کی مورتی پر قربان نہیں کر دیتا اسی شکل میں رہوں گا۔"

بھجنگنی نے کہا :

"تو پھر اپنا کام شروع کر دے۔ میں اپنی کوٹھڑی میں جاتی ہوں۔ میری اگر ضرورت پڑی تو مجھے بلا لینا۔"

بھجنگم بولا : "تم اپنا کالا منہ لے کر اپنی کوٹھڑی میں چھپ جاؤ میں اپنا کام آج رات کو شروع کر دوں گا۔ تمہیں جس طرح کہا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویسے ہی کرنا۔"

بھنگنی نے نفرت سے بھنگم راج کمار کی طرف دیکھا اور اپنی کوٹھڑی میں چلی گئی۔ بھنگم واقعی اس وقت نہایت حسین راج کمار کے روپ میں تھا۔ زرق برق لباس۔ سر پر مور کے پَر والا تاج تھا۔ کمر کے ساتھ جواہرات کے دستے والی تلوار لگی تھی۔ کالا بھنگم حویلی کے بڑے دروازے کی طرف گیا اور اس کے گیٹ کا تالا کھول کر غائب ہو کر حویلی سے باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی اس نے دروازے پر زور زور سے دستک دی اور اونچی آواز میں کہا:

"مہامنتری بیتال: ہم راج کمار شرون کمار ہیں۔ کیا تم لوگ اندر ہی ہو؟"

اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر حویلی میں داخل ہو گیا۔ وہ بے دھڑک اندر آ کر اِدھر اُدھر آوازیں دینے لگا۔ جیسے وہ اس حویلی

کے رہنے والوں کو اچھی طرح جانتا ہو۔ ماریا نے اپنی کوٹھڑی میں ایک باہر کے مرد کی آواز سنی تو اس کی کچھ دھاریں بندھی۔ اس نے بند کوٹھڑی سے چلا کر کہا:

"مجھے یہاں سے نکالو۔ مجھے یہاں سے نکالو۔"

بھنگم کو تو معلوم تھا کہ ماریا اس کوٹھڑی میں ہے۔ چونک کر ادھر گیا اور بولا:

"تم کون ہو؟ تمہیں اندر کس نے بند کیا؟ دروازہ کھولو۔ دروازہ باہر سے تو کھلا ہے۔"

ماریا کی آواز آئی:

"اندر سے تالا لگا ہے۔"

بھنگم بولا: "اچھا میں باہر سے زور لگاتا ہوں۔ تم جو کوئی بھی ہو پرے ہٹ جاؤ۔"

بھنگم نے زور لگایا تو دروازے کی کنڈی نکل گئی۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت نوجوان راج کماروں کے شاہانہ لباس میں سر پہ مکٹ سجائے کمر میں تلوار لگائے کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔

"بی بی تو کون ہے اور تجھے یہاں کس نے قید کر دیا تھا؟"

ماریا نے ایک باہر کے نوجوان کا منہ دیکھا تو اس کی جان میں جان آئی۔ جلدی سے کوٹھڑی سے باہر نکل آئی اور بولی:

"یہ سب کچھ میں بعد میں بتاؤں گی۔ پہلے مجھے اس منحوس حویلی سے باہر لے چلو۔ تم بھی یہاں نہ ٹھہرو یہاں آسیب ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھنگم نے کہا:
"مگر یہ تو میرے چچا مہامنتری بیتال کی حویلی ہے میں اسی سے ملنے یہاں آیا تھا۔"
ماریا بولی: "مجھے کچھ معلوم نہیں۔ یہاں کوئی نہیں رہتا۔ صرف بھوت پریت بستے ہیں۔ یہاں سے باہر نکل چلو۔"
بھنگم نے اسی وقت ماریا کو ساتھ لیا اور حویلی سے باہر نکل آیا۔ ابھی دن کی روشنی تھی۔ حویلی کے باہر بھنگم کا ایک گھوڑا بھی کھڑا تھا۔ وہ ماریا کو ساتھ لے کر حویلی سے دُور ایک باغ میں چشمے کے کنارے آکر گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس نے ماریا سے کہا:
"میرا نام شرون کمار ہے۔ میں راجہ کنڈیال کا بیٹا ہوں جس کی ریاست یہاں سے دُور ملک کے جنوب میں ہے۔ میں سیر و سیاحت کرتے ادھر آیا تھا۔ سوچا اپنے مہامنتری سے بھی ملتا چلوں۔ مگر حویلی تو ویران ہو چلی ہے۔ شاید وہ لوگ مرکھپ گئے ہوں۔ اچھا تم کون ہو اے خوبصورت لڑکی؟"
ماریا پہلی بار ہمشرما سی گئی۔ کہنے لگی:
"میرا نام ماریا ہے۔ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اس شہر کی سیر کرنے آئی تھی کہ بھائیوں سے بچھڑ گئی۔ انہیں تلاش کرتے اس حویلی میں آئی تو یہاں ایک آسیب رہتا ہے اس نے مجھے قید کر لیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم نے آکر مجھے وہاں سے نکالا۔"
شرون کمار عرف کالا بھنگم دل میں یہ سوچ کر مسکرایا کہ ماریا نے کیسا جھوٹ بولا ہے۔ خیر اسے ماریا کے جھوٹ سچ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے تو صرف یہ چاہیے تھا کہ کسی طرح وہ اس کے ساتھ شادی کرنے پر راضی ہو جائے۔ اور وہ اسی لیے راج کمار کا بھیس بدل کر اس کے سامنے آیا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا:
"ماریا! مجھے یہ سن کر افسوس ہوا کہ تم سے تمہارے بھائی بچھڑ گئے ہیں۔ میں تمہارے ساتھ ان کو تلاش کروں گا۔ اور تم جہاں جانا چاہتی ہو تمہیں وہاں خود چھوڑ کر آؤں گا۔"
بھنگم نے اس لیے کہا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ ماریا کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اور اپنے جن بھائیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے وہ بچھڑ گئی ہے وہ بھی وہاں نہیں ہیں۔ ماریا
شرون کمار عرف بھنگم کی اس بات سے بڑی خوشی
ہوئی۔ اسے حوصلہ بھی ہوا۔ آخر وہ ایک کمزور عورت
کے روپ میں تھی۔ وہ پہلے ایسی ماریا تو تھی نہیں۔
جب بھنگم نے ماریا سے اس کے بھائیوں کے بارے
میں پوچھا تو اس نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ اس
کے دو بھائی ہیں۔ ان کے نام بھی ماریا نے یونہی
بتا دیے۔

بھنگم نے کہا:

"ماریا! جب تک تمہیں تمہارے بھائی نہیں
ملتے تم میرے ساتھ شہر کے کنارے والی
میری خاص حویلی میں رہنا۔ وہاں تمہیں کوئی
تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ حویلی میرے باپ نے
اس شہر میں صرف میرے لیے بنوا رکھی
ہے۔ تاکہ میں جب کبھی یہاں سیر کی غرض
سے آؤں تو کچھ رہ سکوں۔"

ماریا نے سوچا کہ یہ اچھی بات ہے کہ اسے
ایک ٹھکانہ بھی مل گیا ہے اور ایک حفاظت کرنے
والا نوجوان بھی ہاتھ آ گیا ہے جو راج کمار بھی ہے

اس نے سوچا کہ جب تک اسے شہر میں عنبر کا سراغ
نہیں ملتا وہ اسی راج کمار کی حویلی ہی میں رہے تو
بہتر ہے۔ چنانچہ اس نے حامی بھر لی۔ بھنگم نے اپنی
کالی بھجنگنی کو پہلے ہی سے کہہ دیا تھا کہ وہ شہر
کے کنارے پر واقع پرانی حویلی کو طلسم کے ذریعے
خوب سجا دے اور وہاں دو کالی کنیزیں بھی کام پر
لگا دے۔ یہ دونوں کنیزیں گونگی تھیں۔ نہ سن سکتی
تھیں نہ بول سکتی تھیں۔ بھنگم ماریا کو گھوڑے پر
بٹھا کر بڑی شان سے اپنی حویلی کی طرف چل پڑا۔

یہ حویلی شہر کے کنارے آم کے درختوں میں گھری
ہوئی تھی۔ اس کو ہر طرح سجا کر کالی بھجنگنی خود غائب
ہو گئی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ حویلی بڑی عالی شان ہے
اور اس کے دروازے پر دو کنیزیں تھالی میں سرخ
گلاب کے پھول لیے استقبال کرنے کو کھڑی تھیں۔ بھنگم
شرون کمار کے روپ میں ماریا کو اندر لے گیا۔ کنیزیں
اس کے ساتھ تھیں۔ اس نے کہا:

"یہ کنیزیں اگرچہ گونگی بولی ہیں مگر تمہارے ایک
اشارے کو سمجھ جائیں گی۔ یہ تمہارا ہر طرح
سے خیال رکھیں گی۔ جاؤ۔ تم جا کر غسل کر کے

COURTESY WWW.[redacted]BOOKSFREE.PK

نئے کپڑے پہن لو۔"

کنیزیں ماریا کو ایک عالی شان کمرے میں لے گئیں جہاں خوبصورت پلنگ پر ریشمی بستر لگا تھا۔ دیواروں پر کم خواب کے پردے گرے تھے۔ ماریا نے تازہ پانی سے غسل کیا۔ کنیزوں نے اسے نئے راجکماریوں والے کپڑے پہنائے۔ ماریا نے پہلی بار ایسا شاہانہ لباس پہنا تھا۔ آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ شرون کمار یعنی بھجنگم بھی آ گیا اور ماریا کی طرف دیکھ کر بولا :

"میں نے آج تک اتنی پیاری راج کماری نہیں دیکھی قدرت نے تمہیں بے پناہ خوبصورتی عطا کی ہے۔"

ماریا شرما گئی۔ اسے خود بڑا عجیب لگا۔ آج تک کبھی کسی نے اس کی خوبصورتی کی تعریف نہیں کی تھی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ اکثر غائب حالت میں رہتی تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اسے اپنے تاریخی سفر کی مشکلوں اور مصیبتوں سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی۔

اس نے شرون کمار کے ساتھ مل کر بڑا لذیذ کھانا کھایا۔ رات کو ماریا کنیزوں کے ساتھ اپنے کمرے

[illegible] کر پلنگ پر لیٹ گئی اور سوچنے لگی کہ صبح [illegible] کو کہاں تلاش کرے گی۔ چونکہ وہ ایک عام [illegible] کی حالت میں تھی اس لیے اسے عنبر ناگ [illegible] اور تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ سکتی تھی اور [illegible] کی خوشبو بھی کسی دوسرے کو محسوس نہیں ہو سکتی تھی [illegible] اعلیٰ کھانا کھانے کی وجہ سے ماریا کو نیند آ گئی [illegible] وہ سو گئی۔

[illegible] صبح ہوئی تو بھجنگم جو ساری رات منصوبہ بناتا رہا [illegible] شرون کمار کی شکل میں شاندار لباس پہن کر حویلی [illegible] باغ میں آ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ماریا بھی نہا دھو کر [illegible] لباس پہن راج کمار کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ کنیزوں نے [illegible] ناشتہ لگا دیا۔ دونوں ناشتہ کرنے لگے۔ بھجنگم بڑے [illegible] سے ماریا کو دیکھ رہا تھا۔ ماریا عنبر کے بارے [illegible] سوچتی رہی کہ وہ اس سے بچھڑ کر کہاں گیا ہوگا۔ [illegible] نے فیصلہ کیا کہ وہ اس تالاب کے پاس جائے [illegible] جہاں ڈبکی لگانے کے بعد وہ حویلی کے کنوئیں میں [illegible] آئی تھی۔ شاید عنبر اسی جگہ اسے مل جائے۔

[illegible] راج کمار بولا :

"ماریا! تم کیا سوچ رہی ہو؟"

ماریا نے کہا :

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"راج کمار جی! میں اپنے بھائی کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ میں ناشتہ کرنے کے بعد دریا کی طرف اس کی تلاش میں جانا چاہتی ہوں۔"

بھنگم بولا: "کیوں نہیں۔ میں تمہیں خود لے کر وہاں جاؤں گا۔"

ناشتے کے بعد دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر دریا کی طرف چل دیئے۔ ماریا راج کمار کے ساتھ ساتھ گھوڑے پر سوار چلی جا رہی تھی۔ اسے وہ جگہ معلوم تھی جہاں بڑ کے درخت والا چھوٹا سا تالاب تھا۔ یہاں پہنچ کر ماریا نے دیکھا کہ تالاب اسی طرح موجود ہے۔ اس کے کنارے بڑ کا درخت بھی ویسے ہی کھڑا تھا۔ مگر عنبر کہیں نہیں تھا۔

ماریا نے بھنگم سے کہا:

"راج کمار! یہی وہ جگہ ہے جہاں اس کا بھائی اس سے بچھڑ گیا تھا۔ میں ذرا دیر کے لیے تالاب کنارے سو گئی تھی۔ جاگی تو میرا بھائی موجود نہیں تھا۔"

بھنگم اگرچہ بھوتوں کی قسم کی ایک مخلوق تھی مگر اسے ماریا کے بھائیوں یعنی عنبر ناگ کیٹ اور تھیوناگ کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا کہ وہ کون ہیں

کہاں سے آئے ہیں۔ اسے ماریا کے بارے میں بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ ہزاروں برس سے سفر کر رہی ہے۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ یہ ایک عورت ہے اور اسے ایک غیبی عورت ہی کی ضرورت تھی۔ کہ جو اس سے کالو بھٹ کی مورتی کی شرط کے مطابق اس کے ساتھ اپنی مرضی سے شادی کرے اور پھر اسے مورتی پر قربان کرنے کے بعد مسانوں کے دیس کا راجہ بن جائے۔

اس نے بڑی ہمدردی کے ساتھ کہا:

"ماریا! تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے بھائی کو شہر کے کونے کونے میں تلاش کروں گا۔ وہ اگر اس شہر میں ہے تو ضرور مل جائے گا اور اگر کسی دوسرے شہر میں ہوا تو میں تمہارے ساتھ اس شہر میں بھی جانے کو تیار ہوں۔ اب میں تمہیں اکیلی نہیں چھوڑوں گا۔"

ماریا کے دل پر بھنگم یعنی نقلی راج کمار کی ان باتوں کا بے حد اثر ہوا۔ اس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"راج کمار جی! میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راج کمار ہنس کر بولا:

"ماریا! مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہمارا جنم جنم کا ساتھ رہا ہے۔"

ماریا نے چونک کر راج کمار کی طرف دیکھا۔ دونوں گھوڑوں پر سوار واپس اپنی عالی شان حویلی کی طرف جا رہے تھے۔

ماریا بولی: "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی راجکمار۔"

بھگنگم نے راج کماروں ایسے انداز میں کہا:

"ماریا! مجھے لگتا ہے کہ میرے پچھلے جنم میں بھی تم میری بیوی رہ چکی ہو۔ کیا۔ کیا تم میرے ساتھ بیاہ کرو گی؟ میں تمہیں اپنی مہارانی بنا کر رکھوں گا۔ تم ہماری پوری ریاست کی مہارانی ہو گی۔ میں ہیرے جواہرات کا خزانہ تمہارے آگے ڈھیر کر دوں گا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ میں تمہاری بے حد خدمت کروں گا۔"

ماریا نے مسکرا کر کہا:

"راج کمار جی آپ کی عزت افزائی کا بہت بہت شکریہ۔ مگر میں نے شادی کے بارے میں کبھی غور نہیں کیا۔"

راج کمار نے بڑی ادا سے ماریا کی طرف دیکھ کر کہا:

"تو اب غور کرنے میں کیا حرج ہے ماریا؟ میں کوئی معمولی نوجوان نہیں ہوں۔ ایک ریاست کا راج کمار ہوں اور اپنے باپ کی وفات کے بعد اس ملک کا راجہ بن جاؤں گا۔ تم میرے ساتھ راج کرو گی۔ ساری رعایا تمہاری غلام ہو گی۔"

ماریا دل میں سوچنے لگی کہ یہ تو پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔ وہ انکار کر کے راج کمار کو ناراض بھی نہیں کرنا چاہتی تھی کیوں کہ اسے ایک ایسے مرد کی بھی ضرورت تھی جو اس کی حفاظت کر سکے۔ کیوں کہ ماریا ایک کمزور عورت کی شکل میں تھی۔ اور اسے ابھی تک عنبر نہیں ملا تھا۔ اس نے سوچا کہ راجکمار کو ٹال دینا چاہیے۔ چنانچہ وہ بولی:

"راج کمار جی۔ مجھے سوچنے کا موقع دیں۔"

بھگنگم بڑا خوش ہوا کہ ماریا تھوڑا بہت تو راضی ہوئی۔ اسے امید کی ایک کرن نظر آ گئی تھی۔ اس نے مسکرا کر کہا:

"کوئی بات نہیں راج کماری ماریا! تم دو ایک دن سوچ لو۔"

ماریا نے دل میں کہا چلو دو ایک دن میں عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو دیکھ لوں گی اگر نہ ملا تو اس شہر سے بھاگ چلوں گی کہنے لگی :

"ٹھیک ہے راجکمار جی! میں دو دن بعد آپ کو اپنا فیصلہ بتا دوں گی۔"

دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد ماریا ایک بار پھر شہر میں عنبر کی تلاش میں نکلی۔ راج کمار یعنی کالا بھجنگم بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ دیر تک شہر کی گلیوں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے رہے۔ پھر تھک ہار کر واپس حویلی میں آ گئے۔ ماریا اپنے کمرے میں چلی گئی اور راج کمار دریا کی سیر کا بہانہ بنا کر اپنی ویران آسیبی حویلی میں آ گیا۔ حویلی میں آتے ہی وہ اپنی اصلی ڈراؤنی شکل میں واپس آ گیا۔ کالی بھجنگنی بھی وہاں آ گئی۔

کالا بھجنگم بولا :

"ہوہو۔ ہوہو۔ وہ آدھی راضی ہو گئی ہے دو دن بعد پوری راضی بھی ہو جائے گی۔"

کالی بھجنگنی کہنے لگی :

"ماریا اپنے جس بھائی عنبر کی تلاش میں ہے کوشش کرو کہ وہ اسے نہ مل سکے۔ اگر وہ اسے مل گیا تو وہ یہاں سے نکل جائے گی۔"

بھجنگم بولا: "ہوہو۔ ہوہو۔ اگر وہ مجھے مل گیا تو میں اسے جلا کر راکھ کر ڈالوں گا۔ نہ رہے بانس نہ بجے گی بانسری۔"

کالی بھجنگنی نے کہا :

"پھونگی سپیرے سے جا کر پتہ کرو کہ اس نے شہر میں کسی اجنبی نوجوان کو داخل ہوتے دیکھا ہے کہ نہیں۔"

بھجنگم کہنے لگا۔

"میں اسے اپنی ویران حویلی میں بلاتا ہوں۔ ہوہو۔ ہوہو۔ میں اسے یہاں بلا کر پوچھوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی کالا بھجنگم غائب ہو گیا۔

ادھر ناگ پھونگی سپیرے کی جھونپڑی میں مٹی کے مٹکے میں پڑا تھا۔ وہ کسی وقت سر باہر نکال کر سپیرے کی نقل و حرکت کو دیکھ لیتا تھا جس وقت کالا بھجنگم سپیرے کے جھونپڑے میں آیا اس وقت ناگ مٹکے کے اندر خاموش پڑا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ ایک دن اور دیکھے گا۔ اگر اسے کوئی سراغ نہ ملا کہ پھونگی سپیرے نے اس کے بال کیوں کاٹے تھے تو وہ یہاں سے چلا جائے گا اور عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ کی تلاش شروع کر دے گا۔ عین اس وقت کالا بھجنگم پھونگی سپیرے کی جھونپڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں داخل ہوا۔ وہ غیبی حالت میں تھا۔ اسے پھونکی سپیرا بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر پھونگی سپیرے نے کالے بھجنگم کے جسم سے اٹھنے والی تیز بُو سے پتہ چلا لیا کہ بھجنگم اس کی جھونپڑی میں آیا ہے۔ اس نے کہا:

"بھجنگم! کہو اب کیسے آئے ہو؟"

بھجنگم نے غراتے ہوئے کہا:

"ہو ہو۔ ہو ہو۔ شہر میں کوئی نیا اجنبی آدمی تو داخل نہیں ہوا؟"

ناگ کو مٹکے کے اندر ایک عجیب بے ڈھنگی سی آواز سنائی دی تو اس نے مٹکے میں سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ کالا بھجنگم غائب تھا۔ مگر چونکہ ناگ نے آنکھوں میں مست کالی بُوٹی کی سلائی لگائی ہوئی تھی اس لیے اس نے دیکھا کہ ایک بدوضع بے ڈھنگا پھوٹے ہوئے پیٹ والا اونچا لمبا کالا سیاہ انتہائی ڈراؤنی شکل والا بھوت نما آدمی صرف ایک لنگوٹی پہنے جھونپڑی میں جھک کر کھڑا سپیرے سے باتیں کر رہا ہے۔ ناگ غور سے ان کی باتیں سننے لگا۔

سپیرے نے کہا:

"ابھی تک تو شہر میں کوئی نیا آدمی داخل نہیں

ہوا۔ مگر تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟"

کالے بھجنگم نے غرا کر کہا:

"تم خاموش رہو۔ جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔ چوکس رہنا۔ اگر کوئی نیا آدمی شہر میں داخل ہو تو اس پر نگاہ رکھنا اور مجھے آ کر خبر کر دینا۔ میں جاتا ہوں۔"

اور وہ بھوت نما کالا کلوٹا آدمی ناگ کی آنکھوں کے سامنے جھونپڑی سے باہر نکل کر ہوا میں اڑنے لگا۔ سپیرا اس وقت جھونپڑی سے باہر کھڑا تھا۔ ناگ تیزی سے مٹکے سے نکلا۔ ایک چھوٹے عقاب کی شکل بدلی اور اڑان بھر کر جھونپڑی سے نکل کر فضا میں کالے بھجنگم کے پیچھے لگ گیا۔ لیکن کالا بھجنگم تو آن کی آن میں نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ ناگ نے ادھر ادھر اُڑ کر اسے بہت تلاش کیا مگر اسے کالا بھجنگم کہیں دکھائی نہ دیا۔ معمہ اور زیادہ پراسرار ہو گیا تھا۔ ضرور اس ہوائی بھوت نما مخلوق کا ناگ کے بالوں کی لٹ جلانے سے تعلق تھا۔

ناگ تیزی سے واپس سپیرے کی جھونپڑی کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے دیکھا کہ سپیرا جھونپڑی سے تھوڑے فاصلے پر سوکھی لکڑیاں ہوا میں سکھانے کے لیے بکھیر رہا

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

تھا۔ ناگ جھونپڑی کے پیچھے جھاڑیوں میں اترا۔ وہیں اس نے دوبارہ سانپ کی شکل اختیار کی اور تیزی سے رینگتا ہوا جھونپڑی کے اندر اپنے مٹکے میں جا کر چپ چاپ لیٹ گیا۔ اس کو افسوس تھا کہ وہ کالے بھوت کا پیچھا نہ کر سکا تھا اور وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ وہ کالا بھوت دوبارا ضرور پیپرے کی جھونپڑی میں پتہ کرنے آئے گا کہ شہر میں کوئی اجنبی نوجوان آیا ہے کہ نہیں۔ اس وقت وہ اس کا کامیابی سے پیچھا کرے گا۔

ماریا راج کمار شرون کمار یعنی کالے بھجنگم کی عالی شان طلسمی حویلی کے سجے ہوئے شاندار کمرے میں بیٹھی تھی۔ دونوں کنیزیں اس کے بالوں میں کنگھی کرنے کے بعد پھولوں کا جوڑا سجا رہی تھیں کہ کالا بھجنگم خوبصورت راجکمار کی شکل میں داخل ہوا۔ مسکراتے ہوئے ماریا کے قریب آکر بیٹھ گیا اور بولا:

"ماریا کماری! آج تمہاری مہلت کے دو دن پورے ہو گئے۔ اب تمہارا مجھ سے شادی کرنے کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔ یقیناً تم مجھ سے شادی کر کے مہارانی بننا پسند کرو گی۔"

ماریا کو خیال آیا کہ اس مصیبت سے پیچھا چھڑانے کا

ایک ہی طریقہ ہے۔ اس نے اداس لہجے میں کہا:

"راج کمار جی! مجھ پر آپ کے اتنے احسان ہیں کہ میں ان کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔ آپ سے شادی کرنا کون لڑکی پسند نہیں کرے گی میری بھی سب سے بڑی خوش قسمتی ہوتی کہ میں آپ سے بیاہ کرتی۔ لیکن بڑے دکھ کی بات ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتی۔"

کالے بھجنگم عرف راج کمار کے چہرے کا رنگ بدل سا گیا۔ اس نے تعجب سے پوچھا:

"کیوں ماریا کماری۔ آخر تمہیں کیا اعتراض ہے؟ کیا میں راج کمار نہیں؟ کیا میں خوبصورت اور بہادر نہیں؟"

ماریا نے آنکھوں میں نقلی آنسو بھرتے ہوئے کہا:

"یہ بات نہیں ہے راج کمار۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے تمہیں ابھی تک بتایا نہیں کہ کہیں تمہارا دل نہ ٹوٹ جائے۔ میری شادی ہو چکی ہے۔"

کالے بھجنگم کو تو ایک دھکا سا لگا۔ مگر فوراً ہی سنبھل گیا اور بولا:

"تم جھوٹ تو نہیں بول رہی ہو ماریا کماری؟ مجھے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM PAKBOOKSFREE.PK

لگتا ہے کہ تم مجھے ٹالنے کے لیے ایسا کہہ رہی ہو۔"
ماریا نے کہا:
"ایسی بات نہیں ہے راج کمار۔ میں سچ کہہ رہی ہوں اگر میری شادی نہ ہوئی ہوتی تو میں بڑے شوق سے تمہارے ساتھ بیاہ کر لیتی۔ مگر کیا کروں میرا ایک خاوند پہلے سے موجود ہے جو ملک بندھیاچل میں جاگیردار ہے۔ میں تمہارے ساتھ شادی کیسے کر سکتی ہوں۔"

کالے بھجنگم راج کمار کو ماریا پر سخت غصہ آیا۔ مگر غصے کو اس نے ظاہر نہ ہونے دیا اور بڑا ضبط کرتے ہوئے بولا:

اگر میں تمہارے خاوند کو قتل کرا دوں تو کیا تم مجھ سے بیاہ کر لو گی؟"

ماریا نے اداکاری کرتے ہوئے چیخ کر کہا:
نہیں نہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں اپنی جان دے دوں گی۔"

راج کمار بھجنگم تو خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ بولا:
"ٹھیک ہے۔ میں تم پر زبردستی نہیں کر سکتا ماریا تم آرام کرو۔ میں پھر آؤں گا۔"

ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس راجکمار سے پیچھا

چھوٹا۔ اب ماریا نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ کل صبح حویلی سے چپکے سے نکل جائے گی۔ وہ ایک دن اور شہر میں عنبر کو تلاش کرنا چاہتی تھی۔

راج کمار سیدھا اپنی آسیبی حویلی میں گیا۔ اس نے کالی بھجنگنی کو جا کر سارا ماجرا سنایا۔ بھجنگنی کو بھی اپنے بھجنگم کی رانی بننے اور مسانوں کے دیس پر حکومت چلانے کا بہت شوق تھا۔ بڑی فکر مند ہوئی۔ کیوں کہ جب تک ماریا اپنی مرضی سے کالے بھجنگم کے ساتھ شادی پر راضی نہیں ہوتی بھجنگم اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ اور وہ مسانوں کے دیس کا راجہ نہیں بن سکتا تھا۔ بھجنگنی کو اچانک ایک خیال آ گیا۔ اس نے بھجنگم سے کہا:

حویلی والے اندھے کنوئیں میں کالا باوا رہتا ہے۔ وہ میرا چیلا ہے۔ میں اس سے مشورہ کرتی ہوں۔"

بھجنگنی اسی وقت حویلی کے اندھیرے آنگن میں اندھے کنوئیں کے پاس آ گئی۔ اس نے اندھے کنوئیں میں منہ ڈال کر آواز دی:

"کالے باوے۔ میری بات کا جواب دے۔"

کنوئیں میں سے ایک باریک مگر کانپتی ہوئی ڈراؤنی آواز آئی:
"کیا بات ہے بھجنگنی؟ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھجنگنی نے کہا :

"کیا تمہارے پاس کوئی ایسا منتر ہے جو آدمی کا ذہن بدل ڈالے اور جیسا ہم چاہیں وہ ویسا ہی کرے ؟"

کنوئیں کے کالے بادے کی آواز آئی :

"بھجنگنی ! یہ کام کون سا مشکل ہے۔ میرے کنوئیں کی منڈھیر کی تھوڑی سی سوکھی مٹی لے کر اسے جس مرد یا عورت کے سر کے بالوں میں ذرا سی لگاؤ گی تو وہ تمہاری غلام بن جائے گی۔ تمہاری گرویدہ ہو جائے گی۔"

بھجنگنی نے کنوئیں کی منڈھیر کی تھوڑی سی خشک مٹی اور کالے بھجنگم کی کوٹھڑی میں آ گئی۔

○ یہ مٹی جب ماریا کے سر میں ڈالی گئی تو اس پر کیا اثر ہوا؟
○ کیا ماریا نے کالے بھجنگم سے شادی کر لی؟
○ ناگ نے کالے بھجنگم کا معمہ کیسے حل کیا؟
○ کیا ماریا اور ناگ کی ملاقات ہوئی؟

ان کا جواب آپ کو عنبر ناگ ماریا کی ۱۴۱ قسط نمبر ۱۴۱ مانگتی ناگن میں ملے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

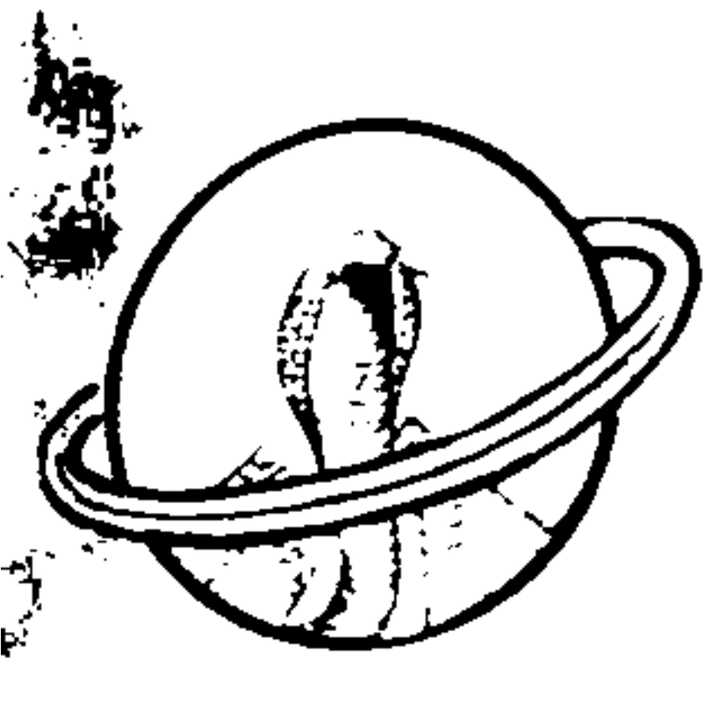

عمران سیریز

خلائی سیریز

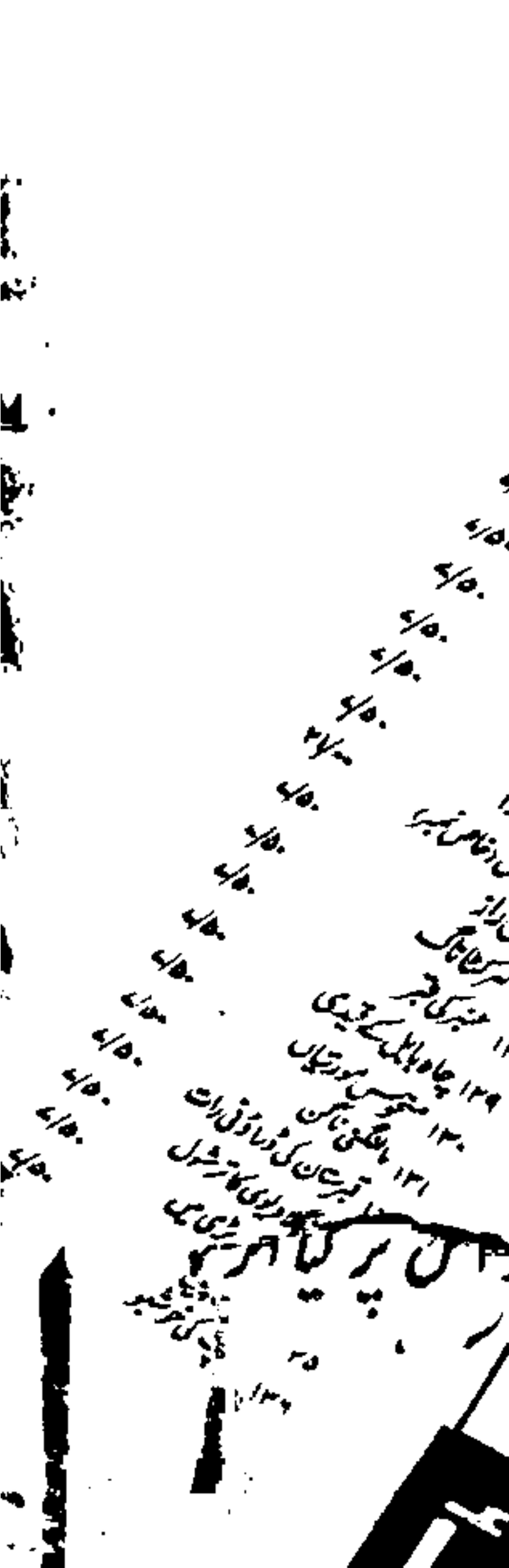

۱۰۱ خلائی جہاز کی تباہی ۱ ۶/۵۰
۱۰۲ خلائی شیطان ۶/۵۰
۱۰۳ نامعلوم سیارہ ۶/۵۰
۱۰۴ خلائی سمندر ۱ ۶/۵۰
۱۰۵ مردوں کا سیارہ ۶/۵۰
۱۰۶ خوفناک روشنی ۶/۵۰
۱۰۷ خطرناک حملہ ۶/۵۰
۱۰۸ عجیب شے ۶/۵۰
۱۰۹ خلائی ڈاکو ۶/۵۰
۱۱۰ ماورائی دنیا ۶/۵۰
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۶/۵۰
۱۱۲ عجیب اور خلائی مخلوق ۶/۵۰
۱۱۳ کیپٹن اور زندہ لاش ۶/۵۰
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۶/۵۰
۱۱۵ خطرناک تجربہ ۶/۵۰
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۶/۵۰
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۶/۵۰
۱۱۸ موت کی صورت ۶/۵۰
۱۱۹ قبر کا ہاتھ ۶/۵۰
۱۲۰ عجیب سے کا مجسمہ ۶/۵۰
۱۲۱ خوفناک مقابلہ ۶/۵۰
۱۲۲ ماریا کا پیغام ۲/۵۰
۱۲۳ سیارہ کا مجسمہ ۶/۵۰
۱۲۴ انسانی جنگل ۶/۵۰
۱۲۵ عجیب خواہش ۶/۵۰
۱۲۶ خوفناک راز ۶/۵۰
۱۲۷ سرکس کا مالک ۶/۵۰
۱۲۸ جنگل کی قبر ۶/۵۰
۱۲۹ چاند والوں کے قیدی ۶/۵۰
۱۳۰ مجسمہ سورتیاں ۶/۵۰
۱۳۱ ہاتھی ناچ ۶/۵۰
قبرستان کی ڈراؤنی رات ۶/۵۰
جادوگر کی واپسی ۶/۵۰

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

مالنگنی ناگن

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت: ۷/۵۰

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

۱۹۸۶
ناشر: نیا مکتبہ اقراء [illegible] لاہور
[illegible] لاہور

پیارے دوستو!

آپ کے بے شمار خط مجھے مل رہے ہیں جن میں آپ نے وعدہ کیا ہے کہ آپ اب عنبر ناگ ماریا کی کتابیں لائبریری سے کرائے پر لے کر پڑھنے کی بجائے خرید کر پڑھیں گے تاکہ عنبر ناگ ماریا کا دلچسپ سلسلہ بند نہ ہو۔ ہم اپنے تمام دوستوں کے شکر گزار ہیں کہ وہ عنبر ناگ ماریا کے سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے ہمارا ہاتھ بٹا رہے ہیں کیونکہ لائبریری سے کرائے پر لے کر کتاب پڑھنے سے ہمیں سخت نقصان ہوتا ہے اور ہماری کتاب کی لکھائی چھپائی اور کاغذ کتابت وغیرہ کا خرچ بڑی مشکل سے پورا ہوتا ہے۔ جب آپ کتاب خرید کر پڑھیں گے تو ہمارا خرچ بھی پورا ہونے لگے گا اور عنبر ناگ ماریا کا دلچسپ سفر جاری رہے گا۔ ہم کتابیں چھاپتے رہیں گے اور آپ اس حیرت انگیز مزے دار تاریخی کہانی کو پڑھتے رہیں گے ہم اپنے تمام دوستوں کا دلی شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ دوستوں کے ہاتھ بٹانے سے ہی عنبر ناگ ماریا کا سفر جاری رہ سکتا ہے۔ اس تکلیف کے لئے ہم اپنے سب دوستوں سے معذرت چاہتے ہیں۔

تمہارا انکل "اے حمید"

۴-454 راہ چمن - سمن آباد لاہور
۱۵-۱۰-۸۶

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مالنگنی ناگن

زہریلی باؤلی

کملانگر کا پرانا مندر

ناگ اور جنگلی لڑکی

مگرمچھوں کا غار

مالنگنی ناگن

کنوئیں کی مٹی بھجنگنی کے ہاتھ میں تھی
کالا بھجنگم کو ٹھڑن میں کھڑا تھا۔ اس نے غراتے ہوئے کہا

ہو ہو۔ ہو ہو۔ کیا کہا ہے کنوئیں کے باوٹے نے تمہیں؟

بھجنگنی نے کنوئیں کی مٹی اسے دی اور کہا

اسے کسی طرح ماریا کے بالوں میں تھوڑا سا لگا دو۔ وہ تمہاری غلام ہو جائے گی۔ تم جو کہو گے وہ وہی کرے گی۔ وہ سب کچھ بھول کر صرف تمہاری گرویدہ ہو جائے گی پھر تم اس سے اس کی مرضی سے شادی کر لینا۔

کالے بھجنگم نے مٹی لے لی اور کہا

ہو ہو۔ ہو ہو۔ اگر اس مٹی نے کام نہ کیا تو میں تیرا سر پاش پاش کر دوں گا۔

بھجنگنی نے جھنجلا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو جاکر اسے آزما کر تو دیکھ

کالا بھجنگم کنوئیں کی مٹی لے کر شہر کے کنارے والی عالیشان تلسی حویلی کی طرف اڑ گیا۔ ماریا حویلی میں نہیں تھی۔ کالا بھجنگم خوبصورت راجکمار شروِن کمار کے روپ میں حویلی میں داخل ہوا تو گونگی کنیزوں نے اشاروں سے بتایا کہ ماریا شہر میں اپنے بھائی کی تلاش میں گئی ہوئی ہے۔ راجکمار نے کنیزوں کو شربت لانے کا اشارہ کیا اور خود حویلی کے دالان میں بچھے ہوئے پلنگ پر بیٹھ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر کنوئیں کی مٹی نے اپنا کام دکھا دیا تو وہ آج ہی ماریا سے شادی کر لے گا اور دوسری رات کو کالو بھٹ کے مندر میں جاکر ماریا کو مورتی پر قربان کر دے گا۔ اسے قربان کرنے کے لئے کالے بھجنگم کو صرف اتنا کرنا تھا کہ ماریا مورتی کے سامنے آجائے اور وہ پیچھے سے اس کے جسم میں خنجر گھونپ کر اسے مار ڈالے۔

ماریا پالکی پر شہر گئی تھی۔ اس کی پالکی حویلی کے صحن میں آگئی۔ وہ پالکی میں سے نکل کر دالان میں آئی تو سامنے پلنگ پر وہی پرانی مصیبت راجکمار بیٹھا اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ عنبر تو کہیں نہیں ملا۔ اب وہ کل صبح صبح یہاں سے نکل جائے گی۔ کیونکہ اس وقت ماہ غروب ہونے والا تھا اور وہ رات کو سفر

نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے بھی اداکاری کرتے ہوئے راجکمار کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ راجکمار نے پوچھا کہ کیا اسے اس کے بھائی کا کچھ پتہ چلا؟

ماریا نے کہا

نہیں راجکمار! میں ناامید واپس آئی ہوں۔ لگتا ہے میرا بھائی اس شہر میں نہیں ہے۔

راجکمار بھجنگم نے کہا

فکر کی کوئی بات نہیں ماریا کماری۔ ہم تمہارے بھائی کو ضرور تلاش کرلیں گے۔

ماریا کو راجکمار نے اپنے پاس پلنگ پر بٹھا لیا۔ کنیزیں شربت لے کر آگئیں۔ راجکمار بھجنگم نے خود گلاس میں شربت ڈال کر ماریا کو پیش کیا اور بولا۔

افسوس ماریا کہ تمہاری شادی ہو چکی ہے۔ ورنہ تم سے بیاہ کرکے میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوش قسمت انسان سمجھتا۔

ماریا نے کہا۔

راجکمار! میں بھی یہی سوچتی ہوں مگر کیا کروں میرے ماں باپ نے بچپن ہی میں میرا بیاہ کر دیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنوئیں کی طلسمی مٹی کا سفوف بھنگم راجکمار کے دائیں ہاتھ میں تھا۔ یہ ہاتھ اس نے ماریا کے پیچھے کر رکھا تھا۔ ماریا کے بال کھلے تھے۔ کیونکہ گرمی اور حبس ہو گیا تھا اب ماریا کو گرمی بھی عام آدمیوں کی طرح لگتی تھی۔ بھنگم راجکمار نے کنوئیں کی مٹی اپنے ہاتھوں پر مل لی اور ماریا کے بالوں پر مٹی والا ہاتھ پھیر کر بولا۔

ماریا! تمہارے بال بڑے خوبصورت ہیں۔ ایسے سنہری بال میں نے بہت کم دیکھے ہیں۔

ماریا نے کہا۔

یہ تو قدرتی بات ہے۔

اس کے ساتھ ہی ماریا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے اندر کوئی شے اپنی جگہ سے ہل گئی ہے۔ اس کی آنکھوں کے آگے دھندلاہٹ سی آگئی۔ اس کے ذہن میں جیسے ایک غبار سا چھا گیا۔ اسے چکر آیا اور وہ پلنگ پر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ راجکمار سمجھ گیا کہ کنوئیں کی طلسمی مٹی نے اپنا کام دکھا دیا ہے۔ اس نے جلدی سے ماریا کو پلنگ پر لٹا دیا اور کنیز کے ہاتھ سے پنکھا لے کر اسے جھلنے لگا۔ اندر سے وہ بہت خوش تھا۔ اس نے میدان مار لیا تھا۔ اوپر سے وہ گھبراہٹ میں ماریا

کو بار بار آوازیں دے رہا تھا۔

اچانک ماریا کو ہوش آگیا۔ وہ مسکرا کر راجکمار بھنگم کو دیکھ رہی تھی۔ بھنگم تو خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔ طلسمی مٹی نے اپنا اثر دکھا دیا تھا۔

ماریا پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئی اور راجکمار کی طرف دیکھ کر بولی۔

آپ مجھے پنکھا نہ جھلیں۔ آپ کو زحمت ہو رہی ہو گی۔

بھنگم راجکمار کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اس نے کہا

یہ میرا فرض ہے۔ ماریا کماری۔

مگر ماریا کا ذہن تو بالکل ہی بدل چکا تھا۔ وہ تو طلسمی مٹی کے اثر کی وجہ سے۔ اس بھنگم راجکمار کی گرویدہ ہو گئی تھی۔ اس نے پنکھا راجکمار کے ہاتھ سے لے لیا اور کہا

مہاراج! آپ مجھے کوئی خدمت بتائیں میں آپ کی داسی آخر یہاں کس لئے ہوں؟

بھنگم راجکمار تو خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ ماریا کا ہاتھ تھام کر بولا۔

راجکماری ماریا! میں تم سے بیاہ کرنا چاہتا ہوں،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کا ذہن تبدیل ہوگیا تھا۔ وہ شرما گئی اور بولی۔
مہاراج! داسی اس قابل کہاں ہے کہ آپ
کی رانی بن سکے
راجکمار بھجنگم خوشی سے جھوم گیا۔ بولا۔
نہیں نہیں ماریا کماری۔ تم ہمارے دل کی رانی
ہو۔ ہم نے تم سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔
ماریا نے سر جھکا دیا اور کہا
یہ میری خوش قسمتی ہوگی مہاراج۔
بھجنگم راجکمار نے جلدی سے کہا
کیا تم اپنی مرضی سے میرے ساتھ شادی کر
رہی ہو نا؟ تم کسی مجبوری کی وجہ سے تو ایسا نہیں
کہہ رہی ہو؟
ماریا جو اپنی ساری یادداشت کھو چکی تھی بولی۔
مہاراج! مجھے بھلا کونسی مجبوری ہوسکتی ہے
میں اپنی مرضی سے اور بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ
بیاہ کرنے کو راضی ہوں۔
راجکمار بھجنگم پلنگ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مسرت کے عالم
میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا پھر ماریا کی طرف دیکھ کر بولا۔
ہم تم سے ابھی بیاہ رچائیں گے۔ کیا تم تیار ہو

ماریا کماری؟
ماریا نے آہستہ سے سر ہلاتے ہوئے کہا
کیوں نہیں مہاراج! میں آپ سے ابھی شادی
کرنے پر تیار ہوں مجھے فخر ہوگا کہ میری شادی
ایک راجکمار سے ہوئی ہے۔
بھجنگم راجکمار نے ماریا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے
لیا اور کہا۔
میں ابھی بیاہ کی تیاریاں کرتا ہوں اور پنڈت
کو بلاتا ہوں جو باقاعدہ ہمارا بیاہ کر دے گا۔
یہ کہہ کر بھجنگم راجکمار عالیشان طلسمی حویلی سے نکل
گیا۔ وہ سیدھا اپنی پرانی ویران حویلی میں آیا اور اپنی کالی
بھجنگنی کو خوشخبری سنائی کہ ماریا اس سے شادی کر رہی ہے۔
بھجنگنی بھی خوشی سے اچھل پڑی۔ اب اس کا مسانوں کے
دیس کی رانی بننے کا خواب پورا ہونے والا تھا۔ راجکمار
اپنی ویران حویلی میں آتے ہی راجکمار کی بجائے کالے بھجنگم
کے روپ میں آگیا تھا اس نے کہا
میں بھونگی سپیرے کو بلاتا ہوں وہ پنڈت
بن کر ہمارا بیاہ کرائے گا۔ ہوہو۔ ہوہو۔
کالے بھجنگم نے اپنے حلق سے ہوہو کی آواز نکالی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ آواز سپیرے کی جھونپڑی میں ناگ نے بھی سنی. وہ مٹکے کے اندر تھا۔ اس نے سر نکال کر دیکھا کہ پھونگی سپیرا جھونپڑے سے باہر نکل رہا تھا۔ سپیرے نے بھجنگم کی آواز سنی لی تھی اور اب وہ اس کی آواز پر پرانی حویلی کی طرف جا رہا تھا۔ ناگ بجلی کی تیزی سے مٹکے سے باہر نکلا اور عقاب بن کر اڑ گیا۔ اس بار وہ غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ سپیرا اسی بھوت نما آسیب کے پاس جا رہا ہے۔

پھونگی سپیرا جھونپڑی سے باہر آتے ہی غائب ہوگیا. چونکہ ناگ نے اپنی آنکھوں میں مت کال بوٹی کی سلائی لگائی ہوئی تھی۔ اس لئے اسے تمام غیبی چیزیں صاف نظر آجاتی تھیں۔ اس نے پھونگی سپیرے کو بھی دیکھا کہ مکانوں کے اوپر دونوں بازو پھیلائے اڑا جا رہا ہے۔ ناگ اس سے کچھ فاصلے پر پیچھے پیچھے اڑا چلا آ رہا تھا. ناگ نے پھونگی سپیرے کو اپنی نگاہوں میں رکھا ہوا تھا۔ پھونگی سپیرا شام کے پھیلتے اندھیرے میں شہر کے گنجان علاقے میں داخل ہوکر آسیبی حویلی میں داخل ہوگیا.

ناگ بھی حویلی کی چھت پر اتر آیا۔ اس نے ایک چھوٹے سے نسوار کی شکل بدلی اور چھت کے بند دروازے

کی درز میں سے گزر کر حویلی کی سیڑھیاں اترنے لگا. وہ پہلی منزل میں آ گیا. حویلی میں ہر طرف تاریکی اور آسیب سا چھایا ہوا تھا۔ کوٹھڑیاں بند پڑی تھیں چھتوں سے جالے لٹک رہے تھے۔ اچانک ناگ کو ایک کوٹھڑی کے بند دروازے میں سے ہلکی ہلکی روشنی آتی نظر آئی. ناگ تیزی سے اس طرف لپکا۔ اس نے درز میں سے جھانک کر اندر دیکھا۔

کوٹھڑی میں اسے وہی بھوت نما آدمی یعنی بھجنگم کھڑا نظر آیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ٹھگنے قد کی بدصورت بھجنگنی بھی کھڑی تھی۔ پھونگی سپیرا بھی وہاں موجود تھا. دونوں اب غیبی حالت میں نہیں تھے۔ بھجنگم کہہ رہا تھا۔

پہلے تمہارے ناگ دیوتا کے بالوں کے گچھے نے کام دکھایا۔ اور اب کنوئیں کی مٹی نے میرا بگڑا کام بنا دیا ہے۔ ہوہو۔ ہوہو۔ ماریا کماری مجھ سے بیاہ کرنے پر راضی ہوگئی ہے۔ تمہیں ابھی حویلی میں چل کر ماریا کماری کا مجھ سے بیاہ کرانا ہوگا.

ناگ نے ماریا کا نام سنا تو اس کے کان کھڑے ہوگئے تو کیا ماریا اس شہر میں موجود ہے اور ان لوگوں کے قبضے میں ہے؟ مگر یہ اس کالے بھجنگم سے بیاہ کرنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر کیسے راضی ہو سکتی ہے؟ ناگ سوچنے لگا۔ اتنے میں بھونگنی نے کہا

تمہاری اس شکل پر تو کوئی عورت لعنت بھیجنے کو بھی تیار نہیں۔ میرا ہی حوصلہ ہے کہ تیس برس سے تمہارے ساتھ گزارہ کر رہی ہوں۔

بھونگم نے طیش میں آکر کہا

یہ بک بک بند کرو۔ ہر ہر — ہو ہو۔ میں اس شکل میں نہیں بلکہ راجکمار شہرون کمار کی شکل میں آکر ماریا کماری سے بیاہ کروں گا۔

اور ناگ کی آنکھوں کے سامنے کالا بھونگم ایک دم سے ایک خوبصورت راجکمار بن گیا۔ ناگ اس شخص کی ذہانت اور عیاری سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے پاس کوئی طلسم بھی تھا۔ مگر ناگ کی سمجھ میں ابھی تک دو باتیں نہیں آ سکی تھیں۔ پہلی بات یہ کہ ماریا اس جادوگر بھونگم کے ساتھ شادی پر کس طرح راضی ہو گئی تھی اور دوسری بات یہ کہ یہ شخص ماریا سے شادی کر کے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ناگ اس بات پر بھی حیران تھا کہ ماریا کی خوشبو اس شہر میں نہیں آ رہی حالانکہ وہ اسی شہر میں موجود ہے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس پر اس کالے بھونگم نے جادو

کر رکھا ہو؟ مجھے ماریا سے ملنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس کا یہی ایک طریقہ ہے کہ میں ان لوگوں کے تعاقب میں رہوں۔

بھونگی سپیرا یہ کہہ کر غائب ہو کر ہوا میں بلند ہوا کہ میں حویلی میں جا کر شادی کا ضروری بندوبست کراتا ہوں۔ جو آریاؤں کی رسم کے مطابق بہت ضروری ہے ناگ اس کے ساتھ حویلی میں جا کر ماریا سے ملنا چاہتا تھا کہ دیکھے اصل معاملہ کیا ہے اور ماریا پر انہوں نے کیا جادو کر دیا ہے کہ وہ اس کالے بھوت کے ساتھ" جس نے خوبصورت راجکمار کی شکل بدل رکھی ہے شادی پر تیار ہو گئی ہے سپیرا اگرچہ غائب تھا مگر خدا کا شکر تھا کہ دادا سانپ کی مہربانی سے ناگ نے اپنی آنکھوں میں مت کال بوٹی کے سرمے کی سلائی لگا رکھی تھی اور سپیرا اسے غائب ہوتے ہوئے بھی نظر آ رہا تھا۔

ناگ نے بھی چھوٹے عقاب کی شکل میں ہوا میں اڑان بھری اور بھونگی سپیرے کے پیچھے پیچھے اڑنے لگا۔ شہر کے کنارے پر ناگ کو ایک شاندار حویلی دکھائی دی۔ سپیرا اس حویلی کے باہر درختوں میں اترگی اترتے ہی اس کا لباس آریاؤں کے ان پنڈتوں جیسا ہو گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو بیاہ شادیاں کرایا کرتے تھے۔ سپیرا حویلی میں داخل ہوا تو عقاب بھی ایک چھوٹے سانپ کا روپ دھار کر حویلی میں گھس گیا۔ اس وقت شام کا اندھیرا گہرا ہونے لگا اور حویلی میں شمعیں روشن ہوگئیں۔

پھونگی سپیرا پنڈت کے بھیس میں اس کمرے میں گیا جہاں ماریا پلنگ پر دلہن بنی بیٹھی تھی۔ کنیزوں نے اسے خوب سجا بنا دیا تھا۔ نئے چمکیلے کپڑے تھے اور پھولوں کے زیور عجب بہار دے رہے تھے۔ ناگ بھی رینگتا ہوا اس کمرے کی دیوار کے کونے میں آکر چھپ گیا۔ پہلی حیرانی تو ناگ کو یہ ہوئی کہ وہ ماریا کو ظاہر حالت میں دیکھ رہا تھا۔ دوسری حیرانی یہ ہوئی کہ کمرے میں ماریا کی خوشبو کہیں بھی نہیں تھی۔ ماریا نے بھی ناگ کی خوشبو محسوس نہیں کی تھی اس پر کسی نے بہت زبردست، جادو کر رکھا تھا۔ پنڈت کو دیکھ کر ماریا نے اسے آریاؤں کے طریقے پر جھک کر سلام کیا۔ پھونگی سپیرا جو پنڈت بنا ہوا تھا بولا۔

بیٹی ماریا کماری! کیا تم راجکمار شرون کمار سے بیاہ کرنے پر راضی ہو؟ کیا یہ بیاہ تم اپنی مرضی سے کر رہی ہو؟

ماریا نے مسکرا کر اور کچھ شرما کر کہا

ہاں پنڈت جی! میں راجکمار شرون کمار کے ساتھ اپنی مرضی سے بیاہ کر رہی ہوں۔

پھونگی سپیرا بولا۔

ٹھیک ہے ماریا کماری! میں شادی کے لئے لگن منڈپ تیار کرواتا ہوں۔

ماریا نے پوچھا

راجکمار جی کہاں ہے؟

پھونگی سپیرے نے کہا

وہ مندر میں پوجا کرنے گئے ہیں۔ بس ابھی آ جاتے ہیں

پھونگی سپیرے نے دونوں گونگی کنیزوں سے اشاروں میں کہا کہ وہ لگن منڈپ تیار کرانے میں ان کی مدد کریں۔ دونوں کنیزیں سپیرے کے ساتھ چل گئیں۔ کمرے میں ماریا اکیلی رہ گئی۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آکر ماریا کے قریب گیا اور بولا۔

ماریا! یہ کیا تماشہ ہو رہا ہے۔

ماریا نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا اور بڑی بڑی پلکیں حیرت سے جھپکا کر بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم .... تم کون ہو؟ تمہیں حویلی میں داخل ہونے
کی اجازت کس نے دی؟
ناگ سمجھ گیا کہ ماریا پر طلسم کا اثر ہے اس نے کہا
ہوش کرو ماریا - تم پر جادو کیا گیا ہے۔ میں
ناگ ہوں تمہارا بھائی۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتیں؟
ماریا سہم کر پلنگ پر سمٹ گئی۔
میں تمہیں نہیں جانتی کہ تم کون ہو۔ یہاں سے
چلے جاؤ نہیں تو میں شور مچا دوں گی۔
ناگ کو یقین ہوگیا کہ ماریا اسے بالکل نہیں پہچانتی
اور وہاں ٹھہرنا وقت ضائع کرنا ہے اور وقت اس وقت
بے حد قیمتی تھا ناگ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہتا تھا
وہ تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ باہر آتے ہی اس نے
عقاب کی شکل میں اڑان بھری اور اتنی تیزی سے فضا میں
اڑا کہ آج کا جیٹ کنکارڈ ہوائی جہاز بھی اتنی تیزی سے نہیں
اڑتا ہوگا۔ پندرہ سیکنڈ کے اندر اندر ناگ شہر کی فضاؤں
سے دور ایک گھنے جنگل کے اوپر آگیا۔ ناگ ماریا کو ہر حالت
میں اس بھیانک شادی اور طلسم سے بچانا چاہتا تھا چنانچہ
اس نے اپنی زندگی کے سب سے بڑے عمل کو آزمانے
کا فیصلہ کرلیا تھا۔

جنگل کے اوپر آتے ہی ناگ نے جھک کر نیچے دیکھا
وہاں ایک بہت ہی گھنا درخت تھا - وہ جنگل کا سب
سے گھنا درخت تھا۔ ناگ کے پاس وقت بہت ہی
کم تھا۔ اس نے اس درخت کے اوپر سات چکر لگائے
اور پھر تیر کی طرح نیچے غوطہ لگا کر درخت کے تنے کے
پاس آکر اتر آیا۔ وہ انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے درخت
کی طرف دیکھ کر دل ہی دل میں ایک خفیہ منتر پڑھ کر
درخت کے تنے پر پھونک ماری اور چیخ کر اتنی بھیانک
اور بلند آواز نکالی کہ درخت کانپنے لگے۔ ناگ نے کہا
مالنگنی ناگن! مالنگنی ناگن! مجھے تیری ضرورت ہے
مالنگنی ناگن! مالنگنی ناگن! مجھے تیری ضرورت ہے۔
گھنے درخت کا بھاری بھرکم تنا لرزنے لگا۔ سارے
کا سارا درخت یوں کانپ رہا تھا جیسے بھونچال آگیا ہو۔
ناگ زمین پر بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ اس کی سرخ آنکھیں
درخت کے تنے پر لگی تھیں۔ کانپتے کانپتے درخت ساکت
ہوگیا۔ پھر ایک دھماکے کے ساتھ درخت کے تنے میں
ایک شگاف نمودار ہوگیا۔ ناگ اس شگاف کو دیکھ
رہا تھا۔ شگاف میں سے ایک ایسا سانپ نکلا جس کے
سر پر عورتوں کی طرح بال تھے اور آنکھیں بھی عورتوں کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرح کی تھیں۔ اس نے سر پر سنہری چھوٹا سا تاج رکھا ہوا تھا۔ یہ سانپ مالنگنی ناگن تھی جس کو ناگ نے زندگی میں پہلی بار اپنی مدد کے لئے بلایا تھا۔ مالنگنی ناگن درخت کے شگاف سے باہر آگئی اور ناگ کے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔ پھر ناگ کے سامنے تعظیم کے ساتھ اپنا پھن دار سر جھکایا اور بولی۔

ناگ دیوتا کو مجھ مالنگنی ناگن کی کیا ضرورت پڑ گئی؟

میں ناگ دیوتا کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔

ناگ نے کہا

مالنگنی تم جانتی ہو کہ میں نے آج تک کبھی تمہیں آواز نہیں دی۔ لیکن اب کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ بات یہ ہے کہ ماریا پر کسی جادوگر نے طلسم کر دیا ہے۔ وہ اپنی یادداشت بھی کھو بیٹھی ہے اور ایک ایسے راجکمار سے شادی کرنے والی ہے جو اصل میں ایک کالا بھوت ہے۔ اگر اس کے ساتھ ایک بار ماریا کی شادی ہو گئی تو وہ بھی بھوت برادری کے قبیلے میں شامل ہو جائے گی اور پھر اسے کوئی انسانی زندگی میں واپس نہ لا سکے گا۔

مالنگنی ناگن نے کہا

مگر ناگ دیوتا! ماریا تو غائب رہا کرتی تھی۔

ناگ بولا۔

ایسا ہی تھا۔ مگر کالے بھوت کے طلسم کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ اس کا جسم ظاہر ہو گیا ہے بلکہ وہ اپنی یادداشت بھی بھلا بیٹھی ہے وہ مجھے بالکل نہیں پہچانتی

مالنگنی ناگن نے کہا۔

ناگ دیوتا، مجھے حکم کریں کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں؟

ناگ کہنے لگا

اس وقت شہر کے باہر ایک حویلی میں ماریا کی کالے بھوت کے ساتھ شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں میں چاہتا ہوں کہ ہر حالت میں یہ شادی رک جانی چاہیئے اور ماریا کو وہاں سے بچا لینا چاہیئے۔ وہ میری بات بالکل نہیں سنتی اس نے مجھے پہچاننے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

مالنگنی ناگن نے کہا

عظیم ناگ دیوتا! مجھے اس حویلی میں لے چلو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ فوراً عقاب کی شکل میں آگیا۔ مالنگنی ناگن اس کے اوپر بیٹھ گئی۔ ناگ نے حویلی کی طرف طوفانی پرواز شروع کر دی۔ آن کی آن میں وہ مالنگنی ناگن کو لے کر حویلی کے اوپر پہنچ گیا۔ اندھیری رات تھی مگر حویلی میں دیئے جل رہے تھے۔ صحن میں شادی والے منڈپ تیار کی جا رہی تھا۔ کالا بھجنگم راجکمار کے روپ میں خود سیہرے پنڈت سے منڈپ تیار کروا رہا تھا۔ منڈپ [illegible] جس کے اردگرد کیلے کی شاخیں لگائی جا رہی تھیں۔ ہاگ جلا دی جاتی ہے کیونکہ آریا لوگ آگ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ناگ نے راجکمار کی طرف اشارہ کر کے مالنگنی ناگن سے کہا

یہ وہ راجکمار شرون کمار ہے جو اصل میں ایک کالا بھجنگ بھوت ہے یہ ماریا سے شادی کرنے والا ہے۔

مالنگنی ناگن نے پوچھا۔

ماریا کہاں ہے؟

ناگ نے کہا

وہ اس کمرے میں ہے۔

[illegible] نے حویلی کے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

مالنگنی ناگن بولی۔

تم ایسا کرو کہ یہاں سے کچھ دور ملتے ہیں جو دریا آیا تھا اس کے کنارے کیلے کے درخت کے نیچے بیٹھو۔ ماریا تمہیں اسی جگہ ملے گی۔ جلدی جاؤ۔

ناگ نے مالنگنی ناگن کو حویلی کی منڈھیر پر چھوڑا اور خود تیزی سے اڑتا ہوا دریا کنارے کیلے کے درخت کی طرف اڑ گیا۔

مالنگنی ناگن نے ایک نگاہ آس پاس ڈالی۔ پھر بڑی شان اور بڑے وقار سے رینگتی ہوئی اس کمرے کی طرف بڑھی جہاں ماریا دلہن بنی بڑی خوش خوش بیٹھی تھی کہ تھوڑی دیر بعد اس کا بیاہ راجکمار شرون کمار سے ہو رہا ہے۔ مالنگنی ناگن نے دیکھا کہ کمرے میں خوبصورت پلنگ پر ماریا دلہن بنی بیٹھی ہے۔ دو کنیزیں اس کو پنکھا جھل رہی ہیں۔ مالنگنی نے جاتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ اپنے منہ سے ایک تیز آواز نکالی۔ یہ آواز اتنی تیز اور باریک تھی کہ دونوں کنیزوں اور ماریا کے کانوں میں گھستے ہی اس آواز نے ان کے اعصاب کو شل کر دیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ ماریا بھی پلنگ پر بے ہوش ہو گئی۔ مالنگنی ناگن ماریا کے منہ کے پاس اپنا پھن لے گئی۔ پھر ہلکی سی پھنکار ماری۔ پھنکار کے لگتے ہی ماریا ایک چھوٹے سے سانپ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدل گئی ۔ مالنگنی ناگن نے اسے اپنے منہ میں اٹھایا اور اچھل کر فضا میں اڑ گئی ۔ رات کے اندھیرے میں وہ بھی ایسی تیزی سے دریا کے کنارے کیلے کے درخت کے نیچے گئی ۔

ناگ وہاں بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا مالنگنی ناگن نے جاتے ہی چھوٹے سانپ یعنی ماریا کو ناگ کے آگے ڈال دیا اور بولی ۔

ناگ دیوتا ! یہ ماریا ہے ۔ یہ بے ہوش ہے تم اسے لے کر دریا پار والے پرانے مندر کی کوٹھڑی میں چلو ۔ جب تک میں نہ آؤں وہیں میرا انتظار کرنا ۔

ناگ نے کہا

مگر ماریا نے سانپ کے روپ میں ہے ،

مالنگنی ناگن بولی

میرے آنے پر یہ پھر سے ماریا بن جائے گی ۔ بھی اس کا سانپ رہنا ہی بہتر ہے ۔ میں واپس جاتی ہوں ۔ وہاں دلہن ماریا کا انتظار ہو رہا ہے ۔

ناگ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ مالنگنی ناگن کس حکمت عملی پر عمل کر رہی ہے ۔ اس نے ماریا کو ہتھیلی پر اٹھایا اور

لے کر دریا پار والے پرانے مندر کی طرف روانہ ہو گیا ۔ مالنگنی ناگن بھی سن کی آواز کے ساتھ دھپ سے اڑ گئی ۔ وہ آن کی آن میں واپس حویلی کے اس کمرے میں پہنچ گئی جہاں دونوں کنیزیں ابھی تک بے ہوش پڑی تھیں ۔ مالنگنی ناگن نے اپنے دل میں ماریا کی شکل کا تصور بٹھایا اور زور سے اپنے جسم پر پھنکار ماری ۔ دوسرے ہی لمحے مالنگنی ناگن خود ماریا بن چکی تھی ۔ وہی زرق برق شادی والا لباس ۔ بالوں اور کلائیوں میں پھولوں کے گجرے ۔ آنکھوں میں کاجل ۔ اس میں اور ماریا میں ایک ذرے جتنا بھی فرق نہیں تھا ۔ مالنگنی ناگن ماریا دلہن کے روپ میں پلنگ پر بیٹھ گئی ۔ اس نے کنیزوں کی آنکھوں پر باری باری اپنی انگلی رکھی ۔ دونوں کو ہوش ہو گیا ۔ کنیزیں بول تو سکتی نہیں تھیں ۔ دلہن کو پلنگ پر دیکھا تو تسلی ہو گئی ۔

اتنے میں راجکمار بڑی سج دھج کے ساتھ خوش خوش اندر داخل ہوا ۔ دلہن کو دیکھ کر بولا ۔

ماریا کماری ! آؤ ۔ شادی کی سب تیاریاں ہو گئی ہیں ۔ پنڈت تمہاری راہ دیکھ رہا ہے ۔

مالنگنی ناگن نے مسکرا کر کہا

میرے راجکمار میں تو کب سے انتظار کر رہی ہوں ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجکمار شرون کمار عرف کالے بھجنگم نے ماریا عرف مالنگنی ناگن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے چلاتا صحن میں آگیا جہاں منڈپ میں کئی روشن تھی کیلے کی شاخیں لگی تھیں۔ پھولوں کے ہار لٹک رہے تھے پھونگی سپیرا پنڈت کے روپ میں بیٹھا شادی کے اشلوک پڑھتا آگ میں لوبان اور سفید چاول ڈالتا جاتا تھا۔ اگر آپ غور کریں تو یہ عجیب بات تھی کہ وہاں تین انسان تھے اور ان میں سے کوئی بھی وہاں اپنے اصلی روپ میں نہیں تھا۔ پنڈت اصل میں پھونگی سپیرا تھا۔ ماریا اصل میں مالنگنی ناگن تھی اور راجکمار حقیقت میں کالا بھجنگم تھا۔

پھونگی سپیرے نے اٹھ کر ماریا کا ہاتھ پکڑا۔ پھر راجکمار اور ماریا کے دوشالوں کے پلو آپس میں باندھے اور کہا

منڈپ کے گرد سات پھیرے لگاؤ۔

راجکمار شرون کمار اور ماریا یعنی مالنگنی ناگن آگ کے گرد پھیرے لگانے لگے پنڈت سپیرا اشلوک پڑھتا جا رہا تھا۔ جب سات پھیرے پورے ہو گئے تو پنڈت نے کہا

شادی مبارک ہو۔ شادی مبارک ہو۔

دونوں کنیزیں دلہن ماریا یعنی مالنگنی ناگن کو ساتھ لے کر

حویلی کے کمرے میں لے گئیں۔ جب پنڈت یعنی پھونگی سپیرا اور راجکمار شرون کمار یعنی کالا بھجنگم دونوں اکیلے رہ گئے تو بھجنگم نے کہا

پھونگی! میرا خیال ہے کہ ہمیں آج رات ہی ماریا کو کالو بھٹ کی مورتی کے سامنے قربان کر دینا چاہیئے اس نے اپنی مرضی سے میرے ساتھ شادی کر لی ہے اب ہمیں کس بات کا انتظار ہے۔

پھونگی سپیرے نے کہا

تم بھول گئے ہو بھجنگم۔ آج شنی وار ہے اور شنی وار کو کالو بھٹ کی قربانی نہیں دی جا سکتی۔ ہمیں یہ قربانی کل آدھی رات کے وقت کرنی ہوگی۔

کالا بھجنگم بولا۔

ٹھیک ہے۔ میں کل تک انتظار کر لوں گا تم جھونپڑی میں جاؤ۔ کل آدھی رات سے کچھ دیر پہلے میری پرانی حویلی میں آجانا۔ بھجنگم بھی وہیں پر ہوگی۔ میں ماریا کو لے کر پہلے پرانی حویلی میں آؤں گا۔

سپیرا بولا۔

ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں۔ کل رات آدھی حویلی میں آؤں گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجکمار شرون کمار یعنی کالا بھجنگم شادی کے بعد رسم کے مطابق ماریا یعنی مالنگنی ناگن کے کمرے میں آکر لیٹ گیا۔ پھر اسے نیند آگئی۔ مالنگنی ناگن یہاں سے اس لئے واپس ناگ کے پاس نہیں جا رہی تھی کہ اسے معلوم تھا کہ یہ جو بھجنگم بھوت مخلوق ہوتی ہے اگر انہیں کوئی دھوکا دے کر چلا جائے تو یہ اس کا پیچھا کرتے ہیں اور اسے ہلاک کرکے ہی دم لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ چاہتی تھی کہ اس بھجنگم مخلوق یعنی کالا بھجنگم، اس کی بیوی کالی بھجنگنی اور بھونگی سپیرے کا قصہ ہمیشہ کے لئے پاک کرکے ہی واپس ناگ کے پاس جائے۔ ان لوگوں پہ کسی قسم کے زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ ان پہ آگ اثر نہیں کرتی۔ ان کو ہلاک کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ جب وہ کسی مورتی کے آگے اکٹھے مل کر پوجا کر رہے ہوں تو مالنگنی ناگن ان پر ایک ساتھ اپنے پھنکار کی آگ کے شرارے پھینکے۔ اس کے سوا ان خطرناک بھوتوں کو ہلاک کرنے کا دوسرا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ یہ مالنگنی ناگن خوب اچھی طرح سے جانتی تھی اور ماریا کی شکل اختیار کرتے ہی وہ سب کچھ سمجھ گئی تھی کہ یہ لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس وقت کا انتظار کرے گی جب یہ لوگ اسے قربان کرنے

کے لئے کالو بھٹ کی مورتی کے سامنے لے جائیں گے۔ مالنگنی ناگن کو بس یہی معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ اسے کس طرح قربان کریں گے۔ کیا اسے آگ میں ڈالیں گے یا اس کا دل نکال کر مورتی کو پیش کریں گے۔ کچھ بھی ہو مالنگنی ناگن پہ نہ تو تیر تلوار کا اثر ہوتا تھا اور نہ آگ ہی اسے جلا سکتی تھی رات گزر گئی۔ دوسرا دن بھی گزر گیا۔ شام کے وقت کالے بھجنگم راجکمار نے ماریا یعنی مالنگنی ناگن سے کہا کہ وہ اسے ساتھ لے کر اپنی پرانی حویلی میں جانا چاہتا ہے۔ مالنگنی ناگن فوراً تیار ہوگئی۔ وہ سمجھ گئی کہ وقت آن پہنچا ہے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زہریلی باؤلی

کالا بھجنگم یعنی راجکمار یہی سمجھ رہا تھا کہ ماریہ اس کے ساتھ ہے۔

وہ اسے اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھا کر پرانی حویلی میں لے گیا۔ شہر کے گلی کوچے سنسان تھے۔ مالگنی ناگن ماریا کے روپ میں گھوڑے پر خاموش بیٹھی تھی۔ حویلی جہاں ڈراؤنی اور آسیب زدہ لگ رہی تھی۔ وہاں کالی بھجنگنی پہلے سے موجود تھی۔ اس وقت وہ ایک کالی کنیز کی شکل میں تھی۔ راجکمار نے کہا

ہم اپنی مہارانی کو مندر میں خاص شردھ کی پوجا کے لئے لے جا رہے ہیں جو ہمارے خاندان میں پرانی رسم چلی آرہی ہے۔ چلو تم بھی ہمارے ساتھ چلو پنڈت جی پہلے سے مندر میں پہنچ گئے ہیں۔

کالی بھجنگنی تو ایک عرصے سے اس گھڑی کا انتظار کر رہی تھی۔ فوراً تیار ہوگئی۔ راجکمار یعنی کالا بھجنگم، ماریا یعنی ناگن اور کالی بھجنگنی حویلی سے پیدل ہی نکلے اور کالو بھٹ کے مندر کی طرف چل پڑے۔ یہ مندر حویلی کے پچھواڑے ایک ویران جگہ پر بنا ہوا تھا۔ مندر ایک اونچی جگہ پر تھا اس کے باہر ایک چبوترہ بنا تھا جہاں لوگ اپنے مُردوں کو جلاتے تھے۔ اس چبوترے پر کسی تازے جلے ہوئے مُردے کی راکھ پڑی تھی جو ابھی تک گرم تھی۔ مندر کے پیچھے ایک بے ڈھنگا سا درخت اُگا تھا جو کسی چڑیل کی طرح مندر پر بازو پھیلائے کھڑا تھا۔ مالگنی ناگن دلہن کے لباس میں راجکمار کے ساتھ ساتھ چلتی مندر میں آگئی۔

مندر میں پنڈت کے روپ میں بھونگی سپیرا پہلے سے موجود تھا۔ وہ مورتی کے آگے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ مالگنی ناگن کو تسلی ہوئی کہ تینوں بھجنگم مخلوق مندر میں آگئی ہیں۔ اب وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ یہ لوگ اسے کس طریقے سے قربان کرتے ہیں۔ راجکمار نے کہا

ماریا! ہم دونوں اس مورتی کے بالکل سامنے کھڑے ہوکر مورتی کی پوجا کریں گے تم اپنی آنکھیں بند رکھنا۔ پنڈت اشلوک پڑھے گا۔ میری کنیز اسے دہرائے گی۔ ہم دونوں آنکھیں بند کرکے خاموش کھڑے رہیں گے۔ ٹھیک ہے نا؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن نے کہا

بالکل ٹھیک ہے مہاراج! آپ میرے پتی (
ہیں جیسے کہیں گے ویسے ہی کروں گی۔

ماریا یعنی مالنگنی ناگن کالو بھٹ کی مورتی کے سامنے
چپ چاپ کھڑی ہوگئی۔ کالا بھجنگم یعنی راجکمار شردن کمار
اس کے ساتھ ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ سپیرے
کالی بھجنگنی نے بھجن پڑھنے شروع کر دیئے وہ دونوں
مالنگنی ناگن کی بائیں جانب کھڑے تھے۔ ماریا کو قربان
دینے کی رسم شروع ہو چکی تھی اشلوک پڑھے جا رہے تھے
مالنگنی ناگن نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ پھر بھی کسی
وقت وہ ذرا سی آنکھ کھول کر دیکھ لیتی تھی۔

اچانک اسے اپنی پیٹھ میں خنجر کا وار لگتا محسوس
کالے بھجنگم نے ایک بھیانک نعرہ لگایا اور ماریا یعنی ناگن
کی پیٹھ میں خنجر کا دوسرا وار کر دیا۔ مالنگنی ناگن تڑپ
اچھلی اور ناگن کے روپ میں آگئی۔ وہ خوفناک ہو کر چیخی
کے ساتھ آگ کے شراروں کی پھنکار نکل۔ سب
پہلے راجکمار یعنی کالے بھجنگ پر جھپٹی اور وہ چیخ
اچھلا اور آگ میں جلنے لگا۔ دوسری پھنکار ناگن

نے باہر کو بھاگتے ہوئے پھونگی سپیرے اور کالی بھجنگنی
پر آگ کے انگارے بن کر پڑی۔ وہ دونوں بھی آگ میں
جلنے لگے۔ ان تینوں کے جسموں کو آگ لگ گئی تھی۔ وہ
چیخ رہے تھے۔ تڑپ رہے تھے۔ کالا بھجنگم اب اپنے
اصلی کالے کلوٹے بدنما روپ میں آگیا تھا اور شعلوں میں
لپٹا فرش پر تڑپ رہا تھا۔ ناگن مالنگنی نے ایک بار پھر
ان تینوں پر اپنے منہ سے آگ کے شرارے پھینکے۔ ان
کے جسموں کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی ان کا آگ میں
پورے کا پورا جلنا بہت ضروری تھا۔

اب مالنگنی ناگن ماریا کے روپ میں آگئی۔ اس
نے اپنی پیٹھ میں گھسا ہوا خنجر نکال کر باہر پھینک دیا۔
اس کے جسم کا زخم خنجر کے نکلتے ہی اپنے آپ مل گیا۔
اس کے جسم سے خون کا ایک قطرہ تک نہیں نکلا تھا۔
تینوں بھجنگم مخلوق آگ میں جل رہی تھی۔

مالنگنی ناگن نے ناگن کا روپ اختیار کر لیا اور انسانوں
کی دشمن مخلوق کے جلنے کا منظر دیکھنے لگی۔ وہ اس انتظار
میں تھی کہ تینوں کے مردہ جسم جل کر راکھ ہو جائیں تو وہ
وہاں سے ناگ کی طرف پرواز کر جائے۔

عین اس وقت جب پھونگی سپیرے کے جسم کو آگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگی تو ناگ نے محسوس کیا کہ اس کی کلائی کے گرد لپٹی
ہوئی ماریا نے جو چھوٹے سانپ کی شکل میں تھی ایک
جھرجھری سی لی اور ناگ کی کلائی سے اترنے کی کوشش کرنے
لگی ناگ نے ابھی تک سانپ ماریا سے کوئی بات نہیں
کی تھی۔ کیونکہ وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔ جب اس نے
حرکت کی تو ناگ نے کہا۔

ماریا! ماریا! میں ناگ ہوں۔ تم میرے
پاس ہو۔

سانپ ماریا کے منہ سے اس قسم کی پھنکار نکلی
جیسے وہ غصے میں ہو۔ ناگ نے سانپ ماریا کو آہستہ
سے کلائی سے اتار کر اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش
کی تو سانپ ماریا نے زور سے پھنکار ماری اور ناگ
کی انگلی پر ڈس دیا اور پھر اچھل کر فضا میں بلند ہوئی
اور غائب ہوگئی۔ ناگ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

اس نے ادھر ادھر سانپ ماریا کو بہتیرا تلاش کیا مگر
سانپ ماریا اسے کہیں دکھائی نہ دی اور جب تینوں بھونگم
مخلوق کی لاشیں جل کر راکھ ہوگئیں تو مالگن ناگن سانپ
کی شکل میں فضا میں اڑی اور تیزی سے پرواز کرتی دریا یار
جانے سمندر میں پہنچ گئی۔ ناگ اسے پریشان حالت میں

ناگن نے ناگ دیوتا کی پریشانی کی وجہ پوچھی تو ناگ
نے کہا۔

ماریا سانپ کی شکل میں میری کلائی میں بیہوش
تھی مگر نہ جانے کیا ہوا کہ تھوڑی دیر ہوئی اس کو
ہوش آ گیا اور اس نے ہوش میں آتے ہی مجھے ڈس
دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جنگل میں غائب ہوگئی۔

مالگن ناگن کو تشویش ہوئی۔ ناگ نے ناگن کو کچھ
پریشان دیکھ کر پوچھا کہ کیا کوئی خطرناک بات ہوگئی ہے؟
اس پر ناگن نے کہا

بہت بری بات ہوگئی ہے ناگ دیوتا! میں
نے تینوں بھونگموں کو جلا کر راکھ کر دیا ہے مگر بھونگی
پیپرے کا تعلق چونکہ سانپوں سے تھا۔ اس لئے اس کی
بدروح اپنے جسم سے نکل کر ماریا سانپ کے جسم میں
داخل ہوگئی ہے اب ماریا کا جسم خواہ سانپ کی شکل میں
ہو یا کسی دوسری شکل میں پیپرے بھونگی کی روح کے
قبضے میں ہوگا۔

ناگ تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ یہ صورت حال بہت افسوسناک
تھی اس نے ناگن سے کہا۔

کیا ماریا کو واپس اس کی اصلی حالت میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں لایا جا سکتا ؟ کیا اس بدروح کا کوئی توڑ نہیں
ہے مالنگنی ناگن ؟
مالنگنی نے بڑے ادب سے کہا
ناگ دیوتا ! اس کا توڑ میرے پاس کوئی نہیں
ہے۔ ہاں جنوبی ہند میں ایک شہر کملانگر ہے اس شہر میں
ایک وشنو مندر ہے۔ جس میں چندریکا نام کی دیو
رہتی ہے۔ وہ اصل میں ایک ناگن ہے مگر دیوداسی
کے مندر میں رقص کرتی ہے اور کسی کو معلوم نہیں کہ
ناگن ہے اور رات کو ناگن کی شکل بدل کر
میں جا کر نہاتی ہے۔ ماریا کے جسم میں جو پھ
پھونگی کی بدروح داخل ہوئی ہے اس کا توڑ
چندریکا دیوداسی کے پاس ہے۔
ناگ بڑے غور سے مالنگنی ناگن کی باتیں سن رہا تھا
اس نے کہا
کیا۔ ماریا اب سانپ کی شکل میں ہی رہے گی
نہیں۔ مالنگنی بولی۔ عظیم دیوتا! وہ جو شکل
چاہے بدل سکتی ہے اور غائب بھی ہو سکتی ہے
مگر ایک بات ہے۔
کونسی بات ؟ ناگ نے پوچھا۔

وہ اپنی اصل شکل یعنی ماریا کی شکل میں نہیں
آ سکتی۔
اس کے بعد مالنگنی ناگن نے ناگ سے اجازت طلب
کی۔ اسے سلام کیا اور اپنے گھنے درخت کے تنے میں
واپس چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی ایک ہلکی آواز کے
ساتھ درخت کے تنے کا شگاف بند ہو گیا۔ رات ڈھلنا
شروع ہو گئی تھی۔ ناگ کا اب وہاں رہنا بے کار تھا وہ
جنوب میں واقع شہر کملانگر کی طرف روانہ ہو گیا۔ مالنگنی
ناگن جاتے جاتے ناگ کو خبردار کر گئی تھی کہ وہ پھونگی
پھیرے سے ہوشیار رہے کیونکہ وہ اس سے اپنی اور
اپنے ساتھیوں کی موت کا انتقام ضرور لے گا۔ یہی
وجہ تھی کہ ہرش میں آتے ہی ماریا سانپ نے اسے
ڈس لیا تھا۔
ناگ عقاب کی صورت میں درختوں سے اوپر اٹھا
اور ستاروں بھرے آسمان کی نیم روشنی میں جنوب کی
طرف اڑنے لگا۔
دوستو! یہ تو ہم آپ کو پہلے بتا ہی چکے ہیں۔ کہ
[illegible] اور تھیوسانگ دونوں ہی ناگ کی تلاش میں ہندوستان
کے جنوب میں ملک لنکا کی طرف چلے گئے تھے۔ جبکہ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے بچھڑنے کے بعد عنبر لوہ پور یعنی لاہور سے اکیلا
گھوڑے پر سوار ملک بنگال کی طرف روانہ ہو گیا تھا کہ شاید
وہاں ناگ اور ماریا کا کوئی سراغ مل جائے۔ اب ناگ
بھی ہوا میں اڑتا ہوا ہندوستان کے جنوب کی طرف اڑتا جا
رہا تھا مگر اب ہم ان دوستوں کو اسی جگہ چھوڑ کر ماریا
سانپ کی طرف چلتے ہیں کہ سپیرے کی روح میں
سانپ کدھر گئی۔ اگرچہ ماریا سانپ کے جسم میں پھونگی سپیرے
کی بدروح تھی جو ناگ اور اس کے دوستوں کو ہلاک کر کے
اس سے اپنی اور اپنے بھجنگم ساتھیوں کی موت کا بدلہ
لینا چاہتا تھا۔ لیکن ہم پھونگی سپیرے کی بدروح کو ماریا
سانپ ہی کہہ کر پکاریں گے۔ چنانچہ ہم جب ماریا سانپ
لکھیں تو آپ سمجھ جائیں یہ دشمن پھونگی سپیرے کی بدروح
ہے۔ خواہ ماریا سانپ کوئی شکل کیوں نہ بدل لے ہم
ماریا سانپ ہی لکھیں گے۔ سپیرے کی بدروح نہیں
لکھیں گے۔

اب ہم ماریا سانپ یعنی پھونگی سپیرے کی بدروح
کی طرف آتے ہیں جو ماریا سانپ کے جسم میں گھسنے
ناگ کو ڈسنے کے بعد لاہور کے قریب جنگل میں غائب ہو
گیا تھا۔ ماریا سانپ جنگل سے نکل کر فضا میں اڑنے لگا

اور کافی بلندی پر جا کر اس نے پیچھے گھوم کر دیکھا۔ اسے
ناگ کہیں دکھائی نہ دیا۔ ماریا سانپ خوب جانتا تھا کہ وہ
ناگ کو ڈس کر ہلاک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ناگ ایک دیوتا
ہے اور اس پر سانپ کے زہر کا کبھی اثر نہیں ہو سکتا۔
سانپ ماریا چونکہ بڑے تجربہ کار اور آسیبی بھجنگم پھونگی سپیرے
کی بدروح تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ ناگ کو ہلاک کرنے
کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ جب وہ سانپ کی شکل
میں ہو تو اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ ماریا سانپ
نے یہی فیصلہ کیا اور ایک چٹان کی چوٹی پر بیٹھ کر ناگ
کا انتظار کرنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ اس کی تلاش
میں اسی طرف آئے گا۔ جنوب کی طرف وہی ایک
سڑک جاتی تھی۔

مگر ناگ بھی ماریا سانپ یعنی پھونگی سپیرے کی بدروح
کے ہتھکنڈوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ
ماریا سانپ اس پر کسی آدمی کی شکل میں اس وقت حملہ
کرے گا جب ناگ سانپ کی شکل میں ہوگا۔ پس ناگ
نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سانپ کی شکل میں اب نہیں
آئے گا۔ وہ عقاب ہی کے روپ میں آسمان کی بلندیوں
پر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس چٹان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اوپر سے ہوکر گزر گیا۔ جس کی چوٹی پر ماریا سانپ ناگ
کی گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب دن نکل آیا اور ناگ
کا سٹرک پر اور فضا میں کہیں کوئی نشان دکھائی نہ دیا تو
ماریا سانپ چٹان سے نیچے اتر آیا۔ ایک مشکل ماریا
سانپ یعنی پھونگی سپیرے کی بدروح کے ساتھ یہ بھی
تھی کہ وہ ناگ دیوتا کی بو نہیں سونگھ سکتا تھا
اسے ناگ کو پہچان کر ہی اس پر حملہ کرنا تھا۔ مگر ماریا
سانپ نے عہد کر رکھا تھا کہ وہ ناگ کو ہر حالت میں
سانپ کی شکل میں پہچاننے کی کوشش کرے گا۔
کا ایک ہی طریقہ تھا کہ ماریا سانپ کسی سپیرے کی لاش
میں آکر ایک سانپ کو ہر وقت اپنے پاس رکھے تاکہ
جب یہ سانپ ناگ دیوتا کی موجودگی سے بے چین ہوکر
ناگ دیوتا کی طرف جائے تو وہ ناگ کو پہچان سکے۔

بس ماریا سانپ ایک دبلے پتلے کالے کلوٹے سپیرے
کی شکل میں آگیا اس نے سپیروں ایسے گیروے کپڑے پہن
رکھے تھے۔ ایک ہاتھ میں بین تھی گلے میں جھولا تھا اور
دوسرے ہاتھ کی کلائی کے ساتھ ایک سانپ لپٹا ہوا تھا
یہ سانپ ایک طرح کا ریڈار تھا جس نے ناگ دیوتا کو
پہچان کر سپیرے یعنی ماریا سانپ کو خبردار کرنا تھا۔ ہم اس

سپیرے کو بھی ماریا سانپ ہی لکھیں گے۔ کیونکہ اصل میں
یہ ماریا سانپ ہی ہے جس کے جسم پر پھونگی سپیرے نے
قبضہ کر رکھا ہے۔ ماریا سانپ سڑک کے کنارے کنارے
پیدل ہی چلا جا رہا تھا۔ وہ سارا دن اور ساری رات
چلتا رہا۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد ماریا سانپ کو دور
ایک آبادی نظر آئی وہ اس کی طرف بڑھا۔ وہ ایک سپیرے
کی شکل میں تھا۔ سانپ اس کی کلائی سے لپٹا ہوا تھا۔

یہ ایک قصبہ تھا جس میں ایک منزلہ دو منزلہ کچے
پکے مکان تھے۔ آبادی کے باہر ایک عورت دانے بھون
رہی تھی۔ ماریا سانپ نے قریب جاکر سلام کیا اور کہا

بہن! میں تمہیں سانپ کا تماشہ دکھاتا ہوں
تم مجھے تھوڑے سے بھنے ہوئے دانے دے دو۔

عورت ناک چڑھا کر بولی۔

میں کوئی بچی نہیں ہوں کہ سانپ کا تماشہ
دیکھتی پھروں۔ جاؤ پہلے جنگل سے میری بھٹی کے
لئے گھاس پھونس لاؤ۔ پھر تمہیں دانے بھون کر
دوں گی۔

ماریا سانپ بولا۔

بہن! یہ کام تو مجھ سے نہیں ہوگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت نے تنگ کر کہا

تم کیسے مرد ہو کہ جنگل سے گھاس پھوس بھی نہیں لا سکتے۔ ابھی یہاں ایک آدمی آیا تھا جس نے میری بھٹی میں ہاتھ ڈال کر آگ کو ہلایا، جلایا مگر اس کا ہاتھ نہیں جلا۔ وہ بھی تو ایک مرد تھا اور تم ہو کہ کچھ کر نہیں سکتے۔

ماریا سانپ کے کان کھڑے ہو گئے۔ ہو نہ ہو یہ ضرور ناگ ہی ہو سکتا ہے۔ اس نے عورت سے پوچھا کہ وہ کدھر گیا تھا اور اس کا حلیہ کیسا تھا؟ عورت نے جو حلیہ بتایا وہ ناگ دیوتا کا نہیں تھا مگر اس کی طاقت ناگ دیوتا والی ہی تھی۔ عورت نے کہا کہ تھوڑی دیر ہوئی وہ اس گاؤں میں داخل ہوا تھا۔ ماریا سانپ جلدی سے گاؤں میں داخل ہو گیا اس زمانے کے گاؤں میں زیادہ لوگ نہیں ہوتے کرتے تھے چند ایک مکان تھے جن کے باہر ایک جگہ لوگ تخت پر بیٹھے اپنا اپنا کام کر رہے تھے۔ پاس ہی ایک ہاتھی جھول رہا تھا اور گنے کھا رہا تھا۔ ماریا سانپ نے جا کر سلام کیا اور بولا۔

بھائیو! سانپ کا تماشہ دیکھو گے۔

لوگ اس وقت کام میں مصروف تھے ایک آدمی بولا۔

پیارے بھائی اس وقت ہم اپنا کام کر رہے ہیں پھر کبھی آ کر تماشہ دکھانا۔

ماریا سانپ نے اپنی کلائی والے سانپ کو غور سے دیکھا کہ وہ بے چین تو نہیں ہو رہا۔ مگر کلائی کا سانپ اسی طرح خاموش تھا۔ ماریا سانپ سمجھ گیا کہ یہاں ناگ دیوتا کہیں نہیں ہے وہ سلام کر کے گاؤں سے باہر جانے والی سڑک پر آ گیا۔

اس وقت عنبر اس گاؤں سے نکل کر مکہ بنگال کی طرف چلا جا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ سے وہاں ضرور ملاقات ہو جائے گی یہ اس کا دل کہہ رہا تھا حالانکہ ناگ اس سے مغرب کی طرف ہو کر ہندوستان کے جنوب میں شہر کملاگر کی طرف جا رہا تھا۔ عنبر گھوڑے پر سوار تھا اس نے ایک ندی پار کی اور اسے درختوں کے بیچ میں بنی ہوئی سڑک پر ایک قافلہ سفر کرتا دکھائی دیا۔ اس نے جا کر اس نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ قافلہ کدھر جا رہا ہے تو اس نے کہا

بھائی! یہ قافلہ شہر نالندہ کی جانب جا رہا ہے

عنبر جانتا تھا کہ نالندہ شہر سے مکہ بنگال کی سڑک شروع ہوتی ہے اور بنگال اس زمانے میں بھی زرخیز علاقہ تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ں کا گھر ہوا کرتا تھا۔ عنبر اس قافلے کے ساتھ ہو گیا۔
ماریا سانپ بھی اس کے تعاقب میں چلا آرہا تھا گاؤں
سے نکلتے ہی اس نے اپنے آپ کو غائب کیا اور ہوا میں
اڑنے لگا۔ ایک جنگل کے اوپر سے گزر کر دوسری
طرف آیا تو دیکھا کہ ایک قافلہ سڑک پر چلا جا رہا ہے
اس قافلے میں گھوڑے بھی تھے اور اونٹ بھی۔ اونٹوں
پر سامان لدا تھا اور عورتیں بچے بھی بیٹھے تھے۔ کچھ
پالکیاں بھی ساتھ چلی جا رہی تھیں ماریا سانپ نے سوچا
کہ ہو سکتا ہے ناگ دیوتا بھی اس قافلے میں سفر کر رہا ہو
اس خیال سے وہ نیچے آگیا اور قافلے کے بالکل پیچھے
پیدل کی شکل میں ظاہر ہو گیا اور قافلے کے ساتھ
ساتھ چلنے لگا۔

اچانک اس نے محسوس کیا کہ اس کی کلائی سے لپٹا
سانپ کچھ بے چین سا ہو رہا ہے۔ اصل میں سانپ کو
ناگ کے بھائی اور دوست عنبر کے جسم سے ناگ دیوتا
کی بھی بھی بُو آنے لگی تھی جس کی وجہ سے وہ بے چین
ہونے لگا تھا۔ ماریا سانپ کا ماتھا ٹھنکا۔ ہو نہ ہو
ناگ دیوتا ضرور اس قافلے کے ساتھ سفر کر رہا ہے
ورنہ یہ سانپ کبھی یوں بے چین نہ ہوتا۔ ماریا سانپ
سفر کرتے گھوڑوں اور اونٹوں کے پاس سے گزرتا آگے
کو بڑھا۔ ایک جگہ کلائی سے چپٹے ہوئے سانپ نے اپنا
چھوٹا سا پھن کھول کر ہلکی سی پھنکار ماری۔ ماریا سانپ نے
بڑی مکاری سے دائیں بائیں دیکھا۔ مسافر گھوڑوں اور اونٹوں
پر بیٹھے تھے۔ گھوڑے اور اونٹ قدم قدم قافلے کے ساتھ
چل رہے تھے۔ ماریا سانپ نے جو کہ پھولگی پیدرے کی
بدروح تھی۔ ناگ دیوتا کو دیکھا ہوا تھا۔ وہ اس کی شکل
پہچانتا تھا۔ اس نے ایک ایک مسافر کو غور سے دیکھا۔ ان
میں اسے ناگ دیوتا کہیں نظر نہ آیا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ
اگر ناگ دیوتا ان میں نہیں ہے تو پھر سانپ کیوں
بے تاب ہو رہا ہے۔ سانپ اس کی کلائی میں لہرا
رہا تھا۔

ماریا سانپ سوچ میں پڑ گیا۔ وہ قافلے کے ساتھ پیدل
چل رہا تھا۔ کلائی والا سانپ اسی طرح بے چین تھا۔ آخر یہ
ماجرا کیا ہے؟ یہ معمہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اگر
وہاں ناگ دیوتا نہیں ہے تو سانپ کی بے چینی کی وجہ
کیا ہو سکتی ہے۔ وہ خود پیدرا رہ چکا تھا۔ اسے
معلوم تھا سانپ یونہی کبھی بے چین نہیں ہوا کرتے۔ آخر
اس کے دماغ میں ایک ترکیب آئی اس نے سانپ کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمین پر چھوڑ دیا اور یہ ظاہر کیا کہ سانپ اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔

وہ سانپ کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگا۔ مسافر ٹھٹھرا اور گھوڑوں پر بیٹھے یہ تماشہ دیکھنے لگے کہ سپیرا اپنے مار کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ ماریا سانپ نے بین بجانی شروع کر دی۔ سانپ تیزی سے بل کھا کھا کر زمین پر رینگ رہا تھا۔ پھر وہ اس گھوڑے کی طرف بڑھا جس پر عنبر سوار تھا۔ گھوڑا سانپ کو دیکھ کر بدکا اور عنبر زمین پر گر پڑا۔ سانپ عنبر کے سامنے جا کر اپنا سر جھکا دیا۔ ماریا سانپ فوراً پہچان گیا یہی وہ شخص ہے جس کی وجہ سے سانپ بے چین ہوا تھا۔ مگر یہ ناگ دیوتا نہیں تھا۔ ماریا سانپ نے سانپ کو اٹھا کر اپنے جھولے میں بند کر دیا اور عنبر کو دیکھ کر بولا۔

آپ کو چوٹ تو نہیں لگی بھائی۔ میرے سانپ کی وجہ سے آپ کا گھوڑا بدک گیا۔

عنبر نے کہا۔

نہیں بھائی۔ چوٹ نہیں لگی مگر تیز گھوڑا ہے۔ اب مجھے پیدل ہی تانگے کے ساتھ چلنا ہوگا۔ تم سپیرے ہو کیا؟

ماریا سانپ نے کہا

ہاں بھائی! میں سپیرا ہوں۔ بنگال جا رہا ہوں وہاں سانپوں کا میلہ لگتا ہے۔ کچھ سانپ خریدوں گا۔ سارے ملک کے سپیرے وہاں سانپ لے کر پہنچتے ہیں۔ تم کہاں جا رہے ہو؟

عنبر نے کہا

میں بھی ملک بنگال جا رہا ہوں۔

ماریا سانپ خوش ہو کر بولا۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ بنگال تک تمہارا ہمارا ساتھ رہے گا۔ کیا تم سانپوں کا میلہ دیکھنا پسند کرو گے؟

عنبر نے سوچا ہو سکتا ہے سانپوں کے میلے میں ہی ناگ کا کچھ سراغ مل جائے۔ کہنے لگا۔

ضرور دیکھوں گا۔ یہ میلہ

ماریا سانپ اس بات سے واقف تھا کہ برسات میں بنگال میں سانپوں کا ایک میلہ لگتا ہے جہاں تک بھر کے سپیرے جمع ہو کر اپنے اپنے سانپوں کی نمائش کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے سانپ خریدتے ہیں۔ اس میلے میں عام آدمی کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ ماریا سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنگال کی سرحد شروع ہوئی تو ایک جگہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں
میں کچھ جھونپڑیاں بنی تھیں۔ ایک دریا پاس ہی بہہ رہا تھا۔
یہاں قافلہ رُک گیا تاکہ جانوروں کو پانی پلایا جا سکے۔ ماریا سانپ
عنبر کے ساتھ ساتھ لگا ہوا تھا۔ ماریا سانپ نے سپیرے کے
روپ میں عنبر کے ساتھ دوستی کرنے اور اس سے یہ معلوم
کرنے کی بہت کوشش کی کہ وہ اصل میں کون ہے۔ کہاں
کا رہنے والا ہے اور بنگال کس مقصد کو جا رہا ہے مگر
عنبر نے جیسی کہ اس کی عادت تھی ماریا سانپ کو سوائے
اس کے کچھ نہ بتایا کہ وہ مسافر ہے۔ بنگال کی سیر کا
شوق اسے وہاں لے جا رہا ہے۔ مگر ماریا سانپ کی تسلی نہ
ہوئی۔ اسے یقین تھا کہ یہ شخص جو اپنا نام درگا داس بتا
رہا ہے غیر معمولی قوت کا آدمی ہے اور ناگ دیوتا سے
اس کا ضرور کوئی تعلق ہے

دریا کنارے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد قافلہ دوبارہ
روانہ ہو گیا۔

آخر بنگال کا ملک آ گیا۔ یہاں ایک بڑا شہر تھا۔ شہر کے
باہر ایک چھوٹی سی وادی میں ندی کے کنارے سپیروں
نے اپنے عارضی جھونپڑے بنا رکھے تھے اور سانپوں کا
میلہ شروع تھا۔ ماریا سانپ عنبر کو اپنے ساتھ اس میلے میں

کو یقین ہو گیا تھا کہ اگرچہ یہ شخص ناگ دیوتا نہیں ہے
مگر ناگ دیوتا سے اس کا کوئی تعلق۔ کوئی رشتہ ضرور
ہے ورنہ سانپ کبھی اس کے آگے سر نہ جھکاتا۔ عنبر
نے بھی سانپ کو سر جھکاتے دیکھ لیا تھا اور ظاہر ہے
وہ یہی سمجھا کہ چونکہ وہ ناگ دیوتا کا بھائی ہے اور
اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آتی ہے
اس لئے سانپ نے اس کو سلام کیا تھا۔ اس نے جان
بوجھ کر سانپ یعنی بھوگی سپیرے کی بدروح سے سلام
کرنے والے سانپ کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا
کسی کو اس کے بارے میں پتہ چلے کہ وہ عنبر ہے
غیر معمولی طاقت رکھتا ہے۔

مگر ماریا سانپ اس کا پورا کھوج لگانا چاہتا تھا۔
اسے توقع تھی کہ شاید سانپوں کے میلے میں ہی ناگ دیوتا
خود نہیں نظر آ جائے۔ اور اگر وہ سانپ کی شکل میں
وہاں آئے تو نہیں چھوڑے گا اور یوں اس سے اپنا
بدلہ لے گا۔ ماریا سانپ نے دوبارہ سانپ کو دیکھنے
کے لئے قافلہ آگے بڑھتا گیا۔ آخر یہ لوگ ماندہ
پہنچے جہاں سے دوسرے قافلے میں شامل ہو کر
بنگال کی طرف روانہ ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے گیا۔ میلے میں جتنے سپیرے تھے ان سب کے سانپ
پٹاریوں میں بے چین ہونے لگے۔ انہیں ناگ دیوتا کی بہت
ہی ہلکی ہلکی بُو آنے لگی تھی جو سانپ باہر کھلے ہوئے تھے
اور سپیرے بین بجا کر انہیں نچا رہا تھا وہ بھی ناچ چھوڑ
کر عنبر کی طرف دیکھنے لگے۔ عنبر نے سوچا کہ یہاں اس کا
راز فاش ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کو جو تھوڑی بہت سانپوں
کی زبان ناگ نے سکھا رکھی تھی اس آواز میں تمام سانپوں
کو مخاطب کر کے کہا کہ

خبردار کوئی میری طرف مت آئے میں ناگ دیوتا
نہیں ہوں بلکہ اس کا دوست ہوں۔ اگر بتا سکتے ہو
مجھے یہ بتاؤ کہ ناگ دیوتا کہاں ہے اسے ایک بوڑھے
سانپ کی آواز آئی۔

عظیم ناگ دیوتا کے دوست! ناگ دیوتا ادھر
نہیں آئے۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں
ہے۔ ہمیں تو اس کی خوشبو آئی تو سمجھے کہ شاید ناگ
دیوتا آگیا ہے۔

عنبر نے سانپوں کی زبان میں ہی کہا

نہیں۔ میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ تم لوگ
اپنا کام کرو اور خبردار کوئی سانپ میرے آگے

سلام نہ کرے میں کسی پر اپنی حیثیت ظاہر نہیں
کرنا چاہتا۔

سب سانپوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ وہ ایسا ہی کریں
گے۔ سانپ اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ جو پٹاریوں میں
بند تھے وہ خاموش ہو گئے جو بین کی آواز پر جھوم رہے
تھے پھر سے جھومنے لگے۔ اس وقت ماریا سانپ عنبر کو
تلاش کرتا اس کے پاس آگیا۔ عنبر ایک جگہ گھاس پر
بیٹھا ایک سانپ کو بین کی آواز پر مچھن پھیلائے جھومتے
دیکھ رہا تھا۔ ماریا سانپ نے کہا

درگا داس بھائی! میں تمہیں سارے میلے میں ڈھونڈتا
پھر رہا تھا۔ تم یہاں بیٹھے ہو۔

عنبر نہیں چاہتا تھا کہ یہ سپیرا اس کے پیچھے لگا رہے۔ وہ
چاہتا تھا کہ اسے تنہا چھوڑ دیا جائے اور وہ ناگ کا کھوج
لگائے۔ مگر ماریا سانپ تو سائے کی طرح اس کے پیچھے لگا
تھا۔ وہ اسے کیسے اپنی نظروں سے اوجھل کر سکتا تھا۔ ماریا
سانپ کو سانپوں کی بولی نہیں آتی تھی۔ وہ نہ تو سانپ سے
بات کر سکتا تھا اور نہ ہی سانپوں کی کوئی بات سمجھ سکتا
تھا ورنہ وہ اپنے کلائی والے سانپ سے ضرور پوچھ لیتا
کہ جس آدمی کو وہ جھک کر سلام کر رہا ہے یہ کون ہے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ دیوتا کے ساتھ اس کا کیا رشتہ ہے اور خود ناگ دیوتا کہاں پر ہے۔ مگر ماریا سانپ یعنی پھونگی سپیرے کی بدروح کو سانپوں کی زبان نہیں آتی تھی۔ اس نے سوچا کہ چالاکی سے کام لینا چاہیئے اور عنبر سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ چنانچہ ماریا سانپ عنبر کے پاس آیا اور بولا۔

ورگا داس بھائی! تم یہاں بیٹھے ہو۔ ادھر آؤ۔ وہاں ایک اژدہا کا تماشہ ہو رہا ہے

عنبر وہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا مگر ماریا سانپ نے اتنا اصرار کیا کہ اسے اس کے ساتھ جانا ہی پڑا۔ ذرا پرے درخت کے نیچے ایک کالا کلوٹا بوڑھا سپیرا بین بجا رہا تھا اور اس کے سامنے ایک بہت بڑا سانپ جھوم رہا تھا۔ یہ اژدہا تھا۔ وہ بین کی آواز پر اپنا پھن ہلا ہلا کر ناچ رہا تھا۔ اسے ناگ دیوتا کے دوست کی آگئی تھی مگر چونکہ عنبر نے انہیں منع کر رکھا تھا اس لئے اس نے عنبر کو سلام نہ کیا اور جھومتا رہا۔

ماریا سانپ بولا۔

ورگا داس بھائی! یہ بہت بوڑھا سانپ ہے۔ یہ اژدھا بن گیا ہے۔ اتنی عمر تک بہت کم سانپ پہنچتے ہیں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ ان سانپوں کا ایک دیوتا یعنی ناگ دیوتا بھی ہوتا ہے۔

عنبر کو معلوم تھا اس لئے خاموش رہا۔ ماریا سانپ نے کہا۔

اور ہر سال ناگ دیوتا اس میلے میں شرکت کرنے آتا ہے۔

اب عنبر چونکا۔ اس کے چونکنے کو ماریا سانپ نے صاف محسوس کر لیا تھا اس نے کہا

مجھے پتہ چلا ہے کہ اس بار بھی ناگ دیوتا یہاں آیا ہوا ہے۔

عنبر نے سوچا کہ یہ شخص یونہی اپنا رعب جمانے کے لئے کہہ رہا ہے۔ اگر ناگ دیوتا یہاں میلے میں آیا ہوتا تو سانپوں نے سب سے پہلے پتہ چل جاتا۔ مگر سانپوں نے تو عنبر کو صاف صاف بتا دیا تھا کہ ناگ دیوتا میلے میں کہیں نہیں ہے۔ وہ خاموشی سے ماریا سانپ کی باتیں سنتا رہا جب ماریا سانپ نے دیکھا کہ عنبر پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تو اس نے ایک اور چال چلی کہنے لگا۔

مجھے ایک بوڑھے سپیرے نے بتایا ہے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ دیوتا مبلے میں پہنچنے ہی والا ہے اور اس بار
وہ ایک مینڈک کی شکل میں یہاں کی ایک ویران
باؤلی میں ظاہر ہوگا۔
عنبر کی دلچسپی ذرا بڑھی۔ کیونکہ بوڑھے سپیرے ناگ دیوتا
کی نقل و حرکت کو اکثر سمجھ جایا کرتے ہیں۔ اس نے
ماریا سانپ سے کہا
کیا تم مجھے وہ باؤلی دکھا سکتے ہو جہاں ناگ دیوتا
ظاہر ہوگا؟
ماریا سانپ جلدی سے بولا۔
کیوں نہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ یہ باؤلی یہاں
سے زیادہ دور نہیں ہے۔ وہ ..... وہ سامنے
درختوں کا جھنڈ دیکھ رہے ہو؟ بس انہی درختوں
کے درمیان وہ باؤلی ہے
عنبر نے سوچا کہ باؤلی دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ ہو سکتا
ہے ناگ وہیں نمودار ہو جائے اگر وہاں مینڈک کی
شکل میں نہیں پہنچ چکا ہوگا تو اسے اس کی بُو آ جائے گی
... ماریا سانپ کے ساتھ درختوں کے جھنڈ کی طرف چل
پڑا۔ وہاں ایک بہت ہی پرانی باؤلی تھی جیسا کہ آپ
نے پہلے بھی پڑھا ہے باؤلی ایک قسم کا تنگ و تاریک

کنواں ہی ہوتا ہے۔ اس میں بھی قدرتی طور پر زمین کے
اندر سے پانی آتا ہے۔ مگر یہ بڑی اندھیری ہوتی ہیں اور
جو باؤلی ویران ہو جائے وہاں سانپ بچھو اپنا بسیرا کر
لیتے ہیں اور کوئی انسان اس میں سے پانی نہیں نکالتا۔ کیونکہ
وہ پانی زہریلا ہو چکا ہوتا ہے۔ گاؤں والے یا تو باؤلی کو
اوپر سے بند کر دیتے ہیں اور یا اس کے گرد کانٹے دار
جھاڑیاں لگا دیتے ہیں تاکہ کوئی ادھر بھولا بھٹکا بھی نہ جا
سکے۔ یہ باؤلی بھی ویران ہو چکی تھی اور اس کے گرد
گاؤں والوں نے کانٹوں والی جھاڑیاں لگا رکھی تھیں

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کملانگر کا پرانا مندر

عنبر باؤلی کے قریب پہنچ کر رک گیا۔
ماریا سانپ سپیرے کی شکل میں اس کے ساتھ ساتھ آ رہا تھا۔ اس نے کہا

یہ ہے وہ باؤلی جس میں ناگ دیوتا ظاہر ہوا کوئی خبر نہیں کہ وہ مینڈک کی شکل میں باؤلی میں پہنچ چکا ہو۔

میرا خیال ہے قریب چل کر دیکھنا چاہیئے۔

عنبر نے ماریا سانپ کو نہ روکا۔ کیونکہ وہ خود قریب جا کر باؤلی میں دیکھنا چاہتا تھا۔ اگرچہ عنبر کو ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی لیکن اس کے دل میں ایک تجسس سا تھا۔ ایک کرید لگی تھی کہ ممکن ہے ناگ وہاں پہنچنے ہی والا ہو۔ اتنی دیر میں ماریا سانپ نے باؤلی کے آگے لگی کانٹوں کی جھاڑیوں کو اِدھر اُدھر ہٹا دیا اور خود باؤلی میں جھانک کر دیکھا اور بولا۔

درگا داس بھائی! مجھے ایک مینڈک دکھائی دے رہا ہے۔

عنبر بے اختیار باؤلی کی طرف بڑھا۔ ماریا سانپ پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا۔

تم خود غور سے جھانک کر دیکھو۔ مجھے تو پانی میں ایک بڑا سا مینڈک نظر آ رہا ہے

عنبر باؤلی پر جھک گیا اور نیچے دیکھنے لگا۔ باؤلی کی تہہ میں پانی سیاہ نظر آ رہا تھا۔ یہ باؤلی ایسی تھی کہ اس کی منڈیر زیادہ اونچی نہیں تھی۔ عنبر فدا اور جھکا تو پلک جھپکنے میں پیچھے سے ماریا سانپ نے اسے دھکا دے دیا۔ عنبر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور باؤلی میں گر گیا۔ وہ دھڑام سے باؤلی کے اندھیرے پانی میں گرا۔ پانی میں گرتے ہی اس نے اپنے آپ کو اوپر اٹھا لیا۔ اب وہ سمجھ گیا کہ یہ سپیرا اس کا کوئی دشمن تھا جو بہانے سے اسے باؤلی کے پاس لایا تھا مگر سوال یہ تھا کہ اس نے ایسی حرکت کیوں کی؟ اس کا جواب بھی عنبر کو فوراً مل گیا۔ اوپر سے ماریا سانپ نے نیچے جھانک کر کہا

سنو! میں جانتا ہوں کہ تو ناگ دیوتا کا ساتھی ہے اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ تو میں تمہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ابھی اس باؤلی میں سے باہر نکال لوں گا۔ ورنہ تو
اسی باؤلی میں ڈوب کر مرجاؤ گے اور یہاں چھپے ہوئے
بچھو تمہارے جسم کو ڈنک مار مار کر چھلنی کر دیں گے
سانپ تمہیں نہیں ڈسیں گے مگر بچھوؤں کے زہر
سے تم اپنے آپ کو نہ بچا سکو گے۔ بولو۔ ناگ
دیوتا کہاں ہے؟

عنبر بڑا حیران ہوا کہ یہ سپیرا ناگ دیوتا کا پتہ کیوں
پوچھ رہا ہے آخر اس کو ناگ دیوتا کی ایسی کیا ضرورت
پڑ گئی ہے کہ اس کی خاطر اس نے ایک انسان کو باؤلی
میں دھکا دے دیا۔ عنبر نے آواز دی۔

ناگ دیوتا کا مجھے کیا پتہ کہ وہ کہاں ہے؟ میں
تو ایک معمولی مسافر ہوں۔ مجھے کیا معلوم کہ ناگ دیوتا
کہاں ہے؟

اوپر سے ماریا سانپ کی آواز آئی

تم میرے آگے جھوٹ نہیں بول سکتے ہیں۔ ایک
ماہر سپیرا ہوں۔ میں نے دیکھ لیا ہے کہ سانپ تجھے
دیکھ کر بے تاب ہو رہے تھے۔ کیونکہ تم ناگ دیوتا
کے دوست ہو اور تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی
ہلکی خوشبو آتی ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ مجھے بتا دو

کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ میں تمہیں فوراً باؤلی
سے باہر نکال لوں گا۔

عنبر نے کہا

ایک بار ناگ دیوتا سے میری ملاقات ضرور
ہوئی تھی جس کے بعد میرے جسم سے بھی اس کی بُو آنے
لگی ہے مگر یقین کرو مجھے یہ بالکل علم نہیں کہ ناگ
دیوتا کہاں پر رہتا ہے۔

ماریا سانپ نے قہقہہ لگا کر کہا

چلو۔ تم نے یہ تو مان لیا کہ ایک بار ناگ دیوتا
تم سے ملا تھا۔ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ اتنی دیر
میں تمہیں ہوش آ جائے گا اور یہ بتا دو گے کہ ناگ
اس وقت کہاں ہے۔

یہ کہہ کر ماریا سانپ باؤلی سے ہٹ گیا۔ اس نے کانٹے دار
جھاڑیاں اس طرح باؤلی کے اردگرد لگا دیں اور خود درختوں
کے جھنڈ سے نکل کر ادھر آ گیا جہاں سپیرے سانپوں کا تماشہ
دکھا رہے تھے۔ ماریا سانپ نے سوچ رکھا تھا کہ وہ کچھ
وقت گزار کر دوبارہ باؤلی پر واپس آئے گا۔ تب تک عنبر
کا دماغ ٹھیک ہو گیا ہو گا اور وہ اس کو اپنے دوست ناگ
دیوتا کا اتا پتہ بتا دے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ادھر باؤلی میں گرنے کے تھوڑی دیر بعد جب عنبر نے دیکھا کہ سپیرا چلا گیا ہے تو وہ بیلے میں آئے ہوئے سارے سانپوں کو بلانے ہی لگا تھا کہ باؤلی میں جو سانپ رہتا تھا وہ ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو سونگھ کر اپنے پتھروں کے درمیان والے سوراخ سے باہر آگیا۔ اس نے دیکھا کہ ناگ دیوتا تو وہاں نہیں مگر ایک دوسرا آدمی باؤلی کے پانی میں تیر رہا ہے اور اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔

عنبر نے باؤلی کے سانپ کو دیکھا تو کہا

میں ناگ دیوتا کا بھائی عنبر ہوں۔

ناگ دیوتا کے دوست ہونے کے لئے اتنا ثبوت ہی کافی تھا کہ عنبر سانپ کی بولی جانتا تھا۔ باؤلی کے سانپ نے فوراً عنبر کو سلام کیا اور کہا

عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! آپ یہاں کیسے آ گئے؟

عنبر نے کہا

یہاں ایک سپیرا آیا ہوا ہے جو ناگ دیوتا کی کھوج میں ہے وہ مجھے ناگ دیوتا کا دشمن لگتا ہے۔ مجھ سے ناگ دیوتا کا اتا پتہ پوچھ رہا تھا۔

میں نے نہیں بتایا تو اس نے مجھے دھوکے سے باؤلی میں گرا دیا۔

باؤلی کا سانپ غضبناک ہو کر بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کے بھائی عنبر! اس سپیرے کی یہ جرأت کہ آپ کو باؤلی میں دھکا دے؟ اور ناگ دیوتا کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچے۔ آپ مجھے بتائیں وہ کون ہے میں ابھی اسے جلا کر بھسم کر دیتا ہوں۔

عنبر نے کہا۔

وہ تھوڑی دیر بعد آنے کا کہہ گیا ہے ابھی باؤلی کی منڈیر پر ظاہر ہو گا۔

باؤلی کا سانپ کہنے لگا

تو میں باؤلی کے باہر جا کر اس کا انتظار کرتا ہوں، جونہی وہ آئے گا اسے وہیں چھونک مار کر آگ لگا دوں گا۔

عنبر بولا۔ نہیں نہیں ابھی ایسا مت کرنا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کسی طرح یہ پتہ چلاؤ کہ یہ شخص اصل میں کون ہے اور اسے ناگ دیوتا کی تلاش کس لئے ہے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت بہتر محترم عنبر!

باؤلی کا سانپ اتنا کہہ کر باؤلی کی دیوار پر رینگتا ہوا باؤلی کے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ماریا سانپ یعنی چھونگی سپیرا کی بدروح سپیرے کی شکل میں اس کے قریب آیا۔ کانٹوں کی باڑ الگ ہٹا کر نیچے جھانکا اور بولا۔

کیا اب بھی تم ناگ دیوتا کے بارے نہیں بتاؤ گے کہ وہ کہاں ہے؟ تم مر رہے ہو اگر بتا دو گے تو تمہیں رسی ڈال کر ابھی باہر نکال دیتا ہوں۔

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری طرف باؤلی کا پانی بھی درخت کے پیچھے سے نکل آیا جونہی وہ ماریا سانپ کی طرف بڑھنے لگا تو وہیں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ ماریا سانپ یعنی سپیرے کی جانب سے آسیبی اور طاقتور گرم لہریں آتی محسوس ہوئیں باؤلی کا سانپ وہیں رک گیا۔ ادھر عنبر نے باؤلی کے پانی میں ڈبکی لگا دی کہ جب سپیرا دیکھے گا کہ میں پانی میں نہیں ہوں تو سمجھے گا کہ میں ڈوب گیا ہوں اور وہ واپس چلا جائے گا اور یوں اس مصیبت سے جان چھوٹ جائے گی۔

کے سانپ کو تو اس کے پیچھے لگا ہی دیا ہے وہ آکر بتا دے گا کہ یہ سپیرا کون تھا۔

یہ سوچ کر عنبر پانی کے نیچے باؤلی کی تہہ میں چلا گیا۔ اوپر سے ماریا سانپ عنبر کو آوازیں دیتا رہا۔ عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا سانپ کو پریشانی ہوئی کہ کہیں سچ مچ یہ ناگ کا دوست مر ہی نہ گیا ہو۔ اس نے اپنے جھولے میں سے سانپ باہر نکالا۔ ایسا اس لئے کیا کہ اگر ناگ کا دوست عنبر باؤلی کے پانی میں زندہ ہوگا تو اس کی بو سے سانپ بے چین ضرور ہوگا۔ مگر اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ عنبر نے میلے میں پہنچتے ہی وہاں کے تمام سانپوں کو مخاطب کر کے خبردار کر دیا تھا کہ وہ نہ تو اسے آکر سلام کریں اور نہ کسی قسم کی بے چینی کا اظہار کریں۔ یہ حکم ماریا سانپ کی کلائی کے سانپ نے بھی سن لیا تھا۔ چنانچہ جب ماریا سانپ نے اسے باؤلی کی منڈیر پر رکھا تو کلائی کا سانپ خاموش بیٹھا رہا اگرچہ اسے باؤلی کے اندر سے ناگ دیوتا کے دوست کی ہلکی ہلکی خوشبو آرہی تھی مگر عنبر کے حکم کے مطابق سانپ نے کسی قسم کی بے چینی نہ ظاہر کی۔ ماریا سانپ نے جب دیکھا کہ اس کا سانپ خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو اسے تشویش ہوئی کہ ناگ کا دوست باؤلی میں ڈوب
کر مر چکا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے جسم سے ناگ
کی خوشبو نکلنی بند ہو گئی ہے۔ اسے بہت افسوس ہوا
اب ناگ دیوتا کا پتہ اسے کون بتائے گا۔ اس نے
کہ خود باؤلی میں اتر کر دیکھے۔ وہ باؤلی میں اترنے
لئے اپنا کرتہ اتارنے ہی لگا تھا کہ وہاں سے علاقے
زمیندار گزرا۔ اس نے ایک سپیرے کو باؤلی پر دیکھ
تو بولا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ کانٹوں کی باڑ
بنا دی ہے؟ چلو ہٹو یہاں سے۔ تمہیں معلوم
یہ میرا علاقہ ہے اور باؤلی پر لوگوں کا آنا منع ہے
ماریا سانپ نے سوچا کہ وہ تھوڑی دیر بعد آ کر باؤلی
اترے گا۔ چنانچہ خاموشی سے واپس چلا گیا۔ زمیندار
کانٹوں کی باڑھ کو دوبارہ باؤلی کے اردگرد لگا دیا
دوران باؤلی کا سانپ فوراً نیچے باؤلی میں اتر گیا۔
نے عنبر کو جا کر کہا

عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! جو سپیرا
سی باؤلی کی منڈھیر پر کھڑا تمہیں آوازیں
ہا تھا اور تم سے ناگ دیوتا کا پتہ پوچھ رہا

وہ تو ایک بدروح ہے

عنبر چونک اٹھا۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

باؤلی کا سانپ بولا۔

میرا اندازہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا عنبر! مجھے
اس کے جسم سے بدروح کی گرم شعاعیں اپنے جسم
سے ٹکراتی محسوس ہوئی ہیں۔ وہ کوئی بدروح ہے۔
اور اس نے ایسا لگتا ہے کہ کسی عورت کے جسم پر
قبضہ کر رکھا ہے۔ جو سانپ کی شکل میں تھی۔

معمہ اور الجھ گیا۔ عنبر نے مزید حیرانی سے پوچھا

یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ
اس بدروح نے جس عورت کے جسم پر قبضہ کر رکھا
ہے وہ سانپ کی شکل میں تھی۔

باؤلی کا سانپ کہنے لگا

عنبر! تم ناگ دیوتا کے بھائی ہو۔ تمہیں
معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم سانپ اپنے ساتھی سانپ
کو پہچان لیتے ہیں خواہ وہ کسی روپ میں کیوں نہ ہو

عنبر نے جلدی سے کہا

کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ عورت جس کے جسم پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس سپیرے کی بدروح نے قبضہ کر رکھا ہے
ہے اور کیا اسے مار ڈالا گیا ہے یا وہ ابھی
زندہ ہے؟

باؤلی کا سانپ بولا۔

وہ عورت زندہ ہے کیونکہ سپیرے کی
مردہ جسم میں داخل نہیں ہوتی۔ باقی یہ سوال کہ
عورت کون ہے؟ اس کا پتہ چلانا پڑے گا لیکن
سے پہلے آپ یہاں سے باہر نکل کر کسی محفوظ جگہ پر
چلیں۔ کیونکہ یہ بدروح سپیرا آپ کا بھی دشمن ہے
ایک بار پھر یہاں آئے گا۔

باؤلی کے سانپ کو معلوم نہیں تھا کہ عنبر ابھی مر
سکتا۔ عنبر اس عورت کا کھوج لگانا چاہتا تھا جس
سانپ والے جسم پر سپیرے کی بدروح نے قبضہ
لیا تھا۔ اس لئے وہ بولا۔

باؤلی کے اوپر سے کوئی رسی لٹکاؤ تاکہ میں
نکل سکوں۔

باؤلی کے سانپ نے کہا

رسی کی ضرورت نہیں میں باہر سے کچھ
بلاتا ہوں۔ ہم ایک دوسرے کی دُم پکڑ کر اس

رسی بنا کر باؤلی میں لٹک جائیں گے۔ آپ ہماری مدد
سے باہر آجائیں گے۔

باؤلی کا سانپ تیزی سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں کے بعد
باؤلی میں سات سانپ رسی کی طرح ایک دوسرے کی دُمیں
پکڑ کر لٹک گئے۔ عنبر ان کی مدد سے باؤلی سے نکل
آیا۔ باؤلی کا سانپ عنبر کو لے کر وہاں سے کچھ فاصلے پر
کوٹلے کی ایک کان میں لے آیا۔ یہ ایک بے آباد
ویران سرنگ تھی یہاں سے کبھی کوئلہ نکالا جاتا تھا
مگر کوئلہ ختم ہو جانے کے بعد یہاں کام بند کر دیا گیا
تھا۔ سرنگ کا منہ بھی پتھروں سے بند کر دیا گیا تھا۔ عنبر
نے ایک جگہ سے پتھر ہٹا دیا اور باؤلی کا سانپ اسے
سرنگ کے اندر لے آیا۔ اس نے عنبر سے کہا

اس سارے علاقے میں یہی ایک محفوظ جگہ
ہے جہاں کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا یہاں کوئی
نہیں آئے گا۔ آپ یہاں آرام سے بیٹھیں۔ میں
اس سپیرے کے بارے میں پوری معلومات حاصل
کر کے آتا ہوں۔

باؤلی کا سانپ عنبر کو کوئلے کی کان والی سُرنگ میں
چھوڑ کر چلا گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ سیدھا اس میدان میں پہنچا جہاں ملک ملک
سپیروں نے اپنے جھونپڑے بنا رکھے تھے اور ماریا
تماشے ہو رہے تھے۔ وہاں کئی دوسرے سانپ بھی
پھر رہے تھے۔ باؤلی کے سانپ نے ایک جگہ ماریا
کو پہچان لیا۔ وہ کچھ پریشان سا بیٹھا تھا اور باؤلی
طرف بار بار تک رہا تھا۔ وہ باؤلی میں اترنے کے
میں سوچ رہا تھا۔ آخر اس نے جب دیکھا کہ دُور
خالی پڑی ہے تو اپنا جھولا اتار کر ایک طرف
خود باؤلی کی طرف چل پڑا۔

باؤلی کے سانپ نے جھولے کے پاس جاکر
کہ اس کے اندر ایک سانپ بیٹھا ہے۔ یہ ماریا
کی کلائی والا اس کا اپنا سانپ تھا۔ باؤلی کے سانپ
نے سوچا کہ اس سے سپیرے کی بابت معلومات
کرنی چاہیں۔ اس نے سانپ کو بڑے ادب سے
کیا۔ سانپ جھولے سے باہر نکل آیا۔ باؤلی کے سانپ
نے کہا

بھائی! تم خوب جانتے ہو کہ سانپ
جھوٹ نہیں بولتے۔ سانپ انسانوں سے چا
جتنی دشمنی رکھیں لیکن وہ ایک دوسرے دو

ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ تمہارا سپیرا جو ہے یہ
ناگ دیوتا کا دشمن ہے اور اس کو مارنے نکلا ہے
یہ بات کوئی سانپ بھی برداشت نہیں کر سکتا اس
لئے تمہارا فرض ہے کہ مجھے بتاؤ کہ یہ آدمی اصل میں
کون ہے۔

کلائی والا سانپ بولا۔

اگر یہ بدبخت ہمارے ناگ دیوتا کا دشمن ہے
تو میں تمہیں یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اصل میں
یہ سپیرا زندہ نہیں ہے۔ یہ سپیرے پھونگی کی بدروح
ہے جو اپنے جسم کے جل جانے کے بعد ایک ایسی
لڑکی کے جسم میں داخل ہوگئی ہے۔ جو اتفاق سے
اس وقت سانپ کے روپ میں تھی۔

باؤلی کے سانپ نے پوچھا۔

یہ لڑکی کون تھی اور اسے سانپ کس
نے بنا دیا تھا؟

کلائی والے سانپ نے کہا۔

میں اس لڑکی کو نہیں جانتا۔ مگر اتنا ضرور
جانتا ہوں کہ اسے جادو کے زور سے سانپ بنا
دیا گیا تھا۔ شاید اسے کسی ناگن ملکہ نے سانپ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تبدیل کیا تھا مگر جب اس سپیرے کی بدرُوح اس
میں گھُس گئی تو لڑکی کی رُوح بے ہوش ہوگئی۔ اب
سپیرے کی بدرُوح ہی اس لڑکی کی رُوح کی شکل
میں زندہ ہے اور وہ کبھی سپیرا بن جاتی ہے اور کبھی
غائب ہو جاتی ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں
جانتا مگر ناگ دیوتا تو یہاں نہیں ہے۔ یہاں تو
ناگ دیوتا کا کوئی بھائی آیا ہوا ہے۔

باؤلی کا سانپ بولا۔

ہاں۔ ناگ دیوتا کے بھائی کا نام عنبر ہے
یہ ساری معلومات میں عنبر ہی کے لئے لے جا رہا ہوں
مجھے یہ بتاؤ کہ کیا کسی طرح اس سپیرے کی بدرُوح
کو ہلاک کیا جا سکتا ہے؟

کلائی والا سانپ بولا۔

جو پہلے ہی مُردہ ہے اسے کوئی کس
طرح مارے گا۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا
میرے بھائی۔

جاتے جاتے باؤلی کے سانپ نے پوچھ لیا۔

کیا تم نے اس لڑکی کو دیکھا ہے جس
کو سانپ بنا دیا گیا تھا اور جس کے جسم میں سپیرے

کی بدرُوح داخل ہوگئی تھی؟

کلائی والا سانپ بولا۔

میں نے اسے دیکھا نہیں مگر سنا ہے کہ وہ
بہت خوبصورت تھی۔ اس کے بال سنہری تھے اور
آنکھیں نیلی تھیں۔

یہ ساری باتیں باؤلی کے سانپ نے عنبر کو جا کر بتا
دیں۔ لڑکی کے سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں کا سنتے ہی
عنبر تو جیسے اچھل پڑا۔ یہ ضرور ماریا ہے۔ یہ ماریا کے
سوائے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ باؤلی والے سانپ
نے تعجب سے پوچھا

عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! یہ ماریا کون ہے؟

عنبر بولا۔

یہ بھی ناگ دیوتا کی بہن ہے۔ ہم اکٹھے ہی سفر
کر رہے تھے کہ ماریا ہم سے بچھڑ گئی جس طرح کہ
ناگ مجھ سے بچھڑ گیا ہے۔ اس بدبخت سپیرے نے
ماریا کے جسم پر قبضہ کر رکھا ہے۔

باؤلی کا سانپ کہنے لگا۔

عنبر! ہم اس سپیرے کو ہلاک نہیں کر سکتے۔
کیونکہ وہ ایک بدرُوح ہے۔ اگر ماریا کے جسم یا روح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر اس پیپرے نے قبضہ کر رکھا ہے تو ہمیں ماریا کو
اس کے قبضے سے نجات دلانی چاہیئے۔

عنبر بولا۔

اس لئے تو میں پریشان ہوں سمجھ میں نہیں آتا
کہ ماریا کے غیبی جسم کو جو سانپ کی شکل اختیار کر
چکا تھا کس طرح اس شیطان کے پنجے سے نجات
دلائی جائے۔

عنبر سرنگ میں بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ باؤلی کا سانپ
پتھر کے پاس خاموش بیٹھا گہری سوچ میں تھا اتنی دیر
ماریا سانپ باؤلی پر پہنچ کر اس کے اندر اتر گیا تھا
نے پانی میں ڈبکی لگا کر دیکھا۔ وہاں نہ عنبر تھا اور نہ ا
کی مُردہ لاش ہی تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ درگا داس کہاں
غائب ہوگیا؟ صرف اسی سے ماریا سانپ یعنی چھونگی پیپ
کی بدروح کو ناگ دیوتا کا سراغ مل سکتا تھا اب وہ گ
نہیں رہا تھا۔ ماریا سانپ باؤلی سے باہر آگیا۔ وہ سخت
مایوس اور جھلایا ہوا تھا۔ الہ دین کا چراغ اس کے ہاتھ
سے گر کر نکل گیا تھا۔ اس خیال سے شاید عنبر ادھر ادھر
کہیں باؤلی سے نکل کر چھپ گیا ہو۔ اس نے سارے میلے
میں اسے تلاش کیا۔ پہاڑیوں کی ڈھلانوں میں جا کر بھی

دیکھا مگر عنبر اسے کہیں نہ ملا۔ عنبر تو کوئلے کی اجڑی ہوئی
کان کی سرنگ میں بیٹھا تھا۔ باؤلی کا سانپ اس کے
پاس ہی تھا۔ دونوں ماریا کو پیپرے کی بدروح سے نجات
دلانے کے بارے میں سوچ بچار کر رہے تھے۔ باؤلی کا
سانپ کہنے لگا۔

عنبر! یہاں دریا کے گھاٹ میں میرا ایک
بزرگ سانپ دوست رہتا ہے۔ اسے کچھ پرانے منتر
بھی یاد ہیں میں اس سے جا کر مشورہ کرتا ہوں اور
ساتھ ہی یہ بھی دیکھتا آتا ہوں کہ یہ پیپرے کی بدروح
کہاں ہے۔

باؤلی کا سانپ چلا گیا۔ کوئی آدھے گھنٹے بعد واپس آیا تو
اس نے عنبر کو بتایا میرا سانپ دوست یہاں پر نہیں ہے
اور پیپرے کی بدروح بھی غائب ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ یہاں سے چلا گیا ہے

میں دیکھ آیا ہوں اس کا جھونپڑا خالی ہے
اس کی بُو بھی میلے میں کہیں سے نہیں آ رہی۔

عنبر کو بڑا افسوس ہوا کہ ماریا کو وہ پیپرے کی بدروح سے
نہ بچا سکا۔ وہ سرنگ سے باہر نکل آیا۔ اس نے سارے
میلے میں گھوم کر ایک ایک آدمی کو غور سے دیکھا۔ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا سانپ کہیں نظر نہ آیا۔ وہ واقعی جا چکا تھا

سانپوں کا میلہ دو دن تک جاری رہا۔ عنبر دو دن میلے میں ہی رہا کہ شاید ماریا سانپ کہیں دکھائی دے جائے مگر میلہ ختم ہوگیا اور ماریا سانپ اسے نہ مل سکا۔ مایوس ہوکر عنبر نے باؤلی کے سانپ سے کہا

دوست! اب میں جاتا ہوں۔ تمہاری مدد کا

بہت بہت شکریہ۔

باؤلی کا سانپ بولا

میں چاہتا ہوں کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں اور ناگ دیوتا کے دشمن کو موت کے گھاٹ اتارنے میں تمہاری مدد کروں۔

عنبر نے کہا

اس کی ضرورت نہیں ہے بھائی۔ میں اکیلا ہی کافی ہوں تم جہاں بیٹھے ہو اسی جگہ رہو۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔

باؤلی کے سانپ نے پوچھا،

تم کس طرف جاؤ گے عنبر؟

عنبر بولا۔

بنگال تو دیکھ چکا۔ اب جنوب کی طرف جاتا ہوں

شاید وہاں ناگ دیوتا یا ماریا سانپ سے ملاقات ہو جائے۔

عنبر نے باؤلی کے سانپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور اس سے اجازت لے کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جنگل میں اس راستے پر چل پڑا جو پہاڑیوں اور جنگلوں میں سے گزرتا جنوب کے سطح مرتفع والے میدانوں کی طرف نکل گیا تھا۔ اس مقام پر ہم عنبر کو اسی جگہ سفر میں چھوڑتے ہیں اور خود ناگ کی طرف چلتے ہیں۔

آپ پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ ناگ لوہ پور یعنی لاہور سے جنوبی ہندوستان کے شہر کملانگر کی طرف روانہ ہوا تھا۔ کیونکہ اسے مالنگنی ناگن نے بتایا تھا کہ کملانگر میں ایک پرانا مندر ہے جس کی دیوداسی کا نام چندریکا ہے۔ وہی اسے ایسا منتر بتا سکتی ہے۔ جس کی مدد سے ماریا کی رُوح سپیرے کی بدرُوح سے نجات حاصل کر سکے گی۔ ناگ کملانگر کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ کچھ دور تک تو وہ کھیتوں اور میدانوں میں پیدل ہی چلتا رہا۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ سفر بہت لمبا ہے تو عقاب کی شکل اختیار کر کے ہوا میں اڑنے لگا۔

پیارے دوستو! آپ لوگوں نے لاہور سے آگے جنوب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف سفر نہیں کیا ہوگا۔ لاہور سے آگے جنوب
کی طرف ہندوستان یعنی آج کا بھارت کا ملک ہے
لاہور سے اگر آپ ملک بھارت میں داخل ہوں تو پہلے
بھارتی پنجاب کا صوبہ آتا ہے۔ اس کے آگے یوپی
یعنی ان کا اتر پردیش آجاتا ہے۔ یہاں سے جنوب کی
طرف چلیں تو مدھیہ پردیش یعنی وسطی صوبہ آجاتا ہے
اس سے نیچے چلتے جائیں تو بائیں جانب آندھرا پردیش آتا
ہے۔ جہاں بہت بڑی اسلامی ریاست حیدرآباد دکن ہوا کرتی
تھی۔ دائیں جانب مہاراشٹر آجاتا ہے جس کا سب سے
بڑا شہر بمبئی ہے اس کے نیچے ہندوستان کی مغربی
گھاٹ کرناٹک اور پھر پیٹکون تک کیرالہ کا صوبہ ہے اور
مشرقی گھاٹ میں تامل ناڈو ہے جس کا سب سے بڑا شہر
مدراس ہے۔ اس کے بعد ہندوستان کی جنوبی پیٹکون آجاتی
ہے اور دو سمندر مغرب اور مشرق سے آکر ایک دوسرے
سے مل جاتے ہیں اس پیٹکون پر جہاں بھارت کے ملک
کی سرحد ختم ہو جاتی ہے۔ نیچے سری لنکا کا ملک ہے
جو ایک بڑے جزیرے کی شکل میں ہے۔

ناگ کی منزل تامل ناڈو کا صوبہ تھا یعنی آج کے شہر
مدراس سے آگے دریائے گوداوری کے پار۔ جہاں کلنگا

کا پرانا شہر آباد تھا۔ آج کا مدراس تم دوستوں نے
نہیں دیکھا ہوگا۔ میں نے دیکھا ہے اور وہاں رہا بھی
ہوں اور بھارت کی پیٹکون تک گیا ہوں۔ یہ جگہ بہت
دور اور کافی فاصلے پر ہے۔ آج سے ہزاروں سال پہلے
یہاں چولا خاندان کے راجہ حکومت کیا کرتے تھے مدراس
کے شہر کا نام بھدرام تھا اور یہ اتنا بڑا شہر نہیں تھا۔
یہاں دراوڑ قوم کے لوگ آباد تھے اور دراوڑ راجہ
حکومت کرتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو کبھی موہنجوداڑو
اور ہڑپہ میں حکومت کیا کرتے تھے مگر جب آریا قوم
نے شمال سے نیچے اتر کر حملہ کرکے ان لوگوں کو شکست
دی تو یہ لوگ موہنجوداڑو اور ہڑپہ کو چھوڑ کر جنوب
کی طرف بھاگ گئے اور وہاں جاکر چھوٹے چھوٹے شہر
آباد کرکے رہنے لگے۔ بھارت کے اس جنوبی علاقے میں زبردست
بارشیں ہوتی ہیں۔ سال میں دس مہینے برسات کا موسم رہتا ہے
گرمی اور حبس بہت ہوتا ہے۔ ناریل اور کیلے کے درخت
جگہ جگہ اگ پڑتے ہیں۔ لوگوں کے رنگ کالے ہوتے ہیں
اور عورتوں کے بال ناریل کا تیل لگانے کی وجہ سے کالے
سیاہ اور بڑے لمبے ہوتے ہیں۔ آج کل تجارت کے اس
علاقے میں تامل تیلگو۔ کنڑ اور دوسری مقامی زبانیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بولی جاتی ہیں۔ اس زمانے میں یہاں زیادہ تر پالی اور تامل زبان بولی جاتی تھی۔ سنسکرت اس علاقے میں ابھی نہیں آئی تھی۔ کیونکہ سنسکرت زبان حملہ آور آریہ اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے تھے۔

یہ باتیں تو آپ نے اپنی تاریخ کی کتاب میں بھی پڑھی ہوں گی۔ ایک بار ان باتوں کو بیان کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ دوستوں کو اندازہ ہو جائے کہ ناگ کی منزل کتنی دور تھی۔ اسی لئے وہ عقاب کی شکل میں اڑا جا رہا تھا۔ وہ ایک ہی دن میں پنجاب، صوبہ اتر پردیش اور مدھیہ پردیش سے گزر گیا پھر رات ہو گئی اور ناگ نیچے جنگل کی ایک چھوٹی سی بستی میں اتر آیا۔ یہاں جھونپڑوں کے باہر بانس کے ساتھ مشعلیں جل رہی تھیں ان کی روشنی میں بھیل قوم کے جنگلی لوگ گھاس پھونس کی جھونپڑیوں کے باہر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

ناگ عقاب کی شکل میں ان سے ذرا دور ایک درخت پر اترا تھا۔ اس کو یہ معلوم کرنا تھا کہ کملانگر شہر وہاں سے کتنا دور ہے چنانچہ اس نے انسانی شکل بدلی اور ان لوگوں کے پاس جا کر تامل زبان میں بولا۔

دوستو میں مسافر ہوں۔ کملانگر جاؤں گا تم بتا سکتے

ہو کہ کملانگر یہاں سے کتنی دور ہے؟

سب بھیل ناگ کی طرف حیرت سے تکنے لگے ان میں جو بوڑھا بھیل تھا اس نے ناگ کو اشارے سے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا اور پھر بولا۔

بیٹے! کملانگر تو یہاں سے پیدل سات دن کے فاصلے پر ہے۔ گھوڑے پر چار روز لگتے ہیں راستے میں جنگلی درندوں سے بھرے ہوئے جنگل ہیں جہاں شیر سانپ اور مگرمچھ کسی انسان کو زندہ نہیں چھوڑتے۔ تم جنگل کے اس خطرناک سفر پر پیدل کیسے نکل کھڑے ہوئے؟

ناگ نے کہا۔

میرے پاس ایک گھوڑا تھا مگر وہ راستے میں کہیں بھاگ گیا۔ اب سوچتا ہوں کہ پیدل ہی جانا پڑے گا۔

بوڑھا بولا

بیٹا تم پیدل کبھی زندہ سلامت کملانگر نہیں پہنچ سکو گے۔ راستے میں چار دریا آتے ہیں جن کا پاٹ اتنا چوڑا ہے کہ تم تیر کر بھی اسے پار نہیں کر سکتے۔ پھر دلدلوں سے بھرے ہوئے جنگل ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جہاں زہریلے سانپ، خونخوار آدم خور شیر چیتے اور
جنگلی ریچھ پھرتے رہتے ہیں.

ایک دوسرے بھیل نے کہا۔

تم ایسا کرو کہ یہاں سے پائیں جانب جنگل میں
ندی کے ساتھ ساتھ ایک راستہ اگلے گاؤں تک
جاتا ہے۔ وہاں سے لوگ بیل گاڑیوں اور قافلے کی
شکل میں اگلے شہر تک جاتے ہیں۔ تم بھی ان کے ساتھ
چلے جانا۔ پھر اگلے شہر کوئی دوسرا قافلہ پکڑ لینا۔ یوں تم
حفاظت سے کملانگر پہنچ جاؤ گے۔

ناگ کو تو اڑ کر جانا تھا۔ اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی
نہیں تھی پھر بھی اس نے ان سب کا شکریہ ادا کیا کہ
انہوں نے کملانگر کا پتہ بتایا۔ ایک بھیلنی لڑکی کیلے کے
پتے لے کر آئی۔ کیلے کے پتے اس نے آدمیوں کے سامنے
گھاس پر بچھا دیئے۔ اس بھیلنی لڑکی نے بالوں میں پھول
لگا رکھے تھے۔ کانوں میں چاندی کی بالیاں تھیں اور ناک
میں فیروزی نگینہ چمک رہا تھا۔ بڑھے بھیل نے ناگ
سے کہا

بیٹا! ہم کھانا کھانے لگے ہیں۔ تم بھی ہمارے
ساتھ کھانا کھاؤ اور رات ہمارے پاس ہی آرام کرو۔

صبح چلے جانا

ناگ نے کہا

آپ کی مہربانی ہے

تم نے اپنا نام نہیں بتایا بیٹا؟ ایک دوسرے
بوڑھے بھیل نے سوال کیا

ناگ بولا۔

میرا نام مت کال ہے۔

ناگ کو مت کال بوٹی کا نام ہی اس وقت یاد آیا
جس کی سلائی اس نے اپنی آنکھوں میں لگا رکھی تھی جس کی
وجہ سے وہ غائب چیزوں کو دیکھ لیتا تھا۔ کسی نے ناگ
کے نام پر تعجب کا اظہار نہ کیا۔ بھیلنی لڑکی نے اب
کیلے کے پتوں پر کھانا لگا دیا اور وہ سب کھانا کھانے لگے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ اور جنگلی لڑکی

ناگ بھی خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا
ان کے پیچھے پہاڑی ڈھلان پر اندھیرے میں ڈوبا ہوا گھنا جنگل اوپر پہاڑی کی چوٹی تک چلا گیا تھا۔ یہ جنگل رات کے سناٹے میں جیسے سنسنا رہا تھا
کبھی کبھی وقت اس جنگل کی طرف سے کسی درندے یا کسی اُلو کے بولنے کی آواز آجاتی تھی۔ بھیلنی لڑکی بھی ناگ کے قریب بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ اس نے تھوڑے سے چاول ناگ کے آگے کیلے کے پتے پر ڈالے تو سامنے بیٹھے ہوئے ہٹے کٹے ایک جنگلی نوجوان بھیل نے سخت برا منایا اور نفرت سے بولا۔
دھوی! تم میری بیلنے والی ہو۔ تمہیں اس اجنبی کے آگے یوں چاول پیش نہیں کرنے چاہئیں تھے۔
سب بھیل دھوی یعنی بھیلنی لڑکی کی طرف دیکھنے لگے۔ دھوی

اس بھیلنی لڑکی کا نام تھا۔ لڑکی نے شرما کر نظریں نیچی کرلیں۔ ناگ نے کہا
دھوی بے چاری کا کوئی قصور نہیں دوست! اس نے تو مہمان کی عزت بڑھانے کے لئے ایسا کیا ہے۔
مگر اس کا ہونے والا خاوند یعنی جنگلی بھیل غصے میں آگیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ سب بھیل کھانے کو چھوڑ کر ایک دم سناٹے میں آگئے۔ کیونکہ جنگلی بھیل نے اپنے بازو کو فضا میں بلند کر دیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اپنے قبیلے کی رسم کے مطابق اس نے ناگ کو اپنے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے للکارا تھا۔ ناگ کو ابھی تک کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے بھی دوسروں کے ساتھ ہی کھانا چھوڑ دیا اور ان سب کا منہ دیکھ رہا تھا بھیلنی لڑکی کا چہرہ پریشان ہوگیا تھا۔
آخر ناگ نے پوچھ ہی لیا کہ آپ لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ بوڑھے بھیل نے کہا
بیٹا! مجھے افسوس ہے کہ ہماری بچی نے تمہارے آگے اپنے ہاتھ سے چاول پیش کرکے تمہیں زندگی اور موت کے امتحان میں ڈال دیا ہے۔
ناگ نے بھیلنی کے ہونے والے خاوند کی طرف دیکھا۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک طرف ہٹ کر کیلے کے درخت کے پاس کھڑا ہوگیا تھا اور بانس پر لٹکی ہوئی مشالیں نکال کر اس نے زمین پر گھاڑ دی تھیں جن کی روشنی زمین پر پڑنے لگی تھی اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا

میدان میں آجاؤ تاکہ میں تم سے اپنی توہین کا بدلہ لے سکوں یا میں مرجاؤں یا تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں۔

ناگ نے بوڑھے بھیل کی طرف دیکھ کر کہا۔

بابا! یہ سب کچھ کیا ہے؟

بوڑھے بھیل نے افسوس کے ساتھ کہا

بیٹا! تم ہمارے مہمان ہو۔ ہم کبھی بھی نہیں چاہتے کہ ہمارے کسی مہمان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے لیکن دھوی نے حماقت کر کے تمہیں اور خود ہمیں بھی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ اس کے ہونے والے خاوند نے اپنی عزت بچانے کے لئے تمہیں مقابلے کی دعوت دے ڈالی ہے اور ہمارے قبیلے کی مقدس رسم کے مطابق اب تمہارا اور اس کا مقابلہ ہوگا۔ جو زندہ بچ گیا وہی دھوی سے شادی کرے گا۔

ناگ تو سٹ پٹا کر رہ گیا۔ کہنے لگا۔

مگر میں کسی سے مقابلہ کرنے کو تیار نہیں یہ غلط بات ہے۔ میں مقابلہ کرنے سے انکار کرتا ہوں۔

بھیل نوجوان نے ناگ کی طرف نفرت سے دیکھا۔ اور کہا۔

بزدل! تم اس قابل نہیں کہ میری ہونے والی بیوی کے پاس بیٹھ سکو۔ تم مرد نہیں ہو۔ مگر میں بہادر مرد ہوں۔ میں اپنی عزت کے لئے تم سے مقابلہ کروں گا اور یا خود مرجاؤں گا یا تمہیں مرنا ہوگا۔

ناگ نے ایک بار پھر بڑی نرمی سے اس غصیلے بھیل نوجوان کو سمجھانے کی کوشش کی تو وہ جنگل طیش میں آگیا اور اس نے ناگ کو گالی دے دی۔

گالی ناگ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا چہرہ ایک دم سرخ ہوگیا۔ آنکھوں سے آگ کے شرارے سے برسنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ سانپ بن کر اس جنگلی آدمی کو بھسم کر ڈالتا کہ ناگ نے اپنے آپ کو سنبھال لیا کیونکہ وہ ان لوگوں کا نمک کھا چکا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ ان میں سے کسی کو ہلاک کرے۔ ناگ نے بڑی مشکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ضبط کیا۔ مگر اب وہ مقابلے کے لئے تیار ہو چکا تھا وہ بھی اٹھ کر دونوں مشعلوں کے درمیان آ گیا اور بولا۔

مجھے کیا کرنا ہوگا۔ کیا ہمیں خنجروں سے لڑائی کرنی ہوگی یا تیروں سے جنگ کرنی ہوگی!

سارے جنگلی بھیل ان کے گرد دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ نوجوان بھیلنی دھوی بھی ایک طرف اداس چہرہ لئے کھڑی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ اجنبی مہمان نوجوان اس مقابلے میں زندہ نہیں بچ سکے گا۔ اسے سخت افسوس ہو رہا تھا کہ اس کی وجہ سے یہ نوجوان اجنبی موت کے منہ میں جا رہا ہے۔ کاش! وہ اس کے آگے اپنے چاول نہ رکھتی۔ مگر اس نے تو مہمان کی عزت بڑھانے کے لئے ایسا کیا تھا۔ بھیلنی لڑکی دھوی سخت افسوس کے ساتھ کھڑی تھی۔

دو بوڑھے بھیل ایک طرف آ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے قبیلے والوں کو پیچھے پیچھے ہٹ جانے کو کہا۔ سب پیچھے پیچھے ہٹ گئے۔ میدان میں جگہ کھلی ہو گئی۔ چاروں اور مشعلیں لا کر گاڑ دی گئیں۔ کھلی جگہ دن کی طرح روشن ہو گئی۔ ایک طرف ناگ کھڑا تھا۔ اس

کے سامنے دس قدموں کے فاصلے پر بھیلنی کا ہونے والا خاوند جنگلی بھیل کھڑا تھا۔ ناگ نے ایک بار پھر بلند آواز میں سوال کیا

ہمیں کس طریقے سے مقابلہ کرنا ہوگا؟

سب لوگ خاموش ہو گئے۔ رات پہلے ہی سنسان تھی۔ بوڑھے بھیل نے ناگ کی طرف منہ کر کے کہا

اجنبی نوجوان! تم دونوں کے درمیان ایک مٹی کا گھڑا لا کر رکھا جائے گا۔ اس گھڑے میں اس علاقے کا سب سے زہریلا سانپ مہاشیر بند ہے۔ تم دونوں کو باری باری اس گھڑے میں ہاتھ ڈال کر اس زہریلے سانپ کو گردن سے پکڑ کر باہر نکالنا ہوگا۔ جو سانپ کو باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا اور سانپ نے اسے نہ کاٹا وہی دھوی بھیلنی سے شادی کرنے کا حقدار ہوگا۔ جس کو سانپ نے ڈس لیا وہ فوراً مر جائے گا۔ کیونکہ یہ سانپ اتنا زہریلا ہے کہ جس کو کاٹے وہ پانی بھی نہیں مانگتا اور وہیں گر کر مر جاتا ہے۔

ناگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ اسے خطرہ تھا کہ اگر خنجروں یا تیروں کی جنگ کرنی پڑی تو اسے زخم لگ سکتا تھا۔ وہ زخمی ہو سکتا تھا۔ سانپ کو گھڑے سے باہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکالنے کا معاملہ کھلا تو ناگ بے فکر ہو گیا۔ مگر وہ ہ
بھی نہیں چاہتا تھا کہ نوجوان جنگلی بھیل موت کا شکار ہو۔
بوڑھے بھیل نے ڈھول بجا کر حکم دیا کہ جھونپڑے
سے مہاشیر سانپ کے گھڑے کو نکال کر باہر لایا جائے۔ اسی
وقت دو بھیل ایک جھونپڑے کی طرف بھاگے۔ جب باہر
نکلے تو انہوں نے ایک گھڑا اٹھایا ہوا تھا جس کا منہ کپڑے
سے بند تھا۔ انہوں نے یہ گھڑا میدان میں لاکر ناگ
اور جنگلی نوجوان کے درمیان رکھ دیا جنگلی نوجوان نے چلا کر
ناگ سے کہا۔

مت کال! تم نے میری توہین کرنے میں پہل کی ہے
اب گھڑے میں ہاتھ ڈال کر سانپ پکڑنے میں بھی تم
پہل کرو گے۔ گھڑے میں ہاتھ ڈال کر سانپ کو باہر نکالو۔
ناگ نے بوڑھے بھیل کی طرف دیکھا اور کہا

بابا! کیا یہ مقابلہ رکوایا نہیں جا سکتا۔ میں معافی
مانگ لیتا ہوں۔

اس پر جنگلی نوجوان غضبناک ہو کر گرجا

خبردار جو معافی کا نام لیا۔ میری توہین کا بدلہ اسی
طرح چکایا جائے گا کہ یا تم نہیں یا میں نہیں۔ ڈالو
گھڑے میں ہاتھ۔

ناگ نے جنگلی نوجوان کی طرف دیکھا۔ مشعلوں کی روشنی
میں اس کا گہرا سانولا چہرہ انگارے کی طرح دہک رہا
تھا۔ اس نے کہا

اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو میں تیار ہوں۔

ناگ گھڑے کی طرف بڑھا۔ گھڑے کے اندر زہریلا
مہاشیر سانپ تو پہلے ہی سے بے تاب ہو رہا تھا اس نے
ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ ناگ نے گھڑے کے
پاس جا کر محسوس کیا کہ اندر سانپ اسے سلام کرنے کے لئے
بے چین ہو رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں پر یہ
بھید کھلے کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ چنانچہ اس نے گھڑے
پر جھک کر سانپوں کی زبان میں سانپ سے کہا۔

خبردار! مجھے ہرگز سلام مت کرنا۔ کسی کو پتہ نہیں
چلنا چاہیئے کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔

گھڑے میں مہاشیر سانپ جو بے چینی سے بل کھا رہا تھا اور باہر
نکل کر ناگ دیوتا کو سلام کرنے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا ایکدم
خاموش ہو گیا۔ ناگ نے آہستہ سے گھڑے کے منہ پر بندھا
ہوا کپڑا کھول دیا۔ جنگلی بھیل جیسے ساکت ہو گئے۔ سب
کی نظریں ناگ پر لگی تھیں۔ انہیں یقین تھا کہ ناگ سانپ
کو پکڑنے کے لئے جونہی گھڑے کے اندر ہاتھ ڈالے گا سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے ڈس دے گا اور یہ بے چارہ سیدھا سادا اجنبی نوجوان دیکھتے ہی دیکھتے ہلاک ہو جائے گا۔

ناگ نے اپنا ہاتھ گھڑے میں ڈال دیا۔ بھیلنی لڑکی دھوی کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے یہ نوجوان مت کال موت کے منہ میں جا رہا تھا اسے اپنی غلطی کا شدید احساس ہو رہا تھا۔ پھر سب لوگوں کے منہ مارے حیرت کے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ ان سب کو جیسے سانپ نے مونگھ لیا تھا۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ ناگ نے گھڑے میں سے زہریلے سانپ کو گردن سے پکڑ کر باہر نکال لیا تھا۔ زہریلا مہاشیر سانپ ناگ کے ہاتھ میں تھا اور اس نے اپنا ہاتھ مشعل کی روشنیوں میں بلند کر دیا تھا۔ وہ سب کو گردن سے پکڑا ہوا سانپ دکھا رہا تھا۔ بوڑھا بھیل مارے حیرت کے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دونوں بازو بلند کئے اور کہا

اجنبی نوجوان مت کال نے سب کے سامنے مہاشیر سانپ کو گھڑے سے باہر نکال لیا ہے اور سانپ نے اسے نہیں کاٹا۔ سب دیکھ لیں۔

پھر ناگ کی طرف مخاطب ہو کر کہا

مت کال! سانپ کو گھڑے میں ڈال دے اب

ہمارے نوجوان کی باری ہے۔

بھیلنی بھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے ناگ کو تک رہی تھی اسے جہاں اس بات کی خوشی ہوئی کہ اس کی وجہ سے جہان نوجوان کو جو موت آنی تھی وہ ٹل گئی ہے۔ وہاں اب اسے یہ غم نڈھال کرنے لگا تھا کہ یہ سانپ اس کے منگیتر کو ضرور ڈس دے گا۔ کیونکہ آج تک جتنے مقابلے بھی ہوئے تھے ان میں جس پہلے نوجوان نے گھڑے میں ہاتھ ڈالا تھا وہ سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہو گیا تھا۔

ناگ نے سانپ کو واپس گھڑے میں ڈال کر اس کا منہ کپڑے سے بند کر دیا اور وہ بوڑھے بھیل کی طرف دیکھ کر بولا۔

بابا! میں یہاں مقابلہ ختم کر دینا چاہتا ہوں۔

تم کون ہوتے ہو ایسا کرنے والے؟ جنگلی نوجوان نے چیخ کر کہا۔ خبردار تم میری توہین کر رہے ہو۔ میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں تمہیں سانپ پکڑ کر دکھاتا ہوں۔

جنگلی نوجوان یعنی بھیلنی کا منگیتر گھڑے کی طرف بڑھا۔ بھیلنی لڑکی کا اوپر کا سانس اوپر رہ گیا۔ جنگلی نوجوان سخت جوش میں تھا۔ اس نے گھڑے کے منہ سے کپڑا نوچ کر پرے پھینک دیا اور ایک دم سے گھڑے میں ہاتھ ڈال کر سانپ کو پکڑ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر نکل لیا۔ مگر اتنی دیر میں سانپ اسے ڈس چکا تھا۔

جنگلی نوجوان سانپ کو لہرا کر چیخ رہا تھا۔

میں نے مہاشیر ناگ کو پکڑ لیا ہے۔

سب جنگلی زور سے نعرے لگانے لگے۔ مگر بوڑھے بھیل کا چہرہ اتر گیا تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ جنگلی نوجوان نے سانپ کو کمر سے پکڑ رکھا ہے اور اس کی ٹانگیں کانپنے لگی ہیں۔ پھر سانپ اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور جنگلی نوجوان دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔

چاروں طرف لوگوں میں شور مچ گیا۔ بھیلنی لڑکی چیخ مار کر اپنے ہونے والے خاوند کے اوپر گر پڑی اور زار و قطار رو رہی تھی۔ جنگلی نوجوان پر موت کی نیند آچکی تھی۔ بوڑھے بھیل نے ہاتھ بلند کر کے چلا کر کہا

وہ مقابلہ ہار گیا ہے۔ اسے بہادر کی موت مرنے دو

مہاشیر ناگ کے کاٹے کا کوئی منتر کوئی علاج نہیں ہے

اب ناگ نے آگے بڑھ کر کہا

اس کا منتر مجھے آتا ہے

سب ناگ کا منہ تکنے لگے۔ بھیلنی لڑکی اپنے منگیتر کی لاش سے چمٹی روئے جا رہی تھی ناگ نے کہا

لاش کو اکیلی چھوڑ دو۔ پیچھے پیچھے ہٹ جاؤ۔

بوڑھا بھیل بولا۔

مت کال! مہاشیر سانپ کا کوئی منتر نہیں ہے

تم ہمارے دیوتا کی توہین کرو گے۔

ناگ نے چیخ کر کہا

سب چپ ہو جاؤ۔ وقت ضائع مت کرو۔ پیچھے پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں مہاشیر سانپ کو بلانے کا منتر پڑھنے لگا ہوں۔

سب لوگ پیچھے پیچھے ہٹ گئے۔ ناگ نے سانپوں کی زبان میں مہاشیر سانپ سے کہا

مہاشیر! اس نوجوان کے جسم سے سارا زہر چوس کر باہر پھینک دو۔

مشعلوں کی روشنی میں لوگوں نے دیکھا کہ جو سانپ گھڑے میں واپس چلا گیا تھا وہ گھڑے میں سے ایک دم سے نکلا اور رینگتا ہوا جنگلی نوجوان کی لاش کے پاس آکر رک گیا۔ ہر کوئی سناٹے میں تھا۔ سب کے ہونٹوں پر چپ لگی تھی بھیلنی لڑکی کے ہونٹ غم کی شدت سے کپکپا رہے تھے۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کا ہونے والا خاوند بچ سکے گا۔

لیکن مہاشیر سانپ نے جنگلی نوجوان کو جہاں کاٹا تھا وہاں منہ رکھ کر زہر واپس چوسنا شروع کر دیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مہاشیر سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے جنگلی نوجوان کے جسم کا سارا زہر کھینچ کر زمین پر تھوک
اور ناگ کے حکم سے واپس گھڑے میں چلا گیا۔ ناگ بونی
منہ میں کوئی بے معنی سا منتر پڑھ رہا تھا تاکہ لوگوں کو اسکی غیبی
طاقت پر شک نہ ہو۔

جنگلی نوجوان کے جسم سے زہر نکل گیا تو اسے ہوش آگیا اور
نے آنکھیں کھول دیں اور بولا

کیا میں زندہ ہوں؟

ناگ نے آگے بڑھ کر کہا

ہاں میرے بھائی! تم زندہ ہو۔ جہاں شیر سانپ
تمہیں ڈس دیا تھا مگر میرے منتر نے تمہاری جان بچالی

جنگلی نوجوان نے لیٹے لیٹے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور کہا

تم جیت گئے۔ میں ہار گیا۔ تم میری منگیتر سے
کر سکتے ہو۔ اب وہ میری منگیتر نہیں ہے۔

سب جنگلیوں نے خوشی سے نعرے لگائے بوڑھے بھیل
ناگ کو مبارکباد دی کہ وہ بھیلنی سے بیاہ کر رہا ہے اور قبیلے
کی عزت اس کو سونپی جا رہی ہے۔ ناگ گھبرا گیا اس نے کہا

مگر میں۔ میں شادی نہیں کر سکتا۔

بوڑھا بھیل ایک دم غضبناک ہوگیا۔

شادی سے انکار کر کے تم ہمارے قبیلے کی توہین

نہیں کر سکتے۔ یہ ہماری عزت کا معاملہ ہے۔ تمہیں دھوی
کو قبول کرنا ہی پڑے گا۔

ناگ نے بھیلنی لڑکی دھوی کی طرف دیکھا۔ دھوی نے سر جھکا دیا
گویا قبیلے کی رسم کے مطابق وہ بھی ناگ سے شادی کرنے پر
تیار ہو چکی تھی۔ جنگلی لوگ اپنے قبیلے کی رسموں کے بارے
میں بڑے سخت ہوتے ہیں۔ وہ ان رسموں پر اپنے جذبات
کو بھی قربان کر دیتے ہیں۔ صدیوں سے ان کی نفسیات
ایسی بن گئی ہیں کہ اب ان پر وقتی جذبات کا کوئی اثر نہیں
ہوتا۔ چنانچہ بھیلنی لڑکی دھوی جو پہلے اپنے منگیتر کے لئے
بے چین تھی۔ قبیلے کے فیصلے کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھی
بدل گیا اور وہ ناگ سے بیاہ کرنے پر دل سے راضی ہو
گئی۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہ جنگلی نوجوان جو اس سے
پہلے بھیلنی دھوی کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو
تیار ہوگیا تھا اب ناگ سے بار بار یہی کہہ رہا تھا۔

مت کال! تم نے میری جان بچائی تمہارا شکریہ
لیکن اب دھوی سے بیاہ کر کے ہمارے قبیلے کی عزت
بھی بچا لو۔

ناگ عجیب پریشانی میں پھنس گیا تھا۔ آخر اس نے دل میں
یہی فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کے سامنے ہاں کر دے اور صبح ہوتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی خاموشی سے وہاں سے کھسک جائے۔ اسے کون روک سکتا ہے وہ تو پرندہ بن کر بھی اڑ جائے گا۔ قبیلے کے بوڑھے مردوں اور عورتوں نے اسی وقت بھیلنی لڑکی دھومی کو دلہن بنا دیا۔ پھولوں کے ہار اس کے گلے میں ڈالے اور وہ دلہن بنا کر ناگ کے پاس بٹھا دی گئی۔ ناگ سٹ پٹایا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پھر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ وہ صبح ہوتے ہی یہاں سے بھاگ جائے گا۔

دو عورتوں نے گرم دودھ پیالے میں ڈال کر پیالے کو دونوں کے سروں کے اوپر سات بار گھمایا اور ہر طرف شور مچ گیا۔ شادی ہوگئی۔ شادی ہوگئی۔ شادی ہوگئی۔ بھیلنی لڑکی دھومی نے اپنا ماتھا۔ ناگ کے قدموں کے ساتھ لگا دیا۔ ناگ نے جلدی سے پاؤں پیچھے کھینچ لئے اور بولا۔

یہ کیا کرتی ہو دھومی؟

دھومی نے سر اٹھا کر کہا

تم میرے دیوتا ہو۔ میرے خاوند ہو۔ اب میں تیرے قدموں میں جیئوں گی تیرے قدموں میں مروں گی۔

ناگ کو سخت پشیمانی کہ وہ اس گاؤں میں کیوں آگیا۔ اسے اس گاؤں پر سے اڑتے ہوئے آگے نکل جانا چاہیئے تھا۔ خواہ مخواہ ایک لڑکی کی زندگی میں اس نے ہلچل مچا دی۔ وہ تو چلا جائیگا

مگر خدا جانے بعد میں اس لڑکی کا یہاں کیا حال ہوگا۔ یہ لوگ اس کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے۔ ناگ نے کہا

ٹھیک ہے ٹھیک ہے دھومی۔ اب تم اٹھ کر بیٹھ جاؤ۔

دو بوڑھی عورتیں آگے بڑھیں۔ انہوں نے ناگ اور بھیلنی لڑکی دھومی کو ایک جھونپڑی میں لے جاکر کہا کہ اب یہی تمہارا گھر ہے۔ جھونپڑی کا دروازہ بند کرکے وہ چلی گئیں۔ دھومی ناگ کے پاؤں دبانے لگی۔

میرے دیوتا! مجھے چھوڑ کر مت جانا۔ جہاں جاؤ گے مجھے بھی اپنے ساتھ لے جانا نہیں تو یہ لوگ مجھے مگرمچھوں کے غار میں پھینک دیں گے جس عورت کا خاوند اسے چھوڑ کر چلا جائے اسے ہمارے قبیلے کے رواج کے مطابق مگرمچھوں کے غار میں پھینک دیا جاتا ہے۔

ناگ تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ کس مصیبت میں پھنس گیا تھا۔ دھومی کو ساتھ لے جا نہیں سکتا۔ پیچھے چھوڑتا ہے تو بیچاری بے گناہ معصوم لڑکی کو مگرمچھ کھا جاتے ہیں۔ کرے تو کیا کرے ناگ کا ذہن تیزی سے کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا کہ یہ مصیبت اس کے ساتھ بھی نہ جائے اور اس کی جان بھی بچ جائے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ دھومی غلط نہیں کہہ رہی۔ قبیلے کی رسم ورواج سے وہ خوب واقف ہوگیا تھا۔ اگر وہ معصوم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکی کو چھوڑ کر چلا گیا تو جیسا کہ وہ کہہ رہی ہے قبیلے والے اسے ضرور مگرمچھوں کے آگے پھینک دیں گے جو دیکھتے ہی دیکھتے اس کی تکا بوٹی کر کے نگل جائیں گے ۔ ناگ کے دماغ میں کوئی ایسی ترکیب نہیں آ رہی تھی ۔ وہ ساری رات یہی سوچتا رہا۔ بھیلنی لڑکی دھومی سو گئی تھی ۔ ناگ نے ایک بار جھونپڑی کے باہر نکل کر دیکھا ۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے ۔ رات خاموش اور سنسان تھی ۔ ناگ نے کئی بار سوچا کہ وہ عقاب بن کر اڑ جائے ۔ مگر جب اسے یہ خیال آتا کہ وہ چلا گیا تو قبیلے والے اپنی رسم کے مطابق اس بے چاری لڑکی کو مگرمچھوں کے غار میں ڈال دیں گے تو وہ وہیں رک جاتا ۔ جیسے کوئی اس کے پاؤں جکڑ لیتا اور اس کا دل کہتا کہ ناگ یہ ظلم مت کرنا آخر اس لڑکی بے چاری کا کیا قصور ہے کہ اسے ناگ کی خاطر موت کے منہ میں ڈال دیا جائے ۔

ناگ نے ساری رات بے چینی میں گزار دی ۔ صبح اٹھا تو قبیلے والوں نے اس کی زبردست آؤ بھگت کی ۔ اس کی اور بھیلنی لڑکی دھومی کی دعوت کی گئی ۔ بوڑھے بھیل نے ناگ سے کہا

بیٹا مت کال ! اب تو اسی گاؤں میں ہمارے ساتھ رہ لے یہاں تمہیں ہم زمین کا ایک ٹکڑا دے

دیں گے ۔ ساری زندگی اپنی بیوی دھومی کے ساتھ آرام سے بسر کرنا ۔ اور تمہارے پاس تو سانپ کا منتر بھی ہے تم سانپوں کا کاروبار بھی شروع کر سکتے ہو ۔ بہت پیسے بنا لو گے ۔

ناگ دل میں سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں کیسے رہ سکتا ہے ۔ بھلا؟ اسے تو ماریا کو چیڑے کی بدروح سے نجات دلانا ہے ۔ پھر عنبر کیٹی اور تھیوسانگ سے جا کر ملنا ہے اور اپنے کبھی نہ ختم ہونے والے سفر پر روانہ ہو جانا ہے ۔ ناگ نے لڑکی دھومی کی بات کی پرکھ کرنے کے لئے بوڑھے بھیل سے پوچھا کہ جب کسی کی اس طریقے سے شادی ہوتی ہے تو اگر خاوند اپنی بیوی کو چھوڑ جائے تو پھر کیا ہوتا ہے ؟ بوڑھے بھیل کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے ۔ اس نے کہا

بیٹا مت کال ! ہمارے قبیلے میں جب اس طرح مقابلے کی شادی ہوتی ہے اور کوئی منگیتر لڑکی اپنے منگیتر سے چھوٹ کر دوسرے جیتنے والے نوجوان سے شادی کر لیتی ہے تو پھر اس کی زندگی اسی نوجوان کے ساتھ بسر ہوتی ہے ۔ اگر اس کا خاوند اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو ہم قبیلے کی رسم کے مطابق اس لڑکی کو مگرمچھوں کے غار میں پھینک دیتے ہیں جہاں بھوکے مگرمچھ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فوراً کھا جاتے ہیں

ناگ خاموش ہوگیا۔ بوڑھے بھیل نے کہا

بیٹا مت کال! کہیں تم بھی اس طرح تو نہیں سوچتے؟ ایسا ہرگز مت سوچنا۔ اگر تم دھومی کو چھوڑ کر چلے گئے تو ہم تمہارا پیچھا تو نہیں کریں گے لیکن دھومی کو ضرور مگرمچھوں کے غار میں پھینک دیں گے۔

ناگ کو یقین ہوگیا کہ دھومی غلط نہیں کہہ رہی تھی اور یہ جنگلی لوگ اس کے جانے کے بعد لڑکی دھومی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس نے بوڑھے بھیل سے کہا

نہیں بابا۔ میں ایسا کیسے سوچ سکتا ہوں۔ میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔

جوں جوں وقت گزر رہا تھا ناگ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے بہت جلد کملانگر پہنچ کر مندر کی دیوداسی چندریکا سے وہ منتر پوچھنا تھا جس کی مدد سے وہ مادیا کو سپیرے کی بدروح سے آزاد کرا سکتا۔ اسے ابھی تک یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ سپیرے کی بدروح کہاں ہے؟ اتنا اسے یقین تھا کہ وہ اس کے پیچھے لگی ہوگی کیونکہ وہ ناگ سے اپنی موت کا بدلہ لینا چاہتی ہے۔ مشکل یہ آن پڑی تھی کہ اگر وہ وہاں بھیلنی لڑکی کو جواب قبیلے کی رسم کے مطابق اس کی بیوی بن گئی تھی۔

پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ مار دی جاتی ہے اور اگر ساتھ لے کر چلتا ہے تو اسے کہاں ساتھ لئے لئے پھرے گا وہ اس کے ساتھ کہاں تک چل سکے گی۔ کئی بار ناگ کو عقاب بن کر اڑنا پڑے گا۔ کئی بار سانپ بن کر جنگل میں رینگنا پڑے گا۔ تب وہ دھومی کو کہاں رکھے گا؟

آخر ناگ کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی۔ اس نے بوڑھے بھیل اور دھومی کی ماں سے کہا کہ میں کچھ دنوں کے لئے کملانگر جاتا ہوں۔ دھومی کو اپنے پاس رکھیں۔ دو ایک ماہ بعد واپس آؤں گا اور پھر دھومی کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ دھومی بھی اس کے ساتھ ہی جائے گی۔ اگر وہ اسے پیچھے چھوڑ کر جائے گا تو گاؤں والے اسے مگرمچھوں کے غار میں ضرور پھینک دیں گے۔ کیونکہ مقابلے کی شادی جب ہوتی ہے تو خاوند کم از کم پہلے پانچ برس اپنی بیوی سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتا۔ نہ بیوی اس سے الگ ہو سکتی ہے اب تو ناگ نے ہتھیار ڈال دیئے اور بولا۔

ٹھیک ہے میں پھر دھومی کو بھی اپنے ساتھ ہی لئے چلتا ہوں۔

جب بھیلنی لڑکی دھومی کو پتہ چلا کہ اس کا خاوند ناگ اسے اپنے ساتھ کملانگر لئے جا رہا ہے تو وہ بڑی خوش ہوئی کہ اس کے خاوند نے اس کی عزت رکھ لی اور اسے سوت کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حوالے نہیں کیا۔ ورنہ وہ فرار ہوکر بھلی جا سکتا تھا۔ وہ ناگ کے قدموں پر گر پڑی اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بولی۔

میرے دیوتا! میرے پتی دیو! آپ نے میری جان بچائی ہے اور عزت بھی..... میں آپ کی ساری زندگی خدمت کروں گی۔ آپ جہاں لے جائیں گے میں جاؤں گی۔ جو روکھی سوکھی کھانے کو دیں گے کھا لوں گی جو پہنائیں گے شوق سے پہن لوں گی۔

ناگ کے سر پر ابھی تھوڑے تھوڑے بال ہی اُگے تھے۔ پھر بھی اس کا جی چاہا کہ اپنے بال نوچ لے۔ یہ بھیلنی لڑکی دھومی تو اس کے ساتھ چپکا دی گئی تھی یہ حالات اور واقعات کی ستم ظریفی تھی وہ کیا کہہ سکتا تھا بولا۔

ٹھیک ہے دھومی! تم میرے ساتھ ہی جاؤ گی۔

قبیلے والوں نے ناگ اور دھومی کو بڑی گرمجوشی سے الوداع کیا۔ دونوں کو گھوڑوں پر سوار کرا کر ساتھ کھانے پینے کی چیزیں باندھ دیں۔ ناگ نے دھومی کو ساتھ لیا اور قبیلے والوں سے جدا ہو کر جنگل میں اس چھوٹے سے راستے پر چل پڑا جو ایک قریبی شہر کو جاتا تھا۔ پروگرام یہ تھا کہ وہاں سے وہ ایک قافلے کو پکڑیں گے اور اس کے ساتھ جنوبی شہر کملانگر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ مگر اس طرح ناگ کو چار مہینے سفر میں

ہی لگ جاتے جو وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ بھلا جو شخص ہوا میں اڑ کر ایک ہی دن میں کملانگر پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ کیسے ایک قافلے کے ساتھ دو مہینوں تک چلتا رہتا مگر ناگ اس لڑکی دھومی پر اپنی خفیہ طاقت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

سارا دن وہ جنگل میں سفر کرتے رہے۔ راستے میں انہوں نے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ گھوڑوں کو بھی پانی پلایا۔ رات کو ایک چھوٹا سا شہر آگیا جو ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے آباد تھا۔ یہاں وہ ایک سرائے میں اترے چھوٹی سی کوٹھڑی انہیں مل گئی۔ ناگ کو چلتے وقت بوڑھے بھیل نے کچھ سکے دے دیئے تھے جو اس کے کام آئے۔ بھیلنی لڑکی دھومی اگرچہ جنگلی قبیلے سے تعلق رکھتی تھی مگر بے حد خوبصورت تھی۔ اس کی شکل پر بڑی معصومیت تھی جو کوئی دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ سرائے میں انہوں نے رات گزاری۔ دن ہوا تو دھومی دریا پر روز کی طرح نہانے چلی گئی اپنے گھر میں بھی وہ ہر روز صبح ندی پر نہانے جایا کرتی تھی۔ ناگ بھی گھوڑوں کو لے کر پانی پلانے اس کے ساتھ چل پڑا۔

دھومی ایک جگہ دریا کے کنارے جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھ کر نہانے لگی۔ ناگ تھوڑے فاصلے پر گھوڑوں کو پانی پلانے لگا۔ دو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غنڈے صبح ہی سے دھوبی کے پیچھے لگے تھے۔ دھوبی ایسی خوبصورت لڑکی کو اغوا کر کے وہ کسی راجہ کے محل میں فروخت کرنا چاہتے تھے۔ انہیں بڑے انعام اکرام ملنے کی امید تھی۔ چنانچہ جب دھوبی نہانے کے لئے دریا کی طرف چلی تو دونوں غنڈے بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے تھے۔ ناگ گھوڑوں کو پانی پلا رہا تھا کہ اچانک اسے دھوبی کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ وہ گھوڑوں کو وہیں چھوڑ کر دھوبی کی مدد کو بھاگا۔ جھاڑیوں کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ غنڈوں نے دھوبی کو پکڑ رکھا تھا۔ ایک نے تیز دھار خنجر دھوبی کی گردن پر رکھا ہوا تھا۔ دوسرے نے نیزہ تان رکھا تھا ناگ کو دیکھتے ہی ایک غنڈہ بولا۔

اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو ہم تیری بیوی کو جان سے مار ڈالیں گے۔ چپکے سے واپس چلا جا۔

ناگ بھلا واپس جانے والا کب تھا۔ مگر دھوبی کی زندگی بھی خطرے میں تھی۔ اگر وہ ذرا سی بھی غلطی کرتا ہے تو غنڈے واقعی دھوبی کو ہلاک کر سکتے تھے۔ ناگ وہیں رک گیا۔ اس نے کہا۔

بھائیو! تم نے میری بیوی کو کیوں پکڑ رکھا ہے؟

غنڈے نے قہقہہ لگایا اور ساتھی سے کہنے لگا۔

ارے بھلوا! اس بدھو کو سمجھاؤ کہ ہم نے اس کی

سُندر بیوی کو کیوں پکڑا ہے

ارے غنڈے نے نیزے کی نوک ناگ کی طرف کی اور بولا۔

ارے بدھو کے باوا تیری بیوی سندر ہے ہم اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ ہم اس کے ساتھ شادی رچائیں گے۔

اور دونوں قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ وہاں دریا پر اور کوئی نہیں تھا۔ آس پاس کا سارا علاقہ ویران تھا۔ کہیں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ دھوبی بے چاری کی بُری حالت ہو رہی تھی خوف سے اس کی آنکھیں باہر نکل آئی تھیں۔ خنجر کی نوک اس کے نزدیک گلے میں چبھ رہی تھی اس کے حلق سے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ یہاں چالاکی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا

اچھا بھائیو! میری طرف سے تمہیں اجازت ہے تم میری بیوی کو لے جاؤ۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔

اس پر غنڈے بہت خوش ہوئے مگر دھوبی نے چیخ کر کہا

مت کمال! تو بزدل ہے۔ بے غیرت ہے۔ کاش میں تیرے سے بیاہ نہ کرتی۔

اور غنڈے اسے کھینچتے ہوئے جنگل کی طرف لے گئے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگرمچھوں کا غار

بھیلنی لڑکی دھومی چیخ رہی تھی۔ چلا رہی تھی۔
وہ بار بار ناگ کو بزدل کہہ رہی تھی۔ اسے ناگ کی طاقت کا ابھی علم نہیں تھا۔ ناگ نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر گہرے سیاہ رنگ کے انتہائی زہریلے کوبرا سانپ کا روپ بدلا۔ اور غضبناک ہو کر غنڈوں کے پیچھے جنگل کی طرف چلا۔ وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جنگل کے درختوں میں اس جگہ آگیا۔ جہاں اس نے دیکھا کہ غنڈوں نے دھومی کو زمین پر لیٹا رکھا تھا اور اس کے منہ میں ایک غنڈہ کپڑا ٹھونس رہا تھا اور دوسرا اس کے ہاتھ پیچھے باندھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایک غنڈے نے اپنے پیچھے سانپ کی پھنکار کی آواز سنی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا ہی تھا کہ سانپ نے اسے ڈس دیا۔ دوسرے غنڈے نے خنجر سے سانپ پر وار کیا۔ ناگ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور پھر چھلانگ لگائی اور دوسرے

ے کی گردن کو جکڑ کر اس کے منہ پر ڈس کر اپنا باقی زہر
کے خون میں شامل کر دیا۔ ناگ کسی کو غضبناک ہو کر کاٹے
لا بچ جائے؟ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پہلا غنڈہ تو
ش میں بدل گیا تھا۔ دوسرے غنڈے کا بھی ایک
کے اندر اندر یہی حال ہو گیا۔ وہ بھی نیلا پڑ گیا۔ دونوں
وں کی لاشوں کا گوشت پانی بن کر بہنے لگا۔ ایسے لوگوں
کی سزا ہونی چاہیئے تھی۔ دھومی زمین پر لیٹی تھر تھر کانپتے
ے گہرے کالے سانپ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ اب اس
گا ہے اب سانپ اسے ڈس دے گا۔
ن ناگ بھلا ایسا کیوں کرتا۔ ناگ وہاں سے دور جا کر
اپنی انسانی شکل بدل سکتا تھا مگر اس طرح سے دھومی کے
ے یہ خیال کبھی نہیں جا سکتا تھا کہ ناگ بزدل ہے۔
ک نے اسے غنڈوں کے چنگل سے نہیں بچایا۔ چنانچہ
نے وہیں سانپ سے انسان کی شکل اختیار کر لی۔ دھومی
سانپ کو اپنے خاوند کی شکل میں بدلتے دیکھا تو اس کا
زرد ہو گیا۔ ہونٹ خشک ہو گئے وہ سمجھ گئی کہ اس
ر کوئی دیوتا ہے آکاش کا کوئی اوتار ہے۔ جلدی سے
ناگ کے قدموں پر گر پڑی اور اس کے پاؤں
ر بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے دیوتا! مجھے معاف کر دو۔ میں نے تم
بزدل کہا، بے غیرت کہا تم بزدل اور بے غیرت نہیں
تم تو آکاش کے دیوتا ہو۔ مجھے معاف کر دو۔

ناگ نے دھومی کو کاندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور کہا۔

دھومی! میں تمہیں اپنا اصلی روپ نہیں دکھ
چاہتا تھا۔ لیکن تم نے مجھے مجبور کر دیا۔ اگر تم مجھے بز
ہونے کا طعنہ نہ دیتیں تو میں تمہیں اپنا اصلی روپ
کبھی نہ دکھاتا۔ اب جبکہ تم نے میرا اصلی روپ دیکھ لیا
تو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میرا اصلی نام ناگ
اور میں ناگ دیوتا ہوں۔ اس دھرتی اور سمندر کے سا
سانپ میرے غلام ہیں میں ان کا دیوتا ہوں۔ یہی وجہ
کہ تمہارے تعلیے کے گھڑے میں بند مہاشیر ناگ نے
نہیں کاٹا تھا۔ میں جس شکل میں چاہوں آ سکتا ہوں
روپ چاہے اختیار کر سکتا ہوں۔ ویسے جس شکل میں تم
دیکھ رہی ہو اور جس شکل میں میں تمہارے گاؤں میں
تھا یہ میری اصلی انسانی شکل ہے۔

دھومی تو ناگ کے قدموں میں بچھ گئی۔ عقیدت سے اس
آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور جسم لرز رہا تھا۔ ناگ نے اس
تسلی دی اور کہا

میں اگر چاہتا تو تمہیں تمہارے گاؤں میں چھوڑ کر
آ سکتا تھا مگر میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے بعد
تعلیے والے تمہیں مگرمچھوں کے غار میں پھینک دیں۔ اس
لئے تمہیں ساتھ لے آیا۔ مجھے شادی کی ضرورت نہیں۔ مگر
تمہاری زندگی کی خاطر مجھے ایسا کرنا پڑا۔ اب تم کو بتاتا
ہوں کہ میری ایک بہن بھی ہے جس کا نام ماریا ہے۔
جس پر ایک سپیرے کی بدروح نے طلسم کر کے اس
پر قبضہ کر رکھا ہے۔ میں اسے سپیرے کی بدروح سے
نجات دلانے کے سلسلے میں کملانگر جا رہا ہوں۔ وہاں
کملانگر کے مندر کی ایک دیوداسی چندریکا ہے اسے سپیرے
کی بدروح کا توڑ معلوم ہے۔ تم میرے ساتھ رہو گی۔ مگر
ایک وعدہ کرو کہ تم میری خفیہ طاقت کے بارے میں میری
اجازت کے بغیر کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی۔

کملا نے ہاتھ باندھ کر کہا

میرے دیوتا! میں کبھی اپنی زبان نہیں کھولوں گی میں
تو تمہاری غلام ہوں تم جیسا کہو گے ویسے ہی کروں گی۔ میری بھگوان
سے پرارتھنا ہے کہ تمہاری بہن ماریا پر سے سپیرے کی
بدروح کا جادو ٹوٹ جائے۔

ناگ نے دھومی کو ساتھ لیتے ہوئے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آؤ اب اپنے سفر پہ روانہ ہوتے ہیں

دھومی نے کہا۔

ہمارے گھوڑے کہاں ہیں میرے دیوتا؟

ناگ نے مسکرا کر کہا

اب ہمیں گھوڑوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم

میں اڑ کر کملانگر جائیں گے۔

دھومی نے سر جھکا دیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس کا

ناگ دیوتا ہے اور وہ ہوا میں بھی اڑ سکتا ہے۔ ناگ

اسے لے کر جنگل کے باہر دریا کنارے ایک ویران جگہ

آگیا۔ اس نے دھومی سے کہا

میں ایک بڑے راج ہنس کی شکل اختیار

لگا ہوں تم میری گردن پر سوار ہو جانا۔ خبردار ڈرنا

نہیں۔ تم اگر نیچے پھسل بھی پڑیں تو میں تمہیں

لوں گا کیا تم تیار ہو؟

ہاں میرے دیوتا۔ دھومی نے سر ہلا کر کہا

بھولی لڑکی دھومی حیران نظروں سے ناگ کی طرف دیکھ

تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ناگ نے سانس اندر کو

اور دوسرے لمحے اس کی جگہ زمین پر ایک بہت بڑا

رنگ کا راج ہنس موجود تھا۔ راج ہنس نے دھومی

لرن دیکھا اور اسے ناگ کی آواز آئی۔

دھومی! میری گردن پر جم کر بیٹھ جاؤ۔

دھومی کچھ ہچکچاتے ہوئے راج ہنس یعنی ناگ کی گردن

پر سوار ہو گئی ناگ نے کہا

میری گردن سے چمٹ جاؤ میں اڑنے لگا ہوں۔

ھومی نے ایسا ہی کیا وہ ناگ کی یعنی راج ہنس کی گردن

ے چمٹ گئی۔ ناگ تھوڑا سا دوڑا۔ پھر اس نے اپنے

ورائی جہاز ایسے پَر پھیلا کر پھڑ پھڑائے اور زمین سے اڑان

کر فضا میں بلند ہونے لگا۔ دھومی نے ڈر کے مارے

آنکھیں بند کر لیں۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ یہ دیکھ

کر تھر تھر کانپنے لگی کہ اس کے نیچے کھیت اور درخت چھوٹے

چھوٹے لگ رہے تھے۔ راج ہنس تیزی سے بادلوں کو چیرتا

ہوا اڑتا چلا جا رہا تھا۔

ناگ نے دھومی سے کہا

دھومی! گھبرانا نہیں۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔

دھومی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔ راج ہنس

کی رفتار اتنی تیز تھی کہ نیچے جنگل دریا پہاڑ اور ویران میدان

بڑی تیز رفتاری سے گزر رہے تھے۔ کئی چھوٹے چھوٹے گاؤں

بھی آئے جو پیچھے گزر گئے۔ آخر دُور دن کی روشنی میں ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر کی آبادی دکھائی دی۔ اس آبادی میں کہیں کہیں مندروں کے اونچے اونچے کلس دھوپ میں چمک رہے تھے ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ یہی کملانگر کا شہر ہے۔ دھومی تم ہوش میں ہو ناں؟

ہوں۔ بڑی مشکل سے دھومی نے کہا

ناگ سمجھ گیا کہ دھومی ڈری ہوئی ہے۔ اس نے نیچے آنا شروع کر دیا۔ دھومی ابھی تک راج ہنس کی گردن سے چمٹی ہوئی تھی۔ راج ہنس غوطہ لگا کر نیچے اور نیچے آگیا یہاں تک کہ وہ شہر کی دیوار کے قریب ہی زمین پر اتر گیا راج ہنس کے پاؤں زمین پر لگے تو دھومی کی جان میں جان آئی۔ وہ جلدی سے راج ہنس کی گردن سے نیچے کود گئی ناگ نے فوراً انسانی شکل بدل لی اور کہا

دھومی! یہاں ایک مندر ہے۔ جو ن چندریکا نامی کی ایک دیوداسی ہے۔ مجھے اس دیوداسی کی تلاش ہے دھومی کہنے لگی۔

میرے دیوتا! یہ تو شہر میں داخل ہو کر ہی معلوم ہو سکے گا۔

ناگ نے دھومی کو ساتھ لیا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کا

غلط نہیں تھا یہی کملانگر کا شہر تھا۔ شہر کے بازاروں میں ہاتھی، پالکیاں، گاڑیاں اور گھوڑے چل پھر رہے تھے دکانیں مال سے سجی ہوئی تھیں۔ لوگ خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ ناگ چلتے چلتے ایک چھوٹے سے مندر میں آگیا۔ اس نے دھومی کو مندر کے ستون کے پاس بیٹھنے کو کہا اور خود ایک پجاری کے پاس آگیا۔ ناگ نے پجاری سے پوچھا کہ یہاں مندروں میں دیوداسیاں ہوتی ہیں یا نہیں؟ پجاری نے عجیب نظروں سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

تم کیوں دیوداسیوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ ناگ نے کہا۔

دراصل میری ایک رشتے دار لڑکی یہاں کسی مندر میں دیوداسی ہو گئی ہے میں اس سے ملنے آیا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس مندر میں رہتی ہے۔

پجاری بولا۔

یہاں کل سات مندر ہیں۔ ان میں سے کسی بھی مندر میں کوئی دیوداسی نہیں ہے۔ راجہ کے حکم سے مندروں میں دیوداسیوں کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔ دیوداسی بننا یہاں جرم ہے۔ تمہاری رشتے دار لڑکی اس شہر میں نہیں ہو سکتی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ تو الجھن میں پڑ گیا کہ ماتنگنی ناگن نے تو کہا تھا کہ چندریکا نام کی دیوداسی اسے کملانگر کے ایک مندر میں ملے گی اور ناگ ناگنیں کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ناگ دھومی کو لے کر مندر سے باہر آگیا۔ اس نے دھومی سے مشورہ کیا تو اس نے کہا

میرے دیوتا! آپ کی بجائے میں کسی مندر میں جاکر دیوداسی کا پتہ کرتی ہوں۔ میں عورت ہوں چندریکا کا سراغ لگا سکوں گی۔

ناگ اسے بھیجنا نہیں چاہتا تھا مگر دھومی نے کہا کہ وہ ضرور جائے گی۔ ناگ ایک چھوٹے تالاب کے کنارے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اس نے دھومی سے کہا کہ وہ اسی جگہ واپس آئے۔ دھومی ناگ دیوتا کے پاؤں چھو کر اس کا اشیرباد لے کر چلی گئی۔ وہ شہر کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلی جا رہی تھی کہ اسے دور درختوں کے جھنڈ میں ایک پرانا مندر دکھائی دیا۔ دھومی اس مندر کی شکستہ سیڑھیاں چڑھ کر مندر کے دالان میں آگئی۔ یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ دالان میں آگے گئی تو دیکھا کہ ایک کوٹھڑی میں وشنو کی مورتی رکھی ہے مگر پجاری کوئی بھی نہیں ہے۔ دھومی کوٹھڑی سے باہر نکلی تو ایک طرف سے پجاری کو آتے دیکھا۔ پجاری نے ایک اجنبی لڑکی کو دیکھا تو وہ قریب آگیا۔ بولا۔

تم کون ہو لڑکی! کیا پوجا کرنے آئی ہو؟

دھومی نے کہا

مہاراج! میں اس شہر میں نئی نئی آئی ہوں۔ میں سیر کرتی اس مندر میں پوجا کرنے آگئی تھی۔

پجاری بولا۔

تو آؤ میں تمہیں پوجا کروا دیتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ

دھومی پجاری کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی۔ وہیں رکی رہی۔

اور پوچھا

مہاراج کیا اس مندر میں کوئی دیوداسی نہیں ہے؟ مجھے دیوداسیوں کو دیکھنے کا بہت شوق ہے

پجاری بولا۔

کیوں نہیں۔ ہمارے مندر میں دو دیوداسیاں ہیں آؤ۔ پہلے میں تمہیں ان دیوداسیوں سے ملاتا ہوں۔

دھومی نے سوچا کہ چلو چل کر مل لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ ان میں کوئی چندریکا دیوداسی بھی ہو۔ پجاری دھومی کو لے کر ایک کوٹھڑی کی سیڑھیاں اترنے لگا دھومی نیچے جاتے ہوئے ذرا ہچکچائی تو پجاری مسکرا کر بولا۔

آؤ نیچے آؤ۔ دیوداسیاں نیچے آرام کر رہی ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ آجاؤ۔ گھبراؤ نہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دھومی پجاری کے ساتھ سیڑھیاں اتر کر نیچے گئی تو دیکھا کہ وہاں ایک نیم روشن تنگ سا راستہ بنا ہوا ہے۔ وہ کچھ گھبرائی پجاری بولا۔

دیوداسیاں وہ سامنے والی کوٹھڑی میں ہیں۔

اس نے ایک اندھیری کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا اور اندر چلا گیا۔ دھومی بھی اس کے پیچھے چلی۔ مگر دروازے میں رک گئی۔ اسے کوٹھڑی میں پجاری کا سایہ سا نظر آرہا تھا۔ کیونکہ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ ایک دم سے دھومی نے محسوس کیا کہ وہاں اس کے لئے خطرہ ہے۔ وہ باہر بھاگنے ہی لگی تھی کہ پجاری نے اچھل کر اسے دبوچ لیا اور اسے گھسیٹ کر کوٹھڑی میں لے گیا۔

دھومی نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر ہٹے کٹے پجاری کے آگے اس کی ایک نہ چلی۔ پجاری نے دھومی کے منہ پر کپڑا باندھ دیا اور اس کے پاؤں میں رسی ڈال کر اسے کوٹھڑی کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر کوٹھڑی کا دروازہ بند کرکے باہر تالا لگایا اور چلا گیا۔

ناگ کو جب تالاب کے کنارے بیٹھے کافی دیر ہوگئی اور دھومی واپس نہ آئی تو اسے کچھ تشویش ہوئی کہ دھومی ایک ناسمجھ لڑکی ہے کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔

وہ اٹھا اور جدھر دھومی گئی تھی اس طرف چل پڑا۔ وہ بھی شہر کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا اسی مندر والے درختوں کے جھنڈ کے پاس جا پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ ایک ویران مندر ہے جس کی سیڑھیاں شکستہ ہیں اور وہاں کوئی انسان نظر نہیں آرہا۔ دالان خالی پڑا تھا۔ کوٹھڑی میں وشنو کی مورتی رکھی تھی مگر پوجا کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ ناگ واپس جانے ہی لگا تھا کہ اسے وہی پجاری نظر آیا جس نے دھومی کو اغواء کیا تھا۔ ناگ اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ مندر ویران کیوں ہے؟ کیا یہاں کبھی کوئی پوجا کرنے نہیں آیا؟

پجاری نے کہا۔

کیوں نہیں۔ پوجا کرنے والے صبح اور شام کے وقت آتے ہیں۔ دوپہر کے وقت کوئی نہیں آتا۔ مگر تم مجھے اجنبی لگتے ہو۔

ناگ نے کہا

میں اپنی بیوی کے ساتھ اس شہر کی سیر کو آیا تھا کہ میری بیوی اکیلی مندر کی یاترا کرنے نکل گئی ابھی تک واپس نہیں آئی۔ کیا تم نے اسے تو نہیں دیکھا۔

ناگ نے پجاری کو دھومی کا حلیہ بتایا۔ پجاری نے سر نفی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ہلاتے ہوئے کہا

نہیں بھائی ۔ اس شکل کی عورت یہاں نہیں آئی۔

یہ کہہ کر پجاری مورتی والی کوٹھڑی میں چلا گیا اور مورتی کے آگے ادب سے بیٹھ گیا ناگ کو کچھ شک سا ہوا۔ وہ مندر سے نکل کر درختوں کے جھنڈ میں آگیا۔ اس نے ایک جگہ درخت کی اوٹ میں کھڑے ہو کر سانپ کی بولی میں اس علاقے کے کسی سانپ کو آواز دی۔ ایک کالا پھنیئر سانپ ناریل کے تنے کے اندر سے نکل کر ناگ کے سامنے آکر جھک کر بولا۔

میں حاضر ہوں ناگ دیوتا۔

ناگ نے اسے کہا

اس مندر میں جا کر دیکھو کہ کوئی عورت تو یہاں کسی کوٹھڑی میں قیدی نہیں ہے۔

جو حکم ناگ دیوتا

یہ کہہ کر پھنیئر سانپ مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ وہیں درختوں کے پاس بیٹھ کر سانپ کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر بعد پھنیئر سانپ واپس آگیا اور اس نے بتایا کہ میں نے مندر کے نیچے سارے تہہ خانے دیکھے ہیں اوپر کی چاروں کوٹھڑیاں بھی دیکھ لی ہیں وہاں کوئی عورت نہیں ہے پجاری بھی وہاں کوئی نہیں ہے۔ ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔

ہو نہ ہو۔ یہ بدمعاش پجاری دھوی کو لے کر کہیں چلا گیا ہے ناگ نے سانپ سے پوچھا

کیا یہاں کوئی ایسا مندر بھی ہے۔ جہاں دیوداسیاں رقص کرتی ہوں؟

سانپ نے کہا۔

عظیم ناگ دیوتا! میں نے کسی مندر میں یہاں کوئی دیوداسی نہیں دیکھی۔ کیونکہ راجہ کے حکم سے یہاں کے کسی مندر میں دیوداسی رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ کوئی دیوداسی رقص نہیں کر سکتی۔

ناگ کو بڑی الجھن ہوئی کہ یہ کیا چکر ہے۔ دھوی بھی غائب ہو گئی ہے اور مالنگنی ناگن نے بھی کملانگر کے مندر کا ہی پتہ بتایا تھا کہ اسی شہر کے کسی مندر میں اسے چندریکا دیوداسی ملے گی۔ ناگ نے سانپ کو رخصت کر دیا اور خود ویران مندر میں آگیا۔ وہاں اب وہ پجاری بھی نہیں تھا۔ ناگ نیچے تہہ خانے میں آگیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک کوٹھڑی میں ستون کے ساتھ رسی پڑی تھی۔ صاف لگتا ہے کہ یہاں کسی کو باندھا گیا تھا اور اب کوئی کھول کر لے گیا ہے۔ ناگ جلدی سے باہر آگیا اس نے مندر کی چھت پر چڑھ کر دیکھا دور ندی کے پار اسے ایک ٹیلے کے نیچے ایک اور مندر کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کلس دکھائی دیا اس نے سوچا کہ اس مندر میں چل کر دھوی
کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اسی مصیبت سے بچنے کے لیے وہ
دھوی کو ساتھ لانا نہیں چاہتا تھا۔

ناگ عقاب کی شکل میں مندر کی چھت سے اڑا اور سیدھا
ٹیلے والے مندر کے پاس ایک درخت کی شاخوں میں آکر بیٹھ
گیا وہ دیر تک وہاں بیٹھا مندر کا جائزہ لیتا رہا۔ یہ مندر
بھی ویران تھا۔ سنسان تھا۔ نہ کوئی پجاری نظر آرہا تھا اور
نہ ہی پوجا کرنے والی کوئی عورت یا مرد دکھائی دیتا تھا۔ ناگ
نے عقاب ہی کی شکل میں مندر کے صحن کا ایک چکر لگایا۔ صحن
خالی تھا۔ ایک کوٹھڑی میں کسی دیوتا کی پرانی مورتی رکھی تھی۔ نیچے
کوئی زینہ نہیں جاتا تھا۔ ناگ نا امید ہوکر واپس جانے لگا تو
اچانک اس کی نظر فرش پر پڑی۔ وہاں کوئی چیز چمک
رہی تھی۔

ناگ تیزی سے نیچے آگیا۔ فرش پر ایک چاندی کی
بالی پڑی تھی۔ ناگ چونک پڑا۔ یہ دھوی کے کان کی بالی
تھی۔ شاید اس نے جاتے جاتے ناگ کے سراغ کے لیے
یہ بالی وہاں پھینک دی تھی۔ ناگ نے انسان کی شکل
بدلی اور بالی کو اٹھا کر غور سے دیکھا۔ یہ دھوی کی ہی
بالی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ دھوی اسی مندر میں کسی

موجود ہے اور یہاں ضرور اسے اغوا کر کے لایا گیا ہے۔
ناگ نے مندر کا کونہ کونہ چھان مارا۔ وہاں کوئی نہیں
تھا۔ کوئی سیڑھی بھی نیچے نہیں جاتی تھی۔ تین کوٹھڑیاں تھیں
جو خالی پڑی تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ یہاں کچھ دیر بیٹھ کر
انتظار کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے۔ وہی پجاری کسی طرف سے
نکل آئے جس نے دھوی کو اغوا کیا ہے۔ وہ عقاب بن
کر اڑا اور مندر کی منڈھیر پر ایک برجی کے پیچھے چھپ کر
بیٹھ گیا۔ دن ڈھلتا چلا گیا۔ پھر رات ہو گئی۔ چاروں طرف
اندھیرا چھا گیا۔ خاموشی اس قدر گہری ہو گئی کہ جیسے وہاں
موت کا پہرہ لگا ہوا ہو۔

ناگ نے ہمت نہ ہاری اور مندر کی منڈھیر پر برجی
کے پیچھے چھپا بیٹھا رہا۔ جب کافی رات گزر گئی تو ناگ
کو ایک طرف سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے آدمی چلے
آرہے ہوں۔ اس نے اپنی آنکھیں درختوں کی طرف گاڑ دیں
اندھیرے میں اس کی آنکھیں ایک ایک شے کو دیکھ سکتی تھیں
کیا دیکھتا ہے کہ درختوں کے پیچھے سے چار آدمی نکلے۔ ایک
آدمی نے اپنے کاندھے پر تھیلا اٹھا رکھا تھا۔ جب وہ مندر
کے دالان میں آئے تو ناگ نے پجاری کو پہچان لیا۔ یہ وہی
پجاری تھا جس نے ناگ سے کہا تھا کہ یہاں کوئی عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں آئی اس نے دھومی کو اغوا کیا تھا۔

یہ چاروں آدمی مندر کی ایک کوٹھڑی میں داخل ہوگئے اور انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔ ناگ تیزی سے اڑان بھرکر دالان میں اتر آیا۔ یہاں آتے ہی اس نے سانپ کا روپ اختیار کر لیا اور رینگتا ہوا کوٹھڑی کی طرف گیا کوٹھڑی کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس میں کوئی درز بھی نہیں تھی ناگ نے دوسری طرف سے آواز سننے کی کوشش کی کوٹھڑی کے اندر سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے اندر سے ایک نالی باہر آرہی تھی۔ شاید یہ پانی کے نکاس کے لئے بنائی گئی تھی۔ ناگ اس میں سے کوٹھڑی کے اندر داخل ہوگیا۔ کوٹھڑی بالکل خالی تھی۔ وہ چاروں آدمی وہاں نہیں تھے۔ ظاہر ہے وہ کسی خفیہ جگہ سے نیچے کسی تہہ خانے میں اتر گئے ہوں گے۔ ناگ نے اس خفیہ جگہ کی تلاش شروع کر دی۔ بہت جلد اسے ایک جگہ فرش کے پتھر کی بڑی سِل ذرا سی اوپر کو اٹھی ہوئی نظر آگئی۔ ناگ سِل کے نیچے سے اندر داخل ہوگیا۔ دوسری طرف لکڑی کا ایک زینہ نیچے جا رہا تھا۔ ناگ زینے پر رینگتا ہوا ایک اندھیری سُرنگ میں آگیا۔

یہاں پہلی بار اسے انسانی آواز سنائی دی کوئی کہہ

رہا تھا۔

میں اس لڑکی کے عوض سونے کی دس مہروں کے سوا کچھ نہیں دے سکتا۔ یہ ایک دیہاتی لڑکی ہے

دوسری آواز آئی یہ پجاری کی آواز تھی۔

دیہاتی ہے مگر نوجوان اور خوبصورت بھی تو ہے میں ایک سو مہروں سے کم نہیں لوں گا۔

اس کے ساتھ ہی ناگ کو ایسی آواز آئی جیسے کسی کا منہ کپڑے سے باندھ دیا گیا ہو اور وہ حلق سے غوں غوں کی آوازیں نکال رہا ہو۔ یقیناً یہ دھومی ہی تھی۔ ناگ کو ان غنڈوں پر سخت غصہ آیا کہ جو دوسروں کی بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کو یوں اغوا کر کے ان کا سودا کرتے تھے اور پھر انہیں دوسرے ملک میں جا بیچ دیتے تھے۔ یہ ایک ایسا گناہ تھا۔ جسے ناگ کبھی معاف نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ان چاروں غنڈے پردہ فروشوں کو سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا وہ رینگتا ہوا جدھر سے آوازیں آرہی تھیں ادھر کو چل دیا۔

قریب ہی ایک کوٹھڑی کے آدھ کھلے دروازے میں سے چراغ کی دھیمی دھیمی روشنی باہر نکل رہی تھی۔ ناگ اس بات کو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اگر وہ سانپ کی شکل میں اندر گیا تو اس کی جان کو خطرہ ہے۔ چار آدمیوں میں سے کسی نہ کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا وار اس پر پڑ سکتا ہے۔ یہاں کسی خونخوار درندے کا روپ دھارنے کی ضرورت تھی جو ان چاروں غنڈوں کا مقابلہ کر سکے اور یہ درندہ شیر ہی ہو سکتا تھا۔ ناگ کو شیر کا روپ دھارے ایک مدت ہو گئی تھی لیکن اب یہ روپ ضروری ہو گیا تھا۔

اس نے شیر کی شکل کو اپنے دماغ میں بٹھایا اور پھر سانس اوپر کو کھینچ کر چھوڑا تو دوسرے لمحے کوٹھڑی کے باہر اندھیری سرنگ میں ایک دس فٹ لمبا بھاری بھرکم خونخوار شیر کھڑا غرا رہا تھا۔ شیر کی غراہٹ کی آواز جب کوٹھڑی میں گئی تو چاروں غنڈے بات کرتے کرتے رک گئے وہ ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ ایک نے کہا۔

یہ شیر کی غراہٹ ہے۔

دوسرا بولا۔

یہاں شیر نہیں آ سکتا۔ اوپر تہہ خانے کے فرش پر پتھر کی سِل رکھی ہے۔ شیر پتھر کی سِل نہیں اٹھا سکتا۔

اب ناگ نے اپنا منہ زمین کے ساتھ لگایا اور ایک ایسی گرجدار آواز نکالی کہ کوٹھڑی میں بھگدڑ مچ گئی۔ دروازہ زور سے کھلا اور دو غنڈے باہر کو دوڑے شیر نے انہیں وہیں دبوچ لیا۔ باقی دو بھی باہر کو شور مچاتے بھاگے ہی تھے کہ شیر نے اچھل کر انہیں پیچھے سے دونوں کی گردنوں پر پوری طاقت سے پنجے مارے

دالان منہ کے بل گر پڑے۔ ان چاروں کے زمین سے اٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ دو غنڈوں کی گردن کی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ دو آدمیوں کے جبڑے لٹک گئے تھے۔ بیچاری بھی ان میں شامل تھا۔ شیر نے ان چاروں کی گردنیں چبا کر انہیں ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا اور معاشرے کو ان کی بدمعاشی سے نجات دلا دی۔

دھومی اندر چارپائی پر بندھی پڑی تھی۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا۔ وہ شیر کو دیکھ کر کانپنے لگی۔ مگر ناگ فوراً انسان کی شکل میں آ گیا اور دھومی کے منہ سے کپڑا نکالا۔ اس کی رسی کھول اور کہا

خدا کا شکر ہے کہ میں موقع پر پہنچ گیا۔

ناگ دھومی کو لے کر مندر کے دالان میں آ گیا۔ وہ ایک ستون کے پاس بیٹھ گئے۔ ناگ کو اب یقین ہو گیا تھا کہ جب تک دھومی اس کے ساتھ ہے وہ دیوداسی چندریکا کو آسانی سے تلاش نہیں کر سکے گا اور اسی کی مصیبتوں میں پھنسا رہے گا۔ اس نے دھومی کو اس کے ماں باپ کے قبیلے میں واپس لے جانے کا فیصلہ کر لیا جب دھومی کو ناگ نے اپنا فیصلہ بتایا وہ رو پڑی۔

میرے دیوتا! مجھے واپس نہ بھیجئے۔ وہ مجھے مار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈالیں گے مگرمچھوں کے غار میں ڈال دیں گے۔

ناگ نے کہا

دھومی! تم کو ہمیشہ کے لئے تو وہاں نہیں رہنا۔ میں چند ریکا کا سُراغ لگانے کے بعد تمہیں واپس اپنے پاس بلا لوں گا۔

دھومی نے کہا

شادی کے دو سال تک میرا تمہارے ساتھ رہنا ضروری ہے

اس سے پہلے مجھے میرے ماں باپ کے ہاں بھیجو گے تو قبیلے کی رسم کے مطابق مجھے مگرمچھوں کے غار میں ڈال دیا جائے

ناگ نے جھنجھلا کر کہا

ایسا کبھی نہیں کریں گے وہ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ میں ناگ دیوتا ہوں؟ تم میرے ساتھ چلو۔ میں دیکھتا ہوں وہ کیسے تمہیں مگرمچھوں کے غار میں ڈالتے ہیں۔

دھومی کسی صورت میں بھی واپس نہیں جانا چاہتی تھی اور ناگ ہر حالت میں اسے واپس لے جانے پر تُلا ہوا تھا۔ کیونکہ دھومی کے ہوتے ہوئے وہ اپنے مشن کو جاری نہیں رکھ سکتا تھا۔ آخر وہ اسے لے کر واپس اس کے قبیلے والے گاؤں کی طرف اڑ گیا۔

صبح ہو چکی تھی جب وہ دھومی کے گاؤں کے باہر ایک

جھاڑیوں میں اتر آیا۔ وہ راج ہنس کی شکل میں تھا۔ ناگ نے انسانی شکل بدلی اور دھومی کو لے کر اس کے گاؤں میں آ گیا۔ دھومی کے ماں باپ اور گاؤں کے دوسرے لوگ دھومی اور ناگ کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ بوڑھے بھیل نے ناگ سے کہا۔

مت کال بیٹا! تم واپس آ گئے؟ کیا ہمارے گاؤں میں رہنے کا ارادہ ہے؟ یہ بڑی اچھی بات ہے۔

ناگ نے کہا

نہیں بابا! میں دھومی کو کچھ دنوں کے لئے اس کے ماں باپ کے پاس چھوڑنے آیا ہوں۔

یہ سُن کر سب لوگ سکتے میں آ گئے۔ دھومی کے ماں باپ تو رونے لگے کیونکہ اس کا مطلب ان کی بیٹی دھومی کی موت کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ بوڑھے بھیل نے کہا۔

مت کال! کیا تم نہیں جانتے کہ ایک خاص مدت تک یہ لڑکی ہمارے ہاں اکیلی نہیں رہ سکتی۔ تمہارا ساتھ رہنا بہت ضروری ہے۔ اگر تم اسے اکیلی چھوڑ کر چلے جاؤ گے تو ہمیں قبیلے کی رسم کے مطابق اسے مگرمچھوں کے غار میں پھینک دینا ہوگا۔

ناگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم لوگ جنگلی ہو اور معصوم لڑکیوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہو۔ میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا دنیا کا کوئی مگرمچھ دھوی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔

وہاں سناٹا چھا گیا۔ یہ اس قبیلے کے مگرمچھ دیوتاؤں اور ان کی رسموں کی توہین تھی۔ آج تک کبھی کسی انسان نے مگرمچھ دیوتاؤں کے بارے میں ایسے الفاظ نہیں کہے تھے ایک نوجوان بھیل کو طیش آگیا اس نے نیزہ ہوا میں اچھالا۔ دھوی نے چیخ کر خبردار کیا۔

ناگ دیوتا!

جنگلی جوان کا نیزہ ناگ کی گردن کے بالکل قریب سے ہو کر زمین میں گڑ گیا۔ ناگ نے ایک بھیانک پھنکار کی آواز نکالی اور ایک بہت بڑا اژدھا بن کر اپنا چٹان ایسا پھن لہراتے ہوئے جوان کی طرف لپکا۔ منٹ کال میں ناگ کو اژدھا کے روپ میں بدلتے دیکھ کر سب پر دہشت چھا گئی۔ سب کے سب سجدے میں گر پڑے۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آگیا اور بولا۔

میرے آگے ماتھا ٹیکنے کی ضرورت نہیں اٹھو اور میری بات غور سے سنو۔ اب تمہیں یقین آگیا ہوگا کہ میں ٹھیک کہہ رہا تھا کہ مگرمچھ دھوی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے

ہاں بھیل نے کہا

مہاراج! آپ تو دیوتا ہیں۔ مگر مہاراج! ہمیں اپنی رکھ پاری کرنی ہوگی۔ نہیں تو ہمارا اگلا جنم کسی جانور کا ہوگا۔ ہم مجبور ہیں مہاراج اگر آپ دھوی کو چھوڑ کر چلے گئے تو ہمیں اسے مگرمچھوں کے غار میں ڈالنا ہوگا۔

ناگ نے کہا

مجھے دکھاؤ مگرمچھوں کا غار کہاں ہے

اڑھا بھیل اور دوسرے جنگلی ناگ کو لے کر گاؤں کے باہر ندی کنارے ایک چٹان کے پاس آکر رک گئے۔ سامنے ایک غار منہ پھاڑے ہوئے تھا۔ بھیل نے کہا

مہاراج! اس غار میں ہمارے مگرمچھ دیوتا رہتے ہیں۔

ناگ بولا۔

میں غار میں جاتا ہوں۔

سب سہم گئے۔ دھوی ایک طرف خاموش کھڑی تھی۔ اسے بھی ڈر لگا کہ کہیں ناگ کو مگرمچھ ہلاک نہ کر ڈالیں۔ مگر ناگ غار کی طرف بڑھ گیا تھا۔ غار کے منہ کے پاس گیا تو اسے اندر سے مگرمچھوں کی پھنکاروں کی بھیانک آواز سنائی دی۔ مگرمچھوں نے بھی انسان کی بو سونگھ لی تھی۔ ناگ غار میں داخل ہوگیا۔ غار کے اندر پانی اور کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ اس نے اندھیرے میں چار مگرمچھوں کی آنکھیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چمکتی دیکھیں۔ وہ اپنے منہ پھاڑ سے پھنکارتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ مگرمچھ کئی دنوں کے بھوکے تھے۔ ناگ فوراً سانپ کی شکل میں آگیا اور غار کی دیوار کے ساتھ چمٹ کر مگرمچھوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

مگرمچھ جیسے حیران سے ہوگئے کہ ابھی ابھی انہوں نے جس شکار کو دیکھا تھا اور جس کی انہیں بُو آئی تھی وہ کہاں چلا گیا؟ ناگ جانتا تھا کہ مگرمچھ اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ اس کی کھال پر اگر تلوار کا بھرپور وار بھی کیا جائے تو تلوار ٹوٹ جائے گی مگر مگرمچھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ مگرمچھ کے جسم میں اگر کوئی نازک شے ہوتی ہے تو وہ اس کا پیٹ ہوتا ہے۔ مگرمچھ کا پیٹ اتنا نازک ہوتا ہے کہ معمولی چاقو سے اسے چیرا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مگرمچھ کبھی دریا یا دلدل سے باہر نہیں نکلتا۔ اگر دھوپ سیکنے کے لئے نکلتا بھی ہے تو نرم نرم ریت پر ہی لیٹا رہتا ہے۔

ناگ نے سب سے پہلے ایک مگرمچھ کو چنا اور دیوار پر سے رینگتا ہوا نیچے کیچڑ میں آگیا۔ پھر وہ کیچڑ میں دھنس گیا اور کیچڑ کے اندر ہی اندر سے پہلے مگرمچھ کے پیٹ کے نیچے نکل آیا۔ پیٹ کے نیچے آتے ہی ناگ نے مگرمچھ کے پیٹ پر ڈس دیا مگرمچھ ذرا سا اچھلا اور پھر اس کے اعصاب جواب دے گئے۔ ناگ کے زہر نے اس کا اعصابی نظام تباہ کر دیا تھا۔ ناگ مگرمچھ کے پیٹ کے نیچے سے نکل کر

دوسرے مگرمچھ کے پیٹ کے نیچے آگیا۔ اس نے اسے بھی ڈس لیا۔ تیسرے مگرمچھ کو ڈسنے کے بعد جب ناگ چوتھے مگرمچھ کی طرف بڑھا تو اس کی نگاہ سانپ پر پڑ گئی۔ مگرمچھ نے زور سے منہ کھول کر کیچڑ پر مارا اور کیچڑ کے گولے کے ساتھ ہی سانپ یعنی ناگ بھی مگرمچھ کے پیٹ میں چلا گیا۔ مگرمچھ کے دانت شکار کو چبانے کے لئے نہیں بلکہ اسے پکڑ کر اپنے حلق میں پیچھے دھکیلنے کے لئے ہوتے ہیں وہ شکار کو سالم کا سالم پیٹ میں ڈال لیتا ہے۔ اس کے پیٹ سے ایسا تیز اور خطرناک تیزاب نکلتا ہے کہ جو شکار کی ہڈیوں تک کو گلا دیتا ہے۔ ناگ یہ جانتا تھا وہ اس تیزاب سے بچنا چاہتا تھا۔

مگرمچھ اِدھر اُدھر لوٹ پوٹ ہونے لگا وہ سانپ کو معدے کے اندر اپنے تیزاب سے ہلاک کر ڈالنا چاہتا تھا۔ ناگ اس کے معدے میں الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ ناگ کو اپنے جسم پر تیزاب کی تیزی اور تلخی محسوس ہونے لگی تھی۔ اب ناگ کے لئے ایک ہی طریقہ تھا اور ناگ نے اس پر عمل کرتے ہوئے پھنکار ماری اور وہ شیر بن کر مگرمچھ کے پیٹ کو پھاڑتا ہوا باہر نکل آیا۔ مگرمچھ مُردہ ہو کر کیچڑ پر پڑا تھا۔

ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور غار سے باہر آکر بلند آواز میں بولا۔

چاروں مگرمچھوں کی لاشیں اُٹھا کر لے جاؤ۔ ایک مگرمچھ بھی زندہ نہیں ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور پھر ناگ خود ہی ایک ایک کر کے چاروں مگرمچھوں کی لاشیں غار سے کھینچ کر باہر لے آیا۔ قبیلے والے اپنے دیوتاؤں کی لاشیں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ ناگ اب بڑے جلال میں تھا۔ وہ مگرمچھوں کی لاشیں پھینک کر گاؤں کے لوگوں کے درمیان آگیا اس نے دھوی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

تم لوگوں نے اس سے میری شادی کر دی تھی مگر میں نے اس سے شادی نہیں کی۔ یہ آج بھی پاک ہے۔ ہم لوگ تاریخ کے افسانوی مسافر ہیں۔ ہم شادیاں نہیں کیا کرتے۔ ہماری دنیا ہی دوسری ہے اس لیے میں ناگ دیوتا ہونے کی حیثیت سے تم لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ اس لڑکی کی شادی اس کے پہلے والے منگیتر سے کر دی جائے اور خبردار اگر اس لڑکی کو کسی نے ہاتھ بھی لگایا تو مہاشیر سانپ میرا غلام ہے وہ اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گا۔ میں اس کے علاوہ یہاں کے تمام سانپوں کو حکم دے جاتا ہوں کہ کسی نے دھوی کو کچھ کہا تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑیں۔

گاؤں والے چپ تھے۔ وہ جنگلی نوجوان جس کے ساتھ پہلے دھوی کی منگنی ہوئی تھی بڑا خوش تھا۔ ایک ضدی قسم کے بھیل نے کہا

اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم ناگ دیوتا ہو؟

دھوی نے پلٹ کر اس نوجوان کی طرف دیکھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ناگ ایک دیوتا ہے ناگ کو غصہ آگیا۔ اس نے اس ضدی اور اکھڑ نوجوان کی طرف دیکھا اور کہا

اچھا تو تمہیں ثبوت چاہیئے۔ یہ لو ثبوت۔

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ شیش ناگ کی شکل میں سامنے آکر اپنے دونوں پھن لہرانے لگا۔ ضدی بھیل غش کھا کر گر پڑا۔ سارے بھیل سر جھکا کر چپ ہو گئے۔ ناگ واپس انسانی شکل میں آگیا۔ اب وہ ان کا دیوتا بھی تھا۔ بوڑھے بھیل نے کہا

ناگ دیوتا! ہم وعدہ کرتے ہیں کہ دھوی کی شادی تمہاری مرضی کے مطابق کر دی جائے گی اور اسے ہم گاؤں کی بہو بنا کر رکھیں گے۔

ناگ نے دھوی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا

دھوی! تم خوش ہو ناں؟

دھوی نے آہستہ سے سر ہلایا اور بولا۔

تمہاری خوشی میں میری خوشی ہے میرے دیوتا

ناگ مسکرایا۔ بوڑھے بھیل کی طرف دیکھ کر کہنے لگا

اچھا بابا! میں جاتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس کھینچ کر پھونکا تو گاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والوں کے سامنے ناگ غائب ہوگیا اور اس کی جگہ ایک سیاہ عقاب شرائے بھرتا اوپر کو اٹھا اور آسمان کی بلندیوں میں پرواز کرگیا۔ اسی رات ناگ واپس کملانگر پہنچ گیا۔ رات کا پہلا پہر تھا۔ ہر طرف اندھیرا چھایا تھا۔ شہر کے مکانوں میں کہیں کہیں چراغ روشن تھے۔ ناگ نے شہر کا ایک چکر لگایا اسے اس مندر کی تلاش تھی جس میں چندریکا دیوداسی رہتی تھی وہ اڑتا اڑتا شہر سے باہر نکل گیا۔ شہر سے باہر کچھ فاصلے پر ایک دریا بہہ رہا تھا۔ اس کے کنارے ایک جگہ ناگ کو روشنی دکھائی دی۔ ناگ اس روشنی کی طرف لپکا اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک لاش کو بانس کے تابوت پر اٹھائے مرگھٹ کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ ناگ نیچے آگیا جہاں مُردے جلائے جاتے ہیں۔ وہاں لاش کو جلانے کے لئے لکڑیوں کی چتا تیار تھی۔ ناگ انسانی شکل میں جنازے کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا

کیوں بھائی! یہ کون مرگیا ہے۔

اس نے کہا

کیا تم نہیں جانتے؟ یہ دریا کے کنارے والے مندر کی مشہور دیوداسی چندریکا کی لاش ہے جسے ہم جلانے مرگھٹ لئے جا رہے ہیں۔

ناگ پر تو گویا بجلی سی گر پڑی۔ تو کیا چندریکا دیوداسی مرگئی

ہے؟ اب وہ ماریا کی رُوح کو سپیرے کی بدرُوح سے چھڑانے کا منتر کس سے پوچھے گا۔ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ ناگ پریشان ہوگیا لاش مرگھٹ میں لے جاکر چتا پر رکھ دی گئی۔ لاش کے منہ پر سے کپڑا ہٹا دیا گیا کہ لوگ دیوداسی چندریکا کا آخری درشن کرلیں ناگ نے بھی آگے ہوکر دیوداسی چندریکا کی لاش کا چہرہ دیکھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ مرکر بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ ناگ کو چندریکا کی لاش کو دیکھ کر بے حد دکھ ہو رہا تھا۔

اچانک چندریکا دیوداسی کی لاش نے آنکھیں کھول کر ناگ کو دیکھا اور مسکرائی۔ ناگ دھک سے رہ گیا۔ کیا یہ لاش زندہ تھی۔ اس نے دوبارہ غور سے دیکھا تو دیوداسی چندریکا کی آنکھیں اسی طرح بند تھیں۔ اب مرگھٹ کے باوا نے چتا کو آگ لگا دی۔ دیکھتے دیکھتے شعلے بھڑک اٹھے۔ لوگ ایک ایک کرکے واپس چلے گئے ناگ کو چندریکا دیوداسی کے مرنے کا بہت افسوس ہوا تھا۔ وہ وہیں کھڑا چتا کو جلتے دیکھتا رہا۔

جب مرگھٹ سنسان ہوگیا تو ناگ نے دیکھا کہ چتا کی آگ کے شعلوں میں دیوداسی چندریکا اپنے ریشمی کفن کو جسم کے گرد سمیٹتی ہوئی باہر نکل آئی۔ اس کے سیاہ بال اس کی کمر تک بکھرے ہوئے تھے ناگ کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ چندریکا کے ریشمی کفن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سیاہ بالوں اور چہرے پر آگ کا ذرا سا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ ناگ کے پاس آکر مسکرائی اور بولی

میں نے تمہارا بہت انتظار کیا ناگ۔ ناگن نے مجھے تمہارے اور ماریا کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا مگر میں بیمار ہو کر مر گئی۔

ناگ نے تعجب سے کہا۔

مگر تم تو زندہ ہو۔

چندریکا بولی۔

یہ میرا اگلا جنم ہے میں اس سے پہلے کئی بار مر چکی ہوں میرے ساتھ آؤ۔

ناگ نے کہا

مگر لوگ تو تمہیں مُردہ سمجھ رہے ہیں تم ان کے درمیان گئیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟

چندریکا مسکرائی۔

میں ان لوگوں میں اب کہاں جاؤں گی میں تو یہاں سے جانے سے پہلے آخری بار اپنے مندر کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔

رات کے اندھیرے میں چندریکا ناگ کے ساتھ دریا کنارے والے مندر کے آنگن میں آگئی یہاں چراغ جل رہا تھا۔ اسکی

دھیمی روشنی میں سارا مندر سنسان پڑا تھا چندریکا نے کہا

ناگ! تم یہاں ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں

چندریکا اپنے ریشمی کفن اور سیاہ لہراتے بالوں کے ساتھ مندر میں داخل ہوگئی ناگ چپ چاپ کھڑا سوچتا رہا کہ چندریکا اگر چلی گئی تو وہ ماریا کے بارے میں کس سے مشورہ کرے گا؟ کس سے مدد لے گا۔ اتنے میں چندریکا مندر کی کوٹھڑی سے نکل آئی۔ ناگ کے پاس آکر کہنے لگی۔

ناگ! میں نے اس مندر میں خفیہ دیوداسی کی حیثیت سے بیس برس گزارے ہیں۔ راجہ نے دیوداسیوں کے داخلے کو منع کر رکھا ہے مگر وہ میرا رقص دیکھنے یہاں چھپ کر آدھی رات کو آیا کرتا تھا اب میں یہاں سے ہمیشہ کے لئے جا رہی ہوں۔ کہاں؟ یہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔

ناگ نے کہا

مگر چندریکا ماریا کے بارے میں میری مدد کرو میں تو اسی سلسلے میں اتنی دور سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ ماریا کی رُوح پر پھونگی سپیرے کی بدرُوح نے قبضہ کر رکھا ہے۔

چندریکا مسکراتے ہوئے بولی۔

ناگ! میں نے تمہارے آنے سے پہلے تمہارا کام کر دیا تھا۔ پھونگی سپیرے کی بدرُوح اس دنیا میں اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں ہے۔

اور ماریا کہاں ہے؟ ناگ نے بے تاب ہوکر پوچھا

چندریکا نے کہا

جس وقت میں مر رہی تھی وہ میرے پاس ہی بیٹھی تمہاری راہ دیکھ رہی تھی مگر جب میں نے زندگی کا آخری سانس لیا تو میں نے دیکھا کہ ماریا کو میری موت کا شدید صدمہ ہوا اور وہ چیخ مار کر فضا میں غائب ہوگئی اب میں کچھ نہیں بتا سکتی کہ وہ کہاں ہوگی۔

ناگ اور زیادہ مایوس ہوگیا۔ ماریا بدروح کے قبضے سے نکل کر بھی اسے نہیں مل سکی تھی۔ اس نے کہا

چندریکا! تمہیں کوئی اندازہ بھی نہیں کہ ماریا کہاں گئی ہوگی؟ چندریکا کچھ سوچ کر بولی۔

جہاں میں مری تھی وہاں میرے سرہانے کی جانب ایک کھڑکی کھلی تھی۔ ماریا اس کھڑکی میں غائب ہوئی تھی۔ ناگ نے وہ جگہ پوچھی جہاں چندریکا نے اس زندگی کا آخری سانس لیا تھا تو اس نے مندر کی طرف اشارہ کیا۔

اس مندر کے پیچھے ایک کوٹھڑی ہے۔ اس میں وہ پلنگ بھی پڑا ہے جہاں میں مرگئی تھی۔ اس پلنگ کے پیچھے وہ کھڑکی ہے جہاں میں نے ماریا کو گم ہوتے دیکھا تھا

ناگ نے چندریکا کو ساتھ چلنے کے لئے کہا تو وہ بولی۔

نہیں ناگ! میرا اس دنیا میں وقت اب ختم ہوگیا ہے میں اس جنم سے نکل کر اپنے اگلے جنم میں جارہی ہوں۔ مجھے خود معلوم نہیں کہ میں کونسی دنیا میں چلی جارہی ہوں۔ ہوسکتا اگلے جنم میں کبھی کسی جگہ کسی مقام پر تم سے ملاقات ہو جائے۔ خدا حافظ۔

یہ کہا اور چندریکا دیوداسی فضا میں بلند ہوئی اور پھر رات کے گہرے اندھیرے میں غائب ہوگئی۔ ناگ تیزی سے مندر کی عقبی کوٹھڑی میں آگیا۔

اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی خالی ہے۔ دیا جل رہا ہے۔ ایک خالی پلنگ پڑا ہے اس کے سرہانے کی جانب ایک کھڑکی کھلی ہے۔ ناگ نے دیکھا کہ کھلی کھڑکی کے باہر اندھیرا گھپ تھا۔ کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ ناگ نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ کھڑکی کے باہر اتنا سیاہ گھپ اندھیرا تھا کہ ناگ کو بھی کچھ نظر نہیں آرہا تھا مگر یہ محسوس کرکے اسے بے حد خوشی ہوئی کہ کھڑکی کے باہر سے اسے ماریا کی خوشبو آرہی تھی۔

اس نے بے اختیار ہوکر ماریا کو آواز دے دی، "ماریا" اس کی آواز کئی حصوں میں تقسیم ہوکر جیسے ہی فضا میں گونجنے لگی کھڑکی میں ایک زلزلہ سا آگیا اور پھر جیسے کسی نے ناگ کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے سے کھڑکی کے باہر اچھال دیا۔ وہ ہاتھ پاؤں مارتا فضا میں گرتا چلا گیا۔ اندھیرے میں اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ قلابازیاں کھا رہا تھا۔ اس نے اپنا سر اپنے بازوؤں میں چھپا لیا اور گیند کی طرح لڑھکتا چلا گیا پھر وہ دھپ کی آواز سے ایک درخت کے اوپر گرا۔ درخت کی ٹہنیاں جھول کر اسے نیچے لے گئیں اور وہ زمین پر لڑھک گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو آسمان پر ستارے چمک رہے تھے اسے محسوس ہوا کہ فضا میں سردی ہے وہ اٹھ بیٹھا اور چاروں طرف نگاہ ڈالی۔ یہاں اگرچہ رات تھی مگر اندھیرا ایسا تھا کہ ناگ اس میں چیزوں کو دیکھ سکتا تھا۔ اس کے ارد گرد، دور تک زمین اونچی نیچی تھی۔ کہیں درختوں کے جھنڈ بھی تھے۔

ناگ اٹھ کر چلنے لگا وہ جس میدان میں چل رہا تھا وہاں گھاس تراشا ہوا تھا۔ آگے ایک سڑک آگئی۔ ناگ نے جھک کر دیکھا۔ سڑک چھوٹے چھوٹے پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔ یہ سڑک بل کھاتی ذرا اونچائی پر بنی ہوئی ایک عمارت کی طرف چلی گئی تھی جس کی سیاہ دیواریں جنگلی بیلوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ناگ کو ابھی تک کچھ علم نہیں تھا کہ وہ کونسے زمانے میں اور کس ملک میں آگیا ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ اب ماریا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ عمارت کی طرف بڑھا۔ قریب جا کر معلوم ہوا کہ وہ ایک ٹوٹے پھوٹے پرانے قلعے کا کھنڈر ہے جہاں وحشت برس رہی ہے۔ ناگ کو گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی۔ وہ جلدی سے ایک طرف اندھیرے میں چھپ گیا۔

ایک گھوڑا گاڑی اندھیرے میں قلعے کی طرف آتی دکھائی دی۔ اس کے آگے دو گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ سائیس اونچی سیٹ پر لمبا گرم کوٹ پہنے بت کی طرح بیٹھا تھا۔ قلعے کے پرانے شکستہ دروازے کے آگے آکر سائیس نے "ہو" کی آواز نکالی اور گھوڑا گاڑی رک گئی۔ گاڑی کا دروازہ کھلا اور ایک ٹھگنے قد کا آدمی باہر نکل کر قلعے کی طرف روانہ ہوگیا گھوڑا گاڑی واپس چلی گئی۔ ٹھگنے قد کے آدمی کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک بیگ تھا۔ اس نے انیسویں صدی کے انگریزوں ایسا گول ہیٹ اور رین کوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ قلعے کے دروازے میں جیسے غائب ہوگیا۔ ناگ کو تشویش ہوئی کہ یہ آدمی کون ہے اور سرد رات کے اندھیرے میں اس آسیبی قلعے میں کیا کرنے آیا ہے۔ ناگ بھی قلعے کے ٹوٹے ہوئے دروازے میں سے گزر کر اندر داخل ہوگیا شکل صورت اور وضع قطع سے یہ پرانا قلعہ انیسویں صدی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے انگلستان کا کوئی قلعہ لگتا تھا۔ عنبر ناگ ماریا اس قسم کے قلعوں کو پہلے بھی اچھی طرح سے جانتے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ جب انگلستان پر رومن بادشاہت ختم ہوگئی تھی تو انگلستان کی حکومت چھوٹے چھوٹے نوابوں میں بٹ گئی تھی جن کو بیرن کہتے تھے۔ یہ انگریز بیرن نواب اپنے اپنے قلعوں میں رہتے تھے اور اردگرد کے گاؤں پر حکومت کرتے تھے۔ یہ نواب آپس میں لڑتے بھی رہتے تھے پھر ایک بیرن نے دو چار قلعے فتح کرکے اپنی طاقت بڑھالی اور یوں آہستہ آہستہ باقی قلعوں کو بھی فتح کرکے انگلستان کا بادشاہ بن بیٹھا۔ اس کے بعد وقت گزرتا گیا اور یہ بادشاہت بھی ختم ہوگئی اور انیسویں صدی کے شروع میں انگریزوں کا بادشاہ بس نام کا ہی بادشاہ رہ گیا تھا اور ساتھ ہی ایک پارلیمنٹ بھی بن گئی جس کے لوگوں کے نمائندے تھے۔ اس طرح سے انگلستان میں جمہوریت کی بنیاد پڑی۔

پیارے دوستو! تم بور تو نہیں ہو گئے نا؟ یہ تاریخ کی باتیں ہیں آپ کو اپنی جماعتوں میں آگے چل کر کام آئیں گی اس لئے انہیں ضرور کبھی کبھی دہرا دیا کرتا ہوں تاکہ تم کو دنیا کی تاریخ کی خبر ہو جائے۔

چنانچہ جب بادشاہ سارے قلعوں کو فتح کر کے ایک محل میں رہنے لگا تھا تو باقی کے قلعے ویران ہو گئے۔ ان میں کچھ تو ٹھیک ٹھاک رہے لیکن کچھ قلعے جو شہر سے دور تھے ٹوٹ پھوٹ گئے اور اس زمانے کے انگلستان کے چوروں ڈاکوؤں کے ٹھکانے بن گئے۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے درمیان انگلستان میں بڑے بڑے جرائم ہوا کرتے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب ناگ انگلستان کے اس ویران اور ٹوٹے پھوٹے قلعے میں پہنچا۔ ناگ نے قلعے میں جا کر دیکھا کہ بڑا کشادہ دالان ہے جس کے فرش پر جگہ جگہ گھاس اُگی ہے۔ برآمدے میں ایک ڈھلانی راستہ اندھیرے میں نیچے جاتا تھا۔ یہ راستہ گھوڑوں وغیرہ کے لئے بنایا گیا تھا۔ ناگ ڈھلانی راستے سے نیچے اتر گیا۔ کونے میں ایک دروازہ تھا۔ جس پر موٹم جامے کا بھاری پردہ پڑا تھا۔ اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کسی بھاری شے کو گھسیٹا گیا ہے۔ ناگ نے پردے کو ذرا سا اٹھا کر دیکھا۔ لالٹین جل رہی تھی۔ ایک کھلی چھت والے بڑے ہال کمرے کے درمیان ایک سٹریچر پر جیسے کوئی لاش رہے کی زنجیروں سے بندھی پڑی تھی اور وہی بگھی والا ٹھگنے قد کا آدمی اب سفید ڈاکٹروں ایسا لمبا کوٹ پہنے لاش کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اوپر جھکا اس کی آنکھوں کو کھول کر دیکھ رہا تھا۔ دو سفید کوٹوں والے آدمی اس کے دائیں بائیں کھڑے تھے ناگ نے تشویش کے ساتھ جیسے اپنے آپ سے کہا

یہاں کیا ہو رہا ہے؟

یہ جاننے کے لئے اگلی قسط نمبر ۱۳۲

"قبرستان کی ڈراؤنی رات"

پڑھنا نہ بھولئے گا۔

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

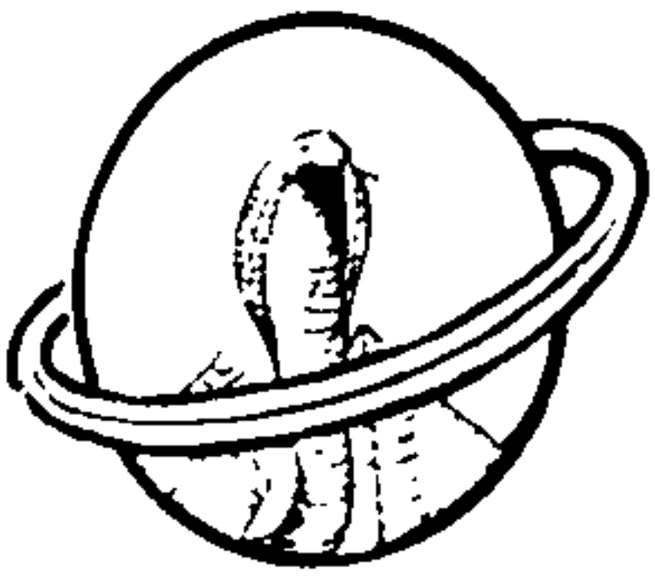

عمران سیریز

آرتھر کانن ڈائل

۱۰۱ خلائی جہاز کی تباہی ۵۰/-
۱۰۲ عجیب خلائی شیطان ۵۰/-
۱۰۳ ماریا دونتھ میں ۵۰/-
۱۰۴ خلائی کمرہ ۵۰/-
۱۰۵ مردوں کا ستارہ ۵۰/-
۱۰۶ خونخوار انسانی لکڑی ۵۰/-
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۵۰/-
۱۰۸ عجیب ناک قلعہ ۵۰/-
۱۰۹ عجیب شیشہ ۵۰/-
۱۱۰ ماما دیوی کا گڑھ ۵۰/-
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۵۰/-
۱۱۲ خبر اور خلائی مخلوق ۵۰/-
۱۱۳ کیپٹن اور زندہ لاش ۵۰/-
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۵۰/-
۱۱۵ خطرناک تجربہ ۵۰/-
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۵۰/-
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۵۰/-
۱۱۸ مردے کی شہوت ۵۰/-
۱۱۹ قبر کا ہاتھ ۵۰/-
۱۲۰ جزیرے کا عجوبہ ۵۰/-
۱۲۱ خوفناک مقابلہ ۵۰/-
۱۲۲ ماریا کا کمپنی ۵۰/-
۱۲۳ مینار کا عجوبہ ۵۰/-
۱۲۴ انسانی تیندوا ۲۷/-
۱۲۵ عجیب لاش (تضاد نمبر) ۵۰/-
۱۲۶ خونی راز ۵۰/-
۱۲۷ سرکس کا ناچ ۵۰/-
۱۲۸ خبر کی قبر ۵۰/-
۱۲۹ چاہ بابل کے قیدی ۵۰/-
۱۳۰ مسٹر جس اور تیاں ۵۰/-
۱۳۱ ہانگ ناٹن ۵۰/-
۱۳۲ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۵۰/-
۱۳۳ منگلا دیوی کا آرشل ۵۰/-
۱۳۴ ماریا کمپنی میں ۵۰/-
۱۳۵ آسیبی پنجہ ۵۰/-
۱۳۶ باپ کی قبر ۵۰/-

پاکستان اکیڈمی

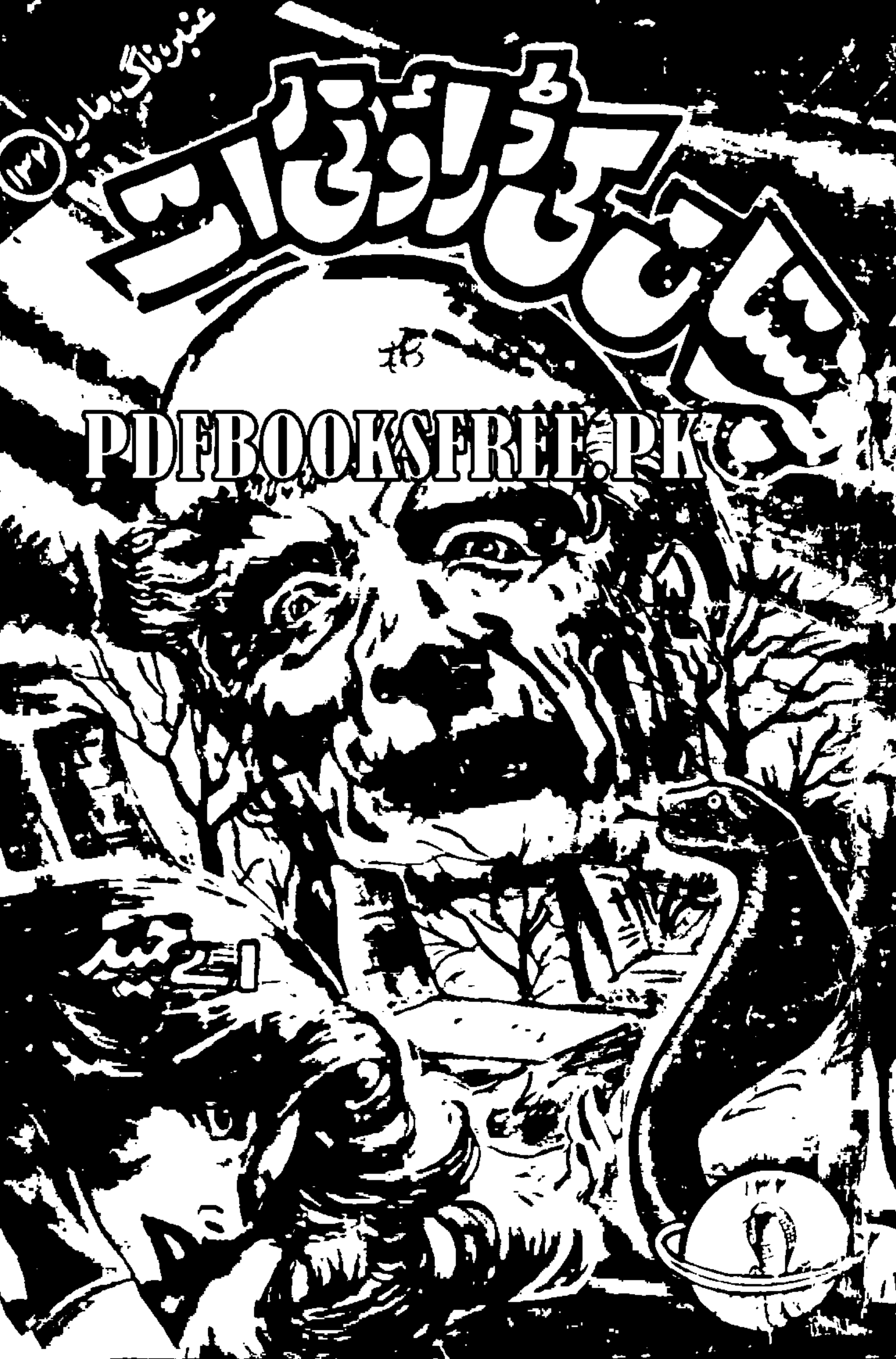

عنبر، ناگ، ماریا
۱۳۲
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

قبرستان کی ڈراؤنی رات

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
۱۹۹۶
ناشر شاہکتب اقراء پی ٹھہ ہاؤس، لاہور
طابع

پیارے دوستو!

میں ایک بار پھر اپنے ان تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے خط لکھکر مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ آج سے عنبر ناگ ماریا کی کتابیں کرائے پر لے کر نہیں پڑھیں گے بلکہ خرید کر پڑھیں گے تاکہ عنبر ناگ ماریا کی پراسرار داستان کا سلسلہ بند نہ ہو۔

پیارے دوستو! یہ ہماری مجبوری ہے کہ ہم نے آپ کو خرید کر پڑھنے کے لیے کہا۔ کیونکہ اگر آپ کتاب خریدیں گے نہیں تو ہم کاغذ کہاں سے خریدیں گے اور لکھائی چھپائی کیسے کریں گے اور عنبر ناگ ماریا کی کتابیں چھاپ کر آپ کی خدمت میں کیسے پیش کر سکیں۔ آپ اپنے جیب خرچ میں سے تھوڑے تھوڑے پیسے اگر بچا کر رکھ لیا کریں تو آپ پر بوجھ نہیں پڑے گا۔ ہم ایک بار پھر اس کے لیے معذرت چاہتے ہیں مگر ہم مجبور ہیں۔ عنبر ناگ ماریا کی کتاب چھاپنے پر بہت پیسے خرچ آتے ہیں۔ کبھی ہم آپ کو اس کی تفصیل بتائیں تو آپ بھی حیران رہ جائیں۔ ہاں، اس بار ناگ اور ماریا ایک سنسنی خیز ایڈونچر میں گرفتار ہیں۔ ذرا پڑھیے اور دیکھئے کہ ان کے ساتھ کیا بیتتی ہے۔

۴۵۴-N
راہِ چمن سمن آباد-لاہور

اتکل
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش کا دماغ

قلعے کے اس کمرے کا ماحول بڑا پُراسرار تھا۔ روشنی صرف اسی جگہ پر تھی جہاں لوہے کی ایک تار سے لالٹین لٹک رہی تھی۔ بوسیدہ ہال کمرے کی کالی سیاہ دیواریں اوپر چھت تک چلی گئی تھیں۔ سٹریچر پر لاش بندھی ہوئی تھی۔ ناگ حیران تھا کہ اگر یہ لاش ہے تو اس کو زنجیروں سے باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر اسے باندھا گیا ہے تو یہ لاش نہیں ہو سکتی۔ تینوں پُراسرار انگریز ڈاکٹر لگتے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ ناگ تک ان کی صرف دھیمی آواز ہی آ رہی تھی ان کے الفاظ نہیں پہنچ رہے تھے۔ ناگ کے دل میں ان کی باتیں سننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ وہ ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ سانس آہستہ سے کھینچ کر چھوڑا اور ایک چھوٹے کالے سانپ کی شکل میں پردے کے نیچے سے گذر کر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

○ لاش کا دماغ
○ خطرناک ٹھگنا شیطان
○ قبرستان کی ڈراؤنی رات
○ دہشت ناک پھنکار
○ قبر میں آجاؤ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قلعے کے پراسرار ہال کمرے میں داخل ہو گیا۔

وہ رینگتا ہوا لاش والے سٹریچر کے قریب پڑے دو چوکور کنستروں کی اوٹ میں چھپ کر ان تینوں آدمیوں کی باتیں سننے لگا۔ ٹھگنے قد کا چھوٹی داڑھی والا آدمی کہہ رہا تھا۔

"یہ ابھی پوری طرح مرا نہیں ہے۔ اس میں کچھ جان باقی ہے۔"

ٹھگنے قد اور چھوٹی ڈاڑھی والے آدمی کا نام ڈاکٹر جارج تھا۔ اس نے لاش کو ایک بار پھر غور سے دیکھا اور کہا:

"نہیں۔ میں چاہتا ہوں یہ آکسیجن کم ہو جانے کی وجہ سے آہستہ آہستہ موت کی نیند سوئے۔ ہمیں اس کے بعد اس کا دماغ بدلنے میں آسانی ہو گی۔ زہریلے ٹیکے سے اس کے اعصاب کی رگیں ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔"

تیسرا دبلا پتلا ڈاکٹر بولا:

"ڈاکٹر جارج! ہمیں پہلے ہی کتنے دن لگ گئے ہیں۔ اب ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ہمیں اپنا کام جلدی ختم کرنا چاہیے۔"

ڈاکٹر جارج نے ایک گہرا سانس لیا اور کہنے لگا، "میں جانتا ہوں۔ مگر یہ میڈیکل طریق کار ہے۔ اسے میڈیکل طریقے سے ہی ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس لاش کی کھوپڑی میں ڈالنے کے لیے دماغ کا بندوبست شروع کر دو۔"

دبلا پتلا ڈاکٹر بولا،

"کل رات ایک قاتل کو سزائے موت دی جانے والی ہے۔ میری ڈیوٹی پھانسی گھر میں لگی ہے۔ مجھے معلوم ہو جائے گا کہ پھانسی دینے کے بعد قاتل کی لاش کو کہاں دفن کیا گیا ہے۔ کل رات کے پچھلے پہر ہم قبرستان میں سے قاتل کا سر کاٹ کر لے آئیں گے اور پھر یہاں اس کا دماغ نکال کر اس لاش کی کھوپڑی میں لگا دیں گے۔"

ڈاکٹر جارج نے اطمینان کا سانس لے کر کہا،

"ٹھیک ہے۔ ہم کل رات کے پچھلے پہر اس لاش کے سر کا آپریشن شروع کریں گے۔ اس وقت تک یہ بالکل مُردہ ہو چکی ہو گی۔ اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں یہاں سے واپس چلنا چاہیے۔"
پھر وہ تیسرے ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر بولا:
"ڈاکٹر نکوما تم اسی جگہ لاش کی حفاظت کرو گے۔ میں اپنے گھر جا رہا ہوں صبح مجھے کلینک بھی کھولنا اور مریضوں کو دیکھنا ہوتا ہے۔"
پھر دبلے پتلے ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:
"ڈاکٹر پٹنی تم اپنے گھر جاؤ۔ کل رات تمہیں قاتل کا سر کاٹ کر یہاں لانا ہوگا۔ میں تمہارا اسی جگہ انتظار کروں گا۔ ڈاکٹر نکومی بھی میرے ساتھ اسی قلعے کی لیبارٹری میں ہوگا۔ تمہیں صبح ہونے سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جانا چاہیے۔"
دبلے پتلے ڈاکٹر پٹنی نے کہا:
"میں منہ اندھیرے سے پہلے یہاں آ جاؤں گا ڈاکٹر جارج! تم مطمئن رہو۔ یہ ہم سب کا انتہائی اہم اور قیمتی مشن ہے۔"
ڈاکٹر جارج نے اپنا چمڑے کا بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف چلا۔ ڈاکٹر پٹنی اس کے ساتھ ہی تھا۔ ناگ کنستروں کے پیچھے چھپا یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے ڈاکٹر جارج کے کلینک کا پتہ

کرنا چاہیے کیونکہ یہی آدمی کسی مردہ قاتل کا سر لانے والا ہے۔ ناگ کو شبہ تھا کہ یہ شخص شاید کسی زندہ انسان کا سر کاٹ کر لانے والا ہے۔ اس لئے عہد کر لیا تھا کہ اگر ڈاکٹر نے ایسی بھیانک حرکت کی تو وہ اسے وہیں موت کی نیند سلا دے گا۔ دوسرے ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ شیطان ایسا ذہن رکھنے والے جرائم پیشہ ڈاکٹروں کی ٹولی کیا کرنے جا رہا ہے اور ان کا مشن کیا ہے؟
چنانچہ ناگ بھی قلعے سے باہر نکل آیا۔ لمبا تڑنگا ڈاکٹر جارج اور دبلا پتلا ڈاکٹر پٹنی دونوں قلعے سے شہر کی طرف جانے والی سنسان اندھیری سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں بلند ہو کر ان کے سروں کے اوپر ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ یہ سنسان اندھیری سڑک ایک چراگاہ میں سے گزر رہی تھی۔ اس کی دونوں جانب اونچے اونچے یوکلپٹس کے درخت خاموش کھڑے تھے۔ انگلستان میں سردی کا موسم شروع ہو چکا تھا اور رات کافی سرد تھی۔ دونوں ڈاکٹروں نے اپنے گرم لمبے کوٹوں کے کالر گردنوں پر اوپر اٹھا رکھے تھے اور سروں پر بھی گرم ہیٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ وہ خاموشی سے چلے جا رہے تھے۔ چراگاہ کا چکر کاٹ کا سڑک ایک محصول چونگی کی چوکی پر پہنچی تو انہیں وہاں ایک خالی بگھی مل گئی۔ وہ بگھی میں سوار ہو گئے۔ ناگ بھی بگھی کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔

بگھی غریب لوگوں کے پرانے مکانوں والی آبادی سے نکل کر شہر میں داخل ہو گئی۔ ناگ نیچے آ کر پرواز کرنے لگا۔ اس نے دیکھا۔ شہر کا ایک محرابی گرجا گھر ایسا بہت بڑا گیٹ تھا جس کا دروازہ غائب تھا۔ اس گیٹ کے باہر ایک نیلی تختی پر انگریزی لفظوں میں لندن لکھا تھا۔ ناگ کا اندازہ بالکل درست نکلا۔ یہ انگلستان ہی تھا مگر انیسویں صدی کے شروع کا لندن تھا جب شہر میں گیس کے لیمپ جلتے تھے اور سڑکوں پر گھوڑوں والی بگھیاں چلتی تھیں۔ ابھی بجلی، موٹریں، ٹیلی فون اور سائنس کی دوسری چیزیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ لندن شہر گنجان آباد تھا۔ اس کی تنگ پتھریلے فرش والی گلیوں کے کونوں پر گیس کے لیمپ روشن تھے۔ مگر ان کی روشنی بجلی کی روشنی سے بہت ہلکی اور دھیمی تھی۔ مکانوں کے چھجے آگے کو جھکے ہوئے تھے اور اندھیری سنسان یخ بستہ رات میں بڑے آسیبی لگ رہے

تھے۔ بگھی جارج کے مکان کے آگے جا کر رک گئی۔ ڈاکٹر جارج یہاں اتر گیا۔ ناگ نے ڈاکٹر جارج کے مکان کو بھی ذہن میں بٹھا لیا اور اب بگھی کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر پٹنی کے مکان کی طرف اڑنے لگا۔ ڈاکٹر پٹنی کا مکان کافی آگے جا کر ایک تنگ سے بازار کے اندر گلی کے کونے پر تھا۔ وہ بھی بگھی سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہو گیا۔ ناگ مکان کی دوسری منزل کے بالکل سامنے کھجے پر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے ڈاکٹر پٹنی کے مکان کی دوسری منزل صاف نظر آ رہی تھی۔ کھڑکی بند تھی مگر شیشے پر پردہ نہیں گرا تھا۔ ڈاکٹر پٹنی کمرے میں آیا۔ اس نے رات کا لباس پہنا۔ آتش دان میں جلتی ہوئی آگ کو لوہے کی سلاخ سے کریدا اور پلنگ پر بیٹھ کر اپنی ڈائری میں کچھ لکھنے لگا۔ اتنے میں ایک نوجوان لڑکی نوکرانیوں ایسا لباس پہنے سر پر سفید ٹوپی جمائے طشتری میں دودھ کا گلاس رکھے اندر آئی۔ اس نے ڈاکٹر پٹنی کو دودھ پیش کیا۔ پٹنی نے گلاس اٹھا کر سارا دودھ پی لیا اور نوکرانی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کچھ کہا۔ نوکرانی بھی مسکرانے لگی۔ پھر ڈاکٹر پٹنی نے کھڑکی کے پردے کی طرف اشارہ کیا۔ نوکرانی جلدی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑکی کی طرف آئی اور پردہ آگے کر دیا۔

اب ناگ کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے، پھر بیڈ روم کی گیس کی روشنی گل ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر پٹنی دودھ پی کر سو گیا ہے۔ ناگ وہاں سے اڑا اور قدیم لندن شہر کے اوپر چکر لگانے لگا۔ سارا شہر سو رہا تھا۔ گلیوں بازاروں میں کہیں کہیں گیس کے لیمپ روشن تھے۔ کسی کسی بازار میں سفید دھندلی چنیوں سے بھی ملاقات ہو جائے۔ لیکن اس وقت ناگ یہ پتہ کرنا اپنا انسانی فرض سمجھتا تھا کہ یہ تینوں خبیث بڑے ڈاکٹر مل کر کس قسم کا مشن شروع کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کے ارادے ناپاک اور عزائم انسان دشمن تھے اور ناگ یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر پٹنی کے مکان کو بھی ناگ نے اچھی طرح سے یاد کر لیا۔ اب وہ اس کے پاس رات کو آنا چاہتا تھا تاکہ یہ پتہ کر سکے کہ ڈاکٹر پٹنی واقعی کسی پھانسی پانے والے قاتل کا سر کاٹنے والا ہے یا اس نے کسی بے گناہ کو اپنے ظلم کا نشانہ بنانے کے لیے چن رکھا ہے۔ رات ناگ نے عقاب ہی کی شکل میں دریائے ٹیمز کے کنارے ایک باغ کے درخت پر گذار دی۔ صبح ہوئی تو پرانا لندن شہر آہستہ آہستہ بیدار ہونے لگا۔ پھر پتھروں سے

تھا کہ اپنے دوستوں عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کے زمانے سے نکل کر ان سے کئی سو برس آگے کے زمانے میں لندن شہر میں نکل آیا ہے اور دوسرے اسے یہ پریشانی سمجھ گیا کہ ڈاکٹر پٹنی دودھ پی کر سو گیا ہے۔ ناگ تھی کہ ماریا اس کے ہاتھ سے نکل کر خدا جانے وہاں سے اڑا اور قدیم لندن شہر کے اوپر چکر لگانے کہاں گم ہو گئی تھی۔ اسے دیو داسی چندریکا کا بھی لگا۔ سارا شہر سو رہا تھا۔ گلیوں بازاروں میں کہیں کہیں خیال لگا تھا کہ شاید اس زمانے میں کسی جگہ اس گیس کے لیمپ روشن تھے۔ کسی کسی بازار میں سفید سے بھی ملاقات ہو جائے۔ لیکن اس وقت ناگ یہ دھند پھیلی ہوئی تھی۔ کئی مکانوں کی چھتوں پر لگتی چمنیوں پتہ کرنا اپنا انسانی فرض سمجھتا تھا کہ یہ تینوں خبیث میں سے لکڑی کا دھواں نکل رہا تھا یہ وہ مکان تھے جہاں بڑے ڈاکٹر مل کر کس قسم کا مشن شروع کرنا چاہتے آتش دانوں میں آگ روشن تھی تاکہ کمرے گرم رہیں۔ ظاہر ہے ان کے ارادے ناپاک اور عزائم انسان دور دریائے ٹیمز ایک سفید دھندلی چادر کی طرح زمین دشمن تھے اور ناگ یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر پر پھیلا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے بادشاہ کا محل بکنگھم پٹنی کے مکان کو بھی ناگ نے اچھی طرح سے یاد کر پیلس اور پارلیمنٹ ہاؤس تھا۔ دریائے ٹیمز کے اوپر لیا۔ اب وہ اس کے پاس رات کو آنا چاہتا تھا تاکہ ایک جگہ لندن کا بدنام ترین ٹاور آف لندن تھا۔ یہ پتہ کر سکے کہ ڈاکٹر پٹنی واقعی کسی پھانسی پانے والے جس کے بارے میں آج بھی مشہور ہے کہ وہاں قیدیوں قاتل کا سر کاٹنے والا ہے یا اس نے کسی بے گناہ کو کو اذیت دے دے کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اپنے ظلم کا نشانہ بنانے کے لیے چن رکھا ہے۔ رات

ناگ نے پرانے پراسرار لندن کے تمام علاقوں میں پرواز کر کے فضا کو بار بار سونگھا۔ اسے کسی جگہ سے ماریا کی خوشبو نہ آئی۔ ایک تو وہ اس لیے بھی پریشان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنائی گئی تنگ سڑکوں میں گھوڑا گاڑیاں نکل آئیں
پرانی وضع کے لمبے لمبے پھولے ہوئے گاؤن پہنے
آنے لگیں۔ ناگ اُڑ کر واپس اسی لاش والے قلعے
میں آ گیا۔

دن کی روشنی میں بھی قلعہ بڑا پُراسرار اور آسیب
لگ رہا تھا۔ سردیوں میں لندن کے دن دھندلے اور
اور افسردہ ہوتے ہیں۔ پرانے زمانے میں تو ویرانی بہت
زیادہ ہوا کرتی تھی۔ تنگ و تاریک گلیوں میں دن
کے وقت بھی اندھیرا چھایا رہتا تھا اور لوگوں کو دن
دہاڑے لوٹ کر مار ڈالا جاتا تھا۔ یہاں مالیں پرانی حو
اور مکان بھی تھے جن میں کوئی نہیں رہتا تھا۔ کیوں
لوگوں کا خیال تھا کہ وہاں بھوت پریت نے بسیرا
رکھا ہے اور راتوں کو چیخوں کی آوازیں آتی ہیں۔ ناگ
دیکھا کہ لاش والا قلعہ بھی سرد ویران دھندلی دھند
ڈوبا ہوا تھا۔

اس زمانے میں شہروں کی آبادی ویسے بھی کم
کرتی تھی۔ پراسرار قلعہ شہر سے کافی دور ایک اجڑی
ہوئی چراہ گاہ کے پاس تھا۔ یہاں دن کے وقت بھی
کوئی نہیں آتا تھا۔ ویران قلعے میں کوئی کیا کرنے آ

گا۔ ناگ عقاب ہی کی شکل میں قلعے کے اندر چلا
آیا۔ سامنے ڈھلانی راستہ تھا جس کے آگے موم جامے کا
بھاری پردہ گرا ہوا تھا۔ عقاب نے اس جگہ پہنچ کر ایک
بار پھر سانپ کی شکل بدلی اور بھاری پردے کے نیچے
سے گذر کر دوسرے کشادہ ہال کمرے میں آ گیا۔ تین ڈاکٹروں
کی پُراسرار خطرناک ٹولی کا تیسرا ڈاکٹر نکوما لاش والے سٹریچر
سے چند قدم کے فاصلے پر دیوار میں بنے ہوئے آتشدان
کے سامنے پرانی آرام کرسی پر نیم دراز آگ تاپ رہا
تھا۔ آتش دان میں پتھر کے کوئلے دہک رہے تھے۔
سارا ہال کمرہ سرد اور نیم روشن تھا۔ آتشدان کی گرمی
بھی سردی کی شدت کو ختم نہیں کر رہی تھی۔ سٹریچر کے
قریب تار سے بندھی ہوئی لالٹین بجھ چکی تھی۔ لاش
بے حس و حرکت زنجیروں میں بندھی پڑی تھی۔ ناگ
کے دل میں لاش کو ایک بار پھر دیکھنے کی خواہش
پیدا ہوئی۔

ہال کمرے کی فضا میں بھی باہر پھیلی ہوئی ہلکی دھند
کی لہریں داخل ہو رہی تھیں۔ ناگ فرش پر رینگتا ایک
بار پھر لاش کے سٹریچر کے قریب آ گیا۔ اب وہ
لاش کے پاؤں کی جانب سے رینگتا ہوا سٹریچر پر

COURTESY WWW.POFBOOKSFREE.PK

چڑھ گیا۔ وہ لاش کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔ جونہی وہ لاش کے ننگے پاؤں سے ٹکراتا ہوا آگے گذرا لاش کے پاؤں میں حرکت پیدا ہو گئی۔ لاش نے سانپ کے رینگنے کو محسوس کر لیا تھا اور اس نے اپنے پاؤں یوں ہلائے جیسے سانپ کو پیچھے ہٹا رہا ہو۔ ناگ ایک سیکنڈ کے لیے رک گیا۔ گویا یہ لاش ابھی زندہ تھی۔ ناگ نے ایک بار پھر اپنی دم لاش کے پاؤں سے لگائی تو لاش کے حلق سے ہلکی سی کراہٹ کی آواز نکلی۔ یہ آواز ایسی ڈراؤنی تھی کہ ناگ کے جسم کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ناگ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی چڑیل کا گلا گھونٹا جا رہا ہو اور اس کے حلق سے زندگی کی آخری بھیانک آواز نکل رہی ہو۔

یہ آواز سن کر آتشدان کے سامنے آرام کرسی پر بیٹھا نکوما جلدی سے اٹھ کر سٹریچر کی طرف آیا۔ ناگ فوراً سٹریچر سے اتر کر اس کے نیچے کی طرف چلا گیا۔ ڈاکٹر نکوما نے لاش کو جھک کر دیکھا۔ لاش کا ٹھنڈا ساکت بے حس ڈراؤنا چہرہ بالکل سپاٹ خاموش اور مردہ تھا۔ نکوما نے لاش کی ایک آنکھ کا پپوٹا اوپر کو اٹھایا۔ اندر

سے لاش کا ڈیلا چٹا سفید ہو چکا تھا۔ نکوما نے لاش کا چہرہ سفید کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ اس کے بعد وہ واپس آتش دان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

ناگ رینگ کر سٹریچر کے اوپر آیا تو اس نے دیکھا کہ لاش کا چہرہ ڈھکا ہوا ہے۔ ناگ نے ایک بات خاص طور پر محسوس کی تھی کہ لاش ابھی زندہ تھی۔ اس کے جسم سے دل کی ہلکی ہلکی دھڑکن کی آواز آ رہی تھی۔ ناگ سٹریچر سے اتر کر ٹھنڈے سیاہ پتھریلے فرش پر رینگتا ہوا باہر کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک نکوما کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ لوہے کی سلاخ لے کر ناگ کی طرف دوڑا۔ ناگ تیزی سے رینگنے لگا۔ نکوما نے سلاخ زور سے ناگ پر دے ماری۔ مگر ناگ وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ بجلی ایسی تیزی کے ساتھ رینگتا ہال کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ ڈاکٹر نکوما حیران تھا کہ اتنی سخت سردی میں یہاں سانپ کہاں سے آ گیا۔ انگلستان میں سانپ ویسے ہی نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اور سردی کے موسم میں تو چیونٹی بھی بل سے باہر نہیں نکلتی پھر یہ سیاہ کالا سانپ کہاں سے نکل آیا تھا۔ نکوما کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو وہ آتشدان کے پاس آرام کرسی پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھ گیا اور سانپ کے بارے میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اسے اونگھ آ گئی۔ ناگ قلعے سے نکلتے ہی پرندہ بن کر اڑا اور شہر لندن کی طرف چلا گیا۔ شہر یخ بستہ دھند میں ڈوبا ہوا تھا۔ ناگ سیدھا ڈبلے پٹنی ڈاکٹر پٹنی کے مکان پر جا پہنچا۔ کیوں کہ اس پراسرار ڈاکٹر نے آج رات پھانسی پانے والے ایک قاتل کی گردن اڑا کر لے جانی تھی۔

ڈاکٹر پٹنی کے بیڈ روم کی کھڑکی بند تھی اور آگے پردہ گرا ہوا تھا۔ ناگ کافی دیر تک سامنے والے باغ کے درخت پر بیٹھا رہا۔ اسی طرح دن غروب ہو گیا اور شام کے اندھیرے نے ٹھنڈی دھند میں ڈوبے ہوئے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تنگ و تاریک گلیوں میں گیس کے لیمپ روشن ہو گئے مگر دھند کی وجہ سے ان کی روشنی وہیں آس پاس ہی بکھر رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اب ڈاکٹر پٹنی کے مکان کے اندر چل کر دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

ناگ درخت سے اترنے ہی والا تھا کہ کھڑکی کا پردہ ہٹ گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ بیڈ روم میں میز لگا دیا گیا تھا اور وہی نوجوان نوکرانی میز پر رات کا کھانا لگا رہی تھی۔

ڈاکٹر پٹنی بھی آہستہ آہستہ چلتا وہاں آ گیا اور خاموشی سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ نوکرانی اس کے پاس خاموش کھڑی تھی۔ کھانا کھاتے کھاتے رات ہو گئی۔ ڈاکٹر پٹنی اٹھا۔ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ نوکرانی اس کے ساتھ گئی۔ چند لمحوں کے بعد ڈاکٹر پٹنی مکان کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ اس نے سیاہ سوٹ کے اوپر کالا اوورکوٹ اور سیاہ ہیٹ پہن رکھا تھا۔ وہ اس وقت ناگ کو کوئی جلاد لگ رہا تھا۔ وہ جیل خانے اپنی ڈیوٹی پر جا رہا تھا شاید، جہاں آج رات ایک قاتل کو پھانسی دی جا رہی تھی۔

ایک گھوڑا گاڑی ڈاکٹر کے قریب آ کر سڑک کے کنارے رک گئی۔ گھوڑوں کے نتھنوں سے بھاپ نکل رہی تھی۔ سردی میں کوچوان بھی اونچی سیٹ پر بیٹھا اپنے دستانوں والے ہاتھ مل رہا تھا۔

ڈاکٹر پٹنی نے کوچوان سے کہا:

"جیل خانے چلو۔"

اور دروازہ کھول کر گھوڑا گاڑی یعنی بند بگھی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی کلپ کلوپ کلپ کلوپ کی آواز پیدا کرتی دھند اور اندھیرے میں ڈوبی سڑک پر بڑے جیل گھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف چل پڑی۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں اس
کے اوپر اڑنے لگا۔ گھوڑا گاڑی ایک بندھی ٹکی اور
نپی تلی چال چلتی شہر کے گنجان علاقوں سے گذرتی رات
کے سناٹے میں گھوڑے کے ٹاپوں کی خاص آواز نکالتی
جیل خانے کے بڑے دروازے کے سامنے جا کر رک
گئی۔ ڈاکٹر پٹنی نے جیل کے گیٹ پر کھڑے سنتری کو
اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ سنتری نے گیٹ کا چھوٹا دروازہ
کھول دیا۔ ڈاکٹر پٹنی جیل خانے کے احاطے میں داخل
ہو گیا۔ ناگ بھی اس کے ساتھ ہی احاطے میں آ گیا۔
آگے جیل خانے کی تین منزلہ پرانی اور لمبی چوڑی بھدی
سیاہ بوجھل اور ڈراؤنی عمارت کھڑی تھی۔ ڈاکٹر پٹنی تیز
تیز قدم اٹھاتا جیل کی عمارت کی طرف چلا جا رہا تھا۔
ناگ نے سوچا کہ اب اسے کسی دوسرے روپ میں
جیل کے اندر جانا ہو گا۔ یہ کون سا روپ ہو سکتا
تھا؟ سانپ کی شکل میں اندر جاتے ہوئے وہ دروازے
پر دیکھا جا سکتا تھا۔ ناگ کے ذہن میں تیزی سے
ایک خیال آیا۔ وہ فضا میں ہی غوطہ لگا کر نیچے احاطے
کے فرش پر گرا اور گرتے ہی ایک چھوٹا سا سانپ
بن کر ایک ہی چھلانگ میں ڈاکٹر پٹنی کے لمبے گرم کوٹ

کے پیچھے جا کر چپک گیا۔ ڈاکٹر کو بالکل خبر نہ ہو
سکی کہ اس کے اوورکوٹ کے پیچھے ایک چھوٹا سا
سانپ چپکا ہوا ہے۔ کوٹ کا رنگ بھی کالا تھا۔
سانپ کا رنگ بھی کالا تھا کسی کو پتہ نہیں لگ
سکتا تھا۔

ڈاکٹر پٹنی کو جیل کے سارے لوگ جانتے تھے۔ انہیں
معلوم تھا کہ آج رات ایک بدنام اور ظالم قاتل کو پھانسی
ملنے والی ہے اور ڈاکٹر پٹنی اس کی موت کی تصدیق
کرنے اور اس کی موت کا سرٹیفکیٹ دینے کے لیے آیا
ہے۔ وہ سیدھا جیل کے سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں گیا۔
آفس میں سپرنٹنڈنٹ گیس کی دھیمی روشنی میں کرسی پر
بیٹھا ضروری کاغذات تیار کر رہا تھا۔ اس نے ڈاکٹر کے
سلام کا جواب صرف سر ہلا کر دیا اور بولا،

"ڈاکٹر! ہمیں چیف کمشنر کی طرف سے حکم آیا ہے
کہ مجرم کو آدھی رات کے وقت پھانسی دے دی
جائے اس لیے اچھا ہوا تم پہلے آ گئے۔ نہیں تو
میں تمہاری طرف اپنا آدمی دوڑانے ہی والا تھا۔"

ڈاکٹر پٹنی نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے پوچھا،

"ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی قبر کا بندوبست کر لیا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا؟ کیونکہ یہ لاوارث لاش ہوگی۔ اس کا کوئی رشتے دار وغیرہ نہیں ہے۔"

سپرنٹنڈنٹ بولا: "ڈاکٹر! ہم نے اسے جیل کی دیوار کے پیچھے ویران قبرستان میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مگر وہاں ابھی قبر تیار نہیں ہو سکی۔"

ڈاکٹر پٹنی کو کچھ تشویش ہوئی۔ کہنے لگا:

"تو پھر اسے کب دفن کیا جائے گا؟ لاش تو خراب ہو جائے گی۔"

سپرنٹنڈنٹ نے کاغذات کی کتاب بند کر دی اور کہا:

"ہم صبح تک لاش کو تابوت میں ڈال کر جیل کے مُردہ گھر میں رکھیں گے۔ وہاں برف پہلے سے لگا دی گئی ہے۔ لاش خراب نہیں ہو گی۔ صبح قبر بھی کھدوا دی جائے گی۔"

ڈاکٹر پٹنی کے ذہن میں ایک نئی اسکیم تیزی سے تیار ہو گئی تھی۔ ناگ ابھی تک اس کے لمبے سیاہ کوٹ کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔

ڈاکٹر پٹنی اٹھا اور بولا:

"میں مجرم کا ڈاکٹری معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور ڈاکٹر ضرور — یہ تو تمہاری ڈیوٹی میں شامل ہے۔"

یہ کہہ کر جیل کا سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر کو ساتھ لے کر پھانسی پانے والے قاتل کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ ناگ اب ڈاکٹر پٹنی کے کوٹ کے چوڑے کالر کے نیچے آ کر باہر جھانک رہا تھا۔ کوٹھڑی میں زیادہ روشنی نہیں تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں ایک بنچ پر سوکھے گھاس کا گدیلا پڑا ہے جس پر ایک ہٹا کٹا آدمی جس کا سر منڈا ہوا ہے سر گھٹنوں میں دبائے بیٹھا ہے۔ جیل کے سپرنٹنڈنٹ کے پیچھے دو سپاہی بندوقیں لیے چوکس کھڑے تھے۔ قاتل کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں۔ اس نے حاکمانہ انداز میں کہا:

"ڈاکٹر تمہارا ڈاکٹری معائنہ کرنے آیا ہے۔"

قاتل نے چہرہ اوپر اٹھایا۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ اس پر موت کا خوف طاری تھا۔ ڈاکٹر پٹنی نے ٹوپی لگا کر مجرم کے دل کی دھڑکن نوٹ کی اور کہا:

"ٹھیک ہے۔"

یہ لوگ پھانسی کی کوٹھڑی سے باہر آ گئے۔ ڈاکٹر پٹنی پھانسی گھر میں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ ناگ ابھی تک اس کے لمبے گرم کوٹ کے چوڑے کالر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے چھپا ہوا تھا۔ ناگ اتنا چھوٹا سانپ بنا ہوا تھا کہ اس پر کسی کی نظر پڑ ہی نہیں سکتی تھی۔ ویسے بھی وہاں اندھیرا اندھیرا تھا۔ ایک مجسٹریٹ بھی وہاں پہلے سے موجود تھا۔ تھوڑی دیر میں چار آدمی مجرم کو لے آئے ایک خالی تابوت چبوترے کے قریب ہی رکھا تھا۔ مجرم کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے۔ انسان غصّے یا حرص و ہوس یا لالچ میں آکر دوسرے کا خون تو بہا دیتا ہے لیکن جب اس کی سزا ملتی ہے تو اس کا جسم کانپ رہا ہوتا ہے۔ دل لرز رہا ہوتا ہے اور وہ پچھتاتا ہے کہ کاش میں عقل سے کام لیتا اور غصّے پر قابو پا لیتا مگر اس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

قاتل کو پھانسی دے دی گئی۔ ڈاکٹر پٹنی نے اس کی موت کی تصدیق کر کے سرٹیفکیٹ دے دیا۔ پھر اس کی لاش تابوت میں ڈال کر مُردہ خانے کے ٹھنڈے کمرے میں پہنچا دی گئی۔ جیل سپرنٹنڈنٹ اور مجسٹریٹ بھی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ڈاکٹر پٹنی کیسے جا سکتا تھا۔ اسے تو اپنی اسکیم پر عمل شروع کرنا تھا۔ وہ بہانہ بنا کر باتھ روم میں چلا گیا۔ پھر اپنا بیگ لیے باہر نکلا اور مُردہ خانے کی طرف چل پڑا۔

مردہ خانے کے باہر ایک سنتری برائے نام ہی پہرہ دے رہا تھا۔ کیوں کہ مردہ خانے میں کوئی کیا چوری کرنے یا کسی کو اغوا کرنے آئے گا بھلا۔ سنتری باہر بنچ پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

ڈاکٹر پٹنی کو دیکھ کر وہ ایک دم بولا:

"کون ہے؟"

ڈاکٹر پٹنی نے مسکراتے ہوئے کہا:

"میں ہوں ڈاکٹر پٹنی! میں لاش کا ایک بار پھر معائنہ کرنے آیا ہوں۔ دراصل میں تسلّی کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مر گیا ہے"۔

سنتری نے نیند بھری آواز میں کہا:

"دروازہ کھلا ہے ڈاکٹر! اندر لاش تابوت میں رکھی ہے جا کر معائنہ کر لو"۔

سنتری ڈاکٹر کو پہچانتا تھا۔ ڈاکٹر پٹنی جلدی سے مردہ خانے میں گھس گیا۔ مردہ خانے میں برف کے بڑے بڑے بلاک رکھے تھے۔ ان کے درمیان ایک تابوت پڑا تھا جس میں میخیں ٹھکی تھیں۔ ڈاکٹر پٹنی نے قریب ہی دیوار کے ساتھ لگا ہوا آنکڑا اٹھایا اور تابوت کے بڑے کیل آہستہ آہستہ سے اکھاڑ کر تابوت کا منہ کھولدیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ ڈاکٹر پٹنی کے کار کے ساتھ چپکا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر نے قاتل کی لاش کے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر پیچھے کر دیا۔ اب وہ ایک ماہر ڈاکٹر بن گیا جو لاش کی چیر پھاڑ کرنے والا ہو۔ پھر اس نے اپنے بیگ میں سے ایک چھوٹی مگر بے حد تیز دندانوں والی آری نکالی۔ اسے لاش کی گردن پر رکھ کر زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کے اندر ڈاکٹر پٹنی نے لاش کا سر کاٹ کر اسے کاغذ میں لپیٹا اور اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ بیگ کو بند کیا۔ پھر لاش کے اوپر کپڑا ڈالا اور تابوت کا ڈھکنا میخوں سے اچھی طرح بند کر دیا۔

مردہ خانے سے باہر نکل کر ڈاکٹر پٹنی نے سنتری سے کہا:

"ٹھیک ہے۔ لاش زندہ نہیں۔ میری تسلی ہو گئی ہے۔"

سنتری اونگھ رہا تھا۔ ذرا سی ہاں کہہ کر دوبارا اونگھنے لگا۔

ڈاکٹر پٹنی بیگ ہاتھ میں اٹھائے تیز تیز قدموں سے جیل کے بڑے گیٹ سے باہر نکل آیا۔ وہاں اس کو

گھر پہنچانے کے لیے گھوڑا گاڑی تیار کھڑی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ گیا اور گاڑی اس کے مکان کی طرف روانہ ہو گئی۔ ناگ چونکہ ڈاکٹر کے کوٹ کے کالر کے ساتھ اندر کی جانب چپکا ہوا تھا اس لیے اس نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر کا دل زور زور سے دھڑک رہا ہے۔ اپنے مکان پر پہنچ کر ڈاکٹر پٹنی نے بیگ کو پہلی منزل میں اس کمرے کے کونے میں رکھ دیا جہاں پرانے کپڑے رکھے جاتے تھے۔ پھر باتھ روم میں گیا اور گرم پانی سے منہ ہاتھ دھونے لگا۔ ناگ اس وقت اس کے کوٹ کے کالر میں سے نکل کر اس کے پیچھے سے ہوتا ہوا فرش پر آ گیا تھا۔ فرش پر رینگتا وہ مکان کے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔

ناگ کو معلوم تھا کہ اب یہ سنگ دل ڈاکٹر پرانے قلعے کی طرف جائے گا۔ جہاں اس کے دوسرے شیطان صفت ڈاکٹر ساتھی انتظار کر رہے ہیں۔ ڈاکٹری ایک مقدس پیشہ ہے۔ جو بھی ڈاکٹر بنتا ہے وہ لوگوں کی خدمت کے لیے ڈاکٹر بنتا ہے۔ مگر ان میں کچھ ایسے ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں۔ جو غلط راستے پر چل نکلتے ہیں اور یوں اس مقدس پیشے کو بدنام کرنے کا باعث بنتے ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور آج سے دو سو برس پہلے تو لندن اور فرانس میں ایسے ڈاکٹر عام ہوا کرتے تھے جو انسان دشمن کاموں میں لگے رہتے تھے۔ یہ تینوں ڈاکٹر بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

تھوڑی دیر ہی گذری ہو گی کہ ڈاکٹر پٹنی مکان سے باہر نکلا۔ ایک گھوڑا گاڑی وہاں سے گذری تو ڈاکٹر نے اسے آواز دے کر روک لیا۔ بازار سنسان ویران نیم روشن اور دھند میں ڈوبے ہوئے تھے۔ گھوڑا گاڑی میں بیٹھ گیا اور کوچوان کو شہر سے باہر چلنے کو کہا۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں اس کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ شہر کے باہر آ کر گھوڑا گاڑی ایک حویلی کے پیچھے رک گئی۔ ڈاکٹر پٹنی باہر نکلا۔ کوچوان کو پیسے دے کر چلے جانے کو کہا اور خود حویلی کی تاریک ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ ناگ سوچنے لگا کہ یہ شخص اس حویلی میں کیا کرنے گیا ہے۔ بیگ ڈاکٹر کے ہاتھ میں تھا۔ اتنے میں حویلی کی ڈیوڑھی میں سے سیاہ رنگ کا ایک گھوڑا تیز تیز چلتا باہر نکلا اور سڑک پر آتے ہی سرپٹ دوڑنے لگا۔ اس گھوڑے پر ڈاکٹر پٹنی تھا۔ بیگ گھوڑے کی گردن کے ساتھ بندھا تھا۔

ناگ بھی عقاب کی شکل میں رات کے اندھیرے میں ڈاکٹر پٹنی کے گھوڑے کے اوپر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ آدھی رات کے ٹھنڈے یخ اندھیرے میں قلعے کی عمارت ایک بہت بڑے بھوت کی طرح سر اٹھائے کھڑی تھی۔ آس پاس کا ماحول جیسے کسی لاش کی طرح ساکت تھا۔ گھوڑا قلعے کے بڑے دروازے میں سے گذر کر احاطے میں ڈھلان پر جا کر رک گیا۔ ڈاکٹر پٹنی نے گھوڑے کو ایک طرف باندھا اور بیگ ہاتھ میں لیے تیز تیز قدم اٹھاتا ڈھلان سے نیچے اترا۔ موم جامے کا بھاری پردہ اٹھا کر دوسری طرف چلا گیا۔

ناگ نے بھی عقاب سے سانپ کی شکل بدلی اور اندھیرے میں ڈھلان پر رینگتا قلعے کے وسیع ہال کمرے میں آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ تینوں شیطانی ڈاکٹر سرجیکل لاش کے سرہانے جھکے ہوئے آپریشن شروع کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بیگ میں سے قاتل کا سر نکال کر ایک طشت میں پڑا تھا۔ لالٹین کی روشنی لاش کے سر پہ پڑ رہی تھی۔ ناگ فرش کی بجائے رینگتا ہوا سامنے والی دیوار پر چڑھ گیا۔ یہاں سے اسے آپریشن کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ ڈاکٹر جارج کے ہاتھ میں چھوٹی سی آری تھی۔ اس نے آری کو سٹریچر پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بندھی ہوئی لاش کے ماتھے پر رکھا اور زور سے ہاتھ چلایا ہی تھا کہ لاش کے حلق سے وہی غراہٹ کی بھیانک آواز بلند ہوئی۔

ڈاکٹر جارج نے پٹنی سے کہا:

"اسے اچھی طرح سے کس کر باندھو۔ میں چاہتا ہوں کہ زندہ ہی اس کا دماغ نکال کر قاتل کا دماغ لگا دیا جائے۔"

دونوں ڈاکٹروں نے لاش کے سر کے گرد شکنجے کو زیادہ کس دیا۔ اب ڈاکٹر کی آری تیزی سے چلنے لگی۔ لاش کے منہ میں نیچے تک کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا جس کی وجہ سے غراہٹ کی آواز ایسے نکل رہی تھی جیسے کوئی کسی گہرے کنوئیں میں درد سے بلبلا رہا ہو۔ ڈاکٹر جارج نے دیکھتے دیکھتے لاش کی کھوپڑی کا اوپر والا حصہ کھول دیا۔ زندہ لاش کا سفید دماغ نظر آنے لگا۔ ناگ نے اپنی آنکھیں دوسری طرف کر لیں۔ وہ یہ بھیانک منظر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

○

خطرناک ٹھگنا شیطان

لاش میں قاتل کا دماغ لگا دیا گیا۔

قاتل کے سر کی کھوپڑی خالی پڑی تھی۔ اسے ڈاکٹر پٹنی نے اٹھا کر ایک طرف کوڑے کرکٹ میں پھینک دیا۔ اب وہ تینوں مل کر لاش کی کھوپڑی کو بند کر کے اسے لوہے کی باریک تاروں سے بند کر رہے تھے۔ کھوپڑی بند ہو گئی تو اس پر سر کی کھال چڑھا کر سی دیا گیا۔ ناگ یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ لاش کا دماغ بدل دیا گیا تھا۔ لاش سٹریچر پر بے حس و حرکت پڑی تھی۔ پہلے اس کے حلق سے غراہٹ کی آواز آ جاتی تھی۔ اب یہ آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ کو محسوس ہوا کہ جیسے لاش مر گئی ہے۔ وہ زندہ نہیں ہے۔ اسے قلعے کے باہر بادلوں کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ پھر بجلی کی چمک اندر دم بھر کے لئے چمکی اور باہر بارش شروع ہو گئی۔ سرد ویران رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سنسان گھپ اندھیرے میں بارش کی آواز سے
ناگ کو ایک جھرجھری سی آ گئی۔ باہر یخ بستہ
رات میں بارش ہو رہی تھی اور شکستہ قلعے کے
یہ تینوں شیطان صفت ڈاکٹر لاش کے سینے میں چھو
سائنگاف ڈالنے کے بعد اس کے دل کی مالش
رہے تھے تاکہ وہ پھر سے دھڑکنا شروع ہو جا
تینوں کے چہروں پر تشویش تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہ
نے ایک دوسرے کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔ لا
کا دل دھڑکنے لگا تھا۔ جلدی جلدی لاش کا
سر کے ٹانکے لگا کر اوپر پٹی کس کر باندھ دی گئی۔
ڈاکٹر جارج نے کپڑے سے اپنا چہرہ صاف کر کے
"ہمارا ایک منصوبہ تو ختم ہو گیا۔ اب دوسرا منصو
شروع ہونے والا ہے۔"
نکوما کہنے لگا:
"ہمیں اس لاش کو یہاں سے لے جا کر کسی
دوسری جگہ تہہ خانے میں رکھ دینا چاہیے۔"
جارج بولا: "اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں۔
ہم اب لاش کو قلعے کے نیچے جو اندھیری
سرنگ کا تہہ خانہ ہے وہاں رکھیں گے۔

وہاں اس پر کسی کی نظر نہیں پڑ سکے گی۔
یہ صرف ہمارے اشارے پر اٹھے گی اور ہمارے
اشارے پر کام کرے گی۔"
نکوما بولا: "جارج! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ
ہمارے دوست پٹنی کی مدد سے ہمیں ایک
قاتل کا دماغ مل گیا۔ ورنہ ہمیں کسی جرائم پیشہ
آدمی کو ہلاک کرنا پڑتا۔"
ٹھگنا جارج بولا:
"یہ تم نے ٹھیک کہا۔ کیوں کہ اس لاش کے
لئے کسی بدمعاش قاتل کے دماغ کی ہی ضرورت
تھی۔ کسی شریف آدمی کا دماغ ہمارے کام
نہیں آ سکتا تھا۔ ایک قاتل کا دماغ ہی
ہمارے حکم کی شوق سے پابندی کر سکتا ہے۔"
پٹنی کہنے لگا:
"کیا خیال ہے ہم لاش کو نیچے تہہ خانے
میں پہنچا دیں؟"
"کیوں نہیں؟ باہر بارش ہو رہی ہے۔ ابھی ہم
واپس اپنے اپنے گھروں کو بھی نہیں جا سکتے۔
پھر کیوں نہ لاش کو ہی اس کے اصل ٹھکانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر پہنچا دیں آؤ میرے ساتھ۔"

اور وہ لاش کے سٹریچر کو دھکیلتے ہوئے کمرے کے ایک تاریک ادھ کھلے دروازے میں سے گذر گئے۔ موم جامے کا پردہ سخت ٹھنڈی ہوا میں اوپر کو اندر چلے گئے۔ ناگ دیوار پر ہی چمٹا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ لاش سے کس قسم کا کام لینا چاہتے ہیں؟ ظاہر ہے وہ اس سے کوئی اچھا اور نیک کام نہیں لینے والے تھے۔ اسی لیے انہوں نے لاش میں ایک قاتل کا دماغ لگا دیا تھا۔ ناگ کو ماریا کا بھی خیال آ رہا تھا کہ وہ اس شہر میں آ کر کہاں غائب ہو سکتی ہے؟ وہ ضرور اسی شہر کی کسی پُراسرار تاریک گلی کے مکان میں یا کسی سرائے میں یا کسی ویران باغ میں ہو گی لیکن اس کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟ وہ ضرور انسانی شکل میں ہو گی یا غائب حالت میں ہو گی۔ بہرحال ایک بات کا ناگ کو یقین تھا کہ چونکہ بقول دیو داسی چندرکا کے ماریا کا طلسم ٹوٹ چکا ہے اس لیے وہ سانپ کی حالت میں نہیں ہو گی۔

ناگ اپنی خیالوں میں گم دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا تھا کہ تینوں خبیث آدمی تہہ خانے کو جانے والے زینے کے دروازے پر نمودار ہوئے۔ وہ بہت خوش تھے۔

اوپر ہال میں آ کر آتشدان کے آگے بچھے ہوئے پرانے قالین پر بیٹھ کر آگ تاپنے لگے۔ باہر بارش تیز ہو گئی تھی۔ موم جامے کا پردہ سخت ٹھنڈی ہوا میں اوپر کو اٹھ جاتا تھا۔ تینوں شیطانی آدمی ایک دوسرے کے بالکل ساتھ لگ کر آتش دان کی آگ کے سامنے بیٹھے اپنے ہاتھ تاپ رہے تھے۔

ناگ کو خیال آیا کہ کیوں نہ نیچے جا کر دیکھے کہ انہوں نے لاش کس جگہ رکھی ہے۔ ناگ دیوار پر اس طرف رینگنے لگا جدھر تہہ خانے کو جانے والا زینہ تھا۔ زینہ تاریک تھا۔ پرانے پتھروں کی چوڑی چوڑی سات آٹھ سیڑھیاں بنی تھیں۔ ناگ سیڑھیوں میں اتر گیا۔ آگے پہلے تو ناگ کو سوائے گھُپ اندھیرے کے اور کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ وہ رُک کر اندھیرے میں غور سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ارد گرد پتھروں کی بنی ہوئی سیاہ دیواریں تھیں۔ کوئی تہہ خانہ نہیں تھا۔ ناگ حیران ہوا کہ یہ شیطان آدمی لاش کہاں چھوڑ گئے ہیں۔ اچانک ناگ کو ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی لمبے لمبے اکھڑے اکھڑے آخری سانس لے رہا ہو۔ ناگ غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ یہ انسانی آواز تھی مگر ایسی جیسے کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مرنے والا ہو اور لمبے لمبے سانس لے رہا
سانسوں کی آواز بڑی کمزور اور خوف دلانے وال
ناگ کو یوں محسوس ہوا جیسے خود موت سانس
رہی ہو۔ ناگ ذرا آگے رینگا تو اسے احساس
کہ اس کے نیچے پتھر کا فرش نہیں بلکہ لکڑی کا
ہے۔ناگ نے اپنا سر لکڑی کے تختے کے سا
لگا دیا۔ اکھڑے اکھڑے ڈراؤنے سانسوں کی آواز
تختے کے نیچے سے آ رہی تھی۔

ضرور اس تختے کے نیچے تہہ خانہ ہے جہاں
آدمیوں نے لاش کو چھپا رکھا ہے اور یہ آواز لا
کے سانسوں کی ہی ہو سکتی تھی۔ناگ کو تعجب ہوا
لاش پہلے مُردہ تھی۔

پھر قاتل کا دماغ لگنے سے زندہ ہو گئی
ایک عجیب بات تھی۔ناگ تہہ خانے میں جانے
لیے تختے میں کوئی سوراخ تلاش کر رہا تھا کہ ا
تختے کے چرچرانے کی آواز آئی۔ پھر تختے نے آہ
اوپر اُٹھنا شروع کیا۔ ناگ تیزی سے ایک طرف
کر زینے کی دیوار کے ساتھ جا لگا۔ وہ آنکھیں کھو
اندھیرے میں لکڑی کے تختے کو دیکھ رہا تھا جو آہ

آہستہ اوپر اُٹھ رہا تھا۔
ایک چرچراہٹ کے ساتھ تختہ ایک طرف کھسک
اور ناگ چونک اٹھا۔ اندر ایک قبر نما گڑھا تھا جس
لاش دونوں بازو اوپر اٹھائے کھڑی تھی۔ لاش یوں
کت تھی جیسے پتھر کی ہو۔ اس کے حلق سے گہرے
سانسوں کی ڈراؤنی آواز آ رہی تھی۔ناگ پریشان
گیا کہ یہ لاش اچانک اپنے آپ کیسے باہر نکل آئی
۔لاش کی آنکھیں اندھیرے میں بالکل سفید تھیں۔
نکہ ڈیلے اوپر کو چڑھے ہوئے تھے۔ ناگ نے اپنے
کے دوران کئی لاشیں دیکھی تھیں۔ مگر یہ لاش
سب سے مختلف تھی۔کیوں کہ اس میں لاش کا
ا دماغ نہیں تھا بلکہ ایک قاتل کا دماغ لگا دیا گیا
۔ لاش گڑھے سے باہر نکل کر رُک رُک کر قدم
اٹھاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ ناگ لپک کر سیڑھیوں
دیوار پر سے رینگتا ہوا اوپر ہال میں آ گیا۔اس
دیکھا کہ ٹھگنا جارج وہاں نہیں تھا۔باقی دونوں
لانی ڈاکٹر یعنی پٹنی اور بکوما آتشدان کے سامنے بیٹھے
وہیں قالین پر سو گئے تھے۔ناگ خاموشی سے دیوار
ساتھ چمٹ کر تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف تکنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا۔ گہرے سانسوں کی آواز سیڑھیوں میں سے اوپر چلی آ رہی تھی۔ پھر لاش نمودار ہوئی۔ اس کی کھوپڑی کھلے ہوئے لوہے کے تاروں کے ٹانکے صاف نظر آ رہے تھے۔ اس کے سینے پر پٹی بندھی تھی۔ جسم پر چیتھڑے سے لٹک رہے تھے۔ وہ بالکل سیدھی چل رہی تھی۔ چلتے وقت اس کے بازو بالکل نہیں ہل رہے تھے بلکہ پہلوؤں کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔ لاش آتشدان کی طرف بڑھنے لگی۔ تاک کھلی کھلی آنکھوں سے کو تک رہا تھا۔ آتشدان کے پاس سوئے ہوئے شیطانی آدمیوں کو احساس تک نہیں تھا کہ موت ان سر پر پہنچ چکی ہے۔ لاش دونوں بے خبر سوئے ہو آدمیوں کے بالکل سر پر آ کر رک گئی۔ اس کے سے گہرے سانسوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ لاش کا سر کسی مشینی روباٹ کی طرح آہستہ آہستہ نیچے کو ہو گیا۔ لاش جیسے دونوں سوئے ہوئے آدمیوں کو تک رہی تھی۔ آتشدان میں پتھر کے کوئلے دہک رہے تھے۔ لاش کے بازوؤں کو حرکت ہوئی۔ لاش کے لمبی لمبی انگلیوں والے کٹے پھٹے ہاتھ ایک آدمی کی گردن کی طرف جھکنے لگے۔ پٹنی کی گردن تک تو لاش

کے ہاتھ بڑے آرام اور آہستگی سے گئے مگر گردن کے قریب پہنچ کر بجلی ایسی تیزی کے ساتھ لاش کے ہاتھوں نے ڈاکٹر پٹنی کی گردن کو اپنے شکنجے میں اس طرح جکڑ لیا کہ پٹنی کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نہ نکل سکی۔ مگر اس کی آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔ لاش میں اتنی زبردست طاقت تھی کہ اس نے بدقسمت آدمی کو مُردہ چوہے کی طرح فرش سے اُوپر اٹھا لیا۔ دو جھٹکے دیئے۔ پٹنی کی گردن کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ وہ مر چکا تھا۔ پھر لاش نے اسے وہیں قالین پر لٹا دیا اس کے بعد اس طرح دوسرے شیطانی ڈاکٹر کی گردن کو تیزی سے دبوچا اور اوپر اٹھا کر تین جھٹکے دیئے۔ دوسرے بدقسمت کی بھی گردن ٹوٹ گئی۔ لاش نے دونوں مردہ آدمیوں کو وہیں چھوڑا اور آہستہ آہستہ واپس مڑی اور ہال کمرے سے باہر جانے والے راستے پر لگے موم جامے کے موٹے پردے کی طرف چلنے لگی۔ تیز ہوا میں پردہ آگے پیچھے ہل رہا تھا۔ باہر سے بارش کی بوچھاڑ اندر آ رہی تھی۔ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ بجلی رہ رہ کر چمکتی تھی۔ خدا جانے ٹھگنے قد کا جارج کہاں چلا گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ خوش قسمت تھا کہ بچ گیا۔ لاش نے موم جامے کا پردے پر زور سے ہاتھ مارا۔ موٹا پردہ پھٹ کر نیچے گر پڑا۔ لاش ڈھلانی راستے کی چڑھائی چڑھنے لگی، ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ لاش جاتی کہاں ہے؟

لاش ڈھلانی راستے پر سے ہوتی ہوئی قلعے کے ویران، بارش میں بھیگتے اُجاڑ احاطے میں آ گئی۔ لاش بارش میں بھیگ رہی تھی۔ لاش نے اپنا چہرہ سیاہ بادلوں بھرے آسمان کی طرف اٹھایا اس کے حلق سے ایک عزاہٹ کی آواز نکلی۔ بجلی چمکی۔ کڑک پیدا ہوئی اور ناگ نے تیز بارش میں لاش کو دیکھا جو آسمانی بجلی کی چمک میں ایک پل کے لیے بالکل سفید پڑ گئی تھی۔ بادل گرجے تو لاش ایک طرف کو چلنے لگی۔ وہ اندھیری رات کی بارش میں کچھ دُور گئی ہو گی کہ لاش نے دیکھا کہ ایک طرف سے ٹھگنا جارج برساتی سر پر ڈالے قلعے کے ڈھلانی راستے کی طرف لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے لاش کو نہیں دیکھا تھا۔ ناگ ڈھلانی راستے کی چھت کے ساتھ لگا تھا یہاں بارش کا پانی نہیں آ رہا تھا۔ ٹھگنے جارج نے موم جامے

کے پردے کو زمین پر پڑے دیکھا تو گھبرا کر نیچے کو دوڑا۔

ناگ بھی پیچھے کی طرف لپکا۔ ٹھگنے جارج نے ہال میں جاتے ہی اپنے دونوں ساتھیوں کی لاشیں دیکھیں تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ دوڑ کر نیچے تہہ خانے میں گیا۔ لاش وہاں نہیں تھی۔ بھاگ کر باہر بارش میں آیا۔ قلعے کا احاطہ تاریک رات کی بارش میں بھیگ رہا تھا۔ لاش یہاں بھی نہیں تھی۔ ٹھگنا جارج لاش کی تلاش میں جانے کی بجائے ہال میں دیوار کے ساتھ لگی لکڑی کی پرانی الماری کی طرف دوڑا۔ جلدی سے اسے کھولا۔ اندر سے ایک چھوٹا سا گول ڈبہ نکال کر اس کا ڈھکن کھولا۔ اس گول ڈبے میں لاش کے اپنے اصلی دماغ کا ایک چھوٹا سا سفید ٹکڑا پڑا تھا۔

ٹھگنے جارج نے لاش کے دماغ کے ٹکڑے پر انگلی رکھ دی اور کہا:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ واپس قلعے میں آ جاؤ۔"

ناگ کے لیے یہ ایک حیرت انگیز بات تھی۔ کیا یہ شیطان لاش کو واپس بلا رہا تھا؟ کیا یہ لاش کو واپس بلا سکتا ہے؟ کیا لاش کے دماغ کا ٹکڑا اس کا حکم مان لے گا؟ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ناگ کو باہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارش کی آواز میں ایک مختلف آواز سنائی دی۔ یہ کسی کے بھاری قدموں کی آواز تھی۔ کوئی بارش کے پانی میں چپ چپ شڑاپ کرتا چلا آ رہا تھا۔ کیا یہ لاش واپس آ رہی ہے؟

ناگ کی آنکھیں ڈھلانی راستے پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک ہلکے ہلکے اندھیرے میں لاش کا ہیولا نمودار ہوا۔ لاش بالکل سیدھی چلی آ رہی تھی۔ وہ بغیر رکے لمبے لمبے مگر رک رک کر قدم اٹھاتی ٹھگنے جارج کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ٹھگنے جارج کی انگلی گول ڈبے میں پڑے لاش کے دماغ کے ٹکڑے پر تھی۔ اس نے حکم دیا،

"آتشدان کے سامنے کھڑے ہو جاؤ"

لاش اس کا حکم برابر مان رہی تھی۔ وہ آتشدان کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ ٹھگنے جارج نے لاش کے دماغ کے پیچھے کی جانب انگلی لے جا کر ایک خاص جگہ کو دبایا اور کہا،

"نظروں سے اوجھل ہو جاؤ"

ناگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ وہاں لاش کے جسم کی بجائے اس کا پھیکا دھندلا پتلا سایہ رہ گیا تھا۔ اصل میں لاش غائب ہو گئی تھی۔ ناگ کو اس کا دھندلا

سایہ اس لیے نظر آ رہا تھا کہ ناگ کی آنکھوں میں مست کال بوٹی کے سرمے کی سلائیاں لگی تھیں جن کی وجہ سے اسے ہر غائب شے نظر آ جاتی تھی۔ ٹھگنے جارج نے لاش کو حکم دیا،

"تہہ خانے میں جا کر لیٹ جاؤ اور جاتے ہوئے مجھے اپنی نشانی دے جانا"

لاش اپنی جگہ سے مڑی۔ تہہ خانے کے زینے کے پاس آ کر ایک پل کے لیے رکی۔ وہاں دیوار کے ساتھ لوہے کی ایک سلاخ پڑی تھی۔ لاش کے ساتھ لے سلاخ کو اٹھا کر فرش پر دے مارا۔ ٹھگنے جارج کو بھی لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس لیے اس نے لاش سے اس کے تہہ خانے میں جانے کی نشانی مانگی تھی۔ لاش تہہ خانے کی سیڑھیوں میں اتر گئی۔ ٹھگنے جارج نے لاش کے دماغ کے ٹکڑے والی گول ڈبی اپنی جیب میں رکھ لی اور اپنے ساتھیوں کی لاشوں کے پاس بیٹھ کر ان کی گردنوں کا غور سے جائزہ لینے لگا۔

اس کا مطلب تھا کہ لاش کا کنٹرول ٹھگنے جارج کی جیب میں تھا۔ یہ لاش کے دماغ کا وہ ٹکڑا تھا جہاں قدرت کی طرف سے انسان کو دی ہوئی بے پناہ طاقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتی ہے مگر انسان کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک سائنس دان کا کہنا ہے کہ اگر انسان کو اپنی خفیہ طاقتوں کا علم ہو جائے تو ممکن ہے کہ وہ ہوا میں اڑنے لگے اور بڑے سے بڑے پہاڑ کو انگلی کے اشارے سے اپنی جگہ سے ہٹا دے۔ مگر ان طاقتوں کا انسان کی زندگی میں پتہ نہیں چلتا۔ کیوں کہ انسان اپنے اندر کا سراغ لگانے اور اپنی کھوج لگانے کی بجائے دولت اور حرص و ہوس کی تلاش میں پریشان رہتا ہے اور اس طرف اس کا دھیان ہی نہیں جاتا کہ قدرت نے اسے کیا کیا نعمتیں عطا کر رکھی ہیں۔

ٹھگنے جارج کو اب ہم ٹھگنا جارج نہیں بلکہ ٹھگنا شیطان کہیں گے۔ ٹھگنے شیطان نے اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو باری باری اٹھایا اور اسے قلعے کے احاطے کے ایک ویران کنوئیں میں پھینک دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر ٹھگنا شیطان ویران قلعے میں جانے کی بجائے اندھیری رات کی بارش میں تیز تیز قدموں سے شہر کی طرف جاتی سڑک پر چلنے لگا۔ ناگ بھی قلعے کی دیوار سے نیچے اتر آیا۔ وہ ٹھگنے شیطان کا پیچھا کرکے

معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے ارادے کیا ہیں اور یہ لاش سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟ ناگ نے چھوٹے پرندے کی شکل بدلی اور رات کے اندھیرے میں بارش میں اڑتا ٹھگنے شیطان کے اوپر فضا میں اڑنے لگا۔

ٹھگنے شیطان نے کالے رنگ کی برساتی پہن کر اس کے کالر اوپر اٹھا رکھے تھے۔ اس کے سر پر بھی سیاہ رنگ کی ہیٹ تھی جو اس کی آنکھوں پر آگے کو جھکی ہوئی تھی۔ ارد گرد کھیتوں میں دور دور تک تاریکی تھی۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ ٹھگنا شیطان کھیتوں کی درمیانی چھوٹی سی پتھریلی سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ دور پرانے شہر کی سیاہ عمارتوں میں کہیں کہیں روشنی کی جھلکیاں نظر آ رہی تھیں۔ ایک جگہ پہنچ کر ٹھگنا شیطان کھیت میں مڑ گیا۔

یہاں ایک طویلہ سا بنا ہوا تھا۔ طویلے میں بندھے ہوئے گھوڑے کو کھولا اور اس پر بیٹھ کر شہر کی طرف گھوڑے کو دوڑا دیا۔ ناگ نے بھی اپنی رفتار فضا میں تیز کر دی۔ شہر کی تنگ و تاریک گلیاں بارش میں بھیگ رہی تھیں۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ سخت سردی اور بارش کی وجہ سے مکانوں کی آگے کو جھکے ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پچھوں والی کھڑکیاں بند تھیں۔ گلیوں میں اندھیرا تھا۔ ٹھگنا شیطان اپنے پرکلے مکان کے باہر رُک گیا۔ اس نے گھوڑے سے اتر کر اسے ایک طرف گلی کے باہر لگے کھمبے سے باندھا اور خود مکان کے اندر چلا گیا۔

ناگ کھمبے کے اوپر بارش میں بیٹھ گیا۔ اسے مکان کے اندر جانا تھا۔ مگر وہ سوچ رہا تھا کہ سانپ کی شکل میں اندر جائے یا کوئی دوسری شکل اختیار کرے۔ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مکان کی دوسری منزل میں روشنی ہوئی۔ ٹھگنے شیطان نے لیمپ روشن کر دیا تھا ناگ اڑ کر کھڑکی کے بالکل سامنے والے مکان کے چھجے پر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے دوسری منزل کا کمرہ بالکل صاف نظر آ رہا تھا۔ ٹھگنا شیطان ایک الماری کھولے اس کے اندر کچھ تلاش کر رہا تھا۔ پھر وہ کھڑکی کے پاس آیا۔ کھڑکی کے شیشے چڑھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک نگاہ گلی میں ڈالی۔ گلی سنسان، تاریک اور بارش میں بھیگ رہی تھی۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ پلنگ پر بیٹھ گیا اور جیب سے لاش کے دماغ والی ڈبی نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ اسے کھولا اور لاش کے دماغ والے

ٹکڑے پر اپنی انگلی رکھ کر کچھ کہنے لگا۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ ناگ اس کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔

اب ناگ کو افسوس ہوا کہ وہ مکان کے اندر کیوں نہ چلا گیا۔ کم از کم اسے یہ تو پتہ چل جاتا کہ یہ شیطان لاش کو کیا کہہ رہا ہے۔ مگر اب ناگ اندر نہیں جا سکتا تھا۔ مجبور ہو کر مکان کے چھجے پر بیٹھا ٹھگنے شیطان کی طرف دیکھتا رہا۔ ناگ کو یقین تھا کہ یہ شیطان لاش کو کوئی حکم دے رہا ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ لاش قلعے سے باہر نکل کر کہاں جائے گی۔ ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ لاش کے پاس چلا جائے۔

یہ سوچتے ہی ناگ مکان کے چھجے سے اڑا اور جتنی تیز اڑ سکتا تھا۔ شہر سے باہر والے ویران قلعے کی طرف اڑنے لگا۔ تیز ہوا، بارش اور سخت سردی اور دھند اس کا راستہ روک رہی تھی مگر ناگ ان تمام رکاوٹوں کا مقابلہ کرتا اڑتا چلا گیا۔ اگرچہ بے حد اندھیری رات تھی، اور بارش موسلا دھار ہو رہی تھی لیکن ناگ اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ اس کی نظریں نیچے قلعے سے آنے والی پتھریلی سڑک پر لگی تھیں۔ اچانک اسے قلعے کے قریب سڑک پر ایک انسانی سایہ نظر آیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو آہستہ آہستہ مگر لمبے لمبے قدم اٹھاتا شہر کی طرف چلا آ رہا تھا۔ ناگ اڑان بھر کر اس سائے کے اوپر پہنچا۔ یہ مقلعے کی لاش تھی۔ جو ٹھگنے جارج کے حکم پر مقلعے کے تہہ خانے سے نکل کر اس کے حکم کے مطابق نہ جلنے کدھر جا رہی تھی۔

ناگ نے لاش کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ لاش کے سر کے اوپر پچاس فٹ کی بلندی پر ساتھ ساتھ اڑا جا رہا تھا۔ لاش شہر کے بارش دھند میں ڈوبے پُراسرار اونچے دروازے میں سے گذر گئی۔ ناگ کا خیال تھا کہ وہ ٹھگنے شیطان کے مکان کی طرف جائے گی۔ مگر لاش دوسرے بازار کی طرف مڑ گئی۔ وہ کسی دوسری جگہ جا رہی تھی۔ دوسرے لفظوں میں ٹھگنا شیطان اسے کسی دوسری جگہ لے جا رہا تھا۔ وہ اپنے مکان کی دوسری منزل میں بیٹھا لاش کو گائیڈ کر رہا تھا۔ لاش لوگوں کی نظروں سے غائب تھی۔ ناگ کو بھی محض اس لیے لاش کا دھندلا سایہ نظر آ رہا تھا کہ ناگ نے مست کال بوٹی کے سرمے کی ایک ایک سلائی لگا رکھی تھی جس کی مدد سے وہ فضا میں موجود ہر غیبی شے کو دیکھ سکتا تھا۔

لاش کی رفتار اب آہستہ ہو گئی تھی۔ ناگ اس کے ساتھ ساتھ اڑا جا رہا تھا۔ ناگ نے بھی اپنی رفتار آہستہ کر دی تھی۔ وہ خاص طور پر اس طرح اڑ رہا تھا کہ اس کے پروں کی آواز پیدا نہ ہو۔ لاش بارش میں بھیگتی گلی سے نکلی تو آگے بازار آ گیا۔ اس بازار میں بارش کی وجہ سے کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ دور ایک عمارت کے باہر لیمپ روشن تھا جس کی روشنی بارش دھند اور سخت سردی کی وجہ سے وہیں کپکپا رہی تھی اور زیادہ دور تک نہیں جا رہی تھی۔ لاش کا رخ اس عمارت کی طرف تھا۔ وہ کیچڑ میں بھاری بوجھل قدم اٹھاتی چلی جا رہی تھی۔ عمارت پرانی وضع کی تھی۔ ناگ اڑ کر پہلے ہی عمارت کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ باہر ایک اونچا لمبا سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ بارش اور سردی کی وجہ سے یہ پہرے دار ایک جگہ دروازے کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ اس کی کمر کے ساتھ تلوار لٹک رہی تھی۔

لاش پہرے دار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ چونکہ لاش غائب تھی اس لیے پہرے دار اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر چپ چاپ کھڑا رہا۔ عمارت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا اونچا دروازہ بند تھا۔ لاش کھڑکی کے پاس آ گئی۔ کھڑکی بھی بند تھی۔ لاش نے کھڑکی پر ہاتھ مارا۔ کھڑکی تڑاخ سے ٹوٹ کر دوسری طرف گر پڑی۔ پہرے دار کھڑکی کی طرف بھاگا۔ اس نے تلوار ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ آ کر دیکھا کہ کھڑکی ٹوٹی پڑی ہے مگر آدمی کوئی دکھائی نہیں دے رہا۔ پہرے دار حیران ہو کر کھڑکی کے راستے اندر داخل ہو گیا۔ اس پرانی عمارت میں بڑے قیمتی ہیرے جواہرات اور پرانے بادشاہوں کے تاج رکھے ہوئے تھے۔ پہرے دار کو لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ پریشان تھا کہ کھڑکی اپنے آپ کیسے ٹوٹ گئی؟ لاش نے پہرے دار کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اسے پیچھے ٹھگنا شیطان گائیڈ کر رہا تھا۔ جو اسے کہہ رہا تھا لاش وہی کر رہی تھی۔

ایک شیشے کی الماری میں سونے کا تاج پڑا تھا جس پر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ لاش نے الماری کا شیشہ توڑ دیا۔ چھناکے کی آواز آئی تو پہریدار الماری کی طرف دوڑا۔ اتنی دیر میں لاش نے تاج اٹھا لیا تھا۔ تاج لاش کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا

تھا۔ قیمتی تاج کو غائب دیکھا تو پہرے دار نے شور مچا دیا۔ وہ شاید اپنے ساتھیوں کو بلا رہا تھا۔ لاش نے پہرے دار کو چلاتے، شور مچاتے دیکھا تو اس کی طرف گھومی۔ ایک ہاتھ پہرے دار کی گردن پر زور سے مارا۔ پہرے دار کو یوں لگا جیسے کسی نے بہت بڑا پتھر اس کی گردن پر دے مارا ہو۔ وہ چکرا کر گرا اور فرش پر تڑپنے لگا۔

لاش نے قیمتی تاج کو اپنے ساتھ لیا اور عمارت سے باہر نکل آئی۔ ناگ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لاش شاہی تاج لیے بارش میں بھیگتی سنسان رات کے اندھیرے میں ٹھگنے شیطان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ ٹھگنے شیطان کے ہاتھ میں لاش کے دماغ والی ڈبی تھی۔ انگلی لاش کے ٹکڑے پر تھی اور وہ کہہ رہا تھا۔

"تاج میرے پلنگ پر رکھ دیا۔"

لاش نے تاج پلنگ پر رکھ دیا۔ پلنگ پر رکھتے ہی تاج ظاہر ہو گیا اور لیمپ کی روشنی میں اس کے ہیرے جواہرات چمکنے لگے۔ ٹھگنے شیطان نے تاج کو اٹھایا اور لوہے کے ایک صندوق میں رکھ کر اسے تالا لگا دیا۔ پھر لاش کو حکم دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پرانے گرجے میں جاؤ۔ وہاں کانونٹ کے ایک کمرے میں سنہری بالوں والی ایک نوجوان لڑکی سو رہی ہو گی۔ اسے اٹھا کر یہاں اس کمرے میں لا کر بند کر دو۔"

ناگ ابھی تک باہر سامنے والے مکان کے چھجے پر ہی تھا۔ وہ سب کچھ اسی جگہ سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ٹھگنے شیطان نے شاہی تاج چرا لیا ہے اب لاش کو واپس قلعے کے تہہ خانے میں بھجوا دے گا۔ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ اب لاش ایک معصوم بچی کو اغوا کرنے جا رہی ہے۔

لاش ٹھگنے شیطان کے مکان سے باہر نکلی تو ناگ نے یہی خیال کیا کہ اب وہ واپس قلعے کی طرف جائے گی مگر وہ یہ دیکھ کر کچھ پریشان ہوا کہ لاش نے ایک بار پھر اپنا رخ پرانے شہر کی طرف کر لیا تھا۔ تو کیا یہ لاش کوئی دوسری واردات کرنے جا رہی ہے؟ ناگ نے سوچا۔ وہ لاش کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ بارش اب ہلکی ہو چکی تھی۔ مگر تاریک رات میں سنسان گلی کوچوں میں دھند اتر آئی تھی۔ سردی اتنی تھی کہ لوگ اپنے اپنے گرم لحافوں میں دبکے کھڑکیاں

دروازے بند کیے گہری نیند سو رہے تھے۔ لاش گلی کوچوں سے گذرتی ایک پرانی وضع کے گرجے کے پیچھے آکر ایک کانونٹ کے باہر رک گئی۔ یہ ایک منزلہ کوارٹر تھا جس کو کانونٹ کہا جاتا تھا۔ اس کی دیواروں پر جنگلی بیل چڑھی ہوئی تھی۔ دروازے کے باہر کوئی لیمپ روشن نہیں تھا۔ اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ کوارٹر کے پیچھے ایک کھڑکی تھی۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ لاش کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ کھڑکی پر اندر کی طرف پردہ گرا ہوا ہے۔ کمرے میں روشنی نہیں تھی۔ لیمپ بجھا دیا گیا تھا۔ ناگ سوچنے لگا کہ لاش ضرور یہاں کسی کو ہلاک کرنے آئی ہے۔ یہ ایک ایسا کام تھا جس کو ناگ کبھی پسند نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً ایک چھوٹے سانپ کا روپ بدلا اور کمرے کی چمنی میں سے گذر کر نیچے کمرے میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کمرہ چھوٹا سا تھا۔ دیوار کے ساتھ لکڑی کے پلنگ پر کوئی لحاف اوپر کئے گہری نیند سو رہا تھا۔ ناگ لکڑی کے فرش پر رینگتا ہوا پلنگ کے سرہانے کی طرف چڑھ گیا۔ اس نے سر اگے کر کے دیکھا۔ پلنگ پر ایک بے حد بھولے بھالے فرشتوں ایسے معصوم چہرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والی نوجوان لڑکی میٹھی نیند سو رہی تھی۔ اس کے سنہرے بال سرہانے پر سونے کی تاروں کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔

ناگ سمجھ گیا کہ ٹھگنے شیطان نے لاش کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اس لڑکی کو یا مار ڈالے یا اغوا کر کے لے آئے۔ ناگ پلنگ سے نیچے اتر آیا۔ اسے کھڑکی کے ایک پٹ کے اکھڑنے کی آواز آئی۔ لاش کو ٹھگنے شیطان کی طرف سے شاید ہدایت مل چکی تھی کہ وہ کھڑکی کو توڑ کر شور مچانے سے گریز کرے اور کھڑکی کے پٹ کو بغیر آواز کے کھول کر کمرے میں داخل ہو۔

ناگ بڑی الجھن میں پڑ گیا کہ اس معصوم لڑکی کو لاش سے کیسے بچائے؟ خدا جانے لاش پر سانپ کے زہر کا اثر ہوتا ہے کہ نہیں۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ لاش پر اس کے زہر کا اثر نہیں ہو گا۔ کیوں کہ وہ تو پہلے ہی مُردہ لاش ہے۔ اب کیا مرے گی؟ اگر وہ انسانی شکل میں آ کر لاش کا مقابلہ کرتا ہے تو خطرہ ہے کہ لاش ناگ کو بھی نقصان نہ پہنچا دے۔ کیونکہ ناگ، عنبر نہیں تھا۔ ناگ کو زخم بھی لگ سکتا تھا اور اس کا جسم کٹ بھی سکتا تھا۔ اس کا گلا بھی دبایا جا سکتا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ پرندہ بن

کر اڑ جائے۔ لیکن یہاں معاملہ بھاگنے کا نہیں بلکہ سنہری بالوں والی معصوم لڑکی کو لاش سے بچانے کا تھا۔ ناگ ابھی اسی اُلجھن میں پھنسا ہوا تھا کہ لاش نے کھڑکی کے ایک پٹ کو آہستہ سے اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ کھڑکی کے آگے گرا ہوا بھاری پردہ ہٹایا اور اندھیرے کمرے میں داخل ہو گئی۔

ناگ نے لاش کے دھندلے سائے کو کھڑکی سے کمرے میں داخل ہوتے صاف دیکھ لیا تھا۔ ناگ کے دیکھتے دیکھتے لاش نے آگے بڑھ کر سوئی ہوئی لڑکی کی گردن پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ شاید یہ اس کے ہاتھ کا اثر تھا کہ لڑکی بے ہوش ہو گئی۔ اس نے ذرا سی بھی آواز نہ نکالی۔ نہ کوئی حرکت کی۔ لاش نے لڑکی کو لحاف کے اندر سے کھینچا اور اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ لاش کے کاندھے پر آتے ہی لڑکی کا جسم غائب ہو گیا اور اس کی جگہ ناگ کو لڑکی کا صرف سایہ ہی نظر آنے لگا۔ ابھی تک ناگ نے لاش کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اسے اس بات کی تسلی تھی کہ لاش نے لڑکی کو ہلاک نہیں کیا بلکہ اسے اغوا کر کے لیے جا رہی ہے۔ ناگ لاش کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلکی بارش اور اندھیری رات میں بے ہوش سنہری بالوں والی حسین لڑکی کو اٹھائے لاش لمبے لمبے ڈگ بھرتی ٹھگنے شیطان کے مکان میں داخل ہو گئی۔ اب ناگ کے لیے مکان کے اندر جانا ضروری ہو گیا تھا۔ کیوں کہ اسے لڑکی کی جان کی فکر تھی۔ ٹھگنے شیطان کے مکان کا دروازہ لاش نے اندر سے بند کر کے لوہے کی سلاخ لگا دی تھی۔ ناگ نے سانپ کا روپ اختیار کیا اور دیوار پر رینگتا دوسری منزل کی چمنی میں سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ کونے میں لوہے کے بھاری صندوق کے پیچھے سے گردن نکال کر تکنے لگا۔ سنہری بالوں والی حسین معصوم لڑکی کو ٹھگنے شیطان نے پلنگ پر لٹا کر اوپر لحاف ڈال دیا تھا۔ لاش پلنگ کے پاس ہی کھڑی تھی۔ ٹھگنے شیطان نے ڈبی والے دماغ میں انگلی رکھ کر لاش کو حکم دیا کہ وہ واپس قلعے کے تہہ خانے میں چلی جائے۔ لاش وہیں سے الٹے پاؤں مڑی اور زینہ اتر کر دروازے میں سے نکل بارش میں بھیگی سنسان تاریک گلی کے اندھیرے میں گم ہو گئی۔

○

قبرستان کی ڈراؤنی رات

ٹھگنے شیطان نے جھک کر لڑکی کو دیکھا۔ لڑکی ابھی تک بے ہوش تھی۔ ٹھگنے شیطان کو خوب معلوم تھا کہ لاش کے جسم کی لہروں سے لڑکی ایک گھنٹے تک بے حس رہے گی۔ اس نے لڑکی کو لحاف کے اندر سے نکال کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ لڑکی کے لمبے سنہری بال نیچے جھولنے لگے۔ ٹھگنا شیطان لڑکی کو لے کر زینہ اترنے لگا۔ ناگ بھی چپکے سے لوہے کے صندوق کے پیچھے سے نکلا اور ٹھگنے شیطان کا تعاقب کرنے لگا۔ وہ لڑکی کو اٹھائے نیچے زمین کے اندر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں آگیا جہاں بے حد اندھیرا اور سردی تھی۔ دیوار کے ساتھ ایک پلنگ بچھا تھا۔ ٹھگنے شیطان نے لڑکی کو پلنگ پر ڈال کر اوپر کمبل اور لحاف ڈال دیئے۔ جلدی سے لیمپ روشن کیا۔ ناگ کونے میں ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹوکری کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ لیمپ کی دھیمی روشنی [illegible] کی بیٹی تھی جس کا کوئی نہیں تھا۔ کیوں کہ جس کوارٹر سے
میں ناگ نے دیکھا کہ تہہ خانہ بے حد شکستہ اور [illegible] اسے لاش نے اغوا کیا تھا وہاں اس لڑکی کے سوا دوسرا
پراسرار تھا۔ پتھر کی ننگی دیواروں سے وحشت برس [illegible] کوئی نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے ٹھگنا شیطان اس سے شادی
رہی تھی۔ آتشدان بھی ٹھنڈا پڑا تھا۔ اگرچہ اس میں [illegible] کرنا چاہتا ہو۔
لکڑی کے ٹکڑے موجود تھے۔ آتشدان کے اوپر ایک [illegible] آتش دان میں آگ جلنے لگی تھی جس کی وجہ سے
بھیڑیئے کا کٹا ہوا سر لگا تھا جس کے دانت باہر [illegible] تہہ خانے میں جو برف کی طرح یخ ٹھنڈ تھی وہ کسی
نکلے ہوئے تھے۔ ناگ نے دیکھا کہ تہہ خانے کا دروازہ [illegible] حد تک دور ہو گئی تھی۔ آتشدان کا دھواں چمنی کے
لوہے کا بے حد مضبوط تھا۔ تہہ خانے میں ساتھ ہی [illegible] وریلے اوپر چھت سے باہر نکل رہا تھا۔ ٹھگنا شیطان
چھوٹا سا غسل خانہ بنا ہوا تھا۔ جس کی نالی زمین کے [illegible] کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر ایک چھوٹی سی الماری
اندر جا رہی تھی۔ اس غسل خانے کا دروازہ بھی لوہے [illegible] کے پاس گیا جو دیوار میں بنی تھی۔ اس میں سے سٹیتھوسکوپ
کا تھا۔ [illegible] یعنی نبض دیکھنے والی ڈاکٹروں کی ٹوٹی نکالی اور بے ہوش
ٹھگنے شیطان نے آتشدان میں لکڑیوں کو جلا کر [illegible] لڑکی کے سینے پر لگا کر اس کی نبض دیکھی۔ مطمئن ہو کر
آگ روشن کر دی۔ پاس ہی ایک آرام کرسی پڑی تھی۔ [illegible] سٹیتھوسکوپ کو واپس الماری میں رکھا۔ الماری بند کی اور
وہ اس پر بیٹھ کر آگ تاپتے ہوئے لڑکی کی طرف [illegible] تہہ خانے کا لوہے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ باہر
تکنے لگا۔ ناگ صندوق کے پیچھے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ [illegible] سے اس کے دروازے پر تالا لگانے کی آواز آئی۔ پھر
ناگ ابھی تک یہ معمہ حل نہیں کر سکا تھا کہ یہ ٹھگنا [illegible] اس کے بھاری قدموں کی آواز زینے پر اوپر جا کر غائب
شیطان اسے اغوا کر کے اس تہہ خانے میں کیوں لایا ہے؟ [illegible] ہو گئی۔ ناگ تہہ خانے میں صندوق کے پیچھے سے نکل
کیا وہ اس کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے؟ مگر یہ [illegible] کر رینگتا ہوا سنہری بالوں والی لڑکی کے سرہانے کی
لڑکی تو شاید کوئی یتیم لڑکی تھی یا شاید کسی مرحوم پادری [illegible] طرف آیا۔ پلنگ کے پائے پر چڑھ کر پلنگ پر جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی بجائے اس نے وہیں سے اپنا پھن اُوپر اٹھا
لڑکی کے چہرے کو دیکھا۔ لڑکی ابھی تک بے ہوش تھی۔
ناگ غسل خانے میں آ گیا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا
یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ ہے کہ نہیں؟ غسلخانے
میں نالی بنی تھی تاکہ پانی باہر جا سکے۔ ناگ نے
جھک کر نالی میں دیکھا۔ نالی میں اندھیرا تھا۔ خدا جانے
یہ نالی زمین کے اندر کہاں نکل جاتی تھی۔ ناگ غسل
غسل خانے کے فرش پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا کہ ایسی
ایسی آواز آئی جیسے لڑکی نے گہرا سانس لیا ہو۔ ناگ
تیزی سے غسل خانے سے نکل کر پلنگ کے پاس آیا
لیمپ کی روشنی اتنی زیادہ نہیں تھی کہ تہہ خانے میں
بہت زیادہ روشنی ہوتی۔ آتشدان کی آگ بھی آہستہ
آہستہ دھیمی پڑنے لگی تھی۔ پلنگ پر لحاف میں حرکت
پیدا ہوئی اور لڑکی نے بازو باہر نکالے۔ پھر اپنا سنہری
بالوں والا سر اٹھا کر ارد گرد دیکھا۔ پھر اچانک گھبرا کر
اٹھ کر بیٹھ گئی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے تہہ خانے کی
کالی کالی پتھریلی دیواروں اور آتشدان اور لوہے کے
بند دروازے کی طرف تکنے لگی۔ وہ پریشان ہو رہی تھی کہ
میں رات ہی رات میں کہاں آ گئی ہوں۔

لڑکی نے لمبا گاؤن پہنا ہوا تھا۔ اس کے سنہری
بال شانوں پر بکھرے تھے۔ وہ گھبرا کر دروازے کی طرف
گئی۔ اسے باہر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ تو باہر سے بند
تھا۔ لڑکی پریشان ہو کر غسل خانے کی طرف دوڑی۔ غسلخانے
میں بھی اندر کوئی کھڑکی وغیرہ نہیں تھی۔ اس نے دونوں
ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور بولی:

"میرے خدایا! میں کہاں آ گئی ہوں؟ مجھے یہاں
کون لے آیا ہے؟"

وہ بستر پر بیٹھ گئی۔ وہ بڑی سہمی ہوئی تھی۔ اس
نے لحاف اوپر کر لیا اور ڈری ہوئی ہرنی کی طرح
تہہ خانے کی دیواروں اور چھت کو تکنے لگی۔ ناگ
صندوق کے پیچھے چپ چاپ بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ
رہا تھا۔ اس کے دل میں کئی خیال آ رہے تھے۔ کیا
وہ لڑکی کے سامنے انسانی شکل میں ظاہر ہو جائے؟
اس طرح لڑکی ڈر جائے گی۔ وہ اسے کوئی روح یا
بھوت سمجھنے لگے گی جو ناگ نہیں چاہتا تھا۔ ابھی لڑکی
کو کوئی خطرہ بھی نہیں تھا۔ ناگ چپ ہو کر صندوق
کے پیچھے بیٹھا رہا۔

اتنے میں زینے پر پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ لڑکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سہمی ہوئی نظروں سے بند دروازے کی طرف تکنے لگی
باہر سے تالا کھلا۔ پھر دروازہ کھلا اور ٹھگنا شیطان اند
آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گلاس میں کوئی شربت تھا
اس نے آتے ہی کہا:

"تیرا گھر لٹیروں نے جلا دیا۔ ایک ایک شے کو
آگ لگا دی۔ وہ تجھے اغوا کر کے لے جانا
چاہتے تھے کہ میں تجھے بچا کر یہاں لے آیا۔
ڈاکو تمہاری تلاش میں ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ تو
یہ شربت پی کر دل کو حوصلہ دو۔ میں صبح
ہوتے ہی تمہیں تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔"

سنہری بالوں والی لڑکی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ
کیا کہہ رہا ہے۔ وہ بولی:

"مگر میں تو اس بستر پر بے ہوش پڑی تھی۔
اگر ڈاکو مجھے اٹھا کر لے جاتے تو میں جاگ
کیوں نہیں؟"

ٹھگنے جاسوس نے کہا:

"انہوں نے تجھے کوئی بے ہوشی کی دوائی سونگھا
دی تھی۔ اب اس کا اثر ختم ہوا ہے؟"

لڑکی نے پوچھا:

"مگر تم کون ہو؟ یہ کون سی جگہ ہے؟"

ٹھگنا شیطان بڑی مکاری سے محبت بھرے لہجے میں بولا:

"میں تمہارا ہمدرد ہوں۔ یہ میرے گھر کا تہہ خانہ
ہے۔ تم آرام سے صبح تک یہاں رہو۔ یہ شربت
پی لو۔ بے ہوشی کی دوائی کا اثر جاتا رہے گا۔"

سنہری بالوں والی لڑکی نے غصّے میں کہا:

"میں کچھ نہیں پیوں گی۔ مجھے میرے گھر پہنچا دو۔
میں اپنے گھر جاؤں گی۔ میری بچی پریشان ہو گی۔"

ٹھگنے شیطان نے کچھ کہنا چاہا تو لڑکی بستر سے اٹھ
دروازے کی طرف دوڑی۔ ٹھگنے نے گلاس ہاتھ سے
کر لڑکی کو پکڑ لیا اور اسے زبردستی بستر پر گرا دیا۔
دروازے میں جا کر بولا:

"تم ساری زندگی یہاں سے باہر نہیں جا سکو گی
اب تم میری غلام ہو۔ جیسا کہوں گا ویسے کرنا
ہو گا نہیں تو تمہاری لاش اسی تہہ خانے میں
دفن کر دی جائے گی۔"

یہ کہا اور دروازے کو باہر سے تالا لگا کر چلا گیا۔
سنہری بالوں والی لڑکی بستر پر سر گھٹنوں میں دے کر
رونے لگی۔ اس پر تو قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ اب ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے نہ رہا گیا۔ وہ بھگنے شیطان کے ناپاک ارادوں سے
واقف ہو گیا تھا۔ اس نے لڑکی کے سامنے ظاہر ہونے
کا فیصلہ کر لیا اور صندوق کے پیچھے سے نکل کر غسلخانے
میں چلا گیا۔ کیوں کہ ناگ یہ نہیں چاہتا تھا کہ لڑکی
یہ پتہ چلے کہ وہ سانپ ہے۔ اور انسانی شکل میں
اس کے پاس آیا ہے۔

غسل خانے کا دروازہ آدھا بند تھا۔ غسل خانے میں
جاتے ہی ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور باہر نکل آیا۔
لڑکی کے پاس آ کر بولا:

"بہن! پریشان نہ ہو۔ خدا تمہاری مدد کرے گا۔"

سنہری بالوں لڑکی نے اپنے سامنے سانولے رنگ کے
پُرکشش آنکھوں والے نوجوان کو دیکھا تو بولی:

"تم کون ہو؟"

ناگ نے کہا:

"میں اس آدمی کا ملازم ہوں جس نے تمہیں
یہاں قید کر رکھا ہے۔"

"یہ مجھے یہاں کیوں لایا ہے؟ کیا ہمارے مکان
کو آگ لگ گئی ہے؟ کیا میری بچی بھی مار دی
گئی ہے؟"

ناگ نے کہا:

"یہ شیطان جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے اپنے
کسی بدمعاش سے تمہیں تمہارے گھر سے بے ہوش
کر کے اغوا کیا ہے اور یہاں بند کر دیا ہے۔
مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیا چاہتا ہے۔ مگر میں
یہ ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ میں تمہیں یہاں
سے نکال کر باہر لے جاؤں گا۔"

سنہری بالوں والی لڑکی بولی:

"خدا تمہارا بھلا کرے بھائی۔ مگر تم غسل خانے
میں کیسے آ گئے؟"

ناگ بولا: "میں پہلے ہی سے یہاں صفائی وغیرہ
کر رہا تھا کہ یہ شیطان آ گیا۔ اسے میرا پتہ نہیں
تھا کہ میں غسل خانے میں ہوں۔ تمہارا نام کیا ہے؟
میرا نام تو ناگ ہے۔"

لڑکی نے کہا:

"میرا نام پامیلا ہے۔ میں پادری کی بیٹی ہوں۔
میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ میں کاؤنٹ کے
ایک کوارٹر میں رہتی ہوں۔ خدا کے لیے مجھے
یہاں سے نکال کر لے چلو۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"تھوڑی دیر صبر کرو۔ میں باہر جا کر دیکھتا ہوں کہ ٹھگنا شیطان کہاں ہے۔"

اب ناگ کو خیال آیا کہ غسل خانے کا لوہے کا دروازہ تو بند ہے۔

پامیلا نے آواز دی:

"دروازہ تو بند ہے۔ ناگ بھائی تم باہر کیسے جاؤ گے؟"

ناگ وہیں رُک گیا۔ ایک بار تو اس کے دل میں خیال آیا کہ سنہری بالوں والی لڑکی پامیلا کو اپنے بارے میں سب کچھ بتا دے۔ جب ہی وہ آسانی سے سانپ بن کر یہاں سے باہر نکل سکتا ہے مگر پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ واپس پلٹ کر پلنگ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ اچھا۔ کسی طریقے سے یہاں سے باہر نکلتا ہوں۔"

مگر ناگ کسی طریقے سے بھی وہاں سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ آتشدان میں آگ دہک رہی تھی۔ اس کی چمنی میں سے بھی باہر نہیں جا سکتا تھا۔ غسل خانے کی

کھڑکی ہی رہ گئی تھی۔ اس کے بارے میں بھی ناگ کو یقین نہیں تھا کہ وہ باہر نکلتی ہے۔ ناگ نے ایک بار لوہے کے دروازے کے قریب جا کر اس کا جائزہ لیا۔ دروازے کی چوکھٹ کے قریب ایک جگہ دیوار میں چھوٹا سا سوراخ تھا۔ ناگ یہاں سے سانپ بن کر نکل سکتا تھا۔ مگر لڑکی پامیلا کے سامنے وہ سانپ کیسے بنے؟ وہ چاہتا تھا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے اس لڑکی کو غسل خانے سے نکال کر لے جائے وقت گذرتا جا رہا تھا۔

ناگ نے پامیلا سے کہا:

"پامیلا! تم غسل خانے میں تھوڑی دیر کے لیے چلی جاؤ۔ میں ایک خاص منتر پڑھ کر دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔"

پامیلا بولی: "تم میرے سامنے وہ منتر کیوں نہیں پڑھتے؟"

ناگ نے کہا:

"یہ ایک خاص ہندی منتر ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ جب پڑھا جائے تو اس وقت پاس کوئی عورت نہ ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پامیلا نے سن رکھا تھا کہ ہندوستان کے سادھو سنیاسی لوگوں کے پاس بڑے عجیب و غریب منتر ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ غسل خانے میں چلی گئی۔ ناگ نے اسے ہدایت کی کہ باہر بالکل نہ دیکھے نہیں تو منتر کامیاب نہیں ہو گا۔ ناگ نے احتیاط کے طور پر غسل خانے کا دروازہ بھی بند کر دیا اور باہر سے چٹخنی لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی ناگ نے تہہ خانے کا لیمپ بجھا دیا۔ تہہ خانے میں اندھیرا ہو گیا۔ ناگ نے ایک سیکنڈ میں باریک سانپ کا روپ بدلا اور چوکھٹ کے سوراخ میں سے گذر کر باہر نکل گیا۔ دروازے پر تالا لگا تھا۔ ناگ نے پھن اٹھا کر تالے کے سامنے منہ کیا اور زور سے پھنکار ماری۔ یہ شیش ناگ کی پھنکار تھی۔ اس میں سے ایسی آگ نکلی کہ اس کی تپش نے تالے کو پگھلا کر رکھ دیا۔ ناگ دوبارا انسانی شکل میں آیا اور دروازہ آہستہ سے کھول دیا۔

تہہ خانے میں آتے ہی ناگ نے پامیلا کو غسل خانے سے باہر آنے کو کہا اور اسے سمجھایا کہ میں اوپر جا کر دیکھتا ہوں راستہ صاف ہے کہ نہیں؟ اگر ٹھگنا شیطان سو رہا ہو گا یا گھر پر نہیں ہو گا تو میں تمہیں یہاں

سے نکال کر لے جاؤں گا۔

"تم دروازہ بند کر کے بیٹھنا۔"

ناگ تیزی سے زینہ چڑھ کر اوپر والے کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ اسے دوسری منزل پر جانا تھا۔ کیوں کہ لاش کے دماغ والی ڈبی دوسری منزل کی الماری میں بند تھی۔ ناگ نے دوسری منزل کی ——————

سیڑھیوں میں چھوٹے سانپ کی شکل بدلی اور سیڑھیوں پر سے رینگتا ہوا دوسری منزل میں آ گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ ٹھگنا شیطان وہاں بھی نہیں تھا۔ اسے غسل خانے میں پانی گرنے کی آواز آئی۔ وہ غسل خانے میں تھا۔ ناگ نے انسانی شکل بدل لی۔ آہستہ سے دبے پاؤں غسل خانے پاس گیا اور بند دروازے کے باہر والی چٹخنی لگا دی۔ اندر سے ٹھگنے شیطان نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا:-

"کون ہے باہر؟" دروازہ کس نے بند کر دیا ہے؟"

ناگ نے بجلی کی تیزی سے الماری کھول کر لاش کے دماغ والی ڈبی نکال کر جیب میں رکھی اور تیزی سے نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔ پامیلا کمبل کاندھوں پر رکھے پلنگ پر پریشان بیٹھی تھی۔ اسے ناگ کے ساتھ جاتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا تھا۔ مگر وہ مجبور تھی۔ سوچنے لگی کہ یہ ناگ جو شیطان کا ملازم ہے کم از کم اسے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تہہ خانے جہنم سے نکال دے گا۔ ناگ نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا
"پامیلا! جلدی سے میرے ساتھ آؤ۔ راستہ صاف ہے۔"
ناگ پامیلا کو لے کر تیز تیز سیڑھیاں چڑھ کر مکان کی ڈیوڑھی
سے باہر آ گیا۔ اسے دوسری منزل
دروازہ توڑنے کی آواز آ رہی تھی۔ ٹھگنا شیطان غسل خا
کا بھاری دروازہ توڑ کر باہر آنے کی کوشش کر رہا تھا
پامیلا کو ناگ نے بتایا:
"میں نے اسے غسل خانے میں بند کر دیا
ہے۔ جلدی سے یہاں سے نکل چلو۔"
مکان کے باہر ایک جگہ ٹھگنے شیطان کا گھوڑا بندھا
تھا۔ ناگ نے پامیلا کو گھوڑے پر اپنے ساتھ بٹھایا
اور گھوڑے کو اندھیری گلی میں دوڑا دیا۔ بارش بالکل
تھم چکی تھی۔ مگر رات کا اندھیرا ابھی باقی تھا۔ گلی
میں سرد دھند بھی پھیلی ہوئی تھی۔ پامیلا نے کمبل اپنے
کاندھوں پر ڈال رکھا تھا۔ ناگ نے زیادہ گرم کپڑے
نہیں پہن رکھے تھے۔ پامیلا نے اپنا کمبل اسے
بھی دینے کی کوشش کی تو ناگ نے کہا:
"اس کی ضرورت نہیں پامیلا۔ مجھے سردی زیادہ
محسوس نہیں ہوتی۔"
گھوڑے کے سموں کی آواز گلی کے پتھریلے فرش

پر گونج رہی تھی۔ وہ گلی میں سے نکل بازار میں
آ گئے جہاں کیچڑ تھا۔ گھوڑا کیچڑ میں دوڑتا جا رہا تھا۔
ناگ پامیلا کو لے کر سیدھا پرانے گرجا کے عقب
والے کانونٹ کے کوارٹر میں آ گیا۔ وہاں اس کی چچی
پریشان بیٹھی تھی۔ وہ کہیں رات کو اٹھی تو اس نے
دیکھا کہ پامیلا اپنے بستر پر موجود نہیں تھی۔
وہ تو غم سے نڈھال ہو کر بے چاری
وہیں کی وہیں بیٹھ گئی کیوں کہ باہر اندھیری رات
میں بارش ہو رہی تھی۔ وہ پامیلا کو ڈھونڈنے کہاں
جاتی۔ اس نے پامیلا کو ایک اجنبی کے ساتھ آتے
دیکھا تو بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ جب پامیلا نے
بتایا کہ اسے ایک شیطان صفت آدمی نے اپنے
غنڈوں کی مدد سے اغوا کر لیا تھا اور یہ نوجوان ناگ
اسے بچا کر لے آیا ہے تو اس کی چچی نے ناگ کا
شکریہ ادا کیا۔
ناگ نے کہا:
"بہن! اب تمہارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔ کیا
کوئی ایسی جگہ ہے جہاں کچھ دنوں کے لیے
تم چلی جاؤ۔"
پامیلا کی چچی تو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی۔ بولی:

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

یہاں سے دور گاؤں میں میرا ایک مکان ہے
میں صبح ہوتے ہی اسے ساتھ لے کر اپنے
گاؤں چلی جاؤں گی۔"

ناگ نے کہا:

"یہی بہتر رہے گا۔ اچھا۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔"

پامیلا نے کہا:

"ناگ بھائی! ہمارا یہاں کوئی نہیں جو ہمیں
گاؤں تک چھوڑ آئے۔ کیا تم ہماری مدد نہیں
کرو گے؟"

ناگ سوچنے لگا۔ پھر بولا:

"بہتر ہے۔ تو پھر ابھی یہاں سے نکل چلو۔ کیا
تمہارے پاس گھوڑا ہوگا؟"

ان کے پاس ایک گھوڑا موجود تھا۔ ناگ نے دونوں
عورتوں کو ساتھ لیا۔ انہوں نے مکان کو تالا لگایا اور
گاؤں کی طرف روانہ ہو گئیں۔

دوسری طرف ٹھگنے شیطان نے دروازہ توڑ ڈالا۔
غسل خانے سے باہر نکلتے ہی وہ تہہ خانے کی طرف
لپکا۔ دیکھا کہ سنہری بالوں والی لڑکی وہاں نہیں تھی۔
بھاگ کر اوپر دوسری منزل میں آیا۔ الماری کھولی کر
لاش والی ڈبی نکال کر لاش کو اپنی مدد کے لیے

ئے کہ یہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ
ئے کہ الماری میں سے لاش کے دماغ والی ڈبی غائب تھی۔
ٹھگنا شیطان بستر پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

پھر نیچے آیا کہ گھوڑے پر بیٹھ کر پرانے قلعے کی
ئرن جائے کہ گھوڑا بھی وہاں پر موجود نہیں تھا۔ ٹھگنا
یطان پیدل ہی اندھیرے اور سردی میں پرانے قلعے کی
ئرن چل پڑا۔ کسی نہ کسی طرح گرتا پڑتا وہ پرانے
قلعے میں پہنچ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ لاش تہہ خانے کے
کمرے میں بند ہے مگر اس کے پاس لاش پر حکم چلانے
کی طاقت نہیں تھی۔ اس نے ہال کمرے میں آ کر لاش
کا باقی بچا ہوا دماغ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ
اسے کہیں نہ مل سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لاش کے
دماغ کو ٹھگنے شیطان کے ساتھیوں نے قاتل کے سر
—— کے ساتھ ہی پہاڑی کی کھڈ میں پھینک دیا تھا
جہاں وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا تھا۔ ٹھگنا شیطان پریشانی
کے عالم میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ یہ لاش اب اس کے
لیے بھی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ اگر اسے کنٹرول
نہ کیا گیا تو وہ نہ جانے کیا تباہی مچا دے۔ کیوں کہ
لاش کی کھوپڑی میں اس کا اپنا دماغ نہیں تھا بلکہ ایک
خونی قاتل کا دماغ لگا دیا گیا تھا۔ یہ اس لیے لگایا گیا

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

تھا کر ٹھگنا شیطان اس سے اپنی مرضی کے مطابق
کام لینا چاہتا تھا مگر اب لاش اس کے کنٹرول سے
بھی باہر ہو گئی تھی اور اسے خطرہ تھا کہ کہیں لاش
خود اس پر حملہ نہ کر دے۔ کیونکہ وہی تھا جس نے لاش
کے سر میں سے دماغ نکالا تھا اور لاش آپریشن کے
دوران اسے دیکھ رہی تھی۔

اچانک ٹھگنے شیطان کو قیمتی شاہی تاج کا خیال آیا
کہ جس آدمی نے اس کی الماری سے لاش کا دماغ
چوری کیا ہے کہیں وہ صندوق میں سے شاہی تاج
بھی تو نہیں لے گیا۔ ٹھگنا شیطان اسی وقت واپس
مکان کی طرف دوڑا۔ جاتے ہی صندوق کا تالا کھول کر
دیکھا۔ شاہی تاج وہاں موجود تھا۔ مگر اس تاج کی اب
اسے اتنی خوشی نہیں تھی۔ اس کی اصل دولت "لاش"
جو اس کے کنٹرول میں تھی اور جسے اس نے رات
دن کی محنت سے تیار کیا تھا اس کے ہاتھ سے چھن
گئی تھی۔ وہ اس لاش سے ہزاروں کام لینا چاہتا
تھا۔ اس نے شہر کی تمام حسین لڑکیوں کو قلعے کے
تہہ خانے میں جمع کر کے وہاں ایک ایسی بناوٹی جنت
تیار کرنی تھی جہاں وہ دولت کے انباروں کے ساتھ
ساری زندگی عیش و آرام سے بسر کر سکے۔ مگر لاش کے

اڑ کے نکل جانے سے اس کا خواب ادھورا رہ گیا تھا۔
پھر بھی ٹھگنا شیطان ایک عیار اور چالاک آدمی تھا
آج سے سینکڑوں برس پرانے زمانے کا سرجن تھا۔ اسے
انسانی دماغ کی تمام خفیہ طاقتوں کا علم تھا یہی وجہ
تھی کہ اس نے لاش کے دماغ کے پچھلے حصے کے
ایک چھوٹے سے ٹکڑے کی مدد سے لاش کو اپنے
قبضے اور کنٹرول میں کر رکھا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ
وہ لاش کو دوبارا کنٹرول میں کرنے کی کوشش کریگا۔
اب دن نکل آیا تھا مگر سورج سیاہ کالی گھٹاؤں اور
دھند کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ شہر میں نیم اندھیرا اور
پراسرار سی فضا تھی۔

ٹھگنے شیطان نے گھوڑا گاڑی لی اور پرانے قلعے کی
طرف روانہ ہو گیا۔ گھوڑا گاڑی کو اس نے قلعے کی وادی
میں داخل ہوتے ہی چھوڑ دیا اور باقی راستہ پیدل طے
کر کے قلعے کے نیچے بڑے ہال کمرے میں آ گیا۔ وہ
ادھر ادھر کوئی چیز تلاش کرنے لگا۔ اس نے سارا
کاٹھ کباڑ چھان مارا مگر اسے وہ شے نہ ملی جس کی
اسے تلاش تھی۔ ناامید ہو کر شہر کے پرانے قبرستان کی
طرف چلا کہ وہاں کسی تازہ دفن کی گئی لاش کا دماغ
نکال کر لائے اور اس پر تجربہ کرے اور لاش کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر سے اپنے قابو میں لائے۔

پرانا قبرستان قلعے کے کھنڈر سے کچھ دور ہی تھا۔ وہاں دھند پھیلی تھی۔ بادل گھرے ہوئے تھے۔ دن کی روشنی بہت ہی کم تھی۔ ٹھگنا شیطان قبرستان کے ٹوٹے پھوٹے دروازے میں سے گذر کر قبروں کے پاس آگیا۔ یہاں سب کی سب پرانی قبریں ہی تھیں۔ ان قبروں کے مردے مٹی ہو چکے تھے۔ قبرستان میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔ اس کے اندر آگ جل رہی تھی اور گورکن بیٹھا آگ تاپ رہا تھا۔ ٹھگنا شیطان اندر چلا گیا۔ اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد کہنے لگا:

"بھائی گورکن! یہاں تو مہینوں بعد کوئی مُردہ آتا ہوگا تم اپنی روزی کس طرح کماتے ہو؟"

گورکن نے کہا:

"تم ٹھیک کہتے ہو بھائی۔ مگر کیا کروں۔ ایک مردے سے مجھے اتنا مل جاتا ہے کہ مہینہ گذر جاتا ہے۔"

ٹھگنے شیطان نے پوچھا:

"کیا اس مہینے کوئی مردہ نہیں آیا؟"

"نہیں بھائی۔ شاید کوئی آ جائے۔"

اتنے میں ایک گھوڑا سوار آیا۔ اس نے گورکن سے کہا:

"ایک مُردے کی قبر تیار کرنی ہے۔ ہم میت کو لے کر تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں گے۔"

گورکن نے کہا:

"بھائی! مردہ عورت ہے یا مرد؟"

گھوڑ سوار بولا:

"تمہیں اس سے کیا؟ تم قبر تیار کرو اور یہ لو کچھ رقم پیشگی۔ باقی تمہیں بعد میں دیں گے۔"

یہ کہہ کر گھوڑ سوار چلا گیا۔

ٹھگنے شیطان نے کہا:

"لو بھائی گورکن تمہارا کام تو بن گیا۔ اب جلدی سے قبر کھود ڈالو۔ چلو۔ میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔"

انہوں نے مل کر ایک درخت کے پاس قبر کھودنی شروع کر دی۔ جب قبر تیار ہو گئی تو گورکن بولا:

"بھائی! قبر تو تیار ہو گئی۔ اب میت کا انتظار کرنا ہوگا۔ مگر تم میرے ساتھ زحمت کیوں اٹھاتے ہو؟"

ٹھگنا شیطان بولا:

"میں آج کل بیمار ہوں۔ سوچا تمہارے ساتھ مل کر کام کروں۔ دو وقت کی روٹی ہی مل جائے گی۔"

COURTESY WWW.PAKOFBOOKSFREE.PK

گورکن نے کہا:

"یہ تو اچھی بات ہے۔ تم میرے ساتھ رہو جو
میں پکاؤں گا تم بھی کھا لیا کرنا۔"

شام ہو چکی تھی۔ قبرستان میں شام کا اندھیرا پھیلنے
لگا تھا۔ اتنے میں قبرستان میں ایک جنازہ داخل ہوا
چھ سات آدمیوں نے ایک تابوت اٹھا رکھا تھا۔ تابوت
قبر کے پاس رکھ کر دیا گیا۔ ایک آدمی نے قبر کو
چراغ کی روشنی میں غور سے دیکھا پھر اشارہ کیا۔ گورکن
اور ٹھگنے شیطان نے رسّوں کی مدد سے تابوت کو
قبر میں اتار کر اوپر مٹی ڈال کر قبر تیار کر دی۔ مردے
کے رشتے دار گورکن کو کچھ رقم دے کر واپس چلے گئے
اب رات ہو گئی تھی۔ چاروں طرف قبرستان میں گہرا
سناٹا اور اندھیرا تھا۔ سردی بھی بہت ہو گئی تھی۔ گورکن
اور ٹھگنا شیطان جھونپڑی میں آ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے
تھوڑا بہت کھانا کھایا۔ گورکن نے گرم قہوہ بنایا۔ دونوں
قہوہ پینے لگے۔ ٹھگنے شیطان نے آنکھ بچا کر گورکن کے
پیالے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی تھی۔

قہوہ پینے کے بعد گورکن نے کہا:

"مجھے تو سخت نیند آ رہی ہے بھائی۔ میں
سونے چلا۔"

اور گورکن اُٹھ کر کونے میں بچھے تخت پر لیٹتے
گہری نیند سو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹھگنا
ان اپنی جگہ سے اٹھا۔ گورکن کو ہلا جلا کر دیکھا۔
بے ہوش تھا۔ ٹھگنے نے کدال اٹھائی اور جھونپڑی
نکل کر تازہ بنی ہوئی قبر کے سرہانے کی طرف
کر اندھیری رات میں قبر کو کھودنے لگا۔ ابھی مٹی
ی تھی۔ قبر بڑی آسانی سے کھُدنے لگی۔ آسمان پر
ے کالے بادلوں میں بجلی چمکی۔ پھر بادل روز سے گرجے۔
ٹھگنے شیطان نے اپنا کام جاری رکھا۔ ہلکی ہلکی بوندا
ی شروع ہو گئی۔ ٹھگنا شیطان قبر کو کھودتا چلا گیا۔
ب نیچے سے تابوت نظر آنے لگا۔ پھر اس نے قبر
ر اتر کر تابوت کو کھول دیا۔ چراغ کی روشنی مُردے
ر ڈالی تو اس کے منہ سے حیرت کے مارے چیخ
ی نکل گئی۔ اس مردے کا سر غائب تھا۔ کسی نے
س کا سر الگ کر کے باقی لاش دفن کر دی تھی۔
ہ مُردہ ٹھگنے شیطان کے کسی کام کا نہیں تھا۔ وہ
خت مایوس ہو کر قبر سے باہر نکل آیا۔ اس نے مٹی
ال کر قبر کو بند کر دیا اور خود قبرستان میں سے گذرتا
ٹوٹے پھوٹے دروازے میں آ گیا۔ یہاں اس قدر اندھیرا
تھا کہ قبرستان کے دروازے کا دھندلا سا خاکہ ہی نظر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ رہا تھا۔ ٹھگنا شیطان قبرستان کے دروازے سے
نکلا تو بادل زور سے گرجا۔ بارش شروع ہو گئی تھی
ٹھگنے شیطان نے سوچا کہ اسے بارش رُکنے کا انتظا
کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ قبرستان کی ڈیوڑھی میں ہی رُک
گیا کہ بارش رُکے تو واپس اپنے قلعے والے قدیم تر
گھرانے میں چلا جائے گا۔

اندھیری رات میں بارش کی ٹھنڈی پھوار قبرستان کی
ڈیوڑھی میں آ رہی تھی۔ ٹھگنا شیطان ذرا پیچھے ہو گیا اور
ڈیوڑھی کے اندر جو چبوترا بنا تھا۔ اس پر بیٹھ گیا۔ اندھ
میں اس کا ہاتھ کسی شے سے ٹکرا گیا۔ اس نے ہا
سے اس چیز کو ٹٹولا تو اس کا ہاتھ کسی کے سر پر
جا لگا۔ ٹھگنا شیطان چونک اٹھا۔ اندھیرے میں آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اس کے پاس ہی چبوترے پر
ایک انسانی سر رکھا ہوا تھا۔ ٹھگنا شیطان اچھل کر پر
چلا گیا۔ اندھیرے میں چبوترے پر رکھا ہوا سر اسے
دیکھ رہا تھا۔ کٹے ہوئے سر کی آنکھیں سرخ تھیں۔ سر کے
ہونٹ ہلے اور آواز آئی:

"تو نے میرا سر میرے دھڑ سے الگ کر دیا
ہے۔ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔"

ٹھگنا شیطان گھبرا کر ڈیوڑھی سے چھلانگ لگا کر باہر

بارش میں اٹھ دوڑا۔ وہ شہر کو جانے والی سڑک پر
بھاگنے لگا۔ بارش اور اندھیری رات میں بھاگتے بھاگتے
وہ ہانپنے لگا اور ایک جگہ بے دم ہو کر بیٹھ گیا۔
سڑک کے کنارے وہ ایک پتھر کے پاس بیٹھ گیا تھا۔
کھیت میں بارش کا پانی گر رہا تھا۔ اس کی آواز آ
رہی تھی۔ ٹھگنے شیطان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس
نے کٹے ہوئے انسانی سر کو بولتے دیکھا ہے۔

اندھیرے میں وہ قبرستان کی ڈیوڑھی کی طرف گھور
کر تکنے لگا۔ اگرچہ وہ ایک سرجن تھا۔ اس نے کئی
مُردہ لاشوں کے پوسٹ مارٹم کئے تھے مگر کسی مردہ انسانی
سر کو کبھی بولتے نہیں دیکھا تھا۔ جب ذرا اس کا سانس
درست ہوا تو اٹھ کر گھر کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ وہ
بارش میں بھیگ گیا تھا۔ اسے سردی لگ رہی تھی۔ وہ
قلعے کے کھنڈر کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ قلعے
میں سے ایک گھوڑ سوار نکل کر اس کی طرف بڑھا چلا
آ رہا ہے۔

ٹھگنے شیطان نے سوچا کہ یہ کون ہے؟

وہ رُک گیا۔ گھوڑے پر ایک ایسا آدمی سوار تھا
جس نے اپنا آپ کالی چادر میں لپیٹ رکھا تھا۔ قریب
آ کر اس نے چادر اتار کر پھینک دی۔ ٹھگنے شیطان کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوف کے مارے خون سرد ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ گھوڑے پر ایک آدمی بیٹھا ہے جس کے ہاتھ میں کٹا ہوا سر ہے اور سر کے ہونٹوں سے آواز آ رہی ہے۔

"تو نے میرا سر میرے دھڑ سے الگ کر دیا ہے
میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

یہ کہہ کر گھوڑ سوار نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا سر زور سے ٹھگنے شیطان کی طرف اچھالا۔ ٹھگنا شیطان چیخ مار کر بھاگ گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ وہ شہر کے دروازے تک دوڑتا چلا گیا۔ پھر نڈھال ہو کر گر پڑا۔ اس کا سانس زور زور سے چل رہا تھا۔ اس نے سر گھما کر پیچھے دیکھا۔ اس کے پیچھے اب کوئی گھوڑ سوار نہیں تھا۔ بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ ٹھگنا شیطان اٹھ کر شہر کی سنسان بارش میں بھیگتی پتھریلی گلیوں میں سے تیز تیز گذرتا اپنے مکان میں داخل ہو گیا۔ اس نے مکان کا دروازہ اندر سے بند کر کے چٹخنی لگا دی اور دوسری منزل میں آ کر بستر پر گر پڑا۔

اس کا سانس ابھی تک دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ اچانک اسے سرہانہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھتا محسوس ہوا۔ وہ جلدی سے بستر پر اٹھ بیٹھا۔ اور سرہانے کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔ اس کی چیخ نکل گئی۔ سرہانے کے نیچے

وہی کٹا ہوا انسانی سر اس کی طرف لال آنکھوں سے تک رہا تھا۔

سر کے ہونٹ ہلے:

"تو نے مجھے میرے دھڑ سے جدا کر دیا ہے
میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

ٹھگنے شیطان نے انسانی سر کو اٹھایا اور کھڑکی میں سے باہر پھینک دیا۔ گلی میں ایک انسانی چیخ بلند ہوئی اور آہستہ آہستہ غائب ہو گئی۔ ٹھگنے شیطان نے کھڑکی بند کر دی اور وہیں کچھ دیر کھڑا زور زور سے سانس لیتا رہا۔ جب ذرا سانس ٹھیک ہوا تو اس نے کھڑکی کی بھی چٹخنی لگا دی اور بستر پر آ گیا۔ سرہانہ فرش پر پڑا تھا۔ وہ اسے اٹھاتے ہوئے گھبرا رہا تھا۔ کمرے میں دھیما دھیما لیمپ جل رہا تھا۔ ٹھگنے شیطان نے ڈرتے ڈرتے سرہانے کو اٹھایا تو وہی کٹا ہوا انسانی سر سرہانے کے نیچے موجود تھا۔ ٹھگنے شیطان نے سرہانہ وہیں پھینکا اور نیچے کو بھاگا۔ انسانی سر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ ڈیوڑھی میں آ کر انسانی سر ایک چیخ مار کر بند دروازے میں سے گذر کر باہر اندھیری رات کی بارش میں غائب ہو گیا۔ ٹھگنا شیطان ڈیوڑھی میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

○

COURTESY WWW.[illegible]OFBOOKSFREE.PK

دہشت ناک پھنکار

ناگ نے سوچا کہ چل کر لاش کی خبر لی جائے۔
اس وقت رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ سخت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ پرانے قلعے کی طرف چل پڑا۔ لاش کے دماغ والی ڈبی ناگ کی جیب میں تھی۔ قلعے میں جانے کی بجائے ناگ ایک جگہ درختوں کے نیچے آ کر پتھریلی چٹان پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب میں سے ڈبی نکال کر کھولی۔ اس کے اندر لاش کے دماغ کا سفید سفید چھوٹا سا گودا جیسے آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ ناگ نے اپنی انگلی اس کے پیچھے رکھی اور کہا:

"قلعے کے تہہ خانے سے نکل کر میرے پاس آؤ"

ناگ نے اپنی آنکھیں سامنے قلعے کے شکستہ دروازے کی طرح لگ رہا تھا۔ لاش اسی قلعے کے تہہ خانے میں

تھی اور راستے وہیں سے ناگ کے پاس آنا تھا۔ ناگ کو یہ خیال بھی آیا کہ ہو سکتا ہے لاش اس کے حکم پر نہ آئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب اس نے قلعے کے دروازے میں سے اندھیرے میں ایک اونچے لمبے سائے کو آہستہ آہستہ باہر نکلتے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس کا تجربہ ناکام نہیں رہا۔ لاش اس کی طرف آ رہی تھی۔

ناگ چٹان پر بیٹھا رہا۔ اس کی انگلی لاش کے دماغ کے ڈبی والے ٹکڑے پر تھی۔ لاش آہستہ آہستہ چلتی بادلوں والی سرد اندھیری رات میں ناگ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

ناگ نے کہا:

"آج سے تم میری غلام ہو۔ جو میں کہوں گا تم ویسے ہی کرو گے۔ سب سے پہلا کام یہ کرو کہ جو شاہی تاج تم شہر کے قدیم عجائب گھر سے چرا کر لائے تھے اسے وہیں لے جا کر رکھ آؤ۔ میں تمہارا اسی جگہ انتظار کروں گا"

لاش نے کوئی جواب نہ دیا۔ اپنا رخ شہر کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موڑا اور آہستہ آہستہ شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ کچھ دور جا کر لاش کی رفتار تیز ہو گئی۔ پھر وہ ناگ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

ناگ اسی جگہ چٹان پر بیٹھا عنبر ماریا اور بھیونگ کیٹی کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ کہاں ہوں گے۔ ماریا کی خوشبو اسے اسی شہر سے آئی تھی۔ مگر پھر نہ جانے کیا ہوا کہ اس کی خوشبو بھی غائب ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ اسے ماریا اور عنبر کو تلاش کرنے میں اس لاش سے مدد لینی چاہیے۔ ہو سکتا ہے لاش اس کی کچھ مدد کر سکے۔

دوسری طرف لاش رات کے بھیگے ہوئے اندھیرے میں ٹھگنے شیطان کے مکان پر جا پہنچی۔ اس نے دیکھا کہ ڈیوڑھی میں ایک طرف ٹھگنا شیطان بے ہوش پڑا ہے۔ اور ایک کٹا ہوا انسانی سر اس کے سینے پر چڑھا ہوا ہے اور اپنے لمبے لمبے نوکیلے دانتوں سے ٹھگنے شیطان کے سینے میں سوراخ کر رہا ہے۔ ایک پل کے لیے لاش نے انسانی سر کی طرف اور انسانی سر نے لاش کی طرف دیکھا۔ لاش کے حلق سے غراہٹ کی آواز نکلی اور وہ مکان کی سیڑھیاں چڑھنے

لگی۔ انسانی سر نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ٹھگنے شیطان کے سینے میں سوراخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ خدا جانے یہ انسانی سر کا کرشمہ تھا کہ اس کا جسم ابھی تک بے حس اور سُن تھا اور اسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ اس کے سینے میں انسانی سر سوراخ کر رہا ہے۔

دوسری جانب لاش نے دوسری منزل میں جا کر لوہے کا صندوق کھول کر شاہی تاج نکال کر ہاتھ میں تھاما اور آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگی جب لاش ڈیوڑھی میں آئی تو دیکھا کہ ٹھگنے شیطان کے سینے میں ابھی تک پورا سوراخ نہیں ہوا تھا۔ لاش کو بھی اس ٹھگنے شیطان سے بدلہ لینا تھا۔ کیوں کہ یہ وہی بدمعاش تھا جس نے اسے قبر سے نکال کر اس کا دماغ بدل دیا تھا اور اسے چوری ڈاکے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔ لاش نے انسانی سر کی طرف دیکھ کر حلق سے آواز نکالی۔ انسانی سر چھاتی سے اتر کر پرے ہٹ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ لاش خود اس کے دشمن کا کام تمام کرنا چاہتی ہے۔ لاش نے ٹھگنے شیطان کے سینے پر اپنا بھاری بھرکم پاؤں رکھ کر ذرا سا نیچے دبایا تو ٹھگنے شیطان

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

کی ساری کی ساری پسلیاں ٹوٹ گئیں اور اس کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی۔ وہ مر چکا تھا۔

لاش نے حلق سے ایک بھیانک عجیب سی آواز نکالی اور شاہی تاج اٹھائے عجائب گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔

عجائب گھر کے باہر اب زبردست پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ چونکہ لاش کو سوائے ناگ کے دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے وہ بے دھڑک عجائب گھر میں داخل ہو کر اس کمرے میں آ گئی جہاں سے اس نے شاہی تاج چوری کیا تھا۔ شاہی تاج کو اپنی اصلی جگہ پر رکھنے کے بعد لاش واپس مڑی اور ناگ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس وقت ڈیوڑھی میں ٹھگنے شیطان کی لاش تو ضرور موجود تھی مگر انسانی سر وہاں نہیں تھا۔

لاش ناگ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

ناگ نے پوچھا:

"شاہی تاج عجائب گھر میں رکھ دیا؟"

لاش نے آگے پیچھے سر ہلایا۔ گویا کہہ رہی ہو کہ میں نے شاہی تاج کی امانت عجائب گھر والوں کو واپس کر دی ہے۔ ناگ نے لاش کے ڈبی والے دماغ پر انگلی رکھ کر کہا:

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ میرے دوست عنبر اور ماریا اس وقت کہاں ہیں؟ ماریا کی خوشبو مجھے اس شہر میں داخل ہوتے ہی آئی تھی۔ پھر غائب ہو گئی"۔

لاش کچھ دیر کے لیے بالکل ساکت ہو کر کھڑی رہی پھر اس نے اپنے سر کو آگے پیچھے کیا۔ گویا کہہ رہی ہو کہ میں ان کا پتہ چلاؤں گی۔ جانے کیوں ناگ کو یقین آ گیا کہ یہ لاش ماریا کا ضرور پتہ چلا لے گی۔ کیوں کہ ماریا بھی غائب رہتی ہے اور یہ بھی غائب رہتی ہے۔ ناگ نے اسے کہا:

"تو پھر جاؤ اور ماریا کا پتہ کرو کہ وہ کہاں ہے مجھے واپس آ کر خبر کرنا۔ میں تمہاری راہ دیکھوں گا"۔

لاش نے ایک بار پھر اسی طرح سر ہلایا اور رات کے اندھیرے میں گم ہو گئی۔ ناگ کو پہلے ہی وہ ایک دھندلا سفید سا سایہ نظر آتی تھی ذرا دور اندھیرے میں گئی تو بالکل غائب ہو گئی۔ ناگ نے سوچا کہ اسے اسی شہر میں کسی جگہ رہ کر لاش کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ٹھگنے شیطان کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا حال ہے اور لاش کے ہاتھ سے نکل جانے کے
بعد وہ کیا کر رہا ہے۔ چنانچہ ناگ وہاں سے سیدھا
ٹھگنے شیطان کے مکان پر آ گیا۔ ڈیوڑھی میں ٹھگنے شیطا
کی لاش دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس جرائم پیشہ آدمی
کو تو جیسے کسی نے کچل کر رکھ دیا تھا۔ ناگ نے وہاں
رہنا مناسب نہ سمجھا اور جلدی سے ڈیوڑھی سے باہر
گلی میں نکل گیا۔

رات ناگ نے ایک ویران کھیت میں ایک
درخت کے نیچے گذار دی۔ دوسرے دن وہ عجائب گھ
گیا یہ دیکھنے کے لئے لاش نے واقعی وہاں تاج رکھ
دیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ شاہی تاج اپنی جگہ پر موجود
تھا۔ اسے بڑی خوشی ہوئی کہ جس ملک کی یہ امانت
تھی اس کے پاس پہنچ گئی۔ کیونکہ امانت میں خیانت
کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ہمارے پاس اگر کوئی انسان
اپنی امانت رکھوائے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی
حفاظت کریں اور وقت آنے پر وہ امانت اس کے
مالک کو واپس کر دیں۔ اس سے نہ صرف یہ کہ خدا
خوش ہو کر اپنے بندے پر رحمتیں نازل کرتا ہے بلکہ
خود انسان کا ضمیر بھی مطمئن ہو جاتا ہے۔ ناگ وہاں

سے نکل کر واپس شہر کے ویران کھیت میں آ گیا۔
یہاں اب دن چڑھے ایک کسان ہل چلا رہا تھا۔
ناگ انسانی شکل میں تھا۔

وہ سوچنے لگا کہ جب تک ماریا کا سراغ نہیں
لگتا اسے اپنے لیے شہر میں کوئی ایسی جگہ چن لینی
چاہیے جہاں وہ سب کی نظروں سے اوجھل رہ کر
آرام سے کچھ دن گذار سکے۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ
ماریا اسی شہر میں ہے۔ ورنہ اسے یہاں آتے ہوئے
ماریا کی خوشبو نہ آتی۔ وہ شہر کی طرف چلا۔ شہر بہت
گنجان تھا۔ پرانے مکانوں کے ساتھ مکان بنے ہوئے
تھے۔ ایک دریا شہر کے درمیان سے گذرتا تھا۔ ناگ
اس دریا کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ جب دریا شہر
سے باہر ویران علاقے میں نکل آیا تو ناگ نے
دیکھا کہ دور دھند میں ڈوبی ایک عمارت ہے جس
کی ستون چھت اوپر کو اٹھی ہوئی ہے۔ ناگ اس
عمارت کے نیچے آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ ایک
بہت ہی شکستہ عمارت ہے۔ شاید کسی بادشاہ کا اصطبل
تھا۔ یا کوئی کارواں سرائے تھی۔ ناگ عمارت کے جھکے
ہوئے گیٹ میں سے گذر گیا۔ آگے ایک دالان تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس کے فرش کے پتھر اکھڑ کر ادھر اُدھر پڑے تھے
اور جگہ جگہ خشک گھاس اگی ہوئی تھی۔ دالان کے ساتھ
ساتھ ایک ٹوٹا پھوٹا برآمدہ بنا ہوا تھا جس کے لکڑی
کے کئی ستون نیچے گرے ہوئے تھے۔ چھجہ بھی آگے کی
جھک آیا تھا۔ برآمدے میں چند ایک کوٹھڑیاں تھیں
جو سدی کی ساری خالی پڑی تھیں۔ ایک کوٹھڑی کی
چھت میں سوراخ تھا جہاں سے بارش کا پانی اندر آ
گیا ہوا تھا۔

برآمدے کے باہر سے ایک زینہ اوپر جاتا تھا۔
ناگ اوپر چڑھ گیا۔ یہ زینہ ایک گول مینار میں
جاتا تھا۔ اس مینار کی ایک ہی پتھریلی کھڑکی تھی جس
کے نیچے دریا بہہ رہا تھا۔ مینار کے اندر ٹوٹی پھوٹی
چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ ناگ نے انہیں ایک طرف
ہٹا کر صاف کیا کہ بیٹھنے کے لیے جگہ بنائے کہ اچانک
کونے میں ایک تابوت نکل آیا۔ یہ تابوت اتنا خستہ
اور پرانا تھا کہ اس کا رنگ سیاہ پڑ چکا تھا اور اس
پر مکڑیوں نے جالے بُن رکھے تھے۔ ناگ نے تابوت
کو وہیں رہنے دیا۔ اور خود مینار کے اندر ایک جگہ
فرش صاف کر کے بیٹھ گیا۔ اس نے جیب میں سے

ش کے دماغ والی ڈبی نکال لی۔ لاش کے دماغ پر
انگلی رکھ کر کہا:

"کیا تمہیں ماریا کا کچھ پتہ چلا؟"

ناگ کو لاش کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ملا۔ پھر
اسے خیال آیا کہ لاش تو بول نہیں سکتی۔ ہو سکتا ہے
ماریا کی تلاش میں لگی ہو۔

ناگ نے لاش سے کہا:

"ٹھیک ہے۔ تم اپنی تلاش جاری رکھو۔ میں
دریا والے پرانے مینار میں ہوں۔ یہاں آ جانا۔"

ناگ نے ڈبی بند کر کے جیب میں رکھ لی اور
کھڑکی میں آ کر نیچے دریا اور شہر کا نظارہ کرنے لگا
جب سورج غروب ہو گیا تو ناگ وہاں سے نکل
کر شہر کا ایک چکر لگانے کے لیے چل پڑا۔ اسے
ابھی تک شہر میں ماریا یا عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی
تھی۔ شہر میں سردی کی وجہ سے کہرا پھیلا ہوا تھا اور
لوگ ٹھٹھر ٹھٹھر کر چل رہے تھے۔ اکثر گلیاں بازار شام
ہوتے ہی سنسان ہو گئے تھے۔ ناگ کچھ دیر شہر کی
آوارہ گردی کرتا رہا۔ پھر جب کافی اندھیرا چھا گیا
تو واپس مینار میں آ کر بیٹھ گیا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

اس کا خیال تھا کہ لاش ابھی تک واپس نہیں آئی۔ وہ اسے بلانا بھی نہیں چاہتا تھا کیوں کہ کوئی پتہ نہیں تھا کہ وہ ماریا کی تلاش میں کہاں گھوم رہی ہے۔ اسے ماریا کو تلاش کرتے رہنا چاہیے۔ یہ سوچ کر ناگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ کچھ دیر کے لیے آرام کر لیا جائے۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کے دل میں ایسی خواہش نہیں پیدا ہوئی تھی۔ نیند تو ان لوگوں کو آتی ہی نہیں تھی مگر یہ لوگ جب چاہتے سو سکتے تھے۔ چنانچہ ناگ بھی اونگھنے لگا اور پھر اپنی مرضی سے سو گیا۔ وہ سوتا رہا اور رات گذرتی چلی گئی۔ ناگ کچھ زیادہ ہی گہری نیند سو گیا تھا۔

آدھی رات ہو رہی تھی کہ اچانک اس ویران خستہ عمارت کے دروازے میں لاش نمودار ہوئی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی برآمدے کی طرف گئی۔ پھر اس نے اپنا منہ مینار کی طرف اٹھا کر آہستہ سے سانس اندر کو کھینچا۔ اسے ناگ کی بُو مینار کی طرف سے آ رہی تھی۔ لاش زینے کی سیڑھیاں چڑھ کر مینار میں آ گئی۔ لاش نے دیکھا کہ ناگ گہری نیند سو رہا تھا۔ لاش ایک لمحے کے لیے ناگ کے پاس کھڑی اسے گھورتی رہی۔ پھر لاش نے

اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور ناگ کی جیب سے وہ ڈبی نکال لی جس کے اندر لاش کے دماغ کا ایک ٹکڑا بند تھا اور جس سے اس لاش کو اپنے کنٹرول میں کیا رکھا جا سکتا تھا۔ لاش نے ڈبی اپنی مٹھی میں اچھی طرح سے بند کر لی اور واپس زینہ اتر کر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔

ناگ کو کچھ خبر نہ ہوئی کہ اس کی جیب سے لاش اپنے دماغ والی ڈبی نکال کر لے گئی ہے۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا کہ اچانک ایک آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کسی بند صندوق میں سے نکل رہی ہو۔ ناگ کی آنکھ کھل گئی۔ آواز تھوڑی دیر بعد ابھر رہی تھی۔ آواز دردناک، اداس اور خشک تھی۔ ناگ نے غور سے کان لگا کر سنا۔ یہ کسی آدمی کی آواز تھی اور یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ شخص مشکل میں ہے۔ یہ آواز زینے کی طرف سے اوپر آ رہی تھی۔ ناگ سیڑھیاں اترنے لگا۔ نیچے ڈیوڑھی میں اس نے آواز کو ایک بار پھر غور سے سنا۔ کوئی کہہ رہا تھا:

"افسوس ہے میں نے وہ کام کیوں نہ کیا جو آج میرے کام آتا۔"

ناگ کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کون شخص ہے؟ اس نے آواز دی:

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم کون ہو اور کہاں سے بول رہے ہو؟"
آواز نے جواب دیا:
"خدا کا شکر ہے کہ میری آواز سن کر کسی انسان نے جواب دیا۔ میرے بھائی ڈیوڑھی سے نکل کر ساتھ والی کوٹھڑی میں آؤ وہاں تمہیں ایک شکستہ قبر ملے گی۔ میں اس قبر کا مردہ ہوں۔ میرے پاس آؤ ڈرو نہیں۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے تم میری روح کو عذاب سے نجات دلا سکتے ہو۔"
ناگ نے کہا:
"میں آ رہا ہوں۔"
ناگ ڈیوڑھی سے نکل کر ساتھ والی کوٹھڑی میں گیا تو اندھیرے میں اسے پتھروں کی ایک ڈھیری نظر آئی۔ ناگ نے پوچھا:
"کیا تم اس قبر کے اندر ہو؟"
"ہاں میرے بھائی" مردے کی آواز آئی "میری قبر کے سرہانے کی ایک طرف ایک سوراخ ہے۔ اس سوراخ میں سے گذر کر میرے پاس آؤ اور میری حالت کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھو۔"

ناگ نے کہا:
"میں آتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کی شکل بدلی۔ اور قبر کے سرہانے والے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اندر ایک مردہ اس حالت میں پڑا ہے کہ اس کی گردن زنجیروں سے اس کے پاؤں کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اور وہ درد سے کراہتے ہوئے کہہ رہا ہے۔
"افسوس میں نے وہ کام کیوں نہ کیا جو آج میرے کام آتا۔"
ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی اور کہا:
"میرے بھائی! میں آ گیا ہوں۔ تمہارے عذاب کو دیکھ کر میرا دل دہل گیا ہے۔ آخر تمہیں یہ کس گناہ کی سزا مل رہی ہے؟"
مُردے نے کہا:
"میرے بھائی! میں دو سو سال سے یہاں قبر کے اندر یہ دردناک عذاب جھیل رہا ہوں۔ میں ہر رات آواز بلند کرتا ہوں مگر جو کوئی میری آواز سنتا ہے ڈر کر بھاگ جاتا ہے۔ اسی لیے یہ سرائے ویران ہو گئی ہے۔ تم میری آواز

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

سن کر میرے پاس آ گئے ہو اس کی مجھے
بے حد خوشی ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے
کہ اب میرے عذاب کے دن کٹ گئے ہیں۔"
ناگ نے کہا:
"تمہاری یہ حالت کیوں ہے میرے بھائی۔ تم
نے ایسا کون سا گناہ کیا تھا جس کی تمہیں
یہ سزا مل رہی ہے؟"
مردہ بولا: "میرے بھائی! آج سے دو سو
سال پہلے یہاں سے ایک رات اور ایک
دن کے فاصلے پر جو پرانا تاریخی قصبہ ہے
میں وہاں سوداگری کرتا تھا۔ میرے پاس خدا
کا دیا سب کچھ تھا۔ میری اپنی ایک شاندار
حویلی تھی مگر میرے اندر دولت کی ہوس
بہت زیادہ تھی۔ میں چاہتا تھا کہ چاہے
کچھ کرنا پڑے میں دولت جمع کرتا جاؤں۔ میری
حویلی کے پیچھے ایک غریب آدمی کی زمین تھی جس
پر کھیتی باڑی کر کے وہ اپنے بچوں کا پیٹ پالتا
تھا۔ میں نے چاہا کہ وہاں اپنے لئے ایک نیا مکان
بنواؤں تاکہ وہاں میں اپنی چوتھی بیوی کو رکھوں
میں نے اس غریب آدمی کی زمین پر زبردستی

قبضہ کر کے اسے اور اس کے بال بچوں کو وہاں
سے نکال دیا۔ غریب کسان اور اس کے بچوں
نے رو رو کر کہا کہ ہم بھوکے مر جائیں گے
ہماری زمین ہم سے نہ چھینو۔ مگر مجھ پر دولت
کا بھوت سوار تھا۔ میں نے ان سب کو وہاں
سے مار مار کر نکال دیا۔ اس کے بعد میں نے
وہاں ایک شاندار مکان بنوایا اور اپنی چوتھی
بیوی کے ساتھ رہنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد تجارت
کے سلسلے میں اس شہر میں آیا اور اسی سرائے
میں آ کر ٹھہرا۔ یہاں مجھے ایک ایسی بیماری لگ
گئی کہ میرے سارے جسم پر چھالے پڑ گئے لوگ
مجھ سے دور بھاگ گئے۔ میں اسی کوٹھڑی میں پڑا
کراہتا رہتا۔ کوئی میرے قریب نہ آتا تھا۔ میرے
بیوی بچے بھی مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آخر
ایک دن اسی کوٹھڑی میں میں مر گیا۔ لوگوں نے
گڑھا کھود کر مجھے اس جگہ دفن کر دیا۔ قبر کے
بند ہوتے ہی عذاب دینے والے فرشتے آ گئے
اور انہوں نے میری گردن زنجیروں سے میرے
پاؤں کے ساتھ باندھ دی اور مجھے کوڑوں سے
مارنا شروع کر دیا۔ میرے بھائی دو سو سال سے

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

میری گردن میرے پاؤں کے ساتھ بندھی ہے اور
میں یہ عذاب جھیل رہا ہوں۔"
ناگ کو بڑا دُکھ ہوا۔ اس نے کہا:
"مجھے بتاؤ کہ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں کہ
تمہیں اس عذاب سے نجات ملے۔"
مُردے نے کہا:
"میرا نام زیکوم ہے۔ میرے قصبے میں آج بھی
میری اولاد کی اولاد میری حویلی میں رہتی ہے۔
میں نے حویلی کے ساتھ غریب کسان کی زمین پر
جو نیا مکان بنوایا تھا وہ آج بھی وہاں پر موجود
ہے۔ اس میں میرے پڑپوتوں کی اولاد رہتی ہے
اس مکان کی سب سے پچھلی کوٹھڑی میں زمین
کے اندر میں نے سونے کے سکوں کا ایک بہت
بڑا خزانہ ایک دیگ میں بند کر کے دفن کر رکھا
ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہاں جاؤ، کوٹھڑی میں
سے وہ دیگ نکالو اور اس کی ساری دولت
وہاں کے غریبوں اور یتیموں اور بیوہ عورتوں
اور غریب کسانوں میں تقسیم کر دو۔ ہو سکتا ہے
اس نیک کام کے بدلے خدا میرے گناہ کو
معاف کر دے۔ میری بخشش ہو جائے اور میں
اس عذاب سے نجات حاصل کروں جس میں
دو سو برس سے مبتلا ہوں۔"
ناگ نے کہا:
"میرے بھائی! میں آج ہی تمہارے قصبے والے
مکان میں جاتا ہوں۔ لیکن کیا تیری اولاد کی اولاد
جو وہاں رہتی ہے مجھے یہ خزانہ نکال کر غریبوں
میں بانٹنے دے گی؟ وہ مجھ سے ثبوت مانگے گی
کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں؟"
مُردے نے کہا:
"میرے سرہانے کی طرف میری ایک انگوٹھی پڑی
ہے یہ انگوٹھی میری خاندانی نشانی ہے۔ جب تم
یہ انگوٹھی انہیں دکھاؤ گے تو انہیں یقین ہو جائیگا
کہ میں نے ہی تمہیں بھیجا ہے۔"
ناگ نے سرہانے کی جانب قبر میں سے وہ انگوٹھی
نکال کر جیب میں رکھ لی اور کہا:
"لیکن اگر تمہاری اولاد سونے کا خزانہ غریبوں
میں تقسیم کرنے پر تیار نہ ہوئی تو میں کیا کرونگا؟"
مُردے نے کہا:
"پھر ایسا کرنا کہ اس خزانے کا چوتھائی حصہ میری
اولاد کی اولاد کو دے دینا اور باقی غریبوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بانٹ دینا۔"

ناگ بولا: "میں ایسا ہی کروں گا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔"

ناگ قبر سے باہر نکل آیا۔ اسے اس بدنصیب مُردے کے عذاب نے بے حد متاثر کیا تھا۔ ابھی اسے یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ اس کی جیب سے لاش اپنے دماغ کی ڈبیا نکال کر لے گئی ہے۔ ناگ پرانی سرائے سے نکل کر دریا کے ساتھ ساتھ شہر میں آ گیا۔ جب دن چڑھا تو عذاب میں مبتلا مُردے زیکوم کے قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ عقاب بن کر ہوا میں جا رہا تھا۔ زیکوم کے قصبے کا اس نے پورا پتہ معلوم کر لیا تھا۔ ناگ کی رفتار چونکہ بہت تیز تھی اس لیے وہ دوپہر کے بعد ہی زیکوم کے قصبے میں پہنچ گیا۔ اس نے اوپر فضا کا ایک چکر لگایا۔ قصبے کے کونے میں مُردے زیکوم کی پرانی حویلی آج بھی موجود تھی۔ اس حویلی کے ساتھ ہی وہ مکان بھی تھا جس کی وجہ سے مُردہ زیکوم عذاب سہہ رہا تھا۔

ناگ حویلی سے کچھ دُور ایک جگہ زمین پر اُتر آیا۔ یہاں اس نے انسان کی شکل بدلی اور حویلی کے احاطے میں جا کر ایک نوکر سے پوچھا:

"کیوں بھائی! زیکوم اسی حویلی میں رہتا تھا؟"

نوکر نے ہنستے ہوئے جواب دیا:

"ارے بھائی تم کہاں سے آئے ہو۔ جس زیکوم سوداگر کی تم بات کرتے ہو اسے مرے تو دو سو سال ہو گئے ہیں۔"

ناگ بولا: "یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ کیا تم مجھے اس کے کسی رشتے دار سے ملا سکتے ہو؟"

نوکر نے کہا:

"اس مکان میں زیکوم سوداگر کے پڑپوتے کا پوتا رہتا ہے۔ یہ حویلی اس کے اور اس کے چار بھائیوں کے قبضے میں ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"حویلی کے پیچھے جو مکان ہے وہاں کون رہتا ہے؟"

نوکر بولا: "وہاں زیکوم کے پڑپوتے کے پوتے کا سب سے بڑا بھائی جیکوف رہتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تم مجھے اس حویلی کے مالک سے ملوا دو بھائی۔"

اتنے میں وہاں زیکوم کے پڑپوتے کے پڑپوتے بھی آ گئے۔ انہوں نے ناگ کو دیکھا تو پوچھا کہ کیا بات ہے۔ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"یہ بات میں حویلی کے اندر جا کر بتاؤں گا۔"

مُردہ زیکوم کے رشتے دار ناگ کو حویلی میں لے گئے۔ یہاں فرش پر قالین بچھے تھے۔ شاندار فرنیچر اور الماریاں سجی تھیں۔

ناگ نے کہا:

"بات یہ ہے کہ میرے خواب میں آپ کے خاندان کا سب سے پہلا انسان یعنی زیکوم آیا تھا اور اسی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔"

سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ کون احمق یہاں آ گیا ہے۔

جیکوف نے کہا:

"ارے بھائی! ہمارے جد امجد کو مرے تو دو سو سال ہو گئے ہیں۔ تم کہاں اس کی باتیں کرنے آ گئے ہو۔ ہمیں اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے بھلا؟"

ناگ نے کہا:

"میں اس کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔"

جیکوف کے چھوٹے بھائی چارگوش نے کہا:

"تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم ہمارے بزرگ جد امجد زیکوم کے کہنے پر یہاں آئے ہو۔"

ناگ نے جیب سے زیکوم کی دی ہوئی انگوٹھی نکال انہیں دکھائی تو وہ دنگ ہو کر رہ گئے۔ کیوں کہ یہ انگوٹھی ان کے جد امجد کی خاندانی انگوٹھی ہی تھی۔

چارگوش نے کہا:

"بھائی تمہارا نام کیا ہے اور تم ہمارے جد امجد زیکوم کا کیا پیغام لے کر آئے ہو؟"

ناگ بولا: "میرا نام ناگ ہے اور تمہارے جد امجد زیکوم نے مجھے ایک پیغام دے کر تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

"وہ کون سا پیغام ہے؟" جیکوف نے پوچھا۔

ناگ نے کہا:

"تمہارے خاندان کا یہ بزرگ زیکوم سخت عذاب میں ہے۔ میں نے اس کو عذاب کی حالت میں دیکھا ہے اس نے مجھے یہ ہدایت کر کے بھیجا ہے کہ اس مکان کی پچھلی کوٹھڑی کے فرش کے نیچے ایک خزانہ دفن ہے تمہارے جد امجد زیکوم نے کہا ہے کہ وہ خزانہ نکال کر اس کا چوتھا حصہ تم لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے اور باقی کا خزانہ غریبوں یتیموں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیواؤں اور خیرات کر دیا جائے۔"

خزانے کا سن کر سب کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ چارگوش ایک نیک آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ اگر ہمارے بزرگ کا بتایا ہوا خزانہ نکل آیا تو ہم ایسا ہی کریں گے جیسا اس نے کہا ہے۔ مگر جیکوف بڑا لالچی تھا۔ اس نے اپنے دل میں ٹھان لی کہ وہ یہ خزانہ نہ غریبوں میں خیرات کرے گا، نہ اس کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کرے گا بلکہ سارا خزانہ خود ہی اپنے قبضے میں لے کر یہاں سے فرار ہو جائے گا۔

ناگ کو لے کر وہ مکان کی پچھل کوٹھڑی میں گئے۔ زمین کھودی تو اس کے اندر سے بڑی دیگ نکلی جو منہ تک سونے کی مہروں، سکوں اور ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی تھی۔ ان کی تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ناگ نے کہا:

"اب آپ لوگوں کو یقین آ گیا ہو گا کہ آپ کے بزرگ زیکوم نے واقعی خواب میں مجھ سے ملاقات کی تھی۔"

چارگوش بولا: "تم ٹھیک کہتے ہو ہمارے بھائی۔ ہم اس خزانے کا چوتھا حصہ آپس میں تقسیم کر کے باقی ساری دولت غریبوں اور بیواؤں

یتیموں میں خیرات کر دیں گے تاکہ ہمارے بزرگ کو دوزخ کے عذاب سے نجات مل سکے۔"

ناگ بڑا خوش ہوا کہ زیکوم کی اولاد نے انصاف سے کام لیا اور ان کے دل میں لالچ پیدا نہیں ہوا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ جیکوف نے اس خزانہ پر ڈاکہ ڈالنے کی سکیم تیار کر رکھی ہے۔ اسی وقت خزانے کو اسی کوٹھڑی میں بند کر کے تالا لگا دیا گیا اور طے یہ ہوا کہ دوسرے روز صبح سب کے سامنے خزانے کی سونے کی مہروں اور طلائی سکوں اور جواہرات کو گنا جائے گا۔ ان کے چار حصے کئے جائیں گے اور پھر چوتھا حصہ الگ کر کے باقی غریبوں میں خیرات کر دیا جائے گا۔

ناگ کے لیے مکان کے ایک کمرے میں آرام دہ بستر لگا دیا گیا۔ اس کے آگے شاندار کھانا لا کر رکھا گیا۔ ناگ کھانا کھا کر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ اس وقت رات ہو گئی تھی۔ قصبے میں چاروں طرف موت کا سناٹا چھا گیا تھا اور اندھیرا بھی بہت تھا۔ قصبے کے کسی کسی مکان میں لیمپ کی دھیمی روشنی نظر آ رہی تھی۔ ناگ دوسری منزل کے اس کمرے کی سردری میں کھڑا باہر تاریک اور خاموش رات کا منظر دیکھ رہا تھا۔ اسے خیال آیا کہ کیوں نہ لاش کو یہاں بلا کر ماریا کے بارے میں پوچھا جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بستر پر بیٹھ گیا۔ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا کہ ڈبی کھول کر لاش کے دماغ کے ذریعے اس سے رابطہ قائم کرے مگر جیب میں ڈبی نہیں تھی۔ ناگ تو مارے حیرت کے اچھل پڑا۔ ساری جیبیں ٹٹولیں۔ اپنے تھیلے میں بار بار دیکھا۔ مگر لاش کے دماغ والی ڈبی کہیں بھی نہیں تھی۔ بڑا پریشان ہوا۔ مگر کیا کرتا۔ مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔ لاش اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ پھر اس نے سوچا کہ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ لاش سے رابطہ ٹوٹ گیا ہے تو کوئی بات نہیں۔ میں خود ہی ماریا کو تلاش کر لوں گا۔ یہ سوچ کر وہ بستر پر نیم دراز ہو گیا۔ اچانک اسے سہ دری کے نیچے پتھریلے فرش پر ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی چل رہا ہو۔

ناگ بستر سے اٹھ کر سہ دری یعنی چھوٹے ستونوں والی کھڑکی میں آیا۔ نیچے جھانکا تو اسے اندھیرے میں ایک سایہ جاتا دکھائی دیا۔ یہ کون ہے جو آدھی رات کو یہاں چل پھر رہا ہے۔ اس کی چال بھی مشکوک تھی۔ ناگ نے ایک سیکنڈ میں سانپ کی شکل بدلی اور سہ دری سے اتر کر نیچے باغ میں سے گذرتے پتھریلے راستے پر آ کر جدھر کو انسانی سایہ گیا تھا اُدھر چل پڑا۔ ناگ تیزی سے رینگ رہا تھا۔ آگے چند قدموں پر وہ کوٹھڑی تھی جس میں خزانے کی دیگ رکھی ہوئی تھی۔ ناگ کو انسانی سایہ اسی کوٹھڑی کی طرف جاتا دکھائی دیا۔ سمجھ

گیا کہ زیکوم بزرگ کی اولاد میں سے کسی کی نیت خراب ہو گئی ہے اور وہ خزانہ لوٹنے کی غرض سے یہاں آیا ہے۔ ناگ ذرا پرے ہٹ کر جھاڑیوں میں رینگتا تیزی سے کوٹھڑی کی دیوار کے پاس جا کر گھاس میں چھپ گیا۔ اتنے میں وہی انسانی سایہ کوٹھڑی کے پاس آ کر رُک گیا۔ ناگ نے اسے پہچان لیا۔ یہ جیکوف تھا جو زیکوم بزرگ کی سب سے چھوٹی اولاد تھا۔ ناگ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اچانک ایک طرف سے ایک شخص گھوڑے کی لگام تھامے اندھیرے سے نکل کر کوٹھڑی کے سامنے آ کر رُک گیا۔ جیکوف نے اسے اشارے سے قریب بلایا۔ پھر اس نے اپنے لبادے کے اندر سے لوہے کی ایک سلاخ نکالی اور اسے تالے کی زنجیر میں ڈال کر دروازے کا تالا توڑ ڈالا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ خزانے کی دیگ نکالنے آئے ہیں۔ دونوں آدمی کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ ناگ بھلا یہ کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ ایک ایسی زوج کا خزانہ لوٹ لیا جائے جو سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ ناگ بھی اندھیرے میں کوٹھڑی کے اندر چلا گیا۔ جیکوف اور اس کا ساتھی کونے میں رکھی خزانے کی دیگ کو کھینچ کر دروازے کی طرف لا رہے تھے کہ اسے گھوڑے پر لاد کر وہاں سے فرار ہو جائیں۔ جیکوف خزانے کی دیگ کو گھسیٹ رہا تھا کہ اسے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ یہ پھنکار بے حد دہشتناک تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبر میں آجاؤ

جیکوف کے ساتھی نے چیخ مار کر کہا:
"جیکوف! تمہارے پیچھے سانپ ہے۔"
جیکوف اچھل کر دروازے کی طرف گیا۔ اندھیرے میں انہیں سانپ کی پھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔
جیکوف نے تلوار نکال لی اور کہا:
"خزانے پر ایک سانپ ضرور ہوتا ہے۔ یہ خزانے کا سانپ ہی ہے۔ اسے مار ڈالنا چاہیے۔"
جیکوف کے ساتھی نے موم بتی روشن کر دی۔ اس کی ہلکی روشنی میں انہوں نے ایک کالے سانپ کو دیکھا کہ خزانے کی دیگ پر پھن اٹھائے بیٹھا پھنکاریں مار رہا تھا۔ جیکوف تلوار لے کر آگے بڑھا کہ سانپ کے دو ٹکڑے کر دے۔ ناگ کو جیکوف پر بڑی حیرانی ہوئی کہ یہ شخص دولت کی ہوس میں اتنا اندھا ہو چکا ہے کہ اپنی جان کی بھی پروا نہیں اسے۔ ناگ تیزی سے دیگ کے پیچھے

چلا گیا۔ کیوں کہ ناگ کو بھی یہ فکر تھی کہ کہیں اس پر تلوار کا وار نہ پڑ جائے۔
جیکوف نے اپنے ساتھی سے کہا:
"تم تلوار لے کر دیگ کی دوسری طرف چلے جاؤ۔"
ناگ ان میں سے کسی کو ڈس کر ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا کیوں کہ یہ عذاب میں گرفتار زیکوم کی اولادیں تھیں مگر ناگ خزانے کو بھی جاتا نہیں دیکھ سکتا تھا اور اسے اپنی جان کی بھی فکر تھی۔ دیگ پیچھے بیٹھے بیٹھے ناگ نے کچھ سوچا اور سانس اندر کو کھینچا۔ جیکوف اور اس کا ساتھی تلواریں بلند کئے پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے دیگ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک دیگ کے پیچھے سے ایک انتہائی ڈراؤنی شکل والی لاش کا چہرہ ابھرا۔ پھر یہ لاش بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اس کے دونوں بازو ہوا میں پھیل گئے اور اس کے حلق سے بے حد دہشت بھری آواز بلند ہوئی:
"میرے ساتھ قبر میں آؤ۔ تمہاری قبریں میں نے کھود لی ہیں۔ تمہاری قبریں میں نے کھود لی ہیں۔ ہو ہو۔"
اپنے سامنے ایک سرد بے جان ڈراؤنی لاش کو دیکھتے ہی جیکوف اور اس کا ساتھی تھر تھر کانپنے لگے۔ تلواریں ان کے ہاتھوں سے گر پڑیں اور وہ الٹے پاؤں باہر کو بھاگ گئے۔ کافی عرصے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد ناگ نے کسی دوسرے کی انسانی شکل بدلی تھی۔ پہلے وہ ایسا کر لیا کرتا تھا مگر ایک مدت ہوئی کہ اس نے کسی انسان کی شکل نہیں بدلی تھی۔ اس نے سوچا کہ یہ لوگ ایک لاش ہی سے ڈر سکتے ہیں۔ اگر وہ شیر یا مگرمچھ بن کر سامنے آیا تو یہ اس پر تلواروں سے حملہ کر دیں گے۔ صرف لاش ہی انہیں خوف زدہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ ناگ نے ٹھگنے شیطان والی لاش کے چہرے کو اپنے تصور میں، اپنے ذہن میں بٹھایا اور سانس اندر کھینچ کر چھوڑا تو وہ لاش کی شکل میں آ چکا تھا۔ جیکوف اور اس کا ساتھی اندھیرے میں خوف زدہ ہو کر رفو چکر ہو چکے تھے۔ ناگ نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کیا۔ تالا ٹوٹ چکا تھا۔ ناگ نے زنجیر کو دروازے پر دوبارا چڑھایا اور سانپ کی شکل میں تبدیل ہو کر اس جگہ بیٹھ کر خزانے کی دیگ کا پہرہ دیتا رہا۔

اس نے ساری رات گذار دی۔ جیکوف اور اس کا ساتھی دوبارا اس طرف نہ آئے۔ جب دن نکلا تو ناگ کوٹھڑی سے نکل کر رینگتا ہوا تیزی سے چارگوش کی خواب گاہ کی طرف چلا۔ خواب گاہ کی دیوار کے پاس پہنچ کر ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور چارگوش کو جا کر بتایا کہ رات دو ڈاکو خزانہ لوٹنے آئے تھے۔ ناگ نے جان بوجھ کر جیکوف کا نام نہ بتایا۔ اس نے کہا:

"میں نے آہٹ سنی تو کوٹھڑی کی طرف گیا۔ وہاں سے دو سیاہ پوش نکل کر باہر کو بھاگ رہے تھے۔ وہ بڑے ڈرے ہوئے تھے۔ کوٹھڑی کھلی تھی۔ میں نے اندر جا کر دیکھا کہ خزانے کی دیگ کو اپنی جگہ سے ہلا کر دروازے کے قریب لایا گیا تھا۔"

چارگوش نے فکر مند ہو کر جلدی سے پوچھا:

"کیا خزانہ بچ گیا ہے؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں خزانہ سارے کا سارا محفوظ ہے۔"

"خدا کا شکر ہے" چارگوش بولا: "میں ابھی اس کے حصے کر کے اپنے بزرگ زیکوم کی وصیت پر عمل کرتا ہوں۔"

اس نے غلاموں کی مدد سے خزانے کی دیگ اپنے مکان کے صحن میں منگوائی۔ جیکوف اور دوسرے بھائی اور رشتے دار بھی آ گئے۔ ناگ نے دیکھا کہ جیکوف کے چہرے پر پریشانی کے اثرات تھے۔ چارگوش نے فوراً خزانے کے چار حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے بھائیوں اور رشتے داروں میں برابر برابر تقسیم کر دیا اور باقی تین حصے کا سونا جواہرات اور طلائی مہریں ایک جگہ ڈھیر کر دیں اور غلاموں سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آبادی کے تمام غریبوں، بیواؤں اور یتیموں سے کہو کہ یہاں آ کر خیرات لے جائیں۔"

دیکھتے دیکھتے حویلی کے صحن میں غریبوں اور بیواؤں وغیرہ کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ ایماندار چارگوش نے خزانے کے تینوں حصے غریبوں، محتاجوں اور ناداروں میں خیرات کر دیئے۔ ناگ جیکوف کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جیکوف کے چہرے پر بڑا کرب تھا۔ اسے سخت صدمہ ہو رہا تھا کہ اتنا بڑا خزانہ غریبوں میں مفت بانٹا جا رہا ہے۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے حصے میں تو اتنی ہی دولت آئی تھی جتنی باقی سب رشتے داروں کو ملی تھی۔ اس سے جیکوف ایسے لالچی آدمی کی تسلی بھلا کیسے ہو سکتی تھی۔ اس کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ ناگ نے اپنی آنکھوں کے سامنے زیکوم کی وصیت کے مطابق اس کی خفیہ دولت کو غریبوں میں خیرات ہوتے دیکھا تو اسے یہ سوچ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اب یقیناً اسے جہنم کے عذاب سے نجات مل گئی ہو گی۔ ناگ کو اب اس کی پروا نہیں تھی کہ جیکوف اپنے دوسرے بھائیوں اور رشتے داروں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ وہ چاہے جو کچھ کرتا پھرے ناگ کو اس کی فکر نہیں تھی۔ وہ جس نیک مقصد کو لے کر وہاں آیا تھا

وہ پورا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ناگ نے چارگوش سے کہا:

"میرے بھائی! میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اب واپس جاتا ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تمہارے جد امجد زیکوم کی رُوح کو عذاب سے چھٹکارا مل گیا ہو گا۔"

چارگوش نے ناگ کو کچھ روز ٹھہر جانے کو کہا مگر ناگ اجازت لے کر واپس اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا جہاں دریا کنارے والے مینار کے نیچے کوٹھڑی کی قبر میں زیکوم عذاب میں گرفتار اسے ملا تھا۔ ناگ پیدل ہی روانہ ہو گیا۔ اس وقت دن کا دوسرا پہر گذر رہا تھا۔ آج کے حساب سے دن کے گیارہ بج رہے ہوں گے۔ سردی بہت سخت پڑ رہی تھی۔ آسمان پر بادل چھائے تھے۔ زمین پر کہرا پھیلا ہوا تھا۔ سورج بادلوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ ناگ کھیتوں میں سے گذر کر جب ویران پہاڑی علاقے میں آیا تو اچانک سامنے سے چار گھوڑ سواروں نے آ کر اس کا راستہ روک کر اسے گھیرے میں لے لیا۔ ان میں جیکوف سب سے آگے تھا۔ وہ گھوڑے سے اتر آیا اور ناگ کے سامنے آ کر بولا:

"ناگ! ہمارے بوڑھے دادا نے ضرور کسی جگہ دوسرا خزانہ بھی دفن کر رکھا ہو گا جو تمہارے علم میں ہے۔ ہمیں

COURTESY WWW.P OOKSFREE.PK

اس کے بارے میں بتاؤ نہیں تو ہم تمہیں اسی جگہ مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"جیکوف بھائی! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے تمہارے بوڑھے دادا نے جس خزانے کے بارے میں مجھے بتایا تھا۔ وہ میں نے تم لوگوں میں بانٹ دیا۔ اس کے علاوہ مجھے کسی خزانے کا پتہ نہیں۔"

جیکوف نے تلوار کھینچ لی اور غصّے میں بولا:

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ تمہیں ضرور ہمارے دادا نے کسی دوسرے خزانے کے بارے میں بھی بتایا ہو گا۔ مگر تم مکاری سے کام لے رہے ہو۔ کیونکہ تم اس خزانے پر خود قبضہ کرنا چاہتے ہو۔"

ناگ نے ایک بار پھر جیکوف کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"جیکوف! تم خوامخواہ ضد کر رہے ہو۔ اگر مجھے کسی دوسرے خزانے کا پتہ ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتا دیتا۔ کیونکہ وہ تمہارا حصّہ تھا۔ مگر ایسا کوئی خزانہ نہیں ہے۔ تم بے کار کی ضد کر رہے ہو۔ مجھے واپس جانے دو۔"

جیکوف نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا،

"یہ اس طرح نہیں مانے گا۔ اسے سبق سکھاؤ۔"

تینوں گھوڑ سوار گھوڑوں سے اتر پڑے اور تلواریں کھینچ کر ناگ پر حملہ کر دیا۔ اگر ناگ اچھل کر پرے نہ ہٹ جاتا تو تلواریں اس کے جسم کو دو ٹکڑے کر دیتیں۔ گھوڑ سوار اس کے پیچھے لپکے۔ اب ناگ کے لئے اپنی جان بچانا لازمی ہو گیا تھا۔ اس نے سانس کھینچا اور گھوڑ سواروں اور جیکوف نے دیکھا کہ جہاں تھوڑی دیر پہلے ناگ کھڑا تھا وہاں ایک سیاہ عقاب پھڑپھڑا کر فضا میں اڑ گیا ہے۔ وہ تو ہکا بکا ہو کر عقاب کو اور پھر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ انہوں نے آج تک کسی آدمی کو غائب ہو کر عقاب بنتے نہیں دیکھا تھا۔ تلواریں ان کے ہاتھوں میں لٹکنے لگیں۔ ان کے رنگ زرد ہو گئے اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

ناگ نے عقاب کی شکل میں ان کے اوپر ایک چکر لگایا اور کچھ فاصلے پر زمین پر اتر گیا۔ زمین پر اترتے ہی ناگ نے دوبارا انسان کی شکل اختیار کر لی اور بولا:

"جیکوف! میں اگر چاہوں تو تم چاروں کو ہلاک کر سکتا ہوں۔ میں اگر چاہتا تو کل رات بھی تمہیں مار سکتا تھا جب تم اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ خزانے کی دیگ چرانے کوٹھڑی میں آئے تھے۔ جو سانپ تمہیں ملا تھا وہ میں ہی تھا۔ جس لاش کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم نے دیکھا تھا وہ بھی میں ہی تھا۔ اب اگر تم مجھے
کسی دوسرے خوفناک روپ میں دیکھنا چاہتے ہو تو
میں تمہیں اپنا وہ روپ بھی دکھا سکتا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی ناگ نے ایک خونخوار شیر کا روپ
بدل لیا۔ یہ ایک بہت بڑا شیر تھا جس نے اتنی زور
سے دھاڑ ماری کہ ساری پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ جیکوف اور
اس کے تینوں ساتھی اتنے خوف زدہ ہوئے کہ وہیں گر کر
بے ہوش ہو گئے۔ ان کے چاروں گھوڑے دُم دبا کر بھاگ
گئے۔ ناگ اپنی انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے چاروں بیہوش
آدمیوں کو غور سے دیکھا۔ پھر عقاب کی شکل بدلی۔ ہوا میں
اوپر اٹھا اور آگے روانہ ہو گیا۔

اس روز رات کا اندھیرا پھیلنے سے تھوڑی دیر پہلے ہی
ناگ تیزی سے اڑتا دریا کنارے والے مینار کی عمارت کے
صحن میں پہنچ گیا۔ صحن میں اترتے ہی ناگ نے سانپ کی
شکل اختیار کی اور اس کوٹھڑی کی طرف بڑھا جس میں
عذاب میں گرفتار زیکوم کی شکستہ قبر تھی۔ ناگ قبر کے سرہانے
کے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی وہ انسانی شکل
میں آ گیا۔ کیونکہ اندر سے قبر کافی کھلی تھی۔ اس نے دیکھا زیکوم کا مُردہ
ایک چٹائی پر بیٹھا تھا۔ اس کے آگے طرح طرح کے لذیذ پھل رکھے تھے

اس پاس جھاڑیوں میں گلاب اور گیندے کے پھول کھلے ہوئے تھے
ہوا میں ان پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی۔ زیکوم نے سفید نورانی لباس پہن
رکھا تھا اور بڑا خوش تھا۔

ناگ کو دیکھتے ہی اس نے کہا:

"میرے بھائی! تم میری نجات کا باعث بنے ہو۔ میں کس
زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔ اگر تم میرا پیغام لے کر
میری حویلی میں نہ جاتے اور میرا دبایا ہوا خزانہ غریبوں
میں خیرات نہ کرتے تو میں خدا جانے کب تک اس عذاب
میں گرفتار رہتا"۔

ناگ نے کہا:

"زیکوم بھائی! تمہیں صرف خداوند کریم کا شکریہ ادا کرنا چاہیے
کیوں کہ یہ خدا کی مرضی سے سب کچھ ہوا ہے۔ اس نے
مجھے تمہارے پاس بھیجا کہ میں تمہاری مدد کروں۔ اس لئے
تم خدا کا جتنا شکر ادا کرو کم ہے"۔

زیکوم نے کہا:

"میرے بھائی! میری زبان پر اب ہر وقت خدا کی تعریف
اور حمد و ثنا رہتی ہے۔ میں قیامت تک خدا کی
عظمت اور رحمت کے گیت گاتا رہوں گا۔ کیونکہ اس
نے مجھ گناہگار پر رحم کرتے ہوئے تمہیں میرے پاس

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

بھیجا اور تمہاری وجہ سے میری دولت غریبوں میں
خیرات ہوئی اور میں نے عذاب سے نجات پائی۔"
ناگ کہنے لگا:
"تمہاری اولاد میں کئی لالچی بھی تھے جو تمہارے خزانے پر
قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر میں نے انہیں ایسا کرنے کی
اجازت نہیں دی اور جس طرح تم نے کہا تھا خزانے کو اسی
طرح تقسیم کیا گیا۔"
مُردہ کہنے لگا:
"جس وقت تم لوگ میری جمع کی ہوئی دولت کو غریبوں اور
محتاجوں میں تقسیم کر رہے تھے عین اسی وقت میری
زنجیریں اپنے آپ ٹوٹ گئیں۔ میرا سر میرے پاؤں سے
جدا ہو گیا اور میرے اردگرد پھول ہی پھول کھل اُٹھے
اور میرے آگے طشت میں خوشبودار پھل آ گئے۔ میرے بھائی
یاد رکھو! آخرت میں انسان کا صرف کچھ دیا ہوا ہی کام
آتا ہے جس دولت کو ہم جمع کر کے رکھتے ہیں وہ
ہمارے لیے آخرت میں عذاب بن جاتی ہے۔ دنیا والوں
کو جا کر میرا پیغام دو کہ کبھی دولت کا لالچ نہ کریں۔
کسی کا حق نہ ماریں۔ غریب کو تنگ نہ کریں۔ اپنی
ضرورت کا رکھ کر باقی سب کچھ محتاجوں اور غریبوں

میں بانٹ دیں۔ اس طرح انہیں نہ تو دنیا میں کوئی غم
اور دُکھ اور مصیبت آئے گی۔ اور نہ آخرت میں انہیں
عذاب ملے گا۔ پھر ان کی دنیا بھی اچھی ہو گی اور مرنے
کے بعد وہ جنّت میں آرام کریں گے۔"
ناگ کہنے لگا:
"میں تمہارا یہ پیغام لوگوں تک ضرور پہنچاؤں گا مگر
تمہاری اولاد میں بھی لالچ آ گیا ہے۔"
مُردہ زیکوم مسکرا کر بولا:
"ہر شخص کو اپنے اعمال کی سزا خود بھگتنا ہوتی ہے۔ جو کوئی
بُرائی کرے گا اسے اس کی سزا مل کر رہے گی جو نیکی
کرے گا اسے اس کا اجر ملے گا۔ ثواب ملے گا۔ اگر میری
اولاد کو دولت کا لالچ پڑ گیا ہے تو خدا انہیں نیک
ہدایت دے۔ اس سے زیادہ میں ان کے لیے کچھ نہیں
کر سکتا۔ وہ نیک کام کریں گے تو جنت میں جائیں
گے۔ بُرے کام کریں گے تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا
جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے۔"
ناگ نے کہا:
"اچھا میرے بھائی اب مجھے اجازت دو۔ مجھے اپنی بہن
کی تلاش میں بھی جانا ہے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

مردہ زیکوم نے پوچھا:
"تمہاری بہن گم ہو گئی ہے کیا؟"
ناگ کہنے لگا:
"ہاں۔ میری بہن کا نام ماریا ہے۔ وہ گم ہو گئی ہے۔"
زیکوم مسکرایا: "وہ تو کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔"
ناگ سمجھ گیا کہ جنت میں جانے کے بعد اس نیک دل شخص کی آنکھیں روشن ہو گئی ہیں۔ اس سے ماریا کے بارے میں ضرور پوچھنا چاہیے۔
ناگ نے کہا:
"ہاں ہاں۔ وہی میری بہن ماریا ہے۔ وہ مجھے کہاں ملے گی؟ کیا تم بتا سکتے ہو؟"
زیکوم بولا: "تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس کا کچھ تو بدلہ دے دوں۔ اگرچہ مجھے غیب کی باتیں کسی کے آگے بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر میں نے تمہارے لیے خاص طور پر تھوڑی سی اجازت لے لی ہے۔ میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ تمہاری بہن ماریا اس وقت اس شہر سے ایک رات کے فاصلے پر ایک خوفناک جنگل ہے۔ اس جنگل میں ایک آدم خور قبیلہ

رہتا ہے۔ ماریا اس قبیلے کی قید میں ہے اور پورے چاند کی رات کو اسے قبیلے والے آگ میں بھون کر کھا جائیں گے۔"
ناگ تو گھبرا گیا۔
"زیکوم! میں وہاں جانا چاہتا ہوں۔ ابھی اسی وقت۔"
جنت میں رہنے والے زیکوم نے ناگ کی طرف ایک خوبانی جیسا ہی خوبصورت پھل بڑھایا اور کہا:
"اس پھل کو کھا جاؤ۔ یہ جنت کا پھل ہے اس کے کھانے سے تم پر آگ ساری زندگی اثر نہیں کریگی تیر تلوار خنجر کا تم پر اثر ہو جائے تو ہو جائے مگر آگ تم کو کبھی نہیں جلا سکے گی۔"
ناگ نے پھل کھا لیا۔ اس نے اس سے زیادہ میٹھا اور خوشبودار پھل پہلے کبھی نہیں کھایا تھا۔
زیکوم نے کہا:
"جنت کے اس پھل کی وجہ سے تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ سے محفوظ ہو گئے ہو۔ تم کو اگر کوئی کھولتے ہوئے لاوے میں بھی ڈال دے گا تو تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ جاؤ خدا تمہارا مددگار ہو۔"
ناگ نے زیکوم کا شکریہ ادا کیا اور قبر سے باہر نکل آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر نکلتے ہی اس نے زیکوم کے بتانے کے مطابق جنوب کی طرف
منہ کیا۔ عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔
وہ جنگل جہاں ماریا آدم خوروں کی قید میں تھی جنوب ہی کی
طرف تھا۔ بادل ہٹ گئے تھے اور گول چاند آسمان پر اپنی چاندنی
پھیلا رہا تھا۔ ناگ نے غور سے دیکھا تو یہ تیرھویں رات کا چاند
تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ابھی ماریا کو آگ میں ڈالنے میں ایک دن
باقی تھا۔ ناگ نے ہوا میں اپنی رفتار تیز کر دی۔

ناگ کو اس بات کی خوشی تو بہت تھی کہ جنت کا پھل
کھانے کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے آگ سے محفوظ ہو گیا ہے مگر
وہ اس بات کو آزمانا چاہتا تھا۔ ناگ کو ہمیشہ سے یہ خیال
تھا کہ عنبر اور ماریا تو مر نہیں سکتے مگر وہ خواہ کسی روپ میں
زخمی بھی ہو سکتا ہے اور اگر چھ ماہ تک اس کی لاش کو ہمالیہ
کے مندر کے تالاب میں نہ رکھا جائے تو مر بھی سکتا ہے۔ ا
جب اسے زیکوم نے جنت کا پھل کھلا کر یہ خوش خبری
سنائی کہ اس پر قیامت تک آگ کا اثر نہیں ہوگا تو اسے
اس بات پر بڑی مسرت ہو رہی تھی کہ اب وہ بھی ماریا
عنبر کے برابر ہو گیا ہے۔ مگر وہ اس بات کو آزمانا چاہتا تھا
ناگ جنوبی جنگلوں کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

اس کا خیال تھا کہ یہ راستہ جلدی طے ہو جائے گا۔ لیکن

سخت طوفانوں اور جھیلوں اور سمندری ٹاپوؤں سے بھرا ہوا
راستے میں دوبار ناگ سخت طوفان میں پھنس گیا۔ جس کی وجہ
سے ایک جگہ اتر کر طوفان کے گذر جانے کا انتظار کرنا
پڑا۔ آخر وہ اس وقت جنوبی جنگل میں پہنچا جب دن نکل
آیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ نیچے ایک بہت ہی گھنا جنگل ہے
جو اونچے اونچے درختوں میں گھرا ہوا ہے۔ چاروں طرف پہاڑیاں
تھیں۔ جنگل کے عین درمیان میں ایک جگہ کھلا میدان تھا جہاں
پہاڑیوں کے جھنڈ فاصلے پر اگے تھے۔ یہاں ناگ کو کتنی ہی جنگلی
جھونپڑیاں دکھائی دیں۔ ناگ نے محسوس کیا کہ ماریا کی خوشبو
یہاں بھی نہیں تھی۔ شاید اس کی خوشبو اس لیے نہیں آ رہی
تھی کہ وہ زندہ اور حاضر حالت میں ہے۔ اس نے سوچا۔ کیونکہ
اسے یقین تھا کہ زیکوم جنت کی مخلوق ہے اور جنت کی مخلوق
موت سے ناواقف ہوتی ہے۔

ناگ نے فضا میں غوطہ لگایا اور نیچے جنگل میں اتر آیا۔ ایک
درخت پر بیٹھ کر وہ جنگلی قبیلے کے لوگوں کی جھونپڑیوں کی طرف
دیکھنے لگا۔ جنگلی لوگ بھیڑ اور بچھ کی کھالوں کے لبادے اوڑھے
ہوئے کمر کے ساتھ خنجر لٹکائے کام میں لگے تھے۔ کوئی زمین کھود رہا
تھا۔ کوئی درخت کاٹ رہا تھا۔ کوئی زمین میں میخیں ٹھونک رہا
تھا۔ کوئی درخت سے ٹیک لگائے بیٹھا کوئی پتھر پر خنجر تیز کر رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ان کی عورتیں بھی ان ہی کی طرح خونخوار لگ رہی تھیں۔ ناگ غور کرنے لگا کہ ماریا اگر اسی قبیلے والوں کے پاس ہے تو اسے ضرور کسی جھونپڑے میں قید کر کے رکھا ہو گا۔

ناگ درخت سے اڑا اور درختوں میں بنی ہوئی جھونپڑیوں کے اوپر پرواز کرنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ ایک جھونپڑا ان جھونپڑوں سے دُور الگ تھلگ بنا تھا اور اس کے باہر دو جنگلی پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ نے اس جھونپڑے کے اوپر چکر لگایا اور پھر اس کے سامنے درخت کی شاخ پر بیٹھ گیا۔ وہ غور سے نیچے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے دیکھا کہ ایک جنگلی جھونپڑے میں کچھ پھل لے کر گیا ہے۔ ناگ سمجھ گیا کہ ماریا اس جھونپڑے میں ہی قید ہے۔ ناگ نے مٹیالے رنگ کے سانپ کا روپ اختیار کیا اور درخت سے اتر کر رینگتا ہوا جھونپڑی کے پیچھے چلا گیا۔ یہاں سے وہ جھونپڑی کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ ماریا کو رسیوں سے باندھ کر ایک جگہ ڈال دیا گیا ہے۔

ماریا غائب نہیں تھی۔ اسے بھی ناگ کی خوشبو آئی تو وہ چونکی۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا:

"ناگ؟ تم آ گئے ہو؟"

جنگلی وہاں نہیں تھا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ ماریا

نے ناگ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"ناگ بھیّا! خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکالو۔ یہ لوگ مجھے آج رات آگ میں بھون کر کھا جائیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"مگر تم غائب کیوں نہیں ہو؟"

ماریا بولی: "جب مجھے پھونگی پسیرے کی بدرُوح نے چھوڑا تو میں سانپ کے روپ سے انسانی شکل میں واپس تو آ گئی مگر اس جنگل میں آن گری اور غیبی حالت میں نہیں تھی۔ ان لوگوں نے مجھے پکڑ کر قید میں ڈال دیا۔"

ناگ بولا: "فکر نہ کرو۔ میں آ گیا ہوں۔ اب تمہیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکے گا۔"

ماریا نے عنبر بھیو سانگ اور کیٹی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ان کے بارے میں مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ بھی ہماری تلاش میں کسی نہ کسی جنگل یا صحرا میں بھٹک رہے ہوں گے۔

ماریا نے کہا:

"یہ لوگ بڑے خونخوار اور آدم خور ہیں ناگ! میری طاقت میرے پاس نہیں ہے۔ تمہیں بھی ان سے ہوشیار رہنا ہو گا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ناگ بولا: "میری طاقت تو میرے پاس ہی ہے ماریا"
پھر اس نے ماریا کو اپنی کہانی سنائی اور کہا:
"مجھے زیکوم نے ایک پھل کھلا دیا ہے جس کے بعد اب مجھے آگ ہرگز نہیں جلا سکے گی۔"
ماریا بڑی خوش ہوئی۔ مگر اداس ہو کر بولی:
"ناگ! تم بھی میرے ساتھ اس مصیبت میں پھنس گئے ہو۔"
ناگ نے کہا:
"مصیبت ہے تو پھر کیا ہوا۔"
ناگ کی آواز باہر جنگلی پہرے داروں نے سن لی۔ وہ جھونپڑی کی طرف لپکے تو ناگ فوراً سانس کھینچ کر پھر سے سانپ بن کر ماریا کے پیچھے چھپ گیا۔ جنگلی اندر آ کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں سے خون ٹپکتا معلوم ہو رہا تھا۔ ایک جنگلی نے ماریا کو بالوں سے پکڑ کر ایک طرف کھینچا اور بولا:
"تم کس سے باتیں کر رہی تھیں؟"
ماریا نے کہا:
"میں تو کسی سے بات نہیں کر رہی تھی۔ دیکھ لو یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔"

دوسرے جنگلی نے کہا:
"میں نے خود ایک آدمی کی آواز سنی تھی۔"
ماریا بولی: "مجھے نہیں معلوم تم نے کس کی آواز سنی تھی۔"
پہلا جنگلی کہنے لگا:
"کوئی بات نہیں۔ آج رات تمہیں بھون کر کھا لیا جائیگا۔ تمہاری زندگی بس تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ چاہے کسی سے بات کرو کوئی فرق نہیں پڑتا۔"
یہ کہہ کر دونوں جنگلی باہر چلے گئے۔
ان کے جانے کے بعد ناگ ماریا کے سامنے آ گیا۔ انسانی شکل پھر سے اختیار کی اور کہا:
"میں ان لوگوں کو مزہ چکھانے جا رہا ہوں۔ تم آرام سے یہیں بیٹھی رہو۔ لیکن میں تمہاری رسیاں کھولے دیتا ہوں۔"
ناگ نے ماریا کی رسیاں کھول دیں اور خود سانپ کی شکل میں پیچھے سے نکل گیا۔ وہ رینگتا ہوا جنگلی پہرے داروں کے قریب آیا تو دونوں کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ خنجر لے کر سانپ کی طرف دوڑے ہی تھے کہ ناگ نے پھن اٹھا کر زور سے پھنکار ماری اور عقاب بن کر اڑ گیا۔ دونوں جنگلی ڈر کر بھاگ گئے۔ ناگ درختوں کے اوپر سے اڑتا ہوا اس جھونپڑی کے سامنے آ گیا جو سب سے بلند جگہ پر بنی تھی اور سب سے زیادہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑی تھی۔ یہ قبیلے کے سردار کی جھونپڑی تھی۔ ناگ نے یہاں اترتے ہی انسان کی شکل اختیار کر لی۔ سردار کی جھونپڑی کے باہر جو آدم خور پہرے پر کھڑے تھے انہوں نے ایک اجنبی آدمی کو دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے فوراً ناگ کے رسّی سے بازو پیچھے باندھ دیئے اور سردار کے سامنے لے گئے۔ سردار ایک بہت ہی موٹا اور بھدا اور بھیانک صورت جنگلی تھا۔ جس نے اپنے سر پر ہرن کے سینگوں کا تاج پہن رکھا تھا۔ اس نے غضب ناک آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور گرجدار آواز میں پوچھا:

"تم یہاں کیسے آ گئے؟"

ناگ نے کہا:

"میں جنگل میں لکڑیاں کاٹنے نکلا تھا کہ ایک جنگلی چیتا میرے پیچھے لگ گیا۔ اس سے بھاگ کر ادھر آ نکلا۔"

سردار نے قہقہہ لگا کر کہا:

"یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی۔ ہمیں آج شام کے لیے کوئی مرد نہیں مل رہا تھا۔ سنو! ہمارے قبیلے میں رواج ہے کہ جس روز ہمیں اپنے دیوتا کے آگے قربانی دینی ہوتی ہے تو ہم شام کو سب سے پہلے کسی باہر کے آدمی کی گردن اڑاتے ہیں۔ آج چاند

رات ہے ہم ایک عورت کو قربان کرنے کے بعد اس کی دعوت اڑانے والے ہیں۔ اچھا ہوا کہ تم ہمیں مل گئے۔"

ناگ نے کہا:

"تو کیا تم میرا سر اڑا دو گے؟"

سردار بولا: "کیوں نہیں؟ کیا تم کو یہ بات پسند نہیں؟"

ناگ نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"مجھ پر رحم کرو۔"

ناگ جان بوجھ کر ایسا کر رہا تھا۔ سردار بولا:

"ہرگز نہیں۔ تمہیں ہمارے دیوتا نے خود ہمارے پاس قربانی کے لیے بھیجا ہے۔ ہم تمہیں کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"اچھا تو میری ایک بات مان لیں۔"

"کیا بات ہے؟" سردار نے پوچھا۔

ناگ بولا: "مجھے گردن اڑا کر نہ مارو۔ مجھے آگ میں ڈال دو۔"

سردار اور دوسرے جنگلی بڑے حیران ہوئے کہ یہ شخص کیا ہے کہ کہہ رہا ہے مجھے آگ میں ڈال دو تو بہتر ہوگا۔

سردار نے کہا:

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREE BOOKS FREE.PK

"کیا تمہیں آگ سے خوف نہیں آتا؟"
ناگ نے کہا:
"نہیں۔ آگ سے مجھے خوف نہیں آتا۔ تم مجھے آگ میں ڈال دو۔ پھر میں سکون سے جان دے دوں گا۔"
سردار نے اس وقت حکم دیا کہ آگ روشن کر دی جائے اور اس نوجوان کو ابھی آگ میں ڈال کر بھون دیا جائے۔ فوراً آگ روشن کر دی گئی۔ جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو سردار نے حکم دیا:
"اس نوجوان کو آگ میں پھینک دو۔"
ناگ نے یہ کسی خاص وجہ سے کہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ آگ اس پر اثر نہیں کرے گی۔ سردار کے حکم سے ناگ کو دو آدمیوں نے اٹھا کر آگ میں پھینک دیا۔ ناگ کی زندگی کا یہ پہلا موقع تھا کہ وہ جلتی، بھڑکتی آگ میں پھینکا گیا تھا۔ آگ میں گرتے ہی ناگ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اسے ڈر تھا کہ اتنی زبردست آگ جل رہی ہے اس کا جسم ضرور جل جائیگا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ جنت کے پھل کی برکت سے آگ نے اس پر ذرا سا بھی اثر نہ کیا۔ ناگ نے آگ میں گرنے کے تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چاروں طرف سرخ آگ کے شعلے لہرا لہرا کر اوپر کو جا رہے تھے۔ دہکتے انگارے بچھے تھے

جس پر ناگ دوزانو ہو کر بیٹھا تھا۔ آگ کے شعلے اس کے بازوؤں کندھوں اور پاؤں کے نیچے سے لہرا لہرا کر اوپر کو اڑے جاتے تھے مگر ناگ پر ان کا ذرا سا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔
ناگ انگاروں پر اس طرح بیٹھا تھا جیسے وہ کسی نہر کے کنارے ٹھنڈی ریت پر بیٹھا ہو۔ ناگ کو بڑی خوشی ہوئی کہ اس کی طاقت میں خدا کے حکم سے اور جنت کے پھل کی برکت سے ایک اور طاقت کا اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ آگ کے انگاروں پر سے اٹھا اور آگ کے شعلوں سے باہر نکل آیا۔ جنگلیوں نے ناگ کو زندہ سلامت آگ کے شعلوں میں سے باہر نکلتے دیکھا تو چیخیں مار کر بعض جھونپڑوں کی طرف دوڑے اور بعض نے وہیں اپنے سر زمین پر رکھ دیئے۔ جنگلی لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ سردار بھی جھونچکا ہو کر کھڑا تھا۔ ناگ اس کے قریب گیا تو سردار نے بھی اپنا سر جھکا دیا۔ وہ اسے دیوتا سمجھ رہا تھا۔
ناگ نے کہا:
"جس لڑکی کو تم نے قید میں ڈال رکھا ہے میں اسے اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں۔"
سردار نے اسی وقت ماریا کو رہا کرنے کا حکم دیا اور ناگ اور ماریا کے آگے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔
ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PAKFBOOKSFREE.PK

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ خبردار آئندہ کبھی کسی عورت یا مرد کو آگ پر قربان کرنے یا اسے کھانے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ میں یہاں آکر تم سب لوگوں کو آگ میں ڈال کر بھسم کر دوں گا۔"

سردار نے کہا:

"دیوتا اگنی! ہم عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد کسی انسان کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے اور کھیتی باڑی کر کے زندہ رہیں گے۔"

ناگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور واپس قدیم ملک فرانس کی طرف روانہ ہو گیا۔ کیونکہ وہی ملک اس جنگل کے قریب تھا۔ ماریا کو ناگ نے جنت کے پھل کی تاثیر کے بارے میں بتایا تو وہ بھی پہلے تو حیران ہوئی پھر بہت خوش ہوئی۔ ناگ نے سوچا کہ وہ اسے مت کال بوٹی کے سرمے کے بارے میں بھی بتا دے جس کی سلائی لگانے سے اس میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ہر غائب شے کو دیکھ سکتا ہے اور یہ کہ وہ ماریا کو بھی غیبی حالت میں دیکھ سکے گا۔ لیکن ناگ نے ماریا کو مت کال سرمے کے بارے میں نہ بتایا۔ جنگلی قبیلے والوں نے انہیں دو گھوڑے دیئے تھے۔ جن پر سوار ہو کر وہ اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے۔

اسی طرح جنگلوں، دریاؤں، پہاڑوں کا سفر کرتے ماریا اور ناگ کو راستے میں جب دوسری رات ہوئی تو وہ رات بسر کرنے کے لئے کوئی ٹھکانہ تلاش کرنے لگے۔ ناگ نے دیکھا کہ ایک جگہ پہاڑیوں میں چھوٹی سی خانقاہ بنی ہوئی ہے۔ وہ وہاں آ گئے۔ خانقاہ بالکل خالی پڑی تھی۔ اس زمانے میں لوگ اس قسم کی خانقاہیں جنگلوں میں بنا دیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں لوگ بتوں کی پوجا بھی کرتے تھے۔ یہ دریاؤں، بارش اور آسمانی بجلی کے بت ہوتے تھے۔ چونکہ لوگ ان چیزوں سے ڈرتے تھے اس لیے ان کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ خانقاہ میں صرف دو کوٹھڑیاں تھیں۔ ایک کوٹھڑی خالی تھی اور دوسری کوٹھڑی میں آسمانی بجلی کا ایک چھوٹا سا بت طاق میں رکھا تھا۔ یہ کسی عورت کی شکل کا بت تھا جس کی آنکھوں میں شیشے کی گولیاں لگی تھیں جو اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔

ماریا نے کہا:

"میں خالی کوٹھڑی میں سوؤں گی۔ تم اس کوٹھڑی میں آرام کرنا۔"

ناگ بولا: "مگر ماریا! تم کب تک انسانی حالت میں رہو گی؟"

ماریا نے کہا:

"اس میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے ناگ بھیا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کچھ دیر تک وہ وہیں بیٹھے عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرتے رہے کہ وہ انہیں کہاں ملیں گے۔

ماریا نے کہا :

"میں اور عنبر تمہاری تلاش میں ملک ہندوستان کے مشرقی علاقے میں گئے تھے اور کیٹی اور تھیوسانگ تمہاری تلاش میں جنوبی ملک سری لنکا کی طرف نکل گئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے ملک ہندوستان کی طرف جانا چاہیے۔ وہاں ہماری ملاقات عنبر کیٹی اور تھیوسانگ سے ضرور ہو جائے گی۔"

ناگ بولا : "ایسا ہی کریں گے۔ ملک انگلستان سے بادبانی جہاز تجارت کا سامان لے کر ملک ہندوستان کی طرف جاتے ہیں۔ ہم کسی جہاز میں بیٹھ کر وہاں پہنچ جائیں گے۔"

یہی فیصلہ کر کے ماریا اپنی خالی کوٹھڑی میں چلی گئی اور ناگ آسمانی بجلی والے بت کی کوٹھڑی میں بیٹھ گیا۔ ان کے گھوڑے خانقاہ کے باہر درخت کے نیچے بندھے تھے۔ سردی بہت تھی۔ رات کہر آلود تھی۔ باہر اس قدر سناٹا تھا جیسے ہر شے سو گئی ہو۔ ماریا چونکہ انسانی حالت میں تھی۔ اس لیے اسے نیند آ گئی۔ اس نے آتشدان میں آگ جلا لی تھی۔ اس کی گرمائش سے اسے نیند آ گئی

اور وہ سو گئی۔ مگر ناگ اپنی کوٹھڑی میں جاگ رہا تھا۔ جب رات گہری ہو گئی تو اس نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔

رات سنسان اور خاموش تھی۔ تاریکی نے کمرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ناگ دیوار کے ساتھ لگ کر نیم دراز تھا۔ اور عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ملک ہندوستان اور وہاں سے سری لنکا کے ملک میں ان کی ملاقات اپنے ساتھیوں سے ضرور ہو جائے گی۔ ناگ کی آنکھیں بند تھیں۔ مگر وہ جاگ رہا تھا۔ اس کے قریب ہی دیوار کے طاق میں آسمانی بجلی کا بت بھی خاموش اور ساکت تھا۔ اس کی آنکھوں میں لگی ہوئی شیشے کی گولیاں چمک رہی تھیں۔ اچانک ناگ کو ایسا سنائی دیا جیسے خانقاہ کے باہر اندھیرے اور سناٹے میں کوئی سوکھے پتوں پر قدم رکھتا آہستہ آہستہ خانقاہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ناگ نے آنکھیں کھول دیں اور اس آواز کو کان کھڑے کر کے غور سے سننے لگا۔ یہ آواز کسی بھاری بھرکم انسانی قدموں کی تھی۔ آواز خانقاہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر آواز رُک گئی۔ ناگ تیزی سے اٹھ کر ماریا کی کوٹھڑی کے پاس چلا گیا۔ وہ ماریا کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ پہلے تو اسے باہر جنگل کے گہرے اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اس نے ایک اونچے لمبے انسانی دھندلے سے سائے کو دیکھا کہ خانقاہ کی سیڑھیوں کے پاس بالکل سیدھا کھڑا ہے۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM OFBOOKSFREE.PK

ناگ کوٹھڑی کے بند دروازے کے ساتھ لگ گیا اور اپنی آنکھیں اس انسانی سائے پر جما دیں۔ اچانک ناگ کو خیال آیا کہ اس پُراسرار سائے پر اپنا آپ ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور کوٹھڑی کے بند دروازے کے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی انسانی شکل بدلی اور ماریا کو جگا کر بتایا کہ باہر ایک پراسرار انسانی سایہ کھڑا ہے۔ ناگ نے یہ تسلی کر لی تھی کہ وہ سایہ مٹھگنے شیطان کی لاش نہیں تھی۔ ماریا نے بند دروازے کی درز میں سے باہر جھانکا اور سرگوشی میں بولی:

"مجھے تو کوئی انسانی سایہ نظر نہیں آ رہا۔"

ناگ سمجھ گیا کہ یہ پُراسرار انسان غیبی حالت میں ہے اور اسے صرف اس لئے اس کا دھندلا سایہ دکھائی دے رہا ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں میں مت کال بوٹی کا سُرمہ لگا رکھا ہے۔ اس نے ماریا سے کہا:

"تم کوٹھڑی میں بیٹھی رہو۔ باہر مت نکلنا۔ میں جا کر دیکھتا ہوں کہ یہ پُراسرار شخص کون ہے کیوں کہ مجھے خانقاہ کی سیڑھیوں کے پاس کوئی پُراسرار سایہ صاف دکھائی دے رہا ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے دوبارہ سانپ کی شکل بدلی اور باہر نکل گیا۔ اس وقت پراسرار سایہ خانقاہ کی سیڑھیاں چڑھتا اس کوٹھڑی

میں داخل ہو رہا تھا جس میں آسمانی بجلی کا بت رکھا ہوا تھا۔ ناگ اندھیرے میں فرش پر رینگتا اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ پُراسرار سایہ کوٹھڑی میں جا کر طاق میں رکھے عورت کے بت کے سامنے جا کر رُک گیا۔ پھر اس نے بت کے ماتھے پر انگلی رکھ دی۔

انگلی رکھتے ہی دو تبدیلیاں ہوئیں۔ پہلی تو یہ کہ وہ پُراسرار سایہ زندہ ہو گیا۔ یہ ایک عجیب دہشت ناک شکل کا سیاہ نام آدمی تھا۔ اس کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ گردن شانوں میں دھنسی ہوئی تھی۔ ماتھا چھوٹا تھا جس پر بال اُگے تھے۔ آنکھوں کا رنگ سبز تھا۔ بازوؤں اور ہاتھوں پر بھی لمبے بال تھے۔ وہ کوئی جنات کی مخلوق معلوم ہو رہی تھی۔ دوسری تبدیلی یہ ہوئی کہ عورت کا بت بھی زندہ ہو گیا۔ یہ عورت ایک انتہائی معصوم اور خوبصورت چہرے والی ایک نازک سی لڑکی تھی جس کے گھنگھریالے سیاہ بال اس کے کاندھوں پر پڑے تھے۔ آنکھوں میں اداسی اور غم تھا۔ چہرہ بھی افسردہ تھا۔ انسانی شکل میں آتے ہی لڑکی نے خشک سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"اوڈان! مجھ پر رحم کر۔ مجھے اب رہا کر دے کہ میں اپنے خاوند کے پاس جاؤں۔ وہ میرے بغیر زندہ نہیں رہے گا۔"

اس بھیانک شکل والے بھوت کا نام اوڈان تھا۔ اوڈان نے لڑکی کے بازو کو پکڑ کر آہستہ آواز میں کہا،

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

"اپنے خاوند کو بھول جا۔ تیری مہلت کے تین مہینے پورے ہو گئے۔ آج مہلت کی آخری رات ہے۔ کل تمہیں میرے ساتھ میری آسیبی دنیا میں چلے جانا ہو گا جہاں میں تم سے شادی کر لوں گا اور پھر تو میری بیوی بن کر باقی عمر میرے ساتھ ہی بسر کرے گی۔"

لڑکی نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"اوڈان! مجھ پر رحم کر۔ میں تم سے بیاہ نہیں کر سکتی۔ میرا خاوند موجود ہے۔"

بھیانک اوڈان کے منہ سے ایک ایسی گرج نکلی جیسے بادل زور سے گرجے ہوں۔ دوسری کوٹھڑی میں بیٹھی ہوئی ماریا بھی کانپ گئی۔ لڑکی سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔

اوڈان نے غضبناک ہو کر کہا:

"خبردار جو اپنے خاوند کا نام لیا۔ تو کل میری ہو گی۔ میری بیوی ہو گی۔ میری آسیبی مخلوق تمہیں میری دلہن بنائے گی اور تو پھر ہماری آسیبی دنیا سے کبھی واپس اپنی دنیا میں نہیں آ سکے گی۔ اب میں جاتا ہوں کل صبح آؤں گا اور تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر بھیانک اوڈان نے لڑکی کے ماتھے کو اپنی انگلی سے چھوا۔ اس کے ساتھ ہی بھیانک اوڈان غائب ہو گیا اور

اس کا دھندلا سایہ ہی باقی رہ گیا جسے صرف ناگ ہی دیکھ سکتا تھا اور گھنگھریالے بالوں والی معصوم صورت لڑکی بھی چھوٹا سا بت بن گئی۔ بھیانک اوڈان نے بت کو اٹھا کر دیوار کے طاق میں رکھا اور آہستہ آہستہ بوجھل قدم اٹھاتا خانقاہ سے باہر نکل کر گھر اور رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

ناگ اسی وقت ماریا کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے انسانی شکل بدلی اور ماریا کو سارا واقعہ سنا دیا۔

ماریا نے کہا:

"بھیانک اوڈان کی گرج کی آواز میں نے بھی سنی تھی۔ میں سمجھی باہر بادل گرجا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"نہیں یہ اسی بھیانک مخلوق یعنی اوڈان کی آواز تھی۔"

ماریا کہنے لگی:

"یہ اس معصوم لڑکی پر بہت بڑا ظلم ہو گا کہ یہ بھیانک آسیبی شخص اسے اپنے ساتھ اپنی آسیبی دنیا میں لے جائے۔"

"تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" ناگ نے سوال کیا۔

ناگ خود بھی اسی لڑکی کی مدد کرنا چاہتا تھا۔

ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.OFBOOKSFREE.PK

"ابھی بھیانک اوڈان کے آنے میں بہت دیر ہے۔ ابھی کافی رات باقی ہے اور صبح نہیں ہوئی۔ کیوں نہ ہم اس لڑکی کے بت کو اپنے ساتھ لے کر یہاں سے فرار ہو جائیں؟"

ناگ کو ماریا کی یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے کہا:

"تو پھر ہمیں یہ کام اسی وقت کرنا ہو گا۔ میرے ساتھ آؤ۔ ہم بت کو لے کر ابھی یہاں سے نکل جاتے ہیں۔"

ماریا نے اس خطرے کا اظہار کیا کہ بھیانک اوڈان ہمارا پیچھا ضرور کرے گا۔

"وہ تمہارا تو کچھ نہ بگاڑ سکے گا کیونکہ تم عقاب بن کر اڑ جاؤ گے مگر میں اڑ نہیں سکتی۔ مجھے وہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"اس بدنصیب لڑکی کو بچانے کے لئے ہمیں کوئی نہ کوئی خطرہ تو مول لینا ہی ہو گا۔ میں کوشش کروں گا کہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔ لیکن اگر تم خوف محسوس کرتی ہو تو ہم اس بت کو نہیں اٹھاتے۔"

ماریا نے کہا:

"نہیں۔ ہمیں یہ کام ضرور کرنا ہو گا۔ میں یہ سمجھی

برداشت نہیں کر سکتی کہ ایک بھولی بھالی معصوم لڑکی کی زندگی تباہ برباد ہو جائے ہم اس کے بت کو ابھی اٹھا کر یہاں سے نکل جاتے ہیں۔"

ناگ نے خانقاہ کے باہر جا کر دیکھا۔ باہر کوئی نہیں تھا تاریک سنسان اندھیری رات خاموش تھی۔ پھر ماریا کے ساتھ وہ لڑکی کے بت والی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے طاق میں رکھے ہوئے بت کو اٹھا لیا۔ یہ بت لکڑی کا تھا اور ہلکا پھلکا تھا۔ بت کو اٹھاتے وقت ناگ کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اس نے بت کو اپنے لبادے کی اندر والی جیب میں رکھ لیا اور ماریا سے کہا:

"اب جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

ان کے گھوڑے پچھلی طرف درختوں میں بندھے تھے۔ انہوں نے گھوڑوں کو کھولا۔ اس پر سوار ہوئے اور انہیں ملک انگلستان کی طرف بھگانا شروع کر دیا۔ وہ پہاڑیوں کی تاریک گھاٹیوں اور کھڈوں اور درّوں میں سے گذرتے جب ایک اندھیرے ویران میدان میں آئے تو انہیں اپنے پیچھے ایسی زوردار گرج سنائی دی جیسے بادل گرجا ہو۔ ماریا نے کہا:

"بھیانک اوڈان کو پتہ چل گیا ہے شاید۔"

ناگ نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے پیچھے گھوم کر دیکھا۔ ایک کالی گھٹا آسمان پر بجلی کے ہنٹر برساتی گرجتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"تمہارا خیال ٹھیک ہے ماریا! بھیانک اوڈان ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔"

ماریا نے کسی قدر گھبرا کر کہا: "اب کیا کریں؟"

ناگ بولا: "فکر نہ کرو۔ میں تمہیں لے کر یہاں سے پرواز کرتا ہوں۔"

ناگ اور ماریا نے گھوڑے روک لیے۔ ناگ نے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا اور وہ ایک بہت بڑے عقاب کی شکل اختیار کر گیا۔ اس نے ماریا کو اپنے اوپر بٹھایا اور بجلی کی تیزی کے ساتھ آسمان کی بلندیوں میں پرواز کر گیا۔ بھیانک اوڈان سیاہ بادل کی شکل میں گرجتا کڑکڑاتا کوندتا ناگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط "منگلا دیوی کا ترشول" نمبر ۱۳۳ میں پڑھیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

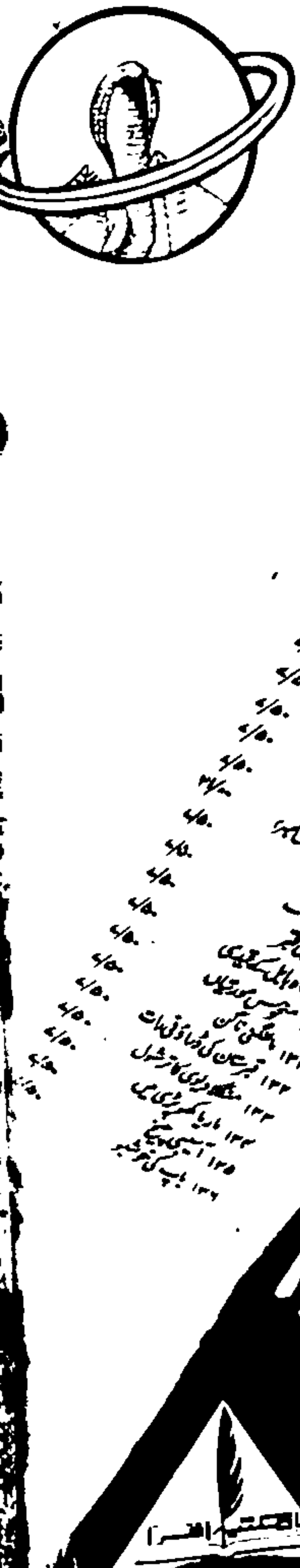

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۰/۵۰
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۰/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزنا میں ۰/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۰/۵۰
۱۰۵ مردوں کا سیارہ ۰/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی ٹوکریاں ۰/۵۰
۱۰۷ خطرناک خلائی روشنی ۰/۵۰
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۰/۵۰
۱۰۹ غیبی شیشہ ۰/۵۰
۱۱۰ ماتا دیوی کا گڑھ ۰/۵۰
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۰/۵۰
۱۱۲ خبردار خلائی مخلوق ۰/۵۰
۱۱۳ سیٹی اور زندہ لاش ۰/۵۰
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۰/۵۰
۱۱۵ خطرناک تجربہ ۰/۵۰
۱۱۶ سانپ کا تعاقب ۰/۵۰
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۰/۵۰
۱۱۸ مردے کی موت ۰/۵۰
۱۱۹ قبر کا ہاتھ ۰/۵۰
۱۲۰ مجسمے کا غضب ۰/۵۰
۱۲۱ خوفناک مقابلہ ۰/۵۰
۱۲۲ ماریا کا پیچھا ۰/۵۰
۱۲۳ مینار کا عفریت ۲/۰۰
۱۲۴ انسانی جنیدوا ۰/۵۰
۱۲۵ خیبا کا خوش رنگ سانپ ۰/۵۰
۱۲۶ خوفناک راز ۰/۵۰
۱۲۷ سرکس کا مالک ۰/۵۰
۱۲۸ عنبر کا قہر ۰/۵۰
۱۲۹ چاند والوں کے دیوی ۰/۵۰
۱۳۰ مجسمہ سوتیلا ۰/۵۰
۱۳۱ ہنگامی ناگن ۰/۵۰
۱۳۲ قبرستان کی دھاوڑنیاں ۰/۵۰
۱۳۳ مقابلہ دیوی کا ٹرشول ۰/۵۰
۱۳۴ ماریا کی واپسی ۰/۵۰
۱۳۵ آسیبی خوفناک ۰/۵۰
۱۳۶ آپ ۰/۵۰

عمران سیریز

آؤ عمران بنیں

عمران اکیڈمی

منگل دی کہکشاں
PDFBOOKSFREE.PK
۱۳۳

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

منگلا دیوی کا ترشول

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

اظہر حسین ذکی معرفت سردار علی مکان نمبر ۱۱/ A۶۶۲ گلی نمبر ۵
محلہ موہن پورہ راولپنڈی سے لکھتے ہیں۔

مائی ڈیئر انکل اے حمید آداب!

اس ماہ کے ناولوں کی۔ لیکن ٹھہریئے۔ پہلے ایک اور سنگین قسم کے مسئلہ پر گفتگو ہو جائے اور وہ سنگین مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے اس ماہ کی کتابوں میں لکھا سب بچے ناول خرید کر پڑھا کریں۔ کیونکہ اگر بچے لائبریری سے کرایہ پر لے کر پڑھیں گے تو اس سے آپ کے ناولوں کی سیل میں فرق پڑے گا۔ اور اس سے آپ کے اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ لیکن انکل یہ بھی سوچیے کہ لائبریری سے وہ بچے ناول لے کر پڑھتے ہیں۔ جن کی جیب اور حالات اجازت نہیں دیتے کہ وہ ہر ماہ بیس پچیس روپے کے ناول خرید کر پڑھیں۔ ذرا سوچیں آپ کی اس بات سے ان بچوں کے دل ٹوٹ سکتے ہیں۔ امید ہے آپ غور فرمائیں گے۔ اگر آپ کے اخراجات ناولوں کی اتنی قیمت میں نہیں پورے ہوتے تو آپ لوگ ناولوں کی قیمت میں زیادہ نہیں تو پچاس پیسے کا اضافہ کر دیں۔ لیکن خدارا اس سلسلے کو بند مت کیجئے گا

پیارے دوستو! عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تھیو سانگ کا پُر خطر بھرا، قدم قدم پر چونکا دینے والا پُر اسرار ہزاروں سال میں اپنا جاری ہے۔ انشاء اللہ یہ سفر اور یہ دلچسپ داستان ملر میں اس میں لگ رہا؟

N-454 راہِ چمن سمن آباد لاہور

قیمت ۷/۵۰ روپے

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طلسمی بگولا

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

طلسمی بگولا
بھیانک اوڈان کا حملہ
آتشی سانپ کا زہر
بگلا دیوی کا ترشول
چیتا کی آگ میں

ناگ عقاب کی شکل میں آسمان کی بلندیوں کی طرف اُڑتا چلا گیا۔ ماریا انسانی شکل میں پورے جسم کے ساتھ اس کی گردن سے چمٹی ہوئی تھی۔ معصوم لڑکی کا لکڑی کا بت ناگ کے پَروں میں محفوظ پڑا تھا۔ بھیانک اوڈان ایک گہرے ہوئے بادل کی شکل میں ناگ کا پیچھا کر رہا تھا۔ اس بادل کے سیاہ بگولے میں قیامت خیز بجلیاں چمک رہی تھیں۔ ماریا نے دیکھا کہ نیچے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ناگ آسمان میں بہت ہی اوپر چلا گیا تھا اور ابھی اوپر ہی اوپر چلا جا رہا تھا۔ بھیانک اوڈان کا سیاہ بادل بہت نیچے رہ گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ بادل اتنی بلندی تک نہیں آ سکتا تھا۔ ناگ نے ماریا سے اُڑتے اُڑتے کہا۔

"ماریا! اوڈان اتنی بلندی تک نہیں آ سکتا میں اپنا رخ ملک انگلستان کی طرف موڑ رہا ہوں۔ مگر میں اس بلندی سے نیچے نہیں آؤں گا۔ تمہیں ڈر تو نہیں لگ رہا؟" ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

"ڈر تو بہت لگ رہا ہے مگر کیا کروں۔ مجبوری ہے"
ناگ نے کہا۔
"گھبراؤ نہیں۔ اگر تم نیچے لڑھک بھی گئیں تو میں تمہیں نیچے سے اچک لوں گا"
ناگ نے اب زیادہ بلندی پر جانے کی بجائے وہیں سے اپنا رخ جنوب مغرب کی طرف کر لیا۔ وہ اتنی بلندی پر تھا کہ یہاں تک کوئی آج کا جمبو جیٹ طیارہ بھی نہیں اڑتا۔ ماریا کو سانس لینے میں کچھ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا۔
"مجھے سانس لینے میں دقت ہو رہی ہے"
ناگ بولا۔
"میرے پروں میں منہ دے لو۔ پروں کے اندر آکسیجن موجود ہوتی ہے"
ماریا نے ایسا ہی کیا اور اسے آسانی سے سانس آنے لگا۔
ناگ نے پیچھے گردن گھما کر دیکھا۔ بھیانک اوڈان کا سیاہ بادل اب بہت پیچھے اور بہت نیچے رہ گیا تھا۔ وہ ایک سیاہ گیند لگنے لگا تھا۔ جس کے اندر بجلیوں کی لہریں لکیروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ ناگ نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ پھر وہ اتنی دور نکل گیا کہ نیچے سمندر شروع ہو گیا۔ ناگ نے نیچے دیکھا۔ اسے اب بھیانک اوڈان کا سیاہ بادل کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔
"اوڈان سے ہمارا پیچھا چھوٹ گیا ہے ماریا"
ماریا نے بھی ناگ کے پروں میں سے سر نکال کر نیچے دیکھا۔ اسے سیاہ بادل کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ چاند آسمان پر چمک رہا تھا۔ چاندنی میں ناگ اور ماریا نے دیکھا کہ ان کے نیچے بہت دور سمندر کی لہریں بہت مدھم نظر آ رہی تھیں۔ ناگ نے کہا کہ وہ بلندی کم کر کے نیچے آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ناگ نے بلندی کم کرنی شروع کر دی۔ وہ نیچے آتے آتے اتنی نیچے آ گیا کہ ماریا کو سمندر کی لہریں صاف نظر آنے لگیں۔ چاندنی میں یہ لہریں آہستہ آہستہ آگے پیچھے حرکت کر رہی تھیں۔ سمندر کے درمیان میں اگر آپ چلے جائیں تو لہریں ایک طرف کو نہیں بہہ رہی ہوتیں، بلکہ اوپر نیچے ہو رہی ہوتی ہیں۔ جوں جوں آپ سمندر کے کنارے کی طرف آتے جاتے ہیں یہ لہریں ایک بہت بڑی موج کی شکل اختیار کر کے کنارے کی طرف بڑھنے لگتی ہیں اور پھر کنارے کے بہت قریب پہنچ کر چھوٹی موجوں میں تقسیم ہو کر کنارے کے پتھروں سے ٹکرا جاتی ہیں یا ساحل کی ریت پر دور تک جا کر دوبارہ واپس آ جاتی ہیں۔
اس وقت چاندنی میں سمندر کی لہریں اوپر نیچے ہو رہی تھیں۔ لگتا تھا جیسے سمندر میں ابال آنے والا ہے۔ ایک بات ہم آپ کو اور بتاتے چلیں کہ سمندر کا پانی بھاری ہوتا ہے کیونکہ اس میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دریاؤں کا لایا ہوا نمک بھاری مقدار میں جمع ہوتا رہتا ہے ——— سمندری جہاز پر سے خدانخواستہ ——— سمندر میں گر پڑے تو سمندر کا پانی بھاری ہونے کی وجہ سے اسے نیچے سے اوپر اُٹھا دیتا ہے۔ اور آسانی سے ڈوبنے نہیں دیتا۔ یہ الگ بات ہے کہ آدمی ہمت ہار دے۔ یا ڈر کر بوکھلا جائے اور غوطے کھاتا ڈوب جائے۔ ورنہ سمندر میں انسان اتنی جلدی نہیں ڈوبتا۔ جتنی جلدی دریا یا تالاب میں ڈوبتا ہے کیونکہ تالاب اور دریا کا پانی سمندر کے پانی کی نسبت ہلکا ہوتا ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ اگر کبھی زندگی میں اس کے ساتھ ایسا حادثہ پیش آجائے کہ وہ بیچ سمندر میں گر پڑے تو پہلی بات یہ ہے کہ حوصلہ کبھی نہ ہارے۔ اپنے ہوش و حواس قائم رکھے اور ہاتھ پاؤں پانی کے نیچے چلاتے ہوئے اپنے آپ کو پانی کی سطح پر رکھنے کی کوشش کرے۔ پھر سانس کھینچ کر پھیپھڑے پھلائے اور سمندر کے اوپر نیچے ہوتی موجوں پر بالکل چت لیٹ جائے اور اپنے سانس کو آہستہ آہستہ چھوڑے اور اندر کھینچے۔ یوں وہ بڑی آسانی سے سمندر کی موجوں پر ایک طرف کو بڑھنا شروع کر دے گا۔ سمندر کی لہریں کھلے سمندر میں اگرچہ اوپر نیچے ہو رہی ہوتی ہیں مگر یہ اوپر نیچے ہوتے ہوئے بھی بہت بڑے ہمالیہ پہاڑ کی طرح ایک طرف کو جا رہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ساحل کے قریب آکر ان لہروں کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ اور انسان کی جان بچ سکتی ہے۔ ویسے زندگی موت تو اللہ تعالیٰ کے اختیار

میں ہے لیکن انسان کو ہمیشہ ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ اور کبھی جی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ دوسرے ملکوں میں تو بچوں کو سمندر میں تیرنے کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔

معاف کرنا دوستو میں داستان بیان کرتے کرتے اس طرف نکل آیا تھا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ داستان کے ساتھ ساتھ آپ کو زندگی اور اس دنیا کے بارے میں ایسی معلومات بھی دیتا رہوں جو آپ کے کام آسکیں۔ تو اب میں پھر ناگ اور ماریا کی طرف آتا ہوں۔ ناگ نے اپنی رفتار کم نہیں کی تھی۔ وہ سمندر کے اوپر زیادہ بلندی پر نہیں تھا مگر پوری رفتار سے اُڑا جا رہا تھا۔ بہت جلد اس نے سمندر پار کر لیا۔ چاند اب مغرب کی طرف سمندر پر جھک آیا تھا اور اس کی روشنی بھی پھیکی پڑنا شروع ہو گئی تھی۔ کیونکہ اب تھوڑی دیر میں سورج نکلنے والا تھا۔ ناگ نے ایک بار پھر احتیاط کے طور پر اپنے پیچھے دیکھا۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ ستارے دُھندلے دُھندلے سے ہو کر چمک رہے تھے۔ بھیانک اوڈان اس کے پیچھے نہیں آرہا تھا۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"ہم ملک انگلستان پہنچنے والے ہیں ماریا۔ یہ سینکڑوں برس پرانا پُراسرار اور آسیب زدہ ملک ہے جہاں اگرچہ گھروں میں لوگ لیمپ جلاتے ہیں مگر وہ جادو ٹونے اور توہمات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ قبروں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاشیں غائب ہو جاتی ہیں۔"
ماریا نے کہا۔
"خدا کے لیے اب کسی جگہ زمین پر اُتر آؤ۔ میں سخت تھک گئی ہوں۔ تمہاری گردن سے چمٹے چمٹے میرے بازو شل ہو گئے ہیں۔"
ناگ بولا۔
"بس اب ذرا سی دیر میں نیچے اُتر آئیں گے۔"
نیچے بڑی بڑی نوکیلی چٹانوں کا اونچا نیچا میدان شروع ہو گیا تھا وہ اس ملک کی ایسی بندرگاہ پر جانا چاہتا تھا جہاں سے اُسے سندھ کے جنوب میں واقع ملک سری لنکا یا سنگلدیپ تک جانے کے لیے کوئی بادبانی تجارتی یا مسافر جہاز مل جائے۔ بہت دُور تک ناگ کو ایک جگہ سمندر کے کنارے پر بہت سی روشنیاں نظر آئیں وہ سمجھ گیا کہ یہ بندرگاہ ہے۔ ناگ نے ماریا کو بتایا کہ سامنے بندرگاہ آ رہی ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ بندرگاہ کے اوپر کافی بلندی پر جا کر ناگ نے ایک چکر لگایا۔ یہ ایک بہت بڑی بندرگاہ تھی۔ کئی ایک بادبانی جہاز سمندر میں لنگر ڈالے کھڑے تھے۔ ان کے بادبان لپٹے ہوئے تھے اور مستولوں پر لیمپ روشن تھے۔ پہاڑی ڈھلان پر ایک پورا شہر آباد تھا۔ ناگ بندرگاہ کے قریب

ایک ویران علاقے میں چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کے درمیان زمین پر اُتر آیا۔
ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی۔ اس وقت اگرچہ سورج نکلنے والا تھا مگر کہرے کی وجہ سے اردگرد اندھیرا پھیلا تھا۔ ناگ کو وہاں اترتے کسی نے نہ دیکھا تھا۔ سردی کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں میں بند تھے۔ بندرگاہ پر بھی کوئی آدمی نہیں تھا۔ صرف چوکیدار چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ بندرگاہ سے تھوڑی دُور ایک جگہ کاروان سرائے تھی جس کے باہر سبز لیمپ روشن تھا۔ یہ کاروان سرائے ہونے کی نشانی تھی۔
ناگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور اس کاروان سرائے کی طرف چل پڑا۔ ماریا اور ناگ نے بھیڑ کی کھال کے لبادے اوڑھ رکھے تھے۔ ناگ کو اس کی ضرورت نہ تھی مگر ماریا کو سردی لگ رہی تھی۔ کیونکہ وہ انسانی جسم کے ساتھ تھی۔ غیبی حالت میں نہیں تھی۔ ناگ نے لبادے کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ لڑکی کا بت اس کی جیب میں تھا۔ وہ ماریا سے کہنے لگا۔
"اس بھیانک اوڈان سے تو پیچھا چھوٹا۔"
ماریا نے کہا۔
"مجھے امید نہیں کہ وہ اتنی آسانی سے پیچھا چھوڑ دے گا۔ وہ کہیں نہ کہیں ضرور ظاہر ہو کر ہمیں نقصان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچانے کی کوشش کرے گا۔"

ناگ کاندھے اُچکا کر بولا۔

"دیکھا جائے گا۔ مجھے خوشی ہے کہ ہم اس لڑکی کو بچا کر لے آئے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"اس کا فائدہ کیا ہے۔ وہ تو لکڑی کے بت کی شکل میں ہے۔ اس بت کو ہم زندہ تو نہیں کر سکتے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"اس کی بھی کوشش کریں گے۔ ہم لنکا دیس کی طرف جا رہے ہیں۔ لنکا دیس پُراسرار منتروں دیوداسیوں اور پرانے مندروں کی گپھاؤں کا ملک ہے ——— ہو سکتا ہے وہاں ہمیں کوئی ایسا منتر مل جائے جو اس بت کو پھر سے زندہ کر دے۔"

ماریا نے کہا۔

"امید تو یہی رکھنی چاہیئے۔ لیکن تمہیں تمہاری پہلے والی چندریکا دیوداسی تو ابھی تک نہیں ملی۔"

ناگ بولا۔

"ہاں۔ تم نے چندریکا کو یاد دلا دیا۔ اس نے میری مصیبت میں بڑی مدد کی تھی۔ مگر وہ اپنے اگلے جنم

میں کہیں زندگی بسر کر رہی ہو گی۔ معلوم نہیں کہ وہ اس جنم میں کس شکل میں ہو گی۔ کہاں ہو گی؟ مجھے پہچانے گی بھی کہ نہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑ۔ مجھے سرائے کے باہر کھڑے کھڑے سردی لگ رہی ہے۔ تمہیں تو سردی لگتی نہیں۔ سرائے کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔"

ناگ نے جلدی سے سرائے کے بند دروازے پر دستک دی۔ کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ چھ سات بار دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد اندر سے کسی نے لوہے کی سلاخ ہٹا کر چٹخنی اتاری۔ اور دروازہ ذرا سا کھولا۔ ایک عجیب سے اودھ بلاؤ والی شکل نمودار ہوئی۔ یہ سرائے کا پرانا نوکر اور پہرے دار تھا۔ جو سرائے کے اندر تختے پہ سو رہا تھا۔ اس نے ناگ اور ماریا کو گھور کر دیکھا اور پوچھا۔

"کیا بات ہے؟"

ناگ نے اسے کہا کہ وہ مسافر ہیں رات گزارنے کے لیے کوٹھڑی مل جائے گی کیا؟

"ہم کوٹھڑی کا کرایہ دیں گے۔"

وہ آدمی بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کرائے کے بغیر تمہیں اندر گھسنے کون دے گا"
پھر دروازہ ذرا سا کھول کر پوچھا۔
"تمہارا سامان کہاں ہے؟ کیا گھوڑا بھی ساتھ ہے؟"
ناگ نے کہا۔
"نہیں ہمارے پاس کوئی سامان نہیں۔ گھوڑا راستے
میں سردی سے ٹھٹھر کر مر گیا تھا"
"چاندی کے دو سکے نکالو"
ناگ نے لبادے کی جیب سے چاندی کے تین سکے نکال
کر بوڑھے نوکر کی ہتھیلی پر رکھ دیئے اور کہا۔
"ایک سکہ تمہارا انعام ہے"
نوکر نے جلدی سے پورا دروازہ کھول دیا اور خوشی
سے مسکراتا ہوا بولا۔
"اندر آجاؤ۔ کیا تم میاں بیوی ہو؟"
ناگ نے کہا۔
"نہیں ہم بہن بھائی ہیں"
"پھر تو تم الگ الگ کوٹھڑی میں رہو گے"
"ہاں" ناگ بولا "ہمیں دو کوٹھڑیاں مل جائیں تو اچھا
ہے"
نوکر کہنے لگا۔

"میں تمہیں ساتھ ساتھ دو کوٹھڑیاں دیئے دیتا ہوں
مگر دو سکے اور دینے پڑیں گے"
ناگ نے اسے مزید چاندی کے تین سکے دے دیئے۔ نوکر
نے ان کی کوٹھڑیوں میں گرم توشکیں لگا دیں۔ آتش دان میں آگ
بھی روشن کر دی اور بولا۔
"صبح ہونے والی ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہارے
لیے دودھ اور روٹی لاؤں گا"
ناگ نے ماریا سے کہا کہ تم تھک گئی ہو اور اپنی کوٹھڑی
میں جا کر سو جاؤ ——— اور خود اپنی کوٹھڑی میں توشک پر
لیٹ گیا۔ اس نے لڑکی کا بت نکال کر لیمپ کی روشنی میں غور
سے دیکھا۔ بت کی آنکھوں میں جو شیشے کی گولیاں لگی تھیں۔ وہ
چمک رہی تھیں۔ لیمپ کی روشنی ان پر پڑ رہی تھی اور
ان کے اندر سے کرنیں نکلتی نظر آ رہی تھیں۔ لڑکی کا چہرہ لکڑی
کا تھا۔ سارا بت ہی لکڑی کا تھا۔ اس میں بالکل جان نہیں
تھی۔ ناگ نے اسے دوبارا اپنے لبادے کے اندر چھپا
کر رکھ لیا۔ اتنے میں صبح ہو گئی۔ سرائے کے دوسرے
مسافر جاگ پڑے اور ان کے چلنے پھرنے اور باتیں کرنے
کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں۔ ناگ نے ماریا کو جا کر جگایا۔ گرم
پانی سے ماریا نے منہ ہاتھ دھویا۔ پھر ناگ کی کوٹھڑی میں آکر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتش دان کے سامنے فرش پر بچھی گرم توشک پر بیٹھ گئی اور

"انسانی جسم میں آنے کا ایک فائدہ ضرور ہے کہ نیند بڑے مزے کی آتی ہے۔"

ناگ ہنس کر بولا۔

"یہ تو تم نے ٹھیک کہا مگر ذرا سوچو کہ اس میں تکلیفیں کتنی ہیں۔ ہر وقت موت کا خوف۔ تھکاوٹ۔ بھوک پیاس۔ بیماری اور غم فکر۔ نہ بھائی مجھے تو ایسی زندگی بالکل پسند نہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے تو بھوک لگ رہی ہے ناگ! وہ نوکر ابھی نہیں آیا؟"

ناگ نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کہہ گیا تھا میں دودھ اور روٹی لے کر آؤں گا پس آ ہی رہا ہوگا۔"

تھوڑی دیر بعد نوکر دودھ وغیرہ لے کر آگیا۔ ناگ اور ماریا نے مل کر ناشتہ کیا اور پھر ناگ اکیلا ہی یہ معلوم کرنے کے لیے بندرگاہ کی طرف نکل گیا کہ بندرگاہ سے لنکا کی طرف جہاز کب جائے گا۔ بندرگاہ پر بڑی رونق تھی۔ ہر طرف جہاز کھڑے تھے۔ کسی میں مسافر چڑھ رہے تھے کسی سے مسافر

اتر رہے تھے۔ کسی جہاز پر تجارتی سامان لادا جا رہا تھا۔ ناگ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ جہاز کی سیڑھی کے پاس کھڑا تختی پر سامان کا اندراج کر رہا تھا۔ ناگ نے ان سے پوچھا۔

"کیوں بھائی لنکا کو جہاز کب جائے گا؟"

آدمی نے کہا۔

"تم کہاں سے آئے ہو بھائی کہ تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ یہی وہ جہاز ہے جو لنکا اور سنگاپور کو جا رہا ہے۔"

ناگ جلدی سے سرائے کی طرف بھاگا اور ماریا کو لے کر بندرگاہ پر آگیا۔ اس نے جہاز کے کپتان سے ملاقات کی اور بتایا کہ ہم دونوں بہن بھائی لنکا جانا چاہتے ہیں۔ کپتان بولا۔

"یہ تجارتی جہاز ہے اس پر مسافر سفر نہیں کرتے۔ لنکا کو مسافر جہاز ایک مہینے بعد جائے گا۔"

ناگ نے سوچا کہ ایک ماہ ناحق یہاں کون پڑا رہے گا۔ چنانچہ اس نے اصرار کیا کہ وہ انہیں بھی ساتھ لے چلے۔ کپتان نے انکار کر دیا۔ ناگ نے کہا۔

"اچھا تو پھر ایسا کریں کہ میری بہن کو جہاز پر سوار کر کے لنکا پہنچا دیں۔ میں اس کا کرایہ دوگنا دے دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپتان نے ماریا کو دیکھا کہ ایک خوب صورت لڑکی ہے چلو
اسے ساتھ لیے چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے راستے میں اس سے شاد
ہو ہی جائے۔ اس نے ناگ سے کہا۔
"ٹھیک ہے میں تمہاری بہن کو لنکا پہنچا دوں گا مگر تمہیں
ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ اس کا نام کیا ہے؟"
ماریا نے کہا۔
"میرا نام ماریا ہے"
ناگ نے ماریا کو الگ جا کر سمجھایا کہ تم جہاز پہ سوار ہو جاؤ۔
میں بھی تمہارے ساتھ ہی عقاب کی شکل میں جہاز پہ آ جاؤں گا۔ اس
کپتان کو میری خفیہ طاقت کا علم ہی نہیں ہے۔ ماریا خوش ہو کر جہاز
پر سوار ہو گئی۔ ناگ نے اس کا کرایہ ادا کر دیا اور کپتان کے سامنے
بندرگاہ سے باہر نکل گیا۔ لیکن کچھ دور جانے کے بعد ایک ویران
سی جگہ دیکھ کر اس نے عقاب کی شکل بدلی اور اڑتا ہوا جہاز کے مستول
پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر جب جہاز روانہ ہونے لگا اور اس کا لنگر اٹھا دیا گیا
اور بادبان بھی کھل گئے تو ناگ اوپر سے اڑ کر نیچے جہاز کے عرشے پر
اس جگہ آ گیا جہاں ماریا عرشے پر سامان کی بڑی بڑی گانٹھوں کے پاس
بیٹھی تھی۔ ناگ نے اپنی انسانی شکل اختیار کی اور ماریا سے کہا۔
"میں آ گیا ہوں ماریا"
ماریا نے کہا۔

"اگر کپتان نے تمہیں دیکھ لیا تو وہ سخت ناراض ہو
گا۔ ہو سکتا ہے تمہیں جہاز سے سمندر میں دھکا دے
دے"
ناگ مسکرایا۔
"تو پھر کیا ہو گا! میں اڑ جاؤں گا"
ماریا ہنسنے لگی مگر پھر بولی۔
"ناگ بھیا! وہ میرا دشمن بن جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے
کہ وہ کسی جگہ راستے میں جہاز روک کر مجھے ہی اتار
دے"
ناگ کہنے لگا۔
"تو پھر جب وہ ادھر آتا دکھائی دے گا تو میں یہاں سے
غائب ہو جاؤں گا"
ابھی وہ باتیں ہی کر رہا تھا کہ اچانک ایک طرف سے کپتان
نمودار ہوا۔ وہ ملاحوں کو ہدایات دے رہا تھا کہ بادبانوں کو پوری
طرح سے کھولو۔ سامان کو ادھر لگاؤ۔ وہ بڑا بد دماغ تھا۔ نوکروں
کو بہت ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا۔
ماریا نے ناگ سے کہا۔
"ناگ! کپتان آ رہا ہے"
ناگ فوراً ایک چھوٹا سا سانپ بن کر ماریا کے لبادے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کار کے اندر گھس گیا۔ کپتان نے دور سے ماریا کو دیکھا اور اُس کے پاس آکر بولا۔

"ماریا! تم یہاں عرشے پہ کیوں بیٹھی ہو۔ یہاں تو بڑی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ نیچے کیبن میں چلو۔ تمہارے لیے ایک پورا کیبن موجود ہے۔"

ماریا نے سوچا کہ چلو اس پیشکش کو قبول کر لینا چاہیئے۔ یہ کپتان تو اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ کپتان کے ساتھ نیچے کیبن میں آگئی کیبن میں ایک بستر لگا تھا۔ دو گرم کمبل بھی تھے۔ میز کرسی بھی تھی۔ کپتان نے نوکر سے کہا کہ کھانا لاؤ۔ وہ ماریا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ کھانا مزے دار تھا۔ کھانے کے بعد کپتان نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! کیا تم میرے ساتھ شادی کرو گی؟ میں ابھی بیک کنوارا ہوں۔ دنیا میں بالکل اکیلا ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"لنکا میں میرے ماں باپ ہیں۔ ان سے بات کرنا اگر انہوں نے اجازت دے دی تو تم سے ضرور بیاہ کر لوں گی۔ کیونکہ میں ماں باپ کی مرضی کے خلاف ہرگز بیاہ نہیں کر سکتی۔"

کپتان بڑا خوش ہوا کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ لنکا چل کر میں تمہارے ماں باپ سے ضرور ملوں گا۔"

کپتان خوش خوش باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناگ اپنی انسانی شکل میں آگیا اور ماریا سے کہنے لگا۔

"ارے یہ کپتان تو واقعی تمہارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ کیا تم اس سے شادی کر لو گی؟"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"ناگ بھیا! تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ ہم لوگ شادی بیاہ کے معاملوں سے بلند ہیں۔ ہماری دنیا ایک پراسرار اور ایڈونچر دینا ہے اور ہم ہزاروں برس کے سفر پر ہیں۔ شادی کروں گی تو میرا شوہر چالیس پچاس برس میں بوڑھا کھوسٹ ہو جائے گا۔ جبکہ میں جوان رہوں گی۔ تو اس سے فائدہ کیا؟"

ناگ بھی ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"ابھی ایک مہینے کا سمندری سفر باقی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں پہلے ہوا میں اُڑتا ہوا لنکا کے ملک میں پہنچ کر کیٹی تھیو سانگ اور عنبر کو تلاش کرتا ہوں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"تو میں اس جہاز پر اکیلی سفر کروں گی؟ میرے پاس تو میری غیر معمولی طاقت بھی نہیں ہے کچھ ہو گیا تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سوچ کر بولا۔

"اچھا اس موضوع پر کل بات کریں گے۔"

وہ باتیں کر رہے تھے کہ باہر کپتان ٹوکری میں ماریا کے لیے کچھ پھل لے کر آگیا۔ اس کو کیبن کے اندر ماریا کے کسی مرد سے باتیں کرنے کی آواز آئی تو اس کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ لڑکی ماریا کس سے باتیں کر رہی ہے؟ اس نے کیبن کے خفیہ سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ ماریا کے پاس اس کا سبی بھائی بیٹھا تھا۔ جس کو کپتان نے جہاز پر سوار ہونے سے روک دیا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ کہاں سے جہاز پر آگیا۔ اسے غصہ بھی بہت آیا۔ اس نے زور سے دروازے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"ماریا دروازہ کھولو۔"

ناگ نے جلدی سے سانس کھینچا اور سانپ بن کر ماریا کے لبادے کے کالر میں جا چھپا۔ ماریا نے دروازہ کھول دیا۔ کپتان آتے ہی ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کہاں ہے تمہارا بھائی؟ وہ جہاز پر کیسے آگیا؟ اس کو کس نے اجازت دی کہ جہاز پر سوار ہو جائے۔"

ماریا نے کہا

"وہ تو جہاز پر کہیں بھی نہیں ہے۔"

کپتان بولا۔

"میں نے ابھی ابھی اسے یہاں تم سے باتیں کرتے دیکھا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"آپ کو دھوکا ہوا ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتا تو کہاں جا سکتا تھا۔ چھوٹا سا کیبن ہے۔ آپ خود اسے تلاش کر کے دیکھ لیں۔"

کپتان نے بستر کے نیچے دیکھا۔ کونے میں دیکھا۔ میز کے نیچے دیکھا۔ چھوٹا سا کیبن تھا۔ ناگ اسے کہیں نہ ملا۔ مگر وہ اپنی آنکھوں سے ناگ کو دیکھ چکا تھا۔ اپنی آنکھیں ملتے ہوئے بولا۔

"شاید میں نے جاگتے میں کوئی خواب دیکھا ہے اگر وہ یہاں ہوتا تو کہاں غائب ہو سکتا تھا؟"

ماریا نے کہا۔

"یہی تو میں کہہ رہی تھی۔ آپ کو دھوکہ ہوا ہے۔"

کپتان نے پھل ماریا کے سامنے میز پر رکھے۔ بولا۔

"یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔"

اور آنکھیں ملتا کیبن کے کونے میں بار بار نظریں ڈالتا، سر ہلاتا باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ماریا نے باہر جھانک کر دیکھا۔ کپتان جب اپنے کیبن میں چلا گیا تو ماریا نے ناگ سے کہا۔

"وہ کس خفیہ سوراخ سے دیکھ رہا تھا ناگ؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے انسانی شکل بدلی اور کہا۔
"دیکھتا ہے تو دیکھے۔ مجھے اس کی کیا پروا ہے۔ ہاں تو
ماریا۔ میں تمہیں کہہ رہا تھا کہ یوں تو جہاز میں ایک مہینہ لگ
جائے گا۔ بڑا وقت ضائع ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ میں اس جہاز
سے پہلے اڑتا ہوا لنکا پہنچ کر تھیوسانگ اور کیٹی کو تلاش کرتا
ہوں۔ جس روز یہ جہاز لنکا کی بندرگاہ پر لگے گا۔ اس روز
سب کو معلوم ہو جائے گا کہ جہاز آگیا ہے۔ میں وہاں تمہیں
لینے کے لیے پہنچ جاؤں گا۔"
ماریا کو ناگ کی یہ تجویز پسند ضرور آئی تھی۔ مگر وہ محض اس لیے
فکر مند تھی کہ وہ ایک عام کمزور عورت کی شکل میں زندہ تھی اور
اکیلی عورت پر کوئی بھی مصیبت پڑ سکتی ہے
اکیلی عورت مصیبت کا مقابلہ
نہیں کر سکتی۔ پھر بھی اس نے ناگ کو اجازت دے دی کیونکہ
اسے عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کا بھی خیال تھا کہ کہیں وہ کسی مشکل میں
نہ ہوں اور انہیں ناگ کی ضرورت نہ ہو۔ اس نے کہا۔
"ٹھیک ہے ناگ بھیا! اگر تمہاری یہی صلاح ہے تو میری
طرف سے تمہیں اجازت ہے۔"
ناگ نے لڑکی کا چھوٹا سا بت جیب سے نکال کر ماریا کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے تمہارا؟ یہ بت اگر تم اپنے پاس رکھ لو
تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟"
ماریا نے کہا۔
"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن میں سوچتی ہوں
کہ کہیں یہ کسی کے ہاتھ آگیا تو وہ اسے گم کر دے گا۔
کیونکہ لڑکی کا بت بڑا خوب صورت ہے اور اس کی
آنکھوں میں جو شیشے کی گولیاں لگی ہیں بالکل ہیروں کی
طرح معلوم ہوتی ہیں۔ کوئی انہیں ہیرے سمجھ کر ہی میرے
کیبن سے نہ چرا لے۔"
ماریا نے بت کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا اور اس کی طرف غور
سے دیکھ رہی تھی۔
ناگ نے کہا۔
"بہتر ہے میں اسے اپنے پاس ہی رکھتا ہوں۔"
ماریا لڑکی کے بت کے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ پھر بولی۔
"اس لڑکی کا ماتھا کتنا گول اور خوب صورت ہے۔"
اور ماریا نے لڑکی کے بت کے ماتھے پر انگلی پھیری۔ اسے
ایک جھٹکا لگا اور ناگ کے دیکھتے دیکھتے ماریا غائب ہو گئی۔
"ماریا! ماریا!" ناگ بے اختیار پکار اٹھا۔
ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تمہارے پاس ہی ہوں ناگ! مگر میں غائب ہو گئی ہوں۔ مجھے میری طاقت واپس مل گئی ہے۔"
ناگ نے گھبرا کر کہا۔
"تم ـــــ تم ٹھیک ہو ناں ماریا۔ تم پر ـــ تم پر کسی طلسم کا اثر تو نہیں ہوا؟"
ماریا بولی۔
"بالکل نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اپنے اندر کسی جادو طلسم کا اثر محسوس نہیں کر رہی۔ مجھے تمہاری خوشبو بھی آنے لگی ہے۔ کیا تمہیں میری خوشبو نہیں آ رہی؟"
ناگ نے سانس لے کر کہا۔
"ہاں ہاں! مجھے تمہاری خوشبو آنے لگی ہے۔"
ماریا خوش ہو کر بولی۔
"ناگ یہ لڑکی کا بت ہمارا سب سے بڑا ہمدرد ہے۔ دیکھو اس کے ماتھے پر ہاتھ لگانے سے مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت مل گئی۔"
ناگ نے کہا۔
"بت! ابھی تک تمہارے پاس ہے ناں؟ مجھے بت نظر نہیں آ رہا۔"
یہ ناگ نے ڈرامہ کیا تھا۔ اسے ماریا کا جسم تو نہیں مگر دھندلا سایہ صاف نظر آ رہا تھا۔ یہ مست کاں بوٹی کے سُرمے کا کرشمہ تھا۔ مگر اس نے ماریا پر ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اسے ماریا کا پورا جسم نظر آنا بند ہوا۔ صرف دھندلا سایہ نظر آیا تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ لڑکی کے بت کے ماتھے پہ ہاتھ لگانے سے ماریا کی کھوئی طاقت واپس آ گئی ہے مگر ناگ نے فیصلہ کیا ہوا تھا کہ وہ ماریا کو یہ نہیں بتائے گا کہ وہ غیبی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اسی لیے اس نے چلّا کر پوچھا تھا کہ ماریا تم کہاں ہو؟ وہ اس وقت بھی ماریا کا دھندلا سایہ دیکھ رہا تھا۔ اس دھندلے سائے نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ ماریا غائب ہو گئی ہے اور یہ ساری کرامت لڑکی کے بت کے ماتھے پہ انگلی لگانے سے واقع ہوئی ہے۔ ناگ کو ماریا کے ہاتھ میں لڑکی کے بت کا دھندلا سایہ بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ماریا نے کہا۔
"ناگ بت میرے پاس ہی ہے۔ یہ لو۔ میں اسے میز پر رکھ رہی ہوں۔"
ناگ پہلی بار ماریا کو غیبی حالت میں حرکت کرتے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دھندلے سائے نے بت کے سائے کو میز پر رکھ دیا۔ میز پر رکھتے ہی لڑکی کا بت صاف نظر آنے لگا۔ ناگ کو اس بات کی بڑی خوشی ہوئی کہ ماریا کو اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس مل گئی ہے۔ اس نے ماریا سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب تمہیں اس جہاز میں سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب تم بھی میرے ساتھ ہوا میں اُڑ کر لنکا کی طرف جا سکتی ہو۔"

ماریا مسکرائی۔ پہلے ماریا مسکراتی تھی تو ناگ اسے دیکھ سکتا تھا۔ اب وہ اس کے دھندلے چہرے کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ناگ سے نہ رہا گیا۔ بولا۔

"ماریا! تم مسکرا رہی ہو" ماریا چونکی۔ کہنے لگی۔

"مسکرانے کی تو کوئی آواز نہیں ہوتی۔ اور میں غائب بھی ہوں۔ پھر تم نے کیسے دیکھ لیا کہ میں مسکرا رہی ہوں؟"

ناگ نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بھئی میں نے تو اندازہ لگایا ہے۔ بھلا میں تمہیں کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ اچھا اِن باتوں کو چھوڑو اور اب یہ بتاؤ کہ پروگرام کیا ہے؟ کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میں یہاں رہ کر کیا کروں گی۔"

ناگ نے لڑکی کا بُت اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس بُت کو تم اپنے پاس رکھو۔ کیونکہ تمہارے

پاس یہ غائب ہو کر رہے گا۔"

ماریا نے بت اپنے ہاتھ میں لے لیا جو فوراً ہی غائب ہو گیا۔ ماریا نے بت اپنے ہاتھ میں لے لیا جو فوراً ہی غائب ہو گیا۔ دوسروں کے لیے ماریا اور لڑکی کا بت بالکل غائب تھے مگر ناگ کو ان کے دھندلے دھندلے سائے بالکل صاف دکھائی دے رہے تھے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھیانک اُوڈان کا حملہ

کیبن کا دروازہ زور سے کھڑکا۔
"دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو!"
ماریا نے کہا۔
"شاید وہ کپتان کم بخت پھر آگیا ہے"
ناگ نے کہا۔
"تم غائب ہو ـــــ وہ تمہیں تو دیکھ نہیں سکتا۔ میں اسے سنبھالتا ہوں۔ ذرا مزہ رہے گا"
ماریا اسے روکنے لگی مگر ناگ نے دروازہ کھول دیا۔ کپتان نے ناگ کو دیکھا تو اس کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے ناگ کو غصے میں آکر کہا۔
"تم یہاں کیسے آگئے؟ تم کو جہاز پر چڑھنے کی کس نے اجازت دی؟ اور وہ ـــــ وہ تمہاری بہن ماریا کہاں ہے؟ ابھی تو میں نے اس کی آواز سنی تھی"
ناگ نے کہا۔

"میں خود اس کی تلاش میں آیا تھا۔ وہ تو یہاں کہیں نہیں ہے"
کپتان نے کہا۔
"مگر میں نے ابھی تمہیں اس سے باتیں کرتے سنا تھا۔ پھر تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟"
ناگ نے کہا۔
"آپ نے شاید کوئی خواب دیکھا ہے جاگتے میں یا پھر آپ کو دھوکا ہوا ہے"
کپتان نے اپنا سر پکڑ لیا اور ٹوپی اتار کر میز پر زور سے مارتے ہوئے بولا۔
"میں ہر بار ایک ہی خواب کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ پہلے تم غائب ہوئے اب تمہاری بہن غائب ہوگئی ہے۔ تم لوگ کون ہو؟ کیا تم افریقہ کے جادوگر ہو؟"
ناگ نے کہا۔
"ہم میں سے کوئی بھی جادوگر نہیں ہے۔ میری بہن ماریا ابھی ابھی باہر گئی ہے۔ میں ـــــ میں چوری چھپے جہاز پر چڑھ گیا تھا"
کپتان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ناگ نے ماریا کی
طرف دیکھا۔ اب وہ ماریا کے دھندلے سائے کو دیکھ سکتا تھا
ماریا نے محسوس نہ کیا کہ ناگ اسے تک رہا ہے۔ ناگ نے
نظریں دوسری طرف کر لیں اور بولا۔

"ماریا! ابھی تم ظاہر مت ہونا۔ میں نے کپتان سے
کہا ہے کہ تم باہر گئی ہوئی ہو۔"

ماریا نے کہا۔

"اب ہمیں اس کپتان کے نخرے برداشت کرنے
کی کیا ضرورت ہے؟ ہمیں یہاں سے لنکا کی طرف
کوچ کر جانا چاہیئے۔"

ناگ بولا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ ابھی دن کا وقت ہے۔ ہمیں
یہاں سے پرواز کر جانا چاہیئے۔ میں اوپر جہاز کے
ڈیک پر جاتا ہوں۔ تم بھی وہاں پہنچ جاؤ۔"

ناگ کیبن سے نکل کر ڈیک یعنی جہاز کے عرشے پر آیا تو
دیکھا کہ کونے میں کپتان اپنے چند ایک ملاحوں کے ساتھ کھڑا
دُور آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جہاں سے کالے بادل کا ایک
گولہ بڑی تیزی سے آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ اس گولے میں بجلیاں
چمک رہی تھیں۔ ناگ کے دیکھتے دیکھتے یہ سیاہ بادل کا گولہ

جہاز کے سر پر پہنچ گیا۔ اس میں سے بجلیاں کوندنے لگیں بادل کڑکنے
لگے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ بادل کا گولا بھیانک اوڈان ہے جو اپنے
لڑکی کے بُت کی تلاش میں جہاز کو تباہ کرنے آیا ہے۔

ناگ بھاگ کر نیچے کیبن کی طرف گیا کہ ماریا کو بتائے کہ اس
نے دیکھا کہ ماریا کا دھندلا سایہ نیچے سیڑھیوں کے پاس کھڑا تھا۔
ناگ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"ماریا! بھیانک اوڈان ہم سے بدلہ لینے اور اپنا بت
واپس لینے آ گیا ہے۔"

ماریا نے حیرانی سے پوچھا۔

"تم نے مجھے کیسے دیکھ لیا کہ میں سیڑھیوں کے پاس
کھڑی ہوں؟"

ناگ نے سٹاپٹا کر کہا۔

"ارے بابا تمہاری خوشبو سے اندازہ لگایا تھا۔ میں
تمہیں کہاں دیکھ سکتا ہوں۔ یہاں سے بھاگو وہ
بھیانک مخلوق یہاں پہنچ گئی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"ہمیں اسی وقت پرواز کر جانی چاہیئے۔"

ماریا نے جہاز کے عرشے پر آ کر دیکھا کہ سیاہ بادل نے
جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ زور زور سے بجلی کڑک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھی اور جہاز طوفانی ہواؤں میں اوپر نیچے ڈولنے لگا تھا۔
عرشے پر ملاح پریشان ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے کپتان
انہیں بار بار ہدایت دے رہا تھا کہ بادبان لپیٹ دو۔ ناگ
ابھی سیڑھیوں میں ہی تھا۔ ماریا نے سیڑھیوں میں جا کر ناگ
سے کہا۔

"اس بھیانک مخلوق نے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے
لیا ہے۔ اس وقت تم عقاب بن کر بھی سیاہ
بجلیوں والے بادل میں سے گزرو گے تو وہ پھونک
ڈالیں گی"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ تم بُت لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔
تم غائب ہو"

ماریا بولی۔

"میں تمہیں اس حالت میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتی"

ناگ نے ماریا کو کہا کہ وہ ضد نہ کرے اور وہاں سے
چلی جائے" ماریا بولی۔

"میں جہاز سے کافی اوپر بلندی پر بادل کے اوپر رہوں
گی"

یہ کہہ کر ماریا عرشے پر جا کر ذرا بلند ہوئی ہی تھی کہ اسے

بجلی کا ایک جھٹکا لگا اور وہ اُچھل کر نیچے گر پڑی۔ ماریا فوراً
لگا کر ناگ کے پاس نیچے سیڑھیوں میں آ گئی۔ اس نے ناگ کو
بتایا کہ بھیانک بادل میں طلسم ہی نہیں بلکہ آسمانی بجلی بھی بھری
ہوئی ہے اور وہ اس میں سے نہیں گزر سکتی۔ ناگ کیبن کی
طرف لپکتے ہوئے بولا۔

"میرے ساتھ کیبن میں آ جاؤ"

جہاز ایسے ڈول رہا تھا جیسے سمندر میں زبردست بھونچال
آ گیا ہو۔ کپتان پریشان ہو کر ادھر اُدھر بھاگ رہا تھا۔ اس
کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک یہ بادل کہاں سے نمودار ہو
گیا۔ کیونکہ وہ موسم بادلوں اور بارش کے طوفانوں کا نہیں تھا۔
اس نے جہاز کے بادبان لپیٹ دیئے تھے۔ سمندر میں لنگر پھینک
دیا تھا۔ مگر بادل نے سارے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔
جہاز میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ اب بجلیاں جہاز کے اوپر عرشے پر
اِدھر اُدھر کڑکنے لگیں تھیں۔ کپتان اور ملاح نیچے جا کر چھپ
گئے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا
جہاز بُری طرح ڈول رہا تھا۔ کبھی دائیں طرف ہو جاتا اور
کبھی بائیں طرف نیچے ہی نیچے ہوتا جاتا۔ لگتا تھا کہ جہاز ابھی
ڈوبا کہ ڈوبا۔ طوفانی ہواؤں نے جہاز کے لنگر کو توڑ ڈالا اور
اور جہاز ایک تنکے کی طرح سمندری لہروں پر بہہ نکلا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادل یعنی بھیانک اوڈان سیاہ طوفانی بگولے کی شکل میں جہاز کو اپنی لپیٹ میں لیے اسے آگے دھکیل رہا تھا۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"بھیانک اوڈان کو پتہ چل گیا ہے۔ کہ ہم اس کے بت کو لے کر اس جہاز پر سفر کر رہے ہیں۔ وہ اب نیچے آنے کی کوشش کرے گا۔ میں حیران ہوں کہ وہ ابھی تک یہاں آیا کیوں نہیں؟"

ماریا بولی۔

"ایک بات ثابت ہو چکی ہے کہ جب تک یہ خطرناک بادل جہاز کو گھیرے میں لیے ہوتے ہے ہم میں سے کوئی بھی یہاں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور بادل بھی اندر نہیں آرہا۔ اس صورت میں ہمیں جہاز میں ہی کسی پوشیدہ جگہ پہ چھپ جانا چاہیئے"

ناگ نے کہا۔

"ایسی جگہ تو جہاز کا سب سے نچلا ڈیک ہی ہے جہاں تجارتی سامان بھرا ہوا ہے"

ماریا بولی۔

"وہیں وہیں جاکر چھپ جانا چاہیئے"

ناگ نے کہا۔

"تو چلو۔ میں سانپ بن کر نیچے چلتا ہوں"

ناگ نے چھوٹے سیاہ سانپ کی شکل بدل اور جہاز کی لوہے کے زینے کے پائپ پر سے رینگتا نیچے اتر گیا۔ یہاں ملاح نہیں تھے۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ وہ جہاز کے نچلے حصے میں آگئے۔ یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں دیوار کے ساتھ تجارتی سامان کی بڑی بڑی گانٹھیں لگی تھیں۔ لکڑی کا بت ماریا کے پاس تھا۔ ناگ ماریا کے دھندلے سائے کو صاف دیکھ رہا تھا اور دھندلا سایہ صرف ناگ ہی دیکھ سکتا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"ناگ ان گانٹھوں کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں ایک بار پھر اوپر جاکر حالات کا جائزہ لیتی ہوں"

ناگ کو تہہ خانے میں چھوڑ کر ماریا اوپر چلی گئی۔ ناگ ایک بہت بڑی گانٹھ کے پیچھے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ جہاز اسی طرح ڈول رہا تھا۔ ان گانٹھوں کو رسّوں کی مدد سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس لیے وہ لڑھک نہیں رہی تھیں۔ مگر جہاز لنگر ٹوٹ جانے کے بعد کھلے سمندر میں ایک طرف کو منہ اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ اچانک رسی ٹوٹ گئی اور ایک بہت بڑی گانٹھ ٹوٹ کر زور سے جہاز کے پیندے کی دیوار سے ٹکرائی۔ اس کا اتنا شور پیدا ہوا کہ اوپر سے دو ملاح دوڑے دوڑے نیچے آئے۔ وہ لمبے لمبے آنکڑوں کی مدد سے گانٹھ کے بنڈل کو دوبارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے کھینچ کر باندھنے کی کوشش کرنے لگے۔
اچانک ایک ملاح کی ناگ پر نظر پڑ گئی۔ وہ چیخ مار کر
بولا۔

"سانپ! سانپ!"

دوسرے ملاح نے ناگ پر لوہے کے آنکڑے سے حملہ
کر دیا۔ اگر ناگ عین وقت پر چھلانگ لگا کر بنڈلوں کے
پیچھے نہ بھاگ جاتا تو وہ شدید زخمی ہو سکتا تھا۔ جہاز
میں شور مچ گیا کہ نیچے ایک سانپ ہے۔ کئی ملاح تلواریں اور
نیزے لے کر آ گئے۔ کیونکہ جہاز میں سانپ کی موجودگی ان کے
لیے سخت خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ ناگ کو بھی پریشانی
ہوئی کہ کہیں یہ کم بخت اسے ہلاک ہی نہ کر دیں۔ وہ بنڈلوں
کے پیچھے سے تیزی سے نکل کر جہاز کے پلندے کی دیوار
پر چڑھا اور اس کی چھت پر سے رینگتا دروازے میں سے
باہر نکل گیا۔ دروازے میں ایک ملاح نیزہ لیے کھڑا تھا۔
ناگ نے اتنی زور سے پھنکار ماری کہ وہ ملاح خوفزدہ
ہو کر بھاگ گیا۔ ناگ جہاز کی نچلی منزل کی راہ داری کی چھت
پر رینگتے ہوئے دوسرے کونے والے کیبن کی طرف بڑھا
اسے اوپر سے بادل کے گرجنے اور بجلیوں کے کڑکنے کی آوازیں
سنائی دے رہی تھیں۔ وہ حیران تھا کہ بھیانک اوڈان انسان

کی شکل میں نیچے کیوں نہیں آیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ
اسے انسانی شکل میں آنے کے لئے لڑکی کے بت کی پیشانی کو
انگلی سے چھونا ضروری تھا۔ کیونکہ خانقاہ میں اس نے ایسا
ہی کیا تھا۔ اس نے اس رات خانقاہ میں آتے ہی بت
کی پیشانی کو انگلی سے چھوا اور انسان بن گیا جو انتہائی بھیانک
شکل کا انسان تھا اور بت بھی لڑکی بن گیا تھا۔

ناگ نے دیکھا کہ دوسرا کیبن بند تھا۔ وہ کونے میں
چھپ گیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ جہاز دائیں بائیں بڑے زور
زور سے ڈول رہا تھا۔ اوپر بادلوں میں بجلیاں کڑک رہی
تھیں۔ بھیانک اوڈان سخت غیض و غضب کے عالم میں تھا۔
اچانک اسے ماریا زینے پر سے نیچے آتی نظر آئی۔ وہ ناگ
کی خوشبو پا کر اس کی طرف آ گئی۔ ناگ نے جان بوجھ کر اسے
نہ بلایا۔ جب وہ قریب آ گئی تو ناگ نے کہا۔

"ماریا! مجھے تمہاری خوشبو آ رہی ہے۔ تم آ گئیں؟"

حالانکہ ناگ ماریا کے دھندلے وجود کو صاف دیکھ رہا
تھا۔ ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارے قریب ہی ہوں۔ اوپر تو
طوفان مچا ہوا ہے۔ لگتا ہے جہاز کسی نہ کسی اونچی
لہر سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ یہ سارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملاح سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔ یہ بہت بُری بات ہوگی کہ یہ بے گناہ لوگ محض ہماری وجہ سے سمندر میں غرق ہو جائیں۔"
ناگ نے کہا۔

"تو پھر تمہارے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ یہاں سے باہر تو ہم نکل نہیں سکتے۔ اوپر بھیانک اوڈان نے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔"
ماریا بولی۔

"اگر یہاں سے کہیں کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں سے سمندر نظر آتا ہو تو تم سمندر میں اتر سکتے ہو۔ میں تو دیوار میں سے بھی گزر کر سمندر کے اندر جا سکتی ہوں۔"
ناگ نے کہا۔

"اس وقت ہم جہاز کے نچلے پیندے میں موجود ہیں۔ یہ حصہ سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہاں اگر کوئی سوراخ ہوتا تو سمندر کا پانی اندر آجاتا۔"
ماریا نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا۔

"تم اندر سے باہر کیوں آگئے ہو؟"
ناگ نے ماریا کو بتایا کہ اندر ملاح آ گئے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھ لیا اس لیے میں یہاں آکر چھُپ گیا ہوں۔ ماریا

کہنے لگی۔

"جب سے اوپر بادل میں بجلیاں کڑک رہی ہیں۔ اور بادل گرج رہے ہیں میرے ہاتھ میں جو بت ہے وہ اس وقت سے کانپ رہا ہے۔"
ناگ نے کہا۔

"یہ بھیانک اوڈان کے خوف کی وجہ سے کانپ رہا ہے ہمیں اسے بھی اس شیطانی مخلوق سے بچانا ہے۔ تم ایسا کرو دوسری منزل میں جا کر دیکھو۔ سمندر میں داخل ہونے کی کوئی جگہ ہے کہ نہیں؟ مجھے جلدی آکر خبر کرنا۔ میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا۔"

ماریا اوپر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد آئی اور بولی۔

"جہاز کی دوسری منزل میں ایک جگہ چھوٹی نالی ہے۔ جہاں سے باورچی خانے کا پانی سمندر میں گرتا ہے۔ اگر اس میں خطرہ نہ ہو تو تم اس نالی میں سے سمندر میں چھلانگ لگا سکتے ہو۔"
ناگ کہنے لگا۔

"تم اس دیوار میں سے سمندر میں داخل ہو جانا میں نالی میں سے سمندر میں چھلانگ لگاتا ہوں اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوائے کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ رینگتا ہوا زینے کی چھت پر سے ہوتا ہوا منزل میں آگیا۔ یہاں کچن کے ساتھ ہی دیوار میں ایک جگہ تھا۔ ناگ نے اس میں سے گردن باہر نکال کر دیکھا۔ باہر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے مگر سمندر کی سطح بھی بالکل قریب تھی اور بڑی بڑی سمندری لہریں سوراخ سے ٹکرا رہی تھیں تھوڑا سا سمندری پانی بھی اندر آجاتا تھا۔

ناگ سوراخ میں گھس کر لیٹ گیا۔ جونہی سمندر کی ایک بڑی موج بلند ہوکر سوراخ سے ٹکرائی ناگ اس کے ساتھ گیا۔ لہر اسے جہاز سے دور لے گئی۔ ناگ سمندر کے نیچے ہی نیچے اترتا چلا گیا۔ اب اسے بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک کی آوازیں بالکل سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ اس نے سمندر کی گہرائی میں اتر کر اوپر دیکھا۔ جہاز کا بہت بڑا پیندا سمندر کی لہروں پر ڈولتا آگے نکل گیا تھا۔ یقیناً بھیانک اوڈان سیاہ طوفان بادل بھی اس کے ساتھ ہی آگے نکل گیا ہوگا ناگ نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ وہ ماریا کو تلاش کر رہا تھا۔ طرف سے اسے ماریا کا دھندلا سایہ سمندر کے پانی کے اندر اس کی طرف آتا نظر آیا۔ ماریا بڑے سکون سے بالکل سیدھی کھڑی ناگ کی طرف بڑھ رہی تھی کیونکہ وہ ناگ کو دیکھ رہی تھی

ناگ بھی ماریا کو اپنی طرف آتا دیکھ رہا تھا مگر اس نے یوں ظاہر کیا کہ وہ اسے بالکل نہیں دیکھ رہا۔

ماریا قریب آئی تو ناگ بولا۔

"ماریا! تمہاری خوشبو آرہی ہے۔ تم خیریت سے ہو ناں؟"

"ہاں ناگ! تم ٹھیک ہو گیا؟" ماریا نے پوچھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ لڑکی کی مورتی تمہارے پاس ہی ہے؟"

"ہاں ناگ! مورتی میرے پاس ہی ہے" ماریا نے جواب دیا۔

ناگ ماریا کے ہاتھ میں لڑکی کی مورتی کو دیکھ رہا تھا مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماریا پر ابھی اس کا یہ راز کھلے کہ وہ مست کال یونی کے سرمے کی وجہ سے اسے دیکھ سکتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے اس نے یہ بہانہ کر کے پوچھا کہ مورتی کہاں ہے؟ ماریا بولی۔

"اب ہمیں سمندر کے اندر ہی اندر سفر کرنا ہوگا ناگ۔"

ناگ نے کہا۔

"ہم مشرق کی طرف سفر کریں گے کیونکہ لنکا کا ملک سمندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے مشرق کی طرف ہے "

اور وہ سمندر کے اندر ہی اندر مشرق کی طرف رُخ کر کے تیرنے لگے۔ سمندر کی تہہ میں اوپر سے سورج کی ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ اب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی کڑک بالکل غائب ہو چکی تھی۔ ناگ ماریا کے ساتھ ساتھ سانپ کی شکل میں تیر رہا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں سمندر کی سطح پر نکل آنا چاہیے۔ ہم بھیانک اوڈان کے سیاہ بگولے سے کافی آگے نکل آئے ہیں "

ماریا نے کہا۔

" تم اسی جگہ سمندر کے نیچے ٹھہرو۔ میں اوپر جا کر دیکھتی ہوں "

ماریا بالکل سیدھی سمندر میں اوپر کی طرف چلی گئی۔ ماریا نے سمندر کی سطح سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ آسمان بالکل صاف تھا اور سورج مغرب کی طرف سمندر میں غروب ہو رہا تھا جس کی سُرخ شعاعیں سارے سمندر پر پھیل رہی تھیں۔ نہ کہیں بھیانک اوڈان کا نام و نشان تھا اور نہ بادبانی جہاز کہیں دکھائی دے رہا تھا۔ ماریا اسی طرح سمندر کے نیچے اتر گئی۔ اس نے ناگ کو سب خیریت کی خبر دی اور ناگ بھی اس کے ساتھ سمندر کی سطح پر آ گیا۔ سورج

کو دیکھ کر انہوں نے اپنے راستے کی سمت مقرر کی اور ماریا نے ناگ کو اُٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی ناگ غائب ہو گیا لیکن عجیب بات تھی کہ ناگ اپنے دُھندلے وجود کو بھی دیکھ رہا تھا۔ یہ اسی مت کال بُوٹی کے سُرمے کا اثر تھا۔ ماریا سمندر سے نکل کر اوپر فضا میں بلند ہو گئی اور اس نے انتہائی تیز رفتاری سے مشرق کی طرف اُڑنا شروع کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ سری لنکا کا جزیرہ ادھر ہی کو ہے۔ مگر یہ جزیرہ بہت دُور تھا۔ رات ہو گئی۔ سمندر پر تاریکی پھیل گئی۔ ماریا اُڑتی چلی گئی۔ ناگ نے کہا۔

"ماریا! رات کے اندھیرے میں کہیں ہم راستہ نہ بھول جائیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ نیچے اگر کوئی جزیرہ دکھائی دے تو وہاں اتر چلو۔ رات وہاں بسر کر کے دن کی روشنی میں دوبارا اپنا سفر جاری کریں گے "

ماریا نے کہا۔

"مجھے نیچے کوئی جزیرہ نظر نہیں آ رہا "

ماریا پرواز کرتی رہی۔ اس نے ستاروں کا حساب لگا لیا تھا۔ مشرق میں ایک بڑا ستارہ چمک رہا تھا۔ وہ اسی کی طرف جا رہی تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ مشرق کی طرف بادل نمودار ہونے لگے۔ ناگ نے کہا۔

"کہیں پھر بھیانک اوڈان تو نہیں آ گیا ماریا؟ یہ بادل چلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ رہے ہیں"

ماریا نے بادلوں کو غور سے دیکھا اور بولی۔

"میرے خیال میں یہ عام بادل ہیں جو بارش برساتے ہیں۔ مگر اس سے ایک نقصان ہوا ہے کہ اب مجھے راستے کی سمت کا اندازہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ستارہ بادلوں میں گم ہو گیا ہے۔ ہمیں کسی نہ کسی ٹاپو پر اترنا ہی پڑے گا"

ناگ اور ماریا دونوں نیچے دیکھنے لگے کہ شاید کہیں کوئی جزیرہ دکھائی دے جائے۔ کافی دور آگے جانے کے بعد انہیں سمندر کی سطح پر ایک سیاہ دھبہ سا دکھائی دیا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ ضرور کوئی جزیرہ ہے ماریا۔ یہاں اتر چلتے ہیں"

ماریا بولی۔

"ابھی معلوم کرتی ہوں"

ماریا نے غوطہ لگایا۔ دھبا بڑا ہوتا گیا۔ پھر اس کی سیاہ چٹانیں رات کے اندھیرے میں دکھائی دینے لگیں۔ ماریا نے کہا۔

"اس جزیرے پر چٹانیں ہی چٹانیں ہیں۔ کوئی درخت نہیں ہے۔ بہر حال میں نیچے اتر رہی ہوں"

ماریا نیچے اتر آئی۔ چٹانوں کے درمیان زمین پر چھوٹے چھوٹے بے شمار پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے ناگ کو زمین پر

دیا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی بولا۔

"ماریا! یہ چھوٹا سا جزیرہ بلکہ ٹاپو غیر آباد لگتا ہے۔ یہاں کہیں سبزہ نہیں۔ کوئی درخت بھی نظر نہیں آ رہا"

ماریا کہنے لگی۔

"ہمیں تو صرف رات ہی گذارنی ہے۔ چلو یہاں آگے چل کر کسی چٹان کی کھوہ میں بیٹھ جاتے ہیں"

ناگ چٹانوں کے درمیان ایک طرف چلنے لگا۔ چٹانیں ایک دوسری کے بالکل ساتھ ساتھ کھڑی تھیں اور ان کے درمیان تنگ راستہ تھا۔ چاروں طرف سے سمندر کی لہریں آ کر کنارے کی چٹانوں سے ٹکرا کر شور مچا رہی تھیں۔ ماریا بھی ناگ کے ساتھ ساتھ فضا میں تیر رہی تھی۔ لڑکی کی مورتی اس کے ساتھ ہی تھی۔ چلتے چلتے وہ چٹانوں کے بیچ میں ایک ایسی جگہ آ گئے جہاں اندھیرے میں انہیں ایک کھلی جگہ دکھائی دی۔ ماریا نے کہا۔

"یہاں پتھروں کے درمیان بیٹھ کر ہم آسانی سے رات بسر کر سکتے ہیں"

ناگ وہیں بیٹھ گیا۔ ماریا اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھا گئے تھے۔ مگر بارش نہیں ہو رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا۔

"اگر بارش ہوئی تو ہم وہ سامنے والی چٹان کے نیچے
میں چلے جائیں گے"

ناگ بولا۔

"یہاں کھلی جگہ پر ٹھنڈی ہوا بھی لگتی ہے"

اندھیرا بہت تھا مگر ناگ اور ماریا اندھیرے میں
سے دیکھ سکتے تھے اس لیے انہیں اندھیرے سے کوئی دقت
محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کے
میں باتیں کرنے لگے کہ ان سے لنکا میں ضرور ملاقات ہو جا
ناگ نے کہا۔

"کیٹی اور تھیو سانگ تو تمہارے کہنے کے مطابق چونکہ
میری تلاش میں سری لنکا کے ملک کی طرف گئے تھے
اس لیے ان سے ملاقات ہو جانے کا امکان ہے
مگر عنبر کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا"

ماریا بولی۔

"عنبر میرے ساتھ تمہاری تلاش میں شمال کے ملک
توران کی طرف گیا تھا۔ وہاں سے ہمارا ہندوستان
کی طرف نکل جانے کا پروگرام تھا۔ اس لیے پورا یقین
ہے کہ عنبر بھی اس علاقے میں کہیں نہ کہیں ہماری تلاش

میں گھوم رہا ہو گا"

وہ باتیں کر رہے تھے کہ انہیں پتھروں کے ٹکرانے کی آواز
سنائی دی۔ ناگ چوکنا ہو گیا۔

اس نے ماریا سے کہا۔

"تم نے یہ آواز سنی؟"

ماریا بولی۔

"ہاں۔ ایسا لگتا ہے کوئی زمین کے پتھروں پر چل رہا
ہے"

ناگ نے اسی وقت سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ ماریا نے کہا۔ میں
جا کر دیکھتی ہوں۔ ماریا فضا میں بلند ہوئی اور اس طرف چلی گئی
جس طرف سے انہیں پتھروں پر انسانی پاؤں کے چلنے کی آواز
سنائی دی تھی۔ ماریا سامنے والی چٹانوں کی طرف آئی تو اسے
روشنی نظر آئی۔ یہ روشنی آگے بڑھ رہی تھی۔ ماریا ذرا
آگے گئی تو دیکھا کہ دو آدمی سروں پر ایک بھاری صندوق اٹھائے
چلے آ رہے ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے دو مسلح تڑنگے آدمی کر
کے ساتھ تلواریں لٹکائے چلے آ رہے تھے۔ ماریا فوراً سمجھ
گئی کہ یہ بحری ڈاکو ہیں۔ جہاز کا ڈاکو کپتان پرانی رسم کے
مطابق اپنا خزانہ اس خفیہ جزیرے پر دفن کرنے آیا ہے
اور جب یہ دو آدمی خزانے کو زمین میں دبا دیں گے تو یہ ڈاکو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپتان اِن دونوں کی گردنیں اُڑا دے گا تاکہ خزانے کا کوئی
گواہ موجود نہ رہے۔ ماریا نے فوراً ناگ کو جا کر خبر کر دی اور
کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا ہمیں اِن دو آدمیوں
کو جو خزانہ اٹھائے چلے آ رہے ہیں بچانا چاہیئے"

ناگ بولا۔

"اب جبکہ ہم نے انہیں دیکھ لیا ہے تو ہمارا
فرض ہے کہ ان دونوں کی جانیں بچائیں"

ماریا نے کہا۔

"تو پھر میرے ساتھ چلو۔ حملہ میں کروں گی۔
بچاؤ گے تم"

ناگ نے سانپ کی شکل بدلی اور ماریا کے ساتھ اِن
چٹانوں کے پیچھے آ گیا جہاں ایک طرف صندوق رکھا تھا۔
دو آدمی کدالوں سے زمین کھود رہے تھے۔ باقی دو پیچھے
کھڑے تھے جب گڑھا کھُد گیا تو بحری ڈاکوؤں کے کپتان
نے حکم دیا کہ صندوق اس میں دفن کر دیا جائے۔ دونوں آدمی
گڑھے میں صندوق لے کر اُتر گئے۔ پھر انہوں نے اس پر
مٹی اور پتھر ڈالنے شروع کر دیئے۔ ماریا نے کہا۔

"کپتان اب اِن پر حملہ کرے گا۔ تم پیچھے سے چلو۔

میں تمہارے ساتھ ہوں ناگ"

ڈاکو کپتان اور اس کے ساتھی نے خاموشی سے تلواریں نیام
سے نکالیں۔ دونوں مزدوروں کی پیٹھ اِن کی طرف تھی۔ ڈاکو کپتان
نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا کہ حملہ کر کے دونوں مزدوروں کی گردنیں
اُڑا دو۔ جونہی انہوں نے تلواریں بلند کیں۔ ماریا نے اِن کو پیچھے
سے کھینچ لیا۔ دونوں ہکا بکا ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ماریا نے
اِن کی گردنوں پر اتنی زور سے پاؤں مارا کہ ان کی گردنوں
کی ہڈیاں ٹوٹ کر آدھی زمین میں دب گئیں۔

دونوں مزدور حیران پریشان ہو کر ڈاکو کپتان اور اسکے ساتھی کی
لاشوں کو دیکھ رہے تھے ماریا نے ناگ کے کان میں کہا۔

"اب تم سامنے آ جاؤ"

ناگ فوراً انسان کی شکل میں سامنے آ گیا اور اس نے دونوں
آدمیوں کو بتایا کہ تمہارا ڈاکو کپتان تمہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا۔
دونوں مزدور ناگ کے قدموں میں گر پڑے۔ اور اس کا شکریہ
ادا کرنے لگے۔ ناگ نے پوچھا۔

"تم لوگ کون ہو اور یہاں کیسے آ گئے؟"

دونوں مزدور اصل میں بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر فرش وغیرہ
دھونے کا کام کرتے تھے اِن میں سے ایک کا نام گارشن تھا۔
اس نے ناگ کو بتایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بھائی تم نے ہماری جان بچائی ہے۔ مگر ساتھ ہی تم نے ہمارے سردار اور اس کے ساتھی کو ہلاک بھی کر دیا ہے۔ اب ہم واپس اپنے جہاز پر گئے۔ تو اس کپتان کے ساتھی ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہم دونوں بھائی ہیں اور بحری ڈاکوں کے جہاز پر مزدوری کر کے پیٹ پالتے تھے۔ ہم جہاز کا فرش دھوتے تھے اور چھوٹے موٹے کام کرتے تھے۔ ہم نے کبھی لوٹ مار میں حصہ نہیں لیا اور کبھی کسی کی جان بھی نہیں لی۔ مگر اب ہم جہاز پر واپس نہیں جا سکتے۔"

ناگ کو انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کا بحری جہاز جنوب کی جانب چٹانوں کے درمیان پیچھے سمندر میں کچھ فاصلے پر گہرے پانی میں لنگر انداز ہے۔ ناگ نے پوچھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟"

گارشن کا دوسرا بھائی کہنے لگا۔

"ہمارے محسن! ہم واپس اپنے ملک جانا چاہتے ہیں۔ یہاں اس بے آباد جزیرے پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ جہاز پر گئے تو کپتان کے ساتھی ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ انہیں بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ کپتان اور اس کے ساتھی کی لاشیں یہاں پڑی ہیں۔"

ناگ بولا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں تمہارے ملک میں پہنچا دوں گا۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں تمہارے جہاز پر چلتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہاں کے حالات کیا ہیں۔ تم یہاں سے کہیں مت جانا۔"

یہ کہہ کر ناگ جنوبی چٹانوں کی طرف چل پڑا۔ ماریا نے سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ ذرا آگے جا کر اس نے ناگ سے کہا۔

"یہ تو ہم نے خوامخواہ کی مصیبت مول لے لی۔ اب ان دونوں بھائیوں کو ان کے ملک کیسے پہنچائیں گے؟"

ناگ نے کہا۔

"جہاز بحری ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے جو لوگوں کے دشمن ہیں اور بے قصور لوگوں کا مال لوٹتے اور انہیں ہلاک کرتے پھرتے ہیں۔ ہمیں ان انسان دشمن درندوں سے انسانوں کو بچانا ہوگا۔ ہم جہاز ان دو بھائیوں کے قبضے میں کر دیں گے۔"

ماریا بولی۔

"چلو۔ چل کر دیکھتے ہیں کہ ہم ان دونوں کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

جزیرے کے جنوبی کنارے پر آکر انہوں نے دیکھا کہ دُور سمندر میں ایک چھوٹا بادبانی جہاز لنگر ڈالے کھڑا تھا اس میں کہیں کہیں لیمپ روشن تھے۔ کنارے پر ایک کشتی بھی کھڑی تھی۔ اسی کشتی پر ڈاکو کپتان اپنا خزانہ لاد کر لایا تھا۔ ماریا بولی۔

"چلو جہاز پر چلتے ہیں"

ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور وہ دونوں فضا میں اُڑتے ہوئے جہاز کے عرشے پر پہنچ گئے۔ ماریا تو سوائے ناگ کے کسی کو نظر نہیں آسکتی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں جہاز کے پچھلے حصے میں آکر لکڑی کے ایک بڑے صندوق پر بیٹھ گیا۔ جہاز کے فرش پر کچھ بحری ڈاکو بیٹھے اونچی آواز میں ایک دوسرے سے مذاق کر رہے تھے۔ ایک نے جزیرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کپتان ابھی تک نہیں آیا"

دوسرے ڈاکو نے کہا۔

"چل کر پتہ کرنا چاہیئے۔ اس نے پہلے کبھی اتنی دیر نہیں لگائی"

فوراً چار ڈاکوؤں نے ایک دوسری کشتی سمندر میں اتاری اور اس میں بیٹھ کر چپو چلاتے خاموش اندھیری رات میں جزیرے

کی طرف روانہ ہوگئے۔ ماریا نے ناگ سے کہا

"تم اسی جگہ بیٹھے رہو ناگ! میں جزیرے میں جا کر دونوں مزدور بھائیوں کی حفاظت کرتی ہوں۔ کیونکہ ان لوگوں نے وہاں کپتان اور اس کے ساتھی کی لاشیں دیکھیں تو مزدور بھائیوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے"

ناگ وہیں صندوق پر بیٹھا رہا اور ماریا جزیرے کی طرف پرواز کر گئی۔ اندھیری رات میں چاروں ڈاکو کشتی چلاتے کنارے پر آکر اتر گئے۔ انہوں نے اپنی کشتی بھی کپتان کی کشتی کے ساتھ کھڑی کی اور جزیرے کی چٹانوں کی طرف چلنے لگے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ میں مشعل تھام رکھی تھی۔ اس کی روشنی میں وہ آگے بڑھ رہے تھے۔

○

COURTESY WWW.OFBOOKSFREE.PK

آتشی سانپ کا زہر

جزیرے میں پہنچ کر انھوں نے اپنے سردار کو آوازیں دیں۔
دونوں بھائیوں نے اپنے ساتھیوں کی آوازیں سنیں تو ڈر کر
ایک چٹان کے کھوہ میں چھپ گئے۔ چاروں ڈاکو مشعل کی روشنی
میں اس جگہ پہنچ گئے جہاں خزانے کا صندوق ایک گڑھے میں پڑا
تھا اور پاس ہی ان کے کپتان اور اس کے ساتھی کی لاشیں پڑی
تھیں۔ ان کی تو آنکھیں سُرخ ہو گئیں۔ انہیں یقین ہو گیا کہ جو دو
مزدور بھائی خزانے کا صندوق اٹھا کر یہاں آئے تھے انہوں
نے ہی کپتان اور اس کے ساتھی کو مار دیا ہے۔ وہ تلواریں کھینچ
کر ان کو تلاش کرنے لگے۔ ماریا ان کے سروں کے اوپر ان کے
ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

یہ چاروں خونی ڈاکو اس چٹان کے قریب سے گزرے جس
کی کھوہ میں دونوں بھائی ڈر کے مارے چھپے ہوئے تھے۔ مشعل
کی روشنی میں ڈاکوؤں نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ فوراً تلواریں لہراتے
ان کی طرف بڑھے مگر انہیں خبر نہیں تھی کہ کھوہ کے باہر ماریا کھڑی

تھی۔ دونوں بھائیوں نے ڈاکوؤں کو آتے دیکھا تو چیخ مار کر بولے
"ہم نے کپتان کو نہیں مارا۔ ہمیں نہ مارو"
مگر ڈاکو بھلا کب سنتے تھے۔ وہ تلواریں لہراتے کھوہ میں
داخل ہونے ہی تھے کہ جو سب سے آگے تھا وہ منہ کے بل آگے
کو گرا۔ ماریا نے اس کی گردن پر زور سے ہاتھ مار دیا تھا۔ وہ
ابھی اُٹھ ہی رہا تھا کہ ماریا نے دوسرے کو بھی گرا دیا۔ پھر تیسرے
اور چوتھے کو بھی ایسی ضرب لگائی کہ چاروں کے چاروں زمین پر
شدید زخمی حالت میں بے ہوش پڑے تھے۔ دونوں بھائیوں
کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کون سی طاقت ہے کہ جو ان کی
مدد کر رہی ہے۔ وہ کھوہ میں سہمے ہوئے بیٹھے تھے کہ ماریا نے کہا۔
"میں سمندروں کی دیوی ہوں۔ میں تمہاری مدد کو آئی
ہوں۔ تم یہاں سے نکل کر کشتی میں بیٹھ کر اپنے جہاز کی
طرف چلو"
دونوں بھائی ڈر رہے تھے۔ مگر ماریا نے کہا:
"جو میں کہتی ہوں وہ کرو۔ خوف نہ کھاؤ۔ تمہیں کوئی
کچھ نہیں کہے گا۔ خزانہ بھی اپنے ساتھ کشتی میں رکھ
لو"
دونوں بھائی ڈرتے ڈرتے کھوہ میں سے نکلے اور خزانے
والا صندوق سروں پر اٹھائے سمندر کے کنارے آگئے صندوق

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کشتی میں رکھا اور جہاز کی طرف چل پڑے۔ ماریا نے کہا۔

"میں جہاز پر جا رہی ہوں۔ تم بلا دھڑک چلے آؤ خبردار ڈرنا بالکل نہیں۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"

دونوں بھائی سہمے ہوئے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سمندر کی دیوی مصیبت زدوں کی مدد کے لیے کبھی کبھی سمندر سے نکل آیا کرتی ہے۔ وہ خاموشی سے کشتی جہاز کی طرف لیے جا رہے تھے ماریا تیزی سے جہاز پر جا پہنچی۔ ناگ کو سارے حالات بیان کیے اور کہا۔

"جہاز پر جتنے ڈاکو ہیں۔ ان سب کو سمندر میں پھینک دینا ہوں۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ تم کس طرح کرو گی؟"

ماریا بولی۔

"تم دیکھتے رہو۔"

ماریا نے ایک جگہ سے مشعل اٹھائی اور جہاز کے کونے پر ہوا میں لہرا کر بولی۔

"سب یہاں آجاؤ۔"

اس نے اپنی آواز میں دبدبہ اور رعب پیدا کر لیا تھا۔ ماریا نے بلند آواز میں کہا۔

"یہاں آجاؤ۔ میں سمندر کی دیوی ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ جہاز کے عرشے پر جمع ہو جاؤ۔ جو یہاں نہیں آئے گا وہ جہاں ہو گا موت کی نیند سو جائے گا۔"

ڈاکو اگرچہ بڑے سنگ دل اور وحشی تھے مگر جاہل اور توہم پرست تھے۔ دیوی دیوتاؤں پر بے حد اعتقاد رکھتے تھے۔ فوراً سارے کے سارے ڈاکو جہاز کے عرشے پر آکر جمع ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ جہاز کے کونے پر ایک روشن مشعل ہوا میں اپنے آپ لہرا رہی ہے تو ان پر خوف طاری ہو گیا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ سمندری دیوی ان کے پاس خود آئی ہے۔ ماریا نے بلند آواز میں کہا۔

"میں پانچ تک گنتی گنوں گی۔ اس گنتی کے پورے ہونے تک جس نے سمندر میں چھلانگ نہ لگائی میں کھڑے کھڑے اس کی جان قبض کر لوں گی۔"

ماریا نے گنتی کرنی شروع کر دی۔ ڈاکوؤں میں ہڑبونگ مچ گئی۔ ان میں سے ہر ایک کو یقین تھا کہ اگر وہ گنتی پوری ہونے تک جہاز کے عرشے پر کھڑا رہا تو اس کی جان قبض کر لی جائے گی۔ ماریا کی گنتی ابھی چار تک پہنچی تھی کہ سارے ڈاکو سمندر میں چھلانگیں لگا چکے تھے۔ ماریا نے چلا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جزیرے کی طرف چلے جاؤ۔ خبردار جس نے اس جہاز
کا رُخ کیا وہیں اس کی جان نکل جائے گی"
ناگ نے دیکھا کہ سارے ڈاکو دیوانہ وار ہاتھ پاؤں مارتے
جزیرے کی طرف تیرتے چلے جا رہے تھے۔ اس اثنا میں دوسری
طرف سے دونوں بھائی بھی کشتی لے کر جہاز کے ساتھ آن لگے۔
ماریا نے اوپر سے آواز دی۔
"خزانے کو اوپر لے کر خود بھی آجاؤ"
اوپر ناگ کو انسانی شکل میں دیکھ کر دونوں بھائی اس
کے قدموں میں گر پڑے۔ اب وہ اسے دیوتا سمجھ رہے تھے۔
ماریا نے کہا۔
"یہ دیوتا ہے اور میں تمہاری سمندری دیوی ہوں"
دونوں بھائی چونک کر جدھر سے آواز آئی تھی اِدھر دیکھنے
لگے۔ گارشن بولا۔
"دیوی جی! تم نے اور دیوتا نے ہماری جان بچائی
ہے۔ ہم ساری زندگی تمہارا احسان یاد رکھیں گے۔
مگر جہاز کے سارے ڈاکو جزیرے کی طرف کیوں
چلے گئے ہیں"
ماریا نے کہا۔
"وہ اب اِدھر کا رُخ نہیں کریں گے۔ اس جہاز کے

مالک اب تم دونوں بھائی ہو۔ چونکہ تم نے کبھی کسی
انسان کو نہیں مارا۔ کبھی لوٹ مار میں حصّہ نہیں لیا
بلکہ جہاز میں محنت مزدوری ہی کی ہے اس لیے تمہیں
یہ انعام دیا جاتا ہے کہ جہاز کے ساتھ ساتھ اس
خزانے کے بھی اب تم ہی مالک ہو"
دونوں بھائی تو حیران رہ گئے۔ ناگ نے کہا۔
"کیا تم دونوں اس جہاز کے ذریعے اپنے وطن پہنچ
سکو گے؟"
گارشن نے کہا۔
"ہاں میرے دیوتا! ہمارا وطن یہاں سے شمال مغرب
کی طرف چار دن اور تین راتوں کے سمندری سفر
کے فاصلے پر ہے۔ ہم جہاز کو چلا سکتے ہیں"
ماریا نے کہا۔
"ٹھیک ہے تم اس جہاز کا لنگر اٹھاؤ اور اپنے وطن
کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ لیکن میری ایک شرط ضرور
پوری کرنا"
"وہ کیا دیوی جی! آپ حکم کریں۔ ہم اسے ہر
حالت میں پورا کریں گے"
ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

"جو خزانہ تم اپنے ساتھ لیے جا رہے ہو اس میں سے آدھا خزانہ غریبوں محتاجوں اور بیواؤں میں خیرات کر دینا۔ اگر تم نے یہ شرط پوری نہ کی تو میں تمہارے پاس پہنچ کر تمہیں بھی موت کی نیند سلا دوں گی!"

دونوں بھائی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور بولے۔

"دیوی ماتا! ہم اپنے ملک جاتے ہی سب سے پہلا کام یہی کریں گے کہ آدھا خزانہ غریبوں محتاجوں اور بیواؤں میں خیرات کر دیں گے۔ آپ بے شک وہاں پہنچ کر دیکھ لیں۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے تم پر یقین ہے لیکن میں اس وقت وہاں موجود ہوں گی۔ جب تم غریبوں میں آدھا خزانہ خیرات کر رہے ہو گے۔ اب لنگر اٹھا کر بادبان کھولو اور اپنے ملک کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"

ناگ نے پوچھا۔

"لنکا کا ساحل یہاں سے ——"

ماریا نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور آہستہ سے کہا۔

"یہ لوگ ہمیں دیوی دیوتا سمجھ رہے ہیں۔ اگر ہم ان سے لنکا کا ساحل دریافت کریں گے تو یہ بھی سمجھیں گے کہ ہم دیوی دیوتا نہیں ہیں بلکہ کوئی جادوگر ہیں۔"

ماریا نے ایک بار پھر دونوں بھائیوں کو تاکید کی کہ جاتے ہی آدھا خزانہ بانٹ دیں اور ناگ سے کہا۔

"ناگ دیوتا! چلو ہم بھی اپنے ملک کی طرف روانہ ہو جائیں۔"

ناگ نے سانپ کی شکل بدلی تو دونوں بھائی ڈر کر ایک طرف بھاگ گئے۔ ماریا نے ناگ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ وہ غائب ہو گیا۔ ماریا جاتے جاتے بولی۔

"خبردار! امانت میں خیانت نہ کرنا۔ میں تمہارے پاس اس وقت موجود ہوں گی۔ اگر تم نے ذرا بھی بد دیانتی کی تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

دونوں بھائیوں نے سر جھکا دیئے اور ایک زبان ہو کر کہا۔

"دیوی کی شرط ضرور پوری ہو گی۔ آدھا خزانہ غریبوں بیواؤں اور محتاجوں میں ہر حالت میں تقسیم ہو گا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں دیکھ لوں گی۔"

اور ناگ کو لے کر جہاز سے اوپر اٹھ گئی اور جزیرے پر آ گئی۔

"جہاز کا لنگر اٹھا کر بادبان کھول دیئے گئے۔ جہاز نے کھلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے کہا۔

"ہم رات بسر کرنے کے لیے اس جزیرے پر اترے تھے اور یہ ہم کس مصیبت میں پڑ گئے۔ کیا خیال ہے رات تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"میری رائے تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے سفر پر روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

ناگ نے ماریا کی اس رائے کو پسند کیا اور آسمان کی طرف دیکھا۔ بادلوں کے بیچ میں سے مشرق کی سمت ستارہ چمک رہا تھا۔ یہی ان کا راہ نما ستارہ تھا۔ چنانچہ ناگ نے سانپ کی شکل بدل ماریا نے اُسے اُٹھا کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا اور اسے لے کر فضا میں پرواز کر گئی۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لیے عنبر کی طرف چلتے ہیں۔

ماریا جب اس سے جدا ہو گئی بلکہ اس کے ہاتھ سے نکل کر غائب ہو گئی تو وہ ملک بنگال سے نکل کر جنوبی ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے یہ معلوم تھا تھیوسانگ اور کیٹی ملک لنکا کی طرف گئے ہیں تاکہ ناگ کو وہاں تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسی لیے عنبر بھی جنوبی ملک لنکا کی طرف چل پڑا کہ کیٹی اور تھیوسانگ

ے ہی جا کر ملاقات کرے اور اسے ماریا کے بارے میں بتائے
ر ناگ کے بارے میں پوچھے۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں ناگ مل گیا ہو۔

جبر گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ گھوڑے کو قدم قدم چلاتا جنگلوں،
دریاؤں، پہاڑیوں میں سے گزرتا ایک دریا کے کنارے پہنچ کر رُک
گیا۔ دریا کا پانی بے حد تیزی سے آگے بہہ رہا تھا۔ عنبر اگر گھوڑے
کو لے کر دریا میں اترتا ہے تو خطرہ تھا کہ دریا کی تیز لہریں عنبر کا تو
کچھ نہ بگاڑ سکیں گی مگر گھوڑے کو ضرور بہا کر لے جائیں گی۔ چنانچہ
وہ دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ گھوڑے کو چلانے لگا۔ اس
کا خیال تھا کہ شاید آگے جا کر کہیں کوئی پُل آ جائے۔ مگر اس زمانے
میں دریاؤں پر بہت ہی کم پُل ہوا کرتے تھے اور یہ پُل بھی کشتیوں
کو جوڑ کر اور رسّوں سے باندھ کر بنائے جاتے تھے۔ عنبر کو کوئی ایسا
پُل بھی نہ ملا۔ پھر بھی وہ چلتا چلا گیا۔ کیونکہ وہ اپنے گھوڑے کو تیز
رفتار دریا کی طوفانی لہروں کے سپرد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جس راستے
پر عنبر گھوڑے پر سوار چلا جا رہا تھا وہ آگے جا کر ایک پہاڑی
کے پیچھے سے گھوم کر آگے جا رہا تھا۔ پہاڑی کے پیچھے ایک چھوٹا
سا جنگل تھا جہاں بے شمار درخت تھے۔ ان درختوں میں عنبر کو
ایک جگہ سے بھاپ کے بادل اُٹھتے دکھائی دینے لگے۔ عنبر حیران
ہوا کہ یہ بھاپ کے بادل یہاں کہاں سے اُٹھ رہے ہیں؟ کیا یہاں
کوئی گرم پانی کا چشمہ؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے گھوڑا اس طرف بڑھایا۔ اس نے درختوں کے قریب جا کر جو منظر دیکھا وہ اتنا حیران کر دینے والا تھا کہ عنبر کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ اس نے دیکھا کہ درختوں کے درمیان پتھروں کے بیچ میں ایک چھوٹا سا تالاب بنا ہوا ہے۔ اس تالاب کے کنارے ایک آدمی بیٹھا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بالٹی ہے وہ تالاب میں سے بالٹی پانی کی بھرتا ہے اور اسے منہ لگا کر پینا شروع کر دیتا ہے۔ بالٹی کا پانی ختم ہوتا ہے تو پھر بالٹی تالاب میں ڈال کر پانی بھرتا ہے اور منہ سے لگا کر غٹا غٹ پی جاتا ہے۔ اس کے جسم سے بھاپ لہروں کی شکل میں نکل نکل کر درختوں میں بادلوں کی طرح بلند ہو رہی ہے۔ عنبر ایسا منظر زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا۔

اس کے دیکھتے دیکھتے تالاب کے کنارے والا آدمی چھ سات پانی کی بھری ہوئی بالٹیاں پی گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو پانی پیتا ہے وہ اس کے جسم میں جا کر بھاپ بن کر اس کے جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ عنبر گھوڑے سے اتر کر اس آدمی کے پاس گیا۔ اس آدمی نے عنبر کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اپنے کام میں لگا رہا اور تالاب میں پانی کی بالٹیاں نکال نکال کر پیتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر میں تالاب کا سارا پانی ختم ہو گیا۔ خدا جانے اس آدمی کو کیسی پیاس لگتی تھی کہ جو بجھنے کا نام

نہیں لیتی تھی۔ جب وہ تالاب کا سارا پانی پی چکا تو اس کے جسم سے بھاپ نکلنا بھی بند ہو گئی۔ پھر وہ گھاس پر بیٹھ گیا۔ دونوں ہتھیلیاں زمین پر ٹکا دیں اور آہستہ آہستہ اپنے سر کو اوپر نیچے کرنے لگا۔ عنبر اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"میرے بھائی! تم کون ہو اور یہ تم پر کیسی آفت آن پڑی ہے کہ پورے تالاب کا پانی پی گئے؟"

اس آدمی نے حسرت بھری نظروں کے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میرا نام بھاسکر ہے۔ یہ مجھے میرے بڑے عملوں کی سزا ملی ہے"

عنبر نے پوچھا۔

"تم نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے بھائی کہ تجھے یہ سزا ملی ہے؟"

بھاسکر بولا۔

"میرے کھیتوں میں ایک کنواں تھا۔ جس کا پانی میں اپنی فصلوں کو دیا کرتا تھا۔ ایک بار ایک فقیر وہاں آیا اس نے مجھ سے پانی مانگا۔ اس وقت میں کھیتوں میں کنوئیں کا پانی لگا رہا تھا۔ میں نے اسے جھڑک دیا۔ کہ دیکھتے نہیں میں اپنی فصل کو پانی دے رہا ہوں۔ دریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر جاکر پانی پی لو۔ چلو۔ میں نے واقعی اسے بڑی طرح سے جھڑک دیا۔ فقیر نے جاتے جاتے کہا اچھا بابا۔ بھگوان کرے کہ تجھے بھی میری طرح پیاس لگے اور تمہاری پیاس کبھی نہ بجھے۔ یہ کہہ کر فقیر چلا گیا۔ میں نے کوئی خیال نہ کیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ کھیت میں سے ایک سانپ نکل آیا اور اس نے میری ٹانگ پر ڈس دیا۔ اس کے ڈستے ہی جیسے میرے اندر آگ لگ گئی۔ میں نے کنوئیں کا پانی پینا شروع کر دیا۔ جوں جوں پانی پیتا گیا میری پیاس بڑھتی گئی اور پانی میرے جسم کے اندر جاکر بھاپ بن کر ——— خارج ہونے لگا۔ میں نے سارے کنوئیں کا پانی ختم کر دیا۔ مگر پیاس اب بھی ختم نہ ہوئی۔ گاؤں کے دوسرے کنوئیں کی طرف بھاگا اور اُسے بھی ختم کر دیا۔ یوں میں نے دو دنوں میں گاؤں کے تینوں کنوئیں پانی سے خالی کر دیئے۔ میرے گھر والے مجھ سے تنگ آ گئے۔ کیونکہ میں ن کے لیے گھر میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑتا تھا۔ گاؤں والوں نے جب دیکھا کہ میں نے کنوؤں کو خالی کرنا شروع کر دیا ہے تو انہوں نے مجھے گاؤں سے نکال دیا۔

میں نے دریا کا رُخ کیا مگر دریا کا پانی ریتلا تھا اس کی وجہ سے میرے پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا۔ میں نے ایک تالاب کو تلاش کر لیا اور اسے بھی خالی کر دیا۔ وہ تالاب ایک باغ کے مالک کا تھا۔ اس نے جو دیکھا کہ اس کے تالاب کا پانی میں نے ختم کر دیا ہے تو اس نے اپنے ملازموں سے میری خوب پٹائی کروائی اور پھر مجھے دریا کے کنارے اس جنگل میں لا کر پھینک دیا۔ اس بات کو چھ مہینے ہو گئے ہیں۔ تب سے میں اس تالاب کے کنارے بیٹھا ہوں۔ خوش قسمتی سے یہاں مجھے ایک قدرتی تالاب بھی مل گیا۔ جب مجھے صبح کے وقت پیاس لگتی ہے تو میں اس قدرتی تالاب پر بالٹی لے کر آ جاتا ہوں اور بالٹیاں بھر بھر کر تالاب کا پانی پینا شروع کر دیتا ہوں۔ جتنا پانی پیتا ہوں وہ سارے کا سارا میرے جسم میں موجود سانپ کے زہر کی گرمی سے بھاپ بن کر اُڑ جاتا ہے۔ تالاب کا پانی ختم ہو جاتا ہے تو میں کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتا ہوں تالاب میں سے نیچے سے پانی دوبارہ آنے لگتا ہے اور جب وہ چند گھنٹوں کے بعد بھر جاتا ہے تو میں بالٹی لے کر دوبارہ پانی پینا شروع کر دیتا ہوں۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ کام میں کئی مہینوں سے کر رہا ہوں۔ میں یہ تالاب چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ شہر میں لوگ مجھے بھوت سمجھ کر ڈرنے لگے ہیں۔ کوئی مجھے اپنے قریب نہیں آنے دیتا۔ بس یہ میری دکھ بھری داستان ہے کاش! میں اس فقیر کے ساتھ بد دعا نہ کرتا۔ اور اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتا۔"

عنبر نے بد قسمت بھاسکر کی ساری کہانی سن کر کہا۔

"میرے بھائی تمہاری دکھ بھری کہانی نے میرا دل ہلا دیا ہے کیونکہ تم جس مشکل میں گرفتار ہو اس میں سے تو میں تمہیں نہیں نکال سکتا لیکن میری ایک تجویز ہے اگر تم چاہو تو اس پر عمل کر کے اس قیامت کی پیاس سے تھوڑی دیر کے لیے نجات حاصل کر سکتے ہو۔"

بے چارے بھاسکر نے تالاب میں جمع ہوتے پانی کی طرف حسرتیں نظروں سے دیکھتے ہوئے بے تابی سے کہا۔

"میرے بھائی تمہارے پاس میرے مرض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ میرا مرض لاعلاج ہے۔ کیونکہ یہ مرض ہی نہیں خدا کی طرف سے دی گئی سزا بھی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"اللہ میاں انسان کو معاف بھی کر دیا کرتا ہے میں تمہیں

اس جنگل ہی سے لے کر ایک ایسی جنگلی بوٹی کھلاؤں گا کہ جس کے کھانے سے تمہیں چوبیس گھنٹے تک پیاس نہیں لگے گی۔ اس کے بعد تمہیں پھر پانی پینا ہوگا۔ اس کے بعد تم پھر چوبیس گھنٹے کے لیے جنگلی بوٹی کھا کر اس اندھی پیاس سے خلاصی حاصل کر سکو گے۔"

بھاسکر نے اداس نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا

"لیکن بھائی مجھے اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ جب چوبیس گھنٹوں کے بعد بھی یہ پیاس لگنی ہی ہے تو پھر بوٹی کھانے سے کیا فائدہ؟"

عنبر بولا۔

"میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میرا ایک بھائی ہے ۔ میں اسی کی تلاش میں جا رہا ہ کا علاج ہے۔ وہ تمہیں ے ہمیشہ کے

بھاسکر
"کیا تم
کے پاس میر
عنبر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے دوست! ہمیں خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا بھائی تمہیں ٹھیک کر دے گا اور تم پھر پہلے کی طرح ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کرنے لگو گے۔"

"تو پھر میں تمہارے ساتھ ہی چلوں گا۔ مجھے تم جنگلی بوٹی دکھلا دو۔ کم از کم چوبیس گھنٹوں کے لیے تو اس بھیانک پیاس سے نجات ملے گی۔"

عنبر نے کہا۔

"تم اسی جگہ بیٹھو۔ میں جنگل میں بوٹی تلاش کر کے لاتا ہوں۔"

عنبر گھوڑا وہیں چھوڑ کر جنگل میں نکل گیا۔ وہ جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ بہت جلد اس نے وہ خاص بوٹی ڈھونڈھ لی اور واپس تالاب کی طرف چلا۔ تالاب پر آ کر دیکھا کہ بے چارہ بھاسکر پھر تالاب میں سے پانی کی بالٹیاں نکال نکال کر پی رہا تھا اور اس کے جسم سے پانی بھاپ بن کر خارج ہو رہا تھا۔ اتنی دیر میں تالاب پانی سے بھر چکا تھا۔ عنبر اس سے ذرا پرے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ بھاسکر پانی کی بالٹیاں بھر بھر کر پی رہا تھا۔ جب تالاب کا پانی ایک بار پھر ختم ہو گیا تو وہ گھاس پر ہتھیلیاں رکھ کر بیٹھ گیا اور ہانپنے لگا۔

اس کے جسم سے بھاپ خارج ہونا بند ہو گئی تھی۔

۵

"ہو جاؤ گے۔ چلو۔"

بھاسکر نے پوچھا کہ ہم کدھر جائیں گے؟ عنبر نے کہا۔

"میں جنوب کے ملک لنکا میں جانا چاہتا ہوں۔ کیا تمہیں اس ملک کا راستہ معلوم ہے؟"

بھاسکر کہنے لگا۔

"کیوں نہیں۔ میں لنکا کئی بار گیا ہوں۔ وہاں میرا ایک رشتے دار رہتا ہے۔ وہ شیلام مندر کا پجاری ہے۔ تمہارے بھائی کا اس سے پتہ مل جائے گا۔ میرے رشتے دار پجاری لنکا ملک میں کئی سالوں سے رہ رہا ہے۔"

عنبر بڑا خوش ہوا کہ اسے ایک اچھا گائیڈ مل گیا ہے۔ جو اسے لنکا پہنچا سکتا ہے۔ اس نے بھاسکر کو اپنے گھوڑے پر اپنے ساتھ بٹھایا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ بہت دور جا کر ایک گاؤں آ گیا۔ اس گاؤں میں پہنچ کر عنبر نے ایک اور گھوڑا خریدا۔ اس پر بھاسکر کو سوار کرایا اور اب وہ دونوں الگ الگ گھوڑوں پر بیٹھ کر لنکا کی جانب چل پڑے۔

ایک طرف عنبر بھاسکر کے ساتھ لنکا کی طرف جا رہا ہے اور دوسری طرف ناگ اور ماریا بھی سمندر کے اوپر پرواز کرتے ہوئے ملک لنکا کی طرف چلے جا رہے تھے۔ تیسری طرف تھیوسانگ اور کیٹی بھی لنکا میں تھے۔ اب ہم تھیوسانگ اور کیٹی کے بارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پتہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کو بتلاتے ہیں کہ جب وہ دونوں ملک لنکا پہنچے تو ان کے ساتھ کیا گزری۔ تھیوسانگ اور کیٹی کا لباس عام ہندوستانی لوگوں ایسا تھا۔ اگرچہ وہ دونوں خلائی مخلوق تھے۔ مگر اس وقت بالکل ہندوستان کے رہنے والے معلوم ہوتے تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ ہندوستان میں رہنے والی عورتوں کی آنکھیں سیاہ ہوتی ہیں۔ جبکہ کیٹی کی آنکھیں ہلکی نیلی تھیں۔ تھیوسانگ اور کیٹی ایک قافلے کے ساتھ سفر کرتے ملک ہندوستان کی جنوبی سمت میں پہنچ گئے۔ آگے سمندر تھا جو لنکا تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ سمندر آج بھی لنکا اور ہندوستان کے درمیان موجود ہے۔ اس کا سمندری فاصلہ ۲۵ کلو میٹر ہے۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے سمندر کا سفر ایک بڑی کشتی میں بیٹھ کر طے کیا۔ دوپہر کے وقت وہ ملک لنکا کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے انہوں نے ایک ایسا قافلہ پکڑا جس میں بیل گاڑیاں تھیں۔ ان بیل گاڑیوں میں مسافر بیٹھے تھے جو لنکا کے دارالحکومت یعنی اس زمانے کے لنکا کے صدر مقام لنکا تک جاتا تھا۔ لنکا کے صدر مقام کا نام بھی لنکا ہی تھا۔ اس پر ایک راجہ وشام حکومت کرتا تھا۔ لنکا شہر میں اس کا ایک شاندار محل تھا۔

تھیوسانگ اور کیٹی نے ملک لنکا میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے فضا میں گہرے سانس لے کر ناگ کی خوشبو سونگھنے

کی کوشش کی مگر ناگ کی خوشبو فضا میں موجود نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"ناگ کی خوشبو یہاں نہیں آ رہی کیٹی!"

کیٹی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں ناگ کی خوشبو آ جائے۔ لنکا شہر یہاں سے کتنی دور ہو گا؟"

تھیوسانگ بولا۔

"یہاں ایک آدمی نے مجھے بتایا تھا کہ دس روز لگیں گے ہمیں لنکا شہر تک پہنچنے میں۔"

کیٹی نے سر جھکا لیا اور بولی۔

"اب ناگ وہاں مل جائے تو اچھا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ ایک بیل گاڑی میں کیٹی کے ساتھ بیٹھا تھا کہنے لگا۔

"اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیٹی۔ بہرحال ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ ناگ ہمیں ضرور مل جائے گا۔"

بیل گاڑی میں دو تین عورتیں اور مرد بھی آ کر بیٹھ گئے۔ بیل گاڑیوں کا یہ قافلہ جنگل میں بنی ہوئی سڑک پر شہر لنکا کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسی طرح جنگلوں پہاڑوں میدانوں میں سفر کرتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیل گاڑیوں کا یہ قافلہ تھیوسانگ اور کیٹی کو لے کر دس روز کے بعد لنکا شہر پہنچ گیا۔ آج سے سینکڑوں سال پرانا شہر لنکا ایک فصیل کے اندر بنا تھا۔ فصیل کے چار بڑے دروازے تھے۔ شہر کے اندر راجہ وشام کا محل تھا۔ یہاں بہت سبزہ تھا۔ دریا اور چھوٹی چھوٹی ندیاں تھیں۔ لنکا شہر سمندر کے کنارے آباد تھا۔ ایک طرف سمندر کی لہریں ساحل پر آکر دور تک جاتی تھیں اور پھر واپس سمندر میں چلی جاتی تھیں۔ یہاں غریب لوگوں کے بے شمار جھونپڑے ناریل کے درختوں کے نیچے بنے ہوئے تھے۔ یہ ماہی گیر تھے جو سمندر میں مچھلیاں پکڑتے اور انہیں ٹوکروں میں بھر کر شہر لے جا کر بیچ دیتے تھے۔ تھیوسانگ اور کیٹی کے پاس بہت تھوڑے سکے رہ گئے تھے۔ یہ بھارت کے راجہ واڑوں کے سکے تھے جو چاندی کے تھے اور لنکا میں بھی چلتے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

"ناگ کی خوشبو اس شہر میں بھی نہیں ہے" وسانگ "

تھیوسانگ پہلے ہی محسوس کر چکا تھا کہ قصبہ یں میں ناگ کی خوشبو کہیں نہیں ہے۔

کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے کسی وجہ سے ناگ کے جسم کی خوشبو رُک گئی۔ وہ کسی طلسم میں بھی تو گرفتار ہو سکتا ہے۔ ہم کل اس کی تلاش میں نکلیں گے۔ ابھی رات ہونے

والی ہے۔ شہر میں جانا بے کار ہو گا"

کیٹی یہ کہہ کر خاموش ہو گئی کہ کل ناگ کو تلاش کریں گے۔

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منگلا دیوی کا ترشول

★

لنکا شہر پر ساری رات بادل گرجتے رہے۔ بارش ہوتی رہی۔ صبح ہوئی تو سورج بادلوں کے پیچھے کہیں غائب تھا۔ بارش ابھی تک ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے سرائے کے برآمدے میں آکر بارش کو دیکھا تو تھیوسانگ بولا۔

"اس شہر میں بارشیں بڑی موسلا دھار ہوتی ہیں۔"

سامنے ناریل کے درخت کے نیچے گھاس پر کتنے ہی ناریل گرے پڑے تھے۔ کیٹی بارش میں بھاگ کر گئی اور ایک ناریل اٹھا لائی کہنے لگی۔

"تھیوسانگ! اس کے اندر جو پانی ہوتا ہے وہ بڑا میٹھا ہوتا ہے۔ میں اسے توڑتی ہوں۔"

اتنے میں سرائے کا کالا کلوٹا ٹھگنا مالک بھاگا ہوا آیا اور بولا۔

"اس ناریل کو مت توڑنا۔"

تھیوسانگ اور کیٹی نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔ تھیوسانگ

نے پوچھا۔

"کیوں بھائی اس ناریل میں ایسی کون سی بات ہے؟"

سرائے والے نے کہا۔

"تم مسافر ہو۔ تم کو معلوم نہیں۔ میں نے تم کو بہت بڑی آفت سے بچا لیا ہے۔ ناریل کے یہ درخت منگلا دیوی کے ہیں۔ ان درختوں سے جو ناریل گرتے ہیں وہ بھی منگلا دیوی کے ہی ہوتے ہیں۔ ہمیں انہیں منگلا دیوی کے مندر میں لے جا کر اس کی مورتی کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ منگلا دیوی رات کو آتی ہے اور ناریلوں کا سارا میٹھا رس پی لیتی ہے۔ یہ ناریل گھاس پر جا کر رکھ آؤ۔"

کیٹی نے اپنی خلائی زبان میں تھیوسانگ سے کہا۔

"یہ جاہل وہم پرست لوگ ہیں۔ بھلا ناریل بھی کسی دیوی کی ملکیت ہوتے ہیں؟ یہ تو قدرت سب کے لیے پیدا کرتی ہے۔ میں اسے واپس نہیں رکھوں گی۔"

تھیوسانگ نے اسے خلائی زبان میں کہا

"نہیں کیٹی۔ یہ لوگ جیسے کہتے ہیں ویسے ہی کرو۔ ہمیں یہاں رہنا ہے اس لیے ان لوگوں کی دشمنی مول نہیں لے سکتے۔ جاؤ میرے کہنے پر ناریل واپس گھاس پر دوسرے

COURTESY WWW.OFBOOKSFREE.PK

ناریلوں کے پاس رکھ آؤ۔"

کیٹی کو غصہ تو بہت آیا مگر تھیو سانگ کے کہنے پر وہ بڑبڑاتی ہوئی بارش میں گئی۔ اور ناریل گھاس پر پھینک آئی۔ سرائے والے نے خوش ہو کر کہا۔

"شاباش بیٹی! تم مصیبت سے بچ گئی ہو۔"

بارش سارا دن ہوتی رہی۔ تھیو سانگ اور کیٹی سرائے سے نکل کر ناگ کو ڈھونڈنے شہر کی طرف نہ جا سکے۔ وہیں سرائے میں بیٹھے عنبر ماریا اور ناگ کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ مگر کیٹی کو اس بات کا ابھی تک غصہ تھا کہ سرائے کے مالک نے اس سے ناریل واپس کیوں لیا؟ اس کا دل ناریل کا میٹھا پانی پینے کو چاہ رہا تھا۔ تھیو سانگ نے اس سے کہا کہ بارش رکتی ہے تو وہ اسے دوسرے باغ سے جا کر دو ناریل لا دے گا۔ اس ملک میں ناریل کے بے شمار درخت تھے۔ کیٹی خاموش ہو گئی مگر دل میں اب اس کو ضد ہو گئی تھی کہ منگلا دیوی کون ہوتی ہے اس سے ناریل چھیننے والی؟ وہ اسی سرائے کے باغ کا ناریل توڑ کر اس کا پانی پیئے گی۔ چنانچہ جب شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تو تھیو سانگ سرائے کے مالک کے پاس یہ پوچھنے چلا گیا کہ یہاں بارش شروع ہوتی ہے تو کب رکتی ہے؟

کیٹی برآمدے میں بانس کے تختے پر لیٹی باغ میں تک رہی تھی۔ نیم

اندھیرے میں اسے گھاس پر گرے ہوئے تازہ ناریل صاف نظر آ رہے تھے۔ اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا۔ کیٹی ایک ایسے خلائی سیارے سے تعلق رکھتی تھی جہاں سائنس بہت زیادہ ترقی کر چکی تھی ——— اور کوئی وہم نہیں کرتا تھا۔ کیٹی بھاگ کر باغ میں گئی۔ بارش ہو رہی تھی۔ اس نے ایک ناریل گھاس پر سے اٹھایا۔ اور اسے اپنی ساڑھی میں چھپا کر سرائے کی کوٹھڑی میں لے آئی۔ یہاں دیا روشن تھا۔ کیٹی نے ناریل کو غور سے دیکھا۔ وہ بارش میں گیلا تھا۔ کیٹی نے ساڑھی کے پلو سے اسے صاف کیا۔ اس ناریل اور عام ناریل میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ یہاں لوگ کس قدر ان پڑھ اور گیر کے فقیر ہیں۔ ایسی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں جو سائنس کے اعتبار سے بالکل غلط باتیں ہیں۔ بھلا کسی منگلا دیوی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اس ناریل کے اندر گھس کر اس کا رس پیئے؟ یہ ضرور مندر کے پجاری کی سازش ہے جو اس طریقے سے ناریل اپنے قبضے میں کر کے آگے کسی ٹھیکیدار کے ہاتھ فروخت کر کے پیسہ کماتا ہو گا۔ یہ کیٹی کی بھول تھی۔ کیونکہ انسان جس ملک میں جاتے اُسے چاہیے کہ اس ملک کے رسم و رواج کا خیال رکھے۔ اُسے معلوم ہونا چاہیے تھا۔ کہ وہ آج سے سینکڑوں برس پہلے کے بھگا ملک میں تھی جہاں جادو ٹونے اور دیوتاؤں کے طلسم کا بڑا زور تھا۔ اس قسم کے واقعات پہلے بھی عنبر ناگ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور تھیوسانگ کے ساتھ پیش آچکے تھے۔ اس لیے [illegible] کا خیال رکھنا چاہیئے تھا کہ یہ سائنس کا زمانہ نہیں ہے۔ کیونکہ جوں جوں علم بڑھتا ہے سائنس کی روشنی پھیلتی ہے جادو ٹونہ اور بھوت پریت بھی ختم ہوتے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ علم اور سائنس کی وجہ سے انسان میں اعتماد اور بھروسہ آجاتا ہے اور جس آدمی کو اپنے اوپر بھرپور اعتماد ہو۔ اس کا یقین پختہ ہو۔ اس پر جادو ٹونے اور بھوت پریت کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔ یہی اعتماد اور یقین ہم میں اسلام نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ہر سچے مسلمان کو چونکہ اپنے خدا پر یقین ہوتا ہے کہ وہی دنیا کی ہر شے کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہر شے اُس کے حکم سے عمل میں آتی ہے۔ اس لیے اس پر جادو ٹونے اور بھوت پریت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پیارے دوستو! میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ خدا پر پکا یقین رکھنے والے مسلمان پر جادو کا اثر کبھی نہیں ہوتا۔ جادو اور بھوت کا اثر صرف کمزور عقیدے والے لوگوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہپناٹائیز بھی وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی شخصیت کمزور ہوتی ہے۔ طاقتور شخصیت رکھنے والے لڑکے یا لڑکی کو دنیا کا بڑے سے بڑا ماہر بھی ہپناٹائیز نہیں کر سکتا۔ کیٹی کی شخصیت اگرچہ مضبوط تھی اور اُسے بھوت پریت پر یقین بھی نہیں تھا۔ لیکن اس کا یہ ایمان نہیں تھا کہ خدا ایک ہے اور دنیا کی ہر چیز اُسی کے حکم سے حرکت

[illegible] ہے وہ جدید سائنسی دور کے سیارے کی مخلوق تھی اور [illegible] سمجھتی تھی کہ دنیا کی ہر شے اپنے اندر کیمیکل تبدیلیوں کی وجہ سے [illegible] حرکت میں آتی ہے اور اپنی شکل بدلتی ہے۔ اس اعتبار سے [illegible] پھر جادو ٹونے سے بھی آدمی کے جسم کے مادے میں کیمیکل [illegible] پیدا کی جاسکتی ہے۔ جادو ٹونے کی کیمیکل تبدیلی کو صرف [illegible] اسلام پر پکے ایمان کی طاقت ہی روک سکتی ہے۔ اس سے [illegible] طاقت دنیا میں اور کوئی نہیں۔ اس لیے تم بھی اپنے اندر [illegible] ایمان کی پختگی اور طاقت پیدا کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] کس طرح تمہیں ہر آفت سے محفوظ کر دیتا ہے۔ کیٹی کے پاس [illegible] سائنس کا علم تو تھا مگر ایمان کی دولت اور پختگی نہیں تھی۔ چنانچہ [illegible] اس کے اندر کسی طلسم کی حرکت سے کیمیکل تبدیلی پیدا ہو سکتی تھی اور ایسا ہی ہوا۔

ناریل کیٹی کے ہاتھ میں تھا اور وہ اُسے بھائی موٹی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ باہر بارش کی آواز آرہی تھی۔ ناریل کے اندر میٹھے پانی کے خیال نے کیٹی کو بے تاب کر دیا۔ پھر اسے فند بھی تھی کہ اس کو ناریل اُٹھانے سے کیوں منع کیا گیا تھا۔ پھر اس نے ناریل کے اوپر زور سے ہاتھ مارا۔ ناریل اوپر سے ٹوٹ گیا مگر اس کے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کسی عورت نے چیخ ماری ہو۔ کیٹی کے ہاتھ سے ناریل نیچے گر گیا۔ ناریل کا پانی فرش پر بکھر گیا۔ کیٹی

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

خوف زدہ سی ہو کر ناریل کے دونوں ٹکڑوں کو تکنے لگی۔ اچانک
ناریل کے اندر سے ایک چڑھی ہوئی آنکھوں نکلتے لمبے بالوں والا
ہونٹوں سے باہر نکل ہوئی لمبی زبان والی ایک عورت باہر نکل
اس کے ہاتھ میں لوہے کا ترشول تھا۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں
کا ہار تھا۔ کیٹی باہر کو بھاگنے لگی تو ترشول والی عورت نے اپنا ترشول
کیٹی کے جسم سے لگا دیا۔ ترشول کے لگتے ہی کیٹی چھوٹی ہونی
شروع ہو گئی۔ وہ دیکھتے دیکھتے ہاتھ کی انگلی جتنی چھوٹی
ہو گئی۔ اس کے منہ سے ہلکی ہلکی چیخوں کی آواز نکل رہی تھی۔
وہ تھیوسانگ کو آوازیں دے رہی تھی۔ مگر اس کی آواز اتنی
چھوٹی اور کمزور تھی کہ بڑی مشکل سے سنائی دے رہی تھی۔
ترشول والی دیوی نے کیٹی کو ترشول کے کانٹوں کے بیچ میں پھنسا
کر ناریل کے اندر ڈال دیا۔ پھر خود بھی ناریل کے اندر داخل ہو
گئی۔ ناریل کا ٹوٹا ہوا ٹکڑا جڑ گیا اور پھر ناریل غائب ہو گیا۔

تھیوسانگ سرائے کے مالک کے پاس بیٹھا اس سے باتیں
کر رہا تھا۔ سرائے کا مالک اسے بتا رہا تھا کہ لنکا میں برسات کی
جھڑیاں بڑی لمبی ہوتی ہیں۔ اور کئی کئی روز تک جاری رہتی ہیں کچھ
دیر باتیں کرنے کے بعد تھیوسانگ اٹھ کر واپس اپنی کوٹھڑی میں آ
گیا۔ اس نے دیکھا کہ کیٹی وہاں نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ شاید کہیں
کسی کام سے گئی ہو گی۔ وہ کوٹھڑی کے سامنے برآمدے میں بانس

کی کرسی پر بیٹھ کر صحن کے باغ میں شام کا اندھیرا پھیلتے دیکھنے
لگا۔ ناریل کے درخت بارش اور اندھیرے میں ڈوبتے چلے جا
رہے تھے۔ تھیوسانگ کو خیال آیا کہ کوٹھڑی میں دیا جلا دینا چاہیئے۔
وہ اٹھ کر کوٹھڑی میں آگیا۔
اس نے طاق میں رکھے ہوئے دیئے کو روشن کیا تو اچانک
اس کی نگاہ فرش پر پڑی جو گیلا تھا۔ جیسے کسی نے وہاں پانی گرا دیا
ہو۔ یہ اصل میں ناریل کا میٹھا رس گرا ہوا تھا۔ جسے کیٹی نے
توڑا تھا۔ تھیوسانگ نے جھک کر دیکھا۔ گیلی جگہ پر چیونٹیاں
رینگ رہی تھیں۔ کیونکہ وہ میٹھا رس تھا۔ تھیوسانگ یہی سمجھا
کہ کیٹی کے ہاتھ سے شربت گر گیا ہو گا۔ وہ واپس برآمدے
میں آکر بیٹھ گیا۔ سرائے میں تمام کوٹھڑیوں میں چراغ روشن
ہو گئے تھے۔ اتنے دو سر منڈے زرد کپڑوں والے آدمی ہاتھوں
میں بڑے تھیلے لیے ہوئے آئے۔ وہ باغ میں جا کر بارش میں گرے
پڑے ناریل اٹھا کر تھیلوں میں بھرنے لگے۔ تھیوسانگ کو سرائے
کے مالک کی بات یاد آگئی کہ شام کو یہ گرے پڑے ناریل منگلا دیوی
کے پجاری آکر لے جاتے ہیں۔
وہ خاموشی سے ان پجاریوں کو ناریل اٹھا اٹھا کر تھیلوں میں
ڈالتے دیکھتا رہا۔ جب وہ سارے ناریل تھیلوں میں ڈال چکے
تو تھیلوں کو سروں پر رکھا اور آہستہ آہستہ منگلا دیوی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھجن گاتے باغ سے نکل کر سرائے کے باہر کھڑی بیل گاڑی میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں کچھ لوگ ہاتھ باندھے ادب سے کھڑے تھے۔ انہوں نے پجاریوں کے آگے سر جھکا دیئے۔ پجاریوں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں آشیرباد دی اور گاڑی چلانے وہاں سے چلے گئے۔ تھیوسانگ سوچنے لگا کہ اس دنیا میں ابھی کس قدر جہالت ہے اور لوگ کیسے کیسے توہمات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسے اپنے سیارے کی دنیا یاد آنے لگی جہاں سائنس اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ وہاں لوگ دوسرے سیاروں تک روشنی کی رفتار کے ساتھ سفر کرتے تھے۔

تھیوسانگ کو وہاں بیٹھے جب آدھا گھنٹہ گزر گیا اور کیٹی وہاں نہ آئی تو اسے فکر ہوئی کہ کیٹی کہاں چلی گئی؟ وہ اٹھا۔ سرائے میں کچھ خالی کوٹھڑیاں بھی تھیں۔ تھیوسانگ اس طرف گیا۔ کوٹھڑیاں خالی تھیں دور آگے غسل خانہ تھا۔ وہاں بھی کیٹی نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے اوپر کو سائن لیا۔ یہ دیکھ کر اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی کہ سرائے کی فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے سرائے میں ہر جگہ اسے دیکھا۔ کیٹی اسے کہیں نہ ملی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیٹی کہاں غائب ہو گئی؟

آخر اس نے آس پاس کی کوٹھڑیوں میں جو کچھ مسافر ٹھہرے ہوئے تھے ان سے کیٹی کے بارے میں پوچھا کہ آپ نے میری بہن کو تو نہیں دیکھا جس وقت کیٹی نے باغ میں سے نہ ملنے پر گھبرا

اس وقت چونکہ بارش ہو رہی تھی اور شام کا اندھیرا بھی چھانے لگا تھا اس لیے لوگ اپنی اپنی کوٹھڑیوں کے اندر تھے۔ کسی نے کیٹی کو ناریں اٹھا کر اندر جاتے نہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ کسی نے یہی کہا کہ بھائی ہم نے تمہاری بہن کو نہیں دیکھا۔ تھیوسانگ کسی سا ہو کر برآمدے میں آ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے سوچا کہ چاہے بارش ہو اسے کیٹی کو آس پاس کے علاقے میں تلاش کرنا چاہیئے چنانچہ اس نے اپنے سر پر چادر ڈالی اور گستی بارش اور رات کے گہرے ہوتے اندھیرے میں باہر نکل گیا۔

حالانکہ اسے کیٹی کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ پھر بھی اس نے اپنی تلاش جاری رکھی اور سرائے کے باہر جو ایک لمبا باغ تھا اس میں کیٹی کو ڈھونڈنے لگا۔ اس نے دو ایک بار کیٹی کو آواز بھی دی۔ یہ باغ پرانے زمانے کا باغ تھا۔ جہاں بڑے گنجان درخت تھے اور جگہ جگہ دیوی دیوتاؤں کے عجیب و غریب پتھروں کے کالے سیاہ بت بنے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ جگہ اونچی نیچی سی تھی اس لیے اس جگہ سے پرساتی نالے تیزی سے دھڑ دھڑاتے شور مچاتے بہہ رہے تھے۔ درختوں میں سے بارش کی بوچھاڑیں تھیوسانگ پر گر رہی تھیں۔ اس نے اندھیرے میں سارا باغ چھان مارا کیٹی کا کہیں سراغ تک نہ ملا۔ اندھیرا بھی کافی گہرا ہو گیا تھا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیوسانگ تھک ہار کر واپس کوٹھڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ اس بات کا سخت افسوس تھا کہ وہ ناگ کو تلاش کرنے آ تھے کہ کیٹی بھی ہاتھ سے جاتی رہی۔ اسی طرح رات گزر گئی روز بارش تھم گئی دن کا اجالا ہوا تو تھیوسانگ نے دیکھا کہ جہاں ناریل کا پانی گرا تھا چیونٹیوں کی قطاریں لگی تھیں۔ تھیوسانگ کوئی خیال نہ کیا جبکہ اسے سوچنا چاہیئے تھا کہ یہ کیا شے فرش گری ہوئی ہے؟ کہیں یہ ناریل کا میٹھا رس تو نہیں ہے۔ مگر تھیوسانگ کیٹی کی پریشانی میں کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ اس کا رُخ شہر طرف تھا۔ شہر کی فصیل باٹوں کے پار تھی۔ پرانی سیاہ پتھروں کی فصیل تھی جو بارش میں بھیگ رہی تھی۔ فصیل کے اوپر گول چھتریوں وا برج بنے ہوئے تھے۔ شہر کا بڑا دروازہ کھلا تھا۔ لوگ آجا رہے تھے۔ کوئی پہرہ نہیں تھا۔ پہرہ صرف رات کو لگتا تھا۔

تھیوسانگ شہر میں داخل ہوگیا۔ لنکا کا شہر بہت گنجان تھا۔ بیل گاڑیاں اور ہاتھی سڑکوں پر چل رہے تھے۔ لوگوں کے لباس سینکڑ برس پرانے تھے اور وہ قدیم سنہالی زبان میں باتیں کرتے تھے جگہ جگہ اناناس ناریل اور زرد کیلوں کے گچھے بک رہے تھے عورتوں نے بانوں کے جوڑے بنا کر ان میں پھول لگا رکھے تھے۔ لوگوں کے رنگ گہرے سانولے اور قد ٹھگنے تھے۔ شہر میں جگہ جگہ دیوی دیوتاؤں کے مندر بنے تھے۔ جن میں عورتیں اور مرد پوجا کرنے جا رہے

تھے۔ شہر میں بھی تھیوسانگ کو کیٹی کی خوشبو محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بڑا حیران بھی تھا اور پریشان بھی کہ یہ کیٹی اچانک کہاں غائب ہوگئی؟

چلتے چلتے وہ شہر کے مغربی کنارے پر آگیا۔ یہاں شہر کی فصیل نہیں تھی۔ کیونکہ آگے وسیع سمندر تھا۔ سمندر کے کنارے ناریل کے بے شمار درخت ساحل کے ساتھ ساتھ کھڑے سمندر کی طرف سے آنے والی صبح کی ہوا میں جھوم رہے تھے۔ ان کے درمیان غریب مچھیروں کی جھونپڑیاں تھیں کئی مچھیرے کشتیوں میں بیٹھے سمندر میں جال پھینکے مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ ان کی عورتیں جھونپڑیوں کے آگے بیٹھی مچھلی صاف کر رہی تھیں۔ کوئی آگ جلائے کھانا پکا رہی تھی۔ کوئی ناریل کی چھال کی رسّی بٹ رہی تھی۔ تھیوسانگ ان کے قریب سے گزر کر سمندر کے کنارے آگیا۔ اس نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر سمندر میں ایک چٹان پر مندر بنا ہوا ہے جس کے مخروطی مینارے پر تانبے کا ترشول لگا ہے۔ اس مندر تک جانے کے لیے سمندر میں بڑے بڑے پتھروں کا ایک قدرتی پُل بن گیا ہوا تھا۔ لوگ اس پر چلتے مندر کی طرف جا رہے تھے۔ کوئی بھجن گا رہا تھا۔ کوئی جھوم جھوم کر رقص کر رہا تھا۔

تھیوسانگ نے ایک مچھیرے سے پوچھا کہ یہ کس کا مندر ہے؟

مچھیرے نے سر سے پیر تک تھیوسانگ کو دیکھا اور بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مسافر معلوم ہوتے ہو"
تھیو سانگ کہنے لگا۔
"ہاں بھائی میں اس ملک میں اجنبی ہوں اور یہاں کے مندروں کی سیر کرتے آیا ہوں"
پجاری بولا۔
"یہ منگلا دیوی کا مندر ہے۔ دن کے وقت سمندر میں پتھروں کا راستہ ظاہر ہو جاتا ہے مگر رات کو سمندر چڑھتا ہے تو یہ پتھر پانی میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور پھر مندر کو نہ تو کوئی جا سکتا ہے اور نہ مندر سے کوئی واپس آ سکتا ہے اگر تم مندر کی یاترا کرنا چاہتے ہو تو دن ہی دن میں مندر دیکھ کر واپس آ جانا۔ رات ہو گئی تو راستہ سمندر میں ڈوب جائے گا۔ پھر رات تمہیں وہیں دیوی جی کے مندر میں ہی گزارنی پڑے گی"
تھیو سانگ کا دل تو نہیں چاہتا تھا مگر پھر یہ سوچ کر چلو مندر کی سیر کرنے میں کیا حرج ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کیٹی کا کوئی سراغ ہی مل جائے۔ یہ سوچ کر وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ منگلا دیوی کے مندر کی طرف چل پڑا۔ بڑے بڑے پتھر سمندر سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ ان پتھروں پر لوگوں نے ایک سڑک بنا دی تھی۔ دونوں طرف سے سمندر کی زبردست

وہیں آ کر ان پتھروں سے زور شور سے ٹکراتی تھیں اور پانی کی پھوار لوگوں پر پڑ رہی تھی۔ مندر کی سیڑھیوں تک جاتے جاتے سارے مسافر بھیگ جاتے تھے۔ مگر وہ خوشی سے منگلا دیوی کی جے کے نعرے لگاتے اور سنہالی زبان میں کہتے
"دیوی ہمیں امرت جل میں نہلا رہی ہے"
تھیو سانگ نے سیڑھیوں کے پاس جا کر دیکھا کہ مندر ایک چٹان کے چبوترے پر بنا تھا۔ اس کے آس پاس ناریل کے کتنے ہی درخت اگے تھے۔ زمین پر جگہ جگہ ناریل گرے ہوئے تھے۔ مگر انہیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگاتا تھا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا۔
"کیوں بھائی۔ لوگ یہاں سے ناریل کیوں نہیں اٹھاتے؟"
اس آدمی نے چونک کر تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔
"تم پردیسی لگتے ہو بھائی یہ ناریل منگلا دیوی کی امانت ہیں۔ جو کوئی انہیں ہاتھ لگائے گا۔ جل کر راکھ ہو جائے گا"
تھیو سانگ نے کہا۔
"تو کیا یہ اسی طرح پڑے رہتے ہیں؟"
وہ آدمی کہنے لگا۔
"نہیں بھائی۔ آدھی رات کو منگلا دیوی سمندر کی لہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بن کر آتی ہے اور اپنے ان سارے ناریوں کو بہا کر
سمندر میں لے جاتی ہے"

تھیوسانگ نے آگے کوئی سوال نہ کیا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا
کہ یہاں رات کو جوار آتی ہے۔ جوار بھاٹا سے مراد سمندر کی لہروں
کا اتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ چاندنی راتوں میں ہوتا
ہے مگر بعض جنوبی علاقوں میں آدھی رات کو بھی سمندر چڑھ جاتا
ہے اور ساحل پر بنی ہوئی چھوٹی چٹانیں سمندر میں ڈوب
جاتی ہیں۔ ایسی ہی لہر اس مندر کے آس پاس بھی آتی تھی اور
مندر کے احاطے میں گرے پڑے ناریل اپنے آپ سمندر کے ساتھ
بہہ کر سمندر میں چلے جاتے تھے۔

تھیوسانگ سیڑھیاں چڑھ کر مندر میں آگیا۔ یہ بڑا ہی
پُراسرار مندر تھا۔ کیونکہ ایک، تو اس کی دو کوٹھڑیاں تھیں جو
بہت ہی چھوٹی تھیں۔ ان میں سے ایک میں صرف ناریل اور
چاندی کے سکوں کا ڈھیر لگا تھا اور دوسری کوٹھڑی میں منگلا
دیوی کی مورتی دیوار میں کھدی ہوئی تھی۔ اس پر سیندور ملا تھا
کوٹھڑی کی دہلیز میں پجاری بیٹھا بھجن گا رہا تھا۔ پوجا کرنے والے
چاندی کے سکے ساتھ والی کوٹھڑی میں ڈال کر پجاری کے پاس
آکر ماتھا ٹیکتے۔ پجاری انہیں ایک پھول دیتا اور وہ سر جھکائے
اُلٹے قدموں واپس چلے جاتے۔

تھیوسانگ نے ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھا کہ منگلا دیوی
کی آنکھیں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ زبان باہر لٹک رہی تھی۔
ایک ہاتھ میں ناریل تھا اور دوسرے ہاتھ میں ترشول تھا۔
گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ تھیوسانگ نے اس قسم کی
مورتیاں اپنے لمبے پُراسرار سفر کے دوران دیکھی تھیں۔ اس
لیے اس کے لیے کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں
مورتوں میں کیٹی کو تلاش کر رہی تھیں کہ ہو سکتا ہے کسی نے اس
کو طلسم کر کے یہاں پہنچا دیا ہو۔ لیکن کیٹی کی صورت اسے کہیں بھی
نظر نہ آئی۔ مندر کے پیچھے چٹان کی ایک بہت اونچی دیوار
تھی جس میں چھوٹے چھوٹے غار بنے ہوئے تھے۔ ان غاروں
میں باہر سے آتے ہوئے یاتری ٹھہرتے تھے تھیوسانگ ادھر
بھی گیا۔ ایک ایک کر کے سارے یاتریوں کے غاروں کو دیکھا۔
کیٹی یہاں بھی اسے دکھائی نہ دی۔

اسی طرح چلتے پھرتے دن کافی گزر گیا تو تھیوسانگ نے
سوچا کہ اب واپس چلنا چاہیئے۔ وہ مندر کی سیڑھیوں کے قریب
پہنچا تو اس نے ایک بندر کو دیکھا کہ درخت کے نیچے گرے ہوئے
ایک ناریل کو لے کر بھاگا۔ پجاری نے شور مچا دیا کہ ملیچھوں
منگلا دیوی کا ناریل لے جا رہا ہے۔ لوگ لاٹھیاں لے کر بندر
کے پیچھے دوڑے۔ بندر ناریل پھینک کر درخت پر چڑھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انیس دانت دکھانے لگا۔ پجاری نے ناریل اُٹھا لیا۔ اسے پو
ماتھے سے لگایا اور وہیں گھاس پر رکھ دیا۔ تھیوسانگ آ
بڑھا تو ایک یاتری اس کے قریب آکر بولا

"تم پردیسی معلوم ہوتے ہو۔ کس دیس سے آئے ہو؟"

تھیوسانگ کا رنگ سانولا نہیں تھا بلکہ گورا تھا۔ اس نے کہ
میں شمالی پہاڑی علاقے سے آیا ہوں۔ یاتری بولا "تم میرا ایک
کام کروگے؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔ مجھے کیا کرنا ہوگا؟ یاتر
نے کہا۔

"بھائی! میری بیوی بیمار ہے۔ میں شہر اس کے لیے
دوائی لینے جا رہا ہوں۔ تم اس کے پاس بیٹھو۔
اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسے دے دینا۔
میں جلدی واپس آجاؤں گا۔ میں اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں
جانا چاہتا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"بھائی میں خدمت کرنے کو تیار ہوں۔"

یاتری ایک کوٹھڑی میں آگیا جہاں اس کی بیمار بیوی
تختے پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ تھیوسانگ
اپنی بیمار بیوی کے پاس چھوڑ کر شہر دوائی لینے چلا گیا۔ تھیوسانگ
بیمار عورت کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بیمار عورت

پانی مانگا۔ تھیوسانگ نے اسے مٹکے میں سے پانی نکال کر پلایا۔
بیمار عورت کے خاوند نے شہر میں دیر لگا دی۔ شام ہو رہی تھی۔
جب وہ آیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"بھائی مجھے معاف کر دینا۔ وید جی گھر پر نہیں تھے۔
ان سے دوائی لینے مجھے گاؤں جانا پڑا۔ تمہارا شکریہ
کہ تم نے میری بیمار بیوی کی دیکھ بھال کی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"کوئی بات نہیں بھائی! اب میں جاتا ہوں۔"

یاتری کہنے لگا۔

"بھائی جلدی چلے جاؤ۔ کیونکہ سمندر میں جوار آنے والی
ہے۔ پانی چڑھ گیا تو پل سمندر میں ڈوب جائے گا۔"

تھیوسانگ فوراً کوٹھڑی سے نکلا اور سمندری پل کی طرف
تیز تیز چلنے لگا۔ مگر جب وہ پل کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ سمندر میں
جوار آگیا تھا اور پل کے پتھر سمندر کے پانی میں ڈوب چکے تھے۔
سمندری لہریں زور شور سے ساحل کی چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔
تھیوسانگ سمندر میں تیر کر بھی واپس جا سکتا تھا۔ مگر اس میں
خطرہ بھی تھا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ اب رات اسی مندر
کی کسی کوٹھڑی میں گزارنی چاہیے۔ صبح صبح سمندر کا پانی اُتر
جائے گا تو وہ واپس سرائے میں چلا جائے گا۔ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ سوچ کر واپس اسی یاتری کی کوٹھڑی میں آگیا جس کی بیمار بیوی کی اس نے تیمار داری کی تھی۔ وہ یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ کو میں نہ وہ یاتری تھا اور نہ اس کی بیمار بیوی ہی وہاں تھی۔ جس پر یاتری کی بیمار بیوی لیٹی تھی وہ تختہ خالی پڑا تھا۔

تھیوسانگ حیرانی سے کان کھجانے لگا کہ یہ کیا چکر ہے۔ وہ یاتری اور اس کی بیمار بیوی کہاں چلے گئے؟ وہ عورت تو اتنی بیمار تھی کہ اٹھ بھی نہیں سکتی تھی۔ پھر یہ لوگ کہاں چلے گئے؟ اس نے ساتھ والی کوٹھڑی میں ٹھہرے ہوئے ایک بوڑھے یاتری سے پوچھا کہ اس کوٹھڑی میں جو یاتری اپنی بیمار بیوی کو لے کر ٹھہرا ہوا تھا وہ کہاں چلا گیا ہے؟ بوڑھے یاتری نے کہا۔

"بیٹا میں جب سے مندر میں آیا ہوں یہ کوٹھڑی خالی پڑی ہے۔ یہاں کوئی بیمار عورت اور اس کا خاوند نہیں تھا۔ یہ تو کئی روز سے خالی ہے۔"

تھیوسانگ الجھن میں پھنس گیا کہ یہ کیا معمہ ہے۔ بہرحال اس کو رات گزارنی تھی۔ وہ خالی کوٹھڑی میں تختے پر لیٹ گیا۔ کوٹھڑی میں کوئی دیا یا مٹی کا چراغ روشن نہیں تھا۔ رات ہوئی تو کوٹھڑی میں اندھیرا ہوگیا۔ مگر تھیوسانگ کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ چپ چاپ لیٹ کر کیٹی کے بارے میں سوچتا رہا کہ وہ اچانک کہاں گم ہوگئی، پھر اسے ناگ اور عنبر ماریا کا بھی خیال آگیا کہ ان سے ملے بھی کافی دیر ہوگئی ہے۔ عنبر اور ماریا تو ناگ کو ڈھونڈتے

[redacted] ملک کی طرف گئے تھے۔ خدا جانے کہاں ہوں گے اور ان سے [redacted] رات کب ہوگی۔ اسی طرح سوچتے سوچتے رات گہری ہوتی گئی۔ [redacted] ندر کی فضاؤں میں خاموشی چھا گئی۔ اس خاموشی میں صرف سمندر کی لہروں کی آواز ہی سنائی دیتی تھی جو ساحل کی چٹانوں سے ٹکرا کر واپس چلی جاتی تھیں۔ تھیوسانگ بھی بھوک پیاس اور نیند سے بے نیاز تھا یعنی اس کو کچھ کھانے پینے اور سونے کی حاجت نہیں تھی۔ اس دنیا کی فضا میں ان کے جسم کے لیے اتنی توانائی موجود تھی کہ وہ صرف سانس لینے سے ہی پوری ہو جاتی تھی۔

تھیوسانگ نے پھر بھی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ دیر تک تختے پر لیٹا رہا۔ اچانک آنکھیں بند کیے اندھیری کوٹھڑی میں اسے لمبی سسکار کی آواز سنائی دی۔ تھیوسانگ نے آنکھیں کھول دیں۔ اندھیرے میں وہ دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے دروازے میں سے ایک بہت بڑا بن مانس حلق سے سسکار کی آواز نکالتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھیوسانگ صرف اسی صورت میں ہلاک ہو سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ کی کوئی انگلی کاٹ دی جاتی۔ لیکن اس بن مانس کا قد اتنا اونچا تھا اور منہ اتنا بڑا تھا کہ تھیوسانگ کو وہ زندہ ہڑپ کر سکتا تھا۔ وہ گھبرا کر سونے کی طرف دوڑا۔ بن مانس نے ایک خوفناک آواز حلق سے نکالی اور اس کی طرف اپنے بالوں بھرے لمبے ہاتھ بڑھائے۔ تھیوسانگ کے لیے بچنے کا اب صرف ایک ہی راستہ تھا۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نظر نہیں آرہا تھا۔ تھیوسانگ سمندر کے کنارے رُک گیا۔ وہ
ڈوب کر مر تو نہیں سکتا تھا مگر غوطے کھانے سے ادھ موا ضرور ہو سکتا
تھا۔ پہلے تو اس نے اپنا ارادہ بدل دیا کہ اسی جگہ رات گزار دے
جس کو پانی کی لہر پیچھے ہٹے تو واپس چلا جائے۔ لیکن جب اس نے
اپنے پیچھے بن مانس کی بھیانک آواز سنی تو تھیوسانگ نے پیچھے مڑ
کر دیکھا۔ وہی دیو ہیکل بن مانس اس کی طرف دوڑا چلا آرہا تھا۔
خدا جانے اس نے تھیوسانگ کو کیسے دیکھ لیا تھا۔ حالانکہ اس
وقت تھیوسانگ کا قد ایک ننھے سے بھی ننھے چوہے جتنا تھا۔
بن مانس اس کی طرف بھاگا چلا آرہا تھا۔ تھیوسانگ نے سمندر
میں چھلانگ لگا دی۔ سمندر کی بہت بڑی لہر چٹانوں سے ٹکرا کر واپس
جا رہی تھی۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو اس لہر میں گرا دیا۔
سمندر کی لہر اسے لے کر دور تک نکل گئی۔ کچھ فاصلے پر لنکا
کے ساحل کے درخت اسے صاف نظر آرہے تھے۔ جب لہر
کا زور ختم ہو گیا تو تھیوسانگ نے ایک ننھے سے مینڈک
کی طرح تیرنا شروع کر دیا۔
سمندر کی اونچی اونچی لہریں اسے اوپر نیچے اچھال رہی تھیں۔
مگر تھیوسانگ نے ہمت نہ ہاری اور تیرتا چلا گیا۔ اسے کئی غوطے بھی
آئے مگر حوصلہ بلند رکھا۔ آخر ایک بہت بڑی سمندری لہر نے
اسے اچھال کر لنکا کے ساحل پر پھینک دیا۔ تھیوسانگ ریت پر
آتے ہی اُٹھا۔ اس نے گھوم پھر کر دیکھا کہ بن مانس کہیں پیچھے

نے اپنے آپ کو چھوٹا کرنے کی نیت کر کے فوراً اپنی انگلی اپنے
سے لگا دی۔ تھیوسانگ ایک دم اتنا چھوٹا ہو گیا کہ بن مانس کو وہ
نہیں آسکتا تھا۔ بن مانس نے غراتے ہوئے تھیوسانگ کو اِدھر اُدھر تلاش
کرنا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ جو ایک انسانی انگلی کے برابر ہو گیا
تھا کونے کے اندھیرے سے نکل کر دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا
کوٹھڑی کے دروازے میں آگیا۔ یہاں اسے بن مانس کی ٹانگ نظر آئی
جو اسے کسی بہت بڑے درخت کی طرح لگی۔ تھیوسانگ بن مانس کی
ٹانگ کے قریب سے ہو کر باہر کھسک گیا۔
باہر گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تھیوسانگ تیزی سے مندر کے
پچھلے دالان کی طرف بھاگا۔ اس کی رفتار اگرچہ تیز تھی مگر زیادہ
دور تک جاتے ہوئے اسے وقت لگتا تھا۔ پھر بھی وہ کوٹھڑی سے
کافی دور نکل گیا۔ یہاں ایک چٹان کا ٹوٹا ہوا پتھر پڑا تھا۔ تھیوسانگ
اس کے پیچھے چھپ کر کوٹھڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ کوٹھڑی میں بن مانس
کے غصے میں غرّانے کی آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں۔ پھر اس نے
بن مانس کو باہر نکلتے اور اندھیرے میں غائب ہوتے دیکھا۔ وہ
پریشان تھا کہ یہ بن مانس آدھی رات کو یہاں کیسے آگیا۔ ہو سکتا
ہے وہ اس جزیرے میں رہتا ہو۔
تھیوسانگ نے سوچا چاہے کچھ ہو اسے اس مندر کے احاطے
سے نکل جانا چاہیئے۔ وہ چھوٹے قدموں منگلا دیوی کے مندر کے
پل کی طرف دوڑا۔ پل سمندر میں ڈوب چکا تھا۔ اس کا ایک بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو نہیں آرہا۔ اسے بن مانس نظر نہ آیا۔ دور سمندر میں منگلا دیوی کی
چٹانی مندر ستاروں کی دھیمی روشنی میں کسی عفریت کی طرح پھن
اٹھائے ہوئے تھا۔ تھیو سانگ نے دوسری بار انگلی اپنے جسم سے لگا
تو وہ پورے قد کا تھیو سانگ بن گیا۔

وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ساحل سے دور شہر کی بڑی کچی
سڑک پر آ گیا۔ اس زمانے میں رات کو سواری یعنی کسی بیل گا
کے ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ تھیو سانگ پیدل ہی رات
کے اندھیرے میں کاروان سرائے کی طرف چل پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ
رات کو شہر کا دروازہ بند ہوگا۔ اسے صبح تک شہر کے باہر ہی رہ
کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ایک جگہ باغ میں آکر درختوں کے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا
تاکہ رات گزرے، دن نکلے، شہر کا دروازہ کھلے تو وہ واپس اپنی
کاروان سرائے میں جائے۔ یہاں ایک بار اس نے فضا میں سونگھا
اسے کیٹی یا ناگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آرہی تھی۔ اس کے دل
پر اس چیز کا بڑا غم تھا کہ کیٹی اچانک کہاں غائب ہو گئی تھی۔ اسے
فکر لگی تھی کہ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔ لیکن وہ اس
کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خاموش سر جھکائے درخت کے
نیچے بیٹھا رہا۔ اچانک اسے راجہ کے محل کی جانب سے شور و غل
اور رونے پیٹنے کی آوازیں سنائی دیں۔ تھیو سانگ چونک کر دور
راجہ کے محل کی طرف تکنے لگا۔

کیٹی چیتا کی آگ میں

راجہ کے محل میں واویلا مچا تھا۔
لوگ جاگ پڑے۔ مکانوں میں چراغ روشن ہو گئے اور لوگ نکل کر
راجہ کے محل کی طرف دوڑے۔ تھیو سانگ باغ میں ہی بیٹھا رہا۔ اسے
راجہ سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ سمجھ گیا کہ وہاں کسی رانی وغیرہ کی
موت ہو گئی ہوگی۔ کیوں کہ اس نے سن رکھا تھا کہ راجہ کی سات
رانیاں ہیں اور ان کی آپس میں دشمنی چلتی رہتی ہے۔ آہستہ آہستہ
دن کی روشنی پھیلنے لگی۔ شہر میں لوگ ہوگ میں ڈوبے ہوئے
تھے۔ تھیو سانگ باغ سے باہر نکلا اور شہر کے دروازے کی
طرف بڑھا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا کہ محل میں آہ و بکا کیوں
ہے۔ اس آدمی نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔
کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ راجہ مر گیا ہے۔
تھیو سانگ نے جھوٹ موٹ کا افسوس کیا اور شہر کے کھلے دروازے
سے نکل کر اپنی کاروان سرائے کی طرف چل دیا۔ راجہ مر گیا ہے
تو اسے کیا افسوس ہو سکتا تھا۔ راجہ ساری زندگی عیش کرتے ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آخر ایک روز وہ بھی مرجاتے ہیں۔ سب کو آخر ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ وہ کارواں سرائے میں پہنچا تو وہاں بھی ہر کوئی غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ سرائے کا مالک چبوترے پر بانس کی چٹائی بچھائے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ تھیو سانگ اس کے قریب سے گزرا تو سرائے کے مالک نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے بولا۔

"بھائی ہمارے دیس کا راجہ چل بسا۔ پرجا یتیم ہو گئی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہاں بھائی! مجھے بھی راجہ کے مرنے کا بہت افسوس ہے۔"

یہ کہہ کر اپنی کوٹھری میں آ کر چپ چاپ بیٹھ گیا۔ اسے کیٹی کا بار بار خیال آتا تھا۔ آخر وہ کہاں چلی گئی۔ تھیو سانگ کی طبیعت کوٹھری میں گھبرانے لگی۔ وہ باہر برآمدے میں آ کر بانس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ آسمان پر گھنے بادل چھائے تھے۔ باغ میں رات بھر کے گرے ہوئے ناریل درختوں کے نیچے پڑے تھے۔ درختوں پر پرندے بول رہے تھے۔ شہر کی طرف سے مندروں میں بھجن گانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کچھ دیر تک برآمدے میں بیٹھے رہنے کے بعد تھیو سانگ ایک بار پھر کیٹی کا سراغ لگانے شہر کی طرف چل دیا۔

شہر میں ماتمی فضا طاری تھی لوگ سر جھکائے راجہ کے محل کی طرف چلے جا رہے تھے۔ مندروں میں دھیمے سُروں میں بھجن

ئے جا رہے تھے۔ گلی بازاروں میں دکانیں بند تھیں۔ لوگ بھجن اشلوک پڑھتے، بیل گاڑیوں اور ہاتھیوں پر سوار محل کی طرف ے جا رہے تھے۔ ان میں عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی۔ عورتیں رو ہی تھیں۔ تھیو سانگ کو یہ سب تماشا سا لگ رہا تھا۔ بھلا ایک راجہ کے مرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ راجہ مر گیا ہے تو دوسرا راجہ گدی پر بیٹھ جائے گا۔ وہ جہاں کہیں عورتوں کو دیکھتا۔ وہاں پہنچ کر کیٹی کو تلاش کرنے لگتا۔ مگر کیٹی اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ یونہی گھومتے پھرتے تھیو سانگ راجہ کے محل کے سامنے پہنچ گیا۔ وہاں لوگ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ محل کے آگے آگ روشن تھی جو اس بات کی علامت تھی کہ راجہ وفات پا گیا ہے۔ درباری آگ کے اردگرد کھڑے اس میں زعفران اور ناریل کا تیل ڈال رہے تھے۔ محل کے اندر سے عورتوں کے رونے کی دھیمی دھیمی آوازیں آ رہی تھیں۔ تھیو سانگ وہاں کھڑے ہو کر جلتی آگ کو دیکھنے لگا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا۔

"کیوں بھائی! کیا راجہ کو اس آگ میں جلایا جائے گا؟"

اس آدمی نے غصے سے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

راجہ کوئی عام آدمی تھا۔ وہ ہمارا دیوتا تھا۔ اس کے لیے سر اندیپ میں شاہی چتا تیار ہو رہی ہے۔ تم مجھے کوئی احمق معلوم ہوتے ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ نے کہا۔" بھائی معاف کر دینا۔ میں پردیسی ہوں۔"
یہ کہہ کر تھیو سانگ وہاں سے کھسک گیا کہ یہ لوگ تو بڑے جذباتی
ہو رہے ہیں۔ خواہ مخواہ ان سے جھگڑا مول لینے میں کوئی فائدہ نہیں
دیر تک شہر کی ماتمی گلیوں اور بازاروں میں کیٹی کو دیکھتا رہا مگر
کیٹی کو تو جیسے آسمان نے اٹھا لیا تھا۔ ناکام و نامراد ہو کر وہ واپس
کارواں سرائے میں آکر اپنی کوٹھڑی میں بیٹھ گیا۔ وہ دن بھی
گذر گیا۔ شام کو سرائے کا مالک اس کے پاس آیا اور بولا۔
"بھائی صاحب! مجھے تمہاری بہن کہیں نظر نہیں آ رہی۔ وہ
کہاں چلی گئی ہے۔ خیریت تو ہے ناں"۔
تھیو سانگ اسے کیا جواب دیتا۔ یونہی کہہ دیا
"دادا وہ ——— اس کا رشتہ دار سراندیپ میں رہتا
ہے۔ وہ اس سے ملنے گئی ہے"۔
تھیو سانگ نے محل کے باہر والے آدمی سے سراندیپ کا
نام سنا تھا۔ پس اس نے اسی کا نام لے لیا کہ ضرور وہاں سے
دُور کوئی جگہ ہوگی۔ سرائے کا مالک آہ بھر کر بولا۔
"کل دوپہر کے بعد سراندیپ میں ہمارے پیارے راجہ
دیوتا کی چتا کو آگ لگا دی جائے گی"۔
تھیو سانگ خاموش رہا۔ اسے راجہ کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ سرائے
کا مالک کہنے لگا۔

"کتنی خوش قسمت ہیں اس کی رانیاں کہ اس کے ساتھ ہی
جنت میں چلی جائیں گی اور وہاں بھی رانیاں بن کر اپنے راجہ
دیوتا کی خدمت کریں گی"۔
تھیو سانگ نے کچھ چونک کر پوچھا۔
"کیا رانیوں کو بھی راجہ کے ساتھ ہی زندہ جلا دیا جائے
گا"۔
کیوں کہ تھیو سانگ کو علم تھا کہ ہندوستان میں عورتیں اپنے خاوند کے
ساتھ ستی ہو جاتی ہیں۔ سرائے کا مالک بولا۔
"زندہ نہیں جلیں گی بلکہ اپنے راجہ کے ساتھ ستی ہو جائیں
گی۔ راجہ کی سات رانیاں ہیں۔ راجہ کے ساتھ سراندیپ
میں ان سات رانیوں کی بھی چتا تیار کی جا رہی ہے۔ جہاں
وہ مہارانیوں کے شاہی لباس میں خوشبوئیں عطر اور زعفران
اور صندل لگا کر بیٹھ جائیں گی۔ پھر راجہ کی چتا کو آگ
دکھائی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی ساتوں رانیوں کی
چتا کو بھی آگ لگا دی جائے گی"۔
تھیو سانگ نے افسوس کے لہجے میں کہا۔
"اور بے چاری ساتوں رانیاں زندہ جل جائیں گی"۔
سرائے کا مالک تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔
"میرے بھائی! تم پردیسی ہو۔ تمہارا مذہب کوئی دوسرا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم نہیں جانتے کہ ہماری عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ چتا کی آگ میں جل کر جنت میں پہنچ جاتی ہیں۔ راجہ کی رانیاں خوش نصیب ہیں کہ اپنے خاوند کے ساتھ ہی جنت کے محل میں پہنچ جائیں گی۔"

تھیو سانگ کو خوب معلوم تھا کہ بے چاری رانیاں ہرگز نہیں چاہتیں کہ انہیں میں آگ میں جلا دیا جائے مگر وہ اتنی بے بس ہیں کہ چاہنے کے باوجود محل سے فرار نہیں ہو سکتیں۔ یقیناً ان پر پہرہ لگا دیا ہوگا۔ تاکہ وہ بھاگ نہ جائیں اور رعایا میں یہ خبر نہ پھیل جائے کہ رانیاں راجہ کی لاش کو چھوڑ کر فرار ہو گئی ہیں۔ تھیو سانگ بھی ان کی کوئی مدد نہ کر سکتا تھا۔ اس نے یونہی باتیں کر کے وقت گذارنے کے خیال سے سرائے کے مالک سے پوچھا۔

"یہ لوگ راجہ کی آخری رسومات ادا کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا رہے ہیں؟ سنا ہے کل دوپہر کے بعد راجہ کی چتا کو آگ لگائی جائے گی۔"

سرائے کا مالک بولا۔

"اس لیے کہ یہاں کا صدیوں سے دستور چلا آتا ہے کہ راجہ کے ساتھ جو رانیاں ستی ہوتی ہیں شاہی مصور ان کی تصویریں بناتے ہیں جو شاہی محل کے باہر

لگا دی جاتی ہیں تاکہ رعایا کو پتہ چل جائے کہ ان رانیوں کو راجہ کے ساتھ چتا پر ستی کیا جانا ہے۔"

تھیو سانگ کان کھجانے لگا۔ اسے یہ سب کچھ بہت وحشیانہ باتیں لگ رہی تھیں۔ بھلا کون کسی مرنے والے کے ساتھ جاتا ہے۔ ہر کوئی آگے جا کر اپنے عملوں کا خود ہی حساب دیتا ہے۔ وہاں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس نے گفتگو کا موضوع بدلنے کے لیے کہا۔

"دادا! منگلا دیوی کے ناریل باغ ہیں پیسے ہیں۔ پجاری اسے لینے نہیں آئے۔"

سرائے کا مالک بولا۔

"آج شام پجاری آ کر ناریل لے جائیں گے۔ اب یہ ناریل بھی راجہ کی چتا پر لے جا کر رکھ دیئے جائیں گے تاکہ منگلا دیوی کا بھی آشیر باد راجہ کو مل جائے۔"

تھیو سانگ نے جمائی لی اور بولا۔

"دادا! مجھے تو نیند آ رہی ہے۔"

نیند اسے بالکل نہیں آ رہی تھی۔ وہ اصل میں سرائے کے مالک کی باتوں سے بور ہو گیا تھا۔ وہ کیٹی کے گم ہو جانے کے بارے میں پریشان تھا اور سرائے کا مالک اسے راجہ کی سات رانیوں کی کہانی سنا رہا تھا۔ تھیو سانگ اٹھ کر واپس اپنی کوٹھڑی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگیا - رات کو پھر بارش شروع ہو گئی وہ ——
کوٹھڑی کے اندر اندھیرے میں تختے پر چپ چاپ لیٹا تھا
باہر بارش کے گرنے کی آواز آنے لگی - پھر ہلکا سا بادل کی
گرجنے لگا ——
بارش کی
آواز زیادہ تیز ہو گئی - کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا - بجلی چمکی
تو بند دروازے کی درزوں میں سے روشنی چمک جاتی - اس
کے بعد پھر گھپ اندھیرا ہو جاتا - تھیو سانگ کو اندھیری خاموش
رات میں بارش کی آواز بڑی اچھی لگ رہی تھی - اس کا
دل چاہا کہ وہ برآمدے میں جا کر بارش کا منظر دیکھے - وہ
اٹھا اور دروازہ کھول کر برآمدے میں آگیا -

بارش بڑی موسلا دھار ہو رہی تھی - اس کی بوچھاڑ
برآمدے میں بھی آ رہی تھی - سرائے میں سب کوٹھڑیاں بند
کیے گہری نیند سو رہے تھے - بجلی چمکی - اس کی روشنی میں
تھیو سانگ کو ناریل کے جھومتے ہوئے درخت نظر آئے - اس
برآمدے میں پڑی بانس کی پرانی قسم کی کرسی بارش کی بوچھاڑ
سے بھیگ رہی تھی - اس نے کرسی کو پیچھے کھینچا اور اس پر
بیٹھ کر سامنے ناریل کے اندھیرے درختوں میں گرتی بارش کو
دیکھنے لگا - تھپ تھپ کی آواز سے درخت پر سے دو ناریل
ٹوٹ کر گھاس پر گرے - تھیو سانگ کو اچانک یاد آیا کہ کیٹی

نے اس رات باغ میں گرا ہوا ایک ناریل اٹھایا تھا اور سرائے
کے مالک کے خوف زدہ کرنے پر اس نے ناریل باغ میں جا
رکھ دیا تھا - کیوں کہ سرائے کے مالک کے کہنے کے مطابق
ناریل منگلا دیوی کی امانت تھے - اور کوئی انسان انہیں اٹھا
توڑ نہیں سکتا تھا - تھیو سانگ کو یونہی خیال آیا تھا کہ کہیں
بیٹی پر ناریل کا طلسم تو نہیں ہو گیا - لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا -
بیٹی نے تو ناریل باغ میں پھینک دیا تھا -

تھیو سانگ انہی خیالات میں الجھا برآمدے میں بیٹھا باہر
ناچتی گرتی بارش کو دیکھتا رہا - ایک بار بجلی چمکی تو تھیو سانگ
چونک سا پڑا - اسے محسوس ہوا کہ اس نے بجلی کی چمک میں
کسی انسانی ہیولے کو برآمدے کی طرف بڑھتے دیکھا ہے -
بجلی چمکنے کے بعد ایک بار پھر باغ میں گہرا اندھیرا چھا گیا تھا -
جب بار اچانک روشنی ہو کر بجھ جائے تو اندھیرا زیادہ
گہرا ہو جاتا ہے - اور آدمی کو تھوڑی دیر کے لیے کچھ دکھائی نہیں
دیتا - مگر تھیو سانگ کی آنکھیں اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھیں -
اس نے دیکھا کہ ناریل کے درختوں کے نیچے ایک عجیب سی شے
چلتی آہستہ آہستہ چلی آ رہی ہے -

تھیو سانگ کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور باغ میں
گھورنے لگا - ناریل کے درختوں میں ایک ایسی عورت اس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف بڑھ رہی تھی جس کے بال کھلے تھے۔ ہاتھ میں ترشول تھا
آنکھیں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں
کا ہار تھا۔ ترشول کا رخ تھیو سانگ کی طرف تھا۔ اس
جسم پر سیندور ملا ہوا تھا۔ تھیو سانگ اٹھ کھڑا ہوا۔ باغ
عورت رک گئی۔ تھیو سانگ کی طرف سرخ آنکھوں سے دیکھ
تھیو سانگ کو باریک سیٹی جیسی تیز آواز آئی۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے۔ نہیں تو جان سے مار دوں گی"

تھیو سانگ اس پراسرار عورت کی طرف غور سے تک رہا
سے محسوس ہو رہا تھا۔ کہ جیسے کسی نے اس کے ہونٹوں پر
خاموشی کی مہر لگا دی ہے۔ وہ بولنا چاہتا تھا مگر اس کے ہونٹ
نہیں کھل رہے تھے۔ پراسرار آسیبی عورت اپنی لال لال
آنکھوں سے تھیو سانگ کو دیکھے جا رہی تھی۔ بارش میں اس
کا سیندوری بدن بھیگ رہا تھا۔ بھیگے ہوئے گیلے بالوں کی
لٹیں سانپوں کی طرح اس کے شانوں پر لٹک رہی تھیں۔ اس
کے حلق سے پھر وہی سیٹی ایسی تیز آواز بلند ہوئی۔

"بھاگ جا یہاں سے۔ نہیں تو جان سے مار دوں گی"

بجلی زور سے کڑکی۔ بادل گرجے۔ بجلی کی تیز چمک میں آسیبی عورت
کا جسم شعلے کی طرح روشن ہو گیا۔ اس کے بعد ایسا اندھیرا چھا گیا
کہ تھیو سانگ کو ناریل کے درختوں والے باغ میں سوائے اندھ

اور کچھ نظر نہ آیا۔ تھیو سانگ برآمدے کے جنگلے کے پاس آ
ارے باغ میں دیکھنے لگا۔ بارش کی بوچھاڑ اس پر پڑ رہی
۔ باغ میں موسلا دھار بارش نے شور مچا رکھا تھا۔ باغ
سوائے اندھیرے کے اور کچھ نہیں تھا۔ آسیبی عورت غائب ہو
تھی۔ تیز بارش میں باغ کے کنارے لگے ہوئے کیلے کے
درختوں کے چوڑے چوڑے پتے نیچے کو جھک گئے تھے۔ پہلے
تھیو سانگ کو خیال آیا کہ شاید یہ اس کا وہم تھا۔ لیکن اس
وہم نہیں ہو سکتا تھا۔ تھیو سانگ کی آنکھوں میں آسیبی عورت
کا پراسرار شکل نقش ہو گئی تھی۔ اس نے اس عورت کو
کھلی اور بیدار آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ترشول
تھا۔ آنکھیں پہلے اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ پھر اسے گھورنے
لگی تھیں۔ بال سانپوں کی طرح بھیگ کر جسم سے لپٹے ہوئے
تھے۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ یہ آسیبی شکل اب
بھی تھیو سانگ کی آنکھوں میں تھی۔ وہ پیچھے ہٹ کر کرسی پر
بیٹھ گیا اور باغ کے درختوں کو تکنے لگا جو بلے سیاہ ستونوں کی
طرح دکھائی دے رہے تھے۔ بارش کا زور ٹوٹ گیا تھا مگر
بادل اسی زور شور سے گرج رہے تھے۔ یہ کون تھی؟ یہ
اسے یہاں سے بھاگ جانے کا کیوں کہہ رہی تھی؟ کیا یہ اسے
جانتی ہے؟ کیا یہ کوئی چڑیل تھی۔ کیا یہ کوئی پراسرار آسیبی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مخلوق تھی۔ مگر اسے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ پھر وہ
اسے یہاں سے چلے جانے کا کیوں کہہ رہی تھی۔ کیا کسی طرح
سے اس کا تعلق کیٹی کے غائب ہو جانے سے ہے؟۔ مگر کیٹی
کا اس سے کیا سروکار ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو یہ آسیبی
عورت اسے ضرور کیٹی کے بارے میں کہتی کہ تم کیٹی کی تلاش
چھوڑ دو اور یہاں سے بھاگ جاؤ۔ مگر اس نے تو ایسا نہیں کہا
پھر یہ کون تھی۔ یہ اندھیری بارش والی رات کو اس کے پاس
کیوں آئی تھی۔

کیا تھیو سانگ کو یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ تھیو سانگ سوچنے
لگا۔ نہیں نہیں جب تک کیٹی اسے نہیں ملتی وہ اس شہر کو ہرگز
نہیں چھوڑے گا۔ پھر ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ عنبر، ناگ اور ماریا
سے بھی اسی شہر میں ملاقات ہو جائے۔ تھیو سانگ نے فیصلہ
کر لیا کہ وہ آسیبی عورت کا مقابلہ کرے گا مگر اس شہر کو چھوڑ
کر ہرگز نہیں جائے گا۔ کل سے وہ کیٹی کی تلاش زور شور
سے شروع کر دے گا۔ وہ شہر کے کونے کونے کو چھان مارے
گا اور کیٹی کو ڈھونڈ کر ہی رہے گا۔

رات گذر گئی۔ صبح ہو گئی۔ بارش اب نہیں ہو رہی تھی۔
تھیو سانگ نے منہ ہاتھ دھو کر دوسرے کپڑے بدلے اور کیٹی
کا سراغ لگانے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر میں راجہ کے

نے کی وجہ سے وہی کل والی ماتمی فضا چھائی ہوئی تھی۔ مگر
جلوس کی شکل میں سمندر کی طرف چلے جا رہے تھے۔
سانگ نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ سب لوگ سمندر کی
ں کیا کرنے جا رہے ہیں؟ وہ آدمی بولا۔

"راجہ کی لاش اور اس کی ساتوں زندہ رانیاں کو جزیرہ
سراندیپ لے جایا جا رہا ہے۔ وہاں راجہ کی لاش
کے ساتھ رانیاں بھی چتا کی آگ میں جل جائیں گی"

سانگ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور کیٹی کو ڈھونڈنا فضا
ں اس کی خوشبو کو سونگھنے کی کوشش کرتا ایک بازار
ں چلنے لگا۔ یہ بازار ایک دوسرے ——————
بازار میں جا کر مل گیا۔ یہاں سب دوکانیں بند تھیں۔ سب لوگ
سمندر کی طرف چلے گئے تھے۔ بازار اور گلیاں سنسان پڑی تھیں۔

تھیو سانگ چلتا چلا گیا۔ مکانوں پر تالے لگے تھے۔ عجیب
ویرانی برس رہی تھی۔ ہر طرف —— وہ ایک مندر کے قریب
سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ کچھ عورتیں مندر میں جا رہی تھیں
تھیو سانگ یہ دیکھنے لگا کہ کہیں ان میں کیٹی تو نہیں ہے۔
مندر کی طرف بڑھا۔ مندر میں بھی راجہ کی موت پر لوگ اس
کی روح کو سکھ پہنچانے کے لیے بھجن گا رہے تھے۔ اچانک
تھیو سانگ کی نظر مندر کی دیوار میں لگی ہوئی مورتی پر پڑی
تو وہ حیران و ششدر رہ کر رہ گیا۔ یہ اس آسیبی عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی مورتی تھی۔ جو رات بارش میں اس کو خبردار کرنے آئی تھی کہ یہ شہر چھوڑ کر چلے جاؤ نہیں تو تمہیں جان سے مار دوں گی۔ تھیو سانگ وہیں کھڑا مورتی کو گھورنے لگا۔ بالکل وہی عورت تھی۔ آنکھیں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ سارا جسم سیندوری تھا۔ لمبے بال شانوں پر سانپوں کی طرح پڑے تھے۔ ہاتھ میں ترشول تھا یہ کیسا معمہ ہے؟ یہی عورت تو اس کے پاس رات کو بارش میں آئی تھی۔ پھر یہ یہاں مورتی کیسے بن گئی۔

اسے معلوم ہوا کہ یہ منگلا دیوی کی مورتی ہے۔ لوگ منگلا دیوی مورتی پر ناریل چڑھا رہے تھے۔ مندر کے باہر ایک طرف ناریلوں کے ڈھیر لگے تھے۔ تھیو سانگ جانے لگتا ہے کہ اچانک جیسے منگلا دیوی کی مورتی کی آنکھیں اس کی طرف جم جاتی ہیں اور پھر اسے وہی سیٹی والی تیز آواز سنائی دیتی ہے

"یہاں سے بھاگ جا۔ نہیں تو جان سے مار دوں گی"۔

تھیوسانگ کی آنکھیں منگلا دیوی کی مورتی یعنی آسیبی عورت پر لگی تھیں۔ اور کانوں میں اس کی تیز آواز بار بار گونج رہی تھی۔ تھیو سانگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مورتی کی آنکھیں پھر اوپر کو چڑھ گئیں اور اس کی آواز بھی غائب ہو گئی۔ جیسے وہ پتھر تھی اور اس کے کانوں میں کوئی آواز

نہیں آ رہی تھی۔ تھیو سانگ تیزی سے مندر سے باہر آ گیا۔

تھیو سانگ کو یقین ہو گیا کہ کیٹی کو اسی آسیبی عورت نے اغوا کیا ہے اور اسے کسی نامعلوم جگہ رکھا ہوا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟۔ کیٹی نے ایسی کون سی بات کی تھی۔ کہ آسیبی عورت اسے اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گئی۔ تھیو سانگ نے فیصلہ کیا کہ آدھی رات کے بعد جب مندر میں کوئی نہیں ہو گا تو وہ مندر میں جا کر اس منگلا دیوی کی مورتی سے ضرور پوچھے گا کہ اس نے کیٹی کو کیوں اغوا کیا ہے۔ تھیو سانگ کو معلوم تھا کہ کیٹی مر نہیں سکی۔ ہاں اگر اسے آگ میں پھینک دیا جاتے تو مر سکتی ہے۔ اسے تشویش ہوئی کہ کہیں آسیبی عورت نے کیٹی کو آگ میں نہ ڈال دیا ہو۔ معاملہ بے حد نازک تھا۔ تھیو سانگ بے چینی سے مندر کے خالی ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ ضروری تھا کہ آدھی رات گزر جائے۔

وہ بازار میں چلتا گیا۔ یہ بازار آگے جا کر جہاں ختم ہو جاتا ہے وہاں راجہ کا محل آ جاتا ہے۔ تھیو سانگ نے دیکھا کہ راجہ کے محل کے نیچے بہت سے لوگ کھڑے ہیں۔ راجہ کی لاش اور سات رانیوں کو لوگ لے جا چکے تھے مگر پھر کچھ لوگ وہاں دیوار کی طرف منہ کیے کھڑے تھے۔ تھیو سانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے ایک بوڑھے سے پوچھا۔

"بابا یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

بوڑھے نے آہ بھر کر کہا۔

"بیٹا! محل کے باہر راجہ کی ان سات رانیوں کی تصویریں بنا کر لگا دی گئی ہیں۔ جن کو راجہ کے آگ میں ستی ہونے کے لیے سراندیپ لے جایا گیا ہے۔"

تھیو سانگ کو سات رانیوں کا بہت افسوس تھا۔ کہ بے چاریوں کو ایک مُردہ لاش کے ساتھ خواہ مخواہ آگ میں جلایا جا رہا ہے مگر یہ تو اس زمانے کی رانیوں کی قسمت ہوا کرتی تھی۔ جو راجہ کی رانی بنتی تھی۔ اسے معلوم ہوتا تھا کہ جب راجہ مرے گا تو اسے راجہ کی لاش کے ساتھ ہی چتا پر بٹھا کر جلا دیا جائے گا۔ چاہے اس کی خواہش ہو یا نہ ہو۔ بلکہ راجہ بیمار ہوتا ہے تو اسی وقت سے اس کی رانیوں کی نگرانی سخت کر دی جاتی تھی۔ کسی رانی کو اجازت نہیں ہوتی تھی کہ وہ محل سے باہر جا سکے۔ تھیو سانگ کو خواہش پیدا ہوئی کہ چلو چل کر ان بدنصیب رانیوں کی تصویریں ہی دیکھ لیں جن کو آج دوپہر کے بعد سراندیپ کے جزیرے میں راجہ کے ساتھ زندہ جلا دیا جائے ہے۔

تھیو سانگ محل کی دیوار کے پاس آ گیا۔ لوگ بڑے شوق

سے رانیوں کی تصویریں دیکھ رہے تھے۔ یہ تصویریں پتھر کے پانچ چھ فٹ اونچے ٹکڑے پر راجہ کے شاہی مصور نے برش اور رنگوں سے بنائی تھیں۔ یہ سات رانیوں کی تصویریں تھیں۔ اور محل کی دیوار کے ساتھ لگی تھیں لوگ انہیں خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ تھیو سانگ بھی قریب جا کر دیکھنے لگا۔ پہلی رانی کی شکل نیپال کی عورتوں جیسی تھی۔ یہ رانی شاید نیپال کی کوئی راجکماری ہے۔ دوسری رانی کی تصویر سے معلوم ہوتا تھا کہ ملک حبشہ کی رہنے والی حبشی لڑکی ہے۔ تیسری رانی کی شکل آسام کی عورتوں سے ملتی جلتی تھی۔ چوتھی رانی کی تصویر کو دیکھتے ہی تھیو سانگ کا دل سینے میں زور سے اچھلا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ اس نے زور سے آنکھیں ملیں اور دوبارہ تصویر کو دیکھا۔ یہ تصویر کیٹی کی تھی جو رانیوں ایسا شاہی لباس پہنے ہوئے تھی۔ سر پر سونے کا تاج تھا۔ گلے میں موتیوں کے ہار تھے۔ کانوں میں سرخ لعل چمک رہے تھے۔ بالکل کیٹی کی شکل تھی۔ بلکہ یہ کیٹی ہی تھی۔ تھیو سانگ نے ایک بار پھر آنکھیں کھول کر قریب سے تصویر کو دیکھا۔ یہ کیٹی کی تصویر تھی۔ جو شاہی لباس پہنے خاموش کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی اداسی تھی۔ مصور نے تھوڑی دیر پہلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی اس کی یہ تصویر رنگوں اور برش کی مدد سے اس تختی کی سلیٹ پر بنائی تھی۔ جب کہ کیٹی کو بھی دوسری رانیوں کے ساتھ راجہ کی لاش کے ساتھ آگ پر جلنے کے لیئے لے جایا جا رہا تھا۔

تھیو سانگ نے گھبرا کر ایک آدمی سے پوچھا۔

"یہ یہ یہ ان رانیوں کی تصویریں ہیں نا جنہیں ستی کرنے لے جایا گیا ہے۔"

اس آدمی نے کہا۔

"ہاں بھائی - یہ ہماری رانی ماتائیں ہیں جو آج دوپہر کے بعد ہمارے راجہ دیوتا کے ساتھ ستی ہو جائیں گی۔"

تھیو سانگ لوگوں کے ہجوم میں سے نکل کر سمندر کی طرف دوڑا۔ اسے اچانک یوں دوڑتے دیکھ کر لوگ حیران ہو کر اس طرف دیکھنے لگے۔ تھیو سانگ بھاگ رہا تھا۔ گلیوں، بازاروں، کھیتوں میں دوڑتے دوڑتے تھیو سانگ سمندر کے کنارے اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے راجہ کی لاش اور اس کی سات رانیوں کو کشتیوں میں سوار کرا کر دور سمندر میں واقع سراندیپ جزیرے میں لے جانا تھا۔ تھیو سانگ سخت پریشان اور گھبرایا ہوا تھا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے کیٹی کو نہ بچایا تو شاہی محل کے لوگ اور سپاہی کیٹی کو بھی رانی سمجھ کر راجہ کی لاش کے ساتھ ہی جلا

ڈالیں گے اور اگر کیٹی کو آگ میں ڈال دیا گیا تو وہ زندہ نہ بچے گی۔ کیوں کہ اسے آگ رہی مار سکتی ہے۔ تھیو سانگ نے دیکھا کہ سمندر خالی پڑا تھا۔ معلوم ہوا کہ راجہ کی لاش اور ستی ہونے والی رانیوں کو لے کر کشتیاں جزیرہ سراندیپ کی طرف کب کی روانہ ہو چکی ہیں۔ صرف ایک بڑی کشتی وہاں کھڑی تھی۔ جس پر صندل اور زعفران کے تیل سے بھرے ہوئے بڑے بڑے کپے لادے جا رہے تھے۔ تھیو سانگ کے پتہ کرنے پر معلوم ہوا۔ یہ تیل کے کپے راجہ اور سات رانیوں کی چتا پر ڈالا جائے گا۔ تاکہ آگ زیادہ بھڑکے۔

تھیو سانگ بوکھلا سا گیا۔ وہ ناگ ہوتا تو اڑ کر جزیرے میں پہنچ جاتا اور کیٹی کی جان بچا لیتا۔ مگر وہ اڑ نہیں سکتا تھا۔ ماریا کی طرح وہ غائب ہو کر ہوا میں بھی پرواز نہیں کر سکتا تھا۔ پھر وہ کیا کرے ——— کیٹی کی کشتی بھی جزیرہ سراندیپ میں پہنچ گئی ہو گی۔ اسے رانی کے پاس ہی لکڑیوں کی چتا پر بٹھا دیا گیا ہو گا۔ اسے صرف ایک تسلی تھی کہ جب تک زعفران اور صندل کے تیل کے کپے جزیرے پر نہیں پہنچتے چتاؤں کی لکڑیوں کو آگ نہیں لگائی جائے گی۔ جس بڑی کشتی پر یہ تیل کے کپے لادے جا رہے تھے اس کے پاس سپاہیوں کا پہرہ تھا۔ کوئی آدمی اس کے قریب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی نہیں پھٹک سکتا تھا۔ تھیو سانگ صرف اسی کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ سراندیپ پہنچ سکتا تھا۔

اس کے پاس سوچنے کے لیئے وقت نہیں تھا۔ کیونکہ کشتی چلنے والی تھی۔ صرف چار کپڑے لادنے کے لیئے باقی رہ گئے تھے تھیو سانگ دوڑ کر ایک کپڑے کے پیچھے بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی اس نے اپنی انگلی اپنے جسم کے ساتھ لگائی۔ وہ ایک دم سے انگلی کے برابر چھوٹا ہو گیا۔ پھر اس نے یہ کیا کہ تیل کے کپڑے کے اردگرد جو رسی کا جال لپٹا ہوا تھا۔ اس میں گھس کر چھپ گیا مزدور آئے اور کپڑے کے ساتھ اسے بھی اٹھا کر کشتی میں لے گئے اور کشتی میں دوسرے کپڑوں کے ساتھ رکھ دیا۔ تھیو سانگ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ کشتی میں سوار ہو گیا تھا اب اسے ایک ہی الجھن لگی تھی۔ کہ جلدی سے جزیرے پر پہنچ جائے۔

سپاہیوں نے کشتی کا لنگر اٹھایا اور حکم دیا کہ کشتی کو لے کر جزیرے پر پہنچا دیا جائے۔ بارہ ملاح چپو لے کر کشتی کے کنارے کنارے بیٹھ گئے اور انھوں نے چپو سمندر میں چلانے شروع کر دیئے۔ بارہ آدمیوں کے چپو چلانے سے بڑی کشتی نے تیزی سے سمندر میں بہنا شروع کر دیا۔ تھیو سانگ انگلی جتنے سائز کا بنا ہوا تیل کے کپڑے کی رسیوں کے جال میں چھپ کر بیٹھا تھا۔ کشتی سمندر کی لہروں کو چیرتی ہوئی کافی رفتار

سے آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ تھیو سانگ سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے ہو گیا کہ کیٹی غائب ہو کر راجہ کے محل میں رانی بن کر ظاہر ہو گئی؟۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔ کیا کیٹی کو معلوم نہیں کہ وہ کیٹی ہے۔ رانی نہیں ہے۔ ضرور اس کی یادداشت بھی بدل دی گئی ہو گی۔ کیونکہ اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ وہ کیٹی ہے اور رانی نہیں ہے تو وہ ضرور راجہ کے محل سے بھاگ کر تھیو سانگ کے پاس کارواں سرائے میں آ جاتی۔ مگر وہ تو راجہ کے محل میں رانی بن کر بیٹھی تھی اور اب اپنی مرضی سے راجہ کی لاش کے ساتھ آگ میں جلنے جا رہی تھی۔ کم از کم وہ اس وقت ہی فرار ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اب تو مرنے والی تھی اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی تھی کہ جس کسی نے بھی اس کی کایا پلٹ کی ہے اور اس پر طلسم کیا ہے۔ اس نے کیٹی کی پرانی یادداشت بھی گم کر دی ہے اور اب اسے بالکل یاد نہیں کہ وہ کیٹی ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو راجہ کی رانی ہی سمجھ رہی ہے۔ لیکن ابھی اس کے بارے میں تھیو سانگ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ یہ کام اسی منگلا دیوی کا ہے۔ ضرور کیٹی نے رات کو باغ سے ناریل لا کر اسے توڑ کر کھایا ہو گا۔ جس سے منگلا دیوی کو غضب آ گیا اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ کو یاد آیا کہ کاروان کی کوٹھڑی میں فرش پر جو بیٹھا رس گرا ہوا تھا وہ اسی ناریل کا رس تھا جس کو کیٹی باغ سے اٹھا کر لے آئی تھی۔

تھیوسانگ کا ذہن بہت الجھن میں مبتلا تھا۔ اس کا دل تشویش میں گھرا ہوا تھا۔ وہ اڑ کر جزیرے پر پہنچ کر کیٹی کو آگ میں جلنے سے بچا لینا چاہتا تھا مگر کشتی سمندر میں چلی جا رہی تھی۔ اور ابھی جزیرے کا کہیں نام و نشان بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ آخر دُور سراندیپ کے جزیرے کے ساحل کے اونچے اونچے درخت نظر آنے لگے۔ کشتی تیزی سے کنارے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کنارے پر ایک گھاٹ بنا تھا جہاں شاہی خادم زرد رنگ کے کپڑے پہنے بیل گاڑیاں لیئے کھڑے تھے تاکہ کشتی میں سے صندل اور زعفران کے تیل کے کپے نکال کر میدان میں اس جگہ لے جائیں جہاں راجا اور اس کی رانیوں کے لیئے چتا تیار تھیں۔

تھیوسانگ کپے کی رسی کے ساتھ اندر کی طرف چمٹا ہوا تھا۔ وہ اس قدر چھوٹا سا تھا کہ کسی کی اس پر نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ کشتی کنارے کے ساتھ جا کر لگی تو کپوں کو کشتی سے نکال کر بیل گاڑیوں پر لادا جانے لگا۔ شاہی خادموں نے وہ کپا بھی اٹھا کر بیل گاڑی میں رکھ دیا جس کی رسی

کے ساتھ تھیوسانگ چمٹا ہوا تھا۔ یہ بیل گاڑیاں ان کپوں کو لے کر اس میدان کی طرف چل پڑیں جہاں راجہ کی لاش اور اس کی رانیوں کو جلانے کے لیئے آٹھ چتائیں تیار کی گئیں تھیں۔ صندل اور زعفران کے تیل کے یہ سارے کپے چتاؤں سے تھوڑے فاصلے پر درختوں کے نیچے رکھ دیئے۔ تھیوسانگ کو یہاں رسیوں میں سے کھسکنے کا موقعہ مل گیا۔ وہ لمبی لمبی گھاس کے اندر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا درخت کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ وہ سائز میں اتنا چھوٹا ہو گیا تھا کہ اس کو چھپانے کے لیئے دو پتے ہی کافی تھے۔ اس نے پتوں کی اوٹ سے میدان میں دیکھا۔

میدان میں چتائیں تیار تھیں یہ آٹھ چتائیں تھیں۔ ایک درمیان میں تھی۔ جس پر راجہ کی لاش پھولوں سے ڈھکی ہوئی رکھی تھی اردگرد سات چتائیں تھیں۔ یہ راجہ کی رانیوں کے لیئے تھیں جنہیں ان پر بٹھا کر زندہ جلایا جانے والا تھا۔ یہ چتائیں خالی تھیں۔ کچھ فاصلے پر سیاہ رنگ کے چار خیمے لگے تھے۔ ان کے باہر سپاہی تلواریں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے۔ ضرور ستی ہونے والی رانیاں ان خیموں میں بند تھیں۔ تھیوسانگ لمبی گھاس میں دوڑتا ان خیموں کی طرف چلا۔ وہ تیز دوڑ رہا تھا مگر چونکہ وہ بہت چھوٹا ہو گیا تھا اس لیئے فاصلہ کم طے ہو رہا تھا۔ اسے خیموں کے پیچھے پہنچتے پہنچتے پانچ سات منٹ لگ گئے۔ بھکشو، برہمن اور

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

پجاری راجہ کی لاش کے ارد گرد چکر لگا کر بھجن گا رہے تھے۔ ا
راجہ کی لاش پر گنگا کا پانی چھڑک رہے تھے۔ ایک طرف سے سپاہیوں
کا دستہ آیا اور اس نے رانیوں کی چتاؤں کے آس پاس پہرہ لگا دیا
یہ اس خیال سے کہ کہیں رانیاں موت کے خوف سے ڈر کر بھاگنے کی کوشش
نہ کریں۔ کیونکہ کئی بار ایسے واقعات بھی ہوئے تھے کہ عورت کو خاوند
کے ساتھ ستی ہونے کے لیے لایا گیا تو وہ اپنا آپ چھڑا کر بھاگ گئی
پھر لوگوں نے اسے زبردستی پکڑ کر خاوند کی چتا میں بھڑکتی آگ میں ڈال دیا۔

تھیوسانگ چونکہ ایک انسانی انگلی جتنے سائز کا تھا اسی لیے اسے
فائدہ تھا کہ اسے آسانی سے دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ ایک خیمے کے نیچے
سے ہو کر اس نے اندر جھانکا تو دیکھا کہ یہاں نیپالی شکل والی رانی کو عورتیں
آگ میں ڈالنے کے لیے تیار کر رہی تھیں۔ اسے پھولوں کے ہار ڈالے جا
رہے تھے۔ تھیوسانگ دوسرے خیمے کی طرف بھاگا۔ وہاں بھی کیٹی نہیں
تھی۔ چھٹے خیمے کا نیچے سے موٹا پردہ اٹھا کر دیکھا تو کیٹی چٹائی پر بیٹھی تھی۔
اس نے شاہی لباس پہن رکھا تھا اور عورتیں اسے پھولوں کے گہنوں
سے سجا رہی تھیں۔ تھیوسانگ جلدی سے خیمے کے اندر گھس گیا۔ وہ ایک
صراحی کے پیچھے چلا گیا۔ کسی عورت نے اسے نہ دیکھا۔ اسے خیال آیا کہ وہ جا
ہو کر کیٹی کو یہاں سے بھگا کر لے جائے۔ مگر یہاں سے کیٹی کو بھگا کر لے جانا
کوئی آسان نہیں۔ باہر سپاہی کھڑے تھے۔ ایک بات پر تھیوسانگ بہت
پریشان تھا کہ کیٹی بڑے آرام سے بیٹھی تھی۔ جیسے اسے اپنے زندہ جلنے کا

کوئی افسوس نہیں۔ جیسے وہ ذہنی طور پر ستی ہونے کے لیے بالکل تیار
تھی۔ یہ بات تھیوسانگ کے خلاف جاتی تھی۔ کیونکہ اس سے ظاہر تھا کہ اگر
تھیوسانگ نے کیٹی کو بھگانے کی کوشش کی تو وہ آگے سے مزاحمت کرے گی۔
پھر اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کیٹی نے اپنے آپ کو بے بس اور مجبور پا کر حالات
سے سمجھوتہ کر لیا ہو مگر وہ آسانی سے سمجھوتہ کرنے والی نہیں

تھیوسانگ نے فیصلہ کیا کہ ابھی اسے بڑے سائز میں نہیں آنا چاہیے
اور وہ اس طرح رینگتا ہوا پھولوں کے اس ڈھیر کے قریب آ گیا جو کیٹی کی چتا کی
جانب پڑا تھا۔ یہ گیندے اور کنول کے پھول تھے۔ تھیوسانگ اس ڈھیر کے
اندر گھس گیا۔ شاہی محل کی کنیزیں کیٹی کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھیں۔ کوئی
اس کے ہاتھوں میں پھولوں کے کنگن ڈال رہی تھی۔ جب یہ کنیزیں کیٹی کو
تیار کر چکیں تو خیمے کا پردہ اٹھا کر باہر چلی گئیں۔ تھیوسانگ کو بڑا اچھا موقع
مل گیا وہ یک دم پھولوں کے ڈھیر سے نکل کر کیٹی کے سامنے آ بولا

"کیٹی! میں تھیوسانگ ہوں۔ میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ میرے
ساتھ خیمے کے پیچھے سے....."

ابھی اس کا فقرہ پورا نہیں ہوا تھا کہ کیٹی کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ چیخ مار کر بولی۔
"تم ---- تم بھوت ہو۔ بھوت ہو"

تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ کیٹی کی یادداشت معطل کر دی گئی ہے۔ اب
اس کے پاس زیادہ سوچنے کے لیے وقت نہیں تھا۔ وہ کیٹی کو وہاں
سے اٹھا لے جانا چاہتا تھا۔ اس نے ایک سیکنڈ میں اپنی دوسری انگلی

COURTESY W PDFBOOKSFREE.PK

پنے جسم سے لگائی اور پورے انسانی سائز میں آگیا۔ ایک چھوٹے سے
ونے آدمی کو یکدم بڑا ہوتے دیکھ کر کیٹی کی چیخ نکل گئی۔ تھیوسانگ نے دوسرے
سیکنڈ کے اندر اندر اپنی انگلی کیٹی کے بازو پر لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی کیٹی
تھیوسانگ کی انگلی جتنی ہوگئی۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں ڈال
لیا اور خیمے کے پچھلے پردے کی طرف لپکا۔ چاقو کی مدد سے پردہ پھاڑا اور
باہر کود گیا۔ چیخ کی آواز سن کر پہلے کنیزیں خیمے میں آئیں۔ انھوں نے جو دیکھا
کہ رانی غائب ہے تو انھوں نے شور مچا دیا۔

"رانی بھاگ گئی۔ رانی بھاگ گئی"

بس پھر کیا تھا سپاہی تلواریں، نیزے لیے خیمے کی طرف لپکے۔ انہوں نے خیمے
کو گھیرے میں لے لیا۔ ایک سپاہی نے خیمے کے کپڑے کو پھٹے ہوئے دیکھا
بولا۔

"رانی یہاں سے چاقو سے پردہ پھاڑ کر فرار ہوئی ہے"

دوسرا بولا۔

"وہ اس جنگل میں ہی ہوگی۔ اسے پکڑو نہیں تو مہامنتری کے حکم سے
ہماری گردنیں اڑا دی جائیں گی"

سپاہی جزیرے کے چھوٹے سے جنگل کی طرف دوڑے۔ سارے جزیرے میں
ور مچ گیا کہ رانی کوکلا فرار ہوگئی ہے۔ مہامنتری یعنی راجہ کا وزیر اعلیٰ بھی راجہ کی آخری رسوم
کرنے کے لیے ایک خیمے میں موجود تھا۔ اس نے سنا تو غصے سے کانپتے
ہوئے بولا۔

"رانی کوکلا کے بھاگ جانے سے ہمارے ملک پر دیوتاؤں کا
عذاب نازل ہوگا اور راجہ کی آتما کو شانتی نہیں ملے گی۔ وہ اسی جزیرے
پر ہوگی۔ جزیرہ زیادہ بڑا نہیں ہے۔ اسے فوراً پکڑ کر لاؤ"۔

تمام سپاہی جزیرے میں نکل کھڑے ہوئے۔ تھیوسانگ جانتا تھا کہ رانی کو کلا
یعنی کیٹی کی تلاش بڑی سرگرمی سے شروع ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ ایک بہت
بڑا واقعہ تھا کہ راجہ کی ایک رانی چتا سے بچ کر فرار ہو جائے۔ اسی وجہ سے
دوسری رانیوں کو جلانے کا کام بھی روک دیا گیا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اگر
وہ پورے انسانی سائز میں جنگل میں چھپا رہا یا۔ ہاں سے اس نے کسی کشتی
میں بیٹھ کر فرار ہونے کی کوشش کی تو پکڑا جائے گا۔ اس کے لیے ضروری
تھا کہ وہ چھوٹے سائز کا بن کر کسی جگہ چھپ جائے اور موقعہ ملتے ہی کیٹی
کو لے کر وہاں سے نکل جائے۔

تھیوسانگ نے جیب میں دیکھا۔ کیٹی ننھی سی انگلی کا سائز بن چکی تھی
اور وہ جیب میں بے ہوش تھی۔ چونکہ اس کی یادداشت کیٹی کی نہیں تھی اس
لیے وہ چھوٹے سائز کی ہوتے ہی دہشت سے بے ہوش ہوگئی تھی۔ تھیو
سانگ کو جنگل میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ سپاہی رانی کوکلا کی
تلاش میں آرہے تھے۔ تھیوسانگ پورے انسانی سائز میں وہاں پکڑا
جا سکتا تھا۔ اس نے جھاڑیوں کے پیچھے سے دیکھا کہ راجہ کے سپاہیوں کا
ایک دستہ گھوڑوں پر سوار اسی طرف چلا آرہا تھا۔ وہ ایک ایک جھاڑی
میں نیزے مار کر دیکھ رہے تھے کہ رانی کوکلا کہیں وہاں تو نہیں چھپی ہوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے فوراً اپنی انگلی جسم سے لگائی اور وہ اپنی انگلی کے برابر ہو گیا۔ اس نے جیب میں دیکھا تو کیٹی اسی حساب سے چاول کے دانے جتنی چھوٹی ہو چکی تھی۔

تھیوسانگ جھاڑیوں کی جڑوں کے قریب سے گذر کر درخت کے تنے کے اندر کھوکھلی جگہ میں گھس کر چھپ گیا۔ جب سپاہیوں کا دستہ جھاڑیوں میں نیزے مارتا آگے نکل گیا تو تھیوسانگ درخت کے تنے کے اندر سے نکلا اور سوچنے لگا کہ وہ کس طرف جائے؟ اس کی منزل سمندر کا ساحل تھا جہاں کشتیاں کھڑی تھیں۔ یہ شاہی کشتیاں تھیں اور انہیں واپس جانا تھا لیکن جب تک راجہ کی لاش کے ساتھ اس کی رانیوں کو ستی نہیں کر دیا جاتا یہ کشتیاں سپاہیوں اور مہامنتری اور دیگر درباریوں اور کنیزوں کو لے کر واپس نہیں جا سکتی تھیں۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کشتی کسی وقت کسی خاص کام سے واپس جائے۔ وہ اس میں سوار ہو کر جزیرے سے فرار ہو سکتا ہے۔ لیکن کشتی میں جانا بہت مشکل کام ہے۔ اس کے باوجود تھیوسانگ کی منزل وہاں سے جانے والی کوئی کشتی ہی تھی۔

اس نے اندازے کے مطابق ساحل کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ دیر تک جنگل کی اونچی گھاس میں چلتا رہا۔ چونکہ وہ چھوٹا سا تھا۔ اس کے قدم بھی چھوٹے چھوٹے تھے اس لیے اسے ساحلِ سمندر تک پہنچتے پہنچتے سورج غروب ہو گیا۔ درختوں کے پیچھے سے اسے سمندر نظر آنے لگا۔ جس پر ڈوبتے سورج کی سنہری کرنیں پڑ رہی تھیں۔ بائیں جانب

گھاٹ تھا جس پر کئی بڑی شاہی کشتیاں اور بجرے کنارے پر لگے تھے اور سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ ایک طرف وہ بڑی کشتی بھی کھڑی تھی جس میں تیل کے کپوں کو لاد کر لایا گیا تھا اور جس میں چھپ کر تھیوسانگ اسی جزیرے پر پہنچا تھا۔

تھیوسانگ نے اوپر نگاہ اٹھائی۔ جس درخت کے نیچے وہ کھڑا تھا اس کی شاخوں پر جنگلی بیلیں نیچے تک لٹک رہی تھیں۔ تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ جو گھاس ہمارے ٹخنوں تک آتی وہ اس کے اندر پورے کا پورا چھپ گیا تھا۔ تھیوسانگ درخت پر چڑھ نہیں سکتا تھا کیونکہ درخت کا تنا اوپر تک گول اور صاف تھا۔ وہ درخت پر لٹکتی بیل کو پکڑ کر اوپر چڑھ سکتا تھا۔ اس نے ایک لٹکتی شاخ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اچھل کر ٹانگیں اس کے ساتھ چپٹا دیں۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے لگا۔ کافی محنت اور وقت کے بعد تھیوسانگ درخت کی اونچی شاخ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اگرچہ اس کا سانس پھول گیا تھا مگر اسے تھکاوٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے شاخوں کے پتوں کو ادھر ادھر ہٹا کر ساحل کی طرف دیکھا۔

یہاں سے ساحل پر کھڑی کشتیوں اور دور میدان کے ایک حصے کو دیکھ سکتا تھا۔ وہاں چتا پر راجہ کی لاش اسی طرح پڑی تھی اور پجاری بھجن گا رہے تھے۔ مہامنتری اپنے خیمے کے باہر تخت پر پریشان بیٹھا تھا۔ اسے اس بات کی بے حد تشویش تھی کہ رانی کوکلا یعنی کیٹی ابھی تک نہیں ملی تھی اور اس کے بغیر دوسری رانیوں کو بھی جلایا نہیں جا سکتا تھا۔ پنڈت پروہت بھی گھبرائے ہوئے تھے کیونکہ راجہ کی لاش کو جلانے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیر ہو رہی تھی - یہ اچھا شگون نہیں تھا۔ مہامنتری نے شاہی پروہت کو کہا

"مہاراج! اگر رانی کوکلا نہ ملی تو راجہ کی دوسری رانیوں کو راجہ کی لاش کے ساتھ جلانے میں کیا حرج ہے۔"

شاہی پروہت نے کہا۔

"مہامنتری جی! آپ سورج غائب ہو گیا ہے - کل سورج غروب ہونے سے پہلے اگر رانی کوکلا نہ ملی تو ہم راجہ کی لاش کو جلا دیں گے۔"

مہامنتری نے اسی وقت حکم دے دیا کہ راجہ کی لاش کے گرد شاہی پہرہ لگا دیا جائے - اور رانی کوکلا کو تیزی سے تلاش کیا جائے۔ تھیو سانگ چھوٹے سائز کا بانا درخت کی شاخ پر بیٹھا یہ سارا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ شاہی فوج نے راجہ کی چتا اور ان خیموں میں جن میں باقی چھ رانیاں تھیں اپنے گھیرے میں لے لیا تھا - شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ مگر ساحل پر کشتیاں اسی طرح کھڑی تھیں - کوئی کشتی لنکا شہر کے ساحل کی طرف نہیں جا رہی تھی۔ تھیو سانگ دیر تک درخت کی شاخ پر چپ چاپ بیٹھا رہا۔ کیٹی اس کی جیب میں تھی۔

رات کا اندھیرا جب چاروں طرف چھا گیا تو تھیو سانگ نے دیکھا کہ کچھ غلام مشعلیں ہاتھ میں لیئے ایک کشتی میں آکر دو قطاروں میں کھڑے ہو گئے - وہ سمجھ گیا کہ یہ کشتی کسی شاہی شخصیت کو لے کر واپس جا رہی ہے۔ تھیو سانگ جلدی سے بیل کی لٹکتی شاخ کے ذریعے درخت سے نیچے اتر آیا اور گھاس میں سے ہو کر تیزی سے کشتی کی طرف بڑھا اندھیرے میں بے خوفی سے بھاگ رہا تھا۔ کیونکہ اسے اندھیرے میں کوئی

نہیں دیکھ سکتا تھا - آخر وہ بڑی شاہی کشتی کے قریب پہنچ گیا۔ یہاں کشتی میں مشعلوں کی روشنی تھی مگر کشتی کے باہر اندھیرا تھا - کشتی ساحل کی ریت پر ایک رسے سے بندھی تھی۔ کشتی کا پیندا تھیو سانگ کے لیئے کافی اونچا تھا - اس لیئے کہ وہ خود بہت چھوٹا ہو گیا تھا کشتی کا پیندا اسے ایک بلند دیوار کی طرح لگ رہا تھا - اگرچہ یہاں اندھیرا تھا مگر وہ اوپر نہیں چڑھ سکتا تھا - وہ بے بس ہو کر ادھر ادھر تک رہا تھا کہ اس کی نظر ایک غلام پر پڑی جو اپنے کاندھے پر ایک سرخ قالین رکھے کشتی کی طرف چلا آ رہا تھا۔ قالین کے ساتھ ریشمی کپڑا لٹک رہا تھا۔ اس ریشمی کپڑے کی ایک جھالر زمین پر گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔

تھیو سانگ نے اسے اپنا نشانہ بنا لیا۔ جونہی غلام قالین لے کر پہنچا تو تھیو سانگ نے اچھل کر کمخواب کے پیچھے لٹکتی ریشمی جھالر سے چمٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آپ کو ریشمی کپڑے کے اندر چھپا لیا وہ اتنا چھوٹا سا تھا کہ غلام کو ذرا بھی اس کا بوجھ محسوس نہ ہوا - وہ قالین لیئے کشتی میں سوار ہوا اور قالین کو کشتی کے لکڑی کے فرش پر کھول دیا - اس کے کھولتے ہی تھیو سانگ تیزی سے لپک کر کونے میں ایک سپاہی کے بہت بڑے پاؤں کے پیچھے جا کر چھپ گیا - اتنے میں راجہ کا مہامنتری اپنے درباریوں کے ساتھ کشتی میں آکر سوار ہو گیا اور کشتی واپس لنکا کے ساحل کی طرف روانہ ہو گئی - جب کشتی رات کے اندھیرے میں سمندر میں سفر کرتی لنکا کے ساحل کے ساتھ آکر لگ گئی تو تھیو سانگ کشتی کے کونے میں قالین کی ایک تہہ کے نیچے چھپا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اس نے تھوڑا سا سر نکال کر دیکھا۔ مہاشتری کی سواری کشتی سے اتر کر ساحل کی طرف جلوس کی شکل میں جا رہی تھی۔ جب یہ سوار چلی گئی اور کشتی خالی ہو گئی تو تھیو سانگ نے ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔ کشتی کے پاس ہی ریت پر دو سپاہی نیزے لیئے پہرہ دے رہے تھے۔

تھیو سانگ کو ان کے قریب سے گزرنا تھا۔ یہ خطرناک بات تھی وہاں کشتی کے کونے پر ایک بڑی مشعل روشن تھی۔ جس کی روشنی پر اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ تھیو سانگ کچھ دیر کشتی میں ہی قالین کے کنارے چھپا بیٹھا رہا۔ اسے خوشی تھی کہ وہ کیٹی کو موت کے منہ سے نکال کر لے آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک سپاہی پہرہ دیتے دیتے ٹہلنے لگا۔ پھر انھوں نے چل پھر کر پہرہ دینا شروع کر دیا۔ تھیو سانگ موقع کی تاک میں تھا۔ جونہی اس نے دیکھا کہ سپاہی کشتی سے ذرا دور چلے گئے ہیں تو وہ کشتی کے کونے پر آیا۔ یہاں اس نے رسی کو پکڑا اور نیچے ریت پر چھلانگ لگا دی۔ وہ ایک چھوٹے سے پودے کی طرح ریت پر گرا اور گرتے ہی وہ درختوں کی طرف بھاگا۔

اتفاق سے ایک سپاہی کی نظر پڑ گئی۔ اس نے جو انگلی کے برابر سائز کے آدمی کو دوڑتے دیکھا تو وہیں بت بن کر رہ گیا۔ پھر اپنی آنکھیں زور سے ملیں اور غور سے دیکھا۔ اتنی دیر میں تھیو سانگ ناریل کے درخت کے اندھیرے میں غائب ہو چکا تھا۔ سپاہی نے ٹہل کو جھٹک کر اپنے ساتھی سے کہا۔ "تم نے دیکھا؟"

دوسرا بولا۔ "کیا دیکھا؟" پہلے سپاہی نے ایک بار پھر اپنا سر جھٹکا اور بولا

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں دیکھا۔ میرا وہم تھا۔"

اسے یقین آ سکتا تھا کہ ایک انسان انگلی کے برابر کا بھی ہو سکتا ہے۔ اسے اپنا وہم ہی سمجھا تھا۔ کہنے لگا۔

"بھائی! میں پہرہ دیتے دیتے تھک گیا ہوں۔ مجھے عجیب عجیب چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ مثلاً میں نے ابھی اپنی چھوٹی انگلی کے برابر ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا۔"

دوسرا سپاہی قہقہہ لگا کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ تم تھوڑی دیر آرام کر لو۔ نہیں تو تمہیں ہاتھی گھوڑے بھی دکھائی دینے لگیں گے۔"

تھیو سانگ ناریل کے درختوں میں دوڑتا چلا گیا۔ اس کا فاصلہ زیادہ نہیں ہو رہا تھا۔ پھر بھی وہ ساحل سے اس جگہ آ گیا۔ جہاں مچھیروں کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ مچھیرے جھونپڑیوں کے اندر سو رہے تھے تھیو سانگ چلتے چلتے ناریل کے درختوں سے نکل کر کچی سڑک پر آ گیا یہ سڑک شہر کی دیوار کے ساتھ ساتھ اندر جاتی تھی۔ تھیو سانگ شہر کے اندر نہیں جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ اس سڑک کو چھوڑ کر ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف چل پڑا۔ وہ شہر کے باہر کسی ویران جگہ میں جا کر رات گزارنا چاہتا تھا۔ وہ ابھی کیٹی کو بڑا بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ بڑے ہوتے ہی کیٹی شور مچا دے گی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کیٹی اپنے آپ کو انسان کو کلا سمجھ رہی تھی۔ جب وہ مچھیروں کی جھونپڑی سے کافی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دور چلا گیا تو تھیو سانگ رک گیا۔ اس کی ایک جانب سمندر کافی فاصلے پر تھا۔ دوسری جانب اندھیرے میں شہر کی دیوار دائیں طرف کو گھوم رہی تھی۔ یہاں اندھیرا تھا۔ تھیو سانگ نے اپنے جسم کو دوسری انگلی لگائی اور وہ اپنے پورے قد کے برابر ہو گیا۔ اس نے جیب میں جھانک کر دیکھا۔ کیٹی کا سائز بھی اب اس کی انگلی کے برابر ہو گیا تھا۔ مگر وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔ تھیو سانگ نے اب کاروان سرائے کی طرف جانے کی بجائے اس طرف چلنا شروع کر دیا جہاں بانس کے درختوں کے گھنے جنگل میں پرانے تالاب تھے۔ ایک تالاب کے قریب آ کر تھیو سانگ نے کیٹی کو جیب سے نکالا۔ وہ ہوش میں آ گئی اور تڑپنے لگی۔ وہ رانی کے شاندار لباس میں تھی۔ اس نے غصیلی آنکھوں سے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور چیخ کر کہا۔

"تم کون جادوگر ہو؟۔ مجھے میرے راجہ کی لاش سے اٹھا کر یہاں کیوں لائے ہو۔ مجھے اپنے راجہ کی لاش کے ساتھ جلنے دو۔ میں رانی کوکلا ہوں۔ مجھے اپنے راجہ کی لاش کے ساتھ جل جانے دو۔"

یہ کہہ کر کیٹی سمندر کی طرف دوڑنے لگی۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ عنبر، ناگ، ماریا یہاں کیسے پہنچے؟ کس حالت میں پہنچے یہ آپ اگلی قسط نمبر ۱۳۴ "ماریا کھوپڑی میں" پڑھیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

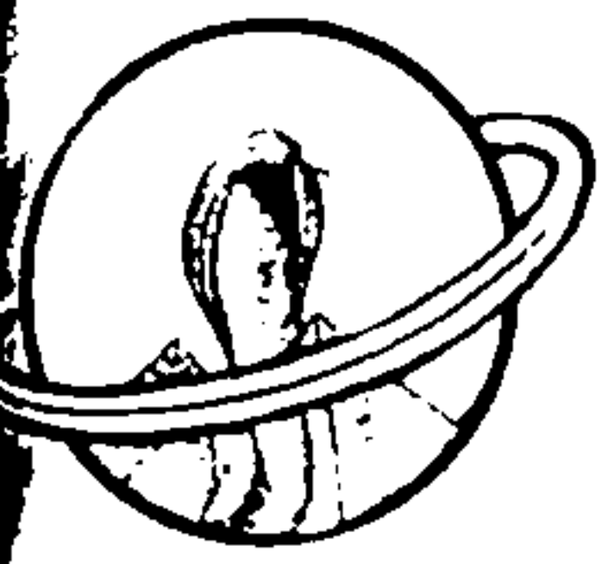

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۶/۵۰
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۶/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۶/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۶/۵۰
۱۰۵ مُردوں کا ستارہ ۶/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی لومڑی ۶/۵۰
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۶/۵۰
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۶/۵۰
۱۰۹ غیبی شیشہ ۶/۵۰
۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۶/۵۰
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۶/۵۰
۱۱۲ عنبر اور خلائی مخلوق ۶/۵۰
۱۱۳ کیٹی اور زندہ لاش ۶/۵۰
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۶/۵۰
۱۱۵ خطرناک تجربہ ۶/۵۰
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۶/۵۰
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۶/۵۰
۱۱۸ مُردے کی موت ۶/۵۰
۱۱۹ قبر کا ہاتھ ۶/۵۰
۱۲۰ جزیرے کا بھوت ۶/۵۰
۱۲۱ خوفناک مقابلہ ۶/۵۰
۱۲۲ ماریا کا پیلا ۶/۵۰
۱۲۳ مینار کا بھوت ۶/۵۰
۱۲۴ انسانی تیندوا ۲۱/-
۱۲۵ غیبی لاش (خاص نمبر) ۶/۵۰
۱۲۶ خونی راز ۶/۵۰
۱۲۷ سرکٹا ناگ ۶/۵۰
۱۲۸ عنبر کی قبر ۶/۵۰
۱۲۹ چاہ بابل کے قیدی ۶/۵۰
۱۳۰ متوحش مورتیاں ۶/۵۰
۱۳۱ مالنگنی ناگن ۶/۵۰
۱۳۲ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۶/۵۰
۱۳۳ منگلا دیوی کا ترشول ۶/۵۰
۱۳۴ ماریا کھوپڑی میں ۶/۵۰
۱۳۵ آسیبی چیخ ۶/۵۰
۱۳۶ باپ کی خوشبو ۶/۵۰

ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

اے حمید

ناگ مکتبہ اقرأ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

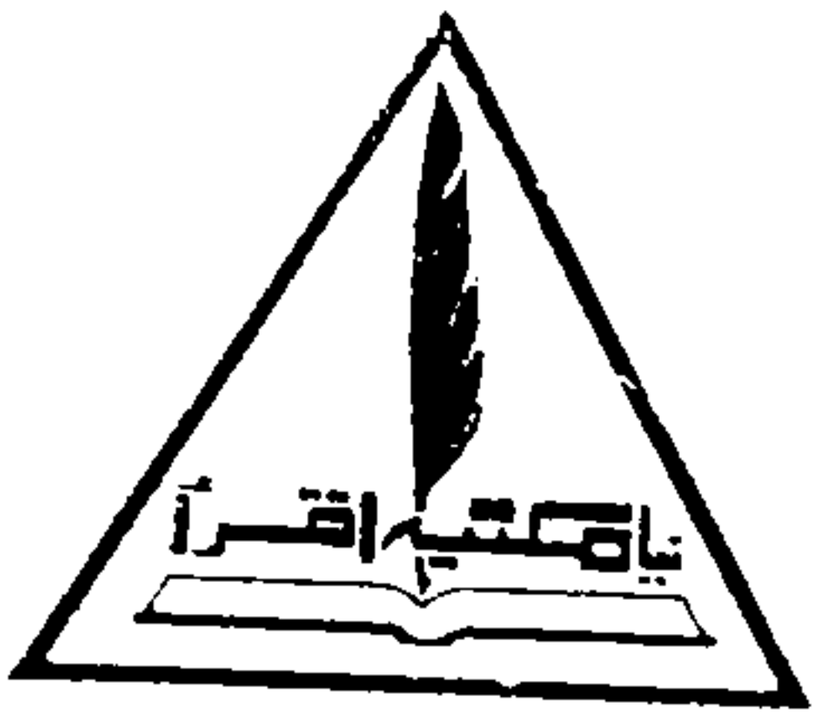

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

ماریا جھوپڑی میں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے دوستوں کی محفل میں ہم نے اپنے نئے دوستوں کا ہمیشہ تہہ دل سے استقبال کیا ہے۔ اس بار اس محفل میں دوسرے کئی دوستوں کے علاوہ ہمارے ایک معصوم دوست خالد اکبر کا اضافہ بھی ہوا ہے۔ وہ اپنے خط میں ——— لکھتے ہیں

"کہ ہر ماہ کم از کم چھ کتب شائع کیا کریں۔ تین کتب پڑھنے سے دل نہیں بھرتا۔ یہی چاہتا ہے کہ پتا چلے آگے عنبر ناگ ماریا وغیرہ کے ساتھ کیا ہوا۔"

دوست یہ مسئلہ تو جب بھی رہے گا۔ کہ پھر کیا ہوا۔ کیونکہ عنبر ناگ ماریا تو اپنی زندگی کے ہزاروں سالہ سفر پر رواں دواں ہیں اور ان کے ساتھ نت نئے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ جب تک ان کا یہ دلچسپ سفر جاری ہے۔ اور جاری رہے گا۔ ہر ماہ تین ناول آپ کو ملتے رہیں گے۔ کیونکہ مجھے آپ بچوں کے علاوہ بڑوں کے لیے بھی ہر ماہ کچھ نہ کچھ لکھنا ہوتا ہے۔ جو کراچی کے مشہور رسالوں میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ اس کے باوجود میں اپنا زیادہ وقت آپ بچوں کی کتابوں کو ہی دیتا ہوں۔

تمہارا انکل

اے حمید

N-454 — راہ چمن سمن آباد لاہور۔

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول ——

ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر لاش سے ٹکرا گیا

کیٹی درختوں سے نکل کر سمندر کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔
اندھیرے میں تھیوسانگ کو اس کا ہیولا صاف نظر آ رہا تھا۔
اس کا شاہی لباس لہرا رہا تھا۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی "مجھے راجہ کی لاش کے ساتھ جل جانے دو۔ میں رانی کوکلا ہوں۔ میں اپنے راجہ کے ساتھ ستی ہوں گی۔ میرے راجہ کی روح مجھے بلا رہی ہے۔"
تھیوسانگ اس کے پیچھے دوڑا۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا تھا کہ کسی وجہ سے کسی جادو یا طلسم کی وجہ سے کیٹی کی یادداشت گم ہو گئی تھی۔ وہ اپنے آپ کو راجہ کی رانی سمجھ رہی تھی اور رانی بن کر ہی شاہی محل میں ظاہر ہوئی تھی۔ تھیوسانگ یہ کبھی برداشت کر ہی نہیں سکتا تھا کہ کیٹی چتا کے شعلوں پر جل کر راکھ ہو جائے۔
وہ پوری رفتار سے دوڑا اور کیٹی کے سر پر پہنچ گیا ——— کیٹی نے جو رانی تھی۔ پیچھے مڑ کر غضبناک نگاہوں سے تھیوسانگ کو دیکھا اور چلائی۔
"تم کون ہو! خبردار میرے قریب نہ آنا۔ نہیں تو خنجر

ترتیب

- عنبر لاش سے ٹکرا گیا
- مہارانی کیٹی کا معمہ
- ڈھانچہ بولنے لگا
- ماریا کھوپڑی میں
- بوڈی والا مُردہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے سینے میں گھونپ کر جان دے دوں گی "

تھیوسانگ وہیں رُک گیا ۔ کیونکہ کیٹی نے اپنی ہیرے موتیوں والی قمیض کے اندر سے چھوٹا سا خنجر نکال لیا تھا ۔ وہ خنجر ہاتھ میں لیے ہانپ رہی تھی ۔ خنجر کا رُخ کیٹی کے سینے کی جانب تھا ۔

تھیوسانگ نے ہاتھ بڑھا کر کہا ۔

"کیٹی ! کیٹی ! ہوش میں آؤ ۔ تم رانی نہیں کیٹی ہو ۔ میں تھیوسانگ ہوں ۔ تمہارا دوست تھیوسانگ !"

کیٹی نے اِسے جھڑک کر کہا ۔

"خاموش بدتمیز ! تمہیں رانی کو کلا پر اپنا جادو کرنے اور چتا سے اُٹھا کر یہاں لانے کی ہمت کیسے ہوئی ؟ میں مہامنتری سے کہہ کر تمہاری گردن اُڑا دُوں گی ۔ میں رانی ہوں ۔ اگر تم یہاں سے چلے نہ گئے تو میں خنجر مار کر اپنے آپ کو راجہ پر قربان کر دُوں گی "

تھیوسانگ عجیب مشکل میں تھا ۔ کیٹی اسے بالکل نہیں پہچان رہی تھی ۔ خنجر اس کے ہاتھ میں تھا ۔ وہ خودکشی کر سکتی تھی ۔ اگر وہ راجہ کی لاش کے ساتھ آگ میں جل سکتی تھی تو خنجر سے اپنی جان بھی لے سکتی تھی ۔

اس نے کہا ۔

"ٹھیک ہے رانی ! میں ـــ میں جاتا ہوں ۔ تم ـــ تم

خودکشی نہ کرو ۔ میں جاتا ہوں "

یہ کہہ کر تھیوسانگ اس کی طرف بڑھنے لگا ۔ کیٹی نے چیخ کر کہا ۔

"مجھے ہاتھ نہ لگانا ۔ میں خنجر گھونپ لوں گی "

تھیوسانگ وہیں ٹھٹھک گیا ۔ "میں جا رہا ہوں رانی جی ! میں جا رہا ہوں " اور تھیوسانگ پیچھے ہٹنے لگا ۔ رانی یعنی کیٹی نے خنجر اپنے ہاتھ میں ہی رکھا ۔ اور سمندر کی طرف تیز تیز قدموں سے چلنے لگی ۔ وہ سمندر کی گھاٹ پہ جانا چاہتی تھی تاکہ وہاں کسی شاہی کشتی میں بیٹھ کر سراندیپ جاتے ۔ جہاں وہ راجہ کی لاش کے ساتھ آگ میں جل کر اپنی جان دے سکے ۔ تھیوسانگ جنگل کے اندھیرے میں چھپ گیا ۔ اسے کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی ۔ کیونکہ کیٹی کی شخصیت رانی میں گم ہو گئی تھی ۔ وہ اندھیرے میں دیکھ بھی نہیں سکتی تھی ۔ تھیوسانگ نے اس کی اس کمزوری سے فائدہ اُٹھایا اور پرے ہو کر ایسی جگہ پر کھڑا ہو گیا ۔ جہاں سے کیٹی گزرنے والی تھی ۔

جونہی کیٹی بھاگتی ہوئی وہاں سے گزری تو تھیوسانگ نے اس کے اوپر چھلانگ لگا دی ۔ دونوں گھاس پہ گرے ۔ اس عرصے میں تھیوسانگ کیٹی کے جسم کے ساتھ اپنی انگلی لگا چکا تھا ۔ انگلی کے چھوتے ہی کیٹی ایک انگلی کے برابر چھوٹی ہو گئی اور اپنے آپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو اس حالت میں دیکھ کر دہشت کے مارے اس کا چھوٹا سا جسم کانپ رہا تھا۔ پھر وہ غش کھا کر گر پڑی۔ تھیوسانگ نے اسے اُٹھا کر جیب میں رکھا۔ اور جیب میں ہاتھ ڈال لیا کہ کیٹی ہوش میں آجانے پر باہر نہ نکل آئے۔ وہ جتنی تیزی سے چل سکتا تھا۔ کارواں سرائے کی طرف جانے کی بجائے لنکا کی سب سے بڑی سرائے کی جانب روانہ ہوگیا۔ رات کا پچھلا پہر ہو رہا تھا۔ لنکا شہر کی بڑی سرائے سے صبح منہ اندھیرے قافلے واپس ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ تھیوسانگ اب ایک پل کے لیے بھی اس ملک میں نہیں رہنا چاہتا۔ کیونکہ وہاں کیٹی کی زندگی کو خطرہ تھا۔ اونچے اونچے درختوں سے نکل کر تھیوسانگ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے بیچ میں سے گزرنے لگا۔ وہ لمبے لمبے قدم اُٹھائے چلا جا رہا تھا کہ اچانک آسمان پر بجلی چمکی۔ تھیوسانگ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ بادلوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر یہ بجلی کہاں چمکی تھی؟

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ بجلی ایک بار پھر چمکی اور زور کی کڑک پیدا ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی منگلا دیوی کی شکل درختوں میں سے اُتر کر تھیوسانگ کی طرف آئی۔ اس کے ہاتھ میں ترشول تھا۔ زبان باہر لٹک رہی تھی۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ اور آنکھیں

آگ کے شعلے برسا رہی تھیں۔ تھیوسانگ وہیں گر گیا۔ منگلا دیوی نے ترشول والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور تیز سیٹی ایسی آواز میں بولی۔

"تم کیٹی کو ساتھ لے کر اس ملک سے کہیں نہیں جا سکتے۔ یہ رانی ہے۔ اسے راجہ کے ساتھ ہی چتا کی آگ میں جلنا ہے۔ اور اب میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

منگلا دیوی کا ترشول اس کے ہاتھ سے نکل کر تیر کی طرح تھیوسانگ کی طرف بڑھا۔ ترشول میں سے آگ کی چنگاریاں چھوٹ رہی تھیں۔ عین اس وقت پہاڑی کے غار میں ایک لمبی ڈاڑھی اور لمبی جٹاؤں والا ایک سادھو نمودار ہوا۔ اس نے اپنے پاؤں کی کھڑاؤں اتار کر ہوا میں پھینکیں۔ کھڑاؤں بادلوں کی گرج کی آواز کے ساتھ اُڑتے ہوئے ترشول سے جا کر ٹکرائیں۔ ترشول ہوا میں غائب ہوگیا اور منگلا دیوی چیختی ہارتی وہاں سے بھاگ گئی۔ تھیوسانگ نے پلٹ کر سادھو کی طرف دیکھا۔ اب صبح کی پھیکی پھیکی روشنی ہو گئی تھی۔ کھڑاؤں واپس سادھو کے پاس چلی گئیں۔ سادھو نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"بیٹے میرے پاس آجاؤ۔ منگلا تمہیں کچھ نہیں کہے گی اب۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ جلدی سے سادھو کے پاس چلا گیا۔ اس سادھو کا جسم دُبلا پتلا تھا۔ مگر چہرے پر ایک عجیب سی چمک تھی۔ وہ تھیوسانگ کو غار کے اندر لے گیا۔ غار میں ہرن کی کھال بچھی تھی۔ سامنے کنول کے کچھ پھول پڑے تھے۔ سادھو نے تھیوسانگ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خود بھی ہرن کی کھال پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اور بولا:

"اگر میں وقت پر نہ پہنچتا تو منگلا دیوی نے تمہیں ہلاک کر دیا ہوتا"

تھیوسانگ بولا۔

"مہاراج یہ میرے پیچھے کیوں پڑی ہے؟"

سادھو مسکرایا۔ بولا۔

"بیٹے یہ تم مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری جیب میں کیٹی موجود ہے جس کی تلاش میں منگلا یہاں آئی تھی؟"

تھیوسانگ بڑا حیران ہوا کہ اس سادھو کو سب حال معلوم تھا۔ اس نے کہا۔

"مگر مہاراج! یہ منگلا میری دوست کیٹی کو کیوں مارنا چاہتی ہے؟"

سادھو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لیے کہ کیٹی نے اس کے مندر کے مقدس ناریل کو توڑ دیا تھا۔ منگلا نے اس سے یہ انتقام لیا کہ اس کی یادداشت گم کر کے اسے راجہ کے محل میں رانی بنا کر بھیج دیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ راجہ دوسرے روز مر جائے گا اور کیٹی رانی کی شکل میں راجہ کے ساتھ ہی چتا کی آگ میں جل کر مر جائے گی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اب میں کیا کروں مہاراج؟ یہ منگلا تو پھر مجھ پر حملہ کر کے کیٹی کو نقصان پہنچائے گی۔ میں پردیس میں ہوں۔ اس کے پاس طلسم ہے۔ میں اس سے کیٹی کو کب تک بچا سکوں گا؟"

سادھو کہنے لگا۔

"بیٹے میں جانتا ہوں تم دونوں اس دنیا کے نہیں بلکہ ایک خلائی سیارے کی دنیا کے رہنے والے ہو۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کیٹی صرف آگ میں جلنے سے مر سکتی ہے اور تم صرف اس صورت میں مر سکتے ہو کہ تمہاری ایک انگلی کاٹ دی جائے مگر منگلا دیوی کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ وہ اپنے ترشول سے تمہاری ساری انگلیاں کاٹ سکتی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ ایک بار تو سکتے میں آگیا۔ سادھو کو اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"مہاراج! اب جبکہ آپ پر میرا حال روشن ہو چکا ہے تو میری مدد کریں اور مجھے اس منگلا سے صرف اتنی دیر تک بچائیں۔ کہ میں کیٹی کو لے کر اس ملک سے باہر نکل سکوں۔"

سادھو نے کہا۔

"بیٹے یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ کیونکہ میری طاقت اور اختیار صرف اِن پہاڑیوں کے اندر تک ہی ہے۔ اس کے باہر میں تمہاری جان منگلا کے حملے سے محفوظ کر دوں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"لیکن مہاراج کیٹی کا کیا ہوگا۔ منگلا کیٹی کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ کیا کیٹی کی یادداشت واپس نہیں آ سکتی۔ اس کو میں بتا کر دُوں تو وہ راجہ کے محل کی طرف بھاگتی ہے اور بار بار یہی کہتی ہے کہ میں رانی ہوں۔ میں راجہ کے ساتھ ستی ہوں گی۔"

سادھو بولا۔

"اب اسے راجہ کی لاش کے ساتھ ستی نہیں کیا جائے

گا۔ کیونکہ راجہ کی لاش اس وقت چتا پر جل رہی ہے۔"

تھیوسانگ نے جلدی سے پوچھا۔

"کیا اس کی باقی رانیاں بھی ساتھ ہی جلا دی گئیں ہیں؟"

سادھو نے کہا۔

"ہاں۔ اس ملک کا یہی دستور ہے۔ کیونکہ ساتویں رانی یعنی کیٹی نہیں مل سکی۔ اس لیے راجہ کی چتا کو رسم کے مطابق آگ دکھا دی گئی۔ اب کیٹی اگر محل میں واپس بھی چلی گئی۔ تو اسے چتا پر کوئی نہیں جلائے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"لیکن مہامنتری اس کو سخت سزا دے گا۔ کیونکہ وہ فرار ہو گئی تھی۔"

سادھو بولا۔

"تم کیٹی کو رانی کوکلا کی حیثیت میں راجہ کے محل کی طرف جانے دو۔ میں اگنی دیوتا کے روپ میں اس کے ساتھ ہوں گا اور مجھے دیکھ کر مہامنتری اور سارے درباری کیٹی کو کچھ نہیں کہیں گے۔ بلکہ اس کی پوجا شروع کر دیں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے پریشانی سے کہا۔

"مگر مہاراج کیٹی کب تک اس محل میں رانی کو کلاین کر رہے گی۔ میں تو اسے اپنے ساتھ ہندوستان واپس لے جانا چاہتا ہوں"

سادھو مسکرانے لگا۔

"بیٹے تھیوسانگ! تمہیں تو ابھی عنبر ناگ ماریا سے بھی ملاقات کرنی ہے"

تھیوسانگ چونک اٹھا۔ سادھو کو سب کچھ معلوم تھا اس نے کہا۔

"مہاراج! آپ تو دلوں کے حال جانتے ہیں۔ تو پھر مجھے یہ بھی بتا دیجیے کہ عنبر ناگ ماریا سے کب ملاقات ہو گی؟"

سادھو ایک پل کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا۔

"بیٹا یہ بتانے کی ہمیں اجازت نہیں ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ کیٹی کو لے کر راجہ کے محل کے پچھواڑے جو پرانا باغ ہے۔ وہاں چلے جاؤ اور اسے بڑا کر کے وہیں کھڑے رہنا۔ پھر جو ہو گا اسے دیکھ لینا اور وہاں یہ راکھ اپنے اور کیٹی کی گردن پر لگا دینا۔ اس سے تم منگلا کے طلسم سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ مگر یاد رکھنا اگر

تم میں سے کوئی بھی منگلا دیوی کے مندر کے احاطے میں داخل ہوا تو اس راکھ کا اثر جاتا رہے گا۔ پھر منگلا دیوی کا جادو تم پر چل سکے گا"

تھیوسانگ نے سادھو سے چٹکی بھر کر راکھ لی۔ اسے اپنی گردن پر ملا۔ پھر جیب میں انگلی ڈال کر ننھی سی کیٹی کی گردن پر بھی مل دیا۔ کیٹی اس کی جیب میں بے ہوش پڑی تھی۔ سادھو نے کہا۔

"بیٹا اب تم راجہ کے باغ میں جاؤ۔ اور جو بھی سامنے والا ہے اسے دیکھو"

تھیوسانگ نے سادھو کو سلام کیا اور غار سے باہر نکل آیا۔ وہ باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ راجہ کے محل کے پچھواڑے ایک پرانے باغ میں کھڑا تھا۔ دن نکل آیا تھا۔ سورج کی سنہری روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ راجہ کے محل کے باغ کا یہ پچھلا حصہ تھا اور یہاں بے شمار پھل دار درخت اُگے ہوئے تھے۔ درختوں کی ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہوئی تھیں۔ ایک طرف پانی کا چھوٹا سا حوض تھا: جس میں سے ایک نالی کے ذریعے پانی نکل کر باغ میں جا رہا تھا۔

تھیوسانگ نے کیٹی کو اپنی جیب سے نکالا اور ایسا ہی کیا جیسے کہ سادھو نے کہا تھا۔ اس نے کیٹی کے جسم کے ساتھ اپنی انگلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگائی۔ وہ ایک دم سے بڑی ہو گئی۔ اس کا لباس راجکماریوں ایسا ہو
تھا۔ سر پہ سونے کا تاج تھا۔ گلے میں موتیوں کی مالائیں تھیں۔ اس
نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولی۔

"گنگو! کیا ہم مرنے کے بعد جنت میں آ گئے ہیں۔ ہم
تو راجہ کی لاش کے ساتھ چتا میں جل گئے تھے"

تھیوسانگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ سادھو کی راکھ کا اثر ہے اور
کیٹی اب تھیوسانگ کو اپنا شاہی نوکر سمجھنے لگی ہے اور اسے
یقین ہو رہا ہے کہ وہ چتا میں جل مری تھی اور اب جنت میں
آ گئی ہے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"رانی جی! یہ آپ کا اپنا محل ہے۔ آپ کو راجہ کی
لاش کے ساتھ جلنے کے بعد دیوتاؤں نے خوش ہو
کر واپس محل میں بھیج دیا ہے"

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایک نظر محل پہ ڈالی اور بولی۔

"میرے ساتھ آؤ۔ میں راج محل میں جاؤں گی"

جونہی کیٹی راج محل میں داخل ہوئی وہاں شور مچ گیا کہ
رانی کوکلا واپس محل میں آ گئی ہے۔ مہامنتری نے آگے بڑھ کر رانی
یعنی کیٹی کا سواگت کیا۔ اب وہ اسے رسم کے مطابق چتا کی آگ
کے حوالے نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اس بات کا اسے بے حد غصہ
تھا کہ رانی کوکلا عین وقت پر فرار ہو گئی تھی۔ اور باقی چھ رانیاں
تو راجہ کے ساتھ جل مریں مگر رانی کوکلا نے چتا میں جلنے کی رسم پوری
نہیں کی۔ مگر چونکہ اس ملک میں یہ رسم تھی کہ اگر وقت پر کسی بھی
رانی کو چتا پر نہ لایا جا سکے اور راجہ کی لاش کو آگ دکھا دی جائے۔
تو اس رانی سے لوگ عقیدت اور محبت کرنے لگتے تھے۔ وہ یہ
سمجھتے تھے کہ دیوتا اگنی نے خود اس رانی کو جلنے سے بچایا ہے۔
اور یہی دیوتاؤں کا منشاء بھی تھا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ محل میں بہت سے درباری اور راجکمار رانی کوکلا
کا احترام کرنے لگے اور انہوں نے جے اگنی دیوتا کے نعرے بلند
کئے۔ یہ بات ان کے سامنے واضح ہو گئی تھی کہ رانی کوکلا یعنی
کیٹی کو خود اگنی دیوتا نے چتا کی آگ سے بچایا ہے۔ مگر مہامنتری
کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ رانی کوکلا یعنی کیٹی
کو کسی حالت میں بھی زندہ دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ اس
پر ظلم یہ ہوا کہ ——— درباریوں نے راجہ کی موت کے
بعد راجہ کے بھائی کو تخت پہ بٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ راجہ
کی سات رانیوں میں سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ مہامنتری
تو جل بھن کر راکھ ہو گیا۔ کیونکہ وہ خود راج گدی پر قبضہ کرنے
کے خواب دیکھ رہا تھا۔ نئے راجہ کو رانی کوکلا یعنی کیٹی کی حمایت
حاصل تھی۔ اب تو رانی کوکلا یعنی کیٹی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راستے
سے ہٹانا ضروری ہو گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مہامنتری بڑا عیار وزیر تھا۔ وہ اوپر سے تو کیٹی کے ساتھ بے حد عزت و احترام سے پیش آتا رہا مگر اندر ہی اندر راج کو ختم کر دینے کی سازش تیار کرنے لگا۔ محل میں کسی رانی کو مارنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ درباری اور رعایا رانی کو اب دیوتا اگنی کا خاص اوتار سمجھنے لگی تھی۔ کیونکہ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ کہ رانیاں چتا کی آگ سے بچ جائیں۔ اور رانی کوکلا بچ گئی تھی۔ اس سے یہی ثابت ہوتا تھا کہ اسے اگنی دیوتا نے بچایا ہے۔ اور وہ اس کی چہیتی رانی ہے۔ مہامنتری اب اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ رانی کوکلا یعنی کیٹی کو زہر دے کر مار ڈالے اس پر زبردست ہنگامہ اُٹھ سکتا تھا۔ ملک میں بغاوت بھی ہو سکتی تھی۔ چنانچہ مہامنتری نے اس پر غور کرنا شروع کر دیا۔

دوسری طرف اب تھیوسانگ کو بھی گنگو نوکر کی حیثیت سے محل میں رہنے کی اجازت مل گئی تھی۔ وہ ایک طرح سے کیٹی کا باڈی گارڈ بن کر اس کی حفاظت کرنے لگا تھا۔ مہامنتری کا سارے راج محل میں صرف ایک ہی راز دار دوست تھا جو شاہی محل کا شاہی وید یعنی حکیم تھا۔ پرانے ہندوستان میں حکیم کو وید کہا جاتا تھا۔ یہ وید بڑا ہوشیار اور تجربہ کار آدمی تھا۔ مہامنتری نے اس کے آگے اپنے دل کا حال رکھ دیا۔ اور کہا۔

"وید جی! رانی کوکلا نے راجہ کے بھائی کو تخت پر بٹھا

دیا ہے۔ اب اس کا بھائی راجہ ہے۔! اگر میں راجہ بن گیا تو آپ کو اپنا وزیر اعلیٰ بنا لوں گا۔ لیکن میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ رانی کوکلا ہے۔ جس کو رعایا اور درباری، سبھی اگنی دیوتا کا اوتار سمجھ رہے ہیں۔ جب تک وہ زندہ ہے۔ نہ میں راجہ بن سکتا ہوں، نہ آپ وزیر اعلیٰ بن سکتے ہیں۔ کوئی ایسا جتن کیجیے کہ ہمارے راستے کا یہ سب سے بڑا روڑا ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو جائے۔"

وید کچھ دیر تک خاموشی سے غور کرتا رہا۔ پھر مہامنتری کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"مہامنتری جی! آپ میرے دوست ہیں۔ آپ نے مجھ پر جو بھروسہ کیا ہے۔ میں اس پر پورا اتروں گا۔ رانی کوکلا کو ختم کرنا ان حالات میں آسان نہیں ہے۔ مگر میرے پاس ایسی بچھی ذائقے والی جڑی بوٹی موجود ہے جس کے سفوف کو اگر آپ رانی کے کھانے میں تھوڑا تھوڑا روز ملاتے رہیں تو وہ پہلے بیمار پڑے گی اور پھر بخار میں سوکھ کر کانٹا ہو جائے گی اور پھر مر جائے گی۔ اس طرح سے کسی کو آپ پر شک بھی نہیں ہوگا۔ اور۔۔۔ ہمارے راستے کا کانٹا بھی نکل جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویدنے مہامنتری کو ایک خاص جڑی بوٹی کا سفوف سیاہ ڈبی میں ڈال کر دیا اور کہا۔

"یہ ایک مہینے کی خوراک ہے۔ روزانہ رانی کے کھانے میں اس کی ایک چٹکی ڈال دیا کرنا۔ یہ پھیکا ہے۔ رانی کو پتہ بھی نہیں چل سکے گا"

مہامنتری نے ڈبی کو جیب میں ڈالا۔ اور اپنے محل کی خفیہ خواب گاہ میں ایک خفیہ جگہ پر لے جا کر رکھ دیا۔ تھیوسانگ کو اس سازش کی بالکل خبر نہ ہو سکی۔ دوسری طرف منگلا دیوی بھی کیٹی سے بدلہ لینے کو بے تاب تھی۔ مگر سادھو نے جو راکھ کیٹی اور تھیوسانگ کے جسم پر لگا دی تھی اس کی وجہ سے منگلا دیوی ان دونوں کے قریب نہیں پھٹک سکتی تھی اور اس کا طلسم بھی ان پر نہیں چل رہا تھا۔ منگلا دیوی اپنے مندر میں چلی گئی۔ اور کسی خاص موقع کا انتظار کرنے لگی۔

○ ○

اب ہم عنبر کی طرف چلتے ہیں۔ ماریا اور ناگ تو فضا میں پرواز کرتے لنکا کی طرف چلے آ رہے تھے جبکہ عنبر بھی اپنے ایک ساتھی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ملک لنکا کی طرف آ رہا تھا۔ عنبر کے ساتھی کا نام بھاسکر ہے اور آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ کہ اس شخص بھاسکر کو ایک ایسے زہریلے سانپ نے کاٹا تھا جس کے زہر نے اس کے جسم میں اتنی گرمی اور تپش پیدا کر دی تھی کہ وہ کھڑے کھڑے پورے حوض کا پانی بالٹیوں سے پی جاتا تھا اور یہ پانی بھاپ بن کر اس کے جسم سے نکلتا جاتا تھا۔ عنبر نے اسے ایک خاص بوٹی کھلا دی جس کا اثر چوبیس گھنٹے تک رہتا تھا۔ چوبیس گھنٹے تک پیاسے بھاسکر کو پیاس نہیں لگتی تھی۔ اس کے بعد عنبر اسے پھر ایک خوراک کھلا دیتا تھا۔ اسی طرح وہ ملک لنکا میں داخل ہو گئے۔

پیاسے بھاسکر نے عنبر کو بتایا تھا کہ لنکا کے شیلام مندر میں اس کا ایک رشتے دار پجاری ہے وہ اس کے پاس جا کر ٹھہریں گے۔ عنبر نے اس شخص بھاسکر کو یہ کہا تھا کہ وہ ناگ کی تلاش میں ہے جو اس کے جسم سے سانپ کا زہر اپنے منتر سے ختم کر دے گا اور پھر اسے خوفناک پیاس سے نجات مل جائے گی۔ لنکا میں آتے ہی بھاسکر نے شیلام مندر کی تلاش شروع کر دی۔ عنبر کو وہاں تھیوسانگ اور کیٹی کی خوشبو اس لیے نہ آئی کہ انہوں نے اپنی گردنوں پر سادھو کی دی ہوئی راکھ ملی ہوئی تھی۔ اس راکھ کا ہی اثر تھا کہ کیٹی اور تھیوسانگ کو بھی عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی کو عنبر ناگ ماریا کی خوشبو آ ہی نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ وہ تو منگلا کے طلسم کی وجہ سے اپنی یادداشت ہی گنوا بیٹھی تھی۔

عنبر کو بھاسکر اپنے ساتھ لنکا شہر کے کنارے ایک ٹیلے کے دامن میں لے گیا۔ اسے کسی نے بتایا تھا کہ شیلام مندر اسی ٹیلے کے پاس ہی ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہوں نے ٹیلے کے آس پاس بہت دیکھا مگر انہیں ایسا کوئی مندر وہاں نہ ملا۔ بھاسکر نے ایک گھاٹی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"عنبر بھائی! وہ دیکھو۔ گھاٹی میں مجھے ایک چھوٹی سی برجی دکھائی دے رہی ہے۔ کہیں یہی شیلام مندر تو نہیں ہے؟"

وہ دونوں پتھروں میں سے گزرتے گھاٹی میں گئے تو دیکھا کہ وہاں باقاعدہ کوئی مندر تو نہیں تھا۔ مگر کسی مندر کی ٹوٹی پھوٹی ایک کوٹھڑی ضرور تھی۔ اس کے باہر جو چھوٹا سا چبوترہ تھا وہ بھی ڈھے گیا تھا۔ پتھر نیچے گرے ہوئے تھے۔ کوٹھڑی کے اندر دیوار میں مورتی رکھنے والا جو طاق تھا۔ وہ بھی خالی تھا۔ اس میں مورتی نہیں تھی۔ عنبر نے کہا۔

"یہ کبھی مندر ضرور تھا مگر اب تو یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ پجاری نہ مورتی ——"

بھاسکر جھک کر بڑے غور سے طاق کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"لگتا ہے کوئی اس طاق میں سے مورتی اکھاڑ کر لے گیا ہے مورتی کے پاؤں کے نشان مٹی میں اسی طرح موجود ہیں۔"

عنبر نے پوچھا کہ اس مندر میں کس دیوی کی مورتی رکھی جاتی تھی؟

بھاسکر بولا۔

"میرا شبہ ہے دار اسی مندر کا پجاری ہوگا۔ اس علاقے میں لوگ منگلا دیوی کی پوجا کرتے ہیں۔ ضرور یہاں منگلا دیوی کی مورتی ہی ہوگی۔"

عنبر نے اس میں کوئی زیادہ دلچسپی نہ لی۔ کیونکہ اسے تو شہر لنکا میں کوئی ٹھکانہ چاہیئے تھا جہاں رہ کر وہ ناگ مانیا اور رتھیو سانگ کیٹی کا سراغ لگا سکے۔ اس نے بھاسکر سے کہا۔

"چلو ہمیں رہنے کو جگہ تو مل گئی ہے۔ تم اس جگہ بیٹھنا میں شہر میں جا کر ناگ کو تلاش کرتا ہوں۔"

بھاسکر بولا۔

"عنبر بھائی! تم نے یہ مجھے بوٹی کھلا کے احسان ہی نہیں کیا بلکہ میرے اندر جلتی ہوئی آگ کو بجھا دیا ہے۔ مگر یہ بوٹی تو صرف ایک دن کی رہ گئی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟"

عنبر کہنے لگا۔

"فکر کیوں کرتے ہو بھاسکر۔ میں اس جنگل سے نئی بوٹی توڑ کر لے آؤں گا۔"

بھاسکر تو ٹوٹے پھوٹے مندر کی کوٹھڑی کے باہر چبوترے پر بیٹھ گیا اور عنبر ناگ کی تلاش میں شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ دوپہر کے بعد جب وہ واپس آیا تو بھاسکر کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ اس کے جسم میں سانپ کے زہر کی تپش بڑھنے لگی تھی۔ اور وہ پانی پانی پکار رہا تھا۔ عنبر نے اُسے تسلی دی اور جنگل میں بوٹی ڈھونڈنے چل دیا۔ وہ دیر تک جنگل میں پھرتا رہا مگر اسے وہ بوٹی جس سے بھاسکر کے بدن کی آگ ٹھنڈی ہو کہیں نہ ملی۔ ناکام ہو کر واپس آیا تو دیکھا کہ بھاسکر اس طرح زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس طرح مچھلی پانی کے باہر تڑپتی ہے۔ عنبر نے اسے سنبھالا دیا۔ اس کے جسم میں سے اتنا تیز سینک نکل رہا تھا کہ لگتا تھا اس کے بدن کے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔

بھاسکر کو جب پتہ چلا کہ عنبر کو جنگلی بوٹی نہیں مل سکی تو اس نے ایک چیخ ماری اور جنگل کی طرف بھاگ نکلا۔ وہ پانی کی تلاش میں بھاگا تھا۔ عنبر اس کے پیچھے پیچھے دوڑا۔ وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ بھاسکر بے چارے کو تو آگ لگی تھی وہ گھوڑے کی طرح بھاگتا جنگل میں ایک طرف نکل گیا۔ اُسے اس طرف سے پانی کی خوشبو آرہی تھی۔ ایک ٹیلے کے نیچے بھاسکر کو ایک چھوٹا سا چوبچہ یعنی جنگلی حوض نظر آیا۔ بھاسکر نے دھڑام سے پانی کے حوض میں چھلانگ لگا دی۔ پانی میں گرتے ہی ایسی آواز آئی جیسے کوئی جلتی ہوئی لکڑی پانی میں ڈال دے۔ بھاسکر نے اپنے ہونٹ حوض کے پانی میں ڈبو دیئے اور بھینس کی طرح دھڑا دھڑ پانی پینا شروع کر دیا۔ پانی بھاسکر کے بدن میں گیا تو اس کے جسم میں سے بھاپ اُٹھنے لگی۔ یہ وہی پانی تھا جو بھاسکر پی رہا تھا حوض کا پانی آہستہ کم ہونے لگا تھا۔

دوسری طرف عنبر اپنے دوست بھاسکر کو ڈھونڈھتا جنگل میں تیز تیز چلا آرہا تھا۔ وہ گھنی جھاڑیوں میں سے گزر رہا تھا۔ یہاں ایک تو جھاڑیاں بہت زیادہ تھیں دوسرے درختوں کے اوپر لمبی لمبی بیلیں جھالروں کی طرح لٹکی ہوئی تھیں۔ عنبر انہیں ہاتھ سے ہٹاتا آگے

بڑھ رہا تھا۔ کہ اچانک اس کا ہاتھ کسی کے پاؤں سے ٹکرایا۔ عنبر حیران ہوا کہ درخت پر کسی انسان کا پاؤں کیسے لٹک رہا ہے؟ اس نے بیلوں کو الگ کیا تو اسے آواز سنائی دی۔

"تو نے میرے جسم کو چھو لیا۔ اب تو میری جگہ پر آئے گا۔ اب تو میری جگہ پر آئے گا"

عنبر نے دیکھا درخت کی ایک ٹہنی کے ساتھ ایک آدمی کی لاش لٹک رہی ہے۔ اس آدمی کی گردن میں رسّی پڑی تھی اور رسّی کا ایک سرا درخت کی ٹہنی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ لاش کی گردن ایک طرف کو ٹیڑھی ہو گئی تھی۔ عنبر نے پوچھا۔

"اگر تو لاش ہے تو کیا تو زندہ ہے؟"

لاش نے کہا۔

"تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا۔ ابھی پتہ چل جائے گا۔ اب تو میری جگہ آئے گا"

عنبر پریشان ہوا کہ یہ لاش کس قسم کی ہے اور اسے بار بار کیوں کہہ رہی ہے کہ اب تو میری جگہ پر آئے گا۔ عنبر نے سوچا کہ یہاں سے فرار ہو جانے میں ہی بھلائی ہے۔ چنانچہ عنبر نے بھاگنے کے لیے قدم اٹھانے کی کوشش کی تو اسے احساس ہوا کہ وہ اپنا قدم آگے نہیں اُٹھا سکتا۔ اس کے دونوں پاؤں کئی کئی من بھاری ہو گئے تھے۔ لاش کا ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سنائی دیا۔

"تو یہاں سے بچ نہیں سکتا۔ اب تُو میری جگہ پر آئے گا۔ آجا۔

آجا"

عنبر کے دیکھتے دیکھتے لاش کی گردن میں سے رسّی کھل گئی اور وہ دھڑام سے نیچے گر پڑی۔ لاش کے گرتے ہی عنبر کے پاؤں اپنے آپ زمین سے اُٹھنے لگے۔ اس نے پوری طاقت سے اپنے آپ زمین سے اوپر اُٹھنے لگے۔ اس نے پوری طاقت سے اپنے آپ کو نیچے رکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اُسے کوئی بہت بڑی طلسمی طاقت جیسے اوپر درخت کی طرف کھینچ رہی تھی۔ اس نے چہرہ اوپر اُٹھایا تو دیکھا کہ ٹہنی پر لٹکی ہوئی رسّی سانپ کی طرح لہرا لہرا کر عنبر کو اپنے شکنجے میں لینے کے لیے بے تاب ہو رہی تھی۔ عنبر کے بازوؤں کی طاقت بھی جواب دے گئی تھی۔ وہ بے حس ہوتا جا رہا تھا۔ جونہی عنبر کا سر ٹہنی سے لٹکتی اور سانپ کی طرح بل کھاتی رسّی کے قریب پہنچا تو رسّی نے لپک کر عنبر کی گردن کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پھر عنبر اُسی طرح درخت سے لٹکنے لگا جس طرح پہلے لاش لٹکی ہوئی تھی۔ عنبر کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ مگر وہ زندہ تھا۔ اس کے نیچے جو لاش گری تھی اور جس کی جگہ عنبر خود لٹک گیا تھا وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔ عنبر کو اپنی گردن میں بندھی ہوئی رسّی سے سخت تکلیف ہونے لگی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسے تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ وہ گھبرا گیا۔ کہیں اس کی طاقت ختم تو نہیں ہو گئی؟ اس نے اپنے آپ کو ہلانا شروع کر دیا۔ اس کے بازوؤں میں طاقت واپس آ گئی تھی۔ اس نے ٹہنی کو پکڑ لیا۔ پھر ایک ہاتھ سے اپنی گردن میں بندھی ہوئی رسّی کھول دی۔ وہ نیچے گر پڑا۔

گھاس پر گرتے ہی عنبر نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا۔ اس کی گردن پر نشان پڑ گیا تھا۔ جس میں سے ہلکا ہلکا سرخ خون رِس رہا تھا۔ عنبر گھبرایا۔ کیونکہ پہلے کبھی اس کے جسم سے خون نہیں نکلا تھا۔ کہیں وہ عام انسان کی حیثیت تو نہیں اختیار کر گیا؟ عنبر نے دیکھا کہ نیچے لاش بھی غائب تھی۔ وہ جنگل میں ایک طرف چلنے لگا۔ اسے ایک جگہ چھوٹا سا تالاب دکھائی دیا جو جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا۔ عنبر نے یہاں اپنی گردن کے زخم کو دھونے کے لیے اپنا سر جھکایا تو پانی میں اپنا عکس دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس کی شکل بدل چکی تھی۔ اس کی شکل عنبر کی نہیں کسی دوسرے ایسے مرد کی شکل تھی جس کی آنکھیں لال اور ماتھے پر زخم کا نشان تھا۔ رنگ کالا تھا اور سر کے بال اُلجھے ہوئے تھے۔ عنبر ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ایک بار پھر منہ آگے کر کے تالاب کے پانی میں اپنی شکل دیکھی۔ اس کی شکل عنبر کی شکل نہیں تھی۔ وہ عنبر سے کوئی دوسرا آدمی بن چکا تھا۔ کیا یہ لاش نے اس پر طلسم کیا تھا؟ خواہ کچھ بھی ہو۔ عنبر وہ پہلے والا عنبر نہیں رہا تھا۔ اس کی گردن پر رسّی نے نشان ڈال دیا تھا۔ جس میں سے خون رِس رہا تھا۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس کی شکل اگرچہ کسی دوسرے آدمی کی ہوگئی تھی مگر ذہن عنبر ہی کا تھا۔ اب اس نے یہ دیکھنا چاہا کہ اس کی غیر معمولی طاقت بھی تو اس سے کہیں چھین نہیں لی گئی؟ اس نے جھاڑی میں سے ایک لمبا کانٹا توڑ کر اپنے بازو میں چبھویا تو درد سے اس کی چیخ نکل گئی۔ اور وہاں سے خون بھی نکل آیا۔ عنبر کا تو غم کے مارے دل بیٹھ گیا۔ اس کی غیر معمولی طاقت بھی اب اس کے پاس نہیں رہی تھی۔ تو کیا وہ مر بھی سکتا تھا؟

یہ ایک عجیب مصیبت اسے پڑ گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ آخر وہ اُٹھا اور جنگل میں درختوں کے بیچ میں سے ہوتا واپس چلنے لگا۔ ایک جگہ اسے درختوں کے درمیان بھاپ اُٹھتی نظر آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہاں اس کا ساتھی بھاسکر کسی تالاب یا حوض میں کھڑا پانی پی رہا ہوگا۔ وہ بھاپ کی طرف بڑھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کا ساتھی بھاسکر حوض میں بیٹھا منہ پانی کی سطح سے لگائے دھڑا دھڑ پانی پی رہا ہے اور اس کے جسم سے گرم بھاپ کے بادل اُٹھ رہے ہیں۔ حوض کا پانی ختم ہو رہا تھا اور تہہ کے ساتھ لگ گیا تھا۔ عنبر آہستہ آہستہ چلتا بھاسکر کے پاس گیا۔ بھاسکر نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کون ہو تم؟"

عنبر جانتا تھا کہ اس کی شکل بدلی ہوئی ہے۔ اس لیے بھاسکر

اسے نہیں پہچانے گا۔ اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور بولا۔

"تمہارا نام بھاسکر ہے نا بھائی؟"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مہارانی کیٹی کا مقبرہ

بھاسکر نے پانی پینا بند کر دیا۔
حوض کا سارا پانی وہ پی گیا تھا۔ اور اب اسے چوبیس گھنٹوں تک پانی پینے کی ضرورت نہیں تھی۔ اسس نے تعجب سے عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم کون ہو بھائی اور تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

عنبر نے سوچا کہ اسس کو اپنی بپتا بتا دینی چاہیئے۔ عنبر کو اس وقت کسی مددگار ساتھی کی اشد ضرورت تھی۔ کیونکہ اسس کی غیر معمولی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اور وہ ایک عام کمزور انسان بن گیا تھا۔ اسس نے بھاسکر کو اپنی ساری دردناک کہانی سنا ڈالی۔ اور اسے بتایا کہ میں ہی عنبر ہوں۔ بھاسکر کو پہلے تو یقین نہ آیا۔ مگر عنبر نے کہا۔

"اگر میں عنبر نہ ہوتا تو مجھے تمہارا نام بھاسکر کیسے معلوم ہو جاتا؟ میں ہی تمہیں اپنے ساتھ لنکا ولیس میں لایا ہوں۔ کہ یہاں اپنے ساتھی ناگ کو ڈھونڈ کر اسس سے تمہارے جسم میں حلول ہونے آتشی سانپ کے زہریلے اثر کو ختم کرا سکوں۔"

یہ ایسی راز کی بات تھی کہ سوائے عنبر کے اور کسی کو معلوم نہیں تھی بھاسکر کو یقین ہو گیا کہ یہی عنبر ہے۔ وہ حوض سے باہر نکل آیا۔ اسس کے گیلے کپڑوں میں سے اب بھی ہلکی ہلکی بھاپ کی لہریں نکل رہی تھیں۔ اسس نے عنبر کی شکل کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"عنبر بھائی! تمہاری شکل تو بالکل بدل گئی ہے۔ تمہاری شکل تو کسی خونی ڈاکو سے ملتی ہے یہ کیا جادو طلسم ہو گیا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"میں خود پریشان ہوں بھاسکر۔ میری سمجھ میں سوائے اسس کے اور کچھ نہیں آ رہا کہ اُس لٹکتی ہوئی لاش نے مجھ پر کوئی طلسم کیا ہے اور وہ خود آزاد ہو کر غائب ہو گئی ہے۔"

بھاسکر بولا۔

"میں نے تو یقین کر لیا کہ تم ہی عنبر ہو۔ لیکن کیا تمہارے دوست ناگ کو یقین آ جائے گا؟ اگر اسے یقین نہ آیا تو میرا علاج کون کرے گا۔ میرے جسم کی آگ کو کون ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا کرے گا؟"

عنبر نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو بھاسکر۔ ناگ کو جب میں نے ساری بات سمجھا دی تو اسے ضرور یقین آ جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاسکر اور عنبر گھاٹی سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اگرچہ عنبر اس سے پہلے بھی شہر کا ایک چکر لگا آیا تھا۔ لیکن اپنی شکل تبدیل ہو جانے کے بعد اس کے دل کو قرار نہیں آ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ ناگ یا کیٹی ماریا اور تھیوسانگ کو تلاش کرکے انہیں اپنی مصیبت سے آگاہ کرے اور اس مشکل کا کوئی حل ڈھونڈے۔ اس وقت دن ڈھل رہا تھا۔ وہ اور بھاسکر ایک جنگلی راستے پر چلتے شہر کے بڑے دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ لوگ دروازے میں آجا رہے تھے۔

جونہی عنبر دروازے کے قریب پہنچا ایک آدمی اسے دیکھتے ہی بولا۔

"پانڈو! پانڈو!"

اور وہ ڈر کر بھاگ گیا۔ دوسرے لوگ، عنبر کو تکنے لگے اور وہ بھی "پانڈو ڈاکو پانڈو قاتل" کا شور مچاتے وہاں سے خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ عنبر نے بھاسکر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بھاسکر! یہاں سے واپس چلے چلو۔ میری شکل کسی پانڈو ڈاکو سے ملتی ہے۔"

ابھی وہ واپس مڑنے ہی والے تھے کہ شہر کے دروازے میں شور مچ گیا "پانڈو ڈاکو آ گیا۔ پانڈو ڈاکو آ گیا۔" اس شور کو سن کر دروازے پر جو سپاہی پہرے پر موجود تھے۔ فوراً

نیزے اور تلواریں لہراتے عنبر کی دوڑ سے اور اسے اور بھاسکر کو انہوں نے گھیرے میں لے لیا۔ عنبر نہتا تھا۔ اور اس کے پاس اس کی غیر معمولی طاقت بھی نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے لڑائی کی تو وہ شدید زخمی ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ مر نہ سکے مگر اس کا بازو اور گردن وغیرہ تلوار سے کٹ سکتی ہے۔ عنبر اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس نے ہاتھ اوپر اٹھا لیے اور کہا۔

"میں پانڈو ڈاکو نہیں ہوں۔"

ایک سپاہی نے نیزہ عنبر کی گردن پر رکھ دیا اور بولا۔

"سنو لوگو! پانڈو ڈاکو خود کہہ رہا ہے کہ میں پانڈو نہیں ہوں۔"

سارے سپاہی ہنس پڑے۔

"ارے اسے فوراً راجہ کے پاس لے چلو یہ تو پھانسی کی رسی تڑا کر بھاگ گیا تھا۔ ہم نے اسے گرفتار کر لیا ہے۔ راجہ ہمیں انعام دے گا۔"

اسی وقت عنبر کے ہاتھ رسی سے پشت پر باندھ دیئے گئے۔ سپاہی بھاسکر کو بھی جب پکڑنے لگے تو عنبر نے چلا کر کہا۔

"یہ میرا ساتھی نہیں ہے۔ میں تو اس سے راجہ کے محل کا راستہ پوچھ رہا تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاسکر بھی ہاتھ باندھ کر بولا۔

"ہاں مہاراج! میں اس کا ساتھی نہیں ہوں۔ میں تو پردیسی مسافر ہوں۔"

سپاہیوں نے بھاسکر کو چھوڑ دیا۔ اور عنبر کو قیدی بنا کر گھوڑے پر بٹھا راجہ کے محل کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ایک سپاہی نے پوچھا۔

"پانڈو! تمہارے پاس ایسی کون سی شے تھی کہ تم رسی تڑا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے؟"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرا سپاہی کہنے لگا۔

"تمہارے بھاگ جانے کی وجہ سے راجہ نے جیل کے داروغے کو قید میں ڈال دیا ہے۔ تم بھاگے کیسے تھے پانڈو؟"

عنبر نے اس بار بھی کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموشی سے گھوڑے پر بیٹھا غور کرتا رہا کہ حالات نے کیا تکلیف دہ رُخ اختیار کیا ہے۔ وہ بھاگ بھی نہیں سکتا اور قیدی بن کر راجہ کے سامنے بھی نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ راجہ ضرور اس کی گردن اُڑانے کا حکم صادر کر دے گا۔ اور اس حالت میں تو اس کی گردن اُڑ سکتی ہے۔ جبکہ اس کی طاقت اِس کے جسم میں نہیں ہے۔ عنبر انہی پریشان خیالات میں گم تھا کہ سپاہی اسے لے کر راجہ کے محل کے

بڑے پھاٹک میں داخل ہو گئے۔ پھاٹک پر موجود پہرے دار نے پانڈو کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا۔

"اس قاتل کو پھر سے گرفتار کر کے تم لوگوں نے بڑا کام کیا ہے دوستو! اسے فوراً راجہ کے حضور پیش کرو۔ تاکہ بے چارے داروغے کی جان چھوٹے۔"

راجہ کا دربار ختم ہو چکا تھا۔ وہ اس وقت اپنے محل کے باغ میں عالی شان سونے کے کاؤچ پر بیٹھا اپنے مہامنتری سے باتیں کر رہا تھا کہ سپاہی نے آکر اطلاع دی کہ ملک کے مشہور اور مفرور قاتل پانڈو کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ راجہ نے چونک کر کہا۔

"شاباش! میرے سپاہیوں نے اپنا فرض پورا کیا۔ فوراً خونی پانڈو کو میرے حضور پیش کیا جائے۔"

عنبر کو راجہ کے سامنے لایا گیا۔ عنبر کے ہاتھ پیچھے بندھے تھے اور اب اس کے ایک پاؤں میں زنجیر ڈال دی گئی تھی۔ راجہ نے غضبناک نگاہوں سے عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔

"خونی پانڈو! تم سمجھتے تھے کہ پھانسی کی رسی تڑا کر تم میرے ملک سے فرار ہو سکو گے؟ یہ تمہاری بھول تھی۔ تم نے میرے ملک کے کتنے ہی بے گناہ انسانوں کو ہلاک کیا ہے۔ ان کا مال لوٹا ہے۔ تمہیں اب میں ایسی سزا دوں گا کہ جسے تمہاری رُوح بھی کبھی نہ بھلا سکے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش کھڑا رہا۔ وہ اگر کہتا بھی کہ میں پانڈو ڈاکو نہیں ہوں بلکہ عنبر ہوں اور میرے ساتھ یہ دھوکہ ہوا ہے۔ اور مجھ پہ اصلی پانڈو نے کوئی طلسم کیا ہے۔ تو راجہ کو کبھی یقین نہیں آسکتا تھا۔ کیونکہ عنبر کی شکل ہو بہو پانڈو کی شکل بن چکی تھی۔ اتنے میں محل کے برآمدے کی طرف سے ایک زرق برق لباس والی رانی دو کنیزوں کے ساتھ راجہ کی طرف آتی دکھائی دی۔ جونہی وہ قریب آئی تو عنبر کے منہ سے خوشی کی ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ کیونکہ یہ کیٹی تھی۔ اس نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"کیٹی میں عنبر ہوں"

کیٹی نے جو اس وقت رانی کوکلا کے روپ میں تھی حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا راجہ اور مہامنتری بھی سکتے میں آ گئے۔ کہ پانڈو ڈاکو کو جرأت کیسے ہوئی کہ وہ رانی کوکلا کو اس طرح مخاطب کرے۔ کیٹی نے راجہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مہاراج! یہ کون گستاخ ہے جس نے ہمیں ایک عجیب سے نام سے پکارا ہے؟"

راجہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا جسم غصے سے کانپ رہا تھا۔ اس نے مہامنتری کو حکم دیا۔

"اس گستاخ پانڈو ڈاکو کو اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔ کل ہم حکم صادر کریں گے کہ اسے کس طرح ہلاک

کیا جائے"

مہامنتری نے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ سپاہی عنبر کو لے کر چلے تو عنبر نے ایک بار پھر کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیٹی تم مجھے پہچان نہیں سکو گی۔ مگر میں عنبر ہوں۔ میں عنبر ہوں"

سپاہی اسے گھسیٹتے ہوئے بائیں باغ سے نکال کر لے گئے۔ اور محل کے پچھواڑے باغ کے کونے میں جو اندھا کنواں تھا۔ اس میں ڈال کر اوپر پہرہ لگا دیا گیا۔ عنبر کو تو اس بات پہ کوئی تعجب نہیں تھا کہ کیٹی نے اسے پہچانا نہیں مگر حیرت اسے اس بات پہ تھی کہ عنبر کا نام لینے پر بھی کیٹی ایک پل کے لیے بھی نہیں چونکی تھی۔ کہیں اس کی یادداشت تو گم نہیں ہو گئی؟ اسے رانی کس نے بنا دیا؟ عنبر کیٹی کی شکل پہچاننے میں کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا۔ وہ کیٹی ہی تھی۔ وہی سنہرے بال، وہی ہلکی نیلی آنکھیں ——— وہ مہارانی کے شاہی لباس میں تھی۔ یقیناً اس کی بھی کایا پلٹ کر دی گئی۔

عنبر اندھے کنوئیں میں پڑا تھا۔ اس کے بازوؤں پہ رگڑ لگنے سے خون رِسنے لگا تھا۔ عنبر نے خشک گھاس سے خون پونچھا اور سوچنے لگا کہ وہ کون سا طریقہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس اندھے کنوئیں سے نکل کر جان بچانے میں کامیاب ہو جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنواں بہت گہرا تھا ۔ باہر تلواروں والے سپاہی پہرہ دے رہے تھے ۔ اس کی غیر معمولی طاقت بھی اِسے چھوڑ گئی تھی ۔ کیٹی بھی اسے نہیں پہچان رہی تھی ۔ عجیب بے بسی اور مجبوری کی حالت تھی ۔ کنوئیں کی تہہ میں پانی نہیں تھا ۔ خشک گھاس پھونس اور درختوں کی کئی ٹہنیاں پڑی تھیں ۔ عنبر کنوئیں کی دیوار سے ٹیک لگانے بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے ۔

دوسری طرف جب رات ہوئی تو مہامنتری نے کیٹی کے کھانے میں ویدجی کا دیا ہوا تھوڑا سا زہریلا سفوف مِلا دیا ۔ جب کنیزیں کھانے کا طشت لے کر رانی کوکلا یعنی کیٹی کے محل میں چلی گئیں تو مہامنتری ایک خفیہ جگہ چھپ کر دیکھتا رہا ۔ کیٹی کے سامنے کھانا لگا دیا گیا ۔ تھیوسانگ اس کے غلام گنگو کی حیثیت سے کیٹی رانی کے پاس ہی چوکس کھڑا تھا ۔ رانی کوکلا یعنی کیٹی اسے اپنا باڈی گارڈ سمجھتی تھی ۔ جب کیٹی نے کھانا شروع کر دیا تو مہامنتری کے چہرے پر عیارانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ وہاں سے چلا گیا ۔ کیٹی کو احساس تک نہیں ہوا تھا کہ اس کے کھانے میں زہر مِلا ہوا ہے ۔ یہ زہر ایک تو پچیکا تھا ۔ دوسرے بہت ہلکی مقدار میں ملایا گیا تھا ۔ کیونکہ مہامنتری ایک سوچی سمجھی سکیم کے ذریعے رانی کوکلا یعنی کیٹی کو آہستہ آہستہ زہر دے کر مارنا چاہتا تھا ۔

جب کیٹی رانی کھانا کھا چکی تو کنیزیں آئیں اور طشت اور برتن

اُٹھا کر دروازے کی طرف چلیں ۔ اتفاق سے کھانے کی تھالی میں سے گوشت کا ایک بچا ہوا ٹکڑا نیچے فرش پر گر گیا ۔ کنیزیں باہر نکل چکیں تھیں ۔ تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر گوشت کی چھوٹی بوٹی اٹھائی اور اسے باہر پھینکنے کے خیال سے برآمدے میں آ گیا اتفاق سے محل کی ایک شاہی بلّی میاؤں میاؤں کرتی اس کے سامنے آ گئی ۔ تھیوسانگ نے گوشت کی بوٹی اس کے آگے ڈال دی کہ یہ بے چاری کھا لے گی ۔ بلّی نے فوراً بوٹی منہ میں ڈالی اور اسے نگل گئی ۔ اس بلّی کے لیے اتنا ہی زہر کافی تھا ۔ بوٹی کھاتے ہی وہ گول گول گھومنے لگی ۔ پھر فرش پر گری اور اکڑ گئی ۔

تھیوسانگ نے یہ منظر دیکھا تو وہیں رُک گیا ۔ جھک کر بلّی کا مشاہدہ کیا ۔ بلّی کے ہونٹوں سے سبز جھاگ نکل رہی تھی ۔ فوراً سمجھ گیا کہ کھانے میں کسی نے زہر مِلا دیا ہے ۔ بھاگ کر واپس کیٹی کے پاس آیا ۔ اِسے غور سے تکنے لگا ۔ کیٹی نے تھیوسانگ کی طرف منہ اُٹھا کر رُعب سے کہا ۔

"گنگو! تم ہماری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا ۔

"مہارانی جی! میں آپ کا محافظ ہوں ۔ آپ کی جان کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے ۔"

کیٹی نے جھنجلا کر کہا ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم جو کہنا چاہتے ہو کہو۔ میرا وقت نہ ضائع کرو۔ مجھے
آرام کرنا ہے۔"
تھیوسانگ نے ادب سے کہا۔
"مہارانی صاحبہ! آپ کو کھانے میں زہر دیا گیا تھا۔"
رانی کوکلا یعنی کیٹی ایک دم سے چونک سی پڑی۔
"ہمیں کون زہر دے سکتا ہے؟ اور پھر۔ ہمیں کچھ بھی
نہیں ہوا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔"
تھیوسانگ نے مہارانی کیٹی کو برآمدے میں جاکر وہ بلی دکھائی
جو اس کے کھانے کی بچی ہوئی بوٹی کھا کر مر چکی تھی۔ رانی کیٹی
کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھرنے لگے۔ اس نے تھیوسانگ
کو ایک طرف لے جاکر کہا۔
"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے ہمارے بچے ہوئے کھانے
میں سے اس بلی کو گوشت ڈالا تھا؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"ہاں مہارانی جی!"
رانی کیٹی کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگی۔
"ہمارا یہاں کون دشمن ہو سکتا ہے؟ اور پھر اگر
ہمیں زہر دیا گیا ہے تو ہم پہ اس کا اثر کیوں نہیں ہوا؟"
تھیوسانگ نے کہا۔

"مہارانی! آپ کو بہت ہلکی مقدار میں زہر دیا گیا ہے۔
ایسا لگتا ہے کہ آپ کو آہستہ آہستہ زہر دے کر ہلاک
کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔"
رانی کیٹی کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔
"گنگو! ہم ابھی مہاراج کو جاکر سب کچھ بتاتے
ہیں۔ جس نے ہماری جان لینے کی کوشش کی ہے۔
ہم اس کی کھال کھنچوا دیں گے۔"
تھیوسانگ نے جلدی سے کہا۔
"مہارانی جی! ابھی ایسا نہ کریں۔ اس طرح سے غدار
غائب ہو جائے گا۔ آپ خاموش رہیں مجھے اس خفیہ
قاتل کو تلاش کر لینے دیجئے۔ آپ ایسا کریں کہ صرف
دو دن شاہی محل کا کھانا نہ کھائیں۔ بلکہ وہ پھل کھائیں اور
دودھ پئیں جو میں آپ کو لاکر دوں گا۔ بہانہ یہ بنائیں کہ
آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"
رانی کیٹی تھیوسانگ کو گھور رہی تھی۔ کہنے لگی۔
"ٹھیک ہے۔ میں دو دن تک ایسا ہی کرتی ہوں لیکن
اگر دو دنوں میں تم نے میرے خفیہ قاتل کا سراغ نہ لگایا تو
مجھے یہ بات راجہ کو بتانی پڑے گی۔"
تھیوسانگ کے منہ سے نکل گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھیک ہے کیٹی۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرنا"
رانی کیٹی نے چونک کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولی۔
"تم نے پہلے روز بھی مجھے اسی نام سے پکارا تھا۔
اور آج جس خونی پانڈو کو ہمارے سپاہیوں نے دوبارا
گرفتار کیا اس نے بھی مجھے کیٹی کہہ کر پکارا تھا۔ آخر
یہ کس کا نام ہے؟"
تھیوسانگ کے کان کھڑے ہو گئے۔
"پانڈو ڈاکو نے آپ کیٹی کہہ کر پکارا تھا؟"
رانی بولی۔
"ہاں۔ اور وہ اپنے آپ کو عنبر بھی کہہ رہا تھا"
"خبردار! جو تم نے میرا کوئی دوسرا نام لیا۔ میں مہارانی
کوکلا بائی ہوں۔ سمجھے۔ اب جاؤ مجھے آرام کرنے دو"
تھیوسانگ نے ہاتھ باندھ کر کہا۔
"مہارانی! مجھے معاف کر دیں۔ مگر مجھے صرف اتنا بتا
دیجئے کہ پانڈو ڈاکو کہاں ہوگا؟"
رانی کوکلا یعنی کیٹی نے غصے میں کہا۔
"اسے محل کے پچھواڑے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا
گیا ہے۔ تم اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

تھیوسانگ نے ادب سے سر جھکا کر کہا۔
"ویسے ہی پوچھ رہا تھا مہارانی جی! معاف کر دیجئے"
یہ کہہ کر تھیوسانگ چلنے لگا تو رانی کیٹی نے بلا کر پوچھا۔
"جتنا زہر میں نے کھا لیا ہے اس کا اثر تو نہیں ہوگا؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"بالکل نہیں مہارانی صاحبہ۔ مطمئن رہیں"
اتنا کہہ کر تھیوسانگ تیزی سے محل سے نکل کر باغ کے پچھواڑے
آگیا۔ اس نے دیکھا کہ کونے میں جو اندھا کنواں تھا اس کے باہر
دو سپاہی گھاس پر بیٹھے تھے۔ نیزے ان کے پاس ہی گھاس
پر پڑے تھے۔ وہ باتیں کر رہے تھے۔ تھیوسانگ ایک طرف
جا کر اونچی اونچی جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے ایک
پتھر اٹھا کر جھاڑیوں کے پاس ہی زور سے پھینکا۔ پتھر کی آواز
سن کر دونوں سپاہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ نیزے ہاتھوں
میں لے لیے اور جھک کر جھاڑیوں کی طرف بڑھے کیونکہ آواز اسی
طرف سے آئی تھی۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو جھاڑیوں کی
شاخوں میں اچھی طرح سے چھپا لیا تھا۔ جونہی ایک سپاہی اس کے
سامنے سے گزر گیا اور دوسرا سپاہی گزرنے لگا تو تھیوسانگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے پاؤں کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ انگلی کے چھوتے ہی سپاہی انگلی سے بھی چھوٹا ہو گیا۔ اگلے سپاہی نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو اسے اپنا ساتھی نظر نہ آیا۔ کیونکہ دوسرا ننھا سا چوہے سے بھی چھوٹا سپاہی اس وقت تھیوسانگ کی جیب میں جا چکا تھا۔ سپاہی آگے بڑھا ہی تھا کہ تھیوسانگ کی انگلی کے چھوتے سے وہ بھی چھوٹا سا بن کر رہ گیا۔ تھیوسانگ نے اسے بھی اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ پھر وہیں ایک گڑھے میں ان دونوں کو ڈال کر اوپر بھاری پتھر اس طرح رکھ دیا کہ انہیں اندر ہوا آتی رہے۔

اس کے بعد تھیوسانگ بھاگ کر اندھے کنوئیں کی منڈھیر پہ پہنچا نیچے جھانک کر دیکھا تو نیچے اندھیرا تھا۔ ویسے بھی اب شام کے سا پھیلنے لگے تھے۔

تھیوسانگ نے ادب سے آواز دی۔

"پانڈو ڈاکو! تم نے ان کو یہ کیوں کہا تھا کہ تم عنبر ہو؟"

عنبر کو تھیوسانگ کی آواز آئی تو اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ جلدی سے آواز دی۔

"تھیوسانگ؟ تم تھیوسانگ ہو؟"

اب تو تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ یہ عنبر ہی ہے۔ کیونکہ اس کی آواز بھی عنبر ہی کی تھی۔ مگر وہ حیران تھا کہ اگر یہ عنبر ہے تو پھر پانڈو ڈاکو کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے اوپر سے پکار کر کہا۔

"کیا تم عنبر ہو؟"

"ہاں تھیوسانگ! میں عنبر ہوں۔ مجھے باہر نکالو۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

تھیوسانگ نے تعجب سے کہا۔

"اگر تم عنبر ہو تو تمہارا دم کیوں گھٹ رہا ہے؟ عنبر کا دم تو کبھی نہیں گھٹتا۔"

عنبر نے نیچے سے آواز دی۔

"یہ میں سب کچھ تمہیں باہر نکل کر بتاؤں گا۔ خدا کے لیے مجھے یہاں سے باہر نکالو۔"

چونکہ آواز ہو بہو عنبر کی تھی۔ اس لیے تھیوسانگ نے فوراً درختوں کی چند لمبی لمبی شاخیں توڑ کر انہیں رسی کی طرح بٹا اور اسے نیچے لٹکا دیا۔ عنبر نے اسے پکڑ لیا۔ تھیوسانگ نے اُسے اُوپر کھینچنا شروع کر دیا۔ جب عنبر باہر آیا تو تھیوسانگ نے اس کی گردن دبا لی اور غصے میں کہا۔

"دھوکے باز! تو پانڈو ڈاکو ہے۔ تو عنبر نہیں ہے تو نے عنبر کی آواز کی نقل اُتاری ہے۔"

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوا میں پانڈو ڈاکو نہیں۔ عنبر ہوں۔ ناگ مارا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کا عنبر ــــ یقین کرو۔"

تھیوسانگ نے عنبر کی گردن چھوڑ دی۔ اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"پھر تمہاری شکل عنبر کی کیوں نہیں ہے۔ تم پانڈو ڈاکو کیسے بن گئے؟ یہ کیا راز ہے؟"

عنبر نے مختصر لفظوں میں تھیوسانگ کو ساری کہانی سنا ڈالی اور کہا۔

"میری غیر معمولی طاقت غائب کر دی گئی ہے تھیو! اس لیے میری زندگی کو یہاں خطرہ ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرے ساتھ آجاؤ۔ یہاں سے ایک خفیہ دروازہ شہر کے باہر جنگل میں جاتا ہے۔"

تھیوسانگ نے عنبر کو ساتھ لیا۔ اور رات کے گہرے ہوتے اندھیرے میں دونوں باغ کی عقبی دیوار میں ایک جگہ خفیہ راستے سے دوسری طرف جنگل میں نکل گئے۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی تھیوسانگ نے کیٹی کی کایا پلٹ کا قصہ بھی عنبر کو سنا دیا اور بتایا کہ اسی کی زبانی مجھے معلوم ہوا تھا کہ پانڈو ڈاکو نے کہا تھا کہ میں عنبر ہوں۔ عنبر بولا۔

"تھیوسانگ! میری شکل دیکھ کر تو ناگ اور ماریا میں سے بھی کسی کو یقین نہیں آئے گا کہ میں عنبر ہوں۔ مگر اب مجھے کسی خفیہ جگہ چھپ جانے کی ضرورت ہے کیونکہ میرے دوسری بار فرار ہونے سے راجہ کے سپاہی میری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے اور ابھی ہمیں یہاں سے کیٹی کو اپنے ساتھ لے جانا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میری نظروں میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں تمہیں کھانے کو درختوں کے تازہ پھل بھی ملتے رہیں گے اور جنگلی چشمے سے تم اپنی پیاس بھی بجھا سکو گے۔"

تھیوسانگ عنبر کو ساتھ لے کر شاہی محل سے دور جنگل کے کنارے ایک ایسی ویران کان میں پہنچا دیا۔ جہاں سے کبھی چاندی نکالی جاتی تھی۔ مگر اب یہ کان ویران ہو کر ڈھے چکی تھی۔ اس کے اندر اندھیری سرنگ کا ایک چھوٹا سا حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اس کان کے باہر ایک ندی بہتی تھی اور ندی کنارے ناریل کے علاوہ کیلے اور شریفے کے جنگلی درخت بھی تھے۔ جن پر پھل لگے ہوئے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"میں یہاں زیادہ دیر نہیں رہ سکتا۔ تھیوسانگ مجھے ناگ کو بھی تلاش کرنا ہے۔ تم ایسا کرو کہ کسی طرح کیٹی کو بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی محل سے نکال کر یہاں لے آؤ۔"

تھیو سانگ بولا۔

"اگر میں نے ایسا کیا تو خطرہ ہے کہ کیٹی کی جان چلی جائے گی۔ کیونکہ پہاڑی جوگی نے کہا تھا کہ رانی کیٹی کو راجہ کے محل میں ہی رہنے دینا۔ وہ وہیں اپنی اصلی حالت میں واپس آئے گی۔"

عنبر نے کہا۔

"اب سوال یہ ہے کہ میرا خلیہ کیسے اصلی ہوگا۔ میں کس طرح اپنی اصلی شکل اختیار کروں گا۔ اور میری کھوئی ہوئی طاقت کیسے واپس آئے گی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"جس اصلی پانڈو ڈاکو کی لاش نے تمہیں اپنی شکل دے کر اس حالت تک پہنچایا ہے۔ اس پر کسی طلسم کا اثر تھا۔ اور اسی طلسم نے اصلی پانڈو ڈاکو کو آزاد کیا ہے۔"

عنبر نے پوچھا۔

"تو پھر تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا مجھے اسی جنگل میں واپس جا کر اصل پانڈو ڈاکو کو ڈھونڈنا ہوگا؟"

تھیو سانگ نے عنبر کو ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا۔

"میرا یہی مشورہ ہے عنبر کہ تم اسی کان کے اندر سرنگ

میں چھپے رہو۔ میں کیٹی کا کایا پلٹ ہونے کا انتظار کرتا ہوں اور پہاڑ والے سادھو سے پھر ملتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس دوران میں ناگ اور ماریا بھی اسی ملک میں آجائیں۔"

عنبر نے تشویش کا اظہار کیا اور کہا۔

"تم کہتے ہو کہ منگلا دیوی ہی تمہاری اور کیٹی کی اصل دشمن ہے۔ کہیں وہ اس عرصے میں تمہیں نقصان نہ پہنچائے؟"

تھیو سانگ نے عنبر کو بتایا کہ اس نے جوگی بابا کی دی ہوئی راکھ اپنی اور کیٹی کی گردن پر مل رکھی ہے جس کی وجہ سے ہم دونوں پر منگلا دیوی کے طلسم کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ شرط صرف اتنی ہے کہ ہم منگلا دیوی کے مندر کے احاطے میں نہیں جائیں گے۔ عنبر نے کہا۔

"تو پھر تم واپس محل میں کیٹی کے پاس جاؤ اور اسے جو کوئی بھی کھانے میں زہر دے رہا ہے۔ اس کا سراغ لگا کر اسے ختم کر دو تاکہ کیٹی کی جان بچی رہے۔ کیونکہ رانی کے جسم میں آکر ہو سکتا ہے اس کا جسم زہر کے اثر کو قبول کرے اور وہ مر جائے۔"

"ایسا ہی ہوگا عنبر،" تم فکر نہ کرو۔ میں دوسرے روز رات کو تمہارے پاس آکر تمہاری خیریت معلوم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر جایا کروں گا۔ مگر تم اس علاقے سے ہرگز ہرگز
باہر مت جانا۔ کیونکہ راجہ کی فوج تمہاری تلاش میں ہو
گی۔"

عنبر سُرنگ کے اندر ہی رہا اور تھیو سانگ واپس محل میں آگیا
دوسرے روز مہامنتری نے کھانے میں زہر کی ضروری مقدار
ملا کر کھانا رانی کو بھیجا تو کنیزیں واپس لے آئیں۔ مہامنتری خفیہ جگہ سے
نکل کر جلدی سے رانی کے پاس گیا اور اس سے کھانا واپس بھیجنے
کا سبب پوچھا تو رانی کیٹی نے جیسا کہ گنگو غلام یعنی تھیو سانگ
نے اِسے بتایا تھا کہہ دیا کہ اس کی طبیعت خراب ہے اور
وہ دو ایک روز صرف پھل کھانا زیادہ پسند کرے گی۔ راجہ بھی
یہ سُن کر رانی کیٹی کے پاس آگیا اور طبیعت کی خرابی کی وجہ پوچھی۔ رانی
کیٹی نے کہا۔

"مہاراج پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ آپ شاید نہیں جانتے
کہ میں سال میں اس مہینے کی ان تاریخوں کو برت رکھا
کرتی ہوں اور اناج کو بالکل ہاتھ نہیں لگاتی۔ صرف
پھل اور دودھ پر گزارہ کرتی ہوں"

راجہ خوش ہوا کہ اس کی رانی دین دھرم کا بہت خیال
رکھتی ہے۔ مہامنتری نے سوچا کہ کسی طریقے سے رانی کو
پھل میں زہر شامل کر کے کھلانا چاہیئے۔ اس نے باغ سے کچھ کیلوں

کے گچھے منگوا کر اپنے کمرے میں رکھوا دیئے اور ان میں سے
دو گچھوں کے کیلوں میں ہلکا زہر ملا کر رانی کے ہاں بھجوا دیئے
کہ یہ تازہ کیلے شاہی باغ سے آپ کے لیے منگوائے گئے
ہیں۔ تھیو سانگ کو شک پڑ گیا کہ رانی یعنی کیٹی کو مہامنتری آہستہ
آہستہ زہر دے رہا ہے۔ اس نے مہامنتری کو راستے سے ہٹانے
کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے کیلوں کے گچھے تبدیل کر دیئے۔ دوسرے
دن راجہ کو دوپہر کے بعد پانڈو ڈاکو کا خیال آگیا کہ وہ اندھے
کنوئیں میں ہے اور اُسے موت کی سزا سنائی جانی ہے۔ راجہ نے
حکم دیا۔

"پانڈو ڈاکو حاضر کرو"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈھانچہ بولنے لگا

سپاہی اسی وقت اندھے کنوئیں کی طرف دوڑے۔
وہاں جا کر دیکھا کہ نہ تو کہیں پہرے دار ہیں اور نہ پانڈو ڈاکو کنوئیں میں ہے۔ بھاگے بھاگے راجہ کے پاس آئے اور خبر سنائی۔ راجہ تو غصے سے کانپنے لگا۔ کہ اس کے محل میں گھس کر شاہی قیدی کو کس نے چھڑا لیا؟ فوراً شہر میں اعلان کروا دیا گیا کہ بدنام زمانہ ڈاکو پانڈو فرار ہو گیا ہے جس کو اس کے بارے میں پتہ ہو راجہ کو بتا کر انعام پاوے۔ اب ایسا ہوا کہ کسی طرح وہ سپاہی جنہیں تھیوسانگ نے چھوٹا کر کے گڑھے میں پھینک دیا تھا وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

وہ اپنی حالت پر اس قدر حیران اور خوفزدہ تھے کہ انہیں ایک دوسرے کو دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ جونہی وہ باغ سے نکل کر محل کے دروازے پر آئے تو پہرے دار اور دوسرے غلام اور کنیزیں ان دو چوہوں سے بھی چھوٹے سپاہیوں کو دیکھ کر چیخیں مارتے ادھر ادھر دوڑ پڑے۔ محل

میں شور مچ گیا۔ کہ دو بھوت محل میں گھس آئے ہیں۔ راجہ خود انہیں دیکھنے آیا تو ان دونوں سپاہیوں نے اپنی بپتا سنائی۔ راجہ نے کہا۔

"اس اندھے کنوئیں کے پاس آسیب رہتا ہے جس نے تمہیں چھوٹا کر دیا ہے۔ ہم وہاں پنڈتوں سے منتر پڑھواٹیں گے۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ ابھی تم اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں جا کر بیٹھو۔"

راجہ کے حکم سے شہر میں پانڈو ڈاکو یعنی عنبر کی تلاش شروع ہو گئی۔ تھیوسانگ رانی کوکلا یعنی کیٹی کے پاس رہنے پر مجبور تھا۔ کیونکہ مہامنتری اسے ہلاک کرنے کی زبردست کوشش کر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کیلے اور پھل وغیرہ بدلوا دیئے تھے۔ اب وہ خود پھل لا کر کیٹی کو دیتا تھا۔ مہامنتری نے جب یہ داؤ بھی ناکام ہوتے دیکھا تو وید جی سے مشورہ کیا۔ مکاّر وید نے کہا کہ اب رانی کو راستے سے ہٹانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسے آدھی رات کو اپنا آدمی بھیج کر سوتے میں مار ڈالو۔ مہامنتری نے بھی سوچا کہ اسی طریقے سے یہ کام ختم ہو سکتا ہے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو خنجر دے کر انعام و اکرام کا لالچ دیا اور آدھی رات کو رانی کوکلا یعنی کیٹی کے محل کی طرف روانہ کر دیا۔

تھیوسانگ تو ایک پل کے لیے بھی کیٹی سے غافل نہیں رہتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کیٹی کے محل کے ارد گرد رات کو بھی چکر لگایا کرتا تھا۔ اس رات تھیوسانگ نے ایک انسانی سایہ کیٹی کی خواب گاہ میں روشندان سے داخل ہوتے دیکھا تو جلدی سے خواب گاہ کے خفیہ دروازے سے اندر آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی جس نے منہ پر کالا کپڑا لپیٹ رکھا ہے۔ ہاتھ میں خنجر لیے آہستہ آہستہ کیٹی کے پلنگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھیوسانگ پیچھے سے ہو کر اس آدمی کے قریب آگیا۔ اس نے گھبرا کر پیچھے دیکھا۔ تھیوسانگ پہلے ہی سے تیار تھا۔ فوراً اپنی انگلی اس آدمی کے بدن سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی وہ قاتل چھوٹا سا ہو کر فرش پر بوکھلاہٹ میں اِدھر اُدھر پھُدکنے لگا۔ اس نے تھیوسانگ کی شکل دیکھ لی تھی اس لیے اب ضروری ہو گیا تھا کہ اِسے حراست میں رکھا جائے۔ تھیوسانگ نے چھوٹے سے قاتل کو اُٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور خواب گاہ سے دبے پاؤں باہر نکل گیا۔ اس نے سوچا کہ وہ صبح ہوتے ہی اس چھوٹے قاتل کو عنبر کے پاس غار میں بند کر آئے گا۔

دوسری طرف راجہ کے سپاہیوں کا ایک دستہ پانڈو ڈاکو کو تلاش کرتے کرتے اتفاق سے کان کی پرانی سُرنگ کے پاس بھی پہنچ گیا۔ عنبر سرنگ کے اندر چھپا ہوا تھا۔ اس نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سُنی تو کوٹھڑی سے نکل کر سُرنگ میں ایک طرف دوڑا کہ کسی دوسری جگہ جا کر چھپ جائے۔ اس کے دوڑنے سے

کچھ پتھر گر پڑے جن کی آواز پر سپاہی چوکنے ہو گئے۔ اور فوراً ہی سرنگ میں گھُس آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں۔ انہوں نے مشعلوں کی روشنی میں پانڈو ڈاکو کو ایک طرف دوڑتے دیکھ لیا۔ پھر کیا تھا۔ سپاہی اس پر ٹوٹ پڑے۔ اور عنبر کو فوراً ہی گرفتار کر کے رسیوں میں جکڑ دیا گیا۔

جب رات کے پہلے پہر پانڈو ڈاکو یعنی عنبر کو گرفتار کر کے راجہ کے سامنے لایا گیا تو راجہ نے سپاہیوں کو بہت انعام دیا اور اسی وقت حکم دیا۔

"ایسے خطرناک خونی کا اب ہم بھروسہ نہیں کر سکتے میں حکم دیتا ہوں کہ پانڈو کو فوراً اسی وقت بھاری پتھر کے ساتھ باندھ کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔"

راجہ کا حکم تھا۔ اسی وقت پانڈو ڈاکو یعنی عنبر کو ایک بھاری پتھر کے ساتھ زنجیروں سے کس کر باندھ دیا گیا۔ پھر اسے کشتی پر بٹھا کر سپاہی بیچ سمندر میں لے گئے اور وہاں جاتے ہی اسے سمندر میں پھینک دیا۔ عنبر کے پاس اس کی طاقت بالکل نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ کو پتھر سے الگ نہیں کر سکتا تھا۔ پتھر اِسے لے کر سمندر کے نیچے اتر گیا اور سمندر کی تہہ کے ساتھ جا کر لگ گیا۔ عنبر کو شک تھا کہ ہو سکتا ہے وہ مر جائے۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اگرچہ عنبر کے پاس اس کی غیر معمولی طاقت اس وقت نہیں تھی مگر وہ زندہ رہا۔ سمندر کا پانی اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی ناک کے پاس آکر رُک گیا اور پانی میں جو آکسیجن ہوتی ہے وہ چھن چھن عنبر کے پھیپھڑوں میں داخل ہونا شروع ہو گئی۔

عنبر پانڈو ڈاکو کی شکل میں پتھر کے ساتھ زنجیروں میں بندھا سمندر کی تہہ میں بے بسی کی حالت میں پڑا تھا اور اپنی حالت پر افسوس کر رہا تھا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے اور خدا جانے اب وہ وہاں سے کب اور کیسے باہر نکلے گا۔ دوسری طرف جب دن چڑھا تو تھیوسانگ اپنی جیب میں چھوٹے قاتل کو ڈالے سرنگ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سرنگ میں پہنچ کر تھیوسانگ نے چپہ چپہ چھان مارا۔ عنبر کو آوازیں بھی دیں۔ مگر وہ اسے کہیں نہ ملا۔ تھیوسانگ کی جیب میں جو قاتل تھا اس نے اسے ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر پتھر اس طرح سے رکھ دیا کہ اسے ہوا آتی رہے اور خود شاہی محل کی طرف دوڑا۔ یہاں آتے ہی اسے پتہ چل گیا کہ رات راجہ کی فوج کے سپاہیوں نے پانڈو یعنی عنبر کو گرفتار کر لیا تھا اور اُسے کسی خفیہ جگہ لے جا کر ہلاک کر دیا ہے۔ راجہ نے اس خبر کو سختی سے پوشیدہ رکھا تھا کہ پانڈو ڈاکو کو سمندر میں غرق کیا گیا ہے۔

تھیوسانگ تو بے حد فکر مند ہوا۔ تشویش اِسے صرف اس بات کی تھی کہ عنبر کی طاقت اس کے پاس نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سچ مچ ہی ہلاک ہو گیا ہو۔ اس نے یہ معلوم کرنے کی بے حد کوشش

کی کہ پانڈو ڈاکو کو کہاں لے جا کر اور کس نے ہلاک کیا ہے مگر کسی نے اسے یہ نہ بتایا۔ تھیوسانگ بے حد پریشان ہو کر کیٹی کے پاس محل میں آ گیا۔ وہ اپنی پریشانی کا اظہار کیٹی سے بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ کیٹی تو رانی کوکلا کے روپ میں تھی اور وہ تھیوسانگ کو پہچانتی تک نہیں تھی۔

مہامنتری اس وجہ سے پریشان تھا کہ نہ صرف یہ کہ رانی کوکلا زندہ تھی بلکہ اس نے رات کو جو آدمی رانی کو مارنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ بھی غائب ہو گیا تھا۔ مہامنتری نے ویدجی کو یہ بتایا تو وہ غور کر کے بولا۔

"مہامنتری! ابھی کچھ دیر چُپ ہو جاؤ۔ رانی کوکلا کے پیچھے کوئی زبردست طاقت لگتی ہے۔"

اب منگلا دیوی کی سنو۔ منگلا دیوی کیٹی سے بدلہ لینے کی تاک میں تھی۔ مگر کیٹی یعنی رانی کوکلا کی گردن پر جوگی کی راکھ لگی تھی جس کی وجہ سے اُس پر منگلا دیوی کا جادو نہیں چل سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر کسی طریقے سے کیٹی اس کے پرانے مندر کے احاطے میں آجائے تو جوگی کی راکھ بے اثر ہو جائے گی اور کیٹی کو وہ اپنی گرفت میں لے سکے گی۔ منگلا دیوی اس فکر میں جنگل کی گہری گھاٹی میں سے گزر رہی تھی کہ اس نے جنگل کی ایک سڑک پر ایک شاہی سواری جاتی دیکھی۔ منگلا دیوی کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ وہ فضا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اُڑتی نیچے آئی تو دیکھا کہ پالکی میں راجہ کی چھوٹی بہن کوشلیا خوبصورت لباس پہنے بیٹھی ہے۔ کوشلیا دوسرے ——— شہر کے منتری کی بیوی تھی اور اپنے بھائی سے ملنے جا رہی تھی جو بڑے راجہ کے مرنے کے بعد تخت پر بیٹھا تھا اور جس کو رانی کوکلا یعنی کیٹی کی حمایت حاصل تھی۔

منگلا دیوی کے دل میں ایک سکیم آ گئی۔ وہ نیچے اترتے ہی نئے راجہ کی بہن کوشلیا کے جسم میں داخل ہو گئی۔ اب وہ نقلی کوشلیا بن گئی اور اصلی کوشلیا کا ضمیر سو گیا۔ جب یہ سواری نئے راجہ کے محل میں پہنچی تو راجہ اور رانی کوکلا یعنی کیٹی خود کوشلیا کا استقبال کرنے محل کے دروازے پر آئے۔ کیٹی نے کوشلیا کو گلے لگایا۔ راجہ نے اپنی بہن کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے دوشالہ اوڑھایا اور دعا دی اور اپنے ساتھ محل میں لے گیا۔ کسی کو خبر نہیں تھی کہ کوشلیا کے روپ میں منگلا دیوی کیٹی سے انتقام لینے شاہی محل میں داخل ہو گئی ہے۔ اس خطرناک بات سے تھیوسانگ بھی بے خبر تھا۔ وہ پہلے ہی عنبر کے بارے میں پریشان تھا کہ نہ جانے اسے راجہ کے حکم سے کہاں پھینک دیا گیا ہے۔ اور وہ زندہ بھی ہے کہ نہیں۔ منگلا دیوی نے کوشلیا کے روپ میں محل میں داخل ہوتے ہی رانی کوکلا یعنی کیٹی سے بڑے اچھے سلوک کا اظہار شروع کر دیا اور اسی روز شام کے قریب منگلا دیوی نے کیٹی سے کہا۔

"مہارانی جی! آج میرا دل منگلا دیوی کے درشن کرنے

کو کرتا ہے۔ مگر اس کی کسی کو خبر نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ویدوں میں لکھا ہے کہ شاہی محل کی راجکماریاں اور رانی اگر کسی کو بتائے بغیر منگلا دیوی کے درشن کرنے مندر آئیں گی تو ان کی عمر لمبی ہو جائے گی اور وہ بوڑھی نہیں ہوں گی۔"

کیٹی نے خوش ہو کر کہا۔

"بہن کوشلیا اگر یہ بات ہے تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

منگلا دیوی بولی۔

"مگر اس کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہیئے۔"

کیٹی نے کہا۔

"میں کسی کو کیوں بتاؤں گی بھلا۔"

آخر یہ طے ہوا کہ دونوں رات کے وقت محل کے خفیہ دروازے سے باہر نکل کر منگلا دیوی کے مندر کو جائیں گی۔ منگلا دیوی کو معلوم تھا کہ تھیوسانگ اس کی ہر وقت خبر گیری کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس رات کیٹی کو راجہ کے محل کے خفیہ کمرے میں اپنے ساتھ سونے کے لیے کہا۔ دونوں عورتیں محل کے خفیہ کمرے میں چلی گئیں۔ وہاں کسی مرد کو نزدیک پھٹکنے کی اجازت نہیں تھی۔ تھیوسانگ کے دل میں ذرا بھی شک نہ ہوا کیونکہ وہ تو کوشلیا کو راجہ کی بہن ہی سمجھ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ محل میں اپنے کمرے میں لیٹا رہا۔ جبکہ منگلا دیوی نے آدھی رات کو کیٹی کو ساتھ لیا۔ محل کے خفیہ دروازے سے باہر نکلی۔ آگے دو گھوڑے تیار کھڑے تھے۔ منگلا دیوی خود بھی گھوڑے پر بیٹھ گئی اور کیٹی کو دوسرے گھوڑے پر بٹھایا اور مندر کی طرف روانہ ہو گئیں۔

منگلا دیوی بے حد خوش تھی کہ وہ آخر کیٹی کو اپنے مندر میں لے جانے پر کامیاب ہو گئی ہے۔ کیٹی آنے والی مصیبت سے بالکل بے خبر منگلا دیوی کو راجہ کی بہن کوشلیا سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ پہاڑی کی گھاٹی کے قریب ہی منگلا دیوی کا مندر تھا۔ منگلا دیوی نے کہا۔

"اب ہمیں گھوڑوں سے اتر کر دیوی کے مندر کے احاطے میں پیدل داخل ہونا چاہیئے۔"

کیٹی گھوڑے سے اتر آئی۔ منگلا دیوی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ جونہی وہ مندر کے احاطے میں داخل ہوئی۔ منگلا دیوی ایک دم سے غائب ہو گئی۔ اب اس کا بھاگنا کیٹی پر بڑی آسانی سے چل سکتا تھا۔ کیونکہ مندر کے احاطے میں داخل ہونے سے جوگی کی راکھ کی چٹکی کا اثر ضائع ہو چکا تھا۔ کیٹی نے پلٹ کر دیکھا تو کوشلیا نہیں تھی۔ اس نے اندھیرے میں اسے آواز دی تو فضا میں منگلا دیوی کی خوفناک شکل نمودار ہوئی۔ کیٹی ڈر کر وہیں بیٹھ گئی۔ منگلا دیوی کے ہاتھ میں ترشول تھا۔ کیٹی کچھ نہ سمجھ سکی۔ کیونکہ وہ تو رانی کے روپ میں تھی۔ اس نے منگلا دیوی

کو ترشول کے ساتھ دیکھ کر کہا۔

"منگلا دیوی! ہم تیرے درشن کرنے آئے ہیں۔"

منگلا دیوی کی آنکھوں سے آگ کے شرارے نکلنے لگے۔ کچھ شرارے کیٹی کے جسم پر گرے تو گرتے ہی وہ فضا میں دو فٹ اوپر کو اچھلی اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ منگلا دیوی نے لپک کر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

کیٹی کو اٹھا لیا۔ اور اندھیری رات کی تاریک فضا میں سمندر کی طرف اڑنے لگی۔ سمندر میں کافی دور جا کر ایک جگہ سمندر کے اندر سے سیاہ چٹانیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ منگلا دیوی نے تین بار کیٹی کے جسم پر پھونک ماری۔ اور اسے چٹانوں کے درمیان سمندر میں پھینک دیا۔ سمندر میں گر کے ہی کیٹی ایک جل پری کی شکل میں بدل گئی۔ اس کا آدھا اوپر والا جسم تو کیٹی کا تھا مگر نیچے کا دھڑ مچھلی کا بن گیا تھا۔ کیٹی ابھی بے ہوش تھی۔ وہ چٹانوں کے درمیان سمندر کی تہہ میں جا کر لگ گئی۔

کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو وہ بھول چکی تھی کہ وہ کبھی رانی بھی تھی۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ ہمیشہ سے جل پری ہی ہے اور اسی سمندر میں چٹانوں کے درمیان رہا کرتی تھی۔ کیٹی اپنے آپ کو جل پری ہی سمجھنے لگی۔ اس نے چٹانوں کے درمیان ایک چکر لگایا۔ پھر سمندر کی سطح پر آ کر پانی سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ اس کے ارد گرد چٹانوں کے پیچھے وسیع گہرا نیلا سمندر پھیلا ہوا تھا۔ کیٹی بڑی خوشی خوشی جیسے کہ جل پریاں ہمیشہ خوش رہتی ہیں ایک چٹان پر بیٹھ گئی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندر پر پھیلی ہوئی دن کی سنہری دھوپ کا نظارہ کرتی رہی پھر وہ
وہیں چٹان پر بیٹھی رہی پھر سمندر میں غوطہ لگایا اور ڈوبتی چلی گئی
سمندر کے اندر ہی اندر تیرنا شروع کر دیا۔

ادھر جب دن چڑھا تو کنیزیں راجہ کی بہن کوشلیا کے کمرے
میں داخل ہوئیں۔ دیکھا کہ کوشلیا پلنگ پر بے ہوش پڑی تھی اور
رانی صاحب وہاں پر نہیں تھیں۔ ادھر ادھر دیکھا۔ رانی کہیں نہ ملی
کنیزوں نے نئے راجہ کے درباریوں کو خبر کی کہ رانی کوکلا غائب ہے
اور رانی کوشلیا بے ہوش پڑی ہے۔ راجہ کو اطلاع ملی تو وہ بھاگا
ہوا کوشلیا کے محل میں آیا ——— دیکھا کہ اس کی بہن بے ہوش پڑی
تھی اور رانی وہاں نہیں تھی۔ راجہ نے کوشلیا کے منہ پر پانی کے چھینٹے
مارے اور اس سے اپنی رانی کوکلا کے بارے میں دریافت کیا۔ کوشلیا
طرح اپنے آپ میں آچکی تھی۔ وہ گھبرائی ہوئی آنکھوں سے سب کو
تکنے لگی۔

"میں ——— میں یہاں کیسے آگئی؟ میں تو ——— جنگل میں بے
ہوش ہوگئی تھی۔"

یہ معمہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ تھیوسانگ کو خبر ہوئی کہ کیٹی غائب
تو وہ دوڑا دوڑا آیا۔ کوشلیا کی باتیں سنیں تو اسے یقین ہو گیا کہ
ساری کارستانی منگلا دیوی کی ہے اور اس نے کیٹی کو اغوا کر کے
اس سے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ وہ وہیں سے گھوڑے پر سوار
ہوا اور سیدھا منگلا دیوی کے مندر کے پاس جا پہنچا۔ وہ مندر

کے احاطے میں داخل نہیں ہوا باہر سے ہی مندر کو تکنے لگا۔ مندر اسی
طرح ویران تھا۔ چبوترہ بھی خالی تھی۔ اس نے جھک کر زمین کو دیکھا۔
زمین پر اسے دو عورتوں کے پاؤں کے نشان نظر آئے۔ ان میں کیٹی
کے پاؤں کے نشان تھیوسانگ نے فوراً پہچان لیے۔ ثابت ہو گیا کہ
کوشلیا پر منگلا نے اپنا آسیب سوار کر دیا تھا اور اسے بہانے سے
مندر کے احاطے میں لے گئی۔ اور پھر اس پر طلسم کر کے اسے کسی
نامعلوم مقام پر جا کر پھینک دیا ہے۔ تھیوسانگ سر پکڑ کر وہیں
بیٹھ گیا۔

آخر اٹھا اور واپس محل میں آگیا۔ راجہ نے چاروں طرف رانی
کوکلا کی تلاش کے لیے آدمی دوڑا دیئے۔ اس کے حکم سے
تھیوسانگ کو گرفتار کر لیا گیا۔ کیونکہ وہ رانی کا محافظ تھا اور اس
کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا تھا۔ تھیوسانگ نے راجہ سے
کہا۔

"مہاراج! رات کو آپ کی ہمشیرہ صاحبہ خود رانی کو اپنے
ساتھ خفیہ کمرے میں لے گئی تھی۔"

چونکہ کوشلیا رانی خفیہ کمرے میں ہی بے ہوش پائی گئی
تھی۔ اس لیے راجہ کو یقین تو آگیا مگر اس نے پھر بھی تھیوسانگ
سے کہا۔

"گنگو! تم مہارانی کے محافظ تھے۔ تمہارا فرض تھا کہ
تم جاگ کر رانی کی حفاظت کرتے مگر تم اپنی کوٹھڑی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاکر سو گے۔ تم کو اس غفلت کی سزا ملے گی۔ میں حکم دیتا ہوں کہ تمہیں زمین میں زندہ دفن کر دیا جائے۔"

اسی وقت تھیوسانگ کو گرفتار کر لیا گیا۔ راجہ کے حکم سے اسے چمڑے کے بورے میں بند کر کے زمین کھود کر اس میں دبا دیا گیا۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو انگلی کے برابر چھوٹا کیا اور چمڑے کے بورے کے منہ میں سے باہر نکل کر نرم زمین میں سوراخ بناتا زمین سے باہر آگیا۔ اس وقت باہر دو سپاہی پہرا دے رہے تھے۔ تھیوسانگ مٹی کی ڈھیری کے پیچھے ہو گیا۔ وہاں اونچی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ اسے کوئی نہ دیکھ سکا۔ وہ گھاس میں ایک طرف رینگتا چلا گیا۔ وہ زیادہ دُور نہیں گیا تھا کہ سامنے ایک جنگلی بلی آگئی۔ جنگلی بلی نے چوہے کے برابر ایک انسان کو دیکھا تو دُور سے غرّائی۔

اس کی آواز سن کر ایک سپاہی ادھر گیا۔ اس نے بلی کو بھگا دیا۔ تھیوسانگ نے خدا کا شکر ادا کیا اور گھاس کے اندر ہی اندر دوڑتا چلا گیا۔ جب وہ کافی دُور نکل گیا تو اس نے اپنے آپ کو بڑا کر لیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ شہر کی دیوار سے کافی فاصلے پر آگیا ہے۔ اس کے آگے ایک خندق تھی۔ تھیوسانگ نے خندق کو پار کیا اور جنگل میں داخل ہو گیا۔ اس کو اب دوہری پریشانی تھی۔ پہلے عنبر غائب ہوا۔ اور اب کیٹی بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ تھیوسانگ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ان دونوں کو کہاں اور کس جگہ جا کر تلاش کرے۔ وہ منگلا دیوی کے مندر کی طرف جاتے ہوئے گھبرا رہا تھا۔ اگرچہ اس کے دل میں شدید خواہش تھی کہ وہ منگلا دیوی کا مقابلہ کرے مگر وہ اس کے طلسم سے خوفزدہ تھا کہ کہیں وہ اس کے مندر کے احاطے میں داخل ہو گیا تو اس پر منگلا کا طلسم چل جائے گا۔ تھیوسانگ اسی سوچ میں گم ایک بار پھر لنکا شہر کی اسی سرائے میں آگیا۔ جہاں وہ کیٹی کے ساتھ رہتا تھا۔ سرائے کے مالک نے اسے پہچان لیا اور پوچھا کہ اس کی بہن کہاں ہے؟ تھیوسانگ بولا۔

"وہ اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئی ہوئی ہے۔ دو چار روز میں واپس آجائے گی۔"

تھیوسانگ اس خیال سے سرائے میں آگیا تھا کہ اگر عنبر کیٹی میں سے کوئی بھی واپس آیا۔ تو وہ اس سرائے میں ضرور آئے گا۔ پھر اسے یہ بھی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے ماریا اور تانگ سفر کرتے کرتے اس ملک میں آجائیں۔ وہ بھی اسی سرائے میں ہی آئیں گے۔ تھیوسانگ لوگوں کے سامنے زیادہ نہیں آتا تھا کہ کہیں لوگ اسے پہچان نہ لیں کہ یہ تو راجہ کی رانی کا محافظ گنگو ہے اور اسے راجہ کے حکم سے زمین میں دفن کر دیا گیا تھا۔ تھیوسانگ ہر وقت اپنے سر پہ چادر ڈالے رکھتا تھا کہ اس کا کچھ حلیہ بدلا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے۔

اب ہم ناگ اور ماریا کی طرف آتے ہیں۔

ناگ اور ماریا ہوا میں پرواز کرتے لنکا کی طرف چلے جا رہے تھے۔ یہ فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ اور سمندر میں اس قدر طوفانی ہوائیں چل رہی تھیں کہ ماریا دو بار راستہ اور سمت بھول گئی اور غلط طرف کو نکل گئی۔ ناگ ایک سانپ کی شکل میں اس کی کلائی کے ساتھ لپٹا ہوا تھا اور وہ بھی ماریا کے ساتھ غائب تھا مگر ناگ کو مست کال رہنے کی وجہ سے ماریا کا دھندلا جسم غائب حالت میں بھی نظر آ رہا تھا۔ ابھی تک ناگ نے ماریا کو یہ نہیں بتایا تھا کہ چونکہ اس نے اپنی آنکھوں میں مست کال بوٹی کا سرمہ لگا رکھا ہے اس لیے وہ غائب شے کو دیکھ سکتا ہے اور اُسے بھی دیکھ رہا ہے۔

آخر طوفانوں اور تیز ہواؤں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور ماریا و سمندر میں دُور ایک جگہ زمین نظر آئی۔ یہ ملک لنکا تھا۔ ماریا نے ناگ کو بتایا کہ ہماری منزل آ گئی ہے۔ ناگ بھی خوش ہوا۔ ماریا آسمان پر کافی اونچائی پر تھی۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنی بلندی کم کرنا شروع کر دی۔ لنکا کے اونچے اونچے درخت دور سے نظر آ رہے تھے میں چمک رہے اور ہوائیں انہیں لہرا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ہی ماریا اس ملک کے اوپر تھی۔ اس نے لنکا کے سارے جزیرے کا ایک گول چکر لگایا۔ شہر کافی بڑا تھا۔ اس کے اردگرد پہاڑ

زمانے کے رواج کے مطابق ایک دیوار تھی۔ جس کے ایک طرف سمندر تھا اس طرف دیوار خالی چھوڑ دی گئی تھی۔ شہر کے اندر بھی باغ اور کھیت تھے۔ شہر کے باہر تو بڑے ہی گھنے جنگل، تاریک گہری کھائیاں، بلند نوکیلی چٹانیں اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہی پہاڑیاں تھیں۔ جن میں آبشاریں گر رہی تھیں۔ چشمے بہہ رہے تھے۔ دریا چٹانوں سے ٹکراتے گزر رہے تھے۔ ماریا شہر کے قریب ہی جنگل میں ایک ویران مقام پر اُتر آئی۔

زمین پر اُترتے ہی اس نے ناگ کو کلائی سے اُتار کر گھاس پر رکھ دیا۔ ناگ فوراً اپنی انسانی حالت میں آ گیا اور چاروں طرف نگاہ ڈال کر کہنے لگا۔

"ماریا! یہ تو بڑا گھنا جنگل ہے۔"

ماریا نے گہرا سانس لے کر کہا۔

"تم نے محسوس کیا ناگ؟ یہاں کی فضا میں عنبر کیٹی اور تھیوسانگ میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں ہے۔"

آپ کو یاد ہو گا کہ اس وقت عنبر ایک پتھر کی بھاری سل کے ساتھ زنجیروں سے بندھا پانڈو ڈاکو کی شکل میں سمندر کے نیچے پڑا تھا۔ کیٹی رانی کوکلا کی شکل میں جل پری بنی دُور سمندری چٹانوں کے نیچے گہرائی میں تھی۔ جبکہ اسے اپنی رانی کی حیثیت سے محل میں گزاری ہوئی زندگی اور کیٹی کی حیثیت سے اپنی شخصیت بالکل یاد نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیں تھی۔ وہ اپنے آپ کو صرف جل پری ہی سمجھتی تھی۔ یہ منگلا
دیوی نے اس سے انتقام لیا تھا۔ تیسری طرف تھیوسانگ اسی شہر
کی ایک سرائے میں اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ شاید کسی وقت
ادھر عنبر ناگ ماریا کا گزر ہو اور وہ انہیں کیٹی اور عنبر کی گمشدگی
کے بارے میں بتائے۔

یہ صورت حال تھی جب ناگ اور ماریا اسی شہر کے باہر کچھ
ٹیلے پر ایک گھنے جنگل میں کھڑے تھے۔ تھیوسانگ کی خوشبو اس
تھیں آ رہی تھی کہ اس نے بھی منگلا دیوی کے طلسم سے بچنے کے لیے جو گی
راکھ سے اپنی گردن پر لکیر لگائی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"ماریا! اگر ان تینوں میں سے کسی کی خوشبو بھی اس شہر
کی فضا میں نہیں ہے تو اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ
وہ یہاں پر نہیں ہیں۔ ان پر کسی طلسم کا اثر بھی ہو سکتا ہے۔"

"یہی میں بھی سوچ رہی ہوں۔" ماریا نے کہا۔
پھر بولی۔

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں ایک بار پھر اس جنگل کا چکر لگا کر آتی
ہوں۔ ہو سکتا ہے دور سمندر کی جانب سے عنبر کیٹی اور
تھیوسانگ کی خوشبو کا کوئی سراغ مل جائے۔"

ناگ بولا۔

"زیادہ دور مت جانا، کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان پر کالی

کالی گھٹائیں چھانے لگی ہیں۔ شاید تیز بارش شروع ہو
جائے۔"

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ میں کہیں بھیگ تو نہیں جاؤں گی۔"

ناگ کے منہ سے نکل گیا۔

"تو اس میں مسکرانے والی کون سی بات ہے۔"

ماریا تو ایک دم سے چونک گئی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ
کر کہا۔

"ناگ! مجھے پہلے بھی احساس ہوا ہے کہ تم مجھے دیکھ
سکتے ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟"

ناگ نے جلدی سے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا اور بولا۔

"ہرگز نہیں۔ بھلا میں تمہیں کیسے دیکھ سکتا ہوں؟"

ماریا نے ٹھٹک کر کہا۔

"پھر تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ میں مسکرا رہی تھی، جبکہ مسکراہٹ
کی کوئی آواز نہیں ہوتی۔"

ناگ نے فوراً جواب دیا۔

"بھئی آدمی مسکرا رہا ہو تو اس کے بات کرنے کے لہجے
سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ مسکرا رہا ہے۔ میں نے بھی تو تمہارے
لہجے سے معلوم کیا تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے سٹ پٹا کر کہا۔

"ناگ! تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم ضرور مجھے دیکھ رہے ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"ارے بھئی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اچھا اب تم جلدی سے جا کر ایک چکر لگاؤ۔ بادل گہرے ہو گئے ہیں۔ میں اسی جگہ اس پتھر کی چٹان کے پاس بیٹھا رہوں گا۔"

ماریا یہ کہہ کر درختوں کے اوپر اڑ گئی کہ میں ابھی واپس آجاؤں گی۔ درختوں کے اوپر آ کر ماریا نے ایک طرف اڑنا شروع کیا۔ یہ جنگل بڑے اونچے نیچے اور گنجان تھے۔ ماریا اڑتے اڑتے فضا میں تیرتے ہوئے کبھی اوپر اٹھ جاتی اور کبھی نیچے درختوں کے قریب آجاتی۔ وہ بڑی گہری نگاہوں سے نیچے تک رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ گہرے سانس بھی لے رہی تھی کہ شاید کسی جگہ سے عنبر، کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آجائے۔ مگر ابھی تک اسے یہ خوشبو نہیں آئی تھی۔

اتنے میں بجلی چمکی اور پھر بادل زور سے گرجا اٹھا۔

ماریا ایک طرف کو تیرتی ہوئی فضا میں غوطہ کھا کر نکل گئی۔ وہ جنگل میں کافی دور نکل آئی تھی۔ اسے ناگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ وہ سمندر کے دوسرے کنارے کی طرف جا کر سراغ لگانا چاہتی تھی۔ آخر وہ جنگل سے دور جا کر سمندر کے قریب آ گئی۔ یہاں پہنچی تو

بارش شروع ہو گئی۔ بادل اتنے گھنے اور سیاہ تھے کہ دن کے وقت اندھیرا چھا گیا۔ بارش بڑی تیز ہونے لگی تھی اگرچہ ماریا پر بارش کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ لیکن بارش کی وجہ سے فضا دھندلی ہو گئی تھی اور ماریا اچھی طرح سے نیچے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اسے کچھ دیر کسی جگہ رک کر بارش رکنے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ بارش رکے تو پھر وہ سمندر کے کنارے چٹانوں اور ٹاپوؤں میں جا کر کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گی۔

یہ سوچ کر ماریا نے نیچے کو جھک کر غوطہ لگایا۔ جہاں جنگل ختم ہوتا تھا۔ اسے وہاں درختوں میں سے دھواں اٹھتا نظر آیا۔ شاید یہاں کوئی جھونپڑا ہے جہاں کوئی رہتا ہے۔ ماریا اس دھوئیں کی طرف چلی۔ جب وہ درختوں کے اوپر آئی تو دیکھا کہ نیچے ایک پتھروں کی چار دیواری ہے جس پر زنگ لگا ہوا ہے اور کئی جگہوں سے دیوار کے پتھر ٹوٹ چکے ہیں۔ اندر ایک ویران میدان ہے۔ جس میں کانٹے دار جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں۔ جگہ جگہ ان جھاڑیوں کے پاس پتھروں سے تراشی ہوئی چھوٹی چھوٹی مورتیاں پڑی ہیں۔ یہ مورتیاں مختلف جانوروں کی تھیں۔ ایک طرف گھنے درختوں کے نیچے ٹوٹی ہوئی چھت والا برآمدہ ہے۔ جس کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا۔ ماریا کو تعجب ہوا کہ دن کے وقت یہاں کس نے دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلا رکھا ہے۔ ماریا کوٹھڑی کے اندر آگئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ٹوٹے پھوٹے فرش پر بالکل سیدھا ایک انسان کی ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہے۔ یہ عجیب پُراسرار منظر تھا۔ ماریا نے کوٹھڑی میں نظر دوڑائی۔ وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ پھر یہ ہڈیوں کا ڈھانچہ کس نے رکھا ہے اور اس کی کھوپڑی پر دیا کس نے جلایا ہے؟ ماریا سوچنے لگی۔ پھر اس نے سوچا کہ اسے خواہ مخواہ اس مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کوٹھڑی سے باہر آگئی۔ وہ باہر نکلی ہی تھی کہ اسے اندر سے کسی عورت کی آواز سنائی دی۔

"میں کب تک ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر پڑی رہوں گی گندھرب؟"

ماریا تو وہیں رک گئی۔ پھر پلٹ کر کوٹھڑی میں واپس آگئی۔ یہ آواز انسانی ڈھانچے کی کھوپڑی کے کھلے منہ سے نکلی تھی جس کے اندر کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ عورت کی آواز تھی۔ اور یقیناً یہ ڈھانچہ کسی عورت کا تھا۔ ماریا ایک طرف چپ چاپ کھڑی ہوگئی کہ شاید آواز ایک بار پھر آئے۔ اتنے میں وہی آواز پھر سنائی دی۔

"میں کب تک ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر یہاں پڑی رہوں گی گندھرب؟"

ماریا نے غور سے آواز سنی۔ یہ عورت کی آواز تھی۔ آواز میں بے بسی اور رحم کا جذبہ تھا۔ ماریا کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اسے

دیوار میں ایک جگہ سے پتھر ایک طرف کو ہٹتا ہوا محسوس ہوا گھڑ گھڑ کی آواز سے کسی نے پتھر کو ایک طرف کھینچ دیا۔ پھر ماریا نے ایک لال لال آنکھوں والے جوگی کو دیکھا کہ اس کی لمبی جٹائیں یعنی سر کے لمبے بال بکھرے ہوئے تھے۔ گلے میں مالائیں تھیں۔ ہاتھ میں کرمنڈل تھا۔ جسم پر سوائے لنگوٹی کے اور کچھ نہیں تھا۔ وہ دیوار کے ٹگاف میں سے ایک لمبی کیل نکالی۔ ایک پتھر اُٹھایا اور لوہے کا کیل عورت کے ڈھانچے کی کھوپڑی کے پاس ہی زمین میں ٹھونک دیا۔ پھر بولا۔

"چنتالی! آج میرے چلّہ کا ساتواں دن ہے۔ میں نے ساتواں کیل ٹھونک دیا ہے۔ یہ آخری کیل تھا۔ یہ آخری دن تھا۔ میں اب اپنے چلّے کا نتیجہ دیکھتا ہوں"

یہ کہہ کر جوگی نے کرمنڈل پرے ہٹا کر زمین پر لکیریں کھینچ کر ایک بھدا سا بنایا۔ پھر اس پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے اور آنکھیں بند کر کے زور سے ایک "جے ماتا کلیانی" کا نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد آنکھیں کھول دیں اور دونوں ہاتھ پرے ہٹا کر زمین پر بنی ہوئی لکیروں کے بھدے پر نظر پڑتے ہی جوگی اپنی جگہ سے اُچھل سا پڑا۔ وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ جلدی سے فرش کی لکیروں کو ہاتھ سے مٹا دیا اور ہڈیوں کے ڈھانچے کی طرف اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"چنتالی! میری چنتا بھنگ ہوگئی ہے۔ میرے چلّہ کاٹنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تمہیں پانچ سال تک اور انتظار کرنا ہوگا۔"

ہڈیوں کے ڈھانچے میں ایک لرزش سی ہوئی۔ دیا کھوپڑی پر کانپنے لگا۔ پھر عورت کی موت کے غم میں ڈوبی ہوئی باریک آواز سنائی دی۔

"گندھرب! میں پانچ برس میں مٹی ہو جاؤں گی میری ہڈیاں بھی باقی نہیں رہیں گی۔"

برگی گندھرب نے منہ اوپر اٹھا کر ایک آہ بھری اور کہا۔

"چنتائی! ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ میں دوسری کوٹھڑی میں جا کر پھر سے چلہ شروع کرتا ہوں۔ پانچ برس تک کے لیے اب میں جدا ہوتا ہوں۔"

ہڈیوں کے ڈھانچے میں کھڑکھڑاہٹ سی ہوئی۔ کھوپڑی میں سے ڈوبتی ہوئی مدھم آواز سنائی دی۔

"گندھرب! گندھرب! میں تیری رانی کب بنوں گی۔ تو نے مجھے اسی وعدے پر چتا میں ڈال کر جلا دیا تھا کہ تو مجھے رانی بنا کر ہمیشہ کی زندگی دے دے گا۔"

جوگی بولا۔

"چنتائی! بس تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ مجھے بھی تو تمہارے ساتھ ہمیشہ کے لیے

راجہ بن کر زندہ رہنا ہے۔ بس تھوڑا سا صبر کر لے۔ تو نے بڑی قربانی دی ہے۔ تو آگ میں جل کر مر گئی ہے۔ پر فکر نہ کر۔ تو ہمیشہ کی زندگی پا لے گی۔ اور میری ایسی مہارانی بنے گی کہ ہم دونوں کبھی نہ مر سکیں گے۔"

ڈھانچے کی کھوپڑی کانپی اور اس پر جلتا دیا اپنے آپ بجھ گیا۔ جوگی خاموشی سے دیوار کے شگاف میں سے دوسری طرف گزر گیا۔ اس نے شگاف کو دوبارہ پتھر سے بند کر دیا۔ مادیا حیران ہوئی کہ یہ لوگ یہاں کیا جادو ٹونا کر رہے ہیں۔ وہ بھی کوٹھڑی کے دروازے کی طرف بڑھی۔ کیونکہ اسے اس قسم کی سازشوں اور ٹونے جادو سے اب کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ جونہی اس نے کوٹھڑی کے باہر نکلنا چاہا اس کا جسم جیسے زور سے کسی سخت شے سے ٹکرا کر نیچے کو جھول گیا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کھوپڑی والی

ماریا نے فرش سے اُٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اُٹھ نہ سکی۔
سمجھ گئی کہ کوئی مصیبت آن پڑی ہے۔ عین اس وقت دیوار
کا پتھر ایک طرف کو کھسک گیا۔ اور وہی لال آنکھوں اور لمبی جٹاؤں
والا جوگی چھلانگ لگا کر اندر آگیا۔ وہ ماریا کے سر کے اوپر آکر بولا۔

"آکاش کی اپسرا مجھے پانچ سال سے تیرا انتظار تھا میں
پانچ برس تک بند کوٹھڑی میں بیٹھا تیرے لیے چلہ کر
رہا تھا۔ دیوتاؤں نے میرا چلہ قبول کیا۔ اور تجھے میرے
پاس بھیج دیا۔"

جوگی نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اس کے ہاتھ میں کرمنڈل تھا۔
(کرمنڈل اس ٹھوٹھے کو کہتے ہیں جس کو ہاتھ میں لے کر فقیر بھیک مانگا
کرتے تھے) جوگی نے جھک کر ماریا کو زمین پر سے اس طرح اُٹھایا
جس طرح کوئی بہت ہی نرم اور باریک ریشمی رومال کو اُٹھاتا ہے۔
اس نے ماریا کو کرمنڈل میں ڈال کر اوپر گھاس ڈال دی۔ ماریا
نے بولنے، چیخنے اور باہر نکلنے کی بہت کوشش کی مگر وہ کرمنڈل

کے اندر جیسے چپک کر رہ گئی تھی۔ نہ وہ بول سکتی تھی۔ نہ اپنے ہاتھ
پاؤں ہلا سکتی تھی۔ اس کے دل و دماغ میں سناٹا سا دوڑنے
لگا تھا۔

جوگی نے اسی وقت پتھر رگڑ کر آگ پیدا کی اور دیا روشن
کرکے عورت کے ڈھانچے کی کھوپڑی پر رکھ دیا۔ چراغ کھوپڑی
پر رکھا تو عورت کے ڈھانچے میں سے آواز آئی۔

"گندھرب! تو پھر کیوں آیا؟ کیا پانچ برس پورے ہو
گئے؟"

جوگی گندھرب بولا۔

"چتانی! میرا چلہ کامیاب ہو گیا۔ تو سدا کی رانی بننے
والی ہے۔"

عورت کا ڈھانچہ جیسے خوشی سے کانپنے لگا۔ باہر بادل زور
سے گرجا۔ بارش تیز ہونے لگی تھی۔ جوگی گندھرب نے کرمنڈل
کے اوپر سے گھاس پرے ہٹائی۔ اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔
منتر پڑھتے پڑھتے اس نے کرمنڈل میں ہاتھ ڈال کر ماریا کو
اٹھا لیا۔ اور خود ہڈیوں کے ڈھانچے کے گرد سات چکر لگائے۔
ساتویں چکر کے بعد اس نے ماریا کو عورت کے ڈھانچے کی کھوپڑی
کے کھلے ہوئے منہ کے سوراخ میں ڈال دیا۔ اور اتنی زور سے
"ہے کپالنی" کا نعرہ لگایا کہ ڈھانچہ فرش پر سے ایک فٹ اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُچھل پڑا۔ جب نیچے فرش پر گرا تو وہ انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ نہیں تھا۔ بلکہ ایک خوب صورت عورت بن چکا تھا۔

یہ خوب صورت عورت اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے شاندار لباس اور گلے میں پڑی مالا کو دیکھا۔ پھر اپنے لمبے سیاہ بالوں پر ہاتھ پھیرا اور جوگی گندھرب کی طرف دیکھ کر بولی۔

"گندھرب تو نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ میں تیری داسی ہوں۔ اب مجھے لکش دیپ کی مہارانی بنا دے۔ تاکہ میں ہمیشہ شاہی محلوں میں رانی بن کر تمہارے ساتھ زندگی بسر کروں۔"

جوگی گندھرب نے حسین عورت چنتانی کے سر کے لمبے بالوں میں سے ایک بال توڑ کر اسے اپنے جسم پر پھیرا تو اس کی لمبی داڑھی غائب ہو گئی۔ جسم پر شاندار لباس آگیا۔ اس نے قہقہہ لگا کر حسین عورت چنتانی کا بازو پکڑ کر اسے فرش پر سے اُٹھایا اور بولا۔

"چنتانی! اب ہم لکش دیپ چل کر وہاں کے تخت پر قبضہ کر کے رہتی دنیا تک حکومت کریں گے۔ ہمیں کوئی ہلاک نہیں کر سکے گا چلو۔ باہر ہماری سواری تیار کھڑی ہے۔"

دونوں کوٹھڑی میں سے نکل کر باہر آئے تو باہر بارش میں ایک رتھ کھڑا تھا جس کے آگے دو گھوڑے جُتے تھے۔ ایک چھتری والی پالکی بیچ میں رکھی تھی۔ جوگی گندھرب اور چنتانی پالکی میں جا کر

بیٹھ گئے۔ جوگی گندھرب نے بلند آواز میں کہا۔

"چلو — ہمیں لکش دیپ لے چلو"

گھوڑے زور سے ہنہنائے۔ اور پھر زمین پر کچھ دُور چلنے کے بعد آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہوتے گئے اور پھر بارش والے بادلوں میں اُڑتے ہوئے ایک طرف غائب ہو گئے۔ ناگ پہاڑی کے پاس پتھروں کی اوٹ میں بیٹھا ماریا کا انتظار کر رہا تھا۔ بارش زور شور سے ہو رہی تھی۔ اچانک ناگ نے محسوس کیا کہ فضا میں سبز گھاس اور پھولوں کی خوشبو تو موجود ہے مگر ماریا کی خوشبو نہیں ہے۔ وہ چونک کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سانس لیا۔ ماریا کی خوشبو واقعی فضا میں نہیں تھی۔ اس نے فوراً عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں اُڑان بھر کر ادھر کو چلا جدھر ماریا گئی تھی۔

اس نے سارا جنگل گھاٹیاں اور پہاڑ چھان مارے مگر اسے نہ تو ماریا کا دُھندلا جسم کہیں دکھائی دیا اور نہ اس کی خوشبو آئی۔ ناگ تو پریشان ہو گیا۔ کیونکہ ماریا ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کے پاس سے گئی تھی اور اب اچانک کہیں غائب ہو گئی تھی۔ ناگ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کی بجائے ماریا کی تلاش تیز کر دی۔ وہ گھنے جنگل سے نکل کر ویران پہاڑیوں کے درمیان پھیلی ہوئی نایاب کے درختوں کی وادی میں آگیا۔

اس وادی میں بارش نہیں ہو رہی تھی مگر بادل چھائے ہوئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ اچانک ناگ کی نظر ایک جگہ پڑی جہاں سے بھاپ کے مرغولے سے اُٹھ رہے تھے۔ ناگ عقاب کی شکل میں غوطہ لگا کر وہاں آیا تو دیکھا کہ درختوں کے درمیان ایک تالاب ہے جس کے کنارے ایک آدمی زمین پر اوندھے منہ لیٹا ہے اور اپنا منہ تالاب کے ساتھ لگائے جانوروں کی طرح دھڑا دھڑ پانی پی رہا ہے اور اس کے جسم سے گرم بھاپ کے بادل سے اُٹھ رہے ہیں۔ ناگ بڑا حیران ہوا کہ اس آدمی کو کیا ہو گیا ہے۔ اس نے درختوں کے پیچھے جا کر عقاب سے انسانی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ چل کر تالاب کے پاس آگیا۔ وہ آدمی بھاسکر تھا جو تالاب میں منہ ڈالے دھڑا دھڑ پانی پی رہا تھا۔ کیونکہ اس کے جسم میں سانپ کے زہر کی وجہ سے آگ لگی ہوئی تھی۔ اور اس آگ کو تالاب کا پانی ہی بجھا سکتا تھا۔ ناگ ایک طرف کھڑا یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھتا رہا۔ جب بھاسکر کے جسم کی آگ کچھ دیر کے لیے ٹھنڈی ہو گئی۔ تو وہ منہ ہٹا کر تالاب کے کنارے بیٹھ گیا۔ وہ ہانپ رہا تھا۔ اس کے جسم سے اب بہت ہلکی ہلکی بھاپ اُٹھ رہی تھی۔ ناگ نے سامنے آکر اسے سلام کیا اور پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس کے ساتھ یہ کیا واقعہ گزرا ہے کہ وہ تالاب کا اتنا زیادہ پانی پی گیا ہے؟ بھاسکر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ پھر سر جھکا دیا اور اداس آواز میں بولا۔

"اجنبی مسافر میں جس مصیبت میں گرفتار ہوں تم اس کا تصور

بھی نہیں کر سکتے۔"

پھر بھاسکر نے ناگ کو بتایا کہ اسے ایک زہریلا سانپ ڈس گیا ہے۔ اس کے زہر کی وجہ سے اس کے جسم میں آگ سی لگ گئی ہے۔ جب تک وہ بے پناہ پانی نہ پیئے اس کے جسم کی آگ نہیں بجھتی۔ ناگ نے پوچھا۔

"تم نے اس کا کوئی علاج نہیں کیا؟"

بھاسکر نے ٹھنڈی آہ بھری اور بولا۔

"ایک نیک دل ساتھی مجھے ملا تھا۔ وہ بچھڑ گیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں اپنے دوست کی تلاش میں ہوں۔ اگر وہ دوست مل گیا تو تمہارے جسم میں زہر کا اثر ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گا۔"

ناگ نے چونک کر پوچھا۔

"اس نیک دل آدمی نے تمہیں اپنے دوست کا نام بھی بتایا تھا؟"

بھاسکر بولا۔

"ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ اس کے دوست کا نام ناگ ہے۔"

ناگ ایک دم سے خوشی سے اُچھل پڑا۔

"وہ ——— وہ کہاں ہے؟ کیا تم مجھے اس کا نام بتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتے ہو؟"

بھاسکر نے تعجب سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کیوں نہیں۔ اس کا نام عنبر تھا۔

اب تو ناگ کی بے چینی حد سے بڑھ گئی۔ اس نے کہا۔

"خدا کے لیے مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ میں اسی کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔"

بھاسکر نے ناگ سے پوچھا۔

"تمہارا ـــــ تمہارا نام کیا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"میں ہی ناگ ہوں۔"

بھاسکر کو یقین نہ آیا کہ یہ دبلا پتلا نوجوان ناگ ہو سکتا ہے جس کے بارے میں عنبر نے اسے بہت کچھ بتایا تھا۔ اس نے سر جھکا لیا اور بولا۔

"دوست تم بھی مجھ سے مذاق کرنے لگے؟ خیر کوئی بات نہیں۔ ہر کوئی میرا مذاق اڑاتا ہے۔ خدا مجھے معاف کرے۔"

ناگ آگے بڑھ کر بھاسکر کے پاس بیٹھ گیا۔ اور بولا۔

"یقین کرو میں ہی ناگ ہوں۔ مجھے جلدی سے بتاؤ کہ عنبر کہاں ہے؟"

بھاسکر بولا۔

"اگر تم واقعی ناگ ہو تو پہلے میری بیماری کا علاج کرو مجھے اس مصیبت سے نجات دلاؤ۔"

ناگ جلدی سے بولا۔

"وہ سب کچھ ہو جائے گا۔ مگر پہلے تم یہ بتاؤ کہ عنبر کہاں ہے؟"

بھاسکر نے ناگ کو بتایا کہ عنبر اچانک اس سے جدا ہو گیا اور اسے کچھ معلوم نہیں ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہو گا۔ ناگ کو بہت افسوس ہوا کہ اسے عنبر کا سراغ تو مل گیا مگر خود عنبر اسے نہیں مل سکا۔ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر خاموش گیا۔

بھاسکر نے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔

"میرے بھائی اگر تم سچ مچ ناگ ہو تو میرا علاج کرو۔ مجھے اس مشکل سے نکالو۔ میں نے پانی پی پی کر اس جنگل کے آدھے تالاب خالی کر دیے ہیں۔ اب مجھ میں مزید پانی پینے کی طاقت نہیں رہی۔"

ناگ نے بھاسکر کو تسلی دی اور کہا۔

"میں ایک شرط پر تمہارا علاج کر سکتا ہوں کہ تم اس کا ذکر کبھی کسی سے نہیں کرو گے۔"

بھاسکر نے ہاتھ باندھ لیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے گورو! میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک زندہ ہوں اس کا ذکر کبھی کسی کے سامنے نہیں کروں گا۔"
ناگ نے کہا۔

"میرے ساتھ ان درختوں میں آجاؤ۔"

بھاسکر اُٹھ کر ناگ کے ساتھ ناریل کے درختوں کے درمیان آکر بیٹھ گیا۔ ناگ نے آنکھیں بند کریں اور سانپوں کی زبان میں اس سانپ کو آواز دی جس نے بھاسکر کو ڈس کر اس کے بدن میں آگ لگا دی تھی۔ یہ سانپ وہاں سے بہت دُور جنگل میں تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی آواز سُنی تو فوراً اپنے بِل سے باہر نکل آیا۔ یہ ایسا زبردست سانپ تھا کہ مشکل کے وقت اپنے پَر نکال لیتا تھا اور ہوا میں بجلی کی رفتار سے اُڑ سکتا تھا۔ اپنے بِل سے نکلتے ہی اس نے پَر نکالے اور فضا میں اُڑنا شروع کر دیا۔

بھاسکر زمین پر خاموش بیٹھا ناگ کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کبھی اسے خیال آتا کہ یہ ناگ ہی ہے اور یہی اس کا علاج کر سکتا ہے۔ کبھی خیال آتا کہ یہ ایک عام سا نوجوان ہے اور اس میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اس کے جسم کے زہر کو نکال کر پھینک سکے۔ ناگ کی آنکھیں بند تھیں۔ اسے بہت دُور سے زہریلے سانپ کی آواز آئی۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں آرہا ہوں۔"

ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور بھاسکر کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

"تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ تمہارے مرض کا علاج ہو جائے گا۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

بھاسکر کو ابھی تک ناگ کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ اس نے کہا۔

"میرے بھائی! تم خاموش بیٹھ کر میرا علاج کیسے کرو گے؟"

ناگ بولا۔

"تمہارا علاج وہی سانپ کرے گا جس نے تمہیں ڈس کر تمہیں اس مصیبت میں پھنسایا ہے۔ وہ آرہا ہے۔"

بھاسکر وہیں ڈر کر بیٹھ گیا۔ سیاہ سانپ نیچے آگیا۔ ناگ کے سامنے آکر اس نے کنڈلی مار لی اور سر جھکا دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔"

ناگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔

"اس آدمی کو تم نے کچھ عرصہ پہلے ڈسا تھا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کے جسم میں سے اپنا زہر چوس کر پھینک دو۔"

سیاہ سانپ بولا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے بھاسکر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ وہی سانپ ہے جس نے تمہیں ڈسا تھا۔ اب یہ تمہارے جسم میں سے اپنا زہر واپس کھینچ لے گا۔ ڈرنا بالکل نہیں۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

بھاسکر ناگ کی غیر معمولی طاقت سے کافی متاثر ہو چکا تھا۔ اگرچہ خوف کے مارے اس کا حلق خشک ہو چکا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں نہیں ڈروں گا۔"

مگر وہ بہت ڈر رہا تھا۔ کالا سانپ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا بھاسکر کے پاس گیا۔ اس نے اپنا منہ بھاسکر کی پنڈلی سے لگا دیا۔ بھاسکر کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ ناگ نے فوراً کہا۔

"خبردار! اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔"

بھاسکر کا جسم خوف کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔ مگر وہ اپنی جگہ پر چپ چاپ بیٹھا رہا۔ کالے سانپ نے آہستہ آہستہ بھاسکر کے جسم سے زہر چوسنا شروع کر دیا۔ بھاسکر کو کچھ سکون محسوس ہوا۔ اس کے جسم میں جو آگ سی لگی تھی وہ آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہونے لگی تھی۔ اس کا خوف اب دور ہو گیا۔ کالے سانپ نے جب بھاسکر کے جسم سے سارا زہر چوس کر باہر زمین پر پھینک دیا۔ تو بھاسکر کو یوں لگا جیسے اُسے ٹھنڈ پڑ گئی ہے۔ اس کے جسم کی

ساری آگ اور گرمی ختم ہو گئی تھی۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"ناگ بھائی! میں بالکل تندرست ہو گیا ہوں۔"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کالے سانپ سے کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔"

کالے سانپ نے ناگ کو سر جھکا کر سلام کیا۔ اور اسی وقت فضا میں اُڑ گیا۔ سانپ کے جاتے ہی بھاسکر نے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔ اب اس نے ناگ کو بتایا۔

"عنبر کی شکل پانڈو ڈاکو ایسی ہو گئی تھی اور اسے راجہ کی فوج نے گرفتار کر لیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ راجہ نے اسے کیا سزا دی اور عنبر اس وقت کہاں ہے۔"

ناگ کے سامنے یہ ایک نئی بات کھلی تھی۔ بھاسکر نے ناگ کو یہ بھی بتایا کہ عنبر جنگل میں جا رہا تھا کہ ایک لاش کے پاؤں سے ٹکرا گیا۔ جس کے بعد وہ لاش تو غائب ہو گئی مگر عنبر کا چہرہ خونی پانڈو کا ہو گیا۔ راجہ کے سپاہیوں نے اسے شہر میں داخل ہوتے ہی گرفتار کر لیا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"تم نے مجھے جو کچھ بتایا ہے میں اس پر یقین کرتا ہوں مگر مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم نے عنبر کے ساتھ کسی عورت کو بھی دیکھا ہے؟ جس کا نام کیٹی تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاسکر بولا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ صرف عنبر ہی میرے ساتھ رہا تھا۔ اور پھر راجہ کے حکم سے اسے موت کی سزا دی گئی تو پھر اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔"

جب ناگ کو یہ پتہ چلا کہ عنبر کی غیر معمولی طاقت اس سے بچھڑ گئی تھی تو اسے تشویش ہوئی کہ کہیں عنبر کو کوئی نقصان نہ پہنچ گیا ہو۔ اس نے بھاسکر سے کہا۔

"تمہارا شکریہ بھاسکر! اب تم تندرست ہو گئے ہو اس لیے اپنے وطن کو جاؤ۔ میں اپنے دوست عنبر کی تلاش میں نکلتا ہوں۔"

بھاسکر نے ناگ کے پاؤں چھو کر اس کو خدا حافظ کہا اور اپنے وطن کو روانہ ہو گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اسے راجہ کے محل کی طرف جانا چاہیئے۔ راجہ کے محل سے ہی اسے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ عنبر کو کس قسم کی موت کی سزا دی گئی تھی۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ عنبر، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ اس سے جدا ہو چکے تھے۔ ماریا کو گندھرب چنتانی رانی کے روپ میں ڈال کر ملک لکش دیپ لے گیا تھا۔ کیٹی سمندر کے وسط میں چٹانوں کے درمیان سمندر کی تہہ میں جل پری کے روپ میں موجود تھی۔ تھیوسانگ اسی شہر لنکا کی پرانی سرائے میں چپ چاپ بیٹھا ناگ ماریا کی راہ دیکھ رہا تھا۔ جبکہ عنبر سمندر کے نیچے ایک

پتھر کے ساتھ زنجیروں سے بندھا پڑا تھا اور اس کی شکل خونی پانڈو کا ہو چکی تھی۔ ناگ جنگل سے نکل کر لنکا شہر کی طرف چلنے لگا۔

وہ چلتے چلتے شہر کی دیوار سے کچھ دور ایک خوب صورت باغ میں سے گزرا جہاں ایک پرانی سرائے بنی ہوئی تھی۔ اسی سرائے میں تھیوسانگ موجود تھا۔ اچانک تھیوسانگ چٹائی پہ اچھل پڑا۔ اسے ناگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے سرائے کے برآمدے سے نکل کر صحن میں آیا تو اس نے دیکھا کہ ناگ سامنے درختوں میں چلا آ رہا تھا۔ ناگ نے بھی تھیوسانگ کو دیکھا تو دونوں بھاگ کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

"تھیوسانگ! خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھنی نصیب ہوئی۔ کیٹی کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اندر چل کر بیٹھو۔ سب داستان سناتا ہوں۔"

دونوں کوٹھڑی میں جا کر چٹائی پہ بیٹھ گئے۔ ناگ نے پہلی بات یہ پوچھی کہ تھیوسانگ! کیا وجہ ہے کہ تم درست حالت میں ہو مگر مجھے تمہاری خوشبو نہیں آ رہی؟ تھیوسانگ نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اس لیے کہ میں نے اپنی گردن پہ ایک جوگی کی دی ہوئی راکھ لگا رکھی ہے۔ کیٹی نے بھی یہ راکھ لگا رکھی تھی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راکھ کی وجہ سے ہم دونوں کی خوشبو غائب ہو گئی تھی۔"
ناگ نے کہا۔

"مگر تم نے یہ راکھ کیوں لگائی؟"

اب تھیوسانگ نے شروع سے لے کر آخر تک ناگ کو ساری کہانی سنا دی کہ کس طرح کیٹی نے رانی کوکلا کی شکل اختیار کر لی اور عنبر کی شکل خونی ڈاکو پانڈو کی ہو گئی۔ پھر راجہ نے اسے گرفتار کر لیا اور خدا جانے اسے کس جگہ سزا دی گئی کہ مجھے آج تک پتہ نہیں چل سکا۔
ناگ نے تھیوسانگ کو مادیا کے بارے میں بتایا اور کہا۔

"وہ میرے ساتھ اس شہر لنکا میں داخل ہوئی تھی مگر مجھے چٹان کے پاس بٹھا کر جنگل کا ایک چکر لگانے گئی کہ پھر واپس نہ آسکی۔"

تھیوسانگ نے کیٹی کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ منگلا دیوی کے انتقام کا شکار ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ غلطی سے منگلا دیوی کے مندر کے احاطے میں داخل ہو گئی تھی۔

"جوگی نے یہ شرط لگائی تھی کہ ہمیں کسی حالت میں بھی منگلا دیوی کے مندر کے احاطے میں داخل نہیں ہونا ہوگا۔ اگر ہم اس کے مندر کے احاطے میں داخل ہوئے تو اس کی دی ہوئی راکھ کا اثر جاتا رہے گا اور پھر ہم منگلا دیوی کے ہتھے چڑھ سکتے ہیں۔"

ناگ نے سوال کیا۔

"تو کیا سب کچھ منگلا دیوی کی وجہ سے ہوا ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ کیٹی نے اس باغ کے ایک خاص پلاٹ میں گرے ہوئے ناریلوں میں سے ایک ناریل اٹھا کر اسے توڑ دیا تھا۔ جب کہ یہ ناریل صرف منگلا دیوی کی امانت ہوتے ہیں۔ اور کوئی دوسرا ان میں سے ایک بھی ناریل نہیں اٹھا سکتا۔"

ناگ گہری سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔

"سب سے پہلے ہمیں عنبر کو تلاش کرنا چاہیئے کہ راجہ کے حکم سے اسے کیا سزا ملی تھی اور اس کی لاش اگر وہ واقعی مر گیا ہے تو کہاں ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ وہ مرا نہیں ہوگا۔ لیکن ہو سکتا ہے بے حس لاش کی طرح پڑا ہو۔ اور اس کا سانس چل رہا ہو۔ اور اسے ہماری مدد کی ضرورت ہو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ بات راجہ نے خاص طور پر راز میں رکھی ہے۔ کہ خونی پانڈو یعنی عنبر کو کیا سزا دی گئی ہے اور اس کی لاش کہاں دبا دی گئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔

"اس کا پتہ ہمیں راجہ کی فوج کے ان سپاہیوں یا اس جلاد سے مل سکتا ہے جس نے عنبر کو سزا دی ہوگی۔"
تھیوسانگ کہا۔

"اس کے لیے ہمیں شاہی فوج کے سپاہی کو اپنے اعتماد میں لینا پڑے گا۔"
ناگ بولا۔

"یہ کام میں کروں گا۔ کیونکہ کیٹی اور اریاکا تو کسی کو بھی کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ مگر عنبر کہاں ہے؟ یہ راز راجہ کے وہ سپاہی ضرور جانتے ہیں جنہوں نے عنبر کو سزائے موت دی تھی۔ اس لیے سب سے پہلے ہمیں عنبر کا سراغ لگانا ہوگا۔ تم ایسا کرو کہ راجہ کے محل میں جا کر کسی طریقے سے صرف اتنا معلوم کرو کہ جن سپاہیوں نے عنبر کو موت کی سزا دی تھی ان کا سردار سپاہی کون تھا؟"
تھیوسانگ بولا۔

"ابھی معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر تم اسی جگہ رہنا اور تمہیں میری تاکید ہے کہ یہاں سے باہر قدم مت رکھنا۔"
ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ کیونکہ ہم میں سے جب بھی کوئی الگ ہوتا ہے۔ تو وہ غائب ہو جاتا ہے۔ فکر نہ کرو۔ میں اسی سرائے میں رہوں گا۔"

جب تھیوسانگ کی تسلی ہو گئی کہ ناگ سرائے سے کہیں باہر نہیں جائے گا تو وہ سرائے سے نکل کر راجہ کے محل کی طرف چل دیا۔

دوسری طرف منگلا دیوی نے کیٹی سے تو بدلہ لے لیا تھا اور اس کی یادداشت گم کر کے اسے جل پری بنا کر سمندر میں پھینک دیا تھا۔ مگر تھیوسانگ نے اپنی گردن پر چونکہ جوگی کی دی ہوئی راکھ ملی ہوئی تھی اور جس کا اثر اس کے جسم کے ذروں میں داخل ہو چکا تھا! اور غسل کرنے کے باوجود بھی راکھ کا اثر ضائع نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے تھیوسانگ پر منگلا دیوی کے جادو کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ لیکن وہ تھیوسانگ سے بدلہ لینے کو بے چین تھی۔ اور اس کے پیچھے لگی رہتی تھی۔ اس نے جب تھیوسانگ کے ساتھ ایک دبلے پتلے نوجوان ناگ کو دیکھا تو اسے فوراً گیان دھیان کی وجہ سے پتہ چل گیا کہ یہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ اب تھیوسانگ کو ناگ دیوتا کی مدد اور حفاظت حاصل ہو گئی تھی اور تھیوسانگ کو قابو میں کرنا آسان نہیں رہا تھا۔ پس منگلا دیوی نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے ناگ کو اپنے قابو میں کیا جائے۔ پھر جب تھیوسانگ اکیلا اور بے سہارا رہ جائے گا تو وہ اپنے کسی پجاری کی مدد سے تھیوسانگ کو اپنے مندر کے احاطے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچا کر اس کو بھی اپنے قبضہ میں کر لے گی۔

جس وقت تھیوسانگ راجہ کے محل کی طرف گیا اس وقت منگلا دیوی درختوں کے پیچھے غیبی حالت میں موجود تھی۔ اگر وہ سرائے کے برآمدے یا کوٹھری کے اندر ہوتی تو ناگ اسے غیبی حالت میں بھی دیکھ سکتا تھا مگر منگلا دیوی سرائے سے باہر درختوں کے پاس ہی رہی۔ اسے وہیں پر سب کچھ معلوم ہو رہا تھا اور وہ ناگ اور تھیوسانگ کو دیکھ سکتی تھی۔ جب تھیوسانگ چلا گیا تو منگلا دیوی وہاں سے اڑ کر واپس اپنے شکستہ مندر میں آ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ ناگ ایک دیوتا ہے اور اسے قبضے میں کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ اس کے لیے وہ پاتالی یعنی زمین کے نیچے رہنے والی انسان دشمن مخلوق کی دیوی پاتالی سے مشورہ لینا چاہتی تھی۔

منگلا دیوی نے مندر میں آتے ہی آسن جمایا اور کالے جادو کے منتر پڑھنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر بعد زمین کے نیچے سے پاتالی نمودار ہو گئی۔ پاتالی کی شکل دیکھ کر ہی خوف آتا تھا۔ کالے رنگ کی اس چھوٹی سی گول مٹول عورت کا سر منڈا ہوا تھا۔ کان گردن تک لٹک رہے تھے۔ بار بار اپنے سیاہ بھدے ہونٹوں میں سے زبان باہر نکالتی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک تانبے کی چھڑی تھی۔ جس میں سے چنگاریاں چھوٹ رہی تھی۔ منگلا دیوی نے پاتالی کو جھک کر سلام کیا۔ پاتالی دیوی نے کھڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔

"منگلا! تمہیں میری ضرورت کیسے پڑ گئی؟"

منگلا نے کہا۔

"پاتالی! ہم دونوں آپس میں بہنیں ہی ہیں۔ ہمارا کام لوگوں کو تکلیف دینا ہے۔ مجھے اس وقت تمہاری مدد کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم ضرور میرے کام آؤ گی۔"

پاتالی نے پوچھا۔

"کہو منگلا۔ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

منگلا نے کہا۔

"ناگ دیوتا اس شہر کی ایک سرائے میں موجود ہے۔ مجھے کوئی ایسا گر بتاؤ کہ جس سے میں ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر کے اسے کسی ایسی جگہ قید کر دوں کہ جہاں سے اس کا باہر نکلنا مشکل ہو جائے۔ کیونکہ یہ تم بھی جانتی ہو کہ ہم ناگ دیوتا کو، بلکہ کسی بھی دیوتا کو ہلاک نہیں کر سکتیں۔"

پاتالی نے دو تین بار اپنی لمبی زبان باہر نکالی۔ پھر بولی۔

"منگلا! ناگ دیوتا کو تم صرف ایک ہی صورت میں اپنے جادو کے اثر میں لا سکتی ہو کہ کسی طریقے سے وہ تمہارے اس مندر کے احاطے میں تمہاری اس کوٹھڑی میں آ جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں سے باہر ناگ دیوتا پر تمہارا کوئی جادو نہیں چلے گا۔"

منگلا نے کہا۔

"لیکن پاتالی! میں ناگ دیوتا کو کیسے اس مندر میں لاؤں؟"

پاتالی نے زبان نکال کر کہا۔

"یہ تمہارا کام ہے۔ تم جانو۔ تم اتنی بڑی دیوی منگلا ہو اور تمہارے پاس بہت طاقت ہے۔ کیا تم اتنا کام بھی نہیں کر سکتی؟ میں نے گرو تمہیں بتا دیا ہے اب تم جانو تمہارا کام۔"

یہ کہہ کر پاتالی دیوی غائب ہو گئی۔ منگلا دیوی اپنے استھان سے اٹھی اور مندر سے باہر آ کر سوچنے لگی کہ وہ کس ترکیب سے ناگ دیوتا کو مندر میں لائے۔ آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ گئی۔ وہ مسکرائی اور فضا میں بلند ہو گئی۔

○

بودی والا مُردہ

منگلا دیوی نے ایک غریب لڑکی کا روپ بدلا اور جس سرائے میں ناگ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کے صحن میں آ کر زور زور سے رونے لگی۔

"میری ماں کو بچاؤ۔ میری ماں کو سانپ نے کاٹ لیا ہے میری ماں کو بچاؤ۔ وہ مر رہی ہے۔"

غریب لڑکی کی آہ و فریاد سن کر سرائے کا مالک اور دوسرے لوگ بھی اس کے گرد جمع ہو گئے اور اسے تسلیاں دینے لگے۔ سرائے کے مالک نے کہا۔

"میں تمہیں دوائی دیتا ہوں۔ وہ اسے جا کر کھلا دو۔"

مگر غریب لڑکی یعنی منگلا تو ناگ پر نظر رکھے ہوئے تھی کہ وہ کب باہر آتا ہے۔ اس نے روتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"اس کا منہ بند ہو گیا ہے۔ وہ دوائی نہیں کھا سکتی ہائے میری ماں کو بچاؤ۔ وہ مر رہی ہے۔ میرا اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔"

شور کی آواز سن کر قدرتی طور پر ناگ کوٹھری سے باہر آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے دیکھا کہ سانولے رنگ کی پھٹے پرانے کپڑوں والی غریب سی لڑکی زار و قطار رو رہی ہے اور فریاد کر رہی ہے۔ ناگ نے اس کے پاس آکر پوچھا۔

"کیا ہوا میری بہن؟"

منگلا دیوی بڑی خوش ہوئی کہ ناگ آخر آگیا۔ اس نے روتے ہوئے ساری داستان ناگ کو بیان کردی۔

"میں اپنی ماں کو لے کر مندر میں پوجا پاٹ کرنے آئی تھی کہ اسے سانپ نے ڈس لیا۔ بھگوان کے لیے اس کی جان بچالو۔ وہ مر گئی تو میں بھی مر جاؤں گی۔"

ناگ نے پوچھا۔

"میری بہن! وہ کون سے مندر میں ہے؟ چلو مجھے وہاں لے چلو۔ میں تمہاری ماں کو بچانے کی کوشش کروں گا۔"

غریب لڑکی یعنی منگلا دیوی نے ایک طرف اشارہ کرکے کہا۔

"اس ٹیلے کے پیچھے مندر ہے۔ بھگوان کے لیے جلدی چلو۔ میری ماں مر رہی ہے۔ سانپ کے زہر سے اس کا جسم نیلا پڑ گیا ہے۔"

ناگ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو میری بہن! میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

تمہاری ماں اچھی ہو جائے گی۔ چلو مجھے اسی مندر میں لے چلو۔"

منگلا نے ناگ کو ساتھ لیا اور مندر کی طرف تیز تیز قدموں چلنے لگی۔ ناگ بھی اس کے ساتھ ساتھ تیز تیز چلنے لگا۔ ناگ کو تھیوسانگ نے یہ بالکل نہیں بتایا تھا کہ جس منگلا دیوی نے کیٹی سے انتقام لیا ہے۔ اس کا مندر کہاں ہے۔ تھیوسانگ نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اگر اس نے بتا دیا ہوتا تو ہو سکتا ہے کہ ناگ اس مندر میں داخل نہ ہوتا۔ منگلا دیوی غریب لڑکی کے روپ میں ناگ کو لے کر اپنے شکستہ ویران مندر کے احاطے کے سامنے والے درختوں میں آگئی۔ اس نے مندر کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔

"میری ماں کو اس مندر میں سانپ نے ڈسا ہے بھگوان کے لیے جلدی چلو۔ نہیں تو وہ مر جائے گی۔"

ناگ کو انسانی ہمدردی کے جوش میں یہ خیال ہی نہ رہا کہ کم از کم ایک بار تو سوچ لیتا کہ یہ لڑکی آخر کون ہے جس نے ابھی تک ناگ سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ اس کی ماں کو کیسے ٹھیک کرے گا؟ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ نے ہمیشہ دکھی انسانوں کی مدد کی تھی اور ایسا کرتے ہوئے کبھی نہیں ہچکچاتے تھے خواہ وہ کسی مصیبت میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی کیوں نہ پھنس جائیں۔

چنانچہ ناگ بغیر سوچے سمجھے منگلا دیوی کے ساتھ مندر کے احاطے میں داخل ہوگیا۔ اب وہ منگلا دیوی کے طلسم کے اثر میں تھا۔ غریب لڑکی نے کہا۔

"میری ماں اس کوٹھڑی میں ہے۔"

وہ ناگ کو کوٹھڑی کے اندر تک لے جانا چاہتی تھی تاکہ طلسم کے ناکام ہو جانے کا ذرا سا بھی امکان نہ رہے۔ ناگ بے دھڑک کوٹھڑی میں داخل ہوگیا۔ اندر جاتے ہی اس نے نیم اندھیرے میں دیکھا کہ وہاں کوئی عورت نہیں تھی۔ کوٹھڑی بالکل خالی پڑی تھی۔ اس نے پلٹ کر لڑکی سے پوچھنا چاہا کہ تمہاری ماں کہاں ہے۔ وہ یہ دیکھ کر پریشان سا ہوا کہ لڑکی بھی غائب ہو چکی تھی۔ ناگ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ منگلا دیوی نے اس پر طلسم کر دیا تھا۔ ناگ سانس کھینچ کر عقاب کی شکل میں تبدیل ہونا چاہتا تھا کہ اسے احساس ہوا کہ وہ سانس اپنے اندر نہیں کھینچ سکتا۔ پھر اسے کوٹھڑی کی فضا میں ایک بھیانک چیخ کی آواز سنائی دی اور ناگ ایک سیاہ کالے موتی کی شکل میں کوٹھڑی کے فرش پر گر پڑا اس موتی کا سائز ایک ناشپاتی جتنا تھا۔ ناگ کو فوراً پتہ چل گیا کہ اس پر جادو چل گیا ہے۔ ایک عجیب بات تھی کہ اس کی

شکل نہ سانپ کی تھی نہ انسان کی۔ وہ ایک سیاہ کالے موتی کی شکل میں تھا مگر اسے مندر کے باہر چلتی ہوا کی آواز آرہی تھی اور وہ کوٹھڑی کے اندر نیم روشن فضا میں پتھروں کی دیواروں اور چھت کو بھی دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک اسے کوٹھڑی کی فضا میں منگلا دیوی کے دھندلے جسم کو دیکھا سمجھ گیا کہ یہی منگلا دیوی ہے جو اصل میں غائب ہے مگر وہ اپنے مت کال سرمے کی وجہ سے دیکھ رہا ہے اور اسی نے اس پر جادو کیا ہے۔ ناگ نے بولنا چاہا مگر اس پر یہ افسوسناک انکشاف ہوا کہ وہ سن سکتا ہے۔ دیکھ سکتا ہے مگر بول نہیں سکتا۔

اسے منگلا دیوی کی تیز "سی" ایسی آواز سنائی دی۔

"ناگ دیوتا! میں نے تمہیں صرف اس لیے اپنے علم میں جکڑا ہے کہ میں تمہارے دوست تھوسانگ کو تمہاری مدد اور تمہاری حفاظت سے محروم کرنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے اس سے بھی بدلہ لینا ہے۔ اب تو میرے جادو کے اثر سے کبھی نہ نکل سکے گا اور میں تمہیں ایسی جگہ پہنچا دوں گی کہ صدیاں گذر جائیں گی اور کسی کو تمہاری قسمت کا حال معلوم نہ ہو سکے گا۔" اس کے بعد تھوسانگ کا بھی یہی حال کروں گی۔"

منگلا دیوی کی ان باتوں کو سن کر ناگ کو افسوس ہوا کہ وہ کیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک چالاک لڑکی کی چال میں پھنس گیا۔ مگر اس میں ناگ کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس نے ایک غریب لڑکی کی مدد کی تھی۔ آگے جو نتیجہ نکلا وہ اس نے خدا کے حوالے کر دیا اور صبر کر کے رہ گیا۔

منگلا دیوی نے ناگ کے سیاہ موتی کو اُٹھایا اور فضا میں اوپر آکر ایک طرف اڑنا شروع کر دیا۔ شہر سے دُور سمندر کے کنارے لنکا کی بندرگاہ تھی۔ یہاں کتنے ہی چھوٹے بڑے دخانی جہاز سمندر میں کھڑے تھے۔ ایک بادبانی جہاز بندرگاہ سے ہٹ کر دُور سمندر میں بادبان لپیٹے کھڑا تھا۔ اس پر تیل کے کپے اور دوسرا سامان لدا ہوا تھا۔ دو کشتیاں مال لے کر اس جہاز کی طرف جا رہی تھیں۔ جہاز کا کپتان اور ملاح اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے۔ پھر کپتان کے حکم سے جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا اور اس کے بادبان کھلنے لگے۔ جہاز چلنے والا تھا۔

منگلا دیوی کو ایسے ہی جہاز کی تلاش تھی۔ وہ ناگ کے سیاہ موتی نقش کو لے کر جہاز کی طرف گئی۔ پھر سمندر میں اتر گئی۔ جہاز کا پیندا پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ منگلا دیوی نے جہاز کے اگلے حصے میں پیندے کے بالکل نیچے جا کر ایک جگہ ناگ کے سیاہ نقش کو لکڑی میں سوراخ کر کے وہاں اس طرح سے جما دیا کہ اسے پانی کی تیز سے تیز لہر بھی اپنی جگہ سے نہ اکھاڑ سکتی تھی۔ ناگ ایک سیاہ موتی ایسے نقش کی شکل میں پانی کے اندر جہاز کے پیندے کے نچلے حصے میں چپک کر رہ گیا۔ منگلا دیوی چلی گئی۔ ناگ کو اپنے سامنے سمندر کا گدلا پانی نظر آ رہا تھا۔ جس میں مختلف قسم کی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔

ناگ نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کا یہ انجام بھی ہو گا۔

جہاز کے بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور اس نے سمندر میں جنوب کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ناگ کا دل ایک دم اُداس ہو گیا۔ وہ اچانک ہی تھیوسانگ سے ملا تھا اور اچانک ہی اس سے اور ماریا سے یوں جدا ہو گیا کہ اب خدا جانے کب ان سے دوبارہ ملاقات ہو۔

دوسری طرف تھیوسانگ نے راجہ کے محل کے باہر جا کر ایک آدمی سے کریدنے کی کوشش کی کہ وہ سپاہی کون لوگ تھے جو عنبر یعنی پانڈو ڈاکو کو موت کی سزا دینے کے لیے لے گئے تھے مگر اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تھیوسانگ نے ایک سپاہی کو بھی باتوں میں لگا کر باتوں ہی باتوں میں پوچھنا چاہا تو وہ خاموش ہو کر تھیوسانگ کو گھورنے لگا اور بولا۔

"خبردار! آئندہ ایسا سوال کسی سے نہ پوچھنا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ اس کے لیے باقاعدہ کوئی اسکیم تیار کرنی چاہیے۔ اس طرح سے تو کوئی بھی اسے کچھ نہیں بتائے گا۔

وہ یہ ساری باتیں ناگ کو بتانے کے لیے واپس سرائے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک چالاک لڑکی کی چال میں پھنس گیا۔ مگر اس میں ناگ کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس نے ایک غریب لڑکی کی مدد کی تھی۔ آگے جو نتیجہ نکلا وہ اس نے خدا کے حوالے کر دیا اور صبر کر کے رہ گیا۔

منگلا دیوی نے ناگ کے سیاہ موتی کو اُٹھایا اور فضا میں اوپر آکر ایک طرف اڑنا شروع کر دیا۔ شہر سے دُور سمندر کے کنارے لنکا کی بندرگاہ تھی۔ یہاں کتنے ہی چھوٹے بڑے دخانی جہاز سمندر میں کھڑے تھے۔ ایک بادبانی جہاز بندرگاہ سے ہٹ کر دُور سمندر میں بادبان سپیٹے کھڑا تھا۔ اس پر تیل کے کپے اور دوسرا سامان لدا ہوا تھا۔ دو کشتیاں مال لے کر اس جہاز کی طرف جا رہی تھیں۔ جہاز کا کپتان اور ملاح اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے۔ پھر کپتان کے حکم سے جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا اور اس کے بادبان کھلنے لگے۔ جہاز چلنے والا تھا۔ منگلا دیوی کو ایسے ہی جہاز کی تلاش تھی۔ وہ ناگ کے سیاہ موتی نقش کو لے کر جہاز کی طرف گئی۔ پھر سمندر میں اتر گئی۔ جہاز کا پیندا پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ منگلا دیوی نے جہاز کے اگلے حصے میں پیندے کے بالکل نیچے جا کر ایک جگہ ناگ کے سیاہ نقش کو لکڑی میں سوراخ کر کے وہاں اس طرح سے جما دیا کہ اسے پانی کی تیز سے تیز لہر بھی اپنی جگہ سے نہ اکھاڑ سکتی تھی۔ ناگ ایک سیاہ موتی ایسے نقش کی شکل میں پانی کے اندر جہاز

کے پیندے کے نچلے حصے میں چپک کر رہ گیا۔ منگلا دیوی چلی گئی۔ ناگ کو اپنے سامنے سمندر کا گدلا پانی نظر آ رہا تھا۔ جس میں مختلف قسم کی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔

ناگ نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کا یہ انجام بھی ہو گا۔

جہاز کے بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور اس نے سمندر میں جنوب کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ناگ کا دل ایک دم اُداس ہو گیا۔ وہ اچانک ہی تھیوسانگ سے ملا تھا اور اچانک ہی اس سے اور ماریا سے یوں جدا ہو گیا کہ اب خدا جانے کب ان سے دوبارہ ملاقات ہو۔

دوسری طرف تھیوسانگ نے راجہ کے محل کے باہر جا کر ایک آدمی سے کریدنے کی کوشش کی کہ وہ سپاہی کون لوگ تھے جو عنبر یعنی پانڈو ڈاکو کو موت کی سزا دینے کے لیئے لے گئے تھے مگر اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تھیوسانگ نے ایک سپاہی کو بھی باتوں میں لگا کر باتوں ہی باتوں میں پوچھنا چاہا تو وہ خاموش ہو کر تھیوسانگ کو گھورنے لگا اور بولا۔

"خبردار! آئندہ ایسا سوال کسی سے نہ پوچھنا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ اس کے لیے باقاعدہ کوئی اسکیم تیار کرنی چاہیئے۔ اس طرح سے تو کوئی بھی اسے کچھ نہیں بتائے گا۔

وہ یہ ساری باتیں ناگ کو بتانے کے لیئے واپس سرائے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ناگ تو ایک لڑکی کے ساتھ اس کی ماں کی جان کو بچانے کے لیئے مندر کی طرف گیا ہے تھیوسانگ کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی - یہ کیا ہو گیا - ضرور منگلا دیوی نے ناگ کو پھانسنے کے لیئے کوئی چکر چلایا ہے -

تھیوسانگ بھاگا بھاگا منگلا دیوی کے مندر کے قریب جا پہنچا وہ ظاہر ہے کہ مندر کے احاطے میں داخل ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا - اس نے باہر ہی رہ کر ناگ کو آواز دی - کئی بار آوازیں دینے کے باوجود مندر کی کوٹھڑی میں سے کسی نے جواب نہ دیا - تھیوسانگ سمجھ گیا کہ ناگ منگلا دیوی کے طلسم کا شکار ہو گیا ہے - اس نے جھک کر زمین پر دیکھا - وہاں ناگ کے قدموں کے نشان موجود تھے - اس کے ساتھ ہی لڑکی کے پاؤں کے نشان تھے - یہ قدم منگلا کے مندر کے احاطے کی طرف جا رہے تھے - اب تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ ناگ کو منگلا دیوی کسی چال میں پھنسا کر مندر میں لے گئی ہے اور پھر اس پر کوئی طلسم کر کے اسے قید کر دیا ہے -

تھیوسانگ کو منگلا دیوی پر اس قدر غصہ آیا کہ اس نے چلا کر کہا -

"بدخصلت منگلا ! تو نے میرے دوست کو تو اپنے قبضے میں لا کر لیا - مگر یاد رکھو میں تیرے ہاتھ نہیں آؤں گا -

اور ناگ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ تیرے طلسم سے آزاد ہو جائے "

اب میں تھیوسانگ کو فضا میں ایک تیز قہقہہ سنائی دیا - یہ منگلا دیوی کے سوائے اور کسی کا قہقہہ نہیں ہو سکتا تھا - اس کے بعد خاموشی چھا گئی - تھیوسانگ سخت غصے کے عالم میں واپس سرائے میں آ گیا - ناگ اس کے قریب آ کر ایک بار پھر بچھڑ گیا تھا - تھیو سانگ کو اب کسی طرف سے امید کی کرن دکھائی نہیں دیتی تھی - وہ سخت مایوس ہو چکا تھا کہ اچانک اسے اس جوگی کا خیال آ گیا جس نے اسے اور کیٹی کو وہ راکھ دی تھی جو کہ اپنی گردن پر لگا کر وہ منگلا کے طلسم سے آزاد ہو گئے تھے - تھیوسانگ کو بڑی امید تھی کہ یہ جوگی اس کو اندھیرے میں کوئی نہ کوئی راہ ضرور دکھائے گا - کیوں کہ وہ بڑا گیانی دھیانی جوگی تھا -

تھیوسانگ جنگل میں سے گذرتا اس چٹان کی غار میں آیا جہاں جوگی اسے پہلی بار ملا تھا - تھیوسانگ نے سارے غار کو چھان مارا تھا - جوگی کو آوازیں بھی دی مگر جوگی وہاں نہیں تھا - شاید وہ کہیں جا چکا تھا - کیوں کہ اس کے بیٹھنے کی ہرن کی چھال اور پانی کا کٹورا بھی وہاں نہیں تھا -

تھیوسانگ نا امید ہو کر غار سے باہر آ گیا اور واپس سرائے کی طرف چل پڑا - اب اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کس طرف کو جائے ۔ ماریا کو تلاش کرے، عنبر کے پیچھے جائے ناگ کا سراغ لگانے کی کوشش کرے یا کیٹی کا کھوج لگائے۔ اس کے چاروں دوست اس سے بچھڑ گئے۔

تھیوسانگ بالکل اداس ہو گیا ۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا جنگل میں چلا رہا تھا کہ اچانک اسے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کسی گہرے کنویں کے اندر سے آ رہی ہوں۔ تھیوسانگ ان آوازوں کی طرف چلنے لگا کہ معلوم کرے یہ آوازیں کیسی ہیں کیا دیکھتا ہے کہ ایک جگہ کنویں میں سے گار نکالی جا رہی ہے۔ تین آدمی جن کے رنگ اور آنکھیں زرد ہیں کنویں کے باہر کھڑے رسی کی مدد سے نیچے سے گار کی بالٹیاں اُوپر کھینچ رہے ہیں۔ جب وہ گار باہر الٹ دیتے ہیں تو خالی بالٹیاں دوبارہ کنویں میں لٹکا دیتے ہیں۔ کنویں کے اندر دو آدمی ہیں جو نیچے سے لمبی لمبی آوازیں بھی نکال رہے تھے۔ اور کنویں کی تہہ سے گار نکال کر بالٹیوں میں بھی ڈال رہے تھے۔

تھیوسانگ قریب سے گذرا تو اسے کنویں کے اندر سے گار نکالنے والوں کی آوازیں سنائی دیں۔

ہاں بھئی ہاں بھئی گار نکالو۔
ہاں بھئی ہاں بھئی بالٹی کھینچو
ہاں بھئی نیچے کالا اندھیرا

ہاں بھئی نیچے کالا اندھیرا"

انسانی آوازیں تھیوسانگ کو بڑی ڈراؤنی لگیں۔ ان آوازوں سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ سب سے زیادہ حیرانی تھیوسانگ کو باہر کھڑے آدمیوں کے رنگ دیکھ کر ہوئی۔ ان کے رنگ گہرے پیلے تھے۔ اور آنکھیں زرد تھیں۔ سر کے بال بھی پیلے رنگ کے تھے۔ تھیوسانگ اپنی پریشانی میں تھا۔ وہ آگے چل دیا۔ وہ چند قدم چلا ہو گا کہ پیلے آدمیوں نے ایک دوسرے کو خفیہ اشارہ کیا۔ پھر کنویں کی منڈیر پر آہستہ سے تین بار پاؤں مارے۔ کنویں کے اندر جو آدمی گار نکال رہے تھے۔ انھوں نے یہ آواز سن لی اور فوراً ہی کنویں سے بھیانک آوازیں بلند ہوئیں۔

بچاؤ ۔ بچاؤ ۔ بچاؤ

باہر والے پیلے آدمیوں نے بھی ایک دم سے شور مچا دیا۔

"بھائی صاحب! ہمارے آدمیوں کو بچانے میں ہماری مدد کرنا۔ ہمارے آدمی کنویں میں ڈوب رہے ہیں۔"

تھیوسانگ نے یہ آواز سنی تو جلدی سے ان پیلے آدمیوں کے پاس آیا اور بولا۔

"کیا ہوا بھائیو؟"

ان میں سے ایک نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہمارے بھائی کنویں میں سے گارا نکال رہے تھے کہ ڈوب گئے۔ ان کو بچانے میں ہماری مدد کرو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تم رسی نیچے لٹکاؤ۔ میں کنویں میں اترتا ہوں۔"

تھیوسانگ فوراً رسی کی مدد سے نیچے اترنے لگا۔ اسے ابھی تک نیچے سے بچاؤ بچاؤ کی آوازیں آرہی تھیں۔ کنواں اس قدر گہرا تھا کہ اس کی تہہ ہی نہیں آرہی تھی۔ سب سے حیرت ناک بات یہ تھی کہ جوں جوں تھیوسانگ کنویں میں اتر رہا تھا نیچے سے آنے والی آدمیوں کی آوازیں اور دور ہوتی جارہی تھیں۔ تھیوسانگ نے اوپر نگاہ اٹھائی تو اوپر اسے اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دیا خدا جانے جو آدمی اوپر تھے وہ کہاں چلے گئے تھے۔ تھیوسانگ نے نیچے دیکھا۔ نیچے بھی گہرا اندھیرا تھا۔ آدمیوں کی آوازیں بھی اب آہستہ آہستہ مدھم ہورہی تھیں۔ تھیوسانگ کو خیال آیا کہ کہیں وہ کسی جال میں تو نہیں پھنس گیا؟ اس نے نیچے جانے کی بجائے واپس اوپر چڑھنا شروع کردیا۔ وہ کتنی دیر تک اوپر چڑھتا رہا مگر کنویں کا منہ ہی نہیں آتا تھا۔ تھیوسانگ ایک بار پھر نیچے اترنے لگا۔ اب نیچے گہرے اندھیرے میں سے کسی آدمی کی آواز نہیں آرہی تھی۔ اچانک اوپر سے کسی نے رسی کاٹ دی دی۔ تھیوسانگ کنویں کے اندر تاریکی میں لڑھکتا ہوا نیچے ہی

نیچے گرتا چلا گیا۔

کتنی دیر تک کنویں کے اندر گرتے رہنے کے بعد تھیوسانگ گیلی ریت پر دھپ سے گر پڑا۔ اس نے جو پہلی بات محسوس کی وہ یہ تھی کہ کنویں کے اندر کاربن ڈائی آکسائیڈ پھیلی ہوئی تھی۔ اس گیس میں کوئی عام انسان زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ اس کا ایک سانس لینے سے ہی آدمی بے ہوش ہو جاتا ہے اور پھر گیس میں دس پندرہ منٹ تک سانس لینے کے بعد مر جاتا ہے۔ مگر تھیوسانگ چونکہ ایک خلائی سیارے کا رہنے والا تھا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس میں ہی پلا بڑھا تھا اس لیے اس گیس سے اسے کوئی تکلیف نہیں ہورہی تھی۔ وہ گیلی ریت پر سے اٹھا اس نے دیکھا کہ کنویں کی دیوار جہاں گیلی ریت میں جذب ہوئی تھی وہاں ایک شگاف بنا ہوا تھا۔ اس شگاف کی دوسری جانب بھی اندھیرا تھا۔

تھیوسانگ جھک کر اس شگاف میں داخل ہو گیا۔ وہ رینگ کر آگے بڑھنے لگا کہ شاید کسی جگہ سے وہ کنوئیں سے باہر نکل جائے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ اندھیرا کم ہوتا جا رہا تھا۔ تاریک غار بھی چوڑی ہورہی تھی۔ آخر تھیوسانگ ایک ایسی کھلی جگہ میں پہنچ گیا۔ جس کی چھت میں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور کالے کالے ستون کھڑے تھے۔ تھیوسانگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُٹھ کر ایک طرف چلنا شروع کیا۔ اسے پانی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز کچھ دُور اس کے ساتھ ساتھ رہی۔ پھر غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ نے نیم تاریکی میں پتھر کی زنگار والی سیڑھیاں اوپر جاتے دیکھیں۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر بند دروازے کے پاس آگیا۔ اس نے آہستہ سے دھکا دیا تو دروازہ کھل گیا۔ دوسری طرف ایک لمبا چوڑا دالان تھا جس کی دیواریں اور چھت نیلی تھیں اور جگہ جگہ نیلے چراغ دانوں میں روشنی ہو رہی تھی۔

جوں ہی تھیوسانگ اس دالان میں داخل ہوا۔ دائیں بائیں سے دس بارہ نیلے آدمی جنھوں نے تلواریں اُٹھا رکھی تھی۔ اس پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے تھیوسانگ کو اتنا موقعہ ہی نہ دیا کہ وہ انگلی اپنے یا کسی دوسرے کے جسم سے لگا سکتا۔ تھیوسانگ منہ کے بَل فرش پر گر پڑا۔ نیلے آدمیوں نے فوراً اس کے ہاتھ پیٹھ پر باندھ دیئے۔ اور پھر اسے گھسیٹتے ہوئے ساتھ والے کمرے میں لے گئے۔ تھیوسانگ کو فرش پر سے اٹھا کر ایک چبوترے پر بٹھا دیا گیا۔

تھیوسانگ کے ہاتھ پیچھے بندھے تھے۔ وہ اپنے جسم کے ساتھ انگلی لگا سکتا تھا مگر پہلے وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ نیلے رنگ کے لوگ کون ہیں اور زمین کے نیچے انھوں نے اپنی دنیا کیوں بنا رکھی ہے۔ نیلے آدمی چلے گئے۔ صرف چار مسلح آدمی تواریں لیئے وہاں تھیوسانگ پر پہرہ دیتے رہے۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے سوال کیا کہ اسے یہاں کس لیئے لایا گیا ہے۔

نیلے سپاہی نے تھیوسانگ کی گردن پر تلوار کی نوک رکھ کر کہا۔

"خاموش رہو"

تھیوسانگ چپ ہو گیا۔ سامنے والا نیلا دروازہ کھلا۔ دو نیلے آدمی جنھوں نے عجیب سا نیلا لباس پہن رکھا تھا اندر آ کر تھیوسانگ کے دائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ ایک نیلا آدمی اس کے پیچھے کی طرف آگیا۔ پہلے سپاہی پیچھے ہٹ گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"آپ لوگ مجھے یہاں کس لیئے لے آئے ہیں۔ میں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا۔ پھر مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو"

آنے والے نے غراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا"

اچانک اس آدمی نے جو تھیوسانگ کے پیچھے کھڑا تھا اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دیا۔ ساتھ ہی سرگوشی میں ہپناٹائز کرنے کے انداز میں کہا۔

"تم بے ہوش ہو رہے ہو۔ تم بے ہوش ہو رہے ہو"

تھیوسانگ نے سوچا کہ وہ بے ہوش ہونے کا بہانہ بنا کر ہی ان لوگوں کے راز معلوم کر سکتا ہے کہ آخر یہ مخلوق اسے کیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پکڑ کر یہاں لے آئی ہے۔ تھیو سانگ نے آہستہ آہستہ اپنی گردن یوں نیچے ڈھلکانی شروع کر دی جیسے وہ بے ہوش ہو رہا ہے۔ نیلے آدمیوں نے اسے پکڑ کر وہیں چبوترے پر لٹا دیا۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ تھیو سانگ بے ہوش ہے مگر وہ بے ہوش نہیں تھا۔ بلکہ ہوش میں تھا۔ صرف اس کی آنکھیں بند تھیں نیلے کمرے میں چونکہ ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ اس لیئے وہ تھوڑی سے آنکھ کھول کر دیکھ بھی رہا تھا۔

سامنے والے دروازے میں سے اب ایک اور اونچا لمبا نیلا آدمی داخل ہوا۔ اس کے ساتھ دو نیلے باڈی گارڈ بھی تھے۔ وہ تھیو سانگ کے پاس آکر کہنے لگا۔

"یہ ابھی تک زندہ کیسے ہے، شوپن"

نیلا آدمی جس کا نام شوپن تھا اور جو ان کا شاید کوئی لیڈر تھا، بولا۔

"عظیم نیلمبر! یہ اس زمین کی مخلوق نہیں ہے۔ اس کے خون میں کوئی ایسی شے ہے جس پر ہمارے نیلے دیوتا کے سانس کا اثر نہیں ہو رہا"۔

نیلمبر بولا۔

"لیکن تمہارے ہاتھ لگانے سے یہ بے ہوش تو ہو گیا"

شوپن نے کہا۔

"ہاں عظیم نیلمبر! مگر یہ میرے جسم میں جو نیلے دیوتاؤں کی طاقتیں ہے۔ اس کے اثر کی وجہ سے ایسا ہوا۔

نیلمبر نے کہا۔

"اگر یہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہے تو ہم اس سے کیا کام لے سکتے ہیں شوپن"۔

شوپن کہنے لگا۔

"عظیم نیلمبر! یہ میں آپ کو تنہائی میں بتاؤں گا۔ یہ ہمارے بڑے کام آسکتا ہے"۔

عظیم نیلمبر نے اسی وقت حکم دیا کہ تھیو سانگ کو نیلے تابوت میں ڈال دیا جائے اور ہمارے دوسرے حکم کا انتظار کیا جائے۔

تھیو سانگ ذرا سی آنکھ کھولے دیکھ رہا تھا اور یہ سب کچھ سن بھی رہا تھا۔ عظیم نیلمبر جو شاید اس نیلی مخلوق کا بادشاہ تھا۔ اپنے باڈی گارڈز کے ساتھ چلا گیا۔ شوپن نے اپنے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ سپاہیوں نے تھیو سانگ کو اٹھایا اور ایک تاریک گلام گردش میں سے گذرتے ہوئے کچھ سیڑھیاں اتر کر ایک اندھیری کوٹھڑی میں آگئے۔ پھر یہاں ایک موم بتی روشن کر دی گئی۔ تھیو سانگ نے دیکھا کہ چھوٹی سی نیلی کوٹھڑی تھی۔ جس کی دیواریں اینٹوں کی بجائے انسانی کھوپڑیوں سے بنائی تھی۔ کتنی ہی انسانی کھوپڑیاں دیوار میں لگی تھیو سانگ کی طرف اپنی بے نور آنکھوں سے جیسے دیکھ رہی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ کا خیال تھا کہ اسے کسی تابوت میں ڈالا جائے گا۔ مگر اسے معلوم ہوا کہ اسی کوٹھڑی کو نیلا تابوت کہا جاتا ہے۔ سپاہیوں نے تھیوسانگ کے بازو کھول دیئے اور خود کوٹھڑی کو باہر سے تالا لگا کر چلے گئے۔ تھیوسانگ نے اٹھ کر دیوار میں لگی کھوپڑیوں کو غور سے دیکھا۔ یہ سب کی سب انسانوں کی کھوپڑیاں تھیں سب کی آنکھوں اور منہ میں گہرے سوراخ تھے۔ مگر ان سوراخوں کے پیچھے دیوار پتھر کی تھی۔ تھیوسانگ سوچنے لگا کہ یہ لوگ عقل مند ضرور ہیں کہ انہیں یہ پتہ چل گیا کہ وہ خلائی مخلوق ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ آخر شوپن اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا۔ تھیوسانگ نے اس زیر زمین رہنے والی پراسرار مخلوق کے معمے کو حل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ خاموشی سے فرش پر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ تھیوسانگ کو انسانی چیخوں کی دبی دبی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں دیوار کے پیچھے سے آ رہی تھیں۔ اس نے سر اٹھا کر دیوار کی ایک کھوپڑی سے کان لگا دیا۔ دوسری طرف سے انسانی چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔ پھر آہستہ آہستہ یہ چیخیں خاموش ہو گئیں اور گہرا موت ایسا سناٹا چھا گیا۔ تھیوسانگ کو تشویش ہوئی کہ دیوار کی دوسری طرف یہ کیا بھیانک کام ہو رہا ہے۔

اس نے دیوار کی کھوپڑی کو اپنی خاص انگلی سے چھوا۔ وہ

کھوپڑی چھوٹی ہو کر ایک بٹن جتنی ہو گئی۔ اس کے پیچھے دیوار کا پتھر نظر آنے لگا۔ تھیوسانگ نے ایک پتھر کو بھی انگلی لگائی تو وہ بھی چھوٹا ہو گیا۔ پتھر کے چھوٹا ہونے سے دیوار میں ایک اکور سوراخ پیدا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے اس میں گردن ڈال کر دوسری طرف دیکھنا چاہا مگر اس کی گردن سوراخ میں سے دوسری طرف نہیں جا رہی تھی۔ دوسری طرف اندھیرا تھا۔ اور اسے بو آ رہی تھی کہ جیسے وہ بوچڑ خانے میں آ گیا ہو۔

تھیوسانگ نے اب ایسا کیا کہ خود اپنے آپ کو انگلی سے چھوا اور جب وہ خود انگلی جتنے سائز کا ہو گیا تو کھوپڑیوں کے کھلے منہ پر بڑی آسانی سے دوسری طرف گذر گیا۔ دوسری طرف اسے پہلے تو اندھیرے میں کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ پھر اس نے اندھیرے میں دھندلی دھندلی سی پتھروں کی محرابیں دیکھیں جو جھکی ہوئی تھیں۔ ان کے آگے ایک اندھیری راہ داری تھی۔ تھیوسانگ دیوار کی دوسری طرف اتر گیا۔ وہ پتھروں کی جھکی ہوئی محرابوں کی طرف بڑھا۔ یہاں پہنچ کر تھیوسانگ نے اپنے آپ کو دوسری بار انگلی سے چھو کر ——— پھر سے پورے سائز میں کر لیا۔ اور دیکھا کہ محرابوں کے پیچھے تاریک کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں ان کوٹھڑیوں میں سے عجیب سی ناگوار بو آ رہی تھی۔

تھیوسانگ ایک کوٹھڑی میں گیا تو اس کے رونگٹے کھڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گئے۔ کوٹھڑیوں کی دیواروں اور چھت کے ساتھ انسانی بازو اور ٹانگیں لٹک رہی تھیں۔ تھیو سانگ دوسری کوٹھڑیوں میں گیا تو وہاں بھی انسانی بازو اور ٹانگیں چھت سے لٹکتی دیکھیں۔ ایک کوٹھڑی انسانوں کے اعضا کی ہڈیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تھیو سانگ اس خیال سے کانپ گیا کہ یہ نیلی مخلوق انسانوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر یوں لٹکا دیتی ہے۔ یہ درندگی تھی اور انسانیت کے خلاف سب سے مکروہ فعل تھا۔ تھیو سانگ واپس مڑا تو اسے ایک کوٹھڑی سے کسی عورت کی دبی دبی سسکیاں بھرنے کی آواز آئی۔ وہ تیزی سے اس آواز کی طرف بڑھا۔ یہ آواز سب سے آخری کوٹھڑی میں سے آ رہی تھی۔

تھیو سانگ دبے پاؤں کوٹھڑی کے محرابی دروازے پر گیا۔ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ تھیو سانگ نے اس اندھیرے میں ایک نیلے رنگ کی جوان لڑکی کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ پیر رسی سے بندھے تھے۔ اور وہ سسکیاں بھر کر رو رہی تھی۔ تھیو سانگ نے قریب جا کر کہا

"تم ——— کون ہو بہن"

نیلی لڑکی نے چونک کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے تھیو سانگ کو دیکھا اور بولی۔

"تم کون ہو؟ تمہارا رنگ نیلا نہیں۔ تم نے مجھے بہن

کہا ہے۔ تم ——— کون ہو بھائی"

تھیو سانگ نے کہا۔

"مجھے اپنا بھائی ہی سمجھو۔ میں بدقسمتی سے ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا ہوں"

لڑکی نے کہا۔

"مگر تم یہاں کیسے آ گئے، بھائی؟ یہاں تو سوائے نیلی مخلوق کے دوسرا کوئی نہیں آتا۔ صرف وہی بدنصیب باہر والا آتا ہے جس کو ان لوگوں نے کاٹ کر کھانا ہوتا ہے"

تھیو سانگ لرز اٹھا۔ تو کیا یہ مخلوق آدم خور تھی؟ نیلی لڑکی نے تھیو سانگ کے پوچھنے پر بتایا۔

"میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ اسی لیے میرا رنگ بھی نیلا ہے"

"پھر ان لوگوں نے تمہیں یہاں باندھ کر ڈال رکھا ہے"

نیلی لڑکی نے کہا۔

"میں کچھ دنوں سے بیمار رہنے لگی تھی۔ یہاں کا اصول ہے کہ جو کوئی ہم میں سے بیمار ہو جاتا ہے یہ لوگ اس کو بھی کاٹ کر کھا جاتے ہیں۔ ابھی ابھی انہوں نے ایک نیلے آدمی کو ہلاک کیا تھا۔ مجھ تھوڑا سا ہی بخار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔"

تھیوسانگ نے نیلی لڑکی سے پوچھا۔

"پہلی بات تو مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں یہاں سے نکال دوں تو کیا تم باہر کی دنیا میں زندہ رہ سکو گی؟"

نیلی لڑکی نے جواب میں کہا۔

"ہم لوگ باہر کی فضا میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ مگر باہر کی فضا کا رہنے والا یہاں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ باہر سے جس آدمی کو بھی اغوا کر کے لاتے ہیں۔ اسے اسی وقت مار ڈالتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ تم اب تک زندہ کیسے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں اس لیے اس زہر آلود فضا میں بھی زندہ ہوں کہ میرے خون اتفاق سے ان ذرات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو اس جگہ پھیلی ہوئی گیس کو بڑی آسانی سے برداشت کر سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ نے نیلی لڑکی کو بالکل نہ بتایا کہ وہ خلائی سیارے کی مخلوق ہے۔ مگر اس نے اسے اتنا ضرور بتا دیا کہ یہ لوگ اس کے ابھی تک زندہ رہنے کی وجہ سے حیران ہیں اور ان کا خیال ہے کہ میں کسی دوسری دنیا کا باشندہ ہوں۔

نیلی لڑکی نے کہا۔

"تم یہاں سے اپنی کوٹھڑی میں واپس چلے جاؤ۔ کیوں کہ یہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ لوگ ابھی آ جائیں گے اور میرے ساتھ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"میں یہ کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ ایک لڑکی کو ذبح کیا جائے اور میں اس کی مدد نہ کروں۔ میں تمہیں یہاں سے لے کر نکل جانا چاہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کیا یہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ ہے۔"

نیلی لڑکی کے چہرے پر مایوسی کی لہر چھا گئی۔ مردہ سی آواز میں بولی۔

"یہاں سے ایک چوہا بھی اگر چاہے تو باہر نہیں جا سکتا۔ میرے ساتھ اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو میرے بھائی۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

تھیوسانگ بولا۔

"جب تم نے مجھے بھائی کہہ دیا ہے تو کوئی بھی بھائی اپنی بہن کو اس حالت میں چھوڑ کر خود جان بچا کر فرار نہیں ہو سکتا۔"

نیلی لڑکی نے کہا۔

"مگر تم مجھے یہاں سے کیسے نکالو گے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم مجھے صرف اتنا بتاؤ کہ یہاں سے باہر جانے کا کوئی راستہ ہے کہ نہیں؟"

نیلی لڑکی کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولی۔

"یہ نیلی مخلوق کبھی کبھی باہر سے زندہ لوگوں کو بھی پکڑ کر یہاں لے آتی ہے مگر عام طور پر یہ مخلوق مُردہ آدمیوں کو کھاتی ہے اس کے لیے انھوں نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اس شہر کے باہر ایک مرگھٹ ہے جہاں ہندو لاشوں کو جلایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے مُردوں کو وہاں چبوترے پر ڈال کر اوپر لکڑیاں لگا دیتے ہیں۔ پھر مرگھٹ کا آدمی ان لوگوں کو وہاں سے یہ کہہ کر بھگا دیتا ہے کہ لاش کو اکیلا ہی جلنا چاہیئے۔ یہ آدمی ہماری مخلوق سے ملا ہوا ہے۔ اس جگہ سے ایک خفیہ سرنگ اس مرگھٹ تک جاتی ہے۔ ہمارے آدمی اس سرنگ کے اندر ہی اندر سے اس چبوترے تک پہنچ جاتے ہیں جہاں ہندو مُردے کی لاش رکھی ہوتی ہے۔ وہاں سے اس مُردے کی لاش کو نیچے کھینچ لیا جاتا ہے اور پھر اسے ہماری مخلوق یہاں لے آتی ہے۔ اور اس کے اعضاء الگ الگ کر کے کوٹھڑی میں لٹکا دیئے جاتے ہیں اور بعد میں انہیں ہڑپ کر لیا جاتا ہے۔ مگر اس سرنگ میں سے فرار ہونا ناممکن بات ہے۔ میں اگر تمہیں اس سرنگ کا راستہ بتا بھی دوں تب بھی ہم دونوں پکڑے جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ان باتوں کی تم فکر مت کرو۔ مجھے صرف یہ بتا دو کہ وہ سرنگ کہاں سے شروع ہوتی ہے۔"

نیلی لڑکی نے تھیوسانگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی راہ داری کے جنوب میں ایک ڈھلان نیچے اترتی ہے اس ڈھلان کے آگے پانی کی ایک باڑی آتی ہے۔ باڑی کے پار ایک تنگ غار شروع ہو جاتا ہے جو زمین کے اندر ہی اندر سے مُردے جلانے والے مرگھٹ کے چبوترے پر جا کر کھل جاتا ہے لیکن یہاں نیلی مخلوق کے سپاہیوں کا زبردست پہرہ ہوتا ہے۔ ہم ان کی نظروں سے بچا کر تنگ غار سے کبھی نہیں گذر سکتے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ مجھے اب یہ بتاؤ کہ کیا ہم اسی وقت یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں؟"

نیلی لڑکی نے تھیوسانگ کو بتایا کہ ابھی نیلی مخلوق کے کچھ آدمی مرگھٹ کی طرف گئے ہیں کیوں کہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ ایک مُردہ جلانے کے لیے مرگھٹ میں لایا گیا ہے۔ تھیوسانگ نے پوچھا کہ انہیں مرگھٹ تک جاتے اور وہاں سے واپس آتے ہوئے کتنی دیر لگے گی۔ نیلی لڑکی نے جواب دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ آدھی رات تک اس کام سے فارغ ہو جائیں گے"۔
تھیوسانگ بولا۔

ٹھیک ہے۔ میں آدھی رات کے بعد تمہارے پاس آؤں گا۔
اور ہاں میں تمہاری رسی کھولے جاتا ہوں"
نیلی لڑکی نے کہا۔

"اگر کوئی یہاں آگیا اور میری رسی کھلی ہوئی دیکھی تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے اور ابھی اسی جگہ ہلاک کر دیں گے۔ تم مجھے بندھی رہنے دو۔ میری قسمت میں جو کچھ لکھا ہے۔ مجھے منظور ہے"

تھیوسانگ نے اس کے جواب میں کہا۔

"انسان اپنی قسمت خود بناتا ہے بہن۔ تم بے شک بندھی رہو۔ مگر میں آدھی رات کے بعد تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے اور میں اپنے فیصلے سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتا"

یہ کہہ کر تھیوسانگ کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ وہ تیزی سے دیوار کے قریب اس جگہ آگیا جہاں پتھر کے چھوٹا ہو جانے سے چھوٹا سا شگاف پڑ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو چھوٹا کیا اور سوراخ میں سے گزر کر اپنی کوٹھڑی میں فرش چھلانگ لگا دی۔ فرش پر گرتے ہی اس نے اپنے آپ کو پھر سے بڑا کر لیا اور انگلی سے چھو کر پتھر کا شگاف بند کیا

اور پھر انسانی کھوپڑی کو بڑا کر کے دیوار میں لگا دیا۔ دیوار اب پھر سے بند ہو گئی۔

تھیوسانگ فرش پر بیٹھ گیا اور آدھی رات کے ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اپنے حساب سے وہ ایک ایک لمحے کو گن کر گذار رہا تھا۔ ٹھیک اس وقت نیلی مخلوق کے چار آدمی خفیہ زیر زمین سرنگ کی تاریکی سے گذرتے مرگھٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جب کہ نیلی لڑکی نے تھیوسانگ کو کہا تھا یہ نیلی مخلوق کے آدمی مرگھٹ میں تازہ آئے ہوئے مُردے کو لینے جا رہے تھے۔ اس سے کچھ دیر پہلے زمین کے باہر مرگھٹ میں ایک لاوارث وارث لاکر مرگھٹ کے آدمی یعنی لاشیں جلانے والے کے حوالے کر دی گئی تھی۔ اسے شہر سے دو آدمی کھاٹ پر ڈال کر لائے تھے اور یہ کہہ کر وہاں ڈال گئے تھے کہ یہ لاش ایک مسافر کی ہے جو شہر کی ایک سرائے میں آکر مر گیا ہے اور کوتوالِ شہر نے کہا ہے کہ اسے جلا دو۔ لاشیں جلانے والا بڑا خوش ہوا کہ ایک ایسی لاش مل گئی ہے کہ جس کا والی وارث کوئی نہیں۔ اس نے فوراً خفیہ ذریعے سے زمین کے نیچے نیلی مخلوق کو پیغام پہنچا دیا کہ ایک لاش آکر لے جاؤ۔ چنانچہ یہ چاروں نیلے آدمی لاش کو لینے مرگھٹ کی طرف جا رہے تھے۔

یہ لاوارث لاش ایک مجھنگے کالے سیاہ گول مٹول ہندو کی تھی جس کا سر منڈا ہوا تھا اور بیچ میں پرانے ہندوؤں کی طرح ایک چوٹی تھی۔ مجھنگے ہندو کی لاش کو لاشیں جلانے والے نے بڑی بے دلی اور بے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

احتیاط سے چبوترے پر ڈال دیا اور اس کے ارد گرد محض دکھانے کے لیئے کچھ لکڑیاں ڈال کر انہیں تھوڑی سی آگ لگا دی۔ یہ لکڑیاں جان بوجھ کر گیلی رکھی گئی تھیں۔ تاکہ آگ اتنی جلدی لاش تک نہ پہنچے تاکہ اس وقت اوپر سے بارش شروع ہو گئی۔ رات کا وقت تھا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ اس وقت بھلا کون مرگھٹ میں یہ دیکھنے آتا ہے کہ لاش جلی ہے کہ نہیں۔ اور پھر لاوارث لاش کو کون پوچھتا ہے۔

لاشیں جلانے والے نے بڑے اطمینان سے لاش کو ادھ جلی لکڑیوں میں سے گھسیٹ کر نکالا اور اسے گیلی بارش والی زمین پر گھسیٹتا ہوا اپنی چھوٹی سی کوٹھڑی میں لے گیا اور کوٹھڑی کے باہر بیٹھ کر نیلی مخلوق کا انتظار کرنے لگا۔ لاش کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ ٹھگنے سیاہ بودی والے ہندو کی لاش اندھیری کوٹھڑی کے ننگے فرش پر پڑی تھی۔ اس کے اوپر میلا کچیلا چیتھڑا نما کپڑا پڑا تھا۔ لاشیں جلانے والا اندھیرے میں گرتی بارش کی جھالر میں سے چبوترے کی طرف گھور رہا تھا۔ کیونکہ اس کے نیچے نیلی مخلوق کی سرنگ کا خفیہ دروازہ کھلتا تھا اور وہیں سے نیلے آدمیوں کو لاش لے جانے اور لاش جلانے والے کو چاندی کے چار سکے دیتے تھے۔ یہ مرگھٹ کا لاش فروش ہر لاش کے عوض نیلے آدمیوں سے چاندی کے چار سکے وصول کرتا تھا۔

آسمان بادلوں نے ڈھکا ہوا تھا۔ ہلکی ہلکی بارش کی آواز کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ بادلوں میں ہلکی سی گرج پیدا

ہوئی۔ اور پھر وہی بارش کی ہلکی آواز والا سناٹا چھا گیا۔ اچانک لاشیں جلانے والے کو اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی۔ اس نے پیچھے سر گھما کر دیکھا لاش اسی طرح فرش پر پڑی تھی۔ لاشیں جلانے والے نے کوئی خیال نہ کیا اور ایک بار پھر میدان میں بھیگتے ہوئے چبوترے کو دیکھنے لگا۔ ویسی ہی آہٹ اسے ایک بار پھر سنائی دی۔

لاشیں جلانے والے نے اب جو گردن گھما کر پیچھے دیکھا تو فرش پر سے ٹھگنے ہندو کی لاش غائب تھی۔ یہ آدمی تو ایسے اچھل پڑا جیسے کسی نے اس کے پاؤں پر کلہاڑا دے مارا ہو۔ اس نے آج تک کسی لاش کو غائب ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے آنکھیں زور سے میں کہ شاید یہ اس کی نظر کا دھوکہ ہو۔ مگر لاش واقعی غائب تھی۔ وہ ڈر کر بارش میں بھیگتا چبوترے کی طرف بھاگا۔

اس کے پاؤں کیچڑ میں دھنس رہے تھے۔ بارش میں شرابور وہ چبوترے کے پاس گیا۔ لاش وہاں نہیں تھی۔ وہ اور زیادہ خوف زدہ ہوا اور مرگھٹ کے ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف اٹھ دوڑا کہ وہاں سے فرار ہو جائے۔ جوں ہی وہ مرگھٹ کے گیٹ پر پہنچا کسی نے پیچھے سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس نے تڑپ کر پیچھے دیکھا تو اس کی جان ہی نکل گئی۔ ٹھگنے ہندو کی لاش بارش میں بھیگتی اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح تھا اور پاؤں کیچڑ میں بھرے ہوئے تھے۔ ٹھگنے ہندو کی لاش نے دانت پیس کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"حرامی! میری لاش کو بیچ رہا تھا۔"

لاشیں جلانے والا تو تھر تھر کانپنے لگا تھا۔ اس نے لرزتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیے۔ وہ خشک سہمی آواز میں بولا۔

"معافی دے دو مہاراج۔"

ٹھگنے ہندو کی لاش نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اس کا ایک ہاتھ پیچھے تھا پیچھے سے ہاتھ نکالا تو اس کے ہاتھ میں مٹی کی چھوٹی سی کٹوری تھی۔ ٹھگنی لاش نے اس لاشیں بیچنے والے کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھایا تو وہ ننھا سا کیڑا بن گیا۔ ہندو کی لاش نے کیڑے کو کٹوری میں بند کر کے اس کو گیلی مٹی سے بھر دیا اور پھر اتنی زور سے ہوا میں اچھالا کہ مٹی کی کٹوری بارش والی اندھیری رات میں غائب ہو گئی۔

دوسری طرف نیلی مخلوق والے چاروں نیلے آدمی زیر زمین سرنگ میں سے گذرتے خفیہ دروازے میں سے نکل کر چبوترے سے باہر آ گئے ہلکی بارش اور رات کے اندھیرے میں وہ لاشیں جلانے والے آدمی کی کوٹھڑی کی طرف بڑھے۔ کیوں کہ وہ یہ سمجھے کہ چونکہ بارش ہو رہی ہے اس لیے لاشیں جلانے والے نے لاش کو کوٹھڑی میں رکھ دیا ہوگا۔

چاروں نیلے آدمی کوٹھڑی کے قریب آئے تو دیکھا کہ دروازہ کھلا ہے مگر آدمی کہیں نظر نہیں آ رہا۔ وہ کوٹھڑی میں آ گئے۔ کوٹھڑی کے فرش پر لاوارث لاش پڑی تھی۔ انہوں نے جھک کر دیکھا۔ ایک

نیلا آدمی بولا۔

"مُردہ ٹھگنے قد کا ہے۔ اس کے سر میں ہندوؤں ایسی بودی بھی ہے۔"

دوسرا نیلا آدمی کہنے لگا۔

"مگر صحت مند گول مٹول مُردہ ہے۔ دبلا پتلا نہیں ہے۔"

تیسرا نیلا آدمی بولا۔

"ہمیں اس کے عوض چاندی کے چار سکے نہیں دینے چاہئیں۔"

عین اسی وقت کوٹھڑی میں آواز آئی۔

"تم دو سکے ہی دے دو۔"

چاروں نیلے آدمیوں نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ کوٹھڑی میں ان کے سوا اور کوئی زندہ انسان نہیں تھا۔ یہ آواز کس نے دی تھی۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ایک نیلے آدمی نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

"ادھر دیکھو۔"

ٹھگنے ہندو کے مُردے کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اور ایک ہاتھ کی ہتھیلی پھیلی اور اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ مُردے کی وہی آواز پھر آئی۔

"تم دو سکے ہمارے دو اور میری لاش لے جاؤ۔"

یہ نیلے آدمی یونہی ڈسنے والی مخلوق نہیں تھی۔ وہ سینکڑوں لاشوں کو اب تک کھا چکے تھے۔ مگر بولتا ہوا مُردہ انھوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ وہ کچھ گھبرا کر، کچھ بوکھلا کر کوٹھڑی سے نکل کر چبوترے کی طرف دوڑے۔ چبوترے کے پاس پہنچے تو وہی ٹھگنا مُردہ بارش میں چبوترے پر کھڑا اپنے سر کی بُودی کو ہاتھ سے سہلا رہا تھا۔ دوسرا ہاتھ باہر نکال کر بولا۔

"ان کٹوریوں میں آجاؤ۔"

اور پھر کھی، کھی کر کے ہنسنے لگا۔ نیلے آدمی اب تو ہڑبڑا کر چبوترے کے خفیہ دروازے میں داخل ہونے کو لپکے مگر عین اس وقت ٹھگنے مُردے نے ان چاروں کو گردنوں سے پکڑ کر زمین پر پھینکا تو وہ ننھے منے مینڈک بن گئے۔ ٹھگنے مُردے نے انہیں باری باری چار کٹوریوں میں بند کر کے اوپر زمین پر سے کیچڑ اٹھا کر ان میں بھر دیا اور پھر ہوا میں چاروں کٹوریوں کو زور سے اچھالا۔ چاروں کٹوریاں اندھیری رات اور بارش میں غائب ہو گئیں۔

اس وقت تھیوسانگ اپنی کوٹھڑی کے فرش پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اندازے کے مطابق آدھی رات گذر چکی تھی اور اب اسے نیلی لڑکی کو زیرِ زمین جہنم سے نکال کر فرار ہونا تھا۔ اسی طرح تھیوسانگ نے خود کو چھوٹا کرنے کے بعد دیوار کی کھوپڑی والے سوراخ میں سے گذار کر دوسری طرف محرابی راہ داری کی تاریکی میں گرا دیا۔ یہاں وہ پھر پورے قد کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور نیلی لڑکی کی کوٹھڑی کی طرف تیز تیز چلا۔ نیلی لڑکی اسی طرح فرش پر بندھی پڑی تھی۔ تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔

"میں آگیا ہوں۔ کیا تم تیار ہو؟"

نیلی لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھیوسانگ اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ لڑکی

نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ یہ لوگ ہمیں پکڑ لیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تمہیں ویسے بھی مر جانا ہے ایک کوشش کر لینے میں کیا ہرج ہے شاید تمہاری زندگی بچ جائے۔"

نیلی لڑکی نے کہا۔

"مجھے تمہاری جان کی فکر ہے میرے بھائی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

یہ وقت ان فضول باتوں کا نہیں۔ ہمیں اس وقت یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

تھیوسانگ نے جلدی جلدی لڑکی کی رسی کھول کر اسے آزاد کیا اور بولا۔

"اب تم آگے آگے چلو کیونکہ تمہیں سرنگ تک جانے والے راستہ کا پتہ ہے۔"

نیلی لڑکی نے اندھیرے میں تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ تھیوسانگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ تاریک راہ داری کے بالکل آخر میں پہنچے تو وہاں سے اندھیرے میں ایک ڈھلان نیچے اتر رہی تھی۔ نیلی لڑکی نے سرگوشی میں کہا۔

"یہی وہ سرنگ ہے جو زمین کے اندر سے ہوتی ہوئی مرگھٹ تک جاتی ہے۔ مجھے کچھ اندازہ نہیں کہ وہ لوگ مرگھٹ سے لاش لے کر ابھی واپس آتے ہیں کہ نہیں۔ اگر وہ راستے میں مل گئے تو کیا ہوگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے سرگوشی میں کہا۔

"دیکھا جائے گا۔ تم آگے بڑھو"

دونوں اندھیرے میں ڈھلوان سے اتر کر تنگ و تاریک سرنگ نما غار میں داخل ہو گئے۔ سرنگ دُور تک سنسان اور ویران تھی۔ نیلی لڑکی نے کہا کہ کہیں کوئی پہرے دار نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نیلے آدمی لاش کو لے کر واپس جا چکے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ ہمیں تیز تیز چلنا چاہیئے۔ تھیوسانگ اور نیلی لڑکی نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ چلتے چلتے آخر وہ ایک جگہ پہنچے تو انہیں بارش کی آواز سنائی دی۔ نیلی لڑکی نے کہا۔ "باہر بارش ہو رہی ہے۔ ہم چبوترے کے دہانے پر پہنچنے ہی والے ہیں۔ تھیوسانگ خوش ہوا کہ اس لڑکی کو لے کر وہ بھی اس جہنم سے باہر نکل آیا۔ آخر وہ تینوں دروازے سے نکل کر مرگھٹ کے چبوترے کے پاس آ گئے۔ اس وقت بجلی چمکی تو نیلی لڑکی سہم کر تھیوسانگ کے ساتھ لگ گئی۔ کیوں کہ چبوترے پر وہی ٹھگنے ہندو کا مُردہ بے حس و حرکت پڑا بارش میں بھیگ رہا تھا۔

○

اس کے بعد کیا ہوا؟ عنبر پر سمندر میں پتھر کے ساتھ نیچے سے بندھے بندھے کیا گذری۔ کیٹی، جل پری کے روپ میں کہاں سے کہاں نکل گئی۔ اور عنبر سیاہ نقش بن کر بادبانی جہاز کے پیندے سے لگا کہاں گیا، ان سوالوں کے سنسنی خیز اور انتہائی دلچسپ جواب آپ کو عنبر ناگ ماریا کی پراسرار داستان کی اگلی قسط نمبر ۱۲۵ "آسیبی چیخ" میں ملیں گے۔

○

میرے نام

پیارے انکل اے حمید صاحب مدا خوش رہیں۔

السلام علیکم!

آج میں آپ کو پہلی مرتبہ خط لکھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول میں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ کیونکہ آپ کے ناولوں میں جو طلسم ہے وہ ہمیں جکڑ کر رکھ لیتا ہے۔ آپ کے اس ماہ کے ناول "خوانی راز" "سرکٹا ناگ" "عنبر کی قبر" بہت دلچسپ رہے۔ پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ پلیز میرے ایک سوال کا جواب ضرور دیں۔ کہ کیا عنبر ناگ، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ واقعی زندہ ہیں۔ اور کیا آپ اُن سے ملاقات کر چکے ہیں؟ اس کا سچ سچ جواب دیجئے۔ ایک شکایت یہ ہے کہ آپ کے ناول مارکیٹ میں بہت دیر سے آتے ہیں۔ ہمیں نئے ناولوں کا شدت سے انتظار رہتا ہے لیکن آپ کے ناول مارکیٹ میں جلد نہیں آتے۔ جس سے ہمیں ذہنی کوفت ہوتی ہے۔ پلیز انکل ناول ہر ماہ کی یکم تاریخ کو مارکیٹ میں بھیج دیا کرو۔ اور آئندہ انکل عنبر، ناگ ماریا کی مکمل فہرست مجھے ضرور بھیجیں۔ میں بے چینی سے انتظار کروں گا۔ ویسے ایک بات نوٹ کر لیں۔ کہ عنبر ناگ، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ حقیقت میں نہیں ہیں۔ یہ آپ ہم بچوں کو دھوکہ دے کر لوٹ رہے ہیں۔ اگر یہ واقعی زندہ ہیں تو آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے۔ جب کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ویسے آپ کے پاس کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ثبوت ہے تو وہ ثبوت بتائیں اور ہاں ویسے میں ہر ماہ آپ کے ناول خرید کر پڑھتا رہوں گا۔ اس لیے ناراضگی معاف۔

فقط عنبر ناگ ماریا کی کہانیوں کا شوقین

خالد حسین مکان نمبر ۲۰۳ E - بھٹہ کوٹ عارف آباد نزد جامعہ مسجد حنفیہ۔ بیدیاں روڈ لاہور

جناب اے حمید صاحب السلام علیکم

بعد سلام عرض ہے۔ میں آپ کا پرانا قاری ہوں میں نے آپ کی موت کے تعاقب اور واپسی کی پوری قسطیں پڑھی ہیں۔ اور اب خلا والی قسط سانپ کا قیدی پڑھ کر آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ آپ کے قلم کا میں شروع ہی سے معترف رہا ہوں بلاشبہ آپ ایک عظیم قلم کار ہیں۔ اتنا تاریخی مواد غالباً آج تک کسی نے اپنے ناولوں میں بیان نہیں کیا۔ آپ سے چند شکایتیں تھیں۔ وہ یہ کہ آپ ہندوستان کی تاریخ اور مصر وغیرہ تو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ جہاں تک میں نے دیکھا آپ مسلمانوں کی تاریخ سے کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔ جنگ عظیم کے واقعے تو آپ کے ناولوں میں بکثرت ہوتے ہیں۔ لیکن صلیبی جنگوں کا کوئی ذکر نہیں۔ مسلمان بزرگوں کے بجائے آپ سادھوں، جوگیوں اور پنڈتوں کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ مسلمان تاریخ کے عظیم فاتحوں میں سے ہیں۔ اور یہ کہ آپ عنبر سے بڑی ناانصافی کرتے ہیں اور حالانکہ وہ سیریز کا ہیرو ہے۔ اس کو آپ نے بالکل دبا دیا ہے۔ اور سونے پر سہاگہ اس کی طاقت بھی چھنتی رہتی ہے۔ امید ہے آپ میری شکایت پر غور کریں گے۔

فی امان اللہ

فقط فہیم الزمان گلی ۱۳ کوارٹر نمبر ۲۱ سیکٹر بی ۲۵ کورنگی کراچی۔

پیارے انکل اے حمید صاحب صدا پھولوں کی طرح مسکراتے رہیں۔

السلام علیکم! میں آپ کے ناول بڑے شوق سے پڑھتا ہوں کیونکہ آپ کے ناول بہت ہی دلچسپ، حیرت انگیز، رونگٹے کھڑے کر دینے والے نصیحت آموز ہیں۔ میں نے آپ کے تقریباً ۲۲۴ ناول پڑھے ہیں۔ اور اب ہر ماہ آپ کے نئے ناولوں کے آنے کا مجھے شدت سے انتظار رہتا ہے۔ میں ایک ایک لمحہ گن گن کر گزارتا ہوں، کہ کب مہینہ ختم ہو کہ آپ کے نئے ناول پڑھوں، برائے مہربانی آپ سے نہایت ہی معصومانہ لہجہ میں ــــــ استدعا کرتا ہوں کہ آپ ہر ماہ تقریباً پانچ ناول بھیجا کریں بس آپ کو وہ قصہ سناتا ہوں جس کی بناء پر میں نے آپ کے نصیحت آموز ناول پڑھنے شروع کیے۔ میری بڑی باجی سکول ٹیچر ہیں ایک دن انہوں نے آپ کا ایک ناول خریدا تھا وہ میں نے پڑھا تو وہ بہت ہی مجھے اچھا لگا۔ اچھا انکل آپ یہ تو بتائیں کہ ناگ، عنبر، ماریا واقعی جیتے جاگتے انسان ہیں یا کہ یہ کردار ہیں۔ برائے مہربانی میری طرف لکھیں اگر واقعی یہ جاگتے انسان ہیں تو برائے مہربانی آپ ان کی ملاقات میرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ کرائیں اچھا اب اجازت چاہتا ہوں۔ میری طرف سے ناگ عنبر
وغیرہ کو بہت بہت سلام قبول ہو۔ خدا حافظ

رضا محمد شاہ لائبریری اینڈ نیوز ایجنسی قاضی سٹریٹ پشاور صدر۔

میرے پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم۔ میں نے آپ کی لکھی ہوئی قسط وار کہانی خطرناک تجربہ اور سانپ کا قیدی پڑھیں۔ بے حد پسند آئیں انکل آپ نے یہ قسط وار کہانی بہت ہی لمبی لکھی ہے جس کی اب تک ایک سو سے اوپر قسطیں شائع ہو چکی ہیں اور ابھی مزید آپ ہمارے لیے لکھ رہے ہیں یہ تو آپ کی ذہانت ہے کہ آپ نے بچوں کے لیے اتنی دلچسپ حیرت انگیز اور طویل داستان محنت اور لگن کے ساتھ لکھنے کی سعادت حاصل کی دعا ہے کہ آپ عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں ہمارے لیے اسی محبت اور لگن کے ساتھ لکھتے رہیں آپ عنبر ہوشیار کی ایک بڑی تصویر بھیجئے۔

خدا حافظ

عمران احمد گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ا ڈیرہ غازی خان۔

پیارے انکل اے حمید صاحب

السلام علیکم! آپ کی نئی عنبر ناگ۔ ماریا پڑھی یعنی خونی راز۔ اور عنبر کی قبر پڑھی۔ بہت اچھی تھی۔ آپ کی عنبر ماریا ناگ ایک جیتے اور پندرہ تاریخ کو آئی ہے اور آپ دیر سے کیوں بھیجتے ہیں۔ جلدی بھیجا کریں اور کہانیاں بھی جلدی لکھا کریں۔ آج کل آپ کی کہانی دیر کو آتی ہے۔ جلدی بھیجا کریں۔ اور آپ کی کہانی خلائی گھڑی کا قیدی شائع نہیں ہوئی ہے۔ اور آپ نے غیبی لاش میں لکھا تھا۔ خلائی گھڑی کا قیدی کا شائع ہونے کا بتا دوں گا: کہانیاں آپ جلدی شائع کریں۔ شکریہ۔

فقط والسلام

عمران احمد خان ہفتم اے۔ حافظ انجینئرنگ ورکس۔ نزد تھل سینما بھکر۔

محترم جناب اے حمید صاحب! آداب وسلام!

عنبر ناگ، ماریا کا موت کا تعاقب اور واپسی کی تمام اقساط جواب تک شائع ہو چکی ہیں۔ پڑھ چکا ہوں۔ میں آپ سے ہرگز۔ یہ سوال نہ کروں گا کہ آیا ان میں کچھ حقیقت ہے یا نہیں کیونکہ بندے کا خود بھی ایک اندازہ ہوتا ہے۔ اب ان تینوں کرداروں کا خلائیں آپ نے جو سفر کروانا شروع کیا ہے۔ وہ خاصی اچھی کاوش معلوم ہوتی ہے۔ اس سے ایک تو معلومات میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے اور مزید نئی نئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔

آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہے

امرناتھ دہلوی۔ شام نگر۔ چوبرجی لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا

خوبصورت جلد میں حاصل کیجیے!

کتابوں کی قیمت: جلد کی قیمت: ڈاک خرچ:

پہلی جلد: عنبر ناگ، ماریا ۱ تا ۶ : ۳۰/۰۰ ۶/۰۰ ۵/۰۰

کُل رقم -/۴۱ روپے ہوتی ہے۔

لیکن ہم آپ کو یہ جلد صرف -/۳۰ روپے میں مہیا کریں گے۔
جلد مُفت اور ڈاک خرچ بھی ادارہ ادا کرے گا۔

اسی طرح دوسری جلد ۷ تا ۱۲ ——— ۳۰/۰۰ روپے
تیسری جلد ۱۳ تا ۱۸ ——— ۳۰/۰۰ روپے
چوتھی جلد ۱۹ تا ۲۴ ——— ۳۰/۰۰ روپے

آپ چاروں جلدیں گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں۔
چار جلدیں اکٹھی منگوانے پر مزید رعایت یعنی -/۱۲۰ روپے کی
بجائے صرف -/۱۱۰ روپے بذریعہ منی آرڈر بھجوائیں۔

نوٹ: بذریعہ وی پی یہ جلدیں ارسال نہیں کی جائیں گی

نیا مکتبہ اقرأ ——— ۱۴/بی، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

آپسی بیر

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

آسیبی چیخ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]

پیارے دوستو!

عنبر نگ ماریا اور کیٹی تھیو سانگ کے طویل واپسی کے سفر کی دلچسپ داستان کی ایک سو پینتیسویں قسط آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہو رہا ہوں مجھ سے اکثر دوست سوال کرتے ہیں کہ یہ داستان سچی ہے کیا؟ میں پہلے بھی جواب دے چکا ہوں اور اب بھی یہی کہوں گا کہ اسے ایک دلچسپ داستان سمجھ کر پڑھیں جس میں آپ کے لئے دلچسپ اور حیران کر دینے والے واقعات ہی ہیں۔ ماڈرن سائنسی معلومات بھی ہیں قدیم تاریخ کے صحیح واقعات بھی درج ہیں اور آپ کو ساتھ ہی ساتھ زندگی میں آگے چل کر کام آنے والی اچھی اچھی باتیں بھی معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ آپ کو اور کیا چاہیے؟ اسے ماڈرن زمانے کی الف لیلیٰ سمجھ کر پڑھیں جو آپ کی معلومات میں اضافہ بھی کرتی ہے اور آپ کے تخیل کی صلاحیتوں کو اجاگر بھی کرتی ہے۔ خاص نمبر پسند کرنے کا بہت بہت شکریہ۔ آپ دوستوں نے خاص نمبر کو جس محبت اور پیار سے پسند کیا ہے اس کے لئے میں شکر گزار بھی ہوں اور میری حوصلہ افزائی بھی ہوئی ہے۔

۴۵۴-۱۱ راہِ چمن۔ سمن آباد لاہور

آپ کا

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- درگا مندر کا پتھر
- سانپ کی ڈبیا
- جہاز کیسا تھا؟
- پُراسرار چاپ
- آسیبی چیخ

دُرگا مندر کا پتھر

گول مٹول ہندو کی لاش بے حس و حرکت پڑی تھی۔

تھیوسانگ اور نیلی لڑکی اسے جھک کر دیکھ رہے تھے۔ نیلی لڑکی نے تھیوسانگ سے کہا: "مجھے حیرانی ہے کہ ہمارے آدمی یہاں آئے تھے تو یہ لاش یہاں کیوں چھوڑ گئے؟" تھیوسانگ بولا: "ہو سکتا ہے وہ ابھی اس کوٹھڑی میں نہ آئے ہوں"۔ اتنے میں لاش نے آنکھیں کھول دیں اور تھیوسانگ کا ہاتھ پکڑ کر کہا،

"وہ آئے تھے مگر میں نے اپنی لاش انہیں لے جانے نہیں دی"۔

نیلی لڑکی چیخ مار کر کوٹھڑی سے باہر اندھیری رات میں بھاگ گئی۔ تھیوسانگ نے زور سے ہاتھ جھٹک دیا۔

لاش اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی:

"اب تم کہاں جا رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے جلدی سے اپنی انگلی لاش کی گردن سے لگا دی۔ لاش نے ہنس کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKS

"یہ جادو مجھ پر نہیں چلے گا تھیوسانگ! تم اپنی خیر مناؤ"

تھیوسانگ بھی باہر دوڑ پڑا۔ باہر ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ نے دیکھا کہ نیلی لڑکی مُردے جلانے والے چبوترے پر سہمی بیٹھی تھی۔ تھیوسانگ نے اسے آواز دی:

"شمشان کے دروازے کی طرف بھاگو"

نیلی لڑکی اور تھیوسانگ شمشان کے پرانے دروازے کی طرف دوڑے جونہی وہ دروازے میں پہنچے ٹھگنی لاش وہاں پہلے سے موجود تھی۔

"تم کہاں جا سکتے ہو۔ اب مجھ سے بچ کر"

اور اس کے ساتھ ہی لاش نے دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ لاش کے ہاتھوں میں آتے ہی تھیوسانگ اور نیلی لڑکی دونوں نیم بے ہوش سے ہو گئے۔ ٹھگنے بندر کی لاش ان کو لے کر آسمان کی طرف پرواز کر گئی۔ بہت جلد وہ سری لنکا کے جزیرے سے باہر نکل آئی اور سمندر کے اوپر پرواز کرنا شروع کر دیا۔ یہ سمندر جزیرہ سری لنکا کے چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ اس کی ایک طرف بحیرہ ہند اور خلیج بنگال کا سمندر تھا دوسری طرف بحیرہ عرب اور نیچے بحیرالکاہل کا وسیع سمندر تھا۔ تھیوسانگ اور نیلی لڑکی کو کافی بلندی پر سے تھیوسانگ اور نیلی لڑکی بادلوں میں سے گزرتے نیچے ہی نیچے گرتے چلے گئے۔ تیز ہوا کے تھپیڑے ان کے جسم کو ادھر ادھر اچھال رہے تھے۔ آخر وہ سمندر میں گر گئے۔ تھیوسانگ نے نیلی لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ سمندر میں گرتے ہی انہیں پوری طرح سے ہوش آ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے نیلی لڑکی کو پانی کے اندر ہی اندر کاندھوں سے اٹھا کر اوپر کی طرف لے جانا شروع کر دیا۔ اس خیال سے کہ اگر نیلی لڑکی پانی میں زیادہ دیر رہی تو ڈوب کر مر جائے گی۔ تھیوسانگ نیلی لڑکی کو سمندر کی سطح پر لے آیا۔ اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ کہیں کوئی خشکی کا کنارا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہر طرف سمندر ہی سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ نیلی کو تھیوسانگ نے ایک بازو کی مدد سے اچھی طرح سنبھال رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ تیر رہا تھا۔ یونہی اس نے ایک طرف تیرنا شروع کر دیا تھا۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کے آگے کوئی جزیرہ ہے بھی کہ نہیں۔

کافی دیر تک سمندر میں تیرتے رہنے کے بعد جب رات کی تاریکی دور ہوئی اور دن کی روشنی پھیل گئی تو تھیوسانگ نے دور ایک جگہ سمندر میں چٹانیں ابھری ہوئی دیکھیں۔ تھیوسانگ نے ان کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ قریب پہنچ کر اس نے دیکھا کہ یہ سیاہ چٹانیں ایک گول دائرے کی شکل میں سمندر میں سے باہر کو نکلی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان سمندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سی جیسی کی طرح لگتا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے بڑی مشکل سے نیلی لڑکی کو سمندر میں سے نکال کر ایک چٹان کے قریب پتھروں پر ڈال دیا۔ وہ نڈھال تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پوری طرح ہوش میں آئی تو چاروں طرف دیکھ کر بولی:

"ہم کہاں آ گئے ہیں تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"ہم سمندری چٹانوں پر ہیں۔ کیا تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ یہ چٹانیں کس علاقے میں ہیں؟"

نیلی لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ دھوپ نکل آئی تھی۔ نیلی لڑکی نے چٹان کے اوپر جا کر جنوب کی طرف نگاہ دوڑائی اور بولی:

"میں یہ سمندر پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔"

تھیوسانگ مایوس ہو کر نیلی لڑکی کے ساتھ چٹان سے نیچے اتر آیا۔ ان چٹانوں پر انہیں دو دن گذر گئے۔ اس دوران سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر کچی ہی کھاتے رہے۔ ایک روز بارش ہو گئی اور انہوں نے بارش کا پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی۔ جگہ جگہ پتھر جوڑ کر انہوں نے بارش کا پانی جمع بھی کر لیا۔ ایک روز تھیوسانگ نے دور سے ایک بہت بڑی [illegible] سمندر میں تیرتے دیکھا۔

"کشتی۔ ہمیں ان لوگوں کو اپنی طرف بلانا چاہیے۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے چٹان کے اوپر چڑھ کر زور زور سے بازو ہلانے اور آوازیں دینی شروع کر دیں۔ یہ بڑی کشتی ماہی گیروں کی تھی۔ انہوں نے ایک آدمی کو چٹان پر ہاتھ ہلاتے دیکھا تو کشتی لے کر وہاں آ گئے۔ ماہی گیروں نے تھیوسانگ اور نیلی لڑکی کو کشتی میں بٹھا لیا اور انہیں بتایا کہ وہ لکش دیپ کے ماہی گیر ہیں اور دو روز سے سمندر میں مچھلیاں پکڑ رہے ہیں۔ تھیوسانگ نے انہیں کہا کہ ہم بھی لکش دیپ کے ہی رہنے والے ہیں۔ کشتی میں سمندر کی سیر کو نکلے تھے طوفان میں گھر گئے اور کشتی الٹ گئی۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر ان چٹانوں تک پہنچے ہیں۔ تھیوسانگ واپس سری لنکا نہیں جانا چاہتا تھا۔ لکش دیپ وہاں سے ایک دن کے سمندری سفر پر تھا اور یہ وہی جزیرہ تھا جس پر چنتانی رانی اور گندھرب راجہ حکومت کرتا تھا۔ چنتانی رانی وہی عورت تھی جس نے اپنے اندر ماریا کی روح کو قید کر رکھا تھا۔ تھیوسانگ کو اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔

ماہی گیروں کی کشتی میں سوار ہو کر تھیوسانگ اور نیلی لڑکی شام کے وقت لکش دیپ کے جزیرے میں پہنچ گئے۔ لکش دیپ کے جزیرے آج بھی ہندوستان کے جنوب مغربی ساحل پر

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

دوزخ ہیں۔ ان دنوں یہ جزیرے اتنے آباد نہیں تھے۔ صرف ایک جزیرے پر لوگوں کی آبادی تھی جس پر راجہ گندھرب اور اس کی رانی چنتانی حکومت کرتی تھی۔ تھیوسانگ اور نیلی لڑکی نے رات مکش دیپ کی بندرگاہ کے قریب ایک جھونپڑی میں گذاری۔ دوسرے دن نیلی لڑکی نے تھیوسانگ سے کہا:

"تھیو بھائی۔ یہاں سے ملک ہندوستان کو جہاز جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ہمارے قبیلے کے لوگ غاروں کے اندر رہتے ہیں۔ میں وہاں جانا چاہتی ہوں۔ تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ ہندوستان جا کر کیا کروں گا؟ جانے کیوں ہندوستان جانے کو میرا دل نہیں چاہتا اگر تم چاہتی ہو تو جا سکتی ہو۔"

تھیوسانگ نے نیلی لڑکی کو ایک جہاز پر سوار کرا دیا جو ملک ہندوستان کی طرف جا رہا تھا۔ اب تھیوسانگ اکیلا رہ گیا اکیلا رہ کر اس نے عنبر ناگ اور ماریا کیٹی کے بارے میں غور کرنا شروع کر دیا کہ وہ کہاں ہوں گے۔ رات بھر وہ جھونپڑی میں بیٹھا اپنے دوستوں کے بارے میں غور کرتا رہا۔ دوسرے دن وہ مکش دیپ کے بازاروں میں گھوم پھر کر عنبر ناگ

اور کیٹی کی جستجو کرنے لگا۔

دوسری طرف مکش دیپ جزیرے کے شاہی محل میں راجہ گندھرب یعنی وہی جوگی گندھرب جس نے ماریا کو اپنی رانی کے ڈھانچے میں داخل کر کے اسے پھر سے زندہ کر دیا تھا تخت پر بیٹھا حکومت کرتا تھا۔ اس کی رانی چنتانی اس کے ساتھ تخت پر بیٹھی تھی۔ دونوں کی یہی خواہش تھی کہ وہ مکش دیپ کے راجہ رانی بن جائیں اور اس میں وہ کامیاب ہو گئے تھے۔ جوگی گندھرب نے آتے ہی مکش دیپ کے اصلی راجہ اور رانی کو سازش کر کے قتل کروا دیا۔ وہ راجہ کے بیٹے راجکمار کو بھی مروانا چاہتا تھا مگر راج کمار بھیس بدل کر مکش دیپ کے گھنے جنگلوں کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک وفادار غلام بھی تھا۔ راج کمار کی عمر بیس برس کے قریب تھی۔ راج کمار اپنے وفادار غلام کے ساتھ مکش دیپ کے گھنے جنگل میں ایک جگہ چٹانی غار میں چھپا بیٹھا تھا۔ جوگی گندھرب بڑے تحائف سے تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے لالچ دے کر وزیروں اور سپہ سالاروں کو بھی ساتھ ملا لیا تھا۔ ان لوگوں کو جوگی گندھرب نے بہت ہی دولت اور شاہی محل بنوا کر دے دیئے۔ یہ سپہ سالار اور وزیر بھی راجہ گندھرب کے گن گانے لگے۔ مگر رعایا کو اپنے اصلی راجہ اور رانی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قتل کئے جانے اور راجہ کمار کے جان بچا کر بھاگ جانے کا بڑا دکھ تھا۔ لیکن فی الحال گندھرب کے ساتھ تھی اس لئے وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ راجہ گندھرب یعنی جوگی اپنے منتروں کے جادو کا بھی وزیروں پر رعب جما سکتا تھا وہ انہیں دربار میں پانی کے کٹورے میں منتر پڑھ کر آگ لگا کر دکھاتا اور آگ کے انگارے ہاتھ میں رکھ لیتا دربار میں بھی راجہ گندھرب کو کوئی اوتار سمجھنے لگے تھے اور کسی کی جرأت نہیں تھی کہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھائے انہیں ایسا کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ انہیں راجہ گندھرب کی طرف سے عیش کرنے کے لیے سب کچھ مل رہا تھا۔

دوسری طرف راج کمار بے چارہ بڑی خستہ حالت میں اپنے وفادار غلام کے ساتھ لکشٹ دیپ کے اندر گھنے جنگل میں ایک چٹانی غار میں چھپا ہوا تھا۔ وہ اکیلا اپنے باپ دادا کا سنہاسن حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اور یہاں اس کی مدد کرنے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنے وفادار کے ساتھ کسی اچھے وقت کا انتظار کر رہا تھا۔

مانی چھتانی کے جسم میں مادیا کی روح ضرور حلول کر گئی تھی مگر مادیا اس عورت کے جسم داخل ہونے کے بعد اس سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ رانی چھتانی جو کچھ سوچتی

وہی مادیا سوچتی تھی جو چھتانی رانی چاہتی تھی مادیا وہی اپنی زبان میں اور مانی کی آواز میں کہہ دیتی تھی۔ لیکن مادیا کی باتیں زندہ تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ وہ چھتانی رانی نہیں بلکہ مادیا ہے اور تھیوسانگ سے بچھڑ گئی ہے اور یہ ساری کارستانی اس مکار جوگی کی ہے جو اب راجہ گندھرب بن کر تخت پر بیٹھا راج کرتا ہے۔ لیکن مادیا اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکتی تھی۔

اس دوران تھیوسانگ مادیا ناگ عنبر اور کیٹی کو تلاش کرتے کرتے ناامید ہو گیا تھا۔ اس نے لکشٹ دیپ سے واپس ملک سری لنکا جانے کا فیصلہ کر لیا کہ شاید وہیں جا کر عنبر ناگ مادیا کیٹی کا کوئی سراغ مل سکے۔ اس نے بندرگاہ پر جا کر پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ ایک ہفتے کے بعد ایک بادبانی جہاز سری لنکا کی طرف جائے گا۔ تھیوسانگ نے بندرگاہ سے تھوڑی ہی دور درگا دیوی کے چھوٹے سے مندر کے ساتھ ہی اپنی ایک جھونپڑی بنا لی تھی اور اسی جھونپڑی میں رہنے لگا تھا۔

جہاز کے چلنے میں ابھی دو دن باقی تھے کہ ایک روز تھیوسانگ نے دیکھا کہ درگا دیوی کے مندر میں بڑی صفائی ہو رہی ہے اور پجاریوں کے دروازے بنائے جا رہے تھے تھیوسانگ کو معلوم ہوا کہ آج لکشٹ دیپ کی رانی چھتانی درگا دیوی کے

COURTESY W[illegible]

درشن کرنے آ رہی ہے۔ تھیوسانگ کو کہیں جانا تو تھا نہیں سوچا چلو شاہی جلوس کی رونق ہی دیکھنی چاہیے۔ تھیوسانگ درگا دیوی کے مندر کے دروازے کے پاس ہی ایک طرف درخت کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد رانی چنتانی کی شاہی سواری آ گئی۔ آگے آگے سپاہیوں کا دستہ تھا۔ رانی چنتانی ایک پالکی میں بیٹھی تھی جسے بارہ غلاموں نے اٹھا رکھا تھا۔ رانی کی پالکی تھیوسانگ کے سامنے سے گذری تو ماریا کی اس پر نظر پڑی اور وہ بے چین ہو گئی۔ مگر وہ رانی چنتانی کے جسم اور ذہن [illegible] ارادے کی قید میں تھی۔ ماریا نے تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ مگر وہ اپنی مرضی سے تھیوسانگ کو آواز دے کر [illegible] طرف نہیں [illegible] سکتی تھی۔ کیونکہ ماریا کا ارادہ رانی چنتانی [illegible] کے ماتحت تھا۔ ماریا اکیلی اپنے منہ پر کچھ [illegible] تھی۔ لیکن تھیوسانگ کو دیکھ کر ماریا کو بے حد تسلی [illegible] کا حوصلہ بلند ہو گیا کہ تھیوسانگ [illegible] وہ تو بالکل ہی ناامید ہو چکی تھی۔

[illegible] چنتانی کو دیکھ کر شاہی لباس [illegible] پر [illegible] اٹھائے لوگوں کو [illegible] کر جواب دے [illegible]

تھی۔ تھیوسانگ کو معلوم ہی نہیں تھا کہ جس رانی کو وہ دیکھ رہا ہے اس کے جسم کے اندر ماریا بیٹھی ہے اور تھیوسانگ سے بات کرنے کو بے تاب ہے۔ رانی کی سواری درگا دیوی کے مندر کے سامنے آ کر رک گئی۔ رانی اپنی کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ مندر میں داخل ہو گئی۔ رانی کے اندر داخل ہونے کے بعد ماریا سوچنے لگی کہ تھیوسانگ کہیں یہاں سے چلا نہ جائے۔ اگر وہ چلا گیا تو تھیوسانگ سے پھر ملنا دشوار ہو جائے گا۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ ماریا اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

جب رانی چنتانی درگا دیوی کی پوجا کرنے کے [illegible] سے باہر نکلی تو ماریا نے رانی کی آنکھوں سے دیکھا کہ مندر سے ذرا ہٹ کر ایک جھونپڑا بنا ہے اور تھیوسانگ اس جھونپڑے کے باہر لکڑی کے تخت پر چپ چاپ بیٹھا گہری سوچ میں گم ہے۔

ماریا خوب جانتی تھی کہ اس وقت تھیوسانگ بھی اسی کے بارے میں سوچ رہا ہو گا۔ کاش! وہ اپنی مرضی سے اس کے پاس جا کر اسے بتا سکتی کہ میں [illegible] ہوں۔ رانی چنتانی نہیں ہوں۔ مگر وہ اپنی مرضی سے اپنے ارادے سے رانی کے پاؤں کو تھیوسانگ کی طرف نہیں [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOO...

ماریا کی بہت افسوسناک مجبوری تھی۔ بے بسی تھی۔ ماریا کو
دنا آ گیا۔

رانی چنتانی واپس محل میں آئی تو ماریا اپنے ذہن میں
ں سوچنے لگی کہ وہ رانی چنتانی کے ارادے کی طاقت سے
ہوں کر آزاد ہو کر تھیوسانگ سے ملاقات کر سکتی ہے؟ ماریا
یک ذہین اور تجربہ کار لڑکی تھی۔ اس نے ہزاروں برس کے
فر میں ایسی ایسی تکلیفیں اٹھائی تھیں کہ ان کی وجہ سے
ریا کے تجربوں اور عقل میں اضافہ ہوا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ
نی چنتانی پر وہ صرف اسی صورت میں اپنے ارادے
سے قبضہ حاصل کر سکتی ہے جب رانی کا اپنا ارادہ سو گیا
ہو اور یہ اسی شکل میں ہو سکتا تھا کہ جب رانی چنتانی
سو رہی ہو۔ وہ اس وقت رانی چنتانی کو سوتے میں
کر درگا دیوی کے مندر کی طرف لے جا کر تھیوسانگ سے
ملاقات کر سکتی ہے یہ بالکل ایسی بات ہو گی جیسے بعض
لوگ نیند میں بستر سے اٹھ کر چلنا شروع کر دیتے ہیں۔
اس میں ان کے ارادے کو کوئی دخل نہیں ہوتا اور ان
کا شعور انہیں چلا رہا ہوتا ہے۔

ماریا بے چینی سے رات کا انتظار کرنے لگی۔ آخر رانی چنتانی
کے خواب گاہ کی طرف بڑھی۔ اس وقت رات کے

بج رہے تھے۔ محل پر خاموشی چھا رہی تھی۔ اس زمانے میں لوگ
رات ہوتے ہی سو جاتے تھے اور شاہی محلوں میں بھی رات
دس بجے کے بعد سناٹا چھا جاتا تھا۔ رانی چنتانی شاہی خواب گاہ
میں آ کر اپنے شاندار پلنگ پر لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر تک وہ
پہلو بدلتی رہی۔ ماریا اس کے جسم کے اندر بیٹھی بے تابی سے
رانی کے سو جانے کا انتظار کر رہی تھی۔

جب رانی کا جسم اور ذہن گہری نیند سو گیا تو ماریا نے اپنے
ارادے کو بیدار کیا اور رانی چنتانی کے سوئے ہوئے جسم کو شاہی
پلنگ سے اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھی۔ رانی چنتانی اس
وقت گہری نیند میں تھی۔ اس کا جسم سو رہا تھا اور ماریا کے
ارادے سے سوتے میں چل رہا تھا۔ ماریا رانی کے جسم
کو لے کر شاہی خواب گاہ کے خفیہ دروازے میں سے باہر
نکل آئی۔ اصطبل سے اس نے ایک گھوڑا باہر نکالا۔ اس پر
سوار ہوئی اور گھوڑے کا رخ درگا دیوی کے مندر کی طرف
کر دیا۔ گھوڑا محل کی دیوار کے خفیہ دروازے میں سے نکلنے
لگا تو دو پہرے دار تلواریں کھینچ کر اس کی طرف بڑھے۔
ماریا نے چہرے پر سے کپڑا ہٹا کر پہرے داروں کی طرف دیکھا۔
پہرے داروں کے سامنے رانی چنتانی گھوڑے پر سوار تھی۔ رانی
کو دیکھ کر پہرے داروں نے ایک دم سر جھکا دیئے اور ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رانی چنتانی کے جسم کو لے کر سنگھ دیوی کے مندر کی طرف روانہ ہوئی۔

رات کے وقت درگا دیوی کے مندر پر سناٹا چھایا تھا۔ ماریا مندر کے پیچھے کی جانب آ گئی۔ پھر گھوڑے سے اتری اور رانی چنتانی کا سویا ہوا جسم ساتھ لیے بھیسوسانگ کی جھونپڑی کی طرف بڑھی۔ بھیسوسانگ جھونپڑی کے اندر تخت پر لیٹا تھا۔ اس وقت چنتانی رانی کا جسم ذہن آواز اور سننے کی طاقت سب کچھ سو رہا تھا۔ صرف ماریا بیدار تھی۔ ماریا جھونپڑے میں داخل ہوئی تو بھیسوسانگ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اندھیرے میں اسے رانی دکھائی نہ دی۔ اس نے جلدی سے پوچھا:

"کون ہو تم؟"

ماریا نے کہا:

"بھیسوسانگ! میں ماریا ہوں۔"

بھیسوسانگ تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر رانی چنتانی کی شکل تکنے لگا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ کیونکہ یہ آواز ماریا کی نہیں تھی اور اس کے سامنے چہرہ بھی ماریا کا نہیں تھا۔ اس کے روبرو تو رانی چنتانی کھڑی تھی۔ بھیسوسانگ حیران ہوا کہ اگر یہ ماریا نہیں ہے تو پھر رانی چنتانی کو کیسے معلوم ہوا کہ میں بھیسوسانگ ہوں۔ ایک عجیب معمہ بن گیا تھا۔ ماریا

ایک بار پھر رانی چنتانی کی آواز میں آہستہ سے کہا:

"بھیسوسانگ! میری شکل رانی چنتانی کے جسم کے اندر چھپی ہوئی ہے۔ میں رانی کے جسم میں طلسم کے ذریعے قید کر دی گئی ہوں۔ یہ ساری کارستانی راجہ گندھرب کی ہے جو اصل میں جادوگر جوگی ہے۔ اس نے رانی کے ڈھانچے کی کھوپڑی میں مجھے پکڑ کر ڈال دیا اور رانی چنتانی اپنے اصلی رنگ روپ میں پھر سے زندہ ہو گئی اور یہ دونوں اب کلش دیپ پر حکومت کر رہے ہیں۔ میں اپنی مرضی سے رانی کے جسم کے اندر کوئی حرکت نہیں کر سکتی۔ صرف رانی کے سو جانے پر میرا ارادہ بیدار ہو کر رانی کے جسم پر کچھ دیر کے لیے قبضہ کر لیتا ہے۔ میں نے دن میں تمہیں دیکھا تھا جب رانی چنتانی یہاں دکا دیوی کے درشن کرنے آئی تھی۔"

بھیسوسانگ نے کہا:

"ماریا! تم کب تک اس منحوس رانی کے جسم میں قید رہو گی۔ تمہیں ہمارے ساتھ آگے چلنا ہے ابھی ہمیں عنبر ناگ کینی کو بھی ڈھونڈنا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میں کیا کروں بھیسوسانگ؟ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ رہا۔ اگر اس وقت بھی رانی چنتانی کی نیند
تو وہ تمہیں اسی جگہ مار ڈالے گی کیونکہ اس کے
پاس طلسم ہے اور وہ سمجھ جائے گی کہ میں ہی اسے
یہاں تک لائی ہوں وہ مجھے تو کچھ نہیں کہہ سکتی
کیوں کہ میں اس کی روح ہوں لیکن وہ کسی ایسے
شخص کو کبھی زندہ نہیں رہنے دے گی جو مجھے اس
سے جدا کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

تھیوسانگ نے جھونپڑی کے باہر جا کر دیکھا کہ کہیں کوئی
جاسوس تو ماریا کے پیچھے پیچھے وہاں تک نہیں آیا۔ باہر
تاریک اور سنسان تھی۔ کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا تھا۔
تھیوسانگ نے واپس آکر ماریا سے کہا:

"ماریا! تم جیسے بھی ہو یہ معلوم کرنے کی کوشش
کرو کہ تم رانی کے جسم سے کیسے باہر نکل سکتی ہو
میں اسی جھونپڑے میں رہوں گا۔"

ماریا نے ناگ اور عنبر کے بارے میں دریافت کیا۔
نے جو کچھ اور جتنا کچھ اسے معلوم تھا اس نے ماریا
بتا دیا اور کہا:

"اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات
کی ہے کہ تمہیں اس منحوس عورت کے جسم سے
نکالا جائے۔"

ماریا نے کہا:

"تمہیں یہاں دیکھ کر میرا حوصلہ بلند ہو گیا ہے میں
کسی طریقے سے اس راز کو معلوم کرنے کی کوشش
کروں گی جس کی مدد سے میں رانی کے جسم سے
باہر نکل سکوں۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔ کیونکہ مجھے
محسوس ہو رہا ہے کہ رانی چنتانی نیند سے بیدار ہو
رہی ہے۔"

یہ کہہ کر ماریا رانی چنتانی کی شکل میں جھونپڑی سے باہر
نکل گئی۔ تھیوسانگ بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ مندر کے
قریب ہی رانی کا گھوڑا موجود تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوئی
اور گھوڑا شاہی محل کی طرف دوڑنے لگا۔ تھیوسانگ اس
وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک کہ ماریا اندھیرے میں گم
نہ ہو گئی۔ پھر وہ جھونپڑی میں آیا اور بڑا حیران ہوا کہ یہ
ماریا کس مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ کیا وہ کبھی رانی چنتانی
کے جسم سے باہر آ سکے گی یا نہیں؟ تھیوسانگ کو یہ کام
بڑا مشکل لگتا تھا۔ ماریا کو رانی کے جسم میں گندھرب نے
طلسم کے ذریعے داخل کر رکھا تھا۔ اس طلسم کا توڑ کوئی
دوسرا طلسم ہی ہو سکتا تھا۔ مگر یہ طلسم کہاں سے حاصل کیا
جائے؟ اس سوال کا جواب تھیوسانگ کے پاس نہیں تھا۔

تھیوسانگ اسی پریشانی میں جاگتا رہا۔ رات گذر گئی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ جھونپڑے سے نکل کر جنگل کی طرف چلا۔ وہاں
ایک پیڑ پر شہد کا چھتا دیکھا۔ تھوڑے سے جنگلی پھل توڑ کر کھا لیے
اگرچہ اسے اس کی زیادہ ضرورت نہیں تھی۔ اب چونکہ
تھیوسانگ کو علم ہو گیا تھا کہ ماریا اس شہر میں موجود ہے
اس لئے وہ بے چین ہو رہا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے
ماریا کو اس شکل سے نکالا جائے۔ لیکن تھیوسانگ کی سمجھ میں
نہیں آ رہا تھا کہ ماریا کو رانی کے جسم سے کیسے نکالا جائے
اس کا منتر صرف رانی کے مکار راجہ جوگی گندھرسین
کو معلوم تھا اور اس کا سراغ ماریا ہی کسی طریقے سے
لگا سکتی تھی۔ تھیوسانگ کچھ دیر جھونپڑی میں بیٹھا رہا
وہاں سے نکل کر راجہ کے محل کی طرف نکل گیا۔

شاہی محل شہر کے کنارے پر ایک اونچی جگہ پر واقع تھا
تھیوسانگ دور سے محل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بندرگاہ کی
طرف آ گیا۔ یونہی بے چینی سے پھرتے پھراتے رات ہو گئی
وہ مندر میں چراغ روشن تھے اور لوگ پوجا کرنے آ رہے
تھے۔ مندر میں گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ جوں جوں رات گہری
ہوتی گئی مندر کی گھنٹیاں خاموش ہو گئیں۔ مندر میں صرف
پجاری کے کالے پجاری کے اور کوئی بھی وہاں
تھا جو چاندی کے سکے تھیلی میں سنبھال کر

اپنی کوٹھری بند کر کے سو گیا۔ اب ہر طرف سناٹا چھا گیا۔
رات بھیگ رہی تھی۔ درختوں کے اوپر آسمان پر ستارے چمک
رہے تھے۔

موسم خوشگوار تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ تھیوسانگ
جھونپڑی کے باہر تخت پر لیٹا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی
تھیں اور وہ درختوں کی ٹہنیوں کی طرف تک رہا تھا جن
میں سے ستارے چمکتے نظر آ رہے تھے۔ رات کے اس
گہرے سناٹے میں تھیوسانگ کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی
دبے پاؤں خشک پتوں پر چلا آ رہا ہے۔ تھیوسانگ سمجھا
کہ شاید کوئی درندہ ہے جو جنگل میں سے ادھر شکار کی تلاش
میں نکل آیا ہے۔ اس نے تخت پر لیٹے لیٹے چہرہ ایک
طرف گھما کر دیکھا۔ اسے درختوں کے نیچے اندھیرے میں ایک
انسانی سایہ مندر کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ تھیوسانگ
اندھیرے میں بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ جب یہ سایہ قریب آیا
تو تھیوسانگ نے دیکھا کہ وہ ایک ٹھگنے قد کا آدمی تھا جس
نے اپنا چہرہ کالی چادر میں چھپا رکھا تھا۔ وہ ادھر ادھر
دیکھتا مندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھیوسانگ سمجھا کہ یہ کوئی
چور ہے جو درگا دیوی کی مورتی چرانے آیا ہے۔ اس قسم کی
وارداتیں قدیم ہندوستان میں ہوتی رہتی تھیں۔ کیونکہ مندروں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طور پر سونے چاندی کی ہوتی تھیں۔ بھیو سانگ تخت پر بیٹھا اس پُراسرار شخص کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

پُراسرار آدمی انتہائی دبے پاؤں چلتا دُرگا مندر کے پتھر کے دیئے کے پاس آکر جلدی سے بیٹھ گیا۔ اب بھیو سانگ کو ایسی آواز سنائی دی جیسے زینے کے پتھر کو اکھاڑا جا رہا ہے۔ بھیو سانگ حیران ہوا کہ یہ پراسرار آدمی آدھی رات کو محض مندر کی سیڑھی کا پتھر اکھاڑنے ہی آیا ہے۔؟ یہ آدمی زینے کے پاس بیٹھ کر لوہے کی سلاخ سے ایک چھوٹے پتھر کو باہر نکال رہا تھا۔ پھر اس نے پتھر کو ایک تھیلے میں ڈالا اور اسی طرح دبے پاؤں جنگل کی طرف واپس مڑا۔ بھیو سانگ کو ویسے بھی نیند نہیں آ رہی تھی۔ اور رات بھی نہیں گذر رہی تھی۔ سوچا کیوں نہ اس آدمی کا پیچھا کر کے پتہ چلایا جائے کہ یہ مندر کی سیڑھی کا پتھر اکھاڑ کر کہاں لے جا رہا ہے۔ شاید کچھ پتہ چل سکتا ہے اس سے کوئی نیا راز معلوم ہو جائے اور یہ راز مایا کے معمے کو حل کرنے میں مدد دے۔

جب سیاہ چادر پوش پُراسرار آدمی جنگل میں درختوں کے جھنڈ میں چلا گیا تو بھیو سانگ اپنی جگہ سے اٹھا اور تعاقب کرنے لگا۔ جنگل بھی جزیرے کے دوسرے جنگلوں کی طرح

بہت گھنا تھا۔ ایسے ایسے درخت تھے کہ جن کے تنوں پر زہریلے کانٹے اگے تھے۔ جنگل کا راستہ جھاڑیوں اور گھاس سے بھرا ہوا تھا۔ پراسرار آدمی ایک خاص راستے سے جا رہا تھا جہاں جنگلی جھاڑیاں زیادہ نہیں تھیں۔ بھیو سانگ نے اس آدمی کو اپنی نگاہ میں رکھا ہوا تھا۔ بھیو سانگ اسے اپنی غیر معمولی تیز نظر کی وجہ سے دیکھ رہا تھا۔

کئی گھنے نالے اور ٹیلے اور درختوں کے ذخیرے پار کرنے کے بعد پُراسرار آدمی ایک بہت بڑی چٹان کے پیچھے جا کر غائب ہو گیا۔ بھیو سانگ تیزی سے وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں سوائے اونچی اونچی گھاس اور گھپ اندھیرے کے اور کچھ نہیں تھا۔ بھیو سانگ دوسری طرف چلنے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے دو آدمیوں کے بات کرنے کی آواز سنائی دی۔ بھیو سانگ آواز کے سراغ پر آگے بڑھا۔ اس نے غور سے دیکھا تو سامنے والی جھاڑیوں کے پیچھے چٹان میں ایک غار تھا۔ انسانی آوازیں اسی غار کے اندر سے آ رہی تھیں۔ بھیو سانگ کان لگا کر سننے لگا۔ ایک بھاری آواز والا آدمی کہہ رہا تھا۔

"راج کمار! میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جب میں نے درگا دیوی کے مندر کے زینے کا یہ پتھر اکھاڑا تھا تو وہاں کوئی انسان موجود نہیں تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راج کمار کی نوجوان مگر ذرا تھکی تھکی سی آواز آئی:
"تم میرے وفادار غلام ہو۔ مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔ لیکن میں اپنی قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کسی نے ہمارے اس غار کو دیکھ لیا تو راجہ کے سپاہی یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر ہماری گردنیں ہتھیلوں میں ڈال کر راجہ کے دربار میں پیش کر دی جائیں گی۔"

اب تھیوساگ سب کچھ سمجھ گیا۔ یہ وہی راج کمار تھا جس کے بارے میں مایا نے اسے بتایا تھا کہ وہ اصل تخت کا وارث راج کمار ہے جو اپنی جان بچا کر جنگل کے غار میں جا چھپا ہے اور جس کے ماں باپ کو راجہ گندھپ نے قتل کر ڈالا ہے اور اب اس کی تلاش میں ہے۔ تھیوساگ کو اچانک چھینک آ گئی۔ ابھی وہ چھینک سے فارغ ہی ہوا تھا۔ کہ ایک دم سے وفادار غلام چھلانگ لگا کر اس کے اوپر آن گرا۔ تھیوساگ اس کے ساتھ ہی نیچے گر پڑا۔ غلام نے خنجر نکال کر تھیوساگ کو مارا مگر تھیوساگ نے اسے خنجر سمیت دھکا دیکر پرے گرا دیا اور بولا:

"میں تمہارا دشمن نہیں دوست ہوں۔ مجھے راجکمار کے پاس لے چلو۔ میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

غلام نے محسوس کیا کہ اسے جس زور سے دھکا دیا گیا ہے یہ کسی عام آدمی کا کام نہیں تھا۔ اس شخص میں غیر معمولی طاقت ہے۔ اتنے میں راج کمار بھی تلوار ہاتھ میں لیے غار سے باہر نکل آیا۔ اس نے چلا کر کہا:

"پنڈاری! اسے قتل کیوں نہیں کرتے؟"

تھیوساگ نے فوراً اپنے بازو اٹھا دیئے اور راج کمار سے کہا کہ میں دوست ہوں۔ تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ راجکمار نے اچھل کر تھیوساگ پر تلوار کا بھرپور وار کیا۔ تھیوساگ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا کیوں کہ اپنی انگلی کٹ جانے کی صورت میں وہ مر سکتا تھا۔ ویسے تلوار اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ تلوار تھیوساگ کے بازو پر لگی اور اس کا آدھا بازو کٹ گیا۔ تھیوساگ نے فوراً وہاں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور راج کمار سے کہا:

"میں اگر چاہوں تو ابھی تم دونوں کو چوہے سے بھی چھوٹا بنا کر گھاٹی میں پھینک دوں مگر میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔"

راج کمار اور اس کے غلام پنڈاری نے دیکھا کہ تھیوساگ کے بازو پر جہاں گہرا زخم لگا تھا وہاں سے خون بالکل نہیں بہہ رہا تھا۔ اس کے بعد جب تھیوساگ نے بازو پر سے اپنا ہاتھ ہٹایا تو بازو کا زخم غائب ہو گیا تھا۔ راج کمار اور اس کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غلام دل میں ڈر گئے کہ یہ کوئی بڑا جادوگر ہے۔ راج کمار نے
تلوار نیام میں ڈال لی اور بھیوسانگ کے قریب آکر کہا،
"بھائی مجھے معاف کر دینا۔ میں نے تمہیں غلط سمجھا
تھا۔ تم کون ہو اور میری کیا مدد کر سکتے ہو؟"
بھیوسانگ بولا: "غار میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"
غلام بھی ان کے ساتھ ہی غار میں آ گیا۔ یہاں راج کمار نے
بھیوسانگ سے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی اور کہا کہ
وہ دوسرے شہر کے ایک سوداگر کا اکلوتا بیٹا ہے اس کا چچا
اسے ہلاک کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنی جان بچا کر یہاں آن چھپا
ہے۔ بھیوسانگ مسکرانے لگا:
"تم راج کمار ہو۔ میں جانتا ہوں۔"

○

سانپ کی ڈبیا

راج کمار اور پنڈاری غلام حیران رہ گئے۔
وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔
بھیوسانگ نے کہا،
"میں جانتا ہوں راج کمار کہ تمہارے ماں باپ کو اس
جوگی گندھرب نے مار ڈالا ہے اور اب وہ تمہاری
جان لینا چاہتا ہے اور تم اس سے بھاگ کر یہاں
آ گئے ہو۔ اور یہ تمہارا غلام درگا دیوی کے مندر سے
ایک پتھر اکھاڑ کر لایا ہے۔"
راج کمار نے بھیوسانگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولا:
"اب جب کہ تمہیں میرے بارے میں سب کچھ پتہ
چل گیا ہے تو میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔
لیکن پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے: تمہارے
اندر اتنی طاقت کس منتر، کس جادو سے آئی ہے
کہ تم پر میری تلوار نے جو زخم لگایا وہ اس سے دو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی نہیں نکلو اور آدھا کٹا ہوا بازو اپنے آپ
جڑ گیا۔"

بھتیو سانگ کہنے لگا۔

"میرا نام بھتیو سانگ ہے۔ میں جادوگر نہیں ہوں۔
ایک جوگی کی میں نے بڑی خدمت کی تھی۔ اس
نے خوش ہو کر مجھ پر ایک منتر پڑھ کر پھونکا
تھا جس کا یہ اثر ہوا ہے کہ اب مجھ پر تیر تلوار
کا اثر نہیں ہوتا۔"

پنڈاری غلام نے بڑے ادب سے کہا:

"بھتیو سانگ! آپ نے ابھی کہا تھا کہ آپ اگر
چاہیں۔ تو ہمیں چھوٹے چھوٹے چوہے بنا کر گھاٹی
میں پھینک سکتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے۔ میں
یہ اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ آپ کا یہ جادو ہمارے
بڑا کام آ سکتا ہے۔"

بھتیو سانگ نے کہا:

"یہ درست نہیں ہے۔ میں نے یونہی غم لوگوں کو
ڈرانے کے لئے ایسا کہہ دیا تھا۔ میں کسی کو چوہا نہیں
بنا سکتا۔"

بھتیو سانگ نے راج کمار سے سوال کیا:

"راج کمار! کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے اپنے غلام
پنڈاری کی مدد سے درگا دیوی کے مندر کی سیڑھیوں
کا پتھر کیوں منگوایا ہے؟"

راج کمار نے ایک گہرا سانس لیا اور بولا:

"بھتیو سانگ! اب جب کہ تمہیں ہماری ایک ایک بات
کا پتہ چل گیا ہے تو میں تم سے کچھ نہیں چھپانا
چاہتا تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ میرے ساتھ ظلم
ہوا ہے اس جوگی گندھرب نے طلسمی منتروں کے
زور سے میرے ماتا پتا جی کو قتل کر کے تخت پر
قبضہ کر لیا ہے جو میرا حق ہے۔ میں کسی کو مارنا
نہیں چاہتا لیکن اپنا حق واپس لینا چاہتا ہوں۔"

بھتیو سانگ نے پوچھا:

"درگا مندر کا پتھر اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد
کرے گا؟"

راج کمار نے کہا:

"مجھے میری ایک کنیز نے بتایا تھا کہ اگر درگا مندر
کی سیڑھی کا پتھر لا کر اس پر سام وید کا منتر
دس بار پڑھ کر پھونکا جائے تو پتھر کو جو کہو گے وہ
تمہارا حکم مانے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو تم کیا کہو گے پتھر سے" بھیتوسانگ نے پوچھا۔
راج کمار بولا: "تم خود ابھی سن لو گے"۔
یہ کہہ کر راج کمار نے پنڈاری کو اشارہ کیا۔ اس نے ورگا
منتر کی سیڑھی کا پتھر لا کر سامنے رکھ دیا۔ راج کمار نے
آنکھیں بند کر کے سام وید کے منتر کو پڑھنا شروع کر دیا۔
پورے دس مرتبہ منتر پڑھ کر اس نے پتھر پر پھونک ماری
اور پھر اسے حکم دیا:
"اے پتھر میرے حکم سے اُٹھ۔ ہوا میں اُڑتا ہوا
شاہی محل میں جا اور ظالم راجہ کو ہلاک کر دے"۔
راج کمار نے بار بار یہ جملہ دہرایا مگر پتھر اپنی جگہ سے
ذرہ بھی نہ ہلا۔ جب راج کمار بولتے بولتے۔ پتھر کو حکم دیتے
دیتے تھک گیا تو بھیتوسانگ سے کہا:
"تم کتنے نادان ہو۔ کبھی پتھر بھی ہوا میں اُڑتے
ہیں؟ انسان خود ہی ظالم کا مقابلہ کر کے اسے
شکست دیتا ہے۔ تمہیں پتھر کی نہیں بلکہ عقل
اور سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے۔
راج کمار نے ناامید ہو کر کہا:
"میں تو سوچ سوچ کر تنگ آ گیا ہوں میری
میں ایسی کوئی ترکیب نہیں آتی جس سے
میں اپنا حق ظالم جوگی راجہ سے واپس لے سکوں
اور اس سے اپنے ماں باپ کے قتل کا بدلہ بھی
لے سکوں"۔
غلام پنڈاری نے بھیتوسانگ سے مخاطب ہو کر کہا:
"جناب آپ اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟"
راج کمار نے بھی کہا:
"بھیتوسانگ بھائی! تم ہماری مدد کرنے کو کہہ رہے تھے
کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم میری کیا مدد کر سکتے ہو؟"
بھیتوسانگ تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا:
"مجھ پر میرے جوگی بابا نے جو منتر پڑھ کر پھونک رکھا
ہے اس کا تم لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔
میں تمہاری اتنی مدد کر سکتا ہوں کہ تمہارے ساتھ
مل کر شاہی محل میں گھس کر مکار جوگی راجہ کو گلا
گھونٹ کر مار ڈالوں"۔
راج کمار نے کہا:
"اسے ہم میں سے کوئی نہیں مار سکتا۔ کیوں کہ اس
کے پاس ایسا جادو ہے کہ جو کوئی اس پر حملہ کرے
گا خود ہلاک ہو جائے گا"۔
پنڈاری غلام نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راج کمار جی! کیوں نہ ہم رانی چنتانی کو کسی طرح
سے اغوا کر کے اس جنگل میں لے آئیں۔ پھر
ہم جوگی راجہ سے اپنی بات منوا سکیں گے۔
کیوں کہ میں نے اتنا معلوم کر لیا ہے کہ جوگی
راجہ رانی چنتانی کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ
سکتا۔ نہ جانے کیا بات ہے کہ وہ رانی چنتانی
کی بے حد حفاظت کرتا ہے۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے
کہ رانی چنتانی میں ہی جوگی راجہ کی جان ہے۔"

بھیوسانگ نے راج کمار کو بالکل نہیں بتایا تھا کہ رانی چنتانی کے جسم میں ماریا کی روح داخل ہے۔ اسے غلام پنڈاری کی یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے سوچا کہ اگر رانی چنتانی کو اغوا کر کے جنگل میں لے آیا جائے تو اس طرح ایک تیر سے دو نشانے لگائے جا سکیں گے۔ ایک تو رانی ماریا اس کے پاس آ جائے گی اور دوسرے جوگی راجہ کا بھی کام تمام کیا جا سکے گا اور راج کمار کو بھی تخت واپس مل جائے گا۔ اس نے راج کمار سے کہا:

"پنڈاری کی تجویز بہت اچھی ہے راج کمار۔ ہمیں ہی رانی چنتانی کو اغوا کر لینا چاہیے۔"

راج کمار مایوسی کے انداز میں کہنے لگا:

"شاہی محل میں گھس کر رانی کو اغوا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مکار جوگی راجہ اس کی زبردست حفاظت کرتا ہوگا۔"

اب بھیوسانگ کو یاد آ گیا کہ رانی چنتانی جب درگا کے مندر آئی تھی تو اس کے ساتھ فوج کا پورا دستہ تھا۔ ویسے ماریا اس وقت بھی رانی کے جسم کو بھیوسانگ کے پاس لا سکتی تھی جب رانی سو رہی ہو۔ لیکن اب پتہ نہیں تھا کہ وہ ایسا کب کرتی ہے اور جیسا کہ ماریا نے کہا تھا اس میں خطرہ بھی ہے کہ اگر رانی کی آنکھ کھل جائے تو وہ اپنے سامنے جو بھی ہو اسے موت کے گھاٹ بھی اتار سکتی تھی۔

بھیوسانگ نے کہا:

"میں رانی کو اغوا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تم اسی جگہ بیٹھے رہو۔ میں یہ سارا کام خود ہی کر لوں گا۔"

راج کمار اور پنڈاری نے تعجب سے بھیوسانگ کی طرف دیکھا:

"میرے دوست! تم اکیلے یہ کام کیسے کر سکو گے؟"

بھیوسانگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں کوشش کروں گا۔
پنڈاری بولا: میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ میں آپ
کی حفاظت کروں گا۔ آپ ہمارے دوست ہیں۔
بھیوساگ مسکرایا: تمہارا شکریہ پنڈاری! لیکن تمہارے
جانے کی ضرورت نہیں ہے۔
جب دن نکل آیا تو بھیوساگ نے راج کمار سے کہا
تم اسی غار میں میرا انتظار کرنا۔ میں آج شاہی
محل میں کسی بھیس میں جاؤں گا اور رانی چنتانی
کو اٹھا کر یہاں لے آؤں گا۔
راج کمار اور پنڈاری کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ
یہ کام کر سکے گا۔ صرف ایک بات کی انہیں تسلی تھی
شاہی محل کے سپاہی بھیوساگ کو کوئی نقصان نہ
پہنچا سکیں گے۔ چنانچہ بھیوساگ منصوبے کے مطابق
سے رخصت ہو گیا۔ اس نے دل میں یہی فیصلہ کیا
رانی چنتانی کو اغوا کرنے کی ضرورت نہیں ہے،
جگہ اسے مکار جوگی راجہ گندھرب کو کسی طریقے سے اغوا
کوشش کرنی ہوگی۔ اگر اس کے پاس کوئی طلسم یا
تو اس کا مقابلہ کیا جائے گا۔ بھیوساگ کو
کہ ہو سکتا ہے اس طریقے سے رانی چنتا

جسم سے مایا کو بھی آزاد کرایا جا سکے۔
بھیوساگ جنگل میں واپس چلتا، اپنے درگا مندر والے
جھونپڑے میں آ گیا۔ وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔
کیوں کہ جوگی راجہ کو رات ہی کے وقت محل میں داخل
ہو کر اغوا کیا جا سکتا تھا۔ صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ
عین وقت پر جوگی راجہ گندھرب کوئی ایسا منتر نہ
پھونک دے جس سے بھیوساگ کو نقصان پہنچے۔ بھیوساگ
نے بے حد ہوشیاری سے کام لینے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔
جب رات ہو گئی تو بھیوساگ چپکے سے درگا مندر والے
جھونپڑے سے نکل کر شاہی محل کی طرف چلنے لگا۔ سڑکوں
پر اندھیرا تھا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ کچھ
دکانوں پر روشنی ہو رہی تھی۔ بھیوساگ آگے نکلتا چلا گیا۔
جب وہ شاہی محل کے نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ محل کی
ہر منزل میں روشنی ہو رہی تھی۔ محل کے بڑے گیٹ پر
پہرہ لگا تھا۔ کسی کو قریب آنے کی اجازت نہیں تھی۔
رات ہوتے ہی محل کا بڑا دروازہ بند کر کے پہرہ لگا دیا
جاتا تھا۔ بھیوساگ بڑے دروازے کی طرف جانے کی بجائے
محل کے پیچھے والی دیوار کے پاس آ گیا۔ یہاں آم کا ایک
گھنا درخت تھا جس کی شاخیں محل کے اندر فضا میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں جگی ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ اندھیرے میں درخت پر چڑھ گیا اور قمیض کو زور سے جھٹکا دیا اور شاہی باغ میں کود گیا۔ قمیض کو بغل دبا کر پہرے دار اور سپاہی اس طرف دوڑے۔ تھیوسانگ اس صورتِ حال کے لیے پہلے سے تیار تھا۔ اس نے اپنے جسم کو اپنی ہی خاص انگلی لگائی اور اس کا سائز بیس فٹ انگلی کے برابر ہو گیا۔ وہ گھاس میں چھپ کر سپاہیوں کو مشعل کی روشنی میں اپنی طرف آتے دیکھا۔

پہرے داروں نے مشعل کی روشنی میں درخت کے اوپر اور نیچے ادھر ادھر دیکھا۔ انہیں کوئی انسان نظر نہ آیا تو واپس چلے گئے۔ وہ یہی سمجھے کہ کسی بلی نے اوپر سے چھلانگ لگائی ہو گی۔ تھیوسانگ گھاس میں دبکا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب پہرے دار سپاہی چلے گئے تو وہ گھاس کے اندر ہی اندر محل کی طرف بڑھا۔ اس کی رفتار اگرچہ تیز تھی مگر چونکہ اس کا قد انسان کے انگوٹھے کے برابر تھا، اس لیے فاصلہ بہت کم طے ہو رہا تھا۔ تھیوسانگ کو اس حالت میں شاہی باغ کو طے کرتے تقریباً پندرہ بیس منٹ لگ گئے جب کہ اگر وہ اپنے عام قد میں ہوتا تو یہ فاصلہ بیس سیکنڈ میں طے کر لیتا۔ بہرحال وہ محل کے کونے والے برآمدے تک پہنچ گیا۔

اسے معلوم تھا کہ جوگی راجہ اس وقت اپنی خواب گاہ میں ہو گا۔ تھیوسانگ اندازے سے ایک زینہ چڑھ کر محل کی دوسری منزل میں آ گیا۔ یہاں اس نے دو پہرے داروں کو دیکھا جو نیزے ہاتھوں میں لیے راہ داری کے قالین پر چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ تھیوسانگ ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ کیوں کہ یہاں فانوس روشن تھا۔ اس نے غور سے دیکھا کہ ایک کمرے کے باہر دو عورتیں کھڑی پہرہ دے رہی تھیں۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہی جوگی راجہ گندھرب کی خواب گاہ ہے۔ لیکن وہ اگر وہاں تک جاتا ہے تو دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ شاہی خواب گاہ کے اندر کیسے جائے؟

تھیوسانگ کے لیے یہ بڑا مشکل سوال تھا۔ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ایک کنیز لکڑی کے دو پہیوں والی رنگین چوکی پر ریشمی دوشالے رکھے آتی نظر آئی۔ تھیوسانگ نے اندازہ لگایا کہ یہ کنیز ضرور شاہی خواب گاہ میں دوشالے لے کر جا رہی ہے۔ جب وہ قریب سے گذری تو تھیوسانگ نے چوکی پر رکھے دو شالوں میں چھلانگ لگا دی اور ان میں گھس کر چھپ گیا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ کنیز کو ذرا بھی احساس نہ ہوا۔ وہ شاہی خواب گاہ کے قریب گئی تو پہرے دار عورتوں نے دروازہ کھول دیا۔ کنیز رنگین چوکی لیے اندر داخل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ہ تھی ...ندر ایک چھوٹی سی راہ داری تھی جس کی دونوں
جانب ریشمی پردے لٹکے ہوئے تھے۔ کنیز نے یہاں کھڑے
ہو کر بڑے ادب سے کہا:

"مہاراج ادھیراج! کنیز دوشالہ لے کر حاضر ہے۔"

اندر سے جوگی راجہ کی آواز آئی:

"اندر آ جاؤ۔"

کنیز خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔ خواب گاہ میں کافوری
شمع جل رہی تھی۔ جس کی روشنی اتنی دھیمی تھی کہ تھیوساگ
کو پہلے تو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ کیوں کہ وہ راہ داری میں
سے آیا تھا جہاں فانوس کی تیز روشنی تھی۔ پھر اس نے
دیکھا کہ اطلس و کم خواب کے پردوں والی شاندار خواب گاہ
میں ایک بہت بڑا چاندی کا پلنگ بچھا تھا جس پر ایک
...ت رانی چنتانی (یعنی ماریا) سو رہی تھی اور ایک طرف
...ی جوگی راجہ پلنگ کی پشت سے لگے ریشمی تکیوں پر
...کھے آرام سے لیٹا تھا۔ کنیز نے دوشالے بڑی احتیاط
...کرنے والے تخت پر رکھ دیئے اور ادب سے کورنش
...واپس چلی گئی۔

...ی تک دوشالے میں گھسا اپنا ننھا سا سر
...ے کے پلنگ کو تک رہا تھا۔ جوگی راجہ

...ونے کی عطر دانی میں سے عطر نکال کر اپنی مونچھوں کو لگانا
...۔ رانی چنتانی اس کے قریب ہی پلنگ پر ریشمی چادر
...ے گہری نیند سو رہی تھی۔ جوگی راجہ نے بھی عطر لگانے
...بعد اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔
...وساگ نے اپنے ذہن میں منصوبہ بنانا شروع کر دیا کہ وہ
...ی راجہ کو یہاں سے کیسے نکال کر لے جائے گا۔ اس کے
...ایک ہی سکیم تھی کہ وہ جوگی راجہ کو انگلی لگا کر انگوٹھے
...ر دے گا اور پھر کسی نہ کسی طرح وہاں سے اغوا کر کے
...جائے گا۔ لیکن اسے سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ کہیں
...راجہ نے کوئی منتر پڑھ کر پھونک دیا تو تھیوساگ کو
...کے دینے نہ پڑ جائیں۔ مگر وہ دل میں فیصلہ کر کے آیا
...کہ خواہ کچھ بھی ہو وہ جوگی راجہ کو اغوا کر کے ضرور ساتھ
...جائے گا اور پھر اسے اپنا قیدی بنا کر اس وہ منتر
...م کرے گا جس کی مدد سے ماریا کو چنتانی رانی کے جسم
...نجات دلائی جا سکتی تھی۔ وہ جوگی راجہ کے گہری نیند
...چلنے کا انتظار کرنے لگا۔ دو ایک بار پہلو بدلنے کے
...جوگی راجہ بچھونے پر ساکت ہو گیا اور پھر خواب گاہ میں
...کے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز گونجنے لگی۔ تھیوساگ ...را
...لے کی چھت میں سے نیچے اتر آیا۔ اس نے اپنے آپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو انگلی سے چھوا اور پھر سے بڑے قد میں واپس آ گیا۔
پورے انسانی جسم میں آتے ہی تھیوسانگ کونے میں پڑے
کے پیچھے ہو گیا کہ کہیں جوگی راجہ اچانک جاگ کر اسے
دیکھ نہ لے۔

خواب گاہ میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ باہر سے
کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ تھیوسانگ کو ماریا کا خیال
آ گیا جو اس وقت رانی چنتانی کے جسم کے اندر قید
اور رانی ہی کے ارادے سے کام کرتی تھی۔ لیکن چونکہ
اب رانی سو گئی تھی اور سو جانے کی وجہ سے اس کا
ارادہ بھی سو گیا تھا اس لیے تھیوسانگ نے سوچا کہ
ماریا اپنی مرضی سے اس سے کوئی بات کر سکتی ہے
ماریا نے ابھی تک تھیوسانگ سے کوئی بات نہیں کی
تھیوسانگ کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ چنانچہ وہ جوگی
کے بستر کی طرف بڑھا تھا کہ اسے چھوٹا کر کے وہاں سے
کر لے جائے۔ جونہی وہ جوگی راجہ کے پلنگ کے پاس
اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ تب
اسے ماریا کی آواز آئی:

"تھیوسانگ! آگے مت آنا۔ جوگی راجہ کا طلسم تمہیں
نہیں چھوڑے گا۔"

تھیوسانگ نے سرگوشی میں کہا:

"ماریا! مجھے یقین تھا کہ تم ضرور مجھ سے بات کرو
گی۔ مجھے بتاؤ میں جوگی راجہ کو کیسے اغوا کروں؟"

ماریا بولی: "میں جانتی ہوں تم اسی مقصد کے لئے
یہاں آئے ہو مگر تھیوسانگ جب تک تم اسی
کمرے کے کونے میں میز پر رکھے نیلم کے مرغ کی
آنکھ میں جڑا ہوا یاقوت نہیں اتار کر پھینکو گے تم
جوگی راجہ کے طلسم سے محفوظ نہیں ہو سکو گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ماریا: میں جوگی راجہ کو اغوا کر کے اسے بے بس
کرنے کے بعد وہ منتر معلوم کرنا چاہتا ہوں جس کی
مدد سے میں تمہیں رانی چنتانی کے جسم کی قید میں
سے نکال سکوں۔"

ماریا نے کہا:

"یہ کام اتنا آسان نہیں ہے تھیوسانگ۔ جوگی بڑا
عیار ہے۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے ہو سکتا ہے بے بس
ہو جائے لیکن اس کے پاس ضرور کوئی دوسرا بھی
طلسم ہو گا۔ تمہیں اس سے ہوشیار رہنا ہو گا۔"

تھیوسانگ بولا: "جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں تمہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس شیطان کی قید میں نہیں دیکھ سکتا۔"

اس کے بعد تھیوسانگ دبے پاؤں کونے والی چھوٹی میز کے پاس گیا۔ اس میز پر تیلم کا تراشا ہوا ایک خوبصورت مرغ رکھا تھا جس کی آنکھوں میں یاقوت دمک رہا تھا۔ تھیوسانگ نے فوراً اس کی ایک آنکھ میں سے یاقوت کھرچ کر نیچے پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی مرغ غائب ہو گیا۔ یہ طلسمی مرغ تھا۔

ماریا نے سرگوشی میں کہا:

"اب جوگی راجہ کو قابو میں کرو۔ نہیں تو وہ ابھی جاگ پڑے گا۔"

تھیوسانگ تیزی سے جوگی راجہ کے سرہانے کی طرف آیا اور اپنی انگلی اس کی گردن کے ساتھ لگا دی۔ جوگی راجہ ایک دم سے اچھلا اور وہ چھوٹا ہونے کی بجائے بالشت بھر کا کالا سیاہ سانپ بن کر پھنکارنے لگا۔ تھیوسانگ نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سانپ نے اسے کاٹ لیا۔ لیکن چونکہ تھیوسانگ پر زہر کا اثر نہیں ہو سکتا تھا اس لیے اس نے کوئی پروا نہ کی اور سانپ کو گردن سے پکڑ لیا۔ سانپ نے اپنا جسم تھیوسانگ کی کلائی سے لپیٹ دیا اور زور لگانے لگا۔ لیکن تھیوسانگ کی مٹھی گرفت سے وہ نکل نہیں سکتا تھا۔

ماریا کی سرگوشی سنائی دی:

"تھیوسانگ! میں نے کہا تھا ناں کہ جوگی بڑا عیار ہے۔ اس کے پاس دوسرا جادو بھی ہو گا۔ اسے کسی چیز میں بند کر دو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"یہاں مجھے کوئی ایسی شے نظر نہیں آتی ماریا۔"

ماریا نے کہا:

"پلنگ کے پیچھے والی الماری میں ایک چھوٹی گول ڈبی پڑی ہے جس میں موتی ہیں یہ ڈبی خالی کر کے لے لو۔"

تھیوسانگ نے ایسا ہی کیا۔ ڈبی کے موتی باہر نکال کر اس نے جوگی راجہ سانپ کو اس میں بند کر کے ڈھکنا بند کر دیا اور بولا:

"ماریا! تمہیں جوگی راجہ کی قید ہونے سے کوئی اثر محسوس ہوا ہے؟"

ماریا نے کہا:

"مجھ پر ابھی تک اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتے تم اس کو نکال کر کے پوچھ کہ اس کے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجھے آزاد کر دینے والا منتر کون سا ہے؟"

تھیوسانگ آہستہ سے بولا:

"اس وقت کا اصلی راج کمار گھنے جنگل کی ایک غار میں رہتا ہے۔ میں اس کے پاس جا رہا ہوں مارید۔ اگر میں منتر معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا تو تمہیں وہیں بلوں گا۔"

مایا کہنے لگی:

"مجھے معلوم ہے کہ تم راج کمار کے پاس جنگل کی چٹانی غار میں ہو۔ خدا کرے کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکو اور مجھے اس قید سے نجات دے۔"

تھیوسانگ خاموشی سے خواب گاہ کے دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ ریشمی پردوں والی راہ داری میں آ گیا۔ آگے دروازہ بند تھا۔ تھیوسانگ نے اپنے سانس کو چھوڑا کیا اور دروازے کے ایک سوراخ میں سے باہر نکل کر برآمدے میں آ گیا۔ فانوس روشن تھا۔ اس روشنی میں اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ دونوں عورتیں شاہی خواب گاہ کے باہر پہرہ دے رہی تھیں۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اس طرح تو یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔ ان عورتوں کو کسی طرح سے ڈرانا چاہیے۔ چنانچہ یہ سوچ کر ایک دم سے دونوں عورتوں کے سامنے آ گیا اور

بولا:

"میں سامری جادوگر کا چیلا ہوں۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔"

دونوں عورتوں نے جو ایک انگوٹھے جتنے انسان کو اپنے سامنے قالین پر اچھلتے دیکھا تو دہشت کے مارے غش کھا کر دھڑام سے گر پڑیں اور پہرے پر کھڑے سپاہیوں نے عورتوں کو گرتے دیکھا تو ان کی طرف بھاگے۔ تھیوسانگ اتنی دیر میں دیوار کے ساتھ لگ گیا تھا۔ سپاہی دونوں عورتوں کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے کہ تھیوسانگ چپکے سے فرار ہو کر کونے والے گول زینے میں آ گیا جو نیچے جاتا تھا۔ نیچے شاہی باغ میں گہرا سناٹا چھایا تھا۔ اچانک اوپر سے سپاہی نے نیچے دربان کو آواز دی اور کہا کہ پہرے دار کنیزیں بیہوش ہو گئی ہیں۔ دربان چار سپاہیوں کو لے کر زینے کی طرف دوڑا۔ تھیوسانگ تیزی سے ایک طرف ہٹ کر گھاس میں چھپ گیا۔ جب سپاہی اوپر چلے گئے تو تھیوسانگ نے اپنے جسم کو پھر سے بڑا کیا اور دوڑتا ہوا باغ کی دیوار کے پاس آ کر اتنی زور سے اچھلا کہ دیوار کی منڈھیر پر آ گیا۔ یہاں سے اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی اور سوکھی خندق میں سے گزر کر اس ویران راستے پر آ گیا جو شہر کے باہر سے ہوتا ہوا جنگل کی طرف جاتا تھا۔ جوگی راج سانپ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKS[illegible]K

شکل میں ڈبی میں بند اس کی جیب میں موجود تھا۔
بھیوسانگ ساتوں رات واپس جنگل میں پہنچ گیا۔ راجکمار
اور اس کا غلام پنڈاری جاگ رہے تھے۔ انہوں نے بھیوسانگ
کو اکیلے آتے دیکھا تو پوچھ کچھ کی اس نے جوگی راجہ کو ساتھ
نہیں لیا؟ اس کے جواب میں بھیوسانگ نے جیب سے ڈبی
نکال کر دکھائی اور کہا:

"میں جوگی راجہ کو بے ہوش کرنے لگا تو وہ جادو
کے زور سے سانپ بن گیا۔ میں نے فوراً اسے
اس ڈبی میں قید کر لیا۔"

بھیوسانگ نے انہیں ڈبی ذرا سی کھول کر دکھائی۔ اس
کے اندر کالا سانپ پھنکار رہا تھا۔ راجکمار اور پنڈاری
ہنسنے لگے۔ انہیں یقین نہیں آیا کہ یہ جوگی راجہ ہے۔
پنڈاری بولا: "بھیوسانگ! اگر تم جوگی راجہ کو اغوا
نہیں کر سکے تھے تو تمہیں جھوٹ بولنے کی کیا
ضرورت تھی۔ خوامخواہ اس بے چارے سانپ کو
تکلیف دے کر لے آئے ہو۔"

راجکمار نے کہا: "ہاں بھیوسانگ بھائی! تمہیں یہ کھیل
کھیلنے کی ضرورت تھی۔"

بھیوسانگ نے کہا:

"یہ کوئی کھیل نہیں ہے اور نہ
میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ یہ سانپ نہیں بلکہ جوگی
راجہ ہے جس نے اپنی دیوہ پلٹ رکھی ہے۔ یہ
سب کچھ جوگی راجہ نے جادو کے زور سے کیا ہے۔"

راجکمار اور پنڈاری ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے۔ جیسے
کہہ رہے ہوں کہ یہ شخص کیسے سچے ثبوت بنانے کی کوشش
کر رہا ہے۔ لیکن بھیوسانگ کو اب انہیں یقین دلانے کی
ضرورت نہیں تھی۔ اسے تو معلوم تھا کہ جوگی راجہ اس کی
قید میں ہے۔ اب اسے صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ کہیں یہ
جوگی راجہ کوئی اور طلسم نہ کر دے۔ اس سے پہلے پہلے وہ
جوگی راجہ سے ماریا کو آزاد کرانے والا منتر پوچھ لینا چاہتا تھا
چنانچہ بھیوسانگ نے کہا:

"اچھا اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو میں تمہیں پھر سوں گا۔
مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے"

یہ کہہ کر بھیوسانگ غار میں سے باہر نکل گیا۔ وہ سیدھا جنگل
میں ایک ایسی جگہ پر آیا جہاں چٹان کے نیچے ایک چھوٹا سا
پہاڑی نالہ بہہ رہا تھا۔ بھیوسانگ یہاں نالے کے کنارے بیٹھ گیا
اگلے سانپ کی ڈبی باہر نکالی۔ اس نے آہستہ سے کھولا اور
سانپ کو گردن سے پکڑ اسے پانی میں دو تین غوطے دیئے۔ سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نڈھال ہو گیا۔ اب تھیوسانگ نے سانپ کی زبان میں اسے کہا
"جوگی! میں جانتا ہوں کہ تم اصلی راجہ نہیں ہو بلکہ ایک
مکار جوگی ہو اور دھوکے سے تخت پر قبضہ کئے ہوئے
ہو۔ مجھے تمہارے تخت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں
تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سا
منتر ہے جس کے پھونکنے سے ماریا کی رُوح چنتانی رانی
کے جسم سے آزاد ہو سکتی ہے؟"

جوگی سانپ پہلے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ شخص سانپ کی زبان جانتا تھا۔ پھر جب اسے یہ علم ہوا کہ یہ شخص اس کی رانی چنتانی کے جسم سے ماریا کی رُوح نکالنا چاہتا ہے تو وہ غصّے سے کانپنے لگا۔

○

جہاز کیسا تھا

جوگی سانپ نے غضب ناک ہو کر کہا،
"تم جو کوئی بھی ہو میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ مجھے جلدی سے آزاد کر دو نہیں تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

تھیوسانگ نے کہا:
"تم خود میری قید میں بے بس ہو۔ تم میرے خلاف کیا کارروائی کر سکتے ہو؟"

جوگی سانپ نے پھنکار مار کر سانپ کی آواز میں جواب دیا،
"تم مجھے زیادہ دیر تک اس قید میں نہیں رکھ سکتے کیوں کہ میرے گورو جادوگر کو میری حالت کا پتہ چل گیا ہے وہ میری مدد کو آتا ہو گا۔ وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ میں جانتا ہوں تمہارے پاس بھی کوئی طلسم ضرور ہے جس کی وجہ سے تم نے مجھے سانپ بنا دیا ہے۔ لیکن میرے گورو کے جادو کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] ہے
[illegible] کر دیتا ہے
[illegible] کر دیتا ہے

بھیوسانگ سمجھ گیا کہ جوگی راجہ کے جسم میں طلسم کی لہریں بھیج جنہوں نے اس کے چھونے سے اسے سانپ بنا دیا ہے۔ اس نے جوگی سانپ سے کہا:

میں تمہارے گورو کے آنے سے پہلے پہلے تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ اس لیے اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو مجھے وہ منتر بتا دو جس کے پڑھنے سے مادیا کی روح چنتانی کے جسم سے آزاد ہو جائے گی۔

جوگی سانپ بولا:

اگر میں نے تمہیں یہ منتر بتا دیا تو میری رانی مر جائے گی۔ وہ پھر سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائے گی اور یہ میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔

بھیوسانگ نے کہا:

تو کیا تمہیں یہ منظور ہے کہ تم خود ہلاک کر دیئے جاؤ؟

سانپ کی آواز آئی:

چوں تم مجھے اس وقت تک نہیں

مار دو گے جب تک میں تمہیں منتر نہ بتا دوں اور میں یہ منتر تمہیں کبھی نہیں بتلاؤں گا۔

بھیوسانگ نے سانپ کو بات میں ایک اور ہی سانپ سے دم ہو گیا۔ بھیوسانگ نے یک بار پھر سانپ سے کہا کہ وہ اپنی جان بچانے کے لیے منتر بتا دے۔ مگر جوگی سانپ نے ایک بار پھر انکار کر دیا۔ بھیوسانگ نے جوگی سانپ کو ڈبی میں بند کر دیا اور سوچنے لگا کہ یہ جوگی بڑا ضدی ہے۔ اسے خفیہ منتر نہیں بتائے گا اور اگر اتنی دیر میں اس کا جادوگر گورو یہاں پہنچ گیا تو نہ جانے وہ کیا نئی مصیبت برپا کر دے اور وہ کسی اور مشکل میں نہ پھنس جائے۔ پھر کیا کیا جائے؟

بھیوسانگ یہی سوچتا ہوا جنگل میں ہاتھی کے ساتھ چلتے چلتے ایک ندی گھاٹ کے کنارے پر آ کر رک گیا۔ اس کے چاروں طرف گہرا سناٹا اور تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اچانک اسے ایک پتھر کے پاس کچھ سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس نے جھک کر غور سے دیکھا تو اسے ایک سانپ نظر آیا جو اندھیرے میں اپنا پھن اٹھائے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بھیوسانگ نے اسے سانپ کی زبان میں پوچھا کہ وہ اس کی طرف کیوں بڑھ رہا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم مجھے ڈس بھی دو گے تو مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔"
کوبرا سانپ نے اپنا پھن جھکا دیا اور بولا:
"مجھے اس جنگل کے شیش ناگ نے بھیجا ہے ہمیں اپنی کھوہ میں ناگ دیوتا کی بُو آئی تھی۔ شیش ناگ نے مجھے یہ پتہ کرنے بھیجا ہے کہ جا کر دیکھوں کہ یہاں ناگ دیوتا تو نہیں آیا ہے۔ کیا تم ناگ دیوتا ہو؟ کیوں کہ تمہارے جسم سے بھی مجھے ناگ دیوتا کی بُو آ رہی ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں مگر اس کا بھائی ضرور ہوں چلو مجھے شیش ناگ کے پاس لے چلو مجھے اس سے ایک ضروری مشورہ کرنا ہے۔"
کوبرا سانپ نے ادب سے کہا:
"میرے ساتھ چلئے۔"
کوبرا سانپ تھیوسانگ کو پہاڑی جنگل کی ایک کھوہ میں لے گیا جہاں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ یہ روشنی شیش ناگ کے سر پر بنے ہوئے چھوٹے سے تاج میں سے ہو رہی تھی۔ شیش ناگ پتھر کی ایک چوکی پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ تھیوسانگ نے جا کر اپنا تعارف کرایا تو شیش ناگ نے آہستہ سے اپنی گردن ذرا سی جھکائی اور بولا:
"ناگ دیوتا کے دوست کو میرا سلام پہنچے میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
تھیوسانگ نے شیش ناگ کو مادیا کے بارے میں اور جوگی راجہ کے جادو کے بارے میں سب کچھ بتایا اور پھر ڈبی سامنے رکھ کر کہا:
"اس ڈبی میں جوگی راجہ سانپ کی شکل میں قید ہے وہ مجھے خفیہ منتر نہیں بتا رہا اور اس کا جادوگر گورو بھی مجھ سے بدلہ لینے اور اسے میری قید سے چھڑانے کے لئے آ رہا ہے۔"
شیش ناگ نے کہا:
"دنیا کے کسی سانپ میں اتنی طاقت اور اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ ناگ دیوتا کے بھائی یا اس کے دوست کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"لیکن یہ جوگی سانپ بہت بڑا جادوگر ہے اور اس کا گورو تو اس سے بھی زیادہ خطرناک جادوگر ہے۔"
شیش ناگ نے کہا:
"اس کا کوئی جادو یہاں نہیں چل سکے گا اگر اس کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گورو جادوگر ہے تو میں بھی شیش ناگ ہوں۔
ویسا کرو کہ ڈبی میرے سامنے زمین پر رکھ دو
بھیتوسانگ نے جوگی سانپ والی ڈبی شیش ناگ کے سامنے
زمین پر رکھ دی۔ شیش ناگ نے اپنا پھن پورا پھیلا دیا۔ پھر پھن
کو آہستہ آہستہ نیچے کرتا عین ڈبی کے اوپر لے آیا۔ اس
کے بعد شیش ناگ نے پھنکار ماری تو ڈبی زمین سے اوپر کو
اچھلی۔ اس کے اندر سے جوگی سانپ کے چیخنے کی آواز آئی۔
شیش ناگ نے دوسری پھونک ماری تو جوگی سانپ نے
چلا کر کہا:
مجھے معاف کر دو شیش ناگ۔ میں وہی کروں گا
جو تم کہو گے۔
شیش ناگ نے کہا:
وہ خفیہ منتر بتاؤ جو تم سے بھیتوسانگ پوچھ رہا تھا۔
جوگی سانپ بولا:
بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔
پھر جوگی سانپ نے وہ منتر بول دیا اور کہا کہ اگر یہ
پڑھ کر رانی چنتانی پر پھونک دیا جائے تو مایا
سے باہر نکل آئے گی۔ اور رانی چنتانی پھر سے پہلے
جیسی ہو جائے گی۔

بھیتوسانگ نے کہا:
شیش ناگ! ہو سکتا ہے جوگی سانپ جھوٹ بول رہا ہو۔
شیش ناگ بولا:
بھیتوسانگ! جب تک تم مایا کو آزاد نہیں کرا لیتے
جوگی سانپ میرے پاس اس غار ہی میں رہے گا۔
تم محل میں جاؤ اور مایا کو آزاد کرا کر یہاں ساتھ
لے آؤ۔
بھیتوسانگ کے لیے یہ بڑا سنہری موقع تھا۔ ابھی رات تھی۔
اور رانی چنتانی سو رہی ہو گی۔ وہ سوتے میں اس پر خفیہ
منتر پھونک سکتا تھا۔ بھیتوسانگ جلدی سے غار میں سے
باہر نکل گیا اور جتنی تیز چل سکتا تھا محل کی طرف چلنے لگا
راستے میں راج کمار کا غار بھی آیا مگر اس نے اسے بتانا ضروری
نہ سمجھا اور محل کی طرف چلتا رہا۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔
بھیتوسانگ شاہی محل کے باغ والی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں
سے اس نے پہلے کی طرح دیوار پار کی اور شاہی محل کی خوابگاہ
کی طرف رینگنے لگا۔ اچانک اس کی نظر رانی چنتانی پر پڑی
وہ جلدی سے درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ رانی چنتانی اپنی دو
کنیزوں کے ساتھ پھولوں کی مالا ہاتھ میں پکڑے مندر میں بیٹھی
دیوی کی پوجا کرنے جا رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.P

یہ مندر شاہی باغ کی ایک طرف بنا ہوا تھا۔ تھیوسانگ چھپ کر رانی کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ ابھی پوری طرح سے صبح نہیں ہوئی تھی اور باغ میں ہلکا ہلکا اندھیرا پھیلا ہوا تھا رانی اور کنیزیں چھوٹے سے مندر کے اندر چلی گئیں۔ تھیوسانگ بھی اندھیرے میں رینگتا ہوا مندر کی دیوار کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ خفیہ منتر رانی کے چہرے پر پھونکا جانا تھا۔ اس لیے ضروری تھا کہ رانی تھیوسانگ کے سامنے ہو۔ تھیوسانگ باہر کھڑا رانی کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد رانی باہر آئی۔ وہ آگے آگے چل رہی تھی۔ دونوں کنیزیں اس کے پیچھے تھیں۔ جونہی رانی چنتانی تھیوسانگ کے قریب سے گذری تھیوسانگ اچھل کر رانی کے سامنے آ گیا اور بولا:

"رانی جی! میری مدد کریں۔ میں غریب ہوں جاگیردار نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔"

رانی چنتانی اس خیال سے رک گئی کہ یہ کوئی غریب کسان ہے اور مدد کے لئے آیا ہے۔

رانی نے پوچھا:

"تم کہاں رہتے ہو؟"

تھیوسانگ نے اس دوران تین بار خفیہ منتر پڑھا اور زور رانی چنتانی کے منہ پر پھونک مار دی۔ پھونک کے لگتے ہی رانی چنتانی کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑی۔ کنیزوں نے یہ حال دیکھا تو شور مچاتی وہاں سے بھاگ گئیں۔ تھیوسانگ نے ماریا کو آواز دی۔ اب اسے ماریا کی خوشبو آنے لگی تھی۔

ماریا نے خوش ہو کر کہا:

"تھیوسانگ! میں تمہارے پاس ہوں۔ خدا کا شکر ہے میں اس منحوس طلسم سے آزاد ہو گئی۔"

رانی چنتانی زمین پر گرنے کے ساتھ ہی ہڈیوں کے ڈھانچے میں تبدیل ہو گئی۔

تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"یہاں سے جتنی جلدی ہو نکل چلو۔ میرے ساتھ رہنا۔ میں جنگل کی طرف جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے جنگل کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ ماریا اس کے سر کے اوپر ہوا میں اڑتی جا رہی تھی۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا بھی کہ وہ چھوٹا بن جائے اور وہ اسے اٹھا لے گی مگر تھیوسانگ نے کہا کہ اس کے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ تھیوسانگ کو ویسے بھی تھکان نہیں ہوتی تھی نہ اسے سانس بھی نہیں چڑھتا تھا اس لیے اسے دوڑنا اچھا لگتا تھا۔ دونوں بہت جلد جنگل میں پہنچ گئے۔ پھر وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.

[illegible] آ گئی جس کے پاس ہی شیش ناگ کو [illegible] تھا تھیوسانگ
[illegible] کر شیش ناگ نے پوچھا کہ کیا وہ ماریا کو آزاد کرانے
میں کامیاب ہو گیا؟
تھیوسانگ نے کہا:
"ماریا میرے ساتھ ہے شیش ناگ"
شیش ناگ نے ماریا کو آواز دی۔ ماریا نے بھی سانپ
کی ٹوٹی پھوٹی زبان میں کہا:
"میں تھیوسانگ کے ساتھ ہوں"
شیش ناگ نے تھیوسانگ سے کہا:
"[illegible] سانپ کا جادوگر گورو ابھی تک [illegible]
ہو سکتا ہے وہ آ جائے [illegible] لیے [illegible]
تم اس جوگی سانپ کو میرے پاس [illegible]
[illegible] کے جادوگر گورو [illegible] سکے گا
[illegible] اور ماریا نے شیش ناگ [illegible]
[illegible] میں سے نکل کر اس غار کی طرف [illegible]
[illegible] راج کمار اپنے غلام پنڈاری کے ساتھ [illegible]
[illegible] داخل ہوا تو راج کمار اور پنڈاری جاگ رہے تھے
[illegible] تھا اور راج کمار ندی سے [illegible] دھو کر
[illegible] غلام پنڈاری اس کے پاس [illegible] ادب سے

[illegible] تھیوسانگ کو دیکھ کر [illegible]
لہجے میں کہا:
"کیوں بھائی تھیوسانگ! راجہ کو کہاں چھوڑ آئے؟"
تھیوسانگ کو بڑا غصہ آیا کہ وہ اس کا مذاق اڑانے کی
کوشش کر رہا تھا۔ مگر وہ غصے کو پی گیا اور بولا:
"تمہارا راجہ اب اس دنیا میں نہیں ہے اور تم محل
میں جا کر تخت پر قبضہ کر سکتے ہو۔ کیونکہ راجہ کی
رانی بھی دوسری دنیا کو جا چکی ہے۔"
راج کمار نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پنڈاری کی طرف
دیکھا۔ پنڈاری نے کہا:
"مہاراج! اس بے چارے کا جنگل میں آ کر دماغ چل
گیا ہے۔ اس کی بات کا برا نہ مانیں۔"
راج کمار نے تھیوسانگ سے کہا:
"میرے بھائی! آؤ کچھ کھا پی لو۔ اس طرح سے تمہاری
طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔"
ماریا نے آہستہ سے تھیوسانگ سے پوچھا کہ یہ کس قسم
کی باتیں کر رہے ہیں اگر تم کہو تو میں ابھی ان کی طبیعت
ٹھیک کر دوں؟
تھیوسانگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ماریا"
راج کمار نے چونک کر پوچھا:
"یہ تم کس ماریا سے باتیں کر رہے ہو؟"
غلام پنڈاری نے راج کمار کی طرف دیکھ کر کہا:
"مہاراج! بے چارے تھیوسانگ کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ اس کے دماغ پر جنگل کی آب و ہوا کا اثر ہو گیا ہے۔ اسے معاف کر دیں۔"
اب تو تھیوسانگ سے نہ رہا گیا۔ اس نے ماریا سے کہا:
"ماریا! ان کو بتا دو کہ میرا دماغ نہیں چل گیا۔ اب ان کے مزاج ذرا ٹھیک کر دو۔"
ماریا بڑے آرام سے آگے بڑھی اور سب سے پہلے اس نے غلام پنڈاری کو اپنا نشانہ بنایا اور اس زور سے مکا سی چپت لگا کر اسے پیچھے کو گرا دیا۔ پنڈارنی تو چیخ گئی کہ اسے کس نے طمانچہ مارا ہے۔
راج کمار بھی حیران سا ہو کر بولا:
"پنڈاری تم کو کس نے گرا دیا؟"
اب ماریا راج کمار کی طرف بڑھی اور اس کو بھی کر ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔ راج کمار کا دماغ ہل گیا نکل آئیں۔ ہاتھ باندھ کر بولا:

"دیوی! مجھے معاف کر دے۔ مجھے معاف کر دے مجھ سے غلطی ہو گئی۔ تھیوسانگ! دیوی سے کہو مجھے معاف کر دے۔"
تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:
"ماریا! راجکمار کو معاف کر دے۔"
ماریا نے راج کمار کی گردن چھوڑ دی۔ راج کمار اپنی گردن کو سہلا رہا تھا۔ اس کا رنگ اڑ گیا تھا۔ پنڈاری بھی دہشت زدہ تھا۔ تھیوسانگ نے کہا:
"اب تم دونوں کو یقین آ گیا ہو گا کہ میرا دماغ بالکل اپنی جگہ پر ہے اور امید ہے کہ تم لوگوں کا بھی دماغ ٹھیک ہو گیا ہو گا۔"
راج کمار اور پنڈاری نے ہاتھ جوڑ دیئے اور اپنے سر جھکا کر بولے:
"مہاراج! آپ مہان ہیں۔ آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپ اوتار ہیں۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"راج کمار۔ میں اب بھی تمہارا وہی دوست ہوں۔ جس کو تم دیوی سمجھ رہے ہو وہ میری دوست ماریا ہے۔ مگر وہ تمہاری نظروں سے غائب ہے۔ اب

COURTESY WWW.PDFBOOKS

میں تمہیں ایک بار پھر خوشخبری دیتا ہوں کہ
مکار اور غدار راجہ کو ایک ایسی جگہ قید میں
ڈال دیا گیا ہے جہاں سے وہ ساری زندگی باہر
نہیں نکل سکے گا۔ رانی بھی اپنے انجام کو پہنچ چکی
ہے۔ جاؤ شاہی محل میں تخت تمہارا انتظار کر
رہا ہے۔"

راج کمار خوش ہو گیا۔ اسے یقین تھا کہ بھیوسانگ جھوٹ
نہیں کہہ رہا۔ اس نے کہا:

"بھیوسانگ! میں تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔
مگر میری خواہش ہے کہ تم اور ماریا میرے ساتھ چلو
کیونکہ ہو سکتا ہے مہامنتری اور سپہ سالار اور میری
مخالفت کریں اور مجھے نقصان پہنچائیں۔ وہ جو کچھ
راجہ کے خوشامدی تھے اور مجھے پھر سے راجہ بنتے
دیکھنا گوارا نہیں کریں گے۔"

بھیوسانگ نے کہا:

"ہم تمہارے ساتھ چلیں گے۔"

اسی وقت یہ سب لوگ شہر کی طرف چل پڑے۔ راجکمار
شاہی محل میں داخل ہوا تو درباری اور محل کے لوگ اسے
دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ یہ لوگ راجکمار کے دوست تھے

اور اسے پسند کرتے تھے لیکن سپہ سالار اور منتری جیل گئے۔
جب انہیں پتہ چلا کہ راج کمار نے رانی اور راجہ کو مار ڈالا
ہے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ راج کمار کو بھی زندہ نہیں رہنے
دیا جائے گا۔ بھیوسانگ اور ماریا ہوشیار تھے۔

بھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"تم سپہ سالار کی خبر لو۔ میں منتری کو سنبھالتا ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"ایسا ہی ہوگا۔"

اس رات سپہ سالار نے راج کمار کو موت کے گھاٹ اتارنے
کے لئے ایک غلام کو خنجر دے کر راج کمار کی خواب گاہ کی
طرف بھیج دیا۔ ماریا راجکمار کے کمرے سے نکل ہی رہی تھی
کہ اس نے ایک انسانی سائے کو راجکمار کی خواب گاہ کی
طرف بڑھتے دیکھا۔ ماریا لپک کر اس کے پاس آ گئی۔ یہ غلام
پوری قوت سے اپنے سر پر خنجر چھپائے دبے پاؤں خواب گاہ
کی طرف جا رہا تھا۔ ماریا نے آہستہ سے اس کے ہاتھ پر
ہاتھ مارا اور پوچھا:

"کہاں جا رہے ہو؟"

غلام تو گھبرا گیا۔ اس نے پیچھے دیکھا۔ پیچھے کوئی نہیں تھا۔
وہ ڈر گیا کہ ضرور یہ کوئی جن بھوت ہے۔ چڑیل ہے۔ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے غلام کی گردن پر زور سے ہاتھ مارا۔ وہ پیچھے گر پڑا۔
ماریا نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر دبایا تو غلام کی چیخ نکل
گئی۔ چیخ کی آواز سن کر سپاہی جو پہرے پر تھے اس طرف
آ گئے۔

ماریا نے بلند آواز میں کہا:

"میں دیوی درگا ہوں۔ یہ آدمی راج کمار کو ہلاک کرنے
آیا تھا۔ اسے سپہ سالار نے بھیجا ہو گا۔ اس کو پکڑ
کر قید میں ڈال دو اور خبردار اگر کسی نے راجکمار
کی طرف بُری نظر سے دیکھا تو میں اس کو زندہ
نہ چھوڑوں گی۔"

سارے کے سارے سپاہی اور پہرے دار سجدے میں گر
گئے اور بولے:

"دیوی درگا کی جے ہو، ہم راج کمار کے وفادار ہیں۔"

غلام کو فوراً زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ ماریا بھاگ کر پہلوان
کے محل میں آ گئی۔ وہ بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ ماریا نے
جاتے ہی پوچھا:

"تم کس لیے بے چین ہو؟"

سپہ سالار نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ یہ آواز کہاں
آئی ہے؟ وہ حیران تھا۔

ماریا نے کہا:

"تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔ میں درگا دیوی ہوں
اور تمہیں یہ بتانے آئی ہوں کہ تمہارے بھیجے ہوئے
غلام کو سپاہیوں نے پکڑ کر زندان میں ڈال دیا ہے۔
کل اس کی گردن اڑا دی جائے گی اور اگر تم نے
راج کمار کے خلاف اب کوئی سازش کی تو میں خود
آ کر تمہاری گردن اڑا دوں گی۔ بولو۔ کیا تم راج کمار
کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی جرأت کرو گے؟"

سپہ سالار فوراً سجدے میں گر پڑا اور ہاتھ باندھ کر بولا:

"دیوی درگا! مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے معاف کر
دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ راج کمار کا وفادار
ہوں گا۔"

ماریا بولی: "اگر تم اپنے اس وعدے سے ذرا بھی
ہٹے تو میں وہیں آ کر تمہاری گردن اتار دوں گی۔"

سپہ سالار نے بندھے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور بولا:

"درگا دیوی کلیانی! میری اتنی جرأت کہاں کہ تمہارے
حکم کے آگے سر اٹھاؤں۔ آج سے راجکمار میرا بیٹا
ہے اور وہی راج کرے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...اس جگہ کو یاد رکھنا۔

یہ کہہ کر ماریا محل سے نکل گئی۔ دوسری طرف ضیو سانگ نے بھی منتری کو ایسا سبق سکھایا کہ وہ بھی گڑگڑا کر ضیو سانگ سے معافی مانگنے لگا۔ اور اس نے بھی وعدہ کیا کہ وہ راجکمار کا وفادار بن کر رہے گا۔

راج کمار کی تاج پوشی بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ ضیو سانگ اور ماریا نے بھی اس جشن میں حصہ لیا۔ تین دن تک جشن کی رونق لگی رہی۔ چوتھے روز ضیو سانگ نے راج کمار سے اجازت لی اور ماریا کو لے کر لنکش دیپ کی بندرگاہ پر آ گئی۔ انہیں ناگ اور عنبر کیٹی کا بھی فکر تھا۔ ابھی تک ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ بندرگاہ پر جا کر انہوں نے یہ پتہ کیا کہ کون سا ملک سری لنکا کو کون سا جہاز جائے گا۔ کیونکہ ماریا کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے ناگ اور عنبر کیٹی ابھی تک سری لنکا میں ہی ہوں۔ ماریا چاہتی تھی کہ وہ ضیو سانگ کو اٹھا کر لے جائے مگر ضیو سانگ بولا:

"ہمیں سمندر میں دوسرے مسافروں کے ساتھ سفر کرنا چاہیے ہو سکتا ہے ان مسافروں سے ہی ہمیں عنبر ناگ کیٹی کا کچھ سراغ مل جائے۔"

چنانچہ ایک دن ضیو سانگ اور ماریا بادبانی جہاز پر سوار ہو کر سری لنکا کی طرف روانہ ہو گئے۔ سری لنکا وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ وہ دن کو چلے تھے اور جہاز کو شام سے پہلے پہلے سری لنکا پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ لیکن لنکش دیپ سے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد ہی سمندر میں زبردست طوفان آ گیا۔ یہ اس قدر خوفناک طوفان تھا کہ جہاز سمندر میں چکر کھانے لگا۔ آسمان کالی سیاہ گھٹاؤں میں چھپ گیا۔ ہر طرف گھپ اندھیرا چھا گیا۔ ہوائیں اتنی تیز تھیں کہ جہاز ایک تنکے کی طرح سمندر میں بھٹکنے لگا۔ جہاز کے مسافروں میں کہرام مچ گیا تھا۔ لوگ دیواروں دروازوں اور بانس کے ڈنڈوں سے چپکے ہوئے تھے۔ ضیو سانگ بھی ایک مستول کے ڈنڈے کی رسی کو پکڑے بیٹھا تھا۔ ماریا یہ دیکھنے کے لیے بادلوں میں اوپر اٹھ گئی تھی کہ طوفان کتنا شدید ہے اور آسمان پر بادل کہاں تک چھائے ہوئے ہیں۔ مگر آندھی اتنی شدید اور طوفانی تھی اور گھٹاؤں کی وجہ سے اس قدر گہرا اندھیرا چھا گیا تھا کہ ماریا کو بھی کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ ماریا بھی پریشان سی ہو گئی اور وہ بادلوں کے اوپر تک پہنچ گئی مگر بادل اوپر تک چلے گئے تھے۔ طوفانی ہواؤں کے تھپیڑے ماریا کو ادھر ادھر اڑانے لگے تو ماریا فوراً بادلوں میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گذر کر نیچے آنے لگی۔ بادل گہرے اور سیاہ تھے اور بارش سے بھرے ہوئے تھے۔ ماریا ان میں سے گذرتی نیچے اترتی جا رہی تھی مگر بادل ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ ماریا جیسے بادلوں میں گرتی چلی جا رہی تھی۔ گرتے گرتے اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ وہ اپنے جسم کو محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے ایک بار ڈرتے ڈرتے اپنے بازو پر ہاتھ پھیرا تو وہ کانپ کر رہ گئی۔ اس کا بازو غائب نہیں تھا۔ مگر بادلوں میں اس قدر گہرا اندھیرا تھا کہ ماریا کو اپنا جسم نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر ایک دم سے بادل ختم ہو گئے اور فضا دھندلی دھندلی سی نظر آنے لگی اور ماریا دھڑام سے سمندر میں گر پڑی۔ سمندر میں گرتے ہی ماریا نے اپنے اندر جو پہلی تبدیلی محسوس کی وہ یہ تھی کہ اس کا جسم غائب نہیں تھا وہ ظاہر ہو گئی تھی۔ اس پر ماریا کو زیادہ حیرانی نہ ہوئی۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی وہ کسی نہ کسی وجہ سے ظاہر ہوتی رہی تھی۔ ہو سکتا ہے اس بار بھی اس کے جسم کی شعاعوں پر بادلوں میں گردش کرتے رہنے والے مختلف کیمیکلز کا اثر ہو گیا ہو۔ زیادہ پریشان اسے اس بات کی تھی کہ کہیں اس کی ہمیشہ زندہ رہنے کی صلاحیت تو ختم نہیں ہو گئی۔ اس کا تجربہ اس نے وہاں کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ماریا نے سمندر کے اندر ہی سمندر کا پانی اپنے پھیپھڑوں میں کھینچ لیا کہ اگر اس کا جسم عام انسانوں کی طرح ہو گا تو اسے بے چینی محسوس ہو گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ بلکہ جو پانی اس نے منہ کے ذریعے اپنے اندر کھینچا تھا وہ فوراً ہی ناک کے ذریعے باہر آ گیا۔ ماریا کو محسوس ہوا کہ سمندر کے اندر پانی میں رہنے سے بھی اسے ہلکی ہلکی آکسیجن مل رہی ہے۔ یہ آکسیجن پانی میں کافی مقدار میں ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے بعض مچھلیاں اور پودے سمندر کے اندر نشوونما حاصل کرتے ہیں۔ مچھلیوں کے پھیپھڑوں میں قدرت نے ایسی صلاحیت رکھی ہوتی ہے کہ وہ پانی میں سے آکسیجن الگ کر کے مچھلی کو سپلائی کرتے ہیں جب کہ انسان ایسا نہیں کر سکتا۔ لیکن ماریا پر یہ راز کھلا کہ وہ ایسا کر سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی زندہ رہنے کی طاقت اپنی جگہ پر قائم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کا جسم ظاہر ہو گیا تھا لیکن ظاہر ہونے کے بعد ایک عورت کی طرح نازک بھی تھا۔

ماریا نے سمندر سے باہر سر نکال کر چاروں طرف دیکھا اسے وہ جہاز کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا جس میں وہ تیمور کے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ اسے بے حد دکھ ہوا کہ تیمور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ملنے کے کچھ دیر بعد ہی وہ اس سے بچھڑ گئی۔ لیکن اس نے صبر شکر کر لیا کیوں کہ ملنا بچھڑنا تو زندگی میں ہوتا ہی رہتا تھا۔ ماریا نے اب سمندر میں تیرنا شروع کر دیا۔ طوفان جا چکا تھا۔ سمندر کی موجیں عام طرح سے بہنے لگی تھیں۔ مگر آسمان پر ابھی تک بادل چھائے تھے۔ یہ بادل اتنے سیاہ نہیں تھے کہ ساری فضا میں اندھیرا چھا جاتا۔

ماریا کو سمندر کی موجیں ایک ہی جگہ اوپر نیچے کر رہی تھیں۔ کیوں کہ سمندر کے وسط میں موجیں اسی طرح حرکت کرتی ہیں۔ صرف کنارے سے کوئی سو پچاس میل قریب آ کر سمندری موجیں ساحل کی طرف کھینچنا شروع ہوتی ہیں۔ موجوں کی ہلچل سے ماریا نے اندازہ لگا لیا کہ وہ سمندر کے درمیان میں ہے اور کنارہ وہاں سے کافی دور ہے۔ ماریا نے تیرنا شروع کر دیا۔

تیرتے تیرتے دن کافی گذر گیا۔ اچانک ماریا کی نظر دور ایک جہاز کے بادبانوں پر پڑی۔ یہ جہاز سمندر میں مغرب کی طرف سفر کر رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد اسے ماریا کے قریب سے ہو کر گذرنا تھا۔ ماریا ایک خاص زاویے سے تیرنے لگی کہ جب یہ جہاز اس کے نزدیک سے گذرے تو وہ جہاز کے مسافروں کو اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ جہاز کی رفتار اتنی زیادہ نہیں ہوا کرتی تھی ہوا تیز ہوتی تو جہاز کی رفتار بھی تیز ہو جاتی تھی۔ مگر اس وقت ہوا زیادہ تیزی سے نہیں چل رہی تھی۔ چنانچہ جہاز جب ماریا سے کچھ فاصلے پر سے گذرا تو شام ہو چکی تھی سمندر میں ہلکا ہلکا اندھیرا اتر آیا تھا اور جہاز کے مستول پر تیل کی لالٹین روشن ہو گئی تھی۔ ماریا نے زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں۔ جہاز کے عرشے یعنی ڈیک پر دو آدمی کھڑے سمندر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے جو کسی عورت کی آواز سنی تو غور سے اندھیرے میں نظریں دوڑائیں انہیں سمندر میں ایک جگہ انسان حرکت کرتا اور ہاتھ ہلاتا دکھائی دیا۔ انہوں نے کپتان کو جا کر خبر کی۔

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ جہاز کیسا تھا۔ آج سے سات سو برس پہلے جنوبی امریکہ کے ایک ملک برازیل میں پرتگال اور یورپ کے دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے لوگوں نے زمینوں پر گنے کی کاشتکاری شروع کی تھی اور گنے کی فصل سے بے پناہ دولت کما رہے تھے۔ انہیں گنے کے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے مزدوروں کی ضرورت تھی۔ اس زمانے میں غلاموں کی خرید و فروخت کا عام رواج تھا۔ چنانچہ برازیل کے امیر زمینداروں نے بحری ڈاکوؤں سے رابطہ قائم کیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماہر [illegible] یہ تجویز پیش کی کہ اگر وہ افریقہ سے حبشی غلام خرید کر لے آئیں تو انہیں ایک غلام کے عوض سونے کا ایک ٹکڑا دیا جائے گا۔ پھر ڈاکوؤں نے یہ کیا کہ مغربی افریقہ کی کسی بندرگاہ کے ساتھ ساتھ جنگل کی بستیوں میں گھس کر حبشی مردوں اور عورتوں کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ کر جہاز پر لاتے اور پھر برازیل کی بندرگاہ ایکری پر انہیں برازیلی زمینداروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے۔ ان حبشی غلاموں کو گنے کے کھیتوں میں کام پر لگا دیا جاتا اور حبشی عورتوں کو گھروں میں نوکرانیاں بنا دیا جاتا۔ یہ زیادہ تر مسلمان ہوتے تھے۔ برازیل کے جاگیردار ان پر بے پناہ ظلم کرتے۔ رات کو انہیں زنجیروں میں باندھ کر جانوروں کے ساتھ کوٹھوں میں رکھا جاتا۔ انہیں کھانے کے لئے دن میں صرف ایک بار گندا مندا شوربہ اور سوکھی روٹی دی جاتی۔ ان میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اسے مرنے کے لئے کھیتوں میں یا کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا جاتا اور اس کی جگہ دوسرا غلام لا کر کام پر لگا دیا جاتا۔

جس جہاز کو ماریا نے دور سے دیکھ کر آواز دی تھی جہاز میں بھی افریقہ کے حبشی غلاموں اور عورتوں کو اغوا کر کے برازیل لے جایا جا رہا تھا۔ جہاز کے عرشے پر اس [illegible] کا ظالم کپتان اپنے سپاہیوں کے ساتھ موجود تھا۔ کپتان نے حکم دیا کہ سمندر میں جو شخص ڈوب رہا ہے اسے بچا کر جہاز پر لایا جائے۔ کپتان اسے کوئی مرد سمجھا تھا مگر جب اس نے دیکھا کہ یہ ایک خوبصورت نوجوان عورت ہے جس کا نہ صرف رنگ گورا چٹا ہے بلکہ بال بھی سنہری ہیں اور آنکھیں بھی نیلی ہیں تو خوشی سے اس کی باچھیں کھل گئیں۔ وہ اس عورت یعنی ماریا کو کسی امیر جاگیردار کے پاس بیچ کر سونے کے کم از کم ایک سو سکے حاصل کر سکتا تھا۔ اس نے ماریا کے ساتھ بڑا خوش اخلاقی کا سلوک کیا۔ اسے نئے کپڑے پہننے کو دیئے۔ گرم گرم شوربہ پلایا اور پھر اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور سمندر میں کیسے گر پڑی؟ ماریا نے یونانی کہہ دیا کہ وہ ایک جہاز میں سفر کر رہی تھی جو طوفان میں ڈوب گیا اور اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی۔ ماریا کو اگرچہ جہاز کے کپتان نے اچھی طرح رکھا تھا مگر وہ دیکھ رہی تھی کہ جہاز کے کیبنوں اور نیچے کے حصے میں سیاہ فام حبشی مرد اور عورتیں جانوروں کی طرح زنجیروں سے بندھے ہوئے ہیں۔ ماریا خاموش رہی مگر چوکنی ہو گئی۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKS

پُراسرار چاپ

بادبانی جہاز کھلے سمندر میں سفر کر رہا تھا۔
اسے سمندر میں سفر کرتے گیارہ دن گذر گئے تھے مگر
ابھی تک زمین نظر نہ آئی تھی۔ کیپٹن ماریا کی بڑی دیکھ بھال
کرتا تھا۔ اسے ایک کیبن میں رکھا گیا تھا اور ایک حبشی نوکرانی
اس کی خدمت پر لگا دی تھی۔ کیپٹن چاہتا تھا کہ ماریا کی
صحت اچھی رہے تاکہ اسے اس کی زیادہ قیمت مل سکے
حبشی نوکرانی پہلے تو ماریا سے کوئی بات ہی نہیں کرتی
اس کے لیے کھانے کا سامان لے کر آتی اور چلی جاتی۔ ماریا
اسے بلاتی تو وہ سہمی ہوئی نظروں سے ادھر اُدھر تکتی اور جلدی
واپس چلی جاتی۔
ایک روز ماریا نے اسے زبردستی اپنے پاس بٹھا لیا
اور انگور کھانے کو دیئے۔ حبشی عورت بہت
معلوم ہوتا تھا کہ اسے بہت کم کھانے کو دیا
نے ماریا کے مجبور کرنے پر تھوڑا سا پھل

کھایا اور پھر بھاگ گئی۔ دوسرے روز بھی ماریا نے اسے
پھل کھانے کو دیا۔ تین چار روز گذرنے کے بعد حبشی عورت
ماریا سے تھوڑی بہت بات کرنے لگی۔ اس نے آنکھوں میں
آنسو بھر کر بتایا کہ اس کا نام یوشی ہے اور اسے اس کے
خاوند حارث کے ساتھ گاؤں سے پکڑ کر برازیل لے جایا
جا رہا ہے جہاں ان دونوں کو بیچ دیا جائے گا۔ اب ماریا
پر یہ بھید کھلا کہ یہ بردہ فروشوں کا جہاز ہے اور اس پر
افریقہ کے ساحلی علاقوں سے پکڑے ہوئے حبشی مرد عورتوں
کو لاد کر برازیل فروخت کرنے کے لیے جایا جا رہا ہے۔
ماریا نے یوشی سے پوچھا کہ اس کے خاوند کا نام مسلمانوں
ایسا ہے۔ کیا وہ مسلمان ہے؟
یوشی نے کہا:
"ہاں ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں۔ میں بھی مسلمان
ہوں اور میرا خاوند بھی مسلمان ہے۔ لیکن یہ لوگ
ہمیں نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔ مجھے کپتان نے
اپنی خدمت کے لیے رکھ لیا ہے۔ اس واسطے تھوڑا
بہت بچا ہوا کھانے کو مل جاتا ہے مگر میرا خاوند
دوسرے مسلمان غلاموں کے ساتھ نیچے ایک ہال کمرے
میں زنجیروں میں جکڑا پڑا ہے۔ اسے کھانے کو دن

COURTESY WWW

ہیں سوائے شوریے اور ہاتھی دانت کے اور کچھ نہیں
ملتا۔"

ماریا کو یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ ان امن پسند
مسلمان حبشیوں پر اس قدر ظلم کیا جا رہا ہے اور انہیں
ڈھور ڈنگروں کی طرح پکڑ کر دوسرے ملک فروخت
کرنے کے لیے لے جایا جا رہا ہے۔ مگر اس کے
پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ ان لوگوں کی
زیادہ مدد کر سکتی پھر بھی اس نے فیصلہ کر لیا کہ
ان کی جتنی مدد ہو سکی وہ ضرور کرے گی۔

یوسف نے ماریا سے کہا:

"تم بھی ان کی غلام ہو۔ کنیز ہو۔ تمہارے ساتھ اس لیے
اچھا سلوک کیا جا رہا ہے تاکہ جس وقت تمہیں
فروخت کیا جائے تو تمہاری صحت اچھی ہو اور تمہارے
زیادہ دام مل سکیں۔"

ماریا کا دل جیسے بیٹھ گیا۔ اب اس پر یہ راز کھلا کہ
کی اتنی خدمت کیوں کی جا رہی تھی۔ وہ غائب بھی نہیں
سکتی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ مر نہیں سکتی تھی مگر مصیبت
پھنس سکتی تھی۔ اسے ناگ عنبر کیتی اور تھیوساگ
کھینچ لیتا۔ ان میں سے اگر کوئی بھی اس وقت اس

کے پاس ہوتا تو اس کو مصیبت سے نجات دلا سکتا تھا۔ مگر
وہ اکیلی تھی۔

جہاز بیس روز تک بحر اوقیانوس کے طوفانی پانیوں میں
سفر کرنے کے بعد برازیل کے مشرقی ساحل کی بندرگاہ لیگری
پہنچ گیا۔ حبشی سیاہ فام مسلمان غلاموں اور عورتوں کو ہنٹر
مار مار کر جہاز سے نیچے اتارا گیا۔ اس کے پاؤں میں زنجیریں
پڑی تھیں اور ان کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ کئی تو کتنے
ہی غلام مر گئے تھے اور ان کو سمندر میں پھینک دیا گیا تھا۔
ماریا کو کپتان اپنے ساتھ نیچے لے گیا۔ پھر اسے بھی دوسرے
غلاموں کی طرح ایک تختہ پر کھڑا کر دیا گیا۔ اب اس کی
بولی لگنی شروع ہو گئی۔ ماریا کی حفاظت کے لئے کپتان کے
چار سپاہی تلواریں لیے اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ دوست محمد
گاجر مولی کی طرح ایک ایک سکے کے عوض دیکھتے دیکھتے فروخت
کر دیئے گئے۔ ماریا چونکہ نوجوان اور بہت خوبصورت تھی
اس لیے اس کی بولی بڑھنے لگی۔ کپتان بڑا خوش تھا۔
ماریا کی طرف اشارہ کر کے بار بار کہتا:

"دیکھو، اس کے بال سنہری ہیں۔ اس کی آنکھیں
نیلی ہیں۔ اس کا رنگ گورا ہے۔ یہ نوجوان ہے۔
ایسی لونڈی تمہیں کہیں نہیں ملے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOK[illegible]

امیر لوگ جو جہاز کی آمد کا سن کر پہلے ہی سے وہاں جمع ہو گئے تھے۔ بڑھ چڑھ کر بولی دے رہے تھے۔ آخر ایک کانے جاگیردار نے سونے کے دو سو سکوں کے عوض ماریا کو خرید لیا۔ ماریا بے بس تھی۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی جس کانے جاگیردار نے اسے خریدا اس کا پیٹ باہر کو نکلا ہوا تھا۔ ایک آنکھ کانی تھی۔ سر سے گنجہ تھا اور عمر میں ماریا کے باپ سے بھی بڑا تھا۔ اس کے دو دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ ماریا کو سخت نفرت اور کراہت محسوس ہوئی مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس جاگیردار کا نام روڈی تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ماریا کو پالکی میں ڈال کر حویلی میں پہنچا دیا جائے۔

یہ حویلی بندرگاہ سے دور ساحل سمندر کے جنگل میں بنی ہوئی تھی۔ حویلی کی چاروں طرف پتھر کی اونچی دیوار تھی صرف ایک گیٹ تھا جس پر برازیلی ہٹے کٹے سپاہی تلواریں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا کو حویلی کے اندر ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں بوڑھی عورتوں نے اسے نہلایا دھلایا۔ [illegible] پہنائے اور عمدہ کھانا کھلایا۔ ماریا خاموشی سے [illegible] دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنے دل میں یہاں سے فرار ہونے [illegible] کر رہی تھی۔ شام تک ماریا نے ایک [illegible] کمرے [illegible] پر آرام کیا۔ اس کے بعد اس کا

مالک کانا جاگیردار روڈی آ گیا۔ اس نے قیمتی لباس پہن رکھا تھا اور ریچھ کی طرح چلا آ رہا تھا۔ ماریا اسے دیکھتے ہی سمٹ کر بیٹھ گئی۔ کانے جاگیردار نے ماریا کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا:

"اب تم میری بیوی ہو۔ مگر اس حویلی میں بیوی بن کر نہیں بلکہ کنیز بن کر رہو گی۔ صرف [illegible] کی رات تمہیں یہ کمرہ دیا گیا ہے۔ کل سے تم حویلی کی اوپر والی منزل کی ایک [illegible] رہا کرو گی۔"

ماریا نے کانے کی طرف گھور کر دیکھا [illegible]

"میں تم سے شادی نہیں کر سکتی۔ مجھے تم سے نفرت ہے۔ اگر تم نے مجھ سے زبردستی شادی کرنے کی کوشش کی تو میں اپنا سا [illegible] روک کر خودکشی کر لوں گی۔"

کانے جاگیردار نے چلا کر غلاموں کو بلا لیا۔ دو برازیلی ہٹے کٹے غلام ہاتھوں میں نیزے لئے اندر آ گئے۔

کانے جاگیردار نے حکم دیا:

"اس گستاخ عورت کو باغ والی کوٹھڑی میں لے جا کر بند کر دو۔ اس کے ساتھ وہی سلوک کرو

COURTESY WWW.PDF

جو ہم ایسی عورتوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں جب
اس کا دماغ ٹھیک ہو جائے گا تو اسے میرے
پاس لے آنا۔
ہوازیلی غلاموں نے اسی وقت ماریا کو بازوؤں سے پکڑا
اور اسے گھسیٹتے ہوئے حویلی کے باغ کے کونے والی ایک
تنگ و تاریک کوٹھڑی میں لے جا کر بند کر دیا اور باہر پہرہ
لگا دیا۔ ماریا کو دن میں صرف ایک بار کھانا اور پانی کا
ایک کٹورا پینے کو ملتا۔ ماریا کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں
تھی۔ اسے یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ کم از جاگیردار کی بیٹی
بننے سے بچ گئی ہے اور کوٹھڑی میں رہ کر فرار ہونے کی
کوئی ترکیب سوچ سکتی ہے۔ لیکن وہاں سے فرار ہونا تقریباً
ناممکن تھا۔ ایک تو کوٹھڑی میں کوئی روشندان یا کھڑکی نہیں
تھی۔ دوسرے اس کا ایک ہی دروازہ تھا جس پر تالا لگا رہتا
تھا۔ باہر ہوازیلی پہرے دار ہر وقت پہرہ دیتے تھے۔
دوسری طرف ایسا ہوا کہ تھیوسانگ نے جب دیکھا کہ
بادلوں کے اوپر گئی اور پھر واپس نہیں آئی تو وہ
بے ہوش ہو گیا۔ طوفان ابھی تک جاری تھا۔ جہاز کا آدھا حصہ
سمندر میں غرق ہو گیا تھا اور باقی کا آدھا حصہ
ڈوب رہا تھا۔ ہر طرف افراتفری مچی تھی۔ کسی کو کسی
کی خبر نہیں تھی۔ ہر کوئی اپنی اپنی جان بچانے کی فکر میں
تھا۔ کئی مسافر سمندر میں کود کر مر گئے۔ آخر جہاز کا دوسرا
حصہ بھی غرق ہو گیا۔ تھیوسانگ کے ہاتھ لکڑی کا ایک
تختہ آ گیا۔ وہ اس پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ سمندری موجوں نے
بہت جلد تھیوسانگ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ جب طوفان
تھما۔ بادل چھٹے اور اندھیرا غائب ہوا تو تھیوسانگ نے
دیکھا کہ وہ کھلے سمندر میں چھوٹے سے تختے پر تیر رہا ہے۔
دور دور تک سوائے سمندر کی موجوں کے اور کچھ دکھائی
نہیں دے رہا تھا۔ تھیوسانگ کو ماریا کی بہت فکر لگی
تھی کہ خدا جانے وہ اوپر ہی اوپر آسمان میں کہاں غائب
ہو گئی ہے۔ وہ بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھتا کہ
شاید کسی طرف سے ماریا آ جائے۔
اسی طرح سمندر میں بے یار و مددگار سفر کرتے سارا
دن گذر گیا۔ رات آ گئی۔ سمندر پر اندھیرا چھا گیا۔ لہروں
کی آواز دہشت ناک محسوس ہونے لگی۔ تھیوسانگ تختے پر
چپ چاپ بیٹھا رہا۔ رات بھی گذر گئی۔
صبح ہوئی تو سورج کی چمکیلی۔ دشتی میں تھیوسانگ نے
دور ایک جہاز کے بادبان دیکھے۔ یہ جہاز سمندر میں بہا چلا جا
رہا تھا۔ تھیوسانگ نے غور سے دیکھا تو اس کا رخ مغرب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف تھا۔ تھیوسانگ نے ہاتھوں کو چپو بنا کر تختے کو جہاز کی طرف لے جانے کی کوشش شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد تھیوسانگ جہاز کے قریب پہنچ گیا۔ جہاز کے عرشے پر کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ جہاز کے بادبانوں میں ہوا بھری ہوئی تھی مگر تھیوسانگ نے محسوس کیا کہ جہاز دائیں بائیں ڈولتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے۔ حالانکہ بادبانی جہاز کو سمندر میں کنٹرول کر کے چلایا جاتا ہے اور وہ دائیں بائیں اتنا زیادہ نہیں ڈولا کرتا۔ تھیوسانگ کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس جہاز کو کوئی بھی کنٹرول نہیں کر رہا۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا؟

تھیوسانگ اپنے تختے کو جہاز کے پیندے کے ساتھ اس جگہ لے آیا جہاں جہاز کے عرشے کے جنگلے پر سے ایک رسہ نیچے لٹک رہا تھا۔ تختے کو چلتے جہاز کے ساتھ لگانا بہت مشکل کام تھا۔ جہاز کی دیوار کے ساتھ ساتھ پیچھے کو پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ بار بار کوشش کے باوجود تھیوسانگ تختے کو جہاز کے ساتھ نہ لگا سکا۔ آخر اس نے تختے پر سے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور تیرتا ہوا جہاز کے جنگلے سے لٹکے ہوئے رسے تک پہنچ گیا۔ اس نے رسے کو اپنے قابو میں کر لیا اور تیزی سے جہاز کے اوپر چڑھ آیا۔ دن کی روشنی خوب نکلی ہوئی تھی۔ عرشے پر نہ آدم تھا نہ کوئی آدم زاد تھا۔ جہاز ڈولتا ڈولتا چلا جا رہا تھا۔ تھیوسانگ نے سارے عرشے پر گھوم پھر کر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ اگر یہ مسافر بردار جہاز نہیں ہے تو اس جہاز کا عملہ کہاں چلا گیا؟ اگر مسافر نہیں ہیں تو جہاز کے ملاحوں کو تو ہونا چاہیے۔ وہ کہاں غائب ہو گئے ہیں؟ تھیوسانگ جہاز کے نیچے دوسری منزل میں آیا تو یہاں اسے سخت بو آئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ جہاز کی راہداری اور نیم روشن کیبنوں میں جہاز کے عملے کی گلی سڑی رشیں پڑی ہیں۔ وہ جہاز کے بڑے کیبن میں گیا۔ یہاں جہاز کے کپتان کی لاش پڑی تھی۔ میز پر کپتان کی لاگ بک کھلی پڑی تھی۔ تھیوسانگ نے کپتان کے لکھے ہوئے آخری الفاظ پڑھے۔ کپتان نے لکھا تھا کہ آج جہاز پر بیماری پھیلے ساتواں روز ہے۔ میرے عملے کے سارے ملاح مر چکے ہیں اور میں مر رہا ہوں۔ میں نے اس وبا کا بہت علاج تلاش کرنے کی کوشش کی ہے مگر کامیاب نہیں ہوا۔ ایسا ہوتا ہے کہ رات کو عرشے پر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے۔ پھر صبح کو کوئی نہ کوئی ملاح مر جاتا ہے۔ آج رات میں اکیلا تھا۔ میں نے اوپر عرشے پر کسی کے قدموں کی چاپ سنی ہے اور بیٹھا لاگ بک لکھ رہا ہوں تاکہ میرے مرنے کے بعد یہ تحریر لوگ پڑھ لیں۔ مجھ پر سخت

COURTESY WWW.PDFBOOKS.[illegible].PK

طاقت طاری ہو رہی ہے۔ جسم سے جان بھی محسوس ہو رہی ہے۔ ابھی صبح نہیں ہوئی لیکن مجھے یقین ہے کہ صبح ہونے تک میں مر چکا ہوں گا۔"

اس کے آگے لاگ بک کا صفحہ خالی تھا۔

تھیوسانگ نے لاگ بک کو پیچھے سے پڑھا۔ یہ جہاز شمالی افریقہ کی کسی بندرگاہ سے مال لے کر چلا تھا اور مالا گاسی جا رہا تھا جس کا نام مڈغاسکر بھی ہے۔ تھیوسانگ نے لاگ بک بند کر دی اور کیبن میں سے نکل کر جہاز کے عرشے پر آ گیا۔ کیونکہ نیچے سخت بُو کی وجہ سے وہ زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ قدموں کی چاپ کا ایک پراسرار معمہ تھا جو تھیوسانگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کس کے قدموں کی چاپ رات کو سنائی دیتی ہے کہ پیر جیو کو ایک ملاح مر جاتا تھا۔ اب وہ جہاز پر چڑھ آیا تھا۔ واپس سمندر میں چھلانگ نہیں لگا سکتا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا اب بھی رات کو وہ پراسرار چاپ سنائی دے گی کہ نہیں؟ کیوں کہ جہاز کے عملے کو مرے کئی روز ہو گئے تھے۔ تھیوسانگ نے ایک بار پھر دوسری منزل میں جا کر تلاشی لی۔ جہاز میں گرم مسالے کی بوریاں بھری ہوئی تھیں۔ سب سے نچلی منزل میں زیتون کے تیل کے بڑے بڑے مٹکے ہی مٹکے نظر آ رہے تھے۔ وہ اوپر آ گیا۔ کیونکہ یہاں بھی بُو کی وجہ سے دم گھٹ رہا تھا۔ اگرچہ تھیوسانگ کا دم نہیں گھٹتا تھا لیکن تیز بُو اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ کپتان کے کیبن سے کپاس اٹھا لایا تھا۔ عرشے پر دھوپ میں آ کر اس نے کپاس کو تختے پر رکھ کر دیکھا۔ جہاز کا رُخ شمال مغرب کی طرف تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اگر جہاز شمالی افریقہ کی کسی بندرگاہ سے چلا ہے تو شمال مغرب کی طرف وہ کسی نئے براعظم کی طرف جا رہا ہے۔ اس براعظم کے بارے میں تھیوسانگ کو پورا علم تھا۔ یہ وہ براعظم تھا جو بعد میں شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ بنا اور جہاں تھیوسانگ نے عنبر ناگ کیٹی اور ماریا کے ساتھ تیسری ایٹمی جنگ کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔ جب ساری دنیا تباہ ہو گئی تھی۔ وہ تو اس وقت دنیا پر گذر چکے واقعات کے عکس میں آ گیا تھا جہاں وہ واقعات ایک بار پھر دہرائے جا رہے تھے جو کچھ ایک بار ہو چکا تھا دوسری بار پھر ہو رہا تھا۔ وہی دنیا تھی، وہ زمین، وہی سمندر، وہی ستارے تھے اور تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو پورے واقعات اور حادثات کے ساتھ دُہرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھی۔ یہ بالکل ایسے ہی تھا جیسے کوئی کسی خلم کو دوبارا چلتے ہوئے دیکھے اور اس میں خود بھی شامل ہو جائے۔ اگر وہ جہاز نے بڑاعظم کی طرف جا رہا تھا تو اس کا مطلب تھا کہ وہ یا تو شمالی امریکہ میں یا شمالی برازیل کے کسی ساحل پر جا پہنچے گا تھیوسانگ نے جہاز کے سامنے والے حصے میں کھڑے ہو کر دور دیکھا۔ اسے سوائے سمندر کی ابھرتی ہوئی موجوں کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ یہ بحرادقیانوس تھا جو ایک بہت وسیع سمندر تھا

جب شام ہو گئی تو تھیوسانگ کو پراسرار قدموں کی چاپ کا خیال آ گیا۔ اس نے سوچا کہ اپنے قد کو چھوٹا کر کے کسی جگہ عرشے پر چھپ جانا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ آدھی رات کو کس کے قدموں کی چاپ آتی ہے۔ رات کا اندھیرا سمندر میں چاروں طرف پھیل گیا۔ ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ تھیوسانگ نے اپنے جسم کے ساتھ انگلی لگائی۔ وہ اپنے انگوٹھے کے برابر چھوٹا ہو گیا۔ وہ عرشے کے کونے میں جہاں موٹے موٹے رسّوں کا ڈھیر پڑا تھا چھپ کر بیٹھ گیا۔

رات گہری سے گہری ہوتی چلی گئی۔ ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی۔ اس خاموشی میں لہروں کے جہاز سے ٹکرانے کی ہلکی ہلکی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ یہ آواز بھی سمندر کی خاموشی کا ایک حصہ بن گئی تھی۔ رات گذرتی چلی گئی۔ تھیوسانگ خاموش کان لگائے رسّوں کے درمیان چھپ چاپ بیٹھا تھا۔ وہ جہاز کے عرشے کو تک رہا تھا جو ستاروں کی پھیکی پھیکی روشنی میں بالکل ویران تھا۔ رات نہ جانے کتنی گذر چکی ہو گی کہ اسے ایک آواز سنائی دی۔ تھیوسانگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی آہستہ آہستہ عرشے کے تختوں پر چل رہا ہو۔ آواز جہاز کے سامنے والے رخ سے اس کی طرف آ رہی تھی۔ جہاں تھیوسانگ رسّوں کے اندھیرے میں چھپا ہوا تھا وہاں قریب ہی جہاز کی چرخی لگی تھی جسے تھیوسانگ نے سمت کو درست رکھنے کے لئے رسّی سے باندھ دیا تھا۔

یہ قدموں کی چاپ تھی جو تھیوسانگ کی طرف آ رہی تھی۔ تھیوسانگ نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اسے ہر طرف کوئی ذی روح چلتا پھرتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ مگر اس کے قدموں کی آواز برابر آ رہی تھی۔ یہ آواز بھاری بھرکم جوتوں کی تھی جو عرشے کے لکڑی کے تختے سے لگ کر آواز پیدا کر رہے تھے۔ تھیوسانگ کے جسم میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔ خدا جانے یہ کونسی بلا ہے جو اس کی طرف بڑھی چلی آ رہی ہے۔ تھیوسانگ نے ایسے موقعوں پر کبھی خوف نہیں کھایا تھا چنانچہ اب بھی وہ اپنے ہوش و

COURTESY WWW.PD

حواس کو قابو میں رکھے ہوئے تھا۔ قدموں کی چاپ اس کے قریب آ کر رک گئی۔ پھر کسی نے ان دیکھے ہاتھوں سے چرخی کی رسّی کھول دی۔ تھیوسانگ نے ستاروں کی دھندلی روشنی میں دیکھا کہ چرخی کی رسّی اپنے آپ الگ ہو کر عرشے پر گر پڑی اور جیسے کسی نے اسے آہستہ آہستہ ایک طرف گھمانا شروع کر دیا تھیوسانگ کو اس بات کی خوشی تھی کہ اس قدموں کی چاپ کا اس کے اپنے جسم پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑا تھا اور وہ اپنے ہوش و حواس میں تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ جہاز کا رخ چرخی گھمانے سے ذرا سا بائیں جانب کو ہو گیا ہے۔ پھر چرخی ایک جگہ رُک گئی اور ان ہی ان دیکھے ہاتھوں نے چرخی کو رسّی سے باندھ دیا۔ رسّی اپنے آپ فرش پر اٹھ کر چرخی پر گئی اور اس کے گرد لپٹنے لگی۔

اب ایک بار پھر بھاری قدموں کی پراسرار چاپ اس کے قریب سے گذر کر جہاز کے سامنے والے رُخ کی طرف چلی گئی۔ جہاز کے عرشے کے عین درمیان میں وہ زینہ تھا جو جہاز کی نچلی منزل کو جاتا تھا۔ اب اس نے ایسی آواز سنی جیسے کوئی زینہ اتر رہا ہے۔ تھیوسانگ رسّے کے ڈھیر میں سے نکل کر عرشے کے زینے کی طرف بڑھا۔ زینے کے قریب پہنچ کر وہ رُک گیا اور کان لگا دیئے۔ قدموں کی چاپ زینے میں نیچے اترتی جا رہی تھی۔ پھر آواز بند ہو گئی۔ شخص جہاز کی دوسری منزل میں جا چکا تھا۔

تھیوسانگ زینے کی چوکھٹ میں آ کر کونے سے لگ گیا اور نیچے جھانک کر دیکھا۔ اندھیرے میں اسے کچھ نظر نہ آیا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ کوئی آسیب ہے یا بھوت ہے یا کسی کی بدرُوح ہے کیا؟ آخر وہ اس جہاز پر ہر رات باقاعدگی سے کیوں آتی ہے اور اس کی آواز پر ملاح کیوں مر جاتے تھے جب کہ تھیوسانگ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ یہ معمہ تھیوسانگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ کوئی ایک منٹ تک وہ زینے کی چوکھٹ سے لگا رہا۔ پھر اسے قدموں کی چاپ اوپر آتی سنائی دی۔ تھیوسانگ بھاگ کر ایک بار پھر رسّوں کے ڈھیر میں کود کر چھپ گیا۔ وہ رسّوں کے اندر سے باہر دیکھ رہا تھا۔ کوئی انسان عرشے پر نہیں تھا لیکن قدموں کی چاپ برابر سنائی دے رہی تھی۔ اب یوں محسوس ہوا جیسے یہ غیبی یا نہ دکھائی دینے والا انسان عرشے پر بے چینی سے ٹہل رہا ہے۔ کبھی اس کے قدموں کی رفتار تیز اور کبھی ایک دم سے ہلکی ہو جاتی۔ پھر یہ رُک جاتی جیسے پراسرار غیبی شخص رُک کر سمندر کی طرف دیکھ رہا ہو، یا کسی کا انتظار کر رہا ہو۔

تھیوسانگ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے آسمان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی بڑے پرندے کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دی یہ پھڑپھڑاہٹ جہاز کے عرشے پر آ کر رک گئی۔ اب اسے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز گہری اور سپاٹ تھی۔

ایک آواز نے کہا:

"اب ہمارا یہاں رہنا بے کار ہے۔ ہم نے جہاز کے عملے سے بدلہ لے لیا ہے۔"

دوسری آواز نے پوچھا:

"کیا سب کے سب لوگ مر گئے ہیں؟"

پہلی آواز نے کہا:

"ہاں۔ نیچے ان سب کی لاشیں پڑی ہیں۔"

دوسری آواز:۔ "تو پھر اس جہاز کو سمندری چٹانوں والے جزیرے کی طرف دھکیل دو تاکہ چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔ ہمارا انتقام اس کے بعد پورا ہو جائے گا۔"

پہلی آواز نے کہا:

"میں اسے چٹانی جزیرے کی طرف دھکیلنے لگا ہوں اس کے ساتھ ہی میں اڑ کر تمہارے پاس آ جاؤں گا اور ہم واپس اپنی دنیا میں چلے جائیں گے۔"

فوراً ہی جہاز کو ایسے دھچکا لگا جیسے کسی نے بہت زور سے ٹکر ماری ہو۔ تھیوسانگ رسّوں کے اندر گر پڑا۔ وہ اٹھا تو دیکھا کہ جہاز طوفانی رفتار کے ساتھ ایک طرف بہا چلا جا رہا تھا۔ یہ رفتار اتنی تیز تھی کہ جہاز کے بادبان بھی اسے نہیں روک سکے تھے۔ تھیوسانگ نے رسّوں میں سے نکل کر دوسری طرف جنگلے کے پاس جا کر دیکھا۔ جہاز کسی تیز رفتار ریل گاڑی کی طرح سمندر میں بہا چلا جا رہا تھا۔ تھیوسانگ نے رسّوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔

اب جو اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو سامنے ایک جزیرے کی اونچی اونچی مخروطی چٹانیں جہاز کی طرف بڑھتی چلی آ رہی تھیں۔ جہاز جزیرے کی ان ساحلی چٹانوں سے ٹکرانے والا تھا۔ تھیوسانگ جانتا تھا کہ آسیبی انسان جہاز کو دھکا دے جا چکے ہوں گے پھر بھی وہ باہر نکل کر کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ جہاز دیکھتے دیکھتے جزیرے کے ساحل پر چڑھ گیا اور اس کا نچلا حصہ ایک چٹان سے جا کر ٹکرا گیا۔ دھماکہ ہوا اور جہاز کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ تھیوسانگ اچھل کر ساحل کی ریت پر جا گرا۔ اس نے اٹھتے ہی چاروں طرف دیکھا۔ ہر طرف بھیانک سناٹا چھایا تھا۔ جزیرے پر جیسے موت کی خاموشی کا راج تھا۔ ہر طرف نوکیل چٹانیں تھیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیں۔ ان کے پیچھے درختوں کے جھنڈوں کی دو قطاریں اندھیرے میں نظر آ رہی تھیں۔

بادبانی جہاز کا آدھا پچھلا حصہ سمندر میں ڈوب چکا تھا۔ اس کا اگلا آدھا حصہ ساحل پر چڑھ آیا تھا اور ایک طرف کو جھک گیا تھا۔ تھیوسانگ کے لیے یہ ایک نئی مشکل پیدا ہو گئی تھی۔ مگر وہ اس کے مقابلے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ اس نے چٹانوں پر گھوم پھر کر دیکھا۔ وہاں سوائے ان بدشکل ڈراؤنی چٹانوں اور زمین پر بکھرے ہوئے پتھروں کے اور کچھ نہیں تھا۔ دور درختوں کی قطاریں ضرور تھیں مگر تھیوسانگ نے سوچا کہ دن کی روشنی میں وہ اس طرف جا کر جائزہ لے گا۔ چنانچہ وہ چٹانوں سے نکل کر ساحل سمندر پر آ گیا اور جہاز کے ٹوٹے پھوٹے حصے کے قریب ہی ایک جگہ چٹان پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

یہ جزیرہ اسے کچھ زیادہ بڑا نہیں لگتا تھا۔ اس کے علاوہ ایک جانب تاریک سمندر پھیلا ہوا تھا۔ پراسرار غیبی طاقت کا معمہ اب تک اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اب اس معمے کو حل کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس نے ایک معمہ بنا کر جزیرے پر پھینک دیا تھا۔ اب سوچنے لگا کہ رات گذر جائے تو وہ یہاں

جہاز کے کسی ٹوٹے پھوٹے تختے پر بیٹھ کر نکلنے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ اس ویران جزیرے پر وہ کب تک رہ سکتا تھا۔ خدا خدا کر کے رات گذری اور مشرق میں سورج نکلا۔ چاروں طرف دن کی روشنی پھیلی تو تھیوسانگ چٹان پر سے اتر کر اس طرف آیا جہاں جہاز کا ٹوٹا پھوٹا اگلا حصہ ساحل پر چڑھ آیا تھا۔ تھیوسانگ کسی مضبوط اور صحیح سالم لکڑی کے ٹکڑے کی تلاش میں جہاز کے قریب آیا تو اسے جہاز کے پیندے پر بالکل سامنے سے روشنی سی نکلتی نظر آئی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے۔ وہ قریب گیا تو دیکھا کہ جہاز کے پیندے پر اگلے حصے میں کالے رنگ کا ایک ناشپاتی کے سائز کا موتی جڑا ہوا ہے۔ اسے تعجب ہوا کہ یہاں اتنا بڑا سیاہ موتی کس نے لگا دیا۔ اور یہاں موتی لگانے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ تھیوسانگ نے موتی کو ہاتھ سے چھوا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے موتی آہستہ آہستہ دھڑک رہا ہے۔

اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ دوسری بار ہاتھ لگایا تو پھر وہ ہلکی ہلکی انسانی دل کی دھڑکن سنائی دی۔ اب ایک حیرت انگیز بات ہوئی جس نے تھیوسانگ کو چکرا دیا۔ اسے عجیب اتفاق سے لگا کہ ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔

COURTESY WWW.[redacted]

تھیوسانگ تو ایک دم سے ہوشیار ہوگیا۔ ناگ کی خوشبو کہاں سے آ رہی ہے؟ اس نے اپنا منہ جہاز کے پیندے کے قریب کیا تو وہ دیکھ کر دنگ ہو کر رہ گیا کہ ناگ کی خوشبو سیاہ بڑے موتی میں سے آ رہی تھی۔ اس نے ناک سیاہ موتی کے ساتھ لگا دی۔ ہاں۔ وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ ناگ کی خوشبو اسی کالے موتی میں سے آ رہی تھی۔

یہ کیا راز ہے؟ کیا یہ ناگ کا موتی ہے؟ کیا یہ موتی ناگ کے پاس تھا جس کی وجہ سے اس میں اس کی خوشبو رچ بس گئی ہے؟ اسے کیا معلوم کہ یہ ناگ کا موتی نہیں بلکہ خود ناگ تھا۔ جسے منگلا دیوی نے موتی کی شکل میں تبدیل کر دیا تھا۔ ناگ نے بھی تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا اور وہ اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا تھا۔ خوش ہو رہا تھا کہ چلو تھیوسانگ سے اس کی ملاقات تو ہوگئی۔ مگر ناگ صرف سن سکتا تھا۔ دیکھ سکتا تھا۔ محسوس کر سکتا تھا۔ وہ خود بول نہیں سکتا تھا۔ کوئی لفظ ادا نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ کی خواہش تھی کہ تھیوسانگ اسے جہاز کے پیندے سے اکھاڑ کر اپنے پاس رکھ لے۔

تھیوسانگ نے بھی ایسا ہی کیا۔ چونکہ اسے سیاہ موتی میں سے ناگ کی خوشبو آ رہی تھی اس لیے اس نے لکڑی میں سے اکھاڑ لیا۔ اب اس نے غور سے پیندے کی لکڑی میں سے کالے موتی کو دیکھا۔ اسے سونگھا۔ موتی کے اندر سے ناگ کی خوشبو باقاعدہ آ رہی تھی۔ اس نے بے اختیار کہا:

"ناگ! کہیں تم اس کے اندر تو نہیں ہو؟"

ناگ نے دل میں کہا:

"ہاں تھیوسانگ! میں ناگ ہوں۔ میں اس کے اندر نہیں ہوں بلکہ میں خود موتی بن گیا ہوں۔"

مگر ناگ کی آواز تھیوسانگ نہیں سن سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے ناگ کے سیاہ موتی کو اپنی جیب میں رکھ لیا اور لکڑی کا کوئی بڑا سا تختہ تلاش کرنے لگا جس پر بیٹھ کر وہ سمندر میں سفر کر سکے۔ جہاز چٹانوں سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور اس کا کوئی بھی حصہ سلامت نہیں تھا۔ چٹانوں کے درمیان ساحل پر لکڑی کے بے شمار چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ تھیوسانگ نے یہی سوچا کہ وہ کسی طریقے سے جہاز کے اگلے حصے کو توڑ کر اس کا ایک تختہ بنائے۔ مگر سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ جہاز کے پیندے کو کاٹے کیسے؟ اس کے پاس کوئی آری یا تیشہ تو تھا نہیں۔ ناامید سا ہو کر وہ ان درختوں کی طرف چل پڑا جن کی قطاریں اسے رات کو دور نظر آتی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آسیبی چیخ

درخت ساتھ ساتھ اُگے ہوئے تھے۔

اوپر جا کر آپس میں گھل مل گئے تھے جس کی وجہ سے ایک چھت پڑ گئی تھی۔ سائے میں ہلکا ہلکا اندھیرا اور خنکی تھی۔ سمندر کی طرف سے ہوا چل رہی تھی۔ درختوں کے نیچے چھوٹے چھوٹے بے شمار پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ کہیں کہیں جنگلی چیونٹیوں نے مخروطی گھر بنا رکھے تھے۔ ایک جگہ چٹان کے پیچھے گہرائی میں گرم پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔ اس میں سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ تھیوسانگ چشمے پر گیا۔ اس میں ہاتھ ڈالا۔ پانی گرم تھا مگر قابل برداشت تھا۔ تھیوسانگ نے ہاتھ منہ دھوئے۔ پھر اوپر چٹان کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا اور جیب میں سے موتی کو نکال کر بار بار سونگھنے لگا۔ کالا موتی ناشپاتی کے برابر تھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔ تھیوسانگ نے موتی کو دوبارہ جیب میں رکھ لیا اور کوچنے لگا کہ اس جزیرے سے کیسے نکلا جا سکتا ہے۔ اس

درخت کافی گھنے تھے اور سیاہ بادلوں کی طرح جزیرے کے بیک حصے پر جنگل کے اوپر پھیلے ہوئے تھے۔ تاؤ کا سیاہ موتی اس کی جیب میں تھا اور وہ بڑے غور سے ایک ایک چیز کو دیکھتا درختوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چٹانیں ختم ہوئیں تو درختوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

COURTESY WWW.PD

کی سمجھ میں ایک ہی ترکیب آ رہی تھی کہ درختوں کی شاخوں کو توڑ کر انہیں آپس میں جوڑ کر شاخوں ہی سے بانھے اور سمندر میں ڈال کر اللہ کا نام لے کر نکل پڑے۔ کہیں نہ کہیں تو پہنچ ہی جائے گا۔ تھیوسانگ کو پورا یقین تھا کہ شمال مغرب کی طرف جنوبی امریکہ کا براعظم مل جائے گا اور وہ برازیل یا ارجنٹائن کے ملکوں میں سے کسی ایک میں پہنچ جائے گا۔

تھیوسانگ نے اس خیال سے درختوں کی طرف دیکھا۔ ان کی ٹہنیاں کافی لمبی لمبی تھیں مگر درختوں کے تنے بہت اونچے تھے اور ٹہنیوں کا سلسلہ بہت بلندی پر جا کر شروع ہوتا تھا۔ نوکیلی چٹانوں والے جزیرے میں موت بیٹھا سناٹا تھا۔ دور سے کبھی کبھی سمندری لہروں کے چٹانوں سے ٹکرانے کی آواز آ جاتی تھی۔ تھیوسانگ اپنے خیالات میں ڈوبا یہی سوچتا رہا کہ اس جزیرے سے کیسے باہر نکلے اور اور سیاہ موتی میں سے تاگ کی خوشبو آنے کا معمہ کیسے حل کرے۔ دن گذرتا چلا گیا۔ جب وہ اپنے خیالات سے چونکا تو آسمان پر بادلوں میں گرج پیدا ہوئی۔ وہ درختوں میں سے نکل کر چٹانوں کے پاس آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ آسمان پر گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تھی اور ہلکی بوندا باندی بھی ہونے لگی تھی۔ تھیوسانگ نے سمندر کی طرف نگاہ ڈالی۔ دور سمندر میں جہاں آسمان مل رہا تھا، سیاہ گھٹائیں اوپر کو بے زنجیر ہاتھیوں کی طرح دوڑتی چلی آ رہی تھیں۔ تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ سمندری جزیروں کی بارش بڑی خوفناک ہوتی ہے اور اسے بچاؤ کے لیے ابھی سے کوئی ٹھکانہ تلاش کر لینا چاہیے۔ ہوا تیز ہو گئی اور دیکھتے دیکھتے اس نے آندھی کی شکل اختیار کر لی۔ درخت ہوا کے تھپیڑوں میں جھومنے لگے تھے۔ تھیوسانگ چٹانوں میں چھپنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کرنے لگا۔

اچانک اسے سمندر کے رُخ پر زمین سے بلند ایک چٹان کے اندر ایک شگاف مل گیا۔ یہ شگاف ایک چھوٹے سے غار کی طرح تھا۔ چونکہ وہ سمندر کے رُخ پر تھا اس لیے ہوا سیدھی اندر داخل ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ ادھر اُدھر پڑے دو چار بڑے پتھروں کو لڑھکا کر وہاں تک لے آیا اور غار کے منہ پر اس طرح ڈال دیا کہ وہ [illegible] تھیوسانگ غار میں پتھروں کی اوٹ میں [illegible] کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ سمندری لہریں [illegible] سے زبردست شور کے ساتھ سر [illegible] ہو گئی۔

COURTESY W

آدھی رات تک تیز ہواؤں اور بارش کا طوفان جاری رہا۔ اس نے سارے جزیرے کو ہلا کر رکھ دیا۔ کئی درخت جڑوں سے اکھڑ کر گر گئے۔ ساری رات ان کے گرنے کی آوازیں آتی رہیں۔ آدھی رات کے بعد طوفان ختم گیا۔ بارش بھی رک گئی۔ بادل چھٹ گئے اور چاند نکل آیا۔ تھیوساگ نے غار میں سے باہر نکل کر دیکھا کہ چاند کی دھندلی روشنی میں جزیرے کا ماحول پہلے سے زیادہ پراسرار ہو رہا تھا۔ سمندر کی طرف سے کہرے کی لہر آ کر جنگل میں درختوں سے لپٹتی ہوئی گزر رہی تھی۔ ایک ایسی آسیبی خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ لگتا تھا جزیرے پر خاموش روحوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس وقت ایسی خاموشی میں اچانک تھیوساگ کو جنگل کے درختوں کی طرف سے ایک چیخ نما آواز بلند ہوتی سنائی دی۔ تھیوساگ اس آواز کو سن کر اپنی جگہ سے ذرا پیچھے ہٹ گیا۔

یہ آواز کسی عورت کی تھی۔ یہ کسی چیخ سے بھی ملتی جلتی تھی اور ایسی بھی تھی جیسے عورت کسی کو پکار رہی ہو۔ تھیوساگ بڑا حیران ہوا کہ یہ عورت اس ویران سنسان جزیرے میں کہاں سے آ گئی؟ کہیں یہ کوئی چڑیل تو نہیں۔ ایک بار پھر بلند ہوئی۔ آواز دور سے آ رہی تھی۔ ایک آسیبی چیخ سے ملتی جلتی آواز تھی۔ ایک آسیبی چیخ جسم کے رونگٹے کھڑے کر دینے والی چیخ۔ تھیوساگ میں اگرچہ عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ جرأت اور ہمت تھی ہوتی تو وہ خوف کے مارے بے ہوش ہو جاتا۔ وہ خلائی انسان تھا اور جن بھوتوں، چڑیلوں اور آسیب پر بھی یقین نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس چیخ کے راز کو معلوم کرنے کا فیصلہ کیا اور چٹان کے غار سے اتر کر جنگل میں اس طرف چلنے لگا جدھر سے آواز آئی تھی۔

بارش کی وجہ سے زمین گیلی ہو رہی تھی۔ جگہ جگہ پانی کھڑا تھا۔ درختوں کی ٹوٹی ہوئی شاخیں بکھری پڑی تھیں۔ کئی درخت بھی جڑوں سے اکھڑ کر گرے ہوئے تھے۔ چاند کی دھندلی روشنی درختوں کے گھنے سایوں سے مل کر پراسرار ہو گئی تھی۔ کسی وقت کوئی بادل کا ٹکڑا چاند کے آگے آ جاتا تو جنگل میں ایک دم سے اندھیرا چھا جاتا۔ تھیوساگ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا چل رہا تھا۔ چند قدم چل کر وہ رک جاتا اور ادھر ادھر دیکھتا اور پھر آگے چل پڑتا۔ آواز پھر نہیں آئی تھی۔ تھیوساگ درختوں سے بچتے ہوئے اس جگہ آ گیا تھا جہاں چٹان کے پیچھے نیم گرم پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔ یہاں سے یہی آواز سنائی دی تھی جیسے کوئی عورت گری ہوئی درختوں کی شاخوں پر پاؤں رکھ کر گھبرا

COURTESY WWW.PD

بھیوسانگ جلدی سے چٹان کے پیچھے ہو گیا۔ چلنے کی آواز چٹان کے عقب میں سے آ رہی تھی۔ اسی عورت کی آواز ایک بار پھر بلند ہوئی۔ یہ آواز اس دفعہ دبی دبی چیخ سے ملتی جلتی تھی۔ بھیوسانگ نے گردن دوسری طرف نکال کر دیکھا۔ چاند بادل سے نکل رہا تھا۔ اس کی دھندلی پھیکی زرد روشنی میں بھیوسانگ نے ایک ایسی عورت کو دیکھا جس کے بال پیچھے کھلے ہوئے لٹک رہے تھے اور اس کے زرد جسم پر پتوں کا لباس تھا۔ وہ کسی سہمی ہوئی ہرنی کی طرح ادھر ادھر دیکھتی نیم گرم پانی کے چشمے کی طرف چلی آ رہی تھی۔ چشمے کے کنارے پر آ کر وہ اس کے کنارے پر اس طرح لیٹ گئی کہ اس کا منہ پانی کے ساتھ لگا تھا۔ وہ جانوروں کی طرح نیم گرم پانی پینے لگی۔ تھوڑا سا پانی پی کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ گردن کو گھما کر چاروں طرف دیکھا جیسے اسے شک پڑ گیا ہو کہ کوئی وہاں موجود ہے۔ چند لمحے تک وہ چپ چاپ کھڑی رہی پھر گرم پانی کے چشمے میں اتر گئی اور پانی میں کانپنے لگی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے پانی اپنے جسم پر ملتی رہی۔ بھیوسانگ چٹان کے پیچھے چھپا کھڑا رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ عورت کون ہے اور یہاں کیسے آ گئی ہے؟ کیا یہ واقعی کوئی انسان ہے یا جن بھوت ہے!

بھیوسانگ کے پاؤں کے نیچے سے ایک پتھر پھسل کر لڑھک گیا۔ اس سے اگرچہ ہلکی سی آواز پیدا ہوئی تھی مگر عورت نہاتے نہاتے ایک دم سے رک گئی۔ پھر اس کے حلق سے ایک چیخ کی آواز نکلی اور چشمے میں سے باہر آ کر درختوں میں ایک طرف بھاگ گئی۔ بھیوسانگ کچھ دیر تو اپنی جگہ پر ساکت سا ہو کر بیٹھا اسے درختوں کے اندھیرے میں غائب ہوتے دیکھتا رہا۔ پھر اٹھا اور جدھر وہ عورت گئی تھی اس طرف چل پڑا۔

وہ اس پراسرار وحشی عورت یا آسیبی چھلاوے کا پیچھا کر کے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ اصل میں کون ہے۔ بھیوسانگ درختوں کے پیچھے سے ہو کر اسی طرف جا رہا تھا۔ جدھر وہ جنگلی عورت گئی تھی۔ جنگل خاموش تھا۔ چاند اب بادلوں کے پیچھے آ گیا تھا اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔ پھر بھی بھیوسانگ اس اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ جنگل ایک جگہ بہت ہی گھنا ہو گیا۔ یہاں بھیوسانگ نے اندھیرے میں درخت کے نیچے ایک ایسی اجڑی ہوئی جگہ دیکھی جیسے کسی نے رہنے کے لئے درخت کی شاخوں سے جھونپڑی بنا رکھی ہو

وہ دبے پاؤں چلتا اس جھونپڑی کے پاس آ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی جس کی چھت درخت کی ٹہنیوں کو کاٹ کر بنائی گئی تھی۔ تھیوسانگ نے جھک کر اندر دیکھا جھونپڑی خالی تھی۔ اس کے فرش پر بھی درختوں کے پتے بچھے ہوئے تھے۔ ایک طرف کچھ جنگلی پھل رکھے تھے۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ جنگلی عورت اسی جھونپڑی میں رہتی ہے۔ مگر وہ یہاں نہیں آئی تھی۔ شاید کسی دوسری جگہ چلی گئی تھی کہ کوئی اس کا پیچھا کر کے وہاں اسے پکڑ نہ لے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ یہ عورت چڑیل نہیں بلکہ انسان ہے جو دوسرے انسان سے ڈر کر بھاگ رہی ہے۔

چند لمحے تھیوسانگ وہاں رکا رہا۔ پھر جھونپڑی کے پیچھے کی طرف جو جنگلی کیلے کے درخت تھے وہاں آ گیا۔ ان کیلے کے درختوں پر زرد کیلوں کے گچھے لٹک رہے تھے۔ تھیوسانگ ان کے قریب سے ہو کر جھکا جھکا آگے نکل گیا۔ ان درختوں کی دوسری جانب اونچی اونچی گھاس اگی تھی۔ گھاس اتنی اونچی تھی کہ تھیوسانگ اس میں چھپ سکتا تھا۔ نے کی اس میں جانے کی ضرورت نہ سمجھی اور وہیں سے واپس اپنی چٹان والی غار کی طرف چل پڑا کہ دن کے وقت آئے گا۔

واپس پر بھی جھونپڑی خالی تھی اور سارا رستہ اسے کوئی عورت نہ ملی۔ نہ ہی اسے دوبارا اس کی چیخ سنائی دی۔ وہ اپنی غار کے باہر آ کر بیٹھ گیا۔ رات گذرتی چلی گئی۔ جب صبح کی ہلکی ہلکی روشنی نے جنگل کو ظاہر کر دیا تو تھیوسانگ نے دیکھا کہ ایک بڑی کشتی سمندر میں جزیرے کی اس طرف چلی آ رہی ہے جہاں وہ چٹان والی غار میں چھپا ہوا تھا۔ تھیوسانگ اس کشتی کو غور سے دیکھنے لگا۔ اسے خوشی ہوئی کہ کوئی انسان کشتی لے کر جزیرے پر تو آیا۔ اب اس کے وہاں سے نکل چلنے کی امید پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن کشتی اس کے ساحل کی جانب آتے آتے دوسری طرف گھوم گئی جب تک تھیوسانگ غار میں سے نکل کر چٹانوں میں سے ہو کر ساحل پر پہنچا کشتی جزیرے کا موڑ گھوم کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ تھیوسانگ نے فیصلہ کیا کہ وہ جنگل کے اندر سے ہو کر جزیرے کی دوسری جانب جا کر دیکھے گا کہ یہ لوگ کون ہیں اور انہوں نے اپنی کشتی کس جگہ کھڑی کی ہے اور یہ اس جزیرے میں کیا کرنے آئے ہیں؟

ویسے تھیوسانگ جانتا تھا کہ اس قسم کے جزیروں میں سمندری ڈاکو اپنا خزانہ چھپانے یا قیمتی پتھروں کی تلاش میں آتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ آدمی بھی اسی قسم کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوگ ہوں۔ بہرحال تھیوسانگ ان پر یہی ظاہر کرے گا کہ طوفان میں اس کا جہاز غرق ہو گیا تھا اور وہ جان بچا کر اس جزیرے پر آ گیا اور اب واپس جانا چاہتا ہے۔ وہ کسی بھی طرح ناگ والا سیاہ موتی لے کر اس جزیرے سے نکل جانا چاہتا تھا۔ جنگل کے گھنے درختوں میں سے ان کی روشنی چھن چھن کر آ رہی تھی۔ فضا میں رات کی نمی کی وجہ سے حبس ہو رہا تھا۔ درختوں پر کوئی پرندہ نہیں بول رہا تھا۔ شاید یہ جزیرہ زمین سے اتنی دور تھا کہ یہاں تک پرندے بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔

اب ایسا ہوا کہ دن کی روشنی میں چلتے چلتے تھیوسانگ راستے سے بھٹک گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس طرف جا رہا ہے۔ نئے نئے درخت آ رہے تھے۔ وحشی عورت کی جھونپڑی بھی نہیں آئی تھی۔ تھیوسانگ کافی دیر تک درختوں کے جنگل میں بھٹکتا رہا۔ آخر بڑی مشکل سے وہ ان درختوں سے نکلا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ جزیرے کی شمال کی جانب آ گیا ہے جہاں چٹانیں سمندر کے اندر تک چلی گئی تھیں۔ اس نے جنوب مغرب کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ کیوں کہ اس کی غار جنوب کی طرف ہی تھی۔ کوئی ایک گھنٹے تک بھٹکتے پھرنے کے بعد آخر تھیوسانگ کو وہ فرزانی چٹان دور سے نظر آ گئی جہاں اس کا چھوٹا سا غار تھا۔ وہ پتھروں میں سے ہوتا ہوا اپنے غار میں آ کر بیٹھ گیا۔ گہرا سانس لے کر اس نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ اپنی جگہ پر پہنچ گیا تھا۔

دن کا پہلا پہر گذر گیا تھا۔ آسمان پر بادل تھے جس کی وجہ سے دھوپ نہیں نکل رہی تھی۔ لیکن بادل ہونے کے ابھی کوئی آثار نہیں تھے۔ تھیوسانگ حیران تھا کہ جو آدمی کشتی لے کر جزیرے کی طرف آئے تھے۔ وہ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ کہیں وہ جزیرے کا چکر لگا کر واپس اپنے جہاز پر تو نہیں چلے گئے جو دور سمندر میں کھڑا ہو گا۔ تھیوسانگ چٹان کے اوپر چڑھ گیا۔ اس نے دیکھا سامنے سمندر میں دور تک کوئی جہاز نہیں تھا۔ پیچھے کی جانب گھنے درختوں کی وجہ سے اسے سمندر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہو سکتا ہے ادھر کوئی جہاز کھڑا ہو۔ تھیوسانگ نے ایک بار پھر اس طرف جانے کا فیصلہ کیا اور وہ غار سے نیچے اترنے ہی والا تھا کہ اسے دور سے ایسی آواز آئی جیسے کسی نے کسی کو زور سے آواز دی ہو۔ تھیوسانگ غار میں ایک طرف ہو کر درختوں کی طرف دیکھنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب اسے عورت کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ عورت کی وہی چیخ تھی جو اس نے پہلے بھی رات کو سنی تھی۔ عورت بار بار چیخ رہی تھی اور ساتھ کسی مرد کی ایسی آواز بھی آ رہی تھیں جیسے وہ اسے گالیاں دے رہا ہو۔ پھر دو تین مردوں کے قہقہے لگانے کی آواز گونج اٹھی۔

اتنے میں درختوں میں سے وہی لوگ نظر آئے جن کو تھیوسانگ نے کشتی میں آتے دیکھا تھا۔ ان کے لباس جنگلی اور پرتگالی تھے۔ سروں پر انہوں نے بحری ڈاکوؤں ایسی نیلی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ کمر کے ساتھ تلواریں لٹک رہی تھیں۔ یہ تین آدمی تھے اور اسی عورت کو گھسیٹتے ہوئے لیے آ رہے تھے جس کو تھیوسانگ نے رات چشمے پر نہاتے دیکھا تھا۔ اس کے سیاہ بال کھلے تھے اور جسم پر درخت کے پتوں کا لباس تھا۔ وہ پیچھے کو جانے کی کوشش کر رہی تھی اور اپنے آپ کو مردوں کی گرفت سے چھڑا رہی تھی اور بار بار چیخ رہی تھی۔

ایک آدمی نے عورت کے منہ پر اتنی زور سے طمانچہ کہ وہ بے ہوش ہو گئی۔ اس نے عورت کو کاندھے پر اور وہ سمندر کے ساحل کی طرف بڑھنے لگے۔ محسوس ہوا کہ اس عورت کو ان ظالموں

بچانا اس کا اخلاقی فرض ہے۔ کیونکہ وہ عورت ان آدمیوں کے ساتھ نہیں جانا چاہتی اور یہ اسے زبردستی ساتھ اٹھا کر کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ سوچ کر تھیوسانگ فاصلہ میں سے دوسری طرف کو اتر گیا اور ایسی جگہ ایک درخت کے پیچھے جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گیا جہاں سے اس کے اندازے کے مطابق ان آدمیوں کو جنگلی عورت کو لے کر گزرنا تھا۔

تھیوسانگ بڑے غور سے درختوں کے درمیان سے گزرتے راستے کو تک رہا تھا۔ اسے تینوں برازیلی بے ہوش جنگلی عورت کو کاندھے پر اٹھائے آتے نظر آئے۔ تھیوسانگ نے گھات لگا لی۔ جب وہ تینوں اس کے قریب سے گزر گئے تو تھیوسانگ گھات میں سے باہر نکل آیا اور اس نے ایک پر حملہ کر دیا۔ وہ اس کے اوپر جا گرا۔ دوسرے نے تلوار نکال کر تھیوسانگ پر حملہ کرنا چاہا۔ تو اس نے اچھل کر دوسرے برازیلی کو ٹانگوں سے پکڑ کر گرا لیا اور اسے انگلی سے چھو کر انگوٹھے جتنے سائز کا بنا دیا۔ تیسرے برازیلی نے بے ہوش جنگلی عورت کو زمین پر رکھا کہ تھیوسانگ کو تلوار کے وار سے ٹھکانے لگا دے کہ تھیوسانگ نے اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے دوسری طرف گرا دیا۔ یہ تیسرا برازیلی بھی چند سیکنڈ بعد انگوٹھے جتنے سائز ہو کر گھاس میں

چوہے کی طرح ادھر اُدھر پھدک رہا تھا۔ آخری برازیلی نے یہی سمجھا کہ اس کے ساتھی اس آدمی نے طلسم کے زور سے غائب کر دیئے ہیں۔ وہ خوف زدہ ہو کر دوڑا۔ مگر تھیوسانگ اسے کب چھوڑ سکتا تھا۔ چنانچہ تیسرا بھی انگوٹھے کے سائز کا بن کر گھاس میں ادھر اُدھر دوڑنے لگا۔ تھیوسانگ نے ان تینوں انگوٹھے جتنے سائز کے برازیلی بدمعاشوں کو ایک رسّے سے آپس میں باندھ کر چھوڑ دیا پھر اس نے بے ہوش جنگلی عورت کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور درختوں میں سے گذر کر اپنی چٹانی غار کی طرف چل پڑا۔ غار میں آکر اس نے وحشی عورت کو زمین پر لٹا دیا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عورت کو ہوش آ گیا۔ اس نے اپنے سامنے ایک اجنبی مرد کو دیکھا تو چیخ مار کر باہر کو دوڑنے لگی۔ تھیوسانگ نے اسے قابو میں کرتے ہوئے کہا:

"بھاگو نہیں۔ میں تمہارا ہمدرد ہوں۔"

وحشی عورت نے برازیلی زبان میں کہا:

"مجھے مار ڈالو گے؟"

تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہ عورت برازیل کی رہنے والی ہے اور اس پر کسی ایسے شخص کا

خوف سوار ہے جو اسے مار ڈالنا چاہتا ہوگا۔ تھیوسانگ نے برازیلی زبان میں اسے تسلی دی اور کہا کہ وہ یہاں اپنے آپ کو بالکل محفوظ سمجھے۔

"میں تمہارا بھائی ہوں۔"

بھائی کا لفظ سن کر عورت نے عجیب معصوم نظروں سے تھیوسانگ کو دیکھا اور ان آدمیوں کے بارے میں پوچھا جو اسے اغوا کر کے لے جا رہے تھے۔

تھیوسانگ نے اسے بتایا کہ ان آدمیوں کو بھگا دیا گیا ہے۔

"تم کون ہو بہن اور اس ویران جزیرے کے جنگل میں اکیلی کیوں رہتی ہو؟"

جنگلی عورت نے کہا:

"میرا نام پالی ہے۔ ہمارا گھر برازیل کی بندرگاہ ڈی جینیرو سے دور ایک پہاڑی کے دامن میں تھا۔ وہاں میری بڑی جائیداد بھی تھی۔ میرا چچا اس جائیداد پر قبضہ جمانا چاہتا تھا۔ اس نے مجھے اور میرے خاوند کو ہلاک کرنے کی سازش کی لیکن ہم دونوں ایک رات جان بچا کر بھاگ گئے۔ ہم نے ایک کشتی لی اور اس میں سوار ہو کر

COURTESY

سمندر میں نکل کھڑے ہوئے۔ خیال تھا کہ کسی جزیرے پر جا کر باقی زندگی امن سکون سے بسر کریں گے۔ لیکن راستے میں طوفان آ گیا۔ میرا خاوند سمندر میں ڈوب گیا اور میں بڑی مشکل سے جان بچا کر اس جزیرے پر پہنچ گئی۔ میں دو سال سے اس جزیرے میں رہ رہی ہوں۔ نہ مُردوں میں ہوں نہ زندوں میں — ایک عرصے بعد شاید رات کو تمہیں ہی دیکھا تھا کہ ڈر کر بھاگ گئی۔ میں ایک کھوہ میں چھپی ہوئی تھی کہ تین ڈاکوؤں نے مجھے اغوا کر لیا اور تم نے مجھے ان سے چھڑا دیا۔ بس یہ ہے میری المناک کہانی۔"

وحشی عورت خاموش ہو گئی۔ اس نے سر جھکا دیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ تھیوسانگ نے اسے حوصلہ دیا اور پھر اپنے بارے میں بتایا کہ میرا جہاز بھی سمندری طوفان میں تباہ ہو گیا۔ سارے مسافر مارے گئے۔ میں ایک تختے کی مدد سے اس جزیرے پر پہنچ گیا۔

تم حوصلہ رکھو پالی میں تمہیں یہاں سے نکال کر اپنے گھر پہنچانے کی کوشش کروں گا۔"

تھیوسانگ نے سچی ہوئی آواز میں کہا:

"میں اپنے گھر گیا تو میرا ظالم چچا مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ میں تمہارا بھائی ہوں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ اگر تمہارے چچا نے تمہیں ذرا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

جنگلی عورت پالی کو ان الفاظ سے بہت حوصلہ ہوا۔ اسے یوں لگا جیسے کسی نے مصیبت میں اس کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا ہو۔ اسے تھیوسانگ کی صورت میں اپنا ایک ایسا بھائی مل گیا تھا جو اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دے سکتا تھا۔ پالی نے تھیوسانگ کا ہاتھ چوم لیا اور بولی:

"میرے بھائی تھیوسانگ! میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔ تم نے میرے دل میں زندہ رہنے کی امید کو پھر سے زندہ کر دیا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"تمہارے خیال میں ہم یہاں کوئی کشتی بنا سکتے ہیں پالی؟"

پالی بولی: "میرے پاس کوئی ایسا اوزار نہیں جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ہم درخت کو کاٹ کر کشتی تیار کر سکیں ہمیں
ان بدمعاشوں کی کشتی پر قبضہ کر لینا چاہیے جن کو
تم نے بھگا دیا ہے مگر تمہیں بھگانا نہیں چاہیے تھا
انہیں۔ وہ تو اب تک کشتی لے کر رفو چکر ہو چکے
ہوں گے۔"

اب تھیوسانگ کو ان کی کشتی کا خیال آ گیا۔ وہ تو بھول ہی گیا تھا۔ اس نے پالی کو ساتھ لیا اور دونوں دوڑتے ہوئے سمندر کے کنارے پر آ گئے۔

پالی نے کہا:

"سمندر کا کنارا خالی ہے۔ تمہیں انہیں بھگانا نہیں چاہیے تھا۔ انہیں مار ڈالتے پھر ہم ان کی کشتی قبضے میں لے سکتے تھے۔ اب تو وہ اس میں بیٹھ کر یہاں سے فرار ہو چکے ہوں گے۔"

لیکن تھیوسانگ جانتا تھا کہ اس نے تینوں ڈاکوؤں کو ننھے ننھے چوہے بنا دیا ہوا ہے اور وہ کشتی میں سوار ہو نہیں سکتے۔

تھیوسانگ نے کہا:

"چل کر دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ساحل پر کسی جگہ ان کی کشتی ابھی تک موجود ہو۔"

"مجھے امید نہیں ہے۔" پالی نے کہا۔

تھیوسانگ نے کہا:

"ہمیں کوشش ضرور کر کے دیکھ لینی چاہیے۔"

اور وہ ساحل کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ چلتے چلتے وہ دوپہر کے وقت جزیرے کے مشرقی ساحل پر پہنچے تو انہیں ساحل پر ایک کشتی نظر آئی۔

پالی نے خوش ہو کر کہا:

"وہ دیکھو کشتی!"

تھیوسانگ نے پالی کو ایک دم سے نیچے بٹھا لیا اور آہستہ سے بولا:

"اس میں ایک آدمی سوار ہے۔"

پالی کو وہ آدمی دکھائی نہیں دیا تھا۔ وہ کشتی کی دوسری طرف بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ شاید اسے اپنے ان ساتھیوں کا انتظار تھا جن کو تھیوسانگ نے چھوٹے سائز کا بنا کر ایک جگہ باندھ دیا تھا۔ تھیوسانگ نے پالی کو وہیں ٹھہرنے کو کہا اور خود کشتی کی طرف بڑھا۔ وہ جھاڑیوں اور درختوں کے پیچھے سے ہو کر آگے بڑھ رہا تھا۔ قریب جا کر اس نے دیکھا کہ کشتی کے پاس جو آدمی ٹہل رہا تھا اس کی کمر کے ساتھ تلوار لٹک رہی تھی۔ تھیوسانگ اگر اس پر اچانک حملہ

کر دے تو وہ تلوار نہیں نکال سکے گا۔ یہ سوچ کر تھیوسانگ دوسری طرف سے نکل کر اچانک سامنے آ گیا اور اس نے اچھل کر اپنے آپ کو آدمی پر گرا دیا۔ تھیوسانگ کے لئے اتنی مہلت ہی کافی تھی۔ دوسرے لمحے وہ آدمی بھی اپنے بھگوڑے کے ساتھ کا بن چکا تھا اور حیرانی سے ایک طرف گھاس کے خوشوں میں کھڑا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے آپ کو تکے رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر ایک درخت کی طرف دھکا دیا اور پالی کو آواز دے کر بلایا۔ پالی بھاگ کر آ گئی اور آدمی کے بارے میں پوچھنے لگی کہ وہ کہاں چلا گیا ہے؟

تھیوسانگ نے کہا:

میں نے اسے بھگا دیا ہے۔ چلو جلدی کرو کشتی میں سوار ہو جاؤ۔

پالی نے کشتی میں اترتے ہوئے کہا۔

تھیوسانگ! اس کشتی میں پانی بھی ہے اور کھانے پینے کی چیزیں بھی موجود ہیں۔

تھیوسانگ نے کہا:

یہ اچھی بات ہے۔

پھر اس نے بندھا ہوا ایک مشکا اور کیلے

کے گچھے اور رسی میں پروئی ہوئی سوکھی مچھلیوں کے ہار پڑے تھے۔ تھیوسانگ نے چپو پانی میں ڈالے اور کشتی کو کھلا ہوا سمندر میں آگے لے گیا۔ خشکی دور جانے کے بعد سمندری موجوں نے کشتی کو اپنے آپ آگے کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ بحر اوقیانوس کے پانیوں میں تین دن تک سفر کرنے کے بعد تھیوسانگ اور پالی کو آخر دور زمین کا کنارا نظر آ گیا۔ تھیوسانگ تیزی سے چپو چلانے لگا۔ سورج غروب ہو رہا تھا کہ وہ ساحل پہ پہنچ گئے۔ یہ ایک ویران ساحل تھا۔ کوئی آبادی نظر نہیں آتی تھی۔ کچھ دیر ساحل کی ریت پر آرام کرنے کے بعد تھیوسانگ اور پالی ایک طرف روانہ ہو گئے۔ پالی نے زمین اور دور درختوں کو دیکھ کر بتا دیا کہ یہ برازیل ہی کا ملک ہے۔ رات ہونے سے پہلے انہیں دور ایک گاؤں نظر پڑا۔

پالی نے کہا:

سب سے پہلے مجھے کپڑوں کی ضرورت ہے۔ یہ پتوں کا لباس اب میں زیادہ دیر نہیں پہن سکتی۔

تھیوسانگ بولا: تو پھر تم اسی جگہ ٹھہرو میں گاؤں میں جا کر تمہارے لیے کپڑے لانے کی کوشش کرتا ہوں۔

گاؤں میں چراغ روشن ہو گئے تھے۔ ایک کتا تھیوساگ کو دیکھ کر بھونکا۔ مکان میں سے ایک نوجوان لڑکی باہر آ گئی۔ تھیوساگ نے اسے سلام کیا اور اسی کی زبان میں کہا:

"بہن! ہم مسافر ہیں۔ ہمارا جہاز ڈوب گیا تھا۔ میں اور میری بہن پالی جان بچا کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ مجھے اپنی بہن کے لیے کپڑے چاہئیں۔"

لڑکی فوراً اندر چلی گئی۔ دوبارہ باہر نکلی تو اس کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔

تھیوساگ نے کہا:

"میں ڈاکو نہیں ہوں بھائی۔ میں مسافر ہوں چل کر دیکھ لو۔ میری بہن پالی تھوڑی دور ایک کھیت میں بیٹھی ہے۔ اسے کپڑوں کی ضرورت ہے۔"

نوجوان نے لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا:

"جا کر مسافر کی بہن کو کپڑے پہنا کر لے آؤ۔"

پھر اس نے تھیوساگ کو اندر بلا لیا۔ تھیوساگ کو گرم دودھ پیش کیا اور بولا:

"میں میری بیوی ہے۔ ہم دونوں اس مکان میں رہتے ہیں۔ میں کھیتوں میں کام کرتا ہوں۔"

اتنے ہی میں لڑکی پالی کو نئے کپڑے پہنا کر لائی

میں لے آئی۔ یہاں انہیں پتہ چلا کہ وہ برازیل سے نہیں بلکہ اور ڈی جنیرو یہاں سے دو سو میل کے فاصلے پر شمال کی طرف واقع ہے۔ پالی کو بڑی خوشی ہوئی کہ وہ اپنے وطن پہنچ گئی ہے۔ رات انہوں نے وہاں آرام کیا۔ دوسرے روز ان کے لیے دو خچروں کا انتظام کر دیا گیا۔

لڑکی کے خاوند نے کہا:

"یہاں سے دس میل دور شمال میں ہی ایک گاؤں آئے گا۔ وہاں کی سرائے کا مالک میرا چچا گامور ہے۔ اس کو جا کر میرا سلام کہنا۔ یہ دونوں خچر اسے دے دینا۔ وہ تمہارے ڈی جنیرو شہر پہنچنے کا سارا انتظام کر دے گا۔"

تھیوساگ اور پالی نے اس نوجوان کا شکریہ ادا کیا اور خچروں پر بیٹھ کر دوسرے گاؤں کی طرف چل پڑے۔ دن کو باتیں کرتے کرتے گذر گئے۔ یہ گاؤں کافی بڑا تھا۔ پوچھتے پوچھتے وہ سرائے کے مالک گامور کے پاس پہنچ گئے۔ تھیوساگ نے گامور کو نوجوان کا سلام پہنچایا اور خچر اس کے حوالے کر کے کہا کہ ہم ڈی جنیرو جانا چاہتے ہیں۔

گامور نے کہا:

"فکر نہ کرو۔ آج رات یہاں سے ایک قافلہ ڈی جنیرو روانہ ہو گا۔ میں تمہیں اس قافلے کے ساتھ کر دوں گا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیوسانگ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور سرائے میں پالی کو لے کر ایک کوٹھڑی میں آ گیا۔ سارا دن اسنے وہیں گذارا۔ شام کو ایک قافلہ تیار ہو گیا۔ اس قافلے میں تیز رفتار گھوڑا گاڑیاں شامل تھیں۔ اس قافلے نے دوسرے دن دوپہر کے وقت تھیوسانگ اور پالی کو ڈی جیرو پہنچا دیا۔ یہ پالی کا شہر تھا۔ سرائے شہر سے باہر تھی۔

پالی نے کہا:

"میں اس طرح اپنی حویلی میں گئی تو میرا چچا مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

تھیوسانگ بولا: "تم مجھے اپنے گھر کا پتہ دو۔ میں وہاں جا کر تمہارے لیے میدان صاف کرتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے پالی سے اس کے گھر کا پتہ لیا۔ اسے سرائے کی کوٹھڑی ہی میں رکنے کے لئے کہا اور خود پالی کی جاگیر کی طرف روانہ ہو گیا۔ پالی کا مکان اس کی آبائی جاگیر میں شہر سے باہر مغرب کی طرف پہاڑی کے دامن میں واقع تھا۔ تھیوسانگ کا لباس بھی برازیل کے لوگوں کی طرح کا تھا۔ یہ لباس اس نے گامور کی سرائے سے ہی حاصل کر لیا تھا۔ وہ پالی کی جاگیر والی حویلی کے دروازے کے باہر جا کر رک گیا۔ یہاں ایک بوڑھا ملازم گملوں میں پانی دے رہا تھا۔ اس نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کس سے ملنے آئے ہو۔ پالی نے تھیوسانگ کو اپنے چچا کا نام بتا دیا تھا جو پیڈرو دونا تھا۔

تھیوسانگ نے کہا:

"آقا پیڈرو دونا کی حویلی یہی ہے نا؟"

"ہاں ہاں یہی ہے۔ مگر تم کون ہو؟" بوڑھے نے پوچھا

تھیوسانگ نے کہا:

"میرا نام تھیوسانگ ہے۔ میں ملک جاوا کا رہنے والا ہوں آقا پیڈرو دونا سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے لیے ایک خاص پیغام لایا ہوں۔"

بوڑھے ملازم نے اندر جا کر پیڈرو دونا سے کہا تو وہ خود باہر آ گیا۔ اس نے تھیوسانگ کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پوچھا: "کیا پیغام لائے ہو تم میرے لئے؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"آقا! پیغام خفیہ ہے۔ تنہائی میں بتانا چاہتا ہوں۔"

پیڈرو دونا شکل ہی سے تھیوسانگ کو کوئی بدمعاش لگ رہا تھا۔ اس نے اشارے سے تھیوسانگ کو اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ حویلی اندر سے بڑی شاندار تھی۔ درمیان میں ایک بڑا سا صحن تھا جس میں فوارہ چل رہا تھا۔ پیڈرو دونا نے باغیچے میں پہنچ کر پوچھا:

"اب بتاؤ تم کس کا پیغام لائے ہو؟"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیوسانگ نے کہا:

"آقا! میں ملک جاوا کا باشندہ ہوں۔ سیاحت کی غرض سے جہاز میں سفر کرتا اس ملک کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں ہمیں سمندر میں ایک کشتی دکھائی دی۔ اس کشتی میں ایک عورت اور ایک مرد نیم بیہوشی کی حالت میں پڑے تھے۔ ہم نے انہیں جہاز پر اٹھا لیا۔ آدمی مر گیا تھا۔ لڑکی نے کہا کہ میرا نام پال ہے۔ میں ڈبی جیزو کی جاگیر پیڈرونا کی رہنے والی ہوں۔ میں مر رہی ہوں۔ میرا پیغام میرے چچا پیڈرونا تک جا کر پہنچا دیا جائے کہ میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ اتنا کہہ کر وہ لڑکی جس نے اپنا نام پالی بتایا تھا مر گئی۔ ہم نے ان دونوں کی لاشیں سمندر میں پھینک دیں۔ اب میں ڈبی جیزو کی بندرگاہ پر اترتے ہی سیدھا آپ کے پاس پالی کا پیغام پہنچانے آیا ہوں۔"

تھیوسانگ نے دیکھا کہ پالی اور اس کے خاوند کی موت کی خبر سن کر پیڈرونا کے چہرے پر ایک گہرا اطمینان چھا گیا۔ اس نے گہرا سانس لیا اور مسکرا کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"کیا ہے دوست؟"

"تھیوسانگ میرا نام ہے آقا۔" تھیوسانگ نے ادب سے کہا۔

پیڈرونا بولا: "میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے پالی کا آخری پیغام پہنچایا۔ پالی میری ملازم تھی میں نے اسے اور اس کے خاوند کو خیانت کرنے کے جرم میں نوکری سے نکال دیا تھا۔ میں نہیں جانتا وہ دونوں کشتی میں بیٹھ کر سمندر کی طرف کیوں نکل گئے۔ بہرحال اس نے مجھے معاف کر دیا۔ مجھے خوشی ہوئی۔ لیکن ان میاں بیوی کی موت کا افسوس ہے۔ تم میرے مہمان ہو۔ جب تک جی چاہے یہاں رہ کر اس شہر کی سیر کرو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"آپ کا شکریہ آقا۔"

تھیوسانگ کی بڑی خدمت کی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ شہر کی سیر کرنے کا بہانہ بنا کر حویلی سے نکل کر سیدھا سرائے میں پالی کے پاس آ گیا اور اسے ساری بات سنا دی۔

پالی نے کہا:

"تمہارا منصوبہ کیا ہے تھیوسانگ؟ تم میری جاگیر کیسے اس ظالم سے واپس دلاؤ گے؟"

تھیوسانگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKS

"میں نے وہاں نوکروں سے باتیں کر کے محسوس کیا ہے کہ نوکر ابھی تک تمہیں یاد کرتے ہیں اور وہ تمہارے وفادار ہیں۔ انہیں احساس ہے کہ تمہارے چچا پیڈرونا نے زبردستی تمہاری حویلی پر قبضہ کر رکھا ہے۔"

پالی بولی:

"تو پھر اب تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"میں آج رات ہونے سے پہلے پہلے تمہارے بدمعاش چچا پیڈرونا کو کسی ایسے اندھے کنوئیں میں پھینک دوں گا جہاں وہ اپنے آپ اگلے جہاں پہنچ جائیگا پھر تم اپنی حویلی میں آزادی سے رہنا۔"

تھیوسانگ کا خیال تھا کہ حویلی سے وہ اکیلا ہی سرائے تک آیا ہے لیکن بدمعاش پیڈرونا ایک عیار شخص تھا۔ اس نے تھیوسانگ کے پیچھے اپنا ایک جاسوس لگا دیا تھا۔ جاسوس تھیوسانگ سے پہلے ہی حویلی میں پہنچ گیا اور اس نے آتے ہی پیڈرونا کو بتایا کہ پالی زندہ ہے اور سرائے میں ہے اور تھیوسانگ اس سے مل کر آ رہا ہے۔ اب وہ ساری سازش سمجھ گیا جو اس کے خلاف کی جا رہی [illegible] کو حکم دیا کہ سرائے سے پالی کو گرفتار کر کے حویلی کے تہ خانے میں پھینک دیا جائے۔ دو غلام سرائے کی طرف بھاگے۔ پیڈرونا خود تھیوسانگ کا انتظار کرنے لگا۔ جب تھیوسانگ واپس حویلی میں آیا تو پیڈرونا نے مسکرا کر کہا:

"میرے دوست! سیر کر لی ہمارے شہر کی؟"

تھیوسانگ بولا: "ہاں میرے آقا! بڑا خوبصورت شہر ہے۔"

پیڈرونا نے کہا:

"تم جلدی واپس آ گئے ہو۔ کیا بات تھی؟"

تھیوسانگ نے جلدی سے کہا:

"میں تھکا ہوا تھا۔ جلدی تھک گیا۔ سوچا کچھ دیر آرام کرنے کے بعد پھر سیر کو نکلوں گا۔"

پیڈرونا نے تھیوسانگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"اچھا کیا۔ تمہارے لیے آرام بہت ضروری ہے میرے خاص کمرے میں پلنگ بچھا ہوا ہے تم وہاں آرام کرو۔ میں تمہارے لیے رات کے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔"

تھیوسانگ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس بدمعاش پیڈرونا کو اصل صورت حال کا علم ہو چکا ہے۔ وہ پیڈرونا کے ساتھ اس کے خاص کمرے میں آ گیا [illegible] ایک تھوڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پلنگ پر ریشمی بچھونا بچھا ہوا تھا۔

پیڈرونا نے کہا:

"تم اس پلنگ پر آرام کرو۔ میں تھوڑی دیر بعد آجاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر پیڈرونا باہر نکل گیا۔ باہر جاتے ہی اس نے لکڑی کا بھاری دروازہ بند کر کے بھاری تالا لگا دیا۔ تالا لگانے کی آواز سن کر تھیوسانگ کا ماتھا ٹھنکا وہ جلدی سے اٹھا اور دروازے کو باہر سے تھوڑا سا دھکیلا۔ دوسری طرف سے پیڈرونا کی غضب ناک آواز آئی:

"تم نے میرے ساتھ دھوکا کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر تم نہیں جانتے تھے کہ میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں اور میں تمہارے پیٹ کے اندر کا راز باہر نکال سکتا ہوں جس مخبوس پالی کو تم اس حویلی میں لانا اور مجھے ہلاک کرنا چاہتے تھے اب وہ بھی تمہاری اسی حویلی میں قید موت کا انتظار کر رہی ہے جس کمرے میں تم قید ہو اس کی دیواروں میں جڑا ہوا ہے اور روشندان میں لوہے کی سلاخیں ہیں۔ تم کبھی یہاں سے باہر نہیں نکل سکو گے۔"

تھیوسانگ نے یہ سب کچھ سنتا رہا۔ اس کا ہاتھ چھوٹ گیا تھا۔ ضرور کسی نے اس کو پالی سے باتیں کرتے دیکھ لیا تھا۔ بدمعاش پیڈرونا کی باتوں سے اسے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ پالی بھی اسی حویلی میں کسی جگہ قید ہے۔ اب اسے صرف یہی فکر تھی کہ کہیں یہ ظالم شخص پالی کو موت کے گھاٹ اتارنے میں جلدی نہ کرے۔ تھیوسانگ کو پالی کی فکر لگ گئی۔ اپنی اسے کوئی پروا نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے جلدی ایکشن شروع کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ انتظار کرنے سے پالی کی موت واقع ہو سکتی تھی۔ مگر وہ وہاں اکیلا تھا۔ کوئی نوکر بھی نہیں تھا کہ جس سے وہ پالی کے بارے میں پوچھ سکتا کہ وہ کس جگہ قید میں رکھی گئی ہے۔ آخر تھیوسانگ کو دروازہ ہی نظر آیا جس پر وہ حملہ کر سکتا تھا۔ وہ دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ پیڈرونا وہاں سے جا چکا ہے تو اس نے اپنا خاص انگلی دروازے کے ایک پٹ سے لگا دی۔ چونکہ تھیوسانگ نے خاص نیت کر کے اور دل میں خیال جما کر انگلی لگائی تھی اس لیے فوراً اثر ہوا اور دروازے کا ایک پٹ تو جڑا ہی رہا مگر دوسرا پٹ چھوٹا ہو کر بالکل اسکول کی تختی کے برابر ہو گیا۔ باہر نکلنے کے لیے راستہ کھل گیا تھا۔ تھیوسانگ فوراً کمرے سے نکل آیا۔ اس نے دوبارہ انگلی لگا کر دروازے کو بڑا کر دیا۔ اگلی وہ دروازے سے چند قدموں کے فاصلے پر ہی تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ اسے ایک غلام آتا نظر آیا۔ تھیوسانگ ایک طرف ہو گیا۔ جونہی غلام اس کے قریب سے گزرا تو تھیوسانگ نے اس کے کاندھے پر اپنی انگلی لگا دی۔ غلام جو تھوڑی پہلے اتنا ہٹا کٹا اور اونچا لمبا تھا بالکل انسانی انگوٹھے جتنا ہو کر فرش پر حیران پریشان ہو کر چکر کھانے لگا۔

تھیوسانگ نے اسے چھوٹے لٹو کی طرح اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور اس کے قریب منہ لے جا کر پوچھا:

"اگر پھر سے ہٹے کٹے انسان بننا چاہتے ہو تو مجھے اتنا بتا دو کہ اس گھر کی اصلی مالکہ پالی کس کمرے میں قید ہے؟"

غلام نے ہاتھ جوڑ دیئے اور باریک آواز میں بولا:

"وہ نیچے تہہ خانے میں قید ہے۔ مجھے بڑا کر دے مجھے بڑا کر دے۔ میں مر جاؤں گا۔"

تھیوسانگ نے اس سے تہہ خانے کو جانے والا راستہ پوچھا اور اسے فرش پر چھوڑ دیا۔ ابھی وہ اسے بڑا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ غلام ایک طرف کو دوڑا۔ تھیوسانگ نے یہ سوچ کر اسے دوبارہ دبوچ لیا کہ کہیں یہ جا کر حویلی میں [illegible] کو خبر نہ کر دے۔ تھیوسانگ نے اسے جیب میں [illegible] لیا اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ایک جگہ [illegible] سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے کے پاس آ گیا۔ یہاں

اندھیرا گھپ تھا۔ تھیوسانگ کو تہہ خانے کے دروازے پر بڑا سا لوہے کا تالا پڑا نظر آیا۔ اس نے تالے کو بڑی آسانی سے توڑ ڈالا۔ اندر بھی اندھیرا تھا۔ پالی کی خوف زدہ آواز آئی:

"مجھے نہ مارو۔ مجھے نہ مارو۔ یہ ساری جاگیر لے لو۔"

تھیوسانگ نے قریب جا کر اسے تسلی دی اور کہا:

"میں تھیوسانگ ہوں پالی۔ میرے ساتھ باہر نکل آؤ۔"

پالی تو تھیوسانگ سے لپٹ گئی۔

"میرے بھائی! تم رحمت کا فرشتہ بن کر آ گئے۔ مجھے ظالم چچا کے غلاموں نے تمہارے جانے کے بعد سزا سے اغوا کر لیا تھا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"مجھے سب معلوم ہے۔ تمہارے چچا نے مجھے بھی قید میں ڈال دیا تھا مگر میں نکل آیا ہوں۔ اب یہ بتاؤ کہ اس حویلی میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تمہیں چھپا دیا جائے۔ جب تک میں تمہارے ظالم چچا کو ٹھکانے نہیں لگا لیتا تمہیں اسی جگہ رہنا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے پالی کو ساتھ لیا اور وہیں سے اندھیری سیڑھیاں چڑھ کر حویلی کی چھت پر آ گیا۔ یہاں ایک چھوٹا چوبارہ تھا جس کے اندر کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ پالی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس پاجامے میں بند کرنے کے بعد تھیوسانگ باہر چھت پر آ گیا۔ اس نے جھک کر نیچے دیکھا۔ پیڈرو باغیچے میں تیز تیز قدموں سے سامنے والے برآمدے کی کوٹھڑی کی طرف جا رہا تھا۔ جب وہ کوٹھڑی میں چلا گیا تو تھیوسانگ بھی باغیچے میں اتر آیا۔ اس نے چھوٹے سے غلام کو جیب سے نکال کر [redacted] ایک بڑے باغ کے گڑھے میں ڈال دیا اور خود پیڈرو کی کوٹھڑی میں گھس گیا۔ ادھر کو بڑھا۔ وہ بند دروازے کو توڑ کر اندر گھس گیا۔ پیڈرو ایک صندوق کو کھولے اس پر جھکا اس میں سے کچھ نکال رہا تھا۔ دروازے کو دھڑاک سے کھلتے دیکھ کر وہ پیچھے کو گھوما ہی تھا کہ تھیوسانگ نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ دونوں قالین پر گر پڑے۔ جب تھیوسانگ اٹھا تو بدمعاش پیڈرو ننھا سا آدمی بن چکا تھا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا [redacted] چبارے میں آ کر پالی سے کہا:

"پالی! جس کا حق تھا اس کو مل گیا۔ اب یہ حویلی [redacted] تمہاری ہے۔"

پالی نے تعجب سے پوچھا:

"اور ظالم چچا کا کیا ہوا؟"

تھیوسانگ پالی کو اپنی خفیہ طاقت نہیں بتانا چاہتا تھا

میں نے اسے زنجیروں سے باندھ کر ایک گہری کھائی میں پھینک دیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ تمہارے [redacted] ملازم تمہیں دیکھ کر یقیناً خوش ہوں گے۔"

پالی خوش خوش تھیوسانگ کے ساتھ چبارے سے نیچے اتر آئی۔ باغیچے میں آتے ہی اس نے تمام غلاموں اور کنیزوں کو آوازیں دیں۔ سب وہاں جمع ہو گئے اور پالی کو دیکھ کر خوشی سے ناچ اٹھے۔ بوڑھے مالی نے تو پالی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کا ماتھا چوم لیا اور کہا:

"بیٹی ہم تو تمہاری صورت دیکھنے کو ترس گئے تھے۔ تمہارے ظالم چچا نے ہمیں بھی اپنے ظلم کے شکنجے میں جکڑ رکھا تھا۔ وہ اب کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"ظالم اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ اب وہ کبھی اس حویلی میں نہیں آئے گا۔ تم سب آزاد ہو۔"

حویلی پر پالی نے پھر سے قبضہ کر لیا اور اس نے [redacted] غلاموں کو آزاد کر دیا۔ مگر غلام اسے چھوڑ کر جانا [redacted] ہوئے۔ وہ پالی کی خدمت ہی [redacted] چاہتے تھے۔ پالی نے تھیوسانگ سے کہا کہ [redacted] رہے۔ تھیوسانگ بولا:

"مجھے اپنی ایک اور بہن [redacted]

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

[illegible] سے بولا سے بچہ بچہ آپ ہیں:
پالی نے حیران ہو کر پوچھا:
"تو نے [illegible] تو مجھے اپنے جمال اور بہن کے بارے
میں کچھ نہیں بتایا:
تھیوساگ نے کہا:
"اس کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ اب میں تمہارے
پاس [illegible] کی رات رہوں گا اور کل یہاں سے
[illegible] بہن مایا اور جمال خبرناگ کی تلاش میں
[illegible] ہوں گا۔"
[illegible] تھیوساگ کے لیے خود مچھلی پکائی۔ شام کو وہ
[illegible] پہلے تو تھیوساگ پالی کے بالکل سامنے بیٹھا تھا
[illegible] تو اپنے چچا پیڈروٹا کی باریک آواز سنائی دی۔
[illegible] نے گھبرا کر کہا:
"یہ ظالم چچا کی آواز ہے۔ وہ یہاں پر کہیں موجود ہے۔"
تھیوساگ نے مسکرا کر کہا:
"گھبراؤ نہیں پالی۔ تمہارا ظالم چچا میری جیب میں ہے۔"
[illegible] اس کے ساتھ ہی تھیوساگ نے پیڈروٹا کو جیب
[illegible] کر میز پر رکھ دیا۔ پالی نے جو اپنے چچا کو
[illegible] سے انگوٹھے کے سائز میں دیکھا تو حیرت سے
[illegible] کی کھل رہ گئیں۔ خوف کے مارے

کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔
تھیوساگ نے کہا:
"گھبراؤ نہیں پالی! مجھے ایک خاص منتر آتا ہے
جس کو پھونک کر میں نے تمہارے چچا کو اتنا چھوٹا
کر دیا ہے۔ میں اسے آدھی رات کو منتر میں
پھونک آؤں گا کیوں کہ یہ تمہارے خاوند کا
قاتل ہے۔"
پالی نے خوف زدہ آواز میں کہا:
"تھیوساگ! میں نے آج تک کسی انسان کو اس
حالت میں نہیں دیکھا۔"
تھیوساگ بولا: "یہ طلسم ہے پالی اور کچھ نہیں
منتر کا اثر ہے اس ظالم پر قابو پانے کے لیے
مجھے یہ منتر پھونکنا پڑا۔"
یہ کہہ کر تھیوساگ نے پیڈروٹا کو واپس اپنی جیب میں
رکھ لیا۔ دوسری جیب میں وہ سیاہ موتی اسی طرح پڑا تھا
جس میں سے تھیوساگ کو ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو برابر
آ رہی تھی۔ اس نے یہ موتی پالی کو دکھانے کی ضرورت
[illegible] نہ کی تھی۔ لیکن جانے کیوں اس نے اب جیب
[illegible] سے موتی نکالا اور پالی کی طرف بڑھا کر بولا:
"پالی بہن! اس موتی سے مجھے اپنے بچھڑے بھائی

COURTESY www.pakbooks.com

بھائی کی خوشبو آتی ہے۔ دعا کرو کہ مجھے میرا بھائی مل جائے۔"

پال نے سیاہ موتی کو دیکھا تو حیران ہو کر بولی:

"تھیوسانگ! یہ موتی تو مایا دیوی کا ہے۔"

"مایا دیوی؟ وہ کون ہے؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔

پال کہنے لگی:

"برازیل کے گھنے جنگل کے وسط میں ایک بہت بڑی تہذیب کبھی اپنے عروج پر تھی اس کا نام مایا تہذیب تھا۔ اب اس کے کھنڈر ہی باقی رہ گئے ہیں۔ وہاں ایک عجیب و غریب خلائی اڈہ بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں کبھی خلا کے لوگ اپنے خلائی جہازوں میں اترا کرتے تھے۔ انہی کھنڈروں میں مایا دیوی کا ایک قدیم مندر ہے جس کے گلے میں اسی قسم کے سیاہ موتیوں کی مالا پڑی رہتی ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس دیوی کے گلے میں ایسے سیاہ موتیوں کی مالا دیکھی ہے۔"

اب تھیوسانگ حیرانی سے پال کا منہ تک رہا تھا۔

آگے کیا ہوا۔ جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۳۶ "باپ کی خوشبو" پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

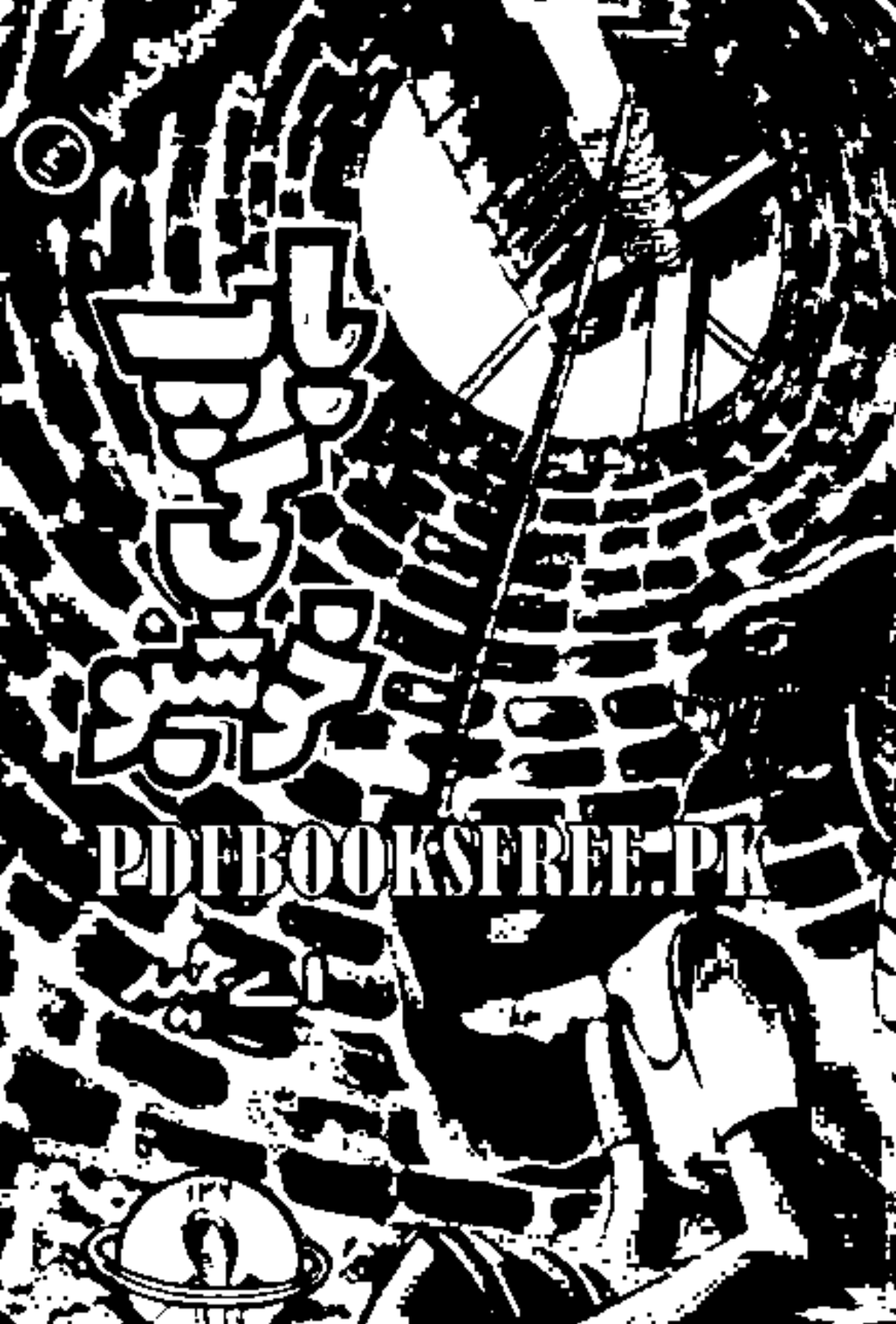
PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت : ۷/۵۰

پیارے دوستو!

خبرناک مایا سیریز کے خاص نمبر "غیبی لاش" کو پسند کرنے کے خطوط ابھی تک مجھے مل رہے ہیں۔ میں اپنے ان تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے "غیبی لاش" کو پڑھا۔ اسے بے حد پسند کیا اور مجھے اپنا قیمتی وقت نکال کر خط لکھے۔ ان کے خط بھی میرے لیے بڑے قیمتی ہیں۔ اور میری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ میری ہمیشہ یہی کوشش ہوگی کہ میں آپ دوستوں کے لیے دلچسپ، بہترین، معلوماتی اور پُراسرار ناول لکھتا رہوں۔ خبرناک مایا کی ایک سو چھتیسویں قسط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو اس سلسلے کی یہ قسط بھی پسند آئے گی۔ آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴ — این راہ چمن — سمن آباد لاہور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

ماریا کی خودکشی
ابراہیم کی آواز

ماریا کی خودکشی

تھیوسانگ [illegible] تھا کہ پالی [illegible]

اگر وہ برازیل کے وسطی میدانوں کے کھنڈرات میں نکل جائے جہاں پرانی مایا تہذیب کے ویران کھنڈر بکھرے ہوئے ہیں۔ اور جہاں مایا دیوی کا مندر ہے اور اس دیوی کے گلے میں ایسے سیاہ موتی ہیں۔ تو تاگ کا معمہ حل ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ وہاں تاگ بھی مل جائے۔ یہ سوچ کر تھیوسانگ نے مایا دیوی کے قدیم مندر میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے پالی سے کچھ اور معلومات حاصل کیں اور ایک [illegible] گھوڑے پر سوار ہو کر برازیل کے وسطی علاقے ماؤنٹ گاسو کی طرف روانہ ہو گیا۔

تھیوسانگ کو یہاں چھوڑ کر ہم واپس اسی ملک برازیل کے شہر الیگری کی طرف چلتے ہیں۔ جہاں ماریا کا [illegible] کی حویلی کے باغیچے والی کوٹھڑی میں زنجیروں میں جکڑی قید میں پڑی تھی [illegible] وقت سرمئی لنکا کی سمندری چٹانوں کے نیچے جل پری کی حیثیت [illegible] [illegible] بھی اسی سمندر کی تہہ میں پانڈو ڈاکو کے روپ میں ایک

پتھر کی سِل کے ساتھ زنجیر سے بندھا بے بسی کی حالت میں پڑا تھا۔
لیکن ہم پہلے ماریا کی طرف چلتے ہیں۔ ماریا اور تھیوسانگ اس وقت
ایک ہی ملک یعنی برازیل میں تھے۔ برازیل اتنا بڑا ملک ہے کہ
اس کے اندر چار ہندوستان جتنے بڑے ملک سما سکتے ہیں۔ ایمزان
برازیل کا سب سے بڑا دریا ہے اور اسے دنیا کا بھی سب سے
بڑا دریا کہا جاتا ہے۔ ایمزان کے جنگل ہزاروں مربع میل کے
علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور یہ جنگل اتنے گہرے ہیں کہ دن کے
وقت بھی سورج کی روشنی یہاں کم پہنچتی ہے۔ ان کے دریاؤں
اور جھیلوں میں مگرمچھ چھپے ہوتے ہیں۔ اور دلدلوں میں زہریلے
سانپ اور بچھو رینگتے رہتے ہیں۔ یہاں کے جنگلی لوگوں کو بھی
ریڈ انڈین کہا جاتا ہے۔ یہ اتنے وحشی اور ظالم لوگ ہوتے ہیں کہ
ان کے علاقے میں کوئی اجنبی آ جائے۔ تو اسے زہریلے تیر مار کر
ہلاک کر دیتے ہیں۔ [illegible] کے پالا برازیل کا وسطی علاقہ
ہے۔ [illegible] کا ایک بہت بڑا میدان جہاں اونچی نیچی
[illegible] پہاڑیاں ابھری ہوئی ہیں۔ اس اونچے نیچے میدان
[illegible] بنے ہوئے ہیں۔ ان اہرامات کے بارے میں
[illegible] مصری اہراموں سے بھی زیادہ پرانے ہیں۔ اس
[illegible] زمین پر کئی میلوں کے گھیرے میں ایک بہت بڑا
[illegible] کہتے ہیں کہ اس جگہ ہزاروں برس پہلے خلا

سے کسی خلائی مخلوق کے خلائی جہاز اترا کرتے تھے۔ اسی خلائی
اڈے کے بارے میں پالی نے تھیوسانگ کو بتایا تھا کہ یہاں ایک
خلائی باشندہ خدا جانے کس لیے ایک خلائی جہاز سے بچھڑ
کر رہ گیا تھا اور وہ اب تک زندہ ہے اور سنگلاخ پہاڑیوں میں
چھپا پھرتا ہے۔ مایا [illegible] کا مندر بھی اسی خلائی اڈے کے قریب
ہی تھا۔ تھیوسانگ کی منزل یہی مایا مندر تھا۔

دوسری طرف ماریا کو کانے جاگیردار نے دو دن کی مہلت
دے رکھی تھی کہ اگر دو دن کے اندر اندر اس نے کانے جاگیردار
سے شادی کرنے کا فیصلہ نہ کیا تو اس سے زبردستی شادی
کر لی جائے گی۔ ایک تو ماریا غیبی حالت میں نہیں تھی۔ دوسرے اس
کی طاقت بھی معطل ہو گئی تھی۔ اگرچہ وہ مر نہیں سکتی تھی۔ مگر اس
کا اسے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ کانے جاگیردار سے کسی حالت میں
بھی شادی کرنے پر راضی نہیں تھی لیکن کانے جاگیردار نے ماریا کو
سونے کے سکے دے کر خریدا تھا اور وہ اس کی لونڈی تھی۔ وہ
اس کے ساتھ جو چاہے سلوک کر سکتا تھا۔ ماریا نے دیکھ لیا
تھا کہ وہاں لونڈیوں پر، غلاموں پر بے حد ظلم ہوتا تھا۔ انہیں کوڑوں
سے مارا جاتا تھا۔ بیمار پڑتے تو علاج کی جگہ انہیں [illegible]
کرکٹ کے ڈھیروں پر مرنے کے لیے پھینک دیا جاتا تھا۔ ماریا
پریشانی کی حالت میں تھی کہ وہ کیا کرے؟ وہاں سے کیسے فرار ہو؟

وہ کوٹھڑی میں بند تھی۔ اسس کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر اسے ایک ستون سے باندھ دیا گیا تھا۔ ایک بوڑھی لونڈی اسے دن میں دو بار کھانا دینے آتی تھی۔ یہ بوڑھی عورت گونگی بہری تھی اور اسے جان بوجھ کر رکھا گیا تھا کہ ماریا اسس سے کوئی ساز باز نہ کر سکے۔ جب صبح میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تو ماریا سخت بے چین ہو گئی۔ اسے خوب معلوم تھا کہ کانا جاگیردار اس سے زبردستی شادی کرے گا۔ اور شادی بیاہ سے ماریا بہت دُور تھی۔ اور اس کانے سے تو کبھی بھی شادی نہیں کر سکتی تھی

اچانک اسس کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی۔ اسس نے زور سے دربان کو آواز دی جو باہر پہرہ دے رہا تھا۔ پہرے دار نے پوچھا کیا بات ہے؟ ماریا نے اسے کہا کہ آقا کو جا کر بتا دو کہ میں اس سے شادی کرنے پر راضی ہوں۔ اسی وقت کسی نے آقا کو پیغام پہنچا دیا [illegible] کے پاس آیا۔ اس کی زنجیر اتروا دی گئی۔

ماریا نے کہا۔

"آقا! میں تمہارے ساتھ شادی کرنے کو تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہے۔ اگر یہاں کوئی جھیل ہو تو میں شادی سے پہلے [illegible] غسل کروں گی۔"

[illegible]

"بس یہی شرط ہے؟ یہ بھی کوئی شرط ہے! ہمارے شہر کے کونے پر ایک جنگل ہے اس میں ایک پرانی جھیل ہے۔ میں خود تمہیں اس میں غسل کرا دوں گا۔ چلو اسی وقت تم ابھی چل سکتی ہو؟"

ماریا یہی چاہتی تھی۔ کانے آقا نے ماریا کو نیا جوڑا پہنایا۔ اسے اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا۔ ساتھ غلام لیے اور جھیل کی طرف چل دیا۔ یہ جھیل [illegible] کے کنارے پر سمندر سے ہٹ کر ایک چھوٹے سے جنگل میں واقع تھی۔ یہ بہت پرانی جھیل تھی اور اس کے کنارے اونچے اونچے درخت اُگے تھے۔ ایک جگہ گھاٹ بنا ہوا تھا۔ یہاں آ کر کانا آقا اور غلام رُک گئے۔ ماریا کو گھوڑے سے اتار دیا گیا۔ ماریا نے کہا

"میں کپڑوں سمیت جھیل میں نہاؤں گی۔ تم لوگوں کو یہاں سے جانے کی ضرورت نہیں۔"

ماریا چاہتی بھی نہیں تھی کہ وہ لوگ وہاں سے جائیں۔ اس نے دل میں جو ترکیب سوچی تھی اسس کے لیے ضروری تھا کہ وہ لوگ اسی جگہ رہیں۔ ماریا نے ان کے سامنے جھیل میں چھلانگ لگا دی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ جھیل کے اندر مر نہیں سکتی۔ جتنی دیر تک چاہے زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ اس نے سمندر میں تجربہ کر کے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ جھیل میں گرتے ہی وہ

نیچے تہہ میں چلی گئی۔ تہہ میں عجیب عجیب قسم کی گھنی جھاڑیاں تھیں۔ ان جھاڑیوں کو پکڑ کر اس نے جھیل کے دوسرے سامنے والے کنارے کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ کانا آقا اپنے غلاموں کے ساتھ جھیل کے باہر گھاٹ کے کنارے پر کھڑا تھا۔ جب ماریا کو جھیل میں کودے تین چار منٹ ہو گئے اور وہ پانی سے باہر نہ ابھری تو اسے تشویش ہوئی۔ اس نے غلاموں کو پکار کر کہا۔

"کہیں ماریا ڈوب تو نہیں گئی۔ فوراً کود کر معلوم کرو۔"

اسی وقت چار غلام جھیل میں کود گئے۔ وہ جس وقت جھیل کی تہہ میں پہنچے اس وقت ماریا جھاڑیوں کی مدد سے جھیل کے درمیان میں کافی آگے نکل چکی تھی۔ غلاموں نے پانی کے نیچے جا کر ادھر ادھر دیکھا۔ بہت جلد ان کے سانس ختم ہو گئے اور وہ جلدی سے اوپر آ گئے۔ ایک بار سانس لے کر پھر نیچے اترے۔ اس بار بھی انہیں ماریا کہیں نظر نہ آئی۔ ان کے سانس زیادہ لمبے ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ کم از کم وہ ماریا کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ دو منٹ بعد سانس ختم ہونے لگے تو وہ فوراً پانی سے باہر آ گئے۔

باہر آ کر انہوں نے کانے آقا کو بتایا کہ نیچے ماریا کہیں بھی نہیں۔ آقا تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ ایک بوڑھے غلام

نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور! اس عورت نے ضرور خودکشی کر لی ہے۔ اب اس کی لاش تلاش کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اس پرانی جھیل میں ایسی پرانی مچھلیاں رہتی ہیں جو انسان کو ایک منٹ میں چٹ کر جاتی ہیں۔ کانے آقا نے پھر بھی لاش کی تلاش جاری رکھی مگر ماریا کی لاش نہ مل سکی۔ لاش جھیل میں ہوتی تو ملتی۔ مایوس ہو کر کانا آقا غلاموں کے ساتھ واپس چلا گیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی عورت پانی میں چھلانگ لگانے کے بعد اتنی دیر تک زندہ رہ سکتی ہے۔

دوسری طرف ماریا پانی کے اندر ہی اندر تیرتی آگے ہی آگے بڑھتی چلی گئی۔ جھیل کا پاٹ کافی چوڑا تھا۔ اسے دوسرے کنارے تک پہنچتے پہنچتے آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ اس وقت شام کا دھندلکا پھیلنے لگا تھا۔ ماریا نے سر باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ کنارے کے قریب ہی ہے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ کنارے سے باہر نکل آئی اور گھاس میں لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ ایک بات کی اسے تسلی تھی کہ کوئی اس کے پیچھے نہیں آئے گا۔ سب یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ماریا نے جھیل میں کود کر خودکشی کر لی ہے۔ اس لیے وہ بڑے اطمینان سے گھاس میں لیٹی رات کا اندھیرا پھیلنے کا انتظار کرنے لگی۔

جب رات ہو گئی اور جنگل میں اندھیرا پھیل گیا تو وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ کدھر جائے۔ اس کے کپڑے سوکھ گئے تھے جنگل میں گہرا سناٹا چھایا تھا۔ وہ برازیل کے اس بندرگاہی شہر سے بالکل ناواقف تھی۔ وہاں اس کا جاننے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ کاش اس وقت تھیوسانگ اس کے پاس ہوتا۔ ماریا کو صرف اسی قدر معلوم تھا کہ برازیل ایک کم آباد نیم وحشی ملک ہے جہاں جاگیردار اور بڑے بڑے کھیتوں کے مالک حویلیوں میں رہتے ہیں۔ کالے حبشی غلاموں کو خرید کر ان سے جانوروں کی طرح اپنے کماد کے کھیتوں میں کام لیتے ہیں۔ اگر اسے بھی کسی نے دیکھ لیا تو اسے فوراً اپنی لونڈی کنیز بنا لے گا۔ کیونکہ وہاں باہر کی بے آسرا عورتوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ افریقہ کے مغربی ساحل سے [illegible] فی صدی [illegible] عالم نہیں ہوتے۔ وہ بااخلاق [illegible] اور انصاف پسند ہوتے ہیں اور عورتوں کا بے [illegible] کرتے ہیں۔ مگر جو شخص خود غلام ہو۔ وہ بھلا ماریا کی [illegible] سکتا تھا؟

[illegible] کا فائدہ اٹھاتے ہوئے راتوں رات کم از کم [illegible] تاکہ وہ کالے جاگیردار کے

غلاموں کی پہنچ سے تو دور ہو جائے۔ ماریا نے ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ اندھیرے میں اس کے دیکھنے کی قوت ابھی تک بحال تھی۔ جنگل اتنا گھنا بھی نہیں تھا۔ وہ سمندر کے ساحل والے [illegible] ہٹ کر چل رہی تھی۔ اور اس کا یہی اندازہ تھا کہ وہ شہر کے دوسرے کنارے پر نکل آئے گی۔ جہاں سے وہ کسی دوسرے شہر کی طرف روانہ ہو جائے گی۔

جنگل میں سے [illegible] گزرہ طے کیا۔ رات اور زیادہ گہری ہو گئی۔ جنگل سے باہر نکلی تو اس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا جس میں کہیں کہیں ٹیلے زمین میں اُبھرے ہوئے تھے۔ چاروں طرف اندھیرا چھایا تھا۔ بائیں جانب جھیل کے پار اسے دور بندرگاہ پر کھڑے جہازوں پر جلتی روشنیاں جھلملاتی نظر [illegible] ماریا میدان میں ایک ٹیلے کی طرف چلنے لگی۔ یہ ٹیلہ خشک پتھروں کا تھا۔ اس کے اوپر آگے ایک ویران سنسان اور اجاڑ علاقہ شروع ہو جاتا تھا [illegible] کوئی راستہ نہیں تھا۔ مجبوراً اسے اسی اجاڑ علاقے میں سے گزر کر کسی دوسرے شہر یا علاقے میں جانا تھا۔ ماریا چلتی گئی اور رات اور زیادہ گہری ہوتی گئی۔ اندھیرے میں ماریا کو راستہ تلاش کرنے میں اس لیے دشواری نہیں ہو رہی تھی کہ آسمان پر جو ستارے چمک رہے تھے ان کی [illegible]

روشن زمین پر پڑ رہی تھی۔

ایک اونچے ٹیلے کو عبور کرنے کے بعد ماریا نے دوسری طرف دیکھا۔ اندھیرے میں اسے کچھ جھونپڑیوں کے خاکے سے دکھائی دیئے۔ ان میں سے کسی بھی جھونپڑی کے باہر چراغ وغیرہ نہیں جل رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ جھونپڑیاں ویران ہوں گی۔ اور یہاں وہ چھپ کر رات گزار سکتی ہے۔ وہ ٹیلے سے اتر کر جھونپڑیوں کے پاس آئی تو اسے ایک بلی کی میاؤں میاؤں سنائی دی۔ اندھیرے میں ایک سیاہ بلی کی زرد آنکھیں ایک جھونپڑی کے دروازے پر چمک رہی تھیں۔ ماریا اپنی جگہ پر رک گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کی بلیاں جنگلی ہوتی ہیں۔ اور ویرانوں میں رہتی ہیں خطرناک آسیب بھی بن جاتی ہیں۔ بلی نے بھی ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ٹکٹکی باندھے ماریا کو تکتی رہی۔ اور میاؤں میاؤں کرتی رہی۔

ماریا نے جب اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کی تو وہ میاؤں میاؤں کرتی جھونپڑی کے پیچھے چلی گئی۔ ماریا آگے بڑھی وہ چوکنی ہو کر قدم رکھ رہی تھی۔ کیونکہ ایسی جگہوں پر اکثر دیہاتی لوگ رات کو جنگلی درندوں سے بچنے کے لیے جال بچھا دیا کرتے ہیں۔ تاکہ اگر شیر یا چیتے کے باہر [illegible] ان پر آکر حملہ کرے تو وہ اس میں پھنس

جائے۔ مگر وہاں گھاس میں اس قسم کا کوئی جال بھی نہیں تھا۔ ماریا ایک جھونپڑی میں داخل ہو گئی۔ جھونپڑی خالی پڑی تھی۔ باقی کی چار جھونپڑیاں بھی خالی تھیں۔ ماریا کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہاں کے لوگ کسی دوسرے جنگل میں کوچ کر گئے ہوں۔ وہ ایک جھونپڑی میں لیٹ گئی۔ وہ سخت تھکی ہوئی تھی۔ اسے نیند آ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو باہر گہرا سناٹا چھایا تھا اور اندھیرا اسی طرح تھا۔ خدا جانے رات کا کیا [illegible] تھا۔

ماریا کو کچھ لوگوں کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر جھونپڑی کے دروازے پر آئی اور بانس کی دیوار کے ساتھ لگ کر باہر دیکھا۔ اسے کچھ سائے کو نے والی جھونپڑی کی طرف بڑھتے نظر آئے۔ یہ لوگ نا معلوم کون تھے۔ اندھیرے میں [illegible] اچھی طرح نہ دیکھ سکی تھی۔ وہ جھونپڑی میں داخل ہو گئے۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی دھیمی دھیمی آوازیں آنے لگیں۔ ماریا معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اور اس جھونپڑی میں کیا کرنے آئے ہیں۔ وہ آہستہ سے اس جھونپڑی کے پیچھے والی بانس کے سرکنڈوں کی دیوار کے پاس آکر غور سے ان لوگوں کی باتیں سننے لگی۔ ان میں دو عورتیں بھی تھیں۔ ایک عورت کہہ رہی تھی۔

"ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کبھی کسی کا غلام نہیں

رہ سکتا۔ ہم صرف اللہ کے غلام ہیں۔ برازیل کے جاگیردار ہم پر زیادہ دیر ظلم نہیں توڑ سکتے۔ ہم ایک نہ ایک دن آزادی حاصل کر کے رہیں گے۔"

دوسرے مرد کی آواز آئی۔

"ہمیں آپس میں اتفاق سے رہنا چاہیے۔ اگر ہم میں پھوٹ پڑ گئی تو ہم ظالم کے ظلم کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔"

عورت نے کہا۔

"ہمیں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا ہو گا۔ پھر ہم میں کوئی بھی پھوٹ نہیں ڈال سکتا۔"

بہت جلد ماریا کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ افریقہ کے مسلمان حبشی تھے۔ اور انہیں [illegible] کے یہاں لا کر غلام بنا دیا گیا تھا۔ یہ لوگ [illegible] کام کرتے تھے۔ [illegible] یہاں [illegible] کر [illegible] کر رہے تھے۔ یہ سب مسلمان تھے۔ وہی جی جس نے ماریا کو پہلے دیکھا تھا اب بھی اس کے سامنے آ کر میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ جھونپڑی کے اندر لوگ ایک دم خاموش ہو گئے۔ میں ماریا سنبھل بھی نہ پائی تھی کہ جھونپڑی میں سے ایک حبشی غلام چھلانگ لگا کر نکلا اور ماریا کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹتا

ہوا اندر لے گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ جھونپڑی میں اندھیرا تھا چونکہ یہ سارے کے سارے کالے حبشی تھے۔ اس لیے اندھیرے میں وہ بالکل ہی نظر نہیں آ رہے تھے۔ ماریا کو اسی عورت کی آواز آئی۔

"کون ہو تم؟ تمہیں ہماری جاسوسی کے لیے کس نے بھیجا ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"میں کسی کی جاسوس نہیں ہوں۔ میرا نام ماریا ہے۔ یہاں کا کانا جاگیردار مجھے خرید کر لے گیا تھا۔ وہ مجھ سے زبردستی شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر میں اس کی حویلی سے بھاگ آئی ہوں۔ اور اس جھونپڑی میں رات گزارنے کے لیے چھپی ہوئی تھی۔"

ان میں سے ایک حبشی نے ۹ ہو کر غور سے ماریا کو دیکھا اور بولا۔

"کیا تم کانے جاگیردار کی لونڈی ہو؟"

"ہاں۔" ماریا نے کہا۔

وہ آدمی بولا۔

"مگر اس نے تو آج شام جیسی [illegible] لگا کر خودکشی کر لی تھی۔"

ماریا نے کہا۔

"میں نے ظاہر یہی کیا تھا کہ میں نے خودکشی کر لی ہے۔ لیکن میں جھیل کے اندر ہی اندر تیر کر دوسرے کنارے پر چلی گئی تھی۔ اور وہاں سے اندھیرے جنگل میں بھٹکتی ہوئی ان جھونپڑیوں میں آئی ہوں۔"

حبشی عورت نے پوچھا۔

"تمہارا نام ماریا ہے۔ کیا تم عیسائی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ میں عیسائی ہوں۔ افریقہ میں اپنی بہن کے ہاں گاؤں میں آئی ہوئی تھی کہ برازیل کے بردہ فروشوں نے گاؤں پر حملہ کر دیا۔ انھوں نے دوسرے مرد عورتوں کے ساتھ مجھے بھی پکڑ لیا اور یہاں لا کر کافی جاگیردار کے پاس فروخت کر دیا۔"

دوسرے حبشی نے بھی ماریا کے [redacted] تائید کی اور عورت کو بتایا کہ ماریا ٹھیک کہہ رہی ہے۔

حبشی عورت بولی۔

"اب تم کیا چاہتی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"میں اس شہر سے نکل کر کسی ایسے دوسرے شہر چلی جانا چاہتی ہوں۔ جہاں سے میں جہاز میں سوار ہو کر واپس افریقہ جا سکوں۔"

حبشی عورت بولی۔

"یہ بہت مشکل کام ہے۔ اس سلسلے میں ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ تمہیں ایک گھوڑا دے کر راستہ بتا دیں گے اور تم صبح تک گھنے دیان کے قصبے میں پہنچ جاؤ گی۔ وہاں سے کسی بھی قافلے میں شامل ہو کر تم برازیل کے مغربی علاقے میں چلی جانا۔ وہاں تم ان جاگیرداروں سے محفوظ ہو گی۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔ میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں بہن۔"

حبشی عورت بولی۔

"ہم مسلمان ہیں۔ مصیبت میں مبتلا لوگوں کی مدد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور پھر تم بھی اہل کتاب ہو ہم بھی اہل کتاب ہیں۔"

حبشی عورت نے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ وہ اندھیرے میں جھونپڑی سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کھیتوں کے اصطبل میں سے ایک گھوڑا کھول کر لے آیا۔ وہ اپنے ساتھ

سوکھی مچھلی کی پوٹلی بھی لایا تھا۔ حبشی عورت نے کہا۔

"اس گھوڑے پر سوار ہو کر مغرب کی طرف جو ستارہ چمک رہا ہے۔ اس کی سیدھ میں سفر کرتی جانا۔ یہ گھوڑا سدھایا ہوا ہے۔ یہ تمہیں صبح گاہے وہاں پہنچا دے گا۔ وہاں پہنچ کر گھوڑے کو چھوڑ دینا۔ یہ اپنے آپ ہمارے پاس آجائے گا۔"

ماریا نے حبشی عورت کا شکریہ ادا کیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئی اور جیسا پیڑیوں نے کہا تھا اس پر روانہ ہو گئی۔ گھوڑے کو جیسے سارے راستے کا پتہ تھا۔ وہ بڑی آسانی سے بغیر [illegible] میں قدم آگے بڑھا رہا تھا۔ [illegible] کھجوروں کا سہارا لیتا ہوا [illegible] اونچے گئے تھے۔ ان کے بیچ [illegible] بن ہوئی تھی۔ گھوڑا اس [illegible] یہ کھجور اور حبشی عورت کے [illegible] سنے تو ماریا نے گھوڑے [illegible] گھوڑے نے

رفتار پکڑ لی اور تیز تیز دوڑنے لگا۔ ماریا اس علاقے سے بہت جلد نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ساری رات ماریا گھوڑے پر سوار سفر کرتی رہی۔ صبح ہوئی تو وہ اس علاقے سے بہت دور نکل چکی تھی۔ آگے اسے ایک دریا بہتا دکھائی دیا۔ اس کی بائیں جانب ایک قصبے کے مکان صبح کی دھوپ میں چمک رہے تھے۔ گھوڑا اس قصبے کے قریب پہنچ کر ایک جگہ رک گیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہی اس کی منزل ہے۔ گھوڑا اسی لیے یہاں رک گیا ہے۔ ماریا گھوڑے سے اتر پڑی۔ اس نے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ گھوڑا تیزی سے پیچھے کو دوڑ نے لگا اور دیکھتے دیکھتے ماریا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ماریا قصبے کی طرف چل پڑی۔

یہ قصبہ کافی بڑا تھا۔ یہاں ایک چھوٹا سا گھاٹ بھی دریا پر بنا ہوا تھا۔ یہاں کئی کشتیاں کھڑی تھیں۔ لوگ پار جانے کے لیے ایک کشتی میں سوار ہو رہے تھے۔ ماریا کے پاس اس علاقے کے کچھ سکے جیب میں موجود تھے۔ اس نے سوچا کہ اسے دریا پار کر کے دوسری طرف جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ گئی۔ اس نے یہی ظاہر کیا کہ وہ بھی دوسرے کنارے ایک گاؤں میں جا رہی ہے۔ جہاں اس کی بہن رہتی ہے۔ یہ سب لوگ کسان اور

کھیت مزدور تھے۔ ان میں بوڑھی اور جوان عورتیں بھی تھیں۔ کسی نے ماریا کی طرف زیادہ دھیان نہ دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ دریائے ایمزان ہے جو برازیل کا سب سے بڑا دریا تھا اور یہ لوگ دریا پار کر کے جنگل میں درختوں کی کٹائی کرنے اور وہاں سے جڑی بوٹیاں اکٹھی کرنے جا رہے ہیں۔ ماریا نے کسی عورت سے زیادہ بات چیت نہ کی۔ کشتی دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچی تو ماریا بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ کنارے پر اتر گئی۔

آگے گھنا جنگل شروع ہوتا تھا۔ ماریا نے جنگل میں جانے کی بجائے دریا کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا وہ دوپہر تک چلتی رہی۔ اسے زیادہ تھکان نہیں ہوئی تھی۔ ماریا نے محسوس کیا کہ اسے بھوک اور پیاس بھی بہت ہی [redacted] کا سبب تھا کہ اس کی آدھی طاقت [redacted] کے پاس ہی ہے۔ وہ صرف غالب ہونے کی طاقت سے محروم ہو گئی تھی۔ وہ دریا کے رخ پر جا رہی تھی [redacted] ایک جگہ رک کر بیٹھ گئی وہاں کے پانی میں [redacted] ہاتھ ڈال کر تھوڑا سا پانی پیا۔ منہ ہاتھ دھویا [redacted] کر ناشتہ جیز کیٹی اور تھیو ساتھی [redacted] اسے گمان تھا کہ یہ [redacted] ۔ وہ تو نہ جانے کس طرف [redacted] کس شہر کی جانب جا رہی ہے۔ برازیل ایک بہت بڑا براعظم

تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ کسی سمندری بندرگاہ والے شہر میں پہنچ کر وہاں سے افریقہ کی طرف جانے کی کوشش کرے۔ دریا ہمیشہ سمندر کی طرف بہتے ہیں۔ اس لیے وہ خوش تھی کہ دریا کے بہاؤ کے رخ پر جا رہی ہے۔ ظاہر ہے دریا کسی نہ کسی سمندری بندرگاہ تک ہی جا رہا ہے۔

یونہی چلتے چلتے ماریا کو دو دن دو راتیں گزر گئیں۔ دریا اس قدر لمبا تھا کہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ راستے میں ماریا رک کر آرام بھی کر لیتی تھی۔ جنگل میں سے جنگلی پھل توڑ کر اپنی تھوڑی بہت بھوک مٹا لیتی تھی۔ تیسرے روز دریا ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں وہ ایک بہت بڑی آبشار کی شکل میں کافی نیچے پہاڑیوں کی گہری گھاٹی میں گر رہا۔ یہاں پانی کا زبردست شور تھا۔ ماریا کو دیکھتے ہی دہشت محسوس ہوئی۔ وہ دریا سے ہٹ کر دوسری جانب چلنے لگی۔ یہ ایک درختوں میں گھرا ہوا جنگل راستہ تھا۔ یہاں پہلی بار اسے ایک سبز رنگ کا ڈیڑھ دو گز لمبا سانپ نظر آیا۔ سانپ بھی ماریا کو دیکھ کر رک گیا۔ ماریا نے سوچا کہ اس سانپ سے مدد لینی چاہیے۔ اس نے سانپ کے قریب جا کر اس کی زبان میں جب اس سے پوچھا کہ یہ جنگل کدھر نکل جاتا ہے تو وہ حیران ہو کر ماریا کا منہ تکنے لگا۔ اس نے بڑے ادب سے اپنا سر جھکایا اور بولا۔

"مجھے ناگ دیوتا کی بُو آ رہی ہے۔ کیا تم ناگ دیوتا
کی بیٹی ہو۔"
ماریا نے کہا۔
"میں ناگ دیوتا کی بیٹی نہیں بلکہ بہن ہوں۔ تم نے مجھے
ٹھیک پہچانا ہے۔ میرے جسم سے ناگ کی بُو آتی ہے۔"
سانپ بولا۔
"ناگ دیوتا کی محترم بہن! تم اس خطرناک جنگل میں
کیا کر رہی ہو؟"
ماریا نے اسے بتایا کہ وہ کسی بڑے شہر پہنچنا چاہتی ہے تاکہ
وہاں کسی قافلے میں شریک ہو کر ناگ دیوتا کی تلاش میں نکل سکے۔
"تم یہ بتاؤ کہ یہ راستہ مجھے کہاں لے جائے گا اور
جنگل کی دوسری طرف کیا ہے؟"
سانپ بولا۔
"اس جنگل کے پار ایک ویران اور پتھریلا علاقہ شروع
ہوتا ہے۔ جہاں مایا تہذیب کے کھنڈرات بکھرے ہوئے
ہیں۔ ان کھنڈروں کے پار دو دن کے سفر کے بعد ایک
بڑا شہر آتا ہے۔ جہاں کے قافلے دوسرے شہروں
کو جاتے ہیں۔"
ماریا نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ میں اسی شہر میں پہنچنا چاہتی ہوں۔
کیا آگے راستہ خطرناک ہے؟"
سانپ نے کہا۔
"یہ سارے کا سارا جنگل خطرناک ہے۔ آگے جنگلی درندے
بھی ملیں گے۔"
سانپ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے
منہ میں سے ایک سرخ منکا نکال کر ماریا کو دیا اور کہا۔
"اس منکے کو اپنی جیب میں رکھنا۔ اس کی تیز بُو سے
کوئی جنگلی درندہ تمہارے پاس نہیں آ سکے گا۔ وہ
اس کی بُو پاتے ہی تم سے بھاگ جائے گا اور راستہ
صاف کر دے گا۔"
ماریا نے لال منکا لے کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور سانپ سے
پوچھا۔
"کیا تم بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہو
گا؟"
سانپ نے سر جھکا دیا۔ جیسے گہری سوچ میں ڈوب گیا ہو۔
پھر سر اُٹھا کر بولا۔
"میں ناگ دیوتا کو ایک سیاہ موتی میں بند دیکھ رہا
ہوں۔"

ماریا کو یہ سُن کر کہ ناگ اسی ملک برازیل میں اسی سمت کو ہے جدھر وہ جا رہی ہے بڑی خوشی ہوئی۔ مگر اسے اس بات سے تشویش بھی ہوئی کہ ناگ کو سیاہ موتی میں اس نے بند کر دیا؟ اور وہ کہاں ہوگا؟ سانپ اسے اس سے زیادہ کچھ نہ بتا سکا۔ پھر بھی اس سبز سانپ نے ماریا کو بہت کچھ بتا دیا تھا۔ سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ اس نے اسے ناگ کا کھوج بتا دیا تھا۔ ناگ سیاہ موتی میں بند تھا اور برازیل کے شمال مغرب میں مایا تہذیب کے کھنڈروں میں کسی جگہ موجود تھا۔ ماریا کو اس اطلاع سے کافی حوصلہ ہوا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ ناگ کو تلاش کر لے گی۔ چنانچہ اس نے ایک نئے عزم کے ساتھ سفر شروع کر دیا۔ وہ سارا دن جنگل میں سفر کرتی رہی۔ اس دوران میں کئی جنگلی درندے اس کے قریب آئے مگر پھر ڈر کر بھاگ گئے۔ یہ سبز سانپ کے منکے کا اثر تھا۔ ایک جگہ دریا میں سے وہ مگرمچھ بھی نکل کر ماریا کی طرف بڑھے مگر ایک دم سے رُکے اور تیزی کے ساتھ واپس گھوم گئے۔ ماریا چلتی گئی۔ جنگل ابھی تک ختم نہیں ہو رہا تھا۔ پھر رات ہو گئی۔ ماریا ایک گھنے درخت کے نیچے آرام کرنے کی غرض سے بیٹھ گئی۔ اسے نیند آ گئی۔ اور وہ درخت سے ٹیک لگا کر سو گئی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کا دل اُچھل پڑا۔ اس

کے سامنے ایک خوف ناک چہرے والا وحشی جنگلی ہاتھ میں خنجر لیے کھڑا اسے بھیانک نظروں سے گھور رہا تھا۔ ماریا اُٹھ کر بھاگنے لگی تو وحشی جنگلی نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور حلق سے ایک ہلکی سی چیخ کی آواز نکالی۔ اس آواز پر اِدھر اُدھر سے پانچ سات جنگلی نکل کر وہاں آ گئے۔ انہوں نے ماریا کو کاندھوں پر اُٹھا لیا اور لے کر چل پڑے۔

ماریا سخت خوف زدہ تھی اور دل میں خدا کو یاد کرنے لگی کہ اے خدا مجھے اس نئی مصیبت سے بچانا۔ یہ جنگلی ماریا کو درختوں کے درمیان بنی ہوئی جھونپڑیوں میں لے گئے۔ یہاں ایک جگہ آگ جل رہی تھی۔ اس کے اردگرد دوسرے جنگلی وحشی بیٹھے آگ میں گوشت بھون بھون کر کھا رہے تھے۔ نہ جانے یہ کس کا گوشت تھا۔ ماریا کو آگ کے قریب لا کر بٹھا دیا گیا۔ ماریا اچانک چونک پڑی۔ اس نے دیکھا کہ آگ کے آلاؤ کے قریب ہی انسان کی کھوپڑی پڑی تھی اور جنگلی انسانی گوشت بھون کر کھا رہے تھے۔ انہوں نے فوراً ماریا کے ہاتھ پیچھے کس کر باندھ دیئے۔ ایک جھونپڑے میں سے ایک ہٹا کٹا جنگلی نکلا۔ وہ شاید ان کا سردار تھا۔ اس نے ماریا کو دیکھا تو بھیانک قہقہہ لگا کر ہنسا اور اپنی زبان میں بولا۔

"تم یہ سفید عورت کہاں سے پکڑ لائے؟ اس کا گوشت

تو بہت مزے دار ہوگا۔ اس کی گردن کا گوشت
میں کھاؤں گا۔"
ماریا کی تو جان ہی نکل گئی۔ یہ آدم خور اس کو بھون کر
کھانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ جنگلی لوگوں نے آگ کے
آلاؤ میں تھوڑی سی لکڑیاں اور ڈال دیں۔ یہ ماریا کے لیے ڈالی
گئی تھیں۔ ماریا نے کہا۔
"مجھے نہ مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔"
سردار نے چونک کر ماریا کو دیکھا اور بولا۔
"یہ تو ہمارے قبیلے کی زبان بولتی ہے۔ اس کا
مطلب ہے کہ یہ دوسرے قبیلے کی جاسوس
ہے۔ ہمارے دشمن قبیلے نے اسے جاسوسی کے
لیے یہاں بھیجا ہے۔ اب اس ——— کو موت
کے گھاٹ اتار کر بھون کر کھانا ہم پر لازمی ہوگیا
ہے۔"
ماریا سمجھ گئی کہ یہ جاہل جنگلی لوگ اب اسے زندہ نہیں
چھوڑیں گے۔ اس کے پاس اب جان بچانے کا ایک ہی ذریعہ
رہ گیا تھا۔ اس نے سانپ کی زبان میں منہ سے سسکار کی آواز نکالتے
ہوئے کہا۔
"میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔ اگر کوئی سانپ آس پاس

موجود ہو تو میری مدد کو آئے۔ یہ لوگ ناگ دیوتا کی بہن
کو بھون کر کھانا چاہتے ہیں۔"
جنگلی سردار اور دوسرے وحشی لوگوں نے حیرانی سے
ماریا کی طرف دیکھا کہ یہ منہ سے کس قسم کی سسکار کی آواز
نکال رہی ہے۔ سردار نے پوچھا۔
"یہ تم کیا آواز نکال رہی ہو؟ لیکن کوئی بات نہیں، یہ
آواز بھی تمہارے ساتھ ہی آگ میں جل کر راکھ ہو جائے
گی۔"
ماریا نے ایک بار پھر آس پاس کے سانپوں کو آواز دی اور
کہا۔
"میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں! میری مدد کرو۔ ناگ
دیوتا کی بہن کی زندگی خطرے میں ہے۔ سانپو! آؤ ——
میری مدد کرو۔"
ایک طرف سے ایسی آواز بلند ہوئی جیسے کئی سانپ پھنکارے
ہوں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اہرام کی آواز

سانپوں کی پھنکاریں قریب آرہی تھیں۔
جنگلی لوگ گھبرا کر اُٹھے اور جھونپڑیوں کی طرف دوڑے
ماریا نے دیکھا کہ چاروں طرف سے کتنے ہی سانپ آگ
کے آلاؤ کی روشنی میں ماریا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ انہوں نے
دیکھتے دیکھتے چھ سات جنگلیوں کو ڈس کر ہلاک کر دیا۔ جنگلیوں
کی چیخیں رات کی فضا میں بلند ہو کر رہ گئیں۔ سانپ جنگلیوں
کی جھونپڑیوں میں گھس گھس کر انہیں ڈس رہے تھے۔ دیکھتے
دیکھتے وہاں ان وحشیوں کی لاشیں بکھر کر رہ گئیں۔ اِن میں جنگلیوں
کا سردار بھی تھا۔ جو باقی بچے وہ خوفزدہ ہو کر جنگل کی طرف
بھاگ گئے۔ ماریا اکیلی رہ گئی۔ اب سارے کے سارے سانپ
اکٹھے ہو کر ماریا کے سامنے آکر کنڈلیاں مار کر بیٹھ گئے۔ یہ سیاہ
اور سبز سانپ تھے اور ان کی تعداد پچاس ساٹھ سے کم نہیں
تھی۔ اِن میں ایک سب سے بڑا سانپ تھا۔ اس نے ماریا کے
سامنے اپنا پھن جھکا دیا اور بولا

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! ہم کیسے برداشت کر سکتے
تھے کہ ناگ دیوتا کی بہن کو کوئی ہاتھ بھی لگائے۔ ہم
نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ اب ہمیں بتاؤ کہ ہم تمہاری
اور کیا خدمت کر سکتے ہیں؟"
ماریا نے کہا۔
"سب سے پہلے تو میرے ہاتھ جو پیچھے بندھے ہوئے
ہیں۔ ان کو کھولو۔"
فوراً چار سانپ ماریا کے پیچھے آگئے۔ انہوں نے ایک سے
میں ماریا کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسّی کھول دی۔ ماریا نے
کلائیوں کو ہاتھوں سے ملا اور کہا۔
"میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اگر تم اس وقت
میری مدد کرنے نہ آتے تو یہ جنگلی مجھے بھون کر کھا
گئے ہوتے۔"
سردار سانپ بولا۔
"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! تم نے آواز دی اور ہم
اپنا فرض پورا کرنے حاضر ہو گئے۔ اب یہ بتاؤ کہ تم
کیا چاہتی ہو؟"
ماریا نے کہا۔
"میں اسے گھنے جنگل سے نکل کر اس علاقے میں جانا

چاہتی ہوں۔ جہاں آج سے ہزاروں برس پہلے کے
کھنڈر بکھرے پڑے ہیں۔"
سردار سانپ بولا۔
"تم مایا دیوی کے کھنڈروں میں جانا چاہتی ہو کیا؟"
"ہاں ہاں بالکل اسی جگہ" ماریا نے جلدی سے جواب دیا۔
سردار سانپ کہنے لگا۔
"مایا دیوی کے کھنڈر یہاں سے آدھے دن کے سفر
پر ہیں۔ اگر رات بھر آرام کرنے کے بعد کل تم
یہاں سے چل پڑو گی تو دوپہر تک اس علاقے میں جا
پہنچو گی۔"
ماریا نے کہا۔
"میں اِن آدم خوروں کی بستی میں رات نہیں گزارنا
چاہتی۔ کیا یہاں کوئی دوسری جگہ بھی ہے جہاں میں
حیوان سے رات بسر کر سکوں؟"
سردار سانپ بولا۔
"تم ناگ دیوتا کی عظیم بہن ہو ماریا۔ ہمارے
ساتھ چلو ہم تمہیں اپنی بستی میں بستر لگا دیں گے۔
وہ بستر ہری بھری گھاس اور شگفتہ پھولوں کا
تر ہوگا۔"

ماریا کہنے لگی۔
"میں تیار ہوں۔"
سانپ ماریا کو لے کر جنگل میں ایک چھوٹی سی ندی کنارے
آ گئے۔ یہاں ایک طرف گھاس اور ہرے بھرے درختوں کا
چھوٹا سا میدان تھا۔ ان درختوں میں جگہ جگہ پتوں کے بنے ہوئے
گول تکیے بکھرے پڑے تھے۔ سردار نے بتایا کہ ہم سانپ
رات کو اس جگہ آرام کرتے ہیں۔ انہوں نے ماریا کے نرم گھاس
کے بستر پر پتوں کے تکیے بکھیر دیئے۔ ماریا کو کھانے کے لیے
جنگل کے میٹھے پھل دیئے۔ ماریا نے مزے سے پھل کھائے
اور سو گئی۔ اگلے روز جب دن نکلا تو سانپوں نے ماریا کو بڑے
جوش اور خلوص کے ساتھ رخصت کیا۔ تمام سانپوں نے مل کر درختوں
کی شاخوں کی ایک بڑی ٹوکری تیار کی۔ اس ٹوکری میں ماریا کو
بٹھایا اور ٹوکری ندی میں ڈال دی۔ اور سردار سانپ نے کہا۔
"یہ ندی پورے دن کے سفر کے بعد جنگل سے باہر
نکل کر ایک جھیل میں گرتی ہے۔ اس جھیل کی دوسری
طرف مایا دیوی کے کھنڈروں کا سلسلہ شروع ہو
جاتا ہے۔"
ماریا نے ایک بار اِن تمام دوست سانپوں کا شکریہ ادا
کیا اور ٹوکری میں بیٹھی ندی میں اپنا سفر شروع کر دیا۔ یہ ندی

گھنے درختوں کے بیچ میں آدھا دن گزرتی چلی گئی۔ جب آدھا دن گزر گیا تو سانپ کے کہنے کے مطابق ندی ایک جھیل میں اترنے لگی۔ ماریا لڑکی کو جھیل کے کنارے پر لے آئی وہ کنارے پر اتر آئی۔ اس نے دیکھا کہ آگے۔ جھیل کے کنارے کنارے چھوٹے چھوٹے پتریلے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ماریا ان ٹیلوں میں چلنے لگی۔ دوپہر کے بعد وہ ٹیلوں سے نکل کر ایک ایسے میدان میں آ گئی۔ جہاں زمین اونچی نیچی تھی اور دور دور ایک جگہ ایک بہت بڑا اہرام بنا ہوا تھا۔ یہ مایا تہذیب کا اہرام تھا جو مصر کے فرعونوں سے بھی پہلے بنایا گیا تھا۔ اور جس کے بارے میں ابھی تک کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اس کے اندر کیا ہے۔ اس کے اندر جانے کا آج تک کسی کو راستہ معلوم نہیں ہو سکا تھا۔

ماریا اس اہرام کی طرف چلنے لگی۔ دھوپ ڈھل رہی تھی کہ ماریا اہرام کے پاس آ گئی۔ یہ اہرام بہت اونچا تھا۔ اس کی ڈھلانی دیواروں پر بڑے بڑے پتھر لگے ہوئے تھے جن کی درزوں کے درمیان خشک گھاس اگ آئی تھی۔ یہاں ایک عجیب ویرانی اور دہشتناک سناٹا طاری تھا۔ ماریا نے اہرام کے گرد ایک چکر لگایا۔ اسے اہرام کا کوئی راستہ نہ ملا تو وہ وہیں ایک جگہ بڑے پتھر کے شگاف میں بیٹھ

گئی۔ وہ سخت تھک گئی تھی۔ اس نے سوچا کہ رات اسی جگہ بسر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اب شام ہونے ہی والی تھی۔

ادھر ماریا اہرام کے شگاف میں لیٹی تھی۔

اور دوسری طرف تھیوسانگ برازیل کے جنگلوں اور ویرانوں میں سفر کرتا، سیاہ موتی جس میں سے تاگ کی خوشبو آ رہی تھی لیے۔ اسی میدان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ جب وہ اس اہرام کے قریب پہنچا جس کے شگاف میں ماریا لیٹی آرام کر رہی تھی۔ اچانک تھیوسانگ کو ماریا کی اور ماریا کو تھیوسانگ کی زبردست خوشبو کی لہر محسوس ہوئی۔ ماریا جلدی سے اٹھ کر شگاف سے باہر آ گئی۔ تھیوسانگ بھی ماریا کی خوشبو پر اس کی طرف لپکا۔ اندھیرے میں دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور گرمجوشی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ تھیوسانگ نے پہلا سوال ماریا سے یہ کیا۔ کہ وہ غائب کیوں نہیں ہے؟

ماریا نے کہا۔

"آرام سے بیٹھو۔ ساری داستان سناتی ہوں"

پھر اس نے تھیوسانگ سے جہاز میں جدا ہونے سے لے کر اس اہرام تک پہنچنے کی ساری داستان بیان کر دی تھیوسانگ نے بھی اپنی کہانی اسے سنائی۔ ماریا نے کہا۔

"مجھے برازیل کے جنگل کے سبز سانپ نے بتایا ہے کہ یہاں مایا دیوی کا مندر ہے جس کے آس پاس کوئی سیاہ موتی ہے اور وہاں ناگ سیاہ موتی میں بند ہے"

تھیو سانگ نے سیاہ موتی جیب سے نکال کر ماریا کے سامنے کر دیا اور بولا۔

"وہ سیاہ موتی میرے پاس موجود ہے اور سبز سانپ نے اس موتی کی موجودگی کو علاقے میں محسوس کرتے ہوئے تمہیں یہ کہا ہوگا"

ماریا تو دنگ رہ گئی۔ کہنے لگی۔

"کیا سچ مچ ناگ اس موتی میں موجود ہے؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"اسے سونگھو! اس میں سے ناگ کی خوشبو آتی ہے۔ لیکن یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ ناگ اس کے اندر موجود ہے کہ نہیں"

ماریا نے سیاہ موتی کو سونگھا تو اس میں سے ناگ کی بڑی تیز خوشبو آ رہی تھی۔

ماریا نے بے تابی سے کہا۔

"تھیو سانگ! مجھے یقین ہے کہ ناگ اس کے اندر

موجود ہے"

اس نے بے اختیار ہو کر ناگ کو دو تین آوازیں دیں۔ "ناگ بھیا! تم اندر ہو تو آواز دو۔ جواب دو" ناگ سب کچھ سن رہا تھا۔ مگر وہ جواب نہیں دے سکتا تھا۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اگر ناگ اس کے اندر ہوتا تو وہ کسی نہ کسی طرح تمہاری بات کا جواب ضرور دیتا"

ماریا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس کی بولنے کی طاقت سلب کر لی گئی ہو۔ وہ سن رہا ہو مگر جواب نہ دے سکتا ہو"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ ان ہی کھنڈروں میں مایا دیوی کا مندر ہے اور اس مندر میں مایا دیوی کا جو پرانا بت ہے اس کے گلے میں بھی اس قسم کے سیاہ موتیوں کی مالا ہے۔ ہمیں اس مندر کو تلاش کرنا چاہیئے۔ ممکن وہاں ناگ کی خوشبو اور سیاہ موتی کا معمہ حل ہو جائے"

ماریا نے کہا۔

"ابھی رات ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں دن کے وقت مایا دیوی کے مندر کا کھوج لگانا چاہیئے"
تھیوسانگ بھی اہرام کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ مایا نے کہا۔
"خدا جانے عنبر اور کیٹی کہاں ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔ ان سے ملاقات ہوئے مدت گزر گئی ہے"
تھیوسانگ نے کہا۔
"ہاں! تم ٹھیک کہتی ہو۔ لیکن جس طرح تم مجھے مل گئی ہو۔ اسی طرح ایک نہ ایک دن زندگی اور واقعات کے کسی نہ کسی موڑ پر کیٹی اور عنبر بھی ہمیں ضرور مل جائیں گے"
کچھ دیر چپ رہنے کے بعد تھیوسانگ نے کہا۔
"مجھے میرے سانپ نے ایک اور بڑی عجیب بات بتائی تھی۔ اور وہ یہ کہ اس علاقے میں ایک خلائی اڈہ بھی ہے۔ جو ہزاروں سال پہلے بنایا گیا تھا اور جہاں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہزاروں سال پہلے آسمان سے کوئی مخلوق خلائی راکٹوں میں یہاں اترا کرتی تھی"

ماریا نے کہا۔
"یہ تو میں نے پہلے بھی سنا ہے"
تھیوسانگ کہنے لگا۔
"سنا تو میں نے بھی تھا۔ سانپ نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ اس زمانے میں کوئی خلا نورد یعنی خلائی سیارے کا رہنے والا اپنے خلائی راکٹ سے بچھڑ کر یہاں رہ گیا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ ابھی تک اسی علاقے میں کہیں زندہ ہے"
ماریا بولی۔
"یہ تو بڑی پُر اسرار بات ہے۔ اگر وہ ہمیں کسی جگہ مل گیا تو تم اس سے بہت سے معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ کیونکہ تم بھی خلائی مخلوق ہی ہو"
تھیوسانگ ہنس کر بولا۔
"اب کہاں میں خلائی مخلوق رہ گیا ہوں۔ اب تو میں بھی اس زمین کی مخلوق بن گیا۔ بہرحال اگر کہیں اس بھٹکے ہوئے خلائی انسان سے ملاقات ہو گئی۔ تو اس سے بڑے مزے کی گفتگو ہو گی"
ماریا نے کہا۔
"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ غضبناک ہو گیا ہو اور

ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔"
تھیوسانگ بولا۔
"جب ملے گا تو دیکھا جائے گا۔"
پھر وہ اہرام کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔
"ماریا! یہ جگہ مصر سے ہزاروں میل دُور ہے اور سمندر پار ہے مگر یہاں بھی مصر کے فرعونوں کی طرز پر اہرام بنا ہوا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ مجھے تو یہ اہرام مصر کے فرعونوں کے اہرام سے کافی بڑا نظر آتا ہے۔"
ماریا نے کہا۔
"ہاں۔ یہ اہرام ان کے اہراموں سے بہت بڑا ہے۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ مصر کے فرعون اہرام بنانے یہاں کیسے آگئے؟"
تھیوسانگ بولا۔
"ہو سکتا ہے یہاں کسی جلا وطن مصری فرعون نے اپنی حکومت قائم کر لی ہو۔ اور بعد میں اسی اہرام میں دفن کر دیا گیا ہو۔"
ماریا نے تھیوسانگ کو بتایا کہ اس کے اندر جانے کا کوئی بھی راستہ نہیں ہے۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔
"راستہ نہ ہی ملے تو اچھا ہے۔ خوامخواہ کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ ابھی ہمیں صبح ہوتے ہی پہلا کام یہ کرنا ہے کہ مایا دیوی کا مندر تلاش کریں گے۔ تاکہ ناگ کے سیاہ موتی کا معمہ حل ہو سکے اور ناگ کا کچھ سراغ ملے۔"
کچھ دیر تک وہ اہرام کی گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے عنبر اور کیٹی کے بارے میں باتیں شروع کر دیں۔ اسی طرح رات آدھی سے زیادہ گزر گئی۔ ان کے سامنے چھوٹی چھوٹی پتھریلی [illegible] دُور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ جن پر رات کے اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ آسمان پر ستارے بھی بجھے بجھے سے چمک رہے تھے۔ جیسے راکھ میں انگارے چمکا کرتے ہیں۔ تھیوسانگ کو اس بات کا بڑا افسوس تھا۔ کہ ماریا کی غیبی طاقت اس سے چھن گئی تھی اور اب وہ عام عورت کی حالت میں بیٹھی تھی۔ اس نے ماریا سے اس لیے زیادہ ذکر نہ کیا کہ اسے اور زیادہ دُکھ ہوگا۔
اچانک تھیوسانگ نے کان کھڑے کیے اور ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔
"تمہیں آواز آ رہی ہے ماریا؟"

"کس کی آواز؟" ماریا نے بے نیازی سے پوچھا۔
ماریا یہ سمجھی کہ ویرانے میں اسے کسی جانور کی آواز
آئی ہوگی۔ تھیوسانگ بولا۔
"بربط کی آواز آرہی ہے"
ماریا نے چونک کر کہا۔
"بربط کی آواز؟" اور پھر اس نے بھی کان لگا کر سنا
واقعی بربط کی آواز آرہی تھی۔ بربط ایک پرانا ساز ہوا کرتا تھا
جو تاروں کا ساز تھا اور اسے قدیم زمانے کے موسیقار ہاتھ
میں لے کر تاروں کو مضراب سے چھیڑ کر بجایا کرتے تھے۔ ماریا
نے کہا۔
"ہاں۔ یہ تو بربط کی آواز ہے"
بربط کی آواز بڑی اُداس اور دردناک تھی ایسے لگتا تھا
جیسے کوئی آدمی بڑے غم زدہ موڈ میں اسے بجا رہا ہے۔ ماریا
نے اُٹھ کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ ماریا
نے اہرام کے پتھر سے کان لگائے۔ اور بولی۔
"تھیوسانگ! بربط کی آواز اہرام کے اندر سے
آرہی ہے"
تھیوسانگ اور بھی زیادہ حیران ہوا کہ اتنا بڑا پتھر کا بند
اہرام ہے اس کے اندر سے بربط کی آواز کہاں سے آنے لگی

اس نے جب کان لگا کر سُنا تو واقعی ان بھاری پتھروں کے
پیچھے سے بربط کی اُداس آواز آرہی تھی۔ ماریا بولی۔
"یہ تو کوئی بڑا دُکھی آدمی معلوم ہوتا ہے جو آدھی
رات کو اُٹھ کر بربط بجا رہا ہے۔ اس کا پتہ کرنا چاہیئے"
تھیوسانگ نے کہا۔
"مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ آدمی اس اہرام کے
اندر کیسے چلا گیا۔ جبکہ اس کے اندر جانے کا کوئی
راستہ ہمیں نظر نہیں آیا اور پھر اسے قدیم اہرام کے
اندر بیٹھ کر بربط بجانے کی کیا ضرورت ہے؟ ضرور
یہ کوئی آسیب ہے۔ ہم خوامخواہ کہیں کسی مشکل میں
نہ گرفتار ہو جائیں"
تھیوسانگ خاموش ہوگیا۔ بربط کے دردناک سُر اس طرح
رُک رُک کر اُبھر رہے تھے۔ ماریا سے نہ رہا گیا۔ اس
نے تڑپ کر کہا۔
"تھیوسانگ! یہ کوئی درد کا مارا انسان ہے۔ میں ضرور
اس کا کھوج لگاؤں گی"
یہ کہہ کر ماریا شگاف سے نکل کر اہرام کی مخروطی ڈھلانی
دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اب تھیوسانگ بھی اس کے
پیچھے آگیا۔ کیونکہ وہ ماریا کو اس حالت میں اکیلی نہیں چھوڑنا چاہتا

تھا جبکہ وہ غائب نہ ہو۔ ایک جگہ سے بربط کی آواز انہیں زیادہ صاف سنائی دی۔ ماریا نے جھک کر کہا۔

"تھیوسانگ! یہاں سے آواز صاف آرہی ہے۔ یہاں ضرور کوئی اندر جانے کا راستہ ہوگا۔"

تھیوسانگ نے خوب گھور کر غور سے دیکھا۔ مگر وہاں پتھر ایک دوسرے کے ساتھ جمے ہوئے تھے اور ذرا سی جھری تک بھی نہیں تھی۔ ماریا بولی۔

"ہمیں اس پتھر کو اکھاڑنا چاہیے۔"

تھیوسانگ نے ماریا کو بہت منع کیا کہ ہمیں اس مصیبت کو نہیں چھیڑنا چاہیئے۔ مگر ماریا بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ یہ کوئی آسیب نہیں ہے بلکہ مصیبت کا مارا انسان ہے۔ ہمیں اس کے پاس جاکر اس کی مصیبت معلوم کرنی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں بربط کی زبان میں بلا رہا ہو۔

تھیوسانگ آخر مجبور ہوگیا۔ اس نے ایک بڑے پتھر پر ہتھیلی رکھ دی۔ انگلی کے چھونے سے وہ بڑا پتھر چھوٹی سی صابن دانی کے سائیز کا ہو گیا۔ اس کے چھوٹا ہونے سے وہاں ایک چوکور سوراخ پیدا ہوگیا۔ ماریا نے اندر جھانک کر دیکھا۔ اس کے سامنے ایک دیوار تھی۔ بیچ میں جگہ خالی تھی۔ بربط کی آواز اب زیادہ صاف ہوگئی تھی۔ ماریا نے تھیوسانگ سے کہا۔

"میں تو اہرام کے اندر جا رہی ہوں۔"

ماریا دیوار کے شگاف میں سے اہرام کے اندر چلی گئی۔ تھیوسانگ کو بھی مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا۔ سامنے دیوار تھی۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی گلی ایک طرف جا رہی تھی۔ یہاں اندھیرا بہت گہرا تھا۔ اور عجیب قسم کی ہلکی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ یہ ان پھولوں کی خوشبو تھی جو پرانے زمانے میں مردوں کے ساتھ تابوت میں رکھے جاتے تھے۔ تھیوسانگ آگے آگے تھا۔ ماریا اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ یہ اہرام کے اندر کی ایک تاریک اندھیری گلی تھی۔ بربط کے تاروں کی آواز اہرام کے اندر آنے کے بعد کبھی مدھم ہوجاتی تھی اور کبھی ان سے دُور ہوجاتی تھی۔ ماریا نے کہا۔

"اہرام اندر سے کافی کھلا ہے۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔

"ہمیں خاموش رہنا چاہیئے۔"

بربط کی آواز ماریا کی کے آواز پر ایک دم بند ہوگئی۔ ماریا اور تھیوسانگ بھی وہیں رُک گئے۔ ایسا لگتا تھا جیسے جو شخص یا آسیب بربط بجا رہا تھا اس نے ماریا کی آواز سُن لی تھی۔ اور بربط بجانا بند کر دیا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے بھی اپنا سانس روک لیا۔ پھر ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"بربط کی آواز کیوں بند ہوگئی؟"

تھیوسانگ نے سرگوشی میں کہا۔
"اب آئے ہیں تو اس راز کو حل کر کے ہی واپس
جائیں گے۔ میرے میرے پیچھے آؤ۔"
اہرام کی گلی آگے جا کر ایک محراب دار اونچی چھت والی
کوٹھڑی میں ختم ہو گئی۔ یہاں ہلکی ہلکی کاوزی روشنی پھیلی
ہوئی تھی۔ تھیوسانگ اور ماریا دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے
ہو گئے۔ انہوں نے کاوزی روشنی میں دیکھا کہ کوٹھڑی کے
وسط میں ایک تابوت پڑا تھا۔ ماریا نے دھیمی آواز میں کہا۔
"یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے؟ یہ تابوت
کس کا ہے؟"
تھیوسانگ بولا۔
"روشنی تو کسی پتھر میں سے نکل رہی ہے۔ شاید فاسفورس
کا کمال ہے۔ تابوت کسی پرانی ممی کا ہوگا۔"
وہ تابوت کے پاس آ گئے۔ تابوت بہت ہی پرانا تھا اور
خستہ حالت میں تھا۔ اس کے اوپر مکڑیوں نے جالے تان رکھے
تھے۔ ڈھکنے کے درمیان میں ایک ہاتھ کا پنجہ بنا ہوا تھا۔
سرہانے کی جانب ایک بلی کی کالی مورتی بنی ہوئی تھی۔ تھیو
کہنے لگا۔
"معلوم ہوتا ہے اس تابوت میں کوئی مصر کے فرعون

کی لاش ہے۔ وہی اپنے تابوت کے سرہانے بلی کی مورتیاں
رکھا کرتے تھے۔"
ماریا نے کہا۔
"تھیوسانگ! میرا خیال ہے ہمیں چلے جانا چاہیئے۔
کوئی مصیبت نازل نہ ہو جائے۔"
تھیوسانگ بولا۔
"تم ٹھیک کہتی ہو۔ آؤ واپس چلیں۔"
جونہی وہ واپس مڑے انہیں کسی عورت کی کمزور سی آواز سنائی
دی۔
"ٹھہرو۔"
آواز میں کچھ ایسا اثر تھا کہ تھیوسانگ اور ماریا کے اٹھے ہوئے
قدم وہیں رک گئے۔ وہ ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے۔
یہ آواز کہاں سے آئی تھی؟ دونوں کے ہونٹوں پر ایک ہی سوال
تھا۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ خستہ تابوت اسی طرح بند تھا۔
ماریا بولی۔
"یہ ہمارا وہم تھا۔ کسی نے آواز نہیں دی۔ آؤ یہاں سے
نکل چلیں۔"
دوسری بار وہ چلنے لگے تو وہی عورت کی کمزور آواز پھر
آئی۔

"تمہیں ابھی نہیں جانا چاہیئے"

اب تھیوسانگ اور ماریا تابوت کے قریب آگئے۔ کیونکہ آواز تابوت میں سے ہی آ رہی تھی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"تم کون ہو اور ہمیں یہاں کیوں روک رہی ہو؟"

عورت کی آواز آئی۔

"میرے سرہانے جو بلّی کی مورتی ہے۔ اس کے سر پر ہاتھ آہستہ سے ہاتھ رکھ دو"

تھیوسانگ نے بلّی کی مورتی پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہاتھ رکھتے ہی تابوت آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔ اس کا خستہ ڈھکنا کڑکڑ کے جالوں کو توڑتا ہوا اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ پھر اندر سے آہستہ آہستہ ایک ممّی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ماریا تو تھیوسانگ کے ساتھ لگ گئی۔ یہ ممّی کسی بہت ہی بوڑھی عورت کی ممّی تھی۔ اس کا سر ہل رہا تھا اور گردن ہل رہی تھی۔ گلے میں قیمتی موتی اور جواہرات پڑے تھے۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

ممّی نے کہا۔

"تمہیں یہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تم کوئی غیر معمولی لوگ ہو جو اس آٹھ ہزار سال پہلے اہرام کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوئے ہو"

تھیوسانگ نے کہا۔

"لیکن تم ہمیں روک کیوں رہی ہو؟"

ممّی بولی۔

"اس لیے کہ ایک بدنصیب باپ کی آہیں تمہیں یہاں کھینچ لائی ہیں۔ اب اس بدنصیب کی مدد کرو کیونکہ اگر تم چلے گئے تو اس دکھی باپ کی فریاد شاید ہزاروں برس تک پھر کوئی نہیں سن سکے گا اور اگر کسی نے اس کی آواز سن بھی لی۔ تو اہرام کے اندر نہ آ سکے گا"

ماریا نے کہا۔

"تمہارا مطلب کس بدنصیب باپ سے ہے؟"

ممّی نے کہا۔

"وہی جس کے بربط کی اُداس آواز تمہیں یہاں لے آئی ہے"

تھیوسانگ نے سوال کیا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں۔ آخر یہ کیا معمّہ ہے؟"

ممّی نے کہا۔

"تم اس آدمی کے پاس جاؤ۔ وہاں جا کر تمہیں خود بخود اس راز کا علم ہو جائے گا۔ سنو! اس کے

بربط بجانے کی دل گداز آواز پھر اُبھرنے لگی ہے۔
بربط کے اُداس سروں کی آواز اہرام کی دیواروں کے
پیچھے سے دوبارہ سنائی دینے لگی۔ ممتی نے کہا۔
"میرے دالان کے ساتویں ستون کے پیچھے سے
ایک دروازہ اس دالان تک جاتا ہے جہاں ایک
دکھی باپ سے تمہاری ملاقات ہوگی۔ جاؤ۔ اسے
تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ شاید تم اس کے
چھ ہزار برس کے دُکھ کا علاج کر سکو۔"
یہ کہہ کر ممتی پھر سے تابوت میں لیٹ گئی اور تابوت
کا ڈھکنا اپنے آپ تابوت کے اوپر آکر لگ گیا۔ ماریا نے
کہا۔

"تھیوسانگ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ وہ کون دُکھی
انسان ہے۔ جس کو ایک بدنصیب باپ کہا جا رہا
ہے اور جس کو ہماری مدد کی ضرورت ہے۔"
"میرا بھی یہی ارادہ ہے۔"
یہ کہہ کر تھیوسانگ ممتی کے دالان کے پیچھے ساتویں ستون
کے عقب میں گیا تو وہاں ایک لکڑی کا پرانا بند دروازہ تھا۔
تھیوسانگ نے دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا تو دروازہ
ایک چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی

بربط کی آواز بھی بند ہوگئی۔ وہ دونوں دروازے میں سے
گزر کر دوسرے دالانوں میں آ گئے۔ یہاں فرش پر ریت
پڑی تھی۔ اور یہاں بھی وہی دھیمی دھیمی کافوری روشنی پھیلی
ہوئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ دالان کے درمیان میں ایک میز رکھا
تھا۔ میز پر سنگِ مرمر کا ایک چھوٹا سا مجسمہ رکھا ہوا تھا۔ میز
کی دوسری طرف دیوار کے ساتھ ایک تابوت بالکل سیدھا لگا
تھا۔ جس کا ڈھکنا کھلا تھا۔ اس کے اندر ایک بوڑھے آدمی کی
ممتی ہاتھ میں بربط لیئے بالکل خاموش اور ساکت کھڑی تھی۔ ماریا
تو وہیں رہی۔ تھیوسانگ نے آہستہ آہستہ چل کر اس کے
قریب آگیا۔ بوڑھے آدمی کی ممتی کے ہونٹوں سے ایک
ٹھنڈی آہ نکل گئی۔ اور اس کی انگلیاں اپنے آپ بربط پر چلنے
لگیں۔ بربط میں سے وہی سوگوار درد بھرے سُر نکل کر فضا
میں بکھر گئے۔ ماریا بھی تھیوسانگ کے پاس آ گئی۔ انہوں
نے دیکھا کہ بوڑھے آدمی کی ممتی کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے
تھے۔ بربط کی آواز اس قدر دردناک تھی کہ ماریا کا دل بھی
بھر آیا۔ تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔
"اے محترم ممتی! کیا تو زندہ ہے؟ اگر زندہ ہے تو
تیرے اس دردناک سُروں اور آنکھوں کے
آنسوؤں کی وجہ کیا ہے؟"

ممّی کے ہاتھ بربط پر رُک گئے۔ اس نے تابوت کے اندر
کھڑے کھڑے اپنی آنسوؤں بھری آنکھیں اٹھا کر تھیوسانگ
اور ماریا کی طرف دیکھا۔ اور ایک آہ بھر کر بولا۔

"میرے دوست! تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ
اس اہرام میں میرے پاس آئے۔ سامنے والی میز
پر تم جس لڑکی کا مجسمہ دیکھ رہے ہو۔ یہ میری بیٹی
کا مجسمہ ہے۔ اس کا نام کبالی تھا۔ وہ میری اکلوتی
بیٹی تھی۔ مجھے اس سے بے پناہ محبت تھی۔ وہ چھوٹی
تھی کہ اس کی ماں مر گئی۔ میں نے اِسے ماں بن کر
ہی پالا۔ میں اس کے بغیر ایک پَل بھی نہیں رہتا تھا۔
رات کو جب وہ سونے لگتی تو میں اس بربط پر اسے
لوری کی دُھن سناتا۔ اور وہ آہستہ آہستہ آنکھیں
بند کر کے سو جاتی۔ پھر میں دبے پاؤں اس کے کمرے
سے نکل آتا۔ لیکن قسمت کو یہ منظور نہیں تھا۔ ایک دن
ایسا ہوا کہ میری بچّی، میری آنکھوں کا تارا کبالی کو
کوئی سنگدل اغوا کر کے لے گیا۔ آج سے دس ہزار
برس پہلے یہاں ایک بہت عظیم الشان شہر آباد تھا۔ میں
اس شہر کا ایک امیر سوداگر تھا۔ میں نے اپنی بیٹی
کی تلاش میں اپنی ساری دولت لٹا دی۔ رو رو کر

اپنی آنکھیں سفید کر لیں۔ مگر میری بچّی کبالی مجھے نہ ملی۔
میں بوڑھا ہو گیا۔ میں نے اس کا ایک مجسمہ بنوایا۔
اور بس دن رات اس کو دیکھتا اور اس کے پاس آ
کر رات کو بربط بجاتا اور میری آنکھوں سے اپنی
بیٹی کو یاد کر کے آنسو بہتے رہتے۔ میں نے وصیّت
کی کہ میرے مرنے کے بعد میری بچّی کا مجسمہ
بھی میرے ساتھ دفن کیا جائے۔ پھر میں مَر گیا۔
اور اس زمانے کی رسم کے مطابق مجھے ایک تابوت
میں ڈال کر اس دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا اور
میری بچّی کا مجسّمہ بھی میرے ساتھ ہی یہاں ایک
میز پر رکھ دیا گیا۔ میرا خیال تھا کہ مرنے کے بعد مجھے
سکون مِل جائے گا اور شاید ایک وقت آئے گا کہ
میں اپنی بچّی کو جنّت میں دوبارہ دیکھ سکوں گا۔
لیکن ایسا نہ ہوا۔ ہم لوگ بلّی کے بتوں کی پوجا
کرتے تھے۔ ہم جادو ٹونا بھی کیا کرتے تھے۔ میں
بھی جادو ٹونا کیا کرتا تھا۔ مگر یہ جادو ٹونا بھی
میری بچّی کو مجھ سے نہ مِلا سکا تھا۔ مرنے کے بعد
مجھے معلوم ہوا کہ جادو ٹونے کی وجہ سے میں جنّت
میں داخل نہیں ہو سکتا اور اب اس وقت تک

اس اہرام میں ہی اپنی بچی کو یاد کر کے روتا رہوں گا۔ جب تک کہ مجھے میری بچی نہیں مل جاتی۔ تب سے لے کر اب تک ہزاروں سال گزر گئے ہیں۔ میں ہر رات اپنی بچی کے مجسمے کی طرف دیکھ کر یہ بربط بجاتا ہوں۔ اور اپنی بیٹی کو یاد کر کے روتا رہتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ تم انسانوں کی شکل دیکھی۔ اب مجھے امید پیدا ہو چلی ہے کہ تم میری بچی کو مجھ سے ملا دو گے اور میری روح اپنی بچی کو دیکھ کر خوشی خوشی جنت میں داخل ہو سکے گی۔"

تھیوسانگ اور ماریا بُت بنے اس بد نصیب باپ کی درد بھری کہانی سن رہے تھے۔

ماریا نے کہا۔

"محترم! آپ کی درد انگیز داستان نے میرے دل کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ لیکن آپ کی بچی کہاں ملے گی؟ اس کو آپ سے جدا ہوئے ہزاروں برس بیت چکے ہیں۔ اس کی تو ہڈیاں بھی باقی نہیں رہیں ہوں گی۔"

بوڑھے کی ممی نے آہ بھر کر کہا۔

"ہمارے مذہب میں آواگون پر یقین رکھا جاتا ہے۔ آواگون کا مطلب یہ ہے کہ ہماری روح مرنے کے

بعد کسی دوسرے جسم میں دوبارہ جنم لے کر اس دنیا میں واپس آجاتی ہے۔ میں مر نہیں سکا ورنہ میری روح بھی کسی دوسرے جنم میں آکر اپنی بچی کبالی کو ضرور تلاش کر لیتی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میری بیٹی کبالی مرنے کے بعد ضرور کسی نہ کسی جنم میں اس دنیا میں زندہ ہو گی۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اگر وہ کسی جنم میں زندہ بھی ہوئی تو کسی دوسری شکل میں ہو گی۔ تم اسے اور وہ تمہیں کیسے پہچانے گی؟"

بوڑھے کی ممی کہنے لگی۔

"ہمارے مذہب میں یہ بات بھی صاف لکھی ہوئی ہے کہ اگر کوئی باپ اپنی بچی کی یاد میں اسے دیکھے بغیر روتے روتے مر جائے۔ تو اس کی گمشدہ بچی کی روح میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ اپنے باپ کی یادیں اس کے ہر جنم میں اس کے ذہن میں زندہ رہتی ہیں۔ اور وہ اپنے باپ کو پہچان لیتی ہے اور دوسری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اپنے باپ سے زبردستی بچھڑی ہوئی بچی کی شکل ہر جنم میں وہی رہتی ہے۔

تاکہ اس کے باپ کی روح اِسے پہچان سکے۔ اس لیے میں
اپنی بیٹی کو اور میری بیٹی مجھے فوراً پہچان لے گی۔ اس
طرح اس کو دیکھنے کے بعد میری روح اطمینان سے
جنت میں داخل ہو جائے گی اور پھر اپنے مذہب کے
مطابق کچھ وقت گزر جانے پر دوسرے جنم میں ظاہر
ہو گی۔ لیکن مجھے میری بیٹی کبالی سے ملا دو۔ اِسے
تلاش کر کے میرے پاس لاؤ تاکہ میں اپنی آنکھوں کو
ٹھنڈا کر سکوں۔ اور اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے
بربط پر وہی لوری سنا سکوں۔ جو وہ بچپن میں مجھ
سے سنا کرتی تھی۔"

ماریا نے پوچھا۔

"آپ کے خیال میں وہ اس وقت کس ملک میں ہو سکتی
ہے؟"

ممتی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میری پیاری بیٹی کبالی اسی ملک کے
کسی شہر میں دوسرے جنم میں زندگی بسر کر رہی ہو گی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اگر آپ کے مذہب کے مطابق آپ کی بیٹی کی یادداشت
اسی طرح زندہ ہے تو وہ آپ کے پاس یہاں کیوں نہیں

آجاتی؟"

ممتی نے جواب دیا۔

"یہ بھی قدرت کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ وہ ویسے
مجھے یاد نہیں کر سکتی۔ مگر جب کوئی اس کے سامنے
میرے نام لے گا اور اِسے اس کے پرانے جنم کی
کوئی بات بتائے گا تو اس کی ساری یادیں ایک دم
بیدار ہو جائیں گی اور وہ مجھے ملنے کو بے تاب ہو
جائے گی۔"

تھیوسانگ اور ماریا نے غم نصیب باپ سے وعدہ کیا کہ وہ
اس کی بیٹی کو تلاش کر کے اس کے پاس لانے کی پوری پوری
کوشش کریں گے۔ بوڑھی ممتی نے اپنا نام پایان بتایا۔ تھیوسانگ
اور ماریا نے کبالی کے مجسمے کو غور سے دیکھا اور اس کی
شکل اچھی طرح ذہن میں بٹھا لی۔ اس کے باپ کی ممتی نے انہیں
یہ بھی بتایا کہ اس کی بیٹی کبالی جب ہنستی تھی تو اس کے گالوں میں
چھوٹے چھوٹے گڑھے پڑ جاتے تھے۔ تھیوسانگ اور ماریا دالان
سے نکل کر اہرام کی تاریک گلی میں سے گزرنے لگے۔

جنم جنم کی لوری

تھیوسانگ اور ماریا اہرام سے باہر نکل آئے۔
باہر ابھی تک رات کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے اہرام کی دیوار میں سے جو پتھر نکالا تھا اِسے بڑا کرنے کے بعد واپس دیوار میں لگا دیا۔ اور وہاں کنکر سے کھُرچ کر کانٹے دار نشان بنا دیا تاکہ وہ دوسری بار بھی اسی جگہ سے اندر داخل ہو سکیں۔ ماریا نے کہا۔

"اس دُکھی باپ کی کہانی نے مجھے بڑا متاثر کیا ہے۔ تھیوسانگ! میں تو اپنی مصیبت بھول گئی ہوں۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں ماریا۔ میرے خیال میں یہ بوڑھا شخص جس کا نام پایان ہے۔ اس وقت دنیا کا سب سے زیادہ غمزدہ انسان ہے۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیئے اور اس کی بیٹی کبالی کو تلاش کر کے اسے باپ کے پاس پہنچا دینا چاہیئے۔"

ماریا نے گہرا سانس لے کر کہا۔

"باپ بیٹی کی محبت کتنی مقدس محبت ہوتی ہے۔ اور پھر ایسا باپ کہ جو ہزاروں سال سے اپنی بیٹی کا انتظار کر رہا ہو۔ اس کے غم کا کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہم اس کی بیٹی کبالی کو کہاں تلاش کریں گے؟ خدا جانے وہ اپنے ہزاروں جنم میں کہاں زندگی بسر کر رہی ہو گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"سب سے پہلے تو ہمیں مایا دیوی کے مندر میں چل کر ناگ کے سیاہ موتی کا معمہ حل کرنا ہے۔ اس کے بعد ہم کبالی کی تلاش میں نکل چلیں گے۔ مجھے امید ہے کہ خداوند ہماری مدد کرے گا اور ہم ایک غمزدہ باپ کو اس کی بیٹی ضرور ملا دیں گے۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے رات ڈھلتی چلی گئی اور سورج نکل آیا۔ سورج کی سنہری کرن روشنی میں ویران میدانوں کی چھوٹی ٹیکریاں اور ٹیلے صاف نظر آنے لگے۔ دُور دُور تک مایا تہذیب کے قدیم کھنڈر پھیلے ہوئے تھے۔ مایا اور تھیوسانگ اہرام سے اُتر کر کھنڈروں کی طرف چل پڑے۔ دوپہر تک انہیں مایا دیوی کا مندر نہ ملا۔ وہ ایک ٹوٹی پھوٹی بارہ دری میں تھوڑی دیر

آرام کرنے کو بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اُٹھے اور دوبارہ مایا دیوی
کے مندر کی کھوج میں چل دیئے۔ تیسرے پہر انہیں دُور ایک
ٹیلے کے سائے میں ایک اونچا لمبوترہ مینارہ سا دکھائی دیا۔ ماریا نے
کہا۔

"تھیوسانگ! مجھے لگتا ہے کہ وہی مندر ہے"

وہ قریب گئے تو دیکھا کہ پتھروں کی ایک پرانی بارہ دری کے
ساتھ ایک خستہ حال کوٹھڑی بنی ہے۔ جس کی دیواروں کے پتھر
اکھڑے ہوئے ہیں۔ چبوترے میں جگہ جگہ گھاس اُگ رہی ہے۔ وہ
اندر گئے تو تھیوسانگ نے مایا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہی مایا دیوی کا مندر ہے ماریا"

کوٹھڑی میں ٹھنڈا ٹھنڈا اندھیرا پھیلا تھا۔ اس اندھیرے میں
انہیں دیوار کے ساتھ ایک عورت کی سبز رنگ کی مورتی نظر آئی۔ مورتی
پر مٹی جمی تھی۔ جسم پر جگہ جگہ مکڑیوں کے جالے بُن رکھے تھے۔ مایا
اور تھیوسانگ جلدی سے اس کے نزدیک گئے۔ اور انہیں مورتی
کے گلے میں سیاہ موتیوں کی ایک مالا نظر آئی۔ یہ موتی اتنے
ہی بڑے بڑے تھے جتنا بڑا موتی تھیوسانگ کے پاس تھا
اس نے جیب سے موتی نکال کر ماریا کو دکھایا اور بولا۔

"بالکل اسی سائز کے موتی ہیں مورتی کے گلے میں مگر
دیکھو اِن میں سے ایک موتی غائب ہے ضرور یہ وہی

موتی ہے"

ماریا نے کہا۔

"اس موتی کو مورتی کے گلے میں نہیں پرو سکتے۔ ایسا کرو
کہ سیاہ موتی، اس مورتی کے ہاتھ میں رکھ دو"

مایا دیوی کے مجسمے کا ایک ہاتھ پھیلا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے ناگ
کی خوشبو والا سیاہ موتی مایا دیوی کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ ہتھیلی پر رکھتے ہی سیاہ موتی ہلنے
لگا۔ پھر آہستہ آہستہ اوپر اُٹھا اور مورتی کی گردن میں پڑے ہوئے
ہار میں دوسرے موتیوں کے ساتھ جا کر ٹک گیا۔ تھیوسانگ اور
ماریا خاموشی سے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ ماریا نے کہا کہ
یہ تو موتی ہمارے ہاتھ سے بھی گیا۔ تھیوسانگ نے اِسے خاموش
رہنے کا اشارہ کیا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ سیاہ موتی کے سوراخ
میں سے ایک باریک کالا سانپ رینگتا ہوا باہر نکل رہا تھا۔ اب اس
سانپ پر ماریا کی بھی نظر پڑی۔ اس نے کہا "یہ تو سانپ ہے۔ کہیں
یہ ناگ تو نہیں؟ مجھے اس کی خوشبو آنے لگی ہے" تھیوسانگ
ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ کی خوشبو اب اِسے بھی بالکل صاف
آ رہی تھی۔

سیاہ موتی میں سے نکل کر سانپ مورتی کے سینے پر رینگنے
لگا اور پھر اس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں سے لٹک کر نیچے گر پڑا۔ نیچے
گرتے ہی سانپ نے ایک پھنکار ماری اور اُن کے سامنے ناگ

موجود تھا۔ ماریا اور تھیوسانگ نے اپنے سامنے ناگ کو دیکھا تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ تھیوسانگ نے ناگ کو گلے لگا لیا۔ ناگ نے ماریا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ماریا بہن! اگر تم لوگ مجھے جزیرے سے اٹھا کر یہاں نہ لاتے۔ تو خدا جانے میں کب تک وہیں پڑا۔ تاڑتا رہتا"

ناگ نے تھیوسانگ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ کہ وہ اسے اٹھائے اٹھائے پھرتا رہا۔ تھیوسانگ نے کہا کہ اسے موتی میں سے ناگ کی خوشبو آرہی تھی وہ اسے اپنے سے کیسے جدا کر سکتا تھا۔ وہ تینوں مایا دیوی کے مندر میں سے باہر آگئے۔ ناگ نے انہیں اپنی کہانی سنائی کہ کس طرح وہ منگلا کے انتقام کی زد میں آگیا۔ ماریا اور تھیوسانگ نے اسے اپنی اپنی داستان سنائی۔ اب وہ کیٹی اور عنبر کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ وہ کہاں ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے۔ تھیوسانگ نے کہا

"وہ جہاں بھی ہوں گے ایک نہ ایک دن اسی طرح ہمیں آن ملیں گے۔ جس طرح ہم ایک دوسرے سے مل گئے ہیں"۔

ناگ نے چاروں طرف دیکھا اور بولا۔

"میں نے بدنصیب باپ کی سارے غم ناک کہانی سن لی تھی مجھے بھی اس سے بڑی ہمدردی ہے۔ میں بھی

چاہتا ہوں کہ اس کی بچی کیلی کو ہر حالت میں تلاش کر کے اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دیا جائے۔ تاکہ باپ کے کلیجے میں ٹھنڈ پڑ جائے۔ اس کے بعد ہم عنبر اور کیٹی کی تلاش میں نکلیں گے۔ پہلے ہمیں اس غم زدہ باپ کی مدد کرنی ہوگی"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہم نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ چاہے ہمیں اپنی جانیں خطرے میں کیوں نہ ڈالنی پڑ جائیں۔ ہم کیلی کا کھوج لگانے کی بھرپور کوشش کریں گے"

ناگ نے کہا۔

"کیلی اس وقت شاید اپنے بیس ہزارویں جنم میں زندگی بسر کر رہی ہوگی۔ اور جیسا کہ اس کے غم نصیب باپ نے کہا ہے۔ اس کی اپنے باپ کے بارے میں یادداشت صرف اسی صورت میں بیدار ہوگی۔ جب اس کے ساتھ اس کے باپ اور بریط پر گائی جانے والی لوری کا ذکر کیا جائے گا۔ اس میں خطرہ بھی ہے کہ ہو سکتا ہے کیلی کی یادداشت بیدار نہ ہو سکے"

ماریا نے کہا۔

"لیکن بوڑھے باپ نے خاص طور پر ہمیں کہا تھا کہ

بر بط والی لوری کا ذکر کرنے سے کیالی کی یادداشت
بیدار ہو جائے گی۔ اور وہ اپنے باپ سے ملنے کو
بے تاب ہو جائے گی۔"
تھیوسانگ بولا۔
"میرا بھی خیال ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔"
ناگ نے کہا۔
"ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ ایسا ہی ہوگا۔ مگر یہ
ملک برازیل بہت بڑا ملک ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ ہم اِسے کہاں تلاش کرتے پھریں گے؟"
ماریا نے کہا۔
"اس کے لیے تو ہمیں اس ملک کے شہر شہر میں گھوم پھر
کر کیالی کو ڈھونڈھنا ہوگا۔ اور یہ کوئی آسان کام نہیں
ہے۔"
ناگ کہنے لگا۔
"میرا خیال ہے کہ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ ہم سپیروں
کا بھیس بدل لیں۔ میں سپیرا بن جاؤں اور ماریا سپیرن
بن جائے اور تھیوسانگ ہمارا ساتھی بن کر ہمارے
ساتھ سفر کرے۔ اس طرح سے ہم سانپوں کا تماشہ
دکھانے کے بہانے کسی بھی گھر کے صحن تک جا
سکیں گے اور یوں ماریا گھر کے اندر بھی جا کر کیالی
کی شکل ایسی لڑکی کو ڈھونڈھ سکتی ہے۔"
"اچھا خیال ہے" ماریا بولی۔
پھر تھیوسانگ سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا۔
"جو آپ کو منظور۔ وہی مجھے منظور ہوگا۔ ہمیں آج
ہی کسی قریبی شہر میں جا کر اپنا بھیس بدل ڈالنا ہوگا۔
شہر میں ہمیں دوسرے کپڑے مل جائیں گے۔"
ناگ نے کہا۔
"تو پھر ہمیں اسی وقت کسی قریبی شہر کی طرف روانہ
ہو جانا چاہیئے۔"
اور وہ مایا دیوی کے مندر کے سامنے سے گزر کر ایک سنسان
ویران پگ ڈنڈی پر ہو گئے۔ جو ویران گرم خشک ٹیلوں میں سے
چکر کھا کر گزرتی تھی۔ یہ سفر ایسا تھا کہ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ
آگے کون سا شہر یا قصبہ آئے گا۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔
"کاش تم غیبی حالت میں ہوتیں اور اڑ کر آگے پتہ
کرتیں کہ کوئی آبادی کتنی دور ہے۔"
ماریا بولی۔
"ناگ بھیا! یہ کام تو تم بھی کر سکتے ہو۔ تمہاری طاقت
تو تمہارے پاس ہی ہے۔"

ناگ بولا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن تجربہ کرکے دیکھ لیتا ہوں"

ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا اور جب آہستہ سے چھوڑا تو انسان کی بجائے ایک سیاہ عقاب بن چکا تھا۔ ناگ نے خوش ہوکر کہا۔

"میری طاقت میرے ساتھ ہی واپس آگئی ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں آگے جا کر معلوم کرتا ہوں کہ بستی یا شہر کتنی دُور ہے"

تھیوسانگ نے کہا۔

"جلدی واپس آنا ناگ! ہمیں تمہاری فکر ہی لگی رہے گی"

ناگ نے تھیوسانگ کو تسلی دی اور زمین سے اوپر فضا میں غوطہ لگا گیا۔ پھر اس نے شمال مغرب کی طرف تیزی سے اُڑنا شروع کردیا۔ اس وقت ناگ ایک جیٹ ہوائی جہاز کی رفتار سے اُڑ رہا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کے اندر ہی اسے دُور ایک دریا کے کنارے بہت بڑے شہر کے اونچے مکان نظر پڑے۔ اس نے شہر کے اوپر ایک چکر لگایا۔ یہ کافی وسیع شہر تھا۔ اور اس کے ارد گرد پتھر کی فصیل تھی۔ ناگ فوراً واپس آیا اور تھیوسانگ اور ماریا کو اس شہر کی خبر دی۔ اب وہ اسی شہر کی طرف چلنے لگے۔

راستے میں ایک گاؤں آگیا۔ یہاں سے تھیوسانگ نے چاندی

کے کچھ سکے دے کر دو خچر خرید لے۔ اب وہ ان خچروں پر بیٹھ کر سفر کرنے لگے۔ ناگ عقاب کی شکل میں ان کے اوپر اُڑ رہا تھا۔ دن بھر کے سفر کے بعد آخر وہ اس شہر کے پاس پہنچ گئے۔ جو ناگ پہلے سے دیکھ آیا تھا۔ انہوں نے شہر کے باہر ہی ایک باغ میں ڈیرے لگا لیے۔ یہاں ایک کنواں تھا جہاں کچھ عورتیں مٹی کی لمبوتری صراحیوں میں پانی بھر رہی تھیں باغ میں اونچے اونچے درخت تھے۔ باغ کے پیچھے کچے مکان دکھائی دے رہے تھے۔ شاید یہ عورتیں وہاں سے کنوئیں پر پانی بھرنے آئی تھیں۔ ناگ نے کہا۔

"ہمیں اپنے حُلیے یہاں سپیروں ایسے بنانے ہوں گے۔ یہ عورتیں ہماری مدد کرسکتی ہیں"

پھر اس نے ماریا سے کہا کہ وہ ان سے ایک پٹاری اور نیلے رنگ کی لمبی چادر حاصل کرنے کی کوشش کرے

"پٹاری میں دو چار سانپ پکڑ کر رکھ لیں گے اور چادر کو پھاڑ کر ان کے رومال بنا کر باندھ لیں گے" ماریا نے ناگ سے کہا۔

"تم پہلے سانپ تو پیدا کرو۔ ہو سکتا ہے یہاں ہمیں کوئی بھی سانپ نہ مل سکے"

تھیوسانگ بولا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سانپ تو ہر جگہ ہوتے ہیں۔
اور پھر ناگ تو دیوتا ہے۔ اس کی ایک ہی آواز پر
سانپ آجائیں گے۔"
ناگ نے کہا۔
"تھیو سانگ ٹھیک کہتا ہے۔ سانپ یہاں ضرور
موجود ہوں گے۔"
ماریا کہنے لگی۔
"عورتیں پانی بھر کر اپنے گھروں کو واپس جا رہی ہیں۔
میں ان کے پیچھے جاتی ہوں۔ اور پٹاری اور نیلی چادر
حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ تم اسی جگہ
بیٹھو۔"

اتنا کہہ کر ماریا ان مکانوں کی طرف چل دی جو باغ کے پچھواڑے سے نظر آ رہے تھے۔ اور جس طرف صراحیوں والی عورتیں گئیں تھیں۔ ایک عورت پانی سے بھری ہوئی صراحی لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئی تو ماریا نے اس کو آواز دی۔ وہ صراحی اندر رکھ کر واپس آگئی۔ ماریا نے اس علاقے کی زبان میں اسے سلام کیا اور بتایا کہ وہ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ ایگری شہر سے آئی ہے اور اس شہر میں سیاحت کرنا چاہتی ہے۔ مگر اس کے پاس سر پہ لپیٹنے کو چادر اور

روٹی وغیرہ رکھنے کو کوئی پٹاری نہیں۔ اگر تم دے سکو تو تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔ عورت مسکرانے لگی اور ماریا کو ایک کرسی پر بٹھایا۔ اسے پینے کو دودھ لاکر دیا اور پھر کوٹھڑی سے ایک نیلی چادر اور چھوٹی سی ٹوکری لے آئی۔ جس پر ڈھکن لگا تھا۔ ماریا نے یہ دونوں چیزیں لے کر اس عورت کا شکریہ ادا کیا اور ناگ تھیو سانگ کے پاس آگئی۔

ناگ نے فوراً نیلی چادر کے ٹکڑے کیے۔ ایک ایک ٹکڑا تینوں نے اپنے اپنے سروں پر باندھ لیا۔ پٹاری ناگ نے اپنے پاس رکھ لی اور وہاں درخت سے ایک ٹہنی توڑ کر اس کی سوٹی بنا کر ہاتھ میں سپیروں کی طرح پکڑ لی پھر اس نے وہاں پر موجود کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ ناگ دیوتا کی آواز پر کنوئیں کے اندر سے ایک دھاری دار سبز رنگ کا سانپ پھنکارتا ہوا باہر نکلا تو جو عورتیں پانی بھر رہی تھیں۔ وہ چیخیں مار کر بھاگیں۔ ناگ لپک کر وہاں گیا اور بولا۔

"بہنو! گھبراؤ نہیں میں سانپ کو پکڑتا ہوں۔"

بھلا سانپ کو ناگ کیسے نہیں پکڑ سکتا تھا۔ سانپ تو آیا ہی ناگ کے لیے تھا۔ سانپ نے آتے ہی ناگ کے آگے اپنے سر جھکا دیا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا نے کیسے یاد فرمایا؟"
ناگ نے کہا۔
"مجھے تین چار سانپ چاہئیں۔ جو کچھ دیر میرے ساتھ رہیں گے۔"
سبز دھاریدار سانپ بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا! میں ابھی حاضر کیے دیتا ہوں"
سبز سانپ نے کنوئیں میں منہ ڈال کر آواز دی۔ فوراً چار سانپ کنوئیں میں سے نکل آئے۔ ناگ نے انہیں پٹاری میں بند کر دیا۔ عورتیں دُور کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھیں۔ ناگ نے سانپوں کی پٹاری بغل میں دبائی اور ماریا اور تھیوسانگ کو ساتھ لے کر شہر کے دروازے کی طرف چل دیا۔ انہوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی سانپوں کا تماشہ دکھانا شروع کر دیا۔ جو لوگ وہاں اکٹھے ہوتے ماریا اور تھیوسانگ اِن میں سے عورتوں کی شکلوں کو غور سے دیکھتے کہ کہیں اِن میں کوئی اہرام والے بوڑھے پایان کی بیٹی کبالی تو نہیں ہے۔ دن بھر وہ شہر میں تماشہ دکھاتے رہے مگر کبالی انہیں کہیں نظر نہ آئی۔

شام ہو گئی تو ناگ ماریا اور تھیوسانگ واپس شہر کے باہر والے ——— باغ میں آرام کرنے لگے۔ اتنے میں باغ والے گاؤں کی طرف سے وہی عورت جس نے ماریا کو چادر

اور پٹاری دی تھی وہاں آ گئی۔ اس نے ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔
"بہن! تم یہاں کیسے رات گزارو گی؟ یہ تو کھلی جگہ ہے۔ میرے ساتھ رہنا۔ دن نکلے تو اپنے بھائیوں کے پاس آ جانا۔"
ناگ اور تھیوسانگ نے بھی ماریا سے کہا کہ وہ اس عورت کے گھر چلی جائے۔ کیونکہ ماریا غائب حالت میں نہیں تھی اور اس کے لیے یہی بہتر تھا کہ وہ کسی کے گھر میں رات بسر کرے۔ ناگ بولا۔
"آج کی رات تم اس عورت کے پاس رہ لو۔ کل ہم شہر میں کوئی اپنا مکان لے لیں گے۔ کیونکہ ابھی شہر پورا نہیں دیکھا۔ اور کبالی کی تھوڑی بہت تلاش باقی ہے۔"
وہ گاؤں کی عورت بڑی بھولی تھی۔ اور اس کا اخلاق بھی بہت بلند تھا۔ چنانچہ ماریا اس کے ساتھ اس کے گھر آ گئی۔ یہ کچا مکان تھا۔ جس کی دو کوٹھڑیاں تھیں۔ عورت وہاں اکیلی رہتی تھی اس نے ماریا کو بتایا کہ وہ بیوہ ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں۔ شہر کے ایک امیر سوداگر کے مکان پر دن بھر کام کرتی ہے اور شام کو واپس اپنے گھر آ جاتی ہے۔

"میری مالکن بوڑھی ہو گئی ہے۔ مجھے اس کے لیے شام کو بھی پانی گرم کرنا پڑتا ہے۔ اس گرم پانی سے اس کے پاؤں دھوتی ہوں۔ پھر اسے بستر میں لٹا کر واپس آتی ہوں۔ تم بتاؤ یہ تمہارے بھائی ہیں جو ساتھ ہیں؟ تمہاری شادی نہیں ہوئی کیا؟"
ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"میری ابھی شادی نہیں ہوئی۔ ہم ملک سماریہ کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے ملک میں دستور ہے کہ جب تک کوئی لڑکی سمندر پار کے کسی ملک کی سیاحت نہیں کر آتی۔ اس کی شادی نہیں ہو سکتی۔ میرے بھائی سپیرے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ سمندر پار اس ملک میں آ گئی ہوں۔ اب واپس جاؤں گی تو میری شادی ہو جائے گی۔"
عورت نے کہا۔

"میرا نام اگاتی ہے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"
"میرا نام ماریا ہے۔"
اگاتی مسکرانے لگی۔
"کیا تم نے اپنا دولہا پسند کر لیا ہے؟"
ماریا نے گھبرا کر دوسری طرف دیکھا اور پھر اگاتی سے

مخاطب ہو کر کچھ شرما گئی۔ اور بولی۔
"نہیں۔ میرے بھائیوں نے دیکھا ہے میرے بھائی ہی میری شادی وہاں کریں گے۔"
اگاتی نے کہا۔
"اچھا یہ بتاؤ اگر تمہارے بھائی سپیرے ہیں تو پھر ان کے پاس سانپوں کی پٹاری کیوں نہیں تھی؟ میں نے سنا ہے کہ تم لوگوں نے سانپ بھی باغ کے کنوئیں سے پکڑے تھے۔"
ماریا کہنے لگی۔
"اگاتی بہن! ہم ایک طویل فاصلہ طے کر کے آ رہے ہیں۔ راستے میں ہم ایک جگہ سو رہے تھے کہ چور سپیرا آیا اور ہماری سانپوں کی پٹاری اور ہمارے تھیلے رومال اٹھا کر لے گیا۔"
اگاتی نے ماریا کے ہاتھ ناگ اور تھیوسانگ کے لیے کھانا بھجوایا۔ ناگ نے پوچھا۔
"وہاں کوئی خطرہ تو نہیں ہے ماریا؟ اگر ایسی بات ہو تو میں ایک سانپ کو تمہاری حفاظت کے لیے بھیج دیتا ہوں۔"
ماریا بولی۔

"وہ بے چاری تو بڑی ہی نیک عورت ہے۔ یہاں کسی سوداگر کی حویلی میں دن بھر کام کرتی ہے۔ دیکھو بے چاری نے کتنی محبت اور خلوص سے تمہارے لیے دودھ اور روٹی بھجوائی ہے۔ غریب عورت ہے مگر بے حد مخلص اور انسان دوست ہے۔"

ناگ نے بھی اُگاتی کی تعریف کی۔ انہیں کھانے پینے کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن اُگاتی کے خلوص کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے مل کر دودھ روٹی کھا لی۔ ماریا برتن لے کر صبح آنے کا کہہ کر چلی گئی۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی ماریا ناشتے کے لیے دودھ اور روٹی لے کر آگئی۔ یہ ناشتہ نیک دل عورت اُگاتی نے ماریا کو اس کے بھائیوں کے لیے دیا تھا۔

اب تھیوسانگ اور ناگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور شہر کے اندر جا کر ایک خالی کوٹھڑی کرائے پر لے لی۔ دن بھر وہ شہر میں سانپ کا تماشہ دکھاتے اور رات کو اپنی کوٹھڑی میں آ جاتے۔ تین دن ہو گئے۔ مگر دُکھی باپ پایان کی بیٹی کبالی کا انہیں کوئی سراغ نہ مل سکا۔ ماریا نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ! اس طرح تو ہمیں کبالی کو تلاش کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم بازار سے ایک بربط خریدیں۔ اس پر وہی دُھن بجائیں جو کبالی کا

بوڑھا باپ اہرام کے اندر رات کو بجاتا ہے اور جو وہ اپنی بیٹی کو بجا کر سلایا کرتا تھا۔ ہو سکتا ہے اگر کبالی اپنے نئے جنم میں یہاں کسی مکان میں رہتی ہو تو بربط کی وہی لوری والا نغمہ سُن کر اسے اپنا پچھلا جنم یاد آ جائے۔ ویسے ہم اس کو اس کی شکل سے بھی پہچان سکتے ہیں۔ لیکن بربط کے نغمے سے ہمیں کبالی کو اس کا پچھلا جنم یاد کرانے میں بڑی مدد ملے گی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ بوڑھے باپ پایان نے کہا تھا کہ اس کی بیٹی کبالی کو اس کا پچھلا جنم یاد نہیں ہو گا۔ اسے یاد دلانا پڑے گا۔ اگر ہمیں کبالی کی شکل والی کوئی لڑکی مل جاتی ہے تو ہم ویسے ہی اسے اس کا پچھلا جنم یاد دلا سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"لیکن اگر ہم بربط پر لوری والا نغمہ بھی ساتھ ہی سنا دیں گے تو کبالی کو اپنا پچھلا جنم یاد کرنے میں بہت آسانی ہو گی۔ اس لیے ماریا کی تجویز بڑی معقول ہے۔ ہمیں صبح بازار سے ایک نیا بربط خریدنا ہو گا۔ تم وہی نغمہ بربط پر بجا لو گے نا؟"

تھیوسانگ نے کہا کہ اِسے وہ نغمہ یاد ہے جو اہرام
بوڑھا باپ بجایا کرتا ہے۔

چنانچہ اگلے روز انہوں نے بازار سے ایک بربط خر
لیا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے اپنی یادداشت کی مدد سے بربط
پر وہ لوری والا نغمہ نکال لیا جو بوڑھا باپ آج سے د
برس پہلے اپنی بیٹی کبالی کو سُنا کر سلایا کرتا تھا۔ یہ نغ
بہت اداس اور غمگین تھا۔ اب وہ جہاں سانپوں کا تما
دکھاتے۔ ماریا بربط اٹھا کر اس پر لوری والا درد ناک نغ
بجانے لگتی۔ تھیوسانگ اور ماریا عورتوں کی شکلوں کو غور سے
دیکھتے۔ تھیوسانگ اور ماریا بوڑھے پایان کی بیٹی کبالی کی شکل
کو اچھی طرح پہچان سکتے تھے۔ انہوں نے اس کا مجسمہ غور سے دیکھ
تھا جو اہرام کے اندر بوڑھے دُکھی باپ کے تابوت کے
سامنے والی میز پر رکھا ہوا تھا۔

انہیں شہر میں تماشہ دکھاتے اور بربط بجاتے دن
دن گزر گئے۔ مگر انہیں کبالی کی شکل کہیں بھی نظر نہ آئی۔ ایک
روز شام کے وقت تھیوسانگ اور ناگ ماریا شہر سے واپس اپنی
کوٹھڑی کی طرف جا رہے تھے۔ وہ ایک بہت بڑی حویلی کے
قریب سے گزرے تو ماریا نے اگاتی کو دیکھا۔ یہ وہی عورت
تھی جس نے ماریا کو اپنے شہر کے باہر والے مکان میں ٹھہرایا

اور جو اس حویلی میں ملازمہ تھی۔ اگاتی پریشان تھی اور گلی
میں تیز تیز قدموں سے جا رہی تھی۔

ماریا نے اِسے دیکھا تو سلام کیا اور پوچھا کہ وہ پریشان
کیوں ہے؟ اگاتی نے کہا۔

"میری مالکن مر رہی ہے۔ میں حکیم کو لینے جا رہی ہوں
کہ شاید مالکن کی جان بچ جائے"

ناگ نے کہا۔

"بہن! ہمیں اپنی مالکن کے پاس لے چلو۔ ہو سکتا
ہے ہم اس کی بیماری کا کوئی علاج کر سکیں"

اگاتی نے پوچھا کہ کیا وہ حکیم ہے؟ ناگ بولا "میں ٹوٹکے
ٹوٹکے اور جڑی بوٹیوں سے علاج کر لیتا ہوں"۔ اگاتی بولی "میری
مالکن بے حد بوڑھی ہو چکی ہے۔ اب اس کے بچنے کی کوئی
امید نہیں ہے۔ میں ویسے ہی خانہ پُری کرنے کی خاطر حکیم کو
بلانے جا رہی ہوں۔ حکیم جی نے تو صبح ہی کہہ دیا تھا کہ اب
تمہاری مالکن کا کوئی علاج نہیں ہے۔ وہ شام تک مر جائے
گی۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ چاہتی ہوں میری مالکن زندہ رہے۔
اچھا تم اگر اس کا علاج کر سکتے ہو تو میرے ساتھ چلو۔ مجھے
خوشی ہو گی"۔

اگاتی نے ماریا تھیوسانگ اور ناگ کو ساتھ لیا اور حویلی

میں آگئی ۔ یہ حویلی کافی بڑی تھی۔ اس کی مالکن بڑی
عورت تھی۔ وہ بیوہ تھی اور اس کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی
حویلی میں نوکر چاکر اور لونڈیاں اُداس اُداس پھر رہی تھیں
اگاتی ماریا ناگ اور تھیوسانگ کو لے کر حویلی کے سب سے
بڑے اور سجے سجائے کمرے میں داخل ہوئی ۔ کمرے میں
زیتون کے تیل کا شمع دان روشن تھا۔ ایک عالی شان پلنگ
پر ریشمی بستر بچھا ہوا تھا۔ جس پر ایک سفید بالوں والی بوڑھی
عورت آنکھیں بند کیے خاموش لیٹی تھی۔ اس کا رنگ زرد
تھا اور وہ مر رہی تھی۔ قریب پہنچ کر ماریا اور تھیوسانگ
اچانک چونک اٹھے ۔ ماریا تھیوسانگ کو ایک طرف کھینچ لے
گئی اور بولی۔

"تھیوسانگ! مجھے یہ کبالی لگتی ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا۔ مجھے اس کی شکل دیکھ
کر پہلے ہی شک پڑا تھا۔ اگرچہ وہ بہت بوڑھی ہو
گئی ہے مگر اس کے نقش اسی مجسمے سے ملتے ہیں
جو اہرام میں ڈکھی باپ پایان کی مزار رکھا ہوا
تھا۔ یہ ضرور کبالی ہی ہے۔"

ناگ بھی ان کے پاس آ گیا تب ماریا نے اسے بتایا

کہ عورت کبالی ہی ہے تو اسے اس کا پچھلا جنم یاد دلانا
چاہیئے۔ اگر اس کی یادداشت واپس آجاتی ہے تو
ہم اسے ابھی اُٹھا کر واپس اہرام میں اس کے ہزاروں
برس پہلے کے باپ کے پاس لیے چلتے ہیں تاکہ اس
غم زدہ باپ کے دل میں ٹھنڈ پڑ سکے۔"

ماریا نے کہا۔

"ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ عورت کبالی مر رہی
ہے۔ اگر یہ مرگئی تو نہ جانے پھر کونسے جنم میں دوبارہ
پیدا ہو۔ پھر اسے تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں بربط پر وہی لوری بجاتا ہوں۔ جو یہ عورت کبالی
اپنے پرانے جنم میں اپنے باپ سے سنا کرتی تھی۔"

نوکرانی اگاتی اپنی مالکن کے سرہانے خاموش کھڑی تھی۔
ماریا تھیوسانگ اور ناگ جلدی سے بوڑھی عورت کے پلنگ
کے پاس آئے۔ تھیوسانگ نے بربط کپڑے کے تھیلے میں
سے نکالا اور اس پر وہ لوری والا نغمہ چھیڑ دیا جو کبالی کا
باپ ہزاروں برس پہلے اسے جنم میں رات کو سلانے کے
لیے بجایا کرتا تھا۔ جونہی بربط پر لوری والا نغمہ بلند ہوا۔ بوڑھی
عورت کے بھنچے ہوئے ہونٹ کپکپانے لگے۔ ناگ ماریا اور

تھیوسانگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا. بربط کے نغمے کا اثر شروع ہوگیا تھا. تھیوسانگ نے بربط پر نغمے کی لے تیز کر دی. اچانک بوڑھی عورت نے آنکھیں کھول دیں. اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لکیریں بہہ رہی تھیں.

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

کبالی کی تلاش

تھیوسانگ نے بربط کی لے اور تیز کر دی.
بوڑھی عورت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہنے لگیں وہ سسکیاں بھر رہی تھیں. اس کے نیم مردہ خشک کانپتے ہوئے ہونٹوں سے ایسی آواز نکلی. جیسے اس نے اپنے باپ کو آواز دی ہو۔ پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے تھیوسانگ کو بربط بجانے سے روک دیا. تھیوسانگ نے بربط بجانا بند کر دیا۔ ماریا اور نگ بوڑھی عورت کو غور سے دیکھ رہے تھے. ماریا اور تھیوسانگ کو یقین ہوگیا تھا کہ یہی بوڑھی عورت کبالی یعنی اہرام میں رہنے والے سوکوار باپ کی اکلوتی بیٹی ہے. اگرچہ وہ بے حد بوڑھی ہو گئی تھی لیکن اس کے نین نقش کبالی ہی کے تھے. ماریا نے جھک کر بوڑھی عورت کے کان میں آہستہ سے کہا۔

"کبالی"

عورت نے چونک کر ماریا کی طرف دیکھا اور بہت ہی کمزور

آواز میں کہا۔

"تم کون ہو؟ تم نے میرے دل میں میرے پیارے باپ کی یادوں کو زندہ کر دیا ہے۔ تم نے بربط پر یہ نغمہ کہاں سے سیکھا ہے؟ یہ نغمہ مجھے میرا باپ آج سے ہزاروں برس پہلے سنایا کرتا تھا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہمیں تمہارے پیارے باپ پایان نے تمہاری تلاش میں بھیجا ہے۔"

بوڑھی عورت کی آنکھیں ایک دم سے چمک اٹھیں۔

"کہاں ہے میرا پیارا باپ؟ میں اس کو ایک نظر دیکھنے کو ترس رہی ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"وہ برازیل کے سب سے بڑے اہرام میں تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔ وہ ہزاروں برس سے تابوت میں بند ہے۔ مگر زندہ ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اسے بیٹی کی محبت زندہ رکھے ہوئے ہے۔"

بوڑھی عورت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ اس کے خشک ہونٹ کانپ رہے تھے۔ اس نے مردہ آواز

میں کہا۔

"تم نے بڑی دیر کر دی۔ میں مر رہی ہوں۔ موت کا فرشتہ میری جان نکالنے کے لیے موجود ہے۔"

ماریا نے جلدی سے کہا۔

"لیکن تمہارا اپنے باپ سے ملنا بہت ضروری ہے کبالی! وہ تمہارے بغیر نہ زندوں میں ہے نہ مُردوں میں۔ وہ ہزاروں برس سے تمہاری راہ تک رہا ہے۔ جب تک تم اسے نہیں ملو گی۔ اس کی روح دنیا کو چھوڑ کر جنت میں داخل نہ ہو سکے گی۔"

بوڑھی عورت پر غشی طاری ہونے لگی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔ ماریا اور تھیوسانگ پریشان ہو گئے۔ ناگ نے کہا۔

"ہم کبالی کو اٹھا کر اس کے والد کے پاس لیے چلتے ہیں۔"

ماریا نے گہرا سانس بھر کر ناامیدی سے کہا۔

"اب دیر ہو چکی ہے ناگ! کبالی مر رہی ہے۔"

"اب دیر ہو چکی ہے ناگ! کبالی مر رہی ہے۔"

تھیوسانگ نے بوڑھی کبالی کے کان کے پاس منہ لے جا کر پوچھا۔

"کبالی! ہمیں صرف اتنا بتا دو کہ تمہارا اگلا جنم کہاں اور

کس جگہ پر ہو گا۔ ہم اس جگہ تم سے آن ملیں گے۔"
بوڑھی کبالی کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنے لگے۔ اس
کی آنکھیں بند تھیں۔ ماریا نے کبالی کے ہونٹوں کے ساتھ کان لگا
دیا۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"دریائے ایمزان کے کنارے، تین سُرخ پہاڑوں
کے درمیان والی وادی، ریڈ انڈین قبیلہ اس کے سردار
کی بیٹی کائو ـــــ میں اس کے جسم میں داخل ہو رہی
ہوں۔ یہ میرا پہلا جنم ہے۔ یہ آخری جنم ہے۔ الوداع میرے
پیارے لوگو۔ الوداع!"

اس کے ساتھ ہی بوڑھی کبالی نے ایک ہچکی لی اور اس
کے جسم سے روح پرواز کر گئی۔ اس کی نوکرانی اُکاتی نے رونا
شروع کر دیا۔ ٹاگ نے اسے تسلی دی اور تھیوساٹگ اور ماریا
کو لے کر حویلی کے دالان والے باغیچے میں آ گیا۔ انہوں نے
آپس میں مشورہ کیا اور اس فیصلے پر پہنچے کہ انہیں دریائے ایمزان
کے بائیں کنارے سے تین سُرخ پہاڑوں کے درمیان والی وادی
کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔ تاہم وہاں جانے سے پہلے
بہتر ہے کہ کاجو کی فصل [illegible]
ساتھ [illegible]

لیکن کبالی کی روح ایک نوجوان لڑکی کے جسم میں کیسے
حلول کر جائے گی۔ دوسرا جنم تو پیدائش کے وقت
شروع ہوتا ہے۔"
ماریا کہنے لگی۔
"ہو سکتا ہے کبالی کسی خاص طاقت سے اپنے
باپ کی محبت کے زیر اثر ہے ایک نوجوان لڑکی
کے جسم میں آ گئی ہو۔"
ٹاگ نے کہا۔
"یہ تو وہاں چل کر ریڈ انڈین لڑکی کبالی سے مل کر
ہی معلوم ہو گا۔ مگر کاجو کی فصل اتنی جلدی کیسے کبالی
کی شکل اختیار کر سکتی ہے؟"
ماریا نے کہا۔
"ممکن ہے کاجو پیدا ہی کبالی کی شکل میں ہوتی ہو۔
اس دنیا میں اکثر لوگ ایک دوسرے کے ہمشکل
بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔"
آخر ٹاگ تھیوساٹگ اور ماریا نے [illegible]
دریائے ایمزان والی وادی کی طرف سفر شروع کر دیا۔
انہوں نے پڑاؤ کے ساتھ کنوئیں میں چھوڑ دیئے [illegible]
وہیں چھ سے دن خرچ ایک منٹ سے تین [illegible]

اور سفر کا کچھ ضروری سامان خریدا۔ اور خدا کا نام لے کر دریائے ایمزان کے جنگلوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایک ہفتے کے سفر کے بعد وہ دریائے ایمزان کے کنارے کنارے سفر کر رہے تھے۔ اب انہیں تین سرخ پہاڑوں کی تلاش تھی۔ دریائے ایمزان کے جنگل آج بھی اپنے گھنے درختوں، خطرناک دلدلوں، وحشی جنگلی جانوروں اور بڑے بڑے سانپوں کے لیے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان جنگلوں میں آج بھی ایسی جگہیں موجود ہیں جہاں ابھی تک کسی انسان یا شکاری نے قدم نہیں رکھا۔ ناگ ماریا اور تھیوسانگ کو سانپوں کی پروا نہیں تھی۔ جنگلی درندے سبز سانپ کے منکے کی وجہ سے ان کے قریب نہیں پھٹکتے تھے۔ دلدلوں کی بُو وہ دور ہی سے محسوس کر لیتے تھے اور ان سے ہوشیار ہو جاتے تھے۔

جنگل میں سفر کرتے ہوئے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے۔ جہاں درختوں نے مل جل کر راستہ تنگ کر دیا تھا اور وہاں سے گھوڑے نہیں گزر سکتے تھے۔ ناگ نے مشورہ دیا کہ ہمیں گھوڑوں کو اس جگہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ گھوڑے وہاں چھوڑ کر وہ پیدل ہی گھنے نیم روشن جنگل میں داخل ہو گئے۔ یہاں ایسے ایسے درخت تھے کہ جن کی شاخیں نیچے زمین میں گھس گئیں تھیں اور ان کے ستون بن

گئے تھے۔ ہر درخت پر جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ وہ بڑی بڑی جنگلی جھاڑیوں میں راستہ بناتے قدم قدم چل رہے تھے۔ اچانک ماریا کی چیخ بلند ہوئی۔ وہ پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔ ناگ اور تھیوسانگ اس کی طرف دوڑے۔ دیکھا کہ ماریا کو ایک آدم خور جھاڑی کی کانٹے دار شاخوں نے دبوچ رکھا ہے۔ برازیل کے جنگلوں میں ایسی جھاڑیاں کثرت سے ہوتی ہیں جن شاخیں قریب سے گزرنے والے انسان یا جانور یا جنگلی درندے کو ایکدم سے دبوچ لیتی ہیں۔ اور ان کے جسم میں اپنے کانٹے گاڑ کر خون چوسنا شروع کر دیتی ہیں۔ ماریا کی زندہ رہنے کی طاقت چونکہ اس کے پاس ہی تھی اس لیے آدم خور جھاڑی اس کا خون نہیں چوس سکی تھی۔ مگر اس نے ماریا کو پوری طرح سے جکڑ رکھا تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ نے خنجر کی مدد سے آدم خور جھاڑی کی شاخوں کو کاٹ ڈالا اور ماریا کو آزاد کرایا۔

ماریا دہشت زدہ تھی۔ تھیوسانگ بولا۔

"کاش! ماریا کی طاقت بھی واپس آ چکی ہوتی۔ پھر ہمیں اس کی طرف سے بڑی بے فکری ہو جاتی"

ماریا نے اپنے بازوؤں کو سہلاتے ہوئے کہا۔

"آدم خور جھاڑی کے کانٹے میرے جسم میں کھُب کر اِدھر اُدھر حرکت کر رہے تھے۔ میرے خداوند!

تیری کیسی کیسی مخلوق یہاں آباد ہے ؟"

ناگ نے ماریا کے بازو کو دیکھا۔ آہستہ آہستہ کانٹوں کے نشان ختم ہو رہے تھے۔ انہوں نے دوبارہ اپنا سفر شروع کر دیا آگے جا کر درخت پر سے ایک بہت بڑا اژدھا قسم کا سانپ نیچے لٹک رہا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی بُو کو محسوس کرتے ہی اپنے آپ کو درخت کی ٹہنی سے نیچے گرا لیا۔ اور اپنی گردن جھکا دی۔ ناگ اس کے قریب جا کر رُک گیا۔ اس نے اژدہا سے پوچھا کہ اس علاقے میں تین سرخ پہاڑوں والی وادی کہاں ہے۔ اژدہا نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ وادی یہاں سے آگے ایک ندی کے بہاؤ کے رخ پر ہے۔ یہاں ندی دائیں طرف مُڑ جاتی ہے وہاں بائیں جانب تین سرخ پہاڑ ہیں۔ اور وادی ان کے بیچ میں ہے۔ مگر ناگ دیوتا! وہاں تو آدم خور قبیلہ آباد ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"آدم خور میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

اژدہا بولا

"لیکن معظم ناگ دیوتا آپ کے ساتھ آپ کے بہن بھائی بھی ہیں۔ آدم خور انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"تم فکر نہ کرو۔ یہ اپنی حفاظت خود کر سکتے ہیں۔ تمہارا شکریہ ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ اب۔"

اژدھا نے گردن جھکا دی۔ ناگ ماریا اور تھیوسانگ وہاں سے آگے بڑھ گئے۔

ماریا نے کہا۔

"یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے کہ کاجو یعنی کباری جس قبیلے میں نمودار ہوتی ہے وہ آدم خور ہے"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔

"چلو ان کا بھی دیدار ہو جائے گا۔ آدم خور قبیلے سے ملاقات کیے ایک عرصہ گزر گیا ہے۔"

ناگ بولا۔

"بہر حال ہمیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے پاس زہریلے تیر ہوتے ہیں جو یہ چھپ کر دشمن پر چلاتے ہیں اور جس کو تیر لگ جائے وہ زہر کے اثر سے فوراً بے ہوش ہو جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ اسے اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کھا جاتے ہیں"

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ بہر حال ماریا کو اب ہم دونوں کے

درمیان رہ کر چلنا ہوگا۔ کیونکہ اس کی زندگی کو کسی حد تک خطرہ ہو سکتا ہے۔"

ماریا کو بھی معلوم تھا کہ اگرچہ وہ مر نہیں سکتی مگر چونکہ وہ ایک عام عورت بن چکی ہے۔ اس لیے اِسے نقصان پہنچنے کا خطرہ بدستور موجود ہے۔ اس نے بھی اس بات کو پسند کیا کہ وہ تھیوسانگ اور ناگ کے درمیان میں رہ کر چلے۔ سارا دن وہ پُر پیچ خطرناک اور گھنے نیم تاریک جنگل میں سفر کرتے رہے۔ کتنے ہی درندے آئے مگر سبز سانپ کے مکھے کی بُو پاتے ہی وہاں سے بھاگ جاتے۔ ناگ آگے آگے چل رہا تھا۔ اور انہیں دلدلی میدانوں سے بچا کر لیے جا رہا تھا۔ برازیل کے جنگلوں میں ایسی ایسی دلدلیں موجود ہیں کہ اگر ان میں ہاتھی بھی گر جائے تو چند سیکنڈ میں غائب ہو جائے۔

آخر وہ ایک ندی کے پاس آ گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہی وہ ندی ہے جو ہمیں تین سُرخ پہاڑوں والی وادی میں پہنچائے گی۔"

اب انہوں نے ندی کے کنارے کنارے چلنا شروع کر دیا۔ ندی جنگل میں درختوں کے نیچے سانپ کی طرح بل کھاتی چلی جا رہی تھی۔ اتنی لمبی ندی تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ تھیوسانگ نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ کہیں وہ راستہ تو نہیں

گئے۔ ناگ نے کہا کہ اژدہا کبھی غلط بیانی نہیں کرتے۔
جھوٹ بھول سکتا ہے مگر سانپ جھوٹ نہیں بولتے۔
آدھی رات کو جا کر ندی دائیں طرف کو گھومی۔ تو انہیں بائیں
تین اونچے اونچے پہاڑ جنگل میں گھیرا ڈالے کھڑے نظر
۔ ماریا نے خوش ہو کر کہا۔
"یہی سرخ پہاڑ ہیں ناگ بھیا۔"
ناگ بولا۔
"ہاں! میں دیکھ رہا ہوں۔ ان کا رنگ ضرور سُرخ
ہوگا۔"
انہوں نے دیکھا کہ اِن تینوں پہاڑوں کے درمیان ایک گہری
وادی تھی۔ جہاں بے شمار درخت اُگے تھے۔ ایک جگہ سے انہیں
دھوئیں کی پتلی سی لکیر اوپر کو اٹھتی ہوئی نظر آئی۔ تھیوسانگ بولا۔
"یہ دھواں ضرور آدم خور قبیلے کے جھونپڑوں کے آگے
جلائی گئی آگ سے اٹھ رہا ہوگا۔"
ناگ بولا۔
"اب ہمیں بڑی احتیاط سے چلنا ہوگا۔ ہم آدم خور
جنگلیوں کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔"
وہ ندی سے ہٹ کر بائیں جانب وادی کی ڈھلان اترنے
لگے۔ اندھیرے میں انہیں درختوں کے درمیان اُگی ہوئی جھاڑیاں

اور ویران پگڈنڈی صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ اسی پگڈنڈی پر چل رہے تھے۔ ان کی دونوں جانب ایسی پٹانیں تھیں جن پر زنگار لگا تھا اور جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ کئی جگہوں سے پانی بھی ٹپک رہا تھا۔ راستہ خطرناک اور پیچ دار تھا۔ ایک چٹان کے اوپر ایک بہت بڑی چھپکلی منہ کھولے انہیں جھک کر دیکھ رہی تھی۔ تھیوسانگ اسے پتھر مارنے لگا تو ناگ نے کہا۔

"اسے کچھ نہ کہو تھیوسانگ! یہ ہماری دوست ہے۔ یہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

چھپکلی آہستہ آہستہ پیچھے کھسکی اور پھر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ ماریا نے کہا۔

"ایسی بڑی بڑی چھپکلیاں ہم نے آج سے چار پانچ ہزار برس پہلے افریقہ کے جنگلوں میں دیکھی تھیں۔"

اسی طرح آپس میں باتیں کرتے وہ جنگل کی اندھیری رات میں چلے جا رہے تھے۔ اب ڈھلان ختم ہو گئی تھی۔ اور وادی شروع ہو چکی تھی۔ ناگ آگے آگے تھا۔ پیچھے ماریا اور اس کے پیچھے تھیوسانگ تھا۔ بریط تھیوسانگ نے اپنی کمر کے گرد باندھ رکھا تھا۔ چلتے چلتے اچانک ناگ رک گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پیچھے ناگ اور ماریا کو بیٹھ

نے کہا۔ ماریا اور تھیوسانگ وہیں گھاس پر بیٹھ گئے۔ ناگ گھاس پر بیٹھ گیا۔ پھر پیچھے کھسک کر ان کے پاس آیا۔ سرگوشی میں بولا۔

"مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ آگے کوئی انسان موجود ہے۔"

ماریا اور تھیوسانگ کچھ کہنے لگے ہی تھے کہ ناگ نے ہونٹوں پر انگل رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر چمکتی آنکھوں سے سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔ "ٹھک" کی آواز کے ساتھ ایک زہریلا تیر تھیوسانگ اور ماریا کے سر کے اوپر پیچھے درخت کے تنے میں آن لگا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے سر نیچے کر لیے۔ ناگ نے ابھی اپنا سر نیچے کر لیا اور آہستہ سے بولا۔

"میں آگے جا کر دیکھتا ہوں۔ تم یہیں رہنا۔"

یہ کہہ کر ناگ نے فوراً ایک سیاہ سانپ کی شکل اختیار کی اور تیزی سے رینگتا ہوا اس طرف چلا۔ جدھر سے تیر آیا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گھاس اور جھاڑیوں میں سے گزرتا ہوا ایک بہت بڑے درخت کے عقب میں آیا تو اسے انسانوں کے قدموں کی پتوں پر بھاگنے کی آواز سنائی دی ناگ نے پھن اٹھا کر اندھیرے میں دیکھا۔ وہ اندھیرے میں بڑی اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ اسے درخت کے پیچھے سے ہو کر دو آدمی اس

طرف جاتے نظر آئے۔ جدھر ماریا اور تھیوسانگ چھپے ہوئے تھے۔

ناگ اُچھل کر اِن آدمیوں کے پیچھے بھاگا۔ اس نے دیکھا کہ دونوں آدمی جنگلی تھے۔ ان کے ہاتھوں میں تیر کمان تھے۔ جسم رنگے ہوئے تھے۔ کمر کے گرد کیلوں کے پتوں کی چھال لپیٹ رکھی تھی۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے ماریا اور تھیوسانگ کو دیکھ لیا ہے اور اب انہیں تیر مار کر بے ہوش کرنے والے ہیں۔ کمان ان کے ہاتھوں میں ایسی پکڑی ہوئی تھیں۔ کہ اِن پر تیر چڑھے تھے۔

ناگ رینگتا ہوا ان کے پیچھے بالکل قریب آ گیا۔ جانے کیا بات تھی کہ جنگلی آدم خوروں کو شاید سانپ کی بو آ گئی تھی وہ ایک دم سے رُک گئے۔

انہوں نے جھک کر عقب سے زمین پر دیکھا۔ ناگ فوراً ایک جھاڑی کے پیچھے ہو گیا۔ پھر اس نے زور سے پھنکار ماری۔ آدم خور جنگلی پیچھے ہٹے اور انہوں نے ناگ پر زہریلے تیر چلا دیئے۔ دونوں تیر ناگ کے دائیں بائیں زمین پر آ گرے۔ ناگ نے پھنکار مارتے ہی چھلانگ لگائی اور ایک آدم خور وحشی گردن پر جا کر لگا۔ اور فوراً اسے ڈس دیا۔

صرف اتنا زہر داخل کیا کہ وہ بے ہوش ہو جائے۔ ناگ کے زہر سے بچنا ناممکن تھا۔ آدم خور فوراً کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر پڑا۔

اسے گرتا دیکھ کر اس کا ساتھی گھبرایا۔ اس نے سانپ کو اپنے ساتھی کی گردن میں دیکھ لیا تھا۔ جنگلی نے فوراً خنجر نکال لیا اور ناگ پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ ناگ نے دوسری بار چھلانگ لگائی اور اِس بار دوسرے آدم خور وحشی کے پاؤں میں آکر اس کو ڈس دیا۔ دوسرا وحشی بھی وہیں ڈھیر ہو گیا۔ ناگ وہاں سے رینگتا ہوا سیدھا ماریا اور تھیوسانگ کے پاس پہنچا اور انہیں سارے حالات سے باخبر کیا۔ وہ انسانی روپ میں واپس آ گیا تھا۔ اب انہوں نے اس بات پر غور کرنا شروع کیا کہ انہیں کس طرح سے کس صورت میں آدم خور قبیلے کی طرف جانا چاہیئے۔ ماریا نے کہا۔

"کاجو کبالی یقیناً اسی قبیلے کے سردار کی بیٹی ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ ناگ کو پہلے جا کر اس لڑکی کے بارے میں معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اسی قبیلے میں رہتی ہے"

تھیوسانگ نے بھی ناگ کو یہی مشورہ دیا۔ ناگ نے کہا۔

"پھر ایسے کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اِس وادی میں کوئی ایسی جگہ تلاش کرتے ہیں۔ جہاں تم دونوں چھپ

جاؤ اور آدم خوروں کے زہریلے تیروں سے محفوظ
رہو۔ اتنی دیر میں قبیلے کی طرف نکل جاؤں گا اور
وہاں سے ساری معلومات حاصل کر کے تمہارے پاس
آجاؤں گا۔"

ماریا اور تھیوسانگ نے اس تجویز کو پسند کیا اور وہ کسی
ایسی جگہ کی تلاش میں چل پڑے جہاں تھیوسانگ اور ماریا چھپ
سکتے تھے۔ ناگ اب انسانی شکل میں آگے آگے جا رہا تھا۔
وادی اب کھلی ہو گئی تھی۔ سبزے کا ایک میدان اندھیرے
میں گہرا سبز نظر آ رہا تھا۔ اس سے ذرا آگے درختوں کے جھنڈ
شروع ہو جاتے تھے۔ ان درختوں میں ایک جگہ آگ جلتی
دکھائی دے رہی تھی۔

ناگ نے کہا۔

"یہ آگ قبیلے کے جھونپڑوں کے باہر ہی روشن ہے۔
ہمیں یہیں کہیں کوئی محفوظ جگہ تلاش کرنی ہو گی۔"

لیکن وہاں کوئی غار یا کھوہ یا شگاف نہیں تھا۔ ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں یہاں کسی بھی درخت
پر چڑھ کر شاخوں میں چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ اس سے
اچھی جگہ یہاں اور کوئی نہیں ہے۔"

میرے خیال میں وہ کونے والا درخت ٹھیک رہے
ہے۔ یہاں سے ہمیں قبیلے کے جھونپڑے اور ان کی
آگ بھی جلتی نظر آئے گی۔"

ناگ نے درخت کو قریب سے جا کر دیکھا۔ یہ کافی گھنا
درخت تھا۔ اور اوپر شاخوں نے چھتریاں سی بنا رکھی تھیں۔
تھیوسانگ اور ماریا اس درخت پر چڑھ کر اس کی شاخوں
میں اچھی طرح چھپ کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے عقاب کی شکل
اختیار کی اور اس طرف اڑ گیا۔ جدھر درختوں میں آگ
روشن تھی۔ جب وہ درختوں کے اوپر پہنچا تو دیکھا کہ نیچے
درختوں کے درمیان ایک کھلی جگہ ہے۔ جہاں گول دائرے میں
جھونپڑے بنے ہوئے تھے۔ یہ بانس کے جھونپڑے تھے۔
ان کے درمیان لکڑیاں جوڑ کر آگ جلائی گئی تھی۔ آگ ہلکی ہو
گئی تھی اور اس میں سے ہلکا ہلکا دھواں اوپر کو اٹھ رہا تھا۔
وہاں جنگلی کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ ایک درخت
کی شاخ پر بیٹھ گیا۔ اور جھونپڑوں کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ
چاہتا تھا کہ کوئی جھونپڑوں سے باہر آئے تاکہ وہ پتہ کر سکے
کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیا ان میں کبالی کاجو کی شکل میں رہتی
ہے کہ نہیں۔ مگر جھونپڑیوں پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی تھوڑی
دیر ہی گزری تھی کہ ایک طرف سے ایک جنگلی بھاگتا ہوا آیا اور

اس نے حلق سے ایک چیخ نکالی۔

اس کی چیخ کی آواز سُن کر جھونپڑیوں میں سے جنگلی نکل آئے اور اس کو گھیر لیا۔ جنگلی نے پیچھے اشارہ کیا سے چار آدمی اِن جنگلیوں کو اٹھائے لیے آ رہے تھے۔ ناگ نے تھوڑی دیر پہلے ڈس کر بے ہوش کیا تھا۔ نے دونوں بے ہوش جنگلیوں کو آگ کے پاس لا کر زمین پر لٹا دیا اتنے میں ایک جھونپڑی میں سے اِن کا سردار نکل آیا اس کے سر پر مور کے پروں کا تاج تھا۔ سارے جنگلی پرے پرے ہٹ گئے۔ سردار نے جھک کر بے ہوش جنگلیوں کو دیکھا۔ وہ انہیں ہوش میں لانے کی جتن کرنے لگے۔ مگر ناگ کے زہر کا اثر دُور کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہ زہر بارہ گھنٹوں کے بعد ہی خون سے ختم ہو سکتا تھا۔ بارہ گھنٹوں سے پہلے اِن آدمیوں کو کوئی بھی ہوش میں نہیں لا سکتا تھا۔

سردار نے جنگلی سے کہا۔

"اِسے سانپ نے نہیں ڈسا۔ اگر سانپ ڈستا تو یہ مر جاتے۔ اسے کسی دشمن قبیلے کے آدمی نے زہریلا تیر مار کر بے ہوش کیا ہے اور پھر تیر اِن کے جسموں سے نکال دیئے۔ دشمن ضرور ہمارے آس پاس

ہوگا۔ ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا۔"

اسی وقت سردار کے حکم سے دس بارہ جنگلی زہریلے تیر اور نیزے لے کر جنگل میں اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ سردار کے حکم سے بے ہوش جنگلیوں کو ایک جھونپڑے میں پہنچا دیا گیا۔ ابھی تک کسی بھی جھونپڑے سے کوئی عورت یا لڑکی باہر نہیں نکلی تھی۔ کوئی عورت باہر آتی تو ناگ دیکھ کر پتہ کرتا کہ اِن میں کوئی کبالی کی شکل کی لڑکی ہے کہ نہیں؟ ناگ عقاب کی شکل میں درخت پر خاموش بیٹھا رہا۔ سارے جنگلی اور سردار واپس اپنے اپنے جھونپڑوں میں چلے گئے۔ عقاب اب صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ کیونکہ دن نکلنے پر ہی کوئی عورت جھونپڑی سے باہر آ سکتی تھی۔ دوسری طرف ایک جنگلی دشمن کی کھوج میں چلتا ہوا اس درخت کے قریب آ گیا جس کی شاخوں میں ماریا اور تھیو سانگ چھپے ہوئے تھے۔ نہ جانے کیا بات ہوئی کہ عین اس وقت ماریا کی پنڈلی پر ایک چیونٹی چڑھ گئی اور اس نے زور سے کاٹ دیا۔ ماریا کے حلق سے ہلکی سی آواز نکل گئی۔ آواز کو سنتے ہی جنگلی ایک دم سے جھاڑی میں کود گیا۔ اور اس نے درخت کی طرف نشانہ باندھ کر زہریلا تیر چلا دیا۔ تیر تھیو سانگ کے سر کے اوپر سے نکل کر ایک ٹہنی میں گھس گیا۔

تھیوسانگ نے دھڑام سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور اس سے پہلے کہ جنگلی اپنے حلق سے کوئی چیخ کی آواز نکال کر دوسرے آدمیوں کو خبردار کرتا۔ تھیوسانگ نے اس کی گردن پکڑ لی۔ اور اسے اپنی خاص انگلی لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی جنگلی انگوٹھے جتنے سائز کا ہو گیا۔ اپنے آپ کو اتنا چھوٹا دیکھ کر وہ انتہائی خوفزدہ ہو گیا اور ہلکی ہلکی چیخیں مارنے لگا۔ یہ چیخیں اتنی کمزور تھیں کہ سوائے تھیوسانگ کے اور کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگلی کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالنا چاہتا تھا کہ وہ اُچھلتا کُودتا — جھاڑیوں کی گھاس میں غائب ہو گیا۔ تھیوسانگ نے جگہ جگہ اسے تلاش کیا مگر جنگلی اسے نہ ملا۔

تھیوسانگ کو اوپر سے ماریا نے آواز دی۔

"اوپر کیوں نہیں آتے تھیوسانگ! کیا ہوا؟"

تھیوسانگ بھاگ کر درخت پر چڑھ گیا۔ اور بولا۔

"آدم خور جنگلی تھا۔ میں نے اسے چھوٹے سائز کا بنا دیا تھا۔ مگر وہ نہ جانے کہاں غائب ہو گیا ہے"

ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے کسی دوسری جگہ چھپ جانا چاہیئے۔ یہ جگہ محفوظ نہیں ہے۔ اور ناگ

بھی ابھی تک واپس نہیں آیا"

تھیوسانگ بولا۔

"ناگ ہمیں جس جگہ چھوڑ گیا ہے۔ ہمیں اسی جگہ رہنا چاہیئے۔ اگر تم آواز نہ نکالتیں تو یہ جنگلی کبھی ہم پر تیر نہ چلاتا"

ماریا نے کہا۔

"میں کیا کروں۔ مجھے بڑی ظالم چیونٹی نے کاٹ لیا تھا"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"خیر اب ہمیں کم از کم دن نکلنے تک تو اسی جگہ رہنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے ناگ تھوڑی دیر بعد یہاں آجائے"

انہوں نے اپنے آپ کو پتوں میں اچھی طرح چھپا لیا۔

دوسری طرف وہ جنگلی جو انگوٹھے جتنے سائز کا ہو گیا تھا۔ گھاس میں دوڑتا ہوا اپنے جھونپڑوں کی طرف چلنے لگا۔ گھاس کے خوشے اسے اونچے اونچے درخت نظر آرہے تھے۔ دوڑتا بھاگتا آخر وہ جھونپڑوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک جھونپڑی میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس جھونپڑے میں سے وہ جنگلی چیختے چلاتے شور مچاتے ڈر سے ہوئے باہر

نکل آئے۔ شور کی آواز سُن کر عقاب نے بھی شاخ پر
سے جھک کر نیچے دیکھا۔ آگ کے آلاؤ کی روشنی میں ناگ
نے دیکھا کہ ایک انگوٹھے جتنا جنگلی ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر شو
مچا رہا ہے۔ اُچھل رہا ہے اور دوسرے جنگلی پرے پرے
کھڑے اِسے ڈری ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ ناگ
سمجھ گیا کہ یہ کارستانی تھیوسانگ کی ہو سکتی ہے۔ یہ جنگلی
ان کے درخت کی طرف گیا ہوگا۔ اور وہاں یہ واقعہ ہوگیا

دوسرے جنگلیوں کے شور پر سردار بھی باہر نکل آیا۔ اس
نے جو اپنے ایک آدمی کو ننھے سے چوہے کی طرح اُچھلتا
کودتا دیکھا تو وہ بھی ڈر گیا۔ اور پیچھے ہٹ کر بولا۔

"اس نے دیوتا کے آگے ضرور گستاخی کی ہو گی۔
جنگل کے دیوتا نے اِسے انسان سے چوہا بنا دیا۔ اسے
آگ میں پھینک دو۔"

اور عقاب ناگ کے دیکھتے دیکھتے ایک جنگلی نے ننھے
جنگلی کو اٹھا کر آگ میں پھینک دیا۔ اس کے آگ میں گرتے
اور جل کر بھسم ہونے کا کچھ پتہ ہی نہ چلا۔ سردار نے حکم دیا۔

"اے آگ کے دیوتا کی پوجا شروع کرو۔ وہ ناراض ہو
گیا ہے۔ اُسے راضی کرو۔ ہم نے اُس کے مجرم
کی قربانی دے دی ہے۔ اس کے گرد رقص کرو۔"

وہاں سارے جنگلی آ گئے۔ اور انہوں نے آگ کے گرد رقص
کرنا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے جھونپڑیوں کی طرف
سے ڈھول تاشوں اور جنگلیوں کے گانے کی آوازیں سُنیں تو
سمجھ گئے کہ جنگلی پوجا کر رہے ہوں گے۔ پہلی بار ناگ نے
جھونپڑیوں کے آگے کچھ عورتوں کو دیکھا۔ جو باہر نکل رہی
تھیں۔ اور رقص کر رہی تھیں۔ جب یہ عورتیں آگ کے
گرد رقص کرنے لگیں تو ناگ نے غور سے اِن کو دیکھنا شروع
کیا۔ آگ میں سوکھی لکڑیاں ڈال دی گئیں تھیں۔ ان کے
شعلے بلند ہوئے اور اِن کی روشنی عورتوں کے چہرے پر
پڑی۔ ناگ نے دیکھا تو اِسے کبالی کی شکل کی وہاں
کوئی لڑکی دکھائی نہ دی۔ وہ سوچنے لگا کہ کہیں ایسا تو نہیں
کہ اس رقص میں سردار کی بیٹی کا جو شامل نہ ہو۔ اس کا مطلب
ہے کہ پھر اِسے جھونپڑیوں کے اندر جا کر سردار کی بیٹی کو
دیکھنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہ سردار کی جھونپڑی میں موجود
ہو۔ ناگ یہ سوچ کر ڈالی پر سے اُتر گیا۔ اور سردار کی
جھونپڑی کی دوسری طرف آ کر اس نے ایک چھوٹے سانپ
کی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ رینگتا ہوا سردار کی جھونپڑی
میں داخل ہو گیا۔

۱

باپ کی خوشبو

ناگ نے دیکھا کہ اندر سے جھونپڑی خالی تھی۔
کونے میں ایک چراغ روشن تھا۔ فرش پہ شیر کی کھال کا بچھونا بچھا تھا اور سرہانے کی جانب چاندی کا بکری کا ایک سینگوں والا چھوٹا بت رکھا تھا۔ اب ناگ کو خیال آیا کہ اگر کیالی یہاں بھی نہیں ہے تو سردار کی بیٹی کہاں ہو۔ اسے باہر سے کسی کے قدموں کی دھمک سنائی دی۔ ناگ قریب ایک بورئی کے پیچھے چھپ گیا۔ جھونپڑی میں سردار زمین پر زور زور سے پاؤں رکھتا داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک جانگلی تھا۔ سردار آتے ہی پریشانی کی حالت میں بچھونے پر بیٹھ گیا اور آنکھیں زور سے بند کر کے کچھ سوچنے لگا۔ اس کا غلام جانگلی ادب سے سامنے ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔
سردار نے ایکدم سے آنکھیں کھولیں اور غصے سے بولا۔
"یہ سب میرے دشمن قبیلے کے سردار کی کارستانی ہے۔ اس نے میرے لوگوں پہ جادو کرنا شروع کر دیا

ہے۔ میں نے اس خیال سے اسے اگنی دیوتا کے نام منسوب کیا تھا کہ کہیں میرے آدمیوں میں گھبراہٹ نہ پھیل جائے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سب کچھ میرا دشمن کر رہا ہے۔"
جانگلی نے ادب سے کہا۔
"سردار! اس کو بھی تو ہم نے زبردست شکست دی ہے۔ تین بار اس کے سینکڑوں آدمیوں کو ہلاک کر ڈالا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس کی بیٹی کو اغوا کر کے قید کر رکھا ہے۔"
سردار بولا۔
"میں اس کی بیٹی کو اب زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس کا سر کاٹ کر آج ہی اس کے پاس پہنچا دوں گا۔"
جانگلی نے کہا۔
"اس سے تو بہتر ہے سردار کہ تم اس سے شادی کر لو۔ اس سے زیادہ دشمن قبیلے کی بے عزتی نہیں کی جا سکتی۔"
سردار غضبناک ہو گیا۔
"میں دشمن کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا۔ میں اس کی اولاد کا باپ نہیں بنوں گا۔ میں آج ہی اس

کی گردن اتروا کر اس کے باپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ یہ بتاؤ لڑکی کی نگرانی اچھی طرح سے ہو رہی ہے؟"
جانگلی نے فوراً جواب دیا۔
"سردار! دس آدمی اس کنوئیں پر دن رات پہرہ دے رہے ہیں۔ آپ حکم کریں۔ میں ابھی اس لڑکی کا سر اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔"
سردار اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ کبھی ہاتھ ملتا۔ کبھی ماتھے پر انگلیاں رگڑتا۔ اس نے اپنا مور کا تاج اتار کر بچھونے پر رکھ دیا تھا۔
رُک کر بولا۔
"اپنے آدمیوں سے کہو۔ آج شام ہم دشمن کے قبیلے پر بھرپور حملہ کریں گے۔ دوپہر کو میں دشمن کے سردار کی بیٹی کا سر کاٹ کر اس کے باپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔"
یہ کہہ کر سردار نے اپنی کمر سے لگا ہوا خنجر نکالا اور بکری کے سینگوں والے بت کے سامنے زمین میں زور سے گاڑ دیا۔ پھر چلا کر کہا۔
"اگنی دیوتا! ہمیں دشمن پر فتح دے۔ مجھے دشمن کا سر عطا کر۔"

وہ بت کے آگے سجدے میں گر گیا۔ اس کا جانگلی ساتھی بھی سجدے میں گر گیا۔ ناگ یہ ساری کارروائی بوری کے پیچھے چھپا دیکھ رہا تھا۔ اس نے سردار اور اس کے ساتھی کے درمیان ہونے والی باتیں بھی سنیں تھیں۔ اسے کچھ کچھ شک ہوا کہ شاید کاجو یعنی کبالی اپنے نئے جنم میں دشمن سردار کی بیٹی ہو گی جس کے قبیلے پر یہ سردار حملہ کرنے والا ہے۔ اور جس کا سر اتار کر دشمن سردار کو بھیجا جا رہا ہے۔ ایک بات تو ثابت ہو چکی تھی کہ کاجو کبالی اس سردار کی بیٹی نہیں ہے۔ اب ناگ دوسرے یعنی اس سردار کے دشمن قبیلے کا کھوج لگانا چاہتا تھا۔ تاکہ وہاں جا کر کاجو کبالی کا سراغ لگائے۔ ناگ آہستہ سے بوری کے پیچھے سے رینگ کر باہر آ گیا۔ باہر رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا تھا۔ ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اڑتا ہوا ماریا اور تھیوسانگ کے پاس آ گیا انہیں ساری بات بیان کی اور وہ درخت سے نیچے اتر آئے۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"سب سے پہلے تو ہمیں اس لڑکی کا پتہ چلانا چاہیئے۔ جس کا یہ سردار سر اتار کر اس کے باپ کو بھیج رہا ہے۔"
ماریا بولی۔

"مجھے یقین ہے کہ وہی کالو ہو گی - یعنی وہی کبالی اپنے دوسرے جنم میں زندہ ہو گئی ہو گی۔"
ناگ نے کہا۔

"اسے اسی جنگل میں کسی کنوئیں میں قید کیا گیا ہے۔ جہاں کچھ جنگلی پہرہ دیتے ہیں۔ اگر ہم اس کی مدد کو نہ پہنچے تو آج دوپہر تک اس کی گردن کاٹ دی جائے گی۔"
تھیوسانگ نے کہا۔

"اس سلسلے میں تو تم ہی سراغ لگا سکتے ہو ناگ!"
ناگ بولا۔

"ہمیں صبح ہونے کا انتظار کرنا ہوگا۔"

تینوں دوست یعنی ماریا تھیوسانگ اور ناگ اسی بڑے درخت کی اوٹ میں جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ کر صبح ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ ناگ نے انہیں اس جانگلی کا واقعہ بھی سنایا جسے تھیوسانگ نے انگوٹھے جتنا بنا دیا تھا۔ اور سردار نے اسے دشمن سردار کی جادوگری سمجھ کر یہ جھوٹ موٹ اعلان کر کے آگ میں پھینکوا دیا کہ اس نے اگنی دیوتا کی توہین کی ہو گی۔ تھیوسانگ نے بتایا کہ وہ جانگلی یہاں آیا تو ماریا

چوٹی نے کاٹا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور
گلی نے ہم پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ پھر میں نے
پر چھلانگ لگا کر اسے چھوٹا بنا دیا مگر وہ کم بخت بھاگ
۔ اس طرح باتیں کرتے کرتے صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے

ناگ نے کہا۔
"تم لوگ اسی درخت پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ۔
میں اس لڑکی کو تلاش کرتا ہوں۔ جس میں دشمن سردار
کی بیٹی قید ہے۔"
یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کا روپ بدلا اور وہاں سے
ایک طرف کو روانہ ہو گیا۔

تھیوسانگ اور ماریا ایک بار پھر درخت کی شاخوں میں
چھپ کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے بڑی تیزی سے وادی میں
ایک طرف چکر لگایا۔ پھر دوسری طرف نکل گیا۔ اسے کوئی
کنواں نہ ملا۔ اس نے سوچا کہ اسے عقاب بن کر سراغ لگانا چاہیئے
وہ سانپ سے عقاب بن کر فضا میں بلند ہو گیا۔ عقاب کی شکل
میں اب اوپر سے نیچے ہر شے اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ اس
نے ساری وادی کا ایک پورا چکر لگایا۔ ایک جگہ وادی کے
کونے میں درخت کے نیچے چار جانگلی نظر آئے جو نیزے لیے

جھاڑیوں کے پاس چُپ چاپ کھڑے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ لگتا تھا کہ وہ پہرہ دے رہے ہیں۔ ناگ نیچے اور اس درخت پر آکر بیٹھ گیا۔ جس کے نیچے یہ جانگلی پر کھڑے تھے۔ اب اسے درخت کے قریب ہی ایک دکھائی دیا۔ جس کو اوپر سے آدھا ڈھانپ دیا گیا تھا۔ کے اوپر بھی ایک جانگلی نیزہ لیے کھڑا تھا۔

یہی وہ کنواں ہو سکتا تھا جس کے اندر دشمن سر کی بیٹی قید تھی۔ ناگ نے حالات کا جائزہ لیا۔ غور کیا۔ اس نے ایک فیصلہ کیا۔ اور درخت کی ٹہنی پر سے جھاڑیوں کے پیچھے آگیا۔ یہاں اترتے ہی ناگ نے انسا کی شکل بدل لی۔ وہ جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا۔ اور نے حلق سے شیر کی آواز نکالی۔ اور آواز نکالنے فوراً بعد ناگ کی شکل بدل کر دوسری طرف چلا گیا۔ کی آواز پر جانگلی نیزے لیے اس طرف آگئے۔ اب کنوئیں والا جانگلی ہی وہاں رہ گیا تھا۔

ناگ یہی چاہتا تھا۔ وہ سانپ کی شکل میں رینگتا تیزی سے کنوئیں کی طرف چلا۔ پہرے دار جانگلی کے سے ہو کر وہ کنوئیں میں اتر گیا۔ اس نے کنوئیں میں اتر

محسوس کیا کہ اندر گہرا اندھیرا ہے اور کسی لڑکی کے آہستہ آہستہ نے کی آواز آرہی تھی۔ ناگ کنوئیں کی دیوار پر سے رینگتا ا ـــــ کنوئیں کی تہہ میں آگیا۔ اس نے دیکھا کہ کنواں خشک ہے۔ اس میں پانی بالکل نہیں ہے۔ اندھیرے میں اسے ایک لڑکی گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی نظر آئی۔ وہ رو رہی تھی۔ آہستہ آہستہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ ناگ کو وہ نہ دیکھ سکی تھی۔ ناگ ویسے بھی سانپ کی شکل میں تھا۔ کنوئیں کی دیوار کے اندھیرے میں تھا۔ وہ اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ کیا یہی لڑکی کا جو ہے۔ جس میں کبالی نے دوسرا جنم لیا ہے؟ لیکن سب سے اہم بات سب سے پہلے اس لڑکی کی جان بچانا تھا۔ کیونکہ کچھ دیر بعد اس لڑکی کا سر اتار دیا جانے والا تھا۔ ناگ نے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکالی۔

اس آواز کو سن کر لڑکی نے گھٹنوں میں سے سر اوپر اٹھا کر دیکھا۔ ناگ تو اسے اندھیرے میں نظر نہ آیا مگر ناگ کی آنکھوں نے اندھیرے میں بھی اسے پہچان لیا اور بے حد حیران بھی ہوا۔ کیونکہ یہ ہو بہو کبالی کی شکل کی لڑکی تھی۔ یعنی وہی عورت تھی جو بوڑھی ہو کر مر گئی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہی بوڑھی عورت پھر سے بھرپور جوان ہو گئی ہے۔ ناگ کی جب تسلی ہو گئی تو وہ اندھیرے میں ہی دیوار پر سے رینگتا کنوئیں

کے منہ پر آگیا۔ جانگلی اسی طرح پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ کنوئیں کی منڈیر کے پیچھے چھپ گیا۔

دوسری طرف سے چاروں جانگلی اس کے قریب آ رہے تھے۔ انہوں نے کنوئیں والے جانگلی پہرے دار کو بتایا کہ شیر کی آواز ضرور آئی تھی۔ مگر وہ دھاڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اب سب ٹھیک ہے۔ قیدی لڑکی کنوئیں میں ہی ہے ناں؟"

پہرے دار نے نیچے جھانک کر دیکھا اور کہا۔

"ہاں! وہ کنوئیں کے اندر ہی ہے۔ مگر سردار اسے کب تک قید رکھنا چاہتا ہے؟"

ایک جانگلی نے کہا۔

"ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ سردار آج کسی بھی وقت اس قیدی لڑکی کا سر کاٹ کر اس کے باپ کے پاس بھجوانے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

پہرے دار جانگلی نے ہنس کر کہا۔

"شکر ہے۔ ہماری بھی جان چھوٹے گی۔"

چاروں جانگلی واپس اپنے اپنے پہرے پر چلے گئے۔ کنوئیں والا جانگلی بھی اپنے پہرے پر کھڑا ہو گیا۔ ناگ منڈیر کے پیچھے سے نکل کر آہستہ آہستہ سنبھل سنبھل کر رینگتا اس کے قریب آیا۔ پہرے دار جانگلی کا منہ دوسری طرف تھا۔ ناگ

کر سکتا تھا۔ اس نے پہرے دار کے پاؤں پر ڈس لیا۔

ے دار جانگلی نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک سیاہ سا سانپ جھاڑیوں

گھس رہا تھا۔ پہرے دار نے دہشت سے چیخ ماری۔

"سانپ! سانپ! مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔"

وہ دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ باقی جانگلی اس کی طرف دوڑے۔

کہ زہر کا توڑ معلوم تھا۔ انہوں نے فوراً ایک درخت کی ٹہنی

کر اس کا رُخ بے ہوش ہوتے پہرے دار کے منہ میں

لگایا۔ مگر یہ زہر کسی معمولی سانپ کا زہر نہیں تھا۔ یہ ناگ دیوتا

زہر تھا۔ اس کا کاٹا تو پانی بھی نہیں مانگتا تھا۔ جانگلی اس

بچانے اس کو ہوش لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ

ناگ ایک بہت بڑے اژدہا کی شکل میں درختوں کے پیچھے سے

نکلا۔ یہ ایک بہت ہی بھیانک قسم کا اژدھا تھا۔ جس کا سر شیر

سے بھی زیادہ بڑا تھا۔ اور اس کے منہ سے سانس کے ساتھ

آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ ناگ اس بھیانک اژدھا

کی شکل میں اتنی تیزی سے درخت کے پیچھے سے نکل کر جنگل

آدمی خوروں کے سر پر آگیا کہ انہیں بھاگنے کی فرصت ہی نہ

ملی۔ ناگ انہیں بھاگنے کی فرصت دینا ہی نہیں چاہتا تھا۔ ناگ

ایک ہی حملے میں ان چاروں کو اگلی دنیا میں پہنچا دینا چاہتا

تھا۔ یہ آدم خور تھے۔ انہوں نے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں

اور جنگل میں بھولے بھٹکے مسافروں کو بھون کر کھا لیا تھا
اب اِن کا انجام بھی یہی ہونا چاہیئے تھا۔ جو ناگ کے
ذہن میں تھا۔

آدم خور جانگلی اژدہا کو دیکھ کر ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔
دہشت سے اُن کے ہاتھ پیر کانپنے لگے۔ انہوں نے
اتنا بڑا اژدہا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ ایکدم
بھاگے دوڑے مگر اِسی لمحے اژدہا کے منہ سے آگ کا ایک
لمبا شعلہ نکلا۔ جس نے چاروں آدم خوروں کو اپنی لپیٹ میں
لے لیا۔ چاروں آدم خور جل کر راکھ ہو گئے۔ اژدہا کے
منہ سے نکلی ہوئی آگ اس قدر تیز اور غضبناک تھی کہ کسی
بھی جانگلی کی ایک ہلکی سی چیخ بھی نہ نکل سکی۔ اور وہ وہیں
راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ ناگ کے لیے میدان صاف تھا۔ اس
نے فوراً انسان کی شکل بدلی۔ درخت پر لٹکی ہوئی جنگلی بیل
کو کاٹ کر اس کا ایک رسّہ بنایا اور کنوئیں میں لٹکا کر آواز
دی۔

"اے لڑکی رسّی پکڑ کر باہر آ جاؤ کاجو! مجھے تمہارے
باپ نے بھیجا ہے۔ جلدی کرو۔ وقت نہیں ہے۔"

نیچے سے رونے کی آواز ایک دم سے بند ہو گئی۔ ناگ
نے رسّی ہلائی ہوئی تھی۔ اسے لڑکی نے نیچے سے پکڑ لیا اور

اوپر چڑھنے لگی۔ ناگ نے اوپر سے رسّی کو مضبوطی سے
تھام رکھا تھا۔ لڑکی کنوئیں سے باہر آئی تو ناگ نے اِسے
غور سے دیکھا۔ وہ ایک ریڈ انڈین لڑکی تھی۔ جس کا رنگ
زرد اور آنکھیں سیاہ تھیں۔ بسازیل میں جو ریڈ انڈین قبیلے
آباد ہیں۔ اِن کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ اور آنکھیں اور سر
کے بال سیاہ ہوتے ہیں۔ یہ لڑکی ہو بہو کبالی کی شکل کی
تھی۔ اس کا نام کاجو ہی تھا۔ یہ اُس بوڑھی کبالی کا نہ جانے
کتنے ہزارواں جنم تھا۔ جو تھیوسانگ ناگ اور ماریا کے سامنے
مر گئی تھی اور اب اس کی روح اِس ریڈ انڈین لڑکی کاجو
کے جسم میں حلول کر گئی تھی۔ جس کی شکل کبالی کی تھی۔

کنوئیں سے باہر آتے ہی لڑکی نے ناگ سے پوچھا کہ وہ
کون ہے۔ اِسے اُس نے پہلے اپنے قبیلے میں نہیں دیکھا۔
ناگ، اسے ساتھ لے کر جنگل کے اندھیرے میں سے گزر رہا تھا۔
ناگ نے کہا۔

"یہ باتیں پھر کسی وقت ہوں گی۔ ابھی میرے دو
ساتھی بھی تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ تم گھبراؤ نہیں۔
ہم تمہیں تمہارے قبیلے میں پہنچانے کے لیے ہی یہاں
آئے ہیں۔ تمہیں مجھ پر شک نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ
تم دیکھ رہی ہو کہ کنوئیں کے باہر آدم خوروں کی لاشیں

پڑی ہیں۔"

ریڈ انڈین لڑکی کاجو کے سیاہ بال اندھیرے میں اور بھی سیاہ نظر آرہے تھے۔ وہ کسی ڈری ہوئی ہرنی کی طرح اندھیرے میں اِدھر اُدھر دیکھتی ناگ کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ وہ خاموش تھی۔ جب ناگ نے درخت کے نیچے آکر تھیوسانگ اور ماریا کو آواز دی تو کاجو نے پوچھا۔ کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ناگ نے کہا۔

"میرے بہن بھائی اور تمہارے دوست ہیں۔"

تھیوسانگ اور ماریا درخت پر سے اُتر آئے۔ انہوں نے اندھیرے میں ریڈ انڈین لڑکی کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔ بوڑھی عورت نے بالکل صحیح کہا تھا۔ اس لڑکی کی شکل بالکل کبالی سے ملتی ـــــ تھی۔ ماریا نے کاجو کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تمہارا قبیلہ یہاں کس جگہ ہے؟ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے۔"

کاجو نے جنگل کی ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس پہاڑی کے پیچھے ہمارا قبیلہ آباد ہے۔"

وہ کبھی ماریا اور کبھی تھیوسانگ کو تکتی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"کاجو! ہمارے ساتھ آؤ۔ ہم تمہیں تمہارے قبیلے

تک لے چلتے ہیں۔"

ریڈ انڈین لڑکی کاجو نے کوئی جواب نہ دیا اور ناگ تھیوسانگ ماریا کے آگے آگے چلنے لگی۔ جنگل آگے بھائیں اور زیادہ گھنا ہو گیا۔ ایک ندی آ گئی۔ انہوں نے تیر کر ندی پار کی اس کے آگے ایک گہری گھاٹی تھی۔ جس میں ایک آبشار گر رہی تھی۔ کافی دیر تک وہ گھاٹی میں چلتے رہے۔ گھاٹی سے باہر نکلے تو سامنے چھوٹی پہاڑی آ گئی۔ اس پہاڑی کے پار کاجو کا قبیلہ تھا۔ رات کے پچھلے پہر تک وہ پہاڑی پر سفر کرتے رہے۔ آخر پہاڑی کی دوسری طرف پہنچے تو ڈھلان پر درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ پھیلے ہوئے تھے۔ پو پھٹ رہی تھی۔ وہ دیودار کے گنجان درختوں میں سے گزر رہے تھے۔ کہ اچانک ایک طرف سے ایک تیر ان کے قریب ہی درخت کے تنے سے آکر لگا۔ تھیوسانگ اور ماریا پیچھے ہٹ گئے۔

ناگ نے کہا۔

"یہ دشمن کے لوگ ہیں۔"

کاجو بولی۔

"یہ میرے قبیلے کے آدمی ہیں۔"

پھر اس نے حلق میں سے بلند آواز نکالی۔ یہ آواز کسی چیخ

سے ملتی جلتی تھی۔ چیخ کی آواز سنتے ہی درختوں میں سے کتنے ہی ریڈ انڈین ہاتھوں میں تیر کمان لیے نکل کر سامنے آگئے۔ وہ کاجو کو دیکھ کر خوشی سے نعرے لگانے لگے۔ پھر انہوں نے ناگ وغیرہ کے بارے میں پوچھا۔ کاجو نے انہیں بتایا کہ وہ ان کے دوست ہیں اور وہ انہیں دشمن کی قید سے چھڑا کر لائے ہیں۔

وہ جنگل میں سے گزرتے کاجو کے قبیلے میں آگئے۔ ہر طرف شور مچ گیا کہ سردار اور اس کی بیوی اپنی جھونپڑی سے نکل کر ان کی طرف بڑھے۔ انہوں نے کاجو کو گلے لگا لیا۔ ماں اپنی بیٹی کو بار بار پیار کر رہی تھی۔ کاجو نے ناگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بابا! یہ لوگ اپنی جان پر کھیل کر مجھے دشمن کے چنگل سے چھڑا کر لائے ہیں۔"

سردار نے ناگ ماریا تھیوسانگ کی بڑی عزت افزائی کی۔ ان کی خوب خاطر داری کی گئی۔ انہیں چشمے پر عورتوں نے نہلایا۔ انہیں اعلیٰ اور میٹھے پھل کھانے کو اور مشروب پینے کو دیا گیا۔ دوپہر کے بعد قبیلے کے لوگوں نے کاجو کی واپسی پر جشن منایا اور ڈھول کی تھاپ پر آگ کے گرد خوب

رقص کیا۔

ماریا تھیوسانگ اور ناگ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے دن کی روشنی میں کاجو انہیں رقص کرتی ساف نظر آ رہی تھی۔ تھیوسانگ بولا۔

"میں حیران ہوں۔ یہ کیا راز ہے؟ اس لڑکی کی شکل اہرام میں بند ڈکھی باپ کی بیٹی کبالی کے مجسمے سے اتنی زیادہ ملتی ہے کہ کسی قسم کا شک ہو ہی نہیں سکتا۔ ماری خلائی دنیا میں ایسا نہیں ہوتا کہ ایک روح ہزاروں سال بعد پھر اسی شکل میں کسی دوسری جگہ پیدا ہو جائے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہندوستان میں ہندو قبیلے آباد ہیں ان کے ہاں ایسا ہوتا آیا ہے۔ یہ ان ہندوؤں کا اعتقاد ہے۔ اور جس چیز پر آدمی کا اعتقاد پختہ ہو جائے پھر وہ بات ہو کر رہتی ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر اب سوال یہ ہے کہ ہمیں اس ریڈ انڈین لڑکی کبالی عرف کاجو کو یہ بتانا ہے کہ اصل میں اس کا باپ پایان ہے جو اسے آج سے دس ہزار

برس پہلے اپنے بربط پر لوری سنایا کرتا تھا۔ یوں اس کی یادوں کو بیدار کر کے ہمیں اسے یہاں سے نکال کر لے جانا۔" ناگ نے کہا۔

"یہ لڑکی سردار کی بیٹی ہے اور اسے یہاں سے نکال کر لے جانا اتنا آسان نہیں ہے۔ خواہ لڑکی کی مرضی ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا سردار باپ اسے ہرگز یہاں سے نہیں جانے دے گا۔" ماریا کہنے لگی۔

"پہلے ہم کاجو سے اس کے اصلی باپ کے بارے میں بات تو کریں۔ میرا مطلب ہے اسے بربط پر لوری تو سنا کر دیکھی جائے کہ اس کی یادداشت بیدار بھی ہوتی ہے کہ نہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اس کی یادداشت تو ضرور بیدار ہو جائے گی۔ سوال یہ ہے کہ بربط پر لوری اسے کہاں سنائی جائے؟" ماریا نے سوچ کر کہا۔

"میں جنگل میں سیر کے بہانے کاجو کو لے جاؤں گی۔ تم پیچھے آنا اور اچانک جنگل میں ہم سے مل جانا پھر اس کے سامنے سارا بھید کھول دیں گے۔"

یہ تجویز تینوں کو پسند آئی۔ شام کے وقت جب قبیلے کے لوگ مختلف کاموں میں لگے تھے اور عورتیں کھانا وغیرہ

لگانے میں مصروف تھیں ماریا نے کاجو سے کہا کہ میرا جنگل کی سیر کو دل چاہتا ہے۔ کاجو بھلا کیسے انکار کر سکتی تھی۔ وہ ماریا کو ساتھ لے کر جنگل کی طرف نکل گئی۔ جب وہ ایک چشمے کے پاس پہنچیں تو سوچی سمجھی سکیم کے مطابق تھیوسانگ اور ناگ بھی وہاں آ گئے اور بولے کہ ہم بھی جنگل کی سیر کر رہے ہیں۔ کاجو انہیں بتانے لگی کہ اس چشمے کے پانی میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی اسے ایک سال تک پیتا رہے تو اس کی عمر ایک ماہ بڑھ جاتی ہے۔ اتنے میں تھیوسانگ نے بربط نکال لیا۔ کاجو نے بربط کو دیکھا اور بولی۔

"یہ کون ساز ہے؟ کیا تم اس پر گاتے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں! میں اس پر ایک لوری کی دھن بجایا کرتا ہوں۔ جو مجھے بہت پسند ہے۔ کیا تم سنو گی؟"

جنگل لوگ میوزک کے بڑے شیدائی ہوتے ہیں۔ کاجو نے کہا۔

"میں ضرور سنوں گی۔"

تھیوسانگ نے بربط پر انگلیاں پھیریں۔ اور لوری کی دھن بجانے لگا۔ ناگ اور ماریا بڑے غور سے کاجو کے چہرے کی طرف تک رہے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا۔

کہ لوری کی دُھن کا اثر کانجو کے چہرے سے ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ بڑے غور سے لوری کی دُھن سُن رہی تھی۔ پھر اُس کا سانس کچھ تیز ہو گیا۔ وہ کچھ گھبرا سی گئی اور جلدی سے اپنا ہاتھ بربط پر رکھ کر بولی۔

"اس دھن سے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ اِسے بند کر دو۔"

تھیوسانگ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور بولا۔

"کانجو! یاد کرو کہ تم نے یہ دُھن پہلے کہاں سنی تھی؟"

کانجو خاموش رہی۔ وہ تھیوسانگ کے بربط کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ آہستہ سے بولی۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ لگتا ہے یہ دُھن بہت عرصہ ہوا کہیں سنی تھی؟ یاد نہیں آرہا۔"

ماریا نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی۔

"کانجو! یاد کرو۔ اگر تمہیں یاد نہیں آتا تو میں بتائے دیتی ہوں۔ تھیوسانگ لوری کی دُھن پھر بجاؤ۔"

تھیوسانگ نے بربط پر پھر وہی دُھن بجانی شروع کر دی۔ کانجو کا چہرہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔ وہ کچھ یاد کر رہی تھی۔ مگر اسے کچھ بھی یاد نہیں آرہا تھا۔ تھیوسانگ نے بربط

کی دُھن اور تیز کر دی۔ ماریا نے کانجو کے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا۔

"کانجو! لوری کی یہ دُھن تمہارا باپ تمہیں سنایا کرتا تھا۔ آج سے ہزاروں سال پہلے۔ اس ملک میں ایک شہر ہوتا تھا۔ اس کی ایک حویلی میں تم اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھیں۔ رات کو جب تم سونے لگتیں تو تمہارا باپ تمہیں ایسے ہی ایک بربط پر لوری کی دُھن بجا کر سناتا تھا۔ اور تمہیں نیند آجاتی تھی۔ تمہارا باپ تم سے بے پناہ پیار کرتا تھا۔ پھر تمہیں ڈاکو اُٹھا کر لے گئے۔ اور خدا جانے تم کہاں مر گئیں۔ پھر تمہارے جنم شروع ہوئے۔ اور اس سے پہلے تم اسی ملک کے ایک شہر کی حویلی میں بوڑھی ہو کر فوت ہوئی ہو۔ ہم تمہارے پاس بیٹھے تھے۔ اور تم نے یہ نیا جنم لیا ہے۔ تمہارا اصلی نام کبالی ہے۔ کبالی! کبالی! —"

اپنے دُکھی باپ پایان کی اکلوتی بیٹی کبالی ——"

کانجو کے چہرے کا تاثر بدلنے لگا۔ تھیوسانگ نے بربط کی دُھن آہستہ کر دی۔ اچانک کانجو نے تھیوسانگ کا ہاتھ تھام لیا اور گھبرا کر جذباتی انداز میں بولی۔

"میرا باپ کہاں ہے؟ مجھے میرے باپ سے

ملا دو ۔ مجھے میرے باپ سے ملا دو۔"

اور وہ اپنے باپ کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس کی یادداشت بیدار ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ نے بربط بجانا بند کر دیا۔ ناگ اور ماریا بڑے خوش ہوئے۔ ماریا نے کاجو عرف کبالی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بولی۔

"کبالی! تمہارا بوڑھا باپ تمہاری جدائی میں مُردوں سے بدتر زندگی بسر کر رہا ہے۔ وہ اہرام کے اندر ایک تابوت میں بند ہے۔ اُس نے تمہارا مجسمہ میز پر سجا رکھا ہے اور ہر رات تمہاری یاد میں بربط پر یہی لوری بجاتا ہے اور تمہیں یاد کر کے روتا رہتا ہے۔ تمہیں بے چین ہو کر آوازیں دیتا ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ تم اس سے زبردستی جدا کر دی گئیں تھیں۔"

کاجو یعنی کبالی کے آنسو تھے تھمتے تھے۔ وہ اپنے باپ کو یاد کر کے ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔ ناگ تھیوسانگ ماریا نے اسے حوصلہ دیا اور کہا۔

"ہمیں تمہارے باپ نے ہی تمہارے پاس بھیجا ہے کبالی۔ ہم تمہیں لینے کے لیے ہی آئے ہیں۔ ہم تمہاری تلاش میں دربدر بھٹکتے پھر رہے تھے۔"

کبالی اٹھ کھڑی ہوئی اور بے تابی سے بولی۔

"مجھے میرے پیارے باپ کے پاس لے چلو۔ میں اسے ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں اسے بتانا چاہتی ہوں کہ میں زندہ ہوں۔ وہ میرے لیے آنسو نہ بہائے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہم اس وقت چلنے کو تیار ہیں مگر تمہارے قبیلے والوں کو پتہ چل گیا۔ تو وہ ہمارا تعاقب کر کے تمہیں پکڑ لیں گے۔ اور ہمیں مار ڈالیں گے۔"

کبالی کاجو کہنے لگی۔

"میں اب نہیں جانتی یہ قبیلے والے کون ہیں۔ میں تو بس اپنے باپ کے پاس جانے کو بے تاب ہوں۔ میں تمہیں ایسے راستے سے لے چلوں گی کہ یہ جنگلی لوگ ہمارا پیچھا کر کے بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔"

تھیوسانگ نے کبالی کو بتایا کہ بلازیل کا مشہور اہرام مایا کے علاقہ میں واقع ہے اور یہاں سے کافی فاصلے پر ہے۔

کبالی بولی۔

"میں اہرام کو دیکھ چکی ہوں۔ میں سارے راستے سے واقف ہوں مگر ہمیں اپنے ساتھ دو تین خچر

اور زہریلے تیر لے جاتے ہوں گے۔ تم اسی چشمے پر
بیٹھو۔ میں یہ سب کچھ لے کر آتی ہوں۔"

کبالی بہت جذباتی ہو رہی تھی اور جب آدمی جذبات میں ہو
تو اس سے اکثر غلط فیصلے ہو جاتے ہیں۔ ماریا نے کبالی سے کہا
"کبالی! بہتر ہوگا کہ ہم رات کے اندھیرے میں جب سب
لوگ سو رہے ہوں گے ہم اس جنگل سے فرار ہوں۔ قبیلے کے
لوگ سو رہے ہوں گے اور ہم راتوں رات بہت دور نکل
چلے ہوں گے۔"

تھیوسانگ اور ناگ نے بھی کبالی کو یہی مشورہ دیا کبالی
مان گئی۔ طے یہ پایا کہ اسی رات جب قبیلے کے سب لوگ سو
جائیں تو یہاں سے فرار اختیار کیا جائے گا۔ یہ لوگ۔ واپس جھونپڑی
میں آگئے۔ کبالی کے پچھلے جنم کی یادیں بیدار ہو جانے کی وجہ
سے وہ بہت اُداس اور خاموش خاموش تھی۔ وہ اپنے
ہزاروں برس پہلے کے دکھی اور غم زدہ باپ کی یادوں میں گم
تھی۔ اس کے ذہن میں وہی لوری گونج رہی تھی جو اسے اس
کا باپ ہزاروں برس پہلے جب وہ چھوٹی سی تھی اپنے بستر
پر سُلا کر سلایا کرتا تھا۔ دوسری طرف تھیوسانگ ماریا
اور ناگ بھی ہوشیار تھے۔

کبالی یعنی کاجو نے ایک تھیلے میں تین عدد ایک کمان اور
دس پندرہ زہریلے تیر اور کچھ سوکھا گوشت ڈال کر جھونپڑے

کے پیچھے ایک گڑھے میں چھپا دیا تھا۔ جب رات ہو گئی تو تھیوسانگ
ماریا اور ناگ اپنی جھونپڑی میں آکر لیٹ گئے۔ وہ جاگتے
رہے اور اپنے سفر کے بارے میں آہستہ آہستہ گفتگو کر
رہے تھے۔ جو ان کے سامنے تھا۔ یہ ایک طویل سفر تھا۔
پورے براعظم برازیل کا سفر تھا۔ رات آہستہ آہستہ گزرتی جا
رہی تھی۔ کبالی بھی اپنی جھونپڑی میں اپنی ماں کے پاس ہی فرش
پر ہرن کی کھال بچھائے لیٹی ہوئی تھی۔ وہ بھی جاگ رہی تھی۔
جب رات بہت گہری ہو گئی۔ باہر ہر طرف خاموشی چھا
گئی اور کبالی کی ماں کے ہلکے ہلکے خراٹے گونجنے لگے تو کبالی
آہستہ سے اپنے بچھونے سے اُٹھی۔ اس نے گردن گھما
کر اندھیرے میں اپنی ماں کی طرف دیکھا وہ گہری نیند سو رہی
تھی۔ پھر آہستہ سے اُٹھی۔ اور جھونپڑی سے باہر اندھیری رات
میں نکل گئی۔

باہر سناٹا ہی سناٹا تھا۔ الاؤ میں جلنے والی آگ سرد
پڑ گئی تھی۔ کئی آدم خور جانگلی باہر گھاس پر اِدھر اُدھر سو
رہے تھے۔ وہ بے سُدھ پڑے ہوئے تھے اور خراٹے
لے رہے تھے۔ کبالی دبے پاؤں چلتی جھونپڑی کے پیچھے گئی۔
یہاں گڑھے میں چھپایا ہوا تھیلا نکال کر بغل میں دبایا اور درختوں
کے نیچے سے ہوتی ہوئی اس جھونپڑی میں آگئی جہاں ناگ

تھیو سانگ اور ماریا اس کا پہلے ہی سے انتظار کر رہے تھے۔ کبالی نے سرگوشی میں کہا۔

"ہمیں نکل چلنا چاہیئے"

ماریا تھیو سانگ اور ناگ جلدی سے اُٹھے۔ اور سب کے کے سب جھونپڑی سے نکل کر تیز تیز قدموں سے وادی کے بگل میں اس طرف چلنے لگے۔ جدھر ندی بہہ رہی تھی۔ انہوں نے تھوڑی دُور جانے کے بعد بھاگنا شروع کر دیا۔ کبالی اس سارے علاقے سے واقف تھی۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ قبیلے کے لوگ رات کو کس طرف پہرہ دیتے ہیں اور کس طرف راستہ صاف ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی راستے سے انہیں لے جا رہی تھیں۔ ندی تک وہ بھاگتے رہے۔ ندی پر جا کر کبالی بھی تھک گئی تھی۔ تھیو سانگ اور ناگ تو نہیں تھکے تھے۔ مگر ماریا چونکہ اپنی اصلی طاقت سے محروم تھی اس لیے اسے بھی تھکان ہو گئی تھی۔

ندی پار کرنے کے بعد وہ دوسرے کنارے پر تھوڑی دیر دم لینے کو رُکے۔ یہاں کبالی نے انہیں بتایا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے وہ اِس وادی سے نکل جائیں گے۔ کبالی نے انہیں بتایا کہ وہ انہیں جس راستے سے لے جا رہی ہے اس طرف دشمن قبیلے کے آدم خوروں کے ملنے کا بھی امکان نہیں

ہے۔ یہ بڑی اچھی بات تھی۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد انہوں نے پھر سے اپنا سفر شروع کر دیا۔ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ یہ لوگ وادی سے باہر نکل آئے۔ اب اِن کے سامنے ارائے ایمزان کا چوڑا پاٹ تھا۔ کبالی نے کہنے لگی۔

"یہاں سے کچھ دُور ایک گاؤں ہے۔ وہاں سے ایک بڑی کشتی مسافروں کو پار لے جاتی ہے۔ ہمیں وہاں جانا ہو گا"

ماریا نے پوچھا کہ وہاں اس پر کسی کو شک تو نہیں ہو جائے گا۔ اس پر کبالی نے کہا کہ گاؤں کے لوگ اُسے بالکل نہیں جانتے۔ کیونکہ وہ صرف ایک بار ہی گاؤں آئی تھی۔ وہ دریا کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ جب وہ گاؤں کے گھاٹ پر پہنچے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ اور اس کی سنہری روشنی ہر طرف پھیلی تھی۔ دریا کے کنارے گھاٹ پر ایک بڑی کشتی کھڑی تھی۔ اس میں کچھ دیہاتی مسافر بیٹھے ہوئے تھے۔ ملاح گھاٹ پر کھڑا دوسرے مسافروں کا انتظار کر رہا تھا۔ تھیو سانگ نے قریب جا کر اسے چاندی کا ایک سکہ دیا۔ ملاح بہت خوش ہوا۔ تھیو سانگ کے پاس ابھی چند ایک چاندی کے سکے باقی تھے۔ وہ کشتی میں سوار ہو گئے۔ اور کشتی دریا میں اُتر گئی۔

دریا نے ایمزان بہت چوڑا دریا تھا۔ انہیں دریا پار کرنے میں پورا آدھ گھنٹہ لگ گیا۔ دھوپ کافی نکل آئی تھی اور سامنے سنگلاخ پتھریلا میدان تھا۔ فضا میں ہلکی ہلکی تپش آگئی تھی۔ کبالی نے کہا۔

"یہاں ہمیں خچروں کا بندوبست کرنا ہوگا۔ ہم پیدل اتنا لمبا سفر نہیں کر سکیں گے۔"

تھیوسانگ نے پوچھا کہ خچر کہاں ملیں گے؟ کبالی کہنے لگی۔

"وہ سامنے جو ٹیلے ہمیں نظر آتے ہیں۔ ان کے دامن میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں سے ہمیں خچر مل جائیں گے۔"

وہ اس گاؤں کی طرف چل پڑے۔ تھیوسانگ نے چاندی کے سات سکے دے کر تین خچر خرید لیے۔ ایک خچر پر ماریا اور کبالی سوار ہو گئی۔ ایک پر ناگ اور دوسرے پر تھیوسانگ بیٹھ گیا۔ اور یوں یہ چھوٹا سا قافلہ برزیل کے وسطی خطرناک سنگلاخ اور بیابان کے سفر پر چل نکلا۔ دوپہر تک وہ ٹیلوں کے درمیان کچے راستے پر آہستہ آہستہ سفر کرتے رہے۔ دوپہر کو انہوں نے ایک جگہ بیٹھ کر تھوڑا گوشت کھایا چھاگل سے پانی پیا اور خچروں کو ایک چھوٹے سے تالاب سے پانی پلایا۔ اور دوبارہ سفر شروع کر دیا۔ سہ پہر تک وہ ایک

پہاڑی چشمے پر آکر رک گئے۔ یہاں انہوں نے خچروں کو کھول دیا کہ خود ہی چریں اور پانی پی کر تازہ دم ہوں۔ ماریا اور کبالی ایک طرف کمبل بچھا کر لیٹ گئیں اور تھیوسانگ اور ناگ دوسری طرف پتھروں کے پیچھے کمبل بچھا کر لیٹ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

آسمان تاروں سے بھرا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ کبالی تو لیٹتے ہی سو گئی۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی کمبل پر لیٹی تھی اسے بھی نیند آنی شروع ہو گئی کیونکہ وہ غائب رہنے والی مایا نہیں تھی۔ صرف تھیوسانگ اور ناگ ہی جاگ رہے تھے۔ جب رات گزر گئی تو تھیوسانگ نے آہستہ سے ناگ کے کاندھے کو ہلایا۔ ناگ نے جاگ کر اندھیرے میں تھیوسانگ کی طرف لیٹے لیٹے دیکھا اور پوچھا۔ کیا بات ہے۔ تھیوسانگ نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا اور کان میں جھک کر کچھ سرگوشی کی۔

"کوئی ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔"

تھیوسانگ اور ناگ دونوں کمبل پر بالکل سیدھے لیٹے آسمان کو تک رہے تھے۔ ناگ نے کان لگا کر سنا۔ اسے قدموں کی چاپ کی آواز سنائی دی۔ یہ دو آدمیوں کے پاؤں کی آواز تھی۔ پھر اس نے اندھیرے میں سامنے والے بڑے بڑے پتھروں کے پیچھے سے دو انسانی سایوں کو ابھرتے دیکھا۔ دونوں انسانی سائے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دونوں کے ہاتھ میں تلواریں تھیں۔ ستاروں کی

دھیمی روشنی میں تلواریں ایک بار چمک سی گئیں۔ ناگ نے تھیو سانگ سے بہت ہی آہستہ سے کہا۔

"میں جا رہا ہوں"

اور دوسرے ہی لمحے ناگ کی جگہ ایک سیاہ رنگ کا انڈین کوبرا سانپ کنڈلی مارے پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ سانپ کھسک کر پیچھے غائب ہو گیا۔ تھیو سانگ چپ چاپ اپنی جگہ پر لیٹا رہا۔ اس کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ دونوں انسانی سائے اس کے قریب آ کر رک گئے ایک نے تھیو سانگ کے سینے پر تلوار کی نوک رکھ دی اور کہا

"جو کچھ ہے نکال کر رکھ دو یہاں"

اچانک دوسرا آدمی بولا

"ادھر دو عورتیں بھی ہیں۔ ہم انہیں بیچ کر دولت کما سکتے ہیں"

اور دوسرا انسانی سایہ تلوار لیے اچھل کر کبالی اور ماریا کی طرف دوڑا۔ مگر کبالی اس سے پہلے ہوشیار ہو چکی تھی۔ اس کی ساری زندگی جنگل میں دشمن سے مقابلہ کرتے گزری تھی۔ اس سے پہلے کہ ڈاکو اس کے قریب پہنچتا کبالی کے کمان سے زہریلا تیر نکل کر ڈاکو کی گردن میں آدھا دھنس چکا تھا۔ اس تیر کے زہر میں یہ اثر تھا کہ وہ انسان کے خون میں شامل ہوتے ہی اس کے سفید خلیوں کو تباہ کر کے اعصاب کو مفلوج کر دیتا تھا۔ جس کی وجہ سے آدمی بے حس ہو کر گر پڑتا اور پھر یہ زہر اسے ہلاک کر دیتا تھا ڈاکو بھی زہریلا تیر کھا کر دھڑام سے

نیچے گرا۔ اس کے گرنے کی آواز سن کر اس کا ساتھی اس کی طرف تلوار لیے بھاگا۔ مگر اب تو کبالی ہوشیار ہو چکی تھی۔ اب کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ دوسری بار حملہ نہ کرتی۔

اس کی کمان سے دوسرا تیر بھی نکل چکا تھا۔ جو دوسرے ڈاکو کی چھاتی میں لگا۔ بدقسمتی سے یہ تیر اس ڈاکو کی چمڑے کی صدری پر لگ کر نیچے گر پڑا۔ اور اس سے پہلے کہ کبالی دوسرا تیر چلاتی ڈاکو نے تلوار اس کی گردن پر رکھ دی تھی۔ ماریا کی گردن پر اس نے اپنا پاؤں رکھ دیا اور بولا۔

"خبردار! اگر حرکت کی تو جان سے مار دوں گا"

پھر ڈاکو نے ماریا کو حکم دیا کہ اٹھ کر اپنے ساتھی یعنی تھیو سانگ کے ہاتھ پیر باندھ دے۔ ماریا نے کہا۔

"ابھی باندھے دیتی ہوں"

ماریا رسی لے کر تھیو سانگ کی طرف گئی۔ ڈاکو نے کبالی کی گردن پر تلوار اس طرح رکھی تھی کہ ذرا سے اشارے پر وہ اس کی گردن کاٹ سکتا تھا۔ ماریا نے تھیو سانگ کے قریب جا کر کہا۔

"ناگ کہاں ہے؟"

تھیو سانگ نے آہستہ سے جواب دیا۔

"کہاں ہو سکتا ہے؟ وہ اس اکلوتے ڈاکو کی
خبر لینے گیا ہوگا۔"
ڈاکو نے چلا کر کہا۔
"خبردار! بکواس بند رکھو۔"
لیکن اس عرصے میں ناگ سانپ کی شکل میں اس کے
چمڑے کے جوتے پر سے رینگ کر اس کے چمڑے کی
صدری کے پیچھے آگیا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اس کی گردن
کی طرف رینگتا چلا جا رہا تھا۔ صدری کا چمڑا کافی موٹا تھا۔
ڈاکو کو محسوس نہ ہوا۔ لیکن جب ناگ نے اس کی گردن
کے پاس جا کر زور سے پھنکارا۔ ماری۔ تو اس نے گھبرا کر
اپنا ہاتھ گردن پر مارا۔ ناگ اسے ڈس چکا تھا۔ ناگ
اپنے پورے زہر سے اسے ڈس چکا تھا۔
اس کی آواز بھی نہ نکل سکی۔
کیونکہ ناگ کے زہر نے سب سے پہلے ڈاکو کا گلا گھونٹ دیا
تھا۔ وہ گر پڑا۔ کبالی نے چلا کر کہا۔
"ماریا! ادھر آ جاؤ۔ ڈاکو کو سانپ نے ڈس
دیا ہے۔"
کبالی اٹھ کر رینگتے سانپ کے پیچھے دوڑی۔ اس نے
ستاروں کی دھیمی روشنی میں سانپ کو رینگ کر جھاڑیوں
کی طرف جاتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے سانپ پر خنجر پھینکا۔

ماریا نے آواز دی۔
"کبالی! سانپ کو نہ مارنا۔"
لیکن اتنی دیر میں ناگ جھاڑیوں میں سے ہو کر ٹیلے
کی جانب جا چکا تھا۔ کبالی لپک کر ماریا کے قریب آگئی اور
اور بولی۔
"ناگ کہاں ہے؟ سانپ تو بھاگ گیا۔ مگر یہ سانپ
ہمارے لیے رحمت بن کر آیا تھا۔"
ماریا نے مسکرا کر کہا۔
"اسی لیے تو میں نے تمہیں کہا تھا کہ سانپ کو
کچھ نہ کہنا۔"
"مگر ناگ کہاں ہے؟" کبالی نے پوچھا۔
اتنے میں سامنے سے ناگ بھی آگیا۔ آتے ہی بولا۔
"دوسرا ڈاکو کہاں ہے؟"
کبالی نے طنز کیا۔
"تم تو بھاگ گئے تھے۔ ناگ بھیا۔ دوسرے
ڈاکو کا کیوں پوچھتے ہو۔ ہماری قسمت اچھی تھی کہ
خدا نے عین وقت پر ایک سانپ ہماری مدد
کو بھیج دیا۔ ورنہ ہم سارے پھنس گئے تھے۔"
ناگ نے کھسیانا سا ہو کر کہا۔
"میں تو اوپر سے جا کر ڈاکو پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔"

کبالی نے کہا۔

"تم واقعی بہت بزدل ہو ناگ۔ بھیا! مصیبت میں ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔"

ناگ کو غصہ تو آیا مگر غصہ پی کر رہ گیا۔ تھیوسانگ اور مادیا نے کہا کہ ناگ بزدل نہیں ہے کبالی۔ وہ دوسری طرف سے آکر ڈاکو کو پکڑنا چاہتا تھا۔

کبالی بولی۔

"چلو اچھا میں یہی سمجھ لیتی ہوں کہ ناگ بھیا بڑے بہادر ہیں۔"

اور وہ ہنسنے لگی۔ انہوں نے ڈاکوؤں کی لاشوں کو وہیں رہنے دیا۔ کبالی نے انہیں بتایا کہ یہ ڈاکو بڑے خونی ہوتے ہیں۔ اور مردوں کو لوٹ کر مار ڈالتے ہیں اور عورتوں کو پکڑ کر لونڈیاں بنا کر بیچ دیتے ہیں۔ وہ اٹھ کر اس ٹیلے کے پیچھے گئے۔ جدھر سے ڈاکو آئے تھے۔ ٹیلے کے پیچھے دونوں ڈاکوؤں کے دو گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ ایک گھوڑے پہ پانی سے بھری ہوئی بڑی پھاگل اور ایک تھیلا بھی تھا جس میں جوار کی روٹیاں بندھی تھیں۔

یہ خوراک ان کے لیے بڑی مفید تھی۔ انہوں نے خچروں کو بھی ساتھ رکھا اور اب الگ الگ سوار ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ باقی رات وہ ٹیلوں میں گھوڑوں خچروں پر

سوار سفر کرتے رہے۔ سورج کی کرنیں دور پتھریلے ٹیلوں میں سے ابھریں تو آگے ایک چھوٹا سا دریا آ گیا۔ انہوں نے گھوڑوں پر بیٹھ کر ہی دریا عبور کر لیا۔ اسی طرح تین راتیں اور چار دن تک سفر کرتے کرتے آخر انہیں دور سے بہت دور مایا کے کھنڈراتی میدان میں اہرام دکھائی دیا۔

"کیا میرا پیارا باپ اس اہرام کے اندر دفن ہے؟" مادیا نے کہا۔

"ہاں کبالی! وہ اسی اہرام میں تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ وہ بہت ہی بوڑھا ہو چکا ہے۔ وہ ہزاروں برس سے تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔"

کبالی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مادیا نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا اور حوصلہ دیا۔

"تم اب اپنے باپ سے ملنے والی ہو کبالی۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تمہارا باپ تمہیں دیکھ کر کس قدر خوش ہو گا۔ اس کا تم اندازہ نہیں لگا سکتیں کبالی ہم نے تمہاری یاد میں اسے بچوں کی طرح آنسو بہاتے دیکھا ہے۔"

کبالی کی آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ وہ گھوڑے پر سوار تھی۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ گھوڑے لیے چل رہی تھی۔ ناگ اور تھیوسانگ ان کے پیچھے خچروں پر سوار چلے آ رہے۔ ایک خچر پر انہوں نے سامانِ رسد لاد رکھا تھا۔ صبح کی روشنی میں دور اہرام ایک سیاہ مخروطی پہاڑ کی نظر آ رہا تھا۔ جوں جوں وہ اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اہرام بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ بہت جلد اہرام کے پاس پہنچ جائیں گے مگر انہیں اہرام کے پاس جاتے جاتے سارا دن لگ گیا۔ جب وہ اہرام کے قریب گئے۔ تو رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ اب تھیوسانگ اور ماریا آگے آگے تھے۔ اہرام کی عقبی دیوار کے قریب پہنچ کر وہ گھوڑوں پر سے اتر پڑے۔ ناگ اور کبالی بھی وہاں آ گئے۔ کبالی نے اپنے باپ کی خوشبو کو پا لیا تھا۔ وہ بہت اُداس ہو رہی تھی۔ وہ بار بار کہتی۔

"میرا باپ زندہ ہوگا ناں؟ میں اسے مل سکوں گی کیا؟ وہ مجھے بیٹی کہہ کر بلائے گا کیا؟"

ماریا نے کہا۔

"کیوں نہیں کبالی۔ تمہارا باپ تم سے ضرور بات کرے گا"

تھیوسانگ نے اتنی دیر میں وہ پتھر تلاش کر لیا جس

کو چھوٹا کر کے انہوں نے اہرام کے اندر داخل ہونا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کبالی کو تھیوسانگ کی خفیہ طاقت پتہ چلے۔ چنانچہ کسی بہانے ماریا اسے ذرا پرے لے گئی۔ اور تھیوسانگ نے انگلی سے چھُو کر پتھر کی بڑی سِل کو صابن ٹکیا جتنا چھوٹا کر کے باہر نکال لیا۔ وہاں ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے ماریا کو آواز دے کر بُلا لیا۔ کبالی نے جھک کر اندر دیکھا اور بولی۔

"اندر بہت اندھیرا ہے"

ماریا نے کہا۔

"ہم تمہارے ساتھ ہیں اور پھر تمہارا پیارا باپ اندر ہے"

کبالی اپنے پیارے باپ کو پانے کے لیے تاب ہو گئی اور سب سے پہلے اہرام میں اتر گئی۔ ماریا تھیوسانگ اور ناگ بھی تیزی سے اہرام میں اتر گئے۔

• اہرام میں داخل ہونے کے بعد کیا ہوا؟
• مایا کھنڈروں میں بھٹکا ہوا خلائی انسان کون تھا؟
• عنبر اور کیٹی سمندر سے کیسے باہر نکلے؟
• ان کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے جواب آپ اگلی قسط نمبر ۱۳۷ "تابوت والی لڑکی" میں پڑھیں گے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ جمعرات کی شب کو پی۔ ٹی۔ وی ایوارڈ کی تقریب گھر میں سب ہی لوگ بہت ذوق و شوق سے دیکھ رہے تھے جب انور مقصود اور ثریا بجیا صاحبہ نے منتخب، امید واروں کے نام لیئے تو اے حمید صاحب (آپ کا نام) سن کر میں چونکا مگر جب اسکرین پر آپ کی تصویر دی گئی تو میں فوراً آپ کو پہچان گیا۔ اور صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ اے اللہ میرے انکل اے حمید کو ایوارڈ دلا دے تیرا بہت کرم ہوگا۔ جب ونر ایوارڈ کا نام لیا گیا تو وہ آپ کا نام تھا۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ ویسے دوسرے لوگوں کی طرح آپ کا چہرہ بہت پرسکون تھا اور کوئی پریشانی عیاں نہیں تھی۔ حالاں کہ اور لوگوں کے چہروں پر تو زلزلے کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ بہر حال میرے دل میں خوشیوں کے گلاب جامن اور لڈو پھوٹنے لگے یا غالباً پلنے لگے۔ پھر میں نے اسی وقت تمام لوگوں کو آپ کے بارے میں مکمل تفصیل بتائی اور بتاتا ہی گیا کہ بالآخر بہنوں اور بھائیوں نے کہا کہ ارشد اب باقی تفصیل کل صبح بتا دینا۔ اس لیئے مجھے خاموش ہو جانا پڑا۔ آپ یقین کریں مجھے اتنی خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ گویا ایوارڈ مجھے ملا ہے۔ ظاہر ہے آپ کے تمام قارئین جو آپ کے ناول پڑھتے ہیں انھیں آپ کے برابر ہی خوشی ہوئی ہوگی۔ اسے میری پرزور اپیل یا التجا یا فرمائش یا خواہش سمجھ لیں کہ سب کو مٹھائی کھلائیں اور سب کا منہ میٹھا کروائیں مگر یہ بات کافی مشکل اور دقت طلب ہے اس لیے ایک صورت اور ہے کہ آپ "عنبر ناگ ماریا" کی سیریز نمبر ۱۲۵ یا ۱۴۰ کو انتہائی موٹے ناول کی صورت میں شائع کریں اور اس ضخیم ناول کو ایوارڈ نمبر کا نام دیجیئے گا۔ اور اس خط کو آپ اپنے اس ایوارڈ نمبر میں ضرور شایع کریں۔ شکریہ۔ اس دعا کے ساتھ خط ختم کرتا ہوں کہ

آپ ہمیشہ یونہی لکھتے رہیں
اور ہر سال ایوارڈ ونر ہوتے رہیں

خدا حافظ

محمد ارشد صدیقی مین بازار گولیمار کراچی ۱۸

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

دیر سے خط لکھنے پر معذرت خواہ ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ آپ مجھے پہچان جائیں گے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بہت سے خط لکھے ہیں۔

انکل میں نے نوائے وقت میگزین میں آپ کا امریکہ میں گزرنے والا واقعہ پڑھا۔ پڑھ کر بہت لطف آیا۔ پہلی قسط تو کافی مزیدار تھی آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ انکل پاکستان کے چھٹے ٹیلی وژن ایوارڈ میں آپ کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی اور اس سے بھی زیادہ تب ہوئی جب آپ کو ایوارڈ ملا۔

اس کے لیے بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ کرے آپ دن دگنی رات چوگنی ترقی کریں اور ہمیشہ فتح سے ہمکنار رہیں۔ آمین۔

انکل میں آپ کے ناول ابھی تک بڑی باقاعدگی سے پڑھ رہا ہوں اور مزید کوشش کروں گا کہ ناغہ نہ پڑے۔ امید ہے کہ آپ بھی اسی باقاعدگی سے لکھتے رہیں گے۔

آخر میں بہت بہت سلام و دعا۔ آپ کے لیے نیک دعائیں۔

ایوب خان ۲۷۸ بیکو روڈ کوٹ لکھپت۔ لاہور۔

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم

پیارے انکل۔ جمعرات کو رات کے ساڑھے نو بجے چھٹا پاکستان ٹی وی ایوارڈ کا پروگرام لگا جس میں میں نے آپ کو دیکھا تو بے حد خوش ہوا۔ اور جب آپ کے ساتھ دو آدمیوں کے نام لیے گئے تو میرے دل میں پکا یقین ہو گیا تھا کہ ایوارڈ کے حقدار آپ ہیں۔ آپ کو حق دار ہونا چاہیے۔ خدا کرے کہ آپ کا نام ہر جگہ سربلند ہو۔ اور آپ اسی طرح سرفراز ہوتے رہیں۔ آمین

آپ کی کتابوں میں ایک قسط سرکٹا ناگ مجھے بے حد پسند آئی۔ خدا کرے کہ آپ ہمارے لیے بلکہ سب کے لیے ایسی ہی اچھی اور دلچسپ کتابیں لکھتے رہیں اور ان میں دین کی باتیں بھی بتاتے رہیں۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کو صحت یابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پیارے انکل۔ ہمارے امتحان نزدیک ہیں۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں۔ میں امتحان میں کامیاب ہو جاؤں میں آپ کی صحت یابی کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی غلطی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ والسلام

عبدالستار خان جماعت ششم فارلینڈ پبلک سکول
مکان نمبر F/۸۹ بھابڑا بازار تیلی محلہ راولپنڈی

جان سے بھی پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے ہی رکھے تاکہ آپ ناول لکھتے رہیں اور ہم ناولوں کو پڑھتے رہیں۔ سب سے پہلے جو بات ہے وہ یہ ہے کہ میں آپ کو پی۔ ٹی وی ایوارڈ ملنے کی خوشی میں مبارک باد دیتا ہوں۔

اب میں آتا ہوں ناولوں کی طرف۔ تو مجھے آپ کے لکھے ہوئے ناول۔ چاہ بابل کے قیدی۔ منحوس مورتیاں اور مالنگنی ناگن بہت پسند آئے۔ خدا حافظ۔

سلطان اشرف اقبال ادرنہ کاٹن ویلٹ بند روڈ لاہور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سلیمان کی انگوٹھی
فہرست
۱۰۱ خلائی جہاز کی کمی
۱۰۲ لیبی خلائی نشستان
۱۰۳ ماریا دوشنے سی
۱۰۴ خلائی کمرہ
۱۰۵ مردوں کا ستارہ
۱۰۶ خوفناک انسانی قوتوں
۱۰۷ خوفناک علمی زردشی
۱۰۸ پیست نالک قلعہ
۱۰۹ لیبی نشستہ
۱۱۰ ماہ دیوی کا گلدہ
۱۱۱ آدمی عورت آدھا سانپ
۱۱۲ تیز اور خلائی خوفناک
۱۱۳ لیبی اور زندہ
۱۱۴ ماریا خوفناک
۱۱۵ خوفناک تجربہ
۱۱۶ سانپ کا قیدی
۱۱۸ موت کی چھلانگ
۱۱۹ قبر سے کی موت
۱۲۰ قبر کا ہاتھ
۱۲۱ قبر سے کا موت
۱۲۲ خوفناک مقابلہ
۱۲۳ ماریا کا موت
۱۲۴ ستارہ کا موت
۱۲۵ انسانی مقتدرا
۱۲۶ عجیب لاشی دھماکہ
۱۲۸ خوفناک راز
۱۲۹ سرکس کا جال
۱۳۰ عجیب قبر
۱۳۱ چاند پاکل کے قیدی
۱۳۲ میکسی موت
۱۳۳ پاگل ناگن
۱۳۴ قبرستان کی خوفناک رات
۱۳۴ سنگدلی کا آخری
۱۳۵ ماریا کمپنی
۱۳۵ آسیبی
۱۳۶ بلیک کی قبر
۱۰/۰
۱۰/۰
۱۰/۰

تابوت کا راز
اے حمید
PDFBOOKFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا اوریٹی خلائیں

تابوت والی لڑکیاں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت: ۵۰/۷

[illegible]

پیارے ساتھیو

عینک ناگ ماریا کی 137 ویں قسط آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی خوشی حاصل کر رہا ہوں۔ خوشی اس لئے کہ آپ کے خط مجھے مسلسل مل رہے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ عینک ناگ ماریا کی داستان کی قسطوں کو کس قدر پسند کر رہے ہیں۔ یہ بات میرے لئے حوصلہ افزا بھی ہے کیونکہ میں نے عینک ناگ ماریا کی طویل داستان آپ ہی کے لئے شروع کی تھی اور آج بھی اسی محبت خلوص اور دیانت داری کے ساتھ آپ ہی کے لئے لکھ رہا ہوں۔ ہاں اتنی ضرور کوشش کرتا ہوں کہ کہانی کو دلچسپی اور لطف کے ساتھ ساتھ آپ کو ایسی اچھی اچھی باتیں بھی معلوم ہو جائیں جو زندگی میں آپ کے کام آئیں۔

میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمائیں۔

۴۵۴ این ناظم آباد لاہور

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

شیشے کا آدمی
ناگن کوئین
سفید سایہ
تابوت والی لڑکیاں
بیا کا پنجہ

شیشے کا آدمی

ابرام میں اندھیرا تھا۔

کہالی آگے آگے تھی۔ تھیو سانگ ناگ اور ماریا اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کہالی اپنے دکھی باپ سے ملنے کو بے چین ہو رہی تھی۔ جب وہ ممی والے دلان کے قریب سے گزرے تو تابوت میں لیٹی ممی نے خوش ہو کر کہا۔

"آج غم زدہ باپ کی ہزاروں برس کی خواہش پوری ہو رہی ہے۔ باپ سے اس کی بیٹی ملنے والی ہے۔"

تھیو سانگ نے ممی کا شکریہ ادا کیا۔ کہالی نے پوچھا کہ یہ کس کی آواز تھی؟ ماریا اور تھیو سانگ نے اسے تابوت والی ممی کے بارے میں بتایا اور پھر وہ ساتویں ستون کی طرف بڑھے۔ اچانک انہیں بریلٹ پر لوری کی دھن بجانے کی آواز سنائی دی۔ کہالی کے دل میں باپ کی محبت نے جوش مارا۔ اس کی ساری یادداشت پہلے ہی واپس آ چکی تھی۔ اب اس نے بریلٹ پر لوری کی آواز سنی تو بے چین ہو کر اپنے باپ کو آواز دی۔ بریلٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی آواز رک گئی۔ پھر مردانہ کے ساتھ کھلے تابوت کا ڈھکن آہستہ سے کھلنے لگا۔ کہالی نے میز پر اپنا مجسمہ دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر کر بولی

"یہ مجسمہ میرا ہی ہے"

اتنے میں تابوت میں سے کہالی کا باپ باہر نکل آیا۔ وہ بے حد بوڑھا ہو گیا تھا۔ مگر بیٹی نے باپ کو پہچان لیا۔ ایک چیخ مار کر اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ باپ اور بیٹی دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے باپ نے بیٹی کے سر کو چوم کر پیار کیا اور آنسوؤں بھری آواز میں بولا۔

"میری بچی! آج میرے دل کی آس پوری ہو گئی۔ میں تھیو سانگ اور ماریا کا شکریہ ادا کرتا ہوں"

تھیو سانگ نے کہالی کے باپ سے ناگ کا تعارف کرایا۔

کہالی نے کہا۔

"ابا جان! اگر تھیو سانگ ماریا اور ناگ میری مدد نہ کرتے تو میں کبھی آپ سے نہ مل سکتی تھی۔"

باپ نے کہا۔

"میری بیٹی قدرت نے میرے گناہ معاف کر دیئے۔ اور ان دوستوں کو میرے پاس بھیجا۔ میں اب سکون سے جنت میں جا سکوں گا اور ان کے لئے ہمیشہ دعا مانگتا رہوں گا۔"

کہالی باپ کے کپکپاتے ہوئے بازو سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی۔

"ابا جان! میں آپ کو جدا نہیں ہونے دوں گی۔ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔"

باپ نے بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور لرزتے ہونٹوں سے بولا۔

"میری بیٹی! میں نے ہزاروں برس تک تیرا انتظار کیا۔ تو مجھے مل گئی۔ تجھے دیکھ لیا۔ میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ میرے دل کو تسکین ہو گئی اب مجھے جانا ہی ہوگا۔ اس لیے کہ میں پہلے ہی سے مر چکا ہوں۔ یہ تو بیٹی کی محبت نے مجھے اب تک زندہ رکھا ہوا تھا۔"

تھیو سانگ ماریا اور ناگ خاموش تھے۔ وہ باپ بیٹی کی گفتگو میں دخل نہیں دینا چاہتے تھے۔ جب کہالی نے اصرار کیا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ ہی جنت میں جائے گی تو باپ نے بیٹی کا ماتھا چوما اور کہا۔

"تمہیں ابھی زندگی کی بڑی بہاریں دیکھنی ہیں تم خدا کے فضل سے زندہ رہو گی۔ تمہارے بچے ہوں گے۔ ان بچوں کے بچے ہوں گے۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ اب مجھے اجازت دو۔"

باپ اپنی بیٹی کو الگ کرنا چاہتا تھا مگر بیٹی باپ کا بازو

COURTESY WWW.PDFBOOKS

بیٹھ رہی تھی۔ وہ بار بار کچھ سے آنسو بہا رہی تھی۔ اسی حالت میں
باپ نے مربط اٹھایا اور اس پر ایک بڑی ہی دردناک
دھن بجانی شروع کر دی۔ یہ لوری کی دھن نہیں تھی۔ بیٹی کبالی
اپنے باپ سے گلے مل رہی تھی۔ مربط کی دردناک آواز چھ
وہ چپ ہو گئی۔ اور بھیگی ہوئی آنکھوں سے اپنے بوڑھے باپ
کو تکنے لگی۔ دیکھتے دیکھتے بوڑھے باپ کا جسم نیلے رنگ کے
دھوئیں میں بدلنا شروع ہو گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہاں
کچھ بھی نہیں تھا۔

کبالی چیخ مار کر باپ کے خالی تابوت سے لپٹ گئی اور
زار و قطار رونے اور ہچکیاں لینے لگی۔ اب تھیو سانگ، ماریا
اور ناگ اس کے پاس گئے اور اسے حوصلہ دیا۔ ماریا نے کہا۔

"کبالی بہن تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ تمہارے باپ کا ہزاروں
سال کا عذاب ختم ہو گیا اور اب اس کی روح جنت میں داخل
ہو گئی ہے۔"

ناگ بولا۔

"اگر تم اس طرح آنسو بہاؤ گی تو تمہارے باپ کی روح کو
تکلیف ہو گی۔"

کبالی خاموش ہو گئی۔ وہ چادر سے اپنے آنسو پونچھنے لگی اور

"مجھے اس بات کا بڑا غم ہے کہ اتنی مدت کے بعد باپ سے
ملی بھی تو چند لمحوں کے لیے اور باپ مجھ سے ایک بار پھر جدا
ہو گیا۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ اب تمہیں نئی زندگی شروع کرنی ہو
گی۔ چلو۔ یہاں سے چلتے ہیں۔"

انہوں نے کبالی کو ساتھ لیا اور اہرام کے شگاف کی طرف
چلے واپسی پر انہوں نے تابوت میں لیٹی ہوئی ممی کا شکریہ ادا
کیا۔ ممی کی آواز آئی۔

"اہرام سے باہر کوئی تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔"

تھیو سانگ نے تعجب سے پوچھا "وہ کون ہے؟"

ممی کی آواز آئی۔

"تمہیں خود بخود پتہ چل جائے گا۔"

ممی کی آواز بند ہو گئی۔ اہرام میں گہری خاموشی چھا گئی۔
غمزدہ اداس کبالی کو ساتھ لے کر وہ اہرام کے شگاف میں سے
باہر نکل آئے۔ باہر آسمان بادلوں میں گھرا ہوا تھا۔ سیاہ بادلوں
کی وجہ سے دن کی روشنی بہت دھندلی ہو گئی تھی۔ اہرام کے
شگاف کو پتھر سے دوبارہ بند کر دیا گیا۔ ماریا نے کبالی کو اپنے
ساتھ رکھا ہوا تھا۔ کبالی بڑی اداس تھی۔ ماریا اور ناگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تسلی دے رہے تھے۔ مگر کبالی کے دل کو قرار نہیں آ رہا تھا۔ اس نے آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں باپ کے بغیر زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکوں گی"

ماریا نے کہا۔

"ایسی باتیں نہ کرو۔ کبالی تمہیں تو تمہارے باپ کی روح کو تکلیف ہوگی۔ تمہارے باپ نے تمہیں کہا تھا کہ تم بہت دیر تک زندہ رہو گی اور تمہارے بچوں کے بچے ہوں گے"

تھیو سانگ اور ناگ نے بھی کبالی کو تسلی دی اور کہا کہ وہ اس قسم کے اداس خیالات کو اپنے ذہن سے نکال کر باہر پھینک دے اور اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے خوش و خرم زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے۔ کبالی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ ریت پر بیٹھ گئی وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

"میں اپنے باپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ میں زندہ نہیں رہ سکتی۔ میں خودکشی کر لوں گی۔"

اب تو تھیو سانگ اور ماریا ناگ کو پریشانی ہوئی کہ کہیں سچ مچ کبالی اپنے آپ کو مار نہ ڈالے کبالی سرگھٹنوں میں اپنے منہ چھپا کر باپ کو یاد میں رونے جا رہی تھی۔ تھیو سانگ، ماریا اور ناگ ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے ان کے ساتھ ہلکی سی سرگوشی کی آواز آئی۔ آواز کبالی کے

باپ کی روح کی آواز تھی۔

روح کی آواز نے کہا۔

"میرے بچو! گھبراؤ نہیں۔ میں اپنی بیٹی کو ماضی کی تلخ یادوں کے دکھ سے نجات دلا رہا ہوں"

یہ آواز صرف تھیو سانگ ناگ اور ماریا ہی کو سنائی دی تھی۔ کبالی اپنے باپ کی روح کی آواز نہیں سن سکی تھی۔ اچانک روتے روتے وہ رک گئی۔ چپ ہو کر وہ ماریا تھیو سانگ اور ناگ کی طرف حیرانی سے دیکھ کر بولی۔

"تم لوگ مجھے میرے قبیلے سے یہاں کیوں لے آئے ہو؟"

ماریا تھیو سانگ اور ناگ سہم گئے کہ باپ کی روح نے اپنی بیٹی کے ذہن سے ماضی کی غمگین یادوں کو دھو کر صاف کر دیا ہے تاکہ اس کی بیٹی سکون، خوشی اور اطمینان سے اپنی بھرپور زندگی بسر کر سکے۔

تھیو سانگ نے جلدی سے کہا۔

"کبالی! تم کو ڈاکو تمہارے قبیلے سے اغوا کر کے یہاں لے آئے تھے۔ ہم نے ڈاکوؤں کو بھگا کر تمہیں ان سے چھڑایا ہے"

ماریا نے ساتھ ہی کہا۔

"اور اب ہم تمہیں تمہارے باپ کے پاس تمہارے قبیلے کی طرف لے جا رہے ہیں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے بھی اس بات کی تائید کی لیکن اس طرح، مرا کبالی کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"کچھ کچھ یاد آ رہا ہے کہ ہمارے قبیلے پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا تھا۔"

تھیو سانگ نے فوراً ڈاکوؤں کے حملے کی ایک کہانی گھڑ کر سنا دی۔ کیونکہ کبالی کی یادداشت اس کے باپ کی روح کی دعا سے پھر ویسی ہی ہو گئی تھی اور اب اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ اپنے دکھی باپ سے ملنے یہاں اہرام میں آئی تھی۔ یہ بات اس کے لیے اچھی تھی۔ اب وہ اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکتی تھی۔ بیٹی سے مل کر اس کے باپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی تھیں۔ اس کی روح کو سکون مل گیا تھا۔ کبالی اٹھ کھڑی ہوئی اور خچروں کی طرف بڑھ کر بولی۔

"مجھے جلدی اپنے باپ کے پاس قبیلے میں پہنچا دو۔ میرا باپ میرے لئے بے حد پریشان ہو رہا ہوگا۔"

تھیو سانگ ماریا اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ان کے چہروں پر اطمینان تھا۔ انہوں نے کبالی کو خچر پر سوار کیا۔ خود بھی دوسرے خچروں پر بیٹھے اور واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ جس راستے سے آئے تھے اسی راستے سے ہوتے ہوئے وہ [illegible] کا سفر طے کرنے کے بعد ان تین سرخ پہاڑوں کی وادی [illegible] جہاں کبالی کے باپ کا قبیلہ آباد تھا۔ تھیو سانگ ناگ

اور ماریا خود اس کے باپ کے پاس نہیں جانا چاہتے تھے انہوں نے اسی جگہ سے کبالی کو رخصت کر دیا۔ کبالی نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اصرار کیا کہ وہ بھی اس کے باپ کے پاس چلیں مگر تھیو سانگ نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں رہی اب۔ تم خوشی خوشی اپنے قبیلے میں جاؤ۔ ہمیں آگے سفر کرنا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے کبالی کے خچر کو قبیلے کی طرف روانہ کر دیا۔

جب کبالی کی خچر درختوں میں غائب ہو گئی تو تھیو سانگ نے گہرا سانس بھرا اور بولا۔

"شکر ہے ایک غم زدہ باپ کا عذاب ختم ہوا اور اس کی ملاقات کو سکون ملا۔"

ماریا نے کہا۔

"یہ مہم بھی کامیابی سے پوری ہو گئی۔ اب ہمیں کیٹی اور عنبر کی تلاش شروع کرنی ہوگی۔"

ناگ بولا۔

"پہلے یہاں سے نکل چلیں۔ پھر غور کریں گے۔"

انہوں نے خچروں کو موڑا اور سرخ پہاڑوں کی وادی سے باہر نکل آئے۔ جب وہ اس وادی سے کافی دور چلے گئے تو ایک جگہ پہاڑی کے دامن میں بیٹھ کر عنبر اور کیٹی کے بارے میں بات کرنے لگے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی [illegible]

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے اور عنبر بانو سفید خوبی کے روپ میں صندلی چٹانوں کے پاس صندل میں ہے۔ عنبر اس حالت میں ہے کہ اسے ایک پتھر کے ساتھ زنجیروں کے باندھ دیا گیا ہے اور صندل کی تہہ میں پٹا ہے۔ بلکہ کیٹی منٹلا دیوی کے جادو سے جل پری کی شکل میں صندلی چٹانوں کے بیچ میں رہ رہی ہے اور اسے یہ بھی یاد نہیں ہے کہ وہ اصل میں کیٹی ہے۔

ماریا بولنے لگی۔

"میری رائے یہ ہے کہ ہمیں بلوزیل کے اس علاقے میں چلنا چاہیے جہاں پرانے کھنڈر بکھرے ہوئے ہیں اور ہزاروں برس پہلے ایک خلائی اڈا بھی ہے۔ ہوسکتا ہے وہاں ہمیں عنبر اور کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔"

ناگ نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ان کھنڈروں میں ہمیں عنبر کیٹی کا سراغ کیسے ملے گا؟ تھیو سانگ بولا

"وہاں سنا گیا ہے کہ کوئی خلائی شخص ہزاروں سال سے کہیں چھپا ہوا ہے۔ ممکن ہے اس سے کیٹی کا پتہ چل جائے۔ یہ کیٹی بھی ایک خلائی مخلوق ہے۔"

چنگ اور ماریا کو یہ تجویز پسند آگئی۔ آخر انہیں کسی نہ کسی طرف تو سفر کرنا تھا۔ یہ طے ہوا کہ مایا دیوی کے کھنڈروں کی طرف جایا جائے اور خلائی آدمی کو تلاش کیا جائے۔ وہاں سے نکل کر سفر کرتے ہوئے آخر ایک ہفتے کے سفر کے بعد چنگ ماریا اور ناگ واپس مایا دیوی کے کھنڈروں سے کچھ فاصلے پر اس بنجر ویران علاقے میں پہنچ گئے۔ جہاں انہیں زمین پر ایک بہت لمبی ہوائی پٹی نظر آئی۔ ہوائی پٹی رن وے کو کہتے ہیں۔ جہاں سے ہوائی جہاز ایک لمبی دوڑ لگا کر ایکدم سے فضا میں بلند ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ ہوائی پٹی یا خلائی پٹی اتنی چوڑی اور لمبی تھی کہ صاف لگتا تھا کہ یہ خلائی جہازوں اور راکٹوں کے اترنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ لیکن اب اس کی حالت بے حد خستہ ہو گئی تھی۔ جگہ جگہ سے پتھر کی سلیں اکھڑی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ جنگلی خشک جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ پتھروں کی سلوں کے ڈھیر پڑے تھے جن میں چھپکلیاں کیڑے مکوڑے اور بچھو رینگ رہے تھے جن کے آس پاس زرد ریتلی مٹی کی اونچی اونچی ٹیکریاں پھیلی تھیں۔ ان پر دھوپ چمک رہی تھی۔ ان ٹیلوں میں کہیں کہیں گہرے شگاف تھے جو اندر سے تاریک اور ٹھنڈے تھے۔

تھیو سانگ ماریا اور ناگ نے دیران خلائی پٹی کو شروع سے آخر تک غور سے دیکھا۔ وہاں کسی راکٹ یا خلائی جہاز کے اترنے کا کوئی نشان باقی نہیں تھا۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

"کچھ خلائی مخلوق کے راکٹ ایسے ہوتے ہیں جو [illegible] فاصلے دور تک زمین پر گھسٹتا پڑتا ہے [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پیچھے ہیلی کوپٹر کی طرح اتر پڑتے ہیں۔ ویسے مجھے یہاں ایسا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا۔

ناگ بولا۔

"ہزاروں برس گزر چکے ہیں۔ وہ نشان ختم ہو گئے ہوں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ وہ خلائی انسان کہاں ہے جو ہزاروں برس سے یہاں موجود ہے؟"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"یہیں کہیں ٹیلوں میں چھپا ہوگا۔"

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں رات کے اندھیرے میں اس کا کھوج لگانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ضرور رات کی تاریکی میں باہر نکلتا ہوگا۔"

ماریا نے کہا کہ اسے گرمی لگ رہی ہے کسی جگہ سائے میں جا کر آرام کرنا چاہیئے۔ ماریا نے ایسا اس لیے کہا تھا کہ وہ [illegible] اور ظاہر حالت میں تھی اور سورج کی تیز کرنیں اس کے جسم کو گرمی پہنچا رہی تھیں۔ ناگ نے کہا۔

"[illegible] کرے کہ تمہاری کھوئی ہوئی طاقت بھی واپس آ جائے [illegible] غائب ہو سکے۔"

[illegible] ہوتے خچروں پر بیٹھ کر وہ دور جنگلی جھاڑیوں کے پیچھے ایک ٹیلے کے شگاف کے باہر آ کر رک گئے یہاں [illegible] کی قسم کے دو چار درخت آگے تھے جن کی ٹہنیاں کانٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔ انہوں نے خچروں کو ان کے سائے میں کھڑا کر دیا۔ خچر درخت کی شاخوں کے سبز پتوں کو کھانے لگے۔ تھیو سانگ ماریا اور ناگ شگاف کے اندر چلے گئے۔

شگاف اندر سے ایک غار کی طرح کا تھا۔ جس کی چھت کافی اونچی تھی اور وہاں ٹھنڈک تھی۔ ہلکا ہلکا اندھیرا بھی تھا۔ زمین پر نہ جانے کس زمانے کے پتھر اور روڑے کنکریاں بکھری ہوئی تھیں۔ وہ غار میں ایک جگہ بیٹھ گئے دیر تک وہ پراسرار گمشدہ خلائی انسان، عنبر اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ پھر شام ہو گئی۔ انہوں نے غار سے باہر نکل کر دیکھا۔ باہر ویران اجاڑ میدان پر شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ ماریا نے ناگ سے کہا۔

"میں تو غائب نہیں ہوں اور اڑ کر اس علاقے میں نہیں گھوم پھر سکتی۔ تم عقاب بن کر ذرا سارے علاقے کو جا کر دیکھو۔ ہو سکتا ہے کوئی نیا سراغ مل جائے۔"

تھیو سانگ نے بھی ناگ سے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ ناگ بھائی تم تو ہوا میں اڑ سکتے ہو ذرا اس علاقے کا جائزہ تو لو جا کر۔ ناگ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے تھا۔ [illegible]

[illegible] کو اور [illegible] میں بلند ہو کر ایک طرف کو اڑ گیا۔ اس
[illegible] سے پہلے تو ریتلے ٹیلوں کے اوپر ایک چکر لگایا۔
[illegible] پھیل رہا تھا لیکن ناگ زمین پر سب کچھ دیکھ
[illegible]۔ ریتلے ٹیلوں کے اوپر سے ہو کر وہ خلائی پٹی کے
آخری کنارے کی طرف نکل گیا۔ اس کے آگے کھڈ میں شروع
ہو گئیں۔ یہ کھڈیں زمین میں گہرے خشک نالوں کی طرح بنی
ہوئی تھیں۔ ان میں گھنی جنگلی جھاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا
تھا۔ آگے جا کر یہ کھڈ نالے زیادہ چوڑے ہو گئے اور ان
کے اردگرد پھر ٹیلے نمودار ہوتے گئے۔ ایک ٹیلے پر ناگ کو چوکور
سا چبوترہ نظر آیا۔ وہ غوطہ لگا کر نیچے آیا تو دیکھا کہ جس کو وہ چبوترہ
سمجھ رہا تھا وہ ایک حوض ہے جس میں تھوڑا سا پانی بھی تھا۔

ناگ وہاں اتر پڑا۔ اس نے دوبارہ انسانی شکل بدلی
اور جھک کر غور سے حوض میں دیکھا۔ پانی صاف تھا۔ معلوم
[illegible] تھا کہ اس ٹیلے کی چوٹی میں سے پانی نکلتا ہوگا جسے
[illegible] حوض بنا کر جمع کر دیا ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ
[illegible] حوض بنایا ہے وہ آدمی کہاں ہے؟
[illegible] کے پیچھے کی جانب گیا۔ دیکھا کہ وہاں
[illegible] ڈھلان پر ہی ایک جگہ اندر کی جانب ایک
[illegible] آہستہ آہستہ چلتا شگاف کے منہ پر آ

COURTESY WWW.PDF[illegible]

گیا۔ یہاں پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اس شگاف میں کوئی
انسان رہتا ہے۔ کیونکہ شگاف کے باہر پتھروں کو جوڑ کر بیٹھنے
کے لیے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا دیا گیا تھا۔ ناگ نے جھانک
کر شگاف کے اندر دیکھا۔ یہ ایک غار سی تھی۔ اندر گھپ
اندھیرا تھا۔ پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور ایک چمگادڑ
تیزی سے پھڑپھڑاتی ہوئی باہر کو اڑ گئی۔ ناگ ایک طرف کو
ہو گیا کیونکہ اس کے پیچھے دوسری چمگادڑیں بھی آ رہی تھیں۔
جب ساری چمگادڑیں اڑ گئیں تو ناگ غار میں داخل ہو
گیا۔ اس غار کی چھت بھی اونچی تھی اور پتھر کے بڑے بڑے
قدرتی ستون چھت سے لے کر فرش تک بنے ہوئے تھے۔
ناگ اب پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا۔ غار لمبی تھی۔
فضا میں نمی تھی اور چمگادڑوں کی بو کے علاوہ اسے ایک
عجیب سی بو بھی محسوس ہوئی۔ یہ بو کسی تیزاب کی لگتی تھی۔
ناگ غار کی دیوار کے ابھرے ہوئے پتھروں کے
ساتھ لگ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک جگہ غار کی دیوار
میں ایک کوٹھڑی سی بنی ہوئی تھی جس کا کوئی دروازہ نہیں
تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے یہاں سے پتھر کی
دیوار کو کھود کر رہنے کے لیے جگہ بنائی ہوئی ہے۔ ناگ رک
گیا۔ غور سے اندر دیکھا۔ کوٹھڑی میں کوئی انسان نہیں تھا۔

COURTESY WWW.PDF

چکن اسے دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا دکھائی دیا۔ ناگ نے
قریب جاکر دیکھا تو یہ خلائی لباس تھا۔ ناگ چونک اٹھا۔
کہیں گذشتہ پراسرار خلائی انسان اسی جگہ تو نہیں رہتا
اس نے خلائی لباس کو ہاتھ سے چھوا۔ یہ لباس کسی
سخت ریشے سے بنا تھا جو سخت بھی تھا مگر اس میں لچک
بھی تھی۔ یہ لباس اس کے ہاتھ لگانے سے ایک جگہ سے
پھٹ گیا اور ریشے الگ ہو گئے۔ یہ بے حد پرانا اور بوسیدہ
خلائی لباس تھا۔ کونے میں اسے ایک بستر لگا نظر آیا۔
سبز خشک جھاڑیوں کا تھا۔ سرہانے کی جانب شیشے کا ایک
چھوٹا سا مرتبان پڑا تھا جس کی شکل ذرا لمبوتری تھی۔ اس
پر شیشے ہی کا ڈھکن تھا۔ ناگ کے لیے یہ بہت بڑی
دریافت تھی۔ اس نے ہزاروں برس سے گم ہو چکے خلائی
انسان کا سراغ لگا لیا تھا۔ وہ یہ خوش خبری جلدی سے
جاکر تھیو ساگ اور ماریا کو سنانا چاہتا تھا۔ جونہی وہ
کوٹھڑی سے نکل کر غار میں واپس جانے کے لیے مڑا اسے
غار میں قدموں کی آواز سنائی دی۔

قدموں کی آواز بھاری اور بوجھل تھی۔ کوئی آہستہ آہستہ
غار میں اس کوٹھڑی کی طرف چلا آرہا تھا۔ اب اتنا وقت نہیں
تھا کہ ناگ انسانی شکل میں کوٹھڑی سے باہر نکلتا۔ وہ دیکھا جا

سانپ کی شکل اختیار کی اور کوٹھڑی کے اندھیرے میں سے
رینگ کر باہر غار کی دیوار پر آگیا۔ ناگ نے دیوار سے
چپٹے ہوئے اندھیرے میں غور سے دیکھا کہ آگے کو جھکے
ہوئے کندھوں والا ایک عجیب سا آدمی گھسٹتا ہوا چلا
آرہا ہے۔ جسم پر چمڑے کا لمبا کوٹ ہے۔ بازو بن مانس
کے بازو کی طرح لمبے لمبے ہیں اور لٹک رہے ہیں۔ مگر یہ
دیکھ کر ناگ دنگ رہ گیا کہ اس کا سر شیشے کا تھا۔ ناک بھی
شیشے کی تھی۔ کان ہونٹ ماتھا گردن اور آنکھیں، سب
شیشے کا تھا مگر اس شیشے کا رنگ سبز تھا اور اس میں آنکھیں
سرخ یاقوت کی طرح لگی تھیں جن میں سے روشنی کی ہلکی
ہلکی کرنیں نکل رہی تھیں۔ ناگ اس حلیے کے عجیب و غریب
آدمی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں
تھا کہ یہی پراسرار خلائی انسان تھا جو ہزاروں برس سے
اس علاقے میں رہ رہا تھا اور آج تک اسے کبھی کسی نے نہیں
دیکھا تھا۔ بس اس کے بارے میں کہانیاں ہی مشہور تھیں
کہ ایک خلائی انسان یہاں زمین پر رہ گیا ہے جو شاید خلائی
جہاز میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نہیں جا سکا یا پھر خلائی
مخلوق اسے سزا دینے کی خاطر زمین پر ان جانے چھوڑ

...BY WWW.P...OKSFIRE.PK

گئی ہے۔

یہ شیشے کا آدمی جب ذرا قریب آیا تو ناگ کو اس کی شیشے کی کھوپڑی میں سے اس کا دماغ صاف نظر آیا۔ ناگ کے جسم میں ایک کپکپی سی دوڑ گئی۔ آج تک اس نے کسی انسانی کھوپڑی کو اس حالات میں نہیں دیکھا تھا کہ اس میں سے دماغ پوری طرح دکھائی دے رہا ہو۔ چلتے چلتے خلائی انسان ایک دم سے رک گیا۔ ناگ چوکنا ہو گیا۔ کہیں اسے ناگ کی موجودگی کا علم تو نہیں ہو گیا؟ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ شیشے کے خلائی انسان نے چہرہ اٹھا کر دیوار پر اس جگہ نظریں جمائیں جہاں ناگ سانپ کی شکل میں چمٹا ہوا تھا۔

خلائی انسان کی یاقوتی آنکھوں میں سے نکلتی شعاع ناگ کے جسم پر پڑی اور اسے بجلی کا کرنٹ لگا اور وہ دیوار سے الگ ہو کر فرش پر گر پڑا۔ ناگ نے وہاں سے باہر کی جانب دوڑنا چاہا مگر یہ محسوس کر کے وہ دھک سے رہ گیا کہ اس کے جسم کی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ اس کے جسم نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں جہاں گرا تھا اس جگہ بے حس پڑا تھا۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چاہا کہ کوئی پرندہ وہاں سے اڑ جائے مگر وہ سانس نہ کھینچ سکا۔ خلائی انسان نے زمین پر پڑے ناگ کو دیکھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا۔ اپنی شیشے کی ناک کے پاس لے جا کر سونگھا۔ ناگ کو خلائی انسان کے چہرے سے نکلتی تیزاب کی بو محسوس ہوئی۔ یہی وہ بو تھی جو اس غار میں پھیلی ہوئی تھی۔

خلائی انسان نے ناگ کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے اپنے بستر کے سرہانے کے پاس رکھے شیشے کے مرتبان کا ڈھکنا اٹھایا۔ ناگ کو اس کے اندر ڈالا اور ڈھکنا بند کر دیا۔ ناگ کسی قسم کی حرکت نہیں کر سکتا تھا مگر وہ سن سکتا تھا۔ دیکھ سکتا تھا۔ اس نے آواز نکالنی چاہی مگر وہ بول نہیں سکتا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس چکا ہے۔ وہ مرتبان کے اندر پڑا غور سے باہر دیکھ رہا تھا۔ خلائی انسان خشک جھاڑیوں کے بستر پر بیٹھ گیا۔ اس نے سرہانے کے نیچے سے ایک سبز رنگ کے شیشے کی چھوٹی سی ماچس جتنی ڈبی نکالی۔ اس کے ایک پن کو دبایا۔ پن کے دباتے ہی ڈبی میں سبز نقطہ چمکنے بجھنے لگ گیا۔ اس ڈبی کو جو خدا جانے کتنی طاقت کا ریڈیو ٹرانسمیٹر تھا خلائی انسان نے اپنے ہونٹوں کے پاس لے جا کر ایک ایسی انوکھی زبان میں جس کو دنیا کے انسانوں میں سے شاید صرف ناگ ہی سمجھ سکتا تھا کہا

"زمین کی ایک نئی مخلوق بھیج رہا ہوں"

ایسی مخلوق ہمارے چاند پر بھی نہیں ہوگی۔ شاید یہ ہمارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے سائنسی تجربہ گاہ میں لایا جائے؟

یہ سن کر سبز نقطہ خوش ہو کر کہنے لگا۔ یہ تو اسے اپنے کسی خلائی سیارے کا باشندہ کہتا ہے۔ اب کیا کروں۔ ناگ جی پریشان ہو گیا۔ اسے عنبر کیٹی، بھیو سانگ، اور ماریا کا خیال آنے لگا کہ اس کی گمشدگی سے ان پر کیا گزرے گی؟

دوسری طرف سے کوئی جواب ضرور آ رہا تھا مگر وہ سبز نقطے کے چلنے بجھنے کی شکل میں آ رہا تھا جو کوڈ زبان بلکہ کوڈ اشارے تھے جن کو ناگ نہیں سمجھ سکتا تھا۔ خلائی انسان نے ایک بار پھر کہا۔

"یہ ایک کیڑا ہے جس کو یہاں کے لوگ سانپ کہتے ہیں۔ اس کے اندر ایک ایسا زہریلا مادہ ہوتا ہے جو یہاں کے انسانی خون کے سرخ ذرات کو تباہ کر دیتا ہے۔"

ایک پل کے لیے وہ خاموش ہو گیا جیسے دوسری طرف سے آنے والے روشنی کے اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔

"تمہارے حساب سے تو اس کے ختم ہو جائیں گے۔ مجھے اس کے پانچ ہزار بیج پورے ہو جائیں گے ٹھیک تمہارے بھیجے ہوئے راکٹ میں آ جاؤں گا مگر کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جس کے

جسم میں سے مجھے ایک انسان کی بو آ رہی ہے۔ یہ ایک معمہ ہے جو ہمارے چاند کی سائنسی تجربہ گاہ میں ہی حل ہو سکے گا؟

یہ کہہ کر خلائی انسان نے پن کو ایک بار پھر دبا دیا۔ سبز نقطے کی روشنی بجھ گئی۔ خلائی انسان نے ریڈیو ٹرانسمیٹر سرہانے کے نیچے رکھ دیا اور ناگ کے مرتبان کی طرف اپنی شیشے کی سرخ آنکھوں سے دیکھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ شیشے کے سر والا خلائی انسان اب اسے اپنے خلائی چاند پر بھیج دے گا اور پھر خدا جانے بھیو سانگ ماریا اور عنبر کیٹی سے کب ملاقات ہو۔

شیشے کے سر والے خلائی انسان نے شیشے کا مرتبان اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا لیا۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے لایا۔ ایک دم سے اس کی آنکھوں سے سرخ زرد لہر شعاعیں نکل کر مرتبان پر پڑنے لگیں۔ ناگ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ چند سیکنڈ کے اندر ناگ مرتبان میں سے غائب ہو چکا تھا۔ خلائی انسان نے خالی مرتبان کے ایک بار پھر سرہانے کے پاس رکھ دیا۔ اور خود اٹھ کر غار کے باہر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا شیشے کا چہرہ اوپر کو اٹھا تھا۔ اس کی شیشے کی سرخ آنکھیں آسمان پر چمکتے ستاروں میں سے ایک سرخ سیارے کو تک رہی تھیں۔ یہی سیارہ اس شیشے کے سر والے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاند تھا۔ جو عطارد کا چاند تھا اور جہاں ناگ پہنچ چکا تھا۔ خلائی انسان بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ کچھ دیر وہ آسمان پر چمکتے اپنے چاند کو تکتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ گھومتا غار میں داخل ہو گیا۔ ہر طرف رات کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ خلائی انسان اپنے بستر پر آکر لیٹ گیا۔ اس نے اپنی جیب سے ایک شیشے کی پنسل نکالی۔ یہ پنسل ایسے چمک رہی تھی جیسے اس کے اندر چھوٹا سا بلب جل رہا ہو۔ پنسل کو اس نے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ منہ میں ڈالتے ہی خلائی انسان کا شیشے کا سر پہلے سفید ہوا پھر نسواری اور اس کے بعد غائب ہو گیا۔ اب خلائی انسان کا دھڑ نظر آرہا تھا سر غائب ہو گیا۔ اب خلائی انسان اس کوٹھڑی میں بستر پر موجود تھا مگر وہ کسی کو نظر نہیں آرہا تھا۔ یہ اسی خلائی پنسل کی کرامت تھی۔ مگر فضا میں تیزاب ایسی بُو اسی طرح پھیلی ہوئی تھی کیونکہ خلائی انسان وہاں موجود تھا اگرچہ وہ غائب تھا۔ لیکن منہ سے پنسل نکالنے پر دوبارہ ظاہر ہو سکتا تھا۔

ناگن کوئین

جب ناگ کو گئے کافی دیر ہو گئی تو تھیو سانگ بولا۔

"اسے اب تک آجانا چاہیئے تھا ماریا"

ماریا نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ شام سے رات ہو گئی ہے مگر ناگ ابھی تک واپس نہیں آیا"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے وہ خلائی انسان کی تلاش میں دُور نکل گیا ہو؟"

ماریا بولی۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ خلائی انسان کی وجہ سے وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہو"

تھیو سانگ فکر مند ہو کر کہنے لگا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اس علاقے میں

COURTESY WWW.PDFBO

وتی : کوئی خلائی انسان ضرور موجود ہے کیونکہ مجھے کسی وقت ہوا
یک ایک عجیب سنسناہٹ سی محسوس ہوتی ہے۔"
ماریا بولنے لگی۔
تھیو سانگ نہیں تو ہر وقت ہی سنسناہٹ محسوس
ہوتی رہتی ہے میری مانو اور اٹھو ہمیں ابھی چل کر ناگ کو
تلاش کرنا ہوگا۔ دیر ہوگئی تو ممکن ہے وہ ہماری پہنچ سے باہر
ہو جائے"
تھیو سانگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔
"تم ٹھیک کہتی ہو۔ چلو۔ ہم اسی وقت چلتے ہیں"
دونوں غار میں سے نکل کر باہر آ گئے۔ اگرچہ رات کی تاریکی
چاروں طرف پھیلی تھی لیکن تھیو سانگ اور ماریا اس اندھیرے
میں بھی تھوڑا بہت دیکھ سکتے تھے۔ وہ چٹانوں پر بیٹھے۔ تھیو سانگ
نے چونک کر کہا۔
"ماریا! تم نے ایک بات محسوس کی؟"
"کون سی بات؟" ماریا نے پوچھا۔
تھیو سانگ بولا۔
"ناگ کی خوشبو آنا بند ہوگئی ہے"
نے چونک کر کہا
شبہ تو ہے تھیو سانگ! میرا تو اس طرف خیال
بھی نہیں گیا تھا۔ ناگ کی تو سچ مچ خوشبو نہیں آ رہی۔
پھر کچھ سوچ کر بولی۔
"کہیں ایسا تو نہیں ہے وہ اڑتے اڑتے بہت دور نکل گیا ہو؟"
"ہو سکتا ہے وہ اڑتے اڑتے بہت دور نکل گیا ہو؟"
تھیو سانگ نے گردن کو ایک طرف جھکا دیا اور بولا۔
"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو!"
مگر تھیو سانگ کی چھٹی حس نے اسے الارم دے
دیا تھا کہ ناگ اس زمین پر نہیں ہے اور خلائی انسان کے
ہتھے چڑھ گیا ہے۔ لیکن وہ ابھی یہ بات ماریا سے نہیں کہنا
چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا اندازہ غلط بھی ہو سکتا تھا۔ وہ یہی
سوچ رہا تھا اور اندھیری رات میں ان کی فچریں اونچی نیچی
گھاٹیوں میں سے گذرتی کافی آگے نکل آئی تھیں۔ لیکن وہ غار
جہاں خلائی انسان رہتا تھا وہاں سے بہت دور تھی۔ ناگ
تو عقاب کی شکل میں تیز رفتاری سے اڑتا ہوا، دس منٹ میں
پہنچ گیا تھا۔ تھیو سانگ اور ماریا نہ تو غائب ہو سکتے تھے
اور نہ ہی وہ اڑ سکتے تھے اس لیے انہیں اس علاقے میں
پہنچتے پہنچتے تین دن گزر گئے۔ اتنے عرصے میں خلائی انسان
وہاں سے واپس جا چکا تھا۔ اس خلائی انسان کو پانچ ہزار
سال قید کی سزا ملی تھی جس کی وجہ سے اسے زمین پر پھینک
دیا گیا تھا۔ یہاں کبھی عطارد کے چاند کی یہ شیشے کے سر والے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی آلے سے ساٹھ ہزار برس پہلے اترا کرتی تھی۔ پھر ان کا اس زمین کا سفر پورا ہو گیا اور وہ واپس چلے گئے۔ مگر قیدی خلائی انسان زمین پر ہزار میل کے غار میں باقی رہ گیا تھا اس کا اپنے چاند کے ساتھ ایک چھوٹے ریڈیو ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ قائم تھا۔ جب رات بارہ بجے اس کی زمین کی قید کی مدت ختم ہو گئی تو اچانک دور آسمان پر سے ایک ننھا سا روشن نقطہ نیچے زمین کی طرف آنے لگا۔ اپنے خلائی چاند اور زمین کے درمیان آدھے فاصلے پر آکر یہ روشنی کا نقطہ رک گیا۔ پھر اس میں سے سبز رنگ کی ایک شعاع نکل کر سیدھی اس غار کے دروازے پر پڑی جہاں شیشے کے سر والا قیدی خلائی آدمی دو زانو ہو کر بیٹھا تھا۔ شعاع اس کے سر پر آکر پڑی۔ اس کا سر روشن ہو گیا اور پھر وہ غائب ہو گیا۔ وہ غائب ہو کر روشنی کے ذرات کی شکل میں اس روشنی کی لکیر میں چلا گیا تھا۔ روشنی کے لکیر نے جانا شروع کر دیا اور وہ اپنے نقطے میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد یہ روشنی کا نقطہ واپس اپنے چاند کی طرف چلنے لگا۔ اس کے بعد وہ کبھی آسمان پر موجود نہیں تھا۔

خلائی قیدی زمین پر اپنی پانچ ہزار سال کی قید پوری کرنے کے بعد چاند پر جا چکا تھا۔ اس وقت تھیو ساگ اس غار والے سرزمین سے ایک دن کے

فاصلے پر تھا مگر تھیو ساگ چونکہ خود خلائی انسان تھا اس لئے اس نے جب روشنی کی ایک لکیر کو اوپر آسمان کی طرف جاتے دیکھا تو ماریا سے بولا۔

"کوئی شے زمین سے اوپر خلا کی طرف گئی ہے۔"

ماریا نے بھی روشنی کی لکیر کو ایک سیارے میں داخل ہوتے دیکھا۔ پھر یہ روشنی کا نقطہ بھی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ماریا نے پریشان ہو کر کہا۔

"کہیں ناگ کے ساتھ کوئی خطرناک حادثہ تو نہیں ہو گیا!"

تھیو ساگ سانس بھر کر بولا۔

"ایسا ہونا نہیں چاہیئے۔ لیکن ہو بھی سکتا ہے کیونکہ یہاں پر ایک خلائی انسان موجود ہے جس کا اوپر خلا سے رابطہ ہے۔"

پھر اس نے اس علاقے کی طرف دیکھا جہاں سے اسے پہلی بار روشنی کی لکیر اوپر جاتے نظر آئی تھی۔ اس نے کہا۔

"ماریا! ہمیں اس پہاڑی کی طرف چلنا چاہیئے ہو سکتا ہے وہاں ناگ کا کچھ سراغ مل جائے۔"

اس وقت شام ہونے والی تھی۔ وہ ساری رات چلتے رہے۔ دن کے وقت اس چھوٹے سے ریتلے ٹیلے کے پاس پہنچے جس کی دوسری جانب ڈھلان پر وہ غار تھا جہاں شیشے کے سر والا خلائی انسان رہا کرتا تھا۔ ٹیلے کے پیچھے

COURTESY WWW.PDFBO

کو ایک چبوترہ نظر آیا تو وہ ماریا کو لے کر ٹیلے کے اوپر آگیا۔ یہ چبوترہ پانی کا حوض تھا۔ تھیو سانگ نے ناک کو پکڑ کر ہلکا سا سانس لیا اور کہنے لگا۔

"یہ ایک خاص خلائی تیزاب کی بُو ہے۔ یہاں خلائی مخلوق موجود ہے۔ تم حوض کے پیچھے چھپ جاؤ۔ میں ٹیلے کی دوسری طرف جا کر دیکھتا ہوں۔"

ماریا حوض کی دیوار کے ساتھ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔ تھیو سانگ آہستہ آہستہ چلتا دوسری طرف کی ڈھلان اترنے لگا۔ کیونکہ خلائی تیزاب کی بُو اسی طرف سے آ رہی تھی۔ پھر اسے وہ شگاف نظر آیا جس کے اندر غار تھا۔ تیزاب کی بُو اس غار میں سے نکل رہی تھی۔ اگرچہ وہاں خلائی انسان موجود نہیں تھا مگر اس کے جسم سے نکلنے والی تیزابی بُو کا اثر ابھی تک فضا میں موجود تھا۔ تھیو سانگ غار میں داخل ہو گیا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا تھا۔ غار بالکل خالی تھا۔ اچانک اندھیرے میں اسے بائیں جانب ایک کوٹھڑی نما شگاف دکھائی دیا۔ تھیو سانگ اندھیرے میں ہر شے دیکھ سکتا تھا۔ وہاں سب سے پہلے اسے دیوار کے ساتھ لٹکتا پرانا خلائی لباس نظر آیا۔ زمین پر خشک جھاڑیوں کے بستر کے پاس شیشے کا مرتبان پڑا تھا۔ یہ مرتبان خالی تھا۔ تھیو سانگ نے اسے کھول کر سونگھا۔ وہ چونک پڑا۔

اس میں سے ناگ کی ہلکی ہلکی بُو آ رہی تھی۔ اس نے غار سے باہر نکل کر ماریا کو بلایا اور مرتبان دکھا کر کہا۔

"ماریا اس میں سے ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ماریا نے قریب آ کر پوچھا۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ویسے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ناگ کے ساتھ کوئی حادثہ گزر گیا ہے۔"

ماریا غار میں چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیوار سے لٹکے ہوئے خلائی لباس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ تو خلائی سوٹ معلوم ہوتا ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہاں! خستہ بوسیدہ خلائی سوٹ موجود ہے مگر خلائی انسان موجود نہیں ہے۔ یہ ہزاروں برس پرانا خلائی سوٹ ہے۔"

"تو کیا؟" ماریا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا ناگ!"

وہ چپ ہو گئی۔ اس سے آگے کوئی لفظ ادا کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

تھیو سانگ بولا۔

"ہو سکتا ہے خلائی انسان ناگ کو اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہو!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.

ماریا بولی

"اوہ نہیں نہیں تھیو سانگ! ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہم ناگ کو کہاں تلاش کریں گے؟ پہلے ہی خبر اور کیٹی ہمیں نہیں مل رہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

ماریا نے کہا۔

"لیکن خلائی انسان ہو سکتا ہے اسی زمین پر موجود ہو اور ناگ ابھی تک اس کے پاس ہو؟"

تھیو سانگ نے فضا کو سونگھ کر کہا۔

"خلائی تیزابی بُو آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی ہے اس کا مطلب ہے کہ جو کوئی خلائی انسان یہاں پر تھا وہ اب نہیں ہے۔ وہ یہاں سے دُور۔ بہت دُور جا چکا ہے۔"

ماریا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ تھیو سانگ نے اسے کسی قدر حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ناگ خلائی انسان کے ساتھ نہ گیا ہو اور وہ اسی علاقے میں کہیں ہو۔"

ماریا کی تھوڑی بہت تسلی ہو گئی۔ مگر تھیو سانگ جانتا تھا کہ ناگ وہاں پر نہیں ہے۔ کیونکہ جس شیشے کے خلائی مرتبان کو اس نے دیکھا تھا وہ خاص طور پر چیزوں کو روشنی کے ذریعے میں بدل کر اوپر خلا میں پہنچانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس نے اس کا ذکر نہ کیا اور غار میں ادھر ادھر تلاشی لینے لگا۔ غار میں سوائے پرانے شستہ خلائی لباس اور شیشے کے مرتبان کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ تھیو سانگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور غار کے باہر حوض کے کنارے آ کر بیٹھ گئے۔ خچریں ابھی تک حوض میں سے پانی پی رہی تھیں۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"ماریا! اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ناگ ہمیں دوبارا آن ملے یا ہمیں کوئی سراغ ملے تو ہمیں کچھ عرصہ اس غار میں ہی رہنا ہوگا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں یقین ہے کہ ناگ اپنے خلائی سیارے میں جا چکا ہے۔"

"ہاں" تھیو سانگ بولا "میں اب تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ناگ کو خلائی انسان اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ اب امید کی ایک ہی صورت ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی خلائی یہاں واپس آ جائے۔ اس طرح سے ہمیں ناگ کا سراغ لگانے میں مدد ملے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں اس لیے دوسری خلائی مخلوق سے بات کر سکتا ہوں"
ماریا نے سر جھکا دیا۔ پھر ناامید سی ہو کر بولی۔
"ہمیں کب تک یہاں رہنا ہوگا؟"
تھیو سانگ نے کہا۔
"کم از کم دو تین ماہ تک ضرور یہاں رہ کر انتظار کرنا ہو گا۔ دوسری کوئی ایسی جگہ بھی نہیں ہے کہ جہاں ہمیں ناگ کا کچھ پتہ معلوم ہو سکے۔ چونکہ یہی ایک غار ہے جہاں کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی وقت کسی خلائی انسان کے واپس آنے کی امید ہے اس لیے ہمیں کم از کم دو ماہ اس غار میں ضرور رہنا ہوگا۔

ماریا نے لمبا سانس بھرا اور بولی۔
ٹھیک ہے۔ ہم دو ماہ تک اسی غار میں رہیں گے۔ اگر اس دوران ناگ کا کچھ پتہ نہ چل سکا تو پھر ہمیں عنبر اور کیٹی کی تلاش میں جانا ہوگا۔
"ٹھیک ہے۔ پھر ہم عنبر کیٹی کے لیے نکل کھڑے ہوں گے"
یہ کہہ کر تھیو سانگ نے خچروں کے اوپر سے زین اتار کر نیچے رکھ دیں اور دریاں لے جا کر غار کے منہ کے پاس ہی زمین پر بچھانے لگا۔

دوسری طرف ناگ شیشے کے سرداری چاند کی مخلوق کی خلائی تجربہ گاہ میں پہنچ چکا تھا۔ یہ عطارد کے چاند کی مخلوق تھی۔ سب کے سر سبز شیشے کے تھے۔ بازو لمبے تھے اور آنکھیں سرخ یاقوت کی تھیں۔ ناگ سانپ کے شکل میں جدید ترین خلائی تجربہ گاہ کی سفید چمکیلی شیشے کی میز پر شیشے کی ایک پلیٹ پر بے حس پڑا تھا اور تین سبز شیشے کے سرداری سائنس اس پر جھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے ناگ کے جسم کے ساتھ باریک تار لگا رکھے تھے۔ قریب ہی ایک چھوٹا سا کمپیوٹر رکھا تھا جس پر ناگ کے دل کی دھڑکنیں۔ خون کا دباؤ اور جسم کا ٹمپریچر ظاہر ہو رہا تھا۔ ناگ خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ بول نہیں سکتا تھا۔ حرکت نہیں کر سکتا تھا مگر دیکھ سکتا تھا اور سن سکتا تھا۔ سائنس دان کمپیوٹر کو غور سے تکتے رہے۔ پھر کونے میں جا کر آپس میں دھیمی سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگے۔ ناگ تک ان کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی۔

تینوں سائنس دانوں نے ناگ کی طرف گردنیں گھما کر دیکھا اور لیبارٹری سے باہر نکل گئے۔ ناگ اکیلا رہ گیا۔ اس نے ایک بار پھر اپنی شکل بدلنے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہا۔ اتنے میں ایک سبز سرداری عورت اندر داخل ہوئی۔ اس نرسوں والا سفید لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی آنکھ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

[illegible] کو تھپکی اور من ہی من سے بھی بھی۔ روشنی تیز ہو رہی تھی۔ وہ
ناگ کے قریب آئی منہ پر سے ایک چھوٹا پلاسٹک کا لفافہ
اٹھایا۔ ناگ کو اسی میں ڈالا اور باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر
بعد وہ ایک خلائی لفٹ کے ذریعے لیبارٹری کی اوپر والی
منزل میں آگئی۔ یہاں دیوار پر ٹیلی ویژن کی ایک بڑی سکرین
لگی تھی۔ درمیان میں ایک شیشے کا چھوٹا گول سیلنڈر میز
پر رکھا تھا۔ وہی تین سائنس دان شیشے کی کرسیوں پر
بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے شیشے کی سلیٹیں رکھی تھیں۔ ان
کے ہاتھوں میں شیشے کی پنسلیں تھیں۔ نرس نے ناگ کو
پلاسٹک کے لفافے میں سے نکال کر شیشے کے سلنڈر میں آرام
سے رکھ دیا۔ خود پرے ہٹ گئی اور ایک بٹن کو دبا دیا۔ سلنڈر
میں ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔ ناگ نے جو ٹیلی ویژن کی بڑی
سکرین پر نگاہ ڈالی تو حیرت سے اس کی آنکھیں کھل کی کھل
رہ گئیں۔ سکرین پر وہ سانپ کی بجائے اپنی انسانی شکل
میں نظر آ رہا تھا۔ سائنس دانوں نے ایک دوسرے کی طرف
دیکھا۔ پھر شیشے کی سلیٹوں پر کچھ لکھا۔ نرس کی طرف اشارہ
کیا۔ نرس نے دوسرا بٹن دبا دیا۔ سکرین پر سے ناگ کی
شکل غائب ہو گئی۔ ایک سائنس دان نے اپنی کرسی
کی طرف دیکھ کر اپنی عجیب و غریب

زبان میں کہا۔

"اسے کوبرا کے پاس لے جا کر بند کر دو۔"

نرس نے ناگ کو دوبارہ پلاسٹک کے لفافے میں
اور وہاں سے نکل گئی۔ وہ لفٹ کے ذریعے نیچے
منزل میں آگئی۔ یہاں سے وہ ایک ایسے کمرے میں
دیواریں سبز شیشے کی تھیں اور فرش اور چھت بھی سبز شیشے
ہی کے تھے۔ کمرے کے درمیان میں ایک شیشے کا بکس
تھا۔ ناگ نے پلاسٹک کے لفافے میں سے دیکھا کہ
بکس میں پہلے سے ایک ایسی ناگن کنڈل مارے بیٹھی
کا رنگ سبز رنگ کے شیشے کا تھا۔ اس نے اپنا پھن اٹھا کر
تھا۔ ناگ اس عجیب و غریب ناگن کو دیکھ کر حیران ہوا۔
نے ناگ کو تھیلے میں سے نکالا اور شیشے کے بکس میں
ہوئے کہا۔

"کوبرا! یہ تمہارا قیدی ہے۔ تم جانتی ہو کہ اس
کیا سلوک کرنا ہے۔"

نرس چلی گئی تو ناگ بنے کوبرا ناگن
دنیا ہی دوسری تھی۔ کوئی خلائی
کوبرا ناگن کو بھلا کیسے معلوم ہو
دیتا ہے۔ کوبرا ناگن نے

COURTESY WWW.PD[illegible]

[illegible] اپنا پھن اس کے بالکل قریب [illegible] آتا محسوس ہوا۔ کوئین [illegible] ناگ کو پھن [illegible] پھنکار میں گری تھی۔ اس کا [illegible] ایک دم سے زندگی کی لہر دوڑ گئی [illegible] ناگ کے جسم میں [illegible] کر سکتا تھا۔ ناگ نے کنڈلی مار کر اپنا پھن اٹھا [illegible] اور سانپوں کی زبان میں بولا۔

"میرا نام ناگ ہے۔ میں زمین کے سانپوں کا دیوتا ہوں۔ کیا تم میری زبان سمجھ رہی ہو؟"

کوئین ناگن نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اپنی زبان میں بولی۔

"تم میرے قیدی ہو۔ میرا کام صرف اتنا ہے کہ تین روز تک تمہیں ڈستی رہوں تاکہ تمہارے جسم کے خون کے سارے ذرات سبز کانچ کے بن جائیں۔"

ناگ نے اسی کی زبان میں کہا۔

"تم یہ کس لئے کر رہی ہو؟ یہ لوگ میرے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں؟"

اب تو کوئین ناگن نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ ناگ ان کی خلائی زبان [illegible] سکتا تھا اور بول بھی سکتا تھا۔ اس نے اپنا سبز شیشے [illegible] ذرا پیچھے کر لیا اور بولی۔

"تم ہماری زبان کس طرح سمجھ لیتے ہو؟ [illegible] والے سانپ ہو؟"

ناگ نے سوچا کہ اس پر اثر ڈالنے کا یہ اچھا موقع ہے۔ اس نے کہا۔

"کوئین! میں تمام سیاروں کی مخلوق کی زبان سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں تمام سیاروں کے سانپوں کا دیوتا ہوں۔"

کوئین ناگن نے کہا۔

"یہ تو میں جانتی ہوں کہ تم اصل میں ایک ایسے سانپ ہو جو سو برس تک زمین پر زندہ رہنے کے بعد انسان کی شکل بدل سکتا ہے۔ لیکن تم دیوتا بھی ہو؟ یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ تمہارے پاس تمہارے دیوتا ہونے کا کیا ثبوت ہے!"

ناگ بولا۔

"اگر تمہاری پھنکار سے میری طاقت مجھے واپس مل گئی ہے تو میں ثابت کر سکتا ہوں۔ کیونکہ ایک سو سال تک زندہ رہنے والا سانپ صرف انسان کی شکل میں ہی ظاہر ہو سکتا ہے لیکن سانپوں کے دیوتا کو یہ طاقت بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ جس جانور یا چرند پرند کی شکل چاہے بدل سکتا ہے۔"

ناگن کوئین بولی۔

"اگر ایسی بات تو ہے تو مجھے انسان کے علاوہ کوئی [illegible]

COURTESY WWW.PD... SE...

"تو اختیار کرکے دکھاؤ۔ یہ میں تمہیں بتائے دیتی ہوں کہ جو طاقت تم زمین سے لے کر یہاں آئے تھے وہ تمہیں واپس مل چکی ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر میں تمہیں بچھو کا روپ بدل کر دکھاتا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے ہلکا سا سانس بھرا اور دوسرے لمحے وہاں سانپ کی جگہ ایک سیاہ رنگ کا بچھو بیٹھا اپنی دُم کے ڈنگ کو آگے پیچھے کر رہا تھا۔ ناگن کوئین کو ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ یہ سانپ جس پرند پرند کی چاہے شکل بدل سکتا ہے۔ اب اسے یقین آگیا کہ یہ سانپ محض وہ سانپ نہیں ہے جو اگر سو سال تک زندہ رہے تو انسانی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ تو کوئی بہت بڑا جادوگر ہے جو سانپ کی شکل میں گھوم پھر رہا تھا کہ خلائی چاند والوں کے ہاتھ آگیا۔ ناگ نے فوراً کہا۔

"اب تمہیں یقین آگیا ہوگا کہ میں تمام سیاروں کا دیوتا ہوں اور میرا کام زمین سمیت تمام سیاروں اور چاندوں پر سانپوں میں امن اور صلح اور پیار و محبت کی فضا قائم رکھنا ہے۔ ان سائنس دانوں نے مجھے یہاں اغوا کرکے سخت جرم [illegible] معاملہ بین الاقوامی سیاروں کے سانپوں [illegible] پیش کر دوں گا جہاں سے ان کو سخت سزا

ملے گی۔"

ناگن کوئین نے کہا۔

"تم لوگ ہمیں کیا سزا دے سکتے ہو؟ ہم تو اپنے حصار کے چاند پر رہتے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ یہ خبر کسی کو نہیں بتاؤ گی تو میں تمہیں ایک بڑی اہم راز کی بات بتاتا ہوں۔"

ناگن کوئین بولی۔

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہارا راز کسی پر ظاہر نہیں کروں گی۔"

اب ناگ نے ناگن کوئین کو اپنا وفادار بنانے کے لیے کہا۔

"تو سنو! یہاں سے دُور ایک خلا میں ایک سیارہ مریخ ہے۔ مریخ پر جو مخلوق آباد ہے وہ سانپوں کی پوجا کرتی ہے۔ یہ سانپ اتنے خطرناک اور زہریلے ہیں کہ ان کی ایک ہی پھنکار سے جنگل کے جنگل اور بڑے بڑے پہاڑ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ مجھے زمین پر مریخ کے ایک سانپ نے سگنل کے ذریعے اطلاع دی تھی کہ چند روز میں مریخ کی مخلوق ان سانپوں کی ایک زبردست فوج کے ساتھ تمہارے چاند پر حملہ کرنے والی ہے۔ یہ حملہ اتنا شدید اور بھیانک ہوگا کہ مریخ کے سانپوں کی ایک ہی پھنکار سے تمہارے چاند پر آگ [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFR

یہاں کوئی مخلوق تمہارے سوا زندہ نہیں بچے گی۔"

ناگن کوبرا پریشان ہو گئی۔ اس نے ناگ کی عداوت چونکہ دیکھ لی تھی اس لیے اسے یقین ہو چکا تھا کہ یہ سانپ اصل میں دیوتا ہے۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"یہ تو بڑی بری بات ہو گی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس چاند کے سائنس دان بچ جائیں۔"

ناگ نے جلدی سے کہا۔

"مریخ کے سانپ کالے بادلوں کی طرح تمہارے چاند پر چھا جائیں گے اور آن کی آن میں تمہارے چاند پر اپنی بمباریوں سے اتنی زبردست آگ لگا دیں گے کہ تمہارا چاند بھی سورج کا ایک گولہ بن جائے گا۔ تم اگر کسی کو بتا بھی دو گی تو پھر بھی کوئی زندہ نہ بچ سکے گا"

ناگن کوبرا نے گھبرا کر کہا۔

"کیا میں بھی مر جاؤں گی؟ نہیں نہیں میں نہیں مرنا چاہتی۔"

ناگ یہی بات اس کے منہ سے نکلوانا چاہتا تھا۔ اس نے فوراً کہا۔

"اگر تم چاہو تو تمہاری زندگی بچائی جا سکتی ہے؟"

"وہ کیسے؟" ناگن کوبرا نے پوچھا۔

"اگر تمہیں یہاں سے فرار کا راستہ معلوم ہو تو میں تمہیں یہاں سے زمین پر لے جا سکتا ہوں۔ وہاں تم جب تک چاہو آرام اور سکون سے زندگی بسر کر سکو گی۔"

ناگن کوبرا کو یقین ہو گیا تھا کہ ناگ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ناگ واپس سانپ کے روپ میں آ چکا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"میں یہاں سے فرار کا راستہ جانتی ہوں۔ تم اطمینان رکھو۔ اب میں تمہیں ڈسوں گی نہیں تاکہ تم زندہ رہ سکو اور ہم یہاں سے فرار ہو جائیں۔"

ناگ نے کسی حد تک اطمینان کا سانس لیا۔ اب ناگن کوبرا نے اسے بتایا کہ یہاں سے فرار ہونے کے لیے اسے ایک ڈرامہ کھیلنا پڑے گا۔

"تم کوئی بات نہ کرنا۔ ایسے پڑے رہنا جیسے تمہارے جسم سے طاقت ختم ہو رہی ہے۔ باقی میں سب کچھ سنبھال لوں گی۔ میں پھر تاکید کرتی ہوں کہ ہرگز ہرگز کوئی آواز مت نکالنا۔"

ناگ بولا۔

"تم جیسا کہو گی میں ویسے ہی کروں گا۔ لیکن ہمیں یہاں سے جلدی نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ مریخ کی مخلوق وہ ایٹم بم حملہ کرنے ہی والی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFRE

ناگن کوئین نے کہا

"میں اسی وقت سے اپنا ڈرامہ شروع کر رہی ہوں تم کنڈل مارنے کی بجائے اس طرح لیٹ جاؤ جیسے تم ادھوئے ہو رہے ہو۔"

ناگ نے اسی طرح کیا جس طرح ناگن کوئین نے کہا تھا۔ وہ شیشے کے بکس میں ادھوا سا ہو کر لیٹ گیا۔ ناگن کوئین پھن اٹھائے پیچھے ہٹ گئی۔ پھر اس نے اپنے منہ سے سیٹی کی باریک آواز دو بار نکالی۔ اس آواز کے ساتھ ہی شیشے کی دیوار میں سے ایک دروازہ کھلا اور وہی نرس اندر داخل ہوئی۔ وہ ناگن کوئین کے بکس کے پاس آکر اسی کی زبان میں بولی۔

"کوئین! تم نے مجھے بلایا ہے؟"

ناگن کوئین نے کہا۔

"ہاں! میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ اس زمینی سانپ میرے زہر کا اثر اچھی طرح سے نہیں ہو رہا۔ شاید شیشے کی شعاعیں اس پر اثر ڈال رہی ہیں۔ مجھے کمپیوٹر [illegible]۔ نہیں تو کنگ کا تجربہ ناکام ہو جائے گا!"

[illegible] خاص بٹن دبا کر کنگ سائنسدان [illegible] ملا کر کوئین جیسے کہتی ہے

ویسے ہی کرو۔ نرس نے شیشے کے بکس کو اٹھایا اور اسے لیبارٹری کے کونے والے چھوٹے سے کمپیوٹر روم میں لے جا کر میز پر رکھ دیا۔ ناگ نے دیکھا کہ اس کمرے میں کتنے ہی کمپیوٹر روم لگے تھے جن کے نقطے چمک رہے تھے۔ ان کے درمیان ایک بڑا کمپیوٹر رکھا تھا۔ جب نرس دروازہ باہر سے بند کر کے چلی گئی تو ناگ نے پوچھا۔

"کوئین! یہ کون سی جگہ ہے؟"

ناگن کوئین نے کہا۔

"یہ وہ کمرہ ہے جہاں سے ہم تھوڑی دیر بعد فرار ہو سکیں گے۔"

ناگ کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ مگر اس نے اپنے خوشی کے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا

"یہاں تو مجھے فرار کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔"

ناگن کوئین نے بڑے کمپیوٹر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس بڑے کمپیوٹر کو دیکھ رہے ہو! بس اسی کمپیوٹر کے ذریعے ہم یہاں سے فرار ہو سکیں گے۔"

ناگ نے سوال کیا۔

"مگر ہم جائیں گے کہاں؟"

ناگن کوئین بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] اور یہ عطارد کے آخری چاند پر [illegible] گی۔ وہاں بھی ہماری مخلوق آباد ہے میں وہاں بڑے [illegible] سے باقی زندگی گزاروں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر ہمیں جو کچھ کرنا ہے جلدی کرنا چاہیے کیونکہ مریخ والوں کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کب حملہ کر دیں۔"

ناگن کوئین نے جواب دینے کے بجائے آہستہ سے پھنکار ماری۔ پھنکار کی گرمی سے شیشے کے بکس کا ڈھکن اوپر سے کھل گیا۔

"میرے ساتھ باہر آ جاؤ۔"

ناگ اسی وقت ناگن کے ساتھ بکس سے باہر نکل آیا۔ ناگن فرش پر رینگتی بڑے کمپیوٹر کے پیچھے آ گئی۔ یہاں بے شمار سوئچ اور ڈائیل اور چھوٹے چھوٹے بلب لگے تھے۔ ناگن کوئین کہنے لگی۔

"یہ جتنے بلب تم دیکھ رہے ہو یہ تمام خلا میں کسی نہ کسی سیارے [illegible] یہ عطارد کا آخری وہ چاند بھی ہے جہاں میں جاؤں [illegible] ہماری زمین کا بلب بھی ہے۔"

[illegible] نے ناگ کو دونوں بلب دکھائے جو بجھے [illegible] اپنے منہ کی مدد سے دونوں بلب

دبائے۔ دونوں بلب روشن ہو گئے اور کمپیوٹر [illegible] نکلنے لگی۔ ناگن نے ناگ کو اپنے ساتھ لیا اور [illegible] کر بولی۔

"اس سوراخ میں سے کمپیوٹر کے اندر داخل ہو جاؤ۔ سیکنڈ کے بعد کمپیوٹر ہمیں ریڈیائی سگنل میں تبدیل کر کے اپنی منزل پر پہنچا دے گا۔ جلدی کرو۔ کیونکہ اس کمپیوٹر کے چلنے کی اطلاع سائنسدانوں کو پہنچ گئی ہوگی۔ پہلے ناگن کوئین اس کے ساتھ ہی ناگ کمپیوٹر کے اندر داخل ہو گیا۔

شہباز لائبریری [illegible]

COURTESY [illegible] PDF

سفید سایہ

بڑے کمپیوٹر میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔

اندر کتنے ہی بلب چمک رہے تھے۔ ناگن اور ناگ دو بڑے پرزوں کے درمیان میں خاموشی سے بیٹھ گئے۔ ناگن نے کہا۔

"تین سیکنڈ کے بعد ہم یہاں سے روانہ ہونے والے ہیں۔ کوئی حرکت مت کرنا۔"

ناگ نے اپنے جسم کو بالکل بے حس و حرکت کر لیا۔ اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور پھر اسے اپنا جسم روئی کے گالے کی طرح اندھیری فضاؤں میں اڑتا ہوا محسوس ہوا۔ اسے سوائے اندھیرے اور گہری تاریکی کے اپنے اردگرد اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر اسے روشنی نظر آنے لگی۔ یہ روشنی دن [illegible] روشنی میں تبدیل ہو گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ وہ چھوٹی چھوٹی [illegible] کے درمیان ایک جگہ جھاڑیوں میں پڑا ہے۔ [illegible] وہ اٹھتے ہی گہرا سانس لیا اور انسانی شکل میں آ [illegible] میں آ کر ناگ نے چاروں طرف نگاہ ڈالی۔

اس کے آس پاس چھوٹی چھوٹی خشک اور بنجر پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ ان پہاڑیوں میں کہیں کہیں اونچے اونچے مکان بنے ہوئے تھے۔ آسمان پر سورج نکلا ہوا تھا۔ دھوپ چمک رہی تھی۔ فضا میں ہلکی گرمی تھی۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ کسی شہر کی باہر کی پہاڑی آبادی ہے اور شہر بھی قریب ہی ہوگا۔ چنانچہ وہ ایک پگ ڈنڈی پر چل پڑا۔ کچی پگ ڈنڈی پر اونٹ اور گھوڑوں کے پاؤں کے نشان تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ ناگ کسی پرانے زمانے میں آ گیا ہے اور یہ علاقہ ہے جہاں سواری کے لئے اونٹ اور گھوڑوں کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ چلتے چلتے وہ پہاڑیوں سے باہر نکلا تو سامنے ایک خوبصورت اونچے مکانوں والے شہر کو دیکھ کر وہیں رک گیا۔

شہر کی فصیل پر برج بنے تھے۔ اونچے مکانوں پر رنگ [illegible] کیا گیا تھا۔ شہر کا بڑا دروازہ کھلا تھا جس میں سے کچھ [illegible] پیدل اور کچھ خچروں اور گدھوں پر سوار آ جا رہے تھے۔ دو عورتیں کاندھوں پر مٹی کی لمبوتری صراحیاں اٹھائے ناگ کے قریب سے گذر گئیں۔ ناگ دل میں طرح طرح کے خیال لئے اجنبی شہر کے دروازے کی طرف بڑھا۔ لوگوں کے لباس اور عمارتوں سے ناگ نے اندازہ لگا لیا کہ وہ کسی بہت ہی پرانے زمانے میں آ گیا ہے اور یہ علاقہ مصر و شام کا علاقہ ہی ہو سکتا تھا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

...ہوا تھا
...ہوا تھا
...ہوا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFRE

"حضور! یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ کتنی خوش نصیب ہے یہ قوم کہ اس کو راہ راست پر لانے کے لیے آپ ان کے درمیان تشریف لائے ہیں۔"

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔

"مگر یہ قوم ثمود غرور، شرک اور برائیوں کے گناہوں میں دھنس چکی ہے۔ ان پر میری تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ لیکن میرا کام ان تک اللہ کا پیغام حق پہنچانا ہے اور جو قوم اللہ کے پیغام حق سے منہ پھیر لیتی ہے۔ پھر اسے دردناک تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"

ناگ نے ادب سے عرض کی۔

"حضور! مجھے اپنے قدموں میں جگہ عنایت فرمائیے میں یہاں رہ کر آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔"

حضرت صاحب نے فرمایا۔

"میرے بھائی! اللہ کے پیغمبر کسی سے خدمت نہیں کرایا کرتے۔ وہ اپنا کام آپ کرتے ہیں۔ مجھے سوائے اللہ کی محبت کے اور کسی [illegible] ضرورت نہیں ہے۔ میں جنگل کا پھل کھا کر اور چشمے کا پانی پی [illegible] کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میری صرف ایک ہی خواہش اور [illegible] ہے کہ اس قوم تک اللہ کا پیغام پہنچاؤں تاکہ یہ سیدھی راہ پر چلے اور دردناک عذاب سے بچ جائے۔ اس کے سوا میری اور کوئی خواہش نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر حضرت صاحب ٹیلے میں اپنے غار کی طرف تشریف لے چلے۔ ناگ وہیں ادب سے سر جھکائے کھڑا رہا۔ اب ان کی طرف جانا بے ادبی تھی۔ ناگ نہایت عقیدت سے دس قدم پیٹھ پھیرے بغیر پیچھے چلا اور پھر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اب اسے معلوم ہوا کہ وہ قوم ثمود میں آگیا ہے جو گناہوں میں ڈوبی ہوئی تھی اور بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ جس نے اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کا پیغام سننے سے انکار کر دیا تھا اور پھر اس پر زبردست تباہی نازل ہوئی۔ اس شہر کا نام حجر تھا اور یہ حجاز اور شام کے درمیان واقع تھا۔ قوم ثمود کے لوگ بے حد دولت مند تھے۔ انہیں عالی شان محلات بنوانے کا بہت شوق تھا۔ دولت زیادہ آجانے کی وجہ سے ان میں تکبر اور غرور آگیا تھا۔ وہ غریبوں اور غلاموں پر بہت زیادہ ظلم کرتے تھے۔ ہر گھر میں پتھر کی ایک مورتی ہوتی تھی جس کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی راہ نمائی کے لیے اپنے پیغمبر کو ان کے پاس پیغام حق دے کر بھیجا مگر اس قوم نے ان کی باتوں پر کان نہ دھرا بلکہ آگے سے حجتیں کرتے تھے۔ کچھ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کے پیغام برحق پر ایمان لے آئے تھے چنانچہ دوسرے دولتمند

COURTESY WWW.PDFBOOKSFRE

[illegible] لوگ حضرت صالح علیہ
[illegible] کرنے لگے
[illegible] حضرت صاحب انہیں بتوں کی پوجا سے منع فرماتے
تھے۔

ناگ بھی ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو اللہ کے برگزیدہ پیغمبر
کے سچے پیغام توحید پر ایمان لے آئے تھے۔ یہ چند ایک غریب
اور سادہ لوح انسان تھے جو حضرت صاحب کے ساتھ ٹیلے
کے ایک غار میں رہتے تھے۔ ناگ بھی ان کے ساتھ دن کے
وقت [illegible] کے باغ میں محنت مزدوری کرتا اور رات کو ان
کے [illegible] زمین پر پڑ کر سو رہتا۔ حضرت صاحب سے ناگ
کی دو [illegible] بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ ایمان لانے والوں کے
گروہ میں ایک نوجوان قباد بھی تھا۔ ناگ سے اس کی دوستی ہو
گئی تھی [illegible] کے بارے میں وہ اس کے سوا کچھ نہیں جانتا
تھا کہ ناگ [illegible] ملک مصر کا رہنے والا ایک غریب مزدور ہے اور
حضرت صاحب کے حلقہ توحید میں شامل ہے۔ اس گروہ کے
لوگ مورتی کی پوجا [illegible] نہیں کرتے تھے اور صرف ایک خدا کو
[illegible] تھے۔ ایک روز ناگ اور قباد دونوں اکٹھے شہر میں
[illegible] میں جا رہے تھے۔ اگرچہ ناگ وہاں کسی نہ کسی سانپ
[illegible] کے اندر دفن کسی خزانے سے دولت حاصل

کرنا چاہتا تھا مگر حضرت صاحب کا ارشاد تھا کہ خبردار کسی ایسے
[illegible] کو ہاتھ نہ لگانا جو تم نے خود نہ کمائی ہو۔ ہمیشہ اپنے
[illegible] سے کمائے ہوئے پیسے سے روٹی خرید کر کھاؤ۔ جو رقم تم
نے خود نہیں کمائی وہ تمہارے لئے حرام ہے۔ تمہارے باپ
[illegible] ہے۔ اسی لیے ناگ بھی دن بھر شہر میں جا کر محنت مزدوری
کرتا تھا۔

اس روز وہ قباد کے ساتھ محنت مزدوری کرنے گیا تو
کھجور کے ایک باغ میں کچھ مزدور زمین کی گوڈی کر رہے تھے
ایک طرف باغ کا مالک تخت پر بڑی شان سے بیٹھا تھا
دو غلام اس کے پاؤں داب رہے تھے۔ ایک غلام پنکھا
جل رہا تھا۔ باغ کا مالک کافر تھا۔ قباد نے جا کر کہا۔

"اگر کوئی کام ہو تو ہمیں دو۔ ہم حق حلال کی روزی کمانا
چاہتے ہیں۔"

کافر مالک نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا۔

"تم مجھے اپنے قبیلے کے آدمی نہیں لگتے۔"

قباد نے کہا۔

"ہم حضرت صالح علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔ ایک [illegible]
پر ایمان رکھتے ہیں اور محنت کر کے اپنے ہاتھوں [illegible]
کرتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باغ کے مالک کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے چمڑے کا ہنٹر ایک غلام کی طرف پھینک کر کہا۔

"یہ لوگ ہمارے بتوں کو بھلا برا کہتے ہیں ان کو اس گستاخی کا مزا چکھاؤ۔"

ناگ قباد کے پاس خاموش کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ اپنے مالک کے حکم پر حبشی غلام نے ہنٹر اٹھا کر ہوا میں زور سے پھنکارا اور قباد کی طرف بڑھا۔ ناگ نے کہا۔

"میرے دوست نے کوئی قصور نہیں کیا۔ اسے کیوں مارتے ہو؟"

باغ کا مالک چلایا

"مار مار کر ان دونوں کی چمڑی اُدھیڑ دو۔ یہ ہمارے دشمن ہیں۔"

ہٹے کٹے حبشی غلام نے دھڑا دھڑ قباد اور ناگ پر ہنٹر [illegible] شروع کر دیئے۔ قباد پتلا دبلا نوجوان تھا۔ ہٹے کٹے [illegible] کا کیسے مقابلہ کر سکتا تھا۔ ناگ بھی دبلا پتلا تھا مگر وہ ظالم غلام کو بڑی اچھی طرح مزا چکھا سکتا تھا۔ وہ [illegible] کو غلام کا کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ اپنے مالک کے [illegible] مجبور ہے۔ چنانچہ ناگ نے غلام کو کچھ نہ کہنے کا [illegible] وہ ایک طرف کو دوڑا۔ غلام نے اسے دوڑتا دیکھ [illegible] اور اس کے پیچھے بھاگا۔ ناگ دوڑتا دوڑتا

اس تخت کے پیچھے آ گیا جس پر مغرور اور سنگ دل مالک بیٹھا غلاموں سے خدمت کروا رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا۔

"اسے بھاگنے مت دینا۔ کھال کھینچ لو اس کی۔"

غلام ہنٹر لہراتا ناگ کے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا آ رہا تھا۔ ناگ تخت کے پیچھے آ کر کھجور کے ایک درخت کے پاس رک گیا۔ پھر اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک سانس اوپر کھینچ کر منہ سے پھنکار کی آواز نکالی اور حبشی غلام پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ہنٹر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔ کیونکہ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک انسان یعنی ناگ کی جگہ دس فٹ لمبا کالا سیاہ ناگ موجود تھا۔ جو اپنا خوفناک پھن اٹھائے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ حبشی کا خوف [illegible] اس کے منہ سے چیخ نکلتی ناگ نے ایک بھیانک پھنکار [illegible] اور حبشی غلام دھڑ سے زمین پر گر پڑا۔ ناگ تخت کے پیچھے سے نکل کر باغ کے سنگ دل مغرور اور ظالم مالک کے سامنے آ کر اپنا پھن لہرانے لگا۔ ناگ نے اپنا پھن مالک کے چہرے کے بالکل قریب کر دیا تھا۔ جس سے مالک پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ اس کا رنگ سفید پڑ [illegible] تھا اور آنکھیں دہشت کے مارے پھٹی کی پھٹی تھیں۔ [illegible] کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص اتنا ڈر گیا ہے کہ [illegible]

COURTESY WWW.FREEBOOKS[illegible].PK

ناگ اور قباد خوشی خوشی باغ میں جا کر کام کرنے لگے۔ شام کو انہوں نے اپنی محنت مزدوری کے دو دو درہم سے عجیب میں ڈالے۔ بازار سے آٹا دال خریدا اور واپس چلے والے غار میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس آ گئے۔ ان کے ساتھی بھی محنت مزدوری کی کمائی سے خریدا ہوا آٹا دال لے کر وہاں پہنچ چکے تھے۔ سب مل جل کر روٹی پکانے لگے۔ ناگ نے یہ بات خاص طور پر دیکھی تھی کہ حضرت صاحب ان لوگوں کی روٹی دال کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے وہ دن میں صرف ایک بار جنگل میں جا کر گرے پڑے پھل اور کھجوریں کھاتے۔ کسی چشمے سے اپنی پیاس بجھاتے اور شہر میں لوگوں کو خدا کا پیغام سنانے چل دیتے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب اپنے غار میں تشریف فرما تھے۔ ایک ساتھی نے آ کر ناگ سے کہا کہ اسے حضرت صاحب بلاتے ہیں۔

ناگ ڈرتے ڈرتے غار میں گیا۔ اور ادب سے زمین پر دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب دیوار سے ٹیک لگائے خشک گھاس پر تشریف رکھتے تھے۔

جہاں وہ بیٹھے تھے وہاں نور ہی نور پھیلا ہوا تھا۔ آپ نے بڑی حلیم آواز میں فرمایا۔

ناگ! اللہ تعالیٰ کا پیغام ہم اللہ تعالیٰ کی طرف

ہے مگر وہ فائدہ نہیں ہے۔ اسے دے بغیر بھی اب ہم
سکتا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے واپس مڑا اور جھاڑیوں
غائب ہو گیا۔
باغ کے مالک پر ابھی تک خوف طاری تھا۔ جب سانپ
چلا گیا تو اس نے ادھر ادھر دیکھ کر غلاموں سے کہا۔
"تم نے اسے مارا کیوں نہیں کم بختو!"
تینوں غلام سانپ کے خوف سے ڈر کر پہلے ہی بھاگ گئے
تھے۔ ناگ بھی انسانی شکل میں وہاں آ گیا۔ قباد نے
کہا۔
"خدا کا شکر ہے تم بچ گئے۔ جدھر تم بھاگے تھے۔ ادھر
سے ایک کالا سانپ نکل کر یہاں آ گیا تھا۔"
ناگ نے کہا۔
"ہاں! میں نے اسے درختوں کی طرف جاتے دیکھا تھا!"
اب ناگ نے باغ کے مالک سے کہا۔
"مجھے یقین ہے اب تم ہم دونوں کو اپنے باغ میں ملازم
رکھ لو گے۔ کیونکہ یہ سانپ تمہارے پاس پھر بار
تم پر کسی وقت بھی حملہ آور ہو سکتا ہے۔"
باغ کا مالک سانپ سے ڈر گیا تھا۔ بے تابی سے بولا۔
"ٹھیک ہے ہم مل جائیں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKS[illegible]PK

[illegible] پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ
کے عذاب سے انہیں ڈرانا چاہتے ہیں۔
اس کے بعد حضرت صاحب خاموش ہو گئے۔ ناگ سب
سمجھ گیا تھا۔ اس نے ادب سے سلام کیا اور اپنے پاؤں غار
سے باہر آ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ حضرت صاحب نے بالکل
درست فرمایا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ اپنی طرف
سے کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ ناگ کو وہاں رہتے ایک
مہینہ گذر گیا۔

قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کے پیغام حق کو نہ مانا
ان کی بات پر کان نہ دھرے اور گناہوں کی دلدل میں ڈوبتے
چلے گئے یہاں تک کہ اللہ کے عذاب کی گھڑی آن پہنچی۔ قوم
[illegible] خدا کا عذاب نازل ہونے والا تھا۔ حضرت صالح
علیہ السلام نے اپنے مومنوں کو ساتھ لیا اور شہر میں جا کر
قوم ثمود کو ایک بار پھر نیکی کے راستے پر چلنے کی تلقین کی
[illegible] نے ان پر ٹھٹھہ کیا۔ ایک نے کہا۔
[illegible] ہمیں جس عذاب سے ڈراتا ہے تو وہ عذاب ہم پر

اب حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا۔ بھائیو!
[illegible] کا پیغام پہنچا دیا۔ اور تمہاری خیر خواہی

کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے؟ اس کے بعد حضرت
صاحب نے ان سے منہ پھیر لیا اور غار میں تشریف لے
آئے۔ پھر انہوں نے اپنے مومنوں کو ساتھ لیا اور فرمایا۔
اللہ تعالیٰ کا عذاب اس نافرمان قوم پر نازل ہونے والا
ہے۔ آپ نے راتوں رات اپنے مومنوں کے ساتھ دریائے
ثمود پار کیا اور شہر سے دور نکل گئے۔

ان کے شہر سے دور نکلتے ہی سورج نکلا اور آسمان
سے کڑک اور گرج کی ہیبت ناک آوازیں آنا شروع
ہو گئیں۔ یہ ایسی دل ہلا دینے والی اور دھماکہ خیز آوازیں
تھیں کہ پہاڑ پھٹ گئے۔ مکان ملبے کا ڈھیر ہو گئے اور
زمین شق ہو گئی اور اس کے اندر نافرمان قوم غرق ہو گئی۔
اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ عذاب نے جو دھاری
دار بادلوں کی صورت میں تھا۔ اس کی گرج کڑک اور کانوں
کو بہرہ کر دینے والی چیخوں نے قوم ثمود جیسی شان و شوکت
والی قوم کو آن کی آن میں خاک کا ڈھیر بنا دیا۔ تاریخ میں
درج ہے کہ قوم ثمود نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کئے تھے
جو سرسبز و شاداب تھے اور دولت میں اپنی مثال آپ تھے
اور یہ سب کے سب عذاب الٰہی کی نذر ہو گئے یہاں تک کہ اب
شاید ہی ان کا کہیں کوئی کھنڈر باقی ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE

...ہوئے ہیں ...
...ہوں ...
...ہوں ...
...ہو

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ناگ نے سب کا چہرہ سامنے سنا تو وہ بھی رو گئے۔
ماریا نے کہا۔
"کاش میں تمہارے ساتھ ہوتی اور میں بھی خدا کے برگزیدہ پیغمبر کی زیارت کر سکتی۔"
ناگ دیر تک انہیں قوم ثمود کے قصے سناتے رہے اور حضرت صالح علیہ السلام کی تلقین کی باتیں سناتا رہا۔ تھیو سانگ نے کہا۔
"ہمیں چاہیے تھا کہ ان سے عنبر اور کیٹی کے بارے میں پوچھ لیتے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟"
ناگ نے کسی قدر تعجب سے کہا۔ "عجیب بات ہے کہ مجھے ان کا خیال ہی نہیں آیا۔"
ماریا نے آہستہ سے کہا۔
"شاید خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ تم ان سے عنبر اور کیٹی کے بارے میں پوچھو۔ ورنہ تمہیں ضرور خیال آجاتا۔"
ناگ بولا۔
"تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو ماریا۔ واقعی مجھے ایک لمحے کے لیے بھی ان کا خیال نہیں آیا۔ بلکہ تمہارا بھی خیال نہیں آرہا تھا۔ انہوں نے مجھے خود ہی فرمایا کہ ناگ تم اپنے دوستوں کے پاس جاؤ تو ان کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے۔"

ماریا نے آہ بھر کر کہا۔
"اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کو دلوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔"
تھیو سانگ بولا۔
"میرے خیال میں اب ہمیں خود عنبر اور کیٹی کی تلاش شروع کرنی چاہیے۔"
"کیوں نہیں۔" ناگ نے کہا۔ "ویسے میں نے ارد گرد دیکھ لیا ہے یہاں دور دور تک صحرا اور ریگستان ہی ریگستان ہیں۔ ہاں جنوب مشرق کی طرف گئے جنگلوں کے پار سمندر شروع ہو جاتا ہے جو افریقہ کے مغربی ساحل تک پھیلا ہوا ہے۔"
ماریا نے چونک کر کہا۔
"کیوں نہ ہم افریقہ کی طرف چلیں۔ مجھے یقین ہے کہ عنبر اور کیٹی افریقہ میں ہی ہوں گے۔"
ناگ نے کہا۔
"ہاں۔ ویسے بھی ہمیں افریقہ گئے مدت گزر چکی ہے۔"
تھیو سانگ کہنے لگا۔
"کہیں کسی افریقی جادوگر کے پنجے میں نہ پھنس جائیں! ماریا تو غائب بھی نہیں ہے۔"
ناگ کہنے لگا۔
"ہو سکتا ہے وہاں کوئی ایسا سبب بن جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKS...PK

...طاقت اسے پھر سے مل جائے۔
اس کے ساتھ ہی انہوں نے ٹیلے سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ شہر میں جا کر وہ ایک کارواں سرائے میں آ گئے۔ دو روز یہاں انتظار کیا اور پھر ایک قافلے میں شامل ہو کر برازیل کے مغربی ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔

تھیو سانگ ناگ اور ماریا کو ہم اس قافلے کے ساتھ چھوڑتے ہیں اور خود کچھ دیر کے لیے واپس اس جگہ پہنچتے ہیں جہاں سمندر کے نیچے عنبر پتھر کے ساتھ زنجیر سے بندھا پڑا تھا۔ اس کی شکل پانڈو خونی کی تھی اور اسے سمندر کی تہہ میں پڑے کئی مہینے گزر گئے تھے۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اب تک اس کی ہڈیاں بھی مچھلیاں کھا چکی ہوتیں مگر چونکہ وہ عنبر تھا اس لیے ابھی سمندر کے نیچے بھی زندہ تھا۔ مگر اس میں صرف زندہ رہنے کی طاقت ہی تھی۔ وہ زنجیروں کو یا پتھر کو نہیں توڑ سکتا تھا۔ سمندر کے نیچے ہر وقت دھندلا دھندلا اندھیرا چھایا رہتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ سمندر کے نیچے پانی زور زور سے کھولنے لگا۔ لہروں ...اتنا شدید اور زوردار تھا کہ عنبر جس پتھر کے ساتھ بندھا ہوا تھا وہ اپنی جگہ سے اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ ...نگاہ ایک بہت بڑی وہیل مچھلی پر پڑی جو طوفانی

رفتار کے ساتھ اپنا پہاڑ ایسا منہ کھولے اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عنبر کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ دیکھتے دیکھتے وہ وہیل مچھلی کے پیٹ کے اندر تھا۔

اب وہ گھپ اندھیرے میں آ گیا تھا۔ پھر وہ جیسے ایک غار میں سے گزرتا ہوتا وہیل مچھلی کے معدے میں جا کر اتر گیا۔ یہاں عنبر نے بے شمار سمندری مچھلیوں اور مردہ کیکڑوں اور مردہ سمندری سانپوں کو دیکھا۔ وہیل مچھلی سمندر کی سطح پر ابھر آئی اور اس نے طوفانی رفتار کے ساتھ جنوب کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ سارا دن اور ساری رات وہیل مچھلی سمندر میں تیرتی رہی۔ دوسرے دن وہیل مچھلی نے محسوس کیا کہ اس کے معدے میں جو شے گئی ہے وہ اسے پریشان کر رہی ہے۔ چنانچہ وہ پریشان ہو کر ساحل کی طرف بھاگی اور اس نے زور سے کھانستے ہوئے عنبر کو پتھر سمیت اوپر کو اچھال دیا۔ عنبر پتھر کے ساتھ بندھا پڑے زور سے ساحل کے پتھروں پر جا گرا۔ گرتے ہی جس پتھر کے ساتھ وہ بندھا تھا وہ ٹوٹ گیا اور عنبر زنجیر سے آزاد ہو گیا۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور جائزہ لیا کہ وہ کس مقام پر آ گیا ہے۔ یہ سمندر کا ساحل تھا جو جنگل کی شکل میں دور تک چلا گیا تھا۔ عنبر نے جنگل کے کنارے کنارے چلنا شروع کر دیا۔ دوپہر تک وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKS.PK

...ہنا اور وہ بے ہوش جنگل کے حوالے کر کے واپس آ گیا۔ عنبر
...پھر بھی زندہ انسان یا جنگلی جانور دکھائی نہیں دیا تھا۔

... شہ کا نام لے کر جنگل میں داخل ہو گیا۔ جنگل بے حد گھنا
... عنبر شام تک جنگل میں سفر کرتا رہا۔ جب اندھیرا گہرا ہو گیا تو وہ
... چٹان کے پاس جہاں ایک چشمہ بہہ رہا تھا اس پر بیٹھ
... گیا اس نے چشمے میں غسل کیا۔ بھوک اسے بالکل نہیں لگتی تھی۔
... اس کی شکل ابھی تک پانڈو نوئی کی تھی جس کا اسے بے حد
... افسوس تھا مگر وہ مجبور تھا اسے کسی طرف سے بھی کیٹی ناگ
... جیسا اور قیمو ساگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ان کے بارے
... میں سوچتے سوچتے اونگھنے لگا۔ ابھی اس کی آنکھ ہی لگی تھی کہ اسے
... ایسی آواز سنائی دی جیسے جنگل میں کوئی زور زور سے دوڑتا
... ہوا آ رہا ہے۔

عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور جلدی سے چٹان کی اوٹ میں
... چھپ گیا۔ آواز اسی کی طرف آ رہی تھی۔ اتنے میں ایک لمبے بالوں
... والی لڑکی اپنی کانپتی دوڑتی ہوئی آئی اور چشمے کے پاس بے دم
... ہو کر گر پڑی۔ سسکیاں بھرتی ہوئی اس کا سانس پھولا ہوا
... تھا۔ وہ ساتھ ہی دونوں میں سے ... جنگلی درندے ہوں ...
... تیر گئے تھے وہ بھی ... کی کاٹ کھاتے
... آ گئے تھے لڑکی کو دیو ... یا۔ لڑکی نے چیخ

... کر کہا کہ مجھے نہ مارو۔ ایک جنگلی نے قہقہہ لگایا۔ اپنی
... چھاتی سے خنجر نکالا اور بولا۔ تیری گردن کاٹ کر دیوی کی نذر
... کرنی ہے۔ تو ہماری دیوی کا شکار ہے۔" لڑکی نے چیخ ماری۔ ساتھ
... ہی عنبر اپنی جگہ سے اچھلا اور جنگلی پر گرتے ہی اس کے ہاتھ سے
... خنجر نوچ لیا۔ عنبر کی طاقت ابھی تک وہی تھی۔ جنگلی کی گردن ایک
... طرف کو ڈھلک گئی۔ دوسرے جنگلی نے تیر کمان میں جوڑا ہی تھا
... کہ عنبر نے اسے بھی زور سے مکا مارا اور زمین پر گرا دیا۔ عنبر کے مکے میں
... اتنی طاقت تھی کہ جنگلی کا جبڑا ٹوٹ گیا اور وہ دوبارہ زمین سے
... نہ اٹھ سکا۔

اب لڑکی پھٹی پھٹی نظروں سے عنبر کو تکنے لگی۔ عنبر نے کہا۔
"گھبراؤ نہیں بہن۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ مگر تم کون ہو اور یہ
لوگ تمہیں کیوں مارنا چاہتے تھے؟"

لڑکی کو جب عنبر نے اپنا بھائی کہا تو اس کو حوصلہ ہوا۔ اس
نے بالوں کو درست کیا۔ چشمے میں سے تھوڑا سا پانی پیا اور عنبر سے
کہنے لگی۔"

"میرا نام کوتاش ہے۔ میں یہاں سے دور ایک قصبے کے سوداگر
کی بیٹی ہوں۔ یہ جنگلی مجھے قصبے سے اٹھا کر جنگل میں اپنی دیوی پر
قربان کرنے کے لیے لے آئے تھے کہ میں موقع پا کر بھاگ گئی۔"

عنبر نے کہا۔

COURTESY W

"خدمت کرو۔ میں تمہیں تمہارے باپ کے گھر پہنچا دوں گا۔ تمہارا گھر یہاں سے کتنی دُور ہوگا؟"

کوتاش بولی۔

"اس جنگل کو پار کرنے کے بعد ایک دریا آتا ہے۔ دریا کے پار ہمارا قصبہ ہے۔"

عنبر نے دیکھا کہ لڑکی کا رنگ سیاہی مائل تھا اور اس کے نقش حبشی عورتوں ایسے تھے۔ اس نے لڑکی سے پوچھا کہ یہ کونسا علاقہ ہے؟ لڑکی نے کہا۔

"یہ جنوبی افریقہ کا مغربی ساحل ہے۔ مگر تم اس جنگل میں کیا کر رہے ہو؟"

عنبر بولا۔

"بس یہی سمجھ لو کہ مسافر ہوں۔ جنگل میں راستہ بھول گیا تھا۔ چلو۔ میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں۔ ہمیں یہاں زیادہ دیر نہیں رکنا چاہیئے۔"

اور عنبر نے لڑکی کوتاش کو ساتھ لیا اور جنگل میں دوسری طرف روانہ ہوگیا۔ لڑکی کوتاش کو جنگل کے راستے کا پتہ تھا۔ پھر بھی وہ ساری رات جنگل میں سفر کرتے رہے۔ جب سورج طلوع ہوا اور دن کی روشنی پھیلی تو جنگل ختم ہوگیا۔ عنبر نے دیکھا کہ وہ ایک کھلی جگہ پر تھا اور سامنے دریا بہہ رہا تھا۔ کوتاش نے دریا کے دوسرے کنارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دریا پار جو درخت نظر آتے ہیں وہ ہمارے قبیلے کے ہیں۔ کوتاش بڑی خوش تھی کہ وہ جان بچا کر اپنے گھر آگئی ہے۔ انہوں نے ایک کشتی میں بیٹھ کر دریا پار کیا۔ کوتاش کے باپ کا گھر کافی بڑا تھا۔ وہ ایک امیر سوداگر تھا۔ اپنی بیٹی کو دیکھ کر وہ خوشی سے نہال ہوگیا جب اسے پتہ چلا کہ عنبر نے اس کی بیٹی کی جان بچائی ہے تو اس نے عنبر کو گلے لگا لیا اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ عنبر نے بتایا کہ وہ ایک سیاح ہے اور جنگل میں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آیا تھا کہ راستہ بھول گیا۔ کوتاش کے باپ نے کہا کہ اب تم ہمارے ہاں رہو۔ ہمیں خوشی ہوگی۔ مگر عنبر کو تو اپنے ساتھیوں کی تلاش تھی۔ اس نے سوچا کہ چند روز یہاں رہ کر وہ پھر آگے روانہ ہو جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تابوت والی لڑکیاں

عنبر کو وہاں رہتے چار دن گزر گئے
اسے سب کمبٹی ماریا ناگ اور تھیوسانگ کی یاد ستانے لگی۔
وہ ان کی تلاش میں نکل جانا چاہتا تھا۔ ایک دن اس نے
کوتاش کے باپ سے اجازت لے کر چلے جانے کا فیصلہ کر لیا وہ
کوتاش کے باپ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ اس نے
صحن میں کوتاش کے باپ کو کچھ آدمیوں سے باتیں کرتے دیکھا
ان آدمیوں نے سپاہیوں کا لباس پہن رکھا تھا اور تلواریں لٹک
رہی تھیں۔ کوتاش کے باپ نے انہیں بڑی خندہ پیشانی سے
صحن میں لگی لکڑی کی پرانی طرز کی کرسیوں پر بٹھایا اور ان سے
باتیں کرنے لگا۔ عنبر نے سوچا کہ وہاں جا کر وہ اس سے اجازت
لے۔ جب وہ صحن میں پہنچا تو سپاہیوں کے سالار کی نگاہ
پڑ گئی اس نے فوراً تلوار نکال لی اور چلا کر کہا
"یہ ہے پانڈو خونی جس کی ہمیں تلاش تھی"
اب کچھ سمجھ گیا۔ وہ بھاگنے ہی والا تھا کہ ایکدم

سے سارے سپاہیوں نے اسے دبوچ لیا اور دیکھتے ہی
دیکھتے اسے زنجیروں میں جکڑ کر رکھ دیا۔ کوتاش کا باپ بڑا
پریشان ہوا کہ جس کو اس نے پناہ دی تھی وہ خونی پانڈو تھا۔
کوتاش کو پتہ چلا تو وہ بھی بڑی حیران ہوئی۔ سالار بولا۔
ہمیں افسوس ہے کہ آپ نے ایک خونی کو گھر میں پناہ
دے رکھی تھی مگر میں راجہ سے آپ کی شکایت نہیں
کروں گا۔ کیوں کہ آپ ہمارے دوست ہیں'
کوتاش کا باپ بولا۔
مجھے بالکل علم نہیں تھا کہ جس شخص نے میری
بیٹی کی جان بچائی ہے وہ خونی پانڈو ہے'
سالار نے کہا۔
ہمارے راجہ نے یہاں کے راجہ سے درخواست کی
تھی کہ اگر پانڈو خونی اس کی ریاست میں گرفتار ہو
جائے تو اسے اپنے شہر کے چوک میں پھانسی پر لٹکا
دیا جائے۔ کیونکہ یہ شخص پھانسی کی کوٹھڑی سے بھاگا
ہوا ہے۔
کوتاش کا باپ بولا۔
میری طرف سے آپ اس کے ساتھ جو چاہے
سلوک کریں۔ کیونکہ ایک خونی کی میں حمایت نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOK[illegible].PK

کر سکتا۔

عنبر خاموش رہا۔ اسے معلوم تھا کہ جب یہ اسے پھانسی پر چڑھائیں گے تو خود ہی شرمندہ ہوں گے اور پھر جب یہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ تو وہ رسہ تڑا کر فرار ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے کوئی مزاحمت یا مقابلہ نہ کیا۔ سالار عنبر کو لے کر قصبے کے باہر آ گیا۔ گھوڑوں پر سوار ہو کر یہ لوگ شہر میں پہنچ گئے جہاں راجہ کا محل تھا۔ یہاں راجہ کے حکم سے شہر کے چوک میں پھانسی گاڑ دی گئی لوگ جمع ہو گئے عنبر کی گردن میں جلاد نے پھانسی ڈال دی۔ سب درباری اور دوسرے لوگ اردگرد بیٹھ گئے۔ سالار کے حکم سے جلاد نے ہتھی نیچے کر دی جس کے ساتھ ہی عنبر رسی کے ساتھ لٹک گیا۔ وہ زندہ تھا مگر اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مر گیا ہے۔ اداکاری کرتے ہوئے تھوڑا سا تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی لاش کو اتار کر جنگل میں ایک درخت کے ساتھ لٹکا دیا گیا تاکہ جنگلی جانور اور درندے اسے کھا جائیں جب سب لوگ چلے تو عنبر نیچے گرنے کے لئے اپنی گردن میں بندھی ہوئی رسی کھولنے ہی لگا [illegible] کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ عنبر نے [illegible] جھاڑیوں میں سے گزرتا ہوا ایک انسانی ہیولا اس کی جانب چلا آ رہا تھا۔ یہ ایک سفید سایہ سا تھا۔

سفید سائے نے اپنا جسم عنبر کے جسم سے لگایا اور عنبر کی رسی اپنے آپ کھل گئی اور وہ نیچے گر پڑا۔ سفید سائے نے کہا

عنبر! اب تو پانڈو خونی نہیں ہے۔ پانڈو خونی میں ہوں۔ تو پھر سے عنبر بن گیا ہے جا اور جا کر اپنی نئی زندگی شروع کر۔ تیری طاقت بھی تجھے خدا کی مرضی سے واپس مل گئی ہے۔

اتنا کہہ کر سفید سایہ غائب ہو گیا۔ عنبر نے اپنے جسم کا جائزہ لیا۔ وہ عنبر ہی تھا۔ وہ بھاگ کر پانی کے ایک چشمے پر گیا۔ اس میں جھک کر اپنا عکس دیکھا۔ اس کی شکل اب پانڈو خونی کی شکل نہیں تھی بلکہ عنبر کی اپنی شکل تھی وہ بہت خوش ہوا اور جنگل میں سے نکل کر کوتاش کے مکان کے باہر پہنچا تو دیکھا کہ مکان کے صحن میں لڑکی کوتاش چٹائی پر سر جھکائے غم میں ڈوبی ہوئی بیٹھی تھی عنبر سمجھ گیا کہ وہ اس کی موت پر غم زدہ ہے۔

عنبر نے ہاتھ بلند کر کے آواز لگائی "بہن" غمگین کیوں ہوتی ہے؟ تیرے دکھ درد دور ہو جائیں گے۔ کوتاش نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا۔ کوتاش کی آنکھوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنسو تھے۔ اس نے عنبر سے پوچھا
"تم کون ہو؟"
عنبر نے قریب آکر کہا
"میں وہ ہوں جس کی موت کا تو سوگ
منا رہی ہے۔"
کوتاش نے حیرت سے کہا
"میں تو اپنے بھائی عنبر کی موت پر اداس
ہوں جو اصل میں پانڈو خونی تھا لیکن اس نے مجھے
نہیں بتایا۔ تو کون ہے؟"
عنبر نے کہا
"میں عنبر ہوں جو ایک طلسم کی وجہ سے
پانڈو کی شکل اختیار کئے ہوئے تھا۔ کیا تم محسوس
نہیں کر رہی ہو کہ میری آواز بھی وہی ہے یقین کرو میری
بہن کہ میں اصلی پانڈو خونی نہیں تھا۔ میں عنبر تھا
اور عنبر ہوں۔ تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں کہ
مجھے معلوم تھا کہ تم میرے لئے غم زدہ ہو گی اب خوش
ہو جاؤ مگر یہ بات کسی اور کو نہ بتانا۔"
کوتاش کو بڑی خوشی ہوئی کہ اسے اس کا بھائی واپس
[illegible] اس نے اپنے باپ سے یہ کہہ کر عنبر کا تعارف

کرایا کہ جنگل میں ڈاکوؤں سے بچانے میں اس نے بھی اس کی
مدد کی تھی۔ کوتاش کے باپ کو یقین نہ آیا۔ وہ عنبر کو کوئی
چور ڈاکو خیال کرنے لگا جو اس کی دولت پر ڈاکہ ڈالنے وہاں
آ گیا تھا۔ مگر وہ اپنی بیٹی کوتاش کی وجہ سے چپ رہا اور
اس نے عنبر کو کچھ نہ کہا۔ لیکن دل میں طے کر لیا کہ وہ عنبر
سے ہوشیار رہے گا اور اسے اپنے مکان میں زیادہ دن
ٹھہرنے نہیں دے گا۔

کوتاش کے باپ نے عنبر کو نوکروں کی ایک کوٹھڑی
دے دی۔ عنبر نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ کیونکہ وہ وہاں کچھ
دیر رہ کر ناگ، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ کا کھوج لگانا چاہتا
تھا۔ کوتاش جس قصبے میں رہتی تھی وہاں قریب ہی جنگل کے
کنارے دریا بہتا تھا عنبر دن میں ایک بار دریا پر ضرور
جاتا کہ شاید کسی کشتی میں اس کے ساتھی آ رہے ہوں۔ اس
وقت تھیوسانگ ماریا اور ناگ ایک قافلے کے ساتھ
جنوبی افریقہ کے اسی ساحل کی طرف چلے آ رہے تھے۔
جہاں عنبر موجود تھا۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لئے کیٹی کی طرف چلتے ہیں
آپ کو یاد ہو گا کہ کیٹی جل پری کی شکل میں سمندر میں
[illegible] کے پاس رہ رہی تھی۔ اسے کچھ یاد [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

... حلوا دلوی کے طلسم سے وہ جل پری
... میں بدل گئی ہے۔ ایک دن وہ سمندر سے
... چٹان پر بیٹھی دھوپ تاپ رہی تھی کہ اتفاق سے
... بادبانی جہاز قریب سے گزرا۔ اس جہاز میں مچھلیوں
... سوداگر سوار تھا جو ساحل پر سے ٹھیکے پر
... پکڑ کر منڈی میں لاتا تھا۔ سوداگر اس وقت جہاز
... پر موجود تھا۔ اس نے چٹان پر بیٹھی جل پری
... خوشی سے اچھل پڑا۔ اس جل پری کو پکڑ کر
... دولت کما سکتا تھا۔
... اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ جل پری کو پکڑا
... مگر کیٹی نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا۔ جونہی آدمی
... میں اس کی طرف بڑھے کیٹی نے سمندر میں چھلانگ
... ہو گئی۔ سوداگر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ وہ تو
... مگر اس کے آدمیوں کی وجہ سے آس پاس
... یہ خبر پھیل گئی کہ چٹانوں کے پاس سمندر
... جل پری رہتی ہے جس کا آدھا دھڑ عورت کا
... دھڑ مچھلی کا ہے۔ شکاری اس سمندر کی طرف
... کئی شکاری رات دن وہاں بیٹھے کیٹی کے
... انتظار کرتے رہے مگر وہ باہر نہ آئی۔

آہستہ آہستہ ناامید ہو کر سب چلے گئے مگر ایک شکاری
وہیں چھپ کر بیٹھا رہا۔ اس نے اپنی چھوٹی سی کشتی
چٹانوں کے ساتھ پیچھے کر کے باندھ رکھی تھی اور خود
ایک چٹان کی کھوہ میں گھات لگا کر بیٹھا تھا۔ اس کے
پاس تیر کمان تھا۔ تیر کے آگے ایک ایسا زہر لگا دیا گیا
تھا جس سے جل پری فوراً بے ہوش ہو جائے۔ کیٹی نے
جب محسوس کیا کہ اب میدان خالی ہو گا اور اسے دھوپ
کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ پانی سے باہر نکل کر
چٹان پر آ کر بیٹھ گئی۔ دھوپ سمندر میں کھلی ہوئی تھی۔
جل پری کیٹی کے لمبے بال کھلے تھے۔ وہ بڑے مزے سے
بیٹھی گنگنا رہی تھی اور بالوں کو دھوپ میں سکھا رہی تھی۔
دوسری جانب شکاری نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ اس کے
دل کی امید بھر آئی تھی۔ وہ تو اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا
چنانچہ اس نے سوچا کہ وہیں سے نشانہ باندھ کر تیر چلا
دینا چاہیے کیونکہ اگر وہ چل کر جل پری کے پاس جاتا
ہے تو ہو سکتا ہے کہ پاؤں کی آہٹ سن کر وہ سمندر
میں غوطہ لگا جائے۔

چنانچہ شکاری نے تیر کو کمان میں جوڑا۔ کیٹی کے
نچلے مچھلی والے دھڑ کا نشانہ باندھا اور تیر چلا دیا۔ تن کی

COUR... PDFBOOKSFREE.PK

...ہ تیراکی کی مشق کے ساتھ کمان کیتے
...پی کیٹی کی دم سے باندھ کر
...ے چھوڑ دی شکاری بڑے اطمینان کے
...ہو گئے۔ اسے یقین تھا کہ اب جل پری فوراً
...کہیں نہیں جا سکتی۔ چنانچہ ایسا ہی
...ے والا تیر کمان سے نکلنے کے بعد سمندر کی
...ہ پر خس چھانے لگی اور وہ بے ہوش۔ پانی
...ب سمندر کے باہر آ گئی۔ شکاری بار بار اس
...ہ۔ اس نے جل پری کو بے ہوشی کیٹی جل پری
...ابھرتے دیکھا تو کنڈی اس کی
...کھینچتا ہوا چٹانوں کے نیچے اوپر سے
...اپنی کشتی میں ڈال کر اوپر سوار ہو گئی۔ سمجھ
...طرف چلا گیا۔ وہ کیٹی جل
...کسی کے پاس اچھے طرف روانہ ہو گیا۔
...ستا تھا۔ سارا دن سفر کرتا رہا۔ گیارہویں
...ی میں پہنچ کر رسیاز کی بندرگاہ پر
...ں جل پری کی نمائش
...کشتی کو چلا کر جہاز پر جل پری
...دیکھنے کے لئے شروع

ہو گئے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر مالدار نے ہزاروں روپے کما لیے۔ اسی دوران ایک پُر اسرار سا آدمی بھی ٹکٹ لے کر جل پری کیٹی کو دیکھنے جہاز پر آیا۔ اس نے لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔ چہرے پر لمبی داڑھی تھی آنکھیں الو کی آنکھوں کی طرح زرد اور گول گول تھیں۔ اس نے جھک کر پانی کے ٹب میں جل پری کیٹی کو غور سے دیکھا چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پیدا ہوئی اور خاموشی سے لمبے لمبے قدم اٹھاتا جہاز سے واپس چلا گیا۔ اس رات ایسا ہوا کہ جہاز پر خاموشی چھائی تھی۔ جہاز کا کپتان اور ملاح سب سو رہے تھے۔ کیٹی جل پری بھی پانی کے ٹب میں خاموش پڑی تھی۔ جہاز کے بادبان لپٹے ہوئے تھے۔ مستول کے ساتھ ایک لالٹین جل رہی تھی سمندر کی سطح بھی خاموش اور پُر سکون تھی۔ رات آدھی گزر چکی تھی اس خاموشی اور سناٹے میں جہاز کی دوسری طرف سمندر کی سطح پر کچھ بلبلے نمودار ہو کر پھوٹ گئے

اس کے بعد اندھیرے میں سمندر کی سطح پر تین انسانی سر ابھرے ان کے سروں پر رومال بندھے تھے۔ دانتوں میں خنجر پکڑے ہوئے تھے۔ دیکھنے میں یہ کسی بحری ڈاکوؤں کی شکلیں لگتی تھیں۔ وہ سمندر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKS[illegible]PK

[illegible] تیرتے ہوئے جہاز کے
[illegible] قریب آ گئے۔ جہاز کے جنگلے پر سے
[illegible] جیسے لٹک رہی تھی وہ اس رسی کے ذریعے باہر
[illegible] چڑھ کر جہاز کے عرشے پر آ گئے۔ وہ
[illegible] پر تھے۔ عرشے پر آتے ہی وہ جھک کر
[illegible] اس طرف چلے جدھر پانی کے ٹب میں جل پری
[illegible] سے ایک آدمی کے کاندھے پر بڑا سا خالی
[illegible] جونہی وہ ٹب کی طرف بڑھے ایک ملاح کی
[illegible] لیکن اس سے پیشتر کہ وہ آواز نکالتا
[illegible] کا خنجر اس کے دل میں اتر چکا تھا ملاح کو
[illegible] سلا کر وہ عرشے کے چوبی فرش پر گر مچھ
[illegible] جل پری کے ٹب کے پاس آ گئے۔
[illegible] جل پری جاگ رہی تھی۔ ایک ڈاکو نے ٹب
[illegible] لگا دی اور جل پری کے منہ پر اتنی تیزی
[illegible] باندھ دیا کہ جل پری کیٹی کوئی آواز نہ نکال
[illegible] نے جل پری کو رسی کی مدد سے ٹب سے
[illegible] تھیلے میں بند کیا اور اسی طرح رینگتے
[illegible] جہاں عرشے کے جنگلے کے ساتھ
[illegible] رسی کی مدد سے وہ سمندر میں

[illegible] غوطے لگا کر غائب ہو گئے۔
[illegible] کے اندر ہی اندر وہ غوطہ لگا کر کافی دور
[illegible] تیرتے چلے گئے۔ پھر انہوں نے سر باہر نکال کر سانس
[illegible] اور دوبارہ غوطہ لگا گئے۔ اسی طرح چھ سات بار
[illegible] سانس لینے اور غوطہ لگا کر تیرتے رہنے کے بعد وہ ایک
کشتی کے پاس آ گئے جس پر وہ آدمی پہلے سے تیار بیٹھا
تھا جو اسی روز جل پری کو دیکھنے آیا تھا اور جس کی لمبی
داڑھی اور الو ایسی زرد آنکھیں تھیں۔ اس نے جل پری
کا تھیلا کشتی پر کھینچ لیا اور پھر تین ڈاکو ملاح بھی کشتی
میں آ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے تیزی سے کشتی کے چپو
چلانے شروع کر دیئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے یہ کشتی سمندر کے اندھیرے میں گم
ہو گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد یہ کشتی ایک کھاڑی میں داخل
ہو گئی جس کا پانی ایک پرانے ویران محل کی دیوار سے
ٹکراتا ہوا دلدلی جنگل کی طرف نکل گیا تھا۔ پُر اسرار آدمی
نے محل کی زنگ آلود سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ یہ
سیڑھیاں آدھی سمندری کھاڑی میں ڈوبی ہوئی تھیں یہاں
[illegible] اندھیرا تھا۔ ڈاکو ملاح کشتی کو لے کر ویران محل کی
زنگ آلود سیڑھیوں کے پاس لے آئے۔ پُر اسرار [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSHARE.NET

[illegible] ہر آنکھ خوف سے [illegible] ملاحوں نے [illegible] کیٹی کا
[illegible] اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھ کر [illegible] والے
آدمی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔

یہ سب مختلف ہوا میں تو آگے بوسیدہ سی کا دروازہ آگیا جو
[illegible] تھا۔ [illegible] گھپ اندھیرا تھا۔ ڈاکو ملاح وہاں
[illegible] پراسرار آدمی نے انہیں الو ایسی لال آنکھوں سے
دیکھا اور کہا

[illegible] سے چلو تمہیں مقدس انعام ملے گا

[illegible] تینوں ملاح کیٹی جل پری کا نقیلا
[illegible] میں داخل ہو گئے۔ اب ان کے سامنے ایک ویران
[illegible] صحن تھا صحن میں ایک جا جب جھکے جھکے چھوٹے قد
[illegible] درخت اگے ہوئے تھے ان درختوں
[illegible] پرانی قبریں تھیں آگے ایک [illegible] تھا اس
[illegible] ایک ایسے آدمی کا بت لگا تھا جس کا
[illegible] تھا۔ اس دروازے
[illegible] جل رہا تھا۔ تینوں ملاح یہاں رک
[illegible] جانے [illegible] تھے پراسرار

ساتھ آؤ۔ اندر

[illegible] سے دس دس کے دو دو کا
[illegible] ہوئے کے دس دس کے درمیان سے گزرتے دوسرے
[illegible] قبرستان کی پرانی قبروں کے درمیان سے تاریک راہ داری
[illegible] میں داخل ہو گئے۔ آگے ایک [illegible] کھولی تو عجیب سی
[illegible] پراسرار آدمی نے لوہے کی چٹخنی [illegible] وہ ڈرے ہوئے تھے
آواز پیدا ہوئی۔ ملاح وہیں رک گئے وہ ڈرے ہوئے تھے
پراسرار آدمی نے دروازہ کھول کر کہا
اندر آکر جل پری کو رکھ دو۔ میں تمہارا انعام

[illegible] ہوں۔

یہ کہہ کر وہ راہ داری میں آگے چلا گیا۔ ملاحوں نے کمرے
میں آکر دیکھا کہ وہاں پرانے [illegible] کے میلے کچیلے بوسیدہ بچھے
ہوئے صوفے اور گول میز پڑی تھی۔ دیواروں کا رنگ بھی سیاہ
تھا۔ آتشدان میں کوئی آگ نہیں تھی۔ یہاں بہت سردی تھی
انہوں نے جل پری کیٹی کو پانی کے ایک ٹب میں ڈال دیا
یہ ٹب اسی کے لئے پہلے سے رکھا گیا تھا۔ انہوں نے جل پری
کا منہ پر بندھا ہوا رومال کھول دیا۔ جل پری نے منہ سے
عجیب سی سیٹی ایسی آواز نکالی اور پانی میں ڈبکی لگا گئی۔

ملاح آپس میں سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگے کہ یہ
جگہ بڑی پُراسرار ہے ہمیں یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا
[illegible] الو کی آنکھوں والا پُراسرار آدمی آگیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE

میں ایک ٹرے تھا جس میں تین کافی کی پیالیاں رکھی تھیں کافی کی بھاپ نکل رہی تھی۔ اس نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اس ٹھنڈی یخ رات میں کافی تمہیں گرم کر دے گی ویسے بھی تم سمندر میں تیرتے رہے ہو۔ تم کافی پیئو میں تمہارا انعام لگاتا ہوں"

پراسرار آدمی نے جیب سے ایک تھیلی نکال کر میز پر الٹ دی۔ اس میں کتنے ہی سونے کے سکے تھے۔ سکے دیکھ کر ملاحوں کی باچھیں کھل گئیں۔ لالچ نے ان کی عقل مار دی گرم گرم کافی کی خوشبو بھی انہیں اپنی طرف بلا رہی تھی پراسرار آدمی نے کہا

میرا نام گارشن ہے۔ میں جانوروں اور پرندوں کا ڈاکٹر ہوں یہ عمل میں نے جانوروں پر تجربے کرنے کے لئے کرائے پر لیا ہوا ہے۔ یہ لو یہ سارے سونے کے سکے تمہارے ہیں۔

ملاح کے حصے میں پچاس پچاس سونے کے سکے آئے جو ان کے معاوضے سے پانچ گنا زیادہ رقم تھی پراسرار مسکرا رہا تھا۔

"تمہارا انعام بھی ہے کافی پیئو اور خوشی خوشی

اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ میں تمہارا شکر گزار ہوں۔

ملاح کافی پینے لگے وہ بار بار پُراسرار گارشن کی تعریف کر رہے تھے کہ اس نے ان کی مزدوری سے زیادہ رقم دے کر ان کے دل جیت لئے ہیں۔ جب وہ کافی کی پیالیاں خالی کر چکے تو سونے کے سکے جیبوں میں ڈال کر اٹھے کہ اب وہاں سے نکل جائیں مگر انہیں محسوس ہوا کہ ان میں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے۔ پُراسرار گارشن صوفے سے اٹھ کر آتشدان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تھا اور انہیں گھور کر دیکھ رہا تھا۔ کمرے میں ایک دھندلا سا چراغ روشن تھا جس کی روشنی میں وہ بڑا شیطان لگ رہا تھا۔

ملاح نے کمزور سی آواز میں کہا "مجھے تو چکر آ رہے ہیں"

دوسرا ملاح کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بے ہوش ہو کر لڑھک کر ڈھیر ہو گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد وہ تینوں ملاح بے ہوش ہو چکے تھے پراسرار گارشن آتشدان سے ہٹ کر بے ہوش ملاحوں کے پاس آیا۔ پھر باری باری انہیں گھسیٹتا ہوا ساتھ والے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے کے درمیان میں ایک اونچا کنواں کھڑا ہوا تھا جس کے اوپر لکڑی کا گول ڈھکنا لگا تھا۔ گارشن نے تینوں بے ہوش ملاحوں کو اس کنوئیں میں پھینک دیا اور پھر اوپر سے ڈھکنا لگا کر سنوئیں کو

COURTESY WWW.PDFBOO[illegible]E.PK

[illegible] کنڈی لگا دی۔ کنوئیں میں بڑے زہریلے سانپ
رینگ رہے تھے۔ بے ہوش ملاح ان سانپوں پر گرے
سانپوں نے بڑبڑا کر انہیں ڈس دیا اور وہ بے ہوش
میں ہی مر گئے۔

اس کام سے فارغ ہو کر پُراسرار گارشن اس کمرے میں
واپس آ گیا جہاں پانی کے ٹب میں کیٹی جل پری پڑی تھی۔
گارشن نے میز کی دراز میں سے نیلے رنگ کی ایک شیشی
نکالی۔ اسے کھولا اور اس میں سے سیاہ محلول کے تین
قطرے ٹب کے پانی میں گرا دیئے۔ قطرے پانی میں گرے
تو وہاں ہلکے اٹھنے لگے۔ جل پری کیٹی دو تین بار اچھلی اور
پھر بے ہوش ہو گئی۔ پُراسرار گارشن نے جل پری کو ٹب
میں سے نکال کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور تاریک راہداری
سے پیچھے دروازے کے باہر صحن میں آ گیا۔ صحن میں رات
[illegible] تھا

[illegible] طرف چلا جدھر درختوں کے نیچے بے ترتیب
[illegible] ان قبروں میں سے گزرتے ہوئے
[illegible] کے کونے والی سرد ویران اندھیری کوٹھڑی کے
[illegible] دروازے کو اس نے
[illegible] کوٹھڑی میں

ایک چراغ جل رہا تھا۔ اس چراغ کی زرد روشنی میں
فرش پر دیوار کے ساتھ تین تابوت پڑے تھے۔ درمیانی
تابوت پر ایک کالی بلی بیٹھی زرد آنکھوں سے تک رہی
تھی۔ پُراسرار گارشن کو دیکھ کر بلی کے حلق سے غراہٹ
کی آواز نکلی۔ پُراسرار گارشن نے جیب سے گوشت کا ایک
ٹکڑا نکال کر بلی کو ڈالا۔ بلی تابوت سے اچھل کر گوشت کے
ٹکڑے پر جھپٹی اور اسے اٹھا کر باہر قبرستان کے اندھیرے
میں غائب ہو گئی۔

پُراسرار گارشن نے تیسرے تابوت کا ڈھکنا کھولا۔ تابوت
خالی تھا۔ اس نے بے ہوش کیٹی جل پری کو اس تابوت
میں لیٹا دیا۔ پھر لمبے کوٹ کی جیب سے دو چھوٹی شیشیاں
نکالیں اور ان میں سے سیاہ محلول کے چند قطرے جل پری
کیٹی کے اوپر گرا دیئے۔ کوٹھڑی میں بڑی تیز بو پھیل گئی۔ گارشن
نے فوراً تابوت بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرے
تابوت کو کھولا۔ اس تابوت میں ایک عورت بالکل سیدھی
لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں [illegible] تھیں [illegible] دانت
تھوڑے تھوڑے ہونٹوں سے باہر [illegible] ہوئے تھے۔ ہونٹوں
پر ہلکا سا سرخ خون جما تھا۔ عورت کا [illegible] جسم
سیاہ کپڑے کا تھا۔ سر پر بھی [illegible] کس کر بندھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOO[illegible]E.IR

وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتا بھی جا رہا تھا۔ شاید وہ کوئی طلسمی منتر پڑھ رہا تھا۔ اچانک آگ کے شعلوں میں ایک شیطانی شکل نمودار ہوئی۔ اس کے کان لمبے تھے۔ آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ ناک ٹھوڑی کے ساتھ ملی ہوئی اور دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔

گارشن منتر پڑھتے پڑھتے رک گیا۔ اس نے خلق سے گہری آواز نکال کر کہا

میرے ماسٹر! میرے شیطان! میں نے تیرا تابوت بھی بھر دیا ہے۔ اب مجھے اپنی شیطانی طاقت دے کہ میں لوگوں کے خون سے ہولی کھیلوں۔

آتشدان کی بھیانک شکل نے گھور کر گارشن کو دیکھا اور اس کی کھڑکھڑاہٹ نما آواز بلند ہوئی۔

میرے چیلے گارشن! تو چھوٹا شیطان ہے۔ تو نے میرا کالا منتر پورا کر دیا۔ اب میں نے تجھے شیطانی طاقت دے دی۔ جا، جا کر تابوت کو کھول کر دیکھ۔

اس کے ساتھ ہی آتشدان کی بھیانک شکل غائب ہوگئی۔

گارشن تیزی سے چوکی پر سے اٹھا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا کمرے سے نکل کر تاریک راہ داری سے ہوتا

[illegible] مسکرایا۔ اس نے تابوت بند کر کے تیسرا تابوت کھولا۔ اس تابوت میں بھی ایک سیاہ چست لباس والا [illegible] بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ دو نوکیلے دانت ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ ایک جانب ہونٹ کے نیچے سرخ خون کے دھبے جمے ہوئے تھے۔ اس کے سر پر [illegible] سیاہ رومال بندھا تھا۔ گارشن نے ایک شیطانی مسکراہٹ [illegible] ساتھ اس تابوت کو بھی بند کر دیا۔ پھر اس نے کیپٹن [illegible] کے تابوت پر آہستہ سے ہاتھ پھیرا۔ بلی ہنس [illegible] کے پیچھے آکر غرائی۔ گارشن نے اسے الو کی زرد آنکھوں سے دیکھا۔ اس کے گول زرد ڈیلے پھیلنے لگے۔ بلی پر لرزہ طاری ہوگیا اور وہ چیخ مار کر باہر بھاگ گئی۔ گارشن کی آنکھوں کے [illegible] ڈیلے دوبارہ سکڑ گئے۔ گارشن آہستہ سے اٹھا [illegible] لمبی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور کوٹھڑی سے باہر نکل آیا [illegible] قبروں کے بیچ میں سے اندھیرے میں چلتا واپس اپنے [illegible] محل نما کمرے میں آکر صوفے پر نیم دراز ہوگیا۔

[illegible] اس طرح پڑے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور اس نے [illegible] لکڑیوں کو جلا دیا۔ آتشدان میں آگ [illegible] لگے۔ پراسرار گارشن آتشدان کے سامنے [illegible] بیٹھ گیا اور آگ کے شعلوں کو گھورنے لگا

COURTE[redacted]W[redacted]OKS[redacted]EE.PK

دروازے میں سے گزر کر قبرستان میں آ گیا یہ اس محل کا خاندانی پرانا قبرستان تھا۔ جہاں خدا جانے کب کے مُردے دفن تھے۔ گارشن سیدھا اس کوٹھڑی میں آیا جہاں اس نے تیسرے تابوت میں کیٹی جل پری کو بند کیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کالی بلّی جل پری کے تابوت پر بیٹھی اسے زرد آنکھوں سے گھور رہی تھی۔

گارشن نے اسے بھگا دیا اور تابوت کا ڈھکنا کھولا۔ یہ دیکھ کر اس کے حلق سے خوشی کی شیطانی چیخ نکل گئی کہ تابوت کے بند جل پری کی جگہ کیٹی یعنی وہی جل پری والی عورت اس حالت میں بالکل سیدھی لیٹی تھی کہ اس کے آدھے مچھلی والے دھڑ کی جگہ انسانی جسم نے لے لی تھی۔ اس کا سارا جسم سیاہ چست لباس میں تھا سر پر بھی دوسری تابوت والی عورتوں کی طرح سیاہ رومال بندھا تھا اور کیٹی کے بھی دو دانتوں کی نوکیں ہونٹوں سے باہر نکلی ہوئی تھیں مگر ابھی تک اس کے ہونٹوں پر کسی انسانی خون کے نشان نہیں تھے۔

گارشن نے تابوت بند کر دیا۔ کوٹھڑی سے نکل کر تیز [illegible] واپس اپنے تاریک کمرے [illegible] اور میز کی دراز [illegible] شیشی نکالی اور اس کا محلول [illegible] اور [illegible] اس محلول کا یہ اثر ہوا [illegible] گہری نیند

میں کھو گیا۔ ساری رات اور دوسرا سارا دن وہ اسی طرح گہری نیند سویا رہا۔ دوسری رات جب گہری اندھیری اور سنسان ہو گئی تو گارشن کی اپنے آپ آنکھ کھل گئی۔ اس نے اٹھتے ہی میز کی دراز ایک بار پھر کھولی۔ اس میں سے ایک دوسری شیشی نکالی اور اس میں جو محلول بھرا ہوا تھا اس کے دو قطرے زبان پر ڈالے اور انہیں پی گیا۔ پھر بوتل دراز میں بند کی اور صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ طاق میں چراغ جل رہا تھا۔ اس کی زرد بیمار سی روشنی گارشن کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ گارشن کے چہرے پر بال اُگنے شروع ہو گئے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKS[illegible]

ماریا کا پنجہ

اس کا چہرہ کالے بالوں سے بھر گیا۔

یہ بال اس کی ڈاڑھی کے بالوں میں مل گئے اس کی ناک کان ماتھے پر بھی بال ہی بال اُگ آئے۔ اس کے بعد اس کے اگلے دو دانت لمبے ہو کر نوکیلے ہو گئے۔ وہ ایک عجیب بھیانک جانور نظر آنے لگا۔ اس کی آنکھیں جو پہلے زرد تھیں اب سرخ ہو گئیں۔ اس کے حلق میں سے غراہٹ کی ہلکی ہلکی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔

ایک دم سے اس نے ایک اونچی چیخ کی آواز حلق سے نکالی اور دروازے کی طرف منہ کر کے صوفے پر بیٹھ گیا جیسے کسی کا انتظار کر رہا ہو۔

اس غیر انسانی اور شیطانی چیخ کی آواز جب قبرستان والے [illegible] سے ہوتی ہوئی تابوتوں والی کوٹھڑی میں پہنچی تو تینوں [illegible] اپنے آپ آہستہ آہستہ ہلنے لگے۔ ان کے اندر لیٹی [illegible] تینوں شیطانی عورتوں کی آنکھیں ایک جھٹکے سے

کھل گئیں۔ پھر تابوت کے ڈھکنے بھی اپنے آپ الگ ہو گئے تینوں عورتیں تابوتوں میں سے نکل کر کوٹھڑی کے نیم اندھیرے میں ایک دوسری کے ساتھ کھڑی ہو گئیں۔ وہ کوئی شیطانی بلائیں لگ رہی تھیں۔ کیٹی اگرچہ اپنی اصلی شکل میں تھی مگر جادو کے اثر سے اس کا ذہن سب پچھلی باتیں بھلا چکا تھا۔ اس کے نوکیلے دانت بھی دوسری عورتوں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ جسم سیاہ چست لباس میں ملبوس تھا۔ سر پر کالا رومال بندھا تھا اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اس میں اور دوسری دو شیطانی عورتوں میں صرف اتنا ہی فرق تھا کہ ان کے ہونٹوں پر خون کے دھبوں کے نشان تھے مگر کیٹی کے ہونٹوں پر ایسا کوئی نشان نہیں تھا۔

چڑیلوں کی طرح آہستہ آہستہ چلتی ہوئیں وہ کوٹھڑی سے باہر قبرستان میں آ گئیں وہ قبروں کے درمیان چل رہی تھیں۔ اندھیرے میں ان کے سیاہ لباس والے جسم نظر نہیں آ رہے تھے۔ صرف زرد چہرے ہی دکھائی دے رہے تھے شیطانی گارشن بھیڑیئے کی شکل میں اپنے کمرے کے صوفے پر بیٹھا سرخ آنکھوں سے بند دروازے کی طرف گھور رہا تھا۔ اس کے حلق سے بھیڑیئے ایسی غراہٹ کی دھیمی آواز نکل رہی تھی۔ اتنے میں [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSPLEASE.PK

[illegible] عورتیں کرے میں داخل ہو کر
[illegible] ہوئیں

شیطان گارشن کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کے جانوروں والے ہونٹ پھڑکنے لگے۔ وہ صوفے پر سے اٹھا اور بھیڑیے کی طرح جھک کر چلتا سنہری بالوں والی عورتوں کے پاس جا کر رک گیا۔ ایک عورت اس کو اپنے قریب پا کر بیٹھ گئی۔ گارشن نے اس کی گردن پر سے سیاہ کپڑا ہٹایا اور اپنے دونوکیلے دانت اس کی گردن میں گاڑ کر اس کا خون پینا شروع کر دیا چند گھونٹ خون پینے کے بعد اس نے لڑکی کو چھوڑ دیا۔ پھر دوسری لڑکی کا تھوڑا سا خون پیا۔ اب کیٹی کی باری تھی۔ دونوں لڑکیاں کیٹی کو گھور کر دیکھ رہی تھیں۔ گارشن نے آگے بڑھ کر کیٹی کی گردن پر سے سیاہ کپڑا اٹھایا کیٹی نے کوئی مزاحمت نہ کی اس پر جادو کے منتروں کا اثر تھا۔ گارشن بھیڑیے نے اپنے دونوں نوکیلے دانت کیٹی کی گردن میں گاڑ دیئے۔ اسے ایک کرنٹ [illegible] گارشن نے منہ پیچھے ہٹا لیا۔ مگر اس نے یہ بات ظاہر [illegible] لڑکیوں کی طرف دیکھ کر زور زور سے

[illegible] کر صوفے پر جا بیٹھا۔ اس نے آنکھیں [illegible] جانوروں ایسے

[illegible] ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے
[illegible] غائب ہو گئے۔ اب اس نے کیٹی کی
[illegible] واپس آ گیا۔ اب اس نے کیٹی کی
[illegible] اشارہ کر کے کہا

آج سے تم میری خونی ناگن ہو تم بھی میرے لئے اپنے شکار کا خون چوس کر لاؤ گی اور پھر میں تمہارا خون چوس کر اپنی پیاس بجھاؤں گا۔ جاؤ لباس پہن کر اپنے خونی سفر پر پرواز کر جاؤ۔

تینوں خونی لڑکیاں جن میں کیٹی بھی شامل تھی کچھ چمگادڑوں کی طرح اپنے آپ دروازے کی طرف گھومتی گئیں۔ [illegible] میں سے گزرتی ہوئی وہ ایک تاریک کمرے میں پہنچیں۔ وہاں ایک کھڑکی باہر تاریک آسمان کی طرف کھلی تھی۔ انہوں نے کونے میں انسانی ڈھانچوں سے لٹکتے ہوئے اپنے لمبے سیاہ پنکھوں والے لبادے پہنے۔ چہروں کو سیاہ کالے نقابوں میں چھپایا اور باری باری کھڑکی میں سے باہر کود کر تاریک فضا میں [illegible] اڑتی غائب ہو گئیں جس طرح چمگادڑیں اڑتی ہیں۔

دور پہاڑ کے دامن میں فرانس کا [illegible] اپنے [illegible] کی چادر اوڑھے گہری نیند سو رہا تھا۔ وہ نہ جانے کس طرف نکل گئی تھیں [illegible] مگر ابھی ہوئی شہر کے [illegible]

RTESY WWW.PDFBOOK[illegible]E.PK

[illegible] کھڑکی میں اتر آئی۔ کھڑکی پر پردہ [illegible]
[illegible] ہی تھی۔ کیٹی نے [illegible] سے پردہ ہٹا دیا۔
[illegible] بستر پر ایک سنہری بالوں والی
[illegible] ہے۔ دیواروں پر کمخواب کے پردے
[illegible] ہیں۔ چاندی کی میزوں پر شیشے کی ظروف سجے
[illegible] ہیں۔

کیٹی کمرے میں اتر آئی۔ عورت کا ہیرے جواہرات کا زیور
[illegible] کے ڈبے میں کھلا پڑا تھا۔ یہ بہت ہی امیر عورت لگتی
[illegible] عورت بھلا اس قسم کے محل میں کہاں رہ سکتی
[illegible] دبے پاؤں چلتی عورت کے بستر کے پاس
[illegible] نے جھک کر عورت کو دیکھا وہ گہری نیند سو رہی
[illegible] کے بالوں میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ کیٹی نے
[illegible] پہلے اس عورت کے کاندھے پر سے شال ایک
[illegible]۔ عورت کو کچھ پتہ نہ چلا۔ اب کیٹی
[illegible] اور عورت کی گردن پر اپنے دانت
[illegible] جیسے کیٹی کے اندر کوئی شے بیدار
[illegible]
[illegible] نہیں کرنا۔ تو شیطانی کام کے
[illegible] انسانوں کی خدمت کے

[illegible] میں آئی ہے
کیٹی ایکدم پیچھے ہٹ گئی مگر فوراً ہی آواز گم ہو گئی اور
کیٹی پر شیطانی طلسم نے ایک بار پھر حملہ کیا۔ کیٹی ایک بار
پھر اپنا منہ عورت کی گردن کے پاس لے گئی کہ اس کی
گردن کی رگ کاٹ کر اس کا خون پی جائے لیکن وہی آواز
پھر سنائی دی۔ اس دفعہ آواز میں زیادہ طاقت تھی۔
کیٹی نے چہرہ اوپر اٹھا لیا۔ عورت کی جاگ کھل گئی اس
نے جو ایک سیاہ پوش، نوکیلے دانتوں والی چڑیل کو اپنے اوپر
جھکے دیکھا تو اس کی بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کیٹی تیزی سے
کھڑکی کی طرف گھومی اور باہر چھلانگ لگاتے ہی ہوا میں پرواز
کرتی غائب ہو گئی۔ کیٹی اس علاقے کے مکانوں اور حویلیوں پر
اڑتی ہوئی شہر کی ایک ویران گلی میں اتر کر ایک مکان کی دیوار
سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔

کیٹی کے اندر ایک زبردست کشمکش جاری تھی ایک
خیال اسے نیکی کی طرف دوسرا اسے برائی کی طرف کھینچ رہا
تھا۔ اتنے میں اسے گلی میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی
دی۔ ایک لڑکا کاندھے پر ایک گٹھڑی رکھے جیسے
[illegible] چلا آ رہا تھا۔ خدا جانے وہ اتنی رات گئے
سے آ رہا تھا۔ کیٹی کے [illegible] میں شیطانی [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKS.PK

...گارشن کے جسم پر ٹوٹ پڑے۔ کیٹی اچھل کر لڑکے کو گردن سے پکڑ کر دبوچ لیا۔ لڑکے نے سیاہ پوش عورت کو دیکھا تو اس قدر دہشت زدہ ہوا کہ اس کے منہ سے آواز تک نہ نکل سکی اور وہیں بے ہوش ہوگیا۔ کیٹی نے غراتے ہوئے لڑکے کی گردن پر خون پینے کے لئے اپنے دانت رکھے ہی تھے کہ وہی آواز اس کے دل سے پھر بلند ہوئی کیٹی نے فوراً لڑکے کو چھوڑ دیا اور شرمندہ سی ہوکر گلی میں ایک طرف چلنے لگی۔ تھوڑی دور چلنے پر پھر گارشن کے طلسمی منتر نے اکسایا اور وہ واپس لڑکے کی طرف آئی۔ قریب آکر لڑکے پر حملہ کرنے ہی والی تھی کہ جیسے اسے کسی نے آواز دی۔

کیٹی! یہ تم کس گناہ کی دلدل میں پھنس گئی ہو؟

کیٹی چونک پڑی۔ اس نے آواز کو پہچاننے کی کوشش کی۔ جیسے یہ آواز اس نے خواب میں کہیں سنی تھی کس کی تھی؟ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ اس نے ارادہ کیا کہ اس بار کیٹی سی مسافر یا گھر والے کا خون پی سکی جب دن کی روشنی میں فوراً وہاں سے واپس آگئی

...گارشن بیٹھے کی شکل میں صوفے پر بیٹھا تیسرے دن کی ...والی ٹریکیٹ کا انتظار کر رہا تھا۔ جب تینوں ٹریکیٹ والے پہنچ کر بیک قطار میں کھڑے ہوگئے تو گارشن نے کہا

جو خون تم پی کر آئی ہو اس میں سے آدھا مجھے پلاؤ۔

اور اس نے پہلے ایک لڑکی کی گردن پر دانت گاڑ کر تھوڑا سا خون پیا۔ پھر دوسری اور پھر تیسری یعنی کیٹی کی گردن پر دانت گاڑ کر جب خون پینے لگا ابھی اس نے خون کا ذائقہ چکھا ہی تھا کہ وہ اچھل کر پرے گر پڑا۔ اسے ایک جھٹکا لگا تھا کیونکہ کیٹی بہرحال خلائی مخلوق تھی اور اس کے خون میں تانبے کا عنصر بہت زیادہ تھا۔ اسی قسم کا ہلکا سا کرنٹ گارشن کو پہلے بھی لگا تھا جب پہلی بار اس نے کیٹی کی گردن پر اپنے دانت گاڑے تھے اس نے جھک کر کیٹی کی گردن کو دیکھا۔ کیٹی کی گردن پر اس کے دانت کا زخم بھی اپنے آپ مل گیا تھا جبکہ دوسری لڑکیوں کی گردنوں پر اس کے دانتوں کے نشان روز خون پینے سے زخم بن گئے تھے۔

گارشن نے گھور کر کیٹی کو دیکھا۔ پھر صوفے پر بیٹھے ہوئے غرایا۔

جاؤ اپنے اپنے ٹھکانے جاکر بیٹھ

COURTESY WWW.PDFBOOKS[illegible]PK

صبح ہو رہی ہے۔

کیٹی بھی دوسری خونی لڑکیوں کے ساتھ قبرستان میں سے گزر کر کوٹھڑی اپنے تابوت میں آکر لیٹ گئی۔ اس کے بیٹھتے ہی تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ بند ہوگیا۔

دوسری طرف گارشن کا چہرہ جب اپنی اصلی حالت پر آگیا تو اس نے آتشدان میں آگ روشن کی اور اس کے سامنے چوکی پر بیٹھ گیا۔ وہ آتشی شیطان کے منتر پڑھ رہا تھا منتر ختم کرنے کے بعد گارشن نے آتشدان کے شعلوں کی طرف دیکھا تو وہاں آتشی شیطان کی شکل نمودار ہوگئی تھی۔ گارشن نے آتشی شیطان کو بتایا کہ جو نئی ناگن وہ لایا ہے اس کے خون کے اثر سے جھٹکے لگتے ہیں اور اس کا زخم اپنے آپ بند ہو جاتا ہے۔ آتشی شیطان نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور کہا۔

یہ عورت خلائی جادوگرنی ہے۔ یہ تیری موت بن کر آئی ہے۔ یہ تجھے ہلاک کر دیگی۔ اس سے جلدی چھٹکارا حاصل کر ورنہ تو زندہ نہیں بچے گا۔

کہہ کر آتشی شیطان غائب ہوگیا۔

گارشن تو پریشان ہوگیا۔ اس کا خون کھول اٹھا کہ یہ اس کی موت کا پیغام لے کر وہاں آئی تھی۔ وہ تیزی

سے کمرے سے نکلا اور قبرستان والی کوٹھڑی کی طرف لمبے لمبے ڈگ بھرتا دوڑا۔ کوٹھڑی کو زور سے کھولا اور کیٹی کے تابوت کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا اس نے اپنے لمبے کوٹ کی جیب سے تلوار کھینچ کر باہر نکالی اور تابوت کا ڈھکنا اٹھاتے ہی تلوار کے وار کرنے شروع کر دیئے۔

اس کا سانس پھول گیا مگر یہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ تابوت خالی تھا اور کیٹی وہاں پر نہیں تھی۔ اس نے چونک کر کوٹھڑی میں چاروں طرف دیکھا۔ کیٹی وہاں نہیں تھی۔ گارشن نے جلدی جلدی دوسرے تابوت کھول دیئے۔ ان تابوتوں میں دوسری سیاہ پوش لڑکیاں آنکھیں بند کئے سو رہی تھیں۔ گارشن نے تابوت بند کئے اور بھاگ کر قبرستان میں آگیا۔ صبح کی ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی مگر قبروں کے اوپر درختوں کے نیچے ابھی اندھیرا تھا۔ وہ کیٹی کو قبرستان میں تلاش کرنے لگا۔ ایک قبر پر سے گزرتے ہوئے اس کا پاؤں قبر میں دھنس گیا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی کیونکہ قبر کے اندر کسی نے اس کا پاؤں پکڑ رکھا تھا۔ گارشن نے اپنا پاؤں چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر وہ قبر کے اندر ہی اندر دھنستا چلا گیا۔

قبر کے اندر کوئی اسے کھینچ رہا تھا۔ قبر میں اندھیرا

COURTESY WWW.P[illegible]

تھا گارشن نے آنکھیں پوری کھول کر دیکھا کہ چار مُردے ایک ہی قبر میں دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھے تھے۔ ان کی [illegible] چمک رہی تھیں اور ہاتھوں میں خنجر تھے۔ ایک مُردے [illegible] کی ٹانگوں کو جکڑ رکھا تھا۔ گارشن کے حلق سے خوف [illegible] نکلنے لگیں۔ چاروں مُردے اس پر ٹوٹ پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے جسم کو کاٹ کر رکھ دیا۔ خونی شیطان کو اس کے گناہوں کی سزا مل گئی تھی۔

قبر کے باہر درخت کے پیچھے کیٹی سیاہ لباس میں ملبوس سیاہ نقاب پہنے خاموش کھڑی قبر کو دیکھ رہی تھی۔ قبر میں گارشن کو اس کے گناہوں کی جو سزا ملی تھی اسے کیٹی نے دیکھ لیا تھا۔ کیٹی وہاں سے ہٹ کر کوٹھڑی میں آگئی۔ اس نے دونوں لڑکیوں کے تابوت کھول دیئے۔ کوٹھڑی میں دن کی روشنی آرہی تھی۔ لڑکیوں نے آنکھیں کھول کر کیٹی کو دیکھا اور چیخ کر کہا

تابوت بند کر دو۔ اندھیرا کرو۔ اندھیرا کرو۔ ہم مر جائیں گی۔ ہم روشنی میں مر جائیں گی۔ ہم مُردہ [illegible] ہم اندھیرے میں زندہ ہوتی ہیں۔

[illegible] نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ دن کی صاف روشنی [illegible] لگی۔ دونوں تابوت والی لڑکیوں کی حالت خراب ہونا شروع ہو گئی۔ روشنی ان کے جسم پر پڑی تو ان کے جسم سیاہ پڑ گئے اور پھر دیکھتے دیکھتے وہ مٹی کی ڈھیریاں بن گئے۔ کیٹی نے دیکھا کہ تابوتوں میں لڑکیوں کی جگہ ہڈیوں کے ڈھانچے پڑے تھے۔ اس خیال سے کہ یہ لڑکیاں پھر سے شیطانی روپ نہ دھار لیں ان کی کھوپڑیاں ان کی گردنوں سے الگ کر دیں

اس کام سے فارغ ہو کر کیٹی قبرستان میں آگئی۔ اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے دونوں درندوں ایسے نوکیلے دانت غائب ہو چکے تھے۔ کیٹی نے اپنا سیاہ نقاب اتار کر پھینک دیا۔ اس کے دل میں ماضی کی یادیں پھر سے زندہ ہو گئی تھیں۔ نیکی کا راستہ اختیار کرنے اور برائی کے راستے پر نہ چلنے کی وجہ سے کیٹی کا دل بے حد ہلکا پھلکا ہو گیا تھا اور اس کی یادداشت لوٹ آئی تھی۔ اب اسے یاد آنے لگا کہ وہ کیٹی ہے اور تھیوسانگ عنبر ناگ اور ماریا سے بچھڑ گئی تھی۔ کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ برائی کے راستے سے بچ گئی ورنہ اس کا بھی وہی حسرت ناک انجام ہوتا جو گارشن اور دوسری تابوت والی لڑکیوں کا ہوا تھا۔ کیٹی قبرستان والے صحن سے ہو کر اس [illegible] محل کے دروازے پر آگئی۔ باہر اس کے [illegible]

COURTESY WWW.PDFBO...EE.P

...ھے ...ھے ...ھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE

نہیں مقدس باپ! کیٹی نے کہا
کیٹی صرف اتنا بہت بڑا مجرم تھی۔ پادری نے مسکراتے
ہوئے کہا
"جو لوگ سچ بولتے ہیں وہ سیدھے جنت
میں جاتے ہیں آؤ میری بیٹی میرے پاس بیٹھو اور
قہوہ پیو۔"
کیٹی بڑے ادب سے پادری کے پاس قالین پر بیٹھ گئی
پادری نے چھوٹے پیالے میں گرم گرم خوشبودار قہوہ ڈال
کر کیٹی کو دیا۔ کیٹی شکریہ ادا کر کے پینے لگی۔
کیٹی نے محسوس کیا کہ پادری اسے کسی وقت گہری نگاہ
سے دیکھ لیتا ہے۔ ایک بار کیٹی کی پادری سے آنکھیں چار
ہوئیں تو کیٹی سے نہ رہا گیا۔ اس نے پوچھ ہی لیا۔
"مقدس باپ! آپ مجھے اتنے غور سے
کیوں دیکھ رہے ہیں؟"
پادری مسکرایا اور بولا۔
"میری بیٹی! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کسی دور دیش
کے مسافر ہو اور یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ جن دوستوں کی
تلاش میں ہو وہ تمہیں یہاں نہیں

کیٹی سمجھ گئی کہ پادری ہاتھ کی ایک جنبش سے اور انسان
کے چہرے کو دیکھ کر اس کے دل کا حال معلوم کر لیتا ہے
اس نے پادری کا ہاتھ چوم لیا اور پوچھا۔
"مقدس فادر! آپ ان دیکھی چیزوں کو دیکھ
سکتے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ میں اپنے دوستوں سے
کہاں مل سکوں گی؟"
پادری نے کہا۔
"میری بچی! ان سے ملنے کے لئے تمہیں یہاں
سے بہت دور ملک افریقہ کے جنوبی حصے میں جانا
ہوگا۔ وہاں شاید تمہارے دوست تمہیں مل جائیں۔"
کیٹی یہ سن کر بڑی خوش ہوئی۔ اس نے اسی وقت ملک
افریقہ کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ مارسیلز سے ہر ہفتے
ایک بحری جہاز افریقہ کی طرف مال لے کر جاتا تھا نیک دل
پادری صاحب نے کیٹی کی مدد کی اور اسے افریقہ جانے
والے جہاز میں سوار کرا دیا۔ کیٹی کو یقین تھا کہ پادری صاحب
کا کہا غلط نہیں ہو سکتا اور مقیوسانگ عنیزناگ اور ماریا
سے اس کی ملاقات افریقہ میں ضرور ہو جائے گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] عنبر وسطی افریقہ کے ایک قصبے [illegible]
[illegible] سے باپ کی [illegible] میں ماریا ناگ اور تھیوسانگ اور
[illegible] دیکھ رہا تھا جبکہ تھیوسانگ اور ماریا اور ناگ
ایک [illegible] میں سفر کرتے جنوبی افریقہ کی ایک [illegible]
[illegible] تھے اور شہر کی ایک سرائے میں مقیم تھے۔
یہاں انہیں عنبر یا کیٹی کی کہیں بھی خوشبو نہیں آئی تھی مگر
وہ [illegible] نہیں ہوئے تھے اور عنبر کیٹی کا کھوج لگانے
کا فیصلہ کئے ہوئے تھے۔

انہیں کارواں سرائے میں ٹھہرے تین روز ہوئے تھے
کہ ایک روز ایک مسافر سرائے میں اترا۔ اس نے لوگوں
کو بتایا کہ وہاں سے پانچ سو کلومیٹر دور ایک قصبہ ہے
جہاں ایک [illegible] جادوگر رہتا ہے جس پر آگ اور
تلوار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ تھیوسانگ ماریا اور ناگ
[illegible] رہے تھے۔ ان کے کان کھڑے ہو گئے۔
[illegible] عنبر کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں
[illegible] پوچھا کہ کیا وہ اس جادوگر سے ملا ہے؟
[illegible] وہ خود تو نہیں ملا مگر اس نے اپنی

بڑی بہن سے سنا ہے اور اس کی بہن جادوگر سے
مل چکی ہے۔ اس نے بتایا کہ جادوگر پر راجہ کے چاہیوں
نے تیر برسائے مگر سارے کے سارے تیر جادوگر کے جسم
سے ٹکرا کر نیچے زمین پر گر پڑے۔ ناگ، تھیوسانگ اور
ماریا خوشی سے اچھل پڑے۔ ناگ بولا۔

یہ یقیناً عنبر ہی ہے

انہوں نے اسی وقت مسافر سے پانچ سو میل دور
قصبے کا پورا پتہ لیا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اس طرف
روانہ ہو گئے۔ دن رات سفر کرتے وہ دس روز میں جنگل
کے ایک ایسے گاؤں میں پہنچے جہاں ایک معصوم لڑکی کو
زبردستی اس کے مردہ خاوند کے ساتھ آگ میں زندہ
جلایا جا رہا تھا۔ لوگوں کا ہجوم چتا کے اردگرد جمع تھا۔ مردہ
خاوند کی لاش کو چتا کی لکڑیوں پر رکھ دیا گیا تھا۔ معصوم لڑکی
کو نئے نئے کپڑے پہنا کر لایا گیا۔ اس کا رنگ زرد تھا
وہ موت کے خوف سے کانپ رہی تھی۔ مگر وہ وہاں سے
بھاگ نہیں سکتی تھی۔ پجاری اور کاہن اسے پکڑ کر لا رہے
تھے۔ پھر انہوں نے لڑکی کو اس کے مردہ خاوند کے
سرہانے لکڑیوں کی چتا پر بٹھا دیا۔

تھیوسانگ ماریا اور ناگ بھی لوگوں میں کھڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFR

[illegible] دیکھ رہے تھے۔ مایا نے آہستہ سے کہا

ناگ! اس بچی کی جان بچانا ہمارا فرض ہے

[illegible] صرف تم ہی کر سکتے ہو۔

[illegible] ناگ نے بھی مایا کے خیال کی تائید کرتے ہوئے [illegible] دکی ہے گناہ ہے۔ ہم مرنا نہیں چاہتی مگر [illegible] ہیں لوگ رسم و رواج میں جکڑے ہوئے ہیں اور [illegible] کو مردہ خاوند کے ساتھ جلا رہے ہیں۔ جبکہ اپنے خاوند کی موت میں لڑکی کا کوئی دخل نہیں ہے ناگ بولا۔

ہیں اس معصوم بچی کو بچانا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں تم ایسا کرو کہ اس ہجوم سے نکل کر وہ سامنے جو تالاب ہے اس کے کنارے بیٹھ جاؤ۔ میں اپنا کام شروع کرتا ہوں۔

ناگ اور مایا لوگوں میں سے نکل کر تالاب کے [illegible] جا کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے چتا کے چبوترے کی [illegible] قدم بڑھائے اور چبوترے پر جا کر کھڑا ہو گیا [illegible] پجاری اور مُوے کے رشتے دار اسے تعجب سے [illegible] کر یہ کون ہے جو چبوترے پر کھڑا ہے کیونکہ چتا کے چبوترے پر صرف پجاری کا ہی حق تھا۔ اور مرنے والے کے رشتے دار ہی کھڑے ہو سکتے تھے۔ ایک موٹی توند والے پجاری نے ناگ سے کہا

تم کون ہو؟ یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔

ناگ نے ہاتھ بلند کیا اور بولا۔

بھائیو اور بہنو! ایک مُردے کے ساتھ زندہ کو جلانا گھناؤنا کام ہے۔ یہ بہت مکروہ گناہ ہے اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں۔ پھر تم اسے مُردے کے ساتھ کیوں جلا رہے ہو؟

اس بات پر تو لوگوں میں شور مچ گیا۔ کاہن اور مہنت پجاری کھا جانے والی نظروں سے ناگ کو دیکھنے لگے۔ معصوم لڑکی نے امید افروز نگاہوں سے ناگ کی طرف دیکھا مگر جلد ہی اس پر مایوسی چھا گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ایک اکیلا بے بس نوجوان اتنے سارے ظالموں میں اس کی جان نہیں بچا سکے گا۔ ایک پجاری نے چیخ کر کہا

یہ ہمارے آباؤ اجداد کے مذہب کا دشمن ہے اب یہ ہمارے مقدس رسم و رواج میں دخل دے رہا ہے۔ اسے یہیں کھڑے کھڑے ہلاک کر دو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ا ...ں کو مارنے کے لئے اس کی طرف
...ے آگ نے کہا

...ا تم مجھے پکڑ نہ سکو گے۔ اللہ تعالیٰ
...ر ہے۔ میں اس کا نام لے کر ایک بار پھر
...ر کرتا ہوں کہ بے گناہ لڑکی کے خون سے
...ھ مت رنگو۔

...ے رہے تھے۔ اس کو مار ڈالو۔ اس کو مار ڈالو۔ جونہی
...ں نے نیچے کر ناگ کے قریب آئے۔ ناگ
...ں کھینچ کر پھنکارا اور وہ بجلی بار اژدہا سانپ بن کر
...ے ہوا اور ان لوگوں کے سروں کے اوپر سے
...ا چکر لگانے لگا۔ لوگ تو رہم بخود
...ے ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ منہ
...ے کھل گئے تھے۔ چتا پر بیٹھی بدقسمت
...ن ہو کر سانپ کو فضا میں لوگوں کے سروں
...ر لگاتے دیکھ رہی تھی۔ پجاری مہنت اور
...ے پنڈت یہ کیسے برداشت کر سکتے
...ا شخص ان کی جگہ سے اور لوگ الٹی
...کی طرف توجہ کریں۔ چنانچہ انہوں

...یہ جادوگر ہے۔ یہ شعبدہ بازی ہے۔ اس طرف
...دھیان مت دو۔ چتا کو آگ لگا دی جائے

اور ایک پجاری نے جلدی سے چتا کو آگ لگا دی۔ چتا
کی لکڑیوں پر گھی تیل ڈالا گیا تھا۔ سوکھی لکڑیوں نے یکدم
آگ پکڑ لی۔ ناگ نے یہ منظر دیکھا تو پھنکارتا ہوا فوراً لگا
کر چتا کے پاس آیا اور ایک دھماکہ زور شور کی آواز
...ہوا۔ ہوکر اتنی زور سے گرجا کہ کئی لوگ وہیں خوف
کے مارے بے ہوش ہو گئے۔ باقی ادھر ادھر بھاگ گئے
پجاری اور پنڈتوں کی یہ حالت تھی کہ تھر تھر کانپ
رہے تھے۔ شیر نے اپنا منہ کھول کر ایک دھاڑ ماری
اور پجاری پنڈت چبوترے سے چھلانگیں لگا کر نیچے کی
طرف ایسے بھاگے کہ پھر انہوں نے مڑ کر بھی نہ دیکھا
لڑکی بھی خوف سے سہمی ہوئی تھی۔ وہ ناگ کو کوئی
اوتار یا دیوتا سمجھنے لگی تھی جو آسمانوں پر سے اس کی مدد
کرنے آیا تھا۔ وہ مذہبی لڑکی تھی۔ جانتی تھی کہ
دیوتا انسانوں کی مدد کرنے کبھی کبھی زمین پر کسی
کسی روپ میں آجایا کرتے ہیں

ناگ نے جب میدان صاف دیکھا تو

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

[illegible] اختیار کرلی اور لڑکی سے کہ

میرے ساتھ چلو بہن!

لڑکی چتا سے اٹھی۔ ناگ کے آگے ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

مہاراج! میں آپ کی داسی ہوں۔ نوکر ہوں آپ جو حکم دیں گے ویسے ہی کروں گی۔

[illegible] کے ساتھ چتا کے چبوترے سے اتر [illegible] اس نے گھوم کر چتا پر رکھی اپنے خاوند کی لاش کو [illegible] اور ناگ سے بولی۔

میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی میرے دیوتا! مگر میرے ماں باپ سوتیلے ہیں۔ انہوں نے دولت لے کر میری شادی زبردستی اس کے ساتھ کر دی تھی۔ ابھی ہماری شادی کو دوسرا دن ہوا تھا کہ [illegible] خاوند ایک گھاٹی میں گر کر مر گیا۔

[illegible] کہا۔

[illegible] کچھ بھی ہے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہم [illegible] آگ میں جلتے نہیں دیکھ سکتے تھے [illegible] دوست اور ساتھی تالاب کے کنارے بیٹھے میری [illegible] رہے ہیں۔ یہاں سے ادھر نکل چلو۔

ناگ اس لڑکی کو لے کر تھیوسانگ، ماریا کے پاس آ گیا ماریا کو دیکھ کر لڑکی نے کہا

"میں مرنا نہیں چاہتی اور پھر زندہ آگ میں جلنا کون پسند کرتا ہے۔ مگر یہ لوگ مجھے زبردستی آگ میں ڈال رہے تھے۔

تھیوسانگ نے کہا

ناگ! ہمیں سب سے پہلے یہاں سے فرار ہو کر اس لڑکی کو کسی محفوظ جگہ پر پہنچانا ہوگا ورنہ گاؤں کے لوگ مل کر ہم پر حملہ کر سکتے ہیں اس حملے میں ہمیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا مگر اس لڑکی کی جان جانے کا خطرہ اپنی جگہ پر موجود ہے

ناگ بولا۔

تم لڑکی کو لے کر جنگل کو جانے والے راستے پر چلو میں سانپ بن کر تمہاری حفاظت کروں گا۔

تھیوسانگ اور ماریا نے لڑکی کو ساتھ لیا وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور گھوڑوں کو اس راستے پر ڈال دیا جو جنگل میں جاتا تھا۔ ناگ اڑنے والے سانپ کی شکل میں ان کے پیچھے پیچھے اڑتا چلا آ رہا تھا۔ ہندو پجاریوں نے جب دیکھا کہ جادوگر ان کی لڑکی کو بھگا کر لے گیا ہے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

... ہو گئے۔ مگر ناگ کے جادو کے سامنے ان کی کوئی
... نہیں ہو سکتی تھی۔ بڑے پجاری نے کہا
... کو جلا دیا جائے۔ ہم مُردے کی بیوی
... جلد واپس لا کر اس چبوترے پر زندہ
... گے۔
... پجاریوں سے ڈرتے تھے۔ انہوں نے ان کی بات
... کو آگ لگا دی گئی۔ مگر بڑے
... اپنے ایک جاسوس کو ناگ کے پیچھے روانہ
... چھپ کر پتہ چلائے کہ یہ لوگ لڑکی کو لے کر
... ناگ تھیوسانگ اور ماریا لڑکی کو لئے
... جنگل میں نکل گئے۔ دوپہر کے وقت وہ ایک تالاب
... پہنچے جس کے کنارے ایک پرانا مندر بنا ہوا تھا۔
ماریا نے کہا
ہمیں یہاں کچھ دیر آرام کرنا چاہیئے۔ لڑکی کو بھی
آرام کی ضرورت ہے۔
اس لڑکی کا نام کوسما تھا۔ کوسما اگرچہ موت کے منہ سے
نکل آئی تھی مگر اس پر اب بھی خوف چھایا ہوا تھا۔ ماریا
... ناگ نے اسے تسلی بھی دی مگر وہ کہنے
... تم بڑے پجاری کے جادو سے واقف نہیں ہو۔

مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس نے ناگ سے کہا
تم نے جادو کے زور سے سانپ اور شیر
بن کر مجھے موت کے منہ سے ضرور چھڑا لیا ہے مگر
بڑا پجاری بہت جلدی یم راج کے ساتھی یم دوت
کی مدد سے کوئی ایسا جادو چلائے گا کہ ہم اس سے
بچ نہ سکیں گے۔
ناگ نے ہنس کر کہا
کوسما! جب تک تمہارے پجاری کا جادو حرکت
میں آئے گا ہم یہاں سے بہت دور نکل چکے ہوں
گے۔ ہم تمہیں کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیں گے۔
تھیوسانگ نے پوچھا
کیا ہندوستان میں تمہارا کوئی رشتہ دار ہے؟
ماریا بولی۔
اگر تمہارا رشتہ دار نہ بھی ہو تب بھی ہم تمہیں
ہندوستان پہنچا دیں گے۔ وہاں تم بڑے پجاری
کے جادو سے محفوظ ہو گی۔
کوسما نے کہا۔
ہندوستان میں لے جانے کی بجائے اگر تم
مجھے ممباسا پہنچا دو تو وہاں میرا ایک چچا رہتا ہے

COURTESY

کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔

فنیوسانگ ماریا اور ناگ نے کوسما کے ساتھ دو دن کا سفر طے کر لیا تو وہ عباسا شہر کے قریب و جوار میں پہنچ گئے۔ کوسما انہیں اپنے چچا کے گھر لے گئی جس کا نام توغان تھا اسے کالے علم اور جادو پر بڑی مہارت حاصل تھی مگر اس نے اپنے اس علم کا راز کسی کو نہیں بتایا ہوا تھا۔ اس کی بھتیجی کوسما کو بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کا چچا توغان ایک جادوگر ہے توغان نے ناگ اور ماریا فنیوسانگ کو دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا کہ یہ غیر معمولی لوگ ہیں۔ کوسما نے ناگ کے بارے میں تو صاف ہی بتا دیا کہ ناگ جادو جانتا ہے اور سانپ بن سکتا ہے۔ توغان مسکرایا۔

اس قسم کا جادو تو افریقہ کے جنگلی جادوگر اکثر کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم لوگوں نے میری بھتیجی کو موت کے منہ سے بچا لیا۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

فنیوسانگ اور ناگ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اب وہ واپس جانا چاہتے ہیں مگر توغان بخوبی جانتا تھا کہ ان میں ماریا ایک ایسی لڑکی ہے جو اصل میں ایک بہت بڑی

میں اس کے پاس بالکل محفوظ ہوں گی۔

ناگ نے کہا۔

اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو ہم تمہیں عباسا پہنچائے دیتے ہیں۔

کوسما نے انہیں بتایا کہ عباسا وہاں سے مشرق کی جانب دو دن کے سفر پر ہے فنیوسانگ ماریا اور ناگ کو بھی جلدی تھی مگر کوسما کی زندگی کے پاس جانے کی بچانی بھی ضروری تھی۔ چنانچہ انہوں نے یہی طے کیا کہ پہلے کوسما کو عباسا پہنچایا جائے اس کے بعد وہ عنبر کی ت روانہ ہو جائیں گے۔ یہ لوگ عباسا کی طرف چل پڑے بڑے پجاری کا جاسوس ان کے پیچھے لگا تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہ لوگ کوسما کو لے کر اس شاہراہ چل پڑے ہیں جو عباسا کو جاتی ہے تو اس نے واپس ت پجاری کو خبر کر دی۔ بڑا پجاری دل مسوس کر کیونکہ وہ جانتا تھا کہ لڑکی کوسما یہاں اپنے چچا ہی ہے جو اس علاقے کا سب سے بڑا جادوگر مگر جادو کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ اس نے گاؤں سے یہی کہا کہ وہ بہت جلد کوسما کو واپس لے طے کر لیا کہ اب وہ اس کے خلاف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ... دیوی کے طلسم کی وجہ سے ظاہری حالت میں
... رہی ہے۔ توغان کو ایک غیبی عورت کی بڑی
... سے تلاش تھی۔ وہ ایک ایسا عمل کرنا چاہتا تھا جس
میں ایک غیبی عورت ہی اس کی مدد کر سکتی تھی۔ توغان کے
پاس افریقہ کا سارا جادو تھا مگر وہ غائب ہونے کا منتر نہیں
جانتا تھا اور کسی غیبی عورت کا ملنا تو ناممکن میں سے تھا
... جب اس نے دیکھا کہ ایک غیبی عورت اپنے آپ اس
کے گھر میں آگئی ہے تو پھر وہ بھلا اسے کیسے جانے دیتا؟
اس نے کہا

تم لوگ میرے بچوں کی طرح ہو۔ میرے ہاں آئے
ہو تو مجھے اپنی میزبانی کا موقع دو۔ کم از کم دو تین روز
تو میرے پاس ٹھہرو۔ اگرچہ میرے کوئی بیوی بچہ نہیں
ہے مگر میرے نوکر اور کنیزیں تمہاری بہت خدمت
کریں گے۔

... کا اخلاق بظاہر اتنا اچھا تھا کہ تھیوسانگ ناگ اور
... کچھ دیر رکنے پر مجبور ہو گئے۔ کوسما نے بھی ٹھہرے
بے حد اصرار کیا تھا۔ جب یہ لوگ توغان کے مکان
... کے لئے تیار ہو گئے تو توغان نے اپنا عمل شروع
... رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا گیا تو توغان

چپکے سے اپنے مکان کے چور دروازے سے نکل کر جنگل
کے درمیان ایک پرانے تالاب کے کنارے بنی ہوئی ایک
سمادھ پر آگیا۔ سمادھ وہ چبوترہ ہوتا ہے جس میں ہندو
مردے کی ہڈیاں چتا سے اٹھا کر کسی مرتبان میں ڈال کر
دفن کر دی جاتی ہیں۔ کچھ ہڈیاں یہ لوگ دریائے گنگا میں
بہا دیا کرتے ہیں اور کچھ اگر ضرورت ہو تو زمین میں دفن کر کے
اوپر ایک چھوٹی سی برجی بنا دیتے ہیں جسے سمادھ کہتے
ہیں۔ جس سمادھ پر توغان آیا تھا اس میں ایک ایسی
عورت کی ہڈیاں دفن تھیں جو کالے جادو کا ایک
عمل کرتے کرتے ہلاک ہو گئی تھی۔

توغان نے سمادھ کے پاس لوبان سلگایا اور منتر پڑھنا
شروع کر دیا۔ چاروں طرف جنگل ہی جنگل تھا جس
میں رات کا اندھیرا اور خاموشی چھائی تھی۔ کسی وقت دور
سے کسی شیر کی ہلکی سی گرج کی گونج سنائی دے جاتی
تھی۔ دیر تک توغان منتروں کا جاپ کرتا رہا جب اس کا
درد پورا ہو گیا تو اس نے جیب سے ایک پڑیا نکال
کر کھولی۔ اس میں سفید رنگ کا سفوف تھا۔ توغان نے
سفوف کو سلگتے ہوئے لوبان کے اوپر ڈال دیا سفوف
کے جلنے سے لوبان میں سے نیلے رنگ کا دھواں اٹھنا
شروع ہو گیا اس دھوئیں کی پٹیاں اپنے آپ سمادھ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] طرف جانے لگیں۔ دھوئیں کی ہریں سمادھ
[illegible] داخل ہو رہی تھیں
[illegible] نے ایک بار پھر بلند آواز میں منتروں کا جاپ
[illegible] کر دیا۔ آہستہ آہستہ لوبان میں سے نکلنے والا نیلا دھواں
[illegible] کا سارا دھواں سمادھ کی قبر کے اندر
[illegible] تھا۔ توغان نے منتر پڑھنا روک دینے اور غور
[illegible] کی طرف تکنے لگا۔ سمادھ کی قبر مٹی کی ایک
[illegible] ڈھیری تھی جس پر خشک گھاس اگ رہا تھا۔
[illegible] ڈھیری میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر ایک جگہ سے مٹی کا
[illegible] آپ اکھڑ کر الگ جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی قبر
[illegible] میں سوراخ پیدا ہو گیا تھا اس کے اندر سے
[illegible] ہاتھ باہر نکلا۔ اس ہاتھ کی کلائی میں چاندی کی
[illegible] تھیں۔ انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں۔ ہاتھ کے
[illegible] نکلتے ہی اپنا پنجہ پھیلا دیا۔ توغان خاموشی سے
[illegible] نظروں سے اس ہاتھ کو دیکھ رہا تھا۔
[illegible] میں سے اچانک ایک انگوٹھی اپنے آپ
[illegible] میں سے نکل کر توغان کے سامنے آن گری۔ پھر
[illegible] عورت کی گونجتی ہوئی آواز آئی۔
[illegible] انگوٹھی کو لے جا۔ اسے اپنی
[illegible] جو چاہے گا۔ ہو

جائے گا۔
اس آواز کے ساتھ ہی ہاتھ قبر کی ڈھیری کے اندر چلا گیا
زمین پر گرا ہوا مٹی کا ڈھیلا اپنے آپ اوپر کو اٹھا اور
سوراخ پر آن کر لگ گیا۔ قبر کی ڈھیری پر پہلے ایسی خاموشی
چھا گئی۔ توغان نے انگوٹھی کو اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی میں
پہنا اور اٹھ کر واپس اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ وہ
بہت خوش تھا۔ اس کے عمل کا پہلا مرحلہ کامیابی سے
پورا ہو گیا تھا اب اسے دوسرا مرحلہ شروع کرنا تھا جو
اس سے زیادہ خطرناک تھا۔ بلکہ اصل مرحلہ ہی وہی تھا جس
کی خاطر توغان نے اس جادوگر عورت کی لاش کی انگوٹھی
حاصل کی تھی۔

توغان راتوں رات واپس اپنے گھر پہنچ گیا۔ کسی کو معلوم
نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گیا تھا۔ کب گیا تھا۔ توغان اپنے کمرے میں
آ کر پلنگ پر بیٹھ گیا۔ شمع جل رہی تھی۔ اس نے انگوٹھی کو
انگلی سے اتار کر غور سے دیکھا۔ انگوٹھی پر کوئی طلسم نقش
تھا۔ یہ طلسم سب سے بڑا طلسم تھا۔ توغان اس طلسم
کو بخوبی جانتا تھا اور اس کی طاقت سے بھی واقف
تھا۔ اس کے چہرے پر پُراسرار مسکراہٹ تھی۔ اس
نے انگوٹھی دوبارہ اپنی بائیں انگلی میں پہن لی اور
لیٹ گیا۔

COURT

صبح ہونے ہی والی تھی۔ دن نکلا تو ناگ، ماریا اور تھیوسانگ بھی اپنے اپنے کمروں سے نکل کر باہر صحن میں آگئے جہاں کرسیاں بچھی تھیں اور ناشتہ لگا دیا گیا تھا کوسما بھی وہاں آگئی۔ تھوڑی دیر میں توغان بھی مسکراتا ہوا آگیا۔ وہ آج بڑا خوش تھا اور کبھی کبھی ماریا کو گہری نگاہ سے دیکھ لیتا تھا۔ انہوں نے خوش گوار باتوں کے ماحول میں ناشتہ کیا۔ ناشتے کے بعد توغان نے کوسما سے کہا کہ وہ مہمانوں کو جنگل والی جھیل کی سیر کرا لائے تھیوسانگ نہیں جانا چاہتا تھا مگر توغان نے کچھ ایسی باتیں کیں کہ وہ بھی چلنے پر تیار ہوگیا۔

جب یہ سب لوگ چلے گئے اور مکان خالی ہوگیا تو [illegible] چپکے سے ماریا کے کمرے میں داخل ہوگیا۔ یہاں [illegible] بستر بچھا ہوا تھا۔ نوکروں نے بستر سلیقے سے [illegible] کر دیا تھا۔ توغان نے دروازہ بند کر رکھا تھا اس [illegible] والی انگوٹھی ماریا کے سرہانے کے غلاف [illegible] ہوئی روئی میں ڈال دی اور غلاف کو پھر [illegible] کر کے اسے بستر پر اسی طرح رکھ دیا۔ اس [illegible] نے ماریا اور اس کے ساتھیوں کو [illegible] کیا تھا۔

[illegible] واپس آگئے۔ ماریا نے آتے

ہی کہا کہ وہ جھیل کی سیر سے بہت خوش ہوئی ہے۔

توغان نے کہا۔ یہ جھیل بڑی شاندار ہے اسے دیکھنے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ آیئے کھانا کھا لیں کھانا تیار ہے۔

کھانے کے بعد توغان کی خواہش تھی کہ ماریا اپنے کمرے میں جاکر سو جائے۔ وہ صاف صاف نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس نے بہانے سے کہا کہ اس ملک کا موسم ایسا ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر ضرور آرام کر لینا چاہیئے نہیں تو صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ماریا نے کہا کہ اسے تو نیند نہیں آرہی۔ تھیوسانگ نے بھی سونے کی بجائے باہر جاکر سیر کرنا زیادہ پسند کیا۔ ماریا بھی سونا نہیں چاہتی تھی مگر توغان کے اصرار پر وہ اپنے کمرے میں جاکر بستر پر لیٹ گئی۔ تھیوسانگ اور ناگ باہر شہر کی سیر کرنے چل دیئے۔ کوسما باورچی خانے میں جاکر رات کے کھانے کا انتظام کرنے لگی۔ توغان اپنے کمرے میں آگیا۔ اس نے دروازے کو بند کرکے اندر سے کنڈی لگا دی۔ الماری سے ایک گول شیشہ نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ دیا اور اس میں غور سے دیکھنے لگا پہلے تو شیشے میں اسے اپنی شکل [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] مگر تھوڑی دیر بعد اس کی شکل دھواں بن کر غائب ہو گئی۔ اب وہاں ماریا کی شکل ابھر آئی۔ ماریا اپنے بستر پر بیٹھی تھی۔ اس کا سر سرہانے پر تھا جس کے اندر طلسمی انگوٹھی چھپا دی گئی تھی۔

ماریا کچھ بے چین سی نظر آ رہی تھی۔ وہ سرہانے پر اپنے سر کو ادھر ادھر کر رہی تھی۔ جیسے اسے نیند نہ آ رہی ہو۔ طلسمی انگوٹھی نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ ماریا نے دو چار بار بے چینی سے پہلو بدلا۔ اپنے سر کو سرہانے پر ادھر ادھر مارا اور پھر جیسے اس پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ توغان کی آنکھیں شیشے پر جمی ہوئی تھیں۔ ماریا کے ساتھ اب ایک عجیب بات ہوئی۔ وہ بے ہوش ہونے کے بعد بے حس و حرکت ہو گئی تھی۔ [illegible] اس نے چھوٹا ہونا شروع کر دیا۔ چھوٹے [illegible] ہوتے وہ ایک چڑیا کے سائز جتنی ہو گئی [illegible] بعد ماریا کی جگہ سرہانے پر الو کا چھوٹا [illegible] پڑا تھا۔

توغان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اسے اسی الو کے [illegible] ضرورت تھی۔ الو کے اس پنجے کے بغیر وہ [illegible] میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا اور یہ طلسمی پنجہ [illegible] عورت کی مدد سے ہی حاصل کیا جا سکتا

تھا۔ توغان نے جلدی سے شیشہ اٹھا کر الماری میں رکھا اور دروازہ کھول کر ماریا کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

ماریا جو تھوڑی دیر پہلے بستر پر پہلو بدل رہی تھی اب وہاں موجود نہیں تھی۔ اس کی جگہ بستر کے تکیے پر الو کا چھوٹا سا کالا پنجہ پڑا تھا۔ توغان نے پنجہ اٹھا کر جیب میں رکھا اور دبے پاؤں کمرے سے واپس نکل آیا۔ اپنے کمرے میں آ کر توغان نے الو کے پنجے کو الماری کے سب سے اوپر والے خانے میں سنبھال کر رکھ کر دروازہ کو تالا لگا دیا۔ اب اسے اپنا دوسرا اور آخری مرحلہ شروع کرنا تھا۔ ماریا الو کے پنجے کی شکل میں اس کے قبضے میں آ چکی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ماریا کے غائب ہو جانے سے وہاں بڑا طوفان اٹھے گا مگر وہ اس کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ جب شام ہونے لگی تو کوسما اور تھیوسانگ اور ناگ کو قدرے فکر ہوئی کہ ماریا کہاں چلی گئی۔ ناگ نے خالی خالی آنکھوں سے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔ تھیوسانگ! ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی۔ ناگ نے ناک سکیڑی۔ واقعی ماریا کی خوشبو غائب تھی۔

اس کے بعد کیا ہو یہ جاننے کے لئے

اگلی قسط نمبر ۱۳۹ آدم خور شکاری پڑھنا [illegible]

COURTESY AMW

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نمبر ۱۳۹

عمران سیریز

ایجنٹ

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

بھٹکتی رُوحوں کا شہر

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

ناشر: مکتبہ [illegible]
طابع: [illegible]

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کا ایڈونچرس پراسرار آسیبی سفر جاری ہے۔ نئے نئے واقعات پیش آرہے ہیں۔ سنسنی خیز حالات کا سامنا ہے۔ ماریا اُلّو کے پنجے میں بند تبت کے لاماؤں کے دیس کی طرف لے جائی جا رہی ہے۔ ناگ کے سر کے بالوں کی راکھ کا ایک تعویز تیار کیا گیا ہے۔ جس کے اثر سے ..... لیکن میں یہ باتیں بتا کر آپ کا مزا کرکرا نہیں کرنا چاہتا۔ آپ خود ہی پڑھ کر معلوم کریں گے۔ تو آپ کے تجسس میں اضافہ بھی ہوگا۔ اور آپ کو نئی نئی معلومات بھی حاصل ہوں گی۔ عنبر ناگ ماریا کی ہر سیریز کو پسند کرنے کے بعد آپ جو مجھے پیارے پیارے خط لکھتے ہیں۔ اِن سے میری بہت حوصلہ افزائی ہوتی۔ میں ایک بار پھر آپ سب دوستوں کی دعاؤں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو زندگی میں ساتھ ساتھ چلنے اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴ - این راہِ چمن - سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

دُھندلی کیٹی

یہ کس کی آواز تھی؟

ناگ قبر کے اندر

طلسمی تعویذ

بھٹکتی روحوں کا شہر

دُھندلی کیٹی

جلتی ہوئی مشعل کیٹی کے قریب ہوتی گئی۔

جب آگ کے شعلے کیٹی کے چہرے کے بالکل سامنے آگئے اور اسے اس کی تپش محسوس ہوئی تو اس نے چلا کر کہا: "میں سیاہ موتیوں کا راز بتاتی ہوں۔" رومن کمانڈر نے جلتی ہوئی مشعل پیچھے کر لی۔ رومن بادشاہ نے غصیلی آواز میں کہا "جلدی بتاؤ سکندر اعظم کا وہ خزانہ کہاں ہے۔ جہاں سے تم نے یہ دو سیاہ موتی چرائے ہیں؟ نہیں تو میں ابھی تمہیں آگ میں زندہ جلا دوں گا۔" کیٹی نے یونہی جھوٹ موٹ کہہ دیا۔

"یہاں سے جنوب کی طرف ایک تکونا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کے دامن میں ایک غار ہے۔ اس غار کے اندر وہ خزانہ دفن ہے جہاں سے میں نے یہ موتی حاصل کئے تھے۔"

رومن بادشاہ نے حکم دیا کہ سپاہیوں کا ایک دستہ فوراً تکونے پہاڑ کی طرف خزانے کی کھوج کے لیے روانہ کر دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانے اور اس لڑکی کو اُس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک کہ ہمیں خزانہ نہیں مل جاتا۔ اسی وقت دس سپاہیوں کا ایک دستہ تکو نے پہاڑ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور دوسرے سپاہی کیٹی کو قید خانے کی طرف لے کر چل دیئے۔ کیٹی نے یہ غلط بیانی اس لیے دے دیا تھا۔ کہ جب تک سپاہی واپس آئیں گے وہ اپنے فرار کے بارے میں سوچ سکے گی۔ اس نے یونہی کسی تکو نے پہاڑ کا ذکر کر دیا تھا۔ کیونکہ اس علاقے میں جنوب کی طرف کئی تکو نے پہاڑ تھے اور ان میں غاریں بھی تھیں۔ کیٹی فوری طور پر آگ سے اپنے آپ کو بچانا چاہتی تھی۔ اگرچہ اس کے سامنے وہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ پھر بھی وہ آگ میں جلنے سے بچ گئی تھی۔ قید خانے میں آتے ہی اس نے تیزی سے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ اس موت کی جیل سے کیسے باہر نکل سکتی ہے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ اس مایوسی کی گھڑی میں اچانک اسے اپنے پرانے ساتھی لاہور کے کنوئیں والے جن دوست کا خیال آگیا۔ کبھی وہ چٹکی بجاتی تھی تو جن دوست اس کی مدد کو آجاتا تھا۔ لیکن بعد میں جن نے آنا چھوڑ دیا تھا۔ اور کیٹی کبھی چٹکی بجاتی تھی اس کی شکل کچھ کی کچھ بن جاتی تھی۔ اس لیے ڈر کے مارے اب کیٹی نے چٹکی بجانی بھی چھوڑ دی تھی۔ لیکن اس نا اُمیدی کے عالم میں جب اسے آگ کی موت سے بچنے کے لیے کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا اسے چٹکی کا خیال آگیا تھا۔ اس کے باوجود کیٹی چٹکی بجاتے ہوئے گھبرا رہی تھی کہ چٹکی بجانے سے نہ جانے کیا ہو جائے۔ دوسری طرف اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ابھی تھوڑی دیر میں بادشاہ کے سپاہی خالی ہاتھ واپس آجائیں گے۔ انہیں اسکندر اعظم کا خزانہ نہیں ملے گا۔ اور بادشاہ کے حکم سے اُسے ذرا آگ میں جلا دیا جائے گا۔ اب کیٹی چٹکی بجانے پر مجبور ہوگئی۔

اس نے اپنی انگلیوں کو دیکھا۔ انہیں آپس میں تھوڑا سا رگڑا اور پھر آنکھیں بند کر کے جن دوست کو یاد کیا اور چٹکی بجا دی۔ ساتھ ہی کہا "میرے دوست! میری مدد کرو"۔ کیٹی نے چٹکی بجانے کے بعد ابھی تک آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ اس کے کانوں میں اپنے جن دوست کی پرانی آواز آئی "کیا تم نے مدد کرو۔ مدد کرو لگا رکھی ہے۔ میں نے جو مدد کرنی تھی کر دی ہے۔ اب آنکھیں کھول لو اور دوبارہ مجھے مت بلانا"

کیٹی نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھوں کے کھلتے ہی اسے کچھ نظر نہ آیا۔ خوف کے مارے اس کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ اس نے دو تین بار آنکھیں بند کر کے کھولیں تو اس کو جیل کی کوٹھڑی تو صاف نظر آرہی تھی۔ مگر اسے اپنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسم نظر نہیں آرہا تھا۔ اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ میرے
خدا! یہ میرے دوست نے میرے ساتھ کیا کر دیا۔ اس نے تو
مجھے غائب کر دیا ہے۔ کیٹی نے اپنے نظر نہ آنے والے جسم
پر ہاتھ پھیرا تو اسے اپنا جسم اسی طرح محسوس ہوا جس طرح
پہلے چھونے سے محسوس ہوتا تھا۔ اس کا مطلب تھا
کہ وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو چکی تھی۔ اس کا
حال ماریا ایسا ہو گیا تھا۔ وہ قید کوٹھڑی کے سلاخوں والے
دروازے کے پاس گئی۔ باہر رومن پہرے دار اس
کی طرف پیٹھ کئے سٹول پر بیٹھا تھا۔ نیزہ اس کے
کاندھے کے ساتھ لگا تھا۔ کیٹی اس وقت جس مصیبت
میں پھنسی تھی۔ اس کا جن دوست اس کی اسی طرح مدد کر
سکتا تھا۔ کہ اسے لوگوں کی نظروں سے غائب کر دے
تاکہ وہ جیل سے فرار ہو کر اپنی جان بچا سکے۔ کیٹی غائب
ہو کر اپنے جسم میں کسی قسم کی کمزوری یا تبدیلی محسوس نہیں
کر رہی تھی۔ اس نے سوچا یہ بعد میں سوچ لوں گی کہ میرا انجام کیا
ہوگا۔ اس وقت تو مجھے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش
کرنی چاہیئے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کوٹھڑی کی سلاخوں میں
سے نہیں گزر سکے گی۔ لیکن جب اس نے لوہے کی سلاخوں کے
پاس پہنچ کر اپنے آپ کو ذرا سا آگے کی طرف کیا تو اس

کا نظر نہ آنے والا جسم سلاخوں سے باہر نکل گیا۔ کیٹی کوٹھڑی
سے نکل آئی تھی۔ اس نے پہرے دار کے نیزے کو ہاتھ
سے پکڑ کر نیچے گرا دیا۔ پہرے دار نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا
جونہی اس کی نظر قید خانے کی کوٹھڑی پر پڑی تو وہ ششدر ہو
کر رہ گیا۔ کوٹھڑی خالی تھی۔ اور قیدی عورت فرار ہو چکی تھی۔
وہ پریشان ہو کر باہر کی طرف دوڑا۔ اس نے شور مچا دیا کہ
قیدی عورت فرار ہو گئی۔ قیدی عورت فرار ہو گئی۔ کیٹی ابھی تک
جیل خانے کی راہ داری میں ہی تھی۔

اِدھر اُدھر سے سپاہی بھاگ کر آ گئے۔ انہوں نے
پہرے دار کو پکڑ لیا۔ کہ تم نے ہی اسے بھگایا ہے ورنہ ایک
کمزور عورت بند سلاخوں والی کوٹھڑی سے اپنے آپ کیسے باہر
نکل سکتی ہے۔ اس دوران میں وہ سپاہی بھی خالی ہاتھ
واپس آ گئے۔ جو کیٹی کی ہدایت پر تکونے پہاڑ کی طرف سکندرِ
اعظم کا خزانہ تلاش کرنے گئے تھے۔ انہوں نے آ کر بادشاہ
کو بتایا کہ وہاں کوئی خزانہ نہیں ہے۔ محل میں پہلے ہی شور مچ
گیا تھا کہ قیدی لڑکی جیل سے فرار ہو گئی ہے۔ ظالم رومن بادشاہ
نے اسی وقت حکم دیا کہ جو سپاہی قیدی لڑکی کی کوٹھڑی کے باہر
پہرہ دے رہا تھا اس کی گردن اڑا دی جائے۔ کیٹی ابھی تک
محل کے اندر ہی تھی۔ وہ عنبر ناگ اور تھیوسانگ کے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس جانے ہی والی تھی۔ کہ اسے پتہ چلا کہ بے گناہ پہرے دار کی گردن اُڑائی جانے والی ہے۔ وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کہ محض اس کی وجہ سے ایک پہرے دار کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے جبکہ اس کا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ عنبر تھیو سانگ اور ناگ تو سرائے میں ہی بیٹھے ہوں گے وہ تھوڑی دیر بعد ان کے پاس چلی جائے گی۔ لیکن سب سے پہلے بے گناہ پہرے دار کی جان بچانی چاہیئے۔

محل کے باہر اور اندر جگہ جگہ سپاہی کیٹی کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ اور کیٹی غیبی حالت میں اِن ہی کے درمیان چل پھر رہی تھی۔ وہ پہرے دار کو تلاش کر رہی تھی کہ اس کی گردن کہاں اُڑائی جانے والی ہے۔ اس نے محل کے باغ میں آکر دیکھا کہ ایک اونچے چبوترے پر اسی بے گناہ پہرے دار کو لے جا کر کھڑا کر دیا گیا تھا اور ایک جلاد تلوار ہاتھ میں لیے چبوترے کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ سامنے کمانڈر اپنے سپاہیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ کیٹی کسی کو نظر تو آ ہی نہیں رہی تھی۔ وہ تیزی سے بھاگی تو اچانک اس کے پاؤں زمین سے بلند ہو گئے۔ اسے خیال آگیا کہ ماریا تو غیبی حالت میں زمین سے بلند ہو کر فضا میں اُڑا کرتی ہے۔ کیٹی نے ذرا سا زور لگا کر اپنے آپ کو دھکا دیا تو وہ فضا میں بلند ہو گئی۔ وہ ایک سیکنڈ میں

اُڑتی ہوئی چبوترے پر پہنچ گئی کیونکہ وقت کم رہ گیا تھا ایک سپاہی بے گناہ پہرے دار کی گردن کو نیچے جھکانے کے لیے اس کے سر کو دبا رہا تھا۔ پہرے دار نے آخری بار فریاد کی کہ میں بے گناہ ہوں۔ میں نے قیدی لڑکی کو نہیں بھگایا۔ کمانڈر نے بلند آواز میں کہا۔

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ اپنے کیے کی سزا بھگتو۔ جلاد! اس کی گردن بادشاہ کے حکم سے الگ کر دو"

اس وقت کیٹی جلاد کے سر پر پہنچ چکی تھی۔ جونہی جلاد نے تلوار والا ہاتھ اوپر اُٹھایا کیٹی نے اوپر سے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ کیٹی کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار غائب ہو گئی۔ جلاد تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ کہ اس کے ہاتھ سے کس نے تلوار نوچ لی ہے۔ اِسے تلوار کے نوچے جانے کا پورا احساس ہوا تھا۔ کمانڈر اور دوسرے سپاہی بھی حیرانی سے جلاد کی طرف تکنے لگے۔ جلاد نے گڑگڑا کر کہا۔

"کمانڈر میرا کوئی قصور نہیں۔ کسی غیبی طاقت نے میرے ہاتھ سے تلوار نوچ لی ہے"

کمانڈر نے اپنی تلوار چبوترے پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"اس پہرے دار کا جادو یہاں نہیں چل سکے گا۔ یہ لو تم میری تلوار سے اس کی گردن اُڑا دو"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلاد نے کمانڈر کی تلوار اٹھا لی۔ اور بے گناہ پہرے دار کی گردن پر وار کرنے ہی والا تھا۔ کہ وہ تلوار بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر غائب ہو گئی۔ یہ تلوار بھی کیٹی نے چھین لی تھی۔ تو سپاہی اور جلاد دہشت زدہ ہو کر رہ گئے۔ وہ یہی سمجھے کہ پہرے دار کوئی جادو جانتا ہے جس کی وجہ سے اس نے تلواروں کو غائب کر دیا ہے۔ کمانڈر اب ایک سپاہی کی تلوار کھینچ کر خود پہرے دار کی طرف بڑھا۔ چبوترے پر آتے ہی وہ

"پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں اس کا جادو مجھ پر کیسے اثر کرتا ہے"

اس نے تیزی سے تلوار کا وار پہرے دار پر کرنا چاہا ہی تھا۔ کہ تلوار اس کے ہاتھ سے بھی غائب ہو گئی۔ کمانڈر کو ایک جھٹکا بھی لگا۔ اور وہ چبوترے پر گر پڑا۔ یہ حالت دیکھ کر جلاد اور دوسرے سپاہی ڈر کے مارے محل کی طرف شور مچاتے اٹھ دوڑے۔ کیٹی نے کمانڈر کی گردن پر اپنا ہاتھ رکھ کر ذرا سا دبایا۔ غائب ہونے کے بعد کیٹی میں بھی ماریا کی طرح چار گنا زیادہ طاقت آگئی تھی۔ اس کے ذرا سے دبانے پر ہی کمانڈر کی گردن جیسے ایک طرف کو مڑ گئی۔ اور اس کے حلق سے درد کی ایک چیخ بلند ہوئی۔ کیٹی نے اپنی آواز کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔

"پہرے دار بے گناہ ہے۔ قیدی لڑکی کو میں نے کوٹھڑی سے غائب کر دیا ہے۔ میں دیوی ڈیانا ہوں۔ یونان کی سب سے بڑی دیوی!"

اب کمانڈر پر بھی خوف طاری ہو گیا۔ کیونکہ رومن یونان کی دیوی ڈیانا کی طاقت سے اچھی طرح واقف تھے۔ بے قصور پہرے دار کا عجیب حال تھا۔ وہ جان بچ جانے سے بے حد خوش تھا۔ اس نے بھی دیوی ڈیانا یعنی کیٹی کی آواز سن لی تھی۔ یہ وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا کہ اس دیوی کی وجہ سے وہ تین بار موت کے منہ سے واپس آگیا ہے۔ اس نے بازو اوپر اٹھا کر کہا۔

"دیوی ڈیانا کو سلام۔ جس نے میری بے گناہی کی گواہی دی"

کیٹی نے کمانڈر کی گردن کو چھوڑ دیا۔ اور اسے پیچھے سے لات مار کر کہا۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے"

کمانڈر منہ کے بل چبوترے سے نیچے گر پڑا۔ اٹھا اور محل کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے جاتے ہی پہرے دار نے اپنے سینے پر ہاتھ باندھے۔ اور سر جھکا کر بولا۔

"عظیم اور مقدس دیوی ڈیانا نے میری جان بچائی

COURTESY W[illegible]OFBOOKSFREE.PK

ہے۔ میں اس کا قیامت تک احسان نہیں بھولوں گا۔"
کیٹی نے کہا۔
"میں نے تمہاری جان اِس لیے بچائی ہے کہ تم واقعی بے گناہ ہو۔ قیدی لڑکی کے فرار میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ بادشاہ ظالم ہے۔ وہ تمہیں بے گناہ مارنا چاہتا تھا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تم آزاد ہو۔"
پہرے دار نے ہاتھ باندھ کر کہا۔
"مقدس دیوی! تم سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ تم خوب جانتی ہو کہ تمہارے جدا ہوتے ہی سپاہی مجھے دوبارا پکڑ لیں گے اور مجھے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اس وقت مجھے کوئی بھی موت کی سزا سے نہیں بچا سکے گا۔ کیونکہ تم میرے پاس نہیں ہو گی۔"
کیٹی نے پوچھا۔
"تو تم کیا چاہتے ہو؟ میں ہر وقت تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ تم یہ ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلے جاؤ۔ کیا تمہارے بیوی بچے بھی ہیں؟"
پہرے دار نے عرض کی۔
"مقدس ڈیانا دیوی سے کوئی بات چھپی نہیں رہ۔

سکتی۔ تم جانتی ہو کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے اور بیوی ہے۔ بادشاہ میرے ساتھ میرے بچوں کو بھی مار ڈالے گا۔ وہ بڑا ظالم ہے۔"
کیٹی نے کہا۔
"میں جانتی ہوں۔ تم ایسا کرو کہ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے چلو۔ میں تمہاری حفاظت کرتی ہوں۔ پھر تم گھوڑوں پر سوار ہو کر اس ملک سے نکل جانا۔ میں تمہاری حفاظت کروں گی۔ چلو۔"
"جو حکم دیوی ڈیانا" پہرے دار نے کہا اور چبوترے سے نیچے اُتر آیا۔
کیٹی نے کہا۔
"گھبرانا نہیں۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ ہوں۔"
کیٹی نے سوچا کہ وہ اس بے گناہ اور شریف پہرے دار کو اس کے بال بچوں سمیت ملک روم سے نکالنے کے بعد عنبر تھیوسانگ اور ناگ کے پاس سرائے میں چلی جائے گی۔ ابھی رات زیادہ نہیں ہوئی تھی اور بازار کھلے تھے۔ پہرے دار گھوڑے پر سوار تھا اور اسے سرپٹ دوڑاتے اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ کیٹی غیبی حالت میں اس کے ساتھ ساتھ اُڑ رہی تھی۔ گھر پہنچ کر پہرے دار نے اپنی بیوی اور بچوں سے کہا کہ جلدی یہاں سے نکل چلو۔ نہیں تو بادشاہ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قہر ہم پر بجلی بن کر گرنے والا ہے۔ اس کی بیوی نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اپنے خاوند کے کہنے پر جلدی جلدی ایک گٹھڑی باندھی۔ بچوں کو ساتھ لے کر گھوڑے پر بٹھایا۔ خود بھی ایک گھوڑے پر بیٹھی اور اپنے خاوند کے ساتھ مکان کے احاطے سے نکل کر شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آگئی۔ کیٹی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ جب یہ کنبہ شہر کے دروازے پر پہنچا تو سپاہیوں کو پہلے سے خبر مل چکی تھی۔ انہوں نے پہرے دار اور اس کے بیوی بچوں کو پکڑنے کے لیے تلواریں نکال لیں۔ اور اسے حکم دیا کہ وہ زمین پر بیٹھ جائیں۔ غریب پہرے دار نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مقدس دیوی! مجھے بچا لے۔ تو نے وعدہ کیا تھا کہ میری حفاظت کرے گی۔"

کیٹی نے فضا میں اڑتے ہوئے ایک خوفناک نعرہ لگایا اور ایک ساتھ چار سپاہیوں کو اتنے زور سے دونوں ٹانگوں کی فلائنگ کِک ماری کہ وہ گیندوں کی طرح لڑھکتے ہوئے کئی گز دور جا کر گر پڑے اور وہیں پڑے پڑے کراہنے لگے۔ دوسرے سپاہیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ڈر کر ایک طرف ہو گئے۔ کیٹی نے بلند آواز میں کہا۔

"خبردار! اگر کسی نے اس بے گناہ پہرے دار کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گی۔ میں دیوی ڈیانا ہوں۔"

اس زمانے میں لوگ بڑے وہم پرست ہوتے تھے آج

کل کا زمانہ تو سائنس کا زمانہ ہے اور صرف ان پڑھ لوگ ہی وہم کرتے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ وہم نہیں کرتے۔ لیکن اس زمانے کے لوگ دیوی دیوتاؤں کو پوجتے تھے۔

اور ان سے

بہت ڈرتے تھے۔ چنانچہ سپاہی تو بھاگ کر کوٹھڑیوں میں چھپ گئے۔ کیٹی نے پہرے دار کے قریب جا کر کہا۔

"اب تم آزادی سے جا سکتے ہو۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"

پہرے دار تو سجدے میں گر کر شکریہ ادا کرنے لگا۔ کیٹی نے فوراً کہا۔

"خبردار آئندہ سوائے خدا کے کسی کے آگے سجدہ نہ کرنا صرف خدا ہی سجدے کے لائق ہے۔ اب بھاگ جاؤ۔"

پہرے دار نے بیوی بچوں کو ساتھ لیا۔ اور گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتا شہر کے دروازے سے نکل کر رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔ کیٹی وہاں سے سیدھی روم شہر کی اس کاروان سرائے کی طرف چل پڑی۔ جہاں تھیوسانگ ناگ اور عنبر اس کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ اس دوران میں شہر میں یہ افواہ گشت کرنے لگی تھی کہ شہر میں یونانی دیوی ڈیانا آگئی ہے۔ اور اس نے بے گناہ پہرے دار کو موت کے گھاٹ اترنے سے بچا لیا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ خبر رومن بادشاہ یوراکس تک پہنچی تو وہ غضبناک ہو کر بولا۔
"یہ سب جادو ٹونہ ہے۔ دیوی ڈیانا یہاں کبھی نہیں آسکتی۔ قیدی لڑکی کو جہاں کہیں بھی ہو تلاش کر کے پیش کیا جائے۔ نہیں تو میں تمام سپاہیوں اور جیل کے پہرے داروں کو زندہ آگ میں ڈال دوں گا۔"
سرائے میں تھیوسانگ اور عنبر اور ناگ پریشان تھے۔ ناگ نے کہا۔
"کیٹی نے بڑی دیر کر دی ہے۔ خدا خیر کرے۔ کہیں اس کے ساتھ کوئی حادثہ نہ ہو گیا ہو۔"
تھیوسانگ بولا۔
"اسی لیے تو میں کہتا تھا۔ کہ تم اس کے ساتھ چلے چلو۔"
عنبر نے کہا۔
"ناگ تو جانے پر تیار تھا۔ کیٹی خود اسے ساتھ لے جانے پر تیار نہیں تھی۔ یہی کہتی رہی کہ میں بہادر لڑکی ہوں۔ اپنی حفاظت آپ کر سکتی ہوں۔"
ناگ برآمدے میں بیٹھا سرائے کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چونکہ اس نے اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈال رکھا تھا۔ اس لیے اسے دور سے کیٹی نظر آگئی۔ مگر یہ

دیکھ کر وہ اچھل پڑا کہ کیٹی عام جسمانی حالت میں نہیں تھی بلکہ اس کا جسم ایک دھندلی لہر کی طرح نظر آرہا تھا۔ ماریا بھی ناگ کو اسی طرح نظر آیا کرتی تھی۔ تو کیا کیٹی کو بھی کسی نے غائب کر دیا ہے؟ اس نے چلا کر کہا۔
"کیٹی آرہی ہے۔"
تھیوسانگ اور عنبر نے چونک کر باہر کی جانب دیکھا اور بولے۔
"ہمیں تو کیٹی کہیں دکھائی نہیں دے رہی؟ تمہیں کیسے نظر آگئی ہے؟"
اب کیٹی ان کے قریب پہنچ گئی تھی۔ عنبر نے بولا۔
"ہاں ہاں۔ اس کی خوشبو بڑی تیز ہو گئی ہے۔"
تھیوسانگ بولا۔
"مگر وہ نظر کیوں نہیں آرہی؟"
کیٹی نے کہا۔
"میں غیبی حالت میں ہوں۔ کسی کو نظر نہیں آسکتی مگر حیران ہوں کہ ناگ نے مجھے کیسے دیکھ لیا؟"
ناگ بولا۔
اس کا جواب تو میں بعد میں دوں گا۔ پہلے تو یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ یہ کیا ہو گیا ہے۔ تم پر یہ جادو کر دیا ہے کس نے کیا؟"
تھیوسانگ اور عنبر نے بھی پریشان ہو کر کیٹی سے یہی سوال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوچھا۔

کیٹی نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولی۔

"کوٹھڑی میں آؤ۔ تمہیں سارا واقعہ سناتی ہوں"

سرائے کی کوٹھڑی میں آکر کیٹی نے انہیں ساری داستان بیان کی۔ تھیوسانگ بولا۔

"ایک طرح سے تو یہ اچھا ہی ہوا کہ ہمیں کیٹی کی شکل میں ماریا مل گئی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آخر یہ حالت کب تک رہے گی تمہاری؟"

کیٹی نے کہا۔

"یہی سوچ کر تو میں خود پریشان ہوں۔ میرے جن دوست نے مجھے غائب کر کے موت کے منہ سے ——— تو بچا لیا ہے۔ مگر میں ساری زندگی غائب رہ کر نہیں گزار سکتی"

ناگ نے کہا۔

"تم ایک بار پھر چٹکی بجا کر دیکھو"

عنبر بولا۔

"ہاں ہاں۔ ناگ ٹھیک کہتا ہے۔ تم چٹکی بجاؤ۔ شاید تم پھر سے نظر آنے لگو"

کیٹی نے کہا کہ مجھے ڈر لگتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری

بار چٹکی بجانے سے میں انسان سے کوئی جانور بن جاؤں۔ مجھے اپنے جن دوست کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ اگرچہ میرا دوست ہے۔ لیکن بے حد شرارتی بھی ہے اور کبھی کبھی ایسی شرارت بھی کر دیتا ہے۔ کہ جس سے میں پریشان ہو جاتی ہوں۔ عنبر کہنے لگا۔

"تم چٹکی بجا کر تو دیکھو۔ کچھ نہیں ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ تم پھر سے نظر آنے لگو گی"

کیٹی بولی۔

"اگر تم کہتے ہو تو میں چٹکی بجا لیتی ہوں"

یہ کہہ کر کیٹی نے چٹکی بجا دی۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ کیٹی اسی طرح غائب رہی۔ اس نے کہا۔

"دیکھا کچھ نہیں ہوا۔ اب مجھے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دینا چاہیئے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"یہ تو بڑی زیادتی ہوئی ہمارے ساتھ دو سیاہ موتی بھی ہاتھ سے نکل گئے۔ ہمیں تو پیسوں کی بہت ضرورت تھی"

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! تم خزانے سے کچھ اور موتی منگوا لو بھائی آخر ہم بغیر رقم کے یہاں کب تک رہ سکیں گے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔

"مجھے اس دکاندار پر غصہ آرہا ہے جس نے کیٹی کے موتی اپنے پاس رکھ کر اسے رومن سپاہیوں کے ہاتھ گرفتار کروا دیا تھا۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"اب غصہ کرنے سے کیا ہوگا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں اپنے سیاہ موتیوں کی پوری قیمت اس بددیانت دکاندار سے وصول کروں گا۔"

پھر اس نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھے اس مکار دکاندار کا پتہ بتاؤ۔ میں اس کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ اس کے بعد وہ کسی کے ساتھ دھوکا نہیں کر سکے گا۔"

کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ میں تمہیں اس مکار دکاندار کے پاس پہنچا دوں گی مگر پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم مجھے کیسے دیکھ لیتے ہو؟ اور اگر تم مجھے دیکھ سکتے ہو تو پھر تم ماریا کو بھی دیکھ لیتے ہو گے؟"

تھیوسانگ اور عنبر نے بھی ناگ سے یہی سوال کیا اور اسے

اپنا راز ظاہر کرنے کے لیے کہا۔ ناگ ہنس کر بولا کہ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ میں نے ایک بار مست کال بوٹی کی راکھ کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگا لیا تھا۔ بس اس کے بعد سے مجھ میں یہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ میں غیبی چیزوں کو دیکھ سکتا ہوں۔

میں ماریا کو بھی دیکھ لیا کرتا تھا۔ مگر میں نے اسے بتایا نہیں تھا۔ کیونکہ میں اس کو تنگ کرنا چاہتا تھا۔

تھیوسانگ، عنبر اور کیٹی ہنسنے لگے۔ ناگ اٹھ کھڑا ہوا بولا۔

"رات زیادہ ہو گئی تو دکان بند ہو جائے گی۔ کیٹی میرے میرے ساتھ چلو۔"

کیٹی نے عنبر اور تھیوسانگ سے کہا۔

"ہم ابھی واپس آجائیں گے۔ تم فکر مت کرنا۔"

تھیوسانگ اور عنبر نے بھی کیٹی اور ناگ کو تاکید کی کہ وہ جلدی واپس آجائیں اور خواہ مخواہ کسی جھگڑے میں زیادہ نہ الجھیں۔ ناگ چونکہ کیٹی کو دیکھ سکتا تھا۔ اس لیے وہ کیٹی کے ساتھ ہی سرائے سے باہر نکل آیا۔

روم شہر کا وہ بازار جہاں ہیرے جواہرات کے سوداگر کی دکان تھی۔ آدھا نہلا تھا اور آدھی دکانیں رات ہونے کی وجہ سے بند ہو گئی تھیں۔ کیٹی ناگ کے آگے آگے چل رہی تھی۔ اسے سوائے ناگ کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو بھی وہ دُھند کی ایک لہر کی طرح دکھائی دے رہی تھی
ایک سپاہی گھوڑا دوڑاتا سامنے سے چلا آ رہا تھا۔ کیٹی سڑک
کے بیچ میں تھی۔ ناگ جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا اور بولا۔
"کیٹی! گھوڑے سے بچنا۔" سوار کیٹی کے سر پہ پہنچ گیا تھا۔ مگر
کیٹی نے بھی اِدھر اُدھر ہٹنے کی کوشش نہ کی۔ ناگ کے دیکھتے
دیکھتے کیٹی دوڑتے ہوئے گھوڑے کے بیچ میں سے ہو کر گزر
گئی۔ نہ گھوڑے کو کچھ ہوا اور نہ کیٹی کو کوئی چوٹ لگی۔ ناگ نے
اطمینان کا سانس لیا۔ اب اِسے محسوس ہوا۔ کہ کیٹی کی حالت بھی
ماریا جیسی ہی ہے۔ اور غیبی حالت میں وہ لوہے کی سلاخوں اور
جاندار چیزوں میں سے بھی آسانی سے گزر سکتی ہے۔
کیٹی نے ہنس کر کہا۔
"مجھے بڑا دلچسپ تجربہ ہو رہا ہے ناگ! کبھی کبھی
خیال آتا ہے کہ میں اِسی حالت میں باقی زندگی گزار
دوں۔"
ناگ نے کہا۔
"باتیں نہ کرو۔ لوگ آ جا رہے ہیں۔ انہیں حیرانی
ہوگی۔"
کیٹی خاموش ہو گئی۔ ناگ نے اس سے سوال کیا کہ سنار
دکاندار کی دکان کہاں ہے؟

کیٹی نے زمین سے ذرا بلند ہو کر کہا۔
"وہ رہا سامنے ہے۔ دکان کا ایک دروازہ بند ہے۔
معلوم ہوتا ہے اس نے کاروبار بند کر دیا ہے۔ مگر
دکان ابھی تک کھلی ہے۔"
ناگ نے قریب پہنچ کر دیکھا کہ دکان کا ایک پٹ
کھلا تھا۔ کیٹی نے ناگ کے قریب ہو کر آہستہ سے کہا۔
"وہ جو موٹا آدمی بیٹھا ہے۔ وہی اس دکان کا مالک
ہے۔ اور اسی نے میرے موتی چھین کر پولیس کے
حوالے کر دیئے تھے۔"
ناگ نے آہستہ سے کہا۔
"ابھی اس سے موتی وصول کرتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ دکان میں داخل ہو گیا۔ جوہری ایک
یہودی تھا۔ اور وہ دکان کے اندر چھوٹے سے تخت پر
تکیے لگائے مزے سے بیٹھا اپنے منشی کو رجسٹر پر کچھ لکھوا
رہا تھا۔ دکان میں تیسرا کوئی آدمی نہیں تھا۔ ناگ دکان میں
داخل ہوا تو یہودی دکاندار نے وہیں سے آواز دی۔
"کاروبار بند ہو چکا ہے۔ واپس چلے جاؤ۔"
ناگ اتنی دیر میں یہودی جوہری کے قریب پہنچ گیا تھا۔
اس نے غصے میں آ کر ناگ سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم احمق ہو گیا؟ میں نے کہا نہیں کہ دکان بند ہے۔
نکل جاؤ یہاں سے۔"
تاگ نے آہستہ سے کہا۔
"میں سیاہ موتی بیچنے آیا ہوں۔"
یہودی جوہری نے چونک کر تاگ کو دیکھا اور پھر منشی کو
کہ وہ چھٹی کرے۔ جب منشی چلا گیا تو یہودی جوہری نے
سے کہا۔
"دکھاؤ کہاں ہیں سیاہ موتی؟"
تاگ بولا۔
"موتی میرے گھر پر ہیں۔ مگر پہلے یہ بتاؤ کہ تم سیاہ
موتی کتنے میں خریدو گے؟"
موٹا لالچی اور مکار جوہری بولا۔
"پہلے موتی لاکر دکھاؤ۔ پھر تم سے بات ہوگی۔ میرا
وقت ضائع نہ کرو۔"
کیٹی تاگ کے پاس ہی کھڑی تھی مگر وہ یہودی جوہری
کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ تاگ بولا۔
"کیا تم نے پہلے کبھی کوئی سیاہ موتی دیکھا ہے؟"
دکاندار نے کہا۔
"میں روم کا سب سے بڑا جوہری ہوں۔ میں کئی سیاہ

موتی خرید چکا ہوں۔"
تاگ کہنے لگا۔
"اگر تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم شاہی جاسوس سے
مخبری کر کے مجھے سپاہیوں کے حوالے نہیں کرو گے
تو میں تمہیں سیاہ موتی لاکر دکھا دوں گا۔"
اب تو مکار دکاندار چونک اٹھا۔ اس نے تاگ کی طرف
غور سے دیکھا اور بولا۔
"میرا شاہی جاسوس سے کیا کام؟ میں تو کاروباری
آدمی ہوں۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ تمہیں سپاہیوں
کے حوالے کروں؟"
تاگ مسکرا دیا۔ کہنے لگا۔
"جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ آج شام
کو تمہارے پاس ایک لڑکی دو سیاہ موتی لے کر
آئی تھی اور تم نے شاہی جاسوس کو خبر کر دی اور اسے
شاہی فوج کے حوالے کر دیا تھا۔"
موٹا جوہری گھبرا سا گیا۔ تاگ نے فوراً دوسرا وار کرتے ہوئے
کہا۔
"تمہاری وجہ سے ایک بے گناہ لڑکی کی زندگی خطرے
میں پڑ گئی ہے۔ تمہیں کیوں نہ اس کی سزا دی جائے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہودی جوہری نے تکیئے کے نیچے رکھا ہوا چھوٹا سا خنجر نکال لیا اور غصّے سے کانپتی آواز میں بولا۔

"تم کون ہوتے ہو مجھے دھمکی دینے والے۔ وہ لڑکی جو سیاہ موتی میرے پاس لائی تھی وہ ایک شاہی خزانے کے موتی تھے۔ میرا فرض تھا کہ میں اس کی اطلاع بادشاہ سلامت کو کر دوں۔"

ناگ نے کہا۔

"تم نے اپنا فرض ادا کرنے کے لیے اسے سپاہیوں کے حوالے نہیں کیا تھا بلکہ انعام کے لالچ میں ایسا کیا تھا۔"

جوہری نے خنجر آگے کر دیا اور غصّے میں بولا۔

"نکل جاؤ میری دکان سے۔ تم مجھے کوئی ڈاکو معلوم ہوتے ہو۔ میں تمہیں بھی سپاہیوں کے حوالے کر دوں گا۔"

ناگ نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"تمہارا خنجر میرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ان دو سیاہ موتیوں کی جتنی رقم بنتی ہے۔ وہ اسی وقت مجھے سونے کے سکوں میں ادا کر دو۔ ورنہ تمہیں اس دھوکے بازی کی پوری سزا بھگتنی ہوگی۔"

اب تو موٹے جوہری کا غصّے سے بُرا حال ہو گیا۔ اس نے خنجر والا ہاتھ اس طرح اُٹھایا کہ جیسے وہ ناگ پر وار کرنے والا ہو کہ ناگ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا اور اس نے کیٹی سے کہا۔

"تم اسے کچھ نہ کہنا۔ میں خود نمٹ لوں گا۔"

موٹا جوہری کچھ حیران ہوا کہ ناگ نے یہ جملہ کس سے کہا تھا؟ کیٹی بولی۔

"ٹھیک ہے۔ اس بدمعاش کے لیے تم ہی کافی ہو۔"

ایک لڑکی کی آواز سُن کر موٹے جوہری کا خنجر والا ہاتھ وہیں رہ گیا۔ کیونکہ اسے لڑکی کی آواز تو سنائی دی تھی مگر اس کی شکل کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ اتنی دیر میں کیٹی نے جلدی سے آگے بڑھ کر جوہری کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا۔ اپنے ہاتھ سے خنجر نکلتا اور پھر غائب ہوتے دیکھ کر موٹے جوہری پر دہشت سی طاری ہو گئی۔ ناگ نے اس کی طرف جھک کر کہا۔

"اب بھی وقت ہے کہ دونوں سیاہ موتیوں کی رقم مجھے ادا کر دو۔ نہیں تو تمہاری خیر نہیں ہے۔"

جوہری لڑکھڑاتی زبان میں بولا۔

"تم ـــــ تم جادوگر ہو۔ تم مجھے لوٹنے آئے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"میں تو اپنی بہن کے ان دو سیاہ موتیوں کی قیمت وصول کرنے آیا ہوں جو تم نے اس سے لیکر سپاہیوں کے حوالے کر دیئے تھے۔"

موٹے جوہری کو ایک بار پھر غصہ آگیا۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

"میں شور مچا دوں گا۔ میری دکان سے نکل جاؤ۔ میں تمہیں ایک پائی بھی نہیں دے سکتا۔"

ناگ نے کہا۔

"تم کیا تمہارا باپ بھی رقم ادا کرے گا۔"

یہ کہہ کر ناگ نے اندر کو سانس کھینچا اور جب سانس باہر کو چھوڑا تو موٹے یہودی جوہری کے سامنے ناگ کی بجائے ایک سیاہ سانپ اپنا پھن اُٹھائے پھنکار رہا تھا۔ موٹا جوہری تو کھڑے کھڑے ہی پٹنے لگا اب کیٹی کی باری تھی۔ اس نے موٹے جوہری کی باہر کو نکلی ہوئی توند پر آہستہ سے مکا مارا۔ جوہری پیچھے کو دھڑام سے گر پڑا۔

کیٹی نے کہا۔

"میں ہی وہ لڑکی ہوں جو تمہارے پاس سیاہ موتی لائی تھی اور جسے تم نے شاہی سپاہیوں کے حوالے کر دیا تھا۔"

یہودی جوہری کا خوف سے رنگ سفید ہو گیا تھا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"میں موتیوں کی پوری قیمت ادا کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔"

ناگ فوراً انسانی شکل میں آگیا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کس کی آواز تھی

سیاہ موتیوں کی قیمت کئی لاکھ سونے کے سکے بنتی تھی لیکن ناگ نے دکاندار سے کہا۔

"تم ہمیں صرف ایک ہزار سونے کے سکے دے دو باقی ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں ناگ بھیّا! ہم اس سے اپنے موتیوں کی پوری قیمت وصول کریں گے۔ ہم باقی رقم غریبوں میں تقسیم کر دیں گے۔"

ناگ بولا۔

"یہ تم نے اچھا خیال سجھایا ہے مجھے۔"

پھر اس نے یہودی دکاندار سے کہا۔ کہ فوراً ایک لاکھ سونے کے سکے ادا کر دو۔

یہودی دکاندار ہاتھ باندھ کر بولا "میں تباہ ہو جاؤں گا اتنا سونا کہاں سے لاؤں گا؟" حالانکہ اس مکار آدمی کی دکان

میں اس سے بھی کئی گنا زیادہ سونا پڑا تھا۔ ناگ نے اسے معاف نہ کیا اور ایک تھیلے میں پورے ایک لاکھ سونے کے سکے رکھوا لیے۔ تھیلا بھاری ہو گیا تھا۔ ناگ نے کیٹی سے کہا۔

"اب اس تھیلے کو تم ہی اٹھاؤ گی۔"

کیٹی نے تھیلے کو اُٹھا لیا۔ تھیلا کیٹی کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر موٹا یہودی دکاندار غش کھا کر گر پڑا۔

ناگ ہنس کر بولا۔

"اسے غش کھانا ہی چاہیئے تھا۔ اس کی دہشت کا یہ ہی علاج تھا۔ آؤ کیٹی چلتے ہیں۔ واپس سرائے کی جانب۔"

اس یہودی جوہری کا منشی جس کو اس نے ناگ کے آنے پر چھٹی دے دی تھی اصل میں گیا نہیں تھا بلکہ وہیں مکان میں ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا تھا۔ اور اس نے ناگ کے سانپ میں بدلنے اور کسی غیبی عورت سے باتیں کرتے اور پھر اسے سونے کے سکوں کا تھیلا تھما کر وہاں سے نکلنے کا سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس رومن منشی کا نام بیروکس تھا۔ بیروکس ایک سوڈان کے عیار کیمیا گر یوراگی کا غلام تھا جس نے بیروکس غلام کو جوہری کی دکان پر سکندر اعظم کے خفیہ خزانے کا سراغ لگانے کے لیے نوکر کروا رکھا تھا۔ کیونکہ کیمیا گر عیار یوراگی کو معلوم ہوا تھا کہ اس جوہری کے پاس سکندر اعظم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے خزانے کے سیاہ موتی بیچنے کو آئے تھے۔ غلام بیروکس نے جب چھپ کر ناگ کو سانپ بنتے اور سکندر اعظم کے خزانے کے سیاہ موتیوں کی بات کرتے اور کسی غیبی عورت کے ساتھ سونے کا تھیلا لے کر باہر جاتے دیکھا تو اس نے ناگ کا تعاقب شروع کر دیا۔

بیروکس ایک یونانی غلام تھا۔ جو سوڈان کے عیار کیمیا گر یوراگی کے پاس نوکر تھا۔ عیار کیمیا گر یوراگی روم شہر میں سکندر اعظم کے خزانے کی تلاش میں ہی آیا تھا۔ شہر کے اندر ایک پہاڑی خانقاہ کے پاس اس نے باغ کے کنارے ایک مکان بنا لیا تھا۔ جہاں وہ رہتا تھا۔ عیار کیمیا گر یوراگی کو دولت کا لالچ تھا۔ اس کو سونا بنانے کا بھی شوق تھا۔ مگر ابھی تک وہ سونا بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ لمبی ڈاڑھی، سیاہ رنگ اور چوڑے شانوں والا مضبوط جسم کا مالک یوراگی تھوڑا تھوڑا جادو طلسم بھی جانتا تھا۔ بیروکس غلام ناگ کا تعاقب کرتے کرتے روم شہر کی سرائے میں پہنچ گیا۔ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ ناگ سرائے میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ اترا ہوا ہے۔ بیروکس راتوں رات اپنے مالک یوراگی کے مکان پر آ گیا۔

غلام بیروکس نے جب عیار کیمیا گر یوراگی کو بتایا کہ

اس نے ایک ایسے آدمی کا سراغ لگایا ہے جس کو سکندر اعظم کے خزانے کا علم ہے اور یہ آدمی انسان سے سانپ بھی بن جاتا ہے۔ تو عیار یوراگی کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہوئی۔ اس نے اپنے غلام بیروکس کو چاندی کا سکہ انعام میں دیا اور پوچھا۔

"کیا اس آدمی کو تم نے اپنی آنکھوں سے سانپ بنتے دیکھا ہے؟"

بیروکس بولا۔

"ہاں میرے مالک! میری آنکھوں کے سامنے اس نے ایک سانس بھرا اور پھر فوراً سانپ بن گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی جو نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر وہ اس آدمی سے برابر باتیں کر رہی تھی اور جب اس عورت نے سونے کے سکوں والا تھیلا اٹھایا تو تھیلا بھی غائب ہو گیا تھا۔"

عیار یوراگی یہ سن کر حیرت میں ڈوب گیا۔ پھر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس کو ایک بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔ اس نے غلام سے رک کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا یہ وہی عورت تو نہیں تھی جو جوہری کی دُکان پر خزانے کے سیاہ موتی فروخت کرنے لائی تھی؟"
غلام بولا۔

"ہاں میرے مالک! سانپ کی جون بدلنے والے آدمی نے بھی جوہری سے یہی کہا تھا کہ میرے ساتھ وہ لڑکی بھی آئی ہے جس کے سیاہ موتی چھین کر تم اِسے رومن سپاہیوں کے حوالے کر دیا تھا۔"

عیار یوراگی نے جوش اور خوشی میں اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور بولا۔

"بیروکس! تم نے جو قیمتی خبر مجھے آکر سنائی ہے وہ سکندر اعظم کے خفیہ خزانے سے کم نہیں۔ اب اس راز کو اپنے تک ہی رکھنا۔ یقین کرو۔ ہمیں اتنا بڑا خزانہ ملنے والا ہے کہ جس کے آگے سکندر اعظم کے خزانے کی کوئی حیثیت نہیں رہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہمیں اس بات کو ایک گہرے راز کی طرح اپنے سینے میں بند کر کے رکھنا ہوگا۔"

غلام بیروکس کو بھی دولت کا بے حد لالچ تھا۔ وہ عیّار یوراگی کے پاس آیا ہی اس لیے تھا کہ یوراگی سونا بنانے کی کوشش

کر رہا تھا۔ اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میرے مالک یوراگی! میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اس راز کی بھنک تک کسی کو نہیں پڑنے دوں گا۔ مجھے حکم کریں کہ اب مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

عیار یوراگی ٹہلتے ٹہلتے رُک گیا۔ پھر کمرے کے کونے میں پڑے ہوئے ایک صندوق کو کھول کر اس کے اندر سے تانبے کی ایک چھوٹی صندوقچی نکالی اور بولا۔

"ابھی بتاتا ہوں کہ تمہیں کیا کرنا ہوگا۔"

عیار یوراگی نے صندوقچی میں سے چمڑے کی ایک کتاب نکالی۔ اسے کھول کر ورق اُلٹنے لگا۔ پھر ایک ورق پر رُک کر اس نے آنکھیں جما دیں۔ اِس ورق پر اُلٹی سیدھی لکیریں پڑی ہوئی تھیں۔ عیار یوراگی نے جیب سے ایک تکونی پتری نکال کر اِن لکیروں پر رکھ دی۔ ٹین کی پتری میں چار سوراخ تھے۔ ایک سوراخ میں سے نیچے والی لکیر کو غور سے تکتے ہوئے یوراگی نے نیلے قلم سے نشان بنایا اور بیروکس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"بیروکس! ہم اپنی قسمت پر جس قدر ناز کریں کم ہے۔ ہمیں وہ طلسم مل گیا ہے۔ جس کی مدد سے ہم ساری دنیا کے مالک بن کر حکومت کر سکیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم دنیا کے سب سے بڑے شہنشاہ ہوں گے۔"

چھرا اس نے پتری جیب میں رکھی۔ کتاب کو بند کر کے صندوقچی میں اور صندوقچی صندوق میں رکھ کر تالا لگا دیا۔ وہ پہلے سے زیادہ خوش تھا اور بے چینی سے تیز تیز قدم اُٹھا کر ٹہل رہا تھا۔ اس نے بیروکس کے پاس آ کر اُس کے کاندھے ہاتھ رکھ دیا۔ اور جھک کر نازداری سے بولا۔

"بیروکس! اُن لوگوں نے تمہیں پیچھا کرتے تو نہیں دیکھا؟"

بیروکس بولا۔

"نہیں میرے آقا! ایک تو رات کا اندھیرا تھا۔ دوسرے میں اِن سے چھُپ کر پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔"

"بہت خوب" عیار یوراگی چہک کر بولا۔ "اب تم ایسا کرو گے کہ صبح پہلی فرصت میں اُسی کاروان سرائے میں جا کر معلوم کرو کہ یہ پُر اسرار لوگ وہاں کب تک رُکیں گے۔ اور کہاں سے آئے ہیں۔"

بیروکس غلام نے ایسا ہی کیا۔ دوسرا دن نکلا تو وہ ایک مزدور کا بھیس بدل کر کام کی تلاش میں کاروان سرائے میں پہنچ گیا۔ کاروان سرائے کے ایک نوکر سے مل کر اس نے ناگ عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کے بارے میں

ساری معلومات حاصل کر لیں۔ اور واپس یوراگی کو آ کر بتایا۔

"میرے مالک! ان میں سے جو آدمی سانپ بنا تھا اس کا نام ناگ ہے۔" عیار یوراگی اُچھل پڑا۔ "بالکل درست نام ہے۔ وہی نام ہے جو میری پرانی چمڑے کی کتاب میں لکھا ہے۔ دوسروں کا نام کیا کیا ہے؟"

بیروکس نے کہا۔

"ایک کا نام تھیو سانگ اور دوسرے کا نام عنبر ہے۔ ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جس کا نام سرائے کے نوکر نے کیٹی بتایا ہے۔ مگر اب وہ لڑکی انہیں سرائے میں نظر نہیں آتی۔ میرا خیال ہے کہ یہ وہی لڑکی ہے۔ جو پہلے نظر آتی تھی مگر اب کسی طلسم کی وجہ سے غائب ہو گئی ہے۔"

عیار یوراگی اِدھر اُدھر ٹہلتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ اچانک رُک کر بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لڑکی کیٹی ہی تھی جو جوہری کے پاس سکندر اعظم کا سیاہ موتی لے کر آئی تھی اور اب کسی وجہ سے وہ غائب ہو گئی ہے۔ یقیناً اس پر سکندر اعظم کے خزانے کے طلسم کا اثر پڑا ہے کیونکہ کتابوں میں لکھا ہے کہ سکندر کا خزانہ جس غار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ہے وہاں مصری جادوگروں نے ایک ایسا طلسم کر رکھا ہے۔ جو وہاں جائے گا اس پر اس کا زبردست اثر پڑے گا۔ اور وہ زندہ نہیں بچ سکے گا۔ یہ لڑکی کیٹی مری تو نہیں۔ مگر غائب ہو گئی ہے۔ اسی طلسم کی بدولت وہ قید کی کوٹھڑی سے فرار ہو گئی تھی۔"

عیار یوراگی اپنے آپ جوش میں آکر بولتا چلا جا رہا تھا۔ پھر وہ بیروکس کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"یہ لوگ سرائے میں کب تک رہیں گے اور کہاں سے آئے ہیں؟"

بیروکس غلام نے کہا۔

"میرے آقا! یہ لوگ ملک مصر سے آئے ہیں اور کچھ پتہ نہیں کہ وہاں کب تک ٹھہریں گے اور پھر وہاں سے کب کسی جانب روانہ ہو جائیں گے۔"

بیروکس نے چٹکی بجا کر اپنی لمبی ڈاڑھی کو ہاتھ سے پکڑ کر ذرا سا کھینچا اور بولا۔

"بیروکس اگر یہ سنہری موقع ہاتھ سے نکل گیا تو ہم ساری عمر ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ پھر یہ وقت ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ میں ابھی اسی وقت بھیس بدل کر سرائے کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ تم یہی میرا انتظار

کرو گے۔ میں مصر کے ایک جلا وطن کاہن کی حیثیت سے ان لوگوں کے پاس سرائے میں جا کر ملوں گا۔ یاد رکھنا کہ میں انہیں یہ بتا دوں گا کہ میں نے فرعون مصر کے ظلم کے خلاف آواز بلند کی تھی جس سے ناراض ہو کر فرعون نے مجھے جلا وطن کر دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہو گا تمہارے سامنے ہو گا۔"

عیار یوراگی تیزی تیزی سے دوسرے کمرے میں گیا۔ کچھ دیر بعد باہر نکلا تو اس کا حلیہ ایک قدیم مصری کاہن ایسا تھا۔ سر منڈا ہوا تھا۔ مونچھیں اور لمبی ڈاڑھی اسی طرح تھی۔ جسم پر ایک لمبی نیلے رنگ کی عبا پہنی ہوئی تھی گلے میں منکوں کی مالا اور ہاتھ میں ایک لوہے کی سونٹی تھی۔ اس نے غلام بیروکس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں اپنے شکار کو پھانسنے کارواں سرائے کی طرف جا رہا ہوں۔ تم وہی مشروب تیار کر رکھنا۔ جس کو میں زعفرانی قہوے کے نام سے پکاروں گا۔ تم سمجھ گئے ہو ناں؟"

غلام بیروکس نے کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں آقا! آپ بے فکر رہیں۔"

عیار یوراگی مکان سے باہر نکل کر اپنے خچر پر بیٹھا اور دم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر کی مشہور اور پرانی کاروان سرائے کی طرف روانہ ہوگیا
جہاں عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ اپنی کوٹھڑی میں بیٹھے تھے ا
نے سونے کے سکّوں میں سے ایک سو سکّے اپنے پاس ر
کر باقی سارے سکّے غریب لوگوں کی بستی میں جاکر خیر
روم میں غریب لوگ اتنی تعداد میں رہتے تھے ——
—— کہ اگر وہ دس لاکھ سونے کے سکّے بھی لاتے
وہ تھوڑے پڑتے۔ اس وقت انہوں نے صرف سونے
سو سکّے اپنے خرچ کے لیے پاس رکھ لیے تھے۔ اور
ماریا کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ ناگ کہہ رہا تھا
"میری رائے میں تو اب ہمیں یہاں سے ملک مصر
کی طرف نکل چلنا چاہیئے۔ کیونکہ یہاں ماریا کے ملنے
کی کوئی امید نہیں ہے"
تھیوسانگ کہنے لگا۔
"میرے خیال میں ہمیں دو چار دن اور انتظار کر
لینا چاہیئے"
ناگ بولا۔
"انتظار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا"
عنبر نے کہا۔
"لیکن ہم کیٹی کو بھی ماریا کی تلاش میں بھیج سکتے
ہیں۔ اس کو تو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ تو شہر کے

سارے مکانوں اور بادشاہ کے محل میں بھی جاکر ماریا کا
کھوج لگا سکتی ہے"
کیٹی کہنے لگی۔
"اچھا خیال ہے۔ میں ابھی جاکر ماریا کو ڈھونڈھتی ہوں۔
میں تو کسی بھی مکان یا محل کے کمرے میں داخل ہوسکتی
ہوں۔ مجھے تو کوئی بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ لیکن تم لوگ اسی
سرائے میں ہی رہنا"
ناگ نے کہا۔
"ایک بار پھر غور کر لو کیٹی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم
کسی مشکل میں پھنس جاؤ۔ کیونکہ تم نئی نئی غائب ہوئی
ہو۔ کہیں جذبات میں آکر کوئی غلطی نہ کر بیٹھو"
کیٹی ہنس پڑی۔
"ناگ بھیّا! بڑا افسوس ہے کہ تم اب بھی مجھے ایک
ناتجربہ کار بچی سمجھ رہے ہو۔ پھر کیا ہوا کہ میں نئی
نئی غائب ہوئی ہوں۔ مجھے اِن حالات کا سینکڑوں
برس کا تجربہ بھی تو ہے"
عنبر اور تھیوسانگ نے کیٹی کی تائید کی اور اسے جانے کی اجازت
دے دی۔ مگر ہدایت کی کہ وہ شام ہونے سے پہلے پہلے واپس
آجائے۔ کیٹی انہیں مطمئن کر کے چلی گئی۔ عنبر تھیوسانگ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ برآمدے میں مونڈھوں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک دراز قد لمبی ڈاڑھی والا اڈھیر عمر آدمی آتا دکھائی دیا جس سر منڈا ہوا تھا اور ہاتھ میں لوہے کی چھڑی تھی۔ ناگ نے سے کہا۔

"عنبر بھیّا! کیا خیال ہے اس بزرگ فقیر کے بارے میں؟"

تھیوسانگ اور عنبر دونوں اس فقیر بزرگ کی طرف دیکھنے لگے جو عیار یوراگی تھا۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے یہ مصر کا کوئی کاہن لگتا ہے۔ مگر یہ روم میں کہاں سے آگیا؟"

اتنے میں عیار یوراگی نے قریب آکر لوہے کی چھڑی والا ہاتھ بلند کیا اور قدیم مصری زبان میں ایک مذہبی اشلوک پڑھا۔ وہ قدیم مصری زبان کا ماہر تھا۔ عنبر کو اپنا بچپن کا زمانہ یاد آگیا۔ کیونکہ وہ قدیم مصر کا باشندہ تھا اور دریائے نیل کے کنارے شاہی محل کے پاس ہی اس کی پرورش ہوئی تھی۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"بزرگ! آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

عیار یوراگی نے اپنی لال لال آنکھوں سے پہلے تھیوسانگ

پھر ناگ اور عنبر کی طرف باری باری دیکھا اور کہا۔

"کیا تم ایک جلاوطن انسان دوست کاہن کو اپنے قریب بیٹھنے کی بھی پیشکش نہیں کروگے۔ میرے دوستو!"

عنبر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنا مونڈھا پیش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ آپ سے مل کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی خاص طور پر مجھے۔ کیونکہ میرا وطن بھی مصر ہی ہے۔"

عیار یوراگی نے مونڈھے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ تو بیٹا میں نے تمہاری شکل دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ تم میرے ہم وطن ہو۔ مجھے بھی تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میرا نام یوراگی ہے۔ میں آج سے سات برس پہلے مصر میں دینی رہنما تھا لیکن مصر کے بادشاہ نے رعایا پر ظلم وستم توڑنا شروع کردیا۔ میں نے اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی تو مجھے مصر سے دیس نکالا دے دیا گیا۔ تب سے میں روم میں ایک چھوٹا سا مکان بنا کر رہ رہا ہوں۔ ایک باغ ہے۔ بس اسی پر گزارہ ہوتا ہے۔"

تھیوسانگ نے پوچھا کہ آپ اِدھر کیسے تشریف لے آئے؟ اس پر عیار یوراگی مسکرایا اور تھیوسانگ کے کاندھے پر شفقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ہاتھ رکھ کر بولا۔

"بیٹا! جب کبھی میں سنتا ہوں کہ کارواں سرائے میں کوئی مصر کا آدمی آیا ہے تو میں اس سے ملنے چلا آتا ہوں مجھے اپنے وطن کے رہنے والوں سے اب بھی بہت پیار ہے۔"

ناگ کی طرف دیکھ کر عیار یوراگی کہنے لگا۔

"بیٹا! مجھے تم بھی مصر کے رہنے والے لگتے ہو۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

عنبر نے کہا۔

"محترم یوراگی! یہ ہمارا دوست ناگ ہے۔ مگر یہ مصر کا نہیں ہندوستان کا رہنے والا ہے۔ ہم یہاں سیر و سیاحت کے لیے آئے ہوئے ہیں۔"

عیار یوراگی نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ لیکن بیٹا میرے ہوتے ہوئے تمہیں اس کاروان سرائے میں رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں تمہارا ہم وطن ہوں۔ آخر میرا غریب خانہ کس کام آئے گا۔ تم لوگ ابھی میرے ساتھ چلو۔ اور مجھے اپنی خدمت کا موقع دو۔ میں اگرچہ ایک غریب راہب ہوں۔ مگر

میرا دل اپنے مصری بھائیوں اور ان کے دوستوں کے لیے بڑا کشادہ ہے۔"

کیٹی ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ اس لیے عنبر ناگ اور تھیوسانگ سرائے چھوڑ کر نہیں جا سکتے تھے۔ ویسے بھی وہ کسی کے گھر نہیں جانا چاہتے تھے۔ لیکن عیار یوراگی نے کچھ ایسے اخلاق اور محبت کا مظاہرہ کیا کہ عنبر اور ناگ مجبور ہو گئے کہ دو ایک دنوں کے لیے یوراگی کاہن کی میزبانی قبول کر لیں۔

عنبر بولا۔

"اگر آپ بہت مجبور کرتے ہیں تو ہم دو ایک دن کے لیے آپ کے ہاں چلے چلتے ہیں۔ مگر ہم آپ کو زیادہ تکلیف نہیں دیں گے۔"

عیار یوراگی نے عنبر کے سر پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"میرے بچے! مجھے تو تم اور تمہارے دوستوں کو اپنے گھر میں دیکھ کر اور تمہاری خدمت کر کے بڑی خوشی ہوگی آؤ میرے ساتھ۔"

عیار یوراگی کو معلوم تھا کہ ان کے ساتھ ایک غیبی لڑکی بھی ہے۔ جو ان کے ساتھ ہی اس کے گھر میں آئے گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ اور تھیوسانگ مجبور ہو گئے۔ ناگ نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! تم بعد میں آجانا"

عیار یوراگی نے پوچھا کہ تھیوسانگ ساتھ کیوں نہیں چلے گا تھیوسانگ بولا کہ دراصل میں نے ایک آدمی کو اپنے لیے کچھ چیزیں لینے بازار بھیجا ہے جو کچھ دیر بعد آئے گا۔ آپ مجھے اپنے گھر کا پتہ بتا دیں۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ عیار یوراگی کو تھیوسانگ سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ اسے صرف ناگ سے دلچسپی تھی جو کہ انسان سے سانپ بن جانے کی اہلیت رکھتا تھا۔ اس نے تھیوسانگ کو اپنے گھر کا پتہ بتایا اور کہا کہ شہر کے دروازے سے بائیں جانب تھوڑی دور جانے کے بعد انجیروں کا ایک باغ آئے گا۔ اس کے کنارے سفید چھوٹا سا مکان بنا ہوا ہے بس وہی میرا غریب خانہ ہے۔ تھیوسانگ نے عنبر اور ناگ سے کہا کہ تم لوگ وہاں چلے چلو۔ میں تھوڑی دیر بعد آجاؤں گا۔ چنانچہ عنبر اور ناگ وہاں سے عیار یوراگی کے ہمراہ اس کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔

عیار یوراگی اب بھی یہی سمجھے ہوئے تھا کہ غیبی عورت کیٹی ان کے ساتھ ساتھ ہی چل رہی ہے۔ یوراگی انہیں لے کر انہیں اپنے مکان میں داخل ہوا تو غلام نیرو کس نے جھک کر

سلام کیا۔ اور مہمانوں یعنی عنبر اور ناگ کے گلے میں سرخ گلاب کے پھولوں کے ہار ڈالے۔ عیار یوراگی نے ان کے لیے ہرن کا گوشت اور چاول پکوائے۔ سنگتروں کا رس بھی نکلوا کر ناگ عنبر کو پیش کیا۔ عنبر اور ناگ خوش تھے کہ سرائے کی بک بک سے تھوڑی دیر کے لیے نجات ملی۔ وہ انجیر کے باغ میں ایک سنگ مرمر کے تخت پر آکر بیٹھ گئے۔ عیار یوراگی بولا۔

"آپ لوگ یہاں آرام کریں۔ میں نوکر کو آپ کے لیے کھانا تیار کرنے کی کچھ ہدایات دے آؤں"

عیار یوراگی یہ کہہ کر مکان کی طرف چلا گیا۔ ناگ نے عنبر سے کہا۔

"اگرچہ یہ آدمی بڑا با اخلاق ہے اور ہمیں یہاں آرام بھی بہت مل سکتا ہے۔ لیکن ہم یہاں دو ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے"

عنبر نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ ٹھیک ہے۔ ہم کل یہاں سے واپس سرائے میں چلے جائیں گے۔ جا تو اس وقت بھی سکتے ہیں لیکن اس طرح سے اس نیک دل کاہن کا دل ٹوٹ جائے گا"

ناگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں ہم آج کی رات اور کل کا دن یہاں رُک جاتے ہیں۔ ابھی تھیوسانگ کو بھی آنا ہے۔ وہ تو کیٹی کے ساتھ ہی آئے گا۔"

دوپہر کے وقت تھیوسانگ بھی آگیا۔ عنبر کو تھیوسانگ کے ساتھ ہی کیٹی کی خوشبو بھی آنے لگی۔ ناگ نے تو کیٹی کو تھیوسانگ کے ساتھ ہی دیکھ لیا تھا۔ کیٹی اسے ایک دُھندلی لہر کی طرح نظر آرہی تھی۔ تھیوسانگ باغ میں آیا۔ اور عنبر ناگ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ ناگ نے کہا "کیٹی بہن! تم حیران ضرور ہوگی مگر یہ یوراگی کا ہی گھر ہے۔ امید ہے تھیوسانگ نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہوگا" کیٹی نے آہستہ سے کہا "ہاں! مجھے تھیوسانگ نے بتا دیا تھا کہ تم لوگ یوراگی نام کے ایک مصری کاہن کے ہاں چلے آئے ہو۔ لیکن یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی بھلا؟" عنبر نے کہا۔

"یوراگی چونکہ میرا ہم وطن ہے۔ اس لیے میں نے اس کا دل توڑنا مناسب نہیں سمجھا وہ ایک نیک دل شریف آدمی ہے۔ اور پھر ہم کل یہاں سے واپس اپنی سرائے میں چلے جائیں گے۔"

ناگ نے کیٹی سے ماریا کے بارے میں پوچھا تو وہ بولی "تقریباً شہر کے ایک پورے علاقے کے مکانوں کو چھان کر آرہی ہوں۔ مجھے ماریا کا کہیں بھی سراغ

نہیں ملا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس کی خوشبو بھی تو اس شہر سے نہیں آرہی" عنبر نے کہا۔

"ماریا کی خوشبو تو کسی طلسم کی وجہ سے بھی رُک سکتی ہے۔ بہرحال کیٹی بہن! تم کل شہر کے دوسرے علاقے میں کھوج لگانے کی کوشش کرنا۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"میں آج شام شاہی محل میں جانے کا سوچ رہی ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے ماریا وہاں کسی شکل میں موجود ہو" ناگ نے اپنے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"خدا کرے کہ وہاں موجود ہو ماریا۔"

سامنے سے انہیں یوراگی آتا دکھائی دیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں ایک طشت اُٹھا رکھا تھا۔ جس میں سُرخ سُرخ سیب اور پکی ہوئی انجیریں رکھی تھیں۔ اس نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بیٹا تمہیں مکان تلاش کرنے میں کوئی دقت تو نہیں ہوئی؟" تھیوسانگ بولا "جی نہیں۔ مکان مجھے آسانی سے مل گیا تھا۔" عیار یوراگی نے پھلوں والا ٹرے ان کے درمیان رکھ کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ میرے باغ کے سیب اور انجیریں ہیں۔ تم
اسے پسند کروگے۔ کھانے سے پہلے ان کو تم
پسند کروگے۔"

عنبر ناگ اور تھیوسانگ پھل اُٹھا کر کھانے لگے۔ عیار یوراگی تھیوسانگ کے آنے سے سمجھ گیا تھا کہ وہ غیبی لڑکی کیٹی کو ساتھ لے کر آیا ہے۔ یوراگی کو کیٹی نظر تو نہیں آ رہی تھی لیکن وہ چوکس ضرور ہو گیا تھا کہ شاید اِسے غیبی لڑکی کی آہٹ ہی سنائی دے جائے یا پھر وہ کوئی بات ہی کرے۔ یوراگی ناگ سے گفتگو کر رہا تھا۔ اُس کی نظر پھلوں والے ٹوکرے پر بھی تھی۔ اچانک اس نے ٹوکرے میں سے ایک سیب کو ذرا سا اوپر اٹھ کر غائب ہوتے دیکھا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ غیبی لڑکی وہاں موجود ہے۔ اور یہ سیب اُسی نے ٹوکرے میں سے اُٹھایا ہے جو اس کے اُٹھانے سے غائب ہو گیا ہے۔ عیار یوراگی اب محتاط ہو گیا۔ ایک بات صاف ظاہر تھی کہ اگر وہ اِن لوگوں کو خاص مشروب پلا کر بے ہوش کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ غیبی لڑکی کیٹی وہ مشروب نہ پینے کی وجہ سے وہاں پر ہوش کی حالت میں موجود رہے گی اور یہ ساری کاروائی دیکھ لے گی اور وہ یوراگی اور اس کے غلام بیروکس پر حملہ کر

کے انہیں شدید نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔ یوراگی نے سوچا کہ اگر میں کسی طرح غیبی لڑکی کیٹی کو بھی بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو اپنے منصوبے میں کامیاب ہو سکتا ہوں۔ سوال یہ تھا کہ غیبی لڑکی کو وہ مشروب کس طرح پینے کے لیے کہہ سکتا تھا۔

اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد عیار یوراگی کھانے کی نگرانی کرنے کے لیے مکان کے اندر چلا گیا۔ اس کے غلام بیروکس نے بے ہوش کر دینے والا مشروب تیار کر رکھا تھا۔ یوراگی نے اِسے کہا۔

"غیبی لڑکی کیٹی بھی اب آ گئی ہے۔ عام حالات میں کیٹی یہ مشروب نہیں پیئے گی۔ اور اگر وہ ہوش میں رہتی ہے اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ تو ہم اپنا مقصد پورا نہ کر سکیں گے۔ وہ ہم پر حملہ کر کے ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

عیار یوراگی اِدھر اُدھر ٹہلتے ہوئے سوچنے لگا۔ غلام بیروکس نے کہا۔

"آقا! اس کی ایک ترکیب ہے۔"

"وہ کیا؟" عیار یوراگی نے اپنے غلام کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا۔ غلام بیروکس نے جب یوراگی کو ترکیب بتائی تو وہ خوشی سے اُچھل پڑا۔

غلام نے واقعی بڑے کمال کی ترکیب بتائی تھی۔ یوراگی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے غلام کو سینے سے لگا لیا اور کہا۔ "تم نے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ اب جلدی سے کھانا تیار کر کے لے آؤ۔ اور انگور کا مشروب بھی ساتھ لانا۔ ہاں ایک گلاس فالتو رکھنا ٹرے میں" غلام نے سر جھکا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا میرے آقا"

کھانا باہر باغ میں ہی سنگ مرمر کے تخت پہ دسترخوان پر لگا دیا گیا۔ عنبر ناگ، تھیوسانگ، یوراگی وہیں بیٹھے تھے غلام بیروکس نے کھانے کی لذیز ڈشیں بڑے قرینے سے سجا دی تھیں۔ یوراگی بولا۔

"یہ سارا کھانا میرے غلام نے تیار کیا ہے۔ یہ ملک یونان کا رہنے والا ہے اور بڑا عمدہ کھانا پکاتا ہے۔ آپ یقیناً اس کھانے کو پسند کریں گے"

"عنبر بولا۔

"آپ نے خوامخواہ بڑا تکلف کیا ہے محترم"

عیار یوراگی مسکراتے ہوئے کہنے لگا "تکلف کی کیا بات ہے بیٹا۔ اپنے ہم وطنوں کی خدمت کرنا تو میرا فرض ہے۔ اس سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ میں تو تم سب دوستوں کا شکر گزار ہوں کہ تم لوگوں نے مجھے خدمت کا موقع دیا" انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔ عیار یوراگی کی نگاہیں کھانے کی پلیٹوں کا

گہری نظر سے جائزہ لے رہی تھیں۔ اِسے معلوم تھا کہ غیبی لڑکی کیٹی بھی وہاں پہ موجود ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ تھا کہ کبھی کبھی کسی پلیٹ سے اچانک کوئی گوشت کی بوٹی یا چاول غائب ہو جاتے تھے۔ یہ غیبی لڑکی کیٹی کھا رہی تھی۔ اتنے میں غلام بیروکس انگور کا خاص مشروب لے آیا۔

اس نے انگور کے مشروب کا جگ اور چھ سات خالی گلاس دسترخوان پر لا کر رکھ دیئے۔ یوراگی نے خود گلاسوں میں انگور کا مشروب ڈالا اور بولا۔

"میرے بچو! یہ نیلے انگور کا مشروب ہے۔ یہ انگور میرے اپنے باغ کے ہیں۔ ان کی خاص بات یہ ہے کہ اگر یہ مشروب پینے کے بعد کوئی آدمی یا عورت یا بچہ اپنی کسی بھی خواہش کا اظہار کرے تو دیوتا اسے پوری کر دیتے ہیں۔ کیونکہ کتابوں میں لکھا ہے کہ نیلے انگور کا مشروب دیوتاؤں کا پسندیدہ مشروب ہے"

ناگ ہنسنے لگا۔

"بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے"

یوراگی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے بیٹے! تم بھی ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے اس کا تجربہ دیکھا ہے۔ ایک لڑکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے پاس مہمان بن کر آئی تھی۔ اس نے یہ مشروب پینے کے بعد خواہش کی کہ دیوتا اس کے بھائی کو جو بیمار ہے۔ اچھا کر دیں۔ تم یہ سن کر حیران ہو گے کہ جب وہ گھر گئی تو اس کا بیمار بھائی صحت مند ہو چکا تھا۔"

عنبر اور تھیوساگ ہنسنے لگے۔ عنبر بولا۔" پھر تو میں یہ مشروب ضرور پیوں گا۔ اور خواہش کروں گا کہ میری بہن جو بچپن میں مجھ سے جدا ہو گئی ہے مجھے مل جائے۔" یوراگی نے اس کی طرف گلاس بڑھا کر کہا۔

"ضرور۔ ضرور پیو میرے بیٹے!"

میار یوراگی خود یہ مشروب نہیں پینا چاہتا تھا۔ مگر اس کے لیے وہاں سب کے سامنے مشروب پینا ضروری ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کا علاج اس نے یہ کیا تھا کہ اپنے خاص کمرے میں جا کر ایک سفید رنگ کی دوائی حلق میں انڈیل لی تھی۔ جو اس مشروب کے خطرناک اثر کو ضائع کر دیتی تھی۔ چنانچہ میار یوراگی نے ان کے سامنے سب سے پہلے خود مشروب کا گلاس پی لیا۔ اب تاگ عنبر اور تھیوساگ نے بھی گلاس منہ سے لگا لئے۔ میار یوراگی اس انتظار میں تھا کہ غیبی لڑکی کب مشروب پی کر گرتی ہے۔ اس کو معلوم تھا کہ وہیں موجود ہے اور مشروب پینے کے ایک منٹ بعد وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گی۔ اور اسے

یا تو کیٹی کے گرنے کی آواز آئے گی اور یا وہ عنبر تاگ تھیوساگ کو بے اختیار آواز دے گی کہ مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف کیٹی نے جب یہ سنا کہ اس نیلے انگور کے مشروب کے پینے سے آدمی جو خواہش کرے پوری ہو جاتی ہے تو اس نے سوچا کہ چلو مشروب پی کر خواہش کر لینے میں کیا حرج ہے۔ وہ دیوتاؤں سے ایک ہی خواہش کا اظہار کرنا چاہتی تھی کہ وہ پھر سے نظر آنے لگے۔ اور غیبی حالت کی مصیبت سے اسے چھٹکارا مل جائے۔

چنانچہ کیٹی نے بھی گلاس اٹھا لیا۔ میار یوراگی کی نظریں گلاسوں پر برابر لگی ہوئی تھیں۔ اس نے اچانک ایک گلاس غائب ہوتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ گلاس غیبی لڑکی نے اٹھایا ہے۔ کیٹی انگور کے مشروب کو غٹا غٹ پی گئی۔ چونکہ یوراگی ان کے درمیان دسترخوان پر ہی بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اس لیے کیٹی بول نہیں رہی تھی۔ مشروب پینے کے چند سیکنڈ بعد ہی کیٹی کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا۔ وہ اٹھ کر قریب ہی ٹہلنے لگی۔ ٹہلنے سے دوا کا اثر تیز ہو گیا۔ اور وہ نیچے گرنے لگی۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"عنبر! میں گر رہی ہوں!"

یہ آواز سب سے پہلے یوراگی نے سنی۔ وہ اسی آواز

COURTESY OF FBOOKSFREE.PK

کے انتظار میں تھا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر جھوٹ
موٹ حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "یہ کس کی آواز تھی
عنبر ناگ اور تھیوسانگ نے کیٹی کی آواز سنی تو پریشان ہو کر اِ
اُدھر دیکھنے لگے۔ ناگ نے کیٹی کی دُھندلی سی جسم کی لہ
زمین پر گرتے دیکھا۔ تو اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر اس کا اپنا سر بُر
طرح چکرا رہا تھا۔ وہ بھی دھڑام سے گر پڑا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

[illegible] قبر کے اندر

عنبر اور تھیوسانگ اس کی طرف لپکے۔
وہ سب سمجھ گئے تھے کہ اِن کے ساتھ دھوکہ ہوا
ہے۔ اور انہیں کسی جال میں الجھایا گیا ہے۔ مگر اب دیر
ہو چکی تھی۔ مشروب میں جو دوائی ملائی گئی تھی اس نے
ایک منٹ کے بعد اپنا اثر دکھا دیا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ
بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یوراگی نے چلا کر کہا۔
"بیروکس! یہاں ایک غیبی لڑکی بھی بے ہوش ہو
کر گری پڑی ہے۔ اِن میں سے ناگ کو اُٹھا کر
اندر لے چلو"
غلام نے فوراً ناگ کو اُٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور مکان کی
کوٹھڑی میں لے جا کر بند کر دیا۔ عیار یوراگی وہیں کھڑا تھا۔
اس نے غلام سے کہا۔
"تھیوسانگ اور عنبر کو گھوڑے پر لاد کر جنگل میں لے
جا کر باہر دریا میں پھینک دو۔ جلدی کرو۔ انہیں بوروں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM OFBOOKSFREE.PK

میں بند کر کے لے جانا ہے۔

غلام نے جلدی سے مکان کے اندر سے دو بوریاں نکا
کر باری باری اِن میں تھیوسانگ اور عنبر کو بند کر دیا۔ پھر با
کے ایک درخت تلے کھڑے گھوڑے پر ان بوریوں کو لاد ا
دوسرے گھوڑے پر بیٹھ کر دریا والے جنگل کی طرف رو
ہو گیا۔ عیار یوراگی جھک کر غور سے دسترخوان کو تکنے لگا۔ یہا
کسی جگہ غیبی لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ وہ اس لڑکی یعنی کیٹی
کو بھی کسی طرح اپنے طلسم میں جکڑ لینا چاہتا تھا۔ وہ لپک کر
اپنے خاص کمرے میں گیا۔ چمڑے کی پرانی کتاب نکالی اور
اس کے ورق الٹنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ مشروب کی دوائی کا اثر
بارہ گھنٹے تک رہے گا۔ یعنی عنبر ناگ تھیوسانگ اور غیبی لڑکی
کیٹی بارہ گھنٹے تک بالکل بے ہوش رہیں گے۔ عیار یوراگی اس
طلسمی کتاب کو جگہ جگہ سے پڑھ رہا تھا۔ آخر ایک جگہ اسے
اپنے مطلب کا طلسم مل گیا۔ ایک ورق پر کونے میں قدیم مصر
زبان میں لکھا تھا "جو کوئی اس طلسمی منتر کو سو بار پڑھ کر سادہ
پانی پر پھونکے اور پھر اس پانی میں سلائی ڈبو کر اپنی آنکھوں
گا تو اسے غیبی چیزیں نظر آنے لگیں گی۔"

مکار یوراگی خوشی سے اُچھل پڑا۔ اس نے فوراً پیالی میں سادہ
پانی ڈالا۔ اور اس کے سامنے بیٹھ کر قدیم طلسمی منتر پڑھنا شروع

یا۔ جب وہ سو بار منتر پڑھ چکا تو پیالی کے پانی میں پھونک
ں۔ اور لکڑی کی سلائی اس پانی میں ڈبو کر اپنی دونوں آنکھوں
لگالی۔ وہاں کوئی غیبی چیز نہیں تھی جو اِسے نظر آتی۔
بھاگ کر باغ میں اِس جگہ آگیا جہاں سنگ مرمر کے تخت
کھانے کا دسترخوان لگا ہوا تھا۔ اس نے جونہی دسترخوان کی
طرف دیکھا تو اِسے ایک سنہری بالوں والی خوب صورت
کی سیاہ لباس میں ملبوس بے ہوش پڑی نظر آئی۔ یوراگی
خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ طلسمی منتر نے کمال کر دکھایا تھا۔
غیبی لڑکی کو اپنے سامنے سنگ مرمر کے تخت پر بے ہوش
ا دیکھ رہا تھا۔ اس نے جھک کر کیٹی کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ اِسے
س کے بازو کا لمس باقاعدہ محسوس ہوا لیکن بازو کی سختی محسوس
ں ہو رہی تھی۔ کیٹی واقعی غائب تھی۔ اتنے میں غلام بیروکس
ی گھوڑے پر سوار آگیا۔ گھوڑوں کو درخت کے نیچے کھڑا
کر کے وہ اپنے آقا کے پاس آیا اور اِسے تخت پر جھکا ہوا دیکھ
کر بولا۔

"آقا! آپ یہاں کیا دیکھ رہے ہیں؟"

عیار یوراگی نے چمکتی آنکھیں اُٹھا کر کہا۔

"جو میں دیکھ رہا ہوں اگر تم دیکھ لو تو تمہیں اپنی آنکھوں
پر کبھی یقین نہ آئے۔ میں غیبی لڑکی کیٹی کو دیکھ رہا ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ دیکھو۔ یہ اس کے بازو ہیں۔ یہ اس کی گردن ہے۔ یہ اس کے نیلے بال ہیں۔ اس نے سیاہ چست لباس پہن رکھا ہے۔"

غلام بیروکس کو معلوم تھا کہ اس کا مالک طلسم بھی جانتا ہے۔ اسے یقین آگیا۔

اس نے کہا۔

"آقا! ان دونوں کو تو میں جنگل کے پاس دریا میں پھینک آیا ہوں۔ اب تک دریا کی تیز موجیں انہیں کہاں سے کہاں لے گئی ہوں گی۔ لیکن اس غیبی لڑکی کا ہم کیا کریں؟" حیا دیوداگی اٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔

"بیروکس! ہم اسے بھی بوری میں بند کرکے دریا میں پھینک دیں گے۔ کیونکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کی یعنی گ کی ضرورت تھی۔ وہ اس وقت میرے کمرے میں بے ہوش پڑا ہے۔ میں اسے بوری میں ڈالتا ہوں۔ تم اسے بھی جنگل میں لے جاکر دریا برد کر دینا۔"

"جو حکم آقا۔" بیروکس نے سر جھکا کر کہا۔

غلام مکان کے اندر سے ایک اور خالی بوری لے آیا۔ یوداگی نے خود کیٹی کو بوری میں ڈالا۔ اسے ایک عجیب عجیب

بوری میں ڈالتے ہوئے ایک انوکھا تجربہ ہو رہا تھا۔ وہ جسم کے صرف لمس کو محسوس کر رہا تھا۔ جسم کی سختی اسے بالکل محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ نیم گرم ریشمی لباس کو جو بہت ہی ہلکا پھلکا ہے بوری میں ڈال رہا ہے۔ جب اس نے بوری بند کرکے اٹھائی تو بوری کا کوئی وزن نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے اگر کیٹی ہوش میں ہوتی تو یہ بوری بھی غائب ہوگئی ہوتی۔ لیکن وہ بے ہوش تھی۔ اس لیے بوری غائب نہیں ہوئی تھی۔ بوری کا وزن کچھ بھی نہیں تھا۔ یوداگی نے غلام سے کہا۔

"یہ بوری بھی دریا میں پھینک آؤ۔"

غلام بیروکس نے بوری کو اٹھایا تو بس اس کا وزن اتنا ہی تھا جتنا کہ ایک خالی بوری کا ہوتا ہے۔ اس نے کہا۔

"آقا! کیا آپ کو یقین ہے کہ اس کے اندر غیبی لڑکی بند ہے۔ کیونکہ مجھے تو یہ خالی نظر آرہی ہے۔"

یوداگی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اگر تم اسے میری آنکھوں سے دیکھ سکتے تو تمہیں اس کے اندر ایک سنہری بالوں والی خوب صورت لڑکی بے ہوش پڑی دکھائی دیتی۔ اب فوراً اسے یہاں سے لے جاکر دریا برد کر دو۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

غلام نے بوری گھوڑے کے آگے رکھی۔ اور اس گھوڑے پر خود بھی بیٹھ گیا اور ایڑ لگا کر باغ سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد یوراگی اس کمرے میں آگیا جہاں ناگ چارپائی پر بے ہوش پڑا تھا۔ عیار یوراگی کو سب معلوم تھا کہ اب اسے ناگ پر کس قسم کا طلسم کرنا ہے اور نہ اس طلسم سے اس نے کیا طاقت حاصل کرنی ہے۔ اس نے اپنا طلسمی عمل شروع کرنے سے پہلے ناگ کے سر کے سامنے بال چھری سے کاٹ کر ایک پیالے میں ڈال کر ان کو آگ لگا دی۔ ناگ کے سر کے بال جب جل کر راکھ ہو گئے۔ تو یوراگی نے وہ راکھ نکال کر ایک کاغذ پہ ڈال کر اپنے سامنے رکھ لی۔ پھر اس نے تیل کا دیا جلایا اور اس کے آگے بیٹھ کر طلسمی منتروں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ جب غلام بیروکس کیٹی کی بوری کو دریا میں پھینکنے کے بعد واپس آیا تو اسے مکان کے اندر یوراگی کے کمرے سے اس کے منتر پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کا مالک طلسم کر رہا ہے۔ وہ دسترخوان پہ سے برتن اٹھا کر باورچی خانے میں لے گیا۔ کھانے لگا۔ یوراگی ایک گھنٹے تک طلسمی منتر پڑھتا رہا۔ اس کے بعد جب منتروں کے جاپ کا عمل ختم ہو گیا تو اس نے ناگ کے جلے ہوئے بالوں کی راکھ پر دس مرتبہ آہستہ سے پھونک ماری اور پھر راکھ

سی پڑیا بنا کر اسے پہلے سے تیار چمڑے کے ایک چھوٹے تعویذ میں اچھی طرح سے بند کر کے اس کا تعویذ بنایا اور نے بازو کے ساتھ باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے ایک کھ بند کر کے ناگ کی چارپائی کے گرد پندرہ چکر لگائے اور ں کے سرہانے کی جانب کھڑا ہو کر بولا۔

"سامری! سامری! سامری! میں نے تیرا عمل پورا کر دیا۔ اب تو اس تعویذ کو حکم دے کہ یہ اپنا عمل شروع کر دے۔ سامری! سامری! سامری!"

یہ جملہ عیار یوراگی نے سات مرتبہ دہرایا۔ اس کے بعد راگی ایک منٹ کے لیے آنکھیں بند کر کے کھڑا رہا۔ اب ں کے چہرے پر عجیب وحشیانہ چمک تھی۔ طلسم کا عمل مکمل کو چکا تھا۔ اب اس نے تعویذ کو آزمانا تھا۔ یوراگی نے دونوں بازو پھیلا دیئے اور آہستہ سے کہا۔

"سامری! مجھے ناگ کی شکل عطا کر۔"

دوسرے ہی لمحے عیار یوراگی کی شکل ناگ کی شکل میں بدل چکی تھی۔ اس میں اور ناگ میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ ایک ناگ چارپائی پہ بے ہوش پڑا ہے۔ اور ایک ناگ ہوش کی حالت میں چارپائی کے سرہانے کھڑا ہے۔ یوراگی خوشی سے بے اختیار ہنس پڑا اور ہاتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوڑ کر بولا۔

"سامری! سامری! سامری! میں تیرا غلام تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب مجھے یہاں کے سب سے امیر سوداگر اینڈریاکس کی شکل عطا کر"

دوسرے لمحے یوراگی ناگ کی شکل بدل کر روم کے سب سے امیر سوداگر اینڈریاکس کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ یوراگی نے پھر آنکھیں بند کر کے کہا۔

"سامری! سامری! سامری! میری شکل روم کے بادشاہ کی ملکہ کی شکل میں تبدیل کر دے"

فوراً ہی یوراگی کی شکل روم کے بادشاہ کی ملکہ کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ کوٹھڑی میں اب روم کی حسین ملکہ عالی شان لباس اور قیمتی جواہرات پہنے کھڑی تھی۔ عین اس وقت غلام نے باہر سے دروازے پر دستک دی اور کہا۔

"میرے آقا! کیا میں اندر آجاؤں؟"

غلام کو اندر سے کسی عورت کی آواز سنائی دی تو وہ ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا۔ تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ کہ کمرے میں چارپائی پر ناگ تو بے ہوش پڑا تھا۔ لیکن اس کے سرہانے دیئے کی روشنی میں ایک ملکہ نہایت بیش قیمت شاہی لباس پہنے سر پر تاج رکھے

کھڑی اِسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ غلام بیروکس باہر جانے لگا تو یوراگی نے کہا۔

"بیروکس! میں اس وقت ملکہ روم کی شکل میں ہوں تم دیکھ رہے ہو کہ مجھ میں اور ملکہ روم میں ایک ذرّے جتنا بھی فرق نہیں ہے۔ لیکن اصل میں ملکہ روم نہیں بلکہ تمہارا آقا یوراگی ہوں۔ یہ دیکھو۔ میں اپنی اصلی حالت میں واپس آرہا ہوں"

یوراگی نے دل میں سامری کا طلسمی جملہ دہرایا اور دوسرے لمحے غلام بیروکس کے سامنے اس کا مالک یوراگی اپنے کپڑوں اور لمبی ڈاڑھی کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ غلام کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ یوراگی اسے لے کر کمرے سے باہر آگیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور بولا۔

"بیروکس! یہ وہ راز ہے جو اب تک میرے سوا صرف تم ہی جانتے ہو۔ تمہارے سوا اس کی کسی کو خبر نہیں ہے۔ تم نے میری طاقت کو خود دیکھ لیا ہے کہ میں جس شکل میں چاہوں اپنے آپ کو بدل سکتا ہوں۔ میں سانپ بن کر تمہیں جہاں بھی تم ہو گے آکر ہلاک کر دوں گا۔ لو میرا سانپ کا روپ بھی دیکھ لو"

اتنا کہہ کر یوراگی نے دل میں سامری کا جملہ دہرایا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسرے لمحے غلام بیروکس کے سامنے آقا تو غائب تھا لیکن اس کی جگہ ایک سیاہ سانپ پھن اٹھائے جھوم رہا تھا۔ غلام سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔ فوراً ہی یوراگی اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم نے اپنی آنکھوں سے مجھے سانپ بنتے اور سانپ سے پھر انسان بنتے دیکھ لیا ہے۔ وعدہ کرو کہ تم میرا راز کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ اور ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے۔ تمہارا اسی میں فائدہ ہے۔ ورنہ تمہیں موت کے گھاٹ اتارنا میرے لیے کوئی مشکل بات نہیں ہے۔"

غلام نے سر جھکا دیا اور بولا۔

"میرے آقا! میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے طلسمی راز کو میں ہمیشہ اپنے سینے سے لگا کر رکھوں گا۔ مر جاؤں گا لیکن یہ راز کسی کو نہیں بتاؤں گا۔"

"شاباش" یوراگی نے کہا۔ "تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسی میں تمہاری بھلائی اور خیریت ہے۔" غلام بیروکس نے پوچھا کہ میرے آقا! ناگ جو اندر بے ہوش پڑا ہے کیا اسے بھی لے جا کر دریا میں پھینک آؤں۔" یوراگی نے اپنی لمبی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

"یہ خطرہ میں کبھی مول نہیں لے سکتا۔ ناگ کو میں ایک

ایسی جگہ پھینکوں گا۔ جہاں سے وہ ساری زندگی باہر نہیں نکل سکے گا۔ اسے بوری میں ڈال کر میرے ساتھ آؤ ہم روم کے پرانے قبرستان میں لے جا کر ناگ کو کسی پرانی قبر میں دفن کر دیں گے۔"

غلام نے کہا۔

"لیکن آقا! ہوش آنے کے بعد تو وہ قبر سے باہر نکل آئے گا۔"

یوراگی بولا۔

"اس کا علاج بھی میرے پاس موجود ہے۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر یوراگی دوبارہ اس کمرے میں چلا گیا۔ جہاں ناگ چارپائی پر بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے سر کے سارے بال اتر چکے تھے۔ یوراگی نے الماری میں سے ایک نیلے رنگ کی بوتل نکالی۔ اس میں کوئی تیل بھرا ہوا تھا۔ یوراگی نے بوتل کو کھولا اور سارے کا سارا تیل ناگ کے جسم پر اس طرح انڈھیل دیا کہ اس کا سارا جسم تیل سے بھر گیا۔ بوتل الماری میں رکھ کر یوراگی باہر آیا اور غلام بیروکس کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"میں نے ناگ کے جسم کو ایک ایسے طلسمی تیل میں شرابور کر دیا ہے کہ اب وہ ایک ہزار سال تک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی ہوش میں نہیں آسکے گا۔ اس کا جسم اسی حالت
میں قبر کے اندر پڑا رہے گا۔ اِسے بوری میں
ڈال کر باہر لے آؤ۔"

غلام بیروکس نے اندر جاکر ناگ کو ایک بوری میں بند کردیا
پھر اِسے کاندھے پر ڈال کر باہر لے آیا۔ دونوں آقا اور غلام
مکان کو تالا لگا کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر کے پرانے
قبرستان کی طرف روانہ ہوگئے۔ ناگ جس بورے میں بند
تھا۔ وہ تیسرے گھوڑے پر رکھا ہوا تھا۔ قبرستان شہر کے
جنوب کی جانب دریا کے پار تھا۔ دریا شہر کے درمیان میں
سے ہوکر گزرتا تھا۔ دن ڈھلنے لگا تھا۔ بادلوں کی وجہ سے
موسم سرد ہو رہا تھا اور دن کی روشنی بھی دُھندلی
دُھندلی تھی۔ قبرستان شہر سے باہر ایک ویران جگہ پر بنا ہوا
تھا۔ اس کے اِردگرد ایک پتھریلی چار دیواری تھی۔ جو کئی جگہ سے
ڈھے گئی تھی۔ قبرستان کے اندر ساپڑیس کے اونچے اونچے
گھنے درختوں کے نیچے سینکڑوں برس پرانی ٹوٹی پھوٹی قبریں
جگہ جگہ بکھری ہوئی تھیں۔ بیروکس نے اپنے آقا کی ہدایت کے
مطابق ایک بیلچہ اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ قبرستان خالی اور سنسان
تھا۔ ایک پرانی قبر کے پاس آکر وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔
یوراگی نے قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس قبر کو کھود ڈالو۔ یہی قبر ناگ کے لیے ٹھیک
رہے گی۔"

غلام بیروکس نے پرانی قبر کی مٹی اور پتھر اِدھر اُدھر ہٹاکر
کر اِسے کھودنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اندر ایک
خستہ تابوت دکھائی دیا جس میں انسانی جسم کی بوسیدہ ہڈیوں
کے سوائے اور کچھ نہیں تھا۔ یوراگی نے کہا۔

"ناگ کو اس تابوت میں لِٹا دو۔"

غلام نے ناگ کو بوری میں سے نکال کر قبر کے خستہ تابوت
میں لِٹا دیا۔ اوپر پرانا ٹوٹا پھوٹا تختہ رکھا۔ پھر بیلچے سے
مٹی اور پتھر ڈالنے شروع کر دیے۔ جب قبر بھر گئی تو
اس کے اوپر یوراگی نے اِدھر اُدھر سے گھاس پھوس
اُٹھا کر ڈال دیا تاکہ وہ پرانی قبر معلوم ہو۔ اس کام سے فارغ
ہونے کے بعد یوراگی نے غلام بیروکس سے کہا۔

"اب یہ ہزاروں برس تک اس قبر میں آرام کرے
گا۔ آؤ اب واپس اپنے مکان پر چلتے ہیں۔ کیونکہ مجھے
وہ کام شروع کرنا ہے جس کے لیے میں نے یہ
سارا طلسم کیا تھا۔"

دونوں قبرستان سے نکلے اور گھوڑے دوڑاتے واپس
اپنے مکان پر آ گئے۔ یوراگی نے بیروکس سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آقا! آپ کے پاس وہ طاقت آگئی ہے کہ جس کی مدد سے آپ جس شخص یا جانور کی چاہیں اپنی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ اب آپ کا دوسرا قدم کیا ہوگا؟"
یوداگی نے ایک قہقہہ لگایا اور مکان کے اندر داخل ہو کر بولا۔

"تم گھر کا باہر کا سامان اٹھا کر کمروں میں رکھ دو۔ ہم یہاں سے سائرینے جا رہے ہیں۔"
غلام بیروکس نے پوچھا۔

"آقا! سائرینے تو روم کا ایک صوبہ ہے۔ وہاں جا کر ہم کیا کریں گے؟"
یوداگی نے کہا۔

"سائرینے روم کا سب سے مالدار صوبہ ہے۔ اس صوبے کے گورنر کا نام ڈلمی ہے۔ وہ اس وقت روم کی سلطنت کا سب سے امیر ترین اور دولتمند آدمی ہے۔ بادشاہ روم بھی اسے اپنے بہت قریب رکھتا ہے۔ اُسے روم کے سپہ سالار کی بہت حمایت حاصل ہے۔ میں سائرینے میں جاتے ہی سائرینے کے گورنر ڈلمی کی شکل اختیار کر کے شاہی محل میں داخل ہوں گا اور اصلی گورنر کو ہلاک کر کے اس کی

جگہ خود گورنر بن جاؤں گا۔ پھر میں کوشش کروں گا کہ سپہ سالار کو اپنے ساتھ ملا کر روم کے تخت پر قبضہ کر لوں گا۔"

غلام بیروکس نے کہا۔

"میرے آقا! آپ اتنی محنت کس لیے کریں گے۔ آپ خود ہی سپہ سالار یا روم کے بادشاہ کی شکل کیوں نہیں بدل لیتے؟"

یوداگی نے اپنی لمبی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جو طلسم میں نے کیا ہے اس کی رو سے میں کسی بادشاہ یا فوج کے سپہ سالار اور کسی نیک راہب یا بزرگ دین کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ باقی ہر جانور ہر انسان کی شکل میں آ سکتا ہوں۔ اس لیے مجھے سائرینے کے گورنر ڈلمی کی شکل ہی بدلنی پڑے گی۔"

انہوں نے اُسی وقت گھر کا سامان مکان میں بند کر کے تالا لگایا۔ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور صوبہ سائرینے کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ جس وقت سائرینے کے صوبے کے دارالحکومت میں پہنچے تو اس وقت رات ہو گئی تھی۔ عیار یوداگی نے غلام بیروکس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ جو تعویذ اس نے اپنے بازو پر خفیہ طور پر باندھ رکھا ہے۔ یہ سارا طلسم اور کرامت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ یہ راز وہ اپنے غلام بیروکس کو ہی
بتا سکتا تھا۔ یوراگی نے غلام کو ساتھ لیا اور ——
ایک سرائے میں جا کر اُتر گئے۔ رات انہوں نے سرا
میں گزاری۔ ساری رات یوراگی منصوبے پر غور کرتا رہا
صبح ہوئی تو یوراگی غلام کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر سا
کے گورنر ٹولمی کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ محل کی عقبی دیوا
بڑے دروازے کے قریب جا کر ایک طرف زیتون کی جھا
میں گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اس نے غلام بیروکس کو قریب
بُلا کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ صبح کے وقت گورنر ٹولمی غسل
کرنے کے لیے مقدس مندر کے تالاب کی طرف جاتا
ہے۔ تم اسی جگہ ٹھہرو میں مقدس مندر کی طرف جاتا
ہوں۔ تم یہاں سے ہرگز اِدھر اُدھر مت ہونا۔
میں بہت جلد گورنر ٹولمی کی شکل میں محل کے اسی
دروازے کی آؤں گا۔"

بیروکس غلام نے کہا۔

"میرے آقا! مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ اصلی گورنر
ہے یا نقلی؟ میرا مطلب ہے کہ مجھے کیسے معلوم
ہو گا کہ یہ اصلی گورنر ٹولمی نہیں بلکہ اس کی شکل میں
آپ ہیں۔"

یوراگی نے کہا۔

"میں جب گورنر ٹولمی کی شکل میں محل کے اس دروازے
کی طرف آؤں گا۔ تو یقیناً میرے محافظ سپاہی میرے
ساتھ ہوں گے۔ میں محل کے دروازے کے قریب
رُک کر انہیں کہوں گا کہ زیتون کی جھاڑیوں کے پیچھے
میرا ایک پرانا ساتھی جس کا نام بیروکس ہے وہ
بیٹھا مجھ سے مِلنا چاہتا ہے۔ اِسے میرے پاس لے
آؤ۔ یوں تم سمجھ جانا کہ یہ میں یوراگی ہوں اور اصلی
گورنر کا کام تمام کر کے اس کی شکل اختیار کر کے محل
میں داخل ہو رہا ہوں۔ ٹھیک ہے؟"

بیروکس نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے میرے آقا۔ میں اسی جگہ بیٹھ
کر آپ کا انتظار کروں گا۔"

عیار یوراگی نے اپنا گھوڑا وہیں چھوڑا اور پیدل ہی زیتون
کی جھاڑیوں میں سے ہوتا ہوا مقدس مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔
جو وہاں سے تھوڑی ہی دُور ایک پہاڑی کے دامن میں
واقع تھا۔ یوراگی کا لباس پجاری کا تھا۔ اس لیے
اسے کسی نے مقدس مندر کے اندر جانے سے نہ روکا۔ یوراگی
مندر کے پیچھے تالاب پر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ جگہ جگہ پہرہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا تھا اور گورنر ٹولمی مقدس تالاب میں غسل کرنے کے بعد ش
لباس زیب تن کر رہا تھا۔ یوراگی اس علاقے میں کئی بار آچکا تھا
اسے معلوم تھا کہ تالاب کے کنارے ایک کمرہ ہے جس کے
اندر وہ مقدس باولی یا گہرا پرانا کنواں ہے جس میں مقدس تالاب
سے پانی آتا ہے اور پھر وہاں سے ایک ڈھکے ہوئے نالے کے
ذریعے شاہی محل کے باغ میں جاتا ہے۔ عیار یوراگی نے یہ منصوبہ
نالیا ہوا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

وہ کاہن پجاری کے لباس میں تھا۔ اس کی لمبی ڈاڑھی تھی
اس لیے جب اس نے ایک محافظ سے کہا کہ وہ گورنر ٹولمی
کو کہ اسے دیوتاؤں کا ایک بڑا ضروری پیغام دینا چاہتا ہے
محافظ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ مگر اتنا ضرور کہا کہ میں پہلے گورنر
سے جاکر پوچھ لوں۔ یوراگی وہیں کھڑا رہا۔ اس وقت یوراگی
عبا کے اندر ایک تیز دھار خنجر بھی چھپا ہوا تھا۔ محافظ نے گورنر
سے جاکر بات کی جو اس وقت اپنے سپہ سالار سے کوئی
کر رہا تھا۔ گورنر ٹولمی نے محافظ کی بات سنی تو وہیں سے
گھاگ یوراگی کی طرف دیکھا۔ عیار یوراگی نے اپنا ایک ہاتھ ادب
سے سینے پر رکھ کر گورنر کو سلام کیا۔ اور وہیں سے کہا۔

"عالی مقام گورنر ٹولمی! میں ڈیلفی کے مندر کا کاہن ہوں
اور دیوتاؤں کی طرف سے آپ کے لیے ایک ضروری پیغام

لے کر آیا ہوں۔"

اس زمانے میں بادشاہ، امیر و غریب کسان مزدور۔ سبھی
دیوی دیوتاؤں پر بہت زیادہ اعتقاد رکھتے تھے۔ چنانچہ
گورنر ٹولمی نے عیار یوراگی کو اپنے قریب بلا لیا۔ عیار یوراگی نے
قریب جاکر ایک بار پھر ہاتھ سینے پر رکھ کر سلام کیا۔ سر
ذرا سا جھکایا اور کہا۔

"عالی جاہ! دیوتاؤں کا پیغام میں آپ کو تنہائی میں
دینا چاہتا ہوں۔"

گورنر ٹولمی ذرا سا مسکرایا اور بولا۔

"تم کھل کر بات کرو سپہ سالار میرا دوست ہے۔"

یوراگی نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور بولا۔

"عالی جاہ! آپ دیوتاؤں کی توہین مت کریں۔
دیوتا نے جو کہا ہے۔ ویسے ہی ہوگا۔ آپ کو اگر مقدس
پیغام سننا ہے تو تنہائی میں سن لیجئے نہیں تو میں
جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر عیار یوراگی واپس مڑ گیا۔ گورنر نے پیچھے سے
آواز دے کر کہا۔

"مقدس کاہن! ہم دیوتا کا پیغام تنہائی میں ہی سنیں
گے۔ ہمارے ساتھ اس کونے کی طرف آجاؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یوراگی نے باولی والے کمرے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔
"عالی جاہ! وہ کمرہ ٹھیک رہے گا۔ کیونکہ جہاں دیوتاؤں کا
کا پیغام سنایا جارہا ہو وہاں کسی باہر کے انسان کی
نظر بھی نہیں پڑنی چاہیئے۔"
اور وہ سائرینے کے گورنر کو ساتھ لے کر باولی کے کمرے
میں داخل ہوگیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

[illegible]سمی تعویذ

[illegible]ر ٹولی آگے آگے تھا۔
جونہی وہ خالی کمرے میں داخل ہوا۔ یوراگی نے عبا کے اندر
خنجر نکالا اور پوری طاقت سے گورنر کی پیٹھ میں گھونپ دیا۔
گھونپتے ہی اس نے اپنا ہاتھ بھی گورنر ٹولمی کے منہ پر
دیا تھا تاکہ وہ آواز نہ نکال سکے۔ مگر خنجر کا وار اتنا کاری
ٹولمی گورنر سائرینے کے دل میں پیچھے سے جاکر لگا اور
منہ کے بل گرا اور مرگیا۔ عیار یوراگی نے گورنر ٹولمی کی
لاش کو اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دیا اور خود سیدھا کھڑے
ہوکر "سامری! سامری! سامری! مجھے گورنر ٹولمی کی شکل دے۔"
اور دوسرے ہی لمحے یوراگی سر سے پاؤں تک گورنر
کی شکل اور لباس میں آگیا۔ اس میں اور اصلی گورنر ٹولمی
کوئی فرق نہیں تھا۔ وہی شکل، وہی چہرہ، وہی نقش، وہی
اور وہی شاہانہ لباس اور کمر کے ساتھ لٹکتی تلوار۔
یوراگی نے اپنے جسم اور لباس کو دیکھا۔ تو بے حد خوش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا۔ اب اِسے باہر نکل کر اداکاری کرنی تھی۔ کیونکہ باولی والے کمرے کے باہر مقدس تالاب کے کنارے اس کا سپہ سالار اور دوسرے محافظ اس کے انتظار میں کھڑے تھے۔ یوراگی گورنر ڈولی کی شکل میں باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے تلوار نیام میں ڈالتے ہوئے سپہ سالار سے کہا۔

"یہ آدمی دشمن کا جاسوس تھا۔ اس نے مجھ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔"

سپہ سالار اور محافظوں نے تلواریں کھینچ لیں اور کمرے کی طرف دوڑے کہ اصلی گورنر کے ساتھ جو آدمی یعنی عیار یوراگی گیا تھا اِسے مار ڈالیں۔ مگر گورنر ڈولی یعنی یوراگی نے انہیں روک دیا اور کہا۔

"میں نے اس کا کام تمام کر کے لاش کنوئیں میں پھینک دی ہے۔ چلو۔ محل کی طرف چلو۔"

یوراگی گورنر کے بھیس میں گھوڑے پر شاہانہ انداز میں سوار آگے آگے جا رہا تھا۔ سپہ سالار اور محافظ فوجی اس کے پیچھے گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے تھے۔ یوراگی جب شہر کے دروازے کے قریب پہنچا تو اس نے زیتون کی جھاڑیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اِن جھاڑیوں میں میرا ایک وفادار غلام بیٹھا ہوا ہے اس نے جنگ میں ایک بار میری جان بچائی تھی۔ اسے عزت کے ساتھ میرے پاس لے آؤ۔"

اسی وقت سپاہی زیتون کی جھاڑیوں کی طرف لپکے۔ غلام بیروکس نے یوراگی کو پہچان لیا۔ یہ اصلی گورنر ڈولی نہیں تھا۔ بلکہ گورنر کی شکل میں اس کا آقا عیار یوراگی تھا۔ غلام بیروکس جھاڑیوں میں سے نکل آیا۔ سپاہی اِسے بڑے احترام کے ساتھ گورنر کے حضور لے گئے۔ غلام بیروکس نے غور سے یوراگی کی طرف دیکھا۔ اس میں اور گورنر کی شکل میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ وہ اِس طلسم پر حیران ہو کر رہ گیا۔ یوراگی گورنر نے کہا۔

"بیروکس! ہم خوش ہوئے کہ تم ہمیں ملنے یہاں آ گئے ہو۔ آج سے تم ہمارے سب سے قابلِ اعتبار محافظ ہو گے۔"

غلام بیروکس نے سر جھکا دیا اور کہا۔

"جو حکم میرے آقا۔"

یوراگی گورنر ڈولی کے بھیس میں شاہی محل میں آ گیا۔ اس کی بیوی اور بچوں کو بھی اِس پر ذرا سا شک نہ ہوا کہ یہ اصلی ڈولی نہیں۔ بلکہ نقلی گورنر ہے کیونکہ یوراگی کی شکل آواز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور چال ڈھال ہو بہو اصلی ٹولمی گورنر کی طرح ہو چکی تھی۔ غلام بیروکس اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ اب ہم عیار یوراگی کو گورنر ٹولمی نہیں بلکہ گورنر یوراگی ہی کہیں گے۔ تاکہ آپ کو علم ہو جائے کہ ہماری مراد نقلی اور جھوٹے گورنر سے ہے۔ شام کو یوراگی گورنر نے ایک میٹنگ بلائی۔ اور صوبے میں ٹیکس زیادہ لگانے کا حکم دے دیا۔ اسی رات جب گورنر یوراگی اور اس کا غلام کمرے میں تنہا رہ گئے تو غلام بیروکس نے پوچھا۔

"میرے آقا! آپ میں اور اصلی گورنر ٹولمی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر بھی کوئی ایسی نشانی تو ضرور ہوگی جس کی وجہ سے میں آپ کو پہچان سکوں کہ آپ ہی میرے آقا یوراگی ہیں"

گورنر یوراگی نے مسکراتے ہوئے اپنی گردن پر پڑے ہوئے بالوں کو اٹھا کر ایک داغ دکھایا۔ بیروکس نے دیکھا۔ کہ گردن پر بالوں کے نیچے روپے جتنا ایک سیاہ داغ تھا۔ گورنر یوراگی بولا۔

"یہ داغ اصلی گورنر کی گردن پر نہیں تھا۔ یہ طلسم کا داغ ہے۔ تم اس سے بھی مجھے پہچان سکو گے"

مگر اس کے باوجود عیار یوراگی نے اپنے غلام بیروکس کو بازو کے ساتھ بندھا ہوا وہ طلسمی تعویذ نہیں دکھایا تھا جس

کی وجہ سے یوراگی اپنی شکل تبدیل کر سکتا تھا۔ اگر وہ تعویذ کسی طرح سے اس کے بازو سے اتار دیا جاتا تو وہ دوبارا اپنی اصلی شکل پر آ جاتا۔ یہ راز عیار یوراگی کسی پر بھی واضح نہیں کر سکتا تھا۔ تعویذ اس نے اپنے بازو پر قمیص کی آستین کے نیچے باندھ رکھا تھا۔ اس تعویذ میں ناگ کے سر کے بالوں کی راکھ تھی۔ جس پر منتر پڑھے گئے تھے۔ اب گورنر یوراگی نے اپنے سالار سے مل کر روم کے بادشاہ کے خلاف ایک سازش تیار کرنی شروع کر دی۔ کیونکہ یوراگی کا اصل مقصد روم کے تخت پر قبضہ کرنا تھا۔

اب ہم واپس ناگ عنبر اور تھیوسانگ کیٹی کی طرف چلتے ہیں۔ عنبر اور تھیوسانگ کو بے ہوش کرنے کے بعد یوراگی نے انہیں دریا میں پھینکوا دیا تھا۔ وہ بوریوں میں بند تھے۔ اس کا خیال تھا کہ یہ بوریاں بہتے بہتے بحیرہ روم کے سمندر میں چلی جائیں گی اور پھر ان کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ عنبر اور تھیوسانگ کی بوریاں دریا کے نیچے ہی نیچے کچھ دور تک بہتی رہیں۔ پھر پانی کے اندر جھاڑیوں میں ایک جگہ الجھ کر رک گئیں۔

دوسری طرف کیٹی کی بوری بھی پانی میں بہتی بہتی ایک جگہ دریا میں مرگ گئی تھی۔ ناگ روم کے پرانے قبرستان کی ایک قبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بند پڑا تھا۔ تھیوسانگ اور عنبر کو بارہ گھنٹے گزرنے کے بعد ہوش آگیا۔ یوراگی کا تو یہ خیال تھا کہ یہ پانی میں ڈوبتے ہی تھوڑی دیر بعد سانس نہ آنے پر مر جائیں گے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ مر نہیں سکتے۔ کم از کم ابھی نہیں مر سکتے تھے۔ عنبر کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو بوری میں بند پایا۔ اس نے جلدی سے بوری کو پھاڑ دیا۔ تھیوسانگ بھی دوسری بوری میں سے باہر نکل آیا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دریا کے اوپر تیر کر جانے کا اشارہ کیا۔ اور وہ اوپر کی طرف تیزی سے جاتے ہوئے دریا کی سطح سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ رات کا وقت ہے۔ نیلے آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں۔ دریا وہاں چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں سے گزر رہا تھا۔ وہ دونوں تیرتے ہوئے کنارے پر آگئے۔ عنبر نے کہا۔

"وہ کوئی خطرناک دھوکے باز تھا۔ اس نے ہمیں بے ہوشی کا مشروب پلا کر دریا میں پھینک دیا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیٹی کہاں ہے؟"

تھیوسانگ بالوں میں سے پانی نچوڑتے ہوئے بولا۔

"کیٹی تو غائب تھی۔ اسے وہ بوری میں بند کر کے دریا میں نہیں پھینک سکتا تھا۔"

عنبر بولا۔

"اگر کیٹی آزاد تھی تو اس نے ہماری مدد کیوں نہیں کی؟ جب اس کی آنکھوں کے سامنے یہ عیار یوراگی ہمیں بوریوں میں بند کر کے دریا میں پھینک رہا تھا تو کیٹی کیوں خاموش تھی؟"

تھیوسانگ غور کرتے ہوئے بولا۔

"اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ کیٹی خود بھی بے بس تھی۔ ہو سکتا ہے اس مکار شخص نے طلسم کی مدد سے اسے بھی دیکھ لیا ہو۔ اور پھر اسے اپنے جادو میں جکڑ کر قید کر لیا ہو؟"

عنبر نے چاروں طرف پہاڑیوں کی جانب دیکھا اور کہا۔

"ہم روم سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ ہمیں واپس چل کر اس دھوکے باز شخص کے مکان پر جا کر دیکھنا چاہیے۔ کہ کیٹی کہیں اسی جگہ تو قید میں نہیں پڑی؟"

وہ دریا کے کنارے کنارے شہر کی طرف چلنے لگے۔ پہاڑیوں سے باہر نکلے تو سامنے وادی میں انہیں روم شہر کی دیوار کی روشنی نظر آئی۔ شہر میں چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تھیوسانگ اور عنبر سنسان اور تاریک بازاروں میں سے گزرتے یوراگی کے باغ والے مکان پر پہنچ گئے۔ مکان کے باغ کا گیٹ بند تھا۔ وہ دیوار پھلانگ کے اندر باغ میں آگئے۔ مکان کے دروازے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر تالا پڑا تھا ۔ انہوں نے تالا توڑا اور اندر جا کر سامان کی تلاشی لی۔ سارے کمروں میں دیکھا۔ کیٹی کی خوشبو بھی وہاں نہیں تھی۔ انہوں نے کیٹی کو آوازیں بھی دیں مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ عنبر بولا۔

"ناگ بھی نہیں ہے۔ خدا جانے ناگ پر بھی اس نے جادو کر کے اسے بھی دریا میں نہ پھینک دیا ہو۔ ہمیں واپس دریا پر جا کر اسے تلاش کرنا چاہیئے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"اس طرح ہم دریا کی تلاشی نہیں لے سکتے۔ دریا بہت بڑا ہے۔ ہمیں اسی جگہ کہیں چھپ کر عیار لومڑی کا انتظار کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہ یہاں واپس آئے۔ آخر یہ اس کا مکان ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"لیکن کیٹی اور ناگ کا سراغ لگائے بغیر ہم یہاں کیسے سکون سے بیٹھ سکیں گے؟ کہیں ان پر کوئی مصیبت نہ آن پڑی ہو۔"

تھیو سانگ بولا۔

"عنبر! ہم لوگوں پر کسی مصیبت کا ٹوٹ پڑنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دانشمندی اور عقل سے کام لیتے ہوئے اپنے ساتھیوں کا کھوج لگانے کی کوشش کریں؟"

عنبر نے کہا۔

"مگر اس شخص کو ہمیں بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا اصل مقصد کیا تھا؟"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ شخص کوئی جادوگر ہے۔ اس نے اپنے طلسم کے زور سے معلوم کر لیا ہو گا کہ ہم میں ایک ناگ اور ایک غیبی عورت بھی ہے۔ اسے اپنے کسی طلسم کے لیے ممکن ہے ناگ اور کیٹی کی ضرورت ہو۔ پس وہ بہانے سے ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ مجھے یقین ہے کہ کیٹی اور ناگ کو وہ کسی طلسمی ڈبیا میں بند کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ اس لیے یہاں رکنا بیکار ہے۔ وہ اب یہاں نہیں آئے گا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ایک بات صاف واضح ہو گئی ہے۔ کہ اسے ہم دونوں کی طاقت کا علم نہیں تھا۔ یعنی اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم دریا میں بھی مر نہیں سکتے۔ ورنہ وہ ہمیں بوریوں میں بند کر کے دریا میں نہ پھینکتا۔ وہ یقیناً

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

یہی سمجھ رہا تھا کہ ہم دریا میں گرنے کے تھوڑی دیر بعد مر جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ممکن ہے اسے ہماری طاقت کا علم نہ ہو سکا ہو۔ لیکن اسے ناگ کے سانپ بن جانے کا ضرور پتہ چل گیا ہوگا اور میرا دل کہتا ہے کہ یہ بدمعاش صرف ناگ کو حاصل کرنے کے لیے ہی ہمارے پاس آیا تھا۔ اور وہ ناگ کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔"

"مگر کیٹی کہاں؟" عنبر نے سوال کیا۔

اس کے جواب میں تھیوسانگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس پر بھی یوراگی نے کوئی طلسم کر دیا ہو اور اسے بے حس کر کے کسی دریا یا کھڈ میں پھینک دیا ہو۔"

وہ اسی طرح باتیں کر رہے تھے کہ دریا میں جہاں کیٹی گری تھی۔ وہاں بارہ گھنٹے گزرنے کے بعد اسے بھی ہوش آگیا۔ ہوش میں آتے ہی کیٹی نے دیکھا کہ وہ بوری میں بند دریا کی گہرائی میں پڑی ہے۔ اس نے اپنے آپ کو ایک جھٹکا دیا اور وہ دوسرے ہی لمحے دریا کی لہروں کو چیرتی ہوئی اوپر سطح پر آگئی۔ اس نے بھی دیکھا کہ رات کا وقت ہے

دریا پہاڑیوں میں سے گزر رہا ہے۔ یہ روم شہر کے باہر کی پہاڑیاں تھیں۔ اس نے پہلی بات جو محسوس کی وہ یہ تھی فضا میں تھیوسانگ اور عنبر کی خوشبو آرہی تھی۔ دوسری طرف تھیوسانگ اور عنبر کو بھی کیٹی کی خوشبو محسوس ہوئی تو وہ چونک پڑے عنبر نے کہا۔

"کیٹی کی خوشبو آرہی ہے"

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے بھی آرہی ہے۔ مگر ناگ کی خوشبو کہیں نہیں ہے۔"

عنبر اور تھیوسانگ مکان کے باغ سے باہر آگئے۔ کیٹی کی خوشبو قریب آرہی تھی۔ کیونکہ کیٹی ہوش میں آنے کے بعد دریا سے نکلتے ہی تھیوسانگ، ناگ اور عنبر کی خیریت معلوم کرنے مکار یوراگی کے مکان کی طرف اڑنے لگی تھی۔ وہاں پہنچتے ہی اس نے عنبر اور تھیوسانگ کو دیکھا۔ وہ قریب آ گئی۔ تھیوسانگ اور عنبر نے بیک وقت کہا۔ "کیٹی! تم ٹھیک ہو؟"

"ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ مگر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ ناگ کہاں ہے؟"

عنبر نے اسے بتایا کہ ناگ کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ ہم تو دریا میں بند کر کے دریا میں گرا دیئے گئے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

"اس بدمعاش نے مجھے بھی بوری میں ڈال کر دریا برد

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کر دیا تھا۔"

تھیو سانگ نے تعجب کے ساتھ پوچھا۔

"کیا اس نے تمہیں دیکھ لیا تھا؟"

کیٹی بولی۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں تو مشروب پی کر گر پڑی تھی۔"

عنبر نے ناراض ہو کر کہا۔

"تم تمہیں مشروب پینے کی کیا ضرورت تھی؟"

کیٹی نے کہا

"میں نے اس لالچ میں آ کر پی لیا کہ مشروب پینے کے بعد ان کی خواہش پوری کراؤں گی کہ میں پھر سے نظر آنے لگوں۔"

تھیو سانگ اور عنبر نے سر ہلا دیئے۔ عنبر بولا۔

"بہر حال خدا کا شکر ہے کہ تم خیریت سے ہو اور ہمارے پاس آ گئی ہو۔ اب یہ پتہ کرنا ہے کہ ناگ کہاں ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"میرا تو اب بھی یہی خیال ہے کہ بدمعاش یوراگی نے یہ سب کچھ ناگ کو قبضے میں کرنے کے لیے کیا تھا اور وہ اسے اپنے طلسم میں جکڑ کر ساتھ ہی

لے گیا ہے۔"

"کیا وہ اس مکان پر نہیں ہے؟" کیٹی نے سوال کیا۔

عنبر بولا۔

"یہاں ہوتا تو میں اب تک اس کی گردن مروڑ چکا ہوتا۔ وہ فرار ہو چکا ہے۔"

کیٹی آہ بھر کر بولی۔

"اب ہم ناگ بھیتا کو کہاں تلاش کریں گے؟ پہلے ہی ماریا ہم سے بچھڑ چکی ہے۔ وہ ہمیں ابھی تک نہیں مل رہی۔"

عنبر کہنے لگا۔

"بہر حال کسی نہ کسی جگہ انہیں تلاش کر ہی لیں گے لیکن سب سے پہلے ہمیں اس بدمعاش یوراگی کا کھوج لگانا ہوگا۔ اس کے مل جانے سے ناگ بھی ہمیں مل سکتا ہے۔"

"اس کا کھوج کہاں لگایا جائے؟" کیٹی نے کہا۔ "ممکن ہے وہ اس مکان میں دوبارہ واپس آئے۔ آخر یہ اس کا اپنا مکان ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"وہ تو سارا سامان کمروں میں بند کر کے تالا لگا گیا ہے۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

ظاہر ہے کہ وہ جلدی واپس آنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔"
کیٹی نے کہا۔

"تو پھر اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ آپ لوگ اس مکان میں ہی رہیں۔ اور میں ناگ کی تلاش میں نکل جاؤں۔"

عنبر کہنے لگا۔

"بہتر تو یہ ہوگا کہ ہم دونوں ناگ اور یوراگی کا کھوج لگانے چلے جائیں اور تم اسی مکان میں رہو۔ کیونکہ تمہیں تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ بدمعاش یوراگی اگر آیا بھی تو وہ ہمیں دیکھ کر فرار ہو سکتا ہے۔ لیکن تم چونکہ اُسے نظر نہیں آؤ گی اِس لیے ہو سکتا ہے وہ فرار نہ ہو۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ جادوگر ہے اور کسی طلسم کے زور سے وہ کیٹی کو دیکھ لیتا ہے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"جو کچھ بھی ہو میں اِسے زندہ نہیں چھوڑوں گی میرا تو خیال ہے کہ ہمیں کم از کم ایک ہفتہ اکٹھے ہی یہاں کسی جگہ چھپ کر بدمعاش یوراگی کا انتظار کرنا

چاہیئے۔ اگر وہ ایک ہفتے میں نہ آیا تو پھر ہم تینوں اکٹھے ہی ناگ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔ ابھی ہمیں ماریا کا بھی کھوج لگانا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ منصوبہ مجھے پسند ہے۔"

عنبر نے بھی اِس کی منظوری دے دی اور انہوں نے مکان میں رہنے کی بجائے مکان کے باہر انگور کے باغ کے ایک رکھوالے والی کوٹھڑی میں اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ اس کوٹھڑی میں گھاس پھوس پڑا تھا۔ انہوں نے کونے میں جگہ سے خشک گھاس پھوس ہٹا کر اپنے لئے جگہ بنا لی۔ رات کو کیٹی باہر پہرہ دیتی اور دن کو وہ مل کر درختوں کی اوٹ میں چھپ کر مکان کے بڑے گیٹ پر نظریں جما کر بیٹھ جاتے کہ شاید عیار یوراگی وہاں آ جائے۔

اب ہم ماریا کی طرف جاتے ہیں۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ماریا اُلو کے پنجے میں بند تھی۔ اور اِسے خانہ بدوشوں کے قبیلے کی مکار خالہ نے خانہ بدوش لڑکی نتالی سے دھوکے سے لے لیا تھا۔ اور اس کی جگہ نتالی کو ایک نقلی اُلو کا پنجہ دے دیا تھا۔ جو وہ اپنے گلے میں ڈالے پھرتی تھی۔ خانہ بدوشوں کے اس قافلے نے بھی روم شہر کے باہر آ کر اپنے

COURTESY W[redacted].PDFBOOKSFREE.PK

خیمے لگا لیے تھے۔ مکار خالہ اس پنجے کو بے حد قیمتی اور نگو
والا سمجھتی تھی اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کے اندر مار
بند ہے۔ وہ تو اُلو کے اس پنجے کو مبارک جان کر روم میں کسی امی
زادی کے پاس فروخت کر کے دولت حاصل کرنا چاہتی تھی چنا
جب یہ قافلہ روم شہر کے باہر پہاڑیوں میں آکر رُک گیا تو ایک رو
مکار خانہ بدوش خالہ ماریا والا پنجہ چھپا کر خیموں میں سے نکلی اور
جنگل کھمبیاں اکٹھا کرنے کے بہانے وہاں سے نکل کر روم شہر میں
آگئی۔

اس نے ایک جگہ بڑی عالی شان حویلی دیکھی۔ یہ کسی دولت مند
امیرزادی کی حویلی تھی۔ خانہ بدوش خالہ نے حبشی غلام سے کہا۔
کہ مجھے اپنی مالکہ سے ملاؤ۔ میں اس کے لیے بڑا عمدہ تحفہ لے
کر آئی ہوں۔ پہلے تو غلام نہ مانا۔ لیکن جب خانہ بدوش خالہ
نے کہا۔

"امیرزادی نے میرے تحفے میں جو انعام دیا میں اس
میں سے آدھا تمہیں دے دوں گی"

حبشی غلام راضی ہو گیا۔ اس نے حویلی میں جا کر رومن امیر
زادی سے کہا کہ ایک خانہ بدوش عورت آپ کے لیے کوئی تحفہ
تحفہ لائی ہے۔ امیرزادی اس وقت سنگار کروا رہی تھی۔ کنیزیں
اس کے بالوں میں موتی پرو رہی تھیں۔ اس نے کنیز کو رخصت

اور خانہ بدوش خالہ کو اپنے کمرے میں بلوایا۔ خانہ بدوش خالہ
سلام کیا اور کہا۔

"بیٹی تو بڑی قسمت والی ہے کہ میں ایک قیمتی شے
لے کر سب سے پہلے تمہارے پاس آئی ہوں"

امیرزادی نے پوچھا۔

"خالہ! وہ کون سی قیمتی شے ہے۔ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ"

خانہ بدوش عورت نے اُلو کا چھوٹا سا سیاہ پنجہ نکال کر
کے سامنے رکھ دیا اور کہا۔

"یہ خوش قسمتی کی علامت ہے۔ جس کے پاس یہ
پنجہ ہو اس کی جوانی کبھی نہیں ڈھلتی۔ وہ ہمیشہ جوان
رہتا ہے اور کبھی بیمار نہیں ہوتا"

امیرزادی بھی اس زمانے کی دوسری عورتوں کی طرح وہم
پرست عورت تھی۔ اس نے پنجہ اُٹھا کر غور سے دیکھا اور بولی۔

"خالہ! میں یہ خریدنا چاہتی ہوں۔ بولو۔ میں تمہیں اس کے
عوض کیا پیش کروں؟"

خانہ بدوش عورت نے کہا۔

"تمہاری مرضی ہے۔ تم جو دو گی میں اسے خوشی سے
قبول کروں گی"

امیرزادی نے صندوق کھولا اور اس میں سے سونے کے سو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوں کی تھیلی نکال کر خانہ بدوش خالہ کو دی۔ تو وہ بہت خوش ہو
دہ سلام کرتی حویلی سے باہر جانے لگی تو رُک گئی۔ اِسے خیال
آگیا کہ دروازہ سے پر حبشی غلام اِس سے اپنا حصّہ مانگے گا
نے امیر زادی سے کہا۔

"بیٹی! باہر مجھے خطرہ ہے کہ کوئی مجھ سے یہ تھیلی نہ
چھین لے۔ اس لیے کیا تمہاری حویلی میں کوئی خفیہ دروازہ
بھی ہے؟"

امیر زادی نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

امیر زادی نے خالہ کو ایک خفیہ دروازے سے باہر نکال
دیا۔ خانہ بدوش خالہ خوش خوش اپنے خیموں کی طرف رو
ہو گئی۔

امیر زادی نے اُلّو کا پنجہ اپنے سنگار میز کی دراز میں رکھ
دیا کہ اپنے ستار سے کہہ کر اِس میں سونے کی زنجیر ڈلوا
گی اور پھر اِسے گلے میں پہن لے گی۔ اتفاق سے ایک کنیز
نے جو بوڑھی ہو رہی تھی اپنی امیر زادی اور خانہ بدوش عورت
کی باتیں سُن لی تھیں اور اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ امیر زادی
کے پاس اُلّو کا ایک ایسا طلسمی پنجہ آگیا ہے جو بوڑھی عورت
کو جوان کر سکتا ہے۔ اِس کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ

پنجہ خود اپنے پاس رکھ لے اور اس کی جگہ نقلی پنجہ رکھ
ے۔ یہ بوڑھی کنیز خود جوان ہونا چاہتی تھی۔ اسی روز وہ جنگل
گئی اور ایک اُلّو کو شکار کر کے اس کا پنجہ کاٹا۔ اِسے گرم
سے دھو کر سکھایا اور شام کو امیر زادی کے دراز میں
کر اصلی پنجہ نکال لیا۔ اس بوڑھی کنیز کا ایک بیٹا بھی
ا جس کے سر پر صرف ایک ہی دُھن سوار تھی کہ کسی طرح
ہ دولت حاصل کر کے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرے۔ اس
واہش کو پورا کرنے کے لیے بوڑھی کنیز کے بیٹے نے جس کا نام
ونا س تھا۔ شہر کے ایک جادوگر کاہن کی خدمات حاصل
کر رکھی تھیں۔ وہ اُس کاہن کی صبح و شام خدمت کرتا تھا
کہ کسی طرح وہ اِسے کوئی ایسا جادو کوئی ایسا منتر بتا دے
کہ جس پر عمل کر کے یوناس کو بے پناہ دولت ہاتھ آجائے
اس نے اپنی ماں یعنی اڈھیر عمر کنیز کو اُلّو کا پنجہ لا کر صندوقچی میں
رکھتے دیکھا تو بولا۔

"اماں! یہ منحوس پنجہ تم کہاں سے لے آئی ہو؟"

بوڑھی کنیز نے مسکرا کر کہا۔

"بیٹا! اِسے منحوس نہ کہو۔ یہ تو بڑا مبارک ہے۔"

یوناس نے پوچھا۔

"کیوں اِس میں ایسی کون سی خاص بات ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھی کنیز بولی۔

"بیٹا! اس پنجے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ میں پھر سے جوان ہو جاؤں گی بلکہ تم بھی ہمیشہ جوان رہو گے۔ اور کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔"

لالچی یوناس کی تو آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ پنجہ میں اپنے کاہن دوست کو جا کر تحفے کے طور پر پیش کروں تو وہ خوش ہو کر مجھے ضرور دولت حاصل کرنے کا نسخہ بتا دے گا۔ چنانچہ دوسرے ہی روز جب بوڑھی کنیز امیر زادی کی خدمت کر گئی تو یوناس نے صندوقچی میں سے ماریا کا پنجہ نکال لیا اور اسے لے کر سیدھا اپنے کاہن دوست کے گھر جا پہنچا۔ یہ کاہن ایک بڑا تجربہ کار اور ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے ماریا کے پنجے کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہی محسوس کیا کہ اس پنجے میں کسی جاندار کی روح موجود ہے۔ یہ کس کی روح ہو سکتی ہے؟ اس نے اپنے دل میں سوچا۔ پھر خود ہی اس کے دل نے اسے جواب دیا کہ یہ روح اسی اُلو کی ہے جس کا یہ پنجہ ہے۔ وہ زندگی میں پہلی بار ایسے اُلو کے پنجے کو دیکھ رہا تھا جس میں اُلو کی روح ابھی تک موجود تھی۔ اس نے یوناس سے کہا۔

"اس پنجے میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ لیکن تمہاری خاطر میں اس پر ایک طلسم پڑھ کر پھونکوں گا۔ پھر اس

پنجے کی مدد سے جتنی چاہے دولت حاصل کر لینا۔"

یوناس نے کہا۔

"لیکن میں تو اسے اماں کی صندوقچی میں سے چرا کر لایا ہوں۔ اس کو پتہ چل گیا تو وہ مجھ سے یہ پنجہ واپس مانگے گی۔"

کاہن نے کہا۔

"اس کی جگہ میں تمہیں ایک دوسرا پنجہ دیتا ہوں تم وہ صندوقچی میں رکھ آؤ۔"

یوناس نے ایسا ہی کیا اور نقلی پنجہ لیوا کر بوڑھی کنیز کی صندوقچی میں رکھ دیا۔

رومن کاہن کے پاس روح والا پنجہ آ گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اس پنجے کو تبت کے لاما کے پاس لے جائے تو وہ اسے اس کے بدلے اتنی دولت دے گا کہ رومن کاہن ساری زندگی عیش کرے گا۔ بس اس نے ایک روز صبح صبح ایک بستر اور کچھ خشک گوشت اور پانی کی چھاگل گھوڑے پر رکھی۔ اُلو کا پنجہ جیب میں ڈالا اور منہ اندھیرے ہی روم شہر سے نکل کر شمال کی جانب بطرف تبت روانہ ہو گیا۔ جو لاماؤں کا دیس تھا۔

یوں ماریا اُلو کے پنجے میں قید تبت کی طرف روانہ ہو گئی۔

اِدھر عنبر ناگ کیٹی اور تھیو سانگ عیار یوراگی کے مکان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والے باغ میں خفیہ جگہ پر رہ رہے تھے۔ ابھی تک ناگ کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ ماریا بھی ابھی تک انہیں نہیں مل سکی تھی۔ جب انہیں وہاں رہتے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تو کیٹی نے کہا۔

"اب یہاں رہنا فضول ہے۔ بہتر ہے کہ ہم یہاں سے نکل کر کسی دوسری جگہ ناگ کو ڈھونڈتے ہیں۔"

تھیوسانگ اور عنبر سوچ میں پڑ گئے۔ کیٹی نے کہا۔

"ایک بات ثابت ہو چکی ہے کہ عیار یوراگی اب اس مکان میں لمبے عرصے تک نہیں آئے گا۔ اگر ناگ کو اس نے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے تو پھر ہمیں چاہیئے کہ ہم یہاں سے نکل کر اسے تلاش کریں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"بات تو معقول ہے عنبر۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

عنبر بولا۔

"لیکن ہم یہاں سے جائیں گے کس طرف؟"

کیٹی نے کہا۔

"یہاں سے مشرق کی طرف کریٹ کا ملک ہے جو چاروں طرف سمندر سے گھرا ہوا ہے۔ اس وقت وہاں علم و فن اور تہذیب کے ساتھ ساتھ جادو ٹونہ

بھی بہت ہوتا ہے۔ ممکن ہے عیار یوراگی ناگ کو لے کر کسی خاص جادو کو حاصل کرنے کے لیے کریٹ کی طرف ہی گیا ہو۔ اس اعتبار سے ہمیں کریٹ چلنا چاہیئے۔"

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کریٹ اس وقت ایک تہذیب یافتہ ملک اور شہر ہے۔ ہمارے پاس سونے کے سکے بھی ہیں۔ ہم جہاز میں بیٹھ کر وہاں جا سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"تو ہمیں پھر آج ہی کریٹ کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے۔ وقت ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔"

چنانچہ اسی روز تھیوسانگ اور عنبر، کیٹی روم سے کریٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر تے رہے۔ کیٹی چونکہ غیبی حالت میں تھی اس لیے
بادشاہ کے محل کا بھی چکر لگا آئی تھی۔ شام کو وہ کارواں
لے میں آکر بیٹھ گئے۔ سردی کا موسم تھا۔ اگرچہ یہ تینوں
ی سردی سے بے نیاز تھے۔ پھر بھی وہ برآمدے میں ہی
ر کے مونڈھوں پر بیٹھے رہے۔ اِن کے قریب ہی کچھ مسافروں
نے آگ کا آلاؤ روشن کر رکھا تھا اور ایک آدمی انہیں ملک
فریقہ کے رونگٹے کھڑے کر دینے والی داستانیں سنا رہا تھا۔
یہ کہانیاں کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کے لیے نئی نہیں تھیں۔ وہ
خود اِس سے زیادہ دہشت ناک واقعات سے گزر چکے تھے۔
جب رات گہری ہو گئی تو مسافر آلاؤ کے پاس سے اُٹھ کر اپنی
اپنی کوٹھڑیوں میں سونے کے لیے چلے گئے۔ الاؤ بھی آہستہ آہستہ
بجھنے لگا۔ تھیوسانگ بولا۔

"میرا خیال اب ہمیں بھی اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں چل
کر آرام کرنا چاہیئے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ ہم یہاں
کس لیے پہرہ دے رہے ہیں؟"

عنبر اور تھیوسانگ اپنی کوٹھڑی میں چلے گئے۔ کیٹی کے
لیے بھی انہوں نے ایک الگ کوٹھڑی کرائے پر لے لی تھی
مگر سرائے والے نے محسوس کیا تھا کہ کوٹھڑی صبح سے خالی
پڑی ہے۔ کیٹی کے کوٹھڑی میں ہوتے ہوئے بھی کوئی اِسے

بھٹکتی روحوں کا شہر

کریٹ پر اِن دنوں مینیاس دوئم بادشاہ کی حکومت تھی۔
اصل میں یہ بات آپ بھی یاد رکھیں کہ اِس زمانے میں کریٹ کے
ہر بادشاہ کو مینیاس کہتے تھے۔ جس طرح قدیم مصر کے ہر حکمران
کو فرعون کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ جس زمانے میں تھیوسانگ
عنبر اور کیٹی کریٹ کے شہر میں داخل ہوئے وہاں مینیاس دوئم
حکومت کرتا تھا۔ یہ شہر بڑا خوش حال اور ترقی یافتہ تھا۔ مصر،
بابل، ہندوستان اور چین اور روم سے تجارتی تعلقات قائم
تھے۔ شہر کے گرد ایک اونچی دیوار تھی۔ سڑکیں کشادہ تھیں۔
عمارتیں چار چار منزلہ تھیں۔ شہر کے اندر کونے پر بادشاہ مینیاس
کا محل کا قلعہ تھا جس کی دوسری جانب سمندر تھا۔

تھیوسانگ کیٹی اور عنبر حسبِ معمول یہاں ایک کاروان
سرائے میں اُترے اور انہوں نے شہر میں ناگ اور ماریا کا
کھوج لگانا شروع کر دیا۔ اِس شہر میں بھی انہیں ناگ اور ماریا
کی خوشبو کہیں محسوس نہیں ہوئی تھی۔ دن بھر وہ شہر میں اِدھر

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لوگ یہی سمجھتے کہ کوٹھڑی خالی ہے
بھی اپنی کوٹھڑی میں آگئی۔ وہاں دو چارپائیاں بچھی ہوئی تھ
بیچ میں لکڑی کا ایک میز بھی پڑا تھا۔ جس پر پانی سے بھر
ہوئی صراحی اور پیالہ بھی رکھا تھا۔ کیٹی ایک چارپائی پر لیٹے گ
جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی۔ تو کیٹی نے باہر کسی کے قدم
کی آواز سنی۔ اس کے ساتھ ہی کوٹھڑی کا دروازہ کھل گیا
اور دو آدمی ایک عورت کے منہ پر ہاتھ رکھے اسے گھسیٹتے
ہوئے اندر لے آئے۔ کیٹی جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ یہ دو
آدمی راہ زن قسم کے جرائم پیشہ لگ رہے تھے۔ انہوں
نے عورت کو چارپائی پر ڈال دیا۔ عورت بے ہوش تھی
ایک آدمی نے دوسرے سے کہا۔

"مارکس! دروازہ اندر سے بند کر دو"

مارکس نے فوراً دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ چارپائی کے
پاس آکر بولا۔

"گارشن! ہمیں صبح ہونے سے پہلے پہلے اس
عورت کو یہاں سے لے کر نکل جانا ہوگا"

گارشن نے کہا۔

"لے چلیں گے مگر پہلے اس بات کی تسلی ہو جانی
چاہیئے کہ اس کے لواحقین پیچھے نہیں آرہے"

مارکس بولا۔

"وہ تو کب کے کہاں کے کہاں پیچھے رہ گئے ہیں۔
میں نے انہیں ایسا دھوکہ دیا کہ وہ راستے سے بھٹک
گئے۔ اس وقت تو وہ سمندر میں نہ جانے کہاں سے
کہاں پہنچ چکے ہوں گے"

گارشن بھی چارپائی پر بیٹھ گیا اور سر پہ ہاتھ پھیر کر بولا۔

"وہ لوگ پو پھٹے سے پہلے کشتی لے کر چٹان والے
کنارے پر نہیں آئیں گے۔ ہمیں کسی نہ کسی طرح باقی
رات اسی کوٹھڑی میں گزارنی ہوگی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ
یہ خالی کوٹھڑی مل گئی"

کیٹی دوسری چارپائی پر بیٹھی ان جرائم پیشہ آدمیوں کی باتیں
بڑے غور سے سن رہی تھی جو اس عورت کو اغوا کر کے نہ
جانے کہاں لیے جا رہے تھے۔ کیٹی اس کوٹھڑی سے نکل کر
دوسری کوٹھڑی میں جانے لگی کہ عنبر اور تھیو سانگ کو یہ سارا
قصہ سنائے۔ وہ بند دروازے میں سے گزرنے لگی تو اس
کا ہاتھ صراحی پر جا پڑا۔ صراحی کے اوپر رکھا ہوا پیالہ نیچے گر پڑا۔
گارشن اور مارکس نے ایک دوسرے کی طرف چونک کر
دیکھا۔ یہ پیالہ اپنے آپ کیسے گر پڑا؟ دونوں کی آنکھوں
میں ایک ہی سوال تھا۔ گارشن نے پیالہ اٹھایا اور بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہو سکتا ہے زلزلے کا ایک جھٹکا آگیا ہو۔"
کیٹی نے دوسری کوٹھڑی میں جا کر تھیوسانگ اور عنبر کو
قصہ سنایا تو عنبر نے کہا۔
"میں ابھی اس عورت کو ان بدمعاشوں سے رہائی دلاتا
ہوں۔" کیٹی نے کہا۔
"یہ دو نہیں ہیں بلکہ ان کا کوئی پورا گروہ ہے۔ میں چاہتی
ہوں کہ ان کا پیچھا کر کے دیکھوں کہ ان کے گروہ کے
دوسرے بدمعاش کون ہیں۔ تاکہ ایک بار ہی ان سب
کو ختم کر دیا جائے۔"
تھیوسانگ مسکرا کر کہنے لگا۔
"تو گویا تم ان کا تعاقب کرو گی؟"
"کیوں نہیں؟" کیٹی نے تنک کر کہا۔ "کیا میں کسی کا
تعاقب نہیں کر سکتی؟ کیا میں کسی عورت کی مدد کے
لیے کوئی دلیرانہ کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتی۔"
عنبر نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔
"کیٹی بہن! حوصلہ رکھو۔ کون کہتا ہے کہ تم دلیر اور بہادر
نہیں ہو۔ مگر تم بھی چلی گئیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں
تمہاری بھی تلاش شروع کرنی پڑ جائے۔"
کیٹی نے کہا۔

"لیکن میں اس بدنصیب عورت کو بھی ان ظالموں
کے پنجے میں پھنسا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔ تم میری فکر
نہ کرو۔ میں کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ میرا یہ لوگ
کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا۔
"جیسے تمہاری مرضی بابا۔ ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے۔
تم ان لوگوں کے تعاقب میں جا سکتی ہو۔ لیکن تمہیں
شام ہونے سے پہلے پہلے واپس اسی سرائے میں
آجانا ہوگا۔"
کیٹی نے کہا۔
"لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ مجھے ان لوگوں کے
خفیہ گروہ کا سراغ لگانے کے لیے دور تک جانا پڑ
جائے۔ آخر اس میں حرج کیا ہے۔ میں کل واپس آ
جاؤں گی۔ یہ لوگ مجھے کوئی نقصان تو پہنچا نہیں سکیں
گے۔"
تھیوسانگ اور عنبر کیٹی کی ضد کے آگے خاموش ہو گئے۔
انہوں نے کیٹی کو جانے کی اجازت دے دی۔ جب سے کیٹی
کے پاس غیب ہونے کی طاقت آئی تھی وہ بھی چاہتی تھی
کہ ماریا کی طرح انسانوں کی بھلائی کے لیے بڑے بڑے کارنامے

COURTESY WWW.[redacted]OFBOOKSFREE.PK

سرانجام دے۔ حالانکہ اِن میں خطرہ بھی تھا۔ لیکن تھیوسانگ
عنبر کیٹی کی ضدی طبیعت سے خوب واقف تھے۔ انہیں معلو
کہ اگر انہوں نے اجازت نہ بھی دی تب بھی کیٹی ایک عو
کی مدد کرنے کے لیے اِن بدمعاشوں کا پیچھا کرے گی۔

کیٹی نے تھیوسانگ اور عنبر سے وعدہ کیا کہ وہ زیادہ
زیادہ ایک رات باہر رہنے کے بعد جیسے بھی حالات ہو
واپس آجائے گی۔ یہ کہہ کر وہ دوسری کوٹھڑی میں آگئی۔ وہ
دیکھ کر حیران رہ گئی کہ کوٹھڑی خالی تھی۔ دونوں بدمعاش بے ہو
عورت کو لے کر رفوچکر ہوگئے تھے۔ کیٹی تیزی سے باہر نکلی ا
ہوا میں اُڑتی ہوئی سرائے کے باہر آگئی۔ رات خاموش اد
ویران تھی۔ سڑکیں سنسان پڑی تھیں۔ کیٹی کو یاد آیا اِن بدمعا
نے چٹان والے سمندری کنارے کی طرف جانے کے لیے
کہا تھا۔ وہ تاریک رات کی خنک فضا میں اُڑتی ہوئی سمند
کی طرف نکل گئی۔

وہ بڑی تیزی سے فضا میں پرواز کر رہی تھی۔ بہت جل
اِسے دور سمندر کا وسیع پاٹ نظر آیا۔ مشرق کی طرف کچھ
چٹانیں اُبھری ہوئی تھیں۔ کیٹی اِن چٹانوں کی طرف غوطہ لگا گئی
جب وہ قریب پہنچی تو اس نے ایک کشتی دیکھی جو چٹان میں
نکل کر کھلے سمندر کی طرف جا رہی تھی۔ کیٹی تیزی سے اس طرف

س نے اِن لوگوں کو پہچان لیا۔ کشتی میں دونوں بدمعاش
ش عورت کے ساتھ موجود تھے۔ ایک تیسرا آدمی بھی
میں سوار تھا۔ جو تیزی سے چپو چلا رہا تھا۔ کیٹی اِن کے
پرواز کرتی اِن کے ساتھ ساتھ اُڑنے لگی۔

سمندر میں جب کشتی کافی دور نکل آئی تو اِسے ایک بادبانی
دکھائی دیا۔ کشتی اِس جہاز کی طرف جا رہی تھی۔ جہاز سمندر
کھڑا تھا۔ اس کے بادبان کھُلے نہیں تھے۔ جب کشتی جہاز
ساتھ جا کر لگی تو اوپر سے چار آدمیوں نے ایک رسّے
ساتھ بندھا ہوا تختہ نیچے لٹکا دیا۔ تینوں آدمی بے ہوش
کو تختے پر لٹا کر خود بھی ایک طرف بیٹھ گئے۔ تختے کو اوپر جہاز
شے پر کھینچ لیا گیا۔ اوپر کھڑے ——————
آدمیوں میں سے ایک جہاز کا کپتان تھا۔ اِس نے چلا کر

"لنگر اُٹھا کر بادبان کھول دو۔ ہم نیپلز کی بندرگاہ کی
طرف جائیں گے"

ملاحوں نے اُسی وقت لنگر اُٹھایا اور بادبان کھول دیئے۔
بھرتے ہی جہاز نے نیپلز کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ باقی
ی رات جہاز سمندر میں سفر کرتا رہا۔ نیپلز وہاں سے زیادہ
نہیں تھا۔ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ ہی نیپلز کے قدیم شہر
شنیاں نظر آنے لگیں۔ نیپلز وہ شہر تھا جہاں گلیوں میں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

فرش کی جگہ پانی کی نہریں بہتی تھیں۔ اصل میں یہ شہر قدرتی
ہی سے ایک بہت بڑی جھیل پر آباد ہے۔ اور لوگ گھروں
نکل کر کشتیوں اور گنڈولوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے
گھروں اور دکانوں پر جاتے ہیں۔ پرانے زمانے میں بھی
اسی طرح کشتیوں اور گنڈولوں میں ہی سفر کر کے ایک دوسر
کے گھروں تک جایا کرتے تھے۔ اس شہر میں قدیم ترین
تھیں۔ بعض ایسی حویلیاں اور قدیم محل تھے کہ جو ویران پڑ
تھے۔ کیونکہ پانی آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ ساتھ ان حویلیو
اور محلوں کے اندر تک آ گیا تھا۔ اس شہر کو بھٹکتی روحوں کا
کہتے تھے۔ کیونکہ اس شہر کے کچھ علاقے ایسے تھے جہاں
کے سارے مکان اور حویلیاں خالی اور ویران پڑی تھیں
کی وجہ یہ تھی کہ ان مکانوں اور حویلیوں کی پہلی منزلوں
سمندری جھیل کا پانی داخل ہو چکا تھا۔ اور وہاں رہنے والے
عرصہ ہوا وہاں سے چلے گئے تھے۔ لوگوں نے مشہور کر رکھا تھا
کہ ان ویران حویلیوں اور مکانوں میں بدروحیں بھٹکتی پھرتی ہیں
بادبانی جہاز نیپلز کی بندرگاہ سے دُور ہٹ کھڑا ہو گیا۔ ابھی
پوری طرح سے طلوع نہیں ہوا تھا۔ دونوں بدمعاشوں نے
بے ہوش عورت کو جہاز سے اتار کر ایک بار پھر کشتی میں
ڈالا اور چپو چلاتے شہر کے اس علاقے میں آ گئے جو ویران مکان

آبی حویلیوں کا علاقہ تھا۔ اور جہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔
کشتی چلاتے ہوئے ویران علاقے کی ایک گلی میں داخل ہو
۔ مکانوں کے دروازے بند تھے اور پانی ان کی دہلیزوں
اوپر سے ہو کر دروازوں میں سے پہلی منزلوں میں داخل ہو رہا
۔ کوئی مکان ایسا نہیں تھا۔ جس کی پتھر کی سیڑھی پانی میں نہ
ہوئی ہو۔ تین تین منزلہ پتھر کے بڑے بڑے مکان ایک
سرے کے اوپر بھوتوں کی طرح جھکے ہوئے تھے۔ ہر طرف
موشی اور سناٹا تھا۔ پانی کی گلی میں سوائے چپو کے چلنے کے اور
کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ سب مکان خالی
مردہ ہیں۔ مارکس اور گارشن آہستہ آہستہ چپو چلا رہے تھے۔
پانی گلی میں سے آہستہ آہستہ گزر رہا تھا۔

انہوں نے کشتی کو ایک پرانے اور سنسان مکان کی آگے
نکلی ہوئی ڈیوڑھی کے ساتھ لگا دیا۔ ڈیوڑھی پتھر کی ایک چوڑی
سل کی بنی ہوئی تھی۔ جس کی سیڑھیاں پانی میں غرق ہو چکی تھیں۔
گارشن کشتی میں سے اچھل کر ڈیوڑھی پر آ گیا۔ اس کے بدمعاش
ساتھی مارکس نے بے ہوش عورت کو اٹھایا۔ اوپر سے گارشن
نے اسے پکڑ کر ڈیوڑھی پر کھینچ لیا۔ کیٹی ان کے اوپر منڈلاتے
ہوئے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ دونوں بدمعاش بے ہوش عورت
کو اٹھا کر مکان کے اندر لے گئے۔ مکان کے اندر پہلی منزل میں
پانی ہی پانی تھا ایک پتھر کا زینہ اوپر والی منزل ——

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ وہ اِس زینے پر سے ہو کر دوسری منزل میں آگئے۔ یہ ایک [redacted] اور نیم روشن کمرہ تھا۔ جس کی ٹھنڈی دیواریں بھاری بھرکم اور [redacted] آگے کو جھکی ہوئی تھیں۔ کمرے کے فرش پر پھٹا پرانا قالین بچھا [redacted] تھا۔ کونے میں آتش دان بنا ہوا تھا۔ مارکس نے جلدی سے آتشدان [redacted] میں لکڑیاں لگا کر آگ جلا دی۔ کیونکہ کمرے میں ٹھنڈ تھی۔ باہر آسمان [redacted] پر بادل بھی چھانے لگے تھے۔ کیٹی ابھی تک اِس معمّے کو حل نہیں [redacted] کر سکی تھی کہ یہ لوگ اِس بے ہوش عورت کو یہاں کس لیے لائے [redacted] ہیں۔ گارشن نے بیٹھک کی چھوٹی سی کھڑکی پر گھرا ہوا بھاری پر [redacted] ہٹا کر نیچے گلی میں بہتے جھیل کے گدلے پانی کو دیکھا اور آتش دان [redacted] کے پاس آکر ٹھنڈے ہاتھوں کو سینکتے ہوئے بولا۔

"ارشمید کو اب تک آجانا چاہیئے تھا۔"

مارکس بھی آتش دان کے پاس آکر سٹول پر بیٹھ گیا اور ہاتھ تاپنے لگا۔

"وہ آئے اور ہمیں بھی اِس مصیبت سے چھٹکارا ملے۔"

گارشن بولا۔

"باہر بادل چھا گئے ہیں۔ شاید بارش ہو۔ یہ سردیوں کی بارشیں بہت تنگ کرتی ہیں۔"

کیٹی نیمی حالت میں آتش دان کے قریب ہی ایک طرف کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ آتش دان کے قریب ہی ایک طرف [redacted] ی اِن کی باتیں سن رہی تھی۔ آتشدان میں شعلے بھڑکنے [redacted] تھے۔ جن کی وجہ سے کمرے ——— میں ہلکی ہلکی گرمائش اور [redacted] شنی ہو گئی۔ کیٹی نے بے ہوش عورت کو قریب سے [redacted] کر دیکھا۔ وہ ایک سرخ و سفید رنگ کی نوجوان لڑکی تھی جس [redacted] بال سونے کے رنگ کے چھلّے دار تھے۔ ناک تیکھی تھی اور [redacted] سی اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ اس نے رومن عورتوں کا [redacted] لباس پہن رکھا تھا۔ وہ پوری طرح بے ہوش تھی۔ خدا [redacted] جانے انہوں نے اِسے کون سی دوا پلا رکھی تھی۔ اس کا سانس [redacted] آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ کیٹی واپس آتشدان کے قریب آگئی۔

اتنے میں باہر بادلوں کی گرج کی آواز سنائی دی اور پھر گلی میں بہتے پانی پر بارش کے قطرے گرنے کی آواز آنے لگی۔ گارشن نے کھڑکی سے سر باہر نکالا اور واپس آتش دان کے پاس آکر بولا۔

"بارش شروع ہو گئی۔ گلی میں دُھند پھیلنے لگی ہے۔"

دونوں جرائم پیشہ آدمی آتشدان کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ کیٹی نے سوچا کہ اس ویران مکان کے دوسروں کمروں میں گھوم پھر کر دیکھنا چاہیئے کہ یہاں اور کیا کیا موجود ہے۔ وہ اوپر والی منزل میں آگئی۔ اوپر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جو خالی پڑا تھا۔ دالان بھی ویران تھا اور فرش کی پتھریلی سلیں اکھڑی

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

ہوئی تھیں۔ ستون ایک طرف کو جھک گئے تھے۔ یہ مکان بھی
اس سنسان علاقے کے دوسرے مکانوں کی طرح برسوں
ہو گیا تھا اور کسی وقت بھی گر سکتا تھا۔

کیٹی دالان سے گزر کر سیڑھیوں کی طرف جانے لگی تو اسے
کونے میں ایک چھوٹا سا دروازہ دکھائی دیا۔ شاید یہ دروازہ
اوپر جاتا ہے۔ اس نے سوچا اور بند دروازے کے پاس گئی
دروازے پر بھاری تالہ پڑا تھا۔ کیٹی بند دروازے میں سے
اندر گزر گئی۔ اندر جاتے ہی پہلے تو اندھیرے میں اسے کچھ نظر
نہ آیا۔ پھر اس نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے دیکھا کہ کمرے کے
ٹھنڈے اندھیرے میں دیوار کے طاق میں ایک پتھر کی
چھوٹی صراحی پڑی ہے۔ کیٹی اس کے قریب گئی۔ اس قسم کی
صراحیوں میں اس زمانے کے لوگ عطر ڈال کر گھروں میں رکھا
کرتے تھے۔ جب گھر میں مہمان آتے تو گھر والے اس صراحی
میں سے عطر نکال کر مہمانوں کو لگاتے۔ صراحی کی چھوٹی سی
ٹونٹی بھی تھی۔ جس کے منہ پر ایک انسانی چہرہ بنا ہوا تھا
یہ بڑا ڈراؤنا چہرہ تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور زبان تھوڑی
سی باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ کیٹی نے جھک کر اس عجیب و غریب
چہرے کو دیکھا تو اسے پیچھے سے ایک جھٹکا لگا۔ جیسے
کسی نے اسے آگے کی طرف دھکیل دیا ہو۔ اس نے پیچھے

ہٹنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ اسے یوں لگا جیسے
کوئی غیر معمولی طاقت اسے صراحی کی ٹونٹی پر لگے ہوئے ڈراؤنے
چہرے کی طرف کھینچ رہی ہے۔ کیٹی اس وقت ہلکی اور نظر
نہ آنے والی لہروں کی شکل میں تھی۔ اگر وہ گوشت پوست کے
جسم میں ہوتی تو ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو پیچھے دھکیل کر لے
جانے میں کامیاب ہو جاتی لیکن وہ ہوا کی طرح ہلکی تھی اور اس
کا سارا لہروں والا جسم دھنوس کی لکیر بن کر ڈراؤنے چہرے کی
طرف اپنے آپ کھنچا چلا جا رہا تھا۔ کیٹی نے گھبرا کر ایک دفعہ
پورا زور لگایا مگر کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کا جسم پتلی دھنوس
کی لکیر بن کر خود بخود ڈراؤنے چہرے کی باہر کو نکلی ہوئی زبان
سے ہوتا ہوا صراحی کے اندر چلا گیا۔ صراحی کے اندر جاتے
ہی کیٹی نے اپنے آپ کو اس کے منہ کی طرف اچھالنے کی کوشش
کی لیکن اس کے جسم کی لہریں جیسے صراحی کے اندر تہہ کے ساتھ
چپک کر رہ گئی تھی۔ پھر صراحی کے اوپر کا ڈھکن جو پہلے
کھلا تھا آہستہ آہستہ نیچے گر کر بند ہو گیا۔ کیٹی نے اپنے
آپ کو صراحی میں قید پایا۔ وہ گھبرا گئی۔ اس نے کئی بار اوپر
کو جانے کی کوشش کی مگر صراحی کے پیندے نے اس کے
پاؤں کو نہ چھوڑا۔ اب کیٹی کو افسوس ہونے لگا۔ کہ وہ خوامخواہ
کیوں یہاں آ گئی۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

دوسری طرف نیچے والے کمرے میں دونوں جرائم پیشہ بدمعاش گارشن اور مارکس آتش دان کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ لڑکی اسی طرح بے ہوش تھی۔ گارشن بے چینی سے اٹھ کر کھڑکی کی طرف گیا۔

بھاری پردہ ہٹا کر باہر جھانکا اور بولا۔

"بارش اسی طرح ہو رہی ہے۔ دھند بھی گہری ہونے لگی ہے۔ ارشمید کو اب تک آجانا چاہیئے تھا۔"

وہ آتش دان کے پاس آکر بیٹھا ہی تھا۔ کہ نیچے کسی کشتی کے چپوؤں کی چپل چپل کی آواز آئی۔ مارکس نے کہا۔

"وہ آگیا ہے۔"

دونوں زینہ اتر کر نیچے آگئے۔ مکان کی ڈیوڑھی کے آگے پانی میں ایک کشتی کو آکر آہستہ سے پتھروں کے زینے کے ساتھ لگ گئی۔ اس کشتی میں سے ایک سیاہ فام گھنگھریالے بالوں والا بھاری بھر کم آدمی نکل کر ڈیوڑھی میں آگیا۔ اس کے پیچھے ایک کبڑا حبشی بھی تھا جو کشتی کو باندھ رہا تھا۔ مارکس نے کہا۔

"ارشمید! تمہاری امانت اوپر کمرے میں بے ہوش پڑی ہے۔"

اس سیاہ فام گھنگھریالے بالوں والے حبشی کا نام ارشمید تھا۔ اس نے سوڈانی کاہنوں ایسی لمبی سیاہ پٹی بندھی تھی۔

جس میں گدھ کا ایک پر لگا تھا۔ اس نے اپنی بھاری اور کھڑکھڑاتی آواز میں کہا۔

"پہلے میں اپنی تسلی کروں گا۔"

اس نے کبڑے حبشی ملازم کو آواز دے کر اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ کبڑا حبشی ہاتھ میں ایک تھیلا اٹھائے ارشمید کے پیچھے پیچھے مکان کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ کمرے میں آکر ارشمید نے بے ہوش لڑکی کو غور سے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ آگئی۔ اس نے لڑکی کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور کبڑے حبشی ملازم سے کہا۔

"تھیلا نکال کر ان کی رقم ان کے حوالے کر دو۔"

کبڑے حبشی ملازم نے تھیلا کھولا۔ اس میں ایک اور تھیلی تھی جو سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھی۔ یہ تھیلی جرائم پیشہ مارکس اور گارشن کے حوالے کر دی گئی۔ انہوں نے سونے کے سکوں کو ایک بار اچھی طرح سے دیکھا اور ارشمید سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہمیں اجازت دو۔ ہم نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اب تم جانو تمہارا کام۔ لیکن ہمیں تسلی ہونی چاہیئے کہ تم کبھی بھی ہمارا نام نہیں لوگے۔"

ارشمید نے آتش دان کے پاس سٹول پر بیٹھ کر ہاتھ تاپتے ہوئے حبشی کبڑے نوکر سے کہا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

"ان گدھوں سے کہہ دو کہ ان کا نام نہیں لیا جائے گا۔
اور اب یہاں سے دفع ہو جائیں۔"
گارشن فوراً بولا۔
"ہم جا رہے ہیں۔ ہم جا رہے ہیں۔"
اور وہ دونوں تیزی سے نیچے اتر گئے۔ ان کے جانے کے
فوراً بعد ارشمید نے اپنے کبڑے حبشی ملازم سے کہا۔
"یہاں بیٹھو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"
کبڑا حبشی آتشدان کے سامنے قالین پر ہی بیٹھ کر آگ تاپنے
لگا۔ ارشمید حبشی زینہ چڑھ کر اوپر والی منزل کے دالان سے
گزرتا اسی کونے والے کمرے کے دروازے پر آگیا جس
کے اندر صراحی میں کیٹی بند تھی۔ ارشمید نے عبا کی جیب سے
چابی نکال کر تالا کھولا۔ اور اندر داخل ہو گیا۔ طاق میں رکھی ہوئی
صراحی کے سامنے وہ دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اور کوئی عجیب و غریب
طلسم کے الفاظ بولنے کے بعد اپنی کھڑکھڑاتی آواز میں کہنے لگا۔
"دلدلی جنگلوں کے دیوتا! میں نے تیرے طلسم کے
سارے عمل پورے کر دیئے ہیں۔ بس صرف ایک ہی
عمل باقی تھا۔ اس کے لیے مجھے کسی ایسی لڑکی کی
تلاش تھی جو اماوس کی تاریک رات میں اپنی جڑواں
بہن کے ساتھ پیدا ہوئی ہو اور اس کی جڑواں بہن

سورج نکلنے سے پہلے پہلے مر گئی ہو۔ بڑی مشکل سے
میں ایک ایسی لڑکی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو
گیا ہوں۔ اب میں اسے تیرے خفیہ مندر میں تیرے
حضور پیش کرنے کے لیے افریقہ کے اس جنگل کی طرف
جا رہا ہوں جہاں آج تک کسی انسان کا گزر نہیں ہوا۔
میری مدد کرنا۔"
یہ کہہ کر ارشمید نے دلدلی دیوتا کے ڈراؤنے چہرے والی صراحی
کو طاق میں سے اٹھایا۔ اسے اپنی لمبی عبا کی جیب میں رکھا اور نچلی
منزل میں واپس آگیا۔ جہاں کبڑا ملازم آتش دان کے سامنے اسی
طرح بیٹھا تھا۔ ارشمید نے اسے حکم دیا کہ نیچے کشتی میں جا کر
میں آ رہا ہوں۔ کبڑا حبشی فوراً سر جھکا کر نیچے چلا گیا۔ اس کے تیار ہو
جانے کے بعد ارشمید حبشی بے ہوش لڑکی کے پاس آکر دوزانو ہو
کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے طلسمی منتر پڑھنے شروع
کر دیئے۔ دیر تک وہ طلسمی منتر پڑھتا رہا۔ جب منتروں کا
عمل ختم ہوا تو ارشمید نے عبا کی دوسری جیب میں سے افریقی گینڈے
کا ایک سینگ نکالا۔ یہ سینگ اندر سے کھوکھلا تھا اور اس کے
منہ پر ایک ڈھکن لگا ہوا تھا۔ ارشمید نے ڈھکن کھولا۔ اور منتروں
کا جاپ کرتے ہوئے سینگ کو بے ہوش لڑکی کے جسم پر پھیرنے
لگا۔ جب پچاس بار بے ہوش لڑکی کے جسم پر گینڈے کا سینگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھیر چکا تو سینگ کو لڑکی کے سر کے اوپر لا کر بولا۔

"دلدلی جنگل کے دیوتا! اپنی امانت کی حفاظت کر۔"

یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ بے ہوش لڑکی کا جسم لیٹے لیٹے پہلے دھند کے بھاری بادل اور پھر نیلے دھوئیں میں بدل گیا۔ اس کے بعد یہ دھواں ایک پتلی لکیر بن کر گینڈے کے سینگ کے اندر داخل ہونے لگا۔ چند ہی لمحوں میں بے ہوش لڑکی دھواں بن کر سینگ کے اندر جا چکی تھی۔ ارشمید نے فوراً سینگ کے منہ پہ ڈھکن لگایا اور اسے جیب میں ڈالتے ہوئے اٹھا۔ صراحی تھیلے میں رکھی اور تیزی سے زینہ اترتا ڈیوڑھی میں آ گیا۔ جہاں تیز بارش میں کبڑا حبشی کشتی کھولے تیار کھڑا تھا۔ کشتی کے اوپر اس نے ترپال تان دی تھی۔ ارشمید جلدی سے ترپال کے نیچے ہو کر کشتی میں بیٹھ گیا۔ کبڑے نوکر نے کشتی کے چپو سنبھالے اور بارش میں اسے آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف موڑ کر گلی کی نہر میں دوسری طرف کو روانہ ہو گیا۔

بادلوں میں زور دار گرج پیدا ہوئی اور بارش تیز ہو گئی۔ کریٹ کی بندرگاہ پہ ایک بار بردار جہاز جس پر سامان لدا تھا۔ افریقہ جانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔ ارشمید نے پہلے ہی سے اس جہاز پر سفر کا کرایہ ادا کر رکھا تھا۔ وہ اپنے کبڑے نوکر کے ساتھ کشتی سے نکل کر جہاز میں سوار ہو گیا اور

تھوڑی دیر بعد یہ بادبانی تجارتی جہاز افریقہ کی طرف چل پڑا۔

جب دوسرے دن کی بھی شام ہو گئی اور کیٹی اب تک واپس نہ آئی تو تھیوسانگ اور عنبر کو تشویش ہونے لگی کہ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ گرفتار ہو گئی ہو۔

عنبر نے کہا۔

"میں اسی لیے اسے اکیلی نہیں جانے دیتا تھا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں خود نہیں چاہتا تھا کہ وہ جائے مگر وہ بے حد ضدی لڑکی ہے۔ غیبی حالت میں آنے کے بعد وہ بھی ماریا کی طرح اکیلے ایڈونچر کرنے کی شوقین ہو گئی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"اب اسے کہاں تلاش کیا جائے؟"

تھیوسانگ نے کہا کہ ہمیں بندرگاہ کی طرف جا کر دیکھنا چاہیے ہو سکتا ہے وہ اسی طرف کسی جگہ موجود ہو۔ تھیوسانگ اور عنبر شام کے پھیلتے اندھیرے میں کریٹ کی بندرگاہ کی طرف آ گئے۔ وہ دیر تک ادھر ادھر گھومتے پھرتے کیٹی کی خوشبو محسوس کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر کیٹی کی خوشبو کہیں سے بھی نہیں آ رہی تھی۔ عنبر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیٹی کی خوشبو ایک دم سے رُک گئی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ کسی طلسم کے چکر میں پھنس گئی ہے"

عنبر کا چہرہ سنجیدہ تھا۔ وہ کسی سوچ میں تھا۔ اِس نے کہا۔ "کریٹ میں جادو ٹونہ ہوتا ضرور ہے مگر یہاں حکومت نے اس دھندے کو ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ اس لیے یہ چھپ کر ہوتا ہے۔ اب ہم یہاں کس کس جادوگر کو تلاش کریں گے؟"

بندرگاہ ہی سے انہیں پتہ چلا کہ افریقہ کی طرف ایک تجارتی جہاز دوپہر کے وقت روانہ ہوا تھا۔ عنبر نے چونک کر کہا۔

"کہیں کیٹی اِس جہاز پہ تو سفر نہیں کر رہی؟"

تھیوسانگ نے اِس خیال کا اظہار کیا کہ اگر وہ اپنی مرضی سے جاتی تو ہمیں ضرور خبر کر کے جاتی۔ مگر وہ ہمارے پاس نہیں آئی جس کا ایک مطلب یہ ہی نکالا جا سکتا ہے کہ اِسے کسی طلسم میں جکڑ کر ساتھ لے جایا جا رہا ہے۔ عنبر بولا۔ "میرا دل کہتا ہے کہ کیٹی ضرور اسی جہاز میں گئی ہے ہمیں اس کا پیچھا کرنا چاہیئے"۔ اِسی وقت انہوں نے معلوم کیا کہ تجارتی جہاز کس بندرگاہ کی طرف جا رہا ہے۔ انہیں بتایا گیا۔ کہ وہ جہاز جنوبی افریقہ کی دغانا بندرگاہ کے لیے روانہ ہوا۔

اور پندرہ دنوں کے بعد جنوبی افریقہ کی بندرگاہ دغانا پہنچے اب انہیں یہ معلوم کرنا تھا کہ وہاں سے دوسرا جہاز کب روانہ ہوگا۔ دوسرا جہاز تین روز کے بعد اسی بندرگاہ کی جانب روانہ ہونے والا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ کچھ ضروری سفر کا سامان خریدا اور بندرگاہ کے پاس ہی ایک سرائے میں رُک کر اپنے جہاز کا انتظار کرنے لگے۔ آخر وہ دن بھی آگیا۔ جب تھیوسانگ اور عنبر دوسرے جہاز کے عرشے پہ بیٹھے تھے اور یہ بادبانی جہاز بحیرہ روم کے نیلے پانیوں کو چیرتا ہوا جنوبی افریقہ کی بندرگاہ دغانا کی طرف جا رہا تھا۔ کیٹی جس تجارتی جہاز میں ارشید کے پاس صراحی میں قید پڑی تھی وہ اس سے تین دن آگے تھا اور اس کی منزل بھی جنوبی افریقہ کی بندرگاہ دغانا ہی تھی۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ ارشید اگرچہ جادوگر تھا مگر وہ خود بھی اِس حقیقت سے ناواقف تھا کہ ایک غیبی لڑکی کیٹی اِس کے تھیلے میں رکھی ہوئی صراحی میں بند ہے۔ اور باہر نہیں نکل سکتی۔

کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کو جہازوں پہ چھوڑ کہ ہم ناگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ردمن کاہن مارہا کے بچے کو لے کر ملک تبت کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ اپنے [illegible] تبت کے بڑے لاما کے حضور پیش کر کے بہت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑا انعام و اکرام وصول کرنا چاہتا تھا۔ اِسے صرف اِتنا ہی معلوم
کہ اس اُلو کے پنجے میں اُلو کی روح دھڑک رہی ہے۔ اِ
یہ خبر نہیں تھی کہ اِس پنجے میں ماریا قید ہے۔ تیسری جانب عیار
اپنے بازو پر ناگ کے بالوں کی راکھ والا تعویذ باندھے سائرینے کے
اصل گورنر کو ہلاک کر دینے کے بعد خود سائرینے کے گورنر کی شکل
میں وہاں شاہی محل میں رہنے لگا تھا۔ اور اپنے سپہ سالار کے
ساتھ مل کر روم کے بادشاہ کے خلاف سازش کی تیاریاں
شروع کر رہا تھا۔ جبکہ ناگ شہر روم کے باہر پہاڑیوں کے درمیا
ایک ویران پرانے قبرستان کی ایک قبر کے تابوت میں بے
ہوش پڑا تھا۔

ناگ کو اس شکستہ پرانی قبر کے اندر تابوت میں پڑے
دسواں دن جا رہا تھا۔ کہ اتفاق سے ایک رات جبکہ زبردست
بارش ہو رہی تھی۔ بجلی چمک رہی تھی۔ بادل گرج رہے
تھے وہاں سے ایک نیک دل راہب کا گزر ہوا۔ یہ نیک دل
راہب بڑا عبادت گزار آدمی تھا اور رات کو خچر پر سوار
اپنے سفر پر نکلا ہی تھا کہ قبرستان کے قریب پہنچتے ہی بارش
شروع ہو گئی۔ راہب کو جب بارش سے بچنے کے لیے کوئی
اور جگہ نظر نہ آئی تو وہ قبرستان کی ڈیوڑھی میں آ گیا۔ اس نے
خچر کو ڈیوڑھی میں ایک جانب کھڑا کیا اور خود کونے میں

دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر
اور وقت کو غنیمت جان کر خدا کی یاد میں مگن ہو کر دل
دل میں اس کی حمد پڑھنے لگا۔ نیک دل راہب کا ضمیر خدا نے
واحد کی عبادت سے روشن ہو گیا ہوا تھا۔ خدا کی عبادت
کرتے کرتے اِسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اسے
قبرستان میں زیتون کے درختوں کے جھنڈ کی طرف چلنے کا اشارہ کر
رہا ہے۔ جب تین بار ایسا ہی ہوا تو راہب ڈیوڑھی سے نکل کر
بارش ہی میں قبروں کے درمیان سے گزرتا زیتون کے درختوں
کے پاس آ کر رُک گیا۔ یہاں اندھیرے میں اِسے ایک قبر کے سوراخ
میں سے پانی اندر جاتا نظر آیا۔

راہب نے اپنے دل میں دھیان کر کے ذرا سی توجہ دی تو
اسے جیسے ایک غیبی پُرسکون آواز آئی کہ اس قبر کو کھودو۔ راہب
نے قبر کی مٹی کو ہٹانا شروع کر دیا۔ جلدی ہی اِسے ایک پرانا تابوت
نظر آیا۔ اِس نے اس کا ڈھکنا اُٹھا کر پرے کیا تو دیکھا کہ تابوت
میں ایک بالکل صحیح حالت میں لاش پڑی ہے۔ پہلے تو وہ اسے
لاش ہی سمجھا مگر جب اس نے اِسے ہاتھ لگایا تو لاش
کا جسم گرم تھا۔ اور اِس کا دل بھی دھڑک رہا تھا۔ یہ ناگ
تھا۔ نیک دل راہب نے ناگ کو تابوت میں سے نکال کر
اپنے کاندھے پر ڈالا اور ڈیوڑھی میں لا کر زمین پر لٹا دیا۔ اب
اس نے مقدس آیات کا ورد شروع کر دیا اور ناگ کے جسم

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREEBOOKSFREE.PK

پہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد دم کرنے لگا۔ مقدس آیات
اثر سے اللہ تعالیٰ نے ناگ کا طلسم ختم کر دیا۔ ناگ نے آنکھ
کھول دیں۔ نیک دل راہب نے شفقت سے پوچھا۔

"بیٹا تم کون ہو؟ تمہیں اس تابوت میں کس نے زندہ
بند کر دیا؟"

ناگ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اِسے اپنا سر کچھ ہلکا ہلکا محسوس ہو
رہا تھا۔ اس نے اپنے سر پہ ہاتھ پھیرا تو وہاں بال غائب
ناگ نے کہا۔

"آپ نے مجھے تابوت سے نکالا ہے۔ مقدس راہب!"
ناگ نے اندھیرے میں بھی اس راہب کے مذہبی لباس
دیکھ لیا تھا۔

نیک دل راہب نے کہا۔

"ہاں بیٹا! تم تابوت میں بند تھے۔ میں تو اِدھر سے
گزر رہا تھا کہ میرے دل میں ایک آواز آئی کہ قبر کی
طرف چلو۔ میں نے قبر کو کھولا تو تم تابوت میں بند تھے۔
مجھے بتاؤ تمہیں کس نے بند کر دیا تھا؟"

ناگ کو اب سب کچھ یاد آگیا تھا کہ کس طرح لمبی ڈاڑھی
والے عیار یوراگی نے کھانے کے درمیان انہیں انگور کا مشروب
پلایا تھا۔ وہ بے ہوش ہو گیا ہوگا۔ اور عیار یوراگی نے اِسے پرانی

زمین میں دفن کر دیا۔ اِسے عنبر اور تھیو سانگ اور کیٹی کا خیال آنے
لگا کہ یقیناً وہ بھی مشروب پینے کے بعد بے ہوش ہو گئے ہوں۔
خدا جانے اِن کے ساتھ اس مکار شخص نے کیا سلوک کیا ہوگا۔
ناگ نے اپنے بالوں کے بارے میں اندازہ لگایا کہ یوراگی ضرور
کوئی جادوگر ہے۔ اِسے جادو کے زور سے علم ہو گیا ہوگا کہ میں
ناگ دیوتا ہوں اور نے میرے بالوں کو کاٹ یقینی طور پر کوئی
خاص طلسم تیار کیا ہوگا۔ یہ سب کچھ ناگ دل میں سوچ رہا تھا۔
اس نے نیک دل راہب کو یہ ساری باتیں بیان کرنے کی ضرورت
محسوس نہ کی۔ اس نے کہا۔

"مقدس راہب! میرے ساتھ ایک شخص نے
دشمنی کی ہے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ
نے میری مدد کی اور مجھے اس قبر سے نکالا۔"

نیک دل راہب نے ناگ کو تسلی دی اور کہا۔

"بیٹا! جس نے تمہارے ساتھ یہ زیادتی کی ہے۔ خداوند
اس کو اس کی ضرور سزا دے گا۔ اس دنیا میں ——
ہم جو عمل کرتے ہیں۔ ہمیں اِس کا بدلہ ضرور مل کر رہتا ہے۔
اچھا عمل کرتے ہیں تو اس کا ثواب ملتا ہے۔ بُرا عمل کرتے
ہیں۔ گناہ کرتے ہیں تو اس کی بھی سزا مل کر رہتی ہے۔
تم اپنے دشمن کو معاف کر دو۔ خداوند اِسے خود ہی سزا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"ایسا ہی کروں گا مقدس راہب! میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے یہ بتائیے کہ یہ روم شہر کا پرانا قبرستان ہے کہ کوئی دوسرا شہر ہے؟"

نیک دل راہب نے کہا۔ "روم شہر کا ہی پرانا قبرستان ہے۔"

ناگ کو تسلی ہوئی کہ اسے کسی دوسرے ملک میں لے جاکر دفن نہیں کیا گیا۔ وہ بہت جلد شہر میں یوراگی کے انگور کے باغ والے مکان میں پہنچ کر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تھیوسانگ عنبر اور کیٹی اگر وہاں پر ہیں تو کس حالت میں ہیں۔ وہ یوراگی سے بدلہ بھی لینا چاہتا تھا۔ اس نے راہب سے کہا۔

"مقدس راہب! میں اپنے گھر جاؤں گا۔ اجازت دیجئے۔"

راہب نے کہا۔

"بیٹا اس وقت کہاں جاؤ گے۔ رات کا وقت ہے بارش بھی ہو رہی ہے۔"

ناگ بولا۔

"میں چلا جاؤں گا۔ مقدس راہب۔ میرا جانا بہت ضروری ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے بڑی عقیدت سے مقدس راہب کے ہاتھوں کو چوما۔ اور قبرستان کی ڈیوڑھی سے باہر نکل آیا۔ باہر

اندھیرا تھا۔ اور تیز بارش ہو رہی تھی۔ کچھ دور جانے کے بعد ناگ نے زور سے سانس اندر کو کھینچا اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر کے ایک دم سے فضا میں اوپر کو اٹھا اور شہر روم کی طرف پرواز شروع کر دی۔ وہ بے پناہ جوش اور تیزی کے ساتھ اڑا جا رہا تھا۔ چند لمحوں میں ہی وہ یوراگی کے انگور کے باغ میں جا پہنچا۔ اس نے اوپر ہی سے دیکھ لیا کہ عیار یوراگی کا مکان اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

ناگ غوطہ لگا کر عیار یوراگی کے مکان کے صحن میں آ گیا۔ مکان میں کہیں بھی روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ مکان کے کمرے بھی بند تھے اور تالے پڑے ہوئے تھے۔ صاف لگ رہا تھا کہ یوراگی وہاں سے کوچ کر گیا ہے۔ مگر تھیوسانگ عنبر اور کیٹی کی بھی وہاں سے خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے انسانی شکل بدلی اور برآمدے میں بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ تھیوسانگ عنبر اور کیٹی کہاں ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یوراگی کوئی جادوگر تھا۔ اور اس نے طلسم کے لیے ہی ان سب کو بے ہوش کرنے والا مشروب پلا دیا تھا۔ اور ناگ کے سر کے بال بھی کاٹ ڈالے تھے۔ "یقیناً اس نے میرے بالوں کا طلسم بنایا ہے۔" ناگ نے سوچا۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہ اسے اور اپنے ساتھیوں کو کہاں تلاش کرے؟

ساری رات ناگ نے برآمدے میں ہی بیٹھے بیٹھے گزار دی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دن کی روشنی نکلی تو ناگ نے مکان کے تینوں کمروں کے تالے توڑ کر دیکھا کہ کمروں میں اِدھر اُدھر سامان بھرا پڑا تھا۔ سامان ایسے رکھا گیا تھا جیسے کسی نے جلدی میں مکان چھوڑا ہو۔ ناگ برآمدے میں آگیا۔ بارش اب رُک گئی تھی۔ ناگ نے کسی سانپ سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔ اِسے یقین تھا کہ انگور کے باغ میں کوئی نہ کوئی سانپ ضرور رہتا ہوگا۔ اِس نے باغ کی طرف منہ کر کے سانپ کی زبان میں ایک خاص آواز نکالی جو صرف سانپوں کا ناگ دیوتا ہی نکال سکتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے باغ کی طرف سے ایک پیلا سانپ گیلے صحن میں سے گزر کر اپنی طرف آتا نظر آیا۔ برآمدے میں آکر پیلے سانپ نے اپنا سر جھکا دیا اور ادب سے پوچھا کہ میں عظیم ناگ دیوتا کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ ناگ نے اُسے اُٹھا لیا اور اسی کا چہرہ اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر کہا۔

"میرے سر کے بالوں کی خوش بُو سونگھو اور بتاؤ کہ یہ خوش بُو میرے سر کے علاوہ تمہیں کہاں سے آتی محسوس ہو رہی ہے"

پیلے سانپ نے اپنا منہ ناگ کے سر پر بچے ہوئے چھوٹے چھوٹے خشخشی بالوں کے ساتھ لگا کر سانس اندر کو کھینچا۔ ناگ نے سانپ کو برآمدے کے فرش پر رکھ دیا۔ پیلے سانپ نے

چاروں طرف منہ کر کے باری باری سونگھا اور پھر عرض کی۔

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے صوبہ سائرینے کی جانب سے آپ کے بالوں کی خوشبو آرہی ہے"

ناگ نے پوچھا۔

"یہ صوبہ یہاں سے کتنی دور ہے؟"

پیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! سمندر کے راستے صوبہ سائرینے یہاں سے ایک دن اور ایک رات کے سفر پر ہے"

ناگ نے کہا۔

"کیا تم سائرینے جا کر یہ پتہ کر سکتے ہو کہ میرے بالوں کی خوشبو کہاں سے آرہی ہے؟"

پیلے سانپ نے ادب سے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! ہم روم شہر کی پہاڑیوں کے سانپ ہیں۔ آگے سمندر ہے۔ ہم سمندر میں سفر نہیں کر سکتے۔ یہ کام آپ سائرینے پہنچ کر وہاں کے کسی بھی سانپ سے لے سکتے ہیں۔ آپ ناگ دیوتا ہیں۔ وہاں کے سانپ آپ کا حکم بجا لا کر خوش ہوں گے"

ناگ نے سانپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔

پیلا سانپ ادب سے سر جھکانے کے بعد جدھر سے آیا تھا اِدھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چل دیا۔ سانپ کے جانے کے بعد ناگ نے ایک بار پھر عقاب کی شکل بدلی اور بادلوں بھرے آسمان پر اُڑنے لگا۔ اس کا رخ صوبہ سائرینے کی جانب تھا۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ چنانچہ وہ شام ہونے سے پہلے پہلے سمندر کو عبور کر کے سائرینے پہنچ گیا۔ یہ وہی صوبہ تھا جہاں عیار یوراگی سائرینے کے گورنر ٹولمی کی شکل میں راج کر رہا تھا۔ اس کا غلام بیروکس بھی اس کا خاص محافظ بنا اُس کے ساتھ تھا۔ اس وقت جب ناگ سائرینے میں پہنچا تو عیار یوراگی ٹولمی اپنے سپہ سالار کے ساتھ ایک بے حد مہلک زہر کی شیشی اپنے پاس رکھے روم کے شہر کی طرف جہاز میں روانہ ہو چکا تھا۔ اس نے سپہ سالار کے ساتھ مل کر روم کے بادشاہ کو ہلاک کرنے کی سازش مکمل کر لی تھی اور وہ روم کے بادشاہ کو ہلاک کرنے کے لیے ہی جا رہا تھا۔ وہاں کے سپہ سالار خاص کو بھی انہوں نے اپنی سازش میں شریک کر لیا تھا۔ ناگ سائرینے شہر کے ایک جنگل میں اُتر آیا۔ پھر پنچھی پرواز کرتا شہر سے باہر ایک باغ میں آ گیا۔ اس نے باغ میں اُترتے ہی انسانی شکل اختیار کی اور وہاں موجود کسی سانپ کو خاص آواز دی۔

ناگ نے تین بار آواز دی مگر وہاں کوئی سانپ نہ آیا۔ چوتھی آواز پر سانپ کی بجائے ایک دو مونہی جھاڑیوں میں سے نکل کر ناگ کے سامنے آ گئی۔ وہ بہت آہستہ آہستہ رینگتی چلی آ رہی تھی۔ دو مونہی سانپ نہیں ہوتی مگر اس کا تعلق سانپوں کے خاندان

سے ہے اور اس کے دو مونہہ ہوتے ہیں۔ اس نے ناگ دیوتا کے آگے سر جھکایا اور سلام کیا۔

ناگ نے کہا۔

"کیا بات ہے ——— کوئی سانپ ابھی تک پیش کیوں نہیں ہوا؟"

دو مونہی نے عرض کی کہ عظیم ناگ دیوتا اس صوبے میں کوئی سانپ نہیں ہے۔ جب سے اس جزیرے میں آتش فشاں لاوا پھٹا تھا۔ سارے سانپ یہاں سے نکل کر کسی نہ کسی طرح ملک بابل کی طرف چلے گئے ہیں۔ ناگ کو سخت مایوسی ہوئی۔ اسے ناامید دیکھ کر دو مونہی نے کہا۔

"ناگ دیوتا! آپ پریشان لگتے ہیں۔ کیا میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتی۔ اگرچہ میں سانپ نہیں ہوں لیکن اگر میں آپ کی خدمت کر سکی مجھے بڑی خوشی ہو گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تمہارا شکریہ۔ شاید تم میرے کسی کام نہ آ سکو گی۔"

دو مونہی نے عرض کی۔

"عظیم ناگ دیوتا! آپ حکم تو کریں۔"

ناگ نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

COURTESY WWW.OFBOOKSFREE.PK

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سر کے بالوں کی خوشبو میرے سر کے علاوہ یہاں کس طرف سے آتی ہے؟"

دو مونہی نے کہا کہ مجھے اپنے بالوں کی خوشبو سنگھائیے۔ ناگ نے دو مونہی کو اُٹھا کر اپنے سر کے چھوٹے چھوٹے بالوں کے ساتھ لگایا۔ دو مونہی نے دونوں مونہوں سے ان کی خوشبو کو سونگھا پھر نیچے زمین پر بیٹھ کر چاروں طرف اپنے منہ گھما کر زور سے اندر کو سانس کھینچنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد بولی۔

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے آپ کے بالوں کی خوشبو شہر روم کی طرف سے آتی محسوس ہو رہی ہے۔"

ناگ نے تعجب سے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اِدھر سے تو میں آ رہا ہوں۔ مجھے ایک سانپ نے کہا تھا کہ میرے بالوں کی خوشبو اس صوبے سے آ رہی ہے۔"

دو مونہی نے وہاں کی فضا کو سونگھتے ہوئے سانس اندر کو کھینچا اور بولی

"اس نے بھی درست کہا تھا عظیم ناگ دیوتا! اس شہر کی فضا میں بھی آپ کے بالوں کی ہلکی ہلکی خوشبو رچی ہوئی ہے۔ مگر یہ خوشبو آہستہ آہستہ ملک روم کی طرف جا رہی ہے۔"

ناگ سوچنے لگا۔ اس کا مطلب ہوا کہ مجھے دوبارا روم شہر کی طرف جانا ہوگا۔ اس نے دو مونہی کا شکریہ ادا کیا اور اسے بھیج دیا۔ اس کے بعد ناگ نے دوبارا عقاب کی شکل اختیار کی۔ اور واپس روم شہر کی طرف پرواز کر گیا۔ اس وقت شام ہو چکی تھی۔ اور اندھیرے نے چاروں طرف اپنی چادر پھیلا دی تھی۔ ناگ ساری رات پرواز کرتا رہا۔ اِدھر عیار یوراگی سائرینے کے گورنر ٹولمی کی شکل اختیار کیے اپنے غلام بیروکس، سپہ سالار اور محافظ فوج کے دستے کے ساتھ تیز رفتار بادبانی جہاز میں سوار روم کے ساحل پر پہنچ چکا تھا۔ بادشاہ کے دربار میں جانے سے پہلے اس نے جہاز پر ہی غسل خانے میں خوشبوؤں بھرے پانی میں غسل کیا۔ غلطی سے وہ اپنے بازو پر بندھا ہوا ناگ کے بالوں کی راکھ والا تعویذ اتارنا بھول گیا۔ تعویذ اندر سے گیلا ہو گیا جس کی وجہ سے اس میں سے ناگ کے بالوں کی خوشبو نکلنا بند ہو گئی۔ اس کا عیار یوراگی کو تو علم نہیں ہو سکتا تھا۔ اِسے صرف یہی افسوس تھا کہ تعویذ خواہ مخواہ گیلا ہو گیا ہے۔ اِس سے پہلے وہ نہاتے وقت تعویذ اتار کر سامنے رکھ لیتا تھا۔

ناگ روم شہر میں انگور کے باغ والے یوراگی کے مکان میں آ گیا۔ اس نے اسی سانپ کو بلا کر پوچھا کہ تم نے تو کہا تھا میرے بالوں کی خوشبو سائرینے صوبے کی طرف سے آ رہی ہے مگر وہاں

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

تو میرے بالوں کی خوشبو بالکل نہیں ہے۔ سانپ نے چاروں طرف منہ کر کے ایک بار پھر فضا کو سونگھا اور ادب سے کہا۔

"عظیم مقدس ناگ! اس وقت یہ خوشبو سائرینے کی جانب ہی سے آ رہی تھی مگر اب یہ خوشبو کہیں سے بھی آتی محسوس نہیں ہو رہی۔"

ناگ پریشان ہو کر سانپ کا منہ تکنے لگا۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۴۰ پڑھیے۔

میرے نام

پیارے انکل!

آداب کے بعد عرض یہ کہ ابھی ابھی میں نے آپ کے دو ناول "قبرستان کی ڈراؤنی رات" اور "منگلا دیوی کا ترشول" پڑھے اب "ماریا کھوپڑی [illegible]یں" پڑھنا ہے بلکہ میرے سامنے پڑا ہے آپ کو تو علم ہے کہ میری [illegible]ین مارکیٹ میں اپنی دکان ہے جب دل چاہتا ہے پڑھ لیتا ہوں۔ بہرحال چھوڑیں اس قصے کو ویسے ایک بات ہے کہ میں آپ کی طرف سے ایک [illegible]عدد لڈو کا حقدار ہوں کیونکہ فون ہی تو میٹھا کرنا ہے بھئی! آپ کو ہماری یعنی صرف میری طرف سے دلی مبارک ہو۔ ارے یہ تو بتانا ہی بھول گیا۔ کہ کس بات کی مبارک باد تو یقیناً آپ کو ۲۷ نومبر بروز بلکہ برآت جمعرات کے دن کی رات کا وہ وقت یاد ہوگا جب آپ نے اسلام آباد میں پاکستان کے سب سے بڑے حال لیاقت ہال میں ڈرامہ سیریل ڈاچی کی کہانی پر آپ کو بہترین مصنف کا ایوارڈ ملا۔

سچ مچ مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے رات اسی وقت آپ کو مبارکبادی کا خط لکھنے کا فیصلہ کیا مجھے کسی نے اطلاع دی کہ سب لوگ اسلام آباد سے واپس آ گئے ہیں تو میں نے آپ کو خط لکھا۔ براہ کرم خط کا جواب ضرور دیجیے گا۔ تاکہ مجھے علم ہو سکے کہ میری خوشی حقیقی ہے۔

خدا حافظ فقط آپ کے ناولوں کا دیوانہ

خالد محمود سومرو ہیپی بکسٹال 14/E مین مارکیٹ گلبرگ لاہور۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

ڈیئرسٹ انکل اے حمید آداب!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ سب سے پہلے تو آ
میری طرف سے اپنی تحریر کردہ سیریل ڈاچی پر پی ٹی وی ایوارڈ ملنے
مبارکباد قبول فرمائیں۔

پیارے انکل! میں ابھی ابھی عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیو سانگ
خلائی کا خاص نمبر "غیبی لاش" پڑھ کر فارغ ہوا ہوں۔ بہت پسند آ
انکل ناولوں میں موجود واقعات پر حقیقت کا گمان ہوتا ہے۔ انکل سچ سچ
بتائیں کہ کیا واقعی آپ کے کردار عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی، تھیو سانگ اور
پر گزرنے والے واقعات سچے ہیں۔ پلیز انکل آپ میرے اس خط کا جواب
ضرور دیجیے گا۔ انکل میں آپ کے ناول پڑھنے کے علاوہ اپنی پڑھائی
پر بھی پوری توجہ دیتا ہوں اور ہر سال امتیازی نمبروں سے پاس ہوتا ہوں
انکل اگر آپ کبھی کراچی آئیں تو ہمارے یہاں ضرور آئیے گا۔ میں آپ
کا پوری شدت سے انتظار کروں گا۔

آپ کا پیارا بھتیجا
عمیر صدیقی S-۱/۳۲۷ سعود آباد کراچی نمبر ۲۷

○

ڈیئر انکل!

السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ میں نے آپ کے ناول
عنبر ناگ ماریا سیریز کے تمام حصے پڑھے ۱۰۰ شروع والے ۱۰۰ واپسی
والے اور اب ۲۴ واں ناول خلائی سفر کا میرے ہاتھ میں ہے۔ یہ

انکل میں نے آٹھویں جماعت میں پڑھنا شروع کیے تھے اور اب
آپ کی دعاؤں سے میں نے ایف اے بھی کر لیا ہے۔ ہم دو بہن
بھائی ہیں۔ اس لیے لاڈ پیار کی وجہ سے کبھی کسی نے روک ٹوک بھی
نہیں کی۔ اور اب تو ایک ڈیڑھ سال ہوا میرے ابو فوت ہو چکے ہیں۔
میرے اس غم میں بھی صرف عنبر ناگ ماریا کی قسطوں نے ہی ساتھ
دیا۔ جس کے لیے میں ان کی مشکور ہوں۔

شہزادی اختر سلطانہ لاہور ۱۶

○

ڈیئر انکل اے حمید آداب!

انکل! آپ ہمیشہ سے اچھا لکھتے رہے ہیں۔ ناگ ماریا عنبر کی
تو تعریف کرنا ہی سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے مگر حال ہی میں
آپ کی سلسلہ وار امریکہ یادداشتوں پر مشتمل آپ بیتی پڑھنے کا موقع ملا۔
اور اس طرح آپ کی شخصیت کا ایک نیا باب میرے سامنے کھل گیا۔ "امریکا نو"
جس دلکش اور خوبصورت انداز میں جاری ہے اس سے کہیں زیادہ آپ کی
رحم دلی آپ کی انسانی ہمدردی واضح ہو کر ہم پر روز روشن کی طرح عیاں ہو
چکی ہے۔

اب آیئے آپ کے سب سے خوب صورت اور دلچسپ سلسلے ناگ ملا
عنبر کی طرف تو میں یہ کہوں گی کہ آپ کو یہ دنیا مکمل تباہ نہیں کرنی چاہیے تھی۔
تاکہ اس کے کچھ حصے آباد رہتے اور از سر نو زندگی کا آغاز ہوتا۔ گو اب بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کم دلچسپ نہیں۔

اس ماہ کے ناول آسیبی چیخ۔ باپ کی خوشبو پڑھے۔ بہت پسند آئے

انکل! اگر آپ کا دوسروں سے تقابل کیا جائے تو آپ کو دوسروں کی نسبت زیادہ معلومات ہیں۔ آپ کی یہ معلومات ہمارے لیے بہت فائدہ مند ہیں۔ انکل ایک بات بتاؤں میں نے آپ کے تقریباً تمام ناول (مصر کی ملکہ سے لے کر اب تک) پڑھ لیے ہیں۔

فی امان اللہ

آپ کی بیٹی طاہرہ رؤف لاہور نمبر ۵

○

پیارے انکل اے حمید

آداب! کے بعد عرض ہے کہ مجھے آپ کے سلسلے وار ناول عنبر ناگ ماریا بہت پسند ہیں۔ اور میں انہیں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں انکل میں آپ کی ذہانت کی داد دیتا ہوں کہ آپ نے اتنی ذہانت سے اتنی قسطیں لکھیں ہیں اور لکھ رہے ہیں۔ انکل میں دعا کرتا ہوں کہ اسی طرح آپ ہمارے لیے عنبر، ناگ، ماریا لکھتے رہیں۔ انکل میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں اُمید ہے کہ آپ اسے ردی کی ٹوکری کی نذر نہیں کریں گے اور آپ مجھے جواب ضرور دیں گے۔

اچھا انکل اب اجازت دیں۔ خدا حافظ

فقط گل شیر مکان نمبر ۳۰ سٹریٹ نمبر ۳ مین بازار گڑھی شاہو لاہور۔

○

السلام علیکم

انکل آپ سدا سلامت رہیں اور ہمارے لیے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کا سنسنی خیز سفر نامہ تحریر کرتے ہیں۔ انکل اس خط میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے ناول ذرا مزاحیہ لکھا کریں۔ آپ کوئی کوئی ناول مزاحیہ لکھتے ہیں۔ عنبر ناگ ماریا کا ہر ناول مزاحیہ لکھا کریں تو مہربانی ہوگی۔ شکریہ۔ آپ کی کہانیوں کا شوقین۔

محمد نواز تحصیل و ضلع لاہور ڈاکخانہ باٹا پور پنڈ جنڈیالہ

○

پیارے انکل اے حمید سلام مسنون۔

انکل مجھے خط لکھنے پر مجبور کرنے والا خاص نمبر غیبی لاش ہے۔ اور شاید میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کہ یہ خاص نمبر پڑھ کر دل سے آپ کے لیے دعا نکلی کہ آپ ہمیشہ اچھے سے اچھا لکھتے رہیں اور ہم پڑھتے رہیں۔ خدا آپ کو لمبی عمر عطا کرے کہ آپ ہمیشہ ناگ، عنبر، ماریا سیریز لکھتے رہیں (آمین) انکل میں نے پہلے کچھ تین ماہ یا دو ماہ پہلے مکتبہ اقرا والوں کو لوکن پڑ کر کے سوالات لکھ کر روانہ کیا۔ مگر اب تک کوئی جواب نہیں آیا۔ اُن سے تو میں ناراض ہوں۔ کیونکہ ہم کتنی محبت سے خط لکھتے ہیں۔ اور جواب نہ آئے تو کتنا دکھ ہوتا ہے۔ اچھا انکل اب اجازت دیجیے۔

خدا حافظ آپ کا پرانا قاری نیاز احمد

ضلع پشاور علاقہ و محلہ یکہ توت متصل منڈی بیری لب سڑک مکان نمبر ۱۳۴۳

COURTESY WWW.[redacted]OFBOOKSFREE.PK

مائی ڈیئر سویٹ انکل اے حمید!

آداب و سلام کے بعد عرض ہے کہ ہم کو خط کا جواب ملا۔ ہمیں کچھ دکھا
نہ دیا۔ کہ ہماری محنت ضائع نہیں ہوئی اور ہم نے فوراً ہی جواب ارسال
کر دیا۔ انکل آپ کی شائع کردہ کہانی۔ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی جزیرے
کا بھوت۔ خوفناک مقابلہ۔ ماریا کا پتلا۔ زرتماش ندیم کا خوفناک سفرنامہ
ہمیں بہت پسند آیا۔ ہم نے پڑھ کر دل میں نہیں بلکہ سب کے سامنے
تعریف کی کہ آپ خداوند کی مرضی سے ایسی ہی کہانیاں چھپاتے رہیں۔ ہمارے
بھائی اظہر صابر تو آپ کی ہر کہانی شیدائی ہو کر پڑھتا ہے اور ہم کی تو لڑائی
دیکھنے والی ہوتی ہے۔ پہلے کوئی کہتا ہے میں پڑھوں گا کوئی کہتا ہے
میں پڑھوں گا۔ مجبوراً ایک پڑھتا ہے دوسرے خاموشی سے سنتے
ہیں۔ انکل آپ نے ہمارے جواب میں کہا تھا کہ عنبر ناگ ماریا اور
کیٹی کی ایک سچی داستان ہے۔ اور ہزاروں سال پرانی کہانی ہے۔
یہ کیا چکر ہے۔ انکل ہماری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کریں کیا نہ
کریں۔ ہمیں جواب دیں یہ کیا بات ہے۔ فقط

اظہر صابر اینڈ رضیہ مزنگ لاہور۔

○

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم!

پیارے انکل جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج کل کراچی میں بڑے
افسوسناک واقعات ہو رہے ہیں۔ بھائی بھائی کا قتل کر رہا ہے۔

ن فسادات میں ۱۵۰ سے زائد افراد جاں بحق ہو گئے ہیں اور ۵۰۰ سے
زائد افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ ان واقعات پر ہر باشعور اور باضمیر شہری
ن کے آنسو بہا رہا ہے۔ میری آپ سے انتہائی مودبانہ گزارش ہے۔
کہ آپ اپنے قلم کے رخ اس طرف موڑیے اور لوگوں کو احساس کروائیے
ہم نہ سندھی ہیں نہ پنجابی ہیں نہ بلوچی ہیں نہ مہاجر اور نہ پٹھان بلکہ
م سب پاکستانی ہیں۔ اور مسلمان بھائی ہیں۔ آپ اپنے کرداروں
کراچی لے آئیں۔ اور عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کو ان ملک دشمن
عناصر کے خلاف کام کرتا ہوا پیش کریں جو بھائیوں کو آپس میں لڑوا
رہے ہیں۔ آپ لوگوں کو بتائیں اگر ہم اس طرح لڑتے رہے تو
ہمارا یہ ملک جو ایک طویل جدوجہد اور لاکھوں بلکہ کروڑوں قربانیوں
کے بعد حاصل ہوا ہے تباہ و برباد ہو جائیگا۔ ایک اخباری اطلاع
کے مطابق کراچی کے حالیہ واقعات فسادات میں کم از کم ایک ارب
روپے کا نقصان ہوا ہے۔ اس سے ملک کی معیشت کو شدید دھچکا
لگا ہے۔

میرا خیال ہے کہ اگر آپ یہ تمام باتیں ناول میں تحریر کریں گے۔
مجھے یقین ہے کہ عوام پر اس کا شدید اثر ہو گا اور اگر اس سے
فسادات رک گئے تو یہ آپ کا ایک بڑا کارنامہ ہو گا۔ انکل ہم چند دوستوں
نے مل کر ایک تنظیم بنائی ہے جس کا نام انسان دوست کلب رکھا گیا ہے
اس کلب کا مقصد نوجوانوں کو بیدار کرنا اور ان میں محبت اور بھائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چارے کی فضا قائم کرنا ہے۔ فقط آپ کا ایک قاری

امین صدرالدین بھایانی "انسان دوست کلب" سلطان آباد کالونی نمبر ۲ کراچی نمبر ۱۸

○

دوستو! آپ نے امین صدرالدین کا خط پڑھا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ انہوں نے جو "انسان دوست کلب" قائم کیا ہے۔ آپ سب کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اور پاکستان بھر میں اور خصوصاً کراچی میں اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم کریں اور کراچی کے دوست فوری طور پر اس کلب کے ممبر بنیں اور اس کام میں ہاتھ بٹائیں تاکہ سب بھائیوں کی طرح امن و سکون سے رہ سکیں۔ ایسی باتوں سے پورے ملک پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آپ جہاں جہاں بھی ہیں اور جس طریقہ سے بھی اس کام میں ہاتھ بٹا سکیں ضرور اس میں حصہ لیں۔ آپ سب اس ملک کے معمار ہیں اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین

آپ کا انکل اے حمید

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی

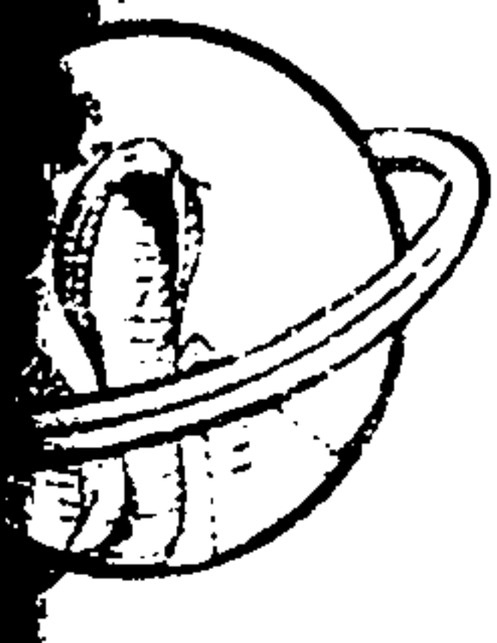

اے حمید

مکتبہ اقرأ

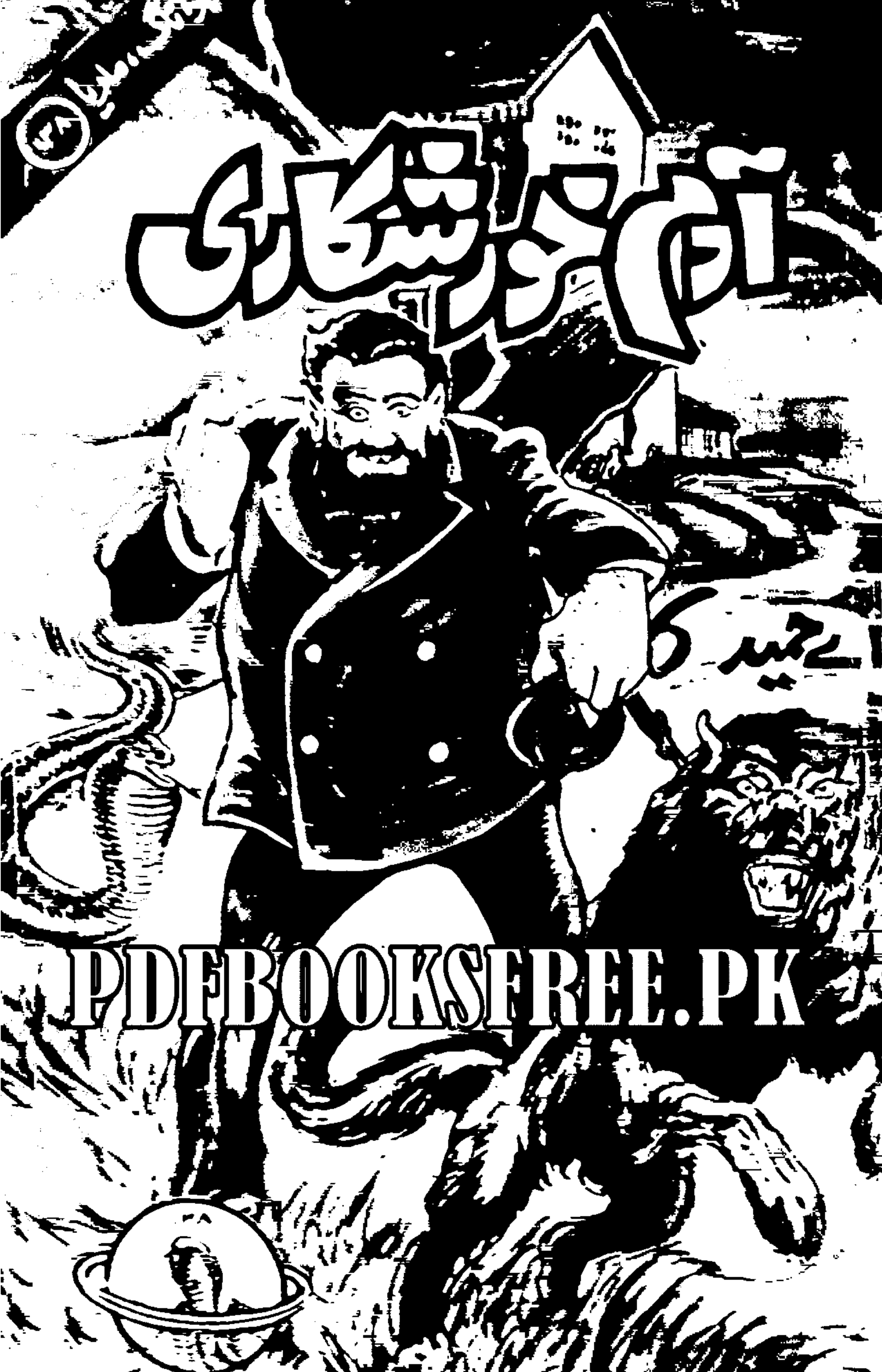
آخری چٹان
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

آدم خور شکاری

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

قصور پورہ راوی روڈ لاہور سے بیٹی یاسمین کا معصوم خط ملا ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ اس نے عنبر سے کہا ہے کہ وہ اس کا علاج کر کے اسے اچھا کر دے۔ اچھی بیٹی! عنبر ناگ ماریا تو داستان کے کردار ہیں۔ اصل شفا تو اللہ میاں کے ہاتھ میں ہے۔ جو اگر چاہے تو موت کو زندگی میں بدل دے۔ اللہ سے بڑھ کر اور کوئی مددگار اور حامی نہیں۔ وہی شفا عطا فرمانے والا ہے میری دعا ہے کہ اللہ میاں ہماری بیٹی یاسمین کو اپنی رحمت بے پایاں کے صدقے کامل صحت عطا فرمائے آمین۔ میں اپنے تمام ساتھیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری ساتھی [illegible] ہماری بچی کے لئے دن میں ایک بار اللہ تعالیٰ کے حضور صدقِ دل سے اس کی صحت کے لئے دعا مانگیں مجھے یقین ہے کہ میرے معصوم دوستوں کی دعا ضرور قبول ہوگی اور ہماری پیاری بچی یاسمین پھر سے بھلی چنگی ہو جائے گی انشا اللہ۔

آپ کا ساتھی .... اے حمید

N-454 راہ چمن سمن آباد۔ لاہور

قیمت ۷/۵۰

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] محفوظ ہیں

بار اول

ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز۔ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- توغان جادوگر
- ماریا کی مُورتی
- آدم خور شکاری
- کنوئیں کا قیدی
- جلتی ہوئی مشعل لاؤ

تُوغان جادُوگر

ماریا اچانک ہی گم ہوگئی تھی

ماریا کیسے گم ہوگئی ؟ کیسے گم ہوگئی، کہاں گم ہوگئی ۔ ان سوالوں کے جواب تھیوسانگ اور ناگ کے پاس نہیں تھے کوسما بھی ماریا کے گم ہو جانے پر بے حد پریشان تھی۔ دوپہر کو سب نے اسے اپنے کمرے میں سونے کے لئے جاتے دیکھا تھا۔ اسے باہر نکلتے بھی کسی نے نہیں دیکھا پھر وہ کمرے کے اندر ہی اندر سے کہاں چلی گئی ؟ سب سے زیادہ پریشانی تھیوسانگ اور ناگ کو تھی کیونکہ انہیں ماریا کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ جس کا مطلب یہی تھا کہ ماریا اس شہر میں، کہیں نہیں ہے یا تو اسے طلسم کے زور سے غائب کیا گیا ہے اور یا اس کی شکل تبدیل کر دی گئی ہے کہ اسی کے جسم سے خوشبو بھی نہیں آرہی ۔ کوسما کا چچا توغان بھی اپنے آپ کو بہت پریشان ظاہر کر رہا تھا۔ اس خیال سے کہ اس پر شک نہ ہو اس نے اپنے نوکروں کو ماریا کی تلاش میں چاروں طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوڑا دیا تھا۔ ویسے بھی تھیوسانگ ناگ اور کوسما میں سے کسی کو توغان پر شک پڑ ہی نہیں سکتا تھا کہ اس نے ماریا کو غائب کر کے اسے الو کے پنجے میں بدل دیا ہے اور یہ پنجہ اس کے کمرے کی الماری میں بند پڑا ہے۔

تھیوسانگ ناگ اور کوسما نے بھی سارے شہر میں ماریا کو جگہ جگہ تلاش کر کے دیکھ لیا۔ ماریا کا سراغ کہیں نہ مل سکا۔ کوسما کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ اچانک ماریا کہاں چلی گئی ہے کوسما نے کہا

ناگ بھیا! ایک بات ظاہر ہے کہ ماریا اپنے طور پر اگر کہیں جاتی تو ہمیں بتا کر جاتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں گئی۔

تھیوسانگ بولا۔

اگر وہ اپنی مرضی سے نہیں گئی تو اسے کسی نے اغوا کر لیا ہے

ناگ نے کہا۔

اسے کس نے اغوا کیا ہے؟

کوسما بولی۔

یہی تو ہمیں معلوم کرنا ہے۔

تھیوسانگ نے تعجب سے کہا

مگر یہاں ماریا کا کون دشمن ہو سکتا ہے؟ اور پھر کسی کو اسے اغوا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر ماریا الو کے پنجے کی شکل میں توغان کی خواب گاہ کی الماری میں بند پڑی تھی۔ توغان پریشان پریشان سا مکان میں داخل ہوا اور سر کو جھٹک کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

میرے آدمیوں نے سارا جنگل، سارا شہر چھان مارا ہے مگر ماریا کا کچھ پتہ نہیں چلا مگر تم گھبراؤ نہیں۔ میرے آدمی اسے برابر تلاش کر رہے ہیں۔

تھیوسانگ اور ناگ کا ایک لمحے کے لئے بھی توغان کی طرف خیال نہیں جا رہا تھا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے ماریا کو اغوا کیا ہے۔ خیال جا بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ توغان کا ان کے ساتھ سلوک بزرگوں ایسا تھا اور اس کے ماریا کو اغوا کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی تھی۔ کوسما گلوگیر آواز میں کہنے لگی۔

مجھے اس بات کی بڑی شرمندگی ہے کہ محض میری وجہ سے ماریا بہن غائب ہوئی۔ اگر میں آپ کو یہاں آنے پر مجبور نہ کرتی تو ماریا کے ساتھ یہ حادثہ کبھی پیش نہ آتا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

کوسما بہن! تم ایسا کہہ کر اپنے آپ کو دکھی نہ کرو۔ قسمت میں یہی لکھا تھا اور پھر ایسا تو زندگی میں ہوتا ہی رہتا ہے۔

تھیوسانگ اور ناگ کا دل اب وہاں سے اچاٹ ہوگیا تھا دو ایک دن انہوں نے ماریا کو ادھر ادھر تلاش کیا اور پھر ایک روز کوسما اور توغان سے اجازت لے کر عنبر کے قصبے کی طرف روانہ ہوگئے۔

ان کے جاتے ہی توغان نے الّو کے پنجے یعنی ماریا کے پنجے کو الماری میں سے نکال کر رومال میں لپیٹ کر جیب میں ڈالا اور اپنے عمل کے آخری مرحلے کے لئے گھوڑے پر سوار ہوکر جنگل کی طرف روانہ ہوگیا جنگل جہاں بہت گھنا ہو جاتا تھا وہاں درختوں اور جھاڑیوں کے بیچ میں سے ایک دریا گزرتا تھا۔ جنگل میں آکر دریا کے کنارے تنگ ہو گئے تھے مگر پانی کی رفتار تیز ہوگئی تھی۔ دریا کے دونوں کناروں پر اونچی اونچی گھاس۔ جھاڑیاں اور درخت ہی درخت اُگے تھے۔ یہاں دن کے وقت بھی ہلکا اندھیرا چھایا تھا۔

توغان نے گھوڑے کو ایک جگہ باندھا اور خود جھاڑیوں

میں سے گزرتا دریا کے کنارے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں زمین ڈھلان میں ایک اندھیرے غار میں چلی گئی تھی۔ غار باہر سے جنگلی جھاڑیوں سے چھپی ہوئی تھی مگر توغان کو اس غار کے راستے کا پتہ تھا۔

وہ جھاڑیوں کو ادھر ادھر ہٹاتا غار میں داخل ہوگیا۔ یہ غار بے حد تنگ و تاریک تھی اور اندر دریا کے پانی کی نمی تھی۔ توغان جھک کر دیوار کے ساتھ ساتھ لگا آگے بڑھ رہا تھا۔ غار بائیں طرف کو گھوما تو سامنے ایک بڑا سا پتھر دیوار میں دروازے کی طرح لگا تھا

توغان نے جیب سے ماریا کا الّو کا پنجہ نکال کر ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ اس نے پنجے کو پتھر کے ساتھ لگایا تو پتھر اپنے آپ ایک طرف کو کھسکنے لگا۔ پتھر کے پیچھے سیڑھیاں نیچے جاری تھیں۔ توغان سیڑھیاں اتر گیا۔ اب وہ ایک اونچی گول چھت والے کمرے میں تھا جس کی دیواروں پر پتھر میں سے مورتیاں تراشی گئی تھیں سامنے ایک ایسی مورتی دیوار سے لگی کھڑی تھی کہ اس کا نچلا دھڑ عورت کا اور سر الّو کا تھا۔ توغان نے الّو کا پنجہ جس میں ماریا قید تھی مورتی کے قدموں میں رکھ دیا اور سر جھکا کر کہا

دیوی! میں نے تیرا عمل پورا کر دیا۔ میں ایک ایسی عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو تیرے پنجے میں قید کرکے لے آیا ہوں۔ جو غیبی عورت ہے،

دیوی کی آواز سنائی دی

توغان! تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں سب جانتی ہوں۔ تم میرے عمل میں کامیاب ہوئے اب میرا فرض ہے کہ اصول کے مطابق تجھ پر اپنا انعام نازل کروں۔

توغان نے خوش ہوکر کہا

دیوی! یہ تیری عنایت ہوگی۔

دیوی کی آواز آئی۔

یہ میرا فرض ہے۔

اس کے ساتھ ہی دیوی کی الو کی آنکھوں میں سے زرد روشنی نکل کر توغان کے جسم پر پڑی۔ زرد روشنی کے پڑتے ہی توغان غائب ہوگیا

دیوی کی آواز آئی۔

توغان میرا وعدہ پورا ہوا۔ اس وقت تو غائب ہے اور غیبی حالت میں ہے۔ مگر تو سب کو دیکھ رہا ہے اور تجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ تیرے جسم میں ایک ہزار آدمیوں کی طاقت آگئی ہے۔ جس

الو کے پنجے میں ماریا قید ہے وہ تمہارے سامنے میرے قدموں میں پڑا ہے۔ تو اسے اپنی آنکھوں سے لگائے گا تو دوبارہ ظاہر ہو جائے گا۔ جب پھر غائب ہونا چاہیئے تو اسے اپنی آنکھوں سے لگا لینا آنکھوں سے لگاتے ہی تم غائب ہو جاؤ گے۔

توغان نے دیوی کے قدموں سے ماریا کا پنجہ اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگایا تو وہ ایکدم سے ظاہر ہو گیا۔ توغان نے کافروں کی طرح اپنا سر دیوی کے پاؤں پر رکھ دیا اور بولا۔

دیوی! میں تیری مہربانی سے نہال ہوگیا ہوں میں تمہیں اپنے دل میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

دیوی کی آواز سنائی دی۔

توغان! اب تم جا سکتے ہو۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ غائب ہو کر کسی انسان پر ظلم نہ کرنا ظلم کرو گے تو اس کا انجام سے نہ بچ سکو گے۔

توغان بولا

دیوی! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے حکم پر ہمیشہ عمل کروں گا۔

توغان نے دیوی کی مورتی کے آگے تین بار سر جھکایا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ماریا کا پنجہ جیب میں رکھ کر سڑھیاں چڑھتا ہوا غار میں آ گیا۔ پھر وہ تھوڑی دیر بعد غار سے باہر تھا غار سے باہر جنگل میں آتے ہی اس نے گھوڑا کھولا اور اسے ساتھ لئے پیدل ہی گھنے جنگل سے واپس اپنے گھر کی طرف چلنے لگا۔ جنگل ختم ہوا تو توغان گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا۔ اس کا رخ شہر ممباسا کے راجہ کے محل کی طرف تھا۔ توغان کے دل میں اتنی بڑی طاقت کے آتے ہی بُرائی اور بدی نے جنم لے لیا تھا اور وہ دیوی کے اس قول کو بھول گیا تھا کہ اگر تم نے انسانوں کے ساتھ ظلم کیا تو اس کے انجام سے نہ بچ سکو گے۔

توغان کے دل میں شروع ہی سے یہ حسرت تھی کہ وہ کوئی ایسا طلسم حاصل کرے کہ ملک کے راجہ کی کسی راجکماری سے شادی کر کے محل میں شان سے زندگی بسر کرے ایک عرصے کے بعد اسے وہ جادو حاصل ہو گیا تھا۔ اب وہ اس جادو کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے آزمانا چاہتا تھا۔ جب محل قریب آیا تو توغان نے گھوڑے کی رفتار دھیمی کر دی۔ پھر گھوڑے کو محل کے پچھواڑے باغ میں ایک جگہ باندھا اور جیب سے ماریا کا پنجہ نکالتے

ہی توغان جادوگر غائب ہو گیا۔ اب وہ تو سب کچھ دیکھ سکتا تھا مگر اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ محل کے بڑے دروازے کی طرف چلا۔ محل کے بڑے دروازے پر سپاہی تیر کمان نیزہ تلوار لگائے پہرہ دے رہے تھے۔ مگر وہ توغان کو نہ دیکھ سکے۔ توغان بڑے آرام کے ساتھ ان کے درمیان سے گزر گیا سامنے راجہ کے شاہی محل کا بہت بڑا صحن تھا جس میں پھولوں کی کیاریوں میں پھول کھل رہے تھے خوبصورت درختوں میں جھولے پڑے تھے۔ فوارے چل رہے تھے اس باغ کے آگے راجہ کا شاندار محل تھا۔ اس محل کا دروازہ ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا جس پر سونے اور چاندی کے پھول منڈھے تھے۔

یہاں بھی وردی پوش دو حبشی دربان پہرہ دے رہے تھے۔ توغان کو یہ حبشی دربان بھی دروازے سے گزرتے نہ دیکھ سکے۔ توغان اب محل کے اندر داخل ہو چکا تھا یہاں خوبصورت ریشمی قالین بچھے تھے۔ چھت سے جھاڑ فانوس لٹک رہے تھے۔ غلام اور کنیزیں جگہ جگہ پہرہ دے رہے تھیں۔ توغان کو راجکماری ستناگری کی تلاش تھی جو راجہ کی اکلوتی بیٹی تھی اور جس سے توغان بیاہ کر کے راجہ کے تخت و تاج پر قبضہ جمانا چاہتا تھا کیونکہ راجہ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری کوئی اولاد نہیں تھی چونکہ توغان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا اس لئے وہ بڑی آزادی سے محل کے کمروں اور راہداریوں میں گھوم پھر رہا تھا۔ اس نے ایک کنیز کو تھالی میں پھولوں کی مالا لئے ایک کمرے میں جاتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ راجکماری ستناگری اسی کمرے میں ہوگی۔ چنانچہ وہ بھی کنیز کے پیچھے پیچھے اس کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ کمرہ نہایت خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ فرش پر قالین بچھے تھے۔ دیواروں پہ ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ عود و عنبر سلگ رہا تھا۔ چاندی کے پایوں والے ایک عالیشان پلنگ پر ایک بہت ہی خوبصورت اور بھولے بھالے چہرے والی لڑکی بیٹھی تھی اور دو کنیزیں اس کے بال سنوار رہی تھیں۔ توغان پلنگ کی ایک طرف خاموشی سے کھڑا ہوگیا وہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ یہی راجکماری ستناگری ہے۔ ایک کنیز نے کہا

راجکماری جی! پھولوں کی مالا آگئی ہے

توغان کو تسلی ہوگئی کہ یہی راجکماری ستناگری ہے۔ بال سنوارنے کے بعد کنیزوں نے راجکماری کے جوڑے میں پھولوں کی مالا سجا دی۔ راجکماری نے کہا

اب تم جاؤ۔ میں تھوڑی دیر آرام کروں۔ پھر راجہ پتا کے دربار میں چلوں گی۔

کنیزیں ادب سے سلام کر کے کمرے سے چلی گئیں۔ توغان ایک طرف کھڑا خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ کنیزوں کے جانے کے بعد راجکماری نرم نرم تکیوں پر سر رکھ کر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئی۔ توغان اب دبے پاؤں اس کی طرف بڑھا۔ ماریا کا پنجہ اس کے ہاتھ میں تھا وہ راجکماری کے سرہانے کی جانب آگیا۔ اس نے ماریا کے پنجے والا ہاتھ آگے بڑھایا اور آہستہ سے راجکماری کی آنکھوں سے لگا دیا۔ راجکماری نے جلدی سے ہاتھ آنکھوں پر رکھ دیا۔ جیسے کسی شے کو ہٹا رہی ہو۔ جب توغان نے پنجہ اٹھایا تو راجکماری غائب ہو چکی تھی۔ مگر اسے توغان دیکھ رہا تھا۔ راجکماری ہڑبڑا کر اٹھی اور اس نے اپنے جسم کو دیکھا۔ اسے اپنا جسم بالکل نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی

راجکماری کی چیخ کی آواز سن کر محل کی کنیزیں اور غلام اس کے کمرے کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ غلاموں نے خنجر نکال رکھے تھے۔ کمرے میں آکر جب انہوں نے دیکھا کہ راجکماری اپنے بستر پر نہیں ہے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کمرے کے کونوں میں اسے دیکھنے لگے راجکماری نے کہا
میں بستر پر ہی ہوں۔ مجھے کسی نے غائب کر دیا ہے
اب تو کنیزیں اور حبشی غلام بھی ڈر کر ایک طرف ہٹ گئے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے خالی پلنگ کو تکنے لگے جہاں راجکماری موجود تھی مگر انہیں نظر نہیں آرہی تھی۔ راجکماری پلنگ سے تیزی سے اٹھی اور بولی۔
رتنا، گوتمی! میں تمہارے سامنے ہوں کیا تم مجھے نہیں دیکھ سکتیں۔
رتنا اور گوتمی راجکماری کی کنیزیں تھیں۔ خوف کے مارے ان کا رنگ زرد تھا گوتمی نے ہکلاتے ہوئے کہا
راجکماری جی! آپ۔ آپ کہاں ہیں؟
راجکماری نے آگے بڑھ کر گوتمی کنیز کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ جب گوتمی کا ہاتھ اپنے آپ اوپر کو اٹھا لیا اور گوتمی کو اپنے ہاتھ پر کسی دوسرے ہاتھ کا دباؤ یا لمس بالکل محسوس نہ ہوا تو دہشت کے مارے اس کے حلق سے بھی چیخ نکل گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ راجکماری چلائی۔
تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں تمہارے سامنے ہوں تم مجھے دیکھتی کیوں نہیں؟ رتنا۔ میرے پتاجی کو بلاؤ۔ پتاجی کو بلاؤ۔

اور راجکماری نے رونا شروع کر دیا۔ غلام اور رتنا کنیز راجہ کے کمرے کی طرف دوڑی۔ توخان کونے میں چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ جب راجہ کو اپنی اکلوتی اور پیاری بیٹی کا حال معلوم ہوا تو وہ غمزدہ اور پریشان ہو کر راجکماری کے کمرے کی طرف بھاگا۔ راجکماری نظر نہ آئی تو اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا
بیٹی ستیاگری تم کہاں ہو؟
راجکماری اپنے باپ کے سینے سے لگ کر رونے لگی مگر راجہ نے اپنے سینے پر اپنی بیٹی کے جسم کا ذرا سا بھی لمس محسوس نہ کیا۔ راجہ نے بے بسی کے عالم میں اپنا سر پکڑ لیا۔
میری بچی تو کہاں ہے؟ تجھ پر کس نے جادو کر دیا۔
راجکماری نے کہا
پتاجی! میں آپکے سینے سے لگی ہوئی ہوں۔
راجہ بولا
مگر مجھے محسوس نہیں ہو رہا بیٹی۔
راجہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ راجکماری نے باپ کا ہاتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگایا تو راجہ کا ہاتھ اپنے آپ ایک طرف کو اٹھ گیا۔ راجہ نے جلدی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ کیونکہ اسے اپنے ہاتھ پر بھی کسی کے ہاتھ کا دباؤ یا لمس محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ راجکماری نے روتے ہوئے کہا

پتا جی! آپ نے بھی مجھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

اور راجکماری پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ راجہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے اور بولا۔

میری بیٹی! ایسی بات نہیں ہے۔ تمہارے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے لیکن تم مجھے دکھائی نہیں دیتی۔ تمہارے ہاتھ کا لمس بھی میں محسوس نہیں کرتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔

راجکماری نے روتے ہوئے کہا

پتا جی! مجھے خود معلوم نہیں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں اچھی بھلی تھی۔ بس آنکھوں سے کوئی شے ٹکرائی۔ میں نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور پھر غائب ہوگئی۔

اس نے آنسو بہاتے ہوئے کہا

پتا جی! بھگوان کے لئے میرے لئے کچھ کریں

کسی وید حکیم کسی جادوگر کو بلائیں۔ نہیں تو میں جان دے دوں گی۔

راجہ نے راجکماری کو تسلی دیتے ہوئے کہا

بیٹی تم پلنگ پر آرام کرو میں ابھی شاہی حکیم اور شاہی جادوگر کو بلاتا ہوں۔

راجہ تیزی سے قدم اٹھاتا غلاموں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔ کمرے میں دونوں کنیزیں ایک طرف سہمی ہوئی کھڑی تھیں۔ راجکماری پلنگ پر بیٹھ گئی وہ سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

اے بھگوان! یہ کیا ہوگیا ہے۔ مجھے میرے ہاتھ پاؤں نظر نہیں آتے۔ میرا جسم کہاں غائب ہو گیا؟ کیا میں زندہ بھی ہوں یا نہیں؟ گوتمی! میری مدد کرو۔ رتنا میری مدد کرو،

گوتمی اور رتنا دونوں کنیزیں سخت ڈری ہوئی تھیں اور وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھیں۔ انہیں خطرہ تھا کہ راجکماری کو ہاتھ لگانے سے کہیں ان پر بھی جادو کا اثر نہ ہو جائے۔ گوتمی نے کہا

راجکماری جی! آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی فکر نہ کریں شاہی جادوگر کے پاس اس جادو کا ضرور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

توڑ ہوگا۔

اور دونوں کنیزیں کمرے سے باہر نکل گئیں۔ توغان یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا وہ دیوار کے پاس ایک چاندی کی چوکی پر بیٹھا تھا۔ جب کمرہ خالی ہوگیا تو وہ اٹھ کر راجکماری کے پلنگ کے قریب آیا۔ راجکماری کو تو وہ بالکل صاف دیکھ رہا تھا۔ راجکماری گھٹنوں میں سر دیئے آہستہ آہستہ سسکیاں بھر کر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی

کنیزیں بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہیں میرے قریب آنے سے بھی گھبراتے ہیں۔ اے بھگوان میرے گناہ معاف کر دے۔

توغان جادوگر نے ایک لمحے کے لئے غور سے راجکماری کو دیکھا وہ اپنی کامیابی کو قریب آتے دیکھ کر خوش ہو رہا تھا وہ خاموشی سے راجکماری کے کمرے سے باہر نکل گیا پھر محل سے باہر آکر اپنے گھوڑے کے پاس آیا۔ جیب سے ماریا کا پنجہ نکال کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ پنجہ لگاتے ہی وہ ظاہر ہوگیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے مکان کی طرف چل دیا

شہر میں اسی روز یہ افواہ پھیل گئی کہ راجکماری کو کسی جادوگر نے اپنے جادو کے زور سے غائب کر دیا ہے۔ راجکماری کسی کو نظر نہیں آتی۔ مگر وہ سب کے سامنے ہوتی ہے یہ خبر توغان کی بھتیجی کوسما نے بھی سنی اور اپنے چچا توغان سے کہنے لگی

چچا جان! راجکماری کیسے غائب ہوگئی؟ کیا دنیا میں ایسا جادو بھی ہے کہ جس کے زور سے آدمی غائب ہو جاتا ہے۔

توغان نے

ں! اس دنیا میں ہر قسم کا جادو موجود ہے بھگوان راجکماری پر رحم کرے۔

کوسما نے کہا

چچا جان! کیا آپ راجکماری کا علاج نہیں کر سکتے؟ آپ کو تو جادو کا بڑا علم ہے۔ کوئی ایسا جادو کریں کہ بے چاری راجکماری پھر سے ظاہر ہو جائے۔ مجھے اس پر بڑا ترس آتا ہے۔

توغان نے سر ہلاتے ہوئے کہا

بیٹی! بھلا میرے پاس ایسا جادو کہاں؟ میں تو مدت ہوئی جادو بھول بھلا چکا ہوں۔ اب تم میرے لئے جلدی سے قہوہ تیار کرکے لے آؤ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بہت تھک گیا ہوں۔
کوسما خاموشی سے قہوہ تیار کرنے چل دی۔

ادھر شاہی محل میں راجہ کے کمرہ خاص میں شاہی وید حکیم اور شاہی جادوگر موجود تھے اور راجکماری کی حالت پر غور کر رہے تھے۔ شاہی وید اور حکیم کہہ رہے تھے راجکماری پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے۔ شاہی جادوگر کا خیال تھا کہ راجکماری پر دیوی دیوتا کا عذاب نازل ہوا ہے۔ راجکماری سے ضرور کوئی بھول ہو گئی ہوگی
راجہ جھنجھلا کر بولا

میری بیٹی معصوم ہے۔ اس نے کسی دیوی دیوتا کا کیا بگاڑا تھا کہ اس پر عذاب لایا گیا؟ تم شاہی جادوگر ہو۔ کوئی توڑ نکالو۔ نہیں تو میں تمہیں محل سے نکال دوں گا۔

شاہی جادوگر بولا۔

مہاراج! میں نے اپنا ہر قسم کا جادو آزما کر دیکھ لیا ہے۔ مگر میں دیوی دیوتاؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھے معاف کیا جائے۔

راجہ مایوس ہو گیا۔ اس نے سر جھکا دیا۔ شاہی وید نے کہا

مہاراج! ہمیں شہر میں اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ جو کوئی راجکماری کو پھر سے ٹھیک کر دے گا اسے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے شہر میں کوئی ایسا آدمی موجود ہو جو راجکماری کا علاج کر سکے۔

راجہ کو یہ مشورہ پسند آیا۔ اسی وقت شہر میں اعلان کروا دیا گیا کہ جو کوئی راجکماری کو ٹھیک کر دے گا راجہ اسے اپنی آدھی دولت انعام میں دے گا۔ شہر میں جگہ جگہ راجکماری کے بارے میں باتیں ہونے لگیں۔ توغان اسی اعلان کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھا اور سیدھا راجہ کے محل میں آگیا۔ اس بار اس نے اپنے آپ کو غائب نہیں کیا تھا۔ محل کے دروازے پر آکر توغان نے دربان سے کہا

میں توغان ہوں۔ راجہ سے جاکر کہو کہ میں اس کی بیٹی کا علاج کر سکتا ہوں۔

دربان نے اسی وقت راجہ کو اطلاع کی۔ راجہ نے توغان کو اپنے کمرے میں طلب کیا۔ توغان نے جاتے ہی سلام کیا اور ادب سے بولا۔

مہاراج! میرا نام توغان ہے میں جادوگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں ہوں مگر ایک سنیاسی بابا کی میں نے بڑی
خدمت کی تھی۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں ایسی
بیماریوں کا بھی علاج کر سکتا ہوں۔ جس کا علاج
کوئی نہ کر سکے۔

راجہ نے کہا

مگر میری بیٹی کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اسے
تو جادو کے ذریعے کسی نے غائب کر دیا ہے۔ وہ
کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ مگر موجود ہوتی ہے

توغان بولا۔

میں سمجھ گیا۔ مہاراج! لیکن میں کوشش کروں گا
کہ راجکماری پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے اور وہ پھر
سے ظاہر ہو کر ہنسی خوشی رہنے لگے۔

راجہ نے کہا۔

ہاں ہاں۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہماری
بیماری بچی پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے اور وہ
اس مصیبت سے نجات پائے۔ کیا تم ایسا کر
سکتے ہو؟

توغان نے جواب دیا۔

میں کوشش کروں گا مہاراج!

راجہ بولا۔

اگر تم نے ہماری بیٹی کو اچھا کر دیا تو ہم
اعلان کے مطابق تمہیں اپنی سلطنت کی آدھی دولت
انعام میں دیں گے۔

توغان نے شاہی حکیم اور شاہی جادوگر کی طرف دیکھا اور
راجہ کی طرف جھک کر کہا

مہاراج! میں اکیلے میں آپ سے ایک خاص
بات کرنا چاہتا ہوں۔ جو بہت ضروری ہے

راجہ بے چارا اپنی بیٹی کی وجہ سے بے حد پریشان تھا
اس نے شاہی وید اور شاہی جادوگر سے کہا کہ وہ تھوڑی دیر
کے لئے دوسرے کمرے میں چلے جائیں۔ راجہ کا
حکم پاتے ہی وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ جب
کمرے میں راجہ اور توغان اکیلے رہ گئے۔ تو راجہ
نے پوچھا

توغان! اب بتاؤ تم کیا خاص بات کرنا
چاہتے تھے۔

توغان نے اپنے اندر حوصلہ پیدا کیا اور ذرا کھنکار کر بولا۔

مہاراج! مجھے قول دیں کہ میری بات سن کر
آپ میرے قتل کا حکم نہیں دیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجہ حیرت سے بولا۔

- ایسی کونسی بات کرنے والے ہو ؟

توغان نے کہا۔

مہاراج ! پہلے آپ میری جان بخشی کا وعدہ کریں۔ پھر میں آپ کو اپنی شرط بتاؤں گا۔

راجہ بیدی سے بولا۔

ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اب بتاؤ۔ تمہاری شرط کیا ہے ؟

توغان نے اپنی آواز میں اعتماد پیدا کرتے ہوئے کہا

مہاراج ! آپ وعدہ کریں اور مجھے قول دیں کہ اگر میں نے راجکماری کو ٹھیک کر دیا اور اس کا جادو توڑ دیا تو آپ میری شادی راجکماری سے کر دیں گے تو میں ابھی راجکماری کا جادو ختم کر دیتا ہوں۔

راجہ کو بے حد غصہ آیا۔ ایک نیچ ذات کے آدمی کو راجکماری سے شادی کرنے کی خواہش کی جرأت کیسے ہوئی مگر راجہ اس وقت بے بس تھا اور توغان اس کی بے بسی اور مجبوری کا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ کسی کی بے بسی کا فائدہ اٹھانا بہت بڑا گناہ ہوتا ہے مگر توغان پر تو دولت

اور تخت و تاج حاصل کرنے کا بھوت سوار تھا۔ اس نے کہا

مہاراج ! میں دعوے کرتا ہوں کہ راجکماری کا جادو میں توڑ دوں گا۔ کامیاب ہونے پر آپ راجکماری کی مجھ سے شادی کا قول دیں۔ اگر میں کامیاب نہ ہوا تو آپ میری گردن اڑا سکتے ہیں۔

راجہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ بے چینی سے ٹہلنے لگا پھر رک کر توغان کی طرف دیکھا اور پوچھا

تم کہاں رہتے ہو اور کیا کام کرتے ہو ؟

توغان بولا۔

مہاراج ! میں سوداگر ہوں اور شہر کے باہر نہر کے کنارے ایک مکان میں رہتا ہوں،

راجہ نے کہا

مجھے دو دن کی مہلت دو۔ میں سوچ کر فیصلہ کروں گا۔ دو دن بعد تم محل میں آنا۔

توغان نے ادب سے سلام کیا اور واپس آگیا۔

وہ بڑا خوش تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ راجکماری کا علاج صرف اسی کے پاس ہے اور وہ دو دن بعد راجکماری کو ٹھیک کرکے اس سے شادی کرے گا اور پھر راجہ کے تخت کا وارث بن جائے گا۔ وہ خوش خوش گھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آیا اور کوسما سے کہا کہ آج بطخ کا گوشت پکاؤ۔ کوسما نے پوچھا

چچا جان! آج کیا بات ہے۔ آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں

توغان بولا۔

کوسما! میں بہت جلد راجہ کے محل میں چلا جاؤں گا اور پھر ایک دن آئے گا کہ میں اس ملک کا راجہ ہوں گا۔

کوسما کچھ نہ سمجھ سکی کہ اس کا چچا کیا کہہ رہا ہے۔ توغان نے قہقہہ لگا کر کہا

تم نہیں سمجھ سکو گی کوسما! لیکن بہت جلد جب میری شادی راجکماری کے ساتھ ہو گئی تو سب کچھ تمہاری سمجھ میں آجائے گا۔

کوسما نے حیرانی سے پوچھا

چچا جان! آپ راجکماری سے شادی کریں گے؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

توغان بولا۔

میں شادی نہیں کروں گا بلکہ راجہ خود اپنی بیٹی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دے گا۔

کوسما نے تعجب سے پوچھا

"لیکن وہ کیوں؟"

توغان نے کہا۔

اس لئے کہ میرے پاس راجکماری کی بیماری کا علاج ہے۔ میں راجکماری کے جادو کو ختم کر دوں گا۔ میں نے راجہ کے آگے یہی شرط رکھی ہے کہ اگر میں راجکماری کا جادو توڑ ڈالوں تو راجہ اس کی شادی میرے ساتھ کر دے گا۔

توغان قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔ کوسما نے سوال کیا

چچا جان! کیا آپ کے پاس ایسا جادو ہے جس سے آپ راجکماری کا علاج کر سکیں گے؟

کیوں نہیں؟ علاج میری جیب میں ہے مگر میں ابھی تمہیں نہیں بتاؤں گا۔

یہ کہہ کر توغان خوشی سے جھومتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کوسما سوچنے لگی کہ اس کے چچا کی اتنی عمر ہے اسے ایک نوعمر لڑکی سے شادی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور پھر وہ راجہ کی بے بسی اور مجبوری کا فائدہ اٹھا رہا ہے جو ایک ناجائز بات ہے۔ اسے راجہ پر بے حد رحم آیا۔ مگر وہ راجہ کی کوئی مدد نہیں کر سکتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ کاش وہ راجہ کی کوئی مدد کر سکتی اور اسے چچا تو
کی چال سے بچا سکتی۔ شام کو چچا تو غان نے یہ تو
کوسما کو بتا دیا کہ راجہ نے اسے دو دن کی مہلت دی ہے
مگر یہ نہ بتایا کہ راجکماری کے جادو کا اس کے پاس توڑ
کونسا ہے؟ وہ کسی کو یہ بتا ہی نہیں سکتا تھا لیکن کو
نے غور کیا کہ چچا نے کہا تھا راجکماری کے جادو کا توڑ
میری جیب میں ہے۔ کوسما نہیں چاہتی تھی کہ ایک مجبو
بے بس باپ کی بے بسی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس
کا لالچی چچا راجکماری سے بیاہ کر کے تخت پر قبضہ کر لے
وہ ایک بوڑھے نوجوان کا بیاہ ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی
کوسما نے فیصلہ کر لیا کہ وہ چچا کی جیبوں کی تلاشی لے گی۔

ماریا کی مُورتی

رات کے کھانے کے بعد تو غان باہر چلا گیا۔
کوسما نے چچا کے کمرے کی تلاشی لی۔ اس کے کپڑوں
کی جیبیں دیکھیں مگر اسے کچھ نہ ملا۔ تو غان نے ماریا
کا ہیکل اپنی الماری میں تالا لگا کر رکھا ہوا تھا۔ کوسما کو
سخت ناامیدی ہوئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ دکھی راجہ
کی کوئی مدد نہیں کر سکے گی اور بے چاری راجکماری کا
بیاہ اس کے بوڑھے چچا سے ہو جائے گا۔ رات کو
جب کھانا کھا کر کوسما سو گئی تو خواب میں اس نے دیکھا
کہ وہ ایک خوبصورت باغ میں ہے جہاں گلاب اور موتیے
کے پھول کھلے ہیں۔ فوارے چل رہے ہیں۔ درمیان میں
ایک چھوٹا سا محل ہے جس کی سیڑھیوں پر ایک سنگِ مرمر
کی مورتی کھڑی ہے۔ کوسما اس کے قریب آئی تو یہ
دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ ماریا کی مورتی تھی۔ ماریا جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے کوسما کی مدد کی تھی اور جو اس کے گھر آکر گم ہوگئی تھی۔ کوسما نے خواب میں ہی ماریا کی مورتی کو آواز دی۔ ماریا، ماریا بہن کیا یہ تمہاری مورتی ہے؟ اس نے دیکھا کہ مورتی کے ہونٹوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر اسے ماریا کی بہت ہی کمزور اور مدھم آواز سنائی دی۔ یہ آواز جیسے بہت دور سے آ رہی تھی۔ ماریا اسے کہہ رہی تھی

کوسما! میں یہاں تمہارے لئے آئی ہوں۔

کوسما نے بے تابی سے کہا

ماریا بہن! تم کہاں گم ہوگئی ہو۔ تھیوسانگ اور ناگ تو تمہاری تلاش کرتے کرتے تھک گئے اور چلے گئے ہیں۔ تم کہاں ہو؟

ماریا کی کمزور آواز آئی۔

کوسما! مجھے تمہارے چچا توغان نے دھوکے سے الو کے پنجے میں قید کر رکھا ہے۔

کوسما نے حیرانی سے پوچھا

الو کے پنجے میں؟

ماریا نے کہا

ہاں! تمہارے چچا توغان نے جادو کے عمل سے مجھے الو کے پنجے میں قید کر دیا ہے اور اسی

پنجے سے اس نے راجکماری کو بھی غائب کیا ہے اور اب اسے پھر سے ظاہر کرکے راجہ کو بے وقوف بنا کر راجکماری سے بیاہ کرنے والا ہے۔

کوسما نے کہا

اچھا تو یہ سب اس پنجے کی وجہ سے ہوا ہے جس میں تم قید ہو مجھے کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا کہ میرا چچا اتنا عیار مکار اور ظالم ہوگا۔

ماریا بولی۔

اس کے پاس جو پنجہ ہے اس میں یہ خصوصیت ہے کہ جو کوئی اسے اپنی آنکھ سے لگائے گا وہ غائب ہو جائے گا۔ دوسری بار آنکھوں سے لگائے گا تو پھر سے نظر آنے لگے گا۔ تمہارے چچا توغان نے پہلے یہ پنجہ راجکماری کی آنکھوں سے لگا کر اسے غائب کیا اور اب دوبارہ اس کی آنکھوں سے لگا کر اسے پھر سے ظاہر کر دے گا اور یہ ظاہر کرے گا کہ سب کچھ اس کے جادو کی وجہ سے ہوا ہے اور یوں وہ راجہ کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر اسے اپنی راجکماری کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے پر مجبور کر دیگا۔

یہ سراسر ظلم ہے ماریا بہن، کوسما زور سے بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا

ہاں یہ ظلم ہے مگر میں کچھ نہیں کرسکتی۔کیونکہ مجھ پر اتنا سخت جادو کیا گیا ہے کہ میں خواب میں بھی حرکت نہیں کر سکتی ۔ تم کسی طرح یہ غلط شادی رکوا دو۔

کوسما بولی۔

میں تو خود نہیں چاہتی کہ بوڑھا چچا راجہ کی کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھا کر نوجوان راجکماری سے شادی کرے مگر میں یہ شادی کیسے روک سکتی ہوں ؟

ماریا نے کہا۔

توغان صرف میرا پنجہ راجکماری کی آنکھوں پر لگا کر ہی پھر سے ٹھیک حالت میں لا سکتا ہے تم یہ پنجہ اپنے قبضے میں کرلو۔ پھر توغان کچھ نہ کر سکے گا اور یہ شادی نہیں ہوگی۔

کوسما نے پوچھا کہ یہ طلسمی پنجہ کہاں ہے ؟ ماریا نے اسے بتایا کہ اس کا طلسمی پنجہ جس میں وہ قید ہے توغان کی دراز میں بند ہے۔

کوسما بولی ۔

اس کی چابی توغان ہروقت اپنے گلے میں لٹکائے

رکھتا ہے۔ میں الماری کیسے کھولوں گی ؟

ماریا نے کہا

تم تالے پر تین بار خدا کا نام لے کر ہاتھ پھیرنا۔ تالا کھل جائے گا اور جب تم میرا پنجہ وہاں سے اٹھا لوگی تو الماری کا تالا اپنے آپ پھر لگ جائے گا۔

کوسما نے کہا

اس طرح تو میرے چچا توغان کو شک پڑ جائے گا کہ پنجہ میں نے نکالا ہے

ماریا کی آواز سنائی دی

جب تم سوکر اٹھو گی تو تمہارے سرہانے کے نیچے اسی قسم کا ایک نقلی الو کا پنجہ پڑا ہوگا۔ یہ پنجہ تم اصلی پنجے کی جگہ پر رکھ دینا۔ توغان کو تم پر شک بھی نہیں پڑے گا اور اصلی پنجہ تمہارے پاس آجائے گا جس میں میں قید ہوں۔

کوسما نے بے چینی سے پوچھا کہ وہ اس پنجے سے کیسے آزاد ہوسکتی ہے ؟ ماریا نے کہا

اس کے بارے میں مجھے ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہے پہلے تم راجکماری کو اس ظالم بوڑھے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بچاؤ۔ میرا پنجہ چھپا کر رکھنا۔ پھر سوچ لیں گے کہ میرا کیا ہوگا اور میں اس پنجے سے کیسے آزاد ہوسکتی ہوں۔

کوسما کی آنکھ کھل گئی۔ اسے سارے کا سارا خواب یاد تھا اس نے جلدی سے اپنے سرہانے کو اٹھایا۔ نیچے الو کا ایک چھوٹا سا پنجہ پڑا تھا اسے یقین ہوگیا کہ اس کا خواب سچا تھا اور ماریا اسے خواب میں ملی تھی۔ کوسما نے وہ پنجہ اٹھا کر اپنی قمیض کی جیب میں رکھ لیا۔

راجہ کی مہلت کا آخری دن تھا۔ دوسرے روز توغان راجہ کے محل میں جا کر اس کی بیٹی راجکماری ستناگری کو ٹھیک کرنے والا تھا۔ کوسما کو ستناگری چچا کے کمرے میں جانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ آخر اس نے سردرد کا بہانہ بنایا اور بستر پر لیٹ گئی۔ اتفاق سے گھر میں نوکر بھی کوئی نہیں تھا۔ کوسما سردرد سے چلانے لگی۔ اس نے چچا سے کہا کہ حکیم سے دوائی لا دیں۔ توغان جانا نہیں چاہتا تھا مگر کوسما کو درد سے بلبلاتے دیکھ کر چلا گیا۔ جونہی توغان گھر سے باہر نکلا کوسما بستر سے اٹھی اور توغان کے کمرے میں آگئی۔

سامنے الماری پر تالا پڑا تھا۔ کوسما نے وہی کیا جو

ماریا نے اسے بتایا تھا تالے پر خدا کا نام لے کر تین بار انگلی پھیری تو تالا کھل گیا۔ اندر ایک دراز تھا۔ اسے کھولا تو دیکھا کہ الو کا پنجہ پڑا تھا۔ یہ پنجہ بالکل اسی پنجے ایسا تھا جو کوسما کی جیب میں تھا اور جو نقلی تھا۔ کوسما نے جیب سے پنجہ نکالا۔ اصلی اور نقلی میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ کوسما نے اصلی پنجہ اٹھا کر جیب میں ڈالا اور اس کی جگہ نقلی پنجہ رکھ دیا۔ الماری بند کی اور پیچھے ہٹی تو تالا اپنے آپ لگ گیا۔ کوسما تیزی سے توغان کے کمرے سے باہر نکل آئی اور اپنے بستر پر آکر لیٹ گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس کا مکار چچا دوائی لے کر آگیا۔ کوسما یوں اداکاری کر رہی تھی جیسے درد سے اس کا سر پھٹا جا رہا ہو۔ توغان نے کہا

یہ سفوف پانی سے پی لو۔ ابھی آرام آ جائے گا۔

کوسما نے پانی کے ساتھ سفوف پی لیا اور بولی۔

ہاں چچا۔ واقعی میری سردرد کم ہوگئی ہے

توغان مسکرایا۔

اب کچھ دیر آرام کرو تمہیں میرے کپڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی تیار کرتے ہیں۔ کل میں راجہ کے محل میں
رہا ہوں اور کل ہی میری شادی راجکماری سے
پھر میں تمہیں بھی اپنے شاندار شاہی محل میں لے
چلوں گا۔ چلوگی نا؟

کوسما نے کہا

ضرور چلوں گی چچا جان

شام کو کوسما نے توغان چچا کے لئے نیا جوڑا تیار
توغان ساری رات شاہی محل پر حکومت کرنے کے خواب
دیکھتا رہا۔ رات کو تین بار اٹھ کر اس نے الماری کھول
کر مادیا کا پنجہ دیکھ کر تسلی کی کہ وہ الماری میں موجود
ہے دوسرے دن وہ نئے کپڑے پہن کر، سج دھج کر
گھوڑے پر سوار ہوا۔ مادیا کا پنجہ اس نے خاص طور پر
رومال میں لپیٹ کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ پھر
وہ شاہی محل کی طرف روانہ ہوگیا۔ راجہ شاہی محل
کے خاص کمرے میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اپنی
بیٹی کی شادی توغان سے نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہ
مجبور تھا۔ باپ تھا اور بیٹی کی زندگی کے لئے اسے
شرط تسلیم کرنی پڑی تھی۔ یہ بات اس نے اپنی بیٹی
کو ابھی نہیں بتائی تھی۔ توغان محل میں داخل ہوا

راجہ راہداری میں اسے لینے کے لئے آیا۔ پھر وہ اسے
ساتھ لے کر راجکماری کے کمرے میں آ گیا۔ یہاں شاہی حکیم
اور دوسرے درباری بھی موجود تھے۔ راجکماری ستناگری
اپنے پلنگ پر لیٹی تھی مگر وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی
تھی۔ صرف کمبل کا تھوڑا سا ابھار نظر آ رہا تھا۔ راجہ
نے توغان سے کہا

کیا تم میری بچی کا علاج کرنے کے لئے
پوری طرح تیار ہو کر آئے ہو توغان؟

توغان نے کہا

ہاں مہاراج! لیکن میں اتنا ضرور پوچھنا چاہوں
گا کہ کیا آپ کو میری شرط اور اپنا قول یاد ہے نا؟

کیوں نہیں۔ راجہ نے کہا۔ ہم راجپوت راجہ
ہیں۔ ہم اپنا قول ضرور پورا کریں گے۔ تم ہماری بچی
کو اچھا کر دو پھر ہم نے تم سے جو وعدہ کیا
ہے ویسا ہی ہوگا۔

توغان بہت خوش ہوا۔ تھوڑی دیر میں اس کی قسمت
کھلنے والی تھی وہ راجکماری کا خاوند اور اس شاہی محل
کا مالک بننے والا تھا۔ اس نے اپنی جیب سے ریشمی
رومال نکالا۔ اسے آنکھوں سے لگا کر سات بار چوما۔ یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ ڈراما کر رہا تھا۔ محض دکھاوے کے لئے۔ دوسروں پر رعب جمانے کے لئے کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ اس کے بعد توغان نے رومال میں سے الّو کا پنجہ نکال لیا اور راجہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

مہاراج! یہ میرے سنیاسی بابا کا دیا ہوا تحفہ ہے۔ اس کے اندر صرف اسی وقت جادو آتا ہے جب یہ میرے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کسی دوسرے کے ہاتھ میں جاتے ہی الّو کے پنجے کی طلسمی تاثیر ختم ہو جاتی ہے۔

توغان یہ اس لئے کہہ رہا تھا کہ بعد میں راجہ اس سے ماریا کا طلسمی پنجہ نہ طلب کر لے۔ راجہ نے کہا

اس الّو کے پنجے میں کیا تاثیر ہے؟

توغان نے کہا

مہاراج! یہ طلسمی پنجہ، میں راجکماری کی آنکھوں سے لگاؤں گا اور ایکدم۔ سے اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے گا اور راجکماری پھر سے سب کو نظر آنے لگے گی۔

شاہی حکیم بولا۔

مگر راجکماری جی کی آنکھیں تو نظر ہی نہیں آ رہی ہیں

توغان نے کہا

آپ کو نظر نہیں آ رہی ہیں مگر اس طلسمی پنجے کی تاثیر کی وجہ سے میں راجکماری کی آنکھیں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی میں یہ پنجہ اس کی آنکھوں سے لگاؤں گا اور راجکماری تم سب کے سامنے ظاہر ہو جائے گی۔ پھر آپ سب لوگ اسے دیکھ سکو گے

راجہ نے کہا

بھگوان کے لئے دیر نہ کرو۔ میں اپنی بیٹی کو پھر سے دیکھنے کو بے تاب ہوں۔

توغان نے ماریا کا پنجہ اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور راجکماری کی طرف بڑھا وہ تو راجکماری کو برابر دیکھ رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے پہلے راجکماری کی ایک آنکھ اور پھر دوسری آنکھ سے پنجے کو لگایا پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

اب آپ سب راجکماری کو یقیناً دیکھ رہے ہوں گے۔

راجہ نے کہا۔

مجھے تو میری بیٹی ابھی تک نظر نہیں آئی۔

توغان کا دل دھک سے رہ گیا۔ راجہ نے اپنے درباریوں اور شاہی حکیم سے پوچھا۔ کیا تم لوگ راجکماری کو دیکھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے ہو ؟ انہوں نے بھی کہا کہ ہمیں راجکماری نظر نہیں آرہی اب تو توغان کو خوف کے مارے پسینہ آگیا مگر وہ بظاہر مسکراتے ہوئے بولا

ابھی نظر آ جائے گی راجکماری

اس نے ایک بار، دوبار، تین بار ماریا کا پنجہ راجکماری کی آنکھوں سے لگایا مگر راجکماری کسی کو دکھائی نہ دی راجکماری نے جھلا کر کہا

پتاجی ! یہ کس دھوکے باز پاکھنڈی کو آپ لے آئے ہیں۔ بھگوان کے لئے کسی ماہر جادوگر کو بلائیے

راجہ غصّے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ توغان کا خوف کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ماریا کے پنجے نے اپنا کام کیوں نہیں کیا؟ راجہ غضبناک ہوکر بولا۔

پاکھنڈی ! تیری ہمت کیسے ہوئی ہمیں دھوکہ دینے کی ؟

توغان ہاتھ جوڑ کر بولا

مہاراج ! میں نے دھوکہ نہیں دیا۔ اس طلسمی پنجے میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ مجھے مہلت دیجئے۔

راجہ نے کہا

تمہیں کوئی مہلت نہیں ملے گی۔ اب صبح تمہارا وعدہ تمہاری شرط پوری کریں گے۔

راجہ نے تالی بجائی۔ دو سپاہی اندر آگئے۔ راجہ نے کہا

اس دھوکے باز کو لے جاؤ شام کو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

توغان تھر تھر کانپنے لگا۔ سپاہی اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گئے۔

شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ شہر کے مشہور سوداگر توغان کو راجہ کے حکم سے قید میں ڈال دیا گیا ہے اور شام کو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ کوسما کو پتہ چلا تو اسے بڑا افسوس ہوا۔ اس کے چچا نے اتنا بڑا جرم نہیں کیا تھا کہ اسے راجہ موت کے گھاٹ اتار دے اس کا یہی قصور تھا کہ تخت و تاج کے لالچ میں توغان نے راجہ کی بیٹی سے دھوکے کے ساتھ شادی کرنے کی کوشش کی تھی۔ کوسما کے پاس اصلی پنجہ موجود تھا۔ اس نے اپنے چچا کو بچانے کا فیصلہ کر لیا۔

وہ اپنے مکان سے مردانہ بھیس بدل کر گھوڑے پر سوار ہوکر نکلی اور سیدھی راجہ کے کے محل کے پاس آگئی۔ یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے ماریا کا اصلی پنجہ نکال کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ پنجے کے لگاتے ہی وہ غائب ہوگئی۔ یہ تجربہ کوسما کو عجیب لگا۔ وہ اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اگرچہ وہ سب کو دیکھ رہی تھی۔ سب کی آوازیں سن رہی تھی اور سانس بھی لے رہی تھی وہ محل کے دروازے میں سے گزر کر سیدھی راجہ کے دربار میں آگئی۔ اس وقت شام ہونے میں کچھ دیر تھی کوسما کو خطرہ تھا کہیں راجہ کے حکم سے توغان چچا کی گردن نہ اڑا دی جائے۔ اس لئے وہ جلدی سے جلدی راجہ کے سامنے جانا چاہتی تھی۔ راجہ دربار میں نہیں تھا۔

کوسما چونکہ غائب تھی اس لئے بڑی آسانی سے وہ محل کے کمروں میں راجہ کو تلاش کرنے لگی۔ آخر ایک کمرے میں گئی تو اس نے دیکھا کہ راجہ ایک خالی پلنگ کے پاس سر جھکائے بیٹھا ہے۔ کوسما نے قریب جاکر دیکھا کہ پلنگ خالی ہے مگر ایک لڑکی کی باتیں کرنے کی آواز آرہی ہے یہ راجکماری تھی جو راجہ سے کہہ رہی تھی۔

پتاجی! میں زندگی سے ناامید ہو چکی ہوں
آپ مجھے کاشی کی پہاڑیوں میں بھیج دیں میں باقی
زندگی وہاں بھگوان کی یاد میں گزار دوں گی۔

راجہ کہہ رہا تھا۔

بیٹی! میں تمہیں اپنے سے کیسے جدا کر سکتا ہوں تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ تو چاہے مجھے نظر نہ آئے لیکن تمہاری آواز تو مجھے آتی رہے گی۔

راجکماری کی آواز آئی۔

مگر پتاجی ایسے میں کب تک زندہ رہوں گی

کوسما ان کے قریب ہی کھڑی تھی۔ اس نے کہا

میں تمہاری مدد کروں گی راجکماری

ایک نئی آواز سن کر راجہ اور راجکماری حیران رہ گئے۔ کوسما نے کہا

مہاراج! آپ حیران نہ ہوں۔ میں یہاں آپ کی مدد کرنے آئی ہوں۔ لیکن آپ کو وعدہ کرنا ہوگا کہ آپ توغان کو چھوڑ دیں گے۔

راجہ نے کہا

میں وعدہ کرتا ہوں مگر تم کون ہو؟

کوسما بولی۔

میں کوئی بھی ہوسکتی ہوں۔ آپ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیئے۔

یہ کہہ کر کوسما نے ماریا کا پنجہ راجکماری کی آنکھ سے لگایا تو راجکماری اپنے بستر پر ظاہر ہوگئی۔ اسے دیکھ کر راجہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو خوشی سے نہال ہوگیا۔ اس نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا لیا اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا۔

میری بچی! بھگوان نے تجھے اچھا کر دیا۔ میں کس قدر خوش نصیب ہوں۔

پھر سامنے دیکھ کر کہنے لگا۔

اے دیوی! میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں کہ تم نے میری بچی کو پھر سے اچھا کر دیا۔ اور اس کا جادو زائل کیا۔

کوسما نے کہا

اب اپنے وعدے پر عمل کرتے ہوئے اب توغان کی رہائی کا حکم جاری کردیں

راجہ نے اسی وقت غلام کو بلا کر حکم دیا کہ توغان کو چھوڑ دیا جائے۔ محل میں سب طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ راجکماری پر کیا گیا جادو ٹوٹ چکا تھا اور وہ نظر آنے لگی تھی۔

توغان کو جب قید خانے سے نکالا گیا تو اس نے حیران ہو کر پوچھا

راجہ نے مجھ پر یہ مہربانی کس لئے کی ہے

دربان بولا۔

بھگوان نے راجکماری جی کو اچھا کر دیا ہے اب وہ غائب نہیں ہیں۔ اس خوشی میں راجہ نے تمہاری رہائی کا حکم دیا ہے۔ اب تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔ کہیں راجہ اپنا ارادہ نہ بدل لے۔

توغان لمبے لمبے ڈگ بھرتا محل سے باہر نکل آیا۔ کوسما پہلے ہی اپنے مکان پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے لباس بدل لیا تھا اور باورچی خانے میں کھانا پکانے میں مصروف تھی کہ توغان اندر داخل ہوا۔ کوسما تو بھاگ کر اس سے لپٹ گئی اور بولی۔

چچا جان! بھگوان کا شکر ہے کہ آپ کی شکل دیکھی میں تو یہ سن کر غم سے نڈھال ہوگئی تھی کہ راجہ نے آپ کو قید میں ڈال دیا ہے۔

توغان مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

ارے راجہ کی اتنی ہمت کہاں کہ مجھے قید کرتا بس ذرا اس سے جھگڑا ہوگیا تھا۔ راجکماری کے بیاہ کے سلسلے میں۔ میں غصّے میں آگیا۔ راجہ نے ناراض ہوکر مجھے جیل میں ڈالا۔ پھر میں نے ایسا چمتکار ایسی کرامت دکھائی کہ راجہ مجھے رہا کرنے پر مجبور ہوگیا

کوسما دل میں مسکرا رہی تھی کہ توغان کس قدر جھوٹ بول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا ہے ۔ اس نے کہا

مگر چچا آپ تو راجکماری سے بیاہ کرنے گئے تھے۔

تو غان کرسی پر بیٹھ گیا اور بولا۔

ہاں ارادہ تو تھا مگر میں نے دیکھا کہ راجکماری کے بال تو سفید ہو رہے ہیں ۔ میں نے اس سے شادی کا ارادہ ترک کر دیا ہے ۔ لاؤ کچھ پینے کو ٹھنڈا شربت دو ۔ بڑی پیاس لگ رہی ہے مجھے۔

کوسما خوب جانتی تھی کہ چچا تو غان کو کیوں اتنی پیاس لگ رہی ہے وہ موت کے منہ سے بچ کر آ رہا تھا۔ کوسما نے ٹھنڈا شربت لاکر اسے دیا ۔ اس نے محسوس کیا کہ تو غان اندر ہی اندر پریشان ہے ۔ وہ ماریا کے پنجے کے سلسلے میں پریشان تھا ۔ اسے پریشان ہونا بھی چاہیئے تھا ۔ آخر ماریا کے پنجے نے اپنا کام کیوں نہیں کیا؟ اس نے تو یہ پنجہ بڑے عمل کے بعد حاصل کیا تھا ۔ شام کو تو غان نے گھوڑا پکڑا اور سیدھا جنگل والے [illegible] میں آگیا۔ یہاں وہ مورتی والے کمرے میں آکر مورتی کے آگے دوزانو ہوکر بیٹھا اور جیب سے نقلی ماریا کا پنجہ نکال کر مورتی کے قدموں میں رکھ دیا اور منتر پڑھنے لگا ۔ منتر پڑھنے کے بعد اس نے مورتی کی طرف دیکھ کر کہا

دیوی! اس پنجے نے مجھے دھوکہ دیا۔ اگر بھگوان میری مدد نہ کرتا تو اس وقت میری گردن اڑ گئی ہوتی ۔

مورتی کے پتھریلے جسم میں جیسے زلزلہ سا آگیا ۔ اس کی آنکھوں سے سرخ روشنی نکلی اور آواز آئی ۔

تم نے بھی راجہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی۔ تم نے اس کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا تھا۔ بھگوان نے تیری جان بخشی کر دی بس تیرے لئے اتنا ہی بہت ہے۔

پھر مورتی کے ماتھے سے آگ کا ایک شعلہ نکل کر پنجے پر پڑا۔ نقلی پنجہ جل کر راکھ ہو گیا ۔ مورتی کی آواز آئی۔

اب یہاں سے چلا جا ۔ نہیں تو میرا دوسرا شعلہ تجھے جلا کر بھسم کر دے گا۔

تو غان ڈر گیا ۔ فوراً اٹھ کر غار سے باہر نکل آیا ۔ سمجھ گیا کہ اب راجکماری سے شادی کر کے عیش و آرام کرنے کی اس کی خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکتی ۔ گھوڑے کو دوڑاتا واپس اپنے گھر آگیا ۔ کوسما نے کھانا لگا دیا تھا۔ دونوں نے کھانا کھایا ۔ کوسما باتیں کرتی رہی۔ تو غان کا ذہن اس وقت بھی یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں اصلی پنجہ کسی نے اس کی الماری سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکال کر نقلی پنجہ تو نہیں رکھ دیا ؟ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ نقلی پنجہ کسی کو رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور وہاں باہر کا آدمی کون آ سکتا ہے ؟ گھر میں سوائے کوسما کے اور کوئی بھی نہیں ہے اور پھر الماری کو اسی طرح تالا بھی لگا تھا۔ کوسما پر تو توغان کو شبہ ہو نہیں سکتا تھا۔ کوسما پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں تھی توغان کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ ماریا کے پنجے کا اثر کیوں ضائع ہو گیا ؟ آخر اس نے یہی سوچا کہ دیوی کے کہنے کے مطابق چونکہ توغان نے راجہ کی بے بسی کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا تھا اس لئے دیوی نے ماریا کے پنجے کو بے اثر کر دیا۔

توغان کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔ کوسما اپنے چچا کی پریشانی کو خوب سمجھ رہی تھی۔ وہ اس اصلی پنجے کے لئے پریشان تھا جو کوسما نے اپنے کمرے کی الماری میں تالا لگا کر رکھا ہوا تھا۔ کوسما اب رات کو خواب میں ماریا کا انتظار کرنی کہ وہ آئے تو اس سے یہ پوچھے کہ وہ پنجے کی قید سے کیوں کر آزاد ہو سکتی ہے۔ دو راتیں گزر گئیں اور ماریا کوسما کے خواب میں نہ آئی۔ چوتھی رات کوسما خواب میں ایک بار پھر اسی باغ میں پہنچ گئی جہاں سیڑھیوں میں ماریا کا بت لگا ہوا تھا۔ ماریا کے بت نے کوسما سے کہا

تو نے اپنے چچا کی جان بچالی۔ اچھا کیا۔ اس کا جرم اتنا گھناؤنا نہیں تھا کہ راجہ اس کی گردن اڑاتا۔ اب تم ایسا کرو کہ جس پنجے میں میں قید ہوں وہ لے کر شہر سے باہر جو دریا بہتا ہے وہاں جاؤ۔ گھاٹ پر تمہیں ایک چھوٹی سی بانس کی ٹوکری ملے گی۔ پنجے کو اس ٹوکری میں رکھ دینا۔ جب ٹوکری پنجے کو لے کر دریا کی لہروں پر بہنے لگے تو تم واپس آ جانا۔

اس کے ساتھ ہی کوسما کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ماریا سے کوئی بات بھی نہ کر سکی لیکن ماریا نے جو کچھ خواب میں کہا تھا کوسما نے اس پر عمل کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو کوسما نے اپنی الماری کھول کر وہ ڈبہ باہر نکالا جس میں ماریا کا پنجہ رکھا تھا۔ ابھی اس نے ماریا کا پنجہ باہر نکالا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور اس کا چچا توغان غضبناک انداز میں اندر گھس آیا۔

تو یہ تم تھیں جس نے اصلی پنجے کی جگہ نقلی پنجہ رکھ دیا تھا۔

کوسما گھبرا گئی۔ مگر اس گھبراہٹ میں بھی اس کا ذہن اتنا حاضر رہا کہ اس نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر پنجہ اپنی آنکھوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے لگا لیا۔ وہ ایکدم غائب ہوگئی اب اس کے چچا توغان کا لہجہ بدل گیا۔ وہ کوسما کی منت کرنے لگا کہ میں تمہارا چچا ہوں یہ پنجہ مجھے دے دو۔ یہ میری برسوں کی محنت کا نتیجہ ہے میں نے اسے بڑی زبردست ریاضت کرنے کے بعد حاصل کیا ہے مگر کوسما اسے کسی حالت میں بھی وہ پنجہ نہیں دے سکتی تھی۔ اس نے کہا

چچا جان! مجھ پر یہ راز کھل چکا ہے کہ اس پنجے میں آپ نے ماریا کو قید کر رکھا ہے۔ میں یہ پنجہ آپ کو ہرگز نہیں دوں گی۔

توغان بولا۔

تو پھر تو اسے لے کر کیا کرے گی؟

کوسما نے کہا

چاہے میں اسے کسی کنوئیں میں پھینک دوں مگر آپ کو نہیں دوں گی۔

کوسما اپنے چچا کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ ماریا نے اسے دریا میں بہا دینے کی ہدایت کی ہے۔ توغان بولے جا رہا تھا اور کوسما کی منت سماجت کر رہا تھا۔

میری بچی! اس پنجے میں ماریا نہیں ہے۔ تمہیں کسی نے غلط کہا ہے۔

کوسما بولی۔

ماریا نے خود مجھے خواب میں آکر بتایا ہے کہ آپ نے اسے اس میں قید کر رکھا ہے۔

اب توغان گھبرا سا گیا۔ کیونکہ کوسما سچ کہہ رہی تھی اور سچ کے آگے جھوٹ ہمیشہ گھبرا جایا کرتا ہے۔ تو غان بات کو بدل کر بولا۔

اچھا اگر ایسا ہی ہے تو میں ماریا کو اس میں سے آزاد کر سکتا ہوں۔ پنجہ مجھے دے دو۔ میں تمہارے سامنے ماریا کو اس میں سے نکال دوں گا۔

مگر کوسما کو خوب معلوم تھا کہ اس کا چچا محض پنجہ حاصل کرنے کے لئے ایسا کہہ رہا ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو ماریا اسے ایسا نہ کہتی کہ پنجے کو دریا میں بہا دینا۔ وہ ہر صورت میں ماریا کی ہدایت پر عمل کرنیکا عہد کر چکی تھی۔ چنانچہ اس نے کہا

چچا جان! مجھے افسوس ہے کہ یہ پنجہ میں آپ کے حوالے نہیں کر سکتی۔ میں اسے ایک اندھے کنوئیں میں پھینکنے جا رہی ہوں۔

توغان واویلا کرتا رہ گیا کہ۔

کوسما! بھگوان کے لئے اتنے قیمتی پنجے کو اندھے کنوئیں میں نہ پھینکو۔ چلو مجھے بتا دو۔ کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم اسے کس اندھے کنوئیں میں پھینکنے جا رہی ہو
مگر کوسما نے کوئی جواب نہ دیا۔ مصیبت یہ تھی کہ
کوسما اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ کوسما کمرے سے
نکل گئی اور سیدھی دریا کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ
پیدل ہی دریا کی طرف جا رہی تھی۔ وہ کسی کو دکھائی
نہیں دے رہی تھی۔

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدم خور شکاری

دریا خاموشی سے بہہ رہا تھا۔
ماریا نے خواب میں جس جگہ کا اشارہ کیا تھا کوسما
اسی جگہ پہنچ گئی کیا دیکھتی ہے کہ دریا کے کنارے بانس
کی ایک گول چھوٹی سی ٹوکری پانی کی لہروں پر ڈول رہی
ہے۔ ماریا نے اسی ٹوکری کے بارے میں ہدایت کی تھی
کوسما نے سب سے پہلے ماریا کا پنجہ اپنی آنکھوں سے لگایا۔ وہ
غیبی حالت سے ظاہری حالت میں آ گئی۔ اب وہ نظر آ رہی
تھی۔ اس نے ماریا کا پنجہ بانس کی ٹوکری میں رکھ دیا۔
اس کے ساتھ ہی بانس کی ٹوکری نے اپنے آپ دریا کی
لہروں کے ساتھ بہنا شروع کر دیا۔
کوسما دریا کے کنارے کھڑی ٹوکری کو نظروں سے
دور جاتے دیکھتی رہی اس کے کانوں میں ماریا کی مدھم سی
آواز آئی
کوسما بہن! تمہارا شکریہ۔ خدا نے چاہا تو میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر بھی کبھی تمہیں ملنے آؤں گی۔
کوسما نے کہا
میں تمہارا انتظار کروں گی ماریا بہن
اس کا ماریا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ کوسما دریا کے کنارے پر ہی کھڑی رہی۔ جب بانس کی ٹوکری اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو وہ بوجھل قدم اٹھاتی واپس اپنے گھر کی طرف چل پڑی۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ ماریا اس کے عیار اور لالچی چچا کی پہنچ سے باہر ہوگئی ہے اور اب وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بانس کی ٹوکری دریا کے کنارے سے ہٹ کر دریا کے درمیان میں آگئی جہاں لہروں کا بہاؤ اور رفتار کافی تیز تھی۔ ٹوکری نے تیزی سے بہنا شروع کر دیا۔

○

ایک طرف تھیوسانگ اور ناگ اپنے ساتھی عنبر کی کھوج میں اس قصبے کی طرف جا رہے تھے جہاں عنبر کوتاش کے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ دوسری طرف ماریا الّو کے پنجے میں قید بانس کی ٹوکری میں دریا کی لہروں پر بہتی جا رہی تھی اور تیسری طرف کیٹی نیک دل پادری سے جدا ہونے کے بعد ایک مال بردار بحری جہاز میں افریقہ کی طرف چلی آ رہی تھی۔ کیٹی کا جہاز افریقہ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا تو کیٹی کو اچانک عنبر کی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس ہوئی وہ بے حد خوش ہوئی۔ اس نے خوشبو کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ یہ وہی قصبہ تھا جہاں عنبر اپنی منہ بولی بہن کوتاش کے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ کیٹی کی خوشبو اس نے بھی محسوس کر لی تھی اور وہ مکان سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے بھی خوشبو کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ ایک دوسرے کی خوشبو کیٹی اور عنبر کو شہر سے دور ایک جنگل کے کنارے سے آئی۔ عنبر نے کیٹی کو دور سے دیکھ لیا۔ کیٹی نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ دونوں بہن جب ایک دوسرے سے ملے تو خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے ناگ ماریا اور تھیوسانگ کے بارے میں پوچھا اور پھر عنبر نے کیٹی کو ساتھ لیا اور اسے کوتاش کے گھر لے آیا۔ کوتاش کیٹی سے مل کر بہت خوش ہوئی۔ اب ان دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چند روز اسی جگہ ٹھہر کر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کا انتظار کیا جائے شاید وہ بھی ادھر آ نکلیں۔
اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ایک روز صبح کا وقت تھا کہ کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور عنبر نے ایک دوسرے کی طرف چونک کر دیکھا۔ دونوں کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا۔ مجھے ناگ۔ اور تھیوسانگ کی خوشی آرہی ہے۔ ان کا اندازہ بالکل درست تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ اس قصبے میں داخل ہو چکے تھے اور انہوں نے بھی کیٹی اور عنبر کی خوشبو محسوس کرلی تھی۔ جب یہ چاروں پرانے دوست اور بہن بھائی ایک دوسرے سے ملے تو وہ دیکھنے والا منظر تھا۔ ان کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو جھلک رہے تھے۔ ناگ اور تھیوسانگ نے عنبر اور کیٹی کو ماریا کے بارے میں بتایا کہ وہ نمباسا میں کہیں گم ہوگئی ہے

عنبر نے کہا

خدا کے حکم سے وہ بھی ایک دن ہمیں جلد آملے گی۔

ناگ بولا۔

مگر ہمیں اس کی تلاش میں ضرور جانا ہوگا۔

کیٹی نے کہا

تھیوسانگ تمہارا کیا خیال ہے؟ ماریا کس طرف اور کہاں گم ہوئی ہوگی؟

کیٹی نے تھیوسانگ سے اس لیے پوچھا تھا کہ وہ خلائی انسان تھا اور زیادہ سے زیادہ قیاس کرسکتا تھا تھیوسانگ

کہنے لگا۔

اس بارے میں، میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے ابھی اسی ملک افریقہ میں ہی رہنا چاہئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ماریا اسی سرزمین میں کہیں موجود ہے۔

عنبر نے کہا۔

مگر ہمیں اس کی خوشبو بھی تو نہیں آرہی۔

ناگ نے جواب دیا۔

ظاہر ہے اس پر طلسم کا اثر بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال ہم اسی ملک میں ہی رہیں گے۔

کیٹی کہنے لگی۔

لیکن ہم اس عورت کوتاش کے گھر میں کتنے دن مہمان بن کر رہ چکے ہیں؟ ہمیں کوئی الگ مکان لے کر رہنا ہوگا۔

ناگ عنبر اور تھیوسانگ کو کیٹی کی یہ تجویز پسند آئی۔ اگرچہ کوتاش نے اس کی بڑی مخالفت کی۔ وہ ان بھائیوں کو اپنے گھر پر ہی رکھنا چاہتی تھی مگر تھیوسانگ ناگ عنبر اور کیٹی نہ مانے اور کوتاش سے اجازت لے کر شہر کے اندر ایک مکان کرائے پر لے کر رہنے لگے۔ وہ زیادہ دیر ایک جگہ رہ کر ماریا کا انتظار نہیں کرنا چاہتے تھے مگر کم ازکم ایک مہینہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہاں رہنا ضروری تھا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ ماریا تک ان چاروں کی خوشبو پہنچ جائے اور وہ جہاں بھی ہو وہاں سے چل کر ان کے پاس پہنچ جائے۔

دوسری طرف ماریا کے پنجے والی ٹوکری دریا میں بہتی بہتی سمندر میں داخل ہو گئی اور سمندر کی لہریں اسے اچھالتیں افریقہ کے مغربی ساحل کی طرف لے گئیں۔ یہ وہی ساحل تھا جہاں سے ایک سو کلو میٹر دور جنگل کے پار کوتاش کے قصبے میں تھیوسانگ، ناگ عنبر اور کیٹی اس کا انتظار کر رہے تھے مگر چونکہ ماریا الو کے پنجے میں قید تھی اس لیئے انہیں اسکی خوشبو نہیں آ سکتی تھی۔ ماریا کے پنجے والی ٹوکری سمندر کے کنارے ریت پر پڑی تھی۔ سامنے کچھ فاصلے پر جنگل شروع ہو جاتا تھا۔ اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آنے لگی۔

پھر جنگل کے کنارے جہاں سے زمین سمندری ساحل کے ساتھ مغرب کی طرف گھومتی تھی دو گھوڑ سوار نمودار ہوئے۔ ان میں سے ایک سردار کاونٹ تھا۔ اس کے پیچھے اس کا خاص ملازم اونٹو تھا۔ یہ کاونٹ سمندر کے کنارے دور گھنے جنگل میں بنے ہوئے ایک پرانے محل میں اکیلا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ صرف اس کا پرانا

ملازم اونٹو رہتا تھا۔ کاونٹ ایک اونچا لمبا مضبوط جسم اور خوفناک چہرے والا آدمی تھا جو بے حد ظالم سنگ دل اور انسانوں کا شکاری تھا۔ وہ انسانوں کا شکار کرتا تھا۔ اس کا شکار کرنے کا طریقہ بڑا عجیب و غریب تھا۔ مہینے میں ایک بار وہ اپنے ملازم اونٹو کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے محل سے نکلتا۔ جنگل سے باہر آ کر وہ سمندر کے کنارے کنارے گشت لگاتا اور کسی نہ کسی انسان کو کہیں نہ کہیں سے پکڑ لیتا۔ اسے رسیوں سے باندھ کر اپنے ساتھ جنگل والے محل میں لے آتا۔

محل میں لا کر وہ اس آدمی کی رسیاں کھول دیتا۔ اسے خوب کھلاتا پلاتا۔ ایک ہفتے تک اس کی خوب خاطر داری کرتا۔ محل چاروں طرف سے بند ہونے کی وجہ سے وہ آدمی وہاں سے فرار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ کاونٹ کے پاس بڑے خونخوار کتے بھی تھے۔ وہ جس انسان کو پکڑ کر لاتا اس کے کپڑے اپنے کتوں کو سنگھا دیتا۔ اس کے بعد اگر وہ بدنصیب انسان فرار ہونے کی کوشش بھی کرتا تو خونخوار کتے اس کے پیچھے چھوڑ دیئے جاتے جو بہت جلد اسے جنگل میں کہیں نہ کہیں پکڑ کر چیر پھاڑ ڈالتے تھے۔

کاونٹ اپنے مہمان کو یہ ساری باتیں سمجھا دیتا تھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب وہ اس محل سے فرار نہیں ہو سکتا۔ ساتویں روز وہ اس محل سے فرار نہیں ہو سکتا۔ ساتویں روز وہ اس انسان کو کہتا کہ اب وہ جنگل میں صرف ایک خنجر اور تیر کمان لے کر نکل جائے اور اس سے بھاگنے کی کوشش کرے۔ پھر وہ اس کا پیچھا کرتا اور جنگل میں دونوں کی آنکھ مچولی شروع ہو جاتی۔ کاؤنٹ یوں انسان کے شکار کا مزہ لیتا اور چونکہ وہ جنگل کے ایک ایک درخت سے واقف تھا۔ اس لئے بہت جلد بدنصیب انسان کو کہیں نہ کہیں تیر چلا کر موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ پھر وہ اس انسانی شکار کی ٹانگوں میں رسی باندھ کر گھسیٹتے ہوئے اپنے ویران آسیبی محل میں لے آتا اور اسے اپنے خونخوار بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیتا۔

آج بھی یہ کاؤنٹ اپنے انسانی شکار کی تلاش میں نکلا ہوا تھا وہ اپنے ملازم اوٹو کے ساتھ گھوڑا دوڑاتا چلا آ رہا تھا کہ اسے سمندر کے کنارے ریت پر بانس کی ٹوکری پڑی نظر آئی۔ اوٹو نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کاؤنٹ! بانس کی ٹوکری عجیب و غریب ہے اگر حکم ہو تو اسے لے آؤں؟

کاؤنٹ رعونت سے بولا

میں خود اسے اٹھاؤں گا۔

جب اس نے ٹوکری کو اٹھا کر دیکھا تو اس میں الو کا ایک پنجہ پڑا تھا اس پنجے میں ماریا بند تھی۔ مگر کاؤنٹ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ کاؤنٹ کو جانوروں کے سر اور پرندوں کے پنجے جمع کرنے کا بھی شوق تھا۔ اس کے محل میں جانوروں کے سر اور پنجے لگے ہوئے تھے۔ اس کے اپنے خاص کمرے میں ان انسانوں کی کھوپڑیاں بھی دیوار کے ساتھ ٹھونک کر سجائی گئی تھیں جن کو کاؤنٹ نے شکار کیا تھا۔ الو کا پنجہ دیکھ کر وہ خوش ہوا اور بولا۔

الو بڑی مشکل سے شکار ہوتا ہے۔ یہ الو کا پنجہ خوش قسمتی کی علامت ہے میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔

نوکر اوٹو نے کہا

کاؤنٹ! اس میں جادو بھی ہو سکتا ہے اس علاقے کے لوگ الو کے پنجوں پر جادو ٹونا بھی کرتے ہیں۔

کاؤنٹ نے گردن اکڑا کر کہا

میں کاؤنٹ شرلاک ہوں۔ مجھ پر کسی جادو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹوٹنے کا اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ الو کا پنجہ مجھے پسند ہے
میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اپنے خاص
کمرے میں سجا کر رکھوں گا۔
نوکر اوٹو خاموش ہو گیا۔ کاؤنٹ نے ٹوکری وہیں پھینک
دی اور ماریا والے الو کے پنجے کو اپنے تھیلے میں رکھ لیا۔
اب وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے چلا۔ اس نے اوٹو
سے کہا۔
اوٹو! دوپہر ہونے کو آئی ہے ہمیں ابھی
تک کوئی انسانی شکار نہیں ملا۔ ہم ناکام ہو کر نہیں
لوٹ سکتے۔
اوٹو بولا۔
کاؤنٹ! مجھے امید ہے آگے کوئی نہ کوئی
انسان ہمیں ضرور مل جائے گا۔
وہ ساحل سمندر پر گھوڑے دوڑاتے چلے جا رہے تھے
کہ ایک قسمت کا مارا انسان انہیں نظر پڑا۔ یہ آدمی کوئی
سیاح تھا اور افریقہ کی سیاحت کرنے آیا تھا۔ وہ تھوڑی
دیر پہلے ایک سمندری جہاز سے اترا تھا۔ ایک تھیلا
اس کے کاندھے سے لٹک رہا تھا۔ کاؤنٹ نے اسے
دیکھا تو اس کے خبیث چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اس

نے اوٹو سے کہا۔
اوٹو! شکار مل گیا۔ دیکھا۔ میں نہ کہتا تھا کہ الو
کا پنجہ خوش قسمتی کی علامت ہے۔ آؤ۔ اس شکار کو
گھیر کر اپنے محل میں لے جاتے ہیں۔
اوٹو اور کاؤنٹ شرلاک گھوڑے بڑھاتے بدقسمت سیاح
کے قریب آکر رک گئے۔ کاؤنٹ گھوڑے سے اترا اور
سیاح سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔
خوش آمدید نوجوان! تم ضرور کوئی سیاح ہو جو
یورپ سے اس ملک کی سیر کرنے آئے ہو۔
سیاح نے بھی کاؤنٹ سے ہاتھ ملایا اور بولا
جی ہاں۔ آپ نے ٹھیک پہچانا۔ میں جرمن سیاح
ہوں۔ میرا نام ہنگیر ہے۔ میں افریقہ کی سیر کرنے
آیا ہوں۔
کاؤنٹ نے بڑی مکاری سے کہا
یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم بھی جرمن
ہو میری ماں بھی جرمنی کی رہنے والی تھی۔ کیا تم مجھے
میزبانی کا شرف نہیں بخشو گے۔ یہاں سے تھوڑی دور
میری ایک چھوٹی سی آبائی جاگیر ہے۔ میں وہاں اپنے
ملازم اوٹو کے ساتھ اکیلا رہتا ہوں۔ وہاں دیکھنے کیلئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آبشاریں بھی ہیں۔ میں تمہیں افریقہ کے بارے میں
بہت سی معلومات بھی دوں گا کہ تمہیں کون کونسی
یادگاریں دیکھنی چاہیں۔

سیاح ہیگر اس کی باتوں میں آگیا۔ ویسے بھی اسے
ایک گائیڈ کی ضرورت تھی اس نے سوچا کاؤنٹ کے پاس
تھوڑی دیر قیام کرکے آرام بھی کرتا ہوں اور اس سے افریقہ
کے بارے میں معلومات بھی حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ
اس نے کاؤنٹ شرلاک کی دعوت قبول کرلی۔ کاؤنٹ نے
اوٹو سے کہا کہ وہ پیدل پہنچے اور اس کے گھوڑے پر بدنصیب
نئے شکار ہیگر سیاح کو بٹھایا اور اپنے ساتھ لے کر جنگل میں
داخل ہوگیا۔ کوئی ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ اپنے ویران
محل میں پہنچ گیا۔ سیاح ہیگر نے دیکھا کہ یہ جنگل کے درمیان
بنا ہوا ایک بہت ہی پرانا اور بوسیدہ محل ہے جس کی دیواروں
کا پلستر اکھڑ رہا ہے اور سیڑھیوں میں جگہ جگہ گھاس اُگی
ہوئی ہے۔ کاؤنٹ بولا۔

یہ محل اتنا بڑا ہے کہ میں اکیلا اس کی
دیکھ بھال نہیں کر سکتا۔ یہاں میں اس لئے رہ رہا ہوں کہ
مجھے ان جنگلوں سے محبت ہے اور مجھے شکار
کا بھی شوق ہے

ہیگر نے پوچھا

آپ کس جانور کا شکار کرتے ہیں؟

کاؤنٹ نے ہیگر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور
شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

میں ہر قسم کے جانور کا شکار کرتا ہوں۔ آیئے
اندر تشریف لے چلئے۔

محل کے اندر ایک بڑا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر مختلف
پرندوں کے سر لگے ہوئے تھے۔ ایک دیوار پر کاؤنٹ کی
پرانی تصویر بھی لگی تھی جس میں اس نے ایک ہاتھ میں
نیزہ پکڑ رکھا تھا۔ پرانی طرز کے بوسیدہ صوفے پڑے
تھے۔ بیچ میں ایک سیاہ گول میز بھی بچھی تھی فضا
میں نمی اور انسانی خون کی بو رچی ہوئی تھی۔ ہیگر پہلے تو
گھبرایا مگر کاؤنٹ ہنس ہنس کر اس سے باتیں کرنے
لگا اور بولا۔

میرے پاس اکثر سیاح آتے رہتے ہیں وہ میرے
اسی محل میں قیام کرتے ہیں اور پھر مجھ سے معلومات
حاصل کرکے افریقہ کے جنگلوں کی سیر کو نکل جاتے ہیں۔

اتنے میں اوٹو بھی جنگل کے آسان اور نزدیکی راستوں سے
ہوتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ کاؤنٹ نے اسے مہمان ہیگر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لئے کھانا تیار کرنے کو کہا۔ کاؤنٹ سیاح ہیگر سے باتیں کرنے لگ گیا۔ پھر بولا۔

ہیگر! تم کھل کر بیٹھو اور اگر چاہو تو غسل بھی کر سکتے ہو۔ میں نے یہاں گرم پانی کا بھی انتظام کر رکھا ہے۔

ہیگر پہلے تو کچھ ڈرا ڈرا سا تھا مگر پھر اس کا خوف دور ہو گیا کیونکہ کاؤنٹ اس کے ساتھ بڑی بے تکلفی اور خوش اخلاقی سے پیش آرہا تھا۔ ہیگر نے غسل کیا۔ کھانا آگیا۔ کھانے میں ہر قسم کے جنگلی پرندے کا گوشت اور طرح طرح کے میٹھے خوشبودار پھل تھے۔ کھانا بے حد لذیز تھا۔ ہیگر نے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر کاؤنٹ کے کہنے پر سو گیا۔ کاؤنٹ اپنے کمرے میں آگیا۔ اولو اس کے ساتھ تھا۔ اس کمرے کی دیواروں پر جگہ جگہ انسانی کھوپڑیوں کو کیلوں سے ٹھونک کر لگا دی گئیں تھیں۔ یہ سب ان بدقسمت انسانوں کی کھوپڑیاں تھیں جن کو شکار کرنے کے بعد کاؤنٹ نے ہلاک کر دیا تھا کاؤنٹ نے جیب سے اولو کا پنجہ نکال کر آتشدان کے اوپر دیوار پر لگا دیا۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔

اولو! یہ پنجہ میرے لئے خوش بختی لائے گا۔

سیاح ہیگر کو اس محل میں مزے دار کھانے کھاتے اور آرام کرتے جب تین دن گزر گئے تو اس نے کاؤنٹ سے اجازت مانگی کیونکہ اب وہ افریقہ کے جنگلوں اور دور دراز شہروں کی سیاحت کرنا چاہتا تھا۔ کاؤنٹ نے اس دوران میں اسے آبشاریں بھی دکھائی تھیں اور افریقہ کے جنگلوں اور شہروں کے بارے میں بعض جھوٹی سچی معلومات بھی دی تھیں۔ جب اس نے جانے کے لئے اجازت طلب کی تو اولو بولا

میرے بھائی ہیگر! ابھی تم کل ہی آئے ہو۔ دو روز مزید آرام کرو۔ پھر تو تمہیں افریقہ کے جنگلوں اور صحراؤں کی خاک چھاننی ہی ہے۔

ہیگر بولا۔

میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری اتنی مہمان نوازی کی۔ اب میں اپنے سفر پر روانہ ہو جانا چاہتا ہوں۔

کاؤنٹ کے چہرے پر فکر کی پرچھائیاں ابھریں۔ اس نے ہیگر کے کاندھے پر اپنا بھاری بھرکم ہاتھ رکھ کر کہا

جیسے تمہاری مرضی۔ میں تمہیں روک نہیں سکتا۔ لیکن جانے سے پہلے تمہیں اپنا کمرہ ضرور دکھانا چاہتا ہوں۔

ہیگر مسکراتے ہوئے بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا وہ کوئی خاص کمرہ ہے کاؤنٹ ؟

کاؤنٹ زیر لب ہنس رہا تھا۔ بولا۔

دیکھو گے تو اپنے آپ پتہ چل جائے گا۔ میں چاہتا ہوں جانے سے پہلے تم میرے ساتھ اس کمرے میں بیٹھ کر کافی کا ایک پیالہ پیئو۔

مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ھیگر بولا۔ مجھے تو خوشی ہوگی آپ کے ساتھ کافی پیئے ہیں۔

کاؤنٹ ھیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھے اسے اپنے خاص کمرے میں لے آیا کاؤنٹ نے پہلی رات ہی جب ھیگر سو رہا تھا تو اس کی قمیض اٹھا کر اپنے خونخوار کتوں کو سنگھا دی تھی۔ اس کمرے میں مدھم مدھم روشنی تھی دیواریں نسواری رنگ کی تھیں اور جب ھیگر نے ایک دیوار پر انسانی کھوپڑیوں کو ٹنگے دیکھا تو اس کے جسم میں خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی اس نے انسانی کھوپڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہونٹوں پر خشک زبان پھیرتے ہوئے پوچھا۔

یہ ..... یہ انسانوں کی کھوپڑیاں ہیں کیا ؟

کاونٹ نے مسکرا کر کہا۔

ہاں۔ تمہیں کس کی کھوپڑیاں لگتی ہیں ؟

ھیگر کا حلق خشک ہونے لگا تھا۔ اس کی چھٹی حس نے اسے بتا دیا کہ وہ کسی زبردست خطرے میں پھنس چکا ہے اور اس کے اردگرد جال تنگ ہونا شروع ہو گیا ہے مگر وہ ایکدم وہاں سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔ کاؤنٹ میز کے پاس بیٹھ گیا۔ ھیگر کو اس نے اپنی داہنی جانب بٹھایا۔ اوٹو کافی لے آیا۔ کاؤنٹ نے ھیگر کے لئے کافی بنائی اور اسے پیش کرتے ہوئے بولا۔

میں آج سے اپنا شکار شروع کر رہا ہوں۔

ھیگر نے کافی کا تلخ گھونٹ نگلتے ہوئے سرسری طور پر کہا

جانوروں کا شکار کریں گے ؟ کس جانور کا

شکار آپ پسند کرتے ہیں۔

کاؤنٹ کا چہرہ ایکدم سنجیدہ ہوگیا۔ اس نے اپنے تازہ شکار ھیگر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور گہری آواز میں بولا۔

مجھے صرف ایک ہی جانور کا شکار پسند ہے

اور وہ جانور انسان ہے

کیا مطلب ؟ ھیگر کے ہاتھ میں کافی کی پیالی کپکپا گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاؤنٹ نے ٹیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا اور بولا۔

مسٹر ٹیگر! میں انسان کا شکار کرتا ہوں اور آج میں جس انسان کا شکار کرنے والا ہوں وہ میرے سامنے بیٹھا ہے۔

اب تو ٹیگر کی رہی سہی ہمت نے جواب دے دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ پھنس گیا ہے اور اس نے اس شیطان کاؤنٹ کی مہمانی قبول کرکے زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ وہ کاؤنٹ کے چنگل میں پھنس چکا تھا۔ پھر بھی اس نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا

میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا کاؤنٹ

کاؤنٹ نے سیٹی بجائی۔ کمرے کے دروازے میں سے چار اونچے لمبے خونخوار کتے شور مچاتے غراتے داخل ہوئے اور سیدھے ٹیگر کے کپڑوں کی بو لیتے اس کے سامنے آکر زور زور سے بھونکنے لگے۔ ٹیگر کا تو رنگ زرد ہو گیا۔ بدن میں کاٹو تو لہو نہیں۔ خون ٹھنڈا پڑ گیا۔ کاؤنٹ نے دوسری بار سیٹی بجائی تو کتے دوڑ کر باہر نکل گئے۔ ٹیگر ڈرا ڈرا سا بیٹھا تھا۔ کاؤنٹ نے

اب اسے کہنا شروع کیا۔

سنو مسٹر ٹیگر! میں انسانوں کا شکاری ہوں اور میں انسان کا شکار کس طرح کرتا ہوں یہ بات ابھی بتاتا ہوں۔ تم میرے شکار ہو۔ میں تمہارا شکار کروں گا لیکن میرا شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میں تمہیں جنگل میں کھلا چھوڑ دوں گا۔ تم جہاں چاہے چھپ سکتے ہو اگر فرار ہونا چاہو تو فرار بھی ہو سکتے ہو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے تمہاری کھوج میں رہوں گا۔ جس طرح ایک ماہر شکاری اپنے شکار کی کھوج میں لگا رہتا ہے تم اگر فرار ہو بھی گئے تو میرے خونخوار کتے تمہیں بہت جلد دبوچ کر تمہاری تکا بوٹی کر دیں گے۔ انہیں تمہاری قمیض سنگھا دی گئی ہے۔ تم جنگل میں جہاں بھی جاؤ گے۔ خونخوار کتے وہاں پہنچ جائیں گے۔ وہ تمہیں اس جنگل سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ انہیں اس کام کی باقاعدہ ٹریننگ دی گئی ہے۔ ابھی کافی دن باقی ہے میں شام ہونے سے پہلے پہلے تمہیں شکار کر لینا چاہتا ہوں۔

ٹیگر کی زبان دہشت کے مارے سوکھ کر لکڑی بن گئی تھی۔ اس نے بڑی مشکل سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاؤنٹ! تم مجھے شکار کرکے کیا کرو گے۔

کاؤنٹ قہقہہ لگا کر ہنسا اور کھوپڑیوں والی دیوار کی طرف اشارہ کرکے بولا۔

اس دیوار پر تم جن کھوپڑیوں کو دیکھ رہے ہو۔ یہ سب ان لوگوں کی کھوپڑیاں ہیں۔ جنہیں میں نے شکار کیا تھا ان کھوپڑیوں میں تمہاری کھوپڑی بھی لگا دی جائے گی۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔ تمہاری کھوپڑی میں سب سے اونچی کرکے لگاؤں گا۔ کیونکہ تم جرمن ہو اور جرمن لوگوں کو اپنی برتری کا بڑا خیال رہتا ہے۔

ھیگر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس نے پہلے تو کاؤنٹ کی منت سماجت کی کہ کسی طرح وہ اسے چھوڑ دے لیکن جب اسے یقین ہو گیا کہ کاؤنٹ اسے نہیں چھوڑے گا اور اس کا شکار کرنے کا عہد کر چکا ہے تو وہ خاموش ہو گیا۔ اس نے کاؤنٹ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور بولا۔

میں تمہاری بات جانتا ہوں۔ مجھے جنگل میں جہاں تم چاہو چھوڑ دو۔

کاؤنٹ نے خوش ہو کر بدقسمت سیاح ھیگر کا کندھا زور سے دبایا اور بولا۔

شاباش! مجھے تم ایسے بہادر شکار پسند ہیں تم

ایسے دلیر جانوروں کا شکار کرکے مجھے خوشی ہوتی ہے آؤ میرے ساتھ۔

وہ ھیگر کو دوسرے کمرے میں لے گیا۔ جہاں اوٹو خونخوار کتوں کی زنجیریں تھامے کھڑا تھا۔ کتے ھیگر کی بو پاتے ہی اس کی طرف اچھلنے لگے۔ کاؤنٹ نے انہیں پیچھے ہٹا دیا اور اوٹو سے کہا

انہیں سنبھالو اوٹو۔ ابھی ان کے چھوڑنے کا وقت نہیں آیا۔

پھر اس نے ھیگر کو ایک خنجر دیا اور اس کے پاؤں میں پتلی زنجیر باندھ دی جس کے سرے پر ایک سیر کا باٹ یعنی وٹہ بندھا ہوا تھا۔ ھیگر نے تعجب سے پوچھا

یہ زنجیر مجھے کیوں پہنائی جا رہی ہے۔

کاؤنٹ نے کہا

تمہیں جنگل میں ایک جگہ لے جا کر کھلا چھوڑ دیا جائے گا۔ تم اگر چاہو اور تمہارے پاس اتنا وقت ہو تو تم اس زنجیر کو پتھر کی مدد سے توڑ بھی سکتے ہو اور فرار ہونے کی کوشش بھی کر سکتے ہو۔ لیکن یہ یاد رکھنا میں اپنے تیر کمان کے ساتھ اور میرے خونخوار کتے تمہارے پیچھے لگے ہوں گے۔ میں ایک ماہر نشانہ باز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں اور میرے کتوں نے آج تک اپنا شکار کبھی
نہیں چھوڑا۔ آؤ۔ اب شکار کا کھیل شروع کرتے ہیں
بے چارا قسمت کا مارا جیگر ساتھ چل پڑا۔ زنجیر کا سیر بھر
کا باٹ اس نے اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا تھا۔ اوٹو کتوں کو
لے کر پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ جنگل میں ایک جگہ
پہنچ کر کاؤنٹ رک گیا۔ اوٹو بھی کتوں کے ساتھ وہیں
ٹھہر گیا۔ کاؤنٹ نے سامنے والی چھوٹی پہاڑی کی طرف
اشارہ کرکے کہا

اس سامنے والی پہاڑی کے پار سمندر ہے اگر
تم میں ہمت ہے تو اس پہاڑی کے پار جاکر سمندر
میں کود کر اپنی جان بچانے کی کوشش کر سکتے ہو۔
لیکن میں تمہارے پیچھے پیچھے ہوں گا۔ میرے تیر
تمہیں تلاش کرلیں گے اور اگر میرے تیر تمہیں شکار
نہ کر سکے تو پھر میرے کتے تجھے جنگل میں جہاں
بھی ہوں گے پہنچ کر دبوچ لیں گے۔ اب بھاگو۔ بھاگو
بھاگو۔ میں پندرہ منٹ کے بعد تمہارے پیچھے نکلوں گا

بدنصیب جیگر مجبور تھا۔ اس نے جنگل کی ایک پگ ڈنڈی
پر بھاگنا شروع کر دیا۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد کاؤنٹ نے
اوٹو کو اشارہ کیا کہ وہ خونخوار کتوں کو لے کر پہاڑی کی دوسری

طرف چلا جائے اور خود تیرکمان لئے پیٹی کے ساتھ خنجر
لٹکائے اپنے شکار کے پیچھے روانہ ہوگیا۔

بدقسمت جیگر نے جنگل میں آتے ہی اپنے آپ کو کسی
حد تک آزاد محسوس کیا اور وہ جتنی تیز بھاگ سکتا تھا بھاگنے
لگا۔ سیر بھر کا باٹ ہاتھ میں اٹھا کر بھاگنے سے وہ بہت
جلد تھک گیا اور اس کا سانس پھول گیا۔ اسے معلوم تھا کہ
اس کے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں۔ اتنی دیر میں اسے
بہت دور نکل جانا چاہیئے اور پھر پہاڑی پار کرکے سمندر
میں چھلانگ لگا دے۔ آخر وہ کہیں نہ کہیں تو پہنچ ہی
جائے گا۔ سب سے پہلے اس نے ایک جگہ بیٹھ کر پتھروں
کی مدد سے اپنے پاؤں میں بندھی ہوئی لوہے کی زنجیر توڑ
ڈالی اب وہ زیادہ تیزی سے بھاگنے لگا۔ جنگل گھنا تھا
جھاڑیاں اور گھاس اس کا راستہ روک رہی تھیں۔ پھر بھی
وہ رکے بغیر دوڑتا چلا گیا۔ راستے میں کئی کھڈ اور نالے
آئے وہ ان کو پھلانگتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ پہاڑی
اس کے سامنے آگئی اس نے پہاڑی کے بائیں جانب
مڑ کر دوسری طرف نکلنے کی کوشش شروع کر دی دوسری
جانب ایک اور پہاڑی آگئی۔ وہ اس پہاڑی پر چڑھنے
لگا۔ چڑھائی مشکل تھی۔ اس کی رفتار سست پڑ گئی ویسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی اس کا سانس پھول گیا تھا مگر موت کا خوف اسے
بھاگنے پر مجبور کر رہا تھا اور وہ جتنی تیز بھاگ سکتا تھا بھاگتا
ابھی وہ پہاڑی کی آدھی چڑھائی بھی نہیں نہ طے کر
پایا تھا کہ پندرہ منٹ گزر گئے اور اسے دور سمندر کی
جانب سے خونخوار کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں۔
یہ آواز اس کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ ہیگر نے پریشان
ہونے کی بجائے حوصلہ بلند کیا اور پہاڑی کی چڑھائی چڑھنا
چلا گیا۔ وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر دوسری طرف اتر
لگا۔ ڈھلان پر وہ تیز تیز اترنے لگا۔ جھاڑیوں نے
اس کا چہرہ زخمی کر دیا۔ اس کے کپڑے کئی جگہوں سے
پھٹ گئے مگر وہ کہیں ایک پل کے لیے بھی نہ رکا۔
پہاڑی سے اترا تو سامنے پھر ایک گھنا جنگل آ گیا۔
یہ جنگل زیادہ طویل نہیں تھا۔ اس کے پیچھے سمندر تھا
اور ادھر ہی سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی
تھیں جو قریب سے قریب تر آ رہی تھیں۔ ہیگر نے اپنی
قمیض اتار کر پھینک دی۔ اس خیال سے کہ کتے اس کی
قمیض کی بو پر آ رہے ہیں۔ تو دوسری طرف نکل جائیں
اس نے قمیض اپنے بائیں جانب ایک گڑھے میں پھینکی
اور خود ترچھا ہو کر دوسری طرف سے سمندر کی طرف بھاگا

مگر کتوں کی آوازیں اسی کی طرف چلی آ رہی تھیں۔ شاید کتے
اس کے جسم کی بو پر لگے ہوئے تھے۔ وہ اتنا تھک گیا تھا
کہ اب اس سے ایک قدم بھی نہیں چلا جاتا تھا۔ سانس
دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ جسم پسینے میں شرابور تھا۔ وہ
بے دم ہو کر ایک جگہ سانس لینے کے لئے بیٹھ گیا۔ ابھی اسے
بیٹھے چند سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ ٹھک کی آواز آئی۔ ہیگر
نے چونک کر اوپر دیکھا ایک لمبا لوہے کا تیر درخت
میں کسی طرف سے آ کر گھب گیا تھا وہ اٹھ کر بے تحاشا
دوڑنے لگا۔
کاؤنٹ اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔

COURTESY
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنوئیں کا قیدی

ھیگر نے بھی ہمت نہ ہاری۔

وہ اٹھا اور پہاڑی کی ڈھلان پر سمندر کی طرف بے تحاشا دوڑنے لگا۔ وہ جھاڑیوں اور چھوٹے بڑے پودوں کے اوپر سے چھلانگیں لگاتا چلا جارہا تھا۔ قمیض اتار کر پھینکنے سے اسے ایک فائدہ ضرور ہوا تھا۔ اب خونخوار کتوں کا رخ دوسری طرف ہوگیا تھا۔ ھیگر کے پیچھے سے تیر آنے لگے وہ لہراتا بل کھاتا دوڑتا جارہا تھا۔ یہ بھی اس کی عقلمندی تھی تاکہ کوئی تیر اسے سیدھا آکر نہ لگے۔ چنانچہ پیچھے سے کاؤنٹ نے جتنے بھی تیر چلائے وہ آس پاس جھاڑیوں میں آکر لگے۔ اب اسے سامنے سمندر کا وسیع و عریض دامن نظر آنے لگا۔ ساحل پر آکر اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔

پھر اس نے اپنے آپ کو سمندر میں گرا کر لہروں کے

حوالے کر دیا۔ یہاں بدقسمتی سے لہروں کا بہاؤ تیز نہیں تھا۔ ایک لہر اسے اٹھا کر سمندر میں دور لے گئی تو دوسری لہر نے اسے واپس ساحل پر لا کر پھینک دیا اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کے سر پر کاؤنٹ کھڑا تھا۔ اس کے مکروہ چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ دور سے کتوں کی آوازیں ابھی تک آرہی تھیں۔ کاؤنٹ کے ہاتھ میں تیر کمان تھا اور تیر کا رخ ھیگر کے دل کی طرف تھا۔ اتنے میں کتے بھی وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ھیگر کو جنجھوڑنا شروع کر دیا۔ کاؤنٹ نے ہاتھ اٹھا کر زور سے سیٹی کی آواز منہ سے نکالی۔ کتے ایک دم سے پیچھے ہٹ گئے۔ اوٹو نے ان کو سنبھال لیا۔

ھیگر ادھ موا ہو چکا تھا۔ کاؤنٹ نے اس کے ہاتھ اسی کے پیچھے باندھ دیئے اور اسے گھوڑے پر ڈال کر واپس اپنے محل میں لا کر ستون سے باندھ دیا اور بولا۔

میں تمہاری بہادری کا قائل ہو گیا ہوں۔ آج تک میرا کوئی شکار جنگل سے نکل کر سمندر تک نہیں پہنچ سکا۔ وہ سب جنگل میں ہی میرے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ تم پہلے شکار ہو جس نے جنگل سے نکل کر سمندر میں چھلانگ لگائی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ھیگر نے عاجزی سے کہا

آخر تم مجھے کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو؟

میں نے کیا جرم کیا ہے؟

کاؤنٹ بولا۔

فکر نہ کرو۔ اب میں اپنے ہاتھ سے تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ بلکہ تمہیں ایک دوسری سزا دونگا جس میں تم زندہ رہو گے مگر اس طرح زندہ رہو گے کہ اگر کوئی تمہیں دیکھے گا تو دہشت کے مارے چیخ مار کر بے ہوش ہو جائے گا۔

یہ کہہ کر اس نے اوٹو کو اشارہ کیا۔ اوٹو نے ھیگر کو ستون سے کھولا اور اس کے ہاتھوں پر جو رسی بندھی تھی اسے کھینچتا ہوا وہ ھیگر کو محل کے ایک تاریک صحن میں لے گیا۔ جہاں ایک گہرا کنواں تھا۔ کنوئیں میں پانی نہیں تھا بلکہ تہہ میں پتھروں کا فرش بنایا گیا تھا۔ کنوئیں کے اوپر بھی گول چھت ڈال دی گئی تھی۔ اس چھت کے درمیان میں ایک چوکور سوراخ تھا۔ اوٹو نے ھیگر کو ایک تختے پر بیٹھا کر اس سوراخ میں سے کنوئیں کے اندر گزارنے لگا جب ھیگر کنوئیں کے فرش تک آگیا تو اوٹو نے رسی کو ایک جھٹکا دیا ھیگر کنوئیں کے تاریک فرش پر گر پڑا

اوٹو نے تختہ اوپر کھینچ کر کنوئیں کا سوراخ پتھر کی ایک سل سے بند کر دیا۔ ھیگر کنوئیں کے فرش پر کچھ دیر اندھیرے میں بے دم سا ہو کر پڑا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ کنوئیں کی گول دیواریں چکنے پتھر کی تھیں اور وہ اس قدر پھسلنی تھیں کہ ھیگر ایک فٹ بھی اوپر نہیں چڑھ سکتا تھا ویسے بھی کنوئیں کی چھت کافی اونچی تھی۔ ھیگر کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اسے اپنی بیوی بچے اور بہن بھائی یاد آگئے جن کو وہ یہ کہہ کر آیا تھا کہ افریقہ کی سیاحت سے وہ ان کے لئے بڑے خوبصورت نوادرات اور تحفے لائے گا۔ اب تو وہ ان تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ کاؤنٹ نے اسے موت کے کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ جہاں وہ بھوکا پیاسا زیادہ سے زیادہ چار پانچ دن تک زندہ رہ کر مر جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوگی کہ ھیگر مر گیا ہے۔

لیکن کاؤنٹ اسے زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ اس طرح سے کہ اس کی زندگی مُردوں سے بدتر ہو۔ ہفتے میں تین بار کنوئیں کی چھت کا سوراخ کھلتا۔ اوٹو پتھر کی سل پر سے ہٹاتا اور ایک زنجیر کے ذریعے پانی کی ایک بالٹی اور پکے گوشت کا ایک ٹوکرا نیچے رکھ کر زنجیر کھینچ لیتا۔ پہلے تو ھیگر نے صرف پانی پیا اور پکے گوشت کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ مگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب دو دن بعد بھوک نے اسے نڈھال کر دیا۔ تو اس نے آنکھیں بند کر کے کچے گوشت کو تھوڑا سا کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی۔

اس کے بعد جب اوٹو کچے گوشت کا لوتھڑا نیچے پھینکتا تو ھیگر اسے بھوکوں کی طرح پکڑ کر اسی وقت کھا جاتا۔ پانی کی بھری ہوئی بالٹی لے کر خالی بالٹی زنجیر کے ساتھ باندھ دیتا۔ ھیگر کو اب یقین ہو گیا تھا کہ اس کنوئیں سے اسے کبھی رہائی نصیب نہیں ہوگی اور وہ اسی کنوئیں میں یا تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا اور یا پھر ایک وحشی بھیڑیا بن چکا ہوگا جو کچے گوشت کے سوا کچھ نہ کھا سکے گا۔

دن گزرتے چلے گئے۔ دوسری طرف کاؤنٹ کے خاص کمرے میں ماریا کا پنجہ آتشدان کے اوپر دیوار کے ساتھ اسی طرح لگا ہوا تھا نیچے کے اوپر ایک جنگلی بلی کا خشک کیا ہوا سر لگا تھا۔ ماریا اس پنجے میں اس طرح قید تھی کہ وہ اپنے آپ باہر نہیں نکل سکتی تھی مگر شیطان صفت کاؤنٹ کی تمام گھناؤنی سرگرمیوں سے واقف ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ھیگر کو دیکھا کہ کاؤنٹ کے حکم سے اسے موت کے کنوئیں میں گرا دیا گیا تھا۔ وہ ھیگر کی مدد کرنا چاہتی تھی مگر وہ خود بے بس تھی۔ پنجے میں

بند تھی اور ھیگر کی مدد نہیں کر سکتی تھی۔

تھیوسانگ ناگ کیٹی اور عنبر اس سے زیادہ دور نہیں تھے۔ صرف ایک دن کے سفر پر کوتاش کے قصبے میں ایک خالی مکان کرائے پر لئے کر رہ رہے تھے اور ماریا کا انتظار کر رہے تھے کہ شاید وہ بھی ادھر آ جائے۔ جب انہیں وہاں رہتے ہوئے ایک مہینہ گزر گیا تو ناگ نے کہا کہ یہاں رہنا اب بیکار ہے۔ اب ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے بھی ناگ کے خیال کی تائید کی۔ صرف عنبر کچھ دیر اور قیام کرنا چاہتا تھا لیکن اپنے ساتھیوں کی مرضی کے آگے وہ بھی جھک گیا انہوں نے اپنی بہن کوتاش سے آخری ملاقات کی اور جنگل میں اس راستے پر چلنا شروع کر دیا جو سمندر کے کنارے کی طرف جاتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ وہاں سے وہ کسی بندرگاہ پر جا کر کسی جہاز میں سوار ہو جائیں گے اور ملک روم کی طرف ماریا کو تلاش کریں گے۔

وہ گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے کیونکہ کیٹی نے انہیں بتایا تھا کہ سمندر وہاں سے آدھے دن کے سفر پر ہی ہے جنگل کے راستوں پر آہستہ آہستہ سفر کرتے رہے تاکہ رفتار دھیمی تھی اس لئے انہیں جنگل میں ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شام ہوگئی۔ تھیوسانگ نے کہا

میرا خیال ہے ہمیں اسی جگہ رات گزارنی چاہیئے
کل صبح سفر پر چلیں گے۔ سمندر کا کنارہ یہاں سے
کتنی دور ہوگا کیٹی؟

کیٹی نے کہا

اگر ہم اس وقت چل پڑیں تو آدھی رات تک
پہنچ جائیں گے۔

ناگ بولا۔

اتنی جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ جگہ
خوشگوار ہے۔ یہیں رات گزارتے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے وہیں گھوڑوں کو چرنے کے لئے کھلا
چھوڑ دیا اور خود ایک جگہ گھاس پھوس صاف کرکے لیٹنے
اور آرام کرنے کے لئے جگہ بنا دی۔ ابھی شام پوری طرح
سے نہیں ہوئی تھی۔ جنگل میں دن کی روشنی تھی ناگ
نے کہا

میں ذرا اس جنگل کا ایک چکر لگا کر ابھی
آتا ہوں۔

عنبر بولا۔

خدا کے لئے مت جاؤ۔ تم پھر کسی مصیبت

میں پھنس گئے تو ہم پریشان ہو جائیں گے۔

ناگ نے ناراض ہو کر کہا

عنبر بھائی! میں اکیلا ہی مصیبت میں نہیں
پھنستا۔ ہم میں سے ہر کسی پر مصیبت آ جاتی ہے۔ یہ تو
ہمارے سفر کا ایک حصہ ہے۔

کیٹی بولی۔

یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر ہمیں بھی
جان بوجھ کر مصیبت مول نہیں لینی چاہیئے۔

تھیوسانگ نے کہا

میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

ناگ نے تنگ کر جواب دیا۔

میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ تم میرا ہاتھ پکڑ
کر مجھے جنگل کی سیر کراؤ۔

عنبر ہنس کر بولا۔

ارے بھائی جاؤ جاؤ ضرور سیر کرو۔ مگر
جلدی واپس آ جانا۔ دیر نہ کرنا۔

ناگ بھی ہنس دیا اور کہنے لگا

بس ابھی واپس آیا کہ آیا

ناگ نے وہیں عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں درختوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اوپر بلند ہوکر اڑنے لگا۔ اسے خیال آیا کہ اس طرح سے تو وہ جنگل کی پوری طرح سے سیر نہ کر سکے گا۔ اسے نیچے اتر کر جنگل کی سیر کرنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ درختوں کے نیچے آگیا۔ یہاں وہ عقاب کی طرح اڑ نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ جنگل بڑا گھنا تھا۔ ناگ نے انسانی شکل اختیار کرلی اور پیدل ہی مزے مزے سے سیر کرتا ٹہلتا جنگل راستوں سے گزرنے لگا۔ کہیں وہ ندی پار کرتا۔ کہیں کسی کھڈ میں سے گزرتا۔ وہ جنگل میں کافی دور نکل گیا تو اس نے سوچا کہ اب واپس چلنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ واپس مڑا ہی تھا کہ اس کی نظر درختوں کے بیچ میں ایک پرانے محل کی عمارت پر پڑی یہ وہی پرانا محل تھا جہاں کاؤنٹ شرلاک رہتا تھا اور جس کے خاص کمرے میں ماریا الو کے پنجے کی شکل میں دیوار کے ساتھ لگی تھی مگر ماریا کے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔

ناگ کو وہ محل بڑا پُراسرار لگا اس نے سوچا کہ چل کر ذرا اس پرانے محل کی سیر کی جائے۔ وہ پیدل ہی محل کے دروازے پر آگیا۔ ابھی وہ محل کو پُرشوق نگاہوں سے دیکھ ہی رہا تھا کہ کاؤنٹ کی نظر اس پر پڑ گئی اس نے نوکر اوٹو کو بلا کر کہا

اوٹو! اس مہینے کا میرا شکار اپنے آپ میرے محل کے دروازے پر آگیا ہے۔

اوٹو نے دوسری منزل کی کھڑکی میں سے جھانک کر نیچے دیکھا اسے ایک گھنگریالے بالوں والا نوجوان کھڑا دکھائی دیا جو بڑی دلچسپی اور حیرت سے محل کی دیواروں کو تک رہا تھا اس نے کاؤنٹ سے کہا

کاؤنٹ سر! اسے اوپر لے آنا چاہیئے۔ شکار خود یہاں آگیا ہے۔ اب آپ کو جنگل میں اور سمندر کے کنارے مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہیں۔

کاؤنٹ نے خنجر والی پیٹی لگائی۔ بالوں کو سنوارا اور چمڑے کی جیکٹ پہن کر نیچے آگیا۔ ناگ ابھی محل کے دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا کہ کاؤنٹ نمودار ہوا۔ ناگ کی طرف مسکراتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھایا اور خوش اخلاقی اور بڑی ہی میٹھی آواز میں بولا۔

خوش آمدید نوجوان! میرے محل میں تمہارا آنا میرے لئے مبارک ہوگا۔ تم نے مجھے اس جنگل میں میزبانی کا شرف بخشا ہے۔ میرا نام کاؤنٹ شرلاک ہے یہ محل میرے دادا نے بنایا تھا۔ میں اسی محل میں رہتا ہوں۔ چونکہ شکاری ہوں۔ شیر کا شکار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھیلتا ہوں اس لئے یہیں کا ہو کر رہ گیا ہوں۔ اندر تشریف لاؤ میرے مہمان۔ کیا تم میرے ساتھ کافی کا ایک گرم گرم پیالہ نہیں پیئو گے۔

اس شخص نے ایک ہی سانس میں کتنی ہی باتیں کر ڈالیں۔ ناگ مسکرا دیا۔ ناگ یہی سمجھا کہ یہ یاتونی قسم کا بگڑا ہوا نواب ہے رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا۔ جاگیریں ختم ہو گئیں مگر یہ نواب اب بھی بوسیدہ قلعوں کے کھنڈروں میں بیٹھے اپنے آپ کو کاؤنٹ یعنی نواب سمجھ رہا ہے۔ ناگ نے کہا۔

میرا نام ناگ ہے۔ میں سیاح ہوں اور یہاں جنگل میں سے گزر رہا تھا کہ آپ کے محل پر نظر پڑی۔ سوچا کوئی تاریخی عمارت ہوگی اسے دیکھنا چاہیئے کاؤنٹ نے ناگ کے کاندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے ہوئے اسے آہستہ سے محل کے دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

میرے دوست! یہ واقعی ایک تاریخی محل ہے جہاں کبھی میرے ماں باپ باقاعدہ دربار لگایا کرتے تھے مگر اب وہ باتیں ختم ہو گئی ہیں۔ میں صرف ایک نوکر کے ساتھ یہاں رہتا ہوں۔ کبھی شیر کا یا دوسرے جانوروں کا شکار کھیلنے جنگل میں نکل جاتا ہوں۔

ناگ نے خاص طور پر محسوس کیا کہ کاؤنٹ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر جان بوجھ کر دروازے کی طرف دھکیلا تھا۔ اس کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ ضرور کوئی پُراسرار آدمی ہے اس کا معمہ حل کرنا چاہیئے۔ اپنی عادت کے مطابق کاؤنٹ نے ناگ کو پہلے والے کمرے میں بیٹھا کر کافی پلائی اور اس سے اس قسم کی باتیں کرتا رہا جس طرح کی باتیں وہ اکثر اپنے شکار انسانوں سے کرتا تھا۔ ناگ اب بھی اسے ایک شکاری نواب ہی سمجھ رہا تھا کہ کاؤنٹ نے اسے اپنے خاص کمرے میں آنے کی دعوت دی۔

اس کمرے میں آتے ہی کاؤنٹ نے اپنا لہجہ تبدیل کر لیا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ ناگ اصل میں کون ہے اور اس کی طاقت کتنی ہے۔ وہ تو اسے ایک دبلا پتلا سانولا نوجوان ہی سمجھ رہا تھا۔ دوسری جانب ناگ نے جب دیواروں پر انسانی کھوپڑیاں سجی ہوئی دیکھیں تو اسے یقین ہو گیا کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ ماریا کا الّو کا پنجرہ بھی آتشدان کے اوپر ہی لگا تھا۔ ناگ ماریا کی خوشبو نہیں محسوس کر سکتا تھا مگر پنجے کے اندر قید ماریا نے ناگ کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا اور وہ بے چین سی ہو گئی تھی لیکن وہ جادو کے اثر میں کچھ اس طرح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے قید تھی کہ باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ وہ ناگ کو دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس کی آواز بھی نہیں سن سکتی تھی۔ صرف اس کی خوشبو کو محسوس کر رہی تھی اور بے چین ہو رہی تھی کہ کسی طرح پنجے کی قید سے آزاد ہو۔

کاؤنٹ نے اب ناگ سے اپنے اصلی مطلب کی باتیں شروع کر دیں۔ اس نے سیٹی بجائی تو اس کا ملازم اولو خونخوار کتوں کو لے کر دروازے میں نمودار ہو گیا۔ ناگ نے ان کتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا

کیا آپ ان کتوں کی مدد سے بھی شکار کھیلتے ہیں؟

کاؤنٹ نے ناگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ پہلی بار اسے محسوس ہوا کہ وہ اپنے شکار کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ملا سکتا۔ ناگ ایک سانپ دیوتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جو مقناطیسی کشش تھی۔ وہ کاؤنٹ کو آنکھیں نیچی کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ مگر کاؤنٹ تو ناگ کو بہر حال ایک کمزور نوجوان اور اپنا قیمتی شکار ہی سمجھ رہا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا

میں جانوروں کا ہی نہیں انسانوں کا شکار بھی کھیلتا ہوں۔

ناگ نے چونک کر کاؤنٹ کی طرف دیکھا۔

کیا مطلب ہے آپ کا؟ یعنی آپ انسانوں کا بھی شکار کرتے ہیں۔

کاؤنٹ نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور کہا

کیوں نہیں۔ آج میں جس انسان کو شکار کرنے والا ہوں وہ تم ہو۔

ناگ پوری تحقیق کرنا چاہتا تھا کہ یہ شخص کون ہے اور ایسا گھناؤنا کام کس لئے کرتا ہے۔ اس وقت بھی ہتھیار کے اوپر ماریا کا پنجہ دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ ماریا اگرچہ ناگ کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔ اس کی آواز بھی نہیں سن سکتی تھی۔ مگر اسے ناگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ ناگ اس حقیقت سے ناواقف تھا کہ اسی کمرے میں ماریا بھی اولو کے پنجے میں قید ہے۔ ناگ نے کاؤنٹ سے سوال کیا۔

تم میرا شکار کس لئے کرنا چاہتے ہو؟ کیا اس سے پہلے بھی تم انسانوں کا شکار کرتے رہے ہو؟

کاؤنٹ نے ناگ کی طرف گھور کر دیکھا

میں تمہارا شکار اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ہمیشہ انسانوں کا شکار کیا ہے۔

اس کے بعد کاؤنٹ نے ناگ کو وہ ساری تفصیل بتائی کہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ کس طرح ناگ کو جنگل میں زنجیر پاؤں میں باندھ کر چھوڑ دے گا اور پھر خود اس کے پیچھے اس کا تعاقب کرتے ہوئے تیر چلا کر اسے ہلاک کر ڈالے گا۔

ناگ بڑے غور سے کاؤنٹ کی باتیں سن رہا تھا اب اسے معلوم ہوا کہ یہ شخص جس کا نام کاؤنٹ شرلاک تھا بے حد ظالم اور سنگ دل خونی آدمی ہے۔ کاؤنٹ ناگ کی طاقت سے واقف نہیں تھا۔ وہ اسے ایک عام کمزور سا نوجوان سمجھ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے اوٹو کو اشارہ کیا۔ اوٹو خونخوار کتوں کو لے کر ناگ کے قریب آگیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ خونخوار کتے ناگ کے قریب نہیں آرہے تھے مگر کاؤنٹ نے اسے کوئی اہمیت نہ دی اور ناگ کے ہاتھ رسی کے ساتھ اس کی پیٹھ سے باندھے۔ پھر اسے گھسیٹتا ہوا محل سے باہر صحن میں لے گیا۔ یہاں اس کے پاؤں سے سیر کے ہاٹ والی زنجیر باندھی اور کہا

اب تم جنگل میں اپنی جان بچانے کے لئے بھاگو۔ تمہارا کام اپنی جان بچانا ہے اور میرا کام تمہاری جان لینا ہے۔ تمہیں شکار کرنا ہے۔ بھاگو۔ بھاگو۔ بھاگو۔

کتوں کو ناگ کے کپڑے سنگھا دیئے گئے تھے۔ اوٹو کو بھی

ہدایت کی گئی کہ وہ پہاڑی کے پیچھے سے جنگل کی طرف کتوں کو لے کر بڑھے۔ ناگ یہ سب کچھ ہوتے بالکل خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کاؤنٹ کے قریب ہو کر کہا

کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم جنگل میں جان بچانے کے لئے بھاگو اور میں تمہیں شکار کرنے کے لئے تمہارے پیچھے پیچھے چلوں؟

کاؤنٹ غضبناک ہو کر چلایا۔

بکواس بند کرو۔ میں شکاری۔ تم میرے شکار ہو۔ بھاگو۔ اپنی جان بچاؤ۔ نہیں تو میں ابھی اسی جگہ تمہیں خنجر مار کر ختم کر دوں گا

ناگ نے کہا

میں چلا جاتا ہوں مگر تم مجھے زندگی بھر ڈھونڈھ نہ سکو گے۔

یہ کہہ کر ناگ جنگل کی سمت ڈنڈی پر دوڑنے لگا۔ کاؤنٹ نے اسے کہا تھا کہ وہ پندرہ منٹ کے بعد اس کے پیچھے اس کا شکار کرنے چل پڑے گا۔ ناگ کو بھلا کیا فرق پڑتا تھا۔ وہ جب کاؤنٹ کی نظروں سے درختوں کے پیچھے اوجھل ہو گیا تو سانس کھینچا اور عقاب بن کر فضا میں بلند ہوا۔ درختوں کے اوپر آکر اس نے ایک چکر لگایا اور دیکھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاؤنٹ تیرکمان لئے اسی جگہ پہ خاموش کھڑا تھا۔ وہ پندرہ منٹ گزار رہا تھا۔ وہ اڑتا ہوا دوسری طرف گیا جو جنگلی راستہ پہاڑی کی طرف جاتا تھا اس راستے پہ کاؤنٹ کا نوکر اوٹو کتوں کو لے کر دوڑا جا رہا تھا۔ جنگل کا ایک اور چکر لگا کر ناگ عقاب کی شکل میں واپس آیا تو دیکھا کہ کاؤنٹ اس جگہ پہ نہیں تھا۔

ناگ عقاب ہی کی شکل میں درختوں کے اوپر سے اڑتے ہوئے آگے چلا ایک جگہ جنگل میں اس نے کاؤنٹ کو دیکھا کہ وہ درخت کی اوٹ میں چھپا ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بھلا ناگ اسے کہاں اور کیسے مل سکتا تھا۔ وہ تو عقاب کی شکل میں اس کے اوپر اڑ رہا تھا کاؤنٹ جنگل میں آگے ہی آگے بڑھتا گیا اور یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ اس کا شکار کہاں غائب ہو گیا تھا۔

اتنی جلدی اس کا کوئی بھی شکار کبھی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا تھا۔ یقیناً یہ دبلا پتلا نوجوان کافی چالاک تھا۔ وہ سوچنے لگا۔ لیکن آخر وہ بھاگ کر جائے گا کہاں؟ دور پہاڑی کی طرف سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اگر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا تو میرے خونخوار کتے اسے دبوچ لیں گے۔ کاؤنٹ

جھاڑیوں۔ کھڈ نالوں اور اونچی اونچی گھاس کے میدانوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن اس بات سے اسے حیرت ضرور تھی کہ اس کا شکار اسے کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ تو جیسے زمین میں غائب ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود کاؤنٹ پوری طرح پُرامید تھا۔ اسے یقین تھا کہ بہت جلد وہ اپنے شکار کو کہیں نہ کہیں مار گرائے گا

ناگ عقاب کی شکل میں اس کے اوپر آسمان پر اڑتا ہوا اسے برابر دیکھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ کاؤنٹ پہاڑی کی ڈھلان پر آ گیا۔ سامنے سمندر تھا۔ اس نے سمندر کے کنارے اوٹو کو دیکھا کہ کتوں کو لئے کھڑا ہے۔ کتے آگے نہیں بڑھ رہے تھے۔ کاؤنٹ دوڑتا ہوا اوٹو کے پاس پہنچا اور غصے سے بولا۔

ان کتوں کو شکار کے پیچھے کیوں نہیں بھگاتے؟

یہ یہاں کھڑے کھڑے کیا کر رہے ہیں؟

اوٹو بھی عجیب تذبذب میں تھا۔ کہنے لگا۔

کاؤنٹ! کتوں کو شکار کی بُو نہیں آ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک جگہ رک گئے ہیں

کاؤنٹ جھلا کر بولا۔

تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ میرا شکار آخر اس جنگل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے؟ وہ یہیں کہیں ہو گا
تم نے اس کے کپڑے کتوں کو سنگھائے تھے؟
اوٹو بولا۔

جناب! میں نے دو بار ناگ کے کپڑے انہیں
سنگھائے تھے۔

پھر یہ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ شکار کی بُو
پر کیوں نہیں جاتے؟ کاؤنٹ نے غرّا کر کہا
اوٹو بولا۔

کاؤنٹ! یہی سوچ کر تو میں پریشان ہوں
کہیں ایسا تو نہیں کہ شکار کسی تالاب میں پانی کے
اندر ڈبکی لگا گیا ہو؟
کاؤنٹ نے جنگل کی طرف دیکھ کر کہا۔

اس جنگل میں آس پاس کوئی تالاب نہیں
ہے دوسرے کوئی انسان اتنی دیر تک پانی کے اندر
ڈبکی لگا کر نہیں رہ سکتا۔
اوٹو نے کہا۔

"تو پھر ضرور وہ کوئی چھلاوہ تھا کاؤنٹ"
کاؤنٹ نے اوٹو کی طرف کھا جانے والی نظروں سے
دیکھا اور غرایا

میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میرے ساتھ آؤ۔
وہ اوٹو اور کتوں کو لے کر جنگل کی طرف بڑھا۔ ناگ اس
وقت بھی ان کے سروں کے اُوپر تھا۔ جنگل میں ناگ کو
تلاش کرتے کرتے وہ اپنے محل کے قریب آئے تو انہوں
نے ایک جگہ جھاڑیوں کے پاس وہ زنجیر پڑی دیکھی جو انہوں
نے ناگ کے پاؤں میں باندھی تھی۔ زنجیر کسی جگہ سے
بھی ٹوٹی نہیں تھی۔ اس کے سرے پر سیر بھر کا بلٹ
کی طرح بندھا ہوا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب ناگ
نے عقاب کی شکل بدلی تھی تو اس کا پاؤں اپنے
آپ زنجیر کے حلقے میں سے نکل گیا تھا۔ کاؤنٹ تو
زنجیر کو درست حالت میں دیکھ کر دھنگ سا ہو کر رہ گیا

اوٹو! یہ آدمی بڑی ہوشیاری اور مہارت
سے اپنا پاؤں زنجیر میں سے نکالنے میں کامیاب ہو
گیا ہے مگر وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا کتوں
کو چھوڑ دو۔
اس نے کتوں کو چھوڑ دیا، مگر چونکہ کتوں کو ناگ کے
پیروں کی بُو نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے وہ اپنی جگہ پر
کھڑے دُمیں ہلاتے رہے اوٹو نے کہا
کاؤنٹ! ان کتوں کو شکار کی بُو نہیں آ رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے اس لئے وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہیں
کاؤنٹ نے خونخوار کتوں کو زور سے لاتیں ماریں۔ کتے
چاؤں چاؤں کرتے اپنے مالک کے سامنے ایک طرف
بیٹھ گئے۔ کاؤنٹ ہار ماننے والا نہیں تھا اس نے
اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بولا۔

میں اسے ڈھونڈھ کر رہوں گا۔ تم اسی جگہ
ٹھہرو میں جنگل میں اسے تلاش کرتا ہوں۔

کاؤنٹ جانے لگا تو ناگ عقاب کی شکل میں پھڑ پھڑاتا ہوا
دوسری طرف جھاڑیوں میں اترا اور انسان کی شکل بدل لی
کی شکل میں آتے ہی خونخوار کتوں کو اس کے کپڑوں کی بو
آنے لگی اور وہ بھونکتے ہوئے۔ جھاڑی کی طرف لپکے کارلو
نے بے چینی سے کہا

شکار ان جھاڑیوں میں ہے اوٹو! اس
طرف بھاگو۔

کاؤنٹ اور اوٹو بھی کتوں کے پیچھے جھاڑیوں کی طرف بھاگے
جونہی وہ جھاڑیوں کے پاس آئے کتے ڈر کر پیچھے دوڑے
اوٹو اور کاؤنٹ ایکدم رک گئے انہیں ایک زوردار پھنکار
کی آواز آئی اور پھر ایک پانچ چھ فٹ لمبا سیاہ سانپ
پھن اٹھائے ان کی طرف پھنکارتا بڑھ رہا تھا۔ کاؤنٹ

نے خنجر زور سے سانپ کی طرف پھینکا۔ سانپ جھکولا
کھا کر ایک طرف ہو گیا۔ کاؤنٹ نے اب تیر کمان سنبھال
لیا۔ ناگ جھاڑیوں کے پیچھے رینگتا ہوا گم ہو گیا۔ کتے جو
پہلے ڈرے ہوئے کھڑے تھے اب زمین پر منہ رکھ کر بیٹھ
گئے۔ وہ سانپ سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔

کاؤنٹ نے اوٹو کو ڈانٹا۔

تم بھی سانپ سے ڈر گئے۔ سانپ تو جنگل
میں نکلتے ہی رہتے ہیں آگے بڑھو۔ ہمارا شکار یہیں
کہیں چھپا ہوا ہے۔

اوٹو کو کچھ شک پڑ گیا تھا کہ ان کا شکار کوئی عجیب و غریب
شخص ہے اور سانپ وغیرہ بھی اس کی مدد کر رہے ہیں
وہ کاؤنٹ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کاؤنٹ ایک نالے
کے پاس آکر رک گیا۔ اس کا شکار یہاں بھی نہیں تھا۔
دیر تک کاؤنٹ جنگل کی خاک چھانتا رہا۔ جب وہ تھک
کر چور ہو گیا تو واپس محل کی طرف لوٹا۔ اوٹو بھی تھک
گیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کاؤنٹ بغیر اپنے انسانی
شکار کے واپس محل میں آ رہا تھا۔ جونہی وہ محل کے
پہلے کمرے کے سامنے آیا تو یہ دیکھ کر وہیں ساکت
ہو کر رہ گیا کہ ناگ کمرے کے دروازے میں کھڑا اس

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا

کاؤنٹ! تم تو کہتے تھے کہ تم مجھے ہر حالت
میں شکار کر لو گے۔ اب کیا بات ہوگئی کہ ناکام واپس
لوٹے ہو؟

کاؤنٹ نے فوراً کمان پر تیر چڑھایا اور آناً فاناً ناگ
پر چلا دیا۔ مگر ناگ بھی بیوقوف نہیں تھا۔ اس سے
پہلے کہ تیر اس کو آکر لگتا وہ غائب ہو گیا تھا
کاؤنٹ یہی سمجھا کہ ناگ کمرے میں بجلی کی سی تیزی
سے بھاگ گیا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ ناگ نے
ایک چھوٹے سانپ کی شکل بدل لی تھی اور فرش پر
رینگتا ہوا کمرے کی دیوار سے جا کر چپک گیا تھا۔
اوٹو نے کہا

سر! کمرے میں نہ جائیں۔ یہ آدمی پراسرار
لگتا ہے مجھے۔

کاؤنٹ غرایا

بکواس بند کرو اوٹو۔ میرا شکار خود میرے
کمرے میں آگیا ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑ
سکتا۔

اور اس کے ساتھ ہی کاؤنٹ کمرے میں گھس گیا۔ مگر

اتنی دیر میں ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا کمرے
سے باہر آگیا تھا۔ اوٹو نے کالے سانپ کو کمرے سے
نکلتے دیکھا تو ٹھوکر کھا کر ایک طرف بھاگا۔ کتے پہلے
ہی سہمے ہوئے کھڑے تھے۔ سانپ نے زور سے
پھنکار ماری تو کتے بھی وہاں سے دم دبا کر بھاگ
گئے۔ اب کاؤنٹ بھی ہاتھ میں خنجر لئے ناگ کو تلاش
کرتا کمرے سے باہر آگیا۔ اس نے چیخ کر اوٹو کو
آواز دی

نمک حرام! تم کہاں بھاگے جا رہے ہو؟

اوٹو نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا

سر! سانپ! سانپ سے بچیں۔ سانپ
یہاں بھی آگیا ہے۔

کاؤنٹ کو سانپ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ دیوانہ وار
اِدھر اُدھر سانپ کو تلاش کرنے لگا۔ مگر سانپ کہیں
بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کاؤنٹ غصے میں آکر
اوٹو کو گالیاں دینے لگا۔ اسے راہ داری میں سے
ناگ کی آواز آئی۔

اپنے نوکر کو کیوں گالیاں دے رہے ہو کاؤنٹ
میں تو تمہارے کمرے کی راہ داری میں ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا تم مجھے شکار نہیں کروگے۔"
کاؤنٹ گھبرا گیا۔ ایک بار تو اسے پسینہ آ گیا۔ مگر آدمی بہادر تھا۔ ہار نہیں مان سکتا تھا۔ وہ بے اختیار ہو کر راہ داری کی طرف بھاگا۔

جلتی ہوئی مشعل لاؤ!

[illegible] دوڑتا ہوا راہ داری میں سے گزر گیا۔
راہ داری نیم روشن اور ویران تھی۔ جب وہ اپنے [illegible] میں گیا تو کمرہ بھی خالی تھا۔ وہ بڑا پریشان ہوا۔ کہ [illegible] بھی اس کے شکار نے اسے آواز دی تھی۔ وہ کہاں [illegible] ہو گیا؟ کاؤنٹ کمرے میں چاروں طرف تکنے لگا [illegible] خنجر اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ اچانک اس کی نگاہ [illegible] پر پڑ گئی تو دیکھا کہ چھت کے ساتھ ایک کالا سانپ [illegible] ہوا تھا۔ کاؤنٹ نے زور سے خنجر اس کی طرف اچھالا۔ خنجر ناگ کے بالکل قریب آ کر لگا اور پھر [illegible] فرش پر گر پڑا۔
اس کے ساتھ ہی ناگ نے نیچے چھلانگ لگا دی اور کاؤنٹ کی گردن میں آ کر اس کے گرد کنڈل کس دیا۔ کاؤنٹ کا دم گھٹنے لگا۔ سانپ کا پھن اس کی آنکھوں کے سامنے تھا اور سانپ بار بار پھنکار رہا

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

تھا۔ کاؤنٹ خوف کے مارے تھر تھر کانپنے لگا۔ ناگ نے گردن کو اور زیادہ گھونٹا تو کاؤنٹ نیم جان ہو کر فرش پر گر پڑا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ ایک سانپ کو انسان کی شکل اختیار کرتے دیکھ کر کاؤنٹ دہشت زدہ ہو گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو تک رہا تھا۔ ناگ نے فرش پر سے خنجر اٹھا لیا اور کاؤنٹ کی گردن پر اس کی نوک رکھ کر بولا۔

اب تمہیں اچھی طرح سے علم ہو گیا ہے کہ تم کس انسان کو شکار کرنے کی حماقت کر رہے تھے۔

کاؤنٹ کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا

تم... تم کون ہو؟

ناگ بولا۔

یہ تو میں تمہیں کبھی بھی نہیں بتا سکتا۔ تم نے جو کچھ دیکھا ہے بس اسی سے جتنا اندازہ لگا سکتے ہو اندازہ لگا لو۔ میں اگر چاہتا تو تمہیں ڈس کر ہلاک کر سکتا تھا۔ مگر میں ابھی تمہیں نہیں مارنا چاہتا میں تم سے اعتراف کرانا چاہتا ہوں کہ تم اس سے

پہلے کتنے بے گناہ انسانوں کی جان لے چکے ہو؟

کاؤنٹ ابھی تک فرش پر پڑا تھا۔ اس نے کہا

اگرچہ میں نے بہت سے انسانوں کی جان لی ہے مگر میں اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ آئندہ میں یہ کام کبھی نہیں کروں گا۔

کاؤنٹ مکاری سے کام لے رہا تھا۔ اس کی جیب میں ایک شکاری چاقو بھی تھا۔ اس نے پھرتی سے وہ چاقو جیب سے نکالا اور ناگ پر حملہ کر دیا۔ ناگ تیزی سے اچھل کر پرے ہٹ گیا اور پرے ہٹتے ہی اس نے سانپ کی شکل بدلی اور پھنکارتا ہوا کاؤنٹ کے پیچھے آ گیا کاؤنٹ سانپ کو مارنے کے لئے گھوما ہی تھا کہ ناگ نے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا اور پورے کا پورا زہر اس کے جسم میں داخل کر دیا۔ ناگ کا کسی کے جسم میں پورا زہر داخل کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کاؤنٹ کا جسم ایکدم سُن ہو کر پتھر کا ہو گیا۔ وہ دھڑام سے ایک بار پھر فرش پر گرا اور اس کے جسم کا رنگ ایک سیکنڈ کے اندر اندر پہلے نیلا اور پھر سیاہ پڑ گیا اور پھولنے لگا۔ ناگ انسانی شکل میں آ کر دروازے کی طرف بڑھا تو اس نے وہاں کاؤنٹ کے نوکر اوٹو کو کھڑے دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو سانپ سے انسانی شکل میں آتے دیکھتے ہی اوٹو نے ہاتھ جوڑے اور گڑگڑا کر کہا

مجھے معاف کر دو دیوتا۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں نے کبھی کسی انسان کو ہلاک نہیں کیا۔ میرا گناہ صرف یہ ہے کہ میں نے اس خونی شخص کا ساتھ دیا۔

ناگ نے کہا

اپنے خونی مالک کی لاش کو لاٹھی کی مدد سے کھینچ کر باہر صحن میں لے چلو۔

اوٹو نے اسی وقت ایک لاٹھی نکالی اور کاؤنٹ کی پھولی ہوئی سیاہ لاش کو دیکھتا کمرے سے باہر پرانے محل کے صحن میں لے آیا۔ ناگ پہلے سے وہاں موجود تھی۔ کاؤنٹ کی لاش پھول کر غبارہ بن گئی۔ ناگ نے اوٹو سے کہا

یہاں سے دور ہو جاؤ۔ لاش پھٹے گی تو اس کا زہر اڑے گا۔

ناگ اور اوٹو درختوں کے پیچھے آ گئے۔ چند لمحوں میں کاؤنٹ کی لاش ایک دھماکے سے پھٹ گئی۔ ناگ اوٹو کو لے کر لاش کے قریب آیا۔ وہاں سیاہ لوتھڑوں کے

سوا کچھ نہیں تھا۔ ناگ نے لاش کے باقی بچے ہوئے ٹکڑوں کو تیل چھڑک کر آگ لگوا دی اور اوٹو سے کہا

ظالم انسان اپنے انجام کو پہنچا۔ اب یہ بتاؤ کہ تم اب کیا چاہتے ہو؟

اوٹو نے ہاتھ باندھ کر کہا

حضور! میں واپس اپنے وطن چلا جانا چاہتا ہوں۔ لیکن اس محل کے عقبی صحن میں ایک اندھا کنواں ہے۔ جہاں کاؤنٹ نے ایک بدقسمت انسان کو قید میں ڈال رکھا ہے جانے سے پہلے میں اس کو بھی آزاد کرانا چاہتا ہوں۔

اوٹو نے ناگ کو ساتھ لیا اور اندھے کنوئیں پر پہنچا۔ اوٹو نے پتھر کی سل ہٹا کر نیچے رسی لٹکائی اور جھک کر کہا

ہیگر! تمہاری رہائی کا وقت آ گیا ہے۔ اس رسی کو تھام کر باہر نکل آؤ۔

کنوئیں میں اندھیرا تھا۔ نیچے سے کسی نے رسی کو پکڑ لیا۔ پھر اوٹو اور ناگ رسی کو کھینچنے لگے تھوڑی دیر بعد ہیگر اس حالت میں کنوئیں سے باہر نکلا کہ وہ ادھ موا ہو رہا تھا۔ چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ ہڈیاں نکل آئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیں اور داڑھی بڑھ گئی تھی۔ آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں۔ وہ کنوئیں سے باہر نکلتے ہی زمین پر لیٹ گیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

اوٹو اور ناگ نے اس کے منہ میں پانی ڈالا۔ پھر اسے اٹھا کر محل کے ایک کمرے میں لے گئے۔ اوٹو نے اسے دلیا کھلایا۔ گرم گرم قہوہ پلایا۔ ہیگر کو کچھ ہوش آیا تو اس نے کہا

کاؤنٹ مجھے دوبارہ تو کنوئیں میں نہیں گرا دے گا؟

اوٹو نے اسے کہا

گھبراؤ نہیں بھائی۔ کاؤنٹ مر چکا ہے

ناگ نے ہیگر کے کاندھے پر آہستہ سے ہاتھ رکھ کر کہا

تم آزاد ہو۔ اب تم جا سکتے ہو۔ کاؤنٹ اپنے انجام تک پہنچ گیا ہے۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا؟

ہیگر اتنا خوف زدہ تھا کہ جلدی سے اٹھا اور سمندر کی طرف دوڑ پڑا۔ اوٹو نے کہا

اسے سمندری بندرگاہ سے کوئی نہ کوئی مل جائے گا۔ وہ اب آزاد ہے

ناگ نے محل کی طرف دیکھا اور اوٹو سے کہا

اوٹو! یہ محل ایک منحوس اور گھناؤنے انسان کی یادگار ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے آگ لگا دی جائے تاکہ اس کے ساتھ ہی بدنصیب انسانوں کی یادگار بھی ختم ہو جائے۔

اوٹو بولا۔

میرے مالک! میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا۔ اس منحوس محل کو ختم کر دینا چاہیئے۔

اوٹو باورچی خانے میں گیا اور مٹی کے تیل کا کنستر اٹھا لایا اس نے محل کے چاروں طرف تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے محل کے لکڑی کے دروازوں اور لکڑی کے چھتوں کو آگ لگ گئی اور شعلے بلند ہونے لگے۔

اوٹو نے کتوں کو پہلے ہی نکال کر جنگل کی طرف چھوڑ دیا تھا۔ ناگ اور اوٹو محل سے دور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر محل کو جلتے دیکھ رہے تھے۔ ناگ کو معلوم ہی نہیں تھا کہ محل کے ایک کمرے میں ماریا اتو کے پنجے میں قید پڑی ہے۔

جب آگ کے شعلے راہ داری کی طرف پہنچے تو ناگ نے دیکھا کہ راہ داری کے تاریک دروازے میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی چیز تیزی سے باہر نکل کر فضا میں بلند ہوئی اور پھر گھاس پر گر پڑی ہے۔ ناگ لپک کر اس طرف گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ گھاس پر گر پڑی چیز الو کا ایک چھوٹا سا پنجہ پڑ ہے۔ ناگ تعجب کرنے لگا کہ یہ پنجہ اپنے آپ کیسے اندر سے اچھل کر باہر آگیا۔ ضرور اس پر کسی نے طلسم کیا ہوگا۔ اولو نے ناگ سے کہا

سر! یہ پنجہ ہمیں سمندر کے کنارے ایک بالس کی ٹوکری سے ملا تھا اور کاؤنٹ اسے خوش قسمتی کی علامت سمجھ کر اٹھا لایا تھا۔ یہ اس کے کمرے میں دیوار پر لگا تھا۔

ناگ نے کہا

اگر یہ خوش قسمتی کی علامت ہوتا تو کاؤنٹ کا انجام اتنا بھیانک نہ ہوتا۔ یہ محض توہمات ہوتے ہیں دنیا میں سوائے انسان کے نیک عمل کے اور کوئی بھی شے خوش قسمتی کی علامت نہیں ہوتی۔ انسان کا نیک عمل ہی اس کو خوش قسمتی عطا کرتا ہے۔

اولو بولا۔

حضور! یہ الو کا پنجہ اپنے آپ کمرے سے اڑ کر باہر آیا ہے۔ ضرور اس پر کسی نے جادو کیا

ہوا ہے۔ آپ اسے آگ میں پھینک دیں۔

ناگ نے کہا

پنجہ خود آگ سے باہر آیا ہے۔ میں اسے آگ میں پھینک کر اس پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ میں اسے اپنے پاس رکھوں گا۔ مجھ پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔

اولو نے سر جھکا کر کہا

حضور آپ بہت عظیم دیوتا ہیں۔ آپ پر بھلا جادو کیا اثر کرے گا۔

ناگ نے فوراً کہا

اولو جادو برحق ہے مگر یاد رکھو کہ جادو کا اثر ہمیشہ کمزور انسانوں پر ہوتا ہے۔ جس کا کردار مضبوط ہو اور اپنے خدا پر ایمان پختہ ہو اس پر جادو کا اثر کبھی نہیں ہوتا۔ میرا کردار مضبوط ہے اور مجھے اپنے خدا پر یقین ہے۔ اس لئے اس پنجے کا جادو مجھ پر اثر نہیں کر سکتا۔

اور ناگ نے ماریا کے پنجے کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔ ماریا کو ناگ کی بڑی تیز خوشبو آنے لگی تھی۔ آگ کے شعلوں کو قریب آتا دیکھ کر ماریا کے پنجے میں ایک ایسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اپنے آپ اچھل کر آگ سے باہر آ گیا تھا۔ اب ماریا کو ناگ کی بے حد تیز خوشبو آئی تو وہ سمجھ گئی کہ وہ ناگ کے بہت قریب آ گئی ہے۔ محل آگ کے شعلوں میں بدل چکا تھا۔ ناگ نے الو سے کہا

الو! میں اب جنگل کی راہ لیتا ہوں۔ وہاں میرے دوسرے دوست میرا انتظار کر رہے ہیں۔ خدا حافظ۔

ناگ وہاں سے چل دیا۔

محل سے دور پہنچ کر اس نے عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اڑتا واپس تھیوسانگ اور عنبر کیٹی کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ نے ناگ کو دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا۔ عنبر بولا۔

میں تو تم سے ناامید ہو چکا تھا۔

کیٹی نے پوچھا۔

ناگ بھیا! تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی؟

ناگ نے کہا

ابھی سناتا ہوں ایک دلچسپ کہانی۔

پھر ناگ نے شروع سے لے کر آخر تک کاؤنٹ اور اس کے

پراسرار محل کی ساری داستان سنا ڈالی۔ اس کے بعد سکھنے لگا۔

وہاں ایک عجیب واقعہ بھی ہوا۔

عنبر اور تھیوسانگ ناگ کی طرف تکنے لگے۔ کیٹی نے پوچھا

کیا ماریا کا کوئی سراغ مل گیا تھا؟

ناگ نے اداس ہو کر کہا

ماریا کا سراغ مل جاتا تو اور کیا چاہیئے تھا۔

عنبر نے کہا

تو پھر کیا عجیب واقعہ پیش آیا تمہیں؟

ناگ نے جیب سے الو کا پنجہ نکال کر سامنے رکھ دیا اور بولا

جب محل کو آگ لگی تو اس کی راہ داری سے یہ الو کا پنجہ اپنے آپ ہوا میں اڑتا ہوا آیا اور میرے بالکل قریب آ کر گھاس پر گر پڑا

تھیوسانگ عنبر اور کیٹی نے غور سے باری باری اس پنجہ کو دیکھا جس میں ماریا قید تھی۔ ماریا کو اب ناگ کے علاوہ تھیوسانگ عنبر اور کیٹی کی بھی بڑی تیز خوشبوئیں آنے لگی تھیں۔ وہ دل میں بے حد خوش ہوئی کہ وہ اپنے بہن بھائیوں کے پاس پہنچ گئی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پنجے نے میرے قدموں میں پناہ لی تھی۔ میں اسے
اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتا۔ کیوں عنبر بھائی!
تمہارا کیا خیال ہے۔
عنبر گردن کو ذرا سا جھٹک کر بولا۔
اگر رکھنا چاہتے ہو تو رکھ لو اپنے پاس کوئی
حرج بھی نہیں ہے۔
مگر تھیوسانگ اور کیٹی اس خیال کی زبردست مخالفت
کرنے لگے۔ یہاں تک کہ عنبر کو بھی انہوں نے قائل کر لیا
کہ ہمیں الّو کے طلسمی پنجے کو پھینک دینا چاہیئے۔
کہیں خواہ مخواہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔ چنانچہ
عنبر نے ناگ سے کہا
میرا خیال ہے کیٹی اور تھیوسانگ ٹھیک
ہی کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم قسمت سے
چاروں اکٹھے ہوئے ہیں۔ اب ہمیں ماریا کی تلاش
ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس طلسمی پنجے کی وجہ سے
ہم ایک بار پھر جدا ہو جائیں اور ماریا کی تلاش
بیچ میں ہی رہ جائے۔ بہتر یہی ہے کہ الّو کے
پنجے کو پھینک دو۔ آخر ہمیں اس سے کیا
لینا ہے؟

مگر وہ بے بس تھی۔ نہ انہیں دیکھ سکتی تھی اور نہ
آواز ہی دے سکتے تھے عنبر بولا۔
واقعی یہ تو کسی الّو کا پنجہ ہے
کیٹی نے کہا
اس پر ضرور کسی نے جادو کیا ہوا ہے۔ میں
تو کہتی ہوں اسے پھینک دو۔ کہیں ہم پر بھی
جادو کا اثر نہ ہو جائے۔
ناگ قہقہہ مار کر ہنسا
بھئی واہ! بھلا تم پر جادو کا اثر کیوں
ہو گا تم اور تھیوسانگ تو خلائی مخلوق ہو۔
کیٹی منہ بنا کر بولی۔
اس سے پہلے کئی بار مجھ پر جادو کا
اثر ہو چکا ہے، کم بخت اس زمین کے جادوگر بڑے
تیز اور عیار ہیں۔
تھیوسانگ نے بھی کیٹی کی حمایت کی اور کہا کہ الّو کے
پنجے کو جنگل میں کسی کھڈ نالے میں پھینک دینا چاہیئے
مگر ناگ کہنے لگا۔
میرے بھائی! میری بہن کیٹی! مجھے ایسے
لگتا ہے کہ محل کی آگ میں سے نکل کر اس

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

انہیں خبر ہی نہیں تھی کہ جس ماریا کو وہ تلاش کر رہے ہیں وہ اسی پنجے میں قید ہے۔ ناگ کو ان سب کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑ گئے۔ اس نے الو کے پنجے کو اٹھایا اور بولا۔

اگر تم سب کی یہی رائے ہے تو میں اسے پھینک آتا ہوں۔

ناگ ماریا کے پنجے کو لے کر جنگل میں ایک طرف چل دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد ایک چھوٹی سی کھڈ آ گئی۔ ناگ نے پنجے کو اس کھڈ میں پھینک دیا۔ جب اس نے پنجے کو کھڈ میں پھینکا تو اسے یوں لگا جیسے اسے کسی عورت کی بے حد کمزور سی آواز سنائی دی ہو۔ ناگ ایک لمحے کے لئے سوچنے لگا۔ پھر اسے اپنا وہم یا پنجے کے طلسم کا خیال کر کے واپس تھیوسانگ اور کیٹی اور عنبر کے پاس آ گیا۔ رات ہو گئی تھی۔ انہوں نے رات وہیں بسر کرنے کا فیصلہ کیا اور گھاس پر ایک جگہ بیٹھ کر ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ جس ماریا کو وہ تلاش کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ اسے ناگ خود اپنے ہاتھوں ایک پہاڑی کھڈ میں پھینک آیا تھا۔ سونا تو ان میں سے کسی

کو نہیں تھا۔ بس اسی طرح باتیں کرتے ہوئے رات گزر گئی۔ صبح ہوئی تو تھیوسانگ ناگ کیٹی اور عنبر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور عام مسافروں کی طرح سفر پر روانہ ہو گئے۔ ان کا ارادہ سمندر کے کنارے کسی بندرگاہ سے جہاز پر سوار ہو کر ملک روم کی طرف جانے کا تھا۔ تھیوسانگ کا خیال تھا کہ روم میں ماریا کا شاید کچھ پتہ چل جائے۔

کھڈ میں گرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی ماریا نے محسوس کیا کہ تھیوسانگ ناگ عنبر اور کیٹی کی وہ خوشبو جو پہلے بہت ہی قریب سے آ رہی تھی اب آہستہ آہستہ اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ ماریا دیکھ تو سکتی نہیں تھی اور سن بھی نہیں سکتی تھی۔ الو کے پنجے میں بند ویسے ہی کھڈ میں پڑی دل میں افسوس کرتی رہی کہ شاید اس کے دوست اسے ایک بیکار شے سمجھ کر پھینک کر چلے گئے ہیں۔ رات گزر گئی۔ دن بھی گزر گیا۔ تھیوسانگ عنبر ناگ اور کیٹی کو ملک روم کی طرف جانے والا ایک جہاز مل گیا جس پر سوار ہو کر وہ سمندر میں سفر کرنے لگے۔

ماریا کا الو کا پنجہ اسی طرح کھڈ کے اندر پڑا رہا۔ تیسری رات کو بادل گھر کر آ گئے اور بڑے زور سے گرجنے لگے پھر ساری رات بارش ہوتی رہی۔ ماریا کا پنجہ کھڈ میں پڑا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارش میں بھیگتا رہا۔ کاؤنٹھ کے محل کی آگ دو روز تک جلتی رہی۔ سارا محل جل گیا۔ بارش ہوئی تو آگ بجھ گئی مگر محل کے در و دیوار کھنڈر بن چکے تھے۔ اسی طرح کئی روز گزر گئے۔ اتفاق سے ادھر ایک خانہ بدوش قافلے کا گزر ہوا۔ اس قافلے نے جنگل میں آکر قیام کیا کیونکہ رات ہو گئی تھی۔ یہ مصری خانہ بدوش تھے اور افریقہ کے جنگلوں شہروں قصبوں میں سفر کرتے تماشے دکھا کر روزی کماتے ملک روم کی طرف جا رہے تھے۔ جنگل میں رات ہوئی تو وہیں پڑاؤ ڈال لیا۔ اس قافلے میں کچھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ بوڑھے اور جوان مرد بھی تھے ان کے پاس خچریں تھیں جن پر اپنے خیمے لادے وہ سفر کر رہے تھے۔ رات کو جنگل میں انہوں نے آگ جلا کر الاؤ روشن کیا اور عورتیں کھانا وغیرہ لگانے لگیں اور مرد خیمے لگا کر ان کے سامنے بیٹھ کر سفر کی باتیں کرنے لگے۔

رات گزر گئی۔ سورج کی روشنی نے جنگل میں صبح کا اُجالا پھیلا دیا تو خیمے کے ایک غریب بازی گر کی بیٹی نتالی نہانے کے لئے کھڈ میں بہتے نالے میں اتر گئی یہی وہ کھڈ تھی جہاں ماریا الّو کے پنجے میں قید وہاں پڑی تھی۔ لڑکی نتالی کی عمر سولہ سترہ سال تھی اس کے

بال لمبے اور سنہری تھے۔ کانوں میں سبز بندے تھے اور آنکھیں سیاہ تھیں۔ وہ نالے میں اتر کر نہانے لگی۔ پہاڑ کے چشمے سے بہنے والا پانی ٹھنڈا اور صاف تھا۔ خانہ بدوش لڑکی نتالی دیر تک بڑے مزے سے نہاتی رہی۔ جب اس کا جی بھر گیا تو نالے سے نکل کر اس نے کپڑے پہنے اور نالے کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھ کر نالے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے بالوں میں کنگھی کرنے لگی۔ کنگھی کر کے اس نے بالوں کا جوڑا بنا کر پیچھے باندھا اور اٹھ کر اپنے خیموں کی طرف چلنے لگی تو اچانک اس کی نگاہ گھاس پر ایک جگہ پڑے الّو کے پنجے پر پڑ گئی۔

وہ خانہ بدوشوں کی بیٹی تھی اور خانہ بدوشوں میں الّو کے پنجے کو خوش بختی کی علامت سمجھا جاتا تھا اور نتالی الّو کے پنجے کو پہچانتی تھی۔ اس نے الّو کے پنجے کو اٹھا لیا اور اپنے خیمے میں آکر اپنی ماں کو دکھایا۔ ماں خوش ہو کر بولی۔

بیٹی نتالی اسے اپنے گلے میں پہن لے تیرا بیاہ کسی راجہ کے بیٹے سے ہوگا۔

اور دوسری عورتیں کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔ نتالی نے تنک کر کہا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

تم کیوں ہنستی ہو؟ کیا میری شادی کسی راجہ
کے بیٹے سے نہیں ہو سکتی؟
نتالی کی ماں نے اسے پیار کیا اور بولی
ارے یہ تو تمہیں مذاق سے چھیڑ رہی تھیں
بھلا تیرا بیاہ کسی شہزادے سے کیوں نہیں ہو سکتا
چل اب جاکر روٹی کھا لے۔ مکھن میں نے نکال دیا ہے
ان خانہ بدوشوں میں ایک بوڑھی عورت ایسی بھی تھی جو ہاتھ
دیکھ کر لوگوں کو قسمت کا حال بتایا کرتی تھی۔ جب اسے
پتہ چلا کہ نتالی کو جنگل میں سے الو کا پنجہ ملا ہے۔ تو
اس نے نتالی کی ماں سے کہا
اری، سنا ہے تیری بیٹی نتالی کو الو کا پنجہ
ملا ہے؟
نتالی کی ماں بولی
وہ جنگل میں نہا رہی تھی کہ ایک جگہ
پڑا ہوا مل گیا خالہ۔ الو کا پنجہ ملنا خوش بختی
ہوتی ہے نا؟
خانہ بدوش عورت بولی۔
کبھی کبھی الو کا پنجہ مصیبت بھی لے
آتا ہے کہتے ہیں قلوپطرہ ملکہ نے اس لئے اپنے

آپ کو سانپ سے ڈسوا لیا تھا کہ اس کے گلے
میں بھی الو کا پنجہ ہوا کرتا تھا۔
نتالی کی ماں بڑی وہمی عورت تھی اس نے کہا
جب تو میں ابھی نتالی کے گلے سے یہ منحوس
پنجہ اتروائے دیتی ہوں۔
اس نے نتالی کو آواز دے کر بلایا اور کہا
اری یہ پنجہ بڑا منحوس ہے اسے اتار کر
پھینک دے خالہ کہتی ہے۔ قلوپطرہ نے بھی یہی
پنجہ پہنا تھا۔
نتالی بولی۔
اماں میں نہیں اتاروں گی اسے۔ یہ مجھے
اچھا لگتا ہے۔ دیکھو اس کی وجہ سے میری کھانسی
بند ہو گئی ہے۔
نتالی کی ماں نے محسوس کیا کہ واقعی نتالی کو رات سے
جو کھانسی آ رہی تھی اب رک گئی ہے۔ حالانکہ اس میں
الو کے پنجے کی کوئی کرامت نہیں تھی۔ یہ ویسے ہی نتالی
کا گلہ گرم قہوہ پینے اور غرارے کرنے سے ٹھیک ہو گیا
تھا مگر خانہ بدوش لوگ بڑے وہمی ہوتے ہیں۔ بات بات
میں سے شگون نکالتے ہیں۔ نتالی کی ماں بھی سخت وہمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی ۔ اس نے خانہ بدوش خالہ کی طرف دیکھ کر کہا

خالہ ! نتالی کے لئے یہ پنجہ بڑا مبارک ہے ۔ اس کی کھانسی رُک گئی ہے ۔

خانہ بدوش خالہ نے کہا

اری نتالی ! ذرا یہ پنجہ مجھے بھی تو دکھا ، دیکھوں تو کیسا ہے ۔

نتالی نے قریب آکر خانہ بدوش خالہ کو اپنے گلے میں پڑا ہوا پنجہ دکھایا تو وہ ایک چپ سی ہو کر رہ گئی ۔ اگرچہ وہ کوئی جادوگرنی نہیں تھی مگر اس خانہ بدوش بڑھی خالہ کو قیافہ شناسی کا علم آتا تھا ۔ لوگوں کے ہاتھ کی لکیریں دیکھتے دیکھتے ایک عمر گزر گئی تھی ۔ اسے الّو کے اس پنجے میں ایک ایسی شے نظر آئی جو اس سے پہلے اس نے کسی پنجے میں نہیں دیکھی تھی ۔ بڑی تجربہ کار اور عیار عورت تھی سمجھ گئی کہ یہ بڑا نایاب پنجہ ہے اور وہ روم جاکر کسی امیرزادی کے ہاتھ اسے سونے کے سکوں کے عوض فروخت کر سکے گی ۔ چنانچہ اس نے نتالی سے کہا

اری نتالی ! تیرا کہنا بالکل درست ہے یہ پنجہ تیرے لئے مبارک ہے ۔ لیکن اگر میں اس پر

عمل پڑھ کر پھونک دوں تو اس کا اثر دوگنا ہو جائے گا اور پھر تیرا بیاہ ضرور کسی شہزادے سے ہوگا ۔

نتالی بڑی خوش ہوئی ۔ خانہ بدوش خالہ سے کہنے لگی ۔

خالہ ابھی اس پر عمل پڑھ دے ۔ میں تجھے حلوہ پکا کر کھلاؤں گی ۔

عیار خالہ بولی ۔

کھڑے کھڑے عمل تھوڑے پڑھا جاتا ہے بھلا ۔ تو اسے اتار کر مجھے دے دے ۔ آدھی رات کو میں اس پر عمل پڑھوں گی ۔ صبح تم لے لینا ۔

نتالی کی ماں نے کہا

ہاں نتالی دے دے پنجہ خالہ کو ۔ اری پھر تیرا بیاہ شہزادے سے ہوگا ۔

اور نتالی کی ماں کھل کھلا کر ہنس پڑی ۔ نتالی نے اسی وقت پنجہ اتار کر خانہ بدوش خالہ کو دے دیا ۔ خالہ اسے اپنے خیمے میں لے گئی ۔ آدھی رات کو اس نے عمل کیا پڑھنا تھا ۔ اس کے پاس اسی قسم کا ایک دوسرا الّو کا پنجہ پڑا ہوا تھا ۔ اس نے ماریا والا الّو کا پنجہ اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا پنجہ صبح نتالی کو دے دیا اور کہا ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں نے اس پر عمل پڑھ دیا ہے۔ اب تیری
شادی کسی شہزادے سے ہی ہوگی۔

نتالی بڑی خوش ہوئی اور اس نے نقلی پنجہ اپنے گلے میں پہن لیا۔

دوسرے روز یہ خانہ بدوشوں کا قافلہ سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شام کو وہ ساحلِ سمندر کی ایک بندرگاہ پر جا پہنچا۔ وہاں سے وہ ایک بادبانی جہاز پر سوار ہو کر، ملک روم کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس سے پہلے تھیوسانگ، ناگ کیٹی اور عنبر کا جہاز روم پہنچ چکا تھا۔ روم میں ان دنوں یوراکس بادشاہ کی حکومت تھی۔ جس نے اپنے ظلم و ستم میں شہنشاہ نیرو کو بھی مات کر دیا تھا۔ وہ کھڑے کھڑے انسان کی کھال کھنچوا دیتا۔ آدمیوں کو دہکتے کوئلوں پر بھون کر خوش ہوتا۔ انہیں بھوکے مگرمچھوں اور زہریلے سانپوں کے آگے ڈال دیتا اور پھر ان کی المناک موت سے لطف حاصل کرتا۔ سارا دربار اور رعایا اس کے ظلم سے ڈرتی تھی۔ اس بادشاہ یوراکس کو پارلیمنٹ کے اراکین اور فوج کے جرنیلوں کی حمایت حاصل تھی [illegible] نے اونے بدلے کے طور پر لوٹ کھسوٹ کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔

تھیوسانگ، عنبر ناگ اور کیٹی حسب عادت روم شہر کی ایک پرانی سرائے میں جا کر ٹھہر گئے۔ ان کے پاس خرچ کے لئے پیسے ختم ہو گئے تھے۔ صرف اتنی ہی رقم تھی کہ جس کے بدلے میں امیر کاروان سرائے میں ایک ہفتہ ٹھہرنے کے لئے دو کوٹھڑیاں مل گئیں۔ ایک کوٹھڑی میں کیٹی رات کو آرام کرتی اور دوسری کوٹھڑی میں عنبر ناگ اور تھیوسانگ تھوڑی دیر آرام کر لیتے۔ روم شہر اس زمانے کا بہت بڑا اور عالیشان محلات والا شہر تھا شہر کے باہر ان غلاموں کے جھونپڑے بھی تھے جو جاگیرداروں کی زمینوں پر صبح سے شام تک کام کرتے اور بدحالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہ حبشی اور ہندی غلام جاگیرداروں اور رومن نوابوں کے زرخرید غلام تھے اور انہیں سوائے روکھی سوکھی روٹی کے اور کچھ نہیں ملتا تھا۔ جاگیرداروں کے پہرے دار کھیتوں میں ان کی نگرانی کرتے تھے اگر کوئی غلام فرار ہونے کی کوشش کرتا تو جاگیرداروں کے سپاہی انہیں دوسرے غلاموں کے سامنے درخت پر الٹا لٹکا کر ہلاک کر ڈالتے تھے۔

تھیوسانگ نے روم میں آتے ہی سانس بھرتے ہوئے کہا
مجھے یہاں سے بھی ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی۔

COURTESY W[illegible]OFBOOKSFREE.PK

دریا کی خوشبو کیٹی ، ناگ اور عنبر کو بھی نہیں آ رہی
ی . پھر بھی عنبر نے کہا۔
ہمیں ماریا کی تلاش کا کام نہیں چھوڑنا
چاہیئے کیونکہ ایسا ہوسکتا ہے کہ اس پر کسی طلسم
کا اثر ہو گیا ہو جس کی وجہ سے اس کے جسم سے
خوشبو نہ آ رہی ہو .
کیٹی نے کہا
ہمارے پاس اب خرچ کرنے کے لئے کوئی
سکہ نہیں ہے اور روم میں ہم رقم کے بغیر نہیں
رہ سکیں گے . سب سے پہلے تو کاروں سرائے
کا مالک ہمیں سرائے سے نکال دے گا۔
عنبر نے ناگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
اس کا علاج تو ناگ کے پاس ہی ہے ۔
ہمارے خزانے کی کنجی ہے۔
تھیوسانگ نے ناگ سے کہا
ناگ بھائی ! کیا خیال ہے تمہارا۔ یہاں
روم میں تو بہت سے خزانے دفن ہوں گے اپنے
کسی سانپ سے کہو کہ وہ ہمیں خزانے میں سے
دو چار قیمتی موتی نکال کر لا دے کہ جن کو فروخت

کر کے ہم یہاں کچھ روز رہ سکیں .
ناگ بولا۔
یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے . میں آج ہی
کسی سانپ سے رابطہ قائم کرتا ہوں .
ناگ دوپہر کے بعد اکیلا ہی روم شہر کا دریا عبور کر کے
دوسری طرف اونچی نیچی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں چلا گیا.
اس نے ایک جگہ کچھ پرانے کھنڈر دیکھے تو وہاں کے
کسی سانپ کو آواز دی . ناگ کی دوسری آواز پر
پتھروں کے نیچے سے ایک بھورے رنگ کا سانپ
باہر نکل آیا . اس نے ناگ دیوتا کو سر جھکا کر سلام
کیا اور کہا
عظیم ناگ دیوتا کا یہاں آنا ہمارے لئے
برکت کا باعث ہے . میں آپ کی کیا خدمت
کر سکتا ہوں .
ناگ نے اسے اپنا مقصد بیان کیا تو بھورا سانپ بولا .
عظیم ناگ دیوتا ! اس کھنڈر کے نیچے سکندر اعظم
سے بھی پہلے کا ایک انتہائی قیمتی خزانہ دفن ہے
یہ خزانہ سکندر اعظم کے دادا نے جب اس
محل کو بنوایا تھا تو یہاں دفن کر دیا تھا . رومیوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس شہر کو فتح کر کے محل کو تباہ و برباد کر دیا مگر رومی یہ خزانہ نہ نکال سکے۔ میں آپ کو ابھی اس انمول خزانے سے موتی لا کر دیتا ہوں۔

ناگ نے کبھی لالچ نہیں کیا تھا۔ اسے لالچ کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس کو جتنی ضرورت ہوتی تھی صرف اتنی ہی دولت خزانے سے حاصل کرتا اور پھر اس خزانے کو بھول جاتا تھا۔ اس بار بھی ناگ نے سانپ کو خزانے سے دو قیمتی موتی لانے کے لئے کہا تھا۔ سانپ تھوڑی دیر میں دو سیاہ موتی لے کر آ گیا اس نے ناگ کے قدموں میں ڈال دیئے اور بولا۔

عظیم ناگ دیوتا! یہ سیاہ موتی دنیا میں آج کل کہیں بھی نہیں ہیں یہ سکندر اعظم کے دادا کے خزانے میں ہوتے تھے اور اب بھی ہیں۔ میں یہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ناگ نے سیاہ موتیوں کو دیکھا۔ وہ آلوچے کے برابر تھے اور ان کا رنگ سیاہ اور بے حد چمکیلا تھا۔ سیاہ موتی واقعی دنیا میں بہت نایاب ہیں۔ ناگ کو ان سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو انہیں بیچ کر اتنی رقم حاصل کرنا چاہتا تھا کہ روم میں کچھ دن رہ کر ماریا کا کھوج لگا سکے۔ اس

نے مجبوراً سانپ کا شکریہ ادا کیا اور موتی جیب میں ڈال کر کٹیا سے باہر آ کر تھیوسانگ کیٹی اور عنبر کو دکھائے۔ عنبر نے کہا

یہ تو بڑے نایاب موتی لگتے ہیں ناگ!

تھیوسانگ بولا:

سفید موتی تو عام مل جاتے ہیں مگر سیاہ موتی بہت کم پائے جاتے ہیں۔

کیٹی کہنے لگی۔

ان باتوں کو چھوڑو اسے بازار میں جا کر فروخت کرنے کی کوشش کرو۔

عنبر بولا۔

موتی بڑے قیمتی ہیں۔ ہو سکتا ہے ہم پر دکاندار شک کرے۔

ناگ نے کہا

میرا خیال ہے کہ یہ کام کیٹی کو کرنا چاہیئے۔

کیٹی بولی۔

میرا انتخاب کس لئے کیا جا رہا ہے؟

ناگ نے کہا

اس لئے کہ تم نوجوان لڑکی ہو۔ تم کہہ سکتی ہو کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک جاگیردار کی کنیز ہوں اور اس کی بیوی نے یہ موتی فروخت کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ لڑکی پر یہ لوگ کم ہی شک کریں گے۔

عنبر نے کہا۔

ناگ ٹھیک کہتا ہے کہ ہم میں سے کوئی گیا تو ہو سکتا ہے دکاندار یہ سمجھے کہ ہم نے کہیں ڈاکہ مار کر یہ موتی حاصل کئے ہیں۔

کیٹی نے سر کو جھٹکا اور بولی۔

لاؤ بھیا موتی۔ اب یہ کام تو مجھے کرنا ہی پڑے گا۔

اس وقت شام ہونے والی تھی اور روم شہر کے گلی کوچوں، مکانوں، محلوں اور بازاروں میں لیمپ روشن ہونا شروع ہو گئے تھے۔ کیٹی نے کہا

تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ میں ان موتیوں کو فروخت کر کے ابھی واپس آتی ہوں۔

ناگ نے ساتھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو کیٹی نے تنک کر کہا۔

کیوں؟ کیا میں اپنی حفاظت آپ نہیں کر سکتی تمہارے ساتھ جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں یہ کام

اکیلی بھی کر سکتی ہوں۔

یہ کیٹی کی بھول تھی۔ کیونکہ کیٹی کے پاس سوائے اس کے اور کوئی طاقت نہیں تھی کہ وہ مر نہیں سکتی تھی۔ جبکہ عنبر بڑے سے بڑے ستون کو گرا سکتا تھا۔ ناگ شکل بدل سکتا تھا اور تھیوسانگ انگلی سے چھو کر جس شے کو چاہے چھوٹا کر سکتا تھا۔ مگر کیٹی دنیا میں آ کر کچھ ضدی ہو گئی تھی۔ ویسے ناگ تھیوسانگ اور عنبر نے بھی سوچا کہ موتی فروخت کرنے میں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ دکاندار کم رقم معاوضے میں دے گا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ چنانچہ سب نے کیٹی کو اکیلی ہی بازار جانے کی اجازت دے دی مگر عنبر نے جاتے جاتے کہہ دیا کہ کیٹی اگر تم چاہو تو ناگ عقاب کی شکل میں .....

کیٹی نے غصے سے زمین پر پاؤں مارا اور بولی

میں ایک بہادر لڑکی ہوں۔ مجھے تم میں سے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ میں ابھی موتی فروخت کر کے واپس آتی ہوں۔

کیٹی گھوڑے پر بیٹھ کر روم شہر کے اس بازار میں آ گئی۔ جہاں سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کا کام ہوتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اگرچہ ابھی دن کی ہلکی ہلکی گلابی روشنی باقی تھی مگر دکانداروں نے دکانوں میں مشعلیں اور لیمپ روشن کئے ہوئے تھے جن سے دکانوں میں سونے چاندی کے زیورات اور ہیرے جواہرات کے ہار جگمگا رہے تھے کیٹی ایک خوبصورت دکان میں داخل ہوگئی۔ دکاندار نے آگے بڑھ کر کیٹی کا استقبال کیا اور بولا۔

ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں میڈم؟

کیٹی نے آہستہ سے کہا

میں موتی فروخت کرنا چاہتی ہوں۔

دکاندار کیٹی کو اپنے کاؤنٹر کے پاس لے آیا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

کیا میں موتی دیکھ سکتا ہوں۔

کیٹی نے دونوں سیاہ موتی دکاندار کے آگے شیشے کے شوکیس پر رکھے تو وہ چونک پڑا اس نے آج تک اتنے خوبصورت قیمتی اور انمول سیاہ موتی کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ان کے بارے میں اپنے استادوں سے ضرور سن رکھا تھا کہ سیاہ موتی دنیا کے عظیم ترین موتی ہیں اور یہ سوائے بادشاہوں کے اور کسی کے پاس نہیں ہوتے۔ دکاندار نے فوراً اپنے تجسس پر قابو

پالیا اور بولا۔

میڈم یہ سیاہ موتی آپ کو کہاں سے ملے؟

یہ سن کر قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک رومن سپاہی کے کان کھڑے ہوگئے جو سادہ کپڑوں میں شاہی محل کی سیکورٹی گارڈ کی جانب سے وہاں ڈیوٹی دے رہا تھا کہ اگر کوئی شاہی محل کی قیمتی شے وہاں فروخت ہونے کو آئے تو اسے نگاہ میں رکھے اور چور کو پکڑا دے انہیں شاہی جاسوس کہا جاتا تھا۔ شاہی جاسوس نے غور سے کیٹی کو دیکھا۔ کیٹی اپنے سیاہ چست لباس سے کسی طور پر بھی شاہی خاندان کی عورت نہیں لگ رہی تھی۔ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں دکاندار کو اشارہ کیا کہ اس لڑکی کو باتوں میں لگائے رکھے اور خود ادھر ادھر سے ہوکر کاؤنٹر پر دکاندار کے پاس آ گیا۔

دکاندار نے جاسوس کو موتی دکھائے اور کہا

کیوں جناب آپ کا ان موتیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟

شاہی جاسوس نے سیاہ موتیوں کو دیکھا تو اس کا شک درست نکلا۔ یہ موتی سکندر اعظم کے دادا کے خزانے کے موتی تھے جس کے بارے میں رومن بادشاہوں کو آج

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک پتہ نہیں چل سکا تھا کہ وہ کہاں دفن ہیں۔ مگر شاہی
جاسوس نے اوپر اوپر سے کہا

یہ تو معمولی موتی ہیں۔ ایسے کئی موتی تو میرے
پاس گھر پر پڑے ہیں۔

کاندار بولا۔

جناب یہی میں میڈم سے کہہ رہا تھا کہ یہ
اگرچہ اتنے عام نہیں ہیں مگر ان کی قیمت زیادہ
نہیں پڑتی کیونکہ شاہی بیگمات سیاہ موتی پسند نہیں
کرتی ہیں۔

کیٹی نے کہا

تم مجھے جو کچھ ان موتیوں کے عوض دے
سکتے ہو دے دو۔

شاہی جاسوس نے ایک بار پھر دکاندار کو آنکھ سے اشارہ کیا اور دکان سے باہر نکل گیا۔ باہر نکلتے ہی وہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوا اور گھوڑے کو شاہی محل کی طرف سرپٹ دوڑانے لگا۔ آج اس کی قسمت کھل گئی تھی بادشاہ یوراکسن کو سکندر اعظم کے دادا کے خزانے کے سیاہ موتیوں کا پتہ بتا کر وہ بہت بڑا انعام حاصل کر سکتا تھا۔ بادشاہ کو اس خفیہ خزانے کی ایک مدت

سے تلاش تھی

ادھر دکاندار نے کیٹی کو باتوں میں لگائے رکھا اور اس سے مول تول کرتا رہا۔ کبھی کہتا کہ یہ موتی اصلی بھی نہیں ہیں۔ کبھی کہتا میں زیادہ رقم نہیں دے سکتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں موتیوں کو آتشی شیشے سے جانچوں گا اور وہ شیشے لے کر بیٹھ گیا۔ اس کا مقصد تھا وقت ضائع کرنا تھا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ سیاہ موتی کسی بہت بڑے خزانے کے موتی ہیں اور بادشاہ کی طرف سے ہر جوہری کو حکم ملا ہوا تھا کہ اگر وہ ایسے موتی دیکھیں تو فوراً شاہی جاسوس کو خبر کریں اور اس جوہری نے یہ کام کر دیا تھا۔

اتنے میں باہر رومن سپاہیوں کا ایک دستہ گھوڑوں پر سوار وہاں پہنچ گیا۔ کیٹی نے پہلے کوئی خیال نہ کیا۔ مگر جب رومن سپاہی دندناتے ہوئے اندر آ گئے اور انہوں نے کیٹی کو دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا تو وہ حیران ہو کر بولی۔

میں نے کیا قصور کیا ہے؟

COURT .PDFBOOKSFREE.PK

کمانڈر نے گرج کر کہا

لڑکی! اس کا جواب تمہیں بادشاہ کے سامنے پہنچ کر ملے گا۔

اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ لڑکی کو لے چلو۔ فوراً ہی کیٹی کو زنجیریں ڈال دی گئیں۔ کیٹی نے ایک دو بار پوری طاقت سے زنجیریں توڑنے کی کوشش بھی کی مگر وہ اس میں ناکام رہی۔ زنجیریں فولاد کی تھیں اور زمین پر رہتے رہتے کیٹی کی یہ طاقت کس حد تک کمزور ہوگئی ہوئی تھی۔ اب کیٹی پچھتانے لگی کہ اس نے ناگ یا عنبر کو اپنے ساتھ کیوں نہ لے لیا رومن سپاہیوں نے کیٹی کو گھوڑے پر ڈالا اور سرپٹ گھوڑے دوڑاتے اسے شہنشاہ یوراکس کے شاہی محل میں لے آئے۔ انہوں نے اسے ایک تنگ و تاریک تہہ خانے میں پھینک دیا جس کا دروازہ بھاری پتھر کو کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ کیٹی تو پریشان ہوگئی کہ اب کیا ہوگا۔ اگرچہ وہ مر نہیں سکتی تھی لیکن اگر اسے آگ میں ڈال دیا گیا تو وہ مر بھی سکتی تھی۔ کیٹی بے چینی سے اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگی اور ناگ عنبر اور تھیوسانگ کو یاد کرنے لگی وہ سخت پچھتا رہی تھی۔

دوسری طرف جب کیٹی کو واپس آنے میں دیر ہوگئی تو ناگ عنبر اور تھیو سانگ تینوں ہی اس کی تلاش میں صرافہ بازار کی طرف چل پڑے۔ بازار میں پہنچ کر انہوں نے کئی دکانداروں سے پوچھا کہ انہوں نے ایک لڑکی کو تو نہیں دیکھا جو سیاہ موتی فروخت کرنے آئی تھی۔ مگر ان دکانداروں کا آپس میں بے حد اتفاق تھا اور وہ بادشاہ کی ظالم طبیعت سے بخوبی واقف تھے۔ کسی نے انہیں کیٹی کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ سب نے یہی کہا کہ انہوں نے کسی لڑکی کو سیاہ موتی لاتے نہیں دیکھا۔

تھیوسانگ عنبر اور ناگ فکر مند ہوئے کہ کیٹی اگر اس بازار میں نہیں آئی تو پھر کہاں چلی گئی تھی۔ کیونکہ روم شہر میں یہی ایک بازار تھا جہاں ہیرے موتی فروخت ہوتے تھے۔

ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے شاید وہ یہاں سے ہو کر واپس کاروان سرائے جا چکی ہے۔

ہمیں وہاں جا کر کیٹی کو دیکھنا چاہیے۔

وہ واپس کاروان سرائے آئے تو دیکھا کہ کیٹی وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی نہیں پہنچی تھی۔ انہیں شہر میں سے کیٹی کی خوشبو بھی بڑی ہلکی ہلکی سی آرہی تھی۔ کیونکہ کیٹی کو زمین دوز تہہ خانے میں بند کر دیا گیا تھا۔ جہاں سے اس کی خوشبو بڑی مشکل سے باہر نکل رہی تھی۔

عنبر نے کہا

کیٹی اسی شہر میں ہے لیکن اس کی خوشبو سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ بند کر دی گئی ہے جہاں سے اس کی خوشبو باہر بہت کم نکل رہی ہے۔

تھیوسانگ بولا۔

آخر اسے کس نے زمین کے اندر بند کر دیا ہے؟

ناگ کہنے لگا

یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہوسکتا ہے کسی نے اس کے پاس قیمتی موتی دیکھ کر اسے اغواء کر لیا ہو۔

تھیوسانگ بولا۔

پھر تو ہمیں فوراً اس کی تلاش میں نکلنا چاہیئے۔ کیونکہ اسے آگ سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈاکو اس سے

لے کر اسے جلا ڈالیں تاکہ ثبوت باقی نہ رہے۔

عنبر نے کہا

اور یہ بھی ہو سکتا ہے اسے کسی دوسرے ملک میں لے جا کر لونڈی بنا کر بیچ ڈالیں۔

تھیوسانگ عنبر اور ناگ کاروں سرائے سے نکلے اور تینوں تین سمت کو کیٹی کی کھوج میں روانہ ہوگئے۔

دوسری طرف اسی شام بادشاہ یوراکس کو خفیہ طور پر اطلاع پہنچا دی گئی کہ ایک ایسی لڑکی ہاتھ لگی ہے جس کے پاس سکندر اعظم کے آبائی خزانے کے سیاہ موتی ہیں۔ بادشاہ کی لالچی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ اس لڑکی کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا جائے۔ پھر بادشاہ نے رات کے وقت کیٹی کو اپنے خاص کمرے میں طلب کیا کیٹی بادشاہ کے سامنے پیش ہوئی تو دیکھا کہ بادشاہ کے چہرے پر ظلم اور بربریت کے آثار کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اس کا چہرہ کسی خونخوار ڈاکو کا چہرہ تھا۔ جو رحم کے نام سے بھی ناواقف تھا۔ بادشاہ نے کیٹی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا کہ اگر وہ سکندر اعظم کے خزانے کی جگہ بتا دے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ مگر یہ ناگ، عنبر کیٹی تھیوسانگ اور ماریا کا شروع ہی سے اصول رہا تھا کہ جس خزانے سے وہ ناگ کے ذریعے تھوڑی بہت دولت حاصل کرتے تھے اس کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاتے تھے۔ ہاں اگر کوئی غریب محتاج یا بیوہ عورت ہوتی تو اس خزانے میں سے اس کی مدد ضرور کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ کیٹی نے بھی بادشاہ کے آگے یہی کہا کہ وہ موتی مجھے دریا کنارے پڑے ہوئے ملے تھے۔ میں سکندر اعظم کے آبائی خزانے کو بالکل نہیں جانتی۔ بادشاہ کو سخت غصہ آگیا۔ اس نے کمانڈر سے کہا

یہ لڑکی اس طرح نہیں مانے گی۔ اسے تہہ خانے میں لے جاؤ اور اس سے خزانے کا راز اگلواؤ اگر تم ناکام رہے تو میں تمہیں زندہ آگ میں بھون ڈالوں گا۔

کمانڈر نے سر جھکا کر کہا

شہنشاہ! میں اس لڑکی سے خزانے کا راز معلوم کر کے ہی آپ کی خدمت میں

حاضر ہوں گا۔

اور وہ کیٹی کو زنجیروں سمیت گھسیٹتا واپس تہہ خانے میں لے گیا۔ اب اس نے کیٹی کو فرش پر لیٹا کر زنجیروں سے ان لوہے کی بڑی بڑی میخوں کے ساتھ باندھ دیا جو فرش میں ٹھکی ہوئی تھیں۔ کیٹی بالکل بے بس ہو گئی تھی۔ کمانڈر نے کیٹی کی گردن میں رسی ڈال کر اسے مروڑنا شروع کر دیا۔ اس سے کیٹی کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔ کیونکہ گلا بند ہو جانے سے بھی اس کے خون کو باہر سے آکسیجن کی سپلائی برابر مل رہی تھی۔ اس کے خلائی جسم کی ساخت ہی ایسی تھی کہ اس کے جسم کی جلد میں سے آکسیجن اندر خون میں چلی جاتی تھی۔ جب کمانڈر نے دیکھا کہ اس لڑکی پر کوئی اثر نہیں ہو رہا اور وہ بول نہیں رہی تو اس نے سپاہی سے کہا۔

"جلتی ہوئی مشعل لاؤ"

اب کیٹی گھبرا گئی۔ کیونکہ آگ اسے جلا سکتی تھی اور وہ آگ کی وجہ سے مر بھی سکتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ سپاہی نے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی جلتی مشعل اتاری اور کمانڈر کے ہاتھ میں دے دی۔ کمانڈر مشعل کے شعلے کو کیٹی کے منہ کے قریب لانے لگا۔

○

❖ کیٹی کا انجام کیا ہو؟
❖ تھیوسانگ، ناگ اور عنبر کو کیٹی دوبارہ مل سکی؟
❖ ماریا اتو کے پنجے میں قید ہو کر روم میں کہاں جا پہنچی؟

ان سوالوں کے جواب آپ اگلی قسط نمبر ۱۳۹ "بھٹکتی روحوں کا شہر" میں ملاحظہ فرمائیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ بارش، جنگل، مورتی
○ ناگن آ گئی
○ ہمدردوں کا غار
○ بچھو لڑکی

بارش، جنگل، مورتی

ناگ چکرا کر رہ گیا کہ اگر پہلے اس کے بالوں کی خوشبو صوبہ سابنریخ کی جانب سے آ رہی تھی تو اب یہ خوشبو کہاں غائب ہو گئی؟ دو مونہی نے تو کہا تھا کہ مجھے یہ خوشبو روم شہر کی طرف سے آتی محسوس ہو رہی ہے جب ناگ نے سانپ کو دو مونہی کی بات بتائی تو وہ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! دو مونہی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی لیکن ہے اس وقت آپ کے بالوں کی خوشبو روم ہی کی طرف سے آ رہی ہو۔"

"مگر اب وہ کہاں غائب ہو گئی؟" ناگ نے سٹ پٹا کر پوچھا۔

سانپ نے ڈر کر ایک دم سے اپنا سر جھکا دیا اور ادب سے بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ یقین کریں۔ آپ کے بالوں کی خوشبو مجھے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت کوا نے آپ کے سر کے اور کسی طرف
سے نہیں آ رہی؟

ناگ نے سانپ کو پیچھے جانے کے لئے کہا۔ سانپ خاموشی سے واپس چلا گیا۔ ناگ عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جس کسی نے بھی اس کے سر کے بالوں کو کاٹ کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے کیونکہ تھیوساگ اور عنبر بھی اس کے پاس قید ہوں گے اور وہ ضرور کوئی جادوگر ہے۔ مگر کیونکہ تھیوساگ اور عنبر اس کے پاس قید تھے اس لئے جب بھی ان کے بارے میں اس جادوگر سے سراغ مل سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس شخص کا پیچھا لگانا چاہتا تھا جس کے پاس سے اس کے بالوں کی خوشبو آ رہی تھی مگر اب تو خوشبو غائب ہو چکی تھی۔ وہ ناامید ہو کر عیار یوراگی کے مکان کے برآمدے میں ایک طرف بچھے ہوئے مونڈھے پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ دو موشی کے کہنے کے مطابق اگر اسے روم شہر کی طرف سے بالوں کی خوشبو آئی تھی تو بہت ممکن تھا کہ وہ آدمی جس کے پاس ناگ کے بال ہیں عیار یوراگی روم شہر ہی میں ہو۔ وہ پہلے سائرینے کی طرف گیا ہو اور پھر وہاں سے واپس

روم آ گیا ہو۔ پس ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ روم شہر ہی میں رہ کر عیار یوراگی کا کھوج لگانے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ یہی ایک آدمی تھا جو اسے کیونکہ عنبر اور تھیوساگ کے بارے میں پتہ بتا سکتا تھا۔ ناگ عیار یوراگی کی شکل پہچانتا تھا۔ وہ جہاں کہیں بھی نظر آ گیا ناگ اسے وہیں پہچان کر دبوچ سکتا تھا۔ ناگ نے اسی وقت عقاب کی شکل بدلی اور روم شہر میں گشت لگانے کے لئے نکل گیا۔ یہ بات تو اس نے خواب و خیال میں بھی نہیں سوچی تھی کہ عیار یوراگی نے اس وقت سائرینے کے گورنر ٹولی کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ اور اس نے اپنے بازو پر جو ناگ نے بالوں کی رسی کا تعویذ باندھ رکھا ہے وہ کیلا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے سانپ اس کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتے۔ یہ ایک ستم ظریفی تھی کہ ناگ عنبر اور تھیوساگ کیونکہ ایک دوسرے کی خوشبو کو آسانی سے محسوس کر سکتے تھے۔ وہ اپنے جسم، اپنے سر کے بالوں یا اپنے کپڑوں کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتے تھے۔

عیار یوراگی اس وقت گورنر سائرینے ٹولی کی شکل میں شہنشاہ روم کے محل میں دعوت میں بیٹھا اس سے سائرینے کے صوبے کی صورتحال کے بارے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بات چیت کر رہا تھا۔ روم کا بادشاہ سائرینے کے گورنر ٹولی کو بہت پسند کرتا تھا اور اسے اپنا خاص آدمی سمجھتا تھا۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ یہ اصلی گورنر ٹولی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا نقلی روپ ہے۔ مگر ہو بہو اسی جیسا ہے۔ یوراگی ٹولی کا سپہ سالار بھی اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ کنیزیں اور غلام طرح طرح کے کھانوں کے تھال لا لا کر دسترخوان پر لگا رہے تھے۔ دوسرے درباری اور امراء بھی دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ شام کو عیار یوراگی نے اپنے سپہ سالار کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ اس نے روم کی فوجوں کے سپہ سالار خاص سے کیا بات کی؟

سپہ سالار نے بتایا:

"جناب گورنر ٹولی! روم کی فوجوں کا سپہ سالار ہمارے ساتھ ہے۔ اس نے یقین دلایا ہے کہ جونہی روم کے بادشاہ کی موت کی خبر محل میں پھیل جائے گی وہ فوراً اپنی فوج کے ساتھ محل کو گھیرے میں لے لے گا۔ اس وقت آپ تخت پر قبضہ کر کے اپنے شاہ روم ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں۔"

عیار یوراگی جو کہ گورنر سائرینے ٹولی کی شکل میں تھا

سپہ سالار سے پوچھا:

"روم کے سینٹ کے ممبروں کی کیا پوزیشن ہے؟"

سپہ سالار نے کہا:

"وہ لوگ رشوت کے عاشق ہیں اور میں نے ان میں سے اکثریت کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔"

عیار یوراگی بہت خوش ہوا۔ اس کی سیدوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ اب صرف روم کے بادشاہ کو زہر دینا ہی باقی تھا جو اتنا مشکل کام نہیں تھا کیوں کہ اگرچہ روم کا بادشاہ بڑا مکار ظالم اور سنگدل تھا مگر اسے دوست دشمن کی تمیز نہیں تھی۔ وہ گورنر سائرینے کو اپنا دوست سمجھ رہا تھا جب کہ وہی اس کا سب سے بڑا دشمن تھا۔

عیار یوراگی نے سپہ سالار سے کہا:

"میں آج رات ہی بادشاہ روم اور اس کی فکر دونوں کو زہر دے دوں گا۔ تم صبح ہوتے ہی فوجوں کو محل کے چاروں طرف پھیلا دینا۔ میں اسی وقت اپنے شاہ روم ہونے کا اعلان کر دوں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس وقت عیار یوراگی کا غلام بیروکس اتفاق سے کہیں کے قریب سے گزر رہا تھا۔ وہ یہ تو جانتا تھا کہ اس کا آقا عیار یوراگی روم کے بادشاہ کو ہلاک کر کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ بیروکس غلام کو روم کے بادشاہ سے کوئی ہمدردی نہیں تھی کیونکہ بادشاہ ایک ظالم شخص تھا اور روم کا ہر شخص اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب بیروکس غلام نے یہ سنا کہ اس کا آقا یوراگی ملکہ کو بھی زہر دے کر ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اسے تشویش ہوئی۔ کیونکہ روم کی ملکہ بڑی خدا ترس نیک اور غریبوں کی مدد کرنے والی خاتون تھی۔ بیروکس غلام نے اسی وقت دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ اور خدا ترس نیک ملکہ کو ہر قیمت پر بچانے کی کوشش کرے گا۔ صرف بیروکس غلام ہی جانتا تھا کہ اس کے آقا نے ایک شخص ناگ کے بالوں کی راکھ پر طلسم کر کے سائرینے کے گورنر کا روپ دھارا ہوا ہے مگر بیروکس غلام کو یہ علم نہیں تھا کہ اس کے عیار آقا نے ناگ کے بالوں کی راکھ کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ اگر کسی طرح وہ اس راکھ کو اپنے قبضے میں کر لے تو عیار یوراگی کا طلسم ٹوٹ جائے گا اور وہ

گورنر سے پھر وہی عیار یوراگی کی شکل میں واپس آ جائے گا۔

بیروکس غلام کے پاس وقت نہیں تھا۔ کیوں کہ آج رات ہی عیار یوراگی بادشاہ اور ملکہ کو کسی نہ کسی مشروب میں ملا کر زہر دینے والا تھا۔ بیروکس غلام وہاں سے نکل گیا۔ جب شام ہوئی تو بیروکس نے ایک ڈرامہ کھیلا۔ وہ بھاگا بھاگا گھبرایا ہوا سا اپنے آقا یوراگی کے پاس آیا اور بولا:

"میرے آقا غضب ہو گیا۔"

"کیا ہوا؟ تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟" عیار یوراگی نے پوچھا۔

بیروکس غلام نے اداکاری کا پورا حق ادا کرتے ہوئے کہا "میرے آقا! میں نے شاہی کاہن اعظم اور ملکہ روم کو باتیں کرتے ہوئے سنا ہے۔ کاہن اعظم ملکہ روم سے کہہ رہا تھا کہ گورنر سائرینے نے اپنے جسم پر کوئی ایسا طلسم بنا رکھا ہے جو آپ کو اور شاہ روم کو سخت نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

بیروکس غلام کی یہ بات سن کر عیار یوراگی کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اس نے غلام کو ایک طرف لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں میرے آقا۔" غلام نے ادب سے کہا۔

ہیروکس غلام اپنے آقا سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا آقا عیار یوراگی اکثر طلسم اور جادو ٹونے کرتا رہتا ہے اور اس نے کئی بار اپنے جسم پر کیسر کے رنگ میں انگلی ڈبو کر طلسم کی لکیریں بھی بنائی تھیں اور ایک دو بار تعویذ بھی باندھے تھے۔ اس نے یہ سوچا کہ اگر اس کے آقا نے اپنے جسم پر کوئی طلسم بنایا ہوا ہوگا تو وہ اسے مٹا ڈالے گا۔

عیار یوراگی نے کہا:

"کاہن اعظم کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں نے اپنے بازو پر ہے"

یوراگی ایک دم سے چپ ہو گیا۔ وہ گھبراہٹ میں اپنے غلام کو تعویذ کا آدھا راز بتا گیا تھا۔ اس نے جلدی سے بات بدلتے ہوئے کہا:

"کاہن اعظم کو کیسے علم ہو گیا کہ میں نے اپنے جسم

پر طلسمی لکیریں بنائی ہوئی ہیں؟"

غلام سمجھ گیا کہ اس بار اس کے آقا نے اپنے بازو پر وہ تعویذ باندھا رکھا ہے جس میں بلی کے بالوں کی راکھ ہے۔

غلام ہیروکس نے کہا:

"میرے آقا آپ کو شاید معلوم نہیں کہ شاہی کاہن کو تھوڑا بہت جادو ٹونہ بھی آتا ہے اور وہ طلسمی راز معلوم کر لیتا ہے۔ شاید اسی طلسم کی مدد سے اس نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ آپ نے اپنے جسم پر ایسی طلسمی لکیریں بنا رکھی ہیں جو حکمران اور شاہ روم کے لئے خطرناک ہیں۔"

عیار یوراگی بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ رک کر پوچھنے لگا:

"کیا شاہی کاہن نے تمہارے کو یہ تو نہیں بتایا کہ میں اسے اور بادشاہ کو زہر دے کر ہلاک کرنا چاہتا ہوں؟"

ہیروکس غلام نے اپنے منصوبے کے مطابق فوراً جواب دیا:

"جی نہیں میرے آقا۔ شاہی کاہن نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ہمارے منصوبے کا علم نہیں ہو سکا۔"

عیار یوراگی خوش ہو کر بولا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پھر کوئی بات نہیں۔ اس سے پہلے کہ بادشاہ کا ہاتھ مجھ پر اُٹھے میں انہیں موت کی نیند سلا چکا ہوں گا۔"

بیروکس غلام بولا:

"لیکن میرے آقا حکم نے ایک اور بات کہی تھی۔"

"وہ کیا؟" عیار یوراگی نے پوچھا۔ غلام بولا:

"میرے آقا حکم نے شاہی کاہن سے کہا تھا کہ ہم ابھی آپ کو گورڈ سائرینے کے جسم کی تلاشی کا شاہی حکم دیتے ہیں۔ آپ ہمارے حکم سے گورڈ سائرینے کے پاس جائیں اور انہیں کہیں کہ حکم اور بادشاہ نے آپ کے جسم کے معائنے کا حکم صادر کیا ہے۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سائرینے میں جلد کی کوئی خطرناک بیماری پھیلی ہوئی ہے ہم یہ تسلی کرنا چاہتے ہیں کہ کہیں آپ اس بیماری کو ساتھ لے کر روم تو نہیں آ گئے۔"

عیار یوراگی پریشان ہو گیا۔ ایک بار تو اس کا رنگ اڑ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ حکم ابھی سیاست میں دخل نہیں دیتا ہے۔ بڑی نیک دل ہے مگر شاہ روم اس کی بات کو کبھی رد نہیں کرتا اور اس کی ہر بات مانتا ہے۔

یوراگی اس وقت روم کے شاہی محل میں تھا اور جسم کی تلاشی یا معائنہ کروانے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ عجیب مخمصے میں پھنس گیا تھا۔ وہ گھبرایا ہوا سا ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اب بیروکس نے کہا:

"میرے آقا۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم کریں۔ میں آپ کے لیے جان قربان کرنے پر بھی تیار ہوں۔"

عیار یوراگی اچھی طرح سے جانتا تھا کہ جونہی اس نے اس کی ناک والا تعویذ اپنے بازو سے اتارا وہ اپنی اصلی شکل میں واپس آ جائے گا۔ یعنی گورڈ سائرینے کوئی کی بجائے پھر سے یوراگی بن جائے گا۔ وہ جب بھی نہانے کے وقت یہ تعویذ غسل خانے میں اتار کر اپنے سامنے رکھ لیتا تھا کہ اس پر پانی نہ گرے تو وہ یوراگی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس وقت اسے یہ اطمینان ہوتا تھا کہ وہ غسل خانے میں بند ہے اور اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ اب وہ تعویذ سب کے سامنے اتار کر اپنی موت کو کیسے آواز دے سکتا تھا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کچھ وقت کے لیے وہ تعویذ کو اتار کر محل کے عام سپاہی کی شکل اختیار کرے تاکہ کاہن اعظم کی تلاشی سے بچ جائے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے غلام بیروکس سے کہا:

"سنو! میں تھوڑی دیر کے لیے شاہی محل کے کسی عام سپاہی کی شکل اختیار کر رہا ہوں۔ میں شاہی محل کے سپاہی کی شکل اختیار کرتے ہی محل کے باغ میں پہرے پر جا کھڑا ہوں گا۔ تم اسی جگہ رہنا۔ جب کاہن اعظم میرے جسم کا معائنہ کرنے سپاہیوں کے ساتھ یہاں آئے تو انہیں کہہ دینا کہ مجھے ایک ضروری کام سے قلعے میں سپہ سالار کے پاس جانا پڑ گیا ہے۔ جب کاہن اعظم سپاہیوں کے ساتھ شاہی محل سے نکل کر قلعے کی طرف روانہ ہو گا تو میں باغ میں اسے دیکھ لوں گا۔ پھر میں اوپر آ کر ملکہ کا کام تمام کر دوں گا۔"

اب عیار یوراگی نے بیروکس غلام کے سامنے ہی اپنے بازو پر سے ناگ کا تعویذ اتار لیا۔ تعویذ کے اترتے ہی یوراگی نے اپنی اصلی شکل اختیار کر لی۔ غلام بیروکس کے سامنے اب سائرینے کا گورنر شاہی لباس میں نہیں تھا بلکہ اس کا آقا اپنے پرانے لباس اور لمبی ڈاڑھی ——— کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے تعویذ کو سامنے رکھا اور آنکھیں

بند کر لیں اور کہا:

"سامری! سامری! سامری! مجھے شاہی محل کے ایک عام سپاہی کی شکل دے دے۔"

فوراً ہی عیار یوراگی نے محل کے ایک سپاہی کی شکل اختیار کر لی۔ وہ وردی میں تھا اور کمر کے ساتھ تلوار لٹک رہی تھی۔ یوراگی نے غلام بیروکس سے کہا:

"میں یوراگی تمہارا آقا ہی ہوں۔ تم اس جگہ موجود رہنا شاہی کاہن آئے تو اسے وہی کہنا جو میں نے تمہیں کہا ہے۔"

"بہتر میرے آقا" غلام بیروکس نے کہا۔

وہ اپنے آقا عیار یوراگی کو سپاہی کی شکل میں اپنے بازو پر ناگ والا تعویذ باندھتے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ غلام بیروکس نے اسی وقت ایک حکیم اپنے فرمان میں تیار کر لی اور اس پر فوراً ہی عمل کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا۔ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ غلام بیروکس نہیں چاہتا تھا کہ اس کا سنگ دل ظالم آقا ایک نیک دل اور غریبوں کی مدد کرنے والی ملکہ کو موت کے گھاٹ اتارے۔

عیار یوراگی [illegible]

[illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہی کی حیثیت سے کسی کے پچھواڑے والے بازار کی حفاظت کیا تو غلام ہیروکس بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس نے تھوڑا سا فیصلہ بیچ میں رکھ لیا تھا۔ عیار یوراگی شاہی محل میں ایک جگہ کھڑے ہو کر پہرہ دینے لگا۔ غلام ہیروکس دوسری طرف سے اس کے عقب میں آ گیا اور آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ غلام ہیروکس اپنے آقا کی تمام درندگیوں اور ظلم و ستم سے واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عیار یوراگی نے کئی آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور اب بادشاہ فلاویس نکر کو قتل کرنے والا ہے۔ چنانچہ وہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر کے خود نرس نکر کی زندگی بچا لینا چاہتا تھا۔ غلام ہیروکس نے خنجر نکال کر اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

عیار یوراگی اپنے خیال میں سامنے کی طرف منہ کیے کھڑا تھا کہ اچانک اسے ایک جھٹکا لگا اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور وہ منہ کے بل آگے گر پڑا۔ غلام ہیروکس کا خنجر عیار یوراگی کی پشت میں جا چکا تھا۔

غلام ہیروکس نے جلدی سے عیار یوراگی کی لاش کھینچ کر جھاڑیوں میں چھپائی اور پھر اس کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اتار کر اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا:

ساحری! ساحری! مجھے روم کے شہر سے اٹھا کر ہمالیہ کے کسی پہاڑی شہر میں پہنچا دے۔ مجھے وہاں دولت مند آدمی بنا دے۔

یہ کہہ کر غلام ہیروکس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے اپنے آپ کو کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک عالی شان مکان کے برآمدے میں پایا۔ ہیروکس گرم لباس پہنے ایک گدے دار صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے انگیٹھی میں آگ جل رہی تھی۔ غلام اور کنیزیں خدمت کے لیے ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔ غلام ہیروکس سمجھ گیا کہ وہ ایک دولت مند جاگیردار کی حیثیت سے اس مکان کا مالک بن چکا ہے۔ اس نے اٹھ کر باہر دیکھا۔ چاروں طرف کوہ ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ہیروکس کی منزل یہیں ہی رہی تھی۔ قریب ہی چھوٹا سا گاؤں تھا۔ گاؤں کے اوپر پہاڑی کی ڈھلان پر ایک مندر بنا ہوا تھا۔

غلام ہیروکس کو غلام اور کنیزیں آقا ہیروکس کہہ کر پکارتی تھیں۔ ہیروکس نے مکان کے کمروں میں جا کر دیکھا۔ سارے کمرے قیمتی سامان سے بھرے ہوئے تھے۔ شاندار فرنیچر جگہ جگہ رکھا تھا۔ فرش پر ریشمی قالین بچھے تھے۔ ہر کمرے میں کوہ ہمالیہ کی سردی سے بچنے کے لیے آتشدان گرم تھا۔ ہیروکس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے بازو پر سے قمیض ہٹا کر دیکھا۔ ناگ کے بالوں کی راکھ والا تعویذ اس کے بازو پر بندھا ہوا تھا۔ بیروکس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ روم شہر کی مصیبتوں سے نکل کر ... پہاڑ کے پر سکون دامن میں ایک دولت مند جاگیردار کی حیثیت سے اب اطمینان کی زندگی بسر کرے گا۔

دوسری طرف ناگ روم شہر کے باہر عیار یوراگی کے مکان ہی میں تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب کس طرف جائے۔ اسی روز روم شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ سائرینے کا گورنر جو روم میں آیا تھا بادشاہ کے محل سے غائب ہو گیا ہے اور اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ ناگ کو اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ اس نے سوچا کہ آخری بار کسی سانپ کو بلا کر اس سے اپنے بالوں کی خوشبو کے بارے میں پوچھا جائے۔ چنانچہ اس نے اسی زرد سانپ کو بلایا اور اس سے پوچھا:

"کیا اس وقت بھی تمہیں میرے بالوں کی خوشبو کسی دوسری سمت سے نہیں آ رہی؟"

زرد سانپ نے چاروں طرف منہ گھمایا۔ پھر شمال کی طرف ایک لمبا سانس لے کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! ... مگر مجھے آپ کے

بالوں کی خوشبو شمال کی طرف سے آ رہی ہے اور اس خوشبو میں کوہ ہمالیہ کے جنگلوں میں اُگنے والے جنگلی پھولوں کی خوشبو بھی شامل ہے۔"

ناگ نے تعجب سے کہا:

"تو کیا میرے بالوں کی راکھ والا تعویذ اس وقت کوہ ہمالیہ کی طرف چلا گیا ہے؟"

زرد سانپ بولا:

"ایسا ہی لگتا ہے عظیم ناگ دیوتا!"

ناگ نے پوچھا کہ کیا اسے مغالطہ تو نہیں لگ رہا؟ جس کے جواب میں زرد سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے کہنا تو نہیں چاہیے مگر کہے بغیر رہا بھی نہیں جاتا۔ آپ سانپ کا روپ اختیار کر کے اپنے بالوں کی خوشبو فضا میں سونگھ سکتے ہیں۔ آپ خود ایسا کیوں نہیں کرتے؟"

ناگ چونک پڑا۔ اس بات کا اسے پہلے خیال ہی نہیں آیا تھا۔ اس نے فوراً ایک بڑے کوبرا سانپ کا روپ اختیار کیا اور شمال کی طرف منہ کر کے منہ سے تین چار بار زبان نکالی۔ کیونکہ سانپ زبان سے ہی بو اور خوشبو محسوس کرتا ہے۔ ناگ کو واقعی شمال کی جانب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اپنے بالوں کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ یہ خوشبو اس کے بالوں کی راکھ کی خوشبو تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ عیار چوراگی نے ناگ کے بالوں کو جلا کر اس کی راکھ کا تعویذ بنا کر اپنے بازو یا گلے میں باندھ رکھا ہوگا۔

ناگ واپس انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے زرد سانپ سے کہا:

"تمہارا خیال درست ہے زرد سانپ۔ مجھے اپنے بالوں کی خوشبو کوہ ہمالیہ کی طرف سے آتی محسوس ہو رہی ہے۔ تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

زرد سانپ واپس چلا گیا۔ ناگ نے عقاب کی شکل بدل اور فضا میں پرواز کرنے لگا۔ اس کا رخ شمال مشرق کی طرف تھا جہاں آگے کوہ ہمالیہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ ناگ ایک دن اور ایک رات اڑتا رہا۔ دوسرے دن اسے کوہ ہمالیہ کا سلسلہ نظر آ گیا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف جمی تھی۔ کئی وادیوں پر سے گزرنے کے بعد ناگ ایک وادی میں اتر آیا۔ درختوں کے بیچ میں آتے ہی اس نے سانپ کی شکل اختیار کی اور فضا میں اپنے بالوں کی خوشبو لینے کی کوشش کی۔ ناگ یہ دیکھ

کر حیران رہ گیا کہ اسے پہاڑوں کے پار سے اپنے بالوں کی راکھ کی بڑی مدھم خوشبو آ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تعویذ کے اندر بندھی ہوئی ناگ کے بالوں کی راکھ اب تھوڑی تھوڑی سوکھ گئی تھی۔

ناگ نے پہاڑوں کے اوپر پرواز شروع کر دی۔

ناگ کو ہمالیہ کے پہاڑیوں میں چھوڑ کر ہم تھیوسانگ ممبر اور کیٹی کی طرف آتے ہیں۔ ماریا کے پنجے کو لے کر رومن کاہن ابھی تک تبت کی طرف جاتے ہوئے پہاڑی جنگلوں میں سفر کر رہا تھا۔ وہ اتو کا پنجو جس میں ماریا قید تھی تبت کے لاما کے پاس فروخت کرنا چاہتا تھا۔ دوسری جانب کیٹی کو لے کر ارشمید کاہن کا تجارتی جہاز جنوبی افریقہ کی بندرگاہ ڈربن پہنچ گیا تھا۔ کبڑا حبشی ملازم ارشمید کے ساتھ ہی تھا۔ ارشمید نے کاہنوں ایسی لمبی سیاہ عبا پہن رکھی تھی۔ اس کے تھیلے میں گینڈے کا وہ سینگ موجود تھا۔ جس کے اندر ارشمید نے علم کے ذریعے سرخ و سفید اغوا کی ہوئی بے ہوش رومن لڑکی کو دھواں بنا کر بند کر رکھا تھا۔ وہ صراحی بھی ارشمید کے تھیلے میں رکھی تھی جس میں کیٹی دھند کی ایک لہر کی شکل میں چپکی ہوئی تھی اور وہ کوشش کے باوجود باہر نہیں نکل سکی تھی۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر کی تمام آمدنی برابر سن رہی تھی۔ ارشید کی منزل جنوبی افریقہ کے دور اندر گھنے جنگلوں میں زرہ دار علاقہ تھا جہاں ایک پراسرار صندر تھا۔ ارشید سینگ میں بند کی ہوئی اخوا شدہ لڑکی کو لے کر اسی صندر میں دیوتا کے آگے بھینٹ چڑھانے لیے جا رہا تھا۔ بندر گاہ کی حدود سے نکل کر ارشید نے دو خچر اور کچھ کھانے پینے اور سفر کا سامان خرید کر باندھا۔ ایک خچر پر اس کا کپڑا لڑکا بیٹھ گیا اور دوسرے خچر پر خود ارشید بیٹھ گیا اور انھوں نے افریقہ کے جنگلوں میں اپنا سفر شروع کر دیا۔

تھیوسانگ اور عنبر کا جہاز تین دن کے بعد جنوبی افریقہ کی بندر گاہ کے کنارے پر آ کر لگا۔ زمین پر اترتے ہی تھیوسانگ اور عنبر نے فضا میں کیٹی یا ماریا یا ٹاک کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی مگر ان تینوں میں سے کسی کی خوشبو نہ آئی۔

عنبر نے کہا:

"کہیں ہمیں غلط اطلاع تو نہیں دی گئی۔ ہو سکتا ہے جو پہلا جہاز یہاں آیا تھا کیٹی اس میں نہ ہو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اطلاع غلط نہیں ہو سکتی عنبر بھیا۔ ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ پہلے جہاز میں سے جو مسافر اترا ہے وہ کدھر گیا ہے۔ کیونکہ پہلا جہاز تجارتی تھا اور اس میں دو ایک مسافر ہی سوار ہو سکتے ہیں۔"

عنبر اور تھیوسانگ بندر گاہ کے باہر آ گئے۔ انھوں نے ایک آدمی سے جو بندر گاہ کے دروازے پر بیٹھا تربوز بیچ رہا تھا پوچھا کہ پہلے تجارتی جہاز میں سے کتنے مسافر اترے تھے۔ اس نے کہا:

"دو مسافر اترے تھے۔ ایک ان میں بوڑھا گورا حبشی تھا۔ دوسرا اونچا لمبا گھنگھریالے بالوں والا حبشی تھا۔ دونوں نے یہاں سے دو خچر خریدے تھے اور پھر جنگل کی طرف چل دیئے تھے۔"

عنبر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔ تھیوسانگ بولا:

"میں نے کہا نا کہ کیٹی ان ہی پراسرار مسافروں کے قبضے میں ہو گی۔ چلو جنگل میں اس اونچے لمبے گھنگھریالے بالوں والے حبشی کا تعاقب کرتے ہیں۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے بھی دو خچر خرید لیے اور جنگل میں ارشید کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ اس وقت عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ جنگل میں داخل ہوئے اس وقت ارشمید اپنے کبڑے ملازم کے ساتھ جنگل کے دلدل علاقے والے مندر میں پہنچ چکے تھے۔ یہ علاقہ بے حد گنجان تھا اور ایسے گھنے درخت تھے کہ ان میں سے دن کی روشنی بھی بڑی مشکل سے نیچے اترتی تھی۔ یہاں جگہ جگہ خطرناک دلدلیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ارشمید اس علاقے سے واقف تھا اس لیے وہ ان دلدلوں سے بچتا ہوا مہاگنی اور سال کے گنجان درختوں کے درمیان ایک سیاہ پتھروں والے چبوترے پر بنے ہوئے سنسان مندر میں پہنچ گیا۔

اس مندر میں صرف دو کوٹھڑیاں تھیں۔ ایک کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ دوسری کوٹھڑی میں دیوار کے ساتھ ایک مورتی کھڑی تھی۔ مورتی کی شکل بڑی ڈراؤنی تھی اور اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ ارشمید نے گینڈے کا سینگ مورتی کے سامنے لا کر رکھ دیا اور بلند آواز میں منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ منتر پڑھتے پڑھتے اس نے سینگ کا کارک کھول دیا۔ سینگ کے اندر سے اغوا کی ہوئی لڑکی دھوئیں کی شکل میں باہر نکلنا شروع ہو گئی۔ یہ دھواں لڑکی کی شکل اختیار کر گیا اور اب وہی لڑکی بے ہوشی کی حالت میں ڈراؤنی شکل والی مورتی کے سامنے فرش پر پڑی تھی۔

ارشمید پیچھے ہٹ گیا۔ کبڑا ملازم مندر کے باہر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ارشمید نے وہ صراحی بھی تھیلے سے نکالی اور کبڑے ملازم کو آواز دے کر کہا:

"صراحی میں مقدس تالاب میں سے پانی بھر کر لاؤ۔"

کبڑے ملازم نے صراحی پکڑی اور مندر کی سیڑھیاں اتر کر مہاگنی کے درختوں کی طرف چل دیا جہاں ایک چھوٹا سا پرانا تالاب تھا۔ تالاب میں خشک پتے تیر رہے تھے۔ کبڑے حبشی نے صراحی کا منہ کھولا اور اسے تالاب کے پانی میں ڈالا ہی تھا کہ کیٹی ابھر کر صراحی سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی کیٹی کو محسوس ہوا کہ اس پر اب طلسم کا اثر نہیں ہے اور وہ آزاد ہے۔ اس نے اپنے جسم کو دیکھا اس کا جسم ابھی تک غائب ہی تھا۔ کیٹی کبڑے ملازم کے بالکل سامنے آ گئی۔ وہ یہ تہہ کرنا چاہتی تھی کہ کبڑا ملازم اسے دیکھ بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ کبڑا ملازم اسے بالکل نہیں دیکھ رہا تھا۔ کیٹی کی نسل ہو گئی۔ تالاب کے پانی کی وجہ سے اسے صراحی میں سے آزادی نصیب ہو گئی تھی۔

کیٹی کبڑے ملازم کے ساتھ ساتھ چلتی مندر کے باہر آ کر چپ چاپ کھڑی ہو گئی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ مندر کے اندر کون کون ہے اور یہ کبڑا کس کے لیے صراحی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پانی بھر کر لیے جا رہا ہے۔ کبڑا ملازم مندر میں داخل ہو گیا۔ جب دو تین منٹ گزر گئے اور مندر میں سے کوئی باہر نہ نکلا تو کیٹی تیزی سے مندر کے اندر داخل ہو گئی۔ جب اس نے فرش پر اسی اغوا شدہ سرخ و سفید لڑکی کو بے ہوش پڑے دیکھا تو وہ حیران رہ گئی۔ ارشمید اس کے قریب ہی بیٹھا اس کی گردن پر کسی تیل کی مالش کر رہا تھا۔ کبڑا ملازم اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ ارشمید نے تیل کی مالش ختم کی تو کبڑے ملازم سے کہا:

"خنجر لاؤ۔ میں دیوتا کی امانت اس لڑکی کی گردن کاٹ کر دیوتا کے قدموں میں بھینٹ کرنا چاہتا ہوں۔"

کیٹی ایک دم سے چونک اٹھی۔ وہ پوری طرح سے چوکس ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ ارشمید نوجوان لڑکی کی گردن پر خنجر چلاتا کیٹی نے آگے لپک کر اس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا۔ اپنے ہاتھ سے خنجر غائب ہوتے دیکھ کر ارشمید کے جیسے ہوش اڑ گئے۔ اس نے پلٹ کر اوپر نیچے دیکھا۔ کبڑا حبشی بھی حیران پریشان کھڑا تھا۔ ارشمید سمجھ گیا کہ کوئی بدروح وہاں آ گئی ہے۔ اس نے بلند آواز میں مورتی کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا:

"دیوتا! دیوتا! کوئی بدروح تیری امانت کو تجھ سے

چھین رہی ہے۔ اس کو اس گستاخی کا مزا چکھا۔"

کیٹی بتوں اور مورتیوں کی سخت دشمن تھی۔ اس نے پوری طاقت سے مورتی کو اٹھا کر زور سے فرش پر دے مارا۔ مورتی پاش پاش ہو گئی۔ مورتی کے ٹکڑے اڑتے دیکھ کر ارشمید اور کبڑا حبشی چیخیں مارتے وہاں سے باہر کی طرف بھاگے۔ کیٹی ان کے پیچھے پیچھے آ گئی۔ یہ لوگ ایک بے گناہ عورت کی گردن کاٹنے والے تھے، یہ خونی تھے۔ ان کو اس ظلم کی سزا ملنی چاہیے تھی۔ کیٹی نے اچھل کر دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ کیٹی کے ہاتھ میں آتے ہی دونوں غائب ہو گئے۔ کیٹی انہیں اڑاتی ہوئی ایک دلدلی تالاب کے اوپر لے آئی۔ نیچے دلدل میں سے جیسے پھوٹ رہے تھے۔ کیٹی نے دونوں کو دلدل میں گرا دیا۔ دلدل نے دونوں کو نگلنا شروع کر دیا۔ ارشمید بوکھلا کر دیوتا کو پکارنے لگا پھر اس نے اونچی آواز میں فلسی منتر پڑھنا شروع کر دیئے مگر کسی نے اس کی کوئی مدد نہ کی اور دیکھتے دیکھتے دونوں خادم انسان دلدل کے پیٹ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گم ہو گئے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن آگئی

کیٹی تیزی سے مندر میں واپس آگئی۔
مندر کی کوٹھڑی کے فرش پر سرمئی و سفید لڑکی اسی طرح بے ہوش پڑی تھی۔ کیٹی نے صراحی میں سے پانی نکال کر اس کے منہ پر چھینٹے مارے۔ مگر لڑکی کو ہوش نہ آیا۔ کیٹی نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کچھ وقت گذر جانے کے بعد اسے ہوش آ جائے۔ اس خیال سے کیٹی نے لڑکی کو اٹھایا اور دوسری کوٹھڑی میں لے جا کر جو خالی پڑی تھی فرش پر لٹا دیا۔ کیٹی نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا اور خود مندر کے باہر چبوترے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اسے بیٹھے بیٹھے شام ہو گئی اور اندھیرا پھیلنے لگا۔ کچھ دیر بعد رات پڑ گئی۔ جنگل میں گہرا اندھیرا چھا گیا۔ کیٹی نے کوٹھڑی میں جا کر دیکھا۔ لڑکی ابھی تک بے ہوش تھی۔ کیٹی کو باہر ایک آدمی کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے باہر آ گئی۔ اس کو ایک جنگلی آدمی نظر آیا جو دوسری کوٹھڑی کے باہر

اس طرح زمین پر لیٹا چیخ رہا تھا کہ ایک بڑے سبز سانپ نے اس کے جسم کے گرد اپنے آپ کو پوری طرح سے لپیٹ رکھا تھا۔ جنگلی آدمی کے منہ سے بڑی دلخراش چیخیں نکل رہی تھیں۔
کیٹی نے سانپ کی زبان میں آواز دی:
"اس کو چھوڑ دو۔"
سانپ جو جنگلی کے جسم کو بل دے رہا تھا وہیں رک گیا۔ وہ اس بات پر بے حد حیران ہوا کہ اس کی زبان یہاں اسے کس نے آواز دی ہے۔ سانپ نے اپنی زبان میں پوچھا:
"تم کون ہو؟ تمہیں ہماری زبان کیسے آ گئی؟"
کیٹی نے کہا:
"میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں۔ یہ زبان مجھے عظیم ناگ دیوتا نے ہی سکھائی تھی۔"
سانپ نے فوراً اپنا سر جھکا دیا اور ادب سے بولا:
"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میرا سلام قبول کرو۔"
کیٹی نے پوچھا:
"تم نے اس جنگلی کو کیوں جکڑ رکھا ہے؟"
جنگلی ابھی تک سانپ کے شکنجے میں چیخ رہا تھا۔ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ تو کیٹی کی آواز آ رہی تھی نہ سانپ کی۔ کیوں کہ وہ دونوں سانپوں کی زبان میں باتیں کر رہے تھے جو بڑی بڑی بیٹیوں ایسی تھی۔

سانپ نے کہا:

"یہ جنگلی سنہرہ کے اندر کسی عورت کو اغوا کرنے آیا تھا۔ اس کا ایک ساتھی پیچھے کھڑا پہرہ دے رہا ہے۔ میں نے ان کی باتیں سن لی تھیں اور معصوم عورت کو ان کے ظلم سے بچانا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہ جنگلی لوگ آدم خور ہیں اور عورتوں کو پکڑ کر بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"اس کو کوئی سزا مل چکی ہے اور اب میں بیہوش عورت کی حفاظت کے لیے موجود ہوں۔ اسے چھوڑ دو۔"

سانپ بولا: "اچھا۔ جیسے کہتی ہیں میں ویسے ہی کروں گا لیکن عظیم ناگ دیوتا کی بہن۔ یہ آج نہیں تو کل اس عورت کو اٹھا کر ضرور لے جائیں گے۔"

یہ کہہ کر سانپ نے جنگلی کو چھوڑ دیا۔ سانپ کے

شکنجے سے نکلتے ہی جنگلی بڑی تیزی سے جنگل کی طرف بھاگا اور درختوں کے اندھیرے میں گم ہو گیا۔

کیٹی نے سانپ سے کہا:

"میرے ساتھ کوٹھڑی میں آؤ۔ عورت بڑے دنوں سے بے ہوش ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اسے کیسے ہوش میں لاؤں۔"

سانپ کیٹی کے ساتھ دوسری کوٹھڑی میں آ گیا۔ سانپ کو کیٹی کا دھندلا سایہ سا ہی نظر آ رہا تھا۔ اس نے بے ہوش لڑکی کو دیکھا اور پھر اس کے جسم کو سونگھ کر کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی! اس لڑکی کو ایک ایسی جنگلی بوٹی پلا دی گئی ہے جس کا اثر اس پر ہو سکتا ہے ایک سال تک رہے۔"

کیٹی نے حیرانی سے کہا:

"تو کیا یہ ایک سال تک بے ہوش رہے گی؟ کیا تم کوئی ایسا طریقہ نہیں جانتے جس سے یہ لڑکی ہوش میں آ جائے؟"

سانپ کہنے لگا:

"اسے لے کر جنگل میں میرے غار میں چلیں وہاں میری ناگن بھی میرے ساتھ رہتی ہے۔ ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتا ہے اس کو کوئی طریقہ معلوم ہو۔
کیٹی نے کہا:
"میں اسے اٹھاتی ہوں۔ تم آگے چلو۔"
کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ بے ہوش لڑکی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا جو اس کے کاندھے پر آتے ہی غائب ہو گئی۔ سانپ جنگل میں آگے آگے رینگنے لگا۔ جھاڑیوں اور دلدلی گڑھوں سے بچتا سانپ جنگل میں ایک ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں چھوٹی پہاڑیوں کی ڈھلانیں تھیں۔ ان ڈھلانوں میں ایک جگہ چھوٹا سا غار بنا ہوا تھا۔
سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ کی بہن کیٹی! یہ میرا غار ہے۔"
کیٹی غار میں چلی گئی۔ اس نے دیکھا کہ غار جہاں ختم ہوتا تھا وہاں ایک کالی ناگن پھن اٹھائے بیٹھی تھی۔ اس نے سانپ کو دیکھتے ہی اپنی زبان میں کہا:
"تم جنگل میں کہاں چلے گئے تھے؟"
سانپ نے کہا:
"ناگن! میرے ساتھ عظیم ناگ ویاتا کی بہن کیٹی اور ایک بے ہوش عورت بھی ہے۔"
ناگن نے فوراً ادب سے سر جھکا دیا۔ کیٹی نے ناگن

سے اُسی کی زبان میں مخاطب ہو کر کہا:
"ناگن! میں ناگ ویاتا کی بہن کیٹی ہوں۔ یہ لڑکی کسی دشمن سے بے ہوش ہے۔ کیا تم اسے کسی طرح ہوش میں لا سکتی ہو؟"
سانپ نے بھی اپنی ناگن کو ساری بات تفصیل سے بتائی اور اس سے کسی جنگلی بوٹی کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ بوٹی اس بے ہوش لڑکی کو ہوش میں لا سکتی ہے؟
ناگن نے کہا:
"ہاں! وہ بوٹی اسے سنگھا کر دیکھتے ہیں، ہو سکتا ہے اسے ہوش آ جائے۔"
سانپ اسی وقت جنگل میں گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد ایک سیاہ رنگ کی بوٹی لے آیا جس کے ڈنٹھل پر نسواری رنگ کا پھول کھلا ہوا تھا۔
ناگن نے کہا:
"عظیم ناگ کی بہن! اس بوٹی کے پھول کو بے ہوش لڑکی کی ناک کے قریب لے جاؤ۔"
کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ جونہی اس نے بوٹی کا پھول بے ہوش لڑکی کو سنگھایا اس نے ایک چھینک ماری اور آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی جب اسے غار کے اندھیرے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ سانپ پھن اٹھائے اپنے قریب نظر آئے تو وہ چیخ مار کر ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔

کیپٹن نے ناگن سے کہا:

"تم لوگ یہاں سے کسی جگہ چھپ جاؤ۔ یہ تمہیں دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی ہے۔"

ناگن اور سانپ غار کے اندر ہی بنے ہوئے سوراخوں میں جا کر چھپ گئے۔ کیپٹن نے دوسری بار بے ہوش لڑکی کو پانی پلایا تو اس نے ایک بار پھر چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں اور خوف زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھا کیپٹن اس سے بات کرنے کے لئے ایک بار پھر ڈرانا نہیں چاہتا تھا مگر اس کے ساتھ گفتگو کرنا بہت ضروری تھا۔ لڑکی ابھی آنکھیں پھاڑے غار میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کیپٹن نے کہا:

"میری آواز سن کر خوف مت کھاؤ۔ میں کوئی چڑیل یا کوئی جن بھوت نہیں ہوں۔ میں تمہاری طرح کی ایک لڑکی ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے میں کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔"

لڑکی نے غار میں کسی آواز سنی تو سہم کر دیوار کے

ساتھ لگ گئی۔ کیپٹن نے اسے تسلی دینی شروع کر دی۔ کیپٹن نے کچھ اس طرح کی باتیں کیں کہ لڑکی کا خوف دور ہو گیا۔ اس نے کہا:

"یہاں تھوڑی دیر پہلے دو سانپ تھے وہ کہاں گئے؟"

کیپٹن نے کہا:

"وہ اسی غار میں ہی ہیں مگر وہ ہمارے دوست ہیں ان سانپوں نے ہی تمہیں بے ہوش دلایا ہے ان سے مت ڈرنا۔ وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

یہ کہہ کر کیپٹن نے سانپ کی زبان میں انہیں آواز دی ساتھ ہی اس نے لڑکی سے کہا:

"میں سانپ کی زبان جانتا ہوں۔ اس لئے ان سے ان ہی کی زبان میں بات کر سکتا ہوں۔ تم حیران مت ہوتا۔"

کیپٹن کی آواز پر ناگن اور سانپ سوراخ میں سے نکل کر غار میں لڑکی کے سامنے آ گئے اور ذرا پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے۔

کیپٹن نے کہا:

"تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمہیں کس نے اغوا کیا تھا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے اسے روم شہر کی سرائے کا سارا قصہ سنایا
لڑکی نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا:

"میرا نام فریلیا ہے۔ میں شہر سامرقہ کی رہنے
والی ہوں جو ملک ہندوستان کے شمال میں ہمالیہ
پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ میں اپنی جڑواں
بہن کے ساتھ پیدا ہوئی جو پیدا ہونے کے بعد
مر گئی تھی۔ میں بڑی ہوئی تو میرے ماں باپ
مر گئے۔ میرے چچا نے مجھے پالا۔ میرا چچا شہر
سامرقہ میں کپڑے کی تجارت کرتا ہے۔ ایک روز
میں کسی کام سے شہر سے باہر نکلی تو تین آدمیوں
نے مجھے کچھ سنگھا کر بے ہوش کر دیا۔ ہوش آیا
تو اب میں تم لوگوں کے سامنے بیٹھی ہوں۔ تم مجھے
بتاؤ کہ میں کہاں ہوں؟"

اب کیٹی نے اسے ساری بات بتائی کہ اسے اس جگہ
کے مندر میں دیوتا کی معرفت کے لئے قربان کیا جا رہا تھا
اس نے بچا لیا۔

فریلیا نے کہا:

"بھگوان کے لیے مجھے میرے گھر پہنچا دو۔"

کیٹی نے کہا:

"فکر نہ کرو۔ میں تمہیں تک ہندوستان لے چلوں
گی وہاں سے تم اپنے شہر سامرقہ تک میری
راہ نمائی کرنا۔ یہ شہر کتنا بڑا ہے؟"

فریلیا نے کہا:

"یہ چھوٹا سا پہاڑی شہر ہے۔ اس کی پہاڑی غاروں
میں کچھ ایسی گپھائیں بھی ہیں جن کے بارے
میں مشہور ہے کہ وہاں بدروحیں رہتی ہیں
اسی لیے سامرقہ شہر کو بدروحوں کا شہر بھی
کہا جاتا ہے۔ مگر وہاں کبھی کوئی ایسی واقعہ نہیں
ہوا۔ لوگ امن چین سے زندگی بسر کرتے ہیں۔"

ناگن نے اپنی زبان میں کیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"عظیم ناگ کی بہن کیٹی! میں تمہیں مشورہ دوں
گی کہ اس شہر میں نہ جاؤ۔ وہاں تمہیں کوئی حادثہ
پیش آ سکتا ہے۔"

کیٹی نے جواب دیا:

"میں نے اس سے بھی زیادہ ڈراؤنے اور ایسے
شہر دیکھے ہیں۔ تم تسلی رکھو۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا
اور پھر یہ لڑکی اکیلی اور بے یار و مددگار ہے
اس کی مدد کرنا میرا اخلاقی اور انسانی فرض ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن نے کہا:

"عظیم ناگ کی بہن! تمہیں ڈسنے والے خطرے سے خبردار کرنا میرا فرض تھا۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ آگے تمہاری مرضی!"

فریحا نے کیٹی کو آواز دے کر پوچھا کہ وہ منہ سے سیٹی کی آواز نکال کر کیا سانپ سے باتیں کر رہی تھی؟

کیٹی نے کہا:

"ہاں — یہ ناگن کہہ رہی تھی کہ فریحا کو اس کے چچا کے پاس ضرور پہنچا دو۔ یہ بڑی مصیبت زدہ لڑکی ہے۔"

فریحا نے آہ بھر کر کہا:

"میری طرف سے ناگن بہن کا شکریہ ادا کرنا۔ جتنا اس نے میرا خیال کیا ہے اتنا تو آج کل کے انسان بھی نہیں کرتے۔"

کیٹی نے فریحا کی جانب سے ناگن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں آج کی رات اسی جنگل میں بسر کرنے کے بعد صبح ہوتے ہی ملک ہندوستان کی طرف اپنا سفر شروع کر دینا ہوگا۔ یہ باتیں انہوں نے سانپ اور ناگن کے سامنے ہی بسر کی۔ صبح کا اجالا جنگل میں پھیلا تو فریحا بولی

"کیٹی بہن! تم مجھے نظر نہیں آتی ہو۔ مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ تم میرے پاس ہی ہو اور میری بات سن رہی ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"اس کا ایک ہی علاج ہے کہ میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد تمہیں بلاتی رہوں گی۔"

فریحا نے کیٹی سے یہ پوچھا کہ وہ سفر کس طرح کریں گے۔ کیونکہ ملک افریقہ سے ہندوستان تک کا سفر بڑا لمبا ہے۔ کیا وہ کسی جہاز پر سوار ہو کر ہندوستان کی کسی بندرگاہ تک جائیں گے؟

کیٹی نے کہا:

"یہی ہو سکتا ہے کہ ہم کسی سمندری جہاز میں سفر کریں۔"

فریحا کہنے لگی کہ ہمارے پاس جہاز کا کرایہ نہیں ہے اور پھر میرے پاس کپڑے بھی نہیں ہیں کہ جن کو پہن کر سفر کر سکوں۔ فریحا نے اسے تسلی دی کہ اس کا انتظام ہو جائے گا۔ کیٹی نے ناگن سے کہا کہ وہ کہیں سے کوئی ہیرا موتی لا کر اسے دے سکتی ہے؟ کیا وہاں کوئی خزانہ موجود ہے؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن بولی: "عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میرے پاس ایک لعل ہے۔ میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر سکتی ہوں۔"

ناگن اپنے بل میں گئی اور جب واپس آئی تو اس کے منہ میں ایک سرخ لعل تھا جس میں سے شعاعیں نکل رہی تھیں۔ کیٹی نے وہ لعل لے کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اسی روز کیٹی نے فریٹا کو اپنے ساتھ لیا اور جنگل میں بندرگاہ دغانا کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ فریٹا کی پوری حفاظت کر رہا تھا۔ ایک دن اور ایک رات کے سفر کے بعد وہ جنگل سے نکل کر دغانا شہر میں آ گئے۔

کیٹی نے کہا:

"تم اس درخت کے پاس بیٹھو۔ میں ابھی لعل کے عوض کچھ رقم حاصل کر کے ـــــ آتی ہوں۔"

فریٹا نے کہا کہ جلدی آ جانا۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔ کیٹی اسے جلد واپس آنے کا کہہ کر شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ بندرگاہ پر کچھ لوگ بیٹھے سکوں کو تبدیل کرنے کا کاروبار کر رہے تھے۔ کیٹی کو سونے کے ایک سو سکوں کی ضرورت تھی۔ وہ کسی آدمی کو لعل دے کر

سکے نہیں لے سکتی تھی۔ اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ کسی میز پر سے سونے کے سو سکے اٹھا کر وہاں اس کی جگہ رکھ دے۔ لعل بہت قیمتی تھا۔ مگر کیٹی نے ایک میز پر اسے رکھ دیا اور سو سکوں کی تھیلی اٹھا لی۔ اس وقت کاروباری آدمی کسی دوسرے آدمی سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کا دھیان دوسری طرف تھا۔

کیٹی سونے کے سکوں کی تھیلی لے کر واپس فریٹا کے پاس آ گئی۔ اب وہ ایک کارواں سرائے میں آ گئے۔ کیٹی نے کہا:

"فریٹا! تم خود ہی سرائے کے مالک سے بات کر کے ایک کوٹھڑی کرائے پر لے لو۔ میں نے سنا ہے کہ ہندوستان کو سمندری جہاز کل صبح روانہ ہو گا۔"

فریٹا نے کارواں سرائے کے بوڑھے مالک کو سونے کا ایک سکہ دے کر ایک کوٹھڑی کرائے پر لے لی اور وہ دونوں اس میں جا کر بیٹھ گئے۔

ادھر تھیوسانگ اور عنبر جنگل کے دوسرے حصے میں سے گزرتے ہوئے جب دلدلی علاقے میں پہنچے تو عنبر نے کہا:

"حیرانی کی بات ہے کہ ہمیں کیٹی کی خوشبو نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ رہی اس سے لگتا ہے کہ وہ ہم سے کافی
فاصلے پر ہے۔"

آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ کیٹی اس وقت تھیوساگ اور عنبر سے ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر تھی اور اتنی دور سے انہیں ایک دوسرے کی خوشبو نہیں آ سکتی تھی۔ تھیوساگ کو جنگل میں دور ایک جھونپڑی نظر آئی جو کیلے کے درختوں کے جھنڈ میں بنی ہوئی تھی۔ اس وقت دن ڈوب رہا تھا اور جنگل میں اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

عنبر نے کہا:

"اگر یہ جھونپڑی خالی ہے تو میرا خیال ہے ہمیں کچھ دیر یہاں بیٹھ کر اگلا پروگرام تیار کرنا چاہیے کہ ہمیں جنگل میں کہاں تک کیٹی کو تلاش کرنا ہوگا یہ جنگل تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا!"

تھیوساگ اور عنبر جب جھونپڑی کے قریب گئے تو دیکھا کہ جھونپڑی کا بانس کے سرکنڈوں والا دروازہ کھلا تھا۔ جھونپڑی کے اندر کوئی انسان نہیں تھا۔ جھونپڑی بالکل خالی تھی۔ تھیوساگ کہنے لگا:

"معلوم ہوتا ہے یہاں کوئی رہتا تھا جو اب اسے

چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"

عنبر جھونپڑی کے آگے بنے ہوئے مٹی کے چبوترے پر بیٹھ گیا۔ جھونپڑی کے قریب ہی ایک پہاڑی چشمہ بھی بہہ رہا تھا۔ انہوں نے اس چشمے پر منہ ہاتھ دھویا اور بیٹھ کر کیٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ راستہ اس جھونپڑی میں گذارا جائے اور صبح واپس دفاعی بندرگاہ کا رخ کریں تاکہ وہاں سے جنگل کی دوسری جانب جا کر کیٹی کا کھوج لگانے کی کوشش کی جائے۔ دیکھتے دیکھتے جنگل میں رات کا اندھیرا گہرا ہو گیا۔ خاموشی چھا گئی۔ شکار کو درختوں پر جو پرندے بول رہے تھے وہ بھی چپ ہو کر سو گئے۔ تھیوساگ اور عنبر کو سونے کی حاجت بالکل نہیں تھی۔ وہ پہلے تو جھونپڑی کے سامنے چبوترے پر بیٹھے رہے۔ پھر جھونپڑی سے تھوڑی دور کیلے کے درختوں میں آ گئے کہ وہاں سے تازہ کیلے اتار کر کھائے جائیں۔ تھیوساگ کو اس طریقے کے ورد کیلے بہت پسند تھے۔

ابھی انہوں نے درخت پر سے کیلے کا ایک ہی گچھا اتارا تھا کہ انہیں ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے دو آدمی باتیں کرتے چلے آ رہے ہوں۔ تھیوساگ نے اندھیرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں عنبر کی طرف دیکھا۔ یہ آوازیں عنبر نے بھی سن لی تھیں۔ دونوں چپ ہو گئے اور درخت کی اوٹ میں چھپ گئے۔ ان کی آنکھیں جھونپڑی پر جم گئیں۔ کیونکہ آوازیں جھونپڑی کی طرف آ رہی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ اندھیرے میں درختوں کے نیچے سے دو آدمی نکل کر جھونپڑی کی طرف آ رہے ہیں۔ نہ تو ان کے لباس افریقہ کے جنگلی آدمیوں ایسے تھے اور نہ ان کا رنگ افریقہ کے جنگلی لوگوں کی طرح کالا تھا۔ اندھیرے میں بھی ان کا زرد رنگ صاف نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے لمبے کرتے اور چمڑے کی پگڑیاں پہن رکھی تھیں۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں کلہاڑا تھا۔ دوسرے آدمی نے ایک بالٹی اٹھا رکھی تھی۔ وہ جھونپڑے کے باہر چبوترے کے پاس آ کر رک گئے۔ تھیوساٹک اور عنبر ان سے چند قدموں کے فاصلے پر ہی تھے وہ ان کی باتیں آسانی سے سن سکتے تھے۔ ایک آدمی نے جھونپڑی کے اندر جھانک کر دیکھا اور بولا:

"جھونپڑی خالی ہے۔ بس یہ جگہ ٹھیک رہے گی تم بالٹی سمیت جا کر لڑکی کو لے آؤ۔"

دوسرا آدمی یہ سنتے ہی واپس درختوں کی طرف چلا گیا۔ تھیوساٹک اور عنبر خاموش کھڑے یہ سب کچھ دیکھ

رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد درختوں کی طرف گیا ہوا آدمی واپس آیا تو اس نے ایک آٹھ نو سال بچی کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ لڑکی کے ہاتھ پیر رسی سے بندھے تھے اور اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا کہ وہ آواز پیدا نہ کر سکے۔ لڑکی ہاتھ پاؤں اور سر ادھر ادھر مار رہی تھی۔ اس کے حلق سے دبی دبی آوازیں بھی نکل رہی تھیں۔ لڑکی بے ہوش نہیں تھی۔ جس آدمی نے کلہاڑا اٹھا رکھا تھا اس نے لڑکی کی کمر پر پاؤں رکھتے ہوئے غصے سے کہا:

"خبردار جو آواز نکالی۔ تمہیں اب کوئی نہیں بچا سکتا۔"

پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا:

"بالٹی ادھر لا کر رکھ دو۔ میں اس کا سر کاٹتا ہوں۔ تم اسے بالٹی میں ڈال کر اس لڑکی کے جھونپڑے کے باہر لے جا کر رکھ دینا۔ صبح اس کا باپ جب اپنی بیٹی کے سر کو بالٹی میں رکھے گا تو اسے تب پتہ چلے گا کہ ہمارے ساتھ دشمنی مول لے کر اس نے کتنی حماقت کی تھی۔"

دوسرے آدمی نے بالٹی قریب کر دی۔

تھیوساٹک نے عنبر کے کان میں کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ بدمعاشی تو معصوم بچی کی گردن...."
عنبر نے آہستہ سے کہا،
"میں نے سن لیا ہے۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں
جا کر لڑکی کو بچاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر عنبر درخت کی اوٹ سے نکل کر جھونپڑی
کی طرف تیزی سے چلتا ہوا آیا تو دونوں آدمی اسے دیکھ
کر پہلے تو دنگ رہ گئے کہ رات کے اندھیرے میں یہ
شہری آدمی اس جنگل میں کہاں سے آگیا۔ پھر وہ دونوں
کلہاڑا اور خنجر لے کر عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ یہ ان کی بہت
بڑی حماقت تھی۔ ایک نے عنبر کے سر پر کلہاڑے کا بھرپور
ہاتھ مارا۔ دوسرے نے عنبر کے پیٹ میں خنجر سے وار کر
دیا۔ کلہاڑا عنبر کے سر پر لگتے ہی ٹوٹ گیا۔ عنبر کے سر پر
ذرا سی بھی چوٹ نہ لگی۔ اور خنجر پیٹ سے ٹکرا کر دوسرے
آدمی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ بوکھلا کے ہو کر عنبر
کی صورت دیکھنے لگے۔ وہ عنبر کو کوئی غیبی صورت سمجھنے لگے
اور وہاں سے بھاگنے ہی لگے تھے کہ عنبر نے لپک کر ان
دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر نیچے گرا دیا اور بولا:
"تھیوساتگ آجاؤ۔ میں نے انہیں قابو کر لیا ہے۔"
قریب ہی زمین پر بیٹھی بے کس و مجبور لڑکی چھٹی

آنکھوں سے اندھیرے میں عنبر کی طرف دیکھ رہی تھی جس
نے اسے موت کے منہ سے نکال لیا تھا۔
تھیوساتگ نے آتے ہی پوچھا:
"یہ لڑکی کون ہے؟ اسے کہاں سے لائے ہو؟"
دونوں آدمی زمین پر گرے تھے۔ انہیں عنبر کی بے پناہ
طاقت کا احساس ہو گیا تھا۔ کیونکہ جب عنبر نے ان کو
گردنوں سے دبوچ کر زمین پر گرایا تھا تو انہیں یوں
زبردست جھٹکا لگا تھا جیسے انہیں کسی ہاتھی نے سونڈ
مار کر گرا دیا ہو۔
ایک بولا: "یہ جنگل کے لکڑیوں کے ٹھیکیدار
کی بیٹی ہے۔ ہماری اس سے دشمنی تھی۔ ہم
اس سے انتقام لینا چاہتے تھے۔"
تھیوساتگ بولا: "اس معصوم بچی کی گردن کاٹنے
کے خیال سے تمہیں خدا کا خوف محسوس نہیں ہوا؟
تم بیدرد انسان ہو۔"
عنبر نے کہا:
"تھیوساتگ! لڑکی کو کھول دو بے چاری سخت
تکلیف میں ہے۔"
تھیوساتگ نے فوراً لڑکی کے ہاتھ پاؤں کھول کر منہ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکلا ہوا کپڑا نکال دیا۔ لڑکی اس کے ساتھ لپٹ کر
موت کے مارے رونے لگ پڑی۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔
تھیوسانگ نے اسے تسلی دی اور کہا:
"بیٹی! اب تمہیں یہ کچھ نہیں کہہ سکتے:
عنبر کی توجہ ذرا لڑکی کی طرف ہوئی تو دونوں آدمی اٹھ کر
جنگل کی طرف دوڑ پڑے۔
عنبر نے کہا:
"تھیوسانگ! یہ تمہارے شکار ہیں۔"
تھیوسانگ چلایا۔ رکا کر ان کے پیچھے دوڑ پڑا۔ اندھیرے
جنگل میں تھیوسانگ انہیں اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔
ایک جگہ تھیوسانگ نے دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ تھیوسانگ
کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ تھیوسانگ
نے اپنی انگلی دل میں انہیں چھوٹا کرنے کا ارادہ کر کے
پہلے ایک آدمی اور پھر دوسرے آدمی کے جسم سے لگا
دی۔ دونوں سنگ دل انسان ننھے ننھے بونے بن گئے۔
وہ اتنے چھوٹے چھوٹے ہو گئے کہ تھیوسانگ نے انہیں اپنی
ہتھیلی پر اٹھا لیا۔ دونوں آدمی دہشت زدہ ہو کر تھیوسانگ
کی ہتھیلی پر بیٹھے چھوٹی چھوٹی نظروں سے دیکھ رہے تھے کہ
یہ انہیں کیا ہو گیا ہے اور وہ اتنے اونچے لمبے آدمیوں

انسان کی انگلی کے برابر کیسے بن گئے ہیں تھیوسانگ
نے انہیں اپنے کرتے کی جیب میں ڈالا اور عنبر کے
پاس آ گیا۔
عنبر چھوٹی بچی کو تسلی دے رہا تھا جو اب بھی خوف کے
مارے روئے جا رہی تھی۔ آخر انہوں نے لڑکی کو چپ
کرایا اور اسے لے کر اس کے باپ کے گھر کی طرف
چل پڑے۔ اس کے باپ کا گھر دو بڑی بڑی جھونپڑیوں
پر مشتمل تھا۔ اس کے ماں باپ جھونپڑی میں سو رہے تھے
انہیں بالکل خبر نہیں تھی کہ ان کے دشمن ان کی بچی کو
موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے لے جا چکے تھے۔ بچی
جوں ہی اپنے ماں باپ کے جھونپڑے میں چلی گئی۔ عنبر
اور تھیوسانگ باہر ہی کھڑے رہے کہ بچی تو اس کے
ماں باپ کے حوالے کر کے وہاں سے جائیں۔ جھونپڑی
میں شور مچ گیا۔ بچی نے روتے ہوئے اپنے ماں باپ کو
ساری کہانی بیان کی تو وہ گھبرائے ہوئے باہر نکلے۔ ان کا
رنگ بھی بھنگیوں ایسا نہیں تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بچی
کے ماں باپ پرتگال کے رہنے والے تھے اور یہاں جنگل
میں انہوں نے درختوں کی کٹائی کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔ وہ
حبشی اور پرتگالی مزدوروں سے درختوں کی کٹائی کا کام لیتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملتے۔ انھوں نے عنبر اور تھیوسانگ کا بے حد شکریہ ادا کیا اور انہیں جھونپڑی کے اندر لے گئے۔

بچی کے باپ نے پوچھا کہ جو آدمی اس کی بچی کو مارنے لے گئے تھے وہ کہاں ہیں؟ تھیوسانگ جیب سے دونوں کو نکالنے ہی لگا تھا کہ عنبر نے اشارے سے اسے روک دیا اور بچی کے باپ سے کہا:

"وہ اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دور بھاگ گئے ہیں۔ مگر مجھے ان کے حلیے یاد ہیں۔"

جب عنبر نے ان کا حلیہ بتایا تو بچی کے باپ نے کہا:

"میں سمجھ گیا وہ کون تھے۔ وہ میرے دشمن بن گئے تھے کیونکہ میں نے انہیں مزدوری کی رقم کے علاوہ قرض نہیں دیا تھا۔ خیر میرے آدمی انہیں بہت جلد پکڑ لیں گے۔"

بچی کے باپ نے عنبر اور تھیوسانگ سے کہا کہ وہ ساتھ والی جھونپڑی میں آرام کریں۔ صبح وہ انہیں کچھ سامان دے کر رخصت کرے گا۔

عنبر بولا: "شکریہ! ہم نے یہ کام انسانی ہمدردی کی وجہ سے کیا ہے کسی انعام کے لالچ کے لیے نہیں کیا۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم اپنی جھونپڑی میں

جا کر آرام کریں گے۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے اسے یہ بتایا تھا کہ وہ سیلون میں اور جنگل کی سیاحت کر رہے تھے کہ رات ہو گئی اور وہ ایک جھونپڑی کو خالی دیکھ کر وہاں آرام کرنے کے لیے عنبر گئے کہ یہ واقعہ پیش آ گیا۔

بچی کی ماں بولی:

"تم نے ہماری بچی کی جان بچا کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم تمہیں خالی ہاتھ جانے دیں۔"

یہ کہہ کر اس پرتگالی عورت نے گلے کا ہار اتار کر عنبر کی طرف بڑھا کر کہا:

"یہ ہار اپنے پاس رکھ لو۔ یہ ہمارا انعام ہے۔"

عنبر نے ہار واپس کر دیا اور کہا:

"ہم کبھی کسی اچھے کام کا معاوضہ یا انعام نہیں لیا کرتے بہن! اور پھر کسی نیک کام کا اجر تو صرف خدا ہی دے سکتا ہے۔ خیر اب ہمیں اجازت دیں۔"

اتنے میں ایک دوسرا آدمی اندر آ گیا اور بولا:

"آقا! دونوں پرتگالی مزدور غائب ہیں۔ وہ اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھونپڑوں میں نہیں"

بچی کے باپ نے کہا

"ان کو جنگل میں تلاش کرو اور جہاں کہیں بھی ہوں انہیں پکڑ کر میرے پاس لاؤ"

آدمی باہر چلا گیا۔ اب عنبر اور تھیوسانگ بھی اجازت لے کر واپس اپنی جھونپڑی میں آ گئے۔ دونوں خوفناک بدھا تھیوسانگ کی بیسیبہ ہی میں تھے۔

عنبر نے کہا:

"انہیں اس جنگل میں کہیں چھوڑنے کی بجائے واپس دغانا کی بندرگاہ پر جا کر سمندر میں پھینک دیتے کیونکہ اگر انہیں یہاں چھوڑا تو یہ واپس اپنے ٹھکانے پر جا کر بچی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے"

تھیوسانگ نے کہا:

"یہ تو اتنے چھوٹے ہیں کہ بچی کے ٹخنے تک ہی پہنچیں گے"

عنبر بولا: "یہ افریقہ کا جنگل ہے۔ یہاں قدم قدم پر جادو کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ کیا پتہ ہے کوئی ان کے قد کو بڑا کر دے اور یہ بچی کو نقصان پہنچا دیں"

تھیوسانگ نے عنبر کی بات تسلیم کر لی۔ رات انہوں نے اسی جھونپڑی میں گزاری جب صبح ہوئی تو واپس دغانا کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ وہ صبح تھی جب دغانا کی بندرگاہ سے وہ جہاز ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہوا جس میں کیپٹن اور فریڈا سوار تھیں۔ عنبر اور تھیوسانگ راستے میں کیپٹن کو بھی تلاش کرتے جا رہے تھے۔ انہیں دغانا پہنچنے میں ایک دن اور ایک رات گزر گئی۔ جب وہ دغانا پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ ایک جہاز ایک روز پہلے ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ عنبر اور تھیوسانگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کیپٹن اسی جہاز میں ہندوستان کو لے جائی جا رہی ہو۔ پھر تھیوسانگ بولا:

"اس بارے میں یقین تک ہمیں پوری اطلاع نہیں ملتی ہمارا ملک ہندوستان کی طرف جانا بیکار ہے"

عنبر نے پوچھا:

"تو پھر یہاں سے کس طرف چلیں؟ آخر ہمیں کسی نہ کسی ملک میں جا کر کیپٹن کو تلاش کرنا ہی ہو گا"

تھیوسانگ بولا: "صبح اس پر غور کر کے کوئی فیصلہ کریں گے۔ ابھی ہمیں ٹاگ کی بھی کچھ خبر نہیں ہے اور ماریا بھی نہ جانے کہاں غائب ہو چکی ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ اسے ناگ مادیا اور کیٹی کی بہت یاد ستانے لگی تھی۔ تھیوسانگ نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں رات کے اندھیرے میں ان بدمعاشوں سے نجات حاصل کر لینی چاہیے جو میری جیب میں پھدک رہے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے انہیں مارتے نہیں بلکہ کسی کسی ویران جگہ لے جا کر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ اگر جنگل میں پہنچ بھی گئے تو بچی کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔"

تھیوسانگ بولا: "جیسے تمہاری مرضی" اور وہ شہر سے باہر کسی ویران جگہ کی تلاش میں چل پڑے۔

بدروحوں کا غار

بندرگاہ سے دور ایک جگہ مینار سا بنا ہوا تھا۔ کسی زمانے میں اس مینار پر آگ روشن کر کے دور سے جہازوں کو راستہ دکھایا جاتا تھا۔ لیکن ایک عرصے سے یہ مینار ویران پڑا تھا۔ کیونکہ اس کی بجائے دو میل سمندر کے اندر ایک چٹان پر نیا مینار بنا دیا گیا تھا۔

عنبر نے کہا:

"یہ ویران مینار ٹھیک رہے گا۔ ہم ان دونوں بدمعاشوں کو اس مینار کی اوپر والی منزل میں چھوڑ دیتے ہیں یہاں سے اگر یہ کسی طرح گرتے پڑتے واپس چلے گئے تو ان کی قسمت۔"

تھیوسانگ اور عنبر ویران مینار کے پہلے گول کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں سوائے پتھروں اور لیفٹ روڑوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ ایک تنگ سیڑھی اوپر کو جاتی تھی۔ اس میں مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جالے ہٹاتے گول مینار کی دوسری منزل پر آ گئے۔ وہاں بھی کوڑا کرکٹ ہی پڑا تھا۔ اس مینار کی تین منزلیں تھیں۔ تیسری منزل پر آ کر انہوں نے دیکھا کہ کمرے کے درمیان میں جہاں کبھی آگ جلائی جاتی تھی اب سوائے راکھ کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں تھا۔ تھیوسانگ نے دونوں بونوں کو جیب سے نکالا اور ٹھنڈی راکھ کے کنارے پتھروں میں چھوڑ دیا اور کہا:

"اب تم اسی جگہ رہو گے۔ یہی تمہاری سزا ہے۔"

یہ کہہ کر عنبر اور تھیوسانگ واپس سیڑھیاں اترنے لگے۔ ان کے جاتے ہی ٹھنڈی راکھ میں سے ایک بالوں بھرا عجیب سا انسانی ہاتھ باہر نکلا اور اس نے دونوں بدمعاش بونوں کو پتھروں پر سے اٹھا کر اپنی مٹھی میں جکڑا اور کچل کر رکھ دیا۔ پھر یہ ہاتھ راکھ کے اندر چلا گیا۔ ایک سیکنڈ کے بعد راکھ میں سے ایک کالے رنگ کا بچھو اچھل کر باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹھنڈی راکھ میں سے ایک انسانی سر باہر نکل گیا۔ اس انسانی سر کی دو آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ سر پر راکھ ہی راکھ تھی۔ چہرہ سیاہ کالے بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ ناک بچھو کے ڈنک کی طرح اوپر کو اٹھی ہوئی تھی اور کان گردن تک لٹک

رہے تھے۔ اس کے ہونٹوں میں سے دو سفید دانت باہر کو نکلے تھے۔ سیاہ بچھو اس شکل کو دیکھ کر وہیں ساکت ہو گیا۔ راکھ والے ڈراؤنے چہرے کے حلق سے ایسی آواز نکلی جیسے آگ دھڑا دھڑ جلتی ہے تو آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس نے کہا:

"ان کے پاس زمین کا وہ راز ہے جس کی مجھے صدیوں سے تلاش تھی۔ جاؤ اور یہ راز ان سے معلوم کرو۔"

سیاہ بچھو نے اپنا منہ اوپر اٹھایا۔ دم کے ڈنک کو تین بار زور سے دائیں بائیں گردش دی اور پھر وہ بچھو سے ایک بے حد خوبصورت لڑکی بن گیا جس کے بال گھنگھریالے سنہری تھے۔ رنگ گورا تھا اور اس نے خوبصورت کپڑے پہن رکھے تھے۔ راکھ والے ڈراؤنے چہرے نے کہا:

"اب تمہارا نام عقربہ ہے۔ ان دونوں میں سے ایک آدمی کے پاس ایسی طاقت ہے جس کی مدد سے وہ دنیا کی ہر شے کو چھوٹا بنا سکتا ہے۔ تمہیں اس سے یہ راز معلوم کرنا ہے۔ اگر وہ راز نہ بتائے تو پھر تمہیں کیا کرنا ہو گا تم خوب جانتی ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر: لڑکی نے کہا:

"میں جانتی ہوں آقا۔ میں تمہارا غلام ہوں۔ تمہارے لیے اپنی جان بھی لڑا دوں گا۔"

راکو کے چہرے نے کہا:

"یہ دونوں آدمی بڑے ہوشیار لگتے ہیں۔ ان سے خبردار رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری پیٹھ پر بچھو کا جو ڈنک باہر نکلا ہوا ہے اسے دیکھ لیں۔ اسے چھپا کر رکھنا۔"

عنبر نے کہا:

"میں اس کا پورا خیال رکھوں گا۔ اب میں جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر یہ لڑکی جو اصل میں ایک بہت ہی خطرناک بچھو تھا لڑکی کی شکل میں ویران مینار کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئی۔ اندھیرے میں بھی اس کی آنکھیں ہر شے کو دیکھ سکتی تھیں۔ اسے عنبر اور تھیوساگ دور سمندر کے کنارے جاتے دکھائی دیئے۔ عنبر لڑکی نے ان کا پیچھا شروع کر دیا۔ تھیوساگ اور عنبر کیبن کے بارے میں باتیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ صبح ہونے ہی والی تھی۔ وہ بندرگاہ کے سامنے والی سڑک کے باہر

برآمدے میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔

تھیوساگ بولا: "دن نکلتے ہی بندرگاہ پر جا کر معلوم کرتا ہوں کہ یہاں سے اگلا جہاز کب روانہ ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں فوراً ہندوستان کا سفر اختیار کرنا چاہیے۔"

"ہندوستان میں کیا رکھا ہے؟" عنبر نے کہا۔

تھیوساگ بولا: "جانے کیوں میرا دل کہتا ہے کہ ہم اپنے دوستوں سے اب ہندوستان ہی میں مل سکیں گے۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا:

"ٹھیک ہے۔ اگر تمہارا دل کہتا ہے تو ہم ہندوستان ہی کی طرف چل پڑتے ہیں۔"

تھوڑی دیر میں دن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔ لوگ بندرگاہ پر کام کرنے لگے۔ جہازوں پر مال لادا جانے لگا۔ تھیوساگ بولا:

"میں ابھی معلوم کر کے آتا ہوں کہ ہندوستان کو جہاز کس روز جائے گا۔"

تھیوساگ چلا گیا۔ عنبر وہیں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ نے واپس آ کر بتایا کہ "ہندوستان کا مسافر جہاز تو پہنچنے کے بعد جائے گا لیکن ایک مال بردار جہاز آخا ریت روانہ ہونے والا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"اگر ہم جہاز کے کپتان کا سونا کے کچھ سکے ... دیں تو وہ ہمیں جہاز پر سفر کرنے کی اجازت دے دے گا۔"

تھیوسانگ مسکراتے ہوئے بولا:

"یہ کام میں نے کر دیا ہے۔ میں نے جہاز کے کپتان کو سونے کے دس سکے دے کر اس بات پر راضی کر لیا ہے کہ وہ ہمیں اپنے ساتھ ہندوستان لے جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ اب ہمیں تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ میرا مطلب ہے کہ ہمیں بازار جا کر کچھ نئے کپڑے خریدنے ہوں گے۔ ہمارا لباس کافی خراب ہو چکا ہے۔"

وہ تینوں خریدنے کے لیے بازار سے نکل کر بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ ایک بڑا بس سے کنارے

تھے کہ اچانک ایک طرف سے ایک خوبصورت لڑکی بھاگتی ہوئی آئی اور عنبر اور تھیوسانگ کے قدموں سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی:

"بھگوان کے لئے مجھے بچا لو۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔"

عنبر اور تھیوسانگ حیران ہو کر لڑکی کو دیکھنے لگے۔ یہ عنبر تھی۔ یعنی وہی لڑکی جو اصل میں سیاہ رنگ کی تھی اور جسے دیوان میندار کی ملکہ رانی ڈراؤنے چہرے والی نے ... عنبر تھیوسانگ کے پیچھے روانہ کیا تھا۔ لڑکی کا چہرہ سخت گھبرایا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے اسے حوصلہ دے کر اٹھایا اور پوچھا "کون تمہیں مار ڈالے گا؟"

عنبر نے ایک طرف اشارہ کیا اور تھیوسانگ کے پیچھے چھپ کر ڈری ہوئی آواز میں بولی:

"وہ ظالم ہیں۔ مجھے ہندوستان سے اغوا کر کے لے آئے تھے وہ مجھے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ میں موقع پا کر بھاگ آئی اب وہ عنبر کے میرے پیچھے لگے ہیں۔ وہ کہیں چھپ گئے ہیں نہیں دیکھ کر:

عنبر نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"فکر نہ کرو بہن! ہم تمہاری حفاظت کریں گے لیکن
آخر تمہیں اسی شہر میں رہنا ہے۔ ہمیں بتاؤ کہ
ان کا اڈہ کہاں ہے ہم انہیں گرفتار کرا دیں گے"
عقربہ نے روتے ہوئے عنبر کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا:
"بھگوان کے لئے وہاں نہ جانا، وہ تمہیں بھی زندہ
نہیں چھوڑیں گے میں اس شہر میں رہی تو وہ مجھے
قتل کر دیں گے مجھے یہاں سے نکال کر لے چلو
مجھے ہندوستان میں اپنے ماں باپ کے پاس پہنچا
دو۔ وہ میری یاد میں رو رو کر اندھے ہو جائیں گے
میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ بھگوان کے لیے مجھے یہاں
سے نکال کر ہندوستان پہنچا دو۔"
تھیوساگ اور عنبر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔
عنبر نے اپنی خاص زبان میں تھیوساگ سے کہا:
"ہم بھی ہندوستان کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ کیوں
نہ اس مصیبت کی ماری لڑکی کو ساتھ لے چلیں"
تھیوساگ سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:
"سوچ لو۔ کہیں اس کی وجہ سے ہم کسی مشکل میں نہ
پھنس جائیں"
عنبر نے کہا:

"تھیوساگ! ہم تو مشکلوں میں پھنستے ہی رہتے ہیں
لیکن اس لڑکی کو مشکل سے نکالنا اب ہمارا فرض
ہو گیا ہے۔"
تھیوساگ بولا: "جیسے تمہاری مرضی"
عنبر نے اب اس لڑکی عقربہ سے ہندوستان کی زبان میں
کہا: "گھبراؤ نہیں ہم بھی اتفاق سے ہندوستان کی طرف
ہی جا رہے ہیں۔ ہم تمہیں اپنے ساتھ ہی لے
جائیں گے۔"
عقربہ نے انتہائی مکاری سے اداکاری کرتے ہوئے عنبر
کا ہاتھ چوم لیا اور بولی:
"بھائی میں تمہارا احسان زندگی بھر نہ بھلا سکوں گی
تم نے میری عزت میری زندگی بچا لی ہے۔"
تھیوساگ اور عنبر نے اس لڑکی عقربہ سے اس کا نام
پوچھا۔ اس نے اپنے آنسو آنچل سے پونچھ کر کہا:
"میرا نام عقربہ ہے۔ تمہارا نام کیا ہے بھائی؟"
عنبر اور تھیوساگ نے اسے اپنے اصل نام بتا دیئے
عنبر نے ہنستے ہوئے کہا:
"عقربہ عجیب سا نام ہے۔ تمہارا نام کس نے
رکھا تھا؟ ہندوستان میں اس قسم کے نام نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یں نہیں آتے؟
عقربہ نے کہا:
"میرا دادا آتش پرست ایرانی تھا۔ ہم ایران سے
ا کر ملک ہندوستان کے شہر ورنگل میں آباد
ہو گئے تھے۔ میرے ماں باپ بہت غریب
ہیں۔ میرا نام میرے دادا نے رکھا تھا جو اب
اس دنیا میں نہیں ہے ——————
ورنگل میں میرے باپ کی چھوٹی سی کھیتی ہے جہاں
ہم سبزیاں اگا کر فروخت کر کے اپنا پیٹ پالتے
ہیں یہ ڈاکو فقیروں کے بھیس میں وہاں آئے اور
مجھے بے ہوش کر کے اغوا کر کے اپنے جہاز
میں لے گئے۔"
عنبر نے کہا:
"فکر مت کرو عقربہ بہن! ہم تمہیں تمہارے ماں
باپ کے پاس ورنگل چھوڑ کر آگے جائیں گے۔ ہم
بھی اپنی ایک بہن کے پاس جا رہے ہیں جو سنگاپور
میں رہتی ہے۔"
عقربہ نے کہا:
"میں تمہاری بہن سے مل کر بہت خوش ہوں گی

جب تم واپس جانے لگو تو اسے بھی ساتھ لے کر
ہمارے گھر آنا۔"
عنبر بولا: "اگر ایسا ہو سکا تو ضرور اسے ساتھ لے چلیں گے۔"
انھوں نے بازار میں اپنے لیے کچھ کپڑے خریدے۔ عقربہ
کے لیے زنانہ کپڑے کی چیزیں خریدیں اور واپس سرائے میں
آ گئے۔ تیوساگھ اور عنبر نے یہ پہلے ہی سے طے کر لیا
تھا کہ وہ ایرانی لڑکی عقربہ پر راستے میں ہرگز ظاہر نہیں ہونے دیں
گے کہ انہیں بھوک سردی گرمی اور پیاس نہیں لگتی۔ عقربہ
پوری طرح سے ہوشیار تھی۔ وہ ایک علمی عورت تھی۔ وہ
ایک بچھو تھی جو استاپا جیسے طلسم سے لڑکی کی شکل میں آ
گئی تھی۔ سٹروسا ہی سے اس نے یہ غور کرنا شروع کر
دیا تھا کہ ان دونوں یعنی تیوساگھ اور عنبر میں سے وہ
کون سا آدمی ہے جو ہاتھ لگانے یا دم کرنے سے چیزوں
کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ اسے ان دونوں میں سے اسی آدمی
کی تلاش تھی۔

دوسرے روز رات ہونے سے پہلے تیوساگھ نے سمندری
جہاز کے کپتان سے ملاقات کی اور کہا کہ میں پانچ سونے
کے مزید ٹکٹ لینے کو تیار ہوں کیونکہ اب ہمارے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک عورت بھی سفر کرے گی جو ہماری رشتے دار ہے ہمیں یہاں اچانک مل گئی ہے۔ کپتان ہسپانوی تھا۔ اس نے سونے کے سکے رکھ لیے اور کہا:

"اس عورت کو بھی لے آؤ، مگر کسی سے اس کا ذکر مت کرنا۔"

جہاز نے رات کے وقت لنگر اٹھا لیا اور ہندوستان کی طرف سفر شروع کر دیا۔ یہ سفر سات دن کا تھا۔ دوسری طرف کیٹی اپنے ساتھ فریطا کو لے کر ہندوستان پہنچ گئی تھی۔ فریطا کا شہر سامرتھ کے علاقے میں تھا۔ کیٹی نے فریطا سے کہا: "میں نے اپنے وعدے کے مطابق تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیا ہے اب میں تمہارے چچا کے سامنے نہیں جاؤں گی۔ کیونکہ میرا جانا بیکار ہے وہ مجھے دیکھ نہیں سکیں گے۔ اس لیے میں یہیں سے تمہیں خدا حافظ کہتی ہوں۔"

فریطا کا مکان تھوڑے فاصلے پر ہی تھا اور دور سے کھیتوں میں درختوں کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ فریطا نے کیٹی کو بہت مجبور کیا کہ وہ اس کے ساتھ اس کے چچا کے پاس جائے مگر کیٹی نہ مانی اور اس سے رخصت ہو گئی۔ یہ علاقہ بڑا شاداب اور خوبصورت تھا۔ سامرتھ کا شہر

ایک خوبصورت وادی میں بنا ہوا تھا۔ اس کے شمال کی جانب گھنے درخت تھے۔ فریطا نے کیٹی کو بتایا تھا کہ ان درختوں میں جو پہاڑیاں ہیں ان پہاڑیوں میں وہ غاریں ہیں جہاں لوگوں کے کہنے کے مطابق بد روحیں رہتی ہیں۔ کیٹی کے دل میں خیال آیا کہ ان پہاڑوں میں چل کر دیکھنا چاہیے کہ کہیں مارا وہاں کسی بدروح کے قبضے میں تو نہیں ہے۔ کیٹی غیبی حالت میں ہی ان پہاڑیوں کی طرف پرواز کرنے لگی۔ اس نے وہاں جا کر دیکھا کہ پہاڑوں کی ڈھلانوں پر جگہ جگہ عجیب شکل کی خشک جھاڑیاں اگی تھیں ان ڈھلانوں میں کہیں کہیں غاروں کے منہ نظر آ رہے تھے۔ کیٹی قریب گئی تو اس نے دیکھا کہ یہ چند ایک غار تھے جن میں سے اکثر کے دہانے تنوروں کے جالوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ان غاروں میں کبھی کوئی انسان داخل نہیں ہوا تھا۔ اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ آسمان پر اکا دکا ستارے نکل آئے تھے۔ کیٹی ایک غار کے پاس آئی تو اسے اندر سے گرم ہوا آتی محسوس ہوئی۔

وہ بڑی حیران ہوئی کہ جب دوسری غاروں میں سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی تو اس غار میں سے گرم ہوا کیوں آ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دہی ہے۔ اسے یہ بھی خیال تھا کہ وہ خود خوامخواہ کسی مصیبت
میں نہ پھنس جائے۔ وہ غار کے باہر ہی تھی۔ ذرا سا سر
اندر ڈال کر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ جیسے پیچھے سے
ہوا کا تیز جھونکا آیا اور وہ اچھل کر غار کے اندر چلی گئی۔
اس کے غار کے اندر جاتے ہی ہوا رک گئی اور اس
کی گرمی بھی کم ہو گئی۔ کیٹی نے غار سے واپس نکلنے کے
لیے اپنے آپ کو غار کے منہ کی طرف اچھالنا چاہا مگر
ایسا نہ کر سکی۔ ہوا کا ایک اور تیز جھونکا آیا اور وہ
کے اندر دور تک چلی گئی۔

یہاں گہرا اندھیرا تھا۔ مگر کیٹی اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی
تھی۔ اس کو یہاں چھت سے لٹکتے مکڑی کے جالوں کے بڑے
بڑے گول گچھے دکھائی دیئے۔ یہ گچھے اتنے بڑے تھے کہ
آدمی اس میں چھپ سکتا تھا۔ اچانک کیٹی کانپ کر رہ گئی
اس نے دیکھا کہ مکڑی کے جالوں کے ہر گچھے میں ایک
انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ پھنسا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ
انسان ان جالوں میں پھنس گئے اور پھر کسی بہت بڑی
مکڑی نے ان کے جسم کا سارا گوشت چٹ کر لیا اور خالی
انسانی ڈھانچہ لٹکتا رہ گیا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہاں یہ مکڑیاں
نہیں رہتیں بلکہ کوئی بہت بڑی مکڑی رہتی ہے جو انسانوں

کو اپنے جالے میں پھنسا کر ہڑپ کر جاتی ہے۔ مگر سوال
یہ تھا کہ اگر یہاں کوئی بڑا مکڑا نہیں ہے تو پھر اس کو
پیچھے سے اندر کس نے اچھالا تھا؟ یہ کام کوئی مکڑی
نہیں کر سکتی۔ کیٹی جالوں کے گچھوں میں لٹکتے انسانی ہڈیوں
کے ڈھانچوں کے قریب سے گزرتے ہوئے غار میں آگے
گئی تو اس کا سانس گھٹنے لگا۔ اسے محسوس ہوا کہ وہاں
آکسیجن بے حد کم تھی۔ کوئی دوسری گیس آکسیجن گیس کو
ختم کر رہی تھی۔ وہ خلا کی رہنے والی تھی۔ اس کو گیسوں
کا علم تھا۔ وہ پیچھے ہٹی تو پیچھے نہ ہٹ سکی۔ جیسے
اس کے پیچھے کوئی دیوار تھی جو اس کے ساتھ ساتھ چل
رہی تھی۔ جہاں وہ کبھی تھی نظر نہ آنے والی دیوار بھی
رک جاتی تھی۔ کیٹی دو قدم آگے گئی۔ آکسیجن بالکل
ختم ہو رہی تھی۔ اس نے ایک دم سے ایک قدم پیچھے
ہٹایا اور وہ نظر نہ آنے والی دیوار سے ٹکرا گئی۔ حیرانی
کی بات تھی کہ وہ اس دیوار کے درمیان سے نہیں گزر
سکتی تھی۔ اگرچہ اسے دیوار دکھائی بھی نہیں دیتی تھی۔ یہ
کام ضرور کسی بدروح کا تھا۔ کیٹی کا دم گھٹنے لگا۔ وہ
تڑپ کر چھت کی طرف گئی۔ وہاں بھی آکسیجن نہیں تھی۔ وہ
تیزی سے نیچے آ گئی۔ وہ ایک نظر نہ آنے والی لہر کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چیخ و تاب کھا رہی تھی۔ پھر اچانک اسے ایک طرف سے بہت بڑی مکڑی آتی نظر آئی جس کی آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ مکڑی اتنی بڑی تھی کہ خود اس کے بالوں بھرے مکروہ جسم سے بھر گیا تھا۔

کیٹی سمجھ گئی کہ اب انجام قریب ہے۔ کیونکہ اس مکڑی نے ضرور اسے دیکھ لیا تھا اور وہ اگرچہ غیبی حالت میں ہے مگر یہ مکڑی اسے اسی حالت میں چٹ کر جائے گی۔ کیٹی کو اپنی چکی کا خیال آ گیا۔ مکڑی کے حلق سے عجیب طرح کی چیخوں کی ہارمیک آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔ مکڑی کیٹی کے بالکل قریب آ گئی تو کیٹی نے چکی بجا دی پہلی بار تو کچھ نہ ہوا لیکن دوسری بار چکی بجانے سے کیٹی پر پہلا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنے آپ کو نظر آنے لگی مگر یہ دیکھ کر اس کی روح کے اندر سے بھیانک چیخ نکل گئی کہ کیٹی کا جسم ایک سیاہ رنگ کی مکڑی میں تبدیل ہو چکا تھا۔

کیٹی سوچ رہی تھی۔ سمجھ رہی تھی۔ دیکھ رہی تھی مگر اس کا جسم انسان کا جسم نہیں تھا۔ وہ مکڑی بن گئی تھی۔ مکڑی بنتے ہی اس کا سانس گھٹنا بند ہو گیا۔ بڑی مکڑی وہیں تک گئی۔ کیٹی غار کے منہ کی طرف دوڑی۔ بڑی مکڑی بھی اس کے پیچھے چیختی چلاتی شور مچاتی بھاگی۔ بہت جلد بڑی مکڑی کی لمبی

لمبی ٹانگیں اور ہاتھ کیٹی مکڑی کے سر پر پہنچ گئے۔ کیٹی مکڑی کے حلق سے بھی خوف کے مارے ایک چیخ نکل گئی۔ وہ زور لگا کر باہر کی طرف دوڑی تو اس کی ہارمیک ہارمیک کاں مکڑیوں ایسی ٹانگیں زمین سے بلند ہو گئیں اور وہ ہوا میں تیرنے لگی۔ کیٹی مکڑی ایک سیکنڈ میں ہوا میں پرواز کرتی ہوئی غار سے باہر تھی۔ باہر نکلتے ہی اس نے ایک طرف کو خوف لگا دیا۔

باہر اندھیرا چھا رہا تھا۔ کیٹی مکڑی منہ لٹکا کر پہاڑی کی ڈھلان کی طرف اڑتی گئی۔ پھر اس نے اوپر کو مڑ کر کے اپنے آپ کو اچھالا اور اوپر کی طرف اڑنے لگی۔ اس نے اپنا رخ شہر سعدیہ کی طرف کر لیا۔ شہر کے مکانوں میں روشن ہو گئے تھے۔ کیٹی اڑتی اڑتی فریحا کے مکان کی دیوار پر اندھیرے میں آ کر بیٹھ گئی۔ فریحا صحن میں تخت لگا رہی تھی کیونکہ یہ کھانے کا وقت تھا۔ کیٹی مکڑی اپنی حالت پر دل ہی دل میں آنسو بہا رہی تھی کہ وہ کیوں اس منحوس غار کے اندر گئی۔ وہ فریحا کی شکل دیکھ رہی تھی۔ اس کی آواز بھی سن رہی تھی۔ مگر خود اس کو یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ میں مکڑی نہیں بلکہ تمہاری سہیلی کیٹی ہوں۔

مکڑی کیٹی نے فضا میں سونگھنے کی کوشش کی۔ اسے کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چیز کی بھی خوشبو یا بُو نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی کو بار بار اپنے اوپر غصہ بھی آ رہا تھا اور رحم بھی آ رہا تھا کہ وہ خوامخواہ بدروحوں کی غار میں داخل ہوئی۔ نہ وہ غار میں داخل ہوتی اور نہ اس کا جسم لکڑی میں تبدیل ہوتا۔ اتنے میں فریلیا دیوار پر کوئی کپڑا ڈالنے اس طرف آئی جہاں کیٹی لکڑی کی شکل میں بیٹھی تھی۔ اس نے دیوار پر ایک کالی لکڑی کو دیکھا تو زور سے کپڑے کو مار کر لکڑی پر مارا۔ اس سے پہلے کیٹی لکڑی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

فریلیا نے سمجھ لیا

"اچھا جادو اڑنے والی لکڑی! اڑنے والی لکڑی!"

کیٹی لکڑی کے دل کو بے حد صدمہ ہوا کہ فریلیا نے بھی اسے لکڑی سمجھا تھا۔ مگر فریلیا کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا۔ کیٹی کی شکل ہی لکڑی کی تھی۔ کیٹی نے فریلیا کے گھر اور اس کے شہر کو خدا حافظ کہا اور شمال کی طرف جو ہمالیہ کے پہاڑ تھے اس طرف اڑنے لگی۔

یہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ماریا کے بچے کو لے کر رومن کاہن تبت کے لاما کے پاس اسے نذر کرنے یا اسے پیش کرنے کے لیے ہمالیہ کی شمال برف پوش وادی یعنی ملک تبت کی طرف چلا جا رہا تھا۔ چونکہ یہ رات وہ

پیدل طے کر رہا تھا اس لیے اونچی تبت سے کافی زیادہ پہاڑیوں میں ہی سفر کر رہا تھا۔ جب کہ تھیسانگ اور ہنر کے ساتھ میجار ملے بلکہ کے ڈراؤنے چہرے والی مشاپا کے حکم سے بچھو لڑکی حقرہ کی شکل میں سندری چھڑی میں سفر کر رہی تھی۔ اس نے لڑکی کا روپ دھار کر اپنے آپ کو مصیبت کی ماری ظاہر کر کے تھیسانگ اور ہنر سے مدد طلب کی تھی کہ وہ اسے اس کے شہر درنگل میں پہنچا دیں جو ہندوستان میں تھا۔ خوبصورت بچھو لڑکی کو اصل میں اس راز کی، اس قسم کی تلاش تھی جس کی مدد سے تھیسانگ چیزوں کو چھوٹا بنا سکتا تھا۔ حقرہ کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ ان دونوں میں سے کس کے پاس چیزوں کو چھوٹا کرنے کا راز ہے۔ اس کے ماکھ کے ڈراؤنے چہرے والے دیوتا استاپا نے اسے حکم دیا تھا کہ جب اسے پتہ چل جائے کہ یہ راز کس کے پاس ہے تو اس سے یہ راز معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن اگر وہ شخص اسے یہ راز نہ بتائے تو اسے کسی دوسری شکل میں تبدیل کر کے اپنے ساتھ اڑا کر کے ماکھ اڑنے والے میدان میں لے آئے۔ تھیسانگ اور ہنر تو کیٹی اور ناگ ماریا کی تلاش میں ملک ہندوستان کی طرف سفر کر رہے تھے۔ بچھو لڑکی حقرہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کے ساتھ تھی۔ انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ یہ ایک طلسمی ملاکی ہے۔ وہ سمندر میں ایک تجارتی جہاز میں سفر کر رہے تھے جس کا کپتان ایک ہسپانوی تھا۔

تیسری جانب ناگ بھی ہمالیہ کی گود میں واقع ایک پُرفضا گاؤں کے قریب عقاب کی شکل میں اڑتا ہوا پہنچ گیا تھا کیوں کہ اسے اسی گاؤں سے اپنے بالوں کی راکھ کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عیار یوراگی کو اس کے انجام تک پہنچانے کے بعد اس کا غلام بیروکس خود ناگ کی راکھ والا تعویذ اپنے بازو پر باندھے سامری کی مدد سے ایک دولت مند جاگیردار کی حیثیت سے اس گاؤں میں آباد ہو گیا تھا۔ وہ اپنی باقی زندگی عیش و آرام میں گذارنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی شکل تبدیل نہیں کی تھی۔ اس کی شکل غلام بیروکس کی شکل ہی تھی۔ اس کے بازو کے تعویذ میں سے خشک ہونے کے بعد راکھ کی خوشبو ناگ تک برابر پہنچ رہی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں خوشبو کی ٹوہ لیتا غلام بیروکس کے مکان پر پہنچ گیا۔ جونہی اس کی نظر غلام بیروکس پر پڑی تو اس نے اسے فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ شخص ہے جو عیار یوراگی کا غلام تھا اور جس نے انہیں یعنی تھیوسانگ اور کیٹی ممبر کو بے ہوش کر دینے والا انگور کا مشروب پلایا تھا۔

ناگ عقاب کی شکل میں غلام بیروکس کے شاندار مکان کے صحن کی دیوار کے پاس درخت میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ غلام بیروکس اس وقت ایک تخت پر بیٹھا تھا اور دو کنیزیں اس کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ اس شخص کے پاس اپنی شکل میں اچانک پہنچ جانا چاہیے چنانچہ ناگ اڑ کر مکان کے باہر چلا گیا۔ چند قدم کے فاصلے پر جا کر اس نے اپنی اصلی انسان کی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ چلتا مکان کے صحن والے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ پھر خاموشی سے قدم اٹھایا اور صحن میں داخل ہو گیا۔

غلام بیروکس کی نگاہ جونہی ناگ پر پڑی وہ خوف سے کانپ اٹھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہی وہ ناگ ہے جو اپنی شکل تبدیل کر کے سانپ بھی بن جاتا ہے اور اسی ناگ کے بالوں کی راکھ کا تعویذ اس نے اپنے بازو پر باندھ رکھا ہے۔ وہ اسے دیکھتے ہی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگا ناگ بھی اس کے پیچھے دوڑا۔ کنیزیں ڈر کر ادھر ادھر ہو گئیں۔ غلام بیروکس کمرے میں جاتے ہی کھڑکی میں سے کود کر دوسری طرف جھاڑیوں میں جا گرا۔ گرتے ہی اس نے اپنے بازو کا تعویذ کھول کر ہاتھ میں لیا اور کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سامری! سامری! سامری! مجھے سانپ کی شکل دیدے

جلدی میں غلام بیروس کی زبان پر سانپ ہی کا نام آیا تھا۔ سامری کے طلسم سے غلام بیروکس فوراً ایک نیلے رنگ کا ایک فٹ لمبا سانپ بن گیا۔ چونکہ وہ انسان کی شکل میں آیا تھا اس لیے ناگ کی راکھ والی تعویذ ریت پر جھاڑیوں کے پاس ہی پڑا رہ گیا۔ غلام بیروکس نے یہ بہت بڑی غلطی کی تھی۔ کیونکہ اسے ہر حالت میں کسی انسان ہی کی شکل تبدیل کرنی چاہیے تھی۔ انسان کی شکل میں آتا تو ناگ کا تعویذ اس کے پاس ہی رہتا۔ مگر سانپ کی شکل میں آنے کے بعد وہ ناگ کے تعویذ سے محروم ہو گیا تھا۔ سانپ بننے کے بعد بھی غلام کو احساس تھا کہ ناگ خود سانپ کی شکل اختیار کر سکتا ہے اور وہ اسے ہلاک کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ چنانچہ غلام بیروکس سانپ کی شکل میں آتے ہی نیچے پہاڑی ڈھلان کی طرف بھاگ گیا۔

اتنی دیر میں ناگ بھی کھڑکی میں سے کود چکا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے غلام بیروکس کہیں دکھائی نہ دیا۔ [illegible] تیز محسوس ہو رہی تھی۔ آخر وہ اس خوشبو کی ٹوہ لگاتا جھاڑیوں میں پڑے ہوئے تعویذ تک پہنچ گیا۔ ناگ نے تعویذ کو اٹھا کر سونگھا۔ اس میں سے

اسے اپنے بالوں کی خوشبو آ رہی تھی۔ ناگ نے تعویذ کو کھولا اس کے اندر اس کے بالوں کی جلی ہوئی راکھ تھی۔ ناگ نے تعویذ کو بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور غلام بیروکس کی تلاش شروع کر دی۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ غلام بیروکس تعویذ پھینک کر فرار ہو گیا ہے۔ ناگ کو غلام بیروکس سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ وہ تو اس سے صرف یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ اسے تھیوسانگ عنبر اور کیٹی کے بارے میں اگر کچھ معلوم ہو تو اسے بتائے۔

ناگ نے غلام بیروکس کو دو تین بار آوازیں دیں مگر غلام بیروکس فٹ بھر کے نیلے سانپ کے روپ میں پہاڑی ڈھلان پر سے پھسلتا ہوا دور نیچے گہری کھڈ میں پہنچ چکا تھا۔ ناگ واپس مکان میں آ گیا۔ کنیزیں اور غلام اس سے اپنے آقا کے بارے میں پوچھنے لگے کہ اس کا آقا اسے دیکھ کر بھاگ کیوں گیا تھا۔

ناگ نے کہا:

"کبھی وہ میرا دوست تھا۔ لیکن ایک بات پر ہمارا جھگڑا ہو گیا۔ اب مجھے دیکھ کر وہ یہ سمجھا کہ میں اسے مارنے آیا ہوں۔ اسی ڈر سے وہ بھاگ گیا ہے۔ مگر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ جلد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واپس آ جائے گا۔ میں یہاں رہ کر اس کا انتظار کروں گا!

کنیزیں اور غلام چپ ہو گئے اور اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔

ناگ نے کہا:

میں اس کی تلاش میں جنگل کی طرف جاتا ہوں اگر وہ خود یہاں آ جائے تو اسے کہنا کہ میں اس کا دوست بھی ہوں اور بھائی بھی ہوں میں نے اسے سلامت کر دیا ہے اور اب صلح صفائی کرنے کے لیے آیا ہوں اور وہ میرا انتظار کرے۔

غلام اور کنیزوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ ناگ نے مکان سے نکلتے ہی جنگل میں آ کر اس طرف چلنا شروع کر دیا جدھر اس کے خیال میں غلام ہیروکس گیا تھا۔ یہ بات اس کے گمان میں بھی نہیں تھی کہ ہیروکس سانپ کا روپ دھار کر گہری کھڈ میں جا کر ایک خفیہ جگہ پر چھپ گیا ہے گہری کھڈ میں وہ بل میں گھس گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کو سب کچھ معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے ہی اسے انگور کا مشروب پلا کر بے ہوش کیا تھا اور اب وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اچانک اسے ناگ کے تعویذ کا خیال آیا

جس کی مدد سے وہ دوبارہ انسان کی شکل میں آ سکتا تھا۔ جب اسے احساس ہوا کہ تعویذ تو اس کے پاس نہیں ہے تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ تعویذ کے بغیر تو وہ ساری زندگی دوبارہ انسان کی شکل میں نہیں آ سکے گا اور ہمیشہ سانپ ہی کی شکل میں رہے گا۔ غلام ہیروکس کے تو خوف کے مارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ کیسے سانپ بن کر زندگی گذارے گا۔ نہیں نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اسے واپس جا کر تعویذ کو ڈھونڈنا چاہیے۔ وہ اسی وقت سوراخ میں سے نکل کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ جھاڑیوں، پتھروں اور گھاس میں سے گذرتا تیزی سے بھاگا جا رہا تھا۔ اپنے مکان کے پچھواڑے آ کر اس نے جھاڑی کے پاس وہ جگہ دیکھی جہاں اس نے سانپ کی شکل اختیار کی تھی۔ اس نے سارے علاقے کو چھان مارا مگر اسے تعویذ کہیں نہ ملا۔ اب اسے احساس ہوا کہ اس نے سامری سے سانپ کی شکل بدل کر زندگی کی سب سے بڑی اور سب سے بھیانک غلطی کی ہے۔ جب تک تعویذ اس کے پاس واپس نہیں آ جاتا وہ کبھی دوبارہ انسان کی شکل میں واپس نہیں آ سکے گا۔ غلام ہیروکس سمجھ گیا کہ قدرت نے اس کو اس کے گناہوں کی سزا دی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ کیوں کہ وہ ایک مجرم کا ساتھی تھا اور مجرم کی مدد کرنے والا بھی مجرم ہی ہوتا ہے۔

غلام ہیروکس نیلے سانپ کی شکل میں اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے گذر کر اپنے مکان کے صحن میں آگیا۔

بچھو لڑکی

صحن میں اس وقت ایک کنیز تخت پر چادر بچھا رہی تھی جونہی اس کی نظر نیلے سانپ پر پڑی۔ اس نے شور مچا دیا۔ سانپ سانپ! غلام ڈنڈے لے کر سانپ کو مارنے لگے۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ وہ جس کو سانپ سمجھ کر مارنے لگے ہیں وہ ان کا آقا ہیروکس ہے۔ غلام ہیروکس نے جب یہ عالم دیکھا تو جان بچانے کے لیے واپس کمرے کی طرف بھاگا اور تیزی سے رینگتا ہوا کھڑکی میں سے دوسری طرف جھاڑیوں میں کود گیا۔ جھاڑیوں میں سے گذرتا وہ سیدھا واپس اپنے کھنڈر نما بل کی طرف چل دیا۔

جنگل میں ادھر ادھر غلام ہیروکس کو تلاش کرنے کے بعد جب تنگ واپس آیا تو اسے کنیزوں اور غلاموں کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک نیلا سانپ وہاں آیا تھا۔

ایک غلام نے کہا۔

"میں تو اسے مارنے کے لیے لپکا تھا مگر جناب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ دیکھتے دیکھتے کمرے کی کھڑکی سے دوسری طرف کود گیا:

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے غلام سے پوچھا، "کیا کبھی پہلے بھی یہاں نیلا سانپ آیا تھا؟"

غلام نے کہا،

"نہیں جناب۔ اس علاقے میں سانپ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سال میں کہیں ایک آدھ بار ہی کوئی سانپ دکھائی دیتا ہے اور ہمارے گھر میں تو کبھی کوئی نیلا یا کالا سانپ نہیں آیا۔"

ناگ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ یہ سانپ کون ہو سکتا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ غلام ہیروکس ہو جس نے اس تعویذ کی مدد سے سانپ کی شکل اختیار کر لی ہو۔ ناگ کی اپنی سونگھ تھی اور کافی حد تک صحیح سونگھ تھی۔ وہ اٹھ کر مکان کے دروازے سے گذر کر دوسری طرف پہاڑی ڈھلان کی طرف آ گیا۔ وہ نیلے سانپ کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں کسی سانپ سے مدد لینا بہترین ذریعہ تھا۔ ناگ ڈھلان پر سے گذر کر ایک جگہ آ گیا جہاں گھنی جھاڑیاں اور درخت اُگے ہوئے تھے۔ ناگ نے سانپ کی آواز میں وہاں موجود کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ یہ

آواز نیچے گہری کھڈ کے بل میں چھپے ہوئے غلام ہیروکس نے بھی سن لی تھی۔ کیونکہ وہ خود نیلے سانپ کی شکل میں تھا۔ ناگ دیوتا بلا رہا تھا۔ مگر غلام ہیروکس چونکہ اصل میں انسان تھا۔ اس کی قوتِ ارادی ابھی باقی تھی۔ چنانچہ وہ وہیں دبکا بیٹھا رہا۔ اتنا اسے معلوم ہو گیا کہ ناگ اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ ناگ اصل میں سانپ ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ناگ دیوتا بھی ہے۔ ناگ نے تین چار بار علاقے کے کسی بھی سانپ کو آواز دے کر بلایا مگر کوئی سانپ وہاں نہ آیا۔ وہ وہاں سے آگے چلا گیا۔ کچھ فاصلے پر جا کر وہ ایک چٹان کی اوٹ میں آ گیا۔ اس نے جھک کر دیکھا۔ یہاں زمین پر کسی سانپ کے رینگنے کے نشان تھے۔ ناگ نے یہاں ایک بار پھر سانپ کی آواز میں وہاں موجود سانپ کو پکارا۔ چند لمحوں کے بعد قطاری رنگ کا سانپ پاس اگائے درختوں میں سے نکل کر اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس نے آتے ہی جھک کر سر جھکا کر سلام کیا اور کہا،

"عظیم ناگ دیوتا۔ میں نے آپ کی پہلی آواز ہی سن لی تھی مگر میں یہاں سے کافی دُور تھا۔ میں آپ کی آواز سن کر ہی چل پڑا تھا۔ مجھے راستے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں دیر ہو گئی۔ میرے لیے کیا حکم ہے؟"
ناگ نے اسے آہستہ سے کہا:
"اس علاقے میں ایک نیلا سانپ کہیں چھپا بیٹھا ہے۔ مجھے اس کی تلاش ہے۔ ابھی جا کر معلوم کرو کہ وہ کس جگہ پر ہے۔ میں تمہارا یہاں سے پیچھے کچھ دور ایک مکان میں انتظار کروں گا۔ میری خوشبو تمہیں اس مکان تک پہنچا دے گی۔"
نسواری سانپ نے کہا:
"میں ابھی نیلے سانپ کا کھوج لگا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اس علاقے میں کوئی سانپ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا۔"
یہ کہہ کر نسواری سانپ نیچے وادی کی جانب اور ناگ واپس مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے نسواری سانپ سے دھیمی آواز میں اس لیے بات کی تھی کہ اگر غلام ہیروکس نیلے سانپ کی شکل میں ادھر ادھر کہیں چھپا بیٹھا ہے تو اس تک اس کی آواز نہ پہنچے کیونکہ اس کی آواز سن کر وہ وہاں سے بھاگ سکتا تھا۔
ناگ غلام ہیروکس کے مکان میں آ کر تخت پر

گیا۔ اس نے غلام سے کہا کہ اس کے لیے قہوہ تیار کرے۔
غلام نے کہا:
"ابھی تیار کرتا ہوں مالک۔"
پھر اس نے پوچھا: "کیا ہمارے مالک ہیروکس کا کچھ پتہ چلا؟"
"دو کنیزیں بھی وہاں آ گئی تھیں۔"
ناگ نے کہا:
"ابھی تک تو کچھ پتہ نہیں چلا لیکن مجھے امید ہے کہ شام تک وہ ضرور اپنے گھر واپس آ جائے گا۔"
ناگ آرام سے تخت پر بیٹھ گیا۔
ابھی کافی دن باقی تھا۔ نسواری سانپ ناگ دیوتا کے حکم سے وادی میں نیلے سانپ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ سانپ کو دوسرے سانپ کی بو فوراً آ جاتی ہے۔ نسواری سانپ جب گہری کھڈ کے قریب پہنچا تو اسے کسی دوسرے سانپ کی فضا میں بو محسوس ہوئی۔ نسواری سانپ اس بو کے تعاقب میں رینگتا ہوا کھڈ میں اتر گیا۔ دوسری طرف غلام ہیروکس کھڈ کے ایک سوراخ میں چھپا ہوا تھا۔ چونکہ وہ اصل میں سانپ نہیں بلکہ انسان تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس لیے اسے دوسرے سانپ کی بُو نہیں محسوس ہو سکتی تھی۔ وہ سانپ کی زبان ضرور سمجھ لیتا تھا اور اس کی زبان میں بات بھی کر سکتا تھا۔

نسواری سانپ رینگتا، سانپ کی بڑ بیتا کھڈ والے بل کے پاس آ گیا۔ پتھروں کے درمیان اسے وہ سوراخ صاف نظر آ رہا تھا جس میں سے اسے سانپ کی بُو آ رہی تھی۔ ناگ دیوتا کا حکم تھا کہ اس سانپ کا کھوج لگایا جائے۔ نسواری سانپ اب یہ تسلی کرنا چاہتا تھا کہ سوراخ والا سانپ نیلا سانپ ہی ہے۔ چنانچہ اس نے باہر سے سانپ کی زبان میں آواز دی:

"میرے بھائی سانپ! میں دُور پہاڑی علاقے سے آیا ہوں۔ میری ناگن گم ہو گئی ہے۔ میں اس کی تلاش میں ہوں۔ کہیں تم نے میری ناگن کو تو نہیں دیکھا؟"

غلام ہیروکس نیلے سانپ کی شکل میں بل کے اندر خوش سے بیٹھا تھا۔ اس نے ایک اجنبی سانپ کی آواز سنی تو پہلے تو سوچا کہ کوئی جواب نہ دے۔ پھر خیال آیا کہ یہ سانپ چونکہ اس کی بُو سونگھ چکا ہے اور اسے معلوم ہے کہ میں بل کے اندر ہوں اس لیے اس سے پیچھا چھڑانے

کا یہی طریقہ ہے کہ باہر نکل کر اسے کہہ دیا جائے کہ میں نے تمہاری ناگن کو نہیں دیکھا۔ یہ سوچ کر غلام ہیروکس بل سے باہر نکل آیا۔ جونہی وہ باہر آیا نسواری سانپ نے دیکھا کہ یہی وہ نیلا سانپ ہے جس کی ناگ دیوتا کو تلاش ہے۔

نسواری سانپ نے پوچھا:

"بھائی! تم نے میری ناگن کو تو نہیں دیکھا؟"

چونکہ ناگ دیوتا نے نسواری سانپ کو صرف یہی حکم دیا تھا کہ وہ نیلے سانپ کا کھوج لگا کر اسے بتائے کہ وہ کہاں ہے اس لیے نسواری سانپ نیلے سانپ کو بالکل نہ بتایا کہ اسے ناگ دیوتا نے اس کے پاس بھیجا ہے۔ سانپ کبھی ضرورت سے زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش نہیں کیا کرتے اور اتنا ہی کام کرتے ہیں جو ناگ دیوتا انہیں کہتا ہے۔ غلام ہیروکس یعنی نسواری سانپ نے کہا:

"بھائی! مجھے تمہاری ناگن کا کچھ علم نہیں ہے۔ براہِ مہربانی مجھے آرام کرنے دو۔"

نسواری سانپ کو اب وہاں رُکنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس نے نیلے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور واپس چلا گیا۔ غلام ہیروکس اپنے بل میں جا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ وہ اس مصیبت سے کس طرح نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ شام کو جب اندھیرا ہو جائے گا تو وہ ایک بار پھر مکان کے پچھواڑے جھاڑیوں میں جا کر ناگ کا تعویذ تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔

اس دوران نسواری سانپ ناگ دیوتا کی خوشبو لیتا غلام ہیرکس کے مکان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ ناگ نے نسواری سانپ کی بُو محسوس کی تو اس خیال سے کہ سانپ کو دیکھ کر غلام اسے مارنے کو نہ دوڑے وہ خود ہی مکان سے باہر آ گیا۔ درختوں کے پاس جا کر اس نے نسواری سانپ کو دیکھا جو اس کے سامنے آ کر رُک گیا اور ادب سے بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے تیلے سانپ کا سراغ لگا لیا ہے۔ وہ یہاں سے تھوڑی دور ایک کھڈ میں رہتا ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو میں اسے دبوچ کر آپ کے پاس لے آؤں؟"

ناگ نے کہا:

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے وہ جگہ بتا دو۔ میں خود اس کے پاس جاؤں گا:"

نسواری سانپ نے بڑے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا۔ اگر گستاخی نہ ہو تو کیا میں ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟"

ناگ نے اسے اجازت دی تو وہ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! وہ ایک عام نیلا سانپ ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ آپ اسے اپنی خدمت میں بلانے کی بجائے خود اس کے پاس جا رہے ہیں۔ اسے تو آپ کی ایک آواز پر یہاں سر کے بل چل کر حاضر ہو جانا چاہیے تھا۔"

ناگ نے کہا:

"تم ٹھیک سوچتے ہو۔ مگر تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ سانپ نہیں بلکہ ایک انسان ہے جو طلسم کے اثر سے سانپ کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا انسانی ارادہ اسے میرے پاس آنے سے روک دیتا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں وہ سانپ نہیں ہے۔"

یہ سُن کر نسواری سانپ کافی حیران ہوا۔ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا: میں معافی چاہتا ہوں۔ میرا علم اتنا نہیں جتنا آپ کا علم ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری پھر ضرورت پڑی تو مجھے حکم کر دیجئے گا۔
میں حاضر ہو جاؤں گا۔ اس علاقے میں میرے سوا
دوسرا کوئی سانپ آج کل نہیں ہے۔"

ناگ نے نسواری سانپ کو جانے کی اجازت دے دی۔ اس سے پہلے نسواری سانپ نے ناگ کو اس جگہ کے بارے میں پوری طرح سمجھا دیا جہاں نیلا سانپ چھپا ہوا تھا۔ نسواری سانپ کے جانے کے بعد ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اڑتا ہوا اس کھنڈ میں جا پہنچا جہاں ایک سوراخ میں نیلا سانپ یعنی غلام ہیروکس چھپا ہوا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اگر وہ انسان کی شکل میں اس کے پاس گیا اور اسے پکڑنے کی کوشش کی تو وہ اتنی آسانی سے اس کے ہاتھ نہیں آئے گا اور فرار ہو جائے گا۔ بہتر یہی ہے کہ وہ کسی نیلی ناگن کا روپ بدل کر اس کے پاس جائے اور اسے بہلا پھسلا کر بل سے باہر نکال کر اپنے جال میں آلجھا لے۔

ناگ کھنڈ میں اتر کر نیلے سانپ کے سوراخ کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ اور اس نے نیلی ناگن کی شکل اختیار کر لی۔ نیلی ناگن کی شکل میں آتے ہی ناگ نے ایک خاص قسم کی آواز میں گانا شروع کر دیا۔ اس گانے کا نیلے سانپ

پر اثر ہونا شروع ہو گیا۔ اگرچہ وہ انسان تھا مگر اس وقت سانپ کے روپ میں تھا۔ اس پر نیلی ناگن کے گانے کا برابر اثر ہونے لگا تھا۔ ناگ نیلی ناگن کی شکل میں پھن اٹھائے رقص بھی کر رہا تھا اور اپنی زبان میں گانا بھی گا رہا تھا۔ اس کے اثر سے مجبور ہو کر نیلا سانپ یعنی غلام ہیروکس اپنے سوراخ میں سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بڑی ہی چمکیلی کھال والی نیلی ناگن جھاڑیوں کے پاس گھاس میں رقص کرتے ہوئے گا رہی ہے۔ دھوپ اس کے نیلے جسم پر چمک رہی ہے۔ ناگ نے نیلے سانپ کو باہر آتے دیکھا تو اپنی زبان میں کہا:

"میرے پیارے نیلے سانپ! میں تو ایک عرصے سے تمہاری تلاش میں تھی۔ دیوتاؤں نے مجھ پر رحم کیا اور آخر تم مجھے مل گئے۔ کیونکہ ایک نیلی ناگن ایک نیلے سانپ ہی سے شادی کر سکتی ہے۔"

غلام ہیروکس پر سانپ کے اثرات کا زیادہ اثر تھا۔ اس نے سانپ ہی کی زبان میں کہا:

"میں تمہاری پیش کش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔
مگر میں تمہارے ساتھ بیاہ نہیں کر سکتا۔"

نیلی ناگن یعنی ناگ نے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے پیارے نیلے سانپ! آخر ایسی کون سی رکاوٹ تمہارے راستے میں ہے کہ تم مجھ سے شادی نہیں کر سکتے۔ کیا تمہاری شادی پہلے سے ہو چکی ہے؟"

نیلے سانپ کو ایک دم ہاتھ آ گئی تھی۔ اس نے کہا:

"تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ میری شادی ہو چکی ہے۔"

ناگ کوئی دوسری ترکیب سوچنے لگا۔ اس نے نیلی ناگن کی آواز میں کہا:

"میرے دوست نیلے سانپ! تمہیں شادی مبارک ہو۔ لیکن کیا تم مجھے اپنی بیگم نیلی ناگن سے نہیں ملاؤ گے۔ مجھے اس سے مل کر بڑی خوشی ہوگی۔"

غلام ہیروکس نے سوچا کہ نیلی ناگن تو پیچھے ہی پڑ گئی ہے۔ کیا کروں۔ تنگ آ کر بولا:

"میری بیوی نیلی ناگن اپنے ماں باپ کے گھر دوسری وادی میں گئی ہوئی ہے۔ میں یہاں اکیلا رہتا ہوں۔"

ناگ نے سوچا کہ اس وقت یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے۔ نیلے سانپ کو قابو میں کرنے کے لیے کوئی

دوسری ترکیب سوچنی ہوگی۔ چنانچہ نیلی ناگن نے نیلے سانپ کو سلام کیا اور گھاس میں رینگتی جھاڑیوں اور درختوں کی طرف چلی گئی۔ غلام ہیروکس نے اطمینان کا سانس لیا اور واپس اپنے بل میں چلا گیا اور شام ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

ناگ نے جھاڑیوں میں آتے ہی عقاب کی شکل اختیار کی اور اڑتا ہوا وہاں سے کچھ فاصلے پر دوسری وادی میں آ کر اتر پڑا اور انسانی شکل میں آتے ہی اس نے سنواری سانپ کو دوبارہ آواز دی۔ سنواری سانپ اسی جگہ پر رہتا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی آواز سنی تو فوراً اس کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اب ناگ نے سنواری سانپ سے کہا کہ وہ نیلے سانپ کو کسی چال سے اپنے قابو میں کرنے کی کوشش کرے۔ ناگ ہیروکس غلام یعنی نیلے سانپ کو خود بھی سوراخ میں ہاتھ ڈال کر پکڑ سکتا تھا لیکن اسے ایک خیال یہ بھی تھا کہ کہیں نیلا سانپ اس کے تعویذ کے اثر سے دوبارہ کوئی دوسری شکل اختیار کر کے وہاں سے فرار نہ ہو جائے۔ اگرچہ اپنے بالوں کی راکھ والا تعویذ ناگ کی جیب ہی میں تھا، پھر بھی اسے خیال تھا کہ ہو سکتا ہے ہیروکس غلام موقع پر کسی طلسم سے کام لے کر غائب ہو جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نسواری سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کا حکم میرا فرض ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر نسواری سانپ نے اپنا پھن اٹھا لیا اور نیلے سانپ کے سوراخ کے پاس جا کر اتنی زور سے پھنکارا پل کے اندر ماری کہ اس کی گرمی سے نیلا سانپ باہر نکل آیا۔ نیلے سانپ اور ناگ کی آنکھیں چار ہو گئیں۔ ناگ کا خیال تھا کہ وہ کوئی دوسری شکل بدل لے گا۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا۔

ناگ نے نسواری سانپ سے کہا:

"تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں خود اسے سنبھال لوں گا۔"

اور ناگ نے آگے بڑھ کر نیلے سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ ناگ کے قبضے میں آنے کے بعد ناگ نے نسواری سانپ کو وہاں سے رخصت کیا اور نیلے سانپ یعنی غلام بیروکس کو لے کر اس کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مکان کے قریب اس نے ایک درخت کے پاس آ کر نیلے سانپ سے کہا:

"تم مجھ سے اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتے۔ میں جانتا ہوں کہ تم سانپ نہیں بلکہ غلام بیروکس ہو۔"

نیلے سانپ نے سانپ ہی کی زبان میں کہا:

"ناگ! تم نے مجھے ٹھیک پہچانا۔ اب میری بپتا کو خود سے سنو۔"

اور اس کے بعد بیروکس غلام نے ساری کہانی اسے سنا ڈالی اور آخر میں رونگٹی یعنی آنسوؤں بھری آواز میں کہا:

"ناگ دیوتا! میں تو ایک ایسی مصیبت میں پھنس گیا ہوں کہ جس سے مجھے تم ہی چھٹکارا دلا سکتے ہو۔ تمہارا تعویذ مجھ سے گم ہو گیا ہے اور جب تک وہ تعویذ نہیں ملتا میں دوبارہ انسانی شکل میں نہیں آتا۔"

ناگ سمجھ گیا کہ اس شخص غلام بیروکس کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس نے جیب سے تعویذ نکال کر اسے دکھایا اور کہا:

"یہ تعویذ میرے پاس موجود ہے۔"

نیلا سانپ خوش ہو کر بولا:

"خدا کا شکر ہے کہ یہ تعویذ مل گیا۔ اس میں تمہارے جلے ہوئے بالوں کی راکھ ہے۔ تمہیں یہ ضرور جھاڑیوں کے پاس ملا ہو گا۔"

ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا اگر میں اسے ہاتھ میں لے کر سامری کو بلاؤں تو کیا وہ میری بات مان لے گا؟"

بیٹے سانپ نے کہا:

"کیوں نہیں۔ اس پر میرے عیار آقا یوراگی نے سامری کا طلسم کیا ہوا ہے۔ سامری اس طلسم کا پابند ہے۔ تم اس کو ہاتھ میں اٹھا کر سامری سے کہو کہ وہ مجھے پھر سے انسانی شکل دے دے۔"

ناگ نے اپنے ہی تعویذ کو ہاتھ میں لیا اور بولا:

"سامری! سامری! بیٹے سانپ کو اس کی اصلی انسانی شکل دے دے۔"

یہ الفاظ ناگ کی زبان سے ادا ہوئے ہی تھے کہ بیٹا سانپ ایک سیکنڈ میں واپس اپنی اصلی انسانی شکل میں آ گیا۔ ناگ کے سامنے اب غلام ہیروکس موجود تھا۔ غلام ہیروکس ناگ کے قدموں پر گر پڑا۔

ناگ نے اٹھا کر کہا:

"تمہارا کوئی قصور نہیں۔ یہ ساری مصیبت تمہارے آقا عیار یوراگی کی لائی ہوئی تھی جو اپنے انجام کو پہنچا۔ چلو تمہارے گھر چل کر باتیں کرتے ہیں۔"

غلام ہیروکس ناگ کو لے کر اپنے عالی شان مکان میں آ گیا۔ غلام اور کنیزیں اپنے آقا کو دیکھ بہت خوش ہوئیں۔ ناگ نے کہا:

"ہماری صلح ہو گئی ہے۔"

غلام ہیروکس نے نوکروں کو کہا کہ اس کے دوست ناگ کے لیے اعلیٰ مشروب لائیں۔ دونوں تخت پر بیٹھ گئے۔ اب ناگ نے ہیروکس سے تھیوسانگ اور کیپی کے بارے میں پوچھا۔ ہیروکس نے کہا:

"ان کے بارے میں میں صرف اتنا ہی جانتا ہوں کہ یوراگی کے حکم سے انہیں بوریوں میں بند کر کے روم شہر کے باہر بہنے والے دریا میں پھینک دیا گیا تھا۔"

ناگ کچھ پریشان سا ہو گیا۔ پھر اس نے پوچھا:

"کیا ان پر بھی بے ہوشی کا اثر بارہ گھنٹے تک ہی رہتا تھا؟"

غلام ہیروکس بولا:

"ہاں ناگ دیوتا! بارہ گھنٹے کے بعد انہیں بھی ہوش میں آ جانا تھا۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بارہ گھنٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد عنبر تھیوسانگ اور کیٹی ضرور دریا سے باہر نکل آئے ہوں گے۔ کیونکہ ناگ کو معلوم تھا کہ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی دریا میں مر نہیں سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اتنے دن ہو گئے ہیں وہ دریا سے نکل کر کہیں سے کہیں جا چکے ہوں گے۔

غلام بیروکس نے کہا:

"ناگ دیوتا! آپ کے دوست ضرور کسی دوسرے ملک میں جا چکے ہوں گے۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے ان کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ آسانی سے دریا میں ڈوب نہیں سکتے تھے۔"

ناگ بولا: "یہی تو میں سوچ رہا ہوں کہ وہ کہاں ہوں گے۔"

بیروکس غلام نے کہا:

"کیوں نہ ہم سامری سے اس بارے میں مشورہ لیں۔"

ناگ نے حیرانی سے بیروکس کی طرف دیکھا۔

"سامری ہماری کیا مدد کرے گا؟"

بیروکس بولا: "آپ کے بالوں کے تعویذ سے ہم بہت سے کام لے سکتے ہیں۔ اس پر سامری کا طلسم کیا گیا ہے اور سامری اپنے طلسم کا پابند ہے۔ ہم

اس سے جو پوچھیں گے وہ اس کا جواب دے گا۔"

ناگ نے تعویذ نکال کر اسے دیا اور کہا:

"تم ہی سامری سے پوچھو۔"

غلام بیروکس نے کہا:

"ہمیں یہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کے اندر چلے جانا چاہیے۔"

اور غلام بیروکس ناگ کو لے کر اپنے کمرے میں آ گیا۔ اندر آ کر غلام بیروکس نے دروازہ بند کر دیا اور تعویذ کو اپنے ہاتھ میں اوپر اٹھا کر بولا:

"سامری! سامری! سامری! ہمیں بتا کر تھیوسانگ کیٹی اور عنبر کہاں ہیں؟"

ایک دم سے ایک روشنی کا زبردست جھماکا ہوا۔ سارا کمرہ روشن ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی بیروکس کے ہاتھ سے تعویذ غائب ہو گیا۔ بیروکس تو ڈر کے مارے کانپنے لگا۔

ناگ نے کہا:

"سامری نے تعویذ کو غائب کر دیا ہے بیروکس!"

غلام بیروکس بولا:

"ہاں ناگ دیوتا!"

اتنے میں انہیں ایک آواز سنائی دی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے اپنے منتروں کو تعویذ کی شکل میں واپس لے لیا ہے۔ اب تم کبھی مجھ سے بات نہ کر سکو گے۔

اور پھر کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔

بیروکس نے کہا:

ناگ دیوتا۔ معلوم ہوتا ہے سامری تمہاری وجہ سے ناراض ہو گیا ہے۔ اسے شاید تمہاری طاقت سے دشمنی ہے۔ وہ تمہیں نقصان تو نہیں پہنچا سکتا مگر اس نے تمہارے تعویذ کو واپس لے لیا ہے۔

ناگ نے کہا:

مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اب مجھے اپنی کوشش سے ہی اپنے دوستوں تھیوسانگ عنبر اور ماریا کیٹی کا کھوج لگانا ہو گا۔

ناگ اور بیروکس کمرے سے باہر آ کر تخت پر بیٹھ گئے۔

جب رات ہو گئی تو غلام بیروکس نے کمرے میں آگ روشن کروا دی۔ کیونکہ وہاں بڑی سخت سردی ہو گئی تھی۔

ناگ نے کہا:

میں صبح تم سے جدا ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے اپنے دوستوں کی تلاش میں جانا ہے۔

بیروکس کہنے لگا:

عظیم ناگ! تم سے مجھے بے حد عقیدت ہو گئی ہے مگر میں تمہیں روک بھی نہیں سکتا کیوں کہ یہ تمہارے دوستوں کا معاملہ ہے جو تم سے جدا ہو گئے ہیں۔ لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اس طرف ان میں سے کوئی آ گیا تو میں انہیں تمہارے بارے میں ضرور بتا دوں گا کہ تم میرے مہمان رہے تھے لیکن مجھے اتنا بتا دو کہ تم ان پہاڑوں میں کس طرف جاؤ گے؟

ناگ بولا: شمال کی طرف جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ ادھر برف ہی برف ہے۔ زیادہ آبادی نہیں ہے۔

غلام بیروکس نے کہا:

اوپر تبت کا ملک ہے۔ کیا تم تبت جا کر اپنے دوستوں کا کھوج نہیں لگاؤ گے؟

ناگ بولا: میں ہندوستان کے جنوب کی طرف جانا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہتا ہوں۔ کیونکہ جنوب میں موسم گرم ہوتا ہے اور
وہاں کئی شہر آباد ہیں۔ ممکن ہے مجھے تھیوسانگ عنبر
اور کیٹی ماریا وہاں کسی شہر میں مل جائیں۔
غلام بیروکس کہنے لگا،
جیسے تمہاری مرضی ناگ دیوتا۔ بہرحال اگر میرے
پاس تمہارے دوستوں میں سے کوئی آیا تو میں
انہیں بتا دوں گا کہ تم جنوب کی طرف گئے ہو۔
ناگ نے رات اسی مکان پر بسر کی۔ صبح ہوئی تو اس
نے غلام بیروکس کو خدا حافظ کہا اور مکان سے نکل کر جنوب
کی طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ دور جنگل میں چلنے کے بعد ناگ
نے عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں بلند ہو کر جنوب
کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ چونکہ کوہ ہمالیہ سے جنوبی
ہندوستان کا علاقہ بہت ہی زیادہ فاصلے پر تھا اس لیے
ناگ آہستہ آہستہ اڑ رہا تھا اور فضا سونگھتا بھی جا رہا تھا
کہ شاید کہیں سے اتنے عنبر ماریا کیٹی یا تھیوسانگ کی خوشبو
آ جائے مگر ابھی تک اسے ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں
آئی تھی۔

دوسری جانب کیٹی بھی ایک اڑن مکڑی کی شکل میں فضا
میں پرواز کرتی ہندوستان کے ساحل پر پہنچ گئی تھی اس کی

رفتار بہت تیز تھی۔ اور وہ جلدی ہندوستان کی ایک ساحل
بندرگاہ پر پہنچ گئی تھی۔ یہ کالی کٹ کی پرانی بندرگاہ تھی
جہاں قدیم زمانے میں یورپ اور روم سے تجارتی جہاز
آیا کرتے تھے۔

کیٹی مکڑی کی شکل میں تھی وہ فضا ہی میں اڑتی رہی
اور اس نے پھوٹے سے شہر کا ایک چکر لگایا۔ اسے
بہت کم نیچے چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ ایک جگہ اس نے
کچھ جھونپڑیاں بنی ہوئی دیکھیں اور وہ وہاں نیچے اتر آئی۔
ان جھونپڑیوں میں کچھ چیمبرے اور تماشہ دکھانے والے رہتے
تھے۔ اتفاق سے ایک بازی گر نے ایک سیاہ کالی چھوٹی مکڑی
کو اڑتے اڑتے نیچے آتا دیکھا تو وہ حیران رہ گیا۔ اسے
اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے آج تک
کسی مکڑی کو ہوا میں اڑتے نہیں دیکھا تھا وہ بازی گر
تھا اور اب بندروں کا تماشہ دیکھا کہ بسر اوقات کرتا تھا
کیونکہ اب وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور بازی گری نہیں کر
سکتا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ اس مکڑی کو پکڑ کر
اپنے قابو میں کرے تو تماشہ دکھا کر بہت پیسے جمع کر
سکتا ہے۔ جس جگہ کیٹی مکڑی اتری تھی وہاں اونچی اونچی گھاس
تھی۔ بازی گر نے جیب سے باریک رسی نکال کر پرانی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھک کر چلتا ہوا گھاس کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ چند قاموں کے فاصلے پر کالی لکڑی گھاس میں چلی جا رہی تھی۔ بازی گر نے لپک کر اس کے اوپر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر اسے آنکھوں سے پکڑ کر اٹھا لیا۔

یکتی نے اپنے آپ کو ایک ادھیڑ عمر بازی گر کے قبضے میں دیکھا تو اندر زور سے اپنی ٹانگیں ہلانے لگی۔ مگر بازی گر نے فوراً ہی اس کی گردن میں مضبوط دھاگے ایسی ریشمی ڈوری باندھ کر اسے چھوٹے سے بانس کے پنجرے میں بند کیا اور اپنی جھونپڑی میں لے جا کر رکھ دیا۔ اس کا ذکر اس نے اپنے کسی بازی گر یا چیلے ساتھی سے نہ کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کسی کو پتہ چل گیا تو وہ اس سے یہ قیمتی ٹرن لکڑی چھین لیں گے۔ بازی گر نے راتوں رات جھونپڑی سے کوچ کیا اور ایک بیل گاڑی میں سوار ہو کر وسطی ہندوستان کے علاقے ورنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ وہی علاقہ تھا جس طرف بچھو لڑکی عقربہ تھیوسانگ اور عنبر کو ساتھ لے کر چلی آ رہی تھی۔ ان لوگوں کا جہاز ہندوستان پہنچ گیا تھا اور وہ ایک قافلے میں شامل ہو کر ورنگل کی طرف آ رہے تھے۔ بچھو لڑکی عقربہ کو تمام راستے میں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ تھیوسانگ اور عنبر میں سے چیزوں کو چھونا کرنے

کا راز کس کے پاس ہے۔ عقربہ خود کوئی ایسی بات کر کے عنبر اور تھیوسانگ کو شک میں نہیں ڈالنی چاہتی تھی۔ ورنگل پہنچنے کے بعد اس نے کوئی ڈراما کھیلنے کا منصوبہ تیار کیا تھا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ورنگل میں امن کا کوئی بھی گھر نہیں ہے۔ ورنگل پہنچ کر تھیوسانگ اور عنبر نے عقربہ سے پوچھا کہ یہاں اس کا مکان کہاں ہے تاکہ وہ اسے اس کے ماں باپ کے پاس پہنچا کر اس نسائی فرض سے فارغ ہوں۔ عقربہ تو جانتی تھی کہ اس شہر میں اس کے ماں باپ کا کوئی گھر نہیں ہے۔ وہ انہیں شہر سے باہر ایک چھوٹی سی پہاڑی کے دامن میں لے گئی۔ یہاں ایک ٹوٹا پھوٹا مکان ویران اور خالی پڑا تھا۔ عقربہ نے مکاری سے کام لیتے ہوئے رونا شروع کر دیا۔

تھیوسانگ نے پوچھا:

"تم روتی کیوں ہو بہن؟ کیا بات ہے؟"

عنبر بھی پریشان ہو گیا۔ عقربہ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"یہ ہی گھر ہمارا ہے۔ دشمنوں نے اسے برباد کر دیا میرے ماں باپ خدا جانے کہاں چلے گئے ہیں۔ اب میں کہاں جاؤں گی۔ کیا کروں؟"

اور عقربہ نے پھر رونا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ اور عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اسے حوصلہ دیا اور پوچھا کہ یہاں ورنگل شہر میں اگر اس کے کوئی رشتے دار ہوں تو بتائے وہ اسے ان کے پاس جا کر چھوڑ آئیں گے۔

عقربہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا:

"ہمارا اس شہر میں کوئی رشتے دار نہیں ہے۔ میں اس دنیا میں اکیلی رہ گئی ہوں۔ جنون کے لیے مجھے اکیلی چھوڑ کر نہ جائیں نہیں تو میرے دشمن مجھے بھی ٹھاکر لے جائیں گے۔"

عنبر اور تھیوسانگ عجیب مشکل میں پھنس گئے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ عقربہ کو ابھی اپنے پاس ہی رکھا جائے اور ناگ اور کیٹی ماریا کو ورنگل شہر اور اس کے ارد گرد کے پہاڑی علاقے میں تلاش کیا جائے۔ اس کے بعد سوچا جائیگا کہ عقربہ کو کس کے حوالے کیا جائے۔

عقربہ دل میں بڑی خوش ہوئی کہ اس کی چال کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ یہی چاہتی تھی۔ اس نے اور عنبر تھیوسانگ نے مل کر مکان کو تھوڑا بہت ٹھیک کیا۔ ایک کمرے کو صاف کر کے وہاں عقربہ کے لیے گھاس پھوس کا بستر بچھا دیا۔ پھر وہ شہر سے اس کے لیے چارپائی بستر اور کچھ برتن وغیرہ خرید کر لے آئے۔ کھانے پینے کا سامان بھی انہوں نے ساتھ

ہی خرید لیا اور عقربہ کے رہنے کے لیے وہاں ساری سہولتیں مہیا کر دیں۔ اس عرصے میں تھیوسانگ اور عنبر نے ورنگل شہر میں گھوم پھر کر ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش بھی جاری رکھی۔ ورنگل شہر ہندوستان کے بالکل درمیان میں تھا۔ اس کے ارد گرد اونچی نیچی پہاڑیاں اور گھنے جنگل اور پرانے راجاؤں کے کھنڈر اور کھڈ نالے تھے۔ اس شہر میں کسی جانب سے بھی انہیں ناگ ماریا یا کیٹی کی خوشبو نہیں آئی۔ پھر بھی انہوں نے ہمت نہ ہاری اور اپنے دوستوں کی تلاش جاری رکھی۔ اس دوران عقربہ موقع کی تلاش میں رہی۔ ورنگل شہر کے باہر ایک پہاڑ تھا جس کے اندر غار میں بنا کر قدیم زمانے کے سنگ تراشوں نے دیوی دیوتاؤں دیوداسیوں اور ناچنے والیوں کی مورتیاں بنائی ہوئی تھیں۔ عقربہ کو ان مورتیوں والے غاروں کا علم تھا۔ ایک روز تھیوسانگ اور ناگ مورتیوں والے غاروں میں سے ایک غار کی سیر کر رہے تھے۔ عقربہ بھی ان کے ساتھ تھی اور سوچ رہی تھی کہ یہ کیسے معلوم کیا جائے کہ چیزوں اور جانداروں کو چھوٹا کرنے کا طلسم کس کے پاس ہے کہ اتفاق سے اسے یہ موقع اپنے آپ ہی مل گیا۔ وہ غار میں پھرتے پھراتے، مورتیوں کو دیکھتے ایک موڑ گھومنے لگے تو انہیں زبردست آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت بڑے اژدہا نے پھنکار ماری ہو۔ عنبر تھیوسانگ اور عقربہ وہیں رک گئے۔ پھر اچانک سامنے سے ایک بہت بڑی، ہاتھی سے بھی بڑی سیاہ رنگ کی دو لال آنکھوں والی چھپکلی نکل کر سامنے آ گئی۔ عقربہ ایک سیکنڈ میں سمجھ گئی کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور اس چھپکلی کو اپنے جادو سے چھوٹا کر دے گا۔ چنانچہ عقربہ نے ان کو موقع دینے کے لیے ایک بناوٹی چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ تھیوسانگ اور عنبر نے عقربہ کو اٹھا کر پیچھے کر دیا۔

عنبر نے کہا:

"میں اس چھپکلی کی گردن مروڑتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے چلا کر کہا:

"نہیں نہیں عنبر! تم آگے مت جانا۔ اسے میں سنبھال لوں گا۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔"

بچھو لڑکی عقربہ تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھولے تھیوسانگ کو دیکھ رہی تھی۔ تھیوسانگ چھپکلی کی طرف بڑھا۔ ہاتھی سے بھی بڑی چھپکلی نے اپنی دم پیچھے سے اٹھا کر گھمائی اور جہاں تھیوسانگ کھڑا تھا وہاں زور سے ماری۔ تھیوسانگ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ساتھ ہی اس نے اچک کر چھپکلی کی دم پر چھلانگ لگا دی اور اس کی دم کو اپنی انگلی سے چھو دیا۔ اس کی انگلی کے چھوتے ہی ہاتھی سے بڑی چھپکلی ٹیک ننھی سی چوہیا سے بھی چھوٹی بن گئی اور ادھر ادھر چھلکنے لگی۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر دوسری طرف پھینک دیا۔

بچھو لڑکی عقربہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران سی ہوئی۔ اب اسے پتہ چل گیا تھا کہ تھیوسانگ ہی وہ آدمی ہے جس کے پاس چیزوں اور جانداروں کو چھوٹا بنا دینے کا طلسم ہے۔ چھپکلی سے نجات پانے کے بعد عنبر اور تھیوسانگ بے ہوش عقربہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اسے باہر لیے چلتے ہیں۔" عنبر نے کہا۔

انہوں نے جھوٹ موٹ بے ہوش عقربہ کو اٹھایا اور غار سے باہر لے آئے۔ باہر کھلی ہوا میں آتے ہی بچھو لڑکی نے آنکھیں کھول دیں اور بولی:

"وہ۔ وہ بد کیا تھی؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا:

"وہ ایک پرانے زمانے کی چھپکلی تھی جو بڑی زہریلی ہوتی ہیں ہم نے اسے بھگا دیا تھا اب تم ٹھیک ہو جاؤ۔"

بچھو لڑکی عقربہ کو کیلے کے پتے کا ڈونا بنا کر اس میں پانی لا کر پلایا۔ عقربہ تو پہلے ہی ہوش میں تھی۔ اوپر سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[illegible] آنکھیں جھپکا کر یوں ظاہر کیا جیسے ابھی ابھی ہوش
[illegible] ہو۔ اس نے کہا:

عنبر تھیوسانگ بھیا میں اب یہاں نہیں رہوں گی
مجھے مکان پر لے چلو۔ میرا دل اب بھی ڈر
[illegible] ہے۔

تھیوسانگ اور عنبر اسے اطمینان دلاتے ہوئے واپس
مکان پر لے آئے اور اسے اس کے کمرے میں لٹا دیا۔
عنبر نے گرم گرم دودھ پیالے میں ڈال کر عقربہ کو پلایا چولہے
میں آگ ابھی تک جل رہی تھی۔ عقربہ دودھ پی کر آرام
سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی:

اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اتنی ڈراؤنی چھپکلی
کو دیکھ کر تو میری جان ہی نکل گئی تھیوسانگ بھیا
تم ملک لب اس غار میں ہرگز نہ جانا۔ مجھے تم
دونوں کی زندگیوں کا اپنے سے بڑھ کر خیال ہے
اب اس دنیا میں تمہارے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔

عنبر اور تھیوسانگ نے عقربہ کو اطمینان دلایا کہ خدا کے
فضل سے نہیں کچھ نہیں ہو گا۔ اس کے بعد وہ عقربہ کو
آرام کرنے کا مشورہ دے کر مکان سے باہر چلے گئے۔

عنبر نے کہا:

تھیوسانگ۔ اب ہم زیادہ وقت اس لڑکی کے
ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ہمیں اسے کسی محفوظ جگہ پر
پہنچا کر ماریا ناگ اور کیٹی کی تلاش میں کسی
دوسرے شہر کی طرف جانا ہو گا۔

تھیوسانگ نے کہا:

میں خود یہی سوچ رہا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے
کہ عقربہ کو ہم کہاں چھوڑیں۔ اس کی حفاظت بھی
تو ہمارا فرض ہے۔ اکیلی لڑکی کو ہم یونہی بے یار
مددگار چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتے۔

عنبر کہنے لگا:

میرا خیال ہے کہ ہم شہر چل کر کسی نیک دل
غریب عورت کو تلاش کرتے ہیں جس کے پاس
ہم عقربہ کو چھوڑ جائیں گے۔

تھیوسانگ بولا: ایسی عورت ہمیں کہاں ملے گی۔ ہر عورت
اس کو رکھنے کا خرچہ مانگے گی۔ اگر ہم اسے سونے
کے سکے دے بھی گئے تو جب سکے ختم ہو جائیں
گے تو وہ عقربہ کو گھر سے نکال باہر کرے گی۔

دیر تک وہ یہی باتیں کرتے رہے۔ ان کی سمجھ میں کچھ
نہیں آ رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا:

"شہر چل کر دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی سبب بن جائے۔"

انہوں نے عقربہ سے کہا کہ وہ شہر جا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں واپس آ جائیں گے اور وہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے جو وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ صرف ایک پہاڑی بیچ میں تھی۔ پہاڑی کی دوسری جانب ورنگل کا قدیم شہر آباد تھا۔ تھیوسانگ اور عنبر جب وہاں سے چلے گئے تو بچھو لڑکی عقربہ جلدی سے چارپائی پر سے اٹھی۔ صحن کے دروازے میں آ کر اس نے دیکھا کہ تھیوسانگ اور عنبر دور جا چکے تھے۔ عقربہ فوراً چولہے کے پاس آ گئی۔ چولہے میں آگ جل چکی تھی۔ مگر راکھ ابھی تک گرم تھی۔ عقربہ نے راکھ پر پانی ڈال دیا۔ جب راکھ ٹھنڈی ہو گئی تو عقربہ سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور اس نے خاص قسم کے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد ٹھنڈی راکھ میں سے اس کے شیطانی دیوتا استاپا کا ڈراؤنا سر ابھرنا شروع ہو گیا۔ پھر اس کا دہشت ناک چہرہ راکھ سے باہر نکل آیا۔

عقربہ نے کہا:

"میرے گورو استاپا! میں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ

جانداروں کو چھوٹا کرنے کا طلسم تھیوسانگ کے پاس ہے۔ مگر مجھے یقین نہیں کہ وہ مجھے کبھی اپنا یہ قیمتی راز بتائے گا۔ تمہارا کیا حکم ہے؟"

راکھ والے ڈراؤنے چہرے کے ہلکے ہونٹ ذرا سے ہلے اور اس کے حلق سے کھڑکھڑاتی آواز آئی:

"وقت ضائع مت کرو۔ تھیوسانگ کو بچھو بنا کر میرے پاس ویران مینار میں لے آؤ۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔"

عقربہ نے کہا:

"ایسا ہی ہو گا میرے گورو استاپا۔"

اس کے ساتھ ہی استاپا کا مکروہ چہرہ ٹھنڈی راکھ میں غائب ہو گیا۔ عقربہ اٹھ کر واپس اپنے کمرے میں جا کر چارپائی پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ تھیوسانگ کو کس جگہ بچھو بنا کر یہاں سے لے اڑے۔ اس کے لیے اسے باقاعدہ ایک سکیم تیار کرنی تھی۔

دوسری طرف تھیوسانگ اور عنبر ورنگل شہر میں کسی ایسی نیک دل بوڑھی عورت کی تلاش میں چل پھر رہے تھے کہ جو جوان لڑکی عقربہ کی حفاظت کی ذمے داری لینے پر تیار ہو کر انہیں ایک جگہ بازار میں لوگوں کی بھیڑ نظر آئی۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بازی گر بیٹھا تماشہ دکھا رہا ہے۔ اس نے ایک کالی بکری کو ڈوری سے باندھ رکھا ہے اور وہ کالی بکری ہوا میں اڑتے ہوئے گول چکر لگا رہی ہے۔ یہ کالی بکری کیٹی تھی۔ کیٹی نے عنبر اور تھیوسانگ کی خوشبو محسوس کر لی تھی پھر اسے لوگوں میں تھیوسانگ اور عنبر کے چہرے دکھائی دیئے تو کیٹی بکری کی شکل میں ان کی طرف اڑنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر چونکہ وہ ڈوری سے بندھی ہوئی تھی اس لیے ان کے پاس نہ جا سکتی تھی۔ بازی گر اسے پیچھے سے کھینچ لیتا تھا۔ کیٹی کی خوشبو عنبر تھیوسانگ کو محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ کیٹی بکری کی زبان میں چیخ چیخ کر تھیوسانگ اور عنبر کو آوازیں دے رہی تھی مگر یہ آواز بکری کی باریک سیٹی کی آواز جیسی تھی۔ جو صرف بازی گر کو ہی سنائی دیتی تھی۔ لوگ اڑنے والی بکری کا تماشہ دیکھ کر تالیاں بجا رہے تھے۔ بازی گر نے محسوس کیا کہ بکری ایک خاص سمت کو اڑ کر جانے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر اس نے اسے زیادہ اہمیت نہ دی۔ اس کا عام ذہن زیادہ غور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر اچانک کیٹی بکری نے اتنی زور کا جھٹکا دیا کہ بازی گر کے ہاتھ سے ڈوری نکل گئی اور بکری تھیوسانگ

کے کاندھے سے آ کر چمٹ گئی۔ تھیوسانگ نے ہاتھ مار کر اسے بٹھایا تو بکری عنبر کے کاندھے سے جا کر چمٹ گئی اور زور زور سے کہنے لگی:

"عنبر! میں کیٹی ہوں۔ میں کیٹی ہوں۔ میں کیٹی ہوں۔"

مگر اس کی آواز انسانی نہیں تھی۔ بس ایک باریک سی سیٹی کی آواز عنبر اور تھیوسانگ کو سنائی دے رہی تھی۔ عنبر نے جلدی سے بکری کو پرے جھٹک دیا۔ اتنی دیر میں بازی گر فوراً وہاں آ گیا۔ اور اس نے بکری کو پکڑ کر واپس بانس کے چھوٹے سے پنجرے میں بند کرتے ہوئے کہا:

"بھائیو! آج کا تماشہ ختم ہوتا ہے۔"

بازی گر کو خطرہ تھا کہ کہیں اڑنے والی بکری اس کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ لوگوں نے خوش ہو کر بازی گر کو تانبے کے کتنے ہی سکے دیئے۔ بازی گر ان کو سمیٹ کر ایک طرف چل دیا۔ عنبر اور تھیوسانگ کو ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال نہ آیا کہ یہ بکری کیٹی بھی ہو سکتی ہے وہ بھی شہر کی دوسری سڑک پر آ گئے۔ بازی گر کے پنجرے میں بند کیٹی بکری کو عنبر اور تھیوسانگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ یہ خوشبو اسے ہلکی ہلکی صبح کے وقت بھی آئی تھی اور وہ یہ سوچ کر خوش ہو گئی تھی کہ عنبر اور تھیوسانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسی شہر میں ہیں۔ اب اس نے ان دونوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو ان کے پاس جانے کے لیے بے چین ہو گئی وہ پنجرے سے باہر نکلنے کے بارے میں غور کرنے لگی۔ وہ کسی طرح وہاں سے فرار ہو کر تھیوسانگ اور عنبر کے پاس جانا چاہتی تھی۔ اچانک اسے ایک خیال سوجھا۔ کیٹی بکری نے پنجرے میں زور زور سے اُلٹا شروع کر دیا جیسے کوئی پرندہ پنجرے میں پھڑپھڑاتا ہے۔ بازی گر نے دیکھا تو ایک درخت کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بکری کو کیا ہو گیا ہے۔ کیٹی بکری پنجرے میں ادھر اُدھر الٹتے ہوئے ٹکرا رہی تھی۔ یہ سوچ کر کہ کہیں بکری مر نہ جائے بازی گر نے پنجرے کا منہ کھول کر اپنا ہاتھ اندر ڈالا کہ بکری کو پکڑے کہ کیٹی بکری کو موقع مل گیا۔ وہ پنجرے میں سے نکل کر باہر اڑ گئی۔

بازی گر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ کیونکہ بکری اس کی آنکھوں کے سامنے اُڑ کر فضا میں غائب ہو گئی تھی۔ کیٹی بکری تھیوسانگ اور عنبر کی خوشبو لیتی فضا میں اڑی جا رہی تھی۔ وہ شہر کے بازاروں کے اوپر آ گئی۔ پھر اسے تھیوسانگ اور عنبر دکھائی دیئے۔ وہ ایک مکان کے باہر کھڑے کسی عورت سے باتیں کر رہے تھے۔

عورت کہہ رہی تھی:

"بیٹا! میں بیوہ عورت ہوں۔ تم اپنی بہن کو جب تک چاہو میرے پاس چھوڑ سکتے ہو۔ جو روکھی سوکھی میں محنت مزدوری کر کے کھاتی ہوں وہ بھی میرے ساتھ کھا لیا کرے گی۔"

عنبر کہنے لگا:

"ماں! ہم تمہیں سونے کے اتنے سکے دے جائیں گے جو تم دونوں کے لیے پندرہ سال کے لیے کافی ہوں گے مگر ہم نہ آئے تو اس کی تم یہیں شادی کر دینا۔"

عورت راضی ہو گئی۔

تھیوسانگ بولا: "اچھا اماں! ہم شام کو اپنی بہن کو لے کر تمہارے پاس آئیں گے۔"

"اچھا بیٹا۔ میں گھر پر تمہاری راہ دیکھوں گی۔"

یہ کہہ کر عورت اپنے مکان کے اندر چلی گئی۔ عنبر اور تھیوسانگ دائیں بائیں مکان کی طرف مڑ گئے۔ کیٹی بکری ان کے اوپر اڑ رہی تھی۔ جب تھیوسانگ اور عنبر شہر سے کچھ دور نکل آئے تو کیٹی بکری کی شکل میں نیچے اتر کر ان کے سروں کے گرد چکر لگانے لگی۔

عنبر رک گیا۔ اس نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تھیوسانگ! یہ وہی مکڑی ہے جو بازی گر کے ہاتھ سے نکل کر ہمارے پاس آ گئی تھی۔"

تھیوسانگ بھی رک کر مکڑی کو اپنے اردگرد اڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔

"عنبر! ہاں یہ وہی مکڑی ہے۔ مجھے دال میں کچھ کالا کالا لگتا ہے۔ یہ مکڑی ضرور کسی خاص وجہ سے بازی گر کے پنجرے سے فرار ہو کر ہمارے پاس آئی ہے۔"

عنبر بولا: "تھیوسانگ! کہیں یہ ماریا ناگ یا کیٹی نہ ہو۔"

کیٹی مکڑی نے چیخ کر کہا:

"عنبر! میں کیٹی ہوں۔ میں کیٹی ہوں۔"

مگر اس کی باریک سیٹی ایسی آواز کو عنبر نہ سمجھ سکا۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا:

"دیکھو! اس کے منہ سے بار بار سیٹی ایسی آواز نکل رہی ہے۔ لگتا ہے یہ ہمیں کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"تھیوسانگ! میرا دل کہتا ہے کہ یہ ناگ کیٹی اور ماریا میں سے کوئی ایک ہے۔ اسے ہم اپنے

پاس رکھیں گے۔"

یہ سن کر کیٹی مکڑی بڑی خوش ہوئی اور فوراً عنبر کے کاندھے پر آ کر بیٹھ گئی۔

عنبر بے اختیار بولا:

"معلوم ہوتا ہے کہ اس نے میرا یہ فقرہ سن لیا ہے۔ فقرہ سنتے ہی یہ میرے کاندھے پر آ کر بیٹھ گئی ہے۔ تھیوسانگ! یقین کرو یہ یا تو ناگ ہے۔ یا ماریا اور یا کیٹی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اسے ہم اپنے پاس رکھیں گے۔"

عنبر نے کیٹی مکڑی کو کاندھے پر سے اٹھا کر آنکھوں کے پاس لا کر غور سے دیکھا۔ تھیوسانگ بھی اسے غور سے تکنے لگا۔

عنبر نے کہا:

"مجھے اس مکڑی کی آنکھوں میں کیٹی کی نیلی آنکھوں کی چمک نظر آ رہی ہے۔ تھیوسانگ! یہ یقیناً کیٹی ہے۔"

کیٹی مکڑی بہت خوش ہوئی کہ اگرچہ وہ ان کے سامنے انسانی شکل میں نہیں آ سکی لیکن خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے اسے کسی حد تک پہچان تو لیا اور اپنے پاس رکھنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا فیصلہ کیا۔ عنبر نے بکری کو اپنی قمیض کی جیب میں رکھا اور وہ اپنے مکان کی طرف آ گئے۔ بچھو لڑکی عقربہ بڑی شدت سے ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے عقیوساگ سے کہا:

"آج جی چاہتا ہے کہ جنگلی ناشپاتیاں پکائی جائیں چلو عقیوساگ ہم جنگل میں جا کر ناشپاتیاں لے آئیں۔"

عقیوساگ اور عنبر صحن میں بچھے ہوئے لکڑی کے تخت پر بیٹھ گئے۔

عنبر نے کہا:

"میرا تو آج مانگ کھانے کو بھی چاہتا ہے۔"

عقیوساگ بولا: "میں دال پکانا چاہتا ہوں۔"

عقربہ نے کمر سے کام لیتے ہوئے ناراض ہو کر کہا:

"چلو میں تم سے نہیں بولتی۔ تم کیسے بھائی ہو کہ اپنی بہن کی خواہش پوری نہیں کر سکتے۔ میرا تو جنگلی ناشپاتیوں کو بھی چاہتا ہے۔"

عقیوساگ مسکرا کر بولا:

"اچھا بابا تم ناشپاتیاں ہی پکا لینا۔ میں ابھی تمہارے ساتھ جنگل کو جاتا ہوں۔"

کھٹی بکری عنبر کی جیب سے اپنا سر باہر نکال کر باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کی نگاہ عقربہ لڑکی پر پڑی تو وہ اسے

ایک بچھو کی شکل میں دکھائی دی۔ اس نے چلا کر عنبر عقیوساگ کو کہا:

"ماں سے بچو۔ اس کے ساتھ کہیں مت جانا۔ یہ لڑکی نہیں بچھو ہے۔ یہ بچھو ہے۔"

عنبر کو بکری کی باریک سی چیخ سنائی دی۔ تو اس نے جیب کی طرف دیکھا۔ بکری باہر نکلی ہوئی تھی۔ وہ بکری عقربہ کو نہیں دکھانا چاہتے تھے۔ عنبر نے جلدی سے کھٹی بکری کو ہاتھ سے جیب کے اندر کر دیا۔ کھٹی بکری بار بار جیب کے کنارے سے سر نکال کر چیخ کر کہتی:

"عنبر عقیوساگ! اس لڑکی سے خبردار رہو۔ یہ کوئی لڑکی نہیں ہے۔ یہ تمہارے ساتھ کیوں رہتا ہے۔ یہ انسان نہیں بلکہ بچھو ہے۔"

مگر عنبر اور عقیوساگ تو کھٹی بکری کی آواز کا مطلب سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ عنبر نے اب اپنا ہاتھ جیب میں ڈال لیا تاکہ وہ بکری کو باہر آنے سے روک سکے کیونکہ بچھو لڑکی عقربہ اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔

عقربہ نے کہا:

"عقیوساگ بھائی! میرے ساتھ جنگل چلو نا۔ کھانا پکانے میں دیر ہو جائے گی۔ میں آج تمہیں اور عنبر بھائی کو ایسی ناشپاتیاں بنا کر کھلاؤں گی کہ تم خوش ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاؤ گے:

تھیوسانگ نے تخت پر سے اٹھتے ہوئے کہا،

عنبر نے کہا،

"ایک تھیلا اپنے ساتھ لے لو!"

یکتی مکڑی نے یہ سنا تو جیب کے اندر تلملا کر رہ گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ بچھو لڑکی کسی خاص مقصد کے لیے تھیوسانگ کو پھسلا کر جنگل کی طرف لے جا رہی ہے۔ وہ جیب سے باہر آنے کی کوشش کرنے لگی۔ عنبر نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے مکڑی کو پکڑے رکھا۔ دوسری طرف تھیوسانگ بچھو لڑکی کے ساتھ تھیلا لے کر جنگل کی طرف چل دیا۔ جنگل میں ایک جگہ درختوں پر جنگلی ناشپاتیاں لگی ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ انہیں توڑ توڑ کر تھیلے میں ڈالنے لگا۔ بچھو لڑکی عقربہ کے لیے یہ بڑا اچھا موقع تھا۔ اس نے زمین پر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر اپنی مٹھی میں پکڑ لی اور منہ ہی منہ میں اس پر ایک منتر پڑھ کر پھونکا اور تھیوسانگ کے پیچھے آ گئی۔ تھیوسانگ کو احساس ہوا کہ عقربہ اس کے بالکل پیچھے کھڑی ہے۔ یہ سوچ کر اسے تشویش سی ہوئی کہ عقربہ کو اتنا پیچھے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ جونہی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ عقربہ نے ایک چیخ مار کر پڑھی ہوئی مٹی تھیوسانگ کے چہرے پر پھینک دی۔

تھیوسانگ کو ایسے لگا جیسے اس کی آنکھوں کے آگے ایک بادل سا آ گیا ہے۔ اس نے بادل میں سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں چلائے اور چاہا کہ چھلانگ لگا کر دوسری طرف کود جائے مگر اس کے ہاتھ پاؤں غائب ہو گئے تھے۔ پھر وہ ایک چھوٹا سا کالا بچھو بن کر زمین پر گر پڑا۔ عقربہ نے اسے اٹھا لیا۔ وہ بھاگ کر درختوں میں سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور بلند آواز میں کہا،

"کورو استاپا! میں نے تیری امانت قبضے میں کر لی ہے۔ اب مجھے اپنے مینار پر واپس بلا لے!"

اس کے منہ سے جونہی یہ الفاظ نکلے عقربہ لڑکی کا جسم فضا میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ اسی ملک کی مشہور بندرگاہ کالی کٹ کے سمندر کنارے شہر سے دور واقع ویران مینار کی دوسری منزل میں اس جگہ کھڑی تھی جہاں درمیان میں ٹھنڈی راکھ کا ڈھیر تھا۔ تھیوسانگ بچھو کی شکل میں ابھی تک اس کی مٹھی میں تھا۔ اس کا ذہن بیدار تھا۔ وہ سخت پریشان تھا کہ اس نے جس لڑکی کو بہن سمجھ کر اس کی مدد کی وہ جادوگرنی نکلی اور اصل میں وہ اسے اغوا کرنے وہاں آئی ہوئی تھی اور اس نے سارا ڈھونگ اسی لیے رچایا تھا۔ مگر اب وقت گزر گیا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی اور وہ ایک گھروندہ بچھو بن چکا تھا جس کا ڈنک بھی نہیں تھا۔ عقرب نے راکھ کے ڈھیر کے سامنے دوزانو بیٹھتے ہوئے بچھو کو ٹھنڈی راکھ کے اوپر رکھ دیا۔ نیلوسانگ نے بھاگنے کی کوشش کی مگر ٹھنڈی راکھ نے جیسے اس کی پچھلی پتلی ٹانگوں کو جکڑ لیا تھا اور وہ راکھ کے اندر ہی اندر اترتا چلا گیا۔ یہاں تک وہ راکھ کے ڈھیر میں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی گرم استپا کی کھڑکھڑاتی آواز آئی:

"تم بھی میرے پاس واپس آ جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہو چکا ہے۔"

بچھو لڑکی عقرب نے سر اوپر اٹھایا۔ ٹھنڈی راکھ میں سے ایک چٹکی لے کر اپنے سر پر ڈالی اور وہ بھی بچھو بن کر راکھ کے ڈھیر میں نیچے اتر کر غائب ہو گئی۔ دوسری طرف

جب دیر ہو گئی اور نیلوسانگ اور عقرب جنگل سے واپس نہ آئے تو عنبر کو تشویش ہوئی۔ اس کی جیسے میں کیٹی بکری بے قراری سے باہر اسے کی کوشش کر رہی تھی۔ چونکہ عقرب وہاں نہیں تھی اس لیے عنبر نے اسے جب سے باہر نکال کر تخت پر بٹھا دیا۔ کیٹی بکری فوراً اونگھنے لگی۔ اس نے محسوس کیا کہ نیلوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس نے جنگل میں آ کر یہاں ناشپاتی

کے درخت تلے نیلوسانگ کو ادھر ادھر دیکھا مگر وہ اسے کہیں نظر نہ آیا۔ عقرب لڑکی بھی وہاں نہیں تھی۔ کیٹی بکری سمجھ گئی کہ وہ عیار لڑکی نیلوسانگ کو اپنے طلسم میں جکڑ کر کہیں لے گئی ہے۔ کیٹی بکری فوراً واپس عنبر کے پاس آ گئی۔ عنبر نے بکری کو دوبارہ دیکھا تو بولا:

"تم کہاں چلی گئی تھیں تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کیا تم ماریا ہو؟"

کیٹی بکری نے سیٹی کی آواز میں کہا:

"عنبرا میں کیٹی ہوں۔ وہ لڑکی نیلوسانگ کو اغوا کر کے لے گئی ہے۔ وہ کوئی سکار جادوگرنی تھی۔"

مگر عنبر اس کی زبان نہیں سمجھ سکتا تھا۔ وہ بھی اٹھ کر جنگل میں آ گیا کہ نیلوسانگ اور عقرب کو دیکھے کہ وہ کہاں ہیں اور انہوں نے اتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔ عنبر نے سارا جنگل چھان مارا اور اسے نہ نیلوسانگ دکھائی دیا اور نہ ہی عقرب کہیں مل سکی۔ وہ پریشان ہوا۔ اب اس نے سانس کھینچا تو یہ دیکھ کر سخت گھبرایا کہ فضا میں نیلوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

میرے خدا! کیا نیلوسانگ غائب ہو گیا ہے؟ کیا وہ لڑکی کوئی طلسمی عورت تھی؟ کیا اس نے نیلوسانگ کو اغوا کر لیا ہے؟ عنبر کے ذہن میں کتنے ہی سوال گردش کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے تھے۔ اس کے پاس ان سوالوں میں سے کسی سوال کا بھی جواب نہیں تھا۔ وہ مایوس ہو کر واپس مکان میں آ گیا۔ کیٹی بلی بھی اس کے ساتھ ہی اڑتی ہوئی واپس آ گئی۔ وہ گہری سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کرے۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ لڑکی کوئی جادوگرنی تھی اور اسے کسی نے وہاں تھیوساگ کو اغوا کرنے کے لیے بھیجا تھا اور وہ اپنا کام کر کے تھیوساگ کو لے کر چلی گئی ہے۔ عنبر نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے وہاں کچھ دیر رہ کر تھیوساگ کو تلاش کرنا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے۔ تھیوساگ کسی دکھی طرح لڑکی کے چنگل سے نکل کر وہاں واپس آ جائے۔ اس نے بلی کو مکان کی دیوار کے ایک چھوٹے سے طاق میں بٹھا دیا اور کہا:

"تم ماریا ہو یا کیٹی یا ناگ ہو۔ میں تمہیں اپنے پاس ہی رکھوں گا جو خدا کرے۔"

دوسری طرف ناگ عقاب کی شکل میں اڑتا اڑتا ہندستان کے جنگلی علاقے میں پہنچ گیا تھا۔ جونہی وہ جنگل کی سرحد میں داخل ہوا اسے عنبر کی خوشبو آئی۔ ناگ نے خوشی سے نیچے کی جانب غوطہ لگا دیا۔ عنبر کی خوشبو زیادہ تیز ہو گئی۔ ناگ نے اس خوشبو کا تعاقب شروع کر دیا۔ عنبر کی خوشبو اسے جنگل عبور کے باہر ایک ویران ایکلے مکان پر لے آئی جہاں

عنبر کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ طاق میں بیٹھی کیٹی بلی نے بھی ناگ کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ وہ تیزی سے اڑ کر کمرے سے باہر آ گئی۔ ناگ کی خوشبو عنبر نے محسوس کی تو وہ اچھل کر باہر نکل آیا۔

یہ دیکھ کر اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا کہ اس کے سامنے صحن کی دیوار پر یہاں عقاب بیٹھا تھا۔ سوائے ناگ کے یہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا تھا۔ ناگ اڑ کر عنبر کے پاس آ گیا اور فوراً انسانی شکل اختیار کر لی۔ دونوں دوست ایک دوسرے کے گلے لگ کر ملے۔ کیٹی بلی ان کے سروں کے اوپر خوشی سے چکر لگا رہی تھی۔ ناگ نے تھیوساگ کے بارے میں پوچھا تو اس نے ناگ کو دردناک کہانی سنا ڈالی۔ عنبر نے ناگ سے ماریا اور کیٹی کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے کہا:

"مجھے ان کے بارے میں کچھ علم نہیں کہ وہ دونوں کہاں ہوں گی۔ مگر تھیوساگ کا مجھے بڑا افسوس ہوا ہے۔ آخر تم لوگوں نے اس لڑکی پر اتنا اعتماد ہی کیوں کیا۔ میں نے تمہیں کئی بار سمجھایا بھی ہے کہ کبھی کسی نئے دوست پر فوراً ہی بھروسہ کر کے اسے اپنا کوئی راز نہیں بتانا چاہیے۔"

عنبر نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم نے اسے اپنا کوئی راز نہیں بتایا تھا۔ لگتا ہے کہ جب غار میں بڑی چھپکلی کو تھیوساگ نے انگلی سے چھو کر چھوٹا کیا تو یہ عفریت لڑکا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔"

ناگ بولا: "ضرور اسے کسی بڑے جادوگر نے تھیوساگ کو اغوا کرنے کے لیے بھیجا ہوگا۔ کیونکہ تھیوساگ اسی وقت غائب ہوا ہے۔ جب ایک دن پہلے اس نے اپنی انگلی سے چھپکلی کو چھوٹا کرنے کی کرامت دکھائی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عفریت عورت اسی وقت کی تلاش میں تھی۔ جونہی اسے علم ہوا کہ جس شخص کی اسے تلاش ہے وہ تھیوساگ ہے تو وہ بہانے سے اسے جنگل میں لے گئی اور وہاں سے طلسم کے ذریعے غائب کر کے رفو چکر ہو گئی۔"

عنبر بولا: "اب ہمیں تھیوساگ کو بھی ڈھونڈنا ہوگا۔"

ناگ بولا: "تھیوساگ اپنے بچپن سے مارا گیا ہے۔ وہ ضرور کسی نہ کسی وقت اس طلسمی چکر سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے گا۔"

پھر ناگ نے اپنے سر کے اوپر چکر لگاتی مکڑی کی

طرف اشارہ کر کے پوچھا:

"یہ اڑنے والی مکڑی کیا چیز ہے۔ میں جب سے آیا ہوں اسے اڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"یہ ایک بازی گر کے پاس تھی مگر اڑ کر ہمارے پاس آ گئی ہے اور بار بار ہمارے سروں پر چکر لگانے لگی۔"

ناگ کی آنکھیں ایک لمحے کے لیے چمک اٹھیں۔

عنبر نے کہا:

"ناگ! میری چھٹی حس مجھے کہہ رہی ہے کہ یہ مکڑی یا تو مادیا ہے اور یا کیٹی ہے۔"

ناگ نے فوراً ہاتھ بڑھا کر مکڑی کو اپنی مٹھی میں لیا اسے ناک کے قریب لے جا کر سونگھا۔ اسے سونگھتے ہی وہ خوشی سے چلایا:

"عنبر! اس میں سے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے۔"

اب عنبر کو بھی خیال آیا کہ اس نے پہلے مکڑی کو کیوں نہ سونگھا۔ عنبر جب مکڑی کو ناک کے قریب لایا تو واقعی اسے کیٹی کی خوشبو آئی۔ اس نے مسرت سے اچھل کر کہا:

"ناگ! یہ تو کیٹی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی بکری نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور سینگ کی آواز میں کہا:

"ناگ: کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟ کیا تم میری زبان سمجھ رہے ہو؟"

کیٹی پر ہمدردوں کے غار میں کچھ ایسے طلسماتی طلسم کا اثر ہوا تھا کہ ناگ جو دنیا کے سارے پرندوں اور جانوروں کی بولیاں سمجھ لیتا تھا کیٹی کی زبان نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

اس نے عنبر سے کہا:

"کیٹی اپنی سینگ کی آواز میں ہمیں کچھ کہہ رہی ہے۔ مگر اس پر کسی زبردست طلسم کا اثر ہے کہ میں بھی اس کی زبان نہیں سمجھ سکتا۔"

عنبر نے کہا:

"سب سے پہلے ہمیں کیٹی کو کسی طرح انسانی روپ میں واپس لانے کا جتن کرنا چاہیے۔"

ناگ بولا: "اس سلسلے میں مجھے یہاں کسی بوڑھے سانپ سے مشورہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ بوڑھے سانپوں کو اس دھرتی کے قدیم جادو ٹونے کا توڑ معلوم ہوتا ہے۔"

عنبر نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا:

"ناگ بھیا! خدا کے لیے جلدی سے کسی بوڑھے

سانپ کو بلاؤ۔ نہ جانے کیٹی بکری کی شکل میں کتنی تکلیف میں ہے۔ جو سکتا ہے اس سے ہمیں کیٹی سانگ کے بارے میں کچھ سراغ مل جائے۔"

ناگ نے عنبر کو ساتھ لیا اور وہ مکان کے باہر پہاڑیوں میں آ گئے۔ کیٹی بکری ان کے پاس ہی تھی۔ یہاں آتے ہی ناگ نے سانپ کی آواز میں کسی بوڑھے سانپ کو آواز دی۔ چند لمحوں کے بعد ایک بوڑھا سانپ رینگتا ہوا آیا۔ اس کی مونچھوں کے بال سفید ہو رہے تھے۔ اس نے آتے ہی سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کو دیکھ کر مجھے دلی خوشی ہوئی۔ زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے اچھا ہوا کہ پہلے دیوتا کا دیدار ہو گیا۔"

ناگ نے بوڑھے سانپ کی بہت عزت کی اور کہا:

"اے بزرگ سانپ! میں نے تمہیں ایک بہت ضروری کام کے لیے تکلیف دی ہے۔"

بزرگ سانپ بولا:

"حکم کریں ناگ دیوتا! میں کوئی خدمت کر سکا تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔"

ناگ نے عنبر کے ہاتھ سے کیٹی بکری کو لے لیا اور بولا:

"بزرگ سانپ! یہ بکری اصل میں بکری نہیں ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر ہماری دوست اور بہن کیٹی ہے۔ اس پر کسی زبردست طلسم کر دیا گیا ہے۔ اس طلسم کی وجہ سے جب سے اپنے حلق سے کیٹی کی آواز نکالتی ہے تو میں بھی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم سن کر بتا ڈکر کیا تم اس کی زبان سمجھ لیتے ہو؟"

بزرگ سانپ بولا:

"کیا یہ مجھ سے بات کرے گی عظیم ناگ دیوتا؟"

ناگ نے کہا:

"میں اس سے بات کرتا ہوں۔ یہ میری بات شاید سمجھ کر آگے کوئی جواب دے گی۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس نے کیا کہا ہے؟"

اتنے میں لکڑی کیٹی کے حلق سے باریک سیٹی کی آواز نکلی۔ بزرگ سانپ نے جلدی سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! لکڑی نے کہا ہے۔ میں کیٹی ہوں۔ ناگ سے کہو۔ میں کیٹی ہوں۔"

ناگ نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا:

"عنبر! یہ کیٹی ہی ہے۔ اس نے بزرگ سانپ سے کہا ہے کہ ہیں۔ لیکن تم تو ہماری زبان جانتے ہو سمجھ گیا۔ میں بزرگ سانپ سے کیٹی کے بارے

میں کچھ اور پوچھتا ہوں۔ تم سنتے رہنا۔"

عنبر مسکرا دیا کہ گھبراہٹ میں ناگ بھول گیا تھا کہ وہ سب سانپوں کی زبان سمجھ لیتے ہیں۔

ناگ نے بزرگ سانپ سے کہا:

"اس سے پوچھو کہ اس پر کس نے جادو کیا ہے اور اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟"

بزرگ سانپ نے یہ سوال کیٹی سے کیا اور کیٹی نے کہا:

"ناگ سے کہو کہ میں جب عنبر اور فلیوسانگ سے بچھڑ گئی تھی تو بدروحوں کے شہر کے ایک غار میں اتفاق سے چلی گئی تھی وہاں مجھ پر ایک بڑی لکڑی نے جادو کر دیا جس کی وجہ سے میں لکڑی بن گئی میرے پاس اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔"

بزرگ سانپ نے کیٹی کی یہ بات ناگ تک پہنچا دی۔ ناگ نے کہا:

"بزرگ سانپ! کیا تمہارے خیال میں کیٹی کے طلسم کا کوئی توڑ ہو سکتا ہے؟"

بزرگ سانپ پہلے تو خاموش ہو گیا پھر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں پیپل کے جس درخت کے تنے کے اندر رہتا ہوں وہ ایک ہزار برس پرانا ہے۔ وہ بڑا بزرگ درخت ہے۔ لوگ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تنے پر لکھ کر کئی طلسم جادو کرتے رہے ہیں۔
پیپل کا یہ درخت میرا دوست ہے۔ میں اس سے
مشورہ کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اسے اس جادو کا
کوئی توڑ معلوم ہو۔ آپ زحمت کر کے میرے ساتھ
پیپل کے درخت کے پاس چلیں۔"
ناگ نے عنبر سے مشورہ کیا تو اس نے کہا:
"ٹھیک ہے ناگ بھیا! پیپل کے درخت سے بھی
مشورہ لے لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ ہمارا کام بن جائے۔"
کیٹی مکڑی کو جیب میں رکھے وہ دونوں پرانے دوست
بزرگ سانپ کے ساتھ جنگل میں چلتے ہوئے پیپل کے ایک
پرانے درخت کے پاس آ گئے۔ پیپل کے درخت نے اپنی
زبان میں ناگ سے کہا:
"ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے۔"
پیپل کی آواز عنبر یا کیٹی نہیں سمجھ سکتے اور سن سکتے تھے
یہ آواز صرف ناگ دیوتا اور بزرگ سانپ ہی سن اور سمجھ
سکتے تھے۔ ناگ نے پیپل کے درخت کے سلام کا جواب
دیا اور اسے ساری بات بیان کر دی۔ اس کے ساتھ ہی
اس نے کیٹی مکڑی کو بھی پیپل کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔
پیپل نے اپنی ایک شاخ کو جھکا کر مکڑی کے اوپر اپنے
پتوں کا سایہ ڈالا اور پھر ٹہنی اوپر اٹھائی اور ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! یہ لڑکی زندہ ہے۔ اس پر بڑا بھاری
آسیب ہے۔ یہ آسیب ایک بدروح چڑیل کا
ہے جو اس کے خون میں داخل ہو گئی ہے۔"
ناگ نے پوچھا:
"کیا اس آسیب سے کیٹی کو نجات نہیں دلائی
جا سکتی؟"
پیپل کا درخت بولا:
"ناگ دیوتا! میں ہزار سال سے یہاں کھڑا ہوں
مجھ پر ہزاروں چڑیلوں جن بھوتوں اور آسیبوں
نے اپنا ڈیرا جمایا۔ باتیں کیں، کچھ عرصہ گزرا اور
پھر چلے گئے۔ میں ان کے تمام آسیبوں اور ان
کے توڑ سے واقف ہوں۔"
ناگ نے جلدی سے پوچھا:
"اس کے آسیب کے توڑ کا کیا علاج ہے؟"
پیپل کے درخت نے کہا:
"اس کا ایک ہی علاج ہے مگر یہ علاج خطرناک
ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کسی دوسرے کو کیٹی کا
آسیب اتارنے کے لیے خود بہت بڑا خطرہ مول
لینا ہو گا۔"
"وہ کون سا خطرہ ہے؟" ناگ نے سوال کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیپل کے درخت نے کہا:

"اگر کوئی شخص اس مکڑی نما لڑکی کو اپنی ہتھیلی میں رکھ کر سات بار اندرا دیوتا کا نام دہرائے اور پھر بلند آواز میں کہے کہ میں اس لڑکی کا آسیب خود لینے پر تیار ہوں تو اس کا آسیب اتر جائے گا یہ مکڑی پھر سے لڑکی بن جائے گی اور پہلے اگر یہ غائب بھی تو اب نظر آنے لگے گی۔ لیکن اس کی بجائے دوسرا آدمی آسیب کی گرفت میں پھنس جائے گا اور کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ اس کی کیا شکل بن جائے وہ مکڑی بھی بن سکتا ہے۔ کوئی درندہ بھی بن سکتا ہے اور چڑیل یا جن بھوت میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔"

ناگ نے یہ بات عنبر کو بتائی تو وہ کانپ اٹھا۔ بولا:

"یہ تو بڑی خطرناک بات ہو گی ناگ! اس کا مطلب ہے کہ ایک ٹھیک ہو جائے اور اس کی جگہ دوسرا پھنس جائے۔ یہ تو کوئی علاج نہ ہوا۔"

ناگ نے پیپل کے درخت سے بھی یہی کہا کہ یہ تو لڑکی کا علاج نہ ہوا۔ بلکہ قربانی ہوئی کہ کوئی دوسرا اس کی بلا اپنے سر لے لے۔ پیپل کے درخت نے کہا:

"ناگ دیوتا! یقین کریں کہ کیٹی پر جو جادو کیا گیا ہے

اس کا ایک یہی علاج ہے۔ دوسرا کوئی علاج اس روئے زمین پر نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ مکڑی جو آپ کی بہن ہے پھر سے انسانی شکل اختیار کر لے تو آپ دونوں بھائیوں میں سے کسی ایک کو یہ قربانی دینی ہی ہو گی۔ ورنہ یہ آپ کی بہن کیٹی قیامت تک مکڑی کی شکل میں ہی زندہ رہے گی۔"

ناگ نے پیپل کی یہ بات عنبر کو بتا دی۔ عنبر پہلے تو بہت پریشان ہوا پھر بولا:

"ناگ! یہ قربانی میں کرنے کو تیار ہوں۔ تم پیپل کو کہو کہ میں اپنی بہن کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں۔"

یہ بات عنبر کی زبان سے کیٹی مکڑی نے سنی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ ایک بہن کے آنسو تھے۔ اس کا دل عنبر پر جان قربان کرنے کو تیار ہو گیا مگر وہ مجبور تھی۔ اس نے چلا کر بزرگ سانپ سے کہا:

"دادا سانپ! خدا کے لیے عنبر سے کہو کہ وہ یا ناگ مجھے میری حالت پر چھوڑ دیں اور میرے لیے اپنی جان خطرے میں نہ ڈالیں۔ مجھے میری حالت پر ہی رہنے دیں بس اتنا ہے کہ مجھے اپنے پاس رکھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں ان کی بہن ہوں۔ اور ایک بہن کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے بھائی اس کی آنکھوں کے سامنے رہیں اور خوش رہیں۔

بزرگ سانپ نے کیٹی مکڑی کی یہ التجا ناگ کو سنا دی۔ عنبر نے بھی بزرگ سانپ کی بات سمجھ لی تھی۔ اس نے کہا:

"نہیں نہیں کیٹی! میں تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتا مگر تم میری زبان سمجھ رہی ہو۔ میں تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔ تمہارے لیے میری جان بھی حاضر ہے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

ناگ نے اس کی بات کاٹ کر کہا:

"تمہاری جگہ یہ قربانی میں کرنے کو تیار ہوں میں بھی اپنی بہن کیٹی کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔"

عنبر نے فوراً جواب دیا:

"میں تمہیں یہ خطرہ مول لینے نہیں دوں گا ناگ۔ کیٹی کا آسیب اپنے سر پر لینے سے نہ جانے کیا ہو جائے اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو ہم بالکل ہی بے بس ہو کر رہ جائیں گے۔ کیوں کہ تم سانپوں کے دیوتا ہو جب کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم سانپوں کو بلا سکتے ہیں مگر انہیں کوئی کام کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ پھر تم اپنی شکل بدل کر ہوا میں پرواز بھی

کر سکتے ہو جب کہ میں ایسا نہیں کر سکوں گا۔ اس لیے تمہارا صحیح حالت میں رہنا بہت ضروری ہے۔"

بزرگ سانپ اور پیپل کے درخت نے بھی ناگ کو یہی مشورہ دیا۔ پیپل کے درخت نے کہا:

"ناگ دیوتا! آپ اس معاملے پر کچھ دیر آرام سے غور کر لیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ کیٹی کا آسیب دنیا کے تمام آسیبوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہے۔ یہ کوئی ایسی خاموش روح ہے جس نے کیٹی کو مکڑی بنا کر اسے اپنے شکنجے میں اس خاموشی اور مضبوطی سے جکڑ لیا ہے کہ نہ تو آسیب کی اپنی شکل مجھے نظر آتی ہے اور نہ مجھے اس کی آواز ہی سنائی دے رہی ہے۔ اس لیے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے آپ اچھی طرح سے مشورہ کر لیں۔"

کیٹی نے بزرگ سانپ سے کہا:

"دادا سانپ! ناگ اور عنبر کو میری طرف سے کہہ دیں کہ میں نہیں چاہتی کہ وہ میری خاطر اپنی زندگیاں خطرے میں ڈالیں۔ میں ان میں سے کسی ایک بھائی کو تکلیف میں ڈال کر خود انسان بن کر زندگی نہیں بسر کر سکوں گی۔ انہیں منع کر دیں کہ وہ میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آسیب کو نہ چھیڑیں اور میں جیسی ہوں مجھے ویسے
ہی رہنے دیں۔

بزرگ سانپ نے جب یہ بات ناگ کو بتائی تو عنبر بولا:

"یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہم اپنی بہن کو ساری زندگی
اس عذاب میں نہیں دیکھ سکتے۔"

ناگ نے بھی یہی کہا کہ کیٹی کو کہہ دیں کہ وہ اس معاملے
میں بیچ میں نہ بولے۔ ہم وہی کریں گے جو ہمیں ایسی حالت
میں کرنا چاہیے۔ بزرگ سانپ نے ناگ اور عنبر کی یہ بات
کیٹی کو بیان کر دی۔ کیٹی خاموش ہو گئی۔ اب ناگ نے پیپل
کے درخت سے کہا:

"میں کیٹی کا آسیب اپنے سر لینے کو تیار ہوں۔"

عنبر جھٹ بولا:

"نہیں ناگ بھیا! میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گا۔
یہ کام میرا ہے۔ اسے میں کروں گا۔"

ناگ نے عنبر کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ عنبر شاید زندگی
میں پہلی بار جذباتی ہو رہا تھا۔ اس نے کہا:

"عنبر بھیا! اب تم کچھ نہیں کہو گے۔ بس میں نے
فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ خطرہ سوائے میرے ہم میں
سے دوسرا کوئی مول نہیں لے گا۔ اب تم بھی خاموش
رہو گے اور کچھ نہیں بولو گے۔"

عنبر چپ ہو گیا۔

ناگ نے بزرگ سانپ سے کہا:

"دادا سانپ! اگر مجھے کچھ ہو گیا اور میں عنبر اور
کیٹی سے ان کی زبان میں بات نہ کر سکا تو میں
تم سے بات کرنے کی کوشش کروں گا۔ کیوں کہ ممکن
ہے۔ اس بھیانک حالت میں تم میری بات سمجھ لو۔
تم میری بات عنبر اور کیٹی کو بتا دینا۔"

بزرگ سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ ہمارے لیے بھی بڑے قیمتی
ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کو کچھ ہو جائے۔ بہتر
یہی ہے کہ آپ اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کر لیں۔"

ناگ نے بڑے جلال کے ساتھ کہا:

"بزرگ سانپ! یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے آپ
اب بیچ میں دخل نہ دیں تو اچھا ہو گا۔"

بزرگ سانپ بھی چپ ہو گیا۔

ناگ نے وہی بات جو بزرگ سانپ کو کہی تھی پیپل
کے درخت کو بھی کہی کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا اور تم میری
بات، میری زبان سمجھ سکو تو میری باتیں عنبر اور کیٹی کو سمجھا دینا۔

پیپل کے درخت نے کہا:

"میں اگر تمہاری زبان سمجھ سکا تو عنبر اور کیٹی کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ جملے بتا دوں گا ناگ دیوتا!

اب ناگ نے کیٹی مکڑی کو اپنی ہتھیلی میں لے لیا
عنبر اس کی طرف پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
بزرگ سانپ بھی خاموش بیٹھا تھا اور اس کی آنکھیں
ناگ دیوتا کے چہرے پر جمی تھیں۔ پیپل کا بزرگ درخت
نے بھی جیسے اپنا سانس روک لیا تھا۔ ناگ کی ہتھیلی
پر مکڑی کی شکل میں بیٹھی کیٹی کا دل خوف کے مارے
دھڑک رہا تھا کہ خدا جانے اس کے بھائی ناگ پر
کیا مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ وہ اب بھی یہی
چاہتی تھی کہ ناگ اپنا فیصلہ بدل لے مگر اسے معلوم
تھا کہ اب ناگ کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ ناگ نے سات
بار اندر دیوتا کا نام بلند آواز میں دہرایا اور کہا
"میں اپنی بہن کیٹی کا آسیب اپنے سر پر لینے
کو تیار ہوں!"

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ عنبر ناگ مادیا کی
اگلی قسط نمبر ۱۴۱ ویران مینار میں پڑھیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

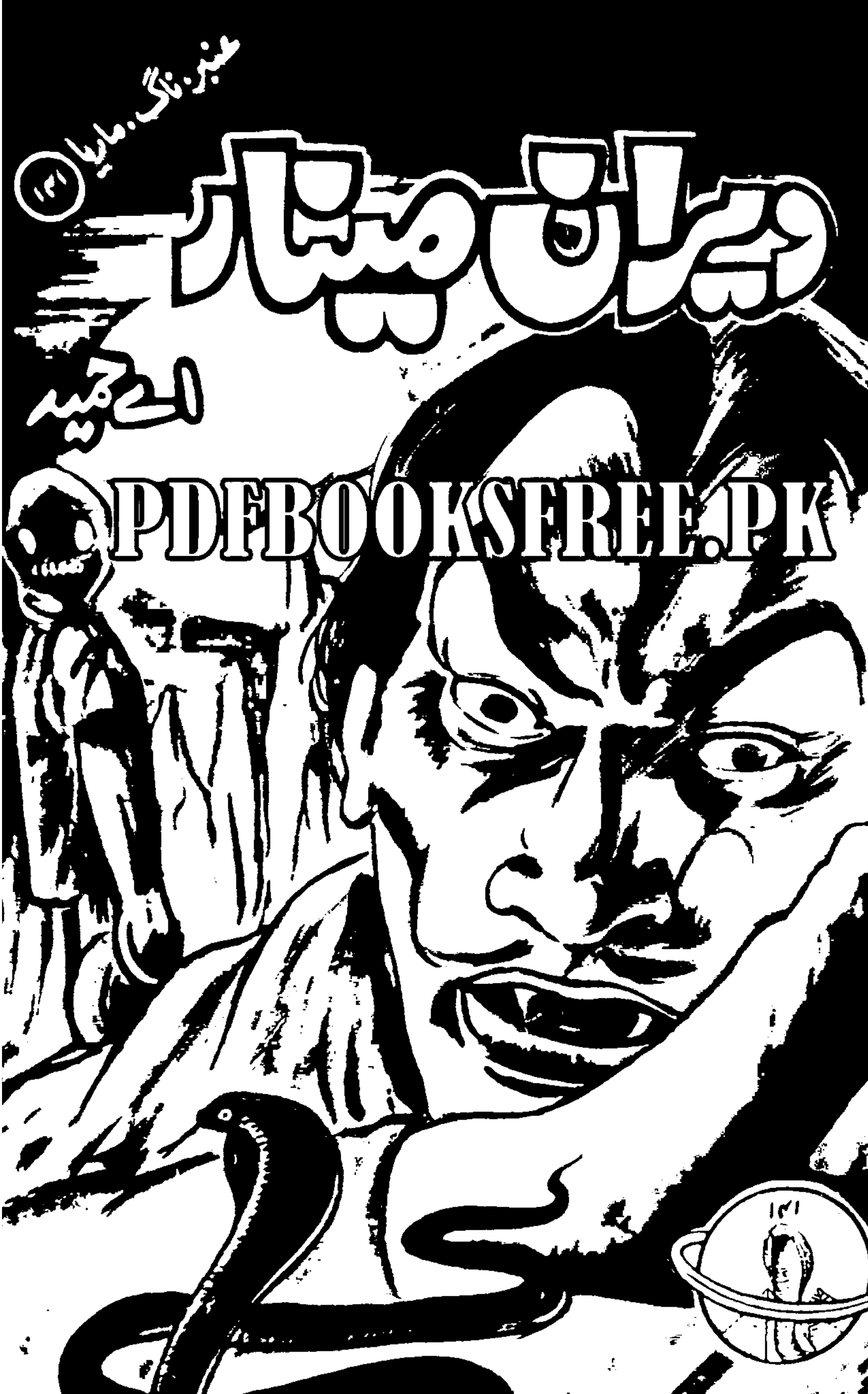
عنبر، ناگ، مایا
۱۳۱
ویران مینار
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

ویران مینار

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول

ناشر: مکتبہ اقرا، بوہڑ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

شیر شاہ کالونی کراچی سے ہمارے دوست محمد شوکت علی نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اس ماہ کی کتابیں بے حد پسند آئیں۔ روہڑی سے طیبہ حیات نے بھی تازہ کتابوں کو پسند کیا ہے۔ مگر ان دونوں ساتھیوں نے میری ایک غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میں نے ایک جگہ عنبر کو اپنا بچپن یاد کرتے ہوئے یہ دکھایا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے علاوہ اپنی بیوی اور بچوں کے لئے بھی قبرستان فاتحہ پڑھنے جاتا ہے جبکہ عنبر کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے۔

میرے عزیز ساتھیو! یہ مجھ سے واقعی بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔ میرا خیال تھا کہ کسی زمانے میں عنبر کی شادی ہو گئی تھی مگر اب جب ساری کتابوں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کا اعتراض بالکل درست ہے۔ میں اس غلطی کیلئے معذرت پیش کرتا ہوں اور آپ ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے میری ایک غلطی بتائی۔ انشاءاللہ آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں ہوگی۔ میں اب بہت زیادہ احتیاط سے کام لونگا۔ عنبر تھیو سانگ ناگ کیٹی اور ماریا میں سے کبھی کسی کی شادی نہیں ہوئی۔ ایک بار پھر تمام دوستوں سے اس غلطی پر معذرت چاہتے ہوئے کتابیں پسند کرنے کا بہت بہت شکریہ۔

انکل / اے حمید

۴۵۴ این راہ چمن - سمن آباد، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- ویران مینار
- عنبر بھکاری بن گیا
- آسیب کے بال
- سانپ دیو کا پجاری
- پاتال کی طرف سفر

ویران مینار

ناگ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔
کیٹی مکڑی اس کی ہتھیلی سے اچھل کر زمین پر گر پڑی۔
ناگ اپنی جگہ پہ بالکل ساکت اور خاموش کھڑا تھا۔ بزرگ سانپ، عنبر اور پیپل کا درخت اسے دیکھ رہے تھے۔ اچانک ناگ کے جسم میں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ عنبر اُس کی طرف لپکا کہ اسے آسیب کے اثر سے بچائے کہ ناگ دھوئیں کے ایک مرغولے کی طرح چکر کھانے لگا۔ بزرگ سانپ نے سانپ کی زبان میں چلا کر عنبر سے کہا۔
"اس کے پاس مت جانا۔ آسیب خطرناک ہے۔"
مگر عنبر نے پروانہ کی جونہی وہ ناگ کے قریب آیا۔ ناگ دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی اپنی اصلی شکل میں واپس آ گئی۔ اس نے ناگ کو دھواں بن کر غائب ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے اپنا سر پکڑ لیا اور غمگین آواز میں بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عنبر! میں نے تم لوگوں کو منع کیا تھا کہ میرا آسیب اپنے سر نہ لینا۔ اب ہم ناگ کو کہاں ڈھونڈیں گے؟"

عنبر بھی حیران و پریشان کھڑا تھا۔ اسے کیٹی کے واپس جانے کی اگر خوشی ہوئی تھی تو ناگ کے دھواں بن کر آسیب کا شکار بن جانے کا سخت دکھ بھی ہوا تھا۔ اس نے کیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور اداس آواز میں بولا۔

"کیٹی بہن! خدا کا شکر ہے کہ تم واپس آگئیں لیکن ناگ کے اس طرح سے بچھڑ جانے کا مجھے بے حد صدمہ ہوا ہے۔"

کیٹی کی آنکھوں میں آنسو آرہے تھے۔ اس نے کہا۔

"میں اپنے بھائی ناگ کی یہ قربانی کبھی فراموش نہ کر سکوں گی۔ اس نے میری خاطر اپنے آپ کو اجنبی آفتوں کے حوالے کر دیا۔"

بزرگ سانپ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا نے بڑا عظیم کام کیا ہے۔ اس نے اپنی بہن کے لیے اپنی جان کی بھی پروا نہیں کی۔ لیکن میرے بچو، ناگ ایک دیوتا ہے۔ اطمینان رکھو۔ اسے کچھ نہیں ہوگا۔"

پیپل کا درخت بولا

"میں نے اپنی ہزار سالہ زندگی میں ایسا بھیانک آسیب کبھی نہیں دیکھا

عنبر نے بزرگ سانپ کے ذریعے پیپل کے درخت سے دریافت کیا کہ کیا اس آسیب کا کوئی توڑ ہو سکتا ہے جو ناگ سے چمٹ گیا ہے؟ بزرگ سانپ نے پیپل کے درخت سے کہا تو وہ بولا۔ "اس آسیب کا مجھے کوئی توڑ نظر نہیں آتا۔ کاش میں عنبر اور کیٹی کی کوئی مدد کر سکتا۔" بزرگ سانپ نے یہ بات عنبر اور کیٹی کو بتا دی۔ وہ چپ ہو گئے۔ ان کے دل ناگ کی یاد میں سخت اداس تھے۔ اچانک انہیں ناگ کی آواز سنائی دی یہ آواز جیسے بہت دور کسی ایسے ریگستان سے آتی معلوم ہوتی تھی جہاں تیز آندھیاں چل رہی ہوں۔ بزرگ سانپ، پیپل کا درخت عنبر اور کیٹی چونک کر ناگ کی آواز کو سننے کی کوشش کرنے لگے ناگ کی آواز بے حد کمزور تھی اور لفظ اس کے منہ سے جیسے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔

پاتال - پاتال میں - پاتال میں جا رہا ہوں۔
اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ پاتال میں جا رہا ہوں - اندھیرا
مت آنا - ادھر مت آنا تلاش - میری تلاش چھوڑ دو
مت آنا - مت آنا۔

اور پھر ناگ کی کمزور آواز تیز آندھیوں کے شور کے ساتھ ہی غائب ہو گئی۔ عنبر نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"پاتال کہاں ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بزرگ سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا پاتال میں جا رہے ہیں"

کیٹی نے سانپ کی زبان میں بزرگ سانپ سے کہا۔

"پاتال کہاں ہے؟ ہم وہاں جاکر ناگ کو ڈھونڈ لائیں گے"

بزرگ سانپ نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولا۔

"پاتال آگ ہی آگ ہے۔ پگھلا ہوا لاوا ہی لاوا ہے وہاں جو جائے گا جل کر بھاپ بن جائے گا۔ ناگ دیوتا عظیم ہے اس نے بہن کی خاطر اپنی جان قربان کر دی"

عنبر نے بزرگ سانپ سے پوچھا۔

تم ہمیں بتاؤ کہ پاتال کہاں پر واقع ہے۔ ہم ناگ کو وہاں سے ضرور نکال لائیں گے"

پیپل کا درخت کہنے لگا۔

"پاتال میں کوئی زندہ انسان نہیں جا سکتا۔ پاتال ایک جہنم ہے۔ آگ اور پگھلے ہوئے لاوے کا جہنم۔ بزرگ سانپ ٹھیک کہتا ہے۔ ادھر جانے کا خیال دل سے نکال دو"

عنبر نے کہا

"تم ہمیں بتاؤ تو سہی کہ پاتال کہاں ہے۔ ہم جائیں چاہے نہ [illegible] معلوم ہو جائے کہ ناگ کس جگہ پر ہے"

بزرگ [illegible]

"پاتال زمین کے اندر ہے۔ زمین کی چھ منزلیں زمین کے نیچے ہیں ان میں سب سے آخری منزل کا نام پاتال ہے وہاں اگر پانی بھی داخل ہو تو راستے میں ہی بھاپ بن کر اڑ جائے"

اس کا راستہ کہاں ہے؟" کیٹی نے سوال کیا۔

بزرگ سانپ نے کہا۔

"اس ملک ہندوستان کے جنوب میں جہاں دونوں ساحل آپس میں ملتے ہیں وہاں ایک تکون سی بن گئی ہے۔ اس تکون کے پاس سمندر میں راون کا تخت ہے۔ یہ دس بارہ پتھریلی چٹانیں ہیں جو سمندر میں ابھری ہوئی ہیں۔ بس ان چٹانوں کے بیچ سے ہی پاتال کو راستہ جاتا ہے۔ مگر میں تمہیں ایک بار پھر ہدایت کروں گا کہ اس طرف جانے کا خیال دل سے نکال دو۔ یہ خودکشی ہوگی۔

عنبر اور کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا اور سر جھکائے پریشان پریشان واپس اس مکان میں آ گئے جہاں کیٹی پہلی بار مکڑی بن کر آئی تھی۔ اب عنبر نے کیٹی سے کہا کہ کیا اسے تھیو سانگ کے انجام کا علم ہے؟ کیٹی نے کہا۔

"کاش آپ لوگ میری بات سن سکتے۔ سمجھ سکتے۔ میں مکڑی کی زبان میں تم دونوں کو بار بار منع کر رہی تھی کہ اس مکار لڑکی عقربہ کے ساتھ تھیو سانگ کو جنگل میں مت جانے دو کیونکہ مجھے مکڑی کی نیت خراب لگتی تھی مگر تم دونوں نے میری بات نہ سنی اور تھیو سانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر وہ اپنے ساتھ اغوا کر کے لے گئی۔

عنبر نے کہا

"معلوم ہوتا ہے کہ وہ کالی کٹ شہر ہی سے ہمارے پیچھے لگ گئی تھی ۔۔ ہمیں کالی کٹ شہر میں ہی ملی تھی"

پھر عنبر نے کیٹی کو سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح عقربہ نے ڈھونگ رچایا اور ان سے مدد مانگی اور پھر کہا کہ ہم اسے ہندوستان کے درنگل شہر اس کے فرضی ماں باپ کے پاس پہنچا دیں۔ کیٹی نے کہا۔

"وہ کسی کے حکم پر تھیوسانگ کے پیچھے لگی ہوگی۔ اسے پتہ چل گیا ہوگا کہ تھیوسانگ کے پاس جانداروں اور دوسری چیزوں کو چھوٹا کرنے کا طلسم ہے۔ اب خدا جانے وہ کہاں ہوگا۔ ہم ایک دوسرے سے مل گئے لیکن ناگ اور تھیوسانگ ہم سے جدا ہو گئے۔

عنبر بولا

"اور ماریا تو پہلے ہی سے جدا ہے۔ اسے دیکھے تو ایک عرصہ گذر گیا ہے"

پھر عنبر نے کیٹی کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور پہلے کس کی تلاش میں جائیں ماریا تھیوسانگ یا ناگ کی؟ کیٹی بھی کشمکش میں تھی۔ الجھن میں تھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ

رہا تھا ۔۔ اسے بھی کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس نے کہا

"ناگ کو ۔۔ بہت ہی خطرناک جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے۔ کیوں نہ ہم پہلے اس کی تلاش میں نکلیں؟"

عنبر نے کہا۔

"پاتال کے اندر آگ اور پگھلا ہوا لاوا ہے۔ ہم دونوں لاوے میں یا تو پگھل جائیں گے اور یا پھر دونوں کے بت بن جائیں گے ۔۔ ہمیں مناسب انتظام کے بغیر پاتال کا رخ نہیں کرنا چاہیئے"

کیٹی نے پوچھا

"مناسب انتظامات ہم کہاں سے کریں گے؟"

عنبر بولا۔

"اس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتا لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم کوئی نہ کوئی ایسا طریقہ ڈھونڈ لیں گے کہ جس کی مدد سے ہم پاتال کی آگ سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کے بعد ہم ناگ کو بھی وہاں سے نکال سکیں گے"

کیٹی بولی۔

"تو پھر کیا ہمیں پہلے تھیوسانگ کا کھوج لگانا چاہیئے؟"

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال یہی ہے۔ کیونکہ طلسمی لڑکی عقربہ ہمیں کالی کٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ملی تھی اور یہ بندرگاہ اسی ملک ہندوستان کے مغربی ساحل پر ہے۔ ہمیں وہاں چلنا چاہیئے۔ ہوسکتا ہے وہاں ہمیں اس کا کچھ سراغ مل جائے۔"

پھر عنبر نے کیٹی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ کیا اسے مکڑی کی حالت کی زندگی یاد ہے؟ کیٹی بولی:"

خواب کی طرح یاد ہے۔ مگر یہ بڑا دھندلا اور ڈراؤنا خواب لگتا ہے مجھے۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

عنبر نے کہا۔

"میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے طلسمی لڑکی عقربہ کو کسی دوسری حالت میں دیکھا ہو"

کیٹی نے کچھ دیر غور کیا۔ پھر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں جہاں تک مجھے یاد آتا ہے میں نے اس لڑکی کو کسی دوسرے روپ میں کبھی نہیں دیکھا۔"

پھر اس نے عنبر سے کہا کہ ہم کالی کٹ چلتے ہیں۔ ہوسکتا ہے وہاں ہمیں اس لڑکی کا کوئی سراغ مل جائے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا اور ورنگل شہر سے ایک چھوٹے سے قافلے میں شامل ہو کر بندرگاہ کالی کٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ بچھو لڑکی عقربہ تھیو سانگ کو غائب کرنے کے بعد سیدھی کالی کٹ بندرگاہ سے ذرا دور ویران مینار کی

طرف منزل میں پہنچ گئی۔ یہاں اس نے بچھو سے انسانی لڑکی کی شکل اختیار کی اور درمیان میں پڑے راکھ کے ڈھیر میں تھیو سانگ کو رکھ دیا جو چھوٹے سے بچھو کی شکل میں تھا اور بالکل بے حس ہو چکا تھا۔ وہ اپنی ٹانگیں اور جسم کو بالکل نہیں ہلا سکتا تھا۔ اس کا ذہن بھی بہت کم انسانی ذہن کی طرح کام کر رہا تھا۔ اسے صرف اتنا یاد تھا کہ وہ تھیو سانگ ہے اور عنبر ناگ کیٹی اور ماریا اس کے دوست ہیں۔ وہ کہاں ہے؟ کس مشکل میں ہے؟ یہ اسے کچھ احساس نہیں تھا۔

عقربہ لڑکی نے منتر پڑھا تو ٹھنڈی راکھ میں سے استاپا کا بالوں بھرا راکھ آلود ہاتھ باہر نکلا۔ اس نے تھیو سانگ بچھو کو اپنی مٹھی میں اٹھا لیا اور پھر استاپا کی آواز آئی۔

"تم نے میرا حکم پورا کر دیا"

عقربہ لڑکی نے کہا۔

میرے گورو دیوتا! اب میرے لیے کیا حکم ہے؟

استاپا کی کھڑکھڑاتی آواز آئی۔

"ہوسکتا ہے تھیو سانگ کے ساتھی اس کی تلاش میں ادھر آئیں۔ تمہیں ان کا خیال رکھنا ہوگا۔ کیونکہ ان میں ایک ایسا آدمی بھی ہے جو اپنی شکل بدل سکتا ہے اور سانپ کا روپ دھار سکتا ہے تمہیں کسی دوسری شکل میں چل پھر کر ان لوگوں کے بارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں مجھے ایک ایک پل کی خبر دینی ہوگی کہ وہ تھیو سانگ کو
بچانے کے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔ چونکہ تم عنبر کی شکل
ہو اس لیے تمہیں انہیں پہچاننے میں وقت پیش نہیں
تھیو سانگ کو لے کر اپنی دنیا میں جا رہا ہوں جہاں
کی سخت ضرورت ہے۔"

اتنا کہہ کر استاپا کا ہاتھ راکھ کے اندر چلا گیا۔ عقربہ لڑکی
مینار کی دوسری منزل سے اتر کر پہلی منزل میں آ گئی۔ پھر یہاں
سے نکل کر مینار سے باہر کھلے سمندر کے سامنے جا کر دونوں
بازو پھیلا دیئے۔ اس کے سامنے چھوٹی چھوٹی چٹانوں میں سمندر
کی موجیں ٹکرا ٹکرا کر شور مچاتی واپس جا رہی تھیں۔ عقربہ نے
اپنے حلق سے ایک عجیب سی چیخ کی آواز نکالی اور اس کے ساتھ
ہی ریت پر بیٹھ گئی اور اس نے اپنا منہ اپنے بازوؤں میں چھپا
لیا۔

جب اس نے اپنے بازو ہٹائے تو وہ ایک ادھیڑ عمر عورت
بن چکی تھی۔ اس کی شکل بھی بدل گئی تھی۔ اس کا لباس پرانا اور
فقیر عورتوں ایسا ہو گیا تھا۔ وہ شہر کی طرف چل پڑی۔ شہر میں
بندرگاہ کے قریب ایک ہی چھوٹی سی کاروان سرائے تھی جہاں
دوسرے شہروں سے قافلے آ کر اترتے تھے۔ عقربہ نے کاروان سرائے
میں گھوم پھر کر دیکھا اسے عنبر کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ ان کی شکل

پہچانتی تھی کیٹی اور ناگ کی شکل سے وہ واقف نہیں تھی عقربہ
فقیرنی بن کر لوگوں سے بھیک مانگنے لگی۔ اسے پتہ چلا کہ ورنگل سے
ایک قافلہ شام سے تھوڑی دیر پہلے یہاں آنے والا ہے۔
کو یقین تھا کہ اس قافلے میں عنبر اور کیٹی ضرور شامل ہوں گے۔ وہ
وہ کاروان سرائے کے سامنے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بھیک
مانگنے لگی۔

شام ابھی نہیں ہوئی تھی کہ ورنگل سے آنے والا قافلہ کاروان
سرائے کے باہر آ کر رک گیا۔ عقربہ کی تیز نگاہیں عنبر اور کیٹی کو تلاش
کرنے لگیں۔ مگر عنبر اور کیٹی راستے میں ہی یہ سوچ کر قافلے سے الگ ہو
گئے تھے کہ ہو سکتا ہے تھیو سانگ کو اغوا کرنے والا آسیب کسی شکل
میں وہاں پر موجود ہو۔ چنانچہ کاروان سرائے سے آدھا میل پیچھے عنبر
اور کیٹی قافلے سے جدا ہو کر دوسری طرف نکل گئے تھے۔ وہ ایک اور
راستے سے شہر میں آ گئے۔ یہ شہر کا دوسرا علاقہ تھا۔ یہاں گنجان بازار
اور مکان تھے۔ یہاں ہر قسم کی چیزیں اور لباس بکتے تھے۔ عنبر نے
کیٹی سے کہا۔

"تھیو سانگ کے آسیب یعنی عقربہ کو یقین ہوگا کہ ہم اپنے
ساتھی اور دوست تھیو سانگ کی تلاش میں کالی کٹ میں آئیں
گے۔ ممکن ہے وہ کسی دوسری شکل میں یہاں ہماری جاسوسی کرنے
کے لئے موجود ہو۔ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اپنا بھیس بدل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر یہاں تھیو سانگ کا کھوج لگائیں۔

کیٹی نے کہا۔

"ہم کیا بھیس بدلیں گے؟ ظاہر ہے ہم اپنا حلیہ تو نہیں بدل سکتے۔ ہماری شکلیں تو یہی رہیں گی۔"

عنبر بولا۔

"تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہندوستان میں جگہ جگہ سوانگ رچا کر لوگ ڈرامے کھیلتے ہیں اور ان کے لئے بازاروں میں بھیس بدلنے کا سامان بھی بکتا ہے ہم آسانی سے نقلی بال اور نقلی مونچھیں لگا کر اپنی شکلیں بھی کافی حد تک بدل سکتے ہیں۔

کیٹی کہنے لگی کہ تھیو سانگ کا آسیب یعنی عقربہ لڑکی جو ہے وہ شاید غیب دان ہو اور وہ ہمیں بدلے ہوئے حلیے میں بھی پہچان لے۔ عنبر نے کہا۔

"اگر ہم اس طرح سوچتے رہے تو کچھ نہ کر سکیں گے صرف سوچتے ہی رہیں گے اور کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔ زیادہ سوچتے رہنا بھی ایسے ہی ہے جیسے پیاز کے چھلکے اتارنا۔ پیاز کے چھلکے اترتے چلے جائیں گے اور آخر میں نیچے سے کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ ہمیں اپنا کام شروع کر دینا چاہیئے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

عنبر اور کیٹی بازاروں میں پھرنے لگے۔ آخر انہیں ایک ایسی دکان مل گئی جہاں سوانگ رچانے اور ہلکہ کرنے والوں کے

لئے سامان اور نقلی ڈاڑھی مونچھیں اور لباس بکتا تھا۔ عنبر نے دکاندار سے جا کر کہا۔

"بھائی صاحب: ہم ناٹک منڈلی کے آدمی ہیں۔ ہم آج رات یہاں ایک ناٹک کرنے والے ہیں اس کے لئے ہمیں کچھ سامان چاہیئے۔"

دکان دار نے کہا۔

"اندر جا کر دیکھ لیجئے۔ بادشاہ سے لے کر بھکاری تک ہر قسم کا سامان پڑا ہے۔ جو جی چاہے خرید لیں۔"

عنبر اور کیٹی نے اندر جا کر دیکھا کہ وہاں بادشاہوں کے زرق برق کپڑے بھی تھے۔ ڈاکوؤں کا لباس بھی تھا اور فقیروں کے کشکول اور بوسیدہ کپڑے بھی۔ عنبر کے دل میں خیال آیا کہ اگر ہم نے بادشاہ اور رانی کا حلیہ بدلا تو اسکا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہر کوئی ہمیں دیکھنے لگے گا۔ اگر ڈاکو بنے تو خوا مخواہ مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ کیٹی نے کہا

"اس اعتبار سے تو ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم بھکاری اور بھکارن کا حلیہ بدل کر شہر میں تھیو سانگ کا سراغ لگانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ بھکاریوں کو یہاں کوئی غور سے نہیں دیکھتا۔"

عنبر کو کیٹی کا یہ خیال پسند آیا۔ اس نے بھکاری اور بھکارن کا لباس خریدا۔ قیمت ادا کی اور گٹھڑی اٹھا کر شہر سے دور جنگل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ایک جگہ آ گئے۔ یہاں انہوں نے اپنا حلیہ بدلا۔

کیٹی کو اپنا چہرہ بدلنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ عقرب نے کیٹی کو نہیں دیکھا ہوا تھا۔ عنبر نے اپنا حلیہ بالکل ہی بدل لیا۔ چہرے پر سیاہی مل کر بالکل حبشیوں کی طرح سیاہ کر دیا۔ بڑی بڑی مونچھیں اور ڈاڑھی لگائی سر پر بھکاریوں ایسا رومال باندھا گلے میں کشکول ڈالا۔ ہاتھ میں لاٹھی پکڑ لی۔ کیٹی نے بھی بھکاریوں ایسے کپڑے پہن لئے۔ سر کے بالوں کو رومال سے باندھ لیا۔ اپنے چہرے کو ذرا سا میلا کر لیا تاکہ وہ بھکارنی معلوم ہو۔ عنبر لنگڑا کر چلنے لگا۔ کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"تم تو بالکل پرانے اور تجربے کار بھکاری لگتے ہو عنبر!"

عنبر نے کہا۔

"کیا کریں۔ اپنے دوست کی خاطر ہر قسم کا بھیس بدلنا پڑتا ہے۔"

وہ جنگل سے نکل کر شہر میں آ گئے۔ یہ شہر اتنا بڑا نہیں تھا۔ لیکن بندرگاہ ہونے کی وجہ سے یہاں کافی آبادی اور رونق تھی۔ عنبر بھکاریوں کی طرح لاٹھی ٹیکتا لنگڑا کر چل رہا تھا۔ کیٹی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور یوں ظاہر کر رہی تھی۔ جیسے اسے زیادہ نظر نہیں آتا اور اس کی نظر کمزور ہے۔ عنبر نے بازار میں آتے ہی بھکاریوں کی طرح آواز لگائی۔ "بھگوان کے نام پر دان دو۔ دان دو بابا۔"

اس طرح فقیروں کے حلیے میں بھیک مانگتے عنبر اور کیٹی بندرگاہ پر آ گئے۔ وہ ایک طرف ہٹ کر زمین پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ عنبر نے کہا۔

"یہاں مجھے کوئی ایسی شے نظر نہیں آ رہی کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس شہر میں جادو ٹونے کا اثر ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس شہر میں مجھے بھی کوئی پراسرار شے ابھی تک نظر نہیں آئی۔"

اچانک عنبر کو ایک خیال آیا۔ اس نے کہا۔

"یہاں بندرگاہ سے دور کچھ فاصلے پر ایک پرانا مینار ہے۔ اب بالکل ویران ہے۔ تم نے اسے نہیں دیکھا۔ لیکن تمہیو سانگ میرے ساتھ اس مینار میں ایک بار گیا تھا۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"اس مینار میں ایسی کون سی خاص بات ہے۔"

عنبر نے جواب دیا۔

"خاص بات تو کوئی نہیں ہے۔ بس ایک ویران جگہ ہے۔ اور ایسی ہی ویران جگہوں پر جن بھوتوں اور آسیب کا بسیرا ہوتا ہے۔ کیوں نہ ایک بار اس مینار کا چکر لگا آئیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ابھی دن کی روشنی ہے۔ اسی جگہ بیٹھ کر جاسوسی کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ لڑکی عقربہ کہیں دکھائی دے جائے۔ شام کو ویران مینار پر جائیں گے۔"

عنبر نے زیادہ اصرار نہ کیا۔ کچھ دیر وہ بندرگاہ کے سامنے بیٹھے لوگوں کو آتا جاتا دیکھتے رہے۔ کوئی آدمی ان کے قریب گذرتا تو عنبر آواز لگا دیتا۔

"بھگوان کے نام پر دان دو۔ دان دو بابا"

کئی لوگوں نے انہیں تانبے کے سکے دیئے۔ کیٹی مسکرا کر کہنے لگی۔

"یہ کام تو تم بڑا اچھا کر لیتے ہو عنبر! بہت سے پیسے جمع کر لیے ہیں تم نے۔"

عنبر نے چونک کر کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ لوگ تمہاری وجہ سے مجھے دان دے رہے ہوں۔"

دونوں ہنسنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اب کسی دوسری جگہ جا کر قسمت آزمائی کرنی چاہیئے۔"

کیٹی نے کہا۔

"یہاں بندرگاہ کے بعد کاروان سرائے ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں بہت سے مرد اور عورتیں ہوتی ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ یہاں سے کاروان سرائے کی طرف جاتے ہیں۔"

عنبر اور کیٹی بندرگاہ کے سامنے والی دیوار سے اٹھے اور آہستہ آہستہ چلتے بھیک مانگتے کاروان سرائے کے پاس آ گئے۔ یہاں عقربہ بھی اڈھیر عمر بھکارن کے بھیس میں پہلے سے موجود تھی۔ کیٹی اور عنبر نے بھی دیکھا کہ کاروان سرائے کے باہر دروازے کے سامنے درخت کے نیچے ایک بھکارن بیٹھی بھیک مانگ رہی ہے۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"ہماری ایک ساتھی یہاں پہلے سے موجود ہے عنبر۔ وہ دیکھو"

عنبر نے دیکھا

"دیکھ رہا ہوں۔ مگر ہمیں اس سے کیا لینا ہے۔ وہ تو اصلی بھکارن ہے اور ہم نقلی ہیں۔"

کیٹی اور عنبر بھی کاروان سرائے کے سامنے دوسرے درخت کے پاس زمین پر بیٹھ گئے اور ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے بھیک مانگنے لگے۔ عقربہ بھکارن بھی ان دونوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ مگر اسے ایک لمحے کے لیے بھی یہ شک نہیں ہوا تھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جن کی اسے تلاش ہے وہ یہی دونوں ہیں۔ عقربہ بدروح تھی وہ دونوں کا حال معلوم نہیں کر سکتی تھی۔ نہ ہی وہ کسی دوسرے کی اصلی شکل کو دیکھ سکتی تھی۔

اتنے میں ایک عورت نے ان دونوں کے درمیان ایک پیسہ پھینکا۔ عقربہ بھکارن اور عنبر ایک ساتھ پیسہ اٹھانے کے لیے اس کی طرف بڑھے۔ پھر عنبر پیچھے ہٹ گیا اور بولا۔

"بہن! یہ تم لے لو۔ مجھے خوشی ہو گی۔"

عقربہ بھکارن نے عنبر کو بالکل نہیں پہچانا تھا۔ کیونکہ ایک تو اس نے اپنا رنگ کالا کر رکھا تھا۔ دوسرے لمبی ڈاڑھی چھوڑ رکھی تھی۔ عقربہ بھکارن اس بھکاری یعنی عنبر کے اس اخلاق سے بڑی متاثر ہوئی۔ اس نے پیسہ اٹھا لیا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو ایک اچھی بھکارن ثابت کرنا چاہتی تھی۔ اس نے عنبر کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"بھائی تم کسی شہر سے آئے ہو؟ یہ تمہاری بہن ہے کیا؟"

عنبر نے اپنی آواز بدل رکھی تھی۔ بولا۔

"ہاں جی! یہ میری بہن ہے۔ اس کا نام ہے یہ! نام گنگو ہے۔ ہم کنڈالا شہر کے رہنے والے ہیں۔ وہاں لوگ زیادہ بھیک نہیں دیتے۔"

کیٹی نے بھی آواز بدل کر کہا۔

"ہاں بہن! کنڈالا میں لوگ بڑے ہوشیار ہو گئے ہیں۔ بھکاریوں کو بھیک ہی نہیں دیتے۔ ہم کہاں سے کھائیں گے بھلا پھر۔"

عنبر نے عقربہ بھکارن سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آئی ہے؟ اس نے کہا۔

"بھائی میرا نام چنڈنی ہے۔ میں تو اس شہر کی رہنے والی ہوں۔ اسی شہر میں بھیک مانگتے عمر گزر گئی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"بہن چنڈنی! ہم آج ہی یہاں آئے ہیں ہمیں زیادہ بھیک نہیں ملی لیکن لگتا ہے کہ یہاں کے لوگ دان خوش ہو کر دیتے ہیں۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"تم کہاں پر رہتی ہو بہن؟"

عقربہ بھکارن ذرا سی چونکی۔ اس کی اس چونکاہٹ کو عنبر اور کیٹی دونوں نے ہی محسوس کیا۔ آخر وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس سے سفر کر رہے تھے اور دونوں لوگوں کے چہرے دیکھ چکے تھے۔ پڑھ چکے تھے۔ عنبر نے خاص نظروں سے کیٹی کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو مجھے اس عورت پر کچھ شک لگتا ہے۔ کیٹی نے بھی نگاہوں ہی نگاہوں میں جیسے جواب دیا۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ عقربہ بھکارن نے بات سوس نہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا کہ اس کے چونکنے پر عنبر اور کیٹی ہوشیار ہو گئے ہیں۔ وہ بولی۔

"بہن! ہم بھکاری لوگوں کا بھلا کہاں ٹھکانہ ہوتا ہے جہاں رات پڑتی ہے سو جاتے ہیں۔"

عنبر نے کہا۔

"ویسے چنڈنی بہن۔ ہم نے کنڈالا شہر میں تو ایک جگہ جنگل میں جھونپڑی بنا رکھی تھی۔ ہم وہاں پر آرام سے رہتے تھے۔ تم کو بھی چاہیئے تھا کہ کوئی جھونپڑی یا ایک کوٹھڑی بنا لی ہوتی۔"

اصل میں جب سے عنبر اور کیٹی کو اس عورت پر شک پڑا تھا تو وہ اس کے ٹھکانے کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کھوجنا چاہتے تھے۔ عقربہ بھکارن بولی۔

"میرا کوئی جھونپڑا نہیں ہے بھائی۔ میں تو دور دور سے اسی کاروان سرائے کے باہر ایک طرف پڑ کر سو جاتی ہوں۔"

کیٹی نے عقربہ بھکارن کو ایک بار پھر اس کے دل کو ٹٹولنے کے لیے کہا۔

"یہاں بندرگاہ سے دور ایک ویران مینار ہے۔ میرا خیال ہے ہم تو وہاں جا کر رات گزاریں گے۔"

یہ جملہ کہتے ہوئے کیٹی نے اپنی تیز نگاہیں عقربہ بھکارن کے چہرے پر جما رکھی تھیں۔ ویران مینار کا نام سنتے ہی عقربہ بھکارن

ایک بار پھر ذرا سی چونک پڑی۔ اس کے اس چونکنے کو کیٹی اور عنبر نے خاص طور پر ایک بار پھر محسوس کیا۔ اب عنبر نے اس خیال سے کہ کہیں اس بھکارن کو ان دونوں پر ہی شک نہ پڑ جائے کہ آخر یہ ویران مینار کا بار بار ذکر کیوں کر رہے ہیں۔ عنبر نے بات کا موضوع بدل دیا اور کہا۔

"بہن چنڈنی! اچھے شہر میں تو ہم لوگوں کی دان دی ہوئی مٹھائیاں بھی کھاتے تھے۔ یہاں تو ابھی تک کسی نے مٹھائی ہمیں نہیں دی۔"

عقربہ بھکارن نے کہا۔

"یہاں بازار میں جا کر بھیک مانگو گے تو وہاں جو لوگ مٹھائی خریدتے ہیں وہ ایک آدھ لڈو بھکاریوں کو بھی دے دیتے ہیں۔"

کیٹی تالی بجا کر بولی۔

"گنگو بھیا! چلو ہم بازار میں جا کر بھیک مانگتے ہیں۔ میرا مٹھائی کھانے کو بہت دل چاہتا ہے۔"

عنبر بھی اب وہاں سے اٹھنا چاہتا تھا۔ اس نے عقربہ بھکارن سے کہا۔

"چنڈنی بہن! زیادہ لڈو ملے تو ہم تمہارے لئے بھی ضرور لائیں گے۔"

عقربہ بھکارن بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہاری مہربانی ہو گی گنگو بھائی"

عنبر اور کیٹی چلے گئے تو عقربہ بھکارن نے آرام کا سانس لیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی دوسرے بھکاری یا بھ سے اس کی دوستی ہو۔ وہ تو اپنا کام کرنے وہاں آئی تھی۔ عنبر اور اس کے ساتھیوں کی تلاش تھی تاکہ اگر وہ وہاں آئے ساتھی تھیو سانگ کا کھوج لگانے کے لئے آئیں تو عقر ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھ سکے۔ اسے یہ معلوم ہی نہیں تھ کہ ابھی ابھی جو ایک بھکارن اور بھکاری اس کے پاس سے گ کر گئے ہیں وہی وہ لوگ تھے جو اپنے ساتھی تھیو سانگ کی کھو میں وہاں آئے تھے۔

کاروان سرائے سے دور آتے ہی عنبر نے لنگڑا کر چلتے ہوئے کہا۔

"کیٹی! مجھے یہ بھکارن پراسرار لگ رہی ہے۔ وہ دوبار ویران مینار کے نام سے چونکی تھی"

کیٹی نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن آخر یہ کون ہو سکتی ہے؟"

عنبر بولا۔

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن ہمیں اسکا پیچھا کرنا چاہئے ہو سکتا ہے اسی عورت کی وجہ سے ہمیں تھیو سانگ کا کوئی سرا مل جائے"

عنبر اور کیٹی کاروان سرائے کے سامنے ایک ایسی جگہ چھپ کر بیٹھ گئے جہاں سے وہ تو عقربہ بھکارن کو دیکھ سکتے تھے مگر وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ عقربہ بھکارن تو اپنی جاسوسی میں مصروف تھی۔ اس کی آنکھیں عنبر یا اس کے کسی ساتھی کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اسی طرح جب دن ڈوب گیا اور شام ہونے لگی تو عقربہ بھکارن واپس اپنے ویران مینار کی طرف چل پڑی کہ کل پھر آکر شہر میں اپنی ڈیوٹی دے گی۔

عنبر اور کیٹی بھی اس کا پیچھا کرنے لگے۔ جب بندرگاہ سے نکل کر عقربہ بھکارن کا رُخ ویران مینار کی طرف ہوا تو عنبر کا ماتھا ٹھنکا اس نے کیٹی سے کہا۔

"تعجب ہے یہ بھکارن تو ویران مینار کی طرف جا رہی ہے شاید"

کیٹی بولی۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن ہمیں اس کا پیچھا کرتے رہنا چاہیئے"

شہر سے باہر کا سمندر کنارے والا ویران علاقہ آگیا۔ ایک جانب سمندر پھیلا ہوا تھا جس میں سرخ سورج آہستہ آہستہ غروب ہو رہا تھا۔ سامنے کچھ فاصلے پر پتھریلی چٹانوں کے عقب میں ویران مینار نظر آ رہا تھا۔ عقربہ بھکارن ویران مینار کو جانے وا راستے کے پاس آکر رک گئی۔ اس نے اپنے پیچھے گھوم کر دیکھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی اس کے پیچھے تو نہیں آرہا۔ کیٹی اور عنبر ایک دم نیچے ہو گئے۔ شام کا اندھیرا ہو رہا تھا۔ عقربہ بھکارن انہیں نہ دیکھ سکی اور ویران مینار کے دروازے کی طرف بڑھی۔

عنبر بھکارن

عقربہ بھکارن ویران مینار میں داخل ہو گئی۔
اسے مینار کے اندر جاتے دیکھ کر عنبر نے کہا۔
کیٹی! ضرور اس عورت کا تعلق تھیو سانگ کے آکسیب سے ہے۔ کیونکہ یہی وہ مینار تھا۔ جہاں تھیو سانگ میرے ساتھ ایک بار آیا تھا۔ یہ عورت بھکارن نہیں ہو سکتی۔
کیٹی غور سے مینار کی طرف تک رہی تھی۔ کہنے لگی۔
"لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ عورت اسی جگہ رات گزارتی ہو"
عنبر بولا۔
"اگر ایسی بات تھی تو اس نے ہم سے یہ سب کچھ چھپایا کیوں اور پھر وہ ویران مینار کے نام پر چونکی کیوں تھی؟"
کیٹی نے کہا۔
"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے پھر؟ ہم مینار کے اندر تو نہیں جا سکتے۔ کاش اس وقت میں غیبی حالت میں ہوتی۔ پھر میں بڑی آسانی سے ویران مینار کے اندر جا کر معلوم کر سکتی تھی کہ اندر یہ بھکارن عورت

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا کر رہی ہے؟"

عنبر اور کیٹی وہیں چٹانوں کے پیچھے بیٹھ گئے۔ عنبر نے کہا۔

"اب تو ایک ہی طریقہ ہے کہ اندھیرا ہو تو میں رینگتا ہوا اندر جاؤں۔ معلوم کروں کہ یہ عورت اندر کیا کر رہی ہے اور یہ کون ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"تم تو اس وقت بھی جا سکتے ہو۔ اگر وہ تمہیں دیکھ بھی لے گی تو کہہ دینا کہ تم بھی رات گزارنے کے لیے جگہ تلاش کرتے آ گئے ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"اس سے اس عورت کو کچھ پر شک پڑ سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی میں جاتا ہوں۔ یہ خطرہ مول لینا ہوگا۔" تم اسی جگہ ٹھہرنا۔ اگر اس عرصے میں بھکارن باہر آئے تو تم ادھر اُدھر چھپ جانا"

یہ کہہ کر عنبر ویران مینار کی طرف چلا۔ وہ چٹانوں کی دوسری طرف چلا گیا۔ یہاں سے وہ پتھروں کے درمیان سے گزرتا ہوا مینار کے دروازے کے پاس آ کر آہستہ سے بیٹھ گیا اور کان اندر لگا کر سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اوپر والی دوسری منزل سے کسی کے چلنے کی آواز آ رہی تھی۔ عنبر چپک کر سیڑھی میں آ گیا اور ایک ایک زینہ گن کر اوپر چڑھنے لگا۔ سیڑھیوں میں اندھیرا تھا۔ دوسری منزل کا دروازہ غائب تھا۔ عنبر بالکل سانپ کی طرح رینگ کر سیڑھی چڑھا تھا۔ اس نے آہستہ سے سر آگے کر کے دیکھا۔ اسے وہی بھکارن کوٹھڑی کے درمیان میں راکھ کے ڈھیر کے سامنے بیٹھی نظر آئی۔ اس کی پیٹھ اس طرح سے عنبر کی جانب تھی کہ عنبر کو اس کے بوڑھے چہرے کا ایک رُخ نظر آ رہا تھا۔ وہ منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھ رہی تھی۔ پھر اچانک اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر بلند کئے اور اس کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی۔ اور عنبر کی آنکھوں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ بھکارن بوڑھی عورت سے ایکدم جوان لڑکی بن گئی۔

عنبر کا دل اچھل کر اس کے سینے سے باہر آنے لگا۔ کیونکہ اس نے اس لڑکی کو پہچان لیا تھا۔ یہ وہی لڑکی عقربہ تھی جو ایک بدحال لڑکی بن کر اس کے ساتھ ورنگل تک گئی تھی اور وہاں سے بھیتو سانگ کو اغوا کر کے فرار ہو گئی تھی۔ ایک بار تو عنبر کے جسم میں بھی خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔ اب اسے احساس ہوا کہ کہیں اس پر بھی آسیب کا اثر نہ ہو جائے۔ لیکن یہ سوچ کر اسے حوصلہ ہوا کہ اگر یہ لڑکی عقربہ بھکارن بوڑھی عورت کے روپ میں اسے اور کیٹی کو نہیں پہچان سکتی تو اب اسے کیسے پہچانے گی؟"

مگر عنبر اس کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا۔ وہ وہیں سیڑھیوں میں دبکا رہا۔ عقربہ لڑکی نے جوان ہوتے ہی ٹھنڈی راکھ پر منتر پڑھ کر پھونک ماری اور کہا۔

"داستا پاگورو! میں شہر سے واپس آ گئی ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجھے عنبر اور تھیو سانگ کے دوستوں میں سے کوئی بھی نظر نہیں
میرے لیے کیا حکم ہے ؟"

اب اندھیرا ویران مینار میں چھا گیا تھا۔ عنبر کو اندھیرے
بخوبی نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں عقربہ لڑکی پر لگی ہوئی تھیں
میں ٹھنڈی راکھ میں سے ایک کچھوے جتنا بڑا سیاہ بچھو اچانک
باہر نکل آیا۔ عنبر غور سے اس بچھو کو دیکھ رہا تھا۔ عقربہ لڑکی
اپنا سر بچھو کے آگے جھکا دیا اور بولی۔

"عظیم بچھو! کیا بات ہے۔ ہمارے گورو استاپا کہاں ہیں
نہیں آئے ؟"

عنبر کو کچھوے کی نیم انسانی آواز سنائی دی۔

"ہمارے گورو استاپا اس وقت بدروحوں کے مندر میں
وہاں جنگل کی تمام بدروحیں جمع ہیں۔ تمہیں بھی وہاں پہنچ جانا
تمہیں لینے کے لئے آج آدھی رات کے بعد سیاہ پوش گھوڑا
سے ایک کوس دور چوکور چٹانوں کے پاس آ جائے گا۔

عقربہ لڑکی نے کہا۔

"لیکن میں بدروحوں کی محفل میں طلسمی ہار کے بغیر داخل نہیں
ہو سکتی۔ ہار میرے پاس نہیں ہے۔"

کچھوے کی آواز آئی۔

"تمہارا ہار اس مینار کی پہلی منزل کے باہر والے زینے کے آخری

پتھر کے نیچے رکھ دیا گیا ہے۔ تم اسے گلے میں ڈال کر بدروحوں کی محفل میں
داخل ہو سکو گی اور سیاہ پوش گھوڑا بھی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔
لیکن یاد رکھنا۔ آج رات بدروحوں کی محفل میں ایک خاص تقریب
ہو رہی ہے۔ یہ اندھیری روحوں کی اندھی تقریب ہو گی اور یہاں
اندھیرا ہو گا اور کوئی کسی سے بات نہیں کرے گا۔ اس بات کا
خیال رکھنا۔

عنبر کے دل میں ایک نیا خیال آیا۔ وہ تیزی سے پیچھے مڑا اور
سانپ کی طرح سیڑھیوں میں سے اتر کر پہلی منزل کے باہر زینے پر آ
گیا۔ اس نے آخری پتھر کو ہٹایا تو نیچے ایک سیاہ منکوں والا ہار پڑا
تھا۔ عنبر نے اسے اٹھایا اور تیزی سے اس چٹان کی طرف دوڑا جہاں کیٹی
چھپی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے کیٹی کو ہار دکھا کر کہا۔

"میں اس ہار کو پہن کر آج رات بدروحوں کی محفل میں جا رہا
ہوں۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"آخر وہ عورت کہاں رہ گئی ہے ؟"

عنبر نے کہا۔

"کیٹی تم یہ سن کر حیران ہو گی کہ بھکارن عورت اصل میں وہی عقربہ
لڑکی ہے جس نے تھیو سانگ کو اغوا کیا تھا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ؟" کیٹی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا

"اس وقت خاموش رہو اور یہاں سے بھاگو۔ کیونکہ عقربہ بار آنے والی ہے میں اسکا ہار اٹھا کر لے آیا ہوں۔"

"آخر ہم کہاں جا رہے ہیں؟" کیٹی نے دوڑتے ہوئے پوچھا۔

عنبر نے ایک جگہ پتھروں کے درمیان آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہم یہاں بیٹھ کر عقربہ کا جائزہ لیں گے۔ کیونکہ وہ مینار سے باہر آکر پتھر کے نیچے سے ہار نکالنے کی کوشش کرے گی جب اسے ہار نہ ملا تو میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس پر کیا ردعمل ہوتا ہے۔"

ان کی نظریں مینار کے دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اندھیرا گہرا ہو گیا تھا۔ مگر کیٹی اور عنبر اس اندھیرے میں بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ اتنے میں عقربہ لڑکی ویران مینار کے دروازے میں نمودار ہوئی۔ اس نے باہر آکر زینے کے آخری پتھر کو ایک طرف ہٹایا۔ پھر جھک کر مٹی اِدھر اُدھر کرنے لگی۔ جب اسے ہار نہ ملا تو وہ تیزی سے واپس اوپر مینار میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر واپس آگئی اور دروازے کے باہر کھڑے ہو کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ عنبر نے کہا۔

"شاید کسی نے اسے اوپر کہا ہے کہ تمہارا ہار جس کے پاس ہے وہ دُور چٹانوں میں چھپا بیٹھا ہے۔"

کیٹی آہستہ سے بولی۔

"اب کیا ہوگا۔ وہ تو ہم پر کوئی آسیب کر دے گی۔"

عنبر نے کہا

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو ہماری موجودگی کا علم ہوا ہے یا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ غیب کا علم نہیں رکھتے۔"

عنبر کا خیال بالکل درست تھا۔ عقربہ لڑکی آہستہ آہستہ چلتی ان کے قریب سے گزر گئی۔ جب وہ کچھ فاصلے پر چلی گئی تو عنبر نے کہا۔

"دیکھا۔ اسے ہماری موجودگی کا علم نہیں ہو سکا۔"

کیٹی نے دھیمی زبان میں کہا۔

"کیا یہی وہ بوڑھی بھکارن عورت ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"ہاں! اور یہی وہ عقربہ لڑکی ہے جو تھیو سانگ کو اپنے ساتھ پھسلا کر جنگل میں لے گئی تھی اور پھر اُسے غائب کر دیا۔"

"مگر یہ اب کہاں جا رہی ہے؟" کیٹی نے پوچھا۔

"یہ مجھے بھی معلوم نہیں۔ لیکن میں آج رات بدروحوں کی محفل میں جانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں تھیو سانگ بھی ضرور ہوگا۔"

کیٹی بولی۔

"مگر پہلے یہ تو دیکھیں کہ یہ عقربہ لڑکی کہاں جا رہی ہے؟ چلو اس کا تعاقب کرتے ہیں۔"

عنبر اور کیٹی چٹانوں کے پتھروں سے نکل کر عقربہ لڑکی کے پیچھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے چل پڑے۔ عقربہ کو جب زینے کے نیچے طلسمی ہار نہ ملا تو وہ بھاگ کر اوپر گئی۔ راکھ کے ڈھیر میں سے کچھوے کو ہلاتے دیکھا کہ پتھر کے نیچے ہار موجود نہیں ہے۔ کچھوے نے کہا۔

"اس ہار کو تلاش کرو۔ وہ تمہارے لئے وہاں رکھا گیا تھا اگر ہار نہ ملا تو تم کو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی اور گورو اس کی سزا سے تم خوب واقف ہو۔ تمہیں گرم راکھ کے ڈھیر میں جانا ہوگا۔"

عقربہ یہ سن کر خوف زدہ ہوئی اور نیچے کو دوڑی۔ اس نے پتھر کو ہٹا کر طلسمی ہار کو جگہ جگہ تلاش کرنے کی کوشش کی مگر ہار تو وہاں تھا ہی نہیں۔ اسے کہاں سے ملتا؟ دور چٹان کے پیچھے چھپے ہوئے عنبر اور کیٹی اس آسیبی لڑکی کو ہار تلاش کرتے دیکھ رہے تھے۔ جب عقربہ لڑکی کو وہاں ہار نہ ملا تو وہ سمجھ گئی کہ وہاں کوئی چور چوری کی نیت سے آیا ہوگا۔ اس نے زینے کا پتھر اکھڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ شاید اس کے نیچے کوئی خزانہ دبا ہوا ہو۔ چنانچہ وہ ہارے کر واپس ہو گیا ہے۔ عقربہ لڑکی چور کی جستجو میں بندرگاہ کی طرف چلی تو کیٹی نے کہا:

"عنبر بھیا! وہ ہماری طرف آ رہی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"چٹان کے پیچھے ہو جاؤ۔ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکے گی۔"

کیٹی اور عنبر چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے۔ ایک چھوٹی سی درز میں سے عنبر عقربہ لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں اب رات کا اندھیرا ضرور پھیل چکا تھا مگر عنبر اور کیٹی کی آنکھیں اس اندھیرے میں بھی روشن تھیں۔ عقربہ جب چٹان کے قریب سے گزرنے لگی تو اچانک اسے اپنے طلسمی ہار کی کرنوں کی گرمی محسوس ہوئی۔ عقربہ لڑکی چٹان کی طرف بڑھی۔ کیونکہ طلسمی ہار کی گرمی اس چٹان کی طرف سے ہی اسے محسوس ہو رہی تھی۔ جونہی عنبر نے عقربہ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے کیٹی کے کان میں کہا۔

"جلدی سے اس گڑھے میں اتر کر چھپ جاؤ۔ جلدی کرو۔"

کیٹی فوراً قریبی گڑھے میں اتر کر چھپ گئی۔ اتنے میں عقربہ لڑکی چٹان کی اوٹ میں عنبر کے سامنے آ گئی۔ عنبر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں ایک دوسرے کو اپنی اپنی طاقت کے ذریعے اندھیرے میں دیکھ رہے تھے۔ عقربہ لڑکی نے عنبر کو اور عنبر نے عقربہ لڑکی کو پہچان لیا تھا۔ عنبر نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ تم مجھے مل ہی گئیں۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ مجھے یہ بتا دو کہ ستیو سانگ کو تم نے کہاں پہنچایا ہے۔ وہ کہاں ہے؟"

عقربہ لڑکی اگرچہ عنبر کو سامنے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے گھبرا ضرور گئی تھی لیکن آخر وہ آسیبی لڑکی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عنبر! اس وقت تم میرے طلسمی چکر کے اثر میں ہو تمہارا علاج بھی اسی میں ہے کہ جو طلسمی ہار تم زینے کے پتھر میں سے اٹھا کر لائے ہو میرے حوالے کر دو۔

عنبر نے جیب سے طلسمی ہار نکالا اور اُسے مٹھی میں لے کر کہا۔

"یہ ہار تمہارے حوالے اسی صورت میں کروں گا جب تم مجھے بھیو سانگ کا پتہ بتا دو کہ وہ کہاں ہے؟"

عقربہ لڑکی کو غصہ آگیا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ [illegible] اس نے عنبر کی جانب اپنے دونوں ہاتھ [illegible] تھا کہ عنبر پر اس نے جو حملہ کیا ہے وہ اس کی زد میں [illegible] بن جائے گا مگر ایسا نہ ہوا۔ عقربہ لڑکی کو گردن سے دبوچ لیا۔ عقربہ لڑکی نے دوسرا طلسم پھینکا مگر اس کا بھی اثر نہ ہوا۔ عنبر نے اب آستین [illegible] اُسے عقربہ لڑکی کی گردن میں لگے ہوئے ایک کیل کا ایک حصہ باہر کو نکلا ہوا محسوس ہوا۔ عنبر نے کیل کو پکڑ لیا۔ عقربہ نے چیخ مار کر کہا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

عنبر نے کہا۔

"بھیو سانگ کہاں ہے؟ بتاؤ۔ بتاؤ یہ"

"عقربہ نے کہا۔

"میں نہیں بتا سکتی۔ مجھے اسکا حکم نہیں۔ مجھے چھوڑ دو۔"

عنبر کو غصہ آگیا۔ اس نے عقربہ لڑکی کی گردن سے کیل باہر کھینچ دیا۔ کیل کے باہر نکلتے ہی عقربہ لڑکی غائب ہو گئی اور عنبر کو اندھیرے میں ایک سیاہ بچھو ہوا میں اچھل کر اندھیرے میں گم ہوتا نظر آیا۔ کیٹی نے گڑھے سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

"یہ لڑکی کہاں چلی گئی؟"

عنبر نے کہا۔

غائب ہو گئی۔ یہ دیکھو۔ اس کی گردن میں یہ کیل ٹھکی ہوئی تھی"

کیٹی بولی۔

"اسے پھینک دو۔"

عنبر نے کہا۔

"نہیں! اسے میں اپنے پاس رکھوں گا۔ ابھی بھیو سانگ نہیں ملا۔ یہ کیل اس کی تلاش میں ہمارے کام آسکتا ہے"

کیٹی نے پوچھا۔

"عنبر! تم پر اس طلسمی لڑکی کے جادو کا اثر کیوں نہیں ہوا؟"

عنبر بولا!

"اس لیے کہ میرا ارادہ اور خدا پر اعتقاد مضبوط ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر اس سے پہلے تو تم پر جادو کا اثر ہو جایا کرتا تھا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میرا ارادہ اور خدا پر اعتماد ڈگ مگا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

جاتا ہے تو جادو کا اثر ہو جاتا ہے۔ جس وقت میرا ایمان پختہ ہوتا ہے
جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو۔ جس آدمی کا ارادہ مضبوط ہے اور
خدا پر پکا ایمان رکھتا ہے۔ اس پر دنیا کے کسی جادو کا اثر نہیں
ہو سکتا۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر اب ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ اس لڑکی نے تو ہمیں تھیو سانگ کے
بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا۔"

عنبر بولا۔

"طلسمی ہار میرے پاس ہے۔ آج رات کسی خفیہ جگہ پر ان آسیبی
روحوں کی محفل لگ رہی ہے۔ میں وہاں جا سکتا ہوں۔ کیونکہ طلسمی ہار
میرے پاس ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے تھیو سانگ کا کوئی سراغ
مل جائے۔"

کیٹی نے کہا۔

"اس میں بہت خطرہ ہے عنبر۔ اگر ان آسیبی بدروحوں کو تمہارا
پتہ چل گیا تو تم وہاں سے کبھی واپس نہ آسکو گے۔ پھر میں کیا کروں گی۔"

عنبر کہنے لگا۔

"میرا مشن اپنے دوست کی تلاش ہے۔ میں کسی دنیاوی لالچ یا خود
غرضی یا دولت حاصل کرنے کے لیے یہ کام نہیں کر رہا۔ خدا میری مدد
کرے گا۔ تم بے فکر رہو۔ آؤ۔ کاروان سرائے میں چلتے ہیں۔"

دونوں کارواں سرائے کی کوٹھڑی میں آگئے۔

جب رات آدھی ہونے لگی تو عنبر نے کیٹی سے کہا۔

"تم یہاں رہ کر میرا انتظار کرنا۔ میں آسیبی روحوں کی محفل میں
شرکت کرنے جا رہا ہوں۔ جب تک میں واپس نہ آجاؤں تم یہاں
سے کہیں مت جانا۔"

کیٹی نے تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ بھی اس کے ساتھ
جائے گی۔ عنبر نے کہا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں جا سکتی۔ اسے سرائے
کی کوٹھڑی میں ہی رہنا ہوگا۔ کیٹی خاموش ہو گئی۔ عنبر نے طلسمی
ہار اپنے گلے میں ڈالا اور سمندر کی چٹانوں کی طرف روانہ ہو گیا۔
اس وقت وہ بھکاری کے بھیس میں نہیں بلکہ اپنی اصلی شکل میں
تھا۔ رات اندھیری تھی۔ وہ ویران [illegible] مینار کے قریب [illegible] دور سمندر کے کنارے اس مقام پر
پہنچ گیا جہاں ایک چٹان کا تخت سا بنا ہوا تھا۔ کچھوے نے عنبر
کو اسی جگہ رکنے کو کہا تھا۔ وہاں ایک سیاہ پوش گھوڑے کو آدھی
رات کے بعد آکر اسے آسیبی بدروحوں کی محفل میں لے جانا تھا۔
عنبر کے دل میں طرح طرح کے خیال آرہے تھے۔ ایک تو وہ اپنی شکل
سے پہچانا جا سکے گا۔ نہ جانے آسیبی روحیں یا بدروحیں وہاں
اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اگر وہ کسی طریقے سے اپنے چہرے
کو چھپا سکتا تو بہتر تھا۔ لیکن وہ تو کسی اعتبار سے بھی کوئی ایسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روح نہیں لگ رہا۔ عنبر اس کش مکش میں تھا کہ اسے دُور سمندر کے کنارے ایک سایہ اپنی طرف بڑھتا نظر آیا۔ عنبر اسے دیکھنے لگا یہ ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر سیاہ چادر پڑی تھی اور اسکا چہرہ بھی اس سیاہ چادر میں چھپا ہوا تھا۔ یہ سیاہ پوش گھوڑا عنبر کے قریب آکر کھڑا ہوگیا۔ طلسمی ہار عنبر نے گلے میں پہن لیا تھا۔ گھوڑا عنبر کے پاس رُکتے ہی ہنہنایا۔ عنبر کو آواز سنائی دی۔

"اے طلسمی ہار والی بدروح! میرے اوپر ایک سیاہ لبادہ رکھا ہے۔ اسے پہن لو۔"

عنبر یہی چاہتا تھا۔ اس نے جلدی سے گھوڑے کی پیٹھ پر رکھا ہوا لبادہ اٹھایا۔ یہ لبادہ ایسا تھا کہ اس کے ساتھ سر پر پہننے کے لئے ایک سیاہ نقاب والی ٹوپی بھی تھی۔ عنبر نے اسے پہن لیا۔ اب وہ سر سے پاؤں تک سیاہ پوش ہوگیا تھا۔ سیاہ ٹوپی ایک نقاب کی طرح اس کی گردن تک آگئی تھی۔ طلسمی ہار عنبر کی گردن میں پڑا تھا اور طلسمی کیل اس کی جیب میں تھی۔ گھوڑا ایک بار پھر ہنہنایا۔ عنبر کو آواز آئی۔

"میری پیٹھ پر بیٹھ جاؤ۔"

عنبر سیاہ پوش گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا۔ گھوڑا واپس مڑا اور اندھیری رات میں سمندر کے کنارے کنارے چل پڑا۔ کچھ دور دُلکی چال چلتے رہنے کے بعد گھوڑے نے اپنی اگلی ٹانگیں اوپر اٹھا لیں

[illegible] اوپر کو اٹھنے لگا۔ گھوڑا اب ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی۔ عنبر گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا [illegible] کہ اسے کسی دوسرے ملک میں تو نہیں [illegible] نہیں تھی۔ سیاہ پوش گھ[illegible] اوپر سے اڑتے ہوئے ایک [illegible] [illegible] جہاں زمین پر بڑی بڑی نوکیلی چٹانیں سر اٹھائے کھڑی تھیں۔ سیاہ پوش گھوڑا نیچے آیا تو ایک سیاہ بادل نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کالے بادل کا اندھیرا اتنا سیاہ تھا کہ عنبر کو بھی کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ گھوڑے کا رُخ نیچے کو تھا۔

پھر گھوڑے کے قدم جیسے زمین پر جا لگے اور وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ کالا سیاہ بادل ابھی تک عنبر کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھا۔ یہ بادل بھی گویا اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اب عنبر نے محسوس کیا کہ گھوڑے کے پاؤں پتھروں پر پڑنے کے بعد ان کی آواز گونج رہی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کسی غار میں آگئے ہیں۔ پھر اندھیرا کم ہونے لگا۔ اب عنبر نے دیکھا کہ اس کے آس پاس کہیں کہیں ایسے نقطے چمک رہے ہیں جیسے کسی جانور کی آنکھیں اندھیرے میں چمکتی ہیں۔ گھوڑا ایک طرف گھومنے کے بعد رُک گیا اور عنبر کو گھوڑے کی آواز آئی۔

اے آسیبی روح! یہاں اتر جا۔ مجھے واپس جانا ہے۔

عنبر گھوڑے سے اُتر پڑا۔ گھوڑا فوراً ہی غائب ہوگیا۔ عنبر سیاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نقاب اور سیاہ لبادے میں وہاں کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تکنے لگا۔ اسے اپنے آس پاس کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ صرف دُور دُور نقطے سے چمک رہے تھے۔ عنبر نے زور سے آنکھیں ملیں۔ اسے پھر بھی وہی چمکیلے نقطوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ اتنے میں ایک سانپ کی پھنکار ایسی ڈراؤنی اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز آئی۔ اس آواز نے سے کہا۔

"آسیبی روح! میرے ساتھ آؤ۔ بدروح سبھا شروع ہونے والی ہے۔"

عنبر نے گردن گھمائی تو اسے اپنی ہی طرح کا ایک سیاہ پوش دکھائی دیا۔ عنبر منہ سے کچھ نہ بولا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کئی ایک تنگ دروازے سے گزرنے کے بعد عنبر ایک ایسے گول کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس نے دیکھا کہ کئی سیاہ پوش بدروح ایک دائرے کی شکل میں دیوار کے ساتھ کھڑی ہیں۔ عنبر بھی ایک طرف جا کر خاموشی سے کھڑے ہو گیا۔ درمیان میں گول چبوترے پر آگ جل رہی تھی۔ اس کے سامنے تین بدروحیں سیاہ نقاب اوڑھے آلتی پالتی مارے بیٹھی منتروں کا جاپ کر رہی تھیں۔ عنبر غور سے ان کے منتر سننے لگا۔ اس کی سمجھ میں اپنی دنیا کی ہر زبان آ جاتی تھی مگر یہ منتر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ آگ میں سے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ دیوار سیاہ پتھروں کی تھیں جن پر آگ کے شعلوں کی روشنی بھوتوں کی

طرح رقص کر رہی تھی۔ سب آسیبی روحیں خاموش اور ساکت کھڑی تھیں۔ وہاں صرف منتر پڑھنے والی بدروحوں کی سرسراہٹ نما سانپ کی پھنکار ایسی آوازیں ہی بلند ہو رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ آگ کے شعلے مدھم پڑنے لگے۔ پھر جب آگ جل گئی اور لکڑیوں کے شعلے راکھ بن کر بجھ گئے تو تینوں بدروحوں میں سے ایک بدروح نے فضا میں ہاتھ بلند کیا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی ایک صراحی جانے کہاں سے آ گئی۔ اس بدروح نے گرم راکھ میں صراحی کا پانی انڈیلنا شروع کیا۔ راکھ میں سے سوں سوں کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر راکھ ٹھنڈی ہو گئی۔

راکھ کے ٹھنڈی ہوتے ہی ایک بڑا سا کچھوا اس راکھ میں سے نکل کر باہر آ گیا اور گول دائرے میں ایک چکر لگانے کے بعد نیم انسانی آواز میں بولا۔

"گورو استاپا کی سواری سبھا میں آ رہی ہے۔ سب اس کی تعظیم کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

یہ کہہ کر کچھوا ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ تینوں بدروحیں بھی چبوترے سے اتر کر سر جھکائے کھڑی ہو گئیں۔ عنبر کو ہر لمحے یہی دھڑکا لگا تھا کہ وہ کسی وقت بھی پہچان لیا جائے گا اور تھیلے سانگ کو حاصل کئے بغیر خواہ مخواہ کسی نئی مصیبت میں پھنس جائے گا لیکن اسے ہر حالت میں اس جگہ پر رہنا تھا اور ہر مصیبت کا مقابلہ کرنا تھا۔ اس کی نظریں بھی دوسری آسیبی بدروحوں کی طرح چبوترے کے درمیان والی ٹھنڈی راکھ پر لگی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ ٹھنڈی راکھ کے ڈھیر میں سے ایک

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ہاتھ باہر نکلنے لگا۔ اس ہاتھ پر سیاہ بال تھے اور ناخن [illegible] ہوئے تھے۔ اس کے بعد ٹھنڈی راکھ کے کیچڑ میں سے ایک غریب چہرہ ابھرا جو شاید کبھی کسی انسان کا چہرہ ہوگا مگر [illegible] قدرے ڈراؤنا اور ہیبت ناک تھا کہ اسے دیکھ کر عنبر کے [illegible] میں بھی دہشت کی سرد لہر دوڑ گئی۔

یہ استاپا شیطان گورو کا چہرہ تھا۔ اس کے نمودار ہوتے ہی آسیبی بدروحوں نے بلند آواز میں عجیب سے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر باری باری سب نے تین بار اپنے سر جھکائے۔ [illegible] ہیں ان کی تقلید میں ایسا ہی کیا۔ ڈراؤنے چہرے کے ہونٹ نیچے کو لٹکے ہوئے تھے۔ اس کے ہونٹوں میں ہلکی سی حرکت ہوئی اور پھر ایک کھڑکھڑاتی ہوئی سوکھی خشک آواز آئی

"آسیبی روحوں کی یہ سبھا اس لئے بلائی گئی ہے کہ آج تمہارا گورو یعنی میں استاپا تمہیں اپنی سب سے بڑی طلسمی کرامت دکھانا چاہتا ہوں۔ یہ وہ طلسم ہے جس کی مدتوں سے مجھے تلاش تھی۔ اپنے آسیب سے اور تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔ کسی شے کو انسان سے بچھو بنا سکتے ہیں۔ اسے غائب کر سکتے ہیں۔ لیکن اسے چھوٹا سا بونا نہیں بنا سکتے تھے۔ میں چاہتا تھا کہ اس ساری دنیا پر ہماری حکومت ہو جائے اور اس دنیا کے لوگ زندہ بھی رہیں مگر اتنے چھوٹے چھوٹے بونے بن جائیں کہ وہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں۔ یہ طلسم بڑی

مشکل سے میرے ہاتھ آگیا ہے۔ اب ہم دنیا کی ساری عمارتوں سارے لوگوں سارے جانوروں کو اتنا چھوٹا کر دیں گے کہ وہ ہمارے ٹخنوں تک بھی پہنچ سکیں گے۔ پھر ساری دنیا پر ہماری حکمرانی ہوگی۔ ہماری بادشاہت ہوگی۔ یہ ساری زمین ہماری ہوگی۔ ہم جو چاہیئے کریں گے۔"

سب آسیبی بدروحیں خاموش کھڑی دلچسپی سے شیطانی گورو استاپا کی تقریر سن رہی تھیں۔ پھر استاپا نے اپنا بائیں ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

"میرے غلام کو لایا جائے۔"

اس کے ساتھ ہی ایک طرف سے پتھر کی دیوار ہٹ گئی اور عنبر کا دل زور سے دھڑکا۔ اس نے تھیو سانگ کو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش گھوڑے کی باگ تھامے ایسے قدم اٹھاتا چلا آرہا ہے جیسے اس میں کسی نے چابی بھر دی ہو اور وہ کسی کھلونے کی طرح ایک ایک قدم بڑھاتا چلا آرہا ہو۔ چبوترے کے سامنے آکر وہ رک گیا۔ تھیو سانگ نے جھک کر تین بار استاپا کے ڈراؤنے چہرے کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عجیب سی بھاری آواز میں بولا:

"میرے آقا! غلام حاضر ہے۔ کیا حکم ہے؟"

استاپا نے کہا۔

"تمہیں جو طلسم میں نے عطا کیا ہے اس کا نمونہ ان بدروحوں کو دکھاؤ"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

اس گھوڑے پر اپنی انگلی لگاؤ۔"

تھیو سانگ نے جھک کر سلام کیا اور بولا۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر میرے آقا۔"

صاف لگ رہا تھا کہ تھیو سانگ اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے اس پر کسی طلسم کا اثر ہے اور اسی جادو کے اثر کی وجہ سے ایسی باتیں کر رہا ہے۔ تھیو سانگ نے سیاہ پوش گھوڑے کو اپنی خاص طلسمی انگلی سے چھوا ہی تھا کہ گھوڑا ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں اتنا چھوٹا ہو گیا کہ کسی کو پہلے تو نظر ہی نہ آیا۔ پھر استاپا کے حکم سے تھیو سانگ نے گھوڑے کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ استاپا نے تھیو سانگ کو حکم دیا۔

"اپنی ہتھیلی پر رکھے ہوئے گھوڑے کو ایک ایک کر کے تب تک سیاہ بدروحوں کو دکھاؤ۔"

"جو حکم میرے آقا۔"

تھیو سانگ نے جھک کر کہا۔ اور سیاہ پوش گھوڑے کو جس کا سائز ایک کالے بھنورے جتنا ہو گیا تھا اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور دیوار کے ساتھ دائرے کی شکل میں کھڑی سیاہ پوش بدروحوں کے پاس آیا۔ ایک بدروح کو بونے قد کا گھوڑا دکھاتا اور آگے دوسری بدروح کے پاس آجاتا۔ عنبر کو معلوم تھا کہ وہ اس کے پاس بھی آئے گا۔

○

آسیب کا بال

تھیو سانگ ہتھیلی پر سیاہ پوش بونا گھوڑا رکھے چلا آرہا تھا۔ عنبر نے سوچ رکھا تھا کہ جونہی تھیو سانگ اس کے پاس آئے گا وہ اسے اس کے طلسم سے بیدار کرنے کی کوشش کرے گا اور اسے اپنی شناخت کا احساس دلائے گا۔ تھیو سانگ اب عنبر کی ساتھ والی سیاہ پوش بدروح کے پاس آگیا تھا۔ اس نے بدروح کو ہتھیلی آگے کر کے گھوڑا دکھایا اور پھر عنبر کے پاس آگیا۔ تھیو سانگ نے اسے بھی سیاہ پوش بدروح ہی سمجھا اور ہتھیلی آگے کر دی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"تھیو سانگ! میں عنبر ہوں، تمہارا بھائی عنبر!"

یہ سنتے ہی تھیو سانگ نے چلا کر کہا۔

"استاپا! میرے آقا! یہ کوئی باہر کا آدمی ہے۔ یہ بدروح نہیں ہے۔"

میرے خدا! عنبر سر پیٹ کر رہ گیا خود تھیو سانگ نے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اب اس کے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ تھیو سانگ کے اس اعلان کے ساتھ ہی استاپا نے چیخ ماری اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔

"اس آدمی کو پکڑ کر میرے سامنے پیش کرو۔ یہ ہمارا دشمن ہو گا جو ہمارے راز معلوم کرنے یہاں آیا ہے۔"

عنبر پر بدروحیں ٹوٹ پڑیں مگر عنبر کی طاقت کے آگے ان کی پیش نہ گئی۔ استاپا نے جب یہ دیکھا تو چیخ کر تھیو سانگ کو حکم دیا:

"اس کو قابو میں کرو تھیو سانگ!

یہ سنتے ہی تھیو سانگ اچھل کر عنبر پر کود پڑا اور اسے اپنی انگلی سے چھو دیا۔ عنبر فوراً ہی ننھا سا بونا بن گیا۔ تھیو سانگ نے اسے دو انگلیوں سے دبوچ کر اٹھا لیا اور استاپا کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ استاپا نے فوراً ہی اسے اپنی بالوں بھری مٹھی میں جکڑ لیا اور کھرکھراتی آواز میں بولا۔

"یہ زندہ انسان باہر سے ہمارے خفیہ ٹھکانے کا پتہ چلاتے یہاں بھیجا گیا تھا۔ اسے ہم زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ فوراً سات والے گڑھے میں آگ جلائی جائے۔

اسی وقت بدروحوں نے گڑھے میں آگ روشن کر دی۔ جب اس کے شعلے اٹھنے لگے تو استاپا نے کہا۔

"تھیو سانگ! اس دشمن بونے کو اس آگ میں پھینک دو یہ اس آگ میں جل کر بھسم ہو جائے گا

تھیو سانگ نے بونے عنبر کو گردن سے پکڑ لیا۔ عنبر نے چلا چلا کر کہا۔"

"تھیو سانگ ہوش کرو۔ میں عنبر ہوں۔ میں عنبر ہوں"

مگر تھیو سانگ تو استاپا کے جادو کے اثر میں تھا۔ اس پہ عنبر کی چیخ و پکار کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ تھیو سانگ نے سب آسیبی بدروحوں کے سامنے عنبر کو بھڑکتے ہوئے شعلے میں پھینک دیا۔ تھیو سانگ پہ استاپا کے طلسم کا اس قدر شدید اثر تھا کہ وہ عنبر کو پہچان نہیں سکا تھا اور اسے یہ بھی علم نہیں تھا کہ عنبر آگ میں کبھی نہیں جل سکتا۔ عنبر ایک ننھے سے بونے کی شکل میں بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گرتے ہی گڑھے کی تہہ میں آگ میں سرخ انگاروں کے اوپر جا پڑا۔ اس نے اوپر کو دیکھا۔ اسے سوائے شعلوں کے سرخ اور زرد مرغولوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیا۔ اس پہ آگ کی تپش کا کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ صرف اتنا فرق پڑا تھا کہ اسے سوائے زرد اور سرخ شعلوں کے اپنے اردگرد اور اوپر نیچے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

عنبر انگاروں کے درمیان ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ اب اسے ایک ہی خطرہ تھا کہ جونہی آگ بجھی تو ہو سکتا ہے کہ کوئی بدروح اس کی ہڈیوں کو دیکھنے کے لیے آگ کو کریدے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اسے زندہ مل جائے گا اور استاپا پر راز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھل جائے گا کہ عنبر مر نہیں سکتا۔ اس کی وجہ سے ممکن ہے استاپا گورو اسے بھی تھیو سانگ کی طرح اپنے طلسم میں جکڑ کر اپنے قبضے میں کر لے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر تو عنبر شاید ہی وہاں سے تھیو سانگ کو لے کر فرار ہو سکے۔

عنبر دیر تک انگاروں کے درمیان دبکا بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ شعلے ماند پڑ گئے اور اب صرف گڑھے میں انگارے ہی دہک رہے تھے۔ عنبر ان انگاروں کے نیچے تھا۔ اسے ایسا لگا جیسے اوپر سے کوئی انگاروں کو ادھر ادھر ہٹا رہا ہے۔ عنبر انگاروں کے اور نیچے چلا گیا۔ اب اسے اوپر سے آواز آتی سنائی دی۔ یہ استاپا کی ہنکار ایسی آواز تھی۔

"آج کی سبھا ختم ہوتی ہے۔ پرسوں رات اس مہینے کی سب سے تاریک رات ہوگی۔ اسی رات کو ہم دنیا پر اپنے قبضے کا کام شروع کر دیں گے سب سے پہلے ہم بندرگاہ پر موجود تمام جہازوں کو تھیو سانگ کی انگلی کی مدد سے چھوٹے چھوٹے کھلونوں میں تبدیل کریں گے۔ اس کے بعد شہر کی عمارتوں اور پھر شہر کے تمام لوگوں کو ننھے بونے بنا ڈالیں گے اب تم لوگ جا سکتے ہو۔

استاپا کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی اور پھر بدروحوں نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ آہستہ آہستہ یہ آوازیں دور ہوتے ہوتے ختم ہو گئیں اور باہر سناٹا چھا گیا۔ عنبر کو اب اپنا

عمل تیز کرنا تھا۔ اس کے پاس وقت زیادہ نہیں تھا۔ کیونکہ دو دن کے بعد استاپا تھیو سانگ کی مدد سے شہر کی عمارتوں اور لوگوں کو بونے بنانے کا کام شروع کرنے والا تھا۔ اس سے پہلے پہلے عنبر کو تھیو سانگ کو کسی نہ کسی طرح ہوش میں لانا تھا تاکہ وہ اتنے بڑے گناہ سے بچ سکے اور لوگوں کو بونے نہ بنائے۔

عنبر آہستہ سے انگاروں میں سے باہر نکلا۔ انگارے اوپر سے بجھ گئے تھے اور ان پر سفید راکھ جمع ہو گئی تھی۔ عنبر نے ایک طرف سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ اس کو گڑھے کی دیوار کنوئیں کی طرح نظر آئی۔ گڑھا اتنا بڑا نہیں تھا مگر عنبر بہت چھوٹا ہو گیا تھا بڑی مشکل اور محنت کے بعد عنبر گڑھے سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ ایک ننھے سے چوہے کی طرح بڑے ہال کمرے کے فرش پر کھڑا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ سارا کمرہ خالی تھا۔ چبوترے کی راکھ کے پاس بھی کوئی نہیں تھا۔ عنبر اس دیوار کی طرف چلا جدھر سے دیوار شق ہوئی تھی اور تھیو سانگ سیاہ پوش گھوڑے کے ساتھ نمودار ہوا تھا۔

دیوار پتھر کی تھی اور جگہ جگہ سے ابھری ہوئی۔ عنبر کو یہ دیوار بہت بڑی لگ رہی تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا اس کے پاس ہی ایک تنکا پڑا تھا جو اسے لمبے سوٹے کی طرح نظر آ رہا تھا۔ عنبر نے اپنے ننھے ننھے ہاتھ جیبوں میں ڈال کر ٹٹولا۔ اس کی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

ایک جیب میں وہ طلسمی کیل ابھی تک پڑی تھی جو اس نے مقرہ
لڑکی کی گردن سے نکالی تھی۔ یہ کیل بھی اس کے ساتھ ہی چھوٹی
ہوگئی تھی۔ طلسمی ہار نہ جانے کہاں چلا گیا تھا۔ وہ عنبر کی گردن
میں نہیں تھا۔ عنبر کو خیال آیا کہ اس کیل سے وہ کیا کام لے سکتا ہے
اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ پھر اس نے سوچا کہ یہ طلسمی کیل ہے
ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے دیوار کھل جائے۔ عنبر نے آہستہ سے
کیل کی نوک ایک جگہ دیوار کے ساتھ لگا دی۔ کیل کے لگتے ہی
دیوار کا پتھر بغیر آواز پیدا کئے اپنی جگہ سے کھسک گیا اور وہاں
ایک دروازہ نمودار ہوگیا۔ عنبر دوڑ کر دروازے میں سے گزر کر دوسری
طرف آگیا۔

اس نے طلسمی کیل کو واپس اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اب غور
سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے لگا۔ عنبر اگرچہ
چھوٹا سا بونا ہو گیا تھا۔ مگر اس کی اصلی طاقت اب بھی اس کے پاس
ہی تھی۔ وہ گھپ اندھیرے میں بھی چیزوں کو دیکھ لیتا تھا۔ اس
نے دیکھا کہ وہ ایک گول غار نما کمرے میں تھا۔ سامنے کونے میں ایک
گول سوراخ تھا۔ یہ سوراخ کافی کشادہ تھا اور اس میں سے گھوڑا
بھی گزر سکتا تھا۔ عنبر کو خیال آگیا کہ تھیو سانگ اسی کشادہ
سوراخ میں سے گھوڑے کو لے کر آیا ہوگا۔ وہ دوڑتا ہوا سوراخ
میں داخل ہوگیا۔ دوسری طرف اس نے دیکھا کہ ایک تنگ غار

ہے۔ ایک اونچا چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس چبوترے پر سے اسے کسی
انسان کے خراٹے لینے کی آواز آرہی تھی۔ عنبر نے سوچا کہ چبوترے
کے اوپر چڑھ کر دیکھنا چاہیئے کہ یہ کون سو رہا ہے۔

ایک جانب چبوترے کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ لیکن عنبر
چونکہ ایک چوہے جتنے سائز کا بن چکا تھا اس لئے اسے ایک زینے
سے دوسرے زینے تک جانے میں کافی دقت اور محنت سے کام
لینا پڑا۔ چار سیڑھیاں عنبر نے آدھ گھنٹے میں پار کیا اور
جب وہ چبوترے پر پہنچا تو اس کا سانس اس طرح پھول رہا
تھا جیسے وہ کسی بہت بڑے پہاڑ کی چڑھائی چڑھ کر آیا ہو۔
اندھیرے میں اس کی نظر چبوترے کے فرش پر پڑی تو خوش ہوا۔
کیونکہ فرش پر تھیو سانگ گہری نیند سو رہا ہے۔ اتنا لمبا چوڑا
تھیو سانگ عنبر نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہی بات تھی کہ
تھیو سانگ کا قد عام انسان جتنا تھا مگر عنبر بہت چھوٹا ہو
چکا تھا۔ عنبر نے جھک کر غور سے تھیو سانگ کو دیکھا۔ وہ گہری
نیند میں تھا اور خراٹے لے رہا تھا۔ عنبر اس کی چھاتی پر چڑھ
گیا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس کے وزن سے تھیو سانگ کو کچھ احساس
تک نہ ہوا۔ عنبر نے تھیو سانگ کی گردن کو دیکھا کہ اس نے
کوئی طلسمی ہار تو نہیں پہن رکھا مگر اس کی گردن خالی تھی۔ عنبر
تھیو سانگ کی گردن پر جھکا ہوا تھا۔ اچانک اس کا اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اسے تھیو سانگ کی گردن پر بھی اسی قسم کا کیل باہر کو ابھرا ہوا نظر آرہا تھا جیسا کیل عقربہ لڑکی کی گردن میں دھنسا ہوا تھا۔

عنبر کو خیال آیا کہ اگر میں اس طلسمی کیل کو باہر کھینچ نکالوں تو ہوسکتا ہے تھیو سانگ پر استاپا کے طلسم کا اثر ختم ہو جائے۔ وہ آگے بڑھتا رُک گیا۔ کیونکہ کیل نکالنے سے الٹا اثر بھی ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا۔ عنبر تھیو سانگ کے بازو کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کی گردن کے بالکل قریب آگیا۔ کیل اسے کافی بڑا نظر آرہا تھا۔ مگر عنبر کی طاقت اس کے جسم میں باقی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے کیل کی باہر نکلی ہوئی نوک کے ایک حصے کو پکڑ لیا اور پوری طاقت سے اپنی طرف زور لگایا۔ کیل تھیو سانگ کی گردن سے باہر نکل آیا۔ کیل کے باہر نکلتے ہی تھیو سانگ نے آنکھیں کھول ڈالیں۔ پھر دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو ملا اور اپنے آپ سے بولا:

"یہ میں کہاں آگیا ہوں۔"

عنبر خوشی سے اچھل پڑا۔ تھیو سانگ پر طلسم کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ اس کے اچھلنے سے تھیو سانگ کو اپنے سینے پر کسی کے قدموں کا احساس ہوا۔ تھیو سانگ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے اٹھنے سے عنبر اس کے سینے سے لڑھکتا ہوا گیند کی طرح

تھیو سانگ کی گود میں آن گرا۔

"عنبر بھیا! تم؟ - تم اتنے چھوٹے کیسے ہو گئے؟"

تھیو سانگ عنبر کو بونا بنا ہوا دیکھ کر چلایا۔ عنبر نے دل میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر پوری آواز میں چیخا۔

"تھیو سانگ! مجھے پورے ناریل سائز کا بناؤ۔ پھر تمہیں ساری کہانی سناؤں گا۔"

تھیو سانگ نے فوراً اپنے ایک ہاتھ کی انگلی عنبر کو لگا دی۔ عنبر اس کی گود میں ہی پورے انسانی قد کے برابر ہو گیا۔ عنبر جلدی سے تھیو سانگ کی گود سے اتر کر اس کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا۔

"تھیو سانگ! خدا کا شکر ہے کہ تم پر کیا گیا طلسم ٹوٹا۔"

پھر عنبر نے جلدی جلدی اسے استاپا کی ساری بھیانک اسکیم سمجھائی جس کی مدد سے وہ ساری دنیا کے انسانوں کو بونا بنا کر اس پر بدروحوں کی حکمرانی قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تھیو سانگ کو یہ بھی بتایا کہ کیٹی اسی شہر کی کاروان سرائے میں ہے اور ناگ کیٹی پر کئے گئے آسیب کو ختم کرانے کی پاداش میں خود کسی آسیب کا شکار ہو کر پاتال میں چلا گیا ہے۔ تھیو سانگ اٹھ کھڑا ہوا۔ عنبر بھی اب اپنے پورے انسانی جسم میں تھا۔ اس

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

نے تھیو سانگ کو طلسمی کیل دکھائی اور کہا کہ اسی طرح کی ایک
کیل میرے پاس بھی ہے۔ تھیو سانگ بولا۔

اسے سنبھال کر رکھو۔ یہ ہمارے کام آئیں گی ہمیں سب سے
پہلے اس گروہ کے شیطان استاپا کو ختم کرنا ہوگا۔ تاکہ اس کے بعد
کوئی بھی بدروح اس دنیا کو ختم کرنے یا اس پر قبضہ کرنے کی
کوشش نہ کر سکے۔

عنبر بولا۔

"تم یہ کیسے کر سکو گے۔ استاپا تم پر پھر کوئی طلسم کر دے گا"
تھیو سانگ نے کہا۔

"میں اس کے تمام گر جان گیا ہوں۔ میں یہ طلسمی کیل لے کر
اس کے پاس جاؤں گا۔ تم اسی جگہ چھپے رہو۔ فکر نہ کرنا۔ یہاں کوئی
بدروح داخل نہیں ہو سکتی۔ کسی کو ادھر آنے کی اجازت نہیں
ہے۔ میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔

یہ کہہ کر تھیو سانگ باہر نکل گیا۔

باہر آتے ہی غار میں وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اس کے
جسم میں کسی نے چابی بھر دی ہو اور اس پر طلسم کا اثر ہو۔ حالانکہ
اندر سے وہ پوری طرح ہوش میں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ استا
کس غار میں ہوتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم قدم چلتا ایک اندھیری
راہ داری میں سے گزر کر استاپا کے غار کے پاس آیا تو وہاں پر موجود

سیاہ پوش بدروح نے اسے روک دیا اور کہا۔

کیا چاہیے تمہیں؟

تھیو سانگ بھاری طلسمی آواز نکال کر بولا۔

اے آسیبی روح! میں تھیو سانگ ہوں۔ اپنے آقا کا غلام۔
ہم دنیا پر قبضہ کرنے کا منصوبہ شروع کرنے والے ہیں۔ اس
سلسلے میں مجھے اپنے آقا سے ضروری بات کرنی ہے۔"

آسیبی بدروح نے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو۔ مجھے استاپا گورو سے تمہارے لئے اجازت
طلب کرنی ہوگی۔

تھیو سانگ کو معلوم تھا کہ اس کا سن کر استاپا فوراً اسے
اندر بلائے گا۔ چنانچہ اس نے کہا۔

"تم جا کر اجازت طلب کر سکتے ہو۔ میں اسی جگہ پر موجود
رہوں گا۔"

آسیبی بدروح غار میں داخل ہوگئی۔ تھیو سانگ نے طلسمی
کیل اپنے سیدھے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ آسیبی بدروح نے واپس
آکر تھیو سانگ سے کہا۔

تم اندر جا سکتے ہو۔ گورو استاپا تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

تھیو سانگ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اندر داخل ہوگیا۔ یہ ایک
گول چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیوار اور چھت سے جالے لٹک

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

رہے تھے۔ درمیان میں ٹھنڈی راکھ کے ڈھیر پر گورو استاپا کا
آدھا جسم سینے تک باہر نکلا ہوا تھا۔ اس کا جسم بالوں میں چھپا ہوا
تھا۔ کان لمبے ہوئے تھے اور چہرہ اس طرح کا ڈراؤنا اور دہشت
ناک تھا۔ اس نے اپنی لال لال ڈیلوں والی آنکھیں اٹھا کر
تھیو سانگ کو دیکھا اور کہا۔

تھیو سانگ! میرے غلام! تم کیوں آئے ہو؟

تھیو سانگ نے بھاری آواز میں جھک کر سلام کیا اور پھر
عرض کی۔

"میرے آقا! مجھے لگتا ہے کہ میری انگلی میں وہ طاقت اور
اثر باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے میں لوگوں کو چھوٹا کر سکتا تھا۔

یہ سن کر استاپا کی لال لال آنکھیں سکتے میں آ گئیں۔ اس
نے غصے سے تھرتھراتی آواز میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

تھیو سانگ بولا۔

"میرے آقا! میں آپ کا غلام ضرور ہوں۔ مگر چیزوں کو چھوٹا
کرنے کی طاقت مجھے کسی دوسرے سامری جادوگر نے عطا کی تھی
اس پر ہم میں سے کسی کا بھی اختیار نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے اس
نے دشمنی میں آ کر یہ طاقت مجھ سے واپس لے لی ہو۔

استاپا گورو جھلا کر بولا:

میرے سامنے یہ مٹی کا بڑا گولا پڑا ہے۔ اس پر انگلی لگا کر
دیکھو۔ یہ ضرور چھوٹا ہو جائے گا۔ تم میرے حکم سے اس کو ہاتھ سے
چھوؤ"

تھیو سانگ جب بھی کسی شے کو انگلی سے چھوتا تھا تو وہ
دل میں اس کو چھوٹا کرنے کی نیت کر لیتا تھا۔ اس کے بغیر
کوئی شے اس کے چھونے سے چھوٹی نہیں ہو سکتی تھی مگر جب
وہ استاپا کے طلسم میں آ گیا اور اس کی گردن میں استاپا کے
حکم سے طلسمی کیل ٹھونک دی گئی تو تھیو سانگ کو اپنے اوپر
اختیار نہ رہا۔ اس کا ارادہ اس سے چھین لیا گیا اور وہ طلسم
کی وجہ سے استاپا کے اختیار اور اس کے ارادے کے ماتحت
ہو گیا چنانچہ تب وہ جس شے کو انگلی سے چھوتا تھا وہ چھوٹی ہو
جاتی تھی۔ لیکن اب اس کی گردن میں طلسمی کیل نہیں تھی۔ عنبر نے
وہ کیل نکال لی تھی۔ اس وجہ سے عنبر کا ارادہ اسے واپس
مل گیا تھا۔ اب جب اس نے استاپا کے حکم پر مٹی کے گولے
کو انگلی سے چھوا تو اس نے ارادہ باندھ لیا تھا کہ گولہ چھوٹا
نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چونکہ انگلی سے چھوتے وقت
تھیو سانگ کی نیت اور ارادہ اس میں شامل نہیں تھا اس
لئے مٹی کا گولا چھوٹا نہ ہوا۔ وہ ادب سے سر جھکا کر بولا۔

"میرے آقا! آپ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرا طلسم اب کام نہیں کرتا۔"

استاپا گورو کے تو سارے خواب جیسے دھڑام سے گر پڑے۔ اس نے سٹ پٹا کر کہا۔

"کیا اس کا کوئی علاج نہیں ہے کہ تمہاری طاقت واپس آجائے؟"

اب تھیو سانگ کو ایک داؤ لگانا تھا۔ وہ یہی داؤ لگانے وہاں آیا تھا۔ یہ داؤ اس کے حق میں بھی جا سکتا تھا اور پانسہ اس کے خلاف بھی پڑ سکتا تھا مگر تھیو سانگ کو یہ داؤ ہر حالت میں لگانا تھا۔ اس نے ادب سے کہا۔

"آقا! اس کا صرف ایک ہی علاج ہے اور میں اسی لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔"

استاپا گورو نے جلدی سے کہا۔

"فوراً بتاؤ وہ کیا علاج ہے؟"

تھیو سانگ بولا۔

"مجھے عظیم سامری نے ایک بار کہا تھا کہ اگر کبھی تمہاری طاقت تمہارے پاس سے جاتی رہے تو تمہیں کسی ایسی عظیم روح کا کھوج لگانا ہوگا جو اس دنیا کی سب سے بڑی روح ہو اور تمام آسیبی روحوں کا بادشاہ ہو۔ اس بادشاہ روح کی یہ نشانی ہوگی کہ اس کے جسم پر بال ہی بال ہوں گے۔ پھر تمہیں اس بادشاہ

روح کی گردن کے پیچھے سے ایک سیاہ بال اپنے ہاتھ سے توڑ کر اپنی انگلی پر لپیٹ لینا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی تمہاری کھوئی ہوئی طاقت تمہیں مل جائے گی۔"

استاپا گورو نے خوش ہو کر کہا۔

"دنیا کی سب سے بڑی روح اور آسیبی روحوں کے بادشاہ تو ہم خود ہیں۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی ہے۔ تم فوراً ہمارے پیچھے آکر ہماری گردن پر سے ایک بال توڑ کر انگلی پر لپیٹو۔ جلدی کرو۔"

تھیو سانگ یہی چاہتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ طلسمی انسان کی طرح قدم اٹھاتا استاپا کے پیچھے آگیا۔ استاپا کی حیوان جیسی گردن پر بال ہی بال تھے۔ تھیو سانگ نے جھک کر بالوں کو ادھر ادھر کیا۔ استاپا نے کہا۔

"بالوں کو ادھر ادھر کیوں ہٹا رہے ہو۔ فوراً ایک بال کیوں نہیں توڑ لیتے؟"

تھیو سانگ نے دل میں کہا۔

ابھی تمہیں مزا چکھاتا ہوں اور اونچے بڑے ادب سے بولا۔

"میرے آقا! میں سب سے لمبا بال ڈھونڈ رہا ہوں۔"

بس یہ مل گیا۔

اس کے ساتھ ہی تھیو سانگ نے طلسمی کیل پوری طاقت

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

سے استاپا گورو کی گردن میں گھسیڑ دی۔ کیل کا گردن میں گ
تھا کہ وہاں ایک زبردست زلزلہ سا آگیا۔ کمرہ ایک طرف
ڈول کر پھر سیدھا ہو گیا۔ تھیو سانگ گر پڑا۔ استاپا کے حلق
سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ گیند کی طرح راہ داری میں
نکل کر اوپر چھت سے ٹکرایا اور نیچے فرش پر گرتے ہی چار ٹکڑوں
میں تقسیم ہو گیا۔ ساتھ والے غاروں میں سے بدروحوں کی چیخ
بلند ہونے لگیں جیسے ان کو آگ لگ گئی ہو۔ تھیو سانگ نے
استاپا کے چار ٹکڑوں کو دیکھا۔ یہ پتھر کے ٹکڑے تھے جن کا رنگ
سیاہ تھا اور جو آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ تھیو سانگ نے
کو اپنے پاؤں سے مسل دیا۔ پتھر کے ٹکڑوں میں سے چیخ نکلنا بند ہو
اور پھر وہ ریت کے ذرات بن کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمین کے
ساتھ مل گئے۔

تھیو سانگ نے استاپا کا ڈراؤنا طلسم ختم کر دیا تھا۔

وہ دوڑ کر غار میں سے باہر نکلا۔ باہر جو بدروح پہرہ دے
رہی تھی اس کا جسم شعلوں میں تبدیل ہو کر سوکھی لکڑی کی طرح
دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ تھیو سانگ تیزی سے عنبر والے کمرے
میں آگیا۔ تھیو سانگ کو دیکھتے ہی عنبر نے کہا۔

"ابھی ابھی زلزلہ آیا تھا"

تھیو سانگ نے کہا۔

"وہ استاپا بدروح کے آسیب کی شکست کا زلزلہ تھا۔
کیل نے شاید اپنی زندگی کا پہلا نیک کام کیا ہے کہ استاپا
گردن میں داخل ہو کر دنیا کو ایک بھیانک مصیبت سے
ت دلا دی ہے۔ اب آؤ یہاں سے نکل چلیں۔"

عنبر اور تھیو سانگ مختلف راہ داریوں میں سے دوڑتے
گئے۔ انہیں جگہ جگہ بدروحیں جلتی تڑپتی نظر آئیں۔ کوئی شعلوں
ں جل رہی تھی۔ کوئی جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ زمین کو ابھی تک
زلزلے کے ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"آسیب کا طلسم ختم ہو رہا ہے۔ یہ زلزلے کے جھٹکے اسی
کے ہیں۔"

تھیو سانگ بولا۔

"اس خفیہ آسیبی جگہ کا ایک ہی باہر جانے والا راستہ ہے
ادھر آؤ میرے ساتھ مجھے یقین ہے کہ میں ادھر ہی سے لایا گیا تھا۔"

وہ ایک اندھیری غار میں سے بھاگتے ہوئے دوسری غار میں
گئے تو یہاں زلزلے کے جھٹکے زیادہ شدید ہو گئے۔ اب انہیں دور
سے دن کی حسین روشنی نظر آئی۔

"عنبر! ادھر باہر کی وادی ہے"

اور وہ پوری رفتار سے دوڑتے ہوئے غار کے دہانے سے
چھلانگیں لگا کر باہر نکل گئے۔ ان کے باہر نکلتے ہی ایک ہیبت ناک

COURTESY ...ORSFREE.PK

گڑگڑاہٹ کی آواز بلند ہوئی اور انہوں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ
بھیانک دھماکے کے ساتھ زمین کے اندر پوری کی پوری دھنس
گئی اور وہاں ایک گہرا گڑھا پڑ گیا جس میں سے دھواں اٹھ
رہا تھا۔ اس کے بعد وہاں موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ تھیو
سانگ نے لمبا سانس چھوڑتے ہوئے کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔ اس بلا سے دنیا کو نجات مل گئی۔
آؤ اب کیٹی کی خبر لیتے ہیں۔"

عنبر اور تھیو سانگ پہاڑی راستوں پر سے گزرتے سمندر
کے کنارے آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ سمندر کے کنارے جو
ویران مینار کھڑا تھا وہ بھی زلزلے کی وجہ سے گر کر تباہ ہو چکا
تھا۔ شہر میں بھی ہلکا سا زلزلہ آیا تھا مگر کسی کا کوئی نقصان نہیں
ہوا تھا۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ لوگ زلزلے کی وجہ سے
تھوڑے سے پریشان ضرور تھے مگر شہر کا کاروبار اسی طرح چل
رہا تھا۔

کیٹی کاروان سرائے کی کوٹھڑی میں بیٹھی عنبر کا انتظار کر
رہی تھی کہ اچانک اسے عنبر کے ساتھ تھیو سانگ کی خوشبو
بھی آنے لگی۔ وہ دوڑ کر کوٹھڑی کے باہر آئی تو دیکھا کہ سامنے عنبر
کے ساتھ تھیو سانگ بھی آ رہا تھا۔

تھیو سانگ بھی کیٹی کو ایک عرصے کے بعد دیکھ رہا تھا۔ دونوں

دوسرے سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ عنبر نے کہا۔

کیٹی! تھیو سانگ لوگوں کو چھوٹا بنایا کرتا تھا وہاں تو اس
نے مجھے بھی چھوٹا بنا دیا۔

پھر عنبر نے کیٹی کو تھیو سانگ کی ساری بپتا سنائی۔ کیٹی
نے بھی تھیو سانگ کو اپنی مکڑی بننے کی کہانی بیان کی اور کہا۔

جب تمہیں وہ عقربہ لڑکی لے کر جنگل میں ناشپاتیاں لینے
گئی تھی تو میں اس وقت عنبر کی جیب میں مکڑی بنی چیخ چیخ کر تمہیں
خبردار کر رہی تھی مگر تم نے سنا ہی نہیں۔"

تھیو سانگ بولا۔

"مجھے تمہاری آواز ہی نہیں آ رہی تھی۔"

عنبر نے کہا۔

"میں خود کیٹی کی آواز نہیں سن رہا تھا۔ نہ اس کی زبان سمجھ
آ رہا تھا حالانکہ یہ میری جیب میں تھی۔"

تھیو سانگ سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"سنا ہے کیٹی کہ تم بھی عنبر کے ساتھ بھکارن کا بھیس بدل
کر بھیک مانگتی رہی ہو۔"

کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"ایک بہن کو اپنے بھائی کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ بہن
بھائی کا رشتہ ہی ایسا ہے مجھے تو خوشی تھی کہ میں اپنے بھائی کے لئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھکارن بنی ہوں۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میری پیاری بہن! میں تمہاری محبت اور خلوص کو بھلا کبھی بھلا سکتا ہوں۔"

پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب انہیں ماریا اور ناگ کی تلاش میں نکلنا چاہیئے۔

عنبر بولا۔

"ہمیں پہلے ناگ کا کھوج لگانا ہوگا۔ کیونکہ ناگ کے بارے میں ہمیں بزرگ سانپ نے ایک سراغ بتا دیا ہے کہ وہ کہاں ہوگا۔"

تھیو سانگ نے پوچھا۔

"ناگ کی آواز کیا آئی تھی؟ وہ کیا کہہ رہا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

ناگ کی آواز آئی تھی کہ پاتال۔ پاتال میں جا رہا ہوں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ ادھر مت آنا۔ میری تلاش چھوڑ دو۔ ادھر مت آنا۔ ادھر مت آنا۔

"اور بزرگ سانپ نے کیا کہا تھا؟ کیٹی نے پوچھا۔

عنبر بولا۔

بزرگ سانپ نے کہا تھا کہ پاتال میں آگ ہی آگ ہے پگھلا ہوا لاوا ہے۔ وہاں جو جائے گا بھاپ بن کر اڑ جائے گا۔"

تھیو سانگ نے سوال کیا۔

"بزرگ سانپ نے پاتال کا پتہ کیا بتایا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

داس نے کہا تھا کہ پاتال زمین کے نیچے اُس کی آخری منزل ہے۔ وہاں تک جاتے جاتے پانی بھی راستے میں ہی بھاپ بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں لاوا پگھل رہا ہے اور سخت گرمی ہے۔

مگر یہ جگہ ہے کہاں بھائی؟" تھیو سانگ نے کہا۔

عنبر بولا۔

"بزرگ سانپ نے کہا تھا کہ لنکا کے سمندر میں جہاں ملک ہندوستان کے دونوں ساحل تکون کی شکل میں ملتے ہیں۔ وہاں تکون کے پاس راون کا تخت بنا ہوا ہے۔ یہ پتھروں کی چٹانیں ہیں جو ایک تخت کی طرح لگتی ہیں۔ پاتال کو راستہ ان چٹانوں کے بیچ میں سے ہو کر جاتا ہے۔

تھیو سانگ خاموش ہو گیا۔ کیٹی نے کہا۔

"ہم وہاں ضرور جائیں گے خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی مشکلات کیوں نہ اٹھانی پڑیں۔"

عنبر بولا۔

"تم تو آگ کے قریب نہیں جا سکتیں کیٹی۔ کیونکہ آگ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے سر جھٹک کر کہا۔

"ناگ بھیّا کے لئے میں اپنی جان کی بازی بھی لگا سکتی ہوں"

تھیو سانگ بولا۔

"اے بھائی اطمینان سے کام لو۔ ہم سب اکٹھے ہی ناگ کی تلاش میں نکلیں گے۔ کیٹی بھی ہمارے ساتھ ہی چلے گی"

عنبر نے کہا۔

"اس کے لیے ہمیں کوئی ایسا منتر کوئی ایسی جڑی بوٹی تلاش کرنی ہوگی جو کیٹی کو آگ کے شعلوں سے محفوظ رکھے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"بھائی جڑی بوٹیوں کے تم ہی ماہر ہو۔ کیا ایسی کوئی بوٹی ہوتی ہے جس کے جسم پر مل لینے سے جسم پر آگ اثر نہ کرے؟"

عنبر بولا۔

"زمین پر قدرت نے ایسی ایسی بوٹیاں اگائی ہیں کہ انسان جب ان کے اثر کو دیکھتا ہے تو دنگ رہ جاتا ہے۔ ابھی لاکھوں ایسی جڑی بوٹیاں ہیں جن کا انسان کو پتہ ہی نہیں چلا۔ مصر کی ایک قدیم کتاب میں درج ہے کہ افریقہ کے جنگل میں ایک ایسی بوٹی پائی جاتی ہے کہ اگر عورت کو اس کا عرق پلا دیا جائے تو وہ مرد بن جاتی ہے۔"

کیٹی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"خدا کے لیے کبھی غلطی سے مجھے یہ بوٹی مت پلا دینا۔ میں مرد نہیں بننا چاہتی۔"

تھیو سانگ بھی ہنسنے لگا۔ عنبر بولا۔

"کیٹی بہن تم فکر نہ کرو۔ یہ بوٹی آج تک کسی انسان کے ہاتھ نہیں لگی۔"

کیٹی نے کہا۔

"عنبر بھیّا! تم کوئی ایسی بوٹی تلاش کرو کہ جس سے مجھ پر پاتال کی آگ بھی اثر نہ کرے تاکہ میں بھی تمہارے ساتھ پاتال میں ناگ کی تلاش میں جا سکوں۔"

عنبر بولا:

"میرا خیال ہے کہ اس قسم کی ایک بوٹی ہوتی ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے اس بوٹی کے اوپر نیلے رنگ کے پھول کی تین پتیاں کھلی ہوتی ہیں اور یہ ہندوستان کے جنوبی جنگلوں کی چٹانوں سی چھٹی ہوئی ملتی ہے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"ہم جنوبی ہند کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ ان جنگلوں سے ہی گزریں گے۔ خدا کرے کہ وہاں ہمیں یہ بوٹی مل جائے۔"

عنبر نے کہا کہ مجھے یقین ہے یہ بوٹی ہمیں جنوبی ہند کے جنگلوں میں ضرور مل جائے گی۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلے قافلے کے ساتھ جنوبی ہند کی جانب
کوچ کر جانا چاہیئے ہم ناگ کو پاتال میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔" ا
شام کو انہیں پتہ چلا کہ ایک قافلہ دو روز بعد جنوبی ہندوستان
کی طرف جانے والا ہے۔ انہوں نے تیاریاں شروع کر دیں۔ تیاریاں
بس یہی تھیں کہ تھیو سانگ عنبر اور کیٹی، تینوں نے بازار سے
نئے کپڑے خرید کر پہنے نئے جوتے بھی پہن لئے۔ سونے کے سکوں
کو ایک ہتھیلی میں باندھ کر ساتھ رکھ لیا اور اب قافلے کے چلنے کا
انتظار کرنے لگے۔

آخر وہ دن بھی آگیا کہ عنبر تھیو سانگ اور کیٹی قافلے کے
ساتھ شامل ہو کر جنوبی ہند کی طرف روانہ ہو گئے۔ کالی کٹ سے
جنوبی ہندوستان کے ساحل کی تکون کافی دور تھی۔ قافلے نے راستے
میں چھ دن لگا دیئے۔ دن کو قافلہ سفر کرتا تھا اور رات کو آرام
یونہی سفر کرتے کرتے آخر یہ قافلہ ہندوستان کی جنوبی تکون کے
ایک چھوٹے سے سمندری شہر وھنش کوڈی پہنچ گیا۔ یہاں ناریل
کے درخت تھے اور سمندر کے کنارے والے علاقے میں دور تک
ریت بکھری ہوئی تھی۔ مکانوں کی چھتیں ڈھلانی تھیں اور چھونپڑیاں
لوگوں نے ناریل کے پتے ڈال کر بنائی ہوئی تھیں۔ لوگوں کے قد
چھوٹے رنگ کالے اور بال سیاہ تھے۔ عورتیں ساڑھیاں پہنتی
تھیں اور عورتوں کے علاوہ مرد بھی ماتھے پر تلک لگاتے تھے۔

یہاں کوئی سرائے نہیں تھی۔

عنبر تھیو سانگ اور کیٹی قافلے کے ساتھ جہاں اترے وہ ایک
میدان سا تھا۔ جہاں صرف دو ایک جھونپڑیاں ہی بنی تھیں جن میں
سرائے کا مالک اور اس کے بچے رہتے تھے۔ عنبر بولا۔

بھائی یہاں کوئی سرائے نظر نہیں آتی۔ ہمیں دو جھونپڑیاں کرائے
پر لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

عنبر نے سرائے کے مالک سے بات کی اور اسے سونے کا ایک
سکہ دیا تو وہ تو عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کے آگے بچھ گیا۔ سونے کا
سکہ اسے آج تک کسی نے نہیں دیا تھا۔ اس نے فوراً اپنی دونوں
جھونپڑیاں خالی کر دیں اور ہاتھ باندھ کر کہا۔

مہاراج! آپ ان جھونپڑیوں میں رہیں میں بچوں کو لے کر سامنے
والی دوسری جھونپڑی میں چلا جاتا ہوں۔"

تھیو سانگ نے اسے منع بھی کیا کہ وہ اپنے بچوں کو تکلیف نہ
دے مگر وہ بالکل نہ مانا۔ کیٹی اور عنبر اور تھیو سانگ نے ان جھونپڑیوں
میں ٹھکانہ بنا لیا۔ انہیں دوسرے روز ہی معلوم ہو گیا کہ اس علاقے
میں ایک ایسا چھوٹا مندر بھی ہے جہاں لوگ سانپ دیو کی پوجا کرتے
ہیں۔

تھیو سانگ نے مشورہ دیا کہ اگر یہاں سانپ دیو کی پوجا ہوتی
ہے تو کیوں نہ اس سانپ سے بھی ناگ کے بارے میں پوچھا جائے۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ہو سکتا ہے اسے ناگ کے بارے میں کچھ علم ہو۔ کیٹی نے کہا۔

اس میں حرج تو کوئی نہیں۔ ضرور پتہ کر لینا چاہیئے تمہارا کیا خیال ہے عنبر؟"

عنبر بولا۔

جیسا کہ بزرگ سانپ بلکہ خود ناگ نے اپنی آواز میں کہا تھا ناگ اس وقت زمین کے اندر پاتال میں ہے جہاں سے کسی شے کی خوشبو یا بُو باہر نہیں نکل سکتی۔ ایسی صورت میں سانپ دیو یا کوئی بھی سانپ مشاید ناگ کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے"

تھیو سانگ نے کہا۔

"آخر پوچھ لینے میں کیا حرج ہے۔ چلو اس مندر کی طرف۔ چلتے ہیں جہاں سانپ دیو کی پوجا ہوتی ہے"

وہ تینوں جھونپڑیوں سے نکل کر بازار میں آ گئے۔ یہاں انہیں ایک آدمی نے بتایا کہ سانپ دیو کا مندر ناریل کے درخت کے نیچے سڑک کے پار ہے۔ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ ناریل کے درختوں میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک پتھر کا اونچا بڑا سا چبوترہ ہے جس کے اوپر ٹکونا مندر بنا ہوا ہے۔ عورتیں اور مرد تھالیوں میں دودھ مٹھائی اور ناریل رکھے مندر میں جا رہی ہیں۔

سانپ دیو کا پجاری

عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو۔ میں مندر میں جا کر سانپ دیوتا سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ میں سانپوں کی زبان تم دونوں سے زیادہ سمجھتا ہوں کیونکہ ناگ کی دوستی میرے ساتھ بہت پرانی ہے۔

تھیو سانگ بولا۔

"ہاں بھئی یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔ اب خیال آیا کہ تمہاری اور ناگ کی دوستی سچ مچ بہت ہی پرانی ہے۔

کیٹی کہنے لگی۔

"ہماری دوستی بھی کوئی نئی نہیں ہے۔ سینکڑوں برس تو گزر ہی گئے ہوں گے"

تھیو سانگ نے کہا۔

اچھا عنبر بھائی! تم مندر میں جاؤ۔ ہم اس جگہ درختوں کے نیچے بیٹھے ہیں"

عنبر مندر کی طرف بڑھا۔ چبوترے کی سیڑھیاں چڑھ کر وہ مندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اندر داخل ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اندر ایک کمرہ ہے جس کی
سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک سنگ مرمر کے چھوٹے سے چبوترے
پر ایک سیاہ رنگ کا بڑا کوبرا زندہ سانپ اپنا پھن اٹھائے
کنڈلی مار کر بیٹھا ہے۔ سامنے فرش پر مندر کا پجاری بیٹھا اشلوک
پڑھ رہا ہے۔ مرد اور عورتیں آتی ہیں۔ دودھ کا کٹورا اٹھائے
اور ناریل پجاری کے سامنے بڑے تھال میں رکھتی ہیں۔ پجاری ان
کے ماتھے پر ٹیکا لگاتا ہے۔ مرد اور عورتیں سانپ کو جھک کر ہاتھ
ٹیکتی ہیں اور واپس چلی جاتی ہیں۔ عنبر خاموشی سے ایک طرف کھڑا
ہوگیا۔ پجاری کی اس پر نظر پڑی تو وہ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ کیسا
پوجا کرنے والا ہے کہ جس کے پاس نہ مٹھائی ہے نہ دودھ کا کٹورا
اور نہ ناریل ہے۔ اس نے عنبر کو آواز دے کر کہا۔

"تم ادھر کیا کرنے آئے ہو۔ باہر جاؤ۔"

عنبر بولا۔

میں تمہارے سانپ دیو کی پوجا کرنے نہیں آیا بلکہ اس سے ملاقات
کرنے آیا ہوں۔

پجاری کو سخت غصہ آیا کہ یہ کون ہوتا اس کے سانپ دیو کی توہین
کرنے والا۔ اتفاق سے اس وقت وہاں اور کوئی مرد یا عورت نہیں
تھی۔ پجاری نے تلخی کے ساتھ عنبر کو ڈانٹا اور کہا۔

"خبردار! اگر سانپ دیو کی شان کے خلاف زبان سے کوئی لفظ

[illegible] تمہیں ابھی ڈس دے گا اور تم تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے۔"

عنبر پجاری کے قریب آکر بیٹھ گیا اور بولا۔"

"پجاری جی! آج تو میں آپ کے سانپ دیو سے ملاقات کر کے
[illegible] جاؤں گا۔ اس کی پوجا تم کرو۔ میں تو صرف ایک خدا کی پوجا کرتا
[illegible] جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

پجاری نے سانپ دیو کی طرف دیکھ کر ہاتھ جوڑے اور کہا۔

"سانپ دیوتا! اس گستاخ کو اس گستاخی کی سزا دے۔ اس
[illegible] تمہاری شان کی توہین کی ہے۔

عنبر تھیو سانگ کیٹی اور ماریا کے جسموں سے ناگ دیوتا
[illegible] بہت مدھم خوشبو آیا کرتی تھی۔ یہ خوشبو صرف وہی سانپ محسوس
[illegible] سکتا تھا جو اُن کے بہت ہی قریب ہو۔ عنبر اس وقت بھی چبوترے
[illegible] سانپ دیو سے کوئی دس فٹ کے فاصلے پر بیٹھا تھا۔ پجاری
[illegible] آواز بھلا سانپ کہاں سمجھ سکتا تھا۔ سانپ کی زبان میں تو صرف
[illegible] ہی بات کر سکتا ہے۔ عنبر نے پجاری سے کہا۔

مہاراج! سانپ دیوتا تمہاری زبان نہیں سمجھتا۔ وہ صرف میری
[illegible] سمجھتا ہے۔ دیکھو۔ اب میں تمہارے سانپ دیوتا سے بات
[illegible] کرنے لگا ہوں۔ اگر میں نے تمہاری اس سے شکایت لگا دی تو یاد
[illegible] کو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا!

پجاری تو غصے سے کانپنے لگا۔ وہ عنبر کو پکڑ کر باہر نکالنے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لئے اٹھا ہی کہ عنبر نے اپنے منہ سے سیٹی کی ایک پراسرار سی آواز نکالی
ہ سانپ کی زبان تھی۔ اس نے سانپ دیو سے کہا۔
"میں ناگ دیو کا بھائی ہوں۔ یہ پجاری مجھے تم سے بات نہیں
کرنے دیتا۔"

پجاری کا ہاتھ عنبر پر اٹھا ہی تھا کہ سانپ دیو کے منہ سے ایک
بھیانک پھنکار کی آواز نکلی جس سے پجاری وہیں جم کر رہ گیا سانپ
دیو نے اپنا پھن پجاری کی طرف بڑھایا تو پجاری دھم سے زمین پر
گر پڑا اور سجدہ کرتے ہوئے بولا۔

سانپ دیو! مجھے شما کردو۔ مجھے معاف کر دو!

سانپ دیو نے عنبر سے سانپ ہی کی زبان میں کہا۔

"ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا سلام پہنچے۔ اس پجاری کو معاف
کردو۔ یہ جاہل لوگ ہیں جو ایک خدا کو چھوڑ کر ہماری پوجا کرتے ہیں
اس کی پرستش نہیں کرتے جس نے سانپوں کو بنایا ہے اور جس کے
قبضے میں سانپوں کی جان ہے۔ اے ناگ دیوتا کے بھائی! میں تمہاری
کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

پجاری سہما ہوا ایک طرف بیٹھا سن رہا تھا کہ سانپ دیو اللہ
عنبر کے ہونٹوں سے ہلکی ہلکی سیٹیوں کی آواز میں نکل رہی ہیں۔ وہ بھی سمجھ
گیا کہ یہ کوئی سانپوں کا جادوگر ہے اور سانپ دیو پر جادو کرنے کی کوشش
کر رہا ہے۔ بہرحال وہ بہت ڈر گیا تھا اور ویسے ہی کونے میں سمٹا بیٹھا

اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہاں سے اٹھ کر بھاگ
ئے۔ عنبر نے کہا۔

"سانپ دیو! ناگ دیوتا اپنے دشمن کی سازش میں پھنس کر
تال میں چلا گیا ہے۔ ہم اس کی تلاش میں آئے ہیں۔ کیا تم بتا سکتے
ناگ دیوتا پاتال میں ہے یا نہیں؟

سانپ دیو نے اپنا پھن نیچے کر کے زمین کے ساتھ لگا دیا۔ پھر
اوپر اٹھا کر بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے زمین کے اندر پاتال میں سے
گ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کے
پاتال میں آگ ہی آگ ہے۔ وہاں سے مجھے مختلف گیسوں
کی بو ہی آرہی ہے۔ ان میں ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں ہے۔

عنبر نے کہا۔

"اچھا سانپ دیو! تمہارا بہت بہت شکریہ!"

سانپ دیو بولا۔

"مجھے ناگ دیوتا کی گمشدگی کا سن کر بڑی حیرانی اور صدمہ ہوا ہے
یوتا دیوتا آپس میں جنگ کر لیا کرتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں
ہے۔ مگر ناگ دیوتا ہمارا ہے۔ اس پر کوئی مشکل آجائے گی تو ہمیں
[illegible] اگر ناگ دیوتا کے کسی کام آسکوں
مجھے بے حد خوشی ہوگی۔ تم لوگ مجھ سے ملتے رہنا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

ضرور ملتے رہیں گے۔ میرے ساتھ ناگ دیوتا کا دوسرا بھائی
تھیو سانگ اور بہن کیٹی بھی ہے۔ میرا نام عنبر ہے۔

سانپ دیو بولا۔

"تم میرے اتنے قریب ہو عنبر بھائی کہ مجھے تمہارے جسم
میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے لگی ہے۔ تھیو سانگ اور
کیٹی دور ہیں اس لیے ان کی خوشبو نہیں آرہی۔"

عنبر نے کہا۔

ہوسکتا ہے وہ بھی تمہیں ملنے آئیں۔ بہرحال ہم دو ایک روز
میں ناگ کی تلاش میں پاتال میں اترنے والے ہیں

سانپ دیو نے گھبرا کر کہا۔

"پاتال میں تم لوگ کیسے اترو گے؟ وہاں تو اتنی زبردست
آگ ہے کہ کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔"

عنبر بولا۔

"یہ کسی ایسی بوٹی کی تلاش میں ہوں جسے ہم اپنی بہن کیٹی کے
جسم پر مل دیں۔ پھر اس پر کوئی آگ اثر نہیں کر سکے گی۔ مجھ پر اور
تھیو سانگ پر تو آگ کا پہلے ہی اثر نہیں ہوتا اس ہمیں اپنی بہن کیٹی
کی فکر ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے ساتھ جانے پر زبردست اصرار کر رہی
ہے۔

سانپ دیو کچھ سوچنے کے بعد بولا۔

"عنبر بھائی! تم آج رات جب مندر کے سارے لوگ اور
پجاری چلے جائیں تو یہاں آنا میں تمہیں آگ سے بچنے کا ایک
طریقہ بتاؤں گا۔"

عنبر بڑا خوش ہوا اور رات کو آنے کا وعدہ کر کے مندر سے جانے
لگا۔ پجاری ایک طرف کھڑا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم۔ تم جادوگر ہو۔ ہمارے سانپ دیو پر جادو کر کے اسے
اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو۔ میں سارے لوگوں کو یہ بتا دوں گا۔
پھر تمہیں اس شہر سے نکال دیں گے۔"

عنبر ہنس کر بولا۔

"پجاری جی! کہیں تمہیں اس شہر سے نہ نکلنا پڑ جائے۔ اچھا۔
ملاقات ہوگی۔ میں نے تمہارے سانپ دیو سے تمہاری
شکایت لگا دی تھی۔ اگر تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو وہ
تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

یہ کہہ کر عنبر ہنستا ہوا واپس کیٹی تھیو سانگ کی طرف
روانہ ہوگیا۔ پجاری کو اب بھی یہی خیال تھا کہ یہ شخص جادوگر
ہے اور اس کے سانپ دیو کو چرا کر لے جانے کی فکر میں ہے۔
اگر سانپ دیو چوری ہوگیا تو میں تو بھوکا مر جاؤں گا۔ پجاری نے
سوچا اور ایک چھوٹے لڑکے کو عنبر کا تعاقب کرنے کے لیے اس

COURT... ...REE.PK

کے پیچھے لگا دیا کہ وہ پتہ کرے یہ شخص کہاں رہتا ہے۔ یہ لڑکا
فاصلہ رکھ کر عنبر کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عنبر واپس سرائے کے
والی جھونپڑی میں آگیا جہاں تھیو سانگ اور کیٹی اس کا بے صبر
سے انتظار کر رہے تھے۔ عنبر نے وہ ساری بات چیت ان
بتا دی جو اس کے اور سانپ دیو کے درمیان ہوئی تھی۔ کیٹی
کہنے لگی۔

"کہیں مندر کا پجاری کوئی شرارت نہ کرے۔"

عنبر بولا۔

"اس سے کیا ہوتا ہے۔ سانپ دیو اس کی خبر لینے کے لیے
کافی ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"لیکن ایک بات ہے۔ یہ پجاری ہمیں جادوگر بتا کر لوگوں
کو ہمارے خلاف کر سکتا ہے۔ وہ لوگوں کو یہ کہہ کر بھڑکائے گا
کہ ہم ان کے سانپ دیو کو چرانے آئے ہیں اور اس پر جادو
کر رہے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"دیکھا جائے گا۔ پہلے آج رات میں سانپ دیو کے پاس جا
کر وہ ترکیب تو معلوم کروں جس کی مدد سے کیٹی اور تم دونوں
آگ سے محفوظ ہو سکتے ہو۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"جب تک مندر کا سانپ دیو ہمارے ساتھ ہے پجاری اور
کے لوگ ہمارے خلاف کوئی کاروائی نہیں کر سکتے۔"

دوسری طرف جاسوس لڑکے نے واپس جا کر پجاری کو
کہ جس آدمی کے پیچھے اسے لگایا گیا تھا وہ سرائے کے
ان کی ایک جھونپڑی میں رہتا ہے اور اس کے ساتھ ایک
سرا آدمی اور ایک نوجوان لڑکی بھی ہے۔ پجاری نے
ئیں چڑھاتے ہوئے اپنے آپ سے کہا۔

"ہوں۔ تو یہ پوری ٹولی جادوگروں کی یہاں آگئی ہے۔
کی بات نہیں۔ میں ان کا پورا بندوبست کرتا ہوں۔"

پجاری مندر سے نکل کر سیدھا شہر کے مکھیا کے پاس
اور اسے بتایا کہ جادوگروں کی ایک ٹولی ہمارے سانپ
کو اغوا کرنے یہاں آئی ہوئی ہے اور سرائے والی جھونپڑی
ٹھہری ہے۔ مکھیا کو بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے فوراً
لوگوں کو اکٹھا کیا۔ پنچائیت بلائی اور وہاں سب نے یہی
فیصلہ کیا کہ چونکہ یہ لوگ جادوگر ہیں اس لئے ان کے خلاف
کاروائی کرنے کے لئے کسی جادوگر کی خدمات حاصل کی
جائیں۔ کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے جادو سے گھروں کو
آگ لگا دیں۔ اس علاقے میں پنگل نام کا ایک کالا کلوٹا مدراسی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

رہتا تھا۔ اسے تھوڑا بہت جادو آتا تھا مگر وہ گاؤں اور
شہر کے لوگوں کے سامنے ایسی پھڑیں مارتا تھا جیسے
سارا جادو اُسی کے پاس ہے۔ جب مکھیا نے اسے کہا
کہ جو تین جادوگر وہاں آئے ہوئے ہیں ان کے خلاف کو
کاروائی کرے تو وہ سینہ تان کر بولا۔

"مکھیا! ابھی ان کی خبر لیتا ہوں۔ میرے جادو کے سامنے
تو سامری جادوگر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔"

اس جادوگر پنگل کا خیال تھا کہ یہ جو باہر سے تین جادو
یعنی عنبر تھیو سانگ اور کیٹی آئے ہیں۔ معمولی قسم کے چور
یا ٹھگ ہوں گے۔ چنانچہ اس نے مکھیا سے کہا۔

"میں آج ہی ان کے خلاف اپنی جادو شروع کرتا ہوں۔"

اور جب رات گہری ہوگئی تو عنبر سانپ دیو سے ملنے
مندر کی طرف چل پڑا۔ اس وقت مندر میں سناٹا چھایا تھا
مندر کا دروازہ بند تھا۔ اور تالا لگا ہوا تھا۔ مگر پجاری
نے ایک خاص پہرے دار کو وہاں مقرر کر رکھا تھا کہ اگر
کوئی آدمی رات کو مندر میں داخل ہونے کی کوشش کرے
تو اسے فوراً بلا لیا جائے۔ پجاری کا مکان پاس ہی تھا۔

عنبر جب مندر کے دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ
تالا لگا ہوا ہے۔ پہلے تو اسے خیال آیا کہ تالا توڑ کر اندر جائے

سوچا کہ خوامخواہ تالا توڑنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ یہاں
ے ہو کر بھی اندر موجود سانپ دیو سے بات چیت کر سکتا
ہے۔ عنبر نے سانپ کی آواز میں سانپ دیو کو کہا کہ میں
آیا ہوں۔ مندر کی بند کوٹھڑی میں سے سانپ دیو نے جواب
دیا۔

"عنبر بھائی! اندر آ جاؤ۔ تم تالے کو الگ کر سکتے ہو۔ میں
تمہاری طاقت سے واقف ہوں۔"

عنبر نے تالا توڑنے کی بجائے جس کنڈی کے ساتھ تالا
لگا تھا اسے ہی اکھاڑ دیا تاکہ واپس جاتے ہوئے کنڈی
کو دوبارہ کیواڑ میں لگا دے۔ پہرے دار جاسوس ایک طرف
کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک آدمی کو تالا
کھول کر مندر میں جاتے دیکھا تو فوراً پجاری کو خبر کرنے اس
کے گھر کی طرف دوڑا۔ عنبر نے مندر میں جاتے ہی سانپ دیو
کو سلام کیا اور کہا۔

"میرے دوست سانپ دیو! میں تم سے وہ ترکیب معلوم
کرنے آیا ہوں جو میرے ساتھیوں کو پاتال کی آگ سے بچا
سکتی ہے۔"

سانپ دیو بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! آج سے ٹھیک تین دن کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بعد پورے چاند کی رات ہوگی۔ اس رات تم سمندر کے کنارے
اس مقام پر پہنچ جانا جہاں اس ملک کے دونوں یعنی مغربی
اور مشرقی کنارے ایک تکون بناتے ہوئے مل جاتے ہیں
وہاں آدھی رات کے بعد تمہاری بُو پا کر ایک سفید سانپ
سمندر میں سے نکلے گا۔ وہ تمہیں وہ ترکیب بتائے گا جو تم
بہن کیٹی اور بھائی آگ سے محفوظ رکھ سکے گی۔

عنبر نے سوال کیا۔

"کیا میں وہاں اکیلا جاؤں یا اپنے ساتھ کیٹی اور تھیوسانگ
کو بھی ساتھ لے جاؤں؟

سانپ دیو بولا۔

"نہیں عنبر۔ وہاں تم اکیلے ہی جانا۔"

عنبر نے سانپ دیو کا شکریہ ادا کیا اور کوٹھڑی سے نکل
آیا۔ باہر آکر اس نے کنڈی کو پھر سے کیواڑ میں لگا دیا اور دبے
اپنی سرائے والی جھونپڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت پجاری
اور پہرے دار ایک درخت کے پیچھے چھپے اسے دیکھ رہے تھے۔
پجاری غصّے سے بولا۔

یہ جادوگر سانپ دیو پر کوئی جادو کرنے آیا تھا۔ میں ابھی
جا کر مکھیا کو خبر کرتا ہوں۔"

پجاری رات کے اندھیرے میں ہی مکھیا کے مکان پر گیا۔

جگا کر سارے حالات بتائے۔ مکھیا بھی پریشان ہوا۔ کیونکہ
سانپ دیوتا ان کا مقدس دیوتا سانپ تھا اور وہ اس کی پوجا
کرتے تھے۔ اس نے کہا۔

"چلو۔ پنگل جادوگر کے پاس چلتے ہیں۔"

پنگل جادوگر اپنی جھونپڑی میں مزے سے سو رہا تھا۔ مکھیا
اور پجاری نے اسے جگا کر ساری کہانی سنائی۔ پنگل جادوگر
گردن اکڑا کر بولا۔

"ابھی میں اسے اپنے جادو سے بھسم کئے دیتا ہوں۔ چلو اس
جادوگر کی جھونپڑی کے پاس لے چلو۔"

پنگل جادوگر نے اپنا جادوگری کا سامان یعنی انسانی کھوپڑی
اور چار ہڈیاں تھیلے میں ڈالیں اور پجاری اور مکھیا کے ساتھ
عنبر کی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔ اس وقت عنبر جھونپڑی میں
بیٹھا کیٹی اور تھیوسانگ کو سانپ دیو سے ہوئی بات چیت سنا
رہا تھا۔ اتنے میں باہر سے پنگل جادوگر کی آواز سنائی دی۔

"باہر نکل آ او جھوٹے جادوگر۔ میں تمہاری خبر لینے آگیا ہوں۔"

عنبر، کیٹی اور تھیوسانگ باہر نکل آئے۔ جھونپڑی کے باہر ایک
لالٹین روشن تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک ناٹے قد کا کالا کلوٹا
آدمی ایک ہاتھ میں انسانی کھوپڑی اور دوسرے ہاتھ میں بازوؤں
کی ہڈیاں پکڑے ایک پاؤں آگے کئے کھڑا ہے جیسے یہ ہڈیاں عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر پھینکنے والا ہو۔ عنبر نے پوچھا۔

"بھائی کیا بات ہے؟"

پجاری اور مکھیا جادوگر پنگل کے پیچھے کھڑے تھے
نے کہا۔

"تم جادوگر ہو اور ہمارے سانپ دیو کو جادو کے زور
اغوا کرنے آئے ہو۔"

مکھیا بولا۔

تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ اسی وقت یہ علاقہ چھوڑ کر
جاؤ۔ نہیں تو ہمارا جادوگر پنگل تمہیں جلا کر بھسم کر ڈالے گا۔

پنگل جادوگر نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"ہاں۔ اگر جان پیاری ہے تو ابھی یہاں سے بھاگ جا
میں پنگل جادوگر ہوں۔ میرے جادو کا توڑ کسی کے پاس نہیں
ہے۔"

تھیو سانگ نے عنبر کے کان میں کہا۔

"ان لوگوں سے خوامخواہ لڑائی مول لینے سے کوئی فائدہ نہیں
ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں سے کسی دوسری طرف چلے جاتے
ہیں۔"

کیٹی نے بھی کہا کہ ہو سکتا ہے اس شخص کا جادو ہم پر اثر کر
جائے۔ عنبر نے انہیں چپ کراتے ہوئے کہا۔ "تم خاموش رہو

میں ان کی ابھی خبر لیتا ہوں۔

عنبر نے بلند آواز میں پنگل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

پنگل! ہم جادوگر نہیں ہیں۔ سانپ دیو ہمارا دوست ہے
ہم اس سے ملنے یہاں آئے ہیں۔ ہماری نیت صاف ہے۔ ہم
تمہارے سانپ دیو کو اپنے ساتھ لے جانے نہیں آئے۔"

پجاری تنک کر بولا۔

یہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ ہمارے سانپ دیو کو چرانے آیا ہے
پنگل! ان پر اپنا جادو شروع کرو۔ یہ ہمارے دیوتا کے دشمن
ہیں۔

پنگل نے ایک منتر پڑھ کر انسانی کھوپڑی عنبر کے سامنے پھینک
دی۔ اس کھوپڑی کے اندر ایک سانپ تھا جو کھوپڑی کے گرتے
ہی باہر نکل آیا اور پھن اٹھا کر پھنکارتا ہوا عنبر کی طرف لپکا
پجاری اور مکھیا ڈر کر پنگل جادوگر کے پیچھے ہو گئے۔ عنبر نے
کہا۔

"تمہارے اس جادوگر کا توڑ میرے پاس موجود ہے پنگل!"

اور یہ کہہ کر اس نے سانپ کی زبان میں پھن اٹھائے
اس کی طرف بڑھتے ہوئے سانپ سے کہا۔

"مجھے ڈسنے کی حماقت نہ کرنا سانپ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ
تمہارے زہر کا اثر ہم تینوں میں سے کسی پر نہیں ہوگا۔ دوسری

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

بات یہ ہے کہ ہم ناگ دیوتا کے بہن بھائی ہیں۔

اتنا سننا تھا کہ سانپ کا پھن نیچے ہو گیا۔ اس نے ا
سے سلام کیا اور سانپ کی زبان میں کہا۔

"میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو کہا
سے آرہی ہے۔ عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میرے لیے کیا حکم
ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"اس پنگل کی خبر لو جس نے تمہیں مجھے ہلاک کرنے کے لئے
مجھ پر پھینکا تھا۔

سانپ وہیں واپس مڑا اور ایک پھنکار مار کر پنگل کی طرف
لپکا۔ پنگل ایک چیخ مار کر اُٹھ بھاگا۔ پجاری اور مکھیا اسے
آوازیں دیتے رہ گئے۔ سانپ کو عنبر نے حکم دیا کہ ان دونوں
کو بھی ذرا ڈراؤ۔ انہیں ہلاک مت کرنا۔ سانپ نے پھنکار
ماری اور مکھیا اور پجاری پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا تھا کہ سانپ
نے انہیں ڈسا نہیں مگر ان کے ٹخنوں پر منہ مارا۔ مکھیا اور
پجاری تو دم دبا کر شور مچاتے چیختے ہوئے وہاں سے فرار ہو گئے۔

تھیو سانگ کیٹی اور عنبر ہنسنے لگے۔ اتنے میں سامنے والی
جھونپڑی سے سرائے کا مالک اور اس کی جوان بیٹی کملا باہر نکل
آئی۔ سرائے کے مالک نے پوچھا۔

عنبر بیٹا! کیا بات ہے۔ یہ شور کیسا تھا؟

عنبر نے کہا۔

"یہاں ایک سانپ آ گیا تھا۔ کوئی شخص کھوپڑی بھی
پھینک گیا ہے۔ لگتا ہے اس کھوپڑی میں سانپ تھا سرائے
کا مالک اور کملا سانپ کا سُن کر ڈر سے گئے۔ عنبر نے کہا۔

"آپ آرام کریں۔ سانپ چلا گیا ہے۔ اب نہیں آئیگا۔

عنبر نے انسانی کھوپڑی اٹھا کر دور پھینک دی۔ سرائے
کا مالک اور اس کی لڑکی سہمے ہوئے سے اپنی جھونپڑی میں
واپس چلے گئے۔ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ بھی اپنی جھونپڑی میں
آ گئے۔ باقی رات وہ یہی سوچتے رہے کہ کیا ان کا یہاں رہنا
ٹھیک ہو گا یا انہیں دوسری جگہ چلے جانا چاہیئے کیونکہ ابھی انہیں
کچھ روز اس علاقے میں رہنا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"یہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہم نے ان کے سب سے
بڑے جادوگر کو بھگا دیا ہے۔ زیادہ شرارت انہوں نے کی تو
ہم سانپ دیو سے مدد لے سکتے ہیں۔

تھیو سانگ بولا۔

"ہاں سانپ دیو ان کا دیوتا ہے۔ اگر وہ ہماری مدد پر آ
گیا تو یہ لوگ اپنے آپ ہمارے مطیع ہو جائیں گے۔" اس
لیے ہمیں اس جھونپڑی میں ہی رہنا چاہیئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رات گزر گئی۔ دوسرے روز آسمان پر گھنے بادل چھائے
یہ بادل اتنے سیاہ تھے کہ دن کے وقت بھی اندھیرا سا چھا گیا
بادلوں میں بجلی چمکنے لگی۔ اس وقت سرائے کے مالک کی بیو
اپنی بیٹی کملا کو لے کر جنگل میں واقع وشنو کے مندر میں ماتھا
ٹیکنے گئی ہوئی تھی۔ سرائے کا مالک سمندر کنارے مچھلیاں خری
گیا ہوا تھا۔ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ اپنی جھونپڑی میں ہی بیٹھے
تھے۔ کیونکہ ایسا لگتا کہ ابھی زور شور سے بارش شروع ہو جائے
گی۔ سرائے کے مالک کی بیوی ماتا دیوی اپنی نوجوان بیٹی کملا
کے ساتھ وشنو مندر میں ماتھا ٹیک کر چبوترے کی ایک جانب
رُک گئی اور بولا۔

"کملا بیٹی! بارش آنے والی ہے۔

کملا بولی۔

"ماتا! ہم تھوڑی دیر یہیں رُک جاتی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو
کہ راستے میں ہی بارش آجائے۔

ماتا دیوی بولی۔

"چلو یہاں ایک طرف تھوڑی دیر بیٹھ جاتے ہیں"

اور وہ دونوں ماں بیٹی مندر کے چبوترے کی ایک جانب بیٹھ
گئیں۔ برآمدے کی دوسری جانب ایک ننگ دھڑنگ سادھو انہیں
عیار نظروں سے گھور رہا تھا۔

پاتال کی طرف سفر

اچانک ننگ دھڑنگ سادھو نے آواز دی۔

"ماتا دیوی! اپنی بچی کو لے کر ہمارے پاس آکر چرن چھوؤ۔ تمہاری بیٹی کا کلیان ہو جائے گا۔

ہندو لوگ اس زمانے میں بھی اور آج بھی جوگیوں کو بہت مانتے ہیں۔ خاص طور پر عورتیں تو ان کی کسی بات کو ٹالنا بہت بڑا پاپ یعنی گناہ سمجھتی ہیں۔ ہم مسلمانوں میں بھی اس قسم کی کمزور عقیدے والی ان پڑھ عورتیں اور مرد ہوتے ہیں مگر ان کی تعداد بہت کم ہے۔ جبکہ ہندوؤں میں تقریباً ہر دوسری عورت جادو ٹونے اور جوگی سادھوؤں پر اندھا اعتقاد رکھتی ہے۔ چنانچہ جب کملا کی ماں ماتا دیوی نے ایک ننگ دھڑنگ جوگی کو اپنے نام سے بلاتے سنا تو وہ تو اسی وقت اس کی گرویدہ ہو گئی۔ حالانکہ اس جوگی نے آس پاس رہنے والی تقریباً تمام بوڑھی عورتوں اور ان کی جوان لڑکیوں کے نام اور ان کے حالات اپنے جاسوسوں کے ذریعے معلوم کر رکھے تھے۔ کمزور عقیدے والی ان پڑھ

COURTESY ... PAKSOCIETY.COM

ماتا دیوی ہاتھ باندھے جوگی کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ کملا بھی جوگی سادھوؤں کو بہت مانتی تھی۔ اس نے بھی ہاتھ باندھ کر سر جھکایا اور ننگ دھڑنگ سادھو کے پاؤں چھوئے ننگ دھڑنگ عیار سادھو نے کملا کے سر پر ہاتھ رکھا۔ آنکھیں بند کیں اور کہا۔

"ماتا دیوی! تیری بچی کا بیاہ ایک راج کمار سے ہوگا۔ تیری بیٹی عیش کرے گی۔"

ماتا دیوی نے تو سادھو کے پاؤں پکڑ لئے اور ان پر اپنا سر رکھ دیا۔

دوستو! ہمارے ہاں پاکستان کے گاؤں دیہات میں بھی ایسے جھوٹے پیر ہوتے ہیں جو اپنی شعبدہ بازی سے کمزور عقیدے والے ان پڑھ لوگوں کو اپنا مطیع کر لیتے ہیں۔ پھر لوگ ان کے پاؤں کو آکر چومتے ہیں۔ کہیں کہیں تو یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتیں اور مرد ان جھوٹے پیروں اور سائیں بابا کے پاؤں پر اپنا سر بھی رکھ دیتے ہیں۔ یاد رکھو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ شرک ہے۔ یعنی کسی فانی انسان کو خدا کا شریک ٹھہرانا ہے جس سے بڑا گناہ اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ہستی ایسی نہیں ہے کہ جس کے آگے سر جھکایا جائے۔ سچا مسلمان مرد اور عورت صرف اللہ کے سامنے

سر جھکاتا ہے۔ یاد رکھو جو صرف اللہ کے حضور سر جھکاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سر کو ہمیشہ بلند رکھتا ہے۔ تم بھی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ سجدہ صرف خدا کو جائز ہے اور صرف خدا کے آگے ہی سر جھکانا۔ لیکن ہندو عورت ماتا دیوی بھی اپنی دوسری ہندو بہنوں کی طرح ایک ان پڑھ اور کمزور عقیدے کی عورت تھی۔ ویسے بھی ہندو لوگ پتھر کی مورتیوں اور بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ماتا دیوی اور کملا نے بھی ننگ دھڑنگ سادھو کے پاؤں پر سر رکھ دیئے۔ ننگ دھڑنگ سادھو نے ان کے سروں پہ ہاتھ رکھ کر کانی آنکھ سے دوسری طرف دیکھا۔ قریب ہی ستون کے پاس اس کا چیلا آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔

ننگ دھڑنگ سادھو نے کہا۔

ماتا دیوی! تمہاری بیٹی پر ہم ایسا منتر پڑھ کر پھونکیں گے کہ اس کی قسمت جاگ اٹھے گی۔ پھر ایک راجکمار آئے گا اور اسے بیاہ کر لے جائے گا۔

ماتا دیوی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

مہاراج! میں آپ کی داسی ہوں۔ مجھے حکم کریں کہ میں آپ کی کیا سیوا کر سکتی ہوں۔ بھگوان کے لیے میری بیٹی پر منتر پڑھ کر پھونکیں۔"

ننگ دھڑنگ جوگی مسکرایا۔ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماتا دیوی : اگر تم وعدہ کرو کہ ہمارے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی تو ہم تمہاری اور تمہاری بیٹی کملا کی قسمت کھول دیں گے۔"

ماتا دیوی بولی۔

"مہاراج میں مر جاؤں گی مگر کسی سے آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گی۔"

ننگ دھڑنگ جوگی نے کہا۔

"تو سن ماتا دیوی ! ہم اس وقت ترنگ میں ہیں۔ ہم تمہاری باتوں سے خوش ہوئے ہیں۔ ہم تمہاری لہر بہر کر دینا چاہتے ہیں۔

ماتا دیوی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ کملا بھی بہت خوش تھی کہ وہ کسی راجکمار کی بیوی بننے والی ہے۔ ماتا دیوی بولی۔

"مہاراج ! آپ حکم کریں۔ میں آپ کی داسی ہوں۔ غلام ہوں۔"

ننگ دھڑنگ جوگی نے کہا۔

"اپنی بیٹی کملا کو سامنے والی میری کوٹھڑی میں چھوڑ کر واپس چلی جا میں اس پر منتر پڑھ کر پھونکوں گا۔ تم دوپہر کے وقت آ کر اسے لے جانا۔ میں تمہاری قسمت بدل جائے گی۔"

ماتا دیوی نے کہا۔

"مہاراج ! میں کملا کو آپ کی کوٹھڑی میں چھوڑ جاتی ہوں۔

ماتا دیوی نے اپنی بیٹی کملا کو ساتھ لیا اور سامنے والی [illegible] کوٹھڑی میں اسے چھوڑ کر دوپہر کو واپس آنے کا کہہ کر وہاں [illegible] چلی گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا خاوند یعنی سرائے کا مالک [illegible] شام کو سمندر کے کنارے مچھلیاں پکڑنے کے بعد آئے گا۔ تب تک [illegible] کملا کو سادھو کی کوٹھڑی سے واپس لے جائے گی۔ دوپہر تک سرائے مالک کی بیوی جاہل ماتا دیوی اپنی جھونپڑی میں بیٹھی مذہبی اشلوک پڑھتی رہی جبکہ بادل اسی طرح گرج رہے تھے۔ پھر بارش شروع ہو گئی۔ جب دوپہر ہوئی تو ماتا دیوی نے ناریل کی شاخوں والی چھتری سر کے اوپر تانی اور سادھو کی کوٹھڑی کی طرف چل دی کہ وہاں سے اپنی بچی کملا کو واپس لے آئے۔ لیکن وہاں جا کر اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی خالی پڑی تھی اور سادھو بھی غائب تھا۔

بے چاری ماں کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔

اس نے سادھو اور اپنی بیٹی کو جگہ جگہ تلاش کی لیکن وہ اسے کہیں نہ ملے۔ ماتا دیوی نے شور مچا دیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے اسے بتایا کہ سادھو تو کافی دیر ہوئی ایک لڑکی کے ساتھ یہاں سے چلا گیا تھا۔ ماتا دیوی روتی پیٹتی واپس جھونپڑی میں آ گئی۔ عنبر تھیو سانگ اور کیٹی اسی وقت اپنی جھونپڑی میں موجود تھے۔ جب انہیں اصل حالات

COURTESY WWW.[redacted]BOOKSFREE.PK

کا علم ہوا کہ ماتا دیوی کی نوجوان بیٹی کو ایک مکار سادھو اغوا کر کے لے گیا ہے تو کیٹی غصّے میں آگ بھبھوکا ہو گئی۔

"میں اس بدمعاش سادھو کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

ماتا دیوی نے کہا۔

"بیٹا: بھگوان کے لئے میری کملا کو واپس لا دو میرا خاوند مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں اپنی بیٹی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکوں گی۔"

عنبر تھیو سانگ اور کیٹی نے اسے حوصلہ دیا اور یقین دلایا کہ وہ بہت جلد اس کی بیٹی کو وہ جہاں بھی ہو گی گھر واپس لے آئیں گے۔ عنبر نے تھیو سانگ سے کہا۔

"تھیو سانگ! تم میرے ساتھ چلو۔ مجھے تمہاری ضرورت ہو گی۔"

کیٹی کو انہوں نے ماتا دیوی کے پاس جھونپڑی میں ہی چھوڑا اور وہ دونوں یعنی عنبر اور تھیو سانگ کملا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ وہ سب سے پہلے وشنو کے مندر میں گئے۔ یہاں انہیں پتہ چلا کہ سادھو کملا اور اپنے چیلے کے ساتھ شمال کی طرف جنگل کی جانب جاتے دیکھے گئے تھے۔ عنبر اور تھیو سانگ جنگل کی طرف چل پڑے۔ اس وقت بارش رک گئی تھی۔ جنگل میں چلتے چلتے جب وہ کافی دور نکل گئے تو تھیو سانگ

کہا۔

عنبر بھیّا! یہاں تک تو مکار سادھو کا کوئی کھوج ہمیں
ں ملا۔ معلوم ہوتا ہے وہ ضرور اس جنگل میں کسی خفیہ جگہ چھپ
یا ہے تاکہ جب رات کا اندھیرا ہو جائے تو کملا کو لے کر یہاں
ے فرار ہو جائے۔

عنبر بولا۔

"اگر یہ بات ہے تو ہمیں اس جنگل میں ہی اسے تلاش کرنا
گا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

اتنے بڑے جنگل کو ہم کہاں کہاں کھنگالیں گے۔ بہتر
ا ہے کہ ہم کسی سانپ کو بلا کر اس سے سادھو کے بارے
ں پوچھیں۔"

عنبر نے کہا کہ سانپ کو کیا پتہ ہو گا کہ سادھو کہاں چھپا
ا ہے۔

تھیو سانگ بولا۔

سانپ ہی تو ہمیں اس کے بارے میں بتا سکتا ہے
م بلاؤ تو سہی کسی سانپ کو۔

عنبر راضی ہو گیا۔

اس نے سانپ کی زبان میں آواز نکالی کہ اگر اس جنگل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آس پاس کوئی سانپ ہے تو ہماری مدد کو آئے۔ ہم ناگ دیوتا کے بھائی ہیں۔ اتنے میں ایک درخت کے پیچھے سے گیلے گھاس پر رینگتا ہوا ایک دھاریدار کالا سانپ نکلا عنبر اور متیو سانگ کے قریب آکر سانپ نے سلام کیا اور کہا۔

"تم نے ہمیں ہماری زبان میں پکارا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تم ہی ناگ دیوتا کے بھائی ہو اس کے علاوہ اب مجھے تمہارے جسموں میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو بھی آنے لگی ہے۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے کہا۔

"ہم نے تمہیں ایک بہت ضروری کام کے لئے بلایا ہے ایک ننگ دھڑنگ سادھو ایک غریب آدمی کی بیٹی کو دھوکے سے اغوا کر کے اس جنگل میں آن گھسا ہے۔ کیا تم کسی طرح اس کا سراغ لگا سکتے ہو کہ وہ کسی جگہ چھپا ہوا ہے؟"

سانپ کچھ دیر کے لیے چپ ہو گیا۔ کچھ نہ بولا۔ پھر کہنے لگا

"میں نے کسی سادھو کو اس جنگل میں سے گزرتے نہیں دیکھا۔"

عنبر بولا۔

"ہو سکتا ہے وہ کسی دوسرے راستے سے جنگل میں داخل

ہو۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ضرور اس جنگل میں کسی خفیہ مقام ہو گا۔ کیا تم ہمیں بتا سکتے ہو کہ یہاں کوئی غار یا کھوہ یا اور کس جگہ پر ہے؟"

دھاری دار سانپ نے کہا۔

"ذرا ٹھہریں۔ میں ایک گلہری سے پوچھتا ہوں۔ یہ گلہری میری دوست ہے اور جنگل میں جگہ جگہ پھیرتی رہتی ہے۔"

سانپ نے منہ سے عجیب سی شان شان کی پھنکار ایسی نکالی۔ جس کے تھوڑی دیر بعد ایک گلہری بھاگتی ہوئی وہاں آگئی۔ سانپ کسی عجیب زبان میں گلہری سے باتیں کرنے لگا۔ جب گلہری چلی گئی تو عنبر نے سانپ سے پوچھا۔

"گلہری نے کچھ بتایا؟"

دھاری دار سانپ کہنے لگا۔

"ہاں! اس نے بتایا ہے کہ ایک ننگ دھڑنگ سادھو کو جنگل کے جنوب میں ٹیلوں کے دامن کی طرف جدھر چٹانوں کے گہرے شگاف میں جاتے دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان لڑکی اور ایک لڑکا بھی تھا۔"

عنبر نے کہا۔

"ہمارے لئے اتنی نشانی ہی کافی ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ ہم خود سادھو کو ڈھونڈ لیں گے۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM PAKBOOKSFREE.PK

دھلدیدار سانپ بولا۔

"آپ حکم کریں تو میں بھی آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہو
عنبر نے کہا۔

"تمہارا شکریہ دوست لیکن ہم دونوں اس کے لئے
ہیں۔ تم بے فکر رہو۔"

دھاری دار سانپ سلام کر کے چلا گیا۔ عنبر اور تھیو
سانگ جنگل کے جنوب کی طرف چل پڑے۔ کوئی آدھ گھنٹے کے
دشوار گزار سفر کے بعد انہیں ایک جانب چھوٹے چھوٹے ٹیلے
دکھائی دیئے جن پر درخت اُگے ہوئے تھے۔ ڈھلان میں دو
بارہ زنگ آلود چٹانوں کی ڈھانیں نظر آ رہی تھیں۔ ان کے
درمیان تین گہرے شگاف تھے۔ ان شگافوں کے اوپر
جنگلی بیلوں نے اپنے سائے ڈال رکھے تھے۔ عنبر نے کہا
گلہری کی اطلاع درست نکلی تھیو سانگ! مجھے یقین
ہے وہ بدمعاش ساوھو ان میں سے کسی ایک شگاف میں
چھپا ہوا ہوگا۔

"چلو چل کر دیکھتے ہیں۔"

دونوں جنگلی جھاڑیوں اور اونچی اونچی گھاس میں سے
گزرتے ہوئے زنگ آلود چٹانوں کی طرف چلنے لگے۔ گھاس
بارش میں گیلی ہو رہی تھی۔ ایک جگہ انہیں چٹانوں کے

تینوں شگاف صاف نظر آنے لگے تو وہ وہیں جھاڑیوں کے پیچھے
ہو کر بیٹھ گئے۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"عنبر! سب سے پہلے ہمیں یقین ہو جانا چاہیئے کہ بدمعاش
ساوھو اسی جگہ چھپا ہوا ہے۔ ورنہ یہاں بھی ہمیں وقت
ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ لیکن یہ معلوم کرنے کا کہ ان
شگافوں کے اندر کوئی انسان ہے کہ نہیں صرف ایک ہی
طریقہ ہے۔"

"وہ کونسا؟ تھیو سانگ نے پوچھا۔

عنبر نے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر چٹانوں کے
قریب گیا اور زور سے عورت کی آواز بنا کر بولا۔

"مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ بھگوان کے لیے مجھے بچاؤ۔"

تھیو سانگ ہنس پڑا۔ عنبر عورت کی آواز نکالنے کے
بعد بھاگ کر جھاڑی کے پیچھے تھیو سانگ کے پاس آ گیا۔
تھیو سانگ نے آہستہ سے کہا۔ "اچھا زنانہ طریقہ سوچا تھا
تم نے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

ابھی دیکھو کوئی نہ کوئی باہر آئے گا۔

عنبر کی ترکیب کام کر گئی اور چٹانوں کے تین شگافوں میں سے ایک شگاف کے آگے پڑی ہوئی جنگلی بیلوں کی جھاڑ ایک طرف ہٹی اور ایک لڑکا سا دھو جو ننگ دھڑنگ سادھو کا چیلا تھا باہر نکلا۔ اس نے جھانک کر ادھر اُدھر دیکھا اور پھر جلدی سے شگاف میں واپس چلا گیا۔ عنبر نے مسکرا کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"وہ بدمعاش سادھو بھی اسی شگاف میں ہو گا یہ اس کا چیلا تھا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ اگر بدمعاش سادھو نے نوجوان کملا کو اغوا کر رکھا ہے تو وہ شور کیوں نہیں مچاتی؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ بدمعاش سادھو بڑے مکار ہوتے ہیں۔ اس نے کملا کو یقین دلا دیا ہو گا کہ اگر اس نے آواز نکالی تو اس کا جادو اسے جلا کر بھسم کر دے گا۔ یہ ان پڑھ ہندو عورتیں بہت کمزور عقیدے کی ہوتی ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تو پھر اب آگے کیا پروگرام ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"اب یہاں سے تمہارا کام شروع ہوتا ہے۔ تم اپنے آپ کو ایک چھوٹا سا ننھا منا بونا بنا کر اس شگاف کے اندر جاؤ گے اور اپنا کام دکھاؤ گے۔ کیا خیال ہے؟"

تھیوسانگ ہنس کر بولا۔

"اچھا خیال ہے۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ میرے ساتھ تم بھی چلو۔ بدمعاش سادھو ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

عنبر کچھ سوچ کر بولا۔

"تمہارا خیال بھی درست معلوم ہوتا ہے۔ تو پھر آؤ۔ اکٹھے چلتے ہیں۔ یہ مہم ہم مل کر ہی سر کریں گے۔"

تھیوسانگ اور عنبر جھاڑیوں میں سے نکلے اور سامنے والی چٹانوں کے شگاف کے سامنے آ کر رُک گئے۔ یہاں پہنچ کر عنبر نے ایک بار پھر عورت کی آواز نکالی اور مدد کے لئے آواز دی۔ اسی طرح تھوڑی دیر بعد بدمعاش سادھو کا چیلا جنگلی بیل پرے ہٹا کر باہر آ گیا۔ اس نے جو اپنے سامنے عورت کی جگہ دو نوجوان مردوں کو دیکھا تو پہلے تو ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا۔ پھر فوراً ہی بڑی رعب دار آواز میں بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم کون ہوتے ہو میرے گورو دیو کی تپسیا میں خلل ڈالنے والے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وشنو دیوتا کے اوتار میرے گورو دیو اس غار کے اندر بھگوان کی تپسیا کر رہے ہیں!"

عنبر نے کہا۔

"ہم تمہارے بدمعاش گورو دیو کے لئے ہی یہاں آئے ہیں"

اور عنبر نے آگے بڑھ کر چیلے کو گردن سے پکڑ کر نیچے کھینچ لیا۔ چیلا بے چارہ تین قلابازیاں کھا کر ایک گڑھے میں گر پڑا۔ عنبر نے کہا۔

"ھنیو سانگ حملہ کر دو۔ کہیں وہ بدمعاش کملا کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے"

اور اس کے ساتھ ہی عنبر اور ھنیو سانگ چھلانگیں لگا کر شگاف کے اندر گھس گئے۔ اندر ایک چھوٹا سا غار تھا جہاں اندھیرے میں انہیں ننگ دھڑنگ سادھو آلتی پالتی مارے بیٹھا نظر آیا۔ کملا وہاں نہیں تھی۔ عنبر اور ھنیو سانگ اس کے سر پر پہنچ گئے۔ عنبر نے بدمعاش سادھو کی طرف گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چیلا باہر ایک گڑھے میں پڑا ہے۔ اس سے پہلے

کہ تمہارا بھی یہی حال ہو جلدی سے بتاؤ تم نے اس لڑکی کو کہاں رکھا ہے جسے تم اغواء کر کے اپنے ساتھ لائے ہو۔"

بدمعاش کو ابھی تک اس حقیقت کا علم نہیں تھا کہ اس کے سامنے جو دو نوجوان کھڑے ہیں وہ کس قدر زبردست اور انوکھی طاقتوں کے مالک ہیں۔ وہ انہیں عام ہندو نوجوان سمجھتے ہوئے کڑک کر بولا۔

"نکل جاؤ یہاں سے پاپیو نہیں تو ابھی جلا کر بھسم کر ڈالوں گا۔"

عنبر نے آگے بڑھ کر بدمعاش کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اوپر کو ذرا سا جھٹکا دیا تو سادھو کی گردن پیچھے کو ہو گئی۔ مگر سادھو اب بھی کچھ نہیں سمجھ سکا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"تمہاری جان صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ تم ہمیں کملا کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں ہے ہو سکتا ہے اس کے بعد ہم تمہیں کچھ نہ کہیں۔"

اتنے میں بدمعاش سادھو کا چیلا بھی اندر آ گیا۔ سادھو نے کڑک دار آواز میں چیلے کو حکم دیا۔

"ان پر یم دوت کا منتر پڑھ کر پھونکو!"

چیلے نے اونچی آواز میں نہ جانے کیا الاپ شتاپ پڑھنے شروع کر دیئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا۔ ہمیں انگلی ذرا ٹیڑھی کرنی پڑے گی۔"

بدمعاش سادھو اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ بلند کرکے بولا۔

"میں آخری بار تمہیں خبردار کرتا ہوں۔ نکل جاؤ۔ نہیں تو یم دوت کی آگ کا شعلہ تم دونوں کے جسموں کو جلا کر راکھ کر دے گا۔"

جنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تھیو سانگ! یہ نہیں مانے گا۔ ذرا اپنا کرتب دکھاؤ اسے۔ میرا خیال ہے یہ کام اس کے چیلے سے شروع کرو۔"

چیلا ابھی تک الٹ پلٹ اشلوک پڑھ رہا تھا۔ تھیو سانگ اس کے قریب گیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

"گدھے کہیں کے یہ کیا پڑھ رہے ہو؟ تم بھی اس بدمعاش کے ساتھی ہو۔ پہلے تمہاری خبر لی جانی چاہیئے۔"

یہ کہہ کر تھیو سانگ نے دل میں نیت باندھی اور اپنی انگلی چیلے کی گردن سے لگا۔ انگلی کے چھوتے ہی چیلا چوہے جتنا چھوٹا ہو گیا اور زمین پر ادھر ادھر

پھدکتے ہوئے شور مچانے لگا۔ اس کی بہت ہی باریک آواز دھیمی دھیمی سنائی دے رہی تھی۔ بدمعاش سادھو یہ سمجھا کہ اس کا چیلا زمین پر بیٹھ گیا ہے۔ اس نے چلا کر کہا۔

"کندن داس! کہاں چلے گئے ہو تم۔ یم دوت کا اشلوک پھونک کر ان کو بھسم کیوں نہیں کرتے۔"

تھیو سانگ نے زمین پر سے چوہیا جتنے چیلے کو اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا اور ہتھیلی بدمعاش سادھو کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یم دوت چیلا کہیں گیا نہیں بلکہ میری ہتھیلی پر پھدک رہا ہے۔ ذرا اس سے پوچھو تو کہ یہ پریشان کیوں ہے۔"

بدمعاش سادھو کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ جو کچھ اس کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں اسے اس کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس کا چیلا کندن داس ایک ننھی سی چوہیا جتنے سائز کا ہو کر تھیو سانگ کی ہتھیلی پر ادھر ادھر دوڑ رہا تھا اور چلا رہا تھا۔

"گورو جی! مجھے بچاؤ۔ بھگوان کے لئے مجھے بچاؤ۔"

جنبر نے ہنس کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"گورو جی! کیا خیال ہے۔ کیا آپ کملا کے بارے میں
بتائیں گے کہ آپ تو بھی اس چیلے جتنا چھوٹا کر دیا جائے۔"

بدمعاش سادھو سمجھ گیا کہ اس کا پالا دو بہت زبردست
جادوگروں سے پڑ گیا ہے۔ خود اس کے پاس تو سوائے
بدمعاشی اور رگتوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ مگر اب بھی اس
نے مکاری سے کام لیا اور ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"مہاراج! تم جیتے میں ہار گیا۔ لیکن میں بھگوان کی قسم کھا
کر کہتا ہوں کہ کملا میرے ساتھ نہیں ہے۔ میں نے اسے مندر
ہی سے اس کے گھر بھجوا دیا تھا"

عنبر نے کہا۔

"تم بکواس کرتے ہو جلدی بتاؤ کملا کہاں ہے؟"

بدمعاش سادھو ہاتھ جوڑے گڑگڑا کر بولا۔

"مہاراج! آپ ماں باپ ہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا
کملا میرے پاس نہیں ہے۔"

تھیو سانگ نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! ذرا خاموش رہو۔ میں ابھی معلوم کئے دیتا ہوں
تمہیں۔"

تھیو سانگ نے چوہیا جتنے چیلے کو اپنی انگلی پر بٹھا لیا
اور انگلی اپنے منہ کے قریب لا کر بولا۔

"چیلے! اگر تم یہ بتا دو کہ کملا کہاں ہے تو میں تمہیں پھر سے
بڑا کر دوں گا اور وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں آزاد بھی کر دیا جائے
گا۔"

پھر تھیو سانگ نے ننھے منے چیلے کو اپنے مکان کے ساتھ
لگا لیا۔ چیلے کی بہت ہی باریک آواز تھیو سانگ کے کان
میں آئی۔

"کملا غار کے اندر کونے میں بندھی پڑی ہے۔"

عنبر نے تھیو سانگ کو مسکراتے دیکھا تو پوچھا۔

"کیا بتایا ہے چیلے نے؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"کملا۔ اسی غار کے اندر پیچھے کونے میں بندھی پڑی ہے
بلا کر اسے لے آؤ۔"

بدمعاش سادھو کا رنگ اڑ گیا۔ عنبر جلدی سے کونے میں
گیا تو دیکھا کہ کملا کے ہاتھ پاؤں بندھے تھے۔ منہ میں کپڑا
ٹھنسا ہوا تھا تاکہ وہ آواز بلند نہ کر سکے۔ تھیو سانگ
نے چیلے کو فوراً انگلی سے چھو کر بڑا کر دیا۔ چیلا تو تھیو سانگ
کے قدموں میں گر پڑا اور روتے ہوئے بولا۔

"مہاراج آپ بھگوان کے اوتار ہیں۔ مجھے معاف کر
دیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدمعاش سادھو تھر تھر کانپ رہا تھا۔ وہ بھاگنے کی سوچ رہا تھا کہ تھیو سانگ نے اس کی گردن دبوچ لی اور کہا

"کہاں جا رہے ہو مہاراج؟"

اور تھیو سانگ نے بدمعاش سادھو کی پیشانی پر اپنی انگلی لگا دی۔ انگلی لگی ہی تھی کہ بدمعاش سادھو ننھا سا چوہے جتنا ہو گیا۔ عنبر کونے میں کملا کے ہاتھ پاؤں کھول رہا تھا۔ تھیو سانگ نے ننھے سے چوہے بدمعاش سادھو کو اس کے بڑے قد کے چیلے کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"اس کو لے کر یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اب یہ ساری زندگی چوہے جتنا ہی رہے گا۔"

چیلے نے گھبرا کر کہا۔

"مہاراج! میں اس کا کیا کروں گا؟"

تھیو سانگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا۔

"اچھا تو تمہیں بھی خیال آنے لگا کہ تم اس کا کیا کرو گے تم بھی اس بدمعاش کے ساتھی ہو۔ اس کے گناہوں کے برابر کے شریک رہے ہو۔ تم کو بھی سزا ملنی چاہیئے۔ کوئی پتہ نہیں کل کو تم بھی بدمعاشیاں کرنے لگو اور بھولی بھالی نازک بے گناہ لڑکیوں پر ظلم کرو۔"

یہ کہہ کر تھیو سانگ نے بدمعاش سادھو کے چیلے کو دوبارا

بنا دیا۔ پھر اس نے دونوں کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ سرائے کے مالک کی بیٹی کملا پر اس کی خفیہ طاقت کا اثر نہ کمل جائے۔ عنبر کملا کو لے کر تھیو سانگ کے پاس آ گیا۔ کملا بے چاری سخت بوکھلائی ہوئی تھی۔ آنکھیں لال تھیں اور بال پریشان تھے۔ اس نے پریشان کے عالم ہاتھ جوڑے اور بولی۔

"وہ ظالم کہاں ہیں؟ انہوں نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا تھا۔"

تھیو سانگ بولا۔

"بہن کملا۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا مل گئی ہے۔ آؤ گھر چلیں۔ تمہاری ماتا اور پتا تمہارے لئے سخت پریشان ہیں۔"

تھیو سانگ اور عنبر کملا کو ساتھ لے کر سرائے میں آ گئے۔ کملا کی ماتا اپنی بیٹی کے انتظار میں تڑپ رہی تھی۔ کملا کو دیکھا تو اس سے بے اختیار لپٹ گئی۔

"ہے بھگوان تو نے میرے گناہ معاف کر دیے۔ میری بیٹی میرے پاس آ گئی۔"

عنبر نے کہا۔

"اس کا باپ کہاں ہے ماتا؟"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.BOOKSFREE.PK

ماتا دیوی نے کہا۔

"وہ ابھی نہیں آیا۔ بھگوان کے لئے اسے کچھ نہ بتانا نہیں تو وہ ہم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

کملا کے واپس آ جانے سے کیٹی بھی بڑی خوش ہوئی۔ اس نے کملا کی ماں سے کہا۔

"ماتا دیوی! اب کبھی ایسی غلطی مت کرنا۔ یہ سادھو لوگ سب جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں۔"

کملا کی ماں نے کہا۔

"میری توبہ بیٹی جو میں اب کبھی ان کی باتوں میں آؤں تم بھی میرے خاوند کو یہ نہ بتانا۔ نہیں بتاؤ گی نا۔"

کیٹی عنبر اور تھیو سانگ نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ کملا کے باپ کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ کملا کو اس کی ماں جھونپڑی میں لے گئی اور اسے گرم گرم دودھ پلایا۔ کیٹی نے عنبر سے پوچھا۔

"وہ سادھو بدمعاش اور اس کا چیلا کہاں ہیں؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"میں نے ان دونوں کو چوہیا جتنا بنا کر راستے میں جنگل کے ایک گڑھے میں پھینک دیا ہے جہاں سے وہ ساری زندگی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ دنیا کی تمام معصوم

عورتیں اب ان کے ظلم سے نجات حاصل کر چکی ہیں۔ اب کوئی عورت ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بن سکے گی۔"

جب شام ہوئی تو کملا کا باپ بھی مچھلیاں پکڑنے کے بعد واپس آ گیا۔ کملا نے اس کے ہاتھ سے مچھلیوں کا تھیلا لے لیا اور کہا۔

"پتا جی آپ نے آج بہت سی مچھلیاں پکڑی ہیں۔"

سب خوش تھے باپ کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہاں کیا حادثہ گزر گیا ہے۔

دوسری طرف سانپ دیو کے مندر کے پجاری کو اپنی شکست کا سخت صدمہ تھا۔ اسے اب بھی یہ ڈر لگا تھا کہ عنبر اور تھیو سانگ جادوگر ہیں اور وہ اس کے دیوتا سانپ دیو کو اغوا کر کے لے جائیں گے۔ پنگل جادوگر تو فرار ہو گیا تھا۔ مکھیا بھی عنبر سے خوف کھانے لگا تھا۔ مگر پجاری باز نہیں آ رہا تھا۔ اس نے اپنے محلے کی ایک پھپھے کٹنی قسم کی عورت کو ساتھ ملایا۔ اسے بھاری لالچ دے کر کہا کہ سرائے میں دو آدمی ایک لڑکی کے ساتھ جھونپڑی میں ٹھہرے ہوئے ہیں جو ہمارے دیوتا سانپ دیو کو ہلاک کرنے یہاں آئے ہیں۔ اگر تم کسی طرح ان کو زہر کھلا کر ختم کر دو تو تمہیں بہت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جواہرات سے مالا مال کر دوں گا۔ پھپھے کٹنی کا نام جاتلی تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ پجاری نے بہت سی دولت جمع کر رکھی ہے۔ اس نے پجاری سے کہا۔

"میں تمہارا یہ کام ضرور کر دوں گی مگر اس کے لیے تمہیں مجھے آدھی دولت پیشگی دینی ہو گی"

پجاری نے سوچا کہ اس میں کیا برائی ہے۔ جب اس کا کام ہو گیا تو وہ اس عورت کو بھی ٹھکانے لگا کر اس سے اپنی دولت واپس لے لے گا۔ چنانچہ پجاری نے جواہرات کی ایک تھیلی پھپھے کٹنی جاتلی کو دے دی۔ جاتلی خوش خوش اپنے گھر کو چلی گئی۔ جاتی دفعہ وہ کہہ گئی کہ کل صبح وہ اسے ان آدمیوں کے چہرے دکھا دے جن کو ہلاک کرنا ہے۔ دوسرے روز صبح صبح پجاری نے عورت کو ساتھ لیا اور سرائے والی جھونپڑیوں سے دُور درختوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں ان کی جھونپڑی میں سے عنبر اور تھیوسانگ کسی کام سے باہر نکلے تو پجاری نے کہا۔

"یہ دو خونی ہیں جو ہمارے سانپ دیو کو مارنے آئے ہیں۔ بس تم جلدی سے کسی طرح ان دونوں کو زہر دے کر مار ڈالو۔ میں تمہیں باقی کے جواہرات

ابھی پیش کر دوں گا"

جاتلی نے غور سے عنبر اور تھیوسانگ کو دیکھا اور بولی۔

"پجاری! اب تم فکر نہ کرو اور میرا کام دیکھو آج شام تک تم دونوں کی لاشیں اس جھونپڑی میں پڑی دیکھو گے"

پجاری بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ عورت انتہائی چالاک اور عیار ہے۔ اس نے عنبر اور تھیوسانگ کی طاقت اور جادو کے بارے میں عورت کو کچھ نہ بتایا۔ اگر وہ اسے بتا دیتا تو شاید وہ عورت کبھی تیار نہ ہوتی۔

سانپ دیو کی ہدایت کے مطابق ساحلی تکون کے سمندر میں پہنچ کر سفید سانپ کے ملاقات کرنے میں ابھی ایک دن اور ایک رات باقی تھی۔ عنبر اور کیٹی تھیوسانگ نے زیادہ تر جھونپڑی میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا۔ وہ شہر میں پجاری اور مکھیا سے خوامخواہ الجھنا نہیں چاہتے تھے۔ اسی شام مکار عورت جاتلی بھکشنی کا بھیس بدل کر ان کی جھونپڑی کے باہر آئی اور زمین پر بیٹھ گئی۔ اس نے پیتل کا کٹورا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکال کر کہا۔

"میرے بچو! میں گنگا ماتا کی بھکشنی ہوں۔ تمہارے لئے گنگا کا پوتر پانی لائی ہوں۔ اسے پی لوگے تو تمہارے سارے گناہ جھڑ جائیں گے۔"

عنبر تھیو سانگ اور کیٹی جھونپڑی سے باہر آگئے۔ جاتلی عورت نے دو پیالے نکال کر ان میں گنگا جل بھرا جس میں ایسا زہر ملا ہوا تھا کہ اسے پیتے ہی آدمی ایک سیکنڈ میں تڑپ کر مر جاتا تھا۔ اس نے پیالہ عنبر کی طرف بڑھایا۔

"لو میرے بچو اس کو پی جاؤ۔ تم خوش قسمت ہو کہ گنگا ماتا نے اپنا جل دے کر مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

لو بیٹی تم بھی پیئو۔

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا۔ دونوں سمجھ گئے کہ یہ بھی پجاری کی بھیجی ہوئی عورت ہے جس نے اس پانی میں ضرور کوئی زہر ملایا ہوا ہے۔ عنبر نے کہا۔

"اماں یہ جل پہلے تم پیئو۔ پھر ہم پئیں گے۔"

جاتلی بولی۔

ارے بیٹا: گنگا ماتا کو ناراض کر رہے ہو؟ یہ تو

ن تمہارے لئے گنگا جی نے بھیجا ہے۔ اسے پی جاؤ۔ ہارے سارے پاپ جھڑ جائیں گے۔

تھیو سانگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے اسے استہ سے آنکھ ماری۔ پھر مکاری عورت جاتلی کی طرف توجہ ہو کر کہا۔

"اچھا اماں! میں ایک شرط پر اسے پیتا ہوں کہ میرے پینے کے بعد تمہیں بھی یہ گنگا ماتا کا پانی پینا ہوگا۔"

مکار عورت بولی۔

"اچھا پہلے تم تو پیئو بیٹا۔ بعد میں میں بھی پی لوں گی۔"

عنبر نے پیالہ منہ کے ساتھ لگایا اور سارا زہر والا پانی پی گیا۔ وہ تو جانتا تھا کہ اسے کچھ نہیں ہوگا۔ زہر اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔ مکار عورت بڑے غور سے عنبر کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بڑی خوش تھی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی اس کو یقین تھا کہ عنبر ایک دم سے تڑپ کر زمین پر گرے گا اور پھر مر جائے گا۔ چنانچہ مکار عورت نے گٹھڑی لپیٹ اور بولی۔

"اچھا بچو میں جاتی ہوں۔ مجھے ایک کام یاد آگیا ہے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

جونہی وہ بھاگنے لگی عنبر نے اسے وہیں پکڑ کر بیٹھ لیا اور بولا۔

"اماں! میرے مرنے کا تماشہ نہیں دیکھو گی؟ ابھی تو ایک پیالہ تمہیں بھی پینا ہے۔ لو۔ پی جاؤ"

مکار عورت نے جلدی سے کہا۔

"نہیں نہیں بیٹا۔ مجھے پیاس نہیں ہے میں پھر پی لوں گی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"نہیں اماں۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ اب ایک پیالہ تمہیں بھی پینا ہوگا۔"

مکار عورت حیران تھی کہ ابھی تک زہر کا اثر عنبر پر کیوں نہیں ہوا؟ عنبر نے زہر آلود پانی کا ایک پیالہ بھر کر زبردستی پلانا چاہا تو کیٹی نے اسے روک دیا۔

"اسے معاف کر دو۔ عنبر۔ آخر عورت ہے۔ پجاری کی باتوں میں [illegible] دولت کے لالچ میں آ گئی ہوگی۔"

اب تو جاتلی کی آنکھیں کھل گئیں۔ سمجھ گئی کہ یہ لوگ بڑے کرنی والے ہیں۔

ہاتھ باندھ کر بولی۔

"میرے بچو! مجھے معاف کر دو۔ میں نے لالچ میں ایسا

کیا ہے۔ میں پجاری کی باتوں میں آ گئی تھی۔ اس پانی میں بڑا مہلک زہر ملا ہوا ہے مگر میرے بیٹے تم پر اس کا اثر کیوں نہیں ہوا؟"

عنبر نے کہا۔

"اس کا جواب میں تمہیں نہیں دے سکتا اماں۔ لیکن اب مجھے پجاری کی طبیعت ٹھیک کرنی پڑے گی۔ وہ ہمیں پریشان کر رہا ہے۔"

کیٹی نے عورت سے کہا

"اماں! آئندہ سے ایسا ہرگز نہ کرنا۔ کسی انسان کی جان لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اب یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

عورت جاتلی تو جان بچا کر وہاں سے رفو چکر ہو گئی۔

عنبر نے کہا۔

"میں ابھی پجاری کو جا کر اس گستاخی کا مزا چکھاتا ہوں۔"

وہ جھونپڑی سے نکل کر سیدھا سانپ دیو کے مندر میں آ گیا۔ کیٹی اور تھیو سانگ نے اسے بالکل نہ روکا۔ وہ بھی چاہتے تھے کہ پجاری کو کوئی ایسا سبق سکھایا جائے کہ وہ پھر انہیں تنگ نہ کرے شام ہو گئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر ابھی لوگوں نے مندر میں پوجا کے لئے آنا شروع نہیں کیا تھا۔ پجاری ابھی اپنے مکان میں ہی تھا۔

عنبر نے مندر میں جاتے ہی سانپ دیو کو سانپوں کی زبان میں پجاری کی شرارتوں سے آگاہ کیا اور کہا کہ اس نے دو مرتبہ اس کی جان لینے کی کوشش کی ہے۔

سانپ دیو بولا۔

"اس کی یہ ہمت کہ عظیم ناگ دیوتا کے بھائی کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے۔ میں ابھی اس کو ٹھکانے لگاتا ہوں۔"

عنبر بولا،

"نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مار ڈالا جائے۔ بس ذرا اس کی سرزنش ہو جائے تو ٹھیک ہے تاکہ وہ ہمیں تنگ نہ کرے۔ کیونکہ ناگ کی تلاش کے سلسلے میں ابھی نہ جانے ہمیں اس شہر میں کتنی دیر اور رہنا پڑے۔"

سانپ دیو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے ہلاک نہیں کروں گا۔ تم تھوڑی دیر کے لیے باہر جا کر چھپ جاؤ۔ جب تمہیں اندر سے پجاری کی چیخوں کی آواز آئے تو اندر آجانا۔"

عنبر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پجاری بھی دھوتی

سنبھالتا پھولے ہوئے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا رام رام کرتا مندر میں داخل ہوا۔ اس کے داخل ہوتے ہی سانپ دیو نے ایک زوردار پھنکار ماری اور چبوترے سے اتر کر پجاری کی گردن میں شکنجہ ڈال کر اسے کسنا شروع کر دیا۔ پجاری تو بوکھلا گیا۔ اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ پھر چیخ مار کر بولا:

"مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔"

اس کی چیخ کی آواز سن کر عنبر مندر میں آگیا۔ دیکھا کہ سانپ دیو نے پجاری کی گردن میں کنڈل مارا ہوا ہے۔ پھن اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا رہا ہے۔ اور پجاری فرش پر گرا تھر تھر کانپ رہا ہے۔ عنبر نے آتے ہی پجاری سے کہا۔

"اب بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ تم نے مجھے اور بھیو سانگ کو زہر دینے کے لیے اپنی اماں کو کیوں بھیجا تھا؟"

پجاری بولا۔

"سانپ دیو کے بھائی جی! تم اوتار ہو سانپ دیو کے۔ مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

عنبر نے کہا۔

"مجھے تم پر یقین نہیں آتا"

پجاری رُک رُک کر بولا۔

"سانپ دیو کی سوگند۔ مجھے معاف کر دو۔ اب میں کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔"

عنبر بولا۔

"یاد رکھو۔ اس بار میں سانپ دیو سے تمہاری سفارش کر دیتا ہوں لیکن اگر اس کے بعد بھی تم نے ہمیں تنگ کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں خود ختم کر دوں گا۔"

پجاری سہما ہوا تھا بولا۔

"بھگوان کے لیے مجھے بچا لو۔ میں تمہارا غلام بن کر زندگی گزار دوں گا۔"

عنبر نے سانپ کی زبان میں سانپ دیو سے کہا۔

"یہ اپنے کیے پر پچھتا رہا ہے سانپ دیو۔ اسے اب چھوڑ دو۔"

سانپ دیو بولا۔

"سوچ لو عنبر! اس وقت میں ایک سیکنڈ میں اسے ختم کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"نہیں سانپ دیو۔ میں اسے اتنی چھوٹی سی بات پر ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ اسے معاف کر دو۔"

اور سانپ دیو نے پجاری کو چھوڑ دیا اور اسکی گردن سے اتر کر چبوترے والے اپنے استھان پر آ کر کنڈلی مار پھن اٹھا کر بیٹھ گیا۔ پجاری کی ابھی تک گھگی بندھی ہوئی تھی۔ اسے دہشت کے مارے ہچکی لگ گئی تھی۔ وہ تو عنبر کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور بولا۔

"تم مہان دیوتا ہو عنبر! تم اوتار ہو۔ مجھے معاف کر دو۔"

عنبر نے کہا۔

"اب پھر کبھی ایسی حماقت نہ کرنا۔"

پجاری ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"میں تو تم لوگوں کا غلام بن کر رہوں گا۔ تم سانپ دیو کے دوست ہو۔ میں تمہارا سیوک ہوں۔ ساری زندگی تم لوگوں کی خدمت کروں گا۔ ہے رام! ہے رام!"

عنبر واپس آ گیا۔ اس نے تھیو سانگ اور کیٹی کو بتایا کہ پجاری کی کل کل سے چھٹکارا مل گیا۔ اب ہم پوری آزادی سے ناگ کی تلاش کا مشن شروع کر سکتے ہیں۔ دوسرے روز چاند کی چودھویں رات تھی۔ اس روز انہیں سفید سانپ سے ملاقات کرنے جانا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

تھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ اس لئے ساتھ نہیں جا رہے تھے کہ سانپ دیو نے صرف عنبر کو وہاں جانے کی ہدایت کی تھی۔ جب رات آدھی کے قریب گزر گئی تو عنبر سیدھا جنوبی ساحل والی تکون کی طرف چل پڑا۔ اس نے کیٹی اور تھیو سانگ کو جھونپڑی میں ہی رہنے کے لئے تاکید کی تھی۔ آسمان پر چودھویں رات کا چاند نکلا ہوا تھا۔ سمندر چاندنی میں نہا رہا تھا۔

عنبر اس جگہ پتھر پر بیٹھ گیا جہاں دونوں کنارے اور دونوں سمندر ایک تکون کے پاس آکر ملتے تھے۔ یہ ہندوستان کے مغربی اور مشرقی ساحل کی تکون تھی۔ سانپ دیو نے کہا کہ جہاں دونوں سمندروں کی لہریں آکر ایک دوسرے سے ملتی ہیں وہاں آدھی رات کے بعد کسی وقت سفید سانپ باہر نکلے گا۔ عنبر کی نگاہیں سمندر میں اسی جگہ پر لگی تھیں جہاں دونوں طرف کے سمندر آکر ایک دوسرے سے ملتے تھے اور چاندنی میں دونوں سمندروں کی لہریں گھومتی ہوئی ایک دوسرے سے مل رہی تھیں۔ چاند آسمان پر جیسے اٹک گیا تھا۔ چاروں طرف ایک عجیب عالم تھا۔ سمندر کی لہروں کی ہلکی ہلکی آواز بلند ہو رہی تھی۔

جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو عنبر نے سمندر میں سے ایک سفید ستون کو باہر کی طرف ابھرتے دیکھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ یہی سفید سانپ ہے۔ وہ چوکنا ہو گیا۔ سفید ستون جب سمندر سے باہر آیا تو وہ پانی کی لہروں پر لہرانے لگا۔ یہ سانپ ہی تھا۔ وہ لہروں پر سے ہوتا ہوا اس جگہ آگیا جہاں عنبر پتھر پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"مجھے سانپ دیو نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں عنبر ہوں۔ ناگ دیوتا کا بھائی۔"

سفید سانپ کا پھن اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ ایکدم سے اس کا پھن نیچے کو جھک گیا۔ اور اس کی آواز آئی۔

"ناگ دیوتا کے بھائی کو سلام! میں جانتا ہوں کہ تم ناگ دیوتا کے بھائی ہو اور سانپ دیو نے تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا ہے؟"

عنبر نے سوال کیا۔

"تم سمندر کے نیچے رہتے ہو۔ کیا تم ناگ دیوتا کا سراغ نہیں لگا سکتے۔ کیا تم نہیں بتا سکتے کہ ناگ دیوتا زمین کے نیچے کس جگہ پر ہے؟"

سفید سانپ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم سمندر کے سانپ ہیں۔ زمین کے نیچے پاتال کے حالات ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ اور پھر پاتال کے دیوتا بڑے ظالم ہیں۔ انہوں نے ہی ہمارے ناگ دیوتا کو قید کر رکھا ہوگا۔ ہم ان کی سرحدوں کے قریب بھی نہیں جا سکتے۔ ہم مجبور ہیں۔

عنبر نے پوچھا۔

"اچھا تم یہ بتاؤ کہ وہ کونسی ترکیب ہے جس کی مدد سے کیٹی اور تھیو سانگ پر آگ اثر نہیں کر سکتی۔"

سفید سانپ بولا۔

"میرے جسم سے ابھی پسینہ نکلے گا۔ یہ پسینہ پتھر پر گرنے کے بعد چربی کے قطروں میں جم جائے گا۔ جو کوئی اس چربی کو گرم کر کے اپنے جسم پر اس کی مالش کرے گا اس پر پاتال کی بھیانک آگ کبھی اثر نہیں کر سکے گی۔"

اس کے ساتھ ہی سفید سانپ سمندر سے نکل کر عنبر کے پاس پتھر پر آکر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم سے پسینے کے قطرے گرنے لگے۔ یہ قطرے پتھر پر گرتے ہی سفید چربی کے ٹکڑے بن گئے۔ سفید سانپ

بولا۔

"عنبر! یہ چربی کے قطرے اٹھا کر لے جاؤ اور اسے گرم کر کے کیٹی اور تھیو سانگ کے جسموں پر مل دینا۔ ان پر آگ کا اثر نہیں ہوگا۔"

یہ کہہ کر سفید سانپ سلام کر کے واپس سمندر میں غوطہ لگا گیا۔ عنبر نے پتھر پر سے چربی کے قطروں کو کھرچ کا جمع کیا اور واپس کیٹی اور تھیو سانگ کے پاس آگیا۔ انہیں سفید سانپ کی ساری باتیں بیان کیں اور سفید چربی کے جمے ہوئے قطرے دکھائے تھیو سانگ نے اسی وقت چربی کو گرم کر کے اسے تیل میں تبدیل کر دیا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے الگ الگ جھونپڑیوں میں جا کر اس تیل کو اپنے جسم پر اچھی طرح سے مل لیا اور کپڑے پہن کر باہر نکل آئے۔ "تھیو سانگ نے کہا۔ ذرا اس کی آزمائش کر کے دیکھنا چاہیئے۔ عنبر نے فوراً چولہے میں آگ روشن کر دی۔ کیٹی اور تھیو سانگ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ شعلہ ان کے ہاتھوں سے ٹکرا رہا تھا مگر ان کو ذرا سی بھی تپش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔ کچھ چربی کا تیل بچ گیا تھا۔ عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ اپنے اس چمڑے کے لباس پر مل لینا جو پہن کر تم میرے ساتھ پاتال میں چلو گے۔"

دوسرے دن منہ اندھیرے عنبر نے مندر میں جاکر سانپ دیوتا کو ساری خبر کر دی کہ سفید سانپ نے انہیں اپنی پسینے کی چربی دے دی ہے جس کی کیٹی اور تھیو سانگ نے مالش بھی کر لی ہے اور آگ کا ان پر واقعی اثر نہیں ہو رہا۔ سانپ دیوتا نے کہا۔

"بس اب تم لوگ پاتال میں اترنے کی تیاری شروع کر دو۔"

○

پتہ نہیں آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۴۲ ناگ کا دشمن تھیو سانگ پڑھیئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

میرے نام

پیارے پیارے اور ایوارڈ والے انکل اے حمید!

السلام علیکم! انکل مبارک ہو! اللہ قسم وہ کیسی پیاری گھڑی تھی جب پی ٹی وی ایوارڈ ۱۹۸۶ء میں بطور بہترین رائٹر آپ کا نام چنا گیا۔ اور اس رات ٹی وی پر نشر ہونے والے پروگرام کا نقشہ اور بالخصوص وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے محو گردش محسوس ہو رہا ہے۔ کہ جب نومی نیٹس وتر کے طور پر آپ کا نام اناؤنس ہوا تو آپ کس طرح کھل اٹھے تھے۔ اور پھر خراماں خراماں چلتے ہوئے آپ کا اسٹیج پر آنا اور فخریہ انداز میں انعام کو بلند کر کے رخصت ہو جانا۔ اب بھی مجھے اپنے ذہن کی اسکرین پر نظر آ رہا ہے۔

انکل یقین مانیئے جب آپ کا نام بولا گیا اور آپ نے انعام وصول کیا تو میرا دل یوں باغ باغ ہو گیا تھا کہ جیسے یہ انعام میرا ہے۔ اور میں ہی وصول کر رہا ہوں۔ اور مجھے زندگی میں پہلی مرتبہ محسوس ہوا کہ ایک "ہیرو" اور فین کے درمیان اور ایک رائٹر اور قاری کے درمیان کیسی جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ اور انکل میں بھی تو آپ کے قارئین کے بحر بے کنار کا ہی ایک قطرہ ہوں۔ اور میں تو اپنے اس خیال پر ہی یقین رکھتا ہوں کہ عنبر ناگ اور ماریا کا سلسلہ بچوں کے ادب میں نہ صرف ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ یہ بچوں کے ادب پر احسان اور تاریخ انسانی کی جاودانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سحر طرازی کا ایک ناقابلِ تقلید اور نادر نمونہ ہے۔ میرے پاس
اس وقت آپ کی "لاش زندہ ہوگئی" وغیرہ کی ساتوں کتابیں حاتم
طائی سیریز (فیروز سنز) مکمل! اور عنبر ناگ ماریا کی ۲۳۱ کتابیں موجود
ہیں اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ میرے پاس بچوں کے ادب کی بہترین
کتابیں موجود ہیں [illegible] ہو بھی کیوں نہ کہ اب ہم بلاخوفِ
تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے انکل کوئی "ایویں جئے" نہیں
بلکہ ایوارڈ یافتہ مصنف ہیں۔

اور انکل سچ ایک بات تو رہ ہی چلی تھی کہ صرف میری ہی نہیں
بلکہ آپ کے بہت سے قارئین کی اولین خواہش ہے کہ عنبر ناگ
ماریا سیریز ٹی وی پر ریلیز کی جائے کیونکہ یہ اس سیریز کا حق
ہے۔ حق ہے اور حق ہے جی ہاں! یہ اس سیریز کا پکا پکا اور سچا
سچا حق ہے۔ براہ کرم اس معاملے میں ہمیں لیڈ کریں کہ ہم کس
انداز سے اور کیسے ٹی وی والوں سے اس کا مطالبہ کریں اور
ایسی ٹھوس اور مدلل بات کریں کہ ٹی وی والوں کو ماننا ہی
پڑے اور ہماری خواہش مجسم صورت ہو کر ٹی وی پر آجائے!
امید ہے آپ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں گے۔ ایک مرتبہ
پھر میری اور شاہدہ میں موجود اپنے تمام قارئین کی طرف سے
دلی مبارک باد قبول فرمائیں۔ شکریہ مخلص

شہزادہ سلطان کلیم ۸۴۵ شاہدرہ ٹاؤن ——— لاہور

محترم اے حمید صاحب۔ السلام علیکم

میں کئی سال سے آپ کی لکھی ہوئی کہانیاں پڑھ رہا ہوں۔ اور آپ
سے بے حد متاثر ہوا ہوں کہ آپ اتنی طویل سلسلہ وار کہانیاں
کیسے لکھ لیتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ اردو زبان میں طویل ترین
کہانیاں لکھنے والے پہلے آدمی ہیں۔

آپ کی کہانیاں دلچسپ، حیرت انگیز اور حقیقی لگتی ہیں اور آپ کی
کہانیوں میں سسپنس شروع سے آخر تک برقرار رہتا ہے اور ہر کردار
حقیقی معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی کہانیوں کا اختتام بھی انتہائی سنسنی خیز ہوتا
ہے اور اگلی قسط کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ انکل ہماری دعا ہے
کہ آپ ہمارے لیے ہمیشہ اتنی پیاری پیاری کہانیاں لکھتے رہیں۔ خدا
تعالیٰ آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ انکل میں آپ کو پہلی دفعہ خط لکھ
رہا ہوں جواب ضرور دیجیے گا۔

فقط خواجہ عمران فاروق ۸۳۶/۱۹ R النور سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی ۲۹

ڈیئر انکل اے حمید۔ سلام مسنون۔

بعد عرض یہ ہے کہ آپ خداوند تعالیٰ کے حکم سے خیر خیریت سے
ہوں گے۔ میں آپ کی کہانیاں۔ عنبر ناگ ماریا بڑے شوق سے پڑھتا ہوں
انکل سب سے پہلے اتنی اچھی کہانیاں لکھنے پر مبارک باد قبول ہو۔ میں
نے اب تک کل ۲۰۰ قسطیں پڑھی ہیں۔ یقین کریں انکل جتنا مزہ عنبر
ناگ ماریا کی کہانی میں آتا ہے کسی بھی سلسلہ وار کہانی میں نہیں آیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویسے ایک بات کیا یہ تاریخ کی سچی داستان ہے یا کہ ویسے لیکن عنبر کی کہانی میں سوچتا ہے۔ کہ میں مصر جا کر اپنی داستان لکھوں گا۔ میرے خیال یہ تو عنبر کی لکھی ہوئی داستان تو نہیں۔ ویسے انکل ایک بات ہے اگر یہ چھوٹی ہوئی تو ہم اب پڑھنے لگ گئے ہیں۔ تو پڑھیں گے۔ کیونکہ اتنا مزہ کسی اور کی داستان میں نہیں آتا۔

اور اگر سچی داستان ہے تو پھر پڑھنے کا اور ہی لطف آئے گا۔

فقط آپ کے پرستار سید راشد مختار ضلع ایبٹ آباد تحصیل ہری پور کوکلیہ شریف ڈاکخانہ کوٹ نجیب اللہ

○

سنسنی خیز انکل۔ اے حمید۔ آداب۔ ہمیشہ ناول لکھتے رہیں۔

انکل میں آپ کو پہلی دفعہ خط لکھ رہی ہوں۔ ہم آپ کے رسالے بڑے شوق سے اور ہمیشہ خرید کر پڑھتے ہیں۔ ہم نے آج تک لائبریری میں سے آپ کا کوئی رسالہ لے کر نہیں پڑھا۔ انکل آپ کو پی ٹی وی ایوارڈ ملنے پر مبارکباد قبول ہو۔

انکل میں نے بہت سے مصنفوں کو خط لکھے مگر جواب تو درکنار کسی رسالے میں اس کی جھلک تک نظر نہیں آئی۔ انکل پلیز اگر خط میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرما دیں۔ اس ماہ کے ناول یعنی آسیب چیخ۔ باپ کی خوشبو وغیرہ بہت اچھے تھے۔ مبارک باد قبول کریں۔

فقط آپ کی قاری

نفیسہ رؤف لاہور نمبر ۵

محترم اے حمید صاحب! سلامت باشید!

"مجھے یقین ہے "پی ٹی وی" ایوارڈ حاصل کرنے کے بعد آپ کے ہاتھ سے آئینہ گر گیا ہو گا!"

آپ یاد کریں نہ کریں لیکن ہم تو یاد کر ہی لیتے ہیں۔ بروز جمعرات [illegible] کو "پی ٹی وی" ایوارڈ کی تقریب دیکھی جس میں آپ کو بھی [illegible] ڈ ملا۔ اس لیے میری طرف سے بہت بہت مبارک باد قبول [illegible] ائیں۔ اپنا حال سنائیں خیریت سے ہیں۔ چلو تو ہم نے ٹی وی پر دیکھ [illegible] تھی (معذرت) اللہ حافظ

صفدر حسین اعوان، بانکا روڈ، نزد تاج ہوٹل، نواب شاہ۔ سندھ

○

پیارے انکل اے حمید

آپ کا خط ملا بہت خوشی ہوئی ہے آپ کے ناول بڑے شوق [illegible] پڑھ رہا ہوں۔ کیوں کہ آپ کے ناول میں نہیں چھوڑ سکتا انکل [illegible] ا ٹیسٹ ہوا تھا۔ جس میں پانچ پیپر ہوئے تھے۔ تین میں نے بہت [illegible] کس لیے ہیں۔ اور تینوں میں پاس ہو گیا ہوں۔ ابھی دو پیپروں کا رزلٹ [illegible] ں نکلا۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ میں دو پیپروں میں بھی پاس ہو جاؤں۔ [illegible] شاء اللہ۔ انکل ایوارڈ لینے کی مبارک اللہ کرے کہ آپ کو لاکھوں [illegible] ارڈ ملیں۔ پیارے انکل آپ اپنا آٹوگراف اور تصویر بھیجیں آپ [illegible] مہربانی ہو گی۔ انکل آپ کے بیٹے کتنے ہیں؟ انکل جواب ضرور دیں

سید تیاز حسین شاہ جاڑل شاہ محلہ ٹانگا سٹینڈ نزد پوسٹ آفس بندر روڈ معرفت سید خادم حسین شاہ لاڑکانہ

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمران سیریز

اور

جاسوسی ڈائجسٹ

اعلیٰ معیار کی

اردو

ماہانہ

۱۰۱ خلائی جہاز کی تباہی ۴/۵۰
۱۰۲ عجیب خلائی شیطان ۴/۵۰
۱۰۳ ماریا اور دو خلائی بلی ۴/۵۰
۱۰۴ خلائی گھوڑ ۴/۵۰
۱۰۵ مردوں کا سیارہ ۴/۵۰
۱۰۶ خلائی فرشتہ ۴/۵۰
۱۰۷ خطرناک جاسوسی ۴/۵۰
۱۰۸ عجیب خلائی گلہ ۴/۵۰
۱۰۹ عجیب شیشہ ۴/۵۰
۱۱۰ ماریا کا گھوڑا ۴/۵۰
۱۱۱ آدمی عورت اور خلائی مخلوق ۴/۵۰
۱۱۲ خبر اور خلائی مخلوق ۴/۵۰
۱۱۳ کیپٹن اور زندہ لاش ۴/۵۰
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۴/۵۰
۱۱۵ خطرناک تجربہ ۴/۵۰
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۴/۵۰
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۴/۵۰
۱۱۸ مردے کی شہادت ۴/۵۰
۱۱۹ قبر کا خط ۴/۵۰
۱۲۰ مردے کا ثبوت ۴/۵۰
۱۲۱ خوفناک مقابلہ ۴/۵۰
۱۲۲ ماریا کا چیلنج ۴/۵۰
۱۲۳ سیارہ کا ثبوت ۴/۵۰
۱۲۴ انسان کی تلاش ۴/۵۰
۱۲۵ عجیب لاش (خلائی سیریز) ۴/۵۰
۱۲۶ خوفناک راز ۴/۵۰
۱۲۷ سرکس کا ہاتھی ۴/۵۰
۱۲۸ عجیب کی قبر ۴/۵۰
۱۲۹ چاند ہائی جیکرز ۴/۵۰
۱۳۰ مسٹر جیمس اور جاسوس ۴/۵۰
۱۳۱ ہنگامی ناکہ ۴/۵۰
۱۳۲ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۴/۵۰
۱۳۳ منشیات فروشی کا آپریشن ۴/۵۰
۱۳۴ ماریا کمپیوٹر کی بیٹی ۴/۵۰
۱۳۵ آسیبی پیغام ۴/۵۰
۱۳۶ باپ کی قبر پر ۴/۵۰
۱۳۷ ثابت دلال وادیاں ۴/۵۰
۱۳۸ آدم خور شکاری ۴/۵۰
۱۳۹ بھٹکی روحوں کا سفر ۴/۵۰
۱۴۰ بھیڑیا ۴/۵۰
۱۴۱ ویران سیارہ ۴/۵۰
۱۴۲ ہائی جیک کا فرضی ٹیلیفون پیغام ۴/۵۰
۱۴۳ مردے کی ہلاکت ۴/۵۰
۱۴۴ آدم زندہ آدم مردہ ۴/۵۰

اسرار

پبلیکیشنز اردو بازار کراچی

ناگ کا دشمن تھیوسانگ
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

5070

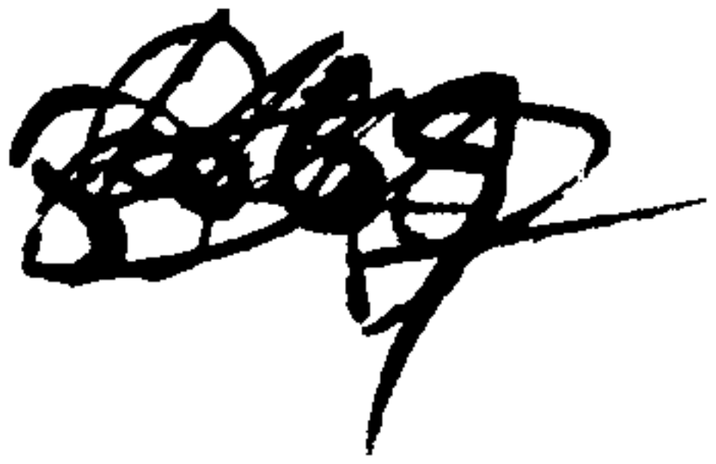

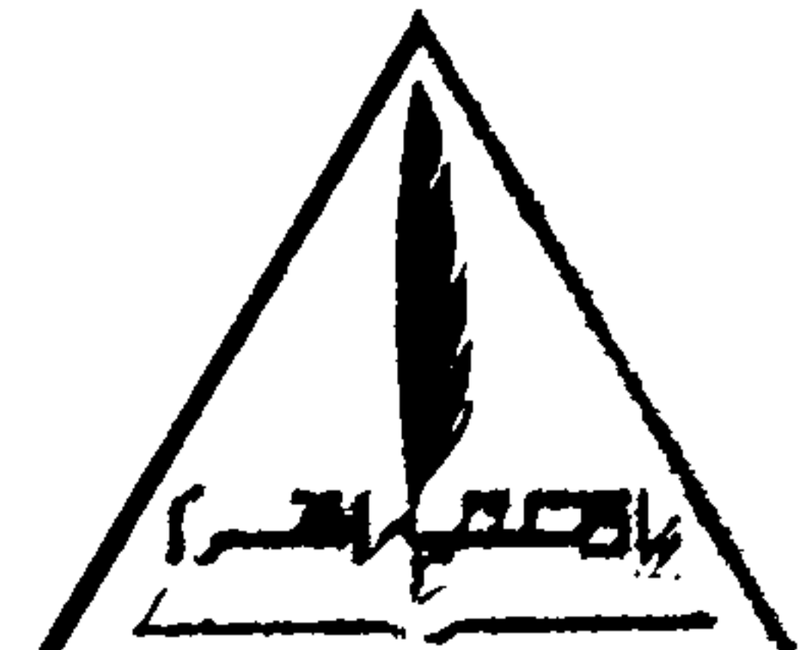

عنبر ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

ٹھیوسانگ کا دشمن ناگ

اے حمید

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی قسط نمبر ایک سو بیالیس آپ کی خدمت میں حاضر ہے امید ہے کہ آپ کو یہ اسی طرح پسند آئے گی جس طرح کہ آپ کو پہلی قسطیں پسند آئی ہیں۔ ہمارے کچھ دوستوں نے شکایت کی ہے کہ میں عنبر ناگ ماریا کے ساتھ تھیوسانگ اور کیٹی کا نام کتاب کے اوپر کیوں نہیں لکھا جاتا جبکہ عنبر ناگ ماریا ہی سفر نہیں کر رہے بلکہ ان کے ساتھ کیٹی اور تھیوسانگ بھی ہیں۔ دوستو! بات اصل میں یہ ہے کہ یہ سفر جب عنبر نے شروع کیا تھا تو وہ اکیلا تھا۔ پھر ناگ اور ماریا ساتھ مل گئے اور میں نے اس کا نام عنبر ناگ ماریا رکھ دیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اس کے بعد آئے تھے۔ اب پتہ نہیں داستان آگے جا کر کیا رخ اختیار کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے انہیں آگے کچھ اور عجیب و غریب کردار مل جائیں تو اس طرح سے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو نام پہلے رکھا گیا ہے یعنی "عنبر ناگ ماریا" وہی رہنے دیا جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

۱۱-۴۵۴ - راہ چمن
سمن آباد — لاہور

آپ کا انکل
اے حمید

قیمت ۷/۵۰ روپے

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
۱۹۸۶ء
ناشر: نیا مکتبہ الفرا، سہیلی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
طابع: تاج دین پرنٹرز، آبکاری روڈ، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

جلتے انسانی سر

عنبر، بھیتوسانگ اور کیٹی نے اپنے خطرناک پاتال کے سفر کی تیاریاں شروع کر دیں۔

کیٹی اور بھیتوسانگ نے چمڑے کی جیکٹیں پہن لی تھیں جن پر سفید سانپ کی چربی مل دی گئی تھی۔ وہ تینوں بزرگ سانپ کی بتائی ہوئی چٹانوں میں پہنچ گئے۔ جہاں سے پاتال کی طرف نیچے زمین کے اندر ایک راستہ جاتا تھا۔ آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ دن آدھا گذر گیا ہوگا۔ انہوں نے چٹانوں میں ادھر ادھر گھوم پھر کر آخر ایک غار تلاش کر لی۔

عنبر نے کہا:

"ضرور یہی وہ غار ہے جس میں پاتال کی طرف راستہ جاتا ہے۔"

کیٹی اور بھیتوسانگ نے غار میں جھانک کر دیکھا۔ غار میں گھپ اندھیرا تھا۔ اس اندھیرے میں انہیں چھت سے لٹکتے لمبے لمبے جالے نظر آ رہے تھے۔

ترتیب

جلتے انسانی سر
کھوپڑی کی چیخ
بھیتوسانگ کا دشمن ناگ
جہنم کی بستی
مایا پنجے سے نکل آئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا:

"یہاں اس کے سوا دوسرا کوئی غار نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہی راستہ نیچے پاتال کو جاتا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"یہاں بھی ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

عنبر نے کہا:

"ناگ کی خوشبو تو ابھی نہیں آ سکتی۔ خدا جانے پاتال کی آگ میں وہ کس مقام پر ہے اور کس حالت میں ہے۔"

تھیوسانگ بولا: "میرا خیال ہے ہمیں اس غار میں اپنا سفر شروع کر دینا چاہیے۔"

تینوں ساتھی غار میں داخل ہو گئے۔ عنبر نے چٹان کے باہر پڑی ہوئی درخت کی ایک شاخ اٹھا لی تھی۔ اس کی مدد سے وہ آگے لٹکتے جالوں کو ایک طرف ہٹاتا جاتا تھا غار کی ڈھلان ——— شروع ہو گئی۔ زمین آہستہ آہستہ نیچے جا رہی تھی۔ کچھ دور جانے کے بعد زمین پھر ہموار ہو گئی۔ یہاں غار کا موڑ تھا۔ وہ موڑ گھوم گئے۔ یہاں گہرا سناٹا تھا۔ کوئی آواز نہیں تھی۔ عنبر آگے آگے تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اس کے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ غار کی فضا میں حبس تھا پھر بھی وہاں سانس لینے کے لیے ہوا موجود تھی۔

غار کا موڑ گھوم کر وہ تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ عنبر جو آگے آگے جا رہا تھا مٹی کی ایک ڈھیری سے ٹکرا گیا۔ یہاں اتنی تاریکی تھی کہ عنبر کو ڈھیری بالکل قریب جا کر نظر آ سکی۔ ڈھیری سے ٹکراتے ہی اس "ہیں" سے "آہ" کی آواز نکلی۔ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی وہیں ساکت سے ہو کر رہ گئے۔ وہ جھک کر ڈھیری کو دیکھنے لگے۔ یہ دیکھ کر انہیں سخت حیرانی ہوئی کہ جس چیز کو مٹی کی ڈھیری سمجھ رہے تھے وہ ایک انسان تھا جو آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے سارے جسم پر مکڑیوں نے جالا بُن رکھا تھا۔ ایک چھپکلی اس آدمی کے سر میں بیٹھی تھی۔ عنبر کو دیکھ کر وہ چھپکلی دوسری طرف اتر کر غائب ہو گئی۔ اس پُراسرار آدمی کی آنکھیں بند تھیں اور آنکھوں پر بھی مکڑیوں نے جالا تان دیا تھا۔ یہ آواز اسی آدمی کے حلق سے نکلی تھی۔

عنبر نے کہا:

"بابا! تم ——— تم کون ہو اور یہاں کب سے بیٹھے ہو؟"

تھیوسانگ اور کیٹی بھی اس پراسرار آدمی کو غور سے دیکھنے لگے۔ اس بت کی طرح بیٹھے ہوئے آدمی کے خشک مٹی بھرے ہونٹ ہلے تو ان ہونٹوں پر تنا ہوا مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا۔ اسی پراسرار آدمی نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں جانتا تھا تم لوگ آ رہے ہو۔ سنو! میرا نام دھنوتری ہے۔ میں دیو لوک سے آج سے ہزاروں برس پہلے اس زمین پر آیا تھا۔ میرے ساتھ میرا ایک ساتھی بھی تھا۔ ہم دونوں آکاش کے پاک استھان سے یہاں دنیا کی سیر کرنے آئے تھے۔ لیکن ہم یہاں کے سیر تماشوں میں کھو گئے اور اپنے پاک استھان سورگ کو بھول گئے۔ میرا ساتھی مرگیا۔ اب میں نے واپس سورگ یعنی اپنے دیولوک کی طرف جانا چاہا تو فرشتوں نے راستہ بند کر دیا تھا۔ تب سے میں اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے اس غار میں بیٹھا خدا کی عبادت کر رہا ہوں۔ لیکن ابھی بھگوان نے میرے گناہ معاف نہیں کئے جس روز میرے گناہ معاف کر دیئے گئے میں اس زمین سے اپنے سورگ میں چلا جاؤں گا۔"

عنبر نے سوال کیا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم یہاں آ رہے ہیں؟"

بزرگ آدمی بولا:

"مجھے گیان ہوا کہ تم لوگ آ رہے ہو اور تم وہ لوگ ہو جو میری طرح ہزاروں برس سے زندہ ہو۔"

کیٹی نے کہا:

"پھر تو آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"ہاں" بزرگ انسان نے کہا: "میں جانتا ہوں کہ تم ناگ کی جستجو میں یہاں ہو۔ اور پاتال میں جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔"

تھیوسانگ بولا: "خدا آپ کا بھلا کرے۔ ہمیں پاتال کا راستہ بتا دیجئے۔"

بزرگ انسان نے کہا:

"مگر ناگ تمہیں پاتال میں نہیں ملے گا۔"

اتنا سن کر کیٹی تھیوسانگ اور عنبر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ بزرگ انسان کیا کہہ رہا ہے۔ جب کہ بزرگ سانپ نے انہیں یہی بتایا تھا کہ ناگ پاتال میں ہے۔

عنبر نے کہا:

"مگر بزرگ انسان! یہ بات تو خود ناگ نے اپنی آواز میں کہی تھی کہ میں پاتال میں اتر رہا ہوں پاتال میں اتر رہا ہوں۔"

بزرگ انسان نے ایک آہ بھری اور بولا:

"یہی ایک ایسا راز ہے جس کو نہ تم سمجھ سکتے ہو اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ بزرگ سانپ ہی سمجھ سکتا تھا۔

کیٹی نے کہا:

"خدا کے لیے ہمیں جلدی بتایئے کہ وہ راز کیا ہے؟"

بزرگ انسان کہنے لگا:

"جو آواز تم نے سنی تھی اور جس کو تم ناگ کی آواز سمجھے تھے وہ ناگ کی آواز نہیں تھی بلکہ راجہ بھیروں کے غلام کالو کی آواز تھی جو ناگ کی آواز بنا کر بولا تھا تاکہ تم کو غلط راستے پر ڈالے اور تم ناگ کو پاتال میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے ختم ہو جاؤ۔"

عنبر حیرانی کے ساتھ کہنے لگا:

"تو کیا ناگ پاتال میں نہیں ہے؟"

بزرگ انسان نے کہا:

"نہیں۔ ناگ وہاں نہیں ہے۔"

تھیوسانگ نے سوال کیا:

"تو پھر وہ کہاں ہے؟ اور یہ راجہ بھیروں کون ہے؟ ظاہر ہے ناگ اسی راجہ بھیروں کے قبضے میں ہوگا۔"

بزرگ انسان نے کہا:

"تم نے ٹھیک کہا۔ ناگ راجہ بھیروں کے قبضے میں ہے۔"

کیٹی نے پوچھا:

"یہ راجہ بھیروں کون ہے اور اس کی نگری کہاں ہے؟"

بزرگ انسان ایک پل کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر آہ بھر کر بولا:

"یہ وہ راز ہے جو اس زمین کے اوپر سوائے بھگوان کے اور اس کے بعد سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا۔ سنو! راجہ بھیروں آسمان سے گری ہوئی ایک بدروح ہے جو گناہوں کی دلدل میں اتر گئی تو اسے یہ سزا ملی کہ اسے ایک ایسی بدروح بنا دیا گیا جو زمین کے اندر بند کر دی گئی۔ راجہ بھیروں کی اب زمین کے اندر گناہ گار بدروحوں کی بستی پر حکومت ہے۔ یہ گناہ گار روحیں مختلف جانوروں کی شکلوں میں وہاں رہتی ہیں۔ راجہ بھیروں ان کا راجہ ہے۔ اس کے پاس ہر قسم کی بڑی طاقت ہے۔"

عنبر نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا وہ جادوگر بھی ہے؟"

بزرگ انسان نے کہا:

"جادو اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ راجہ بھیروں کو ایک عرصے سے ناگ دیوتا کی تلاش تھی۔ اس کے لیے اس نے اپنی ایک بدروح کی مدد سے کیٹی پر قبضہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ ناگ دیوتا ایک روز وہاں پہنچ کر کیٹی کا آسیب اپنے سر لے لے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ناگ نے کیٹی کے لیے قربانی دی اور وہ راجہ بھیروں کے قبضے میں چلا گیا۔"

یہ حیرت انگیز کہانی سن کر عنبر تھیوسانگ اور کیٹی دنگ ہو کر رہ گئے۔ یہاں معاملہ ہی الٹ گیا تھا۔ کہاں وہ پاتال جانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور کہاں اب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ناگ تو راجہ بھیروں کی زمین دوز پراسرار بستی میں قید ہے۔ عنبر نے بزرگ انسان سے پوچھا کہ کیا وہ انہیں راجہ بھیروں کی زمین دوز پراسرار بستی کا پتہ بتا سکتا ہے؟

بزرگ انسان بولا:

"یہی بتانے کے لیے مجھے اوپر سے حکم ہوا ہے۔ اور میں اسی لیے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ میری بات غور سے سنو۔ اس غار میں تم آگے چلتے جاؤ گے

تو دو سو قدم چلنے کے بعد تمہیں پتھر کی سیڑھیاں نیچے اندھیرے میں جاتی نظر آئیں گی۔ تم یہ سیڑھیاں اتر جانا۔ جہاں سیڑھیاں ختم ہوں وہاں نہیں آگے آگ کے شعلے دکھائی دیں گے۔ تم ان شعلوں میں سے گذر جانا۔ میں جانتا ہوں آگ تم پر اثر نہیں کرے گی۔ جب آگ ختم ہو جائے گی تو آگے ایک پتھر کا محرابی دروازہ آئے گا۔ وہاں سے راجہ بھیروں کی زمین دوز خفیہ بستی شروع ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں پہرے پر کوئی آسیبی روح کسی جانور کی شکل میں موجود ہو۔ یہاں سے تمہیں ان بدروحوں کا خود ہی مقابلہ کرنا ہوگا۔"

کیٹی نے کہا:

"لیکن ہم ان کا مقابلہ کیسے کر سکیں گے؟ ان کے پاس تو جادو بھی ہوگا۔"

بزرگ انسان نے کہا:

"میرے پاؤں کے نیچے سے تھوڑی سی مٹی نکال کر تم تینوں اسے تھوڑی تھوڑی اپنے سر میں ڈال لو۔ اس سے تمہیں یہ فائدہ ہوگا کہ راجہ بھیروں کی بستی میں تم پر جادو کا اثر نہیں ہو سکے گا۔ میں تمہاری اتنی ہی مدد کر سکتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے بزرگ انسان کے پاؤں کے نیچے سے مٹی اٹھائی اور تھوڑی کیٹی کے سر پر اور تھوڑی تھیوسانگ کے سر میں ڈال دی۔ پھر اس نے بزرگ انسان کا شکریہ ادا کیا اور اسے وہیں چھوڑ کر غار میں آگے روانہ ہو گئے۔

عنبر نے کیٹی اور تھیوسانگ سے کہا:

"اگر ہمیں یہ بزرگ انسان نہ ملتا تو ہم تو بھٹکتے رہتے اور ناگ کے پاس کبھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔"

کیٹی بولی "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں یہ بزرگ انسان مل گیا۔"

تھیوسانگ غار کو اوپر نیچے دیکھتا چل رہا تھا کہنے لگا:

"غار کی چھت سے اب جالے نہیں لٹک رہے مگر یہاں اندھیرا کافی گہرا ہے۔"

جب وہ ایک سو قدم چلے تو غار میں روشنی نظر آنے لگی۔ یہ روشنی اس آگ کے شعلوں کی تھی جو وہاں سے ایک سو قدم کے فاصلے پر غار میں جل رہی تھی۔ قریب پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ غار میں آگ کے شعلوں نے ایک دیوار کھڑی کر رکھی تھی۔ کسی انسان کا اس آگ میں سے گزرنا اور پھر زندہ رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن تھیوسانگ

کیٹی اور عنبر اس میں سے گزر سکتے تھے۔ چنانچہ وہ آگے پیچھے ہو گئے۔ انہیں آگ کی تپش بالکل محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بڑے آرام سے آگ کے شعلوں میں داخل ہو گئے۔ ان کے چاروں طرف آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کا شور اور آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی تھی۔ وہ تیز تیز قدموں سے آگ میں سے گزر گئے۔ دوسری جانب بھی غار تھا مگر آگ پیچھے رہ گئی تھی۔

عنبر نے کہا:

"یہاں آگے وہ دروازہ آئے گا جہاں بزرگ انسان کے کہنے کے مطابق کسی آسیبی جانور کا پہرہ ہے۔"

تھیوسانگ کیٹی عنبر کے ساتھ تھے۔ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر آگے بڑھنے لگے۔ غار کی زمین ڈھلانی نہیں تھی۔ یہاں اندھیرا بھی نہیں تھا کیونکہ پیچھے سے غار کی آگ کی روشنی آ رہی تھی۔ جب وہ آگ کے شعلوں سے کافی دور نکل گئے تو غار میں ایک بار پھر اندھیرا چھا گیا۔ اب وہ بڑی احتیاط سے چل رہے تھے کیونکہ انہیں غار میں پتھر کا دروازہ چند قدموں پر نظر آنے لگا تھا۔

عنبر نے سرگوشی میں کہا:

"یہی وہ دروازہ ہے جو راجہ بھیروں کی خفیہ بستی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاتا ہے۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا:

"مجھے یہاں کوئی آسیبی جانور نظر نہیں آ رہا۔"

تھیوسانگ دھیمی آواز میں بولا:

"ہو سکتا ہے یہ آسیبی پہرے دار کہیں چھپا ہوا ہو اور ہمیں دیکھ رہا ہو۔"

یہ الفاظ ابھی تھیوسانگ کے منہ ہی میں تھے کہ انہیں لمبے گہرے سانس کی آواز سنائی دی عنبر کیٹی اور تھیوسانگ جلدی سے دیوار کے ساتھ لگ گئے۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں کھولے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں دروازے میں ایک عجیب وغریب چیز نظر آئی۔ یہ ایک انسانی قد کے برابر چھپکلی تھی جس کا نچلا سارا دھڑ چھپکلی کا تھا مگر سر عورت کا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں زرد تھیں اور سر پر بال کانٹے دار جھاڑیوں کی طرح کھڑے تھے۔ اس کا منہ کھلا تھا اور وہ جب سانس لیتی تو زبردست شور کی آواز سنائی دیتی تھی۔ چھپکلی عورت نے شاید انہیں دیکھ لیا تھا۔ وہ زمین پر رینگتی ہوئی اس طرف بڑھنے لگی جہاں عنبر کیٹی اور تھیوسانگ چھپے ہوئے تھے۔

عنبر نے سرگوشی میں تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ! اسے قابو میں کرو۔"

یہ سنتے ہی تھیوسانگ زمین پر لیٹ گیا اور چھپکلی عورت کی طرف رینگنے لگا۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ ہو کر رینگ رہا تھا۔ چھپکلی عورت نے تھیوسانگ کو دیکھتے ہی ایک بھیانک چیخ کی آواز نکالی اور اس پر اپنا پنجہ مارا۔ تھیوسانگ پہلے ہی سے ہوشیار تھا۔ وہ تڑپ کر ایک طرف ہو گیا اور پھر اچھل کر چھپکلی کے اوپر گرا اور اس کی گردن پر اپنی انگلی رکھ دی۔ انگلی کے لگتے ہی چھپکلی عورت عنبر اور کیٹی کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ مگر وہ غائب نہیں ہوئی تھی بلکہ اتنی چھوٹی ہو گئی تھی کہ انہیں اندھیرے میں زمین پر نظر نہیں آ رہی تھی۔ تھیوسانگ اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے چھپکلی عورت کو دم سے پکڑ کر اٹھایا اور عنبر کے پاس آ کر بولا:

"اس کا کیا کریں؟"

عنبر نے کہا:

"اسے یہیں پتھر کے نیچے کہیں دبا دو۔ ہمیں آگے جانا ہے۔"

تھیوسانگ نے ایک پتھر کو اکھاڑا۔ نیچے چھوٹے سے گڑھے میں چھپکلی عورت کو جھٹک کر پھینکا اور اوپر بھاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر رکھ دیا۔ پتھر کے نیچے سے چھپکلی عورت کی کمزور چیخیں ابھی تک سنائی دے رہی تھیں۔ عنبر بولا:

"جلدی سے آگے چلو۔"

اور وہ تینوں غار کے دروازے میں سے گذر گئے اب وہ جلدی جلدی چل رہے تھے۔ کیونکہ ان کے سامنے غار دور تک سنسان پڑا تھا۔ جوں جوں وہ غار میں آگے بڑھ رہے تھے وہاں روشنی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہ روشنی پھیکی دھندلی اور زرد رنگ کی تھی۔

کیٹی نے سرگوشی میں کہا:

"یہ کس قسم کی روشنی ہے؟"

تھیوسانگ بولا: "میرا خیال ہے کہ راجہ بھیروں کی زمین دوز خفیہ بستی آ رہی ہے۔ یہ اسی کی روشنی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہمیں اب احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے آگے قدم قدم پر پہرہ ہو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ہمیں کچھ فاصلہ رکھ کر چلنا چاہیے۔ تاکہ اگر کوئی ایک کسی مشکل میں گرفتار ہو جائے تو

دوسرا اس کی مدد کر سکے۔"

یہ خیال عنبر کو پسند آیا۔ اب وہ باشخ قدم کا فاصلہ رکھ کر آگے بڑھ رہے تھے۔ آگے آگے عنبر تھا۔ ان کے خدشے کے برعکس راستے میں انہیں کوئی آدمی پہرے دار نہ ملا۔ وہ غار کی دھندلی زرد روشنی میں آ گئے تھے۔ غار تنگ ہونے لگی۔ جب وہ غار کے آخر میں آئے تو یہاں ایک گول سوراخ تھا جس میں سے ایک آدمی آسانی سے گذر سکتا تھا۔ زرد پھیکی دھندلی روشنی اس سوراخ میں سے آ رہی تھی۔ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی اس سوراخ کے قریب آ کر رک گئے۔ عنبر نے سوراخ میں سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا۔ پھر جلدی سے سر پیچھے کر لیا اور بولا،

"آگے تو ایک عجیب و غریب بستی نظر آ رہی ہے۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بھی سوراخ میں سے جھانک کر دوسری طرف دیکھنے لگے۔ دوسری جانب ایک وادی تھی جس کی شکل ایک پیالے جیسی تھی۔ اس کے چاروں طرف اونچے اونچے سیاہ پہاڑ تھے۔ زرد اور دھندلی روشنی میں بستی کے اوپر کو اٹھے ہوئے مندروں ایسے مینار دکھائی دے رہے تھے جن کے درمیان ٹکونی چھتوں والے غار نما مکان بنے ہوئے تھے۔ کسی کسی مکان سے دھنوئیں کی لکیر اٹھتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نظر آ رہی تھی۔ ساری بستی پر دھند سی چھائی تھی۔

عنبر نے کہا:

"یقیناً یہی راجہ بھیروں کی خفیہ بستی ہے جہاں کنابھگا بدروحوں کا ٹھکانہ ہے جو خدا جانے کس شکل میں رہ رہی ہیں۔"

کیٹی بولی: "ناگ بھی اسی بستی میں ہوگا مگر اس کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے بھی فضا میں سانس لے کر کہا کہ ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔ عنبر نے اس خیال کا اظہار کیا کہ چونکہ ناگ کسی طلسم کے زیر اثر ہے اس لیے اس کی خوشبو دب گئی ہے۔ کیٹی خاموش تھی۔ تھیوسانگ گھور کر بستی کے مندروں کے میناروں اور تکونی چھتوں والے پراسرار مکانوں میں سے دھوئیں کی لکیروں کو اٹھتے دیکھ رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں فوراً اس بستی میں داخل ہو کر کسی جگہ چھپ جانا چاہیے تاکہ ہم اس بستی کا جائزہ لے سکیں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے راجہ بھیروں کو اپنی غیر معمولی طاقت

کے ذریعے ہماری موجودگی کا علم ہو جائے۔ ایسی صورت میں ہم کیا کریں گے؟"

عنبر نے کہا:

"ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مقابلہ کریں گے۔ بزرگ انسان کی راکھ کی وجہ سے اس کا جادو ہم پر اثر نہیں کر سکے گا۔"

کیٹی کہنے لگی:

"لیکن وہ ہمیں طلسم میں نہ سہی اپنے آسیب میں تو جکڑ سکتا ہے۔ طلسم اور آسیب میں بڑا فرق ہوتا ہے اور یہ تو بزرگ انسان نے بھی کہہ دیا تھا کہ آگے تمہیں خود ہی راجہ بھیروں کے آسیب کا مقابلہ کرنا ہوگا۔"

تھیوسانگ بولا: "ہم مقابلے کے لیے تیار ہیں۔ مقابلے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ کار بھی تو نہیں ہے۔"

کیٹی کچھ سوچ کر بولی:

"کیا کسی طرح سے ہم ان لوگوں میں شامل نہیں ہو سکتے؟ میرا مطلب ہے ان کا بھیس بدل کر ان کے اندر رہ کر ناگ کا کھوج لگایا جائے۔"

عنبر نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس کا فیصلہ ابھی نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک ہم اس بستی کا جائزہ نہیں لے لیتے اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اب ہمیں بستی میں داخل ہو جانا چاہیے۔"

یہ کہہ کر وہ غار کے سوراخ میں سے دوسری طرف نکل کر پتھریلی ڈھلان پر سے گزرتے نیچے وادیِ آسیب کے کنارے پر آ گئے۔ ایک عجیب بات یہاں یہ بھی تھی کہ کسی جگہ کوئی درخت اُگا ہوا نہیں تھا۔ زمین پر گھاس بھی نہیں تھی۔ جگہ جگہ چھوٹے بڑے سیاہ پتھر بکھرے پڑے تھے۔ آسمان بالکل سیاہ تھا۔

کیٹ نے سرگوشی میں کہا:

"یہاں کوئی آسمان ہے بھی کہ نہیں؟"

تھیوسانگ نے اوپر دیکھا اور گہرا سانس کھینچ کر بولا:

"مجھے کھلے آسمان والی فضا کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

عنبر نے اوپر نگاہ کی اور بولا:

"مجھے لگتا ہے کہ ہمارے اوپر آسمان کی جگہ کسی بہت بڑے پہاڑ کی چھت بنی ہوئی ہے۔ ہم واقعی زمین کے نیچے آ گئے ہیں۔"

وہ چھپنے کے لیے کوئی ٹھکانہ ڈھونڈھنے لگے۔ زرد دھندلی روشنی اتنی کم تھی کہ چند گز کے فاصلے پر کوئی انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگرچہ وہ اپنی غیر معمولی طاقت کی وجہ سے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ وہ پیالہ نما آسیبی بستی کے کنارے کنارے پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے چل رہے تھے۔ تاکہ ان کے قدموں تلے پتھروں کی آواز پیدا نہ ہو۔ انہیں ابھی تک وہاں کوئی انسان یا انسان نما جانور نظر نہیں آیا تھا۔

"کہیں یہ بستی ویران تو نہیں ہے؟" کیٹ نے کہا۔

عنبر بولا: "اگر ویران ہوتی تو مکانوں سے کہیں کہیں دھواں اٹھتا دکھائی نہ دیتا۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا:

"اور پھر بزرگ انسان ہمیں بتا دیتا کہ بستی ویران ہے۔ ہمیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں باتیں کرنا بند کر دینا چاہیے۔"

وہ خاموش ہو گئے اور اب وہ جھک کر چل رہے تھے آگے ایک چھوٹی سی کھڈ آ گئی۔ اس کھڈ کے اندر ایک سوکھا نالہ سا بہہ رہا تھا۔ اس میں پانی بالکل نہیں تھا۔ تینوں دوست اس کھڈ میں اتر گئے۔ وہ کھڈ میں چلنے لگے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڈ آگے جا کر بائیں جانب گھوم گئی۔ آگے یہ کھڈ ختم ہو گئی۔ وہ تھوڑی سی چڑھائی چڑھ کر کھڈ کے اوپر آئے تو دیکھا کہ ایک طرف تکونی چھت والا مکان بنا ہوا تھا۔ اس مکان سے دھوئیں کی پتلی لکیر اٹھ رہی تھی۔

عنبر نے کہا:

"تھیوسانگ کیا خیال ہے۔ تم آگے جا کر معلوم کرو گے کہ اس چھوٹی سی تکونی کوٹھڑی میں کیا ہے؟"

تھیوسانگ نے سرگوشی میں کہا:

"میں جاتا ہوں۔ مگر تم لوگ یہاں سے ہرگز باہر مت نکلنا۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ زمین پر اوندھے منہ لیٹ گیا اور رینگتا ہوا تکونی پر اسرار مکان کی طرف بڑھا۔ زرد دھند میں اس نے دیکھا کہ یہ ایک کوٹھڑی ہے جس کا کوئی دروازہ نہیں۔ دروازے کی جگہ ایک چوکور شگاف بنا ہوا تھا۔ تھیوسانگ پہلو کی طرف سے رینگتا شگاف کے پاس آ کر زمین پر ساکت ہو گیا۔ وہ ہمہ تن گوش ہو کر یہ سننا چاہتا تھا کہ اندر سے کسی کے باتیں کرنے کی آواز تو نہیں آ رہی؟ مگر ایسا نہیں تھا۔ وہ رینگ کر

شگاف کے قریب ہو گیا۔ اب اسے اندر سے ایسی آواز آتی سنائی دی جیسے چولہے میں لکڑیاں جل رہی ہوں۔ کوٹھڑی کے اندر سے کسی وقت شعلے کی روشنی نظر آ جاتی تھی۔ تھیوسانگ آہستہ آہستہ رینگتا چلا گیا اور پھر اس نے اپنا سر شگاف کے اندر ڈال کر دیکھا۔ کوٹھڑی کے درمیان میں ایک جگہ آگ جل رہی تھی مگر کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ تھیوسانگ بڑی احتیاط سے اٹھا اور جھکا جھکا اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھڑی کی تکونی چھت میں ایک گول سوراخ تھا۔ آگ کا دھواں اسی سوراخ میں سے باہر نکل رہا تھا۔

تھیوسانگ آگ کے قریب گیا۔ یہ دیکھ کر وہ ششدر سے رہ گیا کہ زمین پر آگ میں ایک انسان کا چہرہ جل رہا تھا۔ عجیب اور ڈراؤنی بات یہ تھی کہ چہرہ ابھی تک زندہ تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور ہونٹ آگ کے شعلے میں آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ دوسری عجیب بات یہ تھی کہ اس جلتے ہوئے چہرے پر کسی تکلیف یا کرب کے آثار نہیں تھے۔ تھیوسانگ کو باہر سے کچھ آوازیں قریب آتی سنائی دیں۔ وہ تیزی سے شگاف سے نکل کر زمین پر لیٹ گیا۔ اس نے دیکھا کہ بائیں جانب ایک ویران راستے پر کچھ سائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تھیوسانگ کسی مگرمچھ
طرح زمین پر رینگتا تیزی سے واپس کیٹی اور عنبر کے پا
آ گیا۔ وہ لوگ بھی ان سایوں کو دیکھ رہے تھے جو
کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ادھر سے ایسی آوازیں
رہی تھیں جیسے بہت سے مگرمچھ دریا سے منہ باہر نکال
لمبے لمبے سانس لے رہے ہوں۔ ابھی انہیں سائے پوری
سے واضح طور پر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ تھیوسانگ
عنبر اور کیٹی کو بتایا کہ تکونی کوٹھڑی میں آگ میں ایک
انسان کا سر جل رہا ہے۔ عنبر اور کیٹی یہ سن کر کھلی
آنکھوں سے تھیوسانگ کی طرف تکنے لگے۔

"کیا وہ کسی آسیب کا سر تھا؟" کیٹی نے پوچھا۔

تھیوسانگ نے کہا:

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے جلنے والے سر کے
چہرے پر تکلیف کے اثرات بالکل نہیں تھے۔"

عنبر بولا: "ادھر دیکھو۔ یہ کیا لوگ ہیں؟"

تینوں کی نگاہیں ویران راستے پر چلے آتے سایوں
گئیں۔ اب یہ سائے زرد دھند میں انہیں صاف
آنے لگے تھے۔ یہ عجیب شکلوں اور عجیب جسم والے چار
تھے جن کو انسان بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ یہ سیاہ رنگ
کے چار گول پھولے ہوئے پیٹ والے عبارے سے تھے
جن کے اوپر چھوٹے چھوٹے انسانی سر لگے تھے۔ پھولے
ہوئے عبارے ایسے پیٹ کے نیچے ننھے ننھے پاؤں لگے
تھے۔ ان کے سر کے بال کانٹوں دار ٹہنیوں کی طرح اوپر کو
اٹھے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں زرد تھیں اور چمک رہی
تھیں۔ ان کے حلق سے لمبی لمبی پھنکاروں کی آوازیں نکل
رہی تھیں۔ ان کا رُخ تکونی کوٹھڑی کی طرف تھا۔ کیٹی کچھ
کہنے ہی والی تھی کہ عنبر نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ
دیا اور آہستہ سے "شش" کہہ کر اسے خاموش رہنے کی ہدایت
کی۔ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کھڈ کی ڈھلان پر کنارے کے
باہر سر نکالے لیٹے تھے۔ کھڈ کے کناروں میں سے صرف
ان کے سر ہی باہر تھے۔

چاروں ڈراؤنے آدمی اپنے چھوٹے چھوٹے بازو آگے
پیچھے کرتے کوٹھڑی کی طرف آہستہ آہستہ بڑھے آ رہے تھے۔
اب عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کو ان عجیب ڈراؤنے آدمیوں
کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی چھوٹی چھوٹی چھریاں نظر آنے لگی
تھیں۔ عنبر نے تھیوسانگ کے کان میں آہستہ سے سرگوشی کی۔

"تم چھریاں دیکھ رہے ہو؟"

"ہوں" تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا اور عنبر کا ہاتھ دبا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ چاروں ڈراؤنے آدمی ہاتھوں میں چھریاں پکڑے کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گئے۔ کچھ لمحے بالکل خاموشی رہی۔ اس کے بعد کوٹھڑی کے اندر سے ایک بھیانک چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ یہ چیخ اس قدر خوفناک تھی کہ کیٹی کے منہ سے بھی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی اور اس نے اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔

عنبر اور بھتیوسانگ بھی اس چیخ کی آواز سے اپنی جگہ سے ہل گئے۔

"بھیانک۔ بھیانک"

کیٹی نے سہمی ہوئی سرگوشی میں کہا۔ عنبر بھتیوسانگ پتھرائی ہوئی پھٹی پھٹی آنکھوں سے کوٹھڑی کے شگاف کو دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہیں پھر وہی گرجتی ایسی للکاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ پھر کوٹھڑی کے شگاف میں سے وہی ڈراؤنے آدمی باہر نکلے۔ اب وہ نہیں بلکہ تین تھے۔ وہ آہستہ آہستہ پھولے ہوئے سیاہ پیٹ بڑھائے چل رہے تھے۔ ان کا رُخ اس ویران پتلی سی پتھریلی سڑک کی جانب تھا جدھر سے وہ چل کر آئے تھے۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو عنبر نے گہرا سانس لے کر کہا:

"ضرور انہوں نے ایک آدمی کو اندر مار ڈالا ہے۔"

کیٹی بولی: "میرے خدا کس قدر بھیانک چیخ کی آواز تھی"

بھتیوسانگ بولا: "کیا خیال ہے میں کوٹھڑی میں جا کر دیکھوں کہ اندر معاملہ کیا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"اب ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔"

وہ تینوں کھڈ میں سے نکل کر باہر زمین پر آ گئے اور رینگنے کی بجائے جھک کر چلتے ہوئے کوٹھڑی کے شگاف کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ اب وہ بیٹھے بیٹھے آگے کھسکنے لگے۔ شگاف کے اندر آگ کی دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔

بھتیوسانگ نے دھیمی آواز میں کہا:

"مجھے انسانی گوشت کے جلنے کی بو آ رہی ہے۔"

یہ بُو کیٹی اور عنبر کو بھی محسوس ہوئی تھی۔ بھتیوسانگ کے پیچھے پیچھے عنبر اور کیٹی بھی کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ وہ کوٹھڑی میں شگاف کے ساتھ ہی دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے درمیان میں چھوٹے سے گڑھے میں آگ جل رہی تھی۔ بھتیوسانگ رینگتا ہوا آگ کے قریب گیا اور تیزی سے واپس آ کر عنبر سے سرگوشی میں بولا:

"آگ میں دو انسانی سر جل رہے ہیں۔"

وہ اٹھ کر آگ کے پاس آ گئے۔ آگ کے گڑھے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری جانب کونے میں اسی ڈراؤنے آدمی کا نچلا دھڑ تھا جس کا سر کاٹ کر آگ میں ڈال دیا گیا تھا۔ کیٹی تو خوف سے پیچھے ہٹ گئی۔

"میرے خدا! کس قدر ڈراؤنا منظر ہے۔"

عنبر جلدی سے شگاف کے پاس گیا۔ اس نے جھانک کر اطمینان کر لیا کہ باہر کوئی نہیں ہے۔ وہ لپک کر تھیوسانگ کے پاس آیا۔ وہ آگ میں دیکھنے لگے۔ پہلے والا انسانی سر جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ دوسرا سر ابھی جل رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"اس آدمی کے چہرے پر بھی تکلیف کا احساس نہیں ہے۔"

کیٹی بولی: "لیکن پھر اس نے چیخ کیوں ماری تھی؟"

تھیوسانگ بولا: "ہو سکتا ہے یہ جسم سے سر الگ ہونے کی تکلیف ہو۔"

عنبر کہنے لگا:

"یہاں ہر چیز پُراسرار اور سمجھ میں نہ آنے والی ہے سوال یہ ہے کہ کیا باقی جن کوٹھڑیوں سے دھوئیں لکیریں اٹھ رہی ہیں کیا وہاں بھی انسانی سر جل رہے ہوں گے؟"

اس کا جواب تھیوسانگ اور کیٹی کے پاس نہیں تھا۔

کھوپڑی کی چیخ

تھیوسانگ نے کہا:

"ہمارا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا درست نہیں ہے ہو سکتا ہے وہ لوگ پھر کہیں سے نکل آئیں۔"

کیٹی، عنبر اور تھیوسانگ پراسرار کوٹھڑی سے باہر نکل آئے۔ عنبر نے محسوس کیا کہ زرد دھندلی روشنی کم ہونے لگی ہے۔

کیٹی بولی: "کہیں اس آسیبی بستی کی رات تو نہیں ہونے والی روشنی کم ہو رہی ہے۔"

"ایسا ہی لگتا ہے۔" عنبر نے کہا: "مگر سوال یہ ہے کہ یہ زرد روشنی کس چیز کی ہے؟"

تھیوسانگ بولا: "آسیبی بستی ہے۔ بدروحوں کا ٹھکانہ ہے۔ یہاں کچھ بھی بغیر کسی مستقل وجہ کے ہو سکتا ہے۔"

عنبر کہنے لگا: "یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان لوگوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے ناگ کو کہاں رکھا ہو گا اور کسی شکل میں
اسے رکھا ہو گا۔ اگر اس کی بھی شکل اور یادداشت
بدل چکی ہو گی تو ہمارے لیے بڑی مشکل پیدا ہو
جائے گی۔"

کچھ کہا نہیں جا سکتا ابھی۔" کیٹی بولی۔

وہ کوٹھڑی سے نکل کر جلتے ہوئے واپس اسی کھڈ
اندر آ گئے۔ وہ اس طرح پتھروں کے درمیان بیٹھے
انہیں بستی کے مینار اور ٹکونی چھتوں والے مکان سا
نظر آ رہے تھے۔ مگر روشنی کم ہونے سے اب ان
خاکے اندھیرے میں ڈوبتے چلے جا رہے تھے۔

تنویر نے کہا:

"یہ مینار کس چیز کے ہیں؟"

کیٹی کہنے لگی:

"ہمیں اس بستی کے بارے میں یہاں بیٹھے بیٹھے
کچھ بھی پتہ نہیں لگ سکتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم
میں سے کوئی بستی کے اندر جا کر معلوم کر
کی کوشش کرے کہ یہ سب کچھ کیا ہے اور
راجہ بھیروں کا محل یا مکان کہاں ہے اور ان
لوگوں نے ناگ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"ہم میں سے کسی اکیلے آدمی کا اس پُراسرار اور
خطرناک بستی میں جانا ابھی خطرے کی بات ہے
رات ہو لینے دو۔ جب اندھیرا ہو جائے گا
تو پھر سوچیں گے۔"

تھتیوسانگ میناروں کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔
یہ بستی کے مکانوں کے درمیان سے کہیں کہیں سے نکلے
ہوئے تھے۔ اس نے جیسے اپنے آپ سے سوال کیا۔

"ان میناروں کے اندر کیا ہو سکتا ہے؟"

عنبر بولا: "کیا کہا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے یہ آسیبی
بستی ہے۔ خدا جانے یہ کون سی مخلوق ہے۔ ہو
سکتا ہے ان میناروں میں بھی بدروحیں ہی رہتی ہوں۔"

کیٹی نے کہا:

"کیوں نہ اندھیرا ہو جانے پر میں ان میناروں میں
جا کر سراغ لگاؤں کہ وہاں کیا ہے؟ ہو سکتا
ہے ناگ کا ان میناروں سے ہی کچھ پتہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چل سکے۔"

عنبر بولا: "تمہارا جانا ٹھیک نہیں۔ اس کام کے لیے یا تو ہم تینوں اکٹھے جائیں گے اور یا پھر تھیوسانگ جائے گا کیونکہ اس کے پاس چیزوں اور جانداروں کو چھوٹا کر دینے کی ایک ایسی طاقت ہے جو ہم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔"

تھیوسانگ اپنی سوچ کی دنیا سے چونک کر بولا:

"ہاں! تم ٹھیک کہہ رہے ہو عنبر بھیا! یہی مناسب رہے گا کہ اندھیرا ہونے پر میں اس بستی میں داخل ہو کر سراغ رسانی کرنے کی کوشش کروں اور میں اپنے آپ کو چھوٹا کر کے جاؤں گا۔ اسی طرح وہاں اگر کوئی ہوگا تو مجھے آسانی سے نہ دیکھ سکے گا۔"

عنبر نے تھیوسانگ کی ڈیوٹی لگا تو دی تھی مگر اندر سے وہ بھی فکر مند تھا۔

کہنے لگا: "کہیں تم کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔ کیونکہ یہ لوگ عام انسان نہیں ہیں۔ یہ ایسی بدروحیں ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ ربو بھیروں بہت بڑا جادوگر بھی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"یہ خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا عنبر! اور تم دونوں میں سے اس وقت صرف میں اس پوزیشن میں ہوں کہ یہ خطرہ مول لے سکوں۔"

کیٹی کہنے لگی:

"یہ راجہ بھیروں بھی کوئی بدروح ہے کیا؟"

عنبر بولا: "ابھی تک کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ بہرحال ہم ایسی بدروحوں کی بستی میں موجود ہیں۔ کیونکہ یہ زمین کے نیچے کی آبادی ہے اور ہمارے اوپر آسمان کی بجائے کسی بہت وسیع اور کشادہ پہاڑ کی چھت ہے۔"

تھیوسانگ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور بولا:

"رات ہو رہی ہے اور ابھی تک آسمان پر کوئی چھوٹا سا تارہ بھی دکھائی نہیں دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ چھت ہے۔"

سیاہی پھیلتی جا رہی تھی۔ دھندلی زرد روشنی غائب ہو رہی تھی۔ وہ تینوں کھڈ کے اندر چھپے بیٹھے تھے۔ جب چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تو عنبر نے کہا:

"کہیں کسی جگہ کوئی چراغ روشن نہیں ہوا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا:

"یہ بدروحیں ہیں۔ آسیب ہیں۔ اور آسیب روشنی سے خوف کھاتا ہے۔ وہ اندھیرے میں رہنا زیادہ پسند کرتا ہے۔"

تھیوسانگ نے خاموش سنسان اور تاریک بستی پر نگاہ ڈالی اور بولا:

"میرا خیال ہے مجھے اپنی سراغرسانی کا آغاز کر دینا چاہیے۔ تم لوگ اسی کھڈ میں چھپے رہنا جب تک میں واپس نہ آؤں یہاں سے کہیں مت جانا۔ اگر مجھے دیر ہو گئی تو سمجھ لینا کہ میں کسی مشکل میں پھنس گیا ہوں۔ پھر تم کوئی دوسرا قدم اٹھا سکتے ہو۔"

کیٹی اور عنبر خاموشی سے تھیوسانگ کا منہ تکنے لگے وہ اسے روک بھی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ اس وقت صرف تھیوسانگ ہی کچھ سراغ لگانے کی پوزیشن میں تھا۔ تھیوسانگ نے عنبر اور کیٹی کو خدا حافظ کہا اور کھڈ میں سے آہستہ سے باہر نکل آیا۔ اس نے رخ بستی کے کونے والے مینار کی طرف کر دیا۔ گھپ اندھیرے میں عنبر اور کیٹی کو وہ کچھ دور تک جاتا

پھر ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

کیٹی نے کہا:

"خدا تھیوسانگ کی حفاظت کرے۔ حیرانی کی بات ہے کہ اس بستی میں کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آ رہی۔"

عنبر بولا: "یہ انسانوں کی نہیں۔ آسیبی بدروحوں کی بستی ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ یہ پھولے ہوئے پیٹ اور خربوزے ایسے سروں والی گول مٹول سیاہ فام مخلوق کہاں کی رہنے والی ہے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ بہرحال ہمیں تھیوسانگ کا اسی جگہ بیٹھ کر انتظار کرنا ہو گا۔"

عنبر اور کیٹی کھڈ کے نشیب میں ایک جگہ پتھروں میں بگہ بنا کر بیٹھ گئے۔ وہ ایسی حالت میں تھے کہ ذرا سا سر اٹھا کر بستی کو دیکھ سکتے تھے۔

دوسری طرف تھیوسانگ مکونی چھت والی کوٹھڑی کے پیچھے سے ہو کر گذرتا ہوا جب مینار کے قریب پہنچا تو اسے سامنے ایک بہت بڑے دو پتھروں کے درمیان ایک تنگ راستہ دکھائی دیا۔ یہ راستہ مینار کو جاتا تھا۔ تھیوسانگ ایک لمحے کے لیے رک کر غور سے دیکھنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیرے میں اسے ایک بہت بڑا سایہ دائیں بائیں
حرکت کرتا نظر آیا۔ یہ کیا ہو سکتا ہے؟ تھیوسانگ
سائے کا پورا جسم نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے سو
کہ اب اسے اپنے آپ کو چھوٹا کر لینا چاہیے پھر خ
آیا کہ چھوٹا بن جانے سے اس کی کارکردگی میں فرق
جائے گا۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے
طرف سے پتھروں کے پاس جا کر دیکھنا چاہیے کہ
سایہ کس چیز کا ہے۔

تھیوسانگ جھک کر چلتا دونوں بڑے پتھروں میں
ایک پتھر کے عقب میں آ کر غور سے دیکھنے لگا۔
اسے وہ سایہ صاف نظر آنے لگا تھا۔ یہ سایہ نہیں
ایک بہت بڑا تندوا تھا جس کا سر انسان کا تھا مگر
تندوے کا تھا اور اس کے کتنے ہی بازو تھے۔ انسانی
سر گول تھا۔ آنکھوں کی جگہ دو روشن سوراخ تھے۔
پر بالوں کا بہت بڑا گچھا پڑا تھا۔ اس کے ہونٹ
پھیلے ہوئے تھے اور ان میں سے آہستہ آہستہ غرا
کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ جب آواز نکلتی تو منہ
ہلکی سی بھاپ بھی خارج ہوتی تھی۔ یوں محسوس ہوتا
کہ وہ مینار کے دروازے پر پہرہ دے رہا ہے کیونکہ

مینار کی سیڑھیاں وہاں سے بالکل پاس ہی تھیں۔

تندوا انسان اپنے بازوؤں کو ادھر اُدھر گھما رہا تھا
جیسے فضا میں کسی کی بُو لینے کی کوشش کر رہا ہو۔ تھیوسانگ
عنبر اور کیٹی کو اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ غار والے
بزرگ انسان کی پاؤں کے نیچے سے انہوں نے جو راکھ
لے کر اپنے سروں میں ڈالی تھی اس کی وجہ سے ان
کے جسموں کی خوشبو سوائے ان کے ساتھی ناگ یا ماریا کے
دوسرا کوئی نہیں سونگھ سکتا تھا۔ اگرچہ یہ صرف کچھ دنوں
کے وقفے کے لیے ہوا تھا۔ اگر تھیوسانگ کے سر میں
بزرگ انسان کے پاؤں کی راکھ نہ ہوتی تو تندوے آدمی
کے بازو ایک سیکنڈ میں تھیوسانگ کو لپک کر اپنی گرفت
میں لے لیتے۔ بعد میں چاہے تھیوسانگ ان کے شکنجے
سے نکل آتا مگر ایک بار تو اسے مصیبت ضرور پڑ جاتی۔

تھیوسانگ نے دل میں ایک بات طے کی اور زمین
پر لیٹ کر تندوے کی طرف رینگنے لگا۔ وہ تندوے کے
پیچھے کی طرف سے ہو کر آگے بڑھ رہا تھا۔ اب وہ
انسانی تندوے کے اتنا قریب پہنچ گیا تھا کہ اسے اس
کے جسم میں سے نکلتی تیز بُو محسوس ہونے لگی تھی۔ اس
کے بازو سانپوں کی طرح لہرا رہے تھے۔ تھیوسانگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سر پر ملی ہوئی بزرگ انسان کی راکھ کی وجہ سے تندوے انسان کو تھیوسانگ کی موجودگی کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا تھا۔ تھیوسانگ اسے مزید موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے اپنا سیدھا ہاتھ آگے بڑھایا۔ تندوے آدمی کا ایک بازو جب سانپ کی طرح لہراتا ہوا تھیوسانگ کے ہاتھ کے بالکل قریب آیا تو تھیوسانگ نے اسے اپنی نیدھی انگلی سے چھو دیا۔

"کھڑپ" کی آواز آئی اور تندوا آدمی چھوٹی لکڑی جتنا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے فوراً اسے اٹھا کر اپنی مٹھی میں بند کر لیا اور پیچھے لے آیا۔ بڑے پتھر کی اوٹ میں آتے ہی اس نے مٹھی کھول کر تندوے آدمی کو جھک کر غور سے دیکھا۔ تندوا انسان ننھی سی لکڑی کی شکل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ پھر اسے باریک آواز سنائی دی۔ جو انسانی بھی تھی اور کسی جانور کی آواز سے بھی ملتی تھی۔ یہ ہلکی ہلکی چیخیں تھیں۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہ تندوا آدمی دہشت زدہ نہیں ہے بلکہ سخت تکلیف میں ہے۔ اس نے اس کے ننھے ننھے بازوؤں کو انگلیوں سے پکڑ کر ایک دوسرے سے اس طرح باندھ دیا کہ وہ الگ نہیں ہو سکتے تھے۔ انسانی سر والے ننھے سے لکڑی نما

تندوے کی چیخ نکل گئی۔ وہ سخت اذیت میں پکارا:

"سامری کے بیٹے میں تیرا مجرم نہیں ہوں۔"

تھیوسانگ حیران ہوا۔ کیونکہ یہ آواز انسانی زبان میں انسانی تندوے نے نکالی تھی۔ اس نے فوراً سوچا کہ ضرور ہاں سامری کے بیٹے کا کوئی دشمن رہتا ہے جس کا ان لوگوں نے خون چھایا ہے یا انہیں معلوم تھا کہ سامری کا بیٹا ان سے کسی نہ کسی کا انتقام لینے آئے گا۔

تھیوسانگ نے اسی زبان میں کہا:

"میں سامری کا بیٹا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم مجرم نہیں ہو۔ لیکن اگر تم نے مجھے راجہ بھیروں کے بارے میں نہ بتایا کہ وہ اس وقت کہاں ہے تو میں تمہیں ابھی اپنے پاؤں تلے مسل کر ختم کر دوں گا۔ تم میری طاقت سے خوب واقف ہو۔"

انسانی تندوے نے سخت اذیت میں کہا:

"مجھے سامری کی قسم۔ میرے بازو کھول دے۔ پھر میں تجھے بتاتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے انسانی تندوے کے بازو کھول دیئے۔ اب انسانی تندوے نے جو چھوٹی سی لکڑی کی شکل میں تھیوسانگ کی ہتھیلی پر بیٹھا تھا کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سامری کے بیٹے! میں تو موت کے مینار پر پہرا دیتا ہوں۔ میں راجہ بھیروں کے ظلم میں شامل نہیں۔ تمہارے باپ کو راجہ بھیروں نے ہی قتل کیا تھا۔ میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔"

آہستہ آہستہ تھیوسانگ کو سب باتیں معلوم ہو گئیں۔ اس نے کہا:

"مجھے یہ بتاؤ بھلا راجہ بھیروں کہاں ہے۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ میں جانتا ہوں تم بے گناہ ہو۔"

انسانی تندوے کی باریک آواز آئی:

"سامری کے بیٹے! اگر تم مجھ کو سامری کی قسم دو کہ تم کسی کے آگے میرا نام نہیں لو گے تو میں تمہیں بتا دوں گا کہ راجہ بھیروں اس وقت کہاں ہے۔"

تھیوسانگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ فوراً بولا:

"میں سامری کی قسم کھا کر تمہیں قول دیتا ہوں کہ میں کسی کے آگے تمہارا نام نہیں لوں گا۔"

انسانی تندوا بولا:

"میں جانتا ہوں کہ سامری کا بیٹا اپنے قول سے کبھی نہیں پھرے گا۔ سنو! راجہ بھیروں اس وقت اپنے بڑے مینار کے نیچے تہہ خانے میں ہے۔"

سامری کو ہلاک کر دینے کے بعد وہ تمہیں بھی موت کے گھاٹ اتارنے کی فکر میں ہے تاکہ تمہیں مارنے کے بعد وہ زمین اور سمندر کے اندر کی ساری بدروح مخلوق کا اکیلا بادشاہ بن جائے۔"

تھیوسانگ اس کی ایک ایک بات غور سے سن رہا تھا۔ اس نے پوچھا:

"راجہ بھیروں کے بڑے مینار کو کونسا راستہ جاتا ہے۔"

انسانی تندوے نے کسی قدر تعجب سے کہا:

"سامری کے عظیم بیٹے! تم اتنے بڑے جادوگر کے بیٹے ہو کہ جس سے بڑا جادوگر روئے زمین پر آج تک پیدا نہیں ہوا۔ لیکن کیا تم اپنی طاقت سے یہ بھی معلوم نہیں کر سکتے کہ راجہ بھیروں کے مینار کو کون سا راستہ جاتا ہے۔"

انسانی تندوے نے بالکل صحیح اعتراض کیا تھا۔ مگر تھیوسانگ نے فوراً کہا:

"میرے عظیم باپ سامری کی موت کے بعد ابھی اس کی وراثت کا پورا جادوئی خزانہ میرے پاس نہیں آیا۔ میں تو صرف میں اپنے باپ سامری کے قاتل کو اس کے بھیانک جرم کی سزا دینے نکلا ہوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بعد میں اپنے باپ کے پورے جادو اور طلسم کا مالک بن جاؤں گا۔ ویسے میرے پاس دوسرے کئی جادو ہیں۔ اسی جادو کے ذریعے میں نے تمہیں اتنے بڑے تندوے سے چھوٹا کر دیا ہے۔"

انسانی تندوا بولا:

"یہ تو میں اسی وقت جان گیا تھا کہ جب تم نے مجھے چھوٹی سی لکڑی بنا دیا کہ یہ سوائے سامری کے عظیم بیٹے کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔"

بھیوسانگ نے کہا:

"میں تمہیں پھر سے بڑا بنا سکتا ہوں لیکن تمہیں مجھے ایک اور بات بتانی ہو گی۔"

انسانی تندوے نے کہا:

"اگر میں بتا سکا تو ضرور بتاؤں گا۔"

بھیوسانگ نے انسانی تندوے سے کہا:

مجھے میرے باپ عظیم سامری جادوگر نے بتایا تھا کہ یہاں ایک ایسا انسان بھی آئے گا جو اصل میں سانپ ہو گا۔ اور راجہ بھیروں اسے اپنے قبضے میں کرے گا۔ تم مجھے بتاؤ کہ وہ انسانی سانپ کہاں پر مجھے ملے گا؟"

انسانی تندوے نے عاجزی سے گڑگڑا کر کہا:

"سامری کے فرزند! تمہیں اپنے عظیم باپ کی قسم ہے مجھ سے یہ مت پوچھو کیونکہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ یہ انسان سانپ یہاں کس مقام پر ہے مجھے صرف اتنا ہی علم ہے کہ راجہ بھیروں نے ایک ایسے ناگ کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے کیونکہ وہ اس کی مدد سے خشکی اور سمندر کے سارے کیڑے مکوڑوں سانپ بچھوؤں مگرمچھوں اور دوسرے درندوں پر بھی اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔"

بھیوسانگ کو یقین آ گیا۔ کیونکہ یہ درندے جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ اس نے کہا:

"کیا تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ انسانی سانپ یعنی ناگ یہاں کس جگہ پر قید ہے؟"

انسانی تندوا بولا:

"اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتا دیتا یہ راز یہاں سوائے راجہ بھیروں کے دوسرے کسی کو معلوم نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے اب اس سے پوچھا کہ یہ جو یہاں مینار بنے ہوئے ہیں ان کے اندر کیا ہے؟ اس کے جواب میں انسانی تندوا بولا :

"عظیم سامری کے فرزندا ان میناروں میں راجہ بھیروں باہر سے پکڑ کر لائے گئے ایسے آدمیوں اور عورتوں کی قربانی کرتا ہے جو بدروحوں سے ڈر کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ ان کو ان میناروں میں آگ میں ڈال کر زندہ بھون دیا جاتا ہے۔"

تھیوسانگ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ انسانی تندوا کہنے لگا

"عظیم سامری کے بیٹے! اب مجھے اس عذاب سے نجات دلاؤ۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ ساری زندگی تمہارا وفا دار رہوں گا۔"

تھیوسانگ نے دوسری بار انگلی سے اسے چھوا تو وہ سے اپنے پورے قد کا ہو گیا۔ اس کے حلق سے پھر وہی ہلکی ہلکی خرخراہٹ کی آواز اور ہونٹوں سے بھاپ نکلنے لگی۔ تھیوسانگ نے کہا :

"اب میں ظالم راجہ بھیروں کا مقابلہ کرنے جاتا ہوں خبردار اگر تم نے میرے بارے میں کسی کو بھی کچھ بتایا تو میں وہیں سے تم پر طلسم پھونک کر مکڑی

سے بھی چھوٹا بنا دوں گا۔"

انسانی تندوے نے اپنا سر تھیوسانگ کے آگے جھکا دیا بولا :

"میرے آقا! مجھے اپنا وفا دار غلام سمجھو۔ میں کسی کے آگے تمہارا ذکر تک نہیں کروں گا۔"

اس کے بعد انسانی تندوے نے تھیوسانگ سے بھی وعدہ لیا کہ وہ اس کا ذکر راجہ بھیروں سے بالکل نہیں کرے گا اس نے اسے راجہ بھیروں کے خفیہ تہہ خانے کے بارے سراغ دیا تھا۔ تھیوسانگ نے ایک بار پھر وعدہ کر لیا اور راجہ بھیروں کے بڑے مینار کا پتہ پوچھ کر انوں کے درمیان سے گذر کر آسیبی بستی کے بڑے مینار طرف چل پڑا۔ یہ معلوم کر کے تھیوسانگ کو بڑا اطمینان ہوا تھا کہ یہاں کی مخلوق ان کے جسموں کی بو نہیں پا سکتی

بڑا مینار آسیبی بستی کی ویران سڑکوں کے آخری کنارے پر ایک گول چھوٹے سے ٹیلے کے اوپر بنا ہوا تھا۔ اس ٹیلے اوپر تھیوسانگ کو ایسی بڑے سائز کی چھپکلیاں بالکل سیدھی کھڑی نظر آئیں جن کے سر ڈراؤنے انسانوں کے تھے۔ تھیوسانگ کو اب چھوٹا بن کر وہاں جانے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے جسم کو انگلی سے چھو کر خود کو چھوٹا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنایا اور پتھروں کے بیچ میں سے گذرتا، بڑے مینار
اس مقام پر آ گیا جہاں مگرمچھوں جتنی بڑی بڑی
اپنی دُموں پر کھڑی ادھر اُدھر چل پھر کر پہرہ دے
ان کے سر انسانوں کے تھے گول مٹول، زرد سوراخ
اور کانٹے دار شاخوں ایسے بالوں والے انسانی
وہاں اندھیرا تھا۔

تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ اسے آسانی سے کوئی
دیکھ سکتا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے پتھروں کے بیچ میں سے
مینار کے دروازے کی طرف بڑھا جہاں دو بڑی چھپکلیاں
سیدھی کھڑی پہرہ دے رہی تھیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر
کے منہ سے آگ کے زرد شعلے نکل کر مینار کے
پر پڑتے تھے کہ اگر کوئی آسیبی بدروح بھی اجازت
بغیر وہاں سے گذرنے کی کوشش کرے تو جل کر
جائے۔ تھیوسانگ زمین پر آہستہ آہستہ چلتا ایک چھپ
کے بالکل پیچھے اس کی دم کے پاس آ گیا۔ وہ
چھوٹا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح سے وہاں شور
اور راجہ بھیروں کو خبر ہو جاتی کہ کوئی جادوگر وہاں
میں کامیاب ہو گیا ہے جو سامری کا بیٹا بن ہو سکتا
اسے اپنا طلسمی جوابی حملہ کرنے کا موقع مل جاتا اور تھیو

اسے موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

تھیوسانگ بڑی چھپکلی کی دم کے بالکل قریب سے ہو کر
مینار کے دروازے کی پتھریلی چوکھٹ کے سوراخ میں آ گیا۔
اتنے میں چھپکلی کے منہ سے نکلا ہوا آگ کا زرد شعلہ اس
پر ایک تھپیڑے کی طرح پڑا۔ مگر تھیوسانگ جل نہیں سکتا تھا۔
جب شعلہ غائب ہو گیا تو تھیوسانگ خاموشی سے چوکھٹ پار
کر کے مینار کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر ایک ڈیوڑھی تھی۔
اس ڈیوڑھی میں دونوں جانب انسانی پنجر اس حالت میں کھڑے
تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے ہڈیوں والے ہاتھ میں ایک
ایک ننگی تلوار تھی جس کو وہ آہستہ آہستہ اس طرح لہرا
رہے تھے کہ اگر کوئی غیر آدمی وہاں سے گزرے تو تلوار
کے وار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

مگر تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ انسانی پنجروں کے
پیچھے سے ہو کر ڈیوڑھی میں سے گذر گیا۔ ڈیوڑھی کے پار ایک
گول راہ داری آ گئی جہاں گھپ اندھیرا تھا۔ تھیوسانگ نے
ایک پل کے لیے کھڑے ہو کر غور سے سامنے کی جانب
دیکھا۔ اسے معلوم تھا کہ کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نیچے
اس تہ خانے میں جاتا ہو گا جہاں راجہ بھیروں سامری کے
بیٹے کے انتقام سے بچنے کے لیے چھپا بیٹھا ہے۔ وہ یہ

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

بھی جانتا تھا کہ یہاں کئی قسم کے طلسم کیے گئے ہوں گے لیکن غار والے بزرگ انسان کی راکھ کی وجہ سے تھیوسانگ اور عنبر اور کیٹی پر کوئی بڑے سے بڑا جادو بھی اثر نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے وہ بے خوف ہو کر راہ داری کے اندھیرے میں دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا آگے بڑھا۔

جہاں راہ داری ایک طرف مڑ جاتی تھی وہاں اسے ایک چڑیل قسم کی عورت دیوار کے پاس کھڑی نظر آئی۔ اس کے دونوں پاؤں اُلٹے تھے۔ ہاتھ کی انگلیاں بھی اُلٹی تھیں یعنی جدھر انگوٹھا ہونا چاہیئے تھا اِدھر چھنگلی تھی اور جدھر چھنگلی یعنی چھوٹی انگلی ہونی چاہیئے تھی۔ اس طرف انگوٹھا تھا۔ ناخون بڑھے ہوئے تھے۔ بال کھلے تھے۔ آنکھیں سُرخ اور چہرہ نیلا اور کالا تھا ـــــ دو دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ چڑیلیں ایسی ہی ہوا کرتی ہوں گی۔ کیونکہ تھیوسانگ کسی چڑیل وغیرہ کو نہیں مانتا تھا۔ وہ اس عورت کو بھی کوئی ایسی بدقسمت بدروح سمجھ رہا تھا جس نے زندگی میں بہت گناہ کیے تھے اور مرنے کے بعد قدرتی طور پر وہ چڑیل بن گئی تھی۔ اس لیے تھیوسانگ اس وقت تک اسے کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا جب تک کہ وہ خود اس پر حملہ نہیں کرتی۔ چڑیل آہستہ آہستہ آگے پیچھے جھول رہی تھی۔ تھیوسانگ دیوار کے اندھیرے میں چھپا اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک اسے چڑیل کے پیچھے دیوار میں

ایک بالکل سیدھا، درز کی طرح کا ایک شگاف نظر آیا جو دو انچ سے زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ تھیوسانگ اگر پورے قد سے ہوتا تو اس میں سے کبھی نہیں گذر سکتا تھا۔ وہ بالکل چھوٹا تھا اس لیے بڑی آسانی سے اس میں سے گذر گیا۔ شگاف کے آگے ایک بہت ہی تنگ راستہ تھا جس میں سے بڑی مشکل سے ایک دبلا پتلا آدمی ہی گذر سکتا تھا۔ تھیوسانگ اس اندھیرے راستے سے بھی گذر گیا۔ اس کے آگے سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی بیل خراٹے لے رہا ہو۔

تھیوسانگ رک کر غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ پھر وہ بڑی دھیمی رفتار سے آگے بڑھا۔ اب سامنے ایک تنگ دروازہ تھا جس کے باہر ویسی ہی چھپکلی اپنی دم پر کھڑی آہستہ آہستہ آگے پیچھے جھوم رہی تھی۔ تھیوسانگ جلدی سے دیوار کے ساتھ ہو گیا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ اندھیرے میں اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آہستہ آہستہ قدم قدم آگے بڑھتے ہوئے وہ تنگ دروازے میں سے دوسری طرف چلا گیا۔ یہ بس زمین دوز چھوٹا سا تہہ خانہ تھا۔ یہاں بالکل اندھیرا نہیں تھا۔ تہہ خانے کے درمیان میں زمین پر ایک پھولے ہوئے پیٹ والا آدمی بالکل سیدھا لیٹا تھا۔ اس کا جسم چھوٹے قد کا تھا ایسا تھا۔ چہرے پر ناک کی جگہ ایک چھوٹی سی سونڈ باہر نکلی ہوئی تھی۔ پیٹ اور چہرے کے سوا باقی سارا جسم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالے سیاہ بالوں کے گچھوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس
سرہانے ریچھ کی کھوپڑی پر ایک موم بتی روشن تھی
ہاتھی نما ڈراؤنا آدمی بڑے بھیانک خراٹے لے رہا تھا
راجہ بھیروں تھا۔

تھیوسانگ اس کے پاؤں کے پاس آ کر رک گیا۔
اسے بونا بنا کر اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے
سے اس کے بالوں بھرے پاؤں کے ساتھ انگلی لگا دی
لیکن وہ یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ راجہ بھیروں چھوٹا
ہوا تھا۔ تھیوسانگ فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ
شخص کے پاس جو زبردست طاقت اور جادو ہے
کی وجہ سے وہ چھوٹا نہیں ہوا۔ پاؤں پر انگلی لگنے سے
بھیروں کی سونڈ میں سے زبردست پھنکار کی آواز نکلی۔ اس
اپنا ڈراؤنا سر اٹھا کر زرد آنکھوں سے تہہ خانے میں چا
طرف دیکھا۔

تھیوسانگ نے بڑی عقل مندی کی تھی کہ بجائے
اُدھر چھپنے کے وہ راجہ بھیروں کے پاؤں کے قریب
ٹخنے کے پاس چھپ کر بیٹھ گیا تھا۔ راجہ بھیروں نے
بالوں بھرا ہاتھ بڑھا کر اپنے پاؤں کو کھجایا۔ تھیوسانگ
تیزی سے لیٹ گیا۔ کیونکہ راجہ بھیروں کا بالوں بھرا ہاتھ

اس کے بالکل پاس ہی تھا۔ جس کی انگلیوں کے چھڑیوں
ایسے ناخن سے اپنے پاؤں کو کھجا رہے تھے۔ تہہ خانے میں
عجیب قسم کی ناگوار بُو پھیلی ہوئی تھی۔ راجہ بھیروں نے
ہاتھ اوپر کر لیا اور دوبارا سو گیا۔ کیونکہ اس کے حلق
سے پھر وہی بھیانک خراٹے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔
تھیوسانگ کا سب سے بڑا ہتھیار راجہ بھیروں پر ناکام
ہو گیا تھا۔ یعنی وہ اسے چھوٹا بنا کر اپنے قبضے میں کرنے
میں ناکام رہا تھا۔ اب اگر وہ زیادہ دیر وہاں رکتا
تو کسی نہ کسی مشکل میں پھنس سکتا تھا۔ چنانچہ وہ دروازے
کی طرف بڑھا۔

اس نے قدم اٹھایا ہی تھا کہ اس کا ایک بازو زمین
پر رکھی ہوئی ریچھ کی کھوپڑی سے ٹکرا گیا۔ کھوپڑی کا منہ
کھلا تھا۔ اس کے اندر سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں
راجہ بھیروں کے خراٹے اچانک بند ہو گئے۔ ریچھ کی
کھوپڑی کی آواز شاید خطرے کا سگنل تھا کہ تہہ خانے میں
کوئی غیر آدمی موجود ہے۔ تھیوسانگ باہر جانے کی بجائے
چھری سے اچھل کر ریچھ کی کھوپڑی کے کھلے منہ میں کود
گیا اور اس کے حلق میں جا کر پھنس گیا۔ کیونکہ ریچھ
کی کھوپڑی کا حلق تھیوسانگ سے بڑا نہیں تھا۔ ریچھ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حلق کی آواز رُک گئی۔ تھیوسانگ ریچھ کے دانتوں سے دیکھ رہا تھا کہ راجہ بھیروں اٹھ کر ادھر ادھر ہے۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخن سے رگڑا۔ ایک بجلی سی چمکی اور سارا تہہ خانہ روشن

راجہ بھیروں نے اٹھ کر تہہ خانے کا کونہ کونہ وہ۔ بدوضع بے ڈول ہاتھی کی طرح تھا جس کا جسم بھرا تھا۔ صرف ڈھول ایسی پھولی ہوئی توند یعنی پیٹ نہیں تھے۔ اس کے حلق سے گدھ کی طرح کی خراش آواز نکلی:

"کہاں ہے وہ؟"

یہ جملہ اس نے اپنی زبان میں شاید ریچھ کی کھوپڑی پوچھا تھا۔ مگر چونکہ ریچھ کی کھوپڑی کے گلے کو تھیوسانگ بند کر رکھا تھا اس لیے اس کے اندر سے کوئی آواز نکل سکی۔ راجہ بھیروں نے غصے میں آ کر ریچھ کی کو بُرا بھلا کہا اور دوبارا سو گیا۔ جب اس کے خ آواز تہہ خانے میں ایک بار پھر گونجنے لگی تو دو سے رینگ کر کھوپڑی سے باہر کود گیا۔ اسے معلوم ریچھ کی کھوپڑی اب زیادہ شور مچائے گی۔ کیونکہ اس تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ تھیوسانگ نے ریچھ

کھوپڑی کو انگلی سے چھُو دیا۔ وہ سمٹ کر، سکڑ کر چھوٹے آلوچے کی گٹھلی یعنی گنگ جتنی ہو گئی۔ موم بتی اس کے سر پر سے گر پڑی۔ تھیوسانگ نے اسے وہیں چھوڑا اور دروازے کی طرف بھاگا۔ جس طرح سے وہ راجہ بھیروں کے تہہ خانے میں داخل ہوا تھا اسی طرح بچتا بچاتا وہ راجہ بھیروں کے بڑے اور پراسرار تہہ خانے والے مینار سے نکلا اور اندھیرے میں اس طرف چل پڑا جہاں عنبر اور کیٹی کو چھوڑ آیا تھا۔ وہ پہلے ہی سے اس کی راہ دیکھ رہے تھے۔ کھڈ کے قریب آتے ہی تھیوسانگ نے اپنے آپ کو پورے سائز کا کیا اور عنبر کیٹی کو ساری روئداد یعنی جو کچھ اس کے ساتھ گذری تھی سنا دی:

عنبر اور کیٹی چپ چاپ اس کی ٹراؤنی کہانی سن رہے تھے۔ عنبر نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ ناگ اسی راجہ بھیروں کے قبضے میں ہے۔ کم از کم یہ اطلاع تو ہمیں مل گئی۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر ہمیں یہ تو معلوم ہی نہیں کہ وہ کہاں قید ہے یا اسے طلسم میں جکڑ کر کہاں ڈال رکھا گیا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس کا کھوج بھی لگا لیں گے۔ اس کم بخت پر میرا حربہ ناکام رہا۔ اگر وہ چھوٹا ہو جاتا تو ہم اس سے ناگ کے بارے میں سب کچھ معلوم کر سکتے تھے۔ اسی لیے میں وہاں سے واپس آ گیا کہ تمہیں ساری بات بتا دوں اور پھر ہم مل کر کوئی دوسری ترکیب سوچیں۔"

کیٹی کہنے لگی:

"ایک اور نقطہ ہمیں ملا ہے کہ راجہ بھیروں اپنے دشمن سامری کے بیٹے سے خوف زدہ ہے اور اس سے ڈر کر تہہ خانے میں چھپا ہوا ہے۔"

بھیوسانگ نے کہا:

"یہ تو ٹھیک ہے مگر انسانی تندوے کے کہنے کے مطابق وہ ناگ کے ذریعے اس بہت بڑے طلسم کو حاصل کرنے کی کوشش میں ہے جس کے مل جانے کے بعد سامری کا بیٹا بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا اس لیے اب زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم ناگ کو جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکال کر لے جائیں کیونکہ ایک بار راجہ بھیروں کو ناگ کی مدد سے طاقت مل گئی تو پھر راجہ بھیروں کو ختم کرنا اور ناگ کو یہاں سے اپنے ساتھ لے جانا ناممکن ہو گا۔"

عنبر کہنے لگا:

"مگر ہمیں پتہ تو چلنا چاہیے کہ ناگ ہے کہاں؟"

بھیوسانگ عنبر اور کیٹی تینوں خاموش ہو گئے۔ وہ تینوں اس وقت یہی سوچ رہے تھے کہ ناگ کا کھوج کیسے لگایا جائے اور کس ذریعے سے اس کا کھوج لگایا جا سکتا ہے۔ انسانی تندوے نے بڑی عاجزی سے کہہ دیا تھا کہ وہ دنیا کے سارے کام کر سکتا ہے مگر ناگ کے بارے میں کھوج نہیں لگا سکتا۔ حقیقت یہ تھی کہ سوائے راجہ بھیروں کے اور کسی کو وہاں ناگ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔

اب اندھیرا بہت گہرا ہو گیا تھا۔ زرد دھندلی روشنی غائب ہو چکی تھی۔

کیٹی کہنے لگی:

"اس بستی پر رات کی چادر پھیل گئی ہے۔ ہمیں اس تاریکی اور خاموشی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رات کے اندر اندر کچھ کر لینا چاہیے ورنہ دن نکل آیا تو پھر مشکل ہو گی۔"

عنبر بولا: "میرا خیال ہے ہمیں بستی کی دوسری جانب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا کر دیکھنا چاہیے کہ وہاں کیا ہے۔ ہو سکتا ہے
وہاں ناگ کی خوشبو کسی طرف سے آ جائے"۔
یہ خیال کیٹی اور تھیوسانگ کو پسند آیا اور وہ کھ
اندر ہی اندر سوکھے نالے کے ساتھ ساتھ آسیبی بستی
دوسری جانب روانہ ہو گئے۔

تھیوسانگ کا دشمن ناگ

عجیب رات تھی۔ عجیب وقت تھا۔
نہ کوئی آواز سنائی دی تھی۔ نہ آسمان وہاں پر تھا۔
زمین پر گھاس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ فضا میں ایک
ناگوار گیس کی بو مسلسل پھیلی ہوئی تھی۔ ایسی بو عام طور
پر ایسے غاروں سے آیا کرتی ہے جہاں ہزاروں برس
سے چمگادڑیں آباد ہوں۔ نالے کے اندر ہی اندر چلتے چلتے
جب وہ بستی کی دوسری طرف پہنچے تو انہیں یہاں ایک
ایسی آواز سنائی دی کہ تینوں کے قدم وہیں رک گئے۔ یہ
آواز ایک عورت کی تھی اور قریبی پراسرار مینار سے آ رہی
تھی۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی۔
"مجھے اس کے پاس نہ بھیجو۔ میں اس کے پاس
نہیں جاؤں گی"۔
اس کے ساتھ ہی کسی کی کرخت خرخراتی آواز ابھری۔
"اس کو آگ میں ڈال کر بھون دو"۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر عورت نے چیخ کر کہا:

"میں جاتی ہوں۔ میں جاتی ہوں۔ میں کل جاؤں گی۔ کل رات کو جاؤں گی۔"

اس کے بعد پراسرار مینار کے اندر سے چار پھولی ہوئی گول گول توندوں اور بھاری بھرکم سروں والے چار آدمی باہر نکلے جن کے ہاتھوں میں لمبی لمبی چھریاں تھیں۔ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی ایک دم سے نیچے ہو گئے۔ جب یہ چاروں ڈراؤنے آدمی وہاں سے بستی کے تکونے مکانوں کی طرف نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو عنبر نے سرگوشی کرتے ہوئے آہستہ سے تھیوسانگ سے کہا:

"یہ عورت کون ہو سکتی ہے اور اسے کہاں جانے کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے؟"

تھیوسانگ نے جواب میں کہا:

"یہ عورت مجھے اسی آسیبی بستی کی لگتی ہے کیونکہ وہ انہی کی زبان بول رہی تھی۔"

کیٹی نے کہا:

"لیکن وہ کہاں جانے سے انکار کر رہی ہے؟"

تھیوسانگ بولا: "ظاہر ہے اسے کسی ایسی جگہ بھیجا جا رہا ہے جہاں اس کی جان کو خطرہ ہے۔"

عنبر کچھ سوچ کر کہنے لگا:

"ہم اس عورت سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟" کیٹی نے آہستہ سے کہا:

عنبر بولا: "وہ ایسے کہ ہم اسے جان کا تحفظ دیں گے۔ اسے یہاں سے نکال کر کسی محفوظ جگہ پر پہنچانے کا وعدہ کر کے اس سے اپنے مطلب کی بات پوچھیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"پہلے یہ تو دیکھنا چاہیے کہ یہ ہے کون اور کہاں جانے پر تیار نہیں ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"تو کیا ہم اس کے اچانک سامنے چلے جائیں؟ ہو سکتا ہے وہ ہمیں برداشت نہ کرے اور شور مچا دے۔"

عنبر بولا: "ایسا ہونے کا امکان ایک فیصد ہے۔ ننانوے فی صد اس بات کا امکان ہے کہ وہ اپنی جان کے بدلے ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہو جائے گی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"تو پھر کیا خیال ہے۔ میں اندر مینار میں جاؤں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیونکہ آخر مجھے ہی جانا ہوگا۔"

عنبر کہنے لگا:

"تم ٹھیک کہتے ہو بھیوسانگ بھیا! یہ کام بھی تمہیں ہی کرنا پڑے گا۔ ہم یہاں ٹھہرتے ہیں۔ تم اندر جاکر معلوم کرو کہ یہ قصہ کیا ہے۔"

بھیوسانگ مینار کی طرف چل پڑا۔ مینار کے اندر سے ہلکی ہلکی زرد رنگ کی پھیکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اندر زرد آگ روشن ہو۔ بھیوسانگ مینار کے دروازے کے قریب جاتے ہی چھوٹا بن گیا اور پھر دروازے کی چوکھٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر دوسری طرف چلا گیا۔

اس نے دیکھا کہ یہ مینار بھی اسی پراسرار مینار جیسا تھا جو کہ وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ مینار کے درمیان میں چھوٹے سے گڑھے میں آگ روشن تھی اور شعلے اوپر کو اٹھ رہے تھے۔ آگ کے اوپر لوہے کی سلاخ رکھی تھی۔ شاید اس سلاخ میں زندہ انسانوں کو پرو کر کباب کی طرح بھونا جاتا ہوگا اور اسی طرح بھونے جانے کی اس عورت کو بھی دھمکی دی گئی ہوگی۔ آگ کی ایک جانب دیوار کے ساتھ ایک دبلی پتلی عورت زنجیر کے ساتھ بندھی ہوئی سر جھکائے بیٹھی تھی۔ بھیوسانگ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اس

عورت کی شکل باہر کی عام عورتوں کی طرح تھا۔ وہ اس جیسی بستی کی مخلوق نہیں تھی۔ بھیوسانگ کو یاد آ گیا کہ انسانی تندوے نے کہا تھا کہ ان میناروں میں کبھی کبھی باہر سے لائی ہوئی عورتوں کو راجہ بھیروں کی مرضی سے آگ پر بھون کر قربان کیا جاتا ہے۔ تو کیا یہ باہر سے لائی ہوئی عورت ہے؟ مگر اسے ابھی تک قربان کیوں نہیں کیا گیا؟ اور یہ اس مخلوق کی زبان کیوں بول رہی تھی؟ بھیوسانگ نے اپنی اصل صورت اور انسانی قد کاٹھ میں اس کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ایک پل میں پورا جوان آدمی کے قد کا بن گیا۔

آگ کی روشنی میں عورت کو ایک آدمی کا سایہ نظر آیا۔ اس نے سر اٹھائے بغیر ہی غم زدہ آواز میں کہا:

"مجھے آگ پر نہ بھونو۔ میں کل اس کے پاس چلی جاؤں گی۔"

بھیوسانگ قریب جا کر بیٹھ گیا اور بولا:

"تم کون ہو بہن؟"

یہ الفاظ بھیوسانگ نے باہر کے ملک ہندوستان کی عام زبان میں کہے تھے۔ ان الفاظ کو سنتے ہی عورت نے اپنا چہرہ اٹھا کر بھیوسانگ کو دیکھا۔ وہ ہکا بکا ہو گئی اور اکھڑتے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

اکھڑے لہجے میں بولی:

"تم۔ تم یہاں کیسے آ گئے، چلے جاؤ۔ بھگوان کے لیے چلے جاؤ۔ یہ تمہیں بھون کر کھا جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"میری بہن! میں تمہیں بچانے آیا ہوں۔"

وہ عورت چونک کر بولی:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم اس مخلوق کو نہیں جانتے یہ بدروحیں ہیں۔ یہ تمہیں ابھی پکڑ کر ہڑپ کر جائیں گی تم نے مجھے بہن کہا ہے۔ تم مجھے اپنے بھائی لگتے ہو بھگوان کے لیے یہاں سے چلے جاؤ۔"

تھیوسانگ نے بڑے اعتماد سے کہا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

عورت نے کہا: "کملا"

تھیوسانگ بولا: "کملا بہن! میرے ساتھ بھی میری ایک بہن اور ایک بھائی ہے جو یہاں قریب ہی چھپے ہوئے ہیں۔ ہم تمہیں یہاں سے بچا کر لے جائیں گے۔"

کملا پھٹی پھٹی آنکھوں سے تھیوسانگ کو تکنے لگی:

"تم لوگ یہاں کیسے آ گئے؟"

تھیوسانگ بولا: "پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں ابھی کوئی آئے گا تو نہیں؟"

کملا نے کہا:

"نہیں۔ وہ لوگ کل رات تک یہاں نہیں آئیں گے کیونکہ انہیں یقین ہے کہ میں یہاں سے کہیں فرار نہیں ہو سکتی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"پھر میں اپنی بہن کیٹی اور بھائی عنبر کو بھی یہاں بلا لیتا ہوں۔ ہاں۔ میرا نام تھیوسانگ ہے ابھی ہم تمہیں یہ نہیں بتائیں گے کہ ہم یہاں کیسے پہنچے۔ اس سے پہلے تمہیں ہمیں اپنی کہانی سنانی ہو گی۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ باہر گیا اور عنبر اور کیٹی کو بھی بلا کر مینار کے اندر لے آیا۔ عنبر اور کیٹی نے بھی کملا کو دیکھا تو کافی حیران ہوئے۔ کملا کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ باہر کے انسان اس آسیبی زمین دوز بستی میں کیسے آ گئے ہیں۔ مگر ان کے آنے سے کملا کو کچھ حوصلہ بھی ہوا تھا۔

تھیوسانگ بولا:

"کملا بہن! میرے پاس بھی ایک جادو ہے جس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدد سے میں تمہاری زنجیریں کھول رہا ہوں"۔

یہ کہہ کر بھیوسانگ نے کملا کے جسم کے گرد بندھی ہوئی لوہے کی زنجیر کو انگلی سے چھُوا تو وہ اتنی چھوٹی ہو گئی کہ کملا کے جسم سے الگ ہو کر گھڑی کے چھوٹے سے چین کی طرح نیچے گر پڑی۔ بھیوسانگ نے اس ننھی سی زنجیر کو وہیں رہنے دیا اور کملا سے اس کی داستان پوچھی کہ وہ کون ہے اور کہاں جانے سے خوف کھا رہی تھی؟

کملا نے کہا:

"میں بملا پٹی قصبے کی رہنے والی ہوں۔ اپنے بال بچوں کے ساتھ وہاں رہتی تھی۔ ایک رات جھونپڑی کے باہر سو رہی تھی کہ اچانک ایک سایہ میرے اوپر آ کر جھکا اور میں بے ہوش ہو گئی۔ وہ آسیبی سایہ تھا جو مجھے وہاں سے اٹھا کر اس منحوس بستی میں لے آیا۔ مجھے چھ ماہ تک اس مینار میں قید کر کے رکھا گیا۔ مجھے کھانے پینے کے لیے خوب دیا جاتا۔ مجھے بتایا گیا کہ ایک ماہ بعد مجھے راجہ بھیروں کی مرضی سے آگ میں ڈال کر قربان کر دیا جائے گا۔ میرا رنگ زرد ہو گیا۔ مگر میں ان کے رحم و کرم پر تھی۔ کوئی آواز بلند نہیں کر سکتی تھی۔

سر جھکا کر بیٹھ گئی اور اپنی موت کا انتظار کرنے لگی پھر جب میری قربانی کا وقت آیا تو اچانک میری موت کا وقت ٹل گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ اب مجھے ایک سانپ کے آگے ڈالا جائے گا جو مجھے ڈسے گا اور جب میرا جسم اس کے زہر کی وجہ سے سیاہ ہو کر مردہ ہو جائے گا تو میرے جسم بوٹی بوٹی کر کے اس خاص سانپ کو کھلا دیا جائے گا۔ مجھے یہ موت قبول نہیں تھی اسی لیے میں بار بار کہہ رہی تھی کہ میں اس سانپ کے پاس نہیں جاؤں گی"۔

حیرت بھیوسانگ اور کیٹی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ سب کے ذہن میں ایک ہی سوال تھا کہ کیا یہ سانپ ہمارا پرانا ساتھی دوست اور بھائی ناگ ہی ہے؟

بھیوسانگ نے کملا کو سوال کیا:

"یہ سانپ کہاں سے یہاں آ گیا ہے؟ کیا اس کے بارے میں تمہیں کچھ معلوم ہے؟"

کملا نے کہا:

"میں نے ان کی باتوں سے اندازہ لگایا ہے کہ یہ کوئی جادو کا سانپ ہے جس کو یہ مجھے کھلا کر اپنے قبضے میں کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہاں چھ ماہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ہوں اس لیے اس مخلوق کی زبان جاننے لگی ہوں۔"

کیٹی نے پوچھا:

"کیا وہ اس سانپ کا کوئی نام لیتے تھے؟"

کملا کچھ سوچ کر بولی:

"ہاں وہ اسے ناگ کے نام سے پکارتے ہیں۔"

عنبر اچھل پڑا:

"یہ ناگ ہی ہے کیٹی۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بھی چونک سے پڑے تھے۔

کملا نے تعجب سے کہا:

"کیا تم اس سانپ کو جانتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"کملا بہن! ناگ ہمارا بھائی ہے۔ اصل میں وہ ناگ دیوتا ہے اور انسان بن کر ہمارے ساتھ رہتا تھا کہ یہ مخلوق اسے اغوا کر کے یہاں لے آئی ہے ہم اس کی تلاش میں ہی یہاں آئے ہیں۔"

کملا بولی: "اگر وہ ناگ دیوتا ہے تو ان بدروحوں کا غلام کیسے بن گیا؟"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ناگ دیوتا پر راجہ بھیروں کے طلسم کا اثر ہوا ہے۔ راجہ بھیروں کا طلسم زبردست ہے مگر اگر تم ہمارا ساتھ دو تو ہم ناگ کو اور تم کو بھی یہاں سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

کملا جلدی سے بولی:

"تم مجھے جو کہو گے وہی کروں گی۔ بھگوان کے لیے مجھے جس طرح ہو سکے یہاں سے نکال کر میرے بچوں کے پاس لے چلو۔"

عنبر نے کہا:

"یقین کرو ہم تمہیں لے جائیں گے۔"

کملا بولی: "مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

عنبر اور تھیوسانگ اور کیٹی نے کچھ دیر الگ ہو کر آپس میں مشورہ کیا۔ پھر عنبر نے کملا سے کہا:

"تمہیں پہلا کام یہ کرنا ہو گا کہ کل جب یہ لوگ تمہیں ناگ کے پاس لے جانے کے لیے آئیں تو تم ان کے ساتھ چلی جانا۔"

کملا ہاتھ باندھ کر بولی:

"بھگوان کے لیے ایسا نہ کہو۔ کیا تم میرے بھائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو کر مجھے سانپ سے ڈسوا کر ہلاک کروانا چاہتے ہو؟ کیا تم بھی یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے بھائی سانپ ناگ کی خوراک بن جاؤں؟"

عنبر نے کہا:

"یقین کرو کملا بہن! تمہیں ناگ کچھ نہیں کہے گا۔ وہ تمہیں ڈسے گا ضرور مگر اپنا زہر تمہارے جسم میں داخل نہیں کرے گا۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" کملا نے پریشانی کے ساتھ کہا۔

عنبر بولا: "اس لیے کہ ہم میں سے ایک آدمی تمہارے ساتھ جائے گا جو ناگ کو تمہارے جسم میں اپنا زہر داخل کرنے سے روک دے گا۔"

"یہ — یہ ناممکن ہے۔" کملا بولی۔ "آسیبی بدروحیں تمہارے آدمی کو کھڑے کھڑے دو ٹکڑے کر دیں گی۔"

تھیوسانگ سمجھ گیا تھا کہ عنبر اسے کملا کے ساتھ بھیجنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا:

"کملا! میں تمہارے ساتھ ایسی حالت میں چلوں گا کہ کوئی آسیبی بدروح مجھے نہ دیکھ سکے گی مگر ناگ مجھے پہچان لے گا۔"

کملا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ بولی:

"تم — تم کس حالت میں میرے ساتھ چلو گے؟"

اب تھیوسانگ نے سوچا کہ وقت آ گیا ہے کہ کملا پر اپنی کرامت ظاہر کر دی جائے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ وہ زندہ رہے گی۔

تھیوسانگ نے کہا:

"میری طرف دیکھتی رہو۔ تم پہلے بھی دیکھ چکی ہو کہ میرے پاس ایک خاص جادو ہے جس کی مدد سے میں نے تمہاری زنجیر کو چھوٹا کر دیا تھا۔ اب میں اپنے آپ کو چھوٹا کرنے لگا ہوں۔"

کملا کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ تھیوسانگ کو تک رہی تھی۔ تھیوسانگ نے اپنی سیدھی انگلی اپنی گردن کے ساتھ لگائی اور وہ ایک سیکنڈ میں چھوٹی انگلی کے برابر ہو کر کملا کے پاؤں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ کملا ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔

"بھگوان! بھگوان!"

اس کے منہ سے حیرت کے ساتھ نکل گیا۔ تھیوسانگ نے دوسری بار انگلی سے اپنے آپ کو چھوا اور پھر سے بڑا ہو گیا اور بولا:

"یہ میری کرامت تھی۔ جادو نہیں تھا۔ بس میں چھوٹا سا بن کر تمہارے بازو میں چھپ کر تمہارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ ناگ کے پاس چلا جاؤں گا۔ ہمارا مقصد اپنے بھائی ناگ کے سامنے جا کر اس سے ملنا اور اس کو یہاں سے باہر نکال لے جانا ہے۔"

کملا نے کہا:

"اگر یہ بات ہے تو تم یہ کیوں چاہتے ہو کہ ناگ مجھے ضرور ڈسے؟ تم اسے وہیں سے اٹھا کر فرار ہو سکتے ہو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ایسی روحوں کی موجودگی میں اگر ہم نے ایسا کیا تو ہو سکتا ہے میں بچ جاؤں مگر تم کو وہ بدروحیں زندہ نہیں چھوڑیں گی۔"

عنبر بولا: "ہمیں ان بدروحوں کی حکمت عملی کے مطابق چل کر تمہیں اور اپنے ساتھی ناگ کو یہاں سے نکالنا ہے اور یہ ایسے ہی ہو سکتا ہے کہ جس طرح وہ کہیں تم اسی طرح کرو۔"

اب کیٹی نے کملا کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

"اس بات کا تم پورا بھروسہ رکھو کہ جب ناگ تھیوسانگ کو دیکھے گا تو وہ سمجھ جائے گا کہ ہم اسے یہاں سے نکال لے جانے کے لیے آ گئے ہیں اور پھر تھیوسانگ

سانپ کی زبان میں ناگ کو خبردار کر دے گا کہ کملا ہماری بہن ہے اور وہ اس کے جسم کے ساتھ منہ ضرور لگائے مگر زہر داخل نہ کرے۔ ایسی بدروحیں یہی سمجھیں گی کہ ناگ سانپ نے تمہیں ڈس دیا ہے۔ تم بھی ایسی ہی اداکاری کرنا اور تڑپنا شروع کر دینا۔ مگر بے ہوش مت ہونا تاکہ وہ لوگ تمہیں ہلاک نہ کر ڈالیں۔ تم ہوش میں رہو گی تو وہ ایک بار پھر ناگ سے تمہیں ڈسوانے کی کوشش کریں گے۔ ناگ دوسری بار بھی زہر تمہارے جسم میں داخل نہیں کرے گا۔ ہو سکتا ہے پھر وہ بدروحیں دوسرے روز وہاں آنے کے لیے چلی جائیں۔"

عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے سمجھانے سے کملا تیار ہو گئی۔ ویسے بھی وہ بدروحیں اسے ناگ سے ڈسوانے لے جا رہی تھیں۔ اور وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ کملا نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس طرح سے اس کی جان بچ جائے اور وہ اپنے بچوں کے پاس واپس پہنچ جائے۔

اب عنبر کیٹی اور تھیوسانگ نے کملا سے راجہ بھیروں کے بارے میں پوچھنا شروع کیا کہ وہ کس طرح سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ راجہ بھیروں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

باہر کی دنیا کے انسانوں کو اس کے ظلم سے نجات
چاہتے تھے۔ کیونکہ کملا کی زبانی انہیں معلوم ہوا تھا کہ
بھیروں کے آسیبی بھوت سال میں دو تین مرتبہ باہر
کوئی نہ کوئی انسان پکڑ کر وہاں لاتے ہیں اور اسے
قربانی کے میناروں میں جلا کر بھون ڈالتے ہیں۔

کملا نے کہا:

"راجہ بھیروں ایک مکروہ اور منحوس بدروح ہے۔ اس
کی طاقت اور جادو کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔"

کملا نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ اگر ڈرتا ہے تو صرف
سامری کے بیٹے سے ڈرتا ہے جس کا بیٹا اس سے انتقام
لینے پہنچنے ہی والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زمین دوز تہہ
میں چھپ گیا ہے جہاں آس پاس جادو کا حصار کھنچا ہوا
ہے اور کوئی جادوگر اس سرحد کے اندر داخل نہیں ہو
جب تھیوسانگ نے بتایا کہ وہ راجہ بھیروں کے تہہ خانے
سے ہو آیا ہے تو کملا کو یقین نہ آیا۔ تھیوسانگ نے
یہ نہ بتایا کہ بزرگ انسان کی راکھ کی وجہ سے اس پر اور
اور عنبر پر راجہ بھیروں کے جادو کا اثر نہیں ہو سکتا۔ سارا دن
عنبر کیٹی اور تھیوسانگ وہیں چھپے رہے۔

جب رات ہو گئی تو عنبر نے کملا سے کہا،

"اب وہ لوگ تمہیں لینے آئیں گے۔ تھیوسانگ ایک
ننھے سے بونے کی شکل میں تمہارے ساتھ جائے گا
تم فکر مت کرنا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا اور ناگ
تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

کملا اب بھی ڈر رہی تھی۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اگر
تھیوسانگ اس کے ساتھ نہ بھی جائے تب بھی آسیبی مخلوق
اسے ناگ کے سامنے لے جائیں گے۔ اس طرح سے کم از کم
تھوڑی بہت یہ اُمید ضرور تھی کہ شاید ناگ اسے کچھ نہ کہے۔

عنبر اور کیٹی تھیوسانگ نے باقاعدہ منصوبہ تیار کر لیا تھا۔
اس کے تحت عنبر اور کیٹی کو مینار کے عقب میں چھپے رہنا
تھا جب کہ تھیوسانگ کو کملا کے ساتھ جانا تھا۔ عنبر اور کیٹی
رات کا اندھیرا ہوتے ہی مینار کے پیچھے جا کر تاریکی میں چھپ
کر بیٹھ گئے۔ کیونکہ آسیبی مخلوق کسی وقت بھی وہاں آ سکتی تھی۔
تھیوسانگ نے زنجیر کو انگلی لگا کر دوبارا بڑا کر کے اس سے
کملا کو اسی طرح باندھ دیا جس طرح وہ پہلے بندھی ہوئی تھی۔
پھر اس نے اپنی گردن سے انگلی لگائی اور کملا کی چھوٹی انگلی
کے سائز کا ہو گیا۔ کملا تو اسے دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اس نے
جھک کر تھیوسانگ کو غور سے دیکھا اور بولی،

"تھیوسانگ بھائی! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ کی اسے کمزور سی آواز آئی:

"میں تمہاری آواز بھی سن رہا ہوں اور تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ اب تم ایسا کرو کہ مجھے زمین پر سے اٹھا کر اپنی قمیض کی آستین میں چھپا لو۔ باقی کام میں وہاں جا کر خود کر لوں گا۔"

کملا نے ایسا ہی کیا۔ اس نے ننھے تھیوسانگ کو زمین پر سے اٹھایا اور اپنی قمیض کی آستین میں چھپا دیا۔ تھیوسانگ قمیض کے اندر کملا کے بازو کے ساتھ چمٹ کر بیٹھ گیا۔ کملا کا بازو اسے کسی بہت بڑے درخت کا تنا معلوم ہوتا تھا۔ وہ قمیض کے ایک سوراخ میں سے باہر بھی دیکھ رہا تھا۔ کملا سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔ آخر چاروں آسیبی انسان ہاتھوں میں لمبی لمبی چھریاں تھامے مینار کے دروازے میں داخل ہوئے۔ کملا نے انہیں چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے دیکھا اور گڑگڑا کر آخری بار رحم کی درخواست کی۔ مگر ان آسیبی لوگوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ جانتے ہی نہیں تھے کہ رحم کس چڑیا کا نام ہے۔ انہوں نے کملا کی زنجیر کھول دی۔ پھر انہوں نے اسے اٹھا لیا اور ڈولی ڈنڈا کرتے مینار سے لے کر نکل گئے۔

تھیوسانگ کملا کے بازو سے چمٹا اس کے ساتھ ہی باہر آ گیا تھا۔ عنبر اور کیٹی نے بھی مینار کے عقب سے اندھیرے میں

لوگوں کو جاتے دیکھ لیا تھا۔

کیٹی نے تشویش کے ساتھ کہا:

"عنبر! کہیں ایسا نہ ہو کہ ناگ جادو کے اثر کی وجہ سے تھیوسانگ کو پہچان ہی نہ سکے۔ پھر تو اس عورت کا بچنا بہت مشکل ہے اور خدا جانے پھر تھیوسانگ پر بھی کیا آفت نازل ہو۔"

عنبر نے کہا:

"خدا سے دعا کرو کہ ناگ اسے پہچان لے۔ میں نے اندھیرے میں تیر چلا دیا ہے اب وہ واپس نہیں آ سکتا۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

وہ دونوں خاموش ہو گئے اور تھیوسانگ کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔

اُدھر آسیبی انسان کملا کو اٹھائے زمین کے اندر پتھر کی سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں آ گئے۔ یہاں ایک زرد رنگ کی بتی روشن تھی۔ دیوار کے ساتھ ایک بڑا سا ٹوکرا پڑا تھا۔ چار آسیبی آدمی پہلے سے وہاں پر موجود تھا۔ کملا کو انہوں نے زمین پر بٹھا دیا اور اس کے ہاتھ رسّی سے پیچھے باندھ دیئے۔ کملا کا چہرہ خوف کے مارے سپید پڑ گیا تھا۔ اب دیوار کے ساتھ لگا ہوا ٹوکرا اٹھا کر اس کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاروں آسیبی آدمی دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے جو آ
آدمی وہاں پہلے سے موجود تھا اس نے ٹوکرے کا ڈ
اٹھا کر پرے پھینکا اور اس کے اندر چھڑی ڈال کر ہلا

ایک رونگٹے کھڑی کر دینے والی پھنکار کی آواز ٹو
میں سے آئی اور پھر ایک بہت بڑا سیاہ سانپ
اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ اور زور زور سے جھومنے لگا۔ اس
پھن کافی چوڑا تھا اور وہ اپنی سرخ زبان بار بار باہر نک
رہا تھا۔ بھیوسانگ کملا کی قمیض کی آستین کے سوراخ میں
یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے ناگ کو پہچان لیا تھا
ناگ ہی سانپ کے روپ میں تھا۔ مگر اسے ناگ کی خوشبو
نہیں آ رہی تھی۔ یہ اس پر کیے گئے جادو کا اثر تھا۔ دہشت
کے مارے کملا کا سارا جسم سوکھے پتے کی طرح کانپ
تھا۔ سیاہ کالا سانپ پھن اٹھائے اسے اپنی مقناطیسی آنکھ
سے گھور رہا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس کا آخری وقت
آن پہنچا ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر بھگوان سے اپنی زند
کی آخری پرارتھنا کی یعنی دعا مانگی کہ بھگوان میرے پاپ یعنی
گناہ معاف کر دینا۔

کملا مرنے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ اس نے آنکھیں
بند کر کے سر جھکا لیا تھا۔ سانپ آہستہ آہستہ ٹوکرے سے
باہر نکل آیا۔ اس نے کملا کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے

ناگ کو موقع مل گیا۔ جونہی
اس کے قریب سے گذرا بھیوسانگ نے اپنے حلق
ہلکی سیٹی کی آواز نکالی۔ یہ سانپ کی زبان تھی بھیوسانگ
خبر تھا کہ چونکہ ناگ پر جادو کا اثر ہے اس لیے ہو
ہے وہ اس کی انسانی آواز کو نہ پہچانے۔ چنانچہ یہی
تی کر بھیوسانگ نے ناگ کے ساتھ سانپ کی زبان
بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا کہ کم از کم اس زبان کی
سے وہ اسے یہ تو بتا سکے گا کہ وہ ناگ ہے اور
بھیوسانگ ہوں۔ ہو سکتا ہے اس پر اثر ہو جائے۔
ناگ نے جب سانپ کو اپنے قریب سے گذرتے
تو سانپ کی زبان میں آواز دی:

"ناگ بھیا! ناگ بھیا! میں بھیوسانگ ہوں۔ اس لڑکی
کو مت ڈسنا۔ یہ ہماری دوست ہے۔"

ناگ چونکہ سانپ کے روپ میں تھا۔ اس نے اپنی زبان
کسی کو آواز دیتے سنا تو وہیں رک گیا اور اپنا پھن
کر بولا:

"تم کون ہو سانپ"؟

بھیوسانگ اپنا سر پکڑ کر رہ گیا۔ ناگ نے جادو کے
سے اسے نہیں پہچانا تھا۔ اب اسے شدید خطرہ تھا
ناگ کملا کو ضرور ڈس دے گا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے جلدی سے کہا:

"میں ناگ دیوتا کا دوست ہوں۔ میں ناگ دیوتا کی طرف سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس لڑکی کو مت ڈسنا۔"

سانپ ناگ غصّے میں پھنکارا اور اپنی زبان میں بولا:

"میں کسی ناگ دیوتا کو نہیں مانتا۔ مجھے راجہ بھیرون کا حکم ہے کہ اس لڑکی کو ڈس کر ہلاک کر دوں۔ میں اسے ضرور ڈسوں گا اور تم کون ہو۔ سامنے آؤ۔ میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اب تو تھیوسانگ سمجھ گیا کہ معاملہ الٹا ہو گیا ہے اور ناگ اس لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ بہرحال تھیوسانگ نے ناگ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے اسے پہچان بھی لیا تھا۔ اس کالے سانپ کے پھن پر ناگ کی خاص نشانی ایک سرخ کوڑی بنی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ نے بھی میدانِ جنگ میں کود پڑنے کا فیصلہ کر لیا اور بجلی ایسی تیزی کے ساتھ کملا کی آستین میں سے نکل کر زمین پر گر پڑا۔ سانپ ناگ اس کے اوپر جھک گیا۔ وہ تھیوسانگ کو ڈسنے ہی والا تھا کہ تھیوسانگ نے سانپ ناگ کی دم سے اپنی انگلی لگا دی۔ سانپ ناگ ایک سیکنڈ میں چھوٹا سا

سانپ بن گیا۔ یہ سانپ اتنا چھوٹا تھا۔ کہ سوائے تھیوسانگ کے اور کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہاں شور مچ گیا۔ عجیب مخلوق چھریاں لے کر کملا کی طرف لپکے کہ اس نے ان کے قیمتی ناگ کو غائب کر دیا ہے۔

تھیوسانگ نے ناگ کو جو ایک پتلی سی چھوٹی تار کی شکل اختیار کر گیا تھا اپنی بائیں مٹھی میں بند کر لیا۔ سانپ ناگ اس کی مٹھی میں بار بار ڈس رہا تھا مگر تھیوسانگ پر اس کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا جونہی آسیبی آدمی چھریاں لے کر کملا کی طرف بڑھے تھیوسانگ نے کملا کے پاؤں سے اپنی انگلی لگا کر اسے بھی بالکل چھوٹا سا بنا دیا۔ اب تو آسیبی مخلوق گھبرا کر ادھر ادھر تکنے لگے۔ پھر انہوں نے انگلی کے برابر کملا اور تھیوسانگ کو موم بتی کی زرد روشنی میں دیکھ لیا اور اس پر چھری کا وار کیا۔ تھیوسانگ نے کملا کو دوسری طرف دھکا دیا اور جس آسیبی آدمی نے چھری کا وار کیا تھا۔ اسے انگلی سے چھو دیا۔ وہ بھی ننھا سا بونا بن گیا۔ تھیوسانگ نے دوڑ کر دوسرے آسیبی آدمیوں کو بھی انگلی سے باری باری چھو کر اتنا چھوٹا کر دیا۔ کہ وہ چوہوں سے بھی چھوٹے ہو کر ادھر ادھر پھدکنے لگے۔

ASY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے اب دوسری بار اپنے آپ کو انگ
سے چھوا۔ تھیوسانگ بڑا ہو گیا۔ ناگ سانپ بھی اس
کے ساتھ ہی بڑا ہو گیا اور اس نے بڑا ہوتے ہی
تھیوسانگ کو تین بار زور زور سے ڈسا۔ تھیوسانگ پر
زہر کا اثر نہیں ہو سکتا تھا ورنہ ناگ نے اتنے غصے سے
ڈسا تھا کہ اس کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اس کا جسم
زہر کے اثر سے پھٹ جاتا۔

○

جہنم کی بستی

تھیوسانگ نے ناگ سانپ کو گردن سے پکڑے رکھا اور
کو جو بالکل اس کی انگلی کے برابر تھی اٹھا کر جیب میں
اور تہہ خانے سے باہر نکلا۔ سانپ ناگ اپنی طاقت
جادو کی وجہ سے تھیوسانگ کے ہاتھ سے نکلا جا رہا
تھا اور اسے بار بار ڈس رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اسے
انگلی سے چھو کر ایک بار پھر چھوٹا کر کے اپنی مٹھی میں
دبایا اور واپس مینار کی طرف بھاگا۔

اندھیرے میں وہ پوری تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ اسے
اس بات کی خوشی تھی کہ اس نے ناگ کو حاصل کر لیا ہے
وہ اسی مقصد کو لے کر وہاں آئے تھے۔ مینار کے پیچھے
گڑھے میں چھپے ہوئے عنبر اور کیٹی نے دور سے اندھیرے
میں تھیوسانگ کو دیوانہ وار بھاگ کر آتے دیکھا تو کیٹی بولی،

"کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے وہاں عنبر!"

عنبر پریشان ہو کر تھیوسانگ کو دیکھ رہا تھا۔ تھیوسانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے قریب آتے ہی کہا:

"یہاں سے واپس بھاگو۔ ناگ میری مٹھی میں ہے۔"

عنبر اور کیٹی اس سے کئی سوال پوچھنا چاہتے تھے۔ تھیوسانگ سے پوچھنا چاہتے تھے کہ اگر ناگ اس کے پاس ہے تو وہ اسے باہر کیوں نہیں نکالتا تاکہ وہ عقاب کی شکل میں فضا میں اُڑ کر ان کے ساتھ فرار ہو جائے۔ وہ کملا کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتے تھے کہ وہ کملا کو کہاں چھوڑ آیا ہے۔ وہ پوری رفتار سے پہلے والے مینار کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھڈ والے سوکھے نالے میں اتر گئے۔ اب بھی وہ آسیبی بستی کے پہاڑ والے سوراخ کی طرف دوڑے جا رہے تھے جہاں سے وہ اس بستی میں داخل ہوئے تھے۔ چونکہ ان میں سے کسی کا سانس نہیں پھول سکتا تھا اس لیے کیٹی نے دوڑتے دوڑتے پوچھا:

"تھیوسانگ! وہ لڑکی کملا کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے دوڑتے دوڑتے کہا:

"وہ میری جیب میں ہے۔"

کیٹی اور عنبر سمجھ گئے کہ تھیوسانگ نے اسے چھوٹا کر کے جیب میں ڈال لیا ہے۔

عنبر نے کہا:

"ناگ کو تم نے مٹھی میں کیوں دبا رکھا ہے اسے باہر کیوں نہیں نکالتے تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ عقاب بن کر اُڑ سکے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ناگ ہمارا دشمن بن چکا ہے۔ وہ ہمیں نہیں پہچانتا۔"

یہ خبر کیٹی اور عنبر پر جیسے بجلی بن کر گری۔ ناگ ان کا دشمن ہو جائے گا۔ اس کا کبھی انہیں وہم بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ سب راجہ بھیروں کے جادو کی وجہ سے ہے۔ بھاگتے بھاگتے آخر وہ پہاڑی کے اس شگاف پر پہنچ گئے جس کے آگے پہاڑی کے اندر ہی اندر غار ان کے باہر کی دنیا کو جاتا تھا اور جس کے راستے میں آگ کا قطعہ بھی تھا۔ وہ غار میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے بھاگتے بھاگتے جب وہ اس مقام پر آئے جہاں غار میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے تو وہ رُک گئے۔

عنبر نے کہا:

"آگ کے ان شعلوں میں سے گذرتے ہوئے ہو سکتا ہے ناگ اور کملا پر آگ کا اثر ہو جائے۔ وہ جل جائیں۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بھی سوچ میں پڑ گئے کہ عنبر کا خدشہ بالکل درست تھا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا:

"ہو سکتا ہے راجہ بھیروں کے جادو کی وجہ سے ناگ پر آگ کے شعلے اثر نہ کریں لیکن تمہاری جیب میں کملا لڑکی جو ننھی بونی بن کر سہمی بیٹھی ہے وہ زندہ نہ بچ سکے گی۔"

بھتیوسانگ کہنے لگا:

"اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں اسے اپنی جیکٹ کے اندر رومال میں لپیٹ کر چھپا لوں۔ کیونکہ دوسرا کوئی طریقہ مجھے نظر نہیں آتا۔"

عنبر نے کہا:

"پھر ناگ کو بھی اسی طرح ہمیں کپڑے میں لپیٹ کر چھپانا ہوگا۔"

کیٹی نے کہا:

"ناگ کو مٹھی کھول کر دکھاؤ تو سہی۔"

بھتیوسانگ کہنے لگا:

"مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ بھاگ نہ جائے۔ راجہ بھیروں کے جادو کی وجہ سے وہ ہمارا دشمن ہو گیا ہے اور یا تو آزاد ہوتے ہی ہمیں ڈسنے کی کوشش کرے گا اور یا پھر فرار ہو جائے گا۔"

عنبر بولا: "ناگ کو تم نے سانپ کی شکل میں اتنا چھوٹا کر دیا ہے کہ وہ بھاگ نہیں سکے گا۔"

بھتیوسانگ نے مٹھی کھول دی اور عنبر کیٹی یہ دیکھ کر ٹھٹک سے رہ گئے کہ ناگ ایک پتلے باریک سانپ کی شکل میں بھتیوسانگ کی مٹھی میں بیٹھا اپنا ننھا سا پھن اٹھائے انہیں غصیلی سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ مٹھی کے کھلتے ہی سانپ ناگ نے اچھل کر کیٹی کو ڈسنے کی کوشش کی کیوں کہ کیٹی اسے جھک کر دیکھ رہی تھی۔ کیٹی نے اپنا چہرہ پیچھے کر لیا اور کہا:

"ناگ بھیا! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں کیٹی ہوں۔ تم مجھے پہچانتے کیوں نہیں؟"

عنبر نے بھی ناگ کو دو تین بار آواز دی اور کہا کہ میں عنبر ہوں۔ مجھے پہچانو۔ مگر ناگ نے سانپ کی شکل میں عنبر کو بھی ڈسنے کے لیے اپنا پھن اوپر اٹھایا۔ بھتیوسانگ نے ناگ سانپ کی دم اپنی انگلیوں سے پکڑ رکھی تھی۔ اس نے کہا:

"اب تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ناگ ہمیں بالکل نہیں پہچانتا۔ مگر ہم اسے رومال میں لپیٹ کر سینے سے لگا کر آگ کا علاقہ پار کریں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر اور تھیوسانگ نے ناگ سانپ کو جو پتلی سوئی جتنا تھا رومال میں لپیٹ لیا اور پھر عنبر نے اسے اپنی جیکٹ کے اندر سینے کے ساتھ لگا لیا۔ دوسری جانب تھیوسانگ نے ننھی سی کملا کو بھی رومال میں لپیٹ کر اپنی جیکٹ کے اندر چھپا لیا۔ اب وہ آگ کے شعلوں میں داخل ہونے کے لیے تیار تھے۔ آگ کے شعلے غار کی چھت کو چھو رہے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور آگ کے شعلوں میں گھس گئے۔

وہ دوڑ رہے تھے۔ آگ کے اندر ایک شور مچا ہوا تھا۔ یہ شعلوں کے بھنور کا شور تھا۔ بڑی تیزی سے وہ آگ میں سے گذر کر غار کی دوسری جانب آ گئے۔ یہاں آتے ہی انہوں نے رومالوں میں سے کملا اور ناگ سانپ کو نکال کر دیکھا۔ کملا آہستہ آہستہ کھانس رہی تھی۔ ناگ سانپ تھیوسانگ کی ہتھیلی پر چکری کی طرح گھوم رہا تھا اور بار بار اس کی ہتھیلی پر ڈس رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"اب جتنی جلدی ہو سکے اس آسیبی بستی سے نکل چلو۔ باقی سب کچھ باہر کی دنیا میں جا کر دیکھا جائے گا۔"

...ار میں آگ کی دوسری جانب والے محرابی دروازے...
...انسانی تندوا ملا۔ اس نے تھیوسانگ کو دیکھ کر سر جھ...
...ر کہا:
...سامری کے عظیم بیٹے! کیا تم واپس جا رہے ہو؟"
...نبر اور کیٹی جانتے تھے کہ تھیوسانگ کو یہ انسانی تندو...
...طلع کر چکا ہے۔
...تھیوسانگ نے کہا:
..."ہم کچھ دیر بعد واپس آئیں گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں سے کہیں چلے جاؤ۔ ہو سکتا ہے یہ علاقہ خدائی عذاب، کی زد میں آ جائے کیونکہ اس علاقے میں انسانوں پر بہت ظلم ہوا ہے۔"

انسانی تندوا کہنے لگا:

"سامری کے عظیم فرزند! میں باہر کی دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ میری قسمت میں اسی جگہ زندہ رہنا اور مرنا لکھا ہے۔"

تھیوسانگ کے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جن آسیبی انسانوں کو اس نے نہ کھانے میں ننھے بولنے بنا دیا ہے وہ راجہ بھیروں کے پاس پہنچ چکے ہوں گے اور راجہ بھیروں کو ناگ کے اعوا کا بھی علم ہو

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

چکا ہو گا اور ہو سکتا ہے وہ اپنا کوئی زبردست طلب
میں لے گئے۔ اس لیے وہ جلد از جلد اس منحوس علا
سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے عنبر اور کیٹی کو ساتھ لیا
غار میں آگے کی طرف تیز تیز چل پڑا۔

آخر وہ اس غار میں سے باہر نکل آئے۔ باہر کھلا آ
تھا اور دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ باہر آتے ہی انہوں
اطمینان کا سانس لیا اتنی دیر بعد انہوں نے نیلا آسمان
ناریل کے درخت دیکھے تو ان کی طبیعت خوش ہو گئی۔
نہوں نے کملا کو جیب سے باہر نکال لیا۔ تھیوسانگ
اسے انگلی سے چھو کر بڑا کر دیا تو کملا اپنی سیاہ آنکھ
کھول کر خوشی اور حیرت سے ارد گرد دیکھنے لگی۔ اسے یقین
نہیں آ رہا تھا کہ وہ موت کی وادی سے نکل کر نیلے
آسمان تلے سانس لے رہی ہے۔ وہ تھیوسانگ کے آگے
باندھ کر جھک گئی اور بولی:

"تم دیوتا ہو۔ تم نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔ "کملا میں دیوتا نہیں۔ تمہاری طرح ایک
ہوں۔" کملا
نے تھیوسانگ سے ناگ کے بارے میں پوچھا اور کہا:

"وہ تو تمہیں نہیں پہچان سکا تھا۔ میں نے دیکھ لیا
تھا کہ وہ تمہیں ڈسنے کے لیے آگے بڑھا تھا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ناگ ہمارا بھائی ہی ہے مگر چونکہ اس پر ابھی تک
راجہ بھیروں کے جادو کا اثر ہے اس لیے وہ ہمیں
نہیں پہچان رہا۔ آؤ اب چلتے ہیں۔"

وہ چاروں سمندر کنارے والے اپنے شہر کی طرف روانہ
ہو گئے۔

تھیوسانگ عنبر اور کیٹی اپنی سرائے والی جھونپڑی میں آ گئے
انہوں نے کملا کو پھل اور دودھ پلایا۔ تھیوسانگ نے ناگ کو
جیب سے باہر نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ عنبر کیٹی اور کملا اسے
غور سے دیکھنے لگے۔

عنبر نے سانپ کی آواز میں ناگ سے کہا:

"ناگ! ناگ! میں عنبر ہوں۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟"

ناگ سانپ کی سیٹی ایسی آواز آئی:

"میں کسی عنبر کو نہیں جانتا۔ تم لوگ مجھے میرے آقا
راجہ بھیروں سے چھین کر لے آئے ہو۔ میں تمہیں
زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"ہوش میں آؤ ناگ بھیا! ہمیں پہچاننے کی کوشش
کرو میں کیٹی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سانپ جواب دینے کی بجائے اپنا ننھا سا پھن اٹھا کر کیٹی پر حملہ کرنے کے لیے آگے لپکا۔ بھیوسانگ نے ناگ سانپ کی دم پر انگلی رکھ دی اور عنبر سے کہا:

"راجہ بھیروں کے جادو کا شدید اثر ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید اپنی اصلی دنیا کی فضا میں آ کر اس جادو کا اثر ختم ہو جائے گا مگر ایسا نہیں ہوا۔"

کیٹی نے کہا:

"لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم ناگ بھیا کو وہاں سے نکال لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس کے جادو کا توڑ بھی تلاش کر لیں گے۔"

کملا کہنے لگی:

"بھگوان کے لیے مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ۔ میں اپنے بچوں سے ملنے کے لیے بے تاب ہو رہی ہوں۔"

عنبر نے پوچھا:

"کملا بہن تمہارا قصبہ بملا پٹی یہاں سے کتنی دور ہے؟"

کملا نے کہا:

"یہ دھنشی کوڈی کا شہر ہے۔ یہاں سے شمال مشرق کی طرف ایک دن کے سفر پر میرا قصبہ بملا پٹی سمندر کے کنارے آباد ہے مجھے میرے

بچوں کے پاس لے چلو۔"

عنبر کہنے لگا:

"بھیوسانگ! میرا خیال ہے میں کملا بہن کو اس کے گھر پہنچائے دیتا ہوں۔ تم لوگ یہیں رہ کر میرا انتظار کرو۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر تم آج ہی روانہ ہو جاؤ۔ تاکہ شام تک کملا کو گھر پہنچا کر راتوں رات واپس آ جاؤ۔ کیونکہ ہمیں ناگ کے جادو کا توڑ تلاش کرنے کے لیے بھی مشورہ کرنا ہو گا۔"

عنبر بولا: "بھیوسانگ! تمہارا کیا خیال ہے؟"

بھیوسانگ کہنے لگا:

"جیسے تمہاری مرضی۔ ابھی معلوم کر لیتے ہیں کہ شمال مشرق کی جانب کوئی قافلہ کب جاتا ہے۔ تم کملا کو لے کر چلے جانا پھر۔"

سرائے کے مالک نے انہیں بتایا کہ شمال مشرق کی طرف قافلہ تین دن بعد جائے گا۔ لیکن اس نے عنبر کو دو گھوڑے فراہم کر دیئے۔ عنبر نے کچھ کھانے پینے کا سامان ساتھ لیا۔ کملا کو گھوڑے پر بٹھایا اور اسے ساتھ لے کر

COURTESY W PDFBOOKSFREE.PK

آج کے قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ دن کے ۹ بجے
کے قریب روانہ ہوئے تھے۔ عنبر کا اندازہ تھا کہ وہ رات
کے نو بجے تک کملا کے قصبے میں پہنچ جائیں گے۔

ان کے جانے کے بعد تھیوسانگ نے ناگ سانپ کو بڑ
نہ کیا۔ بلکہ چھوٹا ہی رہنے دیا اور اسے ایک لکڑی کی ڈبی
میں بند کر کے اوپر ڈھکن لگایا اور اپنی جیب میں رکھ
لیا۔ سرائے کے مالک نے ان سے پوچھا کہ وہ اتنے دن
کہاں رہے؟ تھیوسانگ اور کیٹی کا خیال تھا کہ انہیں زمین
کے اندر ایسی بستی میں دو دن اور دو راتیں گذری ہوں
گی مگر جب سرائے کے مالک نے انہیں بتایا کہ وہ پورے
بیس دن اپنی جھونپڑی سے غائب رہے ہیں تو وہ حیران
رہ گئے۔ تھیوسانگ بولا:

"ہم اپنے ایک رشتے دار بزرگ سے ملنے دوسرے
شہر چلے گئے تھے۔ اب ہمارا بھائی عنبر اپنی ایک
رشتے دار لڑکی کو اس کے گھر چھوڑنے گیا ہے واپس
آئے گا تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔"

سرائے کے مالک نے پوچھا:

"آپ کس شہر جائیں گے؟"

کیٹی خاموش رہی۔ تھیوسانگ بولا:

ہتنا پور جائیں گے۔"

یاد رکھنا دوستو کہ آج سے ہزار دو ہزار برس پہلے بھارت
دارالحکومت دلی کا نام ہتنا پور تھا اور وہاں ایک آ
حکومت کرتا تھا جو پانڈو تھا۔

سرائے کا مالک بولا:

"ہتنا پور میں تو آج کل کورو پانڈو کی جنگ کا
خطرہ ہے۔ دونوں خاندان راج پاٹ اور تخت
کے لیے ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ رہے ہیں۔
شہر کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ہتنا پور میں ہماری ایک بہن رہتی ہے ہمیں
اس کی خیریت بھی تو معلوم کرنی ہو گی۔"

سرائے کا مالک کہنے لگا:

"اگر وہاں کے حالات خراب ہوئے تو تم بےشک
اپنی بہن کو لے کر یہاں میرے پاس آ جانا۔ تمہاری
خدمت کر کے مجھے خوشی ہو گی۔"

تھیوسانگ نے مسکراتے ہوئے سرائے کے مالک کا شکریہ
کیا۔ وہ چلا گیا۔

کیٹی نے تھیوسانگ سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ اگرچہ جادو کے اثر میں ہے مگر بہرحال وہ
ہمارے پاس واپس آ گیا ہے۔ لیکن ابھی راجہ
بھیروں کی منحوس اور خطرناک بستی کو تباہ کرنے
کا کام باقی ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"مجھے احساس ہے کہ راجہ بھیروں انسانیت کے نام
پر ایک دھبہ ہے اور اس کی وجہ سے باہر کی
دنیا کے انسان اغوا ہو کر وہاں ہلاک ہوتے رہیں
گے لہذا اس بستی کا تباہ کرنا ہمارا انسانی فرض ہے۔"

کیٹی بولی: "لیکن ہم اسے باہر رہ کر کیسے ختم کر
سکتے ہیں وہاں ہوتے تو کوئی طریقہ تلاش کیا
جا سکتا تھا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ممکن ہے یہاں کوئی سبیل بن جائے اور یہ بھی
ممکن ہے کہ راجہ بھیروں کی موت اور اس
کی بستی کی تباہی کے بعد ناگ پر سے اس کے
جادو کا اثر بھی ختم ہو جائے۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر اس سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"عنبر واپس آ جائے تو اس سے مشورہ کرتے ہیں۔
کوئی نہ کوئی راستہ نکالنا ہی پڑے گا۔"

کیٹی نے کچھ سوچ کر کہا:

"اس سلسلے میں ہم غار والے بزرگ انسان سے
بھی مدد لے سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں کوئی
طریقہ بتا دے۔"

تھیوسانگ بولا: "تم نے ٹھیک کہا کیٹی۔ عنبر آ
جائے تو ہم غار والے بزرگ انسان کے پاس
جاتے ہیں۔"

پھر کچھ سوچ کر بولا:

"لیکن جب ہم واپس آ رہے تھے تو وہ بزرگ
غار میں نہیں تھا۔ حالانکہ جاتی دفعہ وہ ہمیں اسی
غار میں بیٹھا ملا تھا۔"

اب کیٹی کو بھی خیال آیا کہ واقعی جب وہ غار میں
بھاگتے ہوئے واپس آ رہے تھے تو غار میں وہ جگہ خالی
تھی۔ جہاں جاتی دفعہ انہیں بزرگ انسان آلتی پالتی مارے
بیٹھے ملا تھا اور اس نے انہیں اپنے پاؤں کی راکھ دی
تھی کہ جس کے سر پہ لگانے سے ان پر جادو کا اثر نہیں ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا تھا۔ کیٹی بولی:

"تھیوسانگ! وہ ایک پہنچا ہوا بزرگ ہے۔ ہو سکتا ہے وہ وہاں سے غائب ہو کر کسی دوسرے ملک میں چلا گیا ہو۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ممکن ہے۔ لیکن ہمیں ایک بار اسی غار میں جا کر بزرگ انسان کو ڈھونڈنا ہو گا۔"

کیٹی نے قدرے تشویش سے کہا:

"تھیوسانگ! اس غار میں جانے کو میرا دل نہیں مانتا پہلے ہی ہم بڑی مشکل سے ناگ کو وہاں سے نکال کر لائے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پھر کسی آفت میں الجھ جائیں۔"

تھیوسانگ نے آخر میں یہی کہا کہ ہمیں عنبر کے آنے تک انتظار کرنا چاہیے۔ اسی رات کے پچھلے پہر عنبر بھی کملا کو اس کے قصبے میں چھوڑ کر واپس آ گیا۔ جب اسے کیٹی اور تھیوسانگ نے ساری باتیں بتائیں تو وہ سوچنے کے بعد بولا:

"کچھ بھی ہو میرا تو یہی مشورہ ہے کہ ہمیں اس غار میں دوبارا جا کر بزرگ انسان کا کھوج لگانا ہو گا۔

ناگ کے جادو کا توڑ اور راجہ بھیروں کو کرنے کا کوئی راستہ ہمیں وہ بزرگ ہی بتا تا ہے۔ یا کم از کم وہ ہمیں کوئی مفید مشورہ ہی ے سکے گا۔"

سانگ نے کہا:

ل وقت تو رات ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں صبح غار طرف چل پڑنا چاہیے۔"

نبر کہنے لگا،

لیکن ہم تینوں کیوں جائیں؟ اس کی کیا ضرورت ہے۔ رف میں چلا جاؤں گا۔ تم لوگ یہاں رہ کر ناگ کی حفاظت کرنا۔ میں ناگ کو واپس اس منحوس غار میں لے جانے کے حق میں نہیں ہوں۔"

بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔" تھیوسانگ بولا: "لیکن میرا طورہ یہ ہے کہ تم اور کیٹی ناگ والی ڈبیا لے کر اس جھنپڑے میں ٹھہرو اور میں بزرگ انسان کی تلاش میں واپس غار میں جاتا ہوں۔ کیونکہ بزرگ انسان سے میں پہلے بھی مل چکا ہوں۔"

عنبر نے ساتھ جانے پر تھوڑا سا اصرار کیا پھر وہ مان گیا۔ دوسرے دن سورج نکلا اور چاروں طرف روشنی ہوئی تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے وہ چھوٹی ڈبیا جس میں ناگ چھوٹے باریک سانپ کی شکل میں بند تھا۔ عنبر کو دی اور کہا،

"اسے کسی حالت میں بھی اپنے سے جُدا مت کرنا ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا۔ میں جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گا۔ تمہارا خچر میں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔"

تھیوسانگ خچر پر بیٹھ کر سمندر سے ہٹ کر جنگل کی طرف روانہ ہو گیا اور دوپہر کے وقت وہ وادی میں پہنچ گیا۔ یہاں کہیں کہیں اونچی نیچی زمین پر ناریل اور کے درختوں کے جھنڈ تھے۔ یہاں سے ان پہاڑیوں کا چھوٹا سا سلسلہ نظر آ رہا تھا جس کے نیچے راجہ بھیروں کی مکروہ آسیبی بستی تھی۔ اسے دُور سے وہ جگہ بھی نظر آ رہی تھی جہاں اس غار کا شگاف تھا جس کے اندر سے راجہ بھیروں کی آسیبی بستی کو راستہ جاتا تھا۔ تھیوسانگ دیر تک خچر پر سوار وادی میں ٹیلوں کے آس پاس چکر لگاتا رہا۔ جب اسے زندگی انسان کا کہیں کوئی نشان نہ ملا تو وہ ایک جگہ درختوں کے نیچے بیٹھ گیا۔ اسے وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر ہی گذری ہو گی کہ اسے کسی کے آہستہ آہستہ کراہنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس کے قریب ہی سے آ رہی تھی۔ یہ کسی لڑکی کی آواز لگتی تھی جو سخت تکلیف

[redacted] تھیوسانگ اٹھ کھڑا ہوا اور ادھر کو چلا جدھر سے یہ [redacted] آ رہی تھی۔

[redacted] اس نے کان لگا کر سنا تو یہ آواز ایک جھاڑی میں [redacted] آ رہی تھی۔ یہ جھاڑی چنبیلی کی تھی اور شاخوں پر سفید [redacted] کھل رہے تھے۔ تھیوسانگ بڑا حیران ہوا۔ کیونکہ وہاں [redacted] لڑکی نظر نہیں آ رہی تھی لیکن کراہنے کی آواز برابر آ رہی [redacted] اس نے جھک کر غور سے دیکھا تو اسے ایک تیر دکھائی [redacted] یہ تیر چنبیلی کی جھاڑی میں ایک جگہ اس کی شاخ میں [redacted] ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے غور سے سنا تو آواز اس جگہ سے [redacted] تھی جہاں چنبیلی کی شاخ میں تیر کھُبا ہوا تھا۔

تھیوسانگ نے تیر باہر کھینچ دیا۔ تیر کے باہر نکالتے ہی [redacted] کے کراہنے کی آواز بند ہو گئی۔ تھیوسانگ تعجب سے [redacted] کو دیکھ رہا تھا۔ اسی کراہنے والی لڑکی کی آواز آئی،

"تمہارا شکریہ میرے بھائی۔"

تھیوسانگ نے حیرانی سے پوچھا،

"تم کون ہو بہن؟"

لڑکی کی آواز آئی،

"میں چنبیلی کی بیل ہوں بھائی جس کی شاخ میں سے تم نے تیر نکالا ہے۔ یہ تیر ایک اناڑی شکاری

COURTESY WWW.PAKEBOOKSFREE.PK

نے ہرن پر چلایا تھا کہ مجھے آن لگا تب
میں درد سے کراہ رہی ہوں۔ مگر میری آواز
تمہارے اور کسی نے نہیں سنی۔ میں تمہارا شکریہ ا
کرتی ہوں۔ تم کون ہو بھائی اور ادھر کیا کر رہے ہ
تھیوسانگ نے کہا:
"میرا نام تھیوسانگ ہے۔ میں یہاں ایک ایسے بزرگ
انسان کی تلاش میں آیا ہوں جو پہلے اس سامنے وا
غار میں رہا کرتے تھے۔"
چنبیلی کی بیل نے کہا:
"کیا تمہیں اس بزرگ انسان کی خوشبو نہیں آ رہی؟"
تھیوسانگ نے پوچھا:
"کیا اس بزرگ انسان کی خوشبو بھی ہے؟"
چنبیلی کی بیل نے کہا کہ جو عورت یا مرد اپنے ذہ
کو بُرے خیالات سے پاک کر لیتا ہے اور پھر ہر وقت
کی یاد میں رہتا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا۔ بڑوں کی خد
اور ادب کرتا ہے اور صرف اللہ سے ڈرتا ہے اور ا
سے مدد طلب کرتا ہے اس کے جسم سے اللہ تعالےٰ کی رحمت
سے خوشبو آنے لگتی ہے۔ اسی طرح اس بزرگ انسان کے جسم
سے بھی خوشبو آ رہی ہے۔ اور میں یہ خوشبو محسوس کر رہی ہوں۔

تھیوسانگ بولا: "تمہیں یہ خوشبو کہاں سے آتی محسوس
ہوتی ہے؟"
چنبیلی کی بیل نے کہا:
"بزرگ انسان کی خوشبو مجھے اس سامنے والے درختوں کی
جھنڈ میں سے آتی محسوس لگ رہی ہے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"تمہارا شکریہ میری بہن! میں ان کی تلاش میں جاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر تھیوسانگ چنبیلی کی بیل سے جدا ہو کر سامنے
والے درختوں کے جھنڈ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا خچر اس
کے ساتھ تھا۔ درختوں کے جھنڈ میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ
وہاں گھنی جھاڑیوں کے درمیان ایک بڑا سا مٹی کا تودہ بنا
ہوا تھا۔ تھیوسانگ قریب گیا تو دیکھا کہ یہ مٹی کا تودہ اصل
میں وہی بزرگ انسان تھا جس کے جسم پر جنگلی بیل چڑھ
گئی تھی۔ سر کے اوپر ایک بلبل نے گھونسلہ بنا لیا تھا۔
اس بزرگ انسان کی جانب سے بڑی ہی میٹھی خوشبو کے
جھونکے آ رہے تھے۔ تھیوسانگ نے سلام کیا اور بڑے ادب
سے دو زانو ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔
کچھ دیر وہاں گہری خاموشی چھائی رہی۔ پھر بزرگ انسان
کی آنکھیں آہستہ سے کھلیں۔ ان آنکھوں میں بڑی محبت، رحم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کشش تھی۔ بزرگ انسان نے دھیمی میٹھی آواز میں کہا:
"میں جانتا ہوں تم میرے پاس کس لیے آئے ہو۔"
تھیوسانگ بولا: "بزرگ انسان! آپ کی دعا سے ہم
ناگ کو آسیبی بستی سے نکال کر لے آئے ہیں۔ مگر
اس پر ابھی تک راجہ بھیروں کے طلسم کا اثر ہے۔"
بزرگ انسان نے آنکھیں بند کر لیں اور آہستہ سے کہا:
"فقیر قدرت کے معاملات میں دخل نہیں دیا کرتے
اللہ نے جو چاہا وہی ہوگا۔ جادو کا اثر وقت
آنے پر اپنے آپ ختم ہو جائے گا۔"
تھیوسانگ بولا: "بزرگ انسان! راجہ بھیروں نے خلقِ خدا
کو پریشان کر رکھا ہے۔ اس کی آسیبی بد روحیں
سال میں شہر کی طرف جاتی ہیں اور وہاں سے ایک
عورت یا مرد کو بے ہوش کر کے لے جاتی ہیں
اور پھر میناروں کے اندر اس کو آگ میں زندہ
جلا دیا جاتا ہے۔ ہم خلقِ خدا کو راجہ بھیروں
کے ظلم و ستم سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ کیا
آپ اس سلسلے میں ہماری مدد نہیں کریں گے؟"
بزرگ انسان خاموش رہے۔ کوئی جواب نہ دیا۔ پھر ان
کی دھیمی آواز آئی:

"اس شگاف سے تم آسیبی بستی کے غار میں داخل
ہوئے تھے۔ اس کے نیچے باہر کی جانب زمین
کھود کر دیکھو۔ شگاف کے دروازے کے نیچے زمین
کے اندر تمہیں تیل کی چھوٹی سی نالی بہتی نظر آئے
گی۔ اس زمین کے اندر راجہ بھیروں کی آسیبی بستی
کے نیچے اس تیل کی قدرتی نالیوں کا جال بچھا
ہے۔ یہ تیل بہت جلدی آگ پکڑ لیتا ہے۔ تم
نے اس تیل کو آگ لگا دی تو ظلم کی بستی ہمیشہ
کے لیے ختم ہو جائے گی۔ اب تم جا سکتے ہو۔"
تھیوسانگ نے شکریہ ادا کیا۔ سلام کیا اور خچر پر بیٹھ
کر واپس شہر کی طرف چل پڑا۔ شام ہونے سے پہلے پہلے
وہ عنبر اور کیٹی کے پاس پہنچ گیا۔ بزرگ انسان کے ساتھ
اس کی جو بات ہوئی تھی وہ عنبر اور کیٹی کو بتا دی۔
کیٹی کہنے لگی:
"اس کا مطلب ہے کہ ناگ کے طلسم کا توڑ اس
بزرگ انسان کے پاس بھی نہیں ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"اصل میں بزرگ انسان ان معاملات میں دخل
اندازی نہیں کرنا چاہتا۔ بعض ایسے معاملات ہوتے

COURTESY WWW.PEEBOOKSFREE.PK

ہیں جن میں یہ لوگ دخل نہیں دیا کرتے اور اسے
حالات پر چھوڑ دیتے ہیں۔"
کیٹی کہنے لگی:
"لیکن آسیبی بستی کے نیچے بہتے خطرناک تیل کے بارے
کا تو انہوں نے ہمیں بتا دیا۔"
عنبر بولا: "شاید اس لیے کہ اس میں لوگوں کی بھلائی
تھی عام لوگوں کی بھلائی تھی۔"
کیٹی بولی: "مجھے تو یقین نہیں آ رہا کہ وہاں زمین
کے نیچے کوئی تیل کی نہر بہہ رہی ہوگی۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"اس میں شک و شبے کی کیا بات ہے۔ ہم ابھی چل
کر معلوم کر لیتے ہیں۔"
عنبر نے مشورہ دیا کہ ابھی شام ہونے والی ہے بہتر ہے
کہ دوسرے روز صبح کو چلیں گے۔ چنانچہ وہ اگلے دن کا
انتظار کرنے لگے۔ ناگ اسی طرح چھوٹے سانپ میں لکڑی کی
چھوٹی ڈبی میں بند عنبر کی جیب میں پڑا تھا۔ جس وقت
بھی عنبر ڈبی کو کھول کر ناگ سے بات کرنے کی کوشش
کرتا تو وہ اپنا ننھا سا پھن پھیلا کر اسے ڈسنے کے لیے لپکتا۔
اگلے روز جب سورج کافی اوپر آ گیا تو عنبر کیٹی اور

تھیوسانگ چٹانوں پر بیٹھے اور غار والی وادی کی طرف چل
پڑے۔ آدھے گھنٹے بعد وہ اس چھوٹی سی پیالہ نما وادی میں
آ گئے جس کی چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے اور سامنے
پہاڑ کی دیوار میں غار کا شگاف ایک لکیر کی شکل میں نظر
آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اپنے ساتھ ایک کدال بھی رکھ لی
تھی۔ کیونکہ اسے بزرگ انسان کی باتوں پر پورا یقین تھا۔
ٹیکریوں اور جنگلی جھاڑیوں میں سے گذرتے ہوئے یہ
تینوں دوست غار والے شگاف کے پاس آ کر چٹانوں سے
اتر گئے۔ تھیوسانگ شگاف کے پاس آیا اور جھک کر
زمین پر سے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزوں اور پتھروں کو
پاؤں سے ہٹانے لگا۔ کیٹی کو ابھی تک یقین نہیں تھا کہ
اس جگہ زمین کے نیچے تیل بہہ رہا ہے۔
عنبر نے تھیوسانگ سے کہا:
"میرا خیال ہے یہاں کسی جگہ کدال چلا کر دیکھتے ہیں۔"
تھیوسانگ نے کدال عنبر کے ہاتھ میں تھما دی اور کہا:
"یہ کام تم بڑی اچھی طرح سے کر سکتے ہو۔"
عنبر نے کدال پکڑ کر زمین پر زور سے ماری۔ اس
کی طاقت اتنی زیادہ تھی کہ کدال زمین میں آدھی سے زیادہ
دھنس گئی اور جب عنبر نے مٹی کو باہر نکالا تو نیچے انہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سبز رنگ کا موبل آئیل ایسا تیل بہتا نظر آیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا اور بولا:

"تمہیں اب بھی یقین نہیں آیا کیا؟"

کیٹی نے جھک کر دیکھا تو واقعی زمین کے نیچے موبل آئیل کی طرح کا سبز تیل بہہ رہا تھا جس میں سے تیز بُو نکل رہی تھی۔ عنبر نے کہا:

"یہ اس تیل کے گیس کی بُو ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"بزرگ انسان نے کہا تھا کہ یہ تیل نالیوں کی شکل میں اس ساری وادی کے نیچے پھیلا ہوا ہے۔"

کیٹی بولی: "اس کا مطلب ہے کہ راجہ بھیروں کی آسیبی بستی اس تیل کے جوالا مکھی کے اوپر آباد ہے۔"

عنبر نے کہا: "دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ظلم کی بستی، گناہ کی بستی دوزخ کی آگ کے اوپر بنی ہوئی اور کسی وقت بھی چل کر راکھ ہو سکتی ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا: "یہی بزرگ انسان کا مقصد تھا۔ انہوں نے ایک طرح سے ہمیں اس بات کا اشارہ دیا ہے کہ یہ تیل اور اس کی گیس دوزخ کی آگ ہے۔ اگر ہم اس کو آگ دکھا دیں۔ تو راجہ بھیروں کی ساری

بستی اس کی بدروحوں کے ساتھ جہنم کے شعلوں میں جل کر راکھ ہو جائیں گی۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ہم اسی جگہ سے اس تیل کی نالی کو آگ لگا دیتے ہیں۔"

تھیوسانگ اور عنبر نے وہیں سے وہ دو پتھر اٹھائے جن کو آپس میں رگڑنے سے آگ کی چنگاریاں پیدا ہوتی تھیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

ماریا پنجے سے نکل آئی

پتھروں کی رگڑ سے چنگاریاں نکلیں۔
یہ چنگاریاں زمین کے اندر بہتے تیل کی نالی پر گریں۔
تو ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ تیل میں آگ لگ گئی۔
یہ آگ زمین کے اندر ہی اندر نالی کے ساتھ نیچے پھیلتی چلی گئی۔
عنبر نے کہا:

"اب ہمیں یہاں سے واپس نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ اس زمین کے اندر سارے علاقے میں تیل پھیلا ہوا ہے۔ جب یہ آگ سارے تیل تک پہنچ گئی تو اس کی گیس باہر نکلنے کے لیے راستہ تلاش کرے گی اور جب اسے کوئی راستہ نہ ملا تو آسیبی بستی کی وادی کا یہ پیالہ دھماکے سے اڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔"

وہ جلدی سے خچروں پر بیٹھے اور خچروں کو تیز تیز چلاتے وادی کے علاقے سے نکل کر دور ایک ٹیکری پر جا کر رک

ان سب کی نگاہیں دور پیالہ نما وادی پر جمی ہوئی
جہاں تھوڑی دیر بعد ایک دھماکہ ہونے والا تھا اور
بستی کو بدروحوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی
میں جل کر بھسم ہو جانا تھا۔ وادی میں ایک سناٹا
تھا۔ طوفان آنے سے پہلے ایسی خاموشی چھا جاتی ہے
لگتا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے۔
کیپٹن نے آہستہ سے کہا:
معلوم ہوتا ہے۔ کسی جگہ کسی وجہ سے آگ بجھ
گئی ہے۔"

بات ابھی اس کے منہ میں ہی تھی کہ وادی کے
میں ایک جگہ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور زمین کا ایک
ریزہ ریزہ ہو کر اوپر کو اچھلا۔ اس کے بعد دھماکے
ہو گئے۔ پھر ایک بھیانک آواز کے ساتھ وادی کا
کا سارا پیالہ اوپر سے نیچے ہو گیا۔ نیچے کی زمین
فٹ اوپر کو اچھلی اور جگہ جگہ آگ لگ گئی۔ معلوم
ہے کہ ایک بہت بڑا جوالا مکھی یعنی آتش فشاں پہاڑ
گیا ہے اور اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے
عنبر اور تھیوسانگ کیٹی کی خچریں ڈر کر بھاگ گئیں۔ وہ بھی
کے پیچھے دوڑے۔ آگ کے شعلے پہاڑیوں کے کاندھوں تک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچ رہے تھے۔ تھیوساتگ دوڑتے دوڑتے بولا،

"اس آگ میں راجہ بھیروں سمیت کوئی بھی بدروح نہیں بچی ہو گی۔"

کیٹ نے سوال کیا:

"کیا بدروحیں بھی جل جاتی ہیں؟"

عنبر بولا "بدروحیں ہی تو جلتی ہیں۔ نیک روحیں تو مرنے کے بعد جنت کے درختوں کے خوشبودار سایوں میں شفاف پاکیزہ نہروں کے کنارے آرام کرتی ہیں۔"

دوڑتے دوڑتے آخر وہ اس جہنمی وادی سے بہت دور آ گئے۔ خچروں کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں غائب ہو گئے۔ یہ لوگ پیدل ہی شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ اپنی وہاں جھونپڑیوں کے پاس پہنچے تو لوگ گھروں سے نکل کر باہر جمع ہو گئے تھے اور وادی کی طرف سے اٹھنے والے آگ کے شعلوں اور دھوئیں کے بادلوں کو تک رہے تھے۔

"یہ کیا ہوا ہے ادھر عنبر بیٹے؟" سرائے کے مالک نے پوچھا۔ سرائے کے مالک کی بیوی اور بیٹی بھی ہوئی پاس کھڑی تھی۔ عنبر نے کہا:

"ہم بھی یہی معلوم کرنے گئے تھے۔ لگتا ہے زمین کے اندر لاوا تھا جو پھٹ پڑا ہے۔ مگر اب آگ

دم پڑ رہی ہے۔"

انہوں نے اپنی جھونپڑی میں آ کر دم لیا۔ تھیوساتگ بولا:

"یہ مصیبت بھی انسانوں کے سر سے ٹل گئی ہے۔ اب ہم ان لوگوں کو یہ نہیں بتا سکتے کہ ہم نے ان کی جانوں کی دشمن آسیبی بدروحوں کی بستی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے۔"

کیٹ کہنے لگی:

"اس کی ضرورت بھی نہیں ہے تھیوساتگ۔"

عنبر نے جیب سے چھوٹی ڈبی نکالتے ہوئے کہا:

"راجہ بھیروں تو اسی جوالا مکھی میں پگھل کر ختم ہو گیا ہو گا۔ دیکھتا ہوں ناگ پر بھی اس کا جادو ٹوٹا ہے کہ نہیں۔"

اس نے ڈبی کو کھولا۔ تھیوساتگ اور کیٹ بھی غور سے دیکھنے لگے۔ ناگ کا جادو ابھی نہیں ٹوٹا تھا۔ وہ اسی طرح باریک سانپ کی شکل میں پھن اٹھائے ڈبی میں بیٹھا تھا۔ عنبر نے انگلی آگے کی تو ناگ نے زور سے پھنکار مار کر اسے ڈس دیا۔

عنبر ناامید ہو کر سانپ کی زبان میں بولا:

"میرے بھائی ناگ! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم ہمارے دشمن کیوں بن گئے ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

عنبر ہوں۔ یہ کیٹی ہے اور یہ تھیوسانگ ہے؟"

ناگ سانپ نے باریک مگر غصّے سے بھرآواز میں

"میں نہیں جانتا تم کون ہو؟ تم میرے اور میرے آ

راجہ بھیروں کے دشمن ہو۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ

کیٹی نے آہ بھری اور بولی:

"عنبر بھائی! ناگ پر ابھی تک راجہ بھیروں کے جادو

کا اثر ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ راجہ بھیروں اس آگ میں

بھی زندہ رہا ہو؟"

تھیوسانگ سر کو جھٹک کر بولا:

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ آگ اتنی بھیانک تھی کہ اس میں

راجہ بھیروں کا باپ بھی زندہ نہیں بچ سکتا۔"

عنبر نے کہا:

"اگر زندہ بھی رہ گیا ہے تو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ

سکتا۔ کیوں کہ ہم نے بزرگ انسان کی راکھ اپنے

بالوں میں ڈال رکھی ہے جس کی وجہ سے ہم پر بڑے

سے بڑا جادو بھی اثر نہیں کر سکتا۔"

کیٹی کہنے لگی:

"لیکن راکھ کا اثر زیادہ دیر تک تو نہیں رہ سکے گا۔

کل یا پرسوں ہمیں نہانا ہو گا۔ جب سر دھوئیں گے

تو راکھ پانی میں بہہ جائے گا اور جادو سے بچاؤ کا

طلسم ختم ہو جائے گا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"چلو پھر کیا ہوا۔ ہماری ساری زندگی ان جادوؤں اور طلسم

کے بد اثرات سے مقابلہ کرتے گذری ہے۔ اس وقت

تو ہمیں ناگ کے بارے میں کچھ سوچنا ہو گا کہ اسے

کیسے صحیح حالت میں لایا جائے۔"

کیٹی نے کہا:

"اس جگہ اب ہمارا کوئی کام نہیں۔ ہمیں میرے خیال

میں یہاں سے کسی دوسرے شہر کی طرف نکل جانا

چاہیے جہاں ناگ کے جادو کا کوئی علاج کیا جا سکے۔"

عنبر نے کہا:

"ایسا کون سا شہر ہو سکتا ہے؟"

تھیوسانگ نے مشورہ دینے کے انداز میں کہا:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ناگ کو لے کر ہمالیہ کے پہاڑوں

میں واقع اسی پرانے کیلاش مندر میں جانا چاہیے جس

کے تالاب میں ناگ کا پہلا بھی ایک بار علاج کیا گیا تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یاد رہے کہ کیلاش کا مندر دُور اوپر کوہ ہمالیہ کی وادی میں برف پوش پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے اور اس کے آنگن میں ایک تالاب بنا ہوا ہے۔ جس کے بارے میں ناگ نے سب کو ہدایت کر رکھی تھی کہ اگر اسے کوئی حادثہ پیش آ جائے اور اس کا جسم کٹ جائے یا دو ٹکڑے ہو جائے تو وہ اسے کیلاش مندر کے تالاب میں چھ ماہ کے لیے ڈبو دیں۔ چھ ماہ کے بعد وہ بالکل تندرست ہو جائے گا۔

کیٹی نے فوراً کہا:

"یہی طریقہ ٹھیک رہے گا۔ ہمیں آج ہی کیلاش پربت کے مندر کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔"

دوسرے روز عنبر تھیوسانگ اور کیٹی نے کوچ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ان کے پاس سونے کے سکے موجود تھے۔ انہوں نے تین نئے خچر خریدے۔ کچھ سفر کا ضروری سامان ساتھ رکھا اور ایک روز خاموشی سے خچروں پر سوار ہو کر کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو گئے۔ ناگ ایک پتلے چھوٹے سے سانپ کی شکل میں ایک چھوٹی ڈبی میں بند عنبر کی جیب میں تھا۔ اب ہم عنبر ناگ، تھیوسانگ اور کیٹی کو اسی جگہ سفر میں چھوڑتے ہیں اور ماریا کی طرف چلتے ہیں۔

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ماریا ایک اُلو کے پنجے میں قید اور اسے رومن کاہن اس لیے ہندوستان کے شمال کوہ ہمالیہ کے پہاڑوں کے اوپر آباد شہر تبت لیے جا رہا ہے کہ وہاں کے مذہبی راجہ لاما کے پاس فروخت کر دے گا۔ رومن کاہن کو یہ بالکل معلوم نہیں تھا کہ اُلو کے پنجے میں ایک غیبی لڑکی قید ہے۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اُلو کے پنجے کی نبض دھڑکتی ہے۔ اس لیے اس میں اُلو کی روح زندہ ہے اور یہ بڑی انوکھی بات تھی کہ کسی اُلو کے پنجے میں مرے ہوئے اُلو کا دل دھڑک رہا ہو۔ رومن کاہن کو پوری اُمید تھی کہ تبت کا لاما اسے اس کے عوض بھاری انعام یا معاوضہ دے گا۔

یہ رومن کاہن جنگلوں میں کئی مہینوں سے سفر کر رہا تھا اور وہ تبت کے شہر میں داخل ہو گیا۔ یہ شہر پہاڑیوں کے اوپر آباد تھا۔ اس شہر کے مکان دو منزلہ اور چار منزلہ تھے اور لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ ہر مکان کے باہر دیوی دیوتاؤں کے لکڑی کے بُت رکھے تھے۔ ایک پہاڑی کے اوپر تبت کے راجہ لاما کا لکڑی کا شاندار محل بنا ہوا تھا۔ جس کے اوپر جگہ جگہ سرخ اور زرد جھنڈے لہرا رہے تھے۔ پیچھے پہاڑیوں پر برف جمی تھی اور سردی بے پناہ تھی۔ رومن کاہن نے ماریا کا اُلو کا پنجہ اپنی روئی والی صدری کی اندرونی جیب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں رکھا ہوا تھا۔ وہ بکری کی کھال کا لمبا کوٹ اور ٹوپی
پر رکھے آہستہ آہستہ چلتا شہر میں داخل ہو گیا۔ اس نے ایک
سرائے کا پتہ پوچھا اور وہاں آ کر ایک کوٹھڑی میں آرام
کرنے لگا۔ شام ہو رہی تھی۔ اس نے گرم پانی سے غسل
کیا، کھانا کھایا اور گہری نیند سو گیا۔

دوسرے دن اٹھا تو اس کی تھکان دُور ہو چکی تھی۔ دن
روشن اور شفاف تھا۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ رومن کاہن
نے سرائے کے مالک پر یہ ظاہر کیا کہ وہ رومن کا مذہبی
پادری ہے اور یہاں سیاحت کرنے اور مذہبی مندروں کی
زیارت کرنے آیا ہے۔ اس نے سرائے کے مالک سے اس
خواہش کا اظہار کیا کہ وہ یہاں کے کسی مذہبی کاہن یا پجاری
سے ملنا چاہتا ہے تاکہ وہ اسے یہاں کے مقدس مندروں
کی زیارت کروائے۔

سرائے کے مالک نے کہا:

"یہاں کسی کو لاما محل کے بڑے مندر کو دیکھنے کی
اجازت نہیں ہے۔ وہاں تمہیں کوئی پجاری بھی اپنے
ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ وہاں شہر کے چھوٹے مندروں
کی تم یاترا کر سکتے ہو۔"

رومن کاہن بڑا عیار تھا۔ اس نے سرائے کے مالک کو سونے

کے سکے رشوت میں دیئے اور کہا:

"اگر تم مجھے کسی طرح بڑے پجاری سے ملا دو تو میں
تمہیں اور بھی انعام دوں گا۔"

سونے کے سکے لے کر سرائے کا مالک بہت خوش ہوا
بڑے پجاری سے بات کرنے پر تیار ہو گیا۔ اصل میں
سرائے کا مالک بڑے پجاری کا ایجنٹ تھا اور اس سے
ملا تھا۔ باہر سے جو کوئی سیاح آتا سرائے کا مالک اسے
کہتا کہ بڑے مندر کی یاترا کرنا ناممکن ہے۔ جب سیاح
رشوت دیتا تو وہ آدھے پیسے بڑے پجاری کو جا کر دے
اور بڑا پجاری سیاح کو خفیہ طور پر بڑے مندر کی زیارت
کرا دیتا۔

رومن کاہن سے رشوت کے سونے کے سکے لے کر سرائے
کا مالک اسی روز شام کو بڑے پجاری کے مکان پر پہنچ
گیا جو محل کے قریب ہی تھا۔ اس نے آدھے سونے کے
سکے بڑے پجاری کو دے کر کہا:

"مہاراج! ملک روم سے ایک سیاح آیا ہے۔ یہ
سونے کے سکے اس نے دیئے ہیں۔ وہ بڑے مندر
کی زیارت کرنا چاہتا ہے۔"

بڑے پجاری نے سونے کے سکے لے کر اپنی صندوقچی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں رکھ لیے اور سرائے کے مالک سے کہا کہ وہ رومن کاہن کو رات کے وقت لے کر اس کے مکان پر آ جائے۔ چنانچہ اسی رات جب تبت کے اس بڑے شہر لاسا پر اندھیرا چھا گیا تو سرائے کا مالک رومن کاہن کو ساتھ لے کر بڑے پجاری کے مکان پر آ گیا۔ رومن کاہن کو بڑے پجاری کے پاس چھوڑ کر سرائے کا مالک واپس چلا گیا۔ بڑے پجاری نے رومن کاہن کو غور سے دیکھا اور کہا:

"تمہیں بڑے مندر کو دیکھنے کے لیے صرف دس منٹ ملیں گے۔ اس سے زیادہ دیر تک تم مندر میں نہیں ٹھہر سکو گے۔"

رومن کاہن نے بڑے سکون کے ساتھ کہا:

"مہاراج! میں ایک خاص تحفہ لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ میری یاترا کا مقصد یہ تحفہ لاما کے حضور پیش کرنا ہے۔"

بڑا پجاری چونکا کہ یہ کیسا سیاح ہے؟ اس نے پوچھا:

"وہ کون سا تحفہ ہے جو تم ہمارے راجہ لاما کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہو؟"

رومن کاہن نے اپنی جیب میں سے الو کا پنجہ نکال کر پجاری کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ بڑے پجاری نے الو

پنجے کو جھک کر غور سے دیکھا اور بولا:

"اس الو کے پنجے میں ایسی کون سی خاص بات ہے کہ تم اسے مقدس لاما کو بطور تحفہ پیش کرنا چاہتے ہو؟"

رومن کاہن بولا:

"آپ اس پنجے کو ہاتھ میں تھام کر دیکھیں اس الو کے پنجے میں الو کی روح زندہ ہے۔"

بڑا پجاری بڑا حیران ہوا۔ اس نے الو کے پنجے کو اپنے ہاتھ میں لیا تو اسے محسوس ہوا کہ پنجے میں کسی کا ننھا سا دل دھڑک رہا ہے۔ اس نے تعجب سے پوچھا:

"یہ پنجہ تمہیں کہاں سے ملا؟"

رومن کاہن مسکراتے ہوئے کہنے لگا:

"مہاراج! یہ پنجہ ہمارے خاندان میں سینکڑوں برس سے چلا آ رہا ہے۔ اب ہمارے حالات خراب ہو گئے ہیں اور ہمیں روپوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ میں اسے مقدس لاما کی خدمت میں پیش کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مقدس لاما اسے پا کر خوش ہو گا اور مجھے انعام و اکرام سے نوازے گا۔"

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

بڑا پجاری بولا :

"میں تمہیں ایک شرط پر مقدس لاما کے حضور پیش کر سکتا ہوں کہ تمہیں جو بھی انعام ملے اس کا آدھا مجھے دو گے۔ اگر تمہیں میری یہ شرط منظور ہے تو میں کل شام تمہیں مقدس لاما کے پاس لے چلوں گا۔"

رومن کاہن نے سوچا کہ چلو آدھی دولت ہی سہی کیونکہ یہ بڑا پجاری ویسے بھی مجھ سے اگر یہ پنجہ چھین لے تو میں اس کے خلاف یہاں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا:

"مجھے یہ شرط منظور ہے۔"

بڑے پجاری نے کہا :

"تو پھر کل شام کو میرے پاس آ جانا۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

رومن کاہن الو کے پنجے کو جیب میں ڈال کر واپس سرائے میں آ گیا۔

اب وہ بے تابی سے دوسرے دن کا انتظار کرنے لگا۔ جب دوسرے دن کی شام کا اندھیرا پہاڑی شہر لاسہ میں گہرا ہونے لگا تو رومن کاہن فچر پر بیٹھ کر بڑے پجاری کے مکان کی طرف چل پڑا۔ بڑا پجاری اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے رومن کاہن کو

سمجھایا کہ وہ ایک مقدس مذہبی رہنما اور اس ملک
سب سے بڑے آدمی یعنی مقدس لاما کے محل میں جا
ہے۔ اسے جاتے ہی مقدس لاما کے آگے سات بار جھک
سلام کرنا ہوگا اور پھر ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑے
ہنا ہوگا۔

"جب تک مقدس لاما بات نہ کرے تمہیں کچھ نہیں
ولنا ہوگا۔ سمجھ گئے؟"

رومن کاہن بولا :

"جی مہاراج! میں سمجھ گیا ہوں۔"

بڑا پجاری رومن کاہن کو لے کر مقدس لاما کے محل کی
ان چلا۔ یہ محل بہت خوبصورت اور عالی شان تھا۔ جگہ جگہ
قندیلیں روشن تھے۔ وہ ایک بڑے ہال کمرے میں داخل ہوئے
جہاں آتشدان میں آگ جل رہی تھی اور کمرے کی فضا گرم تھی۔
وہاں ایک تخت بچھا تھا جس کے سامنے کرسیاں رکھی ہوئی
تھیں۔ بڑا پجاری وہاں جا کر رک گیا۔

اس نے رومن کاہن سے کہا :

"خبردار! مقدس لاما کے سامنے آنکھیں مت اٹھانا اور
وہ تخت پر بیٹھ بھی جائے تو تم کرسی پر ہرگز نہ
بیٹھنا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتنے میں ایک طرف سے زرد رنگ کے مخمل کا بھاری پردہ اٹھا اور چار خوبصورت کنیزوں کے ساتھ محبت کا مذہبی راہنما راجہ مقدس لاما آہستہ آہستہ چلتا ہال کمرے میں داخل ہوا۔ بڑا پجاری اور رومن کاہن ایک دم جھک گئے۔ مقدس لاما کا سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے زرد رنگ کا ریشمی گرم لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ وہ تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔ کنیزیں اس کے دونوں طرف ادب سے کھڑی ہو گئیں۔

مقدس لاما نے دھیمی پرسکون آواز میں کہا:

"ہمارے مہمان! تم رومہ سے ہمارے لیے جو تحفہ لائے ہو وہ پیش کرو۔"

رومن کاہن نے سات بار جھک کر سلام کیا۔ اور پھر جیب سے الو کا پنجہ نکال کر مقدس لاما کے حضور پیش کر دیا۔ بڑے پجاری نے کہا:

"مقدس لاما حضور! رومن کاہن کا کہنا ہے کہ اس الو کے پنجے میں الو کا دل ابھی تک دھڑکتا ہے۔"

مقدس لاما نے الو کے پنجے کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس پر انگلی رکھ دی۔ پھر انگلی اٹھا دی اور بولا:

"میرے دوست رومن کاہن! یہ الو کا پنجہ تو مردہ ہے۔ اس میں تو کسی بھی زندہ شے کا دل نہیں دھڑک رہا۔"

اچانک بجلی بن کر رومن کاہن پر گرا۔ اس نے پریشان ہو کر کہا:

"مقدس لاما حضور! ایک بار پھر زحمت کر کے دیکھئے یہ خاص پنجہ ہے۔ اس میں الو کا دل دھڑک رہا ہے۔"

بڑا پجاری بڑی مکار نظروں سے رومن کاہن کو تک رہا تھا۔ اصل میں اس بڑے پجاری نے عیاری سے کام لیتے ہوئے کل الو کے پنجے کی جگہ نقلی الو کا پنجہ رکھوا دیا تھا۔ یہ کام اس نے سرائے کے مالک سے لیا تھا جس نے رات کے اندھیرے میں جب رومن کاہن سرائے کی کوٹھڑی میں سو رہا تھا اصلی الو کا پنجہ اس کی ڈبیا سے نکال کر وہاں ایک عام الو کا مردہ پنجہ رکھ دیا تھا۔ بڑے پجاری کو اس زندہ الو کے پنجے کی ایک مدت سے تلاش تھی کیونکہ وہ اس پر خاص طلسم پڑھ کر مقدس لاما کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔ ایسا کر کے مقدس لاما کو اپنے راستے سے ہٹا کر وہ خود لاما بن کر لاسہ کے شاہی تخت پر بیٹھ جائے۔ اس سازش میں محل کی ایک کنیز کنچن بھی اس کی شریک تھی۔

رومن کاہن کے اصرار کرنے پر مقدس لاما نے ایک بار

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

پھر الّو کے پنجے پر ہاتھ رکھ دیا اور مسکرا کر کہنے لگا،
"رومن کاہن! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم اتنی دُور سے میرے لیے یہ پنجہ لائے مگر یہ مردہ پنجہ ہے اور ہمارے لیے بے کار ہے۔ تم اسے واپس لے جاؤ"
رومن کاہن نے جلدی سے الّو کے پنجے کو اٹھا کر ہاتھ میں پکڑا اور اسے اچھی طرح سے دیکھا۔ پرکھا۔ اس میں واقعی کوئی دل نہیں دھڑک رہا تھا۔ پنجہ خاموش، ٹھنڈا اور مُردہ تھا۔ رومن کاہن سر پیٹ کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیسے ہو گیا۔
مقدس لاما تخت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بڑا پجاری جھک گیا۔ رومن کاہن بھی جھک گیا۔ مقدس لاما کنیزوں کے ساتھ جدھر سے آیا تھا ادھر کو چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی رومن کاہن نے پریشانی کے عالم میں کہا:
"مہاراج! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ہو گیا اس پنجے میں تو الّو کا دل دھڑکتا تھا:
بڑے پجاری نے بھی اداکاری کرتے ہوئے کہا:
"میں خود حیران ہوں کہ ایسا کیسے۔ مگر جب تم نے مجھے یہ پنجہ دکھایا تھا تو اس میں واقعی اُلّو کا دل دھڑک رہا تھا:

بڑے پجاری نے پنجہ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے دبایا بولا:
"مگر اب تو اس کی دھڑکن بند ہو چکی ہے۔ یہ بالکل مردہ ہے:"
رومن کاہن نے حیرانی سے کہا:
"مہاراج! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"
بڑا پجاری بولا:
"یہاں سے باہر آ جاؤ۔ باہر چل کر سوچتے ہیں"۔
محل سے باہر آ کر بڑے پجاری نے الّو کا مردہ پنجہ رومن کاہن کو دیتے ہوئے کہا:
"میرے دوست! یہ تیتت ہے۔ یہ دیوی دیوتاؤں کی نگری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دیوی یا دیوتا کو یہ بات پسند نہ آئی ہو کہ تم الّو کے زندہ پنجے کو مقدس لاما کے حضور پیش کرو اور اس نے اس کے دل کی حرکت کو بند کر دیا ہو:"
رومن کاہن تو اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔ ایک لمحے کے لیے بھی اس کا خیال اس طرف نہ گیا کہ یہ بڑا پجاری بھی اس کے ساتھ دھوکہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اسے ایک مقدس اور ایماندار شخص سمجھتا تھا۔ اور ویسے بھی جب رات

COURTESY OF BOOKSFREE.PK

کو وہ سویا تھا تو اس نے کوٹھڑی کے اندر تالا لگا دیا تھا۔
اسے کیا معلوم تھا کہ سرائے کا مالک رات کو خفیہ راستے
سے کوٹھڑی میں داخل ہوا تھا اور اصلی پنجے کی جگہ نقلی
پنجہ رکھ گیا تھا۔ رومن کاہن کو اگر شک پڑ بھی جاتا تو وہ
احتجاج نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ وہاں اکیلا تھا اور بڑا
پجاری اس کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ چپ ہو گیا۔
دوسرے دن بڑے پجاری نے سرائے کے مالک کے ذریعے
رومن کاہن کو بلایا اور اسے سونے کے دو سکے دیتے ہوئے کہا:

"سکے مقدس لاما حضور نے تمہارے لیے دیئے
ہیں کہ تم اسے اپنے واپسی کے سفر میں استعمال
کر لینا مقدس لاما حضور نے ساتھ ہی حکم دیا ہے
کہ اب تم واپس اپنے ملک کی طرف روانہ ہو جاؤ
کیونکہ ہم یہاں کسی سیاح کو دو دن سے زیادہ ٹھہرنے کی
اجازت نہیں دیتے۔"

رومن کاہن کو اب وہاں ٹھہرنے کی ضرورت بھی نہیں
تھی۔ اس نے سامان باندھا اور اسی روز واپس روانہ ہو گیا۔
اس کے جانے کے بعد بڑے پجاری نے اصلی الو کا پنجہ
صندوق میں سے نکال کر مخمل کے رومال میں لپیٹا اور سازش
میں شریک خاص کنیز کنچن کو اپنے کمرے میں بلا کر دروازہ

دیا اور کہا:

کنچن! میں نے تمہیں ایک ایسی قیمتی چیز دکھانے
کے لیے بلایا ہے جس کی مجھے مدت سے تلاش
تھی یہ دیکھو!"

بڑے پجاری نے مخمل کے رومال میں سے الو کا
سیاہ پنجہ اس کے سامنے تپائی پر رکھ دیا۔ کنچن
جوان اور خوش شکل مگر بڑی مکار کنیز تھی۔ وہ بھی
غرض کے لیے بڑے پجاری کی سازش میں شریک ہو
تھی کہ جب بڑا پجاری مقدس لاما بن جائے گا تو وہ محل
ایک طرح سے مہارانی بن جائے گی اور محل کی تمام
لڑکیوں پر اسی کا حکم چلے گا۔ اس نے الو کے پنجے کی
غور سے دیکھا اور کہا:

"مہاراج! اس الو کے پنجے میں ایسی کون سی خاص
بات ہے؟"

بڑا پجاری بولا:

"اس کو تم نہیں سمجھ سکو گی۔ میں تمہیں اتنا ضرور
بتانا چاہوں گا کہ اس کی وجہ سے جو کام ہم پانچ
برس میں بھی شاید نہ کر پاتے اب وہ ہم صرف
پندرہ دن میں کر سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

کنیز بڑی خوش ہوئی۔ اس نے پندرہ دن میں اپنا محل
کی ملکہ بننے کا خواب پورا ہوتے دیکھا تو پُر جوش
میں بولی:

"مہاراج! یہ تو آپ نے بہت بڑی خوش خبری سنا
دی کیا اس الّو کے پنجے میں اتنی طاقت ہے؟"

بڑا پجاری کہنے لگا:

"طاقت اس میں ابھی نہیں ہے۔ طاقت میں اس
پر اپنا طلسم کر کے اس میں ڈالوں گا۔ یہ ایک
خاص پنجہ ہے۔ اس میں الّو کی روح کا دل دھڑک
رہا ہے۔ میں اس پر تین راتیں لگا کر طلسم کروں گا۔
پھر تم اسے مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے رات
کو جا کر رکھ دینا صبح مقدس لاما اپنے بستر پر مُردہ
پایا جائے گا۔ تم صبح ہونے سے پہلے یہ طلسمی پنجہ اس
کے سرہانے سے نکال لاؤ گی۔ بس پھر اس کے
بعد میں مقدس لاما کے تخت پر بیٹھ جاؤں گا
اور تم اس محل کی مہارانی ہو گی۔ میں نے دوسرے
پجاریوں کو بھی اعلیٰ عہدوں اور دولت کا لالچ دے
کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ وہ سب اس بات پر
راضی ہیں کہ اگر مقدس لاما اپنی طبعی موت مر گیا تو

اگلے اس کی جگہ تخت پر بٹھا دیا جائے گا۔"

کنیز لچن نے تشویش کے ساتھ کہا:

"لیکن مہاراج! کہیں ان پجاریوں کو یہ تو معلوم نہیں ہو
جائے گا کہ مقدس لاما کو کسی طلسم کے ذریعے ہلاک
کیا گیا ہے؟"

بڑا پجاری بولا:

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ سنو! میرے طلسم کی وجہ سے
اس الّو کے پنجے کی روح جو اس میں ابھی تک
زندہ ہے اس پنجے سے باہر نکل آئے گی اور وہ
سوئے ہوئے مقدس لاما کے دل پر اپنا پنجہ رکھ
دے گی۔ پنجہ رکھنے سے لاما کا دل بند ہو جائے
گا۔ سب یہی سمجھیں گے کہ مقدس لاما کا دل کی
دھڑکن بند ہونے سے انتقال ہو گیا ہے۔"

کنیز نے پوچھا:

"لیکن ــ الّو کہاں جائے گا؟"

بڑا پجاری بولا:

"وہ واپس اس پنجے میں چلا جائے گا اور یہ پنجہ صبح
ہونے سے پہلے تم مقدس لاما کے سرہانے کے
نیچے سے نکال کر میرے پاس لے آؤ گی۔ بس ــ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بعد یہ تخت اور اس ملک کی ساری
دولت اور حکومت ہمارے قدموں میں ہو گی۔"
کنیز کنچن تو خوشی سے نہال ہو گئی کہنے لگی:
"مہاراج! بس آپ جلدی سے اس پر طلسم پڑھ کر
پھونکیں۔ میں اسے مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے
رکھ دوں گی۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔"
بڑے پجاری نے کنیز کنچن سے کہا:
"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔ میں آج رات کو ہی
اس پنجے پر اپنا طلسمی عمل شروع کر دوں گا۔"
اسی رات بڑے پجاری نے آدھی رات کو اپنے خاص
تہہ خانے میں جا کر تین دیئے روشن کر کے اپنے سامنے
چوکی پر رکھ لیے۔ اس کے سامنے لوبان سلگا کر آلتی پالتی مار
کر بیٹھ گیا اور طلسمی اشلوکوں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ الو
کا پنجہ نکال کر اس نے چوکی پر تین روشن چراغوں کے
درمیان میں رکھ دیا تھا۔ وہ صبح ہونے تک اشلوک پڑھ
پڑھ کر الو کے پنجے پر پھونکتا رہا۔ الو کے پنجے میں قید
ماریا نے سب کچھ سن لیا تھا۔ اسے بڑے پجاری کی سازش
کا بھی علم ہو چکا تھا مگر وہ ابھی تک پنجے کے اندر بے بس
اور ساکت تھی۔ نہ بول سکتی تھی نہ اپنے غیبی ہاتھ پاؤں
حرکت دے سکتی تھی۔

بڑے پجاری نے تین راتوں تک اپنا طلسمی عمل جاری
رکھا جب طلسم کا عمل پورا ہو گیا تو اس نے الو کے پنجے کو
تین سات بار پھونک ماری اور خوشی سے بولا:
"اب یہ پنجہ میرا کام کرے گا۔"
اس نے شام کو کنیز کنچن کو بلا کر کہا:
"میں نے پنجے پر طلسمی عمل پڑھ کر پھونک دیا ہے
اب تم اسے لے جا کر کسی طرح مقدس لاما کے
بستر پر اس کے سرہانے کے نیچے چھپا کر رکھ دو۔
کل صبح لاما اپنے شاہی پلنگ پر مردہ پایا جائیگا۔"
کنیز کنچن نے خوشی خوشی رومال میں لپٹا ہوا الو کا پنجہ
لے کر رکھ لیا۔ اور چلی گئی۔ کنیز کنچن لاما کی خاص کنیز تھی۔
مقدس لاما اس پر بڑا بھروسہ کرتا تھا اور صرف اسی کو اجازت
تھی کہ وہ رات کو مقدس لاما کا بستر بچھا کر وہاں مقدس
لوبان سلگائے۔ چنانچہ اس رات بھی کنیز کنچن جب مقدس
لاما کی خواب گاہ میں اس کا بچھونا ٹھیک کرنے اور مقدس
لوبان سلگانے گئی تو اس کی جیب میں طلسمی الو کا پنجہ
چھپا ہوا تھا۔
کنیز نے جب دیکھا کہ خواب گاہ میں اس کے سوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کوئی نہیں ہے تو اس نے مقدس لاما کا بچونا ٹھیک
کرتے ہوئے اس کے سرہانے کے نیچے الو کا پنجہ رکھ دیا
اس پنجے پر جو طلسم کیا گیا تھا اس کا اثر ٹھیک
آدھی رات کے بعد شروع ہونے والا تھا جب بڑے
پجاری کے کہنے کے مطابق الو کے پنجے کے اندر سے
الو کی روح باہر نکلے گی اور اپنا پنجہ لاما کے سینے پر عین
دل کے اوپر رکھ دے گی جس سے فوراً ہی مقدس لاما
کا دل دھڑکنا بند کر دے گا۔

کنیز کنچن بستر پر زرد پھول رکھ رہی تھی کہ مقدس لاما
دو کنیزوں کے ساتھ خواب گاہ میں داخل ہوا۔ اس نے
کنیز کنچن کو دیکھا تو بولا:

"کنچن! بستر بچھا دیا تم نے؟"

"جی مقدس لاما حضور!"

کنیز کنچن نے جھک کر ادب سے کہا۔ مقدس لاما دو
کنیزوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے بڑی شان سے چلتا ہوا
اپنے شاندار ریشمی بچھونے والے پلنگ کے پاس آیا۔ پلنگ
پر آہستہ سے بیٹھا۔ کنیزوں نے فوراً اس کا ریشمی سلیپر اس
کے پاؤں سے اتار کر الگ قالین پر رکھ دیا اور اس کے
پاؤں خوشبو والے پانی سے دھو کر صاف کپڑے سے پونچھے

[redacted] لاما نے انہیں چلے جانے کا حکم دیا۔ دونوں کنیزیں
[redacted]ات بار سر جھکا کر وہاں سے چلی گئیں۔ اب خواب گاہ
[redacted] صرف لاما کی خاص کنیز کنچن ہی رہ گئی تھی۔

مقدس لاما آہستہ سے بستر پر لیٹ گیا اور اپنا سر
[redacted]نے پر رکھتے ہوئے بولا:

"کنچن! تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ آج
میں بہت تھک گیا ہوں۔ مجھے بہت نیند آ
رہی ہے۔ اب تم بھی جا کر آرام کرو کنچن۔"

کنیز کنچن نے دل میں کہا کہ مقدس لاما آج تم ایسی
[redacted] سوؤ گے کہ پھر کبھی بیدار نہ ہو سکو گے۔ اس نے
جھک کر مقدس لاما کو شب بخیر کہا اور چراغ کو گل
کرتی ہوئی خواب گاہ سے باہر نکل گئی۔ چراغ کو گل کرنے
سے خواب گاہ میں روشنی غائب ہو گئی۔ اور اب صرف
کھڑکی کے شیشے میں سے باہر کھلے ہوئے چاند کی ٹھنڈی
چاندنی ہی اندر آ رہی تھی۔ چاندنی کی روشنی نے خواب گاہ
کی فضا کو زیادہ پُراسرار بنا دیا تھا۔ کنچن کنیز وہاں سے
سیدھی اپنی چھوٹی سی کوٹھڑی میں آ گئی جو محل کے جنوب
میں بنی ہوئی تھی۔ اس کا دل آج بہت خوش تھا کیوں کہ
اب اس کے رانی بننے کا خواب پورا ہونے والا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صبح مقدس لاما بستر پر مردہ پایا جائے گا اور پجاری بڑے
کی مذہبی کونسل جس کے آدھے سے زیادہ
پجاری نے رشوت دے کر خرید لیے ہیں اس کے
بننے کا اعلان کر دے گی۔

کنیز کنچن ایسے ہی سہانے خواب دیکھتے دیکھتے سو گئی
رات آہستہ آہستہ گذرتے لگی۔ باہر ہمالیہ کے سفید
برف پوش پہاڑوں پر جھکا ہوا چاند بھی چپ سادھے ہوئے
تھا۔ جیسے کسی اہم واقعے کو دیکھنے کے لیے چلتے چلتے رک
گیا ہو۔ اس کی زرد چاند مقدس لاما کی خواب گاہ
کے اندر آ رہی تھی۔ مقدس لاما اپنے پلنگ پر بے سُدھ
سو رہا تھا۔ چھت پر لگا ہوا سونے کا پترا چاندنی میں
چمک رہا تھا۔ الو کا پنجہ جس پر زبردست طلسم کیا گیا
تھا مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اس کے
طلسم کا چکر شروع ہو چکا تھا۔

ٹھیک جب رات آدھی سے زیادہ گذر گئی تو طلسم
نے اپنا اثر دکھایا اور اس کے اندر جو روح قید تھی
وہ آہستہ آہستہ باہر نکلنے لگی۔ بڑے پجاری کو تو یہی
معلوم تھا کہ اس الو کے پنجے کے اندر مرے ہوئے الو
کی روح قید ہے۔ اس نے یہی سمجھ کر اس پر طلسم

تھا مگر اسے کیا معلوم تھا کہ پنجے کے اندر الو کی
روح نہیں بلکہ غیبی ماریا قید ہے۔ یہ سارا طلسم ماریا
کے لیے ہی ہوا تھا مگر طلسم انسان کے لیے نہیں بلکہ الو کی
روح کے لیے تھا۔ اس لیے اس کا اثر ماریا پر
اتنا ہی ہوا کہ وہ الو کے پنجے کے بند ماحول
میں سے آہستہ آہستہ باہر نکلنا شروع ہو گئی۔ ماریا کو فوراً
محسوس ہو گیا کہ بڑے پجاری کے طلسم کا اس پر صرف
اتنا ہی اثر ہوا ہے کہ وہ الو کی گرفت سے آزاد ہو
گئی ہے۔ ماریا دھنوئیں کی ایک پتلی لکیر کی طرح الو کے
پنجے میں سے باہر نکلنے لگی۔

الو کے منحوس پنجے سے باہر آتے ہی ماریا کو احساس
ہوا کہ وہ پوری طرح سے آزاد ہے۔ اس پر کسی کا جادو
باقی نہیں رہا۔ اس کا ارادہ، خیالات اور طاقت سب
کچھ واپس آ گیا تھا۔ وہ تڑپ کر مقدس لاما کے سرہانے
کے نیچے سے نکلی اور باہر خواب گاہ میں آ گئی۔ اگر
ماریا کی جگہ کوئی الو ہوتا تو وہ سچ مچ مقدس لاما کے
سینے پر اپنا پنجہ رکھ کر شاید اسے مار ڈالتا مگر چونکہ طلسم
الو کا تھا اور پنجے کے اندر الو کی بجائے ایک انسان عورت
بند تھی اس لیے طلسم الٹ پڑ گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے خواب گاہ میں آتے ہی ایک طویل اد
سکون کا سانس لیا اور چاروں طرف دیکھا۔ اس خواب گاہ
کو اس نے اتو کے پنجے میں قید رہ کر بھی دیکھا تھا۔
اس نے وہ ساری باتیں بھی سن لی تھیں جو بڑے پجاری
اور کنچن کنیز کے درمیان ہوئی تھیں۔ اسے معلوم تھا
کہ بڑا پجاری مقدس لاما کو ہلاک کر کے اس کی
جگہ خود لاما بن کر تخت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور کنیز
کنچن اس سازش میں برابر کی شریک تھی۔ ماریا خواب گاہ
سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی اس نے سب سے پہلے
یہ کام کیا کہ ایک گہرا سانس لے کر معلوم کرنا چاہا کہ
کسی جانب سے عنبر ناگ کیسٹ اور تھیوساگ کی
خوشبو تو نہیں آ رہی؟ مگر ایسا نہیں تھا۔ ان چاروں
کی خوشبو کسی جانب سے بھی نہیں آ رہی تھی۔ ماریا واپس
مقدس لاما کی خواب گاہ میں آ گئی۔ اس نے مقدس لاما
کو غور سے دیکھا۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔ پھر وہ
یہاں سے نکلی اور محل کے کونے میں کنیز کنچن کی کوٹھڑی
میں آ گئی۔ یہاں چراغ جل رہا تھا اور کنیز کنچن سو
رہی تھی۔

ماریا نے اس کے پلنگ کو پکڑ کر تھوڑا سا ہلایا تو

کنیز ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی۔ "ہے بھگوان! بھونچال!" وہ پلنگ
سے تڑپ کر اٹھی اور کوٹھڑی سے باہر نکل آئی۔ باہر
سخت سردی میں چاند برف پوش پہاڑوں کے اُوپر چپ
چاپ تھا۔ کنیز کا دل بُری طرح سے دھڑک رہا تھا۔
اس کو محسوس ہوا کہ اب بھونچال نہیں ہے۔ وہ ڈرتی
ڈرتی واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گئی۔ ماریا اسے دلچسپی سے
دیکھ رہی تھی۔ ابھی وہ اس کنیز کو کچھ نہیں کہنا چاہتی
تھی۔ ماریا خاموشی سے شاہی محل میں واپس مقدس لاما
کی خواب گاہ میں آ گئی اور دن نکلنے کا انتظار کرنے
لگی۔ اسے معلوم تھا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے کنیز
کنچن مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے سے منحوس اتو کا
پنجہ نکال کر لے جانے کے لیے آئے گی۔

رات آہستہ آہستہ گذرتی چلی گئی۔ چاند بھی پہاڑوں
کی دوسری طرف چلا گیا پَو پھٹ رہی تھی کہ مقدس
لاما کی خواب گاہ کے دروازے کا پردہ اٹھا اور کنیز
کنچن مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے سے اتو کا پنجہ
نکالنے آئی۔ اسے یقین تھا کہ مقدس لاما مر چکا ہوگا۔
آدھی رات کو اتو نے اپنے پنجے سے نکل کر مقدس
لاما کے سینے پر پنجہ رکھ کر اس کے دل کی دھڑکن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بند کر دی ہو گی۔ وہ بے دھڑک کمرے میں آ گئی۔ اسے
تو پورا اعتماد تھا کہ لاما مر چکا ہے۔ اسے دبے پاؤں
چلنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مقدس لاما کے پلنگ پر
چاند کی روشنی نہیں پڑ رہی تھی۔ مقدس لاما کا چہرہ ہلکے
اندھیرے میں تھا۔ کنیز نے آتے ہی سرہانے کے نیچے ہاتھ
ڈالا تو مقدس لاما نے جیسے خواب میں ہڑبڑاتے ہوئے کہا
"کون۔ کون ہے؟"

کنیز کو تو جیسے کسی سانپ نے کاٹ دیا ہو۔ تیزی سے
ہاتھ سرہانے کے نیچے سے کھینچا اور بجلی کی رفتار سے خواب گاہ
سے باہر نکل گئی۔ ماریا بھی اسی رفتار سے کنیز کے پیچھے
پیچھے گئی۔ کنیز خواب گاہ سے نکلی تو سیدھی اندھیرے میں
دوڑتی بڑے پجاری کے مکان پہ جا کر دروازے پر
دستک دی۔ بڑا پجاری جاگ رہا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم
تھا کہ کنیز اسے مقدس لاما کی موت کی خوش خبری سنانے
اور طلسمی پنجہ واپس کرنے آئے گی۔ اس نے جلدی سے
دروازہ کھول دیا۔

کنیز کنچن ہانپ رہی تھی۔ وہ اندر گھس کر چارپائی
پر بیٹھ گئی۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ
میں طلسمی الو کا پنجہ نہیں تھا۔ بڑے پجاری نے حیرت

کے ساتھ پوچھا:

"تم پنجہ کیوں نہیں ساتھ لائیں کنچن؟"

کنیز کنچن نے سانس درست کرتے ہوئے مُردہ آواز
میں کہا:

"مقدس لاما زندہ ہے۔ وہ مرا نہیں۔"

اب تو بڑے پجاری پر جیسے بجلی گر پڑی۔ اس کا
منہ کھلے کا کھلا رہ گیا:۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرا طلسم کبھی غلط
نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس پنجے پر تین راتوں
کا بالکل درست عمل کیا تھا۔ یہ طلسم ہمیشہ
اثر کرتا رہا ہے تم کو غلطی تو نہیں لگی؟" کنیز بولی۔

"میں نے خود مقدس لاما کی بڑبڑاہٹ کی آواز
سنی ہے۔ میں نے سرہانے کے نیچے پنجہ نکالنے
کے لیے ہاتھ ڈالا تو وہ بڑبڑایا "کون ہے؟"
اور میں پنجہ وہیں چھوڑ کر باہر کو دوڑ پڑی۔
اب کیا ہو گا؟"

بڑے پجاری کے چہرے پر گہری سوچ تھی۔ اس نے کہا:

"مجھے ایک دوسرا طلسمی عمل کرنا پڑے گا۔ یہ طلسم
مقدس لاما کو زندہ نہ چھوڑے گا اور ہاں۔ تم

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

آج کسی وقت موقع پا کر لاما کے سرہانے کے نیچے سے الّو کا پنجہ نکال لانا"۔

کنیز کنچن نے سانس بھر کر کہا۔ "ٹھیک ہے"۔

ماریا غیبی حالت میں پاس کھڑی ان کی باتیں خاموشی سے سن رہی تھی۔

○

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ معلوم کرنے کے لیے عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط ۱۴۳ء "مُردے کی راکھ" ملاحظہ فرمائیں۔

میرے نام

جناب اے حمید صاحب

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں آپ کا ہر ناول چاہے وہ کتنی ہی قیمت کا کیوں نہ ہو میں اُسے خریدتا ہوں اور بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ نے ناگ کے ناول میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے ناگ کو زمین میں جاتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک سانپ صاف زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے پاس کوئی بھی اردگرد سوراخ نہیں تھا۔ اس نے زمین کی طرف اپنا منہ کیا اور یکدم زمین میں غائب ہوگیا۔ میں بہت حیران ہوا لیکن جب میں نے نزدیک جاکر دیکھا تو اس کے آس پاس کوئی سوراخ نہیں تھا جس میں وہ غائب ہوگیا۔

آپ نے ناگ کے ناول میں ناگ کے متعلق اتنا کچھ لکھا۔ لیکن آپ نے اس قسم کا واقعہ نہیں آپ نے لکھا ہے تو آپ ہمیں بتائیں کہ وہ کس ناول میں ہے کیونکہ میں نے تمام ناول پڑھے ہیں اور اُن میں اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں۔ میری عمر تقریباً ۸۰ سال ہے اور میں آپ کے تقریباً تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ آپ کے لیے یہ خوشی کی بات ہونی چاہیئے کہ میں آپ کو اس عمر میں خط لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ آپ کو اس سے پہلے جتنے خط ملے ہوں گے وہ بچے ہی لکھتے ہوں گے۔ میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ آپ ہمارے لیے اتنے اچھے ناول پیش کرتے ہیں۔

عبدالعزیز۔ چکی والا۔ مسلم بازار سیالکوٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جناب محترم اے حمید صاحب

السلام علیکم۔ اس ماہ کے نئے ناول بچھو لڑکی اور ویران مینار پڑھے ان کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اب میرے پاس عنبر ناگ ماریا کی دو سو اکتالیس ۲۴۱ قسطیں ہو گئیں ہیں۔ اردو ادب میں آج تک کسی بچوں کیلئے اتنی طویل داستان نہیں لکھی گئی یہ آپ کا ہی کارنامہ ہے کہ عنبر ناگ ماریا کی داستان تحریر کی اور کر رہے ہیں۔ بچوں کے ادب میں آپ کی خدمات قابل تحسین اور ناقابل تقلید ہیں۔ ان خدمات کو قارئین ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ عنبر ناگ ماریا کا سلسلہ ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے جسے بچے اور بڑے بہت شوق اور دلچسپی سے مطالعہ کر کے محظوظ ہوتے ہیں۔ منظر نگاری، کردار نگاری، واقعہ نگاری اور تخیل نگاری میں آپ کا جواب نہیں۔ آپ کی سنسنی خیز و تحیر آمیز اقساط ہمیں اپنے طلسم میں جکڑ لیتی ہیں۔ پڑھنے والا خود کو ان ناولوں کے کرداروں کا حصہ محسوس کرتے ہوئے اپنے ماحول سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ پہلے ہر ماہ تین ناول شائع کیے جاتے تھے لیکن فروری اور مارچ [illegible] کریں کہ ہر ماہ کم از کم تین ناول ضرور شائع ہوں اور یہ سلسلہ آپ ہرگز گزبند نہ کریں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دراز عمر اور صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آپ کو آپ کو اللہ تعالیٰ مزید حوصلہ اور اُمنگ عطا فرمائے تاکہ آپ ہمیشہ عنبر ناگ ماریا کا سلسلہ لکھتے رہیں۔ آمین

قاری محمد اشفاق گلی حکیم امین اللہ صدر بازار ملتان کینٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنات پبلشرز

آؤ خلائی سیر کریں

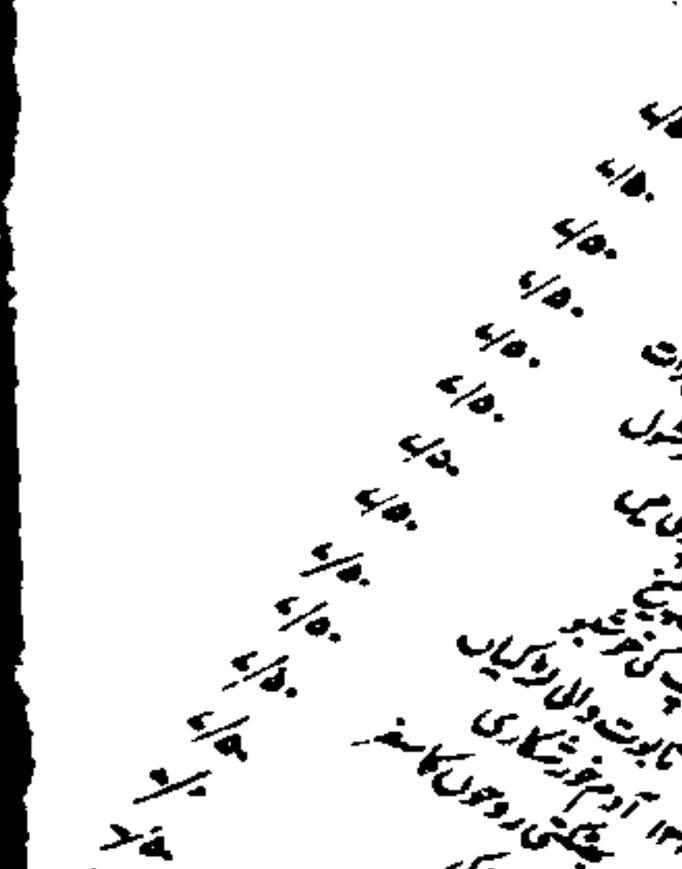

۱۰۱ خلائی جہاز کی سیر ۵/۵۰
۱۰۲ عجیب خلائی شیطان ۵/۵۰
۱۰۳ ماریا دوسری بار ۵/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۵/۵۰
۱۰۵ مردوں کا ستارہ ۵/۵۰
۱۰۶ خوفناک انسانی آبزری ۵/۵۰
۱۰۷ خوفناک طلسمی روشنی ۵/۵۰
۱۰۸ خطرناک قلعہ ۵/۵۰
۱۰۹ عجیب شیشہ ۵/۵۰
۱۱۰ ماتا دیوی کا کمرہ ۵/۵۰
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۵/۵۰
۱۱۲ عجیب اور خلائی مخلوق ۵/۵۰
۱۱۳ کیپٹن ایڈورڈ کا قتل ۵/۵۰
۱۱۴ خوفناک رات میں ۵/۵۰
۱۱۵ خوفناک تجربہ ۵/۵۰
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۵/۵۰
۱۱۷ موت کی چیلنج ۵/۵۰
۱۱۸ ڈریکولا کی موت ۵/۵۰
۱۱۹ قبر کا ہاتھ ۵/۵۰
۱۲۰ جزیرے کا عجوبہ ۵/۵۰
۱۲۱ خوفناک شعاعیں ۵/۵۰
۱۲۲ ماریا کا بیٹا ۵/۵۰
۱۲۳ سیتارا کا عجوبہ ۵/۵۰
۱۲۴ انسانی تیندوا ۵/۵۰
۱۲۵ خفیہ ہاتھ کا راز ۵/۵۰
۱۲۶ خوفناک ہاتھ ۵/۵۰
۱۲۷ سرکس کی لڑکی ۵/۵۰
۱۲۸ خبر کی قبر ۵/۵۰
۱۲۹ چاند بابا کے دوست ۵/۵۰
۱۳۰ سرکس کے دوستاں ۵/۵۰
۱۳۱ ہتھنی ناگن ۵/۵۰
۱۳۲ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۵/۵۰
۱۳۳ سنگاپور کی کارنیوال ۵/۵۰
۱۳۴ ماریا کمپیوٹر کی میں ۵/۵۰
۱۳۵ آسیبی چیخ ۵/۵۰
۱۳۶ باپ کی قربانی ۵/۵۰
۱۳۷ تابوت والی لڑکیاں ۵/۵۰
۱۳۸ آدم خور شکاری ۵/۵۰
۱۳۹ بھٹکی روحوں کا سفر ۵/۵۰
۱۴۰ بھیڑیا لڑکی ۵/۵۰
۱۴۱ ویران مینار ۵/۵۰
۱۴۲ ہاتھ کا خوفناک بھید ۵/۵۰
۱۴۳ موت کی راکھ ۵/۵۰
۱۴۴ انتقام زندہ آدمی ۵/۵۰

جنات پبلشرز

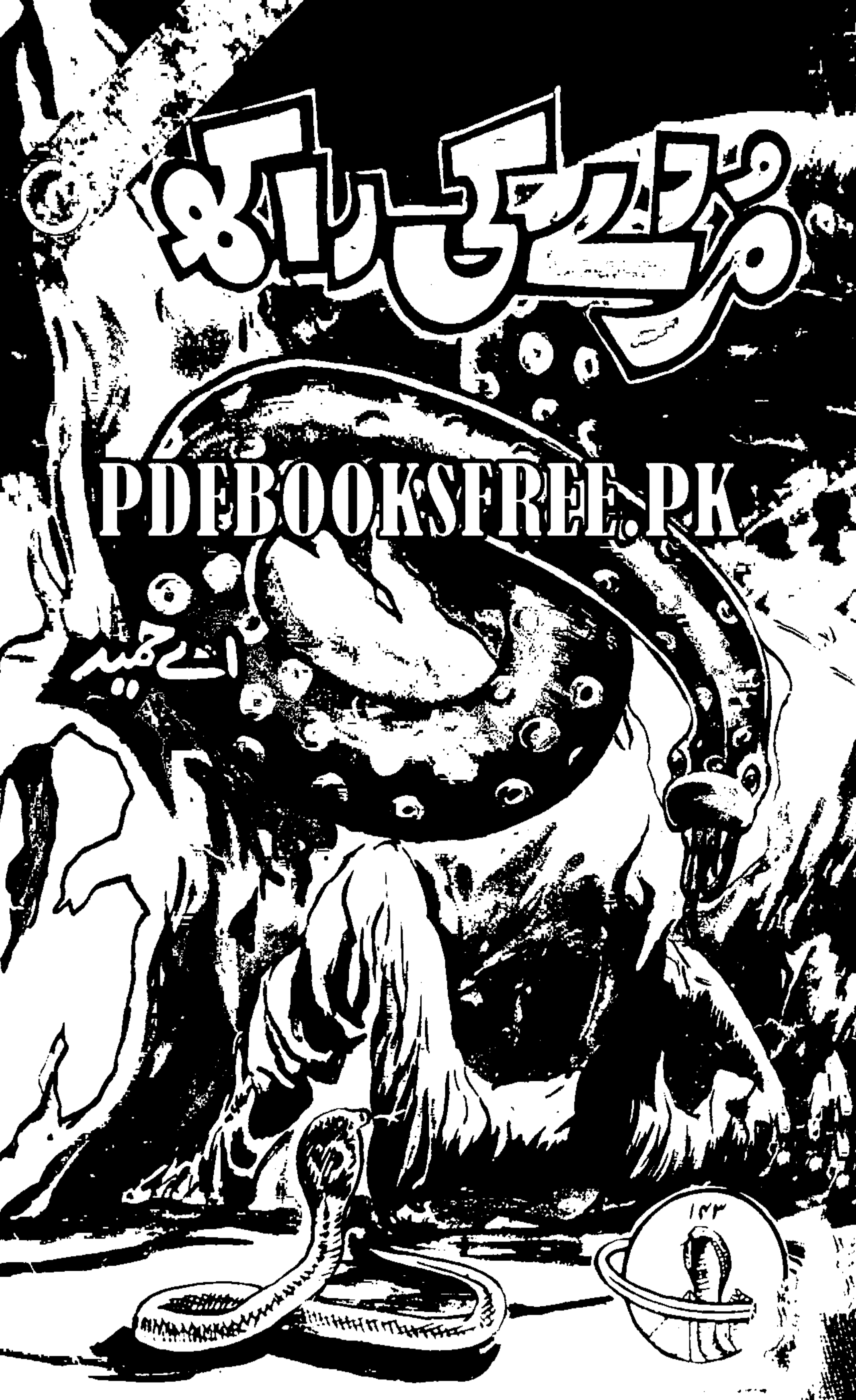
مرے کی راکھ
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید
۱۴۳

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اوریکیٹی خلا میں

مُردے کی راکھ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول

ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۱۳ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا، تھیو سانگ اور کیٹی کا سفر جاری ہے۔ میں ان کے سفر کی داستان ساتھ ساتھ آپ کو سنا رہا ہوں۔ آپ کے خط مجھے برابر مل رہے ہیں جن میں آپ اس داستان کی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ خط میرے لیے بڑے قیمتی ہیں اور میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اس داستان کو آپ تک پہنچانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ تاریخ کے ساتھ ساتھ آپ کو نئی نئی باتوں کا بھی علم ہو۔ اور آپ کی دلچسپی بھی برقرار رہے۔ جیسا کہ آپ اپنے خطوں میں لکھتے ہیں مجھے خوشی ہے کہ اس داستان سے آپ کے علم میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ شکریہ

تمہارا انکل

اے حمید

N - ۴۵۴

راہِ چمن۔ سمن آباد۔ لاہور

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ زہریلا قہوہ
○ طلسمی کالی بھیڑ
○ سایہ غائب ہوگیا
○ سات راجوں کا خزانہ
○ مُردے کی راکھ

زہریلا قہوہ

کنیز کنچن بڑے پجاری کے کمرے سے نکل گئی۔
ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ تبت کے بڑے لاما کو ماریا کے پنجے کے طلسم سے ہلاک کرنے کی جو سازش کنیز کنچن اور بڑے پجاری نے تیار کی تھی اس کا ماریا کو علم ہو چکا تھا۔ ماریا لاما کو بچانا چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ ایک شریف اور معصوم انسان تھا۔ وہ سب انسانوں سے محبت کرتا تھا اور اس نے کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا تھا۔ بڑا پجاری لاما کو موت کے گھاٹ اتار کر اس گدی پر خود بیٹھنا چاہتا تھا۔ اس نے محل کے کچھ پجاریوں اور مذہبی راہبوں کو ساتھ ملا رکھا تھا۔

ماریا کو اپنی طاقت واپس مل جانے اور الو کے منحوس پنجے سے باہر نکل آنے کی بڑی خوشی تھی۔ اب وہ عنبر ناگ کیتی اور تھیوساگ کی تلاش میں نکلنا چاہتی تھی لیکن لاما کو اس کے دشمنوں سے بچانا بھی اس کا اخلاقی اور انسانی فرض تھا چنانچہ ماریا نے یہی فیصلہ کیا لاما کو اس کے دشمنوں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نجات دلانے کے بعد وہ خنجر تاگ کیپٹ اور تھیوسانگ کی کھوج میں نکل پڑے گی۔ کنیز کنچن اپنے کمرے میں آکر بستر پر لیٹ گئی۔ ابھی کچھ رات باقی تھی۔ کنیز کنچن کو الو کے پنجے کی نوک لگی تھی جو ابھی تک لاما کے سرہانے کے نیچے تھا۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ بستر پر پہلو بدلنے لگی۔ آتشدان میں آگ جل رہی تھی۔ کمرہ گرم تھا۔ ماریا آتشدان کے قریب کھڑی کنیز کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ ماریا سوچ رہی تھی کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس نے سوچا کہ بہتر یہی ہے کہ وہ لاما کو جا کر خبر کر دے کہ بڑا پجاری اس کا جانی دشمن ہے اور کنیز کنچن کے ساتھ مل کر اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہتا ہے۔ پھر اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے لاما اسے کوئی بدروح سمجھ بیٹھے اور اس کی بات پر اعتبار نہ کرے کیونکہ وہ اسے دکھائی تو دے گی نہیں اور اگر وہ اس کی بات پر یقین کر بھی لیتا ہے تو بڑا پجاری صاف مکر جائے گا اور کہے گا کہ مقدس لاما! آپ کو کسی بدروح نے میرے خلاف بھڑکایا ہے۔ میں تو آپ کا خادم ہوں۔"

چونکہ مقدس لاما ایک بھولا بھالا آدمی ہے وہ بڑے پجاری باتوں میں آ جائے گا اور پجاری کو دوبارا اس کے خلاف خونی سازش کا جال بچھانے کا موقع مل جائے گا۔ آخر ماریا نے یہی

سوچا کہ خاموش رہ کر لاما کی حفاظت کرے اور جب اس کے ہاتھ کوئی ثبوت آ جائے تو اپنا آپ لاما پر ظاہر کر کے بڑے پجاری اور کنیز کو رنگے ہاتھوں پکڑوا دے۔

یہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ بڑا پجاری اب لاما کو سیدھے سبھاؤ زہر دینے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ ماریا چونکس ہو گئی۔ وہ کنیز کے کمرے سے نکل کر بڑے پجاری کے مکان پر آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ بڑا پجاری ایک عیار آنکھوں والے راہب کے ساتھ بیٹھا کھرل میں کوئی بوٹی رگڑ رہا ہے۔ ماریا خاموشی سے ایک طرف کھڑی ہو کر ان کی باتیں سننے لگی۔ بڑا پجاری کھرل میں نسواری رنگ کی بھڑی بوٹی کو پیس رہا تھا۔

راہب نے اسے کہا:

"پجاری جی! جب یہ بوٹی پس کر بالکل باریک ہو جائے تو اسے مقدس لاما کے قہوے میں ملا دینا۔ یہ ایسا زہر ہے کہ اس کا کوئی ذائقہ نہیں اور انسان کے جسم پر اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اندر ہی اندر انسان کا جسم سارا کٹ جاتا ہے مگر باہر سے جسم بالکل ٹھیک رہتا ہے یوں ہمارے راستے سے لاما ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گا۔ اور کسی کو وہم تک نہیں ہو گا کہ زہر دیا گیا ہے۔ یہ زہر نیند لاتا ہے اور جب آدمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سو جاتا ہے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔"

بڑا پجاری خوش ہو کر بولا:

"مجھے اسی قسم کے زہر کی تلاش تھی آج صبح ناشتہ پر لاما کو جو قہوہ پیش کیا جائے گا اس میں یہ زہر شامل ہو گا۔"

راہب بڑی مکاری سے مسکرانے لگا اور بولا:

"جب آپ لاما بن جائیں گے تو مجھے بڑا پجاری بنانا بھولنا نہیں۔"

بڑا پجاری بولا:

"تمہیں کیسے بھلا سکتا ہوں۔ میرے بعد تم ہی بڑے پجاری بنو گے۔ اطمینان رکھو۔"

راہب کہنے لگا:

"اچھا تو پھر میں اب جاتا ہوں۔ کسی کو یہ شبہ بھی نہیں پڑنا چاہیے کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر راہب اٹھا اور باہر نکل گیا۔ ماریا وہیں کھڑی رہی۔ زہریلی بوٹی کو پیس کر باریک کرنے کے بعد بڑے پجاری نے اسے چمڑے کی ایک چھوٹی سی شیشی میں ڈال کر بند کیا اور اپنی الماری کی دراز میں رکھ کر تالہ لگا دیا۔ چابی جیب میں رکھی اور مندر کی طرف چل دیا۔ ماریا نے اس کے جانے

کے بعد الماری میں سے زہر والی بوتل نکالی اور باہر آ گئی۔ صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔ ہمالیہ کی چوٹیوں پر طلوع ہوتے سورج کی پہلی گلابی کرنیں دمکنے لگی تھیں۔ ماریا نے غور سے دیکھا۔ شیشی کے اندر زہر کا رنگ نسواری تھا۔ یہ نسواری پاؤڈر سا تھا۔ ماریا کا پہلے یہ خیال تھا۔ کہ وہ اس کو پھینک کر اس کی جگہ کوئی دوسری نسواری مٹی ڈال دے گی لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اس طرح تو ثبوت ختم ہو جائے گا۔ اس نے دل میں ایک فیصلہ کیا اور زہر کی شیشی واپس الماری میں جا کر رکھ دی۔

اب وہاں سے ماریا سیدھی مقدس لاما کے کمرے میں آ گئی۔ مقدس لاما اٹھ چکا تھا اور کنیزیں اس کے زرد لباس کو بستر پر رکھ رہی تھیں اور اس کے ناشتے کے میز پر پھول سجا رہی تھیں۔ مقدس لاما غسل خانے میں گرم پانی سے نہانے کے بعد باہر نکلا۔ صاف ستھرے پاک صاف کپڑے پہنے اور اگربتیوں اور لوبان کی خوشبوؤں میں خدا کی عبادت کرنے لگا۔ عبادت کرنے کے بعد اس نے ایک ایک کر کے سب کنیزوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور پھر ناشتے کی میز پر بیٹھ کر مسکراتے ہوئے بولا:

"کنیز کنچن سے کہو کہ ہمارے لیے دلیا اور قہوہ لے آئے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو کنیزیں سر جھکانے کے بعد باہر نکل گئیں۔ ماریا میز کے قریب ہی ایک طرف کھڑی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ الو کا پنجہ ابھی تک لاما کے سرہانے کے نیچے پڑا ہے اور کنیز کنچن اسے اٹھا لے جانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ ماریا خود اسے اٹھانا نہیں چاہتی تھی۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ کنیز کنچن اخروٹ کی لکڑی کے ٹرے میں دلئے کا پیالہ اور قہوے کی کیتلی رکھے بڑے ادب سے آہستہ آہستہ چلتی آ رہی ہے۔ میز کے پاس آ کر اس نے اپنے سر کو آہستہ سے جھکایا اور ٹرے میز پر رکھتے ہوئے بولی: "مقدس لاما حضور کے لیے دلیا اور قہوہ حاضر ہے۔"

لاما کے چہرے پر بڑی پیاری سی مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے کہا:

"کنچن! تم ہماری بہت خدمت کرتی ہو۔ بھگوان تمہیں اس کا انعام دے گا۔"

کنیز کنچن نے ہاتھ باندھ لیے اور بولی:

"مقدس لاما حضور! مجھے صرف آپ کی خوشی چاہیے۔"

لاما نے کہا:

"ہم تم سے بہت خوش ہیں کنچن اور تمہارے لیے بھگوان سے ہمیشہ پرارتھنا کرتے رہتے ہیں۔"

مقدس لاما دلیا کھانے لگا۔ دوسری کنیزیں بستر درست کر رہی تھیں۔ کنیز کنچن کانی آنکھ سے ان کنیزوں کو بھی تک رہی تھی کیونکہ لاما کے سرہانے کے نیچے الو کا پنجہ تھا۔ اچانک کنیز کنچن بستر کی طرف مڑی اور بولی:

"تم بے فکر چلی جاؤ۔ میں خود مقدس حضور کا بستر ٹھیک کروں گی۔"

دوسری کنیزیں خاموشی سے سر جھکائے کمرے سے نکل گئیں۔ ماریا تیزی سے بستر کی طرف گئی اور سرہانے کے نیچے ہاتھ بڑھا کر الو کا پنجہ اٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی پنجہ غائب ہو گیا۔ کنیز کنچن کو بالکل پتہ نہ چل سکا۔ وہ بستر کی چادر ٹھیک کرتے ہوئے سرہانے کی طرف آ گئی اور تکیے کو ٹھیک کرنے کے بہانے اٹھایا اور نیچے دیکھا۔ الو کا پنجہ غائب تھا۔ کنچن کے تو ہوش اڑ گئے۔ پنجہ یہاں سے کون لے گیا؟ کہیں مقدس لاما کو ان کی سازش کا پتہ تو نہیں چل گیا؟ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ الو کے پنجے سے زیادہ سے زیادہ یہی ظاہر ہو سکتا تھا کہ کسی نے اس پر جادو کر کے لاما کے سرہانے کے نیچے رکھ دیا ہے۔ یہ کبھی پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ یہ پنجہ کنیز کنچن نے وہاں رکھا تھا۔ اس کے باوجود یہ پنجہ بڑے پجاری کے پاس پہنچانا بہت ضروری تھا۔ مگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوال یہ تھا کہ آخر سرہانے کے نیچے سے پنجہ اٹھا کر کون لے گیا ہے؟ کنچن کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو وہ سرہانے کو ٹھیک طرح سے رکھ کر مقدس لاما کی طرف بڑھی۔ کیونکہ اس نے مقدس لاما کے قہوہ میں مہلک زہر ملا دیا تھا جسے پی کر وہ کو سو جاتا اور پھر سوتے ہی میں مر جاتا تھا۔ لاما دلیا کھا کر ریشمی رومال سے اپنے ہونٹ صاف کر رہا تھا۔ اس نے کنچن سے کہا:

"کنچن! آج میرا دل چاہتا ہے کہ تم بھی میرے ساتھ ہی قہوہ پیئو۔"

ماریا نے چونک کر کنچن کی طرف دیکھا۔ کنچن کا تو رنگ ایک دم زرد ہو گیا تھا۔ مقدس لاما کی خواہش کے آگے وہ انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی تھی۔ مقدس لاما نے آج تک اسے کبھی اپنے ساتھ قہوہ پینے کے لیے نہیں کہا۔ کہیں اس کی سازش کا بھانڈا تو نہیں پھوٹ گیا۔ کنیز کنچن کی آنکھوں کے سامنے موت رقص کرنے لگی۔ ایک بار تو اس کا سر گھوم گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر صرف اسی قدر کہا:

"مقدس لاما حضور! میں یہ گستاخی کیسے کر سکتی ہوں؟"

اس کا خیال تھا کہ شاید اس طرح سے یہ مصیبت ٹل جائے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ قہوے میں بڑا ہی خطرناک زہر ملا ہوا ہے اور اسے پی کر لاما کے ساتھ وہ بھی مر جائے گی۔ مقدس لاما نے مسکرا کر کہا:

"جب ہم نے تمہیں خود دعوت دی ہے تو یہ گستاخی نہیں ہو گی بلکہ تم ہماری خواہش کو پورا کر کے ہماری دعائیں حاصل کرو گی۔"

اب وہ بے بس تھی۔ آگے کچھ نہ کہہ سکتی تھی۔ موت اس کے سر پر منڈلانے لگی تھی۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے میز کے قریب آئی اور کیتلی اٹھا کر دو پیالوں میں زہریلا قہوہ انڈیل دیا۔

مقدس لاما نے کہا:

"میرے سامنے بیٹھ جاؤ کنچن! میں آج تم سے بہت خوش ہوں۔ تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ قہوہ پیئو۔"

اور مقدس لاما نے قہوے کی پیالی اٹھا لی۔ ماریا نہیں چاہتی تھی کہ مقدس لاما قہوے کا گھونٹ بھرے۔ ایک پیالی کنیز کنچن نے بھی اٹھا لی تھی مگر وہ اسے اپنے ہونٹوں تک لے جا کر رک گئی تھی اور مقدس لاما کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ تیزی سے سوچ رہی تھی کہ موت سے کیسے چھٹکارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حاصل کر سکتی ہے؟ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ اس نے اچانک پیالی میز پر رکھ دی اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بولی:

"مقدس لاما! میرا سر چکرانے لگا ہے۔"

اور یہ کہہ کر وہ بہانہ بنا کر دھڑام سے فرش پر گری اور بے ہوش ہو گئی۔ مقدس لاما نے فوراً میز پر رکھی گھنٹی بجائی۔ کنیزیں دوڑتی ہوئی اندر آ گئیں۔ کنچن تھوڑی سی آنکھ کھول کر دیکھ رہی تھی کہ مقدس لاما نے ابھی قہوہ نہیں پیا تھا اور پیالی ویسے کی ویسی میز پر رکھ دی تھی۔ وہ کنچن کے اچانک بے ہوش ہو جانے سے پریشان تھا اور اٹھ کر اس کے قریب آ گیا تھا۔ کنیز کنچن کو افسوس ہوا کہ لاما بچ گیا اگرچہ اسے اپنی زندگی کے بچ جانے کی خوشی بھی تھی۔ کنیزیں کنچن کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گئیں۔ لاما نے کہا:

"فوراً شاہی حکیم کو بلا کر اسے ہوش میں لاؤ۔ اس کا سر چکرا گیا ہے۔"

جب کمرہ خالی ہو گیا تو مقدس لاما میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور ہاتھ اٹھا کر کنیز کنچن کے لیے دعا مانگنے لگا۔ ماریا اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے فوراً الو کا پنجہ اس کے سرہانے کے نیچے دوبارا رکھ دیا اور مقدس لاما کے پاس آ گئی۔ مقدس لاما دعا مانگنے کے بعد پیالی اٹھا کر زہریلا قہوہ پینے ہی لگا تھا کہ ماریا نے اس کے ہاتھ سے پیالہ چھین لیا۔

اپنے ہاتھ سے پیالہ ایک دم سے غائب ہوتے دیکھ کر مقدس لاما حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر بولا:

"کیا یہاں کوئی بھٹکی ہوئی روح موجود ہے؟"

کیونکہ وہ عبادت گذار مذہبی آدمی تھا۔ اس لیے ایسے معلوم تھا کہ اس قسم کا کام بھٹکی ہوئی روحوں کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اب ماریا نے کہا:

"مقدس لاما! آپ نے مجھے بھٹکی ہوئی روح کہا مگر میں بھٹکی ہوئی روح نہیں ہوں۔"

لاما نے آہستہ سے پوچھا:

"تو پھر تم کون ہو بیٹی؟ تم نظر کیوں نہیں آتیں پھر؟"

ماریا نے کہا:

"مقدس لاما! میرا نام ماریا ہے۔ میں کون ہوں؟ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ آپ اتنا ہی سمجھ لیں کہ میں کسی وجہ سے غائب کر دی گئی ہوں اور آپ کو دکھائی نہیں دے سکتی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مقدس لاما نے اب سوال کیا کہ تم نے میرا پیالہ کس لیے میرے ہاتھ سے لے لیا ہے؟

ماریا آہستہ سے بولی:

"مقدس لاما! میں نے پیالہ اس لیے لے لیا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔"

مقدس لاما نے پریشان ہو کر ہوا میں اس طرف دیکھا جس طرف سے اسے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔ بولا:

"بیٹی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ میرے قہوے میں زہر کون ملا سکتا ہے؟"

ماریا نے کہا:

"زہر آپ کی اسی چہیتی کنیز کنچن نے ملایا ہے۔ اسی لیے وہ بہانہ بنا کر بے ہوش بھی ہو گئی تھی کیونکہ آپ نے اسے اپنے ساتھ قہوہ پینے کی دعوت دے دی تھی اور وہ مرنا نہیں چاہتی تھی چنانچہ ٹھوکر کھا کے بے ہوش ہو گئی۔"

مقدس لاما نے تعجب سے کہا:

"ہماری کنیز کنچن ایسا کیوں کرنے لگی؟ ہم تو اسے اپنی بچی کی طرح پیار کرتے ہیں۔"

ماریا بولی: "یہاں آپ کے خلاف ایک زبردست

سازش کی گئی ہے اور یہ سازش بڑے پجاری نے کی ہے کنیز کنچن اس میں برابر کی شریک ہے۔ کیونکہ بڑا پجاری آپ کو ہلاک کر کے خود لاما بننا چاہتا ہے اور کنیز کنچن کو محل کی ملکہ بنانا چاہتا ہے۔"

مقدس لاما خاموش ہو گیا۔ اس کا چہرہ بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔

ماریا نے آہستہ سے کہا:

"بڑے پجاری نے اس سے پہلے بھی آج رات کو آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے کنچن کی مدد سے آپ کے سرہانے کے نیچے الو کا ایک پنجہ رکھوا دیا تھا جس پر بڑا خطرناک طلسم کیا گیا تھا۔ مگر میری وجہ سے وہ طلسم بے اثر ہو گیا۔ وہ بے اثر پنجہ ابھی تک آپ کے سرہانے کے نیچے پڑا ہے جس کو اٹھانے کا کنچن کو موقع نہیں مل سکا۔"

اور ماریا نے سرہانے کے نیچے سے الو کا پنجہ نکال کر مقدس لاما کے میز پر لا کر رکھ دیا۔ الو کے پنجے کو دیکھ کر مقدس لاما سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے آہ بھر کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری بچی! یہ کیسے ثابت ہو کہ اس فتوے میں زہر ملا دیا گیا ہے؟"

ماریا بولی: "یہ ثابت کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

ماریا تیزی سے باہر گئی۔ باہر برآمدے میں ایک مکھی اڑ رہی تھی۔ ماریا نے اس مکھی کو مٹھی میں پکڑا اور مقدس لاما کے پاس آ کر بولی:

"مقدس لاما! میرے ہاتھ میں اس وقت ایک مکھی ہے۔ میں تھوڑا سا زہر اس مکھی کو پلاؤں گی۔ زہر کے اثر سے مکھی ایک دم گہری نیند سو جائے گی اور چند لمحوں کے بعد مر جائے گی۔ یہی اس خطرناک زہر کی تاثیر ہے۔"

اور ماریا نے مکھی کو فتوے کی پیالی کے کنارے پر لے جا کر اس کا منہ فتوے کی سطح کے ساتھ لگا دیا۔ مکھی میٹھا فتوہ پینے لگی۔ پھر ماریا نے مکھی کو میز پر رکھ دیا۔ اب مقدس لاما مکھی کو دیکھ رہا تھا۔ مکھی نے پروں کو حرکت دے کر اڑنے کی کوشش کی مگر وہ اڑ نہ سکی اور ایک طرف کو جھک کر میز پر گر پڑی۔

ماریا بولی: "اب وہ مر جائے گی مقدس لاما۔"

چند سیکنڈ کے بعد مکھی مر چکی تھی۔ مقدس لاما کی توجیہ آنکھیں کھل گئی تھیں اس نے کہا:

"میری بچی! میرا دل نہیں مانتا مگر یقین کرنا ہی پڑ رہا ہے کہ مجھے ہلاک کرنے کی سازش کی گئی ہے مگر تمہیں اس سازش کا کیسے پتہ چلا؟"

اب ماریا نے مقدس لاما کو اپنے الو کے پنجے میں قید ہونے اور پھر بڑے پجاری کے طلسم کے اُلٹے اثر کی وجہ سے پنجے سے باہر نکل آنے اور ان لوگوں کی باتیں سننے کے سارے واقعات سنا دیئے۔ مقدس لاما کو بے حد دکھ ہوا کہ جن کو وہ اپنا سمجھ رہا تھا وہی اس کی جان کے دشمن نکلے۔ اس نے ماریا سے پوچھا:

"بیٹی! تم نے میری جان بچائی۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تمہارا نام کیا ہے اور تم کہاں سے آئی ہو؟"

ماریا نے کہا:

"مقدس لاما! میرا نام ماریا ہے۔ میں کہاں سے آئی ہوں؟ یہ بڑی لمبی داستان ہے۔ میں آپ کی جان بچانا چاہتی تھی۔ سو میں نے بچا لی ہے۔ مجھے اس کی خوشی ہے۔ مگر آپ کے دشمن ابھی

COURTESY WWW.PAKFBOOKSFREE.PK

زندہ ہیں اور وہ ایک بار پھر آپ کی جان لینے
کی کوشش کریں گے۔"
مقدس لاما نے کہا:
"میں امن پسند آدمی ہوں۔ اپنے دشمنوں کے خلاف
کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔"
ماریا بولی: "تو کیا آپ ان کے ہاتھوں مرجانا پسند
کریں گے۔؟"
مقدس لاما نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:
"میری بچی! میں کسی کی جان لینے کی بجائے خود مرجانا
زیادہ پسند کروں گا۔"
ماریا سمجھ گئی کہ یہ کمزور دل آدمی ہے مگر چونکہ بے حد
نیک آدمی ہے اس لیے خود کسی کی جان نہیں لے سکتا۔
اس لیے اسے خود ہی اس کی جان بچانے لیے کچھ کرنا پڑے
گا۔ ماریا نے کہا:
"تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے دشمنوں
کو آپ کے راستے سے ہٹا سکوں۔"
مقدس لاما بولا:
"میں تمہیں یہ اجازت کبھی بھی نہیں دوں گا کہ
تم ان کو مار ڈالو۔ بھگوان خود ہی ان کو درست

کر دے گا۔"
ماریا نے کہا:
"اگر میں ان کی جان لیے بغیر انہیں آپ کے
راستے سے ہٹا دوں تو آپ کو کوئی اعتراض
تو نہیں ہوگا؟"
مقدس لاما نے کہا:
"نہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"
دو کنیزیں کمرے میں داخل ہوئیں۔ ایک نے جھک کر
ادب سے کہا:
"مقدس لاما حضور! کنچن کو ابھی تک ہوش نہیں آیا۔"
مقدس لاما خود اٹھ کر دوسرے کمرے میں گیا جہاں
تخت پر کنچن جھوٹ موٹ بے ہوش پڑی تھی۔ اس نے
کنیزوں سے کہا:
"اسے شاہی حکیم کے پاس پہنچا دو اور میری
طرف سے کہو کہ کنچن کو پھر سے تندرست کر دے۔"
یہ کہہ کر مقدس لاما خاموش قدم اٹھاتا واپس اپنے
کمرے میں آ گیا۔ اس نے زہریلا قہوہ پھنکوا دیا اور الو کا
پنجہ آتش دان کی آگ میں ڈال دیا۔ اس نے ماریا کو آہستہ
سے آواز دی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری بیٹی ماریا! کیا میرے کمرے میں ہی ہو؟"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اب مقدس لاما سے مزید گفتگو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اب سب کچھ اسے خود ہی کرنا تھا۔ ماریا مقدس لاما کے کمرے سے نکل کر اس کنیز کے پاس آ گئی جو "بے ہوش" کنچن کو اٹھا کر شاہی حکیم کے مکان کی طرف لے جانے کے لیے شاہی محل کی لکڑی کی سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ کنیز کنچن تو ہوش میں تھی۔ اس نے تو بے ہوشی کا سوانگ رچایا ہوا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ موت کے منہ سے بچ نکلی ہے تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور بولی:

"تم مجھے کہاں لیے جا رہی ہو؟"

کنیز نے اسے نیچے اتار دیا اور ایک کنیز نے کہا:

"کنچن بہن! تم اچانک بے ہوش ہو گئی تھیں۔ مقدس لاما کے حکم سے ہم تمہیں شاہی حکیم کے پاس لے جا رہی ہیں۔"

کنچن بولی: "اب اس کی ضرورت نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہو گئی ہوں تم واپس چلی جاؤ۔"

کنیزیں واپس چلی گئیں۔ کنیز کنچن وہاں سے سیدھی بڑے پجاری کے مکان پر پہنچی اور اسے سارا واقعہ سنا دیا۔ بڑا پجاری

پریشانی سے ٹہلنے لگا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ملتے ہوئے بولا: "تم نے میرے لیے کچھ نہیں کیا۔ اب سب کچھ مجھے خود ہی کرنا ہو گا۔ آج دوپہر کو مقدس لاما کو جو کھانا دیا جائے گا اس میں میں خود یہ زہر ملا دوں گا۔ آج مقدس لاما کا معاملہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جانا چاہیے۔ اب تم دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔"

کنچن خاموشی سے چلی گئی۔ ماریا وہاں موجود یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ بڑا پجاری بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ ماریا جانتی تھی کہ زہر والی شیشی کہاں رکھی ہے۔ اس نے الماری میں سے شیشی نکال لی۔ بڑے پجاری نے کچھ دیر اِدھر اُدھر ٹہلنے کے بعد الماری میں سے زہر کی شیشی نکالنی چاہی تو وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ زہر والی شیشی غائب تھی۔ اس نے اسے بہت تلاش کیا مگر اسے کہیں نہ مل سکی۔ شیشی تو ماریا کے ہاتھ میں تھی اور پجاری نہ ماریا کو دیکھ سکتا تھا نہ زہر کی شیشی کو۔ پجاری گھبرایا ہوا مکان سے نکلا اور اس راہب کے پاس آ گیا جس نے اسے زہر تیار کر کے دیا تھا۔ جب راہب کو پتہ چلا کہ زہر الماری سے غائب ہو گیا ہے تو وہ پریشان ہو کر کہنے لگا:

"کسی کو ضرور ہماری سازش کا علم ہو گیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری بولا: "ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ سوائے کنچن کے اور کسی کو اس سازش علم نہیں ہے۔"

راہب نے کہا:

"تو ضرور اسی نے یہ زہر چرایا ہے۔ وہ مقدس لاما کے ساتھ مل گئی ہے اور اب ہم دونوں کی زندگی خطرے میں ہے۔"

پجاری یہ سن کر بوکھلا گیا۔ بولا:

"میں ابھی جاکر کنچن کا کام تمام کرتا ہوں۔ وہ غدار ثابت ہوئی ہے۔"

بڑے پجاری نے ایک چاقو اپنے لمبے لبادے میں چھپایا اور کنچن کے مکان کی طرف چلا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ وہ کنچن کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ جب بڑا پجاری کے مکان میں پہنچا تو وہ بھگوان کے بت کے سامنے بیٹھی اپنے گناہوں سے توبہ کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

"بھگوان! مجھے معاف کر دو۔ میرے دل میں گناہ نے اپنا ڈیرا کر لیا تھا۔ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہوں اور اب مقدس لاما کی جان لینے کی کبھی گھناؤنی کوشش نہیں کروں گی۔"

اب تو بڑے پجاری کو بالکل یقین ہو گیا کہ کنچن نے

ان کے ساتھ غداری کی ہے اور وہ مقدس لاما کے ساتھ مل گئی ہے۔ اس نے چلا کر کہا:

"کنچن! تم میرے انتقام سے نہیں بچ سکتیں۔"

اور چاقو لہراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ کنچن بیچ مار کر ایک طرف ہو گئی۔ بڑے پجاری نے اسے گردن سے دبوچ لیا۔ چاہتا تھا کہ اس کی گردن پر چاقو مارے کہ ماریا نے اس کے بازو پر زور سے ہاتھ مارا۔ چاقو اس کے ہاتھ سے کس نے اچھال دیا۔ کنچن اس کے شکنجے میں تھر تھر کانپ رہی تھی اور رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔ اب ماریا نے بھاری آواز نکال کر کہا:

"تم شیطان ہو۔ تم نے مقدس لاما کو ہلاک کرنے کی سازش کی اور اب کنچن کو موت کے گھاٹ اتارنے والے تھے۔ تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔"

بڑا پجاری خوف سے کانپنے لگا۔ ماریا نے شیطان پجاری کی گردن اپنے بازو میں لے کر اس کا منہ ایک ہاتھ سے کھول دیا۔ ماریا کی طاقت کے آگے پجاری بے بس تھا۔ ماریا نے زہر کی شیشی میں سے آدھا زہر اس کے حلق میں گرا دیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔ پجاری کھانستا ہوا فرش پر گرا اور گہری نیند میں کھو گیا۔ کنچن پر بھی خوف طاری تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا:

"میں ہمالیہ کی مقدس روح ہوں۔ تم نے چونکہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلی ہے اس لیے تمہیں کچھ نہیں کہوں گی"۔

کچن تو سجدے میں گر گئی اور روتے ہوئے بولی،

"مقدس ہمالیہ کی روح! میں توبہ کرتی ہوں۔ اب کبھی برائی کا خیال دل میں نہیں لاؤں گی۔ مجھے معاف کر دو"۔

ماریا نے کہا:

"میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے مگر یاد رکھو اگر پھر تم نے مقدس لاما کے خلاف کوئی سازش کرنے کا سوچا تو میں ہمالیہ کے پہاڑوں سے اتر کر فوراً یہاں آکر تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

کچن نے ہاتھ باندھ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا:

"میں اب ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتی مقدس روح! میں ساری زندگی مقدس لاما کی وفادار کنیز بن کر رہوں گی"۔

ماریا نے کہا:

"اس شیطان پجاری کو اپنے گناہوں کی سزا مل گئی

ہے جو کسی کے لیے گڑھا کھودتا ہے قدرت اس کے لیے کنواں کھود کر تیار رکھتی ہے۔ میں اسے لے جاری ہوں"۔

ماریا نے پجاری کو جھک کر دیکھا۔ وہ مر چکا تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ کچن کی آنکھوں کے سامنے پجاری کی لاش غائب ہو گئی۔ وہ ایک بار پھر "ہمالیہ کی مقدس روح" کہتی ہوئی سجدے میں گر پڑی۔

ماریا نے بڑے پجاری کی لاش کو ایک پہاڑی پر لے جا کر برف کے گڑھے میں پھینک کر اوپر برف ڈال دی۔ اب اسے اس شیطان راہب کی خبر لینی تھی جس نے یہ زہر تیار کیا تھا۔ وہ تیزی سے فضا میں اڑتی ہوئی شیطان راہب کے کمرے میں آ گئی۔ راہب گھبرایا ہوا ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ اسے بڑے پجاری کا انتظار تھا کہ وہی آ کر اسے بتائے گا کہ میں نے غدار کچن کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ ماریا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ راہب نے گھڑے میں سے پانی نکال کر پیالے میں ڈالا۔ ماریا نے بوٹی کا باقی زہر اس کے پیالے میں گرا دیا۔ زہر اس طرح گھلا کہ راہب کو نظر نہ آ سکا۔ اس نے غٹا غٹ پانی پی لیا اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی مرا پڑا تھا۔ یوں ایک ایسا خونی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسان دشمن انسان اپنے انجام کو پہنچا جو قدرت کی بنائی
شفا بخش جڑی بوٹیوں کو انسانوں کو ہلاک کرنے کے لیے استعمال
میں لاتا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر ماریا سیدھا مقدس
لاما کے پاس آئی اور اسے بتایا کہ اس کے دشمن ختم
گئے ہیں۔

"لیکن کیچن نے برائی سے توبہ کر لی ہے مقدس لاما
اور جو سچے دل سے برائی سے توبہ کر لیتا ہے
خدا اسے معاف کر کے اس کے دل کو پھر سے
معصوم بنا دیتا ہے۔"

مقدس لاما نے کہا:

"میری بچی! میں تمہیں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لیکن میں
نہیں چاہتا تھا کہ میرے دشمن ہلاک ہوں۔"

ماریا بولی: "دشمن آخر دشمن ہوتا ہے اور اس
سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ اب میں
جاتی ہوں۔"

مقدس لاما نے کہا:

"بیٹی! تم کہاں جاؤ گی؟"

ماریا کہنے لگی:

"میرے بہن بھائی مجھ سے بچھڑ گئے ہیں۔ میں ان

کی تلاش میں جا رہی ہوں۔"

مقدس لاما بولا:

"بھگوان تمہیں تمہارے بہن بھائیوں سے ملا دے میں
تمہارے لیے دعا کروں گا۔"

ماریا نے مقدس لاما کی نیک تمناؤں کا شکریہ ادا کیا اور
اس کے کمرے سے نکل کر کیچن کے کمرے میں آئی تو اس
نے دیکھا کہ وہ بھگوان کی مورتی کے آگے آنکھیں بند کیے
بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔ ماریا خاموشی سے وہاں سے باہر
چلی گئی۔ اب اس نے دیکھا کہ ہمالیہ کی پہاڑیوں میں دھوپ چمک
رہی تھی اور چوٹیوں پر برف جھلملا رہی تھی۔ ماریا نے ایک
گہرا سانس لیا۔ اس نے پہلی بار اپنے دوستوں کی خوشبو لینے
کی کوشش کی مگر اسے عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ میں سے
کسی کی خوشبو نہ آئی۔ اس نے فضا میں بلند ہو کر ایک غوطہ لگایا
اور ہمالیہ پہاڑ کی ڈھلان کی جانب اڑنا شروع کر دیا۔ اس کا خیال
تھا کہ ہو سکتا ہے نیچے ہندوستان کے کسی شہر میں اس کی ملاقات
عنبر ناگ کیٹی یا تھیوسانگ سے ہو جائے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طلسمی کالی بھیڑ

ماریا اڑی چلی جا رہی تھی۔

اچانک اس کی نظر ہمالیہ کی سب سے خوبصورت چوٹی کیلاش پربت پر پڑی۔ اس پہاڑی کی ڈھلان پر ایک کیلاش مندر تھا۔ ماریا کو پرانے دن یاد آ گئے۔ کبھی وہ ناگ کے ساتھ ناگ کو لے کر اس مندر میں آئی تھی۔ ناگ جسم دو ٹکڑے ہو کر ایک صندوقچی میں بند تھا۔ اور یہاں نے کیلاش مندر کے حوض میں ناگ کے جسم والی صندوقچی چھ ماہ کے لیے ڈال دیا تھا۔ اتنی دیر وہ عنبر کے اسی مندر میں رہی تھی۔ پھر چھ ماہ کے بعد جس دن نے ٹھیک ہو کر صندوقچی سے باہر نکلنا تھا عین اس روز بھیانک زلزلہ آگیا۔ حوض ٹوٹ پھوٹ گیا اور ناگ پانی بہاؤ کے ساتھ نیچے وادی کی طرف چلا گیا تھا۔

ماریا نے نیچے جھک کر پرواز شروع کر دی۔ اس خاموشی سے کیلاش مندر کے اوپر ایک چکر لگایا اور نیچے اتر آئی۔ کیلاش مندر کو پھر سے ٹھیک ٹھاک کر دیا گیا تھا۔ پانی کے حوض کی بھی مرمت ہو گئی تھی۔ چونکہ یہ مندر اوپر پہاڑی پر تھا اس لیے یہاں مہینے میں ایک بار ہی نیچے سے لوگ پوجا وغیرہ کرنے آتے تھے۔ باقی دن مندر میں خاموشی رہتی تھی۔ یہاں ایک پروہت مندر کا سارا کام چلاتا تھا۔ مندر کی دیوداسیاں بھی اس کا حکم بجا لاتی تھیں۔ ماریا نے دیکھا کہ مندر کا صحن خالی تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اس جگہ کچھ دیر ٹھہر کر ناگ عنبر کا انتظار کرنا چاہیے ہو سکتا ہے وہ ادھر آ نکلیں۔ چنانچہ ماریا مندر کے صحن میں اتر آئی۔ وہ مندر کے بند دروازے میں سے اندر چلی گئی۔ مندر کا بہت بڑا ہال کمرہ مورتیوں اور دیوی دیوتاؤں کے مجسموں سے آراستہ تھا۔ درمیان میں گڑھے میں آگ جل رہی تھی جس کی وجہ سے وہاں سردی نہیں تھی۔ آگ کے الاؤ کے پیچھے ایک چبوترے پر دیوتا کا بڑا بت کھڑا تھا جس کی آنکھوں میں دو ہیرے چمک رہے تھے۔ ایک پجاری وہاں بیٹھا آہستہ آہستہ بھجن پڑھ رہا تھا۔

دو چار دیوداسیاں سلگتے ہوئے لوبان لیے مندر میں ادھر ادھر چل پھر رہی تھیں۔ ماریا مندر سے باہر آ گئی۔ حوض کے کنارے بھی ایک جانب کوٹھڑی بنی ہوئی تھی۔ چونکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر سخت سردی تھی اس لیے وہ کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ ماریا تو سردی گرمی سے بے نیاز تھی۔ اس نے سوچا چند روز اس کوٹھڑی میں بسر کرنے چاہئیں۔ ممکن ہے عنبر تھیوسانگ اور کیٹی میں سے کوئی ادھر آ جائے۔

○

اب ہم ماریا کو یہاں کیلاش مندر میں چھوڑ کر واپس جاتے ہم نے عنبر، کیٹی اور تھیوسانگ کو جنوبی ہند کے ایک جنگل میں اس حالت میں چھوڑا تھا کہ ناگ ننھے سے سانپ کی شکل میں ایک ڈبیا میں بند عنبر کی جیب میں تھا۔ وہ لوگ خچروں پر سوار ناگ کے علاج کے لیے کیلاش مندر کی پہاڑیوں کی طرف جا رہے تھے۔ ناگ پر راجہ بھیروں کے طلسم کا اثر تھا جس کی وجہ سے اس کی یادداشت گم ہو چکی تھی اور وہ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کو بالکل نہیں پہچانتا تھا اور ان پر حملہ کر کے انہیں ڈسنے کی کوشش کرتا تھا۔ تھیوسانگ نے اسے اپنی انگلی سے چھو کر چھوٹا کر کے ڈبیا میں بند کر دیا تھا اور اب اس خیال سے کیلاش مندر کی طرف چلے جا رہے تھے کہ ہو سکتا ہے کیلاش مندر کے مقدس حوض کے پانی میں نہلانے سے ناگ پر سے راجہ بھیروں

کے طلسم کا اثر ختم ہو جائے۔

انہیں دشوار گذار جنگلوں میں اپنا سفر شروع کیے ایک مہینہ گذر گیا تھا۔ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی خچروں پر سوار جنگل کے گھنے درختوں میں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے راجہ بھیروں کا ایک طلسم بھی لگا ہوا تھا۔ یہ طلسم کیا تھا؟ یہ ہم آپ کو بعد میں بتائیں گے پہلے آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ جب راجہ بھیروں کی ایسی زیر زمین بستی تباہ و برباد ہو گئی تو اس بستی میں پھیلا ہوا بھیروں کا طلسم بھی جل کر طلسم ہو گیا۔ اس کی ساری بددوحیں بھی واپس جہنم کو سدھار گئیں۔ راجہ بھیروں خود شدید زخمی حالت میں مٹی کے نیچے دبا ہوا تھا۔ وہ مر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ تباہی اس کے دشمن تھیوسانگ کی لائی ہوئی ہے۔ اسے مرتے مرتے ایک بددوح نے تھیوسانگ کے بارے میں بتا دیا تھا۔ راجہ بھیروں خود مر رہا تھا مگر اس کے پاس صرف ایک ہی طلسم باقی رہ گیا تھا جو اس کی موت کے بعد اس کے جسم میں سے نکل جانے والا تھا۔ راجہ بھیروں نے اپنی پوری طاقت سے کام لے کر اپنے اس آخری طلسم کو حرکت دی اور لڑکھڑاتی، ڈوبتی آواز میں کچھ کالے علم کے منتر پڑھ کر اپنے زخمی اور مٹی کے نیچے دبے ہوئے جسم پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھونک ماری۔ اس کے سینے میں ایک سوراخ بن گیا اور اس سوراخ میں سے ایک کالی بھیڑ نکل کر اس کے چہرے پر آکر بیٹھ گئی۔ راجہ بھیڑوں بالکل آخری سانس لے رہا تھا! اس کے حلق سے اب آواز نہیں نکل سکتی تھی۔ اس نے اپنے خیال کو ایک جگہ جمع کر کے پوری توجہ سے کالی بھیڑ کو دیکھا اور خیال کی زبان میں کہا:

"تھیوسانگ سے میرا بدلہ لو۔ اس کی طاقت ختم کردو۔"

یہ کہہ کر راجہ بھیڑوں کے جسم سے اس کی روح نکل گئی۔ اس کا جسم مردہ ہو گیا۔ طلسمی کالی بھیڑ نے اس کی بات سن لی تھی۔ وہ مٹی کے اندر سوراخ کر کے باہر نکلی اور تھیوسانگ کی تلاش میں اڑ گئی۔ طلسم کی وجہ سے اسے تھیوسانگ کی خضا میں سے ہلکی ہلکی بُو آ رہی تھی۔ کالی بھیڑ اس خوشبو کے پیچھے پیچھے تھیوسانگ کی کھوج میں جنگل کی طرف اڑنے لگی۔ اڑتے اڑتے آخر کالی بھیڑ جنگل کے اس حصے میں پہنچ گئی جہاں اس نے دو آدمیوں اور ایک عورت کو خچروں پر سفر کرتے دیکھا۔ ان میں سے ایک مرد ایسا تھا جس کے جسم سے اسے تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی تھی۔

یہ کالی بھیڑ وہ طلسم تھا جسے راجہ بھیڑوں نے مرتے

وقت تھیوسانگ کے پیچھے لگا دیا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ باتیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ کیٹی ان کے آگے آگے تھی۔ کالی بھیڑ تھیوسانگ کے سر کے اوپر آ کر منڈلانے لگی۔ طلسمی بھیڑ کو اس کا شکار مل گیا تھا۔ عنبر نے کالی بھیڑ کو تھیوسانگ کے اوپر ——— چکر لگاتے دیکھا تو کوئی خیال نہ کیا۔ جنگل میں بھیڑیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ وہ بڑے مزے سے ماریا اور ناگ کی باتیں کرتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک کالی بھیڑ تھیوسانگ کی گردن پر بیٹھی اور اسے کاٹ دیا۔ تھیوسانگ نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا اور کہا:

"کسی بھیڑ نے کاٹ لیا ہے۔"

عنبر نے ہاتھ مارا تو بھیڑ اڑ کر کیٹی کی طرف گئی۔ کالی بھیڑ نے اپنا کام کر لیا تھا اور اب وہ واپس جا رہی تھی مگر کیٹی نے اس پر زور سے ہاتھ مارا۔ کالی بھیڑ نیچے کو گری۔

کیٹی نے غصّے سے کہا:

"تو نے میرے بھائی کو کیوں کاٹا؟"

کالی بھیڑ کو بھی غصّہ آ گیا۔ وہ زمین پر سے اُٹھی اور اچھل کر کیٹی کی گردن پر گری اور اسے بھی کاٹ دیا۔ کیٹی نے ——— زور سے اپنی گردن پر ہاتھ مار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر کالی بھیڑ کو مسل ڈالا۔ ابھی کالی بھیڑ اس کے ہاتھ ہی
میں تھی کہ کیا دیکھتی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ غائب ہو
رہی ہے۔ اس نے چلا کر عنبر سے کہا:

"عنبر بھیا! یہ کالی بھیڑ کو دیکھو۔ یہ تو غائب
ہو رہی ہے۔"

عنبر اور تھیوسانگ فجر روک کر کالی بھیڑ کو تکنے لگے کالی
بھیڑ جو مر چکی تھی آہستہ آہستہ غائب ہو گئی۔

عنبر نے تشویش سے کہا:

"یہ مجھے کوئی طلسم لگتا ہے۔"

تھیوسانگ قہقہہ لگا کر ہنسا:

"ہمیں تو ہر طرف اب طلسم ہی نظر آتا ہے۔"

کیٹ نے کہا:

"عنبر کا خیال ٹھیک ہے تھیوسانگ: دیکھو تو کالی
بھیڑ غائب ہو گئی ہے۔ اگر یہ طلسمی بھیڑ نہ ہوتی تو
غائب کیوں ہو جاتی؟"

تھیوسانگ بولا: "ہو سکتا ہے یہ ہمارا وہم ہو۔ اصل
میں وہ اڑ گئی ہو مگر ہمیں غائب ہوتی محسوس
ہوئی ہو۔"

عنبر کسی گہری سوچ میں تھا۔ اس نے تھیوسانگ اور

کیٹ کی گردنوں پر وہ سیاہ نشان دیکھا جہاں کالی بھیڑ نے
کاٹا تھا۔

کیٹ نے کہا:

"عنبر! مجھے گردن میں گرمی محسوس ہونے لگی ہے۔"

تھیوسانگ نے کچھ نہ کہا۔

عنبر نے اس سے بھی پوچھا تو بولا:

"ہاں! گردن کچھ گرم سی لگنے لگی ہے۔"

کیٹ اور عنبر کچھ فکر مند تھے مگر تھیوسانگ نے کوئی
خیال نہ کیا اور سفر جاری رکھا۔ سفر کرتے کرتے انہیں جنگل
میں رات ہو گئی تو وہ ایک چشمے کے کنارے ڈیرا ڈال
کر بیٹھ گئے۔ کیوں کہ رات کی تاریکی میں سفر مشکل ہو جاتا تھا۔
اس کے بعد کیٹ اور تھیوسانگ کو گردن میں گرمی محسوس
نہ ہوئی۔ چنانچہ کیٹ بھی بے فکر ہو گئی۔ مگر عنبر کے دل
میں برابر کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے کالی
بھیڑ کو گم ہوتے دیکھا تھا۔ اسے وہم ہونے لگا تھا کہ ہو
سکتا ہے یہ طلسم راجہ بھیڑوں جادوگر کا چھوڑا ہوا ہو۔

رات ادھر ادھر کی باتوں میں گذر گئی۔ اب ایسا اتفاق
ہوا کہ رات کے پچھلے پہر تھیوسانگ اور کیٹ، دونوں کو
نیند آ گئی۔ اس سے پہلے انہیں اس طرح کبھی نیند نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آئی تھی۔ عنبر دوسری طرف منہ کئے گھاس پر لیٹا ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ناگ ڈبیا میں بند اس کی جیب میں پڑا تھا۔ اچانک اسے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔ عنبر نے پہلے تو کوئی خیال نہ کیا۔ مگر جب یہ آواز بار بار اسے سنائی دی تو اس نے پلٹ کر دوسری طرف دیکھا۔ وہاں نہ کیٹی تھی اور نہ تھیوسانگ ۔ عنبر جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے سوچا شاید وہ جنگل میں پھل وغیرہ تلاش کرنے گئے ہوں گے مگر یہ باریک آواز کس کی تھی؟ اب دن کی روشنی ہو گئی تھی۔ عنبر کو وہی باریک آواز پھر سنائی دی۔ اب اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے کرتے کو کھینچ رہا ہے۔ عنبر نے چونک کر دیکھا کہ تھیوسانگ بالکل چھوٹے قد میں تبدیل ہو گیا ہوا تھا اور اس کے ٹخنے کے قریب گھاس میں کھڑا عنبر کے کرتے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔

عنبر تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ اس نے جلدی سے تھیوسانگ کو اپنی ہتھیلی پر اٹھا لیا اور پریشانی سے پوچھا:

"تھیوسانگ! تم اپنی مرضی سے چھوٹے ہوئے ہو کیا؟"

تھیوسانگ نے چلا کر باریک آواز میں کہا:

"عنبر نہیں! میں اپنی مرضی سے چھوٹا نہیں ہوا۔ یہ

اس طلسمی بھیڑ کے ڈنک کا اثر ہے۔ اس طلسم کی وجہ سے چھوٹا ہو گیا ہوں۔ میں نے کئی بار اپنی انگلی اپنے جسم سے لگائی ہے مگر میں بڑا ہونے میں ناکام رہا ہوں۔"

عنبر نے گھبرا کر پوچھا:

"اور ۔ اور کیٹی کہاں ہے؟"

تھیوسانگ بولا: "مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں۔ شاید اس کا بھی یہی انجام ہوا ہو گا۔ کیوں کہ طلسمی بھیڑ نے اسے بھی کاٹا تھا۔"

عنبر نے تھیوسانگ کو ہتھیلی پر رکھا اور کیٹی کو جنگل میں ڈھونڈنے لگا۔ اس نے جگہ جگہ کیٹی کو دیکھا۔ اسے کئی آوازیں بھی دیں۔ مگر وہ کہیں نہ ملی۔ اس کا پتہ درخت سے بندھا ہوا تھا۔ عنبر نے تھیوسانگ کو اپنے منہ کے قریب لا کر کہا:

"تھیوسانگ! کیٹی غائب ہے۔ کہیں نہیں مل رہی کہیں کالی بھیڑ کے طلسم نے اسے غائب تو نہیں کر دیا؟"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا:

"ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مجھے یقین ہے یہ بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بستی والے راجہ بھیروں کا کام ہے۔ اس نے جادو
کی کالی بھیڑ ہمارے پیچھے بھیجی ہو گی۔"
عنبر ناامید سا ہو کر بیٹھ گیا۔ ابھی ناگ کا مسئلہ حل نہیں
ہوا تھا کہ کیٹی اور تھیوسانگ کے مسئلے کھڑے ہو گئے۔
اس نے کہا:
"تھیوسانگ! ایک بار اپنے جسم سے اپنی انگلی
لگاؤ اور پوری توجہ سے اپنے آپ کو بڑا کرنے
کی کوشش کرو۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"میں کئی بار ایسا کر چکا ہوں عنبر! مگر میری طاقت
لگتا ہے مجھ سے چھن گئی ہے۔ تم کہتے ہو تو
ایک بار پھر کوشش کر کے دیکھتا ہوں۔"
اور تھیوسانگ نے پوری توجہ کے ساتھ اپنی انگلی اپنی
گردن سے لگائی۔ مگر وہ بڑا نہ ہو سکا اور چھوٹے کا چھوٹا
ہی رہا۔
"دیکھا تم نے — کوئی اثر نہیں ہوا۔ مگر میں کیٹی
کے بارے میں بہت پریشان ہوں۔ نہ جانے وہ
کہاں ہو گی۔ کس حال میں ہو گی۔"
عنبر نے کہا:

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟"
تھیوسانگ بولا: "یہاں بیٹھ کر کچھ دیر انتظار کرو
ہو سکتا ہے کیٹی جہاں بھی ہے کسی نہ کسی طرح
یہاں پہنچنے کی کوشش کرے۔"
عنبر کہنے لگا:
"میرا بھی یہی خیال ہے۔"
عنبر وہیں بیٹھا رہا۔ دن ڈھلتا چلا گیا۔ وہ تھیوسانگ کے
ساتھ تھوڑی دیر بعد مشورہ کر لیتا تھا۔ تھیوسانگ
اس کی ہتھیلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کیٹی ابھی تک نہیں آئی تھی۔
جب دوپہر بھی ڈھل گئی تو عنبر نے تھیوسانگ سے مشورہ
کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔
کیونکہ کیٹی کے آنے کی اب کوئی امید نہیں
ہے۔ تھیوسانگ نے کہا:
"میرا خیال ہے عنبر بھائی اب ہمیں کیلاش مندر
کے حوض پر ہی پہنچنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس
کے پانی سے ناگ کے ساتھ ساتھ میرا علاج
بھی ہو جائے اور مجھ پر طلسم ہے وہ بے اثر
ہو جائے۔"
عنبر نے تھیوسانگ کا مشورہ قبول کر لیا اور وہاں سے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

اٹھ کر خچر پر بیٹھا۔ دونوں خچروں کو ساتھ لگایا اور کیلاش
مندر کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ابھی دس دن کا
سفر باقی تھا۔ اب پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ ہمالیہ
کی برف پوش چوٹیاں سامنے دکھائی دے رہی تھیں۔
خچر راستے میں کہیں بھاگ گیا تھا۔ دوسرا خچر عنبر کے
کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ شاید یہ دونوں خچر بھی ایک
دوسرے کے دوست تھے جو ایک دوسرے کا ساتھ نہیں
چھوڑنا چاہتے تھے۔ آخر ایک دن عنبر ناگ اور تھیوسانگ
کو لے کر کیلاش مندر کی وادی میں پہنچ گیا۔ کیلاش
کچھ فاصلے پر پہاڑ کی ڈھلان پر صاف دکھائی دے
تھا۔ ناگ ایک چھوٹے سے دشمن سانپ کی شکل میں
کی جیب میں تھا اور تھیوسانگ چھوٹے سے بونے
شکل میں عنبر کی گردن پر بیٹھا تھا۔ کیٹ غائب تھی اور
تک کہیں نظر نہ آئی تھی۔

عنبر عجیب پریشانی میں مبتلا تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ
ساتھ ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس
رہا تھا۔ وادی میں آنے کے بعد اس نے کیلاش
کی چڑھائی شروع کر دی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد
تھیوسانگ نے اپنی باریک آواز میں چیخ کر کہا:

"عنبر! عنبر! مجھے ماریا کی خوشبو آ رہی ہے۔"

عنبر نے زور سے سانس لیا۔ واقعی ماریا کی دھیمی دھیمی
خوشبو آ رہی تھی۔ اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اس
نے بازو لہرا کر کہا:

"ہاں تھیوسانگ! یہ ماریا کی خوشبو ہے۔ وہ یقیناً
اوپر موجود ہے۔"

اور عنبر نے خچر کو تیز چلانا شروع کر دیا۔

کیلاش مندر میں جھیل کے کنارے ماریا اپنی اکیلی
کوٹھڑی میں اداس بیٹھی تھی۔ اب وہ وہاں سے کسی دوسری
طرف جانے کا پروگرام بنا رہی تھی۔ کیونکہ اسے کیلاش مندر
میں آئے اتنے دن ہو گئے تھے مگر عنبر ناگ کیٹ اور
تھیوسانگ میں سے اسے کوئی بھی نہیں ملا تھا۔ اچانک
وہ چونکی۔ اس نے فضا میں زور زور سے سانس لیا۔ اس
کا چہرہ بھی خوشی سے کھل اٹھا۔ ہوا میں عنبر اور تھیوسانگ
کی دھیمی دھیمی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ ماریا چھلانگ لگا کر کوٹھڑی
سے باہر آ گئی اور اچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور فضا میں
غوطہ لگا کر نیچے کی طرف گئی۔ خوشبو نیچے پہاڑی ڈھلان کی
طرف سے آ رہی تھی۔

ماریا نے بڑی تیزی سے نیچے کی طرف غوطہ لگایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک جگہ اسے دو خچر آتے نظر آئے۔ اس نے عنبر کا بے حد افسوس ہوا۔ اس نے ناگ کے بارے میں
لیا جو ایک خچر پر بیٹھا تھا۔ دوسرا خچر خالی تھا۔ ملایا پوچھا تو عنبر نے جیب سے ڈبیا نکال کر کھول دی۔
ہوئی کہ اگر تھیوسانگ ساتھ نہیں ہے تو اس کی خوشبو "یہ دیکھو ناگ یہاں بیٹھا ہے۔"
سے آ رہی ہے؟" ماریا تیز تیز اڑتی عنبر کے پاس آ اور پھر عنبر نے ناگ کے بارے میں بھی ماریا کو
عنبر نے خوشی سے چلا کر کہا: سب کچھ بتا دیا۔

"ماریا! یہ تم ہو۔ ہاں؟" ماریا بولی: "میں تو یہ دیکھ کر حیران ہو رہی ہوں
"ہاں عنبر بھیا! میں ہوں ماریا۔ مگر تھیوسانگ کہاں ہے؟ کہ تم لوگوں پر یہ کیا مصیبت آن پڑی ہے۔
مجھے اس کی خوشبو آ رہی ہے مگر وہ تمہارے ساتھ غضب خدا کا۔ ناگ تو ہمارا دشمن بن چکا ہے۔"
نظر نہیں آ رہا۔" عنبر نے کہا:

عنبر نے اپنی گردن کی طرف اشارہ کر کے کہا: "تمہارے سامنے میں نے اس کی طرف انگلی بڑھائی
"تھیوسانگ ننھے بونے کی شکل میں میری گردن پر تھی اور اس نے مجھے ڈس دیا ہے۔ اسی لیے
بیٹھا ہے۔" تھیوسانگ نے اسے چھوٹا کر دیا تھا۔"

تھیوسانگ اپنی باریک آواز میں چیخ چیخ کر ماریا کو خوش ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:
کہہ رہا تھا۔ "تھیوسانگ بھیا۔ کیا تم ناگ کو انگلی سے چھو کر
ماریا نے کہا: بڑا کر سکتے ہو؟ یہ تجربہ کر کے دیکھو۔"

"یہ بڑا کیوں نہیں ہوتا عنبر بھیا! یہ تو خود انگلی تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا:
چھو کر بڑا ہو سکتا ہے۔" "مجھے امید نہیں کہ اس سے کوئی فائدہ ہو گا۔
کیونکہ راجہ بھیروں کے طلسم نے میری طاقت کو
اب عنبر نے ماریا کو ساری کہانی سنا ڈالی۔ ماریا کو معطل کر دیا ہوا ہے۔ لیکن میں تمہارے لیے
کے جادو کے اثر سے چھوٹا بونے اور کیپٹ کے گم ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوشش کر کے دیکھ لیتا ہوں۔"

تھیوسانگ کو عنبر نے ڈبیا کے بالکل کنارے پاس بٹھا دیا۔ ناگ اور تھیوسانگ دونوں ہی چھوٹے تھے۔ تھیوسانگ نے چھوٹے سے باریک ناگ سانپ کے جسم کو اپنی بہت ہی ننھی سی انگلی لگائی تو اس نے اس کی انگلی پر ڈس دیا۔ سانپ کے ڈسنے تھیوسانگ تڑپ کر پیچھے گرا۔

عنبر نے گھبرا کر اسے اُٹھا لیا۔

ماریا پریشان ہو کر بولی:

"میرے خدا! ناگ نے تو اسے ڈس دیا ہے۔ اس نے اسے بالکل ہی نہیں پہچانا۔"

عنبر بولا: "جب سے یہ راجہ بھیروں کی بستی پر آیا ہے اس کا یہی عالم ہے۔ کسی کو نہیں پہچانتا۔ سب کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔"

ماریا نے ناگ کے قریب جھک کر آواز دی:

"ناگ بھیا! میں ماریا ہوں۔ کیا تم مجھے بھی نہیں پہچانتے؟"

ناگ سانپ کے چھوٹے سے منہ سے پھنکارا:

"تم سب سخت دشمن ہو۔ ماریا نے سانپ

زبان میں ناگ سے بات کی تو وہ بھی سانپ کی زبان میں سخت غصیلی آواز میں بولا:

"میں نہیں جانتا تم کون ہو۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ تم میرے دشمن ہو۔ میں تم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ جادو طلسم کی وجہ سے تم پر میرے زہر کا اثر نہیں ہو رہا اور تم نے مجھے چھوٹا سا بنا دیا ہے تو کیا ہوا۔ جونہی مجھے موقع ملا میں تم سب کو ڈس کر ہلاک کر ڈالوں گا۔"

ماریا نے عنبر سے کہا:

"عنبر بھیا! ناگ تو وہ ناگ نہیں ہے۔"

تھیوسانگ عنبر کی ہتھیلی میں تھا۔ اس نے زور زور سے چلانا شروع کیا:

"عنبر! عنبر! مجھے زمین پر رکھ دو۔ زمین پر رکھ دو۔"

عنبر نے جلدی سے تھیوسانگ کو زمین پر رکھ دیا۔ ماریا عنبر اسے جھک کر غور سے دیکھنے لگے۔

عنبر نے پوچھا:

"تھیوسانگ! کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟"

تھیوسانگ نے بلند آواز میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کے ڈسنے سے میرے اندر تبدیلی آ رہی ہے
گتا ہے مجھے میری طاقت واپس مل گئی ہے۔ تم
پیچھے ہٹ جاؤ۔"
عنبر جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ہٹتے ہی
کی آواز پیدا ہوئی اور ان کی آنکھوں کے سامنے تھیوساگ
سے اپنے پورے قد کاٹھ میں بڑا ہو چکا تھا۔
خدا کا شکر ہے تھیوساگ کہ تمہارا طلسم تو ٹوٹا" عنبر
مسرت سے کہا:
ماریا نے بھی اسے مبارک باد دی۔ تھیوساگ اپنے
غور سے دیکھ رہا تھا۔
عنبر نے کہا:
"کیا یہ ناگ کے زہر کا اثر تھا؟"
"ہاں" تھیوساگ نے کہا: راجہ بھیروں کے ایک طلسم
کو اس کے دوسرے طلسم نے کاٹ ڈالا ہے۔ ناگ
کے زہر نے مجھے پھر سے بڑا کر کے میری طاقت
بحال کر دی ہے۔"
اب اس نے جھک کر ڈبیا میں پڑے ہوئے ننھے
سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ سانپ نے اپنی ننھی سی
زبان نکالی اور پھنکارا۔ تھیوساگ نے ماریا سے مخاطب

ماریا بہن! تم نے ناگ کو کبھی اس حالت میں نہیں
دیکھا ہوگا کہ یہ ہمارا دشمن بن جائے اور اپنے دوستوں
اپنے بہن بھائیوں کو بھی نہ پہچانے۔ ویسے تمہارے پھر
سے مل جانے کی مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔"
عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:
ماریا بہن! سب سے پہلے تھیوساگ نے ہی تمہاری
خوشبو محسوس کی تھی۔"
"بالکل" تھیوساگ بولا۔ "مجھے تو فوراً تمہاری خوشبو
آ گئی تھی۔ اب تم بتاؤ کہ کہاں کہاں کیا کیا تکلیفیں
اور مصیبتیں برداشت کیں؟"
عنبر بھی کہنے لگا کہ ہاں یہ تو میں تم سے پوچھنا بھول ہی
گیا کہ تمہارے ساتھ کیا گذری؟
ماریا نے کہا:
"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ کیلاش مندر کی طرف چلتے چلو
میں تمہیں اپنی کہانی راستے میں سناتی جاؤں گی۔"
چنانچہ عنبر نے ناگ سانپ والی ڈبی بند کر کے جیب میں
رکھی۔ اب تھیوساگ بھی اپنے خچر پر بیٹھ گیا۔ ماریا ان کے
ساتھ ساتھ تھی۔ وہ کیلاش مندر کی چڑھائی چڑھنے لگے۔ کیلاش
مندر تک پہنچتے پہنچتے ماریا نے انہیں اپنی ساری کہانی بیان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر ڈالی۔ مندر کے صحن میں پہنچے تو سورج ہمالیہ کے پہاڑوں کے پیچھے ڈوب گیا تھا اور وادی میں اندھیرا اور سردی بڑھ رہی تھی۔ عنبر نے کہا:

"تمہاری داستان بھی بڑی ہوش رُبا ہے ماریا۔ مگر اب ہمیں کیٹی کا غم کھا رہا ہے۔ تھیوسانگ پر سے تو راجہ بھیروں کا طلسم اتر گیا ہے۔ نہ جانے کیٹی کس حال میں ہوگی۔"

ماریا بولی: "یہاں ہوتی تو ہو سکتا ہے ناگ کے زہر سے اس کا طلسم بھی ٹوٹ جاتا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"خدا خیر رکھے۔ کسی نہ کسی دن تو کیٹی بھی ہمیں مل جائے گی۔ بس یہی دعا ہے کہ وہ تکلیف میں نہ ہو۔"

عنبر نے کہا:

"ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ انسانی شکل میں بھی ہے کہ کسی پرندے یا جانور کی شکل اختیار کر گئی ہے۔"

ماریا بولی: "خدا کے لیے ایسی باتیں منہ سے نہ نکالو عنبر بھیا! ہماری بہن کیٹی ضرور انسانی شکل میں ہی

ہو گی بس ذرا اس پر جادو کا اثر ہو گیا۔ خدا نے چاہا تو وہ بہت جلد ہمیں دوبارا آن ملے گی۔ آؤ۔ اس کوٹھڑی میں ٹھہرتے ہیں۔"

ماریا نے عنبر اور تھیوسانگ سے کہا کہ یہ وہی کوٹھڑی ہے جہاں ایک بار پہلے بھی ہم ناگ کو یہاں لائے تھے اور اسی کوٹھڑی میں ٹھہرے تھے۔

عنبر نے کہا:

"ہاں! مجھے سب یاد ہے۔ خدا کرے کہ اس بار بھی ناگ ٹھیک ہو جائے۔"

اتنے میں مندر کے بڑے دروازے میں سے ایک اونچا لمبا، آدمی بھیڑ کی کھال کی پوستین پہنے لمبی ڈاڑھی اور سر کے بال چھوڑے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں پیتل کی چھڑی والی ترشول تھی۔ جب وہ قریب آیا تو عنبر نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں انار کے دانوں کی طرح سرخ تھیں اور ماتھے پر بڑے پروہتوں والا سرخ رنگ کا تلک لگا تھا۔ ماریا نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی۔

"یہ اس مندر کا پروہت ہے عنبر! مجھے کوئی ڈاکو اور بدمعاش لگتا ہے۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے وہاں کے رواج کے مطابق

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھ جوڑ کر اسے سلام کیا۔ پروہت نے آہستہ سے سر ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیا اور انہیں گھورتے ہوئے بولا:

"تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"مہاراج! میرا نام عنبر ہے۔ یہ میرا دوست بھیوسانگ ہے۔ ہم سیاح ہیں اور کیلاش مندر کی یاترا کو آئے ہیں۔"

پروہت نے کوئی جواب نہ دیا۔ بس انہیں اپنی لال لال آنکھوں سے گھورتا رہا۔

بھیوسانگ نے کہا:

"مہاراج! ہم ہنتا پور کے رہنے والے ہیں۔ وہاں جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ دیر سے خواہش تھی کہ کیلاش مندر کی یاترا کریں اور کیلاش دیوتا کے درشن کریں۔"

عنبر نے جیب سے سونے کے چار سکے نکال کر پروہت کو پیش کرتے ہوئے کہا:

"یہ مہاراج آپ کی بھینٹ ہیں۔ یہ آپ کا نذرانہ ہے۔ اسے قبول کر کے ہمارا مان بڑھائیں اور ہمیں آشیرباد دیں۔"

سونے کے چار سکے دیکھ کر پروہت کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہاں کبھی کسی یاتری نے سونے کے سکے پیش نہیں کیے تھے۔ سب چاندی کے سکے ہی بھینٹ کرتے تھے۔ پروہت نے اپنی خوشی کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔ سونے کے سکے لے کر رکھ لیے اور اسی کرخت لہجے میں بولا:

"تم لوگ کب تک مندر میں رہو گے؟"

عنبر نے کہا:

"مہاراج! بیماروں کی بھلائی اور علاج کے لیے ہم ان پہاڑوں میں کچھ نایاب جڑی بوٹیاں بھی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ ہمیں دس بارہ دن یہاں لگ جائیں۔"

پروہت نے رعب دار آواز میں کہا:

"اس کے لیے تمہیں سونے کے آٹھ سکے اور دینے ہوں گے۔"

عنبر کے پاس صرف آٹھ سونے کے سکے ہی باقی رہ گئے تھے۔ اس نے وہ بھی لالچی پروہت کے حوالے کر دیئے۔ پروہت نے وہ بھی لے کر اپنی جیب میں رکھ لیے اور واپس مندر کی طرف مڑتے ہوئے بولا:

"تمہیں دو وقت مندر کے لنگر سے بھوجن مل جایا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

کرے گا۔ مگر دس دن کے بعد اگر رہنا چاہو گے
تو سونے کے دس اور سکے دینے ہوں گے۔"

عنبر نے کہا:

"بہت اچھا مہاراج! اگر ہم زیادہ ٹھہرے تو آپ
کو ضرور مزید سکے دے دیں گے۔"

پروہت واپس مندر میں چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی
ماریا نے کہا:

"یہ بڑا لالچی آدمی ہے۔ جتنے دن سے میں یہاں
ہوں میں نے دیکھا ہے کہ یہ نیچے گاؤں سے آئے
ہوئے غریب لوگوں سے زبردستی لگان اور چاندی تانبے
کے سکے وصول کرتا رہا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ہمیں اس سے کیا لینا ہے ماریا بہن! ہم تو ناگ کا
علاج کرنے آئے ہیں۔ دو ایک دن ہی میں یہاں سے
چلے جائیں گے۔"

پھر وہ کوٹھڑی میں چلے گئے۔

تھیوسانگ نے عنبر سے کہا:

"عنبر بھیا! میں حوض میں سے پانی لاتا ہوں۔ تم ناگ
کی ڈبیا نکالو۔ ناگ پر حوض کا پانی ڈالتے ہیں۔ ممکن

ہے ناگ کا طلسم ختم ہو جائے۔"

ماریا بولی: "ایک بار پھر سوچ لیتے ہیں۔ کہیں معاملہ الٹ
نہ ہو جائے۔"

عنبر نے کہا:

"اس حوض کا پانی ناگ کے لیے ہمیشہ اکسیر رہا ہے۔
تھیوسانگ تم اس لوٹے میں پانی لاؤ باہر سے۔"

تھیوسانگ لوٹا لے کر حوض کی طرف دوڑا اور عنبر نے ڈبی
نکال کر کھول دی ماریا ناگ سانپ کو غور سے دیکھنے لگی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سایہ غائب ہوگیا

تھیوسانگ حوض کا پانی لوٹے میں بھر کر لے آیا۔
عنبر نے کہا:
"دروازہ بند کر دو ماریا"
ماریا نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ تھیوسانگ نے
کا لوٹا عنبر کے پاس ہی رکھ دیا۔ ماریا نے طاق میں رکھا
تیل کا دیا روشن کر دیا تھا۔ کوٹھڑی میں دیئے کی روشنی پھیل
گئی۔ عنبر نے انگلی سے ناگ سانپ کو ڈبی میں سے اٹھا
تو ناگ سانپ نے ایک بار پھر عنبر کی انگلی پر ڈس دیا۔
عنبر نے سانپ کی زبان میں ناگ سے کہا:
"ناگ! مجھے پہچاننے کی کوشش کرو۔ میں عنبر ہوں تمہارا
قدیمی دوست۔"
ناگ سانپ کی باریک آواز آئی:
"مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرو۔ میں کسی عنبر کو
نہیں جانتا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم میرے

دشمن ہو اور میں ایک نہ ایک دن تمہیں ہلاک کر
کے اپنے گورو راجہ بھیروں کا حکم پورا کر دوں گا۔"
ماریا نے کہا:
"عنبر! اس پر جادو کا گہرا اثر ہے۔ حوض کے پانی
کا چھینٹا دو۔ شاید طلسم ٹوٹ جائے۔"
تھیوسانگ نے لوٹا عنبر کے آگے کر دیا۔ عنبر نے ناگ سانپ
کو زمین پر رکھ دیا۔ ناگ سانپ جو کہ چھوٹا ہوا ننھی سی
جلیبی کی طرح ہو گیا تھا زمین پر آتے ہی تھیوسانگ کو کاٹنے
دوڑا۔ تھیوسانگ نے اسے انگلی سے وہیں دبا دیا۔ عنبر نے
لوٹے میں سے پانی چلو میں لیا اور ناگ سانپ کے اوپر
ڈال دیا۔ مگر ناگ سانپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کئی بار
پانی ڈالنے پر بھی جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو تھیوسانگ ناامید
ہو کر بولا:
"اس کا کوئی فائدہ نہیں عنبر! ناگ سانپ کا طلسم
ویسے کا ویسا ہی ہے۔ ہمیں کوئی اور ترکیب تلاش
کرنی پڑے گی۔"
ماریا نے کہا:
"اور ترکیب کیا ہو سکتی ہے؟"
تھیوسانگ کہنے لگا:

COURTESY WWW.PEFBOOKSFREE.PK

"سوچنا پڑے گا۔"

عنبر نے مایوسی کے ساتھ سر ہلایا اور بولا:

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ناگ کا طلسم کیسے ختم کیا جائے۔ بہرحال میں اسے ڈبی میں بند کرتا ہوں۔"

عنبر نے ناگ سانپ کو ڈبی میں بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ ماریا ان کے قریب ہی تخت پر بیٹھی تھی۔ کہنے لگی:

"میں ہمالیہ کے پہاڑوں کا ایک چکر لگاتی ہوں۔ ممکن ہے مجھے کوئی جوگی مل جائے۔ سنا ہے جوگی لوگوں کے پاس جادو ٹونے کا توڑ ہوتا ہے۔"

عنبر نے جلدی سے کہا:

"خدا کے لیے اب تم کہیں مت جانا۔ پہلے ہی کیپٹن ہم سے جدا ہے۔ ہم تم سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتے۔ تم ہمارے ساتھ ہی رہو۔ اب جو کام بھی کریں گے اکٹھے مل کر کریں گے۔"

ماریا بولی: "تو کیا اب اس کیلاش مندر میں ہی پڑے رہیں گے؟ یہاں ہمیں کیا مل جائے گا؟"

تھتیوسانگ کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے خدا کوئی سبب پیدا کر دے۔ ہم نے

دس بارہ دن کا کرایہ ادا کر دیا ہے۔ کم از کم دس روز ہی یہاں رہ لیتے ہیں۔ اگر کوئی سبب نہ بنا تو پھر جنوبی ہند کی طرف روانہ ہو جائینگے۔"

ماریا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی کہ جیسے تم سب کی مرضی

عنبر نے تھتیوسانگ سے کہا:

"کل صبح اس مندر کے آس پاس پھر کر دیکھیں گے کہ کوئی جوگی یا پیرا تو نہیں آیا ہوا۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ناگ کے طلسم کا کوئی علاج بتا سکیں۔"

تھتیوسانگ نے کہا:

"جوگیوں اور پیروں سے پوچھنے سے تو بہتر ہے کہ ہم یہاں کسی سانپ کو بلا کر اس سے مشورہ کریں۔"

یہ خیال ماریا اور عنبر کو بہت پسند آیا۔ عنبر بولا:

"کیا اسی کوٹھڑی میں کسی سانپ کو بلائیں یا ہم خود مندر کے صحن سے نکل کر نیچے وادی میں چلے جائیں؟"

ماریا نے کہا:

"اسی کوٹھڑی میں بلا لیتے ہیں۔ یہاں کیا حرج ہے۔ اتنی سردی میں مندر کا صحن سنسان پڑا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں کوئی نہیں آتا شام کے بعد۔"

عنبر نے اسی وقت سانپ کی آواز نکالی اور کہا:

"اگر کوئی اس علاقے میں سانپ ہو تو ہمارے سامنے آئے۔ میں ناگ دیوتا کا بھائی بول رہا ہوں۔"

تین چار بار آواز دینے کے بعد انہیں ادھ کھلے دا میں سے ایک سبز رنگ کا سانپ رینگتا ہوا اپنی طر آتا نظر آیا۔ اس کے جسم پر سیاہ اور لال دھاریاں تھ چونکہ وہاں اسے ناگ دیوتا کہیں نظر نہیں آیا اس لیے سانپ نے کسی کے آگے سر نہ جھکایا۔ اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا نمسکار! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے ڈبیا میں سے ناگ سانپ کو باہر نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ اب دھاری دار سانپ کو ناگ دیوتا خوشبو آئی اور اس نے ناگ دیوتا کو ننھے سے باریک کی شکل میں پہچان لیا۔ اس نے سر جھکا دیا اور بولا:

"ناگ دیوتا اپنے دشمن کے شکنجے میں ہے۔"

ناگ سانپ نے پھنکار ماری اور غضب ناک لہجے میں کہا:

"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ میں راجہ بھیروں کا غلام

ہوں میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اور ناگ سانپ نے دھاری دار سانپ پر حملہ کر دیا عنبر نے فوراً ناگ سانپ کو اٹھا کر ڈبی میں بند کر دیا اور دھاری دار سانپ سے کہا:

"تم نے ناگ دیوتا کی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے اس پر راجہ بھیروں نے جادو کیا ہوا ہے۔ میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ کیا تم کوئی ایسا طریقہ جانتے ہو جس کی مدد سے ناگ دیوتا کو اس طلسم سے نجات دلائی جا سکے؟"

دھاری دار سانپ سوچنے لگ گیا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر کہا:

"ناگ دیوتا پر بڑا خطرناک طلسم کیا گیا ہے۔ ایسا طلسم میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میرے پاس اس طلسم کا کوئی توڑ نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"کیا یہاں وادی میں کوئی ایسا سانپ نہیں ہے جس کو جادو ٹوٹنے کا توڑ آتا ہو؟"

دھاری دار سانپ بولا:

"وادی میں ایسا کوئی سانپ نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر ایک پل کے لیے خاموش رہنے کے بعد بولا۔
"میں نے اپنے دادا سانپ سے سنا ہے کہ کیلاش پربت کی سب سے اونچی چوٹی کے اندر ایک برف کا غار ہے اس غار میں آج تک کوئی انسان نہیں گیا۔ لیکن وہاں پورے چاند کی رات کو ایک آواز بلند ہوتی ہے جو پوچھتی ہے۔ بولو کیا چاہتے ہو؟ کیونکہ وہاں کبھی کوئی انسان نہیں جا سکا اس لیے اس آواز کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ میرے دادا سانپ کہا کرتا تھا کہ اگر کوئی انسان اس غیبی آواز کو اپنی کوئی خواہش بتا دے تو وہ فوراً پوری ہو جاتی ہے۔"

عنبر نے کہا:
"تمہارا شکریہ۔ میں ناگ دیوتا کو لے کر کیلاش پربت کے غار میں ضرور جاؤں گا۔"

دھاری دار سانپ نمسکار کر کے چلا گیا تو تھیوسانگ ماریا کو آواز دی اور کہا:
"ماریا! تمہارا کیا خیال ہے؟"

ماریا بولی: "سانپ جھوٹ نہیں بولا کرتے ہمیں کیلاش پربت کے برفانی غار میں ناگ کو لے کر

ضرور جانا چاہیے۔"

عنبر نے ڈبیا جیب میں رکھی اور بولا:
"آج چاند کی ساتویں تاریخ ہے۔ سات روز بعد پورے چاند کی رات ہوگی۔ ہم اکٹھے کیلاش پربت پر چلیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:
"سب کو جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم میں سے کسی ایک کو جانا چاہیے۔"

عنبر بولا: "تو پھر میں چلا جاؤں گا۔ تم لوگ اسی جگہ رہنا۔"

چنانچہ پورے چاند کی رات آئی تو عنبر نے ناگ کی ڈبیا اپنے ساتھ لی اور کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب وہ بلند پہاڑیوں میں پہنچا تو اس کی چاروں طرف برف ہی برف تھی۔ اتنی بلندی پر ہوا میں آکسیجن بے حد کم ہو گئی تھی۔ عنبر کی جگہ اگر کوئی عام انسان ہوتا تو شاید آکسیجن کی کمی کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہوتا مگر عنبر کو اس کمی کا احساس نہ ہوا اور وہ کیلاش پربت کی چوٹی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے سردی بھی نہیں لگ رہی تھی۔ اس میں طاقت بھی بہت تھی۔ چنانچہ وہ برفانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چڑھائیاں چڑھتا کیلاش پربت کی چوٹی پر پہنچ گیا۔

اس پاس پہاڑوں پر جمی ہوئی برف پورے چاند کی زرد چاندنی میں چمک رہی تھی۔ ایسی خاموشی اور سناٹا تھا کہ عنبر کو اپنے سانس کی آواز بھی کافی بلند سنائی دے رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کیلاش پربت کے پہلو میں ایک برفانی غار ہے۔ یہی وہ غار تھا جس کے بارے میں دھاری دار سانپ نے اسے بتایا تھا۔ عنبر اس غار میں داخل ہو گیا۔ غار زیادہ بڑا نہیں تھا۔ چھ سات قدم چلنے کے بعد سامنے پتھر کی دیوار آ گئی۔ عنبر واپس آ کر دیوار کے منہ پر ایک طرف بیٹھ گیا اور آدھی رات کو بلند ہونے والی غیبی آواز کا انتظار کرنے لگا۔

چاروں طرف ہیبت ناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ چاند سفید برف پوش پہاڑیوں کے اوپر ٹھٹھرا ہوا سا لگ رہا تھا۔ عنبر کو کسی کے کپڑوں کی سرسراہٹ بالکل قریب سنائی دی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے فاصلے پر ایک انسانی سایہ زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر کھڑا تھا۔ عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے آواز آئی:

"کیا خواہش ہے تمہاری؟"

عنبر نے کہا:

"میرا دوست ناگ دیوتا ایک خطرناک طلسم کی زد میں آ گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا طلسم ٹوٹ جائے اور وہ پھر سے ٹھیک ہو جائے۔"

پراسرار سائے نے کہا:

"تمہاری خواہش پوری ہو گی۔ کل رات جب کیلاش مندر پر خاموشی چھا جائے اور چاند حوض کے پانی میں چمکتا دکھائی دے تو ناگ سانپ کی بند ڈبیا حوض میں پھینک دینا۔ اس میں سے ناگ انسانی حالت میں باہر نکل آئے گا اور اس کا طلسم ٹوٹ چکا ہو گا۔"

عنبر بڑا خوش ہوا۔ وہ پراسرار سائے کا شکریہ ادا کرنے والا تھا کہ سایہ چاندنی رات میں غائب ہو گیا۔ عنبر خوشی خوشی واپس کیلاش مندر کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے پراسرار سائے کی بات تھیوسانگ اور ماریا کو بتائی تو وہ بھی بڑے خوش ہوئے۔

ماریا نے کہا:

"پراسرار سائے سے کیٹی کے بارے میں بھی پوچھ لیتے تو اچھا تھا۔"

عنبر بولا: "سایہ تو ایک دم سے غائب ہو گیا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

اس نے مجھے شکریہ ادا کرنے کی بھی مہلت نہیں دی۔"

تھیوسانگ بولا: "مجھے یقین ہے کہ کل رات ناگ مالکا ضرور ہو جائے گا۔"

"مجھے بھی یقین ہے" عنبر نے کہا۔

ماریا کہنے لگی:

"اگلے پورے چاند کی رات کو ہم پُراسرار سائے سے کیٹی کے بارے میں چل کر معلوم کریں گے۔"

"اچھا خیال ہے" تھیوسانگ بولا۔ "میں بھی ساتھ چلوں گا۔"

ماریا بولی: "اب ہمیں کل رات کا انتظار کرنا ہوگا۔"

دوسرے دن صبح ہی سے وہ رات کا انتظار کرنے لگے۔ عنبر کو نہائے ہوئے دو چار دن ہو گئے تھے۔ ماریا اور تھیوسانگ کیلاش مندر سے نیچے والی وادی میں گئے ہوئے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ ان کے آتے آتے میں ذرا نہا لوں چنانچہ اس نے کوٹھڑی سے نکل کر نیچے ایک چشمے کا رخ کیا جو تھوڑے فاصلے پر ہی بہتا تھا۔ یہاں اس نے قمیض اتار کر جھاڑیوں میں پھینکی اور چشمے میں اتر کر نہانے لگا۔ ناگ سانپ کی ڈبی کرتے کی جیب ہی میں تھی۔ جب اس نے

کرتا جھاڑیوں میں اتار کر پھینکا تو ڈبی ایک پتھر سے ٹکرا کر کھل گئی۔ عنبر کو اس کا علم نہ ہوا۔ ڈبی کے کھلتے ہی ناگ سانپ اس میں سے آہستہ آہستہ رینگتا باہر آ گیا۔ کرتے میں سے نکل کر ناگ سانپ نے کھلی فضا کو دیکھا تو گھاس کے اندر وادی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ نیچے وادی میں پہاڑی لوگوں کے چند ایک مکان بنے ہوئے تھے۔ ناگ سانپ اس بستی کی طرف رینگنے لگا۔

عنبر تازہ ٹھنڈے پانی میں خوب مزے سے نہا رہا تھا۔ اس سردی میں بھی چونکہ اسے سردی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے خوب مل مل کر نہا رہا تھا۔ نہانے کے بعد اس نے چشمے سے باہر نکل کر جھاڑیوں میں سے کرتا اٹھا کر پہنا اور اپنی کیلاش مندر والی کوٹھڑی میں آ کر آرام سے بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ اور ماریا کی دور سے خوشبو آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ نیچے وادی میں کہیں سیر وغیرہ کر رہے تھے۔ اصل میں تھیوسانگ کو کیلاش پربت کی بستی کے میٹھے سیب بڑے پسند تھے۔ اور وہی ماریا کو ساتھ لے کر سیب لینے گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد تھیوسانگ اور ماریا واپس آ گئے۔ تھیوسانگ بہت سے سیب اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس نے یہ سیب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راہب بھیروں کے جادو کے اثر میں تھا۔

پہاڑی بستی کے باہر ایک ٹوٹا پھوٹا شمشان گھر تھا۔ یعنی وہ جگہ جہاں ہندو لوگ اپنے مُردوں کو چتا میں جلاتے تھے۔ اس شمشان میں ایک سپیرا ٹھنڈی چتا پر مُردے کی راکھ اپنے ماتھے پر لگائے ایک خاص عمل کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر تھے اور وہ منہ ہی منہ میں کالے علم کے منتر پڑھ رہا تھا۔ یہ بڑا زبردست اور چالاک سپیرا تھا وہ ایک ایسا عمل پڑھ رہا تھا جس کی مدد سے وہ سانپوں کے بادشاہ شیش ناگ کو اپنے قابو میں کر کے زمین کے اندر اور باہر جتنی دولت تھی وہ حاصل کر سکتا تھا۔ اسے شمشان میں یہ عمل پڑھتے ہوئے آج دوسرا دن تھا۔ سپیرا آنکھیں بند کیے منتر پڑھ رہا تھا کہ اچانک اسے فضا میں ایک عجیب سی بُو محسوس ہوئی۔ اس کا دھیان منتروں سے ہٹ گیا اور وہ سوچنے لگا کہ یہ کس چیز کی بُو ہے؟ جب بُو ذرا تیز ہوئی اور ناگ سانپ شمشان کے اندر رینگتا ہوا آگیا تو سپیرا ایک دم سے چونک پڑا۔ یہ تو ناگوں کے شہنشاہ اور شیش ناگ کے بھی آقا ناگ دیوتا کی بُو تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور سوچا کہ کہیں یہ اس کے عمل

کاٹ کر تھالی میں رکھے اور ماریا سے کہا:

"آج تم بھی سیب کھاؤ ہمارے ساتھ۔"

ماریا ہنس کر بولی:

"میں تو پانی تک نہیں پی سکتی۔ سیب کہاں سے کھاؤں گی۔"

عنبر سیب کی ایک قاش اٹھا کر بولا:

"چلو۔ تمہارے حصّے کے سیب بھی میں ہی کھا لونگا۔"

ادھر یہ لوگ کوٹھڑی میں بیٹھے خوش ہو کر سیب کھا رہے تھے اور دوسری طرف ناگ چھوٹے سے سانپ کی شکل میں جھاڑیوں، پتھروں اور اونچی اونچی گھاس میں سے گذرتا کیلاش پربت کی بستی کے باہر پہنچ گیا تھا۔ ایک مدت کے بعد اسے آزادی ملی تھی۔ اس نے یہی سوچا کہ کچھ دیر علاقے میں گھوم پھر کر سیر کی جائے۔ تھیوسانگ اور عنبر کی خوشبو اسے کیلاش مندر کی طرف سے برابر آ رہی تھی اور وہ کسی بھی وقت وہاں جا سکتا تھا۔ ناگ سانپ اس انتظار میں تھا کہ جونہی عنبر اور تھیوسانگ کی طاقت ختم ہو تو وہ ان کو ڈس کر راہب بھیروں کے حکم کو پورا کرے۔ ناگ کو بالکل احساس تک نہیں تھا کہ عنبر تھیوسانگ اور کینٹی ماریا کبھی اس کے دوست تھے اور وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس وقت وہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کا نتیجہ تو نہیں کہ خود ناگ دیوتا اس کے پاس چل کر
آ رہا ہے ؟ ضرور ایسی ہی بات ہو گی۔ میرا عمل کامیاب
اور زبردست ہے کہ جو شیش ناگ کی بجائے اس کے
بھی آقا اور مالک ناگ دیوتا کو میرے پاس کھینچ لایا ہے۔
سپیرا اپنے استھان سے اُتر آیا۔ وہ اونچی آواز میں منتر پڑھتے
ہوئے ناگ دیوتا کو ڈھونڈنے لگا۔ ناگ کی بُو اس سپیرے کی
مدد کر رہی تھی۔ آخر وہ اس بُو کی مدد سے وہاں پہنچ گیا
جہاں ناگ سانپ زمین پر رینگتا ہوا ایک پتھر کے نیچے
سے باہر نکل رہا تھا۔

سپیرے نے ناگ سانپ کو دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ یہی
ناگ دیوتا ہے۔ کیونکہ ناگ دیوتا کی بُو اسی سانپ کے
جسم سے اٹھ رہی تھی۔ مگر وہ یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ
ناگ دیوتا بالکل چھوٹا سا انگلی کے سائز کا سانپ بنا ہوا
تھا۔ سپیرے نے فوراً ایک منتر کو سات بار پڑھا اور
ناگ دیوتا پر پھونک ماری۔ ناگ اپنے دیوتا کے روپ
میں تو تھا نہیں کہ اس منتر کا مقابلہ کر سکتا۔ اس پر تو راجہ
بھیروں کے جادو کا اثر تھا اور سپیرے کا منتر راجہ بھیروں
کے طلسم سے زیادہ شدید تھا۔ ناگ پر پھونک کا یہ اثر ہوا
کہ وہ یہ بھی بھول گیا کہ اس پر راجہ بھیروں نے طلسم کر

کے بعد حکم دیا تھا کہ وہ عنبر اور نتھیو سانگ سے جا کر
انتقام لے۔ اب اسے صرف اتنا ہی یاد رہا کہ جس آدمی
نے اس پر پھونک ماری ہے وہ اس کا غلام ہے اور
اس کی ہر بات کو تسلیم کرے گا اور اس کا حکم بجا لائے گا۔
سپیرے نے پھونک مارنے کے بعد جھک کر ناگ کو دیکھا۔
ناگ کا سائز بڑا نہیں ہوا تھا۔ وہ ابھی تک چھوٹا ہی تھا۔
مگر سپیرا یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ ناگ دیوتا اپنا چھوٹا
سا سر اٹھا کر اس کے آگے بار بار جھکا رہا تھا۔ اس کا
مطلب تھا کہ اس کا منتر اپنا کام کر چکا تھا اور ناگ
دیوتا اس کا مطیع ہو گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر سپیرے کے لیے
اور کیا خوشی ہو سکتی تھی کہ جو شیش ناگ کی بجائے خود ناگ دیوتا
اس کے قبضے میں آ جائے۔

سپیرے نے ناگ سانپ کو اٹھا لیا اور اسے غور سے
دیکھنے لگا۔ اس تجربہ کار سپیرے کو سانپوں کی زبان میں بات
کرنی آتی تھی۔ اس نے ناگ دیوتا سے کہا،

"تم ناگ دیوتا ہو؟"

ناگ بولا، "ہاں میرے آقا! میں ناگ دیوتا ہوں۔
مگر تمہارے حکم کا پابند ہوں۔ تم جیسا کہو گے
ویسا ہی کروں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیرے کا چہرہ خوشی سے کِھل اٹھا۔ اس نے ناگ را
کو ایک چھوٹی سی چمڑے کی تھیلی میں بند کر کے اپنے
جھولے ایسے کُرتے کی جیب میں ڈالا اور اپنی سانپوں
بین اٹھا کر تیز تیز قدم اٹھاتا وادی سے اتر کر نیچے گھ
جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی منزل اندھیرا دیس
راجاؤں کے پرانے غار تھے جن کے بارے میں کتابوں میں
لکھا تھا کہ اس غار میں سات راجاؤں کے خزانے دفن ہیں
دوسری طرف جب رات گہری ہو گئی اور کیلاش مندر پر
خاموشی چھا گئی تو عنبر نے کہا:
"حوض میں چاند کا عکس آیا ہے کہ نہیں۔ تھیوسانگ
تم جا کر دیکھو۔"
تھیوسانگ کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ جب واپس آیا تو بولا
"چاند ٹھیک حوض کے وسط میں چمک رہا ہے۔ آؤ
ناگ کی ڈبیا حوض میں پھینک دیتے ہیں۔"
تھیوسانگ کے اتنا کہنے پر عنبر جلدی سے اٹھا اور جیب
میں ہاتھ ڈالا کہ ناگ کی ڈبی نکالے۔ وہ یہ دیکھ کر کچھ پریشان
ہوا کہ اس کی جیب میں ڈبی کھلی ہوئی تھی۔ اس نے جلدی
سے ڈبی باہر نکالی اور بولا:
"یہ ڈبی اپنے آپ کیسے کھل گئی؟"

تھیوسانگ اور ماریا خالی ڈبی کو تکنے لگے:
"ناگ کہاں ہے؟ جیب میں دیکھو۔" ماریا نے گھبراہٹ
کہا:
عنبر جیب ٹٹولنے لگا مگر جیب میں ناگ سانپ کہیں
نہیں تھا۔ اس نے پریشان ہو کر کہا:
"ناگ جیب میں نہیں ہے۔ اب کیا ہو گا؟"
تھیوسانگ بولا: "کُرتے کی دوسری جیبیں دیکھو عنبر۔
ہو سکتا ہے ناگ ڈبی سے نکل کر دوسری جیبوں
میں چلا گیا ہو۔"
ناگ نے کئی بار ساری جیبوں کو ٹٹول کر دیکھ لیا مگر
ناگ اسے نہ ملا۔ اب تو وہ سب سخت پریشان ہوئے۔
ماریا بولی: "یہ ڈبی اپنے آپ کیسے کھل گئی؟ ظاہر
ہے ڈبی کھلی دیکھ کر ناگ باہر نکل گیا ہو گا۔"
عنبر نے کہا:
"ہاں یاد آیا۔ میں نے آج صبح نہاتے وقت قمیض
اتار کر جھاڑیوں میں پھینکی تھی۔ میرا خیال ہے اس
وقت ڈبی کھل گئی ہو گی۔"
تھیوسانگ بولا: "یہ تو بڑی بُری بات ہوئی۔ اب
ہم ناگ کو کہاں تلاش کرتے پھریں گے۔ اتنی بڑی

COURTESY WWW.[redacted]BOOKSFREE.PK

وادی ہے۔ جانے صبح سے اب تک وہ کہاں کا
کہاں پہنچ گیا ہو گا۔"

ماریا اور عنبر بھی سخت پریشان ہوئے کہ اب کیا کر
جس کے لیے انہوں نے اتنی محنت کی تھی، اتنا انتظار
تھا اور اتنا فاصلہ طے کر کے وہاں آئے تھے وہ ہی غا
ہو گیا تھا۔

عنبر بولا: "ہمیں پریشان ہونا چھوڑ کر ناگ کی تلاش
کا کام شروع کرنا چاہیے۔"

"مگر ہم اسے کہاں ڈھونڈیں؟ ایک تو وہ اتنا
باریک اور چھوٹا ہے کہ کہیں نظر ہی نہیں آئے گا۔
دوسرے اس کی خوشبو بھی ہمیں نہیں آتی۔"

یہ کہہ کر ماریا خاموش ہو گئی۔ تھیوسانگ بولا:

"اور پھر ابھی رات کا وقت ہے۔ وہ کہاں دکھائی
دے گا ہمیں۔"

عنبر جھنجھلاتے ہوئے کہنے لگا:

"تو پھر تم مت جاؤ۔ میں اس کی تلاش میں جاتا ہوں۔
میں نے اسے گم کیا ہے۔ میں ہی اسے ڈھونڈوں گا۔"

یہ کہہ کر عنبر کوٹھڑی سے نکل کر اس چشمے کی طرف چل پڑا
جہاں صبح اس نے غسل کیا تھا۔ اسے جاتا دیکھ کر ماریا اور تھیوسانگ

اس کے پیچھے چل پڑے۔ انہوں نے چاندنی رات میں
کے آس پاس جگہ جگہ دیکھا مگر ناگ وہاں ہوتا تو انہیں
اس وقت تو ناگ عیار پیپرے کے جھولے میں بند
وادی کیلاش سے بہت دور نکل چکا تھا۔ جب انہیں
ناگ وہاں نہ ملا تو وہ وادی میں نکل گئے۔ نیچے پہاڑی
لوگوں کی بستی کے مکانوں پر گہری خاموشی طاری تھی۔ سخت
سردی میں لوگ مکانوں کے دروازے بند کئے لحافوں میں
دبکے سو رہے تھے۔ چاندنی رات میں انہیں جھاڑیاں اور
درخت دکھائی دے رہی تھیں۔

عنبر نے کہا:

"ماریا! تم سامنے والی پہاڑیوں میں جا کر دیکھو۔ میں
اور عنبر بستی میں جا کر دیکھتے ہیں۔"

خاصی دیر تک وہ ناگ کو ڈھونڈتے رہے۔ آخر عنبر نے
کہا: "میرا خیال ہے ہمیں دن کی روشنی میں ایک بار
پھر ناگ کی تلاش پر نکلنا ہو گا۔ آؤ واپس چلتے ہیں۔"

اور وہ واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گئے۔

صبح کو جب سورج کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو
عنبر تھیوسانگ اور ماریا ایک بار پھر ناگ کی کھوج میں
نکل کھڑے ہوئے۔ دوپہر تک انہوں نے وادی اور پہاڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈھلانوں اور غاروں کا چپہ چپہ چھان مارا مگر ناگ ا
کہیں نہ ملا۔ تھک ہار کر وہ واپس کیلاش مندر میں آ
تھیوسانگ بولا:

"اب مجبوراً ہمیں اگلے پورے چاند کی رات کا
انتظار کرنا ہوگا تاکہ کیلاش پربت کے برفانی غار
میں جا کر پراسرار سائے سے ناگ کے بارے میں
دریافت کیا جائے۔"

تجویز معقول تھی۔ عنبر بولا:

"ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ بھی
نہیں ہے اسی مندر میں رہ کر اگلے پورے چاند
کی رات کا انتظار کرتے ہیں۔"

دوسری طرف عیار سپیرا ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں
ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر آندھرا دیس کے سات
راجاؤں والے غار کی طرف سفر کر رہا تھا۔ ابھی اس کا
چار دن کا سفر باقی تھا۔ سپیرے کو بھی ہم قافلے کے
ساتھ چھوڑتے ہیں۔ اور کیٹی کی خبر لیتے ہیں کہ اس کے
ساتھ کیا بیتی؟

جب تھیوسانگ کے بعد طلسمی بھڑ نے اسے کاٹا تو وہ
ایک دم سے غائب ہو گئی۔ اصل میں یہ اس کے خلائی

پر طلسمی ڈنک کا ردعمل ہوا تھا کہ وہ غائب ہو گئی تھی
تو اسے بالکل اپنے آپ کا ہوش نہ رہا۔ جب ہوش
تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ ایک نازک سی ہرنی بنی ہوئی
میں ایک ندی کے کنارے کھڑی ہے۔ کیٹی کو پہلے
وس ہی نہ ہوا کہ وہ ہرنی کی شکل اختیار کر چکی ہے۔
ک اس نے ندی کے پانی میں اپنا عکس دیکھا تو اس
دل دھک سے رہ گیا۔ یہ کیا؟ وہ تو عورت سے ہرنی
گئی ہے۔ گھبرا کر درختوں کی طرف بھاگی۔ وہاں سے پھر
اگ کر ندی کنارے آئی۔ ایک بار پھر اپنا چہرہ ندی
دیکھا۔ وہ سچ مچ ہرنی کی شکل کی ہو گئی۔ کیٹی تو پریشان
کر وہیں بیٹھ گئی۔ اور اپنی حالت پر غور کرنے لگی۔ اس
دماغ اور یادداشت انسانوں ایسی ہی تھی۔ اسے اپنے
رے میں معلوم تھا کہ وہ کیٹی ہے۔ ایک خلائی لڑکی
ہے جو ایک حادثے کے بعد اپنی خلائی مخلوق سے بچھڑ
کر عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کے ساتھ سینکڑوں برسوں
سے سفر کر رہی ہے اور اسے یہ بھی یاد رہا تھا کہ وہ
تھیوسانگ اور عنبر کے ساتھ کیلاش مندر کی طرف جا رہی
تھی کہ تھیوسانگ کو ایک کالی بھڑ نے ڈسا۔ اس نے
کالی بھڑ کو ہاتھ سے پرے ہٹایا تو کالی بھڑ نے اسے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREE BOOKS FREE.PK

گردن پر کاٹ دیا تھا۔ یقیناً یہ کالی بھیڑ کوئی طلسمی
تھی جس کے ڈنک کے زہر کی وجہ سے وہ انسان
ہرنی کی شکل میں آ گئی ہے۔ اب کیا ہوگا؟ وہ عنبر تھیو
اور ماریا کو کیسے تلاش کرے گی؟

آخر کیٹی ہرنی نے یہی فیصلہ کیا کہ چونکہ عنبر اور تھیوسا
کیلاش مندر کی طرف کیلاش پربت کو جا رہے تھے اس لیے
اسے بھی کیلاش پربت کی طرف ہی جانا چاہیے۔ شاید ان سے
پھر ملاقات ہو جائے اور وہ اس کا کوئی علاج کر دیں اور
وہ پھر سے انسانی شکل میں واپس آ جائے۔ مگر کیٹی ہرنی کو
معلوم نہیں تھا کہ کیلاش پربت کو کونسا راستہ جاتا ہے۔ اس
نے اندازے کے ساتھ ایک طرف کو چلنا شروع کر دیا۔
وہ شام تک جنگل میں چلتی رہی۔ اب اسے بھوک لگنے
لگی۔ دوسری ہرنیوں کی طرح کیٹی ہرنی نے بھی تھوڑا سا گھاس
کھایا۔ ندی کا پانی پیا اور سفر پر روانہ ہو گئی۔ جب رات کا
اندھیرا چھا گیا تو وہ ایک درخت کے نیچے کھوہ میں پڑ
کر بیٹھ گئی اور عنبر ناگ، ماریا اور تھیوسانگ کے بارے میں
سوچنے لگی۔ انہیں یاد کرنے لگی۔ پھر اسے نیند آ گئی اور وہ
سو گئی۔ صبح کے وقت اس کی آنکھ کھلی تو جنگل میں دن
کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ گھاس پتے کھا کر پیٹ بھرا۔ ایک

ب سے پانی پیا اور چل دی۔ چلتے چلتے جب اسے
پہر گذر گیا تو اچانک اس کا پاؤں زمین پر رکھے
ایک جال میں پھنس کر رہ گیا۔ کیٹی ہرنی نے پاؤں
کھینچا تو وہ اس میں اور زیادہ الجھ گئی۔ اس نے بھاگنے
کوشش کی مگر جال کی رسّی نے اسے چاروں طرف سے
پھندے میں پھنسا لیا تھا۔

اتنے میں ایک طرف سے دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے
کیٹی ہرنی کو دیکھ کر ایک نے کہا:
بڑی خوبصورت ہرنی ہے۔ دیکھو رامو۔ اس کی آنکھیں
بالکل کسی عورت کی آنکھوں کی طرح نیلی ہیں۔"

یہ دونوں شکاری تھے۔ اور یہ پھندا انہوں نے ہی وہاں لگایا
تھا۔ انہوں نے کیٹی ہرنی کو اٹھا لیا اور جنگل میں ایک
کھڑی بیل گاڑی میں باندھ کر ڈالا اور بیل گاڑی میں بیٹھ
قریبی گاؤں میں آ گئے۔ وہاں شور مچ گیا کہ رامو اور اس
بھائی جنگل سے ایک ایسی ہرنی پکڑ کر لائے ہیں جس کی
آنکھیں عورتوں جیسی ہیں۔ گاؤں کے سب لوگ اور عورتیں
کیٹی ہرنی کو دیکھنے آئیں۔ رامو اور اس کے بھائی نے کیٹی ہرنی
کے چارہ ڈالا۔ اسے پانی پلایا اور رات کو یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ
بڑی نایاب ہرنی ہے اس لیے اسے شہر میں لے جا کر کسی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

سوداگر کے ہاتھ فروخت کرنا چاہیے۔ انہیں بہت قیمت ملے گی
چنانچہ دوسرے روز وہ کیٹی ہرنی کو بیل گاڑی میں ڈال کر پہاڑ
کے پار آندھیرا شہر کی طرف لے گئے۔ یہ وہی آندھیرا شہر تھا
جہاں سات راجاؤں کے خزانے کے غار تھے۔ اور جس طرف
پیرا ناگ سانپ کو قابو میں کرنے کے بعد ایک قافلے میں شامل
ہو کر چلا آ رہا تھا۔ کیٹی ہرنی ایک ایسے جنگل میں ہرنی کی شکل
میں نمودار ہوئی تھی جہاں سے آندھیرا شہر زیادہ دور نہیں تھا
چنانچہ اب رامو اور اس کا بھائی کیٹی ہرنی کو بیل گاڑی میں ڈالے
آندھیرا شہر میں داخل ہو رہے تھے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سات راجوں کا خزانہ

اس زمانے میں آندھیرا دیس پر راجہ آندھیرا کی حکومت تھی۔ راجہ کے راج میں رعایا خوش حال اور خوش و خرم تھی۔ شہر میں پربھاکر نام کا ایک سوداگر رہتا تھا جو صندل کی لکڑی کی تجارت کرتا تھا۔ رامو اس سوداگر کے ہاں کبھی نوکری کر چکا تھا۔ وہ کیٹی ہرنی کو لے کر سیدھا پربھاکر سوداگر کی حویلی میں آ گیا۔ اس کا بھائی باہر بیل گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔ رامو نے ہرنی گود میں اٹھائی اور سوداگر پربھاکر کے سامنے جا کر ڈال دی اور ہاتھ جوڑ کر بولا:

"مہاراج! آپ کے بچوں کے دل بہلانے کو ایک ایسی ہرنی پکڑ کر لایا ہوں کہ جس کی آنکھیں عورت کی نیلی آنکھوں سے بے حد ملتی ہیں۔"

پربھاکر نے ہرنی کی رسی پکڑ کر اپنی طرف کیا اور غور سے دیکھا تو واقعی ہرنی بڑی خوبصورت تھی اور اس کی نیلی آنکھیں ایسی تھیں جیسے کسی عورت کی ہوں۔ اس نے خوش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو کر کہا :

"بول اس کا کیا مانگتا ہے رامو ؟"

رامو نے ہاتھ باندھ کر کہا :

"حجور مائی باپ ہیں ۔ جو خوش ہو کر دیں گے
لے لوں گا۔"

پربھاکر نے رامو کو چاندی کے پچاس سکے دے
ہرنی خریدی ۔ رامو کے لیے یہ بہت بڑی رقم تھی ۔ ا
نے جھک کر پربھاکر سوداگر کے قدم چھوئے ۔ اور خوشی خو
اپنے بھائی کے ساتھ واپس اپنے گاؤں چل دیا ۔

پربھاکر سوداگر کے تین بچے تھے ۔ اس نے نوکرانی کو
سے کہا کہ ہرنی کو بچوں کے پاس لے جا کر ان کے با
میں باندھ دے ۔ بچے ہرنی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے ا
باغیچے میں اس سے کھیلنے لگے ۔ کملا نے کیٹی ہرنی کو با
میں پکی طرح سے باندھ دیا تھا تا کہ ہرنی بھاگ نہ جا
کیٹی ہرنی بے بس ہو کر بیٹھ گئی ۔

دوسری طرف عیار اور لالچی پیرا بھی قافلے کے س
آندھرا دیس پہنچ گیا ۔ ناگ اس کے جھولے میں بند پڑا تھا
شہر میں پہنچنے کے بعد پیرے نے ایک سرائے کا رُخ
سرائے میں اس نے کھانا کھایا اور پھر وقت ضائع

...ات راجاؤں کے خزانوں والی غاروں کی طرف روانہ ہوگیا۔
...ں شہر سے باہر جنگل کے کنارے ایک اونچے سیاہ
...ے اندر بنی ہوئی تھیں ۔ ان میں سے ایک غار سب
...بڑی ، گہری اور لمبی تھی ۔ عیار پیرے نے اپنے باپ
...اؤں سے یہی سنا تھا کہ اس گہری لمبی غار میں ہی سات
...اؤں کے خزانے دفن ہیں اور وہاں تک اسے صرف ناگ
...ہی پہنچا سکتا ہے ۔ کیونکہ دنیا کے کسی سانپ کو سوائے
...دیوتا کے اس خزانے کا علم نہیں ہے ۔ عیار پیرا ناگ
...کر حاصل کر کے اسی لیے بے حد خوش تھا کہ اس کی
...سے وہ اتنے بڑے اور قیمتی خزانے کا مالک بن جائے گا۔
...نے سب سے بڑے غار کو تلاش کر لیا اور اس میں خفیہ
...ناگ منتر پڑھتے ہوئے داخل ہو گیا ۔

غار کے شروع میں تو باہر کی روشنی تھی آگے جانے کے
غار میں اندھیرا ہونا شروع ہو گیا ۔ جوں جوں پیرا آگے بڑھ
...ا تھا اندھیرا گہرا ہوتا چلا جا رہا تھا ۔ جب بالکل ہی تاریکی
...چھا گئی تو عیار پیرے نے جھولے میں سے ایک موم بتی
...نکالی اسے جلا کر روشن کیا اور اس کی روشنی میں آگے
...بڑھنے لگا ۔ جب وہ غار میں کافی آگے آ گیا تو اس نے
...موم بتی ایک پتھر پر جمائی ۔ اس کے پاس ہی آلتی پالتی مار کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھا اور جھولے میں سے ناگ دیوتا والی ڈبی نکال
اس کے اندر ناگ چھوٹے سے سانپ کی شکل میں
سست سا ہو کر پڑا تھا۔ اب اس کے ذہن پر صرف
کے جادو کا اثر تھا۔ راجہ بھیروں کا اثر ختم ہو چکا تھا

سپیرے نے ناگ دیوتا پر کچھ اور منتر پڑھ کر پھ
ان منتروں کے اثر سے ناگ دیوتا کے جسم میں ذرا
پیدا ہوئی اور اس نے اپنا سر اوپر اٹھا کر ننھی ننھی
آنکھوں سے سپیرے کی طرف دیکھا۔

سپیرے نے سانپ کی زبان میں ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! اس وقت تم میرے مطیع ہو۔ میں
تمہارا آقا ہوں میں تمہیں جو کچھ کہوں تمہیں وہی
کرنا ہو گا۔ کیا تم یہ بات اچھی طرح سمجھ گئے ہو؟"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا:

"ہاں میرے آقا! میں جانتا ہوں کہ تمہارے حکم کا
پابند ہوں تم جو حکم کرو گے وہی کروں گا۔"

عیار سپیرے نے ایک منتر کو بلند آواز میں چھ
پڑھا۔ پڑھ کر اپنی چاروں طرف پھونک ماری اور نا
سے کہا:

"ناگ دیوتا! اس غار میں سات راجاؤں کے خزانے

ں۔ یہ بات میں اپنے باپ دادا کے وقت سے
تا آ رہا ہوں۔ تم یہ کھوج لگاؤ کہ یہ خزانے
س غار میں کس جگہ دفن ہیں۔"

ک دیوتا نے غار کی ایک طرف سر اٹھا کر سانس کو اندر
اور پھر بولا:

میرے آقا! آپ نے ٹھیک سنا ہے۔ میں دیکھ
رہا ہوں کہ یہاں سے تھوڑی دور غار کے اندر ایک
بڑا پتھر دیوار کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اس پتھر کے
پیچھے ایک سوراخ ہے۔ اس سوراخ کے آگے اندھیرے
میں ایک تاریک زینہ تہہ خانے کو جاتا ہے۔ اس
تہہ خانے میں ایک اور غار ہے۔ اس غار کے
آگے ایک بہت بڑا پرانا حجرہ ہے۔ اس حجرے میں
سات راجاؤں کا خزانہ دفن ہے۔"

عیار سپیرے کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے بے تابی
کہا:

"ہاں ہاں۔ بس مجھے وہی خزانہ چاہیے۔ مگر پہلے تم
تہہ خانے والے حجرے میں جا کر پتہ کرو کہ کیا خزانہ
اپنی جگہ پر موجود ہے۔ کوئی ڈاکو اسے نکال کر تو
نہیں لے گیا۔"

COURTESY WWW.[redacted]FBOOKSFREE.PK

ناگ سانپ نے کہا:

"جو حکم میرے آقا — میں ابھی جا کر معلوم کرتا ہوں
آپ اسی جگہ ٹھہریں۔"

ناگ سانپ نے غار میں آگے چلنا شروع کر دیا۔
پیرا وہیں غار میں موم بتی کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔
سانپ غار میں رینگتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اندھیرے میں
کو روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی وہ سب کچھ دیکھ رہا ہو
ناگ اب ناگ تو نہیں تھا۔ وہ تو محض ایک پتلا
سانپ تھا جو عیار پیرے کے منتروں کے باثر میں تھا
اسی کے حکم سے خزانے کا سراغ لگانے جا رہا تھا۔ ا
لیے ہم اسے ناگ دیوتا یا ناگ نہیں بلکہ ناگ سا
لکھ رہے ہیں۔

ناگ سانپ غار میں ایک جگہ دیوار کی طرف مڑ گ
یہاں ایک پتھر دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ ناگ سا
اس کے نیچے گھس گیا۔ وہ اتنا چھوٹا اور پتلا تھا کہ فو
ہی دیوار کے بل یعنی سوراخ میں سے دوسری طرف نکل گ
دوسری طرف ایک تہہ خانہ تھا جس میں اندھیرا چھایا ہو
تھا۔ ناگ سانپ اس میں سے گزر کر ایک اور غار میں
آ گیا۔ اس غار کے آخر میں زینہ نیچے جاتا تھا۔ ناگ سا

اتر گیا۔ اب اس کے سامنے ایک کھلا حجرہ تھا۔ اس
ے میں سات راجاؤں کے خزانے دفن تھے۔ ناگ سانپ
ے کے فرش پر رینگنے لگا۔ دو تین جگہوں پر سے فرش
ا ہوا تھا۔ ناگ سانپ نے اپنی آواز میں ایک آواز
الی۔ یہ آواز ایک خاص قسم کی تھی جو ایک سانپ،
الے کے سانپ کو بلانے کے لیے نکالتا ہے۔ ناگ سانپ
ب جانتا تھا کہ چونکہ خزانے اسی فرش کے نیچے کہیں
ن ہیں اس لیے ان کی حفاظت کرنے والا سانپ
ا یہیں کہیں موجود ہو گا۔

ناگ سانپ نے جب دوسری بار آواز نکالی تو اسے
اپنے پیچھے ہلکی سی پھنکار سنائی دی اور جب ناگ سانپ
نے اپنی ننھی سی گردن گھمائی تو ایک سفید رنگ کا
انپ زمین میں سے نکل کر اس کی طرف بڑھ رہا
تھا۔ اس سانپ کے سر پر تاج تھا۔ عام طور پر زمین
یں دفن خزانوں کی حفاظت کرنے والے سانپوں کا رنگ
یاہ ہوتا ہے لیکن جہاں بہت سے بادشاہوں یا راجاؤں
کے خزانے دفن ہوں وہاں سانپوں کا سرتاج سفید سانپ
پہرہ دیتا ہے۔ سفید سانپ نے قریب آ کر ناگ سانپ
کو غور سے دیکھا۔ اچانک اسے ایک خاص حس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدد سے ناگ سانپ کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس ہوئی۔ یہ خوشبو سوائے ناگ دیوتا کے اور کسی سانپ کے جسم سے نہیں آ سکتی تھی۔ سفید سانپ کچھ گھبرا سا گیا کہ اگر یہ ناگ دیوتا ہے تو یہ اتنا چھوٹا کس طرح سے ہو گیا ہے۔ اس نے ناگ سانپ سے کہا:

"تم نے مجھے کس لیے آواز دی ہے دوست؟"

ابھی سفید سانپ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے شک ہو رہا ہے کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔

ناگ سانپ نے کہا:

"میں اپنے آقا سپیرے کے حکم سے یہاں دفن سات راجاؤں کے خزانے کا سراغ لگانے آیا ہوں کیا تم ہی اس بڑے خزانے کے محافظ ہو؟"

سفید سانپ فوراً سمجھ گیا کہ دنیا کا کوئی سانپ اتنی جرأت سے یہ بات نہیں کہہ سکتا جو ناگ سانپ نے اسے کہی ہے۔ یقیناً یہ ناگ دیوتا ہی ہے۔

سفید سانپ بولا:

"ہاں میں ہی سات راجاؤں کے خزانے کا پہرے دار ہوں۔ مگر میں تو خزانے کی حفاظت پر

لگایا گیا ہوں۔ میں تمہارے آقا کے حوالے یہ خزانہ کیسے کر سکتا ہوں؟"

ناگ سانپ نے کہا:

"میرا آقا جادوگر ہے۔ اسے طلسمی منتر یاد ہیں۔ وہ ان کے عمل سے تمہیں بھی اپنا غلام بنا سکتا ہے۔"

سفید سانپ کہنے لگا:

"اس کا مطلب ہے کہ تم پر بھی اس جادوگر سپیرے نے جادو کر رکھا ہے۔"

ناگ سانپ بولا:

"یہ میں نہیں جانتا۔ میں اپنے آقا کا غلام ہوں۔ اگر تم نے مجھے خزانے کا پتہ نہ بتایا تو تمہیں مجھ سے جنگ کرنی پڑے گی۔ جو زندہ رہے گا وہی خزانے کا مالک ہو گا۔"

دلیری اور بہادری کی یہ دوسری مثال تھی جس کا مظاہرہ سوائے ناگ دیوتا کے اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بات ہم نے قدیم داستانوں میں پڑھی ہے کہ بڑے بڑے خزانوں کے محافظ سفید سانپ بڑی طاقت کے مالک ہوتے ہیں چونکہ وہ امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

بڑی دیانت داری سے ایسا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ
قدرت نے انہیں خاصی طاقت عطا کر رکھی ہوتی ہے
اگرچہ یہ طاقت ناگ دیوتا کی طاقت کے مقابلے میں کچھ
نہیں ہوتی پھر بھی خزانے کے سفید سانپ کئی ایسی باتیں
کر لیتے ہیں جن پر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

سفید سانپ نے ناگ سانپ سے کہا:

"جنگ کرنے سے پہلے میں ایک بات تم سے
پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم بتاؤ گے؟"

ناگ سانپ بولا:

"پوچھو تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

سفید سانپ نے پوچھا:

"کیا تمہیں یاد ہے کہ تم پر کسی نے منتر پڑھ
کر پھونکا تھا اور تم چھوٹے سے سانپ بن
گئے تھے؟"

ناگ سانپ نے کہا:

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اس قسم کی فضول باتوں
میں وقت ضائع کرنے کی کوشش مت کرو۔
اگر تم مجھے خزانے کا سراغ نہیں بتاتے تو میں
تم پر وار کرنے لگا ہوں۔"

سفید سانپ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ اس
نے بڑے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ ناگ دیوتا ہیں۔ زمین اور
سمندر کے نیچے کے سارے سانپوں کے آقا۔
آپ ہوش میں آئیے میں آپ کو سلام کرتا ہوں۔"

ناگ سانپ کو تو کچھ بھی یاد نہیں تھا۔ اس نے
پھنکار مار کر کہا:

"میں کسی ناگ دیوتا کو نہیں جانتا۔"

اور یہ کہہ کر سفید سانپ کو اچھل کر ڈس دیا۔ بھلا اتنے
چھوٹے سے سانپ کے ڈسنے سے سفید سانپ پر کیا اثر ہو
سکتا تھا۔ اس نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے اور بولا:

"میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔
میں تمہیں سات راجاؤں کے خزانے تک لیے
چلتا ہوں۔"

ناگ سانپ خوشی خوشی سفید سانپ کے پیچھے چل پڑا۔
سفید سانپ اسے زمین کے نیچے ایک لمبی سرنگ میں
لے گیا جہاں ہیرے جواہرات سونے کے سکوں، سونے کے
زیورات اور شاہی لعل و جواہر اور ہاروں سے بھری ہوئی بڑی
بڑی سات دیگیں ایک دوسری کے ساتھ دیوار کے ساتھ رکھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھیں۔ سفید سانپ نے ان کی طرف اشارہ کرکے کہا،
"یہ ہے سات راجاؤں کے خزانے کی سات دیگیں"
ناگ سانپ نے ایک بڑے پتھر پر چڑھ کر ساتوں دیگوں کو دیکھا اور بولا:
"ان دیگوں پر مہریں لگی ہیں۔ یہ کیسے کھلیں گی؟"
سفید سانپ یہی چاہتا تھا کہ ناگ دیوتا ایسا سوال کرے! اس نے کہا:
"یہ دیگیں ایک خاص مہر کے رگڑنے سے کھلتی ہیں جو اس سامنے رکھی بانسری کے اندر موجود ہے تم اس بانسری میں گھس کر وہ مہر نکال لاؤ اور پھر یہ ساری دیگیں کھول سکو گے اور خزانہ تمہارے آقا کا ہو جائے گا۔"
ناگ سانپ غصے سے بولا:
"اس میں ضرور تمہاری کوئی چال ہو گی۔ تم خود بانسری میں سے طلسمی مہر نکال کر لاؤ۔"
سفید سانپ کہنے لگا:
"اگر یہ کام میں کر سکتا تو تمہارے کہنے سے پہلے ہی کر دیتا۔ لیکن میں خزانوں کا پہرے دار ہوں۔ میرا کام خزانے کی حفاظت کرنا ہے خزانہ

کسی کے حوالے کرنا نہیں۔ اس لیے یہ طلسمی مہر صرف تم ہی نکال سکتے ہو۔ میں بانسری میں گیا تو طلسمی مہر کا اثر جاتا رہے گا۔"
ناگ سانپ لاجواب ہو گیا۔ اس نے کہا:
"اچھا میں خود بانسری میں سے طلسمی مہر نکال کر لاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ سانپ پتھر کی ایک سل پر رکھی ہوئی بانسری کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ بانسری سفید سانپ کی طلسمی بانسری تھی۔ اس بانسری میں صرف یہ خوبی تھی کہ جو کوئی سانپ اس کے اندر داخل ہوتا تھا اس کی اصلیت ظاہر ہو جاتی تھی اور اپنی اصلی حالت پر واپس آ جاتا تھا۔ ناگ سانپ بانسری میں رینگتا ہوا آگے تک گیا مگر اسے طلسمی مہر کہیں نظر نہ آئی۔ وہ دوسری طرف سے بانسری سے باہر آ گیا۔ اسے بانسری کے اندر اپنے جسم میں کسی گرم شے کی لہریں داخل ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ باہر آ کر وہ غصے سے بولا:
"سفید سانپ! تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ بانسری میں کوئی طلسمی مہر نہیں ہے۔ میں تمہیں....."
یہ کہتے کہتے ناگ سانپ رک گیا۔ سفید سانپ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوف سے دیکھ رہا تھا۔ ناگ سانپ میں تبدیلی پیدا ہو رہی تھی۔ وہ اپنی اصلی حالت پر واپس آ رہا تھا۔ پہلا اثر تو یہ ہوا کہ ناگ سانپ سائز میں عام سانپ جتنا بڑا ہو گیا اس کے بعد ناگ سانپ کی تمام یادداشت واپس آ گئی پھر وہ ناگ دیوتا تھا۔ اس نے اپنا سر جھٹک کر ادھر اُدھر دیکھا اور بولا:

"یہ میں کہاں آ گیا ہوں۔ تم کون ہو؟"

سفید سانپ کو اب ناگ دیوتا کی بھرپور خوشبو آنے لگی تھی۔ اس نے فوراً اپنا سر جھکا دیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ پر کسی پیرے نے جادو کر دیا تھا اور اسی سات راجاؤں کے خزانے کو چرانے کے لیے یہاں بھیجا تھا۔ ان دیگوں میں سات راجاؤں کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔"

ناگ کو اب سب کچھ یاد آ گیا۔ اس نے کہا:

"سفید سانپ! مجھ پر واقعی اس عیار پیرے نے بہت شدید اور طاقتور قسم کا جادو کیا ہوا تھا۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے مجھے اس جادو سے نجات دلائی۔ میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔ یہ خزانہ زمین کی امانت ہے۔ اس میں کوئی

خیانت نہیں کر سکے گا۔ میں اس عیار پیرے کو جا کر سمجھ لوں گا۔"

سفید سانپ نے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے خوشی ہے کہ میں نے آپ کی کوئی خدمت کی۔"

ناگ خاموشی سے سرنگ اور تہہ خانے میں سے رینگتا ہوا اس غار میں آ گیا جہاں کچھ فاصلے پر اس نے عیار پیرے کو دیکھا کہ موم بتی جلائے بیٹھا ہے۔ ناگ کو اب عیار پیرے کے بارے میں ایک ایک بات یاد آ رہی تھی۔ ناگ نے فوراً سانس اندر کو کھینچا اور دوبارا اپنے آپ کو چھوٹے سے نیلے سانپ کے روپ میں تبدیل کر لیا۔ وہ رینگتا ہوا پیرے کے قریب آ گیا اور سانپ کی زبان میں بولا:

"میرے آقا! زمین کے نیچے ایک کشادہ سرنگ ہے اس سرنگ میں سات راجاؤں کا خزانہ سات بڑی بڑی دیگوں میں بند پڑا ہے۔ آپ یہاں زمین کھود کر اس خزانے کو نکال سکتے ہیں۔"

پیرا بہت خوش ہوا۔ اس نے ناگ کو اٹھا کر جھولے میں ڈالا اور واپس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ اندھیرا شہر تھا اور اسی شہر کے سوداگر پربھاکر کی حویلی میں کیتی ایک ہرن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی شکل میں دالان میں بندھی ہوئی تھی اور پربھاکر کے
اسے دانہ کھلا رہے تھے۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ کیٹی
کی گردن میں طلسمی بھڑ کا ڈنک تھوڑا سا باہر نکلا
ہے۔ کیٹی چونکہ ہرنی بن چکی تھی اور اس پر کالی بھڑ
طلسم کا اثر تھا اس لیے وہ کسی انسان کو بو محسوس
کر سکتی تھی۔ اس اعتبار سے وہ عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ
کی خوشبو محسوس کرنے سے محروم ہو گئی تھی۔ وہ صرف
انہیں پہچان سکتی تھی۔ نہ ان سے بات کر سکتی تھی اور
ان کی خوشبو سونگھ سکتی تھی۔

دوسری طرف ناگ عیار پیرے کے جھولے میں بند تھا
وہ چونکہ اپنی اصلی حالت میں تھا اس لیے وہ تھیوسانگ
عنبر ماریا اور کیٹی کی خوشبو محسوس کر سکتا تھا۔ لیکن مصیبت
ہوئی تھی کہ ہرنی بن جانے کے بعد کیٹی کے جسم سے اس
کی انسانی خوشبو نکلنا بند ہو گئی تھی۔ چنانچہ ناگ کو اس شہر
میں سے عنبر ماریا تھیوسانگ اور کیٹی میں سے کسی کی خوشبو نہیں
آ رہی تھی۔ اگرچہ کیٹی ہرنی کی شکل میں اسی شہر کے سوداگر پربھاکر
کی حویلی میں موجود تھی۔ ناگ کے سامنے اس وقت پہلا کام یہ
تھا کہ سات راجاؤں کے خزانے کو اس لالچی عیار پیرے سے
بچایا جائے۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ عنبر ماریا تھیوسانگ

کیٹی کی تلاش میں نکلنا چاہتا تھا۔ سرائے میں پہنچ کر
پیرے نے سب سے پہلے ناگ کو جھولے میں سے
کر لکڑی کی ایک ڈبی میں بند کیا۔ اس ڈبی کے ڈھکن
دو معمولی سے سوراخ بنے ہوئے تھے تاکہ ہوا
جا سکے۔ پیرے نے ناگ والی ڈبی کونے میں فرش
پتھر اکھاڑ کر وہاں سنبھال کر رکھ دی اور خود بازار سے
سامان خریدنے چل دیا۔ وہ اکیلا ہی خزانہ کھود کر نکالنا چاہتا
تھا۔ ناگ اس کا پیچھا کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ فوراً لکڑی کی
ڈبی کے سوراخ میں سے باہر نکلا۔ کوٹھڑی سے باہر آ کر
اس نے عقاب کی شکل بدلی اور دیکھا کہ لالچی پیرا درختوں
کے درمیان سے گذرتی سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ ناگ اس
کے اوپر اڑنے لگا۔ عیار پیرے نے بازار میں سے ایک
کدال خریدی اور سیدھا ان پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا
جس کے ایک غار میں سات راجاؤں کے خزانے دفن تھے
ناگ عقاب کی شکل میں اس کے اوپر اڑ رہا تھا۔ وہ
جانتا تھا کہ پیرا کدھر جا رہا ہے۔ چنانچہ ناگ پہلے ہی
اڑ کر خزانے والی غار کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ گیا
تھوڑی دیر بعد پیرا بھی وادی میں پہنچ گیا۔ ناگ کو معلوم تھا
کہ پیرے کے پاس کچھ جادو کے منتر ہیں جن کی مدد سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ
کیا کہ وہ لالچی سپیرے کو اس کے انجام تک پہنچائے
کا کام خزانے کے سفید سانپ کے سپرد کرے۔ یہ کام
بھی اسی کا تھا۔

ناگ تیزی سے چھوٹے اڑن سانپ کی شکل میں
غار میں داخل ہوا اور اس نے سفید سانپ کو آواز
دے کر بلا لیا۔ ابھی سپیرا غار سے کافی دور تھا اور ایک
پہاڑی پگ ڈنڈی پر کدال کاندھے پر رکھے خزانے لوٹنے
چلا آ رہا تھا۔ ناگ نے سفید سانپ کو سب کچھ سمجھایا
اور غار سے باہر آ کر عقاب کی شکل میں غار کے سامنے
والی چٹان پر بیٹھ گیا۔

سپیرا اب اس کچے راستے پر آ گیا تھا جو غار کے
دہانے کی طرف آتا تھا۔ اتنے میں غار میں سے سفید سانپ
نکل کر کہیں غائب ہو گیا۔ ناگ خاموشی سے حالات کا
جائزہ لے رہا تھا۔ لالچی سپیرا غار کے سامنے آ کر رُک
گیا اور بیٹھ کر ذرا دیر کے لیے دم لینے لگا۔ اتنے میں
ناگ نے دیکھا کہ سفید سانپ جھاڑیوں میں سے رینگتا
ہوا نکلا اور سپیرے کے پیچھے آ کر رُک گیا۔ پھر اس
نے اپنا پھن پھیلایا اور زمین سے اتنا اونچا ہو گیا کہ

سانپ کا پھن سپیرے کی گردن تک پہنچنے لگا سپیرے
خبر نہیں تھی۔ پھر فضا میں ایک پھنکار کی آواز بلند
اور اس کے ساتھ ہی سفید سانپ نے سپیرے کی
پر ڈس دیا۔ اگر وہ سپیرے کی ٹانگ یا بازو پر
تو ممکن تھا کہ سپیرے کو اپنا علاج کرنے یا منتر پڑھ
پھونکنے کی مہلت مل جاتی مگر چونکہ سانپ نے گردن
سا تھا اس لیے زہر بڑی تیزی سے اس کے دماغ
پہنچ گیا اور اس کا ذہن مفلوج ہو کر رہ گیا۔ سپیرا
کے بُت کی طرح آگے کو گر پڑا۔

ناگ چٹان سے نیچے اُتر آیا۔ اس نے انسان کی شکل
ا اور سفید سانپ سے کہا:

"تم نے اپنا فرض ادا کیا۔ تمہیں یہ فرض سونپا گیا
ہے کہ جو کوئی زمین کی امانت خزانے کو چرانے
آئے تم اسے اگلی دنیا میں پہنچا دو۔"

سفید سانپ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا! ہم ہمیشہ اپنا فرض پورا کرتے
ہیں۔ میرے لائق کوئی اور خدمت ہو تو بتائیے۔"

ناگ بولا: "میں تمہارا اور تمہاری بانسری کا پہلے ہی
مند ہوں کہ مجھ پر کیا گیا طلسم زائل
ہے احسان

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ہوا۔ اب تم واپس جا کر خزانے پر پہرہ دو۔ میں
بھی جاتا ہوں۔

سفید سانپ واپس خزانے کی سرنگ میں چلا گیا
ناگ انسانی شکل ہی میں شہر آندھرا کی طرف روانہ ہوگ
شہر میں اس وقت دھوپ ماند پڑنے لگی تھی
شام کی آمد آمد تھی۔ موسم گرمیوں کا تھا مگر بڑا خوشگ
تھا۔ سمندر کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ
شہر کے دروازے میں سے اندر آ گیا۔ اس نے گہرا سانس
لیا مگر اسے تھیوسانگ عنبر ماریا اور کیتلی میں سے کسی کی
بھی خوشبو نہ آئی۔ ناگ شہر میں دیر تک گھومتا رہا۔ سورج
اب غروب ہونے لگا تھا اور دھوپ سنہری ہو کر سمٹ
رہی تھی۔ راجہ کا محل شہر کے درمیان ایک ٹیلے کے اوپر
بنا ہوا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا محل تھا جس کی چاروں
جانب اونچے اونچے برج اور مینارے بنے ہوئے تھے۔
ناگ نے سوچا کہ چلو ذرا راجہ کے محل کی سیر کر لیتے ہیں۔
شاید وہاں دوستوں کا کوئی سراغ مل جائے۔ ناگ محل
کی طرف چلنے لگا۔ جب وہ ایک ویران جگہ پر پہنچا تو
اسے ایک سپاہی نے نیچے سے آ کر گردن سے پکڑ لیا۔ ناگ
کو معلوم نہیں تھا کہ یہ راجہ کے محل کے محافظ ہیں اور

کوئی محل کے باہر اس علاقے میں آ جائے تو اسے
نہیں چھوڑتے۔ راجہ آندھر کا حکم تھا کہ محل کے آس
دو میل تک اگر کوئی آدمی نظر آ جائے تو اسے فوراً
کر دیا جائے۔ یہ ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ اس سپاہی
نے ناگ کی گردن پر تلوار کا وار نہیں کیا تھا۔ اس کی
یہ تھی کہ ناگ ایک نوجوان تھا اور سپاہی کے دل
رحم آ گیا تھا۔

ناگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا:
"کون ہو تم؟ مجھے کیوں پکڑ رکھا ہے؟"
سپاہی بولا: "تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو۔
اگر تمہاری جوانی پر مجھے ترس نہ آتا تو ابھی تیری
گردن زمین پر پڑی ہوتی۔"
ناگ نے دل میں اس کا شکریہ ادا کیا۔ واقعی اگر وہ
چاہتا تو پیچھے سے وار کر کے اس کی گردن اڑا سکتا تھا۔
ناگ نے کہا:
"جناب میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں اور
آپ کے شہر میں سیر و سیاحت کی غرض سے
آیا ہوا ہوں۔"
سپاہی بولا: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس طرف

COURTESY WWW.[redacted]OOKSFREE.PK

کوئی آدمی نہیں آ سکتا ؟"

ناگ نے کہا:

"جناب میں اس شہر میں پردیسی ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس طرف کبھی نہ آتا۔"

سپاہی کہنے لگا۔

"اب چونکہ تم آ گئے ہو اس لیے میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔ میں نے تمہیں یہ رعایت ضرور دی ہے کہ تمہاری گردن نہیں اڑائی مگر تمہیں گرفتار کر کے کوتوال کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔"

ناگ نے سوچا کہ یہ ایک نیک دل بلکہ رحم دل آدمی ہے اس کی بات مان لینی چاہیے اور پھر کوتوال کیا بگاڑ لے گا۔ چنانچہ اس نے سپاہی سے کہا:

"حضور! جیسے آپ کی مرضی۔ لے چلیں مجھے کوتوال صاحب کے پاس۔"

سپاہی نے ناگ کے ہاتھوں میں رسی ڈال کر باندھی اور اسے شاہی محل کی طرف لے چلا۔ کوتوال کا دفتر شاہی محل کے بڑے گیٹ کے پاس ہی تھا۔ کوتوال اپنا بڑا پیٹ نکالے دفتر کے سامنے تخت پر بیٹھا حقہ پی رہا

تھا۔ چار سپاہی اس کے سامنے ادب سے کھڑے تھے۔ ناگ کو اس کے سامنے جا کر پیش کیا گیا۔ سپاہی نے کوتوال کو بتایا کہ یہ پردیسی ہے اور غلطی سے ادھر آ نکلا تھا۔ اسی لیے میں نے اس کی گردن نہیں اڑائی۔ کوتوال یہ سخت غصے میں آ گیا۔

وہ سپاہی پر برس پڑا:

"تم نے اس کی گردن کیوں نہیں اڑائی؟ تم نے راجہ کی حکم عدولی کی ہے۔"

پھر اس نے حکم دیا کہ سپاہی کو لے جا کر درخت کے ساتھ باندھ دو۔ اور جلاد کو بلایا جائے تا کہ راجہ کے حکم نہ ماننے کی سزا میں سپاہی کی گردن اڑا دی جائے۔

سپاہی گڑگڑاتے ہوئے کوتوال کے قدموں پر گر پڑا:

"حضور! میری جان بخشی کی جائے۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ وہ بھوکوں مر جائیں گے۔"

کوتوال نے گرجدار آواز میں کہا:

"تم نے راجہ کا حکم نہیں مانا۔ راجہ کا حکم ہے کہ محل کے آس پاس جو کوئی غیر آدمی نظر آئے اس کی وہیں گردن اڑا دی جائے۔ تم نے ایسا نہیں کیا اب تمہاری گردن اڑانا میرا فرض ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے جاؤ اسے اور سامنے والے درخت کے ساتھ
باندھ دو۔"

سپاہی گھسیٹتے ہوئے اسے لے گئے اور سامنے والے
کے ساتھ رسی سے باندھ دیا۔ ناگ کو بڑا افسوس ہوا کہ
بے چارے سپاہی کی جان محض اس لیے جا رہی ہے
اس نے ناگ کی جان بچائی تھی۔ اب ناگ کا اخلاقی فرض
تھا کہ اس رحم دل سپاہی کی جان بچائے۔

کوتوال اب ناگ کی طرف متوجہ ہوا اور غرّایا۔
"اس کو ابھی کوٹھڑی میں بند کر دو۔ اس کی گردن
بعد میں اڑائی جائے گی۔"

دو سپاہیوں نے ناگ کو بازوؤں سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے
سامنے والی کوٹھڑی میں لے جا کر بند کر دیا۔ کوٹھڑی کے
دروازے پر سلاخیں لگی تھیں اور ایک سپاہی باہر کھڑا
پہرہ دے رہا تھا۔ جلاد آ گیا تھا۔ کوتوال اسے سپاہی کی
گردن اڑانے کی ہدایت کر رہا تھا۔ ناگ کے لیے اب
وقت نہیں تھا۔ اس نے سانس کھینچ کر ایک سانپ کی
شکل اختیار کی اور تقریباً اڑتا ہوا جلاد کی گردن پر جا
کر بیٹھ گیا۔ جلاد سپاہی کی گردن اڑانے ہی والا تھا کہ
ناگ نے اسے ڈس دیا۔ اس نے جلاد کے جسم میں زہر داخل کیا کہ وہ بے ہوش ہو جائے۔ جلاد بیہوش

ہو کر دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ کوتوال اس کی طرف دیکھے کیا ہوا ہے۔ ناگ نے اب ایک شیر کی شکل اختیار کی اور اتنی زور سے دھاڑ ماری کہ وہاں جتنے لوگ کھڑے تھے دہشت کے مارے ایسے بھاگے کہ پیچھے بھی مڑ کر نہ دیکھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY W[illegible]OFBOOKSFREE.PK

مُردے کی راکھ

سپاہی درخت سے بندھا تھر تھر کانپ رہا تھا۔
بے چارہ سوچ رہا تھا کہ جلاّد سے بچ گیا تھا اب
شیر کا نوالہ بننے والا ہوں۔ ناگ شیر کی شکل میں ایک
طرف کو دوڑا اور ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ یہاں
اس نے دوبارا انسان کی شکل اختیار کی اور بھاگ کر واپس
آیا۔ سپاہی کی رسّی کھولنے لگا۔ سپاہی اسے دیکھ کر حیران
کہ یہ تو قید میں بند تھا باہر کیسے آ گیا۔ میدان خالی تھا
صرف جلاّد بے ہوش پڑا تھا۔
ناگ نے کہا:
"جتنی جلدی یہاں سے فرار ہو سکتے ہو
فرار ہو جاؤ میں تمہارے لیے یہی کر
سکتا تھا۔"
سپاہی کچھ نہ سمجھ سکا مگر جان بچ گئی تھی اس لیے بھاگ
کھڑا ہوا۔

ناگ نے عقاب کی شکل اختیار کی اور محل کی طرف
اڑ گیا۔ کیونکہ وہ محل کی سیر کرنا چاہتا تھا۔ اب شام کا اندھیرا پھیل
گیا تھا۔ محل میں روشنیاں ہونے لگی تھیں۔ ناگ عقاب کی
شکل میں محل کے باغ میں آیا۔ باغ میں کہیں کہیں چراغ اور
شعلیں روشن تھیں۔ محل کے اندر بھی شمع دان جل رہے تھے۔ ناگ
نے سوچا کہ اسے واپس چلے جانا چاہیے کیونکہ اب اندھیرا ہو
رہا تھا اور وہ آسانی سے محل کے باغ اور قلعے کی سیر نہیں کر
سکتا تھا۔ ناگ نے محل کے اوپر ایک چکر لگایا اور واپس مڑا
ہی تھا کہ اچانک اس کی نگاہ محل کی چھت پر پڑی جہاں دو
سپاہی ایک نوجوان دبلی پتلی لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے محل کی دوسری
منزل کے برآمدے کی طرف لیے جا رہے تھے۔ لڑکی بلند آواز
سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔
"مجھے میرے بچے کے پاس جانے دو۔ مجھے میرے بچے
کے پاس جانے دو۔"
ناگ تیزی سے غوطہ لگا کر وہاں اوپر فضا میں آ گیا۔
سپاہی لڑکی کو گھسیٹ کر برآمدے میں لے گئے جہاں دو
طاقتور سیاہ فام حبشی عورتیں کھڑی تھیں۔ انہوں نے لڑکی کو اپنے
قبضے میں کر لیا اور اسے مارتے پیٹتے سامنے والے کمرے
میں بند کر کے دروازے پر تالا لگا دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں میں سے ایک نے کہا،

"اگر یہ پھر فرار ہو گئی تو ہمارے ساتھ تمہاری بھی خیر نہیں ہے۔"

طاقتور حبشی عورتوں میں سے ایک نے غراتے ہوئے کہا

"اب یہ کبھی باہر نہیں نکل سکے گی۔"

سپاہی چلے گئے۔ حبشی عورتوں میں سے ایک عورت چلی گئی اور دوسری عورت تلوار سونت کر وہاں پہرہ دینے لگی۔ ناگ نے سوچا کہ ضرور اس لڑکی کے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہیں اور یہاں اسے اس کی مرضی کے بغیر قید میں ڈالا گیا ہے۔ ایک بے کس و مجبور لڑکی کے ساتھ یہ ظلم ہوتا بھلا ناگ کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے وہیں سے غوطہ لگایا اور محل کی چھت پر برآمدے کے کونے میں جہاں اندھیرا تھا۔ اتر آیا۔ اترنے کے بعد اس نے سانپ کی شکل بدلی اور دیوار پر رینگتا موٹی حبشی عورت کے پیچھے نکل آیا۔ اس کو معلوم تھا کہ حبشی عورت کے ہاتھ میں تلوار ہے اور وہ اس پر وار کر کے اسے ہلاک بھی کر سکتی ہے۔ ناگ نے پیچھے سے چھلانگ لگائی اور حبشی عورت کے بازو پر گرتے ہی اسے ڈس دیا۔ حبشی عورت کے جسم میں بھی ناگ نے صرف اتنا ہی زہر داخل کیا کہ جس سے وہ رات بھر بے ہوش رہے اور مرے نہیں۔ حبشی عورت

جسم میں ناگ کا زہر۔ ار نے چونک کر اندھیرے کی طرف آواز بھی نہ نکال سکی اور گر کر سو گئے۔ اس نے وہیں ناگ اب قید خانے کی کوٹھڑی میں جانے کی بجائے حبشی عورت کے قریب آیا۔ اس کی کمرے لگی ہوئی چابی اتاری اور انسانی شکل میں آ کر کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چراغ کی روشنی میں دبلی پتلی قیدی لڑکی گھٹنوں میں سر دیئے آہستہ آہستہ رو رہی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس نے اداس آنسوؤں بھری آواز میں کہا،

"بھائی میں ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے میرے بچے کے پاس لے چلو۔ وہ میرے بغیر دودھ نہیں پئے گا۔ اس کا باپ بھی میری جدائی میں زندہ نہیں رہے گا۔ وہ پہلے ہی بیمار ہے۔"

ناگ نے دروازہ بند کر دیا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بولا،

"بہن! خاموش رہو۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے ہی آیا ہوں۔"

لڑکی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا،

"بھائی! میں جانتی ہوں تم میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو۔ کیونکہ مجھے راجہ کے لیے یہاں لایا گیا ہے۔"

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں میں سے ایک نے کہا: "حد خوبصورت تھی او
"اگر یہ پھر خراب ہو گئی تو ... تھا۔ اتنی پاکیزہ اور نورا
پہرے دار نے حبشی ناگ نے بہت کم دیکھی تھی۔ اس نے
لڑکی کے قریب جا کر کہا:

"یقین کرو بہن میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں
اٹھو۔ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں تمہارے خاوند اور
تمہارے بچے کے پاس پہنچا دوں۔"

لڑکی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ناگ نے کہا:

"خاموشی سے میرے پیچھے پیچھے چلی آنا۔"

ناگ اسے لے کر قید خانے سے باہر نکل آیا۔ لڑکی نے
باہر برآمدے میں پہرے دار حبشی عورت کو بے ہوش پڑے
دیکھا تو اسے یقین آ گیا کہ یہ نوجوان سچ مچ اس کی مدد کرنے
ہی وہاں آیا تھا۔ باہر مشعل کی روشنی تھی۔ ناگ اسے اندھیرے
کی طرف لے گیا۔ یہاں ایک پہرے دار نیزہ لیے چل پھر کر
پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ نے لڑکی کے کان کے پاس منہ لے
جا کر کہا:

"تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔ میں اس پہرے دار کا بندوبست
کرتا ہوں۔"

لڑکی وہیں اندھیرے میں بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے سے

... پیدا ہوئی۔ پہرے دار نے چونک کر اندھیرے کی طرف
... اسے وہاں دو انسانی سائے دکھائی دیئے۔ اس نے وہیں
... آواز دی:

"کون ہے جواب دو۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"بھائی میں ہوں۔ میری ٹانگ میں موچ آ گئی ہے
ذرا میری مدد کرنا۔"

پہرے دار یہ سوچ کر کہ اس کا کوئی ساتھی سپاہی ہے
... طرف لپکا۔ جونہی وہ اندھیرے میں آیا اس نے لڑکی
پہچان لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ نیزہ تان کر ناگ پر
... ور ہوا مگر ناگ نے اچھل کر اس کی گردن پر اتنے
... سے مکا مارا کہ وہ پیچھے کو گرا۔ ناگ اپنا روپ نہیں
چاہتا تھا۔ اس لیے پہرے دار کو اوپر تلے چھ سات
پوری طاقت سے مارے اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

ناگ نے لڑکی کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور بولا:

"اس طرف چلو۔ شاید ادھر نیچے جانے کو کوئی راستہ ہو۔"

ناگ نے لڑکی کو ساتھ لیا اور چھت کے کونے والے برج
... طرف دوڑا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہاں پر کوئی پہرے دار
... نہ ہوتا۔ جونہی ناگ نے اسے دیکھا تیزی سے لڑکی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے کھینچا اور بُرج کے پہلو میں جو ایک کھتہ سا بنا ہو
تھا اس میں آ کر بیٹھ گیا۔ یہاں مٹی اور اینٹیں اور روڑے
ہوئے تھے۔ پہرے دار کا اس طرف دھیان نہیں گیا تھا
یہ پہرے دار نیچے جانے والے زینے کے دروازے پر پہرہ
دے رہا تھا۔

ناگ کو ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے ایک روڑا اٹھا لیا
اور دور پھینکا۔ چھت پر ذرا دور کھٹاک کی آواز پیدا ہوئی
تو پہرے دار ادھر کو دوڑا۔ زینے کا دروازہ خالی ہو گیا۔ ناگ
نے لڑکی کو آہستہ سے پیچھے آنے کو کہا اور بھاگ کر دبے
پاؤں دروازے میں سے زینے میں اتر گیا۔ لڑکی بھی اس کے
پیچھے پیچھے تھی۔ زینے میں اندھیرا تھا۔ لڑکی نے ناگ کا ہاتھ پکڑ
لیا۔ وہ اندھیرے میں سیڑھیاں اترنے لگے۔ یہ زینہ گول تھا اور
چکر کھا کر سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ یہ زینہ نیچے محل کے باغ
میں جاتا تھا۔

اندھیرا ہونے کی وجہ سے باغ میں انہیں موقع مل گیا۔
مشعلیں جس طرف روشن تھیں ناگ اس طرف نہیں گیا۔ وہ
درختوں کے پیچھے آ گیا۔ یہاں شاہی محل کی دیوار تھی انہیں
اس دیوار کے پار کسی طرح جانا تھا۔ ناگ نے لڑکی نے کہا:
"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے کہا:
"میرا نام چندرا ہے۔"
ناگ بولا: "چندرا۔ ہم اس درخت پر چڑھ کر
دیوار کی دوسری طرف اتریں گے۔ کیا تم تیار ہو؟"
چندرا نے کہا:
"میں اس دوزخ سے نکلنے کے لیے سمندر میں بھی
چھلانگ لگانے کو تیار ہوں۔"
"میرے پیچھے اس درخت پر چڑھنا شروع کرو۔"
یہ کہہ کر ناگ درخت پر چڑھنے لگا۔ اس درخت کی
شاہی محل کے باغ کی دیوار کے اوپر تک گئی
تھیں۔ [illegible] دیوار کے اوپر جا کر بیٹھ گئے۔
دیوار کافی چوڑی تھی۔ دوسری طرف ایک کھائی تھی۔ یہاں
لڑکی کے لیے چھلانگ لگانا خطرناک تھا۔ ناگ نے
سوچ کر کہا:
"میں نیچے اترتا ہوں۔ تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔
میں نیچے جا کر تمہارے لیے کوئی بندوبست
کرتا ہوں۔"
ناگ نے دوسری طرف کھائی میں چھلانگ لگا دی۔
کیونکہ وہاں اسے گھنی جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ جھاڑیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں گرا تو ایک سانپ پھنکار مار کر اس کے سامنے
گیا۔ اچانک سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آئی اور وہ
گیا کہ اس کے سامنے ناگ دیوتا ہے۔

سانپ نے جھک کر کہا:

"ناگ دیوتا کو میرا نمسکار!"

ناگ نے کہا:

"سنو! ہماری ایک بہن دیوار کے اوپر بیٹھی ہے
اسے کسی طرح وہاں سے نیچے اتارنا ہے۔ میں
نہیں چاہتا کہ وہ کسی سانپ کی مدد سے نیچے آئے
اس طرح سے وہ ڈر کر بے ہوش بھی ہو سکتی ہے۔"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! یہاں دیوار کے نیچے ایک
پہرے دار سپاہی گشت لگاتا ہے۔ اس کے کاندھے
پر رسّی کا گچھا لٹک رہا ہوتا ہے تا کہ اگر فوری
ضرورت پڑ جائے تو وہ اس کی مدد سے دیوار پر
چڑھ کر خطرے
کا مقابلہ کر سکے۔"

ناگ کو سانپ نے یہ بڑے پتے کی بات بتائی تھی۔ اس
نے کہا:

"یہ پہرے دار کب ادھر سے گذرے گا؟"

سانپ نے ناگ کو بتایا کہ وہ ابھی ابھی گشت لگاتا
طرف گیا ہے اور ادھر سے تھوڑی دیر بعد واپس آئے
ناگ وہاں جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا اور پہرے دار
کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے سانپ کو ایک ترکیب
دی تھی۔ جونہی اسے دور سے پہرے دار سپاہی آتا دکھائی
اس نے سانپ سے کہا:

"ہوشیار ہو جاؤ۔"

پہرے دار جب جھاڑیوں کے قریب سے گذرنے لگا تو
نپ پھنکار مار کر جھاڑیوں سے باہر آ گیا اور اس نے
رے دار کے آگے اتنی زور سے اوپر کو چھلانگ لگائی کہ
رے دار بھونچکا ہو کر پیچھے کو گرا۔ ناگ نے سانپ کو
ایت کر دی تھی کہ وہ اسے ڈس کر ہلاک نہ کرے بلکہ
را دے۔ پہرے دار پیچھے کو گرا تو سانپ نے اس کی
گردن میں اپنے جسم کو لپیٹ کر اپنا پھن اس کے منہ کے
اوپر کر دیا اور پھنکارنے لگا۔ پہرے دار کا جسم لرزنے
لگا۔ خوف سے اس کی طاقت ہی جاتی رہی۔

ناگ نے فوراً اس کے کاندھے سے رسّی کا گچھا اتار
لیا۔ اس رسّی کے سرے کے ساتھ لوہے کا آنکڑا بندھا ہوا
تھا۔ ناگ نے چندرا کو آہستہ سے آواز دی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چندرا! میں رسّی پھینک رہا ہوں۔"

ناگ نے رسّی کو گھما کر آنکڑا اوپر پھینکا۔ لوہے کا آنکڑا دیوار کے پتھروں میں پھنس گیا۔ چندرا رسّی کی مدد سے نیچے اتر آئی۔ نیچے اترنے کے بعد اس نے خوفناک منظر دیکھا اس سے اس کا رنگ اُڑ گیا۔ ایک سپاہی زمین پر گرا پڑا کانپ رہا تھا اور ایک سانپ اس کی گردن کے گرد لپٹا پھنکار رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"اتفاق سے یہ سانپ نکل آیا۔ اس نے سپاہی کو دبوچ لیا اور میں نے سپاہی کی رسّی اٹھا کر دیوار پر پھینک دی۔ اب یہاں سے بھاگو کہیں یہ سانپ ہمارے پیچھے نہ لگ جائے۔"

ناگ اور چندرا شاہی باغ کی دیوار سے ہٹ کر کھائی میں اتر گئے۔ کھائی خشک تھی۔ یہاں سے وہ آگے جا کر جنگل آئے۔ اب انہیں ایک طرف اندھرا کا شہر اور پہاڑی کی دوسری جانب جنگل کے گھنے درخت نظر آ رہے تھے۔

ناگ نے کہا:

"ہمیں اس جنگل میں جا کر چھپ جانا ہو گا۔"

اور وہ پہاڑی کی ڈھلان سے اتر کر جنگل کی طرف دوڑے

جنگل سنسان اور تاریک تھا۔ یہاں ایک چٹان میں شگاف بنا ہوا تھا جہاں گھاس اُگی ہوئی تھی۔ ناگ اور چندرا وہاں بیٹھ گئے۔ اب ناگ نے اس سے سوال کیا:

"چندرا! اب مجھے یہ بتاؤ کہ شہر میں تمہارا گھر کہاں ہے؟"

چندرا نے کہا:

"ہمارا گھر اس شہر میں نہیں ہے بلکہ یہاں سے کچھ فاصلے پر جنگل کی دوسری جانب سمندر کے کنارے والے گاؤں میں واقع ہے۔"

ناگ کہنے لگا:

"پھر تو ہمیں یہاں رکنے کی بجائے تمہارے گاؤں کی طرف چلنا چاہیئے۔ آؤ میرے ساتھ۔"

ناگ چندرا کو لے کر جنگل میں سے اس کے گاؤں کی طرف چلنے لگا۔ کوئی ایک گھنٹے تک جنگل میں سفر کرنے کے بعد وہ جنگل کے دوسرے کنارے سمندر کے پاس واقع ایک گاؤں میں پہنچ گئے جہاں جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں اور ان کے باہر دیئے جل رہے تھے۔ اچانک چندرا نے ایک طرف سے کچھ گھوڑے دوڑتے آتے دیکھے۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"راجہ کے سپاہی میری تلاش میں یہاں آ گئے ہیں وہ میرے خاوند اور بچے کو لے جائیں گے۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

ناگ نے دیکھا کہ دس بارہ گھوڑ سواروں نے جھونپڑ
کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ ان کی ڈھالیں اور تلواریں اندھیر
میں چمک رہی تھیں۔ راجہ آندھر کو چندرا کے فرار کا علم
گیا تھا اور اس نے تیز رفتار گھوڑ سوار سپاہی اس کے گا
اس کی تلاش میں بھیجے تھے۔ ناگ ایک لمحے کے لیے
واقعی پریشان سا ہو گیا کہ اتنے سارے گھوڑ سواروں کا د
فوری طور پر کیسے مقابلہ کرے گا۔ کہیں اس سے پہلے و
چندرا کے خاوند کو ہلاک ہی نہ کر ڈالیں۔ اسے ایک د
سے غصہ آ گیا کہ یہ اچھا ظلم ہے کہ راجہ جس کی بہو
بیٹی کو چاہے اٹھا کر لے جائے اور جس کو چاہے قتل
کروا ڈالے۔ اس نے چندرا سے کہا:

"چندرا بہن! اب میں وہ کام کرنے لگا ہوں جس
کو دیکھ کر تم ڈر جاؤ گی مگر ڈرنا نہیں۔ میرے پاس
ایک جادو ہے۔ میں جادو کرنے لگا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے ایک زور دار پھنکار ماری۔
یہ پھنکار وہ کبھی کبھی اپنے حلق سے نکالا کرتا تھا۔ پھنکار کی
آواز پر اس علاقے میں جتنے سانپ تھے ان میں بھگدڑ
مچ گئی۔ وہ جہاں بھی تھے، جیسے بھی بیٹھے تھے تیزی سے
ناگ کی طرف رینگے کیونکہ ناگ دیوتا کی جان خطرے میں تھی۔

خطرناک پھنکار کا مطلب ہی یہ تھا کہ ناگ دیوتا کی جان
خطرے میں ہے۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر علاقے کے
ساٹھ سانپ ناگ کے سامنے آ کر اپنے اپنے پھن اٹھا
کھڑے ہو گئے۔ وہ بار بار اپنے پھن جھکا کر ناگ کو
سلام کر رہے تھے۔ چندرا نے اتنے سانپ زندگی میں کبھی نہیں
دیکھے تھے۔ خوف کے مارے اسے پسینہ آ گیا۔ ناگ نے کہا:

"چندرا گھبرانا نہیں۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

ناگ نے سانپ کی زبان میں حلق سے بار بار سیٹیاں نکالتے
ہوئے سانپوں سے کہا:

"گاؤں میں راجہ کے سپاہی میرے بھائی کو ہلاک
کرنے آئے ہیں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان
سب کو ڈس کر بے ہوش کر دو۔ خبردار کوئی کسی
سپاہی کے جسم میں اتنا زہر داخل نہ کرے کہ
کوئی سپاہی مر جائے

فوراً میرے حکم کی تعمیل کرو۔"

سانپ گاؤں کی طرف دوڑے۔ چندرا حیران پریشان سہمی
ہوئی ناگ کے پیچھے بیٹھی تھی۔ اس نے دوڑتے دوڑتے کہا:

"یہ سانپ کہاں گئے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.P[redacted]OKSFREE.PK

"میں نے اپنے جادو کی مدد سے انہیں بلا کر حکم
دیا ہے کہ راجہ کے سارے سپاہیوں کو ڈس کر
بے ہوش کر دیں۔"

چندرا پھٹی پھٹی آنکھوں سے گاؤں کی جھونپڑیوں کی
دیکھ رہی تھی جہاں راجہ کے سپاہی گھوڑوں پر سوار ان کی
کے آگے آکر رُک گئے تھے پھر اس نے دیکھا کہ دو
اس کے خاوند کو گھسیٹ کر جھونپڑی سے باہر نکال رہے ہیں
چندرا نے چیخ کر کہا،

"وہ میرے پتی کو مار دیں گے۔ اسے بچاؤ۔"

سپاہیوں نے چندرا کی آواز سنی تو اس کی طرف دیکھنے
نے چندرا کو پیچھے کھینچ لیا۔ مگر اتنے میں سانپوں نے سارے
سپاہیوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا اور پھر ان پر حملہ
کر دیا۔ ایک ایک سپاہی پر چار چار سانپ چڑھ گئے۔ سپاہی
اس آفت سے گھبرا کر گھوڑوں سے گرنے لگے۔ چیخ و پکار
مچ گئی۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں سارے
کے سارے سپاہی زمین پر بے ہوش پڑے تھے۔

چندرا بھاگ کر اپنے خاوند کے پاس چلی گئی۔ اس کا خاوند
دہشت بھری نظروں سے سانپوں کو دیکھ رہا تھا جو بے ہوش
سپاہیوں کی گردنوں سے اتر کر کھائی کی طرف چلے جا رہے تھے

کھائی کے کنارے ناگ موجود تھا۔ سانپوں کے سردار بوڑھے سانپ
نے آکر ناگ کو سلام کیا اور کہا کہ عظیم ناگ دیوتا کے دشمنوں
کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ ناگ نے سردار سانپ کو حکم دیا کہ
جتنی جلدی ہو سکے ان سانپوں کو یہاں سے لے کر اپنے
ٹھکانوں پر چلے جاؤ کیونکہ بستی کے لوگ اور بچے خوف زدہ
ہو جائیں گے۔ سردار سانپ نے سلام کیا اور اپنی زبان میں
سانپوں کو خفیہ سگنل دیا۔ پلک جھپکنے میں سارے کے سارے
سانپ جنگل کی طرف غائب ہو گئے۔ ناگ چندرا اور اس کے
خاوند سے جا کر ملا۔ چندرا اپنے بچے کو سینے سے لگائے اسے
پیار کر رہی تھی۔ زمین پر بگڑ بگڑ راجہ کے سپاہی بے ہوش
پڑے تھے۔ چندرا کے خاوند کا نام بھاشی تھا۔ بھاشی نے
ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ اسے اس کی بیوی چندرا نے بتا دیا
تھا کہ ناگ نے خاص جادو کے اثر سے ان سانپوں کو
بلایا تھا۔ بستی کے لوگ مشالیں لے کر وہاں جمع ہو گئے تھے
اور بے ہوش سپاہیوں کو جھک کر دیکھ رہے تھے۔ ان کو
یقین تھا کہ سپاہی مر گئے ہیں اور اب اس بستی پر راجہ کا
عتاب نازل ہو گا۔ ناگ نے انہیں بتایا کہ سپاہی مرے
نہیں بلکہ بے ہوش ہیں اور صبح انہیں اپنے آپ ہوش آ
جائے گا۔ مگر وہ یقین نہیں کر رہے تھے۔

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

بھاشی نے ناگ کو ایک طرف لے جا کر کہا:
"ناگ بھائی! اب ہم اس بستی میں نہیں رہ سکتے۔ راجہ آندھر بڑا ظالم ہے۔ اس کے سپاہی یہاں آ کر ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ بستی کے لوگ انہیں بتا دیں گے کہ یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے۔"
بھاشی ٹھیک سوچتا تھا۔ راجہ کو پتہ چلا کہ اس کے سپاہیوں کو بھاشی نے بے ہوش کر دیا تو وہ اپنے خاص محافظ دستے کو یہاں بھیج کر بھاشی کو گرفتار کر کے چندرا کو اپنے قبضے میں کرے گا اور ان کے مکان کو آگ لگا دے گا۔
ناگ نے بھاشی سے پوچھا:
"تم یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟"
بھاشی بولا: "یہاں سے دو دن کے سفر پر تین دریاؤں کو پار کرنے کے بعد ایک بستی پہاڑیوں کے درمیان جنگل میں آباد ہے۔ میرا بڑا بھائی گندھال اس بستی کے شمشان کا باوا ہے۔ وہ مُردے جلانے کا کام کرتا ہے۔ میں اس کے پاس ہی جا سکتا ہوں۔"
ناگ نے کہا: "ٹھیک ہے تم اسی وقت اپنے بھائی کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"
چندرا نے عاجزی سے کہا:

"ناگ بھائی! ہم اکیلے نہیں جائیں گے۔ راجہ کے سپاہی ہمیں راستے میں پکڑ لیں گے۔ بھگوان کے لیے تم ہمارے ساتھ چلو۔ تم اپنے جادو سے سپاہیوں کا مقابلہ کر سکو گے۔"
ناگ چندرا کو انکار نہ کر سکا۔ وہ ایک وفا دار شریف نیک اور پاک دل عورت تھی جو اپنے خاوند اور بچے سے بے پیار کرتی تھی۔
ناگ نے کہا:
"جیسے تمہاری مرضی میری بہن! میں اپنی حفاظت میں تمہیں گندھال کی بستی پہنچاؤں گا۔"
چندرا اور بھاشی بہت خوش ہوئے۔ بے ہوش سپاہیوں کو کچھ گھوڑے واپس آ کر وہاں کھڑے ہو گئے تھے۔ چندرا نے اپنے بچے کو سینے سے لگایا۔ کپڑوں کی ایک گٹھڑی اٹھائی اس کے خاوند بھاشی نے چار چھ روٹیاں تھیلے میں ڈالیں اور گھوڑوں پر بیٹھ کر رات کے اندھیرے میں شمشان کے باوے گندھال کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔
ساری رات وہ جنگل میں سفر کرتے رہے۔ بھاشی کو راستے کا پتہ تھا۔ جب دن نکلا تو وہ جنگل سے نکل کر پہاڑی علاقے میں پہنچ چکے تھے۔ ایک جگہ چھوٹا سا پہاڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نالہ بہہ رہا تھا۔ انہوں نے وہاں منہ ہاتھ دھویا۔ رو
کھائی۔ چندرا نے بچے کو دودھ پلایا۔ کچھ دیر آرام
اور پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ ابھی تک ان کے تعا
میں آنے والا ایک بھی سپاہی انہیں نظر نہیں آیا
بھاشی کو برابر فکر لگا تھا۔ لیکن چندرا نے کہا:

"ناگ بھائی کا جادو ان سب کو ختم کر دے گا۔"

پھر اس نے ناگ سے پوچھا،

"ناگ بھائی! تمہارے جادو سے یہاں بھی سانپ
آ جائیں گے ناں؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"یہ جادو ہی ایسا ہے کہ جب میں منتر پڑھ کر
ہوا میں پھونکتا ہوں تو جہاں بھی ارد گرد کوئی
سانپ ہوتا ہے وہ میرے پاس آ جاتا ہے۔"

بھاشی بولا: "میں نے ایسا جادو آج تک
کبھی نہیں دیکھا۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ چلتے چلے گئے۔ پہاڑی علاقہ
بہت وسیع تھا۔ دوپہر کو بھی انہوں نے ایک جگہ آرام
لیا۔ پھر سفر پر چل پڑے۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے وہ بھاشی
کے بھائی گندھال کی بستی میں پہنچ گئے۔ گندھال کا جھونپڑا بستی

ے باہر شمشان بھومی یعنی ہندوؤں کے قبرستان میں تھا۔
ال ہندو لوگ اپنے مُردوں کو جلاتے تھے۔ گندھال مُردوں
جلاتا تھا۔ اور اس کے عوض اسے تانبے کے کچھ سکے اور
ا چاول آٹا ملتا تھا۔ اپنے بھائی اور بھابی کو دیکھ کر وہ
ا خوش ہوا۔ بھاشی نے اسے ناگ سے ملایا اور غلطی
ی کہ اپنے بھائی گندھال کو یہ بتا دیا کہ ناگ کے پاس
ک جادو ہے جس کی مدد سے وہ سانپوں کو بُلا لیتا ہے۔
ندھال نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اسے ایک مدت
ک کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جو سانپوں کو منتر پڑھ
بُلا سکتا ہو۔ مگر گندھال بڑا چالاک آدمی تھا۔ اس نے
حیرانی کو ناگ پر بالکل ظاہر نہ ہونے دیا اور اُس
ل سے کہا:

"ارے بھائی! ایسے منتر تو بہت سے جوگی لوگ
بھی جانتے ہیں۔"

ناگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا:

"جناب میں نے تو آج تک ایسا جوگی نہیں دیکھا
جو سانپوں کو منتر پڑھ کر بُلا لیتا ہو۔"

گندھال مکاری سے کہنے لگا:

"اچھا تو پھر تم کسی سانپ کو اپنے منتر کی مدد سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلا کر دکھاؤ تو مجھے یقین آئے گا۔"

ناگ کے لیے یہ بھلا کون سی مشکل بات تھی۔ اس نے گندھال سے کہا:

"ابھی بلا کر دکھاتا ہوں۔"

ناگ نے یونہی ایک اوٹ پٹانگ منتر پڑھا اور سانپوں کی زبان میں آواز دی کہ اگر اس شمشان کے آس پاس کوئی سانپ ہو تو فوراً حاضر ہو۔ سانپ ہندوستان میں ہر جنگل ہر قبرستان اور شمشان میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ ناگ کی آواز پر ایک کالا سانپ پھن اٹھائے وہاں آگیا۔ چند اور بھاشی تو ڈر کر ایک طرف ہٹ گئے۔ گندھال بڑا حیران ہوا۔ سانپ نے آتے ہی ناگ کے آگے اپنا پھن جھکا کر سلام کیا تو گندھال کو شک گذرا کہ یہ شخص جس کا نام ناگ ہے محض جادوگر نہیں ہے بلکہ اصل میں معاملہ کچھ اور ہے۔ اوپر سے گندھال نے ڈرتے ہوئے کہا:

"ناگ بھیا! مجھے یقین آگیا کہ تم سانپوں کا منتر جانتے ہو اب بھگوان کے لیے اس کالے سانپ کو واپس بھیج دو۔"

ناگ نے سانپ کو واپس جانے کا حکم دیا۔ سانپ جدھر سے آیا تھا ادھر کو چلا گیا۔ سانپ کے جانے کے بعد ناگ

نے بڑی شان سے سر اٹھا کر کہا:

"کہو گندھال اب تو تمہیں یقین آگیا کہ میں سانپوں کو بلانے کا منتر جانتا ہوں۔؟"

گندھال نے ہاتھ جوڑے اور کہا:

"بھائی آپ تو کمال کے جادوگر ہیں۔ میں مان گیا آپ کو۔ مگر یہ جادو آپ نے کہاں سے سیکھا؟"

ناگ کہنے لگا:

"بس ایک پیر کی خدمت کی تھی اس نے مرنے سے پہلے یہ منتر مجھے بتا دیا تھا۔"

گندھال نے ناگ کی بہت تعریف کی اور پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا اور چندا اور بھاشی کے لیے جھونپڑے کے باہر چارپائیاں بچھا دیں پھر بولا:

"تم لوگ آرام کرو۔ میں تمہارے لیے بازار سے کچھ سبزی ترکاری لے کر ابھی آتا ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"میں تو اب واپس جاؤں گا۔ کیونکہ میرا کام ختم ہو گیا ہے۔"

گندھال اندر سے پریشان ہو گیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ناگ وہاں سے جائے۔ اس نے ہاتھ باندھ لیے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عاجزی سے کہا:

"ناگ بھیا! میری خوش قسمتی ہے کہ تم میرے گھر آئے ہو۔ اگر تم اتنی جلدی چلے گئے تو مجھے ساری زندگی اس کا غم رہے گا۔ مجھ پر کرپا کرو اور کم از کم ایک رات میرے ہاں ٹھہر جاؤ۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"گندھال بھائی! اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے تو میں ضرور ایک رات کے لیے ٹھہر جاتا ہوں۔"

گندھال چندرا اور بھاشی بہت خوش ہوئے۔ گندھال یہی چاہتا تھا۔ ناگ عاجزی سے بھاشی کے پاس بیٹھ گیا۔ چندرا نے بچے کو جھونپڑی میں سلا کر آئی اور چولے میں آگ جلانے لگی۔ گندھال سبزی ترکاری لینے بستی کے بازار کی طرف چل دیا۔ سبزی ترکاری لانے کا ایک بہانہ تھا۔ اصل میں وہ اپنی استادنی اور جادو ٹونے کی ماہر بوڑھی عورت رنگنی سے ملنے جا رہا تھا۔ یہ ساٹھ برس کی عیار عورت بستی کے دوسرے کنارے جنگل میں ایک جھونپڑی میں رہتی تھی۔ گندھال نے جاتے ہی اس کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا:

"ماتا رنگنی! قسمت مجھ پر مہربان ہو گئی ہے۔ میری

جھونپڑی میں بھگوان نے ایک ایسے آدمی کو بھیج دیا ہے جو سانپوں کو بلانے کا منتر جانتا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ سانپوں کا سردار ہے۔ کیونکہ جس سانپ کو میرے سامنے اس نے بلایا تھا اس نے ناگ کے آگے اپنا سر جھکا دیا تھا۔"

مکار بوڑھیا رنگنی کے بھدے کالے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے لال لال آنکھوں سے گندھال کی طرف دیکھا اور کہا:

"گندھال! مجھے دال میں کچھ کالا کالا لگتا ہے۔ اگر تم مجھے اس آدمی کے سر کا ایک بال لا دو تو میں تمہیں اپنے جادو کی مدد سے بتا سکوں گی کہ یہ آدمی کون ہے۔"

گندھال بولا: "میں آج ہی تمہیں اس کے سر کا بال لا دوں گا۔"

رنگنی جادوگر کی جھونپڑی سے نکل کر گندھال نے بازار سے کچھ سبزی ترکاری خریدی اور واپس شمشان اپنی جھونپڑی میں آ گیا۔ چندرا روٹیاں پکا رہی تھی۔ بھاشی جنگل سے لکڑیاں لانے گیا ہوا تھا۔ ناگ باہر چارپائی پر بیٹھا تھا۔ گندھال نے ترکاری کا تھیلا چندرا کے پاس رکھ دیا اور ناگ کے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ کر بیٹھ گیا۔ ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد اس نے ناگ کے
سر کی طرف دیکھ کر کہا:

"بھائی تمہارے بال بڑے خشک ہو رہے ہیں۔ میرے
پاس ناریل کا تیل ہے۔ لاؤ میں تمہارے سر میں اس
کی مالش کرتا ہوں۔"

ناگ اسے منع ہی کرتا رہا مگر گندھال جھونپڑی میں سے
ناریل کے تیل کی بوتل نکال لایا اور ناگ کے سر میں تھوڑا
سا تیل ڈال کر مالش کرنے لگا۔ اس کا اصل مقصد ناگ
کے سر کا ایک آدھ بال اڑانا تھا۔ ناگ کے سر کی مالش کرتے
ہوئے ایک بال اڑانا کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ چنانچہ مالش
کرتے کرتے گندھیال نے ناگ کے سر کا ایک بال اڑا لیا۔ اُس
اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ دوپہر کے بعد گندھال ناگ کے
سر کا بال لے کر جادوگرنی رنگنی کی جھونپڑی میں پہنچ گیا۔ جادوگرنی
رنگنی نے ناگ کے بال کو انگلیوں سے پکڑا اور اسے موم بتی
کی لو پر رکھ دیا۔ بال تیزی سے جل گیا۔ اس میں سے جو
دھواں نکلا جادوگرنی نے اسے سانس کے ساتھ اپنے اندر کھینچ
لیا اور آنکھیں بند کر کے چپ ہو گئی۔

پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ مکاری سے مسکرا دی تھی
گندھال نے بے چینی سے پوچھا:

"یہ جادوگر کون ہے رنگنی ماتا؟"

جادوگرنی رنگنی نے حلق سے عجیب ڈراؤنی آواز نکالی اور بولی:

"گندھال! تمہیں مبارک ہو۔ یہ آدمی اصل میں ایک
سانپ ہے۔"

"سانپ؟" گندھال کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا: "ماتا رنگنی!
تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

جادوگرنی رنگنی بولی:

"یہ صرف سانپ ہی نہیں بلکہ سانپوں کا دیوتا ناگ
دیوتا ہے۔"

گندھال حیرت میں ڈوب گیا۔ رنگنی جادوگرنی کہنے لگی:

"گندھال بھگوان تجھ پر مہربان ہے۔ اس نے دنیا جہاں
کے خزانے تیرے قدموں میں پھینک دیئے ہیں۔"

گندھال بولا: "میں سمجھا نہیں رنگنی ماتا۔"

جادوگرنی رنگنی نے کہا:

"تم کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو سانپوں کی
زبان جانتا ہو۔ تاکہ تم اس کی مدد سے شیش ناگ
کو بلا کر اسے اپنے قابو میں کر سکو۔ لیکن خود ناگ
دیوتا چل کر تمہارے پاس آ گیا ہے۔ اگر تم اپنے
قبضے میں کر لو گے تو تمہارے جسم میں تمہاری

COURTESY WWW.[redacted]OKSFREE.PK

آنکھوں میں اتنی زبردست تبدیلی پیدا ہو جائے گی
کہ تم زمین کو اس کی تہہ تک دیکھ سکو گے۔"
گندھال نے جادوگرنی رنگنی کے پاؤں پکڑ لیے۔
"ماتا رنگنی! میں ساری زندگی تیری خدمت کروں گا
مجھے بتا دے کہ میں ناگ دیوتا کو کس طریقے سے اپنے
قبضے میں کر سکتا ہوں؟"
جادوگرنی رنگنی نے گندھال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:
"کیا تمہارے پاس کسی تازہ جلے ہوئے مردے کی راکھ ہے؟"
گندھال جلدی سے بولا:
"ہاں — ابھی پرسوں میں نے ایک مردے کو جلایا تھا۔
چتا پر ابھی تک اس کی راکھ پڑی ہے۔"
جادوگرنی رنگنی نے کہا:
"اس مردے کی تھوڑی سی راکھ پوٹلی میں باندھ کر اپنے
پاس رکھ لو۔ رات کو جب ناگ دیوتا اپنی چارپائی پر
لیٹا ہو تو کسی طریقے سے چٹکی بھر راکھ اس کے جسم
پر ڈال دو۔"
گندھال نے پوچھا:
"اس سے کیا ہوگا؟"
رنگنی بولی: "راکھ تم ایک خاص منتر پڑھ کر ڈالو گے تو

میں تمہیں بتا دوں گی۔ راکھ جب ناگ کے جسم
پر گرے گی تو وہ ایک چھوٹی سی لکڑی بن جائے گا
اس لکڑی کو لے کر تم میرے پاس آ جانا۔"
جادوگرنی نے گندھال کے کان میں خفیہ منتر بتایا اور گندھال
جادوگرنی سے رخصت ہوا۔
جادوگرنی کی جھونپڑی سے نکل کر جب گندھال اپنی جھونپڑی کی
طرف جا رہا تھا تو اس کا دل آنے والی خوشیوں سے بھرا ہوا
تھا۔ اس کے پاس ایک زبردست طاقت آنے والی تھی۔ گندھال
نے شمشان میں پہنچتے ہی دیکھا کہ کون کہاں کہاں ہے اور کیا
کر رہا ہے۔ بھاشی اور چندرا چولہے کے پاس بیٹھے تھے۔
چندرا بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ گندھال نے پوچھا کہ ہمارا
پیارا بھائی ناگ کہاں ہے؟ بھاشی نے بتایا کہ وہ بستی
کے پار والے جنگل کی سیر کو گیا ہے۔ گندھال کو تشویش ہوئی
کہ کہیں وہ فرار نہ ہو جائے۔ اتنے میں اسے دور پہاڑیوں کے
پیچھے سے ناگ آتا نظر آیا۔ گندھال نے اطمینان کا سانس
لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جھونپڑی میں سے ایک پوٹلی نکال
کر لے آیا اور چتا کے چبوترے کے پاس جا کر ناگ کے
آنے سے پہلے پہلے اس نے جلے ہوئے مردے کی تھوڑی
سی راکھ اٹھا کر پوٹلی میں ڈالی اور جھونپڑی میں لے جا کر

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

رکھ دی۔ چندرا اور بھاشی نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔

ناگ آیا تو اس کے ہاتھ میں پھولوں کی ایک شاخ تھی۔ اس نے کہا:

"یہ بڑے خوبصورت پھول ہیں۔"

گندھال بولا: "اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ تم کچھ دیر یہاں رک کر جنگل کی سیر کرو۔ یہاں اس سے بھی زیادہ خوبصورت پھول کھلتے ہیں۔"

ناگ چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"تمہاری میزبانی کا بہت بہت شکریہ گندھال لیکن میرا آندھرا شہر میں جانا بہت ضروری ہے۔"

گندھال نے دل میں کہا کہ اب تم کبھی آندھرا شہر میں نہ جا سکو گے۔

رات کو انہوں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر چندرا اور بھاشی جھونپڑی میں جا کر سو گئے۔ ناگ اور گندھال جھونپڑی کے باہر چارپائیوں پر بیٹھے باتیں کرنے لگے۔

گندھال بڑی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔

"ناگ بھیا! مجھے تو تم سے بالکل اپنے بھائیوں ایسا پیار ہو گیا ہے۔ کل تم چلے جاؤ گے تو میں بہت

اداس ہو جاؤں گا۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"فکر نہ کرو۔ موقع ملا تو میں تم لوگوں سے ملنے یہاں ضرور آؤں گا۔"

پھر گندھال جان بوجھ کر جمائیاں لینے لگا۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ مجھے نیند آ رہی ہے۔ اس نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! تم سو جاؤ۔ نیند تو مجھے بھی آ رہی ہے لیکن کیا کروں۔ صبح صبح ایک مردہ آ رہا ہے۔ اس کے لیے چتا پر لکڑیاں چننے جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر گندھال اٹھ کر جھونپڑی کے دروازے کی طرف گیا وہاں سے لکڑیاں اٹھائیں اور قریب ہی چتا کے چبوترے پر جا کر لکڑیوں کو لگانے لگا۔ ناگ کو نیند کہاں آ رہی تھی مگر اس خیال سے کہ گندھال کو اس پر شک نہ پڑ جائے وہ چارپائی پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور عنبر ملیا تھیوسلنگ اور کیٹی کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ اس وقت کہاں ہوں گے؟ کس عالم میں ہوں گے۔ اسے وہاں کسی جانب سے بھی ان دوستوں کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

دوسری طرف مکار، گندھال لکڑیاں لینے جھونپڑی کے دروازے پر آیا۔ وہاں سے لکڑیاں اٹھاتا اور چتا پر جا کر رکھنے لگتا۔ ایک

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

بار اس نے چوری چوری دیکھا کہ ناگ کی آنکھیں بند تھیں۔ مردے کی راکھ والی پوٹلی اس نے پہلے ہی سے اپنی جیب میں رکھ لی تھی۔ رات گذرتی جا رہی تھی۔ ناگ چونکہ بالکل بےفکر تھا۔ اسے وہاں کسی سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ بڑے اطمینان سے آنکھیں بند کیے چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔

اب گندھال نے اپنا طلسمی عمل شروع کرنے کے لیے تیار ہوگیا۔ چتا کے پاس بیٹھ کر لکڑیاں لگاتے ہوئے اس نے جیب سے راکھ کی پوٹلی میں سے راکھ کی چٹکی بھری۔ اس پر جادوگرنی رنگنی کا بتایا ہوا طلسمی منتر پڑھ کر پھونکا اور بیٹھے بیٹھے گردن گھما کر ناگ کی چارپائی کی طرف دیکھا۔ ناگ چارپائی پر بالکل سیدھا لیٹا تھا۔ اس کا سر گندھال کی طرف تھا اور وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ گندھال نے آہستہ آہستہ بیٹھے بیٹھے ناگ کی چارپائی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ بہت آہستہ آہستہ جا رہا تھا۔ اس نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ ناگ بےخبر چارپائی پر پڑا تھا۔ گندھال اب ناگ کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ اب اسے دیر نہیں کرنی تھی۔ اس نے چٹکی والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور بجلی کی تیزی کے ساتھ ناگ پر مردے کی راکھ چھڑک دی۔

راکھ جونہی ناگ کے جسم پر پڑی اس کا سارا جسم لمحہ

بار چارپائی سے ایک گز اوپر کو اچھلا اور جب وہ چارپائی پر گرا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ اور اس کی جگہ چارپائی کے درمیان میں ایک چھوٹی سی مکڑی پڑی تھی۔ گندھال نے مکڑی کو اٹھا لیا اور اسے راکھ والی پوٹلی میں ڈال کر پوٹلی کو باندھا اور اپنی جیب میں رکھ لی۔ پھر وہ جادوگرنی رنگنی کی جھونپڑی کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ جادوگرنی جھونپڑی میں آگ جلائے اس کے سامنے آنکھیں بند کیے بیٹھی کالا منتر پڑھ رہی تھی۔ گندھال جھونپڑی میں داخل ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جادوگرنی رنگنی نے آنکھیں کھولیں اور گندھال کی طرف دیکھا۔

"کیا تم لے آئے ناگ دیوتا کو؟"

"ہاں ماتا رنگنی! یہ دیکھو۔"

اور گندھال نے تھیلی میں سے ایک چھوٹی سی کالی مکڑی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ جادوگرنی نے ایک ہلکا سا کروہ قہقہہ لگایا اور بولی:

"اس ناگ دیوتا کی وجہ سے کوئی سانپ میرا حکم نہیں مانتا تھا۔ اب سارے سانپ میرے غلام ہوں گے۔"

گندھال کو تشویش ہوئی کہ کہیں جادوگرنی رنگنی اس سے ناگ دیوتا واپس نہ لے لے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگرنی نے کہا:

"تم جو سوچ رہے ہو مجھے معلوم ہے مگر میں ایسا نہیں کروں گی۔ مجھے ناگ دیوتا کو اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے تم ہی اپنے پاس رکھو گے۔"

پھر جادوگرنی نے اپنی گدی کے نیچے سے ایک پڑیا نکال کر کھولی۔ اس میں سے تھوڑا سا سفوف لے کر ناگ لکڑی پر چھڑک دیا۔ ناگ کو جو تھوڑی بہت ہوش تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ جادوگرنی نے کہا:

"گندھال اپنا سر آگے کرو۔"

گندھال نے حکم بجا لاتے ہوئے اپنا سر جادوگرنی کے آگے کر دیا۔ گندھال کے سر پر لمبے لمبے گھنے بال تھے۔ جادوگرنی نے ناگ لکڑی کو جو مکھی سے بھی چھوٹا ہو گیا تھا گندھال کے سر کے گنجان بالوں کو ادھر اُدھر ہٹا کر بالوں کے نیچے کھوپڑی کے ساتھ لگا دیا اور بالوں کو پھر سے ٹھیک کرتے ہوئے کہا:

"اب یہ ناگ دیوتا چھوٹی سی لکڑی کی شکل میں تمہارے بالوں کے اندر کھوپڑی کے ساتھ چمٹا رہے گا۔ تم نہاؤ گے یا کنگھی بھی کرو گے تو یہ لکڑی تمہارے بالوں سے نکل کر باہر نہیں گرے گی۔ اور تمہاری کھوپڑی کے ساتھ چمٹی رہے گی۔ ہاں اگر اس کو آگ دکھاؤ

گے تو یہ تمہارے بالوں سے نکل کر بھاگ جائے گی۔"

گندھال بولا: "جادوگرنی ماتا! میں آگ کے پاس سر نہیں لے جاؤں گی لیکن ابھی تک مجھے زمین کے چودہ طبق روشن نظر نہیں آئے تم نے تو کہا تھا کہ ناگ دیوتا کو بس میں کرنے کے بعد میں زمین کے اندر چھپی ہوئی ہر شے دیکھ سکوں گا۔"

جادوگرنی رنگنی کہنے لگی:

"آنکھیں بند کرو گندھال۔"

گندھال نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جادوگرنی رنگنی نے بلند آواز میں کالے علم کے چند منتر پڑھے اور گندھال کے منہ پر پھونک مار کر کہا:

"اب آنکھیں کھولو۔ تم زمین کے اندر ہر شے کو دیکھ سکو گے۔"

گندھال نے آنکھیں کھول دیں اور زمین کی طرف دیکھا پہلے تو وہ دہشت زدہ ہو گیا اور جلدی سے آنکھیں بند کر لیں کیوں کہ اسے زمین کے اندر چٹانیں اور چٹانوں کے نیچے لاوا بھڑکتا نظر آیا تھا۔

جادوگرنی نے کڑک کر کہا:

"اگر تم میں اتنی ہمت نہیں تو ناگ دیوتا کو قابو کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔"

COURTESY W[illegible]PDFBOOKSFREE.PK

گندھال نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں اور ہاتھ جوڑ کر بولا:

"مجھے معاف کر دو جادوگرنی ماتا۔ مجھ سے بھول ہو گئی اب نہیں ڈروں گا۔"

اب گندھال نے زمین پر نگاہ ڈالی۔ اس پر زمین کی ساری تہیں روشن ہو گئی تھیں۔ اسے زمین کے نیچے چٹانیں، پہاڑیاں اور ان کے بھی نیچے لاوا اُبلتا اور آگ بھڑکتی نظر آ رہی تھی۔ کسی طرف اسے پانی کی لہریں ایک طرف جاتی نظر آئیں۔ جیسے کوئی دریا بہہ رہا ہو۔

جادوگرنی نے کہا:

"دھرتی کے نیچے آگ بھی ہے۔ لاوا بھی ہے۔ پہاڑیاں اور چٹانیں بھی ہیں۔ دریا بھی بہتے ہیں اور قیمتی انمول خزانے بھی دفن ہیں۔ لیکن اس حالت میں تمہارے لیے زمین پر چلنا مشکل ہو جائے گا۔ تمہیں ایسے لگے گا جیسے تم آگ میں گر رہے ہو۔ اس لیے آنکھیں بند کر دو۔"

گندھال نے آنکھیں بند کر لیں۔

جادوگرنی نے کہا:

"اب آنکھیں کھولو۔"

گندھال نے آنکھیں کھول دیں۔ اب اسے زمین کے نیچے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر کہا:

"ماتا! مجھے زمین کے نیچے کچھ نظر نہیں آ رہا۔"

جادوگرنی رنگنی نے کہا:

"میں تمہیں ایک خفیہ کالا منتر بتاتی ہوں جب تم اسے پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک مارو گے تو تمہاری آنکھیں جادو کی وجہ سے روشن ہو جائیں گی اور تم زمین کے اندر کی ہر شے دیکھ سکو گے۔ جب دوسری بار یہی منتر پڑھ کر پھونک مارو گے تو زمین کے اندر کی چیزیں نظر آنا بند ہو جائیں گی۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔"

گندھال نے جادوگرنی کو نمسکار کیا اور جھونپڑی سے نکل کر اپنے شمشان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بڑا خوش تھا۔ آج وہ اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جب وہ شمشان میں پہنچا تو وہ چارپائی خالی تھی جس پر کچھ دیر پہلے ناگ دیوتا لیٹا ہوا تھا۔ گندھال نے ہنس دیا۔ ناگ دیوتا تو چھوٹی سی بے جان لکڑی بنا اس کے بالوں کے اندر کھوپڑی کے ساتھ چپٹا ہوا تھا۔ گندھال خاموشی سے اپنی چارپائی پر جا کر لیٹ گیا اور راجاؤں کی طرح ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کرنے کے خواب دیکھنے لگا۔ اسی شہر میں ایک عورت نکی رہتی تھی جو مُردے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلانے میں گندھال کی مدد کرتی تھی۔ جب کوئی مردہ شمشان میں آتا تو نکٹی بھی وہاں پہنچ جاتی اور مُردے پر تیل وہی چھڑکتی تھی۔ گندھال اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر نکٹی اسے ہمیشہ یہی کہتی تھی کہ پہلے ڈھیر ساری دولت جمع کرو پھر تم سے بیاہ کروں گی۔ اب گندھال خوش تھا کہ اس کے پاس لے پناہ دولت آنے والی ہے چنانچہ اسے آندھرا شہر کے باہر پہاڑیوں میں جو کھنڈر ہیں وہاں جا کر زمین کے نیچے نگاہ ڈالنی چاہیے۔ کیونکہ وہاں ضرور خزانہ دفن ہوگا۔ اکثر وہاں سے لوگوں کو کبھی کبھی سونے چاندی کے سکے مل جایا کرتے تھے۔

جب صبح ہوئی تو چندرا اور بھاشی نے گندھال سے پوچھا کہ ناگ کہاں ہے۔ وہ نظر نہیں آ رہا۔

گندھال نے کہا:

"یہیں جنگل میں گیا ہوگا۔ ابھی آ جائے گا۔"

جب دن کافی گذر گیا اور ناگ نہ آیا تو چندرا اور بھاشی کو فکر ہوئی۔

گندھال بولا: "رات کو تو وہ میرے پاس ہی چٹائی پر سویا تھا۔"

بھاشی نے کہا:

"پھر وہ کہاں چلا گیا؟"

گندھال بولا: "ناگ جلدی واپس جانا چاہتا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ صبح صبح اپنے وطن کی طرف چلا گیا ہو۔"

چندرا نے کہا:

"لیکن وہ ہم سے مل کر بھی نہیں گیا۔"

گندھال بولا: "ہو سکتا ہے اسے خیال ہو کہ ہم لوگ اسے پھر روک لیں گے چنانچہ وہ ہمیں بتائے بغیر ہی چلا گیا۔"

کچھ دیر چندرا اور بھاشی نے ناگ کو یاد کیا پھر وہ اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ گندھال جنگل میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کے بہانے شمشان سے نکلا اور سیدھا آندھرا شہر اور اپنی بستی کے درمیان جو پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اس طرف چل پڑا۔ یہی وہ پہاڑیاں تھیں جن میں کہیں کسی بادشاہ کا انمول خزانہ دفن تھا۔ ناگ ایک بے حس ننھی سی کالی مکڑی کی شکل میں اس کی کھوپڑی کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔

پھر کیا ہوا؟ یہ آپ اگلی قسط نمبر ۱۴۴ "آدھا زندہ آدھا مُردہ" میں پڑھیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

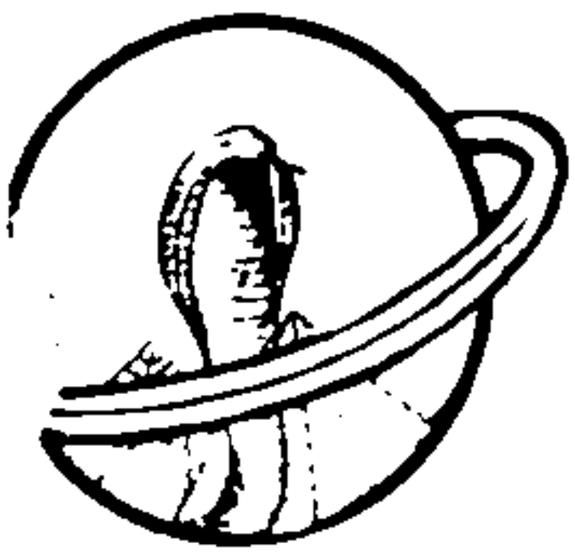

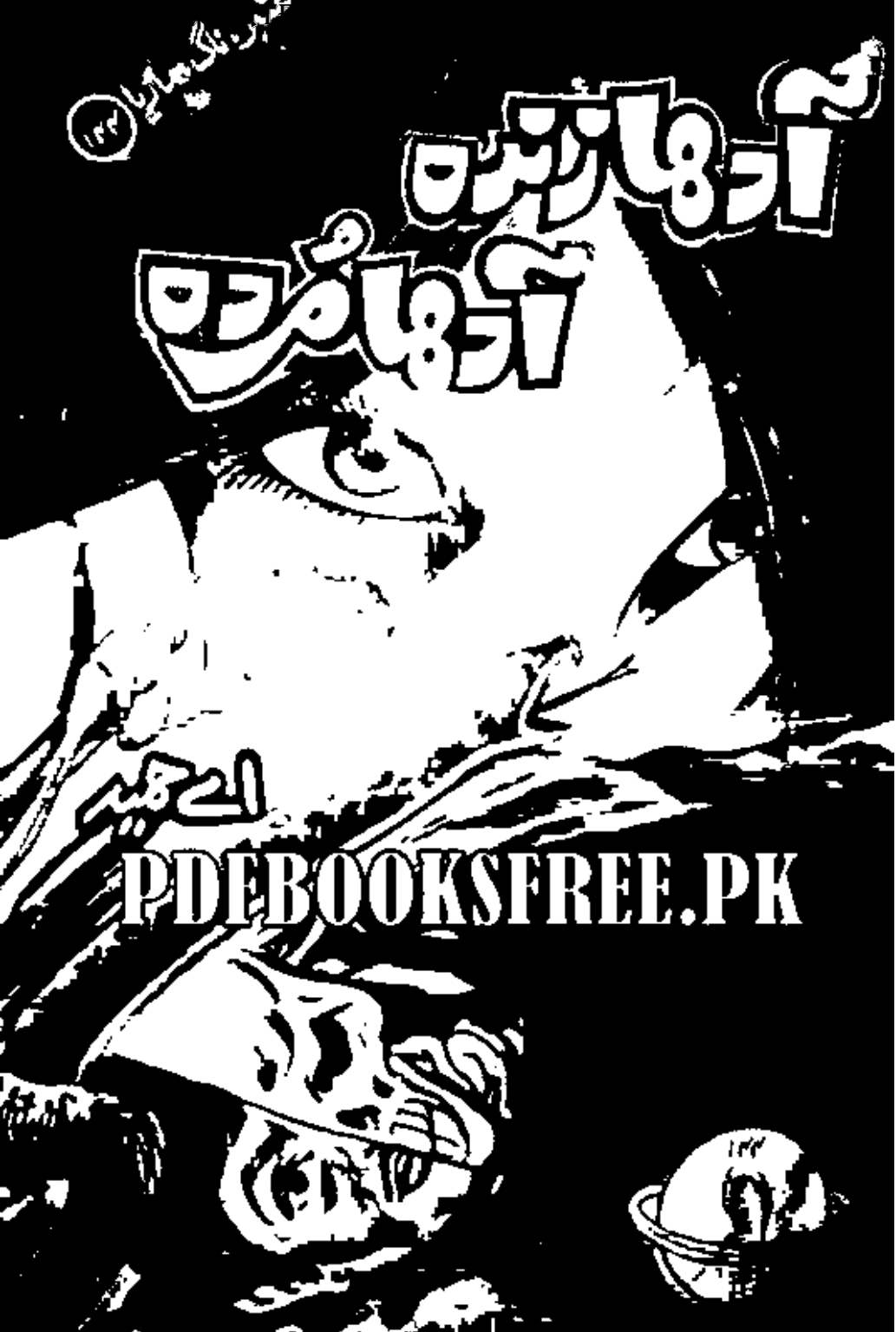
آدھا زندہ
آدھا مُردہ
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

آدھا زندہ آدھا مُردہ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت -/۷۵۰ روپے

پیارے دوستو!

چھٹے پاکستان ٹیلی ویژن ایوارڈ کے موقع پر مجھے اپنے دوستوں کی طرف سے مبارک بادی کے خطوط برابر مل رہے ہیں۔ یہ آپ کی دعاؤں کا اللہ تعالیٰ کے کرم کا نتیجہ ہے کہ مجھے پاکستان ٹیلی ویژن کی جانب سے بہترین مصنف کا ایوارڈ ملا۔ میں آپ تمام دوستوں کی پُرخلوص مبارک باد کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عنبر ناگ مادیا کا سفر جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔ وہ عجیب و غریب حالات و واقعات میں سے گزرتے ہوئے اپنی نامعلوم منزل کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ان کا سفر دلچسپ سے دلچسپ تر اور زیادہ سنسنی خیز ہوتا جا رہا ہے۔ اس نئی قسط میں بھی آپ انہیں حیرت انگیز حالات کا شکار ہوتے دیکھیں گے۔

آپ کا انکل

اے حمید

454-N

ماڈل ٹاؤن - سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

آدھا زندہ آدھا مُردہ
اندھا گرگ
دیوی کی کالی کتاب
سانپ نے بچا لیا
ماما کے پاؤں کے نشان

آدھا زندہ آدھا مردہ

گندھال پہاڑیوں کی طرف چلا جا رہا تھا۔

ٹاگ ایک ننھی سی مکڑی کی شکل میں اس کے سر کے گھنے بالوں کے اندر چھپا اس کی کھوپڑی سے چمٹا ہوا تھا۔ ٹاگ کو اس مکار شخص گندھال نے جادوگرنی رنگنی کے جادو کی مدد سے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ تاکہ وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے دیکھ کر نکال سکے۔ وہ پہاڑیوں کی طرف خزانے کی کھوج میں ہی جا رہا تھا کیونکہ اس نے سن رکھا تھا کہ لوگوں کو ان پہاڑیوں سے اکثر سونے چاندی کے پرانے سکے ملتے رہتے ہیں۔ یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ کیلی ایک ہرنی کی شکل میں آندھراشہر کے ایک سوداگر پربھاکر کی حویلی میں رسی کے ساتھ بندھی بے بس و مجبور ہو کر بیٹھی تھی۔ وہ راجہ بھیڑیوں کی بھیجی ہوئی کالی بھڑ کے کاٹنے سے ہرنی بن گئی تھی اور اس کالی بھڑ کا ڈنک ابھی تک کیلی ہرنی کی گردن میں تھوڑا باہر نکلا ہوا تھا۔ ہرنی کیلی سب کچھ سن سکتی تھی۔ اس کو سب کچھ یاد بھی تھا۔ مگر نہ تو اس کی [illegible] جبڑ ٹاگ کو محسوس ہو سکتی تھی۔ اور نہ ہی ہرنی کی شکل میں [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKS.FREE.FR

کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ عنبر ناگ مایا اور تھیو سانگ کہاں اور کس حالت میں ہیں۔ وہ پر پھاکر سوداگر کی حویلی میں چپ چاپ بیٹھی تھی۔ اس کی رسی کھونٹی سے بندھی تھی۔ بچے اس کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ایک لڑکے نے سوچا کہ ہرنی کو کھول کر اس کے ساتھ کھیلا جائے۔ اس نے ہرنی کیٹی کی گردن سے رسی اتار دی۔ ہرنی کیٹی آزاد تھی۔

آزاد ہوتے ہی اس نے حویلی کے دالان والے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازہ کھلا تھا۔ وہاں سے فرار ہونے کا اس سے اچھا موقع ہرنی کیٹی کو نہیں مل سکتا تھا۔ اس نے ایک چھلانگ لگائی اور بجلی کی تیزی کے ساتھ بھاگتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئی۔

بچوں نے شور مچا دیا۔ نوکر چاکر ہرنی کے پیچھے بھاگے۔ باہر ایک ندی بہہ رہی تھی۔ ہرنی کیٹی نے چھلانگ لگا کر ندی کو پار کر لیا۔ اور دیکھتے دیکھتے سامنے والے جنگل میں غائب ہو گئی۔ وہ دیر تک جنگل میں اکیلی گھومتی رہی۔ وہ آگے ہی آگے چلی جا رہی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ سوداگر کے نوکر گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کے پیچھے نہ آ جائیں۔ شام تک وہ جنگل میں دوڑتی رہی۔ راستے کو ایک چٹان پر آرام کیا۔ دن نکلا تو تھوڑا بہت گھاس پھونس چرنے پانی پیا اور ایک بار پھر سفر شروع کر دیا۔

دوپہر کو جنگل ختم ہو گیا اور اس کے سامنے چھوٹی بڑی پہاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ وہیں پہاڑیاں تھیں جہاں گندھال پہلے بھی ہیرے خزانے کی تلاش میں ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا۔ ناگ ایک مکڑی کی شکل میں اس کی کھوپڑی کے گھنے بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ نہ تو ناگ کو کیٹی کی خوشبو آ سکتی تھی اور نہ ہرنی کیٹی ہی ناگ کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔ گندھال نے پہاڑیوں میں ایک جگہ پہنچ کر جادوگری کا خفیہ منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونکا تو اس کی آنکھوں کے آگے زمین کی ساری تہیں روشن ہو گئیں۔ اس نے دیکھا کہ جہاں وہ کھڑا ہے وہاں اس کے نیچے زمین کے اندر بڑے بڑے درخت اور جانوروں کی لاشیں جم کر پتھر ہو گئیں تھیں۔ نیچے پانی بہہ رہا تھا۔ کہیں آگ بھڑک رہی تھی۔ کہیں لاوا ابل رہا تھا۔ مگر خزانہ اسے کہیں دکھائی نہ دیا۔ ایک ڈھلان زمین کے اندر جاتی تھی۔ گندھال اس ڈھلان پر نیچے اترنے لگا۔ کچھ دور چلنے کے بعد اسے سخت گرمی اور تپش محسوس ہوئی۔ یہ اس آگ کی گرمی تھی جو تھوڑے فاصلے پر ایک گہری گھاٹی میں بھڑک رہی تھی۔

گندھال نے دیکھا کہ ایک جگہ سیاہ پتھروں کے بیچ میں ایک ہیرا پڑا چمک رہا ہے۔ گندھال نے اسے جلدی سے اٹھا لیا۔ ہیرا بے حد چمکدار اور قیمتی تھا۔ گندھال نے اسے اپنی جیب میں ڈالا اور زمین کے اندر سے باہر نکل آیا۔ باہر آ کے

COURTESY [illegible] BOOKSFREE.PK

ہی اس نے تختیہ منتر دوبارا پڑھ کر اپنے جسم پر پھونکا تو اسے
زمین کے اندر کی آگ لاوا پتھر وغیرہ نظر آنے بند ہو گئے۔ اس
کی آنکھوں کے سامنے زمین ایک بار پھر ہموار ہو گئی تھی۔ گندھال
نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ وہاں کوئی خزانہ نہیں ہے۔
چنانچہ اب اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مندرا کھنڈروں میں خزانے کی
تلاش میں جائے گا۔ مندرا کھنڈروں کا علاقہ وہاں سے کافی
دور نیلی چٹانوں کے پار ایک سنگلاخ اور ویران میدان میں تھا
قیمتی ہیرا گندھال نے اپنی جیب میں سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ اب وہ
واپس اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تاکہ بستی میں جا کر وہ اپنی ہونے
والی بیوی نکٹی سے ملے اور اسے ہیرا دکھائے اور کہے کہ بہت
جلد وہ ایک دولت مند آدمی بن جائے گا اور اس سے شادی کر
گا۔

گندھال پہاڑیوں میں واپس جنگل کی طرف مڑ گیا۔ اس جنگل
کے پار اس کا شمشان والا گھر اور بستی کے شمال میں نکٹی کا گھر
تھا۔ گندھال جنگل میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک اسے ایک ہرن
دکھائی دی۔ یہ ہرنی کیٹی تھی۔ جو ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھی
دیر آرام کر رہی تھی۔ گندھال کے لیے جنگل میں واپس
ہرنی کا مل جانا نیک شگون تھا۔ چنانچہ
فیصلہ کیا اور دبے پاؤں کیٹی ہرنی کی

بڑھا۔ کیٹی ہرنی اپنی دھیان میں بیٹھی تھی کہ اچانک گندھال نے
اس کے اوپر چھلانگ لگا دی اور اس کو دبوچ لیا۔
کیٹی ہرنی نے اس کے پنجگل سے نکلنے کی بہت کوشش کی
مگر اس کی طاقت جواب دے گئی۔ گندھال نے اپنی چادر اتار
کر ہرنی کی گردن میں ڈالی اور اسے گھسیٹتا ہوا نکٹی کے مکان
کی طرف چلا۔ نکٹی کا مکان بستی کے شمال کی جانب تھا۔ نکٹی
اس وقت چاول پکا رہی تھی۔ اس نے گندھال کو ایک ہرنی کے
ساتھ مکان کے صحن میں داخل ہوتے دیکھا تو بولی۔

"اس ہرنی کو کہاں سے پکڑ لائے ہو؟ چھوڑ دو اسے"
گندھال بولا۔

"یہ ہرنی نیک شگون کی علامت ہے۔ تم مجھے جلدی
سے ایک رسی دو۔ ساری باتیں تمہیں بعد میں بتاؤں گا"
نکٹی کوٹھڑی سے ایک رسی نکال کر لے آئی۔ گندھال نے
کیٹی ہرنی کی گردن میں رسی ڈال کر اسے کھونٹی کے ساتھ باندھا
اور نکٹی کے پاس چوکی پر بیٹھ گیا۔

نکٹی نے کہا۔

"کیا کہانی سنانے آئے ہو تم مجھے۔ میں نے تمہیں
پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جب تک تم دولت نہیں جمع کرو
گے میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔ ساری زندگی اس

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

طرح گزار دوں گی۔"

گندھال نے جیب سے ہیرا نکال کر نکٹی کے سامنے رکھ دیا اور بولا۔

"ذرا اس ہیرے کو دیکھو۔"

نکٹی نے ہیرے کو ہتھیلی پر رکھا اور بولی۔

"یہ تو بڑا قیمتی ہیرا لگتا ہے۔ تم نے کہاں سے چوری کیا ہے؟"

گندھال نے کہا۔

"میں نے چوری نہیں کیا بلکہ زمین کے اندر سے نکالا ہے۔"

نکٹی نے ناک چڑھا کر کہا

"تم کوئی جادوگر ہو جو تمہیں زمین کے اندر سے ہیرا ملے گا؟"

گندھال بولا۔

"نکٹی! بہت جلد میں دنیا کا سب سے زیادہ دولت مند آدمی بننے والا ہوں۔ بس اب تم شادی کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

نکٹی نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"گندھال یہ بتاؤ کیا تمہیں کوئی خزانہ مل گیا ہے؟"

گندھال نے ادھر اُدھر دیکھا۔ وہاں ان دونوں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اس نے کہا۔

"ہاں میں دنیا کے سارے زمین کے نیچے دبے ہوئے خزانوں کا مالک بننے والا ہوں۔"

نکٹی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ بولی۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

گندھال نے بڑے اعتماد کے ساتھ کہا۔

"نکٹی! اگر تم وعدہ کرو کہ یہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گی تو میں تمہیں تھوڑا سا راز بتا سکتا ہوں۔"

نکٹی کو ہیرا مل گیا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ گندھال نے کبھی چوری نہیں کی۔ ضرور یہ ہیرا اسے کسی خفیہ خزانے سے ہاتھ لگا ہو گا۔ چنانچہ اس نے اسی وقت گندھال سے بیاہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہنے لگی۔

"گندھال میں بھگوان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تمہارا راز اپنے سینے میں بند رکھوں گی۔"

گندھال بولا۔

"تو سنو! میں نے ناگ دیوتا کو قابو میں کر لیا ہے۔"

ناگ کے نام پر قریب ہی کھونٹی سے بندھی ہوئی کیٹی ہرنی چونک پڑی۔ کیٹی اگرچہ ہرنی تھی اور خود انسانی زبان میں بات نہیں کر سکتی تھی۔ مگر وہ انسانوں کی گفتگو پوری طرح سمجھ سکتی تھی اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ میں کیٹی ہوں اور عنبر ناگ ماریا اور تھیو سانگ میرے دوست اور ساتھی ہیں اور میں اُن سے بچھڑ کر کالی پہاڑ کا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ملسی ڈنک لگنے سے ہرنی میں بدل گئی ہوں۔ اس نے گندھال کی
بان سے ناگ کا نام سنا تو چونک کر اپنا چہرہ اس کی طرف کیا اور
پنے کان کھڑے کر لیے۔ نکٹی نے ناگ چڑھا کر پوچھا۔
"یہ ناگ دیوتا کون ہے جس کو تم نے قابو میں کر لیا ہے؟"
گندھال بولا۔
"تم نہیں جان سکو گی نکٹی۔ بس تم اتنا سمجھ لو کہ ناگ دیوتا
دنیا میں زمین پر اور سمندر میں جتنے سانپ رہتے ہیں ان
کا دیوتا ہے اور اس کو سارے خزانوں کا علم ہے۔"
"تو اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا؟" نکٹی نے سوال کیا۔
گندھال نے کہا
"فائدہ یہ ہو گا کہ ناگ دیوتا کی مدد سے میں ان تمام
خزانوں کا مالک بن جاؤں گا۔"
گندھال نے اس سے زیادہ نکٹی کو کچھ اور بتانا مناسب
نہ سمجھا۔ اُسے ڈر تھا کہ اگر میں نے نکٹی کو یہ بتا دیا کہ ناگ دیوتا
کی کھڑی بنا کر میں نے اپنے سر کے بالوں میں چھپا رکھا ہے اور
میں جب خفیہ منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونکوں گا تو مجھے
اور پیچھے چھپے سارے خزانے دکھائی دینے لگیں گے
کہیں وہ اس کا ذکر کسی سے نہ کر دے۔ چنانچہ اس
میں نے ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر لیا

ہے اور اس کی مدد سے میں زمین کے خفیہ خزانے حاصل کر لوں گا
نکٹی نے کہا۔
"اچھا جب تم کو خزانہ مل گیا تو میرے پاس آجانا پھر
میں تم سے شادی کر لوں گی۔"
گندھال بڑا خوش ہوا۔ آہستہ سے اُٹھا اور بولا۔
"نکٹی! میں بہت جلد تمہارے پاس خزانے کی خوشخبری
سنانے آؤں گا۔ اور پھر تمہیں بیاہ کر لے جاؤں گا۔"
نکٹی نے کہا۔
"اور یہ ہرنی بھی تم اپنے ساتھ ہی لے جاؤ گے؟
اسے میرے پاس نہیں چھوڑو گے۔ کتنی پیاری ہرنی
ہے۔ اس کی نیلی آنکھیں تو بالکل کسی شہزادی کی آنکھیں
لگتی ہیں۔"
گندھال نے ہرنی کی رسّی اپنے ہاتھ میں لے لی اور بولا۔
"یہ میرا نیک شگون ہے۔ اسے میں اُس وقت تک
اپنے پاس رکھوں گا جب تک مجھے خزانہ نہیں مل جاتا۔"
ہرنی کیٹی بھی یہی چاہتی تھی کہ وہ گندھال کے ساتھ جائے
تاکہ وہ یہ پتہ چلا سکے کہ ناگ کو اس گندھال نے قابو میں کر
کے کہاں رکھا ہے اور اس کی مدد سے خزانہ لینے کہاں جائے گا۔
کیٹی یہ سمجھی کہ گندھال نے ناگ کو سانپ کی شکل میں جادو کے

COURTESY WWW.[illegible]BOOK[illegible].PK

[illegible] کسی جگہ بند کر لیا ہوگا اور اب اس کو ساتھ لے کر کسی
کھنڈر میں جائے گا۔ اور اسے حکم دے گا کہ جاؤ خزانہ تلاش کر
کے مجھے بتاؤ کہ وہ کسی جگہ پر ہے۔ اُسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ ناگ
کو گندھال نے لکڑی بنا کر اپنے سر کے بالوں میں چمٹا رکھا ہے
اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھیں زمین کے اندر کی چیزیں اور
اور خزانے دیکھ سکیں گی۔

گندھال نے ہرنی کیٹی کو ساتھ لیا۔ اور اپنے شمشان والے گھر
میں آ گیا۔ اس کی بہن چندرا شام کا کھانا تیار کرنے میں لگی تھی
اس کا خاوند بھاشی لکڑیاں کاٹ رہا تھا۔ انہوں نے حیرت سے
پوچھا کہ وہ سارا دن کہاں رہا؟ گندھال نے انہیں صرف اتنا ہی بتایا
کہ وہ جنگل میں گیا تھا وہاں اُسے ایک دوست مل گیا جو وہاں
لکڑیاں کاٹنے کا کام کرتا ہے اور یہ ہرنی اس نے اسے تحفے
[illegible] ہے۔ چندرا نے اُٹھ کر ہرنی کو پیار کیا۔ گندھال [illegible]

[illegible] بھاگ نہ جائے کہیں"
[illegible] کیٹی اب کہیں بھاگ کر جا ہی نہیں سکتی تھی
[illegible] گندھال کے ساتھ رہ کر ناگ کا کھوج لگانا چاہتی
[illegible] جھک کر ہرنی کیٹی کو دیکھا اور بولی۔
[illegible] گندھال! اس کی نیلی آنکھیں تو بالکل عورت کی آنکھوں

کی طرح ہیں"
بھاشی نے بھی ہرنی کو آ کر دیکھا اور کہا۔ "ہاں ہاں یہ تو بڑی
خوب صورت آنکھیں ہیں گندھال۔ اچھا کیا تم اس ہرنی کو
لے آئے۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ ایسی ہرنی جس گھر میں ہوگی وہاں
موت کا فرشتہ نہیں آتا۔ چندرا ہنسنے لگی۔
"ایسی بات ہوتی تو جنگل میں کوئی بھی آدمی نہ مرتا"
گندھال بولا۔
"اچھا اب تم مجھے جلدی سے کھانا دو۔ بڑی بھوک لگی
ہے"
کھانا کھانے کے بعد گندھال چارپائی پر لیٹ گیا۔ اُس نے یہی
فیصلہ کیا کہ وہ دوسرے روز منگلا کے قدیم کھنڈروں والے
علاقے کی طرف روانہ ہوگا۔ دوسرے دن اس نے اپنی بہن چندرا
اور بھاشی سے کہا کہ وہ اپنے ایک پرانے دوست سے ملنے
دوسرے شہر جا رہا ہے۔ جو سخت بیمار ہے اور دو چار دن میں
واپس آ جائے گا۔ کیٹی ہرنی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ اس کا
خیال تھا کہ گندھال اسے ساتھ نہیں لے جائے گا مگر گندھال وہی
آدمی تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ ہرنی اس کے لیے نیک شگون
ہے اور اگر اسے ساتھ نہ لیا تو اسے زمین کے نیچے خزانے کی
بجائے آگ ہی آگ نظر آئے گی چنانچہ اس نے ہرنی کیٹی کو بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKS.PK

ساتھ لے لیا۔ کیٹی بہت خوش ہوئی کیونکہ اس طرح اسے ناگ کا
سراغ لگانے میں آسانی ہو سکتی تھی۔
گندھال ایک گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ہرنی کیٹی پتلی دُبلی اور
[illegible] ہرنی تھی اس کو گندھال نے اپنے آگے گھوڑے
[illegible] ڈال لیا اور منگلا کھنڈروں کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اسے
[illegible] ہو گئی۔ اس نے ایک سرائے میں رات گزاری اور دوسرے
[illegible] پھر اپنا سفر جاری کر دیا۔ دوسرے روز دوپہر کے قریب
وہ منگلا کھنڈروں میں پہنچ گیا۔ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا جہاں قدم
[illegible] پر پرانی عمارتوں کے کھنڈر پھیلے ہوئے تھے۔ گندھال نے
[illegible] جگہ گھوڑے کو پتھر کے ساتھ باندھا۔ ہرنی کیٹی کو بھی
[illegible] سے باندھ دیا اور خود ایک ویران قلعے کی ٹوٹی پھوٹی
[illegible] طرف بڑھا۔ اسے معلوم تھا کہ عام طور پر خزانے قلعے کے
[illegible] کیے جاتے تھے۔ وہ قلعے کی دیوار کے اندر کی جانب
[illegible] اس نے ایک جگہ رُک خفیہ منتر پڑھا۔ اپنے جسم
[illegible]۔ اچانک اس کے سامنے زمین روشن ہو
[illegible] اندر سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا
[illegible] ایک پہاڑی ہے جس میں ایک غار بنا ہوا ہے۔
[illegible] کے کچھ زیورات بکھرے پڑے ہیں۔
[illegible]

اب وہ زمین کے نیچے تھا۔ غار کے منہ پر جا کر اس نے
زیورات کو اٹھا کر دیکھا۔ یہ کسی ملکہ کا ہار اور کان کے زیورات
تھے۔ ان میں بے حد قیمتی ہیرے اور پکھراج جڑے ہوئے تھے۔
گندھال سمجھ گیا کہ خزانہ اسی غار کے اندر موجود ہے۔ اس نے جھانک
کر غار میں دیکھا۔ غار میں اندھیرا تھا مگر گندھال اپنے طلسم کی وجہ
سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ غار کے آخر میں
دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑی دیگ پڑی ہے۔ وہ لپک کر
دیگ کے پاس آیا۔ اس نے دیگ کو آہستہ سے چھوا اور پھر
انگلی سے بجا کر دیکھا۔ دیگ کے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے
وہ بھری ہو۔ دیگ کے منہ پر ڈھکنا مہر بند تھا۔ گندھال نے
نے پتھر اٹھا کر ڈھکنے کی مہر توڑ ڈالی اور پھر ڈھکن کو نیچے
پھینک دیا۔ دیگ ہیرے جواہرات اور شاہی زیورات سے
بھری ہوئی تھی۔ گندھال خوشی سے اچھل پڑا۔
اتنا بڑا خزانہ اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے
دیگ میں سے جتنے جواہرات اور زیورات نکال سکتا تھا نکالے
انہیں چادر میں باندھ کر سر پر رکھا اور زمین کے اندر سے باہر نکل
آیا۔ باہر آ کر اس نے جواہرات کی گٹھڑی کو گھوڑے پر رکھا۔
اور خفیہ منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک ماری۔ اسے زمین کے
نیچے نظر آنا بند ہو گیا۔ اس نے سوچا ——

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKS FREE PK

...ہ یہ خبر سنتے ہی وہ بھی بھاگی ہوئی گھر سے سمدھن میں لے جا کر دفن
...گی دے دیتے پھر واپس آکر خزانے کی مٹکی میں سے باقی کے جواہرات
...نکال لے جائے گا۔

...نکٹی نے دیکھ لیا تھا کہ گندھاں خزانہ گٹھڑی میں باندھ کر
...لیتا ہے مگر اسے ابھی تک ناگ کی نہ تو خوشبو ہی آئی
...اور نہ وہ کہیں دکھائی دیا تھا۔ اگرچہ کیٹی کو ناگ کی خوشبو نہیں
...تھی مگر وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید خوشبو آجانے کے بعد گندھاں
...کو بغیر اسکے جنگل میں سفر کرتا دوسرے روز دوپہر کو
...پہنچ گی۔ دروازہ بند کر کے اس نے نکٹی کو کوٹھڑی
...اور گٹھڑی کھول کر رکھ دی۔ نکٹی نے اتنا زبردست خزانہ
...تو اس کے ہوش اڑ گئے۔

...گندھاں تو نے کہیں ڈاکہ تو نہیں مارا؟"

...نے گندھاں سے پوچھا۔ گندھاں بولا۔

...تو مجھے جانتی ہے کہ میں نے کبھی ایسا کام نہیں
...کسی پرانے زمانے کے بادشاہ کا خزانہ ہے جو
...کی مدد سے نکال کر لے آیا ہوں۔ ابھی
...پڑے ہیں جو میں کل لاؤں گا۔
...تین کہہ کر دلا دیتے ہیں۔

اتنوں نے مل کر زمین کھودنی شروع کر دی۔ کبھی ہرنی باہر
بندھی ہوتی تھی۔ اسے زمین کھودنے کی آواز آتی تھی۔ وہ سمجھ
گئی کہ یہ لوگ زمین میں خزانہ دفن کر رہے ہیں۔ کافی دیر بعد نکٹی
اور گندھاں کوٹھڑی سے باہر نکلے انہوں نے خزانہ زمین میں دفن
کر دیا تھا۔ گندھاں نے کہا۔

"اب میں کل پھر باقی خزانہ ــــ لینے جاؤں گا جب
سارا خزانہ آجائے گا تو پھر ہم شادی کر لیں گے۔"

رات گزارنے کے بعد گندھاں دوسرے روز پھر خزانے کی
طرف روانہ ہو گیا۔ یوں دوسرے پھیرے میں اس نے سارے کا
سارا خزانہ لا کر نکٹی کے مکان کی کوٹھڑی میں دفن کر دیا پھر وہ
اپنے ٹھکانے کی طرف یہ کہہ کر چل دیا کہ کل آؤں گا۔ آدھا خزانہ
لے جا کر [illegible] میں فروخت کر دوں گا۔ ہرنی کیٹی کو نکٹی نے
اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ خانہ اسی کے گھر میں دبا ہوا تھا اور
ہرنی کو نیک شگون کے طور پر خزانے کے پاس رہنا ہی مناسب
تھا۔

رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ گندھاں نے اپنی بہن چندرا
اور اس کے خاوند بھائی کو بتایا کہ وہ اپنے دوست سے مل کر
واپس آگیا۔ خزانے کے بارے میں اس نے چندرا یا اس کے
[illegible] کہا۔ دوسرے روز صبح ہوتے [illegible] نکٹی کے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کی طرف چلا کہ خزانے کا کچھ حصہ نکال کر بازار میں بیچے اور اس
کے بعد سونے کے جو سکے ملیں ان کی مدد سے وہ بستی سے
باہر کچھ زمین خرید کر اپنا الگ مکان بنوانا شروع کر دے جہاں
وہ بکٹی کے ساتھ شادی کرنے کے بعد آرام و عیش کی زندگی
گزارے۔ ادھر بیرنی کھونٹے سے بندھی ساری رات سوچتی رہی
گندھال خزانہ نکال کر تو لے آیا ہے مگر ابھی تک ناگ کا کوئی
پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے؟ دن کی روشنی ہوئی تو ہرنی کھلی
نے گندھال کو مکان میں داخل ہوتے دیکھا تو چوکنی ہو کر بیٹھ گئی
بکٹی نے گندھال کے لیے ناشتہ تیار کر رکھا تھا۔

گندھال نے آتے ہی کہا۔

"کوٹھڑی میں چل کر آدھا خزانہ نکالتے ہیں تاکہ اسے
بازار میں لے جا کر فروخت کر سکوں۔"

دونوں کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا
بتی روشن کر دی۔ گندھال نے جہاں زمین میں خزانہ
تھا وہاں کدال سے زمین کھودنی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر کھودنے
کے بعد اچانک زمین کے اندر سے ایسی آواز سنائی دی
جیسا ہو۔ گندھال نے کدال وہیں روک دی
پریشانی سے گندھال کی طرف دیکھا۔

"یہ کس کی آواز تھی گندھال؟"

گندھال بولا۔

"کسی انسان کے کراہنے کی آواز تھی مگر یہاں آدمی کہاں
سے آ گیا۔ ہم نے تو رات کو یہاں خزانہ دفن کیا تھا۔"

بکٹی نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ڈر لگتا ہے گندھال۔"

گندھال نے کدال چلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ڈر لگتا ہے تو باہر چلی جاؤ۔ میں تو خزانہ نکالنے
لگا ہوں۔"

"مگر ــــ مگر یہ آواز کس کی تھی؟" بکٹی نے سہم کر کہا۔

گندھال کدال چلا رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"کوئی آواز نہیں تھی۔ یہ ہمارا وہم تھا۔"

کدال چلاتے چلاتے آخر وہاں گڑھا بن گیا مگر گندھال اور
بکٹی یہ دیکھ کر پریشان ہونے کہ گڑھے میں رات کو دبایا ہوا
خزانہ نہیں تھا بلکہ اس جگہ ایک بوری پڑی تھی۔ اس بوری کو
گندھال نے ہاتھ لگایا تو اس کے اندر سے کراہنے کی آواز
آئی، بکٹی تو ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔ گندھال نے غصے میں کہا

"کون ہو تم؟"

اتنا کہنا تھا کہ بوری اپنے آپ کھل گئی اور اس سے ایک
سے ایک ایسا مُردہ باہر نکل آیا جو آدھا جلا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مار کر بے ہوش ہو گئی گندھال بھی بے کہہ سا گیا۔ مگر وہ اس لمحے
• مقابلہ کیلئے اس کی زندگی مُردے بلاتے ہلاتے گزر گئی تھی۔ اس
نے ہمت کر کے پوچھا۔
"تم کون ہو؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟ میرا ــــ میرا خزانہ
یہاں دفن تھا وہ ــــ وہ کہاں ہے؟"
ادھ جلے مُردے نے اپنا جلا ہوا بازو اُٹھا کر اپنے چہرے کی
طرف اشارہ کیا اور بولا
"گندھال! تو نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں بکرم ہوں۔ آج سے
ایک مہینہ پہلے میرے ظالم چچا نے جائیداد پر قبضہ کرنے
کی خاطر مجھے ایسی دوا پلا دی کہ جس سے میں مرا تو
نہیں مگر بے ہوش ہو گیا۔ چچا نے مشہور کر دیا کہ میں مر
گیا ہوں۔ مگر میں زندہ تھا۔ یہ بات چچا بھی جانتا تھا اور
تم کو بھی اس نے رشوت دے کر بتا دیا تھا کہ میں زندہ
ہوں مگر مجھے زندہ ہی چتا پر جلا دیا جائے۔ چچا اسی روز سانپ
کے ڈسنے سے ہلاک ہو گیا۔ میں نہ مُردوں میں تھا نہ
زندوں میں۔ تم نے میری ادھ جلی زندہ لاش کو رات
کے وقت چتا پر سے اُٹھا کر جنگل میں پھینک دیا۔
اب میں تم سے اپنے اوپر کئے گئے ظلم کا بدلہ لینے آیا ہوں"

گندھال کو سب کچھ یاد آ گیا تھا مگر وہ ایک ادھ جلے مُردے
کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے لیے کسی صورت تیار نہیں ہو سکتا
تھا۔ اس نے ادھ جلے مُردے سے پوچھا۔
"میرا خزانہ کہاں ہے؟"
ادھ جلا مُردہ مزاحیہ کے ساتھ بولا
"وہ زمین کی امانت تھی اور زمین نے اسے واپس
نگل لیا ہے۔ اب میں تمہیں نگلنے آیا ہوں"
گندھال کو جادو کے کچھ منتر یاد تھے۔ اس نے وہی منتر پڑھے
اور ادھ جلے مُردے پر زور سے پھونک ماری۔ گندھال کے منہ
سے پھونک کے ساتھ آگ کے شعلے نکل کر مُردے کے چہرے
پر پڑے۔ مُردے نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا۔
"تمہارے جادو کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ میں زندہ
اور مُردہ دُنیا کے درمیان کا باشندہ ہوں"
گندھال خوف کے مارے غش کھا کر گر پڑی۔ ادھر جلے مُردے
نے گندھال کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ گندھال نے ایک
آخری منتر پڑھ کر پھونکا اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا اور ادھ جلے
مُردے نے گندھال کی گردن پر اپنا ٹھنڈا ہاتھ رکھ دیا۔ گندھال
کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔ ادھ جلے مُردے نے
گندھال کی گردن کو اپنے ہاتھوں میں دبوچا کر ہی زور سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دبایا کہ گندھال کی آنکھیں اُبل کر باہر آ گئیں اور وہیں مر گیا۔ ادھر جلے
مُردے نے ایک قہقہہ لگا کر کہا۔
"تم نے مجھ کو زندہ جلا کر جو ظلم کیا تھا میں نے اس کا بدلہ
لے لیا ہے۔ میں نے بدلہ لے لیا۔ میں صرف بدلہ لینے
کے لیے زندہ تھا۔ اب میں بھی مر رہا ہوں۔ میری آتما
کو مکتی مل رہی ہے۔"
یہ کہہ کر ادھ جلا مُردہ گندھال کے قریب ہی گرا اور گرتے ہی جلا
کر بھسم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد نکٹی کو ہوش آئی تو اس نے دیکھا کہ گندھال
اس کے پاس ہی مرا پڑا تھا۔ نکٹی اس ڈر سے ——— کہ کہیں اس
پر گندھال کے قتل کا الزام نہ لگ جائے کانپ اٹھی لیکن
نکٹی مضبوط جسم کی جی دار عورت تھی کچھ لمحے اس نے کچھ سوچا
پھر اس نے کوٹھڑی کے باہر جھانک کر دیکھا۔ بستی کے چاروں
[illegible] کا عالم تھا اور یہ بات اس کے لیے بہت اچھی ثابت ہوئی
[illegible] کوٹھڑی میں آئی اور گندھال کی لاش کو اپنے کندھے پر
[illegible] کر باہر نکل آئی اب وہ تیزی کے ساتھ منگلا کے ویران کھنڈر
[illegible] طرف بھاگی جا رہی تھی کہ گندھال کی لاش کو ان کھنڈروں میں
[illegible] دے جہاں سے وہ خزانہ تلاش کر کے لایا تھا۔ اس طرح
[illegible] شک بھی نہ پڑے گا اور [illegible] بھی چھوٹ جائے
[illegible] سے تیز تر بھاگ رہی تھی اس کا سانس پھول چکا
[illegible] متواتر بھاگنے کے بعد وہ اپنی منزل منگلا کھنڈر

جا پہنچی اور اس نے گندھال کی لاش کو اوپر سے نیچے پھینک دیا۔
اس نے سیدھا اپنے
مکان کی کوٹھڑی میں آ کر دم لیا۔ اس نے جلدی سے اپنی کُرتی کی جیب میں
ہاتھ ڈالا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ گندھال کا دیا ہوا قیمتی ہیرا اس کے
پاس ہی ہے مگر ہیرا غائب تھا۔ وہ سر پیٹ کر رہ گئی۔ خزانے کے
ساتھ اس کا ہیرا بھی غائب ہو گیا تھا۔ کیٹی ہرنی مکان کے آنگن
میں بندھی بیٹھی تھی۔ اس نے جو نکٹی کو اکیلے اور گھبرائی ہوئی حالت
میں گھر میں آتے دیکھا تو حیران ہوئی کہ اس کا ساتھی گندھال کہاں
چلا گیا؟ مگر کیٹی ہرنی نکٹی سے انسانی زبان میں پوچھ نہیں سکتی تھی
وہ چپ چاپ بیٹھی رہی کہ شاید گندھال اپنے آپ وہاں آ جائے۔
نکٹی کو یہ تشویش تھی کہ اگر گندھال کی لاش مل گئی تو راجہ کے
سپاہی گندھال کے قتل کے الزام میں پکڑ کر لے جائیں گے۔ اس
نے جلدی جلدی اپنے دو تین کپڑے گٹھری میں باندھے اور مکان
سے باہر نکل گئی۔ وہ اس بستی سے بہت دور اپنی بہن کے گھر
چلے جانا چاہتی تھی۔ اس افراتفری میں اسے یہ خیال ہی نہ آیا کہ
ہرنی کھونٹی سے بندھی ہوئی ہے کم از کم اسے کھول ہی دوں۔
ہرنی کیٹی اسے جاتے دیکھتی رہی۔ وہ سمجھ گئی کہ ضرور کوئی گڑبڑ
ہو گئی ہے۔ اور نکٹی گھر چھوڑ کر بھاگ رہی ہے۔ اس نے وہ
تین بار کھونٹی سے رسی تڑانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی
آخر صبر شکر کر کے وہیں بیٹھ گئی کہ اب قسمت میں جو ہوگا دیکھا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

جائے گا۔

دوسری طرف منگلا کھنڈر کے غار میں گندھال کی لاش پر چیونٹیاں چڑھنے لگیں تھیں۔ یہ چیونٹیاں جب گندھال کی کھوپڑی کے ساتھ چمٹے ہوئے ناگ کے پاس پہنچیں جو مکڑی کی شکل میں تھا۔ تو اس میں حرکت پیدا ہوئی۔ چیونٹیاں مکڑی پر چڑھ کر اسے کاٹنے لگیں تھیں کہ ناگ مکڑی کے جسم سے ایک غیبی شعاع نکل کر چیونٹیوں پر گری اور وہ وہیں بھسم ہو کر رہ گئیں۔ باقی چیونٹیاں ڈر کر ادھر ادھر بھاگ گئیں۔ اس غیبی شعاع یا گندھال کی موت کی وجہ سے ناگ مکڑی کو ہوش آ گیا تھا۔ وہ مُردہ گندھال کے سر کے بالوں میں سے کھسکتا ہوا نیچے زمین پر اتر آیا۔ وہ ایک مکھی جتنا چھوٹا تھا۔ اس نے غار کے باہر کی طرف رینگنا شروع کیا۔ غار کے باہر چاندنی رات تھی۔ کھنڈروں میں چاروں طرف ایک ہیبت ناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔

ناگ کو اتنا احساس ہو گیا تھا کہ وہ ناگ ہے اور کسی خونی طلسم کی زد میں آ کر ننھی سی مکڑی میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اسے سوسانگ عنبہ کیٹی ماریا کا بھی خیال آنے لگا تھا۔ مگر یہ یاد نہیں [illegible] اُن سے کب اور کہاں بچھڑا تھا اور اب وہ کہاں [illegible] اس کو کیٹی ہرنی کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ [illegible] نکل کر بستی کو جانے والے کچے راستے [illegible] مکھی جتنا تھا دوسرے وہ مکڑی کی

شکل میں تھا اس لیے بہت آہستہ رفتار سے چل رہا تھا۔ اس نے دو تین بار سانس لے کر اپنی شکل بدلنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ ویران چاندنی رات میں آسیبی کھنڈروں کے بیچ میں سے گزر رہا تھا۔ چلتے چلتے اُسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کچے راستے پر سامنے سے پانی کی بپھری ہوئی سیلابی موج چلی آ رہی ہو۔ ناگ جلدی سے سڑک سے ہٹ کر ایک اونچے پتھر کے پاس آ کر دبک کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ کچے راستے پر ایک بہت بڑا اژدھا پھنکارتا ہوا چلا آ رہا ہے وہ اتنا بڑا تھا کہ اس نے ساری سڑک کو گھیر رکھا تھا۔

ناگ مکڑی کی شکل میں تھا اور اژدھا کو آواز نہیں دے سکتا تھا اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی بُو بھی نہیں نکل رہی تھی کہ اژدہا کو اس کا احساس ہو جاتا۔

اژدھا پھنکارتا ہوا آگے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناگ مکڑی آگے کو رینگنے لگا تو اسے چٹان کے شگاف میں دو الوؤں کو دیکھا جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ناگ مکڑی کی شکل میں ہونے کی وجہ سے اِن کی زبان سمجھ رہا تھا۔ ایک اُلو دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

• قسمت کے کھیل دیکھو کہ دنیا کے سانپوں کا دیوتا ناگ اس وقت ایک معمولی سی مکڑی کی شکل میں ہمارے سامنے سے گزر رہا ہے •

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

اژدھا گزر گیا

دوسرا اُلو بولا۔
"کیا اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے؟"
پہلا اُلو کہنے لگا۔
"ہاں! یہ جادو بڑا خطرناک ہے۔ بے چارے ناگ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی بہن ساتھ والی بستی کے نکڑ والے مکان میں ہرنی کی شکل میں کھونٹی سے بندھی ہوئی ہے"

ناگ تو یہ سُن کر حیران رہ گیا۔ کیا کیٹی ہرنی بن چکی ہے؟ وہ وہیں رُک گیا اور دونوں اُلوؤں کی باتیں سننے لگا۔ ناگ اُلو کی زبان تو سمجھتا تھا مگر خود اُن کی زبان میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرے اُلو نے پھر سوال کیا۔

"کیا کیٹی پر ——— کئے گئے جادو کا کوئی توڑ نہیں ہے؟"

پہلا اُلو کہنے لگا۔

"اس کا توڑ ہے مگر وہ اتنا مشکل ہے کہ کیٹی کے واپس

انسانی شکل اختیار کرنے کی امید تقریباً ختم ہو چکی ہے"

دوسرا اُلو بولا۔

"وہ توڑ کیا ہے اس جادو کا؟"

پہلا اُلو بولا۔

"یہاں سے دُور سنگلاخ جنگل میں ایک سب سے اونچی پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی میں پورے چاند کی رات کو ایک دودھ سا نہی آکر تالاب کنارے مستی میں ناچتی ہے اور پھر اس کی آنکھ سے آنسو ٹپکتا ہے۔ یہ آنسو جہاں گرتا ہے وہاں ایک چرکور پتوں والی بوٹی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر وہ بوٹی وہاں سے لاکر اس کی دھونی کیٹی کو دی جائے تو اس کا جادو ٹوٹ جائے گا اور وہ پھر سے کیٹی بن جائے گی"

دوسرا اُلو کہنے لگا۔

"کیا ہم ناگ دیوتا کے لیے وہ بوٹی نہیں لا سکتے؟"

پہلا اُلو بولا

"یہ کام کسی انسان کا ہے۔ ہم بوٹی لے بھی آئے تو اس کی دھونی کون دے گا؟ اب سو جاؤ رات گہری ہو گئی ہے اور اژدہا بھی گزر گیا ہے"

ناگ لکڑی بنا یہ ساری باتیں سُن رہا تھا۔ جب اُلو خاموش ہو گئے تو وہ بستی کی طرف چل پڑا۔ تاکہ وہاں ہرنی بنی کیٹی کے پاس

COURTESY WWW.[illegible]BOOK[illegible].PK

جا کر اس سے ملاقات کر سکے۔ اگرچہ اسے یقین تھا کہ نہ تو وہ کیٹی کو پہچان سکے گا اور نہ ہی کیٹی اسے پہچان سکے گی۔ پھر بھی اسے کیٹی کے مل جانے کی خوشی تھی اور وہ اس کے قریب رہنا چاہتا تھا۔ اپنے جادو کے توڑ کا راز اسے اُلو کی زبانی معلوم ہو گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسا سبب بن جائے کہ دو موہنی بوٹی کی مدد سے وہ اپنی انسانی شکل میں واپس آ جائے۔ ناگ نے بستی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے بلکہ زمین پر رینگتے رینگتے اسے رات گزر گئی۔ [illegible] کی روشنی چاروں طرف نکل آئی۔ اس کی رفتار چیونٹی جتنی تھی۔ [illegible] معلوم تھا کہ اس طرح وہ نہ جانے کب بستی میں پہنچے۔ ناگ [illegible] نے صبر اور حوصلے پر چلا جا رہا تھا کہ اچانک اوپر سے ایک نیلی [illegible] لگا کر اس کے اوپر آئی اور اسے چونچ میں پکڑ کر [illegible] گئی۔ ناگ کو ایسے لگا جیسے ہر چڑیا اسے ہڑپ کرنے [illegible] ہے۔ مگر خدا جانے چڑیا کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ ناگ دیوتا [illegible] پر جادو کیا گیا ہے اور اسے ہرنی کیٹی تک جانا ہے۔ [illegible] کو چونچ میں دبائے آسمان میں اُڑتی چلی جا رہی تھی۔ [illegible] بستی نظر آنے لگی جس کے کونے والے مکان [illegible] سے بندھی پریشان بیٹھی تھی۔ چڑیا نے ناگ کو [illegible] چھوڑ دیا۔ ناگ مکڑی اتنی چھوٹی [illegible] دیکھ سکی۔ ناگ ہرنی کو دیکھ [illegible]

تھا۔ وہ رینگتا ہوا ہرنی کے پاس چلا آیا۔ اس نے ہرنی کی آنکھوں کو دیکھا تو اس کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔ ہرنی کی نیلی آنکھیں ہو بہو کیٹی کی آنکھیں تھیں۔ اُلو نے ٹھیک کہا تھا۔ یہ سوائے کیٹی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ ناگ کو کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ نہ ہی ہرنی کیٹی کو ناگ کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے۔ ہرنی کیٹی صحن میں کھونٹی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ وہ زمین پر بیٹھی تھی۔ ناگ نے سوچ سوچ کر آخر یہی فیصلہ کیا کہ اسے ہرنی کیٹی سے الگ نہیں ہونا چاہیئے اور اس کے ساتھ ہی رہنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے ان دونوں کے جادو ٹونے کا کوئی سبب بن جائے۔ اس خیال کے ساتھ ناگ رینگتا ہوا ہرنی کیٹی کے جسم پر چڑھ کر اس کے گردن کے بالوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔

ہرنی کیٹی کو ناگ کے اپنی گردن کے بالوں میں بیٹھنے کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ وہ اسی طرح زمین پر بیٹھی رہی۔ ناگ مکڑی نے بالوں میں بیٹھنے کے بعد ادھر اُدھر دیکھا تو اسے اپنے بالکل قریب ہرنی کی گردن میں بالوں کے بیچ میں ایک جگہ سے کالے رنگ کی چھوٹی سی سوئی جیسی نوکیلی شے باہر کو ابھری ہوئی نظر آئی۔ ناگ کا انسانی ذہن اسی طرح کام کر رہا تھا اگرچہ وہ خود ننھی سی مکڑی کی شکل میں تھا۔ اس نے گردن کے بالوں میں اِدھر اُدھر رینگ کر دیکھا مگر کسی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

دوسری جگہ ایسی کوئی شے باہر کو ابھری ہوئی نہیں تھی۔ یہ اصل میں اس ہرنی کا بھٹکا ہوا ڈنک تھا جس کی وجہ سے کیٹی ہرنی کی شکل میں تبدیل ہو گئی تھی۔ ناگ کے دل میں اچانک ایک خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ جادو کی سوئی تو نہیں ہے؟ اس خیال کے سوجھتے ہی ناگ رینگ کر کالی بھڑ کے ڈنک کے قریب چلا آیا۔ اس نے ننھی ننھی مکڑی کی آنکھوں سے ڈنک کو غور سے دیکھا۔ ڈنک کا ایک باریک سا سوتا تھا جو گردن میں سے نکلا ہوا تھا۔ ناگ نے اسے اپنے ننھے ننھے بازوؤں سے ڈنک سخت تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اسے جس طرح بھی اس ڈنک کو کیٹی کی گردن سے کھینچ کر باہر نکالنا چاہیئے۔ اس نے زور لگا کر کالے ڈنک کو باہر کھینچنے کی کوشش شروع کر دی۔ یہ کام بڑا مشکل تھا۔ ناگ مکڑی کی شکل میں اس کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ آسانی سے ڈنک کو باہر کھینچ لیتا۔ پھر بھی ناگ نے ہمت اگلی پچھلی دونوں ٹانگیں اس نے کالے ڈنک سے لگا اور اگلی دو ٹانگوں سے ہرنی کی گردن کے بال لگا رہا تھا۔ ہرنی کیٹی کی گردن پہ بار تھی اور اسے ذرا سا بھی اس سے گردن پہ ہلکی سی کھجلی ضرور ہوتی

اس نے یوں گردن کو جھٹک دیا۔ چونکہ کالے طلسمی ڈنک کو ناگ مکڑی نے زور سے پکڑ رکھا تھا اس لیے ہرنی کی گردن جھٹکنے سے اس پر بوجھ پڑا اور کالا ڈنک اپنے آپ ہرنی کی گردن سے آدھے سے زیادہ باہر کو نکل آیا۔

اب ناگ کا کام آسان ہو گیا تھا۔ اگرچہ ناگ کو پورا یقین نہیں تھا کہ اس ڈنک کے باہر نکالنے سے کیٹی پھر سے انسان بن جائے گی لیکن وہ اس سوئی سے بھی باریک ڈنک کو ایک بار باہر ضرور نکالنا چاہتا تھا۔ اور اب تو وہ ڈنک آدھے سے زیادہ باہر نکل آیا تھا۔ ناگ پورا زور لگانے لگا۔ اب ہرنی کیٹی کو بھی محسوس ہوا کہ اس کی گردن میں شاید کوئی کیڑا گھس آیا ہے جو اسے پریشان کر رہا ہے چنانچہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور زور سے گردن کو جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا بڑا خوش قسمت ثابت ہوا اور طلسمی ڈنک ہرنی کی گردن سے باہر نکل آیا۔

ڈنک کے باہر نکلتے ہی کیٹی ہرنی سے انسانی شکل اختیار کر گئی۔

کیٹی نے ایک سیلے پنا: خوشی والی حیرت کے ساتھ اپنے انسانی جسم کو دیکھا اور مسرت سے اس کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس نے دیکھا کہ اس کی گردن میں رسی پڑی ہے جس کو کھونٹے کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ کیٹی سمجھ گئی کہ کسی وجہ سے اس پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا گیا جادو ٹوٹ گیا ہے اور وہ پھر سے انسان بن گئی ہے۔
کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا اور رش اپنی گردن سے اتار ڈالی
اور کھوہاں کی ہونے والی لالچی بیوی نکٹی کے مکان کو غور سے
دیکھا۔ مکان ویران اور خالی تھا۔ اسے معلوم تھا کہ نکٹی بھاگ
گئی ہے

ادھر جب کیٹی نے انسانی شکل بدلی تو ناگ کیٹی کی گردن کے
بالوں سے ہی چمٹا رہا۔ ناگ کو کیٹی کے انسانی شکل میں آنے
بے حد خوشی ہوئی۔ یہی وہ طلسمی ڈنک تھا جس کی وجہ سے
کیٹی جادو کے شکنجے میں پھنس گئی تھی۔ ناگ کو بڑی خوشی
اس کی وجہ سے کیٹی کا طلسم ٹوٹ گیا۔ اب اسے اپنی فکر تھی
کہ خدا جانے اس پر کیا گیا جادو کب ٹوٹے گا۔ مگر وہ کیٹی
[illegible] نہیں ہونا چاہتا تھا۔ کیٹی کے لمبے سنہری بال گردن پر
[illegible] تھے۔ ناگ اس کے بالوں کے اندر ہی چپ چاپ
[illegible]۔ اسے اب بھی کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس کی [illegible]
[illegible] کہ وہ مکڑی کی شکل میں تھا۔ کیٹی کو بھی ناگ کی خوشبو نہیں
[illegible] اسے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ ناگ ایک ننھی سی مکڑی
[illegible] میں اس کے بالوں میں چھپا بیٹھا ہے۔
[illegible] کو ٹھٹری میں گئی۔ وہاں نکٹی کا ٹوٹا پھوٹا سامان جھ
[illegible] سامان چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔ کیٹی نے

کہ اب اسے ناگ، عنبر ماریا اور تھیوسانگ کی تلاش میں کہاں اور
کس طرف جانا چاہیئے؟ اسے ان میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو
نہیں آ رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اسے شمال کے ہمالیہ
پہاڑیوں کی طرف چلنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے راستے میں کسی
شہر یا جنگل سے اسے اپنے دوستوں کی خوشبو آ جائے۔ چنانچہ
کیٹی نکٹی کے مکان سے باہر نکلی اور اس نے بستی کی ایک چھوٹی
سی سڑک پر چلنا شروع کر دیا۔ بستی پیچھے رہ گئی تو
پہاڑیاں شروع ہو گئیں۔

ناگ کیٹی کے بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ اسے اُلو اور اس
کے ساتھی اُلو کی باتوں کا خیال آ رہا تھا۔ اس اُلو نے کہا تھا کہ
سنگانی کے جنگل میں ایک اونچی پہاڑی پر پورے چاند کی رات
کو ایک دو مونہی آ کر تالاب کے کنارے رقص کرتی ہے اور
پھر اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپکتا ہے۔ جہاں یہ آنسو گرتا
ہے وہاں چوکور پتوں والی ایک بوٹی پیدا ہو جاتی ہے۔ اُلو نے کہا
تھا کہ اگر یہ بوٹی جلا کر اس کی دھونی ہرنی کیٹی کو دی جائے تو اس
کا جادو ٹوٹ سکتا ہے اور وہ انسانی شکل میں واپس آ سکتی ہے
اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی کیونکہ اس کا جادو ٹوٹ چکا
تھا۔ لیکن ناگ کو خیال آیا کہ اگر اس بوٹی کی خود اسے دی جائے
تو ہو سکتا ہے اس کا جادو بھی ٹوٹ جائے اور وہ پھر سے

COURTESY KAMIL BOOKS

انسانی شکل میں واپس آجائے۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہ اکیلا سنگلانی جنگل میں کیسے پہنچے؟ اب کیٹی انسانی شکل میں واپس آگئی تھی۔ اور وہ سنگلانی جنگل والی پہاڑی پر جا کر پورے چاند کی رات کو چوکور بوٹی لا سکتی تھی لیکن سوال یہ تھا کہ وہ کیٹی کو کیسے بتائے کہ چوکور بوٹی کی دھونی سے اس کا جادو ختم ہونے کی اُمید ہے؟ ناگ کیٹی کے بالوں میں چمٹا یہی سوچ رہا تھا اور کیٹی آہستہ آہستہ بستی سے دُور ہوتی جا رہی تھی۔ سڑک پر اسے ایک لکڑہارا لکڑیوں کا گٹھا سر پر اُٹھائے سامنے سے آتا ملا۔ اس نے کیٹی کو دیکھا تو پوچھا کہ وہ جنگل کی طرف مت جائے کیونکہ وہاں سنا ہے ایک آدم خور شیر [illegible] ہے۔ کیٹی نے لکڑہارے سے پوچھا۔ کہ جنگل پار کون سا [illegible]

[illegible] جنگل کے پار ناگا پٹنم شہر ہے۔ مگر تم جنگل میں سے مت گزرنا نہیں تو تمہیں شیر کھا جائے گا۔"

[illegible] میں اس شہر میں کیسے جا سکتی ہوں؟"

[illegible] نے کہا۔

[illegible] کنارے کنارے سے ہو کر جاؤ۔ آگے [illegible] ملے گا۔ تم اس دریا میں سفر کر

کے ناگا پٹنم کی بندرگاہ پر پہنچ جاؤں گی۔"

کیٹی نے لکڑہارے کا شکریہ ادا کیا اور جنگل میں داخل ہونے کی بجائے جنگل کے کنارے کنارے اونچی نیچی پتھریلی زمین پر چلنا شروع کر دیا۔ صبح ہو چکی تھی اور آسمان پر سورج کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ دوپہر تک کیٹی چلتی رہی۔

دوپہر کے بعد وہ جنوبی ہندوستان کے سب سے بڑے دریا دریائے گوداوری کے کنارے پہنچ گئی۔ دریا کے کنارے ویران تھے اور کہیں کہیں تاڑ اور ناریل کے درختوں کے جھنڈ اُگے ہوئے تھے۔

کیٹی نے سوچا کہ شاید آگے کوئی گھاٹ آجائے جہاں وہ کشتی میں سوار ہو کر سفر جاری رکھ سکے۔ اس کی ایک جانب دریا تھا اور دوسری جانب گھنا جنگل تھا۔ اس جنگل میں ہی اسے بتایا گیا تھا کہ وہاں آدم خور شیر کہیں سے آگیا ہوا ہے۔ ابھی تک اسے جنگل کی طرف سے شیر کی گرج سنائی نہیں دی تھی وہ دریا کے کنارے کنارے چلی جا رہی تھی۔ کافی دُور جانے کے بعد کیٹی ایک گاؤں کے گھاٹ پر پہنچ گئی یہاں ایک بڑی کشتی کھڑی تھی جس میں دیہاتی لوگ سوار ہو رہے تھے۔ کیٹی نے کشتی والے سے جا کر کہا کہ وہ بھی کشتی میں سفر کرنا چاہتی ہے۔ مگر اس کے پاس کرایہ ادا کرنے کے لیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی نکتہ نہیں ہے۔ کشتی والا ایک بوڑھا ملاح تھا۔ اس نے کیٹی کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"بیٹی تم کہاں سے آ رہی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔

"مہاراج! میں ملک یونان کی سیاح ہوں اور سیر و شکار کی غرض سے اپنے بھائی کے ساتھ یہاں آئی تھی۔ بدقسمتی سے بھول کر ادھر نکل آئی۔ اب میں ناگا پٹنم واپس جانا چاہتی ہوں۔ جہاں میری ایک بہن رہتی ہے۔"

بوڑھا ملاح بولا

"میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ تم یہاں کی رہنے والی نہیں ہو کیونکہ تمہارا رنگ گورا بال سنہری اور آنکھیں نیلی ہیں۔ اچھا تم کشتی میں بیٹھ جاؤ میں تمہیں ناگا پٹنم پہنچا دوں گا۔"

کیٹی نے بوڑھے ملاح کا شکریہ ادا کیا اور کشتی میں دوسرے مسافروں کے ساتھ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔ ناگ نکلا کشتی کے بادبان میں موجود تھا اور اس نے لکڑہارے بوڑھے ملاح کے ساتھ کیٹی کی ساری گفتگو سن لی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے ناگا پٹنم شہر میں ہی عنبر

ماریا تھیوسافگ سے اس کی ملاقات ہو جائے۔

کشتی دریا میں روانہ ہو گئی۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد دُور سے ناگا پٹنم شہر کے مکانوں کی چھتیں اور شہر کی دیوار کے بُرج اور اونچے اونچے مندروں کے کلس دکھائی دینے لگے۔ ناگا پٹنم شہر بہت بارونق اور سارے جنوبی ہندوستان میں اپنے ناگ مندروں کی وجہ سے مشہور تھا۔ اس شہر کے مندروں میں سانپوں کی مورتیوں کی پوجا ہوتی تھی۔ ان میں ایک مندر سب سے بڑا تھا۔ اس مندر کا نام ناگ مندر تھا اور یہاں ایک بہت بڑے سانپ کا بت رکھا تھا جو کنڈلی مار کر چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس سانپ سورتی کے پھیلے ہوئے پھن کے اوپر سونے کا ایک تاج پڑا تھا اس تاج میں بے حد قیمتی ہیرے اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ اس سونے کے قیمتی تاج کی رکھوالی کے لیے دن رات وہاں پہرے دار موجود رہتے تھے۔ دن کو لوگ ناگ مورتی کی پوجا کرنے آتے تھے۔ رات کو مندر کا بڑا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔

مسافروں سے بھری ہوئی کشتی ناگا پٹنم شہر کی بڑی گھاٹ پر آ کر لگ گئی۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ کیٹی بھی کشتی سے اُتر پڑی کیٹی کے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ اتنے بڑے شہر میں کہاں جائے؟ [illegible]

COURTESY WWW.[illegible]BOOKSPRE[illegible]K

سکتی تھی۔ کیونکہ سرائے میں ٹھہرنے کے لیے بھی پیسے دینے
پڑتے تھے۔ ناگا پٹنم کے شہر کے مکان اور عمارتیں پرانے نمونے
کی تھیں۔ مکان چار منزلہ تھے اور لکڑی اور پتھروں سے
بنائے گئے تھے۔ بازار کھلے اور دکانیں سامان سے بھری ہوئی
تھیں۔ لوگوں نے سفید دھوتیاں اور کرتے پہن رکھے تھے۔ سر پر
پگڑیاں تھیں۔ عورتوں نے سوتی اور ریشمی ساڑھیاں پہن رکھی
تھیں اور ان کے ماتھوں پر سُرخ تلک لگے تھے۔ کچھ مردوں نے
بھی ماتھے پر تلک کی لال لکیریں بنا رکھی تھیں۔

کیٹی بازاروں میں پھرنے لگی۔ یہاں بھی اسے ناگ، چمپا
ماریا اور تھیوسانگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی
نے سوچا کہ وہ اس شہر میں ایک رات گزار کر آگے نکل جائے
گی کیونکہ خوشبو نہ آنے کا مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں ناگ
چمپا اور ماریا تھیوسانگ میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ کیٹی
نے یہی فیصلہ کیا کہ سرائے کی بجائے وہ کسی مندر میں ٹھہر کر رات
گزار دے گی۔

بازار سے باہر نکلی تو اسے دائیں بائیں درختوں کے جھنڈ
میں دو مندر دکھائی دیئے۔ کیٹی ایک مندر کی طرف چل پڑی
سب سے بڑا مندر تھا اور اسی کا نام ناگ مندر تھا
سب سے بڑی مورتی کی پوجا ہوتی تھی۔ شام

قریب تھا۔ عورتیں اور مرد مندر میں پوجا کرنے جا رہے تھے
ان کے ہاتھوں میں پھول تھے۔ کیٹی نے سوچا کہ مندر میں داخل
ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ بھی پھول لے کر مندر میں پوجا
کرنے کے لیے جائے۔ وہ پھول خرید نہیں سکتی تھی۔ اس نے
ایک جگہ جھاڑیوں میں سے کچھ پھول توڑے اور دوسری
عورتوں کے ساتھ مندر میں داخل ہو گئی۔

عورتیں اور مرد اسے تعجب سے دیکھ رہے تھے کیونکہ
ایک تو کیٹی کا رنگ گورا تھا اور دوسرے اس نے ماتھے پر
تلک نہیں لگایا ہوا تھا۔ مندر کی کشادہ ڈیوڑھی میں سے گزر
کر وہ مندر کے بے شمار ستونوں والے ہال کمرے میں آ گئی۔
یہاں ایک جگہ لال پتھر کا چبوترہ بنا تھا۔ جس کی چاروں جانب
چاندی کے چراغ روشن تھے۔ بیچ میں ایک چاندی کی
بڑی چوکی پر سانپ کا بت بنا تھا۔ یہ سانپ کافی بڑا تھا۔
اس کا پھن اٹھا ہوا تھا۔ اور سر کے اوپر سونے کا تاج چمک
رہا تھا۔ جس میں قیمتی ہیرے جگمگا رہے تھے۔ چبوترے
کی ایک طرف مندر کے دو آدمی پہرہ دے رہے تھے۔
سانپ کی مورتی کے آگے ایک سنت یعنی بڑا پجاری آلتی
پالتی مارے بیٹھا اشلوک پڑھ رہا تھا۔ پوجا کرنے والے
آتے اور پھول سانپ کی مورتی کے آگے رکھ دیتے۔ بڑا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

"مہاراج! میں اس شہر میں اکیلی ہوں اور میرے پاس نہ تو کوئی پیسہ ہے۔ اور نہ رہنے کو جگہ ہے۔ کیا آپ میری مدد فرمائیں گے؟"

بڑے پجاری نے کہا۔

"بیٹی! ابھی لوگ پوجا کرنے آ رہے ہیں۔ تم ایک طرف جا کر بیٹھ جاؤ۔ پوجا سے فارغ ہو کر تم سے بات کروں گا۔"

کیٹی خوش ہوئی اور تمکار کر کے مندر کے ہال کمرے میں ایک ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ ناگ اس وقت کیٹی کے سر کے بالوں میں چھپا یہ ساری باتیں سن رہا تھا عجیب بات تھی کہ اس کی موجودگی کو وہاں کی ناگ مورتی نے بھی محسوس نہیں کیا تھا۔ شاید اس کے لیے کہ ناگ ایک تھی سی لکڑی کی شکل میں تھا اور کسی زندہ سانپ کو بھی ار کی ناگ دیوتاؤں ایسی خوشبو نہیں آ سکتی تھی اور اُس سانپ کی مورتی تو پتھر کی تھی۔ ناگ یہ سوچ کر کیٹی کے بالوں میں چھپا بیٹھا رہا کہ دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے۔

جب لوگوں کے آنے جانے کا سلسلہ رُک گیا۔ شام ہو گئی تھی بڑا پجاری فارغ ہو گیا تو اپنے استھان سے اُٹھ کر اس نے سانپ کی بڑی مورتی کو ماتھا ٹیکا اور پیچھے سے

ہاری ان کے ماتھوں پر تلک لگاتا اور پوجا کرنے والے ہاتھ
[illegible] بیٹھے ہاتھ کیلی تھی پھول لے کر آگے بڑھتی۔ اس
نے بھول سانپ کی مورتی کے سامنے رکھ دیئے۔ بڑے پجاری
نے اس کے ماتھے پر اپنی انگلی رنگ میں ڈبو کر لال ٹیکہ لگایا
[illegible]

"تم کون جاہندو نہیں لگتی ہو بچے؟"

کیٹی نے ہاسی کی زبان میں کہا۔

"مہاراج! میں ملک یونان کی رہنے والی ہوں۔ یہاں
[illegible] وہاں میں نے اپنے باپ سے سیکھیں تھی جو
[illegible] تجارت کرتا رہا تھا۔ اب میں اکیلی
اس شہر کی سیر کرنے آئی تھی اور میرا جی چاہا کہ ناگ
[illegible] کروں۔"

[illegible] پجاری نے ٹیکہ لگانے کے بعد مسکرا کر اس
[illegible] کہا اور کہا۔

"بیٹی! ناگ دیوتا کی محبت تمہیں اس کے پاس کھینچ
[illegible] مجھے اس بات سے خوشی ہوئی ہے۔ جاؤ
[illegible] کا گیان ہو۔"

[illegible] درواز سلوک سے کیٹی کی جگہ
[illegible] سے کہا

COURTESY WWW.[illegible]BOOKSPRE.PK

[illegible]

"[illegible] بیٹی [illegible]"

کیٹی اٹھ کر بڑے پجاری کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ بڑے پجاری کی کوٹھڑی ہال کمرے کے کونے میں تھی۔ جس [illegible] کے ساتھ ایک چراغ جل رہا تھا۔ کوٹھڑی کے اندر [illegible] روشن تھا۔ فرش پر ہرن کی کھال بچھی تھی۔ اور ایک [illegible] دیوار کے ساتھ بچھا ہوا تھا۔ بڑے پجاری نے کیٹی کو [illegible] کھال کے فرش پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ خود بھی [illegible] پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور بولا

"بیٹی! تمہارا نام کیا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"مہاراج! میرا نام کیٹی ہے۔ میں ملک یونان سے [illegible] اپنے باپ کے شہر کو دیکھنے آئی ہوں۔ اتفاق [illegible] میرے جتنے پیسے تھے وہ ختم ہو گئے ہیں۔"

[illegible] پجاری نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کیٹی کو [illegible] کہا۔

[illegible] کرتے والا کالا کلوٹا آدمی باہر [illegible] بڑے پجاری کو نمسکار کیا

بولا۔

"مہاراج نے مجھے بلایا ہے؟"

"ہاں سنگرام۔ بڑا پجاری بولا۔ یہ ہماری بیٹی ہے۔ اس کا نام کیٹی ہے۔ یہ ملک یونان سے ہمارے ناگ دیوتا کی مورتی کی پوجا کرنے آئی ہے۔ اس کے لیے بھوجن لاؤ۔"

سنگرام سر کو جھکا کر چلا گیا۔ بڑے پجاری نے کہا۔

"بیٹی! یہ میرا شاگرد سنگرام ہے۔ جب میں مر جاؤں گا تو یہی سنگرام یہاں کا بڑا پجاری بنے گا۔ تم بھوجن کرنے کے بعد سامنے والی کوٹھڑی میں سو جانا وہ کوٹھڑی میں نے اپنے خاص مہمانوں کے لیے ہی رکھی ہے۔ تمہیں یہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ تم بے شک جتنے دن چاہو یہاں رہ سکتی ہو۔"

کیٹی نے بڑے پجاری کے اس ہمدردانہ سلوک کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"مہاراج! میں زیادہ دن نہیں ٹھہروں گی۔ بس کل یا زیادہ سے زیادہ پرسوں چلی جاؤں گی۔"

بڑا پجاری کہنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تمہاری اپنی مرضی ہے۔ اور ہاں"
یہ کہہ کر بڑے پجاری نے بچھونے کے نیچے ہاتھ ڈال
چاندی کے چار سکے نکالے اور کیٹی کو دیتے ہوئے کہا۔
"یہ سکے اپنے پاس رکھ لو۔ یہ تمہارے یہاں کے نیچ
واپسی کے سفر کے
خرچ اور یونان تک کے
لیے کافی ہوں گے"
زمانے میں چاندی کے ایک سکے کی قیمت بہت
کرتی تھی وہ ہمارے آج کے ہزار روپے کے
ہوتا تھا۔ کیٹی نے سکے لے لیے اور کہا۔
"بھارت! میرے پاس آپ کا شکریہ ادا کرنے کے
الفاظ نہیں ہیں۔ آپ کا شفقت بھرا سلوک
یاد رہے گا"
پجاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میں تمہیں اپنی بیٹی ہی سمجھتا ہوں۔ میری کوئی بیٹی
ہے۔ اس لیے تمہیں بیٹی بنا کر مجھے بہت
خوشی ہے"
پاؤں میں بیٹھا ناگ یہ ساری گفتگو سن رہا
پجاری کے اس انسان دوست اور نیک
تھا۔ بڑا پجاری اپنی جگہ ایک فرشتہ

انسان تھا۔ اس کا دل انسانوں کی محبت سے بھرا ہوا تھا۔ اتنے
میں اس کا چیلا اور شاگرد سنگرام ایک تھال میں ابلے ہوئے
چاول دہی اور دال لے کر آگیا۔ بڑے پجاری نے کہا۔
"میری بیٹی کے سامنے رکھ دو"
سنگرام نے کھانے کی تھالی کیٹی کے سامنے رکھ دی اور
ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ وہ تیکھی آنکھوں سے کیٹی کے چہرے
کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ کیٹی کو بھوک لگنے کا سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ کیٹی اور تھیوسانگ کو زمین پر رہتے ہوئے
اتنا عرصہ ہوگیا تھا کہ اب وہ اس زمین کی فضا میں پھیلی ہوئی آکسیجن
اور دوسری گیسوں میں سے اپنے لیے غذائیت سانس کے ذریعے ہی
حاصل کر لیتے تھے۔ جو ان کے خلائی خون میں شامل ہو کر انہیں بھرپور
توانائی عطا کرتی تھی۔ پھر بھی وہ بڑے پجاری پر یہ ظاہر نہیں
کرنا چاہتی تھی کہ وہ خلائی لڑکی ہے۔ اس نے کھانا کھانا شروع کر
دیا۔

کھانے کے بعد بڑے پجاری نے سنگرام سے کہا۔
"ہماری بیٹی کو ہمارے مہمانوں والی کوٹھڑی میں
لے جاؤ سنگرام! ہماری بیٹی وہاں ہماری خاص مہمان
کی حیثیت سے رہے گی"
سنگرام نے سر جھکا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جو حکم مہاراج"
بڑے پجاری نے کیٹی سے کہا۔
"جاؤ بیٹی! رات ہو رہی ہے۔ اپنی کوٹھڑی میں جاؤ۔
وہاں شادی سہولت کی ہر شے موجود ہو گی"
کیٹی نے بڑے پجاری کا ہاتھ چوم کر عقیدت سے ادا کیا اور
سنگرام کے ساتھ سامنے والی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس چھوٹی
سی کوٹھڑی میں ہرن کی کھال کا فرش بچھا تھا۔ کونے میں ایک
سفید بستر لگا تھا۔ ایک چراغ طاق میں جل رہا تھا۔ پانی کی
صراحی اور گلاس بھی وہاں پر رکھا ہوا تھا۔ کوٹھڑی کے
ساتھ ہی اندر ایک غسل خانہ بھی بنا ہوا تھا جس میں پانی سے
بھرے ہوئے چار بڑے مٹکے اور ڈونگا پڑا تھا۔
سنگرام کیٹی کو کوٹھڑی میں چھوڑ کر واپس بڑے پجاری کے
پاس آیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔
"گرو جی! میں نے مہان خاتون کو اس کی کوٹھڑی میں
پہنچا دیا ہے"
بڑے پجاری نے کہا۔
"اچھا کیا سنگرام! اس کے آرام کا خیال رکھنا اور
ہاں دیوداسی کو ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم اسے اپنی مہان
کی خدمت پر لگانا چاہتے ہیں تاکہ اسے کوئی تکلیف

سنگرام بولا۔
"جو حکم گرو جی مہاراج"
وہ واپس مڑتے ہوئے ایک پل کے لیے رکا اور بڑے ادب
سے بولا۔
"گرو جی! اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں"
بڑے پجاری نے اسے بولنے کی اجازت دی تو سنگرام بولا۔
"گرو جی! یہ خاتون ایک اجنبی ہے۔ ہر چند کہ آپ
اسے اپنی بیٹی سمجھتے ہیں مگر مہاراج کسی کا کچھ پتہ نہیں
ہوتا۔ اور ناگ دیوتا کے تاج کی حفاظت کرنا ہمارا
سب سے بڑا فرض ہے"
بڑے پجاری نے مسکرا کر کہا۔
"تم یہ کہنا چاہتے ہو سنگرام کہ جس لڑکی کو ہم نے اپنی
بیٹی سمجھ کر سامنے والی کوٹھڑی میں رہنے کی اجازت
دی ہے وہ ناگ دیوتا کا تاج چوری کر کے نہ لے جائے
کہیں؟"
سنگرام بولا۔
"گرو مہاراج! میں نے صرف اپنے اندیشے کا اظہار
کیا ہے"

COURTESY WWW.FBO

بڑا پجاری کہنے لگا۔
"ناگ دیوتا اپنے قیمتی تاج کی خود ہی حفاظت کرتا ہے۔ اور پھر دو پہرے دار رات کو چبوترے کے ارد گرد پہرہ دیتے ہیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ تمہارا اندیشہ غلط ہے۔ کیٹی ہماری بچی ہے۔ وہ ہمیں دھوکہ دینے کی کبھی کوشش نہیں کرے گی۔ اب تم جاؤ اور ہیاوتی کو ہمارے پاس بھیج دو۔"

"جو حکم گورو مہاراج!"

یہ کہہ کر سنگرام خاموشی کے ساتھ کوٹھڑی سے نکل گیا۔ بڑا پجاری اپنے بستر پر بیٹھا اشلوک پڑھ رہا تھا کہ دیو داسی ہیاوتی نے آکر نمسکار کیا اور ادب سے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ بڑے پجاری نے آنکھیں کھول کر دیو داسی ہیاوتی کو دیکھا اور کہا۔

"ہیاوتی! سامنے والی کوٹھڑی میں ہماری منہ بولی بیٹی کیٹی ٹھہری ہوئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا ہر طرح خیال رکھو تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔"

ہیاوتی نے سر جھکا کر کہا۔
"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں آپ کی منہ ہر طرح سے خیال رکھوں گی۔"

دیو داسی ہیاوتی کو حکم دیا کہ وہ کیٹی کی کوٹھڑی

میں جا کر اس کے بستر وغیرہ کو ٹھیک کر دے اور اگر اسے چادر یا کپڑوں کی ضرورت ہو تو اسے مہیا کر دے۔ ہیاوتی ادب سے سلام کر کے چلی گئی۔ کیٹی اپنے بستر پر بیٹھی ناگ منبر تحیو سانگ اور ماریا کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کوٹھڑی پر آہستہ سے دستک ہوئی۔ کیٹی نے پوچھا۔ "کون ہے؟" دیو داسی ہیاوتی بولی۔

"میں آپ کی دیو داسی ہیاوتی ہوں۔ مہاراج نے مجھے آپ کی خدمت کے لیے بھیجا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"آ جاؤ بہن ہیاوتی۔"

دیو داسی ہیاوتی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس نے کیٹی کے گورے رنگ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں کو دیکھا۔ تو اس کے حسن سے بے حد متاثر ہوئی۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

دیوی کی کالی کتاب

دیو داسی ہیادتی سوچ رہی تھی کہ سنگرام نے اسے بالکل درست بتایا تھا کہ بڑے پجاری کے پاس ایک ایسی لڑکی آئی ہے جس کے حسن کی مثال نہیں ہے۔ وہ ہلکی باندھے کیٹی کو تک رہی تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔

"تم نے خواہ مخواہ تکلیف کی بہن ہیادتی! مجھے یہاں کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ہیادتی نے کہا۔

"اچھا بہن! میں پھر آجاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ہیادتی واپس چل گئی۔ ہیادتی اس مندر کی سب سے ذہین اور معتبر دیو داسی تھی اور بڑا پجاری اس پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔ وہاں سے وہ سیدھی مندر کی دوسری منزل میں اپنے کمرے میں آگئی جہاں سنگرام بے چینی سے ہاتھ مل رہا تھا۔ ہیادتی کو دیکھ کر وہ رک گیا۔ اور

"تم نے اس نئی یونانی لڑکی کو دیکھا؟"

ہیادتی بولی۔

"ہاں سنگرام! تم نے جیسا کہا تھا۔ ویسا ہی پایا اسے۔ ہاں سنگرام! تم نے جیسا کہا تھا۔ ویسا ہی پایا اسے۔ ہاں سنگرام! اس کے حسن کا جواب نہیں۔"

"پھر کیا خیال ہے تمہارا اب؟" سنگرام نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ہیادتی اس کے قریب آکر چوکی پر بیٹھ گئی۔ سنگرام سامنے والے تخت پر بیٹھ گیا۔ ہیادتی نے آہستہ سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ حسین لڑکی ہمیں اس ملک میں اور کہیں نہیں مل سکتی۔"

سنگرام بولا۔

"ہماری قسمت پلٹ رہی ہے ہیادتی۔ کنواں خود چل کر پیاسے کے پاس آگیا ہے۔ ہم چراغ لے کر بھی ڈھونڈتے تو ایسی لڑکی ہمیں کہیں نہیں مل سکتی تھی۔"

ہیادتی نے کہا۔

"ہاں — بالکل ویسی ہی لڑکی ہے۔ جیسی لڑکی دیوی سنگالی پر چڑھانے کے لیے ہمیں — چاہیے تھی۔ ہمیں ایسی ہی لڑکی چاہیے تھی۔ ہمیں ایسی ہی لڑکی چاہیے تھی۔ ہمیں ایسی ہی لڑکی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

[illegible]

[illegible] کہا

[illegible] نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ بڑا پجاری کہہ
[illegible] تھا کہ یہ لڑکی کیٹی کل یا پرسوں واپس جانے والی
ہے۔

ہیماوتی اٹھ کر ٹہلنے لگی۔

"اس کا مطلب ہے ہمیں آج رات ہی اپنے منصوبے
پر عمل کرنا ہوگا۔"

سنگرام نے فوراً کہا۔

"ہاں ہمیں آج رات ہی اس لڑکی کو یہاں سے نکال
لے جانا ہوگا۔"

پھر اس نے ہیماوتی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اور تم جانتی ہو کہ تمہیں اس کے لیے کیا کرنا ہے؟"

"میں اپنے فرض کو جانتی ہوں۔ تم فکر نہ کرو اور دوسرے
انتظامات کی تیاری میں لگ جاؤ۔"

سنگرام نے کہا۔

"میں ایک گھنٹے میں سارے کام ختم کر لوں گا۔ تم
[illegible] کو لے کر آؤ گی تو مجھے بالکل تیار پاؤ گی۔ جاؤ
[illegible] منصوبے پر عمل شروع کر دو۔"

ہیماوتی خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گئی۔

جب رات آدھی کے قریب ہوئی تو ہیماوتی اس کوٹھڑی کی
طرف گئی جہاں کیٹی آرام کر رہی تھی۔ کوٹھڑی میں جاتے ہی وہ
کیٹی کے قدموں پر گر پڑی اور رونے لگ گئی۔ کیٹی نے پریشان
ہو کر پوچھا۔

"کیا بات ہے بہن؟ خیریت تو ہے؟"

ہیماوتی نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کر کہا۔

"بہن میں ایک ایسی مشکل میں پھنس گئی ہوں کہ اگر
تم نے میری مدد نہ کی تو میری ماں مر جائے گی۔"

کیٹی نے ہیماوتی کو تسلی دی اور کہا۔

"مجھے بتاؤ بہن تمہاری ماں کی جان بچانے کے لیے میں
تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

ہیماوتی نے جھوٹے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

"بہن کیٹی! میری ماں کو دیوی سنگانی کا بخار ہو گیا
ہے۔ جس کو ایک بار یہ بخار چڑھتا ہے۔ وہ تین دن
کے اندر اندر مر جاتا ہے۔ میری ماں کو بخار چڑھے
آج پہلا روز ہے۔ میں تم سے مل کر گھر گئی تو وہ بخار
میں بے ہوش تھی۔ ہماری مقدس کتابوں میں لکھا ہے
کہ اگر کوئی نیلی آنکھوں والی لڑکی آ کر بخار کے مریض یا مریضہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

واپس ہاتھ سے پاؤں پانے تو مہینوں کی زندگی بچ جاتی
ہے۔ بھگوان کے لیے میرے ساتھ ابھی چلو۔ میری ماں
کی جان بچاؤ۔ نہیں تو وہ شاید کل ہی مر جائے۔"

کیٹی فوراً اس کے ساتھ جانے پر تیار ہو گئی۔ حالانکہ یہیں
کسی کے ساتھ جانے پر اچانک اور بغیر کچھ سوچے سمجھے تیار نہیں
ہو جانا چاہیے۔ لیکن کیٹی کو تو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ اس کے
ساتھ کتنی بھیانک سازش کی جا رہی ہے۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی
اور بولی۔

"بہن میں ابھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ آؤ۔"

ناگ جو کیٹی کے بالوں میں لکڑی کی شکل میں چھپا بیٹھا تھا
سوچ میں پڑ گیا کہ کہیں کیٹی کے خلاف کوئی چال تو نہیں چلی جا رہی
اور وہ کیٹی کو کسی خطرناک جگہ جانے سے روک بھی نہیں سکتا تھا
نہیں کی کوئی مدد بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خاموشی سے بالوں
میں ٹھہرا رہا۔

کیٹی کو ساتھ لے کر ہیادتی مندر کے پچھلے دروازے سے
باہر گھوڑے پہلے سے کھڑے تھے۔ ہیادتی
گھوڑے پر بیٹھا اور گھوڑا دوڑاتی شہر سے دور آ گئی
میں جب کیٹی کو جنگل کے درخت نظر آئے
ہیادتی سے پوچھا۔

"مگر ابھی تک نہیں آیا؟"

ہیادتی بولا۔

"بس جنگل کے کنارے پہنچے ہے وہ سامنے۔"

ناگ کیٹی کے بالوں میں چھپا پریشان ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا
تھا کہ کیٹی کو یہ عورت کسی جال میں پھنسانے والی ہے۔ مگر وہ کیٹی
کو خبردار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بول ہی نہیں سکتا تھا۔ ہیادتی
جنگل کے کنارے ایک مکان کے پاس آ کر گھوڑے سے اتر پڑی۔
کیٹی نے دیکھا کہ سامنے مٹی کا ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ جس کی
ایک کوٹھڑی کی کھلی کھڑکی میں سے چراغ کی روشنی باہر آ رہی
تھی۔

ہیادتی نے کہا۔

"بہن کیٹی! یہ ہمارا مکان ہے۔ میری ماں اندر بے ہوش
پڑی ہے۔"

کیٹی ہیادتی کے ساتھ کوٹھڑی میں آئی تو دیکھا کہ چارپائی پر
ایک ادھیڑ عمر عورت بے ہوش پڑی ہے۔ ہیادتی نے روتے
ہوئے کہا۔

"کیٹی بہن! بھگوان کے لیے کچھ کرو۔ میری ماں کو بچاؤ۔"

کیٹی بولی۔

"پانی لاؤ۔ میں اسے پانی پلاتی ہوں۔"

COURTESY SAMAJ BOOK ... PK

ہیماوتی دوسرے کمرے میں گئی اور گلاس میں پانی ڈال کر لے آئی۔ دوسرے کمرے میں سنگرام چھپا بیٹھا تھا۔ اس نے پانی کے گلاس میں فوراً بے ہوش کر دینے والی دوائی ڈال دی اور ہیماوتی کے کان میں کہا۔

"سب کام ہوشیاری سے کرنا۔"

ہیماوتی نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے کیٹی کے پاس آ کر آنکھوں میں آنسو بھر کر بولی۔

"کیٹی بہن! دھارمک پستک میں لکھا ہے کہ نیلی آنکھوں والی لڑکی پانی کے دو گھونٹ پی کر بیمار عورت کے منہ میں پانی ڈالے۔ کیا میری بہن تم میری مدد کے لیے تیار ہو ناں؟"

کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اسے تو ہیماوتی پر کیا بھی شک نہیں تھا۔ کیٹی نے گلاس اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"ہیماوتی! لاؤ میں پانی پی کر تمہاری ماں کے منہ میں پانی ڈالتی ہوں۔"

کیٹی نے گلاس ہاتھ میں لے کر اپنے منہ سے لگایا اور پانی کے دو گھونٹ پی گئی۔ پھر اس نے پانی ایک چمچ ڈال کر چارپائی پر بے ہوش پڑی عورت کے منہ میں ڈالا

عورت اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کیٹی نے خوش ہو کر ہیماوتی سے کہا۔

"دیکھو ہیماوتی! تمہاری ماں بالکل اچھی ہو گئی۔"

ہیماوتی خوش ہونے کی بجائے بڑے غور سے کیٹی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کیٹی کو اس کی نگاہیں کچھ عجیب سی لگیں۔ اس نے تعجب سے کہا۔

"ہیماوتی! کیا تمہیں خوشی نہیں۔۔۔۔۔۔۔"

کیٹی جملے کو پورا بھی نہیں کر سکی تھی کہ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور ہیماوتی کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ کیٹی نے گھبرا کر کہا۔

"ہیماوتی! مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔"

اس کے ساتھ ہی کیٹی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ پھر اسے بالکل ہوش نہ رہا۔ ناگ کو بے حد صدمہ ہوا کہ کیٹی کے ساتھ سخت دھوکہ کیا گیا تھا اور اب نہ جانے یہ لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے تھے۔ ناگ کو بھی پتہ نہیں تھا کہ اگر کیٹی کو کچھ ہو گیا تو خود اس کے ساتھ کیا گزرے گی؟ کیٹی بے ہوش ہوئی تو سنگرام دوسرے کمرے سے باہر نکل آیا۔ چارپائی پر جو عورت جھوٹ موٹ بے ہوش پڑی تھی۔ اس نے سنگرام سے کہا۔

"اب اسے لے کر یہاں سے نکل چلو۔"

سنگرام نے ہیماوتی کی طرف دیکھ کر کہا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہیاوتی! تم فوراً واپس مندر میں چلی جاؤ۔ میں مشہور کر دینا کہ کیٹی مندر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ تاکہ بڑے پجاری کو تم پر شک نہ ہو۔ منادھیرے میں ہی مندر پہنچ جاؤں گا۔"

ہیاوتی گھوڑے پر بیٹھ کر واپس مندر کو اور سنگرام اور عورت بٹی کو گھوڑے پر ڈال کر جنگل میں گھس گئے۔ جنگل کے درمیان ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ سنگرام نے کیٹی کو گھوڑے سے اتار کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور بارہ دری کے نیچے ایک سیڑھیاں اتر کر ایک پُراسرار تاریک تہہ خانے میں گیا۔ اس نے کیٹی کو ایک طرف لٹا دیا اور بوڑھی عورت سے کہا۔

"تم اس عورت کی حفاظت کرو۔ میں واپس مندر کو جاتا ہوں۔ اگر میں غائب رہا تو بڑے پجاری کو مجھ پر شک پڑ سکتا ہے کہ میں نے ہی کیٹی کو کہیں گم کیا ہے۔ میں کل رات تمہارے پاس اسی جگہ پہنچ جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر سنگرام بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور واپس گھوڑے کو ڈال دیا۔ دونوں رات ہیاوتی اور سنگرام مندر میں پہنچ کر اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں سو گئے۔

صبح ہیاوتی دوڑی دوڑی بڑے پجاری کے پاس آئی اور بھوٹ موٹے گھبراہٹ کے ساتھ بولی۔

"مہاراج! کیٹی چلی گئی۔"

بڑے پجاری نے حیران ہو کر ہیاوتی کی طرف دیکھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو ہیاوتی؟ ہماری بیٹی ہمیں بتائے بغیر ہی چلی گئی؟"

ہیاوتی بولی۔

"مہاراج! وہ کہتی تھی کہ اسے اپنے بھائی کی یاد ستا رہی ہے۔ بوکیلاش میں ہے۔ میں نے اسے بہت روکا مگر وہ نہ مانی۔"

بڑے پجاری نے کہا۔

"کیا تم نے اسے نہیں کہا کہ وہ ہمیں مل کر جائے؟"

ہیاوتی بولی۔

"کہا تھا مہاراج مگر کیٹی نے کہا کہ اگر وہ بڑے پجاری کے پاس گئی تو ہو سکتا ہے وہ اسے روک دیں۔"

بڑے پجاری کو بیٹی کے اس طرح چلے جانے کا بہت صدمہ ہوا مگر وہ کیا کر سکتا تھا بولا۔

"اچھا ہے بھگوان اس کی حفاظت کرے۔ تم اس کی کوٹھڑی بند کر کے پوجا کے لیے کیسر اور پھول تیار کرو۔"

"بہت اچھا مہاراج۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ کہہ کر بیہاوتی نے ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا۔ اور واپس چل گئی۔
سے خوش تھی کہ اس کی سازش کامیاب رہی تھی کربڑے
جاسی کو اس پر معمولی سا بھی شک نہیں ہوا تھا۔ سنگرام بھی
سے خوش تھا۔ اس نے بیہاوتی سے مل کر کہا۔
"میں آج رات جنگل میں جا رہا ہوں۔ کل رات کے
پچھلے پہر کیٹی کو سنگالی دیوی پر قربان کر دیا جائے
گا اور اس کے بعد ہماری خوشیوں کا دور شروع ہو
جائے گا۔ میں تمہیں یہاں آ کر لے جاؤں گا۔ تم حکومت
کرنا"

جب رات گہری ہو گئی اور ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا تو سنگرام
نے سیاہ لبادہ اوڑھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر رات کی تاریکی
جنگل کی طرف گھوڑے کو دوڑا دیا۔ جنگل میں اندھیرا اور سناٹا
چھایا ہوا تھا۔ بارہ دری کے پاس پہنچ کر سنگرام نے گھوڑے
ایک طرف درختوں میں باندھا اور خود بارہ دری کا خفیہ زینہ
نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔ کیٹی اسی طرح بے ہوش پڑی
تھی اور اس کے پاس بیٹھی پہرہ دے رہی تھی۔

○

کیٹی کو تہہ خانے سے نکال کر باہر جنگل
میں لے آئے۔ اسے گھوڑے پر ڈالا اور جنگل میں آگے روانہ ہو
گئے۔ ناگ ابھی تک بے ہوش کیٹی کے بالوں میں ہی چمٹا ہوا تھا۔
وہ کیٹی سے الگ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا
تھا کہ یہ لوگ اسے کہاں لیے جا رہے ہیں۔

سنگرام اور بوڑھی عورت کیٹی کو گھوڑے پر ڈالے جنگل
میں سفر کرتے رہے کوئی ایک گھنٹے بعد جنگل ختم ہو گیا اور سامنے
دریا آ گیا۔ دریا کا پانی اندھیری رات میں سیاہ نظر آ رہا تھا۔
دریا کے کنارے ایک طرف ایک سیاہ چٹان کسی چڑیل کی
طرح منہ پھاڑے کھڑی تھی۔ اس چٹان کے اندر ایک گپھا
تھی۔ گپھا کے اندر پتھریلی دیوار میں ایک دروازہ تھا۔ اس
دروازے پر مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ سنگرام کیٹی
کو کاندھے پر ڈالے اس دروازے سے گزر کر نیچے لے آیا۔
یہاں زمین پر ایک لمبے سیاہ بالوں والی عورت کا کالا بت زمین
سے آدھا باہر کو نکلا ہوا تھا۔ بت گھٹنوں تک زمین کے اندر
دھنسا ہوا تھا۔

سنگرام نے کیٹی کو عورت کے بت کے سامنے زمین پر
لٹا دیا۔ عورت ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ سنگرام
عورت کی مورتی کی طرف دیکھ کر ہاتھ باندھے اور بولا۔
"سنگالی دیوی کی جے ہو۔ میں تمہاری قربانی لے آیا

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSTORE.PK

ہوں۔ میں تمہاری شرط پوری کر رہا ہوں۔ اب تم کو بھی
اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔ اس لڑکی کا بھی گورا ہے۔ آنکھیں
نیلی ہیں اور بال سنہری ہیں۔ یہی تمہاری شرط تھی۔ اب میں
اسے تمہارے آگے قربان کرتا ہوں۔"

یہ کہتے ہی ناگ کا پھن اٹھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس سنگرام
کیٹی پر چھری چاقو سے حملہ کیا تو کیٹی اگرچہ مر نہیں سکے گی۔ مگر
گھر جانے سے وہ زبردست مصیبت میں پھنس جائے گی
اس حالت میں نہیں تھا کہ کیٹی کی کوئی مدد کر سکے مگر وہ
اس کے ہاتھوں کیٹی کے جسم کے دو ٹکڑے ہوتے بھی
نہیں تھا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جب یہ ظالم اور
بے رحم لوگ کسی انسان کو کسی فرضی دیوی کے سامنے قربان
کرتے ہیں تو اس کی گردن کاٹ دیتے ہیں یا پیٹ چاک
کر کے دل نکال کر دیوی دیوتا کے بت کے آگے رکھ دیتے ہیں۔
یہ بے حد خوفناک تھی۔ ناگ کو اور تو کچھ نہ سوجھا وہ کیٹی کے
جسم سے لپٹ کر رینگتا ہوا اس کے جسم سے اتر کر عبادت کے
چبوترے پر آگیا۔ اب وہ کیٹی کو بے ہوش پڑے صاف
دیکھ سکتا تھا۔

سنگرام دو قدم آگے بڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس
نے اپنے پیچھے ہٹایا اور بولا۔

"دیوی سنگرامی! میں اس لڑکی کی گردن کاٹ کر اس
کا خون تیرے پالتو سانپوں کو پلاؤں گا۔ اپنے پالتو سانپ
کو حکم دے کہ وہ یہاں آجائے۔"

ناگ سنگرامی دیوی کی مورتی کے پیٹ کے ساتھ لکڑی کی شکل میں
چپٹا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے سنا کہ دیوی کا پالتو
سانپ آنے والا ہے۔ اور سنگرام کیٹی کی گردن کاٹنے لگا ہے
تو وہ بے چین ہوگیا۔ اتنے میں پتھر کی مورتی کے پیچھے سے ایک
کالا سانپ پھن اٹھائے پھنکارتا ہوا سامنے آگیا۔ اپنا پھن لہرانے
اور پھنکارنے لگا۔ اس وقت ناگ کو سخت مایوسی کا احساس
ہوا کہ وہ اس سانپ سے اس کی زبان میں بات نہیں کر سکتا
تھا۔ مگر وہ ہر حالت میں کیٹی کو بچانا چاہتا تھا۔ اسے اور تو
کچھ نہ سوجھا وہ تیزی سے رینگتا ہوا مورتی کے جسم سے اترا
اور پھنکارتے ہوئے سانپ کے جسم پر چڑھ گیا۔

سانپ کو ایک عجیب سا جھٹکا لگا۔ اس کا لہراتا ہوا پھن
ایک دم رک گیا۔ آخر ناگ سانپوں کا دیوتا تھا۔ سانپ نے
اپنے جسم پر ناگ دیوتا کا لمس بھی محسوس کیا تھا اور اب
اسے ناگ دیوتا کی تیز خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ اس تبدیلی کو
ناگ نے بھی محسوس کیا جو لکڑی کی شکل میں اب سانپ
کی گردن تک اس کے پھن کے بالکل قریب رینگتا ہوا پہنچ

COURTESY WWW.PDFBOOKSPACE.PK

گیا تھا۔ اچانک سانپ نے اپنی زبان میں کہا۔

"کون عظیم ناگ دیوتا یہاں موجود ہے؟ میں اس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور اپنے جسم پر اس کا لمس بھی محسوس کر رہا ہوں۔"

شاید یہ اسی سانپ کے جسم کی گرمی کا اثر تھا۔ کہ ناگ کی بولنے طاقت واپس آگئی۔ اس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں اور کڑی کی شکل میں تمہارے پھن نے قریب گردن سے چمٹا ہوا ہوں۔ مجھ پر ہمارے ایک دشمن نے جادو کر دیا ہے مگر تم مجھے چھوڑو اور سب سے پہلے اس بے ہوش لڑکی کی جان بچاؤ۔ یہ میری بہن ہے۔"

سانپ نے پھنکار مار کر کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

سنگرام اس وقت جیب سے چھری نکال چکا تھا اور کیٹی کی گردن کاٹنے کے لیے آگے کو جھکا ہی تھا کہ سانپ نے پھن کو زور سے لہرایا اور سنگرام کی کلائی سانپ کے زہر کے تیز اثر نے سنگرام کے جسم کو اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور اس کا جسم سنگاتی دیوی کی مورتی کی طرف دیکھ کر کچھ بولنا چاہتا تھا مگر اس کا حلق بند ہو گیا تھا۔ وہ دھڑام سے پیچھے کو گرا اور اس کے جسم پر زہر کی وجہ سے بڑے بڑے چھالے ابھرنا شروع ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر بوڑھی عورت باہر کو بھاگی۔ سانپ نے ناگ سے پوچھا۔

"عظیم ناگ دیوتا! کیا اس عورت کو بھی ہلاک کر دوں؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں اس کو کچھ نہ کہنا۔"

سانپ وہیں رک گیا۔ اس نے اپنا پھن ذرا سا جھکا رکھا تھا۔ ناگ کو بڑی خوشی ہوئی تھی کہ وہ اب بول سکتا تھا۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"یہ دیوی سنگاتی کون ہے اور کیا تم اس کے پالتو سانپ ہو؟"

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ دیوی محض ایک پتھر کی ایک مورتی ہے۔ اور پتھر کی مورتی بھی پتھر کی طرح بے کار ہوتی ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ میں انسان کے خون کی بو پر یہاں آجاتا ہوں۔ اور جس کی قربانی دی جا رہی ہو اس کا خون پیتا ہوں۔ یہ دیوی سوائے پتھر کے اور کچھ نہیں ہے۔"

ناگ بولا۔

COURTESY ... BOOK ...

"مجھ پر بڑا زبردست طلسم کیا گیا ہے۔ لیکن تمہارے جسم سے چھٹنے کے بعد میری بولنے کی طاقت واپس آ گئی ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہوئی ہے اس سے مجھے اُمید ہو چلی ہے کہ میں پھر سے اپنی اصلی شکل میں واپس آ جاؤں گا۔"

سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! اس جنگل میں دریا کے کنارے ایک پری زاد بوڑھا فقیر رہتا ہے۔ وہ ہماری زبان بھی بول لیتا ہے۔ وہ بہت بوڑھا ہے۔ سنا ہے کہ وہ کسی پری کا بیٹا ہے جو آکاش سے زمین پر آ گیا تھا اور پھر واپس اپنی دنیا میں نہیں جا سکا۔ آپ اس کے پاس چلیں۔ ہو سکتا ہے وہ آپ کے جادو کا کوئی توڑ بتا سکے۔"

ناگ بولا۔

"میری بہن کیٹی کو ہوش آ رہا ہے۔ اسے ہوش میں آ جانے دو۔ ہو سکتا ہے میں اس سے بات کر سکوں پھر ہم دونوں بوڑھے پری زاد کے پاس چلیں گے۔"

کیٹی پر بے ہوشی کی دوائی کا اثر ختم ہو رہا تھا۔ اسے ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر اندھیرے میں دیکھا کہ وہ ناگ کے سامنے زمین پر لیٹی ہے اور ایک سانپ بین

اٹھائے اس کے پاس موجود ہے۔ کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اب اس نے سنگرام کی لاش دیکھی جو زمین پر پڑی پھول گئی تھی۔ ابھی کیٹی کی حیرانی ختم نہیں ہوئی تھی کہ ناگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟"

کیٹی نے ناگ کی آواز سن لی تھی مگر اسے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ خوش ہو کر بولی۔

"ناگ بھیّا! میں تمہاری آواز سُن رہی ہوں۔ تم کہاں ہو؟"

ناگ نے اطمینان کا سانس لیا اور بولا۔

"کیٹی! میں اس وقت جہاں تک طلسم کی زد میں ہوں اور ایک چھوٹی سی مکڑی کی شکل میں اس کالے سانپ کی گردن سے چمٹا ہوا ہوں۔"

پھر ناگ نے کیٹی کو ساری داستان بیان کر دی۔ کیٹی تعجب سے بولی۔

"ناگ بھیّا! تمہاری اس حالت پر مجھے بے حد افسوس ہو رہا ہے۔ سنگرام اپنے انجام کو پہنچا۔ میں تمہاری شکر گزار ہوں۔ اگر تم میرے بالوں میں چھپ کر یہاں تک نہ آتے تو خدا جانے میرا کیا حشر ہوتا۔ مگر مجھے تمہاری خوشبو نہیں آ رہی۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ناگ نے کہا۔
"یہ جادو کی وجہ سے ہے"
پھر ناگ نے کیٹی کو بتایا کہ سانپ نے جنگل میں دریا کنارے
والے بوڑھے پری زاد سے ملنے کا مشورہ دیا ہے۔ جو سکتا ہے
وہ میرے جادو کا کوئی توڑ بتا دے۔
کیٹی نے کہا۔
"تو چلو اسی پری زاد کے پاس چلتے ہیں"
ناگ نے سانپ سے کہا۔
"ہمیں بوڑھے پری زاد کے پاس لے چلو"
سانپ بولا۔
"میرے پیچھے پیچھے آئیے معظم ناگ دیوتا"
ناگ سانپ کے جسم سے اتر کر کیٹی کے پاس آگیا۔
کیٹی نے ناگ لکڑی کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ اور
وہ سانپ کے پیچھے پیچھے گھاس سے نکل کر جنگل میں آگئی۔
سانپ آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ سانپ کیٹی اور ناگ کو لے کر
دریا کنارے ایک غار میں آگیا۔ یہاں غار کے اندر موم بتی
روشن تھی۔ اور ایک بہت ہی بوڑھا نورانی چہرے اور سفید
لمبی داڑھی والا شخص آلتی پالتی مارے آنکھوں کو بند کیے بیٹھا تھا۔
سانپ اس کے سامنے آکر ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔

سانپ نے بڑے ادب سے بوڑھے پری زاد کو سلام
کیا اور کہا۔
"قابل احترام پری زاد! میں اپنے عظیم ناگ دیوتا اور
اس کی بہن کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر
ہوا ہوں ناگ دیوتا پر کسی نے طلسم کر دیا ہے اور وہ
.....
سانپ نے ابھی فقرہ پورا نہیں کیا تھا کہ بوڑھے نے
ہاتھ اٹھا کر لہرایا اور بھرکدار سی آواز میں کہا۔
"میں جانتا ہوں۔ سب جانتا ہوں کہ ناگ دیوتا پر
کس نے جادو کیا ہے"
اب ناگ نے سانپ کی زبان میں بوڑھے پری زاد کو
سلام کیا اور کہا۔
"محترم ہستی! آپ خدا کے نیک بندے ہیں۔ اگر
آپ کو میرے جادو کا توڑ معلوم ہے تو مجھے بتائیے۔
میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں گا"
بوڑھا پری زاد بولا۔
"ناگ دیوتا! میری بات غور سے سنو۔ یہاں سے
دو سو کوس دور زرد چٹانوں کا ایک میدان ہے۔
وہاں دو پست درختوں کے درمیان ایک زرد خشک مرے

COURTESY

کا ویران محل ہے۔ اس محل کے ساتھ ہی ایک پرانا
قبرستان ہے۔ اس قبرستان کے گورکن کے جھونپڑے
میں ایک کالی بلی رہتی ہے۔ یہ کالی بلی اصل میں ایک
پری زاد شہزادی ہے۔ جب چاند رات ہوتی ہے تو
یہ کالی بلی شہزادی ویران محل میں جاتی ہے۔ تم کسی
طرح اس کے جسم کے ساتھ چمٹ کر اس کے
ساتھ ویران محل میں چلے جانا۔ اس کے بعد جو کچھ دیکھنا
تمہیں اپنے آپ معلوم ہو جائے گا۔ اور تمہارے
جادو کا توڑ بھی تمہیں وہاں مل جائے گا۔ اب تم
جا سکتے ہو۔"

ناگ نے بوڑھے پری زاد کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے
کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! اب ہمیں واپس چلے جانا چاہیئے۔"

سانپ بولا۔

"آؤ بہن کیٹی واپس چلتے ہیں۔"

سانپ ناگ اور کیٹی غار سے نکل کر دریا کنارے ایک
کشتی میں آکر بیٹھ گئے۔ ناگ کہنے لگا۔

"بزرگ پری زاد نے جو کچھ کہا ہے۔ ہمیں ویسے ہی
کرنا ہوگا۔ ہمیں اسی وقت زرد چٹانوں والے جنگل کی

طرف اپنا سفر شروع کر دینا ہوگا۔"

سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے لیے میری دعائیں ہمیشہ اس کے
ساتھ رہیں گی۔ میں اب اجازت چاہتا ہوں۔"

ناگ نے سانپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ کیٹی
نے ناگ کو جو سکڑی کی شکل میں تھا، اٹھا کر اپنی قمیض کی جیب
میں رکھا۔ اور دریا کنارے شمال کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ناگ
اسے زرد چٹانوں کا راستہ بتاتا جاتا تھا۔ صبح کیٹی دریا کے گھاٹ
پر پہنچ گئی۔ یہاں اسے ایک کشتی مل گئی۔ جس میں سوار ہو کر اس نے
دریا پار کر لیا اور اپنا سفر ایک بار پھر شروع کر دیا۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE

سانپ نے بچا لیا

سفر کرتے کرتے آخر کیلی زرد چٹانوں والے میدان میں آگئی۔
اس نے ناگ کو بیگ سے نکال کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا
تھا۔ ناگ بھی کیلی کی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔
بالآخر کیلی نے کہا۔
"یہی زرد چٹانوں والا میدان ہے۔ اب ہمیں ویران
محل اور اس کے قریب والا قبرستان تلاش کرنا ہو
گا۔"
تھوڑی دیر بعد انہوں نے درختوں کے جھنڈ کو دیکھا۔ کیلی
نے کہا۔
"ناگ بھیا! ویران محل ضرور اس جھنڈ میں ہو گا۔"
کیلی جب درختوں کے جھنڈ میں آئی تو وہاں واقعی ایک
زرد چٹانوں والے ویران محل کا کھنڈر موجود تھا۔ اس محل کے ارد
گرد ایک چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ زرد محل اس چار دیواری
کے بیچ تھا۔ چار دیواری میں ایک جگہ چھوٹا سا دروازہ تھا۔

"شہزادی بلی اسی دروازے سے ویران محل میں داخل ہوئی
ہو گی۔"
کیلی نے کہا۔
"محل تو ہمیں مل گیا ناگ بھیا! اب ہمیں اس قبرستان
کو ڈھونڈھنا ہے۔ جہاں گورکن کے جھونپڑے میں کالی
بلی رہتی ہے۔"
ناگ بولا۔
"بزرگ پری زاد نے کہا تھا کہ قبرستان ویران محل کے
قریب ہی ہے۔ آؤ دوسری طرف چلتے ہیں۔"
ویران محل کے پیچھے زرد چٹانوں کا ایک سلسلہ تھا۔ قریب
ہی انہیں بائیں جانب ایک جگہ اونچی دیوار درختوں میں سے جھانکتی
دکھائی دی۔ ناگ نے کہا۔
"ضرور یہ قبرستان کی دیوار ہے۔"
ناگ بولا۔
"ہمیں احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ تمہیں گورکن کو جا
کر کہنا ہو گا کہ تم ایک یتیم اور بے سہارا لڑکی ہو۔
جس کو ڈاکو اٹھا کر لے آئے تھے اور تم ان سے
جان چھڑا کر یہاں آگئی ہو۔ تم کوشش کرنا کہ گورکن تمہیں
اپنی جھونپڑی میں پناہ دے دے۔ اس کے بعد میرا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کام شروع ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ شہزادی بلی اسی جھونپڑی میں ہو گی۔"

کیٹی نے ناگ کو تسلی دی کہ جس طرح وہ کہہ رہا ہے ویسے ہی ہو گا۔ اور وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے آگے قبرستان کا ٹوٹا پھوٹا دروازہ آ گیا۔ کیٹی دروازے سے اندر کر قبرستان میں داخل ہو گئی۔ یہاں کتنی ہی پرانی ٹوٹی پھوٹی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ قبروں کے درمیان میں ایک جھونپڑا بنا ہوا تھا۔ کیٹی نے دیکھا کہ جھونپڑے کے باہر ایک بوڑھا آدمی تخت پر بیٹھا اپنی ٹوپی میں سوئی سے ٹانکے لگا رہا ہے۔ اس کے قریب ہی پانی کا گھڑا زمین پر رکھا تھا۔ کیٹی قریب گئی تو گورکن نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کون ہو تم لڑکی؟ کیا کسی مردے کو دفنانا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"بابا! میں بڑی دکھی لڑکی ہوں۔ یتیم ہوں۔ یہاں سے دور ایک شہر میں اپنی نانی کے ساتھ رہتی تھی۔ نانی مر گئی تو میں گھر میں اکیلی رہ گئی۔ پھر ڈاکو مجھے ایک رات اغوا کر کے لے گئے۔ وہ ایک جنگل میں لے آئے۔ میں بڑی مشکل سے ان سے جان چھڑا کر بھاگی ہوں۔ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ کیا آپ مجھے پناہ دیں گے؟"

بوڑھے گورکن نے کہا۔

"بیٹی! میں ایک غریب گورکن ہوں۔ جو روکھی سوکھی کھاتا ہوں۔ تم بھی کھا لیا کرنا۔ تمہیں پناہ دینا میرا انسانی فرض ہے۔"

کیٹی نے گورکن کا بے حد شکریہ ادا کیا اور بولی۔

"بابا! میں جھونپڑے کی صفائی کرتی ہوں۔"

بوڑھا گورکن ٹوپی سیتا رہا اور کیٹی نے جھاڑو لے کر جھونپڑی کے فرش کی صفائی شروع کر دی۔ ناگ اس کے کاندھے سے چپٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم نے خوب اداکاری کی کیٹی۔ اب اس بلی کو ڈھونڈو۔ مجھے تو یہاں کوئی بلی نظر نہیں آ رہی۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"کہیں جنگل میں گئی ہو گی۔ آ جائے گی۔"

بوڑھے گورکن نے باہر سے کہا۔

"بیٹی! تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟"

کیٹی بڑی حیران ہوئی کہ بوڑھے گورکن کے کان اتنے تیز ہیں کہ اس کی دھیمی آواز بھی اس نے سن لی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"آئندہ سے محتاط رہنا۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

کیٹی نے بلند آواز میں کہا۔
"میں اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھی بابا"
اور کیٹی جھاڑو دے کر باہر آگئی۔
"لو بابا! میں سی دیتی ہوں تمہاری ٹوپی"
اور کیٹی نے بوڑھے گورکن کے ہاتھ سے ٹوپی لے لی اور اس میں ٹانکے لگانے لگی۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ادھر ادھر بھی دیکھتی جا رہی تھی۔ کالی بلی اسے کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ بوڑھا گورکن جھونپڑی میں گیا۔ اندر سے آٹے کا برتن لے آیا۔ اور بولا۔

"بیٹی چولہے میں آگ جلا کر آٹا گوندھ ڈالو۔ تھوڑی سی سوکھی مچھلی پڑی ہے۔ اسی سے روٹی کھا لیں گے"
کیٹی نے کہا۔
"مجھے سوکھی سوکھی کھا کر ہی خوشی ہوتی ہے بابا"
اتنے میں میاؤں میاؤں کی آواز سنائی دی۔ بوڑھے گورکن نے جھنجلا کر کہا۔
"یہ کم بخت کالی بلی میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ جنگل میں ذرا دیر کو جاتی ہے اور پھر واپس آجاتی ہے"
کیٹی نے دیکھا کہ ایک زرد آنکھوں والی کالی بلی ذرا دور کھڑی رو رہی تھی۔ کیٹی کے کان میں ناگ کی آواز آئی۔

"یہی شہزادی بلی ہے"
کیٹی نے ناگ کی آواز سن لی تھی۔ اس نے ناگ کی بجائے گورکن سے کہا۔
"بابا! یہ تو بڑی پیاری بلی ہے"
گورکن نے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔
"تو پھر تم ہی اس دردِ سر کو سنبھالو۔ ڈال دیا کرو اسے دودھ روٹی"
کیٹی بولی۔
"میں تو اسے روز دودھ پلایا کروں گی"
یہ کہہ کر کیٹی نے بلی کو پیار سے چمکارا۔ بلی میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ گورکن بولا۔
"میں جنگل میں لکڑیاں کاٹ کر آتا ہوں۔ تم اتنی دیر تک آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا رکھنا"
گورکن کے جاتے ہی ناگ نے کہا۔
"کیٹی یہی شہزادی بلی ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے اس کے قریب زمین پر چھوڑ دو۔ میں اس کے بالوں میں چھپ جاؤں گا۔ کیونکہ پرسوں چاند رات ہے۔ پتہ نہیں پھر یہ یہاں آئے یا نہ آئے"
کیٹی نے بلی کی آنکھ بچا کر ناگ کو کاندھے سے اتار کر

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKS.PK

پر رکھ دیا۔ ناگ نے بلی جہاں بیٹھی تھی اس طرف رینگنا شروع کیا۔
کیٹی جھونپڑی میں گئی اور مٹی کی پیالی میں دودھ ڈال کر لائی اور
اسے بلی کے قریب رکھ دیا۔ بلی دودھ پینے لگی۔ ناگ زمین پر لکیر
کی شکل میں رینگتا ہوا بلی کی دُم کے پاس پہنچ گیا تھا۔ پھر آہستہ
آہستہ وہ بلی کی دُم پر آگیا اور رینگ کر بلی کے بالوں میں گھس گیا۔ بلی
کو کچھ احساس نہ ہوا کہ اس کے جسم پر ناگ ننھی سی لکڑی کی شکل
میں چڑھ چکا ہے۔ کیٹی نے ناگ کو آواز دی۔
"ناگ! تم اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے ہو کیا؟"
"ہاں" ناگ کی کمزور سی آواز آئی "میں اس بلی کے بالوں
میں اس کی گردن میں چھپا ہوا ہوں"
کیٹی اور ناگ کو اب چاند رات کا انتظار تھا۔ جب بزرگ پرلا
زاد کے قول کے مطابق بلی کو زرد ویران محل کی طرف جانا تھا۔ جمیرے
معذ کی رات چاند رات تھی۔ اس شام ناگ نے محسوس کیا کہ بلی کچھ
بے چین بے چین تھی۔ کیٹی نے بھی بلی کے معمول میں اس تبدیلی کو
محسوس کیا تھا۔ اس نے بلی کو دودھ پینے کو دیا۔ بلی دودھ کو
پیالی کے پاس آئی۔ دودھ کو ذرا سا سونگا اور منہ موڑ لیا۔ کیٹی نے
ناگ سے کہا۔
"ناگ! تم دیکھ رہے ہو۔ بلی دودھ نہیں پی رہی"
"اے ناگ کی کمزور سی آواز آئی۔

"ضرور یہ آج رات زرد محل کی طرف جا رہی ہے۔ تم
اسی جھونپڑی میں ہی رہنا۔ ہو سکتا ہے میں بلی کے ساتھ
صبح کو آؤں۔ یا ہو سکتا ہے وہاں کوئی ایسی ویسی بات ہو
جائے اور میں نہ آ سکوں۔ مگر تم بہرحال اسی جگہ رہنا۔
ہرگز ہرگز یہ جھونپڑی چھوڑ کر نہ جانا"
کیٹی نے ناگ کو یقین دلایا کہ وہ اسی جگہ اس کا انتظار کرے
گی۔ اس نے ناگ کو ہدایت کی کہ وہ اپنا خیال رکھے۔ بلی اب چلتی
چلتی جھونپڑی سے دور چلی گئی۔ اندھیرا گہرا ہوتا گیا۔ پھر رات
ہو گئی اور چاند زرد چٹانوں والے میدان پر نکل آیا۔ زرد چاندنی
میں چٹانیں چمکنے لگیں۔ بلی بے چین تھی۔ کبھی جھونپڑی کی طرف
جاتی اور کبھی زرد چٹانوں سے دور زرد محل والے درختوں
والے جنگل کی طرف دیکھ کر منہ اوپر اٹھا کر حلق سے عجیب
عجیب آوازیں نکالنے لگتی۔ ناگ محسوس کر رہا تھا کہ بلی کا
جسم آہستہ آہستہ لرزنے لگا ہے ——— ——

جوں جوں رات گہری ہو رہی تھی بلی کی بے چینی بڑھ
رہی تھی۔

جب رات آدھی گزر گئی تو بلی نے زرد ویران محل والے
درختوں کی طرف رخ کر لیا۔ وہ آہستہ آہستہ ویران محل کی طرف
چلنے لگی۔ محل کے قریب پہنچ کر بلی نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ اب

COURTESY ... .PDFBOOKSFREE.PK

وہ چلا گئی گلابی پتھروں کے اوپر سے اچھلتی درختوں کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ جب زرد ویران محل والی چار دیواری آ گئی تو بلی دروازے کے پاس رک گئی۔ یہاں رک کر اس نے منہ اوپر چاند کی طرف اٹھایا اور حلق سے لمبی آواز نکالی۔ یہ آواز اتنی عجیب و غریب تھی کہ ناگ بھی حیران سا ہو کر رہ گیا۔ وہ اس کی گردن سے چمٹا ہوا تھا۔ بلی آہستہ سے محل کی چار دیواری میں داخل ہو گئی۔

ناگ نے محسوس کیا کہ بلی کی گردن کے بال غائب ہو گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ ایک خوب صورت عورت کی گردن نظر آ رہی ہے۔ جس میں ہیرے جواہرات والا ایک خوب صورت ہار پڑا تھا۔ ناگ اس کے ہار سے چمٹا ہوا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ کالی بلی نے ایک بے حد دلکش اور حسین شہزادی کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس کے کپڑے ریشمی اور رنگ برنگے تھے۔ بال لمبے گھنگریالے بن گئے تھے پاؤں میں سنہری جوتی تھی۔ کپڑوں سے خوشبو اٹھ رہی تھی۔ [illegible] نازک نازک قدم اٹھاتی چار دیواری کے ویران باغ سے گزر کر چاندنی میں ویران محل کے ٹوٹے پھوٹے دروازے سے گزر کر محل کے صحن میں آ گئی۔ ناگ اب شہزادی بلی کے ہار پر بے رنگ کر شہزادی بلی کے سر کے بالوں میں آ کر [illegible] گیا کہ اسے باہر کا سارا منظر نظر آ رہا تھا۔

زرد ویران محل کا صحن کافی بڑا تھا۔ صبح کے وقت ناگ کٹیلے کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ اس وقت محل کا صحن اجڑا ہوا تھا اور سوائے ادھر ادھر بکھرے ہوئے پتھروں اور سوکھی جھاڑیوں کے اور کچھ نہیں تھا مگر اب وہاں رنگ و نور کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ شامیانے لگے تھے۔ روشنیاں ہو رہی تھیں۔ جیسے زمین پر ستارے اتر آئے ہوں۔ شامیانوں کے اندر سے سازوں کے بجنے کی آوازیں آ رہی تھیں لڑکیوں کے قہقہے بلند ہو رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ وہاں کوئی برات آئی ہوئی ہے۔

شہزادی بلی بڑی شان سے چلتی ہوئی شامیانوں کے دروازے میں سے گزر کر اندر چلی گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ خوب صورت ریشمی قالین بچھے ہیں۔ گیس روشن ہیں۔ خوشبوئیں اڑ رہی ہیں۔ لڑکیاں رنگ برنگے کپڑے پہنے پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے شربت کی صراحیاں لیے مہمانوں میں گھوم پھر رہی ہیں۔ مہمان رنگین پگڑیاں اور قیمتی دوشالے اوڑھے قالین پر بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ جونہی ان کی نظر شہزادی بلی پر پڑی ایک دم سے خاموش ہو گئے۔ پھر سب نے تالیاں بجا کر شہزادی بلی کا استقبال کیا۔ لڑکیوں نے آگے بڑھ کر شہزادی بلی کو ہار ڈالے۔ اس کے راستے میں پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں اور اسے عطر لگایا اور جھک جھک کر سلام کرنے لگیں۔ شہزادی بلی کو یہ لڑکیاں قالین کے درمیان بچھی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

[illegible] پہنچ گئیں۔ جہاں ریشمی گاؤ تکیے لگے تھے اور اگربتیاں سلگ رہی تھیں۔ دو عورتوں نے آگے بڑھ کر شہزادی بلی کو گلے لگایا اور بڑے ادب سے اسے بٹھایا۔ ایک عورت نے اٹھ کر اعلان کیا۔

"یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ شہزادی صاحبہ یہاں تشریف لائیں ہیں۔ ہمیں ان ہی کا انتظار تھا۔ اب ہماری ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مقدس ناچ سے ہمیں سرفراز کریں۔"

شہزادی نے اٹھ کر سب کی طرف ایک نگاہ ڈالی۔ جس عورت نے اعلان کیا تھا وہ شہزادی بلی کے بالکل قریب ہی کھڑی تھی۔ ناگ نے محسوس کیا کہ وہ بار بار شہزادی کے بالوں میں اسے دیکھ رہی ہے۔ ناگ گھبرا سا گیا۔ اسے یہ ساری محفل جادوگروں، پریوں اور [illegible] صورت جن بھوتوں کی محفل لگ رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ ہو [illegible] ہے۔ اس عورت نے اپنے طلسم کے ذریعے اسے دیکھ لیا ہو۔ [illegible] رہا۔

[illegible] بلی نے کہا۔

"کہاں سے آ رہی ہوں اور کس عالم میں رہتی ہوں؟ [illegible] کے بارے میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی۔ بس [illegible] کہ مجھے آپ کی یاد رہ رہ کر تڑپاتی ہے۔ کاش میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کے پاس اپنی دنیا میں واپس آ سکتی۔"

مہمانوں میں سے کسی نے کوئی بات نہ کی۔ سب خاموش بیٹھے شہزادی بلی کی طرف تکتے رہے۔ جیسے انہیں کچھ معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔ پاس کھڑی عورت نے آہستہ سے کہا۔

"ناگ! تم اس کی مشکل آسان کر سکتے ہو اور اس کی وجہ سے تمہاری مشکل بھی آسان ہو سکتی ہے۔"

ناگ تو ایک دم سے ایسے چونک اٹھا جیسے کسی نے اسے کاٹ دیا ہو۔ اس عورت کو اس کے نام کا کیسے پتہ چلا؟ وہ حیران ہو کر شہزادی بلی کے بالوں کے اندر سے اس پُراسرار عورت کو اپنی ننھی ننھی آنکھوں سے تکنے لگا۔ پھر بولا۔

"تم ـــ تم کون ہو؟"

پُراسرار عورت نے کہا۔

"بے شک اونچی آواز میں بولو۔ شہزادی بلی ہماری آواز نہیں سن سکتی۔ میں کون ہوں اور تم سے کیا کہنا چاہتی ہوں؟ اس کے لیے تم تھوڑی دیر بعد مجھ سے وہ کونے والے خیمے میں آ کر ملنا۔"

ناگ بولا۔

"مگر میں تو بہت ہی چھوٹی سی مکڑی ہوں۔ یہاں کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاؤں تلے آکر کچلا جاؤں گا۔"

پُراسرار عورت نے کہا۔

"تم اس وقت ہماری عجیب و غریب دنیا میں ہو۔ ہم تمہارے جادو کو نہیں توڑ سکتے مگر اتنا ضرور کر سکتی ہوں کہ تم ہوا میں اُڑ کر میرے خیمے میں آجاؤ گے۔ اب خاموش ہو کر شہزادی کا مقدس ناچ دیکھو۔"

ناگ چپ ہو گیا۔ شہزادی بلی کہہ رہی تھی۔

"میری داستان بڑی المناک ہے۔ میں کہاں سے آتی ہوں؟ کس حالت میں ہوتی ہوں؟ تم لوگوں کی یاد میں آنسو بہاتی رہتی ہوں۔ کیونکہ یہ میری اصل دنیا ہے جس سے میں دُور کر دی گئی ہوں۔"

لوگ اب بھی ایسے بیٹھے تھے جیسے انہیں کچھ بھی سنائی نہ دے رہا ہو۔ بلکہ اب تو لوگ ایک دوسرے سے باتیں بھی کرنے لگے تھے۔ پُراسرار عورت نے تالی بجائی اور بلند آواز میں کہا۔

"دوستو! شہزادی اب اپنا مقدس ناچ ناچے گی۔"

یہ واقعی بڑا مقدس رقص تھا۔ شہزادی کے اس رقص نے ایک خاص کیفیت طاری کر دی اور وہاں ایسی فضا چھا گئی۔ ساری کائنات شہزادی کے ساتھ مل کر رقص کر رہی ہو۔ فضا میں پھلجھڑیاں سی چھوٹ رہی تھیں۔ ستارے جھلملا جھلملا کر ٹوٹ رہے تھے۔ خوشبوئیں اُڑ رہی تھیں۔ گھنگھروں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ جب رقص ختم ہوا تو دیر تک سب لوگ سناٹے میں بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے اتنی زور سے تالیاں بجائیں کہ آسمان سر پر اٹھا لیا۔ شہزادی بلی نے جھک کر تین بار سلام کیا اور بولی۔

"اب میں اپنی والدہ کی قبر پر حاضری دینے جا رہی ہوں۔ کل رات پھر آپ کے سامنے اپنا رقص پیش کروں گی۔"

یہ کہہ کر وہ ایک طرف چلنے لگی۔ پُراسرار عورت اس کے پیچھے ہو گئی۔ ناگ کو اس پُراسرار عورت کی آواز آئی۔

"ناگ! اب تم میرے نیلے خیمے میں آجاؤ۔ میں اسی جگہ تمہیں ملوں گی۔"

ناگ نے دیکھا کہ پُراسرار عورت ایک دم سے غائب ہو گئی ہے۔ لوگ ایک بار پھر جشن منانے میں لگ گئے تھے۔ ریشمی کپڑوں والی لڑکیاں مہمانوں میں شربت اور پھول تقسیم کر رہی تھیں۔ ناگ اُچھل کر شہزادی بلی کے بالوں میں سے باہر نکل آیا۔ وہ زمین پر گرنے کی بجائے فضا میں ہی رکا رہا۔ پُراسرار عورت نے ٹھیک کہا تھا کہ وہ اب اُڑ سکے گا۔ اس عورت کا خیمہ کونے میں صاف نظر آ رہا تھا۔ جس کے اندر ستاروں ایسی نیلی روشنی ہو

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

[illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible]

یہ دیکھ کر اللہ آسمان پر [illegible] ستارے چمک رہے تھے۔
[illegible] دور [illegible] جا رہے تھے جن
[illegible] ہوتے چاند اور بیرے جا رہے تھے جن
میں سے روشنی کی کرنیں نکل رہی تھیں ان ڈھیروں کے درمیان
پودوں کی ایک سرنگ میں سے راستہ جا رہا ہے۔ ناگ اس راستے
پر اترے۔ یہاں پھولوں کی لڑیاں ختم ہوتی تھیں وہاں شفاف
نیلے پانی کا ایک سنگ مرمر کے کناروں والا حوض بنا ہوا تھا۔ اس
حوض کے کنارے ایک چاندی کے تخت پر وہی پُراسرار عورت
گانا سنانے بیٹھی تھی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ناگ! میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ آؤ۔ میرے
پاس یہاں تخت پر بیٹھ جاؤ۔"

ناگ ہرکارے کی شکل میں تھا تخت پر بیٹھ گیا۔ پُراسرار عورت
نے کہا۔

"تم سوچ رہے ہو گے۔ اللہ حیران ہو رہے ہو گے کہ یہ جگہ
کیا ہے اللہ یہ کون سی طلسمی دنیا ہے؟ میں نے تمہیں
اس لیے یہاں آنے کی اجازت دے دی ہے کہ
تمہیں ہمارے ایک بڑے عزیز بزرگ پری زاد
کے مہمان بھیجا ہے۔ سنو! یہ پری زادوں کی دنیا ہے۔
اور کبھی شہزادی بھی ہمارے ساتھ یہاں رہا کرتی تھی۔
اس دنیا میں زندگی ہی زندگی خوشی ہی خوشی ہے۔
نہ کوئی مرتا ہے۔ نہ کوئی بوڑھا ہوتا ہے۔ کسی کو کوئی غم
نہیں ہے۔ سب خوش و خرم رہتے ہیں۔
شہزادی بلی بھی کبھی اسی خوشی و مسرت کے عالم میں
ہمارے ساتھ رہا کرتی تھی۔ لیکن اس سے ایک غلطی
ہو گئی۔ جس کی سزا اسے یہ بلی کر اسے بلی بنا کر دنیا
میں بھیج دیا گیا۔ اب وہ بلی کی شکل میں دنیا والوں کی
دکھ بھری دنیا میں رہتی ہے۔ ان کی جھڑکیاں سہتی ہے۔
ان کی مار کھاتی ہے۔ اسے صرف اتنی رعایت دی گئی
ہے کہ وہ ہر چاند رات کو ہماری دنیا میں آ کر دو دن
ہنس کھیل کر گزار جایا کرے۔ مگر یہاں دن کے وقت
بھی رات کا سماں ہی رہتا ہے اور اسی طرح ستارے
چمکتے رہتے ہیں۔ ہم صرف چاند کے گھٹنے بڑھنے سے
دن اور رات کا حساب لگا لیتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ شہزادی بلی کی مشکل کس طرح
سے آسان ہو سکتی ہے۔ وہ کیسے واپس اپنی مسرتوں
کی دنیا میں واپس آ سکتی ہے۔ اور میرے جادو کا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیسے ہو سکتا ہے؟
پراسرار عورت نے کہا۔
"یہی بتانے کے لیے میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے اور
اس کی خاطر بزرگ پری زاد نے تمہیں یہاں بھیجا تھا۔ اب
میری بات دھیان سے سنو۔ شہزادی بلی کا نام شرف
نگار ہے۔ اس کو ایک غلطی کی سزا کے طور پہ بلی بنا کر
پریاں اور پری زادوں کی اس جنت سے نکال دیا گیا۔
ہے۔ کل رات وہ محل میں رقص کرے گی۔ رقص کرتے
کرتے اس کے جوڑے سے دو سفید پھول ٹوٹ کر گریں
گے۔ تم کسی طرح ان میں سے سب سے بڑے پھول کے
پاس جا کر اسے تین بار سونگھو گے تو تمہاری طاقت
واپس آجائے گی۔ تم پھر سے ناگ دیوتا بن جاؤ۔
گے۔ اس کے بعد تمہارا فرض ہو گا کہ تم شہزادی بلی
کی مدد کرو اور اسے پھر سے پری زادوں کی جنت میں
واپس لے آؤ۔ یہ ایسے ہو سکتا ہے کہ تم ناگ بلی
جانے کے بعد وہاں سے نکل کر اس ویران محل
والے برج کے نیچے تہہ خانے میں جاؤ گے۔
وہیں پر اس ایک شہزادی کی لاش دفن
ہے اس کی انگلی میں ایک زمرد کی انگوٹھی نکال
کر واپس ساتھ واپس قبرستان میں چلے جانا۔ جب شہزادی
بلی کی شکل میں تمہارے قبرستان ——— والے جھونپڑے
میں واپس آئے تو تم موقع پاکر اسے دودھ پلاتے ہوئے
یہ انگوٹھی اس کی دودھ کی رکابی میں ڈال دینا۔ اس
کے بعد شہزادی بلی جب دودھ پیئے گی تو اس کا طلسم بھی ٹوٹ
جائے گا۔ اور وہ پھر سے شہزادی بن کر ہماری جنت
میں واپس آجائے گی۔ کیا تم ایسا کرنے پر تیار ہو؟"
ناگ نے کہا۔
"میں شہزادی بلی اور اپنے جادو کو توڑنے کے لیے
سب کچھ کروں گا۔"
پراسرار عورت بولی۔
"بس ٹھیک ہے۔ اب تم واپس اس محل میں چلے جاؤ۔
کیونکہ یہاں کا وقت تمہاری دنیا کے وقت کے مقابلے
میں بہت تیزی سے گزرتا ہے۔ یہاں دوسری رات
کے مقدس ناچ کی تیاریاں کر رہی ہوں گی۔"
یہ کہہ کر پراسرار عورت وہاں سے غائب ہو گئی۔
ناگ نے آنکھیں جھپکیں تو دیکھا کہ وہ شہزادی بلی کی محل
کی ایک طرف ریشمی قالین کے قریب موجود ہے۔ ادھر ادھر
سونے پر قالین پر
پری زاد بیٹھے ہنس ہنس کر ایک دوسرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFRE

سے باتیں کر رہے ہیں۔ پریاں ان میں خوشبو اور پھول تقسیم کر رہی ہیں شمعیں روشن ہیں۔ چونکہ ناگ ایک چھوٹی سی مکڑی کی شکل میں تھا اس لیے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ناگ وہیں قالین کے ساتھ چمٹا رہا۔

اتنے میں گھنگھروں کی آواز بلند ہوئی اور ناگ نے شہزادی بلی کو دیکھا کہ کہکشاں ستارے والے زرق برق ریشمی کپڑے پہنے۔ بالوں میں سفید پھولوں کا جوڑا سجائے چلی آ رہی ہے۔ پریاں اور پری زاد اسے دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ پھر سازوں کی آواز گونجی اور شہزادی بلی نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ رقص کرتے کرتے وہ بڑی تیزی سے گول دائرے میں چکر کاٹنے لگی۔ یہ گردش اتنی تیز تھی کہ اس کے جوڑے سے دو سفید پھول ٹوٹ کر ناگ کے قریب قالین پر گر پڑے۔

ناگ آہستہ آہستہ رینگتا ان پھولوں کے پاس چلا آیا۔ ان میں ایک پھول ذرا بڑا تھا۔ ناگ مکڑی نے قریب جا کر اپنا منہ رکھ دیا اور سانس اندر کو کھینچا پھول کی خوشبو اتنی میٹھی اور دل آویز تھی کہ ناگ کو جیسے نیند آنے لگی۔ اسے اپنے [illegible] میں تھکی محسوس ہوئی اور ایسے لگا کہ اس کی طاقت واپس [illegible] اس جگہ وہ سب کے سامنے سانس کھینچ کر انسانی یا کسی [illegible] کی شکل بدلنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ رینگتا ہوا محفل سے باہر نکل گیا۔

وہ سامنے والے تخت کے پیچھے سے ہو کر محل کے شمالی دروازے کی طرف آ گیا تھا۔ یہاں چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ نے اپنی طاقت کو آزمانے کے لیے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا تو وہ عقاب کی شکل بدل چکا تھا۔ ناگ کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔ وہ اڑان بھر کر اوپر کو اٹھا اور چاندنی سے بھری ہوئی فضا میں دو تین چکر لگانے کے بعد شمالی برج کے پاس آ کر نیچے اتر آیا۔ اس برج کے نیچے پُراسرار عورت کے کہنے کے مطابق ہزاروں برس پہلے کی قبر تھی۔ یہاں ناگ عقاب کی شکل بدل کر سانپ کے روپ میں آ گیا تھا۔ برج کے نیچے ایک چھوٹا سا شگاف تھا۔

ناگ شگاف کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ پتھر کے زینے کے آگے ایک تہہ خانے میں پرانی قبر بنی ہوئی تھی۔ ناگ نے قبر کے اردگرد دو تین چکر لگائے۔ ایک جگہ قبر میں سوراخ تھا۔ سوراخ میں رینگنے کے بعد ناگ ایک ٹوٹے پھوٹے تابوت کے پاس نکل آیا۔ تابوت کا ڈھکنا مٹی بن چکا تھا۔ تابوت میں ایک عورت کی لاش اس حالت میں پڑی تھی کہ اس کا جسم ابھی تک تروتازہ تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ شہزادی کی لاش کی انگلی میں [illegible] کی انگوٹھی چمک رہی تھی۔ ناگ نے انگوٹھی نکال کر منہ میں [illegible] اور قبر سے باہر آ گیا۔ اب اس کا رخ ویران محل [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ہی دروازے کی طرف تھا جہاں سے شہزادی بلی پری زادوں کی
...اس جنت میں داخل ہوئی تھی۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا درمیان
...ں کی اس حسین محل سے فاصلہ ہو گیا۔ پھر وہ محل کے کھنڈر سے بھی
...کافی دور چلا گیا۔

چاندنی چاروں طرف پھیل ہوئی تھی۔ ناگ قبرستان میں داخل
ہوا تو اسے کیٹی کی تیز خوشبو آنے لگی۔ وہ بڑا خوش ہوا کیونکہ
صرف یہ کہ اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس مل گئی تھی بلکہ کیٹی بھی
واپس آ گئی تھی قبرستان کی جھونپڑی کے باہر ایک دیا روشن
تھا۔ باہر چارپائی پر گورکن بابا سو رہا تھا۔ کیٹی جھونپڑی کے اندر
سو رہی تھی۔ ناگ وہیں ایک قبر کی اوٹ میں گھس گیا۔ اس
نے کیٹی کو اپنی زبان میں آواز دی۔ کیٹی سو کہاں رہی تھی۔ وہ تو
جاگ رہی تھی۔ اسے بھی تھوڑی دیر پہلے ناگ کی خوشبو آئی
تھی۔ اب جو ناگ کی آواز آئی تو وہ تیزی سے اٹھ کر اس کی
...آئی جدھر سے آواز آئی تھی۔
...قبر کے پاس اس نے ناگ کو انسانی شکل میں بیٹھے دیکھا تو خوشی سے
...چہرہ کھل اٹھا۔
...بیٹا! تمہیں پھر سے اپنی شکل میں دیکھ کر مجھے بے
...ہو رہی ہے"
...قبرستان میں ایک طرف لے گیا۔ پھر اسے سارا

شہزادی بلی نے سنایا اور زمرد کی انگوٹھی دے کر کہا۔
"اب تمہارا کام یہ ہے کہ بلی کو صحیح سلامت دودھ پلانے
کے بعد یہ انگوٹھی اس کی رکابی میں ڈال دینا"
کیٹی نے کہا۔
"شہزادی بلی کب واپس آئے گی؟"
ناگ بولا۔
"کچھ کہا نہیں جا سکتا کیونکہ میں جس جنت سے ہو کر
واپس آیا ہوں وہاں کا وقت ہمارے وقت
کے مقابلے میں مختلف ہے۔ بہرحال ہمیں قبرستان کے
دروازے پر بیٹھ کر شہزادی بلی کی واپسی کا انتظار کرنا
ہوگا"
کیٹی کہنے لگی۔
"یہ رات کا پچھلا پہر ہے۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد میں صبح
ہو جائے گی۔ چلو۔ قبرستان کے دروازے پر چل کر
بیٹھتے ہیں"
کیٹی اور ناگ قبروں کے درمیان سے گزرتے قبرستان کے
باہر آ کر دروازے کی ایک طرف بیٹھ گئے۔ وہ اس کچے راستے
کو دور تک دیکھ رہے تھے۔ جو ویران زمرد محل کے کھنڈر کی طرف
چاندنی میں کچا راستہ بالکل خالی اور سنسان نظر آ رہا

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ف ... بولے لگا۔
... کے بعید نہیں تھی کہ اتنی بڑی میرا غم ... گوگا نگر
... بزرگ عورت نے میری مدد کی اور خدا کے فضل و کرم
... سے پھر سے اپنی پوری طاقت کے ساتھ اصلی شکل
میں واپس آ گیا۔ اب شہزادی بلی کو اس کی اصلی حالت
میں واپس لانے کے بعد ہم جنر مانیا اور تھیو سانگ کی
تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔"
کیٹی نے کہا۔
"خدا جانے وہ کہاں اور کس ملک میں ہوں گے۔"
ناگ بولا۔
"اب ہم ایک دوسرے کی خوشبو محسوس کر سکتے
ہیں اس لیے ہم انہیں ڈھونڈ لیں گے۔ میرا خیال
ہے کہ ممکن ہے وہ ابھی تک ہمالیہ کے پہاڑوں والے
گیارہ سو میں ہی ہماری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔"
کیٹی آہستہ سے بولی۔
"وہ اتنی دیر تک وہاں کیا کرتے ہوں گے مجھے تو ایسا
ہے کہ وہ وہاں سے نکل چکے ہوں گے۔"
... نے کہا۔
"... وہاں چل کر معلوم ہو گا۔"

اچانک دور سے بلی کی میاؤں میاؤں سنائی دی۔ دونوں
کے کان کھڑے ہو گئے۔
کیٹی نے آہستہ سے کہا۔
"وہ دیکھو۔ بلی شہزادی واپس آ رہی ہے۔"
شہزادی شرف نگار سیاہ بلی کی شکل میں قبرستان کی طرف چلی
وہی تھی۔ ناگ اور کیٹی ایک طرف جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے۔
شہزادی بلی میاؤں میاؤں کرتی ان کے قریب سے گزر کر قبرستان
کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی۔ کیٹی نے ناگ سے کہا۔
"گورکن بابا نے تمہیں نہیں دیکھا۔ تم اسی جگہ ڈیوڑھی میں
ہی ٹھہرو۔ میں جھونپڑی میں جاتی ہوں۔ اگر شہزادی بلی
نے اس وقت دودھ پینے پر آمادگی ظاہر کی تو میں ابھی
دوا اس کی دودھ کی پیالی میں ڈال دوں گی۔"
کیٹی یہ کہہ کر جھونپڑی کی طرف جانے ہی لگی تھی کہ شہزادی بلی
قبروں پر سے دوڑتی ہوئی آئی اور قبرستان کی ڈیوڑھی میں ناگ کے
سامنے زور زور سے میاؤں میاؤں کرنا شروع کر دیا۔ کیٹی نے
کہا۔
"ناگ! معلوم ہوتا ہے شہزادی بلی کو احساس ہو گیا ہے۔
کہ اس کے جادو کا توڑ تمہارے پاس ہے۔"
ناگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم جلدی سے جھونپڑی میں جاؤ اور رکابی میں دودھ ڈال کر لے آؤ"

کیٹی جھونپڑی کی طرف دوڑ گئی۔ شہزادی بلی اندھیرے میں اپنی زرد زرد آنکھوں سے ناگ کو تک رہی تھی اور بڑی نرم آواز میں میاؤں میاؤں کر رہی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"شہزادی بہن! کیٹی کے آتے ہی اللہ کے حکم سے تمہارا جادو طلسم بھی ٹوٹ جائے گا"

کیٹی دودھ والی رکابی لے کر آ گئی۔ ناگ نے اس میں زمرد کی انگوٹھی ڈال دی اور رکابی کو شہزادی بلی کے آگے کر دیا۔ شہزادی بلی غٹاغٹ دودھ پینے لگی۔ کیٹی اور ناگ کی آنکھیں بلی پر جمی ہوئی تھیں۔ ابھی بلی نے دودھ کے چند ایک گھونٹ ہی پیتے ہوں گے کہ بلی ایک دم سے پیچھے ہٹ گئی۔ پھر وہ گھاس پر لیٹ گئی۔ کیٹی نے ناگ کے کان میں کہا۔

"بلی کا طلسم ٹوٹ رہا ہے"

بلی کے جسم سے روشنی کی ایک تیز چمک باہر کو ابھری اور دوسرے لمحے گھاس پر بلی کی جگہ ایک خوب صورت ریشمی [illegible] والی شہزادی اشرف نگار لیٹی ہوئی تھی۔ یہ وہی شہزادی تھوڑی دیر پہلے ویران محل کے پری زادوں کی محفل [illegible] تھی۔ شہزادی نے ناگ اور کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں تم دونوں کی بے حد شکر گزار ہوں کہ تمہاری وجہ سے میرا جادو ٹوٹ گیا ہے"

کیٹی اور ناگ شہزادی کو انسانی شکل میں دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ شہزادی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ رکابی میں اب زمرد کی وہ انگوٹھی نہیں تھی جس کے اثر نے شہزادی کے طلسم کو توڑ دیا تھا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ماریا کے پاؤں کے نشان

شہزادی اشرف نگار نے ناگ سے کہا۔
"تم نے مجھے ایک بڑے عذاب سے نجات دلائی ہے
میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں؟"
ناگ بولا۔
"ملکہ بہن! اگر تم ہمارے کچھ کام آنا چاہتی ہو
تو ہمیں یہ بتا دو کہ ہمارے بچھڑے ہوئے دوست
میر تھیوساگ اور ماریا ہمیں کہاں ملیں گے؟"
شہزادی نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔
"یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں
سے پچیس کوس کے فاصلے پر ہندوستان کے شمال میں
ایک شہر آباد ہے۔ اس شہر سے باہر ملوی کا مقبرہ
ہے۔ اس مقبرے کے باغ میں ہر رات جب سارا شہر
سو جاتا ہے یہاں سیر کرنے کے لیے اُترتی
ہیں۔ یہ انگوٹھی تم انہیں

ہے کسی پری کو دکھانا تو وہ تمہیں شاہ پری کے
پاس لے جائیں گی جو میری بڑی بہن ہے۔ شاہ پری
تمہیں جزماریا اور تھیوساگ کا پتہ بتا دے گی۔"
ناگ اور کیٹی خوش ہوئے۔ شہزادی اشرف نگار نے
ناگ کو اپنی سرخ عقیق والی انگوٹھی اُتار کر دی اور کہا۔
"اسے حفاظت سے اپنے پاس رکھنا اگر یہ انگوٹھی
تمہارے پاس نہ ہوئی تو پریوں کے آسیب میں پھنس
جاؤ گے۔"
پھر شہزادی اشرف نگار اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔
"اچھا خدا حافظ! اب میں اپنی جنت میں واپس جاتی
ہوں۔ تمہارا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔"
یہ کہہ کر اشرف نگار شہزادی غائب ہو گئی۔
کیٹی نے ناگ سے کہا۔
"ناگ! تم طرح طرح کے روپ بدلتے رہتے ہو
اس لیے یہ انگوٹھی مجھے دے دو۔ میں اسے پہن
لوں گی۔"
ناگ نے انگوٹھی کیٹی کے حوالے کر دی۔ جس نے اسے اپنی
انگلی میں پہن لیا اور بولی۔
"کیا خیال ہے کہ اب ہمیں واپس گورکن بابا کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں نہ اسی جگہ سے
ہتناپور شہر کی طرف روانہ ہو جائیں۔ میرے پاس چاندی
کے تین سکے ہیں۔ یہ ہمارے سفر میں کام آئیں گے۔"
ناگ مسکراتے ہوئے بولا۔
"میری طاقت واپس آگئی ہے۔ اب میں زمین کے
اندر سے اپنی ضرورت کے لیے سونے کے سکے بھی
نکلوا سکتا ہوں۔"
انہوں نے آخری بار قبرستان والی جھونپڑی کی طرف نگاہ
ڈالی اور رات کے اندھیرے میں شہر کی طرف جاتی سڑک پر
روانہ ہو گئے۔ باقی رات وہ سڑک پر چلتے رہے۔ صبح کی روشنی
ہوئی تو انہیں دور ایک گاؤں کے کچے مکان نظر آئے۔ یہاں
انہوں نے دو گھوڑے اور کچھ سفر کا سامان خرید کر ان پر
لادا اور خود بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر دوسرے بڑے شہر
جانے والی سڑک پر چل پڑے۔
دوسرا بڑا شہر دو دن کے سفر کے بعد آیا۔ اس شہر کی ایک
سرائے بھی تھی۔ یہاں سے کیٹی اور ناگ کو معلوم ہوا کہ ہتناپور
صرف ایک قافلہ دو دن بعد جائے گا۔ ناگ بولا۔
خیال ہے کہ ہمیں اب قافلہ کے ساتھ سفر کرنا چاہیے؟
کو ناگ کی یہ تجویز پسند آئی۔ انہوں نے سفر کا کرایہ ادا

کیا اور دو دن بعد قافلے میں شامل ہو کر اپنی منزل کی طرف
روانہ ہو گئے۔ ہتناپور وہاں سے کافی دور تھا۔ مگر ناگ اور کیٹی
کو خوشی تھی کہ وہ اب عنبر ماریا اور تھیوسانگ کا آسانی سے سراغ
لگا سکیں گے۔

○

اب ہم عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی طرف آتے ہیں جو ابھی
تک کیلاش منڈ میں ہی رہ کر ناگ اور کیٹی کا انتظار
کر رہے تھے۔ جب ناگ اور کیٹی کے ملنے کی امید ختم ہو
گئی تو ماریا نے عنبر سے کہا۔
"عنبر بھیا! اب زیادہ انتظار کرنا بیکار ہے۔"
تھیوسانگ نے بھی ماریا کے خیال کی حمایت کی اور کہا۔
"ہاں۔ اگر ناگ کیٹی کو آنا ہوتا تو وہ یہاں اب
تک آ گئے ہوتے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ یہاں سے
اب کوچ کر جانا ہی بہتر ہے۔"
عنبر نے کہا۔
"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن اب ہم جائیں
گے کہاں؟ ہندوستان کا تو ہم نے کونہ کونہ
چھان مارا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ناگ اور کیٹی
اس ملک میں نہیں ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ بھی سر کو کھجاتے ہوئے بولا۔
"میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس ملک ہندوستان میں ہوتے تو ہم اتنی دیر سے انہیں ڈھونڈھ چکے ہوتے۔ وہ کہیں دکھائی تو ضرور دیتے۔"
مایا نے پوچھا۔
"تو پھر ہمیں کس ملک کی طرف چلنا چاہیئے؟"
"میں تو یہی کہوں گا کہ ہمیں ملک ایران کا رُخ کرنا چاہیئے۔ یہ ملک یہاں سے شمال مغرب کو ہے۔ ہو سکتا ہے ناگ اور کیٹی سے ملک ایران میں ہماری ملاقات ہو جائے۔ اگر وہ وہاں بھی ہمیں نہ ملے تو ہم واپس اسی ملک میں آجائیں گے۔"
یہ تجویز سب کو پسند آئی چنانچہ انہوں نے کیلاش مند کو الوداع کہا اور ایک پہاڑی پگڈنڈی پر شمال مغربی پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان پہاڑیوں کے پار ملک ایران کی سرحد شروع ہو جاتی تھی۔ کئی روز تک پہاڑی وادیوں میں سفر کرنے کے بعد وہ میدانی علاقے میں آگئے۔ پہاڑی سلسلہ پیچھے رہ گیا تھا۔ اب خشک اور ویران پہاڑیاں ان سے کچھ دُور نظر آتے تھیں۔ میدان بنجر تھا۔ کہیں کہیں کوئی آبادی آتی تو ہرے بھرے کھیت بھی مل جاتے۔
اسی طرح سفر کرتے کرتے آخر عنبر تھیوسانگ اور مایا ایک شہر کی چار دیواری کے پاس پہنچ گئے اگرچہ یہ شہر چھوٹا تھا مگر اس کی حصار دیواری کافی بلند تھی اور اس کے سات بُرج دیوار کے ابر پہرے دار سپاہیوں کے لیے بنے ہوئے تھے۔ شہر کی چار دیواری کے باہر ہرے بھرے کھیت اور کسانوں کے کچے مکانات تھے۔ شہر کے پیچھے کی جانب ایک چھوٹا سا دریا بھی بہہ رہا تھا۔ راجے کے محل کے مینار دُور سے شہر کے اندر نظر آرہے تھے۔
مایا نے کہا۔
"اس شہر میں چل کر ناگ کیٹی کو دیکھا جائے۔"
وہ شہر کے دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ شہر کی چار دیواری کے اندر بھی کھیت باغ اور ایک نہر بہتی تھی۔ گلیاں اور سڑکیں کھلی تھیں۔ مکان اونچے اور خوب صورت تھے کھیتوں میں قریب کسانوں کی آبادی بھی تھی۔
عنبر بولا۔
"اس آبادی میں کوئی مکان کرائے پر لے لیتے ہیں۔"
تھیوسانگ بولا۔
"کیوں نہ کسی باغ میں ٹھکانہ لگا لیا جائے۔"
مایا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کھلی جگہ پر رہنے سے خوامخواہ لوگ آتے جاتے دیکھتے ہیں۔ میرا تو خیال ہے کہ اس آبادی میں کوئی مکان کرائے پر ہی لے لیں تو اچھا ہے۔"

چنانچہ وہ سامنے کھیتوں میں واقع پہلی آبادی میں آگئے۔ یہاں منبر نے ایک آدمی سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی مکان کرائے پر مل جائے گا؟ اس آدمی نے کہا۔

"بھائی! یہاں ایک ہی عورت ہے جو مسافروں کو اپنے مکان کا ایک کمرہ رہنے کو دے دیا کرتی تھی ورنہ کوئی کرایہ بھی نہیں لیتی تھی۔ مگر اس وقت وہ سخت عذاب میں مبتلا ہے۔ بے چاری کو اپنی ہوش تک نہیں۔"

منبر نے کہا۔

"کیوں؟ کیا وہ سخت بیمار ہے؟"

وہ آدمی بولا۔

"بیمار بھائی تو یہ امید تھی کہ اسے آرام آجائے گا لیکن وہ اس مشکل میں پھنس گئی ہے کہ اس سے چھٹکارا ناممکن ہے۔"

منبر نے کہا۔

"آخر وہ کون سی مصیبت ہے جو اس نیک دل عورت پر آن پڑی ہے۔ ہو سکتا ہے ہم اس کی مدد کر سکیں۔"

وہ آدمی گہرا سانس بھر کر بولا۔

"بھائی! اب تو بھگوان ہی چاہے تو اس کی مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ ورنہ اس کے خاندان کی تباہی میں کوئی شک نہیں ہے۔"

اب منبر نے دلچسپی لیتے ہوئے اس آدمی سے سوال کیا تو وہ بولا۔

"بھائی! اس نیک دل عورت کا نام چمپا دیوی ہے۔ اس کا ایک ہی بیٹا ہے جس کی اس نے بڑے چاؤ سے شادی کی تھی۔ پھر بھگوان نے چمپا دیوی کو ایک پوتا دیا تو اس نے سارے گاؤں میں مٹھائی بانٹی۔ لیکن کرنا بھگوان کا کیا ہوا کہ ایک روز چمپا دیوی کا جوان اکلوتا بیٹا ٹھاکر راجہ کے محل کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک بوڑھی عورت پر پڑی جس کو راجہ کا سپاہی بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا محل کی طرف لے جا رہا تھا۔ ٹھاکر سے بوڑھی عورت کی بے عزتی برداشت نہ ہو سکی۔ وہ راجہ کے سپاہی سے الجھ گیا۔ اس نے بوڑھی عورت کو وہاں سے چھڑا کر بھگا دیا۔ دوسرے سپاہی بھی وہاں آگئے۔ انہوں نے ٹھاکر کو گرفتار کر کے راجہ کے دربار میں پیش کر دیا۔ یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا راجہ بڑا ظالم ہے۔ اس نے حکم دیا کہ ٹھاکر کو سسکائی
کام میں دخل دینے اور عورت کو بچانے کے جرم میں
میں موت کی سزا دی جاتی ہے آج رات اس نیک دل
عورت کے اکلوتے جوان بیٹے کو راجہ کے حکم سے
چار دیواری کے باہر دریا کنارے زمین میں زندہ دفن
کر دیا جائے گا۔ اب بھلا تم اس بدنصیب ماں کی
کیا مدد کر سکو گے۔ جاؤ بھائی کسی دوسری بستی
میں مکان تلاش کرو۔"

یہ کہہ کر وہ آدمی آگے چل دیا۔ تھیو سانگ نے عنبر کی طرف
دیکھا۔ ماریا کی آواز آئی۔

"اس عورت کے اکلوتے بیٹے ٹھاکر کو بچانا اب
ہمارا فرض بنتا ہے کیونکہ وہ بے گناہ ہے۔ اس
نے کوئی قصور نہیں کیا۔ اس نے تو ایک بوڑھی عورت
کو ظالم سپاہی کے ظلم سے بچایا تھا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نیک دل
عورت کے اکلوتے بچے کو بے گناہ مارا جا رہا ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہمیں اسے ضرور بچانا چاہیئے۔"

"لیکن ایک بات کا ہمیں خیال رکھنا ہوگا اور وہ یہ ہے
کہ ہمیں اس نوجوان ٹھاکر کو اس طرح بچانا چاہیئے کہ
زندہ بچ جانے کے بعد وہ اسی شہر میں اپنی ماں اور بچوں
کے ساتھ رہ سکے۔ کیونکہ یہاں اس کی ماں کا اپنا مکان ہے
کھیت کھلیان ہے؟"

ماریا نے پوچھا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

عنبر بولا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ٹھاکر کو قبر سے نکال
کر لے بھی آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ سب کے
سامنے اپنے گھر میں واپس آکر رہنے لگا تو راجہ کے
سپاہی اسے دوبارہ پکڑ کر لے جائیں گے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہم اس کی ماں سے کہیں گے کہ وہ اپنے بیٹے
اور اس کی بیوی کو لے کر یہاں سے کسی دوسرے
شہر میں چلی جائے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"یہاں اس کے لیے ایک مسئلہ بن جائے گا۔ کیا [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو سکتا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

مایا نے سوال کیا

"کیا مطلب بھئی؟"

عبر نے مسکرا کر کہا۔

"یعنی مطلب یہ کہ ٹیک دل ماں کا لڑکا بھی بچ جائے اور راجہ کا حکم بھی پورا ہو جائے۔"

تھیو سانگ اور مایا خاموش ہو گئے۔ تھیو سانگ سر کھجانے لگا۔

"بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

عبر نے کہا۔

"اسی پر ہم تینوں غور کر لیتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔"

مایا کہنے لگی۔

"کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم غور کرتے رہ جائیں اور راجہ کے سپاہی بے گناہ لڑکے کو زمین میں زندہ دفن کر دیں۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"ترکیب تو یہ ہے کہ میں کسی طرح راجہ کے شکار کو چرا کر کے اپنی جیب میں ڈال کر وہاں سے نکال لاتا ہوں۔"

عبر نے ہنس کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر تم اسے واپس اس کی والدہ کے پاس ہی لاؤ گے اور یہاں ظاہر ہے اسے پھر سے بڑا کرنا ہے۔ جب وہ بڑا ہو گا تو سارے شہر میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ ٹھگ کر اپنے گھر میں فرار ہو کر آ گیا ہے۔ پس راجہ کے سپاہی آئیں گے اور اسے دوبارہ پکڑ کر لے جائیں گے۔"

اب مایا بولی۔

"تو اس کے علاوہ تو دوسری کوئی ترکیب نہیں ہے عبر بھیا!"

عبر نے کہا۔

"سوچنے سے کوئی ترکیب نکل سکتی ہے۔"

پھر وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

"چلو پہلے اس عورت کے گھر میں چل کر دیکھتے ہیں۔ ماں سے ملتے ہیں۔ اتنی دیر میں شاید کوئی ترکیب ذہن میں آ جائے۔"

تھیو سانگ عبر اور مایا تینوں پکی بستی کے اس مکان کے پاس پہنچ گئے۔ جس کے اندر ایک عورت کے رونے کی آواز آ رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ی تھی۔ باہر بھی کچھ لوگ صف بچھا کر اس پر سر جھکائے
...ا میں بیٹھے تھے۔ یہ بے گناہ نوجوان ٹھاکر کے رشتے دار تھے
تھیو سانگ اور منیر بھی صف پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔
منیر نے آہستہ سے ماریا سے کہا۔
"اندر جا کر دیکھو"
ماریا مکان کے اندر چلی گئی۔ مکان کے دو کمرے تھے جو بڑے سلیقے سے سجے تھے مگر ہر شے پر ویرانی برس رہی تھی۔ نوجوان ٹھاکر کی ماں کو بار بار بے ہوشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ آخر وہ ماں تھی جس کا اکلوتا بیٹا آج رات موت کے منہ میں جا رہا تھا۔ وہ بے ہوش نہ ہوتی تو اور کیا ہوتا۔ اس کی بہو یعنی ٹھاکر کی بیوی دبلی پتلی تھی۔ اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ شوہر کی تصویر لیے کونے میں بیٹھی چپکے چپکے آنسو بہا رہی تھی۔ کچھ عورتیں اسے بھی تسلی دے رہی تھیں۔ اس کا ننھا بیٹا پلنگڑی پہ بے خبر سو رہا تھا۔ اس معصوم کو خبر ہی نہیں تھی کہ آج رات وہ یتیم ہو جائے گا۔

ماریا سے یہ دردانگیز منظر نہ دیکھا گیا۔ وہ جلدی سے باہر آ گئی اور منیر تھیو سانگ کے بیچ میں آ کر بیٹھ گئی اور بولی۔
"میں نے تو اندر کا غم ناک منظر نہیں دیکھا گیا۔ ہمیں اس بے گناہ نوجوان کو ہر حالت میں بچانا چاہیئے۔ اگر وہ مر گیا تو یہ بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہوگی۔ میں اس کی ماں کی جو حالت دیکھ آئی ہوں مجھے نہیں امید کہ وہ اپنے جوان بیٹے کی موت کے بعد زندہ رہ سکے۔"
منیر نے آہستہ سے کہا۔
"یہاں سے اٹھ کر باغ میں چلتے ہیں"
وہ اٹھ کر کھیتوں کے پاس والے باغ میں آ گئے۔ شام کی سنہری دھوپ پھیل رہی تھی۔ دن غروب ہو رہا تھا۔ رات کی آمد آمد تھی۔ اسی رات بے گناہ نوجوان کو راجہ کے حکم سے زمین میں دفن کیا جانے والا تھا۔
منیر نے کہا۔
"میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے"
"وہ کیا؟" ماریا نے پوچھا۔
تھیو سانگ بولا۔
"بھیا! میں تو کہتا ہوں کہ زیادہ سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم کچھ سانپ بلوا کر راجہ کے محل میں بھجوا دو۔ راجہ ظالم ہے۔ سانپ اسے ہلاک کر ڈالیں اور سارا قصہ ہی ختم ہو جائے گا"
منیر مسکرا دیا۔
"تھیو سانگ! تم بھول رہے ہو کہ میں منیر ہوں۔ بگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جی ہوں۔ سانپ میرا اس قسم کا حکم کبھی نہیں مانیں
گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر میں ویسے جا کر
راجہ کو مار ڈالتا ہوں تو بھی اس سے کوئی فائدہ نہیں
ہوگا۔ راجہ مر جائے گا تو اس کا وزیر یا جو بھی اس
کی جگہ گدی پر بیٹھے گا وہ راجہ کے حکم کو آگے چلائے
گا اور ہمارا بے گناہ نوجوان پھر بھی موت کے
گھاٹ اتار دیا جائے گا۔"

ماریا بات کاٹ کر بولی۔

"عنبر بھیا! تمہارے ذہن میں ایک ترکیب آئی تھی۔
بتاؤ تو کہ وہ ترکیب کیا ہے؟"

عنبر کہنے لگا۔

"ترکیب یہ ہے کہ میں راجہ کے دربار میں پیش ہو کر
اس نوجوان کی جگہ اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہوں اور
کہتا ہوں کہ چونکہ وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہے۔ لہٰذا
اسے چھوڑ کر اس کی جگہ مجھے موت کے حوالے کر دیا
جائے۔"

اب ماریا ہنسنے لگی۔

"بھلا راجہ یہ کیوں مانے گا؟ اسے کیا ضرورت پڑی
ہے کہ ایک گرفتار کئے ہوئے مجرم کو رہا کر کے

اس کی جگہ ایک ایسے نوجوان کو زمین میں دفن کرنے کا حکم
حکم دے جس نے اس کی نظروں میں کوئی جرم نہیں
کیا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"عنبر بھیا! یہ ترکیب معاف کرنا کچھ احمقوں والی
لگتی ہے۔"

عنبر نے گردن پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

"تو بھئی تم کوئی ترکیب بتا دو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ میں کسی نہ کسی طرح
اس نوجوان کو چھوٹا کر کے جیل سے نکال لاتا ہوں۔"

عنبر بولا۔

"اس سے پھر وہی مسئلہ سامنے آ جائے گا کہ
ان لوگوں کو یہ شہر چھوڑ کر فرار ہونا پڑے گا۔ میں
چاہتا ہوں کہ نوجوان ٹھاکر کی جان بھی بچ جائے اور
وہ اپنی ماں اور بیوی بچے کے ساتھ اپنے اسی گھر
میں بھی رہے۔"

ماریا نے کہا۔

"پھر تو یہی بہتر ہے کہ ہم تینوں مل کر کام کریں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ذہن میں ایک خیال آیا ہے "
"وہ کیا" عنبر نے پوچھا۔
ماریا کہنے لگی۔
"میں نے یہ دیکھا ہے کہ مالوہ اور اس کی رعایا یہاں اگنی دیوی یعنی آگ کی دیوی کی پوجا کرتے ہیں۔ اگنی دیوی کو یہ بھگوان سمجھتے ہیں۔ نوجوان ٹھاکر کو جب راجہ کے سپاہی زمین میں دفن کر دیں گے تو تم لوگ اسے کسی طرح سے باہر نکال لاؤ۔ اس کے بعد کا کام میں سنبھال لوں گی "
عنبر نے کہا۔
"تم کیا کرو گی بھلا؟"
ماریا کہنے لگی۔
"یہ میں تمہیں ابھی نہیں بتاؤں گی مگر اتنا یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ اس کے بعد یہ نوجوان اسی اپنے گھر میں رہے گا۔ اور راجہ کے سپاہی اسے ہاتھ ہی نہیں لگائیں گے۔ بلکہ راجہ اسے اپنا وزیر بنا کر بھی رکھ سکتا ہے"
عنبر اور تھیو سانگ نے کہا کہ اگر تم کو اپنی ترکیب پر یقین ہے تو ہم نوجوان ٹھاکر کو قبر میں سے نکال لائیں گے
گیا تو ماریا تو راجہ کے محل کی طرف حالات کا پتہ چلانے

اڑ گئی اور عنبر اور تھیو سانگ دریا کے کنارے اس جگہ آکر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ جہاں نوجوان ٹھاکر کو رات کے وقت زمین میں زندہ دفن کیا جانا تھا۔
جب رات ہو گئی تو وہاں سپاہی آکر پہرے پر کھڑے ہو گئے۔ مزدوروں نے ایک جگہ قبر کھود کر تیار کر لی تھی۔ راجہ کے حکم سے سپہ سالار وہاں اپنے حفاظتی دستے کے ساتھ پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر میں نوجوان ٹھاکر کو لایا گیا۔ اس کے ہاتھ پشت پر باندھے ہوئے تھے۔ چار سپاہی اسے کھدی ہوئی قبر کے کنارے لے آئے۔ سپہ سالار نے راجہ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ راجہ کے حکم سے تمہیں قبر میں زندہ دفن کر کے موت کی سزا دی جاتی ہے۔ نوجوان ٹھاکر کا چہرہ خوف سے مرجھایا ہوا تھا۔ مگر وہ اپنی جان بچانے کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب اسے موت کے منہ سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اسے اپنی ماں اور بیوی بچے کا خیال آیا تو اس کی آنکھوں سے ——— آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ عنبر اور تھیو سانگ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔
اتنے میں ماریا بھی وہاں آگئی۔ اس نے کہا۔
"راجہ کے محل میں کسی پر اس بے گناہ کی موت کا کوئی اثر نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنے عیش و عشرت میں مصروف ہیں "

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ر ...ر ...ر زندہ بچے گا۔ جانے لگا تو اس نے
...کر کہا۔
...میں بے گناہ ہوں۔ میں بے گناہ ہوں۔ سامنے مجھ پر
...کر رہا ہے بھگوان کو اس کو ضرور سزا دے گا۔"
سپہ سالار نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ سپاہیوں نے اسے قبر میں
دھکا دے دیا اور نوجوان قبر میں گر گیا۔ اس کے گرتے ہی سپاہیوں
نے بیلچوں کی مدد سے قبر میں مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ عنبر نے
تھیو سانگ سے کہا۔
"تھیو سانگ! یہ تو دم گھٹنے سے مر جائے گا۔"
تھیو بولا:
"اب میرا کام شروع ہوتا ہے۔"
یہ کہہ کر ماریا قبر کی طرف تیزی سے لپکی۔ ابھی نوجوان مٹی کے نیچے
دبا نہیں تھا۔ مٹی کے ڈھیلے اس کے کاندھوں پر گر رہے تھے اور
وہ ہاتھ جوڑے آنکھیں بند کئے قبر میں بیٹھا خدا کو یاد کر رہا تھا۔
ماریا نے جاتے ہی اس خیال سے کہ وہ ڈر نہ جائے اور شور نہ
مچائے اس کے کان میں کہا۔
"بھگوان نے تیرے بچانے کو بھیجا ہے۔ بولنا
خاموش رہنا۔"
اس کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اب مٹی

...ن کے منہ کی بجائے ادھر ادھر گر رہی تھی۔ جب سپاہیوں کی
...ں میں نوجوان کا پورا جسم قبر کی مٹی میں چھپ گیا تو ماریا
نے ایک ہی جھٹکے سے نوجوان کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ ماریا
کے کاندھے پر آتے ہی نوجوان غائب ہو گیا۔ ماریا اسے لے کر
فضا میں بلند ہوئی اور عنبر تھیو سانگ کے پاس آ کر بولی۔
"جنگل کی طرف چلو۔ وہ سامنے جہاں دریا کنارے
دیا ٹمٹما رہا ہے۔"
عنبر اور تھیو سانگ اونٹ کندھے دینے کی طرف چل پڑے جو
کچھ فاصلے پر دریا کنارے ٹہلتا رہا تھا۔ نوجوان اٹھا کر ماریا کے
کاندھے پر غائب تھا۔ اسے اپنا جسم نظر نہ آیا۔ تو اس پر غشی
طاری ہو گئی۔ اس قسم کے انوکھے تجربے سے وہ پہلے کبھی نہیں
گزرا تھا۔ ماریا اسے تسلی دے رہی تھی مگر نوجوان اٹھا کر مست خود
زندہ تھا اور آنکھیں بند کئے ماریا کے نظر نہ آنے والے کاندھے
پر لٹکا ہوا تھا۔
دریا کنارے جہاں چراغ جل رہا تھا وہ ایک ملاح کی جھونپڑی
تھی۔ ملاح جھونپڑی کے باہر چراغ جلتا چھوڑ کر نوجوان کی موت
کا منظر دیکھنے گیا ہوا تھا۔ جھونپڑی کے پیچھے نیچی جگہ پر مچھلیاں
پکڑنے کی جھاڑیاں تھیں۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔
"اونٹ کو اس جگہ پر آنے دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ اور عنبر جھاڑیوں میں آئے تو ماریا نے نوجوان ٹھاکر کو کاندھے سے اُتار کر گھاس پر بٹھا دیا۔ وہ فوراً ظاہر ہو گیا۔ وہ بے حد گھبرا رہا تھا۔ اسے موت کے منہ سے بچ نکلنے کی خوشی بھی تھی مگر ایک دہشت بھی اس کے بدن پر طاری تھی۔ کیونکہ اسے اپنی بچانے والی نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ بھگوان نے اس کی دعا سن لی ہے اور اگنی دیوی کو اس کی مدد کو بھیجا ہے۔ عنبر اور تھیوسانگ کو وہ اگنی دیوی کے پجاری سمجھ رہا تھے۔ عنبر نے بھی نوجوان کو تسلی دی۔

ماریا نے اسے کہا۔

"ٹھاکر! میں اگنی دیوی ہوں۔ یہ دونوں میرے پجاری ہیں۔ تم کو بھگوان کے حکم سے موت کے منہ سے بچا لیا گیا ہے۔ مگر کچھ دن تم ایک خفیہ جگہ پر جنگل میں رہو گے۔ اس کے بعد میں خود تمہیں تمہاری ماں اور بیوی بچے کے پاس لے جاؤں گی۔"

[illegible] نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔

"[illegible] دیوی! راجہ کے سپاہی مجھے پھر سے گرفتار [illegible] لے جائیں۔"

[illegible] رعب دار آواز میں کہا۔

"[illegible] ہو سکتی ہے کہ اگنی دیوی کے مقابلے پر آئے؟ تم خاموش رہو اور دیکھو بھگوان کیا کرتا ہے۔"

ماریا نے عنبر کے کان میں کہا۔

"اس جنگل میں کوئی پوشیدہ جگہ ضرور ہو گی۔ چلو وہاں چلو۔ تھیوسانگ کو بھی ساتھ رکھو۔ میں ٹھاکر کو اٹھائے تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گی۔"

عنبر بولا۔

"اب اسے کاندھے پر اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں۔"

ماریا بولی۔

"احتیاط بہت ضروری ہے۔"

ماریا نے نوجوان ٹھاکر کو اپنے کاندھے پر دوبارہ اٹھا لیا اور عنبر تھیوسانگ کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ دوسری طرف سپہ سالار کے حکم سے قبر بند کر دی گئی۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے راجہ کے حکم سے نوجوان مجرم ٹھاکر کو قبر میں زندہ دفن کر دیا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ قبر میں سوائے مٹی کے اور کچھ نہیں تھا۔ سپہ سالار نے قبر پر پہرہ لگایا اور خود گھوڑے پر بیٹھ کر راجہ کو یہ سنانے کے لیے محل کی طرف چل دیا کہ اس کے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنگل میں عنبر تھوڑا سا فاصلہ طے کر کے ایک خفیہ جگہ تلاش کر لی۔ یہ ایک چھوٹا سا غار تھا۔ نوجوان ٹھاکر کو اس غار میں لے جا کر بٹھا دیا گیا۔ مایا جنگل سے ایندھن کے لیے پھل اور پتوں کے دونے میں پانی لے آئی۔ پھر اس نے نوجوان سے کہا۔

"میں تمہارے گھر جا رہی ہوں تاکہ تمہاری ماں اور تمہاری بیوی کو جا کر یہ خوش خبری سناؤں کہ تم زندہ ہو۔"

نوجوان کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو امڈ آئے۔ ہاتھ باندھ کر بولا۔

"اگنی دیوی! میں تیرا خادم بن کر باقی زندگی تیری خدمت کرتا رہوں گا۔ کیا تم مجھے میرے گھر نہیں لے جاؤ گی؟"

مایا نے کہا۔

"نہیں ابھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ بس تم خاموش رہو۔ اللہ اس جگہ بیٹھے رہو۔ میرے ساتھ ایک پجاری تمہارے گھر جائے گا۔ دوسرا پجاری تمہارے پاس اس غار میں رہے گا۔"

اس کے بعد مایا نے عنبر کو ساتھ لیا اور رات کے اندھیرے نوجوان ٹھاکر کے مکان کی طرف چل پڑی۔ اس بیچارے کے گھر میں غم کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سب رشتے دار جا چکے تھے۔ نوجوان کی ماں اور بیوی کوٹھڑی میں بیٹھی آہستہ آہستہ آنسو بہا رہی تھیں۔ عنبر نے دروازے پر دستک دی۔ بیوی نے مرجھائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اب یہاں کون آیا ہے بھائی؟"

عنبر کوٹھڑی میں داخل ہو کر بولا۔

"ماں جی! میں آپ کو یہ خوش خبری سنانے آیا ہوں کہ آپ کا بیٹا ٹھاکر زندہ ہے۔"

بوڑھی ماں اور غم زدہ بیوی تو عنبر کا منہ تکتی رہ گئیں۔ ماں نے آنسو بھری آواز میں کہا۔

"بیٹا! اس طرح سے تم ہمارا غم دور نہیں کر سکتے۔"

ٹھاکر کی بیوی نے آہ بھر کر کہا۔

"کبھی مُردے بھی زندہ ہوتے ہیں؟"

اور یہ کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مایا عنبر کے بالکل قریب کھڑی تھی۔ وہ بالکل خاموش تھی۔ عنبر نے چراغ جلا دیا۔ کوٹھڑی میں روشنی ہو گئی۔ عنبر چارپائی پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"ماں جی! میں بہت جلد آپ کے بیٹے کو لے کر یہاں آ جاؤں گا۔ وہ زندہ ہے اور ہم نے اسے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خاص جگہ چھپا رکھا ہے"

مگر ماں اور بیوی کو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا۔ ماریا نے عنبر کو ایک طرف لے جا کر کہا۔

"ابھی انہیں اس سے زیادہ کچھ نہ بتاؤ۔ کہیں معاملہ الٹ نہ ہو جائے۔ تم واپس جنگل میں جاؤ۔ میں راجہ کے محل کی طرف جاتی ہوں"

عنبر نے ایک بار پھر ٹھاکر کی ماں کو قسمیں دی اور اس بات کی تاکید کی کہ وہ اس کا ذکر ابھی کسی سے نہ کرے۔ دونوں عورتیں اب بھی حیران ہو کر عنبر کو تک رہی تھیں۔ عنبر واپس چلا گیا۔ ادھر ماریا راجہ کے محل میں پہنچ گئی تھی۔ اس وقت راجہ اپنے پوجا گھر کے کمرے میں سونے کے چراغ دان میں چربی جلا کر آگ کی پوجا کر رہا تھا۔ شاہی پجاری اس کے سامنے مسند ڈال کر بیٹھا اگنی دیوی کے اشلوک پڑھ رہا تھا۔ راجہ اگرچہ بڑا ظالم تھا مگر وہ روزانہ رات کو آگ کی پوجا ضرور کرتا تھا۔

ماریا خاموشی سے چراغ دان کے پاس آئی اور غور سے راجہ کو دیکھنے لگی۔ شاہی پجاری کی آنکھیں بند تھیں اور وہ بلند آواز میں اشلوک پڑھ رہا تھا۔ راجہ نے چراغ دان میں جلتے ہوئے دیئے کے آگے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ چراغ کی لو کو دیکھ رہا تھا۔ ماریا نے ہاتھ آگے بڑھایا اور سونے کا چراغ دان اٹھا لیا۔ جونہی چراغ دان ماریا کے ہاتھ میں آیا وہ غائب ہو گیا۔ راجہ نے جب چراغ دان کو اچانک آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوتے دیکھا تو پہلے اسے یقین نہ آیا۔ اس نے اپنی آنکھیں دو تین بار جھپکائیں چراغ دان سچ مچ غائب تھا۔ راجہ دہشت زدہ سا ہو گیا۔ اس کے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور شاہی پجاری سے کہا۔

"پجاری جی! پوجا کا چراغ دان غائب ہو گیا ہے"

شاہی پجاری نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی پجاری نے دیکھا کہ ——— مقدس پوجا کا چراغ دان فرش سے چار فٹ اونچا ہوا میں ——— لٹکا ہوا ہے۔ یہ شاہی پجاری تجربہ کار اور ویدوں کے علم کا ماہر تھا۔ اپنے اسی علم کی وجہ سے اس نے چراغ دان کو تو دیکھ لیا مگر اسے ماریا نظر نہیں آئی تھی۔ شاہی پجاری سمجھ گیا کہ یہ کوئی بہت بڑا آسیب یا جن بھوت کا کام ہے۔ کیونکہ ایسا کام وہی کر سکتا تھا۔ شاہی پجاری نے اس راز کو ظاہر نہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اسے بھی چراغ دان دکھائی نہیں دے رہا۔ اس نے حیرانی سے کہا۔

"ہاں مہاراج چراغ دان غائب ہے مگر یہ کہاں چلا گیا؟"

اب ماریا نے خاص قسم کی آواز نکال کر کہا۔

"میں نے آگ کا شعلہ غائب کر دیا ہے۔ میں اگنی دیوتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] آنی دیوی کھلی؟"

مادیا بھی اس حقیقت سے بے خبر تھی کہ شاہی پجاری اگرچہ اسے نہیں دیکھ سکا مگر وہ اس کے ہاتھ میں تھامے ہوئے [illegible] دان کو دیکھ رہا تھا۔ شاہی پجاری نے عیاری سے کام لیتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا۔

"دیوے ہو اگنی ماتا کی جے ہو"

راجہ نے بھی سر جھکا دیا اور بولا۔

"ہو اگنی ماتا کی جے ہو۔ مگر مجھے اپنی اگنی سے کیوں محروم کر دیا۔ دیوی جی؟"

مادیا نے غصے سے کہا۔

"اس لیے کہ تم نے ایک بے گناہ نوجوان کو زمین میں زندہ دفن کر دیا ہے"

راجہ گھبرا کر بولا۔

"اگنی ماتا! مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی"

شاہی پجاری برابر ہوا میں لٹکے چراغ دان اور اس میں ہونے والے دیئے کی لو کو بھی دیکھ رہا تھا۔ مگر مادیا اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ اس نے عاجزی سے سر جھکایا اور

"[illegible] وہ نوجوان تو اب مر چکا ہے۔ ہمیں حکم دیجئے کہ ہم کیا کریں؟"

مادیا نے اسے جھڑک دیا بولی۔

"تم بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہو۔ لیکن چونکہ وہ نوجوان بے گناہ تھا اس لیے ہم نے اسے زندہ بچا لیا ہے۔ لیکن میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ تم چالیس دن تک روزانہ رات کو میری پوجا کرو۔ اور تم راجہ ـــــ میں تم کو حکم دیتی ہوں کہ جس نوجوان کو تم نے زندہ دفن کرنے کا حکم دیا تھا اس کو ایک شاندار حویلی بنا کر دو اور اس کے نام زمین کی آمدنی بھی کر دو۔

راجہ نے سر جھکا دیا اور بولا۔

"اگنی ماتا! میں تمہارے حکم کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ میں آج ہی اس نوجوان کے لیے ایک حویلی بنوانے کا حکم جاری کرتا ہوں۔ اور اس کے نام زمین بھی کر دوں گا"

شاہی پجاری چوری آنکھ سے برابر اس چراغ دان کو تک رہا تھا۔ جو مادیا کے ہاتھ میں تھا۔ اور فرش سے چار فٹ بلند ہوا میں جیسے لٹکا ہوا تھا۔ مادیا نے کہا۔

"اگر اپنے وعدے پر تم قائم نہ رہے تو میں تمہارے محل کو آگ لگا دوں گی"

راجہ نے گڑگڑا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اگنی ماتا! ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے حکم کو نہ مانوں۔ میں اس دھرتی کو جیلی زمین کے علاوہ دولت سے بھی مالا مال کر دوں گا۔"

ماریا یہی چاہتی تھی۔ اس نے چراغ دان کو فرش پر رکھ دیا۔ شاہی پجاری نے دیکھا کہ سونے کا چراغ دان ہوا میں سے اپنے آپ نیچے آیا اور فرش پر ٹک گیا۔ راجہ کو چراغ دان صرف اسی وقت نظر آیا جب اسے فرش پر رکھنے کے بعد ماریا نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا۔ راجہ سجدے میں گر گیا۔

"جے ہو اگنی ماتا کی جے ہو"

شاہی پجاری نے بھی سجدہ کر کے ماتھا ٹیکا اور پھر سر اٹھاتے ہوئے بولا۔

"اگنی ماتا کی جے ہو"

ماریا نے کہا۔

"اب میں جاتی ہوں۔ تم دونوں کو جو حکم دیا گیا ہے آج ہی سے عمل شروع کر دو۔"

"جے ہو مہاگیا اگنی دیوی! اگنی ماتا! جے ہو۔ جے ہو"

راجہ نے ایک بار پھر سجدہ کر دیا۔ پجاری اٹھا۔ فرش پر اس وقت پوجا کے لیے استھان کا سیندور بکھیر دیا گیا تھا۔ ماریا کمرے سے باہر اپنی جگہ سے اٹھا اور چلا۔

"مہاراج! اب آپ جا کر آرام کریں۔ میں اگنی ماتا کے حکم کے مطابق مندر میں جا کر عبادت شروع کرتا ہوں۔"

راجہ اپنی خواب گاہ میں چلا گیا۔ شاہی پجاری نے راجہ کے جاتے ہی جھک کر فرش کو دیکھا۔ صرف ہی منٹ میں سات بار ایک اشوک پڑھ کر فرش پر پھونکا تو مارے حیرانی کے وہ اچھل پڑا۔ کیونکہ اب اسے فرش کے سیندور پر انسانی پاؤں کے نشان نظر آ رہے تھے۔ یہ نشان ماریا کے پاؤں کے تھے۔ شاہی پجاری ان کے پیچھے پیچھے باہر آ گیا۔ ماریا کے پاؤں کے نشان باہر والے برآمدے پر بھی تھے۔ یہ سرخ سیندور کی وجہ سے برآمدے کے فرش پر بھی نظر آ رہے تھے۔ ماریا کے پاؤں ہلکی ہلکی سرخ سیندور کی چھاپ لگاتے برآمدے سے گزر کر محل سے باہر جانے والے راستے پر بھی شاہی پجاری کو صاف نظر آنے لگے تھے۔ اگرچہ وہاں دن کی روشنی نہیں تھی۔ مگر شاہی پجاری اپنے خاص اشلوکوں کی وجہ سے ان نشانوں کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اب اُسے یہ تشویش لگی کہ یہ جس آسیب کے پاؤں کے نشان ہیں اگر اس نے دیکھ لیا کہ شاہی پجاری اس کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے تو کہیں وہ اسے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ شاہی پجاری کو ایک بات کا یقین تھا کہ یہ اگنی دیوی نہیں تھی۔ کیونکہ اگنی دیوتا کی کوئی بیوی نہیں تھی۔ اگر اس کی کوئی بیوی ہوتی بھی تو وہ جس چیز کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] کے ماکھ ہو جانا چاہیئے تھے۔ چنانچہ وہ اس راز کو معلوم
[illegible] کہ یہ آسیب کون ہے جو اگنی دیوی کا بہروپ
[illegible] کر وہاں آیا تھا یا آئی تھی۔
[illegible] نے محل سے نکلنے کے بعد جنگل کے قریب پہنچ کر
[illegible] اڑنا شروع کر دیا تھا۔ شاہی پجاری بھی محل سے
[illegible] جنگل کے کنارے تک آیا۔ یہاں ماریا کے پاؤں کے
[illegible] غائب ہو گئے تھے۔ شاہی پجاری سمجھ گیا کہ یہاں
[illegible] جنگل میں داخل ہو گیا ہو گا۔ اس نے سوچا کہ وہ کل
[illegible] میں داخل ہو کر آسیب کے معمے کا کو حل کرنے کی کوشش
[illegible]۔ وہ واپس اپنے محل کی طرف چل پڑا۔
[illegible] وہاں سے سیدھی جنگل کی اس خفیہ کمین گاہ میں آئی
[illegible] اور تھیوسانگ بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ نوجوان
[illegible] کے پاس ہی تھا۔ ماریا نے انہیں ساری بات بتائی
[illegible] سے کہا کہ راجہ اپنے کنے پر پچھتا رہا ہے اور وہ
[illegible] دولت سے مالا مال کر دے گا بلکہ اسے
[illegible] ٹھاکر دینے والا ہے۔ نوجوان ٹھاکر کو ابھی تک
[illegible]۔ جب صبح ہوئی تو عنبر تھیوسانگ اور ماریا اسے
[illegible] گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ ماریا ان کے
[illegible] تھی۔ ٹھاکر کی ماں نے جب
[illegible] خاوند کو اپنے سامنے دیکھا

تو خوشی اور حیرانی سے وہ اسے تکتی رہ گئیں پھر وہ اس سے
لپٹ گئیں۔
عنبر نے ٹھاکر کی ماں کو بتایا کہ راجہ اپنے کنے پر پچھتا رہا
ہے اور اس نے ان کے لیے ایک حویلی بنانے اور انہیں
دولت سے مالا مال کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے تو انہیں اس پر بھی
یقین نہیں آ رہا تھا۔ اتنے میں راجہ کے نوکر سونے چاندی سے بھرے
ہوئے تھال لے کر وہاں پہنچ گئے۔ یہ ساری دولت نوجوان ٹھاکر
کے لیے تھی۔ ساتھ ہی شاہی خادم نے انہیں خوش خبری سنائی کہ
راجہ کے حکم سے ان کیلئے حویلی کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔
ٹھاکر کی ماں تو عنبر اور تھیوسانگ پر واری جا رہی تھی۔ اس نے
فوراً عنبر اور تھیوسانگ کے لیے ایک الگ کوٹھڑی کھلوا کر
وہاں بستر بچھوا دیئے کیونکہ عنبر اور تھیوسانگ اور ماریا نے
وہاں کچھ دیر رہ کر ناگ اور کیٹی کو تلاش کرنے کا فیصلہ تھا۔
دوسری طرف جب دن نکلا تو شاہی پجاری اپنے جسم
کو ایک سیاہ چادر میں لپیٹ کر گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کے
کنارے آ گیا۔ یہاں ماریا کے پاؤں کے ساتھ لگے ہوئے سرخ
سیندور کے نشان ختم ہو گئے تھے۔ شاہی پجاری جنگل میں داخل
ہو گیا۔ کافی دیر تک وہ جنگل میں ادھر ادھر گھومتا رہا۔ آخر
وہ اس کھوہ تک پہنچ گیا جہاں عنبر تھیوسانگ نے [illegible]
وقت ٹھاکر کو چھپایا تھا۔ شاہی پجاری کو یہاں [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جھاڑی کے ساتھ لگا ہوا نظر آیا تھا۔ یہ ٹھاکر کی پرانی بنیان تھی جسے وہ سکھانے کے لیے وہاں ڈال کر بھول گیا تھا۔

شاہی پجاری گھوڑے سے اتر پڑا اور جھاڑی کے پاس گیا۔ ابھی وہ بنیان کو جھاڑی سے اتار کر دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کی نظر نیچے سوکھی گھاس پر پڑی جہاں ماریا کے پاؤں کے ساتھ لگا ہوا سرخ سیندور صاف نظر آ رہا تھا شاہی پجاری بے تابی سے آگے بڑھا۔ یہ سرخ پاؤں کے نشان [illegible] کی طرف جا کر واپس پلٹ آئے تھے اور پھر جنگل میں دوسری طرف جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ تین اور آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی تھے۔

شاہی پجاری سمجھ گیا کہ آسیب یہاں آیا تھا اور یہاں اس کے ساتھ تین مزید آدمی شامل ہو گئے تھے۔ وہ ماریا کے سرخ پاؤں کے نشانوں کے پیچھے جنگل میں چلنے لگا۔ پاؤں کے نشان ایک جگہ جنگل سے باہر آ گئے۔ شاہی پجاری بھی [illegible] پیچھے پیچھے چلتا جنگل سے باہر نکل آیا۔ پاؤں کے جنگل سے دور کھیتوں کی پگڈنڈی سے ہوتے ہوئے [illegible] کے باہر کھیتوں کے پاس والی کچی بستی کی طرف [illegible]۔ شاہی پجاری کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کچی [illegible] نوجوان ٹھاکر کا مکان تھا۔ جس کو راجہ نے زندہ [illegible] دی تھی۔

شاہی پجاری یہاں سے آگے جانے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ کہیں آسیب اسے دیکھ کر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ وہ وہیں سے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ محل کے پیچھے پجاری کے ایک خاص چیلے کا مکان تھا۔ یہاں جا کر اس نے اپنے چیلے کو بتایا کہ شہر میں ایک عجیب و غریب آسیب داخل ہو گیا ہے۔ جس کا سراغ لگانا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ اس نے اس مکان میں بیٹھ کر ایک فقیر سادھو کا بھیس بدلا۔ لمبی ڈاڑھی لگائی۔ ہاتھ میں کشکول پکڑا۔ پاؤں میں لکڑی کی کھڑاؤں پہنی اور اولکھ نرنجن کا نعرہ لگاتا آسیب والی کچی بستی کی طرف چل پڑا۔

بستی میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنا رخ ٹھاکر کے مکان کی طرف پھیر لیا۔ مکان سے کچھ فاصلے پر اسے ماریا کے پاؤں کے سرخ نشان ایک بار پھر نظر آنا شروع ہو گئے۔ شاہی پجاری کو اب پکا یقین ہو گیا تھا کہ آسیب نوجوان ٹھاکر کے مکان کی طرف ہی گیا ہے۔ شاہی پجاری نے وہیں سے فقیروں کی طرح آواز لگانی شروع کر دی۔ وہ آہستہ آہستہ ٹھاکر کے مکان کی طرف جا رہا تھا۔ کیونکہ ماریا کے پاؤں کے نشان بھی اسی مکان کی طرف جاتے تھے۔ ٹھاکر کے مکان کا دروازہ بند تھا۔ شاہی پجاری نے مکان کے باہر کھڑے ہو کر آواز لگائی۔

"اولکھ نرنجن! بھگوان کے نام پر دکشنا دو"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[redacted]

...ہوا تو کچھ دیر خاموشی میں چاندی کے سات سکے
...سے سردار بھوجی ۔ اسے دولت کی اب کیا پروا تھی ۔ راجہ نے
...اس لئے یہ بیش بہا سونے چاندی کے سکے بھجوائے تھے۔
شاہی پجاری سمجھ گیا کہ راجہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ شاہی
پجاری نے ٹھاکر کی ماں سے کہا۔

"بہن! تو بڑی بھاگوان ہے۔ بھگوان نے تیرے بیٹے
کو نئی زندگی دی ہے۔ مگر ابھی تک تیرے گھر پر منحوس
راکھشش کا سایہ ہے۔"

ٹھاکر کی ماں بھی دوسری عورتوں کی طرح کمزور اور وہمی عورت
تھی۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مہاراج! آپ کوئی اپائے کریں، میں آپ کا منہ موتیوں
سے بھر دوں گی۔"

شاہی پجاری نے کہا۔

"اس کے لیے تیرے مکان کی کسی کوٹھڑی میں بیٹھ
کر پوجا کرنا ہوگا۔"

ٹھاکر کی ماں بولی۔

"جو حکم کریں مہاراج۔ میرے دھن بھاگ ہوں
گے۔"

پجاری بولا۔

"تجھے کوئی گاؤں گا بیٹی۔ اوکھد درشن!"

اور شاہی پجاری خاموشی سے آگے نکل گیا۔ جب
تھیوساگ اور ماریا کو پتہ چلا کہ ٹھاکر کی ماں نے کسی سادھو
آفیر کو اپنے مکان پر پوجا کرنے کے لیے کہا ہے۔ تو انہوں نے
کوئی خیال نہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عورتیں بڑی وہمی
ہوتی ہیں۔ دوپہر کے بعد ماریا تھیوساگ اور عنبر شہر کی طرف
نکل گئے کہ شاید کہیں ناگ یا کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔ اگرچہ
شہر کی فضا میں ناگ اور کیٹی میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔
پھر بھی انہوں نے اپنی تلاش جاری رکھی۔

شام تک وہ شہر میں ادھر اُدھر گھوم پھر کر ناگ اور کیٹی کو
تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ شام کے بعد وہ واپس
ٹھاکر کے مکان پر آکر اپنی کوٹھڑی میں آگئے۔ ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ناگ کیٹی اس شہر میں نہیں ہیں اس لیے
ہمیں اب ملک ایران کا رُخ کرنا چاہیئے۔"

تھیوساگ بولا۔

"دو ایک روز اور دیکھ لیتے ہیں۔ پھر چلے جائیں
گے ایران کی طرف۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے رات کا اندھیرا چھا گیا۔ ٹھاکر اپنی بیوی،
بیٹے کو کھانا کھانے گا۔ اس کی ماں نے دوسری کوٹھڑی میں
عنبر اور تھیوساگ کے ساتھ
لیا۔ عنبر کی کھال فرش پر بچھا دی تھی تاکہ سادھو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک ——— وہاں اپنا جلہ شروع کر سکے۔ عنبر تھیوسانگ اس
میں کوئی دخل نہیں دے رہے تھے۔ اتنے میں شاہی پجاری
فقیر سادھو کے بھیس میں وہاں پہنچ گیا۔ اس نے عنبر اور تھیوسانگ
کو ایک نظر دیکھا۔ اور پھر ان سب کو دعائیں دیتا کوٹھڑی میں
جاکر ہرن کی کھال پر جاکر بیٹھ گیا اور اونچی آواز میں اشلوک
پڑھنے شروع کر دیئے۔ اشلوک پڑھتے پڑھتے اس نے
محسوس کیا کیا کوئی اس کے قریب سے ہوکر گزر گیا ہے۔
یہ ماریا تھی جو اس سادھو کو دیکھنے آئی تھی کہ وہ اندر
کیا کر رہا ہے۔ شاہی پجاری نے اپنے چہرے سے کچھ بھی
ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور آنکھیں بند کیے انجان بنا اشلوک پڑھتا
چلا گیا۔

○

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی
قسط نمبر ۴۵ آلائٹ ہاؤس کے ڈھانچے میں پڑھیں گے۔

⌒

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE

www.pdfbooksfree.pk

سائیکو ہاؤس

ڈین کونٹز

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اویہ کیٹی خلا میں

لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت: ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸
طابع: تاج دین پرنٹرز، آبکاری روڈ، لاہور

پیارے ساتھیو!

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی تھیوسانگ کی طویل داستان کی ایک اور قسط آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی خوشی حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے اس بات کی بھی بے حد خوشی ہے کہ آپ کو یہ طویل داستان بہت پسند آ رہی ہے اور آپ اس سے لطف کے ساتھ ساتھ مفید اور زندگی میں کام آنے والی معلومات بھی حاصل کر رہے ہیں۔ بس میرا یہی بہت بڑا انعام ہے زندگی میں انسان اگر کسی کو کوئی ایک آدھ اچھی بات بتا دے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا نیکی کا کام ہوتا ہے۔ میں اللہ میاں کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ کام انجام دینے کی توفیق عطا کی۔ امید ہے آپ دوستوں کو عنبر ناگ ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ کی یہ قسط بھی بہت پسند آئے گی۔

تمہارا انکل - اے حمید

N- 454 راہ چمن۔ سمن آباد - لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فہرست

- غیبی بچاری
- مکار برہمن
- یوروکا کی رہائی
- مگرمچھ، ناگ، کیٹی
- لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے

غیبی بچاری

شاہی بچاری سادھو کے روپ میں ہرن کی کھال پر آلتی پالتی مارے بیٹھا اشلوک پڑھ رہا تھا۔ ماریا دو قدم کے فاصلے پر کوٹھڑی کی دیوار کے پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ شاہی بچاری اگرچہ ماریا کو دیکھ نہیں سکتا تھا لیکن اسے ماریا کی موجودگی کا احساس ہوگیا تھا جب ماریا شاہی بچاری کے قریب سے گذری تھی تو بچاری کو صاف لگا تھا کہ کوئی اس کے قریب سے ہوکر گزرا ہے۔ اسے ماریا کے کپڑوں کی سرسراہٹ بھی سنائی دی تھی حالانکہ کوئی بھی عام آدمی نہ تو ماریا کو دیکھ سکتا تھا نہ اسے ماریا کے گزرنے کا احساس ہو سکتا تھا اور نہ ہی وہ ماریا کے کپڑوں کی سرسراہٹ سن سکتا تھا لیکن جیسا کہ ہم پچھلی قسط میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ شاہی بچاری بڑا تجربہ کار اور عیار شخص تھا اور اس نے کچھ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

ایسے پلے کا ٹلے تھے جن کی وجہ سے اس میں اتنی طاقت آگئی تھی کہ وہ کسی غیبی شے کو دیکھ تو نہیں سکتا تھا مگر اس کے کپڑوں کی سرسراہٹ سن سکتا تھا۔ اس کے پاؤں کے نشان دیکھ سکتا اور اس کے غیبی وجود کو محسوس کر سکتا تھا۔ اس شاہی پجاری کی برسوں سے یہ حسرت تھی کہ وہ غائب جانے کا راز پائے مگر ابھی تک وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے لئے کسی غیبی انسان کے لباس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے جلانا اور اس کی راکھ کا سرمہ آنکھوں میں لگانا ضروری تھا۔ چنانچہ جب شاہی پجاری نے راجہ کے محل میں یہ نظارہ دیکھا کہ کوئی آسیب اگنی ماتا کے روپ میں غائب حالت میں چراغ ہاتھ میں لئے موجود ہے اور راجہ سے باتیں کر رہا ہے تو شاہی پجاری کے دل میں سوئی ہوئی خواہش بیدار ہوگئی۔ اسے ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ جو غیبی آسیب ہے یہ ماریا نام کی ایک لڑکی ہے۔ وہ اسے کوئی آسیب ہی سمجھ رہا تھا اور اس کے جسم کے لباس کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے چکر میں تھا۔ اسی مطلب کے لئے وہ

ماریا کے پاؤں کے نشانات پر چلتا چلتا ٹھاکر کی ماتا کے گھر پر آگیا تھا۔ کیونکہ ماریا تھیوسانگ اور عنبر ابھی تک وہیں پر تھے اور ناگ کیلی کی تلاش میں ایران جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ شاہی پجاری نے ٹھاکر کی ماں سے کہا اگرچہ اس کے بیٹے کو اگنی ماتا نے پھر سے زندہ کر دیا ہے تاہم اس کے گھر میں بدروحوں کا منحوس سایہ ہے۔ جس کو دور کرنے کے لئے اسے وہاں بیٹھ کر ساری رات چلہ کاٹنا ہوگا۔ چنانچہ یہ پجاری ٹھاکر کے مکان کی ایک کوٹھڑی میں بیٹھا چلہ کاٹ رہا تھا اصل میں وہ غیبی عورت کا سراغ لگانے اور اس کے لباس کا کوئی ٹکڑا حاصل کرنے وہاں آیا تھا۔ تھیوسانگ عنبر اور ماریا نے پجاری کے چلے میں کوئی دلچسپی نہیں لی تھی کیونکہ اس کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ شاہی پجاری نقلی داڑھی لگا کر سادھو کے روپ میں وہاں صرف ماریا کے لباس کا کوئی ٹکڑا لینے کے لئے آیا ہے۔ تھیوسانگ اور عنبر اپنی کوٹھڑی میں تھے لیکن ماریا یونہی دیکھنے کے لئے کہ یہ سادھو کس قسم کا چلہ کاٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا ہے اس کی کوٹھڑی میں آگئی تھی اور بچاری نے اس کو قریب سے گزرتے محسوس کر لیا تھا اور اس کے لباس کی سرسراہٹ کو بھی محسوس کیا تھا۔

شاہی پجاری کو معلوم تھا کہ غیبی عورت یا آسیب ابھی تک اس کے قریب اسی کوٹھڑی میں موجود ہے۔ اپنی ریاضت کی وجہ سے اسے ماریا کے آہستہ آہستہ سانس لینے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ شاہی پجاری نے ایسی اداکاری شروع کر دی۔ جیسے وہ بڑی توجہ سے کوئی بے حد ضروری منتر پڑھ رہا ہو۔ شاہی پجاری نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں ماریا کچھ دیر سادھو کو دیکھتی رہی۔ اسے پجاری میں کوئی انوکھی یا شک والی بات نظر نہ آئی حالانکہ یہ سب کچھ پجاری ماریا کو دھوکہ دینے کے لئے ہی کر رہا تھا مگر ماریا اس سے بے خبر تھی۔ وہ خاموشی سے کوٹھڑی سے باہر نکل گئی۔ جب وہ شاہی پجاری کے قریب سے گزری تو پجاری سے ایک بار پھر ماریا کے قدموں کی دھیمی چاپ اور اس کے لباس کی ہلکی ہلکی سرسراہٹ سنی۔ وہ سمجھ گیا کہ ماریا یا آسیب وہاں سے چلا گیا ہے۔ شاہی پجاری نے اپنی سکیم

پر غور کرنا شروع کر دیا کہ وہ غیبی عورت کے لباس کا کوئی ٹکڑا کیسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے ظاہر ہے یہ عورت اسے ہوش کی حالت میں اپنے لباس کا ٹکڑا کبھی نہیں دے سکتی تھی اس کام کے لئے اسے بے ہوش کرنا ضروری تھا۔ مگر وہ کسی طریقے سے غیبی آسیب یا غیبی عورت کو بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر اس کے سانس لینے کی آواز پر وہ اس غیبی عورت کا سراغ لگا کر اس کے پاس پہنچ کر اس کے لباس کا کوئی ٹکڑا کاٹ سکتا ہے۔ لیکن ایسی صورت میں گھر کے دوسرے لوگوں کو پتہ چل سکتا تھا۔ پس شاہی پجاری نے فیصلہ کیا کہ کوئی ایسا منتر پڑھ کر پھونکا جائے کہ جس سے گھر کے سبھی لوگ بے ہوش ہو جائیں۔

شاہی پجاری کو یہ بھی خطرہ تھا کہ رات گزرنے کے بعد کہیں غیبی عورت اور اس کے ساتھی یعنی عنبر اور تھیوسانگ وہاں سے چلے نہ جائیں۔ پھر ان کو تلاش کرنا ناممکن ہو جاتا۔ شاہی پجاری گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اچانک اسے ایک بہت ہی قدیم گندھروں کا ایک کالا منتر یاد آگیا کہ اگر وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس منتر کو پڑھ کر اپنے سر کے بالوں کے ایک گچھے پر پھونکے اور بالوں کے اس گچھے کو آگ میں ڈال دے تو اس سے جو دھواں آئے گا وہ ہر اس شخص کو بے ہوش کر دے گا جو اس دھوئیں میں ہلکا سا سانس بھی لے گا۔ شاہی پجاری نے جلدی چاقو نکال کر اپنے سر کے بالوں کا ایک گچھا کاٹا۔ دیا اس کے سامنے جل رہا تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ اس چھوٹے سے مکان کی دو ہی کوٹھڑیاں ہیں اور جلتے بالوں کا دھواں بڑی تیزی سے ان دونوں کوٹھڑیوں میں پھیل جائے گا۔ ساتھ والی کوٹھڑی میں عنبر تھیوسانگ اور ماریا بیٹھے تھے۔ شاہی پجاری نے اپنے بالوں کی لٹ دیئے کے ننھے سے شعلے پر رکھ دی۔ بال جلنے لگے اور اس میں دھواں اٹھا۔ پجاری نے تیزی سے اشلوک پڑھ کر اس پر پھونکے۔ اب وہ خود اس دھوئیں کے اثر سے محفوظ ہو گیا تھا۔ پجاری نے اٹھ کر کوٹھڑی کا دروازہ آہستہ سے تھوڑا سا کھول دیا۔

بالوں کے گچھے کا دھواں ساتھ والی کوٹھڑی میں پھیلنے لگا۔ یہ دھواں گاڑھا نہیں تھا مگر اس کے اثرات کوٹھڑی کی فضا میں تیزی سے شامل ہو گئے

عنبر تھیوسانگ اور ماریا کوٹھڑی میں ایک طرف بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک انہیں اپنا سانس گھٹتا محسوس ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے سے کچھ کہتے اس طلسماتی دھوئیں نے انہیں بے ہوش کر دیا۔ ماریا بھی بے ہوش ہو کر وہیں گر پڑی۔ جب شاہی پجاری نے محسوس کیا کہ ساتھ والی کوٹھڑی سے عنبر اور تھیوسانگ کے باتیں کرنے کی آواز نہیں آ رہی تو وہ آہستہ سے اٹھا اور ساتھ والی کوٹھڑی میں آ گیا۔

اس نے دیکھا کہ عنبر اور تھیوسانگ زمین پر بے ہوش پڑے تھے۔ ظاہر ہے کہ غیبی عورت بھی ان کے قریب ہی بے ہوش تھی۔ پجاری کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ اس نے جھک کر زمین کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ اس جگہ اس کے ہاتھ ماریا کے غیبی جسم سے ٹکرائے۔ پجاری کے چہرے پر خوشی کی چمک کھل اٹھی۔ اسے اپنے من کی مراد مل گئی تھی۔ پجاری نے فوراً چاقو سے ماریا کے کرتے کے نیچے سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا۔ قمیض کا ٹکڑا پجاری کے ہاتھ میں آتے ہی ظاہر ہو گیا۔ پجاری نے قمیض کا ٹکڑا مٹھی میں دبایا اور کھڑکی کا دروازہ کھول کر باہر صحن میں دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صحن میں رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہاں ایک طرف ٹھاکر کی ماتا چارپائی پر گہری نیند سو رہی تھی پجاری کا کام ہوگیا تھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ دروازے سے نکل کر لمبے لمبے قدم اٹھاتا صحن سے گزرتا ہوا مکان سے باہر چلا گیا۔ باہر بھی رات کی تاریکی تھی۔ وہ تیزی سے درختوں میں چلا آیا۔ یہاں آتے ہی اس نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی نقلی داڑھی اتار کر زمین میں دبا دی اور اب وہ شاہی محل کی طرف چلنے لگا۔ شاہی محل کے پہرے دار شاہی پجاری کو اچھی طرح جانتے تھے۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ کبھی کبھی پجاری پوجا پاٹھ کے لئے رات کو محل سے دور جنگل میں چلا جایا کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے شاہی پجاری کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا۔ پجاری جلدی جلدی چلتا ہوا شاہی محل کے باغ میں ایک طرف بنے ہوئے اپنے مکان میں آگیا۔ اپنی کوٹھڑی میں آتے ہی اس نے دروازہ اندر سے بند کرکے آگ جلائی جیب سے ماریا کی قمیض کا ٹکڑا نکال کر اسے آگ پر رکھ دیا۔ جب ٹکڑے کو آگ لگ گئی تو اسے چمٹے سے اٹھایا اور تانبے کی پلیٹ میں رکھ دیا۔ قمیض

کا ٹکڑا بہت جلد راکھ میں تبدیل ہوگیا۔

اب پجاری نے راکھ کو ہاتھ سے مسل کر ٹھنڈا کیا۔ پھر الماری کے دراز میں سے ایک سلائی نکالی۔ اسے ماریا کے قمیض کے جلے ہوئے ٹکڑے کی راکھ میں اچھی طرح سے لوٹ پوٹ کیا۔ جب راکھ سلائی کے ساتھ چمٹ گئی تو وہ آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس کی حالت بڑی جذباتی ہو رہی تھی۔ اس ہیجان اور افراتفری میں شاہی پجاری یہ بھی بھول گیا کہ اگر وہ غائب ہوگیا تو دوبارہ ظاہر کس طرح سے ہوگا۔ اس نے ایک منتر پڑھا اور سلائی اپنی ایک آنکھ میں پھیر دی۔ اس نے آنکھ جھپک کر دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اس کے جسم کا آدھا حصہ غائب ہوگیا تھا۔ پجاری نے دوسری آنکھ میں بھی سلائی پھیر دی وہ پورے کا پورا غائب ہوگیا تھا۔

شاہی پجاری کے لئے یہ تجربہ حیرت انگیز اور بے انتہا سنسنی خیز تھا۔ اس نے اپنے نظر نہ آنے والے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ اسے اپنا جسم محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے فرش پر سرمے دانی پڑی تھی۔ پجاری سرمے دانی کو اٹھایا تو وہ اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہوگئی اس نے سرمے دانی کو زمین پر رکھا تو وہ اس کے ہاتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے الگ ہوتے ہی دوبارہ دکھائی دینے لگی۔ پجاری نے اب ایک اور تجربہ کیا۔ اس نے اپنے چھوٹے سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا بند دروازے کے قریب آیا پھر دروازے کے ساتھ لگ کر اس نے ذرا سا زور لگایا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا نظر نہ آنے والا جسم بند دروازے میں سے اپنے آپ گذر کر دوسری طرف چلا گیا تھا۔

پجاری اپنی کوٹھڑی کے باہر غیبی حالت میں کھڑا تھا اب اس نے دروازے کی بجائے دیوار میں سے گذرنے کی کوشش کی۔ دیوار پتھر کی تھی۔ وہ دیوار کے قریب آیا۔ اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو اس کا ہاتھ پتھر کی دیوار میں بڑی آسانی سے دوسری طرف چلا گیا۔ پجاری نے اپنا آپ دیوار کی طرف دھکیلا۔ وہ پتھر کی دیوار میں سے یوں گذر گیا جیسے ایکس ریز کی شعاعیں انسان کے جسم میں سے گزر جاتی ہیں بلکہ ایکس ریز تو صرف گوشت میں سے گزرتی ہیں اور ہڈیوں میں سے نہیں گزرتیں لیکن پجاری کا غیبی جسم تو پتھر میں سے بھی گزر گیا تھا۔ وہ کمرے میں تھا۔ اس نے خوش ہو کر نعرہ بلند کیا اور رقص کرنے لگا آج اس کی برسوں کی حسرت

پوری ہو گئی تھی۔ وہ انسان ہوتے ہوئے غائب ہو گیا تھا وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اسے پہرے دار کی جاگتے رہو کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ وہ چیزوں کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ سکتا تھا۔ مگر اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کے لباس کی سرسراہٹ نہیں سن سکتا تھا۔ اس کے پاؤں کے نشان بھی نہیں دیکھ سکتا تھا ہاں اس کی آواز ضرور سن سکتا تھا۔

اب اچانک پجاری کو خیال آیا کہ اس کے پاس ایسا کوئی منتر یا جادو نہیں ہے۔ جس کی مدد سے وہ دوبارہ اپنی اصلی حالت میں واپس آ سکے۔ ایک لمحے کے لئے اسے پریشانی ضرور ہوئی۔ پھر یہ سوچ کر اس نے سر کو جھٹک دیا کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا ابھی تو اسے اپنے غائب ہو جانے کا پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پجاری کی ساری زندگی یہ خواہش رہی تھی کہ وہ بہت زیادہ دولت کمائے اور کسی ملک میں ایک عالی شان محل بنا کر عیش و عشرت سے زندگی بسر کرے۔ اب اس کے ہاتھ ایک ایسی غیبی طاقت آ گئی تھی جس کی مدد سے وہ اپنی اس خواہش کو پورا کر سکتا تھا۔ بلکہ اب اس کے لئے دولت حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہیں رہا تھا۔ اب تو اس کے ذہن میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس قسم کے مجرمانہ خیالات آنے لگے کہ وہ اگر چاہے تو کسی ملک کا راجہ بن کر حکومت کر سکتا ہے۔ جس راجہ کے محل میں وہ شاہی پجاری تھا اس نے اس کے ساتھ ہمیشہ بھلائی کی تھی۔ چنانچہ وہ اسے تخت سے ہٹا کر اس کی حکومت پر قبضہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے ملک ایران کی طرف نکل جانا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہاں کسی جگہ کوئی ایسا چھوٹا سا شہر مل جائے جس پر وہ قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لے۔ اپنے غائب ہو جانے کی خوشی میں اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ اب راجہ کے محل میں رہنا بیکار ہے بہتر ہے کہ ابھی سے کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جائے۔ کیونکہ اسے یہ بھی خیال تھا کہ غیبی لڑکی اور اس کے ساتھی صبح ہونے تک ہوش میں آ جائیں گے اور ممکن ہے کہ غیبی لڑکی اس کا پیچھا کرتی وہاں پہنچ جائے اور کسی خفیہ منتر کی مدد سے اس کی طاقت چھین لے۔

چنانچہ پجاری نے جلدی جلدی بادھو والا لباس اتار کر اپنا پجاریوں والا لباس پہنا۔ کاندھے پر ایک خالی تھیلا ڈالا۔ اور اپنی کوٹھڑی کے بند دروازے

سے باہر نکل آیا۔ وہ اپنے آپ کو بے حد ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ اسے کسی گھوڑے کی تلاش تھی جس پر سوار ہو کر وہ سفر کرنا چاہتا تھا۔ وہ شاہی اصطبل کی طرف چلنے لگا۔ رات کی خاموشی میں شاہی اصطبل پر اندھیرا چھا رہا تھا۔ اچانک پیچھے سے پہرے دار کی آواز بلند ہوئی یہ آواز اتنی اچانک بلند ہوئی تھی کہ غیبی پجاری چونک پڑا۔ چونکتے ہوئے وہ ذرا سا اچھل بھی گیا تھا۔ اچھلتے ہوئے وہ زمین سے دو تین فٹ بلند ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ خود بخود ہی نیچے آ گیا۔ یہ بات اس کے لئے بالکل نئی تھی۔ وہ ایک بار خود ہی اچھلا تو فضا میں دس پندرہ فٹ بلند ہو کر اپنے آپ آہستہ سے نیچے آ گیا۔ خوشی سے وہ دیوانہ ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اگر وہ چاہے تو فضا میں پرواز بھی کر سکتا تھا۔ پجاری نے اپنے غیبی جسم کو پوری طاقت سے فضا میں اچھالا۔ وہ زمین سے دو منزل بلند ہو گیا۔ بلند ہوتے ہی اس نے فضا میں ہاتھ چلانے شروع کر دیئے جیسے وہ پانی میں تیر رہا ہو۔ اس نے اڑنا شروع کر دیا تھا۔ اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ اڑتا ہوا شاہی اصطبل کے اوپر آ گیا۔ چھت پر پہرے دار کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری کو اب کسی گھوڑے کی ضرورت نہیں تھی وہ فضا میں پرواز کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو مزید بلند کر دیا اور زور لگایا تو اڑتے ہوئے اس کی رفتار تیز ہوگئی۔

پجاری نے اپنا رخ ملک ایران کی طرف کر لیا۔ وہ ایران کی طرف پہلے بھی سفر کر چکا تھا۔ آسمان چمکتے ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے نیچے شاہی محل کے کمروں میں کہیں کہیں شمعیں روشن تھیں۔ دوسری طرف شہر کے مکان چھوٹے چھوٹے نظر آرہے تھے۔ پجاری نے فضا میں اپنے آپ کو مزید بلند کیا اور پھر مشرق کی طرف پرواز شروع کردی۔ اسی طرف ایران کا ملک تھا۔ اس وقت ایران پر ایک آتش پرست بادشاہ سپارکس کی حکومت تھی اور اس کی حکومت بابل اور مصر و شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ پجاری اڑتے اڑتے رات کی تاریکی میں دور.... بہت دور چلا گیا۔

دوسری طرف جب صبح ہوئی تو عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو ہوش آگیا عنبر نے تھیوسانگ کی طرف آنکھیں کھول کر دیکھا اور کہا

کیا ہم بے ہوش ہو گئے تھے

تھیوسانگ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

لگتا تو ایسا ہی ہے۔ ماریا کہاں ہے؟

ماریا بھی ہوش میں آ چکی تھی۔ اس نے کہا

میں تمہارے پاس ہی ہوں مگر یہ سب کچھ ہمارے ساتھ کس نے کیا؟ ہمیں کسی نے بے ہوش کیا تھا؟

عنبر بولا

وہ کون ہو سکتا ہے؟ کچھ دھواں میں نے محسوس کیا تھا۔

ماریا نے کہا

کہیں یہ اس سادھو کی سازش تو نہیں تھی جو دوسری کوٹھڑی میں چلّہ کاٹ رہا ہے۔ میں اسے جاکر دیکھتی ہوں۔

ماریا کوٹھڑی میں داخل ہوگئی۔ وہاں کوئی سادھو نہیں تھا چراغ جل رہا تھا مگر سادھو غائب تھا۔ ماریا نے واپس آکر عنبر اور تھیوسانگ کو بتایا کہ سادھو کوٹھڑی میں نہیں ہے

عنبر نے کہا

اگر اسی نے ہمیں بے ہوش کیا تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ بولا۔

ضرور اس کا مقصد اس گھر میں جو شاہی
سے قیمتی ہیرے جواہرات کے تحفے آئے ہیں۔
چرانا ہوگا۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیئے کہ گھر میں
کیا کیا مال غائب ہے۔ یقیناً وہ سادھو کوئی
ڈاکو تھا اور ہم سب کو کوئی دھونی دے کر بے
کرنے کے بعد اس گھر کو لوٹ کر چلا گیا ہے۔

مکان میں ٹھاکر کی ماں اور بیوی بھی بیدار ہو چکی تھی۔
انہیں عنبر نے بتایا کہ سادھو غائب ہے تو وہ بھی بڑی
حیران ہوئے۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

گھر میں جو قیمتی جواہرات اور سونے کے سکے
کیا وہ چوری تو نہیں ہوئے؟

ٹھاکر اور اس کی بیوی نے جاکر دیکھا تو سارے
سارے جواہرات اور سونے کے سکے الماری میں موجود
تھے۔ سادھو نے کسی شے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ جب
نے عنبر اور تھیوسانگ کو آکر بتایا کہ گھر میں کوئی چیز چوری
نہیں ہوئی تو عنبر تھیوسانگ اور ماریا سوچ میں پڑ گئے
اگر سادھو کا مقصد چوری کرنا نہیں تھا، تو پھر اس نے
سب کو بے ہوش کیوں کیا؟

عنبر نے ٹھاکر سے کہا

ہو سکتا ہے سادھو کہیں جنگل کی طرف چلا گیا
ہو ہمیں غلط فہمی ہوئی ہے کوئی بات نہیں۔

کیونکہ عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ
گھر کے دوسرے لوگ رات کو سادھو کی دھونی سے بیہوش
نہیں ہوئے تھے۔ عنبر نے تھیوسانگ کو اشارہ کیا اور اسے
گھر سے باہر لے گیا۔ ماریا بھی ان کے ساتھ گئی۔ اب
انہوں نے غور کرنا شروع کیا کہ اگر سادھو نے صرف ان
تینوں ہی کو بے ہوش کیا تھا تو وہ ان سے کیا چیز حاصل کرنا
چاہتا تھا؟ تھیوسانگ کہنے لگا۔

ہمیں اپنی تلاشی لینی چاہیئے کہ ہماری کوئی
چیز غائب تو نہیں؟

سب نے اپنی جیبیں دیکھیں۔ ان کی جیبوں میں پہلے
ہی سے کچھ نہیں تھا۔ عنبر کی جیب میں سونے کے
چند ایک سکے تھے جو ویسے کے ویسے پڑے تھے عنبر
نے کہا

سادھو نے میرے سونے کے سکوں کو بھی ہاتھ
نہیں لگایا۔

تھیوسانگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میری جیب میں ایک رومال ہی تھا جو اب بھی ویسے ہی پڑا ہے۔

عنبر نے ماریا سے کہا

ماریا! تم دیکھو۔ تمہاری کوئی شے تو غائب نہیں ہے؟

ماریا ہنس کر بولی۔

میرے پاس کیا تھا جو غائب ہوئیہ ہوگا۔ وہ جسم پر یہ لباس ہی ہے۔ اس کے سوا تو میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

پھر اس نے ہمیں بے ہوش کیوں کیا؟

ماریا اپنے لباس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس نے اپنی قمیض کے دامن کو اوپر اٹھایا تو یہ دیکھ کر حیران سی ہوئی کہ اس کی قمیض کے آگے سے کپڑے کا ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیا تھا۔ اس نے تعجب کے ساتھ عنبر اور تھیوسانگ سے کہا۔

میری قمیض کا ایک ٹکڑا کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہے۔

عنبر اور تھیوسانگ نے ماریا کی قمیض کو ہاتھ لگا کر دیکھا تو واقعی آگے سے ایک جگہ قمیض کا ٹکڑا غائب تھا۔ تھیوسانگ سوچ میں پڑ گیا عنبر بولا

اس کا مطلب ہے کہ یہ ٹکڑا سادھو نے ہی کاٹا ہے اور اس نے ماریا کی قمیض کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے یہ سارا چکر چلایا تھا۔

تھیوسانگ کہنے لگا

مگر اسے ماریا تو دکھائی نہیں دیتی تھی۔

پھر اس نے اس کی قمیض کا ٹکڑا کس طرح کاٹا؟

عنبر نے کہا

چونکہ اس سادھو نے ماریا کی قمیض کا ٹکڑا کاٹا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ماریا کو دیکھ رہا تھا اور اگر وہ ماریا کو دیکھ رہا تھا تو وہ کوئی بڑا خطرناک آدمی تھا اور اس نے ماریا کی قمیض کا ٹکڑا کسی زبردست طلسم کے لئے حاصل کیا ہے

تھیوسانگ نے کہا

لیکن یہ طلسم اس نے ہم پر نہیں کیا ورنہ ہم بے ہوشی کے بعد بیدار نہ ہوتے۔

ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو سکتا ہے وہ میری قمیض کے ٹکڑے پر
کسی خاص جگہ پر جا کر کوئی طلسم کرے اور اس کے
بعد ہم پر اثر ڈالنے کی کوشش کرے۔ ہمیں کسی طلسم
کی مدد سے قابو میں کرنے کے جتن کرے۔

عنبر ہنستے ہوئے بولا۔

جس کو اپنے خدا پر بھروسہ ہو اس پر کوئی جادو
طلسم اثر نہیں کرتا۔

تھیوسانگ کان کھجاتے ہوئے بولا۔

پھر بھی ہمیں محتاط ضرور رہنا چاہیئے۔ اور
احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ خطرناک
جادوگر سادھو ہم پر اپنا کوئی نیا جادو آزمائے ہمیں یہاں
سے نکل جانا چاہیئے۔

ماریا بولی۔

اب ہمارا یہاں کام بھی نہیں ہے ناگ اور کیٹی
کا بھی یہاں کہیں سراغ نہیں ملا۔ اس لئے بہتر یہی
ہے عنبر کہ ہم یہاں سے ملک ایران کی طرف آج ہی
کوچ کر جائیں۔

عنبر نے بازو اچکاتے ہوئے کہا

مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

اسی روز عنبر ماریا اور تھیوسانگ نے ٹھاکر، اس کی
بیوی اور ماں سے اجازت لی اور ملک ایران کی طرف
روانہ ہو گئے۔ ہم اس سے پہلے والی قسط میں لکھ چکے
ہیں کہ ناگ اور کیٹی ہندوستان کے شہر ستنا پور کی
طرف آ رہے تھے۔ بلی شہزادی کی دی ہوئی انگوٹھی کیٹی
کی انگلی میں تھی۔ بلی شہزادی نے ناگ سے کہا تھا
کہ وہ شہر ستنا پور جائے۔ وہاں ایک طوطی کا مقبرہ ہے
جہاں آدھی رات کے بعد پریاں اترتی ہیں۔ وہ یہ انگوٹھی
شاہ پری کو جا کر دے دے جو بلی شہزادی کی بہن ہے
پھر شاہ پری ناگ اور کیٹی کو بتائے گی کہ عنبر اور ماریا
تھیوسانگ کہاں پر ہیں۔

ناگ کی طاقت واپس آ چکی تھی۔ وہ اور کیٹی گھوڑوں
پر سوار سفر کرتے شہر ستنا پور کی طرف چلے جا رہے تھے۔
اس طرف سے عنبر تھیوسانگ اور ماریا بھی ان کی تلاش میں
ملک ایران کی طرف روانہ ہو چکے تھے جبکہ ان کے
آگے آگے شاہی پجاری غیبی حالت میں آسمان پر
فضا میں پرواز کرتا ملک ایران کی طرف جا رہا تھا۔
جہاں اس وقت ایک آتش پرست بادشاہ سپارکس حکومت
کر رہا تھا۔ ہم ناگ اور کیٹی کی طرف آتے ہیں اور دیکھتے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM OFBOOKSFREE.PK

ہیں کہ جب وہ ہندوستان کے شہر ہستناپور پہنچے تو ان پر کیا گزری ؟ غیبی پجاری اور عنبر تھیوسانگ ماریا کو ہم ملک ایران کی طرف جانا چھوڑ دیتے ہیں.

ناگ اور کیٹی ہندوستان کے شہر ہستناپور پہنچ گئے آدھا سفر انہوں نے اکیلے اور باقی کا آدھا سفر انہوں نے ایک قافلے کے ساتھ مل کر طے کیا۔ بھارت کے شہر دلّی کو آج سے ہزاروں سال پرانے زمانے میں ہستناپور کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہ شہر کورو پانڈوں نے آباد کیا تھا اور وہاں ایک پانڈو راجہ حکومت کرتا تھا جس کی کوروؤں کے ساتھ جنگ شروع ہونے ہی والی تھی۔ ناگ اور کیٹی اس زمانے کے رواج کے مطابق ایک پرانی سرائے میں جاکر اترے ناگ نے کیٹی سے کہا کہ تم سرائے میں ٹھہرو۔ میں شہر سے باہر جاکر دیکھتا ہوں کہ یہاں طوطی کا مقبرہ کہاں ہے۔ اس نے کیٹی کو تاکید کی کہ وہ سرائے سے باہر نہ نکلے۔ ناگ سرائے کے اونچے دروازے سے نکل کر بازار میں آگیا۔ یہاں اس نے ایک آدمی سے طوطی کے مقبرے کے بارے میں پوچھا تو وہ آدمی اس کا منہ تکنے لگا۔ پھر کچھ کہے بغیر آگے بڑھ گیا۔ ناگ نے دوسرے آدمی سے پوچھا تو

وہ بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو تکنے لگا۔ ناگ نے پوچھا۔

بھائی! تم مجھے حیرانی سے کیوں دیکھ رہے ہو؟

وہ آدمی بولا۔

تم نے بات ہی ایسی پوچھی ہے کیونکہ طوطی کے مقبرے پر سوائے جن بھوت کے اور کوئی نہیں جاتا۔ کیا تم کوئی جن یا بھوت ہو؟

ناگ مسکرایا۔

بھائی! میں نہ جن ہوں نہ کوئی بھوت۔ میں تو تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔

وہ آدمی بولا۔

پھر تم طوطی کے مقبرے پر کیوں جانا چاہتے ہو؟

ناگ نے کہا

میں یہاں مسافر ہوں۔ ملک ہندوستان کی سیر کرنے آیا ہوں۔ طوطی کے مقبرے کی بڑی شہرت سنی تھی۔ سوچا وہاں کی بھی سیر کرتا جاؤں۔

اس آدمی نے کہا۔

میرے بھائی! اگر تمہیں اپنی جان پیاری ہے تو اس مقبرے کا رُخ نہ کرنا۔ بس میں تمہیں صرف اتنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی بتا سکتا ہوں

یہ کہہ کر وہ آدمی تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا آگے نکل گیا۔ ناگ نے سوچا کہ یہ لوگ بڑے وہم پرست ہیں اس لئے اس قسم کے مقبروں سے ڈرتے ہیں یا شاید یہاں بھی یہ بات مشہور ہو کہ اس مقبرے میں رات کو پریاں اترتی ہیں۔ ناگ کو ایک دبلا پتلا ہندی نظر آیا جس نے گیروے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہاتھ میں ایک لوٹیا بھی جس میں سے وہ پانی نکال نکال کر اپنے منہ پر چھینٹے مار رہا تھا ناگ نے قریب جاکر نمسکار کیا اور طوطی کے مقبرے کے بارے میں پوچھا۔ اس برہمن کے ہاتھ میں سے لوٹیا گرتے گرتے بچی۔ اس نے ناگ کی طرف اپنی تیز آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

کیوں لڑکے تو طوطی کے مقبرے کا کیوں پوچھ رہا ہے؟

ناگ نے اسے بھی وہی جواب دیا جو وہ اس سے پہلے دے چکا تھا۔ اس برہمن نے اپنی آنکھیں تین چار بار جھپکائیں اور بولا۔

طوطی کے مقبرے میں جو کوئی گیا زندہ واپس نہیں آیا۔ تو نوجوان ہے ادھر کا رُخ مت کرنا۔ وہاں

جنات رہتے ہیں۔ میں برہمن ہوں مگر ادھر کبھی نہیں گیا۔

ناگ نے کہا

مہاراج! مجھے جن بھوت کچھ نہیں کہیں گے۔ آپ مجھے مقبرے کا راستہ بتا دیں۔

برہمن چمک کر بولا۔

تجھے کیوں نہیں کچھ کہیں گے؟ کیا تو کوئی یم دوت ہے؟

ناگ کو بڑا غصہ آگیا کہنے لگا

ہاں میں یم دوت ہوں۔ میرا نام ناگ ہے جن بھوت مجھ سے ڈرتے ہیں۔

برہمن بڑا مکار آدمی تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یم دوت کبھی انسان کے روپ میں سامنے نہیں آتا۔ ہو نہ ہو اس نوجوان کے پاس کوئی طلسماتی طاقت ہے جس پر یہ بڑا مان کر رہا ہے۔ اس کی وہ طاقت معلوم کرنی چاہیئے۔ برہمن ایک دم سے نرم ہوگیا اور ہاتھ جوڑ کر عاجزی سے بولا۔

مہاراج یم دوت آپ ناراض نہ ہوں میں آپ کو طوطی کے مقبرے کا پتہ بتاتا ہوں۔

برہمن نے ناگ کو طوطی کے مقبرے کا راستہ بتا دیا۔ جب ناگ اس کا شکریہ ادا کرکے چل دیا تو برہمن نے لوٹیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہیں ایک جگہ جھاڑی میں چھپائی اور ناگ کا پیچھا شروع کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ یم دوت نہیں ہے۔ کیونکہ یم دوت کو کسی کا پتہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اسے یہ بھی یقین تھا کہ اس نوجوان کے پاس کوئی خفیہ طلسم ہے۔ برہمن اس طلسم کا راز معلوم کرنا چاہتا تھا چنانچہ وہ ناگ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

مکار برہمن

ناگ کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ برہمن اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

وہ اس کے بتائے ہوئے راستے پر طوطی کے مقبرے کے احاطے کے باہر پہنچ گیا اس نے دیکھا کہ کیکر اور بیریوں کے درختوں کے نیچے ایک ٹوٹی پھوٹی پرانی اینٹوں کی چار دیواری ہے جو جگہ جگہ سے ڈھے گئی ہے۔ اس چار دیواری کے اندر جگہ جگہ جنگلی سوکھی گھاس اُگی ہوئی ہے درمیان میں ایک چبوترے پر ایک شکستہ گنبد والا ایک مقبرہ بنا ہوا ہے۔ جس کو ایک زینہ جاتا ہے۔ سرینے کی سیڑھیوں کے پتھر بھی جگہ جگہ سے اکھڑے ہوئے تھے۔ ناگ کو ایسی جگہوں سے کبھی خوف محسوس نہیں ہوا تھا۔ وہ بلا جھجک مقبرے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر آگیا۔ وہاں پر ایک مٹی کی قبر سی بنی ہوئی تھی۔ ناگ کو صرف طوطی کے مقبرے کا پتہ ہی کرنا تھا۔ تھوڑی دیر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY W[redacted]PDFBOOKSFREE.PK

وہاں رکنے کے بعد ناگ واپس سرائے کی طرف روانہ ہوگیا
مکار برہمن دور ایک کیکر کے درخت کے نیچے چھپ کر
کھڑا ناگ کو برابر دیکھ رہا تھا۔ جب ناگ واپس ہوا
تو برہمن نے بھی اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ اسے
ناگ کی آنکھوں میں ایک خاص طلسم کی چمک نظر آئی
تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ ناگ بلا دھڑک طوطی کے
آسیبی مقبرے کے اندر داخل ہوگیا ہے تو برہمن کو
یقین ہوگیا کہ اس نوجوان کے پاس یا تو کوئی زبردست طلسم
ہے جس کی وجہ سے مقبرے کے جن بھوتوں نے
اسے کچھ نہیں کہا اور یا پھر یہ خود کوئی آسمانی مخلوق ہے
مکار برہمن یہ راز حل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ ناگ
کا پیچھا کرتا سرائے تک آگیا۔
کیٹی سرائے کی کوٹھڑی کے باہر برآمدے میں بیٹھی
انہی کی راہ دیکھ رہی تھی۔ برہمن چھپ کر انہیں دیکھنے
لگا۔ ناگ نے کیٹی سے کہا
میں نے طوطی کے مقبرے کا پتہ چلا لیا ہے
میں خود مقبرے سے ہو کر آیا ہوں اسے رات کو وہاں
جاؤں گا۔ تم یہ انگوٹھی مجھے دے دو۔ کہیں تم سے
گم نہ ہو جائے۔ کیونکہ اسی انگوٹھی کو دیکھ کر شاہ پری

نے میرا سوال پورا کرنا ہے
کیٹی نے کہا
اگر شاہ پری نے کچھ نہ بتایا تو ؟
ناگ بولا۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ انگوٹھی شاہ پری کی
بہن نے ہمیں دی ہے اور شاہ پری ہمارا سوال پورا
کرنے کی پابند ہے۔
برہمن ایسی جگہ چھپا ہوا تھا جہاں سے وہ ان دونوں کی
گفتگو سن سکتا تھا جب اس نے سنا کہ ناگ کے
پاس ایک ایسی انگوٹھی ہے جس کو دیکھ کر مقبرے کی
شاہ پری کوئی سوال پورا کرنے کی پابند ہے تو اس کی
بے چینی بڑھ گئی۔ وہ کان لگا کر ناگ اور کیٹی کی باتیں
سننے لگا۔ کیٹی نے کہا
ابھی رات کے بارہ بجنے میں بہت دیر ہے
ناگ! یہ انگوٹھی مجھے اچھی لگتی ہے اسے میری
انگلی میں ہی رہنے دو۔ جاتی دفعہ مجھ سے
لے لینا۔
ناگ نے کہا
جیسے تمہاری مرضی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور وہ یہ کہہ کر کوٹھڑی میں چلا گیا۔ کیٹی وہیں بیٹھی اپنی انگلی کی انگوٹھی کو بڑے شوق سے دیکھنے لگی۔ اتنے میں ناگ باہر آیا اور بولا۔

اس شہر سے ہمیں عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی خوشبو نہیں آرہی۔ وہ کسی دوسرے شہر میں ہوں گے مجھے یقین ہے کہ آج رات شاہ پری سے ان کا سراغ مل جائے گا۔ اچھا میں ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہوں۔ تم یہیں رہنا۔

ناگ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کیٹی وہاں اکیلی رہ گئی۔ برہمن ستون کے پیچھے چھپا غور کرنے لگا کہ اسی وقت سے انگوٹھی کسی طریقے سے چھین لینی چاہیئے مگر وہ جانتا تھا کہ یہ دونوں معمولی انسان نہیں ہیں۔ ممکن ہے ان کے پاس کوئی طلسم بھی ہو۔ چنانچہ اس نے کوئی چال چلنے کا منصوبہ بنایا اور تیزی سے واپس اپنے مکان پر پہنچا جو وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ ناگ نے برہمن کو دیکھا تھا مگر کیٹی نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ برہمن کے پاس کئی قسم کی جڑی بوٹیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک بوٹی کا عرق شیشی میں سے نکال کر اپنے رومال میں ڈالا۔ رومال کو گول کر کے جیب میں رکھا اور فقیر بن کر سرائے

میں آگیا۔ کیٹی اس وقت کوٹھڑی کے اندر تھی۔ برہمن نے باہر صدا لگائی اور کہا

بیٹی! اگر تو فقیر کو کھانا کھلا دے تو تیرا بھائی عنبر تجھے مل جائے گا۔

عنبر کا نام برہمن نے پہلے ہی ناگ کی زبانی سن لیا تھا۔ کیٹی نے جو ایک دبلے پتلے سر منڈے فقیر کے منہ سے عنبر کا نام سنا تو سمجھ گئی کہ یہ کوئی بڑی کرنی والا فقیر ہے فوراً اس کے پاس آکر بولی

مہاراج! آپ اندر تشریف رکھیں۔ میں آپ کے لئے کھانا لاتی ہوں لیکن ..... لیکن کیا واقعی آپ میرے بھائی عنبر کو جانتے ہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟

برہمن نے ہاتھ اٹھا کر کہا

ہمیں سب معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور اس وقت کیا کر رہا ہے۔ مگر تو ہمارے پاس بیٹھ اور اپنا ہاتھ دکھا۔ ہم تیرے ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر تجھے بتا دیں گے کہ عنبر کہاں ہے۔

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ اس نے فوراً اپنا ہاتھ برہمن کے آگے کر دیا۔ برہمن نے انگوٹھی دیکھی تو بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ انگوٹھی اتار کر پرے رکھ دے۔ تیرے ہاتھ کی
لکیروں پر اس انگوٹھی کی شعاعیں پڑ رہی ہیں
کیٹی نے جلدی سے انگوٹھی اتار کر لکڑی کی چوکی پر رکھ دی
برہمن نے کہا

اب تو اپنی آنکھیں بند کرلے اور خبردار کھولنا مت
میں ایک منتر پڑھوں گا اور پھر تمہیں بند آنکھوں میں
اپنا بھائی عنبر نظر آئے گا۔ وہ خود تم سے بات کرکے
تمہیں بتا دے گا کہ میں کہاں اور کس شہر میں ہوں۔
کیٹی نے جلدی سے آنکھیں بند کرلیں۔
برہمن نے اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے
غور سے کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی کی آنکھیں بند تھیں۔ برہمن
نے جیب سے بوٹی کے عرق میں بھگویا ہوا رومال نکالا
اور ایک دم سے کیٹی کے ناک اور منہ پر رکھ کر اسے
دبا دیا۔ کیٹی زور سے اچھلی مگر یہ بوٹی اتنی تیز تھی کہ اس
کی بو کیٹی کے دماغ میں پہنچ گئی اور وہ فوراً ہی
بے ہوش ہوکر گر پڑی۔
برہمن نے اسے وہیں چھوڑا۔ رومال جیب میں ڈالا۔ انگوٹھی
اٹھائی اور وہاں سے رفو چکر ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد ناگ
واپس آیا تو دیکھا کہ کیٹی بے ہوش پڑی ہے۔ وہ سخت

گھبرا گیا۔ اس نے کیٹی کے منہ پہ پانی کے چھینٹے مارے
اور دیکھا کہ اس کی انگلی میں انگوٹھی نہیں تھی۔ اب تو وہ
بے حد پریشان ہوگیا۔
کیٹی کو ہوش آگیا۔ ناگ نے پوچھا
کیا ہوگیا تھا کیٹی؟ تم بے ہوش کیسے ہوگئیں
اور تیری انگوٹھی کون لے گیا؟
کیٹی نے ناگ کو ساری کہانی بیان کر دی کہ اس طرح
سے ایک دبلا پتلا چمکیلی آنکھوں والا فقیر آیا تھا۔ جس نے
اس کے ساتھ عنبر کا نام لے کر دھوکا کیا۔ اسے کوئی شے
سنگھا کر بے ہوش کر دیا اور انگوٹھی اڑا کر لے گیا۔ ناگ
تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
اب کیا کریں۔ انگوٹھی کے بغیر تو ہم طوطی
کے مقبرے میں نہیں پہنچ سکتے اور شاہ پری ہمارے
سامنے شاید ظاہر بھی نہ ہوگی۔
کیٹی بولی۔
چل کر تو دیکھتے ہیں۔ شاید شاہ پری ہماری مدد
کرنے پر تیار ہو جائے۔
ناگ کو یقین نہیں تھا مگر وہ تیار ہوگیا۔ دوسری طرف
برہمن انگوٹھی اپنے قبضے میں کرنے کے بعد شہر سے باہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک پہاڑی غار میں جاکر چھپ گیا کہ کہیں ناگ
کی تلاش میں نہ نکل کھڑا ہو۔ جب رات گہری ہوگئی
برہمن نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہنی اور طوطی کے مقبرے
کی طرف روانہ ہوگیا ابھی وہ مقبرے کی شکستہ چار
کے پاس ہی پہنچا تھا کہ اس نے ناگ اور کیٹی کو اندھیرے
میں مقبرے کی طرف جاتے دیکھا۔ برہمن فوراً وہیں
سے واپس مڑ گیا۔

ناگ اور کیٹی رات کے اندھیرے میں ویران مقبرے
میں داخل ہوگئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو وہاں نہ تو
پری آئی نہ کوئی جن بھوت ہی آیا ناگ اور کیٹی کتنی
تک وہاں بیٹھے رہے۔ مگر کوئی پریاں وہاں پر نہ آئیں
ناگ بولا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صرف انگوٹھی کی وجہ سے
پریاں مقبرے پر آتی ہوں گی۔ ہمارے پاس چونکہ
انگوٹھی نہیں ہے اس لئے کوئی شاہ پری یہاں پر
نہیں آئے گی۔

کیٹی نے کہا

پھر تو یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ چلو عنبر
تھیوسانگ اور ماریا کو ہم خود ہی تلاش کر لیں گے

اب کیا ہو سکتا ہے

ہاں چلو واپس چلتے ہیں۔

یہ کہہ کر ناگ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور رات کے اندھیرے
میں واپس سرائے میں آگئے۔ اب ان کا وہاں ٹھہرنا بیکار
تھا۔ چنانچہ دوسرے روز وہ گھوڑوں پر سوار ہوکر اپنے سفر
پر روانہ ہوگئے۔ کیٹی نے ناگ کو مشورہ دیا تھا کہ انہیں
ملک یونان کی طرف جانا چاہیئے۔ کیونکہ ملک یونان کی
تہذیب اس وقت اپنے عروج پر تھی اور اس کا بڑا
چرچا تھا۔ کیٹی کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے عنبر تھیوسانگ
اور ماریا یونان میں ہی ہوں۔ ناگ نے کیٹی کی تجویز کو
قبول کر لیا اور وہ ملک یونان جانے کے لئے ہندوستان
کی اس زمانے کی مشہور بندرگاہ کالی کٹ کی طرف چل
پڑے کیونکہ اس بندرگاہ سے انہیں یونان کی طرف جانے
والا سمندری جہاز مل سکتا تھا۔

ادھر مکار برہمن تین دن تک اپنے غار میں چھپا
رہا۔ چوتھے روز وہ غار سے باہر نکلا اور بھیس بدل کر
سیدھا سرائے میں آیا۔ سرائے پہنچ کر اسے پتہ چلا کہ
ناگ اور کیٹی وہاں سے جا چکے ہیں اور انہیں گئے
تین دن ہوگئے ہیں۔ ان کی کوٹھڑی بھی خالی تھی۔ برہمن۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑا خوش ہوا۔ اس کے لئے میدان صاف تھا۔ اسی رات اس نے انگوٹھی اپنی انگلی میں ڈالی اور طوطی کے مقبرے کی طرف چلا گیا۔ اسے ڈر بھی آرہا تھا مگر اس بات کا اسے حوصلہ بھی تھا کہ اس کے پاس شاہ پری کی بہن کی انگوٹھی ہے کوئی جن بھوت اسے کچھ نہیں کہے گا۔

آدھی رات کے وقت وہ مقبرے کے چبوترے کے پاس چھپ کر بیٹھا رہا۔ جب آدھی رات ہوئی اسے گھنگھروؤں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ اندھیرے میں غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اسے عورتوں کے ہلکے ہلکے قہقہے سنائی دیئے۔ وہ ہوشیار ہوکر بیٹھ گیا۔ پریاں اترنے لگی تھیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ مقبرے میں روشنی ہوگئی ہے اور دس بارہ خوبصورت لڑکیاں جن کے لباس پریوں جیسے ہیں ہنستی کھیلتی چلی آرہی ہیں۔ ان کی نظر برہمن پر پڑی تو رک کر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔ ایک پری نے کہا

اس آدم زاد کو یہاں آنے کی ہمت کیسے ہوئی

دوسری پری بولی۔

میں اسے ابھی بھسم کر دیتی ہوں۔

برہمن نے یہ سنا تو جلدی سے باہر نکل آیا اور بولا۔

میرے پاس شاہ پری کو دینے کے لئے انگوٹھی

ہے جو مجھے اس کی چھوٹی بہن نے دی ہے

پریوں نے جب برہمن کے پاس انگوٹھی دیکھی تو اسے کچھ نہ کہا۔ برہمن بولا۔

مجھے شاہ پری کے پاس لے چلو۔ میں اسے یہ انگوٹھی دینا چاہتا ہوں۔

ایک پری آگے بڑھ کر بولی۔

اسی جگہ ٹھہرو۔ شاہ پری اسی جگہ تمہیں ملے گی۔

پریاں چپ چاپ وہاں سے چلی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد ہی برہمن کو فضا میں موسیقی کی جھنکاریں سنائی دینے لگیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک نہایت حسین وجمیل پری زرق برق سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا لباس پہنے اس کے پاس آکر رک گئی ہے اور اسے اپنی چمکیلی شفاف آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔

پری نے کہا

میں شاہ پری ہوں کیا تم میرے لئے کچھ لائے ہو؟

برہمن نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ باندھ کر عرض کیا

شاہ پری جی! میرے پاس آپ کی بہن جی کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دی ہوئی یہ انگوٹھی ہے۔
شاہ پری نے کہا
لاؤ یہ مجھے دے دو۔
برہمن بولا۔
مگر انگوٹھی لینے سے پہلے آپ کو میری ایک
خواہش پوری کرنی ہوگی:
شاہ پری نے آنکھیں بند کرلیں۔ اس نے خیال ہی خیال
میں اپنی چھوٹی بہن سے رابطہ قائم کیا اور اس سے پوچھا
کہ کیا یہ انگوٹھی اس نے بھیجی ہے؟ اس کی بہن
نے کہا۔ ہاں! یہ انگوٹھی میں نے ہی بھیجی ہے مگر جو
آدمی تمہارے پاس انگوٹھی لے کر آیا ہے۔ یہ ایک مکار
چور برہمن ہے۔ میں نے یہ انگوٹھی ناگ کو دی تھی۔ اس
نے دھوکے سے یہ انگوٹھی ہتھیالی ہے۔ شاہ پری نے
آنکھیں کھول دیں۔ اب اس کی آنکھوں سے غصّے کی چنگاریاں
نکل رہی تھیں۔ اس نے برہمن سے کہا
تم نے امانت میں خیانت کی ہے۔ تم نے ایک
شریف عورت کو دھوکہ دے کر اس سے یہ انگوٹھی
کرلی ہے۔ تمہیں اس کی سزا ملے گی۔
اب تو برہمن تھر تھر کانپنے لگا۔ انگوٹھی اتار کر شاہ پری
کے قدموں میں پھینکی اور بولا۔
معاف کر دو شاہ پری۔ میں جاتا ہوں۔
اور مکار برہمن مقبرے کے دروازے کی طرف بھاگ
اٹھا۔ شاہ پری نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا تو اس میں سے
ایک شعاع نکل کر بھاگتے ہوئے برہمن کے جسم
سے ٹکرائی اور وہ وہیں پتھر بن گیا۔ شاہ پری نے کہا
تجھے تیرے جرم کی سزا مل کر رہے گی۔ جا آج
سے تو ایک مکروہ مگرمچھ کی شکل میں اس وقت تک
زندگی گزارے گا جب تک کہ ناگ خود آکر تجھے
اس مصیبت سے نہیں نکالتا۔
یہ کہہ کر شاہ پری نے انگلی سے برہمن کی طرف اشارہ کیا
وہ پتھر کا بت بنا تھا۔ اچانک غائب ہوگیا۔ جب برہمن
کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک مگرمچھ کی شکل میں
ایک گھنے جنگل میں بہتے دریا کے کنارے ٹوٹی پھوٹی
پرانی گھاٹ کی سیڑھیوں کے پاس دلدل میں پڑا ہے
برہمن اپنی بدنصیبی پر آنسو بہانے لگا۔ اب وہ پچھتا
رہا تھا کہ اس نے ایک معصوم لڑکی کے ساتھ دھوکہ کیوں
کیا۔ لیکن شاہ پری نے اسے مگرمچھ میں تبدیل کر دیا تھا
اور اب اسے ناگ کا انتظار کرنا تھا جو وہاں آکر اسے پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے انسان کی شکل دے اور نہ جانے ناگ کب آئے؟

دوسری طرف شاہی پجاری ہوا میں پرواز کرتا چلا جا رہا تھا۔ وہ کافی بلندی پر اڑ رہا تھا۔ اس کی رفتار بھی کافی تیز تھی۔ شام ہونے سے پہلے پہلے وہ ایران کی سرحد میں داخل ہوگیا۔ اس نے ایران کے سب سے بڑے شہر کی شاندار عمارتیں دیکھیں۔ وہ نیچے آنے لگا۔ اب وہ ایران کے بادشاہ سپارکس کے محل کے اوپر سے گزر رہا تھا۔ محل کے میناروں اور برجوں اور بارہ دریوں پر لگا ہوا سونا چاندی سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا پجاری غیبی حالت میں اڑتا ہوا اس شہر سے بھی آگے نکل گیا۔ وہ دور دراز ایرانی شہر میں جاکر وہاں کے لوگوں پر حکومت کرنا چاہتا تھا۔ ایران کے دارالحکومت کے شمال کی جانب بہت دور پہاڑیوں کے درمیان اسے ایک چھوٹا سا شہر نظر آیا جس کے اردگرد ایک دیوار بنی ہوئی تھی۔ غیبی پجاری نیچے اتر آیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا معبد تھا جہاں آتش پرست قدیم ایرانی لوگ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ معبد سے کچھ فاصلے پر انگور کا باغ تھا۔ وہاں مزدور انگور شاخوں سے توڑ توڑ کر ایک چوبچے میں جمع کر رہے تھے۔ پجاری نے اس شہر کو اپنی مجرمانہ سرگرمیوں کے لئے پسند کرلیا۔ چونکہ

اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے وہ بڑی آزادی سے جہاں چاہے آجا سکتا تھا۔ جو چاہے کر سکتا تھا۔ غیبی پجاری ایک بازار میں سے گزرنے لگا۔ یہاں جوہریوں کی دکانیں تھیں وہ ایک دکان میں داخل ہوا۔ الماری میں قیمتی جواہرات کے ہار لٹک رہے تھے۔ ایک جاگیردار اپنی بیوی کے ساتھ دکان میں بیٹھا ہیروں کا ایک سیٹ پسند کر رہا تھا۔ غیبی پجاری نے الماری میں سجے ہوئے ایک ہیروں کے ہار کو پسند کیا اور الماری کھول دی۔ دکاندار جوہری نے الماری کو اپنے آپ کھلتی دیکھا تو چلّا کر نوکر سے کہا

کم بخت تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ الماری کو اچھی طرح سے بند کیا کرو۔ دیکھ اپنے آپ کھل گئی ہے

نوکر نے الماری کو بند کر دیا۔ مگر اس دوران غیبی پجاری نے قیمتی ہار نکال لیا تھا۔ ہار غیبی پجاری کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہوگیا تھا۔ نوکر نے شور مچا دیا کہ الماری میں سے قیمتی ہار غائب ہوگیا ہے۔ جواہری کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ ہار بہت ہی قیمتی تھا۔ اس نے سر پیٹ لیا کہ میرا ہار چور چرا کر لے گئے ہیں۔ وہ واویلا کرنے لگا۔ غیبی پجاری ہار کو لے کر دکان سے نکل چکا تھا اب وہ یہاں سے سیدھا معبد میں آگیا۔ یہاں آگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جل رہی تھی۔ پروہت سفید چادر جسم پر ڈالے سر پر سفید رومال باندھے اپنے مذہب کے مطابق بلند آواز میں منتر پڑھ کر آگ کی عبادت کر رہا تھا۔ عورتیں اور مرد ہاتھ باندھے ذرا دور بڑے ادب سے کھڑے تھے۔

غیبی پجاری اس معبد کو اپنا نشانہ بنانا چاہتا تھا۔ جہاں چبوترے کے درمیان ایک گڑھے میں آگ جل رہی تھی وہ اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہوگیا۔ قیمتی جواہرات کا ہار اس کے ہاتھ میں تھا۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پروہت اپنی دھن میں روز کی طرح منتر پڑھ رہا تھا۔ کہ اچانک معبد کی فضا میں ایک آواز بلند ہوئی۔

سنو! میں اگنی دیوتا ہوں۔

پروہت منتر پڑھتے پڑھتے رک گیا اور آنکھیں پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کس کی آواز ہے۔ غیبی پجاری بولا

میں تمہیں دکھائی نہیں دے سکتا۔ میں آگ کا دیوتا ہوں۔ میں اگنی ہوں۔ اس شہر کے لوگوں نے میری اتنی پوجا کی ہے کہ میں خوش ہوا ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس شہر میں ہی رہوں گا

پروہت اور معبد میں جو دوسرے مرد اور عورتیں موجود تھیں فوراً سجدوں میں گر پڑے۔ پروہت نے چہرہ اٹھا کر کہا۔

اگنی دیو! ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ہمارے شہر میں آئے اور یہاں رہنے کا فیصلہ کیا۔ ہم آپ کے لئے بہت بڑا معبد بنائیں گے۔

غیبی پجاری نے چلا کر کہا

نہیں مجھے معبد کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جہاں رہوں گا وہ میرا معبد ہی ہوگا۔ میرے لئے شہر سے باہر پُرسکون وادی میں نہر کے کنارے سنگِ مرمر کا ایک عالیشان محل تعمیر کرو۔ اور وہاں میری خدمت کے لئے دیوداسیاں موجود ہوں

پروہت نے ہاتھ باندھ کر کہا

ایسا ہی ہوگا اگنی دیو

اس کے ساتھ ہی غیبی پجاری نے زور سے قیمتی ہار کو توڑ کر فرش پر پھینکا اور کہا

یہ جواہرات کا ہار ہمارے دیوتاؤں کی نشانی تھا مگر اس شہر کے ایک مکار جوہری نے محل کے کھنڈروں سے کھود کر نکال لیا تھا۔ یہ جواہرات اب تم لوگوں کی ملکیت ہیں۔ اسے اٹھاؤ اور اپنے پاس رکھو۔

قیمتی ہیرے اور جواہر فرش پر بکھرے تو عورتیں اور مرد سناٹے میں آگئے پھر انہوں نے لپک کر جواہرات اٹھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر اپنی جیبوں میں رکھ لئے اور اگنی دیوتا کی جے کے نعرے بلند کرنے لگے۔ سارے شہر میں شور مچ گیا کہ اگنی دیوتا شہر میں آگیا ہے اور اس کے لئے وادی میں سنگ مرمر کا ایک محل تعمیر ہوگا۔ شہر کا صوبیدار بھی آتش پرست تھا۔ اس نے سنا تو بہت خوش ہوا۔ فوراً حکم دیا کہ اگنی دیوتا کے لئے محل کی تعمیر شروع کر دی جائے۔ ہزاروں لوگ کام پر لگ گئے۔ چند ہی دنوں میں ایک شاندار محل تیار ہو گیا۔ پھر کمرے میں ریشمی قالین بچھا کر دیواروں پر مخمل کے پردے گرا دیئے گئے۔ خوابگاہ میں صندل کی لکڑی کا بہت بڑا پلنگ لگا دیا گیا جس کے اوپر مسہری کی چھت میں زمرد اور لعل کے انگور کے گچھے لٹک رہے تھے۔ شہر کی حسین لڑکیاں دیوداسیاں بن کر محل میں آگئیں تاکہ اگنی دیوتا کی خدمت کر سکیں۔ غیبی پجاری بڑے ٹھاٹھ سے اس محل میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگا۔ چونکہ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے ہر کوئی اسے اگنی دیوتا ہی سمجھتا تھا۔ دیوداسیاں تو اس کی آواز سنتے ہی سر جھکا دیتی تھیں۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ اور کیٹی ہندوستان سے مک یونان کی طرف جا رہے تھے جو ان دنوں بہت ترقی یافتہ تھا جبکہ دوسری جانب عنبر تھیوسانگ اور ماریا ملک

ایران کی طرف سفر کرتے چلے آ رہے تھے۔ یہ غیبی پجاری بھی ملک ایران ہی کے ایک شہر میں اگنی دیوتا بنا عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ عنبر تھیوسانگ اور ماریا ملک ایران کے دارالحکومت باختریا پہنچ گئے جہاں اس وقت سپارکس بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ شہر کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے فضا میں سونگھا۔ انہیں ناگ اور کیٹی کی خوشبو محسوس نہ ہوئی ماریا بولی۔

لگتا ہے ناگ اور کیٹی اس شہر میں بھی نہیں ہیں۔

تھیوسانگ نے کہا

ہو سکتا ہے وہ کسی طلسم کے اثر میں ہوں جس کی وجہ سے ان کی خوشبو ہمیں نہیں آ رہی۔

عنبر کہنے لگا۔

بہرحال ہم ناگ کیٹی کی تلاش میں ہی یہاں آئے ہیں کچھ روز تو انہیں یہاں تلاش کریں گے۔ پھر آگے روانہ ہو جائیں گے۔

وہ شہر کی سرائے میں آ گئے۔ ان کے پاس اب سونے کے سکے ختم ہو رہے تھے۔

عنبر نے تشویش کے ساتھ کہا۔

ہمیں کچھ سونے کے سکے پیدا کرنے ہوں گے خالی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جیب ہم یہاں نہیں رہ سکتے ۔
تھیوسانگ نے کہا
یہ کام ماریا ہی کر سکتی ہے
ماریا بولی ۔
تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی کی دکان سے سکے
اٹھا لاؤں گی ؟ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتی ۔
تھیوسانگ ہنسنے لگا ۔
ارے بھئی ناراض کیوں ہو رہی ہو تم ماریا ۔ بھلا
میں کبھی ایسا سوچ سکتا ہوں ۔
عنبر نے کہا ۔
تھیوسانگ کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی سانپ
کو بلا کر اس سے زیر زمین کسی خفیہ خزانے کا پتہ معلوم
کر سکتے ہیں ۔
ماریا کہنے لگی ۔
تمہیں شاید معلوم نہیں کہ اب ہم ایسا نہیں کر
سکتے پچھلی بار مجھے سرخ سانپ نے بتا دیا تھا کہ کوئی
بھی سانپ اب ہمارے کہنے پر زمین کے اندر سے
خزانہ نہیں لائے گا یہ کام صرف ناگ دیوتا ہی کے حکم
سے ہو سکتا ہے ۔

عنبر اور تھیوسانگ خاموش ہو گئے ۔ عنبر نے سانس بھر
کر کہا
تو پھر ہمیں محنت مزدوری کر کے پیسے کمانے ہوں
گے میں شہر میں جا کر کوئی کام تلاش کرتا ہوں
تھیوسانگ کہنے لگا
میں بھی کسی کام کی تلاش میں جاتا ہوں ۔ اس
طرح ہم ناگ اور کیٹی کا سراغ بھی لگانے کی کوشش
کرتے رہیں گے ۔
ماریا ہنس کر بولی ۔
آخر مرد ہو ۔ مرد ہی کام کیا کرتے ہیں ۔ تم جا کر
کام تلاش کرو ۔ میں سرائے میں تمہاری چیزیں سنبھال
کر رکھتی ہوں ۔
تھیوسانگ اور عنبر الگ الگ کسی کام کی تلاش میں شہر
کی طرف نکل گئے ۔ ماریا سرائے میں ہی رہی ۔ تھیوسانگ
زیتون کے ایک باغ میں آ گیا ۔ یہاں باغ کا مالک آرام
کرسی پر بیٹھا مزدوروں کو کام کرتے دیکھ رہا تھا ۔ تھیوسانگ
نے جا کر سلام کیا اور کہا کہ کیا مجھے کام مل جائے گا ؟ میں
مسافر ہوں ۔ باختریا کی سیر و سیاحت کو آیا ہوں اور محنت
سے روزی کما کر کھانا چاہتا ہوں ۔ زیتون کے باغ کے مالک

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

نے تھیوسانگ کو کام پر لگا دیا۔ دوسری طرف عنبر شہر کے بازاروں میں سے گزرتے ہوئے اس علاقے میں پہنچ گیا جہاں ایران کے بادشاہ سپارکس کا قلعے کے اندر بنا ہوا عالی شان محل تھا۔ عنبر چونکہ وہاں نیا نیا آیا تھا اسے لئے بے خبری میں چلتے چلتے قلعے کے پاس جا پہنچا جہاں کسی کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جونہی عنبر قلعے کے باہر بنی ہوئی خندق کے قریب آیا اسے درختوں میں سے نکل کر قلعے کے پہرے داروں نے پکڑ لیا۔ عنبر نے بہتیرا کہ میں مسافر ہوں اس ملک کے رسم و رواج سے ناواقف تھا اس لئے ادھر آگیا مگر پہرے داروں نے اس کی ایک نہ سنی اور اس کے ہاتھ رسی سے پیچھے باندھ دیئے اور گھوڑے پر ڈال کر قلعے کے اندر لے گئے۔ قلعے کا محافظ قلعے کے اندر ایک بارہ دری میں شان سے بیٹھا تھا۔ تلوار اس کی کمر کے ساتھ لگی تھی اور دو آدمی اس کے کاندھوں کو دبا رہے تھے۔ پہرے داروں نے عنبر کو اس کے سامنے جا کر پیش کر دیا اور کہا کہ یہ شخص دشمن کا جاسوس لگتا ہے جو شاہی قلعے میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔

قلعے کے محافظ کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور وہ شکل صورت ہی سے جلاد لگتا تھا۔ اس نے عنبر کی طرف ایک خونخوار نگاہ ڈالی اور گرجدار آواز میں پوچھا۔

کیا تمہیں یونانیوں نے جاسوسی کے لئے بھیجا ہے؟

ان دنوں ایران کی یونان کے ساتھ جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں دونوں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ عنبر نے کہا

جناب مجھے کسی نے جاسوسی کے لئے یہاں نہیں بھیجا میں ملک مصر کا رہنے والا ایک سیاح ہوں اور سیاحت کے لئے ایران آیا ہوں۔ نوکری کی تلاش میں پھر رہا ہوں کہ آپ کے آدمیوں نے مجھے پکڑ لیا۔

قلعے کے محافظ نے مونچھوں پر ایک ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

ابھی اصل بات کا پتہ چل جائے گا تم اس طرح سے نہیں بتاؤ گے۔

اس نے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ سپاہیوں نے عنبر کو گھسیٹ کر گھوڑے پر ڈالا اور اسے لے کر قلعے کے نیچے ایک تہہ خانے میں لے آئے۔ یہ جگہ اذیت خانہ تھا اور یہاں دشمن کے پکڑے ہوئے جاسوسوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر اذیتیں پہنچا کر ان سے دشمن ملک کے راز اگلوائے جاتے تھے۔ یہاں ہٹے کٹے بے رحم چہروں والے تین جلاد مامور تھے۔ انہوں نے عنبر کو پکڑ کر ایک تختے پر سیدھا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM PDFBOOKSFREE.PK

لٹا کر اس کے ہاتھ پاؤں چمڑے کے تسمے سے باند
دیئے اور تختے کو ایک گراری کی مدد سے بالکل سید
کر دیا۔ اس کے بعد رسّی کو ایک مشین کی مدد سے کھینچنا
شروع کیا۔ عنبر کے دونوں ہاتھ اور پاؤں زور سے
کھینچے جانے لگے۔ اسے درد تو بالکل نہیں ہو رہا تھا گ
خطرہ تھا کہ اگر یہ لوگ اسی طرح کھینچتے رہے تو اس کے
پاؤں اور ہاتھ الگ ہو جائیں گے۔ چنانچہ عنبر نے فوراً
اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو اپنی خاص قوت سے کا
لیتے ہوئے لوہے کی طرح سخت کر لیا مگر وہ یہ ظاہر
کرنے کے لئے کہ اسے سخت تکلیف ہو رہی ہے اونچی
آواز میں چیخنے چلانے لگا۔ ایک جلاد نے کہا

بتاؤ تمہیں کس نے یہاں بھیجا ہے اور تمہارے
دوسرے ساتھی کہاں پر ہیں ؟

عنبر نے چیختے ہوئے کہا

میرا کوئی ساتھی نہیں۔ مجھے کسی نے نہیں بھیجا۔

عنبر جس وقت چاہے اس مشکل سے اپنے آپ کو نکال
سکتا تھا مگر وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ سنگدل جلاد کہاں تک
اس پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی معلوم
کرنا چاہتا تھا کہ یہاں اور کون کون بے گناہ موجود ہے تاکہ

اس کی مدد کی جائے۔

دوسرا جلاّد بولا۔

اسے اسی جگہ بھوکا رہنے دو۔ بہت
جلد اس کی عقل ٹھکانے آجائے گی۔

انہوں نے عنبر کو اسی طرح تختے کے ساتھ بندھا ہوا چھوڑ دیا
اور تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند کر کے چلے گئے۔ ان
کے جانے کے بعد عنبر اپنے ہاتھوں کو زور سے جھٹکا دیا۔
رسّی کھل گئی۔ اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اس نے پاؤں کو
جھٹکا تو اس کے پاؤں کی رسی بھی کھل گئی۔ عنبر تختے پر سے
اتر کر تہہ خانے کے فرش پر ٹہلنے لگا۔ اچانک اسے کسی
کے کراہنے کی درد بھری آواز سنائی دی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یوروکا کی رہائی

عنبر نے کان لگا کر سُنا۔

یہ آواز ایک دیوار کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ عنبر نے دیوار کو ایک جگہ سے ٹھونک بجا کر دیکھا تو اسے محسوس ہوا کہ وہاں ایک پتھر اپنی جگہ سے ہلا ہوا ہے عنبر نے بڑی آسانی سے پتھر کو باہر کھینچ لیا۔ وہاں چوکور شگاف پیدا ہو گیا۔ عنبر نے سر شگاف میں ڈال کر دوسری طرف دیکھا کہ ایک عورت اس طرح فرش پر بیٹھی ہے کہ اس کے سر کے بال اس کے پاؤں کے انگوٹھوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ دونوں ہاتھ پیٹھ پر رسّی سے باندھ دیئے گئے ہیں اور عورت بُری طرح کراہ رہی ہے۔ وہ سخت اذیت اور تکلیف میں تھی۔ خدا جانے وہ یہاں کتنی دیر سے اس تکلیف دہ حالت میں پڑی تھی۔ عورت کا لباس یونانی عورتوں ایسا تھا جو میلا کچیلا ہو گیا تھا۔ رنگ گورا تھا۔ اور بال سنہری تھے وہ یقیناً یونانی عورت تھی۔ عنبر

نے جلدی جلدی دیوار کے دو تین پتھر ہٹائے اور دوسری طرف آ گیا۔ عورت نے بے چارگی اور بے بسی سے عنبر کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے کہا

مجھ پر رحم کرو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں جاسوس نہیں ہوں۔ مجھے اس عذاب سے نجات دے دو۔

مجھ پر رحم کرو۔

عنبر نے جاتے ہی سب سے پہلے عورت کے بال اس کے پاؤں کے انگوٹھے سے کھول دیئے عورت نے اپنی گردن اونچی کر کے ایک گہرا سانس لیا اور بولی۔

دیوتا زیوس کی قسم میں جاسوس نہیں ہوں۔ ایک سپاہی مجھے سرحد پر سے زبردستی اٹھا کر لے آیا تھا۔ مجھ پر رحم کرو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میرے بچے میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکیں گے۔

عنبر نے اس عورت کے ہاتھ بھی کھول دیئے اور یونانی زبان میں کہا۔

بہن! فکر نہ کرو۔ میں تمہیں یہاں سے آزاد کرانے آیا ہوں۔

وہ عورت تو عنبر کا منہ تکتی رہ گئی۔ اس سے پہلے وہ پرانی فارسی زبان میں بات کر رہی تھی۔ اب جو اس نے اپنے پاس

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

بیٹھے سانولے نوجوان عنبر کو یونانی زبان میں جو اس عورت کی مادری زبان تھی بات کرتے سنا تو حیرانی سے بولی۔

تم ..... تم یونانی ہو کیا؟

عنبر نے کہا

میں یونانی نہیں ہوں۔ مگر یونانی زبان بول سکتا ہوں

عورت نے کہا۔

پھر تم نے مجھے آزاد کیوں کیا؟ تم .... تم کون ہو؟

عنبر بولا۔

میرا نام عنبر ہے۔ میں مصر کا سیاح ہوں۔ یہ لوگ مجھے بھی جاسوس سمجھ کر یہاں پکڑ لائے ہیں۔ میں تمہارے ساتھ والی کوٹھڑی میں بند ہوں۔

عورت نے سر جھکا دیا اور مایوسی سے کہا

پھر تو تم خود مصیبت میں گرفتار ہو۔ تم میری کیا مدد کرو گے۔

پھر وہ عنبر کی طرف دیکھ کر بولی۔

مجھے اسی طرح رسی سے باندھ دو اور اپنی کوٹھڑی میں واپس چلے جاؤ۔ جلاد ابھی آئیں گے۔ وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ممکن ہے وہ مجھے بھی تم سے بات کرنے

کے جرم میں ہلاک کر ڈالیں۔ میں مرنا نہیں چاہتی میرے بچے ابھی چھوٹے چھوٹے ہیں۔

عنبر نے پوچھا۔

تمہارا نام کیا ہے بہن؟

عورت نے عجیب دلگداز نگاہوں سے عنبر کی طرف دیکھا اور بولی۔

مجھے آج تک کبھی کسی نے بہن نہیں کہا۔ اس لئے کہ میرا کوئی بھائی نہیں۔ میرا نام یوروکا ہے۔

عنبر نے کہا

یوروکا بہن! آج سے میں تمہارا بھائی ہوں

یوروکا پریشان ہو کر بولی۔

عنبر! میرے بھائی! میری خاطر اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔ تمہیں خدائے زیوس کی قسم مجھے میرے حال پر چھوڑ کر اپنی کوٹھڑی میں واپس چلے جاؤ۔ تم ان لوگوں کو نہیں جانتے۔ یہ بڑے پتھر دل ظالم لوگ ہیں۔ یہ تمہاری گردن اڑا دیں گے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا

یوروکا! تمہیں بہن کہا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بہن مصیبت میں ہو اور بھائی اسے اکیلی چھوڑ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلا جائے۔

یوروکا نے کہا

لیکن ... لیکن تم مجھے یہاں سے نہیں نکال سکتے عنبر۔ یہ ناممکن ہے۔

عنبر کہنے لگا۔

یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تو دیوار توڑ کر تمہارے پاس آیا ہوں مجھے یہ بتاؤ کہ اس تہہ خانے کا دروازہ کس طرف ہے؟

یوروکا نے ایک دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

اس دیوار میں کوئی خفیہ ہینڈل لگا ہے۔ جلاّد اس ہینڈل کو گھما کر دروازہ کھولتا اور بند کرتا ہے۔

عنبر نے دیوار کے قریب جاکر ٹٹول کر دیکھا ایک جگہ پتھر میں چھوٹا سا لوہے کا ہینڈل لگا تھا۔ عنبر نے اسے آہستہ سے کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔ اس نے یوروکا سے کہا

خاموشی سے بلا جھجک میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ۔

یوروکا سہمی ہوئی تھی۔ مگر وہ آزاد بھی ہونا چاہتی تھی۔ وہ اس جہنم سے فرار بھی ہونا چاہتی تھی۔ اس نے سوچا کہ یہ ایک بہادر آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اسے لے کر وہاں سے نکل جائے۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے آگئی۔ عنبر کو

صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ اگر اس یونانی عورت یوروکا پر تیر چلایا گیا یا پیچھے سے حملہ کیا گیا تو وہ اسے نہیں بچا سکے گا۔ اس خیال کے پیش نظر اس نے یوروکا کو بالکل اپنے ساتھ تھوڑا سا آگے کرتے ہوئے کہا

بس اسی طرح میرے آگے آگے بائیں طرف کو ہٹ کر چلتی رہو۔

تہہ خانے سے نکل کر وہ ایک تاریک راہ داری میں آگئے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس یونانی عورت کو تلاش سے نکال کر لے جانا عنبر کے لئے کوئی آسان بات نہیں تھی۔ کسی بھی جگہ ان پر حملہ ہو سکتا تھا اور حملے کی صورت میں یوروکا مر بھی سکتی تھی مگر عنبر نے یہ خطرہ مول لے لیا تھا کہ جو ہوگا دیکھا جائے گا اندھیری راہ داری میں وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ یونانی عورت یوروکا کو عنبر نے اپنی حفاظت میں لے رکھا تھا۔ زمین اونچی ہو رہی تھی۔ وہ تہہ خانے سے باہر نکلنے والے تھے۔ آگے ایک دروازہ آگیا جس پر سلاخیں لگی تھیں۔ دوسری طرف ایک پہرے دار نیزہ لئے پہرہ دے رہا تھا۔ یوروکا جلدی سے عنبر کے پیچھے ہوگئی اور سرگوشی میں بولی

وہ ہمیں پکڑ لے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے آہستہ سے کہا

تم اس جگہ اندھیرے میں کھڑی رہو میں جاکر

اس کی خبر لیتا ہوں۔

یوروکا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ عنبر اکیلا اور تنہا ہے پہرے دار کے پاس نیزہ ہے پھر وہ شور مچاکر دوسرے سپاہیوں کو بلا لے گا اور عنبر زندہ نہ بچ سکے گا۔ اس نے آنکھیں بند کرکے سر دیوار کے ساتھ لگا دیا اور اندھیرے میں اپنے خدا سے عنبر کی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگی عنبر اس دوران دروازے کے قریب پہنچ گیا اور دروازے کے پاس پہنچتے ہی عنبر نے سلاخوں کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا اور دروازہ ایک طرف سے ٹوٹ گیا۔ پہرے دار ہکا بکا ہوکر رہ گیا۔ ابھی وہ سنبھل ہی نہ پایا تھا کہ عنبر نے اچھل کر اس کی گردن دبوچ لی اور دو تین جھٹکے ایسے دیئے کہ وہ بے ہوش ہوگیا۔ عنبر نے اسے وہیں زمین پر ڈالا۔ اس کی وردی اتار کر خود پہنی سر پر ٹوپی پہنی اور نیزہ ہاتھ میں لے کر یوروکا کو آواز دی۔ یوروکا یہ ساری کارروائی پھٹی پھٹی آنکھوں سے تک رہی تھی اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے یقین نہیں آرہا تھا ایک نوجوان کے پاس اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ وہ لوہے

کی سلاخوں والا دروازہ توڑ ڈالے۔ مگر یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ بھاگ کر عنبر کے پاس آگئی۔

عنبر نے کہا

اب میں قلعے کا ایک سپاہی ہوں اور تمہیں بادشاہ کے حکم سے قلعے سے نکال کر محل کی طرف لے جا رہا ہوں۔ تم بالکل خاموش رہنا

عنبر نے یوروکا کو ساتھ لیا اور تہہ خانے کی راہ داری کے بڑے دروازے سے باہر قلعے کے میدان میں نکل آیا۔ یہاں دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ عنبر نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے قلعے کے بڑے گیٹ کی طرف جانے کی بجائے اس طرف دیوار کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کردیا۔ جدھر سیڑھیاں قلعے کی دیوار کے اوپر جاتی تھیں۔ جونہی وہ قلعے کی سیڑھیوں کے پاس پہنچا ایک سپاہی اچانک اس کے سامنے آ گیا اور بولا۔

اس جاسوس یونانی عورت کو کہاں لے جا رہے ہو؟

عنبر نے کہا

قلعے دار کے حکم سے اسے بادشاہ کے پاس لے جا رہا ہوں۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

سپاہی بولا۔

لیکن تم تو قلعے کی چھت پر جا رہے ہو۔ ادھر تو بادشاہ کا محل نہیں ہے۔

اتنی دیر میں سپاہی کو عنبر پر شک پڑ گیا تھا۔ اس نے نیزے کا رخ عنبر کے دل کی طرف کرتے ہوئے کہا

تم کون ہو؟ میں نے تمہیں پہلے کبھی یہاں نہیں دیکھا۔

عنبر نے ادھر ادھر دیکھا۔ قلعے کے میدان میں دھوپ کی گرمی اور تپش کی وجہ سے وہاں آس پاس کوئی دوسرا سپاہی نہیں تھا۔ عنبر نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نیزے کو آہستہ سے پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا اور کہا

میں تمہاری موت ہوں۔

سپاہی زور سے عنبر کے سینے سے ٹکرایا۔ عنبر نے اس کے سر پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ سپاہی چکرا کر زمین پر گر پڑا۔ ضرب اتنی شدید تھی کہ سپاہی پھر زمین سے نہ اٹھ سکا۔ عنبر نے یوروکا کو بازو سے پکڑا اور گھسیٹ کر قلعے کی چھت پر جاتی سیڑھیوں میں لے گیا۔

تیزی سے اوپر بھاگو۔

یوروکا جلدی جلدی سیڑھیاں طے کرنے لگی۔ دونوں قلعے کی چھت پر پہنچ گئے۔ عنبر نے دیکھا کہ چونکہ دھوپ بڑی تیز تھی اس لئے اوپر قلعے کی دیوار پر کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ عنبر قلعے کی چوڑی دیوار پر ایک طرف کو دوڑنے لگا۔ یوروکا اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہی تھی ایک جگہ ایک گھنا درخت دیوار کے ساتھ اُگا ہوا تھا۔ عنبر نے درخت کی ایک شاخ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور یوروکا سے کہا

اس شاخ کے ذریعے درخت سے نیچے اتر جاؤ۔

یوروکا کی جان پر بنی تھی۔ فرار کا ایسا موقع اسے شاید کبھی نہیں مل سکتا تھا۔ اس نے درخت کی شاخ کو پکڑا اور درخت سے نیچے اترنے لگی۔ اس کے پیچھے پیچھے عنبر بھی نیچے اتر گیا۔ اب ان کے سامنے پانی سے بھری ہوئی خندق تھی۔ گرمی بڑی سخت پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے وہاں سارا علاقہ سنسان تھا سپاہی اور پہرے دار قلعے کے بڑے گیٹ کی طرف تھے جو وہاں سے بائیں جانب کافی فاصلے پر تھا۔ عنبر نے یوروکا سے پوچھا کہ وہ تیرنا جانتی ہے؟۔

یوروکا نے کہا "ہاں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ دونوں آہستہ سے پانی میں اتر گئے اور صرف گردنیں باہر رکھے آہستہ آہستہ تیرتے ہوئے خندق کے دوسرے کنارے پر پہنچ کر باہر نکل آئے۔ ان کے سامنے ایک سنگلاخ ویران میدان تھا۔ عنبر نے یوروکا سے کہا کہ جتنی تیز بھاگ سکتی ہو میرے ساتھ بھاگتی چلو۔ میدان سے نکلتے انہیں زیادہ دیر نہ لگی۔ میدان جہاں ختم ہوتا تھا وہاں ایک گہرا خشک نالہ تھا۔ اس نالے کے پار شہر کا عقبی دروازہ تھا۔

یوروکا کا سانس پھول رہا تھا۔ اس نے کہا میں تھک گئی ہوں عنبر نے جواب میں کہا کہ اگر اس وقت وہ رک گئی تو وہ زندہ نہ بچ سکے گی۔ یوروکا نے عنبر کے ساتھ ایک جگہ سے نالہ عبور کیا اور شہر کے عقبی دروازے کے قریب سے ہوتے ہوئے بائیں جانب سرائے میں داخل ہوگئے۔ اب عنبر نے اسے بتایا کہ سرائے میں اس کا ایک بھائی تھیوسانگ بھی اس کے ساتھ رہتا ہے جو آج ہی نوکری کی تلاش میں گیا ہے ماریا کے بارے میں عنبر نے یوروکا کو کچھ نہ بتایا۔

کوٹھڑی میں ماریا موجود تھی۔ تھیوسانگ ابھی زیتون کے باغ سے واپس نہیں آیا تھا۔ ماریا نے عنبر کو ایک عورت کے ساتھ دیکھا تو بڑی حیران ہوئی۔ عنبر نے کوٹھڑی میں داخل

ہوتے ہی یوروکا سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہاں میرے ساتھ میرا بھائی رہتا ہے۔ بس ہم دو ہی ہیں اب تم ہماری بہن بھی یہاں رہو گی۔

ایک طرح سے یہ ماریا کو اشارہ تھا کہ مجھ سے مخاطب ہو کر یعنی اپنی آواز نکال کر اپنے آپ کو ظاہر مت کرنا۔ ماریا خاموش رہی۔ یوروکا نے کہا

لیکن عنبر بھائی بادشاہ کے سپاہی یہاں بھی آجائیں گے

ہم جیل سے بھاگے ہوئے جاسوس ہیں

ماریا بڑی حیران ہوئی کہ عنبر کب جاسوس بن گیا؟ اور وہ کس جیل سے بھاگا ہے۔ عنبر نے یوروکا سے کہا

تم گھبراؤ نہیں۔ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے میں تمہیں یہاں ایک الگ کوٹھڑی لے کر وہاں چھپا دوں گا۔

عنبر کے ساتھ والی کوٹھڑی خالی تھی۔ اس نے وہ کوٹھڑی بھی سرائے کے مالک سے کرائے پر لے لی اور یوروکا کو مردانہ لباس پہنا کر اسے اس کوٹھڑی میں چارپائی پر بیمار آدمی بنا کر لیٹا دیا اور ماریا کے پاس آکر اسے ساری کہانی بیان کی۔ ماریا تعجب سے کہنے لگی۔

یہ تم کیا ڈراما کر آئے ہو اتنی جلدی؟ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت کو اب ہم کہاں لے جائیں گے ؟
عنبر نے کہا

یہ ایک مظلوم اور مصیبت زدہ عورت ہے ہم ا
یونان اس کے گھر پہنچائیں گے۔

اور تھیوسانگ کہاں ہے ؟ ماریا نے پوچھا

میرا خیال ہے اسے کہیں نوکری مل گئی ہے
عنبر نے کہا۔

تھیوڑی دیر میں تھیوسانگ بھی آگیا۔ وہ دن بھر کی مزدوری
کچھ چاندی کے سکے اپنے ساتھ ہی لایا تھا۔ عنبر نے اسے
بھی یوروکا کے بارے میں سب کچھ بتایا اور کہا

ہمیں اس عورت کو لے کر اب یونان کی طرف
کوچ کر جانا چاہیئے کیونکہ بادشاہ کے آدمی اس کی تلاش
میں ہوں گے۔ میری تو خیر ہے لیکن یہ عورت پکڑی جا
سکتی ہے اور وہ لوگ اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

تو پھر ہمیں آج رات اندھیرا ہوتے ہی یہاں
سے نکل جانا چاہیئے ہمیں صبح ہونے کا بھی انتظار
نہیں کرنا چاہیئے۔

ماریا سے مشورہ لیا گیا تو وہ بولی۔

میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ اگر ناگ اور کیٹی یہاں نہیں ہیں
تو پھر ہمارا یہاں ٹھہرنا بیکار ہے اب جب تم لوگوں
نے اس یونانی عورت کی ذمہ داری لے ہی لی ہے تو
پھر جیسا تھیوسانگ نے کہا ہے۔ ویسے ہی کرنا چاہیئے۔

اس وقت رات ہونے میں ابھی کافی دیر تھی۔ قلعے سے
دو جاسوسوں کے فرار کی خبر ملتے ہی شاہی دستوں نے شہر
میں پھیل کر ان کی تلاش شروع کردی عنبر تھیوسانگ اور ماریا
کو معلوم تھا کہ بادشاہ کے سپاہی سرائے میں ضرور آئیں
گے۔ عنبر کو اپنی تو کوئی فکر نہیں تھی۔ اسے یوروکا کا خیال
تھا۔ کیونکہ وہ پکڑی جاسکتی تھی اور اب وہ لوگ اسے
کبھی زندہ نہ چھوڑتے تھیوسانگ کہنے لگا۔

یہاں قریب ہی ایک ویران کنواں ہے۔ میرا خیال
ہے کہ ہم یوروکا کو اس کنوئیں میں چھپا دیتے ہیں اور تم
عنبر اپنا حلیہ تبدیل کرلو۔

انہوں نے ایسا ہی کیا۔ عنبر نے کوٹھڑی میں جاکر زنانہ لباس
پہن لیا۔ وہ بالکل عورت معلوم ہونے لگا۔ اس نے یوروکا
کو ساری بات سمجھاتے ہوئے کہا کہ وہ صرف اندھیرا ہوتے
ہی ویران کنوئیں میں چھپ جائے۔ اس کے بعد وہ اسے
وہاں سے نکال کر اس کے ملک یونان کی طرف لے چلیں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

گئے۔ یوروکا کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ وہ فوراً تیار ہوگئی۔ وہ پہلے ہی مردانہ لباس میں تھی۔ تھیوسانگ اسے اپنے ساتھ ویران کنوئیں کی طرف لے گیا اور وہاں اس میں اتر کر ایک شگاف کے اندر چھپا دیا۔ اس کا خطرہ درست ثابت ہوا۔

ابھی دن باقی تھا کہ شاہی دستے کے سپاہی گھوڑوں پر سوار عنبر اور یوروکا کو ڈھونڈتے ہوئے سرائے میں پہنچ گئے۔ وہاں عنبر عورت کے لباس میں بیمار بن کر چارپائی پر پڑا تھا۔ ماریا کوٹھڑی کے باہر کھڑی تھی تھیوسانگ بھی وہیں ایک طرف بیٹھا تھا۔ سپاہی تلاشی لیتے وہاں آگئے دو سپاہی کوٹھڑی کے باہر گھوڑے سے اتر پڑے۔ ان میں سے ایک سپاہی وہ تھا جس نے عنبر کو گرفتار کر کے قلعے کے محافظ کے سامنے پیش کیا تھا۔ وہ عنبر کو پہچانتا تھا۔ اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

اندر کون ہے؟

تھیوسانگ نے کہا

جناب اندر میری بڑی بہن بیمار پڑی ہے اسے سانس کا مرض ہے۔ جناب بس آخری سانس لے رہی ہے۔

تھیوسانگ کی یہ بات سن کر عنبر نے چارپائی پہ پڑے پڑے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ وہ سپاہی جو عنبر کو پہچان سکتا تھا کوٹھڑی میں گیا اور دیکھا کہ ایک عورت سر پہ کپڑا لپیٹے چارپائی پر پڑی لمبے لمبے سانس لے رہی ہے اس اضطراتفری میں عنبر یہ بھول گیا کہ اس کی تھوڑی تھوڑی مونچھیں بڑی ہوئی تھیں اور اس نے اس روز داڑھی مونچھیں صاف نہیں کی تھیں یعنی شیو نہیں بنائی تھی۔ سپاہی نے جب یہ معاملہ دیکھا تو عنبر کے سر پہ سے کپڑا اتار دیا۔ نیچے سے عنبر کے نسواری رنگ کے گھنگھریالے مردانہ بال نکل آئے۔ اب سپاہی نے عنبر کو پہچان لیا تھا۔ اس نے عنبر کو گردن سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا

مکار تو ہماری نظروں سے چھپ نہیں سکتا تھا۔

ماریا نے جب یہ صورت حال دیکھی تو جلدی سے کوٹھڑی کے اندر داخل ہوگئی سپاہی نے چلا کر اپنے ساتھی کو آواز دی۔

اندر آجاؤ۔ میں نے ایک مفرور جاسوس کو پکڑ لیا ہے۔

باہر والا سپاہی تیزی سے تلوار نکال کر کوٹھڑی کی طرف لپکا اتنی دیر میں ماریا اپنا کام کر چکی تھی اس نے عنبر کو تیزی سے اپنے کاندھے پر اٹھا لیا تھا بلکہ عنبر خود بھی اس کے

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

کاندھے پر چڑھ گیا تھا۔ ماریا کے کاندھے پر آتے ہی وہ بھی ماریا کے ساتھ ہی غائب ہوگیا تھا۔ دونوں سپاہی حیران ہوکر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ باہر والے سپاہی نے پوچھا

ارے کہاں ہے وہ جاسوس جس کو تم نے پکڑا تھا؟

دوسرا سپاہی کچھ گھبرا سا گیا تھا۔ وہ جلدی سے کوٹھڑی سے باہر آگیا اور بولا۔

میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ وہ چارپائی پر بیمار عورت کے بھیس میں لیٹا ہوا تھا۔ کیوں بے کہاں ہے تمہاری بہن جو بیمار تھی؟

اس سپاہی نے تھیوسانگ سے پوچھا۔ تھیوسانگ بھی جان گیا تھا کہ عنبر کو ماریا نے اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا ہے جس کی وجہ سے وہ غائب ہوگیا ہے اب وہ بھی انجان بن گیا اور بھولا سا منہ بنا کر بولا

میری تو کوئی بہن بیمار نہیں ہے جناب۔

سپاہی نے غصّے میں کہا

بدبخت تو نے ابھی تک تو مجھے کہا تھا کہ اندر میری بیمار بہن لیٹی ہے اور ..... اور میں نے بھی خود اپنی آنکھوں سے چارپائی پر دیکھا تھا۔ پھر وہ کہاں غائب ہوگئی؟

تھیوسانگ بولا۔

جناب آپ کو مغالطہ ہوا ہے۔ اگر چارپائی پر کوئی عورت ہوتی تو وہ کہاں غائب ہوسکتی ہے وہ کوئی جادوگرنی تو نہیں تھی۔

سپاہی جھلا کر بولا۔

وہ جادوگرنی نہیں کوئی جادوگر تھا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ یونانی جاسوس تھا جس کو میں نے قلعے کے باہر پکڑا تھا۔

دوسرا سپاہی کہنے لگا۔

ارے تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ چلو دوسری کوٹھڑیوں میں دیکھتے ہیں

اتنے میں ایسا ہوا کہ عنبر ماریا کے کندھے پر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا۔ دھم سے گرنے کی آواز آئی تو دونوں سپاہی تلواریں لے کر کوٹھڑی کی طرف دوڑے انہوں نے دیکھا کہ عنبر عورت کے لباس میں وہاں موجود تھا۔

میں نہ کہتا تھا کہ وہ اندر تھا۔ یہ دیکھو۔ یہ دیکھو پکڑ لو اسے۔

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا

COURTESY WWW.FREEOFBOOKSFREE.PK

دوستو! ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ اپنی جان بچا کر یہاں سے چلے جاؤ۔

مگر سپاہی جو بادشاہ کے خاص دستے کے سپاہی تھے بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ایک مجرم انہیں ایسا کہے۔ ایک سپاہی نے تلوار کا بھرپور ہاتھ عنبر کی گردن پر مارا۔ تلوار عنبر کی گردن سے لگتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔

عنبر نے کہا۔

اب بھی میں تمہیں موقع دیتا ہوں کہ اپنی جان پیاری ہے تو یہاں سے چپ چاپ چلے جاؤ اور اس کا ذکر کسی سے مت کرتا۔

مگر سپاہی یہ سمجھا کہ عنبر نے اپنی گردن پر لوہے کا پٹہ چڑھا رکھا ہے۔ اس نے اپنے ساتھی سپاہی کو اشارہ کیا۔ اس نے نیزے کا وار کیا۔ نیزہ عنبر کے سینے سے لگتے ہی ٹوٹ گیا۔ لیکن ابھی تک سپاہی یہی سمجھ رہے تھے کہ اس چالاک جاسوس نے اپنے سینے پر بھی لوہے کی جیکٹ چڑھا رکھی ہے۔ وہ خنجر نکال کر عنبر کی طرف بڑھے۔ اب عنبر کے لئے صبر کرنا بہت مشکل تھا۔ اس نے دونوں کو گردنوں سے پکڑ لیا۔ سپاہیوں نے عنبر کے سینے اور پیٹ پر خنجر چلانے

شروع کر دیئے۔ خنجر جیسے پتھر سے ٹکرا رہے تھے۔ عنبر نے دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر اوپر اچھال دیا۔ دونوں گیند کی طرح اچھل کر چھت سے ٹکرائے اور پھر دھڑام سے فرش پر ایسے گرے کہ ان کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا

ان لوگوں کو اسی کوٹھڑی میں بند رہنے دو ہاں ان کے منہ میں کپڑے ٹھونس دو تاکہ یہ آواز نہ نکال سکیں میں ساری فوج کی ہڈیاں توڑنا پسند نہیں کرتا۔

ٹانگوں اور بازوؤں کی ہڈیاں ٹوٹ جانے سے سپاہی مردہ سے ہو رہے تھے وہ نیم بے ہوش تھے۔ تھیوسانگ نے ان کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر کوٹھڑی بند کر کے باہر تالا لگا دیا۔ عنبر نے اپنا زنانہ لباس اتار کر مردانہ لباس دوبارہ پہن لیا۔ ماریا نے کہا

تم دونوں ساتھ والی کوٹھڑی میں چلے جاؤ۔ کیونکہ ابھی تک شاہی دستے کے سپاہی سرائے کی تلاشی لے رہے ہیں۔ میں ان گھوڑوں کو بھگا دیتی ہوں۔

عنبر اور تھیوسانگ دوسری کوٹھڑی میں چلے گئے۔ ماریا نے سپاہیوں کے دونوں گھوڑوں کو ڈرا کر بھگا دیا۔ اب باقی کے سپاہی بھی ادھر آ گئے۔ وہ اپنے دونوں ساتھیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو تلاش کر رہے تھے کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں۔ دستے کا سالار ایک اونچا لمبا سپاہی تھا جس کی لمبی لمبی مونچھیں تھیں۔ وہ اس کوٹھڑی کی طرف بڑھا جس کے اندر عنبر اور تھیوسانگ تھے۔ ماریا آہستہ سے زمین پر سے بلند ہو کر فضا میں اڑتی ہوئی اس سالار کے قریب گئی اور اس کی گردن پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

یہاں کیا لینے آئے ہو؟ میں اس سرائے کی بدروح ہوں۔ میں تمہیں کھانا چاہتی ہوں۔

اور ماریا نے ایک زوردار وحشی قہقہہ لگایا۔ سالار کا جسم خوف سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ کیونکہ اسے جس عورت کی آواز آ رہی تھی وہ اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا کے قہقہے کی آواز دوسرے سپاہیوں نے سنی تو وہ بھی ڈر گئے سالار نے پھر بھی ہمت کرتے ہوئے کہا

کسی بدروح کو میں نہیں مانتا۔ تم جادوگرنی ہو!

ماریا نے سالار کے گھوڑے کے جبڑوں میں پھنسی ہوئی لگام کو زور سے کھینچا تو گھوڑا بے قابو ہو گیا۔ وہ سالار کو لے کر بھاگا۔ دوسرے سپاہی پہلے ہی ڈرے ہوئے تھے وہ بھی وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد ماریا کوٹھڑی میں گئی اور عنبر تھیوسانگ سے کہا۔

میں اس قسم کی شعبدہ بازیوں سے تنگ آ چکی ہوں بہتر یہی ہے کہ ہم اسی وقت یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔

عنبر نے کہا

جیسے تمہاری مرضی۔

اس نے تھیوسانگ سے کہا کہ وہ کہیں سے تین گھوڑوں کا انتظام کرے تھیوسانگ نے ہنستے ہوئے کہا

انتظام کرو تو تم مجھے یوں کہہ رہے ہو۔ جیسے میں کوئی سوداگر ہوں۔ ارے بھائی کہیں سے گھوڑے اڑاتا ہوں جا کر۔

ماریا بولی۔

تم مت تکلیف کرو۔ میں لے آتی ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا سرائے سے باہر چلی گئی۔ ایک جگہ اس نے کھیتوں میں درخت کے نیچے کچھ گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے۔ ان پر زین کسی ہوئی تھی۔ ان کے سوار کچھ فاصلے پر لیٹے آرام کر رہے تھے۔ ماریا نے تین گھوڑوں کی آنکھوں پر آہستہ سے ہاتھ رکھا تو گھوڑے سہم گئے۔ اب وہ ہل نہیں سکتے تھے۔ ماریا نے انہیں کھولا اور لگام تھام کر ایک طرف لے گئی۔ سرائے سے دور ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹیلے کے پیچھے لے جاکر تینوں گھوڑوں کو باندھا اور
فضا میں اڑتی ہوئی عنبر اور تھیوسانگ کے پاس آگئی۔

گھوڑوں کا بندوبست ہوگیا ہے۔ اب ویران کنوئیں
میں سے یوروکا کو نکالو تاکہ ہم یہاں سے فرار ہو جائیں۔
یوروکا بے چاری کا کنوئیں کے اندر بُرا حال ہوگیا تھا۔ وہ
سہمی ہوئی ڈری ہوئی بیٹھی تھی۔ عنبر نے اسے کنوئیں سے
نکالا اور کہا۔

ہم تمہارے ملک کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمارے
ساتھ آؤ۔

ایک گھوڑے پر عنبر بیٹھا، ایک پر انہوں نے یوروکا کو سوار
کیا تیسرے گھوڑے پر تھیوسانگ سوار ہوگیا۔ انہوں نے
گھوڑوں کی لگامیں ڈھیلی چھوڑیں۔ گھوڑے ہوا سے باتیں
کرنے لگے۔ اس وقت شام ہونے والی تھی۔ گھوڑے سرپٹ
دوڑتے ہوئے شہر کے دروازے سے نکل کر میدان میں
سے گزرتے ہوئے ویران صحرا میں داخل ہوگئے۔ جب
رات کا اندھیرا چھاگیا اور آسمان پر ستارے چمکنے لگے تو
وہ صحرا میں سے گزر رہے تھے۔ یوروکا کو ابھی تک
یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ایک ایسی عورت ماریا
بھی سفر کر رہی ہے جو کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ انہوں نے

جلدی میں یوروکا کے لئے کچھ کھانے پینے کو ساتھ نہیں
رکھا تھا۔ جب رات گہری ہوگئی تو یوروکا نے کہا کہ
اسے پیاس لگی ہے۔ عنبر نے ادھر ادھر دیکھا اور تھیوسانگ
سے کہنے لگا۔

"تھیوسانگ! میرا خیال ہے کہ ہمیں کوئی گاؤں
دیکھ کر وہاں رات بسر کرنی چاہیئے۔ وہاں ہمیں کھانے
پینے کو بھی کچھ مل جائے گا۔

تھیوسانگ نے کہا

میرا خیال ہے کہ آگے کوئی نہ کوئی گاؤں ضرور
ہوگا۔ کیونکہ جس صحرائی راستے پر ہم جا رہے ہیں
یہاں پہلے سے گھوڑوں کے سُموں کے نشان ہیں جس
کا مطلب ہے کہ یہاں سے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں

ماریا نے عنبر کے کان میں کہا

میں آگے جاکر دیکھتی ہوں۔

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا

ابھی آجائے گا کوئی نہ کوئی گاؤں۔!

انہوں نے یوروکا کو تسلی دی کہ گاؤں پہنچتے ہی انہیں پانی
اور کھانے کو بھی کچھ نہ کچھ مل جائے گا۔ اتنی دیر میں
ماریا فضا میں بلند ہوکر اڑتی ہوئی کافی آگے گئی تو اسے دیت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بہت بڑے ٹیلے کے پیچھے ایک جگہ کھجوروں کے جھنڈ کے پاس ایک گاؤں دکھائی دیا۔ جہاں کچے مکانوں میں لیمپ جل رہے تھے۔ ماریا نے واپس آکر عنبر کے کان میں بتا دیا کہ آگے ایک گاؤں موجود ہے۔ اسی راستے پر چلتے چلو۔ انہوں نے کچھ دیر تک سفر کرتے رہنے کے بعد ریت کا ٹیلہ عبور کیا تو دوسری طرف گاؤں کے مکانوں میں جلتے لیمپوں کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ یوروکا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

کہیں یہاں بھی بادشاہ کے سپاہی تو نہیں آ جائیں گے

عنبر بولا۔

ہم شہر سے کافی دور نکل آئے ہیں یوروکا۔ یہاں سپاہی کیا کرنے آئیں گے بھلا۔

عنبر نے یوروکا اور تھیوسانگ کو ریت کے ٹیلے کے پاس چھوڑا اور خود پانی اور روٹی لینے گاؤں کی طرف چل دیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ تھی۔

مگرمچھ ناگ کیٹی

جس وقت عنبر گاؤں کی طرف روانہ ہوا تو اس کے تھوڑی ہی دیر بعد وہاں سے ایک اونٹ سوار گزرا۔ اس نے ایک عورت یعنی یوروکا اور تھیوسانگ کو ریت کے ٹیلے کے دامن میں بیٹھے دیکھا تو اونٹ کو روک کر پوچھا

کیا تم پردیسی ہو؟

تھیوسانگ نے کہا

ہم مسافر ہیں بھائی۔ یہ میری بہن ہے۔ ہمارا ایک بھائی گاؤں سے کچھ کھانے کو لانے گیا ہے۔

یہ اونٹ سوار گاؤں کا مخبر تھا۔ اس نے یوروکا کے لباس سے پہچان لیا کہ یہ کوئی یونانی عورت ہے۔ یہ گاؤں ایران کا تھا اور یونانی ایران کے دشمن سمجھے جاتے تھے کیونکہ ان دونوں ملکوں کی آپس میں جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں۔ اونٹ سوار گاؤں کی طرف چل دیا۔ اس نے گاؤں میں جاتے ہی

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

گاؤں کے نمبردار کو خبر کردی کہ باہر ٹیلے کے پاس ایک
یونانی عورت اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ بیٹھی ہے اور
اس کا بھائی یہاں کچھ کھانے پینے کو لینے آیا ہے۔ نمبر
کو اطلاع مل چکی تھی کہ دارالسلطنت کے قلعے سے ایک
یونانی عورت اور مصری جاسوس فرار ہوگئے ہیں۔ اس عورت
کے ساتھ یقیناً دوسرا آدمی مصری جاسوس ہوگا۔ نمبردار نے
سوچا اور انہیں گرفتار کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اتنی
دیر میں عنبر گاؤں میں داخل ہوکر یہ دیکھ رہا تھا کہ کسی
گھر کا دروازہ کھلا ہو تو وہاں سے کھانے پینے کے لئے
کچھ لیا جائے۔ نمبردار نے اسے دیکھا تو بولا۔

کیوں بھائی تم کس کی تلاش میں ہو؟

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ مسافر ہیں ان کے ساتھ ایک عورت
بھی ہے۔ انہیں بھوک اور پیاس لگی ہے۔ نمبردار بولا۔

کوئی بات نہیں بھائی۔ تم انہیں میرے ہاں
لے آؤ۔ یہاں تمہیں کھانے پینے کو سب کچھ ملے گا۔
یہاں بے شک کچھ دیر آرام بھی کر لینا۔ ہمیں مہمانوں
کی خدمت کرکے خوشی ہوتی ہے۔

مدیا بھی عنبر کے پاس کھڑی یہ سن رہی تھی۔ عنبر کو کیا اعتراض
ہوسکتا تھا۔ وہ اسی وقت یوروکا اور تھیوسانگ کو لے آیا

اور نمبردار کے گھر میں داخل ہوکر ایک چارپائی پر بیٹھ گئے
نمبردار وہاں اکیلا رہتا تھا۔ اس نے فوراً وہاں لیمپ روشن
کر دیا اور نوکر سے کہا کہ شربت لائے۔ یوروکا عنبر اور تھیوسانگ
نے شربت پیا۔ نمبردار نے یوروکا کو لیمپ کی روشنی میں
اچھی طرح دیکھا۔ اس کے نقش اور لباس یونانی عورتوں ایسا تھا
اسے یقین ہوگیا کہ یہی وہ جاسوس عورت ہے جو مصری جاسوس
کے ساتھ شاہی قلعے سے فرار ہوکر آئی ہے نمبردار کے وہم
میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ان کے ساتھ ایک غیبی
عورت مدیا بھی ہے۔ نمبردار اکیلا ہی اس عورت اور عنبر کو
گرفتار کرکے کوٹھڑی میں بند کرنا چاہتا تھا تاکہ صرف اسے ہی
بادشاہ کی طرف سے انعام ملے۔ نمبردار نے عنبر تھیوسانگ اور
یوروکا سے کہا کہ رات کو صحرا میں سفر کرنا خطرناک ہے کیونکہ
آگے صحرا میں رات کو شیر نکلتا ہے جو بڑا خونخوار ہے اسی لئے
تم لوگ رات میرے گھر میں ہی بسر کرو۔ صبح منہ اندھیرے
سفر پر نکل جانا۔ یوروکا شیر کا نام سنتے ہی ڈر گئی تھی۔
اس نے بھی عنبر اور تھیوسانگ کو رات اسی گھر میں گزارنے
پر مجبور کر دیا۔

ایک کوٹھڑی میں یوروکا کے لئے اور دوسری کوٹھڑی
میں عنبر اور تھیوسانگ کے لئے چارپائیاں ڈال دی گئیں اور

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

بچھونے لگا دیئے گئے۔ ماریا کچھ دیر تو یوروکا کی کوٹھڑی پر
خاموشی سے پہرہ دیتی رہی۔ پھر یہ سوچ کر کہ کوئی خطرہ نہیں
ہے اور گاؤں کے لوگ بے ضرر ہیں واپس عنبر تھیوسانگ کے
پاس آگئی اور تینوں کوٹھڑی میں آہستہ آہستہ ناگ اور کیٹی کے
بارے میں باتیں کرنے لگے۔ رات گزرتی چلی گئی۔ دوسری طرف
نمبردار نے اپنی سکیم پر عمل شروع کر دیا۔ اس نے محسوس کر لیا
تھا کہ مصری جاسوس مرد یعنی عنبر کو گرفتار کرنا مشکل ہے کیونکہ
اس کے ساتھ اس کا دوست بھی ہے مگر وہ یوروکا کو آسانی
سے اپنے قبضے میں کر سکتا تھا۔

اس خیال سے کہ یوروکا شور نہ مچا دے اس نے فیصلہ
کیا کہ پہلے اسے بے ہوش کرنا چاہیئے۔ اسی گاؤں میں ایک
جڑی بوٹیوں کا ماہر بوڑھا سپیرا رہتا تھا۔ نمبردار نے اس سے
جا کر کہا کہ مجھے بے ہوشی کا عرق چاہیئے۔ بوڑھا سپیرا نمبردار سے
بہت ڈرتا تھا کیونکہ نمبردار سے اکثر شاہی فوج کے سپاہی
ملنے آیا کرتے تھے مگر اس کے پاس اتفاق سے بے ہوشی کا
عرق نہیں تھا۔ ختم ہو گیا تھا۔ جب اس نے نمبردار کو بتایا
کہ بے ہوشی کا عرق تیار کرنا پڑے گا اور ایک دن لگ
جائے گا تو نمبردار کو سخت غصہ آگیا۔ اس نے بوڑھے
سپیرے کو دھمکی دی کہ اگر اس نے فوراً عرق پیدا نہ کیا تو وہ
اسے یونانی جاسوسوں کا ساتھی ظاہر کر کے گرفتار کروا دے
گا۔ بوڑھا سپیرا ڈر گیا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا

حضور! میرے پاس ایک سانپ ایسا ہے کہ جس
کے ڈسنے سے آدمی چوبیس گھنٹے تک بے ہوش رہتا ہے۔
نمبردار بڑا خوش ہوا بوڑھے سپیرے نے ہانڈی میں سے
ایک نسواری رنگ کا سانپ نکال کر چھوٹے آبخورے میں
ڈال کر اوپر سے منہ بند کیا اور نمبردار کو دیتے ہوئے کہا

حضور! یہ سانپ اس آدمی پر چھوڑ دیں جس کو
آپ بے ہوش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اسے فوراً ڈس دے گا
اور آدمی بے ہوش ہو جائے گا۔

نمبردار نے بوڑھے سپیرے کو گردن سے پکڑ کر اپنی طرف
کھینچا اور غرا کر کہا

خبردار اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ تمہاری
شامت آ جائے گی۔

بوڑھا سپیرا ہاتھ باندھ کر بولا

حضور! میں کسی سے کیوں ذکر کرنے لگا بھلا۔ آپ
بے فکر رہیں۔ یہ راز میرے سینے میں دفن ہو جائے گا۔

نمبردار سانپ کا آبخورہ لے کر سیدھا اس کوٹھڑی کی طرف
آ گیا جس کے اندر یونانی عورت یوروکا سو رہی تھی۔ نمبردار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوٹھڑی کے پیچھے چلا آیا جہاں ایک کھڑکی کھلی تھی۔ نمبردار نے جھانک کر دیکھا یونانی عورت یوروکا گہری نیند سو رہی تھی۔ اس نے سانپ والا آبخورہ کھڑکی کے اندر کرکے اس کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور سانپ کو اندر جھٹک دیا۔

آبخورے میں سے نسواری سانپ نیچے فرش پر گر

فرش پر گرتے ہی اسے ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی۔ یہ خوشبو اگرچہ بڑی دھیمی تھی مگر سانپ کو صاف محسوس ہو رہی تھی۔ یہ ناگ دیوتا کی خوشبو تھی۔ نسواری سانپ وہیں رک کر جدھر سے خوشبو آرہی تھی ادھر کو رینگنے لگا۔ کیونکہ اگر ناگ دیوتا قریب ہو تو ہر سانپ کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اسے جاکر ادب سے سلام کرے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ناگ دیوتا کسی ضرورت کی وجہ سے وہاں آیا ہوا ہو۔

ناگ دیوتا کی خوشبو عنبر تھیو ساگ اور ماریا کے جسم سے شعاعوں کی طرح نکل رہی تھی۔ لیکن یہ خوشبو بہت ہی دھیمی تھی۔ پھر بھی سانپ کے لئے یہ خوشبو دھیمی نہیں تھی وہ اسے سونگھ سکتا تھا۔ نسواری سانپ نے چارپائی پر سوئی ہوئی عورت کے پاؤں کے قریب اپنا منہ لے جاکر سونگھا۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اس عورت کے جسم سے نہیں آرہی تھی۔ وہ رینگتا ہوا کوٹھڑی کے بند دروازے کی جھری میں سے

ہوکر دوسری کوٹھڑی کی طرف رینگنے لگا۔ کیونکہ خوشبو اسی کوٹھڑی کی طرف سے آرہی تھی۔ اندھیرے میں رینگتا ہوا وہ دوسری کوٹھڑی میں داخل ہوگیا۔ یہاں خوشبو برابر آرہی تھی۔ سانپ نے دیکھا کہ وہاں دو آدمی بیٹھے کسی ایسی عورت سے باتیں کر رہے تھے جو سانپ کو نظر نہیں آرہی تھی۔ سانپ اندھیرے میں تھا سانپ سمجھ گیا کہ ضرور ان میں سے کوئی ایک ناگ دیوتا ہے جو انسان کی شکل میں وہاں آیا ہوا ہے۔

نسواری سانپ نے سانپوں کی زبان میں کہا

ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے۔ میں کیا خدمت کرسکتا ہوں؟

عنبر اور ماریا سانپوں کی زبان سمجھتے تھے۔ جونہی انہیں ایک سانپ کی آواز آئی تو انہوں نے ایک ساتھ چونک کر کوٹھڑی کی دیوار کی طرف دیکھا وہاں انہیں ایک نسواری سانپ کنڈلی مارکر بیٹھا دکھائی دیا۔ عنبر نے سانپ کی زبان میں کہا

سانپ دوست! ہم میں سے کوئی بھی ناگ دیوتا نہیں ہے مگر ہم ناگ دیوتا کے بھائی ہیں۔ یہاں ناگ دیوتا کی ایک بہن ماریا بھی موجود ہے جو تمہیں نظر نہیں آ سکتی۔ مگر تم یہاں کیسے آ گئے؟

نسواری سانپ نے انہیں بتایا کہ اسے گاؤں کا نمبردار بوڑھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپیرے سے مانگ کر لایا ہے تاکہ ساتھ والی کوٹھڑی میں
سوئی ہوئی عورت کو ڈس کر بے ہوش کر دوں۔ عنبر تھیوساگ
اور ماریا یہ سنتے ہی چونک سے پڑے۔ اس کا مطلب تھا کہ
نمبردار نے یوروکا کو پکڑنے کے لئے جال پھیلایا تھا۔ اس
کا مطلب یہ بھی تھا کہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ یوروکا یونانی
عورت ہے جو قلعے سے فرار ہو کر آئی ہے۔ ماریا نے
نسواری سانپ سے کہا

نمبردار اس وقت کہاں ہے؟

سانپ بولا

وہ ساتھ والی کوٹھڑی کے پیچھے باہر کھڑا ہے

ماریا نے عنبر سے کہا

میں اس کی خبر لیتی ہوں

عنبر بولا

اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرا خیال ہے کہ
نمبردار نے جو گڑھا کھودا ہے اسے اسی گڑھے میں
گرا دینا چاہیئے۔

تھیوساگ سمجھ گیا۔ کہنے لگا

بڑا اچھا خیال ہے

عنبر نے نسواری سانپ سے کہا

ہم چاہتے ہیں کہ تم واپس جاؤ اور نمبردار جہاں
کھڑا ہے وہاں پہنچ کر اسے ڈس دو مگر اس کے جسم
میں اتنا زہر داخل کرو کہ جس سے وہ تین دن تک
بے ہوش پڑا رہے۔

نسواری سانپ نے کہا۔ "آپ" کا حکم سر آنکھوں پر عظیم ناگ
دیوتا کے بھائی۔ یہ کہہ کر نسواری سانپ کوٹھڑی سے باہر نکل
گیا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے گئی کوٹھڑی کی پچھلی دیوار
کے پاس نمبردار اندھیرے میں چھپا ہوا تھا۔ پھر اس نے
کھلی کھڑکی میں سے اندر جھانک کر دیکھا کہ سانپ نے اپنا
کام کیا ہے کہ نہیں۔ مگر اس وقت سانپ اس کے پیچھے
پہنچ چکا تھا۔ جونہی نمبردار پیچھے ہٹا سانپ نے اچھل کر
اس کی پنڈلی پر ڈس دیا۔

نمبردار نے گھبرا کر پنڈلی پر ہاتھ مارا۔ مگر اس کے ساتھ
ہی سانپ کے زہر نے اپنا اثر دکھایا اور نمبردار بے ہوش ہو کر
گر پڑا۔ ماریا نے نسواری سانپ سے کہا کہ وہ واپس جا
سکتا ہے۔ پھر اس نے عنبر اور تھیوساگ کو آ کر بتایا کہ
نمبردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور وہ بے ہوش پڑا
ہے عنبر نے ماریا سے کہا کہ وہ یوروکا کی کوٹھڑی کے
باہر پہرہ دے کیونکہ ہو سکتا ہے اس مکار نمبردار کا کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسرا ساتھی بھی ہو جو وہاں پہنچ جائے۔ ملدیا رات بھر پہرہ دیتی رہی۔

دن ابھی پوری طرح سے نہیں نکلا تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ نے یوروکا کو جا کر اٹھایا۔ نوکر ابھی تک سو رہا تھا۔ انہوں نے پانی کی دو چھاگلیں بھر کر گھوڑوں پر لادیں۔ کچھ کھانے کے لئے خشک پھل ساتھ لے لیا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر صحرا میں روانہ ہو گئے۔ جتنی دیر تک سورج نہیں نکلا تھا انہوں نے صحرا میں کافی فاصلہ طے کر لیا جب سورج نکلا تو صحرا میں شدید گرمی پڑنے لگی۔ وہ تو گرمی برداشت کر سکتے تھے مگر یوروکا گرمی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ایک جگہ ٹیلے کی اوٹ میں سائے میں پڑاؤ ڈال لیا جب تک سورج نہیں ڈھلا وہ وہیں بیٹھے رہے جب سورج کی تیزی کم ہو گئی تو پھر اپنے سفر پر چل پڑے

اسی طرح تین روز تک سفر کرتے ہوئے وہ ساحل سمندر پر پہنچ گئے۔ یہاں سے انہوں نے ایک بندرگاہ کا رخ کر لیا۔ یہ بندرگاہ ساری رات سفر کرنے کے بعد آئی۔ وہاں بندرگاہ کے قریب ہی ایک جگہ انہوں نے دو راتیں گزاریں اور آخر ایک سمندری جہاز میں سوار ہو کر ملک یونان کی طرف روانہ ہو گئے۔ چھ روز کے سفر کے بعد

[illegible] کا جہاز یونان کی ایک بندرگاہ پر جا کر لنگر انداز ہو گیا [illegible] کا اپنے وطن سے واقف تھی۔ اس نے عنبر تھیوسانگ [illegible] سے کہا

یہاں سے میرا گاؤں زیادہ دور نہیں ہے ہم شام ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔

[illegible] یونانی شہر قدیم زمانے کا ایتھنز کا شہر تھا۔ اس وقت یہ شہر علم و فضل کے عروج پر تھا اور بڑے بڑے فلسفی اور دانا آدمی وہاں نوجوانوں کو درس دیتے تھے۔ شہر کی سڑکیں گول پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ خوبصورت درختوں والے باغ تھے۔ جن میں سنگِ مرمر کی بارہ دریاں اور بنچ بچھے ہوئے تھے شہر کے وسط میں ڈیلفی کا بہت بڑا مندر تھا جو ایک اونچے ٹیلے پر بنا ہوا تھا اور جس کے سفید ستون دور ہی سے نظر آ رہے تھے۔ عنبر کو اس شہر میں آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ گو اسے اور ماریا تھیوسانگ کو ناگ اور کیٹی کی خوشبو یہاں سے بھی نہیں آئی تھی لیکن انہیں یقین تھا کہ اس ملک یونان کے کسی نہ کسی شہر میں ناگ اور کیٹی انہیں ضرور مل جائیں گے۔ اس زمانے میں یونان کے ہر شہر کی اپنی حکومت ہوا کرتی تھی۔ یہ جمہوری حکومتیں تھیں۔ ہر شہر کی ایک اسمبلی ہوتی تھی۔ جس کو سینٹ کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاتا تھا۔ عوام کے چُنے ہوئے نمائندے اس اسمبلی کے ممبر تھے اور ایک ان ممبروں میں سے چنا ہوا نمائندہ بادشاہ کہلاتا تھا۔ عنبر ماریا اور تھیوسانگ نے یوروکا کو اس کے گھر پہنچا دیا۔ وہ اپنے بچوں اور خاوند سے مل کر بے حد خوش ہوئی۔ اس گھر کی خوشیاں لوٹ آئی تھیں۔ یوروکا کے یونانی خاوند اراکس نے عنبر اور تھیوسانگ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے گھر میں ہی ٹھہرالیا تاکہ وہ اپنے گمشدہ ساتھی کی تلاش جاری رکھ سکیں کیونکہ عنبر نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ اپنے ایک بھائی کی تلاش میں وہاں آئے ہیں۔

یوروکا کا خاوند اراکس شاہی اصطبل کا داروغہ تھا۔ عنبر تھیوسانگ اور ماریا نے شہر میں ناگ اور کیٹی کا سراغ لگانا شروع کر دیا۔ وہ دن بھر شہر میں چل پھر کر ناگ اور کین کو ڈھونڈھنے کی کوشش کرتے اور شام کو یوروکا کے گھر واپس آ جاتے۔

اب ہم کچھ دیر کے لئے عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو یونان کے اسی شہر میں چھوڑتے ہیں اور ناگ اور کیٹی کی طرف آتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ اور کیٹی بھی ایک سمندری جہاز میں سفر کرتے ہوئے ملک یونان کی طرف آ رہے تھے۔ وہ بھی عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس سمندری جہاز کو کھلے سمندر میں سفر کرتے چھ روز ہو گئے تھے کہ ایک دن اچانک سمندر میں طوفان آ گیا۔ کالے بادل اُمڈ آئے بڑی زور کی بارش ہونے لگی اور طوفانی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ جہاز سمندری موجوں کی زد میں آ کر ادھر اُدھر ڈولنے لگا۔ جہاز کے کپتان نے جہاز کو کنٹرول میں رکھنے کی بڑی کوشش کی مگر طوفان اتنا زبردست تھا کہ جہاز بے قابو ہو کر ایک سمندری چٹان سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ کتنے مسافر ڈوب گئے۔ ناگ نے کیٹی کے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی۔ ناگ نے کیٹی کو سہارا دے رکھا تھا۔ وہ اسے طوفان سے نکال کر دور ایک چٹان پر لے آیا جو سمندر سے باہر نکلی ہوئی تھی۔

کیٹی نے افسوس کا اظہار کیا کہ وہ دوسرے مسافروں کو نہیں بچا سکے کیونکہ جہاز چٹان سے ٹکرا کر تیزی سے ڈوب گیا تھا۔ ناگ اور کیٹی چٹان کے اوپر گئے اور سمندر میں چاروں طرف دیکھا۔ طوفان تھم گیا تھا اور بارش اور تیز ہواؤں کا زور بھی کم ہو گیا تھا۔ ناگ کو دور ایک اونچی چٹان پر ایک مینار ابھرا ہوا نظر آیا۔ اس نے کہا

"روشنی کا مینار لگتا ہے میں وہاں جا کر دیکھتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمیں کوئی امداد مل جائے کیو
روشنی کے مینار پر جو لوگ کام کرتے ہیں ان کے لئے
خوراک لے کر ایک جہاز ضرور وہاں آتا ہوگا۔

ناگ نے کیٹی کو چٹان کے شگاف میں بیٹھے رہنے کی ہدا
کی اور خود سفید عقاب کی شکل اختیار کر کے ہوا میں اڑ
بھری اور اڑتا ہوا سیدھا روشنی کے مینار پر جا پہنچ
اس نے روشنی کے مینار کا ایک چکر لگایا۔ باہر سے ا
کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ وہ مینار کے زینے کے قریب پتھروں
میں اتر پڑا۔ یہاں اس نے دوبارہ انسانی شکل بدلی اور دیکھ
کہ مینار کو ایک زینہ اوپر جاتا ہے وہ زینہ چڑھ کر مینار کے
اوپر گول کمرے میں آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں
دو آدمیوں کے ہڈیوں کے پنجر فرش پر پڑے تھے۔ ناگ نے
ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں بڑے بڑے شیشوں کے آگے جو
بڑی مشعل رات کو روشن کی جاتی تھی وہ بھی بجھی ہوئی تھی
کچھ برتن اور لکڑی کے گول سٹول اوندھے پڑے تھے۔

ناگ نے جھک کر انسانی ڈھانچوں کو دیکھا انسانی ڈھانچوں
کی ہڈیوں پر انسانی گوشت ابھی تک چمٹا ہوا تھا۔ یہ
ڈھانچے زیادہ دیر کے نہیں لگتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ ان آدمیوں کو کسی وحشی جانور نے ایک روز پہلے ہی

کھا کر ان کی ہڈیوں کا گوشت نوچ نوچ کر ہڑپ کر لیا ہے۔
ناگ کو فرش پر کسی خونخوار جانور کے نشان دکھائی نہیں
دے رہے تھے۔ یہ ایک عجیب پُراسرار معمہ تھا جو ناگ
کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ لائٹ ہاؤس سے نیچے اتر آیا۔
لائٹ ہاؤس ایک بہت بڑی چٹان پر بنایا گیا تھا۔ اس کے
چاروں طرف سمندر تھا۔ ناگ نے گھوم پھر کر دیکھا۔ ایک
طرف چٹان کچھ اونچی سطح پر تھی اور یہاں ریت نے دلدل
سی بنا دی تھی۔ ناگ نیچے آ گیا اور اس نے دیکھا کہ چٹان
کے نیچے ایک قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ ناگ کو کچھ معلوم نہیں تھا
کہ اس کے پیچھے ایک خونخوار مگرمچھ آہستہ آہستہ دلدل پر رینگتا
ہوا اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ مگرمچھ وہی برہمن تھا جس
نے ناگ کی انگوٹھی دھوکے سے اڑا لی تھی اور جسے شاہ پری
کی بددعا نے مگرمچھ بنا دیا تھا۔ برہمن مگرمچھ نے ناگ کو
دیکھ لیا تھا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ناگ اگر اسے معاف کر
دے تو وہ دوبارہ انسانی شکل میں واپس آ سکتا ہے مگر
ناگ کو دیکھتے ہی برہمن مگرمچھ سخت غضبناک ہو گیا۔ اسے
خیال آ گیا کہ ناگ ہی کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوئی
ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ ناگ سے کیسے
کہے کہ وہ اسے معاف کر دے۔ اس وقت چونکہ برہمن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگرمچھ کے روپ میں تھا اس لئے اس پر حیوانی جذبات
سوار تھے اور وہ انتقام لینے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا
ناگ کو دیکھتے ہی وہ آہستہ آہستہ اس کے پیچھے رینگتا ہوا
قریب آیا۔ ناگ نے اپنے پیچھے آہٹ محسوس کی تو پلٹ
کر دیکھا۔

مگر اب دیر ہو چکی تھی۔

برہمن مگرمچھ نے اپنا لمبے جبڑوں والا منہ کھولا اور اچانک
ناگ پر حملہ کر کے اسے آدھا اپنے اندر اتار لیا۔ ناگ اپنے
آپ کو سنبھال نہ سکا۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ مگرمچھ کے
کے جبڑوں میں آدھے سے زیادہ اندر جا چکا تھا اور مگرمچھ
اسے تیزی سے نگل رہا تھا۔ ناگ کے ذہن نے بجلی
کی تیزی کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ اس نے
سوچا کہ اگر میں جانور بنتا ہوں تو مگرمچھ کے منہ سے باہر
نہیں نکل سکوں گا کیونکہ اس کے دانتوں نے منہ کے
آگے ایک پنجرہ بنا دیا تھا۔ ناگ نے سانپ بن کر
وہاں سے نکل جانے کا فیصلہ کیا اور ایک سیکنڈ میں سانس
کھینچ کر چھوڑا تو وہ سانپ بن گیا۔ لیکن مگرمچھ نے فوراً
ہی اپنا منہ بند کر لیا اور ناگ نے دیکھا کہ مگرمچھ کے دانتوں
کے درمیان اتنا فاصلہ بھی نہیں تھا کہ وہ اس میں سے

نکل کر نکل جاتا۔ ناگ نے باریک سانپ بننے کا ارادہ
ہی تھا کہ اتنی دیر میں مگرمچھ نے اسے اپنی کھردری
کی مدد سے پیٹ میں نگل لیا۔ ناگ سانپ کی
میں مگرمچھ کے پیٹ میں جا چکا تھا
مگرمچھ تیزی سے واپس مڑا اور چٹان کے غار کے اندر
ل ہو گیا۔ چٹان کے غار کے اندر جا کر آگے سمندر کا
ی جمع تھا۔ مگرمچھ اس پانی میں اتر گیا۔ اب مگرمچھ کے پیٹ
ہضم ہونے کا عمل شروع ہو گیا۔ قدرت نے مگرمچھ کے
معدے میں ایک ایسا تیزاب بھر دیا ہے کہ اس کی مدد
سے اس کے معدے میں اگر کوئی سخت سے سخت شے بھی
گل جائے تو وہ پگھل جاتی ہے۔ ناگ مگرمچھ کے معدے
میں ادھر ادھر تیرنے لگا اتنی دیر میں معدے نے ہضم
کرنے والا تیزاب چھوڑ دیا۔ یہ تیزاب ناگ کے جسم سے
ٹکرایا تو اسے شدید درد محسوس ہوا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اگر
اس نے کوئی ترکیب استعمال نہ کی تو وہ چند سیکنڈوں میں
گھل کر پانی بن جائے گا۔

ناگ نے اپنا منہ مگرمچھ کے معدے کے اوپر کی طرف
کیا اور اپنے منہ سے ایک ایسی پھنکار نکالی کہ اس کے
ساتھ ایک قیامت خیز شعلہ بھی نکل کر مگرمچھ کے جسم کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر اوپر اس کی ریڑھ کی ہڈیوں سے ٹکرایا اور اس
ایک سوراخ کرتا ہوا باہر نکل گیا اس آگ نے مگرمچھ
جسم کو جھلسا دیا۔ مگرمچھ تڑپنے لگا۔ مگر اس دوران میں ناگ
مگرمچھ کی ریڑھ کی ہڈی والے سوراخ سے باہر نکل چکا تھا
نکلتے ہی ناگ غار میں سے باہر کی طرف رینگنے لگا اسے
میں تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ شاید یہ مگرمچھ کے معدے
تیزاب کا اثر تھا۔ ناگ نے چاہا کہ وہ عقاب کی شکل بد
کر وہاں سے اڑکر باہر نکل جائے۔ اس کے پیچھے مگرمچھ
کے گڑھے میں بری طرح تڑپ رہا تھا کیونکہ اس کی ریڑھ
کی ہڈی میں کمر کے درمیان آگ کی وجہ سے گہرا سوراخ ہو
تھا جو اسے موت کی طرف لے جا رہا تھا۔

ناگ نے منہ سے پھنکار مار کر اپنی شکل بدلنے کی کوشش
کی مگر وہ یہ دیکھ کر پریشان ہوگیا کہ اس کا جبڑا اپنی جگہ سے
بالکل نہیں ہل رہا تھا۔ خدا جانے مگرمچھ کے معدے کے
تیزاب میں کیسا زہریلا اثر تھا کہ ناگ کے جبڑے سُن
تھے۔ ناگ نے محسوس کیا کہ اس کا باقی کا جسم بھی سُن ہو رہا
ہے۔ مگرمچھ اسی تیزاب کے اثر سے اپنے معدے میں
نگلے ہوئے شکار کو پہلے سن کر دیتا ہے اور پھر اسے
کر جاتا ہے۔ ناگ پر اس تیزاب کا اثر ہو چکا تھا۔

ناگ نے سانس کھینچ کر ایک بار پھر کسی دوسری شکل
میں آنے کی کوشش کی مگر اس کا سانس بے حد مدھم انداز
میں چل رہا تھا۔ وہ زور سے سانس لے کر چھوڑتا تو عقاب
یا انسانی شکل اختیار کرتا مگر وہ زور سے سانس لے کر نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ
سانپ کی شکل میں وہیں ایک جگہ غار کی گیلی ریت پر
رک گیا تھا۔ اس نے تھوڑی ہی دیر بعد محسوس کیا کہ وہ
اپنی جگہ سے اب حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اس پر غشی
کی حالت طاری ہونا شروع ہوگئی اور اس کے بعد ناگ
کو کچھ ہوش نہ رہا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

اتنی دیر میں مگرمچھ نے بھی تڑپ تڑپ کر جان دے
دی تھی۔ جونہی مگرمچھ کی جان نکلی اس کے جسم سے برہمن
کی روح بھی آزاد ہوگئی۔ مگرمچھ کے جسم سے آزاد ہونے کے
بعد مکار برہمن کی روح نے دیکھا کہ وہ سمندر کی لہروں کی
آواز سن سکتا ہے۔ ہوا کو محسوس کر رہا ہے مگر اس کا جسم
نہیں ہے۔ وہ ایک بھاری بھرکم روح کی شکل میں وہیں
غار کی چھت کے نیچے اترتا ہوا زمین کے ساتھ لگ گیا۔
اس کی روح اتنی بوجھل اور بھاری ہوگئی تھی کہ وہ زمین
سے اوپر نہیں اٹھ سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ روح کا
سب سے بڑا عذاب ہوتا ہے کہ وہ آسمان کی طرف
پرواز کرنے کی بجائے زمین پر رہنے پر مجبور ہو جائے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔ پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ گناہگاروں کی روحیں اسی طرح بوجھل ہو جاتی ہیں۔ وہ اوپر آسمانوں کی طرف جانے کو تڑپتی رہتی ہیں مگر اپنی جگہ سے ایک انچ بھی اوپر نہیں اٹھ سکتیں۔ برہمن کی روح نے دیکھا کہ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے قریب ہی زمین پر اندھیرے میں بے ہوش پڑا تھا۔ اب اس کی سمجھ میں آگیا تھا کہ یہ ناگ اصل میں کوئی سانپ تھا۔ جس نے انسانی روپ اختیار کر رکھا تھا۔ برہمن کی روح نے پچھتانا شروع کر دیا کہ اس نے ناگ سے انتقام لے کر اپنے آپ کو قیامت تک کے عذاب میں کیوں مبتلا کیا۔ اس نے بولنے کی کوشش کی مگر وہ بول نہ سکا۔ اس کی روح کے پاس آواز نہیں تھی یہ بھی ایک اور عذاب تھا۔

ادھر غار میں یہ دردناک واقعہ گزر گیا تھا اور دوسری طرف سمندری چٹان کے شگاف میں بیٹھی کیٹی ناگ کا انتظار کر رہی تھی۔ جب کافی دیر ہوگئی اور ناگ واپس نہ آیا تو اسے فکر ہوئی کہ خدا نخواستہ اس کے ساتھ کوئی حادثہ نہ گزر گیا ہو۔ کیٹی نے دور لائٹ ہاؤس کو دیکھا۔ اس طرف سے کوئی سیاہ یا سفید عقاب آتا اسے نظر نہیں آرہا تھا آخر کیٹی نے فیصلہ کیا کہ وہ خود لائٹ ہاؤس پر جا کر حالات

کا جائزہ لے گی۔ چنانچہ اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور تیرتی ہوئی لائٹ ہاؤس والی چٹان پر جا پہنچی۔ لائٹ ہاؤس کی اوپر والی منزل کو جاتا زینہ خالی تھا۔ کیٹی نے آہستہ سے زینے پر قدم رکھا اور اوپر چڑھنے لگی جب وہ لائٹ ہاؤس کے اوپر والے گول کمرے میں آئی تو انسانی ڈھانچوں کو دیکھ کر ایک پل کے لئے سکتے میں آگئی۔ انسانی ڈھانچوں کی ہڈیوں پر ابھی تک تازہ گوشت باقی تھا۔

کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ انسانی ڈھانچے کن لوگوں کے ہیں اور انہیں کس درندے نے ہڑپ کیا ہے۔ ایک عجیب بات اسے محسوس ہوئی کہ وہاں سے اسے ناگ کی خوشبو نہیں آرہی تھی۔ اب تو وہ بہت پریشان ہوئی کہ ناگ تو اسی لائٹ ہاؤس کا کہہ کر آیا تھا۔ پھر وہ یہاں سے کدھر چلا گیا؟ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ ناگ انتہائی بے بسی کے عالم میں بے حس و حرکت سانپ کی صورت میں اسی چٹان کے نیچے ایک غار میں پڑا تھا اور اس کے قریب ہی مکار برہمن کی بھاری بھرکم عذاب زدہ روح بھی زمین کے ساتھ جیسے چپٹ کر رہ گئی تھی۔ کیٹی لائٹ ہاؤس سے اتر کر نیچے آگئی۔ ابھی وہ زینے کے دروازے سے باہر نکلی ہی تھی کہ چٹان نے ہلنا شروع کر دیا۔ یہ زلزلہ تھا۔ سمندروں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ کیونکہ سمندر کے نیچے جو لاوا کھولتا رہتا ہے وہ کبھی کبھی جوش مارتا ہے اور اس کی وجہ سے سمندر میں وہاں کوئی چٹان یا جزیرہ ہو تو وہ ہلنا شروع کر دیتا ہے۔

کیٹی زلزلے کو محسوس کرتے ہی لائٹ ہاؤس کے مینار سے ایک طرف ہٹ کر چٹان کے کنارے پر آگئی کہ کہیں زلزلے کی وجہ سے یہ لائٹ ہاؤس اس کے اوپر نہ گر پڑے۔ یہ زلزلہ ایسا تھا کہ اس کے اوپر نیچے کو جھٹکے لگ رہے تھے۔ دو تین جھٹکوں کے بعد ایک شدید جھٹکا لگا اور چٹان کا ایک بڑا ٹکڑا کڑاکے کی آواز کے ساتھ ٹوٹ کر اس غار کے منہ کے آگے گر پڑا جس کے اندر برہمن کی بوجھل روح اور ناگ سانپ کی شکل میں پڑا تھا۔ چٹان کے اس ٹکڑے نے غار کا منہ اس طرح بند کر دیا تھا کہ کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا اور کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ اس کے پیچھے ایک غار بھی ہے۔

کیٹی اس جھٹکے سے اچھل کر دوسری طرف سمندر میں گر گئی۔ وہ جھاگ اڑاتی موجوں میں سے بڑی مشکل سے نکل کر چٹان پر واپس آئی۔ زلزلہ رک

تھا۔ لائٹ ہاؤس کے مینار کو کوئی نقصان نہیں
یا تھا۔ کیٹی نے ایک دو بار اونچی آواز میں ناگ
واز دی۔ اس آواز کو بند غار کے اندھیرے میں
نے بھی سنا اور مکار برہمن نے بھی سنا مگر
وں اپنی اپنی جگہ پر بے حس و حرکت تھے۔ ناگ
ھ گیا کہ کیٹی اس کی تلاش میں وہاں آگئی ہے۔ مگر
سانپ کی زبان میں بھی کیٹی کو آواز نہیں دے
سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے لئے بھی اسے اپنے منہ سے
نکار نکالنی پڑتی جو وہ نہیں نکال سکتا تھا۔ اس کے
ڑے آپس میں جڑ کر بالکل بند ہو گئے تھے۔ صرف
بے معلوم انداز میں آہستہ آہستہ سانس ہی چل رہا تھا
جس کی وجہ سے وہ زندہ تھا مگر ایسا زندہ تھا کہ اپنی
جگہ سے ایک انچ بھی نہیں سرک سکتا تھا۔ ناگ
و یہ احساس نہیں تھا کہ برہمن کی بوجھل روح بھی
اس کے قریب ہی زندگی کے ساتھ لگی اپنے گناہ پر
چھتا رہی ہے۔

کیٹی کو اگرچہ ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی
لیکن پھر بھی اس نے یہ سوچ کر ناگ کو آواز دے
دی تھی کہ شاید وہ کسی طلسم میں نہ پھنس گیا ہو۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

آواز سن کر ہو سکتا ہے جواب دے دے۔ لیکن
تین چار بار پکارنے کے باوجود بھی جب ناگ کی طرف
سے کوئی جواب نہ آیا تو کیٹی ناامید ہوگئی۔ اسے یقین
ہوگیا کہ ناگ وہاں نہیں ہے اور وہ ضرور کسی مشکل میں
گرفتار ہوکر وہاں سے غائب ہوگیا ہے۔

لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے

کیٹی سمندری چٹان پہ اکیلی رہ گئی
وہ نہ تو ناگ کی طرح عقاب بن کر وہاں سے جا سکتی
تھی اور نہ ماریا کی طرح اڑ کر جا سکتی تھی۔ اس کی چاروں
طرف سمندر ہی سمندر تھا اور وہ لائٹ ہاؤس کی چٹان پہ
بے یار و مددگار اکیلی بیٹھی سوچ میں گم تھی کہ یہاں سے
کدھر جائے اور کیسے جائے۔ سورج مغرب کی طرف سمندر
پر جھکتا چلا آرہا تھا۔ ناگ کے بارے میں اسے یقین
ہوگیا تھا کہ وہ کسی مصیبت یعنی طلسم میں گرفتار ہوکر کہیں
غائب ہوگیا ہے لیکن یہ معمہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا
تھا کہ لائٹ ہاؤس میں جو دو انسانی ڈھانچے پڑے ہیں
انہیں کس نے ہلاک کیا تھا؟ کیونکہ ڈھانچے پرانے نہیں
تھے۔ ان کی ہڈیوں پہ تازہ گوشت ابھی تک چمٹا ہوا تھا۔
سورج مغرب کی طرف سمندر میں ڈوب گیا۔ سمندر کی
موجوں کا رنگ غروب ہوتے سورج کی روشنی میں سنہری

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا۔ پھر سرخ، پھر قرمزی رنگ کا ہوا اور پھر رات کا اندھیرا چھا گیا۔ آسمان پر ستارے ٹمٹمانے لگے۔ کیٹی کو لائٹ ہاؤس کے اوپر جاتے کچھ خوف سا محسوس ہو رہا تھا۔ کیونکہ لائٹ ہاؤس کے اوپر والے گول کمرے میں دو تازہ انسانی ڈھانچے پڑے تھے اس کے علاوہ وہاں چھپنے اور رات بسر کرنے کو کوئی جگہ بھی نہیں تھی۔ کیٹی نے ایک بار پھر چٹان کا چکر لگایا۔ آخر اسے جنوبی ڈھلان پر پتھروں کے اندر چھوٹا سا شگاف مل گیا۔ اس شگاف میں سمندری پرندوں نے گھونسلے بنا رکھے تھے۔ یہ پرندے گھونسلے چھوڑ کر جا چکے تھے شگاف میں صرف اتنی ہی جگہ تھی کہ کیٹی وہاں چھپ کر بیٹھ سکتی تھی۔

وہ شگاف میں بیٹھ گئی۔ اسے اپنے خلائی سیارے کا خیال آنے لگا جہاں سے وہ ایک عرصہ ہوا نکل کر زمین کی دنیا میں آگئی تھی۔ خلائی سیارے میں اب اس کا کوئی بھی رشتے دار زندہ نہ رہا ہوگا۔ اب تو یہ زمین ہی اس کا وطن تھا یہاں ناگ عنبر ماریا اور تھیوسانگ اس کے دوست تھے۔ اب اسے ایک بار پھر ناگ کا خیال ستانے لگا پھر اسے ماریا عنبر اور تھیوسانگ کی یاد آگئی وہ سوچنے لگی کہ خدا جانے وہ کہاں ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے۔

اسی طرح سوچتے سوچتے رات گہری ہوتی چلی گئی۔ آسمان

ستاروں سے بھر گیا تھا ان کی پھیکی روشنی میں سمندر کا شانہ سینہ دور تک نظر آ رہا تھا۔ جس کی موجیں دور دور سے آکر چٹان سے ٹکرا کر شور پیدا کر رہی تھی نیند تو کیٹی کو آتی نہیں تھی بس وہ شگاف میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ ان ستاروں میں ہی اس کے پرانے وطن کا ایک ستارہ بھی ہے۔ لائٹ ہاؤس رات کے اندھیرے میں ایک سائے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے اوپر والے حصے میں جو روشنی کبھی ہوا کرتی تھی اب بجھی ہوئی تھی اوپر والے گول کمرے کی دیوار شیشے کی تھی اس شیشے پر ستاروں کی چمک پڑ کر اسے دھندلے دھندلے روشن کر رہی تھی۔ کیٹی اس شیشے کی گول دیوار کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کی آنکھیں ایک جگہ رک گئیں۔ اسے ایسے لگا جیسے ایک سایہ دیوار کے شیشے کے پیچھے سے ایک طرف کو گزر گیا ہے۔

کیٹی ٹکٹکی باندھے دیوار کے شیشے کو تکنے لگی۔ اس کو خیال آیا کہ یہ اس کا وہم تھا۔ وہاں کس کا سایہ ہو سکتا ہے لائٹ ہاؤس کا اوپر والا کمرہ تو خالی ہے سوائے انسانی ڈھانچوں کے وہاں اور کچھ بھی نہیں اور انسانی ڈھانچے اٹھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلا نہیں کرتے۔ کیٹی کا دل آہستہ سے دھڑک اٹھا۔ وہ
سایہ اسنے ایک بار پھر دکھائی دیا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں
دو تین بار جھپکیں اور غور سے دیکھا۔ شیشے کی دیوار خالی
تھی۔ وہاں کوئی سایہ نہیں تھا۔ کیٹی نے سر جھٹک کر اپنا
چہرہ سمندر کی طرف پھیر لیا۔ سمندر دور تک پھیلا ہوا تھا
اور ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔

کیٹی کو ایسا لگا جیسے سمندر کے اوپر دور سے دو سائے
آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ غور سے ان کو تکنے
لگی۔ سائے پہلے چھوٹے تھے اب وہ انسانی شکل
اختیار کر گئے۔ یہ دو انسان تھے جو ایک کشتی میں بیٹھے
اسے چلاتے ہوئے چٹان کی طرف چلے آ رہے تھے اندھیرے
میں اتنا کچھ صرف کیٹی ہی دیکھ سکتی تھی کیونکہ وہ خلائی مخلوق
تھی اور اس کی نگاہ ہم انسانوں سے زیادہ تیز تھی۔ کشتی
قریب آئی تو کیٹی کو کشتی میں دو عورتیں بھی دکھائی دیں جن
کو ان دو انسانوں نے رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ عورتوں کی
گردنیں نیچے کو جھکی ہوئی تھیں جیسے وہ بے انتہا مایوسی کے
عالم میں ہوں۔ کیٹی سنبھل کر بیٹھ گئی اور غور سے کشتی کی
طرف دیکھنے لگی۔

کشتی چٹان کے ساتھ لگ کر رک گئی۔ دونوں انسانوں

جنہوں نے چمڑے کا لمبا لباس پہن رکھا تھا اور جن کی
رکے ساتھ لگے ہوئے چھرے ستاروں کی روشنی میں کبھی
بھی چمک جاتے تھے کشتی سے اترے۔ دونوں بندھی ہوئی
عورتوں کو گھسیٹ کر کشتی سے باہر نکالا اور انہیں زبردستی
ڈھلکتے ہوئے چٹان کے اوپر چڑھنے لگے۔ کیٹی جلدی
سے پیچھے ہٹ کر پتھر کی اوٹ میں بیٹھ گئی۔ عورتوں کا
لباس پھٹا ہوا تھا بال کھلے تھے۔ وہ اس طرح چل رہی
تھیں جیسے نیم مردہ ہوں۔ لگتا تھا۔ ان میں اتنی طاقت
بھی نہیں رہی کہ وہ ان سے رحم کی بھیک مانگ سکیں۔

ان پر اسرار انسانوں کا رخ لائٹ ہاؤس کے مینار کی
طرف تھا۔ کیٹی نے لائٹ ہاؤس کے شیشے کی دیوار کی
طرف دیکھا۔ وہاں وہی پُراسرار سایہ پھر نمودار ہوا۔ دونوں
انسان بھی اس سائے کو دیکھ رہے تھے۔ وہ وہیں رک
گئے۔ ایک آدمی نے خنجر نکال کر ہوا میں لہرایا اور حلق سے
ایک دبی دبی چیخ کی آواز نکالی۔ لائٹ ہاؤس کے سائے
نے بھی ایک ایسی ہی دبی دبی چیخ میں اس کا جواب
دیا۔ اب کیٹی کو اوپر والا سایہ قدرے صاف نظر آ رہا تھا
وہ بھی ایک انسانی سایہ تھا۔ جب لائٹ ہاؤس کے اوپر
سے بھی جواب میں دبی دبی چیخ نما آواز سنائی دی تو دونوں
پُراسرار انسان غم اور دہشت سے نڈھال عورتوں کو دھکیلتے

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

ہوئے لائٹ ہاؤس کی طرف بڑھے۔ جب وہ زینے کے
اندھیرے میں غائب ہوگئے تو کیٹی کو خیال آیا کہ ان
انسان نما درندوں کے ارادے نیک نہیں ہیں ممکن ہے یہ
اوپر جاکر ان بدنصیب عورتوں کو ہلاک کرکے ان کو ہڈیوں
کا پنجر بنا کر وہیں پھینک دیں۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ اب
اس کا فرض ہے کہ وہ ان عورتوں کی جان بچائے۔ یہ سوچ
کر کیٹی تیزی سے اندھیرے میں چلتی لائٹ ہاؤس کی
طرف بڑھی۔ زینے میں اندھیرا تھا۔

کیٹی دبے پاؤں چلتی ہوئی زینے کے پتھریلے محرابی
دروازے کے قریب آئی اور پھر لپک کر زینے میں داخل
ہوگئی۔ زینے کے اندھیرے نے اسے اپنے اندر جذب
کر لیا۔ کیٹی پھونک پھونک کر قدم اٹھاتی زینہ چڑھنے لگی
یہ زینہ گول چکر کھاتا ہوا مینار کے اندر ہی اندر اوپر والی
منزل تک چلا گیا تھا۔ کیٹی اوپر پہنچی تو اسے انسانی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔ یہ آوازیں مدھم مدھم تھیں۔ کیٹی نے
جاکر دیکھا کہ لائٹ ہاؤس والے گول کمرے کا دروازہ بند تھا
آوازیں دوسری طرف سے آرہی تھیں۔

کیٹی کو بند دروازے میں ایک جھری دکھائی دی اس
جھری میں سے ہلکی روشنی باہر آرہی تھی۔ کیٹی نے اس کے

ساتھ آنکھ لگا دی کیا دیکھتی ہے کہ دوسری طرف کمرے
میں ایک موم بتی روشن ہے۔ سامنے ایک سیاہ لباس
سیاہ نقاب والا جلاد نما آدمی ہاتھ میں کلہاڑا لئے کھڑا ہے
یہ وہی آدمی تھا جس کا سایہ کیٹی کو نیچے سے شیشے کی دیوار
پر پڑتا نظر آرہا تھا ایک طرف چمڑے کے لمبے لباس والے
وہ دو درندہ نما وحشی چہروں والے آدمی کھڑے ہیں جو ابھی
کشتی میں بیٹھ کر وہاں اترے تھے ان کے درمیان بندھی ہوئی
دو عورتوں میں سے ایک عورت کو فرش پر اس طرح بٹھا
دیا گیا ہے کہ اس کی گردن آگے کو جھکی ہوئی ہے۔ دوسری عورت
دیوار کے ساتھ سہمی ہوئی بیٹھی ہے۔ دونوں عورتوں کے منہ
کپڑے سے باندھ دیئے گئے ہیں کہ ان کے حلق سے نکلی ہوئی
چیخ کی آواز بلند نہ ہوسکے۔ ایک وحشی درندہ نما آدمی نے
نقاب پوش جلاد کی طرف دیکھ کر کہا

کل جو جہاز طوفان میں ڈوبا تھا۔ اس کے مسافروں
میں سے صرف یہی دو عورتیں مل سکی ہیں لیکن یہ ہم تینوں
کے لئے کافی ہیں۔

نقاب پوش جلاد گرر گرر گرتی آواز میں بولا۔

لائٹ ہاؤس کے دو آدمیوں کا ہم پہلے ہی صفایا کر
چکے ہیں۔ ان کے لئے خوراک لے کر شاید اگلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہفتے یہاں ایک جہاز آئے۔ ہمیں ان میں سے کسی آدمی کو نہیں چھوڑنا ہوگا۔ وہ ہمارے لئے کئی دنوں کے لئے کافی ہوں گے۔

دوسرا آدمی کہنے لگا

پہلے اس عورت کی گردن اتارو۔ مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ جہاز کے آدمیوں سے بھی نمٹ لیں گے۔

انہیں یہاں آنے تو دو۔

پہلے والا آدمی بولا۔

چلاؤ کلہاڑا

اب کیٹی سے نہ رہا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اس وقت تک مر نہیں سکتی جب تک کہ اسے آگ میں نہ ڈالا جائے۔ چنانچہ وہ بے دھڑک ہوگئی۔ اس نے دروازے کو زور سے دھکا دیا۔ دروازہ اس کی طاقت سے کھل گیا۔ نقاب پوش جلاد اور دونوں خونخوار وحشی آدمیوں کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ انہیں کبھی یقین نہیں آسکتا تھا کہ وہاں کوئی غیر انسان بھی موجود ہوگا اور پھر اس طرح دروازہ توڑ کر اندر آ جائے گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اندر آنے والی ایک عورت ہے تو انہیں اور بھی حیرانی ہوئی۔ جلاد کا اوپر اٹھا ہوا ہاتھ وہیں رک گیا۔ باقی دو خونخوار آدمیوں نے خنجر

نکال لئے۔ ایک نے دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا

ابھی نہیں۔ ذرا ٹھہرو۔ شکار اپنے آپ ہمارے قدموں میں آن گرا ہے۔

مظلوم عورتیں بھی سہمی ہوئی نگاہوں سے کیٹی کو تک رہی تھیں۔ کیٹی کا چہرہ موم بتی کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا۔ ایک خونخوار وحشی نے کڑک کر کیٹی سے پوچھا

تم کون ہو؟

جلاد کہنے لگا

دیکھتے نہیں تم کہ یہ ایک نازک سی عورت ہے ہمارا شکار ہے۔ خود ہی اپنے آپ کو پیش کرنے ہمارے پاس آگئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پہلے اسے ہضم کرنا چاہیئے۔

خونخوار وحشی آدمی نے کیٹی کو بازو سے پکڑتے ہوئے آہستہ سے کہا

کیا تم جہاز میں سوار تھیں جو ڈوب گیا ہے؟

کیٹی نے کہا

ہاں۔ میں اسی جہاز میں سوار تھی۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں پہنچی تھی۔ اوپر روشنی دیکھ کر آگئی ہوں۔ خدا کے لئے مجھے کچھ کھانے کو دو۔ مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سخت بھوک لگی ہے

کیٹی سے ایک چال چلی تھی۔ جلاّد نے غضبناک ہو کر کہا

ہمیں بھی بھوک لگی ہے۔ پہلے ہم اپنی بھوک

مٹائیں گے اور تم نہیں جانتی ہو کہ ہم اپنی بھوک کس ط

مٹاتے ہیں۔

ایک خونخوار وحشی نے اپنا خنجر کیٹی کی گردن پر رکھ دیا۔ او

درندے کی طرح دانت نکال کر بولا۔

ہم تمہارے خون سے اپنی پیاس اور تمہارے گوشت

سے اپنی بھوک مٹائیں گے اور پھر تمہاری ہڈیوں کا ڈھا

یہاں پھینک دیں گے جس طرح کہ یہ دو انسانی ڈھانچے

ہم نے پرسوں یہاں پھینکے تھے۔ تینوں آدم خور وحشی

قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ کیٹی کو اب بالکل خوف نہیں

تھا۔ اسے اپنی جان کی تو کوئی فکر نہیں تھی لیکن وہ ان

دو بدنصیب کمزور عورتوں کے بارے میں ضرور پریشان تھی

کہ کہیں یہ ان پر اچانک حملہ کر کے انہیں قتل نہ کر دیں۔

کیٹی نے اب پوری شان سے سامنے آنے کا فیصلہ کیا

اور بولی۔

تم نہیں جانتے کہ تم کس عورت کے سامنے کھڑے ہو۔

اگر تمہیں یہ علم ہو جائے تو ابھی میرے قدموں پر گر پڑو۔

جلاّد نے قہقہہ لگا کر اپنے ساتھیوں سے کہا

یہ ضرور کوئی چڑیل ہے۔ اچھا آج چڑیل کو ہی کچا

کھائیں گے تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اس کی گردن کلہاڑے

سے اڑانے لگا ہوں

اتنی دیر میں کیٹی نے اپنے اندر ارادے کی شمع روشن کر کے

اپنے جسم کو پتھر سے بھی زیادہ سخت بنا لیا تھا اس نے گردن

بلند کرتے ہوئے ایک قدم آگے بڑھایا اور نفرت سے جلاّد کی

طرف دیکھ کر کہا

تم انسانیت کے نام پر ایک مکروہ دھبہ ہو۔ تم

وحشی درندے ہو۔ تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ میں

اسی کلہاڑے سے تمہاری گردن اڑا دوں گی۔

جلاد غصّے سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اتنے میں پیچھے سے ایک

خونخوار وحشی درندے نے کیٹی پر خنجر سے حملہ کر دیا۔ خنجر

کیٹی کے شانے پر لگا۔ اگرچہ کیٹی کے جسم پر کوئی نہ خم نہ آیا

مگر کیٹی نے محسوس کیا کہ اس کا جسم اتنا سخت نہیں ہوا تھا

جتنا کہ ہونا چاہیئے تھا۔ یہ بات اسے نقصان پہنچا سکتی تھی

اب اس نے اپنی دوسری خلائی طاقت کو اپنی قوت ارادی

سے بیدار کیا اور جس وحشی آدمی نے اس پر خنجر سے حملہ

کیا تھا اس کے بازو کو پکڑ لیا۔ کیٹی نے اس کے بازو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو پکڑ لیا۔ کیٹی نے اس کے بازو پر ہاتھ لگایا ہی تھا کہ وہ اپنی جگہ سے چھ فٹ اُوپر اچھلا۔ اس کا سر زور سے چھت سے ٹکرایا اور وہ فرش پر گرتے ہی یوں تڑپنے لگا جیسے کسی نے اسے کوئی زہریلی شے پلا دی ہو۔ جلاّد نے یہ منظر دیکھا تو کلہاڑی کیٹی پر دے ماری۔ کلہاڑی کا پھل کیٹی کے سر پر لگ کر ٹوٹ گیا۔

یہ ماجرا دیکھ کر جلاّد اور دوسرا خونخوار وحشی کچھ خوفزدہ سے ہو گئے کیٹی نے انہیں سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور اپنی خلائی طاقت سے کام لیتے ہوئے ان دونوں کے قریب جا کر ان کے جسم کو اپنا ہاتھ لگا دیا۔ کیٹی کے ہاتھ لگتے ہی دونوں وحشی آدمی پہلے والے آدمی کی طرح زمین سے چھ فٹ اوپر اچھل کر چھت سے زور سے ٹکرائے اور فرش پر دھڑام سے گرے اور تڑپنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ٹھنڈے ہو گئے۔ کیونکہ کیٹی نے اس ارادے کے ساتھ انہیں چھوا تھا کہ انہیں زندہ نہیں رہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے تھے۔ اب کیٹی نے آگے بڑھ کر فرش پر بیٹھی عورت کی رسیاں کھول دیں۔ دونوں عورتیں کیٹی کو کوئی آسمانی مخلوق سمجھ رہی تھیں کہ جس

کے پاس بے پناہ خفیہ طاقت تھی۔ دونوں عورتیں کیٹی کے آگے سر جھکا کر کھڑی ہو گئیں۔ کیٹی نے انہیں کہا

میں کوئی دیوی دیوتا نہیں ہوں۔ میں بھی تمہاری طرح کی ایک عورت ہوں۔ صرف میرے پاس ایک خفیہ طاقت ہے اور کوئی بات نہیں۔

کیٹی کے حوصلہ دلانے سے دونوں عورتیں اس سے باتیں کرنے لگیں انہوں نے بتایا کہ وہ جہاز میں سوار تھیں۔ کیٹی نے کہا

میں بھی اپنے ایک بھائی ناگ کے ساتھ اسی جہاز میں سفر کر رہی تھی کہ جہاز طوفان میں پھنس کر ڈوب گیا۔

عورتوں نے روتے ہوئے بتایا کہ ان کے خاندان کے لوگ بھی اسی جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ ان کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔

ہم دونوں سہیلیاں ہیں۔ ہم کسی نہ کسی طرح سمندر میں تیرتی ایک چٹان پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئیں لیکن یہ وحشی درندے وہاں آ کر ہمیں پکڑ کر یہاں لے آئے۔ اگر تم نہ آتیں تو ہم اس وقت اس دنیا میں نہ ہوتیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا

میرے بھائی ناگ کا بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس چٹان کی طرف آیا تھا۔ میں نے یہاں اسے بہت تلاش کیا لیکن اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھی تھی کہ ان وحشی درندوں کو تمہیں ساتھ لے کر لائٹ ہاؤس کی طرف جاتے دیکھا اور ان کے پیچھے چلی آئی۔

ایک عورت نے پوچھا

تمہارے پاس یہ خفیہ طاقت کہاں سے آئی ہے بہن؟ کیا یہ کوئی جادو ہے؟

کیٹی نے کہا۔

ہاں تم اسے جادو ہی سمجھ لو۔ لیکن کبھی کبھی یہ جادو کام نہیں کرتا۔ بہرحال میرا نام کیٹی ہے ہم مصر کے رہنے والے ہیں۔ تم دونوں کہاں جا رہی تھیں؟

عورتوں نے بتایا کہ وہ یونان جا رہی تھیں جہاں ان کے ماں باپ کا گھر ہے۔

کیٹی کہنے لگی۔

میں بھی یونان جا رہی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ

اب ہم یہاں سے کیسے نکلیں گی؟

عورت بولی۔

تمہیں یاد ہے جلاد نے کہا تھا کہ کچھ روز بعد یہاں ایک جہاز ان دو آدمیوں کے لئے خوراک لے کر آئے گا جن کو ان درندوں نے مار ڈالا تھا اور جن کے یہ دو ڈھانچے پڑے ہیں۔

کیٹی نے کہا

ٹھیک ہے۔ ہم اس جہاز میں سوار ہو کر یہاں سے نکل جائیں گے۔

دوسری عورت کہنے لگی۔

کہیں وہ لوگ یہ تو نہیں سمجھیں گے کہ ہم نے ان کے آدمیوں کو ہلاک کیا ہے؟

کیٹی نے کہا

یہ کیونکر ہو سکتا ہے یہاں ان تین وحشی درندوں کی لاشیں بھی تو پڑی ہیں۔ ہم انہیں بتائیں گی کہ اصل قاتل یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے مقابلہ کر کے اگلے جہان پہنچا دیا ہے۔

کیٹی اور ان دونوں عورتوں نے لائٹ ہاؤس کے اسی چھوٹے سے گول کمرے میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ تینوں وحشی درندہ نما

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

انسانوں کی لاشوں کو انہوں نے اٹھا کر نیچے پھینک دیا
صاف کیا۔ انسانی ڈھانچوں کو ایک طرف دیوار کے ساتھ
دیا۔ وحشی آدمیوں کی لاشوں کے لبادے پھاڑ کر دونوں عور
نے اپنے جسم کے گرد لپیٹ لئے۔ اب مشکل یہ آن پڑی
وہاں کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ پینے کے لئے پانی سے بھ
ہوا ایک مشکیزہ تو وہاں لٹک رہا تھا مگر کھانے کے لئے
کوئی شے نہیں تھی۔ کیٹی کو اپنی نہیں بلکہ ان دو عورتوں
کی پریشانی تھی۔ وہ کچھ کھائے بغیر مشکل سے زندہ رہ
سکتی تھیں۔ اچانک اس کو خیال آیا کہ وہ مچھلیاں
پکڑنے کی کوشش کریں گی۔

رات انہوں نے اسی گول کمرے میں گزاری۔ صبح ہوئی
تو کیٹی اور دونوں عورتیں چٹان کے کنارے مچھلیاں پکڑنے
آگئیں۔ ان کے ہاتھوں میں لمبی لمبی لکڑیاں تھیں۔ کافی
دیر بعد دو بڑی مچھلیوں کو سمندری موجوں نے اٹھا کر
چٹان کی طرف پھینکا تو کیٹی اور دوسری عورت نے
لکڑی سے ضرب لگا کر انہیں ادھوا کر دیا۔ پھر انہیں
پکڑا اور آگ جلا کر بھونا اور مزے سے کھانے لگیں۔
کیٹی کو ناگ کا خیال نہیں بھولتا تھا۔ کسی وقت اسے
یوں لگتا کہ ناگ اسی چٹان کے آس پاس کہیں موجود ہے

وہ اٹھ کر چٹان کا چکر لگاتی اور ناامید ہو کر واپس آجاتی۔
اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اسی چٹان کے پہلو میں ایک
بند غار کے اندر ناگ نیم جان سانپ کی شکل میں بے حس و
حرکت ہو کر اندھیرے میں پڑا ہے اور برہمن کی بوجھل روح
بھی اس کے پاس ہی زمین کے ساتھ لگی اپنے گناہوں کا
عذاب جھیل رہی ہے۔ مشکل یہ تھی کہ ناگ کے جسم
سے خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔ اس کے جسم سے نکلنے
والی خوشبو بھی اس کے ساتھ ہی ساکت ہو گئی تھی۔ ناگ
کو بھی کیٹی کی خوشبو نہیں آرہی تھی۔ ناگ کا سانس آہستہ
مدھم چل رہا تھا کہ اسے احساس تک نہیں ہو رہا تھا۔

لائٹ ہاؤس کی ڈراؤنی چٹان پر کیٹی کو جب چھ
روز گزر گئے تو اچانک ایک دن سورج کی روشنی میں
انہیں دور سے ایک سمندری جہاز کے پھولے ہوئے
بادبان دکھائی دیئے۔ یہ جہاز لائٹ ہاؤس والے دو
آدمیوں کے لئے کھانے پینے کا سامان لے کر آرہا تھا
کیٹی نے دونوں عورتوں کو چٹان کی ایک جانب چھپ
جانے کو کہا اور خود وہاں آکر کھڑی ہو گئی جہاں جہاز کو آکر
لنگر انداز ہونا تھا۔ تھوڑی دیر میں جہاز قریب آکر
سمندر میں ہی رک گیا۔ کیونکہ چٹان کے پاس موجوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کافی ہلچل تھی۔ جہاز پر سے کچھ ملاح سامان کشتی میں رکھ کر چٹان کی طرف آنے لگے۔ قریب آکر انہوں نے کیٹی کو دیکھا تو کچھ حیران ہوئے کہ اس ویران لائٹ ہاؤس پر یہ عورت کہاں سے آگئی ہے۔

ملاحوں کے ساتھ جہاز کا کپتان بھی تھا۔ اس نے آتے ہی کیٹی سے پوچھا۔

تم کون ہو؟ یہاں کیسے آگئیں؟

کیٹی نے کپتان کو شروع سے آخر تک ساری کہانی سنا دی۔ اسے یہ بھی بتا دیا کہ جن آدمیوں کے لئے وہ خوراک کا سامان لے کر آرہے ہیں وہ زندہ نہیں ہیں اور انہیں وحشی آدمیوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ پھر کیٹی نے کپتان کو ساتھ لے جا کر وحشی آدمیوں کی لاشیں دکھائیں اور کہا۔

یہ مجھے بھی ہلاک کرنا چاہتے تھے کہ میں نے ان کو لائٹ ہاؤس سے نیچے گرا دیا۔ میرے ساتھ دو یونانی عورتیں بھی ہیں جو ایک جگہ چھپی ہوئی ہیں۔

کپتان نے کہا

ان عورتوں کو بھی یہاں بلا لو۔ مجھے تمہاری بات کا یقین آگیا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی ہمارے دو آدمی یہاں مارے گئے تھے۔

جب دونوں یونانی عورتیں آئیں تو کپتان نے انہیں غور سے دیکھا۔ یہ کپتان کسی زمانے میں بحری ڈاکو رہ چکا تھا اس نے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ ان عورتوں کو وہ یونان کے کسی شہر میں لے جا کر فروخت کر کے کافی رقم کما سکتا ہے مگر وہ یونانی عورتیں کمزور اور معمولی شکل صورت کی تھیں۔ کپتان کو کیٹی پسند آگئی تھی۔ کیونکہ وہ ان سے زیادہ خوبصورت اور جوان تھی کپتان نے فیصلہ کرلیا کہ وہ کیٹی کو یونان لے جا کر کسی امیر جاگیردار کے پاس بھیج دے گا۔ چنانچہ وہ بڑی خوش اخلاقی کے ساتھ کیٹی سے باتیں کرنے لگا۔

کپتان نے لائٹ ہاؤس پر دو آدمی پہرے پر بٹھائے اور جہاز لے کر واپس یونان کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گیا جو وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔ کیٹی اور دونوں یونانی عورتیں بھی اس کے ساتھ ہی جہاز میں تھیں۔ رات بھر سفر کرنے کے بعد دوسرے روز صبح کے وقت جہاز یونان کے ایک شہر کی بندرگاہ کے ساتھ جا کر لگ گیا یہاں پہنچ کر دونوں یونانی عورتوں نے کہا کہ اب وہ اپنے گھر جا سکیں گی۔ کپتان اور کیٹی نے انہیں رخصت کر دیا۔ کیٹی نے اس شہر میں آتے ہی محسوس کر لیا تھا کہ

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

وہاں کی فضا میں عنبر ناگ تھیوسانگ اور ماریا کی خوشبو
نہیں پہچانتی ہے۔ کپتان نے کیٹی کو چاپلوسی سے کہا

تم نے مجھے بتایا ہے کہ تم اپنے گمشدہ بھائی
کی تلاش میں ہو۔ جب تک تمہیں تیرا بھائی نہیں
مل جاتا بہتر ہے کہ تم میرے گھر ٹھہر جاؤ۔ وہاں میری
کنیزیں تمہارا خیال رکھیں گی۔ تم اطمینان سے یہاں اپنے
بھائی کو تلاش کرنا۔

کیٹی نے کوئی اعتراض نہ کیا اور کپتان کے ساتھ اس کے
مکان پر آگئی جو بندرگاہ کے قریب ہی درختوں کے جھنڈ
کے پاس تھا۔ کپتان یہاں اکیلا رہتا تھا۔ اس کے پاس
تین ایرانی کنیزیں تھیں جن کو اس نے ایران کی ایک بندرگاہ
سے اغوا کیا تھا اور اب وہ اسی گھر کی ہو کر رہ گئی تھیں۔
یہ کنیزیں کپتان کی مجرمانہ سرگرمیوں کو خوب جانتی تھیں۔
چنانچہ کپتان نے انہیں ایک طرف لے جا کر کہا کہ ان میں
سے کسی نے بھی اگر کیٹی کو کچھ بتایا تو وہ ان کو زندہ
دفن کر دے گا۔ کنیزیں کپتان کی خونخوار طبیعت سے
اچھی طرح واقف تھیں انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ کہا کہ
وہ ہرگز ہرگز اپنی زبان نہیں کھولیں گی۔ کیٹی کو ایک
چھوٹا سا کمرہ دے دیا گیا۔ ایک کنیز اس کی خدمت پر لگا

دی گئی اس کنیز کا نام عمارہ تھا۔ یہ ادھیڑ عمر کی ہو رہی تھی۔

کیٹی جس شہر میں اتری تھی اس سے کوئی دو سو میل
کے فاصلے پر ایتھنز کا یونانی شہر تھا جہاں عنبر تھیوسانگ
اور ماریا اپنی سہیلی یوروکا کے مکان پر مقیم تھے۔ اتنی
دور سے کیٹی کو ان کی اور انہیں کیٹی کی خوشبو نہیں آ سکتی
تھی۔ کیٹی کو شہر میں اپنے دوستوں کا سراغ لگانے کی
کوشش میں دو روز گزر گئے۔ اس دوران میں بہ نیت
کپتان نے شہر کے ایک جاگیردار سے کیٹی کی بات کرنی
تھی۔ جاگیردار نے کہا تھا کہ وہ کیٹی کو لا کر دکھائے۔ اگر
اسے پسند آ گئی تو وہ اسے منہ مانگی قیمت پر خرید لے گا
اس زمانے میں کنیزوں وغیرہ کی خرید و فروخت عام
ہوتی تھی چنانچہ کپتان نے ایک روز کیٹی سے کہا

شہر میں ایک جاگیردار کے پاس کچھ غلام لڑکے
ہیں میرا خیال ہے کہ شاید تمہارا بھائی ان میں ہی
ہے میرے ساتھ چلو اور خود چل کر دیکھ لو ہو سکتا
ہے تمہیں تمہارا گمشدہ بھائی مل جائے۔

کیٹی کو اگرچہ یقین نہیں تھا کہ وہاں اسے ناگ یا تھیوسانگ
وغیرہ مل جائیں کیونکہ اسے ان کی خوشبو نہیں آ رہی تھی لیکن
پھر بھی وہ کپتان کے ساتھ جاگیردار کے محل کی طرف چل

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

پڑی کہ شاید ناگ عنبر کا کوئی سراغ ہی مل جائے
کپتان نے کیٹی کو جاگیردار سے ملایا تو جاگیردار کیٹی کی
خوبصورتی دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے الگ لے جا کر
کپتان سے کہا۔

میں تمہیں اس لڑکی کے عوض ایک سو سونے
کے سکے دے سکتا ہوں کیا تمہیں منظور ہیں؟

کپتان تو خوش ہو گیا۔ فوراً بولا۔

مجھے منظور ہے

جاگیردار نے کیٹی کی قیمت ادا کر دی تو کپتان اس کے
پاس جا کر کہنے لگا۔

تم یہاں تھوڑی دیر رکو میں باغ میں جا کر
غلاموں کو لے کر آتا ہوں پھر تم دیکھنا کہ ان میں تمہارا
کوئی بھائی تو نہیں ہے۔

یہ کہہ کر کپتان تو وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔ جاگیردار نے
کیٹی سے کہا

تم غسل کر کے نیا لباس پہن لو۔

کیٹی نے کسی قدر تعجب سے پوچھا

اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں تو یہاں تمہاری
مہمان ہوں۔ ابھی واپس اپنے گھر چلی جاؤں گی۔

جاگیردار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

اب یہی تمہارا گھر ہے اور تم میری مہمان نہیں بلکہ
میری زر خرید کنیز ہو۔ میں نے کپتان کو تمہاری قیمت
ادا کر دی ہے وہ تمہیں میرے پاس فروخت
کر گیا ہے۔

کیٹی پر جب تمہارا حال ظاہر ہوا تو کچھ پریشان سی ہوئی۔
پھر فوراً ہی سنبھل گئی۔ اور جاگیردار سے مخاطب
ہو کر بولی۔

کپتان نے تمہارے ساتھ دھوکہ کیا ہے میں افغار
کی ہوئی لڑکی نہیں ہوں۔

جاگیردار نے اسے جھڑک کر کہا

خاموش رہو۔ تم جو کوئی بھی ہو اب میری لونڈی
ہو کیونکہ میں نے تمہاری قیمت سونے کے سو سکے ادا
کر دیئے ہیں۔ چلو اٹھو۔ چل کر غسل کرو اور نیا لباس
پہن کر میرے پاس آؤ۔

کیٹی کو بڑا غصہ آگیا۔ اس نے کہا

میں کسی کی لونڈی نہیں ہوں۔ تم مجھے اپنے
گھر میں بند نہیں کر سکتے۔

جاگیردار نے حبشی غلاموں کو اشارہ کیا۔ دو ہٹے کٹے حبشی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غلام ہنٹر لے کر آگے بڑھے اور کیٹی کی دونوں جانب کھڑے ہوگئے۔ کیٹی نے سوچا کہ اسے اپنی خلائی طاقت سے کام لے کر ان لوگوں کو پچھاڑ دینا چاہیئے تاکہ وہ آزاد ہوکر یہاں سے واپس جا سکے۔ کیٹی نے ایک غلام کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا

تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

کیٹی یہ دیکھ کر بے چین سی ہوگئی کہ اس کے اندر کی خلائی طاقت نے کام نہیں کیا تھا اور غلام پر اس کے ہاتھ کے چھونے سے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ حبشی غلام نے کیٹی کا ہاتھ زور سے جھٹک دیا اور بولا۔

سیدھی طرح سے چل کر لباس تبدیل کرو اور ہمارے مالک کا حکم بجا لاؤ۔

دونوں غلاموں نے اپنے مالک جاگیردار کے حکم پر کیٹی کو اپنی مضبوط گرفت میں پکڑ لیا اور اسے گھسیٹتے ہوئے مکان کے ایک کمرے میں لے جانے لگے۔ کیٹی کو بے حد غصہ آگیا۔ یہ اس کی بہت بڑی توہین تھی۔ جب اس کی عزت نفس بیدار ہوئی اور اسے اپنے وقار کا شدید احساس ہوا تو اس کی خلائی طاقت بھی جاگ پڑی کیٹی کا بازو ایک غلام نے پکڑ رکھا تھا اور وہ اسے گھسیٹ کر

لئے جا رہا تھا۔ دوسرا غلام برآمدے میں اپنے جاگیردار مالک کے پاس کھڑا تھا

کیٹی کو اپنے اندر بیدار ہوتی طاقت کا احساس ہوگیا تھا اس نے اپنا بازو آگے کیا اور حبشی غلام کی کلائی پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ کیٹی کے ہاتھ کا رکھنا تھا کہ حبشی غلام کو ایک شدید جھٹکا لگا۔ وہ فرش پر سے چھ فٹ اوپر کو اچھلا اس کا سر چھت سے ٹکرایا اور وہ نیچے گر کر اس طرح تڑپنے لگا جس طرح کہ مچھلی پانی کے بغیر تڑپتی ہے۔ کیٹی اسے مارنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اس غلام کا کوئی قصور نہیں تھا۔ وہ اپنے مالک کا حکم بجا لا رہا تھا۔ کیٹی نے فوراً اپنا دوسرا ہاتھ تڑپتے ہوئے حبشی غلام کی گردن پر رکھ دیا۔ حبشی غلام کا جسم ایک دم سے بے حس ہوگیا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولا۔

مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔

یہ منظر جاگیردار اور دوسرے غلام نے دیکھا تو دوڑ کر اندر کیٹی کے پاس آگئے جاگیردار نے دوسرے غلام کو حکم دیا کہ کیٹی کو رسی سے باندھ دو۔ پہلے غلام نے اپنے ساتھی غلام سے کہا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

یہ دیوی ہے اس کو ہاتھ نہ لگانا نہیں تو مرجاؤ گے
دوسرا غلام وہیں رک گیا۔ کیٹی نے جاگیردار سے کہا

میں نے تمہارے حبشی غلام کی تو جان بخشی
کر دی ہے لیکن اگر تم نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں
تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

جاگیردار نے پہلے غلام کو فرش پر تڑپتے اور چھت
سے ٹکرا کر نیچے گرتے دیکھ لیا تھا وہ یہی سمجھا کہ کیٹی
کوئی جادوگرنی ہے ان دنوں جادو کا بڑا رواج تھا
اور لوگ جادوگروں سے دور بھاگا کرتے تھے جاگیردار
پر کیٹی کے اس جملے کا اتنا اثر ہوا کہ وہ کیٹی کے
راستے سے ہٹ گیا اور بولا۔

کپتان نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے لونڈی کے
بدلے وہ میرے پاس ایک جادوگرنی فروخت کر
گیا ہے۔ میں اس سے ایک ایک سکہ واپس
وصول کر کے رہوں گا۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا

ابھی اس کے پاس مت جانا۔ کیونکہ ابھی
میں اس کے پاس جا رہی ہوں۔

یہ کہا اور کیٹی جاگیر دار کو حیران و پریشان چھوڑ کر اس کے

مکان سے نکلی اور کپتان کے گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔
کپتان گھر میں نہیں تھا۔ سونے کے سکے ملنے
کے بعد وہ شہر میں کچھ خریدنے چلا گیا تھا۔ کنیز عمارہ
نے کیٹی کو دیکھا تو حیران ہوئی کہ کپتان نے تو اسے
جاگیردار کے پاس فروخت کر دیا ہے پھر یہ یہاں
کیسے آگئی؟ عمارہ کنیز نے کیٹی سے اس بارے میں
کوئی ذکر نہ کیا اور بولی۔

کیٹی بہن! آؤ بیٹھو۔

کیٹی کے تیور بدلے ہوئے تھے۔ اس نے سنجیدگی
سے کہا۔

تمہارا مالک جو مجھے جاگیردار کے پاس
بیچ کر آگیا تھا کہاں ہے؟

عمارہ کنیز تو کچھ بوکھلا سی گئی۔ کیا جواب دیتی
کہنے لگی۔

وہ..... وہ ذرا بازار گئے ہیں مگر یہ تم کیا
کہہ رہی ہو۔ ہمارا مالک تو بڑا اچھا آدمی ہے اس
نے ایسا کام کبھی نہیں کیا۔

کیٹی نے عمارہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

عمارہ! تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم جھوٹ

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

بول رہی ہو۔ تم سب کچھ جانتی ہو۔ مگر زبان بند
رکھنے پر مجبور ہو۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں
کیونکہ تم خود ایک فروخت شدہ کنیز ہو اور تمہارا
یہاں سوائے تمہارے مالک کے اور کوئی نہیں لیکن
میں کپتان سے تمہارا بھی بدلہ لے لوں گی۔ تم فکر مت
کرو۔ وہ کب آئے گا؟

عمارہ نے گھبرا کر کہا

کیٹی بہن! اندر آجاؤ۔ یہاں ایسی باتیں کرنا
ٹھیک نہیں۔

عمارہ کنیز کیٹی کو کمرے میں لے گئی اور بولی۔

خدا کے لئے مالک سے میرا ذکر نہ کرنا نہیں تو
وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ
تمہیں جاگیردار کے پاس فروخت کرنے لے جا
رہا ہے لیکن میں زبان نہیں کھول سکتی تھی۔

کیٹی بولی۔

میں جانتی ہوں تم مجبور اور بے بس ہو لیکن میں
مجبور اور بے بس نہیں ہوں۔

عمارہ بولی۔

لیکن تم جاگیردار کے گھر سے بھاگ کر کیسے

آگئیں؟ اس کے پاس تو حبشی غلام بھی ہیں جو
تمہیں تہہ خانے میں بڑی آسانی سے بند کر
سکتے تھے۔

کیٹی نے کہا

میں کیسے آئی ہوں یہ تمہیں ابھی معلوم ہو
جائے گا ذرا اپنے مالک مکار کپتان کو آ لینے دو
تم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لوگی۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ کپتان بھی بازار سے واپس
آگیا۔ اس کے ایک ڈاکو ساتھی نے سامان کا گٹھا
پر اٹھا رکھا تھا۔ جونہی کپتان کی نگاہ کیٹی پر پڑی وہ
بھونچکا ہو کر رہ گیا کہ اسے تو میں ابھی جاگیردار کے پاس
بیچ کر آیا تھا۔ یہ یہاں واپس کیسے آگئی۔ اس نے کڑک
کر کہا۔

تم وہاں سے کیوں آگئی ہو۔ واپس جاؤ۔ اب
وہی تمہارا گھر ہے۔

کیٹی نے چمک کر کہا

کمینے انسان! تم سمجھتے تھے کہ میں بھی دوسری
عورتوں کی طرح بکاؤ مال ہوں جس کو تم آسانی سے
بیچ کر چلے آؤ گے؟ نہیں۔ میں عام عورتوں کی طرح

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

نہیں ہوں ۔ میں تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ
لوں گی۔

کپتان قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ ایک دبلی پتلی لڑکی بھلا کیا کرے گی ؟ اس نے اپنے ڈاکو ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

ذرا اس کو تھوڑا سا مزہ چکھاؤ دوست ۔

ڈاکو نے سامان وہیں برآمدے میں رکھ دیا ۔ عمارہ کنیز جلدی سے ایک طرف ہٹ گئی ۔ ڈاکو نے کمر کے ساتھ لگا ہوا چاقو نکال کر کھول لیا اور کیٹی کی طرف بڑھنے لگا ۔ کیٹی نے اپنی خلائی طاقت کو پوری قوت ارادی سے اپنے جسم میں جمع کیا اور بولی ۔

میں تمہیں خبردار کرتی ہوں کہ یہیں رُک جاؤ نہیں تو تھوڑی دیر بعد یہاں تمہاری لاش پڑی ہوگی ۔

ڈاکو ریچھ کی طرح غرانے لگا ۔ کپتان ہنس رہا تھا ۔ بولا

اس کے سر کے بال کاٹ کر الگ کر دو ۔

کیٹی نے ایک بار پھر ڈاکو ساتھی کو خبردار کرتے ہوئے کہا

میں ایک بار پھر تمہیں خبردار کرتی ہوں ۔ رُک جاؤ تم مر جاؤ گے اور پھر میرا کوئی قصور

نہیں ہوگا ۔

مگر ڈاکو بھلا ایک دبلی پتلی لڑکی کو کب خاطر میں لاتا تھا ۔ اس نے اچھل کر کیٹی کو گردن سے دبوچ لیا اور چاقو سے اس کے بال پکڑ کر کاٹنے ہی لگا تھا کہ اچانک سب کی نظروں کے سامنے وہ زمین سے چھ فٹ اوپر کو اچھلا ۔ اس کا سر ایک زبردست آواز سے برآمدے کی چھت سے ٹکرایا اور پھر فرش پر گر کر تڑپنے لگا ۔ اس کا سر پھٹ گیا تھا اور وہ بُری طرح درد سے چلا رہا تھا ۔ کپتان اور عمارہ نے یہ منظر دیکھا تو ڈر کر پیچھے ہٹ گئے ۔ کیٹی نے کپتان کی طرف دیکھ کر کہا

اب تمہاری باری ہے

کپتان نے بھی چاقو نکال لیا ۔ کیٹی اس پر لپکی ۔ کپتان نے چاقو کیٹی کے سینے پر مارا ۔ چاقو اچٹ کر اس کے ہاتھ سے دور جا گرا ۔ کیٹی نے اپنا سیدھا ہاتھ کپتان کی گردن پر رکھ دیا ۔ ہاتھ کے رکھتے ہی کپتان کو بھی ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ فرش سے چھ فٹ اوپر کو اچھل کر چھت سے ٹکرایا اور پھر پھٹے ہوئے سر کے ساتھ نیچے گر کر تڑپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا۔ عمارہ تو چیخ مار کر دوسرے کمرے میں بھاگ گئی۔ دوسری کنیزیں بھی وہاں آگئیں اور اپنے مالک کو تڑپتے دیکھنے لگیں۔ وہ سب اس کے ظلم سے تنگ آچکی تھیں اس حالت میں دیکھ کر وہ وہاں سے فرار ہوگئیں عمارہ کنیز ایک ستون کے پیچھے کھڑی کیٹی کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی زبردست غیبی طاقت سے بے حد متاثر ہوئی تھی۔ عمارہ ایک دنیادار اور ہوشیار کنیز تھی۔ اسے اپنے ایک پرانے ساتھی کا خیال آگیا جو تھوڑا بہت جادو جانتا تھا اور اکثر عمارہ سے کہا کرتا تھا کہ میں ایک جادو کے خاص عمل کا چلّہ کاٹ رہا ہوں اگر مجھے کوئی ایسی عورت مل جائے۔ جس کے اندر طلسم کی طاقت ہو تو میں اس سے بڑے کام لے سکتا ہوں۔

عمارہ کے اس پرانے جادوگر دوست کا نام گمباش تھا۔ گمباش ملک سوڈان کا رہنے والا تھا۔ اس کے آبا و اجداد بھی شعبدہ باز تھے اور وہ روم کے بادشاہوں کے دربار میں اپنے جادو کے کرتب دکھا کر بڑے بڑے انعام واکرام حاصل کیا کرتے تھے گمباش بھی یہی کام کرتا تھا۔ مگر اس کے پاس دکھانے اور دولت کمانے کے لئے کوئی بڑا کرتب نہیں تھا۔ کوئی

ایسا کرتب کہ جس کو دیکھ کر لوگ دنگ رہ جائیں اور اس کی وجہ سے بے پناہ دولت کما سکے۔ چنانچہ اس نے ایک خاص چلّہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ چلّہ اس نے ختم کر لیا تھا مگر اب اسے کسی ایسی عورت کی تلاش تھی جس کے جسم کے اندر پہلے سے کوئی طلسمی یا غیبی طاقت موجود ہو۔ ایسی عورت کو وہ اپنے کرتبوں کے لئے استعمال میں لاکر دولت پیدا کر سکتا تھا۔

عمارہ کنیز کو خیال آگیا کہ یہ عورت کیٹی اس کے پرانے دوست جادوگر گمباش کے کام آسکتی ہے۔ چنانچہ وہ کیٹی کے پاس گئی اور اس کے آگے سر کو جھکانے کے بعد بولی۔

بیٹی! تو دیوی ہے تو نے ہمارے ظالم آقا سے ہمارا بدلہ لے لیا۔ اب میں بھی دوسری کنیزوں کی طرح آزاد ہوں اور اپنے گھر آزاد رہ کر زندگی بسر کر سکتی ہوں۔ کیا تم میرے گھر نہیں چلو گی۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی۔

کیٹی نے سوچا کہ اب جبکہ وہ اس شہر میں آگئی ہے تو اسے ناگ عنبر اور تھیوسانگ کو کچھ دن تو یہاں رہ کر تلاش کرنا ہی ہوگا۔ تو سرائے میں رہنے سے بہتر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے کہ وہ عمارہ کے گھر چلی جائے۔ چنانچہ وہ عما
کے ساتھ اس کے گھر آگئی۔ عمارہ کا چھوٹا سا دو کمرو
والا پرانا گھر شہر سے باہر ایک پہاڑی کے دامن میں چھو
سے چشمے کے پاس بنا ہوا تھا۔ اس نے ایک بکری
پال رکھی تھی مرغیاں بھی صحن میں ادھر ادھر دانہ ڈنک
چگ رہی تھیں۔ عمارہ نے کیٹی کے لئے صحن میں
چارپائی بچھا دی اور بولی۔

میری بچی تو یہاں آرام کر۔ میں
تیرے لئے بازار سے کچھ کھانے کے لئے
لاتی ہوں۔

کیٹی اسے یہ نہیں کہنا چاہتی تھی کہ اسے بھوک
نہیں لگتی۔ اس نے کہا

جلدی واپس آجانا۔ کیونکہ پھر مجھے
بھی اپنے بھائی کی تلاش میں شہر کا چکر
لگانے جانا ہے۔

عمارہ نے سر پر چادر لیتے ہوئے کہا

بس میں ابھی واپس آجاتی ہوں۔ تم اطمینان
سے یہاں آرام کرو۔

عمارہ وہاں سے نکل کر سیدھی اپنے جادوگر دوست گمباش
کے مکان کی طرف روانہ ہوگئی۔ جادوگر گمباش پہاڑی

کی دوسری جانب جنگل میں ایک جھونپڑی بنا کر رہتا
تھا کیونکہ جادو کے تجربے کرنے کے لئے یہ جگہ
بہت موزوں اور مناسب تھی جس وقت عمارہ اس
کے پاس پہنچی جادوگر گمباش ایک کھوپڑی اپنے
سامنے زمین پر رکھے اس کے ماتھے پر ہڈی کی نوک
سے لکیریں ڈال رہا تھا اور کچھ منتر بھی پڑھ رہا تھا۔
عمارہ کو دیکھ کر اس نے ہڈی ایک طرف رکھ دی اور بولا۔

آج ادھر کیسے آنا ہوگیا عمارہ؟ کیا تمہارے
مالک نے تمہیں سیر کرنے کی اجازت دے
دی ہے؟

عمارہ وہیں جادوگر گمباش کے پاس چٹائی پر بیٹھ گئی
اور اسے کیٹی کے بارے میں ساری داستان بیان
کر دی۔ گمباش تو خوشی سے اچھل پڑا۔

کیا تم سچ کہہ رہی ہو عمارہ؟

عمارہ نے کہا

اور کیا جھوٹ بول رہی ہوں؟ میں نے کیا
دوسری کنیزوں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ
اس لڑکی نے ہمارے آقا اور اس کے ساتھی
کو ہاتھ سے چھوا اور دونوں اچھل کر چھت سے
ٹکرائے اور پھر تڑپ تڑپ کر مرگئے۔ بے شک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چل کر لاشیں دیکھ لو۔

گمباش بولا

نہیں نہیں مجھے تم پر اعتبار ہے اچھا وہ غیبی طاقت والی لڑکی کہاں ہے؟

عمارہ نے کہا

میں صرف تمہاری خاطر اسے اپنے گھر لے آئی ہوں تم تھوڑی دیر بعد میرے گھر آکر اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنا۔ تمہیں ضرور اندازہ ہو جائے گا کہ اس لڑکی کے اندر کوئی طلسمی طاقت موجود ہے

گمباش جادوگر کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس کے دولت مند بننے کے خواب پورے ہونے کا وقت آگیا تھا۔ اس نے عمارہ سے کہا کہ وہ دوپہر کے بعد اس کے گھر آئے گا

تم مجھے اپنا نہ بولا بھائی کہہ کر کیٹی سے تعارف کرانا اسے بتانا کہ میں جڑی بوٹیوں کا دھندا کرتا ہوں ٹھیک ہے۔

ہاں ٹھیک ہے۔ اب میں جاتی ہوں مجھے اس کے لیے بازار سے کھانے پینے کے لیے بھی کچھ خریدنا ہے۔

آتا کہہ کر عمارہ کنیز اٹھی اور چل دی۔

اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد جادوگر گمباش بھی جھونپڑی سے نکلا اور وہاں سے سیدھا کپتان کے مکان پر آگیا۔ وہاں لوگ کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ کپتان اور اس کا ساتھی مر چکے ہیں اور اسے کسی جادوگرنی نے ہلاک کیا ہے۔ گمباش نے کپتان کے ایک بوڑھے غلام کو ایک طرف لے جاکر پوچھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟ بوڑھے غلام نے ستون کے پیچھے سے یہ سارا تماشہ دیکھا تھا۔ اس نے گمباش کو بتایا کہ کپتان کہیں سے ایک عورت کو اغوا کر کے لایا تھا مگر وہ عورت کوئی جادوگرنی تھی۔ اس نے دونوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور فرار ہوگئی۔ جادوگروں اور جادوگرنیوں پر اس زمانے میں کوئی مقدمہ نہیں چلا کرتا تھا حکومت کے لوگ بھی ان سے ڈرا کرتے تھے۔ اگر وہ کوئی واردات کر دیتے تھے تو ان پر کوئی بھی ہاتھ نہیں ڈالتا تھا۔ لوگوں کو ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ جادوگروں کو اپنے قریب نہ آنے دیں۔

جادوگر گمباش نے وہاں اپنے آپ کو شعبدہ باز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

داری کے طور پر مشہور کر رکھا تھا۔ سوائے عمارہ کے اور کسی کو معلوم نہیں تھا کہ گمباش تھوڑا بہت جادو طلسم بھی جانتا ہے۔ گمباش کو یقین ہوگیا کہ عمارہ نے جھوٹ نہیں کہا تھا اور اس کے گھر میں جو لڑکی اس وقت موجود ہے وہ جادوگرنی نہیں ہے تو اس کے اندر کوئی طلسمی طاقت ضرور ہے۔ گمباش کو ایسی ہی عورت کی تلاش تھی وہ خوشی خوشی عمارہ کے مکان کی طرف چل دیا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ ایک بھورے بالوں اور نیلی آنکھوں والی خوبصورت لڑکی یعنی کیٹی کرسی پر اطمینان سے بیٹھی ہے اور عمارہ اس کے آگے میز پر پھل کاٹ کاٹ کر رکھ رہی ہے

جادوگر گمباش نے جاتے ہی وہاں کے رواج کے مطابق سلام کیا اور بولا:

آج مجھے فرصت تھی سوچا اپنی پیاری بہن سے ہی جاکر مل آؤں۔

عمارہ نے سوچی سمجھی سکیم کے مطابق کیٹی سے گمباش کا تعارف کراتے ہوئے کہا

بیٹی! یہ میرا منہ بولا بھائی گمباش ہے۔ یہ جڑی بوٹیاں جنگل سے لاکر بازار میں بیچ کر گزارا کرتا ہے۔

گمباش نے بڑا مسکین سا بن کر کیٹی کو ایک بار پھر سلام کیا اور اس کے سر پر بزرگوں کی طرح ہاتھ رکھ کر بولا۔

تم تو مجھے بالکل اپنی بیٹی کی طرح لگتی ہو۔

کیا نام ہے تمہارا بیٹی؟

کیٹی نے بھی بڑے ادب سے اپنا نام بتایا۔ گمباش تخت پر بیٹھ گیا اور عمارہ سے کہنے لگا کہ کاروبار کا آج کل بڑا مندا ہے۔ عمارہ نے اس کے آگے پھل کی پلیٹ رکھی۔

اس دوران جادوگر گمباش نے بڑی گہری نظروں سے کیٹی کو دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ اس لڑکی میں کوئی غیر معمولی بات ضرور ہے۔ اب گمباش کیٹی پر اپنا طلسمی عمل کرنے کے لئے بالکل تیار ہوگیا۔ اس نے کسی بہانے سے عمارہ کو اندر بلاکر کہا کہ میں سب سے پہلے اس لڑکی کو بے ہوش کرنا چاہتا ہوں

عمارہ آہستہ سے بولی۔

کیا وہ بے ہوش ہو جائے گی۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۳۶ [illegible] میں بند ماں پڑھئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے حمید!

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اوریکیٹی خلا میں

بوتل میں بند ناگ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت: ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

ناشر: [illegible]

پیارے ساتھیو!

عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیو سانگ کی حیرت انگیز اور دلچسپ داستان جاری ہے۔ ان کا ایڈونچر سے بھرپور سفر بھی جاری ہے۔ بعض دوستوں نے ہمیں لکھا ہے کہ عنبر ناگ ماریا کو خلائی سیاروں میں لے جائیں؛ کچھ دوست کہتے ہیں کہ عنبر ناگ ماریا کو آج کے کمپیوٹر کے دور میں لائیے۔ اکثر دوست یہی اصرار کرتے ہیں کہ عنبر ناگ ماریا پرانے تاریخی زمانے میں سفر کرتے اچھے لگتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی رائے ہمیں ضرور لکھئے گا۔ تاکہ ہم عنبر ناگ ماریا تک آپ کی فرمائش پہنچا سکیں اور پھر دیکھیں گے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ اور کس طرف سفر کرتے ہیں۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴۔ این ناظم جین سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالا چہرہ، گورا بدن

ترتیب

کالا چہرہ، گورا بدن
کیٹی غائب ہو گئی
موم بتی کا طلسمی دھواں
بوتل میں بند ناگ
جنازے میں زندہ آدمی

جادوگر گمباش نے کہا۔

"اِسے ایسی شے کھلا دُں گا کہ وہیں بے ہوش ہو جائے گی اب باہر آ جاؤ۔ کہیں کیٹی کو شک نہ پڑ جائے۔"

عمارہ کنیز جلدی سے باہر کیٹی کے پاس چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد جادوگر گمباش بھی باہر آ کر کیٹی کے سامنے بیٹھ گیا اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ کیٹی کو جادوگر گمباش ایک عام سا آدمی لگا۔ اُس نے اسے کوئی اہمیت نہ دی اور ناگ عنبر کے بارے میں سوچتی رہی۔ پھر اُٹھتے ہوئے عمارہ سے کہا۔

"اچھا اب میں اپنے بھائی کی تلاش میں جاتی ہوں۔"

گمباش کو موقع ہاتھ آ گیا۔ جلدی سے پوچھا۔

"کیا تمہارا بھائی گم ہو گیا ہے بیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"گم تو نہیں ہوا بس راستہ بھول گیا ہے۔ مل جائے گا۔"
گباش جھٹ بولا۔
"تم بیٹھو میں ابھی زائچہ بنا کر بتا دیتا ہوں کہ تمہارا بھائی کہاں ہے۔"
کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ بولی۔
"کیا آپ زائچہ بنا لیتے ہیں؟"
"کیوں نہیں" عمارہ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا "میرا بھائی تو ستاروں کا علم بھی جانتا ہے۔"
کیٹی نے سوچا شاید یہ زائچہ بنا کر ناگ عنبر ماریا کا کچھ پتہ بتا دے۔ اس نے گباش سے کہا کہ زائچہ بنا کر بتاؤ کہ میرا بھائی کہاں ہے۔ گباش نے اسی وقت زمین پر چند آڑی ترچھی لکیریں کھینچیں اور غور کرنے والا چہرہ بنا لیا۔ پھر اس نے کیٹی سے کہا۔
"مجھے کوٹھڑی کے اندھیرے میں جا کر کچھ منتر پڑھنے پڑھیں گے تب زائچہ بولے گا۔ زائچہ ابھی تک نہیں بول رہا۔ میں ابھی منتر پڑھ کر آتا ہوں۔"
یہ کہا اور جادوگر گباش اٹھ کر کوٹھڑی میں چلا گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے اپنے سر کے چند بال کاٹ کر انہیں جلایا۔ ان کی راکھ ہتھیلی پر رکھ کر جادو کے چار پانچ منتر پڑھ کر ان پر آہستہ سے پھونک ماری۔ راکھ مٹھی میں بند کی اور ایک منٹ کے بعد باہر نکل آیا۔ کیٹی اس کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ گباش بولا۔
"اب زائچہ اپنے آپ تمہارے بھائی کا پتہ بتا دے گا۔"
پھر وہ کیٹی کے بالکل قریب ہو کر بیٹھ گیا اور بولا۔
"بیٹی! اس جگہ زمین پر جو خانہ بنا ہوا ہے اس پر آنکھیں بند کر کے انگلی رکھ دو۔"
کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور زمین پر ایک جگہ انگلی لگا دی۔ جادوگر گباش بولا۔
"جب تک میں نہ کہوں آنکھیں مت کھولنا۔"
اور پھر وہ اونچی آواز میں کچھ منتر پڑھنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے اپنی مٹھی میں پکڑی ہوئی راکھ کو سامنے پڑے مٹی کے پیالے میں ڈال دیا اور کہا۔
"اب آنکھیں کھول دو۔"
کیٹی نے آنکھیں کھول دیں۔ جادوگر گباش نے فوراً پیالے میں دو گھونٹ پانی ڈالا اور کیٹی کی طرف پیالہ بڑھا کر کہا۔
"اس پانی کو میں نے دم کر دیا ہے۔ اسے پی جاؤ۔ پینے کے بعد تمہاری آنکھوں میں تمہارے بھائی ناگ کی تصویر آ جائے گی اور وہ تمہیں خود بتا دے گا کہ میں کس شہر میں کہاں پر ہوں۔"
کیٹی کو ذرا بھی شک نہ ہوا۔ وہ انہیں اپنا ہی سمجھ رہی تھی۔ یہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ کیونکہ ہمیں کبھی اتنی جلدی کسی اجنبی پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ کیٹی پیالے کا پانی پی گئی۔ پانی پیتے ہی اسے ایسا چکر آیا کہ سب سے پہلے اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا اور پھر اس کے بدن نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر وہیں ڈھیر ہو گئی۔

عمارہ حیران ہو گئی کہ گمباش نے اسے اتنی جلدی کیسے بے ہوش کر لیا۔ جادوگر گمباش جلدی سے اٹھا اور بولا۔

"عمارہ اس کو بوری میں ڈال کر ہمیں اپنی جھونپڑی میں لے جانا ہو گا۔ کہیں سے کوئی بوری نکالو۔"

عمارہ کوٹھڑی میں سے ایک خالی بوری لے آئی۔ انہوں نے مل کر بے ہوش کیٹی کو بوری میں بند کر دیا۔ گمباش نے اسے اٹھا کر عمارہ کے مکان کے صحن میں ایک طرف کھڑے گدھے کے اوپر لادا اور اسے ہنکاتا ہوا جنگل میں اپنی جھونپڑی کی طرف چل پڑا۔

جھونپڑی میں پہنچ کر اس نے بوری اتاری۔ بے ہوش کیٹی کو جھونپڑی کے فرش پر لٹایا۔ اس کے سرہانے کی طرف ایک دیا جلایا۔ اور اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر طلسمی منتروں کا جاپ شروع کر دیا۔ آدھ گھنٹے تک وہ تیز تیز منتر پڑھتا رہا۔ جب منتروں کا عمل پورا ہو گیا تو اس نے ایک تھالی میں تھوڑی سی ہرمل ڈالی۔ اسے آگ دکھائی ہرمل کو آگ دکھائی جلنے تو اس میں سے دھواں نکلنا شروع ہو جاتا ہے گمباش

نے ایک منٹ تک کیٹی کی ناک کے قریب لا کر ہرمل کی دھونی دی۔ ہرمل کا دھواں کیٹی کے سانس کے ساتھ اس کے جسم میں داخل ہوتا رہا۔ دھونی دینے سے کیٹی کے سانس کے ساتھ اس کے جسم میں داخل ہوتا رہا۔ دھونی دینے سے کیٹی کے اندر یہ تبدیلی آئی کہ اس کی پرانی یادداشت گم ہو گئی۔ اس کے بعد گمباش جادوگر نے دوبارہ منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ اب اس نے کیٹی کے ناک کے قریب لے جا کر تین بار زور سے پھونک ماری۔ اس پھونک سے یہ اثر ہوا کہ کیٹی کے خالی ذہن میں گمباش کے خیالات داخل ہو گئے۔ اس کے بعد گمباش نے لکڑی کے پرانے صندوق میں سے ایک پرانی کھوپڑی نکالی۔ یہ کھوپڑی افریقہ کی ایک سیاہ فام حبشی عورت کی تھی جس سے جادوگر گمباش نے شادی کی تھی۔ شادی کے بعد جب مر گئی تو گمباش نے اس کا سر کاٹ کر اس کی کھوپڑی نکال کر اپنے پاس رکھ لی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کبھی نہ کبھی وہ اس کھوپڑی پر جادو کر کے اس سے بہت کام لے سکتا ہے۔ چنانچہ اب وہ وقت آ گیا تھا۔

جادوگر گمباش نے اپنی مردہ بیوی کی کھوپڑی کو بے ہوش کیٹی کے سر کے اوپر لٹکا دیا۔ اب اس نے دوبارہ منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ گمباش جادوگر کے پاس چلہ کاٹنے کے بعد صرف یہی ایک جادو تھا جس کو وہ بڑی محنت سے کیٹی پر آزمانا چاہتا تھا اور آزما رہا تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ اس کا جادو ضائع نہیں جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا۔ جب اِسے منتر پڑھتے پڑھتے مزید ایک گھنٹہ گزر گیا تو اس نے آنکھیں کھول کر کیٹی کے ماتھے کے اوپر ٹکی ہوئی اپنی سیاہ فام حبشی بیوی کی کھوپڑی پر آہستہ سے پھونک ماری۔

پھونک کے لگتے ہی حبشی بیوی کی کھوپڑی نے ہلنا شروع کر دیا۔ گباش کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ وہ کامیاب ہو گیا تھا۔ اب وہ دنیا کے سامنے ایک ایسا عجوبہ پیش کرنے والا تھا جس کا کبھی کسی کو یقین نہیں آ سکتا تھا۔ وہ اپنی بیوی کی کھوپڑی کو غور سے تکنے لگا۔ کھوپڑی کچھ دیر تک ہلتی رہی۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ کیٹی کے سر کو اس طرح ڈھانپنا شروع کر دیا۔ جیسے کوئی سر پہ ٹوپی پہن کر اسے نیچے کھینچ لیتا ہے۔ پھر کھوپڑی نے کیٹی کے چہرے کو پورے کا پورا ڈھانپ لیا۔ اب کیٹی کا گورا گورا نیلی آنکھوں والا چہرہ گباش کی حبشی بیوی کی کھوپڑی میں چھپ گیا تھا۔ پھر اس کھوپڑی پہ کھال اور سر پہ بال اُگنا شروع ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد کیٹی کے سر پہ اس کے اپنے چہرے کی بجائے گباش کی سیاہ کالی حبشی بیوی کا سر لگا ہوا تھا۔ کیٹی کا اپنا سر غائب ہو چکا تھا۔ کیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ اب وہ ایک ایسی عورت بن چکی تھی جس کا سارا جسم گورا تھا مگر سر ایک سیاہ فام حبشی عورت کا تھا۔

جادوگر گباش نے اُچھل کر کامیابی کا نعرہ لگایا اور کیٹی کو کاندھے پہ ڈال کر جھونپڑی سے باہر روشنی میں لے آیا۔ وہ اِسے جھک کر دیکھنے لگا۔ اس نے دنیا کا ایک انوکھا عجوبہ تیار کر لیا تھا۔ اس نے ایک عورت تیار کر لی تھی جس کا سارا جسم گورا مگر چہرہ گردن تک سیاہ کالا تھا۔ آج تک دنیا میں ایسی عورت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ جس کے دو رنگ ہوں۔ یعنی جس کا جسم گورا ہو اور گردن تک چہرہ کالا سیاہ ہو۔

جادوگر گباش اب یہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ اس عورت کیٹی کا ذہن بھی اس کی بیوی کا بن گیا ہے کہ نہیں؟ اس نے چشمے سے پانی لا کر کیٹی کے منہ پر چھینٹا مارا۔ کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور گباش کی طرف دیکھا۔ پھر مسکراتے ہوئے بولی۔

"میرے پیارے شوہر گباش! میں بے ہوش ہو گئی تھی کیا؟"

گباش کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ وہ کیٹی کا دماغ اپنی بیوی کے دماغ میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ اب ایک اور بات کا یقین کرنا چاہتا تھا کہ کہیں کیٹی کو اس کا اپنا باقی جسم بھی گورا تو نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جادو کے اثر سے کیٹی کو اپنا باقی کا گورا بدن بھی کالا حبشی عورت ایسا ہی نظر آنا چاہیئے تھا۔ جیسا کہ اس کا چہرہ بن چکا تھا۔ گباش نے کیٹی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کی کلائی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"وِرو شاکھا! تم اچانک بے ہوش ہو گئی تھیں۔ تم گر پڑیں۔ دیکھو تمہاری کلائی پر یہ خراش سی بھی آ گئی ہے۔"

وِرو شاکھا جادوگر گباش کی مرحوم بیوی کا نام تھا۔ کیٹی نے اپنی کلائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف دیکھا۔ اِسے اپنی کلائی کا رنگ بالکل کالا نظر آیا۔ کیٹی کو اب کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ اس کا نام کیٹی ہے اور وہ ناگ منبر تھیو سانگ اور مار یا کی دوست ہے۔ اس کی کھوپڑی میں جادوگر گباش کی بیوی د کا دماغ داخل ہو چکا تھا۔ اور وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ وشاکھا ہے گباش کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ جنگل کی اس جھونپڑی میں کئی برس سے رہ رہی ہے۔ جادوگر گباش اپنی کامیابی پہ پھولا نہیں سما رہا تھا۔ کیٹی کے جسم کو گورا دیکھ رہا تھا۔ دنیا کے ہر آدمی کو کیٹی کے جسم کا رنگ گورا ہی نظر آئے گا۔ مگر کیٹی خود جب اپنے جسم کو دیکھے گی تو وہ اِ کالا دکھائی دے گا۔ کوئی اسے لاکھ کہے کہ تمہارا چہرہ سیاہ مگر باقی بدن ہے تو کیٹی کو کبھی یقین نہیں آسکتا تھا۔ کیونکہ وہ تو اپنے جسم کے رنگ کالا سیاہ دیکھ رہی تھی۔

جادوگر گباش نے کیٹی کو بالکل اپنی بیوی کی طرح بلایا اور کہا

"وشاکھا! اب تو ہوش میں آگئی ہے۔ اٹھ کر میرے لیے گرم گرم قہوہ بنا کر رکھ۔ میں تیری سہیلی عمارہ کو لے کر آتا ہوں۔ وہ تمہارے بے ہوش ہو جانے سے بڑی پریشان تھی۔"

کیٹی نے وشاکھا کی آواز میں کہا۔

"ابھی بناتی ہوں۔ مگر تو جلدی آجا۔ تیرے بغیر میں اداس ہو جاؤں گی۔"

گباش جادوگر ہنستا ہوا گدھے پہ سوار ہو کر چلا گیا۔

عمارہ کو جا کر جب اس نے یہ بات سنائی تو عمارہ کو پہلے یقین نہ آیا جادوگر گباش نے کہا۔

"تو خود چل کر کیٹی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ۔ اس کا گورا جسم کیٹی ہی کا ہے۔ تو اسے صاف پہچان لے گی مگر اس کا سر میری مُردہ بیوی وشاکھا کا ہے۔ جسم گورا اور چہرہ کالا سیاہ ——— جب میں اس انوکھی عورت کی نمائش کروں گا۔ تو لوگ مجھ پہ سونے کے سکوں کی بارش کر دیں گے۔ آج تک کبھی کسی نے ایسی عورت نہیں دیکھی ہوگی۔ چل میرے ساتھ ——— اور کیٹی کا ذہن بھی میں نے بدل دیا ہے وہ اپنے آپ کو میری بیوی ہی سمجھتی ہے۔"

عمارہ جب کیٹی کی جھونپڑی کے پاس آئی تو دیکھا کہ واقعی سامنے دُنیا کا آٹھواں عجوبہ چولہے کے آگے بیٹھا قہوہ تیار کر رہا تھا۔ یہ کیٹی تھی۔ جسم گورا اور چٹا سفید کیٹ کا تھا مگر چہرہ حبشی عورت کا بالکل سیاہ کالا تھا۔ بال بھی حبشی عورتوں ایسے گھنگھریالے تھے۔ عمارہ کو دیکھ کر کیٹی مسکرائی

"بہن عمارہ! میں بے ہوش ہو گئی تھی۔ گباش کہتا ہے کہ تم بھی بڑا فکر کر رہی تھیں۔"

عمارہ اس کے قریب بیٹھ گئی اور بولی۔

"ہاں بہن وشاکھا۔ مجھے فکر تو ہونی ہی تھی۔ آخر تم میرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے منہ بولے بھائی گمباشس کی بیوی وشاکھا ہو۔"

کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"کیوں نہیں۔ میں تمہارے بھائی کی بیوی وشاکھا ہی ہوں اور مسلسل شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تم نے میرے بارے میں فکر کی۔ اب میں ہوش میں آگئی ہوں۔ گمباشس نے جانے کون سی دوا پلائی کہ ایک دم سے اچھی بھلی ہو گئی۔

لو۔ قہوہ پیئو۔"

گمباشس بھی قریب ہی بیٹھ گیا۔ اور وہ تینوں مٹی کی پیالیوں میں گرم گرم قہوہ پینے لگے۔ عمارہ نے گمباشس کے اشارے پر یہ تصدیق بھی کر لی کہ کیٹی کا صرف پورے کا پورا سر اور دماغ ہی نہیں بدل گیا تھا بلکہ اسے اپنا جسم گورا نہیں بلکہ کالا سیاہ ہی نظر آتا تھا۔ یہ جادو گمباشس کی بہت بڑی کامیابی تھی اور عمارہ کو یقین تھا کہ اگر گمباشس اسے تورانیان کے بادشاہ تک کے دربار میں کیٹی کو پیش کرنے میں دولت اور انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بعد عمارہ نے گمباشس سے کہا کہ وہ اسے بھی اپنے ساتھ رکھے اور کیٹی کو ایران کے بادشاہ کے دربار میں پیش کرے۔ بادشاہ اسے کو دیکھ کر کہ جس کا جسم گورا اور سر کے اوپر چہرہ اصلی کالا ہے گمباشس کو مالا مال کر دے گا۔ گمباشس نے مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ ایک ہی بار اس قیمتی شے کو کسی بادشاہ کے

حوالے کر کے ساری زندگی کے لیے فارغ ہو جاؤں۔ میں تو کیٹی کے اس عجوبے کی دنیا بھر کے ملکوں میں نمائش کروں گا اور اتنا کماؤں گا کہ تم دنگ رہ جاؤ گی۔"

عمارہ کہنے لگی۔

"یہ تو کمال کا منصوبہ ہے گمباشس! کیا تم مجھے یہاں اکیلی چھوڑ جاؤ گے؟"

گمباشس نے کہا۔

"تم میری دوست اور ہمدرد ہو اور پھر اب میری رازدار بھی بن گئی ہو۔ بھلا تمہیں میں اکیلی کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ تم میرے ساتھ ہی رہو گی۔ ہم کل منہ اندھیرے کیٹی کو لے کر یہاں سے سپارٹا شہر کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ کیونکہ سپارٹا کے لوگ جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے کرتب بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔"

عمارہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ تیار ہو گئی۔ رات کو گمباشس کی بیوی یعنی کیٹی نے گمباشس سے پوچھا کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کر سپارٹا کیوں جانا چاہتا ہے؟"

گمباشس کہنے لگا۔

"وشاکھا! تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میرے ایک جادو کی وجہ سے تمہارا آدھا جسم کالا اور آدھا گورا ہو گیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وشاکھا کیٹی نے تعجب سے اپنے جسم پہ نگاہ ڈالی۔ مگر اسے اپنا جسم گورا ہی نظر آیا۔ کہنے لگی۔

"مجھے تو اپنا جسم بالکل کالا نظر آتا ہے۔ میں تو ساری کی ساری کالی ہوں"

گمباش بولا۔

"یہی تو میرے جادو کا کمال ہے۔ لوگوں کو تمہارا آدھا جسم کالا اور آدھا گورا نظر آئے گا۔ اور ایسی عورت دنیا میں سوائے تمہارے اور کہیں نہیں ہے"

وشاکھا کیٹی نے پوچھا

"تو تم کیا چاہتے ہو؟"

گمباش نے کہا۔

"وشاکھا! ہم سپارٹا جا کر تمبو لگائیں گے اور تمہاری نمائش کریں گے۔ لوگ ایک دو رنگی عورت کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے اور ہم خوب دولت کمائیں گے۔ ذرا سوچو تمہیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ بس تم تمبو کے اندر کرسی پہ بیٹھی رہو گی"

وشاکھا مسکرانے لگی۔ وہ اپنے خاوند گمباش کی بڑی وفادار تھی۔ اگرچہ وہ کیٹی ہی تھی۔ اس کا گردن سے نیچے کا سارا جسم کیٹی کا تھا۔ مگر اس کی کھوپڑی وشاکھا یعنی گمباش کی بیوی کی تھی۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تم مجھ پہ طلسم کر کے دولت کمانا چاہتے ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"

گمباش نے کہا۔

"میری دوست عمارہ بھی ہمارے ساتھ رہے گی۔ وہ تماش کی دیکھ بھال اور بندوبست کرنے میں ہماری مدد کرے گی"

وشاکھا یعنی کیٹی خاموش رہی۔

اسی روز منہ اندھیرے گمباش جادوگر نے اپنی بیوی وشاکھا یعنی کیٹی اور رانہ دار کنیز اور پرانی دوست عمارہ کو ساتھ لیا اور یونان کے دوسرے بڑے شہر سپارٹا کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ ایک گھوڑا گاڑی پہ بیٹھے سفر کر رہے تھے۔ اونچے نیچے پہاڑی میدانوں میں سے وہ سارا دن گزرتے رہے۔ شام ہوئی تو وہ یونان کے دارالسلطنت ایتھنز پہنچ گئے۔ عمارہ نے گمباش کو مشورہ دیا کہ آج کل ایتھنز میں ایک میلہ لگا ہوا ہے اور دوسرے شہروں سے بھی لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ہم سپارٹا سے پہلے اس شہر میں وشاکھا کی نمائش لگائیں؟ گمباش نے دیکھا کہ ایتھنز کے شہر میں بڑی رونق تھی۔ بازاروں میں رونق ہو رہی تھی۔ ایک میدان میں سرکس والوں نے اپنے تمبو لگا رکھے تھے۔ گمباش کو عمارہ کی تجویز پسند آگئی۔ چلتے وقت گمباش نے اپنی نقلی بیوی وشاکھا یعنی کیٹی کے سارے بدن پہ سیاہ چادر اس طرح اوڑھا دی تھی کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا گورا جسم کہیں سے بھی نظر نہیں آتا تھا۔ ہاتھوں پر بھی اس نے دستانے پہنا دیئے تھے۔ صرف اس کا کالے رنگ والا چہرہ ہی خالی تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ بغیر ٹکٹ کے کوئی آدمی وشاکھا کیٹی کا جسم دیکھے جو گورا تھا۔

گبائش نے ایتھنز میں ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور جس میدان میں سرکس اور کھیل تماشہ دکھانے والوں کے خیمے لگے تھے وہیں ایک طرف اپنا خیمہ لگا دیا اور وشاکھا سے کہا کہ وہ خیمے سے ہرگز باہر نہ نکلے۔ ایک چھوٹا سا خیمہ اس نے ساتھ ہی بنا دیا جہاں ایک لکڑی کا تخت رکھ دیا۔ دوسرے روز وہاں وشاکھا کیٹی کو بٹھا کر وہ اس کی نمائش کے لیے ٹکٹ لگانے والا تھا۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عنبر ماریا اور تھیو سانگ بھی اس وقت ایتھنز ہی کے شہر میں یلدوکا کے مکان پر رہ رہے تھے اور کیٹی اور ناگ کی تلاش میں تھے۔ جونہی کیٹی ایتھنز میں وشاکھا کی شکل میں داخل ہوئی سب سے پہلے ماریا نے اس کی خوشبو محسوس کی اور خوشی سے بولی۔

"عنبر تھیو سانگ! مجھے کیٹی کی خوشبو آنے لگی ہے"

اب جو عنبر اور تھیو سانگ نے سانس لے کر دیکھا۔ تو واقعی فضا میں کیٹی کی خوشبو تھی۔ وہ تو خوشی سے اچھل پڑے۔

"چلو اس خوشبو کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ناگ نہیں ملا تو کم از کم کیٹی تو اس شہر میں آگئی"

شام کا وقت تھا۔ عنبر اور ماریا اور تھیو سانگ، یلدوکا کے گھر سے سیر کرنے کا بہانہ بنا کر نکلے اور کیٹی کی خوشبو کے تعاقب میں چل پڑے۔ یہ خوشبو انہیں شہر سے باہر اس میدان میں لے آئی جہاں سرکس والوں نے اپنے خیمے لگا رکھے تھے۔ عنبر اور تھیو سانگ میدان میں آتے ہی رک گئے۔ عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ایسا کرو ماریا کہ تم کیٹی کی خوشبو کے پیچھے جا کر دیکھو کہ کیٹی یہاں کس خیمے میں ہے؟ کیونکہ خوشبو ان خیموں کی طرف سے آرہی تھی۔ معلوم کرو کہ وہ کس حال میں ہے۔ کیونکہ لگتا ہے کہ اسے ہماری خوشبو نہیں آرہی۔ ورنہ وہ ہماری خوشبو پا کر فوراً خیمے سے باہر نکل آتی"

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ کیٹی کو عنبر تھیو سانگ اور ماریا کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ اس لیے اگرچہ اس کا جسم کیٹی ہی کا تھا مگر سر کے اوپر کھوپڑی جادوگر گبائش کی مرحوم بیوی وشاکھا کی تھی۔ اور چہرہ بھی وشاکھا ہی کا تھا۔ اور چہرے کا رنگ بھی کالا سیاہ تھا۔ عنبر ناگ ماریا اور تھیو سانگ اس کا چہرہ دیکھ کر کبھی نہیں پہچان سکتے تھے۔ کہ یہ کیٹی ہے۔ ہاں اس کا اگر گورا جسم دیکھتے تو پہچان سکتے تھے۔ مگر وشاکھا یعنی کیٹی نے گبائش کے کہنے پر اپنا گورا جسم کالی چادر سے سارے کا سارا ڈھانپ رکھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا، کیٹی کی خوشبو لیتی آخر گمباش کے خیمے میں آ گئی۔ گمباش اور عمارہ خیمے میں تخت پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ باہر لیمپ جل رہا تھا وشاکھا یعنی کیٹی چولہے کے پاس بیٹھی تھالیوں میں کھانا ڈال رہی تھی۔ نے خیمے میں داخل ہوتے ہی عمارہ کو دیکھا وہ کیٹی نہیں تھی۔ پھر اس چولہے کے پاس بیٹھی عورت کو دیکھا۔ اس کا چہرہ کالا اور بال کالے گھنگ تھے۔ یہ بھی کیٹی نہیں تھی۔ ماریا نے سوچا۔ حالانکہ وہی کیٹی تھی۔ مگر چونکہ اس کا چہرہ۔ بدل چکا تھا اس لیے ماریا اسے پہچان نہیں سکتی تھی۔ اس نے اپنا گورا جسم بھی جو اصل میں کیٹی کا جسم تھا۔ سیاہ چادر سے ڈھ رکھا تھا۔ ماریا تو اسے بالکل ہی نہیں پہچان سکتی تھی۔ ماریا نے اب کیٹی کی خوشبو کا سہارا لے کر یہ پتہ لگانا چاہا کہ یہ خوشبو کہاں سے آ ہے؟ کیٹی کی خوشبو اسے چولہے کے پاس بیٹھی کھانا ڈالتی عورت وشا کے پاس لے گئی۔ کیٹی کی خوشبو اسی عورت کے جسم سے آ رہی تھی ماریا بڑی حیران ہوئی کہ اگر یہ کیٹی نہیں ہے تو پھر اس کے جسم کیٹی کی خوشبو کیوں آ رہی ہے؟ کیسے آ رہی ہے؟ ماریا نے قر سے جا کر سونگھا۔ کیٹی کی خوشبو اسی عورت وشاکھا کے جسم سے آ تھی۔ ماریا تو پریشان ہو گئی۔ چونکہ ماریا کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا لیے اس نے بڑے قریب سے ہو کر وشاکھا کا چہرہ دیکھا۔ ایک کالی حبشی عورت کا چہرہ تھا۔ آنکھیں سیاہ تھیں۔ ناک موٹی اور چپٹی تھی۔ یہ کسی طرح سے بھی کیٹی نہیں تھی۔ ماریا ذرا پرے

کر کھڑی ہو گئی۔ جادوگر گمباش نے اس عورت کو وشاکھا کے نام بلایا۔ اب ماریا کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یہ عورت جس کے جسم کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے اس آدمی گمباش کی بیوی ہے۔ اور دوسری عورت کا نام عمارہ ہے جو ان کی دوست یا رشتے دار ہے۔ جب سے زیادہ ماریا کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا تو وہ خیمے سے باہر نکل کر بھی عنبر اور تھیوسانگ کے پاس پہنچی۔ سارا حال جا کر انہیں بتایا۔ بھی بڑے حیران ہوئے۔ عنبر نے کہا۔

"تمہیں وہاں ٹھہر کر معلوم کرنا چاہیئے تھا کہ آخر یہ لوگ یہاں کیسے آئے ہیں؟ یہ میدان تو کھیل تماشہ دکھانے والوں کا ہے۔ کیا یہ لوگ بھی کوئی سرکس یا کھیل تماشہ دکھانے والے ہیں"

ماریا نے کہا۔

"وہ تو میں ابھی جا کر معلوم کر لیتی ہوں مگر یہ معمہ کیسے حل ہو گا کہ ایک کالی حبشی عورت کے جسم سے کیٹی کی خوشبو کیسے آنے لگی؟"

تھیوسانگ سر کھجا رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے اس میں کسی طلسم یا جادو کا دخل ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اتفاق سے اس عورت کے جسم کی خوشبو کیٹی کی خوشبو سے مل گئی ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"ایسا آج تک کبھی نہیں ہوا۔ پھر اب کیسے ہو سکتا ہے؟"

اس کے بعد اُس نے ماریا سے کہا کہ وہ خیمے میں جا کر معلوم کرے کہ یہ عورت جس کا نام وشاکھا ہے اپنے خاوند کے ساتھ یہاں کس لیے آئی ہے اور انہوں نے سرکس والوں کے خیموں کے پاس اپنا خیمہ کیوں لگایا ہے؟ ماریا نے کہا۔

"ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں۔"

ماریا تیزی سے واپس وشاکھا کیٹی کے خیمے میں آ گئی۔ اس وقت وہ سب کھانا کھا رہے تھے۔ ماریا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وشاکھا نام کی جس حبشی عورت کے جسم سے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے اس کے دونوں ہاتھ گورے ہیں۔ کیونکہ وشاکھا کیٹی اس وقت سے کھانا کھا رہی تھی۔ یہ ایک عجیب بات ماریا کو دکھائی دی تھی وہ وشاکھا کے بالکل قریب آ گئی۔ اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ کیونکہ غور سے دیکھنے سے اسے محسوس ہوا کہ یہ گورے ہاتھ کیٹی کے ہیں۔ وہ کیٹی کے گورے اور لمبی لمبی انگلیوں والے ہاتھوں کو بھلا کیسے بھول سکتی تھی۔ دوسری جس بات پر وہ پریشان تھی یہ تھی کہ اگر اس عورت کا چہرہ حبشی عورتوں ایسا کالا سیاہ ہے تو اس کے ہاتھ کیسے گورے ہیں؟

وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اس کے خاوند جادوگر گمباش

کھانا کھاتے ہوئے وشاکھا سے کہا۔

"وشاکھا! اس وقت تم کھانا کھا رہی ہو مگر کھانا کھانے کے فوراً بعد اپنے گورے گورے ہاتھ دستانوں میں چھپا لینا۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ وقت سے پہلے کسی کو یہ راز معلوم ہو کہ تمہارے چہرے کا رنگ سیاہ اور جسم کا رنگ گورا ہے؟"

وشاکھا نے ہنس کر کہا۔

"کہاں میرا جسم گورا ہے۔ مجھے تو اپنے ہاتھ اور جسم بھی چہرے کے رنگ کی طرح بالکل کالا دکھائی دے رہا ہے۔"

گمباش قہقہہ لگا کر بولا۔

"صرف تمہیں اپنا جسم کالا دکھائی دیتا ہے۔ باقی سب لوگوں کو تمہارا صرف چہرہ کالا نظر آئے گا۔ اور باقی سارا جسم گورا دکھائی دے گا۔"

وشاکھا کیٹی نے سر جھٹک کر کہا۔

"یہ جادو تو میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا۔ لگتا ہے تم کسی طلسم کی مدد سے لوگوں کی نگاہوں پر قابو کر لو گے۔"

عمارہ بولی۔

"یہی تو گمباش کے جادو کا کمال ہے کہ سوائے تمہارے سب کو تمہارا جسم گورا اور چہرہ کالا دکھائی دے گا۔"

ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ عورت اصل میں کیٹی ہو اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس آدمی گبالش نے اس پہ جادو کر رکھا ہو اور جادو کے اثر سے اس کا چہرہ بدل کر سیاہ اور جسم ویسے ہی گورا رہنے دیا ہو؟ ماریا اب اس عورت کا باقی جسم دیکھ کر یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ کیا واقعی یہ کیٹی کا جسم ہے۔ اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ جب وشاکھا کیٹی کھانا کھا چکی تو ماریا نے پیچھے سے آکر اس کی کمر پہ زمین سے گھاس کا سخت تنکا اُٹھا کر آہستہ سے پھیرا۔ وشاکھا نے ہاتھ اُلٹا کر کے انگلی سے کمر پہ کھجلی کی۔ ماریا نے ایک بار پھر تنکے کو اس کی کمر پہ پھیرا۔

وشاکھا پریشان ہو کر کسمساتی ہوئی اُٹھی اور بولی۔

"معلوم ہوتا ہے میرے کرتے کے اندر کوئی چیونٹا گھس گیا ہے۔ میں ابھی اندر جا کر قمیض جھاڑ کر آتی ہوں۔"

وشاکھا کیٹی تیزی سے دوسرے چھوٹے خیمے میں چلی گئی۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ خیمے میں آتے ہی وشاکھا کیٹی نے چادر اتاری اور پھر قمیض بھی اتار دی۔ اور اسے زور زور سے جھاڑنے لگی۔ ماریا یہ دیکھ کر ہکی بکی رہ گئی کہ اس سیاہ فام چہرے والی حبشی عورت کا باقی کا سارا گورا چٹا تھا۔ ماریا نے پہچاننے میں ذرا سی بھی غلطی نہ کی کہ یہ جسم کیٹی کا تھا۔ ماریا تو حیرت میں ڈوب گئی۔ یا خدا یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ جسم کیٹی کا ہے مگر اس کے اوپر سر ایک حبشی سیاہ فام عورت کا لگا ہوا ہے؟

ماریا تیزی سے خیمے سے نکلی اور سیدھی عنبر تھیو سانگ کے پاس آگئی۔ انہیں جب یہ ماجرا سنایا تو عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ تھیو سانگ بولا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ کیٹی ہی ہے۔ اس شخص نے جادو کے ذریعے اس کا سر بدل دیا ہے۔ اور اب اس کی نمائش کر کے لوگوں سے پیسے بٹورنا چاہتا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مگر اس نے ایسا کیوں کیا؟"

تھیو سانگ بولا۔

"جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ اس جادوگر نے کیٹی کا سر کاٹا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ سر کاٹتا تو کیٹی کا باقی کا جسم زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔"

ماریا نے کہا۔

"اگر اس جادوگر نے کیٹی کا سر نہیں کاٹا تو پھر وہ کہاں چلا گیا؟ کیونکہ کیٹی کے جسم پر جو سر لگا ہوا ہے۔ وہ تو حبشی عورت کا سر ہے۔"

عنبر بولا۔

"ہمیں خود چل کر کیٹی کو دیکھنا ہوگا۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہمیں مسافر بن کر وہاں جانا چاہیئے۔ ہم یہی ظاہر کریں گے کہ وہاں میلہ دیکھنے آئے ہیں اور ہمیں پیاس لگی تو پانی پینے آ گئے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

عنبر تھیوسانگ اور ماریا میدان کنارے سے اُٹھے اور ماریا کے بتانے پر اس چھوٹے سے خیمے کی طرف بڑھے جس کے اندر کیٹی ایک عجیب روپ میں موجود تھی۔ خیمے کے باہر ایک لیمپ روشن تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

کیٹی غائب ہو گئی

عنبر اور تھیوسانگ خیمے کے آگے رک گئے۔

اس وقت گبائش باہر نکل کر ہا تھ دھو رہا تھا اور وشاکھا کیٹی یعنی اس کی نقلی بیوی اور اصلی کیٹی اس کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی۔ ماریا نے عنبر کے قریب ہو کر کہا۔

"یہی کیٹی ہے۔"

گبائش نے عنبر اور تھیوسانگ کو دیکھا تو پوچھا۔

"کیا بات ہے بھائی؟ کس سے ملنے آئے ہو؟"

عنبر کے ذہن میں ایک اسکیم آ گئی تھی۔ اس نے کہا۔

"بھائی صاحب! میرا نام عنبر ہے۔ یہ میرا بھائی تھیوسانگ ہے۔"

گبائش کپڑے سے منہ صاف کرتے ہوئے بولا۔

"تو پھر میں کیا کروں؟"

عنبر بولا۔

"بات یہ ہے کہ میں میلے میں لوگوں کے سامنے ایک تماشہ دکھانا چاہتا ہوں مگر مجھے پتہ نہیں کہ یہاں کس آدمی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلوں کہ جو میرے تماشہ دکھانے کا انتظام کرے۔"
گمباش بے نیازی سے بولا۔
"تم کیا تماشہ دکھاؤ گے میاں؟ کیا تم آگ پر چل سکتے ہو؟"
عنبر نے فوراً کہا۔
"جی ہاں بھائی صاحب۔ میں آگ پر چل سکتا ہوں۔ میرے پاس یہی ایک کرتب ہے۔ میں یہ کرتب دوسرے شہروں میں بھی دکھا چکا ہوں۔"
گمباش کا لہجہ فوراً بدل گیا۔ روپے پیسے کا لالچی آدمی تھا۔ سوچا کہ اس شخص کی مدد سے بھی روپیہ کمایا جا سکتا ہے۔ جلدی سے تخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔
"بیٹھو میاں۔ یہاں بیٹھو۔ کیا تمہارا یہ بھائی بھی کوئی کرتب جانتا ہے؟"
عنبر نے کہا۔
"جی نہیں۔ میرا بھائی تھیو ساگ کوئی کرتب نہیں جانتا صرف میرے پاس آگ پر چلنے کا کرتب ہے جو میں یہاں لوگوں کو دکھا کر چار پیسے کمانا چاہتا ہوں۔"
اتنے میں عارہ بھی باہر آگئی۔ گمباش نے عنبر کا تعارف اس سے کرایا اور کہا۔
"اس کا نام عنبر ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں آگ پر چلنے کا کرتب

جانتا ہوں۔"
عنبر اور تھیو ساگ تخت پر بیٹھ گئے۔ ماریا ان کے قریب ہی کھڑی رہی۔ اس اثنا میں عنبر اور تھیو ساگ نے بڑی گہری نگاہوں سے گمباش کی بیوی وشاکھا کو دیکھا۔ اس کا چہرہ بالکل کالی حبشی عورت کا تھا۔ جسم کالی چادر میں چھپا ہوا تھا۔ ہاتھوں پر دستانے تھے۔ اس کے جسم سے بڑی صاف کیٹی کی خوشبو آرہی تھی۔ گمباش نے عنبر سے پوچھا۔
"بھائی عنبر! میں بھی یہاں لوگوں کو ایک عجیب و غریب کرتب دکھانے آیا ہوں۔ میں تمہیں بھی اپنے ساتھ شامل کر لیتا ہوں۔ مگر میری ایک شرط ہے؟"
عنبر نے پوچھا۔
"وہ شرط کون سی ہے جناب؟"
گمباش بولا۔
"شرط یہ ہے کہ تمہارے کرتب سے جو آمدنی ہوگی اس میں سے آدھی رقم میری اور آدھی تمہاری ہوگی۔ اگر تمہیں منظور ہے تو میں تمہیں اپنے ساتھ شامل کرنے کو تیار ہوں۔"
عنبر نے کہا۔
"مجھے منظور ہے۔"
ماریا اور تھیو ساگ کو عنبر کی یہ اسکیم بہت پسند آئی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی وجہ سے وہ کیٹی کے جسم اور کیٹی کی خوشبو والی عورت کے پاس زیادہ سے زیادہ دیر تک رہ کر اس معمے کو حل کر سکتے تھے۔ گباش نے عنبر اور تھیو سانگ سے بڑی خوشی خوشی ہاتھ ملایا اور بولا۔

"میرا نام گباش ہے۔ یہ میری بیوی وشاکھا ہے اور یہ میری دوست عمارہ ہے۔ ہمارا خیمہ چھوٹا ہے تم دونوں اس میں نہیں رہ سکتے۔ ایسا کرتے ہیں کہ میں تمہیں اپنے خیمے کے پیچھے ایک چھوٹا سا خیمہ لگا دیتا ہوں۔ تم دونوں بھائی اس میں رہو گے۔ ٹھیک ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"شکریہ گباش بھائی۔ تم نے ہماری بہت بڑی پریشانی دور کر دی۔ کرتب تو میرے پاس تھا مگر میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں اکیلا یہ کرتب کیسے دکھاؤں گا"

وشاکھا خیمے کے اندر چلی گئی۔ عمارہ اور گباش وہیں بیٹھ گئے گباش نے عنبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم آگ پر کیسے چلتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی جادو ہے؟"

عنبر بولا۔

"نہیں بھائی۔ جادو تو نہیں ہے بس ایک خاص منتر ہے۔ جس کو پڑھ کر میں آگ پر چل پڑتا ہوں اور اُس منتر کی وجہ سے آگ مجھ پر اثر نہیں کرتی"

گباش خاموش رہا۔ تھیو سانگ نے پوچھا۔

"گباش بھائی! تمہارے پاس کون سا کرتب ہے؟"

گباش ہنس کر بولا۔

"یہ تمہیں وقت پر بتاؤں گا۔ بلکہ کل جب میں اپنے کرتب کو لوگوں کے سامنے پیش کروں گا۔ تو تم بھی اسے دیکھ لو گے"

اس کے بعد گباش نے اندر سے ایک خیمے کا کپڑا نکالا اور ——— اسے عنبر کی مدد سے اپنے خیمے کے پیچھے جا کر لگا دیا۔ عنبر اور تھیو سانگ اس خیمے میں آ گئے۔ زمین پر دری بچھا دی گئی تھی۔ دونوں دری پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"عنبر بھیا! تم نے ایسی ترکیب لڑائی ہے کہ میں تو حیران رہ گئی۔ اس طرح تو ہم کیٹی کے قریب رہ سکیں گے"

تھیو سانگ نے بھی عنبر کی اسکیم کی تعریف کی۔ پھر کہنے لگا۔

"ماریا! تم نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ اس عورت کا جسم تو ہو بہو کیٹی کا ہے۔ مگر سر حبشی عورت کا ہے اگرچہ اس نے ہاتھوں پر دستانے پہن رکھے ہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ اس کا جسم گورا ہوگا"

ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم خود کل دیکھ لینا جب یہ جادوگر گمباش لوگوں کے سامنے اس کی نمائش کرے گا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیٹی ہے۔ تو اس کا سر حبشی عورت کا کیسے لگا دیا گیا ہے۔ اور پھر اس کی یادداشت بھی ختم ہو چکی ہے۔ اس نے ہماری خوشبو بھی محسوس نہیں کی اور ہمیں پہچانا بھی نہیں۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"یہ اس جادو کا اثر ہے جو اس گمباش نے اس پر کر رکھا ہے۔ بہرحال اس معمے کو ہمیں ہر حالت میں حل کرنا ہوگا۔ اور سب سے پہلے ہمیں اس عورت وشاکھا یا کیٹی سے بات کرنی ہوگی۔ ممکن ہے وہ کوئی بات ہمیں بتا دے۔"

عنبر نے کہا۔

"یہاں آگئے ہیں تو کیٹی سے بات بھی کر لیں گے صبح ہونے دو ذرا۔ دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"اگر یہ کیٹی ہی ہے تو ناگ کہاں ہوگا؟ ناگ تو کیٹی کے ساتھ ہی تھا۔"

تھیو سانگ بولا۔

"ہو سکتا ناگ پر بھی کوئی طلسم کر دیا گیا ہو یا پھر وہ کسی دوسری مصیبت میں کہیں پھنس گیا ہو۔ مگر سب سے پہلے ہمیں کیٹی کا راز حل کرنا ہوگا۔"

رات اسی طرح باتیں کرتے گزر گئی۔

دوسرے روز میدان میں جگہ جگہ کھیل تماشے والوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ کہیں کوئی آدمی تنی ہوئی رسی پر چل رہا تھا۔ تو کوئی قلابازیاں لگا کر لوگوں کو خوش کر رہا تھا۔ لوگ خوش ہو کر ان کی طرف چاندی کے سکے پھینک رہے تھے۔ سرکس والے اپنے تمبو کے اندر جانوروں کے تماشے دکھا رہے تھے۔ گمباش نے بھی اپنے خیمے کے ساتھ والے خیمے کے اندر وشاکھا یعنی کیٹی کو تخت پر بٹھا دیا تھا۔ باہر عمارہ پردہ گرا کر بیٹھ گئی تھی عنبر اور تھیو سانگ سامنے بیٹھے تھے۔ گمباش لوگوں کی طرف دیکھ کر بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

"بھائیو! دنیا کا آٹھواں عجوبہ دیکھو۔ ایک عورت دیکھو جس کا چہرہ حبشی عورت کا اور جسم یونان کی گوری عورت کا ہے۔"

لوگ چاندی کا ایک سکہ دے کر خیمے کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ جب خیمے کے اندر کافی لوگ جمع ہو گئے تو گمباش بھی اندر آگیا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

اس وقت وشاکھا پہ چادر ڈال دی گئی تھی۔ لوگ شور مچانے لگے۔

"ہمیں وہ عورت دکھاؤ۔ جس کا چہرہ حبشی عورت کا اور جسم یونانی عورت کا ہے"

گیاش نے آگے بڑھ کر وشاکھا کیٹی کے اوپر سے چادر ہٹا دی۔ لوگ حیرانی سے اسے تکنے لگے۔ چادر کے نیچے سچ مچ ایک ایسی عورت تخت پر بیٹھی تھی کہ جس کا چہرہ تو حبشی عورت کا سا کالا سیاہ تھا مگر باقی سارا جسم گورا اور سرخ و سپید تھا۔ وشاکھا نے صرف نیکر اور بنیان پہن رکھی تھی۔ کئی لوگوں نے تھک دُور کرنے کے لیے قریب سے جاکر بھی وشاکھا کیٹی کو دیکھا واقعی یہ عورت آدھی حبشی عورت اور آدھی گوری یونانی عورت تھی۔ لوگ حیرانی کا اظہار کرتے باہر نکل گئے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ چاندی کے ایک سکے کا ٹکٹ لے لے کر اندر آنے لگے۔ شام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر ـــــ گیاش نے عنبر سے کہا۔

"عنبر بھائی! اب شام ہونے لگی ہے۔ اب تمہارے کرتب دکھانے کا وقت آگیا ہے۔ میں خیمے کے اندر آگ جلانے لگا ہوں"

گیاش نے خیمے میں سے وشاکھا کو چادر اوڑھا کر دوسرے خیمے میں بھیج دیا اور وہاں زمین پر آگ جلانے لگا۔ عنبر نے باہر لوگوں

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بھائیو! اب ہمارا ایک ساتھی آگ پر چلے گا مگر آگ اُسے کچھ نہیں کہے گی"

لوگ بڑے شوق سے یہ تماشہ دیکھنے ٹکٹ خرید خرید کر خیمے کے اندر جمع ہو گئے۔ لکڑیاں پوری طرح سے جل چکیں تھیں اور وہاں سرخ انگارے دہک رہے تھے۔ گیاش نے عنبر کو اشارہ کیا کہ اپنا کرتب دکھائے۔ تھیوساگ اور ماریا بھی عنبر کے قریب ہی کھڑے تھے۔ عنبر نے آہستہ سے جوتا اتار کر پرے رکھ دیا۔ اور خاموشی سے دہکتے ہوئے۔ انگاروں پر پاؤں رکھ کر چلنے لگا۔

لوگوں نے یہ دیکھ کر اپنے سانس روک لیے۔ انہوں نے آج تک کسی انسان کو آگ پر یوں اطمینان سے چلتے نہیں دیکھا تھا۔ عنبر نہ صرف یہ کہ آگ پر سے گزر گیا۔ بلکہ دہکتے ہوئے انگاروں کے بالکل درمیان میں جاکر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ لوگوں نے زور زور سے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ یہ کرتب دیکھ کر گیاش بھی حیران رہ گیا۔ اگرچہ وہ تھوڑا بہت طلسم جادو جانتا تھا مگر آگ پر چلنے کا جادو اِسے بھی نہیں آتا تھا۔

جب عنبر آگ پر چہل قدمی کرنے کے بعد واپس آکر جوتی پہن کر بیٹھ گیا تو گیاش نے اسی وقت ذہن میں فیصلہ کر لیا کہ اس نوجوان سے وہ آگ پر چلنے کا کرتب ضرور معلوم کرے گا۔ رات کے دس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بجے تک یہ کرتب جاری رہا۔ جب تماشہ ختم ہوگیا تو گمباش نے وعدے کے مطابق عنبر کے تماشے کی آدھی آمدنی اس کے حوالے کر دی۔ رات کو جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تو گمباش نے عنبر کو رازدارانہ سے پوچھا۔

"عنبر! یہ زبردست منتر تم نے کہاں سے سیکھا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ مجھے افریقہ کے ایک بوڑھے جادوگر نے بتایا تھا"

گمباش نے کہا۔

"اگر تم یہ منتر مجھے بتا دو تو میں تمہارا شاگرد بن جاؤں گا"

عنبر نے مسکرا کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"گمباش بھائی! تھیوسانگ کے پاس تو اس سے بھی بڑا منتر اور کرتب ہے۔ تم کس کس کی شاگردی کرو گے؟"

عمارہ اور گمباش اب تھیوسانگ کی طرف تکنے لگے۔ عمارہ نے پوچھا۔

تھیوسانگ کے پاس کون سا کرتب ہے؟"

تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"عنبر یونہی مذاق کر رہا ہے۔ میرے پاس کوئی کرتب نہیں ہے"

ماریا پاس ہی کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ وشاکھا کیٹی بھی چولہے کے پاس بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ شرمیلا ہے۔ اس کے پاس جو کرتب ہے وہ اس دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے"

گمباش کی بے چینی میں اضافہ ہوگیا۔ اس نے کہا۔

"اگر تم مجھے تھیوسانگ کے کرتب کا منتر بھی بتا دو تو میں تم دونوں کو اپنے کاروبار میں پتی دار رکھ لوں گا۔ جو منافع ہوگا آدھا تمہارا اور آدھا میرا ہوگا۔ مگر تھیوسانگ کو پہلے یہ بتانا ہوگا کہ اس کا کرتب کیا ہے؟"

عنبر نے گمباش کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ میں سب کے سامنے نہیں بتا سکتا۔ اکیلے میں بتاؤں گا"

گمباش نے فوراً کہا۔

"ابھی باہر چلتے ہیں۔ باہر چل کر مجھے بتا دینا۔ آؤ میرے ساتھ"

اور گمباش عنبر کو لے کر خیمے سے باہر آگیا۔ خیمے کے باہر آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ خیموں کے آگے لیمپ روشن تھے۔ وہ عنبر کو لے کر ایک درخت کے نیچے آگیا اور بولا۔

"اب بتاؤ تمہارے کرتب کا منتر کیا ہے اس کے بعد تھیوسانگ کے کرتب کے بارے میں بات کریں گے۔"

عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں اس شرط پر تمہیں بتاؤں گا کہ تم بھی مجھے وہ منتر بتا دو جس کی مدد سے تم نے اپنی بیوی کا آدھا چہرہ سیاہ اور آدھا گورا کر دیا ہے"

گبا ش وہیں چپ سا ہو کر عنبر کو تکنے لگا۔ پھر مسکرا کر بولا

"پہلے تم مجھے اپنا منتر بتاؤ۔ جب میں نے تمہارا منتر پڑھ کر آگ پر چل کر دیکھ لیا تو پھر میں تمہیں وہ منتر بتا دوں گا۔ مجھے میں نے وشاکھا پر پھونکا ہے"

عنبر اِسے کون سا منتر بتاتا؟ اس کے پاس تو کوئی منتر نہیں تھا اگر وہ جھوٹ موٹ کوئی منتر بتاتا تو گبا ش آگ پر پاؤں رکھتے ہی جلنے لگتا۔ اُس نے کہا۔

"اچھا گبا ش تم مجھے منتر نہ بتاؤ۔ لیکن میری ایک بات کا جواب دے دو۔ کیا یہ عورت وشاکھا تمہاری اصلی بیوی ہے یا تم نے اِسے کہیں سے اغوا کیا ہے؟"

گبا ش جادوگر پر یہ سوال بجلی بن کر گرا۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ عنبر اس سے یہ سوال پوچھ بیٹھے گا۔ اس نے عنبر کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ سوال کیوں پوچھا ہے؟ تمہیں میری بیوی سے کیا دلچسپی ہے؟"

عنبر نے جلدی سے کہا۔

"دلچسپی تو کوئی نہیں ہے۔ بھلا مجھے تمہاری بیوی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں نے تو اس لیے یہ سوال کیا ہے کہ مجھے محسوس ہوا تھا کہ وشاکھا تمہاری بیوی نہیں ہے"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟" گبا ش نے غصّے سے کہا۔

عنبر نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

"اس لیے کہ اس عورت کا آدھا جسم یونانی عورت کا ہے اور چہرہ یونانی عورت کا نہیں۔ یہ تمہاری بیوی نہیں ہو سکتی"

گبا ش نے چمک کر جواب دیا۔

"خبردار جو آئندہ مجھ سے ایسا سوال کیا۔ میرے پاس تو ایسا جادو ہے کہ اگر میں چاہوں تو تمہارا چہرہ بھی حبشی ایسا کالا کر سکتا ہوں"

عنبر نے سوچا کہ اس آدمی سے دشمنی مول نہیں لینی چاہیئے۔ کیونکہ ابھی تک کیٹی کا معمّہ حل نہیں ہوا تھا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"گبا ش بھائی تم تو ناراض ہو گئے۔ میں نے تو یونہی اپنا تجسّس دُور کرنے کے لیے یہ سوال کر دیا تھا۔ بھول جاؤ میرے سوال کو۔ اچھا۔ میں خواب میں اپنے گورو جادوگر کی روح سے پوچھ کر تمہیں آگ والا منتر بتاؤں گا۔ کیونکہ میں اپنے جادوگر گورو کی اجازت کے بغیر یہ منتر تمہیں نہیں بتا سکتا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گباش نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اٹھ کر واپس خیمے
میں چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ماریا نے جو پاس ہی کھڑی تھی عنبر
سے کہا۔

"یہ تو بڑا ضدی اور غصیلا شخص ہے۔ یہ ایسے نہیں بتائے
گا۔ اسے اپنے قبضے میں کرنا ہوگا۔"

عنبر نے کہا۔

"جادوگر ہے۔ کہیں کوئی منتر پڑھ کر نہ پھونک دے مجھے
اپنا تو نہیں لیکن تھیوسانگ کا فکر ہے۔ کیونکہ اس پر جادو کا
اثر ہو جاتا ہے۔"

ماریا چڑ کر بولی۔

"اس طرح تو ہم کبھی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اسے کبھی
حاصل نہ کر سکیں گے۔ ہمیں کوئی نہ کوئی قدم ضرور اٹھانا
ہوگا۔"

عنبر نے کہا۔

"جو قدم بھی اٹھائیں ہمیں اس پر غور کر لینا چاہیئے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے۔ میں تھیوسانگ سے بات
کرتی ہوں۔ تم خاموشی سے بس تماشہ دیکھو۔"

ماریا نے رات کو تھیوسانگ کے ساتھ مل کر ایک منصوبہ تیار کر

دوسرے روز جب تماشہ دکھانے کا وقت آیا تو ماریا نے تھیوسانگ
کے قریب جا کر کہا۔

"وقت آ گیا ہے کہ تم اپنا کرتب دکھاؤ۔ مگر کسی کو پتہ نہیں
چلنا چاہیئے کہ یہ کام تمہارا ہے۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا! تم فکر ہی نہ کرو۔ گباش اور عمارہ کے فرشتوں کو
بھی پتہ نہ چل سکے گا کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔"

اتنا کہہ کر تھیوسانگ نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ گباش نے وشاکھا
کو خیمے کے اندر لے جا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اور اس کے اوپر چادر
اوڑھا دی تھی۔ پھر وہ باہر آ گیا۔ اور عمارہ کے ساتھ مل کر لوگوں
کو بلند آواز میں بلاتے ہوئے جمع کرنے لگا۔

"آؤ بھائیو اور بہنو! دنیا کا آٹھواں عجوبہ دیکھو۔۔۔۔۔"

عنبر بھی اس کے پاس ہی کھڑا تھا۔ تھیوسانگ موقع پاتے ہی
خاموشی سے خیمے کے اندر کھسک گیا۔ اندر وشاکھا اس طرح بیٹھی
تھی کہ اس کا سارا جسم کالی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ وہ دیکھ نہیں
سکتی تھی کہ کون خیمے میں داخل ہوا ہے۔ تھیوسانگ کھسکتا ہوا اس
کے قریب گیا۔ اور پیچھے جا کر اپنی انگلی اس کے جسم کے ساتھ لگا
دی۔ انگلی کے لگتے ہی وشاکھا کیٹی انگلی جتنے سائز کی چھوٹی
ہو گئی۔ وہ چادر کے اندر ایک ننھے چوہے کی طرح اچھلنے اور باریک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز میں گمباش کو آوازیں دینے لگی۔ تھیو سانگ بھاگ کر خیمے سے باہر آکر ایک طرف کو ہو کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں عارہ کسی کام سے خیمے کے اندر گئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اندر وشاکھا نہیں تھی۔ وہ تو پریشان ہو کر باہر کو بھاگی۔ گمباش کو ایک طرف لے جا کر گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"وشاکھا خیمے میں نہیں ہے"

"کیا کہہ رہی ہو؟"

گمباش گھبرا کر خیمے کے اندر داخل ہوا۔ وہاں اس کی مرحوم بیوی واقعی نہیں تھی مگر وہ یہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ کالی چادر کے نیچے کوئی چیز گیند کی طرح اچھل رہی تھی۔ جب وہ قریب گیا تو اسے پتلی باریک آواز سنائی دی۔

"گمباش میری مدد کرو۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میری مدد کرو!"

یہ آواز وشاکھا کی تھی۔ گمباش نے جلدی سے چادر پرے ہٹا دی۔ اس کے نیچے عارہ اور گمباش نے دیکھا۔ کہ وشاکھا کا قد اس کی انگلی کے برابر ہو گیا ہے اور وہ بے چینی سے تخت پر اچھل کود رہی ہے اور باریک آواز میں مدد کے لیے پکار رہی ہے۔ عارہ تو دہشت زدہ ہو کر خیمے کے دوسری طرف منہ کر کے بھاگی۔ گمباش نے وشاکھا کیٹی کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ یہ سمجھا کہ اس کا جادو کیٹی پر الٹا پڑ گیا

مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ یہ ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے عارہ کو قریب بلاتے ہوئے کہا۔

"عارہ کیٹی نے یہ روپ اختیار کر کے ہماری آمدنی میں اضافہ کر دیا ہے۔ ہم ٹکٹ بڑھا دیں گے۔ کیونکہ ایسی عورت تو ساری دنیا میں کہیں نہیں ہو گی"

گمباش نے کیٹی کے پاؤں دھاگے سے لکڑی کے تخت کے باہر کو نکلے ہوئے کیل سے باندھ دیئے۔ اور آہستہ سے بولا۔

"وشاکھا! میری پتنی! تم گھبراؤ نہیں۔ جادو الٹا ہو گیا ہے۔ اس کے لیے مجھے چالیس دن کا چلہ کرنا ہو گا۔ مگر اس وقت تک ہم تماشہ مزدور دکھائیں گے تاکہ ہم بھوکے نہ مریں"

وشاکھا کیٹی نے عاجزی سے باریک آواز میں کہا۔

"گمباش! دیوتا کے لیے مجھ پر مہربانی کرو۔ میں اتنی چھوٹی بن کر نہیں رہ سکتی"

گمباش نے کہا۔

"تم بالکل فکر نہ کرو۔ میں آج ہی سے چلہ شروع کر دیتا ہوں۔ مگر لوگوں کو ہم تماشہ دکھاتے رہیں گے"

گمباش تیزی سے باہر آ گیا۔ اور لوگوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

"بھائیو! تم جیسے میں ایک ایسی عورت دیکھو گے جو تمہاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انگلی کے برابر ہوگی۔ مگر زندہ عورت ہوگی۔ یہ دنیا کا نواں عجوبہ ہے۔ اس لیے ٹکٹ دوگنا ہوگا۔"

لوگ انگلی کے برابر عورت دیکھنے کے شوق میں دھڑا دھڑ دوگنے پیسے دے کر ٹکٹ خریدنے لگے۔ ماریا نے تھیوسانگ سے کہا۔

"معاملہ تو اُلٹ پڑ گیا۔"

عنبر سمجھ گیا کہ یہ تھیوسانگ کی کارستانی تھی۔ اس نے تھیوسانگ کے قریب ہو کر کہا۔

"تم نے جو چالاکی کی تھی وہ گمباش کے حق میں بہتر ہو گئی ہے۔ اب وہ زیادہ دولت کمائے گا۔ وشاکھا اس کی بیوی نہیں ہے۔ اِسے اِس سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے بھلا۔"

تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"تم ٹھیک کہتے تھے۔ اب کوئی دوسری چال چلنی پڑے گی۔"

عنبر نے کہا۔

"دوسری چال اب یہی ہو سکتی ہے کہ ماریا اسے غائب کر دے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"میں ابھی جا کر وشاکھا کو اُٹھا لیتی ہوں۔ وہ غائب بھی ہو جائے گی اور اس کی چیخ و پکار بھی کسی کو سنائی نہیں دے گی۔"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں ابھی نہیں۔ لوگ شوق سے پیسے خرچ کر کے خیمے میں انگلی جتنے سائز کی عورت کو دیکھنے گئے ہیں۔ انہیں تماشہ دیکھ لینے دو۔ اس کے بعد تم اسے غائب کر دینا۔"

گمباش اور عنبر اس وقت خیمے کے اندر تھے۔ لوگ تخت پر ایک بہت ہی چھوٹی عورت کو اِدھر اُدھر چلتے پھرتے۔ بازو ہلاتے۔ باریک آواز نکالتے دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ واقعی انہوں نے آج تک اتنی چھوٹی عورت کبھی نہیں دیکھی تھی۔ جب وشاکھا کا تماشہ ختم ہو گیا اور عنبر کے کرتب دکھانے کا وقت آیا تو عنبر نے کہا۔

"گمباش بھائی! آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آج میں آگ پر نہیں چلوں گا۔"

گمباش بولا۔

"مگر ہم تو تمہارے تماشے کا اعلان کر چکے ہیں۔ لوگ تو ہمارے خیمے اُکھاڑ پھینکیں گے۔"

عنبر سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"صرف تمہاری خاطر میں تیار ہو جاتا ہوں"۔ مگر یہ بتاؤ کہ تمہاری بیوی کو اتنا چھوٹا کس نے بنایا؟ کیا یہ تمہارا کوئی دوسرا منتر تھا؟"

گیاش نے سینے پر ہاتھ رکھ کر بڑے فخر سے کہا۔

"عنبر بھائی۔ ابھی میرے ایسے ایسے جادو ہیں کہ تم دیکھو تو دنگ رہ جاؤ گے۔ اچھا اب تم تیاری کرو میں آگ جلانے لگا ہوں"

جب عنبر کا تماشہ بھی ختم ہو گیا۔ تو یہ سب نیچے میں آکر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

تھیو سانگ بار بار گیاش کو کہہ رہا تھا۔

"گیاش! تم واقعی بہت بڑے جادوگر ہو۔ دنیا میں کوئی جادوگر ایسا نہیں کہ جو انسان کو اتنا چھوٹا کر دے۔ میں تو تمہیں مان گیا ہوں"

گیاش نے گردن اکڑا لی تھی۔ کہنے لگا۔

"ارے میرا مقابلہ تو سامری جادوگر بھی نہیں کر سکتا۔ میرے پاس ایسے ایسے منتر ہیں کہ ایک منتر پڑھ کر پھونکوں تو سمندر میں آگ لگ جائے"

عنبر بھی اس کی تعریف میں واہ واہ کرنے لگا۔ عمارہ پر کھانا لگا رہی تھی۔ گیاش کہہ رہا تھا۔

"میں نے سوچا کہ لوگوں کو کوئی نیا جادو دکھانا چاہیے۔ چنانچہ ایک خاص منتر پڑھ کر اپنی بیوی پر پھونک ماری اور وہ فوراً ننھی سی چوہیا جتنی بن گئی"

اور گیاش قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔ تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیا تمہیں بھی منتر پھونک کر چوہے جتنا بنا دوں؟"

تھیو سانگ مسکرانے لگا۔

"گیاش بھائی! مجھ پہ تو رحم کھا ہی کرو۔ میں تو تمہارا شاگرد ہوں"

اس وقت وشاکھا کیٹی پاس ہی ایک چھوٹی سی چوکی پر سرہانے کے اوپر لیٹی ہوئی تھی۔ عمارہ نے بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کے منہ میں دودھ کی چھ سات بوندیں ٹپکائی تھیں۔ یہ اس کا رات کا کھانا تھا۔ وشاکھا کیٹی کا دودھ کی سات بوندیں پی کر پیٹ بھر گیا تھا۔ اور وہ سو گئی تھی۔ ماریا اس کے قریب گئی۔ اور بڑے آرام سے اسے سرہانے کے اوپر سے اٹھا کر اپنی قمیض کی جیب میں ڈال لیا۔

عنبر نے سرہانے کے اوپر سے وشاکھا کیٹی کو غائب ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ماریا نے اپنا کام دکھا دیا ہے۔ اس نے اچانک سرہانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گھبراہٹ میں کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ارے گباش تمہاری بیوی وشاکھا کہاں چلی گئی؟"
عمارہ اور گباش نے چونک کر سرہانے کی طرف دیکھا۔ سرہانہ خالی تھا۔ وہ گھبرا کر اُٹھے اور سرہانے کے نیچے ادھر اُدھر دیکھا۔ مگر وشاکھا کیٹی وہاں کہیں بھی نہیں تھی۔ گباش نے لیمپ پکڑا اور اس کی روشنی میں دونوں نے چھان مارے لیکن وشاکھا کیٹی کہیں نہ ملی۔
وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ عمارہ کی طرف دیکھ کر بولا۔
"کم بخت تم نے بھی خیال نہ کیا۔ وہ اُتر کر چلی گئی۔ میں نے تمہیں بار بار تاکید کی تھی۔ کہ اس کے پاؤں کے ساتھ دھاگے سے کنکر پتھر وغیرہ باندھ دینا۔"
عمارہ مایوسی سے کہنے لگی۔
"ابھی تو میں نے اسے دودھ پلایا تھا۔ اسے تو جیسے زمین کھا گئی ہے۔ وہ کہاں جا سکتی ہے۔ میں ایک بار پھر اسے تلاش کرتی ہوں۔"
عنبر اور تھیوسانگ بھی اسے چھوٹ موٹ تلاش کرنے لگے۔ مگر تھوڑی دیر بعد سب تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ گباش کی تو ساری دُنیا لٹ گئی تھی۔ اب تو اس کے پاس تماشہ دکھانے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے عنبر کی خوشامد شروع کر دی۔ کہنے لگا۔
"عنبر بھائی! میری بیوی کو کسی دوسرے جادوگر نے اٹھا لیا ہے۔ اس نے مجھ سے کسی شے کا بدلہ لیا ہے۔ کل

سے اب تم ہی آگ پر چلنے کا کرتب دکھاؤ گے۔"
عنبر آہستہ سے بولا۔
"میری تو طبیعت ٹھیک نہیں۔ شاید اب میں کچھ عرصہ اپنا کرتب نہیں دکھا سکوں گا۔"
گباش اور عمارہ پریشان ہو گئے۔ گباش نے کہا۔
"عنبر بھائی! تم فکر نہ کرو۔ بے شک دو روز آرام کر لو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اکٹھے ہی رہیں گے۔"
عنبر بولا۔
"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ رہ کر تماشہ دکھانے کو تیار ہوں۔ مگر مجھے میرے سوال کا جواب دے دو۔ کہ تم اس عورت وشاکھا کو کہاں سے اٹھا کر لائے ہو؟"
عمارہ چونک کر گباش کا منہ تکنے لگی۔ گباش کی کمائی کا ذریعہ اس سے چھین لیا گیا تھا۔ اب اس کی نظر عنبر کے منتر کو چرانے پر لگی ہوئی تھی۔ گباش یہ سمجھ رہا تھا۔ کہ کسی دوسرے جادوگر نے اس کی بیوی کو جادو کے زور سے اُڑا لیا ہے۔ اس نے ناراض ہوئے بغیر کہا۔
"بھائی! تم اپنا کرتب جاری رکھو۔ میں تمہیں یہ راز بھی بتا دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موم بتی کا طلسمی دھواں

عنبر نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے اس راز پر سے پردہ اٹھاؤ۔ پھر میں آگ پر چلنے کا کرتب دکھاؤں گا لوگوں کو۔"

گباش بھلا اسے کیسے یہ راز بتا سکتا تھا۔ مگر وہ عنبر کو ہاتھ سے کھونا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس نے مکاری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں کل صبح تمہیں یہ راز بتا دوں گا۔"

عنبر اور تھیوساگ اپنے خیمے میں آ گئے۔ چوہیا جتنی وشاکھا کیٹی ماریا کی جیب میں تھی۔ وہ چلا رہی تھی شور مچا رہی تھی مگر جب تک وہ ماریا کے پاس تھی اس کی شکل کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور اس کی آواز بھی کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ ماریا نے وشاکھا کیٹی کے کان پر انگلی رکھ دی۔ اب وہ ماریا کی آواز بھی نہیں سن سکتی تھی۔ اس نے عنبر سے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ بدمعاش گباش تمہیں اپنی بیوی کا راز بتا دے گا؟ ہرگز نہیں وہ ضرور کوئی خطرناک چال چلنے والا ہے۔ ہمیں اس کی طلسمی چال سے ہوشیار رہنا ہوگا۔"

تھیوساگ نے بھی ماریا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"گباش کی کمائی کا ذریعہ ختم ہو گیا ہے۔ وہ اب عنبر کو قابو میں کرنے کی کوشش کرے گا۔ عنبر! تم خبردار رہنا!"

عنبر نے بے نیازی سے کہا۔

"میری تم فکر نہ کرو۔ مجھ پر کسی جادو طلسم کا اثر نہیں ہوتا۔ اگر اس نے کل کیٹی کا راز نہ بتایا تو میں اسے زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔"

دوسرے خیمے میں گباش اور عارہ پریشان بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ گباش کہہ رہا تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وشاکھا کہاں چلی گئی۔"

عارہ بولی۔

"ہو سکتا ہے تمہارا جادو ایک بار پھر الٹ گیا ہو۔ پہلے جادو نے الٹ کر اسے چھوٹا بنا دیا۔ پھر الٹ کر اسے غائب کر دیا۔"

گباش خاموش رہا۔ اب وہ عارہ کو کیا بتاتا کہ یہ اس کا جادو نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی ہو سکتا۔ وہ سوچنے لگا۔ اگر جادو نہیں اُلٹا تو پھر کس نے وشاکھا کیٹی کو وہاں سے غائب کر دیا؟ ساری رات وہ پریشان رہا۔ اس کی بڑی قیمتی شے اُس سے چھن گئی تھی۔ اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا طلسم کام میں لاتے ہوئے اپنی مُردہ بیوی کی کھوپڑی کیٹی کی گردن پہ لگا کر اپنی بیوی وشاکھا کی شکل میں آدھی گوری آدھی کالی عورت کا روپ دیا تھا۔ اس کے بعد خدا جانے یہ طلسم کیسے اُلٹا پڑ گیا۔ اور وشاکھا کیٹی انگلی بتنی ہو گئی۔ لیکن وہ اس کے پاس تھی اور وہ اس کی مدد سے زیادہ دولت کما سکتا تھا۔ لیکن اب تو وہ بھی اس کے پاس نہیں رہی تھی۔ وہ بالکل مفلس ہو کر رہ گیا تھا۔ آخر ایسا کیسے ہو گیا؟ وشاکھا کیٹی کو کس نے غائب کر دیا۔ جب جادوگر گمباش کو کوئی راہ نہ دکھائی دی تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کالا چلہ کرے گا۔

کالا چلہ اپنے جادوگر استاد کی روح کو بلانے کا چلہ ہوتا ہے۔ گمباش اپنے استاد جادوگر کی روح کو بلا کر اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وشاکھا کیٹی کو کون اُٹھا کر لے گیا ہے۔ یہ چلہ اسے شہر سے دور کسی تنہا جگہ پر بیٹھ کر کرنا تھا۔ جہاں قریب ہی پانی بھی بہہ رہا ہو۔ صبح ہوئی تو وہ خاموشی سے جنگل کی طرف نکل گیا۔ وہاں سے دور جنگل میں ایک جگہ شفاف پانی کی ندی بہہ رہی تھی۔ گمباش ندی کے کنارے درخت تلے بیٹھ گیا۔ اور اس نے کالا چلہ شروع کر دیا۔

ایک گھنٹے تک وہ آنکھیں بند کئے جادوئی منتر پڑھتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں اور ندی کے پانی پر زور سے پھونک مار کر کہا۔

"اے میرے جادوگر استاد! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ میرے پاس آ کر میری مدد کر"

یہ جملہ گمباش نے ساتویں بار دہرایا تو ندی کے پانی پر ایک جگہ دُھند سی چھا گئی۔ پھر دُھند آہستہ آہستہ دُور ہونے لگی اور اس میں سے ایک آدمی کی شکل اُبھری جس کے لمبے لمبے سفید بال تھے اور گردن میں ایک سانپ لپٹا پھنکار رہا تھا۔ یہ گمباش کے استاد جادوگر کی روح تھی۔ گمباش نے ہاتھ باندھ کر سر کو جھکایا اور اپنے استاد کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"میرے گورو استاد! میں بڑی مشکل میں ہوں۔ وشاکھا کیٹی کو میں نے تمہارے منتروں کے ذریعے اپنے قابو میں کیا تھا مگر کسی نے اِسے چھوٹا کر کے غائب کر دیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اِسے کون اُٹھا کر لے گیا ہے"

جادوگر استاد کا پتھر ایسا چہرہ خاموش تھا۔ پھر اس کے ہونٹ ہلے اور آواز آئی۔

"گمباش! تُو جس کو ڈھونڈ رہا ہے وہ تیرے نیچے میں ہی موجود ہے"

گمباش نے چونک کر پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"گورو دیو! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ مجھے تو وشا کھا کیٹلی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔"

جادوگر استاد نے کہا۔

"تیرے خیمے میں تین مہمان آئے ہوئے ہیں۔"

گمباش بولا۔

"مہاراج آپ کو شاید غلطی لگ رہی ہے میرے خیمے میں تو صرف دو مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام عنبر ہے جو آگ پر چلنے کا کرتب دکھاتا ہے۔"

جادوگر استاد کی آواز آئی۔

"نادان گمباش غور سے سن! ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی ہے۔ جس کا نام ماریا ہے۔ وہ کسی نظر نہیں آتی۔ وشا کھا کیٹلی اس غیبی لڑکی ماریا کی جیب میں ہے۔"

گمباش تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ بولا۔

"مہاراج! اس ماریا غیبی لڑکی سے میں اپنی وشا کھا کیٹلی کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟"

جادوگر استاد نے کہا۔

"تو جس کو وشا کھا کہہ رہا ہے۔ وہ ماریا کی بہن کیٹلی ہے اور تمہارے پاس جو دو آدمی آئے ہوئے ہیں وہ بھی کیٹلی کے بھائی ہیں۔ اور اسی کی تلاش میں تمہارے پاس آئے تھے۔

ان میں سے ایک کا نام عنبر اور دوسرے کا نام تھیو سانگ ہے۔ تھیو سانگ میں یہ طاقت ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے ارادے سے جس شے کو جس آدمی کو اپنی انگلی سے چھوتا ہے وہ چھوٹے سانڑ کا ہو جاتا ہے۔ تمہاری وشا کھا کیٹلی کو اسی نے اپنی انگلی سے چھو کر چھوٹا کر دیا تھا۔ اب وہ تک تم سے یہ راز معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم نے کیٹلی پر کون سا جادو کیا ہے کہ وہ صرف اپنی یادداشت بھول گئی ہے۔ بلکہ اس کا چہرہ بھی سیاہ حبشی عورت کا بن گیا ہے۔ اسی راز کو معلوم کرنے کی خاطر وہ تمہارے خیمے میں ابھی تک موجود ہیں۔ ورنہ وہ کیٹلی کو لے کر اب تک جا چکے ہوتے۔"

اب جادوگر گمباش کی سمجھ میں ساری بات آگئی تھی۔ اس کے جادوگر استاد کی روح نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔ اب اس نے اپنے استاد سے کہا کہ وہ اس کی مدد کرے کہ وہ ان لوگوں سے اپنی وشا کھا کیٹلی دوبارا واپس لے لے۔ استاد جادوگر کی روح نے کہا۔

"اب دن نکل آیا ہے۔ ابھی جب تم واپس اپنے خیمے میں جاؤ گے تو عنبر تم سے وہ منتر معلوم کرنے کی کوشش کرے گا۔ جس کی مدد سے تم نے وشا کھا کیٹلی کو آدھا کالا اور آدھا گورا کر دیا تھا۔ تم اسے کہنا کہ میں یہ راز تمہیں آدھی رات کو بتاؤں گا۔ جب سب سو چکے ہوں گے۔ پھر جب رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدھی گزر جائے اور عنبر تمہارے پاس بیٹھا ہو تو تم تھیوسانگ
کو بھی وہاں بلا لینا۔ ظاہر ہے کہ غیبی لڑکی ماریا بھی وہیں آجائے
گی۔ پھر میں تم کو ایک منتر بتاتا ہوں۔ تم وہ منتر پڑھ کر موم بتی
کی لاٹ پر زور سے پھونک مار دینا۔ موم بتی بجھ جائے
گی۔ اس میں سے ایک دم سے دھوئیں کا بادل اٹھے
گا۔ جس کے ساتھ عنبر تھیوسانگ اور ماریا بے ہوش
ہو جائیں گے۔ اس وقت تم غیبی لڑکی ماریا کو دیکھ سکو گے
بس پھر تم وشاکھا کیٹی کو ماریا کی جیب سے نکال کر وہاں سے
افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف نکل جانا۔ عمارہ کی بھی پرواہ
نہ کرنا۔ کیونکہ اگر عنبر اور تھیوسانگ یا ماریا کو ہوش
آگیا تو وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ پھر میرا کوئی منتر تمہاری مدد
نہیں کر سکے گا۔"

گمباش نے کہا۔

"گورو جی! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں ماریا کو ہمیشہ دیکھ
لیا کروں۔ کیونکہ ممکن ہے وہ میری تلاش میں سوڈان بھی
پہنچ جائے۔"

جادوگر استاد نے کہا۔

"موم بتی کے طلسمی دھوئیں کی وجہ سے تمہاری آنکھوں
میں اتنی طاقت آجائے گی کہ پھر تم ماریا کو دیکھ لیا کرو گے۔

اب میں واپس جاتا ہوں۔"

اتنا کہہ کر استاد جادوگر کی روح ندی کے پانی میں غائب ہو گئی۔

گمباش کو وشاکھا کیٹی کی گمشدگی کا راز معلوم ہو گیا تھا۔ وہ خوشی
خوشی درخت کے نیچے سے اٹھا اور اپنے خیمے والے میدان کی طرف
روانہ ہو گیا۔ وہاں عنبر تھیوسانگ عمارہ اور ماریا اس کا بے چینی سے انتظار
کر رہے تھے۔ عمارہ پریشان تھی کہ گمباش کہیں اسے اکیلی چھوڑ کر
چلا تو نہیں گیا۔

عنبر کو یہ پریشانی تھی کہ کہیں گمباش انہیں کیٹی کے طلسم کا
کا راز بتائے بغیر تو غائب نہیں ہو گیا۔ جب انہوں نے گمباش کو آتے دیکھا
تو ان کی جان میں جان آئی۔ ماریا نے آہستہ سے عنبر سے کہا۔

"اب اسے ہاتھ سے مت جانے دینا۔ ہر حالت میں اس
سے پتہ کرو کہ کیٹی پر اس نے کون سا طلسم کیا ہے۔"

ناشتہ سب نے مل کر کیا۔ ناشتے کے بعد عنبر نے گمباش کو ایک
طرف لے جا کر کہا۔

"میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں صبح تمہیں آگ پر
چلنے کا منتر بتاؤں گا اور تم نے بھی وعدہ کیا تھا کہ تم
مجھے وہ منتر بتاؤ گے جس کو پھونک کر تم ایک عورت
کو آدھا کالی اور آدھا گوری بنا دیتے ہو۔"

گمباش پہلے ہی سے تیار تھا۔ کہنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تمہیں آج آدھی رات کے وقت وہ منتر بتاؤں گا۔
مگر تمہیں تھیوسانگ کو ساتھ رکھنا ہوگا۔ تاکہ وہاں کوئی گواہ
موجود ہو تاکہ تم بعد میں یہ نہ کہہ سکو کہ میں نے تمہیں منتر
نہیں بتایا تھا بلکہ تم پہلے ہی سے اسے جانتے تھے۔"

عنبر بڑا خوش ہوا بولا۔

"تم فکر نہ کرو۔ تھیوسانگ میرے ساتھ ہوگا۔"

رات کو عنبر نے آگ پر چلنے کا کرتب لوگوں کو دکھایا۔ جتنی آمدنی
ہوئی عنبر نے وہ ساری کی ساری گمباش کے حوالے کر دی۔ وشاکا
کیٹی ابھی تک ماریا کی جیب میں تھی۔ عنبر نے تھیوسانگ اور ماریا
کو بتا دیا تھا کہ گمباش آج رات کیٹی کا طلسم اسے بتانے والا ہے
ماریا اور تھیوسانگ بھی بڑے خوش تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی
نہیں تھا کہ مکار گمباش ان کے ساتھ ایک خطرناک چال چلنے والا
ہے۔ رات کو عنبر اور تھیوسانگ گمباش کے خیمے میں آ گئے۔
گمباش نے انہیں ساتھ لیا اور میدان کی دوسری جانب ایک چٹان
کی اوٹ میں ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اس نے موم بتی جلا دی اور بولا۔

"میں ایک خاص منتر پڑھ کر موم بتی کا شعلہ بجھا دوں گا
اس کے بعد تمہیں وہ منتر بتا دوں گا جس کے لیے تم سے
سے وعدہ کیا ہے مگر اس کے بعد تمہیں بھی وعدے کے
مطابق مجھے آگ پر چلنے کا راز بتانا ہوگا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تمہیں اپنا راز ضرور بتاؤں گا۔"
گمباش نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔
"تھیوسانگ! تم گواہ رہنا۔"
تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔
"ہاں ہاں۔ میں گواہ رہوں گا۔ عنبر کو یہ راز تمہیں بتانا ہی
ہوگا۔ مگر پہلے تم وشاکھا کا منتر بتاؤ گے۔"
گمباش بولا۔
"اس کا میں وعدہ کر چکا ہوں۔ اب میں اپنا منتر شروع
کرتا ہوں۔"

گمباش نے اپنے جادوگر استاد کی روح کا بتایا ہوا منتر پڑھنا
شروع کر دیا۔ تھیوسانگ عنبر اور ماریا اس کی طرف غور سے دیکھ
رہے تھے۔ ماریا بھی قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب گمباش نے
سات بار منتر کا ورد کر لیا تو زور سے موم بتی کو پھونک مار دی۔
موم بتی کا شعلہ بجھ گیا۔ شعلے کے بجھتے ہی وہاں دھوئیں کا بادل تیزی
سے اٹھا اور اس نے عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو اپنی لپیٹ میں لے
لیا۔ یہ دھواں گمباش کی آنکھوں میں بھی لگا۔ اس نے دو تین بار آنکھیں
جھپکا کر دیکھا کہ دھواں غائب ہو گیا تھا۔ اور اس کے سامنے عنبر اور
تھیوسانگ بے ہوش پڑے تھے۔ ان کے قریب ہی گمباش کو ایک
خوب صورت نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں والی ایک نوجوان

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

لڑکی بھی بے ہوش پڑی نظر آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی غیبی لڑکی ماریا ہے۔ ماریا کے اردگرد روشنی کا ایک دھیما سا ہالہ تھا۔

گمباش نے جلدی سے ماریا کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وشاکھا کیٹی کو باہر نکال لیا۔ وشاکھا کیٹی باریک آواز میں زور زور سے چلانے لگی۔

"گمباش! میرے پتی دیو! مجھے بڑا کرو۔ یہ تم نے مجھے کس کی جیب میں قید کر دیا تھا؟"

گمباش نے آہستہ سے کہا۔

"وشاکھا! فکر نہ کرو۔ اب تم آزاد ہو۔ میں تمہیں بڑا بھی کر دوں گا۔ میں اس خاص طلسم کی تلاش میں ہی یہاں سے جا رہا ہوں۔"

گمباش نے چھوٹے سائز کی وشاکھا کیٹی کو اپنی جیب میں رکھا اور چٹان کی اوٹ سے نکل کر اپنے گھوڑے کے پاس آ گیا۔ ماریا اندر بے خبر گہری نیند سو رہی تھی۔ گمباش کو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے مختصر سا سامان جھولے میں ڈال کر گھوڑے پہ رکھا۔ اس پر چابک لگا کر سوار ہوا اور رات کے اندھیرے میں گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے بندرگاہ کی طرف چل دیا۔ بندرگاہ پر ایک تجارتی سامان سے لدا ہوا جہاز افریقہ کی طرف جانے کو بالکل تیار کھڑا تھا۔ گمباش اس جہاز کے کپتان سے ملا۔ اسے کافی چاندی

دے کر جہاز میں سوار ہونے کی اجازت لی اور گھوڑے کو وہیں چھوڑ جہاز پر چڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جہاز نے لنگر اٹھایا اور افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جس وقت عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو ہوش آیا تو گمباش کا بادبانی سمندری جہاز ایتھنز کی بندرگاہ سے کافی دور نکل چکا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ نے غصے سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ماریا نے کہا۔

"یہ — یہ گمباش کہاں چلا گیا؟ اس نے ہمیں بے ہوش تو نہیں کیا تھا؟"

عنبر بولا۔

"مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"وہ ہمیں دھوکہ دے کر نکل گیا ہے۔ ماریا۔ دیکھو کیٹی تمہاری جیب میں ہی ہے نا؟"

ماریا نے جلدی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیٹی غائب ہے۔"

عنبر اور تھیوسانگ بھی پریشان ہو گئے۔ سمجھ گئے کہ یہ اسی جادوگر گمباش کی سازش تھی۔ عنبر کہنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس کو کیسے پتہ چل گیا کہ کیٹی ،
ماریا کی جیب میں ہے"
تھیوسانگ بولا۔
"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ ماریا کو دیکھ رہا تھا"
عنبر نے کہا۔
"ہو سکتا ہے اس کے منتروں کی وجہ سے جو دھواں اُٹھا
ہو اس دھوئیں میں اسے ماریا نظر آئی ہو اور اس نے
ماریا کی جیب سے کیٹی کو نکال لیا ہو"
تھیوسانگ نے کہا۔
اب یہاں سے اُٹھو۔ گباش کی تلاش کرتے ہیں وہ یہیں
کہیں ہوگا"
ماریا بولی۔
"میں اسے تلاش کرتی ہوں۔ تم لوگ خیمے میں جاؤ"
عنبر اور تھیوسانگ وہاں سے بھاگ کر خیمے میں آئے۔ دیکھا
کہ گباش کہیں نہیں ہے۔ عارہ بھی جاگ پڑی۔ اسے معلوم ہوا
کہ گباش چلا گیا ہے تو وہ بھی گھبرا گئی۔ عنبر نے تھیوسانگ
کو ایک طرف لے جا کر کہا۔
"ماریا اس کی تلاش میں گئی ہے۔ وہ اسے ضرور کہیں نہ
کہیں تلاش کر لے گی"

پھر عنبر عارہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔
"وہ ہمیں بھی بتا کر نہیں گیا۔ ہم سو رہے تھے گھوڑے
کے ٹاپوں کی آواز آئی تو ہم جاگ پڑے۔ خیمے سے باہر نکل
کر دیکھا کہ گباش گھوڑے پر سوار بھاگا جا رہا ہے"
عارہ کہنے لگی۔ پھر وہ جنگل میں کہیں کوئی چلہ کرنے گیا
ہوگا۔ صبح ہونے تک واپس آجائے گا۔ تم لوگ آرام
کرو"
عارہ اپنے خیمے میں سونے کے لیے چلی گئی۔ مگر عنبر اور
تھیوسانگ بے چین تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ گباش کیٹی کو لے کر
فرار ہوا ہے۔ اگر ماریا کو بھی اس کی کوئی خبر نہ ملی تو پھر کیٹی ان
سے نہ جانے کتنی دور چلی جائے۔
ماریا، گباش کی تلاش میں فضا میں اڑتی ہوئی شہر کے اوپر چکر
لگانے لگی۔ پھر وہ شہر سے باہر پہاڑیوں کی طرف نکل گئی۔ اندھیرے
میں اسے گباش کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ اگرچہ وہ اندھیرے
میں دیکھ سکتی تھی مگر دن کی روشنی کے مقابلے میں رات کے
اندھیرے میں وہ زیادہ تسلی سے گباش کو تلاش نہ کر سکتی تھی۔
اسے خیال ہی نہ آیا کہ وہ ایتھنز کی بندرگاہ کی طرف نکل جائے۔ اس کا
یہی خیال تھا کہ گباش کیٹی کو لے کر ضرور یہیں کسی جنگل میں چھپا
ہوگا۔ وہ واپس آگئی۔ اور عنبر تھیوسانگ کو بتایا کہ تمام راستے سنسان

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

پڑے ہیں۔ گیاش کہیں بھی نہیں ہے۔

تھیوساگ نے کہا۔

"وہ گھوڑے پر سوار ہوکر گیا ہے۔ کیونکہ اس کا گھوڑا یہاں موجود نہیں ہے"

عنبر نے کہا۔

"مگر یہ بھی تو سوچو کہ وہ ہمیں آدھی رات کو بے ہوش کرنے کے بعد بھاگا تھا اور اب صبح ہونے ہی والی ہے وہ تو خدا جانے کہاں کا کہاں پہنچ گیا ہوگا"

تھیوساگ کہنے لگا۔

"پھر تو ماریا ہی فضا میں اڑ کر اسے ڈھونڈھ سکتی ہے"

ماریا نے کہا کہ ہوسکتا ہے وہ یہیں کہیں جنگل میں چھپا بیٹھا ہو۔ تھیوساگ نے جواب میں کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔ وہ لاتوں رات اس علاقے سے نکل گیا ہوگا۔ وہ کیٹی کے ساتھ اس علاقے میں کبھی نہیں رہے گا۔ مصیبت یہ ہے کہ چھوٹے سانڈ کا ہونے کی وجہ سے کیٹی کی خوشبو بھی مدھم ہوگئی ہے۔ اور جب تک اس کے بالکل قریب نہ جایا جائے۔ اس کی خوشبو ہمیں نہیں آئے گی"

اچانک عنبر نے کہا۔

"ماریا! میرا خیال ہے کہ وہ بندرگاہ کی طرف گیا ہوگا۔ اور ضرور کسی جہاز میں سوار ہوکر یہاں سے رفو چکر ہوگیا ہوگا"

ماریا نے چونک کر کہا۔

"اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا تھا۔ میں ابھی بندرگاہ پر جاکر پتہ کرتی ہوں کہ رات کو کوئی جہاز تو روانہ نہیں ہوا تھا۔ تم لوگ اسی شہر میں اسی جگہ رہنا۔ میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گی"

یہ کہہ کر ماریا نے اڑان بھری اور ہوا میں اڑتی ہوئی سیدھی بندرگاہ پر جا پہنچی۔ اب وہ کسی سے پوچھ نہیں سکتی تھی۔ وہ مسافروں مزدوروں کے درمیان چکر لگانے لگی۔ ایک جگہ اسے مزدوروں کی باتوں سے معلوم ہوگیا کہ ایک تجارتی جہاز مال لے کر افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف روانہ ہوا ہے۔ ماریا نے وہیں سے اڑان بھری اور ہوا میں اڑتی ہوئی سمندر کے اوپر آگئی۔ وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اڑتی جارہی تھی۔ بہت جلد اسے دور کھلے سمندر میں ایک سمندری جہاز کے بادبان نظر آگئے۔

ماریا غوطہ لگا کر جہاز کی طرف بڑھی۔

اس وقت گیاش جہاز کے عرشے پر دھوپ میں ایک طرف سامان کے ڈھیر کے پیچھے بیٹھا تھا۔ وشاکھا کیٹی اس کی جیب میں تھی۔ چونکہ اس کی آنکھوں میں موم بتی کا طلسمی دھواں پھر چکا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس لیے اب وہ غیبی ماریا کو دیکھ سکتا تھا۔ ایک بار جو اس کی نگاہ آ
کی طرف گئی تو اُس نے ایک لڑکی کو ہوا میں اُڑتے ہوئے جہاز کی طر
آتے دیکھا۔ گیاش ایک دم سے چونک اٹھا۔ اُس نے آسمان پ
دُور ہی سے ماریا کو پہچان لیا۔ یہ سوائے ماریا کے کوئی اور نہیں ہو
تھا۔ وہ اُس کی تلاش میں آئی تھی۔

گیاش تیزی سے جہاز کی نچلی منزل میں اُتر گیا۔ وہ ایک کیبن میں
آگیا۔ یہ کیبن جہاز کی سب سے نچلی منزل میں تھا اور اس میں بوریاں
ہی بوریاں بھری رکھی تھیں۔ گیاش کو معلوم تھا کہ ماریا ایک غیبی لڑکی ہے
اور وہ بڑی آسانی سے اس کیبن میں بھی آجائے گی۔ گیاش لپک کر
بوریوں کے پیچھے آگیا۔ اور ان کے درمیان چھپ کر بیٹھ گیا۔

اس وقت ماریا جہاز کے عرشے پر اُتر چکی تھی۔ اس نے گیاش
کو نیچے جاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اِسے بھی کوئی نہیں دیکھ سکتا
تھا۔ چنانچہ وہ عرشے پر چل کر گیاش کو تلاش کرنے لگی۔ وہاں گیاش
نہیں تھا۔ ماریا کو کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ چھوٹی ہونے کی وجہ
سے اس کی خوشبو ایک گز سے زیادہ دُور تک نہیں جاتی تھی۔
ماریا جہاز کے نیچے اُتر گئی۔ یہاں کیبن ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے
چونکہ یہ تجارتی جہاز تھا اس پہ مسافر بالکل نہیں تھے۔ جہاز کے
ملاح ہی اِدھر اُدھر گھوم پھر رہے تھے۔ ماریا جہاز کے کچن میں
گئی۔ یہاں کچھ ملاح بیٹھے کھانا وغیرہ کھا رہے تھے۔ ماریا نے ایک

ایک کر کے دوسری منزل والے سارے کیبن دیکھ لیے۔ اِسے
گیاش کہیں نظر نہ آیا۔ اب صرف سب سے نچلی منزل ہی رہ گئی
تھی۔ ماریا نچلی منزل میں آگئی۔ یہاں صرف دو کیبن تھے۔ دونوں میں سامان
بھرا ہوا تھا۔

ماریا اِس کیبن میں بھی آئی جس کی بوریوں کے پیچھے گیاش چھپا
ہوا تھا۔ گیاش نے ماریا کے قدموں کی آہٹ سُن لی تھی۔ چونکہ وہ
اِسے دیکھ سکتا تھا اس لیے اس کے قدموں کی چاپ بھی سن سکتا
تھا۔ گیاش نے اپنا سانس روک لیا۔ اور بوریوں میں اور زیادہ سمٹ
کر بیٹھ گیا۔ ماریا نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہاں سامان کے سوائے اور
کچھ نہیں تھا۔ ماریا نے زور سے سانس لیا۔ اِسے کیٹی کی خوشبو بھی نہ
آئی۔ وہ سمجھ گئی کہ گیاش یہاں نہیں ہے۔ ماریا کیبن سے نکل کر
جہاز کے عرشے پر آگئی۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر گیاش اس جہاز پر سوار
نہیں ہوا تو وہ کہاں اور کس طرف گیا ہوگا؟

ممکن ہے وہ ایتھنز شہر سے نکل کر یونان کے دوسرے شہر
سپارٹا کی طرف نکل گیا ہو۔ اسے گیاش کو سپارٹا کے شہر میں تلاش
کرنا چاہیئے۔ اس نے ایک بار پھر جہاز کو اچھی طرح سے دیکھا۔
اور پھر ہوا میں بلند ہو کر واپس ایتھنز شہر کی طرف پرواز کرنے
لگی۔ وہاں عنبر اور تھیوسانگ اس کی راہ میں دیکھ رہے تھے۔ ماریا
نے انہیں بتایا کہ گیاش جہاز پہ نہیں تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرا خیال ہے کہ وہ سپارٹا شہر کی طرف گیا ہوگا۔ ہمیں سپارٹا جا کر اسے تلاش کرنا چاہیئے۔"

تھیوسانگ خاموش رہا۔ عنبر بولا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اب سپارٹا کی طرف روانہ ہونا ہوگا۔"

"میری تو یہی رائے ہے۔" ماریا نے کہا۔ "تھیوسانگ تمہارا کیا خیال ہے؟"

تھیوسانگ سر کھجا رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ چلو سپارٹا چل کر دیکھ لیتے ہیں۔"

عنبر نے اسی وقت تیاری شروع کر دی۔ عمارہ سے اس نے پوچھا کہ اس کا کیا ارادہ ہے؟ کیونکہ دن کافی نکل آیا ہے اور گمباش ابھی تک واپس نہیں آیا۔ عمارہ کو بھلا کیا معلوم تھا کہ گمباش اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ مسکراتے ہوئے بولی۔

"گمباش میرا پرانا دوست ہے۔ میں اس کا انتظار کروں گی وہ دوپہر تک آجائے گا۔"

عنبر اور تھیوسانگ تو جانتے تھے کہ اب وہ وہاں کبھی نہیں آئے گا۔ مگر انہوں نے عمارہ سے ایسی کوئی بات نہ کی اور گھوڑوں پر سوار ہو کر عمارہ سے اجازت لی اور اس سڑک پر اپنے گھوڑے ڈال دیئے

ایتھنز کی پہاڑیوں سے ہوتی ہوئی یونان کے دوسرے بڑے شہر سپارٹا کی طرف جاتی تھی۔ ماریا، تھیوسانگ اور عنبر کو ہم یونان میں سپارٹا کی طرف جانے والی سڑک پر چھوڑتے ہیں۔ کیٹی اس وقت گمباش کی جیب میں بند کھلے سمندر میں سفر کرتی افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف جا رہی تھی۔

اب ہم واپس ناگ کی طرف آتے ہیں۔

ناگ کو ہم نے سمندری چٹان والے لائٹ ہاؤس کے نیچے غار میں اس حالت میں چھوڑا تھا کہ وہ نیم مردہ سانپ کی شکل میں بے حس و حرکت بند غار کی ریت پر پڑا ہے اور اس کے پاس ہی برہمن کی بدروح ایک بوجل نظر نہ آنے والے دھند کے گولے کی شکل میں زمین کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ برہمن نے ناگ اور کیٹی کو دھوکا دیا تھا اور اس کی سزا اسے یہ ملی تھی کہ جب مگرمچھ مر گیا تو برہمن کی روح مگرمچھ میں سے نکل کر اوپر آسمان کی طرف اڑنے کی بجائے وہیں بھاری ہو کر رہ گئی۔ یہ برہمن کی روح کے لیے بہت بڑا عذاب تھا۔ برہمن سمجھ گیا تھا کہ اس کی روح بدروح بن چکی ہے۔

وہ قریب ہی پڑے ناگ کو بھی دیکھ رہی تھی۔

ناگ برہمن کی بدروح کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ناگ کا ذہن بڑی آہستگی سے کام کر رہا تھا۔ اسے آہستہ آہستہ عنبر تھیوسانگ اور ماریا کیٹی کا خیال آنے لگا۔ اسے یاد آیا کہ کیٹی کو وہ پیچھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک چٹان کے پاس چھوڑ کر یہاں آیا تھا کہ برہمن مگرمچھ کے چکر میں پھنس گیا۔ مگرمچھ تو مر چکا تھا مگر ناگ خود غار کے اندر اس طرح میں بند ہو کر رہ گیا تھا۔ کہ اس پر مگرمچھ کے معدے کے طلسمی تیزاب کا اثر ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

برہمن کی بد روح نے اب کیڑے اور ناگ کا خیال بھلا دیا تھا۔ اور اسے اپنی روح کی نجات کی فکر پڑ گئی تھی۔ وہ یہی سمجھے ہوئے تھے کہ وہ مگرمچھ بنا دیا گیا تھا۔ اور اب چونکہ مگرمچھ مر چکا ہے۔ تو اسے روح کی شکل میں آسمان کی طرف چلے جانا چاہیے تھا چونکہ آسمان کی طرف اس کی روح نہیں گئی۔ اس لیے اب وہ بد روح بن گیا ہے۔ اور وہ خدا جانے کب تک زمین کے ساتھ چپٹا عذاب جھیلتا رہے۔ برہمن کی بد روح کو جو منتر یاد تھے اس نے پڑھنے شروع کر دیئے۔ منتر پڑھنے سے برہمن کی روح میں ایک حرکت پیدا ہونے لگی۔ وہ زمین سے بلند ہو گئی۔ اب وہ دائیں بائیں گھوم سکتی تھی۔ برہمن کی بد روح کے اندر جب حرکت اور تھوڑی بہت طاقت آ گئی۔ تو اس نے ناگ کی طرف دیکھا جیسے حس و حرکت سانپ کی شکل میں غار کی زمین پر پڑا تھا۔

برہمن کی بد روح نے ناگ کو آہستہ سے اٹھا لیا۔

ناگ سانپ کی شکل میں برہمن کی بد روح کے ساتھ چپکا ہوا

تھا۔ اور روح اسے لے کر غار کے منہ پر پڑے ہوئے چٹان کے بڑے ٹکڑے میں سے گزر گئی۔ روح نے محسوس کیا کہ ناگ کی وجہ سے اس کے لیے فضا میں بلند ہونا مشکل ہو رہا ہے۔ برہمن کی بد روح ناگ کو کسی ایسی حالت میں قید کر دینا چاہتی تھی۔ جہاں سے وہ زندگی بھر باہر نہ نکل سکے۔ بد روح نے ساحل سمندر کے پاس پتھروں کے بیچ میں آ کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ اسے ایک جگہ شیشے کی بوتل پڑی دکھائی دی جس کا کارک بھی وہیں پڑا تھا۔

برہمن کی بد روح نے ناگ کو بوتل میں بند کر کے کارک سے بوتل کا منہ بند کر کے اسے سمندر کے وسط میں جا کر پھینک دیا۔ بوتل سمندر کی لہروں پر اوپر نیچے ہوتے ہوئے ایک طرف روانہ ہو گئی۔ بوتل میں ہوا ہونے کی وجہ سے وہ ڈوب نہیں سکتی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں بوتل میں بند تھا۔ اور بوتل اسے لے کر سمندر کی لہروں کے ساتھ آہستہ آہستہ نامعلوم منزل کی طرف بہنے لگی۔ برہمن کی روح بوتل کو پھینکتے ——— ہی ہلکی ہو گئی۔ اب وہ بڑی تیزی سے آسمانوں کی طرف اڑتی ہوئی جا رہی تھی۔ روح اس دنیا سے جدا ہو کر ہمیشہ کے لیے اوپر آسمانوں کی دنیا میں پہنچ گئی۔ جہاں فرشتے اس کا حساب کتاب لینے کی تیاریاں کر چکے تھے۔ یہاں اب روح کے اعمال کا حساب کتاب لیا جانے والا تھا۔ اور اس کے بعد روح کو اس کے اعمال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے مطابق جہنم یا جنت میں بھیجا جاتا تھا۔ ناگ کو برہمن کی را
سے نجات مل گئی تھی۔ مگر وہ خود بوتل میں بند سمندر کی بے کرا
وسعتوں میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

بوتل میں بند ناگ

ناگ کو سمندر میں بھٹکتے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا۔

سمندر میں اگر بوتل بند کرکے پھینکی جائے تو وہ ڈوبتی نہیں اور لہروں کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ مگر یہ سفر بے حد سست رفتار ہوتا ہے۔ کیونکہ سمندر کے وسط میں لہروں کی رفتار بہت دھیمی ہوتی ہے۔ سمندر کے عین درمیان میں تو لہریں صرف اوپر نیچے ہی ہوتی رہتی ہیں ناگ بوتل میں بند تھا۔ وہ سانپ کی شکل میں تھا۔ اور ابھی تک بے حس و حرکت تھا۔ وہ عنبر ماریا تھیو سانگ کے بارے میں اب پوری طرح سے سوچ سکتا تھا۔ اسے یہ بھی یاد تھا کہ وہ کیٹی کو چھوڑ کر لائیٹ ہاؤس چٹان پر آیا تھا کہ مگرمچھ نے اسے نگل لیا۔ پھر وہ مگرمچھ کے اندر سے آگ کی پھنکار کے ساتھ باہر نکل آیا۔ مگرمچھ مرگیا۔ اس کی بدروح نے ناگ کو زخمی اور بے حس کردیا۔ اور اب اس سے اپنی موت کا بدلہ لیتے ہوئے اسے بوتل میں بند کرکے سمندر کے حوالے کردیا تھا۔ ناگ بوتل کے اندر سے دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ لہروں کے ساتھ ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آہستہ آہستہ بہتا چلا جا رہا تھا۔ ناگ کا منہ پوری طرح سے نہیں کھل رہا تھا۔ اس کے سانس کے رفتار بھی اتنی مدھم تھی کہ وہ زور سے سانس لے کر اپنی شکل تبدیل کرنے کا تجربہ نہیں کر سکتا تھا۔

جب اسے سمندر میں بھٹکتے دو ہفتے گزر گئے تو ناگ کی بوتل لہروں کے ساتھ تیزی سے بہنے لگی۔ ناگ سمجھ گیا کہ ضرور ساحل کے قریب آگیا ہے جس کی وجہ سے سمندری لہروں کی رفتار تیز ہو گئی ہے۔ ایک بار بوتل لہروں کے ساتھ اوپر ابھری تو ناگ نے بوتل کے شیشے کے اندر سے باہر دیکھا۔ اسے دور آسمان پر ایک سیاہ دھبہ نظر آیا۔ یہ کوئی جزیرہ تھا۔ سمندر کی لہریں تیزی سے جزیرے کے ساحل کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

آخر جزیرہ بہت قریب آگیا۔ جزیرے کے ساحل پر نوکیلی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔ جن کے ساتھ موجیں زور شور سے ٹکرا کر جھاگ اڑا رہی تھیں۔ ناگ کی بوتل طوفانی رفتار کے ساتھ چٹانوں کی طرف بڑھی۔ اور بڑے زور شور سے چٹان سے جا کر ٹکرا گئی۔

چٹان سے ٹکراتے ہی بوتل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور ناگ باہر پتھروں پہ جا گرا۔ پتھروں پہ گرتے ہی اس نے محسوس کیا کہ ابھی تک اس کے جسم میں پوری طاقت نہیں آئی اور اس کا جسم ویسے ہی بے حس ہے ناگ پتھروں میں جہاں گرا تھا وہاں پہ ہی چٹا رہا۔

اس کے قریب سمندری پانی کا چھوٹا سا گڑھا بھر گیا تھا۔ موجیں چٹان سے ٹکراتیں تو پانی کی پھوار ناگ کے جسم پر پڑتی۔ کچھ دیر بعد ناگ نے محسوس کیا کہ سمندر کی اس پھوار کی وجہ سے اس کے جسم میں تھوڑی تھوڑی جان سی آگئی ہے۔ ناگ نے حرکت کرنے کی کوشش کی تو وہ اس میں کامیاب ہو گیا۔ وہ آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ وہ بالکل گھونگھے کی طرح رینگ رہا تھا۔

ناگ کے لیے اتنی کامیابی ہی بہت تھی۔ اب اسے امید پیدا ہو چکی تھی کہ بہت جلد اس کی طاقت واپس لوٹ آئے گی۔ مگر سب سے زیادہ پریشانی ناگ کو یہ تھی کہ اس کا سانس ابھی بے معلوم انداز میں چل رہا تھا۔ ناگ رینگتا رینگتا چٹان کے درمیان سے گزرتا ساحل سمندر کی ریت پر آگیا۔ دن کا وقت تھا آسمان پہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ دھوپ بالکل نہیں تھی۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اور ناریل اور پام کے درخت ہوا میں جھوم رہے تھے۔ ناگ کو کچھ اندازہ نہیں تھا کہ یہ کون سا جزیرہ ہے اور کس سمندر میں واقع ہے۔ ناگ کو تو صرف یہی فکر تھی۔ کہ کسی طرح سے اس کی طاقت لوٹ آئے۔

ریت گیلی تھی۔ ناگ اس پر بڑی آہستگی سے رینگتے ہوئے ریت سے گزر کر سامنے جزیرے کے ہرے بھرے درختوں کے درمیان آگیا۔ یہاں بڑا سبزہ تھا۔ گھنی جھاڑیاں اور اونچی اونچی گھاس ہوا میں لہرا رہی تھی۔ یہاں آس پاس کوئی آبادی نظر نہیں آتی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔ ناگ نے سوچا کہ ممکن ہے یہ جزیرہ ویران اور بے آباد ہو۔ ناگ ایک درخت کے نیچے گھاس کے درمیان خاموشی سے لیٹ گیا۔ آسمان پر کالے کالے بادل چھانے لگے۔ سمندر کی جانب سے بادلوں کے سیاہ ٹکڑے آکر آسمان کو ڈھانپ رہے تھے۔ دن کی روشنی بہت مدھم ہوگئی۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ ہوا بھی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ دن گزرتا چلا گیا۔ جب شام کا اندھیرا ساحل پر پھیلنے لگا تو ناگ کو ایسی آواز سنائی دی جیسے کچھ لوگ اداس آواز میں ماتمی گیت گاتے چلے آرہے ہوں۔ ناگ آہستہ سے درخت پر چڑھنے لگا۔

ناریل کے درخت کے اوپر چڑھنے کے بعد ناگ نے دیکھا کہ ساحل پر تھوڑے فاصلے پر سے چار آدمی اپنے کاندھوں پر ایک جنازہ اٹھائے جیسے سُروں میں کسی اجنبی زبان میں ماتمی گیت گاتے چلے آرہے تھے۔ ناگ نے سمجھا کہ یہ جزیرے کے لوگ ہیں ان کا کوئی آدمی مر گیا ہے جس کو یہ یہاں دفن کرنے آرہے ہیں۔ اس نے کوئی زیادہ خیال نہ کیا۔ اور معمولی دلچسپی کے ساتھ انہیں تکنے لگا۔ شام کے گہرے ہوتے اندھیرے میں بھی ناگ انہیں اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا۔

جب یہ چاروں آدمی جنازہ لے کر اس درخت کے قریب آئے جس پر ناگ چھپا ہوا تھا تو ناگ اچانک حیران رہ گیا

کیونکہ ان لوگوں نے جس آدمی کا جنازہ اٹھا رکھا تھا وہ آدمی زندہ تھا اور آہستہ آہستہ ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اس کا منہ بندھا ہوا تھا اور جسم کو بھی رسّی کے ساتھ جنازے سے باندھ دیا گیا تھا۔

ناگ نے سوچا کیا یہ لوگ اس آدمی کو زندہ دفن کرنے کے لیے لائے ہیں؟ یہ آدمی تو زندہ ہے۔ ناگ کو بڑا افسوس ہوا کہ وہ اس آدمی کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ وہ خاموش تماشائی بن کر اسے دیکھ ہی سکتا تھا۔ ناگ کا منہ بھی پورا نہیں کھلتا تھا کہ وہ ان ظالم انسانوں کو جا کر ڈس ہی دیتا۔ چاروں آدمیوں نے لمبے لمبے کالے رنگ کے کرتے پہن رکھے تھے اور ان کے سر پہ درخت کی ٹہنیاں بندھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے زندہ آدمی کے جنازے کو ساحل پہ ایک جگہ رکھ دیا۔ پھر جنازے کے اندر سے کدالیں نکالیں اور زمین میں قبر کھودنی شروع کر دی۔

جنازے میں بندھا ہوا آدمی اسی طرح بے چینی سے ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔ ایک آدمی کے اشارے پر جنازے کے آدمی کے پاؤں اور ہاتھ بھی رسّی سے باندھ دیئے گئے۔ جب قبر کھد کر تیار ہوگئی۔ تو ان آدمیوں نے جیب سے ایک ایک موم بتی نکالی اور تازہ کھدی ہوئی قبر کے گڑھے کے چاروں طرف لگا کر انہیں جلا دیا۔ اب وہ جنازے کے گرد چل پھر کر کوئی عجیب و غریب قسم کے اشلوک پڑھنے لگے۔ ان کی آواز اس سنسان جزیرے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آسیبی شام کی فضا میں عجیب ڈراؤنا تاثر پیدا کر رہی تھی۔

ناگ درخت کے ساتھ چمٹا یہ عجیب و غریب تماشہ دیکھ رہا تھا۔ اِسے بڑا افسوس ہو رہا تھا کہ ایک آدمی کو اس کی آنکھوں کے سامنے زمین میں زندہ دفن کیا جا رہا ہے اور وہ اس کو بچا نہیں سکتا۔ رات کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ قبر کے گرد کچھ چکر پھرنے کے بعد چاروں پُراسرار آدمی رُک گئے۔ ایک لمحے کے لیے وہ رُک کر جنازے میں لیٹے ہوئے زندہ انسان کو خود سے تکنے لگے۔ پھر وہ جھکے اور رسیاں کھول کر بدقسمت انسان کو گھسیٹتے ہوئے قبر کے پاس لائے اور اسے قبر کے گڑھے میں گرا دیا۔ چونکہ اس آدمی کا منہ کپڑے سے بندھا ہوا تھا۔ اس لیے اس کے حلق سے اس کی چیخیں باہر نہیں نکل رہی تھیں۔ قبر میں وہ ضرور تڑپ رہا ہوگا اسے قبر میں پھینکنے کے بعد ان پتھر دل آدمیوں نے تیزی سے مٹی قبر میں ڈالنی شروع کر دی۔ دیکھتے دیکھتے قبر کا گڑھا بند ہو گیا۔ پھر چاروں آدمی خالی جنازے کو اٹھا کر وہاں سے چل دیئے۔

ناگ کو خیال آیا کہ اسے اس بدقسمت آدمی کی مدد ضرور کرنی چاہیئے اس نے اپنے آپ کو درخت سے الگ کر کے زمین پر گرا دیا۔ ریت پر گرتے ہی ناگ کے بے جان و حرکت جسم نے ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے خون کی گندشی تیز ہو گئی اور

ناگ نے محسوس کیا کہ اس کا منہ کھل گیا ہے اور وہ سانس لے سکتا ہے۔ ناگ نے فوراً سانس زور سے اندر کھینچا اور دوسرے لمحے وہ سانپ سے انسان بن گیا۔

ناگ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس کی طاقت واپس آگئی تھی وہ تیزی سے قبر کی طرف لپکا۔ اس نے قبر کی ریت کو دیوانہ وار ہٹانا شروع کر دیا۔ ریت بھربھری تھی۔ بڑی جلدی ناگ نے قبر کو کھود ڈالا۔ نیچے زندہ انسان بے ہوش پڑا تھا۔ ناگ نے جلدی سے اسے قبر میں سے نکالا۔ اور سمندر کے پاس لے جا کر لٹا دیا۔ پھر اس کے منہ پہ پانی کے چھینٹے مارے۔ تازہ ہوا اور پانی کے چھینٹوں سے زندہ مُردے نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ستاروں بھرے کھلے آسمان کی دھیمی روشنی میں اپنے قریب ایک نوجوان کو بیٹھے دیکھا۔ جو اسے ہمدردانہ نگاہوں سے تک رہا تھا۔ ناگ کو معلوم نہیں تھا کہ اس آدمی کی زبان کیا ہے۔ اس لیے وہ خاموش رہا۔ زندہ مردے نے فوری کہا۔

"تم ـــــ تم کون ہو؟"

ناگ نے محسوس کیا کہ یہ نوجوان فونیقی زبان بول رہا ہے۔ فونیقی لوگ افریقہ کے شمال مغربی ساحل پر آباد تھے ناگ سمجھ گیا کہ بزنل میں تیرتے ہوئے وہ افریقہ کے شمال مغربی ساحل کے آس پاس آگیا ہے۔

مگر اس زندہ مردہ کا رنگ کالا نہیں بلکہ زرد تھا۔ ایسا رنگ فونیقی لوگوں کا ہوتا ہے۔ جو آج کل الجزائر کے علاقے میں آباد ہیں۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ناگ نے اسی زبان میں کہا۔

"میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔ مگر تمہاری زبان سمجھ لیتا ہوں اور بول بھی لیتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ لوگ تمہیں زندہ دفن کیوں کر گئے ہیں؟"

وہ فونیقی نوجوان آہستہ سے اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نقاہت سے بولا۔

"ناگ بھائی! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے موت کے منہ سے نکال لیا۔ اگر تم یہاں نہ ہوتے تو میں تھوڑی دیر بعد مر گیا ہوتا۔ میرا نام حبّال ہے۔ میری کہانی بڑی لمبی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ جو لوگ مجھے زندہ دفن کرنے لائے تھے وہ کہیں قریب ہی تو نہیں ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں۔ وہ تھوڑی دیر پہلے یہاں سے جا چکے ہیں۔"

حبّال نے ذرا گردن اُٹھا کر اس جگہ کی طرف دیکھا جہاں اس

علی مت رکھو۔ اسے فوراً مٹی
یسا بنا دو کہ جیسے وہ میری قبر ہو۔

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے دشمن صبح میری قبر پر ضرور آئیں گے۔"

ناگ فوراً قبر کے پاس گیا۔ اور اس نے اس میں ریت ڈال کر گڑھے کو بھرا اور وہاں ویسے ہی قبر بنا دی جیسی کہ وہ لوگ بنا کر گئے تھے۔ اس کے بعد وہ فونیقی نوجوان حبّال کے پاس واپس آگیا اور بولا۔

"اگر تم اُٹھ کر چل سکتے ہو تو میرے ساتھ جنگل میں چلے چلو۔ جہاں تم لیٹ کر آرام کر سکتے ہو۔"

حبّال اُٹھ کر ناگ کے ساتھ جزیرے کے گھنے جنگل میں آگیا۔ پھر ناگ نے ایک پہاڑی ٹیلے کی اوٹ میں جھاڑیوں کے پیچھے جگہ بنا دی جہاں اس نے حبّال کو لٹا دیا اور پوچھا کہ کیا وہ اس جزیرے پر ہی رہتا تھا؟

اب حبّال نے ناگ کو اپنی کہانی بیان کی اور یوں کہا۔

"میرے محسن! میں اس جزیرے کا باشندہ نہیں ہوں۔ یہ جزیرہ ہمارے شہر سے سو کوس کے فاصلے پر ہے۔ ہمارا شہر یہاں سے دُور افریقہ کے شمال مغربی ساحل پر آباد ہے۔ یہ چھوٹا سا شہر ہے۔ میرا باپ اس شہر کا سب سے امیر تاجر تھا۔ وہ مر گیا تو میرے باپ کی جائیداد پر میرے ظالم چچا نے قبضہ کر لیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اس وقت چھوٹا سا تھا۔ جب میں بڑا ہوا تو میرے چچا نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار خدا نے مجھے بچا لیا۔ ایک بار اس نے مجھے اندھے کنوئیں میں پھنکوا دیا۔ جہاں سے ایک قافلے والوں نے مجھے نکال کر گھر پہنچا دیا۔ ایک بار میرے چچا نے ایک آدمی کو میرے ساتھ جنگل میں بھیجا کہ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ مگر عین وقت پر اس آدمی کا ضمیر جاگ اُٹھا۔ اس دل میں خدا کا خوف بیدار ہو گیا اور اس نے مجھے آزاد کر دیا۔ اور خود شہر چھوڑ کر چل دیا۔ اس بار میرے چچا نے اپنے چار خاص آدمیوں کو مجھے زندہ دفن کرنے کے کام پر لگایا اور ان لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا اور یہاں لے آئے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تم جانتے ہو۔ خدا نے میری مدد کی اور عین وقت پر تمہیں بھیج دیا اور میری جان بچ گئی۔"

ناگ بڑے غور سے حبّال کی سنسنی خیز کہانی سن رہا تھا۔ حبّال نے ناگ سے پوچھا۔

"لیکن میرے دوست! تم نے اپنے بارے میں مجھے ابھی تک کچھ نہیں بتایا کہ تم کون ہو اور اس ویران اور بے آباد جزیرے پر کیسے آ گئے؟"

ناگ نے کہا۔

"میرے بھائی! میں بھی تمہاری طرح مصیبت کا مارا ہوا ہوں۔ میرا بھی اس دنیا میں ایک بھائی اور بہن کے علاوہ کوئی نہیں ہے میں ملک ہندوستان سے اپنے بھائی اور بہن سے ملنے ملک یونان کی طرف جا رہا تھا کہ سمندر میں طوفان آ گیا۔ اور ہمارا جہاز ڈوب گیا۔ میں نے بڑی مشکل سے ایک تختے پر بیٹھ کر اپنی جان بچائی اور سمندری لہروں نے مجھے اس جزیرے پر پھینک دیا۔ میں شام کے وقت ساحل سمندر کے پاس درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ تمہارے نقلی جنازے کو آتے دیکھا جب وہ لوگ تم کو زمین میں زندہ دفن کر کے چلے گئے۔ تو میں نے جلدی جلدی قبر کھودی اور تمہیں باہر نکال لیا۔ اس سے پہلے اس لیے سامنے نہ آیا کہ وہ چار آدمی تھے اور میں اکیلا تھا۔ پھر ان کے پاس کدالیں بھی تھیں۔ وہ مجھے ہلاک کر سکتے تھے۔"

حبّال نے آہ بھر کر کہا۔

"خدا نے میری جان بچالی۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور تمہارا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر سوچتا ہوں کہ اب اپنے گھر نہیں جاؤں گا۔ اگرچہ وہاں میرے چچا کی بیٹی لیلا مجھ سے پیار کرتی ہے اور ہم ایک دوسرے سے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

شادی بھی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میرا ظالم چچا تو میرے ساتھ اپنی بیٹی کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ وہ تو ہر قیمت پر مجھے راستے سے ہمیشہ کے لیے ہٹانا چاہتا ہے تاکہ وہ میرے باپ کی کروڑوں روپے کی جائیداد، باغوں، زمین اور حویلیوں پر قبضہ کر سکے۔ وہ اپنی بیٹی کی شادی کیسے میرے ساتھ کر سکتا ہے۔ اسی خیال سے اب میرا گھر واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"تمہارے باپ کی جائیداد پر تمہارا حق ہے اور پھر لیلیٰ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ تمہیں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جس نے ہر بار تمہاری جان بچائی ہے۔ وہ اب بھی تمہاری مدد کرے گا۔"

حبّال بولا۔

"میں اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس بار اگر میں زندہ اپنے چچا کے سامنے گیا تو وہ خود تلوار کے وار سے میری گردن اتار دے گا۔ وہ کسی قیمت پر مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

حبّال مسکرایا اور ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔

"تمہاری مہربانی میرے بھائی! مگر میرا چچا تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ تم اسے نہیں جانتے وہ بڑا ظالم آدمی ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم میری فکر نہ کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا حق تمہیں واپس دلایا جائے۔ اور تم خوش و خرم زندگی بسر کر سکو۔"

فینقی نوجوان حبّال، ناگ کا منہ تکنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ اس انسان کے سینے میں کس قدر مضبوط اور دلیر دل دھڑک رہا ہے جو موت سے بھی نہیں گھبراتا۔ اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم واقعی میرا حق واپس دلانے میں میری مدد کر سکو گے۔ مگر جب تک میرے چچا کے آدمی کل یہاں آ کر میری قبر دیکھ کر واپس نہیں چلے جاتے ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہم ان کے چلے جانے کے بعد یہاں سے نکلیں گے۔ لیکن کیا تم یہاں کسی کشتی کا انتظام کر سکتے ہو۔ کیونکہ ہم کو تمہارے شہر تک پہنچنے کے لیے کشتی کی ضرورت ہوگی۔"

حبّال بولا۔

"میں تو کوئی انتظام نہیں کر سکتا۔ مگر میرا خیال ہے کہ اس

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

جزیرے کے جنوبی ساحل پر کچھ حبشی لوگ رہتے ہیں۔
ممکن ہے ان کے ہاں سے ہمیں کوئی کشتی مل جائے"
ناگ نے کہا۔

"اچھا اب تم آرام کرو۔ صبح اٹھ کر سوچیں گے"
جبّال وہیں گھاس پر لیٹ کر سو گیا۔ ناگ جاگ کر اس کی حفا
کرتا رہا۔ رات کو بارش شروع ہو گئی۔ جبّال پر درخت پر سے
پانی ٹپک کر گرنے لگا تو وہ اٹھ کر بیٹھا۔

"بارش ہو رہی ہے ناگ؟" اس نے ناگ سے پوچھا۔
ناگ نے کہا۔

"چلو۔ اس سامنے والے درخت کے نیچے چلے جاتے ہیں۔ وہ
زیادہ گھنا درخت ہے۔ وہاں بارش نہیں ہوگی"

جبّال اور ناگ وہاں سے اٹھ کر سامنے والے گھنے درخت کے
نیچے آ گئے۔ درخت کے گھنے ہونے کی وجہ سے اس کے نیچے بارش کا پانی
نہیں گر رہا تھا۔ باقی رات انہوں نے بیٹھ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو آ
ہی طرح بادل چھائے ہوئے تھے۔ لیکن بارش رُک گئی تھی۔ جبّال
ناگ سے کہا کہ اس کے چچا کے لوگ میری قبر دیکھنے آتے ہی ہوں
گے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ ہم کسی درخت پر چڑھ کر بیٹھ جائیں۔
تجویز معقول تھی۔ ناگ اور جبّال ایک درخت کی شاخوں میں چھپ کر
بیٹھ گئے۔ وہاں سے انہیں سمندر کا ریتلا ساحل دُور تک نظر آتا تھا

ان کی مرطوب دھیمی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ جبّال نے
ناگ سے کہا۔

"بس وہ لوگ آتے ہی ہوں گے"

تھوڑی دیر بعد وہی رات والے چاروں آدمی دور سمندر کے
ساحل پر نمودار ہوئے۔ وہ اس طرف آ رہے تھے جہاں جبّال
کی قبر بنی تھی۔ قبر کے پاس آ کر انہوں نے قبر کو غور سے دیکھا۔
دو آدمی جنگل سے کچھ پتھر لے آئے۔ یہ پتھر انہوں نے قبر کے اوپر
لگا دیئے۔ جبّال اور ناگ دونوں درخت کی شاخوں میں چھپ
کر ان آدمیوں کو دیکھ رہے تھے۔ اب ایسا ہوا کہ جبّال نے
جس شاخ پر ہاتھ ڈال رکھا تھا۔ وہاں سے اس کا ہاتھ ذرا سا
پھسل گیا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ دوسری شاخ پر ڈالا۔ تو ایک
ٹہنی ٹوٹ کر نیچے گر پڑی۔

ٹہنی کے گرتے ہی چاروں آدمیوں نے چونک کر درخت کی
طرف دیکھا۔ انہیں پتوں اور شاخوں میں کوئی آدمی تو دکھائی نہ دیا۔
مگر شک دُور کرنے کے لیے ایک آدمی درخت کی طرف بڑھا۔ قریب
آنے پر وہ بڑی آسانی سے درخت میں چھپے ہوئے جبّال اور ناگ کو دیکھ
سکتا تھا۔ اب ناگ کے ایکشن دکھانے کا وقت آ گیا تھا۔ اس نے
جبّال سے کہا۔

"خبردار اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا۔ میں نیچے چھلانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا کر اس آدمی کو اپنے پیچھے لگا کر وہاں لے جا رہا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی ناگ نے درخت پر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ وہ دھپ سے جھاڑیوں پر گرا تو وہ آدمی جو درخت کی ٹہنی گرتے دیکھ کر اپنا شک دُور کرنے وہاں پہنچا تھا۔ چلا اٹھا۔

"ایک آدمی ہے یہاں"

اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا تھا۔ ناگ جنگل کی طرف دوڑا اسے دوڑتا دیکھ کر باقی تین آدمی بھی اس کے پیچھے بھاگے۔ کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہ آیا۔ کہ درخت کے اوپر جبّال بیٹھا ہے۔ جس کو انہوں نے اپنی طرف سے قبر میں دفن کیا تھا۔ انہیں یہ خیال آ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور اب تو انہوں نے ایک آدمی کو درخت سے کُود کر جنگل میں دوڑتے بھی دیکھا تھا۔ انہیں یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ آدمی انہیں قبر میں زندہ آدمی دفن کرتے دیکھ چکا ہے اور اب اِسے ــــ بھی ہلاک کرنا ضروری ہو گیا تھا مگر انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ جس کے پیچھے وہ بھاگ رہے ہیں۔ وہ ناگ ہے۔ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔

ناگ کی چال کامیاب رہی تھی۔ اور چاروں آدمیوں کی توجہ جبّال کی طرف نہیں گئی تھی۔ اور وہ ناگ ہی کا تعاقب کرنے لگے تھے۔ ناگ جان بوجھ کر تیز نہیں دوڑ رہا تھا۔ وہ آدمیوں کی نگاہوں کے سامنے رہنا چاہتا تھا تاکہ وہ خود بھی دیکھ سکے کہ آدمی اس

پیچھا کرتے کہاں تک آ گئے ہیں۔ جب وہ جنگل کے دوسرے کنارے پر آئے تو ناگ رُک گیا۔ چاروں آدمی اس کی طرف بڑھے۔ ناگ نے اپنے اپنے خنجر نکال لیے تھے۔ ناگ نے اُچھل کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھلانگ لگا دی اور چھلانگ لگاتے ہی سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ چاروں آدمی جھاڑی پر ٹوٹ پڑے۔ جب ان میں سے دو آدمیوں کو ناگ نے ڈس دیا تو باقی دو بوکھلا کر ایک طرف کو دوڑے۔ وہ سانپ سانپ پکارتے جا رہے تھے۔ ان کے دو ساتھی وہیں مر گئے تھے۔

ناگ نے ان کا پیچھا شروع کر دیا۔ یہ چاروں قاتل تھے۔ ناگ انہیں زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور وہ ناگ سے بھاگ کر کہیں جا بھی نہیں سکتے تھے۔ ناگ نے اُڑ کر سانپ کی شکل بدلی۔ اور اُڑ کر ایک آدمی کی گردن پر ڈسا۔ اور پھر دوسرے کو ڈس دیا۔ چاروں قاتلوں کا قصہ ختم کرنے کے بعد ناگ واپس درخت کی طرف چلا۔ درخت کے قریب ناگ نے انسانی شکل اختیار کر لی اور جبّال کو آواز دے کر کہا۔

"درخت سے نیچے آ جاؤ جبّال! دشمن یہاں نہیں ہے اب"

جبّال نے یہ سنا تو درخت سے اُتر آیا۔ ناگ نے کہا۔

"تمہارے دشمنوں کو قدرت نے ٹھکانے لگا دیا ہے۔ ایسا ہوا کہ میں ان کے آگے آگے بھاگا جا رہا تھا کہ اچانک ایک سانپ نکل آیا میں تو کسی طرح سانپ سے بچ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر ان چار آدمیوں کو سانپ نے ڈس کر ہلاک کر دیا۔"
جبّال بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔
"ہم نے تسلی کس تھی ان کی موت کی ناگ؟"
ناگ بولا۔
"ہاں بھائی۔ ان کی لاشیں جنگل میں پڑی ہیں۔ چل کر دیکھ لو۔"
ناگ نے جنگل میں لے جا کر جبّال کو چاروں قاتلوں کی لاشیں دکھائیں تو جبّال بولا۔
"یہ تو بڑا اچھا ہوا۔ خدا ہماری مدد کر رہا ہے۔ آؤ اب ہم ان کی کشتی پر بیٹھ کر یہاں سے نکل چلتے ہیں۔"
کشتی ساحل سمندر پر کھڑی تھی۔ ناگ اور جبّال کشتی میں سوار ہو گئے اور کشتی کو سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیا۔ اس کشتی میں اُن آدمیوں نے ایک دن کا کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ کشتی سارا دن سمندر میں چلتی رہی۔ جبّال خود کشتی کو چلا رہا تھا۔ وہ سمندری راستے سے باخبر تھا۔ شام کے قریب وہ افریقہ کے مغربی ساحل پر پہنچ گئے۔ جبّال بولا۔
"یہ افریقہ کا مغربی ساحل ہے۔ یہاں سے ہم ساحل کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف جائیں گے۔ کل کسی وقت ہم اپنے شہر میں پہنچ جائیں گے۔"

رات کو انہوں نے کشتی میں ہی تھوڑا بہت کھایا پیا۔ ساری رات کشتی ساحل کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف چلتی رہی۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد انہیں دُور ایک پہاڑی پر کچھ مکان دکھائی دیئے۔ جبّال نے کہا۔
"یہ میرے شہر کے مکان ہیں۔ مگر ابھی ہم شہر میں داخل نہیں ہوں گے۔ میرے چچا کے آدمیوں نے مجھے دیکھ لیا تو وہ ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے۔ ہم جنگل میں کسی جگہ چھپ کر کوئی منصوبہ بنائیں گے۔"
ناگ خاموش تھا۔ جبّال نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔
"ناگ بھائی! ہم کیا منصوبہ بنا سکتے ہیں؟ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ میں تو تمہارے کہنے پر یہاں چلا آیا ہوں۔ میرا چچا ایک امیر جاگیردار ہے۔ شہر میں اس کا بڑا اثر ہے۔ شہر کا گورنر بھی اس کا دوست ہے۔ میں اپنا حق اس سے کیسے واپس لے سکوں گا؟"
ناگ نے مسکرا کر کہا۔
"جبّال! خدا پر بھروسہ رکھو۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ سب سے پہلے ہمیں جنگل میں کسی جگہ اپنا خفیہ ٹھکانا بنانا ہوگا۔ اس کے بعد سوچ لیں گے کہ کس منصوبے پر عمل کرتے ہوئے تمہیں تمہارا حق واپس دلایا جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر کی بندرگاہ سے کچھ فاصلے پر جبّال نے ایک دریا میں کشتی ڈال دی جو جنگل میں سے نکل کر سمندر میں گر رہا تھا۔ یہاں سے وہ کشتی نکال کر جنگل کے اندر لے گیا۔ یہ افریقہ کا گھنا جنگل تھا۔ سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ یہ جنگل دور تک چلا گیا تھا۔ شمال کی طرف کچھ فاصلے پر شہر شروع ہو جاتا تھا۔ دریا جنگل میں گھومتا ہوا ایک بہت ہی گنجان علاقے میں آگیا۔ یہاں جبّال نے کشتی روک دی۔ وہ دونوں کشتی سے اُتر آئے۔ کشتی کو انہوں نے کھینچ کر جھاڑیوں میں چھپا دیا اور درختوں کی لٹکتی ہوئی جنگلی بیلوں میں سے گزرتے ایک چٹان کے نیچے آگئے۔ یہاں ایک قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ جبّال بولا۔

"یہ غار ہمارے لیے بہترین خفیہ کمین گاہ ہو گی۔ ہم یہاں چھپ کر اپنا منصوبہ بنا سکتے ہیں۔"

غار میں مکڑیوں کے جالے لٹک رہے تھے۔ ناگ اور جبّال نے ہل کر جالے ہٹائے۔ غار کے فرش کو صاف کیا اور ایک جگہ اندر جا کر فرش پر سوکھا گھاس اور پتے بچھا دیئے۔ پھر کشتی میں سے نکال کر جو کھانا ساتھ لائے تھے وہ کھایا۔ جھاگل میں سے پانی پیا اور غور کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ ناگ نے کہا۔

"میرا منصوبہ یہ ہے کہ میں ایک مسافر بن کر تمہارے چچا کی حویلی میں جا کر نوکری تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر

نوکری مل گئی تو میں گھر کے سارے حالات معلوم کرنے کے بعد تمہارے لیے راستہ ہموار کروں گا۔"

جبّال ناامیدی کے ساتھ بولا۔

"ناگ! یہ تو بڑا لمبا منصوبہ ہے۔ تم میرے لیے راستہ ہموار نہیں کر سکو گے۔ میرا خیال ہے کہ مجھے کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جانا چاہیئے۔"

ناگ نے کہا۔

"تم اتنی جلدی مایوس کیوں ہو جاتے ہو جبّال؟ خدا پر بھروسہ رکھو۔ کم از کم مجھے شہر میں جا کر کوشش تو کر لینے دو۔ میں کل صبح تمہارے چچا کی طرف جاؤں گا۔ تمہارے چچا کا نام کیا ہے؟"

جبّال بولا۔

"خباش میرے چچا کا نام ہے۔ میرے چچا کا ایک مکار دوست دھارگ ہے اس سے خبردار رہنا۔ وہ بڑا چالاک اور تجربہ کار ہے۔ چچا نے اسے بھی زمین دے رکھی ہے اور کوئی کام اس سے مشورہ لیے بغیر نہیں کرتا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں اس سے خبردار رہوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

رات انہوں نے غار میں ہی گزار دی۔ دوسرے دن ناگ نے
جبال کو غار کے اندر ہی رہنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔
"تم یہاں سے کہیں مت جانا۔ مجھے واپس آنے میں
اگر دیر ہو گئی تو گھبرانا مت۔ میں تمہارے ہی کام میں
مصروف ہوں گا۔ بہر حال میں تمہارے پاس واپس ضرور
آؤں گا۔ اب میں جاتا ہوں۔"

ناگ نے جبال سے رخصت لی اور جنگل سے نکل کر جبال کے
بتائے ہوئے راستہ پر چلنے لگا۔ اب اسے سامنے شہر کی دیوار اور
دروازہ نظر آنے لگا تھا۔ ناگ انسانی شکل میں ہی چلتا جا رہا تھا۔ وہ
شہر میں داخل ہو گیا۔ یہ شہر زیادہ بڑا نہیں تھا۔ مگر بازاروں میں
بڑی رونق تھی۔ مکان خوب صورت تھے۔ لوگ گھوڑوں اور اونٹوں
پر سوار بازاروں میں سے گزر رہے تھے۔ یہ فنیقی قوم کے زرد
چہروں والے لوگ بھی تھے اور حبشی قوم کے سیاہ فام لوگ بھی
تھے۔ جبال نے ناگ کو اپنے چچا قیاقش کی حویلی کا پتہ بتا دیا تھا۔
ناگ نے دور سے جبال کے چچا کی حویلی کو دیکھا تو ایک طرف
کھجور کے درخت کے نیچے رک گیا۔ وہ غور سے چچا قیاقش
کی چار منزلہ عالی شان محل نما حویلی کو دیکھنے لگا۔ یہ حویلی جبال کی
ملکیت تھی۔ جس پر اس کے چچا نے زبردستی قبضہ کر رکھا تھا۔ ناگ
سوچنے لگا کہ اسے کس حیثیت سے اس حویلی میں داخل ہونا چاہیئے؟

حویلی کے بڑے گیٹ پر دو حبشی نیزے لیے پہرہ دے رہے
تھے۔ ناگ کسی طرح جبال کے چچا پر اپنا اثر ڈال کر اس کا اعتماد
حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس کا ایک ہی طریقہ تھا۔ ناگ نے کھجور
کے درخت کی طرف دیکھا۔ درخت کے اردگرد کوئی نہیں تھا۔
ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور وہ سیاہ عقاب بن کر فضا
میں بلند ہو گیا۔ کافی بلندی پر جانے کے بعد ناگ نے نیچے غوطہ
لگایا اور حویلی کے پچھلے باغ میں اتر آیا۔ یہاں زیتون اور تاشپاتیوں
کے درخت تھے اور سنگ مرمر کے حوض میں فوارہ چل رہا تھا۔
ناگ نے حویلی کی طرف دیکھا۔ چار منزلہ حویلی کی کھڑکیوں پر چقیں
پڑی تھیں۔

دھوپ میں آہستہ آہستہ گرمی آنے لگی تھی۔ ناگ جبال کے
چچا قیاقش کی تلاش میں تھا۔ وہ آہستہ سے اڑا اور حویلی کے سامنے
کی جانب باغ میں آ گیا۔ اور ایک درخت پر بیٹھ کر نیچے دیکھنے لگا۔
نیچے حویلی کے سامنے ایک خوب صورت باغیچہ تھا۔ باغیچے کے درمیان
میں سنگ مرمر کی روشوں کے درمیان حوض میں سبز فوارے
چل رہے تھے۔ سامنے سنگتروں کے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں
سنگ مرمر کے تخت پر مسند لگی تھی اور پاس ہی تپائی
پر پینے کے لیے ٹھنڈے شربت کی صراحی اور پیالے رکھے ہوئے
تھے۔ اتنے میں حویلی کے اندر سے ایک بھاری بھرکم آدمی ریشمی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

لباس پہنے نوکروں کے آگے آگے بڑی شان سے چلتا ہوا نکلا
سنگترے کے درختوں کی چھاؤں میں سنگ مرمر کے تخت پر آ کر
دراز ہو گیا۔

حبّال نے اپنے چچا کا جو حلیہ بتایا تھا اس آدمی کا حلیہ بالکل
تھا۔ یہ اس کا چچا حبّاش ہی تھا۔ نوکر اور کنیزیں اس کی خدمت
میں لگ گئیں۔ کوئی اس کو پنکھا کرنے لگی۔ کوئی شربت پیالے میں
ڈال کر پیش کرنے لگی۔ دو نوکر حبّاش کے پاؤں دبا رہے تھے
چار نوکر اس کے پیچھے خنجر لگائے محافظ کے طور پر کھڑے تھے
اتنے میں دوسری طرف سے حبّاش کا ذاتی دوست دھارگ آگیا
اس نے سیندھوری رنگ کا ریشمی لباس پہن رکھا تھا۔ یہ ایک
دبلا پتلا کرخت چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ حبّال نے ناگ کو اس
کا حلیہ بھی بتا دیا تھا۔ ناگ تیزی سے اڑ کر سنگترے کے درخت
پر آ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ حبّاش چچا کے تخت کو صاف دیکھ رہا تھا
اور اس کی آواز بھی سن سکتا تھا۔ حبّاش نے دھارگ کو آتے دیکھ
کر کہا۔

"آؤ میرے دوست دھارگ! دیکھو یہاں کتنا سکون
اور ٹھنڈک ہے۔ بیٹھو۔ شربت پیو۔"

دھارگ تخت کے پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ حبّاش
نے اشارے سے تمام نوکروں اور کنیزوں کو وہاں سے جانے

کا حکم دیا۔ جب سب نوکر کنیزیں چلی گئیں۔ تو چچا حبّاش نے دھارگ
کی طرف جھک کر کہا۔

"حبّال کو لے کر جو لوگ جزیرے پر گئے تھے ابھی
تک واپس نہیں آئے"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

جنازے میں زندہ آدمی

دھارگ نے اپنی مونچھوں کو مروڑتے ہوئے کہا۔
"میں نے ان کی خبر لینے اپنے ایک خاص آدمی کو بھیج رکھا ہے۔ وہ آتا ہی ہوگا۔"
حبّاش نے کچھ بے چین سا ہو کر کہا۔
"آخر انہوں نے اتنی دیر کیوں لگا دی؟ کہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو گئی۔ دھارگ؟"
دھارگ بولا۔
"میرے دوست! کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ حبّال کو تو ہم نے خود باندھ کر یہاں سے اپنے آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ اب تک تو حبّال کی لاش قبر میں گلنے سڑنے لگی ہوگی۔ تم فکر مت کرو۔ تمہارا دشمن حبّال ختم ہو چکا ہے۔"
ناگ عقاب کی شکل میں درخت پر بیٹھا یہ ساری گفتگو بڑے غور سے سن رہا تھا۔ اس مکروہ سازش کا ناگ کو پہلے ہی سے علم

تھا مگر اب اس کی تصدیق ہو گئی تھی۔ یعنی یہ بات ثابت ہو گئی تھی۔ کہ حبّال کے خلاف اس قاتلانہ سازش کو حبّال کا سگا چچا حبّاش نے اپنے مکار دوست دھارگ کے ساتھ مل کر تیار کیا تھا۔ یہ دونوں جائیداد کے حقیقی وارث اور بے گناہ حبّال کو اپنی طرف سے قتل کر چکے تھے۔ مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ حبّال کو خدا نے ناگ کے ذریعہ سے بچا لیا تھا۔

تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد جب دھارگ وہاں سے اٹھ کر حویلی کے اندر چلا گیا۔ تو ناگ نے اپنی اسکیم پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور ایک نگاہ نیچے ڈالی۔ اس وقت تخت پر حبّال کا ظالم چچا حبّاش تکیئے کے ساتھ ٹیک لگائے اکیلا ہی بیٹھا شربت پی رہا تھا۔ ابھی وہاں کنیزیں اور نوکر نہیں آئے تھے۔ بڑا اچھا موقع تھا۔ چنانچہ ناگ درخت سے نیچے آ گیا۔ جھاڑی میں آتے ہی ناگ نے عقاب کی شکل بدل کر سانپ کی شکل اختیار کی۔ اور تیزی سے رینگتا ہوا حبّاش کے تخت کی طرف آ گیا۔ پھر قریب آ کر اس نے اپنا پھن اٹھا کر زور سے پھنکار ماری۔

حبّاش نے ایک کالے سانپ کو پھن اٹھائے لہراتے جھومتے قریب آتے دیکھا۔ تو اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ اٹھ کر دوڑنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے لپک کر اس کے بازو پر ڈسا اور جھاڑیوں کی طرف دوڑ گیا۔ حبّاش کی چیخ سن کر حویلی میں شور مچ گیا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

سب باغ کی طرف بھاگے۔ دھارگ بھی کام چھوڑ کر باہر کی جانب لپکا۔ اس نے دیکھا کہ حبّاش گھاس پر پڑا تھا۔ اس کا رنگ سفید ہو رہا تھا اور منہ سے سبز جھاگ نکلنے لگا تھا۔ اس نے کپکپاتی آواز میں دھارگ سے کہا۔

"مجھے ـــــ مجھے کالے سانپ نے ڈس لیا ہے"

اور اتنا کہہ کر وہ بے ہوش ہوگیا۔ ناگ نے جان بوجھ کر حبّاش کے جسم میں صرف اتنا ہی زہر داخل کیا تھا کہ جس سے وہ صرف بے ہوش ہو جائے۔ اس کے منہ سے سبز جھاگ نکلے اور وہ مرے نہیں۔ دھارگ نے شور مچا دیا "حکیم کو بلاؤ۔ وید کو بلاؤ۔ جلدی کرو" اسی وقت شہر کے بہترین حکیم اور وید جمع ہو کر حبّاش کا علاج کرنے لگے۔ مگر حبّاش کی بے ہوشی ختم نہیں ہو رہی تھی۔ وہ ہوش میں نہیں آرہا تھا۔ اور اس کے منہ سے جھاگ جاری تھا۔ اس کی بیٹی لیلیٰ نے رو رو کر اپنا بُرا حال کر لیا تھا۔ اس کی والدہ زندہ نہیں تھی۔ کنیزوں نے لیلیٰ کو حوصلہ دیا۔ اور دھارگ کے اشارے پر اُسے زبردستی وہاں سے لے گئیں۔ اس عرصے میں ناگ حویلی سے باہر جا چکا تھا۔

حویلی کے باہر سامنے والے باغ میں وہ سڑک کے کنارے عام انسانی شکل میں کھڑا حویلی کے گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ گیٹ کے پہرے دار بھی اندر بھاگ کر چلے گئے تھے۔ حویلی میں نوکر ادھر

ادھر گھبرائے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ اتنے میں ایک گھوڑا گاڑی وہاں آکر رکی۔ اس میں سے لمبی ڈاڑھی والا ایک حکیم باہر نکلا اور لمبے لمبے قدم اُٹھاتا حویلی میں داخل ہوگیا۔ ناگ ابھی ان لوگوں کو وقت دینا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ سب لوگ اپنا اپنا علاج کر کے دیکھ لیں۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ حبّاش کا علاج نہیں کر سکیں گے۔ ناگ وہاں سے شہر کی طرف چل دیا۔ کافی دیر تک وہ شہر کے بازاروں میں گھومتا پھرتا رہا۔ جب دوپہر ہوگئی تو ناگ حویلی کی طرف آگیا۔ ناگ نے ایک لمبا کرتا پہن رکھا تھا۔ اس نے حویلی کے گیٹ پر آکر پہرے دار سے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ تمہارے مالک کو کالے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ میں اس کا علاج کرنے آیا ہوں"

پہرے دار نے اندر اطلاع بھجوائی۔ ناگ کو فوراً اندر بلا لیا گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ حبّاش وہیں سنگترے کے درخت کے نیچے تخت پر بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے سرہانے کی جانب حبّاش کا خاص ساتھی مکار دھارگ بیٹھا تھا۔ دائیں بائیں کرسیوں پر کچھ حکیم اور وید بیٹھے تھے۔ ان کے نوکر کونڈیوں میں دوائیں گھوٹ رہے تھے۔ کنیزیں پنکھا کر رہی تھیں۔ ایک نوکر طشت میں چاندی کے گلاس لیے کھڑا تھا۔ ناگ کو پیش کیا گیا تو مکار دھارگ نے غور سے اسے دیکھا اور بولا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

"تم کون ہو؟ کیا تم کوئی حکیم ہو؟ وید ہو؟ کیا تمہیں
سانپ کے علاج کا کوئی تجربہ ہے؟"

ناگ دل میں مسکرایا کہ اس احمق کو معلوم ہی نہیں کہ میں کون
ہوں اور یہ کہ میں نے خود حبّاش کو ڈسا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"جناب! میں ایک سیّاح ہوں۔ ملک مصر کا رہنے والا
ہوں۔ میرا باپ سانپوں کا کاروبار کرتا تھا۔ میں نے سانپ
کے ڈسنے کا علاج اسی سے سیکھا ہے۔"

حکیم اور وید ناگ کو اُکتائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ ایک وید
نے کہا۔

"دھارگ بھائی! یہ تو کوئی آوارہ گرد لونڈا ہے۔ ہم
حبّاش صاحب کا علاج کر رہے ہیں۔ ہمیں علاج کرنے دیں۔"

دھارگ کو حبّاش کی زندگی کی اس لیے بھی فکر تھی۔ کہ حبّاش نے
اس کو اپنی آدھی جائیداد دینے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ ابھی اس
نے کاغذات پر دستخط نہیں کیے تھے۔ دھارگ چاہتا تھا کہ کسی
طرح سے حبّاش کی زندگی بچالی جائے تاکہ وہ اس سے جائیداد
پر ایک بار دستخط کرالے۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"تم کیسے علاج کرو گے؟ میرے دوست کو بڑے زہریلے
سانپ نے ڈسا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ موت کی طرف
جا رہا ہے۔ اگر تم نے اسے بچا لیا تو میں تمہیں انعام واکرام

دوں گا۔"

ناگ بولا۔

"میں کوشش کروں گا جناب۔ آپ ایسا کریں کہ ایک
پیالے میں پانی ڈال کر تخت کے پاس رکھ دیں۔"

فوراً پانی سے بھرا ہوا پیالہ حبّاش کے تخت کے پاس تپائی پر
رکھ دیا گیا۔ حکیم اور وید نفرت سے ناگ کی طرف دیکھ رہے تھے۔
انہیں یہ بات پسند نہیں تھی کہ ایک عام سا لڑکا ان کے مریض کا علاج
کرے۔ مگر دھارگ کو حبّاش کی زندگی عزیز تھی۔ ابھی وہ اسے زندہ
رکھنا چاہتا تھا۔ اس کی اجازت سے ناگ حبّاش کے قریب تخت
پر بیٹھ گیا۔ حبّاش بے ہوش تھا۔ اس کے منہ سے ابھی تک سبز
جھاگ بہہ رہا تھا۔ جس کو ایک ذکر رومال سے صاف کرتا جاتا
تھا۔ ناگ نے اسے پرے ہٹا دیا اور پیالے کے پانی میں انگلی
ڈبو کر حبّاش کے ہونٹوں سے لگائی اور آنکھیں بند کر کے یہ ظاہر
کیا جیسے وہ منہ میں خفیہ منتر پڑھ رہا ہے۔

اصل میں ناگ حبّاش کے جسم میں دوڑتے ہوئے اپنے زہر
کو انگلی کے ذریعے باہر کھینچ رہا تھا۔ اس کے لیے یہ بڑی معمولی
بات تھی۔ انگلی رکھنے سے حبّاش کے جسم کا سارا زہر اس
کے جسم سے نکل کر ناگ کی انگلی میں جمع ہونا شروع ہو گیا۔
ایک منٹ کے بعد حبّاش کے جسم میں سے سانپ کا سارا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

زہر نکل کر ناگ کی انگلی میں جمع ہو گیا تھا۔ ناگ نے اپنی انگلی دھارگ
کو دکھائی اور کہا۔

"حباش کا سارا زہر اس کے جسم سے نکل آیا ہے۔ یہ
زہر میری انگلی میں جمع ہے"

ناگ نے انگلی سب کو دکھائی جو سیاہ ہو رہی تھی۔ ناگ
نے انگلی کو پانی کے پیالے میں دبایا۔ تو سارا زہر پیالے میں پھیل
گیا۔ حباش نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے منہ سے جھاگ بہنا
بھی بند ہو گیا تھا۔ حکیم اور وید شرمندہ سے ہو کر رہ گئے
دھارگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور حباش کی طرف دیکھ کر
کہا۔

"دیوتاؤں کا شکر ہے۔ میرے دوست کہ تمہاری جان
بچ گئی"

حباش کے جسم کی ساری طاقت واپس آ گئی تھی۔ وہ تخت
پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے سامنے ناگ کو دیکھ کر بولا۔

"یہ نوجوان کون ہے؟"

دھارگ نے کہا۔

"یہ مصر کا سیاح ہے۔ تمہارا سن کر حویلی میں آ گیا
اس نے تمہارا علاج کیا ہے اور تم صحت مند ہو گئے
ہو"

حباش نے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور حکم دیا کہ اسے ایک
ہزار سونے کے سکے انعام میں دیئے جائیں۔ دھارگ نے حکیموں
اور ویدوں کو وہاں سے چلے جانے کی اجازت دے دی۔
حکیم اور وید بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ دھارگ
نے ناگ سے کہا۔

"تم بھی حویلی کے مہمان خانے میں جاؤ۔ وہاں انتظار
کرو۔ تمہیں ابھی تمہارا انعام مل جائے گا"

دھارگ نے نوکر سے اشارہ کیا کہ وہ ناگ کو مہمان خانے
میں لے جائے۔ ناگ خاموشی سے نوکر کے ساتھ حویلی کے باغ
میں بنے ہوئے مہمان خانے میں آ گیا۔ وہ اپنے مقصد میں پورا کامیاب
نہیں ہوا تھا۔ اسے حباش کے انعام و اکرام کی ضرورت نہیں تھی۔
وہ تو اس کا اعتماد حاصل کر کے اس کے قریب رہنا چاہتا تھا۔
لیکن حباش ایک اکھڑ مزاج اور احسان ناشناس آدمی تھا۔ یعنی وہ
کسی کے احسان کو نہیں مانتا تھا۔ اس نے ناگ کے علاج کے
عوض اسے سونے کے سکے دے کر ٹرخانہ چاہا تھا۔ لیکن ناگ اتنا
احمق نہیں تھا۔ اس کے ذہن میں ایک اور منصوبہ تیار ہو چکا تھا۔
جب نوکر اس کے لیے سونے کے سکے طشت میں بھر کر لایا تو
اس نے طشت کو واپس کرتے ہوئے نوکر سے کہا۔

"اپنے مالک سے جا کر کہو کہ مجھے دولت کی ضرورت

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

نہیں ۔ میں اس سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"
نوکر نے یہ بات جاکر جباش سے کہہ دی ۔ جباش نے اسے اپنے
خاص کمرے میں بُلا لیا ۔ اس وقت وہ اپنی بیٹی لیلیٰ کے پاس بیٹھا تھا
اور گرم دودھ پی رہا تھا ۔ ناگ کو آتے دیکھ کر بولا ۔
"تم نے میرا علاج کیا ۔ میں نے تمہیں اس کا معاوضہ بھجوا
دیا ۔ اب تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو ؟"
ناگ کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ پی گیا اور بولا ۔
"میں آپ کو صرف یہ کہنے آیا ہوں ۔ کہ میرا تجربہ کہتا ہے ۔
کہ جس سانپ نے آپ کو ڈسا ہے ۔ اسے آپ کا
خون لگ چکا ہے ۔ اب وہ دوبارہ بھی آپ کو ڈسنے آئے
گا ۔"

یہ سننا تھا کہ جباش کا رنگ اُڑ گیا ۔ اُس کی بیٹی لیلیٰ بھی پریشان
ہو گئی ۔ بولی ۔
"اباجان ! دیوتا آپ کو اپنی حفاظت میں رکھیں ۔ ایسا نہیں
ہونا چاہیئے ۔"
پھر ناگ کی طرف متوجہ ہو کر بولی ۔
"میرے بھائی ! کیا تم اِس سانپ کو ڈھونڈھ کر ہلاک کر
سکتے ہو ؟"
جباش نے جلدی سے کہا ۔

"ہاں ۔ ہاں ۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو ؟ اگر تم نے میرے
دشمن سانپ کو ہلاک کر دیا تو میں تمہیں مالا مال کر دوں گا ۔"
اتنے میں دھارگ بھی وہاں آگیا ۔ اس نے ناگ کی گفتگو سن
لی تھی ۔ تُنک کر بولا ۔
"یہ لڑکا خواہ مخواہ تمہیں ڈرا رہا ہے ۔ جباش ! یہ تم
سے کچھ اور دولت بٹورنا چاہتا ہے ۔"
پھر ناگ کی طرف دیکھ کر بولا ۔
"تم بڑے مکار معلوم ہوتے ہو ۔ تمہیں تمہارا انعام
دے دیا گیا ہے ۔ اب یہاں سے چلتے بنو اور خبردار
دوبارہ اس حویلی کا رُخ نہ کرنا ۔"
ناگ نے دھارگ کی آنکھوں میں گھُور کر دیکھا اور کہا ۔
"جاتا ہوں جناب ـــــ مجھے دولت کی ضرورت نہیں ہے ۔
سونے کے لئے آپ میری طرف سے غریبوں اور بیواؤں
میں خیرات کر دیجئے گا ۔"
یہ کہہ کر ناگ تیزی سے باہر نکل گیا ۔ لیلیٰ دوڑتی ہوئی اس
کے پیچھے آئی ۔
"بھائی ناراض ہو کر مت جاؤ ۔ ذرا میری بات سنو ۔"
ناگ کمرے کے باہر برآمدے کے ستون کے پاس رُک گیا
اور بولا ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہارا نام لیلیٰ ہے کیا؟"

لیلیٰ نے کہا۔

"ہاں میرا نام لیلےٰ ہے۔ میں حباش کی بیٹی ہوں۔ دیوتاؤں کے لیے اگر تم سچ کہہ رہے ہو۔ تو دشمن سانپ کو مار ڈالو۔ میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گی۔"

ناگ بولا۔

"اس سانپ کو تلاش کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ اس کو پکڑنے کے لیے ضروری ہے کہ میں تمہارے باپ کے آس پاس رہوں۔ جب وہ سانپ تمہارے باپ کو دوبارا ڈسنے کے لیے آئے۔ تو اسے پکڑ لوں۔"

اس کے ساتھ ہی دھارگ غصّے میں بھرا ہوا کمرے کے دروازے پر آیا۔ اور ناگ کو جھڑک کر بولا۔

"نکل جاؤ۔ یہاں سے۔ تم ابھی تک یہاں کیوں ہو چلے جاؤ۔ نہیں تو میں نوکروں سے کہہ کر تمہیں باہر پھینکوا دوں گا۔"

ناگ کا سارا جسم ایک دم غصّے سے گرم ہوگیا۔ قریب تھا کہ وہ سانپ بن کر دھارگ پر حملہ کر دے کہ لیلیٰ نے کہا۔

"دیوتاؤں کا خوف کرو چچا دھارگ۔ اس نوجوان نے

میرے ابا کی جان بچائی ہے۔"

دھارگ نفرت سے بولا۔

"یہ تمہارے باپ کی دولت بٹورنا چاہتا ہے۔ یہ کوئی کوئی بڑا عیار شخص ہے۔"

ناگ نے بڑی مشکل سے اپنے غصّے پر قابو پایا۔ اور برآمدے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا حویلی کے گیٹ کی طرف آیا اور باہر نکل گیا غصّہ تو اسے بہت تھا۔ مگر وہ بڑے صبر سے کام لیتا ہوا وہاں سے بازار آیا۔ بازار سے روٹی اور مچھلی خریدی۔ اور وہاں سے سیدھا جنگل میں حباش کے پاس پہنچ گیا۔ اسے کھانے کو روٹی وغیرہ دی اور کہا۔

"ابھی میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ میں تمہارے ظالم چچا کا تھوڑا سا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ آج رات میں پھر جا رہا ہوں۔"

حباش نے ناگ سے پوچھنے کی بہت کوشش کی کہ وہ کس حکمت عملی پر کام کر رہا ہے مگر ناگ نے اسے کچھ نہ بتایا۔ اور صرف یہی کہا کہ وہ آرام سے اس غار میں بیٹھے اور صبر سے کام لے۔ بہت جلد اسے اس کا حق مل جائے گا۔ جب رات کا اندھیرا چھانے لگا تو ناگ حباش سے رخصت ہو کر حباش کی حویلی کی طرف چل پڑا۔ جنگل سے نکلتے ہی ناگ نے ایک سیاہ رنگ کی چھوٹی چڑیا کی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکل اختیار کی اور حویلی میں آ گیا۔

حویلی میں جہاں کے ظالم چچا نے اپنی زندگی واپس ملنے پر دوستو
کی دعوت کر رکھی تھی۔ بڑی رونق تھی۔ چراغ جل رہے تھے۔ روشنیا
ہو رہی تھیں۔ لڑکیاں رقص کر رہی تھیں۔ گیت گا رہی تھیں۔ ا
مہمان ٹھنڈے شربت پی رہے تھے۔ یہ محفل باغ میں لگی تھی۔
مہمانِ دھارگ بھی دعوت میں موجود تھا۔ اور حباش کے ساتھ بیٹھا
بھنا ہوا مرغ اڑا رہا تھا۔ ناگ ایک درخت پر بیٹھا یہ سب
کچھ خاموشی سے دیکھتا رہا۔ جب رات زیادہ ہو گئی۔ تو مہمان
نے واپس جانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد باغ مہمانوں سے
خالی ہو گیا اور جہاں کا ظالم چچا اپنی خواب گاہ میں آ کر لیٹ گیا
دھارگ اس کے ساتھ تھا۔ اس نے حباش کو اکیلا پا کر اپنے مطلب
کی بات شروع کر دی۔ اور کہا۔

"حضور! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میری خدمات کے
عوض مجھے اپنی جائیداد کا آدھا حصہ عطا کریں گے۔ از
راہِ کرم ان کاغذات پر اپنی مہر لگا دیجیے"

حباش بھی بڑا ہوشیار تھا۔ اس نے دھارگ سے وعدہ ضرور
کر رکھا تھا۔ مگر وہ بھلا اسے کہاں آدھی جائیداد دینے والا تھا۔ وہ
تو اسے احمق بنا رہا تھا۔

مسکرا کر بولا۔

"دھارگ! تم میرے دوست ہو۔ بھائی ہو۔ یہ ساری
جائیداد تمہاری ہی تو ہے۔ تم ہی اس کے مالک ہو
پھر تم کیوں بے چین ہوتے ہو"

دھارگ نے بھی بڑی مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حضور! وہ تو میں جانتا ہوں لیکن میرے لیے آدھی جائیداد
ہی بہت ہے۔ اس پر مہر لگا دیں بس"

حباش بولا۔

"پیارے ابھی تو مجھے نیند آ رہی ہے۔ کل مہر لگا دوں گا"

یہ کہہ کر حباش نے آنکھیں بند کر لیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ سو
گیا ہے۔ دھارگ کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ خاموشی
سے کاغذات لپیٹ کر جیب میں رکھے اور شب بخیر کہہ کر خواب گاہ
سے باہر آ گیا۔ ناگ چڑیا کی شکل میں خواب گاہ کے اندر ستون کے
پیچھے پردے پر بیٹھا یہ سب باتیں سن رہا تھا۔ دھارگ باہر چلا
تو حباش نے پہلو بدلا اور ریشمی چادر اوپر کر لی۔

ناگ نے سانپ کا روپ اختیار کیا اور ستون پر سے نیچے اتر کر رینگتا
ہوا حباش کے پلنگ کے سرہانے کی طرف آ گیا۔ حباش آہستہ آہستہ
سانس لے رہا تھا۔ ابھی وہ سویا بھی نہیں تھا۔ ناگ پلنگ کے
اوپر آ گیا۔ اور پھر پھن اٹھا کر اتنی زور سے پھنکار ماری کہ حباش
تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔ مگر اتنی دیر میں ناگ اسے گردن پر ڈس چکا

COURTESY WWW.PD[redacted]OOKSFREE.PK

تھا۔ حباش نے سانپ کو پہچان لیا تھا۔ یہ وہی سانپ تھا جس نے صبح کو اسے ڈسا تھا۔ وہ تو تھر تھر کانپنے لگا۔ ناگ نے ایک اور پھنکار ماری اور تیزی سے پلنگ سے اُتر کر غائب ہو گیا۔ حباش کی چیخوں کی آواز سن کر نوکر کنیزیں دھارگ اور اس کی بیٹی لیلیٰ خواب گاہ میں آ گئیں۔ حباش نے لڑکھڑاتی زبان میں کہا۔

"دھارگ! مجھے اسی سانپ نے پھر ڈس دیا ہے"

یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو گیا اور اس کے منہ سے سبز جھاگ بہنے لگا۔ دھارگ کو اس نوجوان کا خیال آ گیا جس نے کہا تھا کہ وہ سانپ حباش کو ڈسنے ایک بار پھر آئے گا۔ لیلیٰ تو روتے روتے بے ہوش ہو گئی۔ دھارگ دل میں حباش کو بُرا بھلا کہنے لگا کہ کم بخت اگر مرنا ہی تھا تو جائیداد کے کاغذات پر مہر تو لگا دیتے۔ لیکن ابھی مہر نہیں لگی تھی اور دھارگ کو حباش کی زندگی کی ضرورت تھی۔ اس نے فوراً حکیموں اور ویدوں کو بلا لیا۔ جو پہلے روز کی طرح حباش کا علاج کرنے لگے۔ لیلیٰ کو ہوش آیا تو اس نے کہا۔

"دیوتاؤں کے لیے اس نوجوان کو بلاؤ جس نے پہلے میرے باپ کا علاج کیا تھا"

دھارگ نے فوراً شہر میں لوگ دوڑانے کہ وہ اس نوجوان کو

پہچان کر حویلی میں لاؤ۔

"وہ جہاں بھی ہو اسے یہاں لے آؤ"

لوگ حویلی سے باہر نکل کر شہر کے بازاروں میں پھیل گئے۔ ناگ تو حویلی کے قریب ہی ایک طرف درخت کے نیچے بیٹھا ان لوگوں کا انتظار کر رہا تھا۔ جب ایک نوکر نے ناگ کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا اور بولا۔

"بھائی تم نے ہی صبح میرے مالک کا علاج کیا تھا؟"

ناگ نے کہا۔

"ہاں۔ مگر کیا بات ہے؟ تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟"

وہ آدمی بولا۔

"بھائی جلدی چلو۔ میرے مالک کو سانپ نے پھر ڈس دیا ہے۔ اس کی بہت بُری حالت ہو رہی ہے"

ناگ تو پہلے ہی سے تیار بیٹھا تھا۔ فوراً اس کے ساتھ حویلی کی طرف چل پڑا۔ ناگ کو دیکھتے ہی حباش کی بیٹی ہاتھ باندھ کر بولی۔

"بھائی میرے باپ کی جان بچا لو۔ اسے پھر اسی سانپ نے ڈس دیا ہے۔ تمہارا کہنا ٹھیک نکلا۔ وہی سانپ پھر آیا اور میرے باپ کو ڈس کر چلا گیا"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

دھارگ نے بھی ناگ کی تھوڑی بہت منت سماجت کی تو
ناگ بولا۔

"تم تو یہ کہتے تھے کہ میں تمہارے آقا کی دولت بٹورنے
کے لیے ایسا ڈھونگ رچا رہا ہوں۔ اب ان حکیموں سے
اس کا علاج کراؤ۔"

ناگ جانے لگا تو بیلی نے اس کے پاؤں پکڑ لیے۔ ناگ اب
رُک گیا۔ وہ حباش کے پلنگ کے سرہانے جا کر بیٹھ گیا۔ اس
نے پانی کا پیالہ منگوایا اور اس میں انگلی ڈبو کر بے ہوش حباش
کے ہونٹ کے ساتھ لگائی اور آنکھیں بند کر کے جھوٹ موٹ
اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر میں ناگ نے سانپ
کا سارا زہر حباش کے جسم سے سارا زہر کھینچ کر پیالے میں
پھینک دیا۔

حباش نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگ نے کہا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ سانپ پھر آئے گا۔ اور
سانپ آ گیا۔ مجھے تمہاری دولت کی پروا نہیں ہے۔
میں تمہیں آنے والی مصیبت سے خبردار کرنا چاہتا تھا۔"

حباش نے ناگ کے سامنے پہلی بار ہاتھ جوڑتے ہوئے
کہا۔

"مجھے معاف کر دو بھائی۔ مگر میں تیرے آگے ہاتھ جوڑتا

ہوں۔ مجھے اس سانپ سے بچا لو۔ میں اپنی ساری جائیداد
تمہیں دینے کو تیار ہوں۔"

حیاد دھارگ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اگر اس
نے ساری جائیداد اس نوجوان کو دے دی تو اس کے حصّے
میں کیا آئے گا؟ اس نے کہا۔

"حباش! تم گھبراتے کیوں ہو۔ اب اگر سانپ آیا تو ہم
تمہاری حفاظت کے لیے موجود ہوں گے۔ میں خود تلوار کے
وار سے اس کے ٹکڑے کر دوں گا۔ تمہاری جائیداد
اتنی سستی نہیں ہے کہ تم اسے لوگوں لٹاتے پھرو۔"

حباش نے کہا۔

"دھارگ! یہ سانپ بڑا ہوشیار ہے۔ وہ مجھے
اس وقت آ کر ڈس جائے گا۔ جب تم میرے پاس نہیں
ہو گے۔ تم ہر وقت تو میرے پاس نہیں رہ سکتے۔ یہ
میری زندگی کا سوال ہے۔"

دھارگ نے ناگ سے کہا۔

"تم ذرا دوسرے کمرے میں جاؤ۔ میں اپنے دوست
سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

ناگ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ دھارگ نے ناگ کے
جاتے ہی حباش سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم کیوں اتنی جلدی ہمت ہار گئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میرا محافظ تلوار لیے تمہارے پاس موجود ہوگا۔ میں اس سانپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔ تم بالکل بے فکر ہو جاؤ۔"

دھارگ نے اپنی باتوں سے جباش پر کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ مان گیا کہ وہ ناگ کو اپنی جائیداد میں سے ایک پائی بھی نہیں دے گا اور سانپ اگر اب حویلی میں آیا تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ جب ناگ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے ایک بار پھر جھوٹ دے دی کہ جباش یہ طریقہ بھی آزما کر دیکھ لے۔ وہ خود ہی تو سانپ تھا۔ اسے دھارگ کے تلوار والے محافظ کے ہوتے ہوئے جباش کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی۔

ناگ واپس چلا گیا۔ اس نے جباش کو مزید کچھ نہ بتایا۔ بس یہی کہا کہ معاملہ ٹھیک ہوتا جا رہا ہے۔ وہ فکر نہ کرے۔ دوسرے روز ناگ دوبارہ جباش کی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے اس بار بھی عقاب کی بجائے سیاہ چڑیا کی شکل اختیار کی اور پرواز کرتا جباش کی حویلی میں آ گیا۔ وہاں آ کر دیکھا کہ جباش اپنی خواب گاہ کے پلنگ پر سکون سے بیٹھا تھا۔ اس کے چاروں طرف پہرے دار محافظ ہاتھوں میں تلواریں لیے چاق و چوبند کھڑے تھے کہ ذرا سا سانپ اندر آئے تو اس کو کاٹ کر رکھ دیں۔

رے میں خوب روشنی ہو رہی تھی۔

ناگ سیاہ چڑیا کی صورت میں خواب گاہ میں داخل ہوا تو جباش نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ چڑیا کہاں سے آ گئی؟ اسے باہر نکالو۔"

فوراً پہرے دار محافظ تلواریں لہراتے چڑیا کے پیچھے دوڑے۔ مگر وہ چڑیا کو کیسے پکڑ سکتے تھے۔ ناگ بڑی پھرتی سے چڑیا کے روپ میں کمرے میں چکر لگانے لگا۔ وہ محافظوں کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ پھر ناگ نے چڑیا سے اچانک ایک چھوٹے بھونرے کی شکل بدلی اور چھت کے کونے میں جا لگا۔ محافظوں اور جباش نے چڑیا کو اچانک غائب ہوتے دیکھا تو حیران ہوئے کہ چڑیا کہاں چلی گئی۔ جباش نے محافظوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ ان کی غفلت کی وجہ سے خواب گاہ میں گھس آئی تھی۔

محافظ دوبارہ تلواریں سونت کر اپنے مالک جباش کے پلنگ کے آس پاس کھڑے ہو گئے۔ تاکہ رات کو سانپ آئے تو وہ اس کے ٹکڑے کر ڈالیں۔ ناگ بھونرے کی شکل میں چھت کے کونے سے چمٹا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ ناگ اپنے آپ کو چھت کے عین اوپر اس جگہ پہ لے آیا جہاں جباش بالکل نیچے پلنگ پہ لیٹا ہوا تھا۔ پھر ناگ نے اپنے آپ کو جباش پر گرا دیا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ جباش کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا بھونرا اس کی چادر میں داخل ہو گیا ہے۔ چادر کے اندر ہی اندر سے ناگ حباش کی گردن تک پہنچ گیا۔

گردن پر آتے ہی ناگ نے سانپ کی شکل بدل لی۔ اور وہ حباش کی گردن سے لپٹ گیا۔ اب اگر محافظ اس پر تلوار چلاتے ہیں تو ساتھ ہی ان کے مالک کی گردن کے کٹ جانے کا بھی خطرہ ہے۔ حباش نے سانپ کو اپنی گردن کے گرد لپٹے اور اس کے پھنکارتے ہوئے پھن کو اپنی آنکھوں کے سامنے لہراتے دیکھا تو خوف کے مارے اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ محافظ تلوار لے کر آگے بڑھے تو حباش نے ہاتھ سے انہیں روک دیا۔

"تلوار نہ چلانا۔ وہیں رک جاؤ۔"

محافظ وہیں رک گئے۔ وہ عجیب کش مکش میں تھے۔ سانپ حباش کی گردن سے اس طرح لپٹا تھا کہ تلوار چلانے کی صورت میں حباش کی گردن بھی کٹ سکتی تھی۔ حباش کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ ماتھے سے پسینہ ٹپکنے لگا تھا۔ حلق دہشت کے مارے خشک ہو رہا تھا۔ ناگ پھنکار رہا تھا۔ محافظ باہر کی طرف بھاگے انہوں نے شور مچایا کہ آقا کی گردن کے گرد سانپ لپٹا ہوا ہے۔

محافظ باہر گئے تو ناگ نے اپنے آپ کو حباش کی گردن سے الگ ہو گیا اور اچھل کر پلنگ کے پاس قالین پر آیا۔ اور اپنی شکل بدل کر انسانی صورت میں آ گیا۔ وہ پھر سے ناگ بن گیا۔ حباش نے ناگ

دیکھا تو تھر تھر کانپنے لگا۔ اس نے آج تک کسی سانپ کو انسان بنتے نہیں دیکھا تھا ناگ نے کہا۔

"حباش! میں نے یہ کرامت تجھے اس لیے دکھائی ہے کہ تم سمجھ جاؤ کہ میں تمہیں ایک سیکنڈ میں ہلاک کر سکتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی میں نے ہی تجھے دو بار ڈسا تھا مگر تمہارے جسم میں صرف اتنا ہی زہر داخل کیا تھا کہ تم مر نہ سکو۔ تمہارے ملازم یہاں آنے والے ہیں۔ میں تم سے پھر بات کروں گا۔ اور تمہیں یہ بتاؤں گا کہ یہ سب کچھ میں نے کس لیے کیا ہے۔ اب میں کوئی دوسری شکل اختیار کرتا ہوں۔ اور یاد رکھو کسی سے میری بابت کچھ نہ کہنا۔"

نوکروں، کنیزوں اور محافظوں کے قدموں کی آواز آئی۔ تو ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور حباش کی نگاہوں کے سامنے وہ غائب ہو گیا۔ جہاں ناگ کھڑا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ وہاں سے حباش نے ایک نسواری بھونرے کو اڑ کر چھت کی طرف جاتے دیکھا۔

اتنے میں غلام نوکر لیلیٰ اور دھارگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ پریشان تھے۔ جب دیکھا کہ حباش زندہ ہے اور سانپ بھی وہاں پر نہیں ہے تو ان کی جان میں جان آئی۔ لیلیٰ تو اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ دھارگ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"حباش! میرے دوست! سانپ کدھر چلا گیا؟"
حباش بولا۔
"کون سا سانپ؟ یہاں تو کوئی سانپ نہیں آیا۔"
پہریدار محافظ کچھ کہنے ہی والے تھے کہ حباش نے انہیں ڈانٹ دیا اور کہا۔
"تم گدھے ہو۔ خوامخواہ سانپ سانپ کا شور مچا دیا چلو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"
پہریدار خاموشی سے باہر نکل گئے۔ لیلیٰ نے کہا۔
"ابا جان! انہوں نے تو کہا تھا کہ سانپ نے آپ کی گردن کے گرد کنڈلی ڈالی ہوئی ہے۔"
حباش نے کہا۔
"یہ جھوٹ بولتے تھے۔ اصل میں ان پر سانپ کا خوف سوار تھا اور انہوں نے تصور میں سانپ کو دیکھا تھا۔ یہاں کوئی سانپ نہیں آیا اور اب کبھی آئے گا بھی نہیں۔ تم جا کر آرام کرو۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔"
دھارگ بڑا چالاک اور زیرک آدمی تھا۔ حباش کے چہرے کو دیکھ کر اس نے اندازہ لگا لیا کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے اور اصل حقیقت کو چھپا رہا ہے۔ اور معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ حباش انہیں زبردستی چلے جانے کو کہہ رہا تھا۔ اس سے بھی

شک ہوا کہ کوئی راز ضرور موجود ہے۔ اس نے حباش سے کہا۔
"اچھا تم آرام کرو۔ ہم جاتے ہیں۔ ویسے میں کمرے کے باہر پہرہ لگوا دیتا ہوں۔"
حباش نے جلدی سے کہا۔
"اس کی ضرورت نہیں دھارگ! اب سانپ نہیں آئے گا۔ تم جا کر آرام کرو۔ بیٹی لیلیٰ تم بھی آرام کرو۔ فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔"
لیلیٰ اور دھارگ خاموشی سے کمرے سے نکل گئے۔ دھارگ نے حباش کے کمرے میں ایک خفیہ سرنگ بنا رکھی تھی تاکہ وہ حباش کی نقل و حرکت کو ضرورت کے وقت دیکھ سکے۔ لیلیٰ کو اس کے کمرے میں چھوڑنے کے بعد دھارگ اس خفیہ سرنگ میں آ گیا۔ سرنگ کا ایک خفیہ گول سوراخ حباش کی خواب گاہ میں مخمل کے بھاری پردے کے پیچھے کھلتا تھا۔ دھارگ اس پردے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ اور ایک چھوٹے سے سوراخ میں حباش کی طرف دیکھنے لگا۔ حباش نے جب دیکھا کہ سب چلے گئے ہیں اور وہ کمرے میں اکیلا رہ گیا ہے تو اس نے اٹھ کر کمرے کے اندر سے کنڈی لگائی اور پلنگ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔
"ناگ! مجھ سے ظاہر ہو کر بات کرو کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو اور تم نے مجھے دوبارہ کیوں ڈسا تھا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بھونرے کی شکل میں کمرے کی چھت سے لگا تھا۔ اس کو معلوم نہیں تھا کہ مکار دھارگ دیوار کے بھاری پردے کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ وہ اُتر کر قالین پر آگیا اور آتے ہی انسانی شکل اختیار کرلی۔

دھارگ نے اچانک ناگ کو انسانی شکل میں وہاں ظاہر ہوتے دیکھا تو اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ کیا یہ نوجوان کوئی جادوگر ہے یہ کیسے اچانک یہاں ظاہر ہوگیا؟ کیا یہ غائب بھی ہوجاتا ہے؟ دھارگ کے ذہن میں عجیب عجیب خیالات آنے لگے۔ وہ غور سے ناگ کو حباشی کو تکنے لگا۔ ناگ نے کہا۔

"میں تم سے ایک اہم بات کرنے آیا ہوں۔"

حباش نے کہا۔

"اے نوجوان! مجھ پر یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ تم یا تو بہت بڑے جادوگر ہو اور یا سانپ ہو جو انسان کی شکل بھی بدل سکتا ہے۔ اس لیے میں تم سے کوئی غلط بات نہیں کہوں گا۔ تم مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔"

ناگ اس کے پاس ہی پلنگ پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"میں زبردست جادوگر ہوں یا کوئی سانپ ہوں تمہیں ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیئے۔ میں

نے ہی دو بار تمہیں سانپ بن کر ڈسا تھا۔ اور پھر خود ہی انسان کی شکل میں تمہارا علاج کرنے آیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں تم پر اثر ڈال کر تم سے ایک حق داد کا حق وصول کرنا چاہتا تھا۔"

حباش نے سوال کیا۔

"تم مجھ سے کس کا حق لینا چاہتے ہو؟"

ناگ نے اب ساری بات بیان کردی اور کہا کہ وہ جس جائیداد پر قبضہ کرکے بیٹھا ہوا ہے وہ اس کے بھتیجے جبّال کی ملکیت ہے۔

"میں تمہیں صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ تم یہ ساری جائیداد جس کی ملکیت ہے اس کے حوالے کردو۔"

ناگ نے یہ عقلمندی کی کہ حباش کو یہ نہ بتایا کہ اس کا بھتیجا جبّال جنگل کے ایک غار میں چھپا ہوا ہے۔ حباش نے کہا۔

"مگر جبّال تو مر چکا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"تم نے اس کو جزیرے کی قبر میں جو زندہ دفن کرنے کی سازش کی تھی اسے میں نے ناکام بنا دیا تھا۔ جو آدمی اسے ہلاک کرنے کے لیے جزیرے میں لے گئے تھے اب ان کی لاشیں وہاں گل سڑ گئی ہوں گی۔ جبّال زندہ ہے۔"

COURTESY WWW.PAKFBOOKSFREE.PK

"زندہ ہے؟" حباش نے گھبرا کر کہا۔ "مگر وہ ——— وہ کہاں ہے۔ میں اسے ساری جائیداد دینے کو تیار ہوں۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ جائیداد اسی کی ہے۔ تم اسے کوئی خیرات نہیں دے رہے۔ لیکن جب تک تم جائیداد جبّال کے نام کرنے کے سارے کاغذات تیار کر کے اس پر اپنی مہر نہیں لگا دیتے۔ میں تمہیں ہرگز نہیں بتاؤں گا کہ جبّال کہاں ہے۔"

حباش بولا۔

"میں کل ہی کاغذات تیار کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ تم بے شک جبّال کے ٹھکانے کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ۔ میں کاغذات پر اپنی مہر لگا کر تمہارے حوالے کر دوں گا۔ تم جبّال کو دے دینا۔ پھر وہ اس حویلی اور ساری زمینوں کا مالک ہوگا۔ میں یہ شہر چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلا جاؤں گا۔"

ناگ نے کہا۔

"مجھے تم سے یہی امید تھی۔ ایک بات یاد رکھنا کہ جو باتیں تمہارے اور میرے درمیان ہوئی ہیں۔ ان کا کسی سے

خاص طور پر دھارگ سے ذکر نہ کرنا۔ وہ آدمی مجھے خطرناک دکھائی دیتا ہے۔"

حباش نے دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہا کہ وہ اس راز کو راز ہی رکھے گا۔ ناگ بولا۔

"اب میں جاتا ہوں۔ اور کل دوپہر کے بعد تمہارے پاس حویلی میں آؤں گا۔ تم جائیداد کی منتقلی کے کاغذات تیار رکھنا۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی۔ زور سے پھنکارا ماری اور رینگتا ہوا ——— خواب گاہ کے بند دروازے کے نیچے سے باہر نکل گیا۔

حباش سانپ کو دیکھ کر ایک بار پھر خوف سے کانپنے لگا تھا۔ دھارگ پردے کے پیچھے چھپا یہ سارا دہشت انگیز ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جس نوجوان ناگ کو وہ ایک معمولی آوارہ گرد نوجوان سمجھ رہا تھا۔ وہ اس قدر زبردست جادوگر نکلے گا۔ اور اب تو ساری جائیداد اس کے ہاتھ سے جا رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اپنی جان بچانے کے لیے حباش ساری جائیداد اپنے بھتیجے کے حوالے کر دے گا۔ اور دھارگ کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔ یہ بات دھارگ کبھی قبول نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ اس نے سوچا کہ کسی طرح حباش پر اثر ڈال کر اس کے ذہن سے ناگ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوف دُور کرنا چاہیئے۔ اور اِسے جائیداد اپنے بھتیجے کے حوا
کرنے سے روکنا ہوگا۔ جب اِسے یقین ہوگیا کہ ناگ کمرے
جا چکا ہے تو وہ پردہ ہٹا کر ایک دم سے جاشن کے سامنے آگیا
جاشن نے دھارگ کو دیکھا تو چونک کر بولا۔

"کیا تم بھی جادو کی مدد سے یہاں آگئے ہو دھارگ؟"

دھارگ بڑے سکون کے ساتھ جاشن کے سامنے کرسی
بیٹھ گیا اور بولا۔

"میرے عزیز دوست! ہماری دوستی بڑی پرانی ہے۔
اور میں ہر مصیبت میں ہمیشہ تمہارے کام آیا ہوں۔ میں
اب بھی مصیبت میں تمہارے کام آنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ
مجھے معلوم ہے کہ تم ایک بہت بڑی مشکل میں پھنس گئے
ہو۔"

جاشن اِس سے ساری بات چھپانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔
"میں کسی مشکل میں نہیں ہوں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم یہاں
کیسے اچانک آگئے؟"

دھارگ بولا۔

"جاشن! تم نے جب مجھے اور لیلیٰ کو چلے جانے کو کہا۔
تھا تو میں آنکھ بچا کر اس دیوار والے پردے کے پیچھے
چھپ گیا تھا۔ کیونکہ میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ دال میں
کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ اور تم مصیبت میں نہ کہ۔ میں تمہاری

مدد کرنا چاہتا تھا۔"

جاشن اِدھر اُدھر دیکھ کر بولا۔

"مگر میں مصیبت میں نہیں ہوں۔ تم کو غلط فہمی ہوئی ہے
ہے دھارگ۔"

دھارگ مسکرایا اور بولا۔

"ابھی ابھی تمہاری اور ناگ کی جو باتیں ہوئیں ہیں وہ
میں نے ساری کی ساری سُن لی ہیں۔ میں یہ بھی جان گیا
ہوں کہ ناگ یا تو کوئی زبردست جادوگر ہے یا کوئی سانپ
ہے جو انسانی شکل بدل سکتا ہے۔ اور وہ تمہیں مجبور
کر رہا ہے کہ تم ساری جائیداد اپنے بھتیجے کے
حوالے کر دو۔"

جاشن نے سر جھکا دیا۔ پھر بولا۔

"دھارگ تم میرے پرانے دوست ہو۔ اب جبکہ تم کو
ساری حقیقت کا علم ہو گیا ہے تو تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟
اگر ناگ کی بات نہیں مانتا تو وہ اس قصبے کو تباہ و برباد
کر کے رکھ دے گا۔ وہ مجھے اور میری بیٹی کو بھی
زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ سانپ بن کر ہم سب کو
باری باری ڈس کر موت کی نیند سُلا دے گا۔"

دھارگ کو یہ کیسے گوارا ہو سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ سے جائیداد
نکل جائے۔ اس کو اپنے دوست جاشن کی جان کی پروا نہیں تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ تو صرف اس کی آدھی جائیداد پر بلکہ پوری جائیداد پر قبضہ کر
چاہتا تھا۔ دھارگ نے سوچا کہ ناگ سے تو وہ بعد میں نمٹ
پہلے جباش کے دل سے ناگ کا خوف دُور کر کے اِسے جائیداد
اپنے بھتیجے کے نام کر دینے سے روکنا چاہیئے۔ اس نے ہنستے ہو
کہا۔

"میرے دوست جباش! تم میری قابلیت کو نہیں جانتے۔
میرے ہاتھ بڑے لمبے ہیں۔ ناگ اس وقت تمہارے
راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جو تمہیں تمہاری
ساری جائیداد سے محروم کر کے بے یار و مددگار
اور غریب کنگال بنا دینا چاہتا ہے۔ مگر میں ایسا نہیں
ہونے دُوں گا۔ میں اپنے دوست کو کنگال بنتے دیکھ
نہیں سکتا۔"

جباش نے امید بھری نگاہوں سے دھارگ کی طرف دیکھا ا
کہا۔

"تو پھر تم ہی کچھ بتاؤ۔ کہ میں کیا کروں۔ ناگ تو بڑا
زبردست جادوگر ہے۔ اس سے پیچھا چھڑانا مشکل لگتا ہے۔"

دھارگ نے ایک چال چلتے ہوئے کہا۔

"میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو ناگ سے بھی بڑا
جادوگر ہے۔ وہ جنگل میں ایک جگہ دریا کنارے رہتا
ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ میں صبح اس کے پاس جا کر

اس سے مدد طلب کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ناگ
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہمارے راستے سے ہٹا دے گا۔"

جباش کو کچھ امید کی کرن نظر آئی تو بولا۔

"دیوتا تم پر مہربان ہو۔ کچھ کرو۔ اس ناگ کو ہمیشہ ہمیشہ
کے لیے ختم کر دو۔ میں اتنی بڑی جائیداد سے محروم ہو
گیا تو تباہ ہو جاؤں گا۔"

دھارگ نے کہا۔

"بس تم کسی طرح دو ایک روز تک جائیداد کے
کاغذات پر مہر مت لگاؤ۔ اس عرصے میں میں ناگ کو
ٹھکانے لگا دوں گا۔"

جباش نے کہا۔

"مگر ناگ نے کل دوپہر کو آنے کا کہا ہے۔ میں اِسے
کیا جواب دوں گا۔"

دھارگ کچھ سوچ کر بولا۔

"تم ایسا کرنا کہ کہہ دینا تمہاری مہر ملک یونان میں تمہارے
ایک خاص آدمی کے پاس ہے جہاں سے منگوانے کے لیے
تم نے آدمی روانہ کر دیا ہے۔ جو چند دنوں میں مہر لے کر آ جائے
گا۔"

جباش نے کہا۔

"لیکن ناگ کہے گا کہ میں جا کر اس آدمی سے مہر لے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتا ہوں۔ اور تم تو جانتے ہو کہ وہ غائب ہو کر وہاں
جا سکتا ہے۔"

دھارگ کہنے لگا۔

"تم کہتا کہ مجھے خود معلوم نہیں کہ وہ آدمی اس وقت کہاں ہے۔ جس خاص نوکر کو میں نے ملک یونان کی طرف روانہ کیا ہے۔ وہ اسے ڈھونڈھ لے گا۔"

حباشن بولا۔

"میں ایسا ہی کروں گا۔ مگر تمہیں اس دوران میں ناگ کو ختم کر دینا ہو گا۔ میں یہ بہانہ زیادہ دیر تک نہیں چلا سکوں گا۔"

دھارگ نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ بس تم دو ایک دن تک ناگ کو کاغذات کے سلسلے میں روکے رکھو۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔"

دھارگ خواب گاہ میں سے چلا گیا۔ حباشن کو دیر تک بے چینی کی وجہ سے نیند نہ آئی۔ پھر وہ کافی رات گئے سو گیا۔

اسی روز ناگ نے جنگل میں غار میں جا کر حبال کو بتا دیا تھا کہ بہت جلد اس کی جائیداد اس کے پاس واپس آنے والی ہے۔ اس زیادہ ناگ نے حبال کو کچھ بتانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اگلے روز دوپہر کے وقت وہ حباشن کے پاس آیا تو حباشن نے اسے وہی کہانی سنا

جو دھارگ نے اسے بتائی تھی۔ کہ اس کی خاص خاندانی مہر ملک
میں ایک خاص آدمی کے پاس ہے۔ جس کو لانے کے لیے
اس نے منہ اندھیرے ہی ایک آدمی کو روانہ کر دیا ہے جو دو تین
دن میں مہر لے کر واپس آ جائے گا۔ ناگ نے کہا۔

"تم اس آدمی کا پتا بتاؤ۔ میں خود اس کے پاس جا کر مہر
لے آتا ہوں۔"

حباشن نے دھارگ کی بتائی ہوئی بات دہرا دی اور کہا۔

"وہ آدمی کس جگہ پر ملے گا یہ میں بھی نہیں جانتا۔ وہ
یونان کی پہاڑیوں میں چلتا پھرتا رہتا ہے۔ میرا آدمی
اسے ڈھونڈھ نکالے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تم سے کوئی
دھوکہ کر ہی نہیں سکتا ناگ۔ صرف تین روز تک انتظار کر لو۔
مجھے تین دن کی مہلت دے دو۔ پھر یہ ساری جائیداد
تم میرے بھتیجے کے حوالے کر سکتے ہو۔"

ناگ کو اس لیے شبہ نہ ہوا کہ وہ جانتا تھا کہ حباشن اس کے
خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ یہی اس کی حماقت تھی۔ کیونکہ دانا لوگ کہہ گئے
ہیں کہ دشمن کو کبھی کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔

ناگ نے کہا۔

"بہتر ہے۔ میں تمہیں تین روز کی مہلت دیتا ہوں۔ تیسرے دن
شام کو تمہارے پاس آؤں گا۔ اگر تمہارا آدمی تمہاری خاندانی
مہر لے کر نہ پہنچا تو پھر میں تمہیں ڈس دوں گا۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر ناگ تیزی سے باہر نکل گیا۔ جباش کو تو فکر پڑ گئی کہ اگر ناگ نے اسے ڈسا تو شاید وہ زندہ نہ بچ سکے گا۔ اس نے اس وقت دھارگ کو بلوایا اور ساری بات بتائی۔ دھارگ نے کہا۔

"پریشان نہ ہو۔ میں آج ہی ناگ کا بندوبست کرتا ہوں۔"

دھارگ کا ایک بوڑھا افریقی سپیرا واقف تھا۔ جو ایک پہاڑی کے دامن میں جھونپڑی بنا کر رہتا تھا۔ اس کے پاس قسم قسم کے سانپ تھے۔ جن کا زہر نکال کر وہ دوائیں تیار کیا کرتا تھا۔ دھارگ سیدھا اس افریقی سپیرے کے پاس گیا۔ اور اسے صاف صاف بتا دیا کہ یہاں ایک ایسا نوجوان آیا ہوا ہے جو اصل میں سانپ ہے اور انسان کی شکل میں چلتا پھرتا ہے۔ بوڑھے افریقی سپیرے نے یہ سنا تو اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہوئی۔ اس نے دھارگ سے پوچھا۔

"وہ کہاں ہے؟"

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۴۷ کیٹی سانپ کے سامنے پڑھیئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پیارے انکل اے حمید!

السلام علیکم! آپ کا کیا حال ہے ہم تو سمجھے تھے کہ عنبر ناگ ماریا وغیرہ سے ہم جلد ہی جدا ہو جائیں گے مگر انکل! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اس سلسلے کو جاری رکھا اور جاری رکھئے گا۔ انکل آپ کا کمال ہی یہی ہے کہ اگرچہ آپ اس سلسلے کی تقریباً ڈھائی سو قسطیں مکمل کرنے والے ہیں مگر آپ نے اس داستان میں کہیں بھی یکسانیت پیدا نہیں ہونے دی بلکہ جیسے جیسے عنبر ناگ ماریا کی کہانی کا یہ سلسلہ لمبا ہوتا چلا جا رہا ہے مزید دلچسپ اور سبق آموز ہوتا جا رہا ہے۔ انکل لیں اس سلسلے میں دو خامیاں مجھے نظر آئیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے کیٹی کو بہت کم طاقتیں دی ہیں اس کے کے پاس بس ایک چٹکی کا جادو ہی ہے جو کہ اکثر بے اثر رہتا ہے اور کبھی کبھی الٹا اثر کر دیتا ہے۔ پلیز آپ کیٹی کو ذرا زیادہ طاقتیں دیجئے نا۔ کیونکہ سوائے کیٹی کے باقی سب کے پاس اپنی اپنی

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

مستقل طاقتیں ہیں۔ دوسری خامی یہ ہے کہ آپ یا
تو بہت ہی لمبے عرصے کے لئے یعنی دس پندرہ
قسطوں کے لئے سارے کرداروں کو زمین پر لے آتے
ہیں یا پھر بہت ہی لمبے عرصے کے لئے خلاء میں
اگر آپ دو تین قسطوں کے لئے انہیں زمین پر رہنے
دیا کریں اور دو تین قسطوں کے لئے خلاء میں تو
اس داستان کو چار چاند لگ جائیں گے کیونکہ
کافی قسطوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ ناول کے
باہر تو عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ خلاء میں
کا نشان بنا ہوتا ہے اور اندر ان کا سفر زمین پر
ہی جاری رہتا ہے نیز ان کو کبھی اکٹھا بھی کر
دیا کریں کیونکہ جب سے خلائی سفر شروع ہوا
ہے۔ پانچوں کردار ایک دن کے لئے بھی
اکٹھے نہیں ہوئے۔ اُمید ہے کہ آپ میری ان
تجاویز پر غور کریں گے۔

یہ تو چند چھوٹی چھوٹی خامیاں تھیں آپ
کے ناول تو مجھے اتنے پسند آئے ہیں کہ اب
تو میں نے کوئی اور ناول خریدنا ہی بند کر
دیا ہے۔ یقین کیجئے اس جملے میں کوئی مغالطہ
نہیں۔ میں نے آپ کے ناولوں کا پہلا سلسلہ
"موت کا تعاقب" تب پڑھنا شروع کیا تھا۔
جب میں دوسری جماعت کا طالب علم تھا۔ اب
اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسی سال میں نویں جماعت
میں گیا ہوں۔ مجھے یاد ہے پہلی اور دوسری اور تیسری
قسطیں جو میں نے پڑھیں، وہ بالترتیب، مصر کی ملکہ
فرعون کی تباہی، اور پھانسی کے تختے پر تھیں ان میں
عنبر اکیلا تھا۔ پھر مکڑے کا جال، اور میں سانپ
ہوں۔ میں ناگ اس سے آن ملا۔ پھر ان کی
ملاقات ماریا سے ہوئی۔ خالی "تابوت"، یاقوتی سانپ
اور ماریا اور ممی کی لاش، میں کیٹی ان کے سفر
میں شامل ہوئی۔ "عنبر ہوشیار" میں تھیوسانگ
ان سے مل گیا۔ یہ تمام کے تمام ناول اب
بھی میرے پاس ایک انمول ذخیرے کی صورت
میں پڑے ہوئے ہیں۔ انکل! ایک اور بات
جو میں کافی دیر سے محسوس کر رہا ہوں، وہ یہ ہے
کہ آپ نے کافی عرصہ پہلے ناولوں میں لکھا تھا
کہ آپ عنبر، ناگ، ماریا سے ہمارے سوالوں کے
جواب دلوائیں گے۔ اس سلسلے میں، میں نے کافی
سوالات بھی آپ کو لکھ کر بھیجے مگر وہ سلسلہ شروع
ہی نہ ہوا۔ پلیز اسے جلدی شروع کیجئے نا! میں

COURTESY WWW.PAKSOCIETYOFBOOKSFREE.PK

آپ کو کافی خط لکھ چکا ہوں۔ مگر آپ نے کسی
کا بھی جواب نہ دیا۔ چلئے کوئی بات نہیں۔ مگر
اس خط کا جواب ضرور دیجئے گا۔ میں یہ گھسا پٹا
سوال نہیں پوچھوں گا کہ انکل! کیا عنبر، ناگ ماریا
واقعی جیتے جاگتے کردار ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے
ایک ناول کے شروع میں ہی ہمیں کہہ دیا تھا کہ
آپ اسے ایک دلچسپ داستان سمجھ کر ہی پڑھتے
رہیں۔ اچھا اب اجازت دیجئے کیونکہ خط کافی
لمبا ہوگیا ہے۔ آپ کے ناولوں کا ایک پرستار
سلایم البصار علی معرفت البصار عبدالعلی سی/۴۳۔ جی او۔ آر تھری لا

○

ڈیئر انکل اے حمید صاحب۔ السلام علیکم

انکل میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہی ہوں۔ اس
لئے جو زحمت میری وجہ سے آپ کو ہوگی۔ اس
کے لئے پیشگی معذرت قبول فرمائیں انکل آپ کو
زحمت دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں آپ
سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ جو کہانی بعنوان عنبر
ناگ ماریا کے لکھتے رہتے ہیں کیا سچی کہانی ہے
اگر یہ سچی کہانی ہے تو آپ اسے کس طرح سے تحریر
کا روپ دیتے ہیں مجھے کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ

سب کچھ سچ ہے مگر ایسا لگتا ہے کہ یہ آپ
ادے ایک منگھڑت کہانی لکھتے ہیں مگر اگر یہ
ہانی اپنی بنائی ہوئی بھی ہے تو بہت دلچسپ اور
ات خوب ہے لیکن انکل ایک اسی سلسلے کی عنبر
اگ ماریا کی کہانی کے آخر میں آپ نے بالکل سنجیدہ طریقے
ے لکھا تھا کہ یہ واقعات اور عنبر ناگ ماریا بالکل
سچ ہے اس میں کردار مقامات وغیرہ بالکل فرضی نہیں
انکل اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو بتائیے کیا لاہور کے
امجد والا قصہ سچ ہے مہربانی فرما کر بتائیے کہ آپ
کو یہ سب معلومات کہاں سے حاصل ہوتی ہیں اگر عنبر
ناگ ماریا کا کوئی وجود ہے تو براہ مہربانی مجھے ضرور
بتائیے کیونکہ یہ کہانیاں پڑھ پڑھ کر مجھے اس قدر شوق
ہو گیا ہے ان تینوں سے ملنے کا کہ کیا بتاؤں۔

پلیز انکل اگر یہ سب کچھ جھوٹ ہے سچ نہیں
بھی تو یہ بتا کر کہ سچ نہیں میرا دل مت توڑیئے گا
آپ شاید ہو سکتا ہے مجھے پاگل سمجھیں مگر میں اور
مجھ جیسے دوسرے لوگوں کو اس راہ پر چلانے والے
آپ ہی ہیں میں یہ کہانیاں جب بھی پڑھتی ہوں تو
دل میں سوچتی ہوں کہ اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو
یقیناً ماریا مجھے بھی کہیں زندگی کے کسی موڑ پر ضرور ملے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM OFBOOKSFREE.PK

گی اور میں اسے اپنی دوست تو کیا بہن بنا لوں گی اور
ہماری یہ بات بھی انکل کو پتہ چلے گی تو وہ اسے
بھی تحریر کی شکل دے دیں گے۔ براہ کرم انکل اور کچھ
نہیں تو کم از کم میرے خط کا جواب آپ ضرور دیجئے گا
عین نوازش ہوگی۔ اگر یہ سب کچھ جھوٹ بھی ہے تو
ہماری ملاقات اس کہانی میں ہی کرا دیجئے آپ کی بہت
مہربانی ہوگی۔ ہماری کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے اس
سے مراد ہے فیضی میں اور عنبر ناگ ماریا پلیز محترم انکل
میرے خط کو ردی کی ٹوکری کی نظر مت کیجئے گا اور جواب
ضرور دیجئے گا اور تھوڑی سی جگہ میرے اس چھوٹے
سے کم حیثیت خط کو بھی دے دیجئے۔

فقط آپ کی بیٹی۔ فرخ ناز۔ مہاجر کیمپ۔ کراچی

○

محترم اے حمید صاحب! اسلام علیکم

میں آپ کا بہت پرانا قاری ہوں اور آپ کی
تمام کتابیں بہت شوق سے پڑھتا ہوں خاص طور پر
عنبر ناگ اور ماریا کی کوئی کتاب نہیں چھوڑتا ہوں
اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں آپ جیسے عظیم
مصنف کا قاری ہوں میری آپ سے گزارش یہ ہے
کہ آپ اپنے ناولوں میں بہت اچھی کہانیاں لکھتے ہیں
اور کہانیوں کے دوران ہی بہت اچھی اور معیاری
نصیحتیں بھی کرتے ہیں اور معلومات بھی فراہم کرتے
ہیں۔ لیکن آپ کے عنبر ناگ، ماریا کے ایک ناول
"باپ کی خوشبو" میں صفحہ ۱۱۹ کے ایک پیرا گراف میں
لکھا ہے آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں،

ناگ نے کہا۔ ہندوستان میں ہندو قبیلے آباد ہیں
ان کے یہاں ایسا ہوتا ہے ان ہندوؤں کا اعتقاد
ہے اور جس چیز پر آدمی کا اعتقاد پختہ ہو جائے
پھر وہ بات ہو کر رہتی ہے۔

اس ناول میں برسوں پہلے بظاہر مرا ہوا باپ
ناگ ماریا اور تھیوسانگ سے کہتا ہے کہ میری
بیٹی مجھ سے جدا کر دی گئی تھی جس سے میں بہت
محبت کرتا تھا لہٰذا جب سے مرا ہوں اس وقت سے
میں بے چین ہوں اور جب تک میری بیٹی مجھ کو نہیں
مل جاتی میں اسی طرح بے چین رہوں گا اور مروں
گا نہیں اور میری بیٹی ہر جنم میں زندہ ہوتی ہے کوئی
اگر اسے جا کر میری لوری کی دھن سنائے گا تو اس کو
سب کچھ یاد آجائے گا اور وہ مجھ سے ملنے آجائے
گی اور مجھے سکون آجائے گا اور یہ سب باتیں سن کر
ناگ نے وہ بات کہی جو میں پہلے پیراگراف میں لکھ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM PDFBOOKSFREE.PK

آپکا ناول جو اس کے بعد کا ہے ماریا کھو پڑی میں
وہ نہیں مل رہا خیر جلد ہی مجھے مل جائے ویسے اس
کے بعد کی تین ناول آسیبی چیخ، باپ کی خوشبو اور
تابوت والی لڑکیاں خرید رکھی ہیں۔ ہاں پیارے انکل
ایک بات جو میں بھول ہی گیا ہوں وہ یہ کہ میں
نے آپکو ٹی وی ایوارڈ کا وننر قرار پانے کی مبارکباد
ہی نہیں دی۔ پیارے انکل معافی چاہتا ہوں آپ
میری طرف سے اور ان دوستوں کی طرف سے بھی
جو میرے جیسے آپ کے پیارے پیارے ناول خرید کر
پڑھ رہے ہیں بہت بہت مبارک ہو۔ خاص کر میرے
سے تو آپ کو بہت ہی مبارک ہو۔ میں آپ کے
تمام ناول راولپنڈی سے خرید کر پڑھتا ہوں پتہ ہے
یہاں ایبٹ آباد میں تو ملتی ہی نہیں مگر یہاں ایک سٹیشنری
والے کے پاس کچھ کہانیاں ہیں۔
مگر وہ کرائے کے سوا نہیں دیا کرتا اور آپ
سے تو میں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں عنبر ناگ، ماریا
کی کہانیاں خرید کر پڑھوں گا۔ انکل آپ مجھے عنبر ناگ
ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی تصویریں بھیجیں میں آپ کی
طرف سے ایک پیاری نشانی کے طور پر رکھوں گا اور
آٹو گراف اور اپنی ایک خوبصورت سی تصویر بھی

بھیجیں جس کو میں ایک یادگار کے طور پر رکھوں گا۔ انکل
آپ کے ناول کے پیچھے بھی تصویر لگی ہے مگر میں
آپ کا آٹوگراف اور علیحدہ تصویر چاہتا ہوں۔ آپ
سے میں نے جو چیزیں مانگی ہیں آپ یقیناً بھیج دیں گے
آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اگر خط میں کوئی غلطی ہوگئی
ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ فقط آپ کا مخلص دوست محسن علی
دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت ہزارہ ڈویژن ایبٹ آباد

○

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم!
امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ عنبر ناگ ماریا
اور کیٹی خلا میں کی دونوں قسطیں "بچھو لڑکی اور ویمپائر"
پڑھی نہایت ہی بہترین کہانیاں تھیں۔ پڑھ کر جی چاہا کہ آپ
کو اتنی اچھی کہانیاں لکھنے پر مبارکباد دے دوں۔
انکل آپ کی کہانی "خلائی گھڑی کا قیدی" ابھی
تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ آپ جلدی شائع کریں
ہمیں اس کا انتظار ہے۔ فقط آپ کے ناولوں کی منتظر
عائشہ اظہر لالکرتی راولپنڈی۔

○

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم!
آپ نے اب تک جو ناول لکھے ہیں بہت اچھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لکھیں ہیں۔ میں اور میرے دوست سب آپ کے
ناول بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔
انکل میرے میٹرک کے امتحان ختم ہو گئے ہیں اور
میں نے ناول قسط نمبر ۱۳۸ سے دوبارہ پڑھنے
شروع کر دیئے ہیں۔
آپ نے اپنے ناول "تابوت والی لڑکیاں" میں
ناگ کو "حضرت صالح علیہ السلام" سے ملایا ہے۔ سچ
انکل حضرت صالح علیہ السلام کی اچھی اچھی باتیں سن کر
بڑی خوشی ہوئی
پتہ نہیں آپ کے ناول میں کیا جادو ہوتا ہے کہ
آدمی آپ کے ناولوں میں کھو جاتا ہے اور جب تک
ناول مکمل نہ پڑھ لے اس کو چین نہیں آتا۔
ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کو اور زور
دیں آپ ہمارے لئے اچھے اچھے ناول لکھیں۔
زبیر منیر اینڈ عاصم جاوید کمبوہ وڑائچ ہاؤس تنزانیہ مارکیٹ گلشن راوی لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

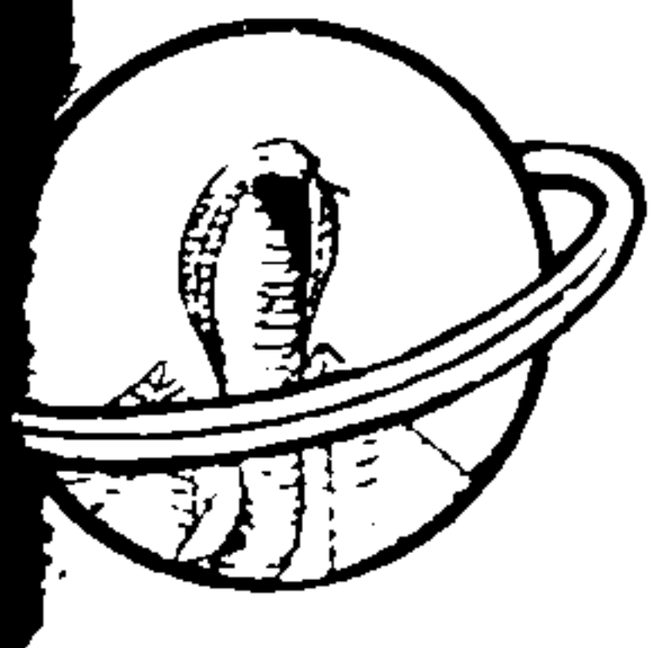

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

اے حمید

ایکسٹینڈ اقرأ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بی بی سی کے ڈرامے

PDFBOOKSFREE.PK

۱۴۷

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

کیٹی سانپ کے سامنے

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت: ۴/۵۰ روپے

جملہ حقوق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل ۔۔۔

ناشر: نیا مکتبہ اقبال، ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الرشید پرنٹرز، دھوبی

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اپنے واپسی کے سفر میں عجیب و غریب اور ہوش اڑا دینے والے حالات سے دوچار ہیں۔ جوں جوں ان کا واپسی کا سفر آگے بڑھ رہا ہے حیرت ناک اور یقین نہ آنے والے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ ان پر طرح طرح کی ڈراؤنی اور آسیبی آفتیں نازل ہو رہی ہیں۔ لیکن میں زیادہ تفصیل بتا کر آپ کی دلچسپی ختم نہیں کروں گا۔ جن دوستوں نے پچھلی قسطوں کو پڑھ کر اپنی پسند اور مبارک کے خط مجھے لکھے ہیں۔ میں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ دوستوں کے خط میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور پھر میں تازہ دم ہو کر آپ کے لیے عنبر ناگ ماریا لکھنے بیٹھ جاتا ہوں۔

تمہارا انکل

اے حمید

۴۵۴-ن - راہ چمن

سمن آباد — لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

سپیرے کی کھوپڑی
خونخوار کلوپس
طلسمی انگلی
پتھر کی زندہ عورت
کیٹی سانپ کے سامنے

سپیرے کی کھوپڑی

دھارگ نے کہا:

"اس نوجوان کا نام ناگ ہے۔ وہ کل شام کو میرے دوست اور شہر کے جاگیر دار حباش کے گھر آنے والا ہے۔"

افریقی سپیرے نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اسے ایک مدت سے ایسے سانپ کی تلاش تھی جو پانچ سو سال تک زندہ رہنے کے بعد انسان بن سکتا ہو۔ آج اس کے دل کی امید بھر آئی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور مٹی کے ایک مٹکے میں سے ایک کالی ڈبی نکال کر دھارگ کو دی۔ اس ڈبی میں ناگ بوٹی کی راکھ تھی۔

افریقی سپیرے نے دھارگ سے کہا:

"اس ڈبی میں ناگ بوٹی کی راکھ ہے۔ اس راکھ کو پانی سے بھرے ہوئے گلاس میں ڈال کر ملا دینا جب ناگ آئے تو پیچھے سے اس پر یہ پانی پھینک دینا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ساتھ ہی وہ زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے ایک چھوٹے سے نیم مُردہ نسواری سانپ میں بدل جائے گا۔ تم اس سے ڈرنا مت۔ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکے گا۔ تم اسے اسی کالی ڈبی میں ڈال کر میرے پاس لے آنا۔ میں اسے دھوپ میں سکھا کر اس سے ایک خاص دوائی تیار کروں گا۔ خبردار اسے مارنے کی کوشش نہ کرنا۔ نہیں تو وہ پھر سے زندہ ہو جائے گا اور تم پر حملہ کر دے گا۔ جاؤ۔ میں تمہارا اسی جگہ انتظار کروں گا۔"

دھارگ بڑا خوش ہوا۔ اسے ناگ کو ٹھکانے لگانے کا نسخہ مل گیا تھا۔ اس نے ناگ بوٹی والی کالی ڈبی اپنی جیب میں رکھی اور سیدھا جباش کے پاس آیا اور اسے سارے حالات بیان کر دیئے۔ جباش کو جب معلوم ہوا کہ ناگ سے اس کا پیچھا چھوٹ جائے گا تو وہ بھی بہت خوش ہوا۔ دوسری طرف ناگ جنگل والے غار میں جباش کے بھتیجے جبال کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے اسے بتا دیا تھا کہ دوسرے روز شام کو وہ جائیداد کے سارے کاغذ لا کر اس کے حوالے کر دے گا۔ اور پھر اسے اس کے ساتھ چل کر

اپنی جائیداد پر قبضہ کر لینا ہو گا۔ جبال ویسے خوش تھا مگر اسے اپنے چچا سے ڈر بھی لگ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کا چچا اتنی آسانی سے جائیداد اس کے حوالے کرنے والا نہیں ہے۔ لیکن وہ خاموش تھا اور تیل دیکھ رہا تھا اور تیل کی دھار دیکھ رہا تھا۔

وقت مقررہ پر شام ہوئی تو ناگ نے جبال سے کہا،

"میں تمہارے چچا جباش کی حویلی میں اس سے تمہاری جائیداد کے کاغذات لینے جا رہا ہوں اگر مجھے دیر ہو گئی تو تم گھبرانا مت اور ہاں۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اس غار ہی میں رہنا۔ اس غار سے نکل کر کہیں مت جانا۔ میرے ساتھ کیسے بھی حالات کیوں نہ ہو گئے۔ میں واپس اسی غار میں آنے کی کوشش کروں گا۔"

جبال خاموش رہا۔ اسے جائیداد کی واپسی کی اُمید بہت کم تھی۔ کچھ اس لیے بھی کہ وہ ناگ کی اصل طاقت سے واقف نہیں ہوا تھا۔ ناگ چلا گیا۔

حویلی میں جباش اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جباش نے ناگ کی اطلاع پا کر اسے اپنی خواب گاہ میں بلا لیا۔ وہاں دھارگ بھی پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا گلاس تھا جس میں افریقی سپیرے کی دی ہوئی ناگ بوٹی کی راکھ ملی ہوئی تھی۔ ناگ نے خوابگاہ میں جاتے ہی پوچھا:

"جباش! کیا تمہارا آدمی تمہاری مہر لے کر واپس آ گیا ہے؟"

جباش نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ہاں میرے بھائی۔ وہ آ گیا ہے۔ تم یہاں کرسی پر بیٹھو۔ میں ابھی مہر اور کاغذات منگواتا ہوں۔"

جباش نے ایک رسی کھینچی جو نوکر کو بلانے کے لیے وہاں پلنگ کے سرہانے لٹکتی رہتی تھی۔ مگر اس روز رسی کے آگے سے گھنٹی ہٹا دی گئی تھی۔ ناگ کو جال میں پھنسایا جا رہا تھا۔ ناگ کو اس کا علم نہیں تھا۔ وہ جباش پر اعتبار کرتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس وقت اس کی پیٹھ اس پردے کی طرف تھی جس کے پیچھے مکار دھارگ ناگ بوٹی والا پانی لیے بالکل تیار کھڑا تھا۔ یہ موقع بڑا مناسب تھا۔ جونہی ناگ کرسی پر بیٹھا دھارگ پردے کے پیچھے سے نکلا اور اس سے پہلے کہ ناگ اس کے قدموں کی آہٹ کی آواز سن کر اس کی طرف چونک کر دیکھتا دھارگ نے ایک سیکنڈ میں گلاس کا پانی اس پر پھینک دیا۔

جونہی ناگ بوٹی والا پانی ناگ کے جسم پر گرا اسے ایک شدید دھچکا سا لگا اور وہ کرسی پر سے ایک فٹ اوپر کو اچھلا اور پھر دھڑام سے فرش کے قالین پر گرا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ جباش پلنگ سے اتر آیا۔ دھارگ بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا:

"جباش! میرے دوست کا جادو کام کر گیا۔ اب تم دیکھو گے کہ یہ ناگ ایک چھوٹے سے نسواری سانپ میں تبدیل ہو جائے گا۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ناگ کا انسانی جسم غائب ہو گیا اور اس کی جگہ قالین پر ایک چھوٹا سا نسواری سانپ جلیبی کی طرح پڑا تھا اور اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کر رہا تھا۔

جباش تو خوشی سے چلا اٹھا:

"دھارگ! اسے یہیں کچل کر رکھ دو۔"

دھارگ نے جلدی سے کہا:

"نہیں نہیں۔ ایسا نہیں کرتا۔ ورنہ یہ پھر سے زندہ ہو کر تمہیں ڈس دے گا۔ میرے جادوگر دوست نے کہا تھا کہ جب ناگ سانپ میں بدل جائے تو اسے اسی کالی ڈبی میں بند کر کے میرے پاس لے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنا۔ وہ اسے دھوپ میں سکھا کر اسے پیس ڈالے گا اور اس کی کوئی طلسمی دوا بنائے گا۔"

یہ کہہ کر دھارگ نے ایک چھوٹی سی لکڑی کی مدد سے ناگ کو اٹھا کر کالی ڈبی میں بند کر دیا اور بولا:

"حباش! میں نے تمہارے راستے سے تمہارے سب سے بڑے اور خطرناک دشمن کو ہمیشہ کے لیے ہٹا دیا ہے۔ میں اسے اپنے جادوگر دوست کے حوالے کر کے ابھی آتا ہوں۔"

حباش نے کہا:

"کہیں یہ پھر سے زندہ ہو کر یہاں تو نہیں آ جائیگا؟"

دھارگ بولا: "تم گھبراؤ نہیں دوست۔ میں نے اس کا سارا بندوبست پہلے ہی سے کر لیا ہے۔ ناگ اب ختم ہو چکا ہے کل میرا جادوگر دوست اسے دھوپ میں سکھا کر اس کی لاش کو بھی ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گا۔"

دھارگ نے کالی ڈبی جیب میں رکھی۔ حویلی سے باہر نکل کر گھوڑے پر بیٹھا اور اسے سرپٹ دوڑاتا جنگل میں افریقی سپیرے کے پاس پہنچ گیا۔ اسے جیب سے ڈبی نکال کر دی۔ بوڑھا افریقی سپیرا اس وقت جھونپڑی کے آگے

آگ کا الاؤ روشن کیے بیٹھا ایک سانپ سے کھیل رہا تھا۔ اس نے ڈبی کو کھول کر دیکھا تو اس میں نسواری سانپ بے حس حرکت پڑا تھا۔ وہ بے حد خوش ہوا۔ فوراً سمجھ گیا کہ یہی ناگ سانپ ہے جو سانپ سے انسان بن سکتا تھا مگر اس وقت اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی اور وہ بے ہوش تھا۔ افریقی سپیرے نے ڈبی مٹی کی ہانڈی میں رکھ دی اور دھارگ سے کہا:

"اب تم جا سکتے ہو۔ ناگ میرے قبضے میں آ چکا ہے۔ تم یہی سمجھو کہ یہ مر گیا ہے۔ اب یہ کبھی زندہ ہو کر تمہارے دوست حباش کی حویلی کا رُخ نہیں کر سکے گا۔ میں اسے کل دھوپ نکلتے ہی سوکھنے کے لیے ڈال دوں گا۔ دھوپ میں یہ بہت جلد سوکھ کر سخت ہو جائے گا۔ پھر میں اسے کونڈی میں پیس کر اس کی دوا تیار کر لونگا۔ تم بے فکر ہو کر چلے جاؤ۔ تمہارا دشمن ختم ہو گیا ہے۔"

دھارگ نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"مہاراج! کہیں یہ پھر سے زندہ تو نہیں ہو جائے گا؟"

افریقی سپیرے نے مسکرا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری ساری زندگی سانپوں میں گذر گئی ہے۔ میں جو کہتا ہوں اس پر اعتبار کرو۔ یہ ناگ مرچکا ہے یہ دوبارا زندہ نہیں ہو سکتا۔ اب تم جاؤ اور مجھے میرے سانپ سے کھیلنے دو"۔

دھارگ نے جھک کر شکریہ ادا کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے چل دیا۔

افریقی سپیرے نے اس سانپ کو مٹی کے کٹورے میں بند کر دیا جس کے ساتھ وہ کھیل رہا تھا۔ اور ناگ والی کالی ڈبی کو کھول کر اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ دیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ ناگ سانپ ہی تھا۔ اس کی آنکھیں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں لمبی نما نسواری سانپ سے خاص بُو بھی نکل رہی تھی۔ اب افریقی سپیرا بے چینی سے دھوپ نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ اسے صبح سورج نکلنے تک صبر کرنا تھا۔ اس کے بعد نسواری سانپ کو سکھا کر وہ اس سے ایک ایسی زبردست دوائی تیار کرنے والا تھا جس کے اثر سے وہ مردے کے جسم میں پھر سے زندگی کا خون دوڑا سکتا تھا اور مردے کو زندہ کر سکتا تھا۔ افریقی سپیرے نے ناگ کو کالی ڈبی میں بند کر کے مٹی کی ہانڈی میں رکھ کر اوپر سے ڈھکنا دے دیا اور کٹورے میں سے

سانپ نکال کر اس سے کھیلنے لگا۔

جس سانپ سے وہ کھیل رہا تھا وہ پدم سانپ تھا جو افریقہ کا سب سے سردار سانپ کہلاتا ہے۔ کہتے ہیں اگر وہ کسی انسان یا جانور کے قریب سے بھی گذر جائے تو وہ اس کی تپش کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتا ہے۔ جب سے دھارگ کالی ڈبی لے کر افریقی سپیرے کے پاس آیا تھا پدم سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ بے ہوش ہونے اور ناگ بوٹی کے اثر سے ناگ کے جسم سے خوشبو بہت ہی مدھم اٹھ رہی تھی لیکن پدم سانپ اس خوشبو کو بھی محسوس کر سکتا تھا۔ پدم سانپ کچھ بے چین سا ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے مگر ناگ دیوتا وہاں پر موجود نہیں تھا۔

افریقی سپیرا کچھ دیر تک پدم سانپ سے کھیلتا رہا۔ پھر اس نے پدم سانپ کو ہانڈی میں بند کر دیا اور خود سونے کے لیے جھونپڑی کے اندر چلا گیا۔ پدم سانپ کی ہانڈی اور ناگ سانپ کا مٹی کا کٹورا جھونپڑی کے باہر ایک طرف بانس کی دیوار کے ساتھ ہی پڑے تھے۔ پدم سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ اب اس کا فرض بن گیا تھا کہ وہ ناگ دیوتا کو تلاش کر کے اس کے آگے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تعظیم پیش کرے اور اس کی خدمت بجا لائے۔ چنانچہ پدم سانپ نے ہانڈی میں سے سر باہر نکالا۔ پھر ہانڈی سے باہر نکل آیا۔ اس نے اپنی ساری توجہ ناگ دیوتا کی خوشبو پر مرکوز کر دی۔ یہ خوشبو اسے ساتھ پڑے ہوئے کٹورے میں سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

پدم سانپ آہستہ سے رینگتا ہوا کٹورے کے پاس آ گیا۔ اس نے گردن اٹھا کر کٹورے کے ساتھ لگا دی۔ ناگ دیوتا کی خوشبو کٹورے کے اندر سے ہی آ رہی تھی۔ پدم سانپ بڑا حیران ہوا کہ ناگ دیوتا اس کٹورے میں کیسے آ گیا؟ اس نے آہستہ سے کٹورے کا ڈھکنا نیچے گرا دیا۔ پھر اوپر سے جھانک کر دیکھا۔ کٹورے کے اندر ایک نسواری رنگ کا سانپ جلیبی کی طرح بیٹھا تھا مگر وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت نہیں کر رہا تھا۔ پدم سانپ کو اس نسواری سانپ میں سے ناگ دیوتا کی بڑی تیز خوشبو آتی محسوس ہوئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے جس کو اس کے مالک افریقی سپیرے نے اپنے طلسم سے قید کر رکھا ہے۔

پدم سانپ ناگ دیوتا کی یہ حالت ہرگز نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے اپنے منہ سے گرم پھنکار نکالی اور

ناگ دیوتا کے جسم پر پھینکی۔ پدم سانپ کے اندر بے پناہ طاقت ہوتی ہے۔ یہ سانپ ناگ دیوتا کا وزیر سانپ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی پھنکار کا اثر یہ ہوا کہ ناگ کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی اور اس کو ہوش آ گیا۔ ہوش آتے ہی ناگ کو سب کچھ یاد آنے لگا۔ اس نے کٹورے میں اوپر دیکھا۔ اسے پدم سانپ جھانکتا نظر آیا۔ ناگ نے اپنے جسم کو کھول دیا اور رینگتا ہوا کٹورے سے باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی اس نے سانس لے کر اپنا روپ بدلنے کی کوشش کی مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ سمجھ گیا کہ اس پر دھارگ نے جو پانی پھینکا تھا یہ اس پانی کے طلسم کا اثر ہے کہ وہ اپنی شکل نہیں بدل سکتا۔ اس نے پدم سانپ سے مخاطب ہو کر کہا:

"پدم سانپ! میں ناگ دیوتا ہوں مگر ایک عجیب مشکل میں گرفتار ہوں۔"

پدم سانپ نے سر جھکا دیا اور بولا:

"ناگ دیوتا! مجھے حکم کریں۔ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے کہا:

"مجھ پر کسی نے اس وقت پانی پھینکا تھا جب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں انسان کی شکل میں تھا۔ اس پانی پر جو
کسی نے جادو کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے میں
بے ہوش ہو کر نسواری سانپ بن گیا۔ تمہاری
چھینکنے میرے اندر زندگی تو دوبارا پیدا کر دی ہے مگر
میں ابھی تک اپنی شکل نہیں بدل سکتا۔"

پدم سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! میں سمجھ گیا
ہوں۔ آپ پر میرے مالک افریقی پسیرے نے
ناگ بوٹی کا سفوف ملا پانی چھنکوایا ہوگا۔ ناگ
بوٹی کے اثر سے ناگ دیوتا دوبارا سانپ بن کر بے جان
ہو سکتا ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہارا مالک افریقی پسیرا کہاں ہے؟"

پدم سانپ نے ناگ کو بتایا کہ اس کا افریقی پسیرا
جھونپڑی کے اندر سو رہا ہے۔

ناگ اب بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا کہ یہ ساری
شرارت دھارگ کی ہے اور اس نے حباش کی جائیداد پر
خود قبضہ کرنے کے لیے یہ ساری چال چلی ہوگی اور
اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کے لیے افریقی پسیرے
سے مدد حاصل کی ہوگی۔ اس لئے پدم سانپ سے کہا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری کھوئی ہوئی طاقت مجھے
کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟"

پدم سانپ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! سب سے پہلے تو آپ
میرے ساتھ یہاں سے قریب ہی ایک غار
میں چل کر چھپ جائیں۔ کیونکہ آپ کو کسی خاص
مقصد کے لیے افریقی پسیرے نے حاصل کیا ہے
وہ کل دھوپ میں آپ کو سکھا کر آپ کی دوائی
تیار کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اس کو ایک اجنبی
سے باتیں کرتے سنا تھا۔ چونکہ آپ کی طاقت عارضی
طور پر آپ سے چھین لی گئی ہے اس لیے افریقی
پسیرا آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے سب
سے پہلے تو اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اس
کے بعد میں دوسرے سانپوں سے مشورہ کروں گا کہ
آپ کی کھوئی ہوئی طاقت کیسے واپس آ سکتی ہے۔"

ناگ کو پدم سانپ کی تجویز پسند آئی۔ وہ ایسی حالت
میں تھا کہ افریقی پسیرا اسے ہلاک کر سکتا تھا۔ وہ پدم سانپ
کے ساتھ چل پڑا۔ پدم سانپ رات کے اندھیرے میں اسے
لے کر ندی کے پار ایک ٹیلے کے تنگ و تاریک غار میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے گیا۔ اس غار میں آگے جا کر ایک سوراخ بنا ہوا تھا۔
پدم نے ناگ سے کہا:

عظیم ناگ دیوتا! آپ اس بل میں گھس کر چھپ جائیں میں واپس جاتا ہوں۔ افریقی سپیرا ادھر نہیں آئے گا اگر وہ آیا تو میں اسے ڈس کر بے ہوش کر دوں گا۔ اس کے جسم میں ایسی قوت آ گئی ہوئی ہے کہ وہ کسی بھی سانپ کے ڈسنے سے مر نہیں سکتا۔ لیکن میں اسے بے ہوش کر سکتا ہوں۔ آپ اطمینان سے یہاں چھپے رہیں۔ میں صبح ہوتے ہی جنگل کے سانپوں کو بلا کر ان سے مشورہ کروں گا۔"

ناگ نے کہا:

"تمہارا شکریہ پدم سانپ! میں اسی جگہ چھپ جاتا ہوں لیکن تمہیں جلدی عمل کرنا ہو گا۔ کیونکہ میں ایک انسان کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

پدم سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں صبح ہوتے ہی اپنا کام شروع کر دوں گا۔ میں ابھی اپنا عمل شروع کر دیتا لیکن جنگل کے کچھ سانپ دریا پار گئے ہوئے ہیں جو

سورج نکلتے ہی واپس آ جائیں گے۔ میں کل آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔"

پدم سانپ نے ناگ کو سلام کیا اور غار سے نکل گیا۔ وہ سیدھا واپس افریقی سپیرے کی جھونپڑی میں آ کر اپنی ہانڈی میں اتر کر بیٹھ گیا اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب صبح ہوئی اور سورج نکلا تو افریقی سپیرا جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ وہ سیدھا اس کٹورے کی طرف آیا جس کے اندر اس کے خیال کے مطابق ناگ بند تھا اور جسے آج وہ دھوپ میں سکھا کر اپنی زندگی کی سب سے قیمتی دوا تیار کرنا چاہتا تھا۔ جونہی اس نے کٹورے کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔

کٹورا خالی تھا۔ ناگ غائب تھا۔

افریقی سپیرے کا تو رنگ اُڑ گیا۔ ناگ کہاں چلا گیا؟ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ ناگ کہیں بھی نہیں تھا۔ اب اس نے جھونپڑی کے ارد گرد جھاڑیوں اور درختوں میں سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ وہ حیران تھا کہ ناگ کے بے جان جسم میں جان کیسے پیدا ہو گئی؟ ناگ بوٹی کا اثر کیسے ضائع ہو گیا؟ ایسا کبھی ہو نہیں سکتا تھا۔ ضرور ناگ سانپ کی کسی نے مدد کی ہے۔ کوئی غیر معمولی طاقت اس کی مدد کے لیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگئی ہو گی افریقی سپیرا حیران بھی تھا اور پریشان بھی تھا۔ اس کے ہاتھ سے ایک خزانہ نکل گیا تھا۔ اور وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کسی سانپ سے وہ پوچھ بھی نہیں سکتا تھا کیوں کہ اسے سانپوں کی زبان نہیں آتی تھی۔ اسے خیال آیا کہ کہیں دھارگ تو ناگ سانپ کو اڑا کر نہیں لے گیا۔ مگر اسے کیا ضرورت تھی۔ شاید وہ اسے زمین میں دفن کر دینے کے خیال سے لے گیا ہو۔ مگر وہ اگر ناگ سانپ کو لے جاتا تو اسے کٹورے سمیت اٹھا کر لے جاتا۔ کٹورا تو وہیں موجود تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ناگ سانپ کٹورے میں سے خود ہی رینگ کر باہر نکل گیا ہے ادھر جنگل میں افریقی سپیرا ناگ کو تلاش کر رہا تھا دوسری طرف پدم سانپ نے جنگل کے تمام سانپوں کی ایک میٹنگ بلا رکھی تھی۔ یہ کل بارہ عدد بڑے ہی خطرناک قسم کے سانپ تھے۔ وہ سارے کے سارے افریقی سپیرے کی جھونپڑی سے تھوڑی دور ایک گھنے درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ پدم سانپ ان کے درمیان اونچے پتھر پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے تمام سانپوں کو ناگ دیوتا کی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا۔

ایک سانپ نے کہا:

"پدم سانپ! یہاں سے تھوڑی دور پار ایک پرانا

قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں ایک جادوگر سپیرے کی کھوپڑی دفن ہے۔ کہتے ہیں کہ آدھی رات کو اگر پدم سانپ اس کھوپڑی سے کوئی سوال کرے تو کھوپڑی اس کا جواب دیتی ہے۔ کیوں نہ اس سے چل کر ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ پوچھا جائے۔"

پدم سانپ کو یہ تجویز پسند آئی۔ باقی سانپوں نے اس کی تائید کی۔ پدم سانپ بولا:

"اگر یہ بات ہے تو میں آج رات کو ہی پرانے قبرستان میں جا کر سپیرے جادوگر کی کھوپڑی سے ملاقات کروں گا۔ اب تم لوگ اپنے اپنے گھروں کو جاؤ۔ میں ناگ دیوتا کو جا کر یہ بات بتاتا ہوں کہ ان کی تسلی ہو جائے۔"

سانپ اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے اور پدم سانپ سیدھا ناگ والی غار کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ غار کے اندر بل میں خاموش بیٹھا تھا۔ پدم سانپ کی بو اسے آئی تو بل میں سے باہر آ گیا۔ پدم سانپ نے اسے سارا ماجرا سنایا اور کہا کہ وہ آج رات سپیرے کی کھوپڑی سے بات کرنے دریا پار والے قبرستان میں جا رہا ہے۔ اس نے ناگ کو یہ بھی بتایا کہ افریقی سپیرا اس کے گم ہو جانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے بہت پریشان ہے۔ ناگ نے پدم سانپ کو تاکید کی کہ وہ سپیرے کی کھوپڑی کو سب کچھ بتا دے اور اس سے پورا مشورہ لے کر سیدھا اسی کی طرف آئے۔ پدم سانپ نے جلد واپس آنے کا وعدہ کیا اور وہاں سے واپس اپنے جھونپڑے کی طرف آ گیا۔

افریقی سپیرا جھونپڑے میں پریشان بیٹھا تھا۔ اسے ناگ ابھی تک نہیں مل سکا تھا۔ اس نے پدم سانپ کو آتے دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ یہ کدھر چلا گیا تھا۔ وہ اس سے کچھ پوچھ تو سکتا نہیں تھا۔ بس سوچ کر ہی رہ گیا کہ یہ کہاں گیا ہوگا اس کے دل میں شک سا پڑ گیا کہ ہو سکتا ہے ناگ سانپ کے فرار کرانے میں پدم سانپ کا ہاتھ ہو۔ وہ اس کی طرف سے ہوشیار ہو گیا۔ اس نے پدم سانپ کو زمین پر سے اٹھا کر پیار کیا اور بولا:

"ارے تم کہاں آوارہ گردی کرتے پھر رہے تھے۔"

پھر اسے جان بوجھ کر ایک ایسی ہانڈی میں چھوڑ دیا جس کا ڈھکنا اوپر سے ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ اس تاک میں تھا کہ اب اگر پدم سانپ ہانڈی سے نکل کر جنگل میں گیا تو وہ اس کا پیچھا کرے گا۔ افریقی سپیرا رات کو سونے کی بجائے جھونپڑی کے اندر جا کر جاگتا رہا۔ اس کی نگاہیں باہر ہانڈی پر لگی

تھیں جس میں پدم سانپ تھا۔ افریقی سپیرے کا شک درست نکلا۔ جب رات آدھی ہو گئی تو پدم سانپ ہانڈی میں سے نکل کر جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ افریقی سپیرے نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔

پدم سانپ دریا کنارے پہنچ کر رک گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ افریقی سپیرا جلدی سے ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ پدم سانپ دریا میں اتر گیا۔ یہاں دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ چند سیکنڈ کے بعد افریقی سپیرا بھی دریا میں اتر گیا۔ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ کر اس نے پدم سانپ کا تعاقب پھر سے شروع کر دیا۔ پدم سانپ ویران اور گھاٹیوں میں سے گذرتا آخر ایک پرانے قبرستان میں داخل ہو گیا۔ اپنی چھٹی حس کی مدد سے اس نے بہت جلد جادوگر سپیرے کی قبر تلاش کر لی۔ اس وقت رات آدھی گذر گئی تھی۔

افریقی سپیرا حیران تھا کہ پدم سانپ اس قبرستان میں کس لیے آیا ہے؟ ہو نہ ہو یہاں کسی جگہ ناگ سانپ چھپا ہوا ہے جس کو یہ پدم سانپ ملنے آیا ہے۔ جب اس نے پدم سانپ کو ایک پرانی قبر کے اندر گھستے دیکھا تو وہیں ایک طرف ہٹ کر پتھروں کی اوٹ میں بیٹھ کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ پدم سانپ قبر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر گیا تو دیکھا کہ قبر کے نیچے لحد کی مٹی میں انسانی ہڈیاں پڑی تھیں۔ ان کے اوپر ایک انسانی کھوپڑی موجود تھی۔ یقیناً یہی جادوگر سپیرے کی کھوپڑی تھی۔

پدم سانپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

"اے جادوگر سپیرے کی کھوپڑی! میں پدم سانپ ہوں ناگ دیوتا پر اس وقت ایک مصیبت آن پڑی ہے میں اس مصیبت کا حل تلاش کرنے تیرے پاس آیا ہوں۔"

اچانک کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر اسے سانپ کے پھنکار ایسی آواز آئی:

"پدم سانپ! میں جانتا ہوں ناگ دیوتا کسی مشکل میں گرفتار ہے۔ اس کی طاقت اس کا ساتھ چھوڑ گئی ہے۔ اور یہ محض اس لیے ہوا ہے کہ ناگ دیوتا ایک یتیم نوجوان کو اس کا حق دلانا چاہتا تھا جو لوگ نیک کام کرتے ہوئے کسی مشکل میں پھنس جائیں ان کی مدد کرنا ہر انسان اور حیوان کا فرض ہے مگر اس سے پہلے کہ میں تمہیں ناگ دیوتا کا علاج بتاؤں میں تمہیں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ بوڑھا افریقی سپیرا تمہارا پیچھا کرتا قبرستان تک آ گیا ہے

اور اس وقت وہ باہر پتھروں کی اوٹ میں بیٹھا ہے۔"

پدم سانپ نے کہا:

"تمہارا شکریہ جادوگر سپیرے کی کھوپڑی۔ میں اس سے خود ہی نمٹ لوں گا لیکن تم برائے مہربانی مجھے ناگ دیوتا کا کوئی علاج بتاؤ۔"

جادوگر سپیرے کی کھوپڑی نے کہا:

"اس کا علاج یہ ہے کہ جس غار میں ناگ دیوتا چھپا ہوا ہے اس کے باہر بھوج بوٹی کا پودا لگا ہے۔ اس پودے کی ایک شاخ توڑ کر غار میں اسے آگ لگا دو۔ جب ناگ دیوتا اس کے دھوئیں میں اچھی طرح سے نہا لے گا تو اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آ جائے گی لیکن مجھے خطرہ ہے کہ جو افریقی سپیرا تمہارا پیچھا کر رہا ہے وہ تمہارے پیچھے پیچھے ناگ دیوتا کے غار تک بھی جائے گا اور وہاں وہ ناگ کو پکڑ لے گا۔"

پدم سانپ نے کہا:

"میں ابھی اسے باہر نکل کر ڈس دیتا ہوں۔ میرے ڈسنے سے وہ بیس گھنٹے تک بے ہوش رہے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگر سپیرے کی کھوپڑی نے جواب دیا:
"تم بڑے نادان ہو۔ یہ افریقی سپیرا بڑا عیار ہے
اس نے ایک ایسی جڑی بوٹی کا عرق پی رکھا
ہے کہ اب اس پر کسی سانپ کے زہر کا اثر
نہیں ہو سکتا۔"
پدم سانپ نے پوچھا:
"تو پھر تم ہی کوئی طریقہ بتاؤ کہ میں اس سے کیسے
پیچھا چھڑاؤں؟"
کھوپڑی نے کہا:
"میں کوئی طریقہ نہیں بتا سکتا جو کچھ میں نے تمہیں
بتانا تھا بتا دیا ہے۔ اب تم یہاں سے جا سکتے ہو۔"
پدم سانپ چپکے سے قبر کے سوراخ سے باہر نکل آیا
باہر نکلتے ہی اس نے ذرا سی گردن اٹھا کر پتھروں کی طرف
دیکھا۔ واقعی وہاں اسے اپنے مالک افریقی جادوگر کا سر
دکھائی دیا۔ وہ بھی پدم سانپ کی طرف دیکھا رہا تھا۔
پدم سانپ نے قبر کی دوسری طرف سے ہو کر تیزی سے
دریا کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ افریقی جادوگر پیچھے کیسے
رہ سکتا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ وہ تو
معلوم کرنا چاہتا تھا کہ پدم سانپ جاتا کہاں ہے۔ اس

سپیرے کی قبر کے ساتھ ناک لگا کر دیکھ لیا تھا کہ قبر کے
اندر سے ناگ سانپ کی بُو نہیں آ رہی تھی۔ اس نے
پدم سانپ کا پیچھا شروع کر دیا۔ پدم سانپ دریا میں اترا
تو اس کے پیچھے افریقی جادوگر بھی اتر گیا
پدم سانپ دریا کے دوسرے کنارے پر جا کر جتنی جلدی
سے دوڑ سکتا تھا دوڑنے لگا۔ افریقی جادوگر نے بھی ساری
زندگی سانپوں میں گذاری تھی۔ وہ بھی اس کے تعاقب میں
تیز تیز دوڑنے لگا۔
پدم سانپ نے سوچا کہ اگر افریقی سپیرا اس کے پیچھے
برابر لگا ہوا ہے تو وہ ناگ دیوتا کے غار کی طرف نہیں
جائے گا۔ پدم سانپ ایک درخت کے پاس رُک گیا اور
پیچھے دیکھنے لگا۔ عیار افریقی سپیرا ایک طرف ہو کر چھپ
گیا تھا۔ پدم سانپ نے دیکھا کہ افریقی سپیرا اس کے تعاقب
میں نہیں تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ افریقی سپیرا راہ بھول گیا ہے پھر بھی
پدم سانپ نے کچھ دیر انتظار کیا جب افریقی سپیرا پھر بھی نہ آیا تو
اس نے اطمینان کا سانس لیا اور ناگ دیوتا کے غار کی
طرف رینگنے لگا۔ ناگ دیوتا غار کے اندر ہی موجود تھا۔
پدم سانپ نے ناگ کو کچھ بتانے کی بجائے باہر ہی
سے بھوج بوٹی کی ایک شاخ منہ سے توڑ کر غار کے
اندر لے جا کر رکھی اور اسے اپنی پھنکار سے آگ لگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دی۔ آگ لگتے ہی بوٹی میں سے دھواں اٹھنے لگا۔ دھواں ساری غار میں پھیل گیا۔ اب پدم سانپ نے چیخ کر ناگ سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! کھوپڑی نے یہ دھواں آپ کا علاج بتایا ہے۔ دھوئیں میں اپنے جسم کو کھول دیں۔"

ناگ نے پدم کی آواز سنتے ہی اپنے جسم کو کھول دیا۔ دھوئیں کی لہریں اس کے جسم سے ٹکرا رہی تھیں۔ اتنے میں افریقی جادوگر بھی غار میں پہنچ گیا۔ پدم سانپ باہر بھاگنے لگا تو افریقی سپیرے نے اسے کہا:

"بدبخت تو نے مجھ سے غداری کی۔ تو نے ناگ سانپ کو یہاں چھپا دیا تھا۔ مجھے اس کی بو آ رہی ہے اب میں اسے ایسی جگہ رکھوں گا کہ تیرا باپ بھی اس تک نہ پہنچ سکے گا۔"

پدم سانپ گھبرا گیا۔ افریقی سپیرا غار میں ناگ کی طرف بڑھا۔ پدم سانپ نے سانپوں کی آواز میں ناگ کو خبردار کر دیا۔

ناگ دیوتا کی اسے آواز آئی:

"فکر نہ کرو پدم! میری طاقت واپس آ رہی ہے۔"

اتنے میں افریقی سپیرا ناگ کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ناگ کے نسواری سانپ کو اٹھا کر اپنی مٹھی میں بند کر دیا۔ وہ بہت خوش تھا کہ اسے ناگ سانپ واپس مل گیا اور ناگ یہ سوچ کر خوش تھا کہ اسے اس کی طاقت واپس مل گئی ہے۔

افریقی سپیرا ناگ سانپ کو لے کر اپنی جھونپڑی کی طرف چل پڑا۔ ناگ خاموش تھا۔ ابھی وہ کوئی حرکت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

افریقی سپیرے نے ناگ سانپ کو جھونپڑی میں لے جا کر مٹی کی ہانڈی میں ڈال کر اس کے ڈھکنے پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا اور غصے میں بولا:

"صبح سورج نکلتے ہی میں تجھے دھوپ میں سکھا کر پیس ڈالوں گا۔ میں تیرا سرمہ بنا دوں گا۔ اب تو بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔"

ناگ دل میں ہنس رہا تھا۔ وہ بھی صبح کے وقت واپس جبال کے پاس جانا چاہتا تھا۔ رات تھوڑی سی تھی۔ بہت جلد دن نکل آیا۔ سورج طلوع ہوا تو سپیرے نے ناگ والی ہانڈی اٹھائی اور اسے لے کھلی جگہ پر آ گیا۔ ہانڈی اس نے دھوپ میں رکھ دی۔ اس نے ہانڈی کا ڈھکنا اٹھا دیا اور پھر ناگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تسواری سانپ کو پکڑ کر اس کے جسم کے ساتھ پکی
دستی باندھ کر اس کا سرا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور
"اب تو بھاگ کر کہاں جائے گا؟"
ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی بجائے ناگ
آہستہ سے سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہاں سانپ کی
بہت بڑا خونخوار شیر کھڑا تھا۔ شیر نے ایک ایسی
ماری کہ افریقی سپیرا دہشت کے مارے غش کھا کر
دھڑام سے گر پڑا۔ ناگ نے قریب آ کر اسے غ
سے دیکھا۔ پھر سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر کے
میں اڑان بھری اور سیدھا اس غار کی طرف اڑ گیا جہا
جبال کو اس نے بیٹھے رہنے کی ہدایت کی تھی۔
جبال بڑی پریشانی کی حالت میں تھا۔ غار کے قریب
کر ناگ نے انسانی شکل دوبارہ اختیار کی اور غار میں
ہو کر جبال سے کہا:
"مجھے دیر ہو گئی دوست! مگر میں تیرا سب انتظام
کر آیا ہوں۔ اب تم میرے ساتھ چلو اور اپنی جائیداد
اپنے ظالم چچا جباش سے واپس لے لو۔"
جبال حیران ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگا۔

خونخوار کلوپس

اس نے ناگ سے کہا:
"ناگ بھیا! یہ تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو کیا؟"
ناگ بولا: "تم میرے ساتھ چلو۔ تمہیں وہاں چل کر سب
کچھ معلوم ہو جائے گا۔"
جبال تیار نہیں ہو رہا تھا۔ مگر ناگ اسے ساتھ لے جانا
چاہتا تھا۔ اس نے جبال سے کہا:
"وہاں پہنچنے کے بعد تم کچھ ایسی کرامتیں دیکھو گے
کہ جس پر تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ مگر تم حیران
مت ہونا اور مجھ پر بھروسہ رکھنا۔ میں ہر حالت
میں ہر شکل میں تمہارا دوست ہی ہوں گا۔"
جبال کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ناگ بڑے جوش
میں تھا اور اب وہ جباش اور اس کے مکار ساتھی دھارگ
پر اچانک اور بھرپور حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے جبال کو
غار سے باہر آتے ہوئے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں نے ابھی تک تمہیں اپنے بارے میں کچھ نہیں
بتایا تھا اور بتانا بھی نہیں چاہتا تھا مگر اب مجبور
ہو گیا ہوں۔ کیوں کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی حیرت
انگیز چیز اچانک دیکھ کر تم پر سکتہ طاری نہ ہو
جائے۔ میری بات غور سے سنو۔ میں ایک بہت
بڑا جادو جانتا ہوں۔ اس جادو کی مدد سے میں جو
شکل چاہے اختیار کر سکتا ہوں۔"

اس پر حیران ہونے کی بجائے جبال ہنسنے لگا اور بولا:

"یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟ میں کسی جادو کو نہیں مانتا
میں نے آج تک ایسا جادوگر نہیں دیکھا جو اپنی شکل
بدل سکتا ہو۔"

ناگ پہلے ہی جوش میں تھا۔ جبال کے اس جملے نے
جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اس نے زور سے پھنکار ماری اور
جبال کی آنکھوں کے سامنے اب ناگ کی جگہ ایک بہت
بڑا اژدہا موجود تھا جس کے سات منہ تھے اور ہر منہ میں
سے سرخ زبان باہر نکل کر لہرا رہی تھی۔ جبال تو خوف
کے مارے کانپنے لگا۔ ناگ فوراً ہی واپس انسانی شکل میں
آ گیا اور جبال کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا:

"کیا اب تمہیں یقین آ گیا ہے؟ میں اس لیے واپس

انسانی شکل میں آ گیا ہوں کہ تم کہیں بے ہوش
نہ ہو جاؤ۔"

جبال کا رنگ ابھی تک زرد تھا۔ اپنے خشک ہونٹوں
پر زبان پھیرتے ہوئے بولا:

"تم ــــ تم سچ مچ بہت بڑے جادوگر ہو۔ مگر یہ
کام تم نے پہلے دن نہ کیا جو اب کرنے جا
رہے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"میں شرافت سے کام لے رہا تھا۔ مگر اب معلوم
ہوا کہ یہ گھی سیدھی طرح سے نہیں نکلے گا۔ اب تم
میرے ساتھ آؤ۔ ہماری حویلی کی طرف جا رہے ہیں۔"

دن کی روشنی جنگل کے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ
نے جبال کو ساتھ لیا اور جنگل میں شہر کو جانے والی سڑک پر
چلنے لگا۔ جب شہر سامنے نظر آنے لگا تو ناگ نے کہا:

"تم اور اپنی حویلی کے قریب ایک جگہ چھپ کر بیٹھے
رہنا۔ مجھے جو کچھ کرنا ہے میں خود ہی جا کر کروں گا۔
تم ادھر ادھر چھپ کر تماشا دیکھتے رہنا اور جب میں
آواز دوں تو آ جانا۔"

ناگ اور جبال شہر داخل ہو گئے۔ جب جبال کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حویلی سامنے دکھائی دی تو حبال ایک درخت کی اوٹ میں ہو کر چھپ گیا۔

ناگ نے کہا:

"جب تک میں نہ پکاروں تم اسی جگہ چھپے رہنا۔"

ناگ اتنا کہہ کر جباش کی حویلی کی طرف بڑھا۔ حویلی کے دروازے پر پہرے دار کھڑے تھے۔ ناگ اندر داخل ہونے لگا تو پہرے داروں نے اسے روک دیا اور کہا:

"تمہیں وہاں کی اجازت نہیں ہے۔"

ناگ نے ایک پھنکار ماری اپنی شکل سانپ میں تبدیل کی تو دونوں پہرے دار بے ہوش ہو کر دھڑام سے نیچے گر پڑے۔ ناگ نے دوبارا انسانی شکل بدلی اور حویلی میں داخل ہو کر سیدھا جباش کے کمرے کی طرف بڑھا کمرے کے باہر برآمدے میں دھارگ ایک کنیز سے کوئی بات کر رہا تھا۔ اس کی نظر جو ناگ پر پڑی ایک تو وہیں اسے دیکھنے کا دیکھتا رہ گیا اور

ناگ نے بلند آواز میں کہا:

"اے شخص! تو سمجھ رہا تھا کہ میں مر چکا ہوں انسان۔ مگر میں تیری موت بن کر یہاں پھر آ گیا ہوں اب تو مجھ سے بچ کر نہیں جا سکے گا۔"

دھارگ فوراً جباش کے کمرے کی طرف دوڑا۔ ناگ بھی اس کے پیچھے لپکا۔ اندر گیا تو چار محافظ تلواریں لہراتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ جباش پلنگ پر گھبرایا ہوا سا بیٹھا تھا۔

دھارگ نے چیخ کر کہا:

"ختم کر دو اس ناگ کے بچے کو۔"

ناگ نے سانس بھرا اور ایک چڑیا بن کر فضا میں بلند ہو کر چھت کے نیچے اڑنے لگا۔

دھارگ نے کہا:

"اس پر تیر چلاؤ۔"

پہرے داروں نے تیر اندازوں کو بلا لیا۔ تیر انداز ابھی کمرے کے باہر ہی تھے کہ ناگ نے فرش پر اترتے ہی ایک بہت بڑے مست افریقی ہاتھی کی شکل اختیار کی اور پہاڑ کی طرح جھومتے ہوئے آگے بڑھ کر چاروں تلوار والے پہرے داروں کو سونڈ میں لپیٹ کر اتنی زور سے اچھالا کہ چھت سے ٹکرا کر ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ جباش کا چہرہ اتر گیا تھا۔ دھارگ باہر کو بھاگنے لگا تو ناگ نے اپنی سونڈ بڑھا کر اسے لپیٹ کر اوپر اٹھایا اور زور سے فرش پر پٹخ دیا۔ دھارگ پھر نہ اٹھ سکا۔ ناگ نے اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سینے پر اپنا چٹان ایسا پاؤں رکھ کر اتنی زور سے دبایا کہ دھارگ کا جسم فرش کے ساتھ چپک کر رہ گیا۔

اب ناگ نے جباش کو سونڈ میں اٹھا لیا۔

جباش نے فریاد کی:

"ناگ! مجھے معاف کر دے۔ میرا کوئی قصور نہیں مجھے دھارگ نے غلط مشورہ دیا تھا۔ میں تو تمہارے کہنے کے مطابق ہی عمل کر رہا تھا۔ اس نے مجھے بھٹکا دیا۔ مجھے معاف کر دے۔"

اب وہاں دوسرے لوگ بھی آ گئے تھے۔ ہاتھی کو جباش کی خواب گاہ میں دیکھ کر سبھی وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ باقی ناگ نے جباش کو آرام سے اس کے بستر پر بٹھا دیا اور خود انسانی شکل میں واپس آتے ہوئے بولا:

"جباش! تم نے میری طاقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اب میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے بھتیجے کو اس کا حق واپس کر دو اور ساری جائیداد اس کے حوالے کر دو جو اسی کا حصہ ہے۔ کیا تم تیار ہو؟"

جباش تو ناگ کے قدموں پر گر پڑا اور گڑگڑاتا ہو

بولا: "حضور! میں تیار ہوں۔ میں تیار ہوں۔ ہر وقت تیار ہوں۔ چوبیس گھنٹے تیار ہوں۔"

اور وہ پلنگ کی طرف بڑھا۔ سرہانے کے نیچے سے چابیوں کا گچھا نکالا اور ناگ کو دے کر بولا:

"یہ میرے خزانے کی چابیاں ہیں۔ اور ۔ اور۔ میں جائیداد کے کاغذوں پر ابھی مہر لگا کر تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تم جبال کو دے دو۔ کہاں ہے میرا پیارا بھتیجا؟"

ناگ مسکرایا: "اب تمہیں پیارے بھتیجے کا بھی خیال آ گیا۔ ابھی بلاتا ہوں میں اسے تم اتنی دیر میں جائیداد کے کاغذات نکال کر تیار کرو۔"

ناگ کمرے سے نکل آیا۔ حویلی کے گیٹ میں سے گذر کر اس نے درخت کی طرف منہ کر کے بلند آواز میں جبال کو آواز دی اور کہا:

"جبال آ جاؤ۔ تمہیں تمہارا حق واپس مل رہا ہے۔"

جبال درخت کی اوٹ میں سے نکل کر حویلی میں آیا تو نوکروں اور کنیزوں نے مسکرا کر اس کا خیر مقدم کیا۔ سب کو معلوم تھا کہ حویلی کا اصلی مالک جبال ہی ہے۔ وہ ظالم جباش کی وجہ سے زبان نہیں کھول سکتے تھے لیکن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے جبال کو دیکھا تو خاموشی سے سر جھکا لیا۔
جبال نے قریب جا کر کہا:
"لیلےٰ! ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ پھر ہمیں شادی کرنے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"
جباش نے لپک کر اپنے بھتیجے جبال کو گلے لگا لیا اور جائیداد کے سارے کاغذات اس کے حوالے کرتے ہوئے بولا:
"پیارے بھتیجے! میں سیدھے راستے سے بھٹک گیا تھا۔ اب واپس آ گیا ہوں۔ خدا سیدھے راستے پر واپس آ جانے والوں کے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ تم بھی میرے گناہوں کو میری غلطیوں کو معاف کر دینا۔ اب یہ حویلی، ساری جائیداد تمہاری ہے۔ لیلےٰ سے تمہاری شادی کر کے میں ملک یونان کی طرف نکل جاؤں گا۔ باقی زندگی میں کسی تنہا جزیرے میں رہ کر بسر کرنا چاہتا ہوں۔"

دوسرے روز لیلےٰ اور جبال کی شادی ہو گئی۔ ناگ نے دونوں کو ہیرے کی ایک ایک انگوٹھی پہنائی۔ یہ انگوٹھیاں پدم سانپ نے اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے ناگ کو دی تھیں۔ اس سے اگلے روز جباش ملک یونان کی طرف جانے لگا تو ناگ نے کہا:

"میں بھی چاہتا ہوں کہ اپنے ایک گمشدہ بھائی کی تلاش میں ملک یونان کی طرف چلوں۔"
جباش بڑا خوش ہوا بولا:
"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ تم میرے ساتھ ہی چلو۔ مجھے ایتھنز کی بندرگاہ سے دوسرا جہاز لے کر جزیرے کی طرف جانا ہے۔"

اس سے اگلے دن ناگ نے جبال اور لیلےٰ سے اجازت لی۔ جباش نے اپنے داماد اور بیٹی کو پیار کیا۔ دعائیں دیں اور ناگ کے ساتھ بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جہاں سے انہوں نے ایک سمندری جہاز پکڑا اور ملک یونان کی طرف سفر شروع کر دیا۔

دوستو! آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہم نے عنبر بھیتو سانگ اور ماریا کو ملک یونان ہی میں اس وقت چھوڑا تھا جب وہ کیپٹن کی تلاش سے مایوس ہو کر ایتھنز شہر کو الوداع کہہ کر اسی ملک کے ایک شہر سپارٹا کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ جبکہ دوسری طرف چالاک جادوگر گباش کیپٹن کو لے کر جہاز میں بیٹھا افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف جا رہا تھا۔ یہ بات یاد رکھیں کہ کیپٹن گباش کی مرحومہ بیوی وشاکھا کی شکل میں انگلی کے برابر سائز کی ہو کر گباش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی جیب میں بند ہے۔ کیٹی کا سر گمباش کی مردہ بیوی کا
ہے اور کالا حبشی عورت ایسا ہے جب کہ اس کا باقی
جسم گورا ہے۔ وہ ننھے قد کی ہو چکی ہے۔ اسے تھیوسانگ
نے ساتھ لے جانے کے لیے چھوٹا کیا تھا مگر جادوگر گمباش
نے عیاری سے کام لیتے ہوئے ماریا سے کیٹی کو چھین
لیا۔ اب وہ افریقہ کے بہت مشہور ملک سوڈان کی طرف
جا رہا ہے کہ وہاں ننھی سی وشاکھا کیٹی کو سوڈان کے بادشاہ
کے دربار میں پیش کر کے اس کے بدلے میں اس سے بھاری
انعام و اکرام حاصل کرے۔ ہم کیٹی کو گمباش کی جیب ہی
میں چھوڑتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ کیٹی کی یادداشت
اس کی اپنی نہیں ہے بلکہ گمباش کی مرحومہ بیوی وشاکھا کی
یادداشت ہے اور وہ اپنے آپ کو گمباش کی حبشی بیوی ہی
سمجھ رہی ہے اور اسے اپنا باقی کا جسم گورا نہیں بلکہ کالا
ہی نظر آتا ہے۔ گمباش ابھی سمندر میں سفر کر رہا ہے جبکہ
ناگ سمندری جہاز میں بیٹھا ملک یونان کے شہر ایتھنز کی طرف
آ رہا ہے۔ اب ہم عنبر اور تھیوسانگ ماریا کی طرف جاتے ہیں۔

جب وہ ایتھنز سے چل کر سپارٹا شہر کی طرف روانہ
ہوئے تو آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔
سپارٹا کا شہر ایتھنز سے زیادہ دور نہیں تھا اور سارا راستہ

پہاڑی تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ گھوڑوں پر سوار تھے۔ ماریا
غیبی حالت میں ان کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑتی چلی جا
رہی تھی۔ سپارٹا ابھی دور تھا کہ راستے میں انہیں دریا
کے کنارے ایک چھوٹا سا شہر نظر آیا۔ جب وہ اس شہر
میں پہنچے تو یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کہ شہر کی سب
دکانیں دن کے وقت بھی بند تھیں۔ گھروں کے دروازے
اور کھڑکیاں بھی بند تھیں۔ پہلے تو وہ یہ سمجھے کہ شاید یہ
لوگ اس روز چھٹی کرتے ہیں۔ وہ ایک ویران سنسان بازار
میں سے گذر رہے تھے کہ اچانک ایک مکان کی کھڑکی
کھلی اور ایک عورت نے چلا کر عنبر اور تھیوسانگ سے کہا:

"کیا تم مرنا چاہتے ہو جو یوں بازار میں پھر رہے
ہو۔ کلوپس کی قربانی کے لیے راجہ کو دو نوجوانوں
کی ضرورت ہے۔ کہیں اس کے آدمی تمہیں نہ
پکڑ لیں۔ کہیں چھپ جاؤ"

یہ کہہ کر عورت نے کھڑکی بند کر دی۔ عنبر نے حیران
ہو کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔

ماریا بولی: "یہ کلوپس کون ہے۔ جس کی قربانی کے
لیے یہاں کے راجہ کو مزید دو آدمیوں کی ضرورت ہے؟"

عنبر نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معلوم ہوتا ہے اس شہر کے کچھ نوجوانوں کو قربانی کے لیے پکڑا گیا ہے اور اب راجہ کے آدمی مزید دو آدمیوں کی تلاش میں ہیں؟"

ماریا بولی: "وہ گھروں میں گھس کر دو آدمی کیوں نہیں پکڑ لیتے؟"

تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا:

"ہو سکتا ہے اس کے لیے شرط ہو کہ ایسے دو نوجوانوں کو پکڑا جائے جو مکان سے باہر بازار میں گھوم رہے ہوں۔"

عنبر بولا: "میرا خیال اس مصیبت زدہ شہر سے باہر ہی نکل جائیں تو بہتر ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اس کی بجائے ہمیں اس مصیبت زدہ شہر کی مدد کرنی چاہیے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"اس شہر کی مدد کرتے کرتے کہیں ہم کسی مشکل میں نہ پھنس جائیں۔ ابھی پہلے ہی ہمیں ناگ اور کیٹ کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔"

ابھی تھیوسانگ نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ ایک طرف

سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سات گھوڑوں پر سات زرہ پوش سوار بیٹھے نیزے لہراتے ان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

عنبر نے کہا:

"اب بھاگنا نہیں۔ یہیں کھڑے رہو۔ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ ہمیں کہاں لے جاتے ہیں اور وہ بلا کلوپس کیا شے ہے؟"

گھوڑ سوار لمبے تڑنگے یونانی تھے۔ انہوں نے عنبر اور تھیوسانگ کو گھیرے میں لے لیا۔ ان کے دستے کے سردار نے بلند آواز میں حکم دیا:

"تم کو دیوتا کلوپس نے اپنی قربانی کے لیے چن لیا ہے۔ راجہ کے حکم سے ہمارے ساتھ چلو۔"

عنبر نے پوچھا:

"مگر تم لوگ ہمیں کہاں لیے جا رہے ہو؟"

سردار نے کڑک کر کہا:

"خاموش رہو۔ یہ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائیگا۔"

ماریا نے آہستہ سے عنبر سے کہا:

"خاموشی سے چلے چلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

تھیوسانگ سر کھجانے لگا۔ بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم تو یہاں پردیسی ہیں۔"
یونانی سردار نے کہا:
"ہمیں ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت تھی۔"
عنبر نے کہا:
"تھیوسانگ! اب کیا ہو سکتا ہے جہاں یہ لے جاتے ہیں ان کے ساتھ چلتے ہیں۔"
ساتھ ہی عنبر نے تھیوسانگ کو ہلکی سی آنکھ مار دی جس کا مطلب تھا کہ ہم اس کلوپس کی قربانی کے راز کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ کون ہیں جنہیں ہم سے پہلے انہوں نے پکڑ رکھا ہے اور جن کو یہ قربان کرنے والے ہیں۔ یونانی سپاہیوں نے عنبر اور تھیوسانگ کے ہاتھ رسّی سے ان کی پیٹھ پر باندھ دیے اور انہیں پیدل چلاتے ہوئے لے کر ایک طرف کو روانہ ہو گئے۔

اس چھوٹے سے شہر کے سنسان بازاروں میں سے گذرتے ہوئے گھوڑ سواروں کا یہ دستہ دریا پر پہنچ گیا۔ یہاں ایک طرف دریا پر کشتیوں کا پُل بنا ہوا تھا۔ پل بھی خالی اور ویران تھا۔ کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پل پار کرنے کے بعد گھوڑ سوار سپاہی عنبر اور تھیوسانگ کو لیے ایک ٹیلے کی چڑھائی چڑھنے لگے۔ ماریا ان کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔ ٹیلے کی دوسری جانب اترنے کے بعد ایک کھلا میدان آ گیا جس کے ایک جانب گہرے سیاہ رنگ کے پانی کی جھیل تھی۔ جھیل کے کنارے پتھر کی سیڑھیاں نیچے پانی میں اترتی تھیں۔ یہاں عنبر اور تھیوسانگ نے دیکھا کہ کنارے پر سیڑھیوں کے اوپر ایک قطار میں بانس کے کھمبے لگے تھے۔ ان کھمبوں پر رسّی کے ساتھ انسانی کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے پاس ہی ایک کوٹھڑی تھی جس کے باہر دو یونانی سپاہی تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ اور تھیوسانگ کو اس کوٹھڑی میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ کوٹھڑی کے اندر ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ پتھر کا فرش گیلا تھا۔ پہلے تو عنبر اور تھیوسانگ کو کچھ نظر نہ آیا۔ دیوار کے اوپر ہوا کے لیے بنے ہوئے چھوٹے سے سوراخ میں سے آتی دن کی مدھم روشنی میں انہیں پرکوٹے میں دو انسانی سائے سمٹے ہوئے نظر آئے۔ اور تھیوسانگ ان کے قریب آئے تو معلوم ہوا کہ میں سے ایک زرد دہشت زدہ چہرے والی ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکی ہے اور دوسرا ایک نوجوان لڑکا ہے۔ وہ دونوں عنبر اور تھیوسانگ کی طرف حسرت بھری آنکھوں سے تک رہے تھے۔ عنبر نے پوچھا:

"کیا تمہیں کلوپس کی قربانی کے لیے لایا گیا ہے؟"

لڑکی اور لڑکے نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ٹکٹکی باندھے عنبر اور تھیوسانگ کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے انتہائی مایوسی کے ساتھ اپنے سر جھکا دیئے اور گھٹنوں کو سینے سے لگا کر گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ تھیوسانگ نے عنبر سے کہا:

"شاید خوف کی وجہ سے ان کی بولنے کی طاقت ختم ہو گئی ہے۔"

تھیوسانگ اور عنبر یونانی زبان ہی میں باتیں کر رہے تھے۔ ماریا ابھی تک خاموش تھی۔ ایک اجنبی لڑکی اور لڑکے کی موجودگی میں وہ بولنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ عنبر تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ ماریا ان کے ساتھ ہے۔ کیوں کہ انہیں ماریا کی تیز خوشبو برابر آ رہی تھی۔ عنبر نے لڑکی کے کاندھے پر آہستہ سے ہاتھ رکھ دیا اور بڑی نرمی سے کہا:

"بہن! تم جواب کیوں نہیں دیتیں؟ کیا تم کو یہاں کلوپس پر قربان کرنے کے لیے لایا گیا ہے؟"

اب نوجوان لڑکے نے اپنے سوکھے ہوئے خشک ہونٹوں پر اپنی زبان پھیری اور اداس آواز میں بولا:

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تھوڑی دیر بعد ہمارے ساتھ تمہیں بھی کلوپس کی بھینٹ چڑھا دیا جائے گا؟"

عنبر اور تھیوسانگ لڑکے کو تکنے لگے۔

تھیوسانگ نے کہا:

"کیا تم بھی ہماری طرح اس شہر میں اجنبی ہو؟"

لڑکی بولی: ہم سپارٹا کے رہنے والے ہیں۔ ہم دونوں بہن بھائی ہیں۔ ہم شہر میں داخل ہوئے ہی تھے کہ یہاں کے سپاہیوں نے ہمیں زبردستی پکڑ لیا اور کہا کہ تمہیں دیوتا کلوپس پر قربان کیا جائے گا اور پھر وہ ہمیں رسیوں سے جکڑ کر یہاں لے آئے۔"

عنبر نے کہا:

"ہم بھی پردیسی ہیں اور یہ لوگ ہمیں بھی اپنے دیوتا کلوپس پر قربان کرنے کے لیے یہاں پکڑ کر لے آئے ہیں۔"

تھیوسانگ نے سوال کیا:

"یہ دیوتا کلوپس کون ہے اور اس پر ہمیں کس طرح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قربان کیا جائے گا ؟"

اب لڑکی آہستہ آہستہ سسکیاں بھر کر رونے لگی۔ اس کے بھائی نے اس کو اپنے ساتھ لگا لیا اور کہا:

"رو مت میری پیاری بہن ہماری قسمت میں ایسی ہی موت لکھی تھی۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔"

لڑکی اپنے بھائی سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی:

"یورائی! میرے پیارے بھائی! میں تجھے مرتا نہیں دیکھ سکتی۔ ان لوگوں سے کہنا کہ وہ پہلے مجھے قربان کریں۔"

دونوں نوجوان بہن بھائی ایک دوسرے سے لگ کر سسکیاں بھرنے لگے۔ ماریا، عنبر اور تھیوسانگ کے دل ہل گئے۔ یہ بڑا ہی دردناک منظر تھا۔ عنبر سے نہ رہا گیا۔ اس نے لڑکی کے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا:

"میری پیاری بہن! حوصلہ کرو۔ زندگی اور موت دیوتا کلوپس کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا نے چاہا تو دیوتا کلوپس تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

لڑکی نے آنسوؤں بھرا چہرہ اٹھایا۔ عنبر کی طرف حیرانی سے دیکھا اور بولی:

"کیا تمہیں اپنی موت کا افسوس نہیں۔ تم دونوں کو بھی تو ہمارے ساتھ ہی قربان کر دیا جائے گا۔ پھر تم ہمیں کس طرح حوصلہ دے رہے ہو۔"

تھیوسانگ نے سر کھجاتے ہوئے کہا:

"بھئی ہم مر بھی گئے تو ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا۔ لیکن تم دونوں بہن بھائی ہو۔ بہن بھائی کو تو ایک دوسرے کے سامنے زندہ رہنا چاہیے۔"

لڑکی کے بھائی نے اپنی بہن کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"میری اچھی بہن نورینا رونے سے کچھ نہیں ہو گا۔ ہمیں صبر سے موت کو گلے لینا چاہیے۔"

انہیں موت کا یقین ہو گیا تھا اور ہوتا بھی کیوں نہ۔ وہ کوٹھڑی میں بند تھے۔ باہر تلوار لیے پہرہ دار کھڑے تھے۔ انہیں وہاں سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

عنبر کہنے لگا:

"یہ ہمیں کیسے ہلاک کریں گے؟"

لڑکی نورینا نے سر جھکا لیا اور دھیرے دھیرے سسکیاں بھرنے لگی۔ اس کے بھائی یورائی نے سوکھی آواز میں کہا:

"ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ سنا ہے۔ دیوتا کلوپس اپنے شکار کا سر کاٹ دیتا ہے جس کو یہ لوگ جھیل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنارے بانس سے لٹکا دیتے ہیں۔"

لڑکی نوریتا اپنے بھائی سے لپٹ کر آنسو بہانے لگی۔ اتنے
میں کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور لمبے تڑنگے چار یونانی سپاہی
تلواریں لیے اندر داخل ہو گئے۔ لڑکی چیخ مار کر رونے لگی۔ عنبر
اور تھیوسانگ بھی ایک طرف ہو گئے۔ ان یونانی سپاہیوں کا
سردار بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا:

"پہلے لڑکی کو قربانی کے لیے پیش کیا جائے گا۔ دیوتا
کلوپس کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ اسے باہر
لے آؤ۔"

لڑکی کا بھائی اپنی بہن سے لپٹ گیا تھا۔ وہ اسے چھوڑ
نہیں رہا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا۔

"میری بہن کو چھوڑ دو۔ مجھے لے چلو۔ مجھے پہلے
لے چلو۔ میری بہن کو نہ لے جاؤ۔"

لڑکی کا یہ حال تھا کہ اس کا جسم ٹھنڈا برف پڑ گیا
آنسو ختم ہو گئے تھے۔ حلق سے آواز تک نہیں نکلتی
سپاہی لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے کوٹھڑی سے باہر لے گئے۔
کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ لڑکا صدمے سے بے
ہو گیا۔ اب ماریا نے عنبر سے کہا:

"تم اور تھیوسانگ یہیں ٹھہرو اس لڑکے کے پاس
میں باہر جا کر دیکھتی ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"لڑکی کی حفاظت کرنا"

ماریا بولی "میں اسی لیے جا رہی ہوں"

اور ماریا کوٹھڑی کے بند دروازے میں سے باہر نکل گئی۔
عنبر اور تھیوسانگ اٹھ کر بند دروازے کی جھری میں سے باہر دیکھنے
لگے۔ باہر جھیل کے کنارے سیڑھیوں کے سامنے یونانی سپاہی
تلواریں ہاتھوں میں لیے نصف دائرے کی شکل میں تھوڑے تھوڑے
فاصلے پر بڑے ادب سے بالکل سیدھے کھڑے تھے۔ یونانی
سردار ان سب کے آگے تھا۔ لڑکی کو درمیان میں لا کر زمین
میں گاڑی ہوئی لکڑی کی میخ کے ساتھ باندھ کر اس کا سر
جھکا دیا گیا تھا۔ موت کے خوف سے لڑکی کی آواز تک نہیں
نکل رہی تھی۔ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مرنے کے لیے
بالکل تیار ہو گئی ہے۔ اس نے خود ہی اپنا سر جھکا دیا تھا۔

یونانی سردار نے جھیل کی طرف منہ کر کے اونچی آواز میں
کہا: "عظیم دیوتا کلوپس! تیری پہلی قربانی تیرے حضور پیش
کی جا رہی ہے۔ اسے آ کر قبول کر۔"

عنبر اور تھیوسانگ بند دروازے کی جھری کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منظر دیکھ رہے تھے۔ تھیوسانگ بولا:

"ماریا کو اسے بچانا ہوگا۔"

عنبر نے آہستہ سے کہا:

"خاموش! باہر پہرے دار ہے۔ ماریا اسی لیے باہر گئی ہے۔ وہ وہاں موجود ہو گی۔"

ماریا وہاں موجود تھی اور حالات کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ بالکل تیار تھی کہ اگر کسی سپاہی نے تلوار سے لڑکی پر حملہ کرنا چاہا تو وہ اس سپاہی کو وہیں موت کی نیند سلا دے گی۔ مگر کوئی سپاہی تلوار لے کر لڑکی کی طرف نہ بڑھا۔ بلکہ سب کی نظریں جھیل پر لگی تھیں جیسے وہاں سے کچھ نکلنے والا ہو۔ اور پھر ایسا ہوا کہ جھیل کی سطح پر پانی میں ہلچل پیدا ہوئی۔ پھر اونچی اونچی موجیں اُٹھنے لگیں۔ اس کے بعد اچانک جھیل کی ابھرتی ہوئی لہروں میں سے ایک دیو نما آدمی نمودار ہوا جس کا سر اژدہا کا اور باقی جسم انسان کا تھا۔ وہ بڑا تھا کہ سپاہی اس کے سامنے ننھے ننھے بونے معلوم ہو رہے تھے۔ اس دیو پیکر بلا کے سارے جسم پر بال تھے اور اژدہا کے منہ میں سے ایک لمبی سرخ زبان بار بار ایک گرج کے ساتھ باہر نکل رہی تھی۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھی۔ ماریا تیزی سے لپک کر کوٹھ

میں آئی اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولی:

"تھیوسانگ! یہ وقت تیری خفیہ طاقت کی آزمائش کا ہے۔ اسے باہر نکل کر انگلی سے چھوؤ۔"

یہ کہہ کر ماریا دوبارا بھاگ کر لڑکی کے پاس آ گئی کہ کہیں اس پر کوئی سپاہی تلوار سے حملہ نہ کر دے۔ لیکن سب سپاہی سر جھکائے کھڑے تھے۔ جیسے دیوتا کلوپس کا احترام کر رہے ہوں۔ اسے سلام کر رہے ہوں۔

یونانی سردار نے سر کو جھکا کر کہا:

"عظیم دیوتا کلوپس! تیری قربانی حاضر ہے۔"

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا:

"ماریا نے ٹھیک کہا ہے۔ باہر جا کر اس جن کو انگلی لگا کر چوہے کے برابر کر دو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"باہر پہرے دار کھڑے ہیں۔"

عنبر بولا: "تم ان کی پروا نہ کرو۔ میں دروازہ توڑے دیتا ہوں تمہارے لیے۔"

باہر دیوتا کلوپس اب جھیل میں سے نکل کر کنارے پر آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ کسی اونچے مینار کی طرح لگ رہا تھا۔ اس نے اپنا اژدہا کا سر نیچے جھکا دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سر کے جھکتے ہی یونانی سردار نے بلند آواز میں کہا:
"قربان ہونے والی لڑکی کا سر کاٹ دیا جائے اور
اس کا دھڑ دیوتا کے حضور پیش کیا جائے۔"
ماریا پہلے سے ہوشیار کھڑی تھی۔ جونہی ایک سپاہی
تلوار لے لڑکی کا سر کاٹنے کے لیے آگے بڑھا ماریا نے
لپک کر اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور پھر سپاہی کو
گردن سے پکڑ کر اتنی زور سے ہوا میں اچھالا کہ وہ فضا
میں لڑھکنیاں کھاتا ہوا جھیل میں جا گرا۔ یہ منظر دیکھ کر سپاہی
اور یونانی سردار ششدر ہو کر رہ گئے۔ دیوتا کلوپس کے اژدہا
کے جبڑوں میں سے غضبناک آوازیں نکلنے لگیں۔ دوسرا سپاہی
آگے بڑھا تو اس کے ساتھ بھی یہی حشر ہوا۔ دوسری طرف عنبر
نے بند دروازے کو دھکا دے کر توڑ کر دو ٹکڑے کر دیا اور
تھیوسانگ کوٹھڑی میں سے نکل کر سیدھا دیوتا کلوپس کی طرف
دوڑا اور اس کی ٹانگ کے پاس پہنچ کر اس کی پنڈلی سے
اپنی انگلی لگا دی۔ مگر کلوپس پر تھیوسانگ کی انگلی کا کوئی
اثر نہ ہوا۔ وہ چھوٹا نہ ہوا بلکہ سخت غصے میں آ گیا۔ اس
نے اپنی پنڈلی کے پاس تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے
اپنا لمبا چوڑا ہاتھ تھیوسانگ پر مارا اور تھیوسانگ لڑھکتا
ہوا جھیل میں جا گرا۔ دوسری طرف سپاہی یونانی لڑکی کا سر

کاٹنے کے لیے دوڑے۔ اب یونانی سردار بھی ان کے ساتھ تھا
ماریا نے یہ معاملہ دیکھا تو تلوار سے لڑکی کی رسیاں کاٹ
ڈالیں اور اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا۔
سپاہی اور یونانی سردار تلوار اٹھائے وہیں کے وہیں رہ
گئے۔ کیونکہ لڑکی غائب ہو گئی تھی۔ ماریا کے کاندھے پر
آتے ہی لڑکی ان کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ یونانی سردار
نے دیوتا کلوپس کی طرف بوکھلا کر دیکھا اور گھبرائی ہوئی
آواز میں کہا:
"عظیم دیوتا! آپ کی قربانی غائب ہو گئی۔"
دیوتا کلوپس کے اژدہا والے منہ سے بھیانک گڑگڑاہٹ
کی آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ لمبے بازو ادھر ادھر مارتا اس طرف
بڑھا جہاں لڑکی تھوڑی دیر پہلے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ سپاہی
ڈر کر دور دور ہٹ گئے۔ کلوپس نے لکڑی کی خالی میخ
زمین میں سے اکھاڑ کر فضا میں اچھال دی۔ اس نے ایک
بھیانک چیخ ماری۔
یونانی سردار پکار اٹھا:
"کوٹھڑی سے دوسرے آدمی کو قربان کرنے کے لیے
لاؤ۔ جلدی کرو۔"
سپاہی کوٹھڑی کی طرف بھاگے جس کا دروازہ پہلے ہی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹوٹ چکا تھا اور عنبر وہاں سینہ تانے کھڑا تھا۔ سپاہی اس کی طرف آئے تو اس نے بلند آواز میں کہا:

"میں خود تمہارے دیوتا کے پاس جا رہا ہوں مجھے پکڑ کر لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر عنبر تیزی سے دیو پیکر کلوپس کے سامنے آ گیا۔ کلوپس اس کے سامنے پہاڑ کی طرح کھڑا غصّے سے دائیں بائیں جھول رہا تھا۔ عنبر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور چلّا کر کہا:

"کلوپس! میں تیری موت بن کر آیا ہوں۔ آج کے بعد بے قصور انسانوں کو تیرے ظلم سے نجات مل جائے گی۔"

سپاہی عنبر پر ٹوٹ پڑے اور اس کی گردن پر تلواروں کے وار کرنے لگے کہ اس کی گردن کٹ جائے اور اس کا دھڑ دیوتا کلوپس کے حضور پیش کر دیا جائے۔ سپاہیوں کی ایک ایک کر کے ساری تلواریں ٹوٹ گئیں مگر عنبر کی گردن پر خراش تک نہ آئی۔ یونانی سردار دہشت زدہ ہو گیا۔ دیوتا کلوپس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور اس نے عنبر کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔

طلسمی انگلی

عنبر کو معلوم تھا کہ کوٹھڑی میں یونانی لڑکی نورینا کا بھائی بے ہوش پڑا ہے چنانچہ وہ کوٹھڑی کی طرف بھاگا۔ کلوپس عنبر کے پیچھے دوڑا۔ وہ اس کے سر پر پہنچ گیا۔ عنبر نے پلٹ کر اس کی ٹانگ پر اپنے آپ کو اتنی زور سے مارا کہ دیو پیکر کلوپس لڑکھڑا کر ایک طرف کو جھک گیا۔

عنبر نے چلّا کر ماریا سے کہا:

"ماریا! اس جن کو گرا دو۔"

ماریا نے یونانی لڑکی نورینا کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ یونانی لڑکی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اسے نہ تو یہ نظر آ رہا تھا کہ وہ کس کے کاندھے پر سوار ہے اور نہ اپنا جسم ہی نظر آ رہا تھا۔ دہشت کے مارے وہ بے ہوش ہو گئی۔ ماریا نے بے ہوش نورینا کو اپنے کاندھے پر لٹکا لیا اور فضا میں اوپر کو اچھلی اور پھر پوری طاقت سے دیو قامت کلوپس کے سینے سے ٹکرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی۔ ماریا کی ٹھوکر سے کلوپس نیچے گر گیا۔ اس کے گرنے سے زمین ہل گئی۔ جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ یونانی سردار اور سپاہی یہ سمجھے کہ کوئی دوسرا دیوتا اپنی فوج لے کر آ گیا ہے اور کلوپس دیوتا سے اس کا مقابلہ شروع ہو گیا ہے چنانچہ وہ اپنے سپاہیوں کو لے کر وہاں سے فرار ہو گیا۔

کلوپس گرنے کے بعد غراتا، گرجتا ہوا دوبارا اٹھا اور جھیل کی طرف چلنے لگا۔ اس وقت جھیل میں سے تھیوسانگ باہر نکل رہا تھا۔ کلوپس عفریت کی اس پر نگاہ پڑ گئی۔ اس نے تھیوسانگ کو اپنی مٹھی میں مینڈک کی طرح اٹھا لیا اور جھیل میں چھلانگ لگا دی۔

ماریا نے چیخ کر عنبر سے کہا:

"عنبر! اس عفریت کے پیچھے جاؤ۔ اس نے تھیوسانگ کو اپنی مٹھی میں بند کر لیا ہے۔"

مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے کہ عنبر کلوپس کے پاس جاتا وہ جھیل کے پانی میں اتر کر غائب ہو چکا تھا۔ ماریا نے یونانی لڑکی نورینا کو اپنے کاندھے سے اتار دیا۔ زمین پر آتے ہی نورینا اپنے آپ کو دیکھنے لگی۔ وہ اس بات پر دہشت زدہ تھی کہ اسے کون سی غیبی عورت نے اپنے کاندھے پر اٹھا کر غائب کر دیا تھا۔

وہ اس کا نام ماریا سن چکی تھی۔ مگر ماریا اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ عنبر جھیل کے کنارے موجود تھا۔ نورینا اپنے بھائی کی خبر لینے دوڑی۔ اس کا بھائی یورائی ہوش میں آ چکا تھا اور سہما ہوا کوٹھڑی کے دروازے سے لگا۔ جن بھوتوں کی یہ خوفناک لڑائی دیکھتا رہا تھا۔

افراتفری کی وجہ سے ماریا کا راز چونکہ نورینا اور یورائی پر کھل چکا تھا اس لئے اس نے نورینا کی طرف دیکھ کر کہا:

"نورینا! میں ایک غیبی لڑکی ماریا ہوں۔ اس سے زیادہ تمہیں جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ تم اور تمہارا بھائی خوفناک کلوپس کا شکار بننے سے بچ گیا ہے۔ مگر ہمارا ایک بھائی تھیوسانگ دیوتا کلوپس کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔"

اتنے میں عنبر قریب آ گیا۔ وہ گھبرایا ہوا تھا۔

"ماریا! تھیوسانگ کی تلاش میں تمہیں جھیل کے اندر جانا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"میں جاتی ہوں۔ تم نورینا اور یورائی، دونوں بہن بھائی کو لے کر یہاں سے دور وہ جو سامنے اونچی پہاڑی دکھائی دیتی ہے اس کی چوٹی پر جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھپ جاؤ۔ میں تھیوسانگ کا پتہ لگا کر وہیں آؤں گی۔ جلدی کرو۔ اگر یونانی سپاہی واپس آ گئے تو پھر ایک نئی مصیبت کھڑی ہو جائیگی۔"

عنبر نے کہا:

"مگر تم دیر مت لگانا۔ تھیوسانگ کو جیسے بھی ہو ساتھ لے کر آنا۔ میں ان بہن بھائی کو لے کر سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر جا رہا ہوں۔"

عنبر نے یورائی اور اس کی یونانی بہن نورینا کو ساتھ لیا اور پہاڑی کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ ماریا نے اپنے آپ کو جھیل کے پانی میں گرا دیا۔ وہ پانی میں بھیگے بغیر جھیل کی گہرائی میں اس جگہ نیچے اترتی چلی گئی جہاں تھوڑی دیر پہلے دیوتا کلوپس تھیوسانگ کو مٹھی میں بند کر کے غائب ہو گیا تھا۔ ماریا جھیل کے اندر نیچے جا رہی تھی اسے جھیل کے پانی کے اندر ہر شے دھندلی دھندلی دکھائی دے رہی تھی۔ اسے کہیں بھی دیوتا کلوپس یا تھیوسانگ نظر نہیں آ رہے تھے۔ جھیل کافی گہری تھی۔ ماریا اور نیچے چلی گئی۔ اب وہاں پانی کے اندر تہہ میں اونچی نیچی زمین پر کئی قسم کی سمندری جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اور بڑے بڑے پتھر زمین سے کھنگھروں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے تھے

یہاں کئی ایک غار سے بنے ہوئے تھے۔ مگر ہر غار کے آگے کسی انوکھے سمندری مکڑے نے موتیوں ایسا جالا بُن رکھا تھا۔

ماریا آہستہ آہستہ پانی کے اندر تیرتی جا رہی تھی کہ اس نے ایک غار دیکھا جس کے منہ پر جالا نہیں تھا۔ ماریا اس غار کے اندر داخل ہو گئی۔ ماریا خاموشی سے چاروں طرف دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے غار کے اندر بھرے ہوئے پانی میں تیرتی جا رہی تھی۔ اچانک اسے پیچھے سے ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک بہت بڑی شارک مچھلی منہ کھولے اس کے بالکل قریب آ گئی ہے۔ اس کے کھلے منہ میں سے عجیب سی شعاعیں نکل کر ماریا کے جسم سے ٹکرا رہی تھیں۔ شاید یہ بجلی کی لہریں تھیں۔ ماریا ایک طرف غار کے دیوار کے ساتھ چپک گئی تاکہ شارک مچھلی آگے نکل جائے۔ لیکن شارک مچھلی نے جیسے ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ماریا کے سامنے آ کر منہ کھولے اسے اپنی چھوٹی چھوٹی چمکیلی آنکھوں سے تکنے لگی۔ اس کے حلق میں سے بجلی کے کرنٹ ایسی دو لہریں بل کھاتی ہوئی نکلیں اور ماریا کے نظر نہ آنے والے جسم سے ٹکرائیں۔ ماریا کو ایسا اور جھٹکا لگا کہ وہ پانی میں اپنی جگہ سے اوپر کو اچھل پڑی۔ شارک مچھلی نے اپنا منہ پورا کھول کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر کی طرف سانس کھینچا۔ اس کی سانس کی آواز پانی میں ماریا
کو سانپ کی پھنکار کی طرح سنائی دی۔ ماریا نے سوچا کہ یہاں
سے واپس بھاگ جانا چاہیے۔ وہ غار کے منہ کی طرف بھاگی
ہی تھی کہ شارک مچھلی کے سانس نے اسے پیچھے سے اپنی
طرف کھینچ لیا۔ ماریا نے پوری طاقت سے بھاگنے کی کوشش
کی مگر شارک کے سانس میں اتنی زبردست کشش تھی کہ وہ
شارک کے منہ کے اندر چلی گئی۔

شارک کے حلق میں سے نیچے اترتے ہی ماریا ایک دم
اندھیرے میں آ گئی۔ اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے محسوس
ہوا کہ شارک مچھلی تیزی سے بل کھاتی کسی طرف دوڑی جا رہی
ہے۔ پھر ماریا کو لگا کہ مچھلی جھیل کی تہہ میں ڈھلان کی طرف
اترتی جا رہی ہے۔ ماریا نے شارک کے جسم میں سے باہر
کے لیے بڑی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ شارک کے
پیٹ میں سے کچھ ایسی گیس نکل رہی تھی کہ جس کی وجہ سے
ماریا پر غنودگی طاری ہونے لگی تھی۔ آہستہ آہستہ اس کے جسم
کی حرکت اتنی سست ہو گئی کہ ماریا بے حس سی ہو کر رہ
گئی۔ مگر ماریا کی نگاہ اور ذہن بالکل درست کام کر رہا تھا
اس کے تمام احساسات بھی اپنی جگہ پر درست تھے اور
اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ عنبر کو باہر پہاڑی پر چھوڑ

جھیل میں ھتیوسانگ کی تلاش میں آئی ہے جسے دیو پیکر دیوتا
کولپس نے اغوا کر لیا ہے۔

شارک مچھلی جھیل کے غار کے اندر نیچے ہی نیچے اترتی
چلی جا رہی تھی۔ پھر شارک مچھلی کی رفتار ہلکی پڑ گئی۔ ماریا
ہوش میں تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ شارک رک گئی ہے
اور اندر سے سانس باہر کو پھینکنے لگی ہے۔ شارک کے سانس
کے ساتھ ہی ماریا اس کے حلق سے نکل کر باہر زمین پر
گر پڑی۔ شارک مچھلی بجلی کی تیزی کے ساتھ غار میں پیچھے
کی طرف بھاگی اور غائب ہو گئی۔ ماریا یہ دیکھ کر حیرت میں
آ گئی کہ جہاں وہ زمین پر پڑی ہے وہاں پانی گھٹنے گھٹنے
تک ہے۔ غار کے پیچھے پانی ہی پانی تھا۔ ماریا سامنے کی
طرف چلنے لگی۔ ماریا کی طاقت آہستہ آہستہ واپس آ رہی تھی۔

غار میں آگے جا کر پانی ختم ہو گیا اور پھر غار ایک
ڈھلانی راستے پر پہنچ کر ختم ہو گئی۔ یاخدا یہ میں جھیل کے
اندر کس دنیا میں آ گئی ہوں۔ وہاں آگے ایک چھوٹی سی
وادی تھی۔ اوپر بادلوں سے بھرا ہوا آسمان تھا۔ وادی میں
تاریک سیاہ چھوٹے چھوٹے پہاڑ تھے۔ وادی میں درخت اتنے
بڑے بڑے تھے کہ لگتا تھا اوپر بادلوں میں جا کر گم ہو رہے
ہیں۔ ماریا فضا میں غوطہ لگا کر ہوا میں اڑتی ہوئی نیچے وادی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آ گئی۔

اس نے اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ ابھی تک غائب تھی۔ اس کی سمجھ میں یہ معمہ نہیں آ رہا تھا کہ یہ شارک مچھلی کون تھی اور وہ اسے یہاں کس لیے چھوڑ گئی ہے اور یہ دنیا کونسی سی ہے جو جھیل کے نیچے آباد ہے۔ اتنے اونچے اور سیاہ پتوں والے درخت ماریا نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ ان درختوں کے نیچے سے گزرنے لگی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی ان دیکھی طاقت یا غیبی شعاع اس کی راہ نمائی کر رہی ہے۔ درختوں کے نیچے آگے جا کر ایک چھوٹی سی نہر آ گئی۔ اس نہر کے کنارے کنارے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سرخ گلاب کے سات پودے ساتھ ساتھ اُگے تھے۔ ان کی پھولوں بھری شاخیں نہر کے پانی پر جھکی ہوئی تھیں۔ ماریا ان کے قریب سے گذری تو یہ دیکھ کر اسے تعجب ہوا کہ گلاب کے ہر پودے کی ایک شاخ کا سرخ پھول نہر کے پانی پر جھکا ہوا ہے اور اس پھول کی پنکھڑیوں میں سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد شبنم کا ایک قطرہ نہر میں گرتا ہے اور گرتے ہی سفید موتی میں بدل جاتا ہے۔

ماریا نے جھک کر گلاب کے پھول کو دیکھا تو اسے ایسے لگا جیسے پھول آہستہ آہستہ آہیں بھر رہا ہو۔ ماریا نے گلاب کے

ساتوں پودوں کو قریب سے دیکھا۔ ساتوں پودے ایک ہی طرح کے تھے اور ان کے تھے۔ اور ان کے ہر پھول میں سے شبنم کے قطرے نہر کے پانی میں گر کر سفید موتی بنتے جا رہے تھے۔ ماریا آگے بڑی تو اسے ایک چھوٹا سا سنگ مرمر کا حوض نظر پڑا۔ ماریا حوض کے کنارے پہنچی ہی تھی کہ اچانک ایک شارک مچھلی حوض کے پانی میں تیرتی نمودار ہوئی۔ اس نے اپنا منہ پانی سے باہر نکال کر ماریا کی طرف دیکھا تو ماریا دھک سے رہ گئی۔

یہ وہی شارک مچھلی تھی جو ماریا کو اپنے پیٹ میں چھپا کر غار کے آخری کنارے تک لائی تھی۔ شارک اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے ماریا کو یوں تک رہی تھی جیسے وہ غیبی مادیا کو دیکھ رہی ہے۔ ماریا نے سوچا یہ شارک کیا چیز ہے؟ کیا وہ اسے دیکھ رہی ہے؟ اتنا سوچا ہی تھا کہ شارک کا منہ ہلا اور ماریا کو ایک انسانی عورت کی دھیمی سی آواز سنائی دی:

"ماریا بہن! میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔"

ماریا تو سٹ پٹا کر رہ گئی۔ اس نے فوراً کہا:

"تم تم کون ہو؟ یہ — یہ کیا معمہ ہے۔ تم مجھے یہاں کس لیے لائی ہو؟"

شارک نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماریا بہن! میں ایک خاص مقصد کے لیے تمہیں یہاں لائی ہوں۔ مجھے امید نہیں تھی کہ تم کبھی ادھر آؤ گی لیکن تمہیں جھیل میں اترتے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ تم میری مدد کرنے ہی یہاں آئی ہو۔"

ماریا نے کہا،

"تم کون ہو اور مجھ سے کس قسم کی مدد چاہتی ہو؟"

شارک بولی: "ماریا بہن! میں یونان کے شہر سپارٹا کے ایک غریب کسان کی بیوی ہوں۔ میری سات لڑکیاں تھیں جو حسن و جمال میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ میرا خاوند مر گیا تو میں اپنی لڑکیوں کا پیٹ پالنے کے لیے ایک کھیت میں کام کرنے لگی۔ ایک روز میں کھیت میں کام کر رہی تھی کہ اتفاق سے میری درانتی سے ایک درخت کی جڑ کٹ گئی۔ درخت زور زور سے ہلنے لگا۔ اور پھر درخت کی شاخوں نے مجھے اپنی بانہوں میں جکڑ لیا۔ درخت کی شاخوں سے بجلی کی ایسی لہریں نکل رہی تھیں کہ میری آواز بند ہو گئی۔ کچھ دیر گذری تو میری ساتوں خوبصورت لڑکیاں میری تلاش میں وہاں پہنچ گئیں۔ مجھے درخت کی شاخوں میں لٹکتے دیکھا تو میری مدد کو دوڑیں مگر ظالم درخت

نے ان کو بھی اپنی شاخوں میں دبوچ لیا۔ پھر درخت نے ایک جن کی شکل اختیار کر لی جو مجھے اور میری ساتوں بچیوں کو لے کر جھیل کے اندر اس مقام پر لے آیا۔ اس نے مجھے شارک مچھلی بنا کر اس حوض میں چھوڑ دیا جو نیچے سے جھیل کی تہہ سے مل گیا ہے اور میری ساتوں حسین و جمیل معصوم لڑکیوں کو گلاب کے پودے بنا کر اس نہر کے کنارے لگا دیا۔ اب میری بچیاں گلاب کے پودے بن کر صبح سے رات تک روتی رہتی ہیں۔ ان کے آنسو گلاب کے پھول سے شبنم بن کر نہر میں گرتے ہیں اور موتی بن جاتے ہیں۔

ماریا خاموشی سے اس عورت کی غم زدہ داستان سن رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"لیکن میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں۔ میرا اپنا بھائی تھیوسانگ یہاں ایک دیوتا کلوپس کے قبضے میں ہے جس کی تلاش میں میں یہاں آئی ہوں۔"

شارک بولی: "دیوتا کلوپس ہی وہ جن ہے جس نے مجھے شارک اور میری لڑکیوں کو گلاب کے پودوں میں بدل دیا ہے تمہارے بھائی کو بھی اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ضرور کوئی پودا بنا دیا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"مجھے بتاؤ کہ میں تمہیں اور اپنے بھائی تھیوسانگ کو یہاں سے کیسے نکال سکتی ہوں؟"

شارک کہنے لگی۔

"دیوتا کولپس ایک بڑا طاقتور قدیم جن ہے۔ اس کے ظلم و ستم کے قصے یونانی دیو مالا میں مشہور ہیں۔ یہ ہر سال چار پردیسی مسافروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اس پر کوئی طاقت غالب نہیں آ سکتی۔"

شارک نے کہا:

"اس لیے کہ صرف تم ہی اس جن کولپس پر غلبہ حاصل کر سکتی ہو۔ کیونکہ تم نے اپنی جوانی بڑی پاکیزہ رہ کر بسر کی ہے۔ گناہ پر ہم صرف پاکیزگی کے ذریعے ہی فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ قدرت نے تمہاری نیکی اور پاکیزگی کی وجہ سے تمہارے اندر ایک ایسی طاقت پیدا کر دی ہے کہ کولپس جن جو ایک ظالم اور گناہ گار مخلوق ہے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

ماریا بولی: "لیکن میں تھیوسانگ کو کہاں ڈھونڈوں اور اس بھیانک جن کولپس کا کیوں کر مقابلہ کر سکتی ہوں؟"

شارک کہنے لگی:

"پہلی بات تو یہ ہے کہ کولپس جن تمہیں دیکھ نہیں سکتا۔ تھیوسانگ کو وہ ضرور اپنے خاص محل میں لے گیا ہو گا۔ جو سامنے والی پہاڑی کے اندر بنا ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس خبیث جن کی ایک کمزوری بھی ہے۔ کمزوری یہ ہے کہ کولپس کے محل کے تہہ خانے میں ایک طلسمی ہاتھ پتھر کے چبوترے میں سے نکلا ہوا ہے اس ہاتھ کی صرف ایک ہی انگلی ہے۔ اس انگلی کا ناخن زمرد کا ہے۔ آدھی رات کو جب کولپس جن سو جاتا ہے۔ تو زمرد کے ناخن پر چھت میں سے روشنی کی ایک کرن پڑتی ہے۔ یہ کرن زمرد کے ناخن پر صرف ایک سیکنڈ کے لیے پڑتی ہے لیکن کے پڑتے ہی انگلی نیچے کو جھک جاتی ہے۔ اگر اس وقت کوئی شخص اس انگلی کو توڑ ڈالے تو کولپس جن کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ لیکن یہ کرن ایک سیکنڈ تک ہی انگلی کے ناخن پر پڑتی ہے۔ اگر کوئی انگلی کو توڑنے میں ذرا سی بھی دیر لگا دے تو وہ شخص آگ میں جل کر بھسم ہو سکتا ہے۔ یہ کام تم ہی کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتی ہو ماریا۔ کیونکہ اس تہہ خانے میں کوئی نظر آنے
والا انسان داخل ہونے کی ہمت نہیں کر سکتا۔"
ماریا نے یہ سب کچھ غور سے سنا پھر بولی:
"لیکن مجھے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ میرا بھائی تھیوسانگ
کہاں ہے؟"
شارک مچھلی نے کہا:
"تمہارے بھائی تھیوسانگ کو بھی ضرور کلوپس جن
نے وہیں اپنے خوفناک محل میں کوئی پودا یا نبات
بنا کر رکھ دیا ہوگا۔ تم وہاں جاؤ گی تو تھیوسانگ
تمہیں نظر آ جائے گا۔ اگر وہ کوئی پودا یا درخت بنا
ہوا تو تمہیں اس درخت کے سانس لینے کی آواز
آئے گی اور ہو سکتا ہے وہ درخت تمہیں اپنا
نام بھی بتا دے۔"
ماریا عجیب مشکل میں پھنس گئی تھی۔ ایک طرف اس کی
دوست اور بھائی تھیوسانگ کا معاملہ تھا دوسری طرف اس
غریب کسان کی بیوی اور اس کی سات بیٹیوں کو بچانے کا
مسئلہ تھا۔ تیسری طرف جن کلوپس کو قابو میں کرنے کا معاملہ تھا
جو بڑا نازک معاملہ تھا۔ لیکن ماریا ہمت نہ ہارنے والی لڑکی
تھی۔ اس نے شارک مچھلی سے پوچھ کر تمہارا نام کیا ہے

شارک مچھلی نے کہا:
"میرا نام شہانی ہے۔ ماریا بہن! خدا پر بھروسہ رکھ
کر جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تم کلوپس کا طلسم ختم کرنے
اور اپنے بھائی کو حاصل کرنے اور مجھے اور میری
لڑکیوں کو اس عذاب سے نجات دلانے میں ضرور
کامیاب ہو جاؤ گی۔"
ماریا نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا:
"یہ کام تو مجھے کرنا ہی ہوگا۔ میں جاتی ہوں۔"
شارک مچھلی شہانی نے ماریا کو پہاڑ کا راستہ بتایا اور حوض
میں چلی گئی۔ ماریا نے پہاڑ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ سب
سے پہلے ماریا نے اپنی طاقت کا جائزہ لیا۔ اس کی طاقت
پوری طرح سے بحال تھی۔ وہ نظر بھی نہیں آ رہی تھی اور فضا
میں اڑ بھی سکتی تھی لیکن جن کلوپس کے محل میں طلسم و جادو کا جال
بچھا ہوا تھا۔ وہاں اس کے ساتھ کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا تھا۔
شارک مچھلی شہانی نے ماریا کو خبردار کیا تھا کہ وہ جن کلوپس
کے محل میں داخل ہونے کے بعد بہت ہی آہستہ آہستہ سانس
لے اور کسی قسم کی آہٹ یا آواز پیدا نہ کرے۔
ماریا فضا میں اڑتی ہوئی پہاڑ کے اوپر آ گئی۔ کیا دیکھتی
ہے کہ وہاں پہاڑ کی دو بلند چوٹیاں ہیں۔ ان کے درمیان ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کا پل بنا ہوا ہے۔ پل کی دوسری جانب ایک سیاہ رنگ کے بہت بڑے قلعہ نما محل کا بہت اونچا اور کشادہ دروازہ ہے۔ دروازے کے پٹ لوہے کے ہیں۔ بند دروازے کے باہر دونوں جانب پتھر کے دو بڑے بڑے ہاتھیوں کے بت لگے ہیں جن کی سونڈیں اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں۔ ماریا نے خدا کا نام لے کر پتھر کے پل پر سے آہستہ آہستہ چلنے کے گذرنا شروع کر دیا۔

وہ پل کی دوسری طرف کلوپس کے اونچے لمبے خوفناک قلعے کے دروازے کے بالکل سامنے آکر پتھر کے فرش پر کھڑی ہو گئی۔ جونہی ماریا کے پاؤں فرش کے پتھر سے ٹکرائے دونوں ہاتھیوں کے مجسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور ان کی سونڈیں لمبی ہو کر ماریا کے قریب پہنچ کر دائیں بائیں حرکت کرنے لگیں جیسے ماریا کو اٹھا کر پٹخ دینا چاہتی ہوں۔ ماریا تیزی سے زمین سے اوپر اٹھ گئی۔ اب اس کے پاؤں زمین کو نہیں چھو رہے تھے۔ ہاتھیوں کی سونڈیں واپس اپنی جگہ پر چلی گئیں۔ وہ بھی ایک بار پھر پتھر کی طرح ساکت ہو گئے تھے۔

ماریا ایک لمحے کے لیے اپنی جگہ پر خاموشی سے کھڑی رہی۔ وہ بہت ہی آہستہ آہستہ سانس لے رہی تھی۔ سامنے قلعے کا اونچا لمبا مضبوط دروازہ بند تھا۔ ماریا کو خدشہ تھا کہ اگر وہ دروازے

میں سے گذری تو کہیں کوئی خفیہ جادو بیدار ہو کر اسے اپنی گرفت میں نہ لے لے۔ مگر اسے شارک مچھلی یعنی شیطانی کا جملہ یاد آ گیا۔ اس نے کہا تھا۔

"ماریا! اگر تم نے اپنے چلنے اور حرکت کرنے سے کوئی آہٹ کوئی آواز پیدا نہ کی تو قلعے کا طلسم تم پر کوئی اثر نہ کر سکے گا"۔

ماریا بہت ہی دھیمی رفتار سے فضا میں روئی کے گالے کی طرح تیرتی ہوئی قلعے کے بند پھاٹک کے قریب پہنچ گئی پھر خدا کا نام لے کر اس کے اندر سے گذر گئی۔ بند لوہے کے دروازے میں سے گذرتے ہوئے ماریا کے غیبی جسم کو گرمی کا احساس ہوا۔ یہ کلوپس جس کے طلسم کی لہریں تھیں جو ماریا کے غیبی جسم کی شعاعوں سے ٹکرائی تھیں مگر طلسم نے اس پر اثر نہ کیا تھا۔ ماریا کلوپس کے قلعہ نما محل کے اندر تھی۔ وہ اندر جاتے ہی رک گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ سامنے اونچے اونچے کالے ستونوں والا ایک بہت کھلا دالان ہے جس کے بیچ میں سے پتھروں کو جوڑ کر ایک راستہ بنایا گیا ہے۔ یہ راستہ آگے جا کر ایک زینے پر ختم ہو جاتا تھا۔ ماریا آہستہ آہستہ فضا میں تیرتی، دھیمے دھیمے سانس لیتی زینے تک آ گئی۔

زینہ بڑے بڑے کالے پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ ماریا زینے کے اوپر آ گئی۔ یہاں بھی ایک دروازہ تھا جو بند تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا بغیر کوئی آواز پیدا کیے دروازے میں سے دوسری طر
نکل گئی۔ جونہی وہ دوسری طرف آئی اس نے دیکھا
آگے ایک اور دروازہ ہے جس کے باہر تھیوسانگ ہاتھ میں
تلوار لیے کھڑا ہے۔ ماریا اسے دیکھتے ہی خوشی میں آکر چلا
اسے آواز دینے ہی والی تھی کہ ایک دم سے رک گئی اور
خیال آ گیا کہ اگر اس نے آواز نکالی تو وہ وہاں پھیلی ہو
طلسمی لہروں کی گرفت میں آ جائے گی۔

ماریا آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی تھیوسانگ کے قریب گئی
تو دیکھا کہ تھیوسانگ کی آنکھیں جیسے اس پر جمی ہوئی ہیں
ماریا آہستہ سے اس کے جسم کو ہاتھ لگانے ہی والی تھی
کہ تھیوسانگ نے تلوار سے ماریا پر حملہ کر دیا اور اس کے
منہ سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔

"پکڑو پکڑو۔ یہ ماریا ہے۔ یہ دشمن ہے۔ کلوپس دیوتا
کی دشمن ہے۔ پکڑو پکڑو۔ ماریا دشمن ہے۔"

ماریا تو تیزی سے پیچھے ہٹ گئی۔ تھیوسانگ طلسم
زد میں تھا اس کی آواز کا بلند ہونا تھا کہ محل کی زمین
لرزی پھر سامنے والا دروازہ اپنے آپ کھل گیا اور سا
دیو پیکر جن دیوتا کلوپس ٹانگیں پھیلائے کھڑا غرا رہا تھا
اس کے حلق سے بادلوں کی گرج ایسی آواز نکل رہی تھی

کا سر چھت کے ساتھ لگ رہا تھا۔ ماریا اپنی جگہ پر
خاموش اور بے حس و حرکت کھڑی ہو گئی۔ کلوپس ہاتھی سے
بڑے بڑے پاؤں رکھتا نیچے اتر آیا۔ اس نے تھیوسانگ
کے سر پر اپنی انگلی رکھی اور کرخ دار آواز میں پوچھا:

"کہاں ہے ماریا؟ کیا تم اسے دیکھ سکتے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"نہیں میرے مالک کلوپس! میں ماریا کو دیکھ نہیں
سکتا مگر اس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ وہ میرے
بالکل سامنے تھوڑی داہنی جانب کھڑی ہے۔ وہ
تیری دشمن ہے اور تجھے ہلاک کرنے آئی ہے۔"

ماریا کو تھیوسانگ پر سخت غصہ آیا۔ مگر وہ جانتی
تھی کہ تھیوسانگ پر کلوپس نے جادو کیا ہوا ہے۔ وہ پوری
طرح سے کلوپس جن کے قبضے میں ہے۔ اس میں اس کا
کوئی قصور نہیں لیکن ماریا کے لیے اپنا بچاؤ کرنا بہت
ضروری تھا۔ کیونکہ ذرا سی غلطی پر ماریا کلوپس کے جادو میں
پھنس سکتی تھی۔ اس نے اپنا سانس روک لیا اور بڑی
ہی آہستگی سے اپنے آپ کو تھوڑا سا بلند کیا اور دوسری
طرف سے تیرتی ہوئی جن کلوپس کے پہلو سے آگے نکلنے
کی کوشش کی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ چلا اٹھا:

"میرے آقا! ماریا تمہاری دوسری طرف سے نکلنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

جن کلوپس تیزی سے اپنی دوسری طرف مڑا اور اس نے اپنے لمبے لمبے بازو ہوا میں چلانے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے حلق سے آگ کے شعلے نکل کر فضا میں بکھرنے لگے۔ ماریا اس وقت تک کلوپس کے پیچھے کی طرف جا چکی تھی۔ وہ کھلے دروازے میں سے گذر کر محل کے دوسرے دالان میں آ گئی۔ سے تہہ خانے کے راستے کی تلاش تھی۔ مگر ماریا نیز سے نہیں پتہ سکتی تھی۔ دوسرے دالان کے آخر میں ایک راستہ بائیں جانب جاتا تھا۔ یہ ایک نیم روشن راہ داری تھی۔ یہاں پہلی بار ماریا نے فرش پر انسانی جسم کی ہڈیاں بکھری دیکھیں۔ ماریا ان ہڈیوں کے اوپر سے تیرتی ہوئی آگے گئی۔ جہاں یہ نیم روشن راہ داری ختم ہوئی وہاں ایک پتھر کا زینہ نیچے جاتا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہی سیڑھیاں تہہ خانے میں جاتی ہیں۔ وہ سیڑھیوں کے اوپر سے ہوتی نیچے پھسلنے لگی۔ نیچے اندھیرا گہرا ہوتا گیا۔

پھر وہ ایک تنگ و تاریک تہہ خانے میں پہنچ گئی کیا دیکھتی ہے کہ تہہ خانے کے فرش پر درمیان میں ایک

چبوترہ بنا ہوا ہے۔ شارک مچھلی شہانی کے کہنے کے مطابق اس چبوترے میں سے ایک انسانی ہاتھ باہر نکلا ہوا تھا جس کی صرف ایک انگلی تھی۔ انگلی کا ناخن زمرد کا بنا ہوا تھا۔ اب ماریا کو یہاں رہ کر اس کرن کا انتظار کرنا تھا جو تہہ خانے کی چھت میں سے اس پر پڑنی تھی۔ یہ کرن آدھی رات کو نمودار ہوتی تھی اور ابھی شام بھی نہیں ہوئی تھی۔ ماریا پریشان سی ہو گئی۔ کیونکہ محل میں اس کے آنے کا علم کلوپس کو ہو گیا تھا اور وہ ضرور اپنا بچاؤ کرنے والا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ اسے کسی دوسری جگہ چھپ جانا چاہیے۔ مشکل یہ تھی کہ ماریا زیادہ تیزی سے حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ دھیمی رفتار کے ساتھ فضا میں بلند ہوئی اور تہہ خانے سے باہر نکل آئی۔ کیونکہ تہہ خانے میں حملے کی صورت میں ماریا کے لیے اپنا بچاؤ کرنا مشکل تھا۔ وہ تہہ خانے سے نکل کر نیم روشن راہ داری میں سے ہوتی ہوئی دوسرے دالان میں پہنچی ہی تھی کہ سامنے ایکا ایکی جن کلوپس آ گیا۔ تھیوسانگ تلوار ہاتھ میں لیے اس کی اونچی لمبی ٹانگ کے بالکل پاس ہی کھڑا تھا۔ اور ہوا سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے آقا! ماریا یہاں پر موجود ہے۔"

ماریا اپنی جگہ سے تھوڑا سا ایک طرف ہوئی تو تھیوسانگ چلّا اٹھا۔

"ماریا دوسری طرف جانے لگی ہے میرے آقا۔"

کلوپس جنّ کے حلق سے آگ کا شعلہ نکل کر عین ماریا کے اوپر گرا۔ ماریا نے اپنے جسم کو بالکل ساکت پتھر کی طرح کر لیا تھا۔ ماریا پر کلوپس کے شعلے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ آہستہ سے پرے کھسک گئی۔

تھیوسانگ پھر چیخا:

"ماریا یہاں سے جا رہی ہے میرے آقا!"

کلوپس دیو نے اب چاروں طرف آگ کے شعلے برسانے شروع کر دیئے۔ لیکن ماریا پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس آگ کا اثر ضرور ہوا کہ ماریا کی جو خوشبو تھیوسانگ کو آ رہی تھی اس آگ میں غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ تلوار چلاتے ہوئے دالان میں ادھر اُدھر چکر لگانے لگا اور بولا:

"میرے آقا! ماریا یہاں نہیں ہے۔ ماریا یہاں نہیں ہے۔"

ماریا کو تھیوسانگ پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ یہ کم بخت کیا چکر چلا رہا تھا۔ وہ قلعے کے دوسرے بڑے دالان کی طرف جانے کی بجائے محل کے اوپر کو جاتی سیڑھیاں چڑھ

دوسری منزل میں آ گئی۔ اس منزل میں ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں دیو کلوپس کا بہت بڑا پلنگ بچھا ہوا تھا۔ پلنگ پر دو تین سو کے قریب تکیئے پڑے تھے۔ پلنگ پر مسہری لگی تھی۔ جونہی ماریا نے مسہری کو ہاتھ لگایا اسے آہ بھرنے کی آواز سنائی دی۔

ماریا پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے ایک بار پھر مسہری کو چھوا تو مسہری نے پھر ایک آہ بھری۔

ماریا نے سرگوشی میں سوال کیا:

"تم کون ہو؟"

مسہری ریشمی تھی۔ اور اس میں موتی لٹک رہے تھے۔

مسہری سے آواز:

"میں کوہ قاف کی نیلم پری ہوں۔ مجھے ایک عرصہ ہوا یہ دیو کلوپس اٹھا کر اپنے محل میں لے آیا تھا۔"

ماریا نے آہستہ سے پوچھا:

"کیا تم یہاں قید ہو نیلم پری؟"

مسہری نیلم پری آہ بھر کر بولی:

"ہاں! میں یہاں قید ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک عرصے کے بعد ایک خوبصورت انسان یعنی لڑکی کی شکل دیکھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے تعجب سے پوچھا:
"کیا تم مجھے دیکھ رہی ہو؟"
نیلم پری بولی:
"ہاں۔ میں تمہیں صاف دیکھ رہی ہوں۔ مگر میں اپنی جگہ سے اس وقت تک حرکت نہیں کر سکتی جب تک کہ کوئی اس پلنگ کے تیسرے پائے کے نیچے رکھا ہوا تعویذ نکال کر جلا نہیں ڈالتا۔ پھر میں آزاد ہو جاؤں گی۔"
ماریا کہنے لگی:
"میں ابھی تعویذ نکال کر جلائے ڈالتی ہوں لیکن کیا تم آزاد ہو کر یہاں سے چل سکو گی؟"
نیلم پری نے کہا:
"جب تک دیو عوس کا طلسم اس محل میں پھیلا ہوا ہے میں یہاں سے دور نہیں جا سکتی۔"
ماریا نے کہا:
"میں اس طلسم کو ختم کرنے کے لیے یہاں آئی ہوں میں تہہ خانے والی زمرد کے ناخن والی انگلی کو توڑنے کے لیے محل میں داخل ہوئی ہوں کیونکہ اس دیو کلوپس نے میرے بھائی تھیوسانگ کو

بھی اعوا کر کے اس پر طلسم کر دیا ہوا ہے۔"
نیلم پری مہری کے روپ میں لرز اٹھی اور بولی:
"ایسا کبھی بھول کر بھی نہ سوچنا ماریا۔ کسی انسان میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ زمرد کے ناخن والی انگلی کو توڑ سکے۔ اس میں دیو کلوپس کے طلسم کی ساری طاقت چھپی ہوئی ہے۔"
ماریا نے کہا:
"نیلم پری! تم مجھے دیکھ ضرور رہی ہو مگر میری طاقت سے واقف نہیں ہو۔ میں یہ کام تمہیں کر کے دکھاؤں گی ذرا رات ہو لینے دو۔"

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کی زندہ عورت

مسہری والی نیلم پری نے کہا،
"ماریا! یہ قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا۔ اس میں بڑا خطرہ ہے۔"
ماریا کہنے لگی:
"میں اپنے بھائی اور شارک مچھلی شہانی کی سات بچیوں کے ساتھ تمہیں بھی اس طلسمی جہنم سے آزاد کرانا چاہتی ہوں۔ کیا تم نہیں چاہتی ہو کہ تمہیں یہاں سے آزادی ملے اور تم کوہ قاف اپنے وطن میں چلی جاؤ؟"
مسہری نیلم پری نے آہ بھر کر کہا:
"اپنے وطن جانے کی خواہش کس کی نہیں ہوتی؟"
ماریا بولی: "تو پھر مجھے یہ کام کر لینے دو اور تم آرام سے یہاں پلنگ پر لگی رہو۔ خداوند میرے ساتھ ہے اور میں اس مہم میں ضرور کامیاب ہوں گی۔"

مسہری کہنے لگی:
"تو پھر ایک بات کا خیال رکھنا۔ دیو کلوپس ضرور تہہ خانے میں پہنچ کر زمرد کی انگلی کی حفاظت کر رہا ہو گا اس وقت تہہ خانہ طلسم کی لہروں سے بھرا ہوا ہو گا۔ تم پر اس کے جادو کا اثر ہو سکتا ہے۔ تم اس پلنگ کے سامنے والے زرد سرہانے کے نیچے ایک انگوٹھی پڑی ہے وہ اپنی انگلی میں ڈال لو۔ اس سے تم پر دیو کلوپس کے جادو کا ہرگز اثر نہیں ہو گا۔"
ماریا نے سرہانے کے نیچے سے ایک سیاہ نگینے والی انگوٹھی نکال کر اپنی انگلی میں پہن لی۔ پھر پلنگ کے ایک پائے کے نیچے سے تعویذ نکال کر اسے جلا ڈالا۔ مسہری ایک بار زور سے کانپی۔ لرزی اور پھر نیلم پری کی آواز آئی:
"ماریا! میں مسہری کی قید سے تو آزاد ہو گئی ہوں۔ اب اس محل کے طلسم سے صرف اسی وقت نکل سکوں گی جب تم اس طلسم کا خاتمہ کرو گی۔ میں تمہارے لیے دعا کروں گی۔ کیوں کہ میں اس خوابگاہ سے باہر نہیں جا سکتی۔"
ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں جا رہی ہوں۔ تم میرے لیے دعا کرنا۔"

ماریا نے انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ اسے کافی حد تک اطمینان تھا۔ پھر بھی وہ کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی اور پھونک پھونک کر آگے بڑھ رہی تھی۔ اب رات ہو گئی تھی۔ اسے نیچے والی منزل سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے بہت سے آدم خور آگ کے گرد رقص کرتے ہوئے گا رہے ہوں۔ ماریا دھیرے دھیرے اپنی جگہ سے سرکتی ہوئی دوسری منزل کی سیڑھیوں پر سے پھسلتی ہوئی نیچے کے دالان میں آ گئی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ تہہ خانے کی طرف بڑھی تو دیکھا کہ راہ داری میں آگ روشن ہے اور شعلے چھت کو چھو رہے ہیں۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہ طلسمی آگ ہے اور اسے تہہ خانے کی طرف جانے سے روکنے کے لیے یہ آگ جلائی گئی ہے۔ ماریا نے آنکھیں بند کر کے خداوند کریم کو یاد کیا اور کہا:

"میرے خدا! تو جانتا ہے کہ میں کسی دنیاوی لالچ کے لیے ایسا نہیں کر رہی۔ بلکہ ایک ماں اور اس کی قیدی بچیوں کو آزاد کرانے کے لیے اس مہم پر نکلی ہوں تو میری مدد کرنا۔"

یہ دعا مانگنے کے بعد ماریا آگ کے شعلوں میں آتے ہی پٹاخے سے چلنے لگے۔ ماریا پر آگ

کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا مگر ایسا لگتا ہے کہ آگ پر ماریا کا کافی اثر ہو رہا تھا۔ آگ زور سے بھڑک رہی تھی اور چٹاخ چٹاخ اس میں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھی۔ آدم خور وحشیوں ایسی آواز دور تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف سے آ رہی تھیں۔ ماریا تہہ خانے کی سیڑھیوں میں آ کر رک گئی۔

ماریا نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ اسے سب سے پہلے نیچے سیڑھی میں تھیوسانگ نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور وہ بت بنا خاموش کھڑا تھا۔

ماریا آہستہ سے پھسلتی ہوئی نیچے آئی تو تھیوسانگ نے چیخ ماری:

"میرے آقا! دشمن ماریا یہاں پہنچ گئی ہے۔"

ماریا نے چونک کر دیکھا۔ تہہ خانے میں چبوترے کے ارد گرد دس بارہ سیاہ فام جن قسم کی مخلوق رقص کرتے ہوئے عجیب و غریب آوازیں نکال رہی تھی اور چبوترے پر خود دیو کلوپس زمرد کے ناخن والی انگلی کے سامنے آلتی پالتی مارے بیٹھا زور زور سے سانس لے رہا تھا۔ تھیوسانگ کی آواز سنتے ہی دیو کلوپس نے چلا کر کہا:

"سامری سے کہو۔ میری مدد کرے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دس بارہ جنّ مخلوق کے گلے سے ایک ساتھ ڈکرانے کی آوازیں نکلیں اور تہہ خانے میں زلزلہ سا آگیا۔ ماریا زمین سے دو فٹ اوپر ہوا میں کھڑی تھی۔ تہہ خانے کی چھت پر سے کڑکتی بجلی کے تیر برسنے لگے۔ ماریا پر بھی بجلی آ کر گری مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ صرف وہ اپنی جگہ سے تھوڑی دیر کے لیے اوپر کو اچھل پڑی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اب اسے حملہ شروع کر دینا چاہیے۔ انتظار کرنا مناسب نہیں۔ اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

ماریا نے اپنے آپ کو فرش پر سے اوپر کو اچھال دیا۔ وہ زمین سے اوپر تہہ خانے کی چھت کے ساتھ جا لگی۔ چھوٹے کے گرد جنّ مخلوق وحشیانہ چیخیں مارتے ہوئے دیوانہ وار رقص کر رہی تھی۔ دیو کلوپس زمرد کے ناخن والی انگلی کے اوپر ہتھیلی کی چھت بنائے بیٹھا تھا جیسے اس کی حفاظت کر رہا ہو۔

ماریا نے اپنے آپ کو فضا میں ایک غوطہ دیا اور دیو کلوپس کی ہتھیلی کے نیچے نکل آئی۔

تھیوسانگ کا بت چلا اٹھا:

"میرے آقا! ماریا اسی تہہ خانہ میں ہے۔"

دیو کلوپس نے ایک ہلکا شگاف چیخ ماری۔ سارا تہہ خانہ

تھرتھرا اٹھا۔ مگر ماریا زمرد کے ناخن والی انگلی کے پاس پہنچ گئی تھی۔ اس نے ہلّہ بول دیا اور چبوترے سے باہر نکلے ہوئے ایک انگلی والے ہاتھ پر اتنی زور سے اپنا ہاتھ مارا کہ انگلی ٹوٹ کر دور جا پڑی۔ انگلی کے گرتے ہی زمرد کا ناخن انگلی سے الگ ہو گیا۔ دیو کلوپس کا جسم ایک بجلی کی کڑک کے ساتھ دھواں بن کر پگھلنے لگا۔ جنّ مخلوق کے جسموں سے بھی دھواں نکلنے لگا۔ تہہ خانہ چیخوں کی آوازوں سے بھر گیا۔ دیکھتے دیکھتے دیو کلوپس دھواں بن کر فضا میں غائب ہو گیا۔ دوسری مخلوق بھی چیخوں کی آوازوں میں غائب ہو گئی۔

طلسمی ہاتھ اور انگلی بھی وہاں پر نہیں تھی۔ تہہ خانے میں چھت میں سے روشنی کی لکیر نے نکل کر اندھیرے کو دور کر دیا۔ ماریا نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تھیوسانگ بڑے غور سے اپنے آپ کو تک رہا تھا۔ پھر اس نے فضا کو سونگھ کر کہا:

"ماریا! تم یہاں پر ہو کیا؟"

ماریا نے غصّے سے جھڑک کر کہا:

"اگر یہاں پر نہیں تھی تو تم شور کس لیے مچا رہے تھے کہ میرے آقا پکڑنا۔ ماریا آ گئی۔ ہماری دشمن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگئی۔"

تھیوسانگ حیران ہو کر بولا:

"کیا سچ مچ میں ایسی باتیں کر رہا تھا؟"

ماریا بولی: "اور نہیں تو میں جھوٹ بول رہی ہوں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا،

"مجھ پر دیو کلوپس کے طلسم کا اثر تھا۔"

ماریا نے دیکھا کہ تھیوسانگ کے ہاتھ والی تلوار بھی غائب ہو چکی تھی۔ ماریا نے تھیوسانگ کو ساری کہانی بیان کر دی اور پھر اسے لے کر دوسری منزل میں آیا تو نیلم پری نے خوش ہو کر کہا:

"ماریا بہن! تمہیں تمہارا بھائی مل گیا۔ مبارک ہو۔ اب میں اپنے ماں باپ کے پاس کوہ قاف جاتی ہوں۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے آزاد کرایا۔ میں خداوند کریم سے تمہارے حق میں ہمیشہ دعا کیا کروں گی۔"

ماریا نے کہا:

"خدا حافظ نیلم پری۔"

اور ایک جھونکے کی آواز آئی اور نیلم پری وہاں سے جا چکی تھی۔

ماریا نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور دیو کلوپس کے

کے پل پر گذرتی پہاڑ کی اترائی اترنے لگی۔ دیو کلوپس
لے نما محل میں ان کے باہر نکلتے ہی آگ لگ گئی
اور وہ دھڑا دھڑ جلنے لگا تھا۔ دیو کلوپس کا طلسم بھی
کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا۔

جب ماریا اور تھیوسانگ حوض کے پاس آئے تو دیکھا کہ
ں ایک خوبصورت عورت سات حسین و جمیل لڑکیوں کے
ڑ بیٹھی ہے۔ ہر لڑکی کے سیاہ بالوں میں گلاب کا پھول
گا رہا ہے۔

ماریا نے جاتے ہی پوچھا:

"کیا تم شہانی ہو جس کو دیو کلوپس کے طلسم نے
شارک مچھلی بنا دیا تھا۔"

شہانی بولی: "ہاں ماریا! میں ہی شہانی ہوں۔ مگر
اب میں تمہیں نہیں دیکھ سکتی۔ کیونکہ میں انسانی
شکل میں آگئی ہوں یہ میری سات بیٹیاں ہیں۔"

ساتوں لڑکیوں نے ماریا اور تھیوسانگ کو سلام کیا۔ ماریا نے
ان سب سے تھیوسانگ کا تعارف کرایا۔

شہانی نے کہا:

"میں اپنی بچیوں کو لے کر سپارٹا اپنے وطن کو جاتی
ہوں میں ساری زندگی تمہاری شکر گذار رہوں گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہاری وجہ سے مجھے اور میری بچیوں کو ایک عذاب سے نجات ملی۔"

ماریا نے کہا:

"یہ میرا انسانی فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔"

شہانی بولی: "تم کہاں جاؤ گی ماریا؟"

ماریا نے کہا:

"میں جھیل کے باہر اپنے ایک اور بھائی عنبر کو چھوڑ آئی ہوں۔ میں اس کے پاس جاؤں گی۔ ادھر کو راستہ کہاں سے جاتا ہے؟ کیا تمہیں ایک بار پھر پانی سے بھری ہوئی غار میں سے گذرنا پڑیگا؟"

شہانی نے کہا:

"نہیں۔ اب اس غار میں سے گذرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جھیل کے پار والا میدان اس پہاڑ کی دوسری جانب ہے۔ تم پہاڑ پار کر کے وہاں پہنچ جاؤ گی۔"

ماریا اور تھیوسانگ نے شہانی اور اس کی بچیوں کو خدا حافظ کہا اور وادی میں اس سڑک پر چلنے لگے جو سامنے والے بڑے پہاڑ کی طرف جاتی تھی۔ اس وقت صبح ہو چکی تھی۔ ماریا اور تھیوسانگ پہاڑ کی چوٹی پر سے دوسری طرف اترے

دیکھا کہ سامنے وہی میدان تھا جہاں ایک کوٹھڑی میں
یا اور اس کا بھائی بند تھے۔ ماریا کو یاد آ گیا کہ اس
نے عنبر سے کہا تھا کہ وہ یونانی لڑکی نوریا اور اس کے
بھائی کو لے کر سامنے والی پہاڑی پر چلا جائے۔

تھیوسانگ بولا:

"ہمیں سامنے والی پہاڑی کی طرف چلنا چاہیے۔"

سامنے والی پہاڑی پر پہنچتے پہنچتے انہیں آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ ماریا تو اڑ کر بھی جا سکتی تھی لیکن وہ تھیوسانگ کو ابھی اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ کیوں کہ وہ سارے کا سارا علاقہ طلسمی تھا۔ اگرچہ وہاں دیو کلوپس کا جادو ختم ہو چکا تھا۔ پھر بھی ماریا کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتی تھی۔

پہاڑی کے دامن میں ایک غار کے باہر انہیں عنبر نظر آیا۔ ماریا نے جاتے ہی کہا:

"عنبر بھائی! تھیوسانگ کو لے آئی ہوں میں۔"

تھیوسانگ اور عنبر گلے مل گئے جب عنبر نے دیو کلوپس کی تباہی کی داستان سنی تو بڑا حیران ہوا۔ یونانی لڑکی نوریا اور اس کا بھائی وہیں بیٹھے تھے۔ ماریا اور تھیوسانگ نے انہیں خوش خبری سنائی کہ دیو کلوپس کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب انہیں بلکہ کسی انسان کو بھی اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا تھیوسانگ اور عنبر نے نورینا اور اس کے بھائی
یورائی کو ساتھ لیا اور سپارٹا شہر کی طرف روانہ ہو گئے
سپارٹا پہنچ کر انہوں نے نورینا اور اس کے بھائی کو ان
کے گھر پہنچایا اور خود شہر سے باہر ایک معبد کے قریب
والی سرائے میں جا اترے۔ یہاں بھی انہیں کیٹی اور ناگ
میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

پھر بھی تھیوسانگ بولا:

"ہمیں کچھ روز یہاں رہ کر ناگ اور کیٹی کی جستجو
کرنی چاہیے۔"

عنبر تھیوسانگ اور ماریا تو یونان کے شہر سپارٹا میں
آ گئے ہیں۔ دوسری طرف آپ پڑھ چکے ہیں کہ کیٹی کو ننھی
وشاکھا حبشی عورت کی شکل میں اس کا خاوند جادوگر گمباش
اپنی جیب میں ڈالے سمندر میں سفر کرتے ہوئے ملک سوڈان
کی طرف جا رہا ہے کہ وہاں سوڈان کے بادشاہ کے دربار
میں ننھی انگلی کے برابر آدھی کالی، آدھی گوری کیٹی وشاکھا کو
پیش کر کے اس سے دولت حاصل کرے جب کہ ناگ بھی
حباش کے ساتھ ملک یونان کی طرف چلا آ رہا تھا۔ کیٹی کو
تو ہم گمباش کے پاس سمندری جہاز ہی میں چھوڑتے ہیں
کیوں کہ اس کا سمندر سفر ابھی بہت لمبا ہے اور ناگ

کی طرف آتے ہیں۔

حباش ملک یونان کی ایک بندرگاہ پر اتر کر ناگ سے
علیحدہ ہو کر کسی جزیرے کی طرف چلا گیا جبکہ ناگ وہاں
سے یونان کے دارالحکومت ایتھنز میں داخل ہو گیا۔ یہاں
سے عنبر کیٹی تھیوسانگ اور ماریا میں سے کسی کی خوشبو نہ
آئی تو وہ یونان کے دوسرے بڑے شہر سپارٹا کی طرف
چل پڑا۔ سپارٹا میں داخل ہوتے ہی پہلی بار ناگ نے فضا
میں عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس کی۔ وہ
بہت خوش ہوا۔ اس نے خوشبو کے پیچھے پیچھے چلنا شروع
کر دیا۔ یہ خوشبو سپارٹا شہر کے شمال کی جانب سے آ رہی
تھی جہاں معبد کے پاس والی سرائے میں عنبر تھیوسانگ اور
ماریا وہاں موجود تھے۔ ابھی تک ان لوگوں نے ناگ کی
خوشبو محسوس نہیں کی تھی۔ کیونکہ ہوا عنبر تھیوسانگ کی جانب
سے ناگ کی طرف چل رہی تھی اور کافی تیز ہوا تھی۔

ناگ ایک پہاڑی سڑک پر اپنے دوستوں کی خوشبو کے
ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا کہ آسمان پر گھنے بادل چھا گئے
ہوا نے آندھی کی شکل اختیار کر لی اور اس قدر تیز ہوا
چلنے لگی اور بارش شروع ہو گئی کہ ناگ کے لیے انسان
کی شکل میں پیدل چلنا مشکل ہو گیا۔ اگر وہ عقاب کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکل بدلتا ہے تو بارش میں اس کے پر بھیگ سکتے ہیں
وہ آسانی سے اڑ نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ ناگ نے سوچا
بجائے کسی عقاب یا سانپ کی شکل بدلنے کے بہتر
ہے کہ یہاں کسی جگہ تھوڑی دیر رُک کر بارش کے طوفان
کے ٹھہر جانے کا انتظار کیا جائے۔

ناگ نے دائیں بائیں دیکھا۔ یہ ویران پہاڑی علاقہ
جہاں قدر قدر درخت اُگے ہوئے تھے۔ ناگ کو ایک طرف
ٹیلے کی ڈھلان کے نیچے ایک پرانا مکان نظر آیا۔ ناگ اس
کی طرف بڑھا۔ بارش میں وہ دوڑتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ مکان
کے پاس آ کر اس نے دیکھا کہ مکان ویران ویران
ہے۔ وہاں کسی انسان کی موجودگی کا کوئی نشان نہیں تھا
برآمدے میں ایک ٹوٹا ہوا پنج اوندھا پڑا تھا۔ ناگ جلدی
سے برآمدے میں آ گیا۔ وہ بارش سے تو کم از کم بچ گیا
تھا۔ اس نے اپنے بالوں میں سے بارش کا پانی جھاڑا اور
پنج کو سیدھا کر کے اس پر بیٹھ گیا۔ موسم سردیوں کا نہیں
تھا۔ اس لیے سردی نہیں تھی۔ اب اس نے مکان کا جائزہ
لیا۔ مکان کے صحن میں شدید بارش گر رہی تھی۔ بادل گرج
رہے تھے۔ بادلوں نے دن کے وقت بھی اندھیرا کر دیا تھا۔
ناگ نے دیکھا کہ مکان کے برآمدے میں صرف دو

کے دروازے ہیں جن میں سے ایک کمرے کا دروازہ
تھا اور دوسرے کا آدھا کھلا تھا۔ اس نے اٹھ کر
دروازے والے کمرے کے اندر جھانکا۔ اس کمرے میں
پھوٹا سامان بھرا ہوا تھا۔ دوسرے کمرے کو ناگ نے
کی طرف دھکیلا تو دروازہ کھل گیا۔ ناگ نے اندر جھانکتے
بجائے شرافت اور شائستگی سے کام لیتے ہوئے آواز دی
اندر کوئی ہے؟

اندر سے کسی نے جواب نہ دیا۔ ناگ نے دوسری بار
پھر آواز دی۔ پھر بھی کسی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا ناگ
نے آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر دیکھا۔ کمرے میں کوئی انسان
نہیں تھا۔ لیکن ناگ کی تیز آنکھوں کو کمرے کے اندھیرے میں
بھی ایک عورت کا بت آدھا زمین میں گڑھا ہوا نظر
آ گیا۔ ناگ کمرے میں آ گیا۔ یہ ایک بوڑھی عورت کا
آدھا بت تھا۔ اس کا اوپر والا حصّہ زمین سے باہر اور
نچلا دھڑ زمین کے اندر دبا ہوا تھا۔ ناگ نے خیال کیا کہ
ہو سکتا ہے یہاں جو کوئی پہلے رہتا ہو وہ اس بت کی
پوجا کرتا ہو اور یہ بت کسی دیوی کا ہو۔ اس زمانے میں
مختلف دیوی دیوتاؤں کی پوجا عام ہوا کرتی تھی۔
ناگ کمرے سے نکل آیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور بارش کے رُکنے کا انتظار کرنے لگا۔ بارش بڑی
ہو رہی تھی۔ آسمان کالے بادلوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان کا
سیاہ بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت بھی اندھیرا سا
گیا تھا۔ ناگ دوسرے کمرے کے دروازے کے پاس دیو
کے ساتھ لگے ہوئے پنج پر بیٹھا تھا۔ اسے گھوڑے
ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے مکان کے صحن وا
دروازے کے باہر سامنے پہاڑی ڈھلان کی طرف نگ
ڈالی۔ ادھر سے ایک بند گھوڑا گاڑی چلی آ رہی تھی
ایک کوچوان جس نے سیاہ لمبی برساتی پہن رکھی تھی گا
کے باہر والی سیٹ پر بارش میں بیٹھا گھوڑوں کو چابک
مار رہا تھا۔

ناگ سوچنے لگا کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس ویرا
مکان میں بارش کے طوفان میں چلے آ رہے ہیں۔ ناگ
نے یونہی دلچسپی کی خاطر اپنی شکل تبدیل کر لی۔ وہ ایک
چھوٹے سے سانپ کی شکل میں بنچ کے پیچھے دیوار
چمٹ گیا۔ بند گھوڑا گاڑی صحن کے ٹوٹے پھوٹے دروازے
میں سے داخل ہو کر آنگن میں سے ہوتی ہوئی برآمدے
پاس آ کر رُک گئی۔

کوچوان نے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لیں اور اپنی سیٹ
ہی بیٹھا رہا۔ اتنے میں گھوڑا گاڑی کا بند دروازہ کھلا اور
سیاہ چمڑے کے لمبے کوٹ والا آدمی گاڑی کے
سے نکل کر برآمدے میں آ گیا۔ اس نے کوچوان کی
ن ہاتھ ہلا کر یونانی زبان میں کہا کہ اسی جگہ انتظار
ر کوچوان نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ یہ سیاہ لمبے
ر کوٹ والا آدمی برآمدے میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس
ٹھڑی میں داخل ہو گیا جس کے اندر عورت کا بت آدھا
ین میں دھنسا ہوا تھا۔ ناگ کو تشویش ہوئی کہ دیکھنا چاہیے
شخص اندر کیا کرنے گیا ہے۔ چنانچہ وہ دیوار پر رینگتا
کمرے کے دروازے کے پیچھے سے ہو کر اندر چلا گیا۔ پراسرار
دمی نے دروازہ بند کر کے اندر کنڈی لگا دی۔ پھر اس نے
اپنی لمبی سیاہ چمڑے کی کوٹ نما برساتی اتار کر ایک طرف
رکھ دی جیب میں سے ایک موم بتی نکال کر جلائی۔ اسے
عورت کے بت کے سر پر لگایا اور پھر اس کے کان
کے پیچھے ہاتھ لے جا کر ایک سونے کی پن باہر کھینچ کر
نکال لی۔ پن کے نکلتے ہی بت میں جان پڑ گئی۔ عورت
کے ہونٹ ہلے۔ اس کے حلق سے ایک آہ کی آواز نکلی
اور اس نے کہا:

"اے کلیدا! میرے حال پر رحم کرو۔ میں مہتیں پچ کہتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں کہ میرے ماں باپ کے پاس دیوی کا خزانہ
نہیں تھا۔ وہ دیوی کے پجاری ضرور تھے مگر انہوں
نے مرتے وقت کوئی خزانہ میرے حوالے نہیں
کیا تھا۔"

اکلید نے عورت کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ مارا
عورت کی چیخ نکل گئی۔ اس نے روتے ہوئے کہا:

"جب سے تم مجھے کنیز بنا کر لائے ہو تم نے
مجھ پر بڑے ظلم کیے ہیں۔ میں نے ہمیشہ تمہاری
خدمت کی ہے۔ مگر اس کا اجر تم نے مجھے یہ دیے
رہے ہو کہ مجھے جادو کی سوئی سے پتھر بنا کر آدھا
زمین میں دفن کر دیا ہے اور مجھ پر ظلم ڈھا رہے ہو۔"

اکلید نے غصیلی آواز میں کہا:

"جب تک تم دیوی کے خزانے کا راز مجھے نہیں
بتاؤ گی میں تمہیں اسی جگہ مار مار کر ختم کر دوں گا۔
اب بھی وقت ہے۔ مجھے بتا دو کہ تم نے دیوی
کا خزانہ سپارٹا کے کس کھنڈر میں دفن کر کے رکھا
ہوا ہے۔؟"

عورت نے عاجزی سے کہا:

"میں زمین میں آدھی دفن ہوں اور اس قدر تکلیف

میں ہوں کہ اگر مجھے خزانے کا علم ہوتا تو اب
تک تمہیں بتا چکی ہوتی لیکن میں قسم کھا کر کہتی
ہوں کہ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے۔"

اکلید نے عورت کے منہ پر دوسرا طمانچہ مارا اور گرج
کر کہا:

"میں تمہیں آج کی رات کی مہلت دیتا ہوں۔ میں کل
آؤں گا اسی وقت۔ اگر تم نے مجھے خزانے کا
راز نہ بتایا تو میں تمہیں توڑ پھوڑ کر تمہارے ٹکڑے
کر دوں گا۔"

اتنا کہہ کر اکلید نے عورت کے کان کے پیچھے سونے کی
پن دوبارہ گاڑ دی جس کے ساتھ ہی عورت اسی طرح پتھر کی
بن گئی۔ اکلید نے برساتی پہنی۔ موم بتی کو بجھا کر جیب میں
رکھا اور کمرے سے نکل گیا۔ ناگ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔
جب اکلید اپنی گھوڑا گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا تو
ناگ نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کی اور کمرے میں آ گیا
اس نے دروازے کو بند کر لیا اور زمین میں گاڑی ہوئی
عورت کے پاس جا کر اس کے کان کے پیچھے لگی ہوئی
سنہری پن باہر کھینچ لی۔ پن کے کھینچتے ہی عورت کے بت
میں جان پڑ گئی۔ عورت نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھول کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے کے ہلکے ہلکے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کی
عاجزی سے کہا:
"اکلید! مجھ پر رحم کرو۔ مجھے خزانے کا علم نہیں۔"
اور وہ رونے لگی۔
ناگ نے کہا:
"میں اکلید نہیں ہوں۔"
عورت نے غور سے اندھیرے میں ناگ کو دیکھا۔ اس
سامنے ایک دوسرا نوجوان بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔
عورت نے حیرانی سے دیکھا:
"تم کون ہو؟ تم نے مجھے کیسے زندہ کیا؟"
ناگ نے کہا:
"میرا نام ناگ ہے۔ میں ایک مسافر ہوں۔ بارش
سے بچنے کے لیے یہاں آیا تھا۔ میں نے تمہاری
اور اکلید کے ساتھ ہوئی ساری گفتگو سن لی ہے۔
جب وہ چلا گیا تو میں نے جادو کی پن تمہارے
کان کے پیچھے سے کھینچ کر تمہیں پھر سے زندہ
کر دیا ہے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"
عورت نے کہا:
"میرا نام شاربو ہے۔ میں ایتھنز کے مندر کے

پجاری کی بیٹی تھی۔ میرے ماں باپ مر گئے تو اکلید
جو سپارٹا کا ایک شعبدہ باز ہے مجھے اغوا کر کے
اپنے ساتھ لے آیا۔ اسے شک تھا کہ میرے ماں
باپ کے پاس دیوتی کا خزانہ تھا جس کا راز وہ
مرتے وقت مجھے بتا گئے ہیں۔ اب اس نے مجھے
اپنے طلسم کے زور سے زمین میں آدھا گاڑ دیا
ہے اور مجھ سے خزانے کا راز معلوم کرنا چاہتا ہے
جو مجھے بالکل معلوم نہیں مگر تم نے طلسمی پن نکال
کر اپنی جان کا خطرہ مول لیا ہے میرے بھائی! اکلید
کو کئی طلسم آتے ہیں۔ وہ تمہیں بھی زندہ نہیں
چھوڑے گا۔"
ناگ نے کہا:
"تم نے مجھے بھائی کہا ہے تو اب تم میری بہن
ہو اور کوئی بھائی اپنی بہن کو تکلیف میں دیکھ کر
اسے چھوڑ نہیں جایا کرتا۔ میں تمہاری مدد کروں
گا۔ باقی رہا اکلید کا طلسم تو میں اس کی پروا نہیں
کرتا۔ نیک کام میں خدا کی طاقت ساتھ ہوتی ہے۔
اور خدا کے آگے کسی کا طلسم نہیں چل سکتا میں تمہیں
زمین سے باہر نکالوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے زمین کھود کر عورت شاربو کو زمین سے باہر نکال لیا۔ شاربو نے ناگ سے کہا:

"تم مجھے میرے گھر ایتھنز چھوڑ آئے تو اکلید وہاں بھی میری تلاش میں پہنچ جائے گا۔ تم نے مجھے رہا کرا کے غلطی کی ہے میرے بھائی ناگ۔ میں ایک بدنصیب عورت ہوں۔ مجھے میرے حال پر ہی رہنے دیتے تو اچھا تھا۔"

ناگ بولا: "میں تمہیں تمہارے گھر ایتھنز چھوڑ کر اکلید کی خبر لینے جاؤں گا اور اسے ایسا سبق سکھاؤں گا۔ کہ پھر وہ ساری زندگی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس کے پاس یہ طلسم کہاں سے آیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے"؟

شاربو کہنے لگی:

"اکلید کے پاس طلسم اور جادو کی طاقت ایک سانپ نے اسے دی ہے جس کو اکلید نے اپنی حویلی کے تہہ خانے میں چولہے کے برتن میں قید کر رکھا ہے۔ سانپ کا تعلق ایک بہت بڑے جادوگر کے خاندان سے ہے جس چولہے کے برتن میں اکلید نے اس سانپ کو قید کر رکھا ہے اس

کے اوپر پانی کی تھیلی رکھی ہوئی ہے۔ اگر سانپ وہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گا تو پانی کی تھیلی میں سے پانی چولہے کے برتن میں گر پڑے گا اور چونا اُبلنے لگے گا اور سانپ جل بھن کر ختم ہو جائے گا۔"

ناگ نے پوچھا:

"جس سانپ نے اکلید کو جادو بتایا ہے کیا وہ خود جادو کی مدد سے قید سے باہر نہیں نکل سکتا؟"

شاربو نے کہا:

"اس سانپ کے پاس صرف ایک ہی طلسم ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ سنہری پن کی مدد سے انسان کو پتھر کر سکتا ہے۔ یہی پن اکلید نے میرے کان کے چھو کر مجھے پتھر کر کے آدھا زمین میں دفن کر رکھا تھا۔"

ناگ نے وہ پن اپنے پاس رکھ لی تھی۔ اس نے کہا:

"شاربو! میں اکلید کے طلسم کو ختم کر کے اس سانپ کو بھی آزاد کرا دوں گا اور اکلید سے تمہارے ظلم کا ایسا بدلہ لوں گا کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔ آؤ اب میں تمہیں واپس ایتھنز شہر کی طرف لیے چلتا ہوں۔ بارش تھم گئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاربو برآمدے میں آگئی اور تازہ ہوا میں سانس لیتے ہوئے بولی:

"ایتھنز یہاں سے بہت دور ہے۔ ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے۔ تم مجھے وہاں تک کیسے لے جاؤ گے؟"

ناگ نے کہا:

"کاروان سرائے میں چلتے ہیں۔ وہاں ضرور کوئی قافلہ مل جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

ناگ نے شاربو کو ساتھ لیا اور وادی سے نکل کر شہر کے دوسرے کنارے ایک کاروان سرائے میں آ گیا۔ یہاں ایک قافلہ چلنے والا ہی تھا۔ یہ قافلہ بارش کے تھمنے کا انتظار کر رہا تھا۔

شاربو نے کہا:

"اس قافلے میں کئی عورتیں بھی سفر کر رہی ہیں۔ میں ان کے ساتھ مل کر ایتھنز پہنچ جاؤں گی۔ بہتر ہے کہ تم مجھے قافلے والوں کے ساتھ چھوڑ کر خود سپارٹا اکلید کی جا کر خبر لو۔ کیونکہ اگر سفر میں تمہیں دیر لگ گئی تو اکلید ضرور میری تلاش میں نکل کھڑا ہو گا۔ ہو سکتا ہے اس کے پاس جادو کی

دوسری پن بھی ہو اور وہ تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس لیے تم ابھی سے جا کر اس کو اپنے قابو میں کر لو۔ مجھے تمہارا فکر لگا رہے گا۔"

ناگ کو شاربو کی یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے شاربو کو قافلے میں ایتھنز تک سفر کرنے والی عورتوں کے حوالے کیا اور شاربو سے اکلید کی حویلی کا پتہ پوچھ کر واپس سپارٹا شہر کی طرف چل پڑا۔

سپارٹا شہر وہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ سپارٹا میں داخل ہوتے ہی ناگ کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ چونکہ ہوا زیادہ تیز نہیں چل رہی تھی۔ اس لیے اسے عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی خوشبو آنے لگی تھی۔ دوسری طرف سپارٹا کی سرائے میں اترے ہوئے عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو بھی ناگ کی خوشبو آئی تو وہ بے چین ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔

ماریا نے کہا:

"یہ ناگ کی خوشبو ہے۔ وہ سپارٹا شہر میں داخل ہو چکا ہے۔ میں اس کا پتہ کرتی ہوں۔ تم لوگ اسی جگہ بیٹھو۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے ماریا کو تاکید کی کہ وہ ناگ کو لے کر سیدھی سرائے میں آ جائے۔ ماریا نے فضا میں اڑان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھری اور اڑتی ہوئی جدھر سے ناگ کی خوشبو آ رہی تھی
ادھر کو چلی۔ ناگ بھی عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی خوشبو لیتا
اسی طرف چلا آ رہا تھا۔ بارش رُک گئی تھی۔ دن کی روشنی
میں ماریا نے اوپر سے ناگ کو دیکھا کہ شہر کی ایک سڑک پر چلا
آ رہا ہے۔ ماریا تیزی سے نیچے اتر کر اس کے پاس آ گئی۔
ناگ کو ماریا کی خوشبو آئی تو وہ بولا:

"ماریا! یہ تم ہو کیا؟"

ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ہاں ناگ! میں ہوں۔ ماریا۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری
صورت نظر آئی۔ کیٹی کہاں ہے؟ مجھے اس کی خوشبو
نہیں آ رہی۔"

ناگ بولا: "یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ تھیوسانگ اور
عنبر کہاں ہیں؟ مجھے ان کی خوشبو آ رہی ہے۔"

ماریا نے کہا: "عنبر اور تھیوسانگ بھی کارواں سرائے میں
موجود ہیں آؤ۔ ان کے پاس چلتے ہیں۔"

اور ماریا ناگ کو لے کر کارواں سرائے کی طرف چلنے لگی۔

کیٹی سانپ کے سامنے

عنبر تھیوسانگ نے ناگ کو دیکھا تو آپس میں گلے ملے۔
سب کو بڑی خوشی ہوئی۔ کیٹی کے بارے میں دریافت کیا
تو ناگ نے انہیں ساری کہانی بیان کر دی۔ بعد کی کہانی عنبر
ماریا نے بیان کر دی اور کہا:

"کچھ معلوم نہیں کہ جادوگر گمباش کیٹی کو لے کر
کہاں چلا گیا ہے۔ اس وقت کیٹی چھوٹے سائز
کی تھی اور اس کا چہرہ حبشی عورت وشاکھا کا
تھا اور باقی کا دھڑ گورا کیٹی کا تھا۔"

ناگ کہنے لگا:

"اس کا مطلب ہے کہ اب ہم سب کو کیٹی کی تلاش
میں نکلنا چاہیے۔"

ماریا نے کہا:

"میں نے اس جہاز کی ساری تلاشی لے لی تھی جو
ملک افریقہ کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں مجھے گمباش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہیں نظر نہیں آیا تھا۔"

تھیوسانگ سر کو کھجاتے ہوئے بولا:

"مجھے یقین ہے کہ گمباش کیٹی کو لے کر ملک افریقہ کی طرف ہی گیا ہے۔ ہمیں افریقہ کی طرف چلنا چاہیے۔"

ماریا اور عنبر نے بھی تھیوسانگ کی تجویز کی تائید کی۔

ناگ نے کہا:

"کیٹی کی تلاش پر نکلنے سے پہلے مجھے ایک نیکی کا کام کرنا ہے اس سپارٹا شہر میں۔"

اور پھر ناگ نے اپنے دوستوں کو زمین میں آدھی دفن عورت شاریو کا سارا واقعہ سنا دیا۔ عنبر بولا:

"اگر اکلید کے پاس کوئی سانپ قید ہے تو یہ کام تم آسانی سے سر انجام دے سکتے ہو۔"

ماریا نے کہا:

"مگر خطرہ ہے کہ کہیں ناگ کسی جادو میں نہ پھنس جائے۔"

عنبر ہنس کر بولا:

"ناگ اتنا بے وقوف نہیں ہے کہ کسی کے طلسم میں آجائے اور پھر سانپ اس کی مدد بھی کرے گا۔ کیوں ناگ؟ اگر تم کہتے ہو تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

ناگ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا:

"نہیں عنبر بھیا! تمہارے جانے کی ضرورت نہیں ہے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں ناگ کے ساتھ جاؤں گی کیونکہ مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا اس لیے میں ناگ کی مدد کر سکوں گی۔"

ناگ اور ماریا نے عنبر تھیوسانگ کو اسی کاروان سرائے میں بیٹھے رہنے کی تاکید کی اور اکلید کی حویلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اکلید کی حویلی کا پتہ ناگ کو شاریو نے بتا دیا تھا۔ وہ سیدھا حویلی کے پاس جا پہنچا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ یہ کافی پرانی قسم کی حویلی تھی۔ ساری کی ساری پتھروں کی بنی ہوئی تھی۔ باہر سے بڑی پراسرار لگ رہی تھی۔ باہر گیٹ پر صرف ایک ہی حبشی غلام نیزہ اٹھائے پہرہ دے رہا تھا۔

ماریا نے ناگ سے کہا:

"کیا خیال ہے میں اندر جا کر معلوم کروں کہ کیا ہو رہا ہے؟"

ناگ نے کہا: "نہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں خود اندر جاتا ہوں۔ تم میرے ساتھ رہنا۔ میں سانپ کی شکل میں اندر جاؤں گا ہمیں سب سے پہلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تہہ خانے میں قید سانپ کو وہاں سے آزاد
کرانا ہوگا۔ میں جا رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے ایک چھوٹی سی سیاہ چڑیا کی شکل
بدلی اور اڑتا ہوا حویلی کے گیٹ میں سے اندر داخل ہوگیا
ماریا اس کے ساتھ ساتھ اڑتی جا رہی تھی۔ حویلی کے اندر
ایک چھوٹا سا باغ تھا جو ویران پڑا تھا۔ سامنے حویلی
کا دوسرا دروازہ تھا۔ ناگ اور ماریا اس میں داخل ہوکر
حویلی کے اندر آ گئے۔ یہاں ایک کمرے میں ناگ نے اکیلے
کو دیکھا کہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور پراسرار
انداز میں باتیں کر رہا تھا۔ ماریا ناگ کے ساتھ ساتھ تھی
ناگ چڑیا کی شکل میں کمرے کے اندر جانے کی بجائے پھر
سے اڑتا ہوا حویلی کی نچلی منزل میں آ گیا۔ ایک غلام
نے چڑیا کو اڑتے ہوئے دیکھا تو کچھ حیران ہوا کہ یہ
کہاں سے آ گئی۔ مگر پھر اپنے کام پر آگے چل دیا۔
کو تہہ خانے میں جانے والا زینہ نظر آ گیا۔ ماریا
ناگ سے کہا:

"یہی راستہ تہہ خانے کو جاتا ہوگا۔ میں تمہارے
آگے آگے جاتی ہوں۔"

ناگ اور ماریا نیچے تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانے

ایک طرف کونے میں انہیں ایک مٹکا نظر آیا جس
کے اوپر پانی سے بھری ہوئی تھیلی اس طرح سے رکھی
تھی کہ اگر اسے ذرا سا بھی ہلایا جاتا تو تھیلی کا پانی
سارے کا سارا مٹکے میں گر جاتا۔ ماریا نے مٹکے میں جھانک
کر دیکھا اور ناگ سے کہا:

"مٹکے میں سفید چونا بھرا ہوا ہے اور ایک سبز سانپ
کنڈلی مارے بیٹھا ہے ناگ۔"

ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ مٹکے میں
بیٹھے ہوئے سانپ نے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھی تو سانپ
کی آواز میں کہا:

"کیا عظیم ناگ دیوتا میری مدد کو آیا ہے؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں میں ناگ دیوتا ہوں اور تمہاری مدد ہی کو
آیا ہوں مجھے ساری کہانی معلوم ہو چکی ہے۔
سونے کا طلسمی پن میری جیب میں ہے۔ میں نے
شاہزیب کو آزاد کرا دیا ہے۔ اب میں تمہیں اس طلسم
سے آزاد کرانے آیا ہوں۔"

مٹکے کے سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں بڑی نازک جگہ پر ہوں اگر میرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اوپر رکھی ہوئی تھیلی ذرا سی ہل گئی تو پانی مٹکے میں آجائے گا۔ پانی کے گرنے سے چونا گرم ہو کر کھولنے لگے گا اور میں زندہ نہ بچ سکوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"میں اکیلا ہی نہیں ہوں۔ میرے ساتھ ماریا بھی ہے ماریا اس تھیلی کو غائب کر دے گی۔ تم باہر آنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! کیا تم اس تھیلی کو اس طرح اٹھا کر غائب کر سکتی ہو کہ تھیلی ذرا سی بھی نہ ہلنے پائے؟"

ماریا نے کہا:

"کیوں نہیں۔"

اتنا کہہ کر ماریا آہستہ سے آگے بڑھی اور اس نے تھیلی پر اپنی نظر نہ آنے والی انگلی رکھ دی۔ پھر اسے نیچے سے اوپر اٹھا لیا۔ تھیلی اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی لیکن اس کے ہٹنے سے اکلید کو پتہ چل گیا کہ تہہ خانے میں کوئی دشمن پہنچ گیا ہے۔ وہ اپنے دوستوں کے پاس سے تیزی سے اٹھا اور بھاگتا ہوا تہہ خانے میں آ گیا۔ اس وقت تک ناگ نے سانپ کو مٹکے سے نکال لیا تھا۔ سانپ کو

یا نے اٹھا لیا تھا اور وہ غائب ہو گیا تھا اور ناگ
نے سنہری پن ماریا کو دے دی تھی اور ہدایت کر دی
کہ اکلید وہاں آئے تو وہ یہ پن اس کے کان کے
پیچھے چبھو دے۔ خود ناگ چڑیا کی شکل بدل کر تہہ خانے
کے کونے میں اندھیرے میں چھپ گیا تھا۔

اکلید تہہ خانے میں دوڑتا ہوا گھبرایا ہوا آیا۔ جب دیکھا
کہ مٹکے میں سانپ نہیں ہے تو پریشان ہو کر باہر کو جانے
لگا تھا کہ ماریا نے اس کے کان کے پیچھے طلسمی سنہری
پن زور سے گاڑ دی۔ اکلید وہیں پتھر کا بن گیا۔ ناگ انسانی
شکل میں آ کر اس کے پاس آ گیا۔ اکلید کو انگلی لگا کر دیکھا
اس کا جسم پتھر بن چکا تھا۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ظلم کرنے والے کا انجام یہی ہونا چاہیے۔ اب یہ
شخص باقی زندگی پتھر کا بت بن کر اس تہہ خانے
میں گذارے گا۔ آؤ ماریا۔ چلتے ہیں۔"

ماریا نے جاتے جاتے پتھر کے اکلید کو دھکا دے کر
گرا دیا۔ اکلید فرش پر گر گیا اور ویسے ہی پڑا رہا۔ ناگ
اور ماریا مٹکے کے سانپ کو لے کر حویلی سے باہر آ گئے۔
کاروان سرائے میں پہنچ کر ناگ نے مٹکے کے سانپ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ اور عنبر سے تعارف کرایا۔ ناگ نے سانپ
پوچھا کہ وہ کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟
ملکے کا سانپ بولا:
"عظیم ناگ دیوتا! میرا تعلق افریقہ کے قدیم جادوگر
سپیروں کے ایک خاندان سے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
واپس ملک افریقہ میں ہی چلا جاؤں۔"
ناگ نے کہا:
"اتفاق کی بات ہے کہ ہم بھی ملک افریقہ کی طرف
ہی جا رہے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ ہی سفر کرنا۔ ہم
تمہیں افریقہ کے ساحل پر پہنچ کر خدا حافظ کہہ دیں گے۔"
سانپ بولا: "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں عظیم ناگ
دیوتا کے ساتھ سفر کروں گا۔"
عنبر نے سانپ ہی کی زبان میں ملکے کے سانپ سے سوال
کیا: "کیا تمہارے پاس کوئی ایسا جادو نہیں ہے کہ تم
ہوا میں اڑ کر افریقہ پہنچ جاؤ۔"
سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی عنبر! میرے پاس صرف ایک
ہی طلسم تھا اور وہ میری سنہری پن تھی جو کسی
جاندار کو پتھر بنا سکتی ہے۔ اور وہ سنہری پن

اب حویلی مین اکلید کے جسم میں لگی ہوئی ہے۔"
ماریا نے سوال کیا:
"کیا اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی طلسم نہیں؟"
"بالکل نہیں۔" سانپ نے آہستہ سے کہا:
تھیوسانگ سر کھجا رہا تھا۔ کہنے لگا:
"اچھی بات ہے کہ اس کے پاس اور کوئی طلسم
نہیں ہے۔ ہم طلسم سے آزاد ہو کر سفر کریں گے۔"
اسی روز یہ سارے دوست سپارٹا سے روانہ ہو کر ایتھنز
کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ وہاں سے ایک جہاز ہفتے کے
بعد افریقہ کے ملک کی طرف جانے والا تھا۔ ان کے پاس
اب سونے چاندی کا ایک بھی سکہ نہیں رہا تھا۔ انہیں
جہاز کے کرائے کی بھی ضرورت تھی۔
ناگ نے سانپ سے کہا:
"کیا تمہیں اس شہر کے نیچے دفن کسی ایسے خزانے
کا علم ہے جہاں سے تم ایک آدھ ہیرا لے
آؤ کہ جس کو فروخت کر کے ہم سونے کے سکے
حاصل کر سکیں؟"
ملکے کے سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! اس بندرگاہ کے قریب ہی ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پرانی بارہ دری ہے۔ اس کے نیچے ایک قدیم خزانہ
دفن ہے۔ اس خزانے کی حفاظت ایک سرخ سانپ
کر رہا ہے۔ آپ اسے حکم دیں۔ وہ آپ کی
خدمت میں جو آپ کہیں گے حاضر کر دے گا۔"
ناگ نے سرخ سانپ کا تصور کر کے اسے حکم
دیا کہ جس خزانے کی تم حفاظت کر رہے ہو اس
کا کوئی ہیرا موتی لے کر ہمارے پاس پہنچو۔ تھوڑی
ہی دیر بعد ایک سرخ سانپ وہاں حاضر ہو گیا جس کے
منہ میں ایک آلوچے جتنا سفید موتی تھا۔ سرخ سانپ نے
عظیم ناگ دیوتا کے حضور موتی پیش کرتے ہوئے ادب سے
سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! یہ میرے خزانے کا سب سے قیمتی
موتی ہے میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کرنے
کا فخر حاصل کرتا ہوں۔"

ناگ نے موتی عنبر کے حوالے کیا اور سرخ سانپ کا شکریہ
ادا کر کے اسے واپس بھیج دیا۔

سانپ چلا گیا تو ناگ نے عنبر سے کہا:

"عنبر! اب تم اسے شہر میں لے جا کر بیچ آؤ کیونکہ یہ
کام اکثر تم ہی کیا کرتے ہو۔"

عنبر مسکرایا اور بولا:

"ویسے تھیوسانگ بھی ہیرے موتیوں کا بڑا ماہر ہے۔
اسے کیوں نہ بھیج دیں؟"

ماریا بولی: "ہاں میرا خیال ہے کہ یہ کام اس بار تھیوسانگ
بھائی کو ہی کرنا چاہیے کیوں تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ بولا: "مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر میری
ایک شرط ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ میں اکیلا ہی
یہ موتی لے کر جاؤں گا۔ ماریا یا عنبر میرے ساتھ
نہیں جائیں گے۔"

ماریا عنبر اور ناگ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

ماریا نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ تمہارے ساتھ کوئی نہیں جائے گا
لیکن اب جلدی سے جاؤ کیونکہ پھر شام ہو گئی تو بازار
میں دکانیں بند ہو جائیں گی۔"

تھیوسانگ نے موتی جیب میں رکھا اور پاٹلا شہر کی طرف
چلا۔ جوہریوں کے بازار میں بڑی رونق تھی۔ تھیوسانگ ایک
دکان میں داخل ہو گیا۔ جوہری دکاندار نے تھیوسانگ کی طرف
کوئی خاص توجہ نہ دی۔ وہ ایک خوبصورت کپڑوں والی بیگم
صاحبہ کو جواہرات کا سیٹ دکھا رہا تھا۔ تھیوسانگ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف ہٹ کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ جوہری کو اچھا نہ لگا کہ ایک گاہک قریب ہی کھڑا ہے۔ اس نے تھیوسانگ سے پوچھا:

"تم کس لیے آئے ہو بھائی؟"

تھیوسانگ نے جیب سے موتی نکال کر جوہری کے آگے کھ دیا اور کہا:

"میں یہ موتی فروخت کرنا چاہتا ہوں۔"

جوہری نے موتی دیکھا تو اس کی تجربہ کار آنکھیں فوراً پہچان گئیں کہ یہ بے حد قیمتی اور چار سو سال پرانے مصری شاہی خاندان کے خزانے کا موتی ہے۔ وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ آدمی کہیں سے چرا کر لایا ہے مگر وہ تو اسے تھوڑے بہت پیسے دے کر اسے خرید لینا چاہتا تھا۔ اس نے کہا:

"میں اس کے تمہیں سونے کے دس سکے دے سکتا ہوں۔"

تھیوسانگ کو اتنا معلوم تھا کہ یہ پرانے شاہی خاندان کا موتی ہے۔ اس کے منہ سے نکل ہی گیا کہ "یہ تو شاہی خاندان کا موتی ہے تم اس کے اتنے تھوڑے پیسے کیوں دے رہے ہو؟"

بیگم جو قریب کھڑی تھی چونکی اور موتی کو ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھنے لگی۔ اس بیگم کو جواہرات کا بڑا شوق تھا اور اس کا تعلق بھی شاہی خاندان سے تھا مگر اب سپارٹا میں شاہی خاندان کی حکومت نہیں رہی تھی اور لوگوں کی نمائندہ

[illegible] حکومت کرتی تھی۔ مگر شاہی خاندان کے لوگ سپارٹا شہر [illegible] باہر ایک قدیم محل میں رہتے تھے۔ یہ بیگم بھی اسی قدیم [illegible] سے آئی تھی۔

جوہری نے تھیوسانگ سے کہا:

"یہ موتی تو ضرور شاہی خاندان کا ہے مگر تمہارے پاس کہاں سے آ گیا پھر؟ تمہارا تعلق تو شاہی خاندان سے نہیں ہے۔ ضرور تم نے کہیں سے چوری کیا ہے یہ موتی؟"

تھیوسانگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے موتی اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور بولا:

"میں تمہیں اس الزام لگانے کا مزہ چکھا سکتا ہوں مگر میں کوئی گڑبڑ کرنا نہیں چاہتا۔"

تھیوسانگ جانے لگا تو بیگم نے اسے روک کر کہا:

"یہ موتی میں خرید لوں گی۔ تم کتنی رقم چاہتے ہو اس کے عوض؟ کیونکہ میں نے اسے پہچان لیا ہے یہ واقعی شاہی خزانے کا قیمتی موتی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"آپ کیا دیں گی اس کا؟"

بیگم مسکرائی اور بولی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے ساتھ میرے پرانے محل میں چلو میں تمہیں
اس کے عوض سونے کے ایک ہزار سکّے دے
سکتی ہوں۔"

تھیوسانگ بڑا خوش ہوا۔ بولا:

"آپ اسے کیوں خریدنا چاہتی ہیں؟"

جوہری نے کہا:

"اس لیے کہ بیگم صاحب کا تعلق بھی شاہی خاندان
سے ہے۔ یہ ہی اس موتی کی قدر پہچانتی ہیں۔ جاؤ
ان کے پاس بیچ دو۔ اتنی رقم تمہیں بازار میں
اور کہیں نہیں ملے گی۔"

تھیوسانگ نے بیگم سے کہا:

"میں تیار ہوں۔"

بیگم نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور دکان سے باہر
آ گئی۔ باہر چار غلام ایک ڈولی لیے کھڑے تھے۔ تھیوسانگ
بیگم کے ساتھ ڈولی میں بیٹھ گیا اور ڈولی سپارٹا شہر کے قدیم
شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئی۔

تھیوسانگ کو لے کر بیگم شاہی محل میں آ گئی۔ تھیوسانگ
نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا ہی پرانا محل تھا۔ اور اس کی حالت
خستہ ہو رہی تھی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس محل میں

[illegible] رہتے ہیں ان کے پاس اتنے پیسے اب نہیں ہے
[illegible] وہ محل کی مرمت کرا سکیں۔ محل میں نوکر بھی ایک دو ہی
[illegible] آ رہے تھے۔ ایک کنیز طشت میں کچھ پھل لے کر
[illegible] سامنے سے گذر گئی۔

بیگم نے اسے روک کر کہا:

"غلام! ہمارے مہمان کی خاطر کرو۔"

پھر بیگم نے تھیوسانگ کو ایک مہمان خانے میں بیٹھنے
کے لیے کہا اور بولی:

"میں ابھی تمہارے لیے سونے کے سکّے لے کر آتی ہوں
تم مہمان خانے میں تھوڑی دیر انتظار کرو۔"

موتی ابھی تک تھیوسانگ کے پاس ہی تھا۔ وہ کمرے میں
بیٹھ گیا۔ یہاں پرانے صوفے پڑے تھے جن کا مخمل جگہ جگہ
سے میلا کچیلا ہو گیا تھا۔ اس پر جو کبھی سونے کا تپرا لگا
ہوا ہوتا تھا وہ اکھاڑ کر بیچ دیا گیا تھا شاید۔ کنیز غلام نے
تھیوسانگ کے آگے پھلوں کا طشت رکھ دیا اور کہا:

"آپ شوق کریں۔ میں آپ کے لیے شربت لاتی ہوں۔"

تھیوسانگ ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا۔ اتنے میں
بیگم بھی وہاں پہ آ گئی۔ ایک حبشی نوکر نے سونے کے
سکّوں سے بھری ہوئی تھیلی اٹھا رکھی تھی۔ بیگم نے مسکراتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے تھیوسانگ سے کہا:

"تمہارے سکے میں لے آئی ہوں۔"

حبشی نوکر نے تھیلی کھول کر طشت میں سونے کے سکے الٹ دیئے۔ تھیوسانگ نے دیکھا۔ یہ اصلی سونے کے سکے تھے۔ اس نے گنے پورے دو ہزار تھے۔ تھیوسانگ نے جیب سے موتی نکال کر بیگم کے حوالے کر دیا اور سکے تھیلی میں ڈال کر اٹھنے لگا تو بیگم نے کہا:

"کیا تم میری میزبانی قبول نہیں کرو گے؟ اگرچہ اب ہمارا شاہی دربار نہیں رہا۔ وہ شان و شوکت نہیں رہی لیکن ہمارے شاہی ادب آداب اسی طرح برقرار ہیں۔ ہمارے شاہی محل میں آیا ہوا مہمان ہماری طرف سے قہوے کی دعوت ضرور قبول کرتا ہے۔"

اور کنیز طلائی طشت میں قہوے کی دو پیالیاں لے کر آ گئی۔ گرم گرم قہوے میں سے بھاپ اور خوشبو اٹھ رہی تھی۔ تھیوسانگ تکلف میں آ کر وہیں بیٹھ گیا۔ بیگم نے ایک پیالی تھیوسانگ کو دی اور دوسری خود اٹھا کر آہستہ آہستہ قہوہ پینے لگی۔ وہ ساتھ ساتھ اپنے شاہی خاندان کی تعریف میں باتیں بھی کرتی جا رہی تھی۔ اس نے تھیوسانگ سے بالکل نہ پوچھا کہ وہ موتی کہاں سے لایا ہے۔ تھیوسانگ نے

چکھا۔ قہوہ بڑا خوشبودار تھا۔ بیگم نے تھیوسانگ سے ضرور پوچھا کہ وہ کہاں کا رہنے والا ہے۔

تھیوسانگ نے کہا:

"میں ایک سیاح ہوں۔ میرے جواہرات کا بھی کام لاہوں یہ موتی ہمارے خاندان میں پرانے زمانے سے چلا آ رہا تھا۔ اب مجھے پیسوں کی ضرورت تھی اس لیے اسے فروخت کرنے چلا آیا۔"

بیگم اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ تھیوسانگ محسوس کیا کہ بیگم واقعی شاہی خاندان کی عورت لگتی ہے۔ وہ بہت خوبصورت اور باوقار تھی۔ تھیوسانگ نے قہوہ ختم کر کے پیالی میز پر رکھ دی اور بولا:

"اچھا اب مجھے اجازت دیں۔ آپ کی میزبانی کا شکریہ۔"

بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا:

"تم سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ تم نے اپنا نام نہیں بتایا دوست؟"

تھیوسانگ نے سکوں کی تھیلی بغل میں دباتے ہوئے کہا:

"میرا نام تھیوسانگ ہے۔"

بیگم نے کہا:

"ہمارے محل کے دروازے تم پر ہمیشہ کے لیے کھلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں جب جی چاہے ہمیں ملنے چلے آنا۔"

"شکریہ بیگم صاحبہ۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے دروازے کی طرف قدم بڑھا
ہی تھا کہ وہ جیسے پتھر کی طرح بے حس ہو کر دھڑ
سے فرش پر گر پڑا۔ تھوڑے میں ملا ہوا محلول اپنا ا
کر چکا تھا۔ بلکہ بیگم کو حیرانی تھی کہ اس دوائی نے ا
دیر کیوں لگا دی۔ تھیوسانگ کو تو بہت پہلے بے ہو
ہو جانا چاہیے تھا۔ بیگم نے سب سے پہلے آگے بڑھ
غلام کو اشارہ کیا۔ غلام نے سونے کے سکھوں کی تھیلی
تھیوسانگ کی جیب سے نکال کر کنیز کو دے دی اور
بے ہوش تھیوسانگ کو کاندھے پر ڈال کر ایک تنگ
تاریک سیڑھیاں اترنے لگا۔ بیگم کو معلوم تھا کہ وہ ا
کہاں لے جائے گا۔ بیگم قیمتی موتی لے کر محل کے ایک
کونے والے گول کمرے میں آ گئی جس کی محرابی کھڑکی
عشق پیچاں کی بیل نے سایہ ڈال رکھا تھا اور پراسرار
کمرے میں اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ اس چھوٹے سے کمرے میں
ایک لمبی ڈاڑھی اور تیکھی شیطانی آنکھوں والا ایک بوڑھا
پتھر کی گول میز کے گرد بیٹھا سامنے رکھے ایک پیالے پر جھکا
ہوا تھا۔ اس پیالے کے پانی میں ایک باغ کا عکس ابھرا

بیگم اندر داخل ہو کر بڑے ادب سے ایک طرف
ہو گئی۔
شیطانی آنکھوں والے بوڑھے نے پیالے کے پانی کی طرف
دیکھتے ہوئے بیگم سے پوچھا:
"کیا تمہیں وہ موتی مل گیا جس کی ہمیں تلاش تھی؟"
بیگم نے موتی میز پر بوڑھے کے سامنے رکھ دیا۔ بوڑھے
نے سفید موتی کو اپنی لمبی لمبی زرد انگلیوں میں پکڑ کر اپنی
کھنچی ہوئی آنکھوں کے سامنے گھما پھرا کر دیکھا۔ اس کا
چہرہ مسکرا رہا تھا۔ وہ بولا:
"بیگم! وہ آدمی کہاں ہے جو یہ موتی چرا کر لایا تھا؟"
بیگم نے کہا:
"وہ محل کے خفیہ تہہ خانے میں بے ہوش پڑا ہے۔"
بوڑھا بولا: "دیکھو! پانی میں آج سے دو ہزار سال
پہلے کے ملک مصر کے شاہی باغ کا نقشہ ابھر آیا
ہے۔ یہی وہ باغ ہے جہاں اگر ہم اس موتی
کو چرا کر لانے والے کو دھکیل دیں گے تو نہ صرف
یہ سرخ خزانے کا سرخ سانپ ہمیں اپنے آپ قدیم
مصر کا سارا خزانہ یہاں محل میں پہنچا دے گا بلکہ
اس پیالے کے پانی میں آب [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جائے گا۔اور جو بھی اسے پی لے گا وہ پھر کبھی
نہ مر سکے گا۔"
بیگم بڑی خوش تھی۔ کہنے لگی:
"عظیم سامری! جو آدمی یہ شاہی موتی چوری کر کے
لایا تھا اس کا نام تھیوسانگ ہے۔ وہ تو پورے
قد کا نوجوان ہے۔ اس کو ہم اس پیالے میں کیسے
گرا کر آج سے دو ہزار برس پہلے کے مصری باغ
میں پہنچائیں گے؟"
سامری کے چہرے پر مکارانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔
نے بیگم کی طرف دیکھ کر کہا:
"تم اس نوجوان تھیوسانگ کو فوراً یہاں منگواؤ
میں تمہیں بتاؤں گا کہ اسے اس پیالے میں کس طرح
ڈالا جائے گا۔ جلدی اسے یہاں لاؤ۔"
بیگم کمرے سے باہر آئی۔ غلام کو بلا کر حکم دیا کہ
فوراً تھیوسانگ کو اوپر لے آئے۔ اس وقت پراسرار
کمرے میں شیطانی سامری کی آنکھیں پیالے کے پانی
جمی ہوئی تھی جہاں دو ہزار سال پرانے ایک شاہی باغ
کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ بیگم اس کے قریب
بیٹھ گئی۔ اتنے میں غلام بے ہوش تھیوسانگ کو

آیا۔ بیگم نے غلام کو باہر جانے کا حکم دیا۔ غلام کے جانے
ہی سامری نے دروازہ بند کروا دیا اور موم بتی جلا کر منتر
پڑھنے شروع کر دیئے۔
منتر پڑھتے ہوئے وہ تھیوسانگ پر پھونکیں بھی مارتا
جاتا تھا۔ پھر اس نے موم بتی کو اٹھایا اور اس کی
جلتی ہوئی پگھلتی موم تھیوسانگ پر گرا دی۔ پگھلی ہوئی
موم کے گرتے ہی تھیوسانگ کا جسم ایک چھوٹے سی لکڑی
جتنا ہو گیا۔
شیطانی سامری نے تھیوسانگ کو اٹھایا اور پیالے کے
پانی میں ڈال دیا۔ بیگم اور شیطانی سامری دونوں بے چین
نظروں سے پیالے میں دیکھنے لگے۔ تھیوسانگ لکڑی کی
شکل میں پیالے کے پانی میں اترتا چلا گیا۔ پھر وہ دو ہزار
برس پرانے مصری باغ میں پہنچ کر دوبارا پورے جسم کا
تھیوسانگ بن گیا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا اور پرانے
مصری باغ کے گھاس پر پڑا تھا۔ شیطانی سامری نے خوشی
کی ایک چیخ ماری اور کہا:
"بیگم! اب یہ پیالے کا پانی آب حیات بن چکا
ہے۔ جو اسے پیئے گا وہ کبھی نہیں مر سکے گا۔"
بیگم نے جوش میں آ کر کچھ ایسی گھبراہٹ میں پیالے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو پانی پینے کے لیے اٹھایا کہ پیالہ اس کے ہاتھ میں
لڑکھڑایا اور پھر نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔ سارا پانی فرش پر
بہتے ہی بھاپ بن کر اڑ گیا۔ شیطانی سامری کو اس قدر
صدمہ ہوا کہ وہ دل پر ہاتھ رکھ کر وہیں بیٹھ گیا اور
پھر دل کی دھڑکن بند ہو جانے سے اسی جگہ مر گیا۔ بیگم
نے گھبرا کر سفید موتی کو میز پر سے اٹھایا کہ کم از کم
اس موتی کو ہی اٹھا کر وہاں سے بھاگ جائے کہ سفید
موتی آگ کا انگارہ بن کر فضا میں بلند ہوا اور پھر
ایک چیخ کی آواز کے ساتھ پراسرار محرابی کھڑکی [illegible] سے
باہر نکل کر فضا میں گم ہو گیا۔ بیگم [illegible] رہ [illegible]
اس قدر صدمہ ہوا کہ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

ماریا عنبر اور ناگ دیر تک تھیوسانگ کا انتظار
کرتے رہے مگر جب شام ہو گئی اور تھیوسانگ واپس
نہ آیا تو وہ جوہری بازار کی طرف اس کی تلاش میں نکل کھڑے
ہوئے۔ مگر اس وقت وہ جوہری دکان بند کر کے جا چکا تھا
جس نے تھیوسانگ کو بیگم کے ساتھ جاتے دیکھا تھا۔
دوسرے دن وہ کسی کام سے دکان بند کر کے دوسرے
شہر چلا گیا اور یوں ایک ہفتے تک عنبر ناگ اور
ماریا سپارٹا کے شہر میں تھیوسانگ کو تلاش کرتے رہے

اور انہیں اس کا کہیں کوئی نام و نشان تک نہ ملا۔ شہر
میں سے اس کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔

عنبر نے کہا:
"ہم نے کہا تھا کہ وہ اکیلا نہ جائے مگر تھیوسانگ
نے ضد کی اور اکیلا ہی چلا گیا۔ اب خدا
جانے وہ کہاں گم ہو گیا ہے۔"

ماریا بولی: "کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ کسی دکاندار
کو بھی معلوم نہیں کہ اس قسم کے حلیے کا کوئی
آدمی ان کی دکان پر آیا تھا۔"

ناگ بولا: "اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

عنبر نے کہا:
"وہی جو ہم اکثر کرتے رہے ہیں۔ اپنے ساتھی کو
حالات کے حوالے کر کے کیٹی کی تلاش میں چلتے
ہیں۔ وہ مل گئی تو تھیوسانگ کا بھی سراغ لگا لینگے۔"

ماریا نے کہا:
"اس کے سوا ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔ جہاز تو کل
افرلقیہ روانہ ہونے والا ہے۔"

[illegible] والا سانپ بھی ان کے ساتھ تھا مگر وہ اس سلسلے
میں ان کو کوئی مشورہ نہیں دے سکتا تھا۔ وہ خاموش تھا۔

عنبر نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمارے پاس جہاز کا کرایہ بھی نہیں ہے۔"

ماریا بولی: "اس کا میں بندوبست کر لوں گی۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

ماریا یہ کہہ کر سپاٹا شہر کے سرکاری خزانے کی طرف اڑ گئی۔ وہاں ٹکسال میں سونے کے سکے ڈھالے جا رہے تھے۔ ماریا کو جتنے سکے چاہیئے تھے اتنے اس نے وہاں سے اٹھائے اور واپس آ گئی۔ یہ سکے انہوں نے جہاز کے کپتان کے حوالے کیے اور جہاز میں سوار ہو کر افریقہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان تینوں کے دل تھیوسانگ کے لیے افسردہ تھے۔

ماریا عنبر اور تاگ تو اس سمندری جہاز میں سوار ہو کر افریقہ کی طرف جا رہے ہیں چونکہ انہیں اس سمندری سفر میں کافی دن لگ جائیں گے اس لیے ہم یہاں سے کیٹ کی طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس پر سوڈان پہنچ کر کیا گذری۔ یاد رہے کہ تھیوسانگ اس وقت دو ہزار سال پہلے قدیم مصر کے ایک شاہی باغ میں بے ہوش پڑا ہے۔ ہم اسے اسی حالت میں رکھتے ہوئے واپس کیٹ کی طرف دو ماہ پیچھے کی طرف چلتے ہیں۔

گمباش جادوگر نے کیٹ کو جیب میں سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ اس کا جہاز افریقہ کے ساحل پر جا کر لگا تو

وہ وہاں سے سیدھا شہر سوڈان کی طرف روانہ ہو گیا۔ سوڈان پہنچ کر وہ ایک سرائے میں اترا اور سوڈان کے بادشاہ کے دربار میں رسائی حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ وہاں اسے ایک آدمی مل گیا جو ایک درباری کا دوست تھا۔

گمباش نے اسے کہا:

"میں بادشاہ کے لیے ایک ایسی انوکھی شے لایا ہوں کہ اس کو دیکھ کر بادشاہ مجھے بہت انعام اکرام دے گا میں اس میں سے تمہیں بھی ایک حصہ دے دوں گا۔ تم اپنے دوست سے کہہ کر مجھے بادشاہ کے دربار میں پہنچا دو۔"

اس آدمی نے دولت کے لالچ میں آ کر گمباش کو اپنے درباری دوست سے ملا دیا۔

درباری نے گمباش سے پوچھا:

"تم بادشاہ کے حضور کیا انوکھی چیز پیش کرنا چاہتے ہو۔ پہلے مجھے دکھاؤ۔"

گمباش اتنا احمق نہیں تھا۔ کہنے لگا:

"وہ ایک ایسی شے ہے کہ میں سوائے بادشاہ کے اور کسی کو ابھی نہیں دکھا سکتا۔ تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ بادشاہ نے مجھے جو انعام و اکرام دیا اس کا آدھا حصہ میں تمہیں دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درباری بھی لالچ میں آگیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ
گمباش کو کل دربار میں ساتھ لے جائے گا۔ دوسرے
اس درباری نے گمباش کو ساتھ لیا اور شاہی محل میں
گیا۔ گمباش کو ایک کمرے میں ٹھہرایا اور خود بادشاہ
جا کر موقع نکال کر بات کر دی۔ بادشاہ نے گمباش کو
لیا۔ گمباش نے جاتے ہی بادشاہ کے حضور تعظیم کی ا
ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

بادشاہ نے کہا:

"تم ہماری خدمت میں کون سی انوکھی شے پیش
کرنا چاہتے ہو؟"

جادوگر گمباش نے جیب سے وشاکھا کیٹی کو نکال کر
بادشاہ کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ بادشاہ کے پاس اس
وقت بادشاہ کا وزیر بھی موجود تھا۔ انہوں نے جو ایک
انگلی کے برابر ننھی سی ایسی عورت کو دیکھا کہ جس کا
چہرہ سیاہ مگر جسم گورا تھا تو وہ دنگ ہو کر رہ گئے۔
انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ بادشاہ نے آہستہ
سے کیٹی کو اپنی ہتھیلی پر اٹھا لیا۔ کیٹی کی یادداشت اور
چہرہ چونکہ گمباش کی مردہ بیوی وشاکھا کا تھا اس لیے وہ
گمباش کے حکم پر چل دی تھی۔ اس نے جھک کر بادشاہ
کو سلام کیا۔ بادشاہ نے پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

وشاکھا کیٹی نے کہا:

"حضور انور! میرا نام وشاکھا ہے۔"

بادشاہ نے پوچھا:

"تم اتنی چھوٹی کیسے ہو گئی ہو اور پھر تمہارا
چہرہ کالا حبشی عورت ایسا اور جسم یونانی
عورتوں کی طرح گورا ہے؟"

وشاکھا کیٹی نے کہا:

"حضور انور! میں ایسے ہی پیدا ہوئی تھی۔"

یہ اس نے اپنے خاوند گمباش کی خاطر جھوٹ بولا
تھا۔ بادشاہ نے گمباش کی طرف دیکھا اور کہا:

"ہمیں تمہارا یہ عجوبہ بہت پسند آیا ہے۔ ہم اسے
خریدنا چاہتے ہیں۔ بولو۔ تمہیں کیا دیں اس
کے عوض؟"

گمباش نے سر جھکا لیا اور کہا:

"حضور! آپ بادشاہ سلامت ہیں۔ جو دیں گے
میں قبول کر لوں گا۔"

بادشاہ نے وزیر سے کہا:

"اس شخص کو دس لاکھ سونے کے سکے اور
خلعت دے کر رخصت کرو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وزیر نے گمباش کی طرف دیکھ کر کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔"

گمباش وزیر کے ساتھ باہر چلا گیا۔ بادشاہ نے ننھی کیٹی کو ایک سونے کے چھوٹے سے پنجرے میں بند کر دیا۔ ننھی کیٹی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

وزیر نے گمباش سے پوچھا:

"تم اس چھوٹی سی عورت کو کہاں سے لائے تھے؟"

گمباش بولا: "حضور! یہ ایسے ہی پیدا ہوئی تھی۔"

وزیر نے گمباش کو ایک ستون کے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا اور کہا:

"تم یہاں بیٹھو۔ میں غلام کو کہتا ہوں وہ تمہارا انعام لے کر ابھی آتا ہے۔"

گمباش بڑا خوش تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں درباری نہیں تھا۔ گمباش نے سوچا کہ وہ اکیلا ہی ساری دولت لے کر یہاں سے رفو چکر ہو جائے گا اور درباری اور اس کے دوست کو ایک پائی بھی نہیں دے گا۔ کچھ دیر کے بعد گمباش کو اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ اس نے خیال کیا کہ غلام اس کا انعام و اکرام لے کر آگیا ہے۔ گمباش نے پلٹ کر دیکھا تو اسے اپنے پیچھے ایک سیاہ جسم والا ہٹا کٹا

حبشی جلاد دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں چھرا چمک رہا تھا۔ گمباش گھبرا کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ حبشی جلاد کا ہاتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آیا اور چھرے کے ایک ہی وار نے گمباش کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ یہ سب کچھ وزیر کے حکم سے کیا گیا تھا۔ غلام نے گمباش کے ٹکڑے اٹھا کر بوری میں بند کئے اور وہاں سے چلا گیا۔ وزیر اپنے کمرے کے جھروکے میں کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب گمباش اس کے راستے سے صاف ہو گیا تو وزیر سیدھا بادشاہ کے کمرے میں آ گیا اور جھک کر عرض کی کہ آپ کے حکم کے مطابق گمباش کو اس کا انعام دے دیا گیا ہے۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا۔ وہ اس وقت سونے کے پنجرے میں بند کیٹی سے باتیں کر رہا تھا۔ وزیر نے شام کو دربار کے شاہی نجومی کو اپنے کمرہ خاص میں طلب کیا اور اس سے کہا:

"بادشاہ سلامت نے ایک عجیب و غریب ننھی سی عورت کو اپنے محل میں پنجرے میں بند کر کے رکھ لیا ہے جو میرے حساب سے منحوس بات ہے۔ تمہارا حساب کیا کہتا ہے۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ شاہی محل میں کوئی ایسی منحوس چیز داخل ہو جو اس محل پر تباہی لائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی نجومی نے حساب لگایا اور بولا :

"وزیر اعظم! یہ عورت جو ننھی منی سی دکھائی دیتی ہے اصل میں پورے قد کاٹھ کی عورت ہے مگر اس پر جادو کیا گیا ہے اور بڑے خطرناک طلسم کے ذریعے اسے چھوٹا بنا دیا گیا ہے۔"

وزیر نے پوچھا:

"کیا یہ ہمارے دربار کے لیے مخبر ہے؟"

شاہی نجومی بولا:

"حضور! کوئی بھی جادو کی شے شاہی دربار کے لیے نیک شگون ثابت نہیں ہو سکتی۔ کچھ معلوم نہیں کہ اس عورت کے اندر کس قسم کا طلسم بھرا گیا ہے کہ اس کی شعاعیں کب نکل کر شاہی محل کو بھسم کر ڈالیں۔"

وزیر سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے شاہی نجومی سے کہا:

"کیا تمہارے پاس کوئی ایسا منتر ہے کہ جس کو پھونکنے سے اس عورت کا طلسم ٹوٹ جائے۔"

شاہی نجومی کچھ دیر غور کرنے کے بعد بولا:

"حضور! میرے نجوم کے حساب میں ایک عمل ایسا ہے کہ اس سے کسی بھی شے کو اس کی اصلی حالت میں لایا جا سکتا ہے۔ میں اس عمل

کو پڑھ کر کوشش کرتا ہوں۔"

وزیر نے کہا:

"تم آج رات کو میرے کمرے میں آ جانا۔ میں اس عورت کو یہاں پنجرے سے نکال لاؤں گا۔ کیونکہ اس عورت کی وجہ سے شاہی محل پر تباہی نازل ہو سکتی ہے اس لیے میں شاہی محل کو تباہی سے بچانے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔"

شاہی نجومی ادب سے سر جھکا کر چلا گیا۔ رات کو جب بادشاہ اپنی خواب گاہ میں چلا گیا تو وزیر محل کے اس کمرے میں آیا جہاں سونے کے پنجرے میں کیٹی بیٹھی تھی۔ وزیر نے اسے پنجرے سے نکال کر جیب میں ڈالا اور سیدھا اپنی خواب گاہ میں واپس آ گیا۔ شاہی نجومی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وزیر نے ننھی سی کیٹی کو شاہی نجومی کے سامنے رکھ دیا اور کہا:

"اس پہ اپنا عمل کرو۔"

شاہی نجومی پہلے ہی سے تیار تھا اور اپنا عمل تقریباً پورا کر چکا تھا۔ اس نے منتر پڑھ کر کیٹی پر پھونک ماری۔ پھونک کے ساتھ ہی کیٹی کے اندر پہلی تبدیلی یہ پیدا ہوئی کہ اس کا سر کیٹی کا بن گیا۔ یعنی وشاکھا کا چہرہ غائب ہو گیا۔ وہ کیٹی بن چکی تھی اگرچہ وہ چھوٹی تھی ابھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے ہوش میں آتے ہی ارد گرد دیکھا اور چلا کر بولی،
"تم لوگ کون ہو؟ میں کہاں ہوں۔ عنبر اور تھیوسانگ
کہاں ہیں۔ ناگ کہاں ہے۔ وہ میرے ساتھ تھے؟"
وزیر نے شاہی نجومی کی طرف دیکھا۔ نجومی نے کہا:
"وزیر اعظم! لگتا ہے اس عورت کو گمباش جادوگر
اس کے دوستوں سے اغوا کر کے لے آیا تھا اور
اس پر جادو کر کے اسے اپنے ساتھ عجوبہ بنا کر
رکھے ہوئے تھا۔"
وزیر نے کہا:
"کیا اس کا طلسم ٹوٹ گیا ہے؟"
شاہی نجومی بولا: "ایک طلسم نہیں ٹوٹ سکتا۔
بہتر یہی ہے کہ آپ اسے محل سے دور کسی
گھنے جنگل کی گہری گھاٹی میں پھنکوا دیں جہاں سے
یہ کبھی باہر نہ نکل سکے۔"
وزیر اعظم نے کہا:
"ٹھیک ہے یوں اس محل پر سے نحوست کے
سائے دور ہو جائیں گے۔"
وزیر اعظم نے اسی وقت اپنے خاص غلام کو طلب
کیا اور اسے حکم دیا:
"اس ننھی سی عورت کو تھیلی میں بند کر کے لے جاؤ

اور گھنے جنگل کی کسی گہری گھاٹی میں جا کر پھینک دو۔"
کیٹی چلانے لگی۔ شور مچانے لگی۔ مگر اس ننھی سی کیٹی کی
کون سنتا تھا۔ غلام نے کیٹی کو اٹھا کر ریشمی تھیلی میں ڈال
کر بند کیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر شاہی محل سے جنگل کی
طرف روانہ ہو گیا۔ رات کے اندھیرے میں وہ جنگل کے اندر
ایک گہری گھاٹی کے کنارے پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ نیچے
گھاٹی دور تک چلی گئی تھی۔ غلام نے تھیلی جیب سے نکالی
اور اسے گھاٹی میں پھینک دیا۔
کیٹی تھیلی میں بند تھی۔ تھیلی تلا بازیاں کھاتی رات کے
اندھیرے میں گہری گھاٹی کے درختوں اور جھاڑیوں سے ٹکراتی
ایک چھوٹی سی پہاڑی ندی کے کنارے گھاس پر جا کر گر
پڑی۔ گھاس کافی گھنی اور نرم تھی اس لیے کیٹی کو کوئی چوٹ
نہ لگی۔ تھیلی پھٹ گئی۔ کیٹی تھیلی سے باہر آ گئی۔ اس نے
دیکھا کہ وہ اندھیرے میں تاریک گھاٹی میں ندی کے کنارے
کھڑی ہے۔ کیٹی نے اپنے جسم پر نگاہ ڈالی۔ وہ بالکل چھوٹی
سی ہو گئی تھی۔ اب اسے سب کچھ یاد آ رہا تھا۔ اس کا مقصد
اب کسی نہ کسی طرح عنبر ناگ تھیوسانگ اور ماریا تک پہنچنا تھا۔
اس نے ندی کے کنارے کنارے اندھیرے میں ہی چلنا شروع
کر دیا۔ ساری رات کیٹی جنگل میں چلتی رہی۔ چونکہ وہ بہت چھوٹی
تھی اس لیے جنگل سے باہر نکلتے نکلتے اسے کافی دن نکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ اب اس کے سامنے ایک صحرا ہے جس پر سورج چمک رہا ہے۔ دور تک ریت کے اونچے نیچے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ اگر آپ نقشے پر ایک نظر ڈالیں تو آپ کو سوڈان سے مصر تک صحرا اور سنگلاخ زرد پہاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا دکھائی دے گا۔

کیٹی کے سامنے اب مصر کے دریائے نیل تک پھیلا ہوا صحرا تھا جو سورج کی گرمی میں جل رہا تھا۔ اگرچہ کیٹی چھوٹے سائز کی تھی مگر اس پر گرمی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے خدا کا نام لے کر صحرا مین شمال مغرب کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ صحرا کے ختم ہونے پر کوئی نہ کوئی شہر ضرور آئے گا اور وہاں سے اسے عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کا سراغ مل سکے گا۔

کیٹی صحرا کی گرم ریت پر دوپہر تک چلتی رہی۔ دوپہر ڈھل رہی تھی کہ کیٹی نے دیکھا کہ آسمان پر ایک بہت بڑا گدھ نمودار ہوا اور اس کے اوپر چکر کاٹ رہا ہے اور اسے جھپٹنے کے لیے نیچے اتر رہا ہے۔ کیٹی پریشان ہو کر ایک طرف کو دوڑی۔ مگر وہ اتنی چھوٹی تھی کہ زیادہ دور نہیں جا سکتی تھی۔ گدھ اس کے سر کے اوپر آ گیا۔ گدھ کی آنکھ نے کیٹی کو اچھی طرح سے دیکھ لیا تھا اور پھر اسے اپنا نشانہ بنا کر نیچے کو جھپٹا اور کیٹی کو اپنے پنجوں میں اٹھا کر آسمان کی طرف لے گیا۔

آسمان پر آتے ہی گدھ نے ایک طرف اڑنا شروع کر دیا۔ کیٹی نے اپنے آپ کو گدھ کے پنجوں میں سمیٹ رکھا تھا۔ گدھ بڑی تیزی سے فضا میں ایک طرف کو اڑتا جا رہا تھا۔ کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔ شاید وہ اسے اپنے کسی گھونسلے پر لے جا کر ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ کیٹی نے اپنے آپ کو گدھ کے پنجوں سے چھڑانے کی کوشش شروع کر دی۔ مگر گدھ کے پنجوں کی گرفت بڑی مضبوط تھی۔ کیٹی نے اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیا۔ اب وہ اس تاک پر تھی کہ جونہی گدھ کسی گھونسلے پر اترا وہ وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے گی۔

گدھ نے دیکھتے دیکھتے اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے صحرا کو عبور کر لیا اور کیٹی کو دور سے مصر کے قدیم اہرام دکھائی دینے لگے۔ اس وقت تک مصر میں ابھی صرف دو اہرام ہی بنے تھے۔ یہ اہرام دو ہزار برس پرانے تھے۔ ان اہراموں کے پیچھے قدیم فرعونوں کے مصری دارالحکومت تھیبز شہر کی فصیل اور فرعون کے محلات کے نوکیلے مینار نظر آ رہے تھے کیٹی سمجھ گئی کہ وہ ہزاروں برس پرانے مصر کے ملک میں پہنچ گئی ہے۔ اس زمانے میں مصر پر ایک ایسا فرعون حکومت کرتا تھا جو صرف ایک خدا کو مانتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے ساتھیو! یہاں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو عالمی تاریخ کے بارے میں کچھ ایسی ابتدائی باتیں بتا دوں جو بڑے ہو کر آپ تاریخ کی کتابوں میں پڑھیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس زمانے میں مصر کے جو بادشاہ ہوتے تھے ان سب کو فرعون کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ان کے اپنے نام بھی ہوتے تھے مگر ان کو فرعون کے لقب سے ہی پکارا جاتا تھا۔ قرآن حکیم میں جس فرعون کا ذکر آیا ہے وہ بڑا ظالم، متکبر اور مشرک فرعون تھا۔ وہ اپنے آپ کو نعوذ باللہ خدا کہتا تھا یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے اس شرک اور ظلم کی سزا ملی۔ کچھ فرعون ایسے بھی گذرے ہیں جو رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے مگر سورج، بلی، سانپ یا آگ کی پوجا کرتے تھے اور ان چیزوں کو خدا مانتے تھے۔ لیکن جس فرعون کا ہم ذکر کرنے والے ہیں اس کا نام اخناطون تھا۔ فرعونوں کی لڑی میں یہ پہلا فرعون تھا جس نے بلی، سورج، چاند ستاروں اور آگ کو خدا ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ خدا وہ ہے جس نے سورج، چاند ستاروں اور آگ کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ وہ بتوں کی بجائے ایک خدا کو مانتا تھا جو ساری کائنات بلکہ کل کائناتوں کا خالق اور مالک ہے۔ تاریخ میں وہ توحید پرست فرعون کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مصر کے کاہن

اس کے خلاف تھے۔ کاہن وہ لوگ ہوتے تھے جو لوگوں کو بتوں کی پوجا کرنے اور منتر پڑھ کر عمل کرنے میں لوگوں کی مدد کرتے تھے۔ یہ لوگ فرعون جتنی سیاسی طاقت کے مالک ہوتے تھے۔ اخناطون فرعون کے زمانے کے کاہن کا نام تاریخ میں اُشتار بتایا جاتا ہے۔ یہ کاہن فرعون کے سخت خلاف تھا مگر چونکہ مصر کی فوج کا سپہ سالار فرعون کے حق میں تھا اس لیے اکیلا کاہن اُشتار فرعون کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ مگر وہ فرعون کو ہلاک کرنے کے منصوبے برابر سوچتا رہتا تھا۔

یہی وہ زمانہ تھا کہ کیٹی فرعون کے شہر کی طرف گدھ کے پنجوں میں جکڑی اڑی چلی جا رہی تھی۔

اچانک ایسا ہوا کہ ہوا کا ایک تیز تھپیڑا ریت کے ٹیلوں سے سخت گرمی کی وجہ سے بلند ہو کر گدھ سے ٹکرایا۔ گدھ بوکھلا گیا اور اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا جس کی وجہ سے کیٹی اس کے پنجوں سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی۔ کیٹی بلندی سے ریت کے ایک ٹیلے پر گری اور ریت کے اندر چلی گئی۔ کیٹی نے جلدی سے ریت میں سوراخ بنا کر باہر دیکھا۔ گدھ ابھی تک اس کے سر پر منڈلا رہا تھا۔ کیٹی ریت کے بل میں خاموشی سے دبکی رہی۔ گدھ کچھ دیر تو وہیں منڈلاتا رہا پھر ناامید ہو کر ایک سو اڑ گیا۔ جب کیٹی نے آسمان کو خالی پایا تو ریت کے بل میں سے نکلی اور مصر کے دارالحکومت تھیبز کی طرف آہستہ آہستہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلنے لگی۔ وہ اتنی چھوٹی تھی کہ ریت پر چلتے ہوئے کوئی چھ
سا ٹکڑا لگ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کچھ آدمی اونٹوں پر
سوار شہر کے دروازے کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ کیٹی ایک
جگہ رک گئی اور سوچنے لگی کہ اگر وہ شہر کے دروازے کی جانب
سے داخل ہوتی تو لوگ اسے دیکھ کر اسے پکڑ لیں گے اور ایک
عجیب یا منحوس شے سمجھ کر ہلاک کرنے کی کوشش بھی کریں
گے۔ اس لیے وہ دوسری طرف چلنے لگی کہ شہر کی دیوار میں
اگر کوئی شگاف یا سوراخ رہ گیا ہو تو اس میں سے شہر
کے اندر داخل ہو۔ اس نے فضا کو سونگھ کر محسوس کر لیا تھا
کہ وہاں عنبر ناگ ماریا یا تھیوسانگ کی خوشبو نہیں ہے۔ کیٹی
ایک سوکھی خشک جھاڑی کے قریب سے گذر رہی تھی کہ اچانک
زرد رنگ کا ایک سانپ ریت میں سے نکل کر پھن اٹھا کر کیٹی
کے سامنے آ گیا اور اس کی طرف اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھنے
لگا۔ کیٹی وہیں ساکت ہو گئی اور سانپ پر نظریں جما دیں۔

پھر کیا ہوا؟ یہ آپ آئندہ قسط ۱۴۸
ممی شہزادی میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

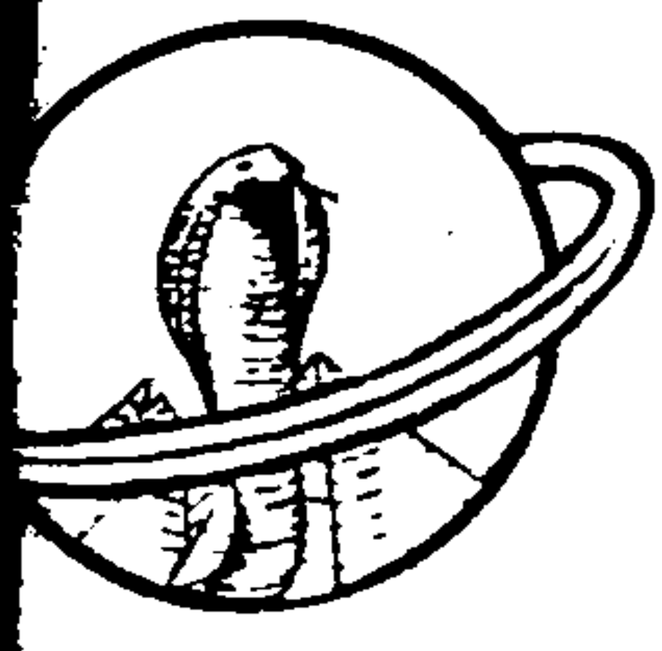

۱۰۲ خطرناک جزیرہ ۵/۰
۱۰۳ کالی بلی کا راز ۵/۰
۱۰۴ ہیرا اور سانپ ۵/۰
۱۰۵ خوفناک گاؤں ۵/۰
۱۰۶ مردوں کا ٹاپو ۵/۰
۱۰۷ فرشتہ انسان کی آزمائش ۵/۰
۱۰۸ خوفناک حویلی ۵/۰
۱۰۹ عجیب شیشہ ۵/۰
۱۱۰ ماں اور لڑکی کا گروہ ۵/۰
۱۱۱ بندر کی عورت اور اصلی بندر ۵/۰
۱۱۲ عجیب اور زندہ لاش ۵/۰
۱۱۳ خطرناک طوفانی رات ۵/۰
۱۱۴ خطرناک تجربہ ۵/۰
۱۱۵ سانپ کا قیدی ۵/۰
۱۱۶ موت کی چھلانگ ۵/۰
۱۱۷ قبر کے کتبے ۵/۰
۱۱۸ قبر کا راز ۵/۰
۱۱۹ جنگل کے آسیب ۵/۰
۱۲۰ خوفناک مقابلہ ۵/۰
۱۲۱ ماریا کا پیچھا ۵/۰
۱۲۲ مینار کا آسیب ۵/۰
۱۲۳ انسان یا جنات ۵/۰
۱۲۴ عجیب خواہش (خاص نمبر) ۵/۰
۱۲۵ عجیب راز ۵/۰
۱۲۶ سرکس کا راز ۵/۰
۱۲۷ عجیب قبر ۵/۰
۱۲۸ چاند والی سرخ چیونٹی ۵/۰
۱۲۹ سرخ آنکھوں والا آدمی ۵/۰
۱۳۰ ہنگلن ناگن ۵/۰
۱۳۱ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۵/۰
۱۳۲ سنگلاخ وادی کا آسیب ۵/۰
۱۳۳ ماریا کی گمشدگی ۵/۰
۱۳۴ آسیبی پنجہ ۵/۰
۱۳۵ باپ کی قبر ۵/۰
۱۳۶ ثابت دل لڑکیاں ۵/۰
۱۳۷ آدم خور شکاری ۵/۰
۱۳۸ بھٹکتی روحوں کا سفر ۵/۰
۱۳۹ بھیڑیا لڑکی ۵/۰
۱۴۰ ویران مینار ۵/۰
۱۴۱ بال کا قیدی شیر سانپ ۵/۰
۱۴۲ مردے کی راکھ ۵/۰
۱۴۳ آدھا زندہ آدھا مردہ ۵/۰

عمران سیریز

آؤ عمران بنیں

اسرار احمد

کھتیب اقرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰ روپے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پیارے ساتھیو!

عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور کیٹی کے ہوش ربا سفر کی ۱۳۸ ویں قسط حاضر ہے۔ آپ جس شوق سے اس داستان کو پڑھ رہے ہیں اور جتنے پیارے پیارے خط اس کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ میں تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ دوستوں کی محبت اور خلوص ہی کی بدولت عنبر ناگ ماریا کا سفر جاری ہے اور انشاءاللہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک آپ اسے پسند کرتے رہیں گے۔

انکل

اے۔ حمید

۱۵۴ راوچمن۔ سمن آباد۔ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست

- ممی شہزادی
- خلائی کھوپڑی
- شہزادی کی دوسری موت
- تصویر سانگ مار میں
- خلائی نزاق

ممی شہزادی

کیٹی سانپ کو تک رہی تھی۔

زرد صحرائی سانپ بھی کیٹی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھور رہا تھا۔ کیٹی انگلی کے برابر چھوٹی سی تھی۔ سانپ کو اس کی صورت سے ناگ دیوتا کی بہت ہی دھیمی دھیمی خوشبو آنے لگی تھی۔ سانپ نے اپنا پھن سمیٹ لیا۔ وہ جلدی سے داہن سے دوسری طرف رینگتا ہوا جھاڑی کے نیچے ریت کے اندر غائب ہو گیا۔ کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اگرچہ سانپ کے زہر سے وہ مر تو نہیں سکتی تھی لیکن اسے خطرہ تھا کہ چونکہ وہ چھوٹے سائز کی ہو گئی ہوئی ہے کہیں سانپ کا زہر اس کے جسم میں کوئی عجیب قسم کی تبدیلی پیدا نہ کر دے۔ یہ تو آپ پہلی قسط میں پڑھ چکے ہیں کہ کیٹی آج سے ہزاروں برس پہلے مصر کے دارالحکومت یعقبسز شہر کی دیوار کی طرف بڑھ رہی تھی اور مصر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس وقت ایک خدا پرست فرعون اخناطون حکمران تھا۔ یہ فرعون بتوں کی بجائے صرف ایک خدا کی عبادت کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کا شاہی کاہن اشتار اس کا دشمن بن گیا تھا اور اس کو ہلاک کر دینے کی سازش تیار کرتا رہتا تھا۔ چونکہ مصری فوج کا سپہ سالار فرعون اخناطون کے ساتھ تھا اس لئے کاہن اشتار ابھی تک اپنی کسی گھناؤنی سازش میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا مگر وہ اپنے ساتھی درباریوں کے ذریعہ سے چاہتا تھا کہ فرعون کو ختم کرنے کی سازشیں سوچتا رہتا تھا۔ کاہن چاہتا تھا کہ ایک خدا کو ماننے والے فرعون کو ہلاک کر کے وہ عزیز کو فرعون بنا دے تاکہ پھر سے بتوں کی پوجا شروع ہو سکے۔ کیونکہ بادشاہ کے بتوں کی پوجا ترک کر دینے سے رعایا میں بھی بتوں کے خلاف نفرت اور بیزاری پیدا ہونے لگی تھی اور کاہن کو اب کوئی نہیں پوچھتا تھا۔

یہ بھی ہم آپ کو بتا دیں کہ علیزنگ اور ماریا ایک سمندری جہاز میں سوار ملک افریقہ کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ انہیں کیٹی کی تلاش ہے۔ انہیں یقین ہے کہ کیٹی انہیں افریقہ کے ملک سوڈان میں مل جائے گی۔ جبکہ تھیوسانگ سفید موتی فروخت کرنے یونان کے شہر سپارٹا کے بازار میں گیا تھا

کہ وہاں سے سپارٹا کی شاہی خاندان کی ایک بیگم اسے اپنے ساتھ محل میں لے گئی جہاں تھیوسانگ کو بے ہوش کرنے کے بعد اس کا سفید موتی چھین لیا گیا اور بیگم نے اپنے ساتھی شیطانی بوڑھے سے مل کر تھیوسانگ کو پیالے کے پانی میں ڈبو دیا تاکہ پانی آب حیات بن جائے اور وہ دونوں اس پانی کو پی کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائیں لیکن جب بے ہوش تھیوسانگ پیالے کے پانی میں سے اٹھتا ہوا دو ہزار برس پرانے مصر کے ایک شاہی باغ میں پہنچ گیا تو پیالہ ٹوٹ گیا اور شیطانی بوڑھا اور بیگم آب حیات سے محروم ہو گئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ علیزنگ اور ماریا ترکیٹی کی تلاش میں سمندر میں سفر کرتے افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف چلے آ رہے ہیں جبکہ تھیوسانگ دو ہزار برس پرانے مصر کے ایک شاہی باغ میں بے ہوش پڑا ہے اور کیٹی قدیم مصر کے شہر بنیسہ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس کا قد بالکل چھوٹا ہو گیا ہوا ہے۔ اس کی وجہ گھاس کا طلسم ہے جو ابھی تک کیٹی کے جسم پر موجود ہے۔ تھیوسانگ اس زمانے سے ایک ہزار برس پیچھے کے زمانے میں مصر ہی کے ایک شاہی محل کے باغ میں بے ہوش پڑا ہے۔

کیٹی ریت کے ایک ٹیلے پر سے گزر کر دوسری طرف آئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو دیکھا کہ سامنے دریائے نیل بہہ رہا تھا۔ اپنے چھوٹے سے قد کے ساتھ اس کے لئے دریائے نیل پار کرنا بہت مشکل تھا وہ ریت کے ٹیلے کی ڈھلوان پر سے پھسلتی ہوئی دریا کے کنارے اُگے ہوئے سرکنڈوں کے درمیان آکر کھڑی ہوگئی اور دیکھا کہ دریا کے کنارے پر کچھ عورتیں صراحیوں میں پانی بھر کر دوسری طرف جا رہی تھیں۔ دریا میں سے ایک کشتی گزر گئی، جس پر بوریاں لدی ہوئی تھیں اور اس کے چپو ملاح چلا رہے تھے۔ وہ کوئی پرانا مصری گیت بھی گا رہے تھے۔ کشتی گزر گئی تو کیٹی نے دیکھا کہ عورتیں بھی پانی بھر کر جا چکی تھیں۔ کیٹی سوچنے لگی کہ وہ دوسرے کنارے پر کس طرح سے جائے؟ کیونکہ دوسرے کنارے پر مصر کے شہر کی دیوار شروع ہوتی تھی اور کیٹی اس شہر میں جا کر کسی خفیہ جگہ پر چھپ کر غور کرنا چاہتی تھی کہ وہ کونسی ترکیب لڑائے کہ اس کا قد پھر سے بڑا ہو جائے مگر سب سے پہلے دریا پار کرنا ضروری تھا۔

کیٹی کو ایک کشتی سامنے والے کنارے سے اپنی طرف آتی نظر آئی۔ کیٹی سرکنڈوں میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ کشتی میں بڑے بڑے مٹکے لدے ہوئے تھے۔ اس کنارے پر آکر کشتی میں سوار غلاموں نے مٹکوں کو ایک

ایک طرف درخت کے نیچے رکھ دیا، پھر وہاں کھجور اور زیتون کے درختوں میں سے پھل توڑ توڑ کر بوریوں میں بھرنے لگے۔ کیٹی نے اندازہ لگایا تھا کہ یہ غلام پھلوں سے بھری ہوئی بوریاں کشتی میں لاد کر دوسرے کنارے کی طرف جائیں گے چنانچہ کیٹی آہستہ سے کھسکتی ہوئی خالی کشتی میں گھس کر ایک جگہ رسّے کے گچھے کے نیچے بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد غلام بوریاں اٹھانے آ گئے۔ کشتی میں بوریوں کو لادا اور کشتی لے کر دوسرے کنارے کی طرف چل دیئے۔ دوسرے کنارے پر آکر انہوں نے بوریاں اتار کر اونٹ کے کنارے رکھ دیں۔ وہاں ایک رتھ پہلے سے کھڑا تھا۔ بوریوں کو رتھ پر لاد دیا گیا۔ کیٹی ابھی تک رسّی کے گچھے میں چھپی بیٹھی تھی۔ اب ایسا ہوا کہ ایک غلام نے رسّی کا گچھا اٹھایا اور اسے بھی رتھ میں رکھ دیا۔ کیٹی رسّی کے گچھے کے ساتھ ہی رتھ میں چل گئی۔

ابھی کیٹی سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ رتھ چل پڑا۔ اس رتھ کے آگے چار گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ رتھ بڑی تیزی سے دریائے نیل کے کنارے دوڑتا ہوا شہر کے ایک عقبی خصوصی دروازے میں سے گزر کر فرعون مصر کے شاہی محل کے بڑے گیٹ میں داخل ہوگیا۔ کیٹی نے کھجوروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور زیتون کے پھل سے بھری ہوئی بوریوں میں سے جھانک کر دیکھا کہ رتھ شاہی محل کی پتھریلی سڑک پر دوڑتا جا رہا تھا۔ سڑک کی دونوں جانب بڑے بڑے ستون لگے تھے جن کے اوپر فرعون مصر کے شاہی نشان کا عقاب بنا ہوا تھا۔ رتھ محل کے پیچھے کی طرف آکر ایک ہیڑھیوں والے چبوترے کے پاس رک گیا۔ چبوترے کے اوپر بیک اونچا دروازہ تھا جس کا آدھا پٹ کھلا تھا۔ وہاں پچھ غلام پہلے سے تیار کھڑے تھے کہ بوریاں اٹھا کر اندر لے جائیں۔ یہاں کیٹی کے لئے اکیلی باہر نکلنا بڑا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو ایک بوری کے اندر چھپا لیا۔ غلاموں نے بوریاں اٹھا کر اندر لے جانی شروع کر دیں۔ بوریوں کو ایک بڑے ہال کمرے میں رکھنے کے بعد انہوں نے دروازے کو باہر سے تالا لگا دیا۔

جب ہر طرف خاموشی چھا گئی تو کیٹی بوری میں سے باہر نکل آئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک اونچی چھت والے ہال کمرے میں ہے جس کے درمیان میں سنگ مرمر کے چبوترے پر ایک عورت کی کفن میں لپٹی لاش پڑی ہے۔ چبوترے کے پاس ہی لکڑی کی تین میزیں تھیں

جن پر ایسے اوزار رکھے تھے کہ جیسے آپریشن کرنے کے لئے وہاں رکھے گئے ہوں۔ دیوار کے ساتھ ایک خالی تابوت لگا تھا۔ کیٹی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دروازے کی طرف گئی کہ وہاں سے باہر نکل سکے مگر دروازہ بند تھا۔ وہاں کوئی چھوٹا سا سوراخ بھی نہیں تھا کہ جس میں سے کیٹی گزر کر باہر جا سکتی۔ کیٹی اس ہال کمرے میں بند ہو گئی تھی۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی لاش والے چبوترے کے پاس آگئی۔ اس نے ایک میز پر چڑھ کر لاش کو غور سے دیکھا۔ لاش کا سارا بدن سفید کفن میں چھپا ہوا تھا۔ صرف چہرہ کھلا تھا۔ یہ لاش وہاں حنوط بنانے کے لئے لائی گئی تھی اور وہ ہال کمرہ شاہی محل کا مردہ خانہ تھا۔ جہاں شاہی خاندان کی لاشوں کو حنوط کیا جاتا تھا یعنی ان کو ممی بنا کر تابوت میں بند کر کے شاہی قبرستان میں دفن کر دیا جاتا تھا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ وہ فرعون مصر کے شاہی محل کے مردہ خانے میں آگئی ہے۔ لاش کا چہرہ زرد تھا اور آنکھیں ذرا ذرا کھلی تھیں۔ ہونٹ بالکل بند تھے اور چہرے پر موت کی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی

کیٹی سوچنے لگی کہ وہ کیا کرے اور وہاں سے کس طرح باہر نکلے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے دروازے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے باہر آدمیوں کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کیٹی تیزی سے میز پر سے نیچے اتر آئی اور کونے میں لگی بوریوں کے پیچھے جا کر اس طرح سے چھپ گئی کہ اسے لاش والا چبوترہ صاف نظر آ رہا تھا۔ مردہ خانے کا دروازہ کھلا اور چار غلاموں کے ساتھ ایک لمبے زرد رنگ کے لبادے والا ایک دبلا پتلا لمبا آدمی اندر داخل ہوا۔ غلاموں نے اپنے ہاتھوں میں مختلف تھیلے اٹھا رکھے تھے۔ اور انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی بھگدڑ مچنے شروع کر دی تھی۔ زرد لبادے والا اونچا لمبا آدمی حنوطی تھا۔ یعنی وہ مردہ لاشوں کو حنوط کرتا تھا یعنی ان کی ممی بناتا تھا۔

اس نے لاش کے قریب کھڑے ہو کر اشارہ کیا۔ غلاموں نے تھیلے اس کے پاس ہی فرش پر رکھ دیئے اور مردہ خانے کا دروازہ بند کر کے قفل لگا دیا گیا۔ حنوطی نے لاش پر سے کفن اٹھا کر میز پر رکھ دیا۔ غلام لاش کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ اب حنوطی نے لاش کو حنوط کرنے کا کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے اس نے لاش کا پیٹ چاک کر کے پیٹ کے اندر سے ساری انتڑیوں کو نکال کر ایک برتن میں ڈال دیا۔ پھر

لاش کے پیٹ میں کسی تیز بو والی دوائی میں بھگوئے ہوئے کپڑے کو ڈال کر پیٹ کو اندر سے صاف کر دیا۔ دوسرے برتن میں لاش کا دل جگر اور پھیپھڑے نکال کر رکھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے لاش کی ناک میں سلائیں ڈال کر لاش کا مردہ دماغ باہر نکال لیا اور اسے بھی ایک برتن میں بند کر دیا۔ یہ سارے برتن غلاموں نے ٹھک کر دیوار کے ساتھ رکھ دیئے۔ اس کے بعد حنوطی نے دوسرے تھیلوں میں سے دوائیاں نکال نکال کر لاش کے پیٹ میں بھرنی شروع کر دیں۔ مردہ خانے میں بڑی بڑی بو کی تیز لہر پھیل گئی تھی۔

کیٹی یہ سارا ہیبت طاری کر دینے والا منظر دیکھ رہی تھی۔

کوئی آدھ گھنٹے کے اندر اندر حنوطی نے لاش کو حنوط کر دیا۔ پھر غلاموں نے ایک تھیلے میں سے بیرونی جھلی جیسی زرد پٹیاں نکال کر حنوطی کو دیں اور لاش پر پٹیاں لپیٹنے جانے کا کام شروع ہو گیا۔ مزید ایک گھنٹے کے بعد لاش کو پوری طرح سے ممی بنا دیا گیا۔ آخر میں حنوطی نے لاش کے چہرے پر کریم اور سرخی لگائی۔ آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ سر پر سرخ رومال باندھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا اور پہلی بار غلاموں سے کہا

شہزادی کی ممی تیار ہے۔ اب اسے تابوت میں بند کر دو۔

غلاموں نے دیوار کے ساتھ لگا ہوا تابوت اٹھایا اور اسے چبوترے کے پاس لا کر رکھا اور اس میں شہزادی کی حنوطی لاش یعنی ممی کو اس تابوت میں بند کر دیا۔ اس کے بعد حنوطی نے کہا

تم کو معلوم ہے کہ شاہی لاش کو ممی کرنے کے بعد ہم اس دروازے سے باہر نہیں جاتے جس دروازے سے ہم مردہ خانے میں داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے میرے ساتھ آؤ ہم خفیہ دروازے سے یہاں سے نکلیں گے۔

حنوطی اور چاروں غلام خالی تسلے اور میزوں پر سے پیچھا کے اوزار اٹھا کر مردہ خانے کی جنوبی دیوار کے پاس گئے۔ انہوں نے ایک پتھر کی سل کو ہٹا دیا۔ وہاں ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ چاروں غلام اور حنوطی اس شگاف میں سے دوسری طرف نکل گئے اور شگاف میں پتھر پھر اپنی جگہ پر کھسکا کر لگا دیا گیا۔ اب مردہ خانے میں کیٹی اور شہزادی کی ممی کے سوا اور کوئی نہیں تھی۔ لیکن

بوریوں کے پیچھے سے نکل آئی۔ وہ سیدھی دیوار کے پاس اس جگہ گئی جہاں سے غلاموں نے پتھر کی سل کو کھسکایا تھا۔ کیٹی چھوٹے قد کی تھی اور اس کی طاقت بھی بہت کم ہو چکی تھی۔ دیوار میں پتھر کی سل اپنی جگہ پر لگ گئی تھی اور کوئی اتنی جگہ بھی نہیں تھی کہ وہ اس میں سے نکل کر دوسری طرف جا سکتی۔ کیٹی بڑی پریشان ہوئی۔

وہ واپس بند دروازے کی طرف آ گئی۔ دروازہ اتنا اونچا تھا کہ کیٹی اوپر جا کر اس کی کنڈی نہیں کھول سکتی تھی۔ دروازے میں بھی باہر جانے کے لئے کوئی جھری تک نہیں تھی۔ کیٹی مایوس ہو کر واپس بوریوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ ممی کی لاش والا تابوت چبوترے کے پاس ہی فرش پر پڑا تھا۔ وہ اوپر سے ڈھکا ہوا تھا اور لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔ مردہ خانے کی فضا میں مختلف قسم کی دواؤں اور جڑی بوٹیوں کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی مردہ خانے میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ بوریوں کے پاس فرش پر بیٹھ کر سوچنے لگی کہ اب وہ کیا کرے اور اس مردہ خانے سے کیسے باہر نکلے؟

وہ اپنی سوچ میں گم تھی کہ اسے پتھر کی سل کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھسکنے کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے چونک کر مردہ خانے کی جنوبی دیوار کی طرف دیکھا۔ پتھر کی سل اپنی جگہ سے پرے ہٹ گئی اور ایک غلام طشت میں پھولوں کے ہار رکھے اندر داخل ہوا۔ کیٹی چاہتی تھی کہ جونہی غلام وہاں سے ہٹے گا وہ بھاگ کر دیوار کے شگاف میں سے باہر نکل جائے گی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ غلام نے مردہ خانے میں داخل ہوتے ہی پتھر کی سل کو دوبارہ کھسکا کر اپنی جگہ پر کر دیا۔ کیٹی کے لئے یہ امید بھی ختم ہو گئی۔

وہ بوریوں کے پیچھے بیٹھی غور سے غلام کی طرف تکنے لگی۔ غلام نے پھولوں سے بھرا ہوا طشت شہزادی کی تابوت کے پاس زمین پر رکھا اور پھولوں کے ہار اٹھا کر تابوت کے اوپر ڈال دیئے۔ پھر وہ وہاں کھڑے ہو کر آنکھیں بند کر کے منتر پڑھنے لگا۔ کیٹی کے لئے باہر جانے کا یہ سنہری موقع تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے دوڑتی ہوئی طشت کے پاس آ گئی۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ اس طشت میں اپنے آپ کو باقی کے پھولوں میں چھپا لے تو غلام کے ساتھ ہی مردہ خانے سے باہر چلی جائے گی۔ چنانچہ وہ طشت میں اتر آئی اور اس نے اپنے آپ کو طشت میں پڑے باقی کے

پھولوں کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا۔

غلام منتر پڑھ چکا تو اس نے طشت اٹھایا۔ دیوار کے پاس جا کر پتھر کی سل ایک طرف ہٹائی اور دوسری طرف نکل گیا۔ کیٹی طشت کے پھولوں میں چھپی خاموش بیٹھی تھی۔ غلام ایک تاریک راہداری میں سے گزرتے ہوئے بائیں طرف والے ایک محرابی دروازے میں داخل ہو گیا۔ آگے ریشمی پردہ پڑا تھا۔ غلام نے بڑے ادب سے اجازت طلب کی۔

کاہن اعظم کی اجازت ہو تو میں اندر آ جاؤں؟

پردے کے پیچھے سے ایک بھاری بارعب آواز آئی۔

"اجازت ہے"

غلام پردہ ہٹا کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ مصر کے شاہی کاہن اشتار کا تھا۔ اشتار کا رنگ گہرا سانولا سر منڈا ہوا گول مٹول۔ شانے چوڑے۔ عمر پچاس کے قریب اور ناک تیکھی اور آنکھیں عقاب کی طرح چمکیلی تھیں۔ اس نے اپنے جسم پر زرد رنگ کا لبادہ اس طرح اوڑھ رکھا تھا کہ اس کا ایک شانہ ننگا تھا۔ وہ ایک آرام کرسی پر نیم دراز تھا اور ایک کنیز اس کے پیچھے کھڑی مور کا پنکھا آہستہ آہستہ جھل رہی تھی۔ دیواروں پر مخمل کے پردے گرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے تھے۔ جگہ جگہ دیوار کے ساتھ مشک مرر کے چھوٹے چھوٹے ستونوں پر بلی اور عقاب کے بت لگے ہوئے تھے۔ اس نے غلام سے پوچھا

کیا تم نے شہزادی کے تابوت پر ہماری طرف سے یہ بھیگے ہوئے پھول رکھ دیئے ہیں؟

غلام نے ادب سے جھک کر کہا

ہاں کاہن اعظم! میں نے آپ کا بتایا ہوا منتر پڑھ کر پھول رکھے تھے۔

کاہن نے پاس ہی پڑے ہوئے طشت کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

اس تھال کو ہمارے پاس لاکر رکھ دو۔

غلام نے تھال کو اٹھا کر کاہن کے قریب میز پر رکھ دیا۔ کیلی تھال کے پھولوں میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ یہ سب کچھ دیکھ نہیں سکی۔ کاہن نے غلام کو چلے جانے کا حکم دیا۔ غلام تعظیم بجا لا کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کاہن نے ایک طرف دیوار کے پاس جا کر پردے کو ہٹایا۔ پردے کے پیچھے فرعون کے دربار کا وزیر اعظم موجود تھا۔ وہ وہاں سے نکل کر باہر آیا اور کاہن نے کہا

وزیر اعظم! میں نے شہزادی کے تابوت پر اپنا طلسم کر دیا ہے۔ اب ہماری کامیابی یقینی ہے لیکن ابھی ایک کام باقی ہے جو صرف تم ہی کر سکو گے۔

وزیر اعظم نے کہا

میں مصر کے ملک پر فرعون بن کر حکومت کرنے کے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں۔ مجھے بتاؤ۔ مجھے کیا کرنا ہوگا۔

کاہن نے کہا

اب اس تھال کو تم شہزادی کے تابوت والے کمرے میں لے جاؤ گے اور باقی جو پھول بچے ہیں انہیں تھال سمیت وہاں رکھ دو گے پس اس کے بعد وہاں سے چلے آنا۔

وزیر اعظم کہنے لگا۔

کاہن اعظم! یہ کام میں ابھی جا کر کئے دیتا ہوں مگر مجھے یہ بتاؤ کہ اس سے کیا ہوگا؟

کاہن مسکرایا اور بولا۔

پہلے والے طلسمی پھولوں کے منتر سے شہزادی آج رات کے بارہ بجے زندہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد جو پھول تم وہاں چھوڑ کر آؤ گے اس کے ہاروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں سے ایک بار سانپ بن کر شہزادی کو ڈس دے گا۔ شہزادی کو ڈسنے کے بعد سانپ اپنے آپ مر جائے گا مگر شہزادی اس کے زہر کی وجہ سے فرعون کی دشمن بن جائے گی اور وہ اسی رات شاہی محل میں داخل ہو کر فرعون کو اس کے ہاتھ پر کاٹے گی اور فرعون مر جائے گا یوں فرعون کے قتل کا الزام شہزادی پر آئے گا۔ اور پھر تم تخت پر بیٹھ جاؤ گے۔

وزیر اعظم نے کہا

لیکن میرے دوسرے دشمن سپہ سالار کا کیا ہو گا وہ مجھے تخت پر نہیں بیٹھنے دے گا۔ اس کے پاس فوج کی طاقت ہے۔

کاہن بولا۔

تم نے میری پوری بات نہیں سنی ابھی۔ سنو! فرعون کو مارنے کے بعد شہزادی اپنے آپ سپہ سالار کی بیوی اس کے محل میں جائے گی اور اسے بھی کاٹ کر مار ڈالے گی۔

وزیر اعظم بولا۔

لیکن فرعون کے مرنے پر سپاہی شہزادی کو پکڑ کر جیل میں بند کر دیں گے۔ وہاں سے وہ کیسے

نکلے گی؟

کاہن نے کہا

میرے طلسم کے زور سے شہزادی اس کے بعد سانپ بن کر جیل خانے سے باہر نکلے گی۔ وہ سیدھی سپہ سالار کے محل میں جائے گی اور اس کو ڈس کر ہلاک کر دے گی۔ یوں تیرے دونوں دشمن تیرے راستے سے ہٹ جائیں گے اور تم مصر کے فرعون بن جاؤ گے۔

وزیر اعظم بڑا خوش ہوا۔ پھر کچھ سوچ کر بولا۔

کیا یہ طلسم ناکام بھی ہو سکتا ہے؟

کاہن نے کہا

ہاں۔ مگر کوئی شخص اس وقت جبکہ دوسرے سپاہیوں کا ہر سانپ بن کر شہزادی کو ڈسنے والا ہو۔ اس سانپ کو مار ڈالے۔ یا اس کے سانپ بننے سے پہلے سپاہیوں کے برچھے مار کر توڑ ڈالے تو شہزادی تو زندہ بچ جائے گی مگر وہ سانپ بن کر سپہ سالار کو نہ کاٹ سکے گی۔

وزیر اعظم نے پوچھا

لیکن وہ فرعون کو کاٹ کر ہلاک تو کر دے گی نا؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاہن نے کہا۔

نہیں۔ پھر وہ فرعون کی دشمن نہیں ہوگی۔ پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس پر طلسم الٹا پڑ جائے اور کچھ معلوم نہیں کہ شہزادی پر اس کا کیا اثر ہو۔ مگر تم کیوں فکر کرتے ہو۔ یہاں تمہارے اور میرے سوا اور کوئی نہیں ہے جو ہماری باتیں سن کر ہمارے طلسم کو کوئی نہیں توڑ سکے گا۔ تم پھولوں کا تھال لے کر جاؤ اور اپنے ہاتھ سے تابوت کو مس کرکے تھال اس کے اوپر رکھ دینا اور واپس آجانا۔ آدھی رات کو میرے دوسرے طلسم کا عمل شروع ہو جائے گا۔

کیٹی نے یہ سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ تھال کے پھولوں میں ہی چھپ کر بیٹھی رہی۔ وزیراعظم نے تھال اٹھایا اور اسی خفیہ راستے سے ہوتا ہوا مردہ خانے میں آگیا۔ یہاں شہزادی کی ممی کا تابوت نیم اندھیرے میں پڑا تھا۔ وزیراعظم نے اس کے تابوت کو ہاتھ لگایا اور پھر پھولوں کے ہاروں والا تھال اس کے اوپر رکھ دیا۔ اس کے بعد جدھر سے آیا تھا ادھر ہی کو چلا گیا۔ کیٹی وہیں چھپی رہی وہ کاہن اعظم کے ذلیل طلسم کو ختم کرکے نیک دل فرعون اخناطون کی جان بچانا چاہتی تھی۔ جب وزیراعظم مردہ خانے کے

خفیہ راستے سے باہر نکل گیا تو کیٹی بھی پھولوں کے نیچے سے نکل آئی۔ اس نے ٹٹول ٹٹول کر دیکھا کہ اس میں ایک ہار سب سے بڑا تھا۔ یہی وہ طلسمی ہار تھا جس کے اثر سے شہزادی نے سانپ بن کر سپہ سالار کو ہلاک کرنا تھا۔ کیٹی نے زور لگا کر اس ہار کو توڑ کر پھولوں کو ادھر ادھر بکھیر دیا۔ لیکن شہزادی پر چونکہ پہلے طلسمی ہاروں کا اثر ہو چکا تھا اس لیے اس نے آدھی رات کو زندہ ہونا تھا۔ کیٹی یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ شہزادی زندہ ہوکر کہیں اپنے باپ نیک دل فرعون اخناطون کی دشمن تو نہیں بن جاتی؟ وہ وہیں تابوت کے قریب ایک طرف ہوکر بیٹھی رہی۔ وقت گزرنے لگا۔ شام ہوگئی۔ پھر رات ہوگئی۔ جب آدھی رات ہوئی تو کیٹی تابوت سے ہٹ کر دیوار کے ساتھ ایک ستون کی اوٹ میں آگئی۔ وہ غور سے تابوت کو تک رہی تھی۔ تابوت کے سرہانے کی جانب پتھر کا دیا جل رہا تھا۔ اس کی روشنی بڑی مدھم تھی۔ کیٹی کی نگاہیں تابوت پر جمی ہوئی تھیں۔ شہزادی کی لاش پر پھولوں کے طلسم کا اثر ہونے ہی والا تھا۔ یہ پہلے پھولوں پر کیے گئے منتروں کا اثر تھا۔ دوسرے طلسم کو کیٹی نے اور توڑ کر ختم کر دیا تھا کیٹی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ پہلے طلسم کا شہزادی کی لاش پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا اثر ہوگا خود کاہن اعظم کو بھی علم نہیں تھا۔ اس نے وزیر اعظم کو بھی یہی کہا تھا کہ مگر کوئی شخص سانپ بننے والے پھولوں کے ہار کو توڑ ڈالتا ہے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ شہزادی زندہ ہو کر کیا کرے گی اور اس کے بعد کس قسم کی طاقت پیدا ہو جائے گی۔

کیٹی بڑے غور سے تابوت کو تک رہی تھی۔

اچانک تابوت میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کا ڈھکنا اپنے آپ کھل گیا۔ کیٹی کی آنکھیں تابوت پر جمی تھیں۔ سب سے پہلے تابوت میں سے شہزادی کا ایک ہاتھ باہر نکلا۔ کیٹی حیران تھی کہ جب شہزادی کی لاش کا دماغ۔ انتڑیاں، دل اور پھیپھڑے نکال کر الگ برتنوں میں ڈال دیئے گئے ہیں تو پھر یہ لاش زندہ کیسے ہو سکتی ہے۔ مگر طلسم کے آگے سب کچھ ممکن تھا۔ شہزادی کا دوسرا ہاتھ بھی تابوت سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے شہزادی تابوت میں اٹھ بیٹھی۔ اس کا چہرہ زرد تھا اور حنوط کرنے والوں نے اس کے چہرے پر جو سرخی یا غازہ لگایا تھا وہ موم بتی کی دھیمی روشنی میں عجیب سا لگ رہا تھا۔ کیونکہ شہزادی کے چہرے پر لاش کی ہمدردی اور دہشت صاف نظر آتی تھی۔

شہزادی کی نظر نے تابوت میں بیٹھے بیٹھے گردن کو آہستہ سے گھمایا اور اس کی آنکھیں اس ستون پر آ کر ٹک گئیں جس کے پیچھے کیٹی چھپی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی نے شہزادی کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی اور اس نے اٹک اٹک کر اور کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا

تم وہاں کیوں چھپی ہوئی ہو کیٹی؟ میرے پاس آؤ۔ ڈرو نہیں۔

کیٹی کو تو پسینہ آ گیا۔ یہ لاش اس کا نام کیسے جان گئی۔ مگر طلسم میں سب کچھ ہو سکتا تھا۔ کیٹی کو بھی شہزادی کے بولنے کے لہجے اور الفاظ سے تسلی سی ہو گئی تھی۔ وہ ستون کی اوٹ سے نکل کر شہزادی کی لاش کے پاس آ گئی۔ لاش تابوت میں ہی بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی التجا سی چمک تھی۔ اس نے تھکی سی کیٹی کو غور سے دیکھا اور کہا

میں تمہاری دوست ہوں۔ کیونکہ تم نے سانپ بننے والے پھولوں کے ہار کو توڑ کر اس کے طلسم کو زائل کر دیا ہے اور مجھے میرے باپ فرعون اخناطون کا دشمن بننے سے بچا لیا ہے۔

کیٹی نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا تمہیں سب کچھ معلوم ہے شہزادی ؟

ممی شہزادی نے کہا

جس طلسم نے مجھے عارضی طور پر زندہ کیا ہے اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے کہ کاہن میرے باپ کو ہلاک کر کے وزیراعظم کو تخت پر بٹھانا چاہتا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے ان کی باتیں سن لی تھیں اور پھولوں کے اس ہار کو توڑ ڈالا تھا جس کے اثر سے میں سانپ بن جاتی اور اپنے باپ کو ڈس دیتی۔ تمہارا بہت بہت شکریہ کیٹی۔

کیٹی نے تعجب سے کہا

تم میرا نام بھی جانتی ہو شہزادی ؟

ممی شہزادی بولی۔

ہاں۔ میرے اندر ایسی طاقت پیدا ہو گئی ہے کہ میں کسی بھی اجنبی شخص کی شکل دیکھ کر اس کا نام معلوم کر سکتی ہوں۔ مگر کیٹی۔ تم اتنی چھوٹی کیوں ہو؟ کیا تم پر بھی کسی نے جادو کیا ہوا ہے ؟

کیٹی نے کہا

میری کہانی بہت لمبی اور مصیبتوں سے بھری ہوئی ہے۔ شہزادی بس تم یہی سمجھ لو کہ مجھ پر ایک جادو ہی کر دیا

گیا ہے۔

ممی شہزادی نے کہا

میں تمہارے جادو کو توڑ سکتی ہوں مگر اس کے لئے مجھے چوتھے اہرام میں لگے ہوئے جادوگر اہرام کے بت کے آگے جا کر خاص منتر پڑھنے ہوں گے۔ مگر سب سے پہلے میں اپنے باپ کو اس کے دشمنوں یعنی کاہن اعظم اور وزیراعظم کی قاتلانہ سازشوں سے بچانا چاہتی ہوں۔

کیٹی بولی۔

مگر تم ان کی کیسے مدد کر سکو گی ؟

ممی شہزادی نے مسکرا کر کہا

میرے اندر پھولوں کے ہار کے توڑنے کی وجہ سے عجیب طلسمی طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ تم دیکھ چکی ہو کہ میرا دل، دماغ اور انتڑیاں میرے جسم میں نہیں ہیں بلکہ ان الگ مرتبانوں میں رکھی ہوئی ہیں پھر بھی میں زندہ ہوں اور تم سے باتیں کر رہی ہوں تم دیکھتی جاؤ۔

کیٹی نے پوچھا

مگر میں تمہارے ساتھ کیسے رہ سکتی ہوں۔

ممی شہزادی کہنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ میرے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ میں
تمہیں اپنے کاندھے پر بٹھا لوں گی۔

جب کیٹی نے اس اندیشے کا اظہار کیا کہ لوگ اسے دیکھ
لیں گے تو ممی شہزادی نے جواب دیا۔

ایسا اس لئے نہیں ہوگا کہ میں غائب ہوں گی۔ میں
سب کو دیکھ سکوں گی لیکن مجھے اور میرے کاندھے
پر تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ آؤ میرے قریب
آ جاؤ۔

کیٹی شہزادی ممی کے قریب آ گئی۔ شہزادی ممی نے ہاتھ
نیچے کر کے کیٹی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا۔ ابھی
[illegible] شہزادی نظر آ رہی تھی۔ لیکن جونہی وہ تابوت سے
[illegible] باہر آئی غائب ہو گئی۔ کیٹی نے آنکھیں جھپکتے ہوئے
[illegible] کہ نہ وہ خود اپنے آپ کو دکھائی دیتی تھی۔ بلکہ اسے
ممی شہزادی کا جسم ہی نظر آ رہا تھا۔ کیٹی نے کہا

شہزادی کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟

شہزادی کی آواز آئی۔

نہ صرف یہ کہ میں تمہاری آواز سن رہی ہوں
بلکہ تمہیں دیکھ بھی رہی ہوں۔

کیٹی بولی۔

مگر میں تمہیں نہیں دیکھ سکتی۔

شہزادی ممی نے کہا

مجھے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا مگر میں سب کو
دیکھ سکتی ہوں۔ اب میں غدار وزیر اعظم کے محل میں
جا رہی ہوں۔

کیٹی شہزادی ممی کے کاندھے پر ہی بیٹھی رہی۔ شہزادی ممی
کی لاش نے دیوار کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ کیٹی کا خیال
تھا کہ شہزادی ممی خفیہ دروازے سے باہر جائے گی۔

مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ سیدھی دیوار کی
طرف گئی اور پھر پتھر کی دیوار میں سے اسی طرح گزر گئی
[illegible] کہ دریا غیبی حالت میں گزرا کرتی ہے۔ شہزادی [illegible]
مردہ خانے کی اندھیری راہداری میں سے گزر رہی [illegible]
شہزادی ممی نے آہستہ سے کہا

کیٹی! اب تم بالکل نہ بولنا

کیٹی خاموش رہی۔ ممی شہزادی چلتے چلتے کاہن اعظم کی
حویلی سے باہر نکل آئی۔ اب وہ دریائے نیل کے کنارے
چل رہی تھی۔ آسمان پر ستارے نکلے ہوئے تھے۔ [illegible]
کا شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں
میں گہری نیند سو رہے تھے۔ کیٹی کو چونکہ ممی شہزادی نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

برسلنے سے منع کر دیا تھا اس لیے وہ خاموش تھی۔ سامنے
ایک محل نظر آیا۔ یہاں وزیراعظم رہتا تھا جو شہزادی کے
باپ یعنی خدا پرست اور ایک ہی خدا کو ماننے والے فرمان
افغانوں کا جانی دشمن تھا اور جس نے کاہن اعظم کے ساتھ
مل کر خدا پرست بادشاہ کے خلاف خطرناک سازش
کی تھی۔

وزیر کے محل کے دروازے پر پہرہ لگا تھا۔ مگر
شہزادی کو پہرے داروں سے گھبرانے کی ضرورت نہیں تھی
کیونکہ اس کو تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ محل کے
پھاٹک میں سے گزر گئی۔ وہ پہرے داروں کے
قریب سے ہو کر گزری تھی مگر کسی پہرے دار نے
اسے نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ شہزادی ان محل کو خوب جانتی
تھی۔ جب وہ زندہ تھی تو اس محل میں کئی بار آئی تھی
اب شہزادی محل کے برآمدوں اور راہ داریوں میں سے گزرنے
لگی۔ یہاں شمعیں روشن تھیں۔ حبشی غلام جگہ
جگہ پہرہ دے رہے تھے۔ لیکن کوئی بھی شہزادی
کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ سیدھی وزیر اعظم کے خوابگاہ
کے دروازے پر آکر رک گئی یہاں بھی دو حبشی پہریدار
پہرہ دے رہے تھے۔ کیونکہ شہزادی بند دروازے میں سے

نکل گئی۔ کیونکہ اس کے کاندھے پر ہی بیٹھی تھی۔ خوابگاہ
میں شمع دان روشن تھا اور وزیراعظم بستر پر سو رہا تھا۔ کیونکہ
شہزادی اس کے سرہانے کی ایک جانب جا کر کھڑی ہو
گئی۔ پھر اس نے وزیراعظم کے پلنگ کو آہستہ سے ہلایا
وزیراعظم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ وہ یہ سمجھا کہ بھوت نچال
آ گیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلائی کھوپڑی

وزیراعظم آنکھیں ملتے ہوئے کمرے میں دیکھ رہا تھا۔ اسے بھونچال کا جھٹکا لگا تھا۔ اس کا پلنگ اپنے آپ ہلا تھا مگر اب سکون ہوگیا تھا۔ بھونچال گزر گیا تھا۔ وزیراعظم نے اطمینان کا سانس لیا اور دوبارہ سونے ہی والا تھا کہ شہزادی نے ایک بار پھر پلنگ کو ہاتھ سے ہلایا۔ وزیراعظم ہڑبڑا کر پلنگ سے نیچے اتر آیا۔ وہ نوکروں کو آواز دینے ہی والا تھا کہ شہزادی نے اپنی دہشت ناک آواز میں کہا

"بھونچال نہیں میں ہوں وزیراعظم۔ شہزادی جن کی جوتی کو تم اپنے گھوڑے مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ نوکروں کو مت بلاؤ۔ وہ تمہیں تمہارے ظلم سے نہیں بچا سکیں گے۔"

شہزادی کو غیبی قوت کا سنتے ہی وزیراعظم کو خوف کے مارے پسینہ آگیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے شہزادی

کی لاش کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ گھبرا کر دروازے کی طرف بھاگا۔ تب شہزادی نے آگے بڑھ کر وزیراعظم کو گردن سے دبوچ لیا۔ اس کے ہاتھ لگاتے ہی وزیراعظم کا جسم سن ہوگیا۔ اس کی ساری طاقت ختم ہوگئی اور وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ تب شہزادی نے اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا اور بولی:

"جو لوگ دوسروں کے لئے گڑھا کھودتے ہیں وہ سب سے پہلے خود اس میں گرتے ہیں۔"

تب شہزادی نے وزیراعظم کی گردن کو پاؤں تلے زور سے دبایا۔ وزیراعظم کا جسم ایک بار تڑپ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔ تب شہزادی نے کہا۔

"یہ ظالم شخص اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے۔ اب مجھے کاہن اعظم کو اس کے گناہ کی سزا دینی ہے۔"

تب شہزادی وزیراعظم کی خواب گاہ سے نکل کر کاہن اعظم کے محل کی طرف روانہ ہوگئی۔ کاہن اعظم کے محل میں بھی اندھیرا تھا۔ صرف کمرے کی شمع روشن تھی۔ تب شہزادی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو اسے ایک جھٹکا لگا۔ وہ دیکھ رہا تھا۔

کاہن اعظم اس وقت اپنے کمرے [illegible] سے نہل رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ کیونکہ اس کے خیال میں اب تک شہزادی سانپ بن کر آگئی ہوگی اور فرعون کی خوابگاہ میں جاکر اسے ڈس چکی ہوگی وہ محل کی طرف سے شور و غل کی آواز سننے کا انتظار کر رہا تھا کہ فرعون کو سانپ نے کاٹ کھایا ہے۔ کاہن اعظم کی خواب گاہ کے گرد ایک طلسمی دائرہ ہر وقت کھینچا رہتا تھا۔ ممی شہزادی اس طلسمی دائرے کی لہروں سے ٹکرا کر پیچھے کو ہٹ گئی تھی۔ اس کا کاہن اعظم کو بھی احساس ہو گیا۔ چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا کہ ادھر ضرور کسی نے طلسمی دائرے میں داخل ہونے کی کوشش کی ہے۔ مگر اسے کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ممی شہزادی دروازے کی ایک طرف ساکت ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔ کاہن اعظم آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے تک آیا۔ وہ ابھی تک طلسمی دائرے کے اندر ہی تھا۔ اس نے ایک خاص منتر پڑھ کر پھونکا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں ایک شعلہ بلند ہوا۔ ممی شہزادی اگر تیزی سے پیچھے نہ ہٹتی تو اسے آگ لگ گئی ہوتی۔

ممی شہزادی جلدی سے کاہن اعظم کے محل سے باہر نکل آئی۔ وہ کیٹی سے کہنے لگی۔

کاہن اعظم کے جادو نے اسے بچا لیا ہے مگر میں

اسے چھوڑوں گی نہیں۔ چلو پہلے چوتھے اہرام میں چلتے ہیں تاکہ تمہارے طلسم کو اور کیا جائے۔

کیٹی نے کہا

میں پورے قد کی بن گئی تو تمہارے کاندھے پر نہ بیٹھ سکوں گی شہزادی۔ کہیں میں بھی کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤں۔

ممی شہزادی بولی۔

ایسا نہیں ہوگا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ آخر تمہارے طلسم کو بھی توڑنا ہوگا۔ تم کب تک یوں چوہیا بن کر رہ کر زندہ رہ سکو گی

کیٹی خاموش ہو گئی۔ دل سے وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ پھر سے پورے قد کی عورت بن جائے اور اس طلسم سے نجات حاصل کرے جس نے اسے چوہے جتنا بنا دیا تھا۔ چوتھا اہرام شہر سے باہر صحرا میں تھا۔ صحرا رات کے اندھیرے میں خاموش اور سنسان تھا۔ چاروں اہرام ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے اور پہاڑوں کی طرح آسمان کی طرف منہ اٹھائے کھڑے تھے۔ ممی شہزادی چوتھے اہرام میں داخل ہو گئی۔ وہ بڑی آسانی سے راہ داری کی دیواروں کو پار کرتی ہوئی تہہ خانے میں آگئی۔ کیٹی نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا کہ یہاں ایک عمی کا بت لگا تھا۔ عمی شہزادی اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے بلند آواز میں کہا

اشتر! تم نے ہمیشہ ہمارے خاندان کو مصیبت [redacted] پایا ہے۔ اس وقت مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے میری ایک دوست میرے کاندھے پر بیٹھی ہے جس کا قد جادو کی وجہ سے بہت ہی چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ تم ہمارے خاندان کی دوست دیوی ہو میں جانتی ہوں تم میری سہیلی کیٹی کے طلسم کو ختم کر سکتی ہو۔

دیوی اشتر کے بت میں سے ایک شعاع نکل کر کیٹی کے جسم پر پڑی۔ عمی شہزادی نے جلدی سے کیٹی کو زمین پر کھڑا کر دیا۔ دیوی اشتر کی آنکھ سے نکلنے والی شعاع کیٹی کے جسم پر پڑ رہی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے کیٹی اپنے پورے قد کی ہو گئی۔ وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے جسم کو دیکھنے لگی جو پھر سے ٹھیک ہو گیا تھا۔ اس نے دیوی اشتر کی طرف دیکھ کر کہا

تمہارا شکریہ دیوی اشتر اور تمہارا بھی عمی شہزادی

دیوی اشتر کی آنکھ سے نکلنے والی روشنی بند ہو گئی۔ عمی شہزادی نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا

کیٹی! تم پر جس طلسم کا اثر تھا وہ ختم ہو گیا ہے اب تم پوری جوان عورت بن چکی ہو۔

کیٹی نے کہا

عمی شہزادی! کیا اب بھی میں تمہارے ساتھ بند دیوار میں سے گزر سکوں گی؟

عمی شہزادی نے جواب دیا۔

کیوں نہیں۔ اس کے لیے مجھے تمہارے کاندھے پر صرف ہاتھ رکھنا ہوگا۔ جب میں تمہارے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھوں گی تو تم غائب ہو جاؤ گی اور جب ہاتھ اٹھاؤں گی تو تم پھر سے نظر آنے لگو گی۔

پھر عمی شہزادی نے دیوی کے بت کی طرف متوجہ ہو کر کہا

عظیم دیوی اشتر! کاہن اعظم میرے باپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے کیا تو میری مدد نہیں کرے گی۔

دیوی اشتر کے بت میں حرکت پیدا ہوئی اور دیوی کی دھیمی آواز سنائی دی۔

شہزادی! تمہارا باپ ایک خدا کو مانتا ہے۔ اس لیے میں اس سے خوش ہوں۔ کیونکہ ایک خدا ہی ساری کائنات کا خالق ہے اور صرف اسی ایک خدا کی عبادت کرنی چاہیئے۔ میں بھی اسی خدا کو مانتی ہوں مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاہن اعظم کے پاس ایسا زبردست طلسم ہے کہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہاں میں صرف اتنا کر سکتی ہوں کہ تم پر کاہن کے طلسم کا اثر نہیں ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی دیوی اشتر کی دوسری آنکھ میں سے روشنی کی کرن نکل کر پہلے تو شہزادی اور چڑیل کے جسم پر پڑی۔ دیوی کی آواز آئی۔

اب تم دونوں ایک برس کے لئے ہر قسم کے جادو کیلئے محفوظ ہو گئی ہو۔ تم پر ایک برس تک کوئی جادوگر اپنا طلسم نہیں کر سکے گا لیکن کاہن اعظم کا تمہیں خود ہی مقابلہ کرنا ہوگا۔

تو شہزادی نے پوچھا

دیوی! میں کاہن اعظم سے کس طرح اپنے باپ کو نجات دلا سکتی ہوں؟ کاہن اعظم ایک خدا کو نہیں مانتا اور لوگوں کو بتوں کی پوجا کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ وہ میرے باپ کو قتل کر دے گا۔

دیوی کی آواز آئی۔

میں جانتی ہوں۔ مگر کاہن اعظم ہر لحاظ سے اپنے آپ کو جادو کی لہروں سے محفوظ رکھتا ہے۔ لیکن

ایک راستہ ہے

وہ کیا دیوی۔

تو شہزادی نے پوچھا

دیوی نے کہا

آج سے دس ہزار سال پہلے خلا سے کچھ آدمی اس صحرا میں اپنے خلائی جہاز میں اترے تھے۔ ان دنوں یہاں ایک چشمہ بہتا تھا۔ اس چشمے میں ایک قسم کی دھات کے ذرات ہمیں زمین سے نکل کر بہتے تھے۔ خلائی مخلوق ان ذرات کو جمع کرنے یہاں آئی تھی۔ اس جگہ سے جنوب کی طرف ایک پہاڑی ہے۔ یہ خلائی لوگ اس پہاڑی کے غار میں آکر ٹھہرے تھے وہ ایک ماہ تک یہاں چشمے میں بہتی دھات کے ذرات جمع کرتے رہے۔ پھر واپس اپنے ستارے کی طرف واپس چلے گئے۔ ان میں ایک کمزور یہاں کسی حادثے کی وجہ سے آگ میں جل کر ہلاک ہو گیا تھا۔ اس ہلاک ہونے والے خلائی آدمی کا سارا جسم راکھ بن گیا مگر اس کی کھوپڑی کا صرف اوپر کا پیالہ نما حصہ باقی رہ گیا تھا۔ خلائی مخلوق نے اپنے ساتھی کی کھوپڑی کا پیالہ غار کے اندر ایک چوکور پتھر کے نیچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی خاموش تھی۔ اور سوچ رہی تھی کہ دیکھیں دیوی اشتر آگے کیا کہتی ہے۔ دیوی کی آواز آئی۔

تمہاری خوش قسمتی ہے کہ جو لڑکی کیٹی تمہارے پاس کھڑی ہے وہ خود خلائی مخلوق ہے۔ کیٹی بڑی آسانی سے کھوپڑی نکال سکتی ہے۔

ہی شہزادی نے حیران ہو کر کیٹی کی طرف دیکھا اور بولی۔

کیٹی! کیا تم سچ مچ خلائی مخلوق ہو؟

کیٹی نے مسکرا کر کہا

دیوی اشتر نے ٹھیک کہا ہے۔ میں واقعی خلائی مخلوق ہوں اور ایک عرصہ ہوا اپنے سیارے کو چھوڑ کر اس زمین پر آباد ہو گئی ہوں۔ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔

دیوی اشتر نے کہا

اب تم جاؤ۔

ہی شہزادی نے دیوی کا شکریہ ادا کیا اور دونوں سہیلیاں چھ تھے احرام سے نکل کر صحرا کی اس پہاڑی کی طرف چل پڑیں جس کے غار میں خلائی کھوپڑی دفن تھی۔ پہاڑی زیادہ دور نہیں تھی۔ اس کے غار میں اندھیرا تھا مگر کیٹی چونکہ اندھیرے میں بھی دیکھ لیتی تھی اس لئے وہ جلد اس پتھر کے پاس آ گئی جس کے نیچے خلائی آدمی کی کھوپڑی

دفن کر دیا۔ اگر تم اس خلائی کھوپڑی کے پیالے کر وہاں سے نکال لاؤ اور اس پیالے میں پانی ڈال کر کسی طرح کاہن اعظم کو پلا دو تو کاہن اعظم کی ساری یادداشت واپس آ جائے گی۔ اسے بالکل یاد نہیں رہے گا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور کیا کرنا چاہتا تھا۔ پھر وہ ایک بیکار آدمی ہو گا۔ نہ وہ جادو کر سکے گا اور نہ کسی کے خلاف کوئی سازش تیار کر سکے گا یوں تمہیں اس دشمن سے نجات مل جائے گی۔

ہی شہزادی نے کہا

میں ابھی جا کر کھوپڑی کا پیالہ نکال لاتی ہوں پھر سوچوں گی کہ کاہن کو اس میں سے پانی کس طرح پلایا جائے۔

دیوی کی آواز آئی۔

مگر اسے سوائے خلائی انسان کے اور کوئی اگر ہاتھ لگائے گا تو جل کر مر جائے گا۔ تم بھی ایک بار پھر ختم ہو جاؤ گی۔

ہی شہزادی نے حیران ہو کر پوچھا

تو پھر کھوپڑی کا پیالہ کس طرح سے نکالا جائے دیوی اشتر؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دفن تھی۔ دونوں نے پتھر کو ہٹا دیا۔ ریت کو کھودا تو
نیچے کھوپڑی نظر آگئی۔ تب شہزادی نے کہا۔
کیٹی! اب اسے تم ہی نکال سکتی ہو۔
کیٹی نے کھوپڑی کو ریت ہی سے نکال لیا۔
کھوپڑی پوری نہیں تھی بلکہ صرف سر کے اوپر والے حصے
کا پیالہ سا باقی رہ گیا تھا۔ کیٹی کو اپنے ہاتھ میں کھوپڑی
کے پیالے سے اٹھنے والی لہروں کی گرمی کا احساس ہو
تھا کیٹی نے کہا
خلائی کھوپڑی تو ہمیں مل گئی۔ اب سوچنا یہ
کہ کاہن کے اس میں سے پانی کس طرح پلایا جائے؟
دونوں غار سے باہر نکل کر شاہی محلوں کی طرف چلنے لگیں۔ تب
شہزادی نظر نہیں آرہی تھی مگر کیٹی اپنے پورے جسم کے ساتھ
نظر آرہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں خلائی کھوپڑی تھی۔ تب
شہزادی نے کہا
کیٹی! کاہن اعظم سے نجات حاصل کرنے کے لیے
ہمیں ایک منصوبہ تیار کرنا ہوگا اور وہ منصوبہ یہ ہے کہ
تم کسی طرح سے کاہن اعظم کے محل میں خادمہ بن کر
ملازمت کروگی۔ پھر کاہن اعظم کو اس کھوپڑی کے
پیالے کا پانی پلانے کی کوشش کروگی اس کے سوا اور

کوئی راستہ مجھے نظر نہیں آتا۔ کاہن اعظم بڑا چالاک
ہے وہ یونہی کسی کے جال میں آنے والا نہیں ہے۔
کیٹی نے کہا
تم نے مجھ کو پتھر سے بڑا کرکے مجھ پر احسان
کیا ہے شہزادی۔ میں اس احسان کا بدلہ چکانے ہوئے
کاہن اعظم سے تمہارے باپ کو ضرور نجات دلاؤں گی
میں کسی طرح کاہن کے محل میں ملازمت کرنے کی
کوشش کرتی ہوں۔ لیکن میں یہ کھوپڑی اپنے پاس
نہیں رکھ سکتی ابھی۔
تب شہزادی نے کہا
تم اسے محل کے باہر دریائے نیل کے کنارے
کسی مناسب جگہ زمین میں دبا دو۔ جب ضرورت
پڑے گی تم اسے نکال کر لے جانا۔
کیٹی نے پوچھا
مگر تم کہاں ہوگی؟
تب شہزادی نے جواب دیا۔
میں تمہیں چوتھے اہرام کے تہہ خانے میں ہی
ملوں گی اب تم شاہی محل کی طرف جاؤ۔ میں اہرام کی طرف
واپس جاتی ہوں۔ کوشش میں تمہاری کچھ مدد کر سکتی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا

تم فکر مت کرو۔ شہزادی۔ میں صبح ہوتے ہی کاہن
کے محل پر جا کر اس سے ملوں گی اور ایسی باتیں کروں گی
وہ مجھے اپنے ہاں خادمہ کے طور پر رکھ لے گا۔

بی شہزادی خدا حافظ کہہ کر اہرام کی طرف واپس چل گئی۔

کیٹی نے دریا کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ شاہی محلات دریا
کی دوسری طرف تھے۔ ان محلات میں سے ایک چھوٹا سا محل کاہن
اعظم کا بھی تھا۔ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی اور وزیر اعظم کی موت
کا کسی کو علم نہیں ہوا تھا۔ کیٹی نے ایک جگہ سے دریا
عبور کیا اور پھر ایک جگہ دریا کے کنارے کھجور کے درخت
کے نیچے زمین کھود کر خلائی کھوپڑی کو چھپا دیا۔ اس کے
بعد وہ دریا کے کنارے بیٹھ گئی اور صبح کا انتظار کرنے
لگی۔ جب صبح کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو
کی طرف سے شور کی آوازیں سنائی دیں۔ کیٹی سمجھ
گئی کہ وزیر اعظم کی موت کا پتہ چل گیا ہے۔ کیٹی نے دریا
کی روشنی میں اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک
تھی۔ اس نے دریا کے پانی سے منہ ہاتھ دھویا۔ بالوں کو
دھو کر خشک کر کے جھٹکا۔ کنگھی پھیری اور کاہن کے محل
طرف روانہ ہو گئی۔ کاہن کے محل میں خاموشی چھائی تھی۔

عورتیں محل کے قریب ہی باغ میں خاموش بیٹھی تھیں۔
شکل صورت سے وہ محل کی نوکرانیاں لگ رہی تھیں۔ کیٹی
نے قریب جا کر اس ملک کے رواج کے مطابق انہیں سلام
کیا اور کہا کہ میں گاؤں سے آئی ہوں۔ میرا کوئی نہیں ہے۔
اکیلی ہوں۔ اگر کہیں نوکری مل جائے تو دعائیں دوں گی۔ ایک
ادھیڑ عمر کی خادمہ نے کیٹی کی طرف دیکھا اور بولی

تم کیا کام کر سکتی ہو؟

کیٹی نے کہا

میں کھانا پکا سکتی ہوں۔ برتن دھو سکتی ہوں اور
کپڑوں کی صفائی وغیرہ کر لیتی ہوں۔

نوکرانی نے کہا

ابھی یہاں بیٹھو۔ ہمارے وزیر اعظم کا انتقال ہو
گیا ہے۔ ہمارا مالک کاہن ادھر گیا ہے۔ واپس آئے گا
تو تمہارے بارے میں بات کروں گی۔

پھر کیٹی کی طرف دیکھ کر بولی،

مگر میں تمہیں ایک شرط پر نوکری دلوا سکتی ہوں
اور وہ یہ ہے کہ تمہیں جو تنخواہ ملے گی اس میں سے
آدھی تنخواہ تمہیں ہر ماہ مجھے دینی ہوگی۔

کیٹی نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے منظور ہے۔ آپ جو کہیں گی۔ میں ویسے ہی کروں گی

بوڑھی خادمہ نے مسکراتے ہوئے کہا

اس لڑکی کو بھی میں نے ہی یہاں رکھوایا تھا۔ یہ بھی مجھے ہر ماہ آدھی تنخواہ دیتی ہے۔ مگر یاد رہے۔ اس کا ذکر تم کسی سے نہیں کرو گی۔ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بات پر کوئی اعتبار نہیں کرے گا اور میں تمہیں محل سے نکلوا دوں گی۔

کیٹی بولی۔

یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنی محسن کے خلاف کوئی بات کروں۔ میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔ آپ بے فکر رہیں۔

کیٹی اس بوڑھی خادمہ کے پاس بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کاہن اعظم ایک رتھ پر سوار واپس آیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ اس کا چہرہ پریشان پریشان تھا۔ پریشان کیوں نہ ہوتا۔ اس کی ساری محنت پر پانی پھر گیا تھا۔ کہاں وہ کمسن شہزادی کی مدد سے خزانوں کو ہلاک کروانا چاہتا تھا اور اب خود اس کا ساتھی اس سازش کا شکار بن گیا تھا۔ یعنی وزیراعظم اگلی دنیا کو سدھار گیا تو کاہن اعظم اپنے ہی

خیالوں میں ڈوبا محل کے اندر چلا گیا۔

بوڑھی خادمہ نے کیٹی سے کہا

تو اس باغ میں بیٹھ۔ میں اندر جا کر موقع دیکھ کر بات کروں گی۔ جانا مت۔ ہو سکتا ہے مجھے دیر ہو جائے۔

کیٹی نے کہا

آپ بے فکر رہیں جی۔ میں سارا دن اسی جگہ بیٹھی رہوں گی مجھے نوکری کی سخت ضرورت ہے۔

بوڑھی خادمہ اپنی ساتھی کے ہمراہ کاہن کے محل میں چلی گئی۔ کیٹی بڑا اطمینان ہو گیا تھا کہ اسے اتنی جلدی کاہن اعظم کے محل میں نوکری کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ باغ میں ایک درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گئی۔ اسے وہاں بیٹھے بیٹھے دوپہر ہو گئی۔ پھر تیسرا پہر آ گیا۔ سورج غروب ہونا شروع ہو گیا۔ آخر محل کے دروازے پر بوڑھی خادمہ نمودار ہوئی۔ اس نے اشارے سے کیٹی کو اپنی طرف بلایا اور کہا

میرے ساتھ آؤ میں نے کاہن سے بات کر لی ہے۔ مالک تمہیں دیکھنا چاہتا ہے۔ اس سے زیادہ بات نہ کرنا۔

کیٹی دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ بوڑھی خادمہ کے ہمراہ چل پڑی۔ جب وہ کاہن اعظم کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھی کہ کمرہ خوب سجا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ تخت لگا تھا جس پر زرد کپڑوں والا کاہن اعظم بیٹھا ایک رجسٹر پر کچھ لکھ رہا تھا۔ پاس ہی انگیٹھیاں سلگ رہی تھیں۔ بخور دان رکھا تھا۔ پیچھے ستون پر بلی کا بت لگا تھا۔ بوڑھی خادمہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔ کیٹی کو بھی اس نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد کاہن اعظم نے رجسٹر پر لکھنا بند کیا اور آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ بوڑھی خادمہ اور کیٹی نے ادب سے سلام کیا۔

کاہن اعظم نے کہا

کیا یہی وہ لڑکی ہے؟

بوڑھی خادمہ نے کہا

ہاں مالک! گاؤں سے آئی ہے۔ آگے پیچھے اس کا کوئی نہیں۔ آپ کا حکم ہو تو باورچی خانے میں کام کرے۔ کھانا اچھا پکا لیتی ہے۔

کاہن اعظم بڑے غور سے کیٹی کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے جو سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی اس نے مصر میں پہلے نہیں دیکھی تھی

کاہن نے پوچھا

تمہارا نام کیا ہے؟

کیٹی نے کہا

کیٹی میرا نام ہے مالک۔

کاہن نے سوال کیا

تم مجھے مصر کی رہنے والی نہیں لگتی ہو۔ کہاں تمہارا گھر ہے؟

کیٹی نے فوراً جواب دیا۔

مالک! میرے ماں باپ یونان کے رہنے والے تھے۔ میں یونان میں ہی پیدا ہوئی تھی۔ ماں باپ مر گئے تو میں مصر کے گاؤں میں اپنی نانی کے پاس آ گئی۔ نانی کے مرنے کے بعد اکیلی رہ گئی تھی۔ اس لئے نوکری کے لئے آپ کے محل پر حاضر ہو گئی ہوں۔

کاہن اعظم کچھ دیر کیٹی کو غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔

ٹھیک ہے۔ تم کو رکھ لیا گیا ہے

کیٹی نے شکریہ ادا کیا اور بوڑھی خادمہ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔ کیٹی کو باورچی خانے میں کام پر لگا دیا گیا۔ اسے وہیں محل کے نوکروں کی کوٹھڑیوں میں ایک کوٹھڑی مل گئی جہاں وہ رات بسر کر سکتی تھی۔ کیٹی نے باورچی خانے میں دوسری عورتوں کے ساتھ کھانے پکانے کا کام شروع کر دیا۔ وہ کسی طریقے سے کاہن اعظم کے قریب رہ کر اس کی خاص خادمہ کا مقام حاصل کرنا چاہتی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاکہ اسے کاہن اعظم کو خلائی کھوپڑی میں پانی پلانے کا موقع مل سکے۔ مگر اسے کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ دوسری طرف کاہن اعظم اسے بھول گیا تھا۔

یونہی تین چار دن گزر گئے۔ نمی شہزادی چوتھے ایام کے تہہ خانے میں موجود تھی۔ خلائی کھوپڑی دریا کے کنارے کھجور کے درخت کے تلے دفن تھی۔ کاہن اعظم کو اپنے غلام کے ذریعے یہ پتہ چل چکا تھا کہ کسی نے مردہ خانے میں جا کر تھال میں سے بڑے ہار کے پھول کو توڑ ڈالا تھا جس کی وجہ سے نمی شہزادی پر اس کا طلسم کام نہ کر سکا تھا اور وہ سانپ کا روپ بدل کر فرعون کو ڈس نہیں سکی تھی۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ نمی شہزادی تابوت میں سے غائب ہو چکی ہے اور وہ اسے دکھائی نہیں دے گی۔ یہ اس کے پہلے طلسم کی وجہ سے تھا۔ کاہن اعظم اندر ہی اندر بہت پریشان اور گھبرایا ہوا تھا اگرچہ نمی شہزادی کی لاش غائب ہو کر بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی کیونکہ کاہن اپنے اردگرد ہر وقت ایسے منتروں کا طلسمی دائرہ ڈالے رکھتا تھا کہ کوئی جادو اس پر اثر نہیں کر سکتا تھا۔ پھر بھی اسے یہ گوارا نہیں تھا کہ نمی شہزادی غیبی حالت میں یوں آزادی سے چلتی پھرتی رہے۔

کیٹی کو کاہن کے محل میں کام کرتے پانچواں روز تھا کہ کاہن اعظم نے نمی شہزادی کے غیبی جسم کا کھوج لگانے کے لئے ایک خاص طلسمی زائچہ بنایا۔ اس زائچے کی مدد سے وہ یہ ضرور معلوم کر سکتا تھا کہ نمی شہزادی کا جسم کس مقام پر ہے۔ اس نے زائچہ بنا کر غور سے دیکھا تو تعجب کی بات تھی کہ زائچہ بالکل نہیں بتا رہا تھا کہ نمی شہزادی کس جگہ پر چھپی ہوئی ہے۔ کاہن اعظم بڑا حیران ہوا۔ زائچہ بالکل کوئی بن گیا تھا۔ شاید یہ دیوی اشتر کی توجہ کی وجہ سے تھا۔ مگر سب سے زیادہ حیرانی کاہن کو اس بات پر ہوئی کہ زائچہ اس کے محل میں آنے والے ایک نئے اجنبی انسان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ ظاہر کر رہا تھا کہ اس نئے انسان سے جو ایک عورت ہے کاہن اعظم کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کاہن اعظم نے سوچا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کے محل میں جو نئی عورت آئی ہے وہ نئی نوکرانی کیٹی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسے پہلے بھی کیٹی کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک نظر آئی تھی۔ زائچہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔

کاہن نے سوچا۔ کیا یہ لڑکی کسی خاص مقصد کے تحت اس کے محل میں بھیجی گئی ہے؟ اگر ایسی بات ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو اسے کیٹی کو اپنے اعتماد میں لے کر اس سے کسی طرح یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ کون ہے اور اسے کس شہزادی نے تو یہاں نہیں بھیجا؟

کاہن اعظم کے پاس کئی ایسے جادوئی منتر تھے جن کی مدد سے وہ کیٹی کو بے ہوش کر کے اس سے اس کے دل کا حال معلوم کر سکتا تھا۔ کاہن نے فیصلہ کیا کہ وہ کیٹی کو اپنی خدمت پر لگا لے گا اور پھر ایک روز اس پر منتر پھونک کر اسے بے ہوش کر دے گا اور اس کے دل کا حال معلوم کر لے گا۔ اسی روز غلام کو کاہن نے کیٹی کو اپنے کمرے میں بلایا اور جب وہ آئی تو اسے کہا

میں نے دیکھا کہ تم کھانا پکانا اچھا نہیں جانتی ہو۔ البتہ تم چونکہ پڑھ لکھ سکتی ہو اس لئے میرے کاغذات کی نقل اتارنے کا کام خوب کر سکو گی۔ کیا خیال ہے تمہارا؟

کیٹی تو خود اس موقعہ کی تلاش میں تھی۔ اسے اور کیا چاہیئے تھا۔ فوراً بولی۔

اگر آپ جو حکم کریں میں خوشی سے اس پر عمل کروں گی۔

کاہن گہری نظروں سے کیٹی کو دیکھ رہا تھا بولا۔

بس ٹھیک ہے تم کل سے میرے کمرے میں بیٹھ کر کام شروع کر دینا۔

کیٹی بڑی خوش خوش واپس چلی گئی۔ وہ تو پہلے ہی سوچ رہی تھی کہ ایسی کوئی ترکیب نکالی جائے کہ کاہن کے قریب رہے اور اس کا اعتماد حاصل کرنے کا موقعہ مل سکے۔ اب قدرت نے خود ہی اسے یہ موقعہ مہیا کر دیا تھا۔ دوسرے دن وہ کاہن کے کمرے میں حاضر ہو گئی۔ کاہن اس وقت شاہی محل کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے یہ ہی کیٹی کو کچھ کاغذات دے کر کہا

میرے آنے تک ان کی ایک ایک نقل تیار کر دو۔ میں دوپہر تک آ جاؤں گا۔

کیٹی نے اسی وقت سادہ کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر نقل کرنا شروع کر دی۔ یہ معبد کے خراج وغیرہ کا حساب تھا۔ کاہن نے بغیر کسی مقصد کے اسے دے دیا تھا۔ اس کا اصل مقصد تو کیٹی سے اس کے دل کا راز معلوم کرنا تھا کہ وہ کون ہے اور کس شہزادی نے اسے کہاں بھیجا ہے؟ کیسے ملی؟ اور اب وہ کہاں ہے اور اس نے اسے وہاں کیوں بھیجا ہے۔ دوسری طرف کیٹی سوچ رہی تھی کہ اب اسے دریا پر جا کر خلائی کھوپڑی نکال کر اپنے پاس رکھ لینی چاہیئے۔ کیونکہ کوئی پتہ نہیں کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی کب ضرورت پڑ جائے۔ دوپہر کے بعد کاہن واپس آگیا۔ اس نے کیٹی کی نقل کی ہوئی تصویریں دیکھیں۔ بہ ظاہر کرلے لگا کر میں بہت خوش ہوا ہوں کیٹی تم نے کمال کر دیا ہے۔ تم تو بڑی اچھی لڑکی ہو۔ اسی قسم کی باتیں کرتا کاہن دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کچھ اور کاغذات تھے۔ کہنے لگا۔

یہ تم کل نقل کرنا۔ اب تم باغ میں جاکر جو میں نے خاص طور پر پھول لگائے ہیں ان کی دیکھ بھال کرو۔ ساتھ ہی تمہارا دل بھی بہل جائے گا۔ تم تھک گئی ہوگی۔

کیٹی بڑی خوش ہوئی اس نے بہت جلد کاہن اعظم کی خوشنودی حاصل کر لی تھی۔ یہ بات اس کے لئے بہت ہی اچھی تھی۔ وہ سلام کرکے باغ میں چل دی۔

شہزادی کی دوسری موت

دوسرے روز بھی کاہن نے کیٹی سے بڑا اچھا سلوک کیا۔ اس نے اسے اپنے دسترخوان پر ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلایا اور بھی خاطریں خاص طور پر بڑی خاطر بڑا حیران تھی کہ کیٹی نے کاہن پر کیا جادو کر دیا ہے کہ وہ اسے اپنے پاس لے گیا ہے۔ مگر کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہیں تھی۔ اسی روز شام کو کاہن اعظم نے کیٹی پر منتر پھونک کر اس کے دل کا حال اگلوانے کا فیصلہ کر لیا۔ جب شام ہوئی تو کاہن نے کیٹی سے کہا کہ میرے کمرے میں جاؤ۔ وہاں پلنگ پہ ایک کتاب پڑی ہے۔ وہ اٹھا لاؤ۔

کیٹی خوش خوش کاہن کے کمرے میں چلی گئی۔ کاہن نے اپنے کمرے میں پہلے ہی سے جادو کا ایک دائرہ کھینچ دیا تھا۔ جونہی کیٹی کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس دائرے میں سے گزری اسے ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ قالین پر گر پڑی۔ دیوی اشتر نے چونکہ کیٹی کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جسم پر اپنی آنکھ کی روشنی ڈال دی تھی اور کہا تھا کہ ایک برس تک اس پر کسی کے جادو کا اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے کیٹی پر بھی کاہن کے طلسم کا اثر نہ ہوا۔ مگر وہ فوراً سمجھ گئی کہ یہ کاہن کے جادو کا اثر ہے۔ اب وہ یہ پتہ کرنا چاہتی تھی کہ کاہن نے اس کے خلاف طلسم کا یہ جال کیوں بچھایا ہے۔ کیا اسے کیٹی پر شک ہو گیا ہے؟ کیا وہ اس سے جادو کے ذریعے کوئی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے؟ یہ سوچ کر کیٹی قالین پر ہی پڑی رہی اور اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلی۔ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ اس پر کاہن کے جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ اس نے ہلکے ہلکے کانپنا شروع کر دیا تھا اسے گرتے دیکھ کر کاہن بھی کمرے میں آ گیا۔

کاہن نے جھک کر کیٹی کو غور سے دیکھا۔ کیٹی بے ہوشی کے عالم میں آہستہ آہستہ کانپ رہی تھی۔ پھر اس کا جسم بے حس ہو گیا۔ کاہن نے اسے اٹھایا اور پلنگ پر لیٹا دیا۔ وہ خوش تھا کہ اب کیٹی اپنے دل کا راز اگل دے گی اور کاہن کو پتہ چل جائے گا کہ وہ اس کے پاس کیا مقصد لے کر آئی ہے۔ دوسری طرف کیٹی بھی یہ معلوم کرنے کے لئے بے تاب تھی کہ کاہن نے اسے کس لئے بیہوش

کیا ہے۔

وہ پلنگ پر لیٹی تھی۔ آنکھیں بند تھیں اور کبھی کبھی جان بوجھ کر حلق سے ایسی آواز نکال دیتی تھی جیسے خواب کی دنیا میں پہنچ گئی ہو۔ کاہن نے دروازہ اندر سے بند کر دیا اور کیٹی کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ کی نبض اپنے ہاتھ میں لی اور بولا۔

تو کون ہے۔ تجھے کس نے یہاں بھیجا ہے؟

کیٹی کا شک ٹھیک نکلا۔ چونکہ کاہن کے جادو کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا اس لئے وہ کاہن کو کیسے بتا دیتی کہ اسے ممی شہزادی نے وہاں بھیجا ہے چنانچہ اس نے خواب ایسی آواز میں کہا

میرا نام کیٹی ہے۔ مجھے کسی نے یہاں نہیں بھیجا۔

کاہن کے چہرے پر کچھ فکرمندی کے اثرات آ گئے۔ اس نے ایک اور منتر پڑھ کر کیٹی کے چہرے پر پھونکا۔ یہ بڑا زبردست منتر تھا اور اس کے اثر سے تھوڑی دیر کے لئے مردہ بھی بول پڑتا تھا۔ اور پتھر بھی اپنے دل کا راز اگل دیتے تھے مگر چونکہ کیٹی پر اس کے جادو کا اثر ہی نہیں ہو رہا تھا اس لئے وہ اسے اپنے دل کا راز کیسے بتا سکتی تھی۔ کاہن نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا تجھے بھی شہزادی نے یہاں بھیجا ہے۔ وہ کہاں ہے۔ کیا پھولوں کا ہار تم نے توڑا تھا؟

کیٹی نے پھر اسی خواب ایسے انداز میں کہا

کون شہزادی کون ہے؟ کہاں ہے؟ میں کسی بھی شہزادی کو نہیں جانتی۔

کاہن نے کہا

پھولوں کا ہار کس نے توڑا تھا۔ مردہ خانے میں؟

کیٹی سمجھ گئی کہ کاہن اصل بات معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا۔

کونسا پھولوں کا ہار۔ میں نے کوئی پھولوں کا ہار نہیں دیکھا۔

کاہن عجیب کشمکش میں پھنس گیا۔ اس نے ایک اور منتر پڑھ کر کیٹی منہ پر پھونکا اور بولا

سچ سچ بتا تو کون ہے اور یہاں کس لئے آئی ہے

کیٹی نے اسی خواب ایسی آواز میں کہا

میں کیٹی ہوں۔ میرے ماں باپ یونانی ہیں وہ مر گئے تو میں مصر اپنی نانی کے پاس آ گئی۔ نانی نے میرا ساتھ چھوڑا تو کاہن اعظم کی خدمت میں آ گئی ہوں وہ مجھ پر بڑی شفقت کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے دنیا

میں عزت کی روٹی کھا رہی ہوں۔

کاہن اعظم سٹا پٹا کر رہ گیا کیٹی اپنے دل کا راز بتا رہی تھی۔ وہ وہی کہہ رہی تھی جو اس کے دل میں تھا۔ تو کیا زائچے نے غلط بتایا ہے؟ کاہن کو اپنے طلسم پر بہت اعتماد تھا جو طلسم اس نے کیٹی پر پھونکا تھا اس کے اثر سے جاندار بھی انسانی آواز میں اپنے دل کا راز بتا دیتے تھے اس حساب سے کیٹی نے جو کچھ بتایا تھا وہ صحیح تھا۔ کاہن کو یقین ہو گیا کہ کیٹی جھوٹ نہیں بول رہی۔ کیونکہ اس کا طلسم جھوٹ نہیں بلوا سکتا تھا۔ اس کا طلسم غلط نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس کے طلسم کے اثر سے کیٹی جو کچھ کہہ رہی تھی ٹھیک اور سچ کہہ رہی تھی۔

کاہن نے کیٹی کے منہ پر ہوش میں لانے والا منتر پڑھ کر پھونکا۔ کیٹی نے اب بھی آنکھیں نہ کھولیں۔ کیونکہ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ کاہن نے اس پر ہوش میں لانے والا منتر پھونکا ہے۔ اس نے اپنی آنکھیں بند ہی رکھیں کاہن نے کیٹی کو ہلاتے ہوئے کہا

کیٹی! ہوش کرو۔ ہوش کرو۔ ہوش میں آؤ۔

اب کیٹی سمجھ گئی کہ کاہن اسے ہوش میں لانا چاہتا ہے اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں اور حیران ہو کر بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مالک ! میں کہاں ہوں ؟ مجھے کیا ہو گیا تھا ؟

کاہن نے کہا

تم کو میں نے اندر کتاب لانے بھیجا تھا ۔ مگر

تم بے ہوش ہو گئیں ۔ کیا چکر آ گیا تھا ؟

کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی اور سر کو پکڑتے ہوئے بولی ۔

ہاں مالک ۔ شاید مجھے چکر ہی آ گیا تھا ۔ بس

گر پڑی ۔ پھر ہوش نہیں رہا ۔

کاہن نے اٹھتے ہوئے کہا

اب تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو ۔ آج

تمہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں ۔

کیٹی نے بہت کہا کہ مالک میں بالکل ٹھیک ہوں ۔ مگر کاہن نے اسے زبردستی اس کے کمرے میں بھیج دیا ۔ کیٹی کے جانے کے بعد کاہن نے ایک بار پھر زائچہ بنا کر دیکھا ۔ زائچہ اب بھی کیٹی کی طرف اشارہ کر رہا تھا مگر کاہن کو یقین نہیں آ رہا تھا ۔ اس نے زائچے کو بند کر دیا ۔ زائچہ غلط بتا رہا تھا ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کاہن کو زائچے سے زیادہ اپنے علمی منتروں پر بھروسہ تھا اور اس کے علمی منتروں نے ثابت کر دیا تھا کہ کیٹی کے دل میں کچھ نہیں ہے ۔ کبھی کبھی زائچہ غلط بھی بولتا ہے ۔ کاہن

نے یہی سوچا تھا ۔ اب وہ کیٹی کی طرف سے بے نیاز ہو گیا اور اس نے دوسرے دن کیٹی کو دوبارہ واپس کچن میں کام کرنے کا حکم دے دیا ۔ کیٹی بڑی پریشان ہوئی اب اس کے لئے دوبارہ کاہن کے قریب آنا مشکل کام تھا ۔ وہ یہی سمجھ گئی کہ چونکہ اس کے بارے میں کاہن کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ بے ضرر ہے اور اس سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے ۔ اس لئے کاہن نے کیٹی کو باورچی خانے میں واپس بھیج دیا تھا ۔ اب کیا ہو سکتا تھا ۔ کیٹی نے سوچا کہ اب وہ کوئی دوسری ترکیب استعمال کرے گی ۔ ایک بات وہ [illegible] ہو گئی تھی کہ اس نے کاہن کا اعتماد حاصل کر لیا تھا اور وہ اس کے محل میں ہی تھی ۔ اگر کاہن اسے اپنے محل ہی سے نکال دیتا تو کیٹی کے لئے وہاں دوبارہ داخل ہونا کافی مشکل تھا ۔ کیٹی نے اب دوسری ترکیب پر غور شروع کر دیا

وہ چاہتی تھی کہ چپکے سے اسلام میں جا کر ملکہ شہزادی کو یہ ساری کارروائی بتا آئے مگر یہ سوچ کر اس نے ایسا نہ کیا کہ اگر کسی نے اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا تو کام الٹا پڑ جائے گا ۔ اسی خیال سے کیٹی ابھی خلائی کھوپڑی بھی اپنے پاس نہیں لائی تھی ۔ دو تین دن اور گزر گئے ۔ آخر عصر کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موسم بہار کا میلہ آگیا۔ اس تہوار کے موقع پر درباری اور امیر لوگ بڑی بڑی دعوتیں کرتے اور جب دعوت کا جشن اپنے عروج پر ہوتا تو محل یا حویلی کے خادم اور خادمائیں مردوں کی کھوپڑیوں میں مشروب ڈال کر مہمانوں کو پلاتی تھیں اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا تھا کہ یہ دنیا فانی ہے جس کھوپڑی میں تم اس وقت شربت پی رہے ہو ایک روز تمہاری کھوپڑی بھی ایسی ہی بن جائے گی مگر چہ آج تم نے اپنے سر پر تاج پہن رکھا ہے۔ کیٹی بہت خوش ہوئی کہ بڑا سنہری موقع تھا۔ وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتی تھی۔

اس رات کو جب ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور محل کے سب لوگ سو گئے تو کیٹی نے ایک [illegible] کو کالی چادر میں اٹھایا اور محل کے خفیہ دروازے سے نکل کر دریائے نیل کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ آج رات دریا کے کنارے سے خلائی کھوپڑی لے آنا چاہتی تھی۔ کیونکہ بہار کا تہوار دو روز بعد ہی تھا وہ بڑی احتیاط سے باہر نکلی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اس کا کوئی شخص پیچھا نہیں کر رہا لیکن بوڑھی خادمہ جس نے کیٹی کو وہاں دیکھا تھا جاگ پڑی تھی اور کیٹی

کو چوروں کی طرح محل سے باہر جاتے دیکھ کر اس کے پیچھے لگ گئی تھی۔

اس خادمہ کو کیٹی سے بڑی سخت دشمنی رکھتی۔ پہلے تو وہ اس لئے کیٹی سے حسد کرتی تھی کہ کاہن نے اسے اپنی خاص خادمہ رکھ لیا تھا اور اب اس لئے اس سے دشمنی کرتی تھی کہ کاہن کے قریب چلے جانے سے کیٹی نے خادمہ کو آدھی تنخواہ دینی بند کر دی تھی۔ چنانچہ یہ خادمہ کسی ایسے موقعہ کی تلاش میں تھی کہ کیٹی سے کوئی غلطی ہو جائے اور وہ اسے کاہن اعظم کی نظروں سے گرا کر اسے محل سے نکلوا دے۔ اب جب اس نے کیٹی کو آدھی رات کے وقت محل کے خفیہ دروازے کی طرف جاتے دیکھا تو وہ بھی کالی چادر اوڑھ کر دبے پاؤں کیٹی کے پیچھے لگ گئی کیٹی دریا کے کنارے پر پہنچ گئی۔ اس لئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ خادمہ چھپ گئی۔ جب کیٹی کو تسلی ہو گئی کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا اور وہ وہاں بالکل اکیلی ہے تو اس نے کچھ کے درخت کے نیچے نرم زمین کھودنی شروع کر دی اور خلائی آدمی کی کھوپڑی نکال کر تھیلے میں ڈال لی۔ جب وہ چلنے لگی تو اسے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے جلدی سے گھوم کر دیکھا۔ اس کے پیچھے وہ بوڑھی خادمہ کھڑی اسے قہر بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس نے غصیلی آواز میں کہا

میں جانتی تھی کہ تم ہمارے مالک کاہن اعظم کے خلاف چھپ کر جادو کرتی ہو۔ اب مجھے اس کا ثبوت مل گیا ہے۔ میں ابھی جا کر کاہن اعظم کو بتاتی ہوں کہ تم کھوپڑی پر جادو ٹونہ کر کے اس کو مارنے کی سازش کر رہی ہو۔

کیٹی نے پہلے سوچا کہ وہ اس ادھیڑ عمر خادمہ کو دو میں دھکیل دے۔ پھر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا

تم میری بڑی بہن ہو۔ میں [illegible] نہیں بول سکتی۔ میں کوئی جادو [illegible] ہوں۔ میں اپنے مالک پر جادو کر رہی ہوں

خادمہ نے پوچھا

تو پھر یہ کھوپڑی یہاں کیوں دبا رکھی ہے۔

کیٹی نے اداکاری کرتے ہوئے کہا

تم میری بڑی بہن ہو اور تم نے مجھے یہاں نوکری دلا کر مجھ پر بڑا احسان کیا تھا۔ میں تم سے کچھ نہیں

چھپاؤں گی۔ بلکہ میں چاہتی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاؤ۔

خادمہ نے تعجب سے کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا

یہ تم کیا بے معنی باتیں کر رہی ہو۔

کیٹی نے کھوپڑی تھیلے میں سے نکال کر خادمہ کو دکھائی اور کہا۔

دیکھنے میں تو یہ بڑی عام انسانی کھوپڑی لگتی ہے مگر یہ آب حیات کا پیالہ ہے میری بہن۔ یہ انسانی کھوپڑی عظیم جادوگر سامری کے پردادا جادوگر کی ہے جس نے آب حیات کا چشمہ پا لیا تھا۔ اس کھوپڑی کی یہ تاثیر ہے کہ اس میں جو کوئی بھی پانی یا مشروب ڈال کر پئے گا وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائے گا۔ وہ کبھی نہیں مرے گا اور جس عمر میں اس میں پانی پئے گا اس عمر میں قیامت تک زندہ رہے گا۔ نہ بوڑھا ہو گا۔ نہ مرے گا۔

خادمہ کے لئے یہ بڑی کشش کی بات تھی۔ وہ خود ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا چاہتی تھی مگر اسے کیٹی پر پورا بھروسہ بھی نہیں تھا۔ اسے شبہ تھا کہ کہیں اس کھوپڑی میں زہر نہ لگا دیا گیا ہو تاکہ جو کوئی اس میں پانی وغیرہ پئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زہر کے اثر سے مر جائے۔ اس نے اس شبے کو دور کرنے کے لئے کیٹی سے کہا

لاؤ۔ کھوپڑی۔ مجھے دکھاؤ۔

کیٹی نے کھوپڑی خادمہ کے ہاتھ میں دے دی۔ خادمہ نے کھوپڑی کو اچھی طرح سے دیکھا اور پھر سونگھا۔ اس نے کیٹی سے کہا

اگر اس میں ڈالا ہوا پانی پی کر آدمی ہمیشہ نشہ

رہتا ہے تو پہلے تم اس میں پانی ڈال کر پیو۔

کیٹی کو معلوم تھا کہ خادمہ یہی اسے کہے گی۔ وہ اس کے لئے پہلے سے ہی تیار تھی۔ دیوی اشتر کی آنکھ کی روشنی میں غسل کرنے کے بعد ایک برس کے لئے کیٹی کسی قسم کے بھی جادو سے بے نیاز ہو گئی ہوئی تھی۔ اب اس پر نشانی کھوپڑی کا جادو بھی اثر نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کہا

اگر تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا تو کوئی

بات نہیں۔ میں تمہارے سامنے اس میں دریا کا

پانی ڈال کر پیتی ہوں۔

اور کیٹی نے اسی وقت کھوپڑی میں دریا کا پانی بھرا اور اسے پی گئی۔ کیٹی کو معمولی سا خیال تھا کہ کہیں کھوپڑی کے جادو کا اس پر اثر نہ ہو جائے اور وہ اپنی یادداشت

کھو بیٹھے۔ پانی پینے کے بعد کیٹی نے اپنے ذہن پر زور ڈالا۔ اسے سب کچھ یاد تھا۔ اس کی یادداشت غائب نہیں ہوئی تھی۔ فلائی کھوپڑی کا طلسم اس پر اثر نہیں کر سکا تھا۔ کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ اس نے کھوپڑی میں دوبارہ دریا کا پانی بھرا اور خادمہ کو پیش کر کے بولی

میں تمہارے احسان کا بدلہ چکانا چاہتی ہوں۔ میری

بہن میں چاہتی ہوں کہ میری طرح تم بھی یہ آبِ حیات

پی کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاؤ۔

کیٹی چاہتی تھی کہ خادمہ کی یادداشت غائب ہو جائے اور وہ واپس محل میں جا کر کاہن کو کھوپڑی کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔ کیونکہ اگر وہ کاہن اعظم کو بتا دیتی ہے تو وہ کیٹی پر شک کر سکتا تھا اور پھر کبھی اس کھوپڑی میں اس کے ہاتھ سے کچھ نہیں پیئے گا۔ خادمہ نے جب دیکھا کہ کیٹی نے اس کے سامنے کھوپڑی میں پانی ڈال کر پیا ہے اور اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تو اسے یقین ہو گیا کہ کھوپڑی میں زہر نہیں ہے۔ اگر اس میں زہر ہوتا تو کیٹی اس میں پانی ڈال کر نہ پیتی۔ کیٹی نے کہا

میری بہن! دیر نہ کرو مجھے واپس بھی جانا ہے

میں یہ کھوپڑی یہاں سے نکال کر اپنے پاس رکھنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہتی ہوں۔

خادمہ بوڑھی ہو رہی تھی۔ وہ زیادہ بوڑھی ہو کر مرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ہمیشہ زندہ رہنے کے لالچ میں آ گئی اور کیٹی کے ہاتھ سے کھوپڑی کا پیالہ لے کر سارا پانی غٹا غٹ پی گئی۔ کیٹی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی جب وہ سارا پانی پی چکی تو اس نے پیالہ کیٹی کو دے دیا اور بولی۔

شکریہ بہن! مجھے بڑی پیاس لگی تھی۔ گاؤں سے پیدل چل کر آ رہی تھی۔ اب واپس اپنے گاؤں جاؤں گی۔

خادمہ کی یادداشت گم ہو چکی تھی۔ یہ پوچھنے کے لیئے کہ کہیں ادھیڑ عمر خادمہ کی کچھ یادداشت باقی تو نہیں ہے کیٹی نے کہا

مگر تم تو کاہن اعظم کے گھر پر کام کرتی ہو۔

بوڑھی خادمہ نے ہنس کر کہا

بیٹی میرے اتنے نصیب کہاں کہ کاہن اعظم کے محل میں نوکری کروں۔ میں تو ایک غریب دیہاتی عورت ہوں۔ شہر کی سیر کرنے آئی تھی اب واپس چلی جاؤں گی۔ تم نے مجھے پانی پلایا بیٹی۔ تمہارا شکریہ۔

یہ کہہ کر بوڑھی خادمہ دریا کنارے سے ایک طرف چل پڑی۔ کیٹی اپنی تسلی کی خاطر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ خادمہ واقعی بدل چکی تھی۔ اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ وہ دریا سے ہٹ کر اس سڑک پر چلنے لگی جو دوسرے شہر اور گاؤں کو جاتی تھی۔ کیٹی نے کھوپڑی کپڑے میں لپیٹی اور تیز تیز قدموں سے چلتی خفیہ دروازے سے کاہن اعظم کے محل میں واپس آ گئی۔ اس نے خادمہ کی کھوپڑی کو اپنی چارپائی کے نیچے چھپا کر رکھ دیا۔

کیٹی کو اب موسم بہار کے تہوار کا انتظار تھا۔ دو دن بعد یہ تہوار آیا تو شہر کے لوگوں نے خوب سجایا۔ جگہ جگہ ناچ گانے ہونے لگے۔ شاہی محل میں بھی دعوتیں دی گئیں۔ آخری روز کاہن اعظم نے بھی اپنے محل میں ایک شاندار دعوت دی جس میں شہر کے امیر اور بااثر لوگوں نے شرکت کی۔

کیٹی کو اس دعوت کا انتظار تھا۔ اس نے شام ہی کے وقت خادمہ کی کھوپڑی چارپائی کے نیچے سے نکال کر باورچی خانے میں ایک جگہ رکھ دی تھی۔ دعوت زوروں پر تھی۔ جب آدھی رات گزر گئی تو وہ گھڑی آئی جب مہمانوں کو انسانی کھوپڑیوں میں شراب پلایا جاتا تھا۔ کیٹی پہلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان سے تیار تھی۔ دوسرے غلاموں اور کنیزوں نے خالی کھوپڑیوں کے پیالوں میں شربت بھرا اور مہمانوں کو پیش کرنے لگے۔ ایک غلام اونچی آواز میں کہہ رہی تھی۔

یہ زندگی ایک دھوکہ ہے۔ جس کھوپڑی میں تم شربت پی رہے ہو کل تمہاری کھوپڑی بھی ایسی ہی ہو جائے گی اس لئے اس زندگی کو خوبصورتی اور سکھ کے ساتھ بسر کرو۔

کیٹی نے بھی خالی کھوپڑی میں شربت بھر لیا تھا۔ وہ یہ شربت صرف کاہن اعظم کو پلانا چاہتی تھی۔ وہ ایک طرف سے ہو کر کاہن کے میز کے پاس آ گئی اور کھوپڑی کا پیالہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

میرے مالک! شربت حاضر ہے

کاہن اعظم قہقہے لگاتے ہوئے اپنے دوستوں سے باتیں کر رہا تھا۔ اس لئے کیٹی کو دیکھا تو کھوپڑی کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بولا۔

دوستو! یہ زندگی فانی ہے۔ آج میں فرعون مصر کا کاہن ہوں۔ کل تابوت میں میری کھوپڑی پڑی ہوگی۔

وہ شربت پینے لگا تو اس کے ایک دوست نے پیالہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور بولا۔

پہلے میں پیئوں گا یہ شربت

کیٹی نے پریشان ہو کر کاہن کے دوست کی طرف دیکھا اسے ڈر تھا کہ کہیں یہ شخص سارا ہی شربت نہ پی لے اور کاہن کے لئے کچھ نہ چھوڑے۔ کاہن کے ساتھی نے کھوپڑی ہی سے آدھا شربت پی لیا اور باقی کا شربت کاہن کو پیش کر دیا اور بولا۔

یہ لو۔ یہ باقی تم پی لو۔

کیٹی دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کاہن کو تک رہی تھی۔ کاہن کو کیا معلوم تھا کہ یہ خالی کھوپڑی ہے وہ تو اسے بھی عام کھوپڑی ہی سمجھ رہا تھا۔ سبھی مہمان اس وقت کھوپڑیوں کے پیالوں میں سے شربت پی رہے تھے۔ چنانچہ کاہن اعظم نے باقی کا شربت پی لیا اور کھوپڑی کیٹی کی طرف اچھال کر کہا۔

کیٹی! تمہارا شکریہ۔

کیٹی کھوپڑی سنبھال کر تیزی سے دوسری طرف چل گئی۔ وہ ایک ستون کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی اور بڑے غور سے کاہن اور اس کے ساتھی کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ ان دونوں کی یادداشت گم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ بہت جلد خالی کھوپڑی کے شربت نے اپنا اثر دکھانا شروع

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سب سے پہلے یہ اثر کاہن اعظم کے دوست پر ہوا۔ وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

میں کہاں آ گیا ہوں؟ میں کون ہوں؟ تم لوگ کون ہو؟ میں تو جنگل میں رہتا ہوں۔ میں جنگلی ہوں۔ تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟

یہ کہتا ہوا وہ کھڑکی کی طرف دوڑا اور کھڑکی میں سے باہر باغ میں چھلانگ لگا دی۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ اس شخص کو بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہو گیا ہے۔ مگر سب سے زیادہ حیرانی انہیں اس وقت ہوئی جب ان کے میزبان اور شاہی کاہن اعظم نے بھی کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا

میں دریائے نیل کا غریب مچھیرا ہوں۔ تم لوگ مجھے یہاں کیوں پکڑ لائے ہو۔ میری ماں بیمار ہے میں اس کے لئے دوائی لانے گھر سے نکلا تھا۔ میری ماں میری راہ دیکھ رہی ہے۔ میں جاتا ہوں۔ میں جاتا ہوں۔

لوگ اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگے تو کاہن اعظم نے تلوار نکال لی اور بولا۔

خبردار کسی نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں اسے مار ڈالوں گا۔ تم لوگ میری بیمار ماں کو مارنا چاہتے ہو۔

میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ میری ماں بیمار ہے میں اس کے لئے دوائی لینے آیا تھا۔ میں اس کے لئے دوائی لے کر جاؤں گا۔ ماں! ماں! میں آ رہا ہوں۔ ماں۔

یہ کہہ کر کاہن اعظم نے بھی کھڑکی میں سے باہر چھلانگ لگا دی۔ نوکر اور مہمان اس کے پیچھے دوڑے۔ کاہن بڑی تیزی سے دریا کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اندھیرے میں ہی اس نے دریا پر پہنچ کر پانی میں چھلانگ لگا دی۔ اور پھر اندھیرے میں تیرتا ہوا دور نکل گیا۔

کیٹی کا منصوبہ کامیاب ہو گیا تھا۔ کاہن اعظم سے بھی خدا پرست بادشاہ کو نجات مل گئی تھی۔ ساری رات لوگ کاہن اعظم کو تلاش کرتے رہے مگر کاہن اعظم کہیں نہ مل سکا۔ دوسرے روز کیٹی موقع پا کر سیدھی چوتھے اہرام میں گئی تاکہ وہ شہزادی کو اپنی کامیابی کی خوشخبری سنائے اور اسے بتائے کہ نیک دل بادشاہ اخناطون کے دشمن اس کے راستے سے ہٹا دیئے گئے ہیں۔ وہ گھوڑے پر بیٹھی تھی اور گھوڑا دوڑاتی اہرام کی طرف چلی جا رہی تھی دھوپ نکل ہوئی تھی اور صحرا کی فضا گرم تھی۔ مگر کیٹی گرمی اور سردی سے بے نیاز تھی۔ وہ گھوڑا دوڑاتے چلی جا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی تھی۔ اہرام دور سے نظر آ رہا تھا۔

اہرام کے دروازے پر جا کر کیٹی نے گھوڑے کو باہر ایک پتھر سے باندھا اور خود اہرام میں داخل ہو گئی۔ اہرام کی سرنگ میں ٹھنڈک اور ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ ممی شہزادی اہرام کے ایک تہہ خانے میں ہو گی۔ نیم تاریک راہ داری میں سے گزرتی ہوئی کیٹی ایک جگہ سے اندھیری سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آ گئی۔ یہاں اسے ایک جگہ دیوار کے ساتھ ممی شہزادی کھڑی نظر آئی۔

کیٹی نے بڑی مسرت کے ساتھ اس کے قریب جا کر کہا

شہزادی! خلائی کھوپڑی نے کمال کر دیا۔ کاہن اعظم کی یادداشت غائب ہو گئی ہے۔ وہ خود بھی غائب ہو گیا ہے اب تمہارے نیک دل بادشاہ کی زندگی بالکل محفوظ ہے۔

مگر ممی شہزادی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اسی طرح دیوار کے ساتھ بالکل سیدھی کھڑی رہی۔ کیٹی نے آگے بڑھ کر اس کے بازو کو ہلایا تو ممی شہزادی دھڑام سے سیدھی زمین پر گر پڑی اور اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ کیٹی کے

منہ سے چیخ نکل گئی۔ تہہ خانے میں موم بتی جل رہی تھی۔ کیٹی نے جھک کر دیکھا۔ ممی شہزادی کے جسم کے ٹکڑے مٹی بن چکے تھے۔ کیٹی نے ایک ٹکڑے کو اٹھانا چاہا تو وہ ریت بن کر نیچے گرنے لگا۔ ممی شہزادی کا جسم مٹی بن چکا تھا۔

کیٹی بڑی حیران ہوئی کہ ایسا کیوں کر ہو گیا۔

وہ دوڑ کر دیوی اشتر کے تہہ خانے میں آ گئی۔ یہاں دیوی اشتر کا بت اسی طرح کھڑا تھا۔ کیٹی نے بلند آواز میں کہا۔

دیوی! ممی شہزادی کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا اب وہ کبھی زندہ نہیں ہو گی؟

دیوی کی آواز آئی۔

کیٹی! قدرت نے تم سے جو کام لینا تھا وہ لیا جا چکا ہے ممی شہزادی مر چکی ہے۔ اب تو یہاں سے کوچ کر جا۔

کیٹی نے حیران ہو کر کہا

دیوی اشتر! میں کہاں جاؤں؟ مجھے اپنے ساتھیوں عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کی تلاش ہے۔ میں انچن کے کھوج میں ادھر آئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوی نے کہا

اس معاملے میں تمہارے خلائی ساتھی کی کھوپڑی ہی تمہارے کام آ سکتی ہے۔ واپس اپنی کوٹھڑی میں جا کر خلائی کھوپڑی میں پانی ڈال کر پی جا اور تو اپنے ایک ساتھی شیوسانگ کے پاس پہنچ جائے گا۔

کیٹی نے بے تابی سے کہا

کیا عنبر ناگ ماریا مجھے نہیں ملیں گے؟

دیوی کی آواز آئی

تم عنبر کے ملک میں ہو اور میں صرف شیوسانگ سے ہی تمہیں ملا سکتی ہوں۔ کیونکہ شیوسانگ بھی اسی ملک میں ہے مگر دو ہزار سال پیچھے کے زمانے میں ہے۔ جب اس ملک کا دارالحکومت تھیبز تھا اس سے زیادہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔ اب تو واپس جا۔ تم سے باتیں کرنے کا میرا وقت ختم ہو رہا ہے۔

دیوی کے چہرے پر جو روشنی تھی وہ بجھ گئی۔ دیوی اشتر غائب ہو گئی۔ کیٹی تیزی سے احرام سے نکلی۔ گھوڑے پر بیٹھی اور سیدھی کاہن اعظم کے محل میں جا پہنچی۔ محل میں کاہن اعظم کے پہنچ جانے سے سب لوگ اور محافظ خاموش

تھے۔ کیٹی نے کسی غلام یا کنیز سے بات نہ کی اور اپنی کوٹھڑی میں گئی۔ خلائی کھوپڑی نکال کر قمیض کے اندر چھپائی اور واپس دریائے نیل کی طرف روانہ ہو گئی۔ دریا دن کی روشنی میں خاموشی سے بہہ رہا تھا۔ دور ایک کشتی دریا میں چلی آ رہی تھی۔ کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ خلائی کھوپڑی میں پانی ڈال کر پینے سے وہ ہزار سال پہلے کے زمانے میں شیوسانگ کے پاس کیسے پہنچ جائے گی مگر اس قسم کے تجربوں سے وہ چونکہ پہلے بھی کئی بار گزر چکی تھی اس لئے اسے کوئی پریشانی نہ تھی

کیٹی دریا کے کنارے گھوڑے سے اتری۔ ایک جگہ بیٹھ گئی۔ کھوپڑی میں دریا کا پانی بھرا اور اسے آہستہ آہستہ پی گئی۔ پانی کے پیتے ہی کھوپڑی اپنے آپ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں جا گری اور ڈوب گئی۔ کیٹی کو اپنا جسم سن ہوتا محسوس ہوا۔ وہ گھاس پر لیٹ گئی۔ اس کے بعد اسے کچھ ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا تو وہ ایک بہت ہی خوبصورت باغ میں تھی۔ جہاں درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے۔ اس نے اٹھ کر غور سے باغ میں نگاہ دوڑائی۔ یہ باغ ایک چار دیواری میں گھرا ہوا تھا۔ وہ چلتی ہوئی ایک جگہ باغ کے دروازے سے باہر آ گئی۔ باہر ایک سڑک دور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہر کی طرف چلی گئی تھی۔ کیا یہ مصر کا وہ ہزار سال پہلے کا شہر تھا؟ دیوی نے اسے یہی کہا تھا کہ وہ دو ہزار سال پہلے کے مصر میں پہنچ جائے گی۔ سورج غروب ہو رہا تھا اور صحرا پر شام کا اندھیرا بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

کیٹی ایک طرف ہو کر پتھر پر بیٹھ گئی۔ دور دور صحرا پھیلا ہوا تھا۔ اسے صحرا میں کوئی اہرام نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ دو ہزار سال پیچھے کے زمانے میں آ گئی تھی اور ابھی اس ملک میں اہرام تعمیر نہیں کئے گئے تھے۔ کیٹی دور شہر کی دیوار کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسے شہر کے دروازے کی جانب سے کچھ گھوڑ سوار اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ کیٹی نے سوچا کہ اسے کہیں ادھر اُدھر ہو جانا چاہیئے۔ خدا جانے یہ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ کیٹی کو تھیوساگ کی تلاش تھی جو دیوی کے کہنے کے مطابق اسے اسی شہر میں ملنا تھا۔ کیٹی اٹھ کر ایک جگہ کھجور کے درختوں کے جھنڈ میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ اس نے دو تین بار گہرا سانس لے کر تھیوساگ کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی مگر اسے تھیوساگ کی خوشبو نہ آئی۔ اگر تھیوساگ اسی شہر میں

تو پھر اسے تھیوساگ کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی ہے؟ کیٹی اسی سوچ میں گم تھی اور گھوڑ سوار قریب سے قریب تر آ رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ غار میں

گھوڑ سوار باغ کے دروازے کے پاس آکر رک گئے
یہ تین گھوڑ سوار تھے اور انہوں نے لمبے لمبے
رکھے تھے۔ سروں پر سیاہ رومال بندھے تھے۔ یہ لوگ
نہیں لگتے تھے۔ کیٹی درختوں کے پیچھے اس طرح
چھپی ہوئی تھی کہ گھوڑ سوار اسے دیکھ نہیں سکتے تھے
وہ باغ کے دروازے کی ایک جانب بیٹھ گئے اور
باتیں کرنے لگے۔ وہ پرانی بابل کی زبان بول رہے تھے
جو اس زمانے میں صرف ایران سے لے کر یونان
روم کے ساحلوں تک بولی جاتی تھی۔ ان سواروں کے
رنگ بھی اتنے سانولے نہیں تھے۔ جتنے مصریوں کے
عام طور پر ہوتے ہیں۔ ان کی باتوں سے کیٹی کو معلوم
ہوا کہ یہ شہر میں سے کسی عورت کو اغوا کرنے آئے
ہیں۔ اور رات کا اندھیرا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں
کیٹی خاموش بیٹھی ان کی باتیں سنتی رہی۔ ان کی باتوں

سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ یہ عورت کون ہے
جس کو وہ اغوا کرنے آئے ہیں اور اسے کیوں اغوا کر
رہے ہیں ایک گھوڑ سوار نے جوان کا سردار معلوم
ہوتا تھا کہا

ہم مہرابی کو محل سے نکال کر اس باغ کے
تہہ خانے میں فوراً چھپا دیں گے۔

کیٹی پر یہ انکشاف ہوا کہ جس عورت یا لڑکی کو یہ گھوڑ سوار
اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام مہرابی ہے اور وہ شاہی محل
میں رہتی ہے۔ دوسرے گھوڑ سوار نے کہا

کیا وہ ہمیں اس آدمی کے بارے میں بتا دے
گی جس کی ہمارے بادشاہ کو تلاش ہے؟

پہلا گھوڑ سوار بولا۔

پہلے تو ہم اس جگہ مہرابی سے اس پراسرار آدمی
کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے۔ اگر اس نے نہ بتایا
تو اسے اپنے بادشاہ کے پاس لے جائیں گے۔ وہاں کے
سپاہی خود ہی اس سے راز معلوم کر لیں گے۔

کیٹی کی تشویش میں اضافہ ہو رہا تھا۔ یہ کون پراسرار آدمی
ہے جس کا راز صرف مہرابی کو ہی معلوم ہے اور جس
کو بابل کے بادشاہ خود تلاش ہے۔ تیسرا گھوڑ سوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہنے لگا۔

شاید وہ آدمی جس کا ناز مہرالی کو معلوم ہے اسی دنیا کا رہنے والا نہیں ہے۔

کیٹی کے کان کھڑے ہو گئے۔ پہلے گھوڑ سوار نے جواب میں کہا۔

شاید میں نے بھی یہی سمجھا ہے کہ وہ آدمی کسی سیارے سے نکل کر ہماری دنیا میں آیا ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا سیاروں میں بھی کہیں انسان رہتے ہیں۔ ضرور ہمارے بادشاہ نے کوئی خواب دیکھا ہوگا۔

دوسرا گھوڑ سوار بولا۔

یا پھر ہمارے بادشاہ کو یہ بات محل کے شاہی نجومی نے بتائی ہوگی۔ مجھے تو یقین نہیں آتا کہ سیاروں سے بھی کوئی آدمی ہماری دنیا میں آ سکتا ہے۔

تیسرے گھوڑ سوار نے کہا

ارے یہ سب جھوٹ ہے۔ سیاروں میں کوئی آبادی نہیں ہے۔ اگر وہاں آبادی ہو بھی تو اتنی دور سے کوئی انسان ہماری زمین پر کیسے اتر سکتا ہے۔

سب نے کہا

ہمیں ان باتوں سے کیا۔ ہم تو بادشاہ کے حکم

پر یہاں مہرالی کو اغوا کرنے۔ اس سے تھوڑی بہت پوچھ گچھ کر کے آسمانی آدمی کا سراغ لگانے اور اگر سراغ نہیں ملتا تو مہرالی کو بادشاہ کے پاس لے جانے کے لئے آئے ہیں۔

کیٹی ایک دم سے ہوشیار ہو گئی۔ کہیں یہ خلائی آدمی حنیف سانگ تو نہیں ہے۔ حنیف سانگ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے! ضرور بابل کے بادشاہ کے شاہی نجومی نے حساب لگا کر بادشاہ کو بتایا ہوگا کہ خلا سے ایک آدمی اتر کر اس وقت مصر میں آیا ہوا ہے اور ایک عورت مہرالی کے پاس ہے۔ اگر وہ کسی طریقے سے مل جائے تو اس کی حکومت سیاروں تک پھیل سکتی ہے۔ یا خدا جانے بادشاہ کو کس لئے خلائی آدمی کی ضرورت ہے۔ بادشاہ کے نجومیوں نے ضرور اسے بتایا ہوگا کہ خلائی آدمی مصر میں موجود ہے مگر وہ کسی ایسی جگہ چھپا ہوا ہے کہ جس کا راز صرف شاہی محل کی صرف مہرالی کو ہی معلوم ہے۔

کیٹی اب غور سے گھوڑ سواروں کی باتیں سننے لگی گھوڑ سوار اب مہرالی کو محل سے اغوا کر لے جانے کے طریقوں پر غور کرنے لگے۔ کیٹی نے سوچا کہ بہتر یہی ہوگا کہ وہ خود شاہی محل میں جا کر مہرالی سے ملاقات کرے اور اس سے خلائی آدمی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ لیکن وہ کیٹی کو کیوں بتائے گی؟ کیٹی کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ مہرابی کی شکل کیسی ہے اور وہ محل میں کہاں ہوتی ہے۔ جبکہ گھوڑ سوار اسے جانتے تھے۔ آخر کیٹی نے یہی فیصلہ کیا کہ بہتر یہی ہے کہ یہ گھوڑ سوار مہرابی کو محل سے اٹھا کر باغ کے تہہ خانے میں لے آئیں۔ یہاں وہ مہرابی سے ملاقات کرنے کی کوشش کرے گی۔

کیٹی خاموشی سے درختوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھی رہی۔

گھوڑ سوار کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔ پھر جب شام کا اندھیرا ہو گیا تو اٹھ کر واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد کیٹی اٹھ کر باغ میں آ گئی۔ اس نے باغ کو چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھا۔ اسے کہیں کوئی تہہ خانہ یا اس کا دروازہ نظر نہ آیا۔ اس نے سوچا کہ یہ دروازہ ضرور کسی خفیہ جگہ پر ہوگا۔ اب کیٹی نے اپنے لئے باغ کے دروازے کے قریب ہی جھاڑیوں میں ایک جگہ ایسی جگہ بنائی کہ جہاں وہ چھپ کر گھوڑ سواروں کی کارروائی کو دیکھ سکتی تھی۔ کیٹی دیر تک باغ میں ادھر ادھر گھومتی پھرتی رہی۔ جب رات گہری ہو گئی اور دور شہر کی فصیل پر روشنیاں بجھنے

لگیں تو کیٹی دروازے کے باہر آ کر کھڑی ہو گئی اور کچی سڑک کی طرف تکنے لگی۔ اس کی نگاہ تیز تھی اور وہ دور سے گھوڑ سواروں کو آتے دیکھ سکتی تھی

اسے وہاں کھڑے دس پندرہ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ دور سے گھوڑ سواروں کے ہیولے آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ کیٹی جلدی سے دروازے میں سے گزر کر باغ میں جھاڑیوں کے پیچھے آ کر بیٹھ گئی۔ اب اسے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آنے لگی تھی۔ پھر گھوڑوں کی آواز باغ کے دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔ آدمیوں کے جلدی جلدی چلنے اور گھوڑوں کے نرخرانے کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر وہ تینوں گھوڑ سوار باغ کے دروازے میں سے باغ میں آتے دکھائی دیئے۔ کیٹی نے غور سے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی نے ایک عورت کو کاندھے پر ڈال رکھا تھا۔ جو شاید بے ہوش تھی۔ کیونکہ وہ ہاتھ پیر نہیں چلا رہی تھی۔

کیٹی سمجھ گئی کہ یہی مہرابی ہو سکتی ہے۔ تینوں آدمی بے ہوش مہرابی کو لے کر باغ کے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھے تھوڑا فاصلہ رکھ کر کیٹی بھی ان کے پیچھے چلنے لگی۔ آگے گھنے درختوں کے نیچے اونچی اونچی جنگلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھاڑیاں تھیں۔ یہاں یہ تینوں آدمی غائب ہو گئے۔ اب ان کی آوازیں بھی نہیں آ رہی تھیں۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہ لوگ مہرالی کو لے کر تہہ خانے میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیٹی دبے پاؤں آگے بڑھی اور بڑی احتیاط سے جھاڑیوں میں تہہ خانے کے دروازے کو تلاش کرنے لگی۔ اسے ایک جگہ جھاڑیوں میں سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آئیں۔ کیٹی نے جھک کر سیڑھیوں میں دیکھا۔ نیچے مدھم سی روشنی ہو رہی تھی اور آدمیوں کے آہستہ آہستہ بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

کیٹی پیچھے ہٹ گئی۔ مہرالی سے کچھ کہنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اسے شاید کوئی دوائی سنگھا کر ہوش میں لایا جا رہا تھا۔ کیٹی کو اس بات کا احساس تھا کہ اگر وہ اوپر بے احتیاطی سے چلتی رہی تو نیچے اس کے قدموں کی آہٹ سنی جا سکتی ہے اس لئے وہ بڑی احتیاط سے جھک جھک کر قدم اٹھا رہی تھی۔ کیٹی یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس تہہ خانے کا خفیہ روشندان کہاں ہے۔ جہاں سے نیچے تازہ ہوا جاتی ہے۔ اسے آخر ایک جگہ جھاڑیوں میں یہ روشندان مل گیا۔ یہ ایک گول چوڑا سوراخ تھا۔ جس میں سے ٹھنڈی ہوا اندر جا رہی تھی۔

کیٹی نے اس گول سوراخ سے کان لگا کر سنا۔ اسے نیچے تہہ خانے سے آوازیں صاف سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ وہ کچھ نہ سمجھ سکی۔ اب وہ یہ سوچنے لگی کہ اگر یہ گھوڑ سوار کچھ دیر کے لئے چلے جائیں تو وہ مہرالی سے جا کر خلائی آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتی ہے مگر لگتا تھا کہ یہ آدمی ابھی باہر نہیں نکلیں گے۔ شاید وہ رات کے پچھلے پہر مہرالی کو لے کر بابل کی طرف روانہ ہونا چاہتے تھے۔ کیٹی وہاں سے ہٹ کر باغ کے دروازے کی طرف آ گئی۔ دروازے کے باہر ان گھوڑ سواروں کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ کیٹی کو یہ فکر ستانے لگی کہ اگر یہ لوگ مہرالی کو لے کر ملک بابل کی طرف روانہ ہو گئے تو وہ ان کے پیچھے کیسے جائے گی؟ اس کے پاس تو کوئی گھوڑا بھی نہیں تھا۔ وہ انہی خیالوں میں گم پریشان تھی کہ اسے آدمیوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ کیٹی جلدی سے کھجور کے درختوں کے پیچھے ہو گئی۔

تینوں گھوڑ سوار بے ہوش مہرالی کو کاندھے پر ڈالے چلے آ رہے تھے۔ شاید مہرالی کو ہوش نہیں آ رہا تھا اور اب وہ اسے ساتھ لے کر ملک بابل کی طرف روانہ ہونے والے تھے۔ دروازے کے باہر آ کر ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں سردار نے مہرالنساء کو ایک گھوڑے پر ڈالا اور بولا
اب بابل کی طرف نکل چلو۔ ہمارے پاس
وقت زیادہ نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں راتوں رات
یہاں سے جلتی دار نکل سکتے ہیں نکل جائیں۔
دوسرا گھوڑ سوار گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے بولا۔
اس عورت کو ہوش ہی نہیں آرہا۔ ہم کیا
کریں۔ ہم اسے بادشاہ کے شاہی نجومی کے حوالے
کر دیں گے۔ وہ جانیں ان کا کام جانے۔
وہ گھوڑوں پر بیٹھے اور رات کے اندھیرے میں صحرا میں
ایک طرف روانہ ہو گئے۔ کیٹی حیران پریشان وہاں اکیلی
رہ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ان کا پیچھا
کس طرح کرے۔ پھر اسے خیال آیا کہ مہرالنساء بابل کے
بادشاہ کے محل میں ہی جا رہی ہے۔ اسے بھی ملک بابل
کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے۔ یہ سوچ کر کیٹی شہر کی
طرف چلنے لگی۔ اندھیری رات تھی۔ شہر پر خاموشی چھائی
ہوئی تھی۔ کیٹی کے پاس گھوڑا خریدنے کے لیے
ایک کوڑی تک نہیں تھی۔ اس کے پاس قافلے کے
ساتھ سفر کرنے کا بھی سامان نہیں تھا۔ شہر کا دروازہ بند
تھا۔ یہ گھوڑ سوار شاید مہرالنساء کو شہر کی دیوار پھاند کر

اغوا کر کے لائے تھے۔
کیٹی شہر کے دروازے سے کچھ فاصلے پر ریت
کے ایک ٹیلے کے پاس بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ
ملک بابل کس طرح پہنچ سکتی ہے۔ اچانک اسے
خیال آیا کہ اس سلسلے میں کسی سانپ سے مدد لی جا سکتی
ہے۔ لیکن ہے سانپ اس کے کہنے پر زمین میں دفن
کسی خزانے میں سے اسے کوئی قیمتی موتی لا دے جس کو
بیچ کر کیٹی قافلے کا کرایہ ادا کر کے بابل پہنچ جائے۔
کیٹی نے سانپ کی زبان میں آواز نکالی اور سانپ کو
آواز دی۔
میں ناگ دیوتا کی بہن کیٹی بول رہی ہوں
اگر کوئی سانپ یہاں رہتا ہے تو وہ میرے پاس
آ جائے۔
کوئی سانپ نہ آیا۔ کیٹی نے جب تیسری بار آواز دی تو
ایک جانب سے پھنکار کی آواز آئی۔ کیٹی نے ستاروں
کی دھندلی روشنی میں ایک سانپ کو پھن اٹھائے اپنی
طرف آتے دیکھا۔ کیٹی سہم کر بیٹھ گئی۔ پھن دار سانپ
نے کیٹی کے سامنے آکر جھک کر آداب کیا اور بولا۔
عظیم ناگ دیوتا کی بہن نے مجھے کس لئے یاد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا ہے ؟ میں حاضر ہوں۔

کیٹی نے جب ساری بات پھن دار سانپ کو بتائی تو وہ بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! ہمیں معاملے ناگ دیوتا کے دربار کسی کو خزانے میں سے ہیرے موتی لا کر دینے کی اجازت نہیں ہے۔

کیٹی نے کہا

لیکن مجھے یاد ہے اس سے پہلے ایک بار عنبر کو ایک سانپ نے خزانے کے کچھ موتی لا کر دیئے تھے

پھن دار سانپ نے جواب دیا۔

آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ عظیم ناگ کی بہن! مگر وہ کوئی دوسرا ملک ہوگا۔ یہ مصر کا ملک ہے۔ مصر کے ملک میں ہم سوائے ناگ دیوتا کے اور کسی کو خزانے میں سے ہیرے موتی لا کر نہیں دے سکتے میں آپ سے سوال چاہتا ہوں۔

کیٹی نے مایوس ہو کر کہا

تو پھر مجھے کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ جس سے میں یہاں سے ملک بابل پہنچ سکوں۔

پھن دار سانپ ایک پل کے لئے خاموش رہا۔ پھر بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں آپ کی ایک مدد کر سکتا ہوں۔

کیٹی نے جلدی سے کہا

ہاں ہاں۔ تم کس طرح میری مدد کر سکتے ہو؟

پھن دار سانپ کہنے لگا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں آپ کو مدیائے نیل کے کالے سانپ کی کینچلی کا سرمہ لا کر دیتا ہوں آپ اس کی ایک سلائی اپنی آنکھوں میں لگائیں گی تو آپ کا جسم مور کے پنکھ کی طرح ہلکا پھلکا ہو جائے گا اور آپ خوشی سے ہوا میں اڑ سکیں گی۔

یوں آپ ہوا میں اڑتے ہوئے ملک بابل پہنچ جائیں گی مگر یاد رہے کہ اس سرمے کا اثر صرف بیچ تک ہی رہ سکتا ہے۔ سورج نکلتے ہی اس کا اثر ختم ہو جائے گا اور آپ کا جسم ہلکا نہیں رہے گا۔

ابھی رات نکلنے میں کئی گھنٹے باقی تھے۔ کیٹی نے کہا۔

تم مجھے جلدی سے کینچلی کا سرمہ لا دو۔ میں باقی رات اڑ کر بابل پہنچنے کی کوشش کروں گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھن دار سانپ نے کہا

میں ابھی لاکر دیتا ہوں۔

سانپ چلا گیا۔ کیٹی بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد سانپ واپس آگیا۔ اس کے منہ میں ایک چھوٹی سی پوٹلی تھی۔ یہ پوٹلی اس نے کیٹی کے آگے ڈال دی اور کہا۔

اس میں کینچلی کا سرمہ ہے آپ اس سے ایک سلائی لے کر آنکھوں میں لگا لیں۔

کیٹی نے جلدی سے پوٹلی کھولی۔ ایک خشک جھاڑی کا تنکا توڑ کر اس کے ساتھ سرمہ لگایا اور آہستہ سے اپنی دونوں آنکھوں میں پھیر دیا۔ کینچلی کے سرمے کا لگنا تھا کہ کیٹی کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے۔ وہ زمین سے اوپر اٹھی اور آہستہ سے پھر نیچے آگئی۔ اس کا جسم بے حد ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ پھن دار سانپ نے کہا

عظیم تنگ دیوتا کی بہن! اب تم ہوا میں زور سے اچھلو اور شمال کی طرف رخ کرو۔ ہوا چل رہی ہے۔ ہوا تمہیں صبح ہونے سے پہلے پہلے بابل پہنچا دے گی۔ لیکن اگر راستے میں ہی دن نکل آیا تو سرمے کا اثر جاتا رہے گا اور تم ایک دم

سے زمین پر گر پڑو گی اس لئے کوشش کرنا کہ زمین سے زیادہ بلندی پر نہ اڑو۔

کیٹی نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور زمین سے زور لگا کر اوپر کو اچھلی وہ فضا میں اوپر تک اڑتی چلی گئی۔ ہوا چل رہی تھی۔ کیٹی نے اپنا رخ شمال کی طرف کر لیا اور ہوا اسے اڑانے لگی۔ کیٹی کے اڑنے کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ باقی ساری رات وہ ملک بابل کی طرف رخ کئے ہوا میں اڑتی رہی وہ زمین سے زیادہ اونچی بھی نہیں تھی اور خود کوشش کر کے بھی اپنی رفتار تیز نہیں کر سکتی تھی جس طرح کہ ماریا کر لیا کرتی تھی۔ جتنی رفتار ہوا کی تھی وہی رفتار کیٹی کی تھی۔ پھر بھی اس نے کافی فاصلہ طے کر لیا تھا اور جب وہ تھکنے لگی تو کیٹی نیچے آگئی کیونکہ سورج کی روشنی کے ساتھ ہی سرمے کا اثر ختم ہو جانے والا تھا۔ کیٹی ایکدم سے زمین پر نہیں گرنا چاہتی تھی۔

پھر مشرق کی طرف دن کی روشنی پھیلنے لگی۔ کیٹی کی رفتار سست ہو گئی اور اس کا جسم جو پہلے ہلکا پھلکا تھا اب بھاری ہونے لگا تھا۔ پھر زمین کے ساتھ کیٹی کے پاؤں لگ گئے۔ سانپ کے سرمے کا اثر ختم ہو گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ صحرا میں سے نکل آیا تھا۔ کیٹی نے سامنے نگاہ دوڑائی۔ آگے ریت کے ٹیلے پھر ٹیلے نظر آ رہے تھے اس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی بابل شہر سے کافی دور تھی۔ کیٹی نے ریت پر چلنا شروع کر دیا۔ ریت پر ابھی شبنم کے اثرات تھے کیٹی چلتی گئی۔ سورج نکلا تو اس کی دھوپ میں ریت گرم ہو کر تپنے لگ گئی۔ کیٹی صحرائی ٹیلوں سے نکلی تو سامنے سخت پتھریلا میدان آ گیا۔ دوپہر تک وہ اس میدان میں چلتی رہی۔ اسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ بابل کا شہر ابھی کتنی دور ہے۔

جب دن ڈھلنے لگا تو کیٹی کو دور ایک شہر کی فصیل دکھائی دی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ بابل کا شہر ہی ہو سکتا ہے۔ اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ کچھ دور چلنے کے بعد پتھریلا میدان ختم ہو گیا اور ہرا بھرا کھجور کے درختوں کا باغ آ گیا۔ یہاں چشمہ پر کچھ اونٹ پانی پی رہے تھے۔ چند ایک لوگ قالین زمین پر بچھائے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کیٹی ان سے دور رہ کر آگے گزر گئی۔ سب شہر کا دروازہ سامنے تھا۔ ایک دیہاتی عورت سر پر خشک لکڑیوں کا گٹھا رکھے اس کے قریب سے گزری تو کیٹی نے اس سے پوچھا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ عورت نے کیٹی کو سر سے

پاؤں تک دیکھا اور بولی

یہ بابل کا شہر ہے تم پردیسی عورت لگتی ہو۔ یہاں تمہارا کون ہے؟

کیٹی نے کہا

میرا بھائی یہاں رہتا ہے۔ اس سے ملنے دور سے آئی ہوں

وہ عورت آگے چل دی اور کیٹی شہر میں داخل ہو گئی یہاں اسے کسی طریقے سے شاہی محل میں داخل ہونا تھا یا پھر شاہی نجومی تک رسائی حاصل کرنی تھی جو کوئی آسان کام نہیں تھا۔ کیٹی صرف کسی ترکیب سے ہی شاہی نجومی تک پہنچ سکتی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ تمہارا جس کو خلائی انسان کا راز معلوم ہے شاہی نجومی کے مکان پر ہی ہو گی۔ شاہی نجومی شاہی محل کی باغ والی باغ میں رہتا تھا۔

کیٹی سوچتی ہوئی بابل شہر کی سڑک پر جا رہی تھی کہ اس کی نگاہ ایک چبوترے پر پڑی جہاں لوگوں کو سانپ کا تماشہ دکھا رہا تھا۔ کیٹی کے ذہن میں اچانک ایک خیال آ گیا۔ وہ بھی تماشہ دیکھنے والوں کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ چبوترا ایک سانپ کے آگے بین بجا رہا تھا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ اس کی بین کی آواز پر جھوم رہا تھا۔ اگرچہ کیٹی عنبر تھیوسانگ اور ماریا ناگ کے دوست تھے مگر ان کے جسموں سے ناگ دیوتا کی خوشبو اتنی مدھم آتی تھی کہ سانپ قریب آکر ہی اس خوشبو کو سونگھ سکتا تھا۔ چنانچہ بین کی آواز پر جھومتے سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی تھی۔ کیٹی یہ سب کچھ جانتی تھی

اس نے وہیں کھڑے کھڑے منہ سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکال کر سانپ کی زبان میں جھومتے ہوئے سانپ سے کہا میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں۔ میرے پاس آؤ۔

جھومتے ہوئے سانپ نے ایک انسان کی آواز سنی جو اسے سانپ کی زبان میں اپنی طرف بلا رہی تھی۔ وہ جھومتے جھومتے وہیں رک گیا کیونکہ سانپ کی زبان انسانوں میں سوائے ناگ دیوتا کے اور کوئی نہیں جانتا تھا اور یہ زبان عنبر ماریا تھیوسانگ اور کیٹی کو ناگ ہی نے سکھائی تھی۔ جب پیرے نے دیکھا کہ سانپ نے جھومنا اور رقص کرنا بند کر دیا ہے اور پھن کا رخ بھی لوگوں کی طرف کر دیا ہے تو وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ کیسے ہو گیا۔ اس نے زور زور سے بین بجانی شروع کر دی مگر اب سانپ اس طرف رینگنے لگا تھا۔

جدھر کیٹی کچھ عورتوں اور بچوں کے درمیان کھڑی تھی۔ سانپ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہاں سے بچے اور عورتیں بھاگ گئیں مگر کیٹی اپنی جگہ پر ہی کھڑی رہی۔ پیرے نے بین بجانی بند کر دی اور لپک کر آگے بڑھا کہ سانپ کو پکڑ کر پٹاری میں بند کر دے کہ سانپ نے ایسی زور سے پھنکار ماری کہ پیرا خوف کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔ سب لوگ بت بنے سانپ کو تکنے لگے۔ سانپ کے سامنے اب کیٹی کھڑی تھی۔ پیرے نے چلا کر کہا

لڑکی! بھاگ جا! یہ سانپ تجھے ڈس دے گا میں نے اس کا زہر ابھی نہیں نکالا۔

کیٹی مسکراتی رہی۔ اس نے سانپ سے اس کی زبان میں کہا۔

اس کی طرف منہ کر کے ایک اور پھنکار مارو۔

سانپ نے ایسا ہی کیا۔ دوسری بار سانپ کی پھنکار پر پیرا دہشت زدہ ہو کر رہ گیا۔ لوگ حیران ہو کر کیٹی کو دیکھ رہے تھے کہ یہ لڑکی کتنی بہادر ہے۔ کہ ایک زہریلے سانپ سے بھی نہیں ڈر رہی اور اس کے آگے بے خوفی سے کھڑی ہے۔ سانپ پھن اٹھائے بڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ادب سے کیٹی کے آگے کنڈلی مارے بیٹھا تھا اور کہہ رہا تھا۔

لڑکی! تمہیں میری زبان کس نے بتائی ہے یہ تو سوائے عظیم ناگ دیوتا کے دوسرا کوئی انسان نہیں جانتا۔

کیٹی نے سانپ ہی کی زبان میں کہا

میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں

اور یہ زبان مجھے ناگ دیوتا ہی نے سکھائی تھی۔

سانپ نے اپنا پھن ادب سے جھکا دیا اور بولا

جب ہی مجھے تمہارے کپڑوں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔ عظیم ناگ دیوتا کی بہن میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

کیٹی نے کہا

تو کچھ دنوں کے لئے اس پیپرے کو چھوڑ کر میرے پاس آ جا۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام لینا ہے۔ کیونکہ ناگ دیوتا اور اس کے دوست مجھ سے بچھڑ گئے ہیں اور مجھے ان کی تلاش ہے۔

سانپ نے کہا

جو حکم عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پیپرے کی میں کیا پروا کرتا ہوں۔

کیٹی نے بلند آواز سے لوگوں سے کہا

لوگو! دیکھو یہ سانپ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ یہ میری بات سمجھتا ہے اور میں اس کی بات سمجھتی ہوں۔ یہ سانپ ستاروں کی دنیا سے آیا ہے اور میں اس کی زبان جانتی ہوں۔

کیٹی نے یہ جان بوجھ کر کہا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ شہر میں یہ بات عام ہو جائے کہ ایک ایسی لڑکی شہر میں داخل ہوتی ہے جو ایسے سانپ سے باتیں کر لیتی ہے جو ستاروں کی دنیا سے آیا ہے۔ یہ خبر جب شاہی نجومی یا بادشاہ تک پہنچے گی تو وہ ضرور کیٹی کو اپنے دربار میں بلائے گا اور یوں کیٹی کو تھیوسانگ کی کھوج لگانے کا موقع مل جائے گا کیونکہ کیٹی کو یقین تھا کہ مہرابی جس غلائی آدمی کے راز کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے وہ سوائے تھیوسانگ کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔

لوگوں نے کیٹی کی یہ بات سنی تو چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ پیپرے نے کہا

لڑکی! تو جھوٹ بولتی ہے۔ کوئی انسان سانپ سے بات نہیں کر سکتا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوگوں نے بھی کہنا شروع کر دیا۔ ہاں ہاں۔ تم جھوٹ بولتی ہو۔ اگر تو سانپ سے بات کر سکتی ہے تو اس کا کوئی ثبوت بھی دے۔ کیٹی نے کہا

ٹھیک ہے اگر تمہیں ثبوت چاہیئے تو میں ابھی ثبوت مہیا کر دیتی ہوں۔

کیٹی نے اپنی انگلی میں زمرد کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ اس نے وہ انگوٹھی اتار کر تھوڑی دور زمین پر پھینک دی اور لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا

اب میں سانپ کو اس کی زبان میں کہوں گی کہ وہ مجھے یہ انگوٹھی لا کر دے اور سانپ میرے حکم کے مطابق لا کر دے دے گا۔ تم لوگ دیکھتے رہنا۔

پھر کیٹی نے منہ سے ہلکی ہلکی سی سیٹی کی آواز نکالتے ہوئے سانپ کو اس کی زبان میں کہا

میں نے جو انگوٹھی زمین پر پھینکی ہے وہ اٹھا کر مجھے لا دے۔

سانپ اسی وقت اپنی جگہ سے گھوما۔ رینگتا ہوا۔ وہاں گیا جہاں کیٹی کی انگوٹھی زمین پر پڑی تھی۔ انگوٹھی کو منہ میں دبوچا اور رینگتا ہوا کیٹی کے پاس آیا اور زمین سے پانچ فٹ بلند ہو کر انگوٹھی کیٹی کو دے دی لوگ

حیران ہو کر رہ گئے۔ کیٹی نے لوگوں سے کہا

اب میں سانپ کو قلابازیاں لگانے کے لئے کہوں گی

کیٹی نے سانپ کی زبان میں اسے کہا

میرے بھائی۔ بڑا دانا۔ یہ کام تمہیں ناگ دیوتا کی خاطر کرنا ہوگا۔ اب زمین پر قلابازیاں لگا۔

سانپ نے کہا

جو حکم عظیم ناگ دیوتا کی بہن:

یہ کہہ کر سانپ نے دھڑا دھڑ قلابازیاں لگانی شروع کر دیں لوگ بے اختیار ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ کیٹی نے سانپ کو رک جانے کا حکم دیا اور پھر کہا

اب تو میرے پاس آ جا

سانپ کیٹی کے پاس آ گیا۔ کیٹی نے اسے آرام سے اٹھایا اور اپنی گردن میں ڈال لیا۔ سانپ کیٹی کی گردن میں اپنا پھن اٹھا کر لٹک گیا۔ لوگ کیٹی کی تعریف میں نعرے لگانے لگے۔ پیپرا تو اپنی پٹاری اٹھا کر وہاں سے بھاگ گیا۔ کیٹی بھی لوگوں کے ہجوم کو چھوڑ کر شہر کی دوسری سڑک کی طرف چل دی۔ وہ ایک باغ میں جا کر بیٹھ گئی۔ سانپ اس کی گردن میں تھا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے تماشہ دیکھنے کے لئے لگے ہوئے تھے۔ شہر میں شور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھیل گیا کہ ایک اجنبی لڑکی شہر میں آئی ہے۔ جو سانپوں سے باتیں کرتی ہے اور اس کے پاس ایک ایسا سانپ ہے جو ستاروں کی دنیا سے آیا ہے۔ شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

ادھر گھوڑ سواروں نے مہرالنسا نام کی عورت کو اغوا کر کے بادشاہ کے شاہی نجومی کے پاس پہنچا دیا تھا۔ مہرالنسا ابھی تک بے ہوش تھی۔ نجومی نے مہرالنسا کو اپنے محل کے ایک خاص کمرے میں پلنگ پر لٹا دیا تھا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں بابل کا بادشاہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ شاہی نجومی بادشاہ کی تعظیم بجا لایا۔ بادشاہ نے پلنگ پر بے ہوش پڑی لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا

کیا یہی وہ لڑکی ہے جس کو خلائی آدمی کے راز کا علم ہے؟

شاہی نجومی نے کہا۔

ہاں بادشاہ سلامت! میرے علم اور میرے حساب نے یہی بتایا ہے اور یہی وہ لڑکی ہے جو اس آدمی کے راز کو جانتی ہے جو خلا سے ہماری زمین پر آیا تھا اور ابھی تک ہماری زمین پر ہی ہے۔

بادشاہ نے کہا

کیا تمہیں یقین ہے کہ اگر وہ آدمی ہمیں مل گیا تو ہماری سلطنت ستاروں کی دنیا تک پھیل جائے گی۔

شاہی نجومی نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

کیوں نہیں بادشاہ سلامت! جس خلائی آدمی کا راز صرف کی اس بیٹی مہرالنسا کو معلوم ہے وہ خلائی آدمی ہمیں ستاروں کے بارے میں اور ستاروں پر پہنچنے کے لئے ہوائی جہاز بنانے کے بارے میں بے حد قیمتی معلومات دے سکتا ہے۔ جیسا کہ آپ بھی جانتے ہیں میں نے ایک ہوائی جہاز آدھا تیار کر لیا ہے۔ مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ اس ہوائی جہاز کو زمین کی کشش سے آزاد کیسے کیا جائے اور یہ راز ہمیں خلائی آدمی ہی بتا سکتا ہے۔

اتنے میں مہرالنسا کو ہوش آ گیا۔ بادشاہ نے مہرالنسا سے کہا

مہرالنسا! ہم نے تمہیں اس لئے اغوا کیا ہے کہ تیرے پاس ایک خلائی آدمی کا راز ہے اگر تو ہمیں بتا دے کہ وہ خلائی آدمی کہاں ہے تو ہم تمہیں اس وقت تیرے ماں باپ کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچا دیں گے۔

مہرالنسا نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا اور بولی۔
میں کہاں ہوں؟ تم لوگ مجھے کہاں لے آئے ہو؟

شاہی نجومی نے بڑی شفقت سے کہا

بیٹی تو شاہ بابل کے محل میں ہے اور شاہ بابل عزت مآب تجھ سے سامنے موجود ہے ہم تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلائی آدمی اس وقت کہاں ہے؟

مہرالنسا نے غصے میں کہا

میں کسی خلائی آدمی کو نہیں جانتی۔ مجھے میرے ماں باپ کے پاس پہنچاؤ۔ میرا باپ ملک مصر کا وزیر ہے۔ وہ بادشاہ سے کہہ کر تمہارے ملک پر چڑھائی کر دے گا۔

شاہ بابل قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا

مصر میں اتنی طاقت نہیں کہ شاہ بابل کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ میں جب چاہوں ملک مصر پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہوں۔ سن لڑکی! اگر تو نے خلائی آدمی کے بارے میں نہ بتایا کہ وہ کہاں ہے تو میں اپنے

آدمی مصر بھیج کر تیرے ماں باپ کے سر کٹوا کر یہاں تمہارے سامنے پھینک دوں گا۔ بول، کہہ!
اب بھی تو نہیں بتائے گی؟

مہرالنسا ڈر گئی۔ اس نے سن رکھا تھا کہ بابل کا بادشاہ بڑا ظالم ہے اور اس نے انسانوں کے سر کٹوا کر ان کی کھوپڑیوں کا ایک بہت اونچا مینار بھی بنوایا تھا۔ مہرالنسا مصر کے وزیر کی بیٹی تھی۔ اسے اپنے ماں باپ سے بہت پیار تھا۔ وہ ان کو موت کے حوالے نہیں کر سکتی تھی مگر خلائی آدمی کا راز بھی نہیں بتا سکتی تھی لیکن جب بابل کے بادشاہ نے اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے خلائی آدمی کا راز نہ بتایا تو وہ ابھی اس کے ماں باپ کا سر کٹوانے کے لئے اپنے آدمی بھیج دے گا۔ مہرالنسا کا رنگ اڑ گیا وہ جانتی تھی کہ جو آدمی اسے مصر سے اغوا کروا سکتا ہے وہ اس کے ماں باپ کے سر بھی کٹوا کر یہاں منگوا سکتا ہے وہ مجبور ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

شاہی نجومی نے بڑے پیار سے کہا

بیٹی مہرالنسا۔ ایک ایسے شخص کے لئے جو اس دنیا کا نہیں ہے تو اپنے ماں باپ کو کیوں خون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرواتی ہے۔ بتاؤ سے وہ کہاں ہے؟ آخر تجھے
بتانے میں کیا حرج ہے؟
مہرالنسا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا
اگر آپ لوگ مجھے دیوتاؤں کی قسم کھا کر یقین
دلائیں کہ خلائی آدمی کو قتل نہیں کریں گے تو میں
بتانے دیتی ہوں کہ وہ کہاں ہے؟
شاہ بابل نے اپنی تلوار سینے سے لگا کر قسم کھاتے
ہوئے کہا
میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم
ہمیں خلائی آدمی کا ٹھکانہ بتا دے گی تو میں اس
کی جان کی حفاظت کروں گا اور اسے ہلاک
نہیں کروں گا۔
شاہ بابل تو پہلے بھی اس خلائی آدمی کو ہلاک کرنے کا
ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ تو اس سے خلائی مہم کے
بارے میں مفید معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مہرالنسا
خود ہی شاہ بابل اور سٹاہی نجوں کے جال میں پھنس گئی
تھی۔ اس نے کہا
آج سے ایک مہینہ پہلے میں ایک روز صبح
میں ہرن کا شکار کرتے اپنی سہیلیوں کے ساتھ گئی۔ جب

سب سہیلیاں ایک دوسرے سے بچھڑ گئیں۔ جب
آندھی کا طوفان تھما تو میں نے اپنے آپ کو ویران سنسان
پہاڑیوں میں تنہا پایا۔ میں راستہ بھول چکی تھی۔ تھرتی
پھرتی بھوکی پیاسی میں ایک پہاڑی کی طرف بڑھی۔ وہاں
ایک غار تھا۔ میں غار میں داخل ہونے ہی لگی تھی کہ اچانک
ایک طرف سے ایک شیر نکل آیا۔ اس نے مجھ پر حملہ
کرنا چاہا۔ میری چیخ نکل گئی۔ پھر دوسری پہاڑی کے
پیچھے سے ایک اونچا لمبا نوجوان آدمی بجلی کی تیزی سے
نکل کر آیا اور اس نے شیر پر چھلانگ لگا دی۔ میرے
دیکھتے ہی دیکھتے شیر غائب ہو گیا۔ وہ آدمی زمین پر سے
اٹھ کر میرے قریب آیا اور بولا۔ میری بہن تو کہاں ہے
اور موت کی وادی میں کیسے آ گئی؟ میں نے اسے
بتایا کہ میں مہر کے وزیر کی بیٹی ہوں۔ شکار کھیلنے نکلی
تھی کہ آندھی طوفان میں راستہ بھول گئی۔ اس آدمی نے
مجھے اپنی غار میں لے جا کر پانی پلایا۔ کھانے کو روٹی دی
میں نے سوچا کہ یہ شخص کوئی جادوگر ہے۔ جس نے
اپنے جادو سے شیر کو غائب کر دیا ہے۔ جب میں نے
اس سے پوچھا کہ اس نے شیر کو کیسے غائب کر دیا۔ اس
پر وہ آدمی بولا۔ میری بہن! اس جنگل میں تم نے میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جادو کو دیکھ لیا ہے۔ تو مجھ سے ایک وعدہ کر کہ میرے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتائے گی۔ میں نے اس سے پکا وعدہ کیا کہ میں اس کے متعلق زبان نہیں کھولوں گی پھر اس نے بتایا کہ میرا نام تھیوسانگ ہے اور میں خلائی آدمی ہوں۔ ایک ستارے سے نکل کر اس دنیا میں آیا ہوں۔ اس نے مجھے اپنے طلسم کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ کہنے لگا۔ میرے کچھ ساتھی مجھ سے جدا ہو گئے ہیں۔ میں ان کی تلاش میں مصر کے اس صحرائی ٹیلے میں بیٹھا ہوں۔ پھر وہ مجھے خود لے کر میرے باپ کے محل تک گیا

اور میرے ماں باپ سے ملے بغیر ہی واپس چلا گیا۔ بس میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتی۔ اس کے بعد میں ایک بار۔ اسے غار میں ملنے ضرور گئی تھی۔

شاہی نجومی نے کہا

کیا وہ اب بھی اسی غار میں ہوگا؟ اس کی شکل کیسی تھی؟ کیا تم نے اس میں کوئی عجیب بات دیکھی تھی؟

شہزادی نے کہا۔

وہ ضرور اسی غار میں ہوگا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا

کہ جب میں مصر سے گیا تو تمہیں ضرور مل کر جاؤں گا اس کی شکل ہم ایسی ہی تھی مگر اس کی آنکھوں میں ایک ایسی چمک تھی جو مجھے کسی انسان کی آنکھوں میں دکھائی نہیں دی۔

شاہ بابل نے نجومی کی طرف دیکھا۔ شہزادی نے کہا

اب مجھے میرے ماں باپ کے پاس پہنچا دو۔ میں نے تمہاری بات پوری کر دی ہے۔ اب تم بھی اپنے وعدے کو پورا کرو۔

شاہ بابل نے کہا

جب ہم خلائی آدمی تھیوسانگ کو یہاں سے آئیں گے تو تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیا جائیگا۔

پھر شاہ بابل نے نجومی کو الگ لے جا کر کچھ سمجھایا اور کمرے سے نکل گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلائی قزاق

بادشاہ کے جانے کے بعد نجومی نے مہرالبی سے کہا

مہرالبی! تم گھبراؤ نہیں۔ تم میری مہمان بنا
رہوگی جب ہم مقیوسانگ خلائی آدمی کو مصر کے
سے پکڑ کر یا کسی بھی طریقے سے یہاں سے آئیں
تو تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیا جائے گا اس دوران
تم میرے محل کے تہہ خانے میں رہو گی۔ تمہیں
ہر سہولت میسر ہوگی۔ صرف تم کسی سے ملاقات
کر سکو گی۔

مہرالبی رونے لگی۔ نجومی نے تالی بجائی۔ دو حبشی غلام
آگے بڑھے اور انہوں نے مہرالبی کو اپنے ساتھ چلنے
کا اشارہ کیا۔ مہرالبی کو شاہی نجومی نے تہہ خانے میں بند
کر بند کر دیا۔ اب اس نے بادشاہ کے حکم سے اپنے
خاص ڈاکو قسم کے آدمیوں کو بلا کر سب کچھ سمجھا

اور مقیوسانگ کو اغوا کرکے لانے کے لئے روانہ
کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک ہی دن میں ہو گیا تھا۔ اس
وقت کیٹی شہر کے ایک باغ میں بیٹھی سانپ سے
کھیل رہی تھی۔ اتنے میں ایک اہلکار نے آکر شاہی
نجومی کو بتایا کہ شہر میں ایک ایسی لڑکی آئی ہے جو سانپوں
سے باتیں کرتی ہے۔ اس کی زبان سانپ سمجھ لیتے ہیں
اور وہ کہتی ہے کہ میں ستارے سے اتر کر زمین
پر آئی ہے۔ نجومی نے یہ سنا تو اس کے کان کھڑے
ہو گئے اس نے اسی وقت حکم دیا کہ اس لڑکی کو پیش
کیا جائے۔ چار غلام ایک اہلکار کے ساتھ کیٹی کی تلاش
میں نکل کھڑے ہوئے۔ بہت جلد انہیں کیٹی باغ میں
بیٹھی سانپ سے کھیلتی اور اس سے باتیں کرتی دکھائی
دی۔ اہلکار نے کہا

کیا تم ہی وہ لڑکی ہو جو سانپوں سے باتیں
کرتی ہے؟

ہاں، کیٹی نے فوراً جواب دیا۔ میں ہی وہ
لڑکی ہوں کیوں تمہیں کچھ اعتراض ہے؟

سرکاری اہلکار بولا۔

بالکل نہیں۔ میں تمہیں صرف یہ خوشخبری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آیا ہوں کہ ہمارے مالک نے جو شاہ بابل کے
شاہی نجومی ہیں۔ تمہیں طلب کیا ہے۔
کیٹی پہلے ہی سے تیار بیٹھی تھی اس نے کہا
میں تمہارے مالک سے ضرور ملنے
جاؤں گی۔ چلو میں تمہارے ساتھ ہی
چلتی ہوں۔
اہلکار اور غلام کیٹی کو پالکی میں بیٹھا کر دونوں
طرف کے پردے چھوڑے شاہی محل کی طرف
روانہ ہو گئے۔ شاہی نجومی اپنے خاص کمرے میں
خوبصورت نرغل پہنے چاندی کی کرسی پر بیٹھا تھا۔
کیٹی نے جاتے ہی ادب سے سلام کیا۔ سانپ
ابھی تک اس کی گردن میں لٹک رہا تھا۔ شاہی نجومی
نے اشارے سے اپنے اہلکار اور غلاموں کو وہاں
سے چلے جانے کے لئے کہا۔ جب وہ سب چلے
گئے تو نجومی نے غور سے کیٹی کو دیکھا اور کہا
کیا تم سانپوں کی زبان جانتی ہو؟
کیٹی نے کہا
جی ہاں جناب۔ میں ان کی زبان سمجھ لیتی ہوں۔
میں ان سے باتیں کرتی ہوں۔ یہ میرا ہر حکم

مانتے ہیں۔
شاہی نجومی نے کہا
کیا تم یہ ثابت کر سکتی ہو؟
کیوں نہیں۔ کیٹی نے کہا اور سانپ کو فرش پر بٹھا
دیا اور اپنی انگوٹھی والا کرتب دہرایا۔ اس کے بعد
سانپ سے قلابازیاں لگوائیں اور اسے اس کی زبان میں
کہا کہ وہ دم کے سہارے سیدھا کھڑا ہو جائے۔
سانپ کیٹی کے حکم کی تعمیل میں اسی وقت دم پر
سیدھا کھڑا ہو گیا۔
نجومی کو کافی حیرانی ہوئی۔ پھر اس نے سوچا کہ ہو
سکتا ہے سانپ کو سدھایا گیا ہو۔ نجومی نے کیٹی
کی طرف جھک کر کہا۔
کیا تم ستاروں کی دنیا سے آئی ہو؟ تمہارے
بارے میں یہی کچھ سنا ہے میں نے۔
کیٹی نے کہا
ہاں جناب! میرا تعلق آسمان کے ایک
ایسے ستارے سے ہے جو آج تک کسی کو نظر
نہیں آیا۔ یہ سانپ بھی اسی ستارے کا رہنے والا
ہے۔ دنیا میں آکر مجھ سے بچھڑ گیا تھا۔ بابل کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہر میں آکر پھر مجھے مل گیا ہے؟
نجومی نے بڑی ہوشیاری سے پوچھا
کیا تمہارے ساتھ خلا سے کوئی دوسرا آدمی
بھی یہاں آیا تھا؟
کیٹی فوراً سمجھ گئی کہ شاہی نجومی کا اشارہ تھیوسانگ
کی طرف ہے اسے ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ
مہرالا نے خلائی آدمی یعنی تھیوسانگ کے بارے میں
شاہی نجومی اور شاہ بابل کو سب کچھ بتا دیا ہے
پھر آدمی تھیوسانگ کو اغوا کر کے لانے کے لیے لوگ
مصر کی طرف روانہ بھی ہو چکے ہیں۔ کیٹی نے کچھ سوچ
کر کہا۔
نہیں، پچھلے آسمانی ستارے سے ایک خلائی
جہاز میں اس سانپ کے ساتھ اکیلی ہی آئی تھی۔
یہاں آکر میرے جہاز میں آگ لگ گئی اور میں
اسی دنیا کی ہو کر رہ گئی۔ جب تک میں جہاز تیار
نہ کروں واپس خلائی سیارے میں نہیں جا
سکتی اور میں اکیلی خلائی جہاز تیار کیسے کر
سکتی ہوں؟
شاہی نجومی نے پوچھا۔

کیا تمہارے ستارے پر ہماری شکل کے
ہی لوگ بستے ہیں۔
کیٹی نے کہا
ہاں۔ ہمارے ستارے اور اس دنیا کی آب و ہوا
میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمارے ستارے پر بے پناہ
جواہرات اور سونا پہاڑوں میں موجود ہے جو ہمارے
کسی کام کا نہیں مگر اس دنیا میں اس کی بڑی
قیمت ہے۔
کیٹی جان بوجھ کر نجومی کو وقت دے رہی تھی تاکہ وہ
اس کی خوشنودی حاصل کر کے تھیوسانگ کا پتہ چلا سکے
اسے یقین ہونے لگا تھا کہ مہرالا سے ان لوگوں نے
تھیوسانگ کا راز اگلوا لیا ہے شاہی نجومی نے کہا
تمہارا نام کیا ہے؟
کیٹی نے کہا
میرا نام کیٹی ہے۔
بہت اچھا نام ہے۔ نجومی بولا اور پھر
کہنے لگا۔
کیٹی! آج سے تو ہماری شاہی مہمان ہے۔
تو جتنے روز چاہے شاہی مہمان خانے میں رہ سکتی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا تو ہمارے شاہی محل میں رہنا پسند کریگی ؟
کیٹی بہن کچھ تو چاہتی تھی کہنے لگی۔
مجھے بڑی خوشی ہوگی جناب عالی
شاہی نجومی نے سانپ کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔
مگر تمہیں اس سانپ کو کسی جگہ بند کر کے
رکھنا ہوگا۔
کیٹی نے کہا۔
جناب عالی! یہ میرے حکم کے بغیر کسی کو کچھ
نہیں کہے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ کسی پر حملہ
نہیں کرے گا۔
اور کیٹی کو شاہی مہمان خانے میں بھجوا دیا گیا۔ شام کے
کھانے پر نجومی نے کیٹی کو شاہ بابل سے ملوایا۔
بادشاہ نے اور نجومی نے کیٹی کو بالکل نہ بتایا کہ
مصر کے وزیر کی بیٹی مہرابا نے بھی انہیں خلائی آدمی
کے بارے میں معلومات دی ہیں اور ایک خلائی آدمی
تلاش کرنے کو اغوا کرنے کے لیے انہوں نے اپنے خاص
سپاہیوں کا دستہ مکث مصر کی پہاڑیوں کی طرف روانہ
کر دیا ہے۔ دوسری طرف کیٹی کو مہرابا کی تلاش تھی
کہ اسے بادشاہ اور نجومی نے کس جگہ پر قید میں رکھا ہوا

بادشاہ نے کیٹی سے اس کے سیارے کے بارے میں
پوچھا تو کیٹی نے بتایا کہ اسے اپنے سیارے سے سانپ
کے ساتھ واپس آئے بہت مدت ہوگئی ہے۔ شاہ بابل
نے کہا
میرے نجومی کا کہنا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم جس
خلائی جہاز پر ہماری زمین پر آئی تھی وہ ابھی تک
کسی جنگل میں موجود ہے اور تمہیں اس کی مرمت اور
کچھ نئے پرزے درکار ہیں۔
کیٹی نے کہا
وہ خلائی جہاز اب مجھے یاد نہیں رہا کہ میں
نے اسے کہاں چھپایا تھا۔ لیکن میں ایک نیا خلائی
جہاز بھی تیار کر سکتی ہوں۔
بادشاہ نے شاہی نجومی کی طرف دیکھا۔ شاہی نجومی نے کہا
ہم نے ایک بڑا کھٹولا تیار کیا ہے مگر وہ شاید
ابھی اس قابل نہیں کہ ہمیں اوپر آسمانوں پر کسی
سیارے میں لے جا سکے۔ کیا تم ہماری مدد کروگی؟
کیٹی نے بڑی چالاکی سے کام لیتے ہوئے کہا
میں نے سن رکھا ہے کہ کبھی ہمارے سیارے
سے کچھ لوگ اس دنیا میں آئے تھے۔ پھر وہ واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلے گئے لیکن ایک آدمی غلطی سے اس زمین پر ہی رہ گیا تھا۔ اگر وہ شخص مل جائے تو ہم خلائی جہاز تیار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہ آدمی بہت بڑا انجینئر تھا۔

شاہی نجومی اور بادشاہ کے کان کھڑے ہو گئے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ کیٹی جھوٹ نہیں بول رہی کیونکہ زمین پر تھیوسانگ نام کا ایک خلائی آدمی موجود تھا جس کو اغوا کرنے کے لئے شاہی دستہ پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا۔ بادشاہ نے کہا

اگر وہ خلائی آدمی ہمیں مل جائے تو کیا تم اس کے ساتھ مل کر ہمارے لئے خلائی جہاز تیار کر سکتی ہو؟

کیٹی نے کہا

میں کوشش کروں گی۔ مگر بادشاہ سلامت۔ آپ خلائی سیارے میں کیا لینے جا رہے ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ آپ کا کسی سیارے میں جانے سے مقصد کیا ہے؟

شاہ بابل نے اصل بات نہ بتائی کہ وہ سیارے کو فتح کرنا چاہتا ہے بلکہ بولا۔

ہم آسمانی مخلوق سے دوستی کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔

کیٹی نے سوچا کہ یہ لوگ تو کبھی آسمانی سیارے پر نہ پہنچ سکیں گے مگر اس بہانے اس کی ملاقات تھیوسانگ سے ضرور ہو جائے گی۔ کیونکہ صاف لگ رہا تھا کہ انہوں نے تھیوسانگ کا سراغ لگا لیا تھا۔ چنانچہ کیٹی نے کہا

یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ آپ سیاروں کی مخلوق سے دوستی کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مجھے خلائی انجینئر مل جائے تو ہم بڑی جلدی خلائی جہاز تیار کر کے آپ کو خلائی مخلوق کے سیارے میں لے جائیں گے۔

بادشاہ بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا

خلائی آدمی دو ایک روز میں یہاں پہنچ جائے گا تب تک تم ہماری شاہی مہمان ہو گی۔

شاہی نجومی نے کیٹی کو ساتھ لیا اور اس کے مہمان خانے کی طرف چل دیا۔ واپس جاتے ہوئے شاہی نجومی نے کہا۔

کیٹی! تم بڑی اچھی لڑکی ہو۔ ہم تو تمہارے سیارے کی مخلوق سے محض دوستی چاہتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور شاہی نجومی مکاری سے مسکراتا ہوا چلا گیا۔ کیٹی سمجھ گئی تھی کہ یہ لوگ سیارے کی مخلوق کو اپنا غلام بنانے کا فضول ارادہ رکھتے ہیں جس میں یہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ اتنے پسماندہ اور پرانے زمانے کے لوگ ہیں کہ آسمانی مخلوق کے جدید سائنسی ہتھیاروں کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کبھی خلا میں نہیں جا سکیں گے۔ یہاں ایسے اسائل ہی نہیں ہیں کہ کوئی خلائی جہاز تیار کیا جائے۔ کیٹی نے سانپ کو کمرے میں ایک جگہ آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا اور اسے اس کی زبان میں کہا کہ وہ ابھی واپس نہ جائے۔ ہو سکتا ہے اسے اس کی ضرورت پڑ جائے۔ سانپ بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں جب تک آپ کہیں گی آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔

کیٹی کو یقین تھا کہ مصر کے وزیر کی بیٹی مہرابی بادشاہ کے محل میں کسی جگہ قید ہے۔ وہ اس کا سراغ لگا کر اس سے تھیوسانگ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے آدھی رات کے وقت سانپ سے کہا

اس محل کے کسی تہہ خانے میں ایک شہزادی قید ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اس کا کھوج لگا کر مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں پر قید ہے۔

سانپ نے سر جھکایا اور کمرے کی کھڑکی سے باہر محل کے باغ میں نکل گیا۔ محل پر خاموشی چھائی تھی۔ کہیں کہیں پہرے دار پہرہ دے رہے تھے۔ سانپ رینگتا ہوا محل کی راہداری میں داخل ہو گیا۔ اندھیرے میں رینگتا وہ ایک ایک کمرے میں گیا اسے ایسی کوئی عورت نظر نہ آئی جو قید میں پڑی ہو۔ سانپ کو ایک جگہ سیڑھیاں نیچے اترتی دکھائی دیں۔ وہ نیچے اتر گیا آگے ایک سلاخ دار دروازہ تھا جس پر تالا لگا تھا۔ وہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ اسے اندر شمع کی دھندلی روشنی میں ایک خوبصورت لڑکی سر جھکائے بیٹھی نظر آئی۔ سانپ سمجھ گیا کہ یہی قیدی شہزادی ہو سکتی ہے۔ اس نے واپس آ کر کیٹی کو سب کچھ بتا دیا۔

کیٹی سوچنے لگی کہ کیا اسے تھیوسانگ کے آنے کا انتظار کرنا چاہیئے یا ابھی قیدی شہزادی سے ملاقات کرنی چاہیئے۔ آخر وہ اسی نتیجے پر پہنچی کہ اسے تھیوسانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ جس خلائی آدمی سے بادشاہ اور نجومی اسے ملوانا چاہتے ہیں وہ سوائے تھیوساگ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

اب ہم مصر کے ملک میں چلتے ہیں جہاں دور کہیں پہاڑیوں کے ایک غار میں تھیوساگ موجود تھا۔ جب وہ شاہی محل کے باغ میں ظاہر ہوا تھا تو اسے فہرہا محل میں کسی جگہ پر بھی عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ اس نے وہ ایک روز ظہر میں گھوم پھر کر پہلے دوستوں کو تلاش کیا۔ جب وہ انہیں کہیں نہ ملے تو تھیوساگ نے سوچا کہ اسے شہر سے باہر کسی غار میں کچھ وقت گزارنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اس دوران عنبر ناگ ماریا اور کیٹی میں سے کوئی ادھر آ جائے۔ یہی وہ غار تھا جہاں اس کی ملاقات مصر کے وزیر کی بیٹی مہرالی سے ملاقات ہوئی تھی اور اس نے مہرالی کو بتا دیا تھا کہ وہ خلائی انسان ہے۔ تھیوساگ کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ بابل کے بادشاہ کے سپاہیوں کا ایک خاص دستہ اسے اغوا کرنے چلا آ رہا ہے۔ وہ اب واپس کسی دوسرے ملک کی طرف

چلنے کے بارے میں غور کرنے لگا تھا۔ ایک رات وہ غار میں آرام کرنے کے لئے لیٹا ہوا تھا کہ اسے باہر ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی ریت پر چل رہا ہو۔ تھیوساگ سمجھا کہ شاید کوئی صحرائی لومڑ وغیرہ ہوگا۔ وہ غار میں ہی لیٹا رہا۔

یہ شاہ بابل کے سپاہی تھے۔ جو آہستہ آہستہ غار کی طرف بڑھ رہے تھے۔ سب سے آگے جو سپاہی تھا اس کے ہاتھ میں ایک شیشے کا گولہ تھا۔ یہ گولہ شاہی نجومی نے اسے دیا تھا۔ اس کی تاثیر یہ تھی کہ اگر اسے کسی جگہ زور سے پھینک دیا جائے تو گولہ پھٹ جاتا تھا اور اس میں سے ایسا تیز خاص جڑی بوٹیوں کا دھواں نکلتا تھا کہ وہاں جو بھی انسان یا جانور موجود ہو وہ اسے سونگھتے ہی بے ہوش ہو جاتا تھا۔ سپاہی غار کی ایک طرف آ کر رک گئے۔ اس نے باہر انسانی قدموں کے نشان دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ خلائی انسان اسی غار میں رہتا ہے تھیوساگ بالکل بے خبر غار میں لیٹا۔ عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ غار میں کوئی پتھر سا آ گرا۔

تھیوساگ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ پتھر نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلکہ شیشے کا گولہ تھا۔ گولہ اندر گرتے ہی ٹوٹ گیا اور اس میں سے دھوئیں کا غبار نکل کر آناً فاناً یعنی بڑی تیزی سے غار میں بھر گیا۔ تھیوسانگ باہر کی طرف دوڑا۔ مگر اس عرصے میں دھواں اس کے پھیپھڑوں میں داخل ہو گیا تھا۔ اس دھوئیں کی تاثیر اتنی تیز تھی کہ تھیوسانگ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ بیہوش ہونے پر تھیوسانگ سانس لے رہا تھا اور دھواں برابر اس کے پھیپھڑوں میں جا رہا تھا۔ اس پر گہری بے ہوشی چھا گئی۔

سپاہی غار سے دور کھڑے ہو کر دھوئیں کے غار سے نکل جانے کا انتظار کر رہے تھے۔ جب غار دھوئیں سے خالی ہو گیا تو سپاہی ناک پر رومال باندھے غار میں گھسے انہیں زمین پر ایک آدمی بے ہوش پڑا دکھائی دیا۔ انہوں نے اسے اٹھایا اور باہر لے آئے یہ تھیوسانگ تھا جو بے ہوش تھا۔ اس دھوئیں کے اثر سے آدمی تین دن تک بے ہوش رہتا تھا۔ سپاہیوں نے تھیوسانگ کو گھوڑے پر باندھا اور واپس ملک بابل کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہیں بابل تک پہنچتے پہنچتے دو دن لگ گئے۔ تھیوسانگ کے ہوش میں آنے

صرف ایک دن باقی رہ گیا تھا کہ سپاہیوں نے اسے شاہ بابل کے سامنے پیش کر دیا۔ وہاں شاہی نجومی بھی موجود تھا۔ انہوں نے تھیوسانگ کو غور سے دیکھا بادشاہ نے کہا

اس میں اور زمین کے انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے

نجومی نے کہا

بادشاہ سلامت! یہ لوگ کسی ایسے سیارے کے رہنے والے ہیں جہاں ہماری زمین ایسی آب و ہوا اور موسمی حالات ہیں۔ یہ سیارہ ہمیں ضرور فتح کرنا ہوگا۔ ہم کو وہاں حکومت کرنے میں بڑی آسانی ہوگی۔

بادشاہ نے خوش ہو کر کہا

اگر یہ شخص ہمیں خلائی جہاز بنا کر دے سکتا ہے تو ہم فوراً اس سیارے پر حملہ کر دیں گے۔

شاہی نجومی بولا۔

اس شخص تھیوسانگ کے ہوش میں آنے میں ابھی کئی گھنٹے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں مصر کے وزیر کی بیٹی کو واپس بھجوا دینا چاہئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بادشاہ نے کہا

اگر تمہاری تجویز بھی یہی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ میں بھی ملک مصر کے بادشاہ سے کوئی دشمنی مول لینا نہیں چاہتا۔

بادشاہ نے مہرانی کے واپس بھجوانے کا اسی وقت حکم جاری کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے کیٹی کو طلب کر لیا۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ خلائی آدمی آگیا ہے اور وہ اس کی تصدیق کرے کہ یہ واقعی خلائی مخلوق ہے۔ کیٹی فوراً بادشاہ کے خاص کمرے میں پہنچ گئی۔ اس نے پلنگ پر تھیوسانگ کو بے ہوش پڑے دیکھا تو بے حد خوش ہوئی۔ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی اسے تھیوسانگ کی خوشبو آگئی تھی۔ مگر کیٹی نے اپنی خوشی بالکل ظاہر نہ کی اور جھک کر غور سے تھیوسانگ کو دیکھنے لگی۔ بادشاہ نے پوچھا

کیا تم خلائی انسان کو پہچان رہی ہو؟ تمہارے خیال میں یہ خلائی مخلوق ہی ہے؟

کیٹی نے کہا

ہاں بادشاہ سلامت! یہ انسان خلائی سیارے کی مخلوق ہے۔

شاہی نجومی نے بڑی شان سے کہا

اس کا نام تھیوسانگ بتایا گیا ہے۔

ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔ ضرور یہی خلائی انجینیر ہی ہے۔ اسے کل ہوش آئے گا۔ پھر اس سے بات چیت ہوگی۔

کیٹی نے پوچھا

اس کا پتہ آپ لوگوں کو کس نے دیا تھا؟

شاہی نجومی نے مسکراتے ہوئے کہا

تمہیں یہ معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں

بہرحال جس نے ہمیں اس کا پتہ بتایا تھا وہ اب ہمارے محل میں نہیں ہے بلکہ جہاں سے آیا تھا وہاں پہنچا دیا گیا ہے۔

کیٹی سمجھ گئی کہ مہرانی کو انہوں نے اپنے ملک کی جانب روانہ کر دیا ہے۔ کیٹی نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب وہ اس گھڑی کا بے تابی سے انتظار کرنے لگی کہ جب تھیوسانگ ہوش میں آئے گا۔ شاہی نجومی نے کیٹی کو بتایا تھا کہ سپاہیوں نے اس کے بنائے ہوئے خاص گولے کی مدد سے تھیوسانگ کو بے ہوش کرکے اغوا کیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلیسانگ کو ہوش آنے میں تھوڑی دیر رہ گئی تھی۔ کمرے میں شاہ بابل، شاہی نجومی اور کیٹلی موجود تھی۔ کیٹلی نے بادشاہ سے کہا

میں چاہتی ہوں کہ آپ لوگ ہمیں تنہا چھوڑ دیں۔ میں بھی خلائی لڑکی ہوں اور یہ بھی خلائی آدمی ہے۔ میں اس سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتی ہوں ہوسکتا ہے یہ آپ لوگوں کو دیکھ کر اپنے بارے میں کچھ نہ بتائے۔

شاہی نجومی اور شاہ بابل کو یہ بات اچھی لگی۔ جاتے ہوئے بادشاہ نے کہا

لیکن تمہیں اس خلائی انسان کو راضی کرنا ہوگا کہ یہ ہمارے لئے خلائی جہاز تیار کرے۔

کیٹلی نے جواب دیا۔

میں اسی لئے آپ کو باہر بھیج رہی ہوں

بادشاہ سلامت!

بادشاہ اور شاہی نجومی کمرے سے چلے گئے تو کیٹلی خلیسانگ کے پاس بیٹھ گئی۔ خلیسانگ بے ہوش تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کو ہوش آگیا۔ اس نے اپنے سامنے کیٹلی کو دیکھا تو خوشی سے اٹھ بیٹھا اور بولا

کیٹلی تم؟ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھی عنبر ناگ اور مادیا کہاں ہیں؟

کیٹلی نے کہا

ان کا بھی پتہ چل جائے گا پہلے میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ تم یہاں کس لئے لائے گئے ہو۔

اس کے بعد کیٹلی نے خلیسانگ کو سب کچھ بتا دیا۔ خلیسانگ حیران ہوکر بولا

یہ لوگ بڑے احمق ہیں۔ بھلا یہ لوگ اپنی فوج سے سیارے کی مخلوق کو فتح کر سکتے ہیں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنی اتنی زیادہ فوج لے کر سیارے پر پہنچ ہی نہیں سکتے۔

کیٹلی نے کہا

ہمیں ان کی بیوقوفی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے تم مل گئے۔ اب ہم یہاں سے عنبر ناگ مادیا کی تلاش میں روانہ ہو جائیں گے۔ بس تم بادشاہ اور شاہی نجومی کو یہی کہنا کہ تم خلائی جہاز تیار کر سکتے ہو اتنی دیر میں ہم یہاں سے کسی دوسرے ملک کی طرف روانہ ہو جانے کا منصوبہ بھی بنا لیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ نے کہا

یہ ٹھیک ہے مگر ہمیں ان لوگوں پر یہ کسی طرح بھی ظاہر نہیں کرنا ہوگا کہ ہم پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔

کیٹی بولی۔

ہم اسی حکمت عملی پر چلیں گے۔ یہی ظاہر کریں گے کہ ہماری پہلی بار ملاقات ہوئی ہے۔

کیٹی نے بادشاہ اور نجومی کو اندر بلا لیا اور تھیوسانگ سے ان کا تعارف کرایا۔

تھیوسانگ بولا۔

بادشاہ سلامت! کیٹی نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ آپ فکر نہ کریں میں خلائی انجینئر ہوں۔ میں ایک مہینے کے اندر اندر اتنا بڑا خلائی جہاز آپ کو تیار کر دوں گا کہ اس میں آپ کی ساری فوج بیٹھ کر خلائی سیارے پر حملہ کر سکے گی۔

بادشاہ اور نجومی بڑے خوش ہوئے۔ بادشاہ نے کہا

تھیوسانگ! تم ہمارے خاص مہمان ہو گے۔ تمہیں ہر طرح کی سہولت ملے گی۔ تم کل ہی سے خلائی جہاز پر کام شروع کر دو۔

تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا

ایسا ہی ہوگا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ یہاں میری مدد کرنے کے لئے ایک خلائی بہن بھی موجود ہے۔

دوسرے ہی دن خلائی جہاز پر کام شروع کر دیا گیا۔ یہ محض جھوٹ موٹ کا کام تھا۔ تھیوسانگ نے یونہی لکڑیوں کا چھان کھڑا کر کے لوہے کے بڑے بڑے پائپ منگوا کر رکھ لئے اور انہیں مزدوروں کی مدد سے جوڑنا شروع کر دیا۔ دراصل وہ اندر ہی اندر یہ سوچ رہے تھے کہ ملک بابل سے وہ کس روز فرار ہوں اور کس ملک کی طرف عنبرناگ ماریا کی تلاش میں جائیں۔ ان کے لئے وہاں سے فرار ہونا کوئی مشکل نہیں تھا۔ بس وہ اپنی منزل کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ گھوڑے ان کے پاس ہر وقت موجود رہتے تھے۔ کیٹی نے سانپ کو آزاد کر کے واپس بھیج دیا تھا۔ اب اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

جھوٹے خلائی جہاز کی تعمیر کے کام کو شروع ہوئے دو روز گزر گئے تھے۔ کیٹی اور تھیوسانگ نے یہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فیصلہ کیا تھا کہ وہ کس رات موقع پاکر بابل سے رات کے وقت ملک یونان کی طرف نکل چلیں گے۔ اسی رات کا ذکر ہے کہ بابل شہر رات کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کے دروازے بند کئے گہری نیند سو رہے تھے۔ کیٹی اور تھیرسا تک بھی شاہی مہمان خانے میں اپنے اپنے پلنگ پر لیٹے آرام کر رہے تھے۔ اگرچہ انہیں آرام کی ضرورت نہیں تھی پھر بھی وہ باتیں کرتے کرتے تھک گئے تھے اور اب خاموشی سے آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹے تھے۔ بابل شہر کے باہر صحرا اور سنگلاخ میدان میں گہرا سناٹا طاری تھا۔ اس اندھیری رات میں آسمان پر ایک جھلملاتا ہوا ستارہ جیسے آہستہ آہستہ نیچے آنے لگا۔ وہاں اس ستارے کو دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ یہ ستارہ جب بہت قریب آگیا تو اس کی روشنی بجھ گئی۔ اب صرف اس میں سے ہلکی اور دھیمی دھیمی سرخ روشنی ٹمٹما رہی تھی۔

اصل میں یہ کوئی ستارہ نہیں تھا بلکہ ایک خلائی جہاز تھا۔ یہ خلائی قزاقوں کا جہاز تھا۔ اس میں ایک دور دراز گمنام سیارے کے خلائی قزاق سوار تھے۔

جن کا کام خلا میں گھوم پھر کر دوسرے خلائی جہازوں کو روک کر لوٹنا اور خلائی آدمیوں کو یرغمال بنا کر ان کے رشتہ داروں سے دولت وصول کرنا تھا۔ اس وقت اس خلائی جہاز کو ایک عجیب اور خطرناک مشکل کا سامنا تھا۔ یہ خلائی قزاقوں کا جہاز جس میں چھ خلائی قزاق سوار تھے، راستے سے بھٹک گیا تھا اور ایک سال سے خلا میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ ان کے پاس ایک خاص قسم کی خلائی خوراک تھی جس پر وہ زندہ رہتے تھے یہ خلائی خوراک ایک مائع کی شکل میں ایک سلنڈر میں بند تھی۔ یہ خوراک یا تو کسی بھی خلائی سیارے کے گھاس اور پتھر کی معدنیات سے حاصل کی جاتی تھی اور یا پھر کسی بھی خلائی مخلوق کی ہڈیوں سے حاصل کی جاسکتی تھی۔ ان خلائی قزاقوں کے پاس صرف ایک دن کی خوراک باقی رہ گئی تھی۔ سلنڈر بالکل خالی ہونے والا تھا اور ان خلائی قزاقوں کو اپنی موت سامنے نظر آنے لگی تھی۔ وہ خلا میں بھٹک گئے تھے اور ان کا کسی سیارے پر پہنچنا ناممکن تھا۔ وہ ایک دوسرے کی ہڈیوں سے خوراک حاصل نہیں کرسکتے تھے کوئی بھی خلائی قزاق خود کو ہلاک کرکے اپنی ہڈیاں دوسرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھیوں کو پیش کرنے پر تیار نہیں تھا۔ لیکن اندر ہی اندر وہ ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کی ترکیبیں سوچنے لگے تھے۔ آخر کوئی بھی بھوک سے مرنا نہیں چاہتا تھا۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ جب یہ خلائی قزاق اپنے جہاز کو لے کر زمین کی فضا میں سے گذرے تو انہوں نے ریڈار پر ایسے سگنل آتے دیکھے جو کسی خلائی مخلوق کے جسم سے ہی نکل سکتے تھے۔ چھ کے چھ خلائی قزاق ایک دم سے ہوشیار ہو گئے۔ ان سگنلوں کا مطلب یہ تھا کہ نیچے زمین پر دو خلائی آدمی موجود ہیں۔ خلائی قزاقوں کے لیڈر نے کہا

ہمارا ریڈار جھوٹ نہیں بول سکتا۔ نیچے جو زمین ہے وہاں پر دو خلائی انسان موجود ہیں۔ اگر ہم کسی طرح انہیں پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں تو ان کو ہلاک کر کے ہم ان کی ہڈیوں سے اتنی خوراک جمع کر سکیں گے جو ہمیں ایک برس کے لئے کافی ہوگی۔ اتنی دیر میں ہم کسی نہ کسی سیارے پر بھی پہنچ جائیں گے۔

سب ریڈار کے سگنلوں کو غور سے دیکھنے اور سننے لگے۔ ہلکی ہلکی بار یک ٹون کی آواز کے ساتھ خلائی جہاز

کے ریڈار پر دو سبز لکیریں بار بار بن کر غائب ہو جاتی تھیں۔ خلائی لیڈر نے کہا

یہ دو لکیریں نیچے زمین پر موجود دو خلائی انسانوں کے جسم سے نکل کر یہاں تک آ رہی ہیں جہاز کو نیچے لے چلو۔ مگر کسی ویران علاقے میں اتارو تاکہ خلائی انسانوں کو ہماری سند کا پتہ نہ چل سکے۔

ایک خلائی قزاق نے کہا

لیڈر! سوال یہ ہے کہ یہ دونوں خلائی انسان اس زمین پر کیسے پہنچ گئے ہیں؟

خلائی لیڈر نے کہا۔

ہو سکتا ہے کبھی کوئی خلائی جہاز نیچے زمین پر آیا ہو اور یہ دونوں یہیں رہ گئے ہوں۔

خلائی قزاقوں کا چھوٹا خلائی جہاز جو ایک گول طشتری کی شکل کا تھا زمین پر اترنے لگا۔ جہاز کی ساری روشنیاں بجھا دی گئیں۔ صرف نیچے والی گول بتی جل رہی تھی۔ خلائی جہاز کو شہر بابل کے قریب صحرا کی سنگلاخ پہاڑیوں کے بیچ میں اتار دیا گیا۔ خلائی قزاق باہر نکل آئے۔ یہاں زمین پر بھی ان کے سیارے ایسی فضا تھی۔ انہوں نے خلائی جہاز کی گول دیوار پر لگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک بٹن کر دبایا۔ اس کے ساتھ ہی خلائی جہاز کے ایک ٹینک میں سے بھورے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ یہ دھواں بے حد گاڑھا تھا۔ اس نے سارے خلائی جہاز کو اس طرح سے ڈھانپ لیا کہ دیکھنے پر ایسے لگتا تھا کہ وہ خلائی جہاز نہیں بلکہ ایک چھوٹا سا بھورے رنگ کا ٹیلہ ہے۔ اس طریقے سے خلائی قزاقوں نے اپنے جہاز کو اس میں چھپا دیا۔ لیڈر نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

تم لوگ میرے آنے تک جہاز کے اندر ہی رہنا۔ میں زمین پر موجود دونوں خلائی انسانوں کا کھوج لگانے جا رہا ہوں۔

خلائی لیڈر نے ایک ننھا سا ٹرانسمیٹر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس ٹرانسمیٹر پر خلائی انسانوں یعنی عمیر سانگ اور کیٹی کے سگنل برابر آ رہے تھے اور ٹرانسمیٹر کا ننھا سا ریڈار اس سمت کی طرف اشارہ کر رہا تھا جدھر سے یہ سگنل آ رہے تھے۔ خلائی لیڈر نے جیب سے ننھی سی "ٹارچ" نکال کر اس کی روشنی اپنے جسم پر ڈالی۔ اس کا لباس فوراً تبدیل ہو گیا اور اب وہ زمین کے شہزادوں جیسے زرق برق لباس میں ملبوس تھا۔ اس کے پاس

ایک تھیلی بھی تھی جس میں سونے کی اشرفیاں اور خلائی سیاروں کے قیمتی ہیرے جواہرات موجود تھے۔ خلائی لیڈر نے جدھر سے سگنل آ رہے تھے۔ اس طرف چلنا شروع کر دیا۔ زمین کے بارے میں انہیں خلائی جہاز کے کمپیوٹر نے سب معلومات جہاز کے اندر ہی فراہم کر دی تھیں کہ اس زمین پر کس قسم کی زبان بولی جاتی ہے۔ یہ کونسا ملک ہے۔ یہاں کونسا بادشاہ حکومت کرتا ہے اور یہاں کی آب و ہوا کیا ہے خلائی لیڈر کو یہاں کی سواری یعنی ایک گھوڑے کی ضرورت تھی۔ ان خلائی قزاقوں کی شکلیں زمین کے لوگوں جیسی نہیں تھیں مگر زمین کی فضا میں داخل ہوتے ہی ان کی شکلیں یہاں کے انسانوں جیسی بن گئی تھی۔ ان خلائی قزاقوں کا تعلق جس سیارے سے تھا اس کی آب و ہوا نے ان میں یہ خاصیت پیدا کر دی تھی کہ یہ خلائی قزاق جس سیارے پر اترتے تھے وہاں کی مخلوق کی شکلیں اختیار کر لیتے تھے اور ان کی زبان بھی انہیں اپنے آپ آ جاتی تھی۔

خلائی لیڈر بے تابی سے بابل کے شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسے اس حقیقت کا احساس تھا کہ ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس خوراک صرف چند دنوں کی باقی رہ گئی ہے اور اگر اس نے ان دونوں خلائی انسانوں کو اپنے قابو میں کر کے ان کی ہڈیوں کو پگھلا کر خوراک حاصل نہ کی تو وہ خود کے خود خلائی قزاق مر جائیں گے۔ خلائی لیڈر کے چھوٹے ٹرانسمیٹر کے سگنل اس کی راہنمائی کر رہے تھے اور وہ چلتے چلتے شہر کے باہر ایک سرائے میں پہنچ گیا۔ سرائے کا مالک باہر ہی سویا تھا۔ خلائی لیڈر نے اسے جگایا۔ سرائے کے مالک نے اپنے سامنے ایک اونچے لمبے آدمی کو شہزادوں ایسے لباس میں دیکھا تو ہڑبڑا کر بولا۔

حضور! فرمائیے، کیا خدمت بجا لا سکتا ہوں؟

خلائی لیڈر نے شہزادوں ایسی بارعب آواز میں کہا

ہم ملک یاران کے شہزادے ہیں۔ ہمارا گھوڑا راستے میں مر گیا ہے ہمیں ایک گھوڑا اور رات بسر کرنے کے لئے جگہ چاہیئے۔

سرائے کے مالک نے ادب سے جھک کر کہا

حضور! یہ سرائے اگرچہ آپ کے لائق نہیں ہے مگر میں اپنا مکان کرایہ آپ کے لئے کھولے دیتا ہوں آپ آرام فرمائیں۔ صبح ہونے پر آپ کی خدمت میں

گھوڑا بھی پیش کر دیا جائے گا۔

خلائی لیڈر نے تھیلے میں سے سونے کی چار اشرفیاں نکال کر سرائے کے مالک کو دیں جو بہت بڑی رقم تھی۔ سرائے کا مالک جھک جھک کر تعظیم کرنے لگا وہ خلائی لیڈر کو ایک کمرے میں لے گیا۔ جہاں قالین بچھا تھا اور گاؤ تکیئے لگے تھے۔ شمع دان میں شمع روشن کر دی گئی۔ خلائی لیڈر وہاں لیٹ گیا اور بولا۔

ہمیں صبح تک کوئی پریشان نہ کرے

آپ اطمینان سے آرام فرمائیں حضور!

یہ کہہ کر سرائے کا مالک بڑا خوش خوش چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد خلائی لیڈر نے جیب سے ننھا ٹرانسمیٹر نکال کر دیکھا۔ سگنل کا رخ شہر کے بڑے دروازے کی طرف تھا۔ خلائی لیڈر نے ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب میں رکھ لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ یہ خلائی مخلوق رات کو صرف ایک گھنٹہ ہی سوتی تھی۔ ایک گھنٹے بعد خلائی لیڈر کی آنکھ کھل گئی۔ ابھی رات باقی تھی۔ وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ آخر صبح ہو گئی۔

سرائے کا مالک خلائی لیڈر کے لئے ناشتے کا طشت لے آیا۔ یہ خوراک خلائی لیڈر کے لئے بیکار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی وہ صرف خلائی مائع کی خوراک پر زندہ تھے لیکن اس نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ بھی زمین کی مخلوق ہے ناشتہ کر لیا۔ سرائے کے مالک نے کہا

حضور والا! باہر گھوڑا موجود ہے آپ کی سواری کے لئے۔

خلائی لیڈر باہر نکل آیا۔ ایک شاندار گھوڑا باہر کھڑا تھا۔ جس پر زین کسی ہوئی تھی۔ خلائی لیڈر نے سرائے کے مالک کو سونے کی چند اشرفیاں اور دیں اور گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے بڑے دروازے کی طرف چل پڑا۔ لوگوں نے ایک شہزادے کو دیکھا تو جھک جھک کر سلام کرنے لگے۔ خلائی لیڈر نے ٹرانسمیٹر ایک طرف لے جا کر دیکھا۔ سگنل شہر کے شاہی محل کی طرف سے آ رہے تھے۔ اسے پہلے ہی شبہ تھا کہ خلائی انسان اس محل میں ہی رہ رہے ہیں۔ شاید اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے ہی ٹائم کے کمپیوٹر نے اسے کسی دوسرے لباس کی بجائے شہزادوں ایسا لباس پہنا دیا تھا۔ خلائی لیڈر نے ٹرانسمیٹر کو لباس کے اندر چھپا کر رکھ لیا اور شاہی محل کی طرف گھوڑے کی باگ پھیر دی۔ خلائی لیڈر میں اتنی صلاحیت تھی کہ

وہ کسی بھی خلائی انسان یا مخلوق کو اس کی شکل دیکھ کر ہی پہچان سکتا تھا اور اس کو خلائی مخلوق کی دور میں سے خاص بُو آ جاتی تھی۔ محل کے قریب آتے ہی اسے خلائی مخلوق کی بُو آنے لگی۔ خلائی لیڈر دل میں بہت خوش ہوا۔ وہ اپنے شکار کے قریب پہنچ گیا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر یہ دور خلائی انسان اس زمین پر موجود نہ ہوتے تو ان سب خلائی قزاقوں کی موت یقینی تھی یا پھر وہ ایک دوسرے کی بڈیاں نوچ نوچ کر کھا جاتے اور جو آخری خلائی انسان بچتا وہ بھی مزید خوراک نہ ملنے کی وجہ سے خلاء ہی میں بھٹکتے ہوئے مر جاتا۔ کیونکہ وہاں سے کوئی بھی سیارہ کروڑوں نوری سال کے فاصلے پر تھا جہاں تک وہ ایک ہفتے میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ جب کہ ان کے خلائی جہاز کے سلنڈر میں صرف چند یوم کی خوراک ہی باقی رہ گئی تھی۔ یہ شاہ بابل کا محل تھا۔ محل کے بڑے دروازے پر پہرے دار کھڑے تھے انہوں نے اسے روک کر کہا

لباس والے آدمی کو گھوڑے پر سے

سے دروازہ کھول دیا اور ادب

خلائی لیڈر نے بارعب آواز میں ۱۴ آنگ کی قبر پڑھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم ملک یمن کے شہزادے ہیں۔ ہمارا نام فرشوق ہے۔ اپنے بادشاہ کو جا کر خبر کرو کہ ہم ان سے ملنے آئے ہیں۔

اسی وقت بادشاہ کو اطلاع کر دی گئی۔ بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ محل سے نکل کر بائیں باغ میں آیا اور شہزادہ یمن کا استقبال کیا۔ خلائی لیڈر نے گھوڑے سے اتر کر بادشاہ کو تعظیم کی اور تھیلے میں بھرے ہوئے قیمتی جواہرات تحفے کے طور پر پیش کئے۔

بادشاہ سلامت! یہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے لایا ہوں۔ آپ کے ملک کی سیر کا ارادہ ہے

شاہ بابل نے اتنے بڑے بڑے ہیرے جواہرات پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ یہ خلائی سیاروں کے جواہرات تھے اس نے شہزادے کی بڑی آؤ بھگت کی اسے اپنے خاص محل میں ٹھہرایا اور کہا کہ وہ خود شہزادے کو اپنے ملک کی حقیقت کو سامنے لے جلد شاہی محل میں یہ خبر پھیل گئی نے اسے کسی دوسرے محل میں مہمان بن کر اترا ہے۔ یہ لباس پہنا دیا تھا۔ خلائی نے بھی سنی مگر انہوں نے کوئی کے اندر چھپا کر رکھ لیا بادشاہوں کے پاس شہزادے کی باگ پھیر دی۔ خلائی۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں

تھا کہ یہ شہزادہ ان کی مدت بن کر وہاں آیا ہے۔ دوسری طرف خلائی لیڈر نے اپنے شاہی مہمان خانے میں آتے ہی ٹرانسمیٹر کو نکال کر ریڈار پر سگنل کی سمت دیکھی۔ سگنل محل کے کونے والے حصے سے آ رہے تھے۔ خلائی لیڈر کمرے سے نکل کر اس کونے کی طرف چلنے لگا۔ محل کے کونے پر ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ یہاں اس نے دیکھا کہ مچان لگا ہے اور اس پر کوئی خلائی جہاز تیار کیا جا رہا ہے۔ تھیوسانگ اور کیٹی وہاں پر موجود تھے۔ خلائی لیڈر نے ان کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ دونوں خلائی انسان ہیں۔ کیٹی اور تھیوسانگ نے شہزادے کو دیکھا تو قریب آ گئے تھیوسانگ نے تعظیم کی اور پوچھا۔

کیا آپ ہی یمن کے شہزادے ہیں؟

انہیں بالکل پتہ نہ چل سکا کہ یہ شخص یمن کے شہزادے کے بھیس میں خلائی مخلوق ہے خلائی لیڈر نے مسکرا کر کہا

ہاں میں ہی یمن کا شہزادہ ہوں۔

پھر کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۴۹ "ناگ کی قبر" پڑھیں۔

PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اوریکیٹی خلا میں

ناگ کی قبر

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

ناشر : نیا مکتبہ اقرا ۳ بی شاہ عالم مارکیٹ
طابع : [illegible]

پیارے دوستو!

عنبر ناگ مالیا اور کیٹی تھیو سانگ کی ہوش ربا داستان اور تاریخی ایڈونچر سفر کی ۱۴۹ ویں قسط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ایک بات میرے بہت سے دوست خط لکھ کر پوچھتے ہیں کہ کیا یہ کہانی سچی ہے؟ میرے دوستو! جب تک میں یہ کہانی لکھ رہا ہوں اور جب تک تم اسے پڑھ رہے ہو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے سوال پوچھنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کہانی سے لطف اٹھائیں اور ساتھ ہی ساتھ آپ کو مفید معلومات بھی حاصل ہوتی رہیں۔ کہانی سچی ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امید ہے پچھلی کتابوں کی طرح یہ بھی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

تمہارا انکل

اے حمید

۴۵۴۔ این راہ چمن سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- خوفناک بلا
- تھیوسانگ جھگاڈر
- ویران محل کی آواز
- ناگ کی قبر
- خونی پرندوں کا غار

خوفناک بلا

خلائی لیڈر دل میں سوچ رہا تھا کہ ان دونوں خلائی انسانوں یعنی تھیوسانگ اور کیٹی کو کسی طریقے سے میں وہ خلا کے اپنے خلائی جہاز کی طرف لے جاؤں۔ تاکہ وہاں انہیں موت کے گھاٹ اتار کر جتنی جلدی ہو سکے ان کے جسم کی ہڈیوں کو پگھلا کر خود اک حاصل کروں اس نے اوپر سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ آپ لوگ کیا بنا رہے ہیں؟ کیا شیر کا شکار کرنے کے لیے کوئی مینار بنا رہے ہیں؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"نہیں شہزادہ صاحب! یہ مچان نہیں بنا رہے۔ بلکہ ——"

کیٹی کو اچانک یاد آیا کہ خلائی جہاز کا ذکر کسی سے نہیں کرنا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"یہ ایک چھوٹا سا مینارہ بنایا جا رہا ہے۔ جہاں سے دشمن کی فوج کو دور ہی سے دیکھا جا سکے گا۔"

خلائی لیڈر نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا آپ لوگ یہی کام کرتے ہیں؟"
تھیوسانگ کیٹی کی طرف دیکھ کر مسکرایا پھر بولا۔
"یہی سمجھ لیں کہ یہی کام کرتے ہیں۔"
خلائی لیڈر نے کہا۔
"میرا ملک یمن ہے جہاں کا میں شہزادہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی قسم کا مینارہ میں یمن میں بھی بناؤں۔ کیا آپ میرے ساتھ چلنا پسند کریں گے؟ میں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا۔"

تھیوسانگ اور کیٹی کو بھلا یمن سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ انہوں نے ٹالنے کی غرض سے کہہ دیا کہ یہ مینار مکمل ہو جانے تو پھر وہ اس کے ساتھ یمن چلے جائیں گے۔ لیکن خلائی لیڈر کے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"آپ لوگ یہاں کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟"
تھیوسانگ نے اسے بتا دیا کہ وہ شاہی محل میں بادشاہ کے مہمان بن کر رہ رہے ہیں۔ خلائی لیڈر نے تھیوسانگ سے کہا۔
"اچھا۔ تو پھر ملاقات ہوگی۔"
اور خلائی لیڈر واپس محل کی طرف چل دیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔
"یہ شہزادہ بھی کوئی مسخرہ معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں کیا پڑی ہے

کہ اس کے ساتھ یمن جائیں۔ ہم تو دو ایک دن میں یہاں سے کوچ کرنے والے ہیں۔"
کیٹی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"مجھے اس شہزادے کی آنکھوں میں عجیب سی چیز چمک نظر آئی ہے تھیوسانگ۔"
تھیوسانگ ہنس کر بولا۔
"مدقام شہزادوں کی آنکھوں میں چمک ہوتی ہے۔ یہ لوگ عیش کرتے ہیں اچھے سے اچھا کھاتے پیتے ہیں۔ پھر آنکھوں میں چمک کیوں نہ آئے۔"
اور تھیوسانگ کام میں لگ گیا۔ کیٹی نے کہا۔
"میرا خیال ہے ہمیں آج رات نہیں تو کل رات یہاں سے کوچ کر جانا چاہیئے۔ اب ہمیں یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔"
تھیوسانگ کہنے لگا۔
"ٹھیک ہے۔ کل رات نکل چلیں گے۔ میں نے دو نئے گھوڑے پسند کر لیے ہیں۔ شاہی اصطبل میں ہوتے ہیں۔ وہاں سے انہیں کھول کر صحرا میں کی طرف نکل جائیں گے۔"
انہوں نے دوسری رات وہاں سے فرار ہو جانے کا منصوبہ تیار کر لیا۔ دوسری طرف خلائی لیڈر اس کش مکش میں مبتلا تھا کہ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کیٹی کو آج رات کیسے وہاں سے اغوا کرکے اپنے خلائی جہاز پر لے جایا جائے۔ دوپہر کے بعد خلائی لیڈر نے شہر کی سیر کا بہانہ بنایا اور صحرا کی طرف نکل گیا۔ پھر وہ ایک چکر لگا کر ان پہاڑیوں میں آگیا جہاں اُن کا خلائی جہاز تھا۔ خلائی لیڈر نے اپنے دوسرے خلائی قزاقوں کو بتایا کہ اس نے دونوں خلائی انسانوں کا کھوج لگا لیا ہے۔

"ان میں سے ایک کا نام تھیوسانگ اور دوسری ایک عورت ہے جس کا نام کیٹی ہے۔ وہ لوگ بادشاہ کے لیے ایک اونچا مینار تعمیر کر رہے ہیں۔"

ایک خلائی قزاق نے کہا۔

"لیڈر! ہمارے پاس صرف چار دن کی خوراک باقی رہ گئی ہے۔ اگر اس دوران ہم نے ان دونوں خلائی انسانوں کی ہڈیوں کا گودا نہ نکالا تو ہمارے لیے چار دن کے بعد زندہ رہنا ناممکن ہو جائے گا۔"

خلائی لیڈر کہنے لگا۔

"میں خود اسی ادھیڑبن میں ہوں۔ ہمارے پاس ایسی کوئی دوا نہیں ہے کوئی گن نہیں ہے کہ جس کی شعاعوں کی مدد سے ہم دونوں کو بے ہوش کر سکیں۔"

دوسرا خلائی قزاق بولا۔

"لیڈر! کیا ہم انہیں تلوار سے ہلاک نہیں کر سکتے۔ میرا

مطلب ہے ہم ان پر حملہ کرکے قتل بھی کر سکتے ہیں پھر ہم ان کی لاشوں کو اٹھا کر یہاں لے آئیں گے۔"

خلائی لیڈر نے کہا۔

"میں نے کمپیوٹر کے ذریعے ان کے جسم کے ذرات کا معائنہ کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ دونوں کسی بھی خنجر تلوار سے ہلاک نہیں ہو سکتے۔ زخم فوراً مل جائے گا۔ صرف آگ ہی ان کو ہلاک کر سکتی ہے۔ اور اگر ہم انہیں آگ لگاتے ہیں تو ان کی ہڈیوں کا گودا گرم ہو کر ضائع ہو جائے گا اور ہماری خوراک پینے کے قابل نہیں رہے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم انہیں زندہ ہی پکڑ کر یہاں لائیں۔"

سارے خلائی قزاق کہنے لگے کہ پھر ہم انہیں زبردستی اُٹھا لے آتے ہیں۔ آخر وہ دو ہی تو ہیں۔ ان میں سے بھی ایک عورت ہے۔ خلائی لیڈر کہنے لگا۔

"آخر وہ خلائی مخلوق ہے۔ ہمیں ان کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے ——— وہ ہم سے زیادہ طاقتور ہوں اور ہمیں نہ صرف یہ کہ ناامیدی کا منہ دیکھنا پڑے بلکہ ہمارا راز بھی کھل جائے اور وہ ہمیشہ کے لیے ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں۔ ہماری زندگی کا اب صرف یہ

COURTESY WWW.[illegible]FBOOKSFREE.PK

دونوں تھیوسانگ اور کیٹی ہی سہا ما ہیں۔ ہمیں بڑی عقلمندی اور ہوشیاری سے کام لینا پڑے گا۔"

ایک خلائی قزاق بولا۔

"مگر لیڈر ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ صرف چار دن باقی ہیں۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے جلدی کرنا ہوگا۔"

خلائی لیڈر نے کہا۔

"میں اسی محل میں رہتا ہوں جہاں وہ دونوں رہتے ہیں۔ میں کل تک ضرور کچھ نہ کچھ کروں گا اب میں جاتا ہوں۔ تم یہاں ہوشیاری سے اور خبردار ہو کر رہنا۔"

یہ کہہ کر خلائی لیڈر واپس محل میں آگیا۔ اس نے شاہ بابل سے کہا۔

"بادشاہ سلامت! آپ ہمیں دو کاریگروں سے اپنے ملک میں محل کے پاس مینار بنوا رہے ہیں۔ وہ بڑے تجربہ کار لگتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم یمن میں بھی ایک ایسا مینار بنوائیں۔"

تھیوسانگ نے بادشاہ کو بتا دیا تھا کہ یمن کے شہزادے نے ان سے پوچھا تھا کہ یہ تم لوگ کیا بنا رہے ہو تو میں نے اسے بتایا تھا کہ ایک مینار بنا رہے ہیں تاکہ دشمن کی فوج کو دور سے دیکھا جا سکے۔ بادشاہ نے کہا۔

"کیوں نہیں شہزادے۔ جب یہ دونوں مینار مکمل کر لیں گے میں انہیں یمن تمہارے پاس بھیج دوں گا۔"

خلائی لیڈر بولا۔

"آپ کا شکریہ بادشاہ سلامت۔"

شام کو خلائی لیڈر نے بادشاہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد اپنے مہمان خانے میں آگیا۔ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ تھیوسانگ اور کیٹی وہاں سے دو کمرے چھوڑ کر ایک کمرے میں رہتے تھے۔ رات زیادہ نہیں گزری تھی کہ خلائی لیڈر شاہی محل سے نکل کر اپنے جہاز میں اپنے آدمیوں کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اسی وقت خلائی اور ہنگامی بنیادوں پر تھیوسانگ اور کیٹی کو قابو کرنے پر گفتگو شروع کر دیا۔ کافی دیر سوچ بچار کرنے کے بعد ایک خلائی نے کہا۔

"لیڈر میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ اپنے سیارے کی خلائی لائبریری میں میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا۔ کہ کسی بھی خلائی مخلوق کو بے ہوش کرنے کے لیے کرۂ ارض یعنی زمین کے کسی بھی سانپ کے زہر سے مدد لی جا سکتی ہے۔ کتاب میں لکھا تھا کہ زمینی سانپ کے زہر کے اثر سے خلائی مخلوق کے خون میں ایسی کیمیاوی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں کہ وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

خلائی لیڈر نے بڑے جوش سے میز پہ ہاتھ مار کر کہا۔
"تم نے یہ ترکیب پہلے کیوں نہیں بتائی؟ بس اب ہمارا کام ہو گیا سمجھو۔ اب ہم مر نہیں سکیں گے۔ فوراً اس علاقے میں کسی سانپ کو تلاش کرو۔ میں آج رات ہی یہ کام کر ڈالنا چاہتا ہوں۔"

انہوں نے ایک خاص آلے کی مدد سے اندھیرے میں نکل کر پہا
میں سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ آخر ایک بل کے اندر سا
بل گیا۔ انہوں نے سانپ کو ایک شیشے کی ٹیوب میں بند کر کے خ
لیڈر کے حوالے کر دیا۔ جو اسے لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر شا
کی طرف چل پڑا۔ رات کا وقت تھا۔ چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا تھ
آسمان پر بادل چھائے تھے اور کوئی ستارہ نظر نہیں آتا تھا۔ خلائی لیڈ
خفیہ دروازے سے محل میں آ گیا۔ پھر وہ راہ داری میں سے گذر کر
کمرے کے پاس گیا جس کمرے میں تھیوسانگ اور کیٹی ٹھہرے ہو
تھے۔ خلائی لیڈر نے ٹیوب کا منہ کھول کر دروازے کے سو
میں سے سانپ کو کمرے میں داخل کر دیا اور خود اپنے کمرے میں
گیا۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ صبح ہونے سے پہلے ہی وہ بے ہو
تھیوسانگ اور کیٹی کو اپنے ساتھیوں کی مدد سے اٹھا کر اپنے خلائی
جہاز میں لے جائے گا۔ اس نے اپنے دو آدمیوں کو ہدایت
دی تھی کہ وہ صبح ہونے سے پہلے محل کی پچھلی دیوار کے پاس پہنچ جا

تھیوسانگ اور کیٹی اپنے اپنے پلنگ پر لیٹے تھے۔ وہ کبھی
کوئی بات کر لیتے تھے۔ کل رات انہوں نے وہاں سے
چلے جانے کا منصوبہ بنا لیا ہوا تھا۔ اتنے میں تھیوسانگ کو
کچھ سرسراہٹ سنائی دی۔
اس نے کیٹی سے کہا۔
"یہ سرسراہٹ کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟"
کیٹی بھی پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سانپ نے کمرے میں داخل
ہوتے ہی ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو سونگھ لی تھی اور وہ چوکنا
ہو گیا تھا۔ جب کیٹی کی نظر سانپ پر پڑی تو اس نے سانپ کی زبان
میں کہا۔
"تم یہاں کہاں سے آ گئے؟"
سانپ نے ایک لڑکی کو اپنی زبان میں بات کرتے سنا تو حیران ہ
گیا۔ فوراً سمجھ گیا کہ ان لوگوں کا تعلق ناگ دیوتا سے ہے۔ کہنے لگا۔
"کیا آپ ناگ دیوتا کے خاندان سے ہیں؟"
کیٹی نے کہا۔
"میں کیٹی ہوں۔ ناگ دیوتا کی بہن اور یہ تھیوسانگ ہے ناگ
دیوتا کا بھائی۔ لیکن تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"
سانپ نے آداب بجا لا کر کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! مجھے ایک آدمی نے تمہارے کمرے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

میں بھیجا ہے۔ جس نے شہزادوں ایسا لباس پہنا ہوا تھا اور جس نے مجھے پٹاری میں پکڑا تھا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا یہ شخص پہاڑی میں تمہیں پکڑنے گیا تھا؟ وہاں اس کا کوئی ساتھی بھی تھا؟"

سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے یقین ہے کہ اس شخص نے تمہارے پاس مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں تمہیں ڈس دوں۔ جہاں اس کے آدمیوں نے مجھے پکڑا تھا وہاں وہ لوگ ایک کالے سیاہ ٹیلے کے اندر رہتے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"کیا تم مجھے وہاں لے جا سکتے ہو؟"

سانپ نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میں ابھی لے جانے کو تیار ہوں۔"

تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا کہ وہ کمرے میں ہی ٹھہرے۔ وہ جا کر معلوم کرتا ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے اور اُن کے خلاف یہ خ ساذش شہزادے نے کس لیے تیار کی ہے۔ کیٹی نے کہا کہ بھی ساتھ جاؤں گی۔ مگر تھیوسانگ سمجھانے لگا۔

"تمہارے جانے کی ضرورت نہیں کیٹی۔ میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں بہت جلد سب کچھ معلوم کر کے واپس آتا ہوں۔ یہ سازش اس یمن کے شہزادے کی ہے۔ مجھے دال میں کچھ کالا کالا نظر آتا ہے۔"

کیٹی ساتھ جانے پر اصرار کر رہی تھی مگر تھیوسانگ نے اسے بڑی مشکل سے وہیں ٹھہرے رہنے پر راضی کر لیا اور سانپ کو لے کر رات کے اندھیرے میں شاہی محل سے نکل کر صحرا کی سنگلاخ پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ سانپ آگے آگے رینگ رہا تھا۔ تھیوسانگ اندھیرے میں بھی سانپ کو برابر دیکھ رہا تھا۔ سانپ ایک پہاڑی کے پاس جا کر رُک گیا اور سامنے کالے سیاہ چھوٹے سے ٹیلے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"اِن لوگوں نے مجھے یہاں پکڑا تھا۔"

تھیوسانگ کو کاربانک ایسڈ کی ہلکی ہلکی بُو محسوس ہو رہی تھی۔ اس قسم کی بُو خلائی جہاز کے انجن میں ملی ہوتی ہے۔ تھیوسانگ محسوس ہو گیا۔ اس کی نظریں اندھیرے میں پچاس قدم کے فاصلے پر موجود سیاہ چھوٹے ٹیلے پر جمی ہوئی تھیں۔ بہت جلد اس کی تیز نظروں نے اندھیرے میں دیکھ لیا کہ یہ ٹیلہ مصنوعی ہے۔ اور اس کے اندر کوئی دوسری ہی شے پوشیدہ ہے۔ سانپ کو تھیوسانگ نے اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زمین پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور حالیٹ کر آگے بڑھا۔ اب کا ربانک گیس میں میتھین گیس
بھی شامل ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ حیران تھا کہ اس ٹیلے میں ایسی
سی شے ہے۔ جس میں سے یہ بُو آ رہی ہے۔ کیونکہ اس قسم کی بُو
کسی خلائی جہاز میں سے ہی آ سکتی تھی۔ تھیوسانگ سیاہ ٹیلے
قریب پہنچ کر ایک ریت کی ڈھیری کے پیچھے چھپ گیا۔ اب
کی نظروں نے سیاہ ٹیلے کو پہچان لیا۔ یہ خاص قسم کا سیاہ دھوا
جو اکثر خلائی جہاز کیسو فلاج کرنے کے لیے اپنے پائپ سے خارج
کرتے تھے۔

تو کیا یہ کوئی خلائی جہاز ہے؟

تھیوسانگ کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ جلدی
پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دو خلائی قزاق تھے جو خلائی جہاز میں سے نکل کر
اور باہر کھلی ہوا میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔

"اگر لیڈر دونوں خلائی انسانوں کو سانپ کی مدد سے بے
ہوش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو ہمارے
پاس صرف تین دن کی خوراک ہے۔ اس کے بعد ہماری
زندگی کے چراغ گل ہونا شروع ہو جائیں گے۔"

دوسرا کہنے لگا۔

"لیڈر ضرور اپنے مشن میں کامیاب ہو گا۔ وہ سانپ
ساتھ لے کر گیا ہے اور اسے محل میں داخل ہونے سے

سے بھی کوئی نہیں روک سکتا۔ آخر وہ وہاں یمن کا شہزادہ بن
کر رہ رہا ہے۔"

پہلا بولا۔

"یہ دونوں خلائی لڑکا اور لڑکی یہاں اس دنیا میں کیسے
آ گئے؟"

دوسرے نے کہا۔

"اسی طرح جس طرح ہم آ گئے ہیں۔ مگر ہماری خوش قسمتی
دیکھو کہ جب ہمیں موت سے بچنے کے لیے کسی خلائی انسان
کی سخت ضرورت تھی اور اس کے ملنے کی امید بھی نہیں
تھی کہ یہ دونوں ہمیں مل گئے۔"

ساری بات تھیوسانگ کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ خلائی
مخلوق اس سیارے کے رہنے والے ہیں جہاں کے لوگ ہڈیوں
کے گودے سے خوراک مائع کی شکل میں حاصل کر کے اس پر زندہ
رہتے ہیں۔ ان کی خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے اور اب یہ کسی خلائی
انسان کی تلاش میں تھے کہ جس کی ہڈیوں کا گودا حاصل کر کے اس
کو خوراک میں تبدیل کر سکیں۔ تھیوسانگ نے اپنے جسم میں ایک جھرجھری
سی محسوس کی۔ یہ خلائی مخلوق تو اسے اور کیٹو کو ہلاک کرنے کا منصوبہ
تیار کر چکے ہیں۔ تھیوسانگ آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگا۔ جب وہ
ان دونوں خلائی آدمیوں سے کافی دور ہو گیا تو اٹھ کر واپس محل کی طرف

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

چلنے لگا۔

محل میں آکر اس نے ساری بات کیٹی کو بتا دی۔ کیٹی بھی گنگ رہ گئی۔

"تو کیا یہ خلائی آدمی ہیں؟ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" تھیوسانگ سوچتے ہوئے بولا۔

"ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیئے۔ وہ کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟" کیٹی نے پوچھا۔

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے اپنی خاص قوت سے کام لینا ہوگا۔ تم اپنے پلنگ پر یوں لیٹ جاؤ جیسے تمہیں سانپ نے ڈس لیا ہے اور تم بے ہوش ہو چکی ہو۔ میں بھی اسی طرح لیٹ جاتا ہوں۔ خلائی لیڈر صبح ہونے سے پہلے ضرور آئے گا۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

تھوڑی دیر کے بعد دونوں اپنے اپنے پلنگ پر دم سادھ کر لیٹ گئے۔ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد خلائی لیڈر محل کے پچھلے دروازے سے نکل کر محل کی عقبی دیوار کے پاس آیا۔ وہاں اس کے دو خلائی قزاق موجود تھے۔ یہ تھیوسانگ اور کیٹی کو اٹھانے آئے تھے۔ خلائی لیڈر نے انہیں آہستہ سے کہا۔

"میں اپنے شکار کو دیکھنے جاتا ہوں۔ تم میرے پیچھے

پیچھے چلے آؤ۔ خبردار ذرا سی بھی آواز پیدا نہ ہو۔"

تینوں خلائی قزاق محل کی اندھیری راہ داری میں سے گزرتے ہوئے اس کمرے کی طرف چلے جہاں تھیوسانگ اور کیٹی موجود تھے۔ خلائی لیڈر نے اپنے دونوں آدمیوں کو باہر ہی کھڑے رہنے کا اشارہ کیا اور خود دروازے کو آہستہ سے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازے کے قریب ہی تھیوسانگ کا پلنگ تھا۔ تھیوسانگ بالکل سیدھا لیٹا تھا۔ جیسے بے ہوش ہو گیا ہو۔ کیٹی بھی اسی طرح بے حس و حرکت لیٹی تھی۔ خلائی لیڈر تھیوسانگ کے پاس آکر اس پر جھکا ہی تھا کہ تھیوسانگ نے اپنی سیدھی انگلی اس کے بازو کے ساتھ لگا دی۔ خلائی لیڈر ایک دم سے ہاتھ کے انگوٹھے جتنے سائز کا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے اٹھ کر اسے اٹھایا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس نے کیٹی کو ہلا کر بتایا کہ خلائی لیڈر عرف یمن کے شہزادے کو میں نے چھوٹا بنا کر جیب میں قید کر لیا ہے۔ اب میں باہر اس کے ساتھیوں کی خبر لینے جا رہا ہوں۔

"تم اسی جگہ لیٹی رہنا۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اور باہر راہ داری میں نکل آیا۔ یہاں اندھیرا تھا مگر وہ سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ دونوں خلائی قزاق ستون کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ نے ان پر چھلانگ لگا دی اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے تھیوسانگ

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

نے دونوں کی گردنوں کو اپنی سیدھی انگلی سے باری باری چھوُ دیا۔ دونوں خلائی قزاق بھی انگلی کے چھوُتے ہی انگوٹھے جتنے ہو گئے۔ تھیوسانگ نے ان کو بھی اٹھا کر جیب میں بند کر لیا اور کمرے میں آکر کیٹی سے کہا۔

"کوئی کپڑے کی تھیلی نکالو کیٹی"

کیٹی نے ایک چھوٹی سی تھیلی الماری میں سے نکال کر دی تھیوسانگ نے تینوں خلائی قزاقوں کو اس تھیلی میں ڈال کر اس کا منہ رسّی سے بند کر دیا۔ اندر سے خلائی قزاقوں کی ہلکی ہلکی کمزور سی آوازیں آ رہی تھیں۔ کیٹی پوچھنے لگی۔

"ان لوگوں کو اب کیا کریں گے ہم؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ابھی خلائی جہاز میں دو تین آدمی اور موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے پوری طرح چھٹکارا حاصل کر لیا جائے تاکہ بعد میں یہ ہم پر دوبارہ حملہ نہ کر سکیں۔ میں خلائی جہاز کی طرف جاتا ہوں"

کیٹی بولی۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ اب میں تمہیں اکیلا نہیں جانے دوں گی"

کیٹی بھی تھیوسانگ کے ساتھ چل دی۔

خلائی جہاز پر اس وقت صرف تین خلائی قزاق باقی رہ گئے تھے۔ کیٹی اور تھیوسانگ خلائی جہاز سے کچھ فاصلے پر ایک ریت کے تودے کی اوٹ میں چھُپ کر بیٹھ گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"تم جو سیاہ ٹیلا دیکھ رہی ہو یہ خلائی کیمکلز کا گاڑھا دھواں ہے۔ جس نے خلائی جہاز کو چھپا رکھا ہے۔ باقی خلائی آدمی اس کے اندر رہی ہوں گے"

پَو پھٹ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دن کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی۔ چونکہ آسمان پر بادل چھائے تھے اس لیے آسمان کی روشنی پھیکی پھیکی تھی۔ خلائی جہاز میں باقی جو تین خلائی قزاق تھے انہوں نے جب دیکھا کہ ان کا لیڈر ابھی تک واپس نہیں آیا تو کچھ پریشان ہو کر خلائی جہاز سے باہر آگئے۔ انہیں باہر آتے دیکھ کر تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"وہ دیکھو۔ باقی کے لوگ بھی جہاز سے نکل آئے ہیں"

کیٹی نے غور سے ان کے لباس کو دیکھا۔ وہ سرگوشی میں بولی۔

"تھیوسانگ! یہ لوگ مجھے خلائی قزاق معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا کام خلا میں سفر کرتے خلائی جہازوں کو لوٹنا اور تباہ کرنا ہے۔ یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں"

تھیوسانگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"فکر نہ کرو۔ ہم ان سے سارے بدلے لے لیں گے
تین تو میری تھیلی میں ہیں۔ بہت جلد یہ بھی ان کے پاس
پہنچ جائیں گے۔"
کیٹی بولی۔
"وہ ادھر ہی آ رہے ہیں۔"
تھیوسانگ نے کیٹی کا ہاتھ دبا کر کہا۔ "خاموش"
تینوں خلائی قزاق ذرا دور ہٹ کر بیٹھ گئے۔ ان کی باتوں کی
ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی مگر تھیوسانگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا
کہہ رہے ہیں۔ پھر ان میں سے دو آدمی اٹھ کر خلائی جہاز کی طرف
چلے گئے۔ شاید اندر سے وہ کچھ لینے گئے تھے۔ وہاں ایک خلائی
قزاق اکیلا رہ گیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔
"اسے اب میں قابو کر سکتا ہوں۔ تم تھیلی لیے یہیں
بیٹھی رہو۔"
یہ کہہ کر تھیوسانگ اٹھ کر خلائی قزاق کی طرف چلنے لگا۔
وہ زیادہ دور نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو اس نے آتے دیکھا تو
جیب سے خلائی پستول نکال لیا۔ تھیوسانگ ہاتھ اٹھا کر کہا۔
"مجھے تمہارے لیڈر نے بھیجا ہے۔ میں تمہارے لیے
اس کا ایک خاص پیغام لایا ہوں۔ میں تمہارے لیڈر
کا آدمی ہوں اور شاہی محل کا ملازم ہوں۔"

خلائی قزاق نے پوچھا
"کیا کہا ہے لیڈر نے؟"
تھیوسانگ نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ پھر باہر نکالا تو اس کی
مٹھی بند تھی۔ حالانکہ مٹھی میں کچھ نہیں تھا۔ اس نے کہا۔
"لیڈر نے یہ تمہارے لیے بھیجا ہے۔"
خلائی قزاق کے ہاتھ میں خلائی گن اسی طرح پکڑی ہوئی تھی۔
وہ آگے بڑھا۔ تھیوسانگ نے مٹھی آگے کر دی۔ جونہی خلائی قزاق
نے ہاتھ پھیلایا۔ تھیوسانگ نے اس کے ہاتھ سے اپنی انگلی لگا
دی۔ انگلی کے لگتے ہی خلائی قزاق ننھا سا انگوٹھا بن کر زمین پر
گر پڑا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا لیا۔ اس کی خلائی گن جو بہت
ہی ننھی سی بن گئی تھی کو اپنی جیب میں ڈالا اور خلائی قزاق کو مٹھی میں بند
کر کے بھاگ کر کیٹی کے پاس آیا اور بولا۔
"چوتھا چوہا بھی میں نے پکڑ لیا ہے۔ اب صرف دو
خلائی چوہے باقی رہ گئے ہیں۔ ان کو بھی ابھی قابو کرتا ہوں۔"
کیٹی نے چوتھے خلائی قزاق کو بھی اپنی تھیلی میں ڈال کر بند کر لیا اور
کہنے لگی۔
"اب خطرہ ہے تھیوسانگ۔ وہ دونوں خلائی قزاق ہوشیار
ہو جائیں گے۔"
تھیوسانگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں انہیں اتنا موقع نہیں دوں گا۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ تیزی سے دوسری طرف سے ہو کر خلائی جہاز کے سیاہ دھوئیں میں داخل ہو گیا۔ یہ دھواں بے ضرر تھا۔ تھیوسانگ نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹے سے گول خلائی جہاز کے عقب میں کھڑا ہے۔ وہ ایک دم سے جہاز کی لمبی ٹانگوں کے پیچھے ہو گیا۔ اسے خلائی جہاز کے اندر دو آدمیوں کی باتیں کرنے کی دھیمی دھیمی آواز آ رہی تھی۔ پھر خلائی جہاز کا دروازہ کھلا اور ایک خلائی قزاق نیچے اترا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ایریل تھا۔ شاید وہ اپنے لیڈر سے ریڈیو سگنل پر رابطہ قائم کرنا چاہتے تھے۔

خلائی قزاق جونہی جہاز کی سیڑھی سے اتر کر ایک طرف چلنے لگا۔ تھیوسانگ لپک کر اس کے پاس گیا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا تھیوسانگ نے اس کی گردن پر اپنی انگلی لگا دی۔ یہ بھی بھتا سا بجن کر رہ گیا۔

تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ اب اس کے اندازے کے مطابق خلائی جہازیں صرف ایک ہی خلائی قزاق باقی رہ گیا تھا۔ تھیوسانگ ایک طرف ہو کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی جہاز کی سیڑھی پر نمودار ہوا۔ وہ اپنے ساتھی کو آواز دے رہا تھا۔ جب وہ ایک طرف کو بڑھا تو تھیوسانگ پیچھے سے نکل آیا۔ اس

خلائی قزاق کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے پانچ خلائی قزاقوں کا ہو چکا تھا۔ تھیوسانگ لپک کر کیٹی کے پاس گیا۔ اب تھیلی میں چھ خلائی قزاق انگوٹھے جتنے سائز کے ہو کر بند پڑے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے واپس چلے جانا چاہیئے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"جب تک ہم خلائی جہاز کی تلاشی نہیں لے لیتے ہمیں یہاں سے نہیں جانا چاہیئے۔ کوئی پتہ نہیں کہ اندر کوئی اور خلائی قزاق موجود ہو۔ اگر ایک بھی خلائی قزاق باقی رہا تو ہماری زندگیاں خطرے میں رہیں گی۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی اور تھیوسانگ خلائی جہاز کی طرف بڑھے۔

خلائی جہاز ان کے لیے کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ وہ اس قسم کے خلائی جہازوں میں بہت سفر کر چکے تھے۔ تھیوسانگ تو خلائی جہازوں کا باقاعدہ انجینئر تھا۔ وہ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتے خاموشی سے خلائی جہاز میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک جدید قسم کا خلائی جہاز تھا۔ جس کا سارا انتظام کمپیوٹر کے ذریعے چلتا تھا۔ تھیوسانگ اس جدید مشینری سے خوب واقف تھا۔ اس لیے اشارے سے کیٹی کو خاموش رہنے کو کہا اور پھر ایک بند کیبن کے پاس جا کر کان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا کر سُننے لگا۔ اسے ایسا لگا تھا کہ جیسے اندر کوئی شے زور زور سے سانس لے رہی ہے۔ تھیوسانگ نے غور سے سنا۔ اندر سے اب تیز سیٹی کی آواز آنے لگی دروازہ باہر سے بند تھا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"اندر کوئی شے ہے۔ تم جہاز سے نیچے اتر جاؤ۔"

کیٹی بولی۔

"کوئی خطرہ مول نہ لینا تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔ کہ وہ اس جہاز کی کسی بھی خطرناک شے کو باقی نہیں رکھنا چاہتا کیونکہ یہ ان کے لیے بھی خطرے کا باعث بن سکتی ہے۔ کیٹی جہاز سے نیچے اتر گئی۔ تھیوسانگ نے دروازہ کو کھول دیا۔ اندر سے ایک بہت بڑے چمگادڑ کی شکل کی ایک بلا شور مچاتی سیٹیاں بجاتی چیخوں چیختی تھیوسانگ کی طرف بڑھی۔

تھیوسانگ چمگادڑ

تھیوسانگ تیزی سے پیچھے پلٹا۔

یہ چمگادڑ کی شکل کی بلا اپنے لمبے لمبے چھتریوں ایسے بازو پھیلاتی تھیوسانگ پہ حملہ آور ہوئی۔ تھیوسانگ بھاگ کر کاک پٹ میں آگیا۔ اس نے فوراً جہاز کے سٹارٹر کے بٹن کو دبا دیا۔ جہاز کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ چھ خلائی قذاقوں کی ٹیلی وہیں کاک پٹ میں ہی پڑی تھی۔ چمگادڑ بلا نے زور سے اپنے پَر مار کر کاک پٹ کا شیشہ توڑ دیا۔

تھیوسانگ نے سامنے والی سکرین کو کھولا اور باہر چھلانگ لگا دی۔ وہ دھڑام سے نیچے ریت پر گر پڑا۔ جہاز کے راکٹ فائر ہو گئے۔ جہاز نے اوپر اُٹھنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ دن کی روشنی میں تھیوسانگ اور کیٹی اسے دیکھتے رہے۔ کیٹی نے گھبرا کر پوچھا

"اندر کیا تھا کیبن میں؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

"کچھ نہ پوچھو۔ وہ کوئی خلائی بلا تھی۔"

وہ جہاز کو بلند ہوتا دیکھ رہے تھے۔ جہاز زمین سے ایک ہزار فٹ بلند ہو چکا تھا کہ اچانک انہوں نے دیکھا کہ خلائی جہاز کے ٹوٹے ہوئے شیشے والی کھڑکی میں سے چمگادڑ ایسی خلائی بلا نے باہر چھلانگ لگا دی اور وہ فضا میں اپنے لمبے لمبے پر پھیلا کر پرواز کرنے لگی۔ تھیوسانگ نے چلا کر کہا۔

"کیٹی اس پہاڑی کی طرف بھاگو۔ یہ بلا جہاز سے باہر آ گئی ہے۔"

خلائی جہاز دیکھتے دیکھتے آسمان کی بلندیوں میں ستارا سا بن گیا۔ اور پھر ایک دھماکے سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گیا۔ مگر اس کی خلائی بلا ابھی تک فضا میں پرواز کر رہی تھی اور اب وہ اس طرف جھپٹا لگا کر آ رہی تھی جدھر کیٹی اور تھیوسانگ پہاڑی میں چھپے ہوئے تھے۔ کیٹی نے گھبرا کر کہا۔

"یہ بلا کم بخت ہماری طرف آ رہی ہے تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس غار میں بھاگو۔ یہ ہمیں ہلاک نہیں کر سکتی مگر یہ زمین پر تباہی پھیلا سکتی ہے۔ ہمیں اس کو بھی ختم کرنا ہوگا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بھاگ کر غار میں گھس گئے۔ کیٹی نے کہا۔

"کیا معلوم اس خلائی بلا کا حملہ ہمارے جسموں میں آگ لگا دے۔ یہ خلائی مخلوق ہے۔ اس کے اثر سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہم محتاط رہیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ ابھی ہمیں۔ اس سے چھپنا ہے کیونکہ اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"ممکن ہے وہ ہمارے جسم کی حرارت کے سگنل محسوس کر رہی ہو۔"

تھیوسانگ بولا۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ادھر آؤ۔ ادھر نیچے تہہ خانہ بنا ہوا ہے۔"

دونوں غار کے اندھیرے تہہ خانے میں جا کر چھپ گئے۔ ان کے کان باہر کی آوازوں پر لگے ہوئے تھے۔ کچھ دیر تک انہیں باہر سیٹوں کی باریک آوازیں آتی رہیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔

کیٹی نے کہا۔

"وہ خلائی بلا چلی گئی ہے۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیوسانگ نے گہرا سانس لیا اور بولا۔

"کیٹی یہ بہت بُری بات ہوتی ہے۔ اس خلائی بلا کو خلائی جہاز کے ساتھ ہی تباہ ہو جانا چاہیے تھا۔ اب معلوم نہیں یہ اس دنیا کے لوگوں پہ کیا قیامت ڈھائے۔ ہمارا فرض ہو گیا ہے کہ لوگوں کو اس خلائی بلا سے نجات دلائیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو کچھ نہ کہے اور اوپر خلا کی طرف نکل جائے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر ابھی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال یہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس خلائی بلا نے مجھ پر حملہ ضرور کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے ہر شخص کو جو سامنے آئے تباہ کرنا چاہتی ہے۔"

کیٹی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے وہ ہمیں اس لیے ہلاک کرنا چاہتی ہو۔ کہ ہم خلائی جہاز کے اندر موجود ہیں اور وہ ہمارے خلائی جسموں کے سگنل وصول کر رہی ہو جبکہ دوسرے انسانوں کے جسم سے اس قسم کے سگنل کی لہریں خارج نہیں

ہوتیں۔ چنانچہ ممکن ہے وہ دوسری مخلوق خدا کو کچھ نہ کہے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ بہرحال ہمیں اس خلائی بلا سے غافل نہیں رہنا ہوگا۔ آؤ اب واپس چلتے ہیں۔ محل میں شاہی نجومی ہمیں نہ پا کر پریشان ہو رہا ہوگا۔"

دونوں غار سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے اوپر آسمان پر نگاہیں دوڑائیں۔ آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ اور خلائی بلا کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ کیٹی بولی۔

"ابھی تو وہ بلا دفع ہو گئی ہے۔"

دونوں محل کی طرف روانہ ہو گئے۔

دن کافی نکل آیا تھا۔ ان دونوں کو نہ پا کر واقعی شاہی نجومی پریشان تھا۔ اسے کیا معلوم کہ وہ خلائی مخلوق کو ——— ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر کے آ رہے ہیں۔ مگر ایک بلا ابھی تک دنیا کے انسانوں پر خطرہ بن کر منڈلا رہی ہے تھی۔ جس کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا تھیوسانگ نے پختہ عزم کر رکھا تھا۔ شاہی نجومی نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"تم لوگ کہاں چلے گئے تھے؟ بادشاہ سلامت بھی بڑے پریشان تھے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم سیر کرتے صحرا میں راستہ بھول گئے تھے۔"
شاہی نجومی نے اِن دونوں کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور بولا۔

"اس خلائی جہاز کی تیاری میں ابھی اور کتنے دن لگ جائیں گے؟ بادشاہ سلامت خلائی سیارے پر حملہ کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"بس دو تین دن کی بات ہے۔ خلائی جہاز تیار ہوگا۔ پھر چاہے خلا کے سارے سیاروں پر حملہ کر دینا۔"
شاہی نجومی بادشاہ کو اطلاع دینے چلا گیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اکیلے رہ گئے تو کیٹی نے کہا۔
"کیسے احمق لوگ ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ خلا کیا ہے خلا میں موجود سیارے کیا ہیں۔ اِن کی مخلوق کیا ہے اور ان پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"
تھیوسانگ خاموش رہا۔ وہ خلائی بلا کی وجہ سے پریشان تھا۔ کہنے لگا۔
"ہمیں کچھ دیر مزید یہاں رُک کر دیکھنا ہوگا کہ خلائی بلا یہاں واپس تو نہیں آتی۔"
کیٹی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں تھیوسانگ اب ہم مزید یہاں نہیں رہ سکتے۔ ہمیں ناگ عنبر ماریا کو بھی تو تلاش کرنا ہے۔ آخر ہم یونہی کب تک یہاں پڑے رہیں گے۔ کوئی خلائی بلا اب یہاں نہیں آئے گی۔ ہمیں آج رات ہی یہاں سے [illegible] ہو جانا چاہیئے۔"
تھیوسانگ نے سر کھجاتے ہوئے اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔ دُور دُور تک چھائے ہوئے تھے۔ اور خلائی بلا کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ آخر اس نے بھی یہی سوچا کہ یہاں سے نکل ہی جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے کیٹی کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا کہ آج [illegible] رات کو وہ محل سے کوچ کر جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے تھیوسانگ نے شام ہی کو دو گھوڑے لا کر اپنے محل کے پیچھے باغ میں باندھ دیئے تھے۔ رات کو انہوں نے شاہی نجومی کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر سونے کا بہانہ کر کے واپس اپنے محل میں آ گئے۔ تھیوسانگ نے جیب سے ننھی سی خلائی گن نکال کر کیٹی کو دکھائی [illegible] سے پوچھا۔
"یہ تم نے کہاں سے حاصل کی تھیوسانگ؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"یہ خلائی لیڈر کی خلائی گن ہے۔ میں نے اسے اپنے جیب میں رکھ لیا تھا۔ اب میں اسے بڑا کرتا ہوں۔ یہ سفر میں

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

ہمارے کام آسکتی ہے۔"

اور تھیوسانگ نے ننھی سی خلائی گن کو اپنی سیدھی انگلی سے چھوا۔ گن عام پستول کے سائز جتنی ہو گئی۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جو اس زمانے میں کسی کے پاس نہیں تھی۔ آج سے سات آٹھ ہزار سال پہلے کوئی اس قسم کی خلائی گن کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے خلائی گن کو غور سے دیکھا۔ اس میں سے لیزر کی شعاع نکلتی تھی۔ وہ بولا۔

"یہ گن کم از کم ایک برس تک ہمارے کام آسکتی ہے۔ اس کے بعد اس میں نئے پرزے کو لگانا پڑے گا۔ جو ظاہر ہے ہم نہیں لگا سکیں گے۔ پھر یہ گن بے کار ہو گی۔ مگر ایک برس تک ہم اس سے خطرے کے وقت کام لے سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ اور کیٹی بابل سے فرار ہونے کے لیے بالکل تیار تھے۔ جب رات آدھی گزر گئی تو وہ کمرے سے نکل کر نیم روشن راہ داری میں سے ہوتے ہوئے محل کے عقبی باغ کی طرف بڑھے۔ باغ میں ان کے گھوڑے موجود تھے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کا رُخ شہر کے دروازے کی طرف کر دیا۔ اس وقت شہر کا دروازہ بند تھا۔ ایک سپاہی وہاں پہرہ دے رہا تھا۔ تھیوسانگ اور کیٹی کو گھوڑوں پر آتے دیکھ کر

سپاہی نے انہیں روک دیا اور پوچھا کہ وہ کون ہیں اور اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہیں۔ تھیوسانگ بولا۔

"ہم مسافر ہیں۔ بابل سے ملک مصر جا رہے ہیں۔ رات کو سفر کرنا چاہتے ہیں تاکہ سورج نکلنے سے پہلے پہلے کافی سفر طے کر لیں۔"

سپاہی نے کہا۔

"مجھے تمہاری تلاشی لینی ہو گی۔ یا تمہارے پاس کوئی اگر قابل اعتراض شے ہے تو خود ہی دکھا دو۔"

تھیوسانگ نے جیب سے خلائی گن نکال کر سپاہی کو دکھائی اور کہا۔

"ہمارے پاس سوائے اس گن کے اور کچھ نہیں ہے۔"

سپاہی گن کو حیرانی سے دیکھنے لگا۔ بولا "یہ کیا ہے؟" تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیٹی تم ہی اسے بتاؤ کہ یہ کیا ہے؟" تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیٹی نے سپاہی سے کہا۔

"یہ ایک گن ہے۔ میرا مطلب ہے ایک آلہ ہے۔ جس میں پانی کھینچ کر بھر لیا جاتا ہے اور پیاس لگے تو پی لیتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی خوش ہو کر بولا۔

"پھر یہ گن میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تم جاؤ"

تھیوسانگ بھلا خلائی گن اس احمق کے حوالے کیسے کر سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"بھائی یہ تمہارے کس کام کی نہیں ہے۔ ہم صحرا میں سفر کرنے والے ہیں۔ ہمیں اس کی ضرورت پڑے گی یہ ہمارے پاس ہی رہنے دو"

سپاہی نے کہا۔

"اگر تم اسے اپنے پاس رکھو گے تو میں تمہیں شہر سے نکلنے کی اجازت نہیں دوں گا"

تھیوسانگ نے اپنی خلائی زبان میں کیٹی سے کہا۔

"اب اس سے پیچھا چھڑانا ہی پڑے گا"

"یہ تم کس زبان میں بات کر رہے ہو؟" سپاہی نے پوچھا۔

تھیوسانگ گھوڑے سے اترآیا اور بولا۔

"بھائی یہ تمہاری گردن پر کیا ہے؟"

سپاہی نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر کہا "کچھ بھی نہیں ہے"

تھیوسانگ نے کہا "مجھے ایک کیڑا رینگتا نظر آرہا ہے۔ ٹھہرو میں اسے اتارتا ہوں۔ تم ہلنا مت۔ یہ بڑا خطرناک کیڑا ہے" اور تھیوسانگ نے

کیڑا اتارنے کے بہانے سپاہی کی گردن پر اپنی سیدھی انگلی رکھ دی۔ سپاہی ایک سیکنڈ میں چھوٹا سا ہو کر رہ گیا۔ وہ اچھلنے کودنے اور شور مچانے لگا۔ کیٹی نے کہا۔

"اسے شہر سے باہر لے جا کر چھوڑ دیتے ہیں"

تھیوسانگ نے ننھے سے انگوٹھے جتنے سپاہی کو اٹھا لیا اور بولا۔

"اچھا خیال ہے"

تھیوسانگ نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گھوڑوں سمیت شہر کے دروازے سے باہر نکل آئے۔ پھر گھوڑوں پہ سوار ہو کر انہیں دوڑاتے ہوئے جب شہر سے کافی دور صحرا میں آ گئے تو تھیوسانگ نے گھوڑا روک لیا اور بولا۔

"اب غریب سپاہی کو آزاد کر دینا چاہیئے"

"اچھا خیال ہے" کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

تھیوسانگ نے جیب میں سے انگوٹھے جتنے سائز کے سپاہی کو باہر نکال کر زمین پہ رکھ دیا۔ پھر اس کی گردن سے اپنی سیدھے ہاتھ کی انگلی لگائی تو وہ ایک دم سے پورے مرد کے سائز کا ہو گیا۔ وہ سخت گھبرایا ہوا تھا۔ وہ دہشت بھری نظروں سے کبھی اپنے جسم کو اور کبھی تھیوسانگ کیٹی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ چیخ مار کر صحرا میں شہر کی طرف اٹھ دوڑا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوڑتے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ خوامخواہ
ایک بے قصور انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹھگنا سا بنا کر
چھوڑ دیا جائے۔

وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور صحرا کی ابر آلود یعنی بادلوں بھری
رات میں اپنا سفر شروع کر دیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہوں
نے اپنے گھوڑوں کی رفتار اور تیز کر دی۔ وہ صبح ہونے سے
پہلے پہلے بابل شہر سے کافی دُور نکل جانا چاہتے تھے۔ کیونکہ ممکن تھا
کہ صبح انہیں غائب پا کر بادشاہ کے سپاہی اِن کی تلاش میں
نکل کھڑے ہوں۔ تھیوسانگ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا کسی وقت
تشویش کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ اسے خلائی بلا کا بڑا
خطرہ لگا ہوا تھا۔ مگر ابھی تک وہ ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ بابل
سے ملک یونان بہت دُور تھا۔ اس حقیقت کا تھیوسانگ اور
کیٹی دونوں کو احساس تھا۔ رات ڈھلنے لگی تھی کہ انہوں نے ایک جگہ
ویران پہاڑیوں میں گھوڑوں کو روک لیا۔ یہاں ایک ندی بہہ رہی تھی۔
انہوں نے گھوڑوں کو پانی پلایا۔ کیٹی نے کچھ سوچتے ہوئے تھیوسانگ
سے کہا۔

"تھیوسانگ میرا نہیں خیال کہ عنبر ناگ ماریا ہمیں ملک یونان
میں ملیں۔ ویسے بھی یہ ملک یہاں سے بہت دور ہے
اور ہمیں سمندری جہاز میں بھی سفر کرنا پڑے گا۔"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"پھر تم کیا مشورہ دیتی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔

"میرا تو دل کہتا ہے کہ ہمیں افریقہ کی طرف رُخ کرنا چاہیئے
بہت ممکن ہے کہ افریقہ میں ہماری عنبر ناگ ماریا سے ملاقات
ہو جائے۔"

تھیوسانگ تھوڑی دیر کے لیے سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"مجھے تمہارے دل پر اعتبار ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم یونان
کی بجائے افریقہ کی طرف چلتے ہیں افریقہ یہاں سے زیادہ
دور نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اگر ہم اسی طرح سفر کرتے
رہے تو کل رات افریقہ کی سرحد پر پہنچ جائیں گے۔"

گھوڑے پانی وغیرہ پی کر پھر سے تازہ دم ہو گئے تھے۔ وہ
دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ کیٹی نے کہا۔

"دیکھ لو وہ خلائی بلا ابھی تک نمودار نہیں ہوئی۔ اب
وہ کبھی نہیں آئے گی۔ وہ ضرور خلا کی طرف نکل گئی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"وہ خلا کی طرف نہیں جا سکتی کیٹی۔ خلا میں وہ صرف
خلائی جہاز کے اندر رہ کر ہی سفر کر سکتی ہے۔ باہر
کھلی فضا میں وہ خلا میں پہنچتے ہی پھٹ جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کہنے لگی۔

"بہرحال خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک تو اُس سے نجات مل چکی ہے۔ آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اب تو ہمارے پاس خلائی گن بھی ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ تمہیں پہلے اس کا خیال نہیں آیا۔ یہ گن تو اس وقت بھی تمہاری جیب میں تھی جب خلائی بلا نے پہاڑیوں میں ہمارا پیچھا کیا تھا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"خیال ہی نہیں آیا۔ اصل میں خلائی بلا اس قدر اچانک نمودار ہوئی تھی کہ میں کچھ سوچ ہی نہ سکا۔"

اس طرح باتیں کرتے وہ ساری رات سفر کرتے رہے۔ صبح ہو گئی۔ صحرا میں آہستہ آہستہ روشنی ہونے لگی۔ بادل چھٹ گئے تھے۔ تھوڑی دیر میں دھوپ چمکنے لگی اور سارا صحرا روشن ہو گیا۔ گرمی بڑھنے لگی تھی مگر کیٹی اور تھیوسانگ کو نہ تو گرمی لگتی تھی اور نہ ہی تھکن ہی ہوتی تھی۔ البتہ اُن کے گھوڑے ضرور تھک گئے تھے۔ اور انہیں بھوک بھی لگی تھی لیکن وہاں دُور دُور تک پانی اور گھاس کا نشان تک نہ تھا۔

وہ تین چار کوس ہی گئے ہوں گے کہ انہیں ایک جگہ درختوں کا جھنڈ نظر آیا۔ یہ کوئی نخلستان تھا جہاں ایک ٹھنڈے پانی کا چشمہ بہہ

رہا تھا۔ اور وہاں ہری بھری جھاڑیاں بھی تھیں۔ انہوں نے وہاں گھوڑوں کو چرنے اور پانی پینے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔ ابھی انہیں وہاں بیٹھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ فضا میں سیٹی کی آوازیں گونجنے لگیں۔ تھیوسانگ نے چونک کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اور کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! یہ خلائی چمگادڑ کی آواز ہے۔ درختوں کے نیچے چھپ جاؤ۔"

ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک دم سے خلائی چمگادڑ اپنے بڑے بڑے پَروں کو پھیلائے اِن کے سروں کے اوپر آگیا۔ تھیوسانگ کو اور کچھ نہ سوجھا۔ اس نے خلائی گن سے اس پر فائر کر دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ خلائی چمگادڑ کے جسم میں آگ لگ گئی۔ اس کے حلق سے ایک تیز اور بھیانک چیخ بلند ہوئی اور وہ تھیوسانگ کے اوپر آن گرا۔ تھیوسانگ اپنی جگہ سے اچھلا۔ کیٹی کی چیخ نکل گئی۔ خلائی گن اس کے ہاتھ سے اچھل کر دُور جا گری۔ کیٹی تھیوسانگ کو بچانے دوڑی مگر وہ وہاں آگ کے شعلے ہی شعلے تھے۔ خلائی چمگادڑ کا جسم دھڑا دھڑ آگ میں جل رہا تھا۔ کیٹی نے چیخ چیخ کر تھیوسانگ کو پکارا۔ آگ کیٹی کو جلا سکتی تھی۔ وہ قریب نہیں جا رہی تھی۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ آگ سے تھیوسانگ مر نہیں سکتا۔ پھر بھی اس نے آگ پر قابو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈالنی شروع کر دی۔

خلائی چمگادڑ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ آگ بجھ گئی تھی۔ مگر تھیوسانگ وہاں نہیں تھا۔ کیٹی پریشان ہو گئی۔ اس نے درخت کی شاخ سے راکھ کے ڈھیر کو ہلایا تو اس میں سے تھیوسانگ کی ایک سی آواز آئی۔ کیٹی کا دل خوف سے اُچھل کر دھڑک اُٹھا۔ تھیوسانگ وہاں نہیں تھا مگر یہ اس کی آواز کہاں سے آ رہی تھی؟ کیٹی نے راکھ کو کُریدتے ہوئے تھیوسانگ کو آواز دی تو اس کی وہی باریک سی آواز آئی۔

"کیٹی! میں راکھ کے اندر ہی ہوں۔ مجھے باہر نکالو۔"

کیٹی نے راکھ کو مزید کریدا تو یہ دیکھ کر خوف سے کانپ اُٹھی کہ اس میں سے تھیوسانگ پھڑپھڑاتا ہوا باہر آ گیا۔ تھیوسانگ — چھوٹا سا چڑے کے بچے ایسا چمگادڑ بن چکا تھا۔ اس کا سارا جسم چمگادڑ کا تھا مگر چہرہ تھیوسانگ کا تھا۔ کیٹی نے غم سے نڈھال ہو کر کہا۔

"تھیوسانگ بھائی یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

تھیوسانگ نے چمگادڑ ایسی باریک آواز میں کہا۔

"کیٹی! خلائی چمگادڑ نے مرنے کے ساتھ مجھے اس شکل میں تبدیل کر دیا ہے۔"

کیٹی نے رونکھی آواز میں کہا۔

"میں تمہیں اصلی شکل میں کیسے لاؤں تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"کیٹی! اگر تم گھبراؤ گی تو کچھ نہیں ہو گا۔ حوصلے سے کام لو۔ میرے اندر خلائی چمگادڑ نے موت کے ساتھ ہی کیمیکل تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ میرا چہرہ تو اپنا ہی رہا ہے مگر باقی کا جسم چمگادڑ کا بن گیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"کیا تم انگلی اپنے جسم پر لگا کر اپنے آپ کو ٹھیک نہیں کر سکتے؟"

"نہیں کیٹی۔" تھیوسانگ نے کہا۔ "میں اگر ایسا کر سکتا تو کب کا کر چکا ہوتا۔ میری انگلی کی تاثیر بھی ختم ہو چکی ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر مجھے اب کیا کرنا چاہیئے۔ مجھ سے تیری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔"

تھیوسانگ اپنی باریک آواز بولا۔

"ابھی تک میں خود بھی نہیں جانتا کہ میں کیسے پہلے والی حالت میں آ سکتا ہوں۔ لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہمت ہار دو۔ جب انسان مصیبت

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کو سامنے دیکھ کر ہمت ہار دیتا ہے۔ تو وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ تم مجھے اپنے ساتھ رکھو اور ملک افریقہ میں داخل ہو جاؤ۔ خدا کا شکر ہے کہ خلائی چمگادڑ ہمیشہ کے لیے مر گیا ہے۔ اس نے مجھے جاتے جاتے ضرور نقصان پہنچا دیا ہے مگر اب وہ کسی دوسرے انسان کو کچھ نہیں کہہ سکے گا۔ دوسرے انسان اس کی تباہی سے بچ گئے ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"کاش ہم اس خلائی جہاز میں نہ جاتے۔"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"نہیں کیٹی! دنیا کو ان خلائی قزاقوں سے نجات دلانے کے لیے خلائی جہاز میں ہمارا جانا بہت ضروری تھا۔ ہم نے جو کچھ کیا۔ ٹھیک کیا۔ اب بھی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میری مشکل کا بھی کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ تم خدا کا نام لے کر افریقہ کے علاقے میں داخل ہو جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ عنبر ناگ ماریا سے یہاں ضرور ملاقات ہو جائے گی۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"کیا تم میری خوشبو محسوس کر رہے ہو؟"

تھیوسانگ بولا۔

"نہیں۔ مجھے تمہاری کیا بلکہ کوئی خوشبو بھی محسوس نہیں ہو رہی۔ ہاں۔ میں زمین کے اندر کافی دور تک دیکھ سکتا ہوں۔ مثلاً جہاں میں اس وقت بیٹھا ہوں وہاں میں زمین کے اندر سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل نیچے آگ ہی آگ اور بھڑکتے ہوئے لاوے کو دیکھ رہا ہوں کہ اس بھیانک آگ میں بڑی بڑی چٹانیں پانی کی طرح پگھل رہی ہیں۔"

کیٹی یہ سن کر حیران رہ گئی۔ کہنے لگی۔

"تھیوسانگ! تم نے عجیب بات کہی ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ کیونکہ آج تک کسی زندہ انسان کی آنکھ زمین کے ہزاروں میل نیچے نہیں دیکھ سکتی تھی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"یہی میں بھی دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں۔ اس جگہ مجھے زمین کے اندر آگ ہی آگ نظر آ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کسی جگہ زمین کے نیچے دریا اور سمندر ٹھاٹھیں مارتا دکھائی دے۔"

کیٹی نے تھیوسانگ کو اٹھا کر اپنی مٹھی میں لے لیا اور بولی۔

"تمہیں اس حالت میں مجھے دیکھ کر رونا آ رہا ہے تھیوسانگ؟"

COURTESY WWW.PAKISTANIBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"کیٹی! عقل سے کام لو۔ ہم جس طویل سفر پر نکلے ہوئے ہیں۔ اس میں اس قسم کے حادثات پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ تم ان باتوں کو بھول جاؤ اور افریقہ کے علاقے میں داخل ہو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔"

کیٹی نے تھیوسانگ کو اپنی قمیض کی جیب میں بڑی احتیاط سے رکھ لیا۔ ایک گھوڑے کو وہیں رہنے دیا۔ دوسرے گھوڑے پر بیٹھی اور دور نظر آتے افریقہ کے جنگل کی طرف روانہ ہو گئی۔

○

اب ہم کیٹی اور تھیوسانگ کو اسی جگہ سفر پر چھوڑتے ہیں۔ اور خود عنبر ناگ اور ماریا کی طرف چلتے ہیں۔ عنبر ناگ ماریا بہت دن پہلے اسی راستے سے کیٹی اور تھیوسانگ کی تلاش میں ملک افریقہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس زمانے میں افریقہ کے اتنے ملک نہیں بنے تھے۔ افریقہ آج سے ہزاروں پہلے تین حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ ایک شمالی حصہ، ایک درمیانی حصہ، ایک جنوبی حصہ۔ شمالی حصے میں کافی علاقہ صحرائی تھا۔ یہاں صرف ایک ہی ملک تھا۔ جس کا نام ایتھوپیا تھا۔ درمیانی حصہ جنگلوں اور دلدلوں سے بھرا ہوا تھا۔ جبکہ جنوبی حصہ

میں کہیں صحرا اور کہیں جنگل اور خشک چٹانوں کے سلسلے پھیلے ہوئے تھے۔ اس حصے میں سونے اور تانبے اور ہیرے جواہرات کی کانیں بھی تھیں۔ جنوبی حصے میں نماشکر نام کا ایک بہت بڑا جزیرہ ساحل کے قریب ہی آباد تھا۔ عنبر ناگ اور ماریا افریقہ میں داخل ہونے کے بعد سفر کرتے ہوئے سب سے پہلے شہر ایتھوپیا میں آ گئے۔ اس شہر میں بربر اور مور نسل کے لوگ آباد تھے۔ ان پر ایک سیاہ فام حبشی نسل کا بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ جس کا شہر کے وسط میں قلعے کے اندر شاندار محل تھا۔ اس قلعے میں سوائے بادشاہ کے امرا درباریوں اور فوج کے کسی اور کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ اس بادشاہ کا جنگل کی پہاڑیوں میں ایک ایسا قلعہ بھی ہے جس پر اس بادشاہ کے حکم سے بھوت پہرہ دیتے ہیں اور کبھی کبھی اس قلعے کے اندر سے کسی کے رونے کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔

اس قسم کی بہت ہی ہوش ربا کہانیاں عنبر ناگ ماریا نے شہر کی سرائے میں رہ کر سنیں تو ماریا بولی۔

"کیوں نہ اس پراسرار قلعے کی سیر کی جائے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کیٹی اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے ابھی ہمیں اس شہر میں رہ کر انہیں تلاش کرنا چاہیئے۔ اگر یہاں ان کا کوئی کھوج نہ لگا تو پھر اس پُراسرار قلعے میں بھی جاکر دیکھ لیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"مگر لوگ تو کہتے ہیں کہ وہاں بھوت پہرہ دیتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"ارے یار ہم سے زیادہ خوفناک بھوت اور کون ہوگا۔"

رات سرائے میں آرام کرنے کے بعد عنبر ناگ ماریا دن نکلنے پر شہر کی سڑکوں پر نکل آئے۔ اگر انہیں اس شہر میں سے کیٹی اور تھیو سانگ کی خوشبو ابھی تک نہیں آئی تھی لیکن وہ اس لیئے بھی ان کی کھوج میں لگے ہوئے تھے کہ کبھی کبھی کسی طلسم کی وجہ سے بھی جسم سے خوشبو کی لہریں نکلنا بند ہو جاتی ہیں۔ عنبر اور ناگ سوداگروں کے لباس میں تھے اور ماریا غائب تھی۔ وہ غیبی ۔ ۔ میں ہی ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

شہر کی سڑکوں پر بڑی رونق تھی۔ دیس دیس اور ملک ملک

کے تاجر وہاں اپنا مال فروخت کرتے نظر آرہے تھے۔ دکانیں سامان سے بھری ہوئی تھیں۔ حبشی عورتیں خرید و فروخت کر رہی تھیں۔ عنبر نے ایک سپیرے کو دیکھا کہ گلے میں سانپ ڈالے لوگوں کو تماشہ دکھا رہا ہے۔ اس نے ناگ سے کہا۔ دیکھو ناگ اس کے پاس سرخ رنگ کا سانپ ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ویران محل کی آواز

ناگ نے دیکھا۔ سپیرے کی گردن میں سرخ رنگ کا سانپ تھا۔
سرخ رنگ کا سانپ عام طور پہ سمندر کی گہرائیوں میں پایا جاتا
ہے۔ اور بہت کم اوپہ زمین پہ آتا ہے۔ ناگ نے کہا۔
"یہ سپیرا سرخ سانپ کہاں سے لے آیا ہے عنبر!
سرخ سانپ تو گہرے سمندر کی تہہ میں ہوتا ہے"
عنبر نے کہا۔
"ہو سکتا ہے اس نے سمندر کے نیچے جا کر سانپ
کو پکڑا ہو"
ماریا نے ہنس کر کہا۔
"جتنی گہرائی میں سرخ سانپ ہوتا ہے وہاں تک کوئی
انسان نہیں جا سکتا۔ بے شک ناگ سے پوچھ
لو"
عنبر نے ناگ سے پوچھا۔
"کیا ماریا ٹھیک کہتی ہے ناگ"

ناگ بولا۔
"ہاں۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے۔ کیونکہ جس گہرائی
میں یہ سرخ سانپ رہتا ہے وہاں پانی کا دباؤ اتنا
شدید ہوتا ہے کہ لوہے کا ڈھلا بھی اگر وہاں رستی
کی مدد سے اتارا جائے تو وہ پچک کر رہ جائے"
عنبر نے تعجب سے کہا۔
"تو پھر یہ سپیرا سرخ سانپ کہاں سے لے آیا؟"
ماریا بولی۔
"ہو سکتا ہے یہ سانپ خود ہی سطح سمندر پہ آ گیا ہو
اور سپیرے نے اسے پکڑ لیا ہو"
عنبر بولا۔
"بھئی اب تو اس سپیرے سے معلوم کرنا ہی پڑے
گا کہ اس نے یہ سانپ کہاں سے پکڑا ہے۔ آؤ اس
سے پوچھتے ہیں"
سپیرا گلے میں سرخ سانپ ڈالے دوسرے سانپوں کا
تماشہ دکھا رہا تھا۔ لوگ اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔ جونہی ناگ
وہاں پہنچا۔ سارے سانپ ہوشیار ہو گئے۔ انہوں نے ناگ
دیوتا کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ ناگ کو معلوم تھا کہ ابھی سارے
کے سارے سانپ اس کے سامنے آ کر سجدے میں گر پڑیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گے اور اس کا راز کھل جائے گا۔ جبکہ ناگ نہیں چاہتا تھا کہ وہاں کسی پر یہ ظاہر ہو کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک طرف ہو کر سانپ کی باریک سیٹی ایسی زبان میں سانپوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں ناگ دیوتا تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم جہاں پر ہو وہاں پر رہو اور ہرگز ہرگز میرے سامنے آ کر سجدہ نہ کرو۔ میں یہاں کسی کو نہیں بتانا چاہتا کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔"

سانپوں نے ایک ہی آواز میں کہا۔

"جو حکم حلیم ناگ دیوتا کا"

اب ناگ نے سپیرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی یہ سرخ سانپ تم نے کہاں سے پکڑا ہے؟"

سب لوگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ عنبر نے آہستہ سے ناگ سے کہا۔

"غصہ مت دکھانا ناگ۔ ایک بار پھر اس سے معلوم کرو۔"

ناگ نے سپیرے سے کہا۔

"بھائی میں نے آج تک سرخ سانپ نہیں دیکھا تھا اس لیے تم سے پوچھ بیٹھا تھا۔ تم تو مذاق ہی کرنے

لگے ہو"

سپیرا ایک تجربہ کار ادھیر عمر کا مگر مضبوط جسم کا آدمی تھا۔ اس نے کہا۔

"میاں تمہیں کیا پتا کہ سرخ سانپ کہاں ہوتا ہے اور کیسے پکڑا جاتا ہے۔ ابھی میرے دھندے کا وقت ہے۔ میری روزی میں لات نہ مارو۔"

اور وہ لوگوں کو تماشہ دکھانے لگا۔ ماریا ان کے قریب ہی تھی۔ اس نے عنبر کہا۔

"یہ تماشہ دکھائے پھر پوچھیں گے؟"

ناگ نے کہا۔

"ضرور پوچھنا ہے۔ میں خود سانپ سے پوچھ لیتا ہوں؟"

ماریا بولی۔

"وہ تو تم پوچھ سکتے ہو۔ مگر میں چاہتی ہوں کہ سپیرے سے پوچھو۔ دیکھیں یہ کیا کہتا ہے۔ ذرا مزا ہی رہے گا"

ناگ مسکرا دیا۔

"تم بھی بعض اوقات بالکل بچہ بن جاتی ہو ماریا"

ماریا کی ہنسی کی آواز آئی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"بھئی ماریا ہمارے لیے بچی جیسی ہی تو ہے۔ اگر

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

وہ چاہتی ہے تو بھلا ہم اس کی چھوٹی سی بات
بھی پوری نہیں کر سکتے ؟
ناگ نے کہا۔
"میں نے کب انکار کیا ہے۔ مگر یہ سپیرا تو بڑا بد
دماغ آدمی ہے "
تھوڑی دیر بعد سپیرے نے تماشہ ختم کر دیا۔ لوگوں نے
اُسے پیسے دیئے۔ اور اپنی اپنی راہ لی۔ سپیرے نے بھی سانپوں
کو پٹاری میں بند کیا۔ پٹاری کو جھولے میں ڈالا۔ جھولے کو کاندھے
پر لٹکایا اور بین ہاتھ میں لے کر ایک طرف چل دیا۔ ناگ عنبر
اور ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ جب سپیرا ایک باغ کے
قریب پہنچا تو ناگ نے پیچھے سے آواز دے کر اسے روکا اور
کہا۔
"بھائی معاف کرنا۔ اصل میں میری اپنے دوست کے
ساتھ شرط لگ گئی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ یہ سرخ سانپ
سمندر میں رہتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں یہ خشکی کا
سانپ ہے۔ اور سرخ چٹانوں والے ملک میں رہتا
ہے۔ اب تم خود ہی بتا کر فیصلہ کرو کہ یہ سانپ
کہاں رہتا ہے۔ اور تم نے اسے کہاں سے پکڑا
تھا "

سپیرے نے اپنا سر تھام لیا۔ وہ وہیں بیٹھ گیا اور
بولا۔
"برخوردار لگتا ہے تم میرا پیچھا نہیں چھوڑو
گے بیٹھ جاؤ "
عنبر اور ناگ وہیں سپیرے کے پاس بیٹھ گئے۔ ماریا پاس
ہی کھڑی تھی۔
سپیرے نے کہا۔
"تم نے شرط کا کہا ہے تو میں تمہیں بتانے پر مجبور
ہو گیا ہوں۔ میرے عزیز۔ یہ سرخ سانپ جو میری
پٹاری میں بند ہے۔ یہ اصل میں سمندر کا ہی سانپ
ہے "
عنبر نے جلدی سے کہا۔
"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ یہ سمندری سانپ ہے۔
بس اب تم شرط ہار گئے ہو "
سپیرے نے کہا۔
"لیکن تمہارا دوست بھی سچ کہتا ہے۔ یہ سرخ سانپ
خشکی پہ بھی آکر رہ لیتا ہے۔ اور اس علاقے میں
چلا جاتا ہے جہاں سرخ چٹانیں ہوتی ہیں۔ وہاں اسے
چھپنے میں زیادہ آسانی ہوتی ہے "

COURTESY WWW.PAKFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔

"یہ سمندر کے نیچے کتنی گہرائی میں رہتا ہے؟"

سپیرا بولا۔

"کہتے ہیں کہ یہ سمندر کے نیچے اتنی گہرائی میں رہتا ہے۔ کہ وہاں تک کوئی انسان تو کیا سورج کی کرن بھی نہیں پہنچ سکتی۔"

عنبر نے کہا۔

"تو پھر تم نے ضرور اسے خشکی پر سے پکڑا ہو گا۔"

سپیرا مسکراتے ہوئے بولا۔

"نہیں میں نے اسے سمندر میں ہی پکڑا تھا۔"

ناگ نے کہا۔

"مگر تم تو کہتے ہو کہ جہاں یہ سانپ رہتا ہے وہاں تک کوئی انسان نہیں جا سکتا۔ پھر تم نے اسے وہاں سے کیسے پکڑ لیا؟"

سپیرا بولا۔

"بھائی جاؤ اپنی راہ لو۔ تمہیں ان باتوں سے کیا کہ میں نے سانپ کہاں سے پکڑا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"تم بتا دو گے تو ہماری معلومات میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور تو کوئی خاص بات نہیں۔"

سپیرے نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"بہ خوردار۔ اس راز کو یا میں جانتا ہوں اور یا یہ سرخ سانپ جانتا ہے کہ میں نے اسے کیسے پکڑا ہے۔ میں تمہیں بتاؤں گا نہیں۔ ہاں اگر سانپ سے پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو۔"

نادان سپیرے کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کس سے بات کر رہا ہے۔ عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ اور مذاق میں کہا۔

"دوست اگر سانپ سے پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو۔"

سپیرے نے ناگ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"بہ خوردار میرے سر نہ کھاؤ۔ تم ہزار بار بھی جنم لے کر اس دنیا میں آجاؤ تو سانپ سے نہیں پوچھ سکتے۔"

ناگ بڑے صبر سے کام لے رہا تھا۔ وہ جذبات میں نہیں آرہا تھا۔ اس نے سپیرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کب سے سانپوں کا دھندا کر رہے ہو؟"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

سپیرے نے ٹھٹک کر کہا۔
"تمہیں اس سے کیا؟"
ناگ نے کہا۔
"میرا مطلب یہ تھا کہ اگر میں سانپ سے پوچھ لوں اور وہ مجھے یہ بتا دے کہ تم نے اسے کہاں سے پکڑا ہے تو کیا تم میری شاگردی کرو گے؟"
سپیرے نے غصے سے ہاتھ کو جھٹکا اور کہا۔
"جاؤ بھاگ۔ کیوں مجھے پریشان کر رہے ہو۔ تم تو مجھے کوئی دیوانے لگتے ہو"
ناگ بولا۔
"تم کیا کرنے لگے ہو؟"
سپیرے نے سرخ سانپ کو گردن سے اتارتے ہوئے کہا۔
"سانپ کو پٹاری میں بند کر رہا ہوں اور کیا کروں گا تم بھی میری جان چھوڑو اب"
ناگ نے کہا۔
"مگر یہ سانپ تمہاری پٹاری میں نہیں جائے گا"

سپیرے نے چونک کر غصیلی آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔
"تم کون ہوتے ہو یہ کہنے والے۔ تم چاہتے لگتے ہو میرے سانپ کے؟"
عنبر ہنس رہا تھا۔ ماریا بھی پاس کھڑی دلچسپی سے یہ تماشا سن رہی تھی۔
ناگ نے کہا۔
"اچھا تو پھر سرخ سانپ کو پٹاری میں ڈال کر دکھاؤ"
سپیرے نے سرخ سانپ کو پکڑ کر پٹاری میں ڈالنا چاہا تو سانپ اس کے ہاتھ سے نکل کر زمین پر ایک فٹ کھڑا ہو گیا۔ اور پھن کھول کر پھنکارنے لگا۔ کیونکہ ناگ نے سانپ کی آواز میں اسے پٹاری میں جانے سے منع کر دیا تھا۔ سپیرا سمجھا کہ سانپ ضد کر رہا ہے۔ اس نے سانپ کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سانپ نے اسے ڈسنے کے لیے پھن مارا۔ سپیرا جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ بولا۔
"یہ پٹاری میں نہیں جائے گا، بلکہ اب یہ میرے پاس آ جائے گا"
ناگ نے سانپ کو اس کی مخصوص زبان میں اپنے پاس آنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا حکم دیا۔ سرخ سانپ سپیرے کی آنکھوں کے سامنے رینگتا ہوا ناگ کے پاس آیا اور پھر جھک کر اسے سلام کرنے لگا۔ سپیرا کچھ حیران سا ہوا۔ اس نے کہا۔

"تمہارے پاس ضرور سانپ کا منکا ہے جس کی وجہ سے تم سانپ کو مجھ سے چھین لینا چاہتے ہو۔"

ناگ کہنے لگا۔

"اب میں سانپ سے یہ پوچھنے لگا ہوں کہ اُسے تم نے کہاں سے پکڑا تھا۔"

سپیرا منہ کھولے ناگ کو تک رہا تھا۔ ناگ نے سانپ کی زبان میں سرخ سانپ سے پوچھا کہ اسے سپیرے نے کہاں سے پکڑا تھا۔ سرخ سانپ نے ناگ کو سب کچھ بتا دیا۔ ناگ نے سپیرے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"سانپ نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے اِسے نماشکر کے ساحل والی چٹانوں کے پاس ایک جنگلی سپیرے کی بنی ہوئی جھونپڑی سے میں سے چوری کیا ہے۔ تم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔"

اب تو سپیرے کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ کیونکہ اس نے واقعی سرخ سانپ نماشکر کی ساحلی چٹانوں میں

[illegible] نامی سپیرے کی جھونپڑی سے چوری کیا تھا۔ سپیرے نے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔

"مجھے معاف کر دو بھائی۔ تم مجھ سے بڑے سپیرے ہو۔ تم سچ مچ سانپوں کی زبان جانتے ہو۔ اب میں تمہارے آگے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں نے سرخ سانپ کو واقعی نماشکر کے جنگلی سپیرے کی جھونپڑی سے چرایا تھا۔"

ناگ اور عنبر مسکرا رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"اگر تم پہلے ہی بتا دیتے تو اچھا تھا۔"

سپیرے نے کہا۔

"بھائی اگر میں پہلے بتا دیتا تو مجھے یہ کیسے پتہ چلتا کہ تمہارا دوست سانپوں کی زبان بول سکتا ہے۔"

پھر اس نے ناگ سے کہا۔

"بھائی تمہارا نام کیا ہے؟ مجھے اپنا شاگرد بنا لو۔ مجھے بھی سانپوں کی زبان سکھا دو۔"

ناگ کہنے لگا۔

"میں نے تم تو تم سے یونہی کہہ دیا تھا۔ مجھے کسی سانپ نے کچھ نہیں بتایا۔ بس میرا تُکّا لگ گیا ہے بھلا کوئی سانپوں کی زبان بھی بول سکتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر سپیرا نہیں مان رہا تھا۔ اب سرخ سانپ نے ناگ سے کہا۔

"ناگ دیوتا! میرے سینے میں بھی ایک راز ہے جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔"

ناگ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے سپیرے سے کہا۔

"اچھا میں تمہیں اپنا شاگرد بنا لیتا ہوں۔ مگر پہلے مجھے وہ جڑی بوٹی لا کر پلاؤ۔"

سپیرا خوشی خوشی گڑوی اٹھا کر ندی کی طرف چل دیا۔ تب ناگ نے سانپ سے کہا۔

"وہ کون سا راز ہے جو تم مجھے بتانا چاہتے ہو؟"

سرخ سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں ناشکر جزیرے کے قریب والے گہرے سمندر کے نیچے اتنی گہرائی میں ہوتا ہے ہوں کہ وہاں تک سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی۔ آج سے بیس ہزار سال پہلے جہاں سمندر ہے وہاں ایک بہت بڑا عالی شان اور حسین ترین شہر آباد تھا۔ اس شہر کی فصیل بھی سنگ مرمر کی تھی۔ اس کے مکان سات منزلہ تھے۔ سڑکیں بھی سنگ مرمر کی تھیں۔ بادشاہ کے محل میں سونے کی دیواریں اور زمرد کے ستون تھے۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ زمین کے نیچے ہزاروں میل کی گہرائی میں ایک قیامت کا دھماکہ ہوا۔ اور وہ سارے کا سارا شہر ویسے کا ویسا ہی سمندر کے نیچے چلا گیا اوپر چاروں طرف سمندر ہی سمندر نظر آنے لگا۔ اس شہر کے غرق ہونے سے وہ سب کچھ اس کے ساتھ ہی سمندر کے سینے میں غرق ہو گیا۔ جو اس شہر میں تھا۔ آج تک کسی نے سمندر کے نیچے جا کر اس غرق شدہ شہر کے کھنڈر دیکھنے کی جرأت نہیں کی۔ اس لیے کہ یہ شہر سمندر میں اتنی گہرائی میں جا کر غرق ہوا ہے کہ وہاں تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔ میں اسی شہر کے غرق شدہ کھنڈروں میں رہتا تھا۔ پانی میں ڈوبے ہوئے شہر کے محل اور مکان ابھی تک ویسے کے ویسے ہی ہیں۔ مگر وہاں کوئی انسان نہیں ہے۔ پھر بھی مجھے کبھی کبھی ایک ڈوبے ہوئے مکان کے تہہ خانے سے ایک عورت کی آواز سنائی دیتی تھی۔ وہ اپنی زبان میں اپنی بیٹی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز دیا کرتی تھی۔ میں کئی بار اس ڈوبے ہوئے مکان کے اندر گیا مگر وہاں مجھے کوئی عورت کبھی دکھائی نہ دی۔ ایک روز میں یونہی دھوپ لینے کی خاطر سمندر کی سطح پر آیا تو مجھے ایک سپیرے نے پکڑ کر مٹکے میں قید کر دیا۔"

ناگ ماریا اور عنبر بڑی دلچسپی سے سانپ کی داستان سن رہے تھے۔ عنبر نے پوچھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ وہ عورت پانی کے نیچے ڈوبے ہوئے شہر میں زندہ ہے؟"

سرخ سانپ نے جواب دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔ اگرچہ وہ شہر سمندر کے نیچے پانی میں غرق ہو چکا ہے۔ اور مجھے وہاں کبھی کوئی زندہ انسان نظر نہیں آیا۔ سمندر کی موجیں ہزاروں سال گزرے انسانوں کی لاشوں کو بہا کر لے جا چکی ہیں۔ پھر بھی وہاں چلتے پھرتے کبھی کبھی مجھے انسانی قدموں کی چاپ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جیسے کوئی آدمی سنگ مرمر کی سڑک پر چل رہا ہو۔ اور اس غمگین عورت کی آواز تو میں نے کئی بار سنی ہے۔ میں

یہ راز اس لیے بتا رہا ہوں کہ اے عظیم ناگ دیوتا مجھے وہ عورت زندہ لگتی ہے۔ اگر ہو سکے تو اسے بچانے کی کوشش کی جائے۔"

ناگ نے گہرا سانس لیا اور بولا۔

"مگر میں نے سنا ہے کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک جنگل میں بادشاہ نے ایک محل بنا رکھا جو اگرچہ اب ویران ہو گیا ہے۔ مگر وہاں سے بھی آدھی رات کو کسی عورت کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔"

سرخ سانپ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق ہو۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے ہم اس بارے میں سوچیں گے۔"

اتنے میں سپیرا ندی سے پانی کی گڑوی بھر کر لے آیا۔ اس نے پانی ناگ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا۔

"حضور! اب مجھے سانپ کی زبان سکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو"

ناگ نے چلتے ہوئے کہا۔

"جاؤ بھائی ہمارا سر نہ کھاؤ۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے"

یہ کہہ کر ناگ عنبر اور ماریا وہاں سے چل دیئے۔ انہیں دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر اس نے سرخ سانپ کو پٹا میں ڈال دیا۔ جاتے ہوئے۔ ناگ نے سرخ سانپ کو کہ دیا تھا کہ اگر ان کا ارادہ سمندر میں ڈوبے ہوئے شہر مہم پہ جانے کا ہوا تو وہ اسے بھی بلا لے گا۔ سرخ سانپ نے کہا تھا کہ وہ ناگ دیوتا کے بلانے پہ اس کے قدموں حاضر ہو جائے گا۔ عنبر ناگ ماریا چلتے چلتے شہر کے دروازے سے باہر نکل آئے۔

ماریا کہنے لگی۔

"ناگ بھیا! مجھے تو اس میں کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم خوامخواہ سمندر کی گہرائیوں میں آج سے ہزاروں سال پہلے ڈوبے ہوئے شہر میں جانے کا خطرہ مول لیں"

عنبر نے کہا۔

"مگر ماریا تم یہ بھول رہی ہو کہ اس ڈوبے

ہوئے شہر میں ایک ایسی مصیبت زدہ عورت بھی ہے جو کسی کو درد ناک آوازیں دیتی ہے۔ اور ہمارے سفر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہم مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کریں"

ناگ بولا۔

"اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں ہمیں کیٹی اور تھیوسانگ کا سراغ مل جائے۔ کیونکہ ہمارے یہ دونوں دوست ایک عرصہ ہوا ہمیں نہیں ملے اگر وہ زمین پہ ہوتے تو اب تک مل جاتے"

ماریا بولی۔

"اگر یہ بات ہے، تو میں تمہارے ساتھ ہوں"

عنبر کہنے لگا۔

"لیکن سب سے پہلے ہمیں جنگل کے ویران محل میں چل کر اس آواز کا سراغ لگانا چاہیئے جو آدھی رات کو بلند ہوتی ہے۔ ممکن ہے وہاں سے بھی ہمیں کیٹی اور تھیوسانگ کا کچھ کھوج مل جائے"

ناگ نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ تو پھر ہمیں ابھی سے جنگل کا

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

سخ پکڑنا چاہیئے۔"

وہ سرائے میں واپس آ گئے۔ یہاں عنبر نے سرائے کے مالک سے جنگل والے بادشاہ کے ویران محل کی بات کی تو وہ کانوں پر ہاتھ لگا کر بولا۔

"بھائی اس محل کا نام نہ لینا۔ وہاں جو کوئی گیا زندہ واپس نہیں آیا۔ وہاں بھوتوں کا پہرہ لگا ہوا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"مگر سنا ہے وہاں کسی عورت کی آواز آتی ہے۔"

سرائے کا مالک بولا۔

"ارے بھائی! وہ ایک چڑیل کی آواز ہے۔ یہ چڑیل انسان کی آواز میں بول کر مسافروں کو اپنی طرف بلاتی ہے۔ جب بدنصیب مسافر ادھر جاتا ہے تو وہ چڑیل بھوتوں کے ساتھ مل کر اسے ہڑپ کر جاتی ہے۔"

بہرحال عنبر نے اس سے جنگل والے ویران محل کا پتہ پوچھ لیا اور ناگ ماریا کو آکر بتایا۔ ناگ نے کہا۔

"ہمیں ابھی روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

تھوڑی دیر کے بعد عنبر ناگ اور ماریا جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ عنبر اور ناگ گھوڑوں پر بیٹھے تھے جبکہ ماریا

ان کے ساتھ ساتھ ہوا میں پرواز کرتی چلی جا رہی تھی۔ جنگل کا ویران محل وہاں سے کافی دور تھا۔ انہیں وہاں تک پہنچتے سارا دن لگ گیا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ دن کی پھیکی پھیکی روشنی باقی تھی۔ کہ انہیں جنگل میں ایک جگہ چھوٹے سے ٹیلے پر ایک پرانا محل دکھائی دیا۔ جس کی دیواریں بارش کی وجہ سے سیاہ پڑ چکیں تھیں۔

عنبر نے کہا۔

"یہی وہ ویران محل ہے ناگ۔"

وہ ہاں، ناگ کی نظریں محل پر تھیں۔ "حیرانی کی بات ہے کہ بادشاہ یہاں اب کیوں نہیں آتا۔ اس نے اسے خالی کیوں چھوڑ دیا ہے۔" ماریا نے کہا۔

"سنا تو یہی ہے کہ بادشاہ بھی بھوتوں کے ڈر سے ادھر نہیں آتا۔"

ناگ نے کہا۔

"ماریا! تم جا کر دیکھو محل اندر سے کیسا ہے؟"

ماریا بولی۔

"تم لوگ اسی جگہ رہنا۔ میں جا رہی ہوں۔"

ماریا نے زمین سے اچھل کر ہوا میں اڑان بھری اور فضا میں پرواز کرتی ہوئی ویران محل کی طرف چل دی۔ عنبر اور ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھوڑوں سے اُتر کر وہیں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ماریا نے محل کے اوپر جا کر ایک چکر لگایا۔ پھر غوطہ لگا کر نیچے آ گئی اور محل کے اندر والے صحن کے اوپر منڈلانے لگی۔ اس نے دن کی غروب ہوتی روشنی میں دیکھا کہ محل بہت ہی اُجڑا ہوا ہے۔ محل کی دیواریں اور ستون سیاہ ہو گئے ہیں۔ کئی ستون ٹوٹ کر گر پڑے تھے۔ اوپر والی منزل کے ایک کمرے کی چھت بیٹھ گئی تھی۔ صحن میں اینٹ پتھر جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے اور لمبی لمبی جنگلی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ دیواروں پر جنگلی بیلیں چڑھ گئی تھیں۔ ماریا ایک دروازے میں سے محل کے اندر بڑے کمرے میں داخل ہو گئی۔ وہ بڑی احتیاط سے اندر چل رہی تھی۔ اِسے اگر کوئی خطرہ تھا تو صرف کسی طلسم یا جادو کا تھا۔ کہ کہیں وہ اس کے چکر میں نہ پھنس جائے۔

ماریا نے سارے محل کے بوسیدہ۔ ویران کمروں میں چل پھر کر دیکھ لیا۔ اسے وہاں کوئی انسان نظر آیا۔ نہ چڑیل دکھائی دی اور نہ ہی کسی عورت کی آواز آئی۔ وہ واپس عنبر ناگ کے پاس پہنچ گئی اور انہیں محل کا سارا حال بتا دیا۔ عنبر نے کہا۔

"ہمیں محل کے قریب جا کر کسی جگہ چھپ جانا چاہیئے۔ اور آدھی رات کو محل سے آنے والی آواز کا انتظار کرنا چاہیئے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ویسے مجھے یہ محل آسیبی لگتا ہے۔ کہیں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ہمارے لیے مصیبت میں پھنسنا کوئی نئی بات نہیں ہو گی۔ ہمارے سامنے جو مقصد ہے وہ یہ ہے کہ کیٹی اور تھیو سانگ کا کھوج لگایا جائے اور اگر یہاں کوئی عورت کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو اس کی مدد کی جائے۔ جو ہمارا انسانی فرض ہے اور جس پر ہم ہزاروں برس سے عمل کرتے آئے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"بالکل درست ہے یہ بات۔ جانے ماریا کیوں اب کچھ ڈرنے لگی ہے۔"

ماریا نے تنک کر کہا۔

"میں کیوں ڈرنے لگی ہوں۔ میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ خوامخواہ کسی مصیبت میں پھنسنا ٹھیک نہیں ہو گا۔"

ناگ بولا۔

"میری اچھی بہن ماریا ہم یہاں خوامخواہ نہیں آئے۔

COURTESY WWW.[illegible]OFBOOKSFREE.PK

ایک اچھا اور نیک مقصد لے کر آئے ہیں۔ ممکن ہے یہاں کسی جرائم پیشہ بدمعاش نے کوئی عورت اغوا کر کے ڈال رکھی ہو۔ اور اسے ہماری مدد کی ضرورت ہو۔"

ماریا نے کہا۔

"میں کب وہاں جانے سے انکار کرتی ہوں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ عنبر اور ناگ بھیّا۔"

اور ماریا ہنسنے لگی۔ عنبر اور ناگ بھی مسکرا دیئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ گھوڑوں پر بیٹھے اور محل کی طرف چلے۔ محل وہاں سے زیادہ دُور نہیں تھا۔ وادی میں ایک چھوٹے ٹیلے پر بنا ہوا تھا جس کے پرانے دروازے تک ایک پہاڑی راستہ جاتا تھا۔ اس راستے پر جگہ جگہ جنگلی گھاس اور جھاڑیاں اُگ آئیں تھیں جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس محل میں مدت ہوئی کبھی کوئی آیا گیا نہیں۔

انہوں نے محل کے سامنے ایک طرف درختوں کے نیچے جھاڑیوں میں تھوڑی سی جگہ بنائی اور گھوڑوں کو ایک طرف باندھ کر وہاں بیٹھ گئے۔ اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ شام کا وقت تھا۔ جنگل کے درختوں پر پرندے بسیرا کر رہے تھے۔ اِن کی آواز جنگل میں گونج رہی تھی۔ جوں جوں

رات کا اندھیرا چھاتا گیا۔ پرندوں کی آواز مدھم ہوتی گئی۔ پھر جنگل میں چاروں طرف موت ایسا سناٹا طاری ہو گیا۔

عنبر ناگ اور ماریا چُپ چاپ بیٹھے تھے۔ ان کے کان ویران محل سے بلند ہونے والی عورت کی آواز سننے کو بے تاب تھے۔ مگر محل پر بھی گہری خاموشی چھائی تھی۔ لگتا تھا اس پر موت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ آسمان پر چاند کے نہ ہونے سے اندھیرا بہت گہرا ہو گیا تھا۔ آسمان اس قدر تاریک تھا کہ ستارے بھی اِسے روشن کرنے میں ناکام ہو رہے تھے۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ آواز آدھی رات کو بلند ہو گی۔"

عنبر نے سرگوشی میں کہا۔

"لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ عورت کی آواز آدھی رات کے بعد آتی ہے۔"

ماریا چُپ تھی پھر وہ بولی۔

"آدھی رات ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔"

ناگ نے اس سے کہا۔

"تم ہمارے پاس ہی رہنا۔ اگر آواز بلند ہوئی تو پھر سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رات بڑی آہستہ آہستہ گذر رہی تھی۔ جنگل کی طرف سے کسی جانور یا درندے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے سرگوشی میں کہا۔

"معلوم ہوتا ہے سارے جنگل کو کسی آسیب نے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ کسی اُلو کی آواز بھی نہیں آ رہی"

ابھی یہ الفاظ اس کے ہونٹوں پہ ہی تھے کہ انہیں ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔ عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں کے دل میں ایک ہی خیال تھا کہ تم نے یہ آواز سنی؟ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"یہ کوئی آواز تھی"

"شش" ناگ نے اسے چپ کرا دیا۔ جنگل ایک بار پھر ساکن سا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر وہی آواز بلند ہوئی۔ یہ کسی لڑکی کی آواز تھی اور ویران آسیبی محل کی طرف سے آ رہی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ کی قبر

عنبر ناگ ماریا نے کان لگا کر سنا۔

یہ آواز کسی لڑکی کی تھی۔ کوئی لڑکی دردناک آواز میں ہچکیاں لیتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کسی کو بلا رہی تھی۔ آواز تین بار ایک ساتھ بلند ہو کر غائب ہو گئی۔ پھر وہی سناٹا چھا گیا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ تو کسی لڑکی کی آواز ہے"

عنبر بولا۔

"وہ کسی کو پکار رہی ہے"

ماریا نے کہا۔

بے حد دردناک آواز تھی۔ لڑکی رو بھی رہی تھی۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے وہ سخت مصیبت میں مبتلا لگتی ہے"

عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ناگ؟ کیا ہم تینوں کو اکٹھے چلنا چاہیے؟

ناگ بولا۔

"پہلے ہم الگ الگ جاتے تھے تو کسی نہ کسی مشکل میں پھنس جاتے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ہم تینوں اکٹھے چلیں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"پہلے میں جاکر پتہ نہ کر آؤں"؟

ناگ نے کہا!

"نہیں ماریا ہم تمہیں اکیلی نہیں جانے دیں گے۔ ہم ایک ساتھ مل کر چلیں گے۔" آؤ

گھوڑے درخت کے ساتھ بندھے تھے۔ عنبر ناگ ماریا اٹھے اور رات کے سنسان اندھیرے میں جنگلی جھاڑیوں والے راستے پر محل کی طرف چلنے لگے۔ تھوڑی سی چڑھائی تھی۔ وہ آخر ویران محل کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ بہت بڑا تھا۔ اور زمین میں تھوڑا سا دھنس گیا تھا۔ عنبر ناگ ماریا دروازے کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ دروازہ بالکل بند تھا۔ ماریا نے آہستہ سے کہا!

"ہم دوسری طرف سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ وہاں ایک جگہ دیوار گری ہوئی ہے۔"

وہ محل کی دوسری طرف آگئے۔ یہاں دیوار ایک جگہ سے ڈھے چکی تھی۔ سامنے چھوٹا سا میدان تھا۔ اندھیرے میں چلتے وہ میدان سے گذر کر محل کے بڑے والان میں آگئے۔ اس جگہ بڑے بڑے ستونوں کا لمبا برآمدہ تھا۔ اس برآمدے میں بھی ٹوٹی ہوئی لکڑیاں تھیں اور سوکھی جھاڑیوں کا گھاس بکھرا پڑا تھا۔ ماریا نے کہا!

"میرا اندازہ ہے کہ لڑکی کی آواز محل کی دوسری منزل کی کسی کوٹھڑی سے آئی تھی۔"

عنبر آہستہ سے بولا!

"کیوں نہ ہم یہاں رک جائیں۔ ہوسکتا ہے وہی آواز ایک بار پھر سنائی دے۔ تب ہمیں پتہ چل جائے گا کہ آواز کدھر سے آئی ہے"!

ناگ اور ماریا کو یہ تجویز پسند آئی۔ چنانچہ وہ وہیں برآمدے میں ایک ستون کے پاس خاموشی سے بیٹھ گئے۔ ان کے کان اسی لڑکی کی درد بھری آواز پر لگے ہوئے تھے۔ مگر وہاں سوا ایک ڈرا دینے والے سناٹے اور قبر ایسی خاموشی کے اور کچھ نہیں تھا۔ خاموشی اتنی شدید تھی کہ ان کے کان سنسنا رہے تھے۔ پھر اچانک جیسے قبر کی انتہائی گہرائیوں سے وہی آواز بلند ہوئی۔ یہ اسی لڑکی کی آواز تھی۔ جیسے روتے روتے اس کا حلق خشک ہوگیا تھا اور آواز بڑی خشک اور رلا دینے والی تھی۔ یہ کسی اجنبی زبان میں تھی۔ انہیں آواز صاف اور قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ لڑکی کسی ایلوم کا نام لے کر اسے مدد کے لئے بلا رہی تھی۔

آواز تین بار ایلوم کو پکار کر خاموش ہوگئی۔

ناگ نے سرگوشی کی۔

"ماریا کا اندازہ ٹھیک نکلا۔ آواز اوپر والی منزل سے آئی تھی"

عنبر نے کہا!

"ہمیں اوپر والی منزل پر جانا چاہئے"

ماریا نے آہستہ سے کہا!

"وہ سامنے جو ٹوٹا ہوا زینہ ہے۔ یہی زینہ اوپر والی منزل کو جاتا ہے"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا!

"ماریا۔ تم ہمارے ساتھ ہی رہنا۔ ادھر ادھر مت ہو جانا"

ماریا نے آہستہ سے کہا!

"میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ آؤ اب اوپر چلتے ہیں"

ناگ نے دھیمی آواز میں کہا!

"لوگ کہتے تھے یہاں بھوتوں کا پہرہ ہے۔ مگر ہمیں تو یہاں کوئی بھوت نہیں ملا"

عنبر کہنے لگا!

"ہو سکتا ہے اوپر والی منزل میں چڑیل اور بھوت دونوں سے ہی ملاقات ہو جائے"

وہ زینے کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ یہاں بھی گھپ اندھیرا تھا۔ ایک چمگادڑ کر باہر کو اڑ گئی۔ دوسری منزل پر بھی ایک چھوٹا سا دالان تھا۔ سامنے کوٹھڑیاں تھیں۔ سب کے دروازے بند تھے اور ان پر بڑے بڑے پرانے تالے لگے ہوئے تھے۔ وہ برآمدے کے ایک پرانے سیاہ ستون کے کھڑے ہو گئے۔ عنبر نے ناگ کے کان میں کہا!

"ان تینوں کوٹھڑیوں میں سے کسی ایک سے آواز آئی ہوگی"

ناگ نے سرگوشی میں کہا!

"میں لڑکی کو پکارتا ہوں"

اور ناگ نے تھوڑی سی اونچی آواز میں کہا!

"اے لڑکی تو کون ہے اور کس کو آدھی رات کو پکارتی ہے؟
ہم تیری مدد کرنے یہاں آئے ہیں"

ایک کوٹھڑی میں سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی گہرے گہرے سانس لے رہا ہو۔ ماریا عنبر اور ناگ سانس روکے یہ آواز سن رہے تھے۔ سانس لینے کی آواز درمیان والی کوٹھڑی سے آ رہی تھی۔ پھر یہ آواز بند ہو گئی اور ایک بار پھر سناٹا چھا گیا۔

عنبر نے سرگوشی میں کہا!

"ماریا کو اندر بھیجیں"؟

ناگ نے سرگوشی میں ہی جواب دیا!

"نہیں میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ میں ایک بار پھر آواز دیتا ہوں"

اور ناگ نے دوسری بار پھر آواز دی۔

"اے لڑکی تو کون ہے؟ ایلوم کون ہے؟ جس کو تو پکارتی ہے۔
ہماری آواز کا جواب دے۔ ہم تیری مدد کرنا چاہتے ہیں"

درمیان والی کوٹھڑی سے پھر گہرے گہرے سانس لینے کی آواز آئی۔ پھر جیسے کسی نے خشک اور سوکھی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہاں سے چلے جاؤ۔ یہاں تمہاری موت ہے۔ یہاں سے چلے جاؤ"

عنبر ناگ اور ماریا خاموش ہو گئے۔ عنبر نے آہستہ سے کہا میں اندر جاتا ہوں"

ناگ نے اس کا ہاتھ روک لیا۔ پھر بلند آواز میں بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم موت سے نہیں ڈرتے۔ ہم صرف تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں"
وہی خشک آواز پھر درمیان والی کوٹھڑی سے ابھری۔ اس آواز کے بارے میں یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ کسی عورت کی آواز ہے یا کسی مرد کی آواز ہے۔ آواز نے پھر کہا۔

"یہاں سے چلے جاؤ۔ موت تمہارے سر پہ منڈلا رہی ہے
یہاں سے چلے جاؤ۔ چلے جاؤ یہ"

ناگ عنبر کو زینے کی طرف لے گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی آگئی۔ زینے میں آکر ناگ نے کہا:

"تم لوگ اسی جگہ زینے میں ٹھہر جاؤ میں سانپ کے روپ میں اندر جاکر دیکھتا ہوں کہ یہ کیا معمہ ہے"

ماریا نے کہا میں جاؤں گی۔ مگر ناگ نے اسے روک دیا۔ اور فوراً سانس کھینچ کر سانپ کی شکل اختیار کی۔ اور درمیان والی کوٹھڑی کی طرف رینگنے لگا۔ ماریا اور عنبر زینے میں ہی ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔ ناگ نے چھوٹے سے سیاہ رنگ کے سانپ کی شکل بدلی تھی۔ وہ درمیان والی کوٹھڑی کے بند دروازے کی دہلیز پہ آکر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے اندر جانے کے لئے کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ آخر کونے میں ایک جگہ سے دروازہ کی لکڑی تھوڑی سی ٹوٹی ہوئی تھی۔ ناگ اس میں سے اندر داخل ہو گیا۔

کوٹھڑی میں داخل ہوتے ہی اسے ایک عجیب قسم کی تیز بو کا احساس ہوا۔ اس تیز بو کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے پانی ٹپکنے لگا۔ ناگ نے کوئی خیال

نہ کیا اور کوٹھڑی کے گرد آلود فرش پر ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے کوٹھڑی کا جائزہ لیا۔ کوٹھڑی گھپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ پہلے تو اسے وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اندھیرے میں اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی بالکل خالی ہے اندر کوئی سامان نہیں ہے۔ چھت سے مکڑیوں کے جالے فرش تک لٹک رہے ہیں۔ ناگ نے غور سے دیکھا۔ فرش کے بالکل درمیان میں زمین پر ایک گول ہانڈی پڑی تھی۔ جس کے منہ پر کپڑا بندھا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا ہانڈی کے قریب گیا تو اسے اندر سے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے گردن اوپر اٹھائی۔ اپنا پھن کھولا اور گردن جھکا کر ہانڈی پر بندھے ہوئے کپڑے کو دیکھا۔

گہرے گہرے سانس لینے کی آواز ہانڈی کے اندر سے برابر آرہی تھی۔ اچانک وہی آواز پھر گونج اٹھی۔

"چلے جاؤ۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ موت تمہارے سر کے اوپر
منڈلا رہی ہے"

ناگ تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اس نے چاروں طرف اندھیرے میں غور سے پھر کر دیکھا۔ یہ آواز ہانڈی کے اندر سے نہیں آرہی تھی۔ بلکہ سامنے والی دیوار میں سے آرہی تھی۔ ناگ الجھن میں پڑ گیا کہ سانس لینے کی آواز ہانڈی کے اندر سے آرہی ہے۔ مگر دوسری آواز سامنے والی دیوار کے پیچھے سے آرہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں دو آسیب ہیں۔ ایک اس لڑکی کی آواز تھی جو یہاں سے نجات حاصل کرنے کے لئے کسی کی مدد کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طالب تھی - اور دوسری وہ آواز تھی جو اس لڑکی کی مدد کرنے والوں کو ڈرا رہی تھی - ناگ نے فیصلہ کیا کہ پہلے اس آواز کا سراغ لگانا چاہیئے جو اسے وہاں سے چلے جانے کو کہہ رہی تھی۔

ناگ دیوار کی طرف بڑھا۔ آواز دیوار کے پیچھے سے تین بار بلند ہو کر خاموش ہو گئی - ناگ ایک سوراخ میں سے دیوار کی دوسری طرف چلا گیا یہاں بھی گھپ اندھیرا تھا۔

"میں نے تمہیں خبردار کیا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ - مگر تم نہیں مانے - اب تم ایک ایسی مصیبت میں پھنس گئے ہو جس سے موت بھی تجھے چھٹکارا نہیں دلا سکے گی"

ایک ہلکا سا کروہ قہقہہ بلند ہوا اور وہ آواز خاموش ہو گئی - ناگ کی آنکھوں کے سامنے سے اندھیرا ہٹنے لگا - ہلکی ہلکی نیلے رنگ کی دھندلی سی روشنی ہونے لگی - اس روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ وہ کسی کوٹھڑی میں نہیں بلکہ وہ ایک بہت بڑے سنگِ مرمر کے فرش والے دالان میں کنڈلی مارے بیٹھا ہے - جس کے اونچے اونچے ستون ہیں پیچھے ایک دیوار ہے اور سامنے ایک باغ ہے جہاں اونچے چھتری دار درختوں کے بیچ میں سے ایک پتلا سا راستہ جا رہا ہے۔ ناگ حیران ہوا کہ وہ کہاں سے کہاں آ گیا ہے - وہ دالان سے رینگتا ہوا باغ میں آ گیا - اس نے آسمان کی طرف دیکھا - آسمان پر نہ تو سورج تھا نہ ستارے تھے - آسمان کا رنگ دھندلا دھندلا تھا اور روشنی بھی بہت پھیکی نیلی تھی۔

اردگرد کوئی انسان حیوان یا چرند پرند نہیں تھا - درخت بھی چپ چاپ کھڑے تھے - کہیں ہوا کا جھونکا تک نہیں چل رہا تھا - ناگ نے پہلے سوچا کہ وہ انسان کی شکل میں آ جائے - پھر خیال آیا کہ اسے سانپ ہی رہ کر یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں آ گیا ہے - وہ اونچے چپ چاپ درختوں والی روش پر رینگتا کافی آگے نکل آیا - یہاں باغ کی دیوار تھی - اس دیوار میں ایک چھوٹی سی سنہری کھڑکی بنی ہوئی تھی - ناگ اس کھڑکی میں سے گذر کر دوسری طرف آ گیا - اس طرف کیا دیکھتا ہے کہ ایک میدان ہے جس میں قبریں ہی قبریں پھیلی ہوئی ہیں - لیکن عجیب بات یہ نظر آئی کہ ہر قبر پر ایک سایہ لیٹا ہوا تھا - یہ سائے انسانوں جانوروں پرندوں اور بچوں کے تھے - یعنی یہ انسان نہیں تھے بلکہ ان کے سائے قبروں پر ساقط و جامد چپ چاپ پڑے تھے۔ ناگ ان سایوں کے قبرستان سے رینگتا ہوا ایک درختوں کے جھنڈ کے پاس پہنچا تو اسے آدمیوں کی سرگوشیاں سنائی دیں۔

ناگ نے جھاڑیوں کی شاخوں میں سے دیکھا کہ دوری جانب دو آدمیوں کے سائے ایک قبر کھود رہے تھے - وہ ان سایوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا - اس نے آج تک انسانوں کو قبریں کھودتے دیکھا تھا مگر انسانوں کے سایوں کو قبریں کھودتے نہیں دیکھا تھا - انسان کا اکیلا سایہ کچھ نہیں کر سکتا - جب تک کہ انسان خود حرکت نہ کرے - اس کا سایہ بھی حرکت نہیں کرتا - لیکن یہاں معاملہ الٹ تھا - انسان تو غائب تھا اور اس کا سایہ اپنے آپ حرکت کر رہا تھا - یہ سیاہ رنگ کا انسانی سایہ تھا۔ ایک سائے کے ہاتھ میں کدال تھا - دوسرا کھدی ہوئی قبر کی مٹی پر بیٹھا تھا عجیب منظر تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ انسان کی بجائے اس کا سایہ قبر پر بیٹھا تھا۔ ان سایوں کی کوئی شکل نہیں تھی بس کالے رنگ کے سائے تھے۔ وہ آپس میں سرگوشیوں کی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک سائے نے دوسرے سائے سے کہا!

"ابھی کتنی قبر اور کھودو گے؟ چھوٹی سی قبر ہی چاہئے۔ چھوٹا سا سایہ ہی دفن کرنا ہے"۔

دوسرے سائے نے کدال رکھ دی اور بولا!

"لو قبر تیار ہو گئی۔ اب سائے کی لاش کو لاؤ"

دوسرا سایہ بولا!

لانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ خود بخود یہاں پہنچ چکا ہے۔ ذرا اس جھاڑی کے پیچھے دیکھو۔ اس قبر کا شکار وہاں موجود ہے"۔

ناگ کے جسم میں پہلی بار خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔ وہ دہشت کے مارے اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری طرف چلا گیا۔ یہ دیکھ کر اس کا سارا جسم لرز اٹھا کہ وہ اپنے سانپ والے جسم سے سائے کی طرح الگ ہو گیا تھا۔ یعنی ناگ کا سایہ اس کے جسم سے الگ ہو گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا سانپ والا جسم اپنی جگہ پر ویسے ہی کنڈلی مارے پتھر ہو گیا ہے اور وہ خود اپنے سائے کی شکل میں دوسری جھاڑی کے پاس کنڈلی مارے زمین پر بیٹھا ہے۔ اس وقت وہاں دو ناگ تھے۔ ایک ناگ سانپ کی شکل میں کنڈلی مارے پتھر بنا ہوا بیٹھا تھا اور دوسرا اپنے سائے کی شکل میں زندہ تھا۔ اس نے سوچا کہ وہاں سے بھاگ جائے اس کے سائے نے بھاگنے کی کوشش کی مگر اسے اپنا جسم اتنا بھاری لگا کہ وہ اپنی جگہ

سے ذرا سا بھی نہ ہل سکا۔ اتنے میں دونوں گورکنوں کے سائے اس کے پاس آ گئے۔

ایک سائے نے کہا!

"یہ لو قبر کا شکار یہاں بیٹھا ہے۔ یہ ناگ ہے اس کا بت وہ پڑا ہے اس کا سایہ یہاں پر موجود ہے۔ اس کے سائے کو اٹھا کر قبر میں دفن کر دو"

ناگ نے گہرا سانس لیا کہ وہ پرندہ بن کر اڑ جائے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس کی طاقت جواب دے گئی تھی۔ گورکن کے سائے نے ناگ کے سائے کو زمین سے اٹھایا۔ پھر منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھتا ہوا ناگ کی قبر کی طرف بڑھا۔ ناگ کے سائے نے بہت کوشش کی کہ وہ گورکن کے سائے کی ہتھیلی سے پھسل کر بھاگ جائے۔ مگر اس کی طاقت جاتی رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہیں ہل سکتا تھا۔ گورکن سایوں نے ناگ کے سائے کو تازہ کھدی ہوئی قبر میں رکھ دیا اور پھر انہوں نے اوپر سے مٹی ڈالنا شروع کر دی۔

ناگ کے سائے پر مٹی کے ڈھیلے گرنے شروع ہو گئے۔ ناگ کے سائے کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ رہی تھی۔ مگر جب مٹی میں وہ سارے کا سارا دب گیا تو اسے اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس کیا۔ اس کے بعد ناگ کے سائے کو کچھ ہوش نہ رہا۔ گورکن سایوں نے ناگ کے سائے کی قبر بنا دی۔ قبر تیار ہو گئی تو ایک گورکن سائے نے قبر پر ہاتھ لگایا تو وہاں ناگ کا ایک دوسرا سایہ بن گیا جس طرح کہ دوسری قبروں پر سائے بنے ہوئے تھے۔ دوسرا گورکن سایہ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ کے سائے کو تو ہم نے دفن کر دیا۔ اب اس کے جسم کے بت کو لے جا کر موت کے محل میں رکھ دیتے ہیں۔"

گورکن سایوں نے ناگ کے سانپ کی شکل والے بت کو اٹھایا اور سایوں کے قبرستان میں سے نکل کر باغ میں سے گذرتے ہوئے اونچے ستونوں والے دالان میں آگئے۔ یہاں کونے میں ایک زینہ نیچے جاتا تھا۔ نیچے ایک لمبی چوڑی راہ داری تھی۔ جس کے آگے ایک بہت بڑا ہال تھا۔ اس ہال میں پرندوں جانوروں، کیڑے مکوڑوں، سانپوں اور درندوں کے مجسمے لگے تھے۔ یہ سب وہ درندے، پرندے، چرندے اور سانپ تھے جن کے سائے قبرستان میں دفن کر دیے گئے تھے جن کے سائے ان سے جدا ہو کر مر گئے تھے اور قبروں میں دبے پڑے تھے۔

دونوں گورکنوں کے سایوں نے ناگ کے سانپ والا مجسمہ بھی ایک جگہ دیوار کے طاق میں رکھ دیا۔ ناگ کے مجسمہ کو کوئی جنبش نہیں تھا۔ اس کے اندر احساس مردہ ہو گیا تھا۔ احساس اور زندگی کی ہلکی سی رمق اگر کہیں تھی تو وہ ناگ کے سائے میں تھی جو قبر کے اندر دفن تھا۔ اس کے بعد گورکنوں کے سائے وہاں سے چلے گئے۔

اب ہم واپس عنبر اور ماریا کی طرف آتے ہیں۔ جب ناگ کو گئے کافی دیر ہو گئی تو عنبر اور ماریا کو تشویش ہوئی کہ ناگ ابھی تک کیوں نہیں آیا۔ ماریا نے دھیمی سرگوشی میں کہا۔

"ہمیں ناگ کو نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔"

عنبر نے کہا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ چلو ہم دونوں اس کی تلاش میں چلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں وہ کوٹھڑی میں کیا کر رہا ہے۔"

عنبر اور ماریا زینے کے اندھیرے سے نکل کر تیسری کوٹھڑی کی طرف آئے۔ ایک بار پھر انہیں وہی آواز سنائی دی۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔ تمہاری موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے۔"

عنبر نے کوئی پرواہ نہ کی اور کوٹھڑی کے دروازے پر لگے ہوئے تالے کو پکڑ کر مروڑ دیا۔ تالا ٹوٹ کر عنبر کے ہاتھ میں آگیا۔ عنبر نے دروازہ کھولا اور ماریا سے کہا!

"ماریا میرے ساتھ اندر آجاؤ۔"

کوٹھڑی میں گھپ اندھیرا تھا۔ اندر فضا میں جو تیز بو پھیلی ہوئی تھی اس کی وجہ سے عنبر کی آنکھوں میں پانی آگیا۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"یہ کوئی کیمیاوی شے ہوا ہے۔ عنبر تم ٹھیک ہو ناں"؟

"ہاں۔ عنبر نے جواب دیا"

دونوں غور سے دیکھنے لگے۔ انہیں کوٹھڑی کے فرش پر ایک ہانڈی نظر آئی جس کا منہ کپڑے سے بندھا ہوا تھا۔ عنبر نے کہا!!

"اس ہانڈی میں کیا ہے؟ کہیں اس میں ناگ تو بند نہیں ہے؟"

ماریا اور عنبر ہانڈی کی طرف بڑھے۔ انہیں ہانڈی کے اندر سے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے پکار کر کہا!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ! کیا تم اس کے اندر ہو؟"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے ہانڈی کے منہ سے کپڑا نوچ کر پرے پھینک دیا کپڑے کے ہٹتے ہی کوٹھڑی میں ایک بھیانک چیخ کی آواز گونجی اور ساتھ ہی وہی خشک مگر ڈراؤنی آواز بلند ہوئی۔

"چلے جاؤ! موت تمہارے سر کے اوپر منڈلا رہی ہے۔ تم اب بچ نہیں سکتے۔ تم بچ نہیں سکتے۔ موت آگئی ہے۔ موت آگئی ہے۔"

عنبر نے چلا کر کہا:

"کون ہو تم؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس کے ساتھ ایک بھیانک قہقہہ بلند ہوا۔ اور پھر آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ کوٹھڑی میں ایک بار پھر گہرا سناٹا چھا گیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ آواز کسی غیبی آسیب کی تھی عنبر! جب تم بول رہے تھے تو میں نے ساری کوٹھڑیوں میں چکر لگا کر دیکھا تھا ادھر کوئی نہیں تھا۔"

عنبر تشویش سے بولا!

"مگر ناگ کہاں چلا گیا ہے؟ مجھے تو اس کی فکر پڑی ہے۔"

ماریا کہنے لگی!

"میں نے ساری کوٹھڑیاں دیکھ لی ہیں۔ ادھر ناگ نہیں ہے۔

میرا خیال ہے ہمیں محل کے دوسرے کمروں میں تلاش کرنا چاہیئے۔"

اچانک ایک خشک کمزور اور درد بھری آواز سنائی دی۔

"ناگ اپنی غلطی سے مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ وہ اب واپس نہیں آئے گا۔"

ماریا اور عنبر چونک پڑے۔ عنبر نے محسوس کیا کہ یہ آواز اس لڑکی کی تھی جو یوم کو مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی مجھے اس عذاب سے بچاؤ۔

عنبر نے ماریا سے کہا!

"ماریا تم اس آواز کو سن رہے ہو؟ یہ اسی لڑکی کی آواز ہے جو ہمیں جنگل میں سنائی دی تھی۔"

ماریا نے کہا!

"میں سن رہی ہوں۔"

پھر ماریا نے آواز سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تم کون ہو؟ اور ناگ کہاں ہے؟ ہمیں بتاؤ ہم اسے پاتال سے بھی نکال لائیں گے۔"

لڑکی کی آواز پھر سنائی دی۔

"پہلے مجھے باہر نکالو۔"

عنبر نے پوچھا!

"تم کہاں ہو؟"

لڑکی نے کہا!

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

"میں اس ہانڈی میں ہوں"

عنبر اور ماریا نے جھک کر ہانڈی میں دیکھا تو اسے ہانڈی کے اندر ایک چھوٹی سی چڑیا جتنی ایک لڑکی نظر آئی۔ جس کے بال کھلے ہوئے تھے اور وہ اوپر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے ہاتھ ہانڈی کے اندر لے جا کر لڑکی کو نکال کر زمین پر رکھ دیا۔

لڑکی نے کہا!

"میں طلسم کے حصار سے نکل آئی ہوں پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اب بڑی ہونے لگی ہوں"

اور لڑکی دیکھتے دیکھتے بڑی بن گئی۔ وہ بڑی بھولی بھالی اور معصوم لڑکی تھی مگر رونے اور غم کھانے سے اس کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔

عنبر نے کہا!

"تم کون ہو؟ اور اس ہانڈی میں تمہیں کس نے بند کر رکھا تھا!

لڑکی نے کہا!

"میرا نام طاشی ہے۔ میری کہانی بڑی دردناک اور لمبی ہے۔ میں تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے اس طلسم سے آزاد کرایا"

عنبر نے کہا!

"مگر ہمارا ساتھی ناگ بھی تمہاری مدد کو آیا تھا۔ وہ کہاں ہے!

طاشی نے کہا!

"کاش وہ آسیبی آواز پر دوسری کوٹھڑی میں نہ جاتا۔ وہ آواز تو

ان لوگوں کو ڈرانے کے لئے بلند رہتی تھی جو میری مدد کو آنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ طلسم کی آواز تھی"

ماریا نے پوچھا!

"تو پھر اب ناگ بھیا کہاں ہے!

لڑکی طاشی نے حیرانی سے پوچھا!

"یہ کس لڑکی کی آواز ہے؟ میں نے یہ آواز پہلے بھی اس کوٹھڑی میں سنی تھی مگر وہ مجھے نظر کیوں نہیں آ رہی!

عنبر کو اب چھپانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے کہا!

"یہ ماریا ہے۔ ہماری بہن ہے۔ میرا نام عنبر ہے۔ ہم یعنی عنبر ناگ اور ماریا آپس میں سگے بھائی ہیں۔ ہم تمہاری آواز سن کر تمہاری مدد کرنے یہاں آئے تھے۔ مگر ناگ سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ خدا کے لئے کچھ بتاؤ کہ ہمیں ناگ کہاں ملے گا۔؟

طاشی نے آنکھوں کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا!

"کاش اگر معلوم ہوتا کہ تمہارا بھائی طلسم کی آواز پر دوسری کوٹھڑی کی طرف چلا جائے گا تو میں اسے پہلے ہی خبردار کر دیتی۔ مگر اس نے تو موقع ہی نہیں دیا۔ طلسم کی آواز آتے ہی وہ دیوار کی دوسری جانب چلا گیا"

ماریا نے کہا!

"دیوار کی دوسری جانب کیا ہے!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاشی بولی :

"ماریا بہن! یہ مت پوچھو۔ اس سوال کا جواب میں نے دیا تو تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ دوسری طرف موت کی ایک ایسی دنیا ہے کہ جس کا کوئی مردہ بھی تصور کرکے کانپ اٹھے گا۔"

عنبر نے کہا :

"میں ناگ کو وہاں سے نکال لاؤں گا مجھے بتاؤ کہ دیوار کی دوسری طرف کون سا راستہ جاتا ہے؟ نہیں تو میں یہ دیوار ہی ڈھا دیتا ہوں۔"

طاشی نے کہا :

"اب دیوار ڈھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ عنبر بھائی! طلسم کی آواز نے اس موت کی دنیا کا راستہ بند کر دیا ہے۔ اس راستے کا سراغ اب کسی کو نہیں مل سکتا۔ طلسم کا آسیب ناگ کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ لیکن تم لوگ میری خاطر اپنے بھائی سے بچھڑ گئے ہو۔ میں تمہیں اس دنیا میں پہنچانے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دوں گی۔"

عنبر نے کہا :

"کیا اس دنیا کو اس محل سے کوئی راستہ نہیں جاتا؟"

طاشی بولی :

"نہیں۔ ابھی تک تم دونوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ میں کون

ہوں اور تم لوگ کس سے باتیں کر رہے ہو۔
سنو! میں شہر اطلان کی رہنے والی ہوں۔ میں اطلان کے ایک سوداگر کی اکلوتی بیٹی ہوں۔"

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا :

اطلان؟ یہ وہ شہر تو نہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آج سے دس ہزار سال پہلے سمندر میں غرق ہو گیا تھا؟

طاشی نے آہ بھر کر کہا :

"ہاں میں اسی شہر کی رہنے والی ہوں۔"

ماریہ نے تعجب سے کہا :

"تو کیا تم دس ہزار سال سے زندہ ہو؟"

طاشی نے اپنے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا۔ اور بولی :

"میں دس ہزار برس سے زندہ ہوں۔ مگر میری یہ زندگی موت سے بدتر ہے۔ کیونکہ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے جدا ہو گئی ہوں۔ میری کہانی بڑی دردناک ہے۔ آج سے دس ہزار سال پہلے جہاں آج کل بحرِ اوقیانوس ہے وہاں ہمارا شاندار ملک اطلان آباد تھا۔ یہ بہت بڑا براعظم تھا۔"

پیارے دوستو!

یہاں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو تاریخ کے حوالے سے کچھ معلومات گم گشتہ بلکہ غرق شدہ براعظم کے بارے میں بتا دیں۔ کہتے ہیں کہ جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مقام پر آج کل بحرِ اوقیانوس ٹھاٹھیں مارتا ہے وہاں آج سے بتیس ہزار سال
پہلے ایک بہت بڑا براعظم آباد تھا۔ جس کے جنگل درخت پھولوں اور پھلوں
سے لدے ہوئے تھے۔ یہ دنیا کی جنت کہا جاتا تھا۔ ہرے ہرے کھیت لہراتے
تھے۔ گودام اناج سے بھرے ہوئے تھے۔ پھل، پھول، سبزیوں کی کمی نہیں
تھی۔ لوگ اعلیٰ پوشاک پہنتے اور ٹھاٹھ سے زندگی گذارتے تھے۔ یہاں ہر
کوئی خوشحال تھا۔ نہ کوئی غریب تھا نہ امیر۔ لوگ دُور دُور سے علم حاصل کرنے
کے لئے یہاں آتے تھے۔ اطلان کی سلطنت جہاز الٹریک پھیلی ہوئی تھی
دولت کی ریل پیل تھی۔ عبادت گاہوں کے گنبد اور مینار سونے چاندی
کے بنے ہوئے تھے۔ عمارتیں، محلات
کی شان دیکھنے کے لائق تھی۔ قدیم یونان کے مشہور فلسفی افلاطون نے بھی
اس غرق شدہ براعظم اطلان کا ذکر کیا ہے اور ایک مضمون میں لکھا ہے
کہ اس نے اپنے دادا سے سنا تھا کہ بحرِ اوقیانوس کی جگہ اٹلانٹا نام کا ایک
عظیم الشان براعظم ہوا کرتا تھا۔ جو زلزلے کی وجہ سے اچانک سمندر میں غرق
ہوگیا۔ جہاں خشکی تھی وہاں سمندر آگیا۔ اور اس ملک کا نام و نشان تک مٹ
گیا۔ لاکھوں کی آبادی کا یہ ملک آن کی آن میں غرق ہوگیا۔ صرف وہ چند ایک
لوگ ہی زندہ بچ سکے جو اس وقت ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ
بعد میں میکسیکو ہی جاکر آباد ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان دنوں جنوبی امریکہ کے
ملکوں میں جو قوم آج کل آباد ہے اس کا تعلق زیادہ تر اسی غرق شدہ
براعظم اطلان سے ہی ہے۔ ہم تاریخی طور پر آپ کو یہ بھی بتادیں کہ اطلان

کو عربی میں عدن۔ انگریزی میں ایٹلن، بربری زبان میں اطلان دنانی
اٹلانٹا یا اٹلانٹس، مصری زبان میں اینٹی اور ہسپانوی زبان میں انٹیلا کہا
جاتا ہے۔ چنانچہ جس سمندر میں یہ غرق ہوا تھا اس کا نام بھی اٹلانٹک اوشن
بحرِ اوقیانوس پڑگیا۔ ماہرین نے اس غرق شدہ براعظم پر بہت تحقیق کی
ہے اور کئی غوطہ خور سمندر کے نیچے جاکر ڈوبے ہوئے براعظم کے دارالحکومت
اٹلانٹس یا اطلان کے کھنڈروں کی تصویریں بھی لائے ہیں۔ جب میں امریکہ میں
تھا تو میں نے واشنگٹن کے ایک ٹیلیویژن چینل پر ایک فلم دیکھی تھی۔ جس میں
اس ڈوبے ہوئے شہر کی اصلی فلم دکھائی گئی تھی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے
سمندر کے نیچے بڑے بڑے سفید ستون دیکھے جو ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے
اور نیلی ٹائلوں والے فرش اور محل بھی دیکھے تھے۔ سمندروں میں کھوج
لگانے والوں نے یہ فلم تیار کی تھی۔ آپ بڑے ہوکر تاریخ کی بلکہ تحقیق کی کتابوں
میں اس غرق شدہ براعظم اطلانتس کے بارے میں ضرور پڑھیں گے۔

اب میں واپس عنبر ناگ ماریا کی کہانی کی طرف آتا ہوں۔ طاشی جس ملک
کے بارے میں عنبر اور ماریا کو بتا رہی تھی وہ یہی اطلانتس کا غرق شدہ ملک
تھا۔

طاشی کہہ رہی تھی!

"میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ ملک اطلانتس کے
شہر اطلان میں رہتی تھی۔ میرا باپ سوداگر تھا۔ ہمارے پاس کسی چیز کی
کمی نہیں تھی۔ ایک روز ہم شام کے وقت ایک کشتی میں سوار ہوکر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندر میں سیر کر رہے تھے۔ میرے ساتھ میرے ماں باپ ایک بہن اور بھائی بھی کشتی میں سوار تھے۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ ہم سمندر میں سیر کرتے کرتے سمندر میں کافی دور نکل گئے۔ جب واپس ہونے لگے تو اچانک آسمان پر کالی گھٹائیں چھا گئیں اور تیز طوفانی ہوائیں چلنے لگیں۔ میرے والد اور بڑے بھائی نے ہمیں کیبن میں چھپا دیا اور خود کشتی کے پتوار سنبھال لئے۔ مگر اب سمندر میں بھیانک طوفان آگیا تھا۔ بڑے زور کی بارش شروع ہوگئی۔ ہماری کشتی تنکے کی طرح ادھر ادھر اچھلنے لگی۔ طوفانی موجیں ہماری کشتی کو اوپر اچھال رہی تھیں پھر ہمیں ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور ہماری کشتی سمندر میں نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی۔ ہماری کشتی جیسے ایک قیامت خیز گرداب میں پھنس کر سمندر کی گہرائیوں میں چلی جا رہی تھی۔ ہم سب کیبن میں چھپے بیٹھے تھے۔ کیبن کے دروازے کھڑکیاں بند تھیں مگر پھر بھی اس کے اندر پانی آنا شروع ہوگیا۔ لیکن ہم یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ سمندر کے پانی کا رنگ سنہری تھا۔ اس کے ساتھ ہی جیسے ہماری کشتی سمندر کی تہہ میں کسی چٹان سے ٹکرائی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ ہم نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے اہرام میں پایا۔ جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔ ہم سخت پریشان تھے کہ سمندر کی تہہ میں ہم اس اہرام میں کیسے آگئے! بہت جلد ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ یہ اہرام ہمارے ہی ملک اطلان کا مشہور اہرام ہے

جس کے اندر بادشاہوں کے مقبرے تھے۔ میرے والد نے ہمیں ایک جگہ بٹھا دیا اور خود ایک بادشاہ کے مقبرے میں اناج اور آگ جلانے والے پتھروں کی تلاش میں داخل ہوگیا۔ کیونکہ اس زمانے میں بادشاہ کی لاش کے ساتھ کھانے پینے کا بہت بڑا ذخیرہ بھی رکھ دیا جاتا تھا۔ اور چقماک کے پتھر بھی جس سے آگ سلگائی جاتی ہے۔ بہت جلد ہمیں اناج کا ذخیرہ مل گیا۔ میری والدہ نے آگ جلائی۔ میں نے اناج پیسا اور روٹی پکا کر کھائی۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ دن تھا کہ رات۔ مقبرے میں ایک روشنی چراغ نہ جانے کب سے روشن تھا۔ ہمیں ہمارے اندازے کے مطابق اس اہرام میں رہتے دو تین روز ہوگئے تھے کہ ایک رات ہم اہرام کے فرش پر سو رہے تھے۔ میرے ماں باپ اور بہن بھائی سو چکے تھے۔ میں جاگ رہی تھی کہ اچانک مجھے کچھ سائے اپنی طرف بڑھتے نظر آئے۔ پہلے تو میں سمجھی کہ یہ میرا وہم ہے لیکن سائے قریب آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں قبریں کھودنے والی کدالیں ہیں۔ خوف سے میرا جسم ٹھنڈا ہوگیا میرا حلق خشک ہوگیا۔ میں اسی طرح بے حس پڑی رہی۔ سایوں میں سے ایک نے کہا! بھائی! ان سایوں کو دفن کرنے کے لئے لے چلو۔ پھر انہوں نے میرے سامنے میرے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے جسموں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ اور ان کے سائے ان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسموں سے الگ ہو گئے۔ جہاں میں لیٹی تھی وہاں اندھیرا تھا۔ اسی وجہ سے گورکن سایوں نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ میں اور پیچھے کھسک گئی۔ دہشت کے مارے میرے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ گورکن سایوں نے میرے ماں باپ اور بہن بھائی کے سایوں کو زمین پر گرے ہوئے کپڑوں کی طرح اٹھا لیا اور ان کے جسموں کو وہیں رہنے دیا۔ ایک دم میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ گورکن سایوں نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ میں تیزی سے اٹھی اور اندھیرے میں بھاگ اٹھی۔ میں بھاگتی چلی گئی۔ اس اہرام کے تمام خفیہ راستوں کا مجھے پتہ تھا۔ میں ایک غار میں جا کر چھپ گئی۔ جب کافی دیر گذر گئی اور مجھے گورکن سایوں کی آواز بھی سنائی نہ دی تو میں غار سے نکل کر اسی جگہ آئی جہاں میرے ماں باپ اور بہن بھائی سو رہے تھے۔ وہاں وہ موجود نہیں تھے۔ گورکن سائے ان کے جسموں کو بھی اٹھا کر لے گئے تھے۔ یہاں روغنی چراغ روشن تھا۔ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کی یاد میں رونے لگی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ چراغ کی روشنی میں جہاں میرے جسم کا سایہ پڑنا چاہیے تھا وہاں میرے جسم کا سایہ نہیں پڑ رہا تھا۔ میں نے گھبرا کر روشنی کے آگے اپنا بازو کر دیا۔ فرش پر میرے بازو کا سایہ بھی نہیں پڑ رہا تھا۔ دہشت سے میرا برا حال ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو چراغ کی روشنی کے آگے کر دیا۔ چراغ کی روشنی میرے جسم پر پڑ رہی تھی مگر میرا سایہ فرش پر سے غائب تھا۔ میں وہیں سہم کر بیٹھ گئی۔

گورگن سائے میرا سایہ لے گئے تھے۔ فرار ہونے کی وجہ سے میرا جسم ان سے بچ گیا تھا۔ میں کافی دیر تک اپنی بدقسمتی پر آنسو بہاتی رہی۔ پھر اٹھ کر سارے اہرام میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائی کو آوازیں دیتی رہی مگر مردہ اہرام سے کسی نے جواب نہ دیا۔ اہرام سے باہر نکلنے کا ایک ہی راستہ تھا جو پتھروں کی مضبوط دیوار سے بند تھا۔ میں نے اپنے دیوتا ایلوم کو کئی بار مدد کے لئے پکارا مگر دیوتا بھی شاید سو گئے تھے کوئی میری مدد کو نہ آیا۔ ایک روز میں اہرام کی دیوار کے ساتھ سر لگائے بیٹھی تھی۔ کہ دیوار میں حرکت پیدا ہوئی۔ میں ڈر کر پرے ہٹ گئی۔ پھر ایک خشک مگر دہشت طاری کر دینے والی آواز بلند ہوئی۔ اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ طاشی! تو سایوں کے قبرستان سے بچ گئی ہے مگر مجھ سے نہیں بچ سکے گی۔ میں سایوں کے قبرستان کا آسیب ہوں اور مجھے تیری ضرورت ہے۔ چل میرے ساتھ چل۔ میں چیخ مار کر بھاگی۔ لیکن جیسے کسی نے مجھے اپنے لمبے لمبے بازوؤں میں اٹھا لیا اور میں اس کے بازوؤں میں چھوٹی ہوتی چلی گئی۔ اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ میں ایک گہرے کنوئیں میں بند ہوں۔ یہ کنواں نہیں تھا بلکہ وہ ہانڈی تھی جس میں سے تم نے مجھے نکالا تھا۔ مجھے آسیب کے قہقہہ کی آواز سنائی دی۔ آسیب نے کہا۔ طاشی! تیرے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے بت موت کے محل کے قہ خانہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔ ان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سائے موت کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے ہیں۔ مگر تو اب میرے قبضے میں ہے اور جب تک میرا چلہ پورا نہیں ہوتا تو اسی ہانڈی میں بند رہے گی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تم سب جانتے ہو ناگ یہاں آیا مگر اس نے آسیب کی آواز کا پیچھا کرنے کی غلطی کی اور دیوار کی دوسری طرف چلا گیا اور موت کی وادی میں پہنچ گیا تم نے آسیبی آواز کے پیچھے جانے کی بجائے ہانڈی پر سے کپڑا نوچ دیا۔ اور یوں تم بچ گئے۔ اور تم نے مجھے بھی ہانڈی سے نکال کر بچا لیا۔"

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

خونی پرندوں کا غار

عنبر اور عادیا بڑے غور سے طاشی کی کہانی سن رہے تھے۔ جب طاشی نے اپنی غم ناک داستان ختم کی تو عادیا نے پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سایوں کے قبرستان کے آسیب نے ناگ کو بھی وہیں پہنچا دیا ہو گا۔ جہاں تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی کے بت رکھے ہیں۔ یعنی موت کے محل میں۔"

طاشی نے کہا۔

"اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ناگ گورکن سایوں کے چنگل میں پھنس گیا ہے تو پھر انہوں نے اس کے سانپ کو بھی دفن کر کے اس کا بت موت کے محل میں رکھ دیا ہو گا۔ اگر وہ بچ کر نکل گیا ہے تو موت کی وادی میں خدا جانے کہاں بھٹک رہا ہو گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر فکر مند تھا۔ کہنے لگا۔

"طاشی! ہمیں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچانا ہے۔ اور ناگ کو تلاش کرنا ہے۔ مگر ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ہم اپنی تلاش کا کام کہاں سے شروع کریں۔"

طاشی نے کہا۔

"میرے ماں باپ اور بہن بھائی کے سائے دفن کر دیئے گئے ہوں گے اور جیسا کہ گورکنوں نے اہرام میں کہا تھا۔ ان کے بت موت کے محل میں رکھ دیئے گئے ہوں گے۔ انہوں نے میرے سائے کو بھی دفن کر دیا ہوگا۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم ناگ بھائی کا بھی کھوج لگائیں اور میں اپنے اور اپنے ماں باپ کے سایوں واپس حاصل کر دوں۔ مگر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ سایوں کا قبرستان اور موت کی وادی کہاں ہے۔"

عنبر اور ماریا گہری سوچ میں تھے۔ وہ ناگ کی وجہ سے بھی بہت پریشان تھے۔ اگر ناگ کو کچھ ہو گیا تو بڑی بد قسمتی کی بات ہوگی۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

"طاشی کا کہنا ہے کہ ناگ سامنے والی دیوار کے پار

گیا تھا اور گم ہو گیا۔ کیوں نہ ہم اس دیوار کو توڑ ڈالیں؟"

طاشی بولی۔

"ادھر اب کچھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس آسیب نے مجھے اس ہانڈی میں قید کیا ہوا تھا وہ جا چکا ہے۔ شاید وہ تم دونوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور عنبر نے ہانڈی کے کپڑے کو نوچ کر آسیب کو شکست دے دی تھی۔ پھر بھی تم دیوار کو توڑ سکتے ہو تو توڑ کر دیکھ لو۔"

عنبر دیوار کے پاس گیا۔ اس نے پوری طاقت سے پتھر کی دیوار کو ٹھوکر ماری۔ دیوار درمیان سے ٹوٹ گئی۔ انہوں نے دوسری طرف جا کر دیکھا۔ ادھر سوائے ویران محل کے سنسان صحن کے اور کچھ نہیں تھا۔ اب وہ موت کی وادی وہاں نہیں تھی۔ جس میں داخل ہو کر ——— ناگ گم ہو گیا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں اس آسیبی قلعے سے باہر نکل کر حالات پر سوچ بچار کرنی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے ویران محل کے باہر ہمیں موت کی وادی کا کوئی راستہ مل جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاشی بولی۔

"مجھے امید نہیں ہے کہ ہمیں یہاں سے کوئی سراغ ملے۔ بہرحال کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

رات ڈھل رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں صبح ہونے والی تھی۔ کہ عنبر ماریا اور طاشی ویران محل کے پرانے دروازے سے نکل کر اس جگہ درختوں میں آگئے جہاں اُن کا گھوڑا بندھا تھا۔ وہ بیٹھ گئے اور دن نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ عنبر نے طاشی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"طاشی! تم دس ہزار سال سے زندہ ہو۔ اگر تمہیں تمہارا سایہ مل گیا تو کیا پھر بھی تم زندہ رہ سکو گی؟"

یہ بڑا اہم سوال تھا۔ مگر طاشی کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ عنبر ماریا نے ابھی تک طاشی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی ہزاروں سالوں سے زندہ ہیں۔ اس نے ماریا کے بارے میں صرف اتنا بتایا تھا کہ ماریا کسی طلسم کی وجہ سے غائب ہو گئی ہوئی ہے۔ اور ناگ کے پاس جو طلسم ہے اس کی مدد سے وہ اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ اور اپنے متعلق عنبر نے یہی کہا کہ مجھے ایک بزرگ کی دعا سے اتنی طاقت

مل گئی ہے کہ میں بڑی سے بڑی چٹان کو بھی اپنی جگہ سے اکھاڑ کر پھینک سکتا ہوں۔ طاشی کہنے لگی۔

"عنبر بھائی! میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن مجھے شبہ ہے کہ جب ہمارا شہر بارش اور سمندری طوفان میں دھماکے کے ساتھ سمندر میں غرق ہوا تھا اور ہماری کشتی گرداب میں پھنس کر سمندر کی تہہ میں چلی گئی تھی تو اس وقت ہمارے کیبن میں جو سنہری پانی داخل ہوا تھا اس کی وجہ سے میں اور میرے ماں باپ اور بہن بھائی زندہ بچ گئے تھے۔ ہو سکتا ہے اگر ہمارے سائے ہمارے جسموں کو واپس مل گئے تو ہم فوراً ہی مر جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پھر ہم قیامت تک زندہ رہیں۔"

ماریا اور عنبر خاموش بیٹھے طاشی کی گفتگو سنتے رہے۔ ماریا نے کہا۔

"طاشی تمہارا شہر ابھی تک سمندر کے نیچے غرق ہے۔ کیا وہاں سے ہمیں موت کی وادی کا کوئی سراغ مل سکتا ہے؟"

عنبر بولا۔

COURTESY WWW.FREEOFBOOKSFREE.PK

"ماریا کا خیال ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے موت کی وادی کا آسیب سمندر کے نیچے غرق اطلان میں واپس چلا گیا ہو۔ اس سے ہمیں موت کی وادی کا پتہ چل سکتا ہے۔"

طاشی نے کہا۔

"موت کا آسیب تمہارے سامنے نہیں آئے گا۔ لیکن ایک خیال مجھے آیا ہے۔"

"کیا؟" ماریا نے پوچھا۔ طاشی کہنے لگی۔

"جس روز ہمارا شہر سمندر میں غرق ہوا مجھے معلوم ہے کہ اس روز ہمارا ایک چچا اپنی بیوی بچوں کو لے کر ساتھ والے ملک میکسیکو میں گیا ہوا تھا۔ وہ ضرور غرق ہونے سے بچ گیا ہو گا۔ ممکن ہے آج بھی اس میکسیکو شہر میں اس کی نسل کے لوگ زندہ ہوں اگر یہ لوگ ہمیں مل جاتے ہیں تو ممکن ہے موت کی وادی کا کچھ سراغ مل جائے۔"

ماریا نے پوچھا۔

"تمہارے چچا کی نسل کے لوگوں کو کیسے موت کی وادی کا علم ہو گا؟"

طاشی کہنے لگی۔

"میرا چچا شہر کا کاہن تھا۔ اور اس کے پاس بہت سے طلسم اور نرالے پنے ہوئے تھے جن کی مدد سے وہ آنے والے واقعات اور ماضی میں چھپے ہوئے حالات کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ طلسم اور نرالے کا علم سینہ بہ سینہ اس کی میکسیکو میں آباد نسل کے پاس محفوظ ہو۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم میکسیکو چل کر پتہ کر لیتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں سے ہمیں کچھ پتہ چل جائے۔"

عنبر نے طاشی سے پوچھا۔

"لیکن تم اپنے چچا کی نسل کو کیسے پہچانو گی۔ اس واقعے کو تو دس ہزار سال گزر چکے ہیں۔"

طاشی نے کہا۔

"ہمارے خاندان کے لوگوں میں ایک خاص بات صدیوں سے چلی آتی تھی کہ ہر آدمی اور مرد کی گردن کے پیچھے خنجر کا نشان قدرتی طور پر بنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتا تھا۔ ایسا نشان میری گردن کے پیچھے بھی ہے۔ اس نشان کی مدد سے میں اپنے چچا کی نسل کے لوگوں کو پہچان لوں گی۔"

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم آج ہی یہاں سے ملک میکسیکو کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ لیکن طاشی یہ بتاؤ کہ تمہیں بھوک لگتی ہے؟ نیند آتی ہے؟ ہمیں تو بھوک بھی نہیں لگتی اور نیند بھی نہیں آتی۔ میرا مطلب ہے ہم چاہیں تو سو سکتے ہیں۔"

طاشی بولی۔

"ابھی تک تو مجھے نہ بھوک محسوس ہوئی ہے نہ پیاس اگر ایسی بات ہوئی تو میں تمہیں بتا دوں گی۔ شاید ایسا اس لیے ہے کہ مجھ سے میرا سایہ بچھڑ گیا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ہمیں میکسیکو جانے کے لیے افریقہ کی کسی بندرگاہ سے سمندری جہاز میں سفر کر کے بہت بڑا سمندر عبور کرنا ہوگا۔"

عنبر نے کہا۔

"یہ سمندر بحر اطلانتک ہے۔ یہی وہ سمندر ہے طاشی جس کی تہہ میں تمہارا شہر آج سے دس ہزار برس پہلے غرق ہو گیا تھا۔ بعد میں اس سمندر کا نام بھی تمہارے ملک اطلانتس کے نام پر بحر اطلانتک رکھ دیا گیا۔"

طاشی اُداس آواز میں بولی۔

"مجھے میرا شہر بہت یاد آتا ہے۔ ہم بڑی خوشی خوشی اپنے شاندار مکان میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور آج یہ حالت ہے کہ میرے پیارے بہن بھائی اور ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں۔۔۔۔"

اور طاشی آہستہ آہستہ رونے لگی۔ ماریا اور عنبر نے اسے حوصلہ دیا۔ عنبر نے کہا۔

"طاشی بہن اب ہم بھی تمہارے غم میں شامل ہیں۔ کیونکہ ایک ہمارا بھی بھائی ناگ تمہارے ماں باپ کے ساتھ ہی ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ خدا نے چاہا تو ہم ہمت اور حوصلے سے کام لے کر اس مصیبت پر ضرور فتح حاصل کر لیں گے۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے باقی کی رات گزر گئی۔ دن

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کا اجالا چاروں طرف پھیل گیا۔ دن کی روشنی میں ماریا
عنبر نے طاشی کو غور سے دیکھا۔ وہ بڑی خوب صو
اور معصوم چہرے والی لڑکی تھی۔ اس کی آنکھیں سیاہ
رنگ گورا تھا۔ بال بھورے بھورے تھے۔ اس نے قد
زمانے کا لباس پہن رکھا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہو
کہ دوسرا گھوڑا کہاں سے لایا۔ عنبر نے یہ تجویز پیش کی
وہ پیدل چلے گا۔ اور طاشی گھوڑے پر بیٹھ جائے۔ شہر پہنچ
کر وہ ایک نیا گھوڑا خرید لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی
کیا گیا۔

جنگل والے ویران محل سے لے کر ایتھوپیا کے شہر
پہنچنے میں انہیں ساری رات لگ گئی۔ رات انہوں نے
ایک سرائے میں بسر کی۔ یہاں انہوں نے ایک نیا گھوڑا
خریدا اور افریقہ کے بندرگاہی شہر کی طرف روانہ ہو گئے
یہ سفر بھی کافی لمبا تھا۔ اور چار دن کے سفر کے بعد وہ بندرگاہ
پر آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک سمندری جہاز پر سوار ہو کر میکسیکو
کی طرف کا سمندری سفر شروع کر دیا۔

عنبر ماریا اور طاشی کو ہم سمندری سفر پر چھوڑتے ہیں
اور واپس کیٹی اور تھیوسانگ کی طرف لوٹتے ہیں۔ کیٹی، تھیوسانگ
کو جیب میں ڈالے گھوڑے پر حبشہ قریبہ کی طرف چلی آ رہی

تھی۔ جنگل اس کے سامنے تھا۔ جو آہستہ آہستہ قریب آ رہا
تھا۔ کیٹی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ تھیوسانگ کو چنگاڈر کی شکل
سے کیسے انسانی شکل میں لائے گی۔ وہ اکیلی بھی تھی۔ اگر
عنبر، ناگ، ماریا اس کے پاس ہوتے تو اسے کچھ حوصلہ ہوتا۔
وہ اس کی مدد بھی کرتے مگر اب تو وہ اکیلی تھی اور تھیوسانگ
ننھے سے مٹھی بھر کے چنگاڈر کی شکل میں اس کی جیب میں
پڑا تھا۔ وہ خود کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے
کہ چنگاڈر بننے کے بعد اس میں یہ خوبی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ
زمین کے نیچے سینکڑوں میل کی گہرائیوں میں دیکھ سکتا تھا۔

افریقہ کے ویران اور کشادہ جنگل کا علاقہ شروع ہو گیا۔
یہ جنگل ایسا تھا کہ جنگلی گھاس کی جھاڑیاں اُگی تھیں۔ ٹنڈ
منڈ درختوں کے جھنڈ دُور دُور فاصلے پر کھڑے تھے۔ میدان
اُونچا نیچا تھا۔ کہیں کہیں کھڈیں اور نالے بھی تھے۔ ان نالوں میں
کہیں پانی بہتا تھا اور کہیں وہ خشک پڑے تھے۔ کیٹی کا گھوڑا
اس ویران علاقے میں چلا جا رہا تھا۔ اس نے تھیوسانگ
کو جیب سے نکال کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا تھا۔
تاکہ اسے تازہ ہوا لگتی رہے۔ تھیوسانگ چھوٹا سا چنگاڈر
بنا کیٹی کے کاندھے سے چمٹا ہوا ــــ اپنی ننھی ننھی چونچ
ایسی گول سیاہ آنکھوں سے جنگل کے درختوں کو تک رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اس نے اپنی باریک آواز میں کیٹی کے کان میں کہا۔
"کیٹی! کیا تمہیں عنبر ناگ ماریا کی خوشبو آرہی ہے؟"
کیٹی نے سانس کھینچا اور کہا۔
"نہیں تھیوسانگ!"
تھیوسانگ خاموش ہوگیا۔ کیٹی کا گھوڑا جنگل کے میدان میں چلتا رہا۔ ابھی تک اسے کسی طرف سے بھی عنبر ناگ ماریا کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ وہ دل میں فکرمند تھی کہ اتنے بڑے افریقہ کے ملک میں وہ اپنے دوستوں کو کہاں تلاش کریگی گی۔ دن گزر رہا تھا۔ دھوپ ڈھلنے لگی تھی۔ اب افریقہ کے اس علاقے کا جنگل والا میدان ختم ہو گیا اور ریتلی زمین شروع ہوگئی۔ تھیوسانگ چھوٹے سے چمگادڑ کی شکل میں اس کے کاندھے پر چپ چاپ بیٹھا تھا۔ وہ خود بھی اپنی حالت پر بڑا پریشان تھا۔ اس نے باریک آواز میں کیٹی سے کہا۔
"کیٹی! کیا تمہیں یقین ہے کہ میں پھر سے انسانی شکل میں آسکوں گا؟"
کیٹی نے سانس بھر کر کہا۔
"کیوں نہیں تھیوسانگ بھائی۔ خدا نے چاہا تو یہ

مشکل بھی حل ہو جائے گی۔"
تھیوسانگ نے ریتلی زمین کی طرف دیکھا اور بولا۔
"کیٹی! میں اس صحرا کے نیچے دور گہرائی میں ایک دریا کو بہتا دیکھ رہا ہوں۔"
کیٹی نے کہا۔
"تمہاری اس طاقت کا کوئی فائدہ نہیں تھیوسانگ کاش یہ طاقت تمہیں اس چمگادڑ والے جسم سے نجات دلا سکتی۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"نہ ہم خلائی جہاز میں داخل ہوتے اور نہ ہمیں چمگادڑ کی خلائی بلا کی مصیبت پڑتی۔ مگر جو تقدیر میں لکھا تھا وہ ہو کر رہا۔"
اب جنگل پیچھے رہ گیا تھا اور وہ ایک صحرا میں آگئے تھے جہاں چاروں طرف ریت ہی ریت تھی۔ کیٹی نے کشمکش کے ساتھ کہا۔
"اگر یہاں پانی نہ ملا تو ہمارا گھوڑا زیادہ دیر تک ہمارا ساتھ نہ دے سکے گا۔"
تھیوسانگ نے زمین کی طرف دیکھا اور بولا۔
"زمین کے اندر تو ایک دریا بہہ رہا ہے۔ مگر اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں - پانی صحرا کے اوپر ملنا چاہیئے "

کیٹی کو ڈھلتی دھوپ کی روشنی میں دُور ایک اونچا سا ٹیلہ دکھائی دیا۔ پہلے تو وہ اسے ریت کا ٹیلہ سمجھی مگر جب قریب آئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایک کافی بڑا اہرام کا جھونپڑا ہے جس کی گول تکونی چھت درختوں کی چھال اور شاخیں ڈال کر بنائی گئی تھی۔ کیٹی نے کہا۔

" اس ویرانے میں یہ جھونپڑی کس نے بنائی ہے ؟ "

تھیوسانگ نے بھی اپنے ننھے سے چمگادڑ والے جسم اور چھوٹے سے انسانی چہرے کو اٹھائے کیٹی کے کاندھے پر بیٹھا اس جھونپڑی کو تکنے لگا۔

" یہاں کوئی انسان نظر نہیں آتا کیٹی "

کیٹی گھوڑے سے اُتر پڑی۔ جب وہ جھونپڑی کے پاس آئی تو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہاں سوکھی گھاس کا بہت سا ڈھیر پڑا تھا۔ اور ایک پانی سے بھرا حوض بھی تھا۔ اس نے گھوڑے کو گھاس کھانے اور پانی پینے کے لیے چھوڑ دیا اور جھونپڑی کے اندر آ گئی۔ جھونپڑی اندر سے بالکل خالی تھی کیٹی نے کہا۔

" گھاس کے ڈھیر اور پانی کے حوض سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی انسان ضرور رہتا ہے مگر جھونپڑی بالکل خالی ہے "

تھیوسانگ باریک آواز میں بولا۔

" ممکن ہے یہاں کبھی کبھی کوئی آتا ہو۔ یا پھر یہ جھونپڑی کسی نے مسافروں کے لیے بنائی ہو "

کیٹی کہنے لگی۔

" ہم یہاں رات گزار سکتے ہیں "

جھونپڑی کے درمیان میں ایک جگہ سے زمین تھوڑی سی کھدی ہوئی تھی اور وہاں اینٹوں کے چولہے پر ایک خالی ہانڈی پڑی تھی۔ کیٹی نے ہانڈی کو جھک کر غور سے دیکھا اور بولی۔

" یہاں کوئی کھانا پکاتا رہا ہے۔ مگر ہانڈی بالکل خالی ہے "

اس نے تھیوسانگ کو کاندھے سے اتار کر وہیں ایک اینٹ پر بٹھا دیا اور خود بھی پاس ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ صحرا میں سورج غروب ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد رات ہو گئی۔ مگر تاروں کی وجہ سے صحرا میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ کیٹی اور تھیوسانگ نیند سے بے نیاز تھے۔ گھوڑا پیٹ بھر کر گھاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھانے اور پانی پینے کے بعد جھونپڑی کے باہر مزے سے کھڑا تھا۔ کیٹی جھونپڑی کے اندر ریت پر بیٹھی تھیوسانگ سے عبرناگ اور ماریا کے بارے میں باتیں کر رہی تھی۔ پھر اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"تھیوسانگ میں تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔ کاش تمہارا طلسم کسی طریقے سے ٹوٹ جائے اور تم پھر سے انسانی شکل میں واپس آجاؤ۔"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"میں خود اپنی حالت پر پریشان ہوں۔ مگر مجبور ہوں۔"

اس نے اپنا ننھا سا انسانی سر اپنے چمگادڑ والے پروں میں چھپا لیا۔ کیٹی بھی لیٹ گئی۔ اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ باہر صحرا کی رات خاموش تھی۔ اچانک کیٹی کو گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر اسے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آئیں۔ کیٹی نے تھیوسانگ کو اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اور یہ کہتی ہوئی جھونپڑی سے باہر کو بھاگی کہ کوئی آ رہا ہے۔ وہ باہر نکل ہی تھی کہ اس نے تین گھوڑ سواروں

کو دیکھا جو گھوڑے دوڑاتے کیٹی کی طرف بڑھ رہے تھے کیٹی تیزی سے اپنے گھوڑے کی طرف دوڑی۔ اتنے میں پیچھے سے ایک تیر آیا اور اس کی کمر میں پیوست ہو گیا۔ آدھا تیر اس کے سینے سے آگے باہر نکل آیا تھا۔ کیٹی نے تھیوسانگ سے کہا۔

"مجھے تیر لگا ہے تھیوسانگ مگر میں یہ ظاہر کروں گی کہ میں مر گئی ہوں۔ تم آواز مت نکالنا۔ میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہ لوگ کون ہیں۔ میں تمہیں باہر نکال کر ریت میں چھپا رہی ہوں۔"

کیٹی نے جلدی سے تھیوسانگ کو جیب سے نکالا۔ اسے ریت میں چھپایا اور وہیں گر پڑی۔ تیر ابھی تک اس کی کمر میں گھسا ہوا تھا۔ تینوں گھوڑ سوار گھوڑے دوڑاتے اس کے قریب آ کر گھوڑوں سے اتر پڑے۔ یہ تینوں شکل و صورت سے کوئی جرائم پیشہ لوگ لگ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے گھوڑے پر ایک لڑکی رسیوں سے بندھی ہوئی پڑی تھی۔

ایک گھوڑ سوار نے جھک کر کیٹی کو دیکھا۔ اسے ہلایا اور بولا۔

"یہ مر گئی ہے۔ اچھا ہوا۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں کوئی دیکھے - جھونپڑی کے اندر چلو - یہ عورت
مر چکی ہے - شاید کوئی مسافر تھی۔"

تینوں گھوڑ سوار جھونپڑی کے اندر آ گئے - انہوں نے جو
عورت رسیوں سے بندھی ہوئی تھی - اُسے جھونپڑی کے فرش
پر ڈال دیا - اس کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور کہا -

"تم آج کی باقی رات اسی جگہ گزارو گی - ہم آگے جا
رہے ہیں - واپسی پر تمہیں لے لیں گے - خبردار یہاں
سے بھاگنے کی کوشش نہ کرنا - ویسے ہم تمہارے
ہاتھ پاؤں باندھے جاتے ہیں۔"

انہوں نے عورت کے دونوں ہاتھ اور پاؤں رسی سے
باندھ دیئے تاکہ وہ چل نہ سکے اور پھر گھوڑوں پر سوار
ہو کر صحرا میں ایک طرف چلے گئے - کیٹی ریت پر اوندھے
منہ پڑی تھی - اس نے گردن گھما کر دیکھا - تینوں گھوڑ سوار
رات کے اندھیرے میں ایک طرف گھوڑے دوڑاتے چلے
جا رہے تھے - جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو کیٹی
نے ہاتھ پیچھے لے جا کر اپنی کمر سے تیر نکال کر ریت
پر پھینک دیا اور ریت میں سے تھوسانگ کو نکال کر
آہستہ سے کہا -

"گھوڑ سوار چلے گئے ہیں - انہوں نے جھونپڑی

میں کسی عورت کو چھپا دیا ہے - ہمیں اس عورت
سے ملنا ہوگا۔"

"تھوسانگ نے باریک آواز میں کہا -

"وہ مجھے دیکھ کر ڈر جائے گی - تم مجھے اپنی جیب میں
ہی رکھنا۔"

کیٹی نے تھوسانگ کو جیب میں رکھ لیا اور جھونپڑی میں
داخل ہو گئی - جھونپڑی میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا مگر کھلے
دروازے میں سے ستاروں کی روشنی اندر آ رہی تھی -
اس نے ایک عورت کو دیکھا کہ جس کے ہاتھ پاؤں
رسی سے بندھے تھے اور وہ زمین پر پڑی تھی - اس
عورت نے کیٹی کو اندر آتے دیکھا تو اُٹھ کر بیٹھ گئی اور
گھبرائی ہوئی آواز میں بولی -

"تم ——— تم کون ہو؟"

کیٹی اس کے قریب آ کر بولی -

"میں بھی تمہاری طرح ایک عورت ہوں بہن! مگر
تمہیں یہ لوگ کہاں سے اغوا کر کے لائے ہیں؟"

اُس عورت کا رنگ گورا تھا اور آواز میں کمزوری اور
دہشت تھی - کہنے لگی -

"مگر تمہیں تو انہوں نے تیر مار کر مار ڈالا تھا - پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم کیسے زندہ ہو گئیں۔ میں نے تمہیں اپنی آنکھوں سے تیر کھا کر گرتے دیکھا تھا۔"

کیٹی نے کہا۔

"میری بہن! میں نے مرنے کا بہانہ کیا تھا۔ تیر مجھے لگا نہیں تھا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اور یہاں کس لیے آئے ہیں۔"

عورت بولی۔

"مگر تم یہاں کیسے آگئی ہو۔ یہ تو بد روحوں کا صحرا ہے۔ میں تو تمہیں بھی کوئی بد روح سمجھی تھی۔"

کیٹی نے کہا۔

"میں بد روح نہیں ہوں بلکہ تمہاری طرح ایک عورت ہوں۔ میں صحرا میں سفر کر رہی تھی۔ کہ رات کو یہ جھونپڑا خالی دیکھ کر یہاں رک گئی۔ ٹھہرو میں تمہاری رسیاں کھولتی ہوں۔"

عورت نے مایوسی سے کہا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے میری بہن! ان لوگوں کے آدمی صحرا میں چاروں طرف پہرے پر بیٹھے ہیں۔

وہ میرے ساتھ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میری خاطر اپنی جان مصیبت میں نہ ڈالو۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

کیٹی نے عورت کی رسیاں کھول دیں۔ اور کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ایک عورت کو مصیبت میں چھوڑ کر چلی جاؤں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ لوگ تمہیں کس لیے پکڑ کر لائے ہیں؟"

اس عورت نے کہا۔

"میرا نام راجکماری دامنی ہے۔ میں افریقہ کے ایک شہر کے راجہ کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میں صبح صبح دریا پر سہیلیوں کے ساتھ اشنان کرنے آئی تھی کہ ان لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا۔ یہ مجھے سارا دن جنگلوں میں لیے لیے پھرتے رہے۔ آخر یہاں لا کر رکھ دیا۔ یہ لوگ ڈاکو ہیں اور مجھے دیوی پر قربان کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جنگل میں قربانی میں جلانے والی خاص لکڑیاں لینے گئے ہیں۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ تمہیں دیوی پر قربان کرنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پا ہتے ہیں؟"

راجکماری نے کہا۔

"مجھے ان کی باتوں سے پتہ چلا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کے آدمی اس علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم میرے لیے اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔ تم مجھے نہیں بچا سکو گی۔"

کیٹی نے کہا۔

"راجکمار دامنی! میرے ساتھ یہاں سے باہر چلو۔ میں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دوں گی۔"

راجکماری نے حیرانی سے کیٹی کی طرف دیکھا۔ پھر بولی۔

"یہ ناممکن ہے۔ وہ لوگ تمہیں بھی پکڑ کر دیوی پر قربان کر دیں گے؟"

کیٹی نے کہا۔

"تم ان باتوں کو بھول جاؤ۔ آؤ میرے ساتھ انسان کو جان بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ زندگی خدا کی نعمت ہے۔"

کیٹی نے راجکماری کو ساتھ لیا۔ اور جھونپڑے سے باہر آئی۔ اس کا گھوڑا ابھی تک باہر ہی تھا۔ اس نے راجکماری کو گھوڑے پر بٹھایا۔ پھر خود اس کے ساتھ بیٹھی اور گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں گھوڑا صحرا میں دوڑ رہا تھا۔ مگر ریت کی وجہ سے اس کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ تھیو سانگ، کیٹی کی جیب میں ہی تھا۔ راستے میں اس نے راجکماری کو اپنا نام بتا دیا۔ اور کہا کہ وہ اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا کر پھر اپنے سفر پر جائے گی۔ کوئی ایک گھنٹہ صحرا میں سفر کرنے کے بعد ریت کا علاقہ ختم ہو گیا۔ اور پھر وہی سنگلاخ میدان شروع ہو گئے۔ اب اندھیرے میں کہیں کہیں درخت بھی نظر آتے تھے۔ کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے پتھریلے ٹیلے بھی تھے۔ کیٹی کو محسوس ہوا کہ اسے اپنے گھوڑے ٹاپوں کے علاوہ کچھ اور آواز بھی آ رہی تھی۔ اس نے گھوم کر پیچھے دیکھا تو دور سے دو گھوڑ سوار گھوڑا دوڑاتے اپنے پیچھے آتے دکھائی دیئے۔ راجکماری نے جب انہیں دیکھا تو گھبرا کر بولی۔

"کیٹی بہن! وہ لوگ آ گئے ہیں۔ وہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ مجھے یہاں اتار کر تم اپنی جان بچاؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے گھوڑے کی بھاگ ڈھیلی چھوڑ دی اور کہا۔
"راجکماری تم فکر مت کرو۔ میں تمہیں ان درندوں
کے حوالے نہیں کروں گی۔"
کیٹی بڑی تیزی سے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہ
چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔
اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ خطرہ یہ تھا کہ راجکماری پکڑی
گئی تو وہ زندہ نہ بچ سکے گی۔ کیٹی کی نگاہ ٹیلے میں
ایک غار میں پڑی۔ اس کو اور کچھ نہ سوجھا اور گھوڑے کو غا
کے اندر ڈال دیا۔ غار میں اندھیرا تھا گھوڑا اپنے جوش میں غار
آگے تک نکل گیا۔ اچانک غار میں کوئی پرندے پھڑ پھڑاتے
ہوئے اڑے اور انہوں نے کیٹی اور اس کے گھوڑے ا
راجکماری پر حملہ کر دیا۔ یہ خونخوار چمگادڑیں تھیں جو انسانوں ا
جانوروں کا خون پی کر زندہ رہتی تھیں۔ وہ انسانوں اور ایک
گھوڑے کو غار میں آتے دیکھ کر چمگادڑوں نے ان کا خون
کے لیے دھاوا بول دیا تھا۔
کیٹی نے گھوڑے پر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ راجک
بھی اس کے ساتھ ہی غار کی دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ چمگا
شور مچاتیں ان کے جسموں سے چمٹنے کی کوشش کر رہی تھیں
کیٹی اپنے آپ کو اور راجکماری کو بچا رہی تھی کہ اسے تھیو

تاریک مگر سیٹی ایسی تیز آواز سنائی دی۔
"کیٹی! مجھے چمگادڑ کی بو آ رہی ہے۔ مجھے باہر
نکال دو۔"
کیٹی نے جلدی سے تھیو سانگ کو جیب سے باہر نکال
دیا۔ تھیو سانگ جو کہ ایک چھوٹا سا چمگادڑ تھا مگر جس کا منہ
انسان کا تھا۔ جیب سے نکلتے ہی پھڑ پھڑا کر ہوا میں اڑا
مگر اس نے اپنے حلق سے اتنی زور کی سیٹی کی آواز نکالی
کہ سارے چمگادڑ پیچھے ہٹ کر دیوار کی چھت سے جا کر
چمٹ گئے۔ تھیو سانگ چمگادڑ کو دیکھ کر اور اسکی تیز سیٹی کی
آواز میں یہ حکم سن کر کہ میں چمگادڑوں کا دیوتا ہوں۔ خبردار
ان لوگوں کو ہاتھ نہ لگانا وہ سب ڈر کر چھت کے ساتھ جا لگے
اور راجکماری حیران ہو کر کیٹی کو دیکھنے لگی۔
"تم نے اپنی جیب سے چمگادڑ نکال کر اڑایا تھا
کیٹی؟"
کیٹی نے کہا۔
"خاموشی سے دیکھتی رہو۔ سوال مت کرو۔"
کیٹی اور راجکماری چھت کو دیکھ رہی تھیں۔ جہاں سارے
کے سارے خونخوار چمگادڑ الٹا لٹک گئے تھے۔ تھیو سانگ
چمگادڑ ان کے درمیان فضا میں تیز تیز اڑ رہا تھا۔ تھیو سانگ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

انہیں اِن کی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"یہ میری دوست ہیں۔ اگر کسی چمگادڑ نے اِن کو ہاتھ لگایا تو میں اِسے وہیں ہلاک کر دوں گا۔"

چمگادڑ ڈر گئے تھے۔ کیونکہ وہ پہلی بار ایک ایسے پ کو دیکھ رہے تھے جس کا منہ انسان کا تھا۔ چمگادڑوں کا دیوتا سمجھ بیٹھے تھے۔ تھیو سانگ کہا۔

"میں تمہارا دیوتا تھیو سانگ چمگادڑو ں اور میرے پیچھے تم سب کے پیچھے دشمن لگے ہیں۔"

تھیو سانگ جانتا تھا کہ کیٹی کے پیچھے تینوں ڈاکو اس کا تعاقب کرتے اسی طرف چلے آرہے ہیں۔ اس نے پینے والی چمگادڑوں سے کہا۔

"تین آدمی گھوڑوں پر سوار غار کی طرف آرہے ہیں۔ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ان کا غار میں داخل ہونے سے پہلے صفایا کر دو۔"

تمام چمگادڑوں نے اونچی آواز میں کہا "ایسا ہی ہو گا ہمارے دیوتا" تھیو سانگ لپک کر کیٹی کے پاس آگیا یہاں روشنی بہت ہی کم تھی۔ اس لیے لڑکی اچھی طرح

سے یہ نہ دیکھ سکی کہ تھیو سانگ کا چہرہ انسان کا ہے۔ وہ اسے کوئی چمگادڑ ہی سمجھ رہی تھی۔ تھیو سانگ نے کیٹی کے کان کے پاس جا کر کہا۔

"کیٹی! یہ خونی چمگادڑ تمہارے دشمن ڈاکوؤں کی خبر لینے جا رہے ہیں۔"

اور اس کے ساتھ ہی چمگادڑوں کا غول کا غول شعلہ مچاتا۔ سنسنی خیز آوازیں نکالتا غار سے پھڑ پھڑاتا ہوا باہر نکل گیا ——— باہر تینوں ڈاکو ابھی ابھی غار کے پاس پہنچے تھے۔ انہوں نے کیٹی کو غار میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ جونہی وہ گھوڑوں سے اتر کر غار میں داخل ہونے کے ارادے سے آگے بڑھے خونخوار چمگادڑیں ان پر ٹوٹ پڑیں۔ ڈاکوؤں نے تلواریں نکال لیں مگر چمگادڑوں نے سب سے پہلے ان کی آنکھوں پر حملہ کر کے آنکھیں نکال کر باہر پھینک دیں۔ تینوں خونی ڈاکو اندھے ہو کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ اب چمگادڑیں ان کے جسموں سے چمٹ گئیں اور اپنی تھوتھنی کی لمبی سوئیاں ان کے جسموں میں چبھو دیں۔ اور تیزی سے خون پینا شروع کر دیا۔ ایک ایک ڈاکو کو پچاس ساٹھ چمگادڑیں چمٹی ہوئی تھیں۔ ڈاکو بوکھلا کر اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے مگر چمگادڑوں نے دو سیکنڈ کے اندر اندر تینوں ڈاکوؤں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسم میں سے سارا خون نکال کر پی لیا۔ تینوں ڈاکو ٹھنڈے مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اب اِن کے گھوڑوں کی باری تھی۔

راجکماری، کیٹی اور چنگاوڑ تھیوسانگ غار کے باہر آ کر کھڑے یہ خوفناک تماشہ دیکھ رہے تھے۔ چنگاوڑیں گھوڑوں پر حملہ کرنے لگیں تو تھیوسانگ نے سیٹی کی آواز میں انہیں حکم دیا۔

"صرف دو گھوڑوں کا خون پینا۔ ایک کو چھوڑ دینا"

چنگاوڑوں نے تھیوسانگ چنگاوڑ کا حکم مانتے ہوئے ایک گھوڑے کو چھوڑ دیا اور باقی گھوڑوں سے چمٹ گئیں۔ کیٹی نے لپک کر تیسرے گھوڑے کو پکڑ لیا اور اسے غار میں اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا دیا۔ راجکماری خوف زدہ تھی کہ یہ کیسی چنگاوڑ ہے کہ جس کا چہرہ انسانوں ایسا ہے مگر کیٹی نے اسے سوال پوچھنے سے منع کر دیا تھا۔

دیکھتے دیکھتے چنگاوڑوں نے گھوڑوں کا بھی سارا خون پی لیا۔ اور واپس غار میں چلی گئیں۔ گھوڑے بھی سرد لاشیں بن کر زمین پر گر گئے تھے۔ غار میں آ کر کیٹی نے راجکماری کو بتایا کہ تھیوسانگ چنگاوڑ نہیں ہے بلکہ اس کا دوست ہے اور انسان ہے مگر طلسم کی وجہ سے اس کی شکل انسانوں ایسی اور جسم

چنگاوڑ کا بن گیا ہے۔ راجکماری بے حد حیران ہوئی۔ تھیوسانگ نے راجکماری سے اپنی باریک آواز میں کہا۔

"راجکماری! تم حیران نہ ہونا۔ میرا طلسم ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گا"

پھر تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں اسی وقت یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اِن ڈاکوؤں کے ساتھی اِن کی تلاش میں اِدھر آ جائیں"

کیٹی نے اس مشورے کو قبول کیا اور تھوڑی دیر بعد کیٹی اور راجکماری الگ الگ گھوڑوں پر بیٹھے ٹیلوں سے نکل کر ایک دریا کے کنارے سرپٹ گھوڑے دوڑاتے چلی جا رہی تھیں۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۵۰ "سایوں کے جنازے" پڑھیئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے نام

پیارے انکل اے حمید سلام

دعا سلام کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ خداوند آپ کو خیریت سے رکھے۔ انکل اس ماہ کے ناول بہت ہی اچھے تھے۔ انکل میں ایک عیسائی لڑکا ہوں۔ پھر بھی میں آپ کو عید مبارک کہنا چاہتا ہوں۔ اور آپ کے گھر والوں کو بھی عید مبارک ہو۔ اور آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ لاہور کے امجد کے بارے میں بھی کہانی میں لکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی

کہانی کا خاص نمبر لکھ کر بھیجئے اور انکل جس میں امجد بھی ہو۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اب اجازت چاہتا ہوں اور میری طرف سے عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور کیٹی کو سلام خط لکھنے والا گلفام"

گلفام صاحب اپنا پتہ تو آپ نے لکھا ہی نہیں۔ اے حمید صاحب کو اپنا پتہ ضرور لکھیں۔

○

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

کہانیاں عنبر ناگ ماریا یعنی بچو لڑکی، ویران مینار پڑھی بہت

مزہ آیا۔ میں نے پہلے بھی خط بھیجا تھا وہ آپ کو مل گیا ہوگا۔ آپ نے خلا کی جو سیریز شروع کی وہ تو سب کہانی زمین سے ہو رہی ہے آپ ماریا کو ایک طاقت اور دیں اس طرح کہ جب یہ ظاہر ہوگی تو یہ عنبر کی طرح ہوگی۔ آپ کہانیاں اچھی لکھ رہے ہیں۔ خلائی گھڑی کا قیدی کب شائع ہوگی کوئی پتہ نہیں۔ جلد شائع کریں کتنے سال ہو گئے ہیں۔

فقط والسلام

عمران خان ولد محمد انور خان حافظ انجینئرنگ ورکس نند تھل سینما بھکر ضلع بھکر

○

میرے پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

عرض یہ ہے ہمارے لیے پیارے پیارے ناول عنبر ناگ ماریا کے تحریر کرتے رہیں یہ ہمارے پورے گھر والے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ ہم ۱۴۰ ویں قسط پڑھ رہے ہیں جو آپ نے ابھی نئے ناول بھیجے ہیں۔ لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے، بوتل میں بند ناگ، کیٹی سانپ کے آگے بہت ہی اچھے لگے ہیں۔ پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر آپ ہمیں عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ کی تصویریں پیارے انکل اے حمید ضرور بھیجئے گا۔ اس خط کا جواب ضرور دینا میرے پیارے انکل انکار مت کرنا۔ آپ کو قسم ہو عنبر ناگ ماریا کی تصویر ضرور بھیجئے گا۔ ہمیں آپ کے اگلے ناول کا بہت شدید انتظار ہے فقط والسلام

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محمد حنیف فلیٹ نمبر C-۴۴۹ / B-۱۲ کوئنز روڈ سکھر

پیارے انکل اے حمید صاحب۔ السلام علیکم

انکل ہم کو آپ سے بہت سی شکایتیں ہیں مثلاً یہ کہ آپ کی کہانیاں "عنبر ناگ ماریا" سکھر میں بہت ہی دیر سے پہنچتی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

انکل جب میں دوسری کلاس کا طالب علم تھا کہانیاں پڑھنی شروع کیں اور اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں لیکن خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ انکل میرا ایک بھائی وحید ہے۔ وہ چوتھی کلاس میں پڑھتا ہے وہ بھی آپ کی کہانیاں پڑھتا ہے اور آپ کی بہت ہی تعریف کرتا ہے۔

انکل اس ماہ یعنی مئی کی کہانیاں ۱۷ تاریخ کو سکھر پہنچی ہیں ذرا جلد بھیج دیا کریں۔ انکل اس ماہ کی کہانیوں میں "کیٹی سانپ کے آگے" میں صفحہ نمبر ۱۰۶ اور سطر ۶ پر یوں لکھا تھا "ناگ کو ماریا کی خوشبو آئی تو وہ بولا۔

ماریا! یہ تم ہو کیا؟

انکل ان دو سطروں نے ہمیں الجھا کر رکھ دیا۔ ہم نے سوچا کہ ناگ کو تو آنکھوں میں "مست کال بوٹی" کا سرمہ لگا ہے وہ تو اسے دیکھ سکتا تھا۔

انکل ہمیں یادگار کے طور پر عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ کی

تصویر اور اپنی ایک عدد تصویر عنایت فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

آپ کی کہانیوں کا پرستار

اوشاق علی جمالی۔ کلاس آٹھویں اے گورنمنٹ کمپریہ ہینسو ہائی اسکول بیراج کالونی سکھر۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

مجھے آپ کی پہلی کہانی مصر کی ملکہ پڑھنے کا اتفاق ہوا بہت پسند آئی میں چھٹی جماعت کا امتحان دے چکا ہوں اور آپ کی دعاؤں اور خدا کے فضل سے ساتویں جماعت میں ہو جاؤں گا۔ میں نے ابھی آپ کی پہلی کہانی پڑھی ہے دوستوں نے بھی آپ کی کہانیوں کی تعریف کی ہے آپ ایک مہربانی کریں کہ عنبر ناگ ماریا کو بھکر کے سفر پر روانہ کریں تو مہربانی ہوگی عنبر وغیرہ کو میرا مہمان بنانا ہوگا۔

کچھ لکھنا چاہتا ہوں معذرت کے ساتھ انکل آپ کہانی لکھنے سے پہلے یہ لکھ دیا کریں کہ پہلے پڑھائی اور نماز اور بعد میں کہانی پڑھیں آپ کی نصیحت بچے بہت جلدی مانیں گے کیونکہ امتحانوں میں بھی لڑکے آپ کی کہانی پڑھتے تھے اس لئے ان کی پڑھائی میں ہرج ہوتا ہے۔ میں نے امتحانوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی آپ کی شہرت سنی لیکن امتحانوں کے بعد پڑھنا شروع کیا۔ شکریہ اجازت چاہتا ہوں خدا حافظ

محمد فیصل قریشی معرفت محمد اسحاق قریشی عقب تھل سینما گھر ضلع لکی

○

جناب اے حمید صاحب السلام علیکم

میں ناگ عنبر اور ماریا کے ناول بہت دلچسپی سے پڑھتا ہوں اور مجھے یہ ناول پڑھتے وقت بہت لطف آتا ہے۔ میری دعا ہے کہ آپ آئندہ بھی ایسے قصے کہانیاں لکھتے ہیں حمید صاحب میں ایک دن لائبریری پر گیا تو وہاں سے پوچھا کہ کوئی تاریخی ناول ہے تو انہوں نے مجھے ناگ عنبر اور ماریا کی پہلی قسط مصر کی ملکہ دے دی۔ جب میں نے وہ پڑھی تو مجھے بہت پسند آیا۔ اس دن سے لے کر آج تک میں نے ناگ عنبر اور ماریا کے ملاقات ہو تو میری طرف سے انہیں سلام پہنچا دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اے حمید صاحب ان تینوں ماضی کے فنکاروں کی تصویریں بھی میری طرف بھیجیں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اور میری طرف سے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو اور ماضی کے تین فنکاروں کو دعا سلام قبول ہو۔ والسلام آپ کا تابعدار

ضیاء محمد عرف ٹائیگر معرفت شیخ عبدالکریم روئی مشین والا نزد صدف میڈیکوز نوشہرہ جدید۔ پشاور

○

محترم اے حمید صاحب! السلام علیکم

دیران مینار اور بچھو لڑکی بہت پسند آئے آپ نے کرداروں کو ایک جگہ کرتے کرتے پھر بکھیر دیا۔ آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ انہیں متحد کریں اس کا موقع آپ کے ۱۵۰ ویں ناول میں مل جائے گا پہلے خاص نمبر میں بھی آپ نے انہیں جمع نہیں کیا جب کہ پچھلے تمام خاص نمبروں میں آپ انہیں جمع کرتے رہے ہیں میں نے آپ کی توجہ صلیبی جنگوں کی طرف کرائی تھی اور آپ نے لکھا تھا کہ ۱۳۴ ویں قسط میں عنبر صلیبی جنگوں کے دور میں جائے گا لیکن ۱۴۱ قسط تک تو اس کا ذکر بھی نہیں آیا۔ اب ہم مسلمانوں کو اس بات کی شدت سے ضرورت ہے کہ اپنے اندر اسلامی شعور بیدار کریں کیونکہ مسلمانوں کا استحصال اور ان کے لئے جانبدار رویہ صدیوں سے دوسری قومیں اپنائے ہوئے ہیں اور ان کی دولت اور ترقی دیکھ کر مسلمان خاص طور پر نئی نسل ان سے مرعوب ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے وقت میں ہمیں سلطان صلاح الدین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طارق زیاد محمود غزنوی اور یوسف بن تاشفین جیسے کردار یاد دلانے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان اندازہ کر سکیں کہ یہی قومیں جو ہمیں طعنے دیتی ہیں کس طرح ہمارے زیرنگیں اور لگان یافتہ رہ چکی ہیں اور پھر کس طرح ہمارے علمی ذخیرے پر قبضہ کر کے آج ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ خدا حافظ

فہیم الزماں گلی ۱۳ کوارٹر ۳۱ سیکٹر بی۔ ۳۵ کورنگی کراچی

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

انکل جس طرح اب آپ نے دو کے بجائے تین ناول لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اسی طرح آپ تین کے بجائے چار ناول کب سے لکھنا شروع کریں گے کیونکہ جونہی آپ کے ناول بازار میں آتے ہیں تو میں بھاگا بھاگا جاتا ہوں کہ کہیں آپ کے ناول ختم نہ ہو جائیں۔ مگر جب ناول پڑھتا ہوں تو ایک دو دن میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بے چینی شروع ہو جاتی ہے کہ کب آپ کے ناول آئیں گے۔ انکل آپ نے جتنی بھی سیریز لکھی ہیں۔ مثلاً ۔ پرانے قلعے کی فاعل۔ عمران ریحان اینڈ کمپنی وغیرہ، یہ سب بہت ہی مزیدار ہیں۔ انکل آپ خلائی گھڑی کا قیدی کب سے لکھنا شروع کر رہے ہیں۔ ہمیں اس ناول کا بے چینی سے انتظار ہے۔

اچھا اب اجازت دیں۔ خدا حافظ آپ کا پرانا قاری۔

حامد اظہر معرفت اظہر مجید مکان نمبر ۱۹۴ انڈس روڈ نمبر ۲ لالکرتی راولپنڈی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آؤ کہانی لکھیں

سایوں کے جنازے

PVL
PDFBOOKSFREE.PK

الہ دین

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اوریلیٹی خلا میں

سایوں کے جنازے

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۵۰/-

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر، ناگ، کیٹی، تھیو سانگ اپنے واپسی کے سفر میں اس دفعہ ایک ایسے قبرستان میں پھنس گئے جہاں ان کے جسموں سے سائے الگ کر کے زمین میں دفن کر دیئے گئے ہیں۔ اور قبر کے اوپر ان کے سایوں کے عکس نمایاں ہیں۔ اب آپ کو یہ پڑھ کر ہی معلوم ہو گا کہ وہ اس عذاب سے کیسے نجات حاصل کر سکے۔ اور ماریا کو ان کے لیے کن عجیب و غریب واقعات سے دوچار ہونا پڑا۔

آپ کے حوصلہ افزا خطوط مجھے متواتر مل رہے ہیں۔ بعض دوستوں کے خطوط شائع بھی کر دیئے۔ اتنی گنجائش تو ہوتی نہیں کہ ہر خط شائع کیا جا سکے۔

میں ان دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جن کے خط جگہ کی کمی کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے۔

تمہارا انکل اے حمید

۴۵۴ - راہِ چمن سمن آباد ——— لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- سایوں کے جنازے
- غیبی روح کون تھی ؟
- مگرمچھ انسان
- سانپ آدمی کی تلاش
- عنبر کہاں ہے۔

سایوں کے جنازے

راجکماری اور کیٹی گھوڑوں کو دوڑائے جا رہی تھیں۔
تھیوسانگ ایک ننھی سی چمگادڑ کے روپ میں طلسم میں گرفتار کیٹی کی جیب میں تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس کو اس منحوس طلسم سے کب نجات حاصل ہوگی۔ کیٹی سب سے پہلے راجکماری کو اس کے باپ کے پاس پہنچانا چاہتی تھی کیونکہ اسے ڈاکو اغوا کرکے لے گئے تھے۔ جن کے پنجے سے چھڑانے کے بعد کیٹی اسے اپنے ساتھ لئے جنگل میں سے گزر رہی تھی آگے ایک دریا آگیا۔ کیٹی نے گھوڑے کی رفتار آہستہ کردی۔ اسے یقین ہوگیا تھا کہ اب وہ بدمعاش جنہوں نے راجکماری کو اغوا کیا تھا۔ ان کے پیچھے نہیں آئیں گے۔
اس نے راجکماری سے پوچھا کہ اس کے باپ کا شہر کتنی دور ہے تاکہ وہ اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔ راجکماری نے دریا کو پہچان لیا تھا۔ کہنے لگی۔
یہ دریا ہمارے شاہی محل کے قریب سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گزرتا ہے اگر ہم اس دریا کے ساتھ ساتھ ایک دن
تک چلتے رہیں تو میرا شہر آجائے گا۔

کیٹی نے تھیوسانگ کو جیب سے نکال کر اپنے کاندھے سے چمٹا لیا تھا۔ اس نے تھیوسانگ سے بھی مشورہ لیا۔ تھیوسانگ نے بھی کیٹی کو یہی مشورہ دیا کہ سب سے پہلے راجکماری کو اس کے باپ کے پاس پہنچانا ضروری ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے بارے میں سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔

اس وقت دن نکل آیا تھا۔ سارا دن وہ دریا کے ساتھ ساتھ گھوڑوں پر سفر کرتے رہے۔ سورج غروب ہو رہا تھا کہ راجکماری نے دور اپنے راجہ باپ کا محل اور قلعہ دیکھا اور خوشی سے چلا کر بولی۔

وہ ہمارا محل ہے۔ میں اپنے گھر پہنچ گئی ہوں۔ میں تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں کیٹی؟ تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا

میں نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے۔ راجکماری کوئی احسان نہیں کیا۔ وہی انسان اچھا ہوتا ہے۔ جو مصیبت میں دوسروں کے کام آئے۔

اس کے ساتھ ہی کیٹی نے راجکماری سے وعدہ لیا کہ وہ تھیوسانگ کے چنگاڑ بن جانے کے بارے میں کسی سے ذکر نہیں کرے گی۔ جب وہ راجکماری کو لے کر راجہ کے محل میں پہنچی تو راجہ اس وقت شاہی نجومی کے پاس اداس بیٹھا اس سے زائچہ بنوا کر اپنی بیٹی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ سامنے اپنی بیٹی کو دیکھ کر وہ خوشی سے نہال ہوگیا۔ اس نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا لیا اور دونوں کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ پھر راجکماری نے اپنے باپ کا کیٹی سے تعارف کرایا اور بولی۔

پتاجی! اگر میری یہ سہیلی مجھے صحرا میں سے نہ نکالتی تو خدا جانے پھر مجھے آپ کی صورت دیکھنی بھی نصیب نہ ہوتی۔

راجہ نے کیٹی کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اسے شاہی مہمان خانے میں اپنے ساتھ لے کر گیا۔ شاہی نجومی اس وقت جو زائچہ بنا رہا تھا اس میں راجکماری کے نام کا جو خانہ بنا ہوا تھا نجومی اس کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس خانے میں ایک عجیب شکل بار بار ابھر کر سامنے آرہی تھی۔ یہ شکل ایک انسانی ہاتھ کے ہڈیوں کے ڈھانچے کی تھی جو دیوار پر کچھ لکھ رہا تھا۔ نجومی اس وقت اکیلا تھا۔ اس نے غور سے پڑھا۔ انسانی ہاتھ کے ڈھانچے نے دیوار پہ اس زمانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی زبان میں لکھا۔ پُشتک کا تیسرا ورق دیکھو، اس کے ساتھ ہی خانے میں سے ہڈیوں کا ہاتھ غائب ہوگیا۔ نجومی سوچ میں پڑ گیا کہ یہ غیبی اشارہ کس کے لئے تھا؟ پُشتک اس کے پاس ہی تھیلے میں بند پڑی تھی۔ اس نے جلدی سے پُشتک کو نکال کر اس کا تیسرا ورق دیکھا تو وہاں یہ عبارت لکھی تھی۔

بھدواڑ۔ ایک چمگادڑ ہے اس کا چہرہ آدمی کا ہے نئی عورت کی تلاشی لو۔

اس کے بعد عبارت اپنے آپ ورق پر سے غائب ہوگئی۔ بھدواڑ اس نجومی کا نام تھا اور وہ راجہ کا خاص نجومی تھا۔ یہ کالے علم کا بھی ماہر تھا اور ہمیشہ جوان رہنے کے لئے کالے علم کے ٹونے کرتا رہتا تھا یہ خاص پُشتک یعنی کتاب بھی کالے علم ہی کی تھی۔ نجومی بھدواڑ یہ طلسمی تحریر پڑھ کر دنگ رہ گیا۔ نئی عورت کی تلاشی لینے پر انسانی شکل والا چمگادڑ مل سکتا تھا اور اس چمگادڑ کی مدد سے نجومی بھدواڑ ایک ایسا طلسم بنانے میں کامیاب ہو جاتا جس کے بعد نجومی ہمیشہ جوان رہتا۔ اس کی عمر ایک جگہ ٹھہر جاتی اور وہ کبھی بوڑھا نہ ہوتا۔ اس نے سوچا کہ محل میں نئی عورت کون ہو سکتی ہے؟

اچانک اسے راجکماری کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی کا خیال آگیا وہی عورت وہاں نئی تھی۔

بھدواڑ نے اس عورت یعنی کیٹی کی تلاشی لینے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ خود یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لئے کسی عورت کی خدمات حاصل کرنی ضروری تھی۔ بھدواڑ کی ایک چیلی کٹنی واقف تھی۔ یہ بڑی عیار عورت تھی۔ اور ہر بھیس بدل لیتی تھی۔ نجومی بھدواڑ نے اسے اپنے مکان پر بلا کر کہا کہ جو لڑکی شاہی محل میں آکر ٹھہری ہے۔ اس کے پاس ایک ایسا چمگادڑ ہے جس کی شکل آدمی کی ہے۔ مجھے اپنے طلسم کے لئے اس چمگادڑ کی ضرورت ہے۔ اگر تم مجھے یہ چمگادڑ لادو تو میں اپنے ساتھ تمہیں بھی پھر سے جوان کر دوں گا۔ ایک بڈھی کھوسٹ عورت کے لئے یہ بہت بڑا لالچ تھا کہ وہ پھر سے جوان بنا دی جائے گی۔ اسے معلوم تھا کہ نجومی بھدواڑ بڑا تجربے کار ساحر ہے اور وہ اس قسم کا طلسم بنا سکتا ہے چنانچہ وہ کیٹی کی تلاشی لینے پر تیار ہوگئی۔ کیٹی شاہی مہمان خانے میں ہی ٹھہری ہوئی تھی اور تھیوسانگ سے مشورہ کرنے کے بعد اگلے دن وہاں سے عنبر ناگ ماریا کی تلاش میں روانہ ہونے والی تھی کہ شام کو پچھلے کٹنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہاں پہنچ گئی - یہ عورت چہرے بدلنے کی ماہر تھی۔ اس نے اپنے چہرے پر انسانی جلد سے ملتی جلتی ایک ایسی جھلّی چڑھا رکھی تھی جس کی وجہ سے اس کا چہرہ بالکل بدل گیا تھا۔ ایسا اس پچھے کٹنی نے اس لئے کیا تھا کہ اگر بعد میں کیٹی اسے محل میں دیکھے تو پہچان نہ سکے۔

کیٹی کے پاس آتے ہی اس نے رونا شروع کر دیا اور روتے ہوئے کہا

بیٹی تو راجکماری کی سہیلی ہے۔ راجکماری سے کہہ کر راجہ سے پاس میرے بیٹے کی سفارش کر دے وہ قید میں پڑا ہے۔ میں اپنے بیٹے کی صورت کو ترس رہی ہوں۔

پچھے کٹنی نے ایسی درد انگیز اداکاری کی کہ کیٹی اس سے بہت متاثر ہوئی۔

اس نے کہا

اماں! میں راجکماری کے ذریعے راجہ کو کہلوا کر تیرے بیٹے کو چھڑوا دوں گی۔ تو فکر نہ کر۔ میں آج ہی راجکماری سے جا کر ملتی ہوں۔

پچھے کٹنی نے کیٹی کے پاؤں چھو لئے اور پھر جلدی سے ایک پوٹلی میں سے لڈو نکال کر کہا

بیٹی نیک شگون کے لئے یہ لڈو تھوڑا سا کھا لے تاکہ مجھے تسلی ہو جائے۔ یہ لڈو میں مندر سے لائی ہوں۔ تیرے تھوڑا سا چکھ لینے سے میرا بیٹا قید سے ضرور چھوٹ جائے گا۔ تو میرے لئے رحمت کی دیوی بن کر محل میں آئی ہے۔

کیٹی کو ذرا سا بھی شبہ نہیں تھا۔ اس نے بوڑھی ماں کا دل رکھنے کے لئے لڈو تھوڑا سا چکھ لیا۔ لڈو کھاتے ہی اسے چکر آیا اور وہ دھڑام سے پلنگ پر گر پڑی۔ پچھے کٹنی نے جھک کر غور سے کیٹی کو دیکھا۔ کیٹی بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس نے فوراً کیٹی کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس کی جیب میں پچھے کٹنی کو انسانی شکل والا چمگادڑ مل گیا۔ یہ چھوٹی چڑیا جتنا تھا۔ تھیوسانگ نے پچھے کٹنی کو کاٹنے کی کوشش کی مگر پچھے کٹنی نے فوراً اسے رومال میں لپیٹ لیا اور وہاں سے بھاگ گئی۔

بھدواڑ نجومی کو جب انسانی شکل والا چمگادڑ ملا تو خوشی سے اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے پچھے کٹنی کو انعام دے کر واپس بھیجا اور اس وقت طلسم بنانا شروع کر دیا۔ چمگادڑ تھیوسانگ کو اس نے ایک ہانڈی میں بند کر کے اوپر پتھر کی سل رکھ دی تھی۔ طلسم بنانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اسے سارا دن اور ساری رات درکار تھی ۔ وہ اپنے مکان کی اندھیری کوٹھڑی میں شام تک طلسم بناتا رہا۔ پھر کوٹھڑی کو تالا لگا کر محل میں چلا آیا۔ شام تک کیٹی بے ہوش پڑی رہی ۔ جب راجکماری نے دیکھا کہ کیٹی اس سے ملنے نہیں آئی تو اسے تشویش ہوئی ۔ وہ خود اس کے کمرے میں گئی ۔ کیا دیکھتی ہے کہ کیٹی پلنگ پر بے ہوش پڑی ہے۔ اس نے فوراً شاہی وید کو بلوایا تھوڑی دیر بعد کیٹی کو ہوش آگیا ۔ اس نے آنکھیں کھول کر راجکماری کو دیکھا۔ راجکماری نے تعجب سے پوچھا کہ وہ کیسے بے ہوش ہوگئی تھی ۔ کیٹی نے سب سے پہلے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ چمگادڑ تھیوسانگ غائب تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ جو عورت اس کے پاس آئی تھی وہ کوئی عیار عورت تھی اور تھیوسانگ کو اڑانے اس کے پاس آئی تھی کیٹی نے ساری بات راجکماری کو بتادی۔ راجکماری سوچ میں پڑگئی ۔ پھر کہنے لگی۔

کیٹی ! تم بالکل نہیں گھبراؤ وہ عورت کوئی جادوگرنی یا کسی جادوگر کی بھیجی ہوئی تھی۔ کیا تم اسے پہچان لوگی ؟

کیٹی نے کہا

ہاں مجھے اس کی شکل اچھی طرح سے یاد ہے۔

راجکماری نے کیٹی کو محل کی ساری عورتیں خادمائیں اور کنیزیں دکھائیں ۔ ان میں پچھے کٹنی بھی شامل تھی مگر اس وقت پچھے کٹنی اپنی اصلی شکل میں تھی اور کیٹی اسے پہچان نہیں سکتی تھی ۔ کیٹی نے مایوسی سے کہا

ان میں وہ عورت نہیں ہے راجکماری۔

راجکماری نے کہا

ضرور وہ عورت باہر سے آئی ہوگی ۔ میں راجہ سے کہہ کر سارے علاقے کی ناکہ بندی کرائی ہوں تاکہ وہ عورت اگر شہر میں ہے تو تھیوسانگ کو اغوا کرکے یہاں سے نکلنے نہ پائے۔

مگر تھیوسانگ تو شاہی نجومی کی کوٹھڑی میں ہانڈی کے اندر بند تھا۔ اور وہاں تک کوئی بھی نہیں جا سکتا تھا۔ کیٹی پریشان تھی ۔ وہ تھیوسانگ کو چھوڑ کر وہاں سے نہیں جا سکتی تھی ۔ اس نے اپنے طور پر تھیوسانگ کی تلاش شروع کر دی ۔ وہ سارا دن شہر کی گلیوں میں گھومتی رہتی ۔ مشکل یہ تھی کہ تھیوسانگ جس حالت میں تھا اس کے جسم سے اس کی خوشبو بھی نہیں آتی تھی ۔ کیٹی کو اس شہر میں ایک ہفتہ گزر گیا اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ ملا۔ دوسری طرف بھدواڑ نجومی نے طلسم تیار کر لیا تھا اور اب وہ آخری منتر کے لئے تھیوسانگ کو لے کر شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں چلا آیا۔ جہاں اسے آدھی رات کو خاص منتر پڑھنے کے بعد انسانی چمگادڑ کی گردن کاٹ کر اس کے خون کو اپنے جسم پر گرانا تھا۔

وہ رات بڑی تاریک تھی۔ آسمان پر ستارے بھی ڈر ڈر کر چمک رہے تھے۔ بھدواڑ نجومی اپنے سامنے تھیوسانگ کی بند ہانڈی رکھے زمین پہ آلتی پالتی مارے بیٹھا طلسمی منتروں کا جاپ کر رہا تھا۔ ایک چھُری بھی اس کے قریب ہی پڑی تھی۔ منتر پڑھنے کے بعد اسے اس چھُری سے تھیوسانگ کی گردن کاٹنی تھی ادھر کیٹی کو نیند نہیں آرہی تھی وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ تھیوسانگ مشکل میں مبتلا ہے اور کوئی بھیانک بات ہونے والی ہے۔

اس مصیبت کی گھڑی میں کیٹی کو اپنے پرانے ساتھی یعنی کنوئیں کے جن کا خیال آگیا۔ اس نے سوچا مصیبت کے وقت اپنے پرانے دوست کو ہی آزما کر دیکھ لینا چاہیئے۔ اگرچہ کیٹی کو امید نہیں تھی کہ یہ بدمعاش

اور اکھڑ جن اس کی مدد کو آئے گا۔ پھر بھی اس نے چٹکی بجا دی۔ دو تین بار چٹکی بجانے سے جب اس کا دوست نہ آیا تو کیٹی نے چٹکی بجا کر اسے آواز دی۔

میرے دوست تم کہاں ہو۔ دوست ہی مشکل کے وقت دوست کے کام آتا ہے۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ میرے دوست .....

اچانک کیٹی کو اپنے پرانے دوست کی آواز آئی۔ آواز میں وہی اکھڑپن اور غصّہ تھا۔

کیا دوست دوست کی رٹ لگا رکھی ہے

کیا بات ہے ؟

کیٹی کی جان میں جان آگئی۔ اس نے ساری بات اپنے غیبی دوست کو بتا دی۔ اس نے کہا

تم مجھے کیا بتا رہی ہو ؟ مجھے تو سب کچھ پتہ ہے۔

کیٹی نے کہا

تم نے خود ہی تو پوچھا ہے کہ کیا بات ہے۔

جن دوست نے غصّے میں کہا

پوچھ لیا تھا تو کیا غضب ہو گیا تھا۔ تم پوری رام کہانی سنانے بیٹھ گئی ہو۔ میرے ساتھ آؤ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے پوچھا

کہاں ؟

جن دوست کی آواز آئی ۔

جہنم میں ۔

کیٹی نے جلدی سے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا

دوست معاف کر دو۔ تم جہاں کہتے ہو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں ۔

جن دوست کی آواز آئی ۔

آنکھیں بند کر لو۔

کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں۔ دوسری طرف شہر سے دور ایک ویران جگہ پر بھدواڑ نجومی کے منتروں کا جاپ پورا ہو گیا تھا۔ اس نے ہانڈی میں ہاتھ ڈال کر تھیوسانگ کو باہر نکالا کہ اس کی گردن مروڑ دے ۔ ہاتھ میں چھری تھام کر اس نے تھیوسانگ کو اپنے پاؤں کے نیچے دبایا ہی تھا کہ بھدواڑ نجومی کو ایک زبردست دھکا لگا اور وہ قلابازی کھا کر سامنے جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی نجومی نے محسوس کیا کہ اس کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ہیں اور وہ چھوٹا ہوتا جا رہا ہے ۔ اچانک وہاں کیٹی نمودار ہو گئی ۔ جن دوست اس کے ساتھ ہی تھا مگر وہ

کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا ۔ کیٹی لپک کر تھیوسانگ کو اٹھاتے ہی لگی تھی کہ جن دوست کی آواز بلند ہوئی۔

اتنی جلدی نہ کر۔ اسے یہیں رہنے دے اور تماشہ دیکھ کہ کیا ہوتا ہے ۔

اندھیرے میں کیٹی کو نجومی اور تھیوسانگ صاف نظر آ رہے تھے ۔ اس نے دیکھا کہ نجومی چھوٹا ہوتا جا رہا ہے اور چمگادڑ کے اندر سے تھیوسانگ آہستہ آہستہ اپنے پورے جسم کے ساتھ باہر آ رہا ہے ۔ پھر چمگادڑ غائب ہو گیا اور تھیوسانگ پورے قد کے ساتھ کیٹی کے سامنے کھڑا تھا۔ اب جو انہوں نے نجومی پر نگاہ ڈالی تو وہ ایک ایسا ننھا سا چمگادڑ بن چکا تھا جس کی شکل انسان کی تھی ۔ کیٹی نے تھیوسانگ سے کہا

خدا کا شکر ہے کہ تم اپنی اصلی شکل میں آئے ۔

تھیوسانگ بولا۔

یہ شخص تو مجھے ہلاک کرنے لگا تھا ۔ اگرچہ میں ہلاک تو نہ ہوتا مگر میری گردن الگ ہو جاتی اور گردن کو دوبارہ جڑنے میں کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا۔

مگر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ؟

کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ میرے دوست کا کرشمہ ہے

کیٹی نے دوست جن کو آواز دی تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ اس کا اکھڑ غصیلا دوست جا چکا ہے۔ کیٹی نے نجومی کی طرف دیکھ کر کہا

یہ تو شاہی نجومی ہے تھیوسانگ۔

ہاں — تھیوسانگ بولا۔ اس نے ایک خاص طلسم کے لئے مجھے ہلاک کرنا تھا۔ اچھا ہوا کہ قدرت نے عین موقعہ پر تمہیں بھیج دیا۔ کیٹی نے نجومی کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

مگر اس کا کیا ہوگا؟

تھیوسانگ نے کہا

جو میرے ساتھ ہونے والا تھا اب وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اسے اپنے گناہوں کی سزا مل گئی ہے۔ چلو۔ یہاں سے چلتے ہیں اب زیادہ دیر یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔

کیٹی نے کہا

ہم راجکماری سے ملے بغیر کیسے جا سکتے ہیں آؤ مکان پر چلتے ہیں۔ صبح راجکماری کو خدا حافظ کہہ کر یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔

کیٹی اور تھیوسانگ واپس اپنے شاہی مکان میں آ گئے۔

کیٹی کو تھیوسانگ کے دوبارہ انسانی شکل میں واپس آ جانے کی بے حد خوشی ہوئی تھی۔ دن چڑھا تو کیٹی نے راجکماری کو جا کر یہ خوشخبری سنائی کہ نہ صرف اس کا بھائی تھیوسانگ مل گیا ہے بلکہ وہ اپنی اصلی شکل میں بھی واپس آ گیا ہے۔ راجکماری نے کیٹی کو مبارکباد دی اور پوچھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

کیٹی نے کہا

بس ہو گیا۔ اچھا اب ہم جا رہے ہیں۔ میں تمہیں خدا حافظ کہنے آئی ہوں۔

راجکماری بولی۔

کیا تم مجھے اپنے پیارے بھائی تھیوسانگ سے نہیں ملواؤ گی؟

کیٹی راجکماری کو لے کر اپنے مکان پر آ گئی۔ راجکماری نے تھیوسانگ سے ہاتھ ملایا اور اسے واپس انسانی شکل میں آنے پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد اس نے ان کے لئے تازہ دم گھوڑوں کا بندوبست کیا اور کیٹی اور تھیوسانگ راجکماری کو خدا حافظ کہہ کر اپنی منزل کی طرف واپس چل دیئے۔ ان کی منزل پھر وہی افریقہ کے جنگل تھے۔ کیٹی کو اب بھی یقین تھا کہ عنبر ناگ اور ماریا انہیں انہی جنگلوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی کہیں ملیں گے۔ تین دن اور تین راتوں کے سفر کے بعد کیٹی اور تھیوسانگ آخر اسی جنگل میں پہنچ گئے جہاں اس سے پہلے عنبر ناگ ماریا آئے تھے۔ جہاں پرانے قلعے کی وہ پراسرار عمارت تھی جہاں آدھی رات کو طلسمی آواز آیا کرتی تھی اور جہاں ناگ گم ہوکر سایوں کے قبرستان میں پہنچ گیا تھا۔ اس جنگل میں کیٹی اور تھیوسانگ تھوڑی دیر گھوڑوں کو آرام دینے کے خیال سے رک گئے۔

اس وقت دن ڈوب رہا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ اچانک آسمان پر کالے سیاہ بادل چھا گئے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہوگئی۔ کیٹی نے کہا

لگتا ہے یہ بادل بہت زور سے برسیں گے۔ یہاں ہم بھیگ جائیں گے۔ بارش سے بچنے کے لئے کوئی جگہ تلاش کرنی چاہیئے۔

انہوں نے گھوڑوں کو کھولا اور جنگل میں ایک پگ ڈنڈی پر چلنے لگے۔ بارش بہت ہلکی ہو رہی تھی۔ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ بارش کے موٹے موٹے قطرے گرنے لگے۔ اچانک تھیوسانگ کی نظر درختوں کے بیچ میں سے نظر آتے پراسرار قلعے کے کھنڈر پر پڑی۔ اس نے کہا

اس کھنڈر میں چلتے ہیں۔

اس قسم کے پرانے کھنڈر انہوں نے بہت دیکھے تھے ایک ٹوٹے پھوٹے برآمدے میں انہوں نے گھوڑوں کو ایک طرف باندھ دیا اور خود بھی بیٹھ کر باتیں کرنے لگے بارش اب موسلادھار ہونے لگی تھی۔ بادل بھی گرج رہے تھے۔ تھیوسانگ نے کہا

معلوم ہوتا ہے یہ بارش صبح سے پہلے نہیں رکے گی۔

کیٹی نے کہا

یہ وسطی افریقہ کا علاقہ ہے۔ یہاں بارشیں کئی کئی روز تک ہوتی رہتی ہیں۔

تھیوسانگ بولا

جب میں چمگادڑ کی شکل میں تھا تو مجھے زمین کے اندر کی ساری چیزیں نظر آجاتی تھیں۔ اب میری نگاہیں زمین کے اوپر ہی رہ جاتی ہیں۔

کیٹی نے کہا

وہ طلسم کا اثر تھا۔ ویسے اگر یہ طاقت تمہارے پاس رہ جاتی تو ہمیں بڑا فائدہ ہوتا۔ کم از کم زمین کے اندر دیکھ کر تم یہ تو بتا دیتے کہ عنبر ناگ ماریا وہاں ہیں کہ نہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ پھر تھیوسانگ نے کہا

یوں وقت نہیں کٹے گا۔ کیوں نہ اس پرانے کھنڈر کی سیر ہی کر لی جائے؟

کیٹی نے کھنڈر کے پیچھے لمبے دالان پر نگاہ ڈالی جہاں کتنے ہی پتھر کے ستون ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے۔ اس نے کہا

جی تو نہیں کرتا مگر تم کہتے ہو تو سیر کر لیتے ہیں۔

کیٹی اور تھیوسانگ برآمدے سے اٹھ کر قلعے کے ویران میدان کے کنارے ہو کر چلنے لگے۔ وہ میدان کے ساتھ برآمدے کے اندر ہی چل رہے تھے۔ کیونکہ بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔ آہستہ آہستہ اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ گہرے بادلوں کی وجہ سے اندھیرا زیادہ گھنا ہونے لگا تھا۔ کیٹی نے ایک جگہ دروازہ دیکھا جو بند تھا۔ تھیوسانگ بولا۔

یہ دروازہ بند کیوں ہے؟ اس قسم کے کھنڈر میں تو دروازے یا کھلے ہوتے ہیں یا ٹوٹ چکے ہوتے ہیں۔

کیٹی نے دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا تو وہ کھل گیا۔

ارے یہ تو کھلا ہے تھیوسانگ

تھیوسانگ نے اندر جھانک کر دیکھا۔ اسے کونے میں دیوار کے پاس ایک جگہ روشنی دکھائی دی۔ وہ تعجب سے بولا۔

یہ کوٹھڑی میں روشنی کہاں سے آ رہی ہے کیٹی؟

کیٹی نے بھی جھانک کر دیکھا۔ واقعی اندھیری کوٹھڑی میں ایک جگہ دیوار میں گول روشن سوراخ بنا ہوا تھا۔ جو چاند کی شکل کا تھا۔ تھیوسانگ کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ کیٹی باہر ہی کھڑی تھی۔ کہنے لگی۔

باہر آ جاؤ تھیوسانگ۔ پھر کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا۔

تھیوسانگ بولا۔

بھئی اسی طرح ہمیں عنبرناگ ماریا کہیں نہ کہیں مل جائیں گے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔ آ جاؤ۔ دیکھو روشنی دوسری طرف سے آ رہی ہے۔

اب کیٹی بھی مجبور ہو کر کوٹھڑی میں چلی آئی۔ وہ اس جگہ کو غور سے دیکھنے لگے جہاں روشنی ہو رہی تھی۔ یہ روشنی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔ انہیں دوسری طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوائے روشنی کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا

یہ کیا بات ہے کیٹی ؟ دوسری طرف سے یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے ؟ اس معمّے کو حل کرنا چاہیئے۔

کیٹی نے سانس بھر کر کہا

کہیں اس معمے کو حل کرتے کرتے ہم خود ایک معمہ نہ بن جائیں۔

تھیوسانگ بولا۔

اری تم خوامخواہ گھبرا جاتی ہو آؤ میرے ساتھ دوسری طرف اتر کر دیکھتے ہیں کہ یہ روشنی کہاں سے آتی ہے ؟

یہ کہہ کر تھیوسانگ گول روشن سوراخ میں داخل ہو گیا۔ کیٹی نے اسے آواز دی تو جیسے کچھ فاصلے سے تھیوسانگ کی آواز آئی۔

آ جاؤ کیٹی ! یہاں بڑی کھلی جگہ ہے اور بارش بھی نہیں ہو رہی۔

کیٹی بھی روشنی کے دائرے میں سے دوسری طرف اتر گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک کھلی جگہ پر کھڑے ہیں۔

جہاں آس پاس اونچے اونچے بغیر چھت کے سیاہ ستون زمین میں گڑے ہوئے ہیں۔ کیٹی نے کہا

یہ کیسی جگہ ہے تھیوسانگ ؟ اور وہ روشنی کہاں سے آ رہی تھی۔

تھیوسانگ بھی حیران تھا۔ کیونکہ جو روشنی انہیں کوٹھڑی کے کھلے سوراخ میں سے آتی دکھائی دے رہی تھی وہ یہاں اب کہیں نہیں تھی۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوٹھڑی کی دیوار بھی غائب تھی۔ کیٹی کا ماتھا ٹھنکا اس نے کہا

تھیوسانگ ! معلوم ہوتا ہے ہم پھر کسی طلسم میں پھنس گئے ہیں۔ جس کوٹھڑی سے نکل کر ہم یہاں آئے تھے وہ کوٹھڑی غائب ہے۔

یہ بات تھیوسانگ نے بھی محسوس کر لی تھی بولا۔

اب تو ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔

وہ اونچے اونچے کالے ستونوں میں چلنے لگے۔ ستونوں کے جنگل سے نکلے تو انہیں سامنے کچھ فاصلے پر ایک قدیم بوسیدہ محل دکھائی دیا جس کے اوپر گول زرد چاند نکل رہا تھا۔ کیٹی نے چونک کر تھیوسانگ سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ ! میرا سایہ مجھ سے الگ ہو رہا ہے

تھیوسانگ نے پلٹ کر کیٹی کے جسم کی طرف دیکھا ۔ یہ دیکھ کر وہ ششدر ہو کر رہ گیا کہ کیٹی کا سایہ اس کے جسم کے ساتھ ہونے کی بجائے اس سے ایک قدم کے فاصلے پر پیچھے کی طرف تھا۔ کیٹی نے چلا کر کہا

تھیوسانگ ! تمہارا سایہ بھی تم سے الگ ہونے لگا ہے دیکھو وہ بھی تم سے پانچ فٹ پیچھے ہو گیا ہے۔

کیٹی ٹھیک کہہ رہی تھی ۔ تھیوسانگ کا سایہ بھی اس سے الگ ہونے لگا تھا۔ یہ کیا راز تھا؟ یہ کیا معمہ تھا؟ یہ کیا طلسم تھا؟ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ چلتے چلتے رک گئے ان کا سایہ بھی رک گیا ۔ مگر یہ سایہ ان سے دو فٹ پیچھے تھا ۔ وہ ان کے جسم کے ساتھ نہیں تھا جس طرح کہ روشنی میں ہمارا سایہ ہمارے بالکل ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے۔

تھیو! یہ کیا بات ہے ؟

کیٹی اور تھیوسانگ پلٹ کر اپنے سایوں کی طرف بڑھے ان کے سائے ان سے دو فٹ اور آگے بڑھ گئے کیٹی نے گھبرا کر کہا

تھیوسانگ ! یہاں سے بھاگو ۔ یہ کوئی خطرناک جگہ ہے ۔

انہوں نے وہاں سے دوڑنے کی کوشش کی تو ان کے پاؤں جیسے زمین نے جکڑ لئے ۔ ان کے پاؤں زمین میں دھنس گئے تھے جیسے ۔ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتے تھے ۔ کیٹی پریشان ہو کر بولی ۔

تھیوسانگ ! ہم طلسم میں جکڑے گئے ہیں ۔

تھیوسانگ نے کوئی جواب دینا چاہا تو اس کی زبان نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ جلد کیٹی کی آواز بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئی ۔ وہ نہ بول سکتے تھے نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتے تھے ۔ ان کے سائے بھی ان سے دو فٹ کے فاصلے پر اپنی جگہ پر ساکت کھڑے تھے ۔ چاند آسمان پر زرد پُر اسرار اداس روشنی بکھیر رہا تھا ۔

اب انہوں نے تین آدمیوں کو بڑھتے دیکھا ۔ پہلے وہ انہیں آدمی سمجھے مگر جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ یہ تینوں انسان نہیں مگر انسانوں کے سائے ہیں ۔ یہ تینوں گورکنوں کے سائے تھے ۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں میں کدالیں اٹھا رکھی تھیں ۔ قریب آ کر تینوں سائے رک گئے ایک سائے نے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نئے مردے آگئے ہیں۔ چلو ان کو بھی قبروں
میں دفن کر دیں۔

دوسرا گورکن بولا۔

ان کی قبریں تیار ہیں۔

تیسرے گورکن سائے نے کہا

ان کے سایوں کے جنازے اٹھاؤ دوستو
قبریں ان کی راہ دیکھ رہی ہیں۔

کیٹی اور تھیوسانگ ان گورکنوں کے سایوں کی آوازیں برابر سن رہے تھے۔ ان کے جسم بے حس و حرکت تھے مگر ذہن کام کر رہے تھے۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ سن رہے تھے مگر بول نہیں سکتے تھے۔ گورکنوں نے آگے بڑھ کر کیٹی اور تھیوسانگ کے سایوں کو زمین پر سے اس طرح اٹھا لیا جس طرح آدمی زمین پر پڑا ہوا کالے کپڑے کا ٹکڑا اٹھاتا ہے۔ کیٹی اور تھیوسانگ کے سایوں کو دو گورکنوں نے اپنے اپنے کاندھوں پر ڈال لیا تیسرے گورکن نے کیٹی اور تھیوسانگ کے جسموں کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ ان کے جسم جیسے پھول سے بھی ہلکے ہو گئے تھے۔ انہیں یوں لگا جیسے سائے کی وجہ سے ان کے

جسم بھاری تھے۔ گورکن کیٹی۔ تھیوسانگ اور ان کے سایوں کو لے کر سایوں کے قبرستان میں آگئے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غیبی روح کون تھی؟

قبرستان میں آکر کیٹی اور تھیوسانگ کے ساکت جسموں کو گورکنوں نے ایک طرف زمین پر کھڑے کر دیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ نے دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ سایوں کا قبرستان تھا۔ ہر قبر کے اوپر اس میں دفن ہونے والے کا سایہ لیٹا ہوا تھا۔ اب جو ان کی نظر ایک تازہ قبر پر پڑی تو کیٹی اور تھیوسانگ کا دل اچھل کر ان کے حلق کے قریب آگیا۔ اس قبر پر ایک سانپ سایہ گنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ یقیناً یہ ناگ کی قبر تھی۔ اس قبر میں ناگ کا سایہ دفن تھا جس کا عکس قبر کے اوپر موجود تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ ایک دوسرے کو کچھ نہیں کہہ سکتے تھے لیکن دونوں ایک ہی بات سوچ رہے تھے۔

دو خالی قبریں ساتھ ساتھ کھدی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک قبر میں کیٹی اور دوسری قبر میں تھیوسانگ کے سائے کو لیٹا دیا۔ پھر انہوں نے [illegible] والی

شروع کر دی اور جب قبریں بند ہوگئیں تو ایک گورکن کا سایہ آگے بڑھا۔ اس نے کیٹی کی قبر پر ہاتھ رکھا تو کیٹی کے سائے کا عکس قبر کے اوپر آکر لیٹ گیا۔ اسی طرح تھیوسانگ کے قبر پر ہاتھ رکھا تو اس کا سایہ بھی قبر کے اندر سے عکس کی شکل میں نکل کر قبر پر لیٹ گیا۔ اس گورکن نے کیٹی اور تھیوسانگ کے بے حس و حرکت جسموں کی طرف دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا

دوستو! اب ان مردہ بتوں کو محل کے اندر جاکر اپنے اپنے طاق میں رکھ دو تاکہ وہاں یہ خاص دن تک آرام کریں۔

کیٹی اور تھیوسانگ یہ سن کر سکتے میں آگئے۔ گورکن سائے کیٹی اور تھیوسانگ کے ساکت جسموں کو اٹھا کر ویران محل کے اس دالان میں لے گئے جہاں پہلے ہی سے ناگ کے علاوہ طالشی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے بت بھی ساکت و جامد رکھے ہوئے تھے۔ ناگ کے سانپ والے جسم کے بت کو دیکھ کر کیٹی اور تھیوسانگ پر یہ انکشاف ہوا کہ ناگ بھی ان کی طرح اس طلسمی سایوں کے قبرستان میں آکر پھنس گیا تھا۔ اب وہ بھی وہاں پھنس چکے تھے۔ اور بظاہر انہیں وہاں سے نجات کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ
دونوں ہی گورکن سائے کے اس جملے پر غور کر رہے
تھے جس میں اس نے کہا تھا کہ یہ انسانی بت محل کی
طاقوں میں خاص دن تک انتظار کریں گے۔ خاص دن
سے اس کی کیا مراد تھی؟ یہ بات ان دونوں کی سمجھ
میں نہیں آ رہی تھی۔

گورکن سائے کیٹی اور تھیوسانگ کے بے حرکت
بتوں کو بھی دوسرے بتوں کے ساتھ طاقوں میں رکھ کر
واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد وہاں ایک
سناٹا چھا گیا۔ ناگ بھی کیٹی اور تھیوسانگ کے مجسمے
سے تھوڑی ہی دور طاق میں سانپ کی شکل میں کنڈلی
مارے چپ چاپ بیٹھا تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ کے
لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ ان کی طرح ناگ کی
طاقت بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئی ہے ورنہ وہ اپنا
روپ بدل سکتا تھا۔

ناگ، کیٹی اور تھیوسانگ کو ہم اس سایوں کے
قبرستان والے ویران محل میں چھوڑ کر واپس عنبر ماریا
اور طالشی کی طرف جاتے ہیں۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں
کہ عنبر اور ماریا کو ساتھ لے کر طالشی میکسیکو کے ملک

طرف نکل گئی تھی جہاں سمندر میں غرق براعظم اطلان
کے بچے ہوئے لوگوں اور رشتے داروں کی ایک نسل اب
بھی آباد تھی۔ ان کی نشانی یہ تھی کہ ان کی گردن کے
نیچے پیچھے کی جانب چھوٹے خنجر کا قدرتی نشان تھا۔
طالشی اس لئے ان لوگوں کے پاس اطلان کے غرق شدہ
ملک کا راز معلوم کرنے جا رہی تھی کیونکہ طالشی کے
ماں باپ اور بہن بھائی بھی سایوں کے قبرستان میں
دفن کر دیئے گئے تھے اور ان کے بت قبرستان کے
محل میں رکھے ہوئے تھے۔ عنبر اور ماریا طالشی کو اور اس
کے ماں باپ کو ایک دوسرے سے ملانا چاہتے تھے اور
یہ معلوم بھی کرنا چاہتے تھے کہ کہیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ
اطلان کے غرق شدہ شہر میں تو کسی طلسم میں نہیں
پھنس گئے ہیں۔

بادبانی سمندری جہاز میں سفر کرتے عنبر ماریا اور طالشی
آخر میکسیکو شہر میں پہنچ گئے۔ وہ ایک سرائے میں اترے
اطلان کے شہر کو سمندر میں غرق ہوئے دس ہزار سال
گزر گئے تھے لیکن آج کے حساب سے اسے غرق ہوئے بیس
ہزار سال گزرے تھے۔ کیونکہ عنبر ناگ ماریا آج سے دس
ہزار سال پہلے کی دنیا میں سفر کر رہے تھے۔ اس زمانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں میکسیکو کا شہر آج کے شہر سے بہت مختلف تھا۔ طالشی ایک عجیبی حالت میں ہوا میں اڑتی سی جا رہی تھی۔ آبادی زیادہ نہیں تھی۔ شہر کی سڑکوں پر گھوڑ سوار اور گھوڑے کی رفتار کافی تیز تھی۔ وہ گاؤں میں پہنچ گئے۔ بیل گاڑیاں ہی نظر آتی تھیں۔ عنبر اور ماریا سرائے میں چھوٹا سا کچے مکانوں والا گاؤں تھا جس کے باہر جوار ہی رہے اور طالشی اپنے خاندان کی نسل کے لوگوں کو کھیت لہلہا رہے تھے۔ طالشی کو بہت جلد وہ مکان کھوج لگانے میں مصروف ہوگئی۔ گیا جہاں ایک بوڑھا باہر بیٹھا کلہاڑی کا پھل تیز

پوچھتی پوچھتی آخر وہ ایک بوڑھے آدمی کے گھر پہنچا تھا۔ قریب ہی ایک ادھیڑ عمر کی موٹی سی عورت جوار جا پہنچی۔ اس بوڑھے آدمی نے طالشی کو بتایا کہ اطلان آٹا گوند رہی تھی۔ طالشی گھوڑے سے اتری۔ اس ملک کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے لیکن یہاں سے رواج کے مطابق بوڑھے کو سلام کیا۔ بوڑھے نے دس کوس دور گاؤں میں ایک خاندان آباد ہے۔ جس کے لوگ اپنے آپ کو اطلان کی غرق شدہ قوم کی نسل کہتے ہیں۔

طالشی کیلئے یہی معلومات بہت تھیں۔ اس نے عنبر اور ماریا کو آکر بتایا کہ وہ گاؤں جا رہی ہے۔ شام تک واپس آجائے گی۔ ماریا نے کہا

میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ تاکہ تمہاری حفاظت کر سکوں۔

اگرچہ طالشی نے اس پر اصرار نہ کیا مگر عنبر کے کہنے پر وہ راضی ہوگئی۔ طالشی گھوڑے پر سوار ہوکر صبح ہوتے ہی گاؤں کی طرف روانہ ہوگئی۔ ماریا اس کے ساتھ

اٹھائے بغیر پوچھا

کون ہو تم؟ یہاں کیا لینے آئے ہو؟

طالشی نے کہا

مجھے پیاس لگی ہے کیا پانی مل جائے گا؟

طالشی کی آواز سن کر بوڑھے نے آنکھیں اٹھا کر طالشی دیکھا اور بولا۔

اس گھڑے میں پانی ہے۔ پی لو۔

وہ بے نیازی سے آٹا گوندھ رہی تھی۔ طالشی نے گھڑے میں سے پانی نکال کر پیا اور بولی۔

کیا میں تھوڑی دیر یہاں بیٹھ کر آرام کر سکتی ہوں؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۸ ۔ سے اجازت دے دی ۔ عورت آٹا گوندھنے میں مصروف تھی ۔ طالشی بیٹھ گئی ۔ ماریا نے اس کے کان میں کہا

یہ لوگ کوئی بڑے اکھڑ لگتے ہیں طالشی

طالشی نے آہستہ سے کہا

کوئی بات نہیں

اس پہ بوڑھے نے طالشی کی طرف دیکھا اور بولا

کیا تم نے مجھ سے کچھ کہا ؟

"جی نہیں"

طالشی نے جلدی سے جواب دیا ۔

بوڑھا بولا ۔

مگر میں نے تمہاری آواز سنی تھی ۔ لگتا ہے تم ہوا میں باتیں کرتی ہو ۔ کہیں تم جادوگرنی نہیں ہو ؟

ماریا نے سوچا کہ یہ بڑا ہوشیار بوڑھا ہے ۔ طالشی بولی

نہیں بابا ! مجھے تو جادو سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے ۔ اگر میں جادو جانتی ہوتی تو سمندر میں ڈوبے ہوئے پرانے ملک اطلان کا راز ضرور معلوم کرتی ۔ اطلان کا نام طالشی نے جان بوجھ کر لیا تھا ۔ اس نام

اور بوڑھی نے چونک کر طالشی کی طرف دیکھا بوڑھے نے کلہاڑی نیچے زمین پر رکھ دی اور بولا ۔

تمہیں کیسے پتہ چلا کہ اطلان نام کا شہر سمندر میں غرق ہو گیا تھا ؟

طالشی بولی ۔

بابا ! یہ بات تو سب کو معلوم ہے ۔ مگر اب اس کا ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ کیونکہ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ ملک سمندر میں کیسے اور کیوں کر ڈوبا ۔ سنا ہے کچھ لوگ اس وقت شہر سے نکل کر سمندر میں مچھلیاں پکڑنے گئے ہوئے تھے ۔ وہ لوگ شہر کے ساتھ سمندر میں غرق ہونے سے بچ گئے اور خوف زدہ ہو کر میکسیکو کی طرف فرار ہو گئے ۔ اب خدا جانے ان لوگوں کی نسل میکسیکو میں کہاں آباد ہو گی ۔ بلکہ مجھے تو یہ سب جھوٹی کہانی ہی لگتی ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ کہ اس نسل کے لوگ اب تک زندہ ہوں ۔

بوڑھے نے بوڑھی کی طرف دیکھا ۔ پھر طالشی سے کہنے لگا ۔

بیٹی ! اگر کوئی یہ کہہ بھی دے کہ میں اس نسل سے تعلق رکھتا ہوں تو اس کا کیا ثبوت ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

اب طالشی نے وہ بات کہہ دی جس نے بوڑھے کو حیران کر دیا۔ طالشی نے کہا۔

اگر اس کی گردن پر پیچھے چھوٹے چھوٹے نشان ہوگا تو پھر وہ سچ بول رہا ہوگا۔ کیونکہ جانتی ہوں کہ اس نسل کے لوگوں کی گردنوں پیچھے ایسا نشان ہوتا ہے۔

اب تو بوڑھے نے اٹھ کر طالشی کا ہاتھ تھام لیا اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم بھی اس نسل میں سے ہو۔

طالشی کہنے لگی۔

ہاں بابا! میرا تعلق اطلان کی تباہی سے کر فرار ہونے والوں کی نسل سے ہے بلکہ میں سچ بولتے ہوئے یہ کہوں گی کہ میں اس خاندان سے تعلق رکھتی ہوں جو اس شہر کی تباہی کے وقت سمندر میں تھے۔

بوڑھی میکسیکن عورت اور آدمی نے طالشی کو اپنے قریب بٹھا کر اس کی گردن کے پیچھے کپڑا ہٹا کر دیکھا طالشی کو گلے لگا لیا۔ بوڑھی عورت بولی۔

بیٹی! آج سے دس ہزار برس پہلے ہمارے آباؤاجداد بھی اطلان کی تباہی سے بچ کر اس ملک میں آکر آباد ہوگئے تھے۔

اس بوڑھے نے طالشی کی بڑی آؤ بھگت کی اور کہا کہ تو ہماری رشتے دار عورت ہے۔ تو ہمارے پاس ہی رہا کر۔

طالشی نے کہا

میرے ماں باپ اور بہن بھائی دس ہزار برس سے گم ہیں۔ مجھے ان کی تلاش ہے۔

بوڑھے نے ہنس کر کہا

لگتا ہے تمہارے ذہن پر اس صدمے کا اثر ہو گیا ہے۔ بھلا دس ہزار برس پہلے گم ہونے والے ماں باپ اب تمہیں کہاں ملیں گے۔

طالشی کہنے لگی

میں خود دس ہزار برس سے زندہ چلی آرہی ہوں۔

بوڑھا اور بوڑھی حیران ہوکر طالشی کو دیکھنے لگے وہ اسے دیوانی سمجھ رہے تھے۔ طالشی نے کہا

بابا! کیا تم مجھے کسی ایسے شخص کا پتہ بتا سکتے ہو جو غرق شدہ شہر کا کوئی طلسم کرتا ہو۔ کیونکہ میں نے سن رکھا ہے کہ کچھ ایسے جادوگر بھی ہیں۔ جو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس غرق ہو چکے شہر کا طلسم کرتے ہیں اور لوگوں کو سمندر میں ڈوبے ہوئے جواہرات اور خزانوں کا سراغ بتاتے ہیں۔

بوڑھے نے کہا

میں ایسے ایک آدمی کو جانتا ہوں۔ وہ میکسیکو شہر کے جنوب میں ایک پہاڑی غار میں رہتا ہے اور غرق شدہ شہر کے خفیہ خزانوں کو حاصل کرنے کے لئے چلہ کرتا ہے۔

کاشی نے پوچھا

کیا وہ سمندر سے کوئی خزانہ نکالنے میں کامیاب ہوا ہے؟

بوڑھا بولا۔

نہیں۔ ابھی تک اسے خزانہ نہیں مل سکا۔ مگر وہ کہتا ہے کہ میں ایک نہ ایک دن وہ خزانے ضرور نکال لوں گا جو اطلان شہر کے بادشاہ کے محل میں رکھے ہوئے تھے اور اب سمندر کی گہرائی میں پڑے ہیں۔

طالشی کو اب اس بوڑھے سے مزید کچھ معلوم نہیں کرنا تھا۔ اس نے اجازت لی اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس

میکسیکو شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ ماریا نے کہا

غار والا آدمی تمہیں کچھ نہ بتا سکے گا طالشی

میرا تو خیال ہے کہ ہمیں سایوں کے قبرستان کا کھوج لگانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مگر طالشی نہ مانی۔ اس کو یقین تھا کہ طلسم کرنے والے آدمی سے اسے اطلان کی تباہی میں اس کے گمشدہ بہن بھائیوں اور ماں باپ کا ضرور سراغ مل جائے گا۔

میکسیکو کے جنوب میں ایک پہاڑی تھی۔ اس پہاڑی میں ایک غار تھا۔ طالشی غار کے منہ پر گھوڑے سے اتر گئی۔ ماریا چاہتی تھی عنبر کو جا کر خبر کرے کہ وہ میکسیکو واپس آگئی ہے مگر طالشی نے اسے یہ کہہ کر اپنے پاس ہی رکھ لیا کہ ہم دونوں ابھی فارغ ہو کر اکٹھی ہی عنبر کے پاس چلی جاتی ہیں۔

غار کے اندر جو آدمی خفیہ خزانوں کا طلسم کرتا تھا وہ ایک لالچی مگر چلّوں اور جادو ٹونے کا بڑا ماہر تھا۔ طالشی اس کے پاس گئی تو دیکھا کہ زمین پر ایک دبلا پتلا تیز سُرخ آنکھوں والا آدمی دری پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے۔ سامنے ایک انسانی کھوپڑی اور کچھ ہڈیاں تھالی میں رکھی ہیں اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور تھوڑی دیر بعد زمین پر سے مٹی کی چٹکی اٹھا کر انسانی کھوپڑی پر ڈال دیتا ہے طالشی اس کے قریب جاکر خاموشی سے بیٹھ گئی۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی کھڑی ہوگئی۔

ساحر نے تھوڑی دیر بعد آنکھیں اٹھا کر طالشی کی طرف توجہ کی اور کہا۔

لڑکی! کون ہو تم؟ کیا تم اطلان کے تخفیہ خزانے کی کھوج میں آئی ہو؟

طالشی نے کہا۔

ہاں بھائی! میں ایک غریب لڑکی ہوں میرے ماں باپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں۔ اگر تم ہمیں کسی خزانے کا چلّہ بتا دو تو میں ساری زندگی تمہاری خدمت کروں گی

ساحر نے مسکرا کر غور سے طالشی کو دیکھا اور بولا۔

تم خود غریب ہو میری کیا خدمت کرو گی تمہاری خدمت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا بھلا۔ جاؤ اپنا کام کرو جاکر۔

طالشی نے کہا

بھائی! اگر تم مجھے خزانے کا چلّہ بتا دو۔ تو میں

تمہیں ایک ایسا طلسمی علم بتا دوں گی کہ جس کو پڑھ کر تم جس چیز کی طرف اشارہ کرو گے وہ شے اپنے آپ زمین سے اوپر اٹھ آئے گی۔

ماریا چونکی۔ طالشی نے یہ اس کی مدد حاصل کرنے کے لئے کہا تھا۔ وہ چوکس ہوگئی۔ ساحر نے آنکھیں سکیڑ کر طالشی کو دیکھا اور بولا۔

یہ علم تمہیں کہاں سے ملا؟

طالشی نے کہا۔

یہ ہمارے خاندان میں صدیوں سے چلا آ رہا ہے مگر اس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکا۔ ہمیں تو کھانے کو روٹی اور رہنے کو مکان چاہیئے اس لئے میں یہ علم تمہیں سکھا دوں گی مگر شرط یہ ہے کہ تم مجھے پہلے اطلان کے کسی گم شدہ خزانے کا چلّہ بتاؤ گے۔

ساحر بولا۔

پہلے تم ثابت کرو کہ تم اپنا خاندانی علم جانتی ہو اس کے بعد میں تمہیں خزانے کا چلّہ بتا دوں گا۔

طالشی کو معلوم تھا کہ ماریا اس کے پاس ہی بیٹھی ہے اور اس سلسلے میں اس کی ضرور مدد کرے گی اور وہ یہ ساری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باتیں سن بھی رہی ہوگی چنانچہ طالشی نے تھالی میں
پڑی ہوئی انسانی کھوپڑی کی طرف اشارہ کرکے کہا
دیکھو میں اس پہ اپنا خاندانی علم پڑھ کر
پھونکوں گی اور یہ کھوپڑی اپنے آپ تھالی میں سے
اٹھ کر ہوا میں رک جائے گی۔
ساحر کو یقین نہیں آرہا تھا پھر بھی اس نے کہا
ایسا کرکے دکھاؤ گی تو جانوں گا
طالشی نے منہ ہی منہ میں یونہی اوٹ پٹانگ کچھ پڑھا
اور کھوپڑی کی طرف منہ کرکے پھونک ماری اور بولی۔
اے کھوپڑی! اوپر فضا میں بلند ہوجا
ماریا یہ سب سن رہی تھی۔ اس نے فوراً کھوپڑی کو
تھالی میں سے اوپر اٹھا لیا۔ کھوپڑی اس کے ہاتھ میں
آکر فضا میں ٹنگ سی گئی۔ ویسے تو ماریا کے ہاتھوں
میں آتے ہی چیز غائب ہوجاتی تھی لیکن اگر ماریا اس
چیز کو ظاہر ہی رکھنے کا ارادہ کرے تو وہ چیز غائب
نہیں ہوتی تھی۔ ساحر نے کھوپڑی کو اپنے آپ فضا میں
بلند ہوتے دیکھا تو دنگ ہوگیا۔ کھوپڑی واقعی فضا میں
ٹنگ گئی تھی۔ اس نے کھوپڑی کے اوپر نیچے ہاتھ مارے
کہ کہیں کوئی رسی تو ساتھ نہیں بندھی ہوئی مگر ایسا

نہیں تھا۔ طالشی نے ایک بار پھر پھونک مار کر کھوپڑی
کو حکم دیا۔
اب واپس اپنی جگہ پر چلی جا
کھوپڑی آہستہ آہستہ نیچے ہوتی ہوئی تھالی میں آگئی۔ یعنی
ماریا نے کھوپڑی کو بڑے آرام سے تھالی میں رکھ دیا
تھا۔ ساحر نے طالشی سے کہا
میں تمہیں اطلان کے خزانے کا ایک پتہ بتاتا
ہوں۔ تم نے اگر وہ چلہ کر لیا تو دولت مند ہو
جاؤ گی۔
طالشی نے پوچھا کہ اس نے یہ چلہ خود کیوں نہیں کیا؟
وہ خود ابھی تک خزانے سے محروم کیوں ہے؟ ساحر
نے کہا۔
میرے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ
ہے کہ اطلان کے گمشدہ خزانوں کا چلہ کوئی غیر شادی شدہ
لڑکی ہی کر سکتی ہے اور میں نے ابھی تک کسی
لڑکی کو یہ چلہ اس لئے نہیں بتایا تھا کہ مجھے کسی
لڑکی پر اعتبار نہیں ہے۔ کئی سالوں سے میں
اس کوشش میں لگا ہوا تھا کہ کسی طرح میں خود یہ
چلہ کرکے غرق شدہ خزانے حاصل کر لوں۔ لیکن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب تم میرے پاس آئی ہو اور تم مجھے اپنا علم بتا دو گی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بے پناہ خزانوں کا چلّہ کرنا سکھا دوں گا۔ تم اگر چاہو تو میرے ساتھ سودا طے کر سکتی ہو۔ ہم ہر خزانے کو آدھا آدھا بانٹ لیا کریں گے۔

طالشی نے کہا

مجھے منظور ہے۔ مگر پہلے تم مجھے چلّہ بتاؤ۔

ساحر بولا

میں اتنا احمق نہیں ہوں۔ پہلے تم مجھے اپنا علم بتاؤ۔ اس کے بعد میں تمہیں چلّہ بتاؤں گا۔

طالشی نے سوچا کہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس نے ایک بے معنی جملہ ساحر کو بتاتے ہوئے کہا، یہ پڑھ کر کھوپڑی پر پھونکو اور اسے کہو کہ فضا میں بلند ہو جائے۔ ساحر نے وہ اوٹ پٹانگ جملہ منہ میں پڑھ کر کھوپڑی پر پھونک ماری اور کہا

اے کھوپڑی! فضا میں بلند ہو جا

ماریا نے کھوپڑی کو تھالی میں سے اوپر اٹھا لیا۔ کھوپڑی کو فضا میں بلند ہوتے دیکھ کر ساحر کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ ایک بہت بڑا علم اس کے ہاتھ آ گیا تھا۔ اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ علم اس کے پاس صرف اس وقت تک ہے جب تک ماریا وہاں بیٹھی ہے۔ ماریا کے جاتے ہی یہ علم بھی غائب ہو جائے گا۔

طالشی نے کہا

اب تم مجھے اپنا علم یعنی وہ چلّہ بتاؤ جس کی مدد سے میں اطلان کے خزانوں کا راز معلوم کر سکتی ہوں۔

ساحر بولا۔

تم خزانوں کا راز معلوم کرنا چاہتی ہو یا خزانے حاصل کرنا چاہتی ہو۔

یہ بات قدرتی طور پر طالشی کے منہ سے نکل گئی تھی۔ اس نے سوچا کہ اس آدمی کو اصل بات بتا دینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ اگر وہ ماریا سے مشورہ کرتی تو وہ اسے ایسا کرنے سے منع کر دیتی۔ مگر اس وقت وہ ماریا سے بات نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ طالشی نے ساحر کو بتا دیا کہ اس کا تعلق اطلان کے ایک ایسے خاندان سے ہے جو تباہی سے تو بچ گیا تھا مگر اب اس کے ماں باپ اور بہن بھائی کسی ایسی جگہ غائب ہو گئے ہیں کہ ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا اور میں دس ہزار سال سے زندہ ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اپنے ماں باپ کی جستجو میں لگی ہوئی ہوں۔ یہ سن
کر ساحر کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اسے کسی
عورت کی ایک مدت سے تلاش تھی مگر وہ ناامید
ہو چکا تھا۔ کیونکہ ایسی لڑکی کا ملنا ناممکن تھا کہ جس
تعلق اطلان شہر سے بھی ہو اور جو دس ہزار برس
سے زندہ چلی آرہی ہو۔ ایسی لڑکی اس کے سا
کھڑی تھی۔ مگر وہ اس کا بھی ثبوت چاہتا تھا۔ ثبو
کے لئے اس نے ایک طلسم زمین پر بنایا۔ بہانہ یا
کیا کہ وہ خزانوں کا راز بتانے کے لئے ایسا کر رہا ہے
طلسم میں ساحر کو صاف پتہ چل گیا کہ یہ لڑکی اطلا
کے گمشدہ خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور دس ہزار بر
سے زندہ چلی آرہی ہے۔ ساحر کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ
نہ رہا تھا۔ اب اسے اس علم کی بھی ضرورت نہیں تھی جو
طالشی نے اسے بتایا تھا اب تو وہ اطلان کے شاہی
محلات کے سارے کے سارے غرق شدہ خزانوں کا
مالک بن سکتا تھا۔

اس نے طالشی سے اس کا نام پوچھا۔ طالشی نے
اسے اپنا نام بتا دیا۔ وہ کہنے لگا۔

طالشی! میری بہن۔ میرا طلسم مجھے بتاتا ہے

کہ تمہارے ماں باپ اور تین بھائی غرق شدہ شہر
اطلان کے ایک ایسے پہاڑی غار میں بند ہیں۔ جہاں
ایک خاص طلسم پہلے سے موجود تھا۔ چنانچہ اس طلسم
کی وجہ سے وہ ابھی تک زندہ ہیں۔

طالشی نے کہہ دیا

مگر اس غار میں تو گورکن ان کے سامنے اٹھا
کر لے گئے تھے اور پھر وہ بھی غائب ہو گئے۔ میں خود
اس غار میں موجود تھی۔

ماریا خاموشی سے یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔ اتنا اس
نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ شخص تجربے کار ساحر ہے۔
اور طلسم ضرور جانتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ طالشی کو اس
کے ماں باپ کا پتہ بتا دے۔ ساحر کیا سوچ رہا تھا۔ یہ
نہ طالشی جانتی تھی اور نہ ماریا کو ہی یہ معلوم تھا۔ ساحر
کہنے لگا۔

تم نے بالکل ٹھیک کہا طالشی! مگر تمہارے
ماں باپ ابھی تک اسی غار کے ایک کمرے میں بند
ہیں۔ میں انہیں وہاں سے نکال کر زمین کے اوپر
لا سکتا ہوں۔

طالشی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھائی! میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گی۔ مجھے میرے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے ملا دو۔

ساحر بولا۔

یہ تو میرا فرض ہے۔ تم نے مجھے جو انمول علم بتایا ہے اس کے بدلے میں میں تمہیں تمہارے ماں باپ سے ضرور ملوا دوں گا۔ لیکن اس کے لئے مجھے آج رات چلہ کرنا پڑے گا۔ تم ایسا کرو کہ کل صبح میرے پاس آجاؤ میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم اپنے ماں باپ سے کہاں مل سکتی ہو۔

طالشی بہت خوش ہوئی اور دوسرے دن آنے کا وعدہ کر کے ماریا کے ساتھ وہاں سے واپس سرائے کی طرف چل دی۔ اس کے جاتے ہی ساحر نے طالشی کے بتائے ہوئے فقرے کو منہ ہی منہ میں پڑھ کر کھوپڑی پر پھونک ماری اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے بلند ہو جائے مگر کھوپڑی نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ساحر سوچ میں پڑ گیا۔ عیار آدمی تھا۔ سمجھ گیا کہ طالشی کی موجودگی کی وجہ سے طلسم قائم تھا۔ اس کے جاتے ہی اس کے خاندانی علم کا اثر بھی ختم ہو گیا۔ مگر وہ

تو کوئی دوسرا ہی منصوبہ بنائے ہوئے تھا۔ وہ تو غرق شدہ اطلان شہر کے سارے شاہی خزانے حاصل کرنے کی فکر میں تھا اور طالشی کے مل جانے سے اب کامیابی اس کے قدم چومنے ہی والی تھی۔ وہ اٹھ کر غار کے پیچھے چلا گیا۔

غار کے پیچھے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی۔ اس کوٹھڑی میں ایک ایسا انسانی پنجر چھت کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ جس کی کھوپڑی غائب تھی۔ ساحر نے ایک طلسم پڑھ کر انسانی ہڈیوں کے پنجر پر پھونکا اور کہا

میں نے تیری شرط پوری کر دی ہے۔ مجھے ایک ایسی لڑکی مل گئی جس کا تعلق اطلان شہر کے غرق شدہ خاندان سے ہے۔ اب میں اسے تیرے حوالے کرتا ہوں اور تو اطلان کے شاہی خزانے سمندر میں سے نکال کر میرے حوالے کر دے۔

ہڈیوں کے پنجر میں اپنے آپ حرکت پیدا ہوئی۔ پھر ایک خشک سی آواز بلند ہوئی۔

مجھے چھت سے نیچے اتار کر میری کھوپڑی میری گردن پر لگا دے۔ پھر میں تم سے بات کروں گا۔

ساحر نے انسانی پنجر کو چھت سے اتار کر فرش پر لٹا دیا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلدی سے غار میں واپس جاکر تھالی میں رکھی ہوئی کھوپڑی لایا اور اسے انسانی پنجر کی گردن کے ساتھ لگا دیا پھر ساحر بولا۔

اب بتا تو کیا کہتا ہے۔

پنجر کی کھوپڑی ہلکی سی حرکت کے بعد اپنی گردن سے جاکر جڑ گئی۔ پنجر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں بازو جو ہڈیوں کے ڈھانچے تھے گھٹنوں پر رکھ دیئے۔ کھوپڑی کا جبڑا ہلنے لگا۔ ساحر کو آواز آئی۔

سن! جب تو غار میں اس لڑکی سے باتیں کر رہا تھا تو میں جان گیا تھا کہ یہ لڑکی اطلان خاندان کی ہے اور دس ہزار برس سے زندہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مجھ پر یہ انکشاف بھی ہوا ہے کہ اس لڑکی کے ساتھ کوئی غیبی شے موجود ہے۔

ساحر نے چونک کر پنجر کی طرف دیکھا

غیبی شے سے تمہاری کیا مراد ہے؟

انسانی کھوپڑی نے کہا

کوئی غیبی روح اس کے ساتھ تھی اور اس روح نے میری کھوپڑی کو اس کے حکم پر تھالی میں سے اوپر اٹھایا تھا۔ میں اس غیبی روح کو دیکھ تو

نہیں سکتا تھا مگر مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میری کھوپڑی کو کسی غیبی ہاتھ نے پکڑ رکھا ہے۔

ساحر اور زیادہ حیران ہوگیا کہ یہ کیا معمہ ہے۔ اس نے انسانی کھوپڑی سے کہا۔

کیا یہ لڑکی جادوگرنی ہے؟

انسانی کھوپڑی کی آواز آئی۔

نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مگر وہ غیبی روح اس کے ساتھ تمہارے غار میں آئی تھی۔ میں خود نہیں جانتا کہ وہ غیبی روح کس کی تھی۔ مگر یہ لڑکی جادوگرنی نہیں ہے۔ یہ تمہیں یا مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ تم کل صبح جب وہ یہاں آئے تو اسے میری کوٹھڑی میں بھیج دینا۔ باقی میں جانو یا میرا کام

ساحر نے کہا

لیکن میرے خزانے مجھے کب ملیں گے؟

انسانی کھوپڑی کہنے لگی۔

یہ میں اس لڑکی طالشی کو اپنے قبضے میں لینے کے بعد ہی نہیں بتا سکوں گا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگرمچھ انسان

دوسرے دن ماریا شہر کی دوسری طرف نکل گئی۔
عنبر نے اسے خاص طور پر شہر کی طرف روانہ کیا تھا کہ وہ جاکر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں پتہ کرے۔ ماریا شہر گئی ہوئی تھی کہ طالشی پہاڑی غار میں جانے کے لئے تیار ہوگئی۔ عنبر نے اسے کہا کہ وہ ماریا کا تھوڑی دیر انتظار کرے مگر طالشی نے ہنس کر جواب دیا۔

ماریا کی اب کیا ضرورت ہے۔ عنبر بھائی میں بہت جلد واپس آجاؤں گی۔

طالشی کو بھی یہ خیال نہ رہا کہ اس کا چیزوں کو فضا میں بلند کرنے والا شعبدہ ماریا کے بغیر بیکار ہوگا۔ وہ اکیلی جب پہاڑی غار میں پہنچی تو ساحر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ طالشی کو دیکھتے ہی خوش ہوکر بولا۔

طالشی! میں نے رات کو چلہ کر لیا ہے۔ تمہیں

مبارک ہو کہ چلہ کامیاب رہا۔ جاؤ غار کے پیچھے ایک کوٹھڑی ہے اس کوٹھڑی میں تمہیں اطلان کی تباہی کا راز اور وہ نقشہ پڑا ہوا ملے گا جس کی مدد سے تم اپنے گمشدہ ماں باپ اور بہن بھائیوں کا سراغ لگا سکو گی۔

طالشی بڑی خوش ہوئی اور غار میں چلتی ہوئی پیچھے والی کوٹھڑی میں بے دھڑک داخل ہوگئی۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مگر اپنے ماں باپ سے ملنے کے شوق میں اس نے کچھ نہ سوچا کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ اس نے ساحر کو آواز دی کہ کوٹھڑی میں اندھیرا ہے۔ کوئی موم بتی ہو تو دے دو۔ ساحر کا تو کوئی جواب نہ آیا مگر کونے میں جو انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ بیٹھا اس کی راہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے چھلانگ لگا کر طالشی کو دبوچ لیا۔ ڈھانچے کی انگلیوں کی ہڈیاں اس کی گردن میں گھستی چلی گئیں۔ طالشی کے حلق سے خوف کے مارے ایک سہمی ہوئی چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہوگئی۔

ساحر کوٹھڑی میں آگیا اور بولا۔

طالشی تیرے حوالے کر دی گئی ہے۔ اب تو مجھے بتا کہ اطلان کے شاہی خزانے کہاں ہیں؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسانی پنجر کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ساحر دوڑ کر باہر گیا۔ ایک موم بتی روشن کر کے کوٹھڑی میں واپس آیا تو یہ دیکھ کر اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ کہ کوٹھڑی خالی تھی۔ وہاں نہ انسانی پنجر تھا اور نہ طالشی۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ انسانی پنجر نے اس کے ساتھ فریب کیا تھا۔ مکاری کی تھی۔ مگر وہ خود بھی لوگوں کے ساتھ فریب اور مکاری کرتا رہا تھا۔ سچ ہے وہ دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے۔ اس کے لئے کنواں تیار ہوتا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ انسانی پنجر اب اس کے ہاتھ سے طالشی کو لے کر نکل گیا ہے اور وہ کبھی اطلان کا شاہی خزانہ حاصل نہ کر سکے گا۔

دوسری طرف انسانی پنجر بے ہوش طالشی کو لے کر وقت کے تاریک بادلوں میں سے گزرتا ہوا سایوں کے قبرستان میں پہنچ گیا۔ اس نے بے ہوش طالشی کو زمین پر لٹا دیا اور خود آواز بلند کی۔

قبر والو! آؤ تمہارا مردہ لے آیا ہوں۔

اس آواز کے ساتھ ہی دو گورکن سائے جھاڑیوں میں سے نکل کر پنجر کی طرف بڑھے۔ انسانی پنجر نے ان کی طرف دیکھا اور بولا۔

تمہاری امانت تمہارے پاس پہنچا دی گئی ہے اب مجھے اس عذاب سے نجات دلاؤ اور مجھے میری قبر واپس کر دو۔ میری ہڈیاں سردی اور ہوا میں ٹھٹھر رہی ہیں۔

گورکن سایوں نے جھک کر بے ہوش طالشی کو دیکھا ایک سائے نے کہا

یہ وہی لڑکی ہے ہم جس کے ماں باپ کو تو یہاں لے آئے تھے اور ان کے سایوں کو دفن کر دیا تھا مگر یہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر نکل گئی تھی۔

دوسرا سایہ کہنے لگا۔

ٹھیک ہے۔ اس ہڈیوں کے پنجر کو اس کی قبر میں پہنچا دو۔

پہلے سایے نے انسانی پنجر کو کاندھے پر اٹھایا اور سایوں کے قبرستان میں جا کر ایک پرانی قبر کے اندر لٹا دیا۔ انسانی پنجر قبر میں لیٹتے ہی ساکت ہو گیا گویا اسے سکون مل گیا تھا۔ گورکن سائے نے قبر میں مٹی ڈال کر اسے بند کر دیا اور واپس اپنے ساتھی گورکن سائے کے پاس آ کر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مردے کو قبر میں ڈال دیا گیا ہے۔ اب
کا بھی حساب چکاؤ۔
انہوں نے بے ہوش طالشی کو اٹھا کر ستون کے ساتھ کھڑا
کر دیا۔ چاند نکلا ہوا تھا۔ ستون کے ساتھ کھڑے ہوتے
ہی طالشی کا سایہ ستون کے ساتھ ہی زمین پر پڑنے
لگا۔ سائے گورکن نے کہا
بڑی ہوشیاری سے اس کے سائے کو
زمین پر سے۔
دوسرے سائے نے ایسا ہی کیا اور طالشی کے سائے کو
زمین پر سے اٹھا کر یوں اپنے ہاتھ میں تھام لیا جس
طرح کوئی آدمی مردہ سانپ کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے
ہوئے ہوتا ہے۔ طالشی کی قبر اس کے ماں باپ اور
بہن بھائی کے سایوں کی قبروں کے پاس ہی بالکل نئی
تھی۔ طالشی کے سائے کو قبر میں ڈال کر قبر کو مٹی سے
بھر دیا گیا۔ ایک گورکن سائے نے قبر کے اوپر ہاتھ لگایا
تو قبر میں سے طالشی کے سائے کا عکس اوپر آ کر قبر
پر ظاہر ہو گیا۔ سائے کا یہ عکس قبر پر بالکل سیدھا
لیٹا ہوا تھا۔ قبر پر لیٹے ہوئے سارے سایوں کے
جسم تو نہیں البتہ شکلیں وھندلی وھندلی پہچانی جا سکتی تھیں

یہ کام ختم کر کے سایوں نے طالشی کے بے ہوش بے حس
و حرکت جسموں کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر رکھا اور انہیں
ستونوں کے دالان کے پار والے محل کے طاقوں میں لا کر
کھڑا کر دیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ نے اندازہ لگا لیا کہ کوئی
سایہ دفن ہو گیا ہے جس کا جسم وہاں لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے
مگر وہ بات نہیں کر سکتے تھے۔
ناگ بھی انہیں پتھر ایسی خاموش آنکھوں سے
دیکھ ہی رہا تھا۔ لیکن بے بس تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ
کو بار بار گورکن کے اس جملے کا خیال آ رہا تھا جس
میں اس نے کہا تھا کہ ایک خاص وقت تک یہ انسانی
بت اسی جگہ پڑے رہیں گے۔ اس کے بعد کہاں
جائیں گے؟ اس کا کیٹی اور تھیوسانگ کو کچھ علم
نہیں تھا۔
جب ماریا آئی تو عنبر نے اسے بتایا کہ طالشی
پہاڑی غار کی طرف گئی ہوئی ہے اور ابھی تک واپس
نہیں آئی۔ ماریا نے گھبرا کر کہا
کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔
عنبر بولا۔
میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا اور عنبر تیزی سے پہاڑی غار کی طرف روانہ ہوگئے
ماریا یہ غار پہلے بھی دیکھ چکی تھی۔ غار خالی پڑا تھا
ساحر وہاں سے چلا گیا تھا۔ اب اسے وہاں بیٹھے
خزانوں کے لئے چلہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ
انسانی پنجر نے اس کے ساتھ غداری کی تھی۔ ماریا نے
پریشان ہوکر کہا

خدا خیر کرے۔ یہ طالشی کہاں چلی گئی؟

وہ ساحر بھی کہیں دکھائی نہیں دیتا

عنبر بولا۔

ضرور وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو گئی ہے

ماریا نے کہا۔

اسے اکیلی یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔

عنبر بولا۔

میں نے تو اسے منع بھی کیا تھا مگر وہ
نہیں مانی اور اکیلی چل پڑی۔ اب اسے کہاں
تلاش کریں؟

ماریا کہنے لگی۔

کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔

عنبر نے کہا کہ غار میں آگے چل کر دیکھتے ہیں شاید آگے

کوئی خفیہ تہہ خانہ ہو۔ وہ آگے گئے تو وہ کوٹھڑی آگئی
جہاں ہڈیوں کے پنجر نے طالشی کو اغواء کیا تھا۔ کوٹھڑی
بھی ویران پڑی تھی۔ عنبر نے ماریا سے پوچھا کہ کیا
وہ ایک خاص قسم کی بُو محسوس کر رہی ہے؟ ماریا نے
گہرا سانس لیا اور بولی۔

ہاں! مجھے ایک عجیب سی بو محسوس ہوتی ہے۔
مجھے تو یہ مشک کافور کی بُو لگتی ہے جو مردوں پہ
ڈالا جاتا ہے۔

عنبر نے کہا

ہاں یہ مشک کافور کی بُو ہے مگر یہ بُو طالشی
کی تلاش میں ہماری کوئی مدد نہیں کرسکتی۔

ماریا کہنے لگی۔

طالشی نے اپنی جو کہانی سنائی تھی اس میں سایوں
کے قبرستان کا ذکر آیا تھا۔ ایک ایسا قبرستان جہاں
اس کے ماں باپ کے سائے دفن ہیں۔ ممکن ہے
طالشی کو بھی کوئی آسیب اغوا کرکے اس قبرستان
میں لے گیا ہو۔

دونوں غار سے باہر آگئے۔ عنبر نے کہا

ماریا! ہمیں اب یہی سمجھنا چاہیئے کہ طالشی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہماری پہنچ سے باہر ہوگئی ہے۔ ہمیں اب اپنی تمام
سرگرمیاں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کو تلاش کرنے کے
لئے وقف کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ انہیں ہم سے جُدا
ہوئے کافی دیر ہوگئی ہے اور وہ ضرور کسی بھیانک
مصیبت میں گرفتار ہیں۔

ماریا کو طالشی کا بھی خیال آرہا تھا۔ کہنے لگی

طالشی کے معمے کو بھی ہم اس لئے حل کرنے
کی کوشش کر رہے تھے کہ ممکن ہے اس طرح سے
ہمیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کا بھی سراغ
مل جائے۔

عنبر نے پوچھا

اب تمہاری کیا رائے ہے؟

ماریا نے کہا

طالشی بھی دس ہزار برس سے زندہ تھی۔ اس
کی مدد سے ہمیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کا سراغ
مل سکتا تھا۔

عنبر نے کسی قدر جھنجھلا کر کہا

مگر وہ تو اب نہیں ہے۔ اب بتاؤ کہ
ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

ماریا بولی۔

میری رائے تو یہی ہے کہ ہمیں واپس افریقہ
ہی چلے جانا چاہیئے۔ ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کا
وہی ملنے کا امکان ہے۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔ عنبر نے جواب دیا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ دونوں
وہاں سے روانہ ہو کر میکسیکو شہر میں آگئے۔ یہاں ایک
رات بسر کرنے کے بعد وہ مشرقی بندرگاہ کی طرف چل پڑے۔
کیونکہ انہیں وہیں سے افریقہ کے لئے سمندری جہاز مل
سکتا تھا۔ میکسیکو کے مشرقی علاقے سے بحر اوقیانوس یعنی
اٹلانٹک تک براعظم شروع ہو جاتا تھا۔ یہی وہ سمندر
تھا جہاں پہلے اطلان کا براعظم آباد تھا اور بعد میں وہ
غرق ہوگیا اور سمندر اوپر آگیا۔ اس کا دوسرا ساحل دور
جنوبی اور مغربی افریقہ کے ساحل سے ملا ہوا تھا۔ اطلانٹک
کا براعظم بہت بڑا براعظم تھا اور اطلان اس کا بہت
بڑا شہر تھا۔

عنبر اور ماریا میکسیکو کے مغربی ساحل کی بندرگاہ پر
آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ افریقہ کے لئے جہاز ایک روز
کے بعد روانہ ہوگا۔ وہ ایک سرائے میں جا کر اتر گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں پہلے بھی مسافر ٹھہرے ہوئے تھے۔ عنبر بھی
کے ساتھ ایک کوٹھڑی میں آگیا۔ دوسرے دن
کے وقت وہ ایک جہاز پر سوار ہو گئے۔ جہاز بحر اوقیانوس
کی لہروں پر چل پڑا۔ یہ سمندر گرمیوں کے موسم میں
چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اس میں ہر وقت ہلچل مچی رہتی ہے
وہ بھی گرمیوں کا موسم تھا۔ چنانچہ ساحل سے
ہونے کے دو دن بعد سمندر میں طوفان آگیا۔

عنبر نے ماریا سے کہا

طوفان کے تیور دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ جہ
غرق ہو جائے گا۔

ابھی یہ لفظ عنبر کی زبان پر ہی تھے کہ جہاز کو ایک
قیامت خیز دھکا لگا۔ جہاز سمندر کے نیچے کسی چٹان
ٹکرا گیا تھا۔ جہاز کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ دیکھ
دیکھتے سمندر کی طوفانی لہروں میں غرق ہو گیا عنبر اور
ہی بچنے میں کامیاب ہو سکے۔ عنبر لکڑی کے ایک تختے
چمٹا ہوا تھا اور طوفانی موجیں تختے کو مشرق کی طرف
بہائے لئے جا رہی تھیں۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ
کر رہی تھی۔ ساری رات عنبر سمندر میں تختے پر بہتا
صبح ہوئی تو ماریا نے دور ایک جزیرے کو دیکھا اور

ایک جزیرہ دکھائی دے رہا ہے عنبر۔

عنبر بولا۔

ہم ابھی تک بحر اوقیانوس میں ہی ہیں۔ ماریا
یہ جزیرہ بھی اطلانتک اوشن کا کوئی جزیرہ ہوگا

جب عنبر ماریا جزیرے میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک
چھوٹا سا مونگے کا جزیرہ تھا۔ جس پر ایک بھی درخت
نہیں تھا اور سبزہ بھی غائب تھا۔ زمین سنگلاخ پتھریلی اور
سیاہ تھی عنبر نے کہا

ماریا! یہاں ہم زیادہ دیر تک پڑے نہیں
رہ سکتے۔ تم پرواز کر کے آگے جا کر دیکھو کہ افریقہ
کا ساحل یہاں سے کتنی دور ہے۔

ماریا اس وقت فضا میں پرواز کر گئی۔ وہ بے حد تیز رفتاری
سے فضا میں اڑی جا رہی تھی۔ ایک گھنٹے بعد اس
نے واپس آکر عنبر کو بتایا کہ افریقہ کا ساحل وہاں سے
سمندری جہاز میں دو دن کے سفر پر ہے۔ عنبر نے کہا

اس کا مطلب ہے کہ ہمیں یہاں سے گزرنے
والے کسی سمندری جہاز کا انتظار کرنا ہوگا۔

ماریا کہنے لگی

تم تو یہ سمندر تیر کر بھی پار کر سکتے ہو کیونکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ تم تھکو گے اور نہ تمہیں موت کا خطرہ ہے۔
عنبر نے کہا

وہ تو ٹھیک ہے مگر خواہ مخواہ کسی سمندری
مصیبت میں پھنسنے کی بجائے بہتر ہے کہ ایک
دن یہاں رہ کر کسی جہاز کا انتظار کرتے ہیں۔
اگر جہاز نہ آیا تو پھر میں اس تختے پر بیٹھ کر خشکی
کی طرف چل پڑوں گا۔

یہی طے پایا اور وہ مونگے کے جزیرے میں ایک
آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ سمندر میں طوفان ختم
چکا تھا۔ دور دور سے سمندر کی ہلکی ہلکی موجیں ساحل
سے ٹکرا کر واپس چلی جاتی تھیں۔ جزیرے پر آہستہ
آہستہ شام کا اندھیرا چھانے لگا۔ جب رات ہوگئی تو نیلا
چاند نکل آیا۔ چاندنی چاروں طرف پھیل گئی۔ ماریا اور
عنبر ساحل کے پاس ایک مونگے کی چٹان کے قریب
بیٹھے ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں باتیں
کر رہے تھے۔ پھر جب رات گہری ہوگئی تو عنبر کو دور سمندر
کی موجوں میں سے کوئی گول سی شے ابھرتی دکھائی دی۔
چاروں طرف گہری خاموشی تھی۔ صرف موجوں کی ہلکی ہلکی
آواز آرہی تھی۔ چاند سمندر کے اوپر چمک رہا تھا۔

عنبر نے ماریا سے کہا
ماریا! کیا تم دیکھ رہی ہو؟ سمندر میں یہ گول
گول سی شے کیا ہے جو آہستہ آہستہ باہر ابھر رہی ہے؟
ماریا بولی۔
میں بھی یہی دیکھ رہی ہوں۔ میرے خیال میں کوئی
سمندری جانور ہے۔
عنبر اور ماریا چاندنی رات میں اس گول چیز کو سمندر میں
ابھرتا دیکھنے لگے۔ یہ ایک بہت بڑا گولا تھا جس کی
فولادی سطح چاندنی میں چمک رہی تھی۔ ماریا نے کہا
عنبر! مجھے تو یہ کوئی خطرناک چیز لگتی ہے۔ یہ
سمندری جانور نہیں ہے۔ اور یہ ساحل کی طرف بڑھ
رہی ہے۔
فولادی گولا۔ آہستہ آہستہ ساحل کی طرف آ رہا تھا عنبر بولا
ہم اسی جگہ رہیں گے۔ دیکھتے ہیں اس میں سے
کونسی شے باہر نکلتی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے
ہمیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔
عنبر چٹان کے ساتھ آہستہ سے لیٹ گیا۔ ماریا اسی جگہ
بیٹھی رہی۔ فولادی گولہ ساحل کے قریب آکر پانی میں ہی
رک گیا۔ پھر اس کا اوپر کا ڈھکنا کھلا اور اس کے اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ایک کے بعد ایک تین آدمی نکل کر سمندر کے کنارے کی طرف آگئے۔ عنبر نے ماریا سے کہا

یہ تو انسان ہیں۔ میں چپکے سے سویا رہتا ہوں دیکھتے ہیں کہ کس مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں تم ہوشیار رہنا۔

ماریا کو چونکہ معلوم تھا کہ یہ لوگ عنبر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اس لئے خاموش رہی۔ اس کی نظریں تینوں اجنبی آدمیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ عنبر بھی تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھولے انہیں تک رہا تھا۔ جب وہ ذرا قریب آئے تو عنبر ماریا نے دیکھا کہ انہوں نے نیلے رنگ کا مچھلی ایسا لباس پہن رکھا تھا۔ ان کے سر گول تھے اور ہاتھوں میں خنجر پکڑ رکھے تھے قد عام انسانوں کے برابر تھے۔ وہ عنبر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ایک انسان کو چٹان کے پاس لیٹے دیکھ لیا تھا۔

عنبر نے سونے کا بہانہ بنایا اور ہلکے ہلکے خراٹے لینے لگا۔ ماریا چپ چاپ پاس کھڑی تھی۔ تینوں آدمی عنبر کے پاس آکر رک گئے۔ ایک نے جھک کر عنبر کو دیکھا اور بولا۔

یہ انسان ہے۔ سو رہا ہے۔

وہ کسی قدیم زبان میں بات کر رہا تھا۔ دوسرا آدمی بولا۔

ہمارا خیال تھا کہ ڈوبے ہوئے جہاز کے آدمی یہاں کافی ہوں گے۔ چلو ایک آدمی ہی سہی۔ اسے بے ہوش کر کے لے چلو۔

عنبر نے سوچا کہ یہ اسے سمندر کے نیچے لے جا رہے ہیں۔ وہ خاموشی سے لیٹا رہا۔ ماریا بھی چپ تھی کیونکہ عنبر نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ معلوم کریں گے کہ یہ لوگ کون ہیں کیونکہ اس طرح سے ناگ کیٹی تھیوسانگ کے سراغ ملنے کا بھی امکان تھا۔ ایک سمندری آدمی نے عنبر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ عنبر کو جیسے کرنٹ لگا۔ مگر یہ بجلی کا کرنٹ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ دوسرے آدمی نے جھک کر عنبر کے جسم کو چھوا اور بولا۔

اسے اٹھا کر لے چلو۔ بے ہوش ہو گیا ہے۔

دو آدمیوں نے عنبر کو اٹھا لیا اور واپس سمندر میں اتر گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ عنبر کو لے کر یہ پُراسرار آدمی بہت بڑے فولادی گولے میں آگئے۔ ماریا نے دیکھا کہ یہ گولا اندر سے ایک گول کمرے کی طرح کا تھا۔ جس میں فرش پر فولاد کی کرسیاں اور گول میز لگی تھی۔ ایک بہت بڑا فولادی سینڈل بھی تھا۔ جو گولے کو سمندر کے اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور باہر لانے کے کام آتا ہوگا۔ انہوں نے عنبر کو فرش
پر ڈال دیا۔ ایک آدمی نے پینڈل گھمایا۔ فولادی گولے
کا ڈھکنا بند ہوگیا۔ اب فولادی گولہ سمندر کے نیچے اترنا شروع
ہوگیا۔ کافی دیر تک یہ گولہ سمندر کے نیچے اترتا رہا۔ اس
دوران میں عنبر خاموش رہا۔ ماریا بھی کچھ نہ بولی۔ پھر جیسے
فولادی گولہ رک گیا۔ دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن دبانے
سے فولادی گولے کی دیوار ایک جگہ سے کھل گئی۔ سامنے
ایک سرنگ تھی۔ سرنگ میں روشنی ہو رہی تھی۔ یہ روشنی
اس کی چھت سے لگے شمع دانوں کی تھی۔ ان آدمیوں نے
عنبر کو ایک سٹریچر پر ڈالا اور سرنگ میں سے گزر کر ایک
گول کمرے میں لاکر ڈال دیا۔ ماریا بھی ساتھ تھی۔ ایک
آدمی نے کہا

اسے تھوڑی دیر میں ہوش آجائے گی۔ مگر ہم
اسے کل آکر لے جائیں گے۔ چلو دوسرے جزیرے
پر چلتے ہیں۔ ہوسکتا ہے جہاز کے بچے کھچے آدمی
اس جزیرے پر پناہ لئے ہوئے ہوں۔

تینوں آدمی کمرے سے باہر نکل گئے۔ انہوں نے لوہے
کے دروازے پر تالا لگا دیا تھا۔ جب وہ لوگ
چلے گئے تو ماریا نے عنبر سے کہا

کیا تم ہوش میں ہو عنبر؟

عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا

یہ سمندر کے نیچے کونسی جگہ ہے ماریا؟ یہ
لوگ کون ہیں جو اب دوسرے مسافروں کی تلاش
میں گئے ہیں۔

ماریا بولی۔

میری سمجھ میں ابھی تک کچھ نہیں آیا۔ لیکن
ایک بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ جو زبان بول
رہے ہیں وہ آج دنیا کے کسی ملک میں نہیں
بولی جاتی۔ دوسری یہ کہ انہیں انسانوں کی ضرورت
ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کسی دوسرے جزیرے
پر گئے ہیں۔ انہیں جہاز کے غرق ہونے کی
خبر ہوگئی ہوگی۔

عنبر نے کہا۔

مگر یہ کون لوگ ہیں۔ سمندر کے نیچے یہ
کس مقصد کے لئے رہ رہے ہیں۔ حیران کی بات
ہے کہ ہم سمندر میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں فٹ
کی گہرائی میں آگئے ہیں اور ہمیں پانی کا ذرا سا
بھی دباؤ محسوس نہیں ہو رہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا بولی۔

یہ لوگ انجنیئرنگ میں بہت ترقی یافتہ لگتے ہیں۔ تم اسی جگہ بیٹھے رہو۔ میں سُرنگ میں آگے جاکر دیکھتی ہوں کہ آگے کیا ہے اور یہ جگہ کونسی ہے۔

عنبر کہنے لگا

خبردار رہنا۔ کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا۔

ماریا بولی۔

تم فکر نہ کرو۔ کیونکہ یہ لوگ مجھے جادوگر نہیں لگتے۔ ویسے یہ پُراسرار لوگ ضرور ہیں۔ میں ابھی واپس آتی ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا لوہے کے بند دروازے میں سے نکل گئی۔ دوسری جانب وہی سرنگ تھی۔ جس کی چھت میں چھوٹے چھوٹے فانوس روشن تھے۔ ماریا سرنگ کی فضا میں تیرتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ آگے جاکر سرنگ ایک بہت بڑے اونچی چھت والے فولادی ہال کمرے میں ختم ہوگئی۔ اس ہال کمرے کے اونچے اونچے ستون فولاد کے بنے ہوئے تھے۔ یہاں بھی چھت کے فانوس لٹک رہے تھے جو روشن تھے۔ وہاں آدمی کوئی نہیں تھا۔ ہال کمرے میں سامنے ایک گول دروازہ تھا۔ ماریا اس دروازے سے گزر کر دوسری طرف آئی تو دیکھا کہ وہ پھر ایک سرنگ میں آگئی ہے جس کی دونوں جانب گول دروازوں والے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ دروازے بند تھے اور ان پر لوہے کے تالے پڑے تھے۔ سرنگ آگے جاکر ختم ہو جاتی تھی۔ سرنگ کے درمیان میں ایک گول سیڑھی اوپر سرنگ کی چھت کو جاتی تھی۔ چھت میں ایک ڈھکنا بنا ہوا تھا جو بند تھا۔

ماریا اوپر جانے ہی لگی تھی کہ اسے فرش پر بھاری قدموں کی آواز سنائی دی سرنگ کی دوسری جانب سے چار ویسے ہی مچھلی کے لباس والے آدمی ہاتھوں میں سٹریچر لئے چلے آرہے تھے۔

یہ آدمی ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے گئی کیا دیکھتی ہے کہ اندر فرش پر نو دس برس کا ایک لڑکا بے ہوش پڑا ہے۔ پراسرار مچھلی کے لباس والے آدمیوں نے اسے اٹھا کر سٹریچر پر ڈالا اور باہر نکل گئے۔

ماریا اس معمے کو حل کرنا چاہتی تھی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور یہ کون لوگ ہیں اور اس بچے کو کہاں لئے جا رہے ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا ان کے اوپر پرواز کرنے لگی۔ سرنگ سے باہر نکل کر
یہ لوگ ایک دوسرے ہال کمرے میں داخل ہوگئے۔ اس
سے گزرنے کے بعد ایک اور گول کمرہ آگیا۔ اس کمرے
میں ماریا نے ایک عجیب مخلوق کو دیکھا۔ یہ مگرمچھ کی طرح
کی مخلوق تھی جن کے سر تو مگرمچھ کے تھے مگر ٹانگیں اور
بازو اور باقی جسم انسانوں کا تھا۔ ان کے سارے جسم پر
لمبے لمبے بال تھے۔ ایک چبوترے پر بڑی سی فولادی کرسی
پر ایک بڑا مگرمچھ انسان بیٹھا تھا۔ اس کے آگے فولاد
کی میز رکھی تھی۔ نیچے دونوں جانب مگرمچھ انسانوں کی دو
قطاریں تھیں۔ مچھلی کے لباس والے آدمیوں نے بڑے مگرمچھ
انسان کے سامنے سٹریچر رکھ دیا اور ان میں سے ایک نے
سر جھکا کر کہا

عظیم مگرمچھ دیوتا! آپ کے ناشتے کے لئے چھوٹا
لڑکا حاضر ہے۔

باقی مگرمچھ انسانوں نے اونچی آواز میں نعرے لگائے مگرمچھ
دیوتا نے ہاتھ اٹھا کر کہا

کچھ دنوں سے ہمیں کھانے کو کم آدمی مل
رہے ہیں اگر تم لوگوں نے زیادہ آدمیوں کا انتظام
نہ کیا تو ہم تم سب کو ہڑپ کر جائیں گے۔

مچھلی کے لباس والا آدمی ہاتھ باندھ کر بولا۔

عظیم مگرمچھ دیوتا! ڈوبے ہوئے جہاز کے جتنے
مسافر سمندر میں غرق ہوئے تھے۔ وہ سب ہم نے آپ
کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ یہ آخری لڑکا رہ گیا تھا
جو ہم آپ کو پیش کر رہے ہیں۔

دوسرا مچھلی کے لباس والا آدمی جھک کر بولا۔

عظیم دیوتا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آج ہی اوپر کی
دنیا میں جا کر آپ کے لئے تازہ انسان شکار کر کے
لائیں گے۔ ویسے ہم ایک آدمی کو شکار کر کے لانے
میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

مگرمچھ انسان نے غراتے ہوئے کہا

اسے ہم تھوڑی دیر بعد کھائیں گے اس
لڑکے کو ہماری میز پر لٹا دو۔ ہم ابھی اسے ہڑپ
کریں گے۔

مچھلی کے لباس والے آدمیوں نے بے ہوش لڑکے کو سٹریچر
پر سے اٹھایا اور مگرمچھ انسان کے سامنے میز پر لیٹا دیا۔
ماریا یہ سب کچھ حیرت کے عالم میں دیکھ رہی تھی۔ مگرمچھ
انسان کے دانت لمبے لمبے تھے۔ اس کے ہاتھوں کے
ناخن بھی چھریوں کی طرح بڑھے ہوئے تھے۔ وہ بے ہوش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکے کے پیٹ کو ایسے چھریوں ایسے ناخن سے پھاڑنے
ہی والا تھا کہ ماریا لپک کر وہاں گئی اور اس نے لڑکے
کو میز پر سے اٹھا لیا مگرمچھ دیوتا غصّے سے بوکھلا گیا اس
نے کرسی سے اٹھ کر دونوں ہاتھ اپنے سینے پر مارے
اور چلایا۔

یہ کہاں غائب ہوگیا ؟ کیا یہ کوئی جادوگر تھا
تم کس کو لے آئے تھے۔ اب میں تم میں سے ایک
کو کھاؤں گا۔

مچھلی کے لباس والے تھرتھر کانپنے لگے۔ باقی کے مگرمچھ بھی
کھا جانے والی نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے
مچھلی کے لباس والے ہاتھ باندھ کر کچھ کہنے ہی والے تھے
کہ مگرمچھ دیوتا اور دوسرے مگرمچھ ان پر ٹوٹ پڑے
اور دیکھتے ہی دیکھتے ان تینوں کو چیر پھاڑ کر ہڑپ
کر گئے۔ ماریا نے بے ہوش لڑکے کو کاندھے پر اٹھا لیا
تھا۔ وہ اسے اٹھائے ہوئے وہاں سے اڑی اور سیدھی
عنبر کے پاس آگئی۔ اس نے لڑکے کو فرش پر لٹایا تو
وہ ظاہر ہوگیا۔ عنبر نے لڑکے کو دیکھا تو بولا۔

ماریا یہ... یہ لڑکا کون ہے ؟

ماریا نے عنبر کو ساری خوفناک قصہ بیان کر دیا۔ عنبر بولا۔

وہ لوگ تو یہاں بھی آکر اس لڑکے کو لے
جائیں گے تم ایسا کرو کہ اسے کسی طرح اوپر جزیرے
میں لے جاکر کہیں چھپا دو۔ اس کے بعد ہم دیکھیں گے
کہ یہ مگرمچھ مخلوق کون ہے اور یہ معمہ کیا ہے

ماریا نے کہا

ٹھیک ہے۔ میں اسے اوپر چھوڑ کر آتی ہوں۔

عنبر بولا۔

لیکن یہ تو بے ہوش ہے۔ اوپر جزیرے پر
اسے کسی ایسی جگہ چھپانا جہاں سے ہم اسے واپس
بھی لے جا سکیں۔

ماریا بولی۔

تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی واپس آتی ہوں۔

ماریا نے لڑکے کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لٹکایا اور
اس خطرناک پُراسرار دنیا سے نکل کر فولادی گولے
میں آگئی۔ اسے فولادی گولے میں اوپر جانے کی ضرورت
نہیں تھا۔ بے ہوش لڑکے کے ساتھ ہی وہ فولادی
گولے کی دیوار سے اوپر نکل گئی اور اب وہ سمندر
میں تھی۔ اسے معلوم تھا کہ بے ہوش لڑکا زیادہ
دیر پانی میں نہیں رہ سکے گا وہ تو پانی میں ڈوبنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے مرجائے گا۔ ماریا نے ایک اڑن بھری
اور تیر کی طرح سمندر کے پانی میں سے ا
کی طرف بڑھی۔

○

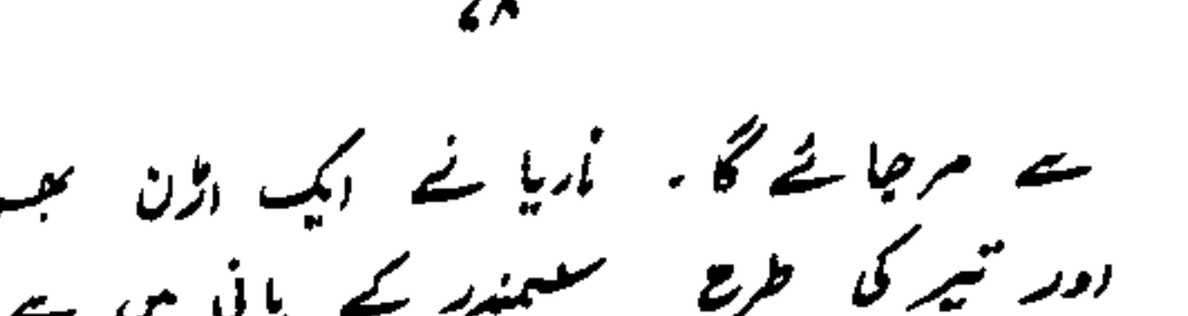

سانپ آدمی کی تلاش

ماریا کو سمندر میں اوپر کو آتے دو سیکنڈ لگے۔
جب وہ سمندر سے باہر نکل کر جزیرے پر آئی تو چاند
اسی طرح جزیرے پر چمک رہا تھا۔ اس کی چاندنی جزیرے
پر چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ لڑکے کو اب ہوش
آنے لگا تھا۔ ماریا نے سارے جزیرے کا چکر لگایا۔
وہ کوئی موزوں جگہ ڈھونڈھ رہی تھی۔ آخر اسے جزیرے
کی دوسری طرف مونگے کی چٹان میں ایک چھوٹا سا غار مل
گیا۔ ماریا نے لڑکے کو غار میں لٹا دیا۔ باہر چاندنی
کھلی تھی جس کی دھیمی روشنی غار میں آ رہی تھی۔ لڑکے
کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ جب اسے
غار میں کوئی بھی دکھائی نہ دیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لڑکا
بہادر تھا۔ اس کا لباس میکسیکو کے لڑکوں ایسا تھا۔ اس نے
میکسیکی زبان میں اپنے آپ سے کہا
میں کہاں آ گیا ہوں ؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کا اس سے بات کرنا ضروری تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا

میرے بچے! ڈرنا مت۔ میں تمہاری محافظ روح ہوں۔ اور تمہیں سمندر کی خونی مخلوق سے بچا کر یہاں لے آئی ہوں۔

لڑکا ایک عورت کی غیبی آواز سن کر پریشان ہو گیا۔ ماریا نے جلدی سے کہا

تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بیٹے میں تمہاری حفاظت کے لئے یہاں بھیجی گئی ہوں۔ مجھے بتاؤ تم کہاں جانا چاہتے ہو۔ تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟

لڑکے نے کچھ کچھ ڈری ہوئی آواز میں ماریا کو بتایا کہ جو جہاز سمندر میں غرق ہو گیا تھا۔ اس میں سفر کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے مسافر بھی سمندر میں ڈوبے تھے۔ وہ پانی میں نیچے ہی نیچے اترتا جا رہا تھا کہ اچانک ایک بہت بڑے جال نے ان سب کو جکڑ لیا اور پھر ان کو کھینچ کر ایک وسیع گول کمرے میں پہنچا دیا گیا۔

مجھے جب ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں بند پڑا تھا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ باقی مسافروں کے ساتھ کیا

ہوا؟ میں نے رونا شروع کر دیا۔ پھر دو آدمی آئے جنہوں نے مچھلی کی طرح کا لباس پہن رکھا تھا۔ ان میں سے ایک نے میرے جسم پر ہاتھ رکھا تو مجھے بجلی کا جھٹکا لگا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد اب ہوش آیا ہے۔ میرے ماں باپ میکسیکو میں رہتے ہیں۔ محافظ روح! خدا کے لئے مجھے میرے گھر پہنچا دو۔

ماریا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا

ابھی مجھے سمندر میں نیچے جا کر دوسرے مسافروں کو وہاں سے نکالنا ہے تم آج کی رات اسی غار میں چھپے رہو۔ میں کل صبح آ کر تمہیں یہاں سے تمہارے ماں باپ کے پاس لے جاؤں گی۔

لڑکا سمجھدار اور ہوشیار تھا۔ اس میں حوصلہ بھی تھا۔ اس نے ماریا سے صرف اتنا کہا

محافظ روح! کل ضرور آ جانا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔

ماریا نے اسے مزید تسلی دی اور وہاں سے پرواز کر کے سمندر میں اتر کر واپس عنبر کے کمرے میں آ گئی۔ کمرے میں آ کر اس نے دیکھا کہ عنبر غائب تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مچھلی کے لباس والے اب اسے اٹھا کر مگرمچھ دیوتا کے
پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے لے گئے ہوں گے۔
ماریا تیزی سے کمرے سے نکلی اور سیدھی اس کشادہ ہال
کمرے میں آگئی جہاں مگرمچھ دیوتا کرسی پر بیٹھا تھا اور اس
کے سامنے میز پر اب عنبر کو لٹایا ہوا تھا۔ عنبر اس وقت
بھی جان بوجھ کر بے ہوش بنا ہوا تھا۔ دو نئے مچھلی کے
لباس والے آدمی ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ دونوں
قطاروں میں دوسرے مگرمچھ انسان بھی خاموش کھڑے عنبر
کو تک رہے تھے۔

ماریا عنبر کے سرہانے کی جانب آگئی۔

مگرمچھ انسان نے اپنے چھریوں کی طرح تیز ناخن
بلند کئے اور عنبر کے پیٹ پر اس خیال سے مارے
کہ وہ اس کا پیٹ پھاڑ دے گا مگر ایسا نہ ہو سکا۔
عنبر کا پیٹ تو چٹان سے بھی زیادہ سخت تھا۔ مگرمچھ
دیوتا کے ناخن ٹوٹ کر گر پڑے۔ اس کے حلق سے
چیخ کی آواز نکل گئی۔ وہ ایک دم سے اچھل پڑا
اور چلایا۔

یہ کوئی جادوگر ہے۔

اس کے ساتھ ہی عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مگرمچھ دیوتا

[illegible] زور سے مکہ مارا کہ وہ [illegible] دیوار سے
[illegible] ایک دھماکہ سا ہوا اور مگرمچھ دیوتا فرش پر گر کر
[illegible] لگا۔ دوسرے مگرمچھ انسان پھٹی پھٹی آنکھوں سے
[illegible] سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اب ماریا نے مگرمچھ دیوتا
[illegible] اٹھا کر زور سے گھمایا اور پوری طاقت سے دیوار
[illegible] دے مارا۔ اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ باقی
[illegible] انسان ڈر کر بھاگے۔ عنبر نے ان میں سے تین
[illegible] کر ہلاک کر دیا۔ باقی تہہ خانوں میں اتر گئے۔ مچھلی
[illegible] لباس والے دونوں انسان کھڑے تھر تھر کانپ
[illegible] تھے۔ عنبر نے ان کے قریب آکر پوچھا

تم لوگ کون ہو اور اس مکروہ مگرمچھ کو کب
سے بے گناہ انسانوں کا گوشت کھلا رہے تھے؟

مچھلی کے لباس والے انسان عنبر کے قدموں پر گر پڑے۔
ان میں سے ایک نے ہاتھ باندھ کر کہا

عظیم طاقت والے دیوتا! ہم لوگ ملک اطلان
[illegible] اس نسل سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے ملک کے
ساتھ ہی زمین میں غرق ہو گئی تھی۔ لاکھوں لوگ
ایک دم سے سمندر میں غرق ہو گئے تھے۔ اس سمندر
میں مگرمچھ رہتے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کی [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو کھانا شروع کر دیا۔ ہمارے آباؤ اجداد کے لوگ
اتفاق سے سمندر کے نیچے ایک ایسے غار میں
پہنچ گئے جہاں ہوا کے دباؤ کی وجہ سے پانی اندر
نہیں آتا تھا۔ انہوں نے وہاں رہنا شروع کر دیا۔
ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ وہ تعداد میں
کوئی بیس آدمی تھے۔ انہوں نے بھی مردہ لاشوں کو
کھانا شروع کر دیا۔ یوں ان کی نسل شروع ہو گئی۔
دوسری طرف مگرمچھ لاکھوں انسانوں کو ہڑپ کرنے
کے بعد انسانوں کے خون کے پیاسے ہو گئے۔
انہوں نے ہمارے بزرگوں کی طرف رخ کیا تو
ہمارے آباؤ اجداد نے اسی میں خیریت سمجھی کہ
وہ سمندر سے نکل کر اوپر جاتے اور انسانوں
کو پکڑ کر نیچے لے آتے۔ چونکہ ان کی خوراک بھی
انسان ہی تھے۔ اس لئے وہ اوپر زمین پر جا کر
زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ وہاں لوگ انہیں
ہلاک کر ڈالتے۔ ہزاروں سال سے ہماری نسل کے
لوگ سمندر میں اسی جگہ رہ رہے تھے۔ مگرمچھوں کی
گیارہویں نسل میں لاکھوں انسانوں کو کھانے کے بعد
یہ تبدیلی آ گئی کہ ان کے جسم انسانوں جیسے ہو گئے۔

مگر سر مگرمچھ کے ہی رہے۔ اب وہ انسانوں کو
کھاتے تھے اور ان کی ہڈیاں ہمیں دے دیتے
تھے۔ ہمارا کئی نسلوں سے انسانی ہڈیوں پر ہی
گزارہ ہو رہا ہے۔ ہم نے یہاں فولاد کے کمرے
بنا لئے تھے۔ کیونکہ اطلان شہر سے ہمیں انجینئرنگ کا
بہت سا سامان بھی مل گیا تھا۔ ہماری عورتیں ایک
غار میں رہتی ہیں وہ بھی مگرمچھوں کی چھوڑی ہوئی
انسانی ہڈیوں پر ہی گذر اوقات کرتی ہیں۔ پچھلے
دنوں سمندر میں ایک جہاز ڈوب گیا۔ ہم اس کے
ڈوبے ہوئے مسافروں کی لاشیں اٹھا کر مگرمچھوں کو
کھلاتے رہے۔ وہ لاشیں ختم ہو گئیں تو ہم نئے
شکار کی تلاش میں اوپر جزیرے پر گئے تو ہمیں تم
سوئے ہوئے مل گئے آگے جو کچھ ہوا تم اسے جانتے ہو
یہ لوگ ابھی تک ماریا کی موجودگی سے بے خبر تھے۔ عنبر
بڑے غور سے ان کی گھناؤنی داستان سن رہا تھا۔ اس
نے کہا

میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اپنی عورتوں کو لے
کر اوپر زمین پر شریف انسانوں کی طرح زندگی
بسر کرو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مچھلی کے لباس والا بولا۔

عظیم طاقت والے دیوتا! ہم خواہش کے باوجود اب ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم ہزاروں سالوں سے انسانی ہڈیوں کو کھاتے آئے ہیں۔ زمین پر ہم نے یہ کام شروع کیا تو لوگ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا یہاں اور قیدی انسان بھی موجود ہیں؟

عنبر کا خیال ناگ کیتی اور تھیوسانگ کی طرف چلا گیا تھا۔ مچھلی کے لباس والا بولا۔

نہیں عظیم طاقت والے دیوتا! صرف تم اور ایک لڑکا ہی یہاں تھا۔ لڑکا غائب ہو گیا ہے اور تم نے مگرمچھ دیوتا اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا ہے۔

باقی مگرمچھ انسان کہاں بھاگ گئے ہیں؟ عنبر نے پوچھا۔ میں انہیں بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔

مچھلی کے لباس والا بولا۔

وہ خفیہ تہہ خانے میں جا کر چھپ گئے ہوں گے اگر ان کو ہلاک نہ کیا گیا تو وہ ہمیں

اور ہماری عورتوں اور بچوں کو ہڑپ کر جائیں گے۔ ہماری مدد کرو اور انہیں بھی ختم کر ڈالو۔

عنبر نے کہا

چلو مجھے تہہ خانے کا راستہ دکھاؤ۔

مچھلی کے لباس والے عنبر کو لے کر نیچے چلے گئے۔ ماریا ساتھ ساتھ تھی۔ ایک تاریک مرطوب زینہ نیچے اترتا تھا۔ زمین کے کافی نیچے جانے پر عنبر کو مگرمچھوں کی چھنکاریں سنائی دیں۔ مچھلی کے لباس والے وہیں رک گئے۔ ایک نے کہا۔

ہمیں آگے جاتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے۔

عنبر نے کہا۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔

عنبر نے ماریا کو ساتھ لیا اور وہاں سے چند قدم کے فاصلے پر تہہ خانے کے دروازے کے پاس آ گیا جس کا دروازہ بند تھا اور اندر سے مگرمچھوں کی غصیلی چھنکاروں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ماریا نے عنبر سے کہا

میں اندر جا کر انہیں ٹھکانے لگاتی ہوں۔

اور ماریا تیزی سے تہہ خانے میں داخل ہو گئی۔ عنبر باہر ہی کھڑا رہا۔ اس کے بعد تہہ خانے کے اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے مگرمچھوں کی چیخیں اور خوفناک پھنکاریں
ہونا شروع ہو گئیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہاں
موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ یہ واقعی موت کی خا
تھی۔ کیونکہ ماریا نے باقی بچے ہوئے تمام آد
مگرمچھوں کو ختم کر دیا تھا اور تہہ خانے میں ان کی
گدیوں بکھری پڑی تھیں۔ ماریا نے باہر آ
عنبر کو بتایا کہ اب یہاں کوئی آدم خور مگرمچھ زند
نہیں ہے۔ عنبر مچھلی کے لباس والے آدمیوں کے
پاس گیا تو وہ حیران ہوئے کہ عنبر نے باہر کھڑے
کھڑے کیسے تہہ خانے کے تمام مگرمچھوں کا کام تما
کر دیا۔ مگر وہ چونکہ اسے بہت بڑی طاقت والا
ایک عظیم دیوتا سمجھتے تھے اس لئے اس کے آگے
سر جھکا دیئے۔ یہ لوگ عنبر کو اب اس جگہ لے گئے
جہاں ان کی عورتیں اور بچے رہ رہے تھے۔
لوگ غار کے اندر گھر بنا کر رہتے تھے اور وہاں
انسانی ہڈیوں کے دو چار ڈھیر بھی پڑے ہوئے تھے یہ
ان لوگوں کی بچی ہوئی خوراک تھی۔ عنبر نے ان میں
سے ایک بزرگ مچھلی کے لباس والے سے پوچھا کہ
کیا وہاں کوئی اور بھی مگرمچھ زندہ ہے؟ اس نے

بتایا کہ اب کی دنیا میں دوسرا کوئی مگرمچھ نہیں ہے۔
ماریا نے عنبر کو ایک طرف لے جا کر کہا
یہ لوگ بھی انسانوں کے دشمن ہیں۔ اگر
یہ زندہ رہے تو اپنے شکار کی تلاش میں دوسرے
تیسرے روز سمندر کے باہر جائیں گے اور دور دور
کے آباد جزیروں سے انسانوں کو پکڑ کر لے آیا
کریں گے۔
عنبر نے کہا
میں انہیں اور ان کے بچوں کو ہلاک نہیں
کر سکتا۔ یہ کام تم بھی نہیں کر سکتی ہو۔ ہمیں انہیں
ان کے حالات پہ چھوڑ دینا چاہیئے ہاں لما سے
ناگ کیتی اور تھیوسانگ کے بارے میں معلومات
حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
عنبر نے ان لوگوں سے کیتی ناگ اور تھیوسانگ کا ذکر
کیا تو وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔
ان کے بزرگ نے کہا
اس شکل کے انسان ہم نے نہیں دیکھے۔
لیکن اگر وہ جہاز کے ساتھ ڈوب کر مگرمچھوں کا
نوالہ بن گئے ہوں تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے طالشی کے بارے میں بھی اس کا حال
بتا کر دریافت کیا مگر اس کے بارے میں بھی اسے
تسلی بخش جواب نہ مل سکا۔ عنبر اور ماریا غار
والی آبادی سے باہر بڑے ہال کمرے میں آ گئے
اب ماریا نے عنبر کو اس لڑکے کے بارے میں بتا
جسے وہ جزیرے میں چھپا آئی تھی۔ عنبر نے کہا
اب وہ خطرے سے باہر ہے مگر مجھ کو ڈر ہے
کی نسل تباہ کر دی گئی ہے۔ ویسے طالشی کا بھی
ہمیں یہاں سے کوئی سراغ نہیں ملا۔ میرا خیال
ہے کہ اب ہمیں اوپر چلے جانا چاہیئے۔
مچھلی کے لباس والے ان سے دور فرش پر ادب سے
سر جھکائے بیٹھے تھے۔ اچانک زمین ہلنے لگی۔ مچھلی
کے لباس والے چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔
ملوخ پھٹنے والا ہے۔ ملوخ پھٹنے والا ہے۔
وہ چلاتے ہوئے اپنے بال بچوں کی طرف بھاگے
اٹھے۔ زمین بری طرح ہل رہی تھی۔ ہال کمرے کے
دو ستون گھڑ گھڑ کی آواز کے ساتھ دھڑام سے گر پڑے
اور ٹوٹ پھوٹ گئے۔ ماریا نے کہا
کوئی آتش فشاں سمندر کے نیچے پھٹنے والا

ہے۔ ہمیں اوپر چل کر لڑکے کو بچانا ہوگا۔
کیونکہ یہ زلزلہ جزیرے پر بھی آ رہا ہوگا۔
ماریا نے عنبر کو کاندھے سے پکڑا اور جتنی تیزی سے
اوپر کو اٹھ سکتی تھی اوپر کو اٹھی اور ہال کمرے کی
چھت میں سے نکل کر سمندر کے پانی میں آ گئی۔
یہاں سے وہ تیر کی طرح بالکل سیدھی اوپر کو اٹھتی
چلی گئی اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ سمندر کے اوپر
نکلے۔ عنبر تیزی سے تیرتا ہوا جزیرے پر آ گیا۔ ماریا
نے اسے ساتھ لیا اور چٹان والے غار میں آ گئی۔ جزیرہ
ابھی بھونچال کی زد میں تھا اور زمین ہل رہی تھی۔ لیکن
لڑکا غار سے باہر نکل کر زمین پر اوندھے منہ پڑا تھا۔
زلزلے میں انسان کو ایسا ہی کرنا چاہیئے کہ جتنی جلدی
ہو سکے۔ چار دیواری سے نکل کر کھلی جگہ پر زمین پر
اوندھا لیٹ جائے۔ یہ لڑکا واقعی بڑا سمجھدار تھا۔ عنبر
کو دیکھ کر دور ہی سے بولا
زلزلہ آ رہا ہے۔ تم بھی لیٹ جاؤ۔
ماریا نے عنبر سے کہا
میں نہ کہتی تھی کہ یہ لڑکا بڑا ہوشیار ہے۔
مگر زلزلے کی شدت بڑھنے لگی۔ ایک دو جھٹکے بڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زور سے آئے اور پھر جیسے سمندر کے نیچے
تو پیں ایک ساتھ چل پڑیں۔ ایسا دھماکہ ہوا
سمندر کا پانی ایک جگہ سے ہزاروں فٹ اوپر کو
اور وہاں سے لاوے کا طوفان باہر کو اُبل پڑا
کے نیچے چھپا ہوا آتش فشاں پھٹ گیا تھا۔ عنبر
لپک کر لڑکے کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ ماریا
چلا کر لڑکے سے کہا

گھبرانا مت۔ میں تمہارے پاس ہی ہوں۔
بھی میرا بھائی اور تمہارا محافظ ہے۔

جزیرے کو جھٹکے لگ رہے تھے۔ سمندر میں آگ
لگی ہوئی تھی۔ جگہ جگہ سے دہکتے ہوئے لاوے
کے فوارے اچھل رہے تھے۔ آخر تھوڑی دیر بعد
سکون سا ہوگیا۔ بھونچال آنا بند ہوگیا۔ لاوے کے
فوارے بھی رُک گئے۔ مگر سمندر پر جیسے آگ
لگی ہوئی تھی۔ دہکتا ہوا لاوا سسکار رہا تھا۔
اس لاوے کے طوفان میں ماریا اور عنبر نے پچھلی
کے لباس والوں کی بے شمار لاشیں دیکھیں کہ وہ
جھلس چکی تھیں اور لاوے کے سمندر میں تیر
رہی تھیں۔ ماریا نے کہا

شکر ہے خدا کا کہ یہ انسان دشمن رسل بھی
قدرت کے طوفان میں تباہ ہوگئی۔ ان کا زندہ
رہنا انسانوں کے لئے بے حد خطرناک تھا۔
دن گزر گیا۔ لڑکے کو بھوک لگ رہی تھی۔ اس
پانی بھی نہیں پیا تھا۔ ماریا نے اسے عنبر کے
لے کیا اور خود فضا میں پرواز کرتی وہاں سے ایک
میل دور ایک دوسرے جزیرے پر گئی۔ یہ
رہ ہرا بھرا تھا۔ وہاں سے وہ کتنے ہی ناریل توڑ
لے آئی۔ لڑکے نے بڑے شوق سے ناریل کھایا
کا ٹھنڈا پاکیزہ پانی پیا اور اس کی جان میں جان
ی۔ دوسرے دن ماریا نے لڑکے کو کاندھے پر اٹھایا
نے سمندر میں چھلانگ لگائی اور وہ تیز رفتاری
میکیکو کے ساحل کی طرف روانہ ہوگئے۔ شام ہونے
پہلے وہ لڑکے کو لے کر اس کے ماں باپ کے
پہنچ گئے۔ لڑکے کے ماں باپ تو یہ سمجھے ہوئے
تھے کہ ان کا بیٹا بھی جہاز کے دوسرے مسافروں
کے ساتھ سمندر میں ڈوب گیا ہوگا۔ اسے زندہ دیکھا
خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ لڑکے نے
اپنے ماں باپ کو ماریا کے بارے میں کچھ نہ بتایا اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے یہی کہا کہ وہ ایک جزیرے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جہاں سے عنبر چچا اسے لے کر یہاں آ گئے ہیں۔ لڑکے کے ماں باپ نے عنبر کی بہت آؤ بھگت کی۔ عنبر اور ماریا کو اس آؤ بھگت کی ضرورت نہیں تھی مگر وہ ان لوگوں کا دل رکھنے کے لئے وہاں ایک روز کے لئے ٹھہر گئے۔ رات کو ماریا اور عنبر نے مشورہ کیا اور اسی نتیجے پر پہنچے کہ انہیں واپس افریقہ جانا چاہیئے۔ اسی جگہ طالشی ناگ اور کیٹی اور تھیوسانگ کے ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔ افریقہ کو سمندری جہاز تین دن کے بعد روانہ ہوتا تھا۔ یہ تین دن عنبر اور ماریا نے وہیں بسر کئے۔ اس دوران انہوں نے شہر میں گھوم پھر کر اپنے دوستوں اور ساتھیوں کا پتہ چلانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ چوتھے روز وہ افریقہ روانہ ہو گئے۔

پندرہ دن کے سفر کے بعد عنبر اور ماریا افریقہ کے ساحل سے جا لگے۔ وہ اسی علاقے میں آ گئے۔ جہاں انہیں امید تھی کہ ناگ کیٹی تھیوسانگ اور طالشی کا کچھ سراغ مل سکتا تھا۔ یہ جگہ ایک دریا کے کنارے گاؤں کی شکل میں تھی۔ گاؤں میں حبشی

لوگ رہتے تھے جن کا کام کھیتی باڑی کرنا ... عنبر نے ان کے گاؤں میں ایک چھوٹا سا مکان ... لیا تھا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ یہاں ... ماریا دن کے وقت نکل جاتی اور آس پاس ... علاقوں کا چکر لگاتی کہ ساتھیوں کا کچھ نشان ملے۔ ... وہ مشرق کی طرف جاتی اور کبھی مغرب کی طرف۔ ... اتفاق سے ایک روز اس گاؤں کی ایک عورت ... پڑ گئی اس کے خاوند نے ٹونا ٹوٹکا کیا مگر اسے ... نہ آیا۔ عنبر جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ اس نے ... عورت کا علاج کرنا چاہا تو اس کے خاوند ... کہا کہ وہ کسی غیر آدمی سے اپنی عورتوں کا علاج نہیں ... سکتے۔ حبشی عورت کو رات کو تیز بخار چڑھ جاتا ... اور وہ عجیب عجیب آوازیں نکالنے لگتی تھی۔ اس ... خاوند نے دریا پار والے گاؤں سے ایک حبشی سادھو ... بلوایا جو جادو ٹونے سے علاج کرتا تھا۔ اس نے آتے ... حبشی عورت کے مکان کے اندر دائرہ کھینچا اور اس ... میں انسانی ہڈیاں اور کھوپڑی پھینک کر رقص کرنا شروع کر دیا۔ اس نے سر پر پروں کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ رنگ ... کی طرح کالا اور آنکھیں لال تھیں۔ گلے میں موٹے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موٹے منکوں کی مالائیں تھیں۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ عنبر اور ماریا یہ تماشہ دیکھنے وہاں آ گئے۔

لوگ دور دور بیٹھے تھے۔ درمیان میں دائرے کے اندر حبشی سادھو نے بیمار عورت کو چٹائی پر لٹا رکھا تھا۔ خود اس کے گرد ڈانس کرتے ہوئے اونچی آواز میں منتر پڑھ پڑھ کر اس پر پھونک رہا تھا۔ حبشی عورت بے حد کمزور ہو گئی تھی۔ عنبر چپ چاپ بیٹھا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ حبشی عورت کا خاوند پانی سے بھرا ہوا لوٹا تھامے پاس ہی اکڑوں بیٹھا تھا۔ حبشی سادھو نے رقص بند کر کے دونوں بازو بلند کئے اور چیخ مار کر بولا۔

یو لالا! یو لالا۔ یو لالا

خدا جانے اس کا مطلب کیا تھا وہاں سناٹا چھا گیا۔ حبشی سادھو نے ایک خنجر کالا اور اس کی نوک بیمار حبشی عورت کے بازو میں ذرا سی چبھو دی۔ عورت کے منہ سے نکلی اور چیخ نکل گئی۔ حبشی سادھو نے بازو پر منہ لگا کر جلدی جلدی عورت کا تھوڑا سا خون چوسا اور پھر اشارہ کیا۔ حبشی عورت کا خاوند جلدی سے پانی کا لوٹا لے کر آگے بڑھا۔ حبشی سادھو نے لوٹے میں سے پانی کا چلو بھرا اور عورت کے بازو پر ڈالا

[illegible] خون بہہ رہا تھا۔ حبشی سادھو نے چیخ کر کہا اس پر جنگل کا آسیب تھا۔ یہ ایک چڑیل تھی۔ میں نے اسے بھگا دیا ہے۔ اب میرا نذرانہ لاؤ۔

حبشی عورت کے خاوند نے اس کے آگے تانبے کے سو سکے ایک پوٹلی چاولوں کی اور چار آلو رکھ دیئے اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

بوانا میں غریب ہوں۔ میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسے قبول کر لو۔

حبشی سادھو نے یہ معمولی سا نذرانہ دیکھا تو اسے پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دیا اور خنجر لہرا کر بولا۔

میں چڑیل کو واپس بلا کر پھر تمہاری عورت کے سر پر سوار کرا رہا ہوں۔ مجھے دو من چاول ایک بوری آلو اور چاندی کے سو سکے دو۔

وہ غریب یہ کہاں سے لاتا۔ وہ حبشی سادھو کے پاؤں پر گر پڑا اور رونے لگا۔ گاؤں کے لوگ ڈر کر بھاگ گئے کہ کہیں چڑیل ان سے نہ چمٹ جائے۔ وہاں صرف عنبر اور ماریا ہی رہ گئے۔ حبشی سادھو نے عورت کے خاوند یعنی غریب حبشی کسان کے سر پر زور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے لات ماری وہ دور جا گرا۔ اس کی بیمار عورت رونے لگی۔ عنبر اور ماریا کو بڑا غصہ آیا۔ عنبر نے آہستہ سے ماریا سے کہا

تم ابھی کچھ نہ کرنا۔ میں اس کی طبیعت درست کرتا ہوں۔

عنبر نے حبشی سادھو کی زبان میں کہا

یہ غریب آدمی ہے۔ اس پر ظلم کیوں کرتے ہو؟

حبشی سادھو نے لال لال غصے سے بھری ہوئی آنکھوں سے عنبر کی طرف دیکھا اور چلایا۔

کون ہو تم گستاخ؟ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

عنبر بولا۔

تم نہ کسی کو مار سکتے ہو نہ زندہ کر سکتے ہو۔ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے بس میں ہے

حبشی سادھو خنجر لے کر عنبر کی طرف بڑھا۔ وہ وحشیانہ قہقہے لگا رہا تھا اور بار بار چلا رہا تھا۔ میں تجھے مزا چکھاؤں گا۔ عنبر اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ بالکل نہ ہلا۔ حبشی کسان اور اس کی بیمار بیوی کے رنگ اڑ

گئے حبشی سادھو نے زور سے خنجر کا وار کیا اور خنجر عنبر کے سینے میں گھونپنے کی کوشش کی۔ مگر عنبر پر ظاہر ہے کوئی اثر نہ ہوا۔ خنجر عنبر کے سینے سے لگ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ حبشی سادھو ہکا بکا ہو کر تکنے لگا پھر چیخ مار کر بولا۔

تو نے اندر لوہے کی قمیض پہن رکھی ہے میں تجھے چڑیل کے حوالے کرتا ہوں۔

اور اس نے جیب سے انسانی ہڈی نکال کر اس پر زور زور سے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ عنبر نے آہستہ سے کہا

ماریا۔ اب تیرا کام ہے

ماریا نے آگے بڑھ کر حبشی سادھو کے ہاتھ سے ہڈی چھین لی۔ ہڈی کو اپنے ہاتھ سے اچانک غائب ہوتے دیکھ کر حبشی سادھو کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

چیخ مار کر بولا۔

تو مجھ سے بڑا جادوگر نہیں ہو سکتا۔ میں تجھے بھی غائب کر سکتا ہوں۔

یہ کہہ کر منتر پڑھ کر عنبر پر پھونکیں مارنے لگا۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی جگہ پر کھڑا ہنستا رہا۔ ماریا نے پیچھے سے حبشی
سادھو کی گردن دونوں ہاتھوں میں پکڑی اور اسے
دبانا شروع کر دیا۔ حبشی سادھو پر لرزا طاری ہو گیا
تھر تھر کانپنے لگا۔ پسینے آ گئے۔ آنکھیں باہر کو ابل پڑیں
چلایا۔

مجھے معاف کر دو۔ تم مجھ سے بڑے
جادوگر ہو۔

عنبر نے بلند آواز میں کہا

اسے چھوڑ دو۔

ماریا نے حبشی سادھو کو چھوڑ دیا۔ حبشی بیمار عورت اور
اس کا کسان خاوند یہ سب کچھ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔
عنبر نے حبشی سادھو سے کہا

تمہاری جیب میں کیا ہے؟

حبشی سادھو عنبر سے بے حد ڈرا ہوا تھا۔ اس نے
اپنی دونوں جیبیں الٹ دیں۔ اس میں سے چاندی کے
پچاس سکے نکلے۔ عنبر نے کہا

یہ تم نے غریبوں کا خون چوس کر لئے
ہیں۔ میں اسے غریبوں میں بانٹ دوں گا۔

اور عنبر نے چاندی کے سکے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیئے۔

حبشی سادھو ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ عنبر نے کہا

یہاں سے دفع ہو جا۔

حبشی سادھو فوراً عنبر کے پاؤں پر گر پڑا اور گڑگڑایا۔

تم میرے گورو ہو۔ میرے استاد ہو۔ مجھے
اپنا شاگرد بنا لو۔ مجھے اپنا علم سکھا دو۔ جو میرے
پاس ہے وہ میں تمہارے قدموں پہ نچھاور کر دوں گا

ماریا اور عنبر ہنسنے لگے اس نے کہا

اچھا تم باہر جا کر کسی درخت تلے بیٹھ جاؤ
میں تھوڑی دیر میں تمہارے پاس آؤں گا۔

حبشی سادھو جھک جھک کر سلام کرتا باہر چلا گیا۔ بیمار
عورت کے خاوند نے عنبر کے پاؤں پکڑ لئے۔ عنبر نے کہا

میں تمہاری بیوی کا علاج جڑی بوٹیوں سے کروں
گا۔ جادو ٹونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جاؤ۔ اندر سے
لہسن کی چار ٹہریاں پانی میں بھگو کر لے آؤ۔

عنبر نے لہسن کو کوٹ کر پانی میں ملایا اور پھر اس کا
ایک چمچ بیمار عورت کو کھلا دیا اور کہا

اسے اندر لے جا کر لٹا دو۔ شام کو میں اسے
جڑی بوٹیوں کا عرق پلاؤں گا۔ خدا نے چاہا تو اس کو
پھر بخار نہیں چڑھے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بعد عنبر اور مدیا مکان کے دالان سے باہر نکلے
تو ماریا نے مسکرا کر کہا

تمہارا شاگرد حبشی سادھو وہ دیکھو درخت
کے نیچے آلتی پالتی مارے بیٹھا اپنا سر ہلا رہا ہے۔

عنبر بولا

ویسے یہ آدمی نیک نیت ہے۔ جب اس
نے دیکھا کہ میرے پاس اس کے مقابلے میں
علم زیادہ ہے تو فوراً جھک گیا اور مجھ سے علم
حاصل کرنے کی خاطر شاگردی کی خواہش کی۔ آؤ
اس سے باتیں کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ اس کے
پاس کونسا علم ہے۔

حبشی سادھو نے عنبر کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اٹھ کر
کھڑا ہوگیا ہاتھ جوڑ کر سر کو جھکایا اور بولا۔

بوانا۔ تو بہت عظیم جادوگر ہے۔ تیرے
قبضے میں جن اور چڑیل ہے۔ میرے قبضے میں
کچھ نہیں ہے۔ مجھے بھی اپنا علم سکھا دے۔ میں
ساری زندگی تیری خدمت کروں گا۔

عنبر خاموشی سے اس کے پاس ہی بیٹھ گیا اور اسے بھی
بیٹھنے کا اشارہ کیا حبشی سادھو بڑے ادب سے ایک

طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ باندھ رکھے
تھے۔ عنبر نے پوچھا

اچھا پہلے یہ بتا کہ تیرے پاس کونسا طلسم ہے؟

حبشی سادھو عاجزی سے بولا۔

بوانا! میرے پاس کوئی طلسم نہیں ہے۔ میں
تمہارے آگے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں تو جعلی کام
دکھاتا ہوں۔ ذرا دھوکا کر لوگوں سے پیسے اور چاول
بٹورتا ہوں۔ مجھے معاف کر دینا۔ اب میں کبھی
ایسا نہیں کروں گا۔ تو مجھے اپنا شاگرد بنا لے۔

عنبر نے کہا۔

مگر تو نے کوئی علم کوئی طلسم تو ضرور سیکھا
ہوگا۔ میں نے تو سنا ہے کہ افریقہ کے حبشی سادھو
ہوا میں طلسم کے ذریعے اڑ سکتے ہیں۔

حبشی سادھو کہنے لگا۔

بوانا میرے پاس کوئی طلسم نہیں ہے۔
میں تو کورا بھانڈا ہوں۔

پھر کان کھجاتے ہوئے بولا

ہاں ایک حبشی سادھو میرا دوست ہے اس
نے ایک بار مجھے کہا تھا کہ میں ایک ایسے آدمی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانتا ہوں جو جادو کے زور سے سانپ بن جاتا ہے
اگر تم کہو تو میں اس سے تمہیں ملا دیتا ہوں تم اس
سانپ والے آدمی کو اپنے قبضے میں کر لینا اور
مجھے اس کے بدلے اپنا شاگرد کر لینا
یہ بات سن کر ماریا اور عنبر دونوں کے کان کھڑے
ہو گئے۔ آدمی سے سانپ صرف ناگ ہی بن سکتا تھا
عنبر نے جلدی سے پوچھا
وہ تمہارا دوست کہاں ہے؟ مجھے اس
کے پاس لے چلو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ پھر
میں تمہیں ضرور اپنا شاگرد بنا لوں گا۔
حبشی سادھو خوش ہو کر بولا۔
بولا! وہ دریا پار ایک گاؤں میں رہتا
ہے۔ میرے ساتھ چلو۔
اس وقت عنبر اور ماریا دریا پار والے گاؤں کی طرف
روانہ ہو گئے۔

○

عنبر کہاں ہے؟

عنبر اور ماریا کو ناگ سے ملنے کا یقین تھا۔
جس سانپ آدمی کو وہ دریا پار ملنے حبشی سادھو کے
ساتھ جا رہے تھے وہ ناگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو
سکتا تھا۔ دریا پار پہنچ کر جب عنبر اور ماریا کو ناگ
کی خوشبو نہ آئی تو وہ فکرمند ہو گئے۔ حبشی سادھو
ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اس لئے ماریا عنبر
سے بات نہیں کر سکتی تھی۔ حبشی سادھو نے دور
ایک جگہ درخت کے نیچے بنی ہوئی جھونپڑی کی
طرف اشارہ کر کے کہا
سانپ آدمی کا دوست اس جھونپڑی میں رہتا ہے
وہ ذرا آگے ہوا تو ماریا نے عنبر کے کان کے قریب
ہو کر کہا
یہاں ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔ وہ اس
علاقے میں نہیں ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے آہستہ سے کہا

ممکن ہے وہ کسی دوسرے علاقے میں ہو۔

یہ تو اس آدمی سے معلوم ہوگا۔

حبشی سادھو نے عنبر کو جھونپڑی کے باہر ایک جگہ بٹھا دیا اور خود اندر چلا گیا۔ باہر آیا تو ایک کالا بھجنگ دبلا پتلا حبشی اس کے ساتھ تھا جس کی آنکھیں سانپ کی طرح تھیں۔ ماریا نے کہا

مجھے تو یہ سانپ لگتا ہے

حبشی سادھو نے کہا

بوانا! یہ سانپ آدمی کا دوست ہے اور میرا پرانا ساتھی ہے۔ یہ تمہیں سانپ آدمی کا پتہ بتا دے گا مگر پہلے تمہیں مجھے اپنا شاگرد کرنا ہوگا

عنبر بولا۔

چلو میں تمہیں ابھی سے اپنا شاگرد کہتا ہوں اب اس سے کہو کہ مجھے سانپ آدمی کے بارے میں بتائے کہ وہ کہاں مل سکے گا۔

حبشی سادھو نے اپنی زبان میں اپنے حبشی دوست کو ساری بات سمجھا دی۔ کالے بھجنگ حبشی نے سر کو دو تین بار ہلایا

حبشی سادھو سے سرگوشی میں باتیں کرنے لگا۔ جب اس نے باتیں ختم کیں تو حبشی سادھو نے عنبر سے کہا

بوانا! میرے ساتھی کے کہنے کے مطابق سانپ آدمی یہاں سے ایک دن کے سفر پر ایک خانقاہ میں رہتا ہے۔ وہ کسی سے نہیں ملتا۔ یہ تمہارا اپنا کام ہے کہ اس سے ملاقات کرو۔ تمہیں اس کا پتہ بتا دیا گیا ہے۔ اس کا نام گارش ہے۔

عنبر بولا۔

شکریہ! اب میں گارش سے ملاقات کرنے چلتا ہوں۔ تم گاؤں میں ہی رہنا۔ میں واپس آکر تمہیں وہ جادو سکھاؤں گا جو میرے پاس ہے۔ مگر پہلے سانپ آدمی سے ملاقات بہت ضروری ہے۔

حبشی سادھو نے ہاتھ باندھ کر التجا کی۔

بوانا! واپس ضرور آنا۔ مجھے تمہارا انتظار رہے گا۔ میں تم سے علم سیکھنا چاہتا ہوں۔

عنبر نے کہا

تم فکر نہ کرو۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔

سادھو حیرانی سے بولا۔

حبشی بوانا! تم اتنا لمبا سفر پیدل کیسے طے کرو گے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم میرے استاد ہو. اسی جگہ ٹھہرو۔ میں تمہارے
لیے گاؤں سے گھوڑا لاتا ہوں.
حبشی سادھو گھوڑا لانے چل دیا۔ عنبر اور حبشی سادھو
کا کالا بھجنگ دوست جب اکیلے رہ گئے تو عنبر نے
سوال کیا

سانپ آدمی کی شکل کیسی ہے دوست؟
کالا بھجنگ بولا۔

جیسی ہیبیروں کی ہوتی ہے۔ کالا ہے.
آنکھیں سرخ ہیں اور پلکیں نہیں جھپکتا۔ مگر وہ تم
کو آسانی سے نہیں ملے گا.
عنبر نے کہا

دوست! میں کوشش کروں گا کہ اس سے ملاقات
کر سکوں۔ آگے میری قسمت ہے۔ اچھا یہ بتاؤ
کیا تم نے اسے سانپ بنتے یا سانپ سے انسان
بنتے دیکھا ہے؟
کالے بھجنگ حبش نے کچھ سوچ کر کہا

میں نے اسے انسان سے سانپ اور
سانپ سے دوبارہ انسان بنتے دیکھا تو نہیں ہے مگر
اس کے بارے میں سب لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ

سانپ بن جاتا ہے۔ خانقاہ کے بوڑھے نوکر کا
کہنا ہے کہ ایک روز وہ کوٹھڑی سے سانپ بن
کر باہر نکل گیا تھا۔ اس نے کوٹھڑی کھول کر دیکھی
تو وہ غائب تھا.
عنبر نے سوچا کہ ناگ نے وہاں رازداری رکھی ہوگی۔ اتنے
میں حبشی سادھو گھوڑا لے کر آ گیا۔ عنبر گھوڑے پر بیٹھا
اور سانپ آدمی کی خانقاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا
اس کے ساتھ تھی۔ ماریا نے عنبر سے ناگ کے بارے
میں گفتگو شروع کر دی.

میرا تو خیال ہے کہ یہ ناگ نہیں ہے کوئی
دوسرا ہی آدمی ہے. سپیرا ہوگا. مشہور کر دیا ہوگا کہ
میں سانپ بن سکتا ہوں۔ ایسے لوگ دکھاوے
کے لئے اس قسم کی باتیں اکثر مشہور کر دیا کرتے ہیں.
عنبر نے جواب دیا.

تم بھی ٹھیک کہتی ہو۔ اب یہ تو سانپ
آدمی سے مل کر ہی پتہ چلے گا کہ وہ ناگ
ہے کہ نہیں.
افریقہ کے ویران میدانوں میں سفر کرتے
سارا دن راستے میں سنگلاخ وادی بھی آئی۔ صحرا بھی
رہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آیا شام سے تھوڑی دیر پہلے انہیں دور ایک جگہ
چند کے جنگلی درخت کے نیچے ایک ٹوٹی پھوٹی چھت والی
خانقاہ نظر آئی۔ عنبر نے کہا

یہی وہ خانقاہ ہے۔ جہاں سانپ آدمی رہتا
ہے مدیا۔

"ہاں"

مدیا نے خانقاہ پر نظریں جماتے ہوئے کہا

مگر عنبر ناگ کی خوشبو نہیں آرہی۔ یقیناً یہ آدمی
ناگ نہیں ہے۔

عنبر بولا۔

لیکن ممکن ہے کہ اس آدمی سے ہمیں ناگ
کا کوئی سراغ ہی مل جائے۔

ماریا نے کہا

تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں خانقاہ میں جاکر دیکھتی
ہوں کہ سانپ آدمی وہاں موجود بھی ہے کہ نہیں۔

ماریا فضا میں اڑتی ہوئی خانقاہ میں پہنچ گئی۔ یہ ایک چھوٹی سی
خانقاہ تھی جس کو جنگلی کیلوں اور آم کے درختوں نے
گھیر رکھا تھا۔ ایک بوڑھا آدمی لمبا کرتہ پہنے خانقاہ کی
کوٹھڑی کے باہر ایک جگہ چبوترے پر بیٹھا گہرے دھیان

میں معروف تھا۔ ماریا نے قریب جاکر اسے غور
سے دیکھا۔ اس بوڑھے کی آنکھیں بند تھیں۔ ماریا کوٹھڑی
میں داخل ہوگئی۔ کوٹھڑی بالکل خالی پڑی تھی۔ سانپ
آدمی وہاں موجود نہیں تھا۔ ناگ کی خوشبو بھی کوٹھڑی سے
نہیں آرہی تھی۔ ماریا نا امید ہوکر باہر عنبر کے پاس
آگئی۔ عنبر نے کہا

بہرحال سانپ آدمی سے ہماری ملاقات بہت
ضروری ہے ہمیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔ یہ
بوڑھا جو باہر چپ چاپ بیٹھا ہے کون ہو
سکتا ہے؟

ماریا بولی۔

میرا خیال ہے خانقاہ کا بوڑھا نوکر ہوگا۔
اس کے بارے میں تمہارے حبشی شاگرد نے
کہا بھی تھا۔

عنبر اور مدیا خانقاہ سے کچھ فاصلے پر ایک جگہ
بیٹھ کر سانپ آدمی کا انتظار کرنے لگے۔ شام کا اندھیرا
پھیلنے لگا مگر سانپ آدمی نہ آیا۔ عنبر بولا۔

میں اس بوڑھے کے پاس جاکر معلومات
حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے بوڑھے آدمی کو جاکر سلام کیا۔ اس بوڑھے نے آنکھیں کھول کر عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر کو بوڑھے کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی مقناطیسی کشش محسوس ہوئی۔ اس نے بڑے انکسار کے ساتھ کہا

جناب! میں مسافر ہوں۔ راستے میں رات پڑ گئی ہے کیا اس خانقاہ میں رات بسر کرنے کی اجازت مل جائے گی؟

بوڑھے نے غور سے عنبر کی طرف دیکھا پھر بولا۔

تم مجھے مسافر نہیں لگتے۔ پھر بھی میں تمہیں یہاں رات بسر کرنے کی اجازت دے دوں گا۔ مگر اس کوٹھڑی میں تم نہیں ٹھہر سکتے۔ خانقاہ کے پیچھے ایک جھونپڑا ہے۔ تم وہاں رات بسر کر سکتے ہو۔

عنبر کو موقع مل گیا تھا۔ فوراً سوال کیا۔

جناب! اس کوٹھڑی میں کوئی خاص بات ہے کیا؟

بوڑھے نے کہا

یہ تمہارا معاملہ نہیں ہے۔ تمہیں رات بسر کرنی ہے جھونپڑی میں رات بسر کر لینا۔ باقی غیر ضروری سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

عنبر جلدی سے بولا۔

معافی چاہتا ہوں جناب میں نے ویسے ہی سوال کر دیا تھا

بوڑھے نے کہا

یہاں بیٹھو میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔

بوڑھا اٹھ کر خانقاہ سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی ماریا بولی۔

اس بوڑھے کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک ہے عنبر تم نے محسوس کیا؟

عنبر بولا۔

ہاں مگر عبادت گزار لوگوں کی آنکھوں میں ایسی چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ ویسے یہ بوڑھا کچھ فضیلی طبیعت کا ہے۔

ماریا نے کہا

ہمیں کیا۔ ہم تو سانپ آدمی کے لئے یہاں آئے ہیں۔ بات تو اس سے ہوگی۔

بوڑھا ایک چھوٹی سی ٹوکری تھامے واپس آگیا بولا۔

یہاں یہی کچھ ملتا ہے۔ اسے کھا کر تھوک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مٹانے کی کوشش کرو۔

ٹوکری میں چند انجیریں اور ایک ناریل رکھا ہوا تھا عنبر نے بوڑھے کا شکریہ ادا کیا اور انجیریں کھانے لگا۔ پھر اس نے ناریل توڑ کر اس کا پانی پیا اگرچہ اسے اس کی ضرورت تو نہیں تھی مگر بوڑھے کی وجہ سے اسے یہ دکھاوا کرنا پڑ رہا تھا۔ جب عنبر چل کھا چکا تو بوڑھے نے کہا

اب جھونپڑی میں جا کر آرام کرو۔

عنبر شب بخیر کہہ کر خانقاہ کے پیچھے والی جھونپڑی میں آگیا۔ ماریا نے کہا

ایک بات تم نے نوٹ کی تھی؟

"وہ کیا؟"

عنبر نے جھونپڑی میں بچھی ہوئی دری پر بیٹھتے ہوئے پوچھا

ماریا نے کہا

بوڑھے نے کہا تھا۔ تم مسافر تو نہیں لگتے۔ مگر بہرحال تم یہاں رات بسر کر سکتے ہو۔ اس کا کیا مطلب تھا؟

عنبر مسکرا کر بولا

بھئی اس لئے کہ میں تھکا ہوا نہیں تھا اور

میرے کپڑوں پر سفر کی گرد بھی نہیں تھی۔

ماریا نے کہا

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ بوڑھا تمہیں پہچان گیا ہے۔

عنبر نے ہنس کر کہا

یہ تمہارا وہم ہے۔ وہ بھلا مجھے کیسے پہچان سکتا ہے۔ اور اگر اس نے پہچان بھی لیا ہے تو پھر میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہمیں تو سانپ آدمی سے مل کر دو باتیں کرنی ہیں اور اپنے سفر پر روانہ ہو جانا ہے۔

ماریا کہنے لگی۔

اگر سانپ آدمی کل بھی نہ آیا تو کیا کرو گے؟

عنبر نے کہا

یہی کروں گا کہ خانقاہ سے چلا جاؤں گا اور کسی قریبی جگہ چھپ کر سانپ آدمی کی راہ دیکھوں گا۔ اس کے سوا میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔

ماریا نے سانس بھر کر کہا

ہاں! ہمیں ہر حالت میں سانپ آدمی سے ملنا ہوگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رات بھر ماریا اور عنبر نے سانپ آدمی کا انتظار کیا مگر وہ نہ آیا۔ ماریا بار بار کوٹھڑی میں گھبرا کر دیکھ آتی تھی۔ آخر دن نکل آیا۔ عنبر کا خیال تھا کہ خانقاہ کا بوڑھا اسے اب وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ چنانچہ عنبر اس سے اجازت لینے اس کے پاس گیا تو بوڑھے نے بڑی شفقت سے کہا

اگر تم ایک دن اور ٹھہرنا چاہو تو ٹھہر سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

عنبر کو اور کیا چاہیئے تھا۔ اس نے بوڑھے کا شکریہ ادا کیا۔ بوڑھے نے عنبر کو بکری کا دودھ اور شکر قندی کھلائی اور کہا

تم جھونپڑی میں جا کر آرام کرو۔ میں تمہیں دوپہر کا کھانا وہیں پہنچا دوں گا۔

عنبر واپس اپنے جھونپڑے میں آگیا۔ ماریا کہنے لگی۔

بوڑھا بڑا مہربان ہو رہا ہے۔ مجھے دال میں کالا کالا نظر آتا ہے۔

عنبر ہنس کر بولا۔

تمہیں تو وہم ہوگیا ہے ماریا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ بجائے میرے پاس بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کے بہتر یہی ہے کہ تم آس پاس کے علاقے میں نکل جاؤ اور یہ معلوم کرو کہ کہیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو کچھ نہیں آرہی۔ مجھے تو بہرحال اس جھونپڑی میں بیٹھ کر سانپ آدمی کا انتظار کرنا ہی پڑے گا۔

ماریا جانا نہیں چاہتی تھی مگر عنبر کے مجبور کرنے پر فضا میں پرواز کر گئی۔ وہ بہت جلد اس علاقے سے نکل کر افریقہ کے جنوبی علاقے کی طرف پرواز کرنے لگی وہ عنبر سے کافی دور نکل گئی تھی۔ عنبر جھونپڑی میں دری پر چپ چاپ بیٹھا حالات پر غور کر رہا تھا۔

دوسری طرف خانقاہ کا بوڑھا خانقاہ سے نکل کر ہی پہاڑی پگڈنڈی پر آکر بیٹھ گیا تھا جو جنگل میں سے نکل کر خانقاہ کی طرف آتا تھا۔ اچانک اسے دور سے اپنا پرانا ساتھی سانپ آدمی آتا دکھائی دیا۔ بوڑھا لپک کر اس کے پاس گیا اور بولا۔

گارش! تمہیں مبارک ہو۔ ایک قیمتی شکار خانقاہ کی جھونپڑی میں تیری راہ دیکھ رہا ہے۔

سانپ آدمی کا قد لمبا جسم پتلا اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ اس نے جھک کر پوچھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا تم سچ کہہ رہے ہو دادا ؟

ہاں گارش ! ایک آدمی جو مجھے کسی دوسری دنیا کا آدمی لگتا ہے۔ رات بسر کرنے خانقاہ میں آیا تھا۔ میں نے اسے دن بھر کے لئے روک لیا ہے۔

گارش چپ ہو کر دور خانقاہ کے درخت کو تکنے لگا۔ بوڑھے نے کہا

میرا خیال ہے کہ وہ ضرور تمہاری شہرت سن کر آیا ہے اور تم سے ہی ملنا چاہتا ہے مگر مجھ سے اصل حقیقت بیان نہیں کر سکا۔

گارش یعنی سانپ آدمی میں سانپ بننے کی قابلیت نہیں تھی۔ اس نے ایک خاص مقصد کے لئے اپنے بارے میں یہ بات مشہور کر رکھی تھی۔ وہ خاص مقصد کیا تھا۔ اس کا علم آپ کو ابھی تھوڑی دیر میں ہو جائے گا۔ گارش نے بوڑھے کے بازوؤں کو تھام لیا اور بولا

دادا ! اگر وہ کسی دوسری دنیا کا آدمی ہے تو میں بڑا خوش قسمت ہوں۔ سالوں کے قبرستان کے لئے ایک ایسے آدمی کی سخت ضرورت تھی چلو۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

سانپ آدمی گارش اپنی کوٹھڑی میں آ گیا اور بوڑھا انناس لے کر عنبر کی جھونپڑی میں آ گیا۔ عنبر نے بوڑھے کو دیکھا تو اٹھ کر جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ بوڑھے نے اسے انناس دیتے ہوئے کہا

بیٹا ! میں باغ میں گیا تھا۔ تمہارے لئے یہ انناس لایا ہوں۔ اصل میں خانقاہ کا نوجوان پجاری گارش بھی آ گیا ہے۔ اس کے لئے بھی مجھے باغ سے کچھ پھل لانے تھے۔

بوڑھے نے جان بوجھ کر عنبر کو یہ خوش خبری سنائی تھی۔ عنبر کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے انناس لے لیا اور بولا۔

تمہارا شکریہ دادا ! مگر کیا یہ نوجوان گارش تمہارا بیٹا ہے کیا ؟

بوڑھا مسکرایا۔

بیٹا ہی سمجھو۔ مگر بڑا نیک آدمی ہے جو بھی خانقاہ میں آتا ہے اس کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ وہ تمہارے لئے شربت لے کر آ رہا ہے۔ تم اس سے خود ہی مل لینا۔ تمہیں اس سے مل کر بڑی خوشی ہو گی۔ میں ذرا چشمے تک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا رہا ہوں

عنبر یہی چاہتا تھا۔ وہ بے تابی سے سانپ آدمی کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں اونچا لمبا دبلا پتلا چھوٹی آنکھوں والا گارش ہاتھ میں شربت کا پیالہ لئے عنبر کو اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ گارش نے غور سے عنبر کو دیکھا۔ واقعی اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک تھی۔ جو عام انسانوں کی آنکھوں میں اس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ گارش نے عنبر کو شربت پیش کرتے ہوئے کہا

بھائی! مجھے اپنی خدمت کرنے کی اجازت دو۔ یہ شربت میں خاص طور پر تمہارے لئے لایا ہوں۔ اگر کسی چیز کی مزید ضرورت ہو تو مجھے بتا دو۔ میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ خانقاہ پر آنے والوں کی خدمت کرنا میرا فرض ہے

عنبر نے پیالہ لے کر ایک طرف رکھ دیا اور گارش کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

دوست! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ لیکن میں نے سنا تھا کہ تم میں اتنی خفیہ طاقت ہے کہ

انسان سے سانپ اور سانپ سے انسان بن جاتے ہو۔ کیا یہ ٹھیک ہے میرے بھائی؟

گارش بولا۔

بھائی! میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا ایک گورو تھا۔ استاد تھا یہ فن میں نے اس سے سیکھا ہے

عنبر بہت خوش ہوا۔ اگرچہ یہ شخص ناگ نہیں نکلا تھا مگر اس سے ناگ کے بارے میں پوچھا جا سکتا تھا۔ عنبر نے سوال کر ہی دیا۔

گارش بھائی! کیا تم نے کبھی اپنے علاوہ بھی کسی ایسے آدمی کے بارے میں کچھ سنا ہے جو آدمی سے سانپ بن جانے کی صلاحیت رکھتا ہو؟

گارش نے سر کھجاتے ہوئے سوچا کہ اس نوجوان کو ضرور کسی ایسے دوسرے آدمی کی تلاش ہے فوراً بولا۔

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ مجھے اتنا یاد پڑتا ہے کہ میرے ایک شاگرد نے ایک ایسے نوجوان کے بارے میں بتایا تھا کہ جو سانپ سے آدمی بن جاتا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے بے تابی سے پوچھا

وہ آدمی مجھے کہاں مل سکتا ہے بھائی؟

گارش نے ادھر ادھر دیکھا اور بولا۔

بھائی اگر تم وعدہ کرو کہ بوڑھے بابا کو یہ بات نہیں بتاؤ گے تو میں تمہیں ابھی اس سانپ آدمی کی شکل دکھا سکتا ہوں۔

عنبر سمجھ گیا کہ اس آدمی کے پاس کوئی جادو ٹونا ہوگا جس کی مدد سے یہ ممکن ہے پانی میں ناگ کی شکل اسے دکھا دے۔ کیونکہ اس زمانے میں افریقی جادوگر اس طرح کا جادو ٹونا اکثر کر لیا کرتے تھے۔ عنبر نے کہا

میں وعدہ کرتا ہوں کہ بوڑھے بابا سے کچھ نہیں کہوں گا۔ تم مجھے اس سانپ آدمی کی شکل دکھا دو

گارش بولا۔

یہاں دھوپ میں آکر کھڑے ہو جاؤ۔

عنبر دھوپ میں کھڑا ہوگیا۔ گارش نے جیب سے ایک چھوٹا سا گول شیشہ نکال کر عنبر کے ہاتھ میں تھما دیا اور بولا۔

اس پر نگاہیں جما دو۔ میں کچھ منتر پڑھوں گا۔ پھر جب میں منتر ختم کر دوں گا تو اسی شیشے

میں سانپ آدمی کی شکل ابھر آئے گی۔

عنبر نے خوشی خوشی شیشہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس میں تکنے لگا۔ ابھی تک اسے شیشے میں صرف اپنی دھندلی سی شکل نظر آرہی تھی۔ گارش دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور اس نے اونچی آواز میں منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ عنبر نے نظریں شیشے پر جما رکھی تھیں۔ اسے کچھ علم نہیں تھا کہ یہ شخص گارش کس قسم کے منتر پڑھ رہا ہے۔

گارش کی آنکھیں عنبر کے سائے پر جمی ہوئی تھیں جو دھوپ میں عنبر کی بائیں جانب زمین پر پڑ رہا تھا۔ عنبر کا یہی سایہ گارش کا خاص نشانہ تھا۔ عنبر کو کچھ خبر نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ ماریا بھی وہاں نہیں تھی۔ عنبر کو گارش کے منتر پڑھنے کی آواز برابر سنائی دے رہی تھی۔ چھوٹے سے گول شیشے میں ابھی تک اس کی اپنی دھندلی شکل ہی اسے نظر آرہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ابھی گارش کے منتر ختم ہوں گے اور شیشے میں ناگ کی شکل دکھائی دے گی۔

اب کیا ہوا کہ [illegible] عنبر کا سایہ عنبر کے جسم سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک فٹ الگ ہوگیا۔ عنبر کو ابھی تک کچھ محسوس
نہیں ہوا تھا۔ عنبر کا سایہ ایک فٹ الگ ہوا تو گارش
نے منتروں کی رفتار تیز کر دی۔ عنبر کا سایہ سانپ
کی طرح رینگتا ہوا گارش کے پاؤں کے پاس آکر
لیٹ گیا۔ عنبر اب دھوپ میں بلیرا اپنے سائے کے
کھڑا تھا۔ گارش نے منتر پڑھتے پڑھتے پیچھے سے
عنبر پر زور سے پھونک ماری۔ پھونک میں ایسا
طلسم تھا کہ عنبر کے ہاتھ سے گول شیشہ نیچے گر پڑا
اور عنبر کو محسوس ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے بالکل حرکت
نہیں سکتا۔ گارش نے عنبر کا سایہ زمین پر سے
اس طرح اٹھا لیا جس طرح آدمی مرا ہوا سانپ اٹھاتا
ہے۔ سائے کو اپنے کاندھے پہ ڈالا اور عنبر کو
اسی حالت میں چھوڑ کر کوٹھڑی کی طرف بھاگا۔ بوڑھا
بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ گارش نے کہا

دادا۔ سائے کو میں لے آیا ہوں۔ تم
اس آدمی کے جسم کو قبر کے نیچے پہنچا دو۔

بوڑھا دوڑ کر عنبر کے پاس گیا جو بت بنا اپنی جگہ
پر کھڑا تھا۔ وہ دیکھ سکتا تھا۔ سن سکتا تھا۔ مگر
اپنی جگہ سے بالکل حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ بوڑھے

عنبر کو اپنے کاندھے پہ ڈالا اور گھسیٹتا ہوا خانقاہ
کے اندر اس جگہ لے آیا جہاں ایک قبر بنی ہوئی تھی اتنے
میں گارش بھی کوٹھڑی سے باہر آگیا۔ دونوں نے مل کر
عنبر کو قبر کے نیچے لحد میں مردے کی ہڈیوں کے
اوپر لٹا دیا اور قبر کا خفیہ دروازہ بند کر دیا
عنبر سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور ان لوگوں
نے کسی خاص مقصد کے لئے اس کو بے حس کر کے قبر
میں ڈال دیا ہے۔ ابھی تک اسے یہ معلوم ہی نہیں
تھا کہ اس کا سایہ اس سے جدا ہو گیا ہے قبر میں گھپ
اندھیرا تھا۔ اسے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ سائے کے الگ
ہونے کے بعد عنبر کی خوشبو بھی اس کے جسم سے
نکلنا بند ہوگئی تھی

ادھر گارش نے کوٹھڑی میں عنبر کے سائے کو ایک
صندوق میں بند کر دیا تھا۔

یہ چھوٹا سا لکڑی کا بکس تھا۔ گارش نے بکس کاندھے
پر رکھا اور بولا۔

دادا! میں گورکنوں کو ان کی امانت پہنچانے
پرانے قبرستان میں جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ کل
رات کو واپس آؤں۔ تم قبر کی حفاظت کرنا۔ پرسوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدھی رات کو گورکن آکر اس آدمی کے جسم کو بھی
لے جائیں گے۔

یہ کہہ کر گارش بڑی تیزی سے ایک طرف روانہ ہوگیا۔
پرانا قبرستان وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک
ویران جگہ پر تھا۔ یہاں بے شمار پرانی قبریں تھیں۔
گارش نے عنبر کے سائے والے بکس کو ایک سب
سے بڑی اور پرانی قبر کے پاس رکھا اور منتر پڑھنے
کے بعد بلند آواز میں بولا۔

تمہاری امانت حاضر ہے آکر لے جاؤ۔

تین بار آواز دینے پر قبر پھٹ گئی اور اس میں
سے دو گورکنوں کے سائے باہر نکل آئے۔ ان کے
ہاتھوں میں کدالیں تھیں۔ ایک سائے نے بکس کو کدال
مار کر توڑ دیا۔ دوسرے نے بکس کے اندر ہاتھ ڈال کر
عنبر کے سائے کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور گارش کی
طرف دیکھ کر کہا

اس سائے کا جسم کہاں ہے؟

گارش نے ساری بات بیان کردی۔ گورکن سائے نے کہا

ہم پرسوں رات کو خانقاہ پر آکر اس کا
جسم بھی لے جائیں گے۔ تم ایک خاص سائے کو

ہمارے قبرستان کے لئے لائے ہو۔ تمہیں اس کا
بہت انعام ملے گا۔

کہہ کر دونوں گورکن سائے قبر میں اتر گئے۔ ان کے
میں اترتے ہی قبر اپنے آپ بند ہوگئی۔ گارش نے
کو ایک جگہ زمین میں دبا دیا اور خود دوسرے گاؤں
طرف روانہ ہوگیا۔

اب ہم ماریا کی طرف آتے ہیں۔ ماریا کو عنبر
ے ہی ناگ کیٹی اور تھیوسانگ اور طالشی کا سراغ لگانے
لئے افریقہ کے دوسرے علاقوں کی طرف بھیجا تھا۔ ماریا
ن رفتاری سے اڑتی ہوئی افریقہ کے کئی شہروں میں گئی۔
ں کو کسی شہر میں بھی اپنے ساتھیوں کی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔
شام ہونے والی تھی کہ وہ خانقاہ پر واپس آگئی۔ اچانک
ں کا دل دھک سے رہ گیا۔ اسے عنبر کی خوشبو نہیں
رہی تھی لپک کر جھونپڑی میں گئی۔ عنبر وہاں نہیں
تھا۔ بھاگ کر خانقاہ والی کوٹھڑی میں آئی۔ یہ کوٹھڑی
بھی خالی پڑی تھی۔ وہاں سانپ آدمی بھی نہیں تھا۔ صرف
بوڑھا خانقاہ کے پاس خاموش بیٹھا تھا جیسے عبادت
کر رہا تھا۔ ماریا اس سے عنبر کے بارے میں پوچھنا چاہتی
تھی مگر چونکہ وہ خود غائب تھی اس لئے پوچھ نہیں سکتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ بڑی الجھن میں پھنس گئی۔ بے پناہی سے اڑ کر دریا تک گئی۔ اودگرد کا سارا علاقہ کھنگال ڈالا۔ اسے عنبر کہیں دکھائی نہ دیا۔ اس کی خوشبو بھی کہیں سے نہ آئی۔ ماریا پریشان ہوکر واپس خانقاہ میں آگئی۔ صرف یہ بوڑھا ہی اسے عنبر کے بارے میں کچھ بتا سکتا تھا کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ اس بوڑھے سے کس طرح پوچھے؟

آخر ماریا کو ایک ہی ترکیب سمجھ میں آئی۔ وہ بوڑھے سے دو قدم کے فاصلے پہ جاکر کھڑی ہوگئی۔ اس نے اپنی آواز کو بھاری بنایا اور اچانک بول پڑی۔

بابا! کل یہاں ایک مسافر آکر ٹھہرا تھا۔ میں اس کی بہن کی روح ہوں۔ مجھے بتاؤ گے کہ وہ کہاں چلا گیا ہے؟

بوڑھے کی ایک عمر خانقاہ پہ اور قبرستانوں میں گزری تھی۔ اسے معلوم تھا کہ بعض بدروحیں جھوٹی آوازیں نکال کر انسانوں کے دلوں کے راز معلوم کرنے آتی ہیں بوڑھا اس آواز کو بھی کسی بدروح کی آواز سمجھا۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ تھا کہ یہ روح نہیں جانتی تھی کہ اس کا بھائی کہاں چلا گیا ہے۔ جبکہ نیک روحوں

کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ کسی بدروح کی آواز ہے جو خود خلاؤں میں بھٹک رہی ہوتی ہیں۔ بوڑھا عنبر کے غائب ہونے کا راز بھلا اس بدروح کو کیسے بتا سکتا تھا۔ اس نے بھی عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا

اے نیک روح! تیرا آنا مبارک ہو۔ مگر تو اپنے جس بھائی کی تلاش میں ہے وہ ایک عورت کے ساتھ صبح ہی یہاں سے چلا گیا تھا۔

ماریا نے اسی بھاری آواز میں سوال کیا

کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں اور کس طرف گیا ہے؟

بوڑھے نے فوراً جواب دیا۔

اس نے جاتی دفعہ مجھے کہا تھا کہ اگر کوئی غیبی آواز میرے بارے میں آکر پوچھے تو اسے بتا دینا کہ میں ملک ہندوستان کی طرف جا رہا ہوں جہاں جنوب میں ایک سبز دریا بہتا ہے۔

ماریا نے پوچھا

اس عورت کی شکل کیسی تھی؟

بوڑھے نے پوچھا کہہ دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے سنہری بال تھے۔ نیلی آنکھیں تھیں اور لمبا کرتا پہن رکھا تھا۔

ماریا کو اچانک کیٹی کا خیال آگیا۔ یہ کیٹی کا ہی حلیہ تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ عنبر کو اگر کیٹی مل گئی تھی تو اس نے اس کا انتظار کیوں نہیں کیا پھر ماریا نے سوچا کہ نہ جانے اسے کیا مشکل پڑ گئی ہو۔ جب وہ خود پیغام دے گیا ہے کہ غیبی آواز کو بتا دینا کہ میں ملک ہندوستان کے جنوب میں گیا ہوں تو یہ پیغام غلط نہیں ہو سکتا۔ مجھے فوراً ہندوستان کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے۔ ماریا نے بھاری آواز میں بوڑھے سے کہا

تمہارا شکریہ۔ میں جا رہی بھائی کی تلاش میں

اور ماریا وہاں سے پرواز کر گئی۔ اس کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس بوڑھے نے اس کے ساتھ کتنی عیاری اور چالاکی سے کام لیا ہے اور اسے غلط راستے پر بھٹکنے کے لئے ڈال دیا ہے۔ ماریا ملک ہندوستان کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ عنبر کا بے حس و حرکت جسم خانقاہ کی قبر میں پڑا تھا اور اس کا سایہ گورکن اٹھا کر سایوں کے قبرستان میں لے گئے تھے۔ سایوں کے قبرستان میں جاتے ہی عنبر کے سائے کو بھی اس کی

سے کھدی ہوئی تیار قبر میں دفن کر کے قبر کے اوپر اس کے سائے کے عکس کو لٹا دیا گیا۔ دوسرے روز رات کو عنبر کا بے حس و حرکت جسم بھی وہاں پہنچا دیا گیا۔ جسے گورکن سایوں نے قبرستان کے قریب والے پرانے محل کے دالان میں دوسرے بتوں اور بے حس و حرکت جسموں کے ساتھ ایک طاق میں کھڑا کر دیا۔

ناگ، کیٹی، تھیوسانگ اور طالشی کے بے حس و حرکت جسم پہلے ہی سے وہاں موجود تھے۔ وہ بول نہیں سکتے تھے۔ گردن یا آنکھوں یا بازوؤں کو ہلا نہیں سکتے تھے۔ مگر سن سکتے تھے۔ دیکھ سکتے تھے۔ محسوس کر سکتے تھے۔ طالشی نے عنبر کے جسم کو جب دیکھا تو سکتے میں آگئی۔ سمجھ گئی کہ عنبر کے سائے کو بھی ان لوگوں نے قبر میں دفن کر دیا ہے۔ دوسری طرف ناگ کیٹی اور تھیوسانگ نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا اور خوش بھی ہوئے تھے اور اداس بھی ہو گئے تھے۔ خوش اس لئے ہوئے تھے کہ عنبر بھی ان کے پاس آ گیا تھا اداس اس لئے ہوئے تھے کہ وہ بھی اس عذاب میں پھنس گیا ہے اور اب ان کی مدد کرنے کے لئے باہر صرف ماریا ہی رہ گئی ہے۔ جو خود نہ جانے کہاں ہو گی۔ کس حال میں ہو گی۔ ان کی مدد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر بھی سکے گی کہ خود اس عذاب میں گرفتار ہو کر کبھی سالیوں کے قبرستان میں نہ پہنچ جائے گی۔ عنبر نے بھی وہاں ناگ کے کنڈلی والے جسم اور کیٹی اور تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ وہ سب دل میں ایک دوسرے کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے مگر ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ وہ عجیب بے بسی اور مجبوری کی حالت میں تھے۔ ایسی مجبوری اور مشکل شاید ہی پہلے ان پر کبھی پڑی ہو۔ طالشی کو صرف عنبر اور ماریا ہی جانتے تھے۔ کیٹی تھیوسانگ اور ناگ اس سے واقف نہیں تھا۔ ناگ کے بارے میں طالشی کو بتایا ضرور گیا تھا کہ وہ اس کی آواز پر پرانے کھنڈر میں گیا تھا کہ پھر غائب ہو گیا۔

اب ہم ماریا کی طرف آتے ہیں۔ ماریا کو خانقاہ کے عیار بوڑھے نے بھٹکا دیا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ عنبر ہندوستان کے جنوب کی طرف گیا ہے اور کیٹی بھی اس کے ساتھ ہی ہے۔ خانقاہ کے بوڑھے نے یونہی کہہ دیا تھا کہ ہندوستان میں جہاں ایک سبز دریا بہتا ہے عنبر وہاں کہیں جانے کا پیغام دے گیا ہے۔ اصل میں ہندوستان کے جنوب میں آج سے دس ہزار سال پہلے ایک سبز دریا بہتا تھا۔ یہ دریا ماریا نے ایک بار

دیکھا تھا۔ وہ اس کے اوپر سے گزری تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آریا لوگ وسطی ایشیا کے میدانوں سے اتر کر ہندوستان کے شمال میں حملہ آور ہوئے تھے اور انہوں نے ہندوستان کے شمال میں آباد موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے ترقی یافتہ شہر پر حملہ کر کے وہاں کے دراوڑ کول اور بھیل لوگوں کا قتل عام کیا تھا اور ان کے دونوں شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ کول، دراوڑ اور بھیل لوگ شمال کے شہروں سے بھاگ کر جنوب میں آ گئے تھے اور وہاں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ ماریا اس وقت کے یعنی آج سے دس ہزار برس پہلے کے ہندوستان کے جنوبی علاقے کی طرف پرواز کرتی چلی جا رہی تھی۔ وہ عنبر اور کیٹی سے ملنا چاہتی تھی۔ عنبر نے بوڑھے کے کہنے کے مطابق یہی پیغام دیا تھا۔ کہ وہ جنوبی ہندوستان میں سبز دریا کے آس پاس ملے گا۔

ماریا نے ایک بار جنوبی ہندوستان کا سبز دریا دیکھا تھا چنانچہ وہ فضا میں اڑ رہی تھی اور اس کی نظریں زمین پر تھیں۔

ماریا آج کے جمبو جیٹ کی رفتار سے اڑی جا رہی تھی۔ چنانچہ وہ بہت جلد ہندوستان کے جنوبی علاقے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پہنچ گئی۔

آخر ماریا کو سبز دریا نظر آگیا۔

یہ دریا بھورے رنگ کی چٹانوں کے درمیان جھاگ اڑاتا بہہ رہا تھا۔ ماریا نیچے آگئی۔ دریا آگے جا کر ایک میدان میں داخل ہوگیا تھا۔ یہاں ماریا نے ایک چکر لگایا۔ دن کا وقت تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ اچانک ماریا کو دیہاتی لوگوں کا ایک ہجوم نظر آیا جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں وہ لاٹھیاں زمین پر مارتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے ٹین کے کنستر اٹھا رکھے تھے جن کو وہ پیٹ رہے تھے۔ ایک شور مچا ہوا تھا۔ ماریا اور نیچے آگئی۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اگر رات کا وقت ہوتا تو ماریا اتنا صاف نہ دیکھ سکتی مگر یہ دن کا وقت تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔ ماریا کیا دیکھتی ہے کہ ایک انسان کا سیاہ سایہ آگے آگے زمین پر رینگتا ہوا بھاگا جا رہا ہے اور دیہاتی اس پر لاٹھیاں برسا رہے ہیں اور شور بھی مچا رہے ہیں۔ پہلے تو ماریا سمجھی کہ یہ کوئی کالا سانپ ہے جو آگے آگے بھاگ رہا ہے اور لوگ اس پر لاٹھیاں برسا رہے ہیں۔

لیکن جب اس نے اور نیچے آکر غور سے دیکھا تو وہ سانپ نہیں بلکہ کسی انسان کا کالا سایہ تھا۔ جو بالکل انسان کی طرح بھاگ رہا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ انسان کھڑا ہو کر بھاگتا ہے اور یہ سایہ زمین پر لیٹے لیٹے بھاگ رہا تھا۔ ماریا نے ایسا حیرت ناک منظر زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

دیہاتی لوگ سائے پر لاٹھیاں مار رہے تھے اور اپنی زبان میں چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے: "چل بھاگ اپنے غار میں۔ بھاگ اپنے غار میں" سایہ تیزی سے بھاگ رہا تھا اور ایسی حرکتیں بھی کر رہا تھا جیسے اسے لاٹھیوں کی مار سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ پہلے تو یہ انسانی سایہ زمین پر ہی سانپ کی طرح تیز رفتاری سے آگے آگے رینگتا رہا لیکن جب لاٹھیاں زیادہ پڑنے لگیں تو وہ زمین سے اٹھ کر سیدھا ہوگیا اور عام آدمی کی طرح دوڑنے لگا۔ ماریا کے لئے یہ ایک عجیب دہشت ناک منظر تھا۔ وہ سائے کے اوپر آئی۔ اس نے لوگوں کو ڈرا کر بھگانا چاہا مگر جب سایہ ان سے بھاگ کر دور ہوگیا تو لوگ واپس گاؤں کی طرف چلے گئے۔ انسانی سایہ دوڑتا ہوا چٹانوں کی طرف ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیرے غار میں گھس گیا۔ ماریا غار کے باہر زمین پر اتر آئی۔

اس نے جھانک کر غار میں دیکھا۔ غار میں اگرچہ اندھیرا تھا مگر ماریا اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ وہ غار میں داخل ہوگئی اسے کسی انسان کے ہانپنے کی آواز سنائی دی۔ ذرا آگے گئی تو دیکھا کہ وہی انسانی سایہ اندھیرے میں ایک جگہ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھا زور زور سے سانس لے رہا تھا۔ وہ دوڑتا ہوا اندر آیا تھا اس لئے اس کا سانس پھول گیا تھا۔ اچانک سائے نے ایک طرف گردن پھیر کر دیکھا۔ ماریا بڑی حیران ہوئی کیونکہ سایہ اسی طرف دیکھ رہا تھا جس طرف ماریا کھڑی تھی۔ کیا اس پُراسرار انسانی سائے نے اسے دیکھ لیا ہے؟ ماریا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ سائے کی مدھم اور کچھ گھبرائی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

کون ہو تم؟

ماریا کے لئے بولنا ضروری ہوگیا تھا۔ اس نے پہلا سوال یہ کیا۔

کیا تم مجھے دیکھ رہے ہو؟

انسانی سائے نے کہا

نہیں! میں تمہیں دیکھ نہیں رہا مگر تمہاری موجودگی کو محسوس کر رہا ہوں۔ تم کون ہو؟ کیا تم کوئی بدروح ہو؟

ماریا نے کہا

میں بدروح نہیں ہوں۔ چلتی پھرتی عورت ہوں۔ میرا نام ماریا ہے۔ بس ایک طلسم کی وجہ سے غائب ہوں مگر پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟

سائے نے گہرا سانس بھر کر کہا

تم دیکھ رہی ہو کہ میں ایک سایہ ہوں۔ انسانی سایہ بس یہی میری ٹریجڈی ہے کہ میں اپنے جسم سے بچھڑ گیا ہوں

ماریا نے پوچھا

مگر یہ معمہ کیا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان کا سایہ اس سے الگ ہو جائے جسم کہیں ہو اور سایہ کہیں ہو؟

انسانی سایہ ایک لمحہ کے لئے خاموش ہوگیا پھر بولا۔

تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہو کہ میں اپنے جسم سے الگ ہوں۔

مگر تم کیسے الگ ہوئے؟ تمہارا جسم کہاں ہے؟ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے پوچھا۔

انسانی سائے نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا

یہ بڑی رونگٹے کھڑی کر دینے والی کہانی ہے اول تو کوئی میری بات نہیں سنتا۔ لوگ مجھے دیکھتے ہی یا تو ڈر کر بھاگ جاتے ہیں یا مجھے لاٹھیاں مار کر بھگا دیتے ہیں۔ تنگ آکر اس غار میں آکر بیٹھ گیا ہوں۔ کبھی انسانوں کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے اور گاؤں کی طرف جاتا ہوں تو لوگ لاٹھیاں لے کر مجھ پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور مجھے منحوس سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں ان کے گاؤں میں داخل ہوں۔

ماریا بڑے غور سے انسانی سائے کی ناقابل یقین باتیں سن رہی تھی۔ اس نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کیسے اور کیوں کر ہوا؟ انسانی سائے نے اپنا سر جھکا لیا۔ پھر مدھم آواز میں کہنے لگا۔

تم چونکہ خود ایک روح ہو یا تم جو کوئی بھی ہو لیکن عام انسانوں سے مختلف ہو اس لئے میرے پاس بیٹھی ہو اور میں تمہیں اپنی داستان سنا سکتا ہوں۔ میں جو کچھ تمہیں بتاؤں گا تمہیں یقین نہیں

آئے گا۔ مگر تمہیں جو کچھ کہوں گا اس کا ایک ایک لفظ درست ہوگا۔ یہاں سے بہت دور ملک افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ایک ویران کھنڈر ہے۔ اس کھنڈر میں ایک خفیہ طلسمی راستہ ایک ایسے قبرستان کو جاتا ہے جو انسانی سایوں کا قبرستان ہے

ماریا کو افریقہ کے جنگل والا وہ ویران کھنڈر یاد آگیا جہاں اس کی ملاقات طالشی سے ہوئی تھی اور جہاں ناگ بھی غائب ہوگیا تھا۔ وہ خاموشی سے انسانی سائے کی داستان سنتی رہی۔ سایہ کہہ رہا تھا۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۵۱
ڈراؤنی عورت کا طلسم پڑھیے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے نام

مائی سویٹ انکل اے حمید۔ سدا یونہی ناول لکھتے رہیں۔

انکل آج ہی آپ کے ناول "ممی شہزادی" اور "ناگ کی قبر" پڑھے دونوں بہت پسند آئے لیکن "ناگ کی قبر" زیادہ پسند آیا انکل میرے علاقے میں آپ کے ناول بہت دیر سے آتے ہیں۔ اس دفعہ ۲۵ تاریخ کو اس علاقے میں ناول آئے تھے۔ انکل جس طرح آپ نے ہم پر مہربانی کر کے دو سے تین ناول لکھنا شروع کر دیئے ہیں اسی طرح ایک مہربانی اور کریں کہ اگر پہلی تاریخ کو نہیں تو کم از کم پانچ تاریخ تک اپنے ناول ضرور مارکیٹ میں بھیج دیا کریں ویسے ایک بات میں سوچتا ہوں آپ کے ناول پڑھ کر، کہ آپ ناول میں نیا قصہ کس طرح لکھ دیتے ہیں۔ آپ کا دماغ بہت کام کرتا ہے کیا؟ یا کسی سے مدد لیتے ہیں انکل میں آج آپ ۱۴۹ ویں قسط پڑھ کر خط لکھ رہا ہوں۔ تیسری جماعت سے میں آپ کے ناول پڑھنے شروع کیے تھے اور اب ساتویں جماعت میں ہوں۔ انکل میں آپ سے یہ سوال نہیں کروں گا کہ کیا ناگ اور ماریا جیتے جاگتے انسان ہیں۔ لیکن ایک بات ضرور کروں گا کہ پلیز آپ مجھے ان کی تصویریں ارسال کر دیں۔ میرے خط کا جواب ضرور دیجئے گا۔

خدا حافظ فقط آپ کے ناولوں کو دل و جان سے عزیز رکھنے والا
محمد میاں مکان نمبر ۴۷۷/ اے گلی نمبر ۱۵ موہن پورہ راولپنڈی

پیارے انکل اے حمید۔ السلام علیکم۔

سدا نیلے آکاش تلے مسکراتے رہیں۔

ہر گام پہ فرشتوں کے لشکر ہوں ساتھ ساتھ
ہر کام پہ خدا بھی حفاظت کرے آپ کی

انکل آپ کا خط ملا پڑھ کر خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر مجھے خط لکھا۔ انکل آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے وعدہ کیا کہ آپ کوشش کریں گے جنگ پلاسی کے واقعات کہیں سے حاصل کر کے مجھے لکھ بھیجیں۔ انکل میں نے کہا تھا کہ آپ ہمیں جنگ پلاسی کے حالات کے بارے میں نوٹ لکھوائیں۔ لیکن انہوں نے اس بات پر توجہ نہیں دی۔

انکل میرے نانا ابو کو آپ کے ناول (ناگ ماریا عنبر) بے حد پسند ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ آپ جس طریقے سے انسانی کمزوریوں کو ان ناولوں میں قلمبند کرتے ہیں۔ وہ قابل دید ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم جو غلطیاں تاریخ میں کر چکے ہیں۔ انہیں دوبارہ نہ دہرائیں۔ بلکہ اپنی ان کمزوریوں پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ (بقول نانا ابو)

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انکل مجھے ناگ ماریا عنبر بے حد پسند ہیں۔ اگر وہ حقیقی نہیں ہیں تو مہربانی سے مجھے ناول میں ہی ان سے ملوا دیجیے گا۔

انکل خط کا جواب دینے کا بے حد شکریہ۔ (میرے بہن بھائی سمجھتے تھے کہ آپ خط کا جواب نہیں دیں گے کیونکہ آپ بہت مصروف آدمی ہیں)

انکل ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور زیادہ عزت اور شہرت عطا فرمائے (آمین)

والسلام

انیلا عنبر۔ داؤد آباد۔ بوریوالہ

السلام علیکم!

اے حمید صاحب! ہم نے آپ کی کہانی عنبر ناگ ماریا پڑھی لیکن اس میں جو مضمون آپ نے لکھا ہوتا ہے نہ تو یہ کبھی ہو سکتا ہے اور نہ ہوگا۔ ہاں البتہ پہلے زمانے مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کا ہو سکتا ہے ہو اور اس کا مضمون بہت خشک ہوتا ہے۔ کچھ رومینٹک ہونا چاہیے۔ تاکہ کہانی کا سر اور پاؤں تو ہو۔

والسلام

آپ کا خریدار محمد محسن خان۔
آپ نے پتہ نہیں لکھا

پیارے انکل اے حمید صاحب! السلام علیکم۔

میں آپ کے ناول بڑی دیر سے پڑھتا آرہا ہوں۔ مگر خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ میں نے آپ کے تمام ناول "موت کا تعاقب، موت کی واپسی اور" اب عنبر ناگ ماریا خلا میں پڑھ رہا ہوں۔ میں جب بھی آپ کے ناول پڑھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے میں بھی ناول کا ایک حصہ ہوں۔

میرے والد صاحب اکثر مجھے کہتے رہتے ہیں یہ سب جھوٹ موٹ کی کہانیاں ہوتی ہیں۔ لیکن میرا ہمیشہ سے یہی جواب رہا ہے کہ چاہے جھوٹ ہو چاہے سچ لیکن پھر بھی ہمیں ان ناولوں سے بڑی مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ میری انکل یہ دعا ہے کہ خدا آپ کو ہمیشہ تندرست رکھے۔ (آمین) اور آپ ہمیشہ عنبر ناگ ماریا کے متعلق ناول لکھتے رہیں۔ اور ہم سب اسے پڑھتے رہیں۔ ہاں انکل ایک بات تو میں بتانا بھول ہی گیا۔ آپ مہربانی کر کے کیٹی کی طاقت میں اضافہ کر دیں۔ کیونکہ باقی کرداروں کے پاس مستقل طاقت موجود ہے۔ ناول کیٹی ناگ کے آگے بہت پسند آیا۔

والسلام

محمد اقبال معرفت سلیم دکاندار

پیارے انکل اے حمید۔ السلام علیکم!

میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں ماہ دسمبر میں تین کہانیاں ملیں جن کا نام آسیبی چیخ، باپ کی خوشبو اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہالوت والی لڑکی تھا بہت ہی اچھی تھیں اس کے بعد دو کہانیاں ملیں آدم خور شکاری اور بھٹکتی روحوں کا شہر آپ کی دو اور کہانیاں جس کا نام بچھّو لڑکی اور ویران مینار انکل آپ نے دو ماہ میں چار کہانی بھیجیں آپ ہر ماہ تین یا چار کہانی ارسال کریں۔ بڑی مہربانی ہوگی انکل اس ماہ آپ تین کہانی ارسال کرنا آپ اس ماہ دو کہانیاں ارسال نہ کرنا اس ماہ آپ تین کہانیاں ارسال کرنا بڑی مہربانی ہوگی۔ میں آپ کی کہانیاں پانچویں کلاس سے پڑھ رہا ہوں اور اب میں ساتویں جماعت کا طالب علم ہوں اور میرے سالانہ امتحان ہو گئے ہیں آپ دعا کریں کہ میں پاس ہو جاؤں۔ میں اپنی پڑھائی پر بھی پوری توجہ دیتا ہوں۔

عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ کو میرا اسلام قبول ہو آپ کی کہانیوں کے پڑھنے کا شوق مجھے بہت ہے اچھا خدا حافظ۔

گلفام شریف معرفت شریف جمعہ مسیح گرومندر پولیس لائن۔ پنجابی پاڑہ جہانگیر روڈ نمبر ۱ کراچی نمبر ۵

ڈراؤنی عورت
طلسم خان
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

ناشر : عدنان سلیم
ممبر پبلی کیشنز ۳۰ اربی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

اب کی بار میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہوں گا۔ ایک خط جو داؤد آباد سے انیلا عنبر نے لکھا ہے اُس کا ایک اقتباس آپ بھی پڑھ لیں۔ لکھتی ہیں۔

"انکل میرے نانا ابو کو آپ کے ناول (ناگ ماریا عنبر) بے حد پسند ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ جس طریقے سے انسانی کمزوریوں کو ان ناولوں میں قلمبند کرتے ہیں وہ قابل دید ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم جو غلطیاں تاریخ میں کر چکے ہیں۔ انہیں دوبارہ نہ دہرائیں۔ بلکہ اپنی ان کمزوریوں پر قابو پانے کی کوشش کریں۔"

امید ہے کہ آپ بھی اس بات پر غور کریں گے اور عمل کریں گے۔

آپ کا اے حمید
۴۵۴۔ این ماہ چمن سمن آباد ——— لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- سایوں کا قبرستان
- چاندنی سانپ
- نورانی بزرگ
- شاہی انگوٹھی
- ڈراؤنی عورت کا طلسم
- زہریلی سُوئی

سایوں کا قبرستان

انسانی سایہ یہ کہہ رہا تھا۔

"میں ایک بار مکڑیاں کاٹنے کے لیے افریقہ کے اس جنگل میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک بارش شروع ہو گئی۔ بارش سے بچنے کے لیے میں اس سنسان ویران کھنڈر کے احاطے میں بھاگ گیا۔ مجھے ایک کوٹھڑی میں سے کسی کے رونے کی آواز سنائی دی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کس کی آواز ہے میں کوٹھڑی کے اندر گیا۔ کوٹھڑی خالی تھی دیوار میں ایک کھڑکی تھی۔ میں نے کھڑکی میں سے جھانکا ہی تھا کہ جیسے کسی نے مجھے دھکا دے کر دوسری طرف گرا دیا۔ میں ایک جگہ گھاس اور جھاڑیوں میں جا کر گرا۔ اٹھ کر دیکھا کہ وہاں دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ ذرا آگے گیا تو ایک عجیب دہشت ناک منظر دیکھا۔ تین انسانی سائے ایک قبر کھود رہے تھے۔ ان کے پاس ہی زمین پر ایک انسانی سایہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیٹا ہوا تھا۔ میں جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر یہ فراڈیا منظر دیکھنے لگا گورکن سایوں نے قبر کھودی۔ تو زمین پر سے انسانی سائے کو اٹھا کر قبر میں رکھا کر قبر بند کر دی۔ اس کے بعد ایک گورکن مٹی لے قبر پہ ہاتھ رکھا تو اسی مردہ سائے کا عکس قبر کے اوپر آکر لیٹ گیا پھر اچانک ایک گورکن نے اس جھاڑی کی طرف دیکھا جس کے پیچھے میں چھپا ہوا تھا میں ڈر گیا۔ گورکن سائے نے اپنے ساتھی سائے سے کہا۔ ایک شکاری جھاڑی میں جادو انتظار کر رہا ہے۔ اس کی قبر تیار کر دو۔ میں سے کہ آتا ہوں جونہی وہ جھاڑی کی طرف بڑھا میں اٹھ دوڑا میں آگے آگے تھا اور گورکن سایہ کردار لیے میرے پیچھے پیچھے بھاگتا چلا آرہا تھا۔ وہ بار بار آواز دیتا تھا۔ تم بھاگ کر جاؤ گے کہاں؟ آجاؤ۔ قبر تیار ہے۔ آجاؤ۔ قبر تیار ہے تمہاری مجھے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ میں پوری طاقت سے بھاگ رہا تھا۔ وہ ایک ویران علاقہ تھا۔ کہیں زمین اونچی تھی کہیں نیچی تھی جگہ جگہ کانٹے دار جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔

دھوپ نکل ہوئی تھی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میرا سایہ بھی میرے ساتھ ہی بھاگ رہا تھا۔ میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا جسم میرے سائے سے الگ ہو جائے گا۔ میں اپنی دھن میں بھاگتا چلا جا رہا تھا کہ ایک دم میرے جسم پہ کوئی شے آکر گری۔ یہ قبر کھودنے والی کدال تھی کدال کا لکڑی کا دستہ میرے کاندھے سے ٹکرایا تھا۔ میں زخمی نہیں ہوا تھا۔ لیکن کدال کے لگنے سے میرا جسم جیسے وہیں سن ہونے لگا۔ میری رفتار کم ہوتی گئی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا گورکن سائے میرے قریب آتے جا رہے تھے۔ فاصلہ کم ہو رہا تھا۔ مجھ پر ایسا خوف، ایسی دہشت سوار تھی۔ کہ میں اپنے سن ہوتے جسم کو پوری طاقت لگا کر آگے گھسیٹنے کی بے پناہ کوشش کر رہا تھا۔ مگر میرے جسم نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ خوف کے مارے میرے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ شاید یہ میرے خوف و دہشت یا موت ارادی کا اثر تھا کہ میرا جسم تو وہیں رہ گیا مگر میرا سایہ جسم سے الگ ہو کر اسی تیز رفتاری سے بھاگنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنے جسم سے نکل کر اپنے سائے میں داخل ہو چکا ہوں۔ میں سن بھی رہا تھا دیکھ بھی رہا تھا۔ مگر میں جسم نہیں تھا بلکہ اپنا سایہ تھا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ میرا جسم ایک جگہ بت بنا ہوا تھا۔ مگر گورکن سائے کدالیں اٹھائے اسی طرح میرے پیچھے بھاگ رہے تھے اور کہے جا رہے تھے رک جاؤ تمہاری قبر تیار ہے۔ بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟ قبر تیار ہے۔ واپس آ جاؤ۔ مگر میں بھاگا جا رہا تھا۔ خدا جانے مجھ میں کہاں سے طاقت آ گئی تھی۔ سایہ بن کر میں ہلکا پھلکا بھی ہو گیا تھا۔ آگے ایک اونچی چٹان آ گئی۔ میں اس چٹان پر چڑھ گیا۔ دوسری طرف دیکھتا کیا ہوں کہ ایک دریا بہہ رہا ہے۔ دریا چٹانی پتھروں سے ٹکراتا جھاگ اڑاتا بہہ رہا تھا۔ میں نے کچھ سوچے سمجھے بغیر اس میں چھلانگ لگا دی۔ میں جسم تو تھا نہیں۔ اپنا سایہ تھا۔ چنانچہ مور کے پر کی طرح ہلکا ہو کر نیچے دریا میں گر رہا تھا۔ میں دریا میں گرا تو اس کی جھاگ اڑاتی موجوں نے مجھے اپنے اندر چھپا لیا۔ پھر میں موجوں میں لڑھکتا بہتا چلا

گیا۔ دریا کی رفتار بہت تیز تھی۔ دیکھتے دیکھتے میں کہیں سے کہیں نکل گیا پھر یہ دریا ایک پہاڑی سرنگ میں داخل ہو گیا۔ سرنگ میں اس قدر اندھیرا تھا کہ دیر تک مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ آخر دریا سرنگ سے نکل کر روشنی میں آیا تو سامنے سمندر تھا۔ دریا اس سمندر میں گرتا تھا۔ سمندر کی موجوں نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔ میں نے تیر کر باہر نکلنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر میں نے اپنے آپ کو سمندری لہروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا سات دن آٹھ راتیں میں سمندر میں بھٹکتا رہا۔ پھر کہیں جا کر مجھے زمین کا کنارہ دکھائی دیا یہ اسی ملک ہندوستان کا جنوبی ساحل تھا۔ بڑی مشکل سے میں کنارے پر آ گیا۔ اب میں نے اپنی نئی شکل و صورت کا جائزہ لیا۔ میں جسم نہیں تھا۔ اپنے جسم کا سایہ تھا۔ میرا جسم وہیں سایوں کے قبرستان میں گورکن سایوں کے پاس ہی رہ گیا تھا۔ میں زمین پر لیٹ کر سانپ کی طرح بھی رینگ سکتا تھا۔ اور زمین سے اٹھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ انسانوں کی طرح بھی چل سکتا تھا۔ مجھے اپنی حالت پر رونا آگیا۔ میں چلتے چلتے ایک بستی میں داخل ہوا تو لوگ مجھے دیکھتے ہی ڈر کر بھاگ گئے۔ اب میں یہ کرتا کہ دن کے وقت پہاڑوں چٹانوں میں چھپا رہتا۔ اور صرف رات کے وقت انسانوں کی شکل دیکھنے بستی چلا جاتا۔ کیونکہ رات کو اندھیرے میں میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ دن کی روشنی میں تو لوگ مجھے دیکھ لیتے تھے مگر بہت جلد میں رات کے اندھیروں سے بھی گھبرا اٹھا۔ اور انسانوں کے درمیان جا کر کسی کو اپنی بپتا سنانے کی کوشش شروع کر دیں مگر لوگ یا تو ڈر کر بھاگ جاتے اور یا مجھ پر لاٹھیاں لے کر حملہ کر دیتے اور اس طرح میں چپ جانے پر مجبور کر دیتے۔ بس تب سے لے کر اب تک اسی غار میں پڑا ہوں۔ جب کبھی اپنے جیسے انسانوں کو دیکھتے ان کی باتیں سننے کو جی کرتا ہے تو گاؤں کا رخ کرتا ہوں اور لوگ مجھے بھگا دیتے ہیں۔ یہ ہے میری دردبھری کہانی۔"

ماریا بڑے غور سے اس انسانی سائے کی آپ بیتی سن رہی تھی۔ اس نے پوچھا

"سایوں کے قبرستان میں تم نے کس اور انسانوں کے بھی سائے قبروں پر بیٹھے دیکھے تھے؟"

انسانی سایہ بولا

"وہاں تو ہر قبر پر ایک انسانی سائے کا عکس پڑا تھا۔"

ماریا نے کہا۔

"وہاں تمہیں کوئی عجیب چیز بھی نظر آئی تھی؟"

انسانی سایہ سوچنے لگا

"یہی کیا کم عجوبہ تھا کہ مردکن انسان نہیں بلکہ ان کے سائے تھے۔ اور قبروں میں انسانوں کی جگہ ان کے سائے دفن کیے جا رہے تھے۔"

ماریا چپ ہو گئی۔ انسانی سایہ بھی خاموش ہو گیا۔ پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"مجھے یاد ہے ایک قبر پر میں نے بھی دیکھا سانپ کا بھی سایہ کنڈلی مار کر بیٹھا دیکھا تھا۔ ضرور اس قبر میں کسی سانپ کا سایہ دفن ہوگا۔"

ماریا چونک پڑی۔ وہ یہی اس سے معلوم کرنا چاہتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ وہ جلدی سے بولی۔

"کیا تم نے صاقعی پھن دار سانپ کو قبر پر بیٹھے دیکھا تھا؟"

سایہ بولا۔

"ہاں مگر وہ سانپ نہیں تھا سانپ کا سایہ بلکہ سانے کا بھی لکس تھا کالا سانپ تھا۔ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔"

ماریا کو یقین ہو گیا کہ یہ ناگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اب اس نے سایوں کے قبرستان میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ انسانی سایہ ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔

"اے روح بہن! تو روح ہے میں سایہ ہوں تو میری مدد کر اور مجھے میرا جسم واپس لا دے۔ میں ساری زندگی تیرا احسان مند رہوں گا۔"

ماریا خود وہاں جانا چاہتی تھی۔ اب تو اس کا سایوں کے قبرستان میں جانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"میں تیرا جسم وہاں سے کیسے اٹھا کر یہاں لا سکتی ہوں۔ ہاں اگر تو میرے ساتھ وہاں چلا چلے تو ——"

انسانی سانے کے منہ سے ہلکی سی خوف زدہ چیخ نکل

گئی۔

"نہیں نہیں۔ میں اس منحوس جگہ پر کبھی نہیں جاؤں گا۔ وہ گورکن مجھے قبر میں دفن کر دیں گے۔ زندہ دفن کر دیں گے۔ میں وہاں نہیں جاؤں گا۔ میری نیک دل بہن! میں تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ تو کسی طرح وہاں سے میرا جسم اٹھا لا۔ تو روح ہے تو سب کچھ کر سکتی ہے۔"

ماریا نے کچھ سوچ کر کہا۔

"اچھا۔ میں کوشش کرتی ہوں۔ تو مجھے سایوں کے قبرستان کا پتہ بتا دے۔"

انسانی سانے نے کہا۔

"اس آسیبی قبرستان کو صرف پرانے کھنڈر کی کوٹھڑی میں سے ہی راستہ جاتا ہے۔ اور یہ کھنڈر ملک افریقہ میں ہے۔"

پھر انسانی سانے نے ماریا کو ویران کھنڈر کا بتایا تو ماریا بولی۔

"میں نے وہ ویران کھنڈر دیکھا ہوا ہے تم فکر نہ کرو۔ میں آج ہی روانہ ہوتی ہوں۔ تم اسی ما۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں میرا انتظار کرنا۔ خدا نے چاہا تو میں تمہارا جسم
ساتھ ہی لے کر آؤں گی۔"
انسانی سائے نے ہاتھ ہلا دیئے اور بولا۔
"نیک دل بہن! خدا تمہیں کامیاب کرے۔ میں
ساری زندگی تمہارا احسان نہیں بھولوں گا۔"
ماریا نے کہا۔
"احسان کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اگر تمہیں اس
مشکل سے نکال سکوں گی۔ تو مجھے خوشی ہوگی۔ اچھا
میں جا رہی ہوں۔ بہت جلد تم سے آکر ملوں گی۔"
یہ کہہ کر ماریا غار سے باہر نکل آئی۔ چمگادڑوں کے اوپر
اڑنے سے اس نے ہوا میں اچھل کر اڑان بھری اور ملک
افریقہ کا رخ کر کے برق رفتاری سے اڑنا شروع
کر دیا۔ ——— اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔ دیکھتے
دیکھتے سمندر آ گیا۔ اور وہ اس کے اوپر پرواز کرنے
لگی۔ سمندر جہاں تک نگاہ جاتی تھی۔ پھیلا ہوا تھا۔ ماریا چلتی
چلی گئی۔ وہ گھنٹے کے بعد اپنے کو دور افریقہ کے ساحل
کا سا منظر آنے کے اس نے افریقہ کے ساحل کی
طرف رخ کر لیا کیونکہ وہاں آبنائے کھنڈر جنوبی افریقہ
سے کیپ جنگل میں تھا۔ ماریا جہاز کے ساتھ یہاں

آ پہنچی تھی۔ گھنے درخت اس کے نیچے تیزی سے پیچھے گزر
رہے تھے۔ پھر وہ وسطی جنگل میں آ گئی۔ یہاں ماریا نے
اپنی رفتار دھیمی کر لی۔ وہ غور سے نیچے دیکھنے لگی۔ درختوں کے
اوپر آ گئی۔ وہ غور سے نیچے دیکھ رہی تھی۔ اس
وقت میں گھنے بادل چھائے تھے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو
رہی تھی۔ جنگل کو ماریا نے پہچان لیا تھا۔ بہت جلد اسے
جھیل کے کنارے پچھم کی جانب ویران قلعے کا کھنڈر بھی
نظر آ گیا۔ ماریا کھنڈر کے ٹوٹے پھوٹے صحن میں اتر آئی۔
گھنے بادلوں کی ہلکی ہلکی بوندا باندی میں کھنڈر بیں بڑا ہی
ہولناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ماریا برآمدے میں سے گزرتی ہوئی۔ کوٹھڑی
کے پاس آ گئی۔ یہ وہی کوٹھڑی تھی جہاں تیس برس پہلے کی
آوازیں سنائی دی تھیں۔ کوٹھڑی کا دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔
ماریا کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ سامنے والی دیوار میں ایک
کھڑکی تھی۔ کھڑکی کھلی تھی۔ ماریا نے جھک کر دوسری طرف
دیکھا۔ اسے کچھ نظر نہ آیا۔ ماریا نے کھڑکی میں سے
چھلانگ لگا دی۔

وہ آہستہ آہستہ نیچے جانے لگی۔ اب اسے بڑا سفر
دکھائی دیا۔ وہ اب ویران عمارتوں والے باغ میں تھی۔ اسے
کچھ فاصلے پر قبریں نظر آئیں۔ وہ قبروں کی طرف گئی۔ ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبروں پہ دفن ہونے والے سانپوں کے عکس پڑ رہے تھے کوئی عکس قبر پہ لیٹا ہوا تھا۔ کوئی سر جھکائے پتھر پہ بیٹھا تھا۔ اچانک ماریا کو ایک قبر پہ سانپ کنڈلی مارے بیٹھا نظر آیا۔ ماریا لپک کر وہاں گئی اس نے ناگ کو پہچان لیا یہ ناگ کے سائے کا عکس تھا۔ ناگ کے سوا یہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ ماریا کو ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ بائیں جانب کچھ فاصلے پہ ایک پرانے محل کی شکستہ عمارت کھڑی ہے۔ اچانک ادھر سے ہوا کا جھونکا آیا تو ماریا کا دل خوشی سے اُچھل پڑا۔ اس ہوا کے جھونکے میں نہ صرف ناگ بلکہ عنبر، کیلی اور تھیوسانگ کی خوشبو بھی تھی۔ ماریا تیزی سے محل کی طرف اُڑ گئی۔

وہ محل کے بہت بڑے دالان میں آ گئی۔ یہاں سب سے پہلے اسے ایک جگہ دیوار کے ساتھ دھواں دھواں میں ناگ کا بے حس و حرکت جسم دکھائی دیا ناگ سانپ کی شکل میں تھا۔ اس کے بعد عنبر، پھر کیلی، پھر تھیوسانگ اور آخر میں طاشی کے جسم کھڑے تھے۔ ماریا تو خوشی سے پاگل ہو گئی۔ مگر یہ سب بے حس و حرکت تھے۔ مگر ماریا کو اس بات کی بے حد خوشی تھی کہ اسے

اس کے ساتھی دوبارہ مل گئے تھے اور ایک ہی مقام پہ سب کے سب مل گئے تھے۔

عنبر ناگ کیلی اور تھیوسانگ نے بھی ماریا کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ بول نہیں سکتے تھے۔ مگر سب ماریا کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ماریا وہاں پہنچ گئی ہے۔ ماریا نے عنبر ناگ کیلی اور تھیوسانگ کے قریب جا کر آہستہ سے کہا۔

"میں ماریا ہوں میں آ گئی ہوں۔ اب تم لوگوں کو بہت جلد یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی۔ تم فکر نہ کرو۔ مجھے بہت پتہ چل گیا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے۔ میں قبرستان میں وہ قبریں دیکھ آئی ہوں جہاں تمہارے سائے دفن ہیں۔ پھر ماریا نے طاشی کو بھی حوصلہ دیا۔ اس کے بعد آخر میں ماریا کو وہ انسانی جسم نظر آیا جس کا سایہ ملک ہندوستان کے ایک پہاڑی غار میں پڑا تھا۔ اور جس کے جسم کو واپس لانے کا ماریا وعدہ کر کے آئی تھی۔ سب سے پہلے ماریا کو عنبر ناگ کیلی تھیوسانگ اور طاشی اور طاشی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے انسانی جسموں کو وہاں سے نکالنا تھا۔ ان کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سایوں کے بغیر وہاں سے نہیں جا سکتے تھے لیکن سب سے مشکل سوال یہ تھا کہ ان لوگوں کے سائے قبروں سے کیسے نکالے جائیں؟ کیا ان کے سائے قبروں سے نکل کر ان کے جسموں میں داخل ہو جائیں گے؟ کیا اس کے بعد ان کا طلسم ٹوٹ جائے گا؟ یہ سوال تھے جو ماریا کے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ اور جن کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

ماریا ایک بار پھر سایوں کے قبرستان میں آ گئی۔ یہاں ایک بار پھر اس نے منیر ناگ، کیتی، تھیو سانگ اور عاشی کی قبروں پر ان کے سایوں کے عکس لیٹے ہوئے دیکھے۔ ماریا نے انہیں پہچان لیا تھا۔ وہ ان قبروں کے قریب کھڑی سوچ رہی تھی کہ اچانک اسے انسانی آواز سنائی دی۔ ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ وہی تین گورکن سائے ہاتھوں میں کدالیں لیے قبرستان کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ ماریا کو یہ خطرہ بھی تھا کہ کہیں ان لوگوں کو اس کی موجودگی کا پتہ نہ چل جائے۔ کیونکہ آخر یہ سارا کام طلسم اور آسیب ہی کا تھا۔ ماریا احتیاط کے طور پر قبروں سے ہٹ کر ایک جھکے ہوئے ٹنڈ منڈ

درخت کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ تینوں گورکن سائے ایک خالی قبر کے پاس آ کر رک گئے۔ ایک گورکن سائے نے جھک کر قبر میں دیکھا اور بولا۔

"اس قبر کا سایہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کا جسم محل کے طاق میں ہے مگر سایہ بھاگ گیا ہے۔"

ماریا سمجھ گئی کہ اس قبر میں اس انسانی سائے کو دفن ہونا تھا جو خوش قسمتی سے ان گورکنوں کے پنجے سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور جسے وہ ہندوستان کے پہاڑی قد میں چھوڑ کر آئی ہے۔ دوسرا گورکن سایہ کہنے لگا۔

"اگر اس قبر کا سایہ نہ ملا تو قبرستان کا دیوتا ہم میں سے کسی ایک کے سائے کو اس قبر میں دفن کر دے گا۔ ہمیں ہر حالت میں بھاگے ہوئے سائے کو تلاش کرنا ہوگا۔"

تیسرا گورکن سایہ بولا۔

"مگر ہم اسے کہاں تلاش کریں۔ وہ تو ہماری دنیا سے نکل کر باہر والی دنیا میں جا چکا ہے اور ہم باہر والی دنیا میں داخل نہیں ہو سکتے۔"

پہلا گورکن بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ایسی صورت میں ہمیں اس کے جسم کو خفیہ غار میں چھپا دینا ہوگا۔ تاکہ قبرستان کا دیوتا اسے دیکھ ہی نہ سکے!"

دوسرے گورکن نے کہا۔

"لیکن یہ قبر اسے سب کچھ بتا دے گی کہ میرا سایہ میرا مُردہ مجھے نہیں ملا۔ وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔"

تینوں گورکن خاموش ہو گئے۔ وہ بہت پریشان تھے۔ ماریا کو اس بات سے اطمینان ہو گیا تھا کہ ان گورکنوں کو اس کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ وہ خاموش کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ پہلے والا گورکن بولا۔

"پرسوں جمعے کی سب سے تاریک رات ہے۔ پرسوں خاص دن ہے اور قبرستان کا دیوتا یہاں اپنی امانتیں لینے آتا ہے۔ وہ انسانی جسموں میں سے ان کے سایوں کو قبروں سے کھینچ کر نکالے گا۔ اور اپنے ساتھ موت کی سرنگ میں لے جائے گا۔ جب اسے ایک انسانی جسم کا سایہ نہ ملا تو ہم پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ پھر ہم میں سے کسی ایک کی خیر نہیں۔"

دوسرے گورکن نے کچھ غور کرنے کے بعد کہا۔

"جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ ابھی قبرستان کے دیوتا کے یہاں آنے میں دو دن باقی ہیں۔ ہم ایک کام کر سکتے ہیں۔ عمل میں جتنے انسانوں کے بت بنے ہیں ان سب کو لکڑی کی ڈبیا میں بند کر دیتے ہیں۔ قبرستان کا دیوتا انہیں اسی طرح موت کی سرنگ میں لے جایا کرتا ہے۔ باقی ان جسموں میں سے جس انسانی بت کا سایہ فرار ہو گیا ہوا ہے اس کو ہم ڈبیا میں بند نہیں کریں گے بلکہ اس کی سیاہ گولی کو اس قبر میں بند کر کے اوپر سے زمین ہموار کر دیں گے اس میں تھوڑا سا فرق ہے مگر ہمارے بچاؤ کی یہی ایک صورت ہے۔"

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاندنی سانپ

یہ تجویز باقی گورکنوں نے بھی پسند کی۔ ماریا سوچنے لگی کہ یہ سیاہ گولی کیا چیز ہو سکتی ہے۔؟ یہ ان جسموں کو ایک ڈبی میں کیسے بند کریں گے۔ تینوں گورکنوں نے ان تمام قبروں کی تھوڑی تھوڑی مٹی ہاتھ میں لی اور ویران محل میں آگئے۔ ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے گورکنوں نے قبر کی مٹی ان سب انسانی جسموں پر پھینک دی۔ مٹی ان کے جسموں کو لگی ہی تھی کہ ان جسموں نے چھوٹا ہونا شروع کر دیا۔ ایک سیکنڈ میں سارے انسانی جسم چھوٹی سی سیاہ گولیاں بن گئے۔ گورکنوں نے ان چھوٹی چھوٹی سیاہ گولیوں کو اٹھا کر لکڑی کی ایک چھوٹی سی گول ڈبی میں بند کر کے محل کے ایک خالی طاق کی اینٹ اٹھا کر اس کے نیچے خالی جگہ میں رکھ کر اوپر اینٹ کو دوبارہ رکھ دیا۔ ماریا کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اس چھوٹی سی گول ڈبی میں عنبر ناگ کیٹی تھیوسالگ طاشی اور طاشی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے جسم بند ہیں۔ اور ان سب کے سامنے قبرستان میں دفن ہیں۔ ان میں سے

بھاگے ہوئے سائے والے آدمی کے سیاہ جسم کی سیاہ گولی گورکنوں نے اپنے پاس ہی رکھ لی اور واپس قبرستان میں اس قبر پر آگئے۔ جو اس آدمی کے مفرور سائے کے لئے کھودی گئی تھی اس سیاہ گولی کو جو اصل میں ایک آدمی کا جسم تھا۔ انہوں نے خالی قبر میں نیچے جا کر رکھ دیا اور کدالوں سے مٹی ڈالنا شروع کر دی۔

پھر وہاں قبر بنانے کی بجائے گورکن سایوں نے زمین کو ہموار کر کے اور سوکھے پتے بکھیر دیئے۔ تاکہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو کہ یہاں کوئی قبر ہے۔

گورکن سایہ کہنے لگا!

"ہم نے اپنی طرف سے ساری کارروائی کر دی ہے۔ اب آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ چلو اپنے بڑے مقبرے میں چل کر آرام کرتے ہیں۔"

تینوں گورکن سائے کدالیں لئے قبرستان سے نکل گئے۔ ان کے جاتے ہی ماریا قبر میں اتر گئی۔ مٹی کے نیچے رکھی ہوئی سیاہ گولی اٹھائی اور قبر سے باہر آگئی۔ پھر وہ ویران محل کے دالان میں گئی۔ یہاں طاق کی اینٹ اٹھا کر وہ سیاہ گولی بھی ڈبی میں بند کی اور ڈبی اٹھا کر اپنے قبضے میں کر لی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے پاس عنبر ناگ کیٹی تھیو سانگ ملاشی اور دوسرے لوگوں کے جسم آ چکے تھے۔ صرف ان کے سائے حاصل کرنے باقی تھے۔ ماریا نے سوچا کہ ابھی قبرستان کے دیوتا کے یہاں آنے میں دو دن باقی ہیں۔ کیوں نہ وہ ان دوستوں کے جسموں کو باہر کی دنیا میں جا کر کسی محفوظ مقام پر چھوڑ آئے اگر اس نے ان جسموں کو وہیں رہنے دیا تو خدا جانے یہ قبرستان کا دیوتا کس قدر طاقت ور ہے اور اس کے پاس کس قسم کا طلسم ہوگا کہ ماریا پھر ان کو وہاں سے نکالنے میں کامیاب نہ ہو۔ یہ سوچ کر ماریا نے سیاہ گولیوں والی ڈبی پر قبضہ کیا اور ویران محل سے نکل کر عقب کی ان چٹانوں کی طرف روانہ ہو گئی جس کے بارے میں انسانی سائے نے اسے بتایا تھا۔ کہ وہ چٹان کی دوسری طرف دریا میں کود کر قبرستان کی دنیا سے نکل گیا تھا۔

ماریا فضا میں بلند ہو کر دور نظر آتی چٹانوں کی طرف اڑنے لگی۔ مغرور سایہ اسی راستہ سے ہو کر بھاگا تھا۔ ماریا اس سے دس گنا زیادہ رفتار سے اڑ رہی تھی۔ وہ بہت جلد اونچی سیاہ چٹانوں کے پاس پہنچ گئی۔ دوسری طرف واقعی ایک دریا بہہ رہا تھا۔ جو چٹانوں سے ٹکرا کر جھاگ اڑا رہا تھا۔ ماریا اس دریا میں اتر گئی اور لہروں کے تیز بہاؤ کے ساتھ بہنے لگی۔

پہاڑیوں کے چکر کاٹ کر دریا ایک بہت بڑے پہاڑ کی سرنگ میں داخل ہو گیا۔ سرنگ میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ یہاں دریا کی موجوں کی آواز گونج رہی تھی۔ کافی دیر تک ماریا دریا کی موجوں کے ساتھ بہتی ہوئی سرنگ میں سے گذرتی رہی۔ جب دریا سرنگ سے باہر نکلا تو ماریا اپنی دنیا میں تھی۔ اس کے سامنے ایک وسیع سمندر تھا۔ دریا یہاں سمندر میں گرتا تھا۔ ماریا دریا سے نکل کر اوپر فضا میں بلند ہو گئی۔ اب اس کا رخ ملک ہندوستان کی طرف تھا جہاں ایک پہاڑی غار میں انسانی سایہ اس کی راہ دیکھ رہا تھا۔ ماریا اس انسانی سائے کا جسم بھی ساتھ ہی لے کر جا رہی تھی۔ اگرچہ یہ جسم بھی ایک چھوٹی سی سیاہ گولی کی شکل میں تھا۔ ماریا کو کچھ علم نہیں تھا کہ ان جسموں کو وہ پھر سے بڑا اور زندہ کیسے کرے گی۔ لیکن وہ انہیں اس منحوس قبرستان کی آسیبی دنیا سے نکال لانے پر ہی بہت خوش تھی وہاں سے ان جسموں کا نکلنا بہت مشکل تھا۔

ماریا کے نیچے ٹھاٹھیں مارتا ہوا بیکراں سمندر تھا اور وہ اوپر فضا میں تیز رفتاری سے اڑی جا رہی تھی۔ باہر کی دنیا میں ابھی دن کی روشنی باقی تھی اور سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ماریا کو ہندوستان کے جنوبی یعنی جنوب مغربی ساحل کی زمین نظر آنے لگی۔ پھر وہ سبز دریا آ گیا جس کی پہاڑی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا انسانی سائے کو چھوڑ آئی تھی۔ ماریا غار میں داخل ہوئی تو انسانی سائے کو اس کی موجودگی کا احساس ہوگیا۔ وہ بے تابی سے بولا:

"ماریا بہن، تم آگئی ہو! میرا جسم لائی ہو! خدا کے لئے انکار نہ کرنا۔"

ماریا نے جواب دیا۔

"میں تمہارا جسم لے آئی ہوں۔"

انسانی سایہ خوش ہو کر بولا۔

"خدا کا شکر ہے مگر مجھے میرا جسم دکھائی نہیں دیتا۔ کہاں ہے وہ؟"

ماریا بولی:

"تمہارا جسم میرے پاس ہے۔ میرے دوستوں کے جسم بھی ہیں۔ مگر وہاں ایک عجیب حادثہ ہو گیا۔"

اس کے بعد ماریا نے انسانی سائے کو ساری کہانی بیان کی اور گول ڈبی انسانی سائے کے سامنے رکھ دی جس میں انسانوں کے جسم سیاہ چھوٹی گولیوں کی شکل میں موجود تھے۔ انسانی سایہ غمگین ہو کر بولا:

"مجھے معلوم ہی نہیں اس میں میرے جسم کی گولی کونسی ہے اور یہ گولیاں انسانی جسموں میں کیسے تبدیل ہوں گی!"

ماریا نے کہا:

"یہی بات مجھے بھی پریشان کر رہی ہے۔ مگر ہم اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور تلاش کریں گے۔ ابھی ہم ایسا کریں گے کہ تم ان انسانی جسم کی سیاہ گولیوں والی ڈبی کو اسی جگہ اپنے پاس رکھنا، کیونکہ تمہارے جسم کا سایہ تو یہاں موجود ہے مگر میرے دوسرے دوستوں کے جسموں کے سائے وہیں اپنی سایوں کے قبرستان میں ہی ہیں۔ مجھے ان کو بھی کسی ترکیب سے اٹھا کر یہاں لانا ہے۔"

انسانی سایہ کہنے لگا:

"تم کب جاؤ گی اور کب تک سایوں کو لے کر واپس آؤ گی؟"

ماریا نے کہا:

"میرا خیال ہے کہ مجھے کل صبح نکل جانا چاہیئے۔ میں کل وہاں کوئی طریقہ سوچوں گی!"

ماریا نے انسانی گولیوں کی ڈبی کو غار میں ایک پتھر کے نیچے چھپا کر رکھ دیا۔ دونوں غار میں بیٹھے باتیں کرتے رہے وہ اسی بات پر غور کر رہے تھے کہ انسانی سایوں کو انسانی جسموں میں کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے جب رات ہو گئی تو ماریا نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم غار میں ہی رہو میں باہر دنیا پر جاتی ہوں میں
ایک چکر لگا کر واپس آجاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا غار سے باہر نکل آئی۔ سبز دریا اندھیری رات میں شور مچاتا، چٹانوں سے ٹکراتا، سفید جھاگ اڑاتا بہہ رہا تھا۔ آسمان پر چمکیلے ستارے چمک رہے تھے۔ ماریا وادی میں پرواز کرتی دور نکل گئی۔ ادھر انسانی سایہ غار میں خاموشی سے لیٹا ہوا تھا۔ کہ اسے آواز سنائی دی جیسے کوئی سانپ آہستہ سے پھنکارا ہو۔ انسانی سایہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر غار کے منہ کی طرف تکنے لگا جہاں ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی تھی۔ اسے وہاں کوئی سانپ نظر نہ آیا۔ مگر وہی پھنکار کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ انسانی سایہ غار کی دیوار پر چڑھ گیا۔ اور غور سے نیچے تکنے لگا۔ وہ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔

اچانک اسے سبز رنگ کا ایک سانپ رینگتا دکھائی دیا۔ سانپ نے اپنا پھن اٹھا رکھا تھا۔ سانپ نے اس پتھر کے گرد ایک چکر لگایا جس کے نیچے انسانی گولیوں میں ناگ دیوتا کے جسم کی گولی بھی موجود تھی۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اس سانپ کو آگئی تھی۔ انسانی سائے کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ کہ ناگ دیوتا کون ہے۔ سبز ناگ نے پتھر کے گرد پانچ چھ بار چکر لگائے اور

بھر سے آیا تھا ادھر ہی کو واپس چلا گیا۔ کافی دیر بعد جب ماریا واپس آئی تو انسانی سائے نے اسے سانپ کے بارے میں بتایا۔ ماریا کو امید کی کرن نظر آئی۔ ممکن ہے یہ سبز سانپ اس کی مدد کر سکے۔ وہ باہر نکل گئی اور سبز سانپ کو تلاش کرنے لگی۔ وہ سانپ کی زبان جانتی تھی۔ اس نے سبز دریا کے کنارے پر آکر سانپ کو اس کی زبان میں آواز دی۔ تھوڑی دیر بعد ماریا کو سانپ کی سیٹی کی آواز آئی۔ سانپ نے جواب دیا تھا کہ میں آرہا ہوں۔ پھر سبز رنگ کا سانپ ماریا کی ٹانگوں سے نکل کر ماریا کے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا سات ڈسنے لگی تھی اور آسمان پر پھیکی روشنی کا غبار ابھر رہا تھا۔

ماریا نے کہا:

"تم کس لئے غار میں آئے تھے؟"

سبز سانپ نے کہا:

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم ہماری زبان کیسے جانتی ہو؟"

ماریا بولی:

"میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں۔ یہ زبان مجھے ناگ دیوتا نے ہی سکھائی تھی۔"

سبز سانپ نے اپنے پھن کو جھکا کر ماریا کو سلام کیا اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو اس غار میں سے لگتی تھی۔ مگر ناگ دیوتا وہاں نہیں تھا۔"

مادیا نے کہا:

"ناگ دیوتا وہاں اب بھی موجود ہے مگر وہ ایک سیاہ گولی کی شکل میں ہے اس پر سایوں کے قبرستان میں وہاں کے دیوتا نے طلسم کیا ہوا ہے"

اس کے بعد مادیا نے سبز سانپ کو بھی ساری داستان مختصر الفاظ میں سنا دی۔ اور سبز سانپ سے پوچھا کہ کیا وہ اس سلسلہ میں کوئی مدد کر سکتا ہے؟ سبز سانپ خاموش ہو کر سوچنے لگا۔

پھر بولا:

"مادیا بہن! اس کا علاج ممکن ہے چاندنی سکے سانپ کے پاس ہو۔"

مادیا کے پوچھنے پر کہ چاندنی کا سانپ کون ہے؟ سبز سانپ نے بتایا کہ یہاں سے دور ہندوستان کے شمال کی طرف ایک راجستھان کا صحرا ہے اس صحرا میں ایک پرانا محل ہے۔ جس کو چاندنی کا محل بھی کہتے ہیں۔ چاندنی کا سانپ اسی سنگ مرمر کے ویران محل کے تہہ خانے میں رہتا ہے۔ مگر وہ صرف چاند

رات میں ہی باہر نکلتا ہے۔ اس سے پہلے وہ باہر نہیں آتا۔

"تم اگر چاندنی رات میں وہاں جا کر چاندنی کے سانپ سے ملاقات کرو تو وہ تمہیں کوئی نہ کوئی ترکیب ایسی بتا سکتا ہے کہ جس سے ناگ دیوتا اور اس کے ساتھی پھر سے انسانی شکل میں آ جائیں۔"

مادیا کہنے لگی:

"مگر چاندنی رات میں تو دس دن رہتے ہیں۔ کیا اس سے پہلے چاندنی کے سانپ سے ملاقات نہیں ہو سکتی؟"

سبز سانپ نے کہا:

"ہم نے اپنے بزرگ سانپوں سے سن رکھا ہے کہ اگر چاندنی رات کے بغیر وہ سانپ باہر آ جائے تو وہ بول نہیں سکتا۔ اس لئے ہمیں دس دن انتظار کرنا ہی پڑے گا۔"

مادیا کہنے لگی:

"ٹھیک ہے میں دس دن انتظار کر لیتی ہوں اتنی دیر میں ناگ دیوتا اور دوسرے دوستوں کے جسموں کے سانپ کاٹنے کی کوشش کرتی رہوں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سبز سانپ نے کہا!

"ماریا بہن! میرے پاس سبز منکا ہے۔ مجھے اس منکے پر بڑا یقین ہے کہ وہ ہمیشہ کام آتا ہے۔ اگر تم یہ منکا سایوں کے قبرستان میں موجود ناگ دیوتا کے سائے سے چھڑا دو تو ناگ دیوتا کے سائے میں اس کی اصلی خوشبو واپس آجائے گی۔ اس کے بعد ممکن ہے ناگ دیوتا کا سایہ طاقتور ہونے کی وجہ سے دوسرے سایوں کو بھی سانپ بنا کر وہاں سے نکال لائے"

ماریا کو سبز سانپ کی یہ تجویز عجیب سی لگی۔ مگر اس نے سبز سانپ سے اس کا منکا لے لیا اور بولی:

"تمہاری مدد کا شکریہ سانپ بھائی۔ میں آج ہی سایوں کے قبرستان میں جا رہی ہوں اور ناگ کے سائے کے پاس جا کر تمہارے منکے کی طاقت کو آزماؤں گی"

سبز سانپ نے کہا!

"ماریا بہن! جب تم واپس آؤ تو اسی جگہ پر آ کر مجھے آواز دینا۔ میں انشاء اللہ ضرور حاضر ہو جاؤں گا"

سبز سانپ دریا میں اتر گیا۔ ماریا واپس غار میں آگئی اور اس نے انسانی سائے کو ساری بات بتائی۔

اور کہا:

"صبح ہونے والی ہے اب میں سایوں کے قبرستان میں جا رہی ہوں۔ تم اس جگہ رہ کر پتھر کے پیچھے رکھی ہوئی سیاہ گولیوں کی حفاظت کرنا۔ اگر یہ گولیوں والی ڈبی کوئی نکال کر لے گیا تو پھر ہم اپنے دوستوں اور تم اپنے جسم کو دوبارہ کبھی بھی حاصل نہ کر سکو گے۔"

انسانی سائے نے یقین دلایا کہ وہ اسی جگہ بیٹھ کر انسانی سایوں کی ڈبی کی حفاظت کرے گا۔ ماریا سایوں کے قبرستان کی طرف روانہ ہوگئی۔ سبز سانپ کا منکا اس کے پاس تھا۔ وہ دوپہر کے وقت اس دریا میں اتر گئی جو سرنگ کے اندر سے بہتا ہوا سایوں کے قبرستان کی پراسرار آسیبی سرزمین میں نکلتا تھا۔ ماریا دریا کے اندر آگے کی جانب جا رہی تھی۔ سرنگ ختم ہوتے ہی وہ آسیبی سرزمین کی پہاڑیوں میں پہنچ گئی۔ ڈور وادی میں سایوں کا قبرستان تھا۔ وہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا۔ ماریا قبروں کے پاس آکر زمین پر اتر آئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک قبر پر اسے عنبر کا سایہ ایک بڑے کیٹی سانپ کے سامنے اور ایک بڑے طاشی کا سایہ نظر آیا۔ قریب ہی طاشی کے خاندان والوں کے سائے تھے۔ اس کے پاس ناگ کی قبر کا سایہ تھا۔ یہ سایہ سانپ کی شکل میں کنڈلی مارے ہوئے قبر پر بیٹھا تھا۔ سایہ بالکل ساکت تھا۔ کسی قسم کی حرکت نہیں کر رہا تھا۔ اس میں سے ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے منکا آہستہ سے آگے بڑھا کر ناگ کے سائے کے ساتھ لگا دیا۔ ایک عجیب کرشمہ ہوا سبز سانپ کے منکا چھونے ہی سے ناگ کے سائے میں حرکت پیدا ہو گئی اور اچانک ماریا کو ناگ کی خوشبو بھی آنے لگی۔

ماریا نے خوش ہو کر کہا!

"ناگ! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

ناگ کے سائے نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سب کچھ سن رہا ہے۔ دیکھ رہا ہے مگر بول نہیں سکتا۔ ماریا نے ناگ کو ساری کہانی جلدی جلدی سنا دی۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ سبز سانپ کا منکا کس غرض کے لئے لائی تھی۔ ناگ آہستہ سے اپنی قبر پر سے اتر آیا۔ یہ اصل میں ناگ کے سائے کا عکس تھا۔ ناگ نے

پہلا کام یہ کیا کہ اپنی قبر کے سوراخ میں منہ لگا کر زور سے سانس پھینکا۔ قبر کے اندر ناگ کا سایہ دفن تھا اپنے عکس کے سانس کی آواز پر وہ قبر سے باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی وہ ناگ کے عکس کے ساتھ مل گیا۔

جب ناگ کا عکس اپنے سائے سے مل گیا تو ناگ نے سانپ کی آواز میں ماریا سے کہا!

"ماریا تم نے بہت بڑا کام کیا ہے اب تم فکر نہ کرو۔ میں عنبر کیٹی تھیو سانگ اور طاشی اور اس کے خاندان کے سایوں کو یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ تم دیکھتی رہو۔"

ناگ کے سائے نے عنبر کے سائے کو قبر سے نکال کر اس کے عکس میں جذب کر دیا۔ عنبر کے سائے میں بھی اب جان پڑ گئی۔ وہ انسانی سائے ایسی باریک آواز میں بولا!

"مجھے ماریا کی بھی خوشبو آ رہی ہے ناگ"

ماریا نے خوش ہو کر کہا!

"عنبر بھیا! میں تمہارے پاس ہی ہوں"

اس کے بعد ناگ نے کیٹی، تھیو سانگ طاشی اور اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے سایوں کو بھی قبروں سے نکال لیا۔ یہ سب انسانی سائے باریک اور مدھم آواز میں بول

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتے تھے۔ کیٹی اور تھیو سانگ نے بھی ماریا کی خوشبو سونگھ کر اسے پکارا تو ماریا نے کہا:

"میں تمہارے پاس ہوں فکر نہ کرو۔"

اب ناگ نے عنبر سے کہا:

"عنبر! ان تمام سایوں کو لے کر اب ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔ ہمارے جسم اب ماریا کے کہنے کے مطابق اس منحوس قبرستان سے باہر لے جائے جا چکے ہیں اور سیاہ گولیوں کی شکل میں ہندوستان کے ایک غار میں محفوظ ہیں۔"

عنبر نے باریک آواز میں کہا:

"مگر ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے۔ یہ جگہ طلسم کی زد میں ہے۔"

ناگ بولا اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔

کیٹی نے کہا:

"میں اپنے جن دوست کو بلاتی ہوں۔"

تھیو سانگ جلدی سے کہنے لگا:

"نہیں نہیں اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔"

کیٹی کہنے لگی:

"تم سب دوست مل گئے ہو۔ مجھے اس کی بہت

خوشی ہے اور میں بھی اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے مل کر بے حد خوش ہوئی ہوں۔ مگر اس منحوس قبرستان میں یہاں کا دیوتا کسی بھی وقت ہمیں دوبارہ اپنے طلسم میں گرفتار کر سکتا ہے۔ اس لئے ناگ بھیا! ہمیں جلدی کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہوگا۔"

طاشی کے خاندان والوں کے سائے بھی وہاں قبروں کے پاس ہی خاموش بیٹھے تھے۔

ناگ نے عنبر سے کہا:

"میں یہاں سے کسی سانپ کو بلاتا ہوں۔ لیکن تم لوگ پہلے یہاں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف آجاؤ۔"

تمام سائے قبرستان سے نکل کر زمین پر تیز تیز چلتے ہوئے پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ پہاڑوں میں پہنچ کر ناگ نے نیچے بہتے دریا کو دیکھا۔

ماریا نے کہا:

"یہ دریا آگے جا کر سرنگ میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر اس قبرستان کی دنیا سے نکل کر کھلے سمندر میں جا گرتا ہے۔"

ناگ بولا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم اگر سایوں کی شکل میں اس دریا میں اتر جاتے ہیں تو خطرہ ہے کہ دریا کی تیز رفتار موجوں کا بہاؤ انسانی سایوں کو بہا کر کہیں کا کہیں لے جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان سایوں کو ایسی شکل دی جائے کہ یہ تیز رفتار پانی میں بھی تیر سکیں۔"

ناگ نے عنبر کیٹی ماریا اور تھیو سانگ سے مشورہ کرنے کے بعد کہا:

"اس دریا کا سانپ بھی ہوگا۔ میں اسے بلاتا ہوں کیونکہ ہر دریا کا ایک بڑا سانپ ہوتا ہے وہ بڑا سانپ ان تمام سایوں کو اس دریا میں سے نکال کر لے جائے گا۔"

ناگ نے اسی وقت سانپ کی زبان میں دریا کے سانپ کو آواز دی۔ دریا کا بڑا سانپ دریا کی تہ میں سرنگ کے اندر آرام کر رہا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی آواز سنی تو اسی وقت سرنگ میں سے نکل کر ناگ کے حضور پیش ہو گیا۔ یہ ایک بہت بڑا اژدہا قسم کا دریائی سانپ تھا۔ طاشی اور اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے سامنے ایک طرف سمٹ سے گئے۔ ناگ نے اژدہا سے کہا:

"یہ سامنے میرے دوست ہیں ان کو اپنی حفاظت میں اس دریا میں سے نکال کر باہر کی دنیا میں کھلے سمندر میں پہنچا دو۔ میں تمہارے ساتھ وہیں آتا ہوں"

ابھی یہ الفاظ ناگ کی زبان پر ہی تھے کہ قبرستان کی طرف سے ایک بھیانک چیخ کی آواز سنائی دی یہ ایسی چیخ تھی جیسے قبریں پھٹ گئی ہوں اور ہزاروں مُردے ایک ساتھ چنگھاڑ اٹھے ہوں۔

ماریا نے کہا:

"ناگ! قبرستان کا دیوتا اپنے گورکن سایوں کے ساتھ ادھر آ رہا ہے۔"

ناگ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کے سایوں نے دیکھا کہ قبرستان کی طرف سے ایک بہت بڑا سایہ جو کسی درندے کی شکل کا تھا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے آگے آگے گورکنوں کے سائے کدالیں لئے دوڑ رہے تھے۔

اژدہا بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ فکر نہ کریں۔ میں اس منحوس سائے سے نمٹ لوں گا۔ آپ سب ایک طرف ہو جائیں"

ناگ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ اور طاشی سب کے سامنے تیزی سے رینگ کر دریا کے کنارے سے آ گئے۔ اژدہا دریا میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نکل کر تیزی سے رینگتا ہوا قبرستان کے دروازے کے سامنے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ قبرستان کے دیوتا کا سایہ رک گیا۔ اس کے منہ سے ایک اونچی چیخ بلند ہوئی۔ ساتھ ہی اس کا منہ کھل گیا۔ اندر سے ایک شعلہ نکل کر اژدہا کی طرف لپکا۔ اژدہا نے بھی ایک بھیانک آواز بلند کی اور پھنکار ماری اس کی پھنکار میں نیلے رنگ کی آگ تھی۔ یہ آگ اتنی تیز کیمیکل تیز اور زبردست تھی کہ اس نے گورکنوں کے سایوں اور قبرستان کے منحوس دیوتا کے سائے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا وہاں چیخیں ہی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ اژدہا اور نیلی آگ کے شعلوں نے شیشہ ان پر لپک رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں قبرستان کے دیوتا اور گورکنوں کے سائے مل کر مجسم ہو گئے اور وہاں گہرا سناٹا چھا گیا۔

اژدہا نے ناگ دیوتا کے پاس آکر ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کے دشمن کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ اب میں آپ کے حکم کے مطابق آپ کے تمام دوستوں کو دریا میں سے نکال کر لے جاتا ہوں۔"

عنبر کیٹی، ماریا کے کہنے پر تلاشی اور اس کے خاندان والوں کے سائے بھی ڈرتے ڈرتے اژدہا کے پھن کے

اوپر جا کر بیٹھ گئے۔ عنبر کیٹی اور تھیر سانگ کے سائے بھی وہیں موجود تھے۔ اژدہا ان سایوں کو لے کر دریا میں اتر گیا۔ ناگ دیوتا میں ساتھ ساتھ تیر رہا تھا۔ کھلے سمندر میں آنے کے بعد ناگ کا ہندوستان کے ساحل کی طرف سفر شروع ہو گیا۔ یہ سفر لمبا تھا مگر دریائی اژدہا بہت تیزی سے سمندر میں تیر رہا تھا۔ وہ صبح کے وقت سمندر میں چلے اور ابھی دن باقی تھا کہ ہندوستان کے ساحل پر پہنچ گئے۔

ناگ نے دریائی اژدہا کا شکریہ ادا کر کے اسے رخصت کیا اور اب ماریا نے ان سایوں کی راہنمائی شروع کر دی۔ وہ انہیں جنگلوں اور میدانوں سے گذارتی ہوئی سبز دریا کے قریب اس پہاڑی غار میں لے آئی جہاں انسانی سایہ پہلے ہی سے موجود تھا۔ ماریا نے سب سے انسانی سائے کا تعارف کرایا۔ ناگ عنبر کیٹی اور تھیر سانگ نے گول ڈبی میں رکھی ہوئی دو سیاہ گولیاں دیکھیں جو اصل میں ان کے مجسم تھے۔

ماریا نے کہا:

"سبز سانپ کے مشورے کے مطابق ہمیں چاندنی سانپ کے پاس راجستھان جانا ہوگا۔ وہ ان گولیوں کو پھر سے انسانی جسموں میں تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنانچہ یہ سب لوگ وہاں سے ہندوستان کے شمال کو راجستھان کے علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ماریا نے ان تمام سایوں کو اٹھا رکھا تھا۔ ماریا انہیں لے کر بہت جلد راجستھان کے صحرا میں آ گئی۔ وہاں اسے سنگ مرمر کا ویران محل دکھائی دیا۔ جہاں بقول سبز سانپ کے چاندنی سانپ رہتا تھا۔ ابھی چاند رات میں دو دن باقی تھے۔ انہوں نے محل کے اوپر ایک جگہ ڈیرا لگا لیا۔ اور چاند رات کا انتظار کرنے لگے۔

جب ایک رات صحرا میں چمکیلا چاند نکل آیا اور اس کی چاندنی میں صحرا روشن ہو گیا۔ تو ماریا نے ناگ کو ساتھ لیا اور محل سے نکل کر باہر کھلے صحرا میں آ گئی۔ چاندنی سانپ کو اس کھلے صحرا میں آنا تھا۔ تھوڑی دیر گذری ہو گی کہ انہوں نے ایک سفید سانپ کو دیکھا جس کے جسم پر سفید موتی چمک رہے تھے۔ اور سنگ کے محل میں سے نکل کر صحرا کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ناگ نے ماریا سے کہا!

"اس نے میری خوشبو سونگھ لی ہے۔ دیکھو وہ کتنی تیزی سے ہماری طرف آ رہا ہے۔"

چاندنی سانپ نے آتے ہی ناگ کے سائے کو جھک کر سلام کیا اور سانپ کی زبان میں بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں آپ کا

جسم کہاں ہے؟ کیا آپ پر کسی دشمن کے جادو کا اثر ہو گیا ہے۔؟

ناگ نے اس کی زبان میں کہا!

"ہاں چاندنی سانپ! مجھ پر ہمارے ایک دشمن نے جادو کر کے ہمارے جسم کو سیاہ گولیوں میں تبدیل کر کے ہمارے سائے الگ کر دئے ہیں۔"

چاندنی سانپ بڑے غور سے ناگ کی باتیں سن رہا تھا پھر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا!

میرے پاس اس جادو کا توڑ موجود ہے آپ اپنے تمام دوستوں کے سائے یہاں لے آئیں۔ میں طلسمی منکا لے کر آتا ہوں۔"

چاندنی سانپ تو محل کے تہہ خانے میں اپنا طلسمی منکا لینے چلا گیا اور ناگ نے ماریا کو کہہ کر ہنر کیٹی تھیو سانگ طاشی اور اس کے خاندان والوں کے سایوں کو محل کی چھت پر سے منگوا کر صحرا میں ایک جگہ جمع کر لیا۔ تھوڑی دیر میں چاندنی سانپ طلسمی منکا لے کر آ گیا۔ اس نے منکا ناگ دیوتا کے پاس رکھ دیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو سائے کو کہیں کہ اس ملکے کے اوپر سے ہو کر آگے
گذر جائے۔ سب سے پہلے آپ اس کے اوپر سے
گذر جائیں:

ناگ کا سایہ ملکے کے اوپر سے گذر کر دو قدم ہی صحرا میں
چلا ہوگا کہ ناگ کا جسم واپس ہو گیا۔ ناگ پھر سے انسانی جسم
میں آ گیا تھا اور اس کا سایہ ایسے ہی صحرا میں پڑ رہا تھا جس
طرح کہ ہمارا سایہ چاندنی رات میں پڑتا ہے۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا سب سایوں کو اس ملکے کے اوپر سے گذار دو۔"

پہلے عنبر پھر کیٹی، پھر تھیوسانگ پھر طاشی اور پھر اس
کے خاندان والوں کے سائے ملکے کے اوپر سے گذرتے چلے
گئے۔ وہ سب انسانی جسموں میں واپس آ چکے تھے۔ سب ایک
دوسرے سے خوش ہو کر ملے۔ طاشی کے ماں باپ نے اسے
گلے لگا لیا۔ وہ اپنے بہن بھائیوں سے بھی ملی۔ عنبر کیٹی تھیوسانگ
اور ماریا بھی ایک دوسرے سے بہت ہی خوش ہو کر ملے
ناگ نے چاندنی سانپ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

چاندنی سانپ نے کہا

"عظیم ناگ دیوتا۔

آپ میرے مہمان ہیں۔ جب تک چاہیں اس محل میں رہیں

لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ اس دنیا
کے لوگ بھی ہیں۔ میں ان کے کھانے پینے کے لئے
یہاں صرف پھل ہی لا سکتا ہوں۔ جو یہاں سے دور
ایک جنگل میں آ گئے ہیں۔

ناگ نے پوچھا:

"کیا یہاں قریب کوئی ایسا شہر ہے جہاں سے ہمیں
کوئی قافلہ مل سکے؟"

چاندنی سانپ نے ناگ کو بتایا کہ یہاں سے بیس کوس مغرب
کی طرف ناڑو نام کا ایک شہر آباد ہے جہاں سے دیبل کی بندرگاہ
کی طرف قافلے جاتے ہیں۔ دیبل سے آگے سمندری جہاز چلتے
ہیں۔

ناگ نے کہا:

"بس ہم کل یہاں سے ناڑو شہر کی طرف روانہ ہو جائیں
گے۔"

ناڑو شہر میں انہیں ایک قافلہ مل گیا۔ یہاں سے یہ سب لوگ
دیبل کی بندرگاہ پر آ گئے۔ دیبل سے جہاز پر سوار ہوئے اور ملک
روم آ کر طاشی اپنے خاندان والوں کو لے کر ملک میکسیکو کی طرف
روانہ ہو گئی اور عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ ایک قافلے
میں شامل ہو کر ارض شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ شام کے ملک پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس زمانے میں ایک ایسا بادشاہ حکومت کرتا تھا جو سورج اور آگ کی پوجا کرتا تھا۔ اس کے شہر میں ایک ایسا مندر تھا جس میں دن رات آگ جلتی رہتی تھی۔ بادشاہ صبح کے وقت سورج کے آگے جا کر سجدہ کرتا اور سورج کی عبادت کرتا۔ پھر رات کو مندر میں آ کر آگ کی پوجا کرتا۔ وہ آگ کو سورج کی بیٹی کہتا تھا یہ بادشاہ اپنی رعایا کو بھی مجبور کرتا کہ وہ سورج اور اس کی بیٹی آگ کی پوجا کرے۔ اس کی رعایا میں زیادہ تر لوگ آتش پرست تھے مگر کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو سورج کو سجدہ کرنا اور آگ کی پوجا کرنا گناہ سمجھتے تھے وہ صرف ایک خدا کو مانتے تھے۔ یہ حضرت دانیال علیہ السلام کے ماننے والے تھے حضرت دانیال اللہ کے پیغمبروں میں سے تھے اور ارض فلسطین میں ایک خدا کی عبادت کرنے کے لئے لوگوں کو وعظ فرماتے تھے وہ صحرا میں ہی کہیں رہتے تھے۔

یہ ساری باتیں عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تھیو سانگ کو سمندر جہاز میں سفر کرنے والے ایک مسافر نے بتائی تھیں۔

عنبر نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ ہم تاریخ کے بہت قدیم دور میں سے گذر رہے ہیں۔ جب زمین پر حضرت دانیال علیہ السلام ایک خدا کا پیغام سنانے ــــــ

تشریف لائے ہوئے ہیں؟"

ماریا نے کہا:

"یہ تو بڑی مبارک بات ہے۔ اس طرح سے ہمیں خدا کے اس بزرگ پیغمبر کی زیارت بھی نصیب ہو جائے گی۔"

کیٹی ناگ اور تھیو سانگ بھی خوش ہوئے۔ مگر انہوں نے محسوس کیا کہ اب وہ ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہیں گے اور الگ ہو کر سفر نہیں کریں گے۔

ناگ بولا:

"یہ بات اگر ہمارے اختیار میں ہوتی تو ہم کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے۔ ہمیں تو حالات اور حادثات ایک دوسرے سے الگ کر رہے ہیں۔"

ماریا کہنے لگی:

"اب کوشش کریں گے کہ ہم اس قسم کے حادثات کا شکار نہ ہوں۔"

کیٹی نے ہنس کر کہا:

"ہم صرف کوشش ہی کر سکتے ہیں۔"

عنبر نے کیٹی کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"بہت سی باتیں تقدیر کی طرف سے ہوتی ہیں۔ ان میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان مجبور ہو جاتا ہے: بہر حال ہم اس بات کے
رہنے کی کوشش ضرور کریں گے۔"
تھیو سانگ نے کہا:
"اس وقت ہم ملک شام کی طرف جا رہے ہیں۔
جہاں آتش پرست بادشاہ کی حکومت ہے۔ کم از کم
ہیں تو آگ کی پوجا نہیں کرنا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ
آگ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی پوجا کی جائے آگ
تو انسان کی غلام ہے اس کے لئے پانی گرم کرتی ہے
اور اس کے حکم پر اس کا کھانا پکاتی ہے اور وہ
جب چاہے اسے بجھا دیتا ہے۔"
عنبر بولا:
"تم نے بڑی اچھی بات کی ہے تھیو سانگ! جو شے
آدمی کی غلام ہو اس کی پوجا نہیں ہو سکتی عبادت
کے لائق تو صرف خدائے واحد کی ذات ہی ہے۔ جس
کے حکم پر آگ جلتی ہے اور جس کے اشارے پر
سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ اور جس نے زمین و
آسمان پیدا کئے ہیں۔"
ماریا نے کہا:
"لیکن اگر ہم نے شام میں جا کر اس قسم کے خیالات

کا اظہار کیا تو بادشاہ کے سپاہی ہمیں پکڑ لیں گے۔ اور
یوں کہیں ہم پھر ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔
تھیو کہنے لگا:
"ہم خاموش رہنے کی کوشش کریں گے۔"
ماریا نے کہا:
"پہلے شام کے ملک میں چل کر دیکھتے ہیں کہ وہاں کے
حالات کیسے ہیں اور پھر ہمارا مقصد تو خدا کے پیغمبر کی
زیارت ہے۔"
یوں ہی ایک دوسرے سے باتیں کرتے یہ ان گنت مصریوں
کے مسافر ایک روز ملک شام کی سرحد میں داخل ہو گئے
سنہری دھوپ میں دور شہر کی دیوار پر بنے ہوئے پہرے
کے برج چمک رہے تھے۔ شہر کے ارد گرد انگوروں
اور انجیر و زیتون کے باغ تھے۔ ان باغوں کے پیچھے
دریا بہہ رہا تھا۔ دریا پر لکڑی کا ایک پرانی طرز کا پل
بنا ہوا تھا۔ عنبر، تھیو، ماریا کیٹی اور تھیو سانگ شہر میں
داخل ہونے کی بجائے دریا کے اس طرف کچھ دور
کے ایک ٹھنڈے سایوں والے باغ میں بیٹھ گئے۔
عنبر کہنے لگا:
"ہم نئی اور پرانی تہذیب کے زمانے سے بھی گذر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر آتے ہیں وہاں شور ہنگامہ اور افراتفری مچی ہوئی تھی جبکہ اس پرانے زمانے میں کس قدر سکون اور خاموشی ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"لیکن جب کسی بادشاہ کی فوج شہر پر حملہ کرتی ہے تو یہ سارا سکون تباہ ہو جاتا ہے۔"

ناگ بولا:

"یہ تو نئے زمانے میں بھی ہوتا ہے۔"

حنیف سانگ نے کہا:

"ہمارے خلا میں بھی جب کوئی دشمن دوسرے سیارے پر حملہ کرتا ہے تو اسے تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"آخر انسان کب پیار محبت سے رہنا سیکھے گا!"

منیر مسکرایا:

"خداوند کریم نے اسی مقصد کے لئے اپنے پیغمبروں کو زمین پر اتارا کہ وہ گمراہ لوگوں کو محبت، انسان دوستی، سچائی اور نیکی کی تلقین کریں۔ خدا نے چاہا تو ایک وقت ایسا ضرور آئے گا جب اس دنیا پر

محبت سکون اور سچائی کی حکومت ہوگی۔ ہر شخص ایک خدا کی عبادت کرے گا اور کسی دوسرے انسان کا گلا نہیں دبائے گا۔"

ناگ نے ہلکا سا سانس لے کر کہا:

"مجھے جنت کے باغ ایسی خوشبو آ رہی ہے۔"

منیر، ماریا، کیٹی اور حنیف سانگ ناگ کی طرف حیران ہو کر تکنے لگے کہ یہ اس نے آج کیسی بات کہہ دی ہے اس سے پہلے ناگ نے ایسی بات کبھی نہیں کہی۔

منیر نے پوچھا:

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ناگ؟"

بولا نہیں کیا معلوم کہ جنت کے باغ ایسی خوشبو کیا ہوتی ہے!

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نورانی بزرگ

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"سب جانتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلے تھے تو ان کے ساتھ وہ سانپ بھی جنت سے نکال دیا گیا تھا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو ورغلا کر گندم کا دانہ کھلا دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ سانپ جنت کے باغ کی خوشبوؤں کا واقف ہے۔ آہستہ آہستہ انسان زمین پر آکر جنت کے باغ کی خوشبوؤں کو بھول گیا۔ صرف اللہ کے نیک بندوں کو ہی جنت کی خوشبو یاد رہی اس طرح سانپ کی نسل میں بھی جنت کی خوشبو باقی رہی اور ان سے ہوتی ہوئی مجھ تک آگئی کیونکہ میں ناگ دیوتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے ابھی ابھی ہوا میں جنت کے باغ ایسی خوشبو محسوس ہوئی ہے۔"

عنبر ماریا کیٹی اور تھیو سانگ چپ ہو گئے۔ ناگ ٹھیک

کہہ رہا تھا۔

کیٹی نے پوچھا:

"لیکن یہاں جنت کے باغ کی خوشبو کہاں آگئی؟"

ناگ بولا:

"میرا خیال ہے کہ کہیں طرف سے یہ خوشبو آئی ہے ادھر یا تو کوئی جنت کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے یا خدا کا کوئی نیک بندہ بھلا آرہا ہے۔"

عنبر خدا کہتے لگا!

"کہیں حضرت دانیال تو تشریف نہیں لا رہے!"

ماریا جلدی سے بولی:

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں جاکر پتہ کرتی ہوں کیونکہ میں کافی دور تک پرواز کرکے جا سکتی ہوں۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"خدا کے لئے تم نہ جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر کسی مصیبت میں پھنس کر ہم سے جدا ہو جاؤ۔"

ماریا نے ہنس کر کہا:

تھیو سانگ! اگر ہم اسی طرح سوچنے لگے تو اتنا طویل اور خطرناک سفر کیسے کریں گے!

کیٹی نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اچھا تو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"

عنبر بولا!

"لیکن جلدی واپس آجانا۔ ہم اسی جگہ بیٹھے رہیں گے۔"

ناگ نے کہا!

"ارے کیٹی کو ساتھ لے جانے کا کیا فائدہ ہے! جنت کی خوشبو تو مجھے آتی ہے۔ صرف میں ہی ماریا کو بتا سکتا ہوں کہ یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے! اس لئے کیٹی کی بجائے مجھے ماریا کے ساتھ جانا چاہئے۔"

سب نے کہا کہ ناگ کا خیال بالکل مناسب ہے اور کیٹی کی بجائے ناگ کو ساتھ جانا چاہئے۔

کیٹی کاندھے اچکا کر بولی!

"ٹھیک ہے بھئی! ناگ صاحب ہی ماریا کے ساتھ چلے جائیں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

چنانچہ ناگ اور ماریا خلائیان سے نکل کر جدھر سے جنت کے باغ کی خوشبو آرہی تھی ادھر کو روانہ ہو گئے۔ پہلے تو ناگ زمین پر ہی چلتا رہا۔ پھر ماریا نے کہا کہ اگر خوشبو تمہارے خیال کے مطابق دور سے آرہی ہے تو ہم ہوا میں پرواز کرنا شروع

کر دیتے ہیں۔

ناگ بولا!

"یہی ٹھیک رہے گا۔"

چنانچہ ایک عرصہ کے بعد ناگ نے گہرا سانس لے کر چھوڑ دیا اور وہ سفید عقاب بن کر فضا میں بلند ہو گیا۔ ماریا بھی فضا میں اڑ گئی اور دونوں نے مغرب کی طرف پرواز شروع کر دی ناگ آگے آگے تھا اسے کبھی جنت کے باغ کی خوشبو آجاتی تھی اور کبھی یہ خوشبو اچانک غائب ہو جاتی تھی۔ اس کے باوجود اپنے اندازے کے مطابق ناگ ٹھیک راستے پر جا رہا تھا۔ شہر بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ اور اب وہ ایک صحرا کے اوپر سے گذر رہے تھے۔ صحرا سورج کی دھوپ میں جل رہا تھا۔ کہیں کوئی انسان نظر نہیں آرہا تھا۔ کوئی سبزہ بھی نہیں تھا۔ دور تک ریت کے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ اور سورج کی تپش میں آگ برسا رہے تھے۔

ماریا نے اڑتے اڑتے ناگ سے پوچھا!

"جنت کی خوشبو آرہی ہے کیا؟"

ناگ نے کہا!

"کسی وقت ایک جھونکا سا آجاتا ہے۔ میں اسی جھونکے کی سمت جا رہا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کافی دیر تک پرواز کرتے رہنے کے بعد ناگ نے ماریا سے کہا۔

"اب جنت کی خوشبو مسلسل آرہی ہے۔"

ماریا خوش ہو کر بولی:

"اچھی بات ہے۔"

پھر ماریا نے ذرا دور ایک سبز دھبے کو دیکھ کر کہا:

"ناگ! وہ دیکھو۔ صحرا میں درختوں کا کوئی جھنڈ ہے شاید۔"

ناگ نے کہا:

"جنت کی خوشبو اسی جھنڈ کی طرف سے آرہی ہے۔ چلو ادھر ہی کو چلتے ہیں۔"

ناگ اور ماریا بہت جلد صحرا میں درختوں کے جھنڈ میں پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا نخلستان تھا۔ نخلستان صحرا میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی چشمہ ہو اور کھجور کے درختوں کے جھنڈ بھی ہوں۔ یہ بھی ایسی ہی جگہ تھی۔

اچانک ناگ نے کہا:

"ماریا! وہ دیکھو۔ ایک چوڑے سے شانوں اور سیاہ چمکیلے بالوں والا آدمی سفید چادر کاندھوں پر ڈالے خاموش بیٹھا ہے۔"

ماریا بولی:

"ہاں میں دیکھ رہی ہوں۔ نیچے اتر کر اس بزرگ کے قریب چلتے ہیں۔"

ناگ سفید عقاب کی شکل میں درختوں سے نیچے آگیا۔ ماریا بھی زمین پر آگئی تھی۔ دونوں زمین پر چلتے ہوئے سفید پوش سیاہ بالوں والے آدمی کے سامنے کی جانب آگئے۔

ناگ نے آہستہ سے ماریا سے کہا:

"جنت کی خوشبو اسی بزرگ کے لباس سے نکل رہی ہے۔" ماریا۔

ماریا نے سرگوشی میں کہا:

"خاموش ناگ! بزرگ انسان خدا کی عبادت میں مصروف ہے۔"

ناگ اور ماریا نے دیکھا کہ سفید پوش انسان کی پیشانی سے نور برس رہا تھا۔ آنکھیں بند تھیں سر تھوڑا سا جھکا ہوا تھا اور وہ دوزانو ہو کر کھجور کی چٹائی پر بیٹھے خدا کی عبادت میں مصروف تھے۔ اتنا جاہ بھرا پُروقار اور نورانی چہرہ ناگ اور ماریا نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دونوں ادب سے ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے۔ ناگ عقاب ہی کی شکل میں تھا۔ جس جگہ یہ نورانی انسان بیٹھا تھا اس کے ارد گرد جیسے نور کا ہالہ بن گیا تھا جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں سے نور کی ستری کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد نورانی انسان نے ہاتھ اٹھائے اور آسمان کی طرف دیکھ کر انتہائی نرم اور حلیم آواز میں کہا!

"اے خدائے بزرگ و برتر! میری قوم تجھے چھوڑ کر سورج اور آگ کی پوجا کر رہی ہے۔ اس کو سیدھا راستہ دکھا۔ یہ شرک اور بت پرستی کی دلدل میں پھنس گئی ہے۔ اسے گناہ کی اس دلدل سے نکلنے کی توفیق عطا فرما۔"

پھر نورانی انسان نے اپنے چمکتے ہوئے سر اور سفید چہرے پر دعا مانگ کر آمین کہتے ہوئے ہاتھ پھیرا اور ناگ کی طرف دیکھ کر مسکرائے ناگ سمجھ گیا کہ اسے پہچان لیا گیا ہے۔

نورانی انسان نے کہا!

"اے سفید عقاب!

تو جنت کی خوشبو پر میرے پاس آیا ہے۔ اب اپنی اصلی حالت کیوں نہیں دکھاتا؟"

ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی اور ادب سے آگے بڑھ کر سجدہ کرنے ہی لگا تھا کہ نورانی انسان نے اسے روک دیا اور کہا!

"اے اللہ کے بندے۔ سجدہ صرف خدا کی ذات کو ہے

اللہ ہی کو زمین و آسمان کی ہر شے سجدہ کرتی ہے تم بھی اللہ ہی کے آگے سر جھکایا کرو۔ مگر تمہاری بہن ماریا خاموش کیوں ہے۔

کیوں بیٹی ماریا!

"تم ہم سے بات نہیں کرو گی؟"

ماریا کو آج تک کسی نے بیٹی نہیں کہا تھا۔ اور پھر نورانی انسان نے اسے بھی دیکھ لیا تھا۔ یہ سچ مچ جنت کی بزرگ ہستی تھی۔ ماریا کا دل بھر آیا۔ اس نے ہاتھ باندھ لیے اور بولی!

"اے بزرگ ہستی!

میری طرف سے بھی عاجزانہ سلام! میں آپ ہی کی زیارت کا شوق یہاں کھینچ لایا ہے۔ کیا آپ ہی خدا کے بزرگ پیغمبر حضرت دانیال علیہ السلام ہیں؟"

نورانی انسان نے بڑی شفقت سے کہا!

"ہاں ماریا بیٹی!

میں دانیال ہی ہوں۔ اللہ کا پیغمبر بھٹکے ہوؤں تک اللہ کا پیغام پہنچانے آیا ہوں۔ تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت سیدھی راہ پر آجائے اور تباہی سے بچی رہے۔"

ناگ نے کہا!

"حضرت صاحب!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ کی زیارت ہو گئی"۔

حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنی نورانی آنکھیں اوپر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا:

"خوش قسمت تو وہ لوگ ہوں گے جو اس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں گے۔ جو اس نور مجسم کو مدینے اور مکے کی گلیوں میں چلتے پھرتے اور خدا کی پوجا کرنے والوں کو توحید کا پیغام پہنچاتے ہوئے دیکھیں گے"۔

مادیا اور ناگ پر ایک وقت طاری ہو گیا وہ ادب سے خاموش ہو گئے۔

حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا:

"میں اسی نور مجسم کی نشانیوں میں سے ہوں۔ اور انہی کی بشارت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ خوش قسمت ہوں گے وہ جو انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے اور جو اس نور مجسم اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام حق پر ایمان لائیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔ ان پر دوزخ کی آگ حرام کر دی جائے گی۔ وہ دنیا میں بھی سربلند ہوں گے اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے یاد رکھو تم بھی صرف ایک خدا کی عبادت کرنا۔ صرف

خدا ہی سے مدد طلب کرنا۔ صرف خدا کے خوف کو دل میں رکھنا۔ جس انسان کے دل میں خدا کا خوف داخل ہو جاتا ہے اس کے دل سے باقی سب خوف نکل جاتے ہیں یہ بات عنبر کیٹی اور تھیو سانگ تک بھی پہنچا دینا۔ تم ہزاروں سال کے سفر پر ہو۔ جس سے ملنا اسے بھی ایک خدا ہی کی عبادت کی تلقین کرنا۔ اچھا اب ہم سدوم کی بستی کی طرف لوگوں تک خدائے واحد کا پیغام پہنچانے جا رہے ہیں۔ اللہ تم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔

یہ فرمانے کے بعد حضرت دانیال علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے مادیا نے بڑے ادب سے پوچھا:

"آپ ملک شام کی طرف کب تشریف لا رہے ہیں حضور۔ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ۔ ہم سب آپ کا وعظ سننے کی حسرت دل میں لئے ہوئے ہیں"۔

حضرت دانیال علیہ السلام نے بڑے پرسکون لہجے میں فرمایا:

"اللہ نے چاہا تو بہت جلد ملک شام بھی آئیں گے وہاں لوگ خدا کو چھوڑ کر سورج اور آگ کی پرستش کرتے ہیں۔ انہیں دوزخ کی آگ سے بچانا ہے۔

یہ فرما کر حضرت دانیال علیہ السلام بڑے وقار اور سکون سے قدم اٹھاتے نخلستان کی ٹھنڈی چھاؤں سے نکل کر تپتے صحرا کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھوپ میں تشریف لے گئے اور پھر ماریا اور ناگ کی آنکھیں ان کو نہ دیکھ سکیں کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں۔

ماریا نے کہا:

"ناگ بھیا! حضرت دانیال علیہ السلام کی باتوں نے میرے دل کو روشن کر دیا ہے۔"

ناگ بولا:

"اس لئے کہ ہم میں سے کوئی بھی بت پرست نہیں ہے۔ ہم میں سے کسی نے بھی کبھی سورج، آگ یا کسی بت کی پوجا نہیں کی۔ بلکہ بتوں کو توڑا ہی ہے۔"

ماریا نے کہا:

"ہم خوش قسمت ہیں کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی زیارت ہو گئی۔ اب وہ جلد تک شام تشریف لائیں گے۔ چل کر کیٹی، تھیو سانگ اور عنبر کو یہ خوشخبری سناتے ہیں۔"

جب تک حضرت دانیال درختوں کے نیچے وعظ فرماتے رہے جنگل کی خوشبو پھیلی رہی۔ پھر یہ خوشبو ان کے ساتھ ہی چلی گئی مگر اب بھی اس جگہ سے ناگ کو جنت کے باغ کی خوشبو آ رہی تھی جدھر حضرت دانیال علیہ السلام تشریف لے گئے تھے۔ ماریا اور ناگ اسی وقت فضا میں بلند ہو گئے۔ ناگ نے اب اپنی عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ وہ برق رفتاری سے پرواز کرتے

ہوئے شام ہونے تک عنبر کیٹی اور تھیو سانگ تک پہنچ گئے۔ انہیں جا کر حضرت دانیال علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا احوال سنایا اور یہ خوشخبری بھی سنائی کہ حضرت صاحب بہت جلد اسی شام کے شہر کی طرف لوگوں کو پیغام حق سنانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔

عنبر کیٹی اور تھیو سانگ بڑے خوش ہوئے۔

عنبر نے کہا:

"ہمیں حضرت دانیال علیہ السلام کی تشریف آوری تک اسی شہر میں قیام کرنا ہوگا۔ ہم بھی ان کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"ضرور ہم اسی شہر میں رہیں گے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"تو پھر ہمیں شام ہونے سے پہلے پہلے شہر میں داخل ہو جانا چاہیے۔ رات کو شہر کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اور ہمیں کسی سرائے میں ٹھہرنے کا بندوبست بھی کرنا ہوگا۔"

ماریا ناگ کیٹی عنبر اور تھیو سانگ دریا کے کنارے کے درختوں سے اٹھے اور شام کے شہر کی طرف روانہ ہو گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک عرصے کے بعد پانچوں دوست اور بہن بھائی ایک ساتھ چل رہے تھے۔ دریا پار کرنے کے بعد وہ ایک دروازے میں سے گزر کر شہر میں داخل ہو گئے۔ شام ہو چکی تھی، شہر کی گلیوں بازاروں اور مکانوں میں شمع روشن ہو چکی تھیں۔ بازاروں میں کچھ لوگ گھوڑوں پر سوار آ جا رہے تھے۔ دکانیں بند ہو رہی تھیں۔ چار غلام ایک ڈولی کو کاندھوں پر اٹھائے گزر گئے۔ ڈولی پر ریشمی پردہ گرا ہوا تھا۔

عنبر نے کہا:

"کسی سے پوچھ لینا چاہئے کہ یہاں سرائے کہاں ہے"!

ناگ نے ایک آدمی سے پوچھ ہی لیا۔

وہ بولا:

"یہاں سے دوسرے دروازے کی طرف جاؤ گے تو بازار کے کونے میں ایک جگہ مشعل جل رہی ہو گی وہی سرائے ہے"۔

عنبر ناگ آگے آگے تھے۔ کیٹی تھیو سانگ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ماریا ان سب کے اوپر ہوا میں پرواز کر رہی تھی۔ کئی بازاروں میں سے گزرنے کے بعد آخر وہ شہر کے دوسرے دروازے والے بازار کی نکڑ پر آ گئے۔ یہاں ایک جگہ مشعل روشن تھی۔ ایک طرف ایک بیل گاڑی کھڑی تھی۔ عنبر نے

مالک سے جا کر بات کی اور کہا کہ ہم چار بھائی بہن سرائے میں ٹھہریں گے۔ مگر ہمارے پاس اس وقت پیسے نہیں ہیں کہ سرائے کا کرایہ ادا کریں۔ کل محنت مزدوری کر کے پیسے لا کر دے دیں گے۔ سرائے کے مالک نے صاف انکار کر دیا۔

"بھائی صاحب شہر کے باہر جا کر کسی باغ میں سو جاؤ میرے پاس تو اس وقت آنا جب تمہارے پاس کرائے کے پیسے ہوں گے۔ صاف بات کرتا ہوں بھائی میں تو"

عنبر نے ادھر ہو کر کیٹی تھیو سانگ اور ناگ ماریا سے کہا:

"اس آدمی سے جھگڑنا فضول ہے۔ بہتر ہے کہ ہم آج کی رات کسی باغ میں کاٹ لیتے ہیں۔ کل کسی طرح کچھ رقم پیدا کریں گے اور سرائے میں آ جائیں گے"

ناگ بولا:

"ویسے تو میں آج رات ہی سانپ کر کے کچھ قیمتی جیرے موتی کسی گم نام جگہ سے نکلوا سکتا ہوں"

عنبر نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب بازار بند ہو گئے ہیں موتی کل دن میں ہی
فروخت کیا جا سکے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم کسی باغ میں
رات کاٹ دیتے ہیں۔"

ماریا کیٹی اور تھیو سانگ نے بھی یہی مشورہ دیا۔ پس وہ
شہر کے اندر ہی ایک گھنے درختوں والے باغ میں آکر بیٹھ
گئے۔ یہاں ایک چھوٹی سی ندی بہہ رہی تھی۔ بادشاہ کی
جانب سے باغ میں کہیں کہیں شمع دان بھی روشن تھے۔ عنبر
ناگ کیٹی ماریا اور تھیو سانگ ندی کے کنارے گھاس پر بیٹھ
کر باتیں کرنے لگے۔ رات آہستہ آہستہ گہری ہوتی جا رہی تھی
کافی رات گذر گئی اور شہر میں سناٹا چھا گیا۔ گھروں کی روشنیاں
بجھ گئیں۔ باغ میں بھی خاموشی ہو گئی۔

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہم بھی کچھ دیر آنکھیں بند کر کے
لیٹ جائیں۔"

کیٹی اور ماریا ایک درخت کے نیچے چلی گئیں۔ عنبر ناگ
اور تھیو سانگ جہاں بیٹھے باتیں کر رہے تھے وہیں گھاس پر لیٹ
گئے۔ اتفاق سے تین ڈاکو باغ میں سے گذرے۔ وہ سوئے
ہوئے شہر کے کسی مکان پر ڈاکہ ڈالنے جا رہے تھے کہ ان کی
نظر درخت کے نیچے لیٹی کیٹی پر پڑی۔ وہ وہیں رک گئے۔

ایک ڈاکو نے کہا:

"لڑکی اکیلی ہے اسے اٹھا کر کسی ملک روم میں فروخت
کیا جا سکتا ہے۔"

دوسرا ڈاکو کہنے لگا:

"قریب ہی اس کے تین ساتھی بھی سو رہے ہیں
پہلے انہیں قتل کر دینا چاہئے۔"

انہوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور اندھیرے میں
عنبر تھیو سانگ اور ناگ کی طرف بڑھے۔ جو گھاس پر آنکھیں بند
کر کے پڑے تھے۔ وہ جاگ رہے تھے۔ قدموں کی چاپ سن کر
ناگ عنبر کی آنکھ کھل گئی۔ ڈاکو اس وقت ان کے اوپر پہنچ گئے
تھے۔ ایک ڈاکو نے زور سے تلوار کا وار ناگ پر کیا۔ ناگ تیزی
سے اچھل کر دوسری طرف ہو گیا۔ اور فوراً سانپ کی جون میں
آکر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ وہ غائب نہیں ہوا تھا۔ بلکہ
ڈاکوؤں کے پیچھے آ گیا تھا۔ اتنی دیر میں ڈاکو نے عنبر کی گردن پر
تلوار کا بھرپور وار کر دیا تھا۔

تھیو سانگ نے کہا

"عنبر! کیا خیال ہے ان تینوں کو قید کر دوں یا ہلاک
کر ڈالوں۔"

تلوار عنبر کی گردن سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی تھی۔ ڈاکو کچھ گھبرائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس اثنا میں ماریا اور کیٹی بھی بھاگ کر وہاں آگئے۔ ناگ نے ایک ڈاکو کو ڈس دیا۔ وہ نیچے گرا۔

عنبر نے کہا:

"ناگ باقی دو کو چھوڑ دو۔

ماریا! تم ان کی مزاج پرسی کرو۔"

ماریا نے دونوں ڈاکوؤں کو گردنوں سے پکڑ کر ہوا میں اوپر کو اچھال دیا۔ ڈاکو پچاس فٹ ہوا میں اچھل کر نیچے زمین پر گرے تو انہیں سخت چوٹیں آئیں اور وہ دوبارہ نہ اٹھ سکے وہ بوکھلا گئے تھے آن کی آن میں ان کے ساتھ جو کچھ ہو گیا تھا اس پر وہ ہکا بکا ہو کر رہ گئے تھے۔ ان کا ایک ساتھی زمین پر مردہ پڑا تھا۔

عنبر نے ان سے کہا:

"اپنے ساتھی کی لاش اٹھا کر یہاں سے چلے جاؤ۔ اور آئندہ کبھی بھی کسی نہتے مسافر کو پریشان کرنے کی کوشش نہ کرنا۔"

ڈاکوؤں کی چوٹیں گرم گرم تھیں۔ انہوں نے اپنے ساتھی کی لاش اٹھائی اور باغ کے اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ ناگ پھر سے انسانی جسم میں آگیا اور بولا۔

"خوامخواہ ہمیں پریشان کر گئے ہیں ویسے یہ جرائم پیشہ

اور قاتل لوگ تھے۔ انہیں زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔"

ماریا نے کہا:

"کیا اب جا کر انہیں ختم کر دوں؟"

عنبر بولا:

"ان کے ساتھ کافی ہو گئی ہے۔ انہیں اب اپنے حال پر ہی چھوڑ دیں تو بہتر ہے۔ ویسے صبح ہونے والی ہے۔ چلو کچھ دیر مزید باتیں کرتے ہیں۔"

کیٹی نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا صبح کو ہمیں پیسوں کی ضرورت ہو گی، تم ابھی سے کسی خفیہ خزانے سے ایک ہیرا یا موتی کیوں نہیں منگوا لیتے۔؟"

تھیو سانگ نے بھی کیٹی کے خیال کی تائید کی۔ ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔

عنبر نے کہا:

"کیوں ماریا تمہارا کیا خیال ہے؟"

ماریا کہنے لگی:

"میرا تو خیال ہے کہ کیٹی ٹھیک ہی کہتی ہے۔ اور پھر اب صبح بھی ہونے ہی والی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا:

"ٹھیک ہے میں دنیا کی طرف جاکر کسی سانپ کو بلاتا ہوں۔ کیونکہ میرا خیال ہے مدیا کے آس پاس ضرور کوئی خزانہ دفن ہوگا۔"

ناگ مدیا کے پاس آگیا۔ مادیا اسس کے ساتھ تھی۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور سانپ کی زبان میں کسی بھی موجود سانپ کو آواز دی۔ ایک سانپ ایک طرف اندھیرے سے نکل کر ناگ کے حضور پیش ہوگیا۔

"عظیم ناگ دیوتا نے یاد کیا اور میں حاضر ہوگیا ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"اگر یہاں زمین میں کوئی گمنام خزانہ دفن ہے تو اسس میں سے مجھے ایک قیمتی ہیرا لا دے۔"

سانپ بولا

عظیم ناگ دیوتا!

"اسس ساری زمین میں موکرس تک کسی بادشاہ کا خزانہ دفن نہیں ہے۔ ابھی بادشاہوں کے خزانے آگے چل کر دفن ہوں گے۔ پھر بھی آپ کا حکم ہے میں ابھی کہیں نہ کہیں سے اسس کی تعمیل کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر سانپ چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد واپس آیا تو اسس کے منہ میں سرخ یاقوت والی سونے کی انگوٹھی پکڑی ہوئی تھی۔ سانپ نے انگوٹھی ناگ کی خدمت میں پیش کر دی۔ ناگ نے سانپ سے یہ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی کہ وہ اسے کہاں سے لایا ہے۔ اسس نے سانپ کو جانے کے لئے کہا اور انگوٹھی لاکر عنبر کو دی۔ عنبر نے اسے کیٹی تھیو سانگ اور مادیا کو دکھایا۔

مادیا بولی:

"یاقوت اصلی ہے۔ اسس کے کافی پیسے ملیں گے۔"

کیٹی کہنے لگی:

"اسس بار ہم سب مل کر اسے فروخت کرنے جائیں گے۔"

تھیو سانگ مسکرایا:

"ایک مدت کے بعد ہم اکٹھے ہوئے ہیں اب تو جہاں جائیں گے اکٹھے ہی جائیں گے۔"

جب دن نکلا تو یہ سارے دوست شہر کے جوہری بازار کی ایک دکان میں گئے۔ جوہری نے انگوٹھی دیکھی تو حیران ہو کر عنبر ناگ کیٹی اور تھیو سانگ کو تکنے لگا۔

پھر بولا:

"تم نے یہ شاہی انگوٹھی کہاں سے لی ہے؟"

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ سانپ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بادشاہ کے خزانے سے اڑا لایا ہوگا۔ حالانکہ ناگ کو یہ بات پسند نہیں تھی۔ مگر اب انگوٹھی آگئی تھی۔

کہنے لگا:

"ہمیں باغ میں پڑی مل گئی تھی۔ تم اس کے بدلے ہمیں سونے کی کچھ اشرفیاں دے دو۔"

جوہری نے چلا کر لوگوں کو جمع کر لیا کہ دیکھو یہ چور بادشاہ کے خزانے سے قیمتی انگوٹھی چرا لائے ہیں۔ وہاں کچھ سپاہی پھر رہے تھے وہ بھی وہاں آگئے۔

ناگ نے کہا

"بھائیو! ہم نے یہ انگوٹھی چوری نہیں کی۔"

بادشاہ کے سپاہیوں نے ناگ کو گرفتار کر لیا۔

منہر بولا:

"مارو ان لوگوں کی مزاج پرسی کرو۔"

مگر ناگ نے اپنی زبان میں منہر ماریا کو منع کر دیا اور بولا:

"مجھ پر چوری کا الزام لگا ہے۔ میں خود بادشاہ کے سامنے اس الزام کی تردید کروں گا اور با عزت بری ہو کر آؤں گا۔ تم لوگ فکر نہ کرو۔"

پھر سپاہیوں کو مخاطب کر کے بولا:

"چلو مجھے بادشاہ کے پاس لے چلو۔ وہیں میرا

انصاف ہوگا۔ میں بادشاہ سلامت پر ثابت کر دوں گا کہ میں چور نہیں ہوں۔"

جاتے ہوئے ناگ نے منہر سے کہا:

"تم لوگ شہر کے باغ میں ہی ٹھہرنا۔ میں وہیں تم سے آن ملوں گا۔"

سپاہیوں نے ناگ کے ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے۔ انہوں نے اسے گھوڑے پر بٹھایا اور شاہی محل کی طرف لے چلے۔ وہاں پہنچ کر ناگ کو جیل خانے کی کوٹھڑی میں یہ کہہ کر بند کر دیا کہ بادشاہ کا دربار لگے گا تو اسے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ ناگ وہاں سے ایک پل میں فرار ہو سکتا تھا۔ مگر وہ باعزت طور پر بری ہونا چاہتا تھا۔ وہ بادشاہ کو بتا دینا چاہتا تھا کہ اس نے ایک طلسم کے ذریعے انگوٹھی منگوائی تھی اور اسے علم نہیں تھا کہ یہ شاہی انگوٹھی ہے۔ چنانچہ وہ دربار کے لگنے کا انتظار کرنے لگا۔ دربار دوسرے روز لگنے والا تھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شاہی انگوٹھی

دوسرے روز آگ کی خاص پوجا کا دن تھا۔
اس روز بادشاہ شہر کے سب سے بڑے مندر میں آگ کی پرستش کرنے چلا گیا اور دربار نہ لگ سکا۔ کیٹی ماریا تھیو سانگ اور عنبر ابھی تک شہر کے کنارے باغ میں ہی ڈیرا ڈالے ہوئے تھے۔
عنبر نے ماریا سے کہا:
"جاکر ناگ کی خبر لاؤ کہ وہ کس حال میں ہے؟"
تھیو سانگ کہنے لگا:
"ناگ کو جیل سے فرار ہوکر آجانا چاہئے تھا۔"
عنبر نے کہا:
"وہ ایسا کرنا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہم نے آج تک کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا۔ نہ ہی چوری کی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ناگ پر سے چوری کا الزام ختم کرکے اسے عزت کے ساتھ

بری کیا جائے۔"
کیٹی کہنے لگی:
"پھر ماریا کو جاکر ناگ کی خیریت معلوم کرنی چاہئے۔"
تاکہ ہمیں تسلی ہو۔"
ماریا بولی:
"میں ابھی ناگ کی خیریت معلوم کرکے آتی ہوں۔"
اور ماریا ہوا میں پرواز کرتی ہوئی شاہی محل کی طرف چل دی اسے ناگ کی خوشبو جا بجا آرہی تھی۔ اس خوشبو کے ساتھ ساتھ وہ جیل خانے کی اس کوٹھڑی میں آگئی جہاں ناگ پتھر کے فرش پر خاموش بیٹھا تھا۔ اس نے بھی ماریا کی خوشبو کو قریب سے محسوس کرلیا تھا۔
آہستہ سے بولا:
"ماریا! تم کس لئے آئی ہو۔ میں تو یہاں بالکل ٹھیک ہوں۔"
ماریا نے کہا:
"ہم سب تمہارے لئے پریشان ہیں۔ تمہاری خیریت معلوم کرنے آئی ہوں۔"
ناگ مسکرایا:
"تم لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بس ایک بار میرا بادشاہ کے دربار میں جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ماریا کہنے لگی:

"اور دربار تو شاید کل بھی نہ لگے۔ کیونکہ سنا ہے جنگ کی پوجا دو تین روز تک جاری رہے گی۔"

ناک بولا:

"تو پھر جب تک دربار نہیں ملتا اور مجھے بادشاہ کے سامنے اپنی بے گناہی کو ثابت کرنے کا موقع نہیں ملتا میں یہاں سے باہر نہیں آؤں گا۔ تم عنبر کیٹی اور تھیو سانگ سے کہو کہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور بہت جلد ان سے آن ملوں گا۔"

ماریا نے یہی آکر عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کو بتا دیا۔ کیٹی اداس سی ہو کر بولی

"نہ جانے بادشاہ کا دربار کب لگے۔ جب تک ہم اسی باغ میں پڑے رہیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں شہر میں کچھ محنت مزدوری کر کے کچھ پیسے کمانے چاہئیں تاکہ ہم سرائے میں چلے جائیں۔"

تھیو سانگ بولا

"یہاں ہم کیا محنت مزدوری کریں گے؟"

ماریا کہنے لگی:

"میں دیکھ آئی ہوں۔ شہر کے دوسرے کنارے پر ایک عمارت بن رہی ہے۔ وہاں ہم کام کر سکتے ہیں۔"

تھیو سانگ ہنس پڑا:

"اری اس سے تو بہتر ہے کہ ہم مل کر مداریوں کا تماشا دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے کافی آمدنی ہو جائے گی۔"

یہ تجویز کیٹی اور عنبر کو بھی پسند آئی۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد انہوں نے وہیں باغ میں لوگوں کو جمع کر کے کرتب دکھانے شروع کر دیئے ہیں۔

عنبر نے دو چار بھاری پتھر لا کر وہاں رکھ دیئے اور کہا:

"بھائیو میں اس پتھر کو ہاتھ لگائے بغیر اوپر اٹھا سکتا ہوں۔"

لوگ بڑے حیران ہوئے۔ کیٹی اور تھیو سانگ چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجمع میں سے ایک خوش لباس [illegible] نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اگر تم بغیر ہاتھ لگائے پتھر اٹھا لو تو میں تمہیں سونے کے دس سکے انعام میں دوں گا۔ اور اگر تم اٹھا سکے تو تمہیں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میری حویلی میں غلام بن کر ایک مہینہ میری خدمت کرنی ہوگی۔ کیا تمہیں منظور ہے؟"

عنبر نے کہا:

"مجھے منظور ہے۔ مگر تم وعدے سے پھر تو نہیں جاؤ گے؟"

خوش لباس امیر آدمی نے کہا:

"میں اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرا کرتا۔ تم پتھر کو اٹھا کر دکھاؤ۔"

عنبر کے لئے یہ جملہ کہنا مشکل کام تھا۔ ماریا وہیں موجود تھی۔

عنبر نے پتھر کی طرف دیکھ کر کہا:

"اے پتھر میرے اشارے پر زمین سے دو فٹ بلند ہو جا۔"

ماریا نے پتھر کو غائب ہونے سے بچانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اب پتھر غائب نہیں ہو سکتا تھا۔ عنبر نے پتھر کو اوپر اٹھا لیا۔ سب لوگوں کی آنکھوں نے دیکھ

کہ بھاری پتھر زمین سے اپنے آپ اٹھا اور دو فٹ بلند ہو کر فضا میں لٹک گیا۔ سب کے منہ سے حیرت کے مارے چیخ نکل گئی خوش لباس امیر آدمی بھی دنگ رہ گیا۔

عنبر نے کہا:

"لو اب وعدے کے مطابق میں سونے کے دس سکے دوں۔ ان پر اب ہمارا حق ہے۔"

امیر آدمی نے جو شہر کا مشہور سوداگر تھا تھیلی میں سے دس سکے نکال کر عنبر کو دے دیئے۔ اور قریب جا کر آہستہ سے کہا:

"میری حویلی دکھ کے باغ کے پاس ہے مجھے اگر تم میں تمہیں مالا مال کر دوں گا۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"کوشش کروں گا۔"

امیر سوداگر چلا گیا۔

عنبر نے لوگوں سے کہا:

"بس بھائیو! کھیل ختم ہو گیا ہے اب تم لوگ گھروں کو جا سکتے ہو۔"

لوگ آہستہ آہستہ کھسکنے لگے۔ عنبر نے ماریا کیٹی اور سفید سانگ کو ساتھ لیا اور سرائے میں آ کر دو کوٹھڑیاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کمائے پر لے لیں۔ سونے کے دس سکے اس زمانے میں کافی بڑی رقم تھی۔ صرف سونے کے ایک سکے کے عوض انہیں سرائے میں ایک مہینے کے لئے دو کوٹھڑیاں مل گئی تھیں۔

تین دن گذر گئے۔ بادشاہ کا دربار ابھی تک نہیں لگا تھا ماریا جیل خانے میں جاکر آگ کی خیریت معلوم کر آتی تھی۔ چوتھے دن شہر میں ہر طرف ایک ہی خبر گشت کر رہی تھی کہ حضرت دانیال علیہ السلام شہر میں تشریف لا رہے ہیں۔ یہ خبر کیٹی تھیو سانگ اور ماریا تک بھی پہنچ گئی۔ وہ بے تابی سے اس بزرگ نورانی ہستی کا انتظار کرنے لگے۔ پھر دوسرے روز شام کے وقت زیتون کے نخلستان کی طرف حضرت دانیال علیہ السلام تشریف لے آئے۔ کیٹی تھیو سانگ اور ماریا وہاں چلے گئے انہوں نے دیکھا کہ حضرت صاحب ایک درخت کے سائے میں کھڑے لوگوں کو گناہوں سے بچنے اور نیک زندگی بسر کرنے کا وعظ فرما رہے تھے۔ لوگ دم بخود کھڑے اس نورانی ہستی کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ کو سن رہے تھے۔

حضرت صاحب فرما رہے تھے۔

شہر کے لوگو! اس وقت سے ڈرو جب اس بستی کے اندر گناہوں کا اندھیرا چھا جائے گا اور خدا کا

غضب نازل ہوگا۔ پھر اس شہر کو ایک طوفان گھیر لے گا۔ سب گناہگار اس طوفان میں بہہ جائیں گے۔ اور کوئی زندہ باقی نہ بچے گا۔ ابھی وقت ہے۔ گناہوں سے توبہ کرو۔ آگ اور سورج کی پرستش چھوڑ کر صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ اسی کے آگے اپنا سر جھکاؤ۔

اتنے میں بادشاہ کے چند گھوڑ سوار لوگوں پر ہنٹر برساتے آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کو گرفتار کر لیا۔ کیونکہ اس ملک کا مذہب آگ کی پرستش کرنا تھا حضرت دانیال علیہ السلام کو بادشاہ کے حکم پر گرفتار کیا جا رہا تھا۔ ماریا عنبر اور تھیو سانگ کیٹی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

ماریا بولی!

"عنبر! میں خدا کے عظیم پیغمبر کو گرفتار ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔"

اور ماریا نے عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کے جواب کا بھی انتظار نہ کیا اور ایک خوفناک چیخ مار کر بادشاہ کے گھوڑ سواروں کے سروں پر جا پہنچی۔ قریب تھا کہ ماریا ان کو وہیں ختم کر ڈالتی کہ اسے حضرت دانیال علیہ السلام کی شفقت بھری آواز سنائی دی۔

"بیٹی! ان لوگوں کو کچھ نہ کہو۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ میں نے انہیں معاف کیا۔ انہیں اپنا فرض

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پورا کرنے دو۔ میرا معاملہ میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

ماریا وہیں رک گئی۔ سپاہی حضرت دانیال علیہ السلام کو لے کر شاہی محل کی طرف چل دیئے۔ اسی وقت بادشاہ دربار میں آگیا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کو دربار میں لایا گیا۔

بادشاہ نے کہا:

"آپ ہمارے آباؤ اجداد کے مذہب کے خلاف وعظ کرتے ہیں۔ کیوں نہ آپ کو اس کی سزا دی جائے؟"

حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا:

"اے بادشاہ! تمہارے آباؤ اجداد کا مذہب انہیں خدا سے دور لے گیا تھا اور آخر ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ تم بھی ان کے مذہب پر چل کر سورج اور آگ کی پرستش کر رہے ہو۔ جو شرک اور گناہ عظیم کا راستہ ہے۔ میں تمہیں تلقین کرتا ہوں اور خدائے واحد کا پیغام دیتا ہوں کہ برائی کے راستے سے واپس آجاؤ۔ توبہ کرو۔ خدا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ سورج اور آگ کی پرستش چھوڑ دو۔ صرف ایک خدا کی عبادت کرو اور اسی کے آگے اپنا سر

جھکاؤ۔ تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں گی اگر تم نے شرک کو نہ چھوڑا اور بتوں کی پوجا کرتے رہے تو یاد رکھو تمہیں خدا کے غضب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔"

درباری چپ تھے۔ بادشاہ کو سخت غصہ آگیا اس نے ہاتھ بلند کر کے حکم دیا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کو بھوکے شیروں کے غار میں پھینک دیا جائے۔ یہ اعلان سن کر حضرت دانیال علیہ السلام کے نورانی چہرے پر پاکیزہ تبسم نمودار ہو گیا۔

انہوں نے فرمایا:

"زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور میں اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتا ہوں۔"

بادشاہ نے اعلان کیا کہ کل صبح حضرت دانیال کو بھوکے شیروں کے آگے ڈال دیا جائے گا۔ ماریا یہ سن کر عنبر کپٹی اور تھیو سانگ کی طرف دوڑی۔ انہیں جا کر بتایا کہ بادشاہ نے یہ حکم دیا ہے۔

عنبر کہنے لگا!

"حضرت دانیال علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں کوئی ان کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے یہ خبر لوگ کو بھی سنا دی۔ لوگ چپ ہو گیا دوسرے دن صبح ہی سے بڑے میدان میں لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں لوگ میدان کے چاروں طرف اپنے لگے ہوئے پتھر کے بنچوں پر آکر بیٹھ گئے۔ یہ میدان اسی لئے بنایا گیا تھا۔ بادشاہ خود وہاں نہ آیا۔ اس کا وزیر اپنے خاص سپاہیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ ٹھیک وقت پر حضرت دانیال علیہ السلام کو وہاں لاکر میدان کے درمیان کھڑا کر دیا گیا۔ بھوکے شیر پنجروں میں بھوک سے بے چین ہو رہے تھے۔ پھر سپاہیوں نے پنجروں کے اوپر کھڑے ہو کر شیروں کے پنجروں کے پھاٹک کھینچ لئے۔ دونوں پنجروں میں سے آٹھ بھوکے شیر چھلانگیں لگا کر باہر کود ے اور گرجتے دھاڑتے حضرت دانیال علیہ السلام کی طرف بڑھے۔ لوگوں کی نگاہیں اس منظر پر لگی ہوئی تھیں۔ چاروں طرف ایک سناٹا چھا گیا۔ جونہی آٹھ بھوکے شیر حضرت دانیال علیہ السلام کے قریب پہنچے تو ایک دم رک گئے۔ پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھے۔ آٹھوں شیروں نے اپنے سر حضرت دانیال علیہ السلام کے قدموں پر رکھ دیے۔ لوگ دم بخود ہو کر رہ گئے۔ وزیر بھی سناٹے میں آگیا۔ ایسا منظر پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام شفقت محبت اور رحم کا مجسمہ

بنے شیروں کے درمیان کھڑے تھے اور شیران کے قدموں پر سر رکھ کر ان کے قدموں کو چوم رہے تھے۔ ماریا کیتی تھیو سانگ اور عنبر بھی یہ معجزہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ وہ بے حد خوش تھے۔ وزیر نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ سخت طیش میں آگیا۔ کیونکہ وہ خود حضرت کی پوجا کرتا تھا۔

اس نے تلوار کھینچ کر کہا:

"انہیں زندہ نہ جانے دیا جائے۔"

یہ حکم پاکر سپاہی تلواریں لہراتے حضرت دانیال علیہ السلام کی طرف دوڑے۔ مگر بھوکے شیروں نے ان پر حملہ کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آٹھ سپاہیوں کو شیروں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ سپاہیوں کا ایک اور دستہ آگے بڑھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام میدان میں بڑے پرسکون وقار کے ساتھ خاموش کھڑے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر لوگوں کی بخشش کے لیے دعا مانگ رہے تھے۔ اب ماریا بھی میدان میں آگئی۔ اس نے لپک کر ایک سپاہی کو اٹھایا اور اوپر اچھال دیا۔ وہ دوسرے سپاہیوں پر گرا اور اس کی بڑی پسلی ایک ہو گئی۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ انتہائی پرسکون قدم اٹھاتے میدان کے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آٹھوں شیران کی حفاظت کر رہے تھے۔ باقی سپاہیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو ماریا نے ہوا میں باری باری اچھال کر ان کی ہڈیاں چورا کر دی تھیں۔

وزیر نے یہ عالم دیکھا تو حکم دیا کہ تیروں کی بارش کر دی جائے۔ ماریا ان تیروں کا اکیلی مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ بے بس سی ہو کر حضرت دانیال علیہ السلام کی طرف دوڑی۔ اتنے میں پیچھے سے تیروں کی ایک بوچھاڑ آئی۔ مگر حضرت دانیال علیہ السلام کے قریب پہنچ کر سارے کے سارے تیر یوں ٹیڑھے ہو کر نیچے گر پڑے جیسے کسی لوہے کی دیوار سے ٹکرا گئے ہوں۔ ایسا لگتا تھا کہ اللہ کے اس برگزیدہ پیغمبر کے ارد گرد لوہے کی ایک دیوار کھڑی ہو گئی ہو جو کسی کو دکھائی نہیں دے رہی اور جس سے ٹکرا کر سپاہیوں کے پھینکے ہوئے تیر نیچے گر رہے تھے۔ ماریا کا دل خدا کی محبت سے بھر گیا۔ بے شک جو لوگ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اللہ پھر ان کی حفاظت کرتا ہے۔

حضرت دانیال علیہ السلام بڑے سکون سے قدم اٹھاتے میدان کے دروازے سے باہر نکل گئے۔ لوگ اپنے آپ پیچھے ہٹتے جا رہے تھے۔ شیر ابھی تک ان کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ آگے ایک جگہ درختوں کا جھنڈ تھا۔ وہاں حضرت صاحب نے رک کر لوگوں کی طرف نگاہ فرمائی۔

اور کہا:

"اے لوگو! گناہ کی زندگی سے توبہ کرو۔ قیامت کے دن کیا منہ لے کر اپنے رب کے حضور جاؤ گے وہاں سوائے تمہارے نیک اعمال کے کوئی شے کام نہ آئے گی۔ خدا ایک ہے۔ سب تعریف اسی کے لئے ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اسی کی عبادت کرو۔ اسی سے مدد طلب کرو۔ اسی کے آگے سر جھکاؤ۔"

اتنا فرما کر حضرت صاحب نے درختوں کے جھنڈ کا رخ کیا۔ شیر وہیں ایک دم رک گئے اور پھر سب نے دیکھا کہ حضرت دانیال علیہ السلام جیسے دن کی روشنی میں روشنی بن کر غائب ہو گئے۔ کئی لوگ خدائے واحد کی حمد و ثنا گانے لگے۔ جب اس کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو وہ بہت سخت سٹ پٹایا۔ اس نے حکم دیا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کو گرفتار کر کے ان کے حضور پیش کیا جائے۔ مگر حضرت دانیال وہاں نہیں تھے۔

ماریا نے فوراً جا کر ناگ کو کال کوٹھڑی میں یہ خوشخبری سنائی۔ ناگ کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

وہ بولا:

"خدا اپنے برگزیدہ پیغمبروں کی حفاظت کرتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر اس نے ملویا سے کہا!

"آج شام مجھے بادشاہ کے دربار میں لے جایا جا رہا ہے۔ وہاں میں اپنے اوپر لگائے گئے چوری کے الزام کو غلط ثابت کر دوں گا۔ اور پھر باعزت بری ہو کر تمہارے پاس آجاؤں گا۔"

ملویا نے کہا!

"میں دربار میں موجود ہوں گی۔"

اسی روز شام ہونے سے پہلے بادشاہ نے ناگ کو دربار میں طلب کر لیا۔ بادشاہ اپنے سونے کے تخت پر سر پر تاج رکھے بیٹھا تھا۔ تاج پر سورج کا نشان بنا ہوا تھا۔ بادشاہ نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم پر ہمارے خزانے کی شاہی انگوٹھی کی چوری کا الزام ہے۔ تم نے کس کے ساتھ مل کر شاہی انگوٹھی چوری کی تھی۔ کیونکہ تم اکیلے شاہی محل میں داخل ہو کر یہ کام نہیں کر سکتے تھے۔"

ناگ نے کہا!

"اے بادشاہ! میں نے شاہی انگوٹھی چوری نہیں کی مجھ پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔ یہ الزام واپس لیا جائے۔"

بادشاہ نے گرج دار آواز میں کہا:

"شاہی انگوٹھی تم سے برآمد ہوئی ہے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ تم نے چوری نہیں کی۔ یہ انگوٹھی تم نے شاہی محل کے کسی شخص سے مل کر چرائی ہے۔ اس کا نام بتاؤ۔ تمہارے ساتھ اس کا بھی سر قلم کر دیا جائے گا۔"

ناگ بولا!

"میں نے شاہی انگوٹھی چوری نہیں کی۔"

بادشاہ نے غصے میں کہا!

"پھر تمہارے پاس شاہی انگوٹھی کیسے آگئی؟"

ناگ نے بڑے اطمینان سے کہا!

"وہ تو اب بھی میرے پاس آسکتی ہے۔ اس کے لئے مجھے شاہی خزانے میں داخل ہو کر چوری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

ناگ کا یہ جواب سن کر سارے درباری حیران رہ گئے۔ کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

بادشاہ نے کہا!

"تو شاہی انگوٹھی کو یہاں لا کر دکھا دو۔ صرف اسی صورت میں تمہاری جان بچ سکتی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ جانتا تھا کہ ماریا دربار میں موجود ہے اور ساری کارروائی دیکھ رہی ہے۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں اور بولا:

"ابھی شاہی انگوٹھی یہاں آجائے۔"

پھر اس نے سانپ کی آواز میں ماریا سے کہا۔

"ماریا، شاہی خزانے میں جاکر وہی شاہی انگوٹھی وہاں سے تھوڑی دیر کے لئے اٹھا لاؤ۔ اور میری جیب میں ڈال دو۔"

بادشاہ وزیر اور درباریوں نے صرف ناگ کے منہ سے سیٹی کی ہلکی ہلکی آواز ہی نکلتے سنی۔ کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ ناگ نے ماریا کو کیا کہا ہے۔ ماریا یہ سنتے ہی شاہی خزانے کی طرف بھاگی۔ ماریا کے لئے شاہی خزانے میں پہنچنا کوئی مشکل اور دیر لگانے والا کام نہیں تھا۔ وہ پلک جھپکنے میں وہاں پہنچ گئی۔ شاہی انگوٹھی اس نے پہلے ہی دیکھ رکھی تھی۔ چنانچہ خزانے سے انگوٹھی کو اٹھایا اور فضا میں پرواز کرتی۔ دیواروں اور ستونوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی سیدھی ناگ کے پاس آئی اور انگوٹھی اس کی جیب میں ڈال دی۔ ناگ نے جیب میں انگوٹھی کو محسوس کیا تو جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر اسے نکالا اور بادشاہ کی طرف

بڑھا کر بولا:

"یہ ہے آپ کی شاہی انگوٹھی بادشاہ!

آپ سب نے دیکھ لیا کہ میں اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہلا۔ میں شاہی خزانے میں بھی نہیں گیا۔ اور انگوٹھی میرے پاس آگئی ہے۔ لیجئے اپنی انگوٹھی۔ اب مجھ پر چوری کا الزام غلط ثابت ہوگیا ہے۔ چنانچہ میں جا رہا ہوں۔"

بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کر غصے میں کہا:

"تم کوئی جادوگر ہو۔ تم نے جادو کے ذریعے سے انگوٹھی غائب کی تھی۔ اور تم نے چوری نہیں کی تھی تو تم اسے فروخت کرنے جوہری کی دکان پر کیوں گئے تھے؟"

ناگ نے کہا:

"یہ الگ بات ہے۔ میں نے ثابت کر دیا ہے کہ میں انگوٹھی چوری کرنے محل میں داخل نہیں ہوا تھا اور آپ کی انگوٹھی میں واپس کر رہا ہوں۔ اب مجھے یہاں سے بعزت بری ہو جانے پر کوئی نہیں روک سکتا۔"

یہ کہہ کر ناگ دربار سے واپس مڑا تو بادشاہ نے چلا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہیوں کو حکم دیا۔

"اس گستاخ کی گردن اڑا دی جائے۔"

حکم پاتے ہی بادشاہ کا خاص جلاد تلوار نکال کر ناگ کی طرف جھپٹا۔ ماریا بے خبر نہیں تھی۔ وہ جلاد کی طرف لپکی دوسری طرف ناگ بھی غافل نہیں تھا اس نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور سفید عقاب بن کر دربار ہال میں چھت کی طرف بلند ہوا دوسری طرف ماریا نے جلاد کے ہاتھ سے تلوار جھٹک دی۔ جلاد ہکا بکا ہو کر وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ درباری بھی سکتے میں آ گئے۔ دربار کے شاہی حکیم نے بادشاہ سے کہا کہ اس جادوگر کو کچھ نہ کہا جائے۔

مگر وزیر بولا:

"بادشاہ سلامت!

اگر ہم نے اس چور کو یہاں سے نکل جانے کی اجازت دے دی تو دوسرے چوروں کا حوصلہ بڑھ جائے گا۔"

بادشاہ نے حکم دیا کہ سفید عقاب کو تیر مار کر گرا دیا جائے۔ ایک دم سے دربار میں موجود تیر انداز سپاہیوں کے دستے نے دربار ہال میں اڑتے ہوئے عقاب پر تیروں کی بوچھاڑ ماری۔ ناگ

سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ عین وقت پر وہ نیچے آ گیا اور بادشاہ کے تاج کے اوپر آ کر بیٹھ گیا۔ اب کسی میں ہمت نہ تھی کہ بادشاہ کے تاج پر تیر چلاتا۔ بادشاہ نے ہاتھ اوپر اٹھایا کہ عقاب کو اپنی گرفت میں لے لے کہ ماریا نے لپک کر بادشاہ کے تاج کو اوپر اٹھا لیا۔

ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی شاہی تاج اور عقاب دونوں ہی غائب ہو گئے۔ درباری دہشت زدہ ہو گئے۔ ماریا تاج سمیت ناگ کو لے کر دربار سے نکل گئی۔

ناگ نے کہا:

"ماریا ہمیں تاج کو لے کر کیا کرنا ہے۔ اسے شاہی محل میں ہی پھینک دو۔"

ماریا کے لیے بھی شاہی تاج کی کوئی حیثیت نہیں تھی چنانچہ اس نے تاج کو وہیں شاہی محل کے دالان میں پھینک دیا۔ ناگ کو لیے وہ شاہی محل سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی ماریا نے ناگ کو ہوا میں چھوڑ دیا۔ ناگ عقاب کی شکل میں اڑنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ وہ سیدھے سرائے میں اتر آئے۔ جہاں کیٹی اور عنبر تھیو ناگ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ناگ نے سرائے میں اترتے ہی انسانی جسم اختیار کر لیا تھا۔ اس نے اور ماریا نے وہ سارے واقعات سنائے جو دربار میں اس سے پیش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئے تھے، کیٹی اور منیر سانگ کا خیال تھا کہ اب انہیں اس شہر سے چل دینا چاہئے۔ کیونکہ بادشاہ ان کا دشمن بن چکا ہے اور وہ خواہ مخواہ کسی مشکل میں پھنس جائیں۔

منیر بولا:

"مشکل میں پھنسنا تو ہمارا کام ہے۔"

منیر سانگ نے پوچھا:

"آخر اس شہر میں ہمارا رہنا کیوں ضروری ہے؟"

ناگ بولا:

"حضرت دانیال علیہ السلام اس علاقے میں ہی رہتے اور بادشاہ ان کا دشمن ہے۔ وہ انہیں نقصان پہنچانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ چنانچہ ان کی مدد کرنے کے لئے ہمیں اس شہر میں ہی رہنا ہوگا۔"

کیٹی نے کہا:

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے بڑا نیک ارادہ ہے۔ مگر ہم شہر سے باہر کسی دور دراز جگہ پر بھی جا کر رہ سکتے ہیں یہاں ہم بادشاہ کے سپاہیوں کی نظر میں ہوں گے۔"

منیر نے کیٹی کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"کیٹی کا خیال درست ہے۔ ہمیں شہر سے باہر ہی چلے جانا چاہئے۔"

ناگ نے پوچھا:

"شہر سے باہر ایسی کون سی جگہ ہو گی جہاں بادشاہ کے سپاہی ہمیں نہ دیکھ سکیں؟"

ماریا بولی:

"شہر سے باہر دریا کے پار ایک چھوٹا سا ریت کا ٹیلہ ہے۔ اس ٹیلے میں ایک قدرتی غار بھی ہے۔ وہاں جا کر ہم رہ سکتے ہیں۔"

یہ خیال سب کو پسند آیا۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت بوریا بستر اٹھایا اور سرائے سے نکل کر دریا کے پار والے ٹیلے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا۔ ماریا غیبی حالت میں تھی۔ صرف منیر کیٹی اور منیر سانگ ہی ظاہری حالت میں چل رہے تھے۔ پل پر سے انہوں نے پیدل ہی دریا پار کیا۔ اب صحرا شروع ہو گیا۔ صحرا میں کوئی تین کوس چلنے کے بعد دور ایک ریت کا ٹیلہ دکھائی دیا۔

ماریا نے کہا:

"یہی وہ ٹیلہ ہے۔"

اس ٹیلے پر کھجور کے کچھ درخت بھی اگے ہوئے تھے وہاں ایک قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ یہ سارے دوست اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غار میں داخل ہو گئے۔ غار میں بڑی ٹھنڈک تھی اور ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ زمین پر ٹھنڈی ریت بچھی ریت تھی۔

عنبر نے کہا:

"یہ جگہ بہت اچھی رہے گی۔ ہم کچھ دیر یہاں آرام سے رہ سکتے ہیں۔"

ناگ بولا:

"ہم میں سے ماریا کو یا مجھے دن میں دو ایک بار شہر کے آس پاس چکر لگانا ہوگا تاکہ حضرت دانیال علیہ السلام کی غیر معمولی سرگرمیت معلوم ہو سکے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ کام ہم دونوں ہی کر سکتے ہیں اور کریں گے۔"

کیٹی کہنے لگی:

"ہاں بھئی تم دونوں کے پاس طاقت ہی ایسی ہے ناگ شکل بدل لیتا ہے تم غائب ہو جاتی ہو میرے پاس بھی کوئی طاقت ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی۔"

عنبر نے کہا:

"بھئی کیٹی تمہارا جن بھی تو دوست ہے۔ اس کی طاقت تمہارے کام آ جایا کرتی ہے۔"

کیٹی نے کان پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

"خدا بچائے جن کی دوست کی طاقت سے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔"

ننھا سانگ بولا:

"ویسے کیٹی ہم خلائی مخلوق ہیں۔ ہمارے پاس اتنی طاقت ہی کافی ہے۔ کہ میں انگلی سے چھو کر کسی بھی شے کو چھوٹا کر سکتا ہوں اور تم آگ کے بغیر نہ رہ سکتی ہو۔"

کیٹی ہنس کر بولی:

"اصلی طاقت تو پھر بھی تمہارے پاس ہی ہے میری طاقت تو یونہی نام کی طاقت ہے۔"

ماریا نے کہا:

"ہو سکتا ہے آگے چل کر تمہیں بھی کوئی طاقت مل جائے۔"

ناگ کہنے لگا:

"وہ تو ٹھیک ہے۔"

مگر اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

عنبر کہنے لگا:

"بھئی ابھی سورج غروب ہونے والا ہے۔ میرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خیال ہے کہ کل ماریا یا ناگ کو شہر اور اس
کے ارد گرد کے علاقے کا جائزہ لینا چاہیئے
تاکہ پتہ چل سکے کہ حضرت دانیال علیہ السلام
کس حالت میں ہیں اور عفریت سے ہیں؟
شام تک یہ سب دوست اور مددیوں کے ساتھی خا
میں ہی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ رات کو صحرا میں چاند نکل
آیا۔ چاندنی میں صحرا کے ٹیلے جگمگانے لگے تھے۔ صحرا روشن ہو گیا تھا:
عنبر نے کہا:
"جی چاہتا ہے کہ غار کے باہر ہی بیٹھ کر رات
گذار دیں؟"
ناگ بولا:
"خیال تو اچھا ہے۔ مگر اس میں خطرہ بھی
ہے۔ کیونکہ بادشاہ کے سپاہیوں کا وستہ جاری
تلاش میں کسی بھی وقت اس طرف سے گذر
سکتا ہے؟"
عنبر کہنے لگا:
"جب کوئی اژدہا آئے گا تو دیکھا جائے گا ابھی
تو ہم اس پر بیٹھیں گے؟"

عنبر کے ساتھ کیٹی اور شیو ساگ بھی غار کے سامنے
ٹھنڈی ریت پر بیٹھ کر روشن صحرا کا نظارہ کرنے لگے۔
ماریا نے ناگ سے کہا:
"تو پھر چلو ناگ ہم ذرا شہر کے علاقے کا ہی
ایک چکر لگا آتے ہیں؟"
عنبر بولا:
"ذرا ہوشیار رہنا وہاں جا کر؟"
ماریا نے کہا:
"فکر نہ کرو عنبر بھائی؟"
ہم پوری طرح خبردار رہیں گے۔
ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا۔ اور سیاہ عقاب کی
شکل اختیار کر لی۔ کیونکہ رات کو سیاہ عقاب ہی بہتر
تھا۔ تاکہ اسے آسانی سے نہ دیکھا جا سکے۔ فضا میں اوپر
بلند ہوتے ہی انہوں نے شہر کا رخ پکڑ لیا۔ شہر سویا
تھا۔ چاندنی کھلی ہوئی تھی۔ شاہی محل میں کہیں کہیں شمع
جل رہی تھی۔ بازار خالی اور سنسان تھے۔ مکانوں کے دروازے
بند تھے۔ ماریا اور ناگ شہر کے بازاروں کے بالکل اوپر آ کر اڑ
رہے تھے۔ اچانک انہیں ایک عورت نظر آئی جو ایک گٹھڑی
سینے سے لگائے بھاگی جا رہی تھی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈراؤنی عورت کا طلسم

ماریا نے ناگ سے کہا!

"آدھی رات کو یہ عورت گٹھڑی لے کر کدھر بھاگی جا رہی ہے؟!"

ناگ نے جواب میں آہستہ سے کہا:

"یہ بہت گھبرائی ہوئی ہے۔ اس کا پیچھا کرنا چاہیے۔"

ماریا اور ناگ نے فضا میں پرواز کرتے ہوئے اس گھبرائی ہوئی عورت کا تعاقب شروع کر دیا۔ ناگ نے فوراً اپنی جون بدل لی تھی اور چھوٹے سانپ کی شکل میں آکر ماریا کی کلائی سے آکر لپٹ گیا تھا۔ چنانچہ اب وہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ عورت شہر کی سنسان گلیوں میں سے بھاگتی ہوئی ایک تنگ و تاریک گلی میں داخل ہو گئی۔ ماریا ناگ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ وہ ایک شکستہ مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی۔ یہ مکان سارا خالی پڑا تھا۔ صرف اس کی اندر والی ایک کوٹھڑی میں سے روشنی نکل رہی تھی۔ عورت اس کوٹھڑی

میں داخل ہو گئی۔ اس نے جاتے ہی روتے ہوئے گڑگڑا کر کہا:

"میرے بچے کو واپس دے دو۔ میرے سارے زیور لے لو۔ میرے بچے کو چھوڑ دو۔ میں اپنے سارے گہنے تیرے لئے لے آئی ہوں۔"

ماریا ناگ بھی کوٹھڑی میں آ گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں ایک طاق میں دیا جل رہا تھا۔ دیوار کے ساتھ چھوٹا سا تخت بچھا ہے جس پر ایک عجیب سے خدوخال والے چہرے والی اور گھنے سیاہ بالوں والی ایک عورت جھولی میں چھ سات ماہ کے بچے کو ڈالے بیٹھی ہے۔ بچہ بے ہوش ہے۔ عورت کی سرخ آنکھوں سے عجیب قسم کی چنگاریاں نکل رہی ہیں۔ اس ڈراؤنی عورت نے اپنے لمبے دانت نکال کر ایک بھدا سا مذاق نما قہقہہ لگایا۔

اور بولی:

"مجھے تیرے زیور نہیں تیرا بچہ چاہیے۔ میں بچوں کا خون پی کر زندہ ہوں۔ زیوروں کا خون نہیں پی سکتی۔ اگر تو یہاں سے نہ گئی تو میں تیرا بھی خون پی جاؤں گی۔"

ناگ ماریا سب سمجھ گئے کہ یہ قصہ کیا ہے۔ بیچاری ماں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رو رہی تھی۔ ڈراؤنی عورت کے آگے ہاتھ جوڑ کر اپنی کر
تھی کہ اس کے بچے کو واپس کر دے۔ مگر ڈراؤنی عورت
تو خونی عورت تھی۔ خدا جانے چڑیل تھی یا کہ سنگدل جادو
گرنی تھی۔ اس پر ماں کے رونے دھونے گڑگڑانے کا
کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ الٹا اس نے ماں کو دھمکی دی
کہ اگر وہ وہاں سے واپس نہ گئی تو وہ اسے بھی مار
ڈالے گی۔

دکھی ماں کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔ وہ فرش
بیٹھ کر زار و قطار رونے لگی۔ ماریا اور ناگ سے اس
حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ ماریا نے ناگ کے قریب
منہ لے جا کر کہا:

"میں بچے کو اٹھانے لگی ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی ماریا نے لپک کر ڈراؤنی
کی گود سے سوئے ہوئے بچے کو اٹھا لیا۔ جونہی ڈرا
عورت کی گود سے بچہ غائب ہوا وہ چیخ مار کر اٹھ کھڑ
ہوئی۔ بچے کی ماں ڈر کر باہر کو بھاگی۔ ماریا نے باہر آ
بچے کی ماں کو بھی دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھا لیا۔ بچے
ماں ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ ما
اسے لے کر فضا میں پرواز کر گئی۔ بچے کی ماں خوف نا

ہو گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سب کچھ کیا
ہو رہا تھا۔ وہ اسے غیبی امداد سمجھ رہی تھی۔ ماریا نے بچے
کی ماں کو شہر کی ایک گلی میں اتار دیا۔ اور بچہ
اس کی گود میں ڈال کر بولی:

"بہن! مجھے خدا نے تیری مدد کرنے کے لئے بھیجا
تھا۔ اپنے بچے کو لے کر گھر چلی جا۔"

بچے کی ماں نے بچے کو سینے سے لگاتا ہوا بولی:

"اے آسمانی روح!
تیرا شکریہ مگر اس چڑیل نے میرا گھر دیکھ لیا ہے۔
وہ وہاں پہنچ کر بچے کو پھر سے اٹھا لے جائے
گی۔"

ماریا نے کہا:

"تو اپنے گھر اطمینان سے جا میں اس چڑیل
کو سنبھال لوں گی۔ اب وہ کبھی تمہارے گھر
نہیں آئے گی۔ بے فکر ہو کر جا اور خدا کا شکر
ادا کر۔"

عورت بچے کو سینے سے لگائے اپنے گھر کی طرف بھاگی
اور ماریا ناگ واپس ڈراؤنی عورت کی کوٹھڑی میں آ گئے
ڈراؤنی عورت بے چینی سے کچھ منہ ہی منہ میں بولتی ہوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تخت کے چکر لگا رہی تھی۔ ناگ ماریا کی کلائی سے لپٹا ہوا تھا۔ اور ماریا کی طرح وہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ڈراؤنی عورت تخت کے گرد گردش کرتے ہوئے اچانک رک گئی۔ وہ اس طرف گھوم کر تکنے لگی۔ جدھر ماریا کھڑی تھی۔ ماریا کو محسوس ہوا کہ ڈراؤنی عورت اس کی طرف دیکھ رہی ہے۔

اس نے سرگوشی میں ناگ سے کہا:

"ناگ! مجھے لگتا ہے اس نے مجھے دیکھ لیا ہے۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"یہ ہوائی مخلوق ہے۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے۔ تم مجھے زمین پر چھوڑ دو۔ میں اسے بھسم کر دوں گا۔ تاکہ یہ پھر کسی کے بچے کا خون نہ پی سکے۔"

ڈراؤنی عورت نے شائد ناگ کی آواز سن لی تھی۔ اس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی۔ ناگ ماریا کی کلائی سے نکل کر فرش پر آ گیا۔ ڈراؤنی عورت نے سانپ کو دیکھا تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے ناگ پر حملہ آور ہوئی۔ مگر ناگ نے پھن اٹھا کر ایک قیامت خیز پھنکار ماری۔ ناگ کے منہ سے آگ

کا زرد اور نیلا شعلہ نکل کر ڈراؤنی عورت پر گرا اور اس کا جسم شعلے میں تبدیل ہو گیا۔ ڈراؤنی عورت دیوانہ وار گردش کرنے اور چیخنے لگی۔ شعلے اس کے جسم کو جلا رہے تھے۔ اور اس نے اس جگہ کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے تھے۔ جہاں ناگ اور ماریا موجود تھے دیکھتے دیکھتے ڈراؤنی عورت کا جسم جل کر راکھ ہو گیا۔

ماریا نے کہا:

"خدا کا شکر ہے۔ اس خوفناک بلا سے لوگوں کو نجات ملی۔"

ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی اور دائیں بائیں دیکھ کر بولا:

"یہ ڈراؤنی عورت تو اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ مگر مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے اردگرد پتھر کی دیوار بنتی جا رہی ہے۔"

ماریا نے پہلے تو کوئی خیال نہ کیا۔ لیکن جب اس نے غور سے دیکھا تو واقعی جہاں وہ کھڑے تھے وہاں ان کے گرد ایک گول دیوار جو سلنڈر کی طرح تھی بن رہی تھی۔

ماریا نے کہا:

"ناگ جلدی سے سانپ بن جاؤ۔ ہم اس پتھریلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوتل سے نکل رہے ہیں۔"

ناگ سانپ کی شکل میں آگیا۔ ماریا نے اسے اٹھایا اور پتھریلی بوتل کی دیوار میں سے گذرنا چاہا۔ یہ دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا کہ وہ پتھریلی دیوار میں سے گذرنے میں ناکام رہی تھی۔ وہ کچھ گھبرا سی گئی۔

"ناگ!

ہم پتھریلی بوتل میں قید ہو گئے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"ہوائی مخلوق نے مرتے ہوئے ہم سے ——— بدلہ لینے کی کوشش کی ہے۔ ٹھہرو میں کوشش کرتا ہوں۔"

ناگ انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے دیوار میں سے نکلنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

ماریا نے کہا:

"اگر میں ایک روح کی طرح لطیف ہو کر بھی اس دیوار سے نہیں گذر سکتی تو تم کیسے گذرو گے۔ ہم مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔"

ناگ اور ماریا پتھر کی جس سلنڈر نما بوتل میں بند تھے اس کے اندر اب اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ یہ پتھریلی

کا خول اتنا بڑا ہی تھا کہ ناگ اور ماریا وہاں کھڑے ہو سکتے تھے ماریا اور ناگ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے بہت کوشش کی مگر پتھریلے خول میں سے باہر نہ نکل سکے۔

پھر پتھریلے خول میں گہرا اندھیرا چھا گیا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے یہ خول ہوا میں بلند ہو کر ایک طرف کو پرواز کرنے لگا ہے۔ اسے ماریا اور ناگ کو پتھریلے خول کے تیز رفتاری سے اڑنے کی طوفانی آواز سنائی دے رہی تھی۔

ماریا کہنے لگی:

"کچھ معلوم نہیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"سب سے زیادہ پریشانی تو اس بات کی ہے کہ جب ہم واپس نہ گئے تو جنہر کیٹی اور تھیوسانگ بہت پریشان ہوں گے۔"

ماریا نے سرد آہ بھر کر کہا:

"اب ہم کچھ نہیں کر سکتے ناگ!

یہ پتھر کا خول ہمیں جہاں لے جا رہا ہے ہمیں مجبوراً وہیں جانا ہوگا۔ وہ ڈراؤنی عورت ہم سے یہی بدلہ لے سکتی تھی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں پتھر کی دیوار اور اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آرہا تھا پتھر کا خول فضا میں کبھی سیدھا ہو کر بلندی کی طرف اڑنے لگتا اور کبھی نیچے کی طرف غوطہ لگا کر اپنی طوفانی پرواز جاری رکھتا۔ ناگ انسانی شکل میں ہی تھا۔ انہیں کچھ احساس نہیں تھا کہ وہ کتنی دیر سے اس خول میں سفر کر رہے ہیں۔ اور کتنا سفر طے کر چکے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو حالات پر چھوڑ دیا تھا۔ کہ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کیونکہ پتھریلے خول سے وہ باہر تو نکل ہی نہیں سکتے تھے۔ وقت گذرتا جا رہا تھا۔ پھر پتھر کے خول کے طوفانی کوندیں کمی آنے لگی۔ وہ نیچے غوطہ لگا چکا تھا۔ مادیا نے باہر دیکھنے کی کوشش کی۔ خول میں مدھم روشنی جھلکنے لگی تھی۔ ناگ اور مادیا نے خول سے باہر دیکھا۔ وہ بادلوں میں سے گذر رہے تھے۔ ان بادلوں کا رنگ سرمئی تھا۔ پھر یہ بادل آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے۔ اور اس کے بعد ناگ اور مادیا نے دیکھا کہ نیچے ایک شہر ہے جس کی چار دیواری کے اوپر چوکور برج بنے ہوئے ہیں جن پر پیتل کے خود والے سپاہی ہاتھ میں نیزے تھامے پہرہ دے رہے ہیں۔ شہر کے اندر خوبصورت عمارتیں ہیں دلکش مسجدوں کے گنبد اور مینار دھوپ میں چمک رہے ہیں۔

مادیا نے کہا:

"یہ ہم کس عہد میں آگئے ہیں ناگ!؟"

ناگ نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا:

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ مسجدوں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا کوئی قدیم شہر ہے۔"

وہ شہر کے اوپر بلندی سے گذر رہے تھے۔ پھر اچانک پتھر کا خول غائب ہو گیا۔ اور مادیا ناگ خود بخود آزاد ہو گئے ایک دم سے ناگ نیچے گرنے لگا تھا۔ مادیا اس کی طرف لپکی۔ ناگ نے سانس کھینچا اور سفید عقاب کی شکل اختیار کر لی اور پرواز کرنے لگا۔

مادیا اس کے قریب آگئی اور کہنے لگی:

"وہ نیچے ایک باغ ہے۔ وہاں اتر کر معلوم کرتے ہیں کہ یہ کون سا شہر ہے اور ہم کہاں آگئے ہیں۔؟"

مادیا اور ناگ نے غوطہ لگایا اور باغ میں درختوں کے جھنڈ کے نیچے آگئے۔ باغ کے ساتھ ہی ایک کچی سڑک تھی جو شہر کے دروازے تک جاتی تھی۔ اس سڑک پر کچھ گھوڑ سوار تھے جنہوں نے مسلمان سپاہیوں جیسا لباس پہن رکھا تھا گھوڑے دوڑاتے گذر گئے۔

مادیا نے ناگ سے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"شہر کے باہر ویرانی چھا رہی ہے۔ لوگ کھیتوں میں بنے ہوئے اپنے مکان چھوڑ کر شہر کو بھاگ گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس شہر پر دشمن کا حملہ ہونے والا ہے۔"

ناگ بولا:

"مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہم کس زمانے میں ہیں۔ اور یہ شہر کون سا ہے؟"

ان کی نظر ایک بوڑھے پر پڑی جو عربی لباس میں تھا اور بکری کو کھینچتے ہوئے شہر کی طرف لے جا رہا تھا۔ ناگ انتہائی مسرت میں آکر جلدی سے اس بوڑھے کے پاس گیا۔ اسے اسلام علیکم کہا: تو بوڑھے نے وعلیکم السلام سلام کا جواب دیا۔ ثابت ہو گیا کہ یہ بوڑھا مسلمان تھا۔

ناگ نے کہا:

"بابا جی!

ہم پردیسی ہیں۔ باہر سے آئے ہیں۔ ہمیں یہ بتائیے کہ میاں اتنی ویرانی کیوں ہے؟"

مسلمان بوڑھے نے غور سے ناگ کی رکھا۔

اور بولا:

"صلیبی فوجیں یروشلم کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اپنی جان بچا کر تم بھی شہر کی طرف بھاگو۔"

سنا ہے اس بار رچرڈ کے ساتھ سارے یورپ کے بادشاہوں کی فوجیں چلی آ رہی ہیں۔"

ناگ کو سب کچھ سمجھ میں آ گیا۔ وہ ڈراؤنی مخلوق کے طلسم کی وجہ سے دسویں صدی عیسوی یعنی سلطان صلاح الدین ایوبی کے عہد میں داخل ہو گئے تھے۔ جب برطانیہ کے جرنیل رچرڈ شیر دل صلیبی فوجوں کے ساتھ یروشلم پر حملہ کرنے جا رہا تھا۔ ناگ نے بوڑھے کا شکریہ ادا کیا اور ایک طرف ہو کر ماریا کو ساری بات بتا دی۔

ماریا تعجب سے بولی:

"یہ ہم کہاں سے کہاں آ گئے ہیں ناگ!

منیر کیپٹن اور تھیو سانگ تو بہت پریشان ہو رہے ہوں گے۔"

ناگ بولا:

"ایک غلطی کے بعد ہم اکٹھے ہوئے تھے۔ مگر قسمت کو ہمارا زیادہ دیر کا ملاپ پسند نہیں آیا۔ اور ہمیں ہزاروں برس پیچھے کی طرف پھینک دیا گیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا:

"اب تو کوئی طلسمی کرشمہ ہی ہمیں خبر کیٹی اور تھیو سانگ کی دنیا میں واپس لے جائے گا جس کی مجھے ابھی کوئی امید نظر نہیں آتی۔"

ناگ نے کہا: ہمیں یروشلم شہر کے اندر چلنا چاہئے دیکھتے ہیں کہ وہاں کا مسلمان گورنر دشمن کی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا تیاریاں کر رہا ہے۔ ماریا نے اڑان بھری اور وہ شہر کے بازاروں اور مکانوں کے اوپر پرواز کرنے لگی۔ ماریا اور ناگ نے دیکھا کہ شہر میں مسلمان سپاہیوں کی تعداد کم تھی۔ لوگ مسجدوں اور گھروں میں جمع ہو کر دشمن پر فتح حاصل کرنے کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ یہی حال یروشلم کے مسلمان گورنر کے محل کا تھا۔ ہر طرف سستی اور کاہلی دکھائی دے رہی تھی۔ قلعے کی دیوار پر اگرچہ فوج جمع تھی مگر ان کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ مسلمان گورنر قیمتی ریشمی لباس میں ملبوس سر پر بیرے جواہرات کا تاج رکھے تخت پر بیٹھا اپنے درباریوں سے صلاح مشورے کر رہا تھا۔ صاف لگتا تھا کہ دربار سیاسی جوڑ توڑ اور سازشوں کا شکار ہے۔ کسی میں جذبۂ جہاد نظر نہیں آ رہا تھا۔

اتنے میں شور مچ گیا کہ رچرڈ کی صلیبی فوجیں شہر کے قریب

پہنچ گئی ہیں۔ ہر طرف افراتفری مچ گئی۔

ماریا نے ناگ سے کہا:

"ناگ!

مجھے یہ وہ مسلمان نہیں لگتے جنہوں نے کبھی یورپ اور افریقہ کو فتح کر لیا تھا۔ اور جن کی بہادری کے واقعات آج بھی تاریخ دہراتی ہے۔"

ناگ بولا:

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا۔ دولت کے غرور اور آپس کی دشمنیوں نے اس ملک کے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔ یہ قوم رچرڈ کی فوجوں کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔"

ایک دم سے ایسے دھماکے سنائی دینے لگے جیسے شہر پر پتھر برس رہے ہوں۔ ماریا اور ناگ فضا میں بلند ہو کر شہر کے باہر آئے تو دیکھا کہ سامنے میدان میں صلیبی فوجیں دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور لوہے کی بھاری مشینیں شہر کی دیوار پر بڑے بڑے پتھر پھینک رہی ہیں۔ جنگ شروع ہو گئی شہر کی دیوار کے اوپر سے تیر برسائے جانے لگے۔ عیسائی فوج کے دستے لوہے کی لمبی لمبی ڈھالوں کی آڑ لئے شہر کے دروازے کی طرف بڑھے۔ قلعے کی فصیل سے آتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیر ڈھالوں سے ٹکرا رہے تھے۔ نیچے سے بھی تیروں کی بوچھاڑ اوپر پھینکی جا رہی تھی۔ سپاہی گر رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے صلیبی فوج نے شہر کے دروازے کو بھاری پتھروں سے توڑ ڈالا۔ فصیل میں بھی جگہ جگہ شگاف پڑ گئے اور رچرڈ کی صلیبی فوجیں یروشلم میں داخل ہو گئیں۔

فوج نے شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام شروع کر دیا۔ مکانوں کو آگ لگا دی۔ لوگ جانیں بچانے کے لئے بھاگنے لگے۔ پھر گورنر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور عیسائی جرنیل رچرڈ نے یروشلم کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور گورنر کو قید میں ڈال دیا۔ یہ عیسائیوں کی بہت بڑی فتح تھی۔ یروشلم کے قلعے پر سے اسلامی پرچم اتار کر صلیبی لہرا دیا گیا۔ ماریا اور ناگ قلعے کے اندر ایک درخت کے پاس بیٹھے تھے۔

ماریا نے کہا:

"مجھے کبھی یقین نہیں آ سکتا تھا کہ مسلمان یوں شکست کھا جائیں گے۔"

ناگ بولا:

"جب کسی قوم میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو جاتا ہے۔ ہر شخص ملک اور دین کی بجائے دولت اور عہدے سے محبت کرنے لگتا ہے

تو پھر اس قوم سے حکومت چھین لی جاتی ہے۔ تاریخ اس کی گواہ ہے۔"

ماریا کہنے لگی!

"چلو شاہی محل میں چل کر دیکھتے ہیں کہ عیسائی گورنر رچرڈ کس عالم میں ہے اور وہ کس قسم کا انسان ہے۔"

جب ماریا ناگ کو اپنی کہانی کے گرد لپٹے غیبی حالت میں رچرڈ کے دربار میں پہنچی تو دربار یورپ کے عیسائی سرداروں اور درباریوں سے بھرا ہوا تھا۔ عالی شان تخت پر عیسائی جرنیل رچرڈ جس کا لقب شیر دل تھا۔ ذرہ بکتر پہنے فوجی لباس میں بیٹھا تھا۔ صرف اس نے اپنا فولاد کا خود اتار کر تخت پر رکھا ہوا تھا۔ تلوار ابھی تک اس کی کمر کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ دربار میں یورپ کے ہر ملک کی فوج کے سردار زرنگار کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان سب ملکوں کے جرنیلوں نے اپنی فوجوں کے ہمراہ رچرڈ کا ساتھ دیا تھا۔ عیسائیوں کی فتح کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کی فوج کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مگر مسلمانوں کی شکست کی اصل وجہ ان کی آپس کی نااتفاقی۔ پھوٹ، ایک صوبے کے مسلمانوں کی دوسرے صوبے کے مسلمانوں سے دشمنی نفرت اور لالچ تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عیسائی جرنیل رچرڈ نے ہاتھ بلند کرکے کہا:

"میرے عیسائی بھائیو!

ہم نے یروشلم کو فتح کرکے مسلمانوں سے بدلے لیا ہے۔ مگر ابھی ہمیں مسلمانوں کو مصر سے بھی باہر نکالنا ہے۔ اور پھر پورے مشرق وسطیٰ پر عیسائی راج قائم کرنا ہے۔"

ایک عیسائی جرنیل نے اٹھ کر کہا:

"رچرڈ!

تمہیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ مصر میں اس وقت مسلمانوں کی فوج کی قیادت صلاح الدین ایوبی کے ہاتھ میں ہے جو ایک بہادر اور طوفانی جرنیل ہے۔"

رچرڈ نے مسکرا کر کہا:

"ہمیں معلوم ہے۔ لیکن اگر ہمارا آپس میں اتفاق رہا۔ ہم متحد رہے تو وہ دن دور نہیں جب ہم صلاح الدین ایوبی کو بھی ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیں گے۔"

دربار میں ہر طرف رچرڈ شیر دل زندہ باد کے نعرے بلند ہونے لگے۔ رچرڈ ایک بلند اخلاق اور بہادر جرنیل

تھا۔ اس نے تخت پر قبضہ کرتے ہی شہر میں لوٹ مار اور قتل عام فوراً بند کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ شاہی خاندان کے زیادہ تر لوگ فرار ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ مسلمان گورنر اور اس کی بیوی اور بچوں کو اگرچہ قید میں ڈال دیا گیا تھا۔ مگر ان کے ساتھ غیر شائستہ سلوک نہیں کیا گیا تھا۔ رچرڈ نے شہر میں اعلان کروا دیا کہ مسلمانوں کی اپنی مذہبی رسوم ادا کرنے کی آزادی ہوگی۔ وہ پانچوں وقت مسجدوں میں جا کر نماز ادا کر سکیں گے۔ لیکن دوسرے عیسائی جرنیلوں نے رچرڈ کے اس حکم کو پسند نہ کیا۔ ان کی اپنی فوجیں ان کے ساتھ تھیں۔ چنانچہ ان میں سے کئی عیسائی جرنیلوں نے اپنے سپاہیوں کو خفیہ حکم دے کر کئی مسجدوں کو شہید کروا دیا۔ مسلمانوں میں خم و غصہ کی شدید لہر دوڑ گئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رچرڈ اور دوسرے عیسائی جرنیلوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ یورپ کے بعض متعصب عیسائی راہب بھی رچرڈ کے ساتھ ہی یروشلم میں داخل ہوئے تھے۔ عیسائی راہب کسی سے نفرت نہیں کیا کرتے۔ وہ دوسرے مذہب کا بھی احترام کرتے ہیں۔ مگر یہ عیسائی راہب بڑے تنگ نظر تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی یروشلم کے محکوم مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا اور ناگ یروشلم میں ہی تھے اور یہ سب کچھ اپنی
آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اب ایسا ہوا کہ جرمنی کے
ایک عیسائی جرنیل نے جو مسلمانوں کا دشمن تھا سازباز
کر کے قید میں پڑے ہوئے مسلمان گورنر کو قتل کروا دیا
اور اس کے بیوی بچوں کو اغوا کر کے شہر سے باہر ایک
خفیہ جگہ پر پہنچا دیا۔ بعد میں یہ مشہور کروا دیا کہ مسلمان
گورنر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ فرار ہونے کی کوشش میں
ہلاک ہو گیا اور اس کی بیوی بچے بھاگ نکلنے میں کامیاب
ہو گئے ہیں۔ رچرڈ کو بڑا افسوس ہوا۔ اس نے فوراً
گورنر کی بیوی بچوں کو تلاش کرنے کا حکم دے دیا
جرمن جرنیل اصل میں مسلمان گورنر کی بیوی سے شادی
کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اسے شہر سے باہر
ایک پرانے اور بے آباد قلعے میں اپنی فوج کے ایک
حفاظتی دستے کے ساتھ قید کر دیا تھا۔ مسلمان گورنر
کی بیوی کا نام جلالہ تھا۔ اس کے دو کم عمر بچے بھی
اس کے ساتھ تھے۔ جب ماریا کو مسلمان گورنر کے
قتل کی خبر ملی تو۔

اس نے ناگ سے کہا:

"ناگ: میں خود عیسائی ہوں مگر اس جرمن

عیسائی جرنیل نے جو حرکت کی ہے اس پر مجھے
بہت دکھ ہوا ہے۔"

ناگ نے جواب دیا:

"ماریا! دنیا کا کوئی بھی مذہب اس قسم
کی حرکت کی اجازت نہیں دیتا۔ اس عیسائی
جرنیل نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کا ذاتی فعل
ہے مذہب کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔"

ماریا بولی:

"لیکن اب میرا فرض بن گیا ہے کہ میں اس
مسلمان شہزادی جلالہ کا سراغ لگا کر اسے
عیسائی جرنیل کے ظلم سے نجات دلاؤں۔"

ناگ نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

ناگ اور ماریا نے جب یہ طے کر لیا کہ مسلمان
قیدی شہزادی جلالہ اور اس کے بچوں کو عیسائی
جرنیل کی قید سے آزاد کروانا ہے تو ناگ نے مشورہ
دیا کہ ہمیں اس عیسائی جرنیل کا پیچھا کرنا ہوگا۔ وہ
کسی نہ کسی وقت اس خفیہ جگہ پر ضرور جائے گا۔
جہاں اس نے شہزادی کو قید میں ڈال رکھا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا اور ناک عیسائی جرنیل کے ساتھ ساتھ رہنے لگے۔ ناگ ابھی تک سانپ کی شکل میں ماریا کی کلائی کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔ اور اس وجہ سے کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔

اسی رات عیسائی جرنیل نے کالا لبادہ اوڑھا اور اپنے محل کے عقبی دروازے سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر کے دروازے کی طرف چلا۔

ماریا اور ناگ اس کے ساتھ ساتھ تھے۔ شہر سے نکلنے کے بعد جرنیل نے صحرا کا رُخ کر لیا۔ رات گہری ہو رہی تھی۔ ستارے آسمان پر چمک رہے تھے۔ صحرا میں ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ صحرا میں کافی دور تک گھوڑا دوڑانے کے بعد عیسائی جرنیل ایک بہت بڑے ٹیلے کے عقب سے ہو کر میدان میں آیا تو ماریا نے دیکھا کہ دور ایک پرانے قلعے کی دیوار نظر آ رہی ہے۔ جرنیل پرانے قلعے کے دروازے پر پہنچا تو پہرے دار نے فوراً سلام کر کے دروازہ کھول دیا۔ دو سپاہیوں نے آگے بڑھ کر عیسائی جرنیل کے گھوڑے کو تھام لیا۔ جرنیل گھوڑے سے اتر کر قلعے کے دالان میں داخل ہو گیا۔ وہاں ایک جگہ زینہ نیچے تہ خانے کو جاتا تھا۔ اس زینے سے اترا تو

آگے ایک تہ خانہ تھا۔ جہاں ایک سیاہ لباس والی خوبصورت عورت اپنے دو کم عمر بچوں کو سینے سے لگائے خاموش بیٹھی تھی۔ طاق میں شمع جل رہی تھی۔ ماریا اور ناگ نے دیکھا کہ شمع کی روشنی میں عورت کے خوبصورت چہرے پر شاہانہ وقار اور رعب تھا۔ اگرچہ وہ قید میں تھی مگر اس کا شاہی وقار اور رعب اب بھی اس کے چہرے سے نمایاں تھا۔ یہی یروشلم کے گورنر کی بیوی تھی عیسائی جرنیل کو دیکھ کر اس کے چہرے پر بل پڑ گیا اور اس نے کہا:

"کیا تمہارا مذہب تمہیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ ایک مجبور عورت پر ظلم کرو؟"

عیسائی جرنیل نے غصّے میں آ کر سلمان گورنر کی بیوی جلالہ کے منہ پر زور سے طمانچہ مار دیا۔ اس کے بچے رونے لگے۔ شہزادی جلالہ نے منہ دوسری طرف کر کے سر جھکا لیا۔

عیسائی جرنیل نے غصیلی آواز میں کہا:

"تم ہماری غلام ہو۔ کنیز ہو اور ہم جو چاہے تم سے سلوک کر سکتے ہیں۔ پھر بھی میں نے تمہیں اتنی رعائت دی ہے کہ میں تم سے شادی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں کل کے دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر کل شام کو تم نے میرے ساتھ شادی کرنے پر رضامندی ظاہر نہ کی تو میں تمہیں اور تمہارے بچوں کو قتل کروا دوں گا۔"

یہ کہہ کر عیسائی جرنیل غصّے میں چیختا چلّاتا ہوا اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تہہ خانے میں دردناک خاموشی چھا گئی شہزادی جلالہ نے بچوں کو چپ کرا دیا تھا اور اب انہیں تھپک تھپک کر سلا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے۔ ماریا ناگ کو ساتھ لے کر زینے کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی۔ اوپر فوجی دستہ پہرہ دے رہا تھا۔ یہ کل چار سپاہی تھے۔ آٹھ سپاہی قلعے کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا ایک طرف چلی گئی اور ناگ کو کہنے لگی۔

"ناگ! میں جو کہتی ہوں کہ پہلے تم چل کر شہزادی سے بات کرو۔ اسے اطمینان دلاؤ کہ تم اسے یہاں سے نکال کر لے جاؤ گے۔ یہ بھی اسے بتا دینا کہ تمہارے ساتھ ایک رُوح کی مدد بھی ہے۔ تاکہ شہزادی جلالہ کو میرے بات کرنے پر حیرت نہ ہو۔ میرا خیال ہے تم ساری بات

مجھ سے سمجھ گئے۔

ناگ نے کہا:

"میں سمجھ گیا ہوں۔ چلو تہہ خانے کی سیڑھیوں میں چلو۔ میں اسی جگہ انسانی شکل میں آؤں گا۔"

ماریا باہر پہرے پر کھڑے چاروں سپاہیوں کے درمیان سے ہوتی ہوئی تہہ خانے کی اندھیری سیڑھیوں میں آ گئی۔ یہاں آتے ہی ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ زینہ اتر کر تہہ خانے میں آ گیا۔ شہزادی جلالہ کے بچے سو گئے تھے۔ جلالہ نے چہرہ گھما کر دیکھا تو اسے ایک نوجوان عام لباس میں موجود دکھائی دیا۔ اس نے نفرت سے منہ دوسری طرف کر لیا اور آہستہ سے بولی:

"میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔

چلے جاؤ یہاں سے۔"

شہزادی جلالہ یہ سمجھی کہ ناگ قلعے کا آدمی ہے۔ اور اس سے کھانے کا پوچھنے آیا ہے۔ ناگ قریب آ کر زمین پر بیٹھ گیا۔

اور آہستہ سے بولا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"شہزادی صاحبہ!
پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اونچی آواز میں بالکل بات نہ کریں۔ اگر اوپر پہرے داروں نے ہماری بات سن لی تو سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔"
اب شہزادی جلالہ نے ناگ کی طرف غور دیکھا۔
اور بولی!
"کون سا منصوبہ؟
تم کون ہو؟"
ناگ دھیمی آواز میں بولا!
"خدا کے لئے اسی سے بھی دھیمی آواز میں بولیں۔ میں کون ہوں۔ کہاں سے آیا ہوں۔ یہ باتیں بعد میں ہوں گی۔ میں آپ کو یہاں سے آزاد کرانے آیا ہوں۔"
شہزادی جلالہ ایک لمحے کے لئے ناگ کی شکل تکتے ہوئے خاموش ہو گئی۔
پھر دھیمی آواز میں بولی!
"تم مجھے کیوں آزاد کروا رہے ہو؟"
ناگ نے کہا!

"یوں سمجھ لیجئے کہ میں انسان ہوں اور آپ کے گورنر خاوند کا وفادار ہوں۔"
شہزادی جلالہ نے کہا!
"مگر تم اکیلے اور ننھے بچے اور میرے بچوں کو اس جہنم سے کیسے نکالو گے۔ باہر تو زبردست پہرہ لگا ہوا ہے۔"
ناگ نے کہا!
"یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں اوپر جا کر آپ کے فرار کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ سب تیار ہو جائیں۔"
اچانک اوپر سے سپاہی کی آواز آئی۔
"کون ہے نیچے!"
اور پھر کوئی بھاری قدموں سے زینہ اترنے لگا۔
شہزادی جلالہ کا رنگ اڑ گیا۔ دل میں افسوس کرنے لگی۔ کہ اس نوجوان نے خواہ مخواہ اپنی جان گنوائی۔ اسے یقین تھا کہ سپاہی آ کر ناگ کو پکڑ لیں گے۔ اور باہر لے جا کر اس کا سر تن سے جدا کر دیں گے۔
لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ جو نوجوان اس کے پاس بیٹھا ہے وہ کس قدر ناقابلِ یقین طاقت کا مالک ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہی کے قدموں کی آواز اب بالکل قریب آگئی تھی۔
خاک تیزی سے ایک طرف کونے میں ہوگیا۔

○

زہریلی سوئی

شہزادی جلالہ نے گھبرا کر کونے میں دیکھا۔
وہ نوجوان جو ابھی اس کے پاس بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ اب کونے میں نہیں تھا۔ وہ کچھ خوف زدہ سی ہو گئی۔ اتنے میں پہرے دار سپاہی تہہ خانے میں آگیا۔
اور گرج کر بولا:
"تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟"
شہزادی جلالہ نے جھنجھلا کر کہا۔
"یہاں میرے سوا اور کون ہے جس سے میں باتیں کر سکتی ہوں۔ کیا تمہیں یہاں کوئی دوسرا آدمی نظر آرہا ہے؟"
پہرے دار سپاہی نے تہہ خانے میں چاروں طرف دیکھا۔ شمع کی روشنی میں تہہ خانہ بالکل خالی نظر آرہا تھا۔ سوائے اس کے اور شہزادی جلالہ اور اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچوں کے اور کوئی نہیں تھا۔

سپاہی نے کہا!

"تو پھر تمہاری آواز کیوں آرہی تھی؟"

شہزادی نے کہا:

"میں اپنے بچوں کو لوری سنا رہی تھی۔"

سپاہی نے غصے میں کہا:

"خبردار! جو اب لوری سنائی۔

خاموشی سے سو جاؤ۔"

یہ کہہ کر سپاہی بھاری قدم اٹھاتا زینہ چڑھنے لگا۔ جب اس کے قدموں کی آواز اوپر جاکر غائب ہو گئی تو ناگ جو سانپ بن کر کونے میں ایک جگہ دیوار سے چپٹ گیا تھا۔ فوراً انسانی شکل میں آگیا۔ شہزادی جمالہ کو اپنی آنکھوں پہ اعتبار نہیں آرہا تھا۔

اس نے کہا:

"کیا تم کوئی جادوگر ہو؟ میں نے ایسا جادو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم کیسے غائب ہو گئے؟"

اب شہزادی نے بہت ہی دھیمی آواز میں بولنا شروع کیا۔ ناگ نے قریب آکر کہا:

"ہاں شہزادی جمالہ!

تم مجھے جادوگر ہی سمجھو۔ میرے پاس ایسا جادو ہے کہ میں غائب ہو جاتا ہوں۔ اسی وجہ سے میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ مجھے یہ بتاؤ شہزادی تم یہاں سے فرار ہو کر کس ملک میں جانا پسند کرو گی؟"

شہزادی جمالہ نے آہستہ سے کہا:

"ملک مصر میں۔ وہاں میری والدہ رہتی ہیں۔"

ناگ اٹھ کھڑا ہوا اور بولا:

"میں تھوڑی دیر میں آؤں گا۔"

ناگ زینے میں آگیا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ زینے میں آتے ہی ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی۔ ماریا نے اسے اپنی کلائی پر لپیٹا اور قید خانے سے نکل کر قلعے کی چھت پر آگیا۔ یہاں کوئی سپاہی یا پہرے دار نہیں تھا۔

ماریا نے کہا:

"اچھا کیا جو تم نے شہزادی کو میرا نہیں بتایا۔"

ناگ بولا:

"اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ کم بخت اچانک سپاہی کے آجانے کی وجہ سے مجھے سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بن کر دیوار سے چمٹ جانا پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے میرا بھید کھل گیا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔"

ماریا بولی!

"اچھا کیا!

اب بتاؤ شہزادی کو یہاں سے کیسے نکالا جائے۔"

ناگ نے کہا!

"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ اس وقت یہاں صرف بارہ عدد سپاہی ہیں۔ چار تہہ خانے کے باہر پہرہ دے رہے ہیں اور آٹھ سپاہی قلعے کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ بس ہمیں ان سے ہی چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔"

ماریا نے کہا!

"کیا ہم انہیں ہلاک کر ڈالیں؟"

ناگ بولا!

"انہیں بے قصور ہلاک کرنا ظلم ہوگا۔ میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں۔ میں سانپ بن کر ان کو ڈستا ہوں اور ان کے جسموں میں صرف اتنا ہی زہر داخل کروں گا جس سے یہ کچھ وقت

کے لئے بے ہوش ہو جائیں۔ اتنی دیر میں ہم شہزادی کو لے کر یہاں سے نکل جائیں گے۔ اب یہ بتاؤ کہ یہاں سے مصر کو راستہ کدھر سے جاتا ہے۔"

ماریا نے کہا!

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں اس صحرائی علاقے سے پوری طرح واقف ہوں۔ چلو نیچے چل کر تم اپنا کام شروع کرو۔"

ماریا اور ناگ قلعے کی چھت سے نیچے آ گئے۔ قلعے کے دروازے پر اندر کی طرف مشعل روشن تھی۔ جس کی روشنی دالان سے ہوتی ہوئی وہاں تک آ رہی تھی۔ یہاں تہہ خانے کو زینہ جاتا تھا۔ یہاں زینے کے باہر چار سپاہی اس طرح پہرہ دے رہے تھے کہ دو سپاہی پتھروں کے بنچ پر بیٹھے تھے اور دو نیزے لئے ٹہل رہے تھے۔ ناگ نے نیچے آتے ہی سانپ کی شکل بدل لی۔ رات کے اندھیرے میں اس کا کام کوئی مشکل نہیں تھا۔ اس نے سب سے پہلے بنچ پر بیٹھے ہوئے سپاہی کو پاؤں پر ڈسا۔ سپاہی کو ایسے لگا جیسے پاؤں کے اوپر ٹخنے کے پاس کوئی کانٹا چبھ گیا ہو۔ وہ جھک کر اپنے پاؤں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ مگر ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا زہر بڑا کاری تھا۔ یہ صرف بے ہوش کرنے والا ہی زہر تھا۔ سپاہی دھڑام سے زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

اتنی دیر میں دوسرے سپاہی کو بھی ناگ نے ڈس دیا۔ دونوں بے ہوش ہو کر گر پڑے تو تیسرے نے شور مچا دیا۔ کہ کوئی سانپ آگیا ہے۔ قلعے کے دروازے پر جو سپاہی کھڑے تھے۔ وہ ادھر کو دوڑے۔ ناگ نے باقی دو سپاہیوں کو بھی ڈس دیا۔ اب باقی آٹھ سپاہی رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک سپاہی نے سانپ کو دیکھ لیا اور اس پر تلوار ماری۔ ناگ اگر اچھل کر دوسری طرف نہ ہو جاتا تو تلوار نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے ہوتے۔ ماریا نے جب یہ عالم دیکھا تو لپک کر دو سپاہیوں کو گردنوں سے دبوچ کر ایک دوسرے سے اس طرح ٹکرایا کہ دونوں کے سر کھل گئے اور وہ زخمی ہو کر ڈھیر ہو گئے۔ باقی سپاہیوں کو بھی ناگ اور ماریا نے مل کر بے ہوش کر کے زمین پر ڈال دیا۔ پھر ناگ انسانی شکل میں نیچے گیا اور شہزادی جلالہ اور اس کے بچوں کو باہر نکال لایا۔ ملحقے میں گھوڑے اور ایک بگھی موجود تھی۔ ناگ نے شہزادی اور اس کے بچوں کو بگھی میں سوار کرایا۔ آگے دو گھوڑے جوتے اور بگھی پر بیٹھ

کر گھوڑوں کو ایسا ہنٹر مارا کہ وہ قلعے کے دروازے سے نکلتے ہی سرپٹ دوڑنے لگے۔

ماریا ناگ کے پاس ہی بگھی پر بیٹھی تھی۔ گھوڑے صحرائی میدان میں برق رفتاری سے بھاگے جا رہے تھے۔ ماریا نے ناگ کو راستہ بتا دیا تھا۔ رات کے پچھلے پہر تک بگھی صحرا میں بھاگتی رہی۔ پو پھٹنے لگی تو بگھی شام کے صحراؤں سے نکل کر مصر کے میدانوں میں داخل ہو گئی۔ جب صبح کی سفیدی چاروں طرف نمودار ہوئی تو ناگ کو دور اہرام مصر نظر آئے بگھی مصر کی سرحد میں داخل ہو گئی۔ یہاں جگہ جگہ فوج کی چوکیاں بنی ہوئی تھیں۔ کیونکہ صلیبی جنگ شروع ہو چکی تھی اور یروشلم پر قبضے کے بعد خطرہ تھا کہ عیسائی فوجیں مصر پر بھی حملہ کر دیں گی۔ مصری سپاہیوں نے بگھی کو روک لیا۔ ناگ نے اتر کر انہیں بتایا کہ بگھی میں یروشلم کے مسلمان گورنر کی بیوی شہزادی جلالہ اور اس کے بچے سوار ہیں۔ جنہیں بڑی مشکل سے وہاں سے لایا گیا ہے۔ مسلمان مصری سپاہی ادب سے سلام کر کے پیچھے ہٹ گئے۔ پھر چوکی کا محافظ ناگ کے ساتھ بگھی میں بیٹھ گیا اور بگھی کو شاہی محل کی طرف لے کر چلا۔ شاہی محل میں فوج کے سالار نے ناگ سے ملاقات کرنے کے بعد شہزادی جلالہ اور اس کے بچوں کو بڑے احترام کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محل میں پہنچا دیا۔ سلطان مصری سالار نے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور کہا:

"تم بہادر نوجوان ہو ہمیں تم سے یروشلم اور رچرڈ کی فوجوں کے بارے میں بہت سی اہم معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ابھی تم آرام کرو۔ انشاءاللہ دوپہر کے کھانے پر تم سے باتیں ہوں گی۔"

اس وقت مصری سلطان سپہ سالار کے پاس اس کا ایک نوکر بھی کھڑا تھا جو عیسائی جاسوس تھا۔ اس کا اصل نام پیٹر تھا مگر مسلمان نام عبدل کے نام سے سپہ سالار کے پاس ملازم ہو گیا تھا۔ اور اپنا اعتماد بحال کئے ہوئے تھا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ ناگ نام کا ایک نوجوان یروشلم سے شہزادی جولا اور اس کے بچوں کو بچا کر مصر لے آیا ہے اور دوپہر کو ناگ یروشلم کے بارے میں خوبی معلومات بھی دینے والا ہے تو اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ عیسائی جاسوس تھا اور اس کی ساری وفاداریاں عیسائی صلیبی فوجوں کے ساتھ تھیں۔ مصر میں ہی اس کا ایک ساتھی جاسوس بھی موجود تھا جو قاہرہ کے ایک بازار میں شیشے کے برتن فروخت کرتا تھا۔ وہ بھی ایک مسلمان بن کر وہاں دکانداری کرتا تھا۔ عیسائی جاسوس پیٹر موقع ملتے ہی سپہ سالار کے محل

سے نکل کر سیدھا قاہرہ کے بازار میں اپنے ساتھی عیسائی جاسوس کی دکان پر پہنچا۔ اسے ساری بات بیان کی اور کہا:

"ناگ ایک نوجوان مسلمان ہے اور وہ یروشلم سے آیا ہے۔ وہ شاہی محل میں بھی جاتا رہا ہے وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے سپہ سالار کو عیسائی فوجوں کی پوری نقل و حرکت کے بارے میں بتا دے گا۔ اور عیسائی فوجوں کا بہت سخت نقصان ہو گا۔"

جاسوس ڈیوس نے کہا:

"فوراً پتہ کرو کہ یہ ناگ کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔"

جاسوس پیٹر نے کہا:

"وہ شاہی مہمان خانے میں ٹھہرا ہوا ہے۔"

اور پھر جاسوس پیٹر نے اپنے ساتھی جاسوس ڈیوس کو شاہی مہمان خانے کا وہ کمرہ بھی بتا دیا جہاں ناگ ٹھہرا ہوا تھا اور جس کے اندر ایک خفیہ راستہ بھی جاتا تھا۔

جاسوس پیٹر نے کہا:

"ناگ ابھی اس کمرے میں آرام کر رہا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگر تم ابھی وہاں آنا چاہو تو خفیہ راستہ تمہیں کھلا ہوا ملے گا۔"

ڈیوس جاسوس نے کہا:

"پیٹر یہ کام میں اکیلا نہیں کر سکتا۔ تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا۔ اور اصل کام تم ہی کرو گے۔"

پھر دونوں سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور بہت جلد ہی انہوں نے ایک منصوبہ تیار کر لیا اور ڈیوس جاسوس نے اپنے ساتھی پیٹر کو ایک باریک سوئی دی جو ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔ یہ دسویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔ سائنس کے میدان میں پہلے کے مقابلے میں کافی ترقی ہو چکی تھی۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے دور حکومت میں بہت ہی ایجادات ہو چکی تھیں۔

عیسائی جاسوس ڈیوس نے پیٹر سے کہا:

"یہ سوئی زہر میں بجھی ہوئی ہے۔ تمہیں ناگ کے پاس جا کر کسی طرح اس سوئی کو اس کے جسم میں ہی داخل کرنا ہوگا۔ بس اس کے فوراً بعد وہ مر جائے گا۔ اس کا زہر بہت ہی مہلک ہے اس کے بعد میں بھی کمرے میں آ جاؤں گا اور پھر ہم ناگ کی لاش کو ٹھکانے لگا دیں گے۔"

جاسوس پیٹر نے کہا:

"ناگ کی لاش کو ٹھکانے لگانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے کمرے میں ہی پڑی رہنے دیں گے۔"

جاسوس ڈیوس بولا:

"تم ابھی نادان ہو۔ ناگ زہر سے ہلاک ہوگا شاہی حکیم کو فوراً پتہ چل جائے گا کہ شاہ مہمان کو زہر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے تم پر ہی شک ہوگا۔ کیونکہ تم اس کی خدمت پر مامور کیے گئے ہو۔ لاش غائب ہو گئی تو یہ سمجھ لیا جائے گا کہ ناگ اپنے طور پر کہیں چلا گیا ہے اب زہریلی سوئی لے کر فوراً جاؤ اور ہمارے دشمن کو ٹھکانے لگا دو۔ اس سے پہلے کہ وہ ہماری فوجوں کے بارے میں سلطان کے سپہ سالار کو اہم معلومات مہیا کرے۔ میں تمہیں تھوڑی دیر میں خفیہ دروازے پر ملوں گا۔"

جاسوس پیٹر عیسائی ساتھی جاسوس ڈیوس کی دکان سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل کر محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے کے دس منٹ بعد ڈیوس بھی دکان کے عقبی دروازے سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا اور شاہی مہمان خانے کے خفیہ دروازے کی طرف چل پڑا وہ اس خفیہ دروازے کو اچھی طرح جانتا تھا۔ پیٹر جاسوس کے جاتے ہی اس دروازے کو اندر سے کھول دیا تھا۔ جاسوس ڈیوس خفیہ دروازے سے تھوڑی دور زیتون کی جھاڑیوں میں گھوڑے سے اتر پڑا۔ گھوڑے کو اس نے وہیں باندھا اور جھاڑیوں کی اوٹ میں آگے بڑھتا خفیہ دروازے میں داخل ہو گیا یہ ایک سرنگ تھی جو سیدھی شاہی مہمان خانے کے اس کمرے میں جاتی تھی جہاں ناگ رہتا تھا۔

دوسری طرف جاسوس پیٹر زہریلی سوئی جیب میں رکھ سیدھا ناگ کے کمرے میں آ گیا۔ اس نے ہاتھ میں طشت تھام رکھا تھا۔ جس میں دریائے نیل کے ٹھنڈے کنول کا شربت تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت ملوبا کمرے میں نہیں تھی۔ وہ شاہی محل میں شہزادی جلالہ کی خیریت معلوم کرنے گئی ہوئی تھی۔ کمرے میں ناگ اکیلا تھا اور پلنگ پر لیٹا عنبر اور کیٹی تھیوسا ناگ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کہ وہ کس حال میں ہوں گے۔ پیٹر جاسوس نے اندر

آ کر مسلمانوں کی طرح ادب سے سلام کیا اور بولا:

"سالار اعظم نے آپ کے لئے یہ خاص کنول کا شربت بھیجا ہے۔ نوش فرمایئے حضور!"

ناگ نے پلنگ سے اٹھتے ہوئے کہا!

"اسے میز پر رکھ دو ہم تھوڑی دیر بعد پئیں گے"

ناگ شربت نہیں پینا چاہتا تھا نہ جانے اس میں کوئی دوا ہی ملی ہو۔ جاسوس پیٹر نے طشت میز پر رکھ دیا اور پلنگ کے سرہانے ٹھیک کرنے کے بہانے ناگ کے پیچھے کی جانب آ گیا۔ بس اس کے لئے اتنی مہلت ہی کافی تھی۔ زہریلی سوئی پیٹر نے پہلے ہی سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ جونہی وہ ناگ کے پیچھے آیا اس نے پھرتی سے سوئی ناگ کی گردن میں چبھو دی۔ ناگ نے تڑپ کے پیچھے دیکھا مگر زہر اپنا کام کر چکا تھا۔

ناگ کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس کی آواز بند ہو گئی۔ جسم ٹھنڈا ہو گیا اور وہ پلنگ پر لڑھک گیا فوراً خفیہ دروازے میں سے جاسوس ڈیوس نکلا اور بولا!

"لاش کو لے کر پیچھے سرنگ میں آ جاؤ"

دونوں ناگ کی لاش کو سرنگ میں سے نکال کر باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیتون کی جھاڑیوں میں آگئے۔ لاش کو ایک بوری میں بند کیا۔ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر سے دور ابوالہول کے عقب میں جو ویران پرانا قبرستان بنا ہوا تھا وہاں ایک جگہ۔ نیلی زمین کو کھودا اور ناگ کی لاش کو قبر میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال دی اور قبر بند کر دی قبر کے اوپر ایک پرانی قبر کا کتبہ اتار کر لگا دیا۔ جس پر لکھا تھا۔

"یہاں فرعون کا باورچی دفن ہے"

جاسوس پیٹر اور ڈیوس جب یہ کام کر چکے تو گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس چل پڑے۔

جب ماریا واپس ناگ کے کمرے میں آئی تو دیکھا کہ ناگ وہاں موجود نہیں ہے۔ کمرے سے نکل کر باہر باغ میں دیکھا۔ ناگ وہاں بھی نہیں تھا۔ واپس کمرے میں آئی ایک بار پھر ناگ کو تلاش کیا۔ ناگ غائب تھا۔ اچانک ماریا نے محسوس کیا کہ ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی۔ اب تو ماریا بہت پریشان ہوئی۔ ناگ کہاں چلا گیا! ماریا نے قاہرہ کے سارے شہر میں ناگ کی تلاش شروع کر دی وہ پرانے اہرام کی طرف بھی گئی۔ یہ وہ اہرام تھے جن کو ناگ عنبر نے ماریا کے ساتھ تعمیر ہوتے دیکھا تھا۔ اب وہ آثار قدیمہ میں شامل تھے۔ یہاں بھی ناگ کہیں نہ ملا۔ اس کی خوشبو

کی۔ چونکہ ان سب کا تعلق قدیم مصر کے اہرام سے بڑا گہرا تھا۔ اس لئے ماریا کو امید تھی کہ وہاں ناگ کا کچھ نہ کچھ سراغ ضرور مل جائے گا۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۵۲

مجھے کاٹو ناگ

پڑھیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ کی ماریہ کیتھی اور خلائی مخلوق

مجھے کاٹو ناک!
۱۵۲
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

مجھے کاٹو ناگ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

بار اوّل : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴، بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

ترتیب

- مقبرے کی آواز
- مجھے کاٹو ناگ
- مردہ قبر سے باہر
- سیاہ پوش نادیا
- صحرا میں اتر جاؤ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKS

مقبرے کی آواز

ماریا ناگ عنبر اور کیٹی تھیو سانگ کئی بار ان اہراموں میں
جا چکے تھے۔ عنبر تو پیدا ہی ان اہراموں والے شہر میں ہوا تھا۔
ماریا نے تینوں اہراموں کے ارد گرد فضا میں دو تین چکر لگائے
وہ ناگ کی خوشبو لینا چاہتی تھی۔ جو اسے کہیں بھی محسوس نہ ہوئی۔
اب وہ پہلے اہرام میں داخل ہو گئی۔ یہ اہرام مصر کے اس
بادشاہ یعنی اس خاص فرعون کا تھا۔ جس نے پہلی بار اہرام تعمیر
کرایا تھا۔ اس کے اندر اس فرعون کی ممی بھی سونے چاندی
کے برتنوں اور جواہرات کے ساتھ دفن تھی۔ یہ تینوں اہرام
اتنے بڑے تھے اور ان کی بنیادیں زمین کے اندر اتنی گہرائی تک
چلی گئی تھیں کہ کوئی بڑے سے بڑا چور بھی اس میں سرنگ بنا
کر اندر نہیں جا سکتا تھا۔ چوروں نے صرف چھوٹے اہراموں میں
[illegible] مار کی تھی۔ ماریا نے اس پہلے ہرم کو اندر جا کر
[illegible] طرف سے پھر کر دیکھا۔ دوستو! یہاں ایک بات نوٹ
[illegible] کا مطلب ایسے مینار جیسا ہے جو کوئی ہوں اور

یہ ہرم کی جمع ہے۔ ماریا دوسرے ہرم میں آ گئی۔ یہاں بھی نہ
تو ناگ کی خوشبو تھی اور نہ ہی وہ کہیں نظر آیا۔ ماریا تیسرے
ہرم میں داخل ہوئی تو اسے ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی۔
یہ خوشبو اس نے کبھی عنبر کے ساتھ فرعون کی بیگمات کے محل
میں سونگھی تھی۔ قدیم مصر کے عطریات اس زمانے میں ساری
دنیا میں مشہور تھے۔ قدیم مصری عطار کنول اور دوسرے
پھولوں سے ایسا حسین اور خوشبودار عطر کھینچتے تھے کہ
جس کی خوشبو کپڑوں کے بار بار دھلنے کے باوجود باقی رہتی
تھی۔ یہ عطر ساری دنیا میں پسند کیے جاتے تھے۔

ماریا نے اس قسم کے عطر کی دھیمی سی خوشبو محسوس کی۔
ہرم میں اندھیر گھپ تھا۔ کہیں باہر سے اندر روشنی آنے کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ مگر ماریا کو اندھیرے میں بھی ہر
شے نظر آ رہی تھی۔ وہ فرعون کے مقبرے سے ابھی دور تھی
اور اس تاریک راہ داری پر سے گزر رہی تھی جہاں سے فرعون
کے تابوت کو غلام اور کنیزیں اٹھا کر مقبرے کے اندر لے گئی تھیں
خوشبو اس راہ داری میں بھی پھیلی ہوئی تھی۔ آگے جا کر راہ داری
بند ہو گئی۔ سامنے دیوار آ گئی۔ جو پتھر کے بہت بڑے
بڑے ٹکڑوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔ ماریا نے محسوس کیا کہ
خوشبو دیوار کی دوسری جانب سے آ رہی ہے۔ وہ موٹی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاری دیوار میں سے گزر کر دوسری طرف چلی گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ دوسری جانب ایک دالان ہے جس کی چھت چار سفید پتھر کے ستونوں پر کھڑی ہے۔ دالان کے وسط میں ایک قبر بنی تھی جس کے اوپر سونے کا تابوت رکھا ہوا تھا۔ تابوت بند تھا اور ڈھکن کے اوپر ایک طرف کسی ملکہ کا سر بنا ہوا تھا۔ ماریا نے ریت پر کچھ انسانی پاؤں کے نشان دیکھے۔ یہ ان لوگوں کے پاؤں کے نشان تھے جو ملکہ کے تابوت کو حرم میں دفن کرنے لائے تھے۔ تابوت کے آس پاس ریت پر ماریا نے انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے ادھر ادھر بکھرے پڑے دیکھے۔ یہ ان غلاموں اور کنیزوں کے ڈھانچے تھے جو وہاں حرم بند ہو جانے کے بعد دم گھٹ کر مر گئے تھے۔ خوشبو ایک ستون کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ جہاں ماریا کو کسی کے آہستہ سے آہ بھرنے کی آواز بھی سنائی دی۔

ماریا حیران رہ گئی۔ ہزاروں سال سے بند اس حرم میں کون تھا جس نے آہ بھری تھی۔ ماریا لپک کر ستون کے پیچھے آئی تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ ریت پر ایک سیاہ فام حبشی ستون سے ٹیک لگائے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اس کا رنگ حبشی عورتوں ایسا تھا۔ وہ ایک نوجوان حبشی لڑکی تھی جس کے بال گھنگھریالے سیاہ تھے۔ لباس کنیزوں ایسا تھا اور کانوں میں زمرد کے بندے تھے۔ اس کنیز کو ماریا کی موجودگی کا بالکل احساس نہ ہوا جس سے ماریا سمجھ گئی کہ یہ کوئی روح یا بدروح نہیں ہے۔ ماریا نے آہستہ سے کنیز کے قریب جا کر کہا۔

"تم کون ہو؟"

حبشی کنیز نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں وحشت اور دہشت تھی۔ اس نے گھبرا کر کہا۔

"کیا تم ملکہ کی روح ہو؟"

ماریا نے جلدی سے کہا۔

"نہیں۔ میں کسی ملکہ یا کنیز کی روح نہیں ہوں۔ میرا نام ماریا ہے۔ میں ایک طلسم کی وجہ سے کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن تم اس چاروں طرف سے بند حرم میں کیسے زندہ ہو؟ یہاں تو ہزاروں برس سے تازہ ہوا نہیں آ رہی۔"

حبشی کنیز نے کہا۔

"میں تم پر اعتبار کرتی ہوں۔ مگر میں جو کچھ کہوں گی تمہیں اس پر یقین نہیں آئے گا۔"

ماریا نے پوچھا۔

"تم کہو تو سہی۔ کیا تمہیں کسی ڈاکو نے سرنگ کھودنے کے بعد یہاں قید کر رکھا ہے؟ مگر مجھے تو یہاں کوئی سرنگ نظر نہیں آ رہی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKS

حبشی کنیز نے آہ بھر کر کہا۔
"میرا نام سنالی ہے۔ میں اس ملکہ کی کنیز تھی جو اس قبر میں دفن ہے۔"
ماریا تو حبشن کنیز کا منہ تکتے رہ گئی۔
"تمہارا مطلب ہے کہ تم پانچ ہزار برس سے یہاں زندہ ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"
کنیز سنالی نے کہا۔
"یقین کرو کہ میں پانچ ہزار برس سے زندہ چلی آ رہی ہوں۔ اور پانچ ہزار سال کے بعد آج پہلی بار کسی عورت سے گفتگو کر رہی ہوں۔"
ماریا نے تعجب سے کہا۔
"مگر تمہارے ساتھ جو غلام اور دوسری کنیزیں اس مقبرے میں آئی تھیں ان کی تو ہڈیاں چاروں طرف بکھری پڑی ہیں۔ پھر تم کس طرح زندہ رہیں؟"
سنالی کنیز نے گہرا سانس لیا اور بولی۔
"ماریا بہن! میں فرعون مصر کے دربار میں ملازم ایک محافظ سپاہی سے پیار کرتی تھیں۔ اور ہم نے ایک دوسرے سے شادی بھی کر لی تھی۔ یہ شادی ہم نے چھپا کر کی تھی۔ جب ملکہ کا انتقال ہوا تو جن کنیزوں اور غلاموں کو ملکہ کے ساتھ مقبرے میں دفن کیا جانا تھا۔ ان میں میرا نام بھی آ گیا کیونکہ میں ملکہ کی خاص کنیز تھی۔ اس وقت دوسرے غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ مجھے بھی گرفتار کر کے کال کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ کہیں ہم میں سے کوئی اپنی جان بچانے کے لیے فرار نہ ہو جائے۔ میں اپنے خاوند سے جدا ہو گئی۔ مجھے اس کا بے حد دکھ تھا۔ اب مجھے موت کے منہ سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔ ملکہ کی لاش کو مردہ خانے میں حنوط کیا جا رہا تھا۔ اس کو دفن کرنے میں ابھی ایک ہفتہ باقی تھا۔ میری کوٹھڑی کے باہر بھی سخت پہرہ لگا تھا۔ میرا خاوند مجھے کسی صورت میں بھی نہیں مل سکتا تھا۔ آخر وہ دن آ گیا جب مجھے بھی دوسری کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ مقبرے میں زندہ دفن کے لیے لے جانا تھا۔ ملکہ کا جنازہ صبح کے وقت جانے والا تھا کہ آدھی رات کو میری کوٹھڑی کے پہرے دار نے ایک چھوٹی سی پوٹلی میری طرف پھینکی اور کہا۔ یہ تمہارے خاوند نے تمہارے لیے بھجوائی ہے۔ میں نے جلدی سے پوٹلی کو کھولا۔ اس میں نیلے رنگ کی ایک چھوٹی سی شیشی اور ایک رقعہ تھا۔ میں نے رقعہ پڑھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس میں میرے خاوند نے لکھا تھا۔ پیاری شمالی!
شیشی میں ایک خاص عرق ہے جو میں نے کاتک کے
ایک حکیم سے لیا ہے۔ میں نے آدھا عرق پی لیا ہے۔
باقی کا آدھا عرق تم پی لو۔ اس کی وجہ سے تم مقبرے
میں دفن ہونے کے بعد بھی زندہ رہو گی اور مر نہ
سکو گی۔ میں موقع پا کر مقبرے میں نقب لگا کر آؤں
گا اور تمہیں نکال کر لے جاؤں گا۔ دوائی پینے کے بعد
تمہیں بھوک اور پیاس بھی نہیں لگے گی اور تم پوری
طرح صحت مند اور چاق و چوبند رہو گی۔ اور تمہیں تازہ
ہوا کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ ماریا! بہن! میں نے
شیشی میں بچا ہوا عرق پی لیا۔ دوسرے روز صبح
مجھے زنجیروں میں جکڑ کر باہر لایا گیا۔ باہر ملکہ کا جنازہ
تیار تھا۔ دوسری چار کنیزوں اور چار غلاموں کو بھی
زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ یہ بھی ملکہ کے تابوت کے
ساتھ مقبرے میں زندہ ہی دفن کیے جا رہے تھے
ماتمی جلوس اہرام کی طرف چل پڑا۔ ایک جگہ میرے
خاوند نے مجھے ہجوم میں سے دیکھا اور ہاتھ ہلا کر
گویا حوصلہ دیا کہ فکر نہ کرو۔ ہم دونوں زندہ رہیں
گے اور بہت جلد ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔

جلوس اہرام کے بلند اور تنگ دروازے میں سے گزر کر
راہ داری میں سے گزرتا مقبرے کے دروازے پر
آ کر رک گیا۔ شاہی گورکنوں اور سپاہیوں نے سب سے
پہلے ہم پانچ کنیزوں اور چار غلاموں کو زبردستی مقبرے
کے اندر دھکیل دیا۔ اس کے بعد شاہی گورکن ملکہ
کے تابوت کو اندر لائے اور چبوترے پر رکھ دیا۔ پھر
ملکہ کا خزانہ، اس کے زیورات، جواہرات اور
شاہی لباس بھی رکھ دیا گیا۔ یہی وہ مقبرہ تھا جہاں
——— آج سے پانچ ہزار سال پہلے
مجھے داخل ہونا تھا۔ مجھ سمیت دوسری کنیزوں اور
غلاموں کے ساتھ زبردستی داخل کر دیا گیا تھا۔ پھر
پتھروں کی بھاری اور موٹی دیوار گرا دی گئی۔ اور ہم
کنیزیں اور غلام ایک مردہ ملکہ کی لاش کے پاس
مقبرے میں زندہ دفن کر دیئے گئے۔ آہستہ آہستہ
مقبرے کی تازہ ہوا ختم ہونا شروع ہو گئی۔ میں نے
محسوس کیا کہ مجھے سانس لینے میں کوئی دشواری نہیں ہو
رہی تھی جبکہ میری ساتھی کنیزوں اور غلاموں کا دم
گھٹنے لگا تھا۔ اور وہ اپنی گردنوں کو پکڑے ریت
پر بیٹھ تڑپنے لگے تھے۔ اس خیال سے کہ کہیں مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آسانی سے سانس لیتے دیکھ کر یہ [illegible] حملہ نہ کر دیں
میں بھی ان ہی کی طرح ریت پر لیٹ کر منہ پھٹے
اور حلق سے عجیب عجیب آوازیں نکالنے لگی۔ میرے
دیکھتے دیکھتے کنیزیں اور غلام تازہ ہوا سے
کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ میں پوری
طرح سے ہوش میں تھی۔ میں اٹھ کر بیٹھ گئی۔ باقی
ساری سب کنیزوں اور غلاموں کو دیکھا۔ ان کے سانس بہت
آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ دلوں کی دھڑکن بھی
ہو رہی تھی۔ نبضیں ڈوب رہی تھیں۔ اور پھر وہ مر گئے۔
مگر میں زندہ تھی۔ مجھ پر کسی بھی کمزوری کا اثر نہیں ہو
رہا تھا۔ میں نے اٹھ کر پہلا کام یہ کیا کہ مقبرے کی
دیواروں کو جگہ جگہ سے دیکھا کہ کہیں باہر جانے کا کوئی
راستہ مل سکتا ہے۔ مگر اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا
اب میرے دل پر خوف چھانے لگا۔ میں سوچنے لگی
کہ میرا محافظ سانگ سرنگ لگا کر کیسے میرے پاس آئے گا؟
کہیں میں قیامت تک کے لیے یہاں بند تو نہیں ہو
گئی؟ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ دن گزر رہا ہے
گزر رہی ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے میرے ساتھی
غلام اور کنیزوں کی لاشیں ہڈیوں کے پنجر بن گئیں۔

کے بعد مجھ پر غنودگی کے دورے پڑنا شروع ہو گئے۔
مجھے غنودگی آتی اور پھر میں سو جاتی۔ خدا جانے میں دو
سو برس تک سوتی رہی یا پانچ سو برس تک۔ جب آنکھ
کھلتی تو میں پہلے سے زیادہ اپنے آپ کو صحت مند
اور تازہ دم پاتی۔ اب مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ میں ان
پانچ ہزار سالوں میں کتنی بار سوئی ہوں۔ مجھے تو پہلی
بار تمہاری زبان سے معلوم ہوا کہ مجھے یہاں زندہ دفن
ہوئے پانچ ہزار سال گزر گئے ہیں۔"
ماریا نے خاص خوشبو کا ذکر کیا۔ تو کنیز شنالی نے کہا۔
"یہ خوشبو مجھے یہاں دفن کرنے سے پہلے لگائی گئی
تھی۔ یہ شاہی عطریات کی خوشبو ہے اور میرے
ساتھ یہ خوشبو بھی میرے کپڑوں میں زندہ ہے۔"
پھر شنالی نے بڑی عاجزی سے کہا۔
"ماریا بہن! ہزاروں برس بیت گئے۔ مگر میرا خاوند
مجھے لینے نہیں آیا؟"
ماریا نے کہا۔
"شنالی! اب اسے بھول جاؤ۔ اس کی تو ہڈیاں بھی خاک
ہو چکی ہوں گی؟"
شنالی نے گردن اٹھا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKS

"میں ماریا بن! میرا خاوند مارنگ زندہ ہوگا جس
عرق کو میں پی کر پانچ ہزار سال سے زندہ ہوں۔ یہ
کیسے ہو سکتا ہے کہ اسی عرق کو پینے کے بعد وہ
زندہ نہ ہوگا؟"

ماریا نے کہا۔

"اگر وہ زندہ ہوتا تو کسی نہ کسی طرح اتنے سالوں
میں تمہارے پاس پہنچتے اور تمہیں یہاں سے نکالنے
کی کوشش ضرور کرتا۔"

شنالی کہنے لگی۔

"بن! تو مجھے یہاں سے باہر نکال دے۔ میں تیرا
یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ مارنگ کو میں خود تلاش
کر لوں گی۔ وہ زندہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں
نہ کہیں مجھے ضرور مل جائے گا۔"

ماریا سوچ میں پڑ گئی۔ شنالی کو اس مقبرے سے باہر
کرنا مشکل نہ تھا۔ مگر وہ اس اندیشے کی وجہ سے پریشان
تھی کہ جو دیو اس نے پال رکھا ہے۔ اس کا اثر صرف مقبرے
کے اندر تک ہے۔ یہ محدود ہو اور مقبرے سے باہر
ہی وہ ایک دم سے بوڑھی ہو کر مر جائے۔ اور اس کی
ساری محنت اکارت جائے۔ جیسا کہ ماریا کو یقین تھا کہ اس کا خاوند

کبھی کا مر کھپ گیا ہوگا۔ مگر شنالی ہر حالت میں باہر نکلنا
چاہتی تھی۔ پانچ ہزار سال سے اس نے کسی انسان کی شکل
نہیں دیکھی تھی۔ جب ماریا نے اسے بتایا کہ وہ زمانہ دسویں
صدی عیسوی کا ہے۔ تو اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ وہ ایک
ہی رٹ لگا رہی تھی کہ خدا کے لیے مجھے یہاں سے نکالو۔ آخر
ماریا نے اس پر اپنا خدشہ ظاہر کر دیا اور کہا کہ ممکن ہے باہر
کی فضا میں نکلتے ہی وہ زندہ نہ رہے۔ اس پر شنالی نے
کہا۔

"میں یہ خطرہ مول لینے کو تیار ہوں۔ یہاں قید
میں زندہ رہنے سے باہر نکل کر مر جانا ہزار درجے
بہتر ہے۔"

تب ماریا تیار ہو گئی۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں یہاں سے باہر لیے چلتی ہوں۔"

ماریا نے مقبرے کی دیوار کے ایک پتھر کو آہستہ سے
دھکا دیا۔ ماریا کی طاقت بے پناہ تھی۔ اس دھکے سے پتھر
اپنی جگہ سے پیچھے کو کھسک گیا۔ دوسری بار زور لگانے سے
پتھر باہر راہ داری میں گر پڑا۔ یوں وہاں ایک کشادہ شگاف
پیدا ہو گیا۔ ماریا نے کہا۔

"شنالی! اس شگاف میں سے باہر آ جاؤ۔ میں تمہارے

ESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگے آگے چل رہی ہوں گی۔

سُنالی مقبرے سے نکل کر راہ داری میں آگئی۔ راہ داری جہاں جا کر ختم ہوتی تھی وہاں اہرام کی دیوار آ جاتی تھی۔ ماریا نے اس جگہ بھی دیوار میں ایک شگاف ڈال دیا۔ باہر سے تازہ ہوا کا تیز جھونکا اندر آیا۔ ماریا نے ڈرتے ڈرتے سُنالی کی طرف دیکھا۔ اسے خطرہ تھا کہ تازہ ہوا کے لگتے ہی سُنالی مر جائے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ سُنالی نے تازہ ہوا میں گہرا سانس لیا اور خوش ہو کر بولی۔

"ماریا بہن! ہزاروں برس کے بعد تازہ ہوا کتنی پیاری لگی ہے۔"

اور اس کے ساتھ ہی سُنالی اہرام کی دیوار کے شگاف سے نکل کر باہر کھلی ہوا میں آگئی۔ باہر دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ماریا کو اب بھی اندیشہ تھا کہ سُنالی زندہ نہیں رہے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ خدا جانے اس نے کون سا آب حیات پی رکھا تھا کہ وہ زندہ تھی۔ پانچ ہزار سال سے زندہ تھی۔ ماریا دھوپ کی روشنی میں سُنالی کو غور سے دیکھا۔ وہ ایک نوجوان عورت تھی۔ اس کا بدن ہزاروں برس پرانا تھا اور کالوں بندوں کے زمرد بت انمول تھے۔ آنکھیں موٹی موٹی سیاہ وہ بڑی خوب صورت تھی۔

ماریا نے کہا۔

"سُنالی! اتنی مدت کے بعد تمہیں باہر کی فضا کیسی لگ رہی ہے؟"

سُنالی نے لمبے لمبے سانس لیے۔ پھر چاروں طرف دیکھا اور بولی۔

"ماریا! ہر شے بدل گئی ہے۔ اہرام کے پتھر خستہ ہو رہے ہیں۔ اس زمانے میں ان پر نیلا رنگ کیا ہوا تھا اور یہاں باغ تھا۔ اس کے پیچھے فرعون کے شاہی محلات تھے۔"

پھر اس نے کچھ فاصلے پر کھڑے ابوالہول کے بت کو دیکھ کر کہا۔

"یہ بھی ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"آخر پانچ ہزار سال کوئی معمولی مدت نہیں ہوتی سُنالی۔ یہ تو ان اہرام کا حوصلہ ہے کہ اب تک صحرا میں کھڑے ہیں۔ اور زمانے کی گرم سرد ہواؤں اور بارشوں اور طوفانوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آؤ تمہیں شہر میں لیے چلتی ہوں۔"

COURTESY WWW.PD...

سُنالی بولی۔
"کیا بھیتز کا شہر ابھی تک موجود ہے؟"
ماریا نے کہا۔
"جہاں کبھی بھیتز کا شہر آباد تھا وہاں اب سوائے گرم اُڑتی ہوئی ریت کے اور کچھ نہیں ہے۔ اب دریائے نیل کے کنارے ایک اور شہر آباد ہے۔ جس کا نام قاہرہ ہے اور یہاں مسلمان سلطان صلاح الدین ایوبی کی حکومت ہے۔"
سنالی حیرانی سے بولی۔
"یہ مسلمان کون ہوتے ہیں؟"
ماریا نے کہا۔
"جو صرف ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلعم کی اطاعت کرتے ہیں اور نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔"
سُنالی بولی
"مجھے شہر کی سیر کراؤ ماریا۔ مجھے سیر کر کے خوشی ہوگی۔"
ماریا کہنے لگی۔
"وہ سامنے درختوں کی قطار دیکھ رہی ہو۔ وہ دریائے نیل کے کنارے اُگے ہوئے ہیں۔ اس طرف چلی آؤ۔ اس کی دوسری طرف قاہرہ کا شہر آباد ہے۔ کہیں تم تھک تو نہیں جاؤ گی؟ تمہیں گرمی تو محسوس نہیں ہو رہی؟"
سُنالی نے مسکرا کر کہا۔
"میں نے جو عرق پی رکھا ہے اس کی وجہ سے نہ میں تھکتی ہوں۔ نہ مجھے گرمی لگتی ہے اور نہ بھوک پیاس محسوس ہوتی ہے۔ ہاں کبھی کبھی نیند ضرور آجاتی ہے۔"
ماریا حیران ہوئی کہ یہ ساری باتیں ناگ عنبر اور ماریا کی تھیں۔ صرف وہ غائب نہیں تھی۔ اس نے سوچا اگر عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ اس کے ساتھ ہوتے تو سُنالی سے مل کر انہیں بہت خوشی ہوتی اور حیرانی بھی ضرور ہوتی۔ سُنالی نے درختوں کی قطار کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ماریا اس کے اوپر ہوا میں آہستہ آہستہ پرواز کرتی آگے بڑھ رہی تھی۔ اسے ناگ کا خیال آرہا تھا کہ وہ اہرام میں بھی نہیں ملا۔ آخر کہاں چلا گیا ہے وہ؟
دریائے نیل کے پُل کو عبور کر کے ماریا اور سُنالی قاہرہ کے شہر میں داخل ہوگئیں۔ سُنالی دسویں صدی کے قاہرہ

COURTESY-www.pk

شہر کو دیکھ کر بہت حیران ہوئی۔ اس کا ملک بے حد بدل گیا تھا۔ خوب صورت مینا روں اور نیلے گنبدوں والی مسجدوں کو دیکھ کر شنالی دنگ رہ گئی۔ وہ ایک چھتے ہوئے بازار میں سے گزر رہی تھیں۔ لوگ شنالی کو تعجب سے دیکھتے اور گزر جاتے وہ اسے ملک حبشہ کی کوئی شہزادی سمجھ رہے تھے۔ اچانک شنالی رک گئی۔ اسے پیچھے سے کسی نے آواز دی تھی۔ شنالی نے مڑ کر دیکھا تو مسرت سے اس کا چہرہ دمک اٹھا۔ وہ سارنگ کو ایک حبشی نوجوان کی طرف دوڑی۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھے۔ دونوں کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔

شنالی اپنے خاوند سارنگ سے مل گئی تھی۔ ماریا نے سارنگ کو غور سے دیکھا۔ وہ ایک صحت مند حبشی نوجوان تھا۔ اچھے کپڑوں میں ملبوس تھا۔ شنالی نے کہا۔

"ماریا بہن! میں نے کہا تھا نا کہ سارنگ زندہ ہے۔ اس سے ملو۔ یہ میرا خاوند سارنگ ہے۔"

سارنگ نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا۔

"شنالی! تم کس سے بات کر رہی ہو؟"

ماریا کو سارنگ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ شنالی نے کہا۔

"سارنگ! میں بہن ماریا سے بات کر رہی تھی۔ تم اسے نہیں دیکھ سکو گے۔ میں بھی اس کو نہیں دیکھ سکتی مگر اس نے مجھے مقبرے سے باہر نکالا ہے۔ اگر وہ نہ ملتی تو میں شاید قیامت تک نہیں مل سکتی۔"

سارنگ نے کہا۔

"میں بھی ماریا بہن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"یہ بازار ہے شنالی۔ یہاں سے نکل کر دریا کی طرف چلو۔ وہاں چل کر باتیں کرتے ہیں۔"

شنالی سارنگ کو لے کر دریا پر آ گئی۔ سارنگ نے ماریا کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگا۔

"شنالی! تم سے مجھے ملنے کی امید اب ختم ہو گئی تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم پانچ ہزار برس کے بعد ایک بار پھر ایک دوسرے سے مل گئے۔ مگر اب ہمیں ایک شرط بہر حال میں پوری کرنی ہو گی نہیں تو ہم دونوں ایک سیکنڈ میں بوڑھے ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائیں گے۔"

شنالی نے سارنگ کی طرف حیرانی سے دیکھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو سارنگ؟" ماریا نے بھی سارنگ سے پوچھا کہ وہ کون سی شرط ہے جس کا وہ ذکر کر رہا ہے

سارنگ کہنے لگا۔

"ماریا بہن! جس درویش حکیم نے مجھے آبِ حیات کا نسخہ دیا تھا اس نے کہا تھا کہ اس کو پی کر تم حیات کی صبح تک زندہ رہ سکتے ہو مگر ایک شرط ہے۔ اور یہ شرط یہ ہے کہ جب بھی تمہاری ملاقات تمہاری پہلی شنالی سے ہوگی تمہیں فوری طور پر کسی ایسے جوتشی سے ملنا ہوگا۔ جو تمہیں یہ بتائے گا کہ تم دونوں موت سے کیسے بچ سکتے ہو۔ کیونکہ جب تک تم دونوں جدا رہو گے تم موت سے بچے رہو گے۔ لیکن جونہی تم ایک دوسرے سے ملے تم پر موت اپنا سایہ ڈال دے گی اور اگر اپنی ملاقات کے سات روز کے اندر تم دونوں نے کسی ماہر جوتشی سے مشورہ نہ لیا۔ تو سات دن کے بعد تم دونوں ایک پل میں بوڑھے ہو کر مر جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں بھی سڑ جائیں گی کیونکہ اصل میں ہم مر چکے ہیں۔ صرف عرق کی وجہ سے زندہ

ہیں؟"

شنالی کو تو ٹھٹھک لگ گئی۔ ماریا نے اُسے تسلی دی اور سارنگ سے پوچھا۔

"تم اس شہر میں رہ رہے ہو کیا تم کسی ایسے جوتشی کو جانتے ہو جو اپنے فن میں ماہر ہو۔ اور تمہیں درست مشورہ دے سکے؟"

سارنگ بولا۔

"میں نے پہلے ہی سے ایسا جوتشی تلاش کر رکھا ہے قاہرہ سے دس میل دور گاؤں میں ایک بوڑھا عیسائی جوتشی رہتا ہے۔ ہمیں ابھی جا کر اُسے ملنا ہوگا۔ وہی ہمیں درست مشورہ دے سکے گا کہ اب ہم موت سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔"

شنالی نے کہا۔

"تو پھر چلو۔ ابھی اس کے پاس چلتے ہیں۔"

ماریا نے بھی شنالی کے خیال کی تائید کی۔ سارنگ نے اسی وقت اپنے مکان میں جا کر دو گھوڑے نکالے ایک پر شنالی کو سوار کرایا۔ دوسرے پر خود سوار ہوا اور گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے وہ قاہرہ شہر سے نکل کر دریا کے کنارے کنارے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوپہر ہونے سے پہلے پہلے وہ جوتشی کے گاؤں میں پہنچ گئے
جوتشی بابا سارنگ کو اچھی طرح سے جانتا تھا۔ اور اس نے
بوڑھے جوتشی کو اپنے اور شنالی کے بارے میں سب
کچھ بتا رکھا تھا۔ جب وہ شنالی کو ساتھ لے کر بوڑھے جوتشی
کے پاس آیا تو جوتشی نے تیز نظروں سے شنالی کو دیکھا اور
مسکرا کر بولا۔

"سارنگ بیٹا! میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ کون ہے؟
اس لڑکی کی پیشانی بتا رہی ہے کہ یہ تیری بیوی
شنالی ہے۔ اور پانچ ہزار برس سے زندہ چلی
آ رہی ہے"

مانو یا بوڑھے جوتشی کی قیافہ شناسی سے بہت متاثر
ہوئی۔ ان کے جانے کے بعد ہی سارنگ اور شنالی کو شادی
کر دی تھی کہ بوڑھے جوتشی کو اس کے بارے میں کچھ
بتایا جائے۔ چنانچہ سارنگ اور شنالی بڑے متفکر تھے۔
سارنگ نے کہا

"بابا! پانچ ہزار برس کے بعد میری بیوی شنالی
مجھے ملی ہے۔ اب ہمارے پاس صرف سات
دن ہیں اگر آپ نے جوتشی کا حساب غلط نہیں نہ
اپنے آپ کو زندہ رکھنے کا کوئی طریقہ نہ بتایا تو
ہم دونوں مر جائیں گے اور یہ بڑی بھیانک موت ہو
گی کیونکہ تب ہمارے دانت جھڑ جائیں گے
اور ہم بڈھے کھوسٹ ہو کر ہڈیوں کے چورے
میں بدل جائیں گے۔"

بوڑھے جوتشی نے الماری میں سے شیشے کا گلوب نکال
کر میز پر درمیان میں رکھ دیا۔ اور سارنگ سے کہا۔

"سارنگ اس پر اپنی ہتھیلی رکھ دو"

سارنگ نے ایسا ہی کیا۔ بوڑھے جوتشی کے چہرے پر فکر
مندی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ سارنگ نے پریشان ہو کر
سوال کیا۔

"بابا! کیا کوئی پریشانی کی بات ہے؟"

بولا جوتشی بولا۔

"بیٹا اگر سات دن کے اندر اندر تجھے اور تیری بیوی
شنالی کو ناگ دیوتا نے ڈس لیا تو تم دونوں زندہ حالت
میں آج سے پانچ ہزار برس پرانے زمانے میں
واپس چلے جاؤ گے۔ اگر تمہیں ناگ دیوتا نے نہ ڈسا
تو تم دونوں آخری روز ایک دم سے بوڑھے ہو کر
مر جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں اسی وقت خاک بن
جائیں گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شنالی نے یہ سنا تو روتی ہوئی اپنے شوہر سے لپٹ گئی۔

"اب کیا ہوگا سارنگ؟ ناگ دیوتا ہمیں کہاں ملے گا بھلا؟"

سارنگ نے جوتشی سے پوچھا۔

"بابا! ناگ دیوتا ہمیں کہاں ملے گا؟"

ماریا خاموش کھڑی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ کاش معلوم ہوتا کہ ناگ کہاں پر ہے۔ وہ تو خود ناگ کی تلاش میں تھی۔ جوتشی نے کہا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ تمہیں ناگ دیوتا کو سات دنوں کے اندر اندر تلاش کرنا ہوگا۔ نہیں تو تم دونوں کی موت یقینی ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے شیشے کے گلوب کو ہلا دیا۔ اور شنالی وہاں سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ شنالی نے آواز دی۔

"ماریا بہن! کیا تم ہمارے پاس ہی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"ہاں شنالی! میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ جوتشی نے جو کہا ہے۔ میں نے سن لیا ہے۔"

سارنگ کہنے لگا۔

"یہ ناگ دیوتا ہمیں کہاں ملے گا ماریا بہن؟ یہ تو سانپوں کا دیوتا معلوم ہوتا ہے۔"

ماریا نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"سارنگ اور شنالی! سنو! میں ناگ دیوتا کی بہن ہی ہوں۔"

دونوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ شنالی نے خوش ہو کر کہا۔

"پھر تو ہم زندہ رہیں گے۔ ہم واپس اپنے زمانے میں چلے جائیں گے جہاں ہم سکھ چین سے زندگی بسر کریں گے۔"

ماریا بولی۔

"یہی تو مشکل ہے کہ مجھے خود معلوم نہیں کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہے۔"

پھر اس نے شنالی اور سارنگ کو ناگ کے گم ہونے کی ساری کہانی سنا دی۔

سارنگ کہنے لگا۔

"ماریا بہن! تم نے کہا ہے کہ آخری آدمی جس نے ناگ کو دیکھا تو اس وقت ناگ دریا کی طرف جا رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو کیوں نہ ہم اسے دریا کی طرف چل کر تلاش کرتے ہیں"
ماریا نے کہا۔
"میں بہت تلاش کر چکی ہوں۔ تم کہتے ہو تو ایک بار
پھر کوشش کر کے دیکھ لیتے ہیں"
اور وہ دریائے نیل کی طرف چل پڑے۔

○

مچھلے کا ٹوٹنا گ

دریا نیل کے کنارے وہ دُور تک چلے گئے۔
ماریا نے شُتالی اور سارنگ کو بتایا کہ اسے ناگ کی خوشبو
آجاتی ہے۔ مگر اب نہیں آرہی۔ جس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ اس پر کسی نے طلسم کر دیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔
کہ اُسے یہاں سے کہیں دُور لے جایا گیا ہو۔ شُتالی نے
افسوسناک لہجے میں کہا۔

"اگر ناگ دیوتا سات دنوں میں نہ ملا تو ہماری موت
یقینی ہے۔ آہ ماریا بہن! پھر میرے پانچ ہزار
برس تک اپنے خاوند کے انتظار کا کیا فائدہ ہوا۔
بہتر تھا کہ میں دوسری کنیزوں کے ساتھ ہی مقبرے
میں مر جاتی"

سارنگ اور ماریا نے شُتالی کو تسلی دی کہ انسان کو ہمت
کبھی نہیں ہارنی چاہیئے۔ ہم ناگ دیوتا کی تلاش جاری رکھیں
گے۔ دریا سے ہٹ کر وہ اہرام کی طرف آ گئے۔ کیونکہ اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور شنالی نے یہی مشورہ دیا تھا۔ کہ انہیں رات اہرام کے پاس کھلے صحرا میں ہی گزارنی چاہیئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ رات کو ناگ دیوتا کا کوئی نشان مل جائے۔ سارنگ شنالی اور ماریا اسی اہرام کے سبزے میں آکر بیٹھ گئے جہاں شنالی نے پانچ ہزار سال گزارے تھے۔ جب رات گہری ہو گئی تو ماریا نے کہا۔

"میں کسی سانپ کو بلا کر ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھتی ہوں"

شنالی نے حیرت کے ساتھ کہا۔

"کیا تم سانپ کو بلا سکتی ہو ماریا بہن؟"

ماریا بولی۔

"کیوں نہیں۔ ابھی تمہارے سامنے بلاتی ہوں۔ پھر تمہیں یقین بھی ہو جائے گا کہ میں واقعی ناگ دیوتا کی بہن ہوں"

اور ماریا نے ناگ کے بتائے ہوئے طریقے سے سانپ کی زبان میں منہ سے ہلکی سی سیٹی نما پھنکار کی آواز نکالی اور کہا۔

"اگر اس اہرام میں کوئی سانپ ہے تو وہ میرے پاس آئے۔ میں ناگ دیوتا کی بہن بول رہی ہوں"

اس اہرام میں ایک سیاہ پھن دار سانپ رہتا تھا۔ اس نے یہ آواز سنی تو فوراً اپنے بل سے نکل کر وہاں آگیا۔ جہاں شنالی اور سارنگ بیٹھے تھے۔ سانپ کو ماریا نظر نہیں آرہی تھی۔ مگر اسے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو ضرور آرہی تھی۔ سارنگ اور شنالی ڈر کر پرے ہٹ گئے۔ ماریا نے فوراً کہا۔

"تم مجھے دیکھ نہیں سکتے مگر تمہیں ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو میرے جسم سے ضرور آرہی ہوگی"

اہرام کے پھن دار سانپ نے کہا۔

"ہاں عظیم ناگ دیوتا کی بہن! جہاں تم موجود ہو اس طرف سے مجھے ناگ دیوتا کی دھیمی خوشبو آرہی ہے۔ مجھے حکم کرو۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں"

ماریا نے کہا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہوگا؟ وہ ہم سے بچھڑ کر نہ جانے کہاں چلا گیا ہے"

پھن دار سانپ نے چاروں طرف دیکھا اور چاروں سمتوں میں دور دور تک کی ہوا کو سونگھا۔ مگر اسے کسی طرف بھی ناگ دیوتا کی تیز خوشبو نہ آئی۔ اس نے

E.PK

کہ۔

"ناگ دیوتا کی بہن! ناگ دیوتا کی خوشبو تجھے صرف تم سے ہی آرہی ہے۔ اور کسی طرف سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ ناگ دیوتا کم از کم ملک مصر کی حدود کے اندر نہیں ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"کیا وہ زمین کے اندر بھی کہیں نہیں ہوگا؟"

پھن دار سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! دیکھ تیری وشال ہے زمین اتنی وسیع ہے کہ اگر ہم دنیا کے سارے سانپ مل کر بھی زمین کو ٹٹولنا شروع کریں۔ تو قیامت تک ہم ناگ کو نہیں پا سکتے۔ ہم زمین کے نیچے ناگ دیوتا کو اس کی خوشبو ہی سے پہچان سکتے ہیں۔ مگر میں نے دیکھ لیا ہے کہ زمین کے اندر بھی اس کی خوشبو کہیں نہیں ہے۔"

ماریا نے سانپ سے کہا۔

"تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

جب سانپ چلا گیا تو ماریا نے سانپ کے ساتھ جو باتیں

تھیں وہ سب شنالی اور سارنگ کو بیان کر دیں۔ سارنگ بھی اب کچھ کچھ ناامید ہو گیا۔ ماریا کہنے لگی۔

"سارنگ تم اتنا مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اکثر ہمارے ساتھ ایسا ہوتا ہی رہا ہے۔ میرا بھائی ناگ بہت جلد مجھ سے دوبارہ آن ملے گا۔"

شنالی نے اداس ہو کر کہا۔

"ماریا بہن اگر وہ سات دن کے اندر نہ آیا تو ہم دونوں موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔"

ماریا نے اسے تسلی دی اور کہا کہ ناگ اس سے پہلے پہلے ان کے پاس آجائے گا۔ ماریا نے انہیں اہرام کے مقبرے میں رہنے کی ہدایت کی اور خود ناگ کی تلاش میں ایک بار پھر شہر کی طرف پرواز کر گئی۔

اب ناگ کی سنیئے۔ جب عیسائی جاسوس پیٹر اور اس کے ساتھی ڈیوس نے ناگ کو ابوالہول کے پچھواڑے والے قبرستان میں دفن کر کے اوپر ایک پرانی قبر کا کتبہ یعنی لکھا ہوا پتھر لگا دیا۔ تو ناگ قبر کے اندر بے ہوش پڑا تھا۔ پیٹر اور جاسوس ڈیوس اسے مردہ سمجھ کر دفن کر کے چلے گئے تھے۔ مگر ناگ مردہ نہیں تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ زہر ایسا خطرناک اور تیز تھا کہ اس نے ناگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسم کو بالکل بے حس بنا دیا تھا۔ ناگ کے ہوش و حواس گم ہو گئے تھے۔ اسے کچھ پتہ نہیں رہا تھا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اور اس کو دفن کر دیا گیا ہے۔ وہ سارا دن اور رات گزر گئی۔ دوسرا دن بھی گزر گیا۔ اب ناگ کے جسم پر سے زہر کا اثر ختم ہونا شروع ہو گیا۔

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ دیکھا کہ وہ کسی اندھیری جگہ پر زمین پر لیٹا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اندھیرے میں اسے دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ اب اس پر یہ بھیانک حقیقت کھلی کہ اسے قبر میں دفن کر دیا گیا ہے۔ ناگ نے اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے جسم کو نہ ہلا سکا۔ زہر کا اثر صرف اتنا ہی ختم ہوا تھا کہ اس کے ہوش و حواس واپس آ گئے تھے۔ اس کے جسم کی طاقت ابھی واپس نہیں آئی تھی۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چاہا کہ سانپ کی شکل اختیار کر کے قبر سے نکل جائے مگر اس کا سانس بھی اوپر کو نہ ہو سکا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اب اسے یاد آنے لگا کہ آخری بار وہ کمرے میں سپہ سالار کا خاص نوکر پیٹر کنول کے پھول شربت لے کر آیا تھا اور اس نے کوئی چیز اس کے منہ میں چھوئی تھی۔ جس کے بعد ناگ بے ہوش ہو گیا تھا۔

ناگ صرف اپنا سر دائیں بائیں ہلا سکتا تھا۔ اسے ماریا کا خیال آنے لگا۔ کہ وہ اس کو کمرے میں نہ پا کر پریشان بھی ہو گی اور اسے ڈھونڈھ بھی رہی ہو گی۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ وہ خدا جانے کس جگہ قبر میں پڑا ہے۔ ناگ کو حنیر بیگ اور تھیوسا نگ کا بھی خیال آ رہا تھا۔ ابھی تو اسے یہ فکر تھی کہ جس طرح بھی ہو قبر سے باہر نکلے۔ مگر وہ بے بس ہو چکا تھا۔ اس نے سانپ کی آواز میں کسی سانپ کو مدد کے لیے بلانے کی کوشش کی مگر اسے محسوس ہوا کہ وہ منہ سے ہلکی سی آواز بھی نہیں نکال سکتا۔ وہ سُن ضرور سکتا تھا۔ اسے کھڑکی کی آواز سنائی دی۔ پھر اسے اپنی پنڈلی پر کوئی چیز چلتی محسوس ہوئی۔ ناگ سر ہلا سکتا تھا۔ اس نے اندھیرے میں ایک چوہے کو دیکھا کہ وہ اس کے کرتے کو ایک جگہ سے کتر رہا تھا۔ پھر یہ چوہا پھدک کر ناگ کی چھاتی پر آ گیا۔ ناگ ہاتھ ہلا کر اسے ہٹا نہیں سکتا تھا۔ چوہا ناگ کی جیب میں داخل ہو گیا۔ ناگ کی جیب میں ریشمی رومال رکھا ہوا تھا۔ چوہوں کو ریشم بہت پسند ہوتا ہے۔ وہ جیب کے اندر گھس کر ریشمی رومال کو کترنے لگا۔ پھر رومال کا چھوٹا سا ٹکڑا منہ میں لے کر قبر کے سوراخ میں گھس گیا۔

اس وقت ماریا فضا میں پرواز کرتی ہوئی دریا کے اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس نے نیچے
ایک پرانا قبرستان دیکھا وہ قبرستان میں اتر کر ایک جھاڑی
کے پاس بیٹھ گئی یہاں سوائے قبروں کے اور کچھ نہیں تھا
قبریں بھی بہت پرانی تھیں۔ ماریا کی نظر ایک چوہے پر پڑی جو
ایک قبر کے سوراخ میں سے باہر نکل رہا تھا۔ ماریا اسے
دیکھنے لگی۔ چوہے کے منہ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ چوہا
اس کپڑے کے ٹکڑے کو ایک طرف بیٹھ کر کترنے لگا۔ تھوڑا
سا کترنے کے بعد چوہا واپس قبر میں گھس گیا۔ ماریا نے قریب
آ کر قبر کو دیکھا۔ اس پر لکھا تھا۔

"یہاں فرعون کا باورچی دفن ہے" ماریا نے دل میں
کہا۔ میرا خدا ـــــ یہ قبر تو فرعونوں کے زمانے کی ہے اور
یہاں کسی فرعون کا باورچی دفن ہے۔ وہ اٹھ کر جانے
ہی والی تھی کہ وہی چوہا دوبارہ قبر کے سوراخ سے باہر نکلا
اس کے منہ میں کپڑے کا ایک اور ٹکڑا تھا۔ ماریا حیران ہوئی
کہ یہ چوہا اندر سے کپڑے کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر کہاں
سے لا رہا ہے؟

چوہا ماریا کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس لیے بڑے اطمینان سے
قبر کے پاس بیٹھا کپڑے کے ٹکڑے کو کتر رہا تھا۔ ماریا نے غور
سے دیکھا۔ کپڑے کا ٹکڑا ریشمی تھا۔ ماریا کا ذہن ایک دم
سے چونک اٹھا۔ اسی قسم کے ریشمی کپڑے کا رومال ناگ کے پاس
بھی ہوا کرتا تھا۔ ماریا نے چوہے کے آگے پڑا ہوا ریشمی کپڑے
کا ٹکڑا اٹھا لیا۔ اسے سونگھا تو اس میں سے ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو
آ رہی تھی۔ ماریا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیا ناگ اس
پرانی قبر میں ہے؟ ماریا نے فوراً ہی قبر کے اندر غوطہ لگا دیا
کیا دیکھتی ہے کہ سچ مچ ناگ قبر کے اندھیرے میں زمین پر سیدھا
پڑا ہے۔ ماریا کو ناگ نے بھی دیکھ لیا تھا۔ مگر وہ بول نہیں
سکتا تھا۔ نہ ہل جل سکتا تھا۔ ماریا نے تیزی سے مٹی کو
ادھر ادھر ہٹایا اور ناگ کو اٹھا کر قبر سے باہر نکال کر زمین پر
لٹا دیا۔

"ناگ بھیا! یہ کیا بات ہے۔ تم بولتے کیوں نہیں؟"

ناگ مسکرایا۔ آنکھوں کی ہی آنکھوں میں اور ہاتھ سے ماریا
کو بتایا کہ میں نہ بول سکتا ہوں نہ حرکت کر سکتا ہوں۔ ماریا پریشان
سی ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ ریشمی رومال ناگ کی جیب سے
نکل کر اس کے سینے پر پڑا تھا۔ چوہا یہاں ہی سے ریشمی
رومال کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر باہر لے جاتا تھا۔ اور باہر
بیٹھ کر کترتا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"تم سن تو سکتے ہو نا؟"

ناگ نے اثبات میں سر ہلایا۔ یعنی اوپر سے نیچے۔ جس کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مطلب ہوتا ہے کہ ہاں میں سن سکتا ہوں۔ ماریا نے ناگ
کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور فضا میں پرواز کرتی ہوئی
اہرام کے اندر وہاں آگئی جہاں سارنگ اور شنالی بیٹھے تھے۔
وہ مایا کی خوشبو نہیں سونگھ سکتے تھے۔ ماریا نے ان کے قریب
ہی جب ناگ کو لٹایا اور الگ ہوئی تو ناگ نظر آنے لگا۔
سارنگ اور شنالی نے ایک غیر آدمی کو وہاں اچانک نمودار ہوتے
دیکھا تو جلدی سے پیچھے ہٹ گئے۔ ماریا کی آواز آئی۔

"سارنگ اور شنالی! تم خوش قسمت ہو۔ تم جیسے
تلاش کر رہے تھے وہ مل گیا ہے"

سارنگ نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا ــــ کیا یہ ناگ دیوتا ہے؟"

"ہاں" ماریا نے کہا۔ "یہی میرا بھائی ناگ دیوتا ہے"

شنالی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مگر فوراً ہی کہنے لگی

"لیکن ماریا بہن! یہ تو انسان ہے۔ ناگ دیوتا کو تو
سانپ ہونا چاہیئے"

ماریا نے کہا۔

"ناگ دیوتا میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ جب چاہے
انسان اور انسان سے سانپ بن جاتا ہے"

سارنگ نے بے تابی سے کہا۔

"تو پھر ناگ دیوتا سے کہو کہ وہ سانپ بن کر ہم
دونوں کو ڈس دے۔"

شنالی پریشانی سے بولی۔

"مگر ماریا بہن ناگ دیوتا تو خاموش پڑا ہے۔ یہ تو
حرکت بھی نہیں کرتا"

ماریا نے سارنگ اور شنالی کو بتایا کہ ضرور ناگ کے ساتھ
کوئی حادثہ ہو گیا ہے کیونکہ میں اسے ایک قبر میں سے نکال
کر لا رہی ہوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ناگ کو کوئی زہریلی چیز
پلا دی گئی ہے۔ جس کا ابھی تک اس پر اثر ہے۔

"یہی وجہ ہے کہ اس کے دشمنوں نے اسے مُردہ
سمجھ کر قبر میں دفن کر دیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ناگ
کو کس نے زہر دیا؟ ناگ تو شاہی معبد خانے میں
تھا"

سارنگ اور شنالی بھی ناگ کے اردگرد پریشانی کے عالم
میں بیٹھ گئے۔ کیونکہ ــــ اگر چھ دن کے اندر اندر ناگ دیوتا
کے ہوش اور طاقت واپس نہیں آتے اور وہ سانپ بن
کر انہیں ڈستا نہیں۔ تو وہ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔
مایا نے کہا۔

"ناگ بھیا! تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں پھر سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSPLANET

میں لے آئیں گے۔ میرا مطلب ہے تمہاری عاقبت
تمہیں بہت جلد واپس مل جائے گی۔"
ناگ سب کچھ سن رہا تھا۔ دیکھ رہا تھا۔ شنالی اور سارنگ
کو بھی دیکھ رہا تھا۔ مگر بول نہیں سکتا تھا۔ اسے ابھی تک ملکہ
کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ان لوگوں نے اس کے جسم میں
کوئی بے حد خطرناک زہر داخل کر دیا تھا۔ جس کا اثر ابھی
تک باقی تھا۔ یہ ناگ ہی تھا کہ اس زہر سے بچ گیا۔ اگر
اس کی جگہ کوئی دوسرا انسان ہوتا تو اب تک اس کا
گل سڑ چکا ہوتا۔

شنالی نے ماریا سے کہا۔

"ماریا بہن! جس مقبرے میں مجھے ملکہ کے تابوت
کے ساتھ زندہ دفن کیا گیا تھا۔ وہاں تابوت کے
اندر ایک شاہی مہرہ بھی ملکہ کی لاش کے ساتھ رکھا
گیا تھا۔ اس مہرے کی بہت سی خوبیاں ہیں۔ مثلاً
میں نے سنا تھا کہ انسان کتنا ہی بیمار کیوں نہ ہو اگر
وہ مہرہ پانی میں ڈبو کر پانی بیمار کو پلا دیا جائے تو اس
کو شفا ہو جاتی ہے۔"

سارنگ نے بھی شنالی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ماریا بہن! شاہی مہرہ ہمیشہ مرنے والی ملکہ کی
لاش کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے تاکہ اگلی دنیا میں ملکہ
بیمار پڑ جائے تو اس کا علاج کیا جا سکے۔"

ماریا نے کہا:

"تو چلو۔ وہ مہرہ چل کر نکالتے ہیں۔"

ماریا نے شنالی کو ساتھ لیا اور ملکہ کے مقبرے میں آ گئی۔
تابوت کے اوپر ملکہ کا مسالے سے بنا ہوا سر رکھا تھا۔ لاش
تابوت کے اندر تھی۔ تابوت کو لوہے کے کیلوں سے بند کر دیا
گیا تھا۔ ماریا نے شنالی سے پوچھا۔

"شاہی مہرہ تابوت کے اندر کس جگہ رکھا ہوگا؟"

شنالی نے کہا۔

"یہ مہرہ عام طور پر لاش کے سرہانے دائیں جانب
سونے کی ڈبیا میں بند کر کے رکھا جاتا تھا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تابوت کے اندر جا کر شاہی مہرہ لاتی ہوں۔"

اور ماریا تابوت کے اندر اتر گئی۔ اندر ملکہ مصر کی حنوط شدہ
لاش بالکل سیدھی پڑی تھی۔ ماریا نے سرہانے کی جانب
دیکھا۔ بیچ بیچ وہاں سونے کی ایک چھوٹی سی ڈبی رکھی ہوئی
تھی۔ ماریا نے سونے کی ڈبی اٹھائی اور تابوت سے باہر نکل آئی۔
اس نے ڈبی فرش پر رکھی تو شنالی کو ڈبی نظر آئی۔ ماریا نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوچھا۔

"کیا یہی ہے وہ ڈبی شتالی جس میں شاہی مہرہ ہوتا ہے؟"

"ہاں ہاں ماریا۔ یہی ڈبی ہے۔ اسے کھول کر دیکھو" شتالی نے کہا۔

ماریا نے کہا۔

"مجھے کھولنے کی ضرورت نہیں ہے"

اور ماریا نے ہاتھ ڈال کر بند ڈبی میں سے شاہی مہرہ باہر نکال کر ڈبی کے پاس ہی رکھ دیا۔ شتالی بولی۔

"ہاں ماریا۔ یہی ہے شاہی مہرہ"

ماریا نے مہرہ اٹھا لیا۔ اور شتالی سے کہا۔ کہ چلو ناگ کے پاس چلتے ہیں۔ ناگ اسی طرح بے جان کی حالت میں زمین پر پڑا تھا۔ ماریا نے اسے شاہی مہرہ دکھا کر کہا۔

"ناگ بھیا! اس شاہی مہرے کا پانی پینے سے تم بالکل اچھے ہو جاؤ گے"

پھر اس نے شتالی سے کہا۔

"تم یہاں ناگ اسی جگہ بیٹھو۔ میں دریا پر جا کر پانی لاتی ہوں"

یہ کہہ کر ماریا اہرام سے نکل کر دریا کی طرف اڑ گئی۔

کوئی پانی لانے کے برتن نہیں تھا۔ ماریا دریا کے ساتھ دور تک اڑتی چلی گئی۔ ایک جگہ ——— مٹی کا پیالہ اوندھا پڑا دیکھا۔ ماریا نے اسے اٹھا لیا۔ اس میں دریائے نیل کا پانی بھرا اور سیدھی واپس اہرام میں آ گئی۔ شاہی مہرے کو اس میں ڈالا اور پیالہ زمین پر رکھ دیا۔ پھر شتالی سے کہا۔

"شتالی! ناگ بھیا کو یہ پانی پلا دو۔ وہ خود نہیں پی سکتا"

ناگ نے منہ کھول دیا اور شتالی تھوڑا تھوڑا پانی ناگ کے منہ میں ڈالنے لگی۔ ناگ نے پانی کے دس گیارہ گھونٹ پیئے۔ تو اس کو اپنے جسم میں گرم خون کی رو دوڑتی محسوس ہوئی۔ اس کی توانائی واپس آ گئی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسے ماریا کی خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ ماریا کو بھی ناگ کی خوشبو آنے لگی تھی۔ ناگ نے خوشی سے کہا۔

"ماریا! خدا کا شکر ہے کہ میں زندہ حالت میں تم سے دوبارہ مل سکا"

ماریا نے کہا۔

"ناگ بھیا! شکر تو خدا کا مجھے ادا کرنا چاہیئے۔ میں تو امید تو نہیں ہوئی تھی مگر تمہارے پاس یہ شاہی مہرہ تھی"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے سُنالی اور سارنگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ کون ہیں؟"

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"یہ سُنالی اور سارنگ ہیں۔ دونوں میاں بیوی ہیں اور ان کی کہانی یہ ہے کہ....."

سُنالی اور سارنگ کی ساری داستان ماریا نے ناگ کو سنا ڈالی۔ ناگ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"سُنالی اور سارنگ! کیا تم میرے ڈسنے سے اپنی پرانی دنیا میں واپس چلے جاؤ گے؟"

سُنالی نے کہا۔

"ہاں ناگ بھیّا! اگر تم ہمیں چھ دن اور نہ ملتے اور ہماری موت یقینی تھی۔"

سارنگ نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولا۔

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پہلے ماریا بہن سُنالی کو ملی اور اس نے سُنالی کو ہزاروں سال سے بند مقبرے سے نکالا۔ اور پھر دوسری خوش قسمتی یہ ہوئی کہ تم ہمیں مل گئے۔ اور تم اچھے بھی ہو گئے اب خدا کے لیے ہمیں سانپ بن کر فوراً ڈسو

دو تاکہ ہم واپس اپنی دنیا میں پہنچ جائیں اور وہاں قدرتی زندگی بسر کرنے کے بعد قدرتی موت مریں۔"

ماریا نے کہا۔

"ہاں ناگ بھیّا! سُنالی اور سارنگ کو ڈس دو۔ کیونکہ اگر دیر ہو گئی۔ تو ہو سکتا ہے ان دونوں پر کوئی اور آفت نہ ٹوٹ پڑے۔"

ناگ مسکرا کر بولا۔

"تم پہلے انسان ہو جو مجھے ڈسنے پر مجبور کر رہے ہو۔ میں تمہاری خواہش ضرور پوری کروں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور جب چھوڑ تو سُنالی اور سارنگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ کہ وہاں ناگ کی جگہ ایک سیاہ سانپ پھن اٹھائے کنڈلی مارے بیٹھا ان کی طرف اپنی لال آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ سُنالی تو ڈر کر سارنگ کے پیچھے ہو گئی۔

"کہیں میں مر نہ جاؤں۔ سانپ کے کاٹے سے۔" وہ ڈر کر بولی۔

سارنگ بھی کچھ خوف زدہ تھا۔ مگر حوصلہ کر کے بولا۔

"نہیں سُنالی! ہمارے بزرگوں کے کہنے کے بعد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ دیوتا
ہامارا علاج دیوتا کے ڈسنے میں ہی ہے۔ ناگ دیوتا
کا زہر ہمیں اسی وقت کی موت سے بچا لے گا۔
اور ہم واپس اپنی دنیا میں چلے جائیں گے جہاں ہم
ہنسی خوشی زندگی بسر کریں گے۔"
ماریا کہنے لگی۔
"سُشنالی! تم تو خود ناگ دیوتا سے ڈسوانا چاہتی
تھیں۔ اب کیوں ڈر رہی ہو؟"
سُشنالی نے کہا۔
"قدرتی طور پر سانپ سے ڈر لگتا ہے۔ مگر نہیں۔
میں تیار ہوں۔ ناگ بھیّا مجھے ڈس دو۔"
یہ کہہ کر سُشنالی نے اپنا بازو آگے کر دیا اور منہ
طرف کر لیا۔ ناگ نے اپنا منہ سُشنالی کے بازو پر رکھ
ڈس دیا۔ سانپ کا زہر سُشنالی کے جسم میں داخل ہو گیا۔
کے منہ سے "سی" کی ہلکی سی آواز نکل گئی۔ اس نے جلدی
بازو پیچھے کر لیا۔ ماریا نے سارنگ سے کہا۔
"سارنگ بھیّا! اب تم بازو آگے کرو۔"
سارنگ نے بھی اپنا بازو ناگ کی طرف بڑھا دیا۔ ناگ
نے اسے بھی ڈس دیا۔ سارنگ نے بازو وہیں رہنے
سُشنالی اور سارنگ کے اپنے جسم میں گرم لہر دوڑتی محسوس

ہوئی۔ ناگ فوراً انسان کی شکل میں آ گیا اور بولا۔
"سُشنالی اور سارنگ! تمہیں نیند تو نہیں آ رہی؟"
سُشنالی اور سارنگ نے کہا کہ ہمیں نیند بالکل محسوس نہیں
ہو رہی۔ صرف جسم تھوڑا سا گرم ہو گیا ہے۔ ناگ نے مسکرا
کر کہا۔
"بس پھر تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ میرے زہر نے
تمہیں بچا لیا ہے۔"
ماریا نے پوچھا۔
"سارنگ تم لوگ اپنی دنیا میں واپس کس طرح جاؤ
گے؟"
سارنگ اور سُشنالی نے ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں
دے دیئے۔ یوں لگ رہا تھا۔ جیسے انہیں ماریا اور ناگ
کی موجودگی کا بالکل احساس نہیں رہا۔ پھر اہرام کی دیوار ایک
جگہ سے شق ہو گئی۔ ناگ اور ماریا اس طرف دیکھنے لگے۔ جہاں
دیوار شق ہوئی تھی۔ وہاں دوسری طرف ماریا اور ناگ نے
ایک عجیب منظر دیکھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پانچ ہزار برس
پہلے کے مصر کا ایک بازار ہے جس میں لوگ گھوڑوں
اور رتھوں پر سوار آ جا رہے ہیں۔ عورتیں سروں پہ پانی کی
مٹکیاں اٹھائے قدیم مصری لباس میں ملبوس چل پھر رہی ہیں

COURTESY V...

گھروں کے آگے سائبان لگے ہیں۔ پانچ ہزار برس پہلے کے پیچے بازار میں کھیل رہے ہیں۔ سُنالی نے ناگ کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر خوشی کی چمک تھی۔ اس نے کہا۔

"ناگ بھیا! ماریا بہن! ہم تم لوگوں کا احسان ساری زندگی نہیں بھولیں گے۔ یہ ہمارا پانچ ہزار سال پہلے کا شہر بھتیز ہے۔ ہم اسی شہر میں رہتے تھے۔ ہم واپس اپنی دنیا میں جا رہے ہیں۔ خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔"

ماریا نے کہا۔

"سُنالی! کیا دوبارہ بھی کبھی تم سے ملاقات ہو گی؟"

سُنالی نے کہا۔

"یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ہاں؟ شاہی مہرہ ملکہ کے تابوت میں واپس رکھ آنا۔ یہ ملکہ کی امانت ہے۔"

اتنا کہہ کر۔ ایگلے اور سُنالی دونوں دیوار کے سوراخ میں سے دوسری طرف چھلانگ لگا گئے۔ پھر ناگ اور ماریا نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ دونوں بھتیز کے بازار میں تو

خوشی ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے جا رہے ہیں۔ ماریا نے انہیں آواز دی۔

"سارنگ اور سُنالی! خدا حافظ! ہمیشہ خوش رہو۔"

مگر سُنالی اور سارنگ نے مڑ کر نہ دیکھا۔ ماریا کی آواز ان تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"وہ تمہاری آواز نہیں سن سکیں گے ماریا۔"

اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ دیوار آپس میں مل گئی۔ اور سوراخ بند ہو گیا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ لوگ اپنی دنیا میں واپس پہنچ گئے ہیں۔ اب یہ شاہی مہرہ ملکہ کے تابوت میں رکھ آؤ اور ملکہ کا شکریہ ادا کرنا۔ میں اسی جگہ بیٹھا ہوں۔"

ماریا نے پیالے میں رکھا ہوا شاہی مہرہ اٹھایا اور ملکہ کے حجرے میں آ گئی۔ اس نے شاہی مہرے کو ملکہ کے تابوت میں سونے کی ڈبی میں بند کر کے رکھا اور کہا۔

"نیک دل ملکہ! تمہارا شکریہ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKS

ملکہ کی لاش کے چہرے پر بجلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کی آنکھیں ذرا سی کھلیں اور خشک آواز بلند ہوئی۔

"تم نے میری کنیز کو واپس اپنی دنیا میں بھیج کر نیک کام کیا ہے مرنے والا اپنے ساتھ کسی کو نہیں لے جاتا۔ صرف اس کے عمل ہی اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ اچھے عمل اسے جنت میں اور برے عمل اسے دوزخ میں لے جاتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"نیک دل ملکہ مصر! تم نے دانائی کی بات کی ہے۔"

ملکہ کی لاش نے خشک آواز میں کہا۔

"میں ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہو سکی تھی لیکن ایک بچھڑی ہوئی بیوی کو اس کے خاوند کے ساتھ اس کی دنیا میں واپس پہنچانے کے بعد شاید خدا میرے گناہ بخش دے اور مجھے [illegible] میں داخل کر دے۔ اب تم جاؤ۔ اس سے [illegible] تم سے گفتگو نہیں کر سکتی۔ خدا حافظ!"

ملکہ کی لاش کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ ماریا تابوت سے نکل کر سیدھی ناگ کے پاس آئی اور اسے ملکہ کی گفتگو سنائی۔ ناگ بولا۔

"مرنے کے بعد انسان کی آنکھوں کے سامنے سے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ حقیقت میں خدا کی ذات پاک ہی تمام زمینوں اور آسمانوں کی مالک ہے۔ اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ ملکہ مصر پر بھی مرنے کے بعد یہ راز کھل گیا کہ اس کے ساتھ جو غلام اور کنیزیں زندہ دفن کر دی گئیں تھیں۔ وہ اس کے ساتھ ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتیں تھیں۔ حقیقت میں ملکہ کے اعمال ہی اس کے ساتھ تھے اور انہیں پر ملکہ کی روح کی بخشش کا انحصار تھا۔"

ماریا نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا اور بولی۔

"خداوند ہمارے گناہ معاف کرے۔ انسان کو دنیا میں واقعی نیک کام کرنے چاہئیں۔ برائی سے بچنا چاہیئے۔ اپنے دل میں کبھی برا خیال نہیں لانا چاہیئے۔ ہر ایک کے بارے میں اچھا سوچنا چاہیئے۔ ماں باپ کی عزت کرنی چاہیے اور خدا اور اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صرف ایسا
[illegible] کی [illegible] کرتے [illegible]
کرنے سے ہی [illegible] کی نجات [illegible]

ناگ بولا۔

"چلو ہم بھی واپس شہر چلتے ہیں۔"

ماریا نے کسی قدر چونک کر کہا۔

"ارے ناگ بھیا! میں نے تم سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ تمہیں قبر میں کس نے دفن کیا تھا؟ تمہارے ساتھ کیا گزری تھی؟"

ناگ نے کہا۔

"یہاں سے باہر نکل کر بتاتا ہوں۔"

وہ دونوں اہرام کی راہ داری سے نکل کر باہر آ گئے۔ ناگ بولا۔

"تم نے بھی مجھے ابھی تک نہیں بتایا کہ تم میری قبر تک کیسے پہنچیں ماریا؟"

وہ دونوں باتیں کرتے ابوالہول والے قبرستان میں پہنچ گئے۔ ماریا نے اسے سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح ایک [illegible] قبر میں سے باہر نکلا تو اس کے منہ میں ریشمی رومال [illegible] جس میں سے ناگ کی ہلکی سی خوشبو آ رہی تھی [illegible] اس قبر پر آ گئے۔ جس کے اندر ناگ کو دفن کیا گیا تھا۔ اور جس کے اوپر کتبے پر لکھا تھا۔

"یہاں فرعون کا باورچی دفن ہے۔"

ناگ ہنس کر بولا۔

"وہ کم بخت یہ کسی دوسری قبر کا کتبہ اکھاڑ کر میری قبر پر لگا گیا ہوگا۔"

ماریا نے پوچھا۔

"وہ کون تھا ناگ؟ کیا تمہیں کسی نے زہر دیا تھا؟ مجھے خدا کے لیے سب کچھ بتاؤ۔"

پھر ناگ نے ماریا کو بتایا کہ کس طرح شاہی مہمان خانے میں سپہ سالار کا خاص ملازم پیٹر کنول کا شربت لے کر اس کے کمرے میں آیا۔ اور پھر اس کے پیچھے کی طرف آ کر اس نے ایک زہریلی سوئی اس کی گردن میں چبھو دی۔

"ماریا! وہ کوئی بہت ہی مہلک بہت ہی خطرناک زہر تھا۔ جس نے میرے جسم میں داخل ہوتے ہی مجھے بے حس کر دیا۔ اگر میری جگہ کوئی دوسرا انسان ہوتا تو وہ کبھی زندہ نہ بچتا۔ اس کے بعد وہ میری لاش کو سرنگ میں سے نکال کر یہاں لے آئے۔"

ماریا نے کہا۔

COUR[illegible] WWW[illegible]FBOOKSFREE.[illegible]

"جب ہی سرنگ میں تمہاری بجلی کی خوشبو باقی تھی۔ مگر دوسرا کون تھا؟"

ناگ بولا۔

"دوسرا کوئی پیڑ کا ساتھی تھا۔ دونوں اصل میں صلیبی جاسوس ہیں۔ جو صلاح الدین ایوبی کے محل میں مسلمانوں کے نام سے رہ کر جاسوسی کر رہے ہیں۔"

ماریا بولی

"ہمیں انہیں اس بھیانک جرم کی سزا دینی چاہئے۔"

ناگ نے کہا۔

"چلو ہم واپس سپہ سالار کے مہمان خانے میں چلتے ہیں۔"

ماریا اور ناگ وہاں سے اٹھے اور قاہرہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دریائے نیل کو پار کر کے وہ شاہی محل کے سامنے والے باغ میں آ کر رک گئے۔

یہاں ناگ نے ماریا سے کہا۔

"ہمیں غائب ہو کر شاہی مہمان خانے میں جانا ہو گا۔ تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ سپہ سالار کا نوکر پیڑ وہاں عبدل کے نام سے مشہور ہے کس سازش میں مصروف ہے۔"

ماریا نے کہا۔ ایسا ہی ہو گا۔ ناگ سانپ بن گیا۔ ماریا نے اسے اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ ناگ غائب ہو گیا۔ ماریا ناگ کو ساتھ لے کر شاہی محل کی طرف آ گئی۔ شاہی مہمان خانے کا وہ کمرہ خالی تھا۔ جس میں ناگ کو زہریلی سوئی چبھوئی گئی تھی۔ ماریا نے ناگ سے کہا "یہاں تو کوئی نہیں ہے ناگ؟" ناگ بولا۔ چلو محل میں چل کر دیکھتے ہیں۔ کہ وہ جاسوس پیڑ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے؟۔ ماریا پرواز کر کے سپہ سالار کے محل کی طرف چلی۔

○

COU... WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مُردہ قبر سے باہر

سپہ سالار اپنے کمرے میں نہیں تھا۔
پہرے دار چاروں طرف کھڑے تھے۔ لگتا تھا کہ سپہ سالار آنے ہی والا ہے۔
ناگ نے مایا کو سرگوشی میں کہا۔
"مایا! محل کے باغ میں چلو۔"
مایا ایک سیکنڈ میں اڑان بھر کر محل کے باغ میں آ گئی۔
ناگ نے کہا۔
"میں انسانی شکل میں سپہ سالار کے پاس جاؤں گا۔ تم میرے ساتھ رہنا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا ملازم اور دشمن کا جاسوس پیٹر عرف عبدل مجھے دیکھ کر کیا ردِ عمل ظاہر کرتا ہے۔"
مایا نے سوچ کر کہا۔
"کیا ایسا کرنا ٹھیک رہے گا؟"
ناگ بولا۔
"میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے ایک کو ظاہر ہو کر سپہ سالار کے ساتھ رہنا چاہیئے۔ اور میں ہی ظاہر حالت میں وہاں رہ سکتا ہوں۔ تم غیبی حالت میں میرے ساتھ ہی ہو گی۔"
مایا نے کہا۔
"جیسے تمہاری مرضی۔"
اس نے ناگ کو کلائی میں سے اتار کر زمین پہ رکھ دیا۔ ناگ نے پھنکار ماری اور انسانی شکل میں آ گیا۔ پھر وہ سپہ سالار کے محل کی طرف چل پڑا۔ مایا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ ناگ کو مایا کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس وقت سپہ سالار محل میں آ چکا تھا۔ اس نے ناگ دیکھا تو لپک کر اس کی طرف بڑھا اور بولا۔
"ہمارے معزز مہمان ناگ! تم کہاں چلے گئے تھے۔ ملکہ عالیہ بھی کئی بار تمہارے بارے میں پوچھ چکی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نے ریچھڑ کے محل سے ملکہ جلالہ اور ان کے بچوں کو نکال کر بہت بڑا کام کیا ہے۔ بتاؤ تم کہاں تھے؟"
ناگ نے مسکرا کر کہا۔
"میں دریا کی سیر کو نکل گیا تھا۔ آگے جا کر صحرا میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راستہ بھول گیا۔ بڑی مشکل سے واپس آیا ہوں۔"

سپہ سالار بولا

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم صحرا سے زندہ واپس آ گئے۔ اب تم کہیں مت جانا۔ سلطان ایوبی شام سے واپس مصر آنے والے ہیں۔ وہ تم سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ چلو پہلے ملکہ عالیہ ملکہ جلالہ سے مل لو۔ وہ کئی بار تمہارا پوچھ چکی ہیں۔"

سپہ سالار نے ناگ کو ساتھ لیا اور ملکہ جلالہ کے شاہی میں آ گیا۔ ملکہ نے ناگ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئیں کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔

"بہادر محترم ناگ! تم کہاں چلے گئے تھے۔ خیریت سے تو تھے نا؟"

ناگ نے وہی صحرا میں بھول جانے والی کہانی دہرا دی۔ ملکہ جلالہ نے کہا۔

"ابھی تم شاہی مہمان خانے میں ہی ٹھہرو۔ سلطان ایوبی دو ایک روز میں مصر آنے والے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم ان سے ضرور ملو۔"

ناگ بولا۔

"اسلام کے اس بہادر مجاہد سے مل کر کس کو خوشی نہیں ہو گی۔ بلکہ میں تو اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔"

ملکہ جلالہ نے سپہ سالار سے کہا۔

"محترم سپہ سالار! ہمارے معزز مہمان کو عزت اور احترام سے رکھیے گا۔"

سپہ سالار نے تعظیم بجا لاتے ہوئے کہا۔

"مہمان کی عزت ہمارا فرض ہے ملکہ صاحبہ۔"

اور ناگ کو ساتھ لے کر شاہی مہمان خانے کی طرف چل پڑا۔ ماریا ان کے اوپر فضا میں پرواز کر رہی تھی۔ جب ناگ اپنے شاہی مہمان خانے والے کمرے کے پاس پہنچا تو سامنے سے سپہ سالار کا خاص نوکر پیٹر آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چاندی کا تھال تھا۔ جس میں مشروب کے پیالے رکھے تھے۔ ان میں پھلوں کا رس بھرا ہوا تھا۔ جونہی پیٹر کی نگاہ ناگ پر پڑی اس کے ہاتھ سے تھال نیچے گر پڑا۔ وہ دم بخود ہو کر رہ گیا۔ سپہ سالار نے اس کی طرف دیکھا اور ڈانٹ کر کہا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں عبدل؟ تم اپنے ہوش میں ہو کر نہیں؟"

عبدل یعنی پیٹر نے ادب سے سر جھکا دیا اور بولا۔

COU... WW...OFBOOKSFREE.PK

"غلطی ہو گئی حضور! معاف کر دیجئے گا۔"
ناگ نے مسکرا کر کہا۔
"شاید آپ کا خادم خاص کسی کو دیکھ کر ڈر گیا ہے۔ میرا مطلب ہے کسی مُردہ آدمی کے بھوت کو دیکھ کر۔ کیوں عبدل؟"
عبدل کا رنگ اُڑ چکا تھا۔ وہ تو ڈیوس کے ساتھ ناگ کو اپنے ہاتھوں قبر میں دفن کر کے آیا تھا۔ پھر یہ شخص زندہ سلامت قبر سے کیسے باہر نکل آیا۔ اس نے بوکھلاہٹ میں کہا۔
"ایسی بات تو نہیں ہے حضور انور — میرا پاؤں کھسک گیا تھا۔"
اور وہ جھک کر چاندی کے پیالے اکٹھے کرنے لگا۔
سپہ سالار نے ناگ سے کہا۔
"برادرِ محترم ناگ! آپ کے واپس آنے سے ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ آرام کیجئے۔ انشاءاللہ دو ایک روز میں سلطان معظم قاہرہ پہنچنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں دربار میں ان کے حضور پیش کروں تاکہ تم انہیں یروشلم میں رچرڈ کی فوجوں کے بارے میں کچھ بتا سکو۔ کیونکہ تم انہیں دیکھ کر آ رہے ہو۔"
ناگ نے کہا۔
"مجھے سلطان صلاح الدین ایوبی سے مل کر بہت خوشی ہو گی جناب۔ میں اس روز کا انتظار کروں گا۔"
سپہ سالار نے مسکرا کر کہا۔
"لیکن اب تم کہیں پھر کسی طرف نہ نکل جانا۔ شاہی مہمان خانے میں ہی رہنا۔"
ناگ بولا۔
"اب میں کہیں نہیں جاؤں گا۔"
سپہ سالار سے رخصت لے کر ناگ واپس اپنے مہمان خانے کی طرف چل پڑا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ ناگ نے کہا۔
"پیٹر مجھے دیکھ کر کس قدر دہشت زدہ ہو گیا تھا۔"
ماریا بولی۔
"جب ایک آدمی اس شخص کو زندہ دیکھ لے جس کو اس نے اپنے ہاتھوں قبر میں دفن کیا ہو تو اسے تو دہشت زدہ ہونا ہی ہے۔ مگر ناگ!

COURTESY W... DEBOOKSFREE.P...

تمہیں اس سے بچ کر رہنا ہوگا۔ وہ اپنے ساتھی جاسوس کے ساتھ مل کر تم پر دوبارا حملہ بھی کرے گا۔"

ناگ نے فکرمند ہو کر کہا۔

"مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ دونوں جاسوس پیٹر اور ڈیوس سلطان معظم کی فوجی حکمت عملی کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ ڈیوس مجھے پیٹر سے زیادہ خطرناک لگتا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مگر ڈیوس تو شاہی محل سے باہر ہے اور قاہرہ کے بازار میں کاروبار کرتا ہے۔"

ناگ بولا۔

"ایسے لوگ اس لیے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کہ ان کا واسطہ عام لوگوں سے ہوتا ہے اور وہ بڑی آسانی سے کوئی نہ کوئی افواہ پھیلا کر سلطان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ کسی وبا کی افواہ وبا سے زیادہ ہلاکت خیز ہوتی ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"پھر اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم ان دونوں ملک دشمن جاسوسوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں۔ یہ ہمارا قومی فرض بھی ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"نہیں۔ میں چاہتا تھا کہ ان کا پیچھا کر کے ان کے باقی ساتھیوں کا بھی کھوج لگایا جائے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ ان دونوں کے علاوہ دوسرے جاسوس بھی محل میں کام کر رہے ہوں اور ان کا ان جاسوسوں سے رابطہ ہو۔"

ماریا اور ناگ اسی طرح باتیں کرتے اپنے کمرے میں آ گئے۔ وہ جانتا تھا کہ جاسوس پیٹر اب اکیلا ناگ کے کمرے میں کبھی نہیں آئے گا۔ ناگ کو خود اس کا تعاقب اور اس کی نگرانی کرنی ہوگی تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ اس کے رابطے یہاں کہاں اور دربار میں کس کس کے ساتھ ہیں۔ ناگ نے ماریا کی ڈیوٹی اس کام پر لگا دی۔ ماریا نے ناگ سے کہا "میں پیٹر کی نگرانی کے لیے جاتی ہوں۔ تم اپنی حفاظت کرنا۔" یہ کہہ کر ماریا سپہ سالار کے محل کی طرف اڑ گئی۔ کیونکہ جاسوس پیٹر وہیں کام کرتا تھا۔

اس نے دیکھا کہ جاسوس پیٹر شام کے لیے اپنی نگرانی کے کمروں کی صفائی کروا رہا ہے۔ مگر صاف لگ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

... بے چین ہے اور پریشان بھی ہے وہ بار بار کھڑکی
... سے باہر دیکھ لیتا تھا۔ جب تخت پہ بیٹھنے لگا تو
تھی۔ تو پیٹر نے ایک کنیز سے کہا۔
"میں اپنی بہن سے ملنے شہر جا رہا ہوں۔ وہ
کچھ بیمار ہے۔ جلدی واپس آجاؤں گا۔ تم پیچھے
خیال رکھنا"

اور پیٹر جاسوس شاہی محل سے نکل کر گھوڑے پر
بیٹھا اور قاہرہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ محل سے نکلتے ہی
اس نے گھوڑے کی رفتار تیز کر دی۔ ماریا اس کے سر
کے اوپر ساتھ ساتھ اڑتی جا رہی تھی۔ ماریا کو اچھی طرح پتا
تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ جاسوس پیٹر شہر کے گنجان بازار میں
داخل ہو گیا۔ گھوڑے کو اس نے ایک جگہ پہرے دار کے
حوالے کیا۔ اور خود بڑے بڑے قدم اٹھاتا اپنے ساتھی جاسوس
ڈیوس کی دکان میں آگیا۔ ڈیوس اس وقت گاہکوں کو چیزیں
دکھا رہا تھا۔ پیٹر کو دیکھ کر اس نے آنکھ سے اندر چل کر
بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پیٹر کوٹھری میں آکر گاؤ تکیے کو دبا
لے کر بیٹھ گیا۔ وہ ڈیوس سے بات کرنے کو بے چین تھا
ماریا بھی وہاں آگئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ڈیوس
بھی آگیا۔ اس کے چہرے پہ گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے
دروازہ بند کرتے ہوئے پوچھا۔

"پیٹر! کیا بات ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم پریشان
ہو"

پیٹر نے ڈیوس کے چہرے پہ اپنی نظریں جما دیں اور بولا۔

"وہ زندہ ہے"

"کون زندہ ہے؟" ڈیوس نے پوچھا۔ پیٹر بولا۔

"ناگ زندہ ہے جس کو میں نے زہریلی سوئی
سے ہلاک کیا تھا۔ اور جس کو ہم دونوں نے خود
قبر میں اتارا تھا"

ڈیوس کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ہکا بکا ہو
کر پیٹر کا منہ تکنے لگا۔

"یہ ——— یہ کیسے ممکن ہے پیٹر؟ مردہ کیسے زندہ
ہو سکتا ہے؟"

پیٹر نے کہا۔

"ایسا ہو گیا ہے ڈیوس۔ مردہ زندہ ہو گیا
ہے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے خود
اسے شاہی مہمان خانے میں آتے دیکھا ہے۔ وہ
اب بھی شاہی مہمان خانے میں ہی ہے"

ڈیوس ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

CO[illegible] WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تو بہت بُری بات ہوئی۔ ضرور اس آدمی کے پاس کوئی جادو ہے۔ جس کی مدد سے وہ قبر سے زندہ نکل آیا ہے۔ اور اس پر زہر نے پورا اثر نہیں کیا۔"

پیٹر نے کہا۔

"اب کیا ہوگا۔ اب تو میری زندگی بھی وہاں خطرے میں ہے کیونکہ ناگ نے دیکھ لیا تھا کہ میں اسے پیچھے سے کوئی سوئی چبھو رہا ہوں۔"

ڈیوس نے پوچھا۔

"کیا اس نے تم سے کوئی بات کی؟ یا اُس نے سپہ سالار سے تمہارے بارے میں کچھ کہا ہے؟"

پیٹر نے کہا۔

"ابھی تک تو معلوم ہوتا ہے اس نے سپہ سالار سے کوئی بات نہیں کی۔ مجھ سے بھی اُس نے کوئی سوال نہیں کیا۔ مگر ہو سکتا ہے وہ سپہ سالار کو میرے بارے میں بتا دے کہ میں نے اس کی گردن میں زہریلی سوئی چبھوئی تھی۔"

[illegible]

[illegible] نے ابھی تک سپہ سالار کو کچھ نہیں بتایا اور تم سے بھی پوچھ گچھ نہیں کی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی اس راز کو راز ہی رکھنا چاہتا ہے۔ اور پھر پیٹر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جب تم نے اسے پیچھے جا کر گردن میں زہریلی سوئی چبھوئی تھی تو اس نے تمہیں بالکل نہ دیکھا ہو۔"

پیٹر کہنے لگا۔ [illegible]

"مگر اس نے عین وقت پر پلٹ کر میری طرف دیکھا تھا ڈیوس!"

ڈیوس سر کو ایک طرف جھکاتے ہوئے بولا۔

"مگر اس وقت تم زہریلی سوئی ناگ کی گردن میں چبھو چکے تھے۔ بہت ممکن ہے کہ اس وقت زہر کے ابتدائی اثر سے اس کی آنکھوں کی بینائی ساکت ہو گئی ہو۔ اور اس نے تمہیں نہ دیکھا ہو۔"

پیٹر نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ نہیں بھی ہو سکتا۔"

ڈیوس نے پیٹر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میرے دوست! بے فکر رہو۔ ناگ نے تمہیں بالکل نہیں دیکھا۔ اگر اس نے تمہیں دیکھا ہوتا تو یقین کرو کہ وہ آتے ہی سپہ سالار سے کہہ کر تمہیں فوراً

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گرفتار کروا دیتا۔ لیکن چونکہ ایسا ابھی تک نہیں ہوا۔
اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ناگ نے تمہیں نہیں
دیکھا تھا"

پیٹر بولا۔

"ایسا ہو سکتا ہے میں ایسے ہی سوچ لیتا ہوں۔ مگر سوال
یہ ہے کہ اب کیا ہوگا۔ سلطان ایوبی کل نہیں تو پرسوں
قاہرہ پہنچ جائے گا۔ اور پھر ناگ اسے یروشلم
میں صلیبی فوجوں کی نقل و حرکت کے بارے میں پوری
تفصیل بتا دے گا۔ یہ بات مرچھڑ کی فوجوں کے
لیے تباہی کا باعث بن سکتی ہے"

ڈیوس نے کہا۔

"تو پھر اس کا ایک ہی علاج ہے"

ڈیوس اپنی جگہ سے اٹھا۔ الماری میں سے ایک خنجر نکال کر
پیٹر کی طرف بڑھایا اور بولا۔

"اور وہ علاج یہ ہے کہ آج رات ہی کو موقع پاکر
ناگ کو اس خنجر سے ہلاک کر دو۔ نہ رہے گا بانس نہ
بجے گی بانسری"

پیٹر نے خنجر لے کر اپنی قمیض کے اندر چھپا لیا اور بولا۔

"اچھا اب میں جاتا ہوں۔ میں آج رات جس طرح
بھی ہو ناگ کو قتل کر دوں گا۔ کل تم یہ خوش خبری
سنو گے کہ ہمارا دشمن ناگ ہمارے درمیان
نہیں رہا"

"شاباش! مگر یہ کام بڑی ہوشیاری سے کرنے
والا ہے"

پیٹر بولا۔

"میں پوری طرح ہوشیار ہوں۔ تم فکر نہ کرو"

ماریا ان دونوں کے پاس ہی کھڑی تھی۔ اس نے ساری باتیں
سن لی تھیں۔ پیٹر قمیض کے اندر خنجر چھپائے گھوڑے پر سوار
ہو کر محل کی طرف روانہ ہوا۔ تو ماریا نے بھی اڑان بھری اور
اس سے پہلے ناگ کے پاس پہنچ گئی۔ ناگ
کھڑکی کے پاس کھڑا باہر، شام کے وقت محل کے باغ میں مختلف
فانوس دیکھ رہا تھا کہ اسے ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ اس
نے پلٹ کر کہا۔

"ماریا! تم ہو کیا؟"

"ہاں" ماریا بولی "میں آگئی ہوں" اور پھر ماریا نے
ناگ کو جاسوس ڈیوس اور پیٹر کی دوسری ہولناک
سازش کی ساری تفصیل بیان کر دی۔ ناگ مسکرایا

"ٹھیک ہے میں پیٹر پر بھی نگاہ رکھوں گا کہ میں نے

COURTESY W

ا سے بالکل نہیں دیکھا تھا اس طرح سے ہیں
اس کی نقل و حرکت کھل کر دیکھنے کا موقع مل جائے
تو۔"

مادیا نے کہا۔

"لیکن وہ کم بخت خنجر لے کر آیا ہے اور آج رات
تم پر حملہ کرنے والا ہے۔"

ناگ نے ہنس کر کہا۔

"تو کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ اپنے ناپاک ارادے
میں کامیاب ہو جائے گا؟"

مادیا بولی۔

"لیکن مجھے تمہاری پوری حفاظت کرنی ہو گی۔"

ناگ کرسی پر نیم دراز ہو گیا اور کہنے لگا۔

"کیا خیال ہے پیٹر کو آج رات غائب نہ کر دیں؟"

مادیا نے پوچھا۔

"غائب کرنے سے کیا ہو گا؟ اسے ختم کر دینا چاہیے۔
وہ ہمارا دشمن ہے۔ کسی بھی وقت تمہیں دھوکہ
دے سکتا ہے۔"

ناگ۔

"نے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا مادیا
اسے کسی کی جان لینے سے کیا ہو گا۔ وہ اپنے
فرائض کے لیے جاسوسی کر رہا ہے۔ اور یہ کوئی جرم
نہیں ہے۔ یہ تو ہر محب وطن کا فرض ہے۔ میں
اسے بے ہوش کر کے کسی خفیہ جگہ ڈال دوں گا۔
میں اس کے جسم میں اتنا زہر داخل کر دوں گا کہ
وہ ہوش میں کبھی نہیں آئے گا اور مرے گا بھی
نہیں۔ میرا خاص زہر اس کے جسم کو خوراک مہیا
کرتا رہے گا۔"

مادیا بولی۔

"جیسے تمہاری مرضی۔ لیکن دوسرے جاسوس ڈیوس
کا کیا کرو گے۔ پیٹر کی گمشدگی کے بعد وہ حرکت میں
آجائے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہوئی تو پھر اس کو بھی اسی طرح
غائب کر دیں گے۔ یہاں تک کہ سلطان کی فوجیں
یروشلم پر حملہ کر دیں گی۔"

ناگ اور مادیا میں یہی بات طے پا گئی۔ اب وہ رات
کا انتظار کرنے لگے۔ ناگ کچھ دیر باغ میں ٹہلتا رہا۔ رات
کو پیٹر ہی ناگ کے لیے کھانا لے کر آیا۔ پیٹر یہ تسلی کرنا

COURTESY WWW.

چاہتا تھا کہ کیا ناگ نے زہریلی سوئی چبھوتے وقت اسے دیکھا ہے کہ نہیں۔ اس کے دل میں شک ضرور تھا۔ وہ اندر سے ڈرتے ڈرتے ناگ کے کمرے میں داخل ہوا۔ ناگ نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"عبدل! تم ٹھیک وقت پر آئے۔ مجھے بڑی بھوک لگ رہی تھی۔"

پیٹر کو یقین ہو گیا کہ ناگ نے اسے جرم کرتے نہیں دیکھا۔ کہنے لگا۔

"حضور! آپ کہاں چلے گئے تھے۔ میں تو بہت ہی پریشان تھا۔ سنا ہے کہ آپ صحرا میں راستہ بھول گئے تھے؟"

ناگ بولا۔

"ہاں عبدل! میں اجنبی ہوں نا یہاں۔ صحرا میں سیر کرتے کرتے دور نکل گیا۔ اور پھر راستہ بھول گیا۔ فکر نہ کرو۔ اب میں کہیں نہیں جاؤں گا۔"

پیٹر نے ناگ کے سامنے کھانا لگا دیا اور چاندی کے گلاس میں پھلوں کا رس ڈالنے لگا۔ مگر وہ دل میں یہ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ یہ شخص بند قبر میں سے کیسے نکل آیا۔ دوسری طرف ڈیوس پیٹر کے جانے کے بعد سیدھا پرانے قبرستان میں پہنچا۔ وہاں جا کر ناگ کی قبر دیکھی تو وہ بالکل ویسی کی ویسی ہی تھی۔ ڈیوس اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ اسے پکا یقین ہو گیا کہ ناگ کے پاس ضرور کوئی جادو ہے۔ جس کی مدد سے وہ زندہ قبر سے باہر آ گیا ہے۔ ڈیوس نے محتاط رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر اسے اطمینان تھا کہ ناگ کے پاس چاہے جادو ہو مگر پیٹر اسے آج رات ضرور قتل کر دے گا۔"

پیٹر عرف عبدل کھانا لگا کر سلام کر کے چلا گیا۔ ناگ اسے جاتے دیکھتا رہا۔

ماریا وہاں موجود تھی۔ کہنے لگی۔

"پیٹر کو یقین ہو گیا ہے کہ تمہیں اس پر کسی قسم کا شک نہیں ہے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا تھا۔"

پھر وہ دونوں عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کی باتیں کرنے لگے۔ ناگ نے کہا۔

"ماریا! میں چاہتا ہوں کہ جیسے بھی ہو ہم کسی طرح واپس کیٹی عنبر اور تھیو سانگ کے پاس پہنچ جائیں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"اب تو کوئی حادثہ ہی ہمیں واپس پرانے زمانے

COURTESY WWW

میں کیٹی تیمور سانگ عنبر کے پاس لے جا سکتا ہے۔"
میرا دل کہتا ہے کہ ہم بہت جلد اپنے دوستوں کے
پاس پہنچ جائیں گے۔"
ناگ محض دکھاوے کے لیے کھانا کھا رہا تھا۔ تھوڑی
دیر بعد پیٹر دو ملازموں کے ساتھ برتن اٹھوانے آگیا۔
وہ ہنس ہنس کر ناگ سے باتیں کرنے لگا۔ پھر دوسرے
روز آنے کا کہہ کر چلا گیا۔ ماریا کہنے لگی۔
"یہ بدبخت آج رات تجھے قتل کرنے آئے گا
اسے کچھ معلوم نہیں کہ قدرت نے اس کی قسمت میں
کیا لکھا ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"دوسروں کے لیے گڑھا کھودنے والے خود بھی
ضرور کنوئیں میں گرتے ہیں۔ اب تم بھی اسی کمرے
میں رہنا۔ میرا خیال ہے کہ جاسوس پیٹر آدھی رات
گزرنے کے بعد آئے گا۔ اور وہ خفیہ سرنگ والے
دروازے میں ہی سے آئے گا۔"
ناگ اور ماریا نے پلنگ کے پیچھے پردے کو اٹھا کر
دروازے کو دیکھا۔ دروازہ کھلا تھا۔ پیٹر اس کی کنڈلی
کھول گیا تھا۔

ناگ بولا۔
"وہ اسی راستے سے آئے گا اور میں اسی جگہ اپنے
قاتل کا استقبال کروں گا۔"
ناگ اور ماریا کھڑکی کے پاس بیٹھے عنبر کیٹی اور تھیو سانگ
کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ انہیں حضرت دانیال کی بھی
بہت یاد آئی۔ ماریا کہنے لگی۔
"مجھے افسوس ہے کہ میں خدا کے برگزیدہ پیغمبر
کے زمانے سے نکل کر اس زمانے میں آگئی ہوں۔
وہ زمانہ کتنا خوب صورت تھا۔"
ناگ نے کہا۔
"ہم سے زیادہ کون اس حقیقت سے باخبر ہوگا۔
کہ کوئی بھی زمانہ مجموعی طور پر برا نہیں ہوتا۔ ہر
زمانے میں اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں۔ اب اس زمانے
میں بھی سلطان صلاح الدین ایوبی ایسے بہادر اور
انصاف پسند مسلمان جرنیل موجود ہیں۔ دوسری
طرف رچرڈ ایسا بہادر جرنیل بھی اسی زمانے میں
ہے۔"
ماریا نے کہا۔
"ہاں یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو ناگ۔"

COURTESY WWW.P...

یونہی باتیں کرتے کرتے رات گہری ہو گئی۔ ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں شمع بجھا دینی چاہیئے۔"

ناگ نے شمع گل کر دی۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ باغ میں جو فانوس روشن تھے۔ ان کی ہلکی ہلکی روشنی کمرے میں آ رہی تھی۔ ناگ نے کھڑکی کا پردہ آگے کر دیا۔ روشنی کم ہو گئی۔ ناگ نے کہا:

"اب میرے بستر پر سرہانے اور تکیئے جوڑ کر ان پر چادر اس طرح ڈال دو کہ ایسا لگے جیسے اندر کوئی سو رہا ہے۔"

ماریا نے فوراً ایسا ہی کر دیا۔ اب پلنگ کو دیکھنے سے یوں لگتا تھا۔ جیسے پلنگ پر کوئی چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"اب میں سامنے والے کونے میں اپنے قاتل کا انتظار کروں گا۔ مگر ابھی جاسوس پیٹر سرنگ میں داخل نہیں ہوا ہوگا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں ابھی سرنگ میں جا کر معلوم کرتی ہوں۔"

تیزی سے خفیہ دروازے سے نکل کر سرنگ میں آ گئی۔ وہ تیز رفتاری سے سرنگ کے دوسرے دروازے میں سے باہر کھلے میدان میں نکل آئی۔ آسمان پر تارے کھلے ہوئے تھے۔ رات تاریک تھی۔ قلعہ اور شاہی محل کی فصیل اور برجوں میں فانوس روشن تھے۔ اچانک ماریا کو دور سے جیسے ایک سایہ آگے بڑھتا نظر آیا۔ وہ لپک کر اس طرف گئی۔ یہ جاسوس پیٹر تھا۔ جو سیاہ لبادے سے منہ سر ڈھانپے گھوڑے پر سوار شاہی مہمان خانے کے خفیہ دروازے کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ ماریا پلٹ گئی۔ اور سر سرنگ میں پرواز کرتی ناگ کے پاس آ کر بولی۔

"تمہارا قاتل آ رہا ہے۔ نصیب دشمنان۔"

ناگ مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"تم ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا تو وہ ایک چھوٹا سیاہ سانپ کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ سانپ قالین کے فرش پر رینگتا ہوا پلنگ کی پائنتی کی طرف نیچے چھپ گیا۔ تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ خفیہ دروازے کا پٹ بہت ہی آہستہ سے کھلا۔ ناگ اور ماریا کی نظریں اندھیرے میں غور سے دیکھنے لگیں۔ پھر پردہ ہٹا اور اس کے پیچھے سے سیاہ لبادے میں چھپا ہوا ایک

COURTESY WWW

اژدھا آہستہ سے نکل کر پھونک پھونک کر قدم رکھتا پلنگ کے درمیان میں آگیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں خنجر چمکا۔ بازو بلند ہوا اور اس نے پوری طاقت سے خنجر چادر کے نیچے ابھرے ہوئے سرہانوں میں بھونک دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اندر ناگ سویا ہوگا۔ مگر جب دیکھا وہاں سرہانے رکھے ہوئے ہیں تو پیٹر گھبرا کر پیچھے ہٹا۔

اتنی دیر میں ناگ نے اس کے ٹخنے پر ڈس دیا تھا۔ ناگ کا زہر کئی قسم کے اثرات رکھتا تھا۔ یہ زہر ایسا تھا کہ اس کے اثر سے پیٹر کا جسم سُن ہو گیا۔ آنکھیں بند ہو گئیں۔ ہلنے جلنے دیکھنے سننے کی صلاحیت ختم ہو گئی۔ مگر جسم زندہ رہا اور اسی زہر سے خوراک حاصل کرنے لگا۔ جس کو ناگ نے سانپ کی شکل میں پیٹر کے جسم میں داخل کیا تھا۔ وہ دھم سے قالین پر جا گرا پڑا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر پڑا رہ گیا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آیا۔ اور بولا۔

"ماریا! اب اسے اٹھا کر اسی قبر میں لے چلو جہاں اس نے ڈیوس کے ساتھ مل کر مجھے دفن کیا تھا۔"

ماریا نے بے ہوش پیٹر کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا تو وہ ہلکا معلوم ہوا۔ ماریا جس چیز کو اٹھاتی تھی یعنی جس چیز پر ہاتھ میں آنے کے بعد زمین سے تعلق ختم ہو جاتا تھا وہ مردہ ہو کر ماریا کے ساتھ ہی غائب ہو جاتی تھی بلکہ اس کا وزن بھی نہ ہونے کے برابر رہ جاتا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"میں سرنگ میں سے گزرنے لگی ہوں۔"

ناگ بولا۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

دونوں سرنگ سے باہر آگئے۔ وہاں ایک طرف جاسوس پیٹر کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ ناگ اور ماریا کو گھوڑے کی ضرورت نہیں تھی۔ ناگ بدلتے عقاب کی شکل اختیار کی اور ماریا کے ساتھ فضا میں پرواز کرنے لگا۔ ان کا رُخ صحرائے مصر میں ابوالہول کے عقبی پرانے قبرستان کی طرف تھا۔ وہاں قبرستان اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر ناگ نے اپنی قبر کو پہچان لیا۔ پھر اس نے قبر کے سرہانے پہنچ کر ماریا سے کہا۔

"اس آدمی کو قبر کے اندر لٹا دو۔"

ماریا کے لیے یہ کام کچھ مشکل نہیں تھا۔ اس نے جاسوس پیٹر کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور ایک خود رَو گڑھا کر اس طرح قبر میں داخل ہو گئی۔ جس طرح آواز کی لہریں دیوار کے اندر سے گزر جاتی ہے۔ ماریا نے قبر میں جاسوس پیٹر کے بے حس و حرکت جسم کو لٹا دیا اور قبر سے باہر آگئی۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE

پوچھا۔

"کیا یہ قبر میں زندہ رہے گا ناگ؟"

ناگ نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میرے زہر میں ہوا بھی ہے اور وہ تمام کیمیاوی اجزاء ہیں جو ایک آدمی کو کم از کم پانچ سال تک زندہ رکھنے کے لیے کافی ہیں۔ یہی وہ زہر ہوتا ہے جس کی مدد سے سانپ اپنے بل میں گھس کر ساری سردیاں گزار دیتا ہے۔ آؤ اب واپس چلتے ہیں۔"

شاہی مہمان خانے میں آکر ناگ نے بستر کو درست کیا جامکا پیٹرو کا خنجر اٹھایا اور بولا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ خنجر ہیں جاسوس پیٹرو کی قبر کے اوپر گاڑ آنا چاہیئے۔ تاکہ اگر دوسرے جاسوس ڈیوس کا ادھر سے گزر ہو تو یہ خنجر اسے حیرت میں گم کر دے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ قبر کھود ڈالے۔"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ اس سے تو معاملہ اور زیادہ پُراسرار ہو جائے گا۔ اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ ڈیوس چکر اور بھول بھلیوں میں الجھ جائے۔ وہ پہلے ہی میرے قبر سے زندہ نکل آنے پر حیران ہے۔"

ماریا ہنس کر بولی۔

"اچھا تم یہیں ٹھہرو۔ میں یہ خنجر پیٹرو جاسوس کی قبر پر گاڑ آتی ہوں۔"

ماریا برق رفتاری سے خنجر لے کر سرنگ میں سے ہوتی ہوئی ابوالہول کے قبرستان پہنچ گئی۔ وہاں خنجر کو اس نے جاسوس پیٹرو کی قبر کے اوپر آدھے سے زیادہ گاڑھ دیا اور واپس آگئی۔ ناگ جاگ رہا تھا۔ دونوں کھڑکی کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے۔ وہ صبح ہونے کا انتظار کر رہے تھے تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ دوسرے جاسوس ڈیوس پر اس کا ردعمل کیا ہوگا۔ کیونکہ دوسرے دن ناگ انسانی حالت میں ڈیوس کے سامنے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیاہ پوش نادیا

دوسرے دن عبدل یعنی جاسوس پیٹر کی گمشدگی کی خبر محل میں سب کو ہوگئی۔ وہ سپہ سالار کا خاص ملازم اور صبح کو وہی اپنی نگرانی میں ناشتہ وغیرہ دیتا تھا، جب وقت پر وہ نہ آیا تو سپہ سالار نے دریافت کیا کہ عبدل کہاں ہے؟ نوکروں اور کنیزوں نے بتایا کہ اس کا کمرہ خالی ہے اور وہ محل میں کہیں بھی نہیں ہے۔ اسی وقت عبدل یعنی جاسوس پیٹر کی تلاش شروع ہوگئی دوسرا جاسوس ڈیوس اس انتظار میں تھا کہ ابھی شاہی مہمان خانے سے ناگ کے قتل کی خبر آئے گی مگر بہت جلد اسے بھی معلوم ہوگیا کہ سپہ سالار کا ملازم خاص عبدل غائب ہے، وہ پریشان ہوگیا۔ مگر وہ اس خیال سے شاہی محل کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کسی کو خوامخواہ اس پر شک نہ پڑ جائے۔ وہ بازار والی اپنی دکان پر ہی بیٹھا رہا مگر اس کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

اتنے میں ماریا بھی وہاں پہنچ گئی۔ ناگ شاہی مہمان خانے میں ہی تھا۔ ماریا نے جاسوس ڈیوس کو پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ وہ کیوں پریشان ہے۔ ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ ان لوگوں کا کوئی تیسرا جاسوس ساتھی بھی ہے کہ نہیں۔ ماریا کا یہ شبہ صحیح نکلا۔ کچھ دیر اور ادھر ادھر ٹہلنے کے بعد جاسوس ڈیوس نے دکان کو تالا لگایا اور گلیوں میں ہوتا ہوا ایک پرانے مکان پر پہنچا اور دروازے پر تین بار عجیب انداز میں دستک دی۔ اندر سے ایک سیاہ لباس والی عورت نے دروازہ کھول کر پراسرار انداز میں دائیں بائیں دیکھا اور کہا

اندر آ جاؤ۔

جاسوس ڈیوس کے ساتھ ماریا بھی مکان میں داخل ہو گئی۔ قاہرہ کے پرانے مکانوں کی طرح اندر ایک ڈیوڑھی آئی۔ پھر ایک چھوٹا سا صحن آیا۔ آگے برآمدہ اور اس کے اندر دو کمرے تھے۔ سیاہ لباس والی عورت ڈیوس کو ایک کمرے میں لے گئی اور اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔

کیا بات ہے ڈیوس! تم اپنے منصوبے میں کامیاب ہوئے کہ نہیں؟

ڈیوس مونڈھے پر بیٹھ گیا اور بولا۔

COURTESY WWW.[illegible]OFBC

نادیا ! معاملہ الٹ ہوگیا ہے۔ پیٹر غائب ہے
وہ ناگ کو قتل کرنے گیا تھا مگر خود اس کا پتہ نہیں
چل رہا۔
ناگ زندہ ہے کیا؟ سیاہ پوش عورت نے پوچھا
ہاں ڈیوس بولا۔
میں نے پتہ کرالیا تھا۔ ناگ شاہی مہمان خانے
میں زندہ سلامت موجود ہے مگر پیٹر کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔
سیاہ پوش نادیا دوسرے مونڈھے پر بیٹھ گئی۔ اس عورت کی
عمر چالیس کے قریب تھی اور آنکھیں بے حد تیز اور عیار تھیں
کہنے لگی۔
ناگ کے پاس ضرور کوئی طلسم ہے۔ اس طلسم کی
مدد سے وہ پہلے قبر سے زندہ نکل آیا۔ اس پر ہمارے
زہر نے اثر نہیں کیا اور اب اس نے اسی طلسم کی مدد
سے پیٹر کو غائب کر دیا ہے۔
پھر ڈیوس کی طرف پلٹ کر بولی۔
تم قبرستان میں جاکر دیکھو۔ وہاں کہیں ناگ
نے اس کی لاش نہ پھینک دی ہو۔ واپس آکر مجھے
بتانا۔
ڈیوس اٹھنے لگا۔

سلطان صلاح الدین کے قتل کا منصوبہ

ہم نے ناگ کو نہ جانے کہاں سے آگیا
تیار کر رکھا تھا اور یہ ناگ نہ جانے کہاں سے آگیا
ہے ہمیں خطرہ ہے کہ ہم سلطان کے آنے پر اپنے
منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ ناگ ضرور
اپنے طلسم سے سلطان کی حفاظت کرے گا۔
ڈیوس جاسوس نے سانس بھرا اور بولا۔
نادیا ! ہم اپنے منصوبے میں ضرور کامیاب ہوں گے
تم فکر نہ کرو۔ اگر پیٹر قتل کر دیا گیا ہے تو کوئی بات
نہیں۔ اب میں خود میدان میں آؤں گا
سیاہ پوش نادیا بولی۔
پہلے تم پیٹر کی لاش تلاش کرو۔ ہو سکتا ہے
ناگ نے اسے ہلاک کر دیا ہو۔ لاش تمہیں اہرام مصر
کے آس پاس ہی کسی جگہ مل سکتی ہے بہرحال قبرستان
سے بھی ہوتے جانا۔
ڈیوس جاسوس نادیا کے مکان سے نکل کر سیدھا ابوالہول
والے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ وہ سب سے پہلے
قبرستان میں دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں پیٹر کو قتل کر کے لاش
کسی گڑھے میں تو نہیں پھینک دی گئی
دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ نادیا اس کے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ساتھ ساتھ تھی۔ ماریا کو اس انکشاف پر حیرت اور خوشی
بھی ہوئی کہ پیٹر اور ڈیوس کی ایک ساتھی جاسوسہ نادیا بھی
قاہرہ میں موجود ہے جو سلطان صلاح الدین ایوبی کو قتل کرنے
کی سازش تیار کر چکی ہے۔

ماریا ہوا میں جاسوس ڈیوس کے گھوڑے کے ساتھ
ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ ڈیوس قبرستان میں آکر گھوڑے سے
نیچے اتر گیا۔ وہ سیدھا اس قبر پر پہنچا جس میں انہوں نے
سیاہ پوش کو دفن کیا تھا۔ جونہی اس کی نگاہ اس خنجر
پر پڑی جو قبر میں کھبا ہوا تھا تو اس کے پاؤں تلے سے زمین
نکل گئی۔ کیونکہ یہ وہی خنجر تھا جو جاسوس ڈیوس نے
پیٹر کو دیا تھا کہ ناگ کو ہلاک کر ڈالے۔ اس نے جھک کر
خنجر کو غور سے دیکھا۔

ہاں۔ یہ تو وہی خنجر ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ ڈیوس
نے دل میں کہا۔

وہ خنجر کو ہاتھ لگاتے ڈر رہا تھا کہ اس پر کوئی جادو نہ
پھونکا گیا ہو۔ وہ جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا اور
اسے دوڑاتا واپس شہر میں داخل ہو گیا۔ ماریا بھی اس
کے ساتھ ساتھ تھی۔ ڈیوس سیدھا سیاہ پوش نادیا کے
پاس گیا اور اسے ساری بات سنا دی۔ سیاہ پوش نادیا
نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا

تم نے خنجر کیوں نہیں نکالا۔ وہاں کیوں
چھوڑ آئے؟ وہ خنجر تمہیں گرفتار کروا سکتا ہے۔

ڈیوس جانے لگا تو سیاہ پوش نادیا کچھ سوچ کر بولی۔
اس قبر کو کھود دو۔ ممکن ہے اس میں پیٹر کی لاش
دفن ہو۔

ڈیوس واپس قبر پر آگیا۔ اس نے قبر میں کھبا ہوا خنجر
کھینچ کر نکال لیا۔ پھر قبر کھودنی شروع کر دی۔ ماریا اس
کے قریب ہی کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ قبر کھل گئی۔
اس کے اندر اپنے ساتھی پیٹر کی لاش دیکھ کر ڈیوس سکتے
میں آگیا۔ جلدی سے اسے باہر نکالا اور اس کی نبض دیکھی۔
نبض چل رہی تھی۔ ڈیوس نے جلدی سے پیٹر کو گھوڑے پر
ڈالا اور اسے لے کر واپس نادیا کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا
ماریا اب بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔

پیٹر کو سیاہ پوش نادیا کے پچھلے کمرے میں ڈال
دیا گیا۔ ماریا نے عجب دیکھا کہ پیٹر مرا نہیں ہے بلکہ
اس کا دل آہستہ آہستہ دھڑک رہا ہے تو حیرانی سے بولی۔

ضرور کسی طلسم کا اثر ہے۔ اگر طلسم نہ
ہوتا تو یہ شخص بے ہوش ہونے کے باوجود قبر میں اتنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ مگر اسے بند قبر میں بھی کچھ نہیں ہوا نہ یہ مرا ہے۔ نہ اس کا جسم خراب ہوا ہے۔

سیاہ پوش نادیا نے ڈیوس سے کہا کہ فوراً محلے کے حکیم کو جا کر بلائے۔ ماریا وہیں رہی۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ حکیم آ کر کیا کہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ڈیوس جاسوسی ایک بوڑھے حکیم کو لے آیا۔ سیاہ پوش نادیا نے اسے کہا

حکیم صاحب! یہ ہمارا ایک رشتے دار ہے۔ صبح اچانک بے ہوش ہو گیا۔ ابھی تک ہوش میں نہیں آیا۔

حکیم نے جاسوس پیٹر کی نبض دیکھی۔ پھر اس کی آنکھوں کے پپوٹوں کو کھول کر غور سے دیکھا۔ پھر اس کی گردن کی کھال کو غور سے دیکھا اور بولا

بی بی! اس آپ کے رشتے دار کو کسی سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے جسم پر شدید زہر کا اثر ہے۔

سیاہ پوش نادیا اور جاسوس ڈیوس ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ڈیوس نے پوچھا

مگر حکیم صاحب یہاں تو کوئی سانپ نہیں ہے

حکیم نے کہا

سانپ آپ سے اجازت لے کر یہاں نہیں آئے گا میری تشخیص یہی کہتی ہے کہ اس شخص کے خون میں سانپ کا زہر شامل ہو گیا ہے۔

سیاہ پوش نادیا نے کہا

حکیم صاحب! اگر اسے سانپ نے ڈسا ہے تو پھر یہ مرا کیوں نہیں؟

حکیم صاحب نے جاسوس پیٹر کی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور کہا

یہی تو میں بھی حیران ہوں۔ میرے علم کے مطابق اس شخص کو کسی ایسے سانپ نے ڈسا ہے جو تمام سانپوں کا بادشاہ ہے۔ یہ بہت ہی مہلک زہر کے اثرات ہیں۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ یہ شخص مرا نہیں بلکہ بے ہوش ہے اور بے حس و حرکت ہے۔

سیاہ پوش نادیا کہنے لگی۔

حکیم صاحب اسے کسی طرح ہوش میں لائیے۔ کوئی ایسی دوائی دیجئے کہ یہ پھر سے اٹھ کر بیٹھ جائے۔ میں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گی۔

حکیم صاحب نے سیاہ پوش نادیا کی طرف دیکھ کر جھنجلائی ہوئی آواز میں کہا

بی بی! تم مجھے منہ مانگا انعام کیا دو گی؟ میں اپنے

COURTESY WWW.PD...

پیٹے کی عزت کی خاطر اس کا علاج بتائے دیتا ہوں۔
سنو! اس زہر کا علاج اس دنیا کی کسی جڑی بوٹی۔
کسی دوائی میں نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی طرح سے تم
سب سے قدیم اہرام کے اندر دفن کسی مصری شہزادی یا
ملکہ کے تابوت میں رکھا ہوا شاہی مہرا لے آؤ تو اس کا
علاج ہو سکتا ہے ورنہ یہ اسی طرح بے ہوشی میں بوڑھا
ہوتا جائے گا اور ایک دن مر جائے گا۔

جاسوس ڈیوس نے گھبرا کر کہا
لیکن حکیم صاحب اہرام کے اندر تو ہوا کا جھونکا بھی
داخل نہیں ہو سکتا۔ وہ تو فولادی پتھروں سے بند ہیں
ہم اندر کیسے جائیں گے؟

حکیم صاحب بولے۔
تو پھر اس اپنے ساتھی کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو!
اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کے اندر ایسا زہر داخل کر
دیا گیا ہے جو اس کے جسم کی نشوونما بھی کرتا رہے گا
اور اسے ہوش میں بھی نہیں آنے دے گا۔ یوں یہ بے ہوشی
کے عالم میں وقت کے ساتھ ساتھ بوڑھا ہوتا جائے گا
پھر مر جائے گا

[illegible] نے کہا

لیکن حکیم صاحب اس کا کیا یقین ہے کہ شاہی
مہرہ پرانے اہرام کے اندر دفن شدہ شہزادی کے
تابوت ہی میں ہوگا۔

حکیم صاحب کہنے لگے۔
پرانے زمانے میں جب فرعون یا اس کی ملکہ یا
شاہی شہزادی مر جاتی تھی تو دوسری چیزوں کے ساتھ
ایک مہرہ بھی اس کے ساتھ تابوت میں رکھ دیا جاتا
تھا۔ اس مہرے کی خاصیت یہ ہوتی تھی کہ مرتے ہوئے
آدمی کو سنگھا دیا جائے تو وہ ایک بار آنکھیں کھول
دے۔ یہ شاہی مہرہ صحت اور لمبی عمر کی ضمانت سمجھا
جاتا تھا۔ اس لئے تم کسی طرح اہرام کے اندر جانے
کی ترکیب سوچو شاہی مہرہ تمہیں ملکہ یا شہزادی کے
تابوت میں ضرور مل جائے گا۔

حکیم صاحب یہ علاج بتا کر چلے گئے۔ سیاہ پوش ماریا اور
جاسوس سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ کیا کریں۔ اہرام کے اندر کون
داخل ہو سکتا تھا۔ ابھی تک سارے اہرام بند تھے اور کوئی
ایک پتھر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلایا گیا تھا۔ ماریا نے جکر
کا تجویز کیا ہوا علاج سنا تو واپس ناگ کے پاس آ گئی
اسے ساری داستان سنائی ناگ بولا۔

حیرانی کی بات ہے۔ یہ حکیم کوئی بہت عجیبی
آدمی لگتا ہے۔ اس نے پیٹر کو ہوش میں لانے
کی دوا بالکل ٹھیک تجویز کی ہے۔ اسے یا تو بے ہوش
ہی کیا جا سکتا ہوں اور یا پھر شاہی مہم ہی اسے ٹھیک
کر سکتی ہے۔

ماریا نے کہا

میرا خیال ہے اب ہمیں ڈیوس اور پیٹر اور
سیاہ پوش نادیا کو بھول کر دوسری طرف توجہ دینی چاہیئے
کیونکہ میں نے سنا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کل شہر
میں داخل ہونے والے ہیں۔ ہمیں ان سے مل کر ہر مسلم
کی فوجی صورت حالت سے آگاہ کر دینا ہوگا۔

ناگ بولا۔

لیکن ہم جاسوس ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا سے
بھی غافل نہیں ہو سکتے اور اب تو سیاہ پوش نادیا کو
سلطان کو ہلاک کرنے کی سازش کا بھی پتہ چل گیا
ہے۔ ہمیں ان کی طرف سے زیادہ خبردار رہنے کی
ضرورت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم ان کی نگرانی
کرو کیونکہ سلطان کی زندگی اس وقت مجاہدین اسلام
کے لئے بہت قیمتی ہے۔ ارض فلسطین کے لاکھوں

انسان قید و بند میں ہیں۔ وہ اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ
وہ کب وہاں پہنچ کر انہیں غلامی کی ذلت سے نجات
دلاتا ہے۔

ماریا نے کہا

ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کروں گی

ناگ بولا

تم واپس سیاہ پوش نادیا کے گھر جاؤ اور دیکھو
کہ وہ کس سازش میں مصروف ہے۔ اگر پیٹر کو کسی
طرح ہوش آ بھی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم
ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا۔ ہم ان کے ہر حملے
کو ہر سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

ماریا ناگ کے کمرے سے نکل کر سیدھی سیاہ پوش نادیا
کے مکان کی طرف چل پڑی وہاں جا کر کیا دیکھتی ہے کہ
مکان پر تالا پڑا ہوا ہے۔ ماریا تیزی سے مکان کے
اندر چلی گئی۔ مکان خالی تھا۔ اس میں بے ہوش پیٹر
بھی نہیں تھا۔ سیاہ پوش نادیا کے مکان کا سامان ویسے
کا ویسا لگا ہوا تھا مگر وہ خود اور ڈیوس اور پیٹر غائب تھے۔
ماریا نے مکان سے باہر نکل کر سوچا کہ وہ کہاں گئے ہوں
گے؟ ظاہر ہے وہ اہرام مصر کی طرف ہی گئے ہوں گے۔

COURTES WW

کیونکہ انہیں ملکہ کے تابوت کا مہرہ درکار تھا۔ ماریا شہر سے بلند ہو کر اڑتی ہوئی اہرام مصر کے پاس آگئی۔ اس نے تینوں اہرام اندر جا کر دیکھے۔ سیاہ پوش نادیا اور جاسوس ڈیوس وہاں نہیں تھے۔ اب تو ماریا پریشان ہو گئی۔ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ ضرور کسی ایسی جگہ چلے گئے ہیں جہاں وہ سلطان کے خلاف سازش میں مصروف ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ شہر میں ان کے دوسرے ساتھی بھی تھے۔ ماریا نے اڑان بھر کر ابوالہول کا پرانا قبرستان بھی دیکھ ڈالا۔ وہاں بھی یہ لوگ نہیں تھے۔ ناگ کی طرف جانا بیکار تھا۔ ماریا واپس شہر میں آگئی ایک بار پھر اس نے سیاہ پوش نادیا کا مکان دیکھا۔ مکان پر ابھی تک تالا لگا ہوا تھا ماریا نے شہر میں ان کی تلاش شروع کر دی۔ مگر سیاہ پوش نادیا شہر میں نہیں تھی۔ جب ماریا اس کے مکان سے نکل کر ناگ کو خبر کرنے گئی تو سیاہ پوش نادیا نے ڈیوس سے کہا

شاہی مہرہ اہرام سے نکالنا ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن ہم اپنے اصلی مشن سے غافل بھی نہیں ہو سکتے۔ پیٹر کو اٹھا کر

گھوڑے پر ڈالو اور ہم اسی وقت بروٹس کے باغ میں چلتے ہیں۔ وہی ہمارا لیڈر ہے اور اسی سے مشورہ کرتے ہیں چلو۔ ہم وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ سلطان کل تک قاہرہ آ جائے گا۔

پیٹر کو چادر میں لپیٹ کر انہوں نے گھوڑے پر ڈالا۔ سیاہ پوش نادیا اور ڈیوس دوسرے گھوڑے پر بیٹھے اور شہر سے نکل کر بروٹس کے باغ کی طرف گھوڑے ڈال دیئے۔ بروٹس ان لوگوں کا لیڈر اور سب سے بڑا عیسائی جاسوس تھا جو قاہرہ میں ایک باغ کا مالک تھا اور اسی باغ میں رہتا تھا۔ وہ بڑا نیک دل اور مخبر یعنی بہت خیرات کرنے والا اور غریبوں کی مدد کرنے والا مشہور تھا۔ یہ حقیقت سوائے پیٹر، ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا کے اور کسی کو معلوم نہیں تھی کہ بروٹس اصل میں رچرڈ کا خاص جاسوس ہے جو قاہرہ میں بیٹھ کر سلطان صلاح الدین ایوبی کے قتل کی سازش تیار کر رہا تھا۔ بروٹس کا باغ شہر قاہرہ کے شمال کی جانب ایران بیابان صحرا کے ٹیلوں کے پیچھے ایک چشمے کے کنارے پر تھا۔ کچی چار دیواری کے اندر انگور انجیر اور انار کے بے شمار درخت تھے ان کے بیچ میں ایک چشمہ بہتا تھا۔ ایک جانب بروٹس

COURTESY W

کا دو منزلہ مکان تھا۔ جس کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانہ بھی تھا۔ تہہ خانے کو عالیشان مکان کے اندر سے نہیں بلکہ پیچھے انناروں کے درختوں کے درمیان سے جاتا تھا جہاں گھاس پھوس سے لدا ہوا ایک گڑھا تھا اس گڑھے کے اندر تہہ خانے کا دروازہ گھاس پھوس ڈال کر چھپا دیا گیا تھا۔

بروٹس یہودیوں ایسا لمبا نیلے کپڑے کا فرغل پہنے سر پر یہودیوں جیسی گول ٹوپی رکھے باغ کے دروازے کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا نوکر سے پاؤں دبوا رہا تھا کہ اسے دور تین گھوڑے باغ کی طرف بڑھتے دکھائی دیئے۔ بروٹس نے نوکر سے کہا

جاؤ اوپر مکان میں جاکر صفائی وغیرہ کرو۔ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔

تینوں گھوڑ سوار جب باغ کے سامنے والے دروازے کی طرف آنے کی بجائے دوسری طرف گھوم گئے تو بروٹس سمجھ گیا کہ یہ پیٹر نادیا اور ڈیوس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انہیں ہدایت تھی کہ جب کوئی اہم بات کرنے آئیں تو سیدھے دروازے کی بجائے باغ کے عقبی دروازے کی طرف

جاکر انتظار کریں۔ بروٹس اٹھ کر انار اور انجیر کے درختوں میں سے ہوتا ہوا باغ کے عقبی دروازے کی طرف چلا گیا۔

گھوڑ سوار قریب آکر گھوڑوں سے اتر آئے تھے۔ بروٹس نے انہیں پہچان لیا ایک سیاہ پوش نادیا اور دوسرا ڈیوس تھا مگر تیسرے گھوڑے پر کسی آدمی کو کپڑے میں لپٹ کر ڈالا ہوا تھا۔ بروٹس باغ میں سے نکل کر ان کے پاس گیا۔

یہ کون ہے؟ اس نے جاتے ہی سیاہ پوش نادیا سے پوچھا

نادیا بولی۔

"یہ پیٹر ہے بروٹس"

اسے کیا ہو گیا ہے؟ بروٹس نے کسی قدر حیرانی سے پوچھا۔

تہہ خانے میں چل کر بتاتے ہیں۔ ڈیوس نے جواب دیا۔

تینوں کو ایک طرف باغ کی پکی دیوار کے ساتھ لٹا کر ڈیوس نے پیٹر کو کاندھے پر ڈالا اور بروٹس کے ساتھ وہ باغ میں داخل ہو کر اناروں کے جھنڈ میں آگئے۔ یہاں بروٹس نے ایک نگاہ چاروں

COURTESY W...

طرف دوڑائی۔ باغ میں کوئی نوکر اس وقت نہیں
تھا وہ گڑھے میں اتر گئے۔ گھاس پھوس کو الگ ہٹایا
اور خفیہ دروازے میں سے گزر کر سرنگ میں سے ہوتے
ہوئے تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانے کی دیواریں کچی تھیں
اور اونچی تھی مگر وہاں اندھیرا تھا۔ کونے میں چھت
کے پاس ایک گول سوراخ تھا جس میں سے باہر کی تازہ
ہوا اندر آتی تھی۔ بے ہوش پیٹر کو انہوں نے فرش پر
لٹا دیا۔ پھر ڈیوس نے بروٹس کو سب کچھ بتایا کہ
پیٹر کے ساتھ کیا گزری اور وہ کیوں بے ہوش ہوا ہے۔
ہمیں کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ اس پر کیا
طلسم ہوا ہے کہ جس سے اس کے جسم میں کسی سانپ
کا زہر پھیل گیا ہے۔ حکیم نے کہا ہے کہ اہرام مصر
کے اندر ملک مصر کے مقبرے میں تابوت کے اندر
جو شاہی مہرہ پڑا ہے وہ اس کا علاج ہے۔ مگر
وہ کون جا کر لا سکتا ہے۔
[illegible] کی بھنوئیں سکڑ گئیں۔ چہرے پر ناراضگی کے
[illegible] اور بولا
[illegible] سے کام لیا ہے۔ اب
[illegible] رہنے دو۔ ہم اس کے بارے

میں بعد میں سوچیں گے۔ سب سے پہلے ہمیں
سلطان کو اپنے راستے سے ہٹانا ہے۔ مجھے
یہ بتاؤ کہ کیا پیٹر بے ہوشی میں ہی مر تو نہیں جائے گا۔
اس پر سیاہ پوش نادیا نے اسے بتایا کہ حکیم نے کہا ہے کہ
اس کے جسم میں کسی ایسے سانپ کا زہر چلا گیا ہے جو
اسے مرنے نہیں دے گا اور اسے ہوش میں بھی نہیں
آنے دے گا۔ بروٹس نے گردن اٹھائی اور بولا
ٹھیک ہے۔ اس کو اسی تہہ خانے میں پڑا
رہنے دو اور تم لوگ میری بات غور سے سنو۔
پھر اس نے سیاہ پوش نادیا اور جاسوس ڈیوس کو بتایا کہ
اس کی اطلاع کے مطابق سلطان صلاح الدین ایوبی
پرسوں شام کو قاہرہ میں داخل ہو رہا ہے۔ ہمیں
اسی رات اس کا کام تمام کر دینا ہوگا۔ سیاہ پوش
نادیا نے پوچھا
کیا ہم محل میں اس پر حملہ کریں گے۔
بروٹس بولا
اس کے لئے میرا منصوبہ بڑا پُراسرار اور
حیرت انگیز ہے۔
بروٹس کا منصوبہ یہ تھا کہ اس نے وادی نیل کا ایک

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

سب سے زہریلا سانپ اس مقصد کے لیے پال رکھا
تھا۔ اپنے خاص آدمیوں کے ہاتھوں اس نے اس
سانپ کو مصر روانہ کر دیا تھا۔ جہاں خفیہ طور پر
شاہی دھوبی سے مل کر سلطان صلاح الدین ایوبی کے کپڑے
سانپ کو سونگھا دیئے گئے تھے۔ پھر اس سانپ کو
سلطان ایوبی کے کپڑوں کا پورا دشمن بنا دیا گیا۔ ان کپڑوں
سے اسے بار بار سونگھ کیا جاتا۔ یہ کام بروٹس کی نگرانی
میں مہر سپیروں نے کیا تھا۔ یہ سپیرے ملک شام کے
بڑے تجربہ کار سپیرے تھے۔ انہیں یہ بالکل نہیں بتایا
گیا تھا کہ یہ کپڑے سلطان ایوبی کے ہیں۔ سلطان کے
کپڑوں میں صرف اس کی شاہی پگڑی اور کمر بند شامل تھا جو
بروٹس نے شاہی دھوبی سے صرف دو روز کے لئے حاصل
کیا تھا۔ اب وادی نیل کے سانپ کی یہ حالت ہو
گئی تھی کہ جونہی اسے مٹی کے کوزے سے باہر نکالا
جاتا وہ پھنکار کر اس طرف دوڑتا جدھر سے اسے ان
دشمن کپڑوں کے مالک کی بو آ رہی ہوتی تھی۔ یہ
خطرناک منصوبہ ابھی بروٹس کے عیار ذہن میں ہی
تھا۔ اس نے سیاہ پوش ناوبا اور ڈیوس کو وقت سے
پہلے بتانے کی ضرورت محسوس نہ کی اور کہا

وقت آنے پر میں تمہیں اپنے منصوبے سے
آگاہ کر دوں گا۔ ابھی تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں
جاؤ اور میرے اگلے احکامات کا انتظار کرو۔ جونہی
سلطان ایوبی مصر میں داخل ہو تم سیدھے میرے پاس
یہاں چلے آنا۔ اب یہاں سے باہر نکل کر جدھر سے
آئے ہو ادھر ہی سے واپس چلے جاؤ۔

ماریا کو افسوس ہوا کہ بروٹس جاسوس نے اپنے
منصوبے کو ظاہر نہیں کیا تھا لیکن وہ مطمئن تھی کہ جونہی
سلطان صلاح الدین ایوبی مصر میں آیا وہ سیدھی
بروٹس کے پاس پہنچ جائے گی تاکہ اس کے خطرناک
منصوبے سے آگاہ ہو جائے اور سلطان کی زندگی کی
حفاظت کر سکے۔

اس نے واپس آ کر ناگ کو بروٹس کے بارے میں
بتایا تو ناگ بولا۔

معلوم ہوتا ہے ان لوگوں نے مسلمانوں کے
خلاف یہاں جاسوسی کا پورا جال پھیلا رکھا ہے۔
کوئی بات نہیں۔ ہم ہر حالت میں سلطان کی حفاظت
کریں گے۔ ابھی ہم سپہ سالار سے اس سلسلے میں کوئی
بات نہیں کریں گے۔ سلطان کو قاہرہ میں آ جانے دو۔

COURTESY WWW

... چاہتا ہوں کہ تو بروٹس اور سیاہ پوش نادیا
... اپنی نگاہوں میں رکھو۔
ماریا نے کہا
میں کل صبح پھر سیاہ پوش نادیا کے ہاں
جاؤں گی۔
ناگ شام تک سپہ سالار کے محل میں ہی رہا۔ شام
کے بعد وہ اپنے مہمان خانے میں آ گیا۔ ماریا بھی
اس کے پاس ہی رہی اس وقت تک یہی خیال
تھا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کل شام کو قاہرہ
آئے گا۔ مگر سب حیران رہ گئے۔ جب دور سے گھوڑوں
کی گرد اٹھتی دکھائی دی اور پھر پیش رفت شاہی حفاظتی
دستوں نے آکر خبر دی کہ سلطان معظم بمع شام سے
تشریف لے آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مخبروں نے یروشلم
کی صورت حال آکر بتائی تو سلطان ایوبی نے اسی وقت
قاہرہ روانہ ہونے کا فیصلہ کر لیا تاکہ یروشلم پر چڑھائی
کے منصوبے کو عملی شکل دی جائے۔ حقیقت یہ ہے
کہ جاسوس بروٹس کے آدمیوں نے اسے دن کے وقت
ہی آکر خبر کر دی تھی کہ سلطان ایوبی کل کی بجائے آج
شام کو ہی قاہرہ پہنچ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اسی وقت
سیاہ پوش نادیا کے مکان میں آ گیا اور ڈیوس کو بھی
وہیں بلا لیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب ماریا اور ناگ
شاہی محل میں سپہ سالار کے پاس بیٹھے تھے۔ شاہی
محل میں ابھی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی کہ سلطان ایوبی
کل کی بجائے آج شام کو پہنچ رہا ہے۔ ورنہ ناگ فوراً
ماریا کو بروٹس کے تہہ خانے کی طرف روانہ کر دیتا
کہ وہ اس کی خطرناک سازش کا پتہ کر کے آئے۔

اب صورتِ حال یہ بن گئی تھی کہ ماریا تو ناگ
کے پاس بے فکر ہو کر بیٹھی تھی اور جاسوس بروٹس،
سیاہ پوش نادیا اور ڈیوس کو اپنی زہریلے سانپ
والی سکیم بتا رہا تھا۔

یہ سانپ بے حد زہریلا ہے اور جس کو
ڈستا ہے وہ پانی بھی نہیں مانگتا اور اس کا جسم
پھٹ جاتا ہے۔ اسے میں نے کئی روز سے بھوکا
پیاسا رکھا ہوا ہے اور وہ سلطان ایوبی کے کپڑوں
کی بو پر لگا ہوا ہے اس کے ذہن میں یہ بات
بٹھا دی گئی ہے کہ جس شخص کے جسم سے یہ خاص
بو آ رہی ہے وہی اس کا دشمن ہے اور اس نے
اس کا دانہ پانی بند کر دیا ہے۔ اس مقصد کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے میں نے شاہی دعوت کر بشت دے کر سلطان
بنا کے کہنہ اور بینائین کا بیک بکڑا حاصل کر لیا
ہوں کے کہ بنہ اور بینائین کے جسم کی بو رچی
حق اور اس ٹکڑے میں سلطان کے ٹکڑے سے میں نے زہریلے
ہوئی ہے۔ کپڑے کے اس ٹکڑے کی کوشش کرتے ہوئے
سانپ کا نئی بار نکلا گھونٹنے کی ہے کہ جس آدمی کی یہ
اس پر یہ اثر بٹھانا چاہا ہے کہ جس آدمی کی یہ
بینائین ہے وہ اس کا جانی دشمن ہے۔

پھر اس نے ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا کو اپنی ساری
سکیم سمجھا دی۔

نادیا اس سلسلے میں تمہیں اہم کردار ادا کرنا
ہوگا اگرچہ تمہارا کام اتنا خطرناک نہیں ہے مگر
تمہیں انتہائی احتیاط اور ذمہ داری سے کام لینا ہو
گا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کام کے لیے
تمہارا انتخاب کیا ہے

سیاہ پوش نادیا نے پوچھا
کیا مجھے شاہی محل میں جانا ہوگا؟

بروٹس نے کہا
نہیں شاہی محل کے اندر جانے کی کوئی ضرورت
نہیں پڑے گی۔ سانپ خود بخود شاہی محل میں داخل
ہو کر دیوان یعنی سلطان صلاح الدین ایوبی کو
تلاش کرے گا۔ تمہیں صرف یہ کرنا ہوگا کہ رات
جب آدھی سے زیادہ گزر جائے اور ہر طرف اندھیرے
اور خاموشی کی حکمرانی ہو جائے تو تم اس سانپ کی
پٹاری لے کر شاہی محل کے پچھلے دروازے کے قریب
جاؤ گی۔ وہاں اندھیرے میں اس سانپ کو چھوڑ دینا۔
اس دروازے کے اوپر دوسری منزل میں سلطان ایوبی
کی خواب گاہ ہے اور وہ وہیں آرام کرتا ہے۔ اس کے
بعد سانپ خود بخود اپنا کام کر لے گا۔

سیاہ پوش نادیا نے کہا
میں تیار ہوں۔

شاباش۔ بروٹس نے نادیا کی حوصلہ افزائی کی اور کہا
اگر تم کامیاب رہیں تو تمہیں اس کا بھاری انعام دیا جائے گا۔ تمہیں
آج اندھیرا ہوتے ہی زہریلا سانپ پہنچا دیا جائے گا۔
اسے یہاں مت کھولنا۔ ڈیوس تمہیں سانپ کی پٹاری
پہنچا دے گا۔

یہ کہہ بروٹس اپنے باغ والے مکان کی طرف
اور ڈیوس اپنی دکان کی طرف چل دیا۔ سیاہ پوش
نادیا اپنے مکان پر ہی رہی۔ دوپہر کے وقت نادیا

COURTESY WWW.PDFBOOKS.PK

ناگ کے کہنے پر حالات کا جائزہ لینے کے لیے شاہی محل سے نکلی سب سے پہلے وہ یروشلم کے باغ میں مزدوروں میں گئی۔ اس نے دیکھا کہ یروشلم کنگھ کے باغ میں مزدوروں سے کام کروا رہا تھا۔ وہاں نادیا اور ڈیوس بھی تھے کوئی نہیں تھا وہاں سے مادیا سیدھی جاسوس ڈیوس کی دکان پر پہنچی۔ وہ گاہکوں کو تاڑ رہا تھا۔ وہاں بھی کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ وہاں سے مادیا سیاہ پوشش نادیا کے مکان پر آئی۔ نادیا بھی گھر کے کام کاج میں لگی تھی۔ مادیا نے ناگ کو واپس جا کر بتایا کہ وہ لوگ معمول کے مطابق اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور کوئی خطرناک بات مجھے نظر نہیں آئی۔ ناگ نے کہا

پھر بھی ہمیں ان کی طرف سے غافل نہیں رہنا ہوگا۔ کیونکہ سلطان قاہرہ پہنچ گئے ہیں۔ یہ لوگ ضرور اس کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی نے شام کو سالار اعلیٰ اور سپہ سالار سے ملاقات کی اور یروشلم کی صورت حال کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ کیونکہ وہ بہت جلد یروشلم کو عیسائی قبضے سے آزاد کرانا چاہتا تھا۔ سپہ سالار نے

نے تاج کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ شہزادی صاحبہ اور ان کے بچوں کو یروشلم سے نکال کر لے آیا ہے۔ اس پر سلطان ایوبی نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد حکم دیا کہ ناگ کو پیش کیا جائے۔ ناگ کو اطلاع ملی تو فوراً سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صلاح الدین ایوبی اپنے کمرہ خاص میں سپہ سالار اور سالار اعلیٰ کے ساتھ مسند پر تشریف فرما تھا۔ اس کے چہرے سے پاکیزگی، شرافت بہادری اور وجاہت ٹپکتی تھی۔ تلوار اس کے پہلو میں تھی۔ سلطان نے ایک گہری نگاہ ناگ پر ڈالی۔ ناگ نے جاتے ہی ادب سے سلام کیا اور خاموش کھڑا ہوگیا۔ سلطان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ناگ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سپہ سالار کے کہنے پر ناگ نے سلطان کو یروشلم میں عیسائی فوجوں کی تعداد اور جنگی چوکیوں کے بارے میں پوری معلومات مہیا کر دیں۔ ناگ نے سلطان کو یہ بھی بتایا کہ اگرچہ یروشلم کی مسلم آبادی کے ساتھ رچرڈ کی فوجوں کا سلوک بہت اچھا ہے۔ مگر رچرڈ کے ساتھ یورپ کے دوسرے ملکوں کے جرنیل بھی اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ شریک ہیں اور ان کے فوجی مسلمانوں سے بُرا سلوک کرتے ہیں۔ جس کی وجہ

COURTESY WWW.PDFBOOKS

سے کئی جگہوں پر فسادات ہی ہوئے ہیں اور یروشلم
کے گرد مسلمان سلطان معظم کی آمد کے انتظار میں ہیں۔
کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنی تلوار کے دستے پر
ہاتھ رکھ کر کہا
خدا مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ ہم بہت
جلد ان کی مدد کو پہنچیں گے۔
سلطان نے ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے
رخصت کر دیا اور عالم اعلیٰ سے یروشلم پر چڑھائی کی
تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہوگیا۔ ناگ واپس
اپنے کمرے میں آیا تو ماریا نے پوچھا کہ سلطان سے
کیا باتیں ہوئیں۔ ناگ نے کہا
میں نے سلطانِ معظم کو تمام حالات سے
آگاہ کر دیا ہے۔ انہوں نے میرا شکریہ ادا کیا۔ میرا
خیال ہے کہ سلطان کی فوجیں دو ایک روز میں یروشلم
پر چڑھائی کرنے والی ہے۔
ماریا کہنے لگی۔
میں ایک بار پھر سیاہ پوش نادیا کے ہاں چکر
لگاتی ہوں۔ یہ جاسوس بھی ضرور اپنی ریشہ دوانیوں
میں لگے ہوں گے۔

ناگ نے کہا ہوشیار ہو کر جانا۔ وہ لوگ خطرناک بھی ہو
سکتے ہیں۔
ماریا بولی۔
میں ان سے دھوکہ کھانے والی نہیں ہوں
تم فکر نہ کرو۔ میں جلد واپس آ جاؤں گی۔
ماریا نے سیاہ پوش نادیا کے مکان پر جا کر دیکھا کہ
وہ دسترخوان پر اپنی کچھ سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی کھانا
کھا رہی تھی۔ ماریا کچھ دیر وہاں ٹھہر کر بروٹس کے ہاں
اور پھر ڈیوس جاسوس کی دکان پر گئی۔ وہ لوگ بھی
کھانا وغیرہ میں مصروف تھے۔ کوئی غیر معمولی نقل و حرکت
ماریا کو دکھائی نہ دی۔ وہ واپس آ گئی اور ناگ کو اطلاع
دی کہ سب خیریت ہے۔ ناگ فکرمند ہو کر کہنے لگا۔
مجھے سب خیریت نظر نہیں آتی ماریا۔ بہرحال
سلطان کے خلاف سازش تیار کی جا چکی ہے اور
اب صرف مناسب وقت کا انتظار کیا جا رہا ہے۔
ماریا بولی۔
ہم بھی چوکس ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تھوڑی
دیر بعد جا کر ان جاسوسوں کو دیکھ آیا
تھی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کروں گی۔

آدھی رات سے پہلے ماریا پھر سیاہ پوش نادیا کے مکان پر گئی۔ نادیا بستر پر بیٹھی تھی۔ شاید وہ سو رہی تھی۔ ماریا وہاں سے ہدایت کے گھر گئی۔ وہ بھی بستر پر لیٹا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اصل میں وہ دور سیاہ پوش نادیا آدھی رات ہونے کا انتظار کر رہے تھے ماریا یہ سمجھی کہ وہ آرام سے سو رہے ہیں۔ ماریا سے واپس آکر ناگ کو تسلی دی کہ وہ لوگ ابھی تک کچھ نہیں کر رہے۔

ناگ نے کہا

میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ بہت کچھ کر رہے ہیں مگر خاموشی اور خفیہ طریقے سے کر رہے ہیں۔

ماریا نے کہا کہ وہ لوگ تو اپنے اپنے گھروں میں خاموش لیٹے ہیں۔ ناگ نے جواب میں کہا

وہ احکامات صادر کر چکے ہیں ماریا۔ ہمیں چوکس رہنا ہوگا۔

ماریا بولی

کبھی کبھی تمہیں وہم ہونے لگتا ہے ناگ

ہے۔ جب وہ ذرا سی بھی حرکت کریں گے مجھے

پتہ چل جائے گا۔ میں تو ہر دو دو گھنٹے کے بعد جا کر ان کی نگرانی کرتی ہوں۔

مگر جب آدھی رات ہوگئی تو ماریا سیاہ پوش نادیا کی نگرانی کرنے کے بعد چل گئی تھی اور پھر سیاہ پوش نادیا کے گھر کے دروازے پر اندھیری رات میں کسی نے دوبار خاص انداز میں دستک دی۔ نادیا نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ باہر ایک سیاہ پوش آدمی کھڑا تھا۔ اس نے کچھ کہے بغیر نادیا کی طرف ایک چھوٹی سی پٹاری بڑھائی اور خاموشی سے واپس اندھیرے میں غائب ہوگیا۔

اس پٹاری میں وادی نیل کا وہ پالتو زہریلا سانپ تھا جس کو سلطان صلاح الدین ایوبی کے کپڑے لگا کر اسے اس کا دشمن بنا دیا گیا تھا۔ سیاہ پوش نادیا نے پٹاری میز پر رکھ دی۔ پھر اپنے جسم کے گرد ایک لمبا سیاہ چادر لپیٹی۔ پٹاری کو چادر کے اندر چھپایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی محل کو جانے والی سنسان سڑک پر روانہ ہوگئی۔ محل کے پچھواڑے سے ایک جگہ درختوں پر وہ اتر گئی۔ اس نے گھوڑے کو درخت کے ساتھ باندھا اور پٹاری چھپائے محل کے عقبی دروازے والی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صحرا میں اترجاؤ

دیوار کی طرف بڑھی۔ وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ صرف محل کے اوپر دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت کی توجہ دوسری طرف تھی۔ کیونکہ محل کا عقبی دروازہ ہمیشہ بند رہتا تھا اور اس طرف سے سوائے شاہی خاندان کے لوگوں کے دوسرا کوئی نہیں گزر سکتا تھا۔ نادیا اندھیرے میں نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی۔ اوپر دوسری منزل والی کھڑکی بند تھی، یہ کھڑکی سلطان صلاح الدین ایوبی کی خواب گاہ کی تھی اور اندر ایک دھیما شمع دان روشن تھا۔ نادیا نے دیوار کے قریب جاتے ہی پٹاری کو الٹ دیا اور پیچھے کو دوڑ پڑی۔ پٹاری میں سے سیاہ رنگ کا چھوٹا مگر بے حد زہریلا سانپ پھنکار مار کر دیوار پر چڑھنے لگا وہ کھڑکی کی طرف جارہا تھا۔

سانپ کو سلطان ایوبی کے جسم کی بُو برابر آرہی تھی۔ یہ بُو اوپر والی کھڑکی میں سے آرہی تھی۔ سانپ کو اس بُو کا دشمن بنا دیا گیا تھا۔ اس کے ذہن میں بٹھا دیا گیا تھا کہ جس کی بُو اسے آرہی ہے وہ اس کا دشمن ہے اور اسے ہلاک کرنے کی کوشش میں ہے اور سانپ کی یہ فطرت ہے کہ وہ ویسے کسی کو کچھ نہیں کہتا لیکن جب اسے احساس ہو جائے کہ کوئی اسے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس پر ضرور حملہ کرتا ہے۔ سانپ تیزی سے دیوار پر رینگتا ہوا اور کھڑکی پر آگیا۔ کھڑکی بند تھی۔ سانپ اندر جانے کے لئے راستہ تلاش کرنے لگا۔ اسے ایک جگہ سوراخ مل گیا سانپ سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔ خواب گاہ میں شمع کی دھیمی روشنی میں سلطان ایوبی گہری نیند سو رہا تھا۔ اس کے قریب دائیں طرف اس کا خاص محافظ ننگی تلوار

COURTESY WWW.PDFBOOKSP...

کر کے ساتھ لگائے بند دروازے کے آگے ٹہل رہا تھا۔ سانپ نے سلطان ایوبی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ اچانک محافظ تاجدار کو سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ وہ تڑپ کر پیچھے مڑا۔ اس نے ایک سیاہ سانپ کو سلطان کے بستر کی طرف جاتے دیکھا تو تلوار نکال کر سانپ پر حملہ کر دیا۔ سانپ نے اچھل کر محافظ تاجدار کو ڈس دیا۔ مگر تاجدار نے گرتے گرتے تلوار کے ایک ہی وار سے سانپ کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ سانپ کے دونوں ٹکڑے قالین پر تڑپنے لگے۔ سلطان کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے تاجدار کو قالین پر گرے ہوئے اور سانپ کے تڑپتے ٹکڑوں کو دیکھا تو فوراً بستر سے اُٹھ کر تاجدار کو سنبھالا۔ تاجدار نے کہا

سلطان معظم پر میری جان قربان! یہ سانپ کسی دشمن نے آپ کو نقصان پہنچانے کے ----

اور تاجدار پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ سانپ نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا۔ سلطان نے اسی وقت حکیم اور محافظوں کو بلا لیا۔ ایک منٹ سے بھی کم میں شاہی حکیم اور سپاہی اور سپہ سالار اور سالار اعلیٰ آ گئے۔ حکیم نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ محافظ تاجدار کو ایک ایسی دوا پلا دی۔ جس نے سانپ کے زہر کو خون کے صحیح سالم ذرات کو تباہ کرنے سے تھوڑی دیر کے لئے روک لیا۔ اتنی دیر میں ناگ اور ماریا کو بھی اس واقعے کا پتہ چل گیا۔ ناگ لپک کر شاہی محل میں جا پہنچا۔ محافظ تاجدار کو ایک خاص کمرے میں بستر پر لٹا دیا گیا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ شاہی حکیم اس کا علاج کر رہا تھا مگر سانپ کا زہر تیزی سے اس کے جسم میں پھیلنے لگا تھا۔ سلطان معظم اور سپہ سالار وہاں پر خود موجود تھے۔ سلطان ایوبی نے شاہی حکیم سے کہا

ہم ہر حالت میں اپنے محافظ کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں اس نے ہمارے لئے اپنی جان قربان کر دی ہے۔ یہ سانپ دشمنوں نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے بھیجا تھا جس کا نشانہ ہمارا محافظ بن گیا۔

شاہی حکیم نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا

سلطان معظم! میں تمام دوائیں آزما چکا ہوں۔ مگر ابھی تک کوئی دوا کامیاب ثابت نہیں ہوئی۔ زمانے پہلے جو دوا پلائی تھی۔ اس نے تھوڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیر کے لئے تاجدار کے خون کے ذرات کو تباہ
ہونے سے روک دیا تھا مگر اب یہ خون کے
ذرے دوبارہ تباہ ہونے سطروع ہو گئے ہیں۔
سلطان ایوبی نے غمگین ہو کر کہا
حکیم حاذق! جس طرح بھی ہو سکے ہمارے
جانثار کو بچانے کی کوشش کریں
اب ناگ نے آگے بڑھ کر سلطان کی خدمت میں تعظیم
پیش کی اور کہا
سلطان معظم! اگر اس خاکسار کو اجازت
ہو تو یہ بھی کچھ کوشش کرے۔
شاہی حکیم نے جھنجھلا کر ناپسندیدہ انداز سے
ناگ کی طرف دیکھا اور بولا
برخوردار! جہاں ہمارے بزرگوں کے شاہی
نسخے ناکام ہو گئے ہیں وہاں تم اناڑی کیا کرو گے؟
ناگ نے بڑے ادب سے کہا
حضور! کوشش کرنا انسان کا فرض ہے۔
مجھے کوشش کر کے دیکھ لینے دیجئے۔
سلطان ایوبی نے کہا
اس نوجوان ناگ کو علاج کرنے کی اجازت

ہم کسی بھی طرح اپنے جانثار محافظ کو صحت مند
دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ وہ
موت کے منہ سے بچ جائے۔
سپہ سالار نے ناگ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ شاہی حکیم
نے ادب سے کہا
حضور والا! یہ نوجوان کوئی باقاعدہ حکیم نہیں
ہے۔ اس بات کا خطرہ ہے کہ مریض کی حالت زیادہ
خراب نہ ہو جائے۔
سلطان نے کہا
ہم ناگ کو علاج کرنے کی اجازت دیتے ہیں
شاہی حکیم نے ادب سے سر جھکایا اور پیچھے ہٹ گیا۔
سلطان ایوبی نے ناگ سے کہا
تم کس طرح سے علاج کرو گے۔ تمہارے
پاس تو کوئی دوائی بھی نہیں ہے۔
ناگ بولا۔
حضور والا! میرا علاج کرنے کا اپنا طریقہ ہے
شاہی حکیم نے تنگ کر کہا
آخر کوئی تو دوائی تمہارے پاس ہونی چاہیئے
تم کرو گے کیا؟

COURTESY WWW.

ناگ نے تعظیم کرتے ہوئے ادب سے کہا
میرے محترم بزرگ! میں صرف اتنا کروں گا کہ
ایک سانپ کو بلاؤں گا جو زہر اس کے جسم سے
واپس کھینچ لے گا۔
یہ سن کر سب حیرانی سے ناگ کی طرف تکنے لگے سلطان
ایوبی بھی خاموش اور کسی قدر حیران تھا۔ ناگ نے
سلطان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔
سلطان معظم! کیا اجازت ہے مجھے
سلطان صلاح الدین ایوبی نے کہا
ہاں۔ جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ ہمارے
محافظ کو موت کے منہ میں نہیں جانا چاہیئے۔

ناگ نے کہا
میں درخواست کروں گا کہ سب لوگ شاہی محافظ
کے پلنگ سے تھوڑا پیچھے ہٹ جائیں اور جب
تک میں نہ کہوں کوئی حرکت نہ کریں۔
سب پیچھے ہٹ گئے۔ سلطان صلاح الدین بھی چار قدم
پیچھے ہٹ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ شاہی حکیم اور سپہ سالار
حیرانی سے ناگ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کہہ
رہا ہے اور جو کہہ رہا ہے کیا وہ کر بھی سکے گا کہ نہیں؟

ناگ نے فوراً سانپ کی زبان میں منہ سے سیٹی کی
باریک آواز نکالی اس نے سانپ کی زبان میں ایک
سانپ کو آواز دے کر وہاں فوراً پہنچنے کا حکم دیا۔ اسی
وقت ایک سانپ شاہی محل کے باغ میں زیتون کی
جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا۔ ناگ دیوتا کا حکم سنتے
ہی وہ تیزی سے جھاڑیوں میں سے نکل کر دیوار پر
رینگتا ہوا کمرے میں آگیا۔ سلطان صلاح الدین،
سپہ سالار اور شاہی حکیم نے ایک سانپ کو کمرے میں
آکر ناگ کے آگے اپنے سر کو جھکا کر تعظیم بجا لاتے
دیکھا تو حیرانی سے ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ ناگ
نے اس سانپ سے کہا
اس آدمی کو ایک سانپ نے ڈس دیا ہے۔
فوراً اس کے جسم سے سارے زہر کو کھینچ کر باہر
پھینک دو۔
سانپ حکم پاتے ہی پلنگ پر آگیا اور جہاں قاچار
کو سانپ نے ڈسا تھا وہاں زخم پر منہ رکھ دیا اور
زہر کو کھینچنا شروع کر دیا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ
زہر کو باہر اگل دیتا۔ جب قاچار کے جسم سے
سارا زہر کھینچ لیا گیا تو سانپ نے عرض کی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی حکیم نے کہا

حضور انور! یہ محض پیروں کی شعبدہ بازی ہے جس سانپ نے تاجدار کو ڈسا تھا وہ بے حد زہریلا سانپ تھا۔ مجھے ناگ کی حکمت پر اعتبار نہیں ہے

ابھی یہ جملہ اس کی زبان پر ہی تھا کہ تاجدار نے آنکھیں کھول دیں۔ سب کے چہروں پر سوائے حکیم کے خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سلطان معظم نے تاجدار کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر کہا

تاجدار! اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟

تاجدار نے کہا

سلطان معظم! میں اپنے اندر زندگی کی بھرپور طاقت محسوس کر رہا ہوں۔

اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب تو شاہی حکیم لاجواب ہو گیا۔ ناگ نے سلطان سے عرض کی۔

سلطان معظم! آپ کے دشمنوں نے نقیب دشمناں آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ دشمن اسی شہر میں ہیں۔ مجھے اجازت دیجئے میں ان کو گرفتار کر کے آپ کے حضور پیش کروں۔

فیلم ناگ دیوتا! میں نے اس آدمی کے جسم سے سارا زہر کھینچ لیا ہے۔ اب اس کے خون میں زہر کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں ہے۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا

اب تم واپس جا سکتے ہو۔

سانپ نے اپنا پھن ناگ کے آگے جھکایا اور جدھر سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا۔ ناگ نے سلطان ایوبی کی طرف دیکھ کر کہا

سلطان معظم! تاجدار کے جسم میں اب سانپ کا زہر بالکل نہیں ہے۔ اسے تھوڑی دیر میں ہوش آجائے گا۔

سلطان نے خوش ہو کر کہا

نوجوان! تم نے کمال کر دکھایا۔ یہ حکمت تم نے کہاں سے حاصل کی ہے؟

ناگ نے ادب سے کہا

سلطان معظم! افریقہ کے ایک بزرگ پیر نے مجھے یہ حکمت سکھائی تھی۔

سلطان نے پوچھا

کیا تاجدار واقعی زندہ ہو جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKS

سلطان نے کہا
مگر تمہیں ان کا کیسے پتہ چلے گا؟

ناگ نے کہا
حضور اعلیٰ! میرے پاس ایک اور حکمت ہے جس کی مدد سے میں دشمنوں کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا

سلطان معظم نے کہا
تمہیں ہماری طرف سے اجازت ہے

اس وقت ماریا ناگ کے قریب ہی موجود تھی۔ مگر وہ خاموش تھی۔ وہاں اس کے بولنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ناگ تعظیم بجا لانے کے بعد سلطان کی خدمت سے رخصت لے کر واپس راہ داری میں آیا تو ماریا نے کہا

یہ اس ڈیوس، بروٹس اور سیاہ پوش نادیا کی سازش تھی۔

ناگ بولا۔

میں نے نہیں کہا نہیں تھا کہ وہ لوگ اپنا کام کر چکے ہیں جب ہی آرام سے سو رہے ہیں۔ اب فوراً ان کے پاس جاؤ۔ میں یہاں بیٹھتا ہوں۔

ماریا خاموش پرواز کر گئی وہ سب سے پہلے سیدھی سیاہ پوش نادیا کے مکان پر پہنچی۔ مگر سیاہ پوش نادیا وہاں پر نہیں تھی۔ محل میں ان کا جو خاص مخبر تھا اس نے فوراً اسے خبر کر دی تھی کہ سانپ سلطان کو ڈسنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس نے سلطان کی بجائے سلطان کے محافظ کو ڈس دیا ہے۔ اور سانپ کو مار دیا گیا ہے۔ سیاہ پوش نادیا نے یہ سنا تو فوراً ڈیوس کے پاس پہنچی۔ اسے سب کچھ بتایا۔ وہ بولا۔

یہ بڑی بری بات ہوئی ہے۔ سلطان کو اپنے خلاف سازش کا علم ہو گیا ہو گا۔ ہم خطرے میں ہیں۔ فوراً بروٹس کی طرف چلو

دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر سیدھے بروٹس کے مکان پر پہنچے۔ بروٹس جاگ رہا تھا۔ جب اسے اس معاملے کا خبر ملی تو پریشان ہو کر بولا۔

اگرچہ وہ سانپ مر گیا ہے مگر شاہی محل میں سلطان کے قتل کی سازش بے نقاب ہو گئی ہے۔ وہاں ہمارے دو مخبر موجود ہیں۔ خطرہ ہے کہ وہ گرفتار نہ کر لئے جائیں اس لئے ہمیں فوراً روپوش ہو جانا چاہیئے۔

COURTESY WWW.[illegible]

ہی کے فوراً بعد برانٹی نے کچھ ضروری سامان ساتھ
لیا اور ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا سے کہا
تم لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو تالے
لگا کر اپنی چیزیں ادھر اُدھر چھپا کر سُرخ ٹیلے
کے قلعہ میں پہنچ جاؤ۔ میں وہاں تمہارا انتظار
کروں گا۔ وہاں سے ہم کچھ دنوں کے لئے
دریائے نیل کے دلدلی جنگل میں جا کر چھپ
جائیں گے۔

چنانچہ جب ماریا برانٹی ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا
کے مکان پر پہنچی تو وہ فرار ہو کر دریائے نیل کے
دلدلی علاقے میں کسی خفیہ مقام پر پہنچ چکے
تھے۔ ماریا نے شہر کے اندر اور باہر جگہ جگہ
انہیں تلاش کیا مگر وہ اسے کہیں نہ ملے۔ مایوس ہو کر
وہ ناگ کے پاس آگئی اور بتایا کہ تینوں جاسوس
غائب ہیں۔ ناگ سوچنے لگا۔ تینوں جاسوسوں کا
پکڑا جانا ضروری تھا۔ پھر اس نے ماریا سے کہا

سوال یہ پیدا ہوتا ہے اتنی جلدی آدھی رات
کو ان لوگوں کو کس نے خبر کر دی کہ سلطان معظم
پر سانپ کا حملہ ناکام ہو گیا ہے؟ اس کا مطلب
یہی نکلتا ہے کہ ان کا کوئی نہ کوئی مخبر شاہی محل
میں پیٹر کے علاوہ بھی کوئی ہے۔

ماریا نے کہا

ہاں! اس کا تو یہی مطلب نکلتا ہے لیکن سوال
یہ ہے کہ وہ کون ہے؟ ہمیں اس کو سب سے
پہلے تلاش کرنا چاہیئے کیونکہ اس کی مدد سے
سلطان پر دوسری بار بھی قاتلانہ حملہ ہو سکتا ہے۔

ناگ ٹہلنے لگا وہ بے چین تھا۔ اس کا ذہن بڑی تیزی
سے سوچ رہا تھا کہنے لگا۔

سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیئے
کہ آدھی رات کو ابھی تھوڑی دیر پہلے شاہی محل
سے نکل کر شہر کی طرف کون گیا تھا۔ کیونکہ کوئی آدمی
ضرور یہاں سے نکل کر سیاہ پوش نادیا کو خبر دینے
گیا ہے۔

ماریا نے کہا

اس سلسلے میں تمہیں شاہی محل کے پہرے دار
سے بات کرنی چاہیئے۔ کیونکہ رات کو شاہی محل کا
صرف ایک ہی دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ جہاں شاہی
محافظ پہرہ دے رہا ہوتا ہے۔ رات کو محل سے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

جو بھی کوئی نکلا ہوگا وہ اسی دروازے سے نکلا ہوگا۔
اور اس نے پہرے دار کو کوئی بہانہ بنا کر باہر جانے
کی اجازت طلب کی ہوگی۔

ناگ نے کہا

تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم شاہی دروازے کے
پہرے دار سے ابھی جا کر ملتے ہیں۔ تم خاموش
رہنا۔ میں اس سے بات کروں گا۔ وہ میری شکل
سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں شاہی
مہمان ہوں۔

ناگ اسی وقت انسانی شکل میں ہی تھا۔ شاہی مہمان خانے
سے نکل کر شاہی محل کے اس دروازے کی طرف چلا
جو رات کو کھلا ہوتا ہے اور پہرے دار وہاں پر ہر وقت
موجود رہتا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر نہ کوئی باہر جا سکتا
ہے اور نہ کوئی اندر آ سکتا ہے۔ پہرے دار نے ناگ
کو مشعل کی روشنی میں پہچان لیا اور احترام سے بولا۔

آپ اس وقت کہاں تشریف لے جا
رہے ہیں؟

ناگ نے کہا

میں کہیں نہیں جا رہا دوست! میں تم
سے ایک ضروری اطلاع لینے آیا ہوں۔

پہرے دار کو ابھی پتہ چل چکا تھا کہ سانپ نے
سلطان معظم کے محافظ کو ڈس دیا تھا اور اب شاہی حکیم
کی دوا سے وہ ٹھیک ہو رہا ہے اسے کچھ معلوم نہیں
تھا کہ یہ کام ناگ کی وجہ سے سرانجام دیا گیا ہے اس
نے ناگ سے پوچھا۔

آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں جناب؟

ناگ نے کہا

ابھی کوئی ایک آدھ پہر پہلے شاہی محل
سے کوئی شخص نکل کر شہر کی طرف گیا تھا؟

پہرے دار نے فوراً کہا

ہاں ہاں! ابھی آدھی ساعت گزری کہ شاہی محل
کا کہار جاغل یہ کہہ کر شہر کی طرف گیا تھا کہ شاہی
محافظ کو سانپ نے کاٹ لیا ہے اور وہ ایک
ضروری جڑی بوٹی لانے دریا پر جا رہا ہے۔

ناگ اور مادیا سمجھ گئے کہ یہ کہار ہی وہ مخبر اور جاسوس
ہے جو شاہی محل میں رہ کر بروٹس اور ڈیوس کے لئے
کام کرتا ہے اور اس نے ان لوگوں کو جا کر خبر کی تھی کہ
سلطان بچ گیا ہے اور سانپ نے سلطان کی بجائے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

محافظ تاچار کو ڈس لیا ہے۔ ناگ نے پوچھا
وہ کتنی دیر بعد واپس آیا تھا؟

پہرے دار نے کہا
اسے زیادہ دیر شہر میں نہیں لگی تھی۔ تھوڑی
دیر بعد ہی واپس آگیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک
جڑی بوٹی بھی تھی۔
ناگ کو معلوم تھا کہ شاہی حکیم نے کسی کو جڑی بوٹی
لانے کے لیے دریا پر نہیں بھیجا تھا۔ ناگ نے پہریدار
کا شکریہ ادا کیا اور واپس چل دیا کمرے میں آکر اس
نے مادیا سے کہا

یہ جاسوس ہے جو ہیٹر کے ساتھ
مل کر شاہی محل میں رچڑڈ کے لیے جاسوسی کرتا ہے،
مادیا نے کہا
اسے فوراً گرفتار کروا دینا چاہیے۔

ناگ بولا۔
میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ
شاہی محل کا کوئی اور آدمی تو شامل نہیں ہے۔
میں صبح اس آبدار جاسوس سے ملتا ہوں۔
نے پوچھا

تم اسے کیا کہہ کر ملو گے؟ اسے کہیں شک
نہ ہو جائے؟
ناگ مسکرایا۔
تم مجھے اتنا اناڑی تو نہ سمجھو مادیا۔ میں ایک
منصوبہ بنا کر اس سے ملوں گا۔ تم میرے ساتھ
ہی ہو گی۔ دیکھنا میں اسے کس طرح ملتا ہوں۔ آؤ
اب چل کر تاچار کی خبر لیتے ہیں۔
سلطان اور سپہ سالار وہاں سے جا چکے تھے۔ کمرے میں
شاہی حکیم اور تاچار ہی تھے۔ تاچار پلنگ پر اٹھ کر
بیٹھ گیا تھا۔ سانپ کے زہر کا اثر بالکل ختم ہو چکا تھا۔
اسے بتا دیا گیا تھا کہ ناگ کی وجہ سے وہ موت سے
بچ گیا ہے۔ جب ناگ اس کی خیریت دریافت کرنے
وہاں پہنچا تو شاہی محافظ تاچار نے اس کا شکریہ ادا
کرتے ہوئے کہا

برادرم محترم! میں آپ کا یہ احسان ساری زندگی
یاد رکھوں گا۔ آپ کی وجہ سے مجھے دوسری زندگی
ملی ہے۔
ناگ نے کہا۔
زندگی اور موت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKS

ہاں میں تمہیں اچھا کرنے میں مددگار ضرور ثابت
ہوا ہوں اور مجھے اس کی خوشی ہے۔
شاہی حکیم کی ناگ کی وجہ سے کوری ہوگئی تھی۔ اس
لئے وہ اسے پسند نہیں تھا۔ اس نے ناگ سے
کوئی بات نہ کی۔ شاہی محافظ سے کہا کہ وہ زیادہ
بات نہ کرے۔ ابھی اس میں کمزوری باقی ہے اور
اب آرام کرے۔ شاہی محافظ تاجدار بولا۔
مگر حکیم صاحب میں تو بالکل تندرست ہوگیا ہوں۔
شاہی حکیم نے ناگ پر طنز کرنے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا
بھائی تاجدار! یہ جو سانپوں کے شعبے سے دکھانے
والے ہوتے ہیں ان کے علاج کا کوئی بھروسہ نہیں
ہوتا۔ ہم جدی پشتی حکیم ہیں۔ ہماری بات تمہیں
ماننی ہی پڑے گی۔
ماریا کو شاہی حکیم کی یہ بات بُری لگی۔ حقیقت بھی یہ
تھی کہ شاہی محل میں رہتے ہوئے شاہی حکیم مغرور ہوگیا ہوا
تھا اور وہ اپنے برابر کسی کو نہیں سمجھتا تھا۔ ماریا
نے ناگ کے کان میں سرگوشی کی۔
میں اس مغرور شخص کو مزا چکھاؤں؟

ناگ نے آہستہ سے کہا
نہیں اس کی ضرورت نہیں
شاہی حکیم نے پلٹ کر ناگ کی طرف دیکھا اور نفرت
سے کہا
اچھا تو تم ہوا سے باتیں بھی کرتے ہو؟ یہ بھی
تمہارا کوئی نیا مداری پن ہوگا
ناگ نے کہا
میں جس سے باتیں کر رہا تھا وہ اگر چاہے
تو تمہیں اس محل سے اٹھا کر باہر صحرا میں پھینک
سکتی ہے۔
شاہی حکیم نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ناگ
کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا
غرور مجھ میں بھی ضرور ہے جو بُری بات
ہے مگر تم گستاخ ہو۔ تم بڑوں کا ادب کرنا نہیں جانتے۔
اللہ تعالیٰ بے ادب کو پسند نہیں کرتا۔
ماریا نے بھی محسوس کیا کہ ناگ کو شاہی حکیم کے بارے
میں ایسی بات نہیں کہنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ وہ ایک
اچھا آدمی تھا۔ ناگ نے بھی دل میں شرمندگی محسوس
کی مگر وہ خاموش رہا۔ شاہی حکیم اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف دیکھ کر بولا۔

تم نے سانپ کو بلا کر اس سے تاجدار کے جسم سے زہر چوس لینے کا شعبدہ دکھایا اور عزدر میں آگئے یہاں تک کہ بڑوں کا ادب کرنا ہی بھول گئے۔ لیکن یاد رکھو۔ دنیا میں ایک سے ایک قابل آدمی موجود ہے۔ اگر میں چاہوں تو تمہیں وہ شکل دکھا سکتا ہوں جس کو دیکھنے کے لئے تم اور تمہاری یہ غیبی رُدع بے تاب ہے۔

ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ ماریا نے بھی تجسس سے شاہی حکیم کی طرف دیکھا۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا۔ ناگ وہیں بیٹھا سوچتا رہا کہ شاہی حکیم جو کچھ اسے کہہ گیا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ اس وقت ناگ اور ماریا جس شکل کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھے وہ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کی شکلیں تھیں۔

ناگ اٹھ کر کمرے سے باہر آگیا۔ اسے ماریا کی تیز خوشبو برابر آرہی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہی ہے اس نے ماریا سے کہا

ماریا! یہ شاہی حکیم جو کہہ گیا ہے تم نے سنا؟

ماریا بولی

میں ابھی تک اس کے الفاظ پر ہی غور کر رہی ہوں۔ وہ ہمیں کس کی شکل دکھانا چاہتا ہے؟

ناگ نے کہا

ہم جس شکل کو دیکھنے کے لئے بے چین ہیں ظاہر ہے وہ کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کی شکل کے سوا اور کس کی شکل ہو سکتی ہے۔

تو کیا، ماریا نے تعجب سے پوچھا۔ کیا یہ شاہی حکیم ہمیں عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کی شکلیں دکھا سکتا ہے؟

ناگ بولا۔

وہ تو یہی کہہ کر گیا ہے۔ میرا خیال ہے۔ میں حکیم صاحب سے جا کر بات کرتا ہوں۔

ماریا نے کہا

اور اپنی گستاخی کی معافی بھی مانگنا۔

ناگ پائیں باغ سے ہوتا ہوا شاہی حکیم کے کمرے کے سامنے آگیا۔ ایک پہرے دار باہر کھڑا تھا۔ ناگ اجازت لے کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ شاہی حکیم مسند پر آرام

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

سے بیٹھا کوئی پرانی کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس نے جھانکیں
اٹھا کر ناگ کی طرف دیکھا اور سنجیدگی سے پوچھا۔
کیا اب کوئی نیا مداری پن دکھانے آئے ہو؟

ناگ نے کہا
مجھے معاف کر دیجئے گا۔ مجھ سے گستاخی ہو گئی تھی۔ میں
شرمندہ ہوں۔

شاہی حکیم نے کتاب بند کر دی سر سے اٹھا کر ناگ کے قریب
آیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

میں جانتا ہوں تم کیا خیال لے کر میرے
پاس آئے ہو میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ
اگر آدمی کے پاس کوئی علم ہو، کوئی خاص طاقت
ہو تو اسے اس پر فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تمام
علم، تمام طاقت اللہ ہی کی دی ہوئی ہوتی ہے۔
انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں ہوتی۔ میرے
ساتھ آؤ۔ میں تم پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ
جس طاقت کا تم مان کرتے پھرتے ہو اس کی کوئی
حیثیت نہیں ہے آؤ۔

مادیا اور ناگ حیران تھے کہ یہ شاہی حکیم حقیقت میں
کوئی بہت بڑا سامری یا جادوگر ہے جو اتنے اعتماد سے

طاقت کو بچوں کا کھیل کہہ رہا تھا۔ شاہی حکیم
ناگ کو ساتھ لے کر اپنے کمرے کی پچھلی کوٹھڑی
میں آ گیا۔ وہاں اندھیرا تھا۔ شاہی حکیم نے کہا

میں شمع روشن کرتا ہوں۔

اس نے شمع روشن کر کے گول میز پر رکھ دی۔ میز کے
پاس ہی ایک کرسی رکھی تھی۔ شاہی حکیم نے ناگ کو
کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سامنے دیوار میں ایک
شیلف تھا جو پرانی کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہاں
سے حکیم نے ایک کتاب کھول کر تھوڑی سی پڑھی۔
اور اسے کھول کر ناگ کے سامنے میز پر رکھ دیا ناگ
نے دیکھا۔ کتاب کے صفحے پر قدیم مصری زبان کی تحریر
لکھی ہوئی تھی۔ شاہی حکیم نے ناگ سے کہا

اس کتاب پر نظریں جما دو۔ تمہیں وہ شکلیں
دکھائی دیں گی جن کو تم اس وقت دیکھنا چاہتے ہو۔

مادیا بھی ناگ کے پیچھے کھڑی جھک کر کتاب کو تک رہی
تھی۔ ناگ حیران تھا کہ کیا واقعی اسے کیٹی تھیوسا ناگ
اور عنبر کی شکلیں نظر آ جائیں گی؟ شاہی حکیم سامنے تخت
پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ
کچھ پڑھ کر کتاب پر دور ہی سے پھونک ماری

COURTESY WWW.

ناگ سے کہا

اب کتاب پر دیکھو۔ تم جسے دیکھنا چاہتے ہو

کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

ناگ اور ماریا کی آنکھیں کتاب پر جمی ہوئی تھیں اچانک کتاب کے صفحے پر سے تحریر غائب ہوگئی۔ پھر وہاں ایک صحرا کا منظر ابھر آیا۔ ناگ اور ماریا نے دیکھا کہ ایک اونٹ صحرا میں دوڑا چلا آرہا ہے اور اس پر ایک عنبر سوار ہے عنبر پریشان ہے اور بار بار پیچھے تک رہا ہے۔ پھر عنبر کا اونٹ کتاب کے صفحے پر سے گزر گیا اور اب دوسرا اونٹ نمودار ہوا۔ اس اونٹ پر تھیوسانگ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی پریشان تھا اور بار بار مڑ کر پیچھے دیکھ رہا تھا تھیوسانگ بھی صفحے پر سے اونٹ سمیت گزر گیا۔ اب پیچھے تیسرا اونٹ نمودار ہوا۔ اس اونٹ پر کیٹی سوار تھی۔ مگر اس کے بال کھلے تھے۔ چہرے سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ ہاتھ میں تلوار تھی۔ آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ تلوار کو یوں لہرا رہی تھی جیسے دشمن پر حملہ کر رہی ہو۔ اس کے حلق سے عجیب قسم کی ڈراونی چیخیں نکل رہی تھیں۔ ماریا اور ناگ نے کیٹی کی یہ حالت دیکھی تو پریشان ہوگئے۔ ناگ نے چلا کر کہا

کیٹی! تم اپنے ہوش میں تو ہو؟ میں

ناگ بول رہا ہوں

کیٹی نے جیسے ناگ کی آواز سن لی تھی۔ اس نے ناگ کیطرف لال لال آنکھوں سے دیکھا اور تلوار لے کر اس کی طرف بڑھی۔ مگر کیٹی کتاب کے صفحے پر تھی وہ کتاب کے صفحے پر ہی ناگ کی طرف تلوار لہرا لہرا کر جیسے اس پر حملہ کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ ماریا اور ناگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ ماریا نے ناگ کے کان میں کہا

ناگ! یہ جادوگری ہے۔ اس میں کوئی سچائی نہیں۔

دو قدم پر تخت پر بیٹھے ہوئے شاہی حکیم نے کہا

اس غیبی عورت کو کہو کہ اگر سچائی دیکھنا چاہتی ہو تو یہ عورت کتاب سے باہر بھی آسکتی ہے مگر ابھی تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے

شاہی حکیم نے کچھ پڑھ کر دور ہی سے پھونک ماری اور کتاب پر سے کیٹی کی شکل غائب ہوگئی اور پھر صفحے پر تحریر ابھر آئی۔ ناگ آنکھیں ملتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے شاہی حکیم سے کہا

یہ کیا معمہ ہے محترم؟

SY WWW.PDFBOOKS

شاہی حکیم نے مسکرا کر کہا

یہ وہ علم ہے جسے تم نہیں جانتے۔ ابھی دنیا میں کروڑوں اربوں علم ایسے ہیں جنہیں کوئی بھی نہیں جانتا۔ کوئی شخص یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ وہ ساری کائنات کا علم ہے۔ تم جن شکلوں کو دیکھنا چاہتے تھے تم نے دیکھ لی ہیں۔ اب تم جا سکتے ہو۔

شاہی حکیم تخت پر نیم دراز ہو گیا۔ ناگ نے بڑے ادب سے کہا

جناب! کیٹی عنبر اور تھیوساگ میرے ساتھی ہیں۔ اب میں آپ سے کچھ نہیں چھپا سکتا۔

شاہی حکیم نے مسکرا کر کہا

اور ماریا تمہارے ساتھ ہے جو غائب ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا

ماریا اپنی جگہ پر کانپ گئی۔ تو کیا یہ شخص اسے دیکھ رہا ہے؟ ناگ نے کہا

محترم آپ ہمارے رازوں سے واقف ہیں آپ نے جو کچھ کہا بالکل صحیح ہے۔ لیکن میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے اور ماریا کو تھیوساگ اور عنبر سے ملوا دیجئے۔

ماریا نے سہم کر کہا

کیا آپ مجھے دیکھ رہے ہیں جناب؟

شاہی حکیم بولا۔

میں جب اور جس وقت چاہوں تمہیں دیکھ سکتا ہوں۔ میں اس وقت بھی تمہیں دیکھ رہا ہوں اور اس وقت بھی دیکھ رہا تھا جب تم ناگ کے ساتھ شاہی محل میں داخل ہوئی تھی۔

ناگ نے پوچھا

لیکن جناب کیٹی کی یہ حالت کیسے ہو گئی ہے؟ وہ ہماری دشمن کیوں ہو گئی ہے؟ یہ کیا راز ہے؟ کیا وہ ٹھیک نہیں ہو سکتی؟

شاہی حکیم نے جیب سے تسبیح نکالی اور اسے پھیرنے لگا اور بولا۔

تم نے ایک ہی جملے میں کئی سوال پوچھ ڈالے ہیں جن میں سے کسی ایک کا بھی جواب تمہیں نہیں دیا جا سکتا۔

ناگ تخت کے قریب آ کر احترام سے ایک طرف کھڑا ہو گیا اور بولا

محترم! آپ کے پاس جو علم ہے میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن ہمارے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] اور عنبر
مہربانی کیجئے اور ہمیں بھی حضور کے اس احسان
کے پاس پہنچا دیجئے۔ ہم آپ کے اس احسان
کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

شاہی حکیم نے کہا

کیٹی تم سب کی دشمن بن چکی ہے۔ کیا
تم اپنی دشمن کے پاس جاؤ گے۔

ماریا بولی۔

ہم اسے ٹھیک کر لیں گے۔ آپ ہمیں
اس کے پاس پہنچا دیجئے گا۔

ناگ نے ماریا کی تائید کرتے ہوئے کہا

جی ہاں! میرے محترم آپ ہمیں کیٹی
کے پاس پہنچا دیں۔ ہم اس کی دشمنی کو دوستی میں
بدل دیں گے۔ ہمارے ساتھ اکثر ایسا ہوتا رہا ہے۔

شاہی حکیم نے مسکرا کر کہا

پہلے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کو بھول جاؤ
اس بار شاید تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ اچھی
طرح سوچ لو۔

ناگ اور ماریا کو یقین تھا کہ وہ اگر عنبر مقیوسانگ اور
کے پاس پہنچ گئے تو کیٹی پر جو طلسم کا اثر ہو گیا
کو ختم کر دیں گے چنانچہ ناگ اور ماریا نے جب

شاہی حکیم کی تو شاہی حکیم تخت پر سے اٹھا اور اس
طاق کے قریب آ گیا جس پر طلسمی کتاب ابھی تک
کھلی پڑی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا

تم اور ماریا قریب آ کر اس کتاب کے
صفحے کو غور سے دیکھنا شروع کرو۔ میں تمہارے
مجبور کرنے پر تمہیں کیٹی کے پاس بھیج رہا ہوں اگر
تمہیں کوئی نقصان ہو گیا تو اس کے لئے میں ذمہ دار نہیں
ہوں گا۔

ناگ نے کہا

آپ اس کی فکر نہ کریں۔ ہم اس کے لئے
ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

ٹھیک ہے۔ شاہی حکیم بولا۔ اس کتاب پر نظریں
جما دو۔

ناگ اور ماریا نے کھلی کتاب پر نظریں جما دیں۔ شاہی حکیم
نے کچھ پڑھ کر کتاب پر پھونک ماری۔ کتاب کے
ورق پر لکھی ہوئی عبارت غائب ہو گئی۔ پھر وہاں
ایک صحرا دکھائی دینے لگا۔ صحرا میں زبردست آندھی
چل رہی تھی۔

شاہی حکیم نے کہا

ناگ اور ماریا! ایک دوسرے کا ہاتھ

COURTESY WWW.

تھام لو اور اس دنیا سے دوسری دنیا کے صحرا
میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔
مادیا نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ دونوں کتاب کے
ورق پر صحرا کو تک رہے تھے جہاں بڑے زور
کی آندھی چل رہی تھی اور ریت کے بگولے شور مچاتے
چکر کھا رہے تھے۔ پھر شاہی حکیم کی آواز سنائی دی۔
صحرا میں اتر جاؤ۔ صحرا میں اتر جاؤ۔
ناگ اور مادیا کو محسوس ہوا کہ کوئی انہیں پیچھے سے
دھکیل رہا ہے اور پھر ان کے پاؤں اپنے آپ
زمین سے الگ ہو گئے اور وہ جیسے غوطہ لگا کر صحرا
میں اتر گئے اور تیز آندھی کے بگولے انہیں ریت کے
اونچے اونچے ٹیلوں کی طرف لے گئے۔ آندھی اور بگولوں
کا شور اس قدر بلند تھا کہ ناگ نے چلا کر مادیا
سے کہا
مادیا! کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟
ناگ کو محسوس ہوا کہ اس کا ہاتھ مادیا کے ہاتھ میں
نہیں ہے۔ اس نے ایک بار پھر مادیا کو چیخ کر
دی۔
مادیا! تم کہاں ہو؟
اسے مادیا کی طرف سے کوئی جواب نہ سنائی دیا۔ وہاں

آندھی کے شور، چیختے بگولوں کی آواز کے سوا کوئی دوسری
آواز نہیں تھی۔ ناگ نے گہرا سانس لے کر عقاب کو
شکل اختیار کی اور تیزی سے فضا میں بلند ہو گیا۔
صحرائی آندھی فضا میں کافی اوپر تک چلی گئی تھی۔
ناگ اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا۔ جب آندھی کا زور کم
ہوا تو اس نے پہلا کام یہ کیا کہ فضا کو سونگھا۔ فضا
میں مادیا کی خوشبو نہیں تھی۔ وہ دھک سے رہ گیا۔
اس نے فضا میں دائیں بائیں دور دور تک نظر
لگا کر دیکھا۔ سوائے ریت کے غبار اور چیختے چلاتے
بگولوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ ناگ نے ایک طرف اڑنا
شروع کر دیا۔ یہ صحرا بے حد وسیع تھا۔ وہ اڑتا چلا گیا
مادیا کے ساتھ کیٹی، عنبر اور تھیوسانگ کی خوشبو بھی
اسے نہیں آ رہی تھی۔ ناگ کو اب خیال آنے
لگا کہ اس نے کتاب میں غوطہ لگا کر کہیں غلطی
تو نہیں کی؟ وہ کیٹی تھیوسانگ اور عنبر سے ملنے کے
لئے اس اجنبی طوفانی صحرا میں اترا تھا اور یہاں آ کر
وہ مادیا سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ
نیچے آنے لگا۔ آندھی کم ہونے لگی تھی۔ گرد و غبار
اڑ رہا تھا۔ آسمان بھورا تھا۔ نیچے ریت کے
ٹیلے دکھائی دینا شروع ہو گئے تھے۔ ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان ٹیلوں کے اوپر پرواز کرنے لگا۔ اچانک اسے دُور صحرا میں ایک عمارت دکھائی دی۔ ناگ اس طرف تیزی سے اڑنے لگا۔ قریب جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ عمارت نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑی پہاڑ جتنی کتاب ہے جو صحرا میں کھلی ہوئی ہے اس کے ورق وسیع دالانوں کی طرح ہیں اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ ان پہ قدیم زبان میں لفظ چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی طرح ابھرے ہوئے ہیں۔ ہر لفظ کے اندر غار ہیں۔ محرابیں ہیں ناگ ان الفاظ کو بالکل نہیں سمجھ رہا تھا۔ وہ حیران تھا کہ صحرا میں اتنی بڑی پہاڑ جتنی پتھر کی کتاب کس نے بنائی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے آیا اور سنگین کتاب کے وسیع صفحے کے ایک پتھریلے لفظ پہ آکر بیٹھ گیا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کے جسم میں بجلی کے کرنٹ کی لہریں داخل ہونے لگی ہیں۔

ناگ جلدی سے اڑ کر فضا میں بلند ہو گیا۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۵۳ "طلسمی کتاب" پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور گیٹی خلا میں

طلسمی کتاب

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۵۰/-

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

ترتیب

○ طلسمی کتاب
○ قبرستان کی ملکہ
○ مُردوں کا حملہ
○ بلّیاں رونے لگیں
○ تاریک سُرنگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طلسمی کتاب

ناگ نے ایک پیچ دیکھا۔
پیچ پتھر کی پہاڑ جتنی بڑی کتاب صحرا میں کھلی پڑی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں اس کتاب کے اوپر منڈلا رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اس کتاب کے ایک لفظ پر بیٹھا تھا کہ اسے جیسے بجلی کا کرنٹ سا لگا تھا اور وہ جلدی سے فضا میں بلند ہو گیا تھا۔ ناگ کتاب کے لفظوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ یہ لفظ پتھر کے بہت بڑے ٹکڑے کو تراش کر بنائے گئے تھے۔ یہ کسی ایسی زبان کے لفظ تھے جو ناگ کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ ناگ کو ماریا کی بھی فکر لگی تھی شاہی حکیم نے ان دونوں کو اکٹھے اس صحرا میں بھیجا تھا مگر آندھی کے خوفناک طوفان کی وجہ سے ماریا اس سے بچھڑ گئی تھی۔ اس سے پہلے شاہی حکیم نے اپنی کتاب کے ورق کھول کر اسے اور ماریا کو عنبر کیٹ اور تھیوسانگ کی ایک جھلک دکھائی تھی۔ ناگ اور ماریا نے

دیکھا تھا کہ ایک صحرا ہے جس میں عنبر اور تھیوسانگ تو گھوڑے پر بیٹھے پریشان حالت میں بھاگے جا رہے ہیں اور ان کے پیچھے کیٹی گی ہے۔ کیٹی کا چہرہ غصے سے آگ بھبوکا ہو رہا ہے۔ اس کے بال ہوا میں کھلے ہیں اور وہ عنبر اور تھیوسانگ کا یوں پیچھا کر رہی ہے جیسے انہیں پکڑ کر ہلاک کرنا چاہتی ہو۔ یہ ایک ایسا منظر تھا جس پر ماریا اور ناگ کو یقین نہیں آیا تھا۔ ناگ نے شاہی حکیم سے پوچھا تھا کہ کیٹی کو کیا ہو گیا ہے؟ شاہی حکیم نے جواب میں صرف اتنا کہا تھا کہ جب تم اس کے پاس جاؤ گے تو خود بخود پتہ چل جائے گا کہ کیٹی کی ایسی حالت کیوں ہوئی ہے۔ بہرحال اتنا شاہی حکیم نے ضرور بتا دیا تھا کہ کیٹی اس وقت عنبر اور تھیوسانگ کی جانی دشمن بن چکی ہے اور اس کے پاس ایک ایسی طاقت آ گئی ہے کہ جس کا مقابلہ عنبر اور تھیوسانگ بھی نہیں کر سکتے۔ ناگ اور ماریا کو یہ سن کر بڑی پریشانی ہوئی تھی۔ ماریا نے شاہی حکیم سے کہا تھا محترم! آپ ہمیں عنبر اور تھیوسانگ کے پاس پہنچا دیں۔ آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اور شاہی حکیم نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیں۔ پھر ایک خوفناک طوفان آ گیا۔ صحرا میں زبردست بگولے چلنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگے اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ پھر اس اندھیرے میں ماریا ناگ سے بچھڑ گئی۔ اس وقت جب کہ ناگ عقاب کی شکل میں پہاڑ جتنی بڑی پتھر کی کتاب کے اوپر صحرا میں منڈلا رہا تھا تو اسے ماریا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔

ناگ کو یقین تھا کہ عنبر، تھیوسانگ اور ماریا اسے اسی صحرا میں کہیں نہ کہیں ضرور مل جائیں گے۔ اب اس نے ایک بار پتھر کی کتاب پر اترنے کا فیصلہ کیا مگر وہ کسی پتھر کے لفظ پر نہیں اترنا چاہتا تھا۔ وہ کتاب کے قریب ہی صحرا میں اتر آیا۔ ریت پر اترتے ہی ناگ نے عقاب کی شکل بدل کر کالے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور پتھر کی بڑی کتاب کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ کتاب کے بہت بڑے والان جتنے صفحے پر آہستہ سے رینگ کر چڑھ گیا۔ وہ اونچی اونچی چٹانوں جیسے لفظوں کے درمیان میں سے رینگتا چلا جا رہا تھا یہاں اسے سنسناہٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کتاب کے چٹانوں جتنے بڑے الفاظ کے درمیان کافی فاصلہ تھا اور پتھر کے صفحے پر کہیں پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ کہیں [illegible] چھوٹی چھوٹی ڈھیریاں بنی ہوئی تھیں۔ کہیں لفظوں کے نیچے سرنگی دروازے اور غار نظر آ رہے تھے۔ ناگ خاموشی سے چاروں طرف دیکھتا آہستہ آہستہ آگے

رینگ رہا تھا وہ ایک لفظ کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس لفظ کے نیچے دو بڑے بڑے گول پتھر کے نقطے تھے۔ لفظ کی گولائی میں ایک محراب دار دروازہ بنا ہوا تھا۔ دروازے کے اندر غار تھا جس میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ناگ ایک نقطے کے پیچھے چھپ کر غار کے اندھیرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے غار کے اندر جانا چاہیے یا نہیں؟ اسے ماریا کی بھی تلاش تھی اور عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کا بھی سراغ لگانا تھا۔ چنانچہ ناگ نے غار میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا اور خدا کا نام لے کر رینگتے ہوئے غار میں داخل ہو گیا۔ یہ لفظ کا غار تھا۔ خدا جانے اس لفظ کے کیا معنی تھے کیونکہ یہ پہلی زبان تھی جو ناگ کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اس پُراسرار لفظ کے غار میں پہلے تو گھپ اندھیرا چھایا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اندھیرے میں ایسی روشنی جھلکنے لگی۔ جیسے اندھیری رات میں آسمان پر بہت سارے تارے چمک رہے ہوں تو پھیکی پھیکی روشنی سی ہو جاتی ہے۔ ایک عام آدمی اس پھیکی روشنی میں بھی کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا مگر ناگ اپنی طاقت کی وجہ سے اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ وہ غار کے درمیان میں چلنے کی بجائے، غار کی دیوار کے ساتھ ساتھ ہو کر رینگ رہا تھا۔ کافی دیر لفظ کے غار میں رینگتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہنے کے بعد ناگ ایک کھلی جگہ پر آ گیا۔ اس کھلی جگہ پر ناگ نے ایک محراب دار گیٹ دیکھا جو کھلا تھا۔ گیٹ کی ایک جانب پتھر کے ستون پر چراغ جل رہا تھا۔ چراغ کی روشنی مدھم تھی۔ گیٹ کے اوپر جو لفظ لکھے تھے اسے ناگ پڑھ سکتا تھا۔ یہ قدیم [illegible] کے لفظ تھے اور اس کا مطلب تھا۔ شہر خموشاں، یعنی یہ قبرستان ہے۔

ناگ رینگتے ہوئے اس پُراسرار قبرستان کے دروازے کے قریب آ کر گردن اٹھا کر اندر دیکھنے لگا۔ پرانے قبرستان کی دیوار کچی تھی اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ قبرستان میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پھر ناگ کو اندھیرے میں چھوٹی بڑی کتنی ہی قبریں زمین پر ابھری ہوئی نظر آنے لگیں۔ ان قبروں پر عجیب قسم کی چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں نے اپنی شاخیں پھیلا رکھی تھیں۔ یہ شاخیں ایسے لگ رہی تھیں جیسے چڑیلوں نے اپنے کالے کالے پر پھیلا رکھے ہوں۔ کسی قبر پر کوئی دیا نہیں جل رہا تھا۔ ناگ نے سانس کھینچی۔ اسے ماریا کی یا کیٹی عنبر اور تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے سوچا اب جب وہ وہاں آ ہی گیا ہے تو اسے اس قبرستان میں چل پھر کر اپنے ساتھیوں کا کھوج لگانا چاہیے۔ چنانچہ ناگ نے قبروں کے درمیان رینگنا شروع کر دیا۔ ایکدم

سے اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ناگ نے اپنی گردن موڑ کر دیکھا تو وہاں اسے کوئی انسان دکھائی نہ دیا۔ اس نے سوچا شاید یہ اس کا وہم تھا۔ وہ پھر قبروں میں رینگنے لگا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ پھر وہی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ یہ کسی انسان کے قدموں کی چاپ تھی۔ ناگ نے جلدی سے گردن پھیر کر دیکھا۔ اس بار بھی اسے پیچھے کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ وہ سوچنے لگا۔ وہ ایک قبر کی اوٹ میں چھپ گیا اور پیچھے دیکھنے لگا۔ کوئی بھی نہیں تھا پیچھے۔ اچانک ناگ کو ایک انسان کی لرزتی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی:۔

"چالکی! تجھے قبر میں پہنچانے والا آ گیا ہے۔ اُٹھ اور اس سے اپنی موت کا بدلہ لے لے"۔

ناگ نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ یہ کون کس کو پکار رہا تھا۔ آواز اس کے پیچھے جو قبریں تھیں وہاں سے آئی تھی۔ اندھیرا اور زیادہ ہو گیا تھا۔ اب ناگ کو بھی اندھیرے میں زیادہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کچھ گھبرا سا گیا۔ سوچا اسے وہاں سے نکل جانا چاہیے۔ وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی دیوار گر پڑی ہو۔ ناگ نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے والی قبروں کی طرف دیکھا۔ ہلکے دھماکے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی آواز ادھر سے آئی تھی۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک قبر ادھر سے پھٹ گئی ہے اور اس میں سے ایک کھوپڑی اچھل کر باہر آن گری ہے۔ ناگ سمٹ کر اسے غور سے تکنے لگا۔ وہی پراسرار انسانی آواز پھر سنائی دی۔

"چانکی! تیرا قاتل آگیا ہے [redacted]

اس کے ساتھ ہی کھوپڑی [redacted] زمین سے چار پانچ فٹ بلند ہو گئی۔ ناگ نے فیصلہ کیا کہ اسے وہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔ وہ واپس مڑا ہی تھا کہ کسی نے اسے دم سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ ناگ کے جسم میں بجلی کے کرنٹ کی لہریں دوڑنے لگیں جس کی وجہ سے اس کا جسم سن ہو گیا۔ ناگ نے سانس کھینچ کر اپنی شکل بدلنی چاہی مگر اس کا سانس اتنا کمزور اور آہستہ ہو چکا تھا کہ وہ اپنی شکل تبدیل نہ کر سکا۔ اس نے تڑپ کر نیچے گرنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے جسم کو کمزوری کی وجہ سے حرکت نہ دے سکا۔ اس نے دیکھا کہ اسے انسانی سائے نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اٹھا رکھا تھا۔ کھوپڑی ہوا میں تیرتی ہوئی اس کے قریب آگئی۔ ناگ کی نظریں کھوپڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ کھوپڑی کی آنکھوں سے سرخ روشنی نکلی پھر ایک عورت کی دہشت ناک آواز بلند ہوئی:

"میں چانکی ہوں۔ میں اپنے قاتل سے بدلہ لینے کے لئے آگئی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی کھوپڑی کا منہ کھل گیا۔ انسانی سائے نے ناگ سانپ کو آگے کھوپڑی کے پاس کر دیا اور کھوپڑی نے ناگ کو نگل لیا۔ ناگ کھوپڑی کے اندر چلا گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کھوپڑی کے گول سر کے اندر بند ہو گیا ہے۔ اسے جس سوراخ سے اندر داخل کیا گیا تھا۔ وہ گردن کے نیچے تھا اور اب بند ہو گیا تھا۔ ناگ نے کھوپڑی کی آنکھوں کے سوراخ میں سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر بجلی کی لہروں نے اس کے جسم کی رہی سہی طاقت بھی چھین لی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے تھوڑی سی حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ کھوپڑی کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ کھوپڑی کے اندر اندھیرا چھا گیا۔

پھر کھوپڑی نے جھولنا شروع کر دیا اور جھولتے جھولتے وہ اپنی کھلی قبر کی طرف بڑھی اور دھپ سے قبر کے اندر اپنے ڈھانچے پر گر پڑی۔ قبر میں گرتے ہی کھوپڑی لوٹ پوٹ ہونے لگی۔ وہ گیند کی طرح لڑھک کر کبھی قبر کی ایک طرف جاتی۔ کبھی دوسری طرف لڑھکتی ہوئی آ جاتی۔ ناگ آنکھیں بند کئے کھوپڑی کے سر کے اندر سمٹ کر رہ گیا تھا۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ خوامخواہ اس پراسرار کتاب کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غار میں کیوں داخل ہوا۔ قبر میں دس بارہ بار لڑھکنے کے بعد کھوپڑی اچھل کر قبر سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی وہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہو کر فضا میں رُک گئی۔ اب قبر میں سے اس کھوپڑی کا ڈھانچہ بھی باہر آ گیا اور فضا میں جھولتا ہوا کھوپڑی کے نیچے آ [redacted] کھوپڑی ڈھانچے کی گردن [redacted] گردن کی ہڈی کے ساتھ لگی ایک دھماکہ ہوا۔ نیلی بجلی چمکی۔ کچھ عورتوں کے چیخ و پکار ایسے قہقہے بلند ہوئے اور ڈھانچے نے ایک دم سے ایک عورت کا روپ دھار لیا۔ ناگ اب بھی اس عورت کے سر کے اندر سمٹا بیٹھا تھا۔ اسے اتنا احساس ہو گیا تھا کہ کھوپڑی میں جان پڑ گئی ہے اور عورت جو پہلے قبر میں پڑا ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا اب زندہ ہو گئی ہے مگر ناگ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔

عورت کی آنکھیں سیاہ تھیں۔ ان میں ایک عجیب قسم کی مقناطیسی کشش تھی۔ جسم پر لال رنگ کے کپڑے تھے۔ سر کے سیاہ لانبے بال کھلے تھے اور شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ انسانی سایہ ابھی تک قبروں کے درمیان موجود تھا۔ اس نے کہا:

"چانکی! تو نے اپنے قاتل کو قید کر کے اس سے

انتقام بھی لے لیا ہے اور انسانی شکل میں بھی زندہ ہو کر واپس آ گئی ہو۔ اب کتاب کے قبرستان میں تمہاری بادشاہی شروع ہو گئی ہے۔ تم اپنے قبرستان کے مُردوں کو جس شکل میں چاہو اور جہاں چاہو بھیج سکتی ہو۔ اب تم آزاد ہو اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکتی ہو۔"

چانکی نے اپنا ہاتھ بلند کیا تو اس میں غیب سے ایک تلوار آ گئی۔ وہ قہقہہ لگا کر بولی:

"مجھے جس سانپ نے کاٹا تھا وہ اس علاقے کا شیش ناگ تھا۔ اس کے زہر سے میرا جسم گل سڑ گیا تھا۔ مجھے شیش ناگ کے دیوتا ناگ کی تلاش تھی۔ وہ میری قید میں آ گیا ہے اور میں ایک بار پھر پہلے سے دس گنا زیادہ طاقت حاصل کر کے زندہ ہو گئی ہوں۔ اب میں اس ناگ دیوتا کے تمام ساتھیوں سے اپنی موت کا بدلہ لوں گی۔"

انسانی سائے نے کرخت آواز میں کہا:

"چانکی! اس ناگ دیوتا کی ایک ساتھی لڑکی کیٹی کو تمہاری طلسمی کتاب کے آخری لفظ نے اپنے طلسم میں قید کر کے اسے عنبر اور نیوسانک کا دشمن بنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا ہے۔ وہ ان کی جان کی پیاسی ہو رہی ہے۔"
چانکی کی آواز بلند ہوئی:۔
"کیا کیٹی کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ عنبر اور
تھیوسانگ ایسے طاقتور انسانوں کو ہلاک کر سکے"؟
انسانی سائے نے
[redacted]
مہندی [redacted] کتاب
طاقتور ہے۔ اس نے کیٹی میں ایسی طاقت بھر دی
ہے کہ اگر اس کی تلوار کا وار عنبر یا تھیوسانگ پر
پڑ گیا تو وہ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔"
چانکی نے پوچھا:
"کوئی ایسی کمزوری تو باقی نہیں رہ گئی کہ جس کے
معلوم ہو جانے سے کیٹی کی طاقت ختم ہو جائے
گی اور عنبر اور تھیوسانگ اس کے وار سے بچ
جائیں گے؟"
انسانی سائے نے کہا:
"تمہاری پیٹھ کی کتاب کے آخری لفظ کے اوپر جو بھاری
پتھر کا گول نقطہ پڑا ہے۔ اس نقطے کے نیچے چھوٹے
سے غار میں طلسم کا ایک دیا ہزاروں سال سے
روشن ہے۔ اس طلسمی چراغ کو سامری جادوگر نے
اس وقت روشن کیا تھا۔ جب اس نے صحرا میں
جادو کی یہ کتاب بنائی تھی۔ اگر کوئی اس دیئے کو
بجھا دے تو کیٹی اپنی اصلی حالت میں آ جائے گی
اور اس کے پاس جو تلوار ہے اس کی طاقت اور
اثر بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر وہ عنبر اور تھیوسانگ
کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔"
ناگ ان دونوں کی ساری گفتگو سن رہا تھا۔ اب وہ سمجھ
گیا تھا کہ کیٹی کیوں صحرا میں عنبر اور تھیوسانگ کے پیچھے
بھاگ رہی تھی۔ اتنے میں چانکی کی مکروہ آواز بلند ہوئی۔
"کیا ناگ دیوتا کا کوئی اور ساتھی بھی ہے؟"
ناگ نے سوچا کہ انسانی سایہ ضرور ماریا کا نام لے گا۔
مگر اسے ماریا کا علم نہیں تھا۔
انسانی سائے نے کہا:
"نہیں چانکی! جہاں تک میرے کالے علم کا تعلق
ہے ناگ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کا اور کوئی ساتھی
نہیں ہے۔"
چانکی کا مکروہ قہقہہ بلند ہوا۔ "ٹھیک ہے۔ میں ان میں
سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ عنبر اور تھیوسانگ
کو کیٹی ختم کر دے گی اور اس ناگ دیوتا کو میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالوں گی۔"

انسانی سائے نے کہا:

"اس ناگ دیوتا کو اپنی کھوپڑی ہی میں رکھنا۔ اگر تم نے اسے باہر نکالا تو ہو سکتا ہے دوسرے سانپ اس کی مدد کو آ جائیں۔"

چانکی نے چیخ کر غصیلی آواز میں کہا:

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اب میں اس قبرستان کی ملکہ ہوں ان قبروں کے سارے مُردے میری رعایا ہیں میری [redacted] اب میں ترکان ملک میں جا کر وہاں کے تخت پر قبضہ کروں گی اور ترکان کا ملک میرا ہوگا۔ اس پر میری حکومت ہوگی۔"

انسانی سائے نے کہا:

"مگر چانکی! ترکان کے بادشاہ کے پاس بڑی زبردست فوج ہے۔ تم اکیلی اس کا مقابلہ کیسے کر سکو گی۔"

چانکی نے کمزور قہقہہ بلند کیا اور کہا:

"تم میری قبروں کے مُردوں کی طاقت سے واقف نہیں ہو۔ یہ میری کالے علم کی کتاب کے قبرستان کے مُردے ہیں اور میرے زندہ ہو جانے سے انہیں

ایک ایسی زبردست طاقت مل گئی ہے کہ ترکان بادشاہ کی فوج کو یہ تنکوں کی طرح اڑا کر رکھ دیں گے اب تم میری کالے علم کی اس کتاب کے دروازے پر بیٹھ کر اس کی حفاظت کرو۔ میں بادشاہ کے محل کی طرف جا رہی ہوں۔"

ناگ ابھی تک کھوپڑی سے باہر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے کھوپڑی کے اندر چانکی کا دماغ اور دماغ کے چار خانے اور ننھی ننھی [redacted] کا رگوں کا جال صاف نظر آ رہا تھا۔ مگر ناگ جسم میں اتنی طاقت بھی محسوس نہیں کر رہا تھا کہ اپنی گردن کو ہلا سکے۔ وہ چانکی کے دماغ میں کھوپڑی کے اندر ایک طرف سمٹ کر بیٹھا ہوا تھا اور چانکی اور پراسرار انسانی سائے کی گفتگو سن رہا تھا۔ اسے عنبر اور تھیوسانگ کی فکر تھی۔ اگر کیپٹن پر اس چانکی کے کالے علم والی کتاب کے طلسم کا اثر ہو گیا ہے تو پھر عنبر اور تھیوسانگ کی خیر نہیں۔ مگر [redacted] کے دل کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ کو کوئی نقصان پہنچ سکے گا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اگر اس پتھر کی کھلی کتاب کے آخری لفظ کے نقطے کے نیچے تہ خانے میں جلتے چراغ کو بجھا دیا جائے تو کیپٹن پر کیا گیا طلسم ختم ہو جائے گا۔ مگر وہ چانکی کی کھوپڑی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قید ہو کر بیٹھا تھا۔ وہ کیسے باہر نکل کر کتاب کے نقطے
کے نیچے جلنے والے چراغ کو بجھا سکتا تھا۔
چانکی قبرستان میں سے نکل کر کتاب کے پہلے لفظ
کی سرنگ میں آ گئی۔ انسانی سایہ اس کے ساتھ ساتھ تھا۔
سرنگ [redacted] پر انسانی سائے سے کہا:
"تم اس طلسمی کتاب کے آخری لفظ کے نقطے کی
جا کر حفاظت کرو۔ میں بادشاہ ترکان کی حکومت کا
تختہ الٹنے جا رہی ہوں۔ اگر کیٹی میرے بعد عنبر اور
تھیوسانگ کے سر کاٹ کر لائے تو ان سروں کو سرنگ
میں دفن کر دینا اور کیٹی سے کہنا کہ وہ قبرستان میں
جا کر اپنی قبر میں لیٹ جائے۔"
انسانی سائے نے کہا:
"بہت بہتر چانکی۔"
چانکی کا لباس سرخ تھا۔ سیاہ بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے مقناطیسی کشش کی لہریں نکل رہی تھیں۔ اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے ایک چیخ ماری اور غائب ہو گئی۔ چانکی فضا میں پرواز کرتی اس ملک کے بادشاہ ترکان کے محل کی طرف اُڑی جا رہی تھی۔

اس کے جانے کے بعد انسانی سایہ کھلی کتاب کے کشادہ صفحے پر آخری لفظ کے پاس آ گیا جو ایک چھوٹی چٹان کی طرح صفحے پر بنا ہوا تھا۔ اس لفظ کے نیچے ایک نقطہ گول پتھر کی طرح پڑا تھا۔ انسانی سایہ دھوئیں کی طرح رینگتا لہراتا نقطے کے پتھر کے نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں ایک چراغ جل رہا تھا۔ انسانی سائے کو جب اطمینان ہو گیا کہ چراغ جل رہا ہے اور وہاں کوئی دوسرا نہیں ہے تو واپس اوپر نقطے کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور پہرہ دینے لگا۔ باہر دن کی بھوری بھوری پھیکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ صحرا چاروں طرف سنسان اور ویران تھا۔ اس کے بیچ میں پہاڑ ایسی کھلی کتاب اپنے پتھروں کے بنے ہوئے بڑے بڑے الفاظ سمیت بن دیکھے خاموش تھی۔
چانکی فضا میں اُڑی جا رہی تھی۔ ناگ کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد منہ کے پڑیلوں ایسے مکروہ قہقہے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ وہ اس ملک کے بادشاہ ترکان کے تخت پر قبضہ کرنے اور اس کے شاہی محل کو تباہ کرنے جا رہی ہے مگر وہ چونکہ دیکھ نہیں سکتا تھا اس لیے اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کس طرف سے اُڑ کر جا رہی ہے۔ ناگ خود ایسی بے بسی کی حالت میں تھا کہ کسی کی کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدد نہیں کر سکتا تھا۔

چانکی کو بہت جلد دُور ایک جگہ پہاڑیوں کے درمیان اونچی اونچی دیواروں کے درمیان ایک شہر آباد نظر آیا۔ یہ ترکان بادشاہ کا ملک تھا۔ شہر کے مکان کئی کئی منزلہ تھے سڑکوں [redacted] کا محل شہر کے [redacted] ایک چھوٹی پہاڑی [redacted] محل کے اندر اس بڑے کمرے میں آ گئی جہاں بادشاہ کا دربار لگا تھا۔ بادشاہ سونے کے تخت پر سر پر تاج رکھے بیٹھا ایک مقدمے کا فیصلہ کر رہا تھا۔ ارد گرد درباری ادب سے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ یہ ترکان بادشاہ تھا جو اپنے ملک میں انصاف پسند اور رحم دل بادشاہ مشہور تھا۔ رعایا اس سے بہت خوش تھی ترکان بادشاہ نے مجرم کو سزا سنا دی اور کہا کہ ہم اپنے ملک میں امن اور خوش حالی دیکھنا چاہتے ہیں۔ آئندہ کسی نے قانون کو توڑنے کی کوشش کی تو ہم اسے بھی یہی سزا دیں گے۔ سپاہی مجرم کو پکڑ کر لے گئے۔ بادشاہ تخت سے اٹھنے ہی والا تھا کہ اچانک چانکی اس کے سامنے آ کر تخت کے قریب کھڑی ہو گئی۔ بادشاہ ترکان نے ایک اجنبی سرخ پوش عورت کو دربار میں اچانک نمودار ہوتے ہوئے دیکھا تو حیران سا ہو کر رہ گیا۔ باقی درباری بھی ششدر سے ہو کر رہ گئے۔ (پیارے دوستو! ششدر ہونا حیران ہونے کو کہتے ہیں) بادشاہ ترکان نے چانکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

"[redacted]لی! تو کون ہے۔ تجھے اگر انصاف چاہیے تو ہمیں بتا ہم نے رعایا کے ساتھ ہمیشہ انصاف کیا ہے۔"

چانکی نے قہقہہ لگایا اور بولی:

"میں چانکی ہوں۔ قبرستان کی ملکہ۔ مجھے تمہارا تخت چاہیے۔ تمہارا محل چاہیے۔ تمہارا سر چاہیے۔"

اتنا کہنا تھا۔ دربار میں سناٹا چھا گیا۔ بادشاہ نے وزیر کی طرف دیکھا۔ وزیر نے تیز بردار سپاہیوں کی طرف دیکھا۔ سپاہیوں نے کمانوں میں تیر جوڑ کر تیروں کی بوچھاڑ ماری۔ پندرہ تیر چانکی کے جسم کے ساتھ جا کر لگے اور پھر سارے کے سارے تیر اس کے جسم میں سے پار ہو کر دوسری طرف جا کر گر پڑے۔ چانکی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے ایک اور مکروہ قہقہہ لگا کر کہا:

"ترکان بادشاہ! تیری زندگی کے دن پورے ہو گئے ہیں۔ تُو نے دیکھ لیا ہے کہ تیرے سپاہیوں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیروں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ یہ تخت اور محل میرے حوالے کر دے۔"

بادشاہ نے گرج دار آواز میں حکم دیا: "اس گستاخ عورت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔" سپاہیوں کا دوسرا دستہ تلواریں لے کر چانکی کی طرف بڑھا۔ چانکی ایک دم غائب ہو گئی۔ سپاہی ہوا میں تلوار [illegible] بادشاہ کی طرف دیکھنے لگے۔ چانکی نے قہقہے کے ساتھ کہا: "تیری فوج پر میری قبرستانی فوج حملہ کرنے والی ہے چل باہر چل کر دیکھ تیری فوج کا کیا حشر ہونے والا ہے۔"

بادشاہ اور سارے درباری حیران ہو کر قلعے کی طرف دوڑے جہاں فوج موجود تھی۔ چانکی اس سے پہلے وہاں پہنچ چکی تھی۔ اس نے قلعے کی برجی کے اوپر کھڑے ہو کر اپنی طلسمی سنگین کتاب کی سمت منہ کر کے اپنے قبرستانی مُردوں کو آواز دی:

"مُردو! میری فوج کے مرے ہوئے سپاہیو! اپنی قبروں سے نکل کر حملہ کر دو۔"

بادشاہ نے سپہ سالار کو حکم دیا کہ قلعے کے دروازے پر فوج لگا دی جائے۔ دشمن حملہ کرنے والا ہے۔ سپہ سالار

فوراً فوج لے کر قلعہ کے دروازے اور اوپر بُرجوں میں آ گیا۔ قلعے کے اوپر کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہے پہنچا دیئے گئے۔ تیر بردار دستے تیر کمانوں میں جوڑ کر قلعے کی دیوار پر بیٹھ گئے۔ دوسرے سپاہی گھوڑوں پر سوار ہو کر حملہ کرنے کے لئے تلواریں کھینچ کر تیار ہو گئے۔ بادشاہ درباری اور وزیر قلعے کے برج میں کھڑے قلعے سے باہر پھیلے ہوئے صحرا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میدان میں گرد اڑنے لگی ہے۔ گرد کا غبار قریب آ گیا۔ پھر اس گرد کے بادل میں سے مُردوں کی فوج نمودار ہوئی۔ یہ سینکڑوں ہڈیوں کے انسانی ڈھانچے تھے جن کے ہاتھوں میں لمبی لمبی تلواریں اور نیزے تھے اور وہ شور مچاتے دوڑتے ہوئے قلعے کی طرف چلے آ رہے تھے۔ بادشاہ نے حیران ہو کر اس انوکھی فوج کی طرف دیکھا۔ سپہ سالار درباری اور وزیر بھی مُردوں کے ڈھانچوں کی اس فوج کو دیکھ کر حیرت میں گم ہو گئے۔

وزیر نے کہا:

"حضور! یہ ہڈیوں کے ڈھانچے ہماری زندہ فوج کا بھلا کس طرح مقابلہ کر سکیں گے۔"

سپہ سالار نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری فوج ابھی ان کے ٹکڑے اڑاتی ہے۔"

سپہ سالار نے چلا کر اپنی فوج کو قلعے سے باہر نکل کر حملے کا حکم دے دیا۔ قلعے کا دروازہ کھول دیا گیا اور گھوڑوں پر سوار فوج کے دستے میدان میں حملہ کرنے کے لئے [illegible] قلعے کے دوسرے بُرج پر [illegible]

"میرے قبرستان کے مُردو! ہوشیار ہو جاؤ۔ دشمن کا ایک بھی سپاہی بچ کر نہ جانے پائے۔"

بادشاہ کے سپاہی مُردوں کی فوج کے بالکل سامنے آ گئے تھے۔ انہوں نے تلواروں سے ہڈیوں کے ڈھانچوں پر حملہ کر دیا۔ لیکن بہت جلد انہیں احساس ہو گیا کہ ہڈیوں کے ڈھانچے فولاد سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔ سپاہی ان پر تلواریں مارتے تو تلواریں ٹوٹ جاتیں۔ دوسری طرف مُردوں کی تلواروں کے وار سپاہیوں پر پڑتے تو تلواروں میں سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور سپاہی گھوڑوں سمیت بھسم ہو کر گرنے لگتے۔ تھوڑی ہی دیر میں میدان میں بادشاہ کے سپاہیوں کی جلی ہوئی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے جبکہ مُردوں میں سے ایک بھی ڈھانچے کو نقصان نہیں پہنچا تھا۔ یہ معاملہ

دیکھ کر بادشاہ نے گھبرا کر سپہ سالار سے کہا:

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کوئی دوسرا حربہ استعمال کرو۔"

سپہ سالار بھی پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے قلعے پر بیٹھے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ ان سپاہیوں نے آگ کے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ تیر جلتے ہوئے ہڈیوں کے ڈھانچوں پر گرنے لگے۔ مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ہڈیوں کے ڈھانچوں کی فوج آگے بڑھتی چلی آئی۔ پھر وہ قلعے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ جونہی وہ دروازے کے نیچے آئی۔ اوپر سے سپاہیوں نے کھولتا ہوا تیل ان پر انڈھیل دیا۔ کھولتا ہوا گرم تیل مُردوں کے ڈھانچوں پر گرا۔ مُردے کھِل کھلا کر ہنس پڑے جیسے ان پر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی کسی نے گرا دیا ہو۔ ایک مردے کے ڈھانچے نے ہنس کر کہا:

"اچھا ہوا کہ نہانے کو پانی مل گیا۔"

پندرہ ڈھانچوں نے کاندھے سے کاندھا جوڑ کر زور سے قلعے کے دروازے پر دھاوا بول دیا۔ ایک دھماکے کی آواز کے ساتھ قلعے کا دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا اور مُردوں کی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ مُردہ ڈھانچوں نے لوگوں کا بے دریغ قتل عام شروع کر دیا۔ ہر طرف چیخ و پکار مچ گئی۔ لوگ کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ مُردوں کی قبرستانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فوج نے شاہی محل کا رُخ پکڑ لیا۔ وہاں زبردست فوج کھڑی تھی۔ فوج نے قبرستانی فوج پر ایک بار پھر جلتے ہوئے تیر اور توپوں میں سے بڑے بڑے پتھر اس پر مارے مگر قبرستانی فوج پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پتھر مُردوں کے ڈھانچوں سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جاتے اور جلتے ہوئے تیر ان

[redacted]

فوج شاہی محل میں داخل [redacted]
کا قتل عام ہونے والا تھا۔ اتنے میں بادشاہ نے محل میں آکر دونوں بازو کھول دیئے اور چلّا کر کہا:

"تم جو کوئی بھی ہو میں تمہارے سامنے ہتھیار ڈالتا ہوں۔ میرا تاج، میرا تخت اور میرا شاہی محل اب تمہارا ہے تم ان سب پر قبضہ کر سکتی ہو۔"

چانکی وہاں موجود تھی۔ مگر غائب تھی۔ ایک دم سے وہ ظاہر ہو گئی اور بادشاہ کی طرف دیکھ کر بولی:

"مگر مجھے تمہارا سر بھی چاہیے اے بادشاہ! تمہارا سر کاٹے بغیر میرا مقصد پورا نہیں ہو گا۔"

ناگ اس وقت بھی چانکی کی کھوپڑی میں بیٹھا یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ وہ دیکھ کچھ نہیں سکتا تھا۔ اس نے سن لیا تھا کہ بادشاہ بڑا رحم دل اور انصاف پسند

ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسے نیک دل اور رعایا پرور بادشاہ کا سر کاٹ دیا جائے۔ مگر وہ اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن قدرت اس رحم دل اور انصاف پسند بادشاہ کی مدد کر رہی تھی۔ بادشاہ نے کہا:

"اے عورت! تو بے شک میرا سر کاٹ لے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اپنی رعایا اور خاندان کے لوگوں کو تباہی سے بچانے کے لئے میں بڑی خوشی سے اپنا سر کٹوانے کو تیار ہوں۔ مگر مجھے مرنے سے پہلے اتنی مہلت دے دے کہ میں چاند دیوی کی پوجا کر سکوں دو روز بعد پورے چاند کی رات ہو گی۔ میں اسی رات چاند دیوی کی پوجا کر کے مرنا چاہتا ہوں تاکہ مرنے کے بعد میں جہنم میں نہ ڈالا جاؤں۔"

چانکی نے کہا:

"میں تمہاری یہ آخری خواہش قبول کرتی ہوں۔"

پھر اس نے سپہ سالار سے کہا:

"اب تو میرے حکم کا پابند ہے۔ اپنی فوج سے ہتھیار واپس لے لے۔ اور اس بادشاہ کو قلعے کے سب سے گہرے اور تاریک تہ خانے میں قید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دے۔ دو دن بعد میں خود اپنی نگرانی میں
اسے لے کر باہر آؤں گی تا کہ یہ چاند دیوی کی
پوجا کر سکے۔ اس کے بعد میں اپنے ہاتھوں سے
اس کی گردن اڑا دوں گی"۔

سپہ سالار، وزیر اور سارے درباری اس عورت چانکی
سے بے حد خوف زدہ تھے [redacted] تھے سپہ سالار
اور بہت زبردست جادوگرنی

نے کہا:
"ملکہ عالی! فوج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اب ہم
آپ کے غلام ہیں"۔
وزیر نے بھی ہاتھ باندھ کر کہا:
"ملکہ سلامت! میں بھی آپ کے حکم کا پابند ہوں۔
آپ اس تخت پر آ کر تشریف رکھیں"۔
چانکی تخت پر آ کر بیٹھ گئی اور بے حیرت وزیر نے
بادشاہ کے سر پر سے تاج اتار کر چانکی کے سر پر رکھ
دیا۔ اس وقت جھروکے میں بیٹھی بادشاہ ترکان کی اکلوتی
بیٹی شہزادی سلطانہ یہ منظر نہ دیکھ سکی۔ اپنے پیارے باپ
کی اس حالت پر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور
وہ رونے لگی۔ اتنے میں مُردوں کے ڈھانچے محل میں

داخل ہو گئے۔ انہوں نے شاہی محل کے ملازموں اور
شہزادی سلطانہ کو پکڑ کر قید خانے میں ڈال دیا۔ شہزادی
سلطانہ بے چاری تو خوف کے مارے بیہوش ہو گئی۔
قید خانے کے باہر مُردہ ڈھانچوں کا پہرہ لگا دیا گیا۔ بادشاہ
ترکان کو خود نمک حرام سپہ سالار نے قلعے کے سب
سے گندے اور تاریک تہہ خانے میں بند کر دیا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قرتاس کی ملکہ

انسانی سائے کو اس نے اپنا وزیر بنا لیا اور اصلی وزیر کو بھی سپہ سالار کے ساتھ ہی قید میں ڈال دیا۔ سپہ سالار کا عہدہ بھی اس نے انسانی سائے کو ہی سونپ دیا۔ اب اس نے قبرستان کے سب سے عیار مُردے کے ڈھانچے کو بُلا کر کہا:

"مشتو! ناگ دیوتا میرا دشمن تھا۔ میں نے اس کو اپنی قید میں ڈال رکھا ہے جہاں وہ موت سے بھی بُری زندگی بسر کر رہا ہے۔ لیکن مجھے اس کے ساتھیوں سے بھی اپنے قتل کا بدلہ لینا ہے۔ اس کے ساتھیوں میں عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔ کیٹی پر میں نے طلسم کر کے ان کے پیچھے لگا دیا ہے مگر لگاتار۔ کیٹی ابھی تک عنبر اور تھیوسانگ کے رکاوٹ میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ پس میں

تمہیں حکم دیتی ہوں کہ ابھی کیٹی کا روپ بدل کر عنبر اور تھیوسانگ کی تلاش میں چل پڑو۔ تم نقلی کیٹی بن کر عنبر اور تھیوسانگ کے پاس ہمدرد اور ان کی ساتھی بن کر جاؤ گی۔ جب اصلی کیٹی تلوار لئے عنبر تھیوسانگ کی دشمن بن کر وہاں آ جائے تو تمہیں پہلے سے خبر ہو جائے گی۔ تم اصلی کیٹی کی مدد کرو گی۔ اور میرے دشمنوں کے سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ گی۔ جاؤ۔ تم جانتے ہو کہ تمہیں کس طریقے سے اپنی شکل کیٹی کی شکل میں تبدیل کرنی ہے۔"

مردہ ڈھانچے نے جھک کر چانکی کو سلام کیا اور ہوا میں اڑتا ہوا سیدھا صحرا میں اس مقام پر پہنچا جہاں پہاڑ ایسی پتھر کی کتاب صحرا میں کھلی پڑی تھی۔ مردہ ڈھانچہ اس سنگین کتاب کے کھلے پتھریلے صفحے پر ایک ایسے لفظ کے پاس آ گیا جس کی شکل عورت سے ملتی جلتی تھی۔ اس نے آتے ہی اس لفظ کے ساتھ اپنے ڈھانچے کی ہڈیوں کو رگڑا۔ ہڈیوں کے رگڑتے ہی مردہ ڈھانچے نے کیٹی کی شکل اختیار کر لی۔ مگر اس میں اور اصلی کیٹی میں صرف اتنا فرق تھا کہ اصلی کیٹی کے ماتھے پر بائیں جانب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک تل تھا اور اس لعلی کیٹی کے ماتھے پر وہ کالا تل نہیں تھا۔ مردہ ڈھانچہ یعنی لعلی کیٹی ہوا میں اڑتی ہوئی فوراً جنوبی صحرا کی طرف چلی گئی۔

ناگ نے جانچ کی کھوپڑی میں بیٹھے ہوئے اس کا نیا حکم [redacted] تھیوسانگ کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں اور کہاں ہیں؟ صحرا میں کیٹی کو تلوار ہاتھ میں لیے اپنے پیچھے چیختے چلاتے آتے دیکھ کر عنبر اور تھیوسانگ سمجھ گئے کہ اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ انہیں یقین تھا کہ کیٹی کی تلوار کے وار کا اثر ان پر نہیں ہو سکتا۔ مگر جب کیٹی نے عنبر کے جسم پر وار کیا تو عنبر کے جسم پر زخم کا نشان بن گیا اور خون رسنے لگا۔ عنبر نے چلا کر تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ! کیٹی [redacted] طلسم کی وجہ سے اس کی تلوار میں خوفناک طاقت آ چکی ہے۔ اس سے بچو۔"

تھیوسانگ کے جسم پر دوسرا وار ہو چکا تھا۔ اس کے جسم پر بھی زخم کا نشان بن گیا اور زخم میں سے خون بہنے لگا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ معاملہ خراب ہو چکا ہے۔ کیٹی کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ وہ دوسری بار حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھی تو عنبر اور تھیوسانگ گھوڑوں پر سوار ہو کر صحرا میں ایک طرف بھاگ اٹھے۔ کیٹی نے بھی گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار لہرائی۔ حلق سے بھیانک چیخوں کی آوازیں نکالتی ان کے پیچھے دوڑی۔ یہی وہ منظر تھا جو شاہی حکیم نے ناگ اور ماریا کو دکھایا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ پوری رفتار سے گھوڑوں کو دوڑاتے لیے جا رہے تھے۔ کیٹی بھی گھوڑا دوڑاتی ان کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔ کافی دیر تک وہ صحرا میں دوڑتے رہے۔ آخر ایک جگہ پہاڑیاں آ گئیں اور یہاں ایک دم سے بادل چھا گئے اور تیز ہواؤں کے ساتھ بارش شروع ہو گئی۔ گھٹائیں اس قدر سیاہ تھیں کہ دن کے وقت بھی اندھیرا سا ہو گیا۔ ہوا کا طوفان بہت شدید تھا۔ اس طوفان اور بادلوں کے اندھیرے میں عنبر اور تھیوسانگ کو موقع مل گیا اور وہ کیٹی کو دھوکا دے کر پہاڑیوں سے دور نکل گئے۔ آگے ایک دریا آ گیا۔ عنبر اور تھیوسانگ نے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے۔ دریا کے بیچ میں جا کر انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ کیٹی ان کے پیچھے نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے سانس بھر کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خدا کا شکر ہے کیٹی سے جان چھوٹی۔ مگر عنبر! یہ
کس نے کیٹی پر طلسم کر دیا ہے۔؟ اب اس
کا کیا بنے گا؟"
عنبر نے کہا:
"فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے تھیوسانگ؟ ہم
[redacted]
جگہ پر چھپ کر غور کیا جائے۔"

دریا کے پار ایک چٹان میں قدرتی غار سا بنا ہوا تھا۔ غار کے باہر اتنی جھاڑیاں تھیں کہ پہلے تو عنبر کو بھی غار نظر نہ آیا۔ پھر اس نے اس کے اندر سے ایک جنگلی درندے کو بھاگتے دیکھا تو تھیوسانگ سے کہا:
"یہاں ضرور کوئی غار ہے۔ چلو۔ تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر غور کرتے ہیں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"
دونوں دوست نڈھال سے ہو کر غار میں جا کر بیٹھ گئے۔
تھیوسانگ کہنے لگا:
ابھی ماریا اور ناگ کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اوپر سے کیٹی کی مصیبت پڑ گئی ہے۔"
عنبر نے کہا:
"گھبرانے کی بات نہیں ہے دوست! کیٹی بھی ٹھیک ہو جائے گی اور ناگ ماریا کا بھی سراغ بھی مل جائے گا۔"
تھیوسانگ بولا: "لیکن کیٹی کا طلسم ہم کیسے دور کریں گے عنبر؟ مجھے تو کوئی ترکیب نظر نہیں آتی۔"
عنبر کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ اسے یقین تھا کہ کیٹی کے ہاتھ میں جو تلوار ہے وہ جادو کی تلوار ہے اور اگر اس کا وار پڑ گیا تو عنبر اور تھیوسانگ دونوں میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ اگر وہ مر نہیں سکتے تو کم از کم ان کی گردنیں ضرور کٹ کر الگ ہو جائیں گی اور پھر خدا جانے وہ دوبارا کیسے اور کب زندہ ہوں۔ دونوں دوست غار میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ پھر اچانک عنبر نے غنودگی محسوس کی اور بولا:
تھیوسانگ! عجیب بات ہے مجھے پانچ ہزار سال میں پہلی بار نیند آ رہی ہے۔"
تھیوسانگ نے جمائی لی اور بولا: "حیرانی کی بات ہے۔ مجھے بھی نیند آنے لگی ہے۔ مگر ہمیں سونا نہیں ہو گا۔ یہ کیٹی کے طلسم کا اثر ہو رہا ہے۔ ہمیں جاگتے رہنا ہو گا۔ ہم جاگ کر ہی کیٹی کا کھوج لگا سکتے ہیں۔ عنبر اُٹھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غار میں ٹہلنے لگا:

"ہاں تھیوسانگ ہمیں جاگتے رہنا ہوگا۔ ہم نہیں سوئیں گے۔ ہم سو گئے تو ہماری خیر نہیں ہم نہیں سوئیں گے۔"

مگر نیند نے دونوں پر غلبہ حاصل کرنا شروع کر دیا تھا

[redacted]

دوسرے ہی لمحے ان کے خراٹے نکلنے لگے۔ عنبر اور تھیوسانگ گہری نیند میں کھو چکے تھے۔ غار میں ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اچانک غار میں ہلکی کافوری روشنی پھیل گئی اور پھر غار میں دیوی طلالہ ایک دوسری عورت کے ساتھ داخل ہوئی۔ دیوی طلالہ اور دوسری عورت کے چہروں پر ایک عجیب سا نور چھایا ہوا تھا۔ یہ اسی نور کی روشنی تھی جو غار میں پھیل رہی تھی۔ دیوی طلالہ نے عنبر کی طرف دیکھ کر اپنی ساتھی عورت سے کہا:

"دلائیلہ! تم عنبر کو پہچانتی ہو ناں؟"

دلائیلہ بولی: "ہاں دیوی طلالہ! عنبر کو ہم میں سے کون نہیں پہچانتا؛ مگر اس وقت کیٹی نے اسے

عجیب مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔"

دیوی طلالہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"میں انہیں اسی مصیبت سے نکالنے کے لئے یہاں آئی ہوں۔"

دلائیلہ نے پوچھا:

"مگر دیوی طلالہ! تم کیا کر سکتی ہو؟ کیٹی پہ طلسمی کتاب کا جادو ہوا ہے اور طلسمی کتاب کے جادو کا توڑ یہاں کسی جادوگر کے پاس نہیں ہے۔"

دیوی طلالہ ہنس کر کہنے لگی:

"بھلائی کی طاقت جادو ٹوٹنے سے زیادہ ہوتی ہے۔ تم دیکھتی رہو۔ میں کیا کرتی ہوں۔"

پھر دیوی طلالہ سوئے ہوئے عنبر اور تھیوسانگ کے سرہانے کی طرف کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنے بازو پھیلا کر ان پر سایہ سا کر دیا اور دھیمی آواز میں کچھ پڑھنے لگی۔ اصل میں وہ خدا سے دعا مانگ رہی تھی کہ ان دونوں کی مدد کی جائے کیوں کہ یہ دونوں انسانوں کی مدد کرتے ہیں۔ دلائیلہ خاموش کھڑی دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ عنبر اور تھیوسانگ کے سوئے ہوئے جسموں میں سے نئے جسم نکل کر فضا میں بلند ہوئے اور ان کے پاس ہی غار کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فرش پر آ کر اسی طرح لیٹ گئے جس طرح عنبر اور تھیوسانگ
گئے پہلے یعنی اصلی جسم فرش پر سو رہے تھے۔ اب وہاں
فرش پر دو عنبر اور دو تھیوسانگ سو رہے تھے۔ ایک
سی شکلیں تھیں۔ ایک ہی لباس تھے اور ایک ہی طرح
بانہوں کو سروں کے نیچے رکھے گہری نیند میں کھوئے ہوئے
تھے۔ دیوی طلالہ نے دلائیلہ سے کہا:

"جو پہلے والے یعنی اصلی عنبر اور تھیو
ان کو میں عارضی طور پر غائب کر رہی ہوں۔ ان
کی جگہ ان کے نقلی جسم عنبر اور تھیوسانگ بن
کر یہاں رہ جائیں گے۔"

دلائیلہ نے تعجب سے سوال کیا:

"مگر دیوی طلالہ! اس سے انہیں کیا فائدہ ہوگا؟"

دیوی طلالہ نے کہا:

"سنو دلائیلہ! تقدیر میں کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں۔
کہ جو ضرور ہو کر رہتی ہیں۔ مثلاً اس وقت عنبر
اور تھیوسانگ کی تقدیر میں موت لکھ دی گئی ہے
یہ بات میں صاف دیکھ رہی ہوں کہ ان دونوں
کی گردنوں کا کٹنا ضروری بن گیا ہے۔ مگر میں نے
خدا سے دعا مانگ کر عنبر اور تھیوسانگ کے دو

ہم شکل بنا کر یہاں سلا دیئے ہیں۔ اصلی عنبر اور
تھیوسانگ غائب ہوں گے اور گردنیں نقلی عنبر
اور تھیوسانگ کی کٹیں گی۔ تقدیر کا لکھا ہوا بھی
پورا ہو جائے گا اور عنبر اور تھیوسانگ کی زندگیاں
بھی بچ جائیں گی۔ اور یہ سب کچھ خدا کی مدد اور
مرضی سے ہو گا۔ کیوں کہ عنبر تھیوسانگ کو ابھی زندہ
رہ کر سینکڑوں، ہزاروں انسانوں کی مدد کرنی ہے۔
ہزاروں مصیبت کے ماروں کو مصیبت سے نکال
کر انہیں سکھ دینا ہے۔ اس لیے ان کا زندہ رہنا
انسانیت کے لئے بہت بہتر ہے۔"

دیوی طلالہ نے اصلی عنبر اور تھیوسانگ کے جسموں پر
اپنے ہاتھ کا سایہ ڈالا تو دونوں جسم غائب ہو گئے۔

دیوی طلالہ نے کہا:

"اب ان کی جگہ عنبر اور تھیوسانگ کے نقلی جسم
یہاں زندہ ہیں۔ یہ ہوائی جسم ہیں۔ ان کے مرنے
یا نہ مرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

دلائیلہ نے پوچھا:

"کیا عنبر اور تھیوسانگ کو معلوم ہو گا کہ ان کے
جسم اصلی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے اصلی جسموں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم شکل ہیں ؟"
دیوی طلالہ بولی :
"ہرگز نہیں۔ وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے
جسم اصلی ہیں اور وہی عنبر اور تھیوسانگ ہیں،
[redacted]
ہے وہ ہونے والا ہے"
اس کے ساتھ ہی دیوی طلالہ اور دلائیلہ غار سے باہر
نکل گئیں۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد عنبر اور
تھیوسانگ نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔
عنبر نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا :
"کمال ہو گیا ہے دوست ! میں تو بڑی گہری نیند
سویا ہوں۔ مگر یہ کیسے ممکن تھا کہ مجھے نیند آتی؟"
تھیوسانگ بولا : "میں نے بھی خوب نیند کر لی ہے
میں تو بالکل تازہ دم محسوس کر رہا ہوں۔ میرا خیال
ہے قدرت ہمیں سلا کر تازہ دم کرنا چاہتی تھی"
عنبر نے غار میں چاروں طرف دیکھا پھر بولا :
"مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں ابھی ابھی کوئی
انسان موجود تھا"
تھیوسانگ جلدی سے بولا :

"یار کہیں وہ جادو کی پتلی اور بے وقوف کیٹی تو
نہیں آئی تھی ؟"
عنبر مسکرا کر بولا :
"اگر وہ آئی ہوتی تو اس وقت ہماری گردنیں کٹ
چکی ہوتیں اور ہم ایک دوسرے سے گفتگو نہ
کر رہے ہوتے"
"تو پھر ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے" تھیوسانگ
نے کہا :
عنبر اٹھ کھڑا ہوا : "میرا بھی یہی خیال ہے۔ آؤ غار
سے باہر نکلتے ہیں"
جونہی عنبر اور تھیوسانگ غار سے باہر نکلنے لگے انہیں
کیٹی کی خوشبو آ گئی۔ انہوں نے چونک کر ایک دوسرے
کو دیکھا۔ عنبر نے کہا : "کیٹی کی خوشبو"؟ تھیوسانگ بھی
جلدی سے بولا : "ہاں۔ یہ کیٹی کی خوشبو ہے۔ وہ ہمارے
سر پر پہنچ گئی ہے۔ اب کیا کریں"؟ عنبر نے کہا۔
"تم فکر نہ کرو۔ میں اسے سنبھال لوں گا۔
اتنے میں کیٹی کی آواز آئی :
"عنبر تھیوسانگ ! خدا کے لئے تم کہاں ہو؟ میں تمہیں
تلاش کرتے کرتے تھک گئی ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے حیرت سے کہا:
"معلوم ہوتا ہے کیٹی کا جادو اُتر گیا ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"کہیں یہ اس کی کوئی چال نہ ہو۔ تو وہ کیا چال

ہماری ساتھی ہے۔ ہمدرد دوست ہے۔ آؤ باہر
نکل کر اسے دیکھتے ہیں۔"
دونوں غار سے باہر آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ باہر کیٹی
اپنے لباس میں کھڑی ان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔
اور تھیوسانگ کو دیکھتے ہی بولی:
"خدا نے مجھے بچا لیا۔ مجھ پر ایک زبردست جادو
کر دیا گیا تھا۔ مجھے خود معلوم نہیں کہ مجھے کیا ہو گیا
تھا کہ میں تمہاری جانوں کی دشمن بن گئی تھی۔"
عنبر اور تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ کیٹی کا طلسم ٹوٹ
چکا ہے۔ انہوں نے کیٹی کو اپنے پاس بٹھا لیا۔
عنبر نے پوچھا:
"یہ سب کچھ کیسے ہو گیا تھا کیٹی؟ تم پر کس نے
اور کیسے جادو کیا؟"

کیٹی بولی: "مجھے کچھ معلوم نہیں کہ مجھ پر کس نے
جادو کیا۔ بس میں تم سے الگ ہو کر صحرا کے
ایک غار میں داخل ہوئی ہی تھی کہ اچانک مجھ پر
ایک بوجھ سا پڑنے لگا۔ میں وہیں بیٹھ گئی۔ پھر ایک
سیاہ چہرے والی عورت بال کھولے تلوار ہاتھ میں
لئے میرے سامنے آ گئی اور اس نے تلوار کی نوک
میرے سر پر رکھ دی اس کے ساتھ ہی میرے بدن
میں ایک زہر سا دوڑ گیا اور میں اس چڑیل کے
قدموں میں ڈھیر ہو گئی۔ اس چڑیل نے مجھے تلوار دے
کر کہا۔ "فوراً جاؤ اور عنبر اور تھیوسانگ کی گردنیں
کاٹ لاؤ۔ اور میں تمہارے پیچھے لگ گئی۔"
تھیوسانگ نے پوچھا:
"پھر یہ طلسم کیسے ٹوٹا؟"
نقلی کیٹی نے کہا:
"میں دریا پار کر رہی تھی کہ اچانک دریا میں سے
ایک جل پری نمودار ہوئی۔ اس نے میرے ہاتھ سے
تلوار چھین کر دریا میں پھینکی اور میرے سر پر اپنے
بھیگے ہوئے لمبے بالوں کا سایہ ڈال دیا اور بولی۔ کیٹی!
ہوش کرو۔ تم پر کئے گئے جادو کو میں نے دُور کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیتا ہے۔ جاؤ اپنے دوستوں سے جا کر ملو۔ میں ایک
دم سے ٹھیک ہو گئی جل پری نے مجھے بتایا کر
تم دونوں اس غار میں ہو اور میں یہاں آ گئی۔"
لقلی کیٹی بار بار خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اسے
اور تھیوسانگ معافی
عنبر نے کہا:
"اس بار تم بچ گئے بڑا ہی خطرناک جادو کیا گیا تھا کیٹی!
تمہیں معلوم نہیں شاید کہ تم نے ہم پر اپنی تلوار
سے جو وار کیا تھا اس کا ہمیں زخم آ گیا تھا۔ وہیں
کا مطلب تھا کہ تم ہماری گردنیں اڑا سکتی تھیں۔"
کیٹی نے توبہ کرتے ہوئے کہا:
"خدا وہ دن نہ لائے۔ میں تمہاری دشمن تو نہیں
ہوں۔ بس وہ اس چڑیل کے جادو کا اثر تھا۔
خدا کا شکر ہے کہ جادو ختم ہو گیا۔ اور ہاں عنبر!
جل پری نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ ناگ اور ماریا
یہاں سے شمال کی طرف ایک پرانی خانقاہ میں
موجود ہیں۔ جل پری نے بتایا ہے کہ خانقاہ کے
گنبد کا رنگ نیلا ہے۔ چلو وہاں چل کر ماریا اور
ناگ سے ملتے ہیں۔"

عنبر اور تھیوسانگ یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ فوراً
لقلی کیٹی کے ساتھ نیلے گنبد والی خانقاہ کی طرف روانہ ہو
گئے۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور گھوڑے صحرا میں دوڑتے
چلے جا رہے تھے۔ لقلی کیٹی انہیں جان بوجھ کر نیلے گنبد
والی خانقاہ میں لئے جا رہی تھی۔ کیونکہ وہاں کوئی خانقاہ
نہیں تھی بلکہ پتھر کی کتاب اور قاتل مُردوں کا قبرستان تھا۔
وہاں پہلے ہی سے دو مُردے ہاتھوں میں تلواریں لئے تیار
کھڑے تھے۔ دور سے جب پہاڑ ایسی سنگین کتاب نظر آئی
عنبر نے کہا:
"کیٹی کیا خانقاہ اس پہاڑی کے دامن میں ہے؟"
کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا:
"ہاں! مگر جسے تم پہاڑ سمجھ رہے ہو یہ پہاڑ نہیں
ہے بلکہ پرانے زمانے میں کسی بادشاہ کی فرمائش
ہوئی ایک کتاب ہے۔ یہ بہت بڑی کتاب ایک
پہاڑی کو کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ ایک عجوبہ ہے۔
جس کو دیکھ کر تم خوش ہو گے۔ آؤ ہمیں ادھر
ہی جانا ہے۔"
عنبر تھیوسانگ اور لقلی کیٹی پتھر کی بہت بڑی کتاب
کے قریب آ کر رک گئے۔ عنبر اور تھیوسانگ نے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عجیب و غریب پتھر کی بنی ہوئی وسیع کتاب کو دیکھ تو بڑے حیران ہوئے۔ کتاب پر پتھر ہی کے بڑے بڑے چٹانوں ایسے لفظ بنے ہوئے تھے۔ عنبر نے کہا: "میں تحریر نہیں پڑھ سکتا یہ کیا لکھا ہے کیٹی؟" کیٹی نے کانپ اٹھ کر کہا:

"مجھے [redacted] معلوم ہے [redacted] پری نے بتایا تھا کہ ایک بادشاہ کی بنوائی ہوئی پتھر کی کتاب یہاں پر نصب ہو گئی وہ دوسری جانب نیلے گنبد والی خانقاہ ہے۔ ماریا اور ناگ اسی خانقاہ میں ملینگے۔"

عنبر نے سانس بھر کر کہا:

"مگر ماریا اور ناگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

نقلی کیٹی نے فوراً کہا:

"خوشبو تو مجھے بھی نہیں آ رہی۔ آؤ خانقاہ میں چل کر دیکھتے ہیں۔"

انہوں نے گھوڑے وہیں کتاب کی جلد کے کنارے پاس باندھے اور کتاب کے صفحے کے فرش پر چڑھ کر چلنے لگے۔ عنبر اور تھیوسانگ بڑے بڑے چٹانوں ایسے لفظ کے قریب سے حیرت سے انہیں دیکھتے گذر رہے تھے نقلی کیٹی بھی مصنوعی حیرانی سے انہیں تک رہی تھی۔

کتاب کے ایک تکونے لفظ کے پیچھے دو مُردے ہاتھوں میں تلواریں لیے چھپے ہوئے تھے۔ کیٹی نے ان مُردوں کو دیکھ لیا تھا۔ وہ جان بوجھ کر عنبر اور تھیوسانگ کو اس تکونی لفظ کی طرف لے آئی۔ پھر جب وہ لفظ کے قریب پہنچے تو نقلی کیٹی نے کہا:

"وہ دیکھو عنبر۔ وہ نیلے گنبد والی خانقاہ ہے۔"

تھیوسانگ نے نقلی کیٹی کی طرف دیکھ کر پوچھا: "کہاں؟"

اچانک تھیوسانگ کو محسوس ہوا کہ کیٹی کے ماتھے پر ایک کالا تل ہوتا تھا وہ نہیں ہے۔ اس نے عنبر کی طرف دیکھا۔ اور پھر نقلی کیٹی سے پوچھا:

"کیٹی! تمہارے ماتھے پر ایک کالا تل ہوتا تھا۔ وہ کدھر چلا گیا؟"

عنبر نے یہ سنا تو ہڑبڑا کر کیٹی کی طرف دیکھا۔

کیٹی نے چلا کر کہا:

"حملہ کر دو۔"

اس کے ساتھ ہی دو مُردے پتھر کے لفظ کی آڑ سے تلواریں لہراتے ہوئے نکل آئے۔ عنبر اور تھیوسانگ نے دونوں کو پکڑ کر زمین پر پٹخنا چاہا مگر یہ مُردے جادو کے مُردے تھے ان کی تلواروں کے وار پڑ چکے تھے اور آن کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آن میں عنبر اور تھیوسانگ کی گردنیں کٹ کر پتھریلی کنا
کے فرش پر لڑھک گئیں۔ نقلی کیٹی نے خوشی کا نعرہ
بلند کیا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ نقلی کیٹی سے مُردہ ڈھا
بدبیں ہو گئی۔ ڈھانچے نے تھیوسانگ اور عنبر کے کٹے
بالوں سے پکڑ کر اٹھائے اور چیخ مار کر ہوا
[redacted] سیدھا چانکی
[redacted] بنا رہی تھی کہ مردہ ڈھانچے
تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر اس کے آگے ڈال
دیئے اور کہا:

"قبرستان کی ملکہ! تمہارے دشمنوں عنبر اور تھیوسانگ
کے سر حاضر ہیں۔"

چانکی کے دماغ میں بیٹھے ناگ نے یہ جملہ سنا تو اس
کا دل بیٹھنے لگا۔ یہ کیسے ہو گیا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے
میرے خدا! اگر عنبر اور تھیوسانگ کو اس چڑیل چانکی
کے طلسم کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا ہے تو یہ بہت
بُری بات ہوئی ہے۔ اب کیا ہو گا؟ ناگ بے بسی کے
عالم میں کھوپڑی کے اندر ہی سر جھکا کر سمٹ گیا۔ اس
کا دل اپنے دوست عنبر اور تھیوسانگ کی یاد میں بھر

آیا۔ قبرستان کی ملکہ چانکی نے خوش ہو کر عنبر اور تھیوسانگ
کی کٹی ہوئی گردنوں کو دیکھا۔ پھر دونوں کے سروں کو بالوں
سے پکڑ کر اٹھا لیا اور چیخ مار کر بولی:

"میں نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے لیا۔ سُن!
اے میرے قیدی ناگ دیوتا! تو بھی سُن۔ تیرے
دوستوں عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر میرے
ہاتھوں میں ہیں میں تمہیں اپنی کھوپڑی سے باہر
نکال سکتی تو تمہیں ان کا آخری دیدار بھی کرا دیتی۔
مگر میں تمہیں کھوپڑی سے باہر نہیں نکال سکتی، کیونکہ
صرف تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جس پر میرا جادو
اس سے زیادہ اثر نہیں کر سکتا جتنا کہ تم پر اثر
کر چکا ہے۔ مگر یقین کرنا یہ دونوں سر تیرے دوست
عنبر اور تھیوسانگ کے ہیں۔"

پھر اس نے چلّا کر مردہ ڈھانچے کو حکم دیا۔

"اصلی کیٹی کو تلاش کرو۔ اگر وہ کہیں مل جائے تو
اسے پکڑ کر صحرا کے کسی اندھے کنوئیں میں دھکا
دے دینا۔ کیونکہ اب اسے بھی زندہ نہیں رہنے
دیا جائے گا۔ وہ اپنی باقی عمر اندھے کنوئیں میں
ہی بسر کرے گی اور وہیں ایک دن مر جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مردہ ڈھانچے نے ادب سے سلام کیا اور اصلی کھوپڑی کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد قبرستان کی ملکہ چانکی نے اپنے وزیر کو حکم دیا۔ "ان دونوں سروں کو قلعے کے سب سے نچلے تہہ خانے میں گڑھا کھود کر دبا دیا جائے تاکہ یہ پھر کبھی باہر نہ نکل سکیں۔"

وزیر نے عنبر اور تھیوسانگ کے سر اٹھائے اور چل کر چلنے لگا تو قبرستان کی ملکہ بولی:

"ٹھہرو۔ میں یہ سر آخری بار ناگ دیوتا کو بھی دکھا دینا چاہتی ہوں۔"

چانکی نے دونوں کٹے ہوئے سروں کو ایک طشت میں رکھوا دیا۔ پھر اپنی دونوں آنکھیں طشت کے اوپر گاڑ کر اور ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! میری کھوپڑی کے اندر میری آنکھوں کے قریب کھسک کر آ سکتے ہو تو آ جاؤ۔ پھر تم اپنے دوستوں کا آخری دیدار کر سکو گے۔"

ناگ نے یہ درد ناک جملہ سنا تو کسی نہ کسی طرح پورا زور لگا کر کھوپڑی کے اندر کھسکتا ہوا چانکی کے دماغ کے اندر اپنی گردن کو اس کی آنکھوں کے ڈیلوں کے پاس لے آیا۔ پھر اسے چانکی کی آنکھوں کے ڈیلوں میں عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر نظر آئے جو طشت میں پڑے تھے۔ ناگ کی دنیا اندھیر ہو گئی۔ غم کے سائے اس کے دل پر چھا گئے۔ میرے خدا! یہ کیا ہو گیا؟ کیا عنبر کی قسمت میں اسی جگہ مرنا لکھا تھا؟ اُف! ہزاروں برس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کا ہزاروں برس کا ساتھ ختم ہو گیا۔ ناگ کی آنکھیں سانپ کی تھیں۔ ان میں سے آنسو ٹپک پڑے اور وہ کھوپڑی میں بڑی مشکل سے کھسکتا ہوا پیچھے اپنی جگہ پر سکڑ کر بیٹھ گیا۔ وزیر عنبر اور تھیوسانگ کے سر طشت میں سے اٹھا کر لے جانے لگا تو چانکی نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ اس نے وزیر سے کہا:

"ان دونوں سروں کو زمین میں گاڑنے کی بجائے شہر کے دروازے میں لٹکا دو اور اعلان کر دو کہ جو ملک سے دشمنی کرے گا اس کا یہی انجام ہو گا۔"

وزیر نے خوش ہو کر کہا:

"یہ بڑا اچھا خیال ہے ملکہ سلامت"

اسی وقت عنبر اور تھیوسانگ کے دونوں سروں کو شہر کے دروازے میں جا کر لٹکا دیا گیا اور ساتھ لکھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا دیا کہ یہ ملکہ سلامت کے دشمن تھے۔ ان کے
کاٹ کر لٹکا دیئے گئے ہیں جو شخص ملکہ سلامت
دشمنی کرے گا اس کا بھی یہی انجام ہو گا۔"

اب مردہ ڈھانچے کو قبرستان کی ملکہ نے اصلی
کو ٹھکانے لگانے کے لئے روانہ کر دیا۔ مردہ ڈھانچہ
فقیر کے بھیس میں [redacted] میں نکل گیا۔ اصلی کیٹی صحرا
میں عنبر اور تھیوسانگ کو تلاش کرتی پھر رہی تھی۔
گھوڑے پر تھی اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ مردہ ڈ
فقیر کے لباس میں اسے تلاش کرتا ایک چھولداری
کی سرائے میں آیا تو اس نے سرائے کے باہر وہ گ
گھوڑے دیکھا جو چانکی نے کیٹی کو دیا تھا۔ مُردہ ڈھا
نے گھوڑا پہچان لیا۔ وہ سرائے کے صحن میں پھر رہا
کر اچانک اس کی نظر ایک درخت کے نیچے گئی جہ
کیٹی تلوار ہاتھ میں لئے بیٹھی تھی۔ مردہ ڈھانچہ اس
قریب گیا اور بولا:

"بیٹی تم اپنے جس دشمن کی کھوج میں ہو میں جانتا
ہوں وہ کہاں پر ہے۔"

کیٹی ایک دم تلوار لہراتی ہوئی اٹھی اور غصے میں
"جلدی بتا نہیں تو میں تیرا سر اڑا دوں گی۔"

مردہ ڈھانچے نے کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔ وہ اس وقت ایک ایسی جگہ
پر چھپے ہوئے ہیں جہاں انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔"

مُردہ ڈھانچے نے کیٹی کو ساتھ لیا اور سرائے سے
نکل کر شہر کے دوسرے کونے کی طرف آ گیا۔ یہاں ایک
بڑا گہرا کنواں تھا۔ مردہ ڈھانچے نے کہا:

"تمہارے دشمن یعنی عنبر اور تھیوسانگ اس کنوئیں
میں چھپے ہوئے ہیں۔"

کیٹی پر چانکی کے طلسم کا اثر تھا۔ وہ گھوڑے سے
اتر کر کنوئیں کی طرف بڑھی۔ جونہی وہ کنوئیں میں جھانکنے
لگی مردہ ڈھانچے والے فقیر نے پیچھے سے اسے دھکا
دے دیا۔ کیٹی ایک چیخ کے ساتھ کنوئیں میں گر گئی۔ دھڑام
کی آواز آئی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ مردہ ڈھانچے نے اوپر
سے جھانکا۔ کیٹی کنوئیں کے ٹھنڈے پانی میں غوطے کھا رہی
تھی۔ وہ خوش خوش واپس شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

کیٹی کچھ دیر پانی میں غوطے کھاتی رہی۔ اسی کنوئیں میں
ایک سانپ بھی رہتا تھا۔ سانپ نے جب ایک انسان کو
پانی میں افراتفری مچاتے دیکھا تو اس خیال سے کہ کہیں
یہ انسان [redacted] نہ ڈالے سانپ نے کیٹی کی گردن پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈس دیا۔ سانپ کے ڈستے ہی کیٹی پر کیے گئے جادو کا اثر ٹوٹ گیا۔ وہ اپنے ہوش میں آ گئی۔ وہ حیران ہوئی کہ اسے کنوئیں میں کس نے پھینک دیا ہے! اس کے ساتھ ہی اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو بھی آنے لگی۔

مُردوں کا حملہ

سانپ نے ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو سونگھی تو بڑا حیران ہوا۔

کیٹی کو کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ تھوڑی دیر پہلے چاندی کے جادو کے اثر میں آ کر عنبر اور بھیتو سانگ کے خون کی پیاسی ہو رہی تھی۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اسے کنوئیں کے سانپ نے ڈس دیا ہے۔ کیٹی کی نگاہ سانپ پر پڑی تو اس نے سانپ کی زبان میں جو وہ تھوڑی تھوڑی جانتی تھی۔ سانپ سے پوچھا:

"میں ناگ دیوتا کی دوست ہوں۔ کیا تم مجھے یہاں سے باہر نکال سکتے ہو؟"

سانپ خوف کے مارے سہم گیا۔ فوراً بولا:

"مجھے معاف کرنا عظیم ناگ دیوتا کی دوست! میں نے غلطی سے تمہیں ڈس دیا ہے۔"

اب کچھ کچھ کیٹی کو یاد آنے لگا کہ اس پر کسی نے جادو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا تھا جب وہ ایک قبرستان میں سے گذر رہی تھی
اس نے کہا:
"تمہارا شکریہ سانپ! تمہارے زہر کی وجہ سے
میرا جادو ٹوٹ گیا ہے۔ میں اس پانی میں ڈوب
تو نہیں سکتی۔ میں مر بھی نہیں سکتی مگر مجھے باہر
نکل کر ناگ دیوتا اور اپنے دوسرے ساتھیوں
کو تلاش کرنا ہے۔"
سانپ نے جلدی سے کہا:
"میں ابھی کوشش کرتا ہوں۔"
سانپ فوراً کنوئیں میں سے باہر نکل گیا۔ باہر جا
ہی اس نے اپنے ایک دوست صحرائی سانپ کو بلا کر
کہا کہ عظیم ناگ دیوتا کی دوست کنوئیں میں گر پڑی
اسے باہر نکالنا ہے۔ صحرائی سانپ بھاگ کر اپنے ایک
بزرگ سانپ کو لے آیا جو ایک بھاری بھرکم اور لم
سانپ تھا۔ اس نے اپنی دم کنوئیں میں لٹکا دی جس
پکڑ کر کیٹی کنوئیں سے باہر نکل آئی۔ باہر آتے ہی کیٹی
نے ان سب کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا:
"کیا تم لوگ ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ کر بتا سکتے
ہو کہ وہ کہاں اور کس طرف ہوگا۔"

سانپوں نے گردنیں ادھر اُدھر پھیریں اور پھر نااُمیدی سے
سر ہلا کر کہا کہ انہیں سوائے کیٹی کے اور کسی طرف سے
ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آ رہی ہے۔ کیٹی سمجھ گئی کہ ناگ
ضرور کسی مشکل میں پھنسا ہوا ہے یا وہاں سے کافی دُور
کسی دوسرے ملک میں ہے۔ وہ چھوٹے شہر میں داخل
ہو گئی۔ یہاں اس نے ایک گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہو
کر صحرائی راستے پر روانہ ہو گئی۔ یہ صحرائی راستہ ترکان بادشاہ
کے شہر کی طرف جاتا تھا۔ صحرا میں سفر کرتے کرتے کیٹی کا
گذر اسی پتھر کی بہت بڑی کتاب کے قریب سے ہوا
جس کے نیچے وہی قبرستان تھا جس کے مُردوں نے قبروں
سے نکل کر چانکی کی مدد کی تھی اور جس قبرستان کی وہ
ملکہ تھی اور جہاں ناگ ایک بھیانک مصیبت میں گرفتار
ہوا تھا۔ کیٹی نے جب ایک اتنی بڑی پتھر کی کتاب اور
اتنے بڑے بڑے پتھر کے الفاظ اس پر بنے ہوئے دیکھے
تو وہ بڑی حیران ہوئی۔ ایسی کتاب کیٹی نے پہلے کبھی نہیں
دیکھی تھی۔ اس نے گہرے سانس لئے۔ اسے یہاں سے
بھی عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی
تھی۔ وہ کتاب کو ایک عجوبہ سمجھ کر اسے دیکھنے کے لئے کتاب
کے کھلے صفحے کے پتھریلے فرش پر آئی تو دور تک لفظ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں چھپ کر پہرہ دیتے مُردہ ڈھانچے نے کیٹی کو دیکھ لیا۔ وہ دنگ رہ گیا کہ ابھی تو میں اسے کنوئیں میں پھینک کر آیا تھا پھر یہ یہاں کیسے آ گئی! جلدی سے مُردہ ڈھانچے نے ایک بوڑھے آدمی کا روپ اختیار کیا اور کیٹی کے پاس جا کر سلام کر کے بولا:

"بیٹی! یہ کتاب ایک فرعون نے بنائی تھی تا کہ لوگ بعد میں دیکھ کر اسے یاد رکھیں۔ اس کے نیچے ایک خوبصورت قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں اس فرعون بادشاہ کی قبر بھی ہے جس نے یہ کتاب لکھوائی تھی۔ اس قبر کی یہ خاص بات ہے کہ اگر کوئی اس قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کوئی منت مانے تو وہ پوری ہو جاتی ہے۔"

کیٹی کو خیال آیا کہ وہ فرعون کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر ناگ عنبر اور ماریا تھیوسانگ کے بارے میں منت مانگے گی۔ وہ خوشی سے بوڑھے کے ساتھ کتاب کے نیچے سیڑھیاں اتر کر سرنگ میں آ گئی۔ مردہ ڈھانچہ اسے فریب دے کر قبرستان میں لے گیا۔ قبرستان میں اس طرح سے ویرانی اور وحشت برس رہی تھی کہ ایک بار تو کیٹی بھی سہم گئی۔ مردہ ڈھانچہ بوڑھے کے بھیس میں

اسے اس قبر کے سرہانے لے گیا جس میں کبھی چانکی کا ڈھانچہ پڑا ہوا تھا۔ اس قبر میں ایک خاص بات یہ تھی کہ اگر کوئی سانپ، پرندہ، درندہ یا انسان اس قبر میں گر پڑتا تھا تو اس میں سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ اس قبر میں سے طلسم کی خاص شعاعیں نکلتی رہتی تھیں جو اس میں گرنے والے کو جکڑ کر وہیں پکڑ لیتی ہیں۔

مردہ ڈھانچہ ایک بار پھر وہی کردار ادا کرنے والا تھا۔ جونہی کیٹی چانکی کی کھلی قبر کے سرہانے کھڑی ہوئی تو مردہ ڈھانچے نے کہا:

"بیٹی آنکھیں بند کر کے منت مانو۔"

کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے سانپوں کا خیال دل میں کرنے لگی جونہی اس نے آنکھیں بند کیں مردہ ڈھانچے نے اسے قبر میں دھکا دے دیا۔ قبر کھلی تھی۔ کیٹی اس میں گر گئی۔ گرتے ہی اس نے اچھل کر باہر نکلنے کی کوشش کی مگر اس کے پاؤں کو قبر نے پکڑ لیا تھا۔ وہ باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ قبر کے باہر اندھیرے میں مردہ ڈھانچے کا قہقہہ گونجا:

"کیٹی! اب تو حشر کے دن تک اسی قبر میں پڑی رہے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کو غصّہ بھی آیا اور اپنی حماقت پر افسوس بھی کرنے لگی کہ اس نے ایک قبر پر کھڑے ہو کر منّت ماننے کی غلطی کیوں کی۔ کیونکہ دینے والا تو صرف خدا ہے اور خدا ہی سے مانگنا چاہیے۔ خدا کے سوا اور کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا شرک ہے۔ کیٹی اپنا سر پکڑ کر قبر میں بیٹھ گئی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ عنبر اور تھیوسانگ کے ہمکٹے ہوئے سرچانکی قبرستان کی ملکہ کے شہر کے دروازے میں لٹکے ہوئے ہیں یاد رہے کہ یہ اصلی عنبر اور تھیوسانگ نہیں تھے بلکہ ان کے [illegible] تھے ہم شکل تھے۔ دوسری طرف ناگ اس وقت قبرستان کی ملکہ جو ترکان ملک کی مہارانی بن کر تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اس کی کھوپڑی کے اندر قید ہے۔ کیٹی پتھر کی طلسمی کتاب کے نیچے قبرستان کی ایک قبر میں پھنس چکی ہے۔ صرف ماریا آزاد ہے اور اس کی کسی کو خبر نہیں کہ وہ کہاں پر ہے اور کیا کر رہی ہے۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لئے اصلی تھیوسانگ اور عنبر کی طرف آتے ہیں جن کو دیوی طلار نے اپنے پاس ہی غائب کر کے محفوظ رکھ لیا تھا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ اب عنبر تھیوسانگ کو آزاد کرنے کا وقت آگیا ہے تو اس نے دونوں کو صحرا میں ایک ایسی جگہ ظاہر کر دیا جہاں سے قبرستان کی ملکہ کا شہر قریب ہی تھا۔

عنبر اور تھیوسانگ اچانک شہر کو جانے والی پرانی سڑک کے کنارے کھجور کے درختوں کے نیچے ظاہر ہوگئے۔ دیوی طلار نے خود کو بالکل ظاہر نہیں کیا تھا۔ وہ ان کے سوئے ہوئے جسموں کو سڑک کے کنارے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ عنبر اور تھیوسانگ کی جاگ کھل گئی۔ اپنے آپ کو سڑک کے کنارے کھجوروں کے جھنڈ تلے دیکھا تو حیران ہو کر ادھر اُدھر تکنے لگے۔

"ہم یہاں کیسے آ گئے؟" تھیوسانگ نے تعجب سے پوچھا۔

عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا اور بولا:

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بہرحال اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ یہ سارا علاقہ کسی طلسم کے جادو کے اثر میں لگتا ہے۔"

دُور انہیں شہر کی فصیل دکھائی دے رہی تھی تھیوسانگ بولا: "چلو اس شہر میں چلتے ہیں شاید وہاں ہمارے دوستوں کا کچھ سراغ مل سکے۔"

عنبر اور تھیوسانگ شہر کی طرف چلنے لگے۔ جونہی وہ دروازے کے پاس آئے تو انہیں دروازے کے درمیان [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لٹکتے دو انسانی سر نظر پڑے۔

تھیوسانگ نے چونک کر کہا:

"عنبر! یہ تو تمہارا کٹا ہوا سر ہے۔"

عنبر نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا اور بولا:

"اور دوسرا سر تمہارا ہے تھیوسانگ"

دونوں ہکا بکا ہو کر اپنے اپنے کٹے ہوئے دل کو دیکھ رہے تھے۔ یہ کیا معمہ ہے عنبر؟ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تھیوسانگ نے کہا۔ پھر انہوں نے دروازے پر لگا وہ اشتہار پڑھا جس پر لکھا تھا جو ملک سے دشمنی کرے گا اس کا یہی انجام ہو گا۔ عنبر بولا:

"ممکن ہے یہ لوگ ہمارے ہم شکل ہوں اور ملک سے غداری کرنے کے جرم میں ان کے سر کاٹ دیئے گئے ہوں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"مگر انسان ایک دوسرے کا اتنا زیادہ ہم شکل نہیں ہو سکتا عنبر یقین کرو یہ ہمارے ہی سر ہیں۔"

عنبر حیرت میں ڈوب گیا۔ کہنے لگا:

"ضرور یہ طلسماتی شہر ہے کوئی۔"

پھر دونوں نے زور سے سانس کھینچا۔ انہیں ماریا کیٹی

ناگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ اچانک لوگوں نے انہیں گھیر لیا۔ ایک آدمی نے چلا کر کہا:

"ارے یہ تو ملکہ سلامت کے غدار ہیں۔ ان کے سر کاٹ دیئے گئے تھے۔ یہ پھر سے زندہ ہو گئے ہیں انہیں پکڑ کر ملکہ کے پاس لے چلو۔"

عنبر اور تھیوسانگ کچھ گھبرائے۔ اتنے میں وہاں سپاہی آ گئے۔ سپاہیوں نے بھی جب دیکھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے سر کاٹ کر دروازے پر لٹکائے گئے تھے تو بڑے حیران ہوئے۔ دروازے پر ان کے سر ابھی تک لگے ہوئے تھے۔

ایک سپاہی نے عنبر سے پوچھا:

"تم کون ہو اور تمہارے سر تمہارے جسموں پر کیسے سلامت ہیں؟"

عنبر نے کہا:

"جناب جن کے سر کاٹ کر دروازے پر لٹکائے گئے ہیں اتفاق سے ان کی شکلیں ہماری شکلوں سے ملتی جلتی ہیں۔ ہمارا ان دو آدمیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں نے کہا:
"پھر بھی تمہیں ہم ملکہ سلامت کے حضور پیش کریں گے۔ چلو ہمارے ساتھ۔"
عنبر کو بڑا غصہ آ گیا۔ اس نے طیش میں آ کر کہا:
"تم اندھے ہو گئے ہو کیا۔ دیکھتے نہیں کہ جن لوگوں کے سر تم نے کاٹ کر لٹکائے تھے وہ ویسے ہی لٹک رہے ہیں۔ پھر ہمارے پیچھے کیوں پڑتے ہو؟"
سپاہیوں کے سردار نے عنبر کو ایک تھپڑ مار دیا۔ اس کی غلطی تھی۔ عنبر کا خون کھول اٹھا۔ اس نے سردار کو گردن سے پکڑ کر ایک ہاتھ سے اوپر اٹھایا اور گھما کر اتنی زور سے اوپر اچھالا کہ وہ گیند کی طرح اوپر آسمان کی بلندیوں میں اٹھتا چلا گیا۔ پھر قلا بازیاں کھاتا زمین پر آ کر گرا تو اس کی ہڈیوں کا چورا بن گیا اور وہ مر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ ڈر کر بھاگ گئے۔ سارے شہر میں شور مچ گیا کہ دو بھوت شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔
تھیوسانگ نے کہا:
"بھائی یہاں سے بھاگ چلو۔ خوامخواہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا:
"اس شہر کے دروازے پر ہمارے سر لٹک رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ ماریا کیٹی کا معمہ بھی اسی شہر میں حل ہو گا۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"تو کیا ہم ان شہر والوں سے لڑائی کریں گے؟"
عنبر نے کہا:
"ہمیں کسی سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی ہم پر حملہ کرے گا تو ہم اسے وہی مزا چکھائیں گے جو میں نے ابھی ابھی اس سپاہی کو چکھا چکا ہوں۔"
"تو پھر یہاں سے کدھر جائیں؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔
عنبر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ لوگ دُور دُور کھڑے سہمی ہوئی نظروں سے انہیں تک رہے تھے۔ سپاہی بھی بھاگ گئے تھے۔ سڑک پر سردار کی چُرمُر ہوئی لاش پڑی تھی۔ کچھ لوگوں نے دُور سے ان پر پتھر بھی پھینکنے شروع کر دیئے۔
عنبر بولا: "اس طرف جو باغ ہے وہاں چلتے ہیں آؤ میرے ساتھ۔"
اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے باغ میں داخل ہو گئے۔ باغ میں بڑے گھنے درخت تھے۔ وہ درختوں کے پیچھے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔ لوگ بھی باغ کی طرف آ گئے تھے اور شور مچا رہے تھے۔ "بھوت۔ بھوت۔ بھوت ان کو شہر سے نکالو۔ بھوت۔ بھوت۔" تھیوسانگ بولا:

"یہ لوگ ہمیں یہاں نہیں ٹکنے دیں گے عنبر"

عنبر بڑے آرام سے بولا: "ہمیں اسی شہر میں رہنا ہوگا تھیوسانگ! میرا دل کہتا ہے کہ ناگ کیٹی کا معمّہ اسی شہر میں حل ہوگا۔" ایسا کرتے ہیں کہ وہ باغ کے [redacted] جو ایک مقبرہ سا نظر آ رہا ہے اس کے اندر جا کر چھپ جاتے ہیں۔ وہاں بیٹھ کر سوچیں گے کہ ہمیں آگے کیا کرنا ہوگا"

وہ درختوں میں سے اُٹھ کر باغ کے کونے والے مقبرے کی طرف دوڑے۔ جس مقبرے کی طرف وہ دوڑ کر وہ آئے تھے اس مقبرے میں بادشاہ کی ایک بلّی کی لاش دفن تھی۔ اس مقبرے کے بارے میں مشہور تھا کہ جو کوئی اس میں داخل ہوتا ہے اس پر بلّی کی بدروح کا فوراً اثر ہو جاتا ہے اور داخل ہونے والا پھر اسی مقبرے میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ عنبر اور تھیوسانگ اس بات سے بے خبر تھے۔ مقبرے میں داخل ہوتے ہی انہوں نے دیکھا کہ ایک جانب تنگ سا راستہ مقبرے کے پیچھے کی طرف چلا گیا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ اس راستے پر چلنے لگے۔ اس خیال سے کہ اندر کوئی کوٹھڑی ہوگی اور وہ وہاں چھپ کر تھوڑی دیر غور کر سکیں گے۔ یہ راستہ ایک تنگ

سرنگ کی طرح کا تھا۔ اب ایسا ہوا کہ مقبرے میں جو بلّی کی بدروح نے ان کو اپنے اثر میں لے لیا۔

تھیوسانگ اور عنبر کو محسوس ہوا کہ ان کی کمر جھکتی چلی جا رہی ہے۔ پھر ان کے ہاتھ اپنے آپ فرش پر لگ گئے اور وہ بلّیوں کی طرح ایک دوسرے پر غرّانے لگے اور بھاگ کر مقبرے کے پیچھے جو بھول بھلیاں بنی ہوئی تھیں ان میں غائب ہو گئے۔ اس طرح عنبر اور تھیوسانگ نادانستہ سے بلّی کے طلسم کے جال میں پھنس گئے۔ بلّی کے مقبرے کے اندر جو بھول بھلیاں تھیں ان میں کئی ایک حجرے بنے ہوئے تھے۔ عنبر اور تھیوسانگ ان حجروں میں دونوں ایسے گم ہوئے کہ انہیں ایک دوسرے کی کوئی خبر نہ رہی۔

قبرستان کی ملکہ چانکی نے ناگ دیوتا اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ لے لیا تھا۔ وہ ترکان بادشاہ کو قید میں ڈالے ہوئی تھی اور چاند رات کو اس بادشاہ نے دیوی کی پوجا کرنی تھی اور اسی رات کو چانکی کے حکم سے اس کی گردن اُڑا دی جانی تھی۔ بادشاہ کی اکلوتی بیٹی شہزادی کو اپنے باپ کا بے حد غم لگا ہوا تھا۔ اگرچہ وہ قید میں نہیں تھی مگر اس نے اپنے آپ کو محل کے کمرے میں بند کر لیا تھا اور وہ اپنے باپ کو یاد کر کے روتی رہتی تھی۔ دو روز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بعد چاند رات آ گئی ـــــــ اب ایسا اتفاق ہوا کہ ناگ سے الگ ہو کر ماریا صحرا میں کئی روز تک بھٹکتی پھرتی رہی۔ اسے صحرا سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ ایک روز شام کے وقت وہ پرواز کرتی ہوئی ایک شہر کے قریب آ گئی۔ شہر کے محل میں اور مکانوں میں چراغ روشن ہو گئے تھے۔ ماریا نے شہر کے نیچے آ کر سب سے پہلے دوستوں کی خوشبو لینے کی کوشش کی مگر اسے کسی کی خوشبو نہ آئی۔ وہ ناامید ہو کر شہر سے واپس جا رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر محل کی ایک کھڑکی پر پڑی۔ کیا دیکھتی ہے کہ کھڑکی کھلی ہے اور اندر ایک شہزادی کالے کپڑے پہنے پلنگ پر بیٹھی رو رہی ہے۔

ماریا کے دل میں اس شہزادی کے لئے ہمدردی جاگ اٹھی۔ ویسے بھی عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کیٹی جس کسی کو بھی مصیبت میں دیکھتے اس کی ضرور مدد کرتے تھے۔ ماریا کھڑکی میں سے داخل ہو کر شہزادی کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ چونکہ ماریا غائب تھی اس لئے شہزادی کو اس کی موجودگی کا بالکل احساس نہ ہوا۔ ماریا سوچنے لگی کہ وہ اس شہزادی سے کیسے پوچھے کہ وہ کیوں رو رہی ہے کہ ایک نوکرانی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں شربت کا پیالہ تھا۔ نوکرانی بھی اداس اداس تھی۔ پیالہ پلنگ کے پاس میز پر رکھتے ہوئے نوکرانی نے شہزادی کو بڑے ادب سے کہا:

"شہزادی صاحبہ! خدا کو جو منظور ہے وہ تو ہو کر رہے گا آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا پیا۔ یہ پھلوں کا تھوڑا سا رس پی لیں۔"

شہزادی نے غم زدہ نگاہیں اٹھا کر نوکرانی کو دیکھا اور بولی:

"جس بیٹی کے باپ کو رات قتل کیا جا رہا ہو وہ کیسے پھلوں کا رس پی سکتی ہے۔"

ماریا ایک دم سے چونک پڑی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس شہزادی کے باپ کو آج رات قتل کیا جا رہا ہے۔ جب ہی یہ اتنی غم زدہ ہے۔ ماریا نے فوراً فیصلہ کر لیا کہ وہ اس شہزادی کی مدد کرے گی۔ نوکرانی اور شہزادی کی باتوں سے ماریا کو پتہ چل گیا کہ کسی ملکہ چانکی نے اس شہزادی کے بادشاہ باپ کے تخت پر قبضہ کر کے بادشاہ کو قید میں ڈال دیا ہے اور آج رات اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ ماریا نے شہزادی کو کچھ نہ کہا اور وہاں سے نکل کر محل کے دوسرے کمروں کے چکر لگانے لگی۔ بہت جلد اس کے چانکی ملکہ کو دیکھ لیا کہ وہ اپنے عالی شان کمرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں چمک دار تخت پر بیٹھی وزیر سے باتیں کر رہی ہے۔ ماریا قریب ہی کھڑی ہو گئی اور ان کی باتیں سننے لگی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ اس قبرستان کی ملکہ چانکی کی کھوپڑی کے اندر ناگ قید ہے۔ ناگ کو بھی پتہ نہیں تھا کہ چانکی کے پاس ماریا کھڑی ہے۔ کھوپڑی میں قید ہونے کی وجہ سے نہ ناگ کی خوشبو ماریا کو آ رہی تھی اور نہ ماریا کی خوشبو ناگ تک جا رہی تھی۔ قبرستان کی ملکہ چانکی نے وزیر سے پوچھا۔

"بادشاہ کی گردن اڑانے کا سارا انتظام ہو گیا ہے؟"

وزیر نے سر جھکا کر کہا:

"جی ہاں ملکہ سلامت! اس دفعہ ہم نے گردن اڑانے کا ایسا بندوبست کیا ہے کہ لوہے کا تیز دھار والا پھل اوپر سے آ کر بادشاہ کی گردن کو ایک دم کاٹ کر رکھ دے گا۔"

چانکی بڑی خوش ہوئی۔ بولی:

"شاباش! ہم خود یہ تماشہ دیکھنے وہاں جائیں گے۔ کیا یہ گردن کاٹنے والی مشین قلعے کے دالان میں لگائی گئی ہے؟"

وزیر نے کہا: "جی ہاں ملکہ سلامت!"

ماریا نے یہ سنا تو وہاں سے اڑ کر قلعے کے دالان کی طرف چلی آئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہاں سپاہی چاروں طرف پہرہ دے رہے ہیں۔ درمیان میں ایک اونچی مشین لگی ہے جس کے نیچے مجرم کا سر پھنسا دیا جاتا تھا اور ایک رسی کھینچنے سے اوپر لگا ہوا فولاد کا تیز دھار والا چاقو ایک دم نیچے گر پڑتا تھا۔ جلاد اس مشین کے پاس ہی کھڑا اس میں تیل دے رہا تھا۔ پھر اس نے نیچے ایک حلوہ کدو رکھ کر مشین کی ٹرائی لی۔ رسی کو کھینچا تو کھڑاک کی آواز سے اوپر سے تیز دھار والا فولادی چاقو نیچے گرا اور کدو کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

جلاد نے سپاہیوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"بادشاہ کی گردن کٹنے میں اتنی دیر بھی نہیں لگے گی اس کی گردن حلوے کدو سے زیادہ نرم ہے۔"

سپاہی قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ ماریا اوپر بلند ہوئی اور شہر کے ارد گرد چکر لگانے لگی۔ پھر وہ ایک تالاب کے کنارے اتر کر بیٹھ گئی۔ جب چاند نکل آیا اور چاندنی چاروں طرف پھیل گئی تو ماریا فضا میں اڑتی ہوئی قلعے میں آ گئی۔ وہاں ہر شے تیار تھی۔ چانکی ملکہ بھی وہاں آ کر تخت پر بیٹھ چکی تھی۔ وزیر اور سپہ سالار بھی موجود تھا۔ سپاہی بھی تیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمان اور تلواریں لئے چاق و چوبند کھڑے تھے۔ ملکہ چانکی نے بلند آواز میں پوچھا:

"کیا بادشاہ نے دیوی کی پوجا ختم نہیں کی؟"

سپہ سالار بولا: "ملکہ سلامت! پوجا ختم ہو گئی ہے۔ سپاہی بادشاہ کو قلعے کی چھت سے اتار کر نیچے لا رہے ہیں۔"

ماریا کی نگاہیں ان سیڑھیوں کی طرف اُٹھ گئیں جدھر سے بادشاہ کو لایا جا رہا تھا۔ یہ سیڑھیاں قلعے کی چھت سے نیچے اترتی تھیں۔ بادشاہ کے ہاتھ نیچے زنجیروں سے باندھے ہوئے تھے۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ خاموش تھا مگر چہرے پر بادشاہوں ایسا وقار موجود تھا۔ سپاہی تلواریں اٹھائے اس کی دونوں جانب چل رہے تھے۔ بادشاہ اپنے پاؤں پر بادشاہوں ایسی شان سے چلتا موت کی مشین تک آ گیا۔ پھر اس نے ایک نگاہ ملکہ چانکی پر ڈالی۔ ملکہ نے کہا:

"اگر تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بیان کرو۔"

بادشاہ نے چانکی کی طرف دیکھا اور کہا:

"بادشاہوں سے صرف بادشاہ ہی اس کی آخری خواہش کرتے ہیں۔ تم ایک معمولی عورت ہو جو میری کنیز بننے کے بھی لائق نہیں اس لئے میں تمہیں اپنی آخری خواہش نہیں بتاؤں گا۔"

ماریا کو اس دلیر اور بہادر بادشاہ کی یہ بات بڑی اچھی لگی۔ واقعی خاندانی بادشاہ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ مگر یہ جواب سُن کر قبرستان کی ملکہ چانکی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس نے غصیلی آواز میں جلاد سے کہا:

"اس گستاخ کی گردن اڑا دی جائے۔"

جلاد نے فوراً بادشاہ کی گردن مشین کے شکنجے میں پھنسا دی اور پیچھے ہٹ کر مشین کی ہتھی کو نیچے گرا کر ایک سیکنڈ میں بادشاہ کی گردن کو اڑا دینا تھا۔ مگر سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ فولادی چاقو اوپر ہی اٹکا ہوا تھا۔ وہ نیچے نہیں گر رہا تھا۔ اصل میں اسے ماریا نے ہاتھ دے کر روک لیا تھا۔ ملکہ چانکی نے غصے میں کہا:

"مشین کو کیا ہو گیا ہے؟"

جلاد پریشان ہو گیا۔ اس نے دو تین بار ہتھی کو زور سے ہلایا مگر چاقو نیچے آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ ملکہ چانکی نے سپہ سالار کی طرف دیکھ کر حکم دیا۔ "بادشاہ کی گردن تم خود اپنی تلوار سے اڑا دو۔"

سپہ سالار نے فوراً تلوار کھینچی اور بادشاہ کی طرف بڑھا۔ اب ماریا نے ایک ہی جھٹکے سے چاقو کو مشین سے اکھاڑ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

الگ پھینک دیا۔ سب لوگوں نے فولادی چاقو کو اپنے آپ مشین سے الگ ہو کر دُور گرتے دیکھا تو کچھ خون زدہ سے ہو گئے۔ مگر چونکہ قبرستان کی ملکہ چانکی خود جادوگرنی تھی اس لیے اس نے کوئی پروا نہ کی اور سپہ سالار سے کہا:

"فوراً بادشاہ کی گردن اڑا دو"

سپہ سالار جونہی تلوار کا وار کرنے لگا۔ لوگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ سپہ سالار کے ہاتھ سے تلوار اپنے آپ نکل کر فضا میں بلند ہوئی اور پھر اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ لوگ سہم کر پرے پرے ہٹ گئے۔

وزیر نے کہا:

"ملکہ سلامت یہ جادو ہے۔ کوئی جادو کر رہا ہے"

چانکی نے چلا کر کہا:

"مجھ سے بڑا جادوگر کوئی نہیں۔ میں خود بادشاہ کی گردن اڑاؤں گی"

اب وہ خود تلوار لے کر بادشاہ کی طرف بڑھی۔ اس کی کھوپڑی میں بیٹھا ناگ یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ باہر کچھ گڑ بڑ ہے اور کوئی شخص اپنے جادو کی مدد سے بادشاہ کی جان بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ قبرستان کی ملکہ چانکی تلوار ہاتھ میں لیے بادشاہ کے سر پر آ کر کھڑی ہو گئی

اور بلند آواز میں بولی:

"دیکھتی ہوں کون جادوگر ہے یہاں۔ میں اب اس کی گردن اڑانے لگی ہوں"

ماریا اس کے قریب ہی بالکل تیار کھڑی تھی۔ قبرستان کی ملکہ چانکی کا طلسم صرف قبرستان کے مُردوں اور طلسمی کتاب تک ہی چل سکتا تھا، یہ اسے بھی معلوم تھا کہ اپنی حدود سے باہر اس کا طلسم کام نہیں کر سکتا۔ مگر یہ بات اس نے جادوگر کو ڈرانے کے لیے کہہ دی تھی۔ دوسری طرف ماریا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چاہے اس پر جادو کا اثر ہو جائے مگر وہ بادشاہ کی جان ضرور بچائے گی جس کی بیٹی کو باپ کی ضرورت ہے۔

قبرستان کی ملکہ چانکی نے تلوار فضا میں بلند کی اور ایک چیخ حلق سے نکال کر تلوار کا وار کرنا چاہا ہی تھا کہ ایک چھناکے کے ساتھ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بیس گز دور جا گری۔ چانکی کی آنکھیں غصّے سے لال ہو گئیں۔ اس نے چیخ مار کر کہا:

"تو کون ہے؟ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی"

ماریا نے قبرستان کی ملکہ چانکی کو زمین پر سے اُٹھا کر ستون کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ پھر ایک رسّی لی اور اس کو باندھ دیا۔ سپاہی اور وزیر ڈر کے مارے تھر تھر کانپنے لگے۔ وہ سمجھ گئے کہ کوئی بد روح وہاں آ گئی ہے۔ اس زمانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں لوگ بد روحوں اور بھوتوں سے اور جادو سے بہت ڈرا کرتے تھے۔ ماریا نے فوراً بادشاہ کو شکنجے میں سے باہر نکال لیا۔ ابھی تک ماریا نے کوئی آواز نہیں نکالی تھی۔

ناگ چانکی کی کھوپڑی میں سمٹا یہی سوچ رہا تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ اس نے چانکی کی چیخ بھی سنی تھی۔ اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ باہر کوئی زبردست جادوگر آگیا ہے جس کے چانکی کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ قبرستان کی ملکہ چانکی نے گرجدار آواز میں قبرستان کے مُردوں کی فوج کو حکم دیا کہ بادشاہ کو فرار نہ ہونے دیا جائے۔ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہی تھی کہ سپاہی خوف کے مارے کانپ رہے ہیں۔ چانکی کا حکم سنتے ہی شاہی محل اور قلعے سے مُردہ ڈھانچوں کی فوج کا دستہ تلواریں لہراتا بادشاہ کو ہلاک کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ اس دوران بادشاہ بھی حیران تھا کہ یہ کون نیک روح ہے جو اس کی جان بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ماریا نے جب مُردہ ڈھانچوں کی فوج کو بادشاہ کی طرف حملہ کرنے کے لئے بڑھتے دیکھا تو وہ سمجھ گئی کہ بادشاہ کا بچنا مشکل ہے۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو فوراً اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ ماریا کے کاندھے پر آتے ہی بادشاہ غائب ہو گیا۔ بادشاہ کو غائب ہوتے دیکھ کر

پائی، مُردوں کی فوج، سپاہی، وزیر اور درباری ششدر رہ گئے۔

ماریا بادشاہ کو لے کر فضا میں بلند ہو گئی۔ بادشاہ خود بے حد ڈر گیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر باقی ہر شئے اسے نظر آ رہی تھی۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"اے نیک روح تم کون ہو؟"

ماریا نے جواب میں کہا:

"اے بادشاہ! میں تجھے ان ظالموں سے بچانے آئی تھی۔ اس لئے کہ مجھ سے تیری بیٹی کے آنسو نہیں دیکھے جاتے تھے۔"

بادشاہ نے بے چین ہو کر کہا:

"میری بچی کا کیا حال ہے؟"

ماریا نے کہا:

"میں تمہیں تمہاری بیٹی کے پاس ہی محل میں لئے جا رہی ہوں۔"

ماریا بادشاہ کو لے کر شہزادی کے کمرے میں آ گئی۔ اس وقت شہزادی کالے کپڑے پہنے اپنے باپ کی یاد میں آنسو بہا رہی تھی۔ ماریا نے بادشاہ کو قالین پر اپنے سے جدا کیا تو بادشاہ ظاہر ہو گیا۔ اپنے باپ کو اپنے سامنے دیکھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہزادی کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ باپ نے آگے بڑھ کر اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے لگا لیا۔ دونوں باپ بیٹی کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔

ماریا نے کہا:

"بادشاہ سلامت! چانکی اپنے سپاہیوں اور مردہ ڈھانچوں کی فوج کے ساتھ یہاں آ کر آپ کو [redacted] نقصان پہنچا سکتی ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ جب تک اس غدار اور ظالم عورت چانکی کا خاتمہ نہیں ہوتا آپ دونوں کسی محفوظ جگہ پر چلے جائیں۔"

شہزادی نے ماریا کی آواز سنی تو ڈر کر اپنے باپ کے ساتھ لگ گئی۔

ماریا نے کہا:

"شہزادی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ میں ایک نیک دل روح ہوں اور تمہارا حال دیکھ کر ہی تمہارے باپ کو بچانے کے لئے تمہارے پاس سے آئی تھی اور اسے بچا کر تمہارے پاس لے آئی ہوں۔"

بادشاہ نے کہا:

"ہاں بیٹی! اس نیک روح نے ہی خدا کے حکم سے مجھے بچایا ہے۔ ورنہ اس وقت تک میری گردن کٹ چکی ہوتی۔"

شہزادی نے ماریا کا شکریہ ادا کیا اور کہا:

"ابا حضور! یہاں سے جلدی نکل چلیں۔ نیک روح درست کہتی ہے۔ ہم غدار ملکہ کے سپاہیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔"

ماریا نے پوچھا: "کیا اس محل میں کوئی ایسی جگہ ہے جو ملکہ کو معلوم نہ ہو؟"

بادشاہ نے کہا: "ایک تہہ خانہ ضرور ہے۔ مگر اس کا وزیر کو علم ہے اور وزیر ضرور ملکہ کو بتا دے گا اس لئے ہمیں محل سے نکل کر کسی جنگل میں جا کر چھپ جانا چاہیے۔"

ماریا نے کہا: "تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ پہلے میں بادشاہ سلامت آپ کو یہاں سے اٹھا کر صحرا میں لے جاتی ہوں۔ اس کے بعد شہزادی کو آ کر لے جاؤں گی۔"

ماریا نے ایسا ہی کیا۔ پہلے اس نے بادشاہ کو اُٹھا کر کاندھے پر بٹھایا اور ہوا میں پرواز کر گئی، جو بھی شے ماریا کے کاندھے پر آتی وہ غائب ہونے کے بعد بہت ہلکی ہو جاتی تھی اور ماریا کو اس کا وزن بالکل محسوس نہیں ہوتا تھا، وہ بادشاہ کو لے کر شہر سے دُور صحرا میں ایک جگہ لے آئی جہاں کھجور کے اونچے اونچے درخت تھے۔ اور ایک چھوٹا سا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چشمہ بہہ رہا تھا۔ بادشاہ کو یہاں چھپا کر ماریا واپس محل میں گئی اور شہزادی کو بھی اٹھا کر بادشاہ کے پاس لے آئی۔ ماریا نے کہا:

"تم لوگ مجھے ماریا کہہ سکتے ہو۔ یہی میرا نام ہے یہ جگہ محفوظ نہیں۔ یہاں کوئی بھی گھوڑ سوار سپاہی تم لوگوں پر تیر برسا سکتا ہے۔ اس لئے یہاں سے نکل چلو۔ ہم صحرا کے کسی جنگل میں جا کر پناہ لیں گے۔"

اور ماریا بادشاہ اور شہزادی وہاں سے آگے روانہ ہو گئے۔

○

بلّیاں رونے لگیں

ماریا نے صحرا میں ایک جگہ چھوٹی سی عمارت دیکھی۔

اس چھوٹی سی عمارت کے گرد درخت تھے اور یہ ویران لگتی تھی۔ ماریا نے بادشاہ سے کہا کہ آپ لوگ اس عمارت کے اندر چھپ جائیں میں محل میں جا کر چانکی غدار کی خبر لیتی ہوں۔ جب تک میں اس کی فوج کو ٹھکانے نہیں لگاتی اور باغیوں کو محل سے نکال باہر نہیں کرتی آپ لوگ اسی جگہ رہیں۔"

بادشاہ نے عمارت کی طرف دیکھ کر کہا:

"ماریا! یہ عمارت ایک طلسمی بلّی کا مقبرہ ہے۔"

ماریا نے کہا: "تو کیا ہوا۔ آپ لوگ اس کے اندر چھپ سکتے ہیں۔"

بادشاہ بولا: "تم نہیں جانتیں شاید کہ اس مقبرے کے بارے میں مشہور ہے۔ کہ اس کے اندر جو بھی کوئی داخل ہوتا ہے بلّی بن جاتا ہے اور مقبرے کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھول بھلیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کوشش بھی کرے تو اس مقبرے سے باہر نہیں آ سکتا۔"

شہزادی نے ڈرتے ہوئے کہا:

"ابا حضور! ہم اس مقبرے میں نہیں جائیں گے۔"

ماریا نے ادھر اُدھر دیکھا اور بولی:

"وہ سامنے درختوں میں ایک کھوہ دکھائی دے رہا ہے۔ تم دونوں اس کھوہ میں جا کر چھپ جاؤ۔ میں شام کو آ کر تمہاری خیریت معلوم کر جاؤں گی۔"

بادشاہ بولا: "ٹھیک ہے ماریا۔ ہم اسی جگہ چھپ جاتے ہیں یہاں پانی کا چشمہ بھی ہے اور کھانے کو درختوں کی کھجوریں بھی بہت نیچے گری ہوئی ہیں۔"

بادشاہ اور شہزادی مقبرے کے پاس ہی کھجور کے درختوں کے پاس کھوہ میں جا کر چھپ گئے، ماریا چلتی ہوئی مقبرے کے قریب سے گزری تو اسے بلیوں کی آواز سنائی دی۔ ماریا رُک گئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ اور ایک بھوری بلی مقبرے کی پتھریلی جالیوں میں سے اس کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ ان بلیوں میں سے ایک عنبر اور دوسرا تھیوسانگ تھا۔ مگر بلی ہونے کی وجہ سے ماریا کو ان کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ لیکن عنبر اور تھیوسانگ کو ماریا کی خوشبو آ رہی تھی اور وہ بلیاں بن جانے کے بعد ماریا کو دیکھ بھی سکتے تھے۔ عنبر اور تھیوسانگ ماریا کو اپنی زبان میں کہہ رہے تھے کہ ہم عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔ ہمیں کسی طرح یہاں سے نکالو۔ مگر ماریا ان کی زبان نہیں سمجھتی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ یہ بلیاں مقبرے ہی میں رہتی ہوں گی۔ اسے بادشاہ کی اس بات پر یقین نہیں آیا تھا کہ جو کوئی آدمی بلی کے مقبرے میں داخل ہوتا ہے بلی بن جاتا ہے۔ عنبر اور تھیوسانگ مقبرے سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے مگر ان کے آگے نظر نہ آنے والی دیوار آ جاتی تھی۔ ماریا نے اتنا ضرور محسوس کیا کہ دونوں بلیاں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کو تک رہی ہیں پھر اس نے اسے وہم خیال کیا اور وہاں سے فضا میں اُڑ گئی۔ ماریا کے اڑتے ہی دونوں بلیاں اسے دیکھتی رہ گئیں۔

عنبر بلی نے تھیوسانگ بلی سے بلیوں کی زبان میں کہا:

"خدا خدا کر کے ماریا کی شکل نظر آئی تھی مگر وہ پھر ہم سے جدا ہو گئی۔"

تھیوسانگ بلی نے جواب دیا:

"ہمیں حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔ ماریا ہو سکتا ہے ادھر ایک بار پھر آئے۔"

عنبر نے مایوسی سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم نے اس مقبرے میں داخل ہو کر سخت غلطی کی تھی۔ کم بخت یہاں سے باہر بھی نہیں نکل سکتے ہم یہی باتیں کرتے عنبر بلی اور مخیو سانگ بلی سرنگ سے ہو کر مقبرے کی بھول بھلیوں میں غائب ہو گئیں۔ وہاں سے سیدھی قبرستان کی ملکہ چانکی کے محل میں آ گئی کے چاروں طرف مُردوں کی فوج کے ڈھانچے سپاہیوں زبردست پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ مُردہ ڈھانچوں کی فوج کا کب تک مقابلہ کرتی رہے گی چانکی کے پاس تھوڑا بہت طلسم بھی ضرور ہے۔ اگر کسی اس کا پتہ چل جائے کہ ان مُردہ ڈھانچوں کی طاقت کیا ہے تو ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ماریا نے یہ سوچ کر کا ایک چکر لگایا اور وہ شاہی محل کے اندر آ گئی چانکی اپنے وزیر سے کہہ رہی تھی۔

"بادشاہ اپنی بیٹی کے ساتھ فرار ہو گیا ہے۔ فوراً فوج کا دستہ اس کی تلاش میں روانہ کر دیا جائے۔"

وزیر نے کہا "جو حکم ملکہ سلامت" اور یہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی چانکی نے مُردہ ڈھ کو بلایا اور بولی،

"طلسمی کتاب میں جاؤ اور اپنے شکار کو ایک نظر

دیکھ کر واپس آ جاؤ۔"

مُردہ ڈھانچے نے سر جھکا دیا اور بولا: "ابھی جاتا ہوں ملکہ سلامت"

اور مُردہ ڈھانچہ محل کے بڑے دروازے کی طرف چل ا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ چل پڑی۔ وہ یہ پتہ کرنا تی تھی کہ یہ طلسمی کتاب کیا شے ہے۔ اور ان کا وہ ان سا شکار ہے جس کو ایک نظر دیکھنے کے لئے چانکی رہی ہے؟ ماریا نے مُردہ ڈھانچے کا پیچھا شروع کر ۔ مُردہ ڈھانچہ محل کے بڑے دروازے سے نکلتے ہی پرندے طرح فضا میں اُڑنے لگا۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے نے لگی۔ مُردہ ڈھانچہ صحرا میں پہاڑی تراش کر بنائی گئی ت بڑی کتاب کے ایک لفظ کے نیچے بنے ہوئے غار ں داخل ہو گیا۔

ماریا بھی اس کے ساتھ ہی غار میں داخل ہو گئی۔ مُردہ ڈھانچہ لفظ کے دروازے پر بھی پہرہ دے رہا ۔ مگر وہ ماریا کو اندر داخل ہوتے نہ دیکھ سکا تھا۔ ریا سرنگ کے اندھیرے میں چلی جا رہی تھی۔ ڈھانچہ آگے گے تھا۔ پھر ایک محرابی دروازے میں سے گذرنے کے ہر سامنے وہی پرانا پُراسرار قبرستان آ گیا جس کی ایک قبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں کیٹی کو پھینک دیا گیا تھا اور وہ بے بسی کی حالت میں
قبر کے اندر پڑی تھی۔ قبر میں چونکہ زبردست طلسمی کشش تھی
اس لئے کیٹی کی خوشبو باہر نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی خود بھی باہر
نہیں نکل سکتی تھی۔ مُردہ ڈھانچہ کیٹی ہی کو دیکھنے آیا تھا۔ وہ
کھلی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر نیچے دیکھنے لگا۔ ماریا بھی اس
کے قریب آ گئی کہ یہ قبر میں جھک کر کس کو دیکھ رہا ہے
جونہی ماریا نے قبر میں جھانکا وہ حیرت زدہ ہو کر رہ گئی
کیوں کہ قبر میں اسے کیٹی دکھائی دی جو بالکل سیدھی لیٹی ہوئی
تھی اور مُردہ ڈھانچے سے کہہ رہی تھی:

"آخر تم لوگ کب تک مجھے اس جہنم میں ڈالے
رکھو گے؟ ایک روز میرے ساتھی یہاں آ جائیں گے
پھر تمہیں جان بچانے کا بھی موقع نہیں ملے گا۔"

مُردہ ڈھانچے نے کھڑکھڑاتا ہوا قہقہہ لگایا اور بولا:

"تمہارے ساتھی یہاں کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ تم یہاں
قیامت تک ایسے ہی پڑی رہو گی۔ نہ زندہ،
نہ مُردہ۔"

اور مُردہ ڈھانچہ بڑے غرور سے سر کو اٹھا کر چلتا قبرستان
سے نکل کر سرنگ میں داخل ہو گیا۔ اس کے جاتے ہی
ماریا قبر میں اُتر گئی۔ قبر میں اترتے ہی کیٹی کو ماریا کی خوشبو

آئی۔ اس نے چونک کر کہا:

"ماریا! ماریا! کیا یہ تم ہو؟"

ماریا نے کیٹی کے بازو کو ہلاتے ہوئے کہا:

"ہاں میں ہوں ماریا۔ مگر تم یہاں سے باہر کیوں
نہیں نکلتیں؟"

کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی:

"اس قبر میں ایک ایسی کشش ہے جو مجھے یہاں
سے باہر نہیں نکلنے دیتی۔ کیا تم اس کشش کو
محسوس نہیں کر رہی ہو؟"

ماریا نے کہا:

"نہیں۔ مجھے تو کسی قسم کی کشش محسوس نہیں ہو رہی۔"

کیٹی بولی: "خدا کا شکر ہے کہ تم پر اس قبرستان کی منحوس
ملکہ چانکی کا اثر نہیں ہوا۔"

ماریا نے کہا:

"تو کیا یہ چانکی کا قبرستان ہے؟"

کیٹی بولی: "ماریا! یہ سارا علاقہ چانکی کا ہے۔ کیا
تم اسے جانتی ہو؟"

ماریا نے کیٹی کو ساری کہانی سنا ڈالی اور بتایا کہ وہ
بادشاہ اور اس کی بیٹی کو ایک مقبرے کے پاس کھوہ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھپا آئی ہے۔

"مگر عنبر ناگ اور تھیوسانگ کا مجھے کوئی سراغ نہیں مل سکا۔"

پھر اس نے کیٹی کو بتایا کہ اس نے شاہی حکیم کی کتاب میں دیکھا تھا کہ وہ تلوار لیے عنبر اور تھیوسانگ کے پیچھے لگی ہے۔ یہ کیا قصہ تھا؟

کیٹی نے اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"ماریا! مجھے کچھ یاد نہیں۔ شاید مجھ پر جادو کر دیا گیا تھا۔ مگر میں نے عنبر اور تھیوسانگ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی "کوئی بات نہیں۔ ہم ان کو تلاش کر لیں گے پہلے تم یہاں سے باہر نکل چلو۔"

یہاں یہ بات ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ جب عنبر اور تھیوسانگ نے اپنے سر دروازے پر لٹکتے دیکھے تھے تو وہاں شور مچ گیا تھا کہ عنبر تھیوسانگ کے دو ہم شکل شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس پر چانکی نے حکم دیا تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ کے سروں کو دروازے میں سے اتار کر شاہی محل کے تہ خانے میں شیشے کے بکس میں بند کر کے رکھ دیا جائے۔

چنانچہ ماریا عنبر تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر نہیں دیکھ سکی تھی۔

ماریا نے کیٹی سے کہا:

"میں تمہیں قبر سے باہر نکالتی ہوں۔"

ماریا نے کیٹی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ کیٹی غائب ہو گئی۔ ماریا اسے قبر سے باہر لے آئی۔ باہر آتے ہی کیٹی پر سے قبر کی طلسمی لہروں کا اثر بھی غائب ہو گیا۔

ماریا نے کہا:

"میں تمہیں اسی غیبی حالت ہی میں باہر نکال کر لے جاؤں گی۔ کیونکہ باہر مُردہ ڈھانچے تلوار لیے پہرہ دے رہا ہے۔"

چنانچہ کیٹی کو اپنے کاندھے پر رکھے ماریا قبرستان سے نکل کر سرنگ میں سے ہوتی ہوئی باہر پتھر کی کتاب کے صفحہ یعنی ورق پر آ گئی۔ یہاں اب ایک کی بجائے دو مُردہ ڈھانچے پہرہ دے رہے تھے۔ مگر وہ ماریا اور کیٹی کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ماریا کیٹی کو لئے فضا میں پرواز کر گئی اور سیدھی بلّی کے مقبرے کے پاس کھوہ میں آ گئی جہاں بادشاہ اور اس کی بیٹی پہلے ہی سے چھپے ہوئے تھے۔

ماریا نے بادشاہ اور شہزادی سے کیٹی کا تعارف یوں کرایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ کیٹی ہے۔ یہ میری بہن ہے۔ چالکی اس کی بھی دشمن ہے اور اس کو بھی ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ یہ بھی تم لوگوں کے پاس ہی رہے گی۔"

بادشاہ اور شہزادی نے کیٹی سے مل کر خوشی کا اظہار کیا اور اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔

ماریا نے کہا:

"کیٹی! تم بادشاہ اور شہزادی کی حفاظت کرنا میں شاہی محل کے حالات کا جائزہ لے کر ابھی واپس آ جاؤں گی۔"

ماریا محل کی طرف پرواز کر گئی۔ اس کے جانے کے بعد کیٹی نے بادشاہ سے پوچھا کہ یہ گول چھوٹی سی عمارت کون سی ہے؟ بادشاہ نے اسے بتایا کہ یہ ظلمی بلی کا مقبرہ ہے اور اس کے بارے میں مشہور ہے کہ جو کوئی اس مقبرے میں داخل ہوتا ہے بلی بن جاتا ہے اور پھر ساری زندگی مقبرے کی بھول بھلیوں سے باہر نہیں نکل سکتا۔

کیٹی ہنس پڑی اور بولی:

"بادشاہ سلامت! آپ بھی اس قسم کی توہمات پر یقین رکھتے ہیں۔ میں ایسی باتوں کو نہیں مانتی۔"

یہ کہہ کر کیٹی مقبرے کی طرف چلی تو شہزادی نے اسے

منع کرتے ہوئے کہا:

"کیٹی بہن! خدا کے لئے مقبرے کے اندر مت جانا۔"

کیٹی نے مسکرا کر کہا:

"میں مقبرے کے اندر نہیں جاؤں گی۔ تم فکر مت کرو۔"

جونہی کیٹی مقبرے کے جالی دار دروازے کے پاس آئی اس نے ایک کالی اور ایک بھوری بلی کو دیکھا کہ پتھر کی جالیوں کے ساتھ لگیں اس کی طرف گھور رہی ہیں اور بڑی محبت سے میاؤں میاؤں کر رہی ہیں۔ یہ عنبر اور تھیوسانگ تھے جنہوں نے کیٹی کی خوشبو فوراً محسوس کر لی تھی اور بھاگ کر مقبرے کی جالی کے پاس آ گئے تھے۔ مگر کیٹی کو عنبر تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ کیسے جان لیتی کہ یہ بلیاں اصل میں عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔ پھر بھی اسے دونوں بلیاں بڑی اچھی لگیں۔ کیٹی جالی کے قریب چلی گئی اور بلیوں کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی۔

عنبر بلی نے کہا:

"کیٹی! میں عنبر ہوں۔ یہ تھیوسانگ ہے۔"

مگر کیٹی کے کانوں میں سوائے میاؤں میاؤں کے اور کوئی آواز نہ آئی۔ تھیوسانگ نے چلا کر کہا:

"خدا کے لئے سمجھنے کی کوشش کرو کیٹی۔ میں تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں۔ یہ عنبر ہے۔ ہمیں یہاں سے باہر نکالو۔ ہم اپنے آپ یہاں سے باہر نہیں نکل سکتے ہمارے سامنے ایک اونچی دیوار کھڑی ہے۔"

مگر کیٹی کو دوسری بلّی یعنی تھیوسانگ کی بھی میاؤں میاؤں ہی سنائی دی۔ کیٹی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک بار اس کا جی چاہا کہ مقبرے کے اندر داخل ہو جائے مگر اسے خیال آگیا کہ کبھی کبھی طلسم اپنا اثر ضرور دکھا دیتا ہے اس لیئے بہتر یہی ہے کہ کسی مصیبت میں گرفتار ہونے سے جس قدر بچا جا سکتا ہے بچا جائے۔ چنانچہ کیٹی واپس بادشاہ اور شہزادی کے پاس آ گئی۔ اس نے شہزادی کو بتایا کہ مقبرے کے اندر دو بلیاں رہتی ہیں۔ بادشاہ فوراً بولا:

"ضرور وہ انسان ہیں جو مقبرے میں داخل ہونے کے بعد بلی بن گئے ہیں۔ اب وہ قیامت تک مقبرے سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔"

کیٹی مسکرا کر رہ گئی۔

ماریا سیدھی شاہی محل میں آ گئی۔ اسے ابھی تک قبرستان کی ملکہ اور اس کی مُردوں کی فوج کی اصل طاقت کا راز معلوم نہیں ہو سکا تھا اور وہ اس طلسمی راز کی تلاش میں تھی۔ وہ شاہی محل اور قلعے کے کمروں اور راہ داریوں کا چکر لگانے

لگی۔ اسی طرح پھرتے پھراتے وہ قلعے کے نیچے بھی پہنچ گئی۔ قلعے کے نیچے چھوٹے چھوٹے تاریک حجرے بنے ہوئے تھے۔ یہ سارے حجرے خالی تھے۔ ماریا ایک کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ وہاں تخت پر کوئی چیز کپڑے سے ڈھکی ہوئی پڑی ہے۔ ماریا قریب آ گئی۔ اس نے کپڑے کو ہٹایا تو اس کا دل ایسے دھڑک اٹھا جیسے ابھی بند ہو جائے گا۔

اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ وہ شیشے کے ایک بکس میں عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر دیکھ رہی تھی۔ ماریا کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کبھی وہ عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر دیکھے گی۔ یا خدا یہ کیا ہو گیا ہے۔ کیا سچ مچ یہ عنبر اور تھیوسانگ کے سر ہیں؟ ماریا نے قریب ہو کر غور سے دیکھا یہ عنبر اور تھیوسانگ کے سر ہی تھے۔ ماریا نے انہیں شیشے کے بکس سے باہر نکال لیا۔ عنبر اور تھیوسانگ کے مُردہ چہرے زرد پڑ گئے تھے اور ناک سوجنا شروع ہو گئی تھی۔ ماریا نے دونوں دوستوں کے سروں کو اٹھایا اور سیدھی کیٹی کے پاس آ گئی۔ کیٹی نے جب عنبر اور تھیوسانگ کے سر دیکھے تو بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ بادشاہ اور شہزادی بھی پریشان ہو گئے۔ ماریا نے انہیں بتایا کہ یہ عنبر اور تھیوسانگ کے سر ہیں جو ان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھائی تھے۔ بادشاہ نے کہا:

"میں نے قید ہی میں سنا تھا کہ چانکی نے اپنے دو دشمنوں کے سر کاٹ کر شہر کے دروازے میں لٹکا دیئے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ یہی دونوں ہوں۔ مجھے بہت افسوس ہے ماریا بیٹی! چانکی ایک غدار ہی نہیں بلکہ ظالم جادوگرنی بھی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنا اور اسے ٹھکانے لگانا بڑا مشکل کام ہے۔"

ماریا نے پختہ آواز میں کہا:

"میں اسے اس کے انجام تک پہنچاؤں گی۔ وہ مجھ سے بچ نہیں سکے گی۔"

کیٹی آنسو پونچھتے ہوئے بولی:

"ماریا بہن! کیا خبر تھی کہ عنبر اور تھیوسانگ بھائی کا یہ انجام ہوگا کیا معلوم تھا کہ ہمیں ایک دن ایسا بھی دیکھنا پڑے گا۔"

ماریا اداس آواز میں بولی:

"قسمت میں یہی لکھا تھا کیٹی۔ اب روئے دھوئے سے عنبر تھیوسانگ واپس نہیں آ سکتے۔ آؤ ان کے سروں کو عزت اور وقار سے یہاں دفن کر دیتے ہیں۔ کاش ہمیں ان کے دھڑ بھی مل جاتے۔"

کیٹی، ماریا، بادشاہ اور شہزادی کھوہ سے نکل کر مقبرے کے سامنے آ کر زمین کھودنے لگے۔ مقبرے کی جالی سے لگے عنبر اور تھیوسانگ بتیوں کی شکلوں میں انہیں گڑھا کھودتے اور اپنے ہم شکلوں کے کٹے ہوئے سروں کو دیکھ کر چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے:

"کیٹی! ماریا! یہ ہمارے نہیں۔ ہمارے ہم شکلوں کے سر ہیں۔ ہم زندہ ہیں۔ ہم زندہ ہیں مگر بتیوں کی شکل میں زندہ ہیں۔"

کیٹی نے بتیوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"بے چاری بتیاں بھی عنبر تھیوسانگ کے غم میں رو رہی ہیں۔"

بادشاہ نے کہا: "انہیں بتیاں مت کہو۔ یہ ضرور کوئی بدنصیب مسافر ہیں اور پھر بتیاں بن کر ہمیشہ کے لئے مقبرے میں قید ہو گئے ہیں۔"

ماریا اور کیٹی نے بادشاہ کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور گڑھے کھودتی رہیں۔ جب دونوں چھوٹے چھوٹے گڑھے تیار ہو گئے تو انہوں نے عنبر اور تھیوسانگ کے سروں کو بڑے احترام سے بھیگی آنکھوں کے ساتھ گڑھوں میں رکھ دیا۔ کیٹی نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ وہ رو رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ ماریا نے ہاتھ اٹھا کر خدا وند کریم سے عنبر اور تھیوسانگ کی مغفرت کے لئے دعا مانگی اور پھر گڑھوں میں مٹی ڈال کر بھر دیا اور وہاں چھوٹی چھوٹی دو قبریں بنا دیں۔ عنبر اور تھیوسانگ۔ یہ سارا ماجرا مقبرے کی جالی سے لگے دیکھ رہے تھے۔ مگر وہ خود بلی کی شکل میں تھے اور باہر بھی نہیں نکل سکتے تھے۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ ہم عنبر تھیوسانگ ہیں۔ ہم عنبر تھیوسانگ ہیں۔

ماریا نے بلیوں کی طرف دیکھا اور بولی:

"بے چاری بلیوں کو بھی عنبر تھیوسانگ کی موت کا صدمہ ہوا ہے۔ ناگ کو جب پتہ چلے گا تو اسے کس قدر دکھ ہوگا۔"

قتل عنبر اور تھیوسانگ کے سروں کو قبروں میں دفن کرنے کے بعد ماریا نے کیٹی کو بادشاہ اور شہزادی کے پاس ہی چھوڑا اور یہ کہہ کر شاہی محل کی طرف پرواز کر گئی کہ وہ ظالم چانگی کو تباہ کر کے ہی دم لے گی اور اس کے طلسم کا راز معلوم کر کے ہی واپس آئے گی۔ کیٹی کچھ دیر عنبر اور تھیوسانگ کی قبروں پر بیٹھی آنسو بہاتی رہی۔ پھر بادشاہ اور شہزادی کو تسلی اور حوصلہ دیتے ہوئے اپنے ساتھ واپس کھوہ میں لے گئی۔ عنبر اور تھیوسانگ جالی سے لگے یہ سب کچھ دیکھتے

رہے۔ تھیوسانگ بولا:

"جب کیٹی اور ماریا کو پتہ چلے گا کہ ہم زندہ ہیں تو انہیں کتنی خوشی ہو گی۔"

عنبر نے کہا: "جب ہم یہاں سے انسان بن کر نکلیں گے تب ہی انہیں پتہ چل سکے گا۔ ابھی تو ہمارا اپنا کچھ پتہ نہیں کہ کیا انجام ہونے والا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔ "ہمیں یہاں سے نکلنے کی ایک اور کوشش کرنی چاہیے عنبر۔"

عنبر نے کہا: "ہزار بار کوشش کر چکے ہیں۔ اب نئی کوشش کرنے سے کیا ہو گا؟"

دونوں بلی کی زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک بار پھر پوری طاقت سے مقبرے کے دروازے سے باہر کودنے کی کوشش کی مگر وہ کھلے مقبرے کی نظر نہ آنے والی دیوار سے ٹکرا کر رہ گئے۔

تھیوسانگ بولا: "یہ جادو کی دیوار ہے۔ اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ کاش اس وقت کیٹی یا ماریا کو ہمارا پتہ چل جاتا۔ وہ ضرور اس دیوار کو ہمارے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتیں۔"

عنبر نے کہا: "اب تو خدا ہی ہماری مدد کرے گا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم یہاں سے باہر نکل سکیں گے انسانی شکل میں۔"
تھیوسانگ کہنے لگا: "اس وقت باہر نکل جاتے
تو بڑا اچھا موقع تھا۔ کیٹی اور ماریا بھی یہاں
موجود ہیں۔ یہ دونوں یہاں سے چلی گئیں تو پھر نہ
جانے کب اور کہاں ملاقات ہو۔"

اسی طرح باتیں کرتے دونوں دوست بلی کی شکلوں میں مقبرے کی جالی کے ساتھ لگے اپنی جھوٹی قبروں کو تکتے رہے۔

دوسری طرف ماریا ایک بار پھر شاہی محل میں پہنچ گئی۔ قبرستان کی ملکہ چاکی اس وقت شاہی خواب گاہ میں سونے کی تیاریاں کر رہی تھی۔ کیونکہ شام ہونے والی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں چاکی کی کھوپڑی میں اسی طرح لٹکا ہوا بے بسی کی حالت میں بیٹھا تھا۔ اتنا اسے احساس ہو گیا تھا کہ باہر خاص گڑبڑ ہو چکی ہے مگر یہ اسے معلوم نہیں تھا کہ کیٹی اور ماریا وہاں پہنچ گئی ہیں اور عنبر اور تھیوسانگ بلیوں کی شکل میں مقبرے میں قید ہو کر رہ گئے ہیں۔ نہ اس کی خوشبو چاکی کی کھوپڑی سے باہر جا رہی تھی اور نہ کسی کی خوشبو باہر سے اندر آ رہی تھی۔

اچانک ایک مُردہ ڈھانچہ ملکہ کی خواب گاہ میں داخل ہوا اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولا:

"ملکہ غضب ہو گیا۔ کیٹی آپ کی قبر سے غائب ہو گئی ہے۔"

ناگ نے یہ جملہ سنا تو سمجھ گیا کہ اس کے ساتھی اس علاقے میں پہنچ گئے ہیں۔ ملکہ چاکی نے یہ سنا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ غضبناک ہو کر چلائی:

"وہاں جو پہرے دار تھے وہ کہاں مر گئے تھے؟"

مُردہ ڈھانچہ بولا: "ملکہ سلامت! وہ تو وہیں موجود تھے مگر کسی نے کیٹی کو باہر نکلتے نہیں دیکھا۔"

"تو پھر اسے وہاں سے کون لے گیا؟" ملکہ نے غصے میں کہا: "کیا وہ کوئی بھوت تھی؟ کیا اسے کوئی بد روح اٹھا کر لے گئی ہے؟"

اچانک چاکی کو اس بد روح یعنی ماریا کا خیال آ گیا جس نے بادشاہ اور اس کی بیٹی کو محل سے فرار کرایا تھا اور خود چاکی کو ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ اسی روح کا کارنامہ ہو گا۔ جلدی سے اپنے خاص لال کپڑے پہنے۔ بالوں کو بکھیرا اور بولی:

"میرے ساتھ قبرستان چلو۔"

محل سے باہر نکلتے ہی ملکہ چاکی ہوا میں اڑنے لگی اور سیدھی قبرستان میں پہنچ گئی۔ وہاں دیکھا کہ اس کی قبر خالی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑی تھی۔ کیٹی اس میں کہیں نہیں تھی۔ قبرستان کی ملکہ کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے پہرے دار مُردہ ڈھانچوں کو بلا کر ان پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ دونوں ڈھانچوں کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گئیں۔ دوسرے مُردوں کے ڈھانچے خوف سے کانپنے لگے۔

چالکی نے چیخ کر کہا: "پتھریلی کتاب کے آخری لفظ کے نقطے کے نیچے جو خاص تہہ خانہ ہے اس کے چراغ کی حفاظت کرو۔ اگر روح وہاں تک پہنچ گئی اور اس نے چراغ کو گل کر دیا تو یہ سارا طلسم ختم ہو جائے گا۔"

فوراً چار مُردوں کے ڈھانچے نقطے کے نیچے والے تہہ خانے کی طرف دوڑ گئے۔ دوسرے مُردہ ڈھانچوں کو چالکی نے حکم دیا کہ وہ ارد گرد کے علاقے میں پھیل جائیں اور کیٹی جہاں بھی چھپی ہوئی ہو اسے پکڑ کر واپس اس قبر میں لا کر ڈال دیں۔ چار مُردہ ڈھانچے کیٹی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اس وقت ماریا شاہی محل میں پھر رہی تھی۔ اسے کچھ پتہ نہ چل سکا کہ ملکہ چالکی کہاں چلی گئی ہے۔ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ماریا محل سے باہر نکل کر پتھر کی کتاب والے خفیہ قبرستان کی طرف چل پڑی وہ صحرا کے اوپر شام کے اندھیرے میں اڑتی

چلی جا رہی تھی کہ اسے ایک جگہ کوئی شے چمکتی ہوئی نظر آئی۔ اڑتا ہوا غوطہ لگا کر نیچے آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہ مُردہ ڈھانچے ایک کنوئیں کے پاس زمین پر بیٹھے ہیں۔ یہ ان کی ہڈیاں اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔ ماریا ان کے قریب آ کر ان کی باتیں سننے لگی۔ ایک ڈھانچہ دوسرے ڈھانچے سے کہہ رہا تھا۔

"کیٹی کا ملنا دشوار ہے۔ آخر ہم اسے کہاں تلاش کریں؟"

دوسرا ڈھانچہ کہنے لگا: "اسے ضرور وہی بھوت یا روح نکال کر لے گئی ہے جس نے بادشاہ کی جان بچائی تھی اور ہماری ملکہ کو ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔"

پہلا ڈھانچہ بولا: "یہ کوئی زبردست جادوگرنی کی روح لگتی ہے۔ تم دیکھ لینا وہ ایک دن ہماری ملکہ چالکی کو بھی شکست دے دے گی۔"

دوسرے ڈھانچے نے کہا: "جب تک پتھریلی کتاب کے صفحے کے آخری لفظ کے نقطے کے نیچے جلتا دیا نہیں بجھا دیا جاتا ہماری ملکہ کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔"

ماریا کے کان کھڑے ہو گئے۔ یہی وہ راز تھا جس کو جاننے کے لئے وہ بے چین تھی۔ وہ خاموشی سے ان کی باتیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سننے لگی۔ پہلا ڈھانچہ کہہ رہا تھا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس طلسمی چراغ تک دنیا کا کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی زبردست حفاظت کی جا رہی ہے۔ کم بخت اگر وہ چراغ بجھ گیا تو ہماری بھی طاقت ختم ہو جائے گی اور ہماری ہڈیاں مٹی بن کر زمین میں مل جائیں گی۔"

پہلا ڈھانچہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

"چلو بھائی! جو قسم کھائی ہے اسے پورا کریں اور کیٹی کو کہیں تلاش کریں۔"

ماریا وہاں سے ایک دم فضا میں بلند ہو گئی۔ وہ ایک زبردست طاقت اور نئے ارادے اور عزائم کے ساتھ فضا میں پرواز کر رہی تھی۔ اس کا رُخ صحرا میں پڑی پتھر کی بہت بڑی کتاب کی جانب تھا۔ دیکھتے دیکھتے وہ کتاب کے ورق کے صحن میں اتر آئی۔ اس نے دیکھا کہ کتاب کے دونوں صفحوں پر پتھر کے بڑے بڑے اجنبی زبان کے لفظ قطار کی شکل میں تراشے ہوئے تھے۔ وہ کتاب کے ورق پر چلتی ہوئی آخری لفظ پر آ کر رُک گئی۔ اس لفظ کے نیچے ایک گول نقطہ پڑا ہوا تھا۔ یہ لفظ ایک گول پتھر تھا جو چھوٹی سی چٹان کے برابر تھا۔ ماریا نے جھک کر دیکھا۔ اس نقطے کی

چٹان کے نیچے ایک تنگ سا راستہ اندر جاتا تھا۔

ماریا کو اندر جانے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ وہ تنگ راستے میں سے گذری تو دیکھا کہ وہاں اندر کی جانب چار مُردہ ڈھانچے تلواریں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ مگر وہ ماریا کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ ماریا خاموشی سے زمین پر بے آواز قدم رکھتی سرنگ میں آگے چل پڑی۔ سرنگ میں ہر دس قدم کے بعد چار مُردہ ڈھانچے تلواریں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا سمجھ گئی کہ چونکہ اس جگہ چابی کے تمام طلسم کا راز موجود ہے۔ اسی لئے اس کی اتنی زبردست حفاظت کی جا رہی ہے۔ ماریا سرنگ میں چلتی چلی گئی۔ سرنگ ایک چھوٹے سے حجرے میں جا کر ختم ہو گئی۔ ماریا نے دیکھا کہ حجرے میں ایک چبوترے میں ایک پیتل کا چراغ جل رہا تھا۔ اس کے ارد گرد چھ مُردہ ڈھانچے تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ کسی کو ماریا کے حجرے میں داخل ہونے کی خبر نہ ہو سکی۔ وہ اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے رہے۔

ماریا آہستہ سے قدم اٹھاتی پیتل کے طلسمی چراغ کے پاس چلی آئی۔ اس نے جھک کر چراغ کو دیکھا۔ شاید چراغ کو ماریا کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا۔ چراغ کی لَو اچانک کانپنے لگی۔ چراغ کو کانپتے دیکھ کر

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM OFBOOKSFREE.PK

مُردہ ڈھانچے گھبرا کر چراغ کے پاس آ گئے۔
"یہ کیا بات ہے؟ اس کی لَو کیوں لرزنے لگی ہے؟ پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا! ملکہ کو خبر کرو۔ ملکہ کو خبر کرو۔"
وہ ایک دوسرے سے چلّا چلّا کر باتیں کرنے لگے۔ دو ڈھانچے سرنگ کی طرف دوڑ پڑے۔ مگر ماریا اب انہیں زیادہ مہلت نہیں دینا چاہتی تھی۔ پہلے ہی وہ لوگوں پر کافی ظلم و ستم کر چکے تھے۔ ماریا نے زور سے پھونک ماری۔ چراغ بجھ گیا۔ چراغ کے بجھتے ہی وہاں چیخیں بلند ہونے لگیں۔ مُردہ ڈھانچے ایک دم گرے اور گرتے ہی ان کی ہڈیاں مٹی میں مل گئیں۔ ایک دھماکے سے حجرے کی چھت بیٹھ گئی۔ ماریا ملبے میں سے ابھر کر باہر نکل آئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ پتھر کی کتاب کے سارے لفظ اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہیں اور کتاب ایسے ہل رہی ہے۔ جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ سارے الفاظ اپنے ورق پر سے اکھڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے۔ باہر جو مُردہ ڈھانچے پہرہ دے رہے تھے وہ بھی مٹی کے ساتھ مٹی بن گئے۔ ماریا نے فضا میں اڑان بھری اور تیزی سے شاہی محل کی طرف اڑنے لگی۔ وہ یہ

دیکھنا چاہتی تھی کہ قبرستان کی ملکہ چانکی پر اس کا کیا اثر ہوا ہے۔ وہ محل میں داخل ہوئی تو اسے وہاں ایک عورت کے چیخنے چلّانے کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ عورت ظالم ملکہ چانکی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تاریک سُرنگ

جس وقت ماریا نے طلسمی چراغ کو پھونک مار کر بجھایا۔ اس وقت ملکہ چانکی قبرستان سے واپس شاہی محل میں آکر پریشانی کے عالم میں پلنگ پر لیٹی پہلو بدل رہی تھی۔ دو مُردہ ڈھانچے اس کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ جونہی طلسمی چراغ بجھا ملکہ چانکی کے تن بدن میں جیسے آگ سی لگ گئی۔ وہ دیوانوں کی طرح اپنے کپڑے نوچنے اور چیخنے چلانے لگی۔ پہرے دار مُردہ ڈھانچے وہیں گر کر مٹی بن گئے۔ قلعے میں جو مُردہ ڈھانچوں کی فوج جمع تھی وہ بھی مٹی بن کر زمین پر بکھر گئے۔ چانکی کمرے میں وحشت بھری چیخیں نکالتی اِدھر اُدھر دوڑنے لگی۔ اس کی کھوپڑی میں بیٹھا ناگ سمجھ گیا کہ کوئی انقلاب آگیا ہے۔ ناگ کے جسم میں اچانک طاقت آگئی تھی۔ اس نے چانکی کی کھوپڑی ہلنا شروع کر دیا۔ اس کے ہلنے سے چانکی کے دماغ میں ہل چل سی پیدا ہو گئی۔ جب ماریا اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو ملکہ چانکی کا بُرا حال تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔

کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں۔ اور وہ واویلا کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے پیٹ رہی تھی۔ پھر وہ دروازے میں سے باہر کی طرف دوڑی۔ باہر آتے ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور قبرستان کی طرف دوڑ پڑی۔ چونکہ اس کا طلسم ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے چانکی اب ہوا میں اڑ نہیں سکتی تھی۔ باقی کے طلسم ختم ہونے میں صرف چند منٹ ہی باقی رہ گئے تھے۔ چانکی گھوڑے کو اندھا دھند دوڑا رہی تھی۔ صحرا میں رات کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ ماریا اس کے اوپر اڑ رہی تھی۔

صحرا میں جب چانکی اس جگہ پہنچی جہاں پہلے اس کی طلسمی کتاب کھلی پڑی تھی تو یہ دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے کہ کتاب ریت کا ڈھیر بن چکی ہے۔ چانکی ایک جگہ بیٹھ کے نیچے سرنگ میں داخل ہو گئی۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ چانکی چڑیلوں کی طرح شور مچاتی اپنے کپڑوں کو پھاڑتی سرنگ میں بھاگی جا رہی تھی۔ جب وہ زمین کے نیچے اپنے قبرستان میں پہنچی تو اس نے بھاگ کر اپنی قبر میں چھلانگ لگا دی۔ یہ وہی قبر تھی جس میں اس نے کیپٹن کو پھنکوایا تھا۔ قبر میں گرتے ہی چانکی کا جسم ہڈیوں میں تبدیل ہو گیا۔ ماریا قبر کے اوپر سے دیکھ رہی تھی۔ چانکی کے جسم پر سے اس کا گوشت

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

گل سڑ کر مٹی بن گیا۔ اس کا چہرہ بھی بگڑ گیا۔ پھر چہرے کا گوشت اڑ گیا۔ سر کے بال غائب ہو گئے۔ اس کے بعد ہڈیاں مٹی بن گئیں اور صرف کھوپڑی باقی رہ گئی۔ اس کی کھوپڑی میں آنکھوں کی جگہ دو سوراخ بن گئے تھے۔ اچانک ماریا کو ناگ کی تیز خوشبو آئی۔

ماریا نے چلا کر کہا:

"ناگ بھیا! کیا تم یہاں موجود ہو؟"

ماریا نے دیکھا کہ چانکی کی کھوپڑی کی آنکھوں کے ایک سوراخ میں سے ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا باہر نکل رہا ہے۔ ماریا خوشی سے اچھل پڑی۔ ناگ قبر سے باہر آ گیا۔ اسے بھی ماریا کی تیز خوشبو آ رہی تھی۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب تک ناگ کی آنکھوں میں خاص بوٹی کے سرمے کا اثر تھا تو وہ ماریا کو غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا کرتا تھا مگر آہستہ آہستہ اس سرمے کا اثر ختم ہو گیا تھا اور اب ناگ بھی ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تم میرے پاس خیریت سے ہو ناں؟"

"ہاں ناگ بھیا! میں بالکل خیریت سے ہوں۔ مگر تم اس بدبخت چڑیل کی کھوپڑی میں کیسے قید ہو گئے تھے؟"

ناگ نے کہا: "اس منحوس قبرستان سے باہر نکلو۔ تمہیں

ساری داستان سناؤں گا۔"

وہ دونوں قبرستان کی سرنگ سے نکل کر باہر کھلے صحرا میں آ گئے۔ ان کے باہر نکلتے ہی ایک زبردست زلزلے کا جھٹکا ہوا اور سرنگ بھی بند ہو گئی۔ اب وہاں سوائے ریت کے ٹیلے کے اور کچھ نہیں تھا۔ ناگ اور ماریا صحرا میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ماریا ابھی اسے عنبر اور تھیوسانگ کی موت کے بارے میں کچھ بتانا نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ ماریا نے ناگ سے پوچھا کہ اس کے ساتھ کیا گذری! ناگ نے شروع سے آخر تک اپنی ساری کہانی بیان کر ڈالی۔ پھر اس نے کیٹی عنبر اور تھیوسانگ کے بارے میں پوچھا کہ کچھ ان کا پتہ چلا کہ وہ کہاں ہیں؟

ماریا نے کہا:

"کیٹی تو صحرا میں ایک جگہ موجود ہے۔ میں اسے خود وہاں اس ملک کے بادشاہ اور اس کی بیٹی کے پاس چھوڑ کر آئی ہوں لیکن عنبر اور تھیوسانگ۔"

اتنا کہہ کر ماریا چپ ہو گئی۔ ناگ کو فکر ہوئی۔ اس نے پوچھا:

"تم ایک دم چپ کیوں ہو گئیں ماریا۔ خیریت تو ہے؟"

ماریا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ماریا کی رونے کی آواز ناگ زندگی میں پہلی بار سن رہا تھا۔ اسے بے حد حیرانی ہوئی کہ ماریا کیوں رو رہی ہے۔ اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماریا! خدا کے لئے مجھے جلدی بتاؤ کہ کیا ہو گیا ہے؟"

ماریا نے آنسوؤں بھری آواز میں ناگ کو صاف صاف بتا دیا کہ چانکی کے حکم سے اور اس کے طلسم کی وجہ سے عنبر اور تھیوسانگ کے سر کاٹ دیئے گئے تھے جن کو اس نے کیٹ کے ساتھ مل کر صحرا میں مقبرے کے پاس دفن بھی کر دیا ہے۔ ناگ پہلے تو بُت بن کر رہ گیا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ عنبر بھی مر سکتا ہے۔ اس نے بے اختیار کہا:

"نہیں نہیں ماریا! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ عنبر ابھی نہیں مر سکتا۔ تھیوسانگ بھی ابھی نہیں مر سکتا۔"

ماریا نے کہا: "میں نے اور کیٹ نے خود دونوں کے کٹے ہوئے سر دفن کئے ہیں۔ یقین کرو ناگ۔ یہ صدمہ اب ہمیں کسی نہ کسی طرح برداشت کرنا ہی ہوگا۔ عنبر اور تھیوسانگ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔"

لیکن ناگ کا دل کہہ رہا تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ زندہ ہیں۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ دونوں مر چکے ہیں۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے ماریا سے کہا:

"مجھے یاد آ رہا ہے ماریا کہ میں ملکہ چانکی کی کھوپڑی میں قید تھا تو میں نے محل میں کسی کو یہ کہتے سنا تھا کہ شہر کے دروازے پر جن لوگوں کے سر کاٹ کر

لٹکائے گئے ہیں ان کی شکلوں جیسے دو آدمی شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس پر ملکہ چانکی نے سٹ پٹا کر کہا تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ عنبر تھیوسانگ کی گردنیں کاٹ دی گئی ہیں۔ یہ ان کے ہم شکل کون ہیں۔ ضرور یہ کوئی جادوگر ہوں گے۔ ان کو پکڑ کر میرے سامنے پیش کرو مگر پھر یہ لوگ ان آدمیوں کو جن کی شکلیں عنبر تھیوسانگ سے ملتی تھیں پکڑ نہ سکے تھے۔ اس لئے میرا دل کہتا ہے کہ وہ جو دو آدمی شہر میں داخل ہوئے تھے وہ اصلی عنبر اور تھیوسانگ تھے۔"

ماریا نے کہا: "تو پھر جن کی گردنیں کاٹی گئی تھیں وہ کون تھے؟"

ناگ بولا: "یہی معمہ اب ہمیں حل کرنا ہوگا۔ لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ عنبر تھیوسانگ زندہ ہیں۔ کوئی کیٹ کے پاس چلتے ہیں۔"

ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدلی۔ ماریا نے اسے اپنی کلائی پر لپیٹا اور فضا میں بلند ہو کر اس مقبرے کی طرف اڑنے لگی جہاں کیٹ بادشاہ اور اس کی بیٹی کو وہ چھوڑ آئی تھی۔ کیٹ نے ناگ کو دیکھا تو خوشی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر اس نے بڑی دکھ بھری آواز میں ناگ کو عنبر تھیوسانگ کی موت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی خبر سنائی اور ان کی قبریں بھی دکھائیں۔ ناگ نے جو بات ماریا کو سنائی تھی وہی کیٹی کو بھی سنا دی۔ بادشاہ اور شہزادی نے بھی اس کی تائید کی کہ انہوں نے بھی سُنا تھا کہ جن دو آدمیوں کی گردنیں شہر کے دروازے میں لٹکائی گئی ہیں ان کے دو ہم شکل انسان زندہ حالت میں شہر میں داخل ہوئے ہیں۔ کیٹی ناگ کا منہ تکنے لگی:

"ناگ! کیا ۔۔۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ عنبر اور تھیوسانگ زندہ ہوں؟ خدا کرے کہ وہ زندہ ہوں"۔

ناگ نے کہا: "یقین کرو وہ زندہ ہیں۔ وہ جو دو آدمی شہر میں داخل ہوئے تھے وہی عنبر اور تھیوسانگ تھے"۔

کیٹی بولی: "تو پھر یہ کٹے ہوئے سر کن کے تھے؟ ان کی شکلیں تو ہو بہو عنبر اور تھیوسانگ کی تھیں۔ کیوں ماریا؟"

ماریا نے بھی یہی کہا کہ ہاں وہ عنبر اور تھیوسانگ کے سر ہی تھے۔ ناگ بولا:

"چلو قبریں کھود کر مجھے وہ سر دکھاؤ"۔

ناگ کیٹی ماریا بادشاہ اور اس کی بیٹی کھوہ سے باہر نکل آئے۔ ماریا نے انہیں یہ خوش خبری سنا دی تھی کہ منحوس چانکی اور اب بادشاہ اپنی بیٹی کے ساتھ خوشی خوشی اپنے محل میں واپس جا سکتا ہے۔ مگر بادشاہ اور شہزادی نے کہا کہ ہمیں عنبر تھیوسانگ کا افسوس ہے جب تک ان کی موت کا معمہ حل نہیں ہو جاتا ہم واپس محل میں نہیں جائیں گے۔

ناگ کا تعارف ماریا نے بادشاہ اور شہزادی سے اپنا بھائی کہہ کر کرایا تھا اور انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ناگ اصل میں ناگ دیوتا ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ باہر آ کر انہوں نے دونوں قبریں کھودنا شروع کر دیں۔ عنبر اور تھیوسانگ کو ناگ کی خوشبو آئی تو وہ بھاگ کر مقبرے کی جالیوں کے ساتھ آ کر لگ گئے۔ عنبر نے خوش ہو کر تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ! وہ دیکھو ناگ بھی آ گیا ہے"۔

تھیوسانگ نے خوش ہو کر آواز بلند کی:

"ناگ! ہم یہاں ہیں۔ ہم یہاں ہیں۔ ہم عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔ ہم بتیاں نہیں ہیں۔ ہمیں یہاں سے نکالو"۔

ناگ نے جب مقبرے کی جالیوں کے پیچھے بتیوں کے شور مچانے کی آواز سُنی تو کیٹی سے پوچھا کہ یہ بتیاں کیوں شور مچا رہی ہیں۔ کیٹی نے کہا:

ہلاکی ہے۔ اس کی مُردہ ڈھانچوں کی طلسمی فوج بھی تباہ ہو چکی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ مقبرے کی بلیاں ہیں۔ یونہی شور مچاتی رہتی ہیں۔"

لیکن جب بادشاہ نے ناگ کو بتایا کہ یہ بلی کا طلسمی مقبرہ ہے اور اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں جو آدمی ایک بار داخل ہو جائے وہ بلی بن کر پھر کبھی باہر نہیں نکل سکتا تو ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔ مگر اس نے ماریا اور کیٹی سے کوئی بات نہ کی اور خاموش رہا۔ جب دونوں گڑھے کھودے جا چکے تو ناگ نے کہا:

"عنبر اور تھیوسانگ کے سر کہاں ہیں؟"

دونوں گڑھے خالی تھے۔ ان میں نہ عنبر کا سر تھا اور نہ تھیوسانگ کا ہی سر تھا۔

کیٹی نے حیران ہو کر کہا:

"مگر ہم نے خود دونوں کے سر یہاں دفن کئے تھے۔ کیوں ماریا؟"

ماریا بھی حیران ہو رہی تھی۔ کہنے لگی:

"کیوں نہیں۔ میں نے خود دونوں سروں کو اپنے ہاتھوں سے اس گڑھے میں رکھ کر اوپر مٹی ڈالی تھی۔"

بادشاہ اور شہزادی بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے خالی گڑھوں کو تک رہے تھے۔ چاند نکل آیا تھا اور اس کی روشنی چاروں طرف بکھری ہوئی تھی۔ دونوں گڑھے بالکل خالی پڑے تھے۔

ناگ نے کہا "ان گڑھوں کو مٹی سے بند کر دو۔ میں

نے عنبر اور تھیوسانگ کا سراغ لگا لیا ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" کیٹی نے تعجب سے پوچھا۔

ماریا بھی ناگ کا منہ تکنے لگی۔ بادشاہ اور شہزادی بھی خاموش تھے۔ ناگ نے مقبرے کی جالیوں کی طرف اشارہ کیا جہاں دونوں بلیاں ابھی تک شور مچا رہی تھیں۔ یہ لوگ بلیوں کا شور سمجھ رہے تھے جبکہ حقیقت میں عنبر اور تھیوسانگ بلیوں کی آوازوں میں ناگ کیٹی اور ماریا کو اپنی طرف بلا رہے تھے۔ ناگ مقبرے کی طرف بڑھا تو بادشاہ نے اسے فوراً روک کر کہا: "ناگ بیٹا! اس طرف مت جانا۔ وہاں جانا خطرناک ہے۔" ناگ نے بادشاہ کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور مقبرے کی جالی کے قریب جا کر جھک کر دونوں بلیوں کو دیکھنے لگا۔ ناگ کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے عنبر اور تھیوسانگ نے ایک زبان ہو کر کہا:

"ناگ! ہم عنبر تھیوسانگ ہیں۔ ہم بلیاں نہیں ہیں۔"

ماریا اور کیٹی بھی ناگ کے قریب آ کر بلیوں کو تکنے لگیں۔ ماریا نے پوچھا:

"ناگ بھیا! تم ان بلیوں کو کیا دیکھ رہے ہو؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا: "ماریا! مجھے یقین ہے کہ یہ بلیاں نہیں ہیں بلکہ عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔"

کیٹی اور ماریا بھی اب کھلی آنکھوں سے دونوں بلیوں کو غور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے دیکھ رہی تھیں۔ ماریا نے آہستہ سے پوچھا:
"کیا یہ بلیاں عنبر اور تھیوسانگ ہیں؟"
عنبر نے چیخ کر کہا: "ماریا! میں عنبر ہوں۔ یہ تھیوسانگ ہے"
کیٹی نے پوچھا: "ناگ! تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ عنبر اور
تھیوسانگ ہیں۔ بلیاں نہیں ہیں"
اب بادشاہ ان کے قریب آ گیا اور بولا:
"ہو سکتا ہے عنبر اور تھیوسانگ شہر کے لوگوں سے بچ
کر یہاں مقبرے میں آ کر چھپ گئے ہوں۔ انہیں
کیا پتہ تھا کہ یہ طلسمی بلی کا مقبرہ ہے۔ چنانچہ مقبرے
میں داخل ہوتے ہی بلیاں بن گئے ہوں اور پھر باہر
نہ نکل سکے ہوں"
ناگ نے آہستہ سے سر ہلاتے ہوئے کہا:
"بادشاہ کا خیال بالکل درست ہے۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ یہ
دونوں بلیاں نہیں بلکہ عنبر اور تھیوسانگ ہیں"۔
دونوں بلیاں خوشی سے اچھلنے لگیں۔ جالی کے پیچھے قلابازیاں
لگانے لگیں۔ ناگ نے کیٹی سے کہا: "دیکھو! انہوں نے ہماری بات
سن لی ہے۔ وہ کس قدر خوش ہو رہے ہیں"۔ پھر ناگ نے بلیوں
کو قریب بلایا۔ دونوں بلیاں یعنی عنبر اور تھیوسانگ لپک کر پتھر کی
جالی کے ساتھ لگ گئے۔ ناگ نے ان کے سروں پر آہستہ سے

پھیرا اور کہا:
"مجھے نہیں معلوم کہ تم میں عنبر کون ہے اور تھیوسانگ
کون ہے مگر اب یہ ثابت ہو گیا ہے تم عنبر اور
تھیوسانگ ہو۔ میرے پیارے دوستو گھبراؤ نہیں۔ ہم بہت
جلد تمہیں اس قید سے نجات دلا دیں گے"۔
دونوں بلیوں نے خوشی سے اچھل کر پیچھے کو قلابازی لگائی
اور واپس جالی کے ساتھ آ کر لگ گئیں۔ ماریا نے کہا:
"واقعی یہ بلیاں تو خوش ہو رہی ہیں۔ ناگ بھیا! خدا
کے لئے کچھ کرو۔ یہ عنبر تھیوسانگ ہی ہیں"۔
بادشاہ نے کہا: "تم میں سے اگر کوئی مقبرے میں گیا تو
وہ بھی بلی بن جائے گا اور پھر کبھی باہر نہیں آ سکے گا
لیکن بات کا میرے بچو خیال رکھنا"۔
ناگ نے اس طرف دیکھا جس طرف سے ماریا کی بڑی تیز
خوشبو آ رہی تھی۔ پھر کہا:
"ماریا! بادشاہ سلامت اور شہزادی صاحبہ کو ان کے
شاہی محل میں کیوں نہیں لے جاتیں؟ رعایا اور شاہی
محل کے درباری ان کا بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں"۔
ماریا سمجھ گئی کہ ناگ بادشاہ اور شہزادی کو وہاں سے رخصت
کرنا چاہتا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہزادی نے جلدی سے کہا: "لیکن ناگ بھیّا! ہمیں عنبر اور تھیوسانگ کی بڑی فکر ہے۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"آپ لوگ اپنے راج پاٹ کو سنبھالیں جا کر خدا نے چاہا تو ہم بہت جلد عنبر اور تھیوسانگ کو لے کر خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔"

ماریا نے کہا: "بادشاہ سلامت! رات ہو گئی ہے۔ آپ لوگ میرے ساتھ شاہی محل میں چلیں۔ رعایا آپ کے انتظار میں ہے۔ سارا محل آنکھیں بچھائے منتظر ہے۔"

بادشاہ بھی سمجھ گیا۔ اس نے کیٹی اور ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ عنبر اور تھیوسانگ کو ساتھ لے کر شاہی محل میں آنے کی تاکید کی اور ماریا کے ساتھ شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہزادی بھی اس کے ساتھ تھی۔ ان کے جانے کے بعد کیٹی اور ناگ بلّی کے مقبرے کی جالیوں کے باہر کی جانب برآمدے میں زمین پر بیٹھے بلیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کیٹی کہنے لگی:

"ناگ بھیّا! اس مقبرے کے بارے میں یہ روایت سچی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے اندر جو کوئی جاتا ہے بلّی بن جاتا ہے اور باہر نہیں نکل سکتا۔ دیکھ لو، عنبر اور تھیوسانگ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ اگر یہ عنبر اور تھیوسانگ

ہی تو!"

اس پر تھیوسانگ بلّی نے زور سے میاؤں میاؤں کیا۔ ناگ بولا: "اس بلّی کو خواہ یہ عنبر ہے یا تھیوسانگ تمہاری آخری بات پسند نہیں آئی۔"

کیٹی بولی: "تمہارا کیا خیال ہے۔ ہمیں ان بلیّوں کو یہاں سے کیسے باہر نکالنا چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے مقبرے سے نکلتے ہی یہ دونوں انسانی شکل میں واپس آ جائیں۔"

ناگ بولا: "یہ بلّیاں خود باہر آنا چاہتی ہیں مگر لگتا ہے کہ ان کے سامنے کوئی طلسمی دیوار آ جاتی ہے جس کو یہ اپنے سامنے سے ہٹا نہیں سکتے۔"

کیٹی نے کہا: "ماریا کو مقبرے کے اندر بھیجنا بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے اس پر بھی مقبرے کا جادو اثر کر جائے۔ اس سے پہلے ہم سب پر جادو اپنا اثر دکھاتے رہے ہیں۔"

ناگ بولا: "اس سے تو یہی بہتر ہے کہ میں خود مقبرے کے اندر چلا جاؤں۔ آخر کسی نہ کسی کو تو اندر جا کر ان بلیّوں کو باہر نکالنا ہی ہو گا۔ کیونکہ جب تک یہ بلّیاں باہر نہیں آئیں گی یہ بات نہیں ثابت ہو سکے گی کہ یہ عنبر اور تھیوسانگ ہیں کہ نہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی جلدی سے کہنے لگی: "تمہارا جانا تو بالکل ہی مناسب نہیں ہے ناگ! کیونکہ ماریا تو غائب ہوتی ہے وہ تو دونوں بلیوں کو اٹھا کر غیبی حالت میں طلسمی دیوار میں سے گذر سکتی ہے جب کہ تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ میں بھی ایسا نہیں کر سکتی۔"

ناگ نے کہا: "لیکن اگر اس مقبرے کے اندر سچ مچ کوئی طلسم ہے تو پھر ماریا بھی کسی مصیبت میں پھنس سکتی ہے۔"

کیٹی نے کہا: "میرا خیال ہے ہمیں ماریا کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ وہ آئے گی تو پھر اس پر غور کریں گے کہ کسے مقبرے کے اندر جانا چاہیے۔"

وہ یہ باتیں کر رہے تھے اور عنبر اور تھیوسانگ کو اپنے جسم میں ایک عجیب سی تبدیلی آتی محسوس ہونے لگی۔ دونوں نے ایک ہی وقت میں محسوس کیا کہ ان کے جسموں سے طاقت ضائع ہونے لگی ہے۔ سب سے پہلے دونوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔ اب وہ بول نہیں سکتے تھے۔

ناگ نے بلیوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیٹی! تم نے محسوس نہیں کیا کہ دونوں بلیاں خاموش ہو گئی ہیں۔ وہ بول نہیں رہیں۔"

کیٹی بھی غور سے بلیوں کی طرف تکنے لگی:

"بس ویسے ہی چپ ہو گئی ہوں گی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ عنبر تھیوسانگ نہیں ہیں۔"

عنبر بلی اور تھیوسانگ بلی نے چلا کر کہنا چاہا کہ ہم ہی عنبر اور تھیوسانگ ہیں مگر یکلخت انہیں محسوس ہوا کہ ان کے حلق سے کسی قسم کی بھی آواز نہیں نکل سکتی۔ پھر ان پر کمزوری چھانے لگی اور وہ آہستہ سے پتھر کی جالی سے ہٹ گئے۔

کیٹی نے کہا:

"بلیاں پیچھے جا رہی ہیں ناگ بھیا۔"

ناگ نے بھی بلیوں کو مزار کے پیچھے کوٹھڑیوں کی طرف جاتے دیکھا تو بولا:

"میرا خیال ہے میں اندر جاتا ہوں۔"

اس پر کیٹی نے جلدی سے ناگ کا بازو پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔

"نہیں نہیں ناگ! تمہیں بڑی مشکل سے پایا ہے۔ کہیں مقبرے میں جا کر تم بھی عنبر تھیوسانگ کی طرح گم نہ ہو جاؤ۔ ابھی ٹھہرو۔ ماریا آئے گی تو پھر دیکھا جائے گا۔"

ناگ خاموشی سے مقبرے کے اندھیرے میں بلیوں کو جاتے دیکھتا رہا۔ اصل میں عنبر اور تھیوسانگ خود نہیں جا رہے تھے بلکہ کوئی گمنام طاقت انہیں مقبرے کے تنگ و تاریک حجروں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف کھینچے لئے جا رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے بھی بات نہیں کر سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دوسرے کو پہچان بھی نہیں سکتے تھے۔ عنبر بھول گیا کہ اس کے ساتھ بلی کی شکل میں تھیوسانگ ہے اور تھیوسانگ بھول گیا کہ اس کے ساتھ بلی کی شکل میں عنبر ہے۔ جب وہ مقبرے کے پیچھے بھول بھلیوں میں آ گئے تو ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ عنبر کو صرف اتنا یاد تھا کہ وہ عنبر ہے اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا ہے۔ اسے یہ بالکل یاد نہیں تھا کہ ابھی ابھی اس کے ساتھ تھیوسانگ تھا اور وہ ناگ کیٹ اور ماریا کو باتیں کرتے سن رہا تھا۔ دیکھ رہا تھا۔ یہ سب کچھ اس طلسمی بلی کے مقبرے کے طلسم کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ تھیوسانگ بھول بھلیوں میں جس راستے پر گیا ادھر اتفاق سے چاندی کا ایک تخت بچھا ہوا تھا۔ تھیوسانگ چونکہ خلائی مخلوق تھی اور اس کے خون میں چاندی کے ذرات زیادہ تھے اس لئے چاندی کے تخت کے قریب آتے ہی تھیوسانگ کو ایک جھٹکا لگا اور چاندی کا تخت اس کے سامنے اُلٹ کر دُور جا گرا۔ یہ تھیوسانگ کے جسم سے نکلنے والی خلائی شعاع کی وجہ سے ہوا تھا۔ تھیوسانگ پر سے طلسم کا اثر ایک دم ختم ہو گیا اور اس کی طاقت واپس آ گئی۔ اس کی انسانی شکل بھی واپس

آ گئی۔ انسانی شکل میں آتے ہی تھیوسانگ نے عنبر کی تلاش شروع کر دی۔ اس نے سوچا کہ کیٹ ناگ اور ماریا تو مقبرے کے باہر بیٹھے ہی ہیں پہلے عنبر کو یہاں سے نکالنے کا انتظام کرنا چاہیے ورنہ خدا جانے یہ طلسم اسے کہاں سے کہاں لے جائے۔

تھیوسانگ بھول بھلیوں میں عنبر کو بلی کی آواز میں بلانے لگا۔ مگر بھول بھلیوں میں کوئی راستہ باہر نہیں جاتا تھا۔ ہر راستہ دوسرے راستے سے مل جاتا تھا۔ تھیوسانگ کی نظر اچانک عنبر پر پڑی۔ وہ اس کی طرف لپکا۔ اس نے آواز دی۔ مگر عنبر نہ رُکا۔ اس پر طلسم کا اثر تھا۔ وہ ایک طرف بھاگنے لگا۔ تھیوسانگ بلی اس کے پیچھے دوڑا۔ بھول بھلیوں کا یہ راستہ نیچے جا رہا تھا۔ عنبر آگے آگے بلی کی شکل میں بھاگ رہا تھا اور تھیوسانگ اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے محسوس کیا کہ ان کے گرد اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ راستہ بھی ایک بہت بڑے پائپ میں بدلتا جا رہا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ وہ ایک پائپ میں دوڑ رہا ہے۔ عنبر بلی اب اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے رُکنا چاہا مگر اس کے پاؤں نے رُکنے سے انکار کر دیا۔ تھیوسانگ کے انسانی پاؤں اپنے آپ پائپ میں دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ پھر تھیوسانگ کو اپنے پیچھے ایسی آواز آئی جیسے کوئی بہت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑا طوفان پھنکارتا چلا آ رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی پانی کی ایک بہت بڑی اور بوجھل دیوار پیچھے سے "کرائی" اور وہ پانی میں قلابازیاں کھاتا آگے بہنے لگا۔

تھیوسانگ اور عنبر کو اس پائپ کے اندر چھوڑ کر ہم واپس کیٹی ماریا اور ناگ کی طرف آتے ہیں۔ کیٹی اور ناگ دیکھ رہے تھے کہ دونوں بلیاں مقبرے کے اندھیرے حجروں کی طرف کہیں چلی گئی ہیں۔ وہ بے چینی سے ماریا کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں انہیں ماریا کی خوشبو تیز ہوئی تو ناگ نے پوچھا: "ماریا! تم آگئیں؟"

ماریا نے کہا ہاں میں آ گئی ہوں۔ کیوں خیریت تو ہے؟

کیٹی اور ناگ نے ماریا کو بتایا کہ دونوں بلیاں عنبر اور تھیوسانگ ہی ہیں۔ ناگ بولا:

"میں مقبرے کے اندر جانا چاہتا ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"نہیں تم نہیں جاؤ گے۔ میں جاؤں گی۔"

اور اس سے پہلے کہ کیٹی اور ناگ اسے روکتے ماریا مقبرے کے اندر داخل ہو چکی تھی۔ اسے کوئی پکڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ مقبرے کے اندر جاتے ہی ماریا کی آواز آئی:

"میں مقبرے کے اندر ہوں۔ ابھی واپس آ جاؤں گی۔"

ماریا مقبرے کی نیم روشن فضا میں چاروں طرف گھوم گئی۔ ایک ایک حجرے کو اس نے دیکھا۔ بھول بھلیوں کو بھی دیکھا وہاں بھی اسے بلیاں کہیں نظر نہ آئیں۔ ماریا کو اپنے اوپر کسی طلسم کا اثر بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ مقبرے سے واپس آ گئی۔ باہر آ کر اس نے کیٹی اور ناگ سے کہا:

"میں سارے مقبرے کو دیکھ آئی ہوں۔ اندر کوئی بلی نہیں ہے۔"

ناگ نے پہلا سوال یہ کیا کہ تم پر کسی جادو کا اثر تو نہیں ہوا؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم بلی نہیں بن چکی ہو؟

ماریا نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیر کر اچھی طرح سے دیکھا کہ وہ عورت ہی ہے بلی نہیں ہے۔ کہنے لگی:

"ہرگز نہیں۔ میں عورت ہی ہوں۔ بلی بالکل نہیں بنی۔"

کیٹی نے پوچھا:

"بلیاں کہاں جا سکتی ہیں۔ ہم نے خود انہیں اندر حجروں کی طرف جاتے دیکھا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میں تو ہر جگہ انہیں دیکھ آئی ہوں تم خود اندر جا کر دیکھ لو۔ میرا خیال ہے کہ مقبرے میں کوئی طلسم وغیرہ نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا: "نہیں۔ ہمیں یہ خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔ اگر تم نے دیکھ لیا ہے کہ بلیّاں اندر نہیں ہیں تو وہ یہاں سے جا چکی ہوں گی۔ ہو سکتا ہے یہ بلیّاں عنبر تھیوسانگ نہ ہوں۔ اگر وہ عنبر تھیوسانگ ہوتیں تو مقبرے سے کبھی نہ جاتیں۔"

کیٹی بولی: "میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ یہ بلیّاں ہی ہیں عنبر تھیوسانگ نہیں ہیں۔ آؤ۔ اب ہم کسی دوسرے شہر چل کر عنبر اور تھیوسانگ کو تلاش کرتے ہیں۔"

ماریا کہنے لگی:

"مقبرے میں سے ان کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ مجھے تو اب یقین ہو گیا ہے کہ وہ بلیّاں کوئی چڑیل یا بھوت پریت تھیں۔ عنبر تھیوسانگ ہوتیں تو یہاں اپنی جگہ سے کبھی نہ ہلتیں۔"

ناگ اپنے آپ کو یقین نہ دلا سکا۔ پھر بھی اسے خیال آیا کہ واقعی اگر یہ بلیّاں عنبر اور تھیوسانگ ہوتیں تو اپنے آپ وہاں سے نہ جاتیں۔ وہ مقبرے سے ہٹ کر درختوں میں آ کر بیٹھ گئے اور عنبر اور تھیوسانگ کی باتیں کرنے لگے۔

کیٹی نے کہا:

"یہ بات تو طے ہے کہ عنبر تھیوسانگ زندہ ہیں جن کے کارٹے گئے تھے وہ عنبر تھیوسانگ نہیں تھے۔ کسی طاقت نے عین وقت پر ان کی مدد کی اور ان کی جگہ ان کے ہم شکل بھیج دیئے۔ اس کے بعد خود عنبر تھیوسانگ شہر میں داخل ہو گئے اور لوگ ڈر کر ادھر اُدھر بھاگے۔ ملکہ کے حکم سے انہیں پکڑنے کے لئے سپاہی دوڑے تو وہ اس شہر ہی سے نکل گئے۔ بھلا انہیں بلیّاں بننے کی کیا ضرورت تھی۔ اور پھر اگر مقبرے میں طلسم کی حقیقت ہوتی تو ماریا زبلی بن جاتی۔"

ان باتوں سے وہ اسی نتیجے پر پہنچے کہ تھیوسانگ اور عنبر نہ صرف زندہ ان باتوں سے وہ اسی نتیجے پر پہنچے کہ تھیوسانگ اور عنبر نہ صرف زندہ ہیں بلکہ بلیّاں بھی نہیں تھے ضرور کسی دوسرے شہر کی طرف نکل گئے ہیں۔

ناگ بولا: "یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہم تین ساتھی آپس میں مل گئے ہیں۔ خدا نے چاہا تو ہم عنبر اور تھیوسانگ کو بھی تلاش کر کے اپنے ساتھ ملا لیں گے۔"

ماریا بولی: "اب کیا خیال ہے ہمیں یہاں سے کس شہر کی طرف کوچ کرنا ہو گا؟"

کیٹی نے کہا:

"کیا معلوم کہ اس شہر کے آس پاس کون کون سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر آباد ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں مغرب کی طرف نکل چلنا چاہیے۔ یقیناً تھیوسانگ اور عنبر بھی اسی طرف گئے ہوں گے۔"

ناگ کہنے لگا:

"تو پھر ہمیں اسی وقت اپنا سفر شروع کر دینا چاہیے۔ کیونکہ ہمیں آرام کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیا خیال ہے؟"

ماریا اور کیٹی نے بھی ناگ کی رائے کو پسند کیا اور وہ اسی وقت اُٹھے اور درختوں سے نکل کر مغرب کی طرف صحرا میں چلنے لگے۔ ناگ ماریا اور کیٹی کو تو ہم اسی صحرا میں چھوڑتے ہیں اور اب واپس چل کر تھیوسانگ اور عنبر کی خبر لیتے ہیں کہ ان پہ کیا گذر چکی ہے۔ اب ایسا ہوا تھا کہ جس پائپ میں سے تھیوسانگ انسانی شکل میں پانی کے زبردست طوفان کے ساتھ لڑھکتا جا رہا تھا۔ وہ آگے جا کر ایک بہت بڑے دریا میں جا کر مل گیا۔ یہ دریا ایک پہاڑ کے اندر ہی اندر بہتا تھا۔ یہ پہاڑ نہیں تھا بلکہ ایک پہاڑی سلسلہ تھا۔ دریا ان پہاڑوں کے نیچے سے بہتا چلا گیا تھا۔ عنبر بھی اسی دریا میں بلّی کی شکل میں بہتا چلا جا رہا تھا۔ اگر تھیوسانگ خلقِ مخلوق نہ ہوتا اور چاندی کے تخت کی وجہ سے اس کے ذروں میں کیمیائی تبدیلی نہ ہوتی تو تھیوسانگ بھی بلّی کی شکل میں رہتا۔ دونوں یعنی تھیوسانگ اور عنبر اسی پہاڑوں کے نیچے والے دریا میں ایک دوسرے سے بے خبر ایک دوسرے سے آگے پیچھے بہتے چلے جا رہے تھے۔ ان کے اوپر پہاڑ کی چھت تھی۔ نیچے دریا تھا۔ دائیں بائیں پہاڑوں کی پتھریلی سیاہ دیواریں تھیں۔ ایک بہت بڑی سرنگ تھی جس میں سے دریا شور مچاتا تیز رفتاری سے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

عنبر جو کہ بلّی کی شکل میں تھا تھیوسانگ سے کوئی ایک فرلانگ آگے دریا میں بہہ رہا تھا۔ اور لڑھکنیاں کھاتا چلا جا رہا تھا جب کہ تھیوسانگ اس سے ایک فرلانگ پیچھے دریا کی موجوں پہ اوپر نیچے اچھلتا چلا آ رہا تھا۔ عنبر اگرچہ بلّی کی شکل میں تھا مگر اسے اتنا احساس تھا کہ وہ عنبر ہے اور طلسم کی وجہ سے بلّی بن گیا ہوا ہے۔ اسے یہ بھی احساس ہونے لگا تھا کہ تھیوسانگ بھی تھوڑی دیر پہلے بلّی کی شکل میں اس کے ساتھ تھا اور مقبرے کے باہر ناگ کیٹی اور ماریا ان دونوں کو مقبرے سے باہر نکالنے کے بارے میں شورے کر رہے تھے۔ یہ ایک نیا احساس عنبر کے ذہن میں پیدا ہو گیا تھا۔ اسے پرانی ساری باتیں یاد آنا شروع

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ہو گئی تھیں۔ دریا کی رفتار بہت تیز تھی۔ پھر سرنگ چوڑی اور کشادہ ہونے لگی۔ دریا کی رفتار بھی مدھم پڑ گئی۔ دریا کا جوش ختم ہو گیا۔ پھر سرنگ میں روشنی آنے لگی۔ عنبر نے ایک بات یہ بھی محسوس کی تھی کہ بلی کی شکل میں بھی نہ تو اسے سردی لگ رہی تھی اور نہ اس کے جسم میں پانی داخل ہوا تھا۔ گویا اس کی عنبر فانی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔ یعنی وہ مر نہیں سکتا تھا۔ عنبر کو کسی حد تک تسلی ہوئی۔ اسے اس بات کا افسوس تھا کہ وہ ناگ کیٹی اور ماریا سے ایک بار پھر قریب آ کر بچھڑ گیا اس کو یہ بھی خیال تھا کہ ممکن ہے تھیوسانگ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی آ رہا ہو۔

دریا پہاڑوں کے نیچے سے باہر نکل آیا۔ عنبر نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر زرد رنگ کا پورا چاند [illegible] ہوا تھا۔ سرنگ میں جو روشنی آئی تھی وہ چاندنی کی تھی۔ ستارے بھی کہیں کہیں کھلے ہوئے تھے۔ عنبر بلی کی شکل میں دریا کی پُرسکون لہروں پر کنارے کی طرف تیرنے لگا۔ کنارے پر چاندنی رات میں اسے دُور دُور سَرو اور سائپرس کے درختوں کی قطاریں اور ان کے درمیان پہاڑی ڈھلانوں اور میدانوں میں سفید

ستونوں والے رومن طرز کے مکان دکھائی دیئے۔ عنبر سوچنے لگا کہ کہیں وہ پرانے روم کے زمانے میں تو نہیں آ گیا؟

اس نے دریا میں اپنے پیچھے ہر طرف دیکھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید تھیوسانگ پیچھے پیچھے آ رہا ہو مگر چاندنی میں اسے تھیوسانگ دریا میں کہیں نظر نہ آیا۔ یعنی اسے کوئی ایسی بلی یا بلا نظر نہ آیا جو دریا کی لہروں پر تیرتا چلا آ رہا ہو۔ اسے یہ ہرگز علم نہیں تھا کہ تھیوسانگ انسانی شکل میں واپس آ چکا ہے۔ دوسری طرف تھیوسانگ کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ عنبر بھی اسی دریا میں بہہ رہا ہے۔ وہ عنبر سے کافی پیچھے دریا میں تیرتا چلا آ رہا تھا۔ مگر ابھی تک وہ پہاڑیوں کے اندر ہی تھا۔

عنبر تیرتا تیرتا دریا کے کنارے پر آ گیا۔ چاندنی رات میں بڑا خوشنما منظر تھا۔ موسم خوشگوار تھا۔ رات کی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ عنبر بلی کی شکل میں ایک طرف باغ میں دوڑ گیا۔ وہ باغ میں پودوں کے ساتھ ساتھ چلتا ایک کھلی جگہ پر آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سامنے ایک اونچی جگہ پر ایک شاندار محل بنا ہوا ہے۔ محل کے سفید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ستون چاندنی میں چمک رہے ہیں۔ عنبر قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ محل زیادہ بڑا نہیں ہے۔ یہ کسی بادشاہ کا نہیں بلکہ کسی امیر سوداگر یا جاگیردار کا محل لگتا تھا۔ اس کے باغ میں بڑے خوبصورت سنگِ مرمر کے انسانی مجسمے لگے ہوئے تھے۔ عنبر فوراً سمجھ گیا کہ وہ یا تو قدیم یونان اور یا قدیم روم کے زمانے میں نکل آیا ہے۔ اس نے ایک نگاہ پیچھے ڈالی کہ شاید مقیوسانگ بھی بلی کی شکل میں چلا آ رہا ہو۔ مگر اسے اپنے پیچھے کوئی بلی دکھائی نہ دی۔

پیارے دوستو! مقیوسانگ اور عنبر جس زمانے میں آ گئے تھے وہ سکندرِ اعظم کا زمانہ تھا۔ اس وقت یونان کا ملک چھوٹی چھوٹی شہری ریاستوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ اور یہ ریاستیں آپس میں لڑتی رہتی تھیں جس کی وجہ سے یونان کمزور ہو چکا تھا۔ اور دشمن اس پر حملہ کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ یونان کے شمال میں ایک چھوٹی سی ریاست مقدونیہ میں سکندر اعظم پیدا ہوا۔ جس وقت عنبر یونان کے اس چھوٹے سے شہر مقدونیہ میں داخل ہوا تو وہاں سکندر اعظم کے باپ فلپ کی حکومت تھی۔ اور سکندر اعظم ابھی یونان کا بادشاہ نہیں بنا تھا۔

سکندر اعظم کے باپ کو شہر کے ایک جاگیردار نے ہلاک کرنے کی سازش کر رکھی تھی۔ جس مکان کے باغ میں عنبر بلی کی شکل میں نمودار ہوا تھا وہ مکان اسی جاگیردار کا تھا جو ریاست مقدونیہ کی پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا۔ اس مکان میں جاگیردار فلپس کے محل کے ایک نوکر کے پاس بیٹھا اسے سمجھا رہا تھا کہ اسکندر کے باپ کو ہلاک کرنے کے لئے اسے کیا کرنا ہوگا۔

عنبر کالی بلی کی شکل میں سنگِ مرمر کے ویران سنسان برآمدے میں سے گذر کر ایک کھڑکی میں سے پردہ ہٹا کر خوبصورت قالین والے بڑے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ کونے میں دو آدمی بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ ان میں ایک جاگیردار تھا اور دوسرا شاہی محل کا ملازم تھا۔ لیمپ کی روشنی دھیمی کر دی گئی تھی۔ جاگیردار اسے سرخ رنگ کا ایک زہریلا سیب دے کر کہہ رہا تھا۔

"عین موقع پر تمہیں یہ زہریلا سیب خاص طور شاہ فلپ کو پیش کرنا ہوگا۔ تم کہو گے کہ وینس کے شاہ کی بیٹی نے یہ سیب خاص طور پر آپ کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے بعد تمہارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کام ختم ہو جائے گا۔ فلپ نے سیب کھا لیا تو اس کے دو گھنٹے بعد اس کی موت ہو جائے گی۔ تم محل سے نکل کر سیدھا میرے پاس یہاں آ جانا۔ یہاں تمہارا انعام ایک لاکھ سونے کے سکوں کی شکل میں چمڑے کے تھیلے میں پڑا ہو گا اور دو برق رفتار گھوڑے تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے تم یہاں سے اسی وقت نکل کر یونان کے دوسرے شہر میں چلے جاؤ گے جہاں تمہیں پھر کوئی نہیں پکڑ سکے گا۔"

عنبر یہ سب کچھ غور سے سن رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ قدیم یونان میں اسکندر اعظم کے زمانے میں آ گیا ہے اور یہاں سکندر اعظم کے باپ کو ہلاک کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ جاگیردار نے زہریلا سیب نوکر کو اسی مقصد کے لئے دیا ہے۔ نوکر نے زہریلا سیب تھیلے میں چھپا کر رکھا اور یونانی انداز میں جاگیردار کو سلام کر کے باہر نکل گیا۔ عنبر بھی دوسری طرف سے باہر باغ میں آ گیا۔ نوکر کا رتھ باہر کھڑا تھا۔ جب وہ رتھ میں سوار ہو کر چلنے لگا تو عنبر بھی چھلانگ لگا کر رتھ میں ایک طرف سوار ہو گیا۔ وہ بھی

شکل میں تھا۔ شاہی نوکر اسے نہ دیکھ سکا۔

شاہی نوکر سیدھا فلپ کے شاہی محل میں داخل ہو گیا۔ اپنے مکان میں آ کر اس نے رتھ ایک طرف کھڑا کر دیا اور خود کمرے میں جا کر زہریلے سیب کو اپنے سرہانے کے نیچے رکھ کر سو گیا۔ عنبر نے ساری رات وہیں مکان کی چھت پر گذار دی۔ یہ مکان شاہی محل کے احاطے میں ہی تھا۔ دن نکلا تو عنبر شاہی محل کی طرف چلا۔ یہاں باغ میں کنیزیں اور یونانی غلام رنگ برنگ لباس میں چل پھر رہے تھے۔ آخر وہ محل کے اس بڑے کمرے میں داخل ہو گیا جہاں رات کی دعوت کے لئے زبردست انتظامات ہو رہے تھے۔ عنبر اسی بڑے کمرے میں ایک ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب رات ہوئی تو مہمان آنا شروع ہو گئے۔ پھر بادشاہ فلپ بھی آ گیا۔ دعوت شروع ہو گئی۔ بڑی شاندار دعوت تھی۔ سازوں پر موسیقی کے سُر بلند ہو رہے تھے نوکر اور کنیزیں پھل اور مٹھائیاں لئے چل پھر رہے تھے۔ ہر طرف قہقہے بلند ہو رہے تھے۔ عنبر نے اس نوکر کو دیکھ لیا جو زہریلا سیب ایک پلیٹ میں رکھے شاہ فلپ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بچاتے دیکھا تو اپنے حبشی غلام کو اشارہ کیا کہ اس کالی بلی یعنی عنبر کو پکڑ کر اس کے غار والے مکان میں پہنچا دیا جائے۔

حبشی غلام عنبر بلی کو لوہے کے جال میں جکڑے گھوڑے پر بیٹھا دریا کنارے تیزی سے چلا جا رہا تھا۔ جادوگرنی کا مکان وہاں سے چار کوس کے فاصلے پر دریا کنارے ایک جنگل میں تھا۔ حبشی نے عنبر بلی کو غار کے اندر والے تاریک مکان میں لے جا کر لوہے کے ایک پنجرے میں بند کر دیا۔ عنبر بلی کے پاس وہ طاقت نہیں تھی کہ وہ پنجرے کی سلاخیں توڑ کر آزاد ہو جاتا۔ وہ پریشانی اور بےچینی سے پنجرے میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ جب رات بہت گہری ہو گئی۔ یعنی جب رات کے دو بج رہے تھے تو عنبر بلی نے ایک مکروہ قہقہے کی آواز سُنی۔ یہ یونانی جادوگرنی تھی جو ہاتھ میں موم بتی لیے تاریک کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ موم بتی کی روشنی میں اس کا لمبا ناک اور چھوٹی چھوٹی آنکھیں اور کھلے بال اور ہاتھی ایسے کان بڑے ہی بھیانک لگ رہے تھے۔ وہ موم بتی لے کر عنبر کے پنجرے

کے پاس آئی۔ جھک کر بلی کو غور سے دیکھا۔ یہ جادوگرنی اتنی ماہر جادوگرنی نہیں تھی کہ اسے پتہ چل جاتا کہ یہ کالی بلی اصل میں آدمی ہے۔ وہ زہریلی بوٹیوں اور گدھوں اور اُلوؤں پر عمل کر کے ان سے دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتی تھی یا پیسے لے کر ان سے لوگوں کو قتل کرواتی تھی۔ اس نے عنبر بلی کی طرف دیکھ کر ایک قہقہہ لگایا اور بولی:

"تم بڑی عقل مند بلی ہو۔ مجھے تمہاری ہی ضرورت تھی۔ میں تم پر ایسا عمل کروں گی کہ تم میری غلام بن جاؤ گی۔ میں تمہیں جو کہوں گی تم وہی کرو گی۔ جس کو کہوں گی اسی کو جا کر رات کے وقت ہلاک کر ڈالو گی۔"

اور جادوگرنی قہقہے لگاتی کونے کی طرف گئی۔ موم بتی میز پر رکھ دی اور انگیٹھی میں آگ جلا کر اس میں کوئی سفوف ڈالا اور جس سے دھواں اُٹھنے لگا۔ کمرہ دھوئیں سے بھر گیا۔ جادوگرنی کے منتر پڑھنے کی صدا بلند ہونے لگی۔ عنبر کو محسوس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا کہ کوئی اس کا گلا دبا رہا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی مگر وہ بے ہوش ہو گیا۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۵۴ "مردہ دیوتا" پڑھیے۔

میرے نام

پیارے انکل سے حمید السلام علیکم

آداب! ایک سو چھیالیسویں قسط میں آپ نے عنبر ناگ ماریا کے بارے میں رائے پوچھی تھی کہ عنبر ناگ ماریا کو خلائی سیاروں میں سفر کرنا چاہیے؟ یا عنبر ناگ ماریا کو آج کے کمپوٹر کے دور میں سفر کرنا چاہیے؟ یا پرانے تاریخی زمانے میں سفر کرنا چاہیے؟۔

میری تو رائے یہ ہے کہ عنبر ناگ ماریا کو پرانے تاریخی زمانے میں سفر کرنا چاہیے کیونکہ پرانے تاریخی زمانے سے ہمیں تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ اور بعض اوقات امتحانوں میں بھی اسی قسم کا کوئی تاریخی سوال آجاتا ہے۔ جو آپ عنبر ناگ ماریا کے تاریخی سفر میں لکھ چکے ہوتے ہیں۔ اور تاریخی زمانے سے ہمیں کئی نصیحت آموز باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ خدا آپ کو تاریخی معلومات فراہم کرنے کی اور نصیحت آموز باتیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقط والسلام آپ کا قاری

محمد جواد اکرم، شیخ محمد اکرم مکان نمبر ۱۔ افضال سٹریٹ نمبر ۱
محمود پارک بالمقابل تھانہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور۔ فون نمبر ۳۵

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور ہمیں آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے۔ آپ کی کہانیاں یعنی ممی شہزادی اور ناگ کی قبر پڑھی بہت مزا آیا۔ آپ یہ سیریز عنبر ناگ ماریا مجھے اور میرے دوستوں کو بہت پسند ہے۔

باقی دوسرے کرداروں میں کیٹی تھیو سانگ بہت اچھے کردار ہیں ہماری دعا ہے کہ آپ یہ کہانیاں ہمیشہ لکھتے رہیں۔ (آمین) ہمیں اور پورے ملک کے دوستوں کو خوش کرتے رہے ہیں۔ انکل آپ نے ٹیلی ویژن میں ایک سیریز لکھی جس کا نام میرا خیال "ڈاچی" تھا۔ یہ ڈرامہ بہت کامیاب رہا۔ اور آپ کو پی۔ ٹی۔ وی ایوارڈ ملا۔ لیکن اس کے بعد آپ نے ٹی وی کے لیے کوئی سیریز نہیں لکھی۔ اس کی وجہ؟ دوسری بات یہ اگر آپ ٹیلی ویژن والوں کو عنبر ماریا ناگ کو ٹی۔ وی ڈرامہ کی صورت میں دیں اور ٹی۔ وی والے اس دلچسپ کہانی کو ٹیلی کاسٹ کریں۔ تو بہت مزا آئے گا اور ہم اپنے پسندیدہ کرداروں کو ٹی وی پر دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ انکل آپ یہ کوشش کریں (ملازمی) آپ کی آنے والی کہانیوں کا انتظار رہے گا۔ اب اجازت دیں۔

فقط آپ کا نیا ساتھی

عرفان خان (معرفت) حاجی عالم خان وارڈ نمبر ۵ نزد گورنمنٹ ہائی سکول بھکر۔

پیارے انکل اے حمید۔ آداب

کے بعد عرض ہے کہ میں نے آپ کی ناگ ماریا اور عنبر کی واپسی کی سیریز ابھی تک پڑھ لیں ہیں۔ اور مجھے اس میں خاص طور پر ماریا اور عنبر کے کردار بہت زیادہ پسند آئے ہیں۔ اور ہاں انکل میں چھٹی جماعت کا طالب علم ہوں۔ پہلے تو میں پیسے جمع کر کے آپ کی کتابیں پڑھتا تھا لیکن اب ہمارے محلہ میں ایک لائبریری کھل گئی ہے جہاں سے میں آپ کی کتابیں ایک روپیہ روزانہ پر پڑھتا ہوں۔ کئی دفعہ مجھے اپنی باجی سے مار بھی پڑی ہے۔ کہ تم ہر وقت کہانی پڑھتے ہو۔ لیکن کیا کروں انکل مجھے آپ کی کہانی اتنی پسند ہے کہ جب میں آپ کی کہانی پڑھنی شروع کر دوں تو دل نہیں کرتا اُس کو چھوڑنے کو۔ انکل میں نے کئی بار آپ کو خط لکھنے کے بارے میں سوچا۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ شاید آپ خط کا جواب خاص لوگوں کو دیتے ہوں گے پیارے انکل میں آپ کو یہ خط بہت محبت کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ اس خط کا جواب ضرور دیں گے میں اسی خط میں آپ کو واپسی کا ٹکٹ بھی بھیج رہا ہوں۔ اور ہاں انکل ایک بات تو بتائیے کیا یہ کہانی واقعی سچ ہے۔ اور آپ سے ناگ ماریا اور عنبر ملنے آتے ہیں کیا آپ کو ناگ بھائی سے ڈر نہیں لگتا۔ پیارے انکل ان باتوں کا جواب ضرور دینا۔ مجھے آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔

خدا حافظ

آپ کا نصر اللہ۔ احاطہ نمبر ۶۲ زون نمبر ۳۹۔ سلطان پورہ روڈ گھوڑے شاہ۔ لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے پیارے انکل اے حمید! السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں آپ کا ایک بہت ہی
لنا قاری ہوں اور میں آپ کی تمام کتابیں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔
پ کی تمام کتابیں سبق آموز ہیں۔ آپ ایک اچھے مصنف ہیں۔ آپ کے
رعا سے بھی ہیں اور ناول کی تو کیا ہی بات ہے آپ اپنے ناولوں میں
ت سی سائنسی باتیں بتاتے ہیں جس کے ساتھ ساتھ آپ کے ناولوں میں
یستیں بھی بہت اچھی ہوتی ہیں۔ میں آپ کو یہ خط پہلی بار لکھ رہا ہوں
اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ اچھا یہ تو تھیں
باتیں ناولوں کی۔ اب میں آپ سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ آپ
مجھے ہر ماہ اپنے ناول بھیج دیا کریں اور یہ بھی بتا دیں کہ میں آپ کو پیسے
کیسے بھیجوں اور آپ کے ناول کیسے وصول کروں۔ برائے مہربانی آپ
یہ درخواست ضرور قبول کریں۔ میں آپ کے خط کا انتظار بہت شدت
سے کروں گا۔

فقط آپ کا ایک اچھا قاری

شکیل احمد ولد فضل احمد ریڑہ کوٹ فتح دین خاں مکان شریف خاں
گلی دیگر [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیتی خلا میں
اے حمید
عنبر پبلی کیشنز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

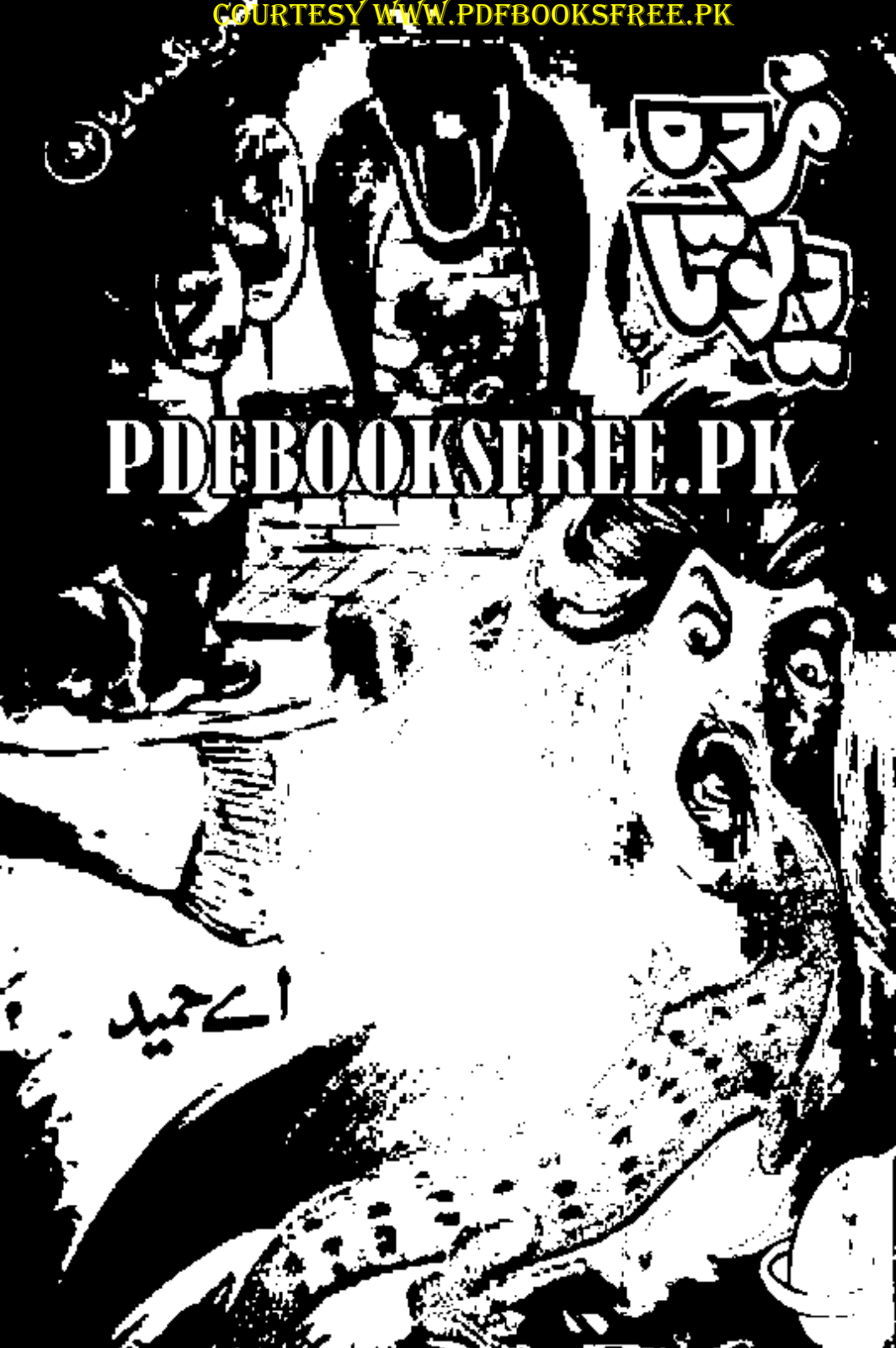

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ: ماریا اوکیٹی خلا میں

مُردہ دیوتا

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

حقوق بحق ناشر محفوظ!

۱۹۸۷ء
عنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۳/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ ۸
پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کا دلچسپ اور سنسنی خیز سفر جاری ہے۔ تھیوسانگ اس وقت عنبر کو جو ایک حادثہ کی وجہ سے بلّی بنا ہوا ہے۔ انسانی شکل میں لانے کی کوشش میں عجیب و غریب واقعات سے دوچار ہے۔

تھیوسانگ پر ایسا موقع بھی آیا ہوا ہے کہ اُس کی انگلی کٹنے میں صرف چند لمحے ہی باقی رہ گئے ہیں کہ جس کے کٹنے سے تھیوسانگ کی موت یقینی ہے۔ کیا وہ عنبر کو انسان کے روپ میں لا سکا یا اپنی انگلی کو کٹنے سے بچا سکا۔ یہ سب کچھ تو آپ پڑھ کر ہی جان سکیں گے۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴/این راہ چمن سمن آباد ——— لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

○ عنبر پنجرے میں
○ گمشدہ غاریں
○ ڈائینی کی بدروح
○ کالی چھپکلی
○ مُردہ دیوتا

عنبر پنجرے میں

عنبر بلّی کے روپ میں بے ہوش ہوگیا تھا۔

یونانی جادوگرنی سفوف کا دھواں اُڑاتی منتر پڑھے جارہی تھی منتر ختم کرنے کے بعد وہ اٹھی اور اس پنجرے کے پاس آ گئی جس میں عنبر بلّی کی شکل میں بے ہوش پڑا تھا۔ جادوگرنی نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس یونانی جادوگرنی کے پاس کچھ منتر ضرور تھے جن کی مدد سے وہ جنگلی جانوروں خاص طور پر بلیوں کو اپنے قابو میں لاسکتی تھی۔ اِن سے اپنے مطلب کا کام لے سکتی تھی۔ مگر یہ کوئی باقاعدہ جادوگرنی نہیں تھی۔ چنانچہ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جس کالی بلّی کو اس کا حبشی غلام شاہی محل سے پکڑ کر اس کے پاس لایا ہے وہ اصل میں بلّی نہیں بلکہ ایک انسان یعنی عنبر ہے جو طلسم کے زور سے بلّی بن چکا ہے۔ یونانی جادوگرنی کا کام یہ تھا کہ وہ کسی طاقتور بلّی پر اپنا خاص منتر پڑھ کر اس کو اپنے قابو میں کر لیتی اور پھر خفیہ طور پر اس بلّی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] مرضی کے کام کرواتی۔ اس یونانی شہر مقدونیہ کے امیر لوگوں
[illegible] سازشیں بہت چل رہی تھیں۔ ہر کوئی اپنے دشمن کو
[illegible] سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اور یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ
[illegible] پر کسی کے قتل کا الزام آئے۔ چنانچہ وہ چھپ کر رات
کو اس یونانی جادوگرنی سے ملتا۔ اسے اپنے دشمن کے
بارے میں بتاتا۔ جادوگرنی کو سونے کے چند سکے دیتا
اور کہتا کہ فلاں آدمی کو میرے راستے سے ہٹا دو۔ جادوگرنی
اپنی بلی کو حکم دیتی اور بلی اس آدمی کو رات کے وقت
جا کر ہلاک کر ڈالتی تھی۔ اس کے پاس پہلے جو بلی تھی
[illegible] مر گئی تھی۔ اب اسے نئی بلی کی تلاش تھی کہ اس
نے شاہی محل کی دعوت میں عنبر بلی کو بادشاہ فلپ کی جان
[illegible] دیکھا تو وہ اس بلی کی ذہانت پر حیران رہ گئی۔ پس اس
[illegible] اپنے اس حبشی غلام کو حکم دیا کہ بلی کو پکڑ کر لائے۔ حبشی
عنبر بلی کو پکڑ کر لے آیا اور اب یونانی جادوگرنی
منتر پھونک کر عنبر بلی کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔
عنبر بلی پنجرے میں بے ہوش تھا۔ جادوگرنی نے اسے
[illegible] سے نکال کر اپنے سامنے میز پر لٹا دیا۔ اور اس کے
[illegible] پھیرتے ہوئے ایک ایسا منتر پڑھا کہ عنبر بلی
[illegible] دیں۔ عنبر اگرچہ بلی کی شکل میں ہوش

آ گیا تھا لیکن اسے اب بالکل یاد نہیں رہا تھا کہ وہ عنبر
ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک ایسی کالی بلی سمجھ رہا تھا جو یونانی
جادوگرنی کی غلام ہو۔ چنانچہ ہوش میں آتے ہی عنبر بلی نے
یونانی جادوگرنی کے ہاتھ کو چومنا شروع کر دیا۔ یونانی جادوگرنی
کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ اس کا منتر کامیاب ہو گیا تھا۔ کالی
بلی اس کے حکم کی غلام بن چکی تھی۔ اب وہ اس سے جو چاہے
کام لے سکتی تھی۔ یونانی جادوگرنی بلی کی زبان جانتی تھی۔ اس نے
عنبر بلی سے کہا۔

"آج سے تم میری غلام ہو۔ جو میں کہوں گی تم وہی
کرو گی۔ میری بات کو غور سے سنو۔ ابھی رات
کے تین بجے ہیں۔ دریا کنارے یہاں سے دو فرلانگ
کے فاصلے پر ایک ساہوکار کا مکان ہے۔ یہ
ساہوکار غریبوں کے زیور گروی رکھ کر انہیں تھوڑی
بہت رقم دے دیتا ہے اور پھر یہ زیور خود
ہڑپ کر جاتا ہے۔ یہ ساہوکار سماج کا دشمن
ہے۔ اس لیے میں چاہتی ہوں کہ فوراً اس کے
گھر جاؤ اور اس کی تجوری میں زیورات اور
ہیرے جواہرات کی تھیلی رکھی ہے وہ اڑا کر میرے
پاس لے آؤ۔ تاکہ میں انہیں غریبوں میں تقسیم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ون۔ یہ بڑا نیکی کا کام ہوگا۔ میرا منتر تجھے ساہوکار
کے گھر کا راستہ بتا دے گا۔"

یہ کہہ یونانی جادوگرنی نے عنبر بلی کو رات کے اندھیرے
میں باہر چھوڑ دیا عنبر بلی کو ساہوکار کے گھر تک پہنچانے
کے لیے یونانی جادوگرنی کا منتر برابر اپنا کام کر رہا تھا عنبر
بلی کی شکل میں رات کے اندھیرے میں ساہوکار کے مکان
میں گھس گیا۔ ساہوکار مکان کے برآمدے میں تخت پر چادر
اوڑھے سو رہا تھا۔ عنبر بلی وہاں سے سیدھا ساہوکار
کے کمرے میں چلا آیا۔ اس نے ایک الماری کو کھولا۔
اس کے اندر ایک تھیلی پڑی تھی جس میں ہیرے جواہرات
اور لوگوں کے پہنیاتے چھوٹے زیور رکھے تھے۔ عنبر نے تھیلی
گردن میں لٹکائی اور جدھر سے آیا تھا اُدھر سے ہنستا ہوا
واپس بھاگ گیا۔ یونانی جادوگرنی بلی کا بے چینی سے انتظار
کر رہی تھی۔ جونہی اس نے بلی کی گردن میں تھیلی دیکھی وہ
بہت خوش ہوئی۔ اس نے لپک کر عنبر بلی کی گردن سے
تھیلی اتار کر کھولی۔ تھیلی زیورات اور ہیرے جواہرات
سے بھری ہوئی تھی۔

یونانی جادوگرنی نے قہقہہ لگایا اور عنبر بلی کو دودھ پلا
کے میں بند کر دیا۔ اب ہم عنبر کو بلی کے روپ میں

یونانی جادوگرنی کے مکان پر چھوڑتے ہیں اور خود تھیوسانگ
کی طرف آتے ہیں۔ تھیوسانگ دریا میں تیرتے تیرتے آخر
کنارے پر آن لگا۔ چاندنی رات بے مدھم ہو گئی تھی۔ اس
لیے کہ چاند بادلوں میں چھپ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے پہلا
کام یہ کیا کہ فضا کو سونگھا۔ اسے عنبر کی خوشبو نہ آئی۔
وہ سمجھ گیا کہ عنبر بلی کی شکل میں اس کے ساتھ نہیں آسکا۔
اور کسی دوسرے ملک کو نکل گیا ہے۔ اب وہ یہ معلوم کرنا
چاہتا تھا کہ یہ ملک کون سا ہے؟ رات کافی گزر چکی تھی۔
باغ، مکان اور سڑک خاموش تھی۔ وہ کسی سے کچھ
نہیں پوچھ سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے
وہ شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں آگیا۔ جہاں چاروں
طرف چھوٹی چھوٹی پتھریلی پہاڑیاں تھیں۔ تھیوسانگ ان
چھوٹی پہاڑیوں میں چلنے لگا۔ پھر اسے ایک جگہ روشنی دکھائی
دی۔ وہ روشنی کی طرف چل پڑا۔

یہ مدھم روشنی ایک پہاڑی غار میں سے آرہی تھی تھیوسانگ
غار کے قریب گیا تو اسے اندر سے آدمیوں کے باتیں کرنے
کی آواز سنائی دی۔

"استاد! آج کی رات ہمیں ڈاکہ نہیں ڈالنا چاہیے
کیونکہ آج چاندنی رات ہے۔ ہمارے پکڑے جانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا فقرہ ۔

سردار بولا

"قبردار اگر پھر کبھی تم نے اپنی زبان سے ایسی بے ہودہ بات نکالی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے ہمیشہ چاندنی راتوں میں ہی زیادہ کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اور پھر اس وقت چاند بادلوں میں چھپ گیا ہے۔ چلو ہمیں اپنی مہم پر نکل چلنا ہوگا"

تھیوسانگ نے سوچا کہ یہ ضرور ڈاکو قسم کے لوگ ہیں۔ ضرور کسی کو ہلاک کرنے یا کسی کے گھر ڈاکہ ڈالنے جا رہے ہیں۔ چنانچہ تھیوسانگ نے بے گناہ لوگوں کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا اور غار کے باہر اس طرف آگیا جہاں ان ڈاکوؤں کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ یہاں آکر تھیوسانگ نے طاقت کو اپنے اوپر آزمانے کا ارادہ کیا۔ اس نے بڑا سانس اپنے آپ کو چھوڑا کرنے کے ارادے سے کے ساتھ لگایا تو وہ ایک دم ننھا سا تھیوسانگ کو بھی اسے اٹھا کر ماچس کی ڈبیا گھوڑے کے ساتھ

ہوئے چمڑے نے تھیلے کو تاڑ لیا تھا۔ تھیوسانگ گھوڑے کی باگ کو پکڑ کر گھوڑے کی گردن پر چڑھ گیا۔ پھر گھوڑے کے اوپر لٹکتا ہوا چمڑے کے تھیلے میں چھلانگ لگا دی۔ یہ تھیلا گھوڑے کے ساتھ لٹک رہا تھا۔

اتنے میں غار میں سے چھ سات ڈاکو قسم کے لوگ باہر نکلے۔ ان کے پاس تلواریں تھیں۔ جو کمر کے ساتھ لٹک رہی تھیں۔ کاندھوں کے ساتھ تیر کمان بھی لگے تھے۔ وہ آتے ہی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پھیکی چاندنی رات میں گھوڑے دوڑاتے مقدونیہ شہر سے نکل کر ساریکا شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ آدھے گھنٹے تک تیز رفتاری سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے وہ ساریکا شہر پہنچ گئے۔ تھیوسانگ ایک گھوڑے کے ساتھ لٹکتے چمڑے کے تھیلے میں بند تھا۔ ان ڈاکوؤں کی باتوں سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ یونان کے زمانے میں آگیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ یونانی زبان بول رہے تھے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ کہاں واردات کرنے جا رہے ہیں۔

ساتوں ڈاکو ساریکا شہر کے اندر جانے کی بجائے شہر کے باہر ہی ایک پہاڑی چشمے کے کنارے رک گئے۔ پھر سردار نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہ مکان میں اندھیرا ہے۔ کسان کی خوب صورت بیٹی
سو رہی ہو گی۔ جاؤ اور اسے بے ہوش کر کے
اٹھا کر لے آؤ۔ یہ لڑکی ہمیں مالا مال کر دے
گی "

تھیو سانگ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ چمڑے کے تھیلے میں سے سر نکال کر باہر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ تھیو سانگ کو اب محسوس ہوا کہ وہ سردار کے گھوڑے کے تھیلے میں ہے۔ کیونکہ سردار کا گھوڑا اپنی جگہ پر ویسے ہی ٹرکا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد گھوڑے کے سموں کی پھر آواز آئی گھوڑے قریب آکر رک گئے۔ سردار نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

" شاباش میرے ساتھیو! تم حسن کی شہزادی کو اٹھا لائے ہو۔ اب چلو۔ ہمیں صبح ہونے سے پہلے پہلے کورنتھ شہر کی ریاست میں پہنچ کر حسن کی دیوی کو اپاہو مندر کے پروہت کے پاس فروخت کرنا ہوگا۔ اس سے میں نے بات طے کر رکھی ہے "

تھیو سانگ نے سوچا کہ اب تھیلے سے باہر نکلنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسے تھیلے کے اندر رہ کر اب دیکھنا چاہیے

کہ آگے کیا ہوتا ہے۔ ساتوں ڈاکو گھوڑے دوڑاتے ساریکا شہر کی ریاست سے نکل کر یونان کی ایک دوسری ریاست کورنتھ کی طرف روانہ ہو گئے۔ دن نکلنے سے پہلے پہلے وہ کورنتھ پہنچ گئے۔ سردار نے باقی ساتھیوں کو ایک جگہ پہاڑی کے دامن میں ٹھہرنے کو کہا۔ اور خود حسن کی دیوی یعنی غریب کسان کی معصوم اور بے ہوش لڑکی کو لے کر اپاہو مندر کے پروہت کے مکان کی طرف چل پڑا۔ پروہت کے مکان میں شمع کی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ پروہت پہلے ہی سے ڈاکوؤں کے سردار کے انتظار میں تھا۔ جونہی اس نے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنی۔ شمع دان ہاتھ میں لے کر اپنے پہاڑی مکان سے باہر نکل آیا۔ تھیو سانگ کو پروہت کی آواز آئی۔

"تم وہ شے لے آئے ہو جس کی مجھے ضرورت ہے؟"

سردار نے گھوڑے سے اترتے ہوئے اپنے پیچھے آتے گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے کہا

"تمہاری امانت اس گھوڑے پر بے ہوش ہے"

پروہت نے شمع کی روشنی میں دوسرے گھوڑے پر بے ہوش پڑی کسان کی بیٹی کو غور سے دیکھا۔ وہ اس لڑکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سادہ اور پاکیزہ حسن سے بے حد متاثر ہوا۔ سردار کی طرف دیکھ کر بولا۔

"اسے اندر میرے کمرے میں پہنچا دو اور مجھ سے اپنا معاوضہ بھی وصول کر لو۔"

سردار نے اپنے ساتھی ڈاکو کی مدد سے کسان کی بے ہوش بیٹی کو اٹھا کر پروہت کے کمرے میں جا کر لٹا دیا۔ پروہت نے سردار کو سونے کے سکوں کی ایک تھیلی دے کر کہا۔

"مجھے امید ہے اب تم اس طرف کبھی نہیں آؤ گے۔ کیونکہ میں نے تمہیں جو کام کہا تھا اسے تم کر چکے ہو۔"

سردار بولا۔

"جب تم کہو گے تو آؤں گا۔ اس سے پہلے مجھے آنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ میں جا رہا ہوں۔"

تھیو سانگ چھوٹے قد میں سردار کے گھوڑے کے تھیلے ہی تھا۔ اب اسے وہاں سے باہر نکلنا تھا۔ جونہی سردار نے گھوڑا موڑا تھیو سانگ نے تھیلے سے باہر نکلنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ گھوڑا ابھی پتھروں میں آہستہ آہستہ چل رہا تھا تھیو سانگ تھیلے کے باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ رات ڈھل چکی ہے چاند پہاڑی پر جھک پڑا تھا اور صبح کا اجالا پھیل

تھا۔ سردار نے گھوڑے کو ایڑ لگائی تو تھیو سانگ نے تھیلے میں سے چھلانگ لگا دی۔ وہ ایک جھاڑی میں گر پڑا۔ گرنے کے بعد وہ اٹھ کر جھاڑی کی شاخوں میں سے باہر نکلا اور دوسری انگلی کو اپنے آپ کو بڑا کرنے کے ارادے سے جسم سے لگایا۔ وہ ایک دم بڑا ہو گیا۔

تھیو سانگ نے دیکھا کہ پروہت کا مکان وہاں سے چند قدموں کے فاصلے پر پہاڑی کے دامن میں تھا۔ تھیو سانگ نے مکان کی طرف چلنا شروع کیا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ اپنی اصلی شکل و صورت میں گیا تو پروہت اسے کسان کی بیٹی کے بارے میں کبھی کچھ نہیں بتائے گا۔ چنانچہ مکان کے قریب پہنچ کر تھیو سانگ نے ایک بار پھر اپنے آپ کو چھوٹا کیا اور پروہت کے مکان کی باغ والی کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں پروہت ایک لکڑی کے بڑے صندوق کو کھولے بیٹھا۔ اس میں بستر لگا رہا تھا۔ قریب ہی قالین پر کسان کی بیٹی بے ہوش پڑی تھی۔

تھیو سانگ ایک ستون کے پیچھے چھپ کر یہ سب کچھ دیکھنے لگا۔ اس نے سوچا کہ اسے پروہت کو موقع نہیں دینا چاہیئے۔ کہ وہ کسان کی معصوم بچی کو صندوق میں ڈال کر کسی دوسری جگہ پہنچا دے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہادری کے ساتھ مقابلہ کر کے لڑکی کو حاصل کر کے اسے
اس کے گھر پہنچا دینا چاہیئے پس تھیو سانگ نے فوراً انگل
سے اپنے جسم کو چھو کر ایک دم سے بڑا کر لیا۔ پروہت
نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اس کے پیچھے ایک اونچا لمبا جوان
آدمی موجود تھا۔ پروہت نے حیرت اور غصّے سے پوچھا۔

"کون ہو تم اور ——— اور یہاں کیسے آ گئے؟"

تھیو سانگ بولا۔

"میں اس لڑکی کا بھائی ہوں جس کو تم نے
ابھی ڈاکوؤں سے خریدا ہے۔"

پروہت غصّے سے تھیو سانگ کو تک رہا تھا۔ اس نے
ایک دم اپنی کمر کے ساتھ لگا ہوا خنجر نکال لیا اور تھیو سانگ
کے سینے پر زور سے پھینکا۔ خنجر تھیو سانگ کے سینے میں گھس
گیا۔ مگر تھیو سانگ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ تھیو سانگ صرف
اسی صورت میں مر سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ کی ایک انگلی کاٹ
دی جاتی۔ تھیو سانگ نے اپنے سینے میں گھسا ہوا خنجر ہاتھ
سے کھینچ کر باہر نکال لیا۔ خنجر کے ساتھ خون بالکل نہیں
لگا تھا۔

پروہت اپالو مندر کا پجاری تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے
سامنے کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ اب اس نے عیاری

کام لینے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ اس آدمی سے لڑ
کر وہ کبھی فتح حاصل نہ کر سکے گا۔ پروہت نے فوراً ہاتھ باندھ لیے
اور اپنا سر جھکا دیا۔ ادب و احترام سے بولا۔

"عظیم دیوتا! میں تمہارے آگے اپنا سر جھکاتا ہوں۔ میں
تو تمہاری ہی خدمت میں پیش کرنے کے لیے حسن کی
دیوی کو لا رہا تھا۔ اب اسے قبول کیجیے۔"

تھیو سانگ اس سے یہی اندازہ لگا سکا اور یہی اندازہ
اسے لگانا بھی چاہیئے تھا کہ یہ پروہت اس کی طاقت سے متاثر
ہو کر اسے دیوتا سمجھ بیٹھا ہے۔ چنانچہ وہ اس کی عیاری سے
غافل ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"اب جبکہ تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔ تو میں تمہیں
حکم دیتا ہوں کہ اس کسان کی بیٹی کو فوراً اس کے ماں
باپ کے گھر پہنچا دو۔ اس کے بعد میں تم سے بات
کروں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

پروہت ایک بات خوب جانتا تھا کہ یہ آدمی غیر معمولی طاقت
ضرور رکھتا ہے اور یہ طاقت جادو کی وجہ سے بھی حاصل
کی ہوئی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ دیوتا نہیں ہے۔ کیونکہ دیوتا
اس طرح پروہت کے گھروں میں نہیں آیا کرتے۔ وہ کسی
کی بیٹی سے ہاتھ بھی نہیں دھونا چاہتا تھا۔ کیونکہ ایسی حسین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیوی اسے پھر کبھی نہیں مل سکتی تھی۔ اور ایک خاص مقام
حاصل کرنے کے لیے اس حسن کی دیوی کو حاصل کرنا پروہت کے
لیے بہت ضروری تھا۔ اس نے چالاکی سے کام لیتے
ہوئے کہا۔

"عظیم دیوتا کے حکم کے مطابق ہی عمل کیا جائے گا۔
میں اسے ابھی ہوش میں لاتا ہوں اور یہ جو اپنے
گھر کا پتہ بتائے گی میں خود اسے اس کے گھر
چھوڑ آؤں گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"نہیں میں اسے خود اس کے گھر چھوڑ کر آؤں گا۔
تم اسے جتنی جلدی ہو سکے ہوش میں لاؤ۔"

پروہت نے اپنے سر کو جھکا دیا اور بولا۔

"جو حکم عظیم دیوتا کا"

پروہت انتہائی عیاری سے کام لے رہا تھا۔ اس نے
الماری کھول کر اس میں سے سفوف نکالا اور اسے دوائی
میں ڈال کر بے ہوش لڑکی کو سنگھانا شروع کر دیا۔ یہ سفوف
ایسا تھا کہ اسے سونگھ کر آدمی بے ہوش ہو جاتا تھا
بڑی تیز بے ہوشی کی دوائی تھی۔ چنانچہ جب اس
نے حسن کی دیوی یعنی حسن کی دیوی کو سنگھایا تو وہ

اور زیادہ بے ہوش ہو گئی۔ تھیوسانگ نے جب دیکھا
کہ لڑکی کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تو اس نے جھلا کر کہا۔

"یہ کیا سفوف ہے کہ جس سے لڑکی کو ابھی تک
ہوش نہیں آیا۔ لاؤ مجھے دکھاؤ۔"

پروہت بولا۔

"عظیم دیوتا۔ یہ سفوف ایسا ہے کہ کہتے ہیں اگر
اسے مردے کو بھی سنگھایا جائے تو وہ ایک بار
آنکھیں کھول دیتا ہے۔ یہ لیجئے۔ آپ خود دیکھئے
مصری حکیموں کا بنایا ہوا خالص سفوف ہے۔"

تھیوسانگ سے یہ غلطی ہو گئی۔ کہ اس نے سفوف کو
ناک کے قریب لا کر اسے سونگھ لیا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ اس
کی کوئی تیز مہک ہے کہ نہیں۔ سفوف میں سے ایسی تیز مصالحے
دار خوشبو نکلی کہ تھیوسانگ کا سر چکرانے لگا۔ سفوف اس
کے ہاتھ سے گر پڑا۔ مکار پروہت یہی چاہتا تھا۔ اس نے
جلدی سے کہا۔

"عظیم دیوتا! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

اور بڑے غور سے تھیوسانگ کو دیکھ رہا تھا۔ تھیوسانگ
کا رنگ اڑ گیا تھا۔ اور اس کی زبان جیسے بند ہو گئی تھی۔ وہ
کچھ اشارے کر رہا تھا۔ مگر پروہت اس کے سامنے اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گردن تان کر کھڑا قہقہے لگا رہا تھا۔ پھر تھیوسانگ دھڑام سے قالین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ پروہت نے تھیوسانگ کے بے ہوش ہوتے ہی اسے اٹھایا اور مکان کی پچھلی کوٹھڑی میں لا کر زمین پر ڈال دیا۔

پھر وہ لکڑی کا ایک ڈبہ اٹھا کر لے آیا۔ اس ڈبے میں مُردہ انسان کی ہڈیاں پڑی تھیں۔ پروہت نے ہڈیوں کو نکال کر بے ہوش تھیوسانگ کے سینے پر ڈال دیا۔ اور زور شور سے خبیث منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ جوں جوں وہ منتر پڑھ کر پھونکتا جاتا تھا۔ تھیوسانگ کا جسم غائب ہونا شروع ہو گیا تھا۔ پہلے تھیوسانگ کے بازو غائب ہوئے۔ پھر ٹانگیں۔ غائب ہوئیں۔ پھر سینہ غائب ہو گیا اور اس کے بعد سر بھی غائب ہو گیا۔

اس کے بعد تھیوسانگ پورا غائب ہو چکا تھا۔ پروہت نے ایک قہقہہ لگایا اور کسان کی معصوم اور بے ہوش بیٹی کی طرف بڑھا تاکہ اسے صندوق میں بند کر دے۔ جیسے اس نے لڑکی کے جسم کو ہاتھ لگایا۔ آسمان پر زبردست بجلی چمکی۔ بادلوں کی بھیانک گرج پیدا ہوئی اور پروہت دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ پھر اس نے دیکھا ایک سفید لباس والا نورانی آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس نورانی انسان نے پروہت کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تیری نیت اس معصوم بچی کی زندگی تباہ کرنے کی تھی۔ مجھے اس گناہ کی سزا مل کر رہے گی۔ تو اب ساری زندگی کے لیے ایسے ہی فرش پر پڑا رہے گا۔ نہ تو اٹھ سکے گا نہ چل سکے گا۔"

اس کے بعد نورانی انسان نے آگے بڑھ کر معصوم کسان کی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور شفقت بھری آواز میں کہا۔

"میری بچی! خدا کا نام لے کر اٹھ اور میرے ساتھ چل۔ تیرے ماں باپ تیری جدائی میں پریشان ہو رہے ہیں۔"

اچانک لڑکی آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نورانی انسان نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے ساتھ لے کر غائب ہو گیا۔

اب ہم تھیوسانگ کی طرف آتے ہیں۔ تھیوسانگ کو پروہت نے جادو کے ذریعے غائب کر دیا تھا۔ اس کے حساب سے تھیوسانگ کو ہمیشہ کے لیے ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر چونکہ تھیوسانگ خلائی انسان تھا اس لیے زندہ رہا مگر یونان کے زمانے سے غائب ہو کر وہ قدیم مصر کے اس زمانے میں نکل آیا۔ جب مصر پر ایک فرعون

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حکومت کرتا تھا اور یہ زمانہ حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ تھیوسانگ کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک بازار میں پایا جہاں لوگ قدیم مصری لباس میں چل پھر رہے تھے۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے پوچھا کہ کیوں بھائی یہ کس بادشاہ کی حکومت ہے؟ اس آدمی نے حیرانی سے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کیا تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ تم مصر کے دارالحکومت میں کھڑے ہو اور یہاں فرعون کی حکومت ہے؟"

تھیوسانگ سر تھام کر رہ گیا۔ وہ تو عنبر کیو اور مار ناگ سے ہزاروں برس پیچھے نکل آیا تھا۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ تھیوسانگ تھوڑی دیر کے لیے بازار ایک طرف ہٹ کر درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ پھر اٹھ اور بازار میں چلتے چلتے چوک کی طرف آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ چوک میں ایک جگہ لوگوں کا ہجوم لگا ہے۔ تھیوسا بھی اس ہجوم میں داخل ہو گیا۔ یہاں غلاموں کو فروخت کیا جا رہا تھا۔ ایک غلام فروخت کرنے کے لیے لایا گیا۔ تھیو دوسرے لوگ اس نوجوان غلام کے نورانی چہرے کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ غلاموں کے مالک نے کہا۔

.. اس نوجوان کی بولی کیا لگاتے ہو؟"

ہجوم میں سے ایک امیر آدمی نے بڑھ چڑھ کر بولی دینی شروع کر دی۔ آخر اس امیر آدمی نے اس نورانی چہرے والے غلام کو خرید لیا۔ اور اس سے پوچھا۔

"نوجوان تمہارا نام کیا ہے؟"

نوجوان نے ایک نگاہ آسمان کی طرف ڈالی اور پھر بڑی باوقار آواز میں بولا۔

"میرا نام یوسفؑ ہے اور میں اللہ کے پیغمبر کا فرزند ہوں۔"

امیر آدمی نے کہا۔

"مگر میں نے تمہیں خرید لیا ہے اور اب تم میری حویلی میں میرا حکم بجا لاؤ گے۔"

حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

"میں صرف اللہ کا حکم بجا لاتا ہوں۔ خدا کا حکم یہی ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے ایسے ہی ہو اور میں اس کے حکم کے آگے اپنا سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ تم نے مجھے خریدا ہے۔ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ اللہ کا منشاء اس وقت یہی ہے۔"

تھیوسانگ کو فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یاد آگیا۔ اس نے دل میں کہا کہ

"یہ میری خوش نصیبی ہے۔ کہ میری آنکھیں ان کا دیدار کر رہی ہیں"

امیر آدمی نے۔ جس کا نام عزیز مصر تھا۔ اپنے آدمیوں سے کہا۔

"اس غلام کو ہماری حویلی میں پہنچا دو۔ یہ ایک نیک دل اور سچا انسان لگتا ہے۔ ہمیں ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی"

تھیوسانگ نے امیر آدمی سے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی آپ کی حویلی میں غلام بن کر آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں"

امیر آدمی یعنی عزیز مصر نے تھیوسانگ کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا۔

"اگر ایک غلام مجھے مفت میں ملتا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ تم بھی میری حویلی میں رہ سکتے ہو"

چنانچہ تھیوسانگ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ عزیز مصر کی حویلی میں آگیا۔ تھیوسانگ کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کے

سہنے کی سعادت حاصل کر سکے۔ حضرت یوسفؑ کے حسن کو جو بھی دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ عزیز مصر کی نیک دل جوان بیوی کا نام زلیخا تھا۔ اس نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو ان پر فریفتہ ہو گئی۔ مگر حضرت یوسفؑ تو اللہ کے پیغمبر تھے۔ وہ ان باتوں سے بہت بلند تھے۔ ان کے دل میں سوائے اللہ کے اور کسی کی محبت جگہ نہیں پا سکتی تھی۔ مگر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کمرے میں بلایا اور کہا کہ مجھ سے شادی کر لو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو ایسا خیال دل میں لانے سے منع فرمایا۔ کیونکہ زلیخا پہلے سے شادی شدہ تھی۔ مگر زلیخا کے دل میں شیطان نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے حضرت یوسفؑ کو دولت اور حکومت کا لالچ دیا۔ لیکن اللہ کے نیک بندے کبھی کسی لالچ میں نہیں آتے اور پھر پیغمبروں کا رتبہ تو بہت بلند ہوتا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے آسمان کی طرف نورانی چہرہ اٹھا کر کہا "اے میرے اللہ! مجھے اپنی پناہ میں رکھنا" جونہی زلیخا حضرت کی طرف بڑھی آپ دروازے کی طرف بھاگے۔ زلیخا کا جب کوئی بس نہ چل سکا تو اس نے حضرت یوسفؑ کی قمیض پیچھے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ قمیض کا ٹکڑا پھٹ کر زلیخا کے ہاتھ میں آگیا اور حضرت یوسف کمرے سے باہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے۔

اب تو زلیخا کو خیال آیا کہ میری بڑی بے عزتی کی گئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے بدنامی بھی ہو۔ چنانچہ اس نے شور چلانا شروع کر دیا کہ حضرت یوسفؑ نے نعوذ باللہ حملہ کیا تھا۔ زلیخا کا خاوند عزیز مصر بھی اپنے دوستوں کے ساتھ پہنچ گیا۔ اس نے فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈال دیا۔ تھیوساگ نے بھی یہ واقعہ سنا تو کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا دامن پاک ہے اور زلیخا نے ان پر الزام لگایا ہے۔ مگر خدا کی مرضی یہی تھی۔ یہ سب کچھ اللہ کی منشا کے مطابق ہو رہا تھا چنانچہ تھیوساگ نے بھی عزیز مصر کی نوکری چھوڑ دی اور حضرت یوسفؑ کے ساتھ ہی قید خانے میں چلا گیا۔ اور وہاں ان کی خدمت کرنا اب وقت گزرتا چلا گیا۔

تھیوساگ بھی خاموش تھا۔ حضرت یوسفؑ اللہ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کیے ہوئے تھے۔ اب ایک کے قید خانے میں دو قیدیوں نے رات کو خواب حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی پہنچنے کے لیے ان کے پاس آئے۔ قید خانے سفؑ السلام کا بے حد احترام کرتا تھا۔

ایک تو ان کا اخلاق بے حد بلند تھا دوسرے وہ ہر کسی کی خدمت کرتے تھے اور کبھی کبھی کسی کو اس کے خواب کی تعبیر بھی بتا دیا کرتے تھے۔ ان دو قیدیوں میں سے ایک قیدی نے کہا "یا حضرت! میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پہ روٹیوں سے بھری ہوئی چنگیر ہے۔ میں چلا جا رہا ہوں اور پرندے میری چنگیر میں سے روٹیاں توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں"

حضرت یوسف علیہ السلام نے تھوڑی دیر غور فرمانے کے بعد فرمایا۔

"تمہیں کل موت کی سزا ہو جائے گی"

وہ قیدی تو سر پکڑ کر رہ گیا۔ مگر دل میں یہ سوچ کر اپنے آپ کو حوصلہ دینے لگا کہ ہو سکتا ہے تعبیر درست نہ ہو۔ دوسرے قیدی نے خواب سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے مشک اٹھا رکھی ہے۔ اور لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں" اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا۔

"تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم باعزت بری کر دیئے جاؤ گے اور پھر اتنی ترقی کرو گے کہ مصر کے بادشاہ یعنی فرعون کے دربار میں درباریوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ٹھنڈا شربت پلانے پر معمور ہو جاؤ گے "
کرتا خدا کا کیا ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی
ہوئی دونوں تعبیریں سچی نکلیں۔ ایک دن بعد پھلے والے
قیدی کو پھانسی ہو گئی۔ اور دوسرے قیدی کو با عزت
رہائی کرنے کے احکامات آ گئے۔ تھیو سانگ یہ سب
کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا دوسرا قیدی کچھ
دنوں کے بعد مصر کے دربار میں شاہی آب دار
یعنی دربار یوں میں پانی تقسیم کرنے والے کے عہدے
پر فائز ہو گیا۔ وقت کچھ اور گزر گیا۔ اب ایسا
ہوا کہ خود فرعون مصر کو ایک خواب آیا جس
میں اس نے دیکھا کہ سات موٹی اور صحت
مند گائیں دریا کے کنارے ہرا ہرا گھاس
چر رہی ہیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ سات
بہت ہی لاغر اور کمزور گائیں ہیں کہ خشک زمین
پر گھاس تلاش کرتی پھرتی ہیں۔ فرعون نے دربار
کے شاہی نجومی کو خواب سنا کر اس کی تعبیر
پوچھی۔ شاہی جوتشی نے جو تعبیر بتائی فرعون
کو اس سے مطمئن نہ ہوا۔ اس نے کئی لوگوں
کو خواب سنایا۔ مگر کوئی بھی خواب کی صحیح تعبیر نہ بتا سکا۔

کنوئیں کی قید میں

فرعون اپنے خواب کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔
اچانک اس قیدی کو جو اب فرعون کے دربار میں شاہی آب دار
تھا خیال آیا کہ قید خانے میں ایک نورانی چہرے والا نیک اور پرہیز گار
نوجوان ہے۔ جس نے خواب کی تعبیر بالکل سچ بتائی تھی۔ شاہی آب دار نے
فرعون کی تعظیم بجا لا کر عرض کی۔

"بادشاہ سلامت! قید خانے میں ایک ایسا پاکیزہ دل
والا نوجوان موجود ہے جو خواب کی بالکل سچی تعبیر
بتاتا ہے۔"

پھر شاہی آب دار نے اپنے اور پھانسی پا جانے والے قیدی
کے خواب کا واقعہ سنا دیا۔ فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ
اس نورانی چہرے والے نوجوان کو شاہی محل میں بلایا جائے۔
جب شاہی ہرکارہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خلاصی رہائی
کے احکامات لے کر قید خانے میں پہنچا۔ تو حضرت یوسفؑ نے
فرمایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مجھے ایک ایسے جرم کے الزام میں یہاں قید کیا گیا ہے جو میں نے نہیں کیا۔ اس لیے پہلے مجھے اس جھوٹے الزام سے باعزت بری کیا جائے پھر میں قید خانے سے نکلوں گا۔"

فرعون نے مقدمہ دوبارہ شروع کر دیا۔ یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے اس لیے وہ بے گناہ ہیں اور قصور وار زلیخا ہے۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام قصور وار ہوتے تو قمیض آگے سے پھٹی ہوتی۔ اس قدر وزنی اور سچی تھی کہ زلیخا عدالت میں رو پڑی۔ اس نے اعتراف کر لیا کہ قصور اسی کا تھا۔ یوسف علیہ السلام معصوم اور بے گناہ ہیں۔ فرعون کے حکم سے اسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو باعزت بری کر دیا گیا۔ تب فرعون نے حضرت یوسف کو اپنا خواب سنا کر اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسف نے

"اے بادشاہ تم نے پہلی جو سات صحت مند بھینسیں دیکھی ہیں اس کا مطلب ہے کہ اس ملک پر سات بڑے قحط آئیں گے۔ ان برسوں میں ملک میں بے حد اناج پیدا ہوگا۔ پھر تم نے جو سات دیکھی ہیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے بعد مصر پر سات برس کے لیے زبردست قحط پڑ جائے گا اور لوگ گیہوں کے دانے دانے کو ترسیں گے۔"

فرعون فکرمند ہو کر بولا۔

"اے نیک دل مقدس نوجوان! تم نے میرے خواب کی جو تعبیر بتائی ہے۔ وہ میرے دل کو جا کر لگی ہے۔ مجھے تم پر یقین ہے۔ اب یہ بتا کہ مجھے اپنی رعایا کو قحط سے بچانے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔"

تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرعون کو مشورہ دیا کہ جن برسوں میں ملک میں بے حد اناج پیدا ہوگا۔ ان دنوں میں اناج بچا کر جمع کر لیا جائے۔ تاکہ جب قحط کا زمانہ آئے تو اس زمانے میں لوگوں کو ضرورت کے مطابق مہیا کر دیا جائے۔ فرعون نے حضرت یوسف کو اپنے دربار کا وزیر خاص مقرر کر دیا۔ حضرت یوسف نے ایسی دانشمندی اور دیانت داری سے اناج جمع کیا کہ ایک دانہ بھی ضائع نہ ہوا۔ آخر وہی ہوا۔ پہلے سات برس تو مصر میں بے پناہ اناج پیدا ہوا جس کی بھاری تعداد گوداموں میں جمع کر لی گئی۔ اس کے بعد ملک میں قحط پڑ گیا۔ حضرت یوسف نے خواب کی جو تعبیر بیان فرمائی تھی وہ سچ ثابت ہو رہی تھی۔ قحط اس قدر بھیانک تھا کہ اگر حضرت یوسف کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مطابق عمل کرتے ہوئے اناج گوداموں میں محفوظ کر لیا جاتا تھا۔ مصر میں لوگ بھوکوں مرنا شروع ہو جاتے۔ مگر اب سب کو وقت پر ایک جتنا راشن مل رہا تھا۔ یوں قحط سالی کا زمانہ بخیر و خوبی گزر گیا۔ اسی زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے وہ بھائی بھی فلسطین مصر کے دارالحکومت میں آئے جنہوں نے حسد کے مارے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک دیا تھا مگر حضرت صاحب نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا۔ پھر وہ اپنے برگزیدہ والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملنے تشریف لے گئے۔ باپ نے اپنے مقدس بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ اور خدا کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اس کے بعد اس خاندان میں اللہ کے کئی برگزیدہ نبی اس دنیا میں تشریف لائے۔

تھیوسانگ اس وقت بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ۔ جب آپ دربار کے وزیر خاص تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ ترین رتبے سے سرفراز فرمایا تھا پھر ایک روز ایسا ہوا کہ تھیوسانگ مصر کے ایک صحرا میں دریائے نیل کے ساتھ جا رہا تھا کہ اس کی نظر ایک بزرگ عورت پر پڑی جو دریا کنارے بیٹھی اللہ کی عبادت کر رہی تھی۔ تھیوسانگ اس کے پاس جا کر بزرگ خاتون کو سلام کیا اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کی

بزرگ عورت نے فرمایا۔

"تھیوسانگ! تیرا دل اسلام کے نور سے منور ہو چکا ہے۔ یاد رکھ اسلام اللہ کا دین ہے اور اس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے ہی سے ہو گئی تھی۔ اور اس کی انتہا، اس کی تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ہو گی۔ جو اللہ کے آخری نبی ہوں گے۔ ان کے بعد دنیا میں کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ اس روز دین اسلام مکمل ہو جائے گا۔ تاکہ قیامت تک انسانوں کو نیک زندگی بسر کرنے کے لیے سیدھا راستہ۔ اسلام کا راستہ مل جائے۔ مگر تجھے ابھی اپنے ساتھیوں کے پاس جانا ہے۔ تجھے کئی مصیبت کے مارے لوگوں کی مدد کرنی ہے۔ تو واپس جا اپنے دوست عنبر کے پاس جو اس وقت سخت مشکل میں ہے۔ اور جسے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

تھیوسانگ نے بے اختیار پوچھا۔

"مقدس خاتون! میں عنبر کو کہاں مل سکتا ہوں؟"

بزرگ خاتون نے دریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس دریا میں اتر جا۔ تو وہاں پہنچ جائے گا۔ جہاں عنبر پہلے ہی سے موجود ہے"

تھیوسانگ کو یہ پوچھنے کا خیال ہی نہ آیا کہ عنبر کس شکل میں ہے۔ یہ بھی شاید قدرت کی مرضی تھی کہ تھیوسانگ کو ابھی معلوم نہ ہو سکے کہ عنبر کس حالت میں ہے۔ تھیوسانگ نے بزرگ خاتون کو ادب سے سلام کیا اور دریا میں اتر گیا۔ دریا میں اترتے ہی کسی نے اسے پانی کے اندر کھینچ لیا۔ وہ پانی کے نیچے چلا گیا۔ اسے غوطے آنے لگے۔ اس نے جلدی سے اپنا سر پانی سے باہر نکالا تو نہ وہ مصر تھا اور نہ مصر کا دریا تھا اور نہ وہ بزرگ خاتون وہاں پر موجود تھی۔ وہ واپس اسی کورنتھ شہر میں آگیا تھا۔ جہاں عنبر بلی کی شکل میں یونانی جادوگر کے مکان پر پنجرے میں بند پڑا تھا۔

تھیوسانگ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھ رہا تھا کہ اسے کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا سانگ کے دل میں ایک انقلابی اور خوشگوار تبدیلی پیدا اور اس نے ایک نئے عزم سے اس عہد کیا تھا۔ کہ وہ جب تک زندہ رہے گا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرے گا اس کے آخری نبی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان قائم و دائم رکھے گا۔ اور دکھی لوگوں کی مستقل حل سے مدد کرتا رہے گا۔

تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ عنبر اس کے ساتھ ہی بلی کی شکل میں مقبرے سے بھاگا تھا۔ ہو نہ ہو وہ اب بھی بلی ہی کی شکل میں کسی نہ کسی ملک یا شہر میں زندہ ہوگا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ جو کوئی بھی بلی اسے نظر پڑے گی وہ اس کی جانچ پڑتال کرے گا۔

ابھی تھیوسانگ چاہتا تھا کہ وہ کسی سرائے میں جا کر قیام کرے اور نئے کپڑے بھی بنوائے۔ کیونکہ اس کے کپڑے قدیم مصری فرز کے تھے۔ اور کافی خراب ہو گئے تھے۔ تھیوسانگ کے پاس کوئی پیسہ بھی نہ تھا۔ وہ دریا سے نکل کر کنارے پہ دھوپ میں بیٹھ گیا۔ شام ہو رہی تھی۔ کورنتھ شہر میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے سرائے کا پتہ پوچھا۔ یہ آدمی یونانی میں بات کر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"بھائی میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں پردیسی ہوں۔ کیا اس شہر میں مجھے کوئی کام مل جائے گا؟"

اس آدمی نے دور ایک باغ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"زیتون کے اس باغ میں چلے جاؤ۔ وہاں تمہیں شاید کام مل جائے"

تھیوسانگ زیتون کے باغ میں آیا تو دیکھا کہ کئی حبشی لوگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہندی نام باغ میں کام کر رہے تھے۔ ان کا مالک ایک گنجا سا
پر بیٹھا شیشے کے گلاس میں شربت پی رہا تھا۔ تھیو سانگ کو
آتا دیکھ کر اس نے وہیں سے پوچھا۔

"ادھر کیا لینے آ رہے ہو؟"

تھیو سانگ نے قریب جا کر سلام کیا اور کہا کہ اسے کوئی کام
چاہیئے۔ وہ پردیسی ہے۔ اور ملک مصر کا رہنے والا ہے۔ یونانی
مالک نے تھیو سانگ کو اوپر نیچے دیکھا اور بولا۔

"تم کیا کام کر سکتے ہو؟"

تھیو سانگ نے سوچا کہ مزدوروں کی طرح کام کرنے کی
بجائے اسے کھانا پڑھانی کا کام مل جائے تو بہتر ہو گا۔ اس نے
کہا۔

"جناب میں کئی زبانوں میں لکھ پڑھ سکتا ہوں۔"

یونانی مالک نے چونک کر پوچھا۔

"کیا تم قدیم کُتھری زبان جانتے ہو؟"

کُتھری زبان وہ زبان تھی جو آج سے بیس ہزار برس کہا
جاتا ہے کہ وادی سنجدان میں آباد لوگ بولا کرتے تھے۔ وادی کنجدان
کے بارے میں تاریخ میں بتایا گیا ہے کہ اس قوم پر جنات
کی حکومت تھی اور یہ لوگ سونے کی ڈلیوں اور ہیرے جواہرات
سے محلوں کی دیواروں میں گارے پتھروں جگہ استقال کیا

تھے۔ یہ قوم اس قدر دولت مند تھی کہ تاریخ کے صفحات سیاہ
اس سے زیادہ دولت مند قوم کا ذکر اور کہیں نہیں ملتا۔ پھر
اس قوم نے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ وہ سیدھی راہ
سے بھٹک گئی۔ اور ان پر تباہی نازل ہوئی۔ اور ایک رات ایسا
بھیانک زلزلہ آیا کہ کُتھری کا سارے کا سارا شہر زمین میں دھنس
کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو گیا۔ کئی صدیوں تک لوگ
کُتھری قوم کے دبے ہوئے عزتی شدہ خزانوں کو تلاش کرتے
رہے۔ اس میں ہزاروں لوگ سانپوں کے ڈسنے اور جنات
کے حملے سے مر بھی گئے۔ تھیو سانگ نے اس کُتھری قوم کے بارے
میں بہت کچھ عجیب و غریب باتیں سن رکھا تھا۔ چنانچہ جب یونانی
امیر نے اس سے کُتھری زبان کے بارے میں سوال کیا تو تھیو سانگ
سمجھ گیا کہ اس کے پاس ضرور کُتھری قوم کے کسی خزانے کے بارے
میں کوئی خفیہ دستاویز ہو گی۔ جس کو یہ پڑھوانا چاہتا ہو گا۔
تھیو سانگ نے جواب میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں کُتھری قوم کی تحریر پڑھ لیتا ہوں۔ یہ
زبان میرے دادا نے مجھے سکھائی تھی۔ جو اس پرانی
زبان کے ماہر تھے۔"

یونانی امیر نے اٹھ کر تھیو سانگ سے ہاتھ ملایا اور اسے
باغ میں بنے ہوئے اپنے مکان کے ایک کمرے میں لے گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب سے پہلے اُسے شربت پلایا۔ پھر اُس کو نئے کپڑے پہننے کو دیئے۔ اُس کی بڑی آؤ بھگت کی اور کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے دوست؟"

تھیوسانگ نے کہا۔ "مجھے تھیوسانگ کہتے ہیں"

یوناق امیر بولا۔

"یہ تو مجھے پتہ نام لگتا ہے۔ کیا تمہارا تعلق ملک چین سے ہے؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔

"جی نہیں۔ میرا ملک چین سے کوئی تعلق نہیں۔ بس میرا نام ہی ایسا ہے"

یوناق امیر نے تھیوسانگ کے لیے شاہانہ کھانا منگوایا تھیوسانگ کو اس کی ضرورت نہیں تھی مگر اس نے کھانا کھا لیا۔ کھانے کے بعد یوناق امیر نے قہوہ منگوا لیا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا تھا کہ یوناق امیر اس کی آؤ بھگت محض اس لیے کر رہا ہے کہ اس کے پاس کھنڑی خزانے کی کوئی پرانی خفیہ دستاویز ہو گی۔ جس کو اس سے پڑھوانا چاہتا ہو گا۔ جب رات ہو گئی اور چلے گئے تو یوناق امیر تھیوسانگ کو اپنے ایک دوست میں لے گیا۔ جہاں ایک سنگ مرمر کی بڑی میز کرسیاں لگی تھیں۔ میز پر ایک شمع دان میں چراغ

دیواروں میں الماریاں لگی تھیں۔ یوناق امیر نے تھیوسانگ کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود الماری میں سے ایک پرانا لکڑی کا صندوقچہ نکال کر لے آیا۔ اس چھوٹے سے صندوقچے پر گرد جمی ہوئی تھی۔ اسے کپڑے سے صاف کر کے کھولا۔ اس میں سے ایک چمڑے کا مکوں ٹکڑا نکال کر تھیوسانگ کے سامنے پھیلا کر رکھ دیا۔ اور بولا۔

"کیا تم پڑھ کر بتا سکتے ہو کہ کھنڑی زبان میں اس ٹکڑے پر کیا لکھا ہے؟"

تھیوسانگ نے شمع کی روشنی میں چمڑے کے ٹکڑے کو غور سے دیکھا۔ وہاں کھنڑی زبان میں کئی نشانیاں لکھی ہوئی تھیں۔ کہیں درخت کی نشانی بنی ہوئی تھی۔ کہیں دریا کی۔ اور کہیں کوئی ریت کا ٹیلا بنایا گیا تھا۔ جگہ جگہ کھنڑی زبان میں لکھا تھا۔ یہاں سے بائیں طرف دو قدم چلنا ہو گا۔ یہاں سے دائیں طرف سات قدم چلنا ہو گا۔ یہاں ایک سرنگ میں داخل ہونا ہو گا۔ یہاں جنات کا پہرہ ہے اس لیے اس سرنگ میں ہرگز... داخل مت ہونا۔ یہ خزانے کا نقشہ تھا۔ کھنڑی خزانے کا نقشہ۔ اس کے اوپر لکھا تھا۔

"میرے بیٹے! میں یہ خزانے کا نقشہ تمہارے لیے چھوڑ رہا ہوں۔ اگر تم یہ خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدھا خزانہ غریب لوگوں میں تقسیم کر دینا۔ باقی جو
بچ جائے وہ تم اپنے پاس رکھنا اور ساری
زندگی غریبوں کی مدد کرتے رہنا۔ کبھی کسی کو اپنے گھر
سے خالی ہاتھ مت لوٹانا۔ فقط تمہارا جلاوطن باپ سے

تھیوساگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ کسی ایسے کفری امیر نے نقشہ
بنایا ہے۔ جسے کسی وجہ سے شہر سے بادشاہ نے جلا وطن
کر دیا ہوگا۔ اس کے جلا وطن ہونے کے بعد شہر زلزلے کی
وجہ سے خرد ہو گیا۔ ممکن ہے اس کا بیٹا اس وقت شہر سے
باہر گیا ہوگا۔ اور باپ نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے کے
لیے خزانے کا یہ نقشہ بنا کر کسی پوشیدہ جگہ رکھ دیا۔
جہاں سے ہزاروں سال گزرنے کے بعد یہ نقشہ لوگوں کے
ہاتھوں سے ہوتا ہوا اس یونانی امیر کے پاس پہنچ گیا۔ چونکہ
کوئی بھی قوم کفری زبان نہیں جانتی تھی اس لیے یہ نقشہ کوئی
بھی نہ پڑھ سکا تھا۔ اور یوں وہ خزانہ اب تک محفوظ رہا
تھا۔ تھیوساگ نے سوچا کہ اگر اس یونانی امیر کو یہ خزانہ مل
گیا تو وہ جلا وطن باپ کی وصیت کے مطابق کبھی عمل نہیں
کرے گا۔ کیونکہ صاف لگ رہا تھا کہ یونانی امیر بہت لالچی
ہے اور اسے دولت کی ہوس ہے۔ بس تھیوساگ
نے کیا کہ وہ اصل بات کو چھپا لے گا۔

یونانی امیر نے پوچھا۔
"تم کیا سوچ رہے ہو۔ تھیوساگ؟ کیا یہ تحریر تم نہیں
پڑھ سکتے؟ یہ ضرور کسی خزانے کا نقشہ ہے۔ مجھے
بتاؤ کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ اگر یہ خزانے کا
نقشہ ہے تو میں تمہیں قول دیتا ہوں کہ خزانہ مل جانے
کی صورت میں آدھا خزانہ تمہارا ہوگا۔"
تھیوساگ نے کہا۔
"بات یہ ہے کہ اس کفری تحریر میں کچھ عجیب
سی خطرناک باتیں لکھی ہیں۔"
یونانی امیر نے بے تاب ہو کر کہا۔
"یہ خزانے کا نقشہ تو ہے نا؟"
"ہاں یہ خزانے کا نقشہ ہی ہے۔" تھیوساگ نے کہا۔
یونانی امیر فوراً بولا۔
"تو پھر جلدی بتاؤ کہ اس میں اس کی کیا نشانیاں
دی گئی ہیں۔ اور خزانہ کس ملک میں ہے۔ اور
اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔"
تھیوساگ نے اتنی دیر میں سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کہنا ہے
گا۔ وہ چمڑے کے نقشے پر آنکھیں جمائے ہوئے بولا۔
"اس میں اوپر لکھا ہے کہ یہ کفری قوم کے آخری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ کے خفیہ خزانے کا نقشہ ہے۔ جو دریائے دجلہ کے کنارے زمین کے اندر زلزلے کی وجہ سے شہر کے ساتھ ہی غرق ہو گیا تھا۔ مگر اس خزانے پر جنات کا قبضہ ہے۔ خزانے کے اندر سانپ اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے جس شخص کو یہ چمڑے کا نقشہ ملے اس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ہرگز ہرگز اس خزانے کی تلاش میں نہ نکلے نہیں تو اس کی سات پشتوں کو پچھتانا پڑے گا۔ اس کی سات پشتو کو ایسی بیماری لگ جائے گی کہ وہ زندگی بھر تڑپتے رہیں گے۔"

تھیوسانگ کا خیال تھا کہ اس سے یونانی امیر ڈر جائے گا اور خزانے تک پہنچنے کا خیال دل سے نکال دے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا یونانی امیر بہت ہی لالچی تھا۔ اس نے کہا۔

"خواہ میری سات پشتیں برباد ہو جائیں مگر میں اس خزانے کو حاصل کر کے رہوں گا۔ تھیوسانگ کیا تم میرے ساتھ چلو گے؟ میں ایک بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر خزانہ مل گیا تو اس کا آدھا حصہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دوں گا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ خزانہ تو زمین میں دبا دبا ایک روز مل جائے گا۔ یہ شخص اگر اپالو کی قسم کھا کر وعدہ کر رہا ہے تو بہتر یہی ہے کہ خزانہ نکال لیا جائے۔ تاکہ اس کا آدھا حصہ غریبوں کو تو مل جائے گا۔ غریب لوگوں کا اس سے بہت فائدہ ہو جائے گا۔ کیونکہ بادشاہ کا خزانہ بہت بڑا خزانہ ہوتا ہے۔ اب تھیوسانگ نے یونانی امیر سے کہا۔

"کیا تم اپالو دیوتا کے بت کے سامنے کھڑے ہو کر یہ عہد کرنے کو تیار ہو کہ خزانہ مل جانے پر تم اس کا آدھا حصہ غریبوں میں بانٹ دو گے؟"

یونانی امیر نے کہا۔

"ہاں! میں اپالو دیوتا کے سامنے جا کر یہ قسم کھانے کو تیار ہوں۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تو گھوڑے نکالو اور ابھی میرے ساتھ اپالو دیوتا کے مندر میں چلو۔"

یونانی امیر کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے اسی وقت گھوڑے نکالے وہ دونوں اپالو مندر پہنچ گئے۔ یونانی امیر نے اپالو دیوتا کے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔

"اے اپالو دیوتا! میں قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے خزانہ مل گیا تو میں اس کا آدھا حصہ غریبوں میں بانٹ دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔
"کیا اب تم مطمئن ہو گئے ہو؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"ہاں مجھے اطمینان ہو گیا ہے"
یونانی امیر اسے ساتھ لے کر واپس اپنے مکان پر آ گیا اور

"کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تھا تھیوسانگ؟ میں جانتا ہوں۔ تم نے اس نقشے کی بہت سی باتیں چھپا لی تھیں۔ اب جبکہ تمہیں میری طرف سے اطمینان ہو گیا ہے۔ تو مجھے وہ باتیں بھی بتاؤ۔ جو تم نے مجھے پہلے نہیں بتائیں تھیں"
تھیوسانگ نے اب اسے سارا نقشہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا یونانی امیر کا دل کھوٹا تھا۔ اس نے اوپر سے عہد کیا تھا کہ وہ آدھا خزانہ غریبوں میں بانٹ دے گا۔ جبکہ وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ جب اسے خزانہ مل جائے گا تو وہ تھیوسانگ کو بھی ہلاک کر دے اب جب اسے معلوم ہوا کہ خزانے کے مالک نے اپنے ہدایت کی ہے کہ وہ آدھا خزانہ غریبوں میں پھر اس کا [illegible]قوں میں اور اس کا بھی آدھا دوسرے لوگوں میں تو یونانی امیر دل میں ہنسا۔ اور اپنے آپ سے دل میں

کہا کہ ایک بار خزانہ ہاتھ آ جانے دو۔ میں اس کی ہوا بھی کسی کو نہیں لگنے دوں گا۔ اس تھیوسانگ کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ یہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ خزانہ میرے پاس ہے۔
تھیوسانگ سے یونانی امیر نے بڑی چاپلوسی سے کہا۔
"بیٹا تھیوسانگ! مجھے تو خزانے کا صرف چوتھا حصہ ہی دے دو گے تو میں خوش ہو جاؤں گا۔ باقی چاہے ساری دولت تم اپنے ہاتھوں غریبوں میں تقسیم کر دینا۔ بلکہ اگر تم کہو گے تو میں خزانے کا چھٹا حصہ بھی لینے کو تیار ہوں"
تھیوسانگ نے اس کی بات پر اعتبار کر لیا اور بولا۔
"ٹھیک ہے۔ ہمیں صبح ہی خزانے کی تلاش میں چل پڑنا چاہیئے"
یونانی امیر نے صبح اٹھتے ہی ساری تیاریاں مکمل کر لیں۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ چار گھوڑوں پر انہوں نے ضروری سامان اور خوراک پانی لاد لیا۔ اور یونان سے دریائے دجلہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ خزانہ اسی دریا کی وادی میں ایک ٹیلے کے اندر دفن تھا۔ دو دن کے سفر کے بعد تھیوسانگ اور یونانی امیر دجلہ کی وادی میں پہنچ گئے۔ تھیوسانگ اس لیے ساتھ گیا تھا کہ اس پر فرض ہو گیا تھا کہ وہ کفری خزانہ نکال کر جلاوطن باپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[redacted] حصے [redacted] تقسیم کرے اور جو حصہ باقی
[redacted] ۔ [redacted] مطابق [redacted] حصوں میں تقسیم کرے اور جو حصہ باقی
[redacted] [redacted] امیر کو دے [redacted] کیونکہ بہرحال نقشہ اسی نے حاصل
کیا تھا۔

دو دن تک وہ وہیں کے صحراؤں میں سفر کرتے
رہے۔ نقشہ تھیو سانگ کے پاس تھا۔ اور وہ بار بار اسے دیکھ لیتا
تھا۔ آخر وہ اس ٹیلے کے پاس پہنچ گئے۔ جس کی طرف اشارہ نقشے
میں کیا گیا تھا۔ انہوں نے وہیں کیمپ لگا لیا۔ رات آرام کیا۔
دوسرے دن جب سورج نکلا تو یوناتی امیر اور تھیو سانگ سروں پر
[redacted] سے بچنے کے لیے رومال ڈال کر نقشہ لے کر خزانے کی
[redacted] میں ٹیلے کے جنوب میں آ گئے۔ تھیو سانگ نے نقشے کی طرف
[redacted] اور بولا۔

"نقشے میں لکھا ہے کہ اس ٹیلے کے جنوب میں ایک جگہ
[redacted] چٹانی پتھر ساتھ ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ وہاں سے
[redacted] جانب سات قدم چلنا ہوگا۔"

[redacted] کے جنوب میں آئے تو واقعی وہاں تین چٹانی پتھر
[redacted] تھے۔ وہاں سے وہ سات قدم بائیں جانب چلے
[redacted] پتھر آ گیا۔ یہ پتھر چھوٹے مینار کی طرح تھا۔
[redacted] مینار سے مزید بائیں جانب اتنے قدم
[redacted] جانب چلیں تو آگے ایک چھوٹا سا غار

آگے نقشے میں لکھا تھا کہ اس غار میں ہر گز داخل نہیں ہونا۔ کیونکہ اس غار کے اندر جنات خزانے پر پہرہ دیتے ہیں۔ بلکہ یہاں سے شمال مغرب کی طرف گیارہ قدم چلو گے تو ایک چھوٹا سا غار آئے گا۔ خزانے کے لیے اس غار میں داخل ہو جانا۔

یوناتی امیر اور تھیو سانگ چلتے چلتے دوسرے غار پر آ گئے۔ یہ پہلے والے غار سے چھوٹا غار تھا۔ یوناتی امیر اور تھیو سانگ نے مشعلیں جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے روشن کر لیں اور غار میں داخل ہو گئے۔ غار بہت پرانا تھا۔ اس میں مکڑیوں نے جالوں کی طرح جالے بُن رکھے تھے۔ جالے مشعلوں کے شعلوں میں ساتھ ساتھ جلتے چلے جا رہے تھے۔ غار کے اندر سے چمگادڑیں بھی گھبرا کر پھڑپھڑاتی ہوئی باہر کو اُڑ گئیں۔ غار میں نمی تھی۔ کہیں کہیں دیواروں سے پانی بھی رِس رہا تھا۔ آگے جا کر غار بند ہو گیا۔ تھیو سانگ نے مشعل کی روشنی میں نقشے پر دیکھا۔ یہاں غار کی ایک چھوٹی سی لکیر بنا کر آگے لکھا ہوا تھا۔

"دیوار میں پتھروں کی آخری قطار کے آخری پتھر کو باہر نکالو۔"

یوناتی امیر نے کدال اٹھائی۔ انہوں نے دیوار کو دیکھا۔ یہ پتھروں کی بنی ہوئی دیوار تھی۔ انہوں نے آخری قطار کے آخری پتھر کو کدال سے باہر کھینچ لیا۔ وہاں ایک چوکور سوراخ پیدا ہو گیا۔ یہ سوراخ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] تھا کہ وہ اس میں داخل ہو سکتے تھے۔
دونوں چکور سوراخ میں سے غار کی دیوار کی دوسری جانب
[illegible] گئے۔ دوسری طرف غار کی چھت اتنی چھوٹی تھی کہ وہ کھڑے
[illegible] کر نہیں چل سکتے تھے۔ وہ دونوں جھک کر آگے چلنے لگے۔ یہاں
[illegible] فضا بے حد مرطوب اور گھٹی گھٹی تھی۔ تھیوسانگ چونکہ خلائی
[illegible] تھا اسے سانس لینے میں دشواری نہیں ہو رہی تھی مگر
[illegible] کو سانس لینے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔
اس نیچی چھت والی غار میں کافی دور چلتے رہنے کے بعد غار کی
چھت بلند ہونا شروع ہو گئی۔ پھر وہ ایک بڑے ہال کمرے میں
آ گئے۔ یہاں غار میں ایک جانب پانی کے بہنے کی آواز آ رہی تھی
ایک چھوٹی سی ندی تھی جو غار کی دیوار کے ساتھ ساتھ بہتی چلی
جا رہی تھی۔ یہاں تھیوسانگ نے ایک بار پھر نقشے کو دیکھا۔ نقشے
میں ندی کا صاف صاف اشارہ لکھا ہوا تھا۔ اور ہدایت کی گئی تھی
کہ اس ندی میں اتر کر آگے چلنا شروع کرو۔ دونوں ندی میں اتر
گئے۔ ندی کا پانی ٹھنڈا تھا اور ان کے ٹخنوں تک ہی آتا تھا
[illegible] نے کہا۔
[illegible] ندی کہاں سے نکل کر یہاں آ گئی ہے اور کہاں
[illegible] رہی ہے؟"
[illegible] نگ نے کہا۔

"اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے تو اس زمین
کے نیچے بھی کئی دریا بہہ رہے ہیں۔"
وہ ندی میں چلنے لگے۔ غار کافی کھلا ہو گیا تھا۔ ندی کی روانی
زیادہ تیز نہیں تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد ندی کے آگے ایک دیوار
میں ایک گول سرنگ سی آ گئی۔ ندی کا پانی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے
ساتھ اس سرنگ میں گر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر سرنگ
کی دوسری جانب دیکھا اور بولا۔
"آگے پانی آبشار کی شکل میں نیچے سرنگ میں گر رہا
ہے۔ ہمیں پانی کے ساتھ ہی نیچے جانا ہوگا۔"
یونانی بولا۔
"نقشے میں دیکھو۔ وہاں کیا لکھا ہے۔"
تھیوسانگ نے نقشہ کھول کر دیکھا۔ اس میں ندی کی لکیر کے
آگے لکھا تھا۔
"ندی کی آبشار کے ساتھ اتر جاؤ۔"
انہوں نے مشعلیں بجھا دیں اور ندی کی آبشار کے ساتھ دوسری
طرف سرنگ میں چھلانگیں لگا دیں۔ وہ ایک چھوٹے سے تالاب میں جا
کر گرے۔ جلدی سے اٹھ کر تالاب سے باہر نکلے تو گھپ اندھیرے
میں یونانی امیر کو کچھ نظر نہ آیا۔ مگر تھیوسانگ اندھیرے میں دیکھ
سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سرنگ کافی کھلی ہے اور تالاب میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پانی ایک بار پھر ندی کی شکل میں نکل کر آگے بہہ رہا ہے۔
اس نے یونانی امیر سے کہا
"آگے پھر سرنگ ہے۔ مشعلیں روشن کر لینی چاہئیں۔"
انہوں نے فوراً فاسفورس کی مشعلیں روشن کیں اور ندی کے
ساتھ ساتھ سرنگ میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ڈائنی کی بدروح

ندی آگے جا کر زمین کے ایک سوراخ میں غائب ہو گئی۔
سرنگ بھی یہاں پہنچ کر ختم ہو گئی۔ اور سامنے ایک دیوار آ گئی۔
یونانی امیر نے تھیوسانگ سے کہا۔
"اب کیا کریں۔ سرنگ تو ختم ہو گئی اور ندی کا پانی بھی
زمین کے اندر ایک کنوئیں میں غائب ہو رہا ہے۔
نقشہ دیکھو"
انہوں نے مشعل کی روشنی میں نقشہ دیکھا تو وہاں لکھا تھا۔
"اس دیوار کے پیچھے خزانہ ہے"
یونانی امیر تو خوشی سے اچھل پڑا۔ تھیوسانگ غور سے دیوار
کو دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس دیوار کے پیچھے اگر خزانہ
ہے تو اس خزانے پر سانپ بھی ضرور موجود ہوں گے۔ اور یہ
سانپ یونانی امیر کو ہلاک کر دیں گے۔ تھیوسانگ وعدے کے
مطابق عمل کر رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یونانی امیر مر جائے
اور خزانہ غریبوں میں تقسیم نہ ہو۔ وہ وہاں سے خزانہ نکال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[redacted]

حرموں، جواڑوں اور مستحق لوگوں میں بانٹنا چاہتا تھا۔ اگر اس کا بیٹا حصہ یونانی امیر کو مل بھی جاتا ہے تو وہ اُسے اس کا مستحق سمجھتا تھا۔ کیونکہ نقشہ بہر حال اسی نے پیدا کیا تھا۔

یونانی امیر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم چُپ کیوں ہو میرے بیٹے تھیوسانگ! میں کدال چلا کر دیوار گرانے لگا ہوں۔ کیونکہ اس کے پیچھے خزانہ ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"خزانہ دیوار کے پیچھے ضرور ہے مگر تم شاید بھول رہے ہو کہ اس خزانے پر سانپ بھی ہوں گے جن کا مقابلہ تم اکیلے نہیں کر سکو گے۔"

یونانی امیر نے کدال والا ہاتھ وہیں روک لیا۔ کہنے لگا۔

"ہم لوگ جلا کر سانپوں کو بھسم کر دیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"خزانے پر ایک نہیں کئی سانپ ہوں گے۔ تم سارے سانپوں کو جب تک بھسم کرو گے اِن میں سے ایک [illegible] سانپ ہمیں ضرور ڈس دیں گے۔"

[illegible]انی امیر نے کہا۔

[illegible]ر کیا کریں؟"

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے سانپوں کا ایک ایسا منتر آتا ہے۔ جس کو پڑھ کر پھونک دینے سے سانپ کچھ نہیں کہتے اور واپس چلے جاتے ہیں۔"

یونانی نے تھیوسانگ کا ہاتھ تھام لیا اور خوش ہو کر بولا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو تھیوسانگ؟ پھر تو ہم ابھی دیوار گرا دیں گے۔"

اور یونانی امیر نے دیوار پر کدال چلانی شروع کر دی۔ مگر وہ اڈھیر عمر تھا۔ جلد تھک گیا۔ اب تھیوسانگ کدال چلانے لگا۔ اس کی دو تین ضربوں سے دیوار کے پتھر اپنی جگہ سے ہل گئے۔ انہوں نے مل کر دیوار کے پتھر باہر نکال لیے۔ یونانی امیر نے بے تاب ہو کر سوراخ میں سے دوسری طرف جھانکا تو اچانک دوسری طرف سانپوں کی پھنکار کی زبردست [redacted] سنائی دی۔

یونانی امیر نے جلدی سے سر پیچھے کر لیا۔

"تھیوسانگ تم ٹھیک کہتے تھے۔ اندر سانپ ہیں جلدی سے اپنا منتر پھونکو۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تم ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ اور مجھے آرام سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنا کام کرنے دو"

یونانی امیر خزانے کی جھلک دیکھنے کے لیے بے چین تھا۔ مگر سانپوں کی پھنکار نے اسے ڈرا دیا تھا۔ وہ مشعل ایک طرف رکھ کر پتھروں کے پاس بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ نے دیوار کے باقی پتھر بھی باہر نکال لیے۔ اب اس نے مشعل کی روشنی میں دوسری طرف دیکھا۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جہاں جواہرات اور سونے کے زیورات کی تھیلیاں کھلی پڑی تھیں۔ مشعل کی روشنی میں ہیرے جواہرات اور سونے کی ڈلیاں جگمگانے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سرخ اور سیاہ رنگ کے دس بارہ سانپ دیکھے جو اپنے پھن اٹھائے زور زور سے پھنکار رہے تھے۔ یونانی امیر تو ڈر کر تھیوسانگ کے پیچھے ہو گیا۔ اور کانپتی آواز میں بولا۔

"جلدی سے اپنا منتر پڑھو تھیوسانگ۔ ورنہ یہ سانپ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے"

تھیوسانگ کو ناگ کی وجہ سے سانپوں کی زبان آتی تھی۔ اس نے سانپوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے سانپوں کی زبان میں سے سیٹی ایسی آواز نکال کر کہا۔

"میں عظیم ناگ دیوتا کا بھائی تھیوسانگ ہوں۔ میں اس سے یہ خزانہ لینے آیا ہوں۔ کیونکہ اس خزانے کو غریبوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اس لیے تم یہاں سے خاموشی سے چلے جاؤ"

سانپوں میں سے ایک سرخ سانپ جس کا پھن سیاہ تھا۔ اور جو سانپوں کا بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ آگے بڑھا اور بولا

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! ہم صدیوں سے اس خزانے کی حفاظت کرتے آ رہے ہیں۔ مگر مجھے تمہارے جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس لیے میں تمہارے حکم کے مطابق اپنے سانپوں کو لے کر یہاں سے جا رہا ہوں۔ مگر عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔ یہ جو تمہارا ساتھی تمہارے پاس کھڑا ہے۔ اس کے جسم سے مجھے بد دیانتی کی بو آ رہی ہے۔ اس سے ہوشیار رہنا"

تھیوسانگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ اگر اس نے بد دیانتی کی تو میں اسے سنبھال لوں گا۔ تم اب یہاں سے چلے جاؤ۔ کیونکہ یہ خزانہ انسانوں کی بھلائی کے کام آنے والا ہے"

سانپ سارے کے سارے وہاں سے چپ چاپ ایک سوراخ میں باری باری گھس کر غائب ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو تھیو سانگ کی اس جادوگری پر حیران رہ گیا۔ جب سارے سانپ خزانے کو چھوڑ کر چلے گئے تو یوناتی بولا۔

"تھیو سانگ! اب ہمیں جلدی جلدی یہ سارا خزانہ بوریوں میں بھر کر یہاں سے لے جانا چاہیئے۔"

تھیو سانگ اس یوناتی امیر کی لالچی طبیعت سے واقف تھا۔ مگر وہاں سے خزانہ لے جانا بھی ضروری تھا۔ اس کے لیے وہ دو بوریاں اپنے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے تیزی سے خزانے کی چھوٹی چھوٹی ہیرے جواہرات اور سونے کی ڈلیوں سے بھری ہوئی تھیلیاں بڑے بوروں میں بھرنی شروع کر دیں۔ جب دونوں بوریاں بھر گئیں اور خزانے کا کمرہ خالی ہو گیا تو انہوں نے ایک ایک بوری کاندھوں پر اٹھائی اور واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ واپسی کا سفر بہت مشکل اور تکلیف دہ تھا۔ یوناتی امیر بہت جلد خزانے کے بوجھ سے تھک گیا تھیو سانگ کو تھکن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے دوسری بوری بھی اٹھا لی اور کسی نہ کسی طرح خزانہ لے کر باہر آ گئے۔ باہر ان کے گھوڑے موجود تھے۔ انہوں نے خزانہ گھوڑوں پر لادا اور اپنے شہر کورنتھ کی طرف چل پڑے۔

ابھی تک یوناتی امیر نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی کہ جس سے تھیو سانگ کو اس کی نیت پر شک ہوتا۔ راستے میں انہیں رات پڑ گئی۔ تب بھی یوناتی امیر نے تھیو سانگ پر حملہ نہ کیا۔ حالانکہ وہ اسے اپنے راستے سے ہٹا کر سارے خزانے پر قبضہ جمانے کے بارے میں برابر سوچ رہا تھا۔ اسی طرح سفر کرتے وہ آخر کورنتھ پہنچ گئے۔ یوناتی امیر نے خزانے کو اپنے گھر کی سب سے پچھلی کوٹھڑی میں بند کر دیا۔

تھیو سانگ نے اُسے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم اس خزانے کا ساتواں حصہ الگ کر کے اپنے پاس رکھ لو۔ تاکہ باقی کا سارا خزانہ ہم غریبوں، بیواؤں اور یتیموں میں تقسیم کر دیں۔"

بھلا لالچی یوناتی کبھی خزانے کو بانٹ سکتا تھا؟ اس نے تھیو سانگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بیٹا! اتنی جلدی کیا ہے۔ خزانہ کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا۔ دو ایک دنوں میں اس کے حصے کر لیں گے۔ بھائی میں نے اپالو دیوتا کے سامنے قسم کھائی ہے۔ میں اس پر قائم ہوں۔"

مگر یوناتی امیر نے اپنے خاص حبشی غلام سے مل کر تھیو سانگ کو اسی رات قتل کر دینے کا منصوبہ تیار کر لیا ہوا تھا۔ تھیو سانگ کو اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔ حبشی غلام یوناتی امیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا خاص غلام تھا۔ جب اس نے اس سے تھیو سانگ کے قتل کی بات کی تو غلام نے کہا۔

"میرے آقا! آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں قانون بڑا سخت ہے۔ اگر کسی طرح پتہ چل گیا تو آپ کی خیر نہیں"

یونانی امیر نے غلام کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"تو پھر تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ تمہارے خیال میں ایسی کون سی ترکیب ہو سکتی ہے کہ تھیو سانگ مر بھی جائے اور ہم پر کسی کو شک بھی نہ ہو"

حبشی غلام نے کچھ سوچنے کے بعد بتایا۔

"یہاں اسی شہر میں ایک بوڑھی یونانی عورت ہے۔ جو ایک ہزار سکے لے کر کام کر دے گی"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" یونانی امیر نے غلام سے پوچھا

غلام نے کہا۔

"اس یونانی جادوگرنی عورت کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ اس نے ایک خونخوار بلی پال رکھی ہے۔ وہ خفیہ طور پر اس بلی سے چوری اور لوگوں کو ہلاک کرنے کا کام لیتی ہے۔ جس کو کسی کو ہلاک کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ وہ اس جادوگرنی عورت کو ایک ہزار سونے کے سکے ادا کرتا ہے اور عورت اپنی بلی کو دشمن کے گھر رات کے اندھیرے میں بھیج دیتی ہے۔ یہ خونخوار بلی دشمن کی گردن کو اڈھیر کر واپس آجاتی ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں اس یونانی جادوگرنی سے بات کروں؟"

یونانی امیر جلدی سے بولا۔

"فوراً اس سے بات کرو اور اسے تھیو سانگ کسی طرح دکھا بھی دو۔ میں تمہیں سونے کے ہزار سکے دیئے دیتا ہوں"

یونانی امیر نے اسی وقت حبشی غلام کو ایک ہزار سونے کے سکے دیئے اور وہ جادوگرنی کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ حبشی غلام نے یونانی جادوگرنی کو سارا قصہ بیان کیا۔ ایک ہزار سونے کے سکے ادا کیئے۔ اسی روز جادوگرنی کو تھیو سانگ دکھا بھی دیا گیا۔ یونانی جادوگرنی کو تھیو سانگ کا ایک رومال بھی دیا گیا۔ جو اس نے عنبر بلی کو سنگھا دیا۔ عنبر بلی کے روپ میں آنے کے بعد اگرچہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ لیکن تھیو سانگ کے رومال میں سے اسے تھیو سانگ کی خوشبو آئی تو وہ بے تاب ہو گیا۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ سارا شہر گہری نیند سو رہا تھا۔ تھیو سانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی کمرے کے باہر برآمدے میں چارپائی پر بیٹھا عنبر بلی
ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ باغ کی دیوار
پھاند کر ایک کالی بلی باغ میں داخل ہوئی۔ یہ بلی عنبر تھا۔
اسے تھیوسانگ کے دوماں کی خوشبو سونگھا دی گئی تھی اور
وہ اس کی خوشبو پر تھیوسانگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عنبر
بلی نے چارپائی پر ایک آدمی کو لیٹے ہوئے دیکھا۔ جادوگرنی
کے منتر کا اثر اسے مجبور کر رہا تھا کہ وہ چارپائی پر لیٹے ہوئے
آدمی کی گردن چیر پھاڑ ڈالے۔ مگر تھیوسانگ کی خوشبو اسے
ایسا کرنے سے روک رہی تھی۔

اچانک تھیوسانگ کی بلی پر نظر پڑ گئی۔ اس کو تو عنبر کی
خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ویسے ہی لیٹے لیٹے بلی کو دیکھ
رہا۔ بلی اس کی طرف بڑھی اور غرّائی۔ تھیوسانگ کو خیال آیا کہ
شاید بلی بھوکی ہے۔ وہ اٹھا کہ بلی کو اندر سے دودھ لا کر دے
اٹھتا دیکھ کر بلی پر جادوگرنی کے منتر کا ردعمل ہوا۔ وہ
نے تھیوسانگ پر چھلانگ لگا دی۔ تھیوسانگ کے جسم پر گرنے
کو تھیوسانگ کی خوشبو آئی تو وہ فوراً پیچھے ہٹ گئی۔ تھیو
طرف ہو گیا تھا۔
تعجب سے بلی کو تک رہا تھا۔ اسے تھوڑا سا شک
کہ ممکن ہے یہ بلی آدم خور بن گئی ہو۔ دوسرے کو

کے دروازے کے پیچھے یونانی امیر اور غلام چھپ کر یہ سارا منظر
دیکھ رہے تھے۔ بلی غرّائی اور پھر قریب آ کر تھیوسانگ کے پاؤں
پر اپنا سر رگڑنے لگی۔ تھیوسانگ نے بلی کو پیار کیا۔ بلی بھاگ
گئی۔ یونانی امیر اور حبشی غلام ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

"یہ کیسے ہو گیا؟ بلی نے تو اسے کچھ نہیں کہا"
یونانی امیر نے غصّے میں سرگوشی کی۔ غلام نے آہستہ سے
کہا۔

"جادوگرنی سے ضرور کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ میرے آقا
میں صبح اس کے پاس جاؤں گا"

دوسرے دن حبشی غلام سیدھا جادوگرنی کے پاس آیا اور
اسے رات کا سارا واقعہ بیان کیا۔ یونانی جادوگرنی بھی بہت حیران
ہوئی۔ کہنے لگی۔

"آج تک میری بلی نے کسی دشمن کو زندہ نہیں چھوڑا
مگر اس بلی کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ تم فکر نہ کرو۔
میں آج رات پھر بلی کو بھیجوں گی"

مگر دوسری رات بھی عنبر بلی نے تھیوسانگ کو کچھ نہ کہا اور
اس کو پیار کرتی رہی۔ یونانی امیر نے تنگ آ کر جادوگرنی سے
آدھے سونے کے سکّے واپس لے لیے۔ اور حبشی غلام سے
کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب تھیوسانگ کو تم قتل کرو گے۔ میں تمہیں دو ہزار سونے کے سکے دوں گا اور خزانے میں سے بھی ایک حصہ تمہیں انعام میں دوں گا۔"

حبشی غلام لالچ میں آگیا۔ اس نے تھیوسانگ کو قتل کرنے کی حامی بھر لی۔ اس رات تھیوسانگ کے دل میں ایک مدت کے بعد سونے کا خیال آگیا۔ اور وہ سچ مچ رات کو سو گیا۔ جب وہ گہری نیند سو رہا تھا اور شہر پر رات کا سناٹا چھایا تھا تو حبشی غلام منہ سر لپیٹے ہاتھ میں خنجر لیے تھیوسانگ کی چارپائی کی طرف آیا۔

تھیوسانگ گہری نیند سو رہا تھا۔ حبشی غلام نے قریب آکر خنجر والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور ایک دم خنجر اس کے سینے میں گھونپ دیا۔ خنجر کے لگتے ہی تھیوسانگ کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنے قاتل کی کلائی پکڑ لی۔ حبشی غلام نے کلائی چھڑانے کی کوشش کی۔ مگر بھلا وہ تھیوسانگ کی طاقت کا کہاں مقابلہ کر سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کو نیچے گرا لیا اور اس کے ہاتھ اور اتار کر پھینک دی۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کو [illegible] غلام نے اپنے آپ کو چھڑا کر بھاگنے کی کوشش [illegible] دیکھ کر ڈر گیا تھا کہ خنجر ابھی تک تھیوسانگ [illegible] ہوا تھا مگر نہ تو تھیوسانگ کو کوئی [illegible]

ہو رہی تھی اور نہ زخم والی جگہ سے خون نکل رہا تھا۔ پھر تھیوسانگ نے اپنے سینے سے خنجر نکال کر سرہانے کے نیچے رکھ لیا۔ تھیوسانگ کے سینے کا زخم آہستہ آہستہ اپنے آپ ہی بند ہو گیا تھا۔ حبشی غلام نے بھاگنے کی کوشش کی اور وہ تھیوسانگ کے گھٹنے کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف کھسکا ہی تھا کہ تھیوسانگ نے اپنی انگلی حبشی کی گردن کے ساتھ لگا دی۔

حبشی غلام ایک سیکنڈ میں چھوٹی انگلی جتنا ہو گیا۔ وہ بوکھلا سا گیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے چھوٹے سے جسم کو دیکھنے لگا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے یونانی امیر نے بھیجا ہوگا۔ باقی رات تھیوسانگ نے جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو تھیوسانگ کو زندہ دیکھ کر یونانی امیر کو بڑی حیرانی ہوئی۔ مگر اس نے اپنی حیرانی کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب اسے حبشی غلام بھی کہیں نظر نہ آیا۔ تو اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تمہارا غلام کہاں چلا گیا ہے؟"

یونانی امیر نے جلدی سے کہا۔

"وہ ——— وہ اصل میں رات کو اپنے بھائی سے ملنے دوسرے شہر چلا گیا تھا۔ دو تین دنوں میں آجائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیونکہ
تھیوسانگ جانتا تھا کہ یونانی امیر جھوٹ بول رہا ہے۔
تھیوسانگ کی اندر والی جیب میں بند تھا تھیوسانگ
نے یونانی سے کہا کہ اب وہ خزانے کے حصے کر دے۔ یونانی

"پرسوں خزانے کو بانٹ لیں گے۔ بس اب سیا
پکا وعدہ سمجھو"
تھیوسانگ نے یونانی لالچی کو اور مہلت دے دی۔ وہ
خاموش رہا۔ اسے معلوم تھا کہ اب یہ شیطان اسے خود ہلاک
کرنے کی کوشش کرے گا۔ تھیوسانگ اس کے لیے بھی تیار
تھا۔ چنانچہ اسی رات شام کے وقت یونانی امیر نے تھیوسانگ
کو اپنے ساتھ ٹھنڈا شربت پینے کی دعوت دی۔ یونانی نے
اس شربت میں زہر ملا دیا ہوا تھا۔ صرف یونانی امیر کے اپنے
گلاس میں زہر نہیں تھا۔ اس نے تھیوسانگ کو گلاس پیش کرتے
ہوئے کہا۔

"یہ خالص میرے اپنے باغ کے انگوروں کا شربت
ہے۔ اسے تم بہت پسند کرو گے"
تھیوسانگ پر بھلا زہر کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اس
نے کہا۔

"کیا تم اپنے مہمانوں کو شربت میں زہر ڈال کر بھی
پلاتے ہو؟"

یونانی نے گھبرا کر جلدی سے کہا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔ مہمانوں کے گلاس سے
ہم شربت نہیں پیا کرتے۔ تم خود ہی اسے پیو گے"
تھیوسانگ نے گلاس اٹھایا اور منہ کے قریب لے گیا۔ یونانی
بے چینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ شربت میں ایسا زبردست
زہر ملایا گیا تھا کہ جس کے پیتے ہی انسان پھڑک کر مر جاتا تھا
تھیوسانگ نے گلاس کو ہونٹوں سے لگایا اور غٹا غٹ سارا
شربت پی گیا۔ جب اس نے گلاس ختم کر لیا تو یونانی امیر
بڑا خوش ہوا۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تم مجھے شربت پیتا دیکھ کر اتنے خوش کیوں
ہو رہے ہو؟"
یونانی امیر بولا۔
"اس لیے کہ ہم اپنے مہمانوں کو انگور کا شربت
پلا کر بہت خوش ہوتے ہیں"
یونانی امیر یہ دیکھ کر کچھ پریشان سا ہو رہا تھا کہ زہر کا
تھیوسانگ پر معمولی سا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ تھیوسانگ
نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونانی امیر کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ وہ بوکھلا کر بولا
"یہ ——— یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"
تھیوسانگ نے گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"اس گلاس میں جو شربت تھا اس میں بڑا خطرناک زہر تھا۔ وہ زہر سارے کا سارا میرے جسم میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے یہ زہر تمہارے سامنے اس لیے پی لیا ہے کہ تم پر یہ ثابت کر سکوں کہ تمہارا کوئی بھی حربہ کامیاب نہیں ہوگا۔ اور تم مجھے کسی ترکیب سے بھی ہلاک نہ کر سکو گے۔"
یونانی امیر نے قسم کھاتے ہوئے کہا۔
"مجھے دیوتاؤں کی قسم ہے۔ میں نے شربت میں زہر نہیں ڈالا تھا۔"
زہر والا شربت گلاس میں تھوڑا سا باقی بچا رہ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے گلاس اٹھا کر یونانی کی طرف بڑھایا اور کہا۔
"اگر اس میں زہر نہیں تھا تو کیا تم اس آدھے گھونٹ شربت کو پی کر دکھاؤ گے؟"
یونانی امیر کا رنگ زرد ہو گیا۔ تھیوسانگ نے گرج دار

"تمہارا رنگ کیوں اڑ گیا ہے۔ تم چپ کیوں ہو گئے ہو۔ اگر اس میں تم نے زہر نہیں ملایا تھا تو پھر تم اسے پیتے ہوئے ڈر کیوں رہے ہو؟ لو اسے پی کر دکھاؤ!"
یونانی امیر بولا۔
"تم مجھ پر جھوٹا الزام لگا رہے ہو۔ میں یہ گھونٹ اس لیے نہیں پی رہا کہ ہمارے مذہب میں کسی کا اور خاص طور پر مہمان کا جھوٹا پانی یا شربت پینا منع ہے۔"
تھیوسانگ نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔
"اور تمہارے مذہب میں یہ جائز ہے کہ تم اپنے مہمان کے گلاس میں زہر ملا دو؟ تمہارا پول کھل چکا ہے۔ میرے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ تم نے مجھے اس سے پہلے اپنے غلام کو بھیج کر ہلاک کروانے کی کوشش کی تھی۔"
یونانی امیر نے بھی بلند آواز میں کہا۔
"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟ دکھاؤ مجھے۔"
تھیوسانگ نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۔۔۔ تو اپنے ثبوت کو دیکھ کر نہیں سکو گے۔ لیکن تم
اپنے ثبوت کو پہچان ضرور لو گے۔"
اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے قمیض کی اندر والی جیب
سے انگلی کے برابر حبشی غلام کو نکال کر میز پر رکھ دیا۔
حبشی غلام پھدک پھدک کر
کمزور پتلی سی آواز میں چیخ رہا تھا۔ یونانی امیر نے فوراً
پہچان لیا کہ یہ اس کا ہی غلام ہے مگر وہ دہشت زدہ
ہو گیا تھا کہ اسے کس نے اتنا چھوٹا سا بنا دیا۔ تھیوسانگ
نے غلام کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور بولا۔
"سچ سچ بتاؤ تمہیں خنجر دے کر مجھے مارنے
کے لیے کس نے بھیجا تھا؟"
حبشی غلام کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ ہاتھ باندھ کر بولا۔
"اگر میں سچ سچ بتا دوں تو کیا تم میری جان
بخشی کر دو گے؟ مجھے پھر سے بڑا بنا دو گے؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"میں وعدہ کرتا ہوں۔"
غلام نے یونانی امیر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
"کس نے تمہیں ہلاک کرنے کے لیے

بولتے ہی پہلے تو یونانی امیر ایک دم چپ سا ہو کر
رہ گیا۔ پھر مسکرا کر بولا۔
"یہ بکواس کرتا ہے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"سچ تو صرف تم ہی بولتے ہو۔"
تھیوسانگ نے حبشی غلام کو زمین پر کھڑا کر دیا اور
اس کی گردن کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ حبشی غلام ایک
پل میں پھر سے جوان اور بڑا ہو گیا۔
"یونانی امیر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔"
"یہ ۔۔۔ یہ میں کیا جادوگری دیکھ رہا ہوں؟" وہ
بڑبڑایا۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"یہ جادوگری تمہاری سمجھ میں اس وقت
بھی نہیں آسکے گی جب میں تمہیں بھی چھوٹی انگلی
کے برابر کر دوں گا۔"
یونانی امیر نہیں نہیں کرتا اٹھ کر بھاگا۔ مگر تھیوسانگ
نے اس پر چھلانگ لگا کر اسے زمین پر گرا دیا۔ اور
اس کی گردن کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ یونانی امیر دیکھتے
دیکھتے ننھا سا بن کر رہ گیا۔ اور زور زور سے اچھلنے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[redacted]

شور مچانے لگا۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس اپنے نقلی آقا کو لے جا کر سب سے گہرے تہہ خانے میں بند کر دے۔"

حبشی غلام نے انگلی کے اشارے یونانی امیر کو زمین پر سے اٹھایا ہی تھا کہ تھیوسانگ پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"نہیں تم اس کو ابھی میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تم جا کر اپنا کام کرو۔"

حبشی غلام چلا گیا۔ تھیوسانگ نے یونانی امیر کو ایک ڈبی میں بند کر کے ڈبی میں ہوا کے لیے سوراخ کر دیئے اور پھر اسے ایک الماری میں رکھ دیا۔ حبشی غلام کو اتنا علم تھا کہ اس مکان کی سب سے پچھلی کوٹھڑی میں بے پناہ خزانہ دو بوریوں میں پڑا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ تھیوسانگ کے پاس زبردست جادو کی طاقت ہے اور اسے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ اب اس نے اس کا توڑ یہی سوچا کہ جا کر یونانی جادوگرنی سے بات کرے۔ وہ بازار سے سودا لینے کے بہانے سے یونانی جادوگرنی کے مکان پر آ گیا۔ اس نے ساری بات جادوگرنی کو بتائی تو وہ سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"اب میں سمجھ گئی ہوں کہ میری بلی اس تھیوسانگ کے بچے کو کیوں نہیں ہلاک کر سکی۔ اس کے پاس کوئی جادو ہے۔"

حبشی غلام کہنے لگا۔

"ہاں اس کے پاس خزانہ بھی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے خزانہ دیکھا ہے۔ یہ اتنا قیمتی خزانہ ہے کہ اگر ہمیں مل گیا تو ہماری سات پشتیں عیش کریں گی۔ کسی کو محنت مزدوری اور غلامی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ تمہیں بھی اس بلی کے ذریعے خون ریزی سے نجات مل جائے گی۔"

جادوگرنی سوچ میں پڑ گئی۔ کافی دیر سوچنے کے بعد بولی۔

"اس نے تمہیں چھوٹا کس طرح کیا تھا؟"

حبشی غلام نے جواب میں کہا۔

"تھیوسانگ نے اپنے دائیں ہاتھ کی سیدھی انگلی میری گردن سے لگائی تھی۔ بس میں فوراً ہی چھوٹا سا بن گیا۔ اسی طرح اس نے میرے آقا کو بھی چھوٹا کر کے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔"

جادوگرنی بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ حبشی غلام سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوچھا۔

"خالدا کیا تمہارے پاس ایسا کوئی جادو نہیں ہے کہ جس سے تم تھیوسانگ کی طاقت ختم کر سکو؟"

جادوگرنی بولی۔

"یہی تو مصیبت ہے۔ میرے پاس چھوٹے موٹے ٹونے ٹوٹکے ہی ہیں۔ اتنا زبردست جادو کا منتر نہیں ہے۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ میں آج رات ایک عمل کر کے اپنی استادنی ڈائینی کی بدروح کو بلاتی ہوں۔ وہ مجھے ضرور کوئی نہ کوئی ایسا منتر بتا دے گی کہ جس کی مدد سے ہم تھیوسانگ سے کرامات حاصل کر کے خزانے پر قبضہ کر لیں گے۔ تم اب جاؤ اور کل اسی وقت میرے پاس آنا۔"

حبشی غلام واپس چلا گیا۔ اسی رات یونانی جادوگرنی نے کمرے کے اندر آگ جلا کر اس میں انسانی ہڈیوں کو ڈال کر منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ وہ رات کے دو بجے تک اپنی استادنی ڈائینی کی بدروح کو بلانے کے لیے منتر پڑھتی رہی۔ ٹھیک دو بجے رات جب شہر پر سناٹا چھا رہا تھا۔ جادوگرنی نے اپنا منتر ختم کر دیا۔ آگ بجھ چکی تھی۔ اس میں سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔ پھر اچانک دھوئیں میں ایک عورت کی ڈراؤنی شکل نمودار ہوئی۔ یہ ایک ایسی عورت کی شکل تھی۔ جس کے بال کھلے تھے۔ اور دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ یونانی جادوگرنی نے سر جھکا دیا اور بولی۔

"ڈائینی کی بدروح کا آنا مبارک ہو۔"

ڈائینی کی بدروح نے ایک ہلکا سا مکروہ قہقہہ لگایا اور کھرکھراتی آواز میں بولی۔

"تم نے مجھے کیوں بلایا ہے مکار عورت؟"

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالی چھپکلی

جادوگرنی نے کہا۔
"میری پیاری استادنی! اس وقت میں عجیب مصیبت میں مبتلا ہوں۔"
اور پھر یوتانی جادوگرنی نے ڈائینی کی بدروح کو شروع سے لے کر آخر تک ساری بات بیان کر دی۔
ڈائینی کی بدروح نے ایک اور ہلکا سا قہقہہ لگایا اور بولی۔
"تھیوسانگ انسان دنیا کی مخلوق نہیں ہے۔ تو اس پر اپنے جادو سے قابو نہیں پا سکتی۔"
یوتانی جادوگرنی نے عاجزی سے عرض کی۔
"اے عظیم بدروح! کیا تمہارے پاس بھی کوئی ایسا جادو نہیں ہے کہ جس سے میں تھیوسانگ کو اپنے راستے سے ہٹا سکوں؟"
ڈائینی کی بدروح نے کہا۔
"ایسا کوئی جادو میرے پاس نہیں ہے لیکن میں تمہیں ایک گر کی بات بتا سکتی ہوں۔"
جادوگرنی نے بے تابی سے کہا۔
"ضرور بتاؤ میری استادنی میں تیرے نام کے بارہ کالے بکرے ذبح کروں گی۔"
ڈائینی کی بدروح نے کہا
"اے شیطان عورت! اگر تو کسی طرح تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ کی کوئی انگلی کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہو جائے تو تھیوسانگ اسی وقت مر جائے گا۔ بس یہی تھیوسانگ کی موت کا راز ہے جو میں نے تمہیں بتا دیا۔ اب میں جاتی ہوں۔ اور خبردار پھر مجھے مت بلانا۔"
ایک قہقہہ لگا کر ڈائینی کی بدروح غائب ہو گئی۔
یوتانی جادوگرنی باقی رات یہی سوچتی رہی کہ تھیوسانگ کے سیدھے یعنی دائیں ہاتھ کی انگلی وہ کیسے کاٹنے میں کامیاب ہو سکتی ہے؟ اس سلسلے میں حبشی غلام اس کی بہت مدد کر سکتا تھا۔ وہ اس کا انتظار کرنے لگی۔ دن چڑھا تو حبشی غلام بھی آ گیا۔ جادوگرنی نے اسے بتایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری استادنی نے بتایا ہے کہ اگر ہم کسی طرح تھیوساگ کے سیدھے ہاتھ کی کوئی بھی انگلی کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو تھیوساگ فوراً مر جائے گا۔ پھر ہم دونوں خزانے کے مالک بن جائیں گے۔"

حبشی غلام نے فوراً کہا۔

"یہ کون سی مشکل بات ہے"

پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"لیکن جہاں تک میرا خیال ہے۔ تھیوساگ کبھی نہیں سوتا۔ وہ رات کو بھی جاگتا رہتا ہے۔ وہ بڑا ہوشیار ہے۔ اب تو اور زیادہ چوکس ہو گیا ہے۔ اس کی انگلی کاٹنا آسان کام نہیں لگتا۔"

یونانی جادوگرنی نے حبشی غلام کو برا بھلا کہا بولی۔

"تم کیسے آدمی ہو۔ تم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ خنجر اپنے پاس رکھو اور موقع پاتے ہی تھیوساگ کی انگلی کاٹ ڈالو۔"

حبشی غلام سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"یہی تو مشکل ہے۔ تھیوساگ ایسا موقع کبھی نہیں دے گا۔ وہ ہر وقت مجھ سے خبردار رہتا ہے۔ وہ تو اب کسی کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دیتا۔"

جادوگرنی سوچ میں گم ہو گئی۔ وہ پیٹھ پر دونوں ہاتھ رکھے ٹہلنے لگی۔ کچھ دیر بے چینی سے ٹہلنے کے بعد رکی اور حبشی غلام کی طرف دیکھ کر بولی۔

"میں تمہیں ایک انگوٹھی دیتی ہوں۔ یہ جادو کی انگوٹھی ہے۔ اس پر میں منتر پڑھ کر پھونک دوں گی۔ تم اسے تھیوساگ کو دے کر کہنا کہ یہ خوش قسمتی کی انگوٹھی ہے جو کوئی اسے سیدھے ہاتھ پہنے اس کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے تھیوساگ اس فریب میں آجائے۔ اگر اس نے یہ انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی تو اس انگوٹھی پر کئے گئے جادو کے اثر سے انگوٹھی پہننے کے ایک گھنٹہ بعد وہ انگلی پھڑک کر ہاتھ سے الگ ہو جائے گی۔ جس میں یہ انگوٹھی پہنی گئی ہو گی۔"

حبشی غلام خوش ہو کر بولا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ میں تھیوساگ کو انگوٹھی پہنا دوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا تم مجھے انگوٹھی دے دو۔
جادوگرنی اندر گئی اور ایک چاندی کی انگوٹھی لے آئی۔
جس پر ایک خوب صورت سیاہ رنگ کا ہیرا لگا ہوا تھا۔
جادوگرنی نے اس پر کچھ منتر پڑھ کر پھونکے اور بولی۔
"یہ لو انگوٹھی۔ اب اس میں جادو کی تاثیر آ گئی
ہے جو کوئی اسے اپنی انگلی میں پہنے گا۔ ایک گھنٹہ
بعد وہ انگلی ہاتھ سے الگ ہو جائے گی۔ اب
تمہیو سانگ کو انگوٹھی پہنانا تمہارا کام ہے۔"
حبشی غلام بولا۔
"تم فکر ہی نہ کرو خالہ۔ میں آج ہی اسے انگوٹھی
پہنا دوں گا۔ تم دیکھ لینا آج سورج غروب ہونے
سے پہلے پہلے وہ مر چکا ہو گا۔"
حبشی غلام خوشی خوشی انگوٹھی جیب میں ڈال کر اپنے
مالک کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بازار سے اس نے کچھ
میوے وغیرہ بھی خرید لی تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس
نے دیکھا کہ تمہیو سانگ اپنے کمرے میں بیٹھا خزانے کے
بعد سونے کی ڈلیوں کا حساب لکھ رہا ہے۔ دو تھیلیاں اس
کے سامنے تخت پر کھل پڑی تھیں۔ اس نے حبشی غلام کی طرف
دیکھا اور بولا۔
"کل تک اس خزانے کو غریبوں میں بانٹ دینا چاہتا
ہوں۔ تم آج شام مجھے بتاؤ گے کہ شہر میں غریب،
یتیم اور بیوائیں کون کون سی ہیں۔ اور یہ لوگ کہاں
کہاں رہتے ہیں۔"
حبشی غلام نے سر جھکا کر کہا۔
"جو حکم میرے آقا۔"
اور حبشی غلام باورچی خانے میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد
وہ تمہیو سانگ کے لیے خاص قہوہ تیار کر کے لے گیا۔ تمہیو سانگ
نے تھیلیوں کے منہ بند کر دیئے۔ اور قہوے کی پیالی کی طرف
دیکھ کر کہنے لگا۔
"تم میری بڑی خدمت کرتے ہو۔ میں تمہیں اپنے
خزانے میں سے بھی آدھا خزانہ دے دوں گا۔
اب تمہیں خوش ہو جانا چاہیے۔"
حبشی غلام تو پورے خزانے پر نگاہیں گاڑے ہوئے تھا۔
اس نے سر جھکا دیا اور بولا۔
"آپ کی نوازش ہے حضور۔"
پھر کہنے لگا۔
"کل رات مجھے میرے پیر و مرشد ملنے آئے تھے۔
انہوں نے مجھے تحفے کے طور پر یہ انگوٹھی دی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے پیر و مرشد بہت بڑے بزرگ ہیں۔
تھیوساگ کو حبشی غلام نے جیب سے انگوٹھی نکال کر دکھائی۔ چاندی کی انگوٹھی میں سیاہ ہیرا لگا ہوا تھا۔ سیاہ ہیرا کہیں کہیں ہی ملتا ہے۔ تھیوساگ نے انگوٹھی کو اپنے ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھا۔ کہنے لگا۔
"انگوٹھی تو بڑی خوب صورت ہے"
حبشی غلام نے کہا۔
"میرے آقا میرے پیر مرشد نے مجھے انگوٹھی دیتے وقت یہ بھی کہا تھا۔ جو شخص اس انگوٹھی کو اپنے سیدھے ہاتھ میں ایک دن کے لیے پہنے گا اس کی ہر خواہش پوری ہو جائے گی۔"
تھیوساگ کو خیال آگیا کہ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو وہ اسے ضرور پہنے گا۔ ممکن ہے اس طرح جنہ ناگ کیشی اور مایا سے اس کی ملاقات ہو جائے۔ مگر اس نے زیادہ اشتیاق کا اظہار نہ کیا۔ حبشی غلام بولا۔
"میرے آقا! آپ اگر اسے ایک دو روز کے لیے پہننا چاہیں تو پہن لیجیے۔ یقین کے ساتھ کہتا ہوں آپ جو بھی خواہش کریں گے وہ پوری ہو جائے گی۔"

تھیوساگ نے سوچا کہ انگوٹھی پہن لینے میں کیا حرج ہے چنانچہ اس نے حبشی غلام سے لے کر انگوٹھی اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلی میں پہن لی۔ انگوٹھی پہنتے وقت اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ جس کو تھیوساگ نے یہ سوچ کر ذہن سے نکال دیا کہ چونکہ انگوٹھی چاندی کی ہے اور چاندی کا اس کے جسم پر اثر ہوتا ہے۔ یہ جھٹکا اسے اسی لیے لگا تھا جب کہ حقیقت یہ تھی کہ یہ انگوٹھی اس کی موت کا باعث بن سکتی تھی۔ اس لیے تھیوساگ کے جسم نے فوراً ردِ عمل ظاہر کر کے اسے خبردار کیا تھا کہ ایک خوف ناک بات ہونے والی ہے۔ مگر تھیوساگ نے کوئی خیال نہ کیا۔ اصل میں اسے کبھی یہ وہم نہیں ہو سکتا تھا کہ حبشی غلام جو انگوٹھی لایا ہے وہ اس کی انگلی کو جڑ سے الگ کر دے گی۔

تھیوساگ نے انگوٹھی اپنے سیدھے ہاتھ میں پہن لی حبشی غلام اسے انگوٹھی پہنتے دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور واپس باورچی خانے میں چلا گیا۔

اب وہ ایک ایک سیکنڈ کر کے وقت گزارنے لگا۔ باورچی خانے میں بھی ریت کی گھڑی پڑی تھی۔ جس پر ایک پگریتی ایک گھنٹے کے گزر جانے کا فوراً علم ہو جاتا تھا۔ حبشی کھانا پکاتے ہوئے اس گھڑی کو بار بار دیکھ لیتا تھا۔ شیشے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی بوتل میں گر رہی تھی۔ وقت گذر رہا تھا۔ وہ کسی بہانے
باہر جا کر تھیوساگ کو بھی دیکھ لیتا تھا۔ کہ اس نے کہیں انگوٹھی
اتار تو نہیں دی۔

آدھا گھنٹہ گذر گیا۔ تھیوساگ نے انگوٹھی اپنی انگلی میں
پہن رکھی تھی۔ اور اب وہ میز کرسی پر بیٹھا رجسٹر پر حساب
کتاب لکھ رہا تھا۔ شاید وہ خزانے کے الگ الگ حصے کر
رہا تھا۔ کہ کون سا حصہ یتیموں کو دینا ہوگا۔ کون سا حصہ غریبوں اور
پجاریوں کو جائے گا۔

دوسری طرف ایسا ہوا کہ عنبر بلی کی شکل میں جادوگرنی
کے مکان میں بیٹھا دودھ پی رہا تھا کہ اچانک اس کی طبیعت
بے چین ہونا شروع ہوگئی۔ یہ دل کا دل سے اثر تھا۔ یعنی
ایک طرح کی ٹیلی پیتھی تھی۔ چونکہ تھیوساگ ان جانے میں
اپنی موت کے قریب جا رہا تھا۔ اس لیے عنبر پر بھی
دوپ میں بھی اس کا اثر ہونا شروع ہوگیا۔ وہ بے
چینی سے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ عنبر کو صرف
یاد تھا کہ وہ بلی ہے اور جادوگرنی کے حکم کی پابند ہے۔ جادوگ
نے بھی دیکھا کہ بلی نے دودھ پینا چھوڑ دیا ہے اور بے چینی
ادھر ادھر چکر لگا رہی ہے۔ مگر اس نے کوئی خیال
اپنے کمرے سے باہر نکل گئی۔

عنبر بلی کی جب بے چینی بڑھی تو وہ تیزی سے چھلانگ
لگا کر مکان کی دیوار پھاند کر بازار میں آگئی۔ اسے اب
تھیوساگ کے رومال کی خوشبو آنے لگی تھی۔ اس نے
تھیوساگ کے گھر کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ عنبر بلی جتنی
تیزی سے دوڑ سکتی تھی دوڑتی چلی گئی۔ جب وہ دیوار
پھاند کر تھیوساگ کے مکان کے صحن میں کودی تو اس نے
دیکھا کہ تھیوساگ کرسی پر سر جھکائے بیٹھا کاغذ پر کچھ لکھ
رہا ہے۔ اس کے پاس ہی موت خاموش کھڑی مسکرا رہی
ہے۔ عنبر بلی کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اس کو احساس
تک نہیں تھا کہ وہ تھیوساگ کی کیوں مدد کرنا چاہتا ہے۔
موت کو تھیوساگ کے پاس کھڑی دیکھ کر بلی کے حلق سے
عجیب سی ڈراؤنی آواز نکل گئی۔ اس آواز پر تھیوساگ
چونک کر بلی کی طرف دیکھا۔ اس نے بلی کو پہچان لیا۔ یہ
وہی بلی تھی جو اس سے پہلے بھی تھیوساگ کے پاس آئی تھی۔
اور جس نے اس کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا
تھا۔

تھیوساگ اپنے قریب کھڑی موت سے بالکل بے خبر
تھا۔ حبشی غلام اس وقت کچن میں برتن دھو رہا تھا۔ وہ دو بار
تھیوساگ کو دیکھ کر یہ تسلی کر چکا تھا کہ انگوٹھی تھیوساگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی انگلی میں ہی ہے۔ اب اس کے حساب سے تھیوسانگ کے مرنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ موت کا ہاتھ تھیوسانگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بلّی تھیوسانگ کے گرد چکر لگانے لگی۔ اور پھر اس نے دیکھا کہ جو موت تھیوسانگ کے پاس کھڑی ہے اس نے جھک کر تھیوسانگ کے انگوٹھی والے ہاتھ کی طرف دیکھا اور مسکرائی۔ یہ موت کی مسکراہٹ تھی۔ ایک مدت کے بعد وہ تھیوسانگ کی جان قبض کرنے کو بالکل تیار تھی۔ کہ اچانک بلّی اپنی جگہ سے اچھلی اور چھلانگ لگا کر تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ پر گری اور اس کی انگوٹھی والی انگلی اپنے منہ میں لے لی۔ تھیوسانگ نے گھبرا کر انگلی کو جھٹکا۔ بلّی تڑپ کر پیچھے گری اور تھیوسانگ نے دیکھا کہ بلّی اس کی انگلی کی انگوٹھی اپنے ساتھ ہی لے گئی تھی۔ موت ایک دم غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ حیران ہوا کہ یہ کیا ہوا کہ بلّی اُس کے ہاتھ کی انگوٹھی اتار کر لے گئی ہے۔ وہ بلّی کی طرف بھاگا مگر بلّی دیوار پھاند کر جا چکی تھی۔ حنبر بلّی نے یہ سب کچھ خوشبو کی وجہ سے کیا تھا۔ جو اسے تھیوسانگ کے جسم سے آ رہی تھی۔ اور جو اسے تھیوسانگ کی مدد کرنے کو وہاں لے آئی تھی۔ بلّی سمجھ گئی تھی کہ تھیوسانگ نے جو انگوٹھی پہن رکھی ہے وہی اُس کی موت کا سبب بننے والی ہے۔ بلّی نے موت کو جھک کر انگوٹھی کی طرف دیکھتے ہوئے بھی دیکھ لیا تھا۔

تھیوسانگ اپنی خالی انگلی کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں بلّی کے دانتوں کی ہلکی سی خراش آ گئی تھی۔ اتنے میں حبشی غلام بھی کچن سے بلّی کا شور سُن کر باہر آ گیا۔ اس کی نظر تھیوسانگ کی خالی انگلی پر پڑی۔ تو اس کا رنگ اڑ گیا۔

"میرے آقا! انگوٹھی کہاں چلی گئی؟"

تھیوسانگ نے سوچا کہ چونکہ انگوٹھی حبشی غلام کے پیر و مرشد کی تھی۔ اس لیے وہ محکم مستند ہے۔ اس نے کہا۔

"بھائی میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ آناً فاناً کیا ہو گیا۔ میں یہاں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک بلّی دیوار پھاند کر آئی اور اس نے میرے ہاتھ پر چھلانگ لگائی۔ میری انگلی منہ میں ڈالی اور اس سے پہلے کہ میں سنبھل سکتا، اسے پکڑ سکتا وہ انگوٹھی اتار کر بھاگ گئی۔ بھائی مجھے بہت افسوس ہے کیونکہ یہ تمہارے مرشد صاحب کی انگوٹھی تھی۔"

حبشی غلام نے جلدی سے پوچھا۔

"کیا وہ بلّی کالی تھی؟"

تھیوسانگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں کالی بلی تھی اور اس کی آنکھیں سرخ تھیں؟"
حبشی غلام سمجھ گیا کہ یہ جادوگرنی کی بلی کے سوائے اور کوئی بلی نہیں ہو سکتی۔ بولا۔
"میں اس بلی کو جانتا ہوں۔ یہ ہمارے ایک ہمسائے کی بلی ہے۔ میں ابھی اسے پکڑ کر لاتا ہوں۔"
حبشی غلام نے برتن وہیں پھینکے اور مکان سے باہر بھاگ گیا۔
عنبر بلی منہ میں موت کی انگوٹھی پکڑے گلیوں بازاروں میں بھاگتی ایک باغ میں آ گئی۔ باغ میں ایک ویران کنواں تھا۔ عنبر بلی نے وہ انگوٹھی اس کنوئیں میں پھینکی اور تیزی سے دوڑتی ہوئی جادوگرنی کے مکان میں آ کر اپنی جگہ پر چپ چاپ بیٹھ گئی۔ اسے گھر سے جاتے ہوئے بھی جادوگرنی نے نہیں دیکھا تھا اور آتے ہوئے بھی نہ دیکھ سکی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں جادو کا کوئی منتر یاد کر رہی تھی کہ حبشی غلام نے دروازے پر دستک دی۔
جادوگرنی نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ تو حبشی غلام گھبرایا

غضب ہو گیا خالہ۔ تمہاری بلی وہ انگوٹھی تھیوسانگ کی انگلی سے اتار کر لے گئی ہے۔"
"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" جادوگرنی نے تعجب سے کہا۔
"میری بلی تو صبح سے اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی ہے۔"
حبشی غلام نڈھال سا ہو کر بیٹھ گیا اور بولا۔
"خالہ تھیوسانگ نے جو بلی کا حلیہ بتایا ہے۔ وہ تمہاری بلی کا ہی ہے۔ کالی سیاہ اور سرخ آنکھیں تم اس کا معائنہ کرو۔ انگوٹھی ضرور اس نے نگل لی ہے۔"
جادوگرنی جلدی سے باہر برآمدے میں گئی۔ عنبر بلی خاموشی سے اپنی جگہ پر آنکھیں ذرا سی کھولے مزے سے پڑی تھی۔ جادوگرنی نے جاتے ہی اسے گردن سے پکڑا اور اندر لے گئی۔ پھر اس نے بلی کو زمین پر سیدھا لٹا دیا پہلے اس کا منہ کھول کر دیکھا۔ انگوٹھی بلی کے منہ میں نہیں تھی پھر اس نے بلی کے پیٹ کو زور زور سے انگلیوں سے ٹٹولا۔ انگوٹھی بلی کے پیٹ میں بھی نہیں تھی۔ اس نے حبشی غلام سے کہا۔
"میں نہ کہتی تھی کہ میری بلی ایسا کام کبھی نہیں کر سکتی۔ یہ کارستانی کسی دوسری بلی کی ہے۔ تم فوراً اسے محلے میں تلاش کرو۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو میری قیمتی انگوٹھی تھی۔ اسے میری استادنی ڈائینی کی بدروح نے مجھے دیا تھا۔ اب میں اسے کیا منہ دکھاؤں گی؟"

حبشی غلام سخت مایوسی میں اِدھر اُدھر سر مارنے لگا۔

"خالہ! ہمارے گھر میں کبھی کسی گھر کی بلّی نہیں آئی۔ یہ کام تمہاری بلّی کا ہی ہے۔"

جادوگرنی نے حبشی غلام کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تم بکواس کرتے ہو۔ میری بلّی پر جھوٹا الزام لگا رہے ہو۔ میری بلّی میرے حکم کے بغیر یہاں سے کبھی باہر نہیں گئی۔ جاؤ اور جاکر میری انگوٹھی تلاش کرو۔ نہیں تو میں تم سے پورا پورا ہرجانہ لوں گی۔"

حبشی غلام خاموشی سے سر جھکائے ہوئے اُٹھا اور مکان سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد جادوگرنی کو خیال آیا کہ کہیں یہ کام اس کی بلّی کا نہ ہو۔ کیونکہ کوئی دوسری بلّی جادوگرنی عنبر کی انگوٹھی کی طرف نہیں بڑھ سکتی۔ جادوگرنی عنبر کے پاس برآمدے میں آگئی۔ اس کے پاس بیٹھ کر اسے دیکھا اور بولی۔

"انگوٹھی تم نے اتاری تھی؟"

عنبر بلّی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہی۔ جادوگرنی نے کئی بار اپنا سوال دہرایا۔ جب بلّی نے کوئی جواب نہ دیا تو اُسے یقین ہوگیا کہ اس کی بلّی بے قصور ہے۔ یہ کام کسی دوسری بلّی کا ہے۔ جس کو کسی وجہ سے انگوٹھی پسند آگئی ہوگی۔ اور وہ لپک کر اسے اتار کر لے گئی ہے۔ جادوگرنی نے ایک بار پھر ڈائینی کی بدروح کو بلانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ پتہ چل سکے کہ انگوٹھی کہاں ہے اور اسے کون سی بلّی لے گئی ہے۔ جادوگرنی نے رات کے ایک بجے اپنے کمرے میں آگ جلائی۔ اس میں اسانی جڑیاں ڈالیں اور منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ ایک گھنٹے تک منتر پڑھنے کے بعد آگ بجھ گئی۔ اس میں سے دھواں نکلنے لگا۔ پھر دھوئیں میں جادوگرنی کی استادنی یعنی ڈائینی کی بدروح کی شکل نمودار ہوئی۔ جادوگرنی نے سر جھکا کر خوش آمدید کہا۔ اور بولی۔

"عظیم استادنی کی بدروح! ایک حادثہ ہو گیا ہے۔ تمہاری دی ہوئی انگوٹھی کوئی بلّی چھین کر لے گئی ہے۔ جس وہ بلّی نہیں مل رہی۔"

ڈائینی کی بدروح نے مکروہ قہقہہ لگایا اور کھڑکھڑاتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز میں بولی۔
"احمق جادوگرنی! جس بلی نے میری انگوٹھی تھیو سانگ
کی انگلی سے نکالی تھی وہ تمہاری ہی بلی ہے"
جادوگرنی نے حیران ہو کر پوچھا۔
"مگر حکیم بدروح! اس کے پیٹ میں تو انگوٹھی
نہیں تھی"
بدروح نے کہا۔
"اس بلی نے انگوٹھی تمہارے گھر کے پیچھے جو کنواں
ہے اس میں پھینک دی ہے"
جادوگرنی کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔
"اس نے ایسا کیوں کیا؟"
بدروح نے اسے ڈانٹ کر کہا۔
"یہ تو جان اور تیرا کام۔ اب اگر تو نے مجھے
پھر بلایا تو میں تیرے گھر کو آگ لگا دوں گی"
اور اس کے ساتھ ہی ڈائینی کی بدروح غائب ہو
گئی۔ جادوگرنی پہلے تو خوش ہوئی کہ اسے انگوٹھی
مل گئی ہے۔ پھر سوچنے لگی کہ کنوئیں میں
سے کیسے نکالے گی۔ خدا جانے وہ کہاں پڑی ہو
گی۔ حبشی غلام کو اس نے بلوا کر ساری بات بتائی۔

غلام اچھل کر بولا۔
"خالہ! میں نے نہ کہا تھا کہ یہ اسی بلی کی کارستانی
ہے"
جادوگرنی نے کہا۔
"اب اس بک بک کو چھوڑو اور جیسے بھی ہو
کنوئیں میں سے انگوٹھی نکالنے کی کوشش کرو
کیونکہ اس انگوٹھی کے بغیر ہم تھیو سانگ کا
خزانہ حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ تھیو سانگ مرے
گا اور نہ ہم اس کا خزانہ حاصل کر سکیں گے"
حبشی غلام کہنے لگا۔
"میں خود کنوئیں میں اتر کر انگوٹھی تلاش کروں
گا"
تھوڑی دیر بعد حبشی اور جادوگرنی پرانے کنوئیں کے
پاس کھڑے تھے۔ حبشی غلام رسی لے آیا تھا۔ اس نے
اس اوپر ایک درخت کے ساتھ باندھی اور اسے اپنے
کمر کے گرد لپیٹ کر کنوئیں میں اتر گیا۔
کنوئیں میں پانی گدلا گدلا تھا۔ اس نے پانی میں ڈبکی لگائی
اور کنوئیں کی تہہ میں جا کر ریت کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔
تھوڑی دیر بعد اس کا سانس پھول گیا۔ اور اس نے سر پانی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر نکال لیا۔ وہ دیر تک کنوئیں کے پانی میں غوطے لگاتا اور انگوٹھی تلاش کرتا رہا مگر انگوٹھی اسے نہ مل سکی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انگوٹھی ایک چھوٹے کچھوے نے نگل لی تھی۔ جنبر بلی نے جب انگوٹھی کنوئیں میں پھینکی تو کچھوا کنوئیں کے پانی میں تیر رہا تھا۔ اس نے کوئی شے گرتی دیکھی تو جھپٹی لگا کر اسے منہ میں لے کر فوراً نگل لیا اور پھر کنوئیں کی تہہ میں کنوئیں کی دیوار میں بنے ہوئے اپنے گھر میں چلا گیا۔ حبشی غلام شام تک کنوئیں کے پانی کو کھنگالتا رہا۔ مگر اسے انگوٹھی نہ مل سکی۔

حبشی غلام اور جادوگرنی ایک بار پھر سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ تھیو سانگ کو کیسے راستے سے ہٹا کر خزانے پر قبضہ کیا جائے۔ حبشی غلام کہنے لگا۔

"خالہ! تم ایک بار پھر اس بلی سے تھیو سانگ کی انگلی نوچنے کا کام نہیں لے سکتیں؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اس بلی پر ایسا منتر پڑھو کہ یہ تھیو سانگ کے پاس جائے اور اس کی انگلی کاٹ کر لے آئے؟"

جادوگرنی نے جواب میں کہا۔

"تھیو سانگ کے بارے میں مجھے اب اس بلی پر بھروسہ نہیں رہا۔ لگتا ہے کہ تھیو سانگ کی آسیبی شخصیت کا بلی پر اثر ہو گیا ہے۔ وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

حبشی غلام نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولا۔

"تو کیا اتنا بڑا خزانہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا؟"

جادوگرنی گردن اکڑا کر بولی۔

"خزانہ کبھی نہیں ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا۔ میں خود تھیو سانگ کی انگلی کاٹوں گی۔"

حبشی غلام نے خوشی اور حیرت سے جادوگرنی کی طرف دیکھا۔

"مگر خالہ تم یہ کام کیسے کر سکو گی؟"

جادوگرنی نے کہا۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تھیو سانگ نے مجھے ابھی تک نہیں دیکھا میں کل صبح تمہارے پاس آؤں گی۔ تم تھیو سانگ سے یہ کہہ کر میرا تعارف کروانا کہ میں تمہاری خالہ ہوں۔ اور دوسرے شہر سے آئی ہوں۔ باقی سارا کام میں خود سنبھال لوں گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حبشی غلام خوش ہوا کہ شاید اس بار جادوگرنی کا تحفہ
فش نے پر بیٹھے۔ دوسرے دن تھیوسانگ نے حبشی غلام
کو بلا کر کہا۔
"میں سارا خزانہ آج شام غریبوں میں تقسیم کرنا چاہتا
ہوں۔ تم مجھے فوری طور پر شہر کے یتیموں اور
بیواؤں کی فہرست لا کر دو۔"
حبشی غلام بولا۔
"میرے آقا! آج کل سپارٹا میں ایک خاص میلہ
لگا ہوا ہے۔ ہمارے شہر کے اکثر لوگ زیادہ
تر بیوہ عورتیں اس میلے میں شریک ہونے
کے لیے گئی ہوئی ہیں۔ کیونکہ مشہور ہے کہ بیوہ
اگر وہاں جا کر رقص کرے تو اس کے مردہ خاوند
کی روح خوش ہوتی ہے۔"
تھیوسانگ نے پوچھا۔
"یہ میلہ کب ختم ہو گا؟"
حبشی غلام نے کہا۔
"ایک ہفتے بعد ختم ہو جائے گا۔ پھر میں آپ
کو تمام بیوہ عورتوں کی فہرست لا کر دے دوں
گا۔ آپ خود ان میں بانٹنا شروع کر دیجئے۔"

تھیوسانگ بولا۔
"ٹھیک ہے میں ایک ہفتہ انتظار کر لیتا ہوں۔"
اس کے تھوڑی دیر بعد ہی ایک بوڑھی عورت کالا لباس
پہنے مکان میں داخل ہوئی۔ حبشی غلام نے آگے بڑھ کر اس
کا استقبال کیا۔ یہ جادوگرنی تھی۔
"خالہ جان تم کب آئیں۔ آجاؤ آجاؤ۔ تمہارا آنا
مبارک ہو۔"
پھر حبشی غلام نے تھیوسانگ سے یہ کہہ کر جادوگرنی کا
تعارف کروایا۔
"میرے آقا! یہ میری خالہ جان ہے۔ دوسرے
شہر میں اکیلی رہتی ہے۔ یہ بھی بیوہ ہے۔"
تھیوسانگ بولا۔
"پھر تو تمہاری خالہ کو بھی اس کا حصہ ملے گا۔"
تھیوسانگ نے جادوگرنی کو سلام کیا۔ جادوگرنی خالہ
جان نے تھیوسانگ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا دی۔
پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی کی لکیروں پر نظر ڈالی اور بولی۔
"میرے بیٹے تمہاری قسمت میں تو بے پناہ دولت
لکھی ہوئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ مسکرا کر بولا۔

"خالہ جان! دولت کبھی میرے پاس ٹھہرتی نہیں۔ بس آتی ہے اور نکل جاتی ہے۔"

جادوگرنی اصل میں تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ کی انگلیاں دیکھ رہی تھی۔ اگر ان میں سے وہ کسی ایک انگلی کو کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ دنیا کے سب سے بڑے خزانے کی مالک بن سکتی ہے۔ مگر تھیوسانگ کی انگلی کو کاٹنا آسان کام نہیں تھا۔ پھر بھی جادوگرنی ایک خطرناک منصوبہ ذہن میں لے کر وہاں آئی تھی۔ وہ کالی بلی جان بوجھ کر ساتھ نہیں لائی تھی۔ اور اسے برآمدے کے ستون کے ساتھ زنجیر سے باندھ آئی تھی۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد حبشی غلام اپنی کوٹھڑی میں اور خالہ اپنی کوٹھڑی میں سونے کے لیے چلی گئی۔ تھیوسانگ برآمدے میں ہی سوتا تھا۔ سوتا کہاں تھا بس چارپائی پر لیٹا جاگتا رہتا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ کب سپارٹا کا میلہ ختم ہو۔ اور بیوہ عورتیں شہر میں واپس آئیں اور وہ ان میں خزانہ بانٹ کر اس شہر سے چلا جائے اور اپنے ساتھیوں کو تلاش کرے۔

رات بڑی اندھیری تھی۔ چاند بھی نہیں نکلا ہوا تھا۔ یونانی امیر ابھی تک الماری میں ڈبی میں بند پڑا تھا۔ تھیوسانگ اسے دن میں ایک بار دیکھ لیتا تھا۔ جب رات کافی گزر گئی تو جادوگرنی نے اپنی لکڑی کی صندوقچی میں سے ایک ڈبی باہر نکالی۔ اسے کھولا تو اس میں کالے رنگ کی ایک مکروہ شکل کی چھپکلی لیٹی ہوئی تھی۔ جادوگرنی نے چھپکلی کے سر پر انگلی رکھی تو چھپکلی نے منہ کھول کر پھنکار ماری۔ جادوگرنی نے اس پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیئے۔ پہلے تو چھپکلی خاموشی سے لیٹی رہی۔ پھر اس نے حرکت شروع کر دی۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد غصے سے پھنکارنے لگی۔ منتر ختم کرنے کے بعد جادوگرنی نے چھپکلی کو ڈبی میں سے نکال کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور اس کے منہ کے قریب اپنی انگلی لے گئی۔ کالی چھپکلی نے پھنکار مار کر اپنا منہ کھول دیا۔ چھپکلی کے منہ میں آری کی طرح تیز چھوٹے چھوٹے بے شمار دانت تھے۔ جادوگرنی نے منتر پڑھ کر ایک بار پھر پھونکا اور آہستہ سے کہا۔

"کالی چھپکلی! جا۔ باہر برآمدے میں جو آدمی لیٹا ہے۔ اس کے سیدھے ہاتھ کی ایک انگلی کاٹ کر لے آ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگرنی نے چھپکلی کو زمین پر رکھ دیا۔ چھپکلی نے آہستہ آہستہ فرش پر چلنا شروع کر دیا۔ اس کا رُخ باہر برآمدے کی طرف تھا۔ جہاں تھیوسانگ چارپائی پر آرائش لیٹا ہوا تھا۔

○

مُردہ دیوتا

تھیوسانگ چارپائی پر چُپ چاپ لیٹا ہوا تھا۔ وہ جاگ رہا تھا اور عنبر کیٹی ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ نجانے وہ کہاں ہوں گے۔ کالی چھپکلی فرش پر رینگتی ہوئی جادوگرنی کی کوٹھڑی سے نکل کر برآمدے کے فرش پر آگئی تھی اور اب اس کا رُخ تھیوسانگ کی طرف تھا۔ منتر کی وجہ سے اسے تھیوسانگ کی بُو آ رہی تھی اور وہ بار بار اپنا مکروہ منہ کھول رہی تھی۔ اس کے دانت بے حد تیز تھے۔ وہ تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ کی انگلی کاٹنے آ رہی تھی۔ رینگتے ہوئے وہ تھیوسانگ کی چارپائی کی دائیں جانب آ گئی۔ اتفاق سے تھیوسانگ کا سیدھا ہاتھ نیچے لٹک رہا تھا۔

بڑا سنہری موقع تھا۔ اس کی انگلی کاٹنے کا۔ کالی چھپکلی تیزی سے رینگتی ہوئی تھیوسانگ کے لٹکتے ہوئے ہاتھ کی طرف بڑھی اور پھنکار مار کر اس کی انگلی منہ میں لینے ہی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ل تھی کہ تھیوسانگ نے پھنکار سن کر ہاتھ اوپر کر لیا اور نیچے دیکھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی سانپ ادھر آ گیا ہے اور وہ اس سے ناگ کے بارے میں پوچھے گا۔ اس نے فرش پر اندھیرے میں کالی چھپکلی کو دیکھا تو حیران ہوا کہ چھپکلی تو م سے گزر جایا کرتی ہے۔ پھر اس نے پھنکار کیوں ماری تھی۔ دوسری شک والی بات یہ تھی کہ چھپکلی منہ اوپر اٹھا۔ اپنی لال لال چھوٹی آنکھوں سے تھیوسانگ کو تک رہی تھی۔ اور ذرا ذرا پھنکار بھی رہی تھی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ تھیوسانگ پر حملہ کرنے والی ہے۔ تھیوسانگ کو غصہ آ گیا۔ اس کو معلوم تھا کہ چھپکلی سانپ کی نسل میں سے ہوتی ہے۔ سانپ کی زبان بھی سمجھ لیتی ہیں۔ اس نے سانپ کی زبان چھپکلی سے کہا۔

"کمینی چھپکلی تو مجھ پر حملہ کرنے آئی ہو؟"

چھپکلی نے جب ایک انسان کو سانپ کی زبان میں بات کرتے تو اس کو پسینہ آ گیا۔ فوراً سمجھ گئی کہ یہ کوئی معمولی انسان پھر اس نے چھپکلی کو دھمکی دی تھی۔ چھپکلی کا جسم خوف گیا۔ اس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

میں حملہ کرنے خود نہیں آئی تھی"

ماتھا ٹھنکا۔ فوراً سانپ کی زبان میں پوچھا۔

"پھر تمہیں کس نے بھیجا ہے؟"

اب کالی چھپکلی نے تھیوسانگ کو صاف صاف بتا دیا کہ کوٹھڑی میں جو بوڑھی عورت بیٹھی ہے وہ جادوگرنی ہے۔

"اس نے عورت نے مجھ پر منتر پڑھ کر تمہارے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ میں تمہارے سیدھے ہاتھ کی انگلی کاٹ لاؤں۔"

اب ساری بات تھیوسانگ کی سمجھ میں آ گئی۔ حبشی غلام خالہ کے بھیس میں کسی جادوگرنی کو وہاں لے آیا تھا تاکہ وہ تھیوسانگ کو ہلاک کر دے اور دونوں خزانے کے مالک بن جائیں۔ تھیوسانگ نے چھپکلی سے کہا۔

"تم واپس چلی جاؤ۔ کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ جادوگرنی سے یہی کہنا کہ تھیوسانگ جاگ رہا تھا۔ اس لیے میں اس کی انگلی نہیں کاٹ سکی۔"

کالی چھپکلی نے کہا۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔ مگر کیا تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گے کہ تم سانپوں کی زبان کیسے جانتے ہو؟"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں اور یہ زبان مجھے خود ناگ دیوتا نے سکھائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی ۔
کالی چھپکلی نے اپنا سر جھکا دیا اور بولی۔
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی مجھے معاف کر دیتا۔ تم حکم کرو تو میں ابھی اس کالی جادوگرنی کی آنکھیں نکال دوں"
تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔
"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جاؤ میں خود اسے سنبھال لوں گا"
کالی چھپکلی سلام کر کے جدھر سے آئی تھی ادھر چلی گئی۔
جادوگرنی کوٹھڑی میں چھپکلی کی راہ دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیئے کی دھیمی روشنی میں کالی چھپکلی کو آتے دیکھا تو بولی۔
"کہاں ہے اس کی انگلی؟"
کالی چھپکلی نے دل میں جادوگرنی کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جادوگرنی تو اس کی زبان جانتی ہی نہیں تھی۔ اس نے چھپکلی کو اٹھا کر غور سے دیکھا۔ اس کے منہ میں تھیوسانگ کی انگلی نہیں تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ چھپکلی ناکام واپس آئی ہے۔ اس نے چھپکلی کو زور سے پھینک دیا۔ اور غصے میں کہا۔
"دفع ہو جا میری آنکھوں سے"
وہاں سے نکلا تو جادوگرنی نے باورچی خانے میں جا کر حبشی غلام

کہا۔
"رات میں نے کوشش کر کے دیکھی۔ میں ناکام رہی۔ اب آج رات میں اپنا آخری تیر چلانے والی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تھیوسانگ میرے تیر کا شکار ہو جائے گا"
دوسری رات جادوگرنی نے اپنا آخری داؤ آزمانے کے لیے ایک ایسا منتر پڑھنا شروع کیا۔ کہ جو تھیوسانگ کے جسم میں آگ لگا دیتا۔ اس سے تھیوسانگ مر تو نہیں سکتا تھا۔ مگر لمبی مدت کے لیے اس کے جسم پر چھالے پڑ جاتے۔ جب جادوگرنی کا منتر شروع ہوا تو دوسری طرف عنبر بلی ایک بار پھر بے چین ہو گئی۔ وہ زنجیر سے بندھی ہوئی تھی۔ اسے محسوس ہونے لگا کہ تھیوسانگ کے جسم کو تھوڑی دیر بعد آگ لگنے والی ہے۔ عنبر بلی نے زور لگا کر زنجیر توڑ دی اور وہ بھاگ اٹھی۔ یونانی امیر کے باغ میں آتے ہی اسے گرمی محسوس ہونے لگی۔ ابھی جادوگرنی کے منتروں سے تھیوسانگ کو آگ نہیں لگی تھی مگر منتر کی گرمی کی لہریں مکان میں لہرانے لگیں تھیں۔ ان لہروں کو تھیوسانگ محسوس نہیں کر رہا تھا۔ مگر جانور محسوس کر رہے تھے۔ عنبر بلی باغ میں گرمی سے گھبرا کر ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف بھاگ تو ادھر ایک سانپ بھی گرمی کو محسوس کرتے
ہوئے زمین کے اندر سے نکل آیا تھا۔ سانپ جب
ٹھنڈے برآمدے کے فرش پر سے گزرا تو اسے چارپائی پر
لیٹے ہوئے تھیوسانگ کے جسم سے ناگ دیوتا کی دھیمی سی
خوشبو آئی۔ سانپ چارپائی کے قریب آگیا۔ وہ چارپائی کے
گرد چکر لگانے لگا۔

تھیوسانگ نے اپنی چارپائی کے گرد ایک سانپ کو چکر لگاتا
دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے سانپ سے پوچھا۔

"کیا بات ہے دوست! تم پریشان کیوں ہو؟"

سانپ نے ایک انسان کو سانپ کی زبان میں بات
کرتے سنا تو وہ وہیں رک گیا۔ بولا۔

"تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو۔ اور تمہارے
جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو کیوں آتی ہے؟"

تھیوسانگ نے اسے بتایا کہ میں ناگ دیوتا کا بھائی
تھیوسانگ ہوں۔ سانپ نے آداب بجالاتے ہوئے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! اس مکان میں کوئی اگنی
منتر پڑھ رہا ہے۔ یہاں تھوڑی دیر میں آگ
بھڑکنے والی ہے۔ تم جلدی سے یہاں سے نکل
جاؤ۔"

تھیوسانگ کو جادوگرنی خالہ کا پہلے ہی پتہ چل گیا تھا۔
اب سانپ کی زبانی یہ بات سنی تو پہلے تو اسے یقین نہ
آیا لیکن تھوڑی دیر بعد فضا کی تپش اسے بھی محسوس ہونے
لگی۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

وہ اسے لے کر جادوگرنی خالہ کے کمرے میں آگیا۔
سانپ تڑپ کر پیچھے ہٹ گیا اور بولا۔

"مجھے اس کمرے سے آگ کی لپٹیں نکلتی نظر
آرہی ہیں۔"

تھیوسانگ نے بھی محسوس کیا کہ اس کوٹھڑی کے باہر
گرمی زیادہ تھی۔ اس نے دروازے کے سوراخ میں سے
جھانک کر اندر دیکھا۔ اندر جادوگرنی خالہ آگ کے سامنے
بیٹھی لال لال آنکھیں نکالے اگنی دیوی کا منتر پڑھ رہی تھی۔
سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے لگتا ہے کہ یہ جادوگرنی
تمہارے لیے جادو کر رہی ہے۔"

تھیوسانگ کو سخت غصہ آگیا۔ اس نے دروازے کو
زور سے دھکا دیا۔ دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ تھیوسانگ نے
جاتے ہی کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"...ے شیطان کی خالہ! تُو نے کئی لوگوں کو ہلاک
...کئی گھروں کو برباد کیا۔ اب تیری باری بھی
...ہے اپنے انجام کے لیے تیار ہو جا"
...نے بڑھ کر جادوگرنی خالہ کی گردن
...ھ لی۔ ...ادی جادوگرنی ایک ننھی سی مینڈکی بن کر
...ادھر ادھر پھدکنے لگی۔ سانپ نے حیران ہو کر پوچھا۔
"...ننھے ناگ دیوتا کے بھائی۔ یہ کیا جادو ہے؟"
تھیو ساگ بولا
"یہ تم نہیں جان سکو گے۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں
ناگ دیوتا کا کچھ علم ہے کہ وہ کہاں ہو گا؟"
تھیو ساگ نے ساتھ ہی جادوگرنی خالہ کو اٹھا کر چھوٹی
سی بوتل میں بند کر دیا۔
سانپ نے کہا۔
"ناگ دیوتا کے لیے تو ساری دھرتی کھلی ہے وہ
جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ رہ سکتا ہے۔
ہاں اتنا ضرور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہاں اس
باغ میں اس کی تیز خوشبو مجھے نہیں آ رہی"
تھیو ساگ سانپ کو لے کر باہر برآمدے میں آ گیا۔ سانپ
...طرف تھوڑا تھوڑا سونگھا اور کہنے لگا۔

"عجیب بات ہے۔ تمہارے علاوہ مجھے اس
باغ کی طرف سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ
رہی ہے"
تھیو ساگ سوچ میں پڑ گیا۔ باغ میں سے ناگ کی
یہی خوشبو کہاں سے آ سکتی ہے؟ اور ناگ دیوتا کی دھیمی
خوشبو تو تھیو ساگ اور اس کے دوستوں ہی سے آیا کرتی
ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کہیں ننھے ناگ مادیا اور کیٹی میں
سے تو وہاں کوئی نہیں ہے؟ اس نے سانپ کو ساتھ لیا
اور باغ میں آ گیا۔ باغ میں ننھے بلی کی شکل میں جھاڑیوں
کے پاس بیٹھا تھا۔ اسے اب گرمی کی تپش محسوس نہیں
ہو رہی تھی۔ سانپ نے باغ کا ایک چکر لگایا اور واپس
آ کر تھیو ساگ کو بتایا۔
"تھیو ساگ بھائی! وہ جو سامنے جھاڑی ہے
وہاں ایک کالی بلی بیٹھی ہے۔ حیرت کی بات
ہے کہ مجھے اس کے جسم میں سے ناگ دیوتا
کی ہلکی ہلکی خوشبو آتی ہے"
تھیو ساگ کا ماتھا ٹھنکا۔
وہ لپک کر جھاڑی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہاں
...کالی بلی بیٹھی اسے تک رہی ہے کہ جو اس کی انگلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے انگوٹھی نکال کر لے گئی تھی۔ تھیوسانگ کو یقین ہو
گیا کہ یہ بلّی عنبر ہی ہے۔ اس نے جب عنبر کو بلّی کی
شکل میں دیکھا تو محض بھی بلّی تھا۔ اس لئے اسے کالا رنگ
یاد نہیں رہا تھا۔ کیونکہ بلّی کی آنکھوں کے شیشے انسان
کی آنکھوں کے شیشوں یعنی لینز سے مختلف ہوتے
ہیں۔ جو رنگ انسان کو زرد نظر آتا ہے۔ بلّی کو سرخ
نظر آتا ہے۔ اور بلّی دو تین رنگوں کے علاوہ اور کوئی رنگ
نہیں پہچان سکتی۔ عنبر نے بلّی کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو بلّی
غُرّ غُرّ کرنے لگی۔ عنبر کو بھی یہ احساس نہیں تھا کہ یہ
تھیوسانگ ہے۔ بس ایک ہمدردی اور بھائی کا
دوست کے رشتے کی گرمی تھی جو عنبر بلّی کو
تھیوسانگ کی جان بچانے کے لیے اِدھر کھینچ لائی تھی۔
تھیوسانگ نے بلّی کو اٹھا لیا۔ سانپ نے کہا۔
"تھیوسانگ بھائی! اس کے جسم سے ناگ
دیوتا کی خوشبو بہہ آ رہی ہے۔"
تھیوسانگ نے بلّی کو اپنے پاس رکھ لیا اور سانپ
سے کہا۔
"تم اب جاؤ اور صبح کو میرے پاس ضرور
آنا۔"

سانپ چلا گیا۔ دن نکل آیا۔ حبشی غلام اپنی نقلی خالہ کو
ڈھونڈنے لگا تو تھیوسانگ نے کہا۔
"تمہاری شیطان خالہ میری جیب میں ہے
یہ دیکھو۔"
اور تھیوسانگ نے جیب سے چھوٹی سی جادوگرنی کو
نکال کر سامنے رکھ دیا۔ حبشی غلام سب کچھ سمجھ گیا۔
اور ہاتھ باندھ کر بولا۔
"میرے آقا مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی
ہو گئی۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"تم نے کئی بار مجھے ہلاک کرنے کی کوشش
کی ہے۔ تمہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن میں
تمہیں مارونگا بھی نہیں۔ صرف تمہیں چھوٹا بنا
کر بوتل میں بند کر دوں گا۔ تمہاری قسمت ہے
کہ تم اس میں سے نکل کر بڑے ہو جاؤ۔"
حبشی غلام یہ سُن کر باہر کو بھاگا۔ تھیوسانگ
نے بلّی کو اشارہ کیا۔ بلّی چھلانگ لگا کر حبشی غلام
کے اوپر پڑی۔ اس نے گردن کو دبوچ لیا۔ اور اسے
نیچے گرا دیا۔ حبشی غلام دہائی دینے لگا۔ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے مل کر واپس لوٹا لیا۔ پھر حبشی غلام کو انگلی سے چھو کر چھوٹا کر کے بوتل میں بند کر دیا۔ اب وہ کمرے میں آ گئی۔ یہاں الماری میں پہلے ہی سے یونانی امیر ڈبی بند تھا۔ تھیوسانگ نے ان تینوں کو جیب میں رکھا اور مکان کے پیچھے جو باغ تھا۔ اس میں ایک جگہ گڑھا کھا اس گڑھے میں تینوں کو ڈال دیا۔ اور واپس مکان میں آ گیا۔

اتنے میں سانپ بھی وہاں آ گیا۔

سانپ کو تھیوسانگ نے کفری بادشاہ کا خزانہ دکھایا۔ اور کہا۔

"اب میں اکیلا یہ خزانہ لوگوں میں تقسیم نہیں کر سکتا تم بتاؤ کہ میں کیا کروں؟"

سانپ نے کہا۔

"تھیوسانگ یہ بادشاہوں کے خزانے زمین کی امانت ہوتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اس خزانے کو واپس کفری کی غاروں میں پہنچا دیا جائے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"مگر میں اکیلا اب اسے لے کر اتنی دور کیسے جاؤں گا؟"

سانپ نے کہا۔

"یہ خزانہ وہ سانپ خود ہی لے جائیں گے جو اس کی حفاظت پر مامور تھے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مگر وہ تو یہاں سے بہت دور ہیں۔ اور وہ اس خزانے کو یہاں سے کیسے لے جائیں گے؟"

سانپ بولا۔

"یہ تم خود ہی دیکھ لوگے۔ میں انہیں بلاؤں؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں۔ انہیں بلا کر کہو کہ وہ یہ خزانہ واپس اسی غار میں لے جا کر رکھ دیں۔ جہاں سے ہم اسے اٹھا کر لائے تھے۔"

سانپ نے اپنی زبان میں خزانے کے سانپوں کو آواز دی۔ تھوڑی دیر بعد وہی سانپ وہاں آ گئے۔ یہ خزانے کے محافظ سانپ تھے۔ تھیوسانگ انہیں پہچانتا تھا۔ سرخ سانپ ان کے آگے آگے تھا۔ تمام سانپوں نے تھیوسانگ کے سامنے آ کر ادب سے سلام کیا۔ پھر سرخ سانپ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی نے ہمیں کس لیے یاد کیا؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ یہ کفری خزانہ یہاں سے واپس اسی جگہ جائے جہاں یہ خزانہ ہزاروں برس سے پڑا تھا۔ کیا تم اسے لے جا سکو گے؟"

سرخ سانپ بولا۔

"کیوں نہیں۔ اگر آپ حکم کریں تو ہم ابھی سارے خزانے کو واپس غار میں لے جائیں گے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔"

سرخ سانپ نے اپنے سارے سانپوں کو اشارہ کیا۔ سارے کے سارے سانپوں نے خزانے کی دونوں بوریوں کے اردگرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ پھر رقص کرنے لگے۔ سرخ سانپ بھی ان میں شامل رقص کرتے کرتے جب انہوں نے خزانے کی ایک بوری کی طرف منہ کر کے مل کر پھنکار ماری تو خزانے کی ایک بوری غائب ہو گئی۔ اس کے بعد دوسری بوری کو پھونک ماری تو دوسری بوری بھی غائب ہو گئی۔ تھیو سانگ اور سانپ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ عنبر بلی بھی وہیں پر تھی۔ مگر وہ برآمدے میں چارپائی پر بیٹھی تھی۔

سرخ سانپ نے کہا۔

"تھیو سانگ! کفری خزانہ واپس اپنے غار میں پہنچ گیا ہے۔ اگر کبھی تمہیں اس کی ضرورت ہو تو یہ خزانہ آپ کی امانت ہو گا۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

سرخ سانپ اپنے ساتھی سانپوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔ سانپ اور تھیو سانگ واپس برآمدے میں آ گئے۔ تھیو سانگ بولا۔

"جس کی امانت تھی اس کے پاس پہنچ گئی۔ میرے دل کو اطمینان ہو گیا ہے۔"

سانپ نے کہا۔

"تھیو سانگ! یہ بلی تمہیں بڑے غور سے دیکھ رہی ہے۔"

تھیو سانگ نے عنبر بلی کو پیار کیا۔ اور بولا۔

"میں جانتا ہوں تم عنبر ہو۔ مگر میری سمجھ میں نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتا کہ میں تمہیں کیسے انسانی شکل میں واپس لاؤں؟"
پھر اس نے سانپ سے پوچھا۔
"دوست! کیا تمہارے ذہن میں کوئی ایسی ترکیب ہے کہ یہ بلی پھر سے انسانی شکل میں واپس آ جائے۔ کیونکہ یہ اصل میں بلی نہیں بلکہ میرا دوست عنبر ہے۔ جو ناگ دیوتا کا بھائی ہے۔"
سانپ کچھ سوچ کر بولا۔
"میرے پاس اس کی کوئی ترکیب نہیں ہے مگر اتنا یاد ہے کہ یہاں سے دور دریا پار ایک پہاڑی کے اوپر مُردہ دیوتاؤں کا مندر ہے۔ اس مندر میں ان دیوتاؤں کے مجسمے ہیں جو مر چکے ہیں۔ وہاں لوگ کہتے ہیں کہ اندھیری رات میں جب بھی بجلی کڑکتی ہے بادل گرجتے ہیں تو ان دیوتاؤں کے سردار [illegible]تا کی روح آتی ہے۔ اس کے ساتھ دیو [illegible]سیاں بھی ہوتی ہیں۔ وہ رقص کرتی ہیں۔ [illegible]ت یہ رقص جاری رہتا ہے صبح [illegible] دیو داسی کے پاؤں کا کوئی گھنگھرو ٹوٹا ہوا مل جائے تو اس کے لگانے سے جادو کا اثر جاتا رہتا ہے۔"
تھیوسانگ کو یہ بات پسند آ گئی۔ اس نے کہا۔
"میں ابھی عنبر بلی کو لے کر وہاں جاؤں گا قدرت کو منظور ہوا تو میرا دوست وہاں ضرور انسانی شکل میں واپس آ جائے گا۔"
چنانچہ اسی وقت تھیوسانگ نے عنبر بلی کو کاندھے پر بٹھایا اور سانپ اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور کورنتھ شہر سے نکل کر مُردہ دیوتاؤں کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔
چلتے چلتے وہ دریا پار کرنے کے بعد ایک چھوٹے سے پرانے شہر میں سے گزرے۔ یہاں کچھ عورتیں کنوئیں پر پانی بھر رہی تھیں۔ تھیوسانگ بلی کو پانی پلانے لگا تو عورتیں اس کی کلائی سے لپٹے ہوئے سانپ کو دیکھ کر بھاگ گئیں۔ صرف ایک عورت وہاں کھڑی رہی۔ تھیوسانگ نے کہا۔
"بہن! میری بلی کو پانی پلا دو۔ تمہاری مہربانی ہو گی۔ تمہاری سہیلیاں تو بھاگ گئی ہیں؟"
عورت نے کہا۔
"وہ ڈرپوک تھیں۔ [illegible] سانپوں سے نہیں ڈرتی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس لیے یہاں پر موجود ہوں۔ بلّی کو پانی پلاؤ۔"
تھیوساگ بلّی کو پانی پلانے لگا تو عورت نے کہا۔
"یہ بلّی کیسی ہے۔ اس کی آنکھیں انسانوں جیسی
ہیں۔"
تھیوساگ بڑا حیران ہوا کہ اس عورت نے کیسے پہچان
لیا۔ اس نے پوچھا۔
"بہن! تمہیں کیسے یہ اندازہ ہوا؟ مجھے تو اس کی
آنکھیں بلّی ہی کی طرح لگتی ہیں۔"
عورت بولی۔
"بھائی دیکھنے کو تو تمہاری آنکھیں بھی انسانوں ہی
کی طرح لگتی ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ تم
کبھی یہاں کی مخلوق نہیں ہو۔"
اب تو تھیوساگ سمجھ گیا کہ یہ عورت کوئی جادوگرنی ہے
اس نے بلّی کو جلدی جلدی پانی پلایا اور بولا۔
"اچھا بہن! تمہارا شکریہ!"
جب وہ چلا تو پیچھے سے اسے عورت کی آواز
سنائی دی۔
"دیوتاؤں کے سمندر میں کسی مصیبت میں
نہ پڑ جانا۔ ابھی وقت ہے۔ واپس آ
جاؤ۔"

تھیوساگ نے پلٹ کر دیکھا تو عورت غائب ہو
چکی تھی۔ تھیوساگ نے سوچا کہ شاید یہ عورت کوئی
چڑیل تھی۔ وہ سانپ کو لے کر تیز تیز قدموں
سے آگے روانہ ہو گیا۔ بلّی اس کے کاندھے پر بیٹھی
تھی۔ دریا پار کرنے کے بعد دوسرے روز شام کو سامنے
ایک بہت بڑا پہاڑ آ گیا۔ تھیوساگ نے سانپ سے
پوچھا۔
"سانپ بھائی! کیا یہی وہ پہاڑ ہے۔ جس پر
مُردہ دیوتاؤں کا سمندر ہے؟"
سانپ نے پہاڑ پر ایک نگاہ ڈالی اور بولا۔
"ہاں تھیوساگ یہی وہ پہاڑ ہے۔ مگر اب میں
یہاں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں تمہارے
ساتھ اوپر نہیں جا سکتا۔ اگر میں اس سمندر
میں گیا تو زندہ نہ رہ سکوں گا۔"
تھیوساگ نے سانپ کو کلائی سے اتار دیا۔ سانپ
نے سلام کیا۔ اور جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ تھیوساگ
نے بلّی کو پیار سے کہا۔
"دوست عنبرا! میں جانتا ہوں تم عنبر ہی ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوگ کہتے ہیں میں وہاں کسی مصیبت میں پھنس جاؤں گا مگر مجھے اس کی پروا نہیں۔ مصیبتیں تو آتی ہی رہتی ہیں۔ میں تمہیں تمہاری امانت شکل واپس دلا کر رہوں گا۔"

تھیوسانگ نے اللہ کا نام لیا اور پہاڑ کی چڑھائی چڑھنے لگا

پہاڑ کافی اونچا تھا۔ اس کی چوٹی تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ تھیوسانگ کو پہاڑ پر کچھ فاصلے پر ایک پرانے مندر کے ستون اور اسکی چھت نظر آئی۔ اندھیرے میں وہ ستون عجیب منظر پیش کر رہے تھے۔ اتنے میں چاند نکل آیا اور چاروں طرف چاندنی پھیل گئی۔ تھیوسانگ آہستہ آہستہ چلتا ہوا مُردہ دیوتاؤں کے مندر کے برآمدے میں آگیا۔ اس مندر کے اونچے اونچے سیاہ کالے ستون تھے۔ سیڑھیاں بھی سیاہ پتھر کی تھیں۔ دیواریں اور فرش بھی کالے پتھروں کے بنے ہوئے تھے۔ یہ کوئی پرانا مندر تھا جس کے اب کھنڈر ہی باقی رہ گئے تھے تھیوسانگ مندر کے ہال کمرے میں داخل ہوا تو عنبر بلی کا جسم کانپنے لگا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہاں کے آسیب کی وجہ سے ہی ہے۔ اس نے بلی کو پیار کیا اور

کہا۔

"گھبراؤ نہیں دوست! میں تمہاری ہی خاطر یہاں آیا ہوں۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

تھیوسانگ اکھڑے ہوئے سیاہ پتھروں کے فرش پر چلتا آگے بڑھا۔ تو اسے زمین پر پتھروں کی بنی ہوئی لمبی لمبی قبریں نظر آئیں۔ جن کے سرہانے مُردہ دیوتاؤں کے مجسمے کھڑے تھے۔ یہ مجسمے کالے پتھروں کو تراش کر بنائے گئے تھے۔ یہ ان دیوتاؤں کے مجسمے تھے جن کی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ ان کی شکلیں انسانی نہیں تھیں۔ کسی کی شکل گھوڑے کی تھی، کسی کی اُلو کی، کسی کی شیر کی۔ اور کسی کی گدھ کی شکل تھی۔ ان کے جسم فرود انسان کے تھے۔ تھیوسانگ ان سب کو دیکھتا آگے بڑھا۔ آگے ایک بڑا چبوترہ آگیا۔ یہ چبوترہ کافی بڑا تھا۔ اس کے وسط میں ایک اونچا مچان بنا ہوا تھا جس پر ایک سیاہ پتھر کا گول پیالہ بنا ہوا تھا۔ اس چبوترے کے اردگرد مُردہ دیوتاؤں کے مجسمے اور ان کی قبریں تھیں۔

ہال کوئی انسان نہیں تھا۔ کوئی آواز بھی نہیں تھی۔ کوئی پرندہ بھی نہیں بول رہا تھا۔ ہر طرف موت کی خاموشی طاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی تھیوسانگ قبرستان سے نکل کر مندر کے دالان میں آ
کر بیٹھ گیا۔ نیچے گہرا وادی پھیلی تھی۔ چاندنی میں بہت
دور دریا کی ایک لکیر سی نظر آ رہی تھی۔ یہ پہاڑی
اونچی تھا۔ رات گہری ہونے لگی۔ چاند مغرب کی طرف ڈوبتا
چلا گیا۔ پھر چاند غروب ہو گیا۔ اور دوسری طرف سے
دن کا اُجالا پھیلنے لگا۔

تھیوسانگ نے دن کی روشنی میں مندر کو دیکھا۔
رات اور دن میں اُسے وہاں کوئی فرق نظر نہ آیا۔
سیاہ پتھروں کے مجسمے ویسے ہی ڈراؤنے لگ رہے
تھے۔ پتھروں کی سیاہ قبریں بھی ویسی ہی تھیں۔ دن کے
وقت بھی وہاں موت کی خاموشی تھی۔ کوئی پرندہ یا جانور
تک وہاں پر نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو اب اندھیری رات
کا انتظار تھا۔ ایسی رات جب آسمان پر چاند غائب
ہو جائے گا اور چاروں طرف سیاہ تاریکی پھیل جائے
گی۔

تھیوسانگ نے چل پھر کر دیکھا۔ مُردہ دیوتاؤں کے
پیچھے ایک چھوٹا سا پہاڑی چشمہ بہہ رہا تھا۔
سانگ نے وہیں اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ اور بلّی کو چھوڑ
بھی وہاں سے کہیں نہیں جاتی تھی۔ وہ

سارا دن تھیوسانگ کے ساتھ لگی رہتی۔ رات کو مندر کی طرف
منہ کر کے رونا شروع کر دیتی۔ بلّیاں ایسی جگہوں سے بہت ڈرتی
ہیں۔ آخر وہ رات بھی آ گئی جس کا تھیوسانگ کو انتظار تھا
یعنی تاریک ترین رات۔ وہ رات واقعی بے حد تاریک اور
ڈراؤنی تھی۔ ہر طرف ایک سیاہ چادر پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان
پر ستارے بھی بجھے بجھے اور سیاہ نظر آ رہے تھے۔

تھیوسانگ بلّی کو لے کر مندر میں داخل ہوا تو بلّی رونے
لگی۔ تھیوسانگ نے اسے تسلی دی۔ بلّی چُپ ہو کر تھیوسانگ
کے ساتھ لگ گئی۔ اس اندھیری رات میں مُردہ دیوتاؤں
کے مجسمے بہت ہی ڈراؤنے لگ رہے تھے۔ سانپ نے
اسے بتایا تھا کہ تاریک رات کے پچھلے پہر وہاں دیوتا
اور دیو داسیاں آ کر رقص کرتی ہیں۔ تھیوسانگ ان کے
انتظار میں بڑے ہال میں قبرستان کے درمیان والے
چبوترے کے ستون کے پیچھے چھُپ کر بیٹھ گیا۔ اس
نے عنبر بلّی کے سر پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔

"دوست عنبر! اب تم بالکل آواز نہ نکالنا۔ خدا
نے چاہا تو صبح تم انسانی شکل میں مجھ سے
باتیں کر رہے ہو گے۔"

رات خاموشی سے گزر رہی تھی۔ پہاڑ کی چوٹی پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا درختوں میں سرسراتی ہوئی گزری تو عجیب سا سناٹا
سی آواز پیدا ہوتی تھی۔ کافی دیر بعد تھیوسانگ کو
ایسی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے دُور سے کوئی رتھ
چلا آرہا ہو۔ یہ گھوڑوں کے ٹاپوں اور رتھ کے پہیوں
کی آواز تھی۔ تھیوسانگ نے اِس راستے پر نظریں
جما دیں۔ جو ماجھ سے مندر کی قبروں کی طرف آتا تھا۔
اچانک اس راستے پر تھیوسانگ کو ایک سیاہ رنگ کا
رتھ نظر آیا۔ اس کے آگے چار گھوڑے جُتے ہوئے
تھے۔ اِن گھوڑوں کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ تھیوسانگ
نے دیکھا کہ گھوڑوں کے پاؤں میں سے چنگاریاں نکل
رہی تھیں۔ اور رتھ کو ایک سیاہ رنگ کا۔ لمبا چوڑا دیوتا نما
آدمی چلا رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں چاروں گھوڑوں
کی باگیں تھیں۔ اس دیوتا کا سر بہت بڑا تھا۔ اس کی
ناک اُلّو ایسی تھی۔ آنکھیں لومڑ کی آنکھوں سے ملتی جلتی
تھیں۔ جن میں سے زرد روشنی نکل رہی تھی۔ یہ رتھ قبروں
کے درمیان آکر رُک گیا۔

رتھ والا دیوتا رتھ سے اُتر پڑا۔ وہ ایک ایک قبر
کے سرہانے گیا اور ایک ایک مُردہ دیوتا کے بُت
کو ہاتھ لگا کر بولا۔

"میں آ گیا ہوں۔ دعوت مبارک ہو۔ تمہارا
حصّہ تمہیں پہنچا دیا جائے گا۔ رقص شروع
ہونے والا ہے۔ تم قبروں میں رقص کو ضرور دیکھ
رہے ہو گے۔ مجھے خوشی ہو گی:

پھر وہ چبوترے پر چڑھ آیا۔ تھیوسانگ ایک
ستون کے پیچھے چھپا یہ سارا دہشت ناک منظر دیکھ رہا
تھا۔ اس نے عنبر بلّی کے منہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا کہ
کہیں وہ ڈر کر آواز نہ نکال بیٹھے۔ مگر عنبر بلّی بھی
سہمی ہوئی تھی۔ اُلّو کی ناک والا دیوتا چبوترے کی
سیڑھیاں چڑھتا بڑے پیالے کے پاس گیا۔ اس نے
دونوں بازو پھیلا دینے اور بلند میں کہا۔

"بولو۔ اپنا اپنا نام لے کر بولو:

اس کے ساتھ ہی چاروں طرف سے عجیب عجیب
آوازیں آنے لگیں۔ ایسے لگتا تھا کہ مُردہ دیوتاؤں
کی روحیں اپنا اپنا نام دہرا رہی ہیں۔ پھر یہ آوازیں
بند ہو گئیں۔ چاروں طرف پہلے سے زیادہ خوف ناک
سناٹا چھا گیا۔ اُلّو کی ناک والے دیوتا نے چبوترے کے
وسط میں آکر کہا۔

"دیو داسیو! آکر اپنا رقص کرو۔ مُردہ دیوتاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی روحیں تمہیں اپنی قبروں کے اندر دیکھ رہی ہیں"

اس کے ساتھ ہی قدرے سے گھنگھروؤں کی دھیمی آواز سنائی دی۔ یہ آواز آہستہ آہستہ قریب آتی گئی۔ اور پھر تھیوسانگ نے دیکھا کہ ایک طرف سے دس گیارہ دیو داسیاں جنہوں نے سرخ برق لباس پہن رکھے تھے۔ اور جن کے پاؤں میں چھوٹے چھوٹے گھنگھرو بندھے تھے رقص کرتی چلی آ رہی ہیں۔ وہ انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ دیو داسیوں نے آتے ہی اُلو کی ناک والے دیوتا کے آگے جھک کر اسے سلام کیا۔ اور پھر اس کے اشارے پر رقص شروع کر دیا۔ یہ رقص اس قسم کا تھا کہ دیو داسیاں پہلے دائرہ بنا کر ناچتیں پھر ایک دوسری کا ہاتھ چھوڑ کر فرش پر اس طرح لیٹ جاتیں جیسے مر گئی ہوں۔ اُلو کی ناک والا دیوتا ایک ایک کے پاس جا کر کہتا۔

"اٹھو مُردہ دیو داسیو! شربت پیئو"

اور اس آواز پر ایک ایک دیو داسی اٹھ کر دوبارہ رقص شروع کر دیتی۔ یہ رقص شروع میں آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ پھر رقص کی لے تیز ہو گئی۔ دیو داسیوں نے دیوانہ وار ناچنا شروع کر دیا۔ وہ تیزی سے چکر

ہی تھیں۔ آخر انہوں نے ناچنے کی رفتار کم کر دی پھر آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے جدھر سے آئی تھیں ادھر کو چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی اُلو کی آنکھ والے دیوتا نے ایک بار پھر اپنے بازو پھیلا دیئے اور بولا۔

"مُردہ دیوتاؤ! تم نے دیو داسیوں کا رقص دیکھ لیا۔ اب پھر دوسری اندھیری رات کو ملاقات ہوگی"

اُلو کی ناک والا دیوتا چبوترے سے اتر کر ایک بار پھر قبروں کے پاس کھڑے دیوتاؤں کے مجسموں کے پاس گیا۔ ان کو ہاتھ سے چھوا۔ اور اپنے رتھ پر بیٹھ کر گھوڑوں کو چابک مارتا واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہر طرف ایک سناٹا چھا گیا۔ تھیوسانگ کو سانپ نے کہا تھا کہ جب دیو داسیاں رقص کے بعد چلی جائیں۔ تو اٹھ کر فرش پر دیکھنا۔ اگر کہیں وہاں کسی دیو داسی کے پاؤں سے ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگرو مل جائے تو اسے بلی کے جسم سے رگڑنا اگر بلی۔ انسان ہوئی تو وہ اپنی شکل میں واپس آ جائے گی۔

تھیوسانگ اندھیرے میں اٹھا اور چبوترے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فرش پر آ گیا۔ مگر اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ تھیوسانگ کو بھی مشکل سے کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ دن نکلنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ چبوترے سے اتر کر ستون کی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ اب رات نے ڈھلنا شروع کر دیا تھا۔ آسمان پر صبح کی ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہونے لگی تھی۔ تھیوسانگ روشنی زیادہ ہو جانے کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہے کہ ایک طرف سے ایک عورت بھاگتی ہوئی آ رہی ہے۔

تھیوسانگ نے غور سے دیکھا۔ یہ ان دیو داسیوں میں سے ایک تھی۔ جو رات کو وہاں رقص کر رہی تھیں۔ تھیوسانگ حیران ہوا کہ یہ اس وقت کہاں سے آ گئی ہے۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دیو داسی نے جھک کر فرش پر جیسے کچھ ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ پھر ایک جگہ سے اس نے کوئی چیز اٹھائی اور آسمان کی طرف دیکھ کر بلند آواز میں کہا۔

"مُردہ دیوتا تم گواہ رہنا۔ میرا ایک گھنگھرو ٹوٹ کر یہاں رہ گیا تھا۔ میں اسے واپس لیے جا رہی ہوں۔"

تھیوسانگ کو جیسے ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ اسی گھنگھرو کی تلاش میں [illegible] تھا۔ اور وہی ٹوٹا ہوا گھنگھرو [illegible]

واپس لیے جا رہی تھی۔ اس سے نہ رہا گیا۔ اس نے بلی کو وہیں چھوڑا اور اٹھ کر دیو داسی کی طرف جاتے ہوئے بولا۔

"دیو داسی یہ گھنگھرو مت لے جانا۔ میں اس کی تلاش میں بڑی دور سے یہاں آیا ہوں۔"

دیو داسی! ایک دم جیسے پتھر کی ہو گئی۔ اس نے پلٹ کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور ایک چیخ مار کر غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اب دن کا اجالا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔ تھیوسانگ نے جھک کر فرش پر دیکھا۔ وہاں ایک بھی ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگھرو موجود نہیں تھا۔ جو گھنگھرو ٹوٹ کر وہاں رہ گیا تھا۔ اسے دیو داسی واپس آ کر لے گئی تھی۔

تھیوسانگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر چبوترے کے فرش کی اچھی طرح سے تلاشی لی۔ وہاں کوئی بھی گھنگھرو اسے نہ ملا۔ وہ سخت ناامید ہو کر واپس عنبر بلی کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"عنبر بھائی! بتاؤ۔ اب میں کیا کروں۔ اتنی دور سے ٹوٹے ہوئے گھنگھرو کی تلاش میں آیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خیال تھا شاید تم پھر انسانی شکل میں آ جاؤ گے۔ تمہارا جادو ٹوٹ جائے گا۔ مگر قسمت کو یہ منظور نہیں تھا۔"

تھیوسانگ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے اگلے مہینے کی اندھیری رات تک اسی مُردہ دیوتاؤں کے مندر میں ہی رہنا چاہیئے۔ اگلی بار وہ دیو داسی کو موقع نہیں دے گا کہ وہ واپس آ کر اپنا ٹوٹا ہوا گھنگھرو لے جائے۔ خدا نے چاہا تو اگلی بار بھی کسی نہ کسی دیو داسی کے پاؤں سے گھنگھرو ضرور ٹوٹے گا۔ یہ دیو داسیاں اتنی تیزی سے ناچتی ہیں کہ گھنگھرو ٹوٹ ہی جاتا ہے۔ اسی امید پر تھیوسانگ نے وہاں قبرستان میں ہی ایک جھونپڑی سی بنالی اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔

دن کے وقت وہ قبروں میں گھوم پھر کر گری پڑی چیزیں اٹھا کر کھا لیتا اور رات کو جھونپڑی میں ایک طرف پڑ کر سو جاتا۔ بلی کو اپنے عنبر ہونے کا کوئی احساس نہیں تھا۔ اسے یہ بھی احساس نہیں تھا کہ تھیوسانگ اس کے لیے کس قدر جدوجہد کر رہا ہے۔ یونہی دس بارہ دن گزر گئے۔ ایک رات اچانک بادل گھر کر آئے بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے لگے۔ اچانک تھیوسانگ کو خیال آ گیا کہ سانپ نے کہا تھا کہ جس رات دیو داسیاں مندر میں آ کر رقص کریں گی اس رات بادل گرج رہے ہوں گے۔ بجلیاں چمک رہی ہوں گی۔ لیکن جس رات دیو داسیوں نے رقص کیا تھا۔ اس رات نہ تو بادل گرج رہا تھا اور نہ بجلیاں ہی چمک رہی تھیں۔ یہ نکتہ تھیوسانگ کی سمجھ میں نہ آیا۔ اس نے سوچا کہ چلو کچھ بھی ہو۔ دیو داسیوں کو ناچنا چاہیئے۔ تاکہ ان کے پاؤں سے کوئی گھنگھرو ٹوٹ کر گرے اور وہ اس سے عنبر کا علاج کر سکے۔ تھیوسانگ اپنی جھونپڑی میں خاموش بیٹھا تھا۔ عنبر بلی بھی اس کے قریب ہی سو رہی تھی۔ بادل زور سے گرجا تو بلی نے آنکھیں کھول کر زور سے میاؤں میاؤں کی اور ڈر کر جھونپڑی کے کونے میں چلی گئی۔

اتنے میں بارش شروع ہو گئی۔ تھیوسانگ جھونپڑی کے دروازے میں بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے قبرستان کی قبریں رات کی بارش میں بھیگ رہی تھیں۔ مندر کی طرف بھی بارش ہو رہی تھی۔ بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں قبریں اور اس کے سرہانے کھڑے عجیب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عجیب ڈراؤنی شکلوں والے سیاہ پتھر کے مجسمے بھی چمک سے اٹھے اور بڑے ڈراؤنے لگنے۔ اس بارش میں تھیوسانگ کو اچانک گھنگروؤں کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ حیران ہوا کہ بارش کے طوفان میں یہ دیو داسیاں کہاں سے آ سکتی ہیں۔ اس نے مندر کی طرف دیکھا بجلی چمکی تو اسے مندر کے چبوترے کی سیڑھیاں چڑھتی دیو داسیاں دکھائی دیں۔

تھیوسانگ جاگ کر مندر کے چبوترے کے ستون کے پیچھے ہو گیا۔ یہ سات دیو داسیاں تھیں۔ ان کے چہرے دوسری طرف تھے وہ گھنگرو چھنکاتیں سیڑھیاں چڑھ رہی تھیں۔ اس وقت الو کی ناک والا دیوتا ان کے درمیان نہیں تھا۔ ساتوں دیو داسیوں نے ویسے ہی زرق برق لباس پہن رکھا تھا۔ مگر ان کے بالوں میں پھول نہیں تھے۔ بکھرے بال عجیب ڈراؤنے انداز میں اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ جب ساتوں دیو داسیاں چبوترے پر آ گئیں۔ اور انہوں نے اپنے چہرے موڑے تو تھیوسانگ کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ ان کے چہرے بے حد ڈراؤنے تھے۔ ان کی لال لال زبانیں باہر لٹک رہی تھیں نے گھنگروؤں کی تھاپ پر آہستہ آہستہ رقص

رنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر ساری دیو داسیاں دائرے کی شکل میں عجیب بے ڈھنگا سا ڈانس کرتی رہیں۔ پھر ایک دیو داسی نے اپنی لمبی زبان ہلاتے ہوئے حلق سے ایک خوف ناک سی آواز نکالی اور آسمان کی طرف دونوں بازو پھیلا کر بولی۔

"پھینکو! پھینکو! ہمارے لیے ایک مُردہ پھینکو! ہم بھوکی ہیں"

اس کے ساتھ ہی مندر کی چھت پر سے دھڑام کی آواز کے ساتھ کسی کی لاش فرش پر گر پڑی۔ ساتوں دیو داسیاں جو اصل میں چڑیلیں تھیں۔ اس لاش پر ٹوٹ پڑیں۔ لاش کو وہ دیکھتے دیکھتے ہڑپ کر گئیں جس دیو داسی چڑیل نے کھانے کے لیے مُردہ مانگا تھا وہ مُردے کی ایک ہڈی پکڑے دائرے میں گھومی اور گاتے ہوئے بولی۔

"چلو چلو میری ساتھی چڑیلو! ناچو! موت کا ناچ ناچو"

اور ان چڑیلوں نے ایک بار پھر رقص شروع کر دیا۔ مگر یہ رقص اس قدر ڈراؤنا بھیانک اور دہشت انگیز تھا کہ ایک بار تو تھیوسانگ کے بھی رونگٹے کھڑے ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے۔ وہ ناچتے ناچتے یوں ایک دوسرے کی طرف جھپٹتیں جیسے ایک دوسری کی تکا بوٹی کر دیں گی۔ قریب آ کر وہ دانت نکالتیں۔ زبانیں نکالتیں۔ ہاتھوں کے ناخنوں سے ایک دوسری کا منہ نوچنے لگ جاتیں اور ایسی ایسی چیخیں نکالتیں کہ مندر کے قبرستان میں شاید مُردے بھی نرز اٹھے ہوں گے۔ بلی تو تھیوسانگ کی گودی میں دبک کر بیٹھی تھی۔ چڑیلوں کا یہ رقص آدھے گھنٹے تک جاری رہا۔ اتنی دیر تک بادل بھی گرجتے رہے۔ بارش بھی ہوتی رہی۔ اور بجلی بھی چمکتی رہی۔ پھر بارش رک گئی۔ بادل گرجنا بند ہو گئے۔ اور ان شیطانی چڑیلوں نے بھی ناچنا بند کر دیا۔

وہ گردنوں کو لٹکائے اپنے بالوں کو لہراتے ایک دوسری کے پیچھے لمبے لمبے ہاتھوں کو ہلاتی دوسری طرف کو نکل گئیں۔ وہاں گہری خاموشی چھا گئی۔ تھیوسانگ ابھی چبوترے پر جا کر کوئی ٹوٹا ہوا گھنگھرو تلاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں چڑیلیں ایک دم واپس نہ آ جائیں۔ اسے یہ بھی ڈر تھا کہ اگر کوئی گھنگھرو ٹوٹ کر گرا ہے تو اسے اٹھانے چڑیل دیو داسی واپس نہ آ

چنانچہ جب تھوڑی دیر گذر گئی تو تھیوسانگ نے بلی کو آہستہ سے گود سے اٹھا کر ایک طرف لٹا دیا اور خود پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا چبوترے پر آ گیا۔ اس نے جھک کر ٹوٹے ہوئے گھنگھرو کی تلاش شروع کر دی۔ فرش پر ابھی تک مُردے کی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ نے سارے فرش کو چھان مارا۔ اسے سوائے مُردے کی ہڈیوں کے گھنگھرو کہیں نہ ملا۔ اگرچہ رات کا اندھیرا تھا۔ مگر تھیوسانگ کی تیز نگاہیں۔ اندھیرے میں فرش کو صاف دیکھ رہی تھیں۔

مایوس ہو کر تھیوسانگ واپس جانے لگا۔ تو اس کے پاؤں کے نیچے کوئی سخت شے آ گئی اس نے پاؤں ہٹا کر دیکھا۔ خوشی سے اس کی چیخ نکل گئی۔ یہ کسی چڑیل دیو داسی کے پاؤں سے ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگھرو تھا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے گھنگھرو اٹھا لیا۔ وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ بیچ بیچ کا گھنگھرو ہی تھا۔ اس نے آہستہ سے بجایا۔ گھنگھرو بجا تو ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ اور اچانک ایک چڑیل دیو داسی اس کے سامنے آ گئی۔ وہ اپنی سرخ آنکھوں سے تھیوسانگ کو گھورنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم نے میرا گھنگھرو چوری کیا ہے۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔"

تھیو سانگ نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ گھنگھرو چرایا نہیں۔ یہ تو یہاں پڑا تھا۔"

چڑیل دیو داسی نے مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی۔

"تم نے میرا گھنگھرو چرایا ہے۔ مجھے اس کی تلاش تھی۔ اب تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"کہاں" تھیو سانگ کے منہ سے نکل گیا۔ چڑیل دیو داسی نے کرخت آواز میں کہا۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

اور وہ اپنے لمبے لمبے ناخنوں والی انگلیاں پھیلا کر تھیو سانگ کی طرف بڑھی۔ تھیو سانگ کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے لپک کر اپنی سیدھی انگلی چڑیل دیو داسی کے جسم سے لگا دی اس خیال سے کہ یہ چھوٹی ہو جائے گی اور اسے اس بلا سے نجات مل جائے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ تھیو سانگ کے انگلی لگتے ہی چڑیل دیو داسی کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ اور اس نے تھیو سانگ کو گردن سے پکڑ کر زور سے اچھالا۔ تھیو سانگ سیدھا اپنی جھونپڑی پر جا کر گرا۔ گھنگھرو اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے بلی کو اٹھایا اور اندھا دھند ایک طرف قبروں میں بھاگنا شروع کر دیا۔ بارش کی وجہ سے قبریں گیلی تھیں۔ اس کا پاؤں بار بار پھسل رہا تھا۔ مگر وہ بھاگے جا رہا تھا۔ چڑیل دیو داسی بھی چیخیں مارتی اس کے پیچھے لگی تھی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر دو "کنکھجورا عورت" پڑھیے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیتی خلا میں

اے حمید

عنبر پبلی کیشنز
۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

کنکجو اعورت
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

کنکھجورا عورت

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

ناشر : سلمان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴ ربی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

آپ کا محبوب ہیرو عنبر ایک جادوگرنی کنکھجورن کے جادو سے کنکھجورا بن چکا ہے۔ ایسا کنکھجورا جس کا اوپر والا دھڑ کنکھجورا اور نچلا دھڑ انسان کا ہے۔ اس جادو سے بچنے کے لیے اُس نے ایک جڑی بوٹی کھائی تھی جس کی وجہ سے وہ دن کے وقت مکمل انسانی حالت میں ہوتا ہے اور رات ہوتے ہی اس کا آدھا جسم کنکھجورا کا ہو جاتا ہے۔ اسی حالت میں ایک مندر میں اسے ایک دکھی اور مصیبت کی ماری لڑکی ملی ہے جس کی وہ مدد کرنا چاہتا ہے۔ اب آپ یہ دلچسپ داستان پڑھیں گے کہ عنبر نے اپنی اس حالت کے باوجود کس طرح لڑکی کی مدد کی۔

اس کہانی میں ایک اور کردار کا بھی اضافہ ہو گیا ہے جو تھیوسانگ نے ڈھونڈا ہے۔ اس سے بھی ملاقات کیجئے۔ دیکھئے یہ کردار آگے جا کر آپ کے لیے کیا کیا دلچسپی کے سامان پیدا کرتا ہے۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴/این راہ چمن ـــــ سمن آباد ـــــ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنکھجورا عورت

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب :

- کنکھجورا عورت
- یہاں خلائی جہاز اترا تھا
- موت میں لڑکی
- توتھا سانپ
- لاش مجھے دے دو۔

تھیوسانگ نے بھاگتے بھاگتے عنبر بلی کو اٹھا لیا تھا۔ چڑیل دیوداسی اپنے گھنگرو کے لئے تھیوسانگ کے پیچھے چیخیں مارتی بھاگی آرہی تھی۔ اندھیری رات میں قبریں بارش کی وجہ سے گیلی ہو رہی تھیں۔ تھیوسانگ کا ایک قبر پر سے پاؤں پھسلا اور دھڑام سے ایک قبر کے اندر گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی قبر اوپر سے بند ہو گئی۔ تھیوسانگ نے آنکھیں کھول کر قبر کے اندھیرے میں دیکھا۔ پہلے تو اسے کچھ نظر نہ آیا۔ چڑیل دیوداسی چیختی چلاتی قبر کے اوپر سے گذر گئی۔ تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ ان قبروں میں پرانی دیوداسیوں اور دیوتاؤں کی لاشیں دفن ہیں مگر وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ وہ جس قبر میں گرا تھا اس میں کوئی لاش نہیں تھی۔ اندھیرے میں اب تھیوسانگ کو نظر آنے لگا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا۔ قبر خالی تھی۔ قبر کا مُردہ غائب تھا۔ مگر وہاں زمین پر بستر بچھا ہوا تھا۔ سرہانے پانی سے بھری ایک صراحی بھی پڑی تھی۔ تھیوسانگ قبر میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جھکا ہوا تھا کیونکہ قبر چھوٹی تھی۔ اچانک اسے قبر کے کونے میں ایک کھڑکی دکھائی دی۔ کھڑکی میں سے پھیکی پھیکی روشنی نکل رہی تھی۔ تھیوسانگ نے عنبر بتی کو گود میں لیا ہوا تھا۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اس نے جھانک کر دیکھا۔ کھڑکی کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ درختوں پر سفید اور گلابی پھول لگے تھے۔ پرندے میٹھی میٹھی بولیاں بول رہے تھے۔ باغ کے کونے میں ایک سفید سنگ مرمر کا مکان بنا ہوا تھا۔ تھیوسانگ کھڑکی سے نکل کر باغ میں آگیا۔

یہاں قسم قسم کے پھولوں کی خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ سنگِ مرمر کے مکان کے پاس آکر رک گیا۔ مکان کا دروازہ بند تھا۔

اس نے عنبر بتی سے کہا:

"کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ کیا قبر کے اندر بھی کوئی دنیا آباد ہو سکتی ہے؟"

اس نے دروازے پر دستک دینی چاہی تو دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ تھیوسانگ کیا دیکھتا ہے کہ اندر ایک دالان ہے۔ جس کے درمیان میں فوارہ اُچھل رہا ہے ایک طرف انار کا درخت ہے جس پر سرخ سرخ انار لگے ہیں۔ اس درخت کے نیچے ایک تخت بچھا ہوا ہے جس پر

ایک خوبصورت لباس والی عورت بال کھولے بیٹھی تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

اس نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"میرے قریب آؤ میں تمہاری راہ دیکھ رہی تھی"

تھیوسانگ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کے پاس چلا گیا۔ عورت کا رنگ سرخ و سفید تھا۔ چہرے پر نور برس رہا تھا۔ لگتا تھا کہ وہ جنت کی کوئی حور ہے۔ اس نے تھیوسانگ کو تخت کے سامنے رکھی سنگِ مرمر کی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولی:

"تم خوش قسمت ہو کہ پھسل کر میری قبر میں گر پڑے نہیں تو چڑیل تمہیں کافی نقصان پہنچا سکتی تھی"

تھیوسانگ نے پوچھا!

"بہن! تم کون ہو۔ اور یہ کون سی دنیا ہے؟"

عورت بولی!

"اسے تم نہیں سمجھ سکو گے۔ کیونکہ یہ راز صرف نیک لوگوں کو مرنے کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے۔ صرف اتنا تمہیں ضرور بتائے دیتی ہوں کہ جو لوگ دنیا میں رہ کر نیک کام کرتے ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چوری نہیں کرتے۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ امانت
واپس کر دیتے ہیں۔ اور اپنے دماغ اور دل کو
بُرے خیالوں سے پاک رکھتے ہیں اور ایک خدا
کے سوا اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے
وہ مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو جاتے ہیں
جہاں قیامت تک وہ خوش و خرم رہتے ہیں جیسے
کہ میں یہاں رہ رہی ہوں"
تھیوسانگ نے کہا:
"بہن! کیا تم میری مدد کر سکتی ہو"؟
عورت بولی!
"کیوں نہیں۔ تمہاری مدد کرنے کے لئے تو میں
یہاں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے معلوم تھا
کہ تم یہاں ضرور آؤ گے۔ اس بلّی کو میرے پاس
بٹھا دو"
تھیوسانگ نے عنبر بلّی کو اس کے پاس بٹھا دیا۔
عورت نے بلّی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولی!
"جاؤ اسے لے جاؤ۔ جب تم اس باغ کی دنیا
سے باہر نکلو گے تو تمہارا دوست بلّی سے انسان
بن جائے گا"

تھیوسانگ نے پوچھا:
"یہاں سے باہر نکلنے کا کون سا راستہ ہے اور
میں کس دنیا میں نکلوں گا؟"
عورت نے کہا:
"یہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ اب تم یہاں
سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جاؤ۔ کیونکہ اس سے
زیادہ تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ وہ سامنے درخت
کے پیچھے تمہیں دروازہ ملے گا"
تھیوسانگ نے بلّی کو اٹھایا اور نیک دل عورت کو
سلام کر کے سامنے والے درخت کے پیچھے آ گیا۔ یہاں
ایک گول سرنگ نما دروازہ بنا ہوا تھا۔ اس میں سے روشنی
نکل رہی تھی۔ تھیوسانگ اس روشنی میں سے گذر گیا۔ دوسری
طرف جاتے ہی تھیوسانگ نے اپنے آپ کو ایک ایسی جگہ پایا
جہاں ریت کے اونچے نیچے ٹیلے تھے۔ اور کھجوروں کے
درختوں کا ایک جھنڈ پاس ہی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ بلّی اس
کی گود سے اچھل کر نیچے گری اور گرتے ہی وہ انسانی شکل میں
آ گئی۔ تھیوسانگ کے سامنے عنبر موجود تھا۔ دونوں دوست
بے اختیار ہو کر ایک دوسرے کے گلے لگ گئے۔
"عنبر! خدا کا شکر ہے کہ تم واپس پھر انسانی شکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں آگئے ہو۔
عنبر نے چاروں طرف نگاہ ڈالی اور بولا!
"مجھے تمہاری خوشبو تمہارے پاس کھینچ لائی تھی۔ میں بھی خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھے ——— جانور کی شکل سے دوبارہ انسانی شکل عطا فرمائی۔ مجھے بتاؤ کہ کیٹی ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"
تھیو سانگ نے کہا!
"ان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ ہمیں انہیں تلاش کرنا ہوگا۔"
عنبر بولا!
"اب ہم اطمینان سے اپنے دوستوں کو تلاش کر سکیں گے۔ مگر یہ کون سا ملک ہے؟"
تھیو سانگ نے کہا!
"وہ خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں آگیا ہے۔"
"بہر حال ان کھجور کے درختوں تلے ہمیں کچھ دیر آرام کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہاں کوئی آدمی مل جائے جو ہمیں بتا سکے کہ یہ کون سا ملک ہے اور کون سا زمانہ ہے۔"

دونوں دوست کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے آگئے۔ یہاں ایک ٹھنڈا چشمہ بہہ رہا تھا۔ یہاں کوئی مسافر نہیں تھا۔ عنبر اور تھیو سانگ نے چشمے پر منہ ہاتھ دھویا۔ اس کا ٹھنڈا پانی تھوڑا سا پیا جس سے انہیں تازگی کا احساس ہوا۔ پیاس وغیرہ تو انہیں لگتی نہیں تھی۔ دونوں دوست درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر ناگ ماریا اور کیٹی کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔
عنبر کہنے لگا۔!
"میرا خیال ہے۔ وہ بھی ہماری تلاش میں ہوں گے۔ مگر یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس ملک میں ہیں اور یہ کون سا ملک ہے۔"
تھیو سانگ گھاس پر لیٹ گیا اور بولا!
"خدا نے چاہا تو ان سے جلد ملاقات ہو جائے گی۔"
اتنے میں ایک اونٹ سوار وہاں آگیا۔ اونٹ کو اس نے چشمے کے قریب لاکر پانی پلایا۔ پھر اسے بٹھایا اور خود نیچے اترا اور منہ ہاتھ دھونے لگا۔ عنبر اور تھیو سانگ خاموش اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ جب مسافر تازہ دم ہو کر چھاؤں میں آیا تو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اس سے پوچھا:

"کیوں بھائی یہ کون سی جگہ ہے۔؟"

مسافر کا لباس عام صحرائی آدمیوں ایسا تھا۔ اس نے ان کی طرف اور پھر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا:

"لگتا ہے تم یہاں بالکل اجنبی ہو۔"

تھیوسانگ بولا:

"ہاں بھائی! ہم بہت دُور مصر کے ملک سے سفر کرتے ہوئے آرہے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کون سا دیس ہے۔؟"

مسافر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"مگر یہ بھی تو مصر کا ملک ہے تم کون سے مصر سے سفر کرتے ہوئے آئے ہو۔؟"

تھیوسانگ شرمندہ سا ہوگیا۔

عنبر نے جلدی سے کہا:

"دراصل ہم سمندر پار جس ملک سے چلے تھے اس ملک کو بھی لوگ مصر ہی کے نام سے پکارتے تھے۔

"اچھا بھائی یہ بتاؤ کہ مصر کا دارالحکومت یہاں سے کتنی دور ہوگا؟"

مسافر بولا!

"مصر کا نیا دارالحکومت جس کا نام کائیک ہے یہاں سے اونٹ کی سواری پر دو دن کے فاصلے پر ہے۔ مگر تم پیدل سفر کر رہے ہو کیا؟ صحرا میں تو کوئی جن بھوت بھی پیدل سفر کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔"

عنبر نے کہا!

"نہیں ایسی بات نہیں ہے بھائی ——— ہمارے پاس اونٹ تھے مگر وہ رات کو بھاگ گئے ہیں۔ اب ہم یہی سوچ رہے ہیں کہ یہاں سے آگے کس پر سفر کریں گے۔"

مسافر نے کہا:

"اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ میرے اونٹ پر بیٹھ کر سفر کر سکتے ہو۔ کیونکہ میں بھی مصر کے دارالحکومت کی طرف ہی جا رہا ہوں۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"تمہیں تکلیف تو نہیں ہوگی بھائی؟"

مسافر ہنس کر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تکلیف تو اونٹ کو ہوگی۔ اس سے پوچھ لو۔"

عنبر نے مسافر سے پوچھا!

"تمہارا نام کیا ہے بھائی اور تم کہاں سے آرہے ہو؟"

مسافر نے کہا!

"میرا نام عدال ہے اور میں ایک عجیب مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔"

تھیو سانگ نے کہا!

"ایسی کون سی مصیبت ہے بھائی؟ ہمیں بتاؤ شائد ہم تمہاری کوئی مدد کرسکیں۔"

مسافر عدال نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"اس مصیبت کا شائد کسی کے پاس علاج نہیں ہے۔

بات یہ ہے کہ میرا ایک ہی جوان بیٹا ہے اس کی ماں بھی فوت ہوچکی ہے۔ میں نے بڑے چاؤ سے اس کی شادی شہر کی ایک خوبصورت لڑکی سے کی۔ مگر شادی کے بعد وہ بیمار رہنے لگا۔ اس کی شادی کو ایک

سال گذر گیا ہے اور اب اس کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔ جسم نیلا ہوگیا ہے۔ وہ کمزور اتنا ہوگیا ہے کہ بستر سے ہل بھی نہیں سکتا۔ مصر کے تمام حکیموں سے اس کا علاج کروا چکا ہوں۔ مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔ کسی نے بتایا کہ ملک ایران میں ایک حکیم صاحب رہتے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا تھا۔ اب وہاں سے ایک دوائی لے کر آرہا ہوں۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے بچے کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"کیا تم مجھے وہ دوائی دکھاؤ گے۔ جو تم ایرانی حکیم سے لائے ہو۔"

"کیوں نہیں۔

ضرور دکھاؤں گا۔"

یہ کہہ کر عدال نے گٹھڑی میں سے ایک چھوٹی سی لکڑی کی ڈبی کھول کر عنبر کو دی۔ ڈبی میں نیلے رنگ کا سفوف بھرا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اسے سونگھا اور بولا :

"یہ تو چنڈی بوٹی ہے۔ اس کے کھانے سے بخار اتر جاتا ہے۔ اور دل کو طاقت ملتی ہے۔"

عدال نے حیرانی سے پوچھا !

"کیا تم حکیم ہو ؟"

تھیو سانگ بولا !

"میرا دوست عنبر جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتا رہا ہے۔ اسے جڑی بوٹیوں کی کافی سوجھ بوجھ ہے۔"

پھر تھیو سانگ نے عدال کو اپنا نام بھی بتا دیا۔

عدال آہ بھر کر بولا :

"کاش تم کسی جڑی بوٹی سے میرے اکلوتے بچے کی جان بچا سکو۔ روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے اگر اسے کچھ ہو گیا تو میری ساری نسل ہی ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ میری اور کوئی اولاد نہیں ہے۔ پھر میرا کوئی نام لینے والا بھی نہیں ہو گا۔"

عنبر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا !

"عدال بھائی ناامید کیوں ہوتے ہو۔ خدا پر بھروسہ رکھو میں چل کر تمہارے بچے کو خود دیکھوں گا۔ اگر کسی جڑی بوٹی سے اس کا علاج ہو سکا تو ضرور کروں گا۔"

اس کے بعد وہ اونٹ پر سوار ہو کر وہاں سے چل دیئے۔ صحرا میں دو دن تک سفر کرنے کے بعد وہ نئے دارالحکومت کارنک پہنچ گئے۔ عدال انہیں اپنے گھر لے گیا۔ عدال ایک سوداگر تھا۔ اس کا گھر حویلی کی طرح کا تھا۔ اور شہر میں داخل ہوتے ہی ایک ندی کے کنارے پر بنا ہوا تھا۔ حویلی کی ایک ڈیوڑھی تھی آگے ایک کھلا صحن تھا۔ جس میں فوارہ لگا تھا۔ دائیں بائیں کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں عدال کا جوان اور بیمار بیٹا چارپائی پر پڑا تھا۔ اس کی بیوی وشاکا اس کی تیمارداری یعنی خدمت کر رہی تھی۔ عدال نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر اداس آواز میں عنبر سے کہا :

"یہ ہے میرا اکلوتا بیٹا !

دیکھ لو اس کی حالت کیا ہے۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ عنبر بھائی۔ اس کو اچھا کر دو۔ میں تمہیں مالا مال کر دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے جھک کر عدال کے بیٹے کو دیکھا۔ اس کا نام ماران تھا۔ ماران کا چہرہ زرد تھا۔ جسم بے حد کمزور ہو گیا تھا۔ آنکھوں کے گرد نیلے حلقے پڑ گئے تھے۔ جسم بھی نیلا ہو رہا تھا۔ اس سے بولا بھی نہیں جاتا تھا۔

عنبر نے ماران کی بیوی وشاگا سے پوچھا!

"تم اسے کھانے کو کیا دیتی ہو۔؟"

وشاگا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا!

"بھائی! یہ تو کچھ بھی نہیں کھاتے۔ میں انہیں بڑی مشکل سے تھوڑا سا دودھ پلاتی ہوں۔"

عنبر سوچ میں پڑ گیا۔

پھر پوچھنے لگا!

"کیا اسے پیاس بہت لگتی ہے۔"

وشاگا کہنے لگی!

"ہاں رات کو پانی ضرور مانگتے ہیں اور بار بار پیتے ہیں۔"

ماران کے باپ عدال نے کہا!

"عنبر بھائی۔

کیا تم میرے بیٹے کو ٹھیک کر سکو گے!"

عنبر نے کہا!

"میں کوشش کروں گا۔ آپ ایرانی حکیم صاحب کی دوائی اسے پلا دیجئے۔"

عدال نے سفوف نکال کر اپنی بہو کو دیا اور کہا!

"میں یہ دوائی ایران سے لایا ہوں۔ میرے بچے کو تھوڑا سا سفوف پانی میں گھول کر پلا دو۔"

ماران کی بیوی وشاگا سفوف لے کر اندر چلی گئی۔ عدال اپنے بیٹے ماران کے سرہانے بیٹھ گیا۔ عنبر اور تھیوسانگ بھی وہیں بیٹھے تھے۔

عدال کہنے لگا!

"کیا میرے بیٹے کی بیماری تمہاری سمجھ میں آئی ہے۔ عنبر؟"

عنبر بولا!

"ابھی میں نہیں کہہ سکتا۔ یہ دوائی پلا کر دیکھیں کل تک کچھ عرض کروں گا۔"

اتنے میں ماران کی بیوی وشاگا اپنے خاوند کے لئے پانی میں سفوف گھول کر لے آئی۔ جسے تھوڑا تھوڑا کر کے بیمار ماران کو پلا دیا گیا۔ دوائی پینے کے بعد اسے نیند آ گئی۔

عدال نے عنبر سے کہا!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ دوائی کا اثر ہے کیا ؟"

عنبر بولا !

"ہاں اس دوائی سے دل کو سکون ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے نیند آگئی ہے۔ میرا خیال ہے اسے آرام کرنے دو۔ ہم دوسرے کمرے میں چلتے ہیں۔"

عدال نے کہا!

پہلے چل کر کھانا کھا لیتے ہیں۔ تم لوگ بھی سفر سے تھکے ہوئے ہوگے۔ عنبر تھیو سانگ کو بھوک تو بالکل نہیں تھی۔ مگر انہوں نے عدال پہ اپنی طاقت ظاہر نہ کرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ پھر اجازت لے کر اپنے کمرے میں آگئے۔

کمرے میں آتے ہی تھیو سانگ نے عنبر سے پوچھا!

"کیا اس لڑکے کی بیماری تمہاری سمجھ میں آئی؟"

عنبر خاموش رہا۔

تھیو سانگ پلنگ پر لیٹتے ہوئے بولا :

"بھائی ہمیں ناگ مادیا اور کیٹی کی تلاش میں بھی نکلنا ہے۔ اس مریض کا علاج ہی کرتے رہ گئے تو اپنے ساتھیوں کو ہم کب ڈھونڈنے نکلیں گے۔"

عنبر اب بھی چپ تھا۔ لگتا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔ تھیو سانگ سے نہ رہا گیا۔

اس نے پوچھا :

"عنبر تم کیا سوچ رہے ہو؟"

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور بولا !

"مجھے کچھ گڑ بڑ لگتی ہے۔"

"کیسی گڑ بڑ ؟ اس شہر میں تو کوئی گڑ بڑ نہیں ہر طرف امن امان ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا !

عنبر بولا !

"شہر میں تو امن امان ہی ہے مگر اس گھر میں ماران کی بیماری میں کوئی گڑ بڑ ہے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو"

تھیو سانگ نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

عنبر نے کہا :

"ابھی میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم صرف میرا ایک کام کرو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کون سا کام؟"

تھیو سانگ عنبر کی طرف دیکھنے لگا۔

عنبر بولا:

"تم آج رات اس لڑکے ماران کے کمرے میں گذارو گے۔"

تھیو سانگ چونکا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ بھلا کوئی شریف آدمی کبھی ایسا کر سکتا ہے۔ بھئی اس کے پاس اس کی بیوی وشاکا ہو گی۔ یہ میاں بیوی کا کمرہ ہو گا میں اس میں داخل ہونے والا کون ہوں؟"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں یہ کام کرنا ہی ہو گا۔ تمہیں آج رات ان دونوں کے کمرے میں گزارنی ہو گی۔ اور پھر دوسرے دن مجھے بتانا کہ تم نے رات کو وہاں کیا دیکھا؟"

تھیو سانگ نے جھجک کر کہا:

"نہیں نہیں؛ میں ایک میاں بیوی کی خواب گاہ میں داخل ہونا گناہ سمجھتا ہوں۔ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ تم خود یہ کام کرو

عنبر کہنے لگا:

"دیکھو تھیو سانگ!

یہ صدال کے اکلوتے بیٹے ماران کی زندگی کا معاملہ ہے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اسے پھر سے زندگی مل جائے؟"

عنبر بولا!

"یہی تو تم جانتے نہیں ہو۔ تمہارے وہاں رات بسر کرنے سے مجھے اس لڑکے کی اصل بیماری کی وجہ معلوم ہو جائے گی اور پھر میں اس کا علاج کر سکوں گا۔"

تھیو سانگ سر کو ہلاتے ہوئے بولا!

"میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو! کرنا کیا چاہتے ہو؟"

آخر عنبر نے تھیو سانگ کو راضی کر لیا کہ وہ رات کو چھوٹا سا بن کر ماران کے کمرے میں چھپ کر بیٹھ جائے گا اور وہاں جو کچھ ہو گا اس کی کہانی وہ عنبر کو دوسرے دن بیان کر دے گا۔

تھیو سانگ نے اب بھی جھجکتے ہوئے کہا:

"آخر وہاں کون سا ایسا بھونچال آ جائے گا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر بولا:

"میرا خیال ہے ایک چھوٹا سا بھونچال ہی آئے گا۔ تم جو کچھ دیکھو گے تمہیں اس کا یقین نہیں آئے گا۔"

تھیو سانگ اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا:

"اگر یہ بات ہے تو میں ضرور یہ ڈیوٹی انجام دوں گا۔"

ماران کا کمرہ ان کے کمرے کے ساتھ ہی تھا۔ رات کو عدال عنبر اور تھیو سانگ نے مل کر کھانا کھایا۔ عدال اپنے بیٹے کی بیماری کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ اس نے کھانا بھی ٹھیک طرح نہیں کھایا۔ بس دو نوالے لے کر ہاتھ کھینچ لیا۔ عنبر نے اسے حوصلہ دیا کہ وہ خدا پر بھروسہ رکھے۔ خداوند کریم اسے ضرور شفا دے گا۔ عدال چلا گیا جب رات گہری ہو گئی تو عنبر نے تھیو سانگ سے کہا:

"پیارے تھیو سانگ!

اب تیرے جانے کا وقت آگیا ہے۔ فوراً ماران کے کمرے میں جا کر چھپ جا۔"

تھیو سانگ سر کو جھٹک کر بولا:

"بھائی وہاں کیا ہوگا۔ تم مجھے بتاتے کیوں نہیں؟"

عنبر نے کہا!

"ابھی تو مجھے بھی معلوم نہیں کہ وہاں کیا ہوگا۔ تم جا کر تو دیکھو۔"

تھیو سانگ سر کو ادھر ادھر مارتے ہوئے بولا:

"اچھا بھائی: تم جو کہتے ہو کرتا ہوں۔"

تھیو سانگ نے اپنے دائیں ہاتھ کی سیدھی انگلی اپنے آپ کو چھوٹا کرنے کے ارادے سے جسم کے ساتھ لگائی اور وہ ایک دم سے بالکل چھوٹا سا ہو گیا۔ چھوٹی انگلی کے برابر ہو گیا۔ عنبر نے جھک کر اسے دیکھا اور بولا:

"اب جاؤ تھیو سانگ اور وہاں صبح تک رہنا۔"

تھیو سانگ نے باریک سی آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے بھائی۔ صبح تک ہی رہوں گا۔"

اور تھیو سانگ کمرے کے بند دروازے کے سوراخ میں سے نکل کر اندھیرے میں ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھا ساتھ والا کمرہ ماران یعنی بیمار نوجوان کا تھا۔ اندھیرا خاصی دبیز ہو رہی تھی۔ تھیو سانگ کمرے کے بند دروازے کے پاس آکر اندر جانے کے لئے کوئی جگہ تلاش کرنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا۔ آخر اسے ایک سوراخ نظر آگیا۔ تھیوسانگ اسی سوراخ میں سے کمرے کے اندر چلا گیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ طاق میں چراغ جل رہا ہے۔ ماران بستر پر بے ہوشی کی سی حالت میں پڑا ہے۔ شائد وہ دوائی کی وجہ سے گہری نیند سو رہا تھا۔ اس کی بیوی وشاگا اس کے پاس ہی پلنگ پر بیٹھی اس کے بازو کو آہستہ آہستہ دبا رہی ہے۔ اس کے بال سر کے پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ چونکہ بہت ہی چھوٹا ہو گیا تھا اس لئے وہ وشاگا کو نظر ہی نہ آیا۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ایک لکڑی کے صندوق کے پیچھے چھپا لیا۔ پھر سوچنے لگا کہ یہاں کیا ہو سکتا ہے؟ عنبر نے خوامخواہ اسے رات بھر کے لئے تکلیف دی ہے۔ تھیوسانگ یہی سوچتا ہوا صندوق کے پیچھے ایک چھوٹی سی اینٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے بیمار ماران کے پلنگ پر بیٹھی ہوئی اس کی بیوی وشاگا چراغ کی روشنی میں صاف نظر آ رہی تھی۔ تھیوسانگ کو یقین ہو گیا تھا کہ کچھ بھی نہیں ہو گا۔ وشاگا ابھی اٹھ کر اپنے پلنگ پر جائے گی اور وہاں لیٹ کر سو جائے گی اور تھیوسانگ کو خوامخواہ ساری رات کی وہاں ڈیوٹی دینی پڑے گی۔

پھر وشاگا اپنے بیمار خاوند کے پلنگ پر سے اٹھ کر اپنے پلنگ پر جا کر بیٹھ گئی۔ تھیوسانگ صندوق کے پیچھے بیٹھا بے زاری اور بے نیازی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کچھ نہیں ہو گا۔ اور یہ عورت وشاگا اب چراغ دھیما کر کے سو جائے گی

ہ ایسا نہ ہوا۔ تھیوسانگ وشاگا کی طرف بے خیالی سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وشاگا کوئی عمل کرنے لگی ہے۔

وشاگا نے پلنگ پر بیٹھنے کے بعد اپنے دونوں بازو ہوا میں پھیلا دیئے۔ پھر وہ اپنے بازوؤں کو لہرانے لگی۔ دیکھتے دیکھتے وشاگا کے چھ سات بازو نکل آئے تھیوسانگ کی آنکھیں مارے حیرت کے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وشاگا پلنگ پر چوکڑی مارے بیٹھی اپنے بازوؤں کو دونوں طرف سانپوں کی طرح لہرا رہی تھی۔ تھیوسانگ نے عورت کو ایسا کرتے پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ وہ پہلے یہ سمجھا کہ شاید یہ عورت وشاگا ورزش کر رہی ہے۔ لیکن دیکھتے دیکھتے اس کا رنگ بدلنے لگا۔ پھر وہ دبلی ہو کر اونچی ہوتی گئی۔ اس کے بعد ایکدم سے عورت وشاگا کی جگہ وہاں ایک نسواری رنگ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دھاریدار کنکھجورا ظاہر ہوگیا جو بالکل سیدھا کھڑا
اور اپنی چھوٹی چھوٹی بے شمار ٹانگیں ہوا میں لہرا
تھا۔ تھیوسانگ تو دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ اسے اپنا
پر یقین نہیں آرہا تھا۔ وشاگا عورت سے ایک
فٹ کا کنکھجورا بن گیا تھا۔ اس کنکھجورا نے اپنی
موڑ کر پلنگ پر سوئے ہوئے بیمار ماران کو دیکھا۔
آہستہ آہستہ دوہرا ہوکر نیچے آیا اور ماران کے
چڑھ گیا۔ اور اس کی گردن سے چمٹ کر اپنی
چھوٹی چھوٹی ٹانگیں اس کی گردن میں پیوست کر
اور اس کے جسم کا خون پینا شروع کر دیا۔

پلنگ کے درمیان میں بیٹھ گیا۔ اپنا جسم اوپر
گیا۔ اسے اپنا لیا اور دیکھتے دیکھتے وشاگا عورت کی شکل میں
وشاگا عورت سے ایک ہیل ہوگئی۔ وشاگا اب اپنے بازو نہیں ہلا رہی
تھی۔ اس کنکھجورا نے اپنی گ۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کا پیٹ خون پی کر بہت
بیمار ماران کو دیکھا ہے اور وہ سوجانا چاہتی ہے۔ چنانچہ کنکھجورے
عورت کے روپ میں آتے ہی وشاگا سوگئی اس
ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ تھیوسانگ چپکے
صندوق کے پیچھے سے نکل کر کمرے سے باہر آگیا۔
ہر ساتھ والے بند کمرے کے سوراخ میں سے اپنے

تھیوسانگ صندوق کے اوپر چڑھ کر یہ سارا خوف
منظر دیکھ رہا تھا۔ ماران بے ہوش پڑا تھا۔ یا گہ
نیند میں تھا۔ یا کنکھجورے کے زہر کی وجہ
بے حس ہوگیا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے دیکھا
کنکھجورے کا جسم اوپر نیچے ایسے ہو رہا تھا جیسے
چوس رہا ہو۔ دیر تک بیمار ماران کی گردن سے کنکھ
چمٹا اس کا خون پیتا رہا۔ پھر جب اس کا پیٹ
گیا تو کنکھجورا گردن سے ہٹ گیا اور رینگتا رینگتا
اپنے پلنگ پر آگیا۔ پلنگ پر آتے ہی وہ ایک

ذرے میں داخل ہوا اور اپنے جسم کے ساتھ دائیں
فدکی سیدھی انگلی لگا کر دوبارہ بڑا ہوگیا۔ اس نے
ھاکہ عنبر اسی طرح پلنگ پر بیٹھا جاگ رہا ہے۔
ہیوسانگ کو دیکھتے ہی بولا:

"سناؤ دوست!
کیا دیکھا؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"وہ کچھ دیکھا کہ جو آج تک نہیں دیکھا تھا"

اتنا کہہ کر تھیوسانگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

○

یہاں خلائی جہاز اترا

پھر تھیو سانگ نے عنبر کو سارا خوفناک واقعہ بیان کر دیا۔

عنبر بڑے غور سے تھیو سانگ کی باتیں سن رہا تھا جب تھیو سانگ نے جو کچھ دیکھا تھا عنبر کو سنا چکا تو عنبر نے کہا:

"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ عورت وشاگا جو ماران کی بیوی ہے ضرور یہی اس کی بیماری کا سبب ہے۔ اسی لئے میں نے تمہیں رات کو اس کی نگرانی کرنے کے لئے بھیجا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"عنبر بھائی!
میں نے آج تک کبھی کسی عورت کو کنکھجورا بنتے نہیں دیکھا۔ اگر تم دیکھتے تو تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کچھ سوچ رہا تھا۔

تھیو سانگ نے پوچھا!
"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے تمہارے خیال میں؟"

عنبر بولا!
"کرنا کیا ہے۔
ماران کو اس کی بیوی سے نجات دلانی ہو گی۔ بس یہی اس کی بیماری کا علاج ہے۔ یہ عورت وشاگا اس کا خون نہیں چوسے گی اور وہ صحت مند ہو جائے گا۔"

تھیو سانگ نے کہا:
"یہ عورت اصل میں ہے کون؟
انسان ہے یا کنکھجورا؟"

عنبر بولا:
انسان کبھی کنکھجورا نہیں ہو سکتا۔ صرف کنکھجورا ہی انسان کی شکل میں آسکتا ہے۔ یہ عورت اصل میں کنکھجورا ہے جو عورت کی شکل میں آکر اس لڑکے کی بیوی بن کر اس کا خون پی کر اپنی پیاس بجھا رہی ہے۔ اس قسم کے کنکھجورے آج سے لاکھوں سال پہلے اس زمین پر پائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاتے تھے۔ ان میں انسان بننے کی طاقت نہیں تھی مگر پھر ایسا ہوا کہ ایک کنکھجورے میں ایک چڑیل کی بدروح داخل ہوگئی اور پھر بس وہاں سے یہ کنکھجورا عورت کا سلسلہ چل نکلا۔"

تھیو سانگ نے کہا!

"پھر تو ہم بڑی آسانی سے اس عورت کو ختم کرکے ماران کو بیماری سے نجات دلا سکتے ہیں۔"

عنبر بولا!

"یہی تو تم کو معلوم نہیں ہے کہ اس کنکھجورا عورت کا مارنا اتنا آسان نہیں ہے۔"

کیا مطلب ہے تمہارا؟

یعنی یہ جادوگرنی بھی ہے؟

تھیو سانگ نے پوچھا!

عنبر کہنے لگا!

"ایسی عورت میں ایک خاص بات ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب اسے خطرے کا احساس ہو جائے تو اس کے جسم سے ایک ایسی شعاع نکل کر چاروں طرف گرتی ہے کہ جس پر بھی پڑ

جائے وہ کنکھجورا بن جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسی عورت ہر قسم کی شکل اختیار کرسکتی ہے۔ وہ پرندہ بن کر اڑ بھی سکتی ہے اور سانپ بن کر غائب بھی ہوسکتی ہے۔"

تھیو سانگ سوچنے کے بعد بولا!

"کیوں نہ اس عورت کو ٹھکانے لگانے کے لئے کسی سانپ کی مدد لی جائے۔ میرا خیال ہے کہ سانپ کنکھجورے سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے اور عقل مند بھی۔"

عنبر نے کہا!

"تمہارا خیال کچھ ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ چلو اسی وقت باہر صحرا میں چل کر کسی سانپ کو بلاتے ہیں اور اس سے بات کرتے ہیں۔"

تھیو سانگ اور عنبر اسی وقت مکان سے نکل کر باہر ندی کے دوسرے کنارے پر آگئے۔ یہاں صحرائی میدان تھا اور ریت کے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ عنبر نے خاص آواز نکال کر سانپ کو بلایا اور کہا اس علاقے میں اگر کوئی سانپ ہو تو سامنے آئے میں ناگ دیوتا کا بھائی بول رہا ہوں۔ اس کی آواز ایک سانپ نے سنی جو ریت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ٹیلے کے نیچے اپنے بل میں آرام کر رہا تھا۔ وہ
سنتے ہی دوڑا دوڑا عنبر کے سامنے آگیا۔ آتے ہی
نے پھن جھکا کر عنبر کو سلام کیا اور بولا!

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا سلام پہنچے
فرمائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں!"

عنبر نے سانپ کی زبان میں جب اسے سارا ماجرا
تو سانپ چپ ہو گیا۔

پھر بولا!

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی!

ہم نے اپنے دادا سانپ سے سنا تھا کہ لاکھوں
برس پہلے کنگھجورا عورت ہوا کرتی تھی جو کبھی کبھی
اب بھی دنیا میں آجاتی ہے۔ اگر اس کا سامنا
کسی سانپ سے ہو جائے تو وہ اسے زندہ نہیں
چھوڑتی۔"

عنبر نے کہا!

"اگر اس میں تمہاری جان جانے کا خطرہ ہے
تو پھر میں تمہیں اس کنگھجورا عورت کے مقابلے
پر جانے کو ہرگز نہیں کہوں گا۔"

سانپ بولا!

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی!
یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کا حکم ٹالوں اور
پھر یہ تو ایک انسان کی اور ایک باپ کے اکلوتے
بیٹے کی زندگی کا سوال ہے۔ میں اس بچے کو
ایسی ظالم عورت سے ضرور نجات دلاؤں گا۔"

سانپ نے عنبر کو بتایا کہ وہ آج رات کنگھجورا عورت
کے کمرے میں جائے گا۔ اور اسے ہلاک کر ڈالے گا
تاکہ غم زدہ باپ کے بیٹے کو اس عورت کے ظلم سے
نجات مل جائے۔ کیونکہ یہ عورت نہیں بلکہ ایک چڑیل
ہے۔ دوسری رات عنبر اور تھیو سانگ سانپ کا انتظار
کرنے لگے۔ سانپ آدھی رات کو کمرے میں آگیا۔

عنبر نے کہا!

"تمہارے ساتھ میرا یہ بھائی تھیو سانگ بھی جائے
گا۔ تاکہ اگر کوئی مشکل بن جائے تو تمہاری مدد
کر سکے۔"

سانپ نے کہا!

"اس کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن اگر آپ
کا اصرار ہے تو تھیو سانگ میرے ساتھ
چلا چلے۔ مگر اس کو دیکھ کر عورت حملہ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دے گی؟"

عنبر نے کہا:

"تھیو سانگ بالکل چھوٹا سا بن کر تمہارے ساتھ جائے گا۔ مگر تم اس کنکھجورا عورت کو کس طرح ہلاک کرو گے؟"

سانپ نے کہا:

"میں اپنے منہ سے اس پر دور ہی سے زہر کی پچکاری ماروں گا۔ اس طرح سے مجھے یقین ہے کہ وہ وہیں مر جائے گی۔"

عنبر بولا!

"خدا کرے تم اپنی مہم میں کامیاب ہو جاؤ۔ اچھا اب تم لوگ جاؤ رات کافی گذر چکی ہے۔"

تھیو سانگ نے فوراً اپنے آپ کو چھوٹا کیا اور سانپ کے ساتھ ساتھ کمرے سے نکل گیا۔ عنبر وہیں پلنگ پر بیٹھ کر ان کی خیریت سے واپسی کی دعا مانگنے لگا۔ وشاگا کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ سانپ اور تھیو سانگ دروازے کے چھوٹے سے سوراخ میں سے گذر کر کمرے میں داخل ہو گئے۔ تھیو سانگ سانپ کو لکڑی کے صندوق کے

پیچھے لے گیا۔ جب رات گہری ہو گئی اور وشاگا کا خاوند گہری نیند سو گیا تو وشاگا اپنے پلنگ پر جا بیٹھی۔ پھر اس کے بازو ہوا میں لہرانے لگے۔ اور دیکھتے دیکھتے کنکھجورا بن کر اپنے بیمار خاوند ماران کی گردن سے لپٹ کر اس کا خون چوسنے لگی۔

سانپ حیرانی سے یہ دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے صندوق کے پیچھے سے نکل کر اس پلنگ کی طرف بڑھا جس پر وشاگا اپنے بیمار خاوند کی گردن سے لپٹی اس کا خون پی رہی تھی۔ جونہی سانپ سرہانے کی جانب پہنچا وشاگا کو خطرہ محسوس ہو گیا۔ اس کا کنکھجورے کا جسم بیمار انسان کی گردن سے الگ ہو گیا۔ کنکھجورہ بجلی ایسی تیزی سے فضا میں بلند ہوا اور پھر اس کے جسم سے موت کی شعاع نکل کر نیچے گری۔ یہ قاتل شعاع اسی جگہ گری تھی جہاں کنکھجورا عورت کو خطرہ محسوس ہوا تھا۔ قاتل شعاع میں سانپ کے پھن کے اوپر آ کر گری تھی اور وہ وہیں بھسم ہو کر رہ گیا۔ اب اس کی جگہ فرش پر صرف سانپ کی راکھ ہی باقی رہ گئی تھی۔ تھیو سانگ کو سخت افسوس ہوا اور عورت پر بے حد غصہ بھی آیا سانپ نے ایک انسان کی زندگی بچاتے ہوئے اپنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جان دے ڈالی تھی۔ تھیوسانگ کا جی چاہا کہ وہ اس لکن وہ ایک دکھی باپ کے اکلوتے بیٹے کی جان ایک چڑیل عورت کا جا کر گلا دبا دے۔ مگر پھر اسے عنبر کی چڑیل عورت سے ضرور بچانا چاہتا تھا۔ نہیں تو وہ بس بات یاد آگئی کہ ایسی عورت کے جسم میں ایسی طاقت پیدا اب تھوڑے دنوں کا ہی مہمان تھا۔ کنکھجورا عورت اس ہو گئی ہوتی ہے کہ وہ جلتی آگ کو بجھا سکتی ہے۔ اور کا خون چوس چوس کر اسے ختم کرنے ہی والی تھی۔ ایسی جنگل میں اپنے اشارے سے آگ لگا سکتی ہے۔ اور عورتیں آدمیوں کا خون چوسنے کے بعد اسے مار کر کسی اگر کسی انسان پر اس کی شعاع پڑ جائے تو وہ بھی دوسرے آدمی کی تلاش میں غائب ہو جاتی ہیں۔ کنکھجورا بن جاتا ہے۔

عنبر نے تھیوسانگ کو کچھ نہ بتایا کہ وہ جڑی بوٹی

تھیوسانگ کسی نہ کسی طرح بھاگ کر عنبر کے پاس کی تلاش میں جا رہا ہے۔ وہ صحرا میں شام تک پھرتا آگیا اور سارا واقعہ سنایا۔ عنبر کو بھی کی موت بے حد رہا۔ اسے وہ خاص بوٹی نہ ملی۔ دوسرے دن عدال کے افسوس ہوا۔ اب اس نے خود اس چڑیل کنکھجورا بیٹے ماران کی حالت نازک ہو گئی۔ عنبر ایک بار پھر عورت کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ دن نکلا تو وہ صحرا کے خدا کا نام لے کر صحرا میں نکل کھڑا ہوا۔ وہ ایک خشک جنگل میں نکل گیا۔ اسے یاد تھا کہ مصر کے صحراؤں میں جھاڑیوں والے جنگل میں سے گذر رہا تھا۔ کہ اسے ایک ایک ایسی جڑی بوٹی پیدا ہوتی ہے کہ اس کو اگر پانی جھونپڑی کے باہر ایک بوڑھا بیٹھا نظر آیا۔ عنبر اس میں حل کر کے پی لیا جائے تو انسان پر کسی جادوگر کے کو سلام کر کے جانے لگا تو بوڑھے نے آواز دی۔ جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ مگر اس بوٹی کا اثر صرف دن

"بیٹا!

کے وقت ہوتا ہے۔ رات کو بوٹی کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ تو جس بوٹی کی تلاش میں ہے وہ تمہیں عنبر کو خوب معلوم تھا کہ اگر وہ بوٹی حاصل کرنے میں کامیاب اس جنگل میں کہیں نہیں ملے گی"

ہو گیا تو اس کا اثر اس کے جسم پر صرف دن کے عنبر وہیں بوڑھے کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

وقت ہی رہا کرے گا۔ رات کو اس کا اثر ختم ہو جائے گا۔

"بابا جان:

اگر آپ کو معلوم ہے کہ مجھے کس چیز کی تلاش ہے
تو میری مدد کیجئے۔ میں ایک انسان کی جان بچانا
چاہتا ہوں۔"
بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا:
"مگر تمہیں کچھ ہو گیا تو؟"
عنبر بولا:
میں مصیبتیں اٹھانے کا عادی ہو چکا ہوں
بابا جان۔ میرا خدا مالک ہے۔ مجھے کچھ ہو گیا
تو خدا میری مدد کرے گا۔ کیونکہ جو دوسروں
کی مدد کرتے ہیں خدا ان کی ضرور مدد
کرتا ہے۔"
بوڑھے نے کہا:
"مجھے تمہارے خیالات سن کر بڑی خوشی ہوئی
ہے۔ وہ بوٹی میرے پاس موجود ہے چونکہ
تم جڑی بوٹیوں سے واقف ہو۔ اس لئے
اسے پہچان لوگے۔"
یہ کہہ کر بوڑھا جھونپڑی کے اندر گیا اور انگوٹھے کے برابر ایک بوٹی عنبر کو لاکر دی۔
عنبر نے بوٹی کو اچھی طرح دیکھا اور بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کچھ معلوم ہے محترم آپ کو کہ اس بوٹی
کا اثر کتنی دیر تک رہتا ہے۔"
بوڑھے نے کہا:
"اس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں
ہے۔ تمہیں یہ خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔"
عنبر نے کہا:
"کوئی بات نہیں بابا جان۔ میں آپ کا شکریہ
ادا کرتا ہوں۔"
عنبر بوٹی لے کر واپس چل پڑا۔ کچھ دور
جانے کے بعد اسے خیال آیا کہ اس نے
یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ اس بوٹی کو کس
وقت پانی میں حل کر کے پینا ہے۔ وہ واپس
جنگل میں آیا تو دیکھا کہ وہاں نہ جھونپڑی تھی۔
اور نہ ہی وہ بابا تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ قدرت نے
غیب سے اس کی مدد کی ہے۔ وہ واپس
تھیوسانگ کے پاس آگیا۔ تھیوسانگ اس
وقت مکان پر نہیں تھا۔ عنبر نے بوٹی کو مٹی
کے پیالے میں رکھ کر اس میں آدھا گلاس
پانی ڈالا تو بوٹی بڑی جلدی پانی میں گھل مل گئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے وہ پانی پی لیا۔ وہ پانی کڑوا کڑوا تھا۔ اب وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب تھیو سانگ آیا تو اس نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ اس خیال سے کہ اگر عنبر کو کچھ ہو گیا تو تھیو سانگ اس کی مدد کر سکے۔ اور تجو جانے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

تھیو سانگ فکرمند ہو کر بولا!

"عنبر!
ایسی بوٹی تمہیں نہیں پینی چاہئے تھی۔ جس کا آدھا اثر ہوتا ہو۔ تمہیں کچھ ہو گیا تو ہم سب کو پریشانی ہو گی۔"

عنبر مسکرایا!

"تھیو سانگ!
کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ تو ہزاروں برس سے اسی طرح دکھی اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے آتے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ اور ہم اپنا فرض ضرور پورا کریں گے۔ اگر کچھ ہو جاتا ہے تو خدا مالک ہے۔ دیکھا جائے گا کم از کم ایک نوجوان لڑکے کی زندگی تو بچ جائے گی۔"

تھیو سانگ کہنے

"جیسے تمہاری مرضی۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کیا تم آج رات کو جاؤ گے اس کے گھر میں؟"

عنبر نے کہا!

"ہاں!
مگر تم مجھے پہلے خبر دو گے کہ کنکھجورا عورت اس وقت بیمار نوجوان کا خون چوس رہی ہے۔"

جب یہ بات طے ہو گئی تو وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ جب رات گہری ہو گئی تو عنبر نے تھیو سانگ کو بیمار نوجوان ماران کے گھر کی طرف بھیجا۔ تھیو سانگ چوہا بن کر اس کے گھر میں داخل ہو کر صندوق کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ آدھی رات کے بعد ماران کی بیوی دشاکا اٹھ کر اپنے پلنگ پر آئی اور آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور اپنے بازوؤں کو لہرانے لگی۔ پھر اس کے کتنے ہی بازو نکل آئے اور دیکھتے دیکھتے عورت سے کنکھجورا بن گئی۔

یہ حالت دیکھ کر تھیو سانگ صندوق کے پیچھے سے نکل کر عنبر کے پاس آگیا اور بڑا ہو کر بولا:

"عنبر!
وہ عورت کنکھجورا بن گئی ہے اور اس وقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماران کا خون چوس رہا ہے۔"

عنبر نے تھیوسانگ کو اسی جگہ ٹھہرنے کو کہا اور ایک کلہاڑی لے کر ماران کے کمرے کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنکھجورا جو کافی بڑا ہے ماران کی گردن کا خون چوس رہا ہے۔ آہٹ سن کر ماران بھی جاگ پڑا اور اپنی گردن کے گرد کنکھجورے کو دیکھ کر خوف کے مارے چیخ پڑا۔

عنبر نے کہا!

"ماران!

اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا۔ میں تمہاری مدد کو آگیا ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی عنبر نے آگے بڑھ کر اس کنکھجورے کی گردن سے کنکھجورا نوچ کر زمین پر پھینک دیا۔ کنکھجورے کے جسم میں سے جادو کی شعاع نکل کر عنبر کے جسم پر پڑی مگر عنبر نے کنکھجورے کے جسم پر کلہاڑی مار کر اس کے چار پانچ ٹکڑے کر دیئے۔ شور سن کر ماران کا باپ بھی آگیا۔

عنبر نے کنکھجورے کی لاش کے ٹکڑے دکھاتے ہوئے کہا:

"دیکھو! کنکھجورا ہے جو تمہارے بیٹے کا خون چوس رہا تھا۔ اور اسے موت کی طرف لے جا رہا تھا۔ یہ کنکھجورا تمہارے بیٹے کی بیوی دشاگا تھی۔"

ماران اور اس کا باپ دنگ ہو کر رہ گئے۔ عنبر پر بھی اب کنکھجورا عورت کی شعاع کا اثر ہونے لگا تھا۔ کیونکہ وہ رات کا وقت تھا۔ اور بوٹی کا عرق پینے کے باوجود جادو کا اثر رات کو ضرور ہو جاتا تھا۔ صرف دن کے وقت انسان پر اس جادو کا کوئی اثر نہیں رہتا تھا۔ عنبر کو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسے ان لوگوں کے سامنے کچھ ہو۔

چنانچہ وہ بولا:

"اب ماران بالکل تندرست ہو جائے گا۔ میں نے اس چڑیل کو ختم کر دیا ہے۔ جو ماران کا خون چوسا کرتی تھی۔ اور اس کی بیوی کے روپ میں یہاں رہ رہی تھی۔ وہ ایک جادوگرنی تھی۔ کنکھجورا عورت تھی۔"

ماران کے باپ نے دیکھا کہ واقعی ماران کے چہرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر رونق سی آگئی تھی۔ اس نے عنبر کا شکریہ ادا کیا اور اس کو گلے لگا لیا۔

پھر بولا:

"عنبر!
تمہارا جسم بھی گرم ہو رہا ہے۔ کیا تمہیں بخار ہو گیا ہے؟"

یہ کنکھجورا عورت کی طلسمی شعاع کا اثر تھا۔

عنبر نے کہا:

"شاید مجھے ہلکا ہلکا بخار ہے۔ اچھا میں اب جاکر آرام کرتا ہوں۔"

عنبر تیزی سے باہر نکلا اور اپنے کمرے میں آکر بند کر دیا۔ تھیوسانگ جلدی سے اٹھ کر اس کے پاس آیا اور بولا:

"خیریت رہی عنبر؟"

عنبر نے کہا:

"میں نے کنکھجورا عورت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ اب دنیا کے کسی انسان کی زندگی وہ تباہ نہیں کر سکے گی۔ مگر اس کی طلسمی شعاع میرے جسم پر پڑ گئی تھی۔ چونکہ رات کا

وقت ہے اس لئے اس کی شعاع کا اثر ہونا شروع ہو گیا ہے۔"

تھیوسانگ نے جلدی سے عنبر کا ہاتھ تھام لیا وہ گرم تھا۔ پھر تھیوسانگ نے عنبر کے پاؤں پر ہاتھ رکھ پاؤں بالکل ٹھیک ہیں اور اتنے گرم نہیں تھے۔

تھیوسانگ نے عنبر کو لیٹ جانے کا مشورہ دیا۔

عنبر بولا:

"ابھی کچھ رات باقی ہے۔ دن ہوتے ہی جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ جادو کا اثر کس قسم کا ہوگا۔ کیا میں بھی کنکھجورا بن جاؤں گا تھیوسانگ تم میری حفاظت کرنا اگر ایسا ہوا تو۔ اور تم جنگل میں جانا وہاں ایک بزرگ شاید تمہیں ملیں۔ ان کو جاکر میری مصیبت بیان کرنا۔ لیکن اگر میں بالکل ٹھیک رہا تو کوئی بات نہیں۔ ویسے دن کے وقت میں بھی تمہارے ساتھ جنگل میں بزرگ کے پاس جا سکتا ہوں۔ کیونکہ دن کے وقت بوٹی کے اثر کی وجہ سے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔"

عنبر یہ باتیں ہی کر رہا تھا کہ اسے اپنے جسم کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی تھیں۔ عنبر نے تھیوسانگ کی آواز سن لی تھی مگر وہ انسانی
اوپر والے دھڑ میں سوئیاں سی چبھتی محسوس ہوئیں۔ فوراً میں اسے جواب نہیں سکتا تھا۔ عنبر نے اپنے ذہن
اس نے تھیوسانگ سے کہا! اجائزہ لیا۔ اس کی انسانی یادداشت باقی تھی۔ وہ سمجھ
"میرے اوپر والے دھڑ میں سوئیاں چبھ رہی ہا تھا کہ وہ عنبر ہے اور اس کے سامنے تھیوسانگ بیٹھا
ہیں۔ میرا خیال ہے جادو کا اثر شروع ہو ریشان ہو رہا ہے۔ اسے تھیوسانگ کی خوشبو بھی آ رہی تھی
گیا ہے۔" روہ اسے انسانی آواز میں جواب نہیں دے سکتا تھا۔ عنبر

تھیوسانگ گھبرا گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ۔ ا تھا نے آہستہ سے سر ہلایا۔ تھیوسانگ کچھ نہ سمجھ سکا۔ وہ اٹھ
کہ وہ عنبر کی کیا مدد کرے۔ وہ اسے تسلی دینے لگا کہ کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا کہ دن چڑھا ہے کہ نہیں۔ ابھی
رات تھوڑی ہی باقی رہ گئی ہے بوٹی کی وجہ سے دن ت باقی تھی اس لئے جادو کا اثر ختم نہیں ہو سکتا تھا۔
نکلتے ہی جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ عنبر کے پاس ہی بیٹھ گیا اور اسے
عنبر کا اوپر کا جسم کنکھجورے کا بن گیا۔ تھیوسانگ ایک بار کہنے لگا۔
تو ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے سامنے عنبر اس حالت "عنبر!
میں پڑا تھا کہ اس کا نیچے والا جسم انسان کا تھا اور اوپر اگر تم میری بات سن رہے ہو تو فکر نہ کرو۔ تھوڑی
والا جسم کنکھجورے کا تھا۔ دیر میں صبح ہونے ہی والی ہے۔ پھر جڑی بوٹی کا
اس نے عنبر کو آواز دی۔ اثر شروع ہو جائے گا اور جادو کا اثر ٹوٹ جائے گا۔"
"عنبر! اور پھر جب صبح ہوئی تو عنبر کا اوپر والا جسم دوبارہ انسانی
کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟" ل اختیار کر گیا۔ عنبر جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنے جسم
عنبر کے اوپر والے جسم پر کتنے ہی چھوٹے چھوٹے غور سے دیکھنے لگا اور بولا!
بازو نکل آئے تھے۔ اور وہ انہیں چلا رہا تھا۔ اس کی "میں کنکھجورہ بن گیا تھا۔ تھیوسانگ! مگر مجھے تمہاری آواز
دو چھوٹی چھوٹی گول گول سرخ آنکھیں تھیوسانگ کو دیکھ

COURTESY BOOKSFREE.PK

آرہی تھی۔ میں تمہاری باتیں سمجھ رہا تھا۔ لیکن خود اپنی
آواز میں نہیں بول سکتا تھا۔ مگر یہ اچھی بات ہوئی
کہ میں نے اس چڑیل کو ختم کر دیا ہے جو ایک انسان
کو موت کے غار کی طرف دھکیل رہی تھی۔ آؤ۔ اب
ماران کے پاس چلتے ہیں۔"

ماران کی طبیعت کنکھجورہ عورت کے مرتے ہی اچھی ہونے
تھی۔ وہ پلنگ پر اٹھ کر بیٹھا ہوا تھا اور اپنے باپ سے
باتیں کر رہا تھا۔ باپ نے عنبر کو دیکھا تو اٹھ کر اسے
لگا لیا۔

کہنے لگا!

"عنبر بیٹا!
میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔ تو نے
میرے بچے کو دوبارہ زندگی دی ہے۔"

عنبر بولا:

"زندگی تو خدا نے اسے دی ہے اب تمہارے بیٹے
کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

ماران کہنے لگا:

"عنبر بھائی!
مجھے کیا معلوم تھا کہ میری بیوی ایک چڑیل ہے
کنکھجورا عورت ہے اور وہی میرا خون چوس رہی
ہے۔"

اس کا باپ بولا:

"کیا یہ کوئی جادوگرنی تھی عنبر!"

عنبر نے انہیں سمجھایا کہ یہ اصل میں کنکھجورا ہوتا ہے
جو انسانی شکل میں آکر انسانوں کے خون پر زندہ رہتا ہے
وہ عورت بھی بن جاتا ہے اور کوئی دوسرا جانور بھی بن
جاتا ہے۔

ماران کے باپ نے پوچھا!

"اب تمہارے بخار کا کیا حال ہے"؟

عنبر نے کہا:

"اب بالکل ٹھیک ہوں"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"بس رات کو تھوڑا سا بخار ہوگیا تھا۔"

عنبر نے ماران کے باپ سے کہا:

"اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم نے آپ کے
بیٹے کی بیماری کا علاج کر دیا ہے۔ وہ خدا
کے فضل سے ٹھیک ہوگیا ہے۔"

ماران اور اس کا باپ عنبر کو ابھی اپنے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی کچھ دیر رکھنا چاہتا تھا۔ مگر عنبر جس مصیبت میں گرفتار ہو چکا تھا۔ اس کا اسے پورا علم تھا۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ماران اور اس کے باپ کو پتہ چلے۔ چنانچہ وہ ان سے اجازت لے کر شہر سے باہر نکل آئے سورج چمک رہا تھا۔ آسمان پر دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ شہر سے باہر دریائے نیل بہہ رہا تھا۔ وہ دریا کے کنارے کنارے چلتے جب شہر سے کافی دُور نکل آئے تو ایک جگہ بیٹھ گئے۔

تھیوسانگ کہنے لگا:

"عنبر!
ماران کی مشکل تو تم نے حل کر دی اب تمہاری مشکل کا کیا حل ہوگا؟ رات ہونے پر تمہارا آدھا دھڑ کنگھورے کا بن جائے گا۔"

عنبر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں جنگل میں جا کر اسی بوڑھے سے ملنا چاہئے جس نے مجھے یہ بوٹی دی تھی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"مگر تم تو کہتے تھے کہ وہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔"

عنبر بولا:

"ہو سکتا ہے اب وہ واپس آ گیا ہو۔ چلو وہاں چل کر دیکھتے ہیں اور اگر وہ وہاں نہ ہوا تو اسے جنگل میں تلاش کرتے ہیں۔"

دونوں دوست دریا کے کنارے سے اُٹھ کر خشک جھاڑیوں والے صحرائی جنگل میں آ گئے۔ یہاں بوڑھے کا جھونپڑا کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ اسکی تلاش میں جنگل میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ جنگل خشک اونچی اونچی جھاڑیوں سے بھرا پڑا تھا۔ جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ یہ جنگل کافی بڑا تھا۔ یہاں کوئی بڑا درخت نہیں تھا۔

تھیوسانگ نے جھاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"یہ جھاڑیاں جلی ہوئی لگتی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کبھی آگ لگی تھی۔
کیا خیال ہے تمہارا؟"

عنبر نے جھاڑیوں کو غور سے دیکھ کر کہا:

"ہو سکتا ہے گرمی کی وجہ سے اس جنگل میں آگ لگ گئی ہو۔ مصر کے صحراؤں میں بہت سخت گرمی پڑتی ہے۔"

تھیوسانگ نے ایک ٹہنی کو توڑ کر سونگھا اور سوچ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑ گیا۔

عنبر نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"

تھیوسانگ کہنے لگا!

"اس جلی ہوئی ٹہنی میں سے ایک خاص گیس اور تیزاب کی بو آ رہی ہے۔"

عنبر نے ہنس کر کہا!

"تو کیا ہوا؟

جب لکڑی جلتی ہے تو اس میں گیس بھی پیدا ہوتی ہے اور تیزاب کی بو بھی آتی ہے۔"

تھیوسانگ نے ٹہنی کو دوبارہ سونگھ کر کہا۔

"نہیں عنبر! یہ آگ دھوپ کی وجہ سے نہیں لگی مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں کبھی کوئی خلائی جہاز اترا ہو گا جس کی وجہ سے یہ جنگل جل گیا۔

عنبر نے پوچھا!

"کیا خلائی جہاز جلتا ہوا یہاں اترا ہو گا؟

"نہیں" تھیوسانگ نے کہا!

"بلکہ ممکن ہے وہ یہاں گر کر تباہ ہو گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی جنگل بھی جل گیا ہو۔"

عنبر نے کہا:

"یہ تمہارا وہم ہے تھیوسانگ۔ یہاں بھلا کوئی خلائی جہاز کیسے اترے گا؟"

تھیوسانگ نے جواب دیا۔

"عنبر! میں خلائی انسان ہوں۔ جس طرح میں اپنے خلائی جہاز کے تباہ ہونے کے بعد یہاں اتر آیا ہوں اور کیٹی جیسے یہاں آ گئی تھی۔ اسی طرح یہاں بھی کوئی خلائی جہاز ضرور کریش ہوا ہے۔"

عنبر کہنے لگا!

"مگر مجھے یہاں جلے ہوئے خلائی جہاز کا ڈھانچہ کہیں نظر نہیں آ رہا۔"

تھیوسانگ نے عنبر کو بتایا کہ جب کسی خلائی جہاز میں آگ لگتی ہے تو یہ آگ اتنی بھیانک ہوتی ہے کہ خلائی جہاز کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مُورتی میں لڑکی

عنبر نے تھیوسانگ کی بات پر زیادہ دھیان نہ
اور کہنے لگا کہ بھائی ان باتوں کو چھوڑ د اور اس
بابا کو تلاش کرو جو مجھے جادو کا توڑ بتائے گا۔ ا
نے ایک بار پھر تلاش شروع کر دی۔ مگر تھیوسانگ
کے دل میں ایک شبہ سا پڑ گیا تھا کہ یہاں کوئی خلائی
ضرور گر کر تباہ ہوا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ
کوئی خلائی جہاز نیچے زمین پر آکر تباہ ہوتا ہے تو اس
خلاباز باہر چھلانگ لگا کر زندہ بچ جاتا ہے۔ تھیوسانگ
کو یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی خلاباز یہاں ضرور اترا ہے
عنبر نے لمبا سانس کھینچ کر کہا:
"تھیوسانگ مجھے گلاب کی خوشبو آرہی ہے۔"
تھیوسانگ نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا:
"یہاں تو دور دور تک گلاب کا کوئی پھول نظر
نہیں آتا۔"

عنبر جھاڑیوں میں سے گذرتا ایک جلی ہوئی جھاڑی
کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک جلی ہوئی جھاڑی
کے نیچے ایک گلہری بیٹھی ہے۔ گلاب کی خوشبو اس
گلہری کے جسم میں سے آرہی ہے۔ عنبر نے گلہری کی طرف
دیکھا۔ وہ گلہری کی زبان نہیں جانتا تھا۔ گلہری نے ایک
آدمی کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پایا تو باریک انسانی
آواز میں بولی:
"تم مجھے تعجب سے کیوں دیکھ رہے ہو؟"
عنبر نے تھیوسانگ کی طرف حیرانی سے دیکھا
اور کہا:
"تھیوسانگ!
یہ گلہری تو انسانی زبان جانتی ہے۔"
گلہری نے کہا:
"ہاں۔
میں انسانی زبان جانتی ہوں۔ مگر جب اس
جھاڑی کے نیچے گھر نہیں بنایا تھا تو انسانی زبان
نہیں جانتی تھی۔"
عنبر نے سوال کیا کہ اس جھاڑی میں کون سی ایسی
خاص بات ہے کہ تو انسان کی زبان میں بولنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گلہری نے جواب دیا۔

"بھائی! یہ جھاڑی سچے سرخ گلاب کی ہے اور یہاں ایک بزرگ کی جھونپڑی ہوا کرتی تھی۔ میں روزانہ اس جھاڑی کے نیچے آکر بیٹھ جایا کرتی۔ بزرگ مجھے روٹی کے ٹکڑے ڈالا کرتے تھے۔ گلاب کی جھاڑی کے نیچے بیٹھنے کی وجہ سے میرے جسم میں گلاب کی خوشبو آگئی ہے کیونکہ جب میں بیٹھی ہوتی تھی تو مجھ پر گلاب کی پنکھڑیاں گرا کرتی تھیں۔ اس سے ایک بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان اگر اچھی صحبت میں رہے تو وہ بھی اچھا بن جاتا ہے۔ میں گلاب کے پھولوں کے پاس رہی اور مجھ میں گلاب کی خوشبو پیدا ہو گئی۔"

تھیوسانگ نے پوچھا!

"مگر تم انسانی زبان کیسے بولنے لگیں۔؟"

گلہری نے کہا:

"یہ اس بزرگ کی نیک باتوں کا اثر ہے وہ مجھے مخاطب کر کے مجھے اچھی اچھی باتیں بتایا کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے۔

گلہری:

اگرچہ تو جانور ہے مگر تیرا بھی ایک دن حساب کتاب ہوگا۔ اس لئے کسی دوسری گلہری کو دکھ نہ دینا۔ اپنے ماں باپ کی خدمت کرنا۔ بچوں کا خیال رکھنا پھر وہ بزرگ ایک دن خدا جانے کہاں چلے گئے کہ پھر کبھی واپس نہ آئے۔ پھر بھی دن میں ایک بار اس گلاب کی جھاڑی کے نیچے آکر ضرور بیٹھ جاتی ہوں کہ شائد ان بزرگ کا کبھی ادھر سے گذر ہو جائے۔"

تھیوسانگ نے پوچھا:

"گلہری بہن!

کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس جنگل کو آگ کیسے لگی تھی؟"

گلہری نے کہا:

"مجھے معلوم نہیں کہ اس جنگل میں آگ لگی تھی کہ نہیں۔ میں پانچ سال سے یہاں رہ رہی ہوں۔ میرے سامنے تو یہاں کوئی آگ نہیں لگی۔ ہوسکتا ہے کہ مجھ سے پہلے یہاں کبھی کوئی آگ لگی ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر اور تھیو سانگ نے گلہری کا شکریہ ادا کیا اور آگے دیئے۔

عنبر نے تھیو سانگ سے کہا:

"تمہیں اپنے خلائی جہاز کی پڑی ہے اور مجھے یہ سیاہ پڑ چکا تھا۔ کھائے جا رہا ہے کہ رات کے وقت میرا آدھا ہو کنکھجورے کا بن جائے گا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"عنبر!

تم تو جڑی بوٹیوں کے ماہر ہو۔ تمہیں کوئی ایسی بوٹی یاد نہیں جو رات کو بھی جادو کا اثر توڑ ڈالے۔"

عنبر بولا:

"بس یہی ایک بوٹی مجھے یاد تھی جو بزرگ نے مجھے دی۔ اس کے سوا کوئی ایسی بوٹی مجھے معلوم نہیں ہے۔

یونہی باتیں کرتے ہوئے وہ چلتے ہوئے بہت دور نکل آئے۔ یہاں زمین پر انہیں ایک سیاہ پڑی دکھائی دی۔ تھیو سانگ نے اسے جھک کر

پھر چونک کر بولا۔

عنبر نے تھیو سانگ سے کہا:

"یہ دیکھو یہ خلائی لباس کے ہیلمٹ کا ٹکڑا ہے۔"

اب عنبر نے بھی اس ٹکڑے کو غور سے دیکھا۔ وہ تیل

"یہ تمہارا وہم ہے اور اگر تمہارا خیال ٹھیک بھی ہو تو پھر خلاباز کہاں بچا ہوگا۔ جس کا ہیلمٹ جل گیا ہے وہ خود بھی جل کر ہلاک ہو گیا ہوگا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"نہیں! یہ ہیلمٹ الگ ہو گیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ خلائی انسان ضرور زندہ ہے۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

عنبر خاموش رہا دن گذرتا چلا جا رہا تھا۔ تھیوسانگ
جلی ہوئی جھاڑیوں میں خلائی انسان کی تلاش میں نکل
جب واپس آیا تو شام ہو رہی تھی۔ اور عنبر کو نکا
گیا تھا۔
عنبر نے کہا!
"مجھ پر جادو کا اثر شروع ہو گیا ہے تھیوسانگ
تھیوسانگ پریشان ہو گیا۔
کہنے لگا!
"تم گھبراؤ نہیں! بہت جلد تمہارے جادو کا توڑ
بھی ضرور معلوم ہو جائے گا۔"
عنبر نے کہا!
"رات کو جب میرا آدھا دھڑ کنکھجورے کا بن جائے
تو مجھے اسی جگہ رہنے دینا۔ کل صبح دیکھا جائے گا
یہاں سامنے جو چھوٹا سا غار نظر آ رہا ہے۔ مجھے اس کے اندر لٹا دینا اور تم غار کے باہر
میری حفاظت کرنا۔"

کنکھجورے کا بن گیا۔ تھیوسانگ نے اسے غار میں وہیں
لیٹے رہنے دیا اور بولا!
"عنبر!
میں غار کے باہر بیٹھ کر پہرہ دیتا ہوں تم اسی
جگہ پڑے رہنا میں تمہاری حفاظت کر رہا ہوں
فکر مت کرنا۔"
یہ کہہ کر تھیوسانگ غار کے باہر آ کر بیٹھ گیا۔ چاندنی ہلکی
ہلکی پھیلی ہوئی تھی۔ جو بہت پراسرار لگ رہی تھی۔ چاروں
طرف موت ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ غار
کے باہر ریت پر بیٹھا دور تک پھیلی ہوئی سیاہ جھاڑیوں
کو دیکھ رہا تھا۔ جو اندھیرے اور چاندنی میں عجیب ڈراؤنی
لگ رہی تھیں۔ اچانک تھیوسانگ کو ایک عجیب سی
آواز اس خاموشی کے جنگل میں سنائی دی۔ پہلے تو وہ
سمجھا کہ کسی جانور کی آواز ہو گی۔ لیکن جب دوسری بار
آواز آئی تو تھیوسانگ نے کان لگا دیے۔
یہ پراسرار آواز جلی ہوئی جھاڑیوں کے جنگل کے دوسرے
جب شام ہوئی تو عنبر کے اوپر والے دھڑ میں سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔ یہ آواز ہوا کے ساتھ
چبھنا شروع ہو گئیں۔ عنبر خود ہی اٹھ کر غار کے اندر قریب آئی تو تھیوسانگ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔
لیٹ گیا رات کا اندھیرا چھایا تو عنبر کا اوپر والا کیونکہ یہ آواز کسی خلائی انسان کی تھی۔ جب کسی خلائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسان پر مصیبت پڑتی یا وہ مرنے کے قریب ہوتا تھا تو
ایسی ہی آواز نکالتا ہے۔ تھیوسانگ ایک دم اٹھ کھڑا
ہوا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر وہ عنبر کو اکیلا چھوڑ کر
جاتا ہے تو کہیں کوئی جنگلی جانور غار میں داخل ہو کر عنبر
کو نقصان نہ پہنچائے۔ تھیوسانگ نے جلدی جلدی بہت
سی جھاڑیاں توڑ کر اس کو غار کے منہ پر اس طرح
لگا دیا کہ کوئی جانور اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر وہ
اس طرف چلنے لگا جدھر سے اسے پراسرار خلائی آواز
آئی تھی۔ آواز تھوڑی دیر بعد پھر سنائی دی۔ تھیوسانگ
تیز تیز قدموں سے اس طرف چل پڑا۔ آواز بند ہو گئی۔
وہ جنگل کی جھاڑیوں کے بیچ سے گذرتا کافی آگے نکل آیا۔
یہاں زمین پر جگہ جگہ جلی ہوئی ریت کے بڑے بڑے
ڈھیر پڑے تھے۔

تھیوسانگ نے ریت اٹھا کر سونگھی۔ اسے یقین ہو گیا
کہ خلائی جہاز اسی جگہ گر کر تباہ ہوا ہوگا۔ کیونکہ جلی ہوئی
ریت میں سے خلائی جہاز کے ایندھن کی بُو آ رہی تھی۔
اس بُو کو تھیوسانگ خوب پہچانتا تھا۔ وہ رُک کر آواز
سننے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہی آواز
پھر بلند ہوئی۔ اب تھیوسانگ نے بھی اسی قسم کی خلائی
آواز منہ سے نکالی۔ دوسری طرف سے خلائی آواز میں
تھیوسانگ کو کہا گیا کہ ادھر آؤ۔ ادھر آؤ۔ ادھر آؤ۔
میں مر رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں۔ تھیوسانگ آواز
کی طرف دوڑنے لگا۔ وہ تیزی سے جھاڑیوں کے
بیچ میں سے گذر رہا تھا۔ اچانک ایک جگہ پر پہنچ
کر وہ رُک گیا۔ اس نے دیکھا کہ جلی ہوئی گھاس
پر ایک خلائی انسان اس حالت میں پڑا تھا کہ اس
کا آدھے سے زیادہ جسم جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ صرف
چھاتی کے اوپر کا حصّہ باقی تھا۔ اس کے سر پر ہیلمٹ
بھی نہیں تھا۔ اس خلائی انسان کی شکل انسانوں ایسی
تھی۔ تھیوسانگ فوراً سمجھ گیا کہ وہ اسی سیارے کی
مخلوق ہے جس سیارے سے تھیوسانگ آیا تھا۔
اس نے اپنی زبان میں اس کے قریب بیٹھتے
ہوئے کہا۔

"تم کون ہو؟ یہاں کیسے آ گئے؟"

خلائی انسان کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس نے
تھوڑی سی آنکھیں کھولیں اور خلائی زبان میں کہا:

"تم بھی مجھے اپنے سیارے کی مخلوق لگتے ہو
تمہارا نام کیا ہے۔؟"

میرا نام تھیوسانگ ہے میں تمہارے ہی سیارے
رہنے والا ہوں۔
تھیوسانگ نے جھک کر کہا۔
خلائی انسان کے چہرے پر زندگی کی آخری چمک
پیدا ہوگئی۔
وہ بڑی مشکل سے بولا!
"تھیوسانگ! میں — میں مر رہا ہوں میرے
ساتھ میرے ساتھ —"
اور خلائی انسان کی زبان لڑکھڑا گئی۔
تھیوسانگ نے جلدی سے کہا!
"تمہارے ساتھ کون تھا؟ کون تھا تمہارے ساتھ
میرے دوست؟ مجھ سے بات کرو میں تمہارا بھائی
ہوں۔"
مگر خلائی انسان مر چکا تھا۔ تھیوسانگ نے اس
جلے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا۔ اس کے ہاتھوں کی ساری انگلیاں
کٹی ہوئی تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اب یہ زندہ نہیں بچ سکتا
پھر خلائی انسان تھیوسانگ کی آنکھوں کے سامنے آہستہ
آہستہ سلگنے لگا۔ پھر اس کا باقی بچا ہوا جسم دھواں
کر تحلیل ہوگیا۔

خلائی انسان ختم ہوچکا تھا اب زمین پر صرف اس
کے جسم کی راکھ کا نشان باقی تھا۔ تھیوسانگ کو افسوس
ہو رہا تھا کہ وہ مرنے سے پہلے یہ نہیں بتا سکا کہ اس
کے ساتھ اور کون خلائی انسان تھا۔ اگر اس کے ساتھ
کوئی دوسرا خلائی انسان بھی تھا تو وہ ضرور زندہ ہوگا۔
یہی بات وہ تھیوسانگ کو بتانا چاہتا تھا۔ تھیوسانگ
ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے سوچنے لگا کہ یہ خلائی جہاز اس
کے سیارے سے کب آیا۔ گھڑی نے تو کہا تھا کہ پانچ
سال تک یہاں کوئی خلائی جہاز نہیں گرا تھا۔ پھر یہ خلائی
انسان پانچ برس تک یہاں کیسے پڑا رہا۔ تھیوسانگ
کو خیال آیا کہ ان کے اور زمین والوں کے وقت میں
زمین آسمان کا فرق ہے۔ خلائی سیارے کا ایک منٹ
زمین والوں کے پانچ سال کے برابر ہوتا ہے۔
تھیوسانگ کو اب اس خلائی انسان کی تلاش تھی
جو مرنے والے خلائی انسان کے ساتھ تھا۔ ہوسکتا ہے
خلائی جہاز کے کریش ہونے سے پہلے دونوں خلائی
انسانوں نے زمین پر چھلانگ لگا دی ہو۔ ایک مرگیا
اور دوسرا زندہ ہو۔ تھیوسانگ جھاڑیوں میں آگے
چل دیا۔ چاند اب مغرب کی طرف جھک گیا تھا۔ جنگل پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیرا چھا رہا تھا۔ تھیوسانگ کچھ دیر اور اِدھر اُدھر پھرنے کی بجائے واپس غار کے دہانے پر آگیا۔ غار کا منہ اسی طرح درختوں کی شاخوں سے بند تھا۔ جس طرح تھیوسانگ اسے بند کرکے گیا تھا۔ تھیوسانگ شاخیں ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ وہ دھک سے رہ گیا کہ غار اندر سے خالی ہے عنبر غار میں موجود نہیں ہے۔ تھیوسانگ گھبرا کر باہر کو دوڑا اس نے عنبر کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ اس کی آواز ہر بار گونج کر رہ جاتی۔ کسی طرف سے عنبر کی آواز نہیں آرہی تھی۔ تھیوسانگ بڑا پریشان ہوا کہ یا خدا عنبر کو کون اٹھا کر لے گیا ہے۔؟ کہیں وہ خود ہی تو باہر نکل کر نہیں چلا گیا۔ مگر غار کے منہ پر درختوں کی شاخوں والا دروازہ اسی طرح بند تھا۔ اگر وہاں سے کوئی گذرتا یا اندر جاتا تو دروازہ ضرور پرے ہٹا دیا جاتا۔ اور شاخیں ٹوٹ پھوٹ جاتیں مگر ایسا بالکل نہیں ہوا تھا۔

پھر عنبر کہاں چلا گیا؟

کوئی درندہ اگر اندر جاتا تو زمین پر اس درندے کے پاؤں کے نشان ہوتے۔

ساری رات تھیوسانگ سخت پریشانی میں گذار دی صبح کے وقت جب جنگل میں دن کی روشنی ہوئی تو زمین پر جھک کر تھیوسانگ نے دیکھا۔ زمین پر کسی انسان کسی جانور یا کسی درندے کے قدموں کے نشان بھی نہیں تھے اب تو تھیوسانگ کی حیرانی میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر عنبر کہاں اور کیسے غائب ہو گیا؟ اب اس نے جنگل میں عنبر کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اس نے سارا جنگل چھان مارا مگر اسے عنبر کا کہیں کوئی سراغ نہ ملا تھیوسانگ کو اتنا معلوم تھا کہ جونہی صبح کی روشنی پھیلے گی عنبر انسانی شکل میں واپس آجائے گا۔ اور پھر وہ جہاں کہیں بھی ہو گا وہاں سے اسی غار میں واپس آجائے گا۔ اس لیے تھیوسانگ نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ غار میں ہی رہے اور وہاں سے دور نہ جائے۔

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ عنبر کے ساتھ کیا گذری؟۔

جب تھیوسانگ خلائی آواز کے پیچھے چلا گیا اور غار کے منہ پر شاخوں کا چھاپہ بنا کر لگا گیا تو اس وقت غار میں عنبر اس حالت میں نیم مدہوش پڑا تھا کہ اس کا اوپر والا جسم کنکھجورے کا اور نچلا دھڑ انسان کا تھا۔ عنبر اپنے جسم میں وہ طاقت محسوس نہیں کر رہا تھا جو اس کی خاص طاقت تھی۔ اس وقت جنگل میں سے دو ایسے آدمی گذرے جو مندروں کے چور تھے۔ اس زمانے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوگ مگرمچھوں، بلیوں اور طرح طرح کے جانوروں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ مندروں میں ان کی مورتیاں بنا کر رکھ دیتے اور پھر ان کی پوجا کرتے۔ کہیں کہیں لوگ جھوٹے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے ان کے آگے عجیب وغریب مخلوق کی قربانی بھی دیتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی کہیں سے ایسا بچہ مل جاتا جس کا ناک لمبا ہوتا یا ماتھے پر کالا نشان ہوتا یا دو آپس میں جڑے ہوئے بچے مل جاتے تو مندروں کے پجاری بھاری رقم دے کر اپنی قربانی کے لئے خرید لیتے۔ پھر کسی امیر آدمی کے ہاتھ بھاری منافع لے کر بیچ دیتے جو انہیں دیوتا کی مورتی کے آگے قربان کروا دیتا تھا۔

یہ دونوں چور جنگل میں سفر کرتے کرتے تھک گئے تھے انہوں نے ایک غار دیکھا کہ اس کے منہ پر چھاپہ لگا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ یہاں تھوڑی دیر آرام کر لیتے ہیں۔ دن نکلے گا تو شہر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ وہ اپنے ساتھ کپڑے میں لپیٹ کر ایک چھوٹا مگرمچھ لائے تھے تاکہ اسے مگرمچھ کے مندر میں جا کر فروخت کر سکیں۔

جب وہ چھاپہ آہستہ سے الگ کر کے غار میں داخل ہوئے تو انہوں نے موم بتی روشن کر دی۔ چونکہ چور تھے۔ اس لئے انہوں نے شاخوں [illegible] طرح سے

پرے ہٹایا تھا کہ کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا۔ کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹایا گیا ہے۔

اچانک ایک چور نے کہا:

"بھائی! مجھے یہاں کسی کے سرسرانے کی آواز آرہی ہے۔"

دوسرے چور نے موم بتی کی روشنی غار کے پیچھے ڈالی تو وہ چونک کر پیچھے ہٹ گیا۔

"ادھر دیکھو۔ وہ کیا ہے؟"

اب ان کے سامنے ایک ایسا انسان پڑا تھا جس کا نچلا دھڑ انسان کا اور اوپر والا دھڑ کنکھجورے کا تھا۔ ایسی مخلوق انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

ایک چور نے کہا:

"بڑا قیمتی مال ہمارے ہاتھ لگا ہے۔ اگر ہم اسے یہاں سے لے جا کر کنکھجورا دیوتا کی قربانی کے لئے پروہت کے پاس فروخت کر دیں تو ہمیں بھاری رقم ملے گی۔"

"مگر ہم اسے پکڑیں گے کیسے؟"

دوسرے چور نے کہا۔

پہلا چور بولا:

"ہم اسے بوری میں بند کر کے لے جائیں گے۔

BOOKSFREE.PK

یہ کنکھجورا ہی تو ہے یہ ہمیں کیا کہے گا؟

عنبر ان کی باتیں غور سے سن رہا تھا مگر وہ کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ دونوں چوروں نے بوری نکال کر عنبر کو اس میں بند کر دیا اور اسے باندھ کر رکھ لیا۔

پھر وہ اسے لے کر غار سے باہر آ گئے۔ باہر آنے کے بعد انہوں نے شاخوں کا چھاپہ ویسے ہی غار کے منہ پر لگا دیا اور باہر جو ان کے قدموں کے نشان تھے وہ مٹا دیئے۔ تاکہ کوئی ان کے پیچھے پیچھے نہ آ سکے۔ دریا سے شہر زیادہ دور نہیں تھا۔ بس سامنے دریا ہی تھا۔ چور سیدھے باہر والے اس مندر میں پہنچے جس میں کنکھجورے کی مورتی کی پوجا ہوتی تھی۔ جب اس پجاری نے ایک ایسا انسان دیکھا کہ جس کا آدھا کنکھجورے کا تھا تو وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ پجاری نے سونے کے پچاس ہزار سکے دے کر چوروں سے عنبر کو لے لیا۔

پجاری نے بوری میں بند عنبر کو پچھلی کوٹھڑی میں رکھ دیا اور اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے سب سے امیر آدمی کی حویلی میں جا پہنچا اسے جگایا اور بتایا کہ میرے ہاتھ ایک ایسا انسان لگا ہے جس کا اوپر والا دھڑ کنکھجورے کا ہے اگر تم اسے خرید کر دیوتا پر قربان کر دو گے تو تمہاری شہرت سارے شہر میں پھیل جائے گی۔ اور ہو سکتا ہے بادشاہ فرعون تمہیں اپنے دربار میں شامل کرے۔ امیر اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا اور پجاری کے مندر میں جا پہنچا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے عنبر کو دیکھا تو حیرت میں گم ہو کر رہ گیا۔ ایسا انسان اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

امیر نے پجاری سے کہا۔

"تم اسے میری امانت سمجھ کر رکھو۔ میں نے اسے خرید لیا ہے۔ صبح ہوتے ہی سونے کے پچاس ہزار سکے لے کر تمہارے پاس اپنی امانت لینے آ جاؤں گا۔"

پجاری تو بے حد خوش ہوا۔ اس کے پاؤں زمین سے نہیں لگتے تھے۔ ایک دم اسے سونے کے پچاس ہزار سکے ملنے والے تھے۔ یہ اس زمانے میں بہت بڑی رقم تھی۔ اتنی رقم پجاری اپنی ساری زندگی میں نہیں کما سکتا تھا۔ اس نے عنبر کی کوٹھڑی کو دو تالے لگا دیئے تاکہ وہ باہر نہ نکل سکے۔ اس سے فارغ ہو کر پجاری اپنی کوٹھڑی میں جا کر لیٹ گیا۔

جب دن کی روشنی پھیلی تو عنبر پر سے جادو کا اثر اترنا شروع ہو گیا۔ وہ بوری کے اندر بند تھا اب وہ پورا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسان بن گیا تھا۔ اس کی ساری طاقت واپس آ گئی تھی۔ عنبر نے بوری کو پھاڑ دیا اور باہر نکل آیا۔ کوٹھڑی میں دن کی روشنی آ رہی تھی۔ عنبر نے دروازے کو باہر کی طرف دھکیلا۔ دروازے پر باہر دو تالے لگے تھے۔ عنبر نے جو زور سے جھٹکا دیا تو نہ صرف یہ کہ دونوں تالے ٹوٹ گئے بلکہ دروازہ بھی ٹوٹ کر گر پڑا۔ اس کے شور کی وجہ سے پجاری دوڑتا ہوا آ گیا۔ اس نے کوٹھڑی کے باہر ایک نوجوان کو کھڑے دیکھا تو بوکھلا کر بولا۔

"تم کون ہو!
یہاں کیسے آ گئے ہو!"

عنبر نے کہا:

میں اس کنکھجورے انسان کا اصلی مالک ہوں جس کو چور تمہارے پاس بیچ گئے ہیں۔ میں اسے واپس لینے آیا ہوں۔"

پجاری کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے بھاگ کر کوٹھڑی میں دیکھا کہ کنکھجورا آدمی غائب تھا۔

اس نے عنبر کو پکڑ لیا!

"بدمعاش!
ایک تو مندر کے مال کو چرا کر لے گئے ہو اوپر سے الٹا ہمیں ڈانٹتے ہو! بتاؤ کنکھجورا آدمی کہاں ہے! ہم نے اسے بھاری رقم دے کر خریدا تھا۔"

عنبر نے ایک ہی جھٹکے میں اسے پرے پھینک دیا عنبر کی طاقت سے پجاری ڈر گیا۔

کہنے لگا:

"بھائی اگر چوروں نے وہ تم سے خریدا تھا تو میرا اس میں کیا قصور ہے۔ مجھ سے تو چور سونے کے پچاس ہزار سکے لے گئے ہیں۔ میں کیا کروں۔"

عنبر نے پوچھا!

"چور کہاں گئے ہوں گے!"

پجاری نے کہا:

"وہ اس وقت شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور وہاں عیش کر رہے ہوں گے۔"

عنبر پجاری کے مندر سے باہر نکل آیا۔ اس کو پجاری پر رحم سا آ گیا۔ کہ چور اسے ٹھگ گئے ہیں۔ ان سے پجاری کی رقم واپس لے لینی چاہئے۔ مگر عنبر کو سب سے پہلے تھیوسانگ کی فکر تھی۔ وہ وہاں سے سیدھا جنگل والے غار میں جانا چاہتا تھا۔ لیکن پجاری روتا پیٹتا باہر آ گیا اور عنبر کے آگے ہاتھ باندھ کر بولا!

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

" بھائی میری ساری پونجی چور لے گئے ہیں
میں تو تباہ ہو گیا ہوں! میری مدد کرو۔"
تب عنبر نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ چوروں سے
کی رقم واپس لائے۔ وہ سرائے کا پتہ پوچھ کر
وہاں آ گیا۔ اس نے چوروں کو دیکھا ہوا تھا
کو دونوں چور غار سے نکال کر لائے تھے۔ مگر
کو نہیں پہچان سکتے تھے۔ کیونکہ اس وقت عنبر
کا دھڑ کنگھورے کا تھا۔ سرائے میں پہنچ کر عنبر
چلا کہ رات کو دو نئے مسافر آئے تھے مگر صبح
شہر کے سب سے بڑے مندر کے پجاری سے
چلے گئے ہیں شائد یہ چور بڑے مندر کے پجاری
کسی نئے سودے کے لئے گئے تھے۔
عنبر بڑے مندر کے دروازے پر پہنچ کر رک
کیونکہ اندر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں
لوگوں کو اس وقت اندر آنے کی اجازت ہو
جب وہاں پوجا ہو رہی ہو۔
عنبر نے چوکیدار سے کہا!
" مجھے بڑے پجاری سے ملنا ہے۔
مجھے اندر جانے دو۔ بہت ضروری کام ہے
چوکیدار نے کہا!
" میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتا۔ خاموشی
سے واپس چلے جاؤ۔"
عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ ایک غریب چوکیدار کو کوئی
نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ وہ مندر کی دوسری طرف
چلا گیا۔ یہاں اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک تابوت
کاندھوں پر رکھے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔
عنبر نے پوچھا!
" یہ کس کا تابوت ہے بھائیو؟"
ایک آدمی نے کہا!
" بھائی یہ ایک بلّی کا تابوت ہے جو مر گئی
ہے اور اب اسے بڑے مندر میں دیوتا کے
قدموں میں دفن کرنے کے لئے لے جایا جا
رہا ہے۔"
عنبر نے پوچھا کہ پھر وہ لوگ وہاں بیٹھے کس کا
انتظار کر رہے ہیں۔ اس آدمی نے بتایا کہ جب
اس بلّی کا مالک (جو شہر کا رئیس ہے) آتا نہیں
ہم مندر میں تابوت لے کر داخل نہیں ہو سکتے۔
معلوم ہوا ہے کہ بلّی کا مالک راستے میں غم کی
وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے اور حکیم اس کا
علاج کر رہے ہیں۔ اتنے میں دو آدمی دوڑتے

دوڑے آئے اور انہوں نے آکر بتایا کہ بلّی
مالک کی حالت خراب ہو گئی ہے۔ جلدی چلو۔ ہ
والے آدمیوں نے عنبر سے کہا:

"بھائی ہم ابھی آتے ہیں۔ جب تک تو یہا
ٹھہر کر اس تابوت کی حفاظت کرنا۔ ہم تج
سونے کا ایک سکّہ دیں گے۔"

اور وہ سارے تابوت والے آدمی چلے گئے
جب اکیلا رہ گیا تو اس نے سوچا کہ مندر میں
ہونے کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اس تابو
میں لیٹ جائے۔ پس اس نے ادھر ادھر د
وہاں گلی میں کوئی نہیں تھا۔ عنبر نے تابوت کا ڈ
اٹھایا۔ تابوت میں ایک بلّی کی لاش پڑی تھی
نے بلّی کی لاش کو دُم سے پکڑ کر اٹھایا اور دور
میں پھینک دیا پھر خود اس تابوت کے اندر اتر
لیٹ گیا۔ اور ڈھکنا بند کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں و
واپس آ گئے۔

عنبر کو آواز آئی۔

"بھائی۔
وہ جو آدمی ہم تابوت کی حفاظت کے لئے یہا
چھوڑ گئے تھے کہاں چلے گیا؟

دوسرا بولا!

"تھک کر چلا گیا ہوگا۔ اب اس کی فکر چھوڑو
اور تابوت اٹھاؤ۔ تاکہ ہم اسے مندر میں ڈال
کر اس مصیبت سے نجات حاصل کریں۔"

انہوں نے تابوت اٹھایا اور مندر کے دروازے
کی طرف چل پڑے۔ اچانک تابوت اٹھانے
والوں کی آواز آئی۔

"یار یہ تابوت اتنا بھاری کیوں ہو گیا ہے؟
پہلے تو بلّی کی لاش کا اتنا وزن نہیں تھا۔

دوسرے کی آواز آئی۔

"یہ دیوتا کی امانت بلّی ہے۔ اسی وجہ سے
اس کا وزن بڑھ گیا ہے۔ تم خاموشی سے
چلتے جاؤ۔ ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔"

انہوں نے تابوت کو مندر کے اندر لے جا کر ایک
کونے میں رکھ دیا۔

عنبر کو آواز آئی:

"چلو ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔
اب واپس چلتے ہیں۔"

جب ان کے قدموں کی چاپ دور ہوتے
ہوتے غائب ہو گئی تو عنبر نے تابوت کا ڈھکنا کھول

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

کر باہر دیکھا۔ وہ ایک پتھر کی دیواروں والے بڑے سے کمرے میں تھا۔ جہاں سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک ڈراؤنے چہرے والی عورت کا بت کھڑا تھا۔ اس عورت کا منہ بڑے بھیانک انداز میں کھلا تھا۔ اس کے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ گلے میں ایک پتھر کا سانپ لپٹن اٹھائے ہوئے تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی۔

عنبر نے اس بت کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور تابوت سے نکل کر باہر جانے کے لئے راستہ دیکھنے لگا۔ ایک جگہ دروازہ اسے مل گیا۔ وہ دروازے کی طرف جاتے ہوئے عورت کی مورتی کے قریب سے گذرا تو اسے ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔

عنبر نے چونک کر مورتی کی طرف دیکھا۔

مورتی اس کی طرف دیکھ کر وحشیانہ طریقے سے ہنس رہی تھی۔ اس نے عنبر کے سامنے اپنی تلوار کر دی اور بولی:

"تو نے ہمارے لئے جو بلی لا رہی تھی اس کو گندے نالے میں پھینک دیا ہے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہیں بھی اٹھا کر گندے نالے میں پھینک دوں گا۔ میں بتوں کی پوجا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میں بتوں کی پوجا کرنے کے لئے نہیں آیا۔ میں بتوں کو توڑنے کے لئے آیا ہوں۔ اور میں صرف ایک خدا وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے مورتی کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اس پر وار کرنے ہی والا تھا کہ مورتی نے کہا:

"ٹھہرو! میری ایک بات سنو۔"

عنبر نے جوش میں آکر نعرہ تکبیر بلند کیا اور بولا:

"میں بتوں کی کوئی بات نہیں سنا کرتا۔"

اور اتنی زور سے تلوار کا وار کیا کہ مورتی کی چھ کی گردن کٹ گئی اور اس کا سر نیچے گر پڑا۔ سر کے نیچے گرتے ہی مورتی کا باقی کا جسم بھی نیچے گر پڑا اور عنبر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پتھر کی ٹوٹی ہوئی مورتی نے ایک نہایت خوبصورت لڑکی کی شکل اختیار کر لی۔

عنبر نے لڑکی کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور پوچھا۔

"تم کون ہو۔؟"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

توتلا سانپ

لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہاں کے بڑے پجاری نے اس مورتی کے اندر بند کر رکھا ہے۔ تاکہ جب لوگ مجھ سے سوال کریں تو میں ان کے جواب دوں۔ وہ لوگوں پر یہ اثر ڈالنا چاہتا ہے کہ مورتی بولتی ہے حالانکہ یہ بالکل پتھر ہے۔"

عنبر نے لڑکی کو تسلی دی اور کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں یہاں سے باہر نکال لے جاؤں گا۔

تم کہاں جانا چاہتی ہو؟۔

لڑکی بولی!

"میں ملک بابل کے ایک غریب کسان کی بیٹی ہوں۔ پجاری کے آدمی مجھے وہاں سے اغوا کر کے لے آئے تھے۔ مجھ سے پہلے جو لڑکی اس پتھر کی مورتی میں سارا دن بند رہا کرتی تھی۔ وہ دم گھٹنے سے مر گئی تھی۔ مجھے اس کی جگہ اس کے اندر بند کیا گیا تھا۔ مجھے یہاں بند ہوئے ایک مہینہ گذر گیا ہے۔ صرف رات کے وقت تھوڑی دیر کے لئے مجھے باہر نکالا جاتا ہے۔"

عنبر نے کہا!

"مگر تجھے یہ کیسے پتہ چل گیا کہ میں نے تابوت والی بلی کو نالی میں پھینکا تھا۔"

لڑکی بولی!

"اس مورتی کے اندر ایک ایسی دوربین لگی ہے کہ جس کے ذریعے مندر کے باہر کا سارا منظر نظر آتا ہے۔ جب تم نے بلی کو تابوت سے نکال کر نالی میں پھینکا تو میں تمہیں دیکھ رہی تھی چونکہ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ جو کوئی یہاں لائی جانے والی لاش کی بے عزتی کرے اس کے خلاف میں چیخ مار کر غصے کا اظہار کروں اس لئے جب تم تابوت سے نکل کر جانے لگے تو میں نے تمہیں ڈانٹ دیا۔ مجھے ہرگز یہ امید نہیں تھی کہ تم الٹا مجھ پہ حملہ کر دو گے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا!

"ٹھیک ہے۔
مگر تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے کہا!

"میرا نام گمراہ ہے۔"

عنبر بولا!

"گمراہ تم اسی تابوت میں لیٹ کر چھپ جاؤ۔ مجھے ایک کام کرنا ہے۔ وہ کر کے ابھی تمہارے پاس آتا ہوں۔ اور پھر تمہیں یہاں سے نکال کر تمہارے گھر کی طرف لے جاؤں گا۔"

گمراہ نے ڈرتے ڈرتے کہا!

"جلدی آ جانا بھائی جان میں اس جہنم سے بھاگ جانا چاہتی ہوں۔ اکیلی گئی تو چوکیدار اور پجاری مجھے دیکھ کر زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

عنبر نے اسے تسلی دی اور خود تابوت کے اندر لٹا کر اوپر سے ڈھکنا بند کر دیا۔ پھر وہ دروازے میں سے گذر کر بڑے دالان میں آ گیا۔ یہاں ستونوں کے ساتھ کتنی ہی چھوٹی چھوٹی پیلوں، مگرمچھ اور بندروں کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ عنبر کی نگاہ اچانک ایک برآمدے

میں گئی۔ وہاں وہی دو چور ایک کوٹھڑی سے باہر نکل کر آ رہے تھے۔ عنبر جلدی سے ان کے سامنے آ گیا۔ اور بولا!

"تم نے مجھے پہچانا نہیں دوستو؟"

چوروں نے غور سے عنبر کی طرف دیکھا اور سر نفی میں ہلائے۔

عنبر نے کہا!

"میں ہی وہ کھجورا انسان ہوں جس کو تم نے پجاری کے پاس پچاس ہزار سونے کے سکوں کے عوض بیچ دیا تھا۔ اب میں تم سے پجاری کے سکے واپس لینے آیا ہوں۔ شرافت سے وہ ساری کی ساری رقم میرے حوالے کر دو۔"

چور بھی بڑے عیار تھے۔

ایک چور نے کہا!

"بھائی! ہمیں بڑی خوشی ہوئی تم سے مل کر۔ مگر بات یہ ہے کہ رقم ہمارے ٹرنک میں ہے اور ٹرنک سرائے کی کوٹھڑی میں ہے۔ تم ہمارے ساتھ چلو ہم پجاری کی رقم واپس کر دیتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"ٹھیک ہے چلو"

چور عنبر کو لے کر سرائے کی کوٹھڑی میں آ گئے۔ کوٹھڑی میں آتے ہی ایک چور نے عنبر کے بازو پیچھے سے پکڑ لئے اور دوسرے کو آواز دی۔

"ارے تلوار مار کر اس کی گردن اڑا دے"

دوسرے چور نے فوراً تلوار کھینچ لی اور عنبر کی گردن پر بڑے زور سے وار کر دیا۔ اس کا خیال تھا بلکہ اسے یقین تھا کہ عنبر کی گردن کٹ کر نیچے گر پڑے گی اور دوسرے چور نے بھی اپنا منہ نیچے کر لیا تھا۔ کہ اس پر عنبر کی گردن کا خون زیادہ نہ گرے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس کی بجائے ایسا ہوا کہ تلوار عنبر کی گردن سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ ایک ٹکڑا اڑ کر دور جا گرا اور دوسرا چور کے ہاتھ میں رہ گیا۔ وہ حیران ضرور ہوا مگر پھر فوراً ہی اس نے خنجر نکال کر عنبر کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ عنبر کے پیٹ سے خنجر ٹکراتے ہی دوہرا ہو گیا۔ عنبر کے بازو جس چور نے پکڑ رکھے تھے چلا کر بولا:

"ارے اس کا سر ڈنڈا مار کر کچل دے"

دوسرے چور نے کونے میں پڑا ڈنڈا اٹھایا اور پوری

[illegible] سے عنبر کے سر پر مارا۔ ڈنڈا بھی عنبر کے سر سے [illegible] ہی ٹوٹ گیا۔ اب عنبر اس چور کو گردن سے [illegible] کر سامنے لے آیا۔ جس نے عنبر کے بازو پیچھے سے [illegible] رکھے تھے۔ دونوں چور کچھ ڈرے ہوئے تھے۔ [illegible] چور باہر کو دوڑنے لگا تو عنبر نے پہلے چور کو اٹھا [illegible] پر دے مارا۔ اب دونوں چور نیچے گر پڑے۔ [illegible] نے دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر زمین سے ایک [illegible] اوپر اٹھا لیا اور کہا:

"اب سیدھی طرح سے بتاؤ کہ پجاری کے سونے [illegible] کے سکے کہاں ہیں!"

چور تو تھر تھر کانپ رہے تھے۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ دیئے اور کہا:

"دیوتا مہاراج!

پچاس ہزار کی رقم پلنگ کے نیچے پوٹلی میں بندھی ہوئی رکھی ہے"

عنبر نے انہیں زور سے کونے میں گرا دیا۔ دونوں چور قلابازیاں کھاتے ہوئے کونے میں جا گرے اور دونوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ وہ وہیں کراہنے لگے اور عنبر نے چارپائی کے نیچے سے پوٹلی نکال کر کھولی۔ اس میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پچاس ہزار سونے کے سکے موجود تھے۔ عنبر کوٹھڑی سے نکل کر سیدھا چھوٹے مندر والے پجاری کے پاس گیا۔ اور اسے اس کی امانت واپس کر دی۔ پجاری بے حد خوش ہوا۔

اب عنبر نے پجاری سے پوچھا۔

"بڑے مندر کا پجاری کیسا آدمی ہے؟"

چھوٹا پجاری کہنے لگا۔

"وہ تو بڑا بدمعاش ہے۔ بس اس کی کچھ نہ پوچھو۔ اس سے کبھی بھی نہ ملنا ورنہ وہ تمہیں بھی بیچ کھائے گا۔"

پھر چھوٹے پجاری نے بتایا کہ بڑا پجاری گاؤں بھولی بھالی لڑکیوں کو اغوا کر کے مندر میں لے آتا ہے اور انہیں دیو داسیاں بنا کر لوگوں کو بے وقوف بنا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ دیوتاؤں کی بیویاں عنبر سمجھ گیا کہ پجاری ٹھیک کہہ رہا ہے اس نے پجا سے اجازت لی اور سیدھا بڑے مندر کی طرف آگ اب ایک بار پھر اسے مندر کے اندر جانے کا م تھا۔ مگر اب وہ کسی سے ڈرنے والا نہیں تھا۔ اس کے باوجود وہ مندر کے چوکیدار سے الجھنا نہیں چا

خا اور نہ ہی چاہتا تھا کہ اسے کوئی نقصان پہنچے۔ وہ مندر کی پچھلی دیوار کی طرف آگیا۔

یہاں ایک جگہ پتھر اکھڑا ہوا تھا۔ عنبر نے اسے پکڑ کر باہر کھینچا تو دو تین پتھر باہر آگئے۔ عنبر دیوار کے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا

وہ اتفاق سے اس کمرے میں آگیا جہاں دو موٹی موٹی گردنوں اور پھولے ہوئے پیٹ والے پجاری زمین پر بالکل سیدھے پڑے سو رہے تھے۔ ان کے پیٹ گنبد کی طرح پھولے ہوئے تھے۔ عنبر ان کے پیٹ پر پاؤں رکھ کر گزر گیا۔ پجاری ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے مگر عنبر جا چکا تھا۔ وہ اس کمرے میں آگیا جہاں اس نے مورتی کو پاش پاش کیا تھا۔ تابوت اسی کونے میں پڑا تھا۔

عنبر نے تابوت کا ڈھکنا اٹھایا۔ بابل کی لڑکی گہرا اس میں ڈوبی ہوئی لیٹی تھی۔

عنبر نے اسے باہر نکالا اور کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔"

وہ اسے لے کر آگے بڑھا تو لڑکی نے کہا:

"بڑے دروازے سے ہمیں پجاری دیکھ لیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گے۔ میں تمہیں ایک خفیہ راستہ سے
نکالتی ہوں۔"

گمرافہ نے عنبر کو ساتھ لیا اور دوسرے کمرے میں آگر ایک زینہ اترنے لگی۔ زینہ نیچے ایک سرنگ میں چلا گیا یہ سرنگ تاریک تھی۔

گمرافہ بولی!

"یہ سرنگ دریائے نیل کے کنارے جا نکلتی ہے وہاں ہم محفوظ ہوں گے۔ اور بابل کی طرف بھاگ جائیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ بابل کی طرف نہیں جا سکتا کیونکہ مجھے یہاں اپنے ایک دوست کو تلاش کرنا ہے۔ مگر میں تمہیں بابل جانے والے قافلے کے ساتھ کر دوں گا۔"

گمرافہ نے روتے ہوئے کہا:

"نہیں نہیں۔ تم مجھے اکیلا مت چھوڑنا۔ یہ پجاری بدمعاش مجھے پھر پکڑ کر لے جائیں گے۔ ان کے جاسوس جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔"

عنبر نے دل میں سوچا کہ یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ مگر وہ لڑکی کی مدد بھی ضرور کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسے مشکل میں اکیلی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

اس نے لڑکی کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

"ٹھیک ہے میں تمہیں بابل لے چلوں گا مگر پہلے جنگل میں چل کر مجھے اپنے دوست کو بھی ساتھ لینا ہوگا۔"

گمرافہ خوش ہو گئی۔ وہ سرنگ میں سے دریائے کے کنارے جھاڑیوں میں نکل آئے۔ یہاں سے عنبر نے لڑکی کو ساتھ لیا اور سیدھا خشک جھاڑیوں کے جنگل میں آگیا۔ اس نے غار میں آکر جگہ جگہ تھیوسانگ کو دیکھا مگر تھیوسانگ وہاں کہیں نہیں تھا۔ عنبر کو یہ بھی خیال تھا کہ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو اس کا دھڑ کنکھورے کا بن جائے گا۔ اور لڑکی خوف کے مارے بے ہوش ہو جائے گی۔ اس لئے وہ چاہتا تھا کہ لڑکی کو کسی قافلے کے ساتھ کر دے اور سوچتا ہوا وہ تھیوسانگ کو بھی تلاش کر رہا تھا۔ مگر تھیوسانگ اسے کہیں نہ ملا۔ اب ناامید ہو کر عنبر صحرائے میں آگیا۔ یہاں ایک قافلہ ملک شام کی طرف

COURTESY ... OKSFREE.PK

جانے کو بالکل تیار تھا۔ عنبر نے سونے کے دو
قافلے کے سالار کو دیئے۔ اور گھوڑے پر بیٹھ کر
کی طرف سفر شروع کر دیا۔ اس نے دل میں یہی
تھا کہ ملک شام کے پاس ہی بابل کا شہر ہے چنا
وہ لڑکی کو شام کے شہر دمشق میں چھوڑ کر واپس
آجائے گا۔ اور واپس آکر تھیوسانگ کو تلاش
لے گا۔

اب ہم واپس تھوڑی دیر کے لئے تھیوسانگ
طرف آتے ہیں۔

تھیوسانگ کو غار میں جب عنبر نہ ملا اور ایک
انسان نے جب مرتے ہوئے تھیوسانگ کو یہ چو
دینے والی خبر سنائی کہ اس کا ایک ساتھی بھی
جہاز میں آگ لگ جانے کے بعد کودا تھا تو تھیو
نے اس دوسرے خلائی انسان کی تلاش شروع
دی۔ وہ بیچ میں ایک بار غار میں عنبر کو دیکھنے
آیا مگر وہ اسے نہ ملا۔ دوپہر کے وقت جب
بڑے مندر میں گمراہ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ اس
وقت تھیوسانگ خشک جھاڑیوں کے جنگل میں
اور دوسرے خلائی انسان کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ ا

اس کو گھاس پر خلائی جوتوں کے نشان نظر
دہاں سے گھاس دب گئی تھی۔ تھیوسانگ
جھک کر غور سے ان نشانوں کو دیکھا۔ یہ واقعی خلائی
جوتوں کے نشان تھے۔ وہ ان نشانوں کو خوب پہچانتا
تھا۔ جوتوں کے نشان آگے جا رہے تھے۔ تھیوسانگ
نے ان کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔

ایک جگہ اونچا ٹیلہ آگیا جو کھینگروں کا بنا ہوا تھا
خلائی جوتوں کے نشان اس ٹیلے کی طرف جا کر دائیں
جانب مڑ گئے۔ تھیوسانگ بڑی احتیاط سے نشانوں
کو دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ جوتوں کے نشان ٹیلے کی دیوار
کے پاس جا کر ختم ہو گئے۔ تھیوسانگ نے ٹیلے
کی دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھا یہ بڑے سخت کھینگر
بنے ہوئے پتھروں کا ٹیلہ تھا۔ اور اس قدر سخت
تھا کہ وہاں کسی غار یا کھوہ کی [illegible]
نہیں ہوتا تھا۔ اس کے باوجود تھیوسانگ نے ٹیلے
کے گرد چکر لگا کر پوری طرح جائزہ لیا۔ اگر خلائی انسان
کے پاؤں کے نشان وہاں آکر ختم ہو گئے تھے تو ظاہر
ہے کہ خلائی انسان وہیں کہیں چھپا ہوا ہو گا مگر وہاں
کوئی ایسی جگہ نہیں دکھائی دے رہی تھی کہ جہاں خلائی

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

انسان چھپ سکتا۔

تھیوسانگ نے خلائی زبان میں چلّا کر کہا:

"میں خلائی انسان تھیوسانگ ہوں تمہارے ہی ستیارے کا انسان ہوں اگر تم یہاں ہو تو سامنے آجاؤ۔ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ تھیوسانگ تین چار بار آواز دی مگر ہر بار جواب میں خاموشی چھائی رہی۔ تھیوسانگ ٹیلے کی دوسری طرف آ جھک کر زمین کو غور سے دیکھنے لگا۔ یہاں بھی گھاس تھی۔ پاؤں یا جوتوں کے نشان تلاش کر آسان کام نہیں تھا۔ پھر بھی تھیوسانگ نے دیکھا ایک جگہ سے سوکھی گھاس مسلسل دب رہی ہے آگے جا رہی ہے۔ تھیوسانگ کو شک ہوا کہ خلائی انسان پیچھے سے پتھریلے ٹیلے پر چڑھا ہوگا۔ اس نے بلند پر سے اردگرد کا جائزہ لیا ہوگا اور پھر آگے چل ہوگا۔

تھیوسانگ نے بھی گھاس میں آگے چلنا شروع کر دیا۔

سوکھی گھاس ختم ہوگئی تو آگے ریت کا ٹکڑا شروع ہوگیا۔ یہاں پر تھیوسانگ کو خلائی انسان کے جوتوں کے نشان صاف نظر آگئے۔ تھیوسانگ بڑا خوش ہوا۔ اب خلائی انسان کو ڈھونڈھ نکالنے کے امکانات روشن ہو رہے تھے۔ ریت کا ٹکڑا ختم ہوا تو سامنے ایک اہرام کی طرح کی بہت بڑی چٹان آگئی۔ اس چٹان کی دیوار میں ایک پتھر کی سل لگی تھی۔ یہاں آکر خلائی نشان پھر ختم ہوگئے۔ ظاہر ہے خلائی انسان اس چٹان کے اندر گیا ہوگا۔ اور اسی پتھر کی سل کو ہٹا کر اندر گیا ہوگا۔ تھیوسانگ نے پہلا کام یہ کیا کہ پتھر کی سل کے ساتھ منہ لگا کر زور سے خلائی زبان میں آواز دی۔ اور کہا کہ میں تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ میں بھی خلائی انسان ہوں۔ مگر سل کی دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ تھیوسانگ نے پتھر کی سل پر زور سے پتھر مارا۔ اندر سے کھوکھلی آواز آئی۔ اس کا مطلب تھا کہ دوسری طرف کوئی غار ہے۔ تھیوسانگ پتھر کی سل کو ہٹانے کے جتن کرنے لگا۔

تھیوسانگ کی طاقت خلائی انسان کی طاقت تھی۔ جو عام انسانوں سے پانچ گنا زیادہ تھی۔ تھیوسانگ نے پتھر

COURTESY BOOKSFREE.PK

کی سل پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے زور سے اندر کی
دھکیلا۔ پتھر کی سل ذرا سی سرکی۔ تھیوسانگ نے
تیسری اور چوتھی بار کوشش کی تو پتھر کی سل ایک
اتنی سرک گئی کہ وہ اندر داخل ہو سکتا تھا۔

تھیوسانگ غار میں چلا گیا۔ اندر گہرا اندھیرا چھا۔ ہوا
فضا میں پرانے مصری مقبروں کی مرطوب بو پھیلی ہو
تھی۔ تھیوسانگ کو پہلے تو اندھیرے میں کچھ نظر
وہ آنکھیں کھول کر تکنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس
اندھیرے میں دیکھا کہ غار چھوٹا سا تھا۔ اور اس کی چھ
نیچی تھی۔ وہ آگے قدم قدم چلنے لگا۔ غار چند قدم چلنے
بعد بائیں جانب مڑ گئی۔ آگے جا کر غار بند ہو گئی۔ سامنے
پتھر کی دیوار آ گئی۔ تھیوسانگ نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ دیوار
کو ٹٹولا۔ مگر وہاں کوئی دروازہ وغیرہ نہ مل سکا۔ تھیوسانگ
کا اندر دَم گھٹنے لگا۔ غار میں آکسیجن بہت ہی کم تھی۔ باہر
سے بہت تھوڑی آکسیجن اندر آ رہی تھی۔ اس کے مقابلے
میں غار میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس زیادہ موجود تھی۔

تھیوسانگ جلدی سے غار سے باہر نکل آیا۔ باہر بڑی تیز
ہوا چلنے لگی تھی۔ جس کی وجہ سے خلائی انسان کے قدموں
کے نشان ریت میں گم ہونا شروع ہو گئے تھے۔

تھیوسانگ کی سمجھ میں بالکل نہیں آ رہا تھا۔
ناامید ہو کر واپس اس غار کی طرف چل پڑا
اسے عنبر سے ملنے کی توقع تھی۔ اس وقت تک
میں آ کر واپس چلا گیا تھا۔ اب جب تھیوسانگ
میں آیا تو وہاں عنبر نہیں تھا۔ وہ ناامید ہو کر وہیں
میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا۔ کہ عنبر جہاں کہیں
ہو گا۔ وہ آخر اسی غار میں واپس آئے گا۔ اب
ت کا اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ تھیوسانگ
غار میں چپ چاپ لیٹ گیا۔ اس نے وہیں رات
گزارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اب ہم واپس عنبر کی طرف چلتے ہیں۔ کیونکہ رات
ہو ہی ہے اور عنبر کے آدھے جسم کو کنکھجورے میں
تبدیل ہونا تھا۔ عنبر قافلے کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔
ل کی لڑکی گرافہ بھی اس کے ساتھ گھوڑے
پر سفر کر رہی تھی۔ جوں جوں رات کا اندھیرا پھیل
رہا تھا۔ عنبر پریشان ہو رہا تھا۔ اس کے اوپر
والے دھڑ میں سوئیاں چبھنے لگی تھیں۔ اسے معلوم
تھا کہ تھوڑی دیر میں اس کا اوپر والا جسم کنکھجورا
بن جائے گا۔ اور گرافہ اسے دیکھتے ہی غش کھا کر

COURTESY BOOKSFREE.PK

گھوڑے سے نیچے گر پڑے گی۔
چنانچہ عنبر نے گرافہ سے کہا!
"تم قافلے کے ساتھ چلتی جاؤ میں تھوڑی دیر جنگل میں سے ہو کر آتا ہوں۔"
گرافہ نے کہا!
"جلدی آجانا عنبر بھائی۔"
عنبر نے اسے تسلی دی کہ جلدی آجاؤں گا۔ اور گھوڑے کو قافلے سے نکال کر صحرا میں اس طرف ڈال دیا جہاں کیکر اور بیری کی گھنی جھاڑیاں اور درخت اُگے ہوئے تھے۔ ان جھاڑیوں میں آتے آتے رات کا اندھیرا چھا گیا اور عنبر کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس نے دیکھا کہ اس کا اوپر والا دھڑ تبدیل ہو کر کنکھجورے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ گھوڑے کو شائد اس تبدیلی کا احساس ہو چکا تھا۔ وہ ڈر کر اچھلا۔ عنبر نیچے گر پڑا گھوڑا بدک کر خوف زدہ ہوا۔ اور وہاں سے ایسا بھاگا کہ اندھیرے میں گم ہو گیا۔

عنبر ریت پر ویسے ہی پڑا تھا۔ اس کا نچلا دھڑ انسان کا تھا اور اوپر کا دھڑ کنکھجورے کا۔

پہلے اٹھ کر کیکر کے درختوں کے نیچے چلنا شروع کر دیا۔ اسے چلنے میں تکلیف محسوس ہو رہی تھی کیونکہ اس کا اوپر والا کنکھجورے کا جسم دائیں بائیں لہرا رہا تھا۔ عنبر کے بازو بھی نہیں تھے۔ وہ بھی کنکھجورے کے چھوٹے چھوٹے کتنے ہی بازوؤں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ عنبر کو یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر کسی کیڈ یا جنگلی درندے نے اس پر حملہ کر دیا تو کیا وہ اپنا بچاؤ کر سکے گا۔ عنبر کو اپنے اندر زیادہ طاقت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بہت جلد تھک گیا اور ایک ببول کے درخت کے پاس اندھیرے میں بیٹھ گیا۔ اچانک اسے پھنکار کی آواز آئی اور پھر ایسے محسوس ہوا جیسے کسی سانپ نے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا ہے۔ شائد وہ کسی سانپ پر بیٹھ گیا تھا۔

عنبر نے اندھیرے میں گردن گھما کر دیکھا۔ اسے ایک لمبا سانپ بھاگ کر ایک طرف جاتا نظر آیا۔ عنبر نے کنکھجورے کی آواز میں اسے کہا!

"ٹھہر جاؤ"

سانپ رک گیا۔ جتنے زمین پر رینگنے والے جانور ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کی زبان سمجھتے ہیں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک دوسرے سے ضرورت کے وقت بات چیت / لیتے ہیں۔

سانپ نے پلٹ کر دیکھا اور بولا:

"یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ تم کنکھجورے ہو مگر تمہارا نچلا دھڑ انسان کا ہے۔ میں نے تو انسان سمجھ کر تمہیں ڈسا تھا۔"

عنبر نے کہا:

"میں کنکھجورا نہیں ہوں دوست"

میرا نام عنبر ہے۔

میں تمہارے ناگ دیوتا کا بھائی ہوں۔

"اس کا ثبوت ہے تمہارے پاس۔

سانپ نے سوال کیا۔"

عنبر نے کہا:

"کیا تمہیں میرے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی؟"

سانپ قریب آگیا۔ اس نے اپنا پھن ایک بار پھر عنبر کے جسم کے ساتھ لگا دیا۔ چونکہ سانپ کے سونگھنے کی حس عام انسان سے بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس نے عنبر کے جسم نکلتی ناگ دیوتا کی بہت ہی مدھم خوشبو کو

سونگھ لیا۔

اس نے فوراً سر جھکا لیا اور بولا:

تم ناگ دیوتا کے بھائی ہو!

تمہارے جسم سے واقعی ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی ہے۔

عنبر نے کہا:

"میں عنبر ہوں!

ناگ دیوتا میرا دوست اور بھائی ہے۔"

میں اس وقت بڑی مشکل میں ہوں۔ مجھ پر ایک جادوگرنی کا جادو ہوگیا ہے۔ اس کے جادو کی وجہ سے میرا اوپر والا جسم کنکھجورے کا بن گیا ہے کیا تمہارے پاس کوئی دوائی ہے جس کے لگانے سے میں پھر سے ٹھیک ہو جاؤں اور رات کو اثر کرنے والا جادو بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ میں دن کو بالکل ٹھیک ہو جاتا ہوں"

سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا کے بھائی!

مجھ پر تمہاری مدد کرنا فرض ہے مگر میں ایسی کوئی دوائی نہیں جانتا جس کے اثر سے تمہارا جادو ٹوٹ جائے۔"

COURTESY ... ORKSFREE.PK

عنبر نے پوچھا!

"کیا تمہارا کوئی بڑا سانپ بھی یہاں نہیں رہتا ہے؟"

سانپ بولا:

"ہاں ہمارا ایک بادشاہ سانپ یہاں قریب ہی رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ اس کے پاس تمہارا کوئی علاج ہو۔"

سانپ عنبر کو ایک غار میں لے گیا جہاں سانپوں کا بادشاہ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے کنکھجورے انسان کو اندر آتے دیکھ کر زور سے پھنکار ماری۔

سانپ نے ادب سے کہا:

"حضور! یہ عنبر ہے۔ ہمارے ناگ دیوتا کا بھائی ہے۔"

عنبر نے بھی سانپ کی زبان میں فوراً کہا:

"میں سانپوں کی زبان جانتا ہوں۔ یہ زبان مجھے میرے بھائی اور تمہارے ناگ دیوتا نے خود سکھائی تھی۔"

اس پر سانپوں کا بادشاہ چونکا۔ اس نے عنبر کو قریب بلا لیا۔ اپنا پھن عنبر کے جسم کے ساتھ لگایا اور

پھر پیچھے ہٹ کر بولا:

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو آ رہی ہے۔ بولو! میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے اسے ساری کہانی سنا دی۔ بادشاہ سانپ نے کہا:

"تمہارا علاج میرے ایک شاگرد توتلے سانپ کے پاس ہے۔ توتلا سانپ ملک بابل میں رہتا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ میرا نام لینا۔ اپنا تعارف کرانا۔ وہ تمہیں اس مشکل سے نجات دلا سکتا ہے۔"

عنبر نے بادشاہ سانپ کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ توتلا سانپ بابل میں کہاں ملے گا؟

بادشاہ نے عنبر سے کہا:

"بابل میں ایک دریا بہتا ہے جس کا نام دجلہ ہے۔ اس دریا کے کنارے ایک پرانا مینار ہے۔ وہاں کوئی انسان نہیں رہتا۔ توتلا سانپ وہیں رہتا ہے۔ تم وہاں اسے جا کر ملو۔"

عنبر رخصت لے کر واپس قافلے کی طرف چل

COURTESY BOOKSFREE.PK

پڑا۔ اب اس کے پاس گھوڑا نہیں تھا۔ آدھا انگور
بن جانے کی وجہ سے عنبر زیادہ تیز چل بھی نہیں سکتا
تھا۔ وہ واپس قافلے میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ جہاں
بابل کی لڑکی گرافہ بھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ
واپس ریتلے میدان میں چلا جا رہا تھا۔ کہ اچانک اسے
گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اس کا گھوڑا
ابھی تک ان ریتلے ٹیلوں میں ہی چکر لگا رہا تھا۔ عنبر
نے اندھیرے میں اسے ایک ٹیلے کے پاس کھڑے
دیکھ لیا۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے قریب گیا اور
چھلانگ لگا کر اس پر سوار ہو گیا۔ گھوڑے نے اچھل
کود مچائی مگر عنبر اس کے ساتھ چمٹا رہا۔

اب گھوڑا بھی تھک گیا تھا۔ عنبر نے اسے قافلے
سے ہٹ کر ساتھ ساتھ چلانا شروع کر دیا۔ ساری رات
وہ قافلے سے دور ہو کر چلتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو عنبر
کا جسم پھر سے انسانی شکل میں آ گیا۔ اب اس نے
گھوڑے کی باگیں تھام لیں اور اسے دوڑاتا ہوا قافلے
میں آ گیا۔

گرافہ نے پریشانی سے پوچھا!
"تم کہاں چلے گئے تھے عنبر!

ساری رات پریشان رہی۔"
نے یہ نئی بہانہ بنا دیا کہ وہ راستہ بھول گیا تھا
ہو گئی تھی۔ جب دھوپ تیز ہو گئی تو قافلہ
نخلستان میں آرام کرنے کے لئے رک گیا۔ سارا
لوگ یہاں سوئے رہے۔ جب دن غروب ہونے
قافلے نے پھر سے چلنے کی تیاری شروع کر دی
عنبر کو پھر وہی مصیبت کا سامنا تھا۔ اس نے سوچا
کہ وہ رات کو پھر گرافہ سے بچھڑ جائے گا۔ اور ایسا
ہی ہوا۔ شام ہو رہی تھی کہ عنبر پھر کوئی بہانہ بنا کر
قافلے سے الگ ہو گیا اور قافلے سے دور رہ کر سفر کرنے
رات ہوتے ہی وہ ایک بار پھر آدھا گھوڑا بن
گھوڑے کو بھی شائد اب عادت ہو گئی تھی۔
اس نے کسی کی گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا اور صحرا میں
چلتا گیا۔

یوں یہ رات بھی گذر گئی۔ دن نکلا تو پھر عنبر
قافلے کے ساتھ آن شامل ہوا۔
گرافہ نے حیرانی سے پوچھا۔
"عنبر بھائی!
تم رات کو کہاں چلے جاتے ہو!"

COURTESY OF FREEBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"اب نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ وہ دیکھو بابل شہر کے مکانات دکھائی دینے لگے ہیں۔"

اس زمانے میں یعنی آج سے چار پانچ ہزار سال پہلے بابل ایک بہت ترقی یافتہ شہر تھا۔ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کی سڑکیں آج کے لندن شہر کی سڑکوں سے زیادہ چوڑی تھیں اور مکان آٹھ آٹھ دس دس منزلہ ہوا کرتے تھے۔ قافلہ بابل کی کاروں سرائے میں اتر گیا۔ عنبر گمراہ کو لے کر اس کے باپ کے پاس پہنچا تو باپ بیٹی کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس نے عنبر کو بھی گلے لگا کر پیار کیا اور کہا:

"اگر میرا کوئی بیٹا ہوتا تو وہ بھی یہی کام کرتا جو تم نے کیا ہے۔ بیٹا میں تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

عنبر کو جلدی بابل کے دریا کے کنارے والے مینار پر پہنچنا تھا۔ اس نے شہر کی سیر کا بہانہ بنایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے بڑے دروازے سے نکل کر دریا کی طرف روانہ ہوا۔ اُسے دور ہی سے دریا کے کنارے سے ایک اونچا مینار دکھائی دیا۔ قریب جا کر

[illegible] بالکل ویران تھا۔ اور اس کی گول دیوار [illegible] گھاس اُگ رہی تھی۔ مینار کی تین منزلیں [illegible] کر نیچے گری ہوئی تھیں۔

[illegible] نے جاتے ہی سانپ کی آواز میں زور سے پھنکار [illegible] کہا:

"مجھے بادشاہ سانپ نے بھیجا ہے میں بادشاہ سانپ کے شاگرد توتے سانپ سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔"

تھوڑی دیر خاموشی چھائی رہی۔ عنبر نے ایک بار پھر [illegible] دہرایا۔ تو مینار کے اندر ایک کھوہ میں سے پھنکار کی آواز آئی۔

"اگر تمہیں بادشاہ سانپ نے بھیجا ہے تو بالکل ٹھیک بھیجا ہے جو انسان ہماری زبان جانتا ہے وہ ہمارا اپنا ہی آدمی ہے۔

اندر آجاؤ۔"

عنبر نے گھوڑے کو ایک ستون کے ساتھ باندھا اور مینار کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ اندر ایک دالان تھا [illegible] سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں۔

[illegible] سانپ نے آواز دی،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نیچے تہہ خانے میں آجاؤ۔"

عنبر سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ٹھنڈے اندھیرے میں ایک دھاریدار بڑا سانپ چبوترے پر کنڈلی مارے پھن کھولے بیٹھا اپنی سرخ آنکھوں سے عنبر کو دیکھا۔ یہ تو تلا سانپ تھا۔ عنبر نے جاتے ہی اپنا تعارف کروایا تو تو تلا سانپ بولا!

"ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا سلام۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کرسکتا ہوں۔"

عنبر نے اسے ساری داستانِ غم کھول کر بیان کر تو تلا سانپ چبوترے سے رینگ کر عنبر کے قریب آگ وہ پھن اٹھا کر غور سے عنبر کے چہرے کو تکنے لگا۔ عنبر نے اپنے چہرے پر تو تلے سانپ کی گرم مقناطیسی نظروں کو محسوس کیا۔

○

اژدھا مجھے دے دو

تو تلے سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا کے بھائی!
میری بات غور سے سن۔ تجھ پر جس کنکھجورن جادوگرنی نے جادو کیا ہے وہ ایک ملکہ تھی۔ تو نے اسے مار ڈالا۔ اچھا کیا۔ وہ انسان اس کے ظلم سے بچ گئے۔ اگر تو بوٹی کا عرق نہ پیتا تو تیرا حال بھی بہت برا ہوتا۔"

عنبر نے پوچھا:

"بھائی!
کیا آپ میرا کوئی علاج کرسکتے ہو؟"

بادشاہ سانپ نے تو مجھے بڑی امید سے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

توتلا سانپ کہنے لگا۔

"تمہارا علاج اس نیک دل جوگی بابا کے پاس ہے جو یہاں سے بہت دُور ملک شام کے شہر دمشق کے باہر ایک جنگل کے ٹیلے میں رہتا ہے۔ وہ کھجوروں کا بھی بادشاہ مشہور ہے۔ اس کے پاس جاؤ میں تمہیں ایک زمرد دیتا ہوں۔ یہ زمرد میری نشانی ہوگی۔ جوگی بابا کو زمرد دے دینا اور اپنا حال بیان کرنا وہ تمہیں اس مصیبت سے نجات دلا دے گا۔

عنبر نے توتلے سانپ سے زمرد لے کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ گھوڑے پر بیٹھا اور ملک شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ سرپٹ گھوڑا دوڑاتا جا رہا تھا تاکہ شام ہونے سے پہلے دمشق پہنچ جائے۔ دمشق وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ عنبر دمشق پہنچ گیا۔ وہاں سے جنگل میں آگیا۔ جنگل میں ایک ٹیلہ عنبر اس ٹیلے کے نزدیک پہنچا تو اسے ایک جھونپڑی نظر آئی۔ عنبر گھوڑے سے اتر کر جھونپڑی کے پاس گیا تو اندر سے ایک سفید داڑھی والا دُبلا پتلا جوگی

بابا تھا۔ عنبر نے اسے سلام کیا اور توتلے سانپ کا زمرد دے دیا۔ جوگی بابا نے زمرد کو غور سے دیکھا۔ پھر عنبر کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔

اور بولا:

"مجھے تمہارا آدھا دھڑ کنکھجورے کا نظر آ رہا ہے۔"

عنبر نے جوگی بابا کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور ادب سے بولا۔

"جوگی بابا!

آپ تو بہت کچھ جانتے ہیں مجھے خدا کے لئے اس مشکل سے نکالئے۔"

جوگی بابا نے عنبر کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اور بولا:

"میں جانتا ہوں کہ تم ایک انسان دوست نوجوان ہو اور تم نے ہمیشہ دکھی لوگوں کی مدد کی ہے اس لئے میرا فرض ہے کہ تمہاری مدد کروں۔ یہاں لیٹ جاؤ کیونکہ تمہارا آدھے دھڑ کے کنکھجورا بننے کا وقت قریب آگیا ہے۔"

عنبر جوگی بابا کے سامنے چٹائی پر لیٹ گیا۔ جوگی بابا نے اپنے پاس ہی آگ جلائی اور اس میں

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

لوہے کی ایک باریک سلاخ گرم کرنے کو رکھ دی
آگ میں سلاخ گرم ہو کر سرخ ہو گئی۔ عنبر نے کوئی
سوال نہ کیا اور خاموشی سے لیٹا رہا۔ اب اس کے
جسم میں سوئیاں چبھنے لگی تھیں۔ پھر ایک دم سے اس
کا اوپر والا دھڑ کنکھجورے کا بن گیا۔ جوگی بابا نے جب
دیکھا کہ عنبر آدھا کنکھجورا بن گیا ہے تو اس نے گرم سرخ
سلاخ کو آگ میں سے نکالا اور کنکھجورے کے جسم پر
آہستہ سے لگا دیا۔ کنکھجورے نے تڑپنا اور اور اپنے بیکار
بازوؤں کو ادھر ادھر ہلانا شروع کر دیا۔ جوگی بابا نے پھر
دوسری بار سرخ دہکتی ہوئی سلاخ کنکھجورے کے جسم پر
لگا دی۔ اب کنکھجورا بے چین ہو گیا اور اس نے آگے
چلنا شروع کیا۔ وہ جوں جوں آگے چل رہا تھا۔ پیچھے عنبر
جسم ظاہر ہوتا جا رہا تھا۔ جوگی بابا بار بار سرخ سلاخ
کنکھجورے کے جسم پر لگا رہا تھا۔ یہاں تک کہ کنکھجورا
اپنے جسم سے اتر کر زمین پر آ گیا اور تڑپنے لگا۔ جوگی بابا
نے کنکھجورے کو دبوچ لیا اور گرم سلاخ سے اس کے
کر اس کے کئی ٹکڑے کر دیے۔ عنبر کا جسم
ٹھیک ہو گیا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور حیران ہو کر اپنے
دیکھنے

جوگی بابا نے کہا!
"تمہارے دشمن کو کچل کر رکھ دیا گیا ہے۔ اصل
بات یہ تھی کہ تمہارا اوپر والا جسم کنکھجورا نہیں
بنتا تھا بلکہ یہ کنکھجورا جادو کے اثر سے ظاہر ہو کر
تمہارے جسم کے اوپر والے حصے سے چمٹ جاتا
تھا۔ جس کی وجہ سے تمہارا اوپر والا جسم غائب
ہو جاتا تھا۔ اصل میں تمہارا اوپر والا دھڑ اپنی جگہ
پر موجود رہتا تھا۔"
عنبر نے جوگی بابا کے پاؤں پر ادب سے ہاتھ لگائے
اور بولا:
"میں آپ کا احسان ساری زندگی یاد رکھوں گا۔"
جوگی بابا نے مسکراتے ہوئے کہا:
"جو لوگ دکھی لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ ہمیشہ
خدا ان کی مدد کو تیار رہتے ہیں۔ انہیں کوئی
تکلیف زیادہ دیر تک تنگ نہیں کر سکتی۔
ویسے تو دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جس
کو کبھی نہ کبھی کوئی مشکل نہ پڑتی ہو۔ کوئی تکلیف نہ
آتی ہو۔
لیکن اللہ کے نیک بندوں کی مشکل اور تکلیف بہت جلد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ختم ہو جاتی ہے۔ اب تم فکر نہ کرو۔ تم پر لکھمورن جادوگرنی کا جادو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ اب تم بڑی خوشی سے واپس جا سکتے ہو۔"

عنبر نے ایک بار پھر جوگی بابا کا شکریہ ادا کیا۔ اس وقت رات گہری ہو چکی تھی۔

جوگی بابا نے کہا:

"رات گہری ہو گئی ہے تم ساتھ والی جھونپڑی میں آرام کرو۔ صبح ہونے پر چلے جانا۔"

عنبر ساتھ والی جھونپڑی میں آکر لیٹ گیا اور ناگ ماریا کیٹی اور خاص کر تھیو سانگ کے بارے میں سوچنے لگا۔ کہ وہ اس کو غار میں ضرور تلاش کر رہا ہو گا۔ وہ ضرور غار کے پاس ہی بیٹھا ہو گا۔ عنبر نے سوچ رکھا تھا کہ صبح ہوتے ہی وہ تھیو سانگ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔

اب ہم رات ہی رات میں واپس تھیو سانگ کی طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ وہاں کس حال میں ہے۔ تھیو سانگ رات کے وقت اسی غار میں آکر لیٹ گیا تھا۔ جہاں اسے عنبر کی واپسی کی توقع تھی۔

جہاں اسے امید تھی کہ عنبر واپس آئے گا۔ ٹھیک اس وقت جنگل اور غار سے دور اس اہرام والے پتھریلے ٹیلے میں جہاں تھیو سانگ نے خلائی جوتوں کے نشان دیکھے تھے۔ ایک سایہ چٹان کی سل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ ایک خلائی انسان تھا۔ یہ خلائی انسان ایک لڑکی تھی۔ وہ خلائی لباس میں تھی۔ نیلے رنگ کا لباس اس کے جسم کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ مگر اس کے سر پہ ہلمٹ نہیں تھا۔ اس کے بال چھوٹے چھوٹے تھے۔ لڑکوں کی طرح ـــــ ناک خوبصورت تھا۔ آنکھیں گہری سیاہ تھیں مگر ان آنکھوں میں کسی وقت سفید روشنی بھی چمک جاتی تھی۔ اس کے پاس خلائی گن بھی نہیں تھی۔ اس نے خلائی جوتے بھی پہن رکھے تھے۔ وہ ایک ایک قدم اٹھاتی چٹان کی طرف چلی آ رہی تھی۔ اچانک وہ لڑکی اور نیچے جھک کر دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں سفید روشنی نکل کر ٹارچ کی روشنی کی طرح زمین پر پڑی اور اس نے زمین پر ایک دوسرے انسان کے جوتوں کے نشان دیکھے۔ یہ تھیو سانگ کے جوتوں کے نشان تھے۔ خلائی لڑکی نے چاروں طرف اپنی جگمگاتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر ٹیلے کی دیوار کے قریب آ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹیلے کی دیوار پتھر کی سِل سے بند تھی۔ خلائی لڑکی نے اپنی نظریں پتھر کی سِل پر جما دیں پھر اس کی آنکھوں میں سے ایک سفید شعاع نکلی جس نے پتھر کی سِل پر پڑتے ہی سِل کو ایک طرف ہٹا دیا۔ یہ اس خلائی لڑکی کی آنکھوں کی طاقت تھی۔ جس نے پتھر کی دیوار کو اپنی جگہ سے ایک طرف ہٹا دیا تھا۔ خلائی لڑکی غار میں داخل ہو گئی۔ اس غار میں بھی اسے کسی انسان کے جوتوں کے نشان دکھائی دیئے۔ یہ جوتے خلائی نہیں تھے۔ خلائی لڑکی حیران ہوئی کہ اس غار میں ایسا کون آدمی آیا ہے جو پتھر کی سِل کو ہٹا سکتا ہے۔ خلائی لڑکی غار جہاں ختم ہوتی ہے وہاں جا کر رُک گئی۔ ایک بار پھر اس نے اپنی آنکھوں کو سامنے والی دیوار پر جما دیا۔ اس کی آنکھوں میں سے پھر ایک بار سفید شعاع نکل کر دیوار پر پڑی اور دیوار اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔ خلائی لڑکی اندر چلی گئی۔

اندر ایک اونچی چھت والا مقبرہ تھا۔ ایک قبر بنی ہوئی تھی۔ اس کے سرہانے ایک دیا روشن تھا۔ خلائی لڑکی ایک طرف چبوترے پر بیٹھ گئی۔ اس نے جیب سے سبز رنگ کا ایک کیپسول نکال کر کھا لیا۔ اس کیپسول کے کھانے سے خلائی لڑکی کو ایک سال تک بھوک اور

اس سے نجات مل جاتی تھی۔ وہ اپنی خوراک تھیوسائنگ اور کیپسول کی طرح فضا میں پھیلی ہوئی آکسیجن سے حاصل کر لیتی تھی۔ سبز کیپسول وہ اس لئے کھاتی تھی کہ ابھی وہ نئی نئی دنیا کی فضا میں آئی تھی۔ اور اسے ان گولیوں کی ضرورت تھی۔ خلائی لڑکی نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹیلی ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا کر خلائی زبان میں کہا۔

"ہیلو! میں جوئی سانگ بول رہی ہوں۔ ہمارا خلائی جہاز جل گیا ہے۔ میرا ساتھی خلا بار مر چکا ہے۔ میرا یہاں آنے اس دنیا کے وقت کے مطابق پانچ برس ہو گئے ہیں۔ ابھی تک مجھے میرا بھائی نہیں ملا جس کی تلاش میں میں اس دنیا میں آئی تھی۔"

بٹن بند کر کے وہ سننے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر دوسری طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ کوئی سگنل سنائی نہ دی۔ جوئی سانگ نے ایک بار پھر یہی پیغام اپنے چھوٹے ٹرانسمیٹر پر دہرایا۔ اس بار بھی اسے اوپر اپنے سیارے کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ جوئی سانگ پانچ سال سے یہ پیغام دہرا رہی تھی۔ اور اسے اوپر سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ وہ پانچ سال سے اس غار کے اندر مقبرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں رہ رہی تھی۔ دن کے وقت یہاں پڑی رہتی اور رات
کو اپنے بھائی کی تلاش میں باہر نکل جاتی۔ اس کا بھائی
کون تھا؟ یہ آپ کو تھوڑی دیر بعد خود بخود ہی پتہ چل جائے
گا۔ ہم ابھی آپ کو نہیں بتائیں گے۔

جولی سانگ نے ٹرانسمیٹر اپنی جیب میں رکھ لیا اور
مقبرے کی قبر پر سر رکھ کر چبوترے پر لیٹ گئی۔ اس خلائی
لڑکی جولی سانگ میں ایک خاص طاقت یہ تھی کہ وہ اپنی
آنکھ کی سفید شعاع سے پتھر کی چٹان کی دیوار کو بھی اپنی
جگہ سے ہٹا دیتی تھی۔ دوسری طاقت یہ تھی کہ اپنی آنکھوں
کی نیلی شعاع ڈال کر وہ پہاڑ میں بھی سوراخ کر دیتی تھی۔ اور
تیسری طاقت یہ تھی کہ اس کے ہاتھ لگانے سے مرا ہوا آدمی
ایک بار آنکھیں کھول کر باتیں کرنے لگتا تھا۔ باقی جولی سانگ
بھی کیٹی کی طرح مر نہیں سکتی تھی۔ ہاں اگر اسے آگ میں
ڈال دیا جائے تو وہ مر سکتی تھی۔ اسے بھی بھوک پیاس
نہیں لگتی تھی۔ اسے بھی نیند کی ضرورت نہیں تھی۔ جولی سانگ
مقبرے کے چبوترے پر آنکھیں بند کر کے لیٹی ہوئی تھی کہ
اسے ٹیلے کے باہر کسی انسان کے قدموں کی چاپ سنائی دی
جولی سانگ ایک دم اٹھ بیٹھی۔
وہ ٹیلے کے پاس آ کر رک گئی تھی۔ جولی سانگ

ٹیلے سے نکل کر ٹیلے کی غار میں آ گئی۔ اچانک اس نے
دیکھا کہ ٹیلے کی پتھر کی سل اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہے اور
ایک آدمی اندر داخل ہوا ہے جولی سانگ کے دل پر
جیسے کسی نے ہاتھ رکھ دیا۔ وہ آگے بڑھی۔ اسے عجیب
قسم کی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ جو شخص اندر آیا تھا
اس نے اندھیرے میں ایک لڑکی کو اپنی طرف آتے
دیکھا تو چلا کر کہا:

"رک جاؤ نہیں تو میں حملہ کر دوں گا۔"

جولی سانگ نے آواز کو پہچان لیا تھا۔ اگرچہ خلائی انسان
کے رشتے بالکل نہیں ہیں لیکن جولی سانگ کی آنکھوں میں زندگی
میں پہلی بار آنسو آ گئے۔ اس نے وہیں سے خلائی زبان
میں چلا کر کہا:

"تھیو سانگ:
میرے پیارے بھائی۔ میں تمہاری بہن جولی سانگ
ہوں۔"

تھیو سانگ تو سکتے میں آ گیا۔ اس کی ایک چھوٹی
بہن جولی سانگ ہوا کرتی تھی۔ جب وہ اپنے سیارے
کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے زمین پر آ گیا تھا تو اسے اپنی چھوٹی
بہن بہت یاد آیا کرتی تھی۔ مگر پھر وہ صبر شکر کر کے بیٹھ

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

جاتا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ نہ وہ اپنے ستارے پر واپس
جا سکتا ہے اور نہ اس کی چھوٹی بہن جوُلی سانگ ہی یہاں
آ سکتی ہے۔

اب اچانک اپنے سامنے اپنی پیاری چھوٹی بہن کو دیکھ
تو تھیو سانگ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔

اس نے بے اختیار کہا!

"جوُلی سانگ!

میری پیاری بہن!

تم یہاں کیسے آ گئی ہو؟"

اور دونوں بہن بھائی ایک دوسرے سے مل کر بہت
خوش ہوئے۔ تھیو سانگ نے جوُلی سانگ کے سر پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"تمہارا ساتھی خلاباز مرتے وقت مجھے تمہارے بارے
میں بتانا چاہتا تھا مگر موت نے اسے مہلت نہ
دی اور وہ مر گیا۔ اتنا اس نے بتا دیا تھا کہ
میں اکیلا نہیں آیا۔ میرا ایک ساتھی بھی زمین پر
آیا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اور میں دو دن سے
تمہاری تلاش میں تھا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ
جس خلائی انسان کی میں تلاش کر رہا ہوں وہ

میری پیاری بہن جوُلی سانگ ہی ہے۔ مگر تم ستارے
سے یہاں کیسے آ گئیں۔؟"

جوُلی سانگ اپنے بھائی تھیو سانگ کو مقبرے والے
کمرے میں لے گئی۔ اور اسے بتایا۔

"تھیو سانگ!

صرف بھائی کی محبت مجھے یہاں زمین پر کھینچ لائی
ہے۔ مجھے اتنا یاد تھا کہ تم زمین کے ستارے پر
جانے والے تھے۔ پھر میں نے اپنے ایک ساتھی
کو راضی کر لیا۔ ہم نے سرکاری ہینگر سے ایک خلائی
جہاز اڑایا اور زمین کی طرف پرواز شروع کر دی
مگر زمین کے قریب آتے ہی ہمارے خلائی جہاز
میں آگ لگ گئی۔ ہم نے باہر چھلانگیں لگا دیں۔
افسوس کہ میرے ساتھی کے پیراشوٹ میں آگ
لگ گئی۔ اور وہ مر گیا۔ مگر میں زندہ بچ گئی۔
کیونکہ مجھے اپنے بھائی سے جو ملنا تھا۔"

تھیو سانگ نے اپنی بہن کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا
اور کہا!

میں کس قدر خوش قسمت ہوں کہ اس دنیا کے
اتنے سال گذرنے کے بعد ایک بار پھر اپنی پیاری

COURTESY W... BOOKSFREE.PK

بہن کو دیکھنا نصیب ہوا۔"
جولی سانگ نے مسکرا کر کہا!
"تھیو سانگ بھیّا!
تم فکر نہ کرو۔ اب میں ساری زندگی تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔ مگر تم یہاں کہاں رہتے ہو اور کیا کرتے ہو؟"
تھیو سانگ نے کہا:
"یہ ایک بڑی لمبی کہانی ہے۔ میرے ساتھ عنبر ہے ناگ ہے۔ کیٹی اور ماریا بھی ہیں۔ کیٹی کا تعلق ایک دوسرے سیّارے سے ہے۔ ناگ اصل میں سانپ ہے۔ عنبر غیر معمولی طاقت رکھتا ہے اور مر نہیں سکتا۔ ماریا غائب رہتی ہے۔ ابھی یہ لوگ مجھ سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ جب ملیں گے تو ان سب کا تمہارے ساتھ تعارف کراؤں گا۔ تم ان سے مِل کر اور وہ تم سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔"
جولی سانگ نے پوچھا۔
"یہ عنبر ناگ ماریا کیساتھ تم کب سے سفر کر رہے ہو"
تھیو سانگ نے کہا:

"جب سے میں اپنے سیارے سے آیا ہوں۔ ان کے ساتھ ہی سفر کر رہا ہوں اور یہ عنبر ناگ ماریا جو ہیں یہ تو ہزاروں سالوں سے سفر کر رہے ہیں۔ ان پر وقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس طرح ہم پر یہاں کے وقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔"
جولی سانگ کہنے لگی!
"یہ سب لوگ کہاں پہ ہیں اس وقت؟ مجھے ان کے پاس لے چلو۔"
تھیو سانگ نے کہا:
"بس یہی تو مجھے پتہ نہیں کون کہاں ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم سفر کرتے کرتے حالات کے پلٹا کھانے سے ایک دوسرے سے بچھڑ جاتے ہیں اور حالات کی لہریں ہمیں دوبارہ ملا دیتی ہیں۔ میں اور عنبر بڑی دیر بعد ملے تھے اور اب پھر دو تین روز سے بچھڑ گئے ہیں۔"
جولی سانگ نے مسکرا کر کہا!
"تو پھر چلو ہم دونوں سب سے پہلے عنبر کی تلاش میں نکلتے ہیں۔"
تھیو سانگ نے کہا!

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

"مگر تم یہاں اتنی دیر کیوں بیٹھی رہیں؟ تم کہیں دوسرے ملک کی طرف چلی جاتیں۔"

جُولی سانگ کہنے لگی۔

"چونکہ ہمارا خلائی جہاز اسی جگہ گرا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے تم اس طرف آجاؤ چونکہ تم خلائی مخلوق ہو اس لئے تم سمجھ جاؤ گے کہ کوئی دوسری خلائی مخلوق بھی یہاں پر موجود ہے۔ اور دیکھ لو ایسا ہی ہوا ہے۔ مگر تم بھول گئے ہو کہ یہاں کی دنیا کے مطابق مجھے پانچ سال یہاں رہتے ہوئے ہو گئے ہیں۔ اپنی دنیا کے وقت کے حساب سے تو ابھی چند منٹ ہی گذرے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میرا ساتھی خلاباز بھی دو دن ہوئے تمہیں ڈھونڈتے ہوئے ملا تھا۔"

تھیو سانگ نے سر کھجاتے ہوئے کہا:

"اپنے سیارے سے نکلے اتنی مدت ہو گئی ہے کہ اب ان باتوں کو بھولتا جا رہا ہوں۔ واقعی تمہیں تو اپنے حساب سے سیارے سے گئے چند منٹ ہی ہوئے ہیں۔"

پھر تھیو سانگ نے جُولی سانگ سے کہا:

"تمہارا لباس خلائی ہے میں چاہتا ہوں کہ تم دنیا کا لباس پہن لو۔"

جُولی سانگ نے پوچھا:

"تم یہاں کی عورتوں کا لباس کہاں سے لاؤ گے؟"

تھیو سانگ بولا:

"ارے ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میرے پاس تو ایک چھوٹا سا چاندی کا ٹکڑا بھی نہیں ہے کہ میں شہر سے تمہارے لئے نئے کپڑے خرید لاؤں۔"

جُولی سانگ ہنس پڑی:

"کیا تمہیں یاد نہیں کہ ہم اپنی لیبارٹری میں ماحول کے ایٹموں کے تناسب میں تبدیلی کر کے بہت کچھ بنا لیا کرتے تھے۔ میرے پاس خلائی پاکٹ کمپیوٹر ہے۔ میں ابھی سونا بنا لیتی ہوں۔"

اور جُولی سانگ نے ماچس کے سائز کا خلائی پاکٹ کمپیوٹر نکال کر تھیو سانگ کو دکھایا اور کہا:

"یہاں سے باہر چل کر تجربہ کرتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ کو یاد آگیا کہ وہ اپنے سیارے کی کیمیکل
لیبارٹری میں اس قسم کے تجربے کیا کرتے تھے۔ یہ
سائنس کی عام تھیوری ہے۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ
غار سے باہر آگئے۔ سورج نکل آیا تھا۔ ہر طرف سحر
اس کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے پتھر کا
ایک چھوٹا سا ٹکڑا اٹھا کر اپنے سامنے رکھا۔ کمپیوٹر
سے اس پر ایک شعاع ڈالی۔ کمپیوٹر پر فوراً ایک
گراف آگیا۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ اس پتھر میں کتنے
الیکٹرون اور کتنے پروٹون ہیں۔ اور دوسرے کیمیکلز کی مقدار
کتنی ہے۔ جولی سانگ نے کمپیوٹر کے بٹن دبا کر پتھر پر
مختلف شعاعیں ڈالنی شروع کر دیں۔ دس سیکنڈ
بعد جب پتھر میں سونے کے مطلوبہ الیکٹرون اور پروٹون
پورے ہو گئے تو وہ سونا بن گیا۔ تھیوسانگ کے لئے
یہ کوئی عجیب شے نہیں تھی فرق صرف اتنا تھا کہ وہ اس
تجربے کو بڑی مدت کے بعد دیکھ رہا تھا۔ اس نے سونے
کی ڈلی اٹھا کر جیب میں رکھ لی اور کہا۔

"تم اسی غار میں ٹھہرو۔ میں بازار جا کر تمہارے
لئے نیا لباس لاتا ہوں۔"

تھیوسانگ اسی وقت شہر میں آگیا۔ بازار کھل گئے

لوگ دوکانوں پر خرید و فروخت کر رہے تھے۔
سانگ نے ایک سنار کو سونے کی ڈلی دے

مجھے اس کے بدلے سونے کے دس
سکے دے دو۔ میں یہ سونے کی ڈلی بیچنا
چاہتا ہوں۔"

سنار بڑا زبردست سمگلر اور چوروں کا سرغنہ تھا
روم اور افریقہ سے سونا سمگل کروایا کرتا تھا۔ اس
نے جو خالص سونا دیکھا تو حیران ہو کر تھیوسانگ سے
لگا۔

"کیوں میاں!
یہ سونے کی ڈلی تم کہاں سے لائے ہو؟"

تھیوسانگ کہنے لگا

"تم کو ان باتوں سے کیا مطلب؟ اگر سستے
دیتے ہو تو دو۔ نہیں تو میں اگلی دوکان پر
جاتا ہوں۔ یہ میری اپنی ڈلی ہے۔ کوئی چوری
کا مال نہیں ہے۔"

سمگلر فوراً خوشامد کرتے ہوئے بولا

ارے میاں تم تو یونہی ناراض ہو گئے ہو۔ یہ لو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پانچ سکّے سونے کے ....."

سمگلر نے گن کر پانچ سکّے تھیوسانگ کو دے دئے تھیوسانگ فوراً دوسری دوکان پر آگیا۔ یہاں عورتوں کا لباس بکتا تھا۔ تھیوسانگ نے جُولی کے لئے نیا لباس خریدا۔ نیا جوتا خریدا اور ایک چھوٹا سا تھیلا اپنے لئے خرید لیا۔ اور واپس غار کی طرف چل پڑا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ سمگلر نے اپنا ایک آدمی فقیر کے بھیس میں اس کے پیچھے کر دیا تھا۔ کہ جا کر پتہ کرو کہ اس آدمی نے سونے کی ڈلیاں کہاں چھپا رکھی ہیں۔ تھیوسانگ واپس غار میں جُولی سانگ کے پاس آگیا۔ اس نے لباس اور جُوتا اسے دے کر کہا!

"تم اسے پہن لو۔ میں غار کے باہر تمہارا انتظار کرتا ہوں"

تھیوسانگ غار کے باہر آگیا۔ اچانک اس کی نظر ایک فقیر پر پڑی جو ایک طرف ریت کے ٹیلے کے پاس بیٹھا زور زور سے سر ہلا کر بھیک مانگ رہا تھا۔

تھیوسانگ اس کے پاس جا کر بولا:

"ارے تم اس صحرا میں کس سے بھیک مانگ رہے ہو"

جہاں تو کوئی بھی بھیک دینے والا دکھائی نہیں دیتا۔

فقیر بولا!

بابا!

"خدا ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ہر جگہ ہر شئے کا رزق پہنچا دیتا ہے"

تھیوسانگ نے کہا:

"میرے پاس تو پانچ سکّے تھے جو میں نے خرچ کر ڈالے ہیں۔ اب میں تمہیں کہاں سے کچھ لا کر دوں!"

فقیر نے ایک دم خنجر نکال لیا اور تھیوسانگ کے سامنے خنجر لہرا کر بولا!

"مکار فریبی!

جلدی بتا تو نے سونے کی ڈلی کہاں سے لی تھی۔ نہیں تو ابھی خنجر تیرے سینے سے پار کرتا ہوں"

تھیوسانگ دل میں ہنسنے لگا کہ کیسا احمق آدمی ہے اسے معلوم ہی نہیں کہ یہ کس کو دھمکی دے رہا ہے۔

COURTESY WWW.PAKSOFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ نے بڑی عاجزی سے کہا:

"بھائی میرے پاس سونے کی ایک ہی ڈلی تھی جو میں نے بازار میں سنار کے پاس بیچ دی ہے۔ اب تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔"

فقیر نے خنجر اوپر اٹھا لیا اور چلا کر بولا:

"آخری بار موقع دے رہا ہوں بتا سونے کا خزانہ کہاں ہے۔"

اتنے میں جُولی سانگ لباس تبدیل کر کے غار سے باہر نکل آئی۔ اس نے یہ منظر دیکھا تو سخت غصہ آیا۔ چاہتی تھی کہ آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر فقیر کے سینے میں سوراخ کر کے اسے بھسم کر دے لیکن اس کو ایک شرارت سوجھی۔ اس نے بلند آواز میں تھیو سانگ کو کہا:

"تھیو سانگ بھائی۔
میں اس کی خبر لیتی ہوں۔"

فقیر نے خنجر لہراتے ہوئے کہا:

"میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اے لڑکی خبردار ہو جا۔"

وہ خنجر لے کر جُولی سانگ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ جُولی سانگ نے آنکھوں میں سے سفید شعاع نکال کر فقیر کے پاؤں پر ڈالی۔ اور پھر اسے اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ فقیر خنجر سمیت زمین سے جب پچاس فٹ اوپر فضا میں بلند ہو گیا تو جُولی سانگ نے جلدی سے اپنی نگاہ کی شعاع ہٹا کر اس کے جسم سے نیچے کھینچ لی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مکار فقیر زمین سے پچاس فٹ کی بلندی پر ہوا میں لٹک گیا۔ وہ بُوکھلا گیا۔ گھبرا گیا۔ وہیں سمٹ کر ڈرا ڈرا سا رہ گیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ وہ سہمی ہوئی آواز میں گڑگڑا کر عرض کرنے لگا۔

"خدا کے لئے مجھے نیچے اتارو۔ مجھے اتارو مجھے معاف کر دو۔ میں مر جاؤں گا۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"یہاں رہ کر تم سونے کا خزانہ اچھی طرح چاروں طرف دیکھ سکو گے۔"

جُولی سانگ نے کہا:

"چلو تھیو بھائی۔ کوئی شہر سے آئے گا تو سیڑھی لگا کر اسے نیچے اتار لے گا۔ یہ اپنے آپ نیچے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں اتر سکتا۔"

اس مکار فقیر کو وہیں چھوڑ کر جوگی سانگ اور اس بھائی تھیو سانگ وہاں سے اس غار کی طرف چل پڑے جہاں تھیو سانگ نے عنبر کو چھوڑا تھا۔ وہاں عنبر نہ ملا تو جوگی سانگ کہنے لگی:

"اب ہم تمہارے دوستوں کو کہاں ڈھونڈیں تھیو بھائی؟"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے دمشق کی طرف چلنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے عنبر سے وہاں ملاقات ہو جائے۔"

اور تھیو سانگ نے اپنا رُخ دمشق کی طرف موڑ دیا۔ دمشق وہاں سے ایک دن کے سفر پر تھا۔ سارا دن وہ سفر کرتے رہے۔ شام ہونے والی تھی کہ وہ دمشق شہر میں پہنچ گئے۔ یہاں جوگی سانگ نے تھوڑا سا اور سونا بنایا اور اس کے عوض سکے حاصل کر کے تھیو سانگ نے دو کمرے سرائے میں کرایہ پر لے لئے۔ اور وہاں رہ کر عنبر کی تلاش شروع کر دی۔ دوسری طرف سے عنبر بھی اسی شہر کی طرف آ رہا تھا۔

ایک روز عنبر شہر میں داخل ہوا تو اسے تھیو سانگ کی خوشبو آئی۔ وہ بڑا خوش ہوا اور خوشبو کی راہنمائی میں سرائے کی طرف بڑھا۔ اتفاق سے سرائے میں اسے جوگی سانگ مل گئی۔ تھیو سانگ کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ اس کی خوشبو جوگی سانگ میں سے آ رہی تھی۔ کیونکہ وہ بھی تھیو سانگ کی بہن تھی۔ عنبر نے جب ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے جسم سے تھیو سانگ کی خوشبو آ رہی ہے تو حیران سا ہو کر بولا:

"تمہیں کیا ہو گیا ہے میرے دوست؟ تم عورت بن گئے ہو۔ چلو خیر کوئی بات نہیں۔ میں بھی تو کنکھجورا بن گیا تھا۔"

جوگی سانگ کو یاد آ گیا کہ تھیو سانگ نے اسے بتایا تھا۔ کہ اس کا دوست عنبر رات کو آدھا کنکھجورا بن جاتا ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ یہی عنبر ہے اب اس نے عنبر سے مذاق کرنے کا فیصلہ کر لیا اور بولی:

"کیا بتاؤں عنبر بھائی!

بس قسمت میں ہی یہی لکھا تھا کہ میں مرد سے عورت بن جاؤں۔"

عنبر آگے بڑھ کر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر تھیو سانگ یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟
عورت بن کر تو تمہاری شکل بھی بدل گئی ہے۔
مگر تھوڑی تھوڑی تھیو سانگ سے ملتی جلتی ہے۔
ایسے لگتا ہے جیسے تم تھیو سانگ کی بہن ہو۔"
جولی سانگ بولی:
"بہن ہی تو ہوں میں تھیو سانگ کی؟"
کیا مطلب؟
عنبر نے تعجب سے پوچھا:
جولی سانگ جلدی سے بولی:
"میرا مطلب ہے میں تھیو سانگ ہی ہوں۔
مگر شکل عورت کی ہوگئی تو میں اس کی بہن نہیں
لگوں گی تو اور کیا لگوں گی؟"
عنبر ٹھنڈا سانس بھر کر بولا:
"میری مصیبت ٹلی تو تمہاری مصیبت آگئی۔"
جولی سانگ نے پوچھا:
"تم اب کنکھجورا تو نہیں بنتے نا؟"
"نہیں نہیں تھیو سانگ بھائی:
وہ تو بلا ٹل گئی۔"
اور پھر عنبر نے اسے جوگی بابا کا قصہ سنا دیا۔

جولی سانگ نے کہا:
"مگر اب میرا کیا ہوگا؟ میں دوبارہ مرد کیسے بنوں
گی۔ میں عورت بن کر زندہ نہیں رہ سکتا۔"
اور جولی سانگ نے رونا شروع کر دیا۔
عنبر اسے تسلی دیتے ہوئے بولا:
"ارے تھیو سانگ تم نے تو بالکل ہی حوصلہ
ہار دیا۔ عورت ہی بنے ہو تم کوئی کنکھجورا تو
نہیں بن گئے۔"
جولی سانگ نے کہا:
"عورت بننے سے تو میں کنکھجورا بن جاتا تو زیادہ
اچھا تھا۔"
اچانک عنبر کو باہر سے تھیو سانگ کی خوشبو آنے
لگی۔ عنبر نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ سامنے
تھیو سانگ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ دونوں بے اختیار گلے
لگ گئے۔
پھر عنبر نے چونک کر جولی سانگ کی طرف دیکھا اور
حیرانی سے بولا:
"یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ اگر تم تھیو سانگ ہو تو
یہ لڑکی کون ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جُولی سانگ نے کہا :

"میں تھیو سانگ ہوں۔ یہ تھیو سانگ کوئی فراڈ ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا :

"نہیں نہیں عنبر! میں اصلی تھیو سانگ ہوں"

عنبر چلایا :

تو یہ لڑکی کون ہے؟

جُولی سانگ نے کہا :

"میں تھیو سانگ ہوں۔ میں اصلی تھیو سانگ ہوں عنبر بھائی۔"

عنبر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

اب تھیو سانگ اور جُولی سانگ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ تھیو سانگ نے عنبر کا ہاتھ پکڑ کر کہا :

عنبر میں تمہیں اپنی خلائی اور اصلی بہن جُولی سانگ سے ملاتا ہوں۔ اور جُولی سانگ : یہ عنبر ہے۔

جُولی سانگ نے عنبر سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا :

"وہ تو میں سمجھ گئی تھی کہ یہ عنبر بھائی ہی ہے۔"

عنبر کچھ خوش اور کچھ حیران سا ہو کر بولا :

"یہ جُولی سانگ بہن کہاں سے آگئی؟"

اور پھر تھیو سانگ نے عنبر کو جُولی سانگ کی ساری داستان سنائی۔ عنبر بڑا خوش ہوا اور بولا!

چلو ہماری ٹولی میں ایک اور بہن آگئی ہے۔ ایک اور ساتھی ہمیں مل گیا ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے اب میرا خیال ہے ہمیں ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں نکل چلنا چاہیئے۔ کیا خیال ہے؟ ارے ہاں یہ تو میں پوچھنا بھول ہی گیا کہ جُولی کے پاس کونسی طاقت ہے؟

تھیو سانگ کہنے لگا :

"جُولی کے پاس ایک خلائی کمپیوٹر ہے جس کی مدد سے کسی بھی مادے کی شکل بدل سکتی ہے۔ لوہے کو سونا اور سونے کو مٹی بنایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سونے میں سے سونے کے عناصر نکال لیں تو باقی مٹی پتھر رہ جائے گا۔ دوسری طاقت یہ ہے کہ یہ اپنی آنکھوں سے سفید شعاع سے کسی بھی شئے کو زمین پر ایک جگہ سے اٹھا کر ہوا میں بھی لٹکا سکتی ہے اور دوسری جگہ پر بھی رکھ سکتی ہے۔ تیسری طاقت جُولی سانگ میں یہ ہے کہ اس کی آنکھ کی نیلی شعاع بڑے سے بڑے پتھر میں بھی شگاف کر سکتی ہے۔ اور یہ بات تو اس میں بھی ہے کہ کیٹی کی طرح اس کو بھی صرف آگ ہی جلا سکتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ ویسے مر نہیں سکتی۔"

عنبر نے جوُلی سانگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اور جوُلی بہن! ہماری طاقت کے بارے میں تو تھیو سانگ نے بہت کچھ بتایا ہو گا۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"بہت کچھ تو نہیں بتایا بس وہی کچھ بتایا ہے جو حقیقت ہے۔ تمہارے اور ناگ ماریا کے بارے میں بھی میں نے اسے سب کچھ بتا دیا ہے کہ ان میں کون کون سی طاقت ہے۔"

عنبر نے جوُلی سانگ سے کہا:

"کیا تمہارا ارادہ واپس اپنے سیارے میں جانے کا نہیں؟"

جوُلی سانگ نے کہا:

"اب میں کیسے اوپر جا سکتی ہوں۔ میرے پاس کوئی خلائی جہاز ہی نہیں ہے اور پھر میں اپنے بھائی تھیو سانگ کی تلاش میں نکلی تھی۔ وہ مجھے مل گیا ہے اب تو جہاں میرا بھائی رہے گا۔ وہیں میں رہوں گی۔"

عنبر بولا: یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ بہت جلد ہم تمہیں ناگ کیٹی اور ماریا سے ملائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں ان کی تلاش میں نکل پڑنا چاہیئے۔"

تھیو سانگ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ہمیں شمالی افریقہ

مغربی ساحل پر واقع موریطانہ کے شہر کی طرف جانا چاہئے۔
ن ہے کیٹی ناگ اور ماریا سے وہاں ملاقات ہو جائے
انچہ تھیو سانگ جوُلی سانگ اور عنبر نے دمشق سے موریطانہ
طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔

اب ہم ان تینوں ساتھیوں کو اس جگہ سفر میں چھوڑتے
ں اور واپس ناگ ماریا اور کیٹی کی طرف چلتے ہیں کہ وہ کس
میں ہیں۔ آپ نے پچھلی کتاب میں پڑھا تھا کہ ناگ ماریا اور
ی بی کے مقبرے سے نکل کر عنبر اور تھیو سانگ کی تلاش
ں ملک ترکان کی طرف چلے تھے۔ یہ ملک ایران کے شمال
رب میں واقع ہے۔ اور وہاں ایک بت پرست بادشاہ
حکومت تھی۔ ناگ اور کیٹی گھوڑوں پر سوار تھے اور ماریا
کے ساتھ ساتھ ہوا میں اُڑتے ہوئے چل رہی تھی۔ شہروں
ر چھوڑتے آخر وہ ترکان کے ملک میں پہنچ گئے۔ یہاں
وں نے ایک کارواں سرائے میں قیام کیا اور عنبر تھیو سانگ
جوُج لگانے لگے۔ اگرچہ انہیں اس شہر میں سے عنبر اور
تھیو سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ پھر بھی وہ انہیں ڈھونڈتے
ہے۔ ماریا بھی دن میں شہر کا ایک چکر ضرور لگاتی۔

ایک روز وہ کارواں سرائے کے باہر بیٹھے تھے ناگ اور
ی برآمدے میں بچھے ہوئے قالین پر بیٹھے تھے اور ماریا ان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاس ہی کھڑی تھی۔ وہ عنبر اور تھیو سانگ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ایک طرف بازار میں شور اٹھا معلوم ہوا کہ ایک جلوس آ رہا ہے لوگ جلوس دیکھنے اس طرف بھاگے۔ ناگ نے ایک آدمی سے پوچھا: بھائی یہ کیسا جلوس ہے؟

اس آدمی نے بتایا: تم یہاں مسافر ہو اس لئے نہیں جانتے بادشاہ کے حکم سے ایک مجرم کو چیخوں والے کنوئیں میں پھینکا جا رہا ہے۔ ناگ نے پوچھا: "یہ چیخوں والا کنواں کیا ہے؟" اس پر آدمی نے کہا کہ یہ ایک ایسا کنواں ہے جس میں زہریلے سانپوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ بادشاہ کے حکم سے مجرم کو اس کنوئیں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور زہریلے سانپ اسے ڈس کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس خونی منظر کو دیکھنے کے لئے بادشاہ بھی وہاں موجود ہوتا ہے۔ ناگ ماریا اور کیٹی بھی جلوس کی طرف گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان کو بادشاہ کے سپاہی زنجیر سے باندھے گدھے پر بٹھائے لئے جا رہے ہیں۔ پیچھے پیچھے لوگ آ رہے ہیں ان میں اس بدقسمت نوجوان کی بیوی بھی ہے جو آنسو بہاتی جلوس کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ ناگ نے ایک آدمی سے پوچھا:

"کیوں بھائی اس نوجوان نے جرم کیا کیا ہے۔ جس کی اسے اتنی بھیانک سزا مل رہی ہے؟"

وہ آدمی بولا: "کیا بتائیں بھائی! اس بیچارے کا قصور

صرف اتنا ہے کہ بادشاہ کا وزیر بازار سے گذرا تھا تو اس نے اس کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ یہاں رواج ہے کہ اگر شاہی دربار کا کوئی وزیر یہاں سے گذرے تو لوگ فوراً سجدے میں گر کر اسکی تعظیم کریں۔ سب لوگ سجدے میں گر گئے مگر اس نوجوان نے یہ کہہ کر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کہ سوائے خدا کے کسی کے آگے سجدہ نہیں کر سکتا۔ پس وزیر نے اسے گرفتار کر لیا اور بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ نے اسے فوراً چیخوں والے کنوئیں میں گرانے کا حکم دے دیا۔ اب اس نوجوان کو کنوئیں میں گرانے کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ جہاں زہریلے سانپ اس کو ڈس کر ایک سیکنڈ میں ہلاک کر ڈالیں گے۔"

ماریا نے ناگ سے کہا:

"وہ یہ تو خدا پرست نوجوان ہے اسکی جان بچانا ہمارا فرض ہے۔"

ناگ نے کہا: "ہم ساتھ چلتے ہیں۔"

ناگ کیٹی اور ماریا بھی جلوس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے شہر سے ایک چھوٹے سے میدان میں پہنچ کر جلوس رک گیا۔ یہاں ایک بڑا کنواں تھا۔ لوگ کنوئیں کے ارد گرد پتھروں کی سیڑھیوں پر تماشہ دیکھنے کے لئے بیٹھ گئے۔ بدقسمت نوجوان کو زنجیر سے باندھ کر کنوئیں کے پاس لاکر بٹھا دیا گیا۔ دو سپاہی تلواریں نکالے اس کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ ناگ پیچھے رہا۔ اس نے ماریا سے کہا کہ جا کر دیکھو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنوئیں میں کتنے سانپ ہیں؟ ماریا فضا میں پرواز کر کے کنوئیں پر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ یہ ایک دس فٹ گہرا کنواں ہے جو چوڑائی میں زیادہ ہے۔ اس کے نیچے ریت بچھی ہوئی ہے جس پر کالے اور سبز رنگ کے سانپ اِدھر اُدھر رینگ رہے تھے۔ پھر وہ کنوئیں کے سوراخوں میں چلے گئے کنوئیں کے درمیان میں لکڑی کا ایک بلند ستون گاڑ دیا گیا تھا۔ جس میں ایسی لہریں بنا دی گئی تھیں کہ سانپ اس پر نہیں چڑھ سکتے تھے۔ اس نے واپس آ کر ناگ کو سب کچھ بتا دیا۔ کیٹی نے پوچھا۔

کنوئیں میں یہ لکڑی کا تھم کیوں گاڑا گیا ہے؟

ایک بوڑھے آدمی نے جو پاس ہی بیٹھا تھا کہا:

"بیٹی! بادشاہ ظالم ہے وہ لوگوں کو اذیت دے کر مارنے کے نئے نئے طریقے تلاش کرتا تھا۔ بدقسمت مجرم کو اس کنوئیں میں گرا دیا جاتا ہے وہ سانپوں کے ڈر سے فوراً اس لکڑی کے ستون پر چڑھ جاتا ہے۔ اس ستون سے وہ باہر چھلانگ لگا نہیں سکتا کیونکہ کنواں بہت چوڑا ہے۔ اگر وہ چھلانگ لگانے کی کوشش بھی کرے تو پھر کنوئیں میں گر پڑے گا۔ جب تک اس کی ہمت ساتھ ہے وہ ستون پر چمٹا رہتا ہے پھر تھکان کی وجہ سے اس کا ہاتھ گرنے لگتا ہے۔ اس کے حلق سے چیخیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ چیخوں کی آواز سن کر کنوئیں کے سوراخوں میں

سانپ پھنکارتے ہوئے باہر نکل آتے ہیں اور اپنے شکار کو پھن اٹھا کر پھنکارتے ہوئے تکنے لگتے ہیں۔ پھر بدقسمت انسان کنوئیں میں گر پڑتا ہے اور سانپ اس سے لپٹ جاتے ہیں اور ڈس کر ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ یہ سانپ اس کے بعد اس کا گوشت کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بڑی ہولناک موت ہے دیوتا اس موت سے بچائے۔"

کیٹی اور ماریا بھی یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ ماریا نے ناگ سے کہا! "یہ نوجوان بے گناہ ہے اس نے بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کر کے دلیری اور خدا پرستی کا ثبوت دیا ہے مجھ سے اس کی بیوی کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ ہمیں اسے اس بھیانک موت سے ضرور بچانا چاہئے۔"

ناگ کہنے لگا: "اگر ہم اس نوجوان کو سانپوں کے چیخوں والے کنوئیں سے بچا لیتے ہیں تو بادشاہ اسے کسی دوسرے طریقے سے مار ڈالے گا۔ بہرحال ہم اسے پہلے یہاں سے تو ضرور بچائیں گے۔

نوجوان سر جھکائے کنوئیں کے منڈیر کے پاس خاموش بیٹھا تھا۔ اس کی خوبصورت دکھی بیوی سامنے عورتوں میں بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی۔ اس کی حالت واقعی دیکھی نہ جاتی تھی اتنے میں بادشاہ کی سواری بھی آ گئی۔ بادشاہ کے لئے کنوئیں کے کنارے کرسی لگا دی گئی۔ دوسرے درباری وزیر بھی وہاں کرسیوں پر بیٹھ گئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ جلاد کالے کپڑے پہن کر وہاں آ گئے۔

ماریا نے ناگ سے کہا!

"تم کیا سوچ رہے ہو۔ جب یہ اس بیچارے کو کنوئیں میں گرا دیں گے تب تم کچھ کرو گے! کیٹی نے بھی ناگ کو کہا کہ وہ سانپوں کو حکم دے کہ وہ نوجوان کو کچھ نہ کہیں۔

ناگ کچھ سوچ رہا تھا: چونک کر بولا:

"ہاں ہاں۔ میں ابھی سانپوں کو حکم دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ بادشاہ کی طرف بڑھا۔ سپاہیوں نے اسے وہیں روک کر پیچھے کر دیا۔

ناگ نے پکار کر کہا! بادشاہ سلامت! یہ نوجوان میرا بھانجا ہے۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں بعد میں اس کی لاش کنوئیں سے نکال کر لے جاؤں۔

بادشاہ نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا!

"مگر سانپ تو اس کے جسم کا گوشت بھی کھا جائیں گے تم ڈھانچہ لے کر کیا کرو گے۔"

ناگ بولا:

"اگر سانپوں نے اس نوجوان کا گوشت نہ کھایا تو کیا اسکی لاش مجھے مل جائے گی بادشاہ سلامت؟

○

پہچاننے کے لیے آگے کیا ہوا قسط نمبر ۱۵۶ دوجولی سانگ پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جولی سانگ کون تھی
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

جولی ساتگ کون تھی؟

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

پیارے دوستو!

اس کہانی میں آپ کے محبوب کردار ایک پجاری کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔ جس نے عنبر کو ایک مندر میں بیل کی صورت میں منتقل کر دیا ہے اور جولی سانگ کے بال مونڈ کر اس کی طاقت کو زائل کر کے اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ اور تھیو سانگ کو بے ہوش کر کے دونوں کو ایک ایک صندوق میں بند کر دیا ہے اور اب وہ ماریا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ کیا وہ ماریا پر قبضہ کر سکا ——— پڑھ کر دیکھیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۴ ربی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

۴۵۴ این راہ چمن سمن آباد ——— لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ چیخوں والا کنواں
○ پروشلم چلو
○ جُولی سانگ کون تھی؟
○ غار کا مگرمچھ
○ سانپ کی پھنکار

چیخوں والا کنواں

بادشاہ نے حیران ہو کر ناگ کی طرف دیکھا اور اسے قریب بُلا کر پوچھا:
"کیا یہ گستاخ نوجوان تمہارا بھانجہ ہے؟
ناگ نے کہا:
"ہاں بادشاہ سلامت۔"
بادشاہ نے وزیر کی طرف دیکھا۔ پھر ناگ سے مخاطب ہو کر کہا:
"جس کا بھانجہ اتنا گستاخ ہے کہ اس نے ہمارے وزیر کے آگے سجدہ نہیں کیا اس کا ماموں ضرور اتنا گستاخ نہیں ہو گا۔ تم وزیر کے سامنے نہ سہی بادشاہ کے آگے ضرور سجدہ کرو گے۔"
ناگ نے فوراً کہا:
"بادشاہ سلامت! آپ اس ملک کے بادشاہ ہیں۔ آپ کا احترام ہم پر فرض ہے۔ مگر میں آپ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔ سجدہ صرف خدا کے آگے کیا جاتا ہے کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے انسان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو اپنے آگے سجدہ کرنے کو کہے۔"

بادشاہ کو سخت غصہ آگیا۔ اس نے وہیں بازو بلند کرکے حکم دیا:

"اس نوجوان کو بھی کنوئیں میں پھینک دیا جائے۔"

بدیا اور کیٹی اپنی جگہ پر خاموش بیٹھی رہیں۔ انہیں فکرمند ہونے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ ناگ کو کنوئیں میں پھینک بھی دیا گیا تو کچھ نہیں ہوگا۔

ناگ نے بادشاہ کے حکم پر صرف اتنا کہا:

"بادشاہ سلامت! یہ ظلم ہے۔ آپ [redacted] کرتے ہیں۔ ایک دن آپ کو اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔"

بادشاہ نے چیخ کر کہا:

"اسے فوراً دوسرے مجرم کے ساتھ کنوئیں میں پھینک دو۔"

سب لوگ سکتے میں آ گئے۔ ہر کوئی یہی کہہ رہا تھا کہ اس بے چارے نوجوان نے بادشاہ سے جھڑپ لے کر خوامخواہ اپنی جان سے ہاتھ دھوئے۔ ہر کوئی افسوس کر رہا تھا۔ ناگ نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ جلاد اسے پکڑ کر کنوئیں کی منڈھیر پر لے گئے۔ وہاں دوسرا نوجوان اپنا سر جھکائے اداس بیٹھا تھا۔ موت اس کے سر پر رقص کر رہی تھی۔

ناگ نے اس سے کہا:

"کیا تمہیں موت سے ڈر لگ رہا ہے؟"

نوجوان نے کہا:

"مجھے موت سے بالکل ڈر نہیں لگ رہا۔ میں نے جو کچھ کیا ایک خدا کی عبادت کرنے والے کو یہی کرنا چاہیے تھا۔ میں دیوتاؤں کی پوجا نہیں کرتا صرف ایک خدا پر ایمان رکھتا ہوں اور اسی کو سجدہ کرتا ہوں۔ مجھے اپنے مرنے کا کوئی غم نہیں ہے۔ افسوس اگر ہے تو اپنی نوجوان بیوی کا ہے جو میرے بعد بیوہ ہو جائے گی۔ وہ میری جدائی برداشت نہ کر سکے گی۔"

پھر اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیا تم بھی ایک خدا کو مانتے ہو؟"

ناگ بولا: "ہاں۔ میں سوائے خدا کے اور کسی کو سجدے کے لائق نہیں سمجھتا۔ اسی لئے بادشاہ کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔"

نوجوان کہنے لگا: "میرا نام یوگاش ہے۔"

ناگ نے کہا: "میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یوگاش بولا: "ہم ایک ساتھ جنت میں داخل ہونگے۔"

ناگ خاموش رہا۔ اتنے میں بادشاہ نے رومال ہلا دیا۔ اس کے رومال ہلاتے ہی لوگوں میں شور بلند ہوا۔ نوجوان یوگاش کی بیوی کی چیخ بھی بلند ہو کر اسی شور میں گم ہو گئی۔ جلادوں نے ناگ اور یوگاش کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ کنوئیں کی تہہ میں ریت پر گرتے ہی یوگاش آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا اور خدا کو یاد کرنے لگا۔ ناگ بھی ویسے ہی بیٹھ گیا۔ اب بات یہ تھی کہ جب تک انسانی چیخیں بلند نہ ہوں سانپ اپنے سوراخوں سے نہیں نکلتے تھے۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ دونوں نوجوان چپ چاپ بیٹھے ہیں اور ستون پر بھی چڑھنے کی کوشش نہیں کر رہے تو اس نے حکم دیا:

"کچھ لوگ کنوئیں کے اندر منہ ڈال کر زور زور سے چیخیں بلند کریں۔"

بادشاہ کے حکم سے فوراً دس پندرہ سپاہی آگے بڑھے۔ انہوں نے کنوئیں میں منہ ڈالا اور زور زور سے چیخیں مارنے لگے۔ چیخوں کی آواز سن کر سانپوں نے کنوئیں کی دیوار کے سوراخ میں سے نکلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے ان کی طرف دیکھا۔ تمام سانپوں نے کنوئیں میں آتے ہی ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ اور پھر جب ناگ دیوتا کو اپنے سامنے

کنوئیں میں بیٹھا دیکھا تو وہیں رک گئے اور اپنے سر ریت پر رکھ دیئے۔

ناگ نے فوراً سانپ کی زبان میں انہیں کہا:

"ایسا مت کرو۔ میرے حکم سے اٹھو اور ہم دونوں کے جسموں کے ساتھ لپٹ جاؤ۔ مگر خبردار میرے ساتھی نوجوان کو ڈس کر ہلاک مت کرنا۔ صرف ایک سانپ اس کے جسم میں ڈس کر اتنا زہر داخل کرے کہ جس سے یہ دو دن تک بے ہوش رہے۔ اب جلدی سے آگے۔ بڑھو۔ کہیں اوپر بادشاہ کو شک نہ پڑ جائے کہ میں کوئی جادوگر ہوں اور میں نے سانپوں پر کوئی جادو کر دیا ہے۔"

سانپوں نے جب ناگ دیوتا کا یہ حکم سنا تو اس پر فوراً عمل شروع کر دیا۔ وہ لپک کر آگے بڑھے۔ پھن اٹھائے۔ پھنکاریں ماریں اور ناگ اور دوسرے نوجوان یوگاش کے جسموں سے لپٹ گئے۔ ایک سانپ نے ناگ کے حکم کے مطابق نوجوان یوگاش کی گردن پر ڈس دیا اور اس کے جسم میں صرف اتنا زہر داخل کیا کہ وہ دو دن تک بے ہوش رہ سکے۔ نوجوان یوگاش نے سانپ کو اپنی گردن پر ڈستے دیکھ لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس نے ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف دیکھا اور کہا:

"ناگ بھائی! خدا حافظ! اب ہماری روحیں جنت میں ایک دوسرے سے ملیں گی۔" اور وہ بے ہوش ہوگیا۔

ناگ نے سانپوں سے کہا:

"اب تم سب ہمارے جسموں پر آہستہ آہستہ اپنے پھن یوں مارنے شروع کر دو کہ اوپر والے لوگوں کو یہ محسوس ہو کہ تم ہمارا گوشت کھا رہے ہو۔"

بڑے سردار سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ ہمیں حکم کریں ہم اس کنوئیں سے باہر نکل کر آپ کے سارے دشمنوں کو ابھی ہلاک کر دیتے ہیں۔"

ناگ بولا: "جیسا میں کہتا ہوں، ویسے ہی کرو۔ میں کیا کرنا چاہتا ہوں تم نہیں جانتے۔"

سردار سانپ نے سر جھکا کر کہا:

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

اور پھر سارے سانپوں نے ناگ اور بے ہوش یوگاش نوجوان کے جسموں پر اپنے پھن مارنے شروع کر دیئے۔ کنوئیں کے باہر بادشاہ اور وزیر اور دوسرے لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ لوگ خوف کے مارے وہاں سے چلے گئے۔ یوگاش

کی بیوی بھی روتی پیٹتی چلی گئی۔ اسے یقین تھا کہ اس کا خاوند سانپوں کا شکار ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے جب دیکھا کہ سانپ دونوں لاشوں کا گوشت کھانے لگے ہیں تو وہ بھی وزیروں کو لے کر واپس اپنے محل کی طرف چل دیا۔ اب وہاں کنوئیں کے باہر سوائے کیٹی اور ماریا کے اور کوئی نہیں تھا۔

جب سب لوگ چلے گئے تو ماریا ایک دم کنوئیں میں آ گئی۔ اس نے ناگ سے کہا:

"یہ کیا تماشہ ہو رہا ہے ناگ بھیا؟"

ناگ بولا: "ماریا! جو ہو رہا ہے میرے منصوبے کے مطابق ہو رہا ہے۔ بادشاہ کو یقین ہو گیا ہے کہ نوجوان یوگاش اور میں مر چکے ہیں۔"

ماریا نے پوچھا: "کیا اس نوجوان کا نام یوگاش ہے؟"

"ہاں" ناگ بولا: "اس نے مجھے یہی نام بتایا تھا۔ وہ مرا نہیں ہے۔ میرے حکم سے اس کے جسم میں صرف اتنا زہر داخل کیا گیا ہے کہ وہ دو دن تک بے ہوش رہے گا۔"

ماریا نے کہا: "اب تم دونوں یہاں کب تک پڑے رہو گے؟"

ناگ بولا: "جب اندھیرا چھا جائے گا تو ہم اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۲

نوجوان کو کنوئیں سے باہر نکال کر جنگل کے کسی
ندی میں لے جائیں گے۔ ہوش آنے پر اس کے
گھر کا پتہ معلوم کریں گے اور پھر اس کو اس کی
بیوی کے پاس پہنچا دیں گے۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں کیٹی کو جا کر خبر کرتی ہوں۔"

اب سانپ الگ ہو کر بیٹھ گئے تھے۔

ناگ نے انہیں حکم دیا:

"جب تک میں نہ کہوں تم سب کے سب ہمارے
اردگرد پھنکارتے ہوئے چکر لگاتے رہو۔"

سانپوں نے ایسا ہی کیا اور پھنکاریں مارتے ناگ ا
بے ہوش یوگاش کے اردگرد چکر لگانے شروع کر دیے

ماریا نے باہر جا کر کیٹی کو ساری کہانی سنا دی اور کہا: "ہمیں
یہاں سے سرائے کی کوٹھڑی میں نہیں جانا ہوگا۔ بلکہ ہم
سے باہر جنگل میں جائیں گے۔ تم اس جگہ بیٹھی رہو۔ میں جنگل
میں جا کر کوئی ایسی غار تلاش کرتی ہوں جہاں نوجوان یوگا
کو رکھا جا سکے۔"

کیٹی نے کہا: "جلدی آ جانا۔ دیر مت کرنا۔"

ماریا پرواز کر کے چلی گئی۔ وہ جنگل میں گئی اور اس نے
ہگر چٹانوں کے درمیان ایک چھوٹا سا غار تلاش کر لیا۔ وہاں سے
واپس کیٹی کے پاس آ گئی۔ جب دن غروب ہو گیا اور شام
کا اندھیرا چھا گیا تو ناگ نے سانپوں کو وہاں سے چلے جانے
کا حکم دیا۔ سارے سانپ اپنے اپنے بلوں میں گھس گئے۔

ماریا پھر کیٹی کے پاس آ گئی اور بولی:

"میں نے جنگل میں ایک کھوہ تلاش کر لیا ہے۔ ہم
وہاں یوگاش کو چھپا دیں گے۔"

اس کے بعد ماریا نے بے ہوش نوجوان کو اٹھا کر اپنے
کندھے پر ڈالا اور اسے باہر لے آئی۔ ناگ سانپ بن کر کنوئیں
سے باہر آ گیا۔ باہر آ کر وہ پھر انسانی شکل میں آ گیا۔

کیٹی نے کہا: "اب ہمیں یہاں سے جلدی نکل
جانا چاہیے۔"

ماریا نے کہا:

"تم لوگ گھوڑوں پر بیٹھ کر آؤ۔ میں یوگاش کو کاندھے
پر اٹھا کر جنگل کی طرف چلتی ہوں۔ جنگل میں داخل
ہوتے ہی بائیں طرف ایک چٹان کو راستہ جاتا ہے۔
میں اسی چٹان پر تمہیں ملوں گی۔"

ماریا نے یوگاش کو کاندھے پر اٹھایا اور غائب ہو گئی۔
کیٹی اور ناگ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور جنگل کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روانہ ہو گئے۔ جنگل میں نیچے تو ایک راستہ دور چٹان کی طر
جاتا تھا۔ انہوں نے گھوڑوں کا رُخ چٹان کی طرف کر دیا۔ چ
کے قریب پہنچ کر انہیں ماریا کی تیز خوشبو آئی۔ جس کا
تھا کہ ماریا وہاں موجود ہے۔ ماریا چٹان کے اوپر کھڑی
اور ناگ کو آتے دیکھ رہی تھی۔ وہ نیچے آ گئی اور
آ کر بولی:

"اوپر غار میں آ جاؤ۔ میں نے یوگاش کو غار میں
رکھا ہوا ہے۔"

یوگاش غار میں بے ہوش پڑا تھا۔

ناگ نے کہا:

"اب ہمیں اس کی بیوی کو خبر کرنی ہوگی۔ میرا خیال
ہے ان دونوں کو اب اس شہر میں نہیں رہنا چاہیے
بادشاہ کو ذرا پتہ چل جائے گا کہ یوگاش چیخوں والے
کنوئیں سے زندہ حالت میں گھر واپس آ گیا ہے۔ ا
وہ اسے دوبارا قتل کروا دے گا۔"

کیٹی کہنے لگی: میں پہلے ہی یہ کہنے والی تھی کہ ان مظ
میاں بیوی کو اب کسی دوسرے ملک میں جا کر زند
بسر کرنی چاہیے۔"

ناگ بولا: "اس کی بیوی مجھے دیکھ کر ضرور حیران ہوگی
کیونکہ اس نے مجھے بھی اپنے خاوند کے ساتھ کنوئیں
میں گرتے دیکھا تھا۔ بہتر یہی ہے کہ کیٹی تم اس کے
پاس جاؤ اور اسے ساتھ لے کر یہاں آ جاؤ۔"

کیٹی تیار ہو گئی۔ مگر کہنے لگی:

"مجھے یہ تو معلوم ہی نہیں کہ یوگاش کا گھر کہاں ہے؟"

ناگ نے کہا: "شہر میں جاؤ گی تو پتہ چل جائے گا۔
کسی سے پوچھ لینا کہ جس نوجوان کو چیخوں والے کنوئیں
میں ڈالا گیا تھا اس کا گھر کہاں ہے۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"

ناگ یوگاش کے پاس غار میں رہا اور کیٹی اور ماریا جنگل
سے نکل کر شہر میں آ گئیں۔

کیٹی نے ایک عورت سے پوچھا تو اس نے کہا:

"سامنے والی گلی کے آخیر میں بدنصیب عورت روشی
کا مکان ہے جس کے خاوند کو چیخوں والے کنوئیں میں
پھینکا گیا ہے۔"

کیٹی گلی کے آخری مکان کے باہر آ کر رُک گئی۔ ماریا اس
کے ساتھ ساتھ تھی۔ کیٹی نے دروازے پہ دستک دی۔ یوگاش
کی بیوی نے دروازہ کھولا۔ اس عورت کا رنگ زرد تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھیں رو رو کر سوج گئی تھیں۔ گھر میں دوسرے رشتے دار عورتیں بیٹھی اس سے خاوند کے ہلاک کر دیئے جانے پر افسوس کا اظہار کر رہی تھیں۔ یوگاش کی بیوی روشی سمجھی کہ یہ عورت بھی اس کے خاوند کی موت کا افسوس کرنے آئی ہو گی۔ اس نے کہا:

"اندر آ جاؤ بہن"

کیٹی نے کہا: "تم ہی یوگاش کی بیوی روشی ہو؟"

روشی نے آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"ہاں بہن! میں ہی بدنصیب روشی ہوں۔"

کیٹی نے کہا: "تب میں تم سے ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں۔ کیا اس گھر میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں تم سے [redacted]"

روشی نے تعجب سے کیٹی کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"اس سوگ کی گھڑی میں تم مجھ سے علیحدگی میں کیا بات کرنا چاہتی ہو بہن؟"

کیٹی بولی: "ایک بے حد ضروری بات ہے روشی۔ وہ بات میں تمہیں [illegible] ہی میں بتا سکتی ہوں۔"

روشی نے سر ایک طرف کو ڈھلکا دیا اور بولی:

"اگر تم مجبور کرتی ہو تو ٹھیک ہے۔ یہ سیڑھیاں اوپر جاتی ہیں۔ تم اوپر جا کر بیٹھو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

کیٹی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چوبارے میں آ گئی۔ یہاں فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ ایک طرف منہ ہاتھ دھونے کا سامان رکھا تھا۔ کیٹی قالین پر خاموشی سے بیٹھ کر روشی کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر گذری ہو گی کہ روشی بھی آ گئی۔ وہ بے حد غم زدہ تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو خشک نہیں ہوتے تھے۔ ان کی شادی کو ابھی ایک مہینہ ہی ہوا تھا کہ خاوند اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

روشی کیٹی کے قریب بیٹھ گئی اور اداس آواز میں بولی:

"کیا بات ہے بہن۔ تم کیا خاص بات کرنا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے قریب ہوتے ہوئے کہا:

"روشی بہن! میں تمہیں یہ بتانے آئی ہوں کہ تمہارا خاوند یوگاش زندہ ہے۔"

روشی جیسے اچھل سی پڑی۔ مگر پھر ایک دم چپ سی ہو گئی اور بولی:

"بہن مجھے یہ امید نہیں تھی کہ ایسی حالت میں بھی تم مجھ سے مذاق کرو گی۔"

کیٹی نے کہا: "روشی بہن یقین کرو۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ سچ ہے۔ میرا نام کیٹی ہے اور میں تمہارے خاوند یوگاش کو زندہ حالت میں ایک جگہ چھوڑ کر آ رہی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روشنی اور زیادہ پریشان ہو گئی:
"تم یہ کیا کہہ رہی ہو کیٹی بہن؟ میں نے خود اپنے خاوند کو چیونٹوں والے کنوئیں میں گراتے دیکھا تھا۔ سانپوں نے میرے خاوند کو...."
اور وہ رونے لگ گئی۔
کیٹی نے روشنی کا ہاتھ تھام لیا اور بولی:
"روشنی! اگر تمہیں یقین نہیں تو میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں تمہارے خاوند کے پاس لئے چلتی ہوں۔"
روشنی نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور بولی:
"تم مجھے کوئی دھوکہ دے رہی ہو۔ میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔ مُردہ لوگ کبھی زندہ نہیں ہوا کرتے۔"
اور روشنی اُٹھ کر بولی: "برائے مہربانی میرے مکان سے نیچے اتر جاؤ۔ میں تمہارے پھندے میں آنے والی نہیں ہوں۔"
کیٹی اس کا منہ تکنے لگی۔ ماریا بھی وہاں موجود تھی۔ اب اس سے نہ رہا گیا۔ اس نے آواز کو بھاری بناتے ہوئے کہا:
"روشنی! سنو! میں جنت کی ایک روح بول رہی ہوں۔ یہ کیٹی ٹھیک کہتی ہے۔ تمہارا خاوند زندہ ہے۔"
روشنی نے ایک غیبی آواز سنی تو ڈر کر وہیں بیٹھ گئی اور

ہاتھ باندھ کر بولی:
"اے نیک روح! میرے خاوند کی روح کو بخشوا دینا اسے جنت میں پہنچا دینا۔"
ماریا نے کہا: "ہاتھ کھول دو احمق عورت۔ میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ تمہارا خاوند زندہ ہے۔ وہ مرا نہیں۔ کیٹی کے ساتھ جا کر اسے ملو۔"
روشنی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ مگر وہ تو کنوئیں میں گرا دیا گیا تھا اور سانپوں نے اسے ـــــ ماریا نے بات کاٹ کر کہا۔
"تم کچھ نہیں جانتی ہو۔ زندگی اور موت تمہارے دیوتاؤں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ وہ صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا جسے چاہے بچا لیتا ہے۔ اب اٹھو اور اپنے خاوند سے ملنا چاہتی ہو تو کیٹی کے ساتھ جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ ہی ہوں گی۔"
روشنی نے سر جھکا دیا اور بولی:
"میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہو گی کہ میرا یوگاش مجھے زندہ واپس مل جائے۔ مگر یقین نہیں آ رہا۔"
کیٹی بولی: "جب تم یوگاش کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گی تو تمہیں یقین آ جائے گا۔"
روشنی نے خوشی کے جذبات کو چھپاتے ہوئے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں ابھی نیچے عورتوں سے کوئی بہانہ بناتی ہوں۔ یہ عورتیں تو میرے خاوند کا افسوس کرنے آئی ہوئی ہیں۔"

کیٹی نے کہا، "تم انہیں رخصت کر کے آ جاؤ۔ میں اسی چوبارے میں تمہارا انتظار کرتی ہوں۔"

روشی نیچے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد سب عورتیں ایک ایک کر کے چلی گئیں۔ روشی نے یہ کہہ کر انہیں بھیج دیا تھا کہ اس کا سر درد کر رہا ہے۔ وہ آرام کرنا چاہتی ہے۔ جب سب عورتیں چلی گئیں تو روشی اوپر آ گئی۔ کیٹی سے کہنے لگی:

"بہن! کیا سچ مچ میرا پیارا خاوند زندہ ہے؟"

کیٹی نے [redacted] نوجوان بھی زندہ ہے جس کو تمہارے خاوند کے ساتھ ہی کنوئیں میں پھینکا گیا تھا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ جس نوجوان کو تمہارے خاوند کے ساتھ پھینکا گیا تھا وہ ہمارا بھائی ہے اور اسے سانپوں کے کئی منتر آتے ہیں۔ ان منتروں میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ کتنا ہی زہریلا سانپ کیوں نہ ہو اگر وہ منتر پڑھ کر پھونک دیا جائے تو سانپ انسان کو کبھی نہیں ڈستا پس میرے بھائی ناگ نے منتر پڑھ کر پھونک دیا جس کی وجہ سے سانپوں نے نہ میرے بھائی کو اور نہ تمہارے خاوند کو ڈسا۔ چنانچہ جب رات ہو گئی تو ہمارا بھائی ناگ تمہارے خاوند کو لے کر کنوئیں سے باہر آ گیا۔ اس وقت دور جنگل میں ایک جگہ تمہارا خاوند موجود ہے۔ اور بے ہوش ہے۔ سانپوں کے صدمے سے وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ ہمارا بھائی ناگ اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ اب یہاں سے چلو۔"

کیٹی نے روشی کو ساتھ لیا۔ گھوڑے پر سوار کرایا اور جنگل کی طرف چل پڑی۔ غار میں داخل ہونے کے ساتھ ہی روشی نے اپنے خاوند یوگاش کو دیکھ لیا کہ وہ زمین پر بے ہوش پڑا ہے۔ وہ تو چیخ مار کر اس سے لپٹ گئی۔ اب اس نے ناگ کو بھی دیکھ کر پہچان لیا کہ یہی وہ دوسرا نوجوان ہے جس کو یوگاش کے ساتھ کنوئیں میں گرایا گیا تھا۔ ناگ نے روشی کو یوں حوصلہ دیا:

"روشی بہن! تمہارا خاوند زندہ ہے۔ فکر نہ کرو۔ صرف بے ہوش ہے کل تک اسے ہوش آ جائے گا۔"

روشی نے ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"کیا یوگاش کو ہوش آ جائے گا؟"

"کیوں نہیں" ناگ نے کہا۔ "تم آج رات گھر پہ آرام کرو۔ کل صبح آؤ گی تو یوگاش ہنسی خوشی بیٹھا ہو گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر روشی! ایک بات ہے۔"

"کون سی بات ناگ بھائی؟" روشی نے پوچھا؛

ناگ نے کہا: "ظاہر ہے اگر تم اپنے خاوند کو لے کر گھر واپس گئیں تو سب لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یوگاش زندہ ہے۔ یہ بات جب بادشاہ تک پہنچی تو وہ اسے دوبارا قتل کروا دے گا۔"

روشی فکر میں ڈوب گئی۔ کیٹی نے کہا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنے خاوند کو لے کر اس ملک سے کسی دوسرے ملک میں چلی جاؤ اور نئی زندگی شروع کرو۔"

روشی نے کہا: "میں اپنے خاوند کو لے کر صحراؤں میں نکل جاؤں گی۔ میں ہر جگہ اس کے ساتھ زندگی بسر کر سکتی ہوں۔"

پھر کچھ سوچ کر بولی،

"یروشلم میں میری ایک سہیلی رہتی ہے ہم دونوں یروشلم چلے جائیں گے۔"

کیٹی نے کہا: "بالکل ٹھیک ہے۔ تم کل یروشلم کو روانہ ہو جانا۔"

روشی نے کہا: "جنت کی روح سے بھی پوچھ لیتی ہوں۔"

ناگ نے کیٹی کی طرف دیکھا؛

"یہ جنت کی روح کہاں سے آ گئی۔"

اسے ماریا کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ روشی بھی چونکی؛

ماریا نے کہا: "یہ میں تھی ناگ۔ روشی یہاں آتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ اس لئے میں جنت کی روح بن کر اسے یہاں لائی ہوں۔"

روشی نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا؛

"اگر تم جنت کی روح نہیں ہو تو پھر نظر کیوں نہیں آتی ہو بہن؟"

ماریا نے کہا: "یہ ایک راز ہے جس کو جاننے کی تجھے ضرورت نہیں۔"

ناگ اور کیٹی نے بھی روشی کو یہی سمجھایا کہ وہ اب واپس اپنے گھر چلی جائے اور دوسرے روز وہاں آ جائے۔ اس کا خاوند بالکل ٹھیک ہو گا۔ روشی چلی گئی۔ وہ رات کیٹی ناگ اور ماریا نے وہیں غار میں یوگاش کے پاس گذاری۔ صبح ہوئی تو کیٹی نے کہا؛

"یوگاش کو کب تک ہوش آ جائے گا ناگ؟"

ناگ نے یوگاش کی آنکھوں کو جھک کر دیکھا اور بولا:

"ویسے تو میں اس سانپ کو یہاں بلوا کر اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ابھی ہوش میں لا سکتا ہوں مگر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ چوبیس گھنٹے ہونے ہی والے ہیں۔ کوئی آدھ گھنٹے تک یوگاش ہوش میں آ جائے گا۔"

تھوڑی دیر بعد روشی بھی وہاں پہنچ گئی۔ وہ اپنے گہنوں پوٹلی ساتھ لائی تھی۔ وہ اپنے خاوند کے ساتھ یروشلم جانے لئے بالکل تیار ہو کر آئی تھی۔ کیٹی اور ناگ نے اسے غار بٹھایا۔ روشی نے جب یوگاش کو بے ہوش دیکھا تو رونا لگ گئی۔

ناگ نے کہا: "گھبراؤ نہیں روشی بہن! تمہارے خاوند کو بس اب ہوش آنے ہی والا ہے۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد یوگاش کو ہوش آ اس نے آنکھیں کھول کر سامنے اپنی بیوی کو دیکھا تو ا "کیا میں جنت میں ہوں روشی؟"

روشی تو روتے ہوئے اس کے گلے سے لگ گئی۔ ا نے اب ناگ کو دیکھا تو حیران ہو کر بولا:

"ناگ بھائی! تم بھی مرنے کے بعد جنت میں آ گئے ہو ناں؟ میں نے کہا تھا کہ ہم اب جنّت ہی میں ملیں گے۔ مگر کیا میری بیوی روشی بھی مر گئی تھی جو اس کی روح بھی جنت میں پہنچ گئی ہے۔"

اب ناگ نے اسے ساری بات سمجھائی کہ میں نے سانپوں کا منتر پڑھا تھا جس کے اثر سے سانپوں نے ہمیں کچھ نہیں کہا۔ صرف ایک سانپ نے تمہیں ڈس دیا تھا کیونکہ میں نے منتر پڑھنے میں ذرا دیر کر دی تھی۔ مگر اس کے زہر میں صرف اتنا ہی اثر تھا کہ تم بے ہوش ہو جاؤ۔ یہ تمہاری بیوی روشی ہے تم حقیقت کی دنیا میں ہو اور اب یہاں سے یروشلم جا کر اپنی نئی زندگی شروع کرو۔

روشی نے کہا: "ہاں یوگاش! ہم یروشلم جا کر رہیں گے یہاں رہے تو بادشاہ کے سپاہی تمہیں پھر پکڑ کر لے جائیں گے۔"

یوگاش اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر غار سے باہر آ کر اس نے جنگل میں کھلی ہوئی سنہری دھوپ کو دیکھا۔ اب اسے یقین آ گیا تھا کہ میں زندہ ہوں۔ اس نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولا: "ناگ بھائی! تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یروشلم چلو

ناگ نے یوگاش کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:
"تم ایک توحید پرست نوجوان ہو۔ جس خدا کے
خوف سے تم نے بادشاہ کے آگے سجدہ نہیں کیا
اسی خدا نے تمہاری جان بچائی ہے۔ اب تم جتنی
جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"
روشی نے کہا: "ناگ بھائی! مجھے ڈر ہے کہیں بادشاہ
کے سپاہی ہمیں دوبارا گرفتار نہ کر لیں۔ وہ ملک
کی سرحد پر ضرور ہم سے پوچھ گچھ کریں گے"۔
کیٹی کہنے لگی: "ناگ بھیا! ہمیں انہیں یروشلم کی سرحد
تک خود پہنچا کر آنا چاہیے۔"
ماریا بولی: "کیٹی کا خیال ٹھیک ہے"۔
ماریا کی آواز پر یوگاش نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔
اور بولا:
"یہ ۔ یہ کسی عورت کی آواز تھی؟ مجھے کوئی

تیسری عورت یہاں نظر نہیں آ رہی۔"
روشی نے کہا: "یوگاش! یہ جنت کی روح ہے جو
خداوند نے ہماری حفاظت کے لئے بھیجی ہے۔"
ناگ بولا: "روشی ٹھیک کہتی ہے۔ تم اس پر دھیان
مت دو۔ یہ ماریا کی روح ہے۔ ماریا کی روح بھی
ہمارے ساتھ جائے گی۔ ہم تمہیں یروشلم کی سرحد
تک چھوڑیں گے۔"
اور تھوڑی دیر بعد یہ چھوٹا سا قافلہ یروشلم کی طرف روانہ
ہو گیا۔ جب وہ اس ملک کی سرحد پر پہنچے تو وہاں ہر طرف
فوج کے سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ روشی نے جلدی سے
یوگاش کے سر پر چادر ڈال دی اور بولی:
"ان سپاہیوں میں وہ سپاہی بھی ہیں جن کے سامنے
یوگاش کو کنوئیں میں پھینکا گیا تھا"۔
ناگ نے کہا: "تم بالکل مت گھبراؤ روشی۔ ہم سنبھال
لیں گے۔ تم اور یوگاش کیٹی کے ساتھ ہو جاؤ جب
تو انہوں نے مجھے بھی کنوئیں میں گراتے دیکھا ہوگا۔"
کیٹی کہنے لگی: "ماریا تم ان سپاہیوں کی خبر لینے کے
لئے تیار ہو جاؤ۔"
جونہی وہ سرحد پر پہنچے ایسا ہی ہوا جس کا انہیں خطرہ تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں نے ناگ اور یوگاش کو فوراً پہچان لیا۔ ایک سپاہی نے تلوار نکال لی اور چلایا۔

"ارے! یہ دونوں بادشاہ کے مجرم ہیں۔ انہیں تو کل چیخوں والے کنوئیں میں پھینکا گیا تھا۔ پھر یہ کیسے زندہ نکل آئے؟"

دوسرا سپاہی بھی تلوار لہرا کر بولا:

"انہیں یہیں ختم کر دو اور ان کے سر کاٹ کر بادشاہ کے سامنے پیش کرو۔"

ناگ نے کیٹی روشی اور یوگاش کو دھکیل کر پیچھے کر دیا اور کہا:

"ماریا! یہ تمہارا شکار ہیں۔"

ماریا نے آگے بڑھ کر پہلا کام یہ کیا کہ دونوں سپاہیوں کے ہاتھوں سے تلواریں چھین کر پرے پھینک دیں۔ سپاہیوں کے ہاتھوں سے تلواریں خود بخود دُور جا گریں تو وہ بوکھلا سے گئے۔ ماریا نے دونوں سپاہیوں کو گردنوں سے پکڑ کر ہوا میں اچھال دیا۔ وہ زمین سے کوئی سو فٹ اوپر کو اچھل کر زمین پر گرے تو ان کی ہڈیاں چُور چُور ہو گئیں۔ باقی سپاہیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو نیزے لے کر ناگ کیٹی اور روشی یوگاش کی طرف بڑھے۔ ماریا پہلے سے تیار تھی۔ اس نے تمام سپاہیوں کے سروں پر اتنی زور زور سے مکے مارے کہ ان سب کے سر پھٹ گئے اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ باقی سپاہی یہ حال دیکھ کر فرار ہو گئے۔ اب ناگ نے کچھ سوچ کر کیٹی اور ماریا سے کہا:

"میرا خیال ہے کہ مجھ پر یہاں کے ظالم بادشاہ کا ایک قرض ہے جو مجھے ادا کرنا ہے۔ تم روشی اور یوگاش کو لے کر یروشلم کی طرف نکل جاؤ۔ میں جب تک یہاں کے ظالم بُت پرست کافر بادشاہ کو اس کے ظلموں کی سزا نہیں دے لوں گا۔ میرا قرض ادا نہیں ہوگا اور میں چاہتا ہوں کہ چیخوں والے کنوئیں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں تاکہ وہاں پھر کسی انسان کو ڈال کر ہلاک نہ کیا جائے۔"

ماریا کو معلوم تھا کہ ناگ کے دل میں یہ خیال آگیا ہے تو وہ اس پر عمل کر کے ہی رہے گا۔ اس نے کہا:

"ٹھیک ہے ہم روشی اور یوگاش کو لے کر یروشلم کی طرف چلتی ہیں۔ تم اسی شہر میں رہو۔"

کیٹی کہنے لگی: "مگر تم اکیلے ہو گے۔ تمہاری زندگی کو خطرہ ہوگا۔"

ناگ بولا: "تم میری فکر مت کرو۔ جتنی جلدی ہو سکے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روشی اور یوگاش کو لے کر یروشلم پہنچو اور فوراً واپس آ جاؤ۔ میں رات کو جنگل والے غار میں آ جایا کروں گا۔ اب تم جاؤ۔ زیادہ وقت ضائع مت کرو۔

ناگ نے وہیں رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ کیٹی اور ماریا نے روشی یوگاش کو ساتھ لیا اور گھوڑے دوڑاتے یروشلم کی طرف چل پڑے۔

ناگ انہیں رخصت کر کے سیدھا واپس شہر میں آ گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ سپاہی اسے دیکھ کر بادشاہ کے پاس لے جائیں مگر وہاں کسی سپاہی کی نظر ناگ پر نہ پڑی۔ ناگ وہاں سے سیدھا بادشاہ کے محل کی طرف چل دیا۔ محل کے پاس آ کر اس نے ایک بڑے مندر کو دیکھا۔ وہ مندر میں آ گیا۔ بادشاہ کے دربار میں پہنچنے کا ایک یہ طریقہ بھی تھا۔ مندر میں ناگ نے دیکھا کہ کئی بُت بنے ہوئے ہیں اور لوگ ان کے آگے سجدے کر رہے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا بُت خود بادشاہ کا تھا۔ لوگ اس کے آگے آ کر لیٹ جاتے تھے اور اس بُت کے پاؤں کو چومتے تھے۔

ناگ کو یہ بات سخت ناگوار گذری۔ اس نے ایک طرف ہو کر سوچا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اچانک ایک پجاری نے ناگ کو پہچان لیا اور بولا:

ارے یہ تو وہی آدمی ہے جس کو بادشاہ سلامت نے کنوئیں میں پھنکوایا تھا۔ اسے پکڑ کر قتل کر دو۔

ناگ لپک کر ستون کے پیچھے ہو گیا۔ لوگ اس کی طرف دوڑے۔ ناگ نے گہرا سانس اوپر کو کھینچا اور جب سانس چھوڑا تو وہ ایک بہت بڑا ہاتھی بن چکا تھا۔ اس ہاتھی کو دیکھ کر لوگ وہاں سے دوڑ پڑے۔ ناگ نے اپنی طاقتور سونڈ سے سارے کے سارے بت توڑ کر پاش پاش کر ڈالے اور مندر کے کئی ستونوں کو بھی گرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ انسانی شکل میں آ گیا اور بولا:

میں بتوں کی پوجا نہیں ہونے دوں گا۔ میں نے تمہارے سارے جھوٹے بت توڑ ڈالے ہیں۔ چلو۔ مجھے بادشاہ کے پاس لے چلو۔

اسی وقت سپاہیوں کا ایک دستہ آگے بڑھا اور ناگ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ناگ مسکرایا اور بولا:

تمہارا باپ بھی مجھے گرفتار نہیں کر سکتا تھا۔ یہ میں اپنی مرضی سے گرفتار ہوا ہوں تاکہ تمہارے بادشاہ کے پاس پہنچ کر اسے اس کے ظلم کی سزا دے سکوں۔

ایک سپاہی نے ناگ پر ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ناگ نے اتنی زور سے پھنکار ماری کہ وہ سہم کر رہ گیا۔ ناگ تو اسی وقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ بادشاہ نے ناگ کو پہچان لیا
وہ اس کی طرف دیکھ کر حیران ہو کر بولا:
"میں نے تو تمہیں سانپوں کے کنوئیں میں گرایا تھا۔ تم
بچ کیسے گئے؟"
ناگ نے کہا: "مجھے میرے خدا نے بچایا ہے"۔
بادشاہ نے چلا کر کہا:
"اس کا سر قلم کر دو۔ ابھی۔ اسی وقت"
ناگ بلند آواز میں بولا:
"تمہارا باپ بھی میرا سر قلم نہیں کر سکتا اب تم
اپنے سر کو بچاؤ"
اور ناگ نے فوراً ایک عقاب کی شکل بدل لی اور دربا
میں تیزی سے پرواز شروع کر دی۔ اڑتے اڑتے اس نے کئی
بار بادشاہ کے سر کے اوپر آ کر جھپٹا مارا اور اس کے تاج
کی ساری کلغیاں کاٹ کر رکھ دیں۔ بادشاہ اور دربار کے سارے
وزیر گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ سفاطی دستے نے بادشاہ کو اپنے
گھیرے میں لے لیا اور تیر انداز ناگ پر تیر برسانے لگے۔
ناگ اتنی برق رفتاری سے اڑ رہا تھا کہ ایک بھی تیر اسے
لگ سکا۔ ناگ نے [illegible] کی شکل بدل کر اب ایک شیر کی
شکل اختیار کر لی۔ دربار میں افراتفری مچ گئی۔ جس کو جدھر

منہ بھاگ اٹھا۔ بادشاہ یہ سب کچھ سہمی ہوئی حیران آنکھوں
سے دیکھ رہا تھا۔ شیر ناگ نے سپاہیوں پر اتنی زور کی
چھلانگ لگائی کہ وہ دھڑام سے جا گرے۔ سپاہی بھی اپنی جان
بچا کر وہاں سے دوڑ گئے۔
ناگ عقاب بن کر پرواز کر گیا۔ وہ رات کے اندھیرے میں
ایک بار پھر شاہی محل کی طرف آیا۔ اس وقت بادشاہ نے
محل میں کئی ٹونے ٹوٹکے کرنے والوں کو بلا رکھا تھا کہ شہر
میں ایک ایسا جادوگر آ گیا ہے جو کنوئیں کے سانپوں سے بھی
نہیں مرا۔ یہ کانفرنس ہو رہی تھی کہ ناگ ایک بہت بڑے
ہاتھی کی شکل میں محل کے اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس
نے اپنی سونڈ سے کئی ستونوں کو گرا کر کمرے کی دیواروں کو
تہس نہس کر دیا۔ سب ٹونا ٹوٹکا کرنے والے اس کے
نیچے دب گئے۔ بادشاہ جان بچا کر بھاگا تو ہاتھی نے اسے اپنی
سونڈ میں لپیٹ لیا۔ دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔
محل سے باہر آ کر ناگ نے دوبارا بہت بڑے عقاب کی
شکل بدلی اور بادشاہ کو اپنے پنجوں میں اٹھایا اور فضا میں
بلند ہو گیا۔ وہ بادشاہ کو دبوچ کر اسی کنوئیں پر لے گیا جہاں
انسانی چیخوں کی آواز سن کر سانپ باہر نکل آتے تھے۔ اب
ناگ نے بادشاہ کو دھڑام سے کنوئیں میں گرا دیا۔ چاند کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاندنی چاروں طرف پھیل ہوئی تھی۔ بادشاہ کنوئیں میں گرتے ہی چیخنے چلانے لگا اور اپنے سپاہیوں کو آوازیں دینے لگا مگر وہاں اس وقت کوئی اس کی مدد کو نہیں آ سکتا تھا۔ ناگ نے انسانی شکل میں آنے کے بعد کنوئیں میں جھانک کر کہا:

"اے بادشاہ! جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود بھی کنوئیں میں گرتا ہے۔ تجھے تیرے ظلم کی سزا مل رہی ہے۔ جس کنوئیں میں تو نے نہ جانے کتنے بے گناہ لوگوں کو گرایا تھا اب تو خود اس میں گرا ہوا ہے۔"

بادشاہ نے چلا کر کہا:

"مجھے یہاں سے نکالو۔ میں تمہیں اپنی ساری دولت دے دوں گا۔"

بادشاہ ایک دم چپ ہو گیا اور لکڑی کے ستون پر چڑھ گیا۔ ناگ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھا اسے تک رہا تھا۔ بادشاہ نے وہاں سے کنوئیں کے باہر چھلانگ لگانا چاہی مگر وہ دھڑام سے واپس کنوئیں کی ریت پر گر پڑا۔ اب اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ دوبارا ستون پر چڑھتا۔ اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔

تب ناگ نے سانپوں کو آواز دی:

"اے کنوئیں کے سانپو! اس ظالم نے کئی بے گناہ انسانوں کو ہلاک کیا ہے۔ اب اس کا اپنا وقت آ گیا ہے۔ اس سے اس کے ظلموں کا حساب لو۔ اس کے حساب کا دن آ پہنچا ہے۔"

ناگ دیوتا کی آواز سنتے ہی کنوئیں کے سارے سانپ دیوار کے سوراخوں میں سے نکل آئے۔ انہوں نے پھن اٹھا لئے اور پھنکاریں مارتے ظالم بادشاہ کی طرف بڑھنے لگے۔ بادشاہ کا رنگ اڑ گیا۔ وہ ہاتھ باندھ کر بولا:

"اے دیوتاؤ! میری مدد کرو۔"

ناگ نے اوپر سے کہا:

"کوئی دیوتا کسی کی مدد نہیں کیا کرتے۔ انسان کے اپنے نیک اعمال ہی اس کے کام آتے ہیں۔ اگر تیری زندگی میں کوئی نیک عمل ہے تو اسے باہر نکال۔"

مگر بادشاہ نے سوائے ظلم کے اور کچھ نہیں کیا تھا۔ پس سانپ بادشاہ کے جسم سے لپٹ گئے اور اس کے جسم پر زور زور سے پھن مار کر اسے ڈسنے لگے۔ اتنے سارے سانپوں نے جب ایک دم سے بادشاہ کو ڈسا تو اس کا جسم نیلا پڑتے ہی گلنا شروع ہو گیا۔ سانپوں نے بادشاہ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسم کو چھوڑ دیا۔ سردار سانپ نے ناگ کی طرف
دیکھا اور کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! ہمیں اس ظالم شخص کا
گوشت کھانا بھی گوارا نہیں ہے۔"
ناگ بولا: "تم لوگوں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اب
میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کنوئیں سے نکل آؤ اور
پھر کبھی کسی کو مت ڈسنا۔ ظلم تم نے بھی کئے ہیں
مگر تمہاری تو فطرت ہی ڈسنا ہے۔ قصور بادشاہ کا
تھا جس نے تمہیں ڈسنے پر مجبور کیا۔ اب سارے
کے سارے اس کنوئیں سے نکل آؤ۔"
اس کے ساتھ ہی سارے سانپ کنوئیں سے باہر
آئے۔ ناگ نے کہا:
"میرے ساتھ جنگل کی طرف آؤ۔ وہاں سے تم
اس ملک کی سرحد پار کر کے صحرا میں جا کر آباد
ہو جانا۔"
ناگ ان سانپوں کو لے کر شہر کے بڑے دروازے
طرف بڑھا۔ شہر کے دروا
پر جو سپاہی تھے ان تک یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ محل میں کو
مچا ہوا ہے اور بادشاہ سلامت کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ وا

ہر ایک کی زبردست چیکنگ ہو رہی تھی۔ انہوں نے جو
ناگ کو دیکھا تو اسے روک لیا۔
"کون ہو تم؟ کہاں سے آ رہے ہو اتنی رات گئے؟"
ناگ نے کہا: "میں اپنے دوستوں کے ساتھ آ رہا
ہوں۔ وہ دیکھو۔ میرے دوست میرے پیچھے آ
رہے ہیں۔"
اندھیرے میں جونہی سانپوں کا ہجوم روشنی میں آیا تو سپاہیوں
کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ تلوار لے کر سانپوں کو مارنے کے
لئے دوڑے۔ سانپ ان سے لپٹ گئے۔ چیخ و پکار کی
آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ناگ اطمینان سے شہر کے دروازے
میں سے نکل کر جنگل کی طرف چل دیا۔
وہ جنگل کے غار میں پہنچا تو وہاں کیپٹ اور ماریا ابھی
تک نہیں آئے تھے۔ اب ناگ کو اسی جگہ رہ کر ان
کا انتظار کرنا تھا۔ ناگ خاموشی سے غار میں ایک طرف
لیٹ گیا۔ رات آدھی گذر چکی تھی۔ چاند آہستہ آہستہ درختوں
کے پیچھے ڈوبتا جا رہا تھا جس کی وجہ سے جنگل میں چاندنی
کم ہو رہی تھی۔ ناگ آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا کہ اچانک
اسے ایک بہت ہی باریک اور ننھی سی آواز سنائی دی۔
پہلے تو ناگ نے اسے کسی ٹڈے کی آواز خیال کیا لیکن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب غور سے سنا تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ کسی انسا
کی آواز ہے اور وہ مدد کے لئے پکار رہی ہے۔ ناگ
ایک دم سے اٹھ بیٹھا اور آواز پر کان لگا دیئے۔

آواز غار کے باہر سے آ رہی تھی۔ یہ غار چھوٹا
تھا۔ ناگ جلدی سے باہر آ گیا۔ آواز تھوڑی دیر کے
پھر آئی۔ بڑی باریک اور کانپتی ہوئی آواز تھی۔ ناگ ا
کی طرف بڑھا۔ چاندنی ہلکی ہلکی تھی۔ مگر ناگ کو سب
نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک درخت کے پاس جا کر رک گیا
آواز اسی درخت میں سے آ رہی تھی۔ جب آواز بلند
تو ناگ نے غور سے دیکھا اور جو کچھ دیکھا [redacted]
ناگ کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیا دیکھتا ہے
درخت کی شاخ میں ایک بڑی مکڑی نے جالا تان رکھا
ہے۔ اس جالے میں ایک بہت ہی چھوٹا سا، مکھی کے
برابر انسان پھنسا ہوا ہے۔ مکڑی اسے اپنی لمبی لمبی ٹانگ
سے بے ہوش کرنے اور پھر ہڑپ کر جانے کے لئے آگے
بڑھ رہی ہے اور وہ مجبور انسان اپنی باریک آواز میں کسی
کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔

"مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔"

ناگ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مکڑی کو ہاتھ سے پکڑ

اٹھا لیا اور اسے درخت کی دوسری طرف پھینک دیا۔ پھر جالے
میں پھنسے ہوئے مکھی جتنے انسان کو دو انگلیوں کی مدد سے پکڑ
کر جالے میں سے نکالا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ کر پوچھا:

"تم انسان ہو یا کوئی بھوت پریت ہو؟"

ننھے سے انسان کی آواز آئی:

"میں انسان ہوں۔ میں یروشلم کا سوداگر ہوں ایک جادوگر
نے میری بیٹی کو زبردستی اغوا کر کے مجھے جادو کے
ذریعے اتنا چھوٹا بنا کر جنگل میں پھینک دیا۔ وہاں
سے ہوائیں مجھے اڑا کر یہاں لے آئی ہیں اور
میں جالے میں پھنس گیا۔ اگر تم میری مدد کو نہ پہنچتے
تو یہ مکڑی مجھے ہڑپ کر گئی تھی۔"

ناگ نے پوچھا:

"تم یروشلم میں رہتے ہو؟"

مکھی انسان بولا:

"ہاں بھائی! میں یروشلم شہر کا سوداگر ہوں۔ جادوگر میری
بیٹی کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ وہ اسے ناپسند کرتی تھی۔
میں بھی شادی کے خلاف تھا۔"

ناگ نے کہا:

"اب تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یروشلم پہنچا سکتا ہوں۔"
مکھی انسان بولا:
"اگر تم سنگ دل جادوگر سے میری بیٹی کو نہیں بچا سکتے تو میرا وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ جادوگر میرے ساتھ تمہیں بھی مکھی بنا ڈالے گا۔"
ناگ نے کچھ سوچ کر کہا:
"اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری یہی مدد کر سکتا ہوں کہ تمہیں یروشلم پہنچا دوں ہاں خدا کو منظور ہوا تو میں تمہاری بیٹی کو بھی جادوگر کے پنجے سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔ یہ بتاؤ کہ وہ جادوگر کوئی بڑا جادوگر ہے؟"
مکھی انسان بولا:
"میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہے جس نے مجھے مکھی جتنا انسان بنا ڈالا۔"
ناگ نے کہا:
"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بیٹی کو جادوگر کے پنجے سے چھڑاؤں گا اور تمہیں بھی پھر سے پورے قد کا آدمی بنانے کی کوشش کروں گا۔"
ناگ کو معلوم تھا کہ کیٹی اور ماریا بھی یروشلم گئے ہوئے

ہیں۔ وہ انہیں وہاں مل جائیں گے۔ چنانچہ ناگ نے دوسرے دن ننھے سے مکھی نما انسان کو اپنی جیب میں رکھا اور خود عقاب بن کر فضا میں پرواز کرنے لگا۔ وہ بڑی تیز رفتاری سے آج کے جیٹ ہوائی جہاز کی رفتار سے اڑ رہا تھا اور ایک گھنٹے کے اندر اندر یروشلم کی سرحد کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے نیچے دیکھا تو صحرائی راستے پر اسے درختوں کی قطاروں کے پیچھے سے کیٹی اور ماریا کی خوشبو آتی محسوس ہوئی۔ وہ تیزی سے نیچے آ گیا۔ وہاں کیٹی گھوڑے پر سوار تھی اور ماریا اس کے ساتھ تھی اور وہ بھی ناگ کی خوشبو محسوس کر کے وہیں رک گئے تھے۔
ناگ تیزی سے نیچے آ گیا اور انسانی شکل میں آ کر بولا:
"اچھا ہوا تم مل گئے۔"
ماریا نے کہا:
"مگر ناگ بھیا تمہیں تو ہم غار میں ٹھہرنے کا کہہ کر آئے تھے۔"
ناگ نے جیب سے مکھی جتنے انسان کو نکال کر دکھاتے ہوئے کہا:
"مجھے یروشلم کا یہ سوداگر کھینچ کر لے آیا ہے۔"
ماریا اور کیٹی نے ناگ کی ہتھیلی پر بالکل ہی چھوٹے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسان کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔
کیٹی نے کہا:
"کیا اسے تھیوسانگ نے اتنا چھوٹا بنا دیا ہے؟"
ناگ نے کہا: "نہیں" اور پھر دونوں کو یروشلم کے
کی دکھ بھری کہانی سنائی۔
کیٹی کہنے لگی:
"جب تو اس شخص کی ضرور مدد کرنی چاہیے۔ چلو اس
کے گھر چل کر اس کی بیٹی کو اس ظالم کے چنگل سے
چھڑاتے ہیں"۔
ناگ بولا: "تم بہت جلدی کر رہی ہو کیٹی۔ جس کے
قبضے میں اس کی بیٹی ہے وہ جادوگر ہے۔ اس کا
جادو ہم پر چل سکتا ہے۔ ہمیں بڑی عقل مندی اور
ہوش مندی سے کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔ پہلے ہمیں یہ
معلوم کرنا ہوگا کہ اس جادوگر کی کمزوری کیا ہے۔ ہر
جادوگر کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے۔ اگر اس کمزوری
کو پکڑ لیا جائے تو جادوگر پر قابو پانا آسان ہو جاتا ہے"۔
پھر اس نے مکھی نما انسان سے پوچھا:
"تمہارا گھر کس طرف ہے یروشلم میں؟"
اس آدمی نے ناگ کو اپنے گھر کا پتہ بتا دیا۔ ناگ نے

کیٹی سے پوچھا:
"تم لوگ روشنی اور یوگاش کو ان کے رشتے دار کے
پاس چھوڑ آئے تھے نا؟"
"ہاں" کیٹی بولی: "وہ بڑے خوش خوش رہنے لگے ہیں۔"
"ٹھیک ہے" ناگ نے کہا، "اب ماریا تم ایسا کرو کہ
اس پتے پر سوداگر کے گھر جاؤ اور معلوم کرو کہ وہ
جادوگر کیا چیز ہے اور کیا اس کی کوئی کمزوری بھی ہے"۔
کیٹی بولی: "میں ماریا کے ساتھ جاؤں گی۔ ماریا اکیلی
جادوگر سے یا سوداگر کی بیٹی سے کوئی بات نہ
کر سکے گی"۔
ناگ نے سوچا کہ کیٹی بالکل ٹھیک کہتی ہے۔ وہ بولا:
"تو پھر تم لوگ ایسا کرو کہ ابھی سوداگر کی حویلی میں
جا کر سوداگر کی بیٹی سے ملاقات کرو۔ اس کا حال
دریافت کرو۔ جادوگر کا راز معلوم کرنے کی کوشش
کرو۔ اور میں اس ننھے منے سوداگر کو لے کر یہاں
جو وہ سامنے والی خانقاہ ہے۔ اس کی کوٹھڑی کرائے
پر لے کر ٹھہر جاتا ہوں۔ میں پہلے بھی یہاں آیا ہوا
ہوں۔ تم لوگ مجھے اسی جگہ آ کر ملنا"۔
ناگ خانقاہ کی طرف اور کیٹی اور ماریا سوداگر کی حویلی کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف چل پڑے۔ ماریا نے راستے میں کیٹی سے کہا:
"تم ایسا کرنا کہ غریب دیہاتی عورت بن کر حویلی
میں کنیز کی ملازمت حاصل کرنے کی درخواست کرنا۔
اگر تمہیں وہاں کام مل گیا تو تمہیں سوداگر کی بیٹی کے
قریب جانے کا موقع مل جائے گا۔ میں ہر وقت تمہارے
ساتھ ہوں گی تم اس کی فکر مت کرنا۔"
کیٹی نے ایسا ہی فیصلہ کر لیا۔ سودا[redacted] کی حویلی ایک
باغ کے کنارے پر تھی۔ باہر ایک حبشی غلام پہرہ
تھا۔ کیٹی کو دیکھ کر اس نے جھڑک کر کہا:
"اری او لڑکی! کدھر منہ اٹھائے چلی آ رہی ہے۔
کس سے ملنا ہے تمہیں؟"
کیٹی نے بڑی عاجزی سے کہا:
"بھائی میں ایک غریب دیہاتی عورت ہوں بڑی دور
سے آئی ہوں۔ بیگم صاحبہ سے مل کر نوکری حاصل
کرنے کی خواہش مند ہوں۔"
حبشی غلام کو کیٹی پر ترس سا آ گیا۔ بولا:
"ٹھیک ہے۔ ادھر کوٹھڑی کے باہر بیٹھ جاؤ میں کسی
کے ہاتھ اندر پیغام بھجوائے دیتا ہوں۔"
حبشی پہرے دار نے کیٹی کو اندر بیگم صاحبہ یعنی سوداگر

بیٹی کے پاس پہنچا دیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت لڑکی
ہے جس کے چہرے پر ایک گہری اداسی چھائی ہوئی ہے۔ صاف
لگ رہا تھا کہ وہ وہاں پر خوش نہیں ہے۔ کیٹی کی طرف دیکھ
کر بیگم نے پوچھا:
"تم نے پہلے بھی کسی کے ہاں کام کیا ہے؟"
کیٹی بولی: "نہیں بیگم صاحبہ جی۔ مگر میں سب کام
کر لیتی ہوں۔"
سوداگر کی بیٹی نے جس کا نام حمالہ تھا کہا:
"ٹھیک ہے تم حویلی میں کام کرو۔ کیا تمہیں لکھنا پڑھنا
آتا ہے؟"
کیٹی بولی: "ہاں بیگم جی۔ میں لکھ پڑھ لیتی ہوں۔"
سوداگر کی بیٹی حمالہ نے کہا:
"پھر تم گھر کا حساب کتاب رکھا کرو۔"
ماریا کیٹی کے ساتھ ہی تھی۔ جب کیٹی دوسرے کمرے میں
آئی تو ماریا نے کہا:
"یہ عورت تو شکل ہی سے دکھی معلوم ہو رہی ہے
اس کا وہ بدمعاش جادوگر خاوند کہاں ہے جس نے
اس پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے۔"
ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ سوداگر کی بیٹی حمالہ کا جادوگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خاوند بھی آ گیا۔ وہ شکل ہی سے کمینہ مکار اور بدخصلت ہوا تھا۔ جادوگر میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایک کھوپڑی کو اپنے
گنگا تھا۔ اس نے ایک تکونی ٹوپی سر پہ پہن رکھی تھی جو ہاتھ میں لے کر اوپر اٹھایا اور آواز دی:
ستارے بنے ہوئے تھے۔ ناک اُلو کی طرح تھی۔ آنکھیں سا "حکیم! بول زرگان کا خزانہ کس مقام پر ہے"۔
ایسی تھیں اور آواز باریک اور خطرناک تھی۔ اس نے کہ کھوپڑی کے اندر سے آواز آئی:
طرف دیکھ کر حمالہ سے پوچھا: "میں نہیں جانتا۔ زرگان بادشاہ نے جب اپنا خزانہ
"یہ کون ہے؟" کسی جگہ دفن کرایا تو میں اس شہر میں نہیں تھا"۔
حمالہ نے کہا: "نئی نوکرانی رکھی ہے"۔ جادوگر نے کھوپڑی کو زور سے پٹخ دیا۔ کھوپڑی کے اندر سے
جادوگر اندر چلا گیا۔ اس نے کیٹی میں [redacted] کا درد کی چیخ بلند ہوئی۔ جادوگر نے کھوپڑی میز پہ دوبارا رکھ دی۔ اور دوسری
نہ کیا۔ کھوپڑی کو اٹھا کر اسے آنکھوں کے قریب لا کر غور سے دیکھنے لگا۔

ماریا نے کیٹی کے کان میں کہا:
"میں جادوگر کے ساتھ جاتی ہوں"۔
اور ماریا بھی جادوگر کے ساتھ ہی دوسرے کمرے میں
ہو گئی۔ اسے ایک بات کا ضرور خدشہ تھا کہ کہیں اے
کے ذریعے ماریا کی موجودگی کا علم نہ ہو جائے۔ مگر ایسا
ماریا نے دیکھا کہ کمرے میں ہر قسم کی بے معنی چیزیں
ہوئی تھیں۔ جادوگر نے دروازے کو اندر سے تالا لگا دیا
پھر وہ اندر کی ایک اور کوٹھڑی میں گھس گیا۔ ماریا بھی اس
ساتھ ساتھ گئی۔ اس کوٹھڑی میں چراغ روشن تھا اور میز پر
انسانی کھوپڑیاں پڑی تھیں۔ کونے میں انسانی ہڈیوں کا پنجر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جُولی سانگ کون تھی؟

کھوپڑی جادوگر کے ہاتھوں میں لرزنے لگی۔
اس میں سے آواز آئی:
"مجھے آگ میں مت ڈالو۔ مجھے [redacted]
ڈالو۔ مجھ پر رحم کرو۔ مجھے میری قبر میں ڈال دو۔"
جادوگر نے ایک قہقہہ بلند کیا اور بولا:
"تو پھر بتاتا کیوں نہیں کہ زرگان کی بیٹی کی لاش کس
مقبرے میں دفن ہے تمہیں معلوم ہے کہ اس کی
لاش کے ساتھ قیمتی جواہرات اور سونے کا ایک
صندوق بھی دفن کیا گیا تھا۔ تم دونوں زرگان کے
خزانے کو ساتھ اس کی بیٹی کو مقبرے میں دفن کر
گئے تھے۔ بتا زرگان کی بیٹی کا مقبرہ کہاں ہے
اس کا خزانہ کہاں ہے؟"
کھوپڑی کی تکلیف دہ آواز بلند ہوئی:
"اے جادوگر اگر تو وعدہ کرے کہ مجھے میری قبر میں

واپس رکھ دے گا تو میں تجھے بتاتا ہوں کہ زرگان
کے خزانے والا اس کی بیٹی کا مقبرہ کہاں ہے۔"
جادوگر نے خوش ہو کر کہا:
"اگر تو سچ سچ بتائے گا تو میں تیری کھوپڑی تیری قبر
کے حوالے کر دوں گا۔ اب بتا۔"
کھوپڑی کی آواز آئی:
"تو سن! زرگان بادشاہ نے اپنی بیٹی کی قبر میں اپنا
سارا خزانہ دفن کر دیا تھا کہ اس کی بیٹی کو اگلی دنیا
میں اس کی ضرورت ہو گی۔ یہ مقبرہ یہاں سے جنوب
کی جانب بحیرہ روم کے ایک جزیرہ میں موریطانیہ
کے ساحل سے سو میل دور واقع ہے۔ اس کی نشانی
یہ ہے کہ اس کے ٹیلے پر دو درخت آپس میں ایک
دوسرے سے گلے مل رہے ہیں۔"
جادوگر نے کہا:
"میں تمہیں ساتھ لے کر وہاں جاؤں گا۔ اگر مجھے
مقبرہ مل گیا تو میں تمہیں تمہاری قبر میں ڈال دوں گا۔"
یہ کہہ کر جادوگر نے کھوپڑی میز پر رکھ دی۔ جادوگر کوٹھڑی
سے نکل گیا تو ماریا نے کھوپڑی کو اٹھا لیا اور کہا:
"کیا تو میری بات سن رہی ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھوپڑی نے کہا،

"تو کون ہے؟ میں تیری آواز سن رہا ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"تیری قبر کہاں ہے۔ مجھے بتا۔ میں تم دونوں کھوپڑیوں کو تمہاری قبروں میں جا کر دفن کر دوں گی۔"

اب دوسری کھوپڑی بھی بول پڑی،

"تو نیک روح معلوم ہوتی ہے۔ خدا کے لئے ہم پر رحم کر اور ہمیں ہماری قبروں میں لے چل۔"

پھر کھوپڑی نے ماریا کو بتایا کہ ان دونوں کی قبریں باہر واقع قبرستان میں موجود ہیں۔

ماریا نے پوچھا،

"اگر میں تمہیں قبروں میں ڈال بھی دوں تو یہ جادوگر تمہیں دوبارا وہاں سے نکال لائے گا۔"

کھوپڑی کہنے لگی،

"اس بار جب ہم قبروں میں اپنے ڈھانچے کے پاس چلی جائیں گی تو پھر ہماری قبریں وہاں سے غائب ہو جائیں گی اور یہ جادوگر ہمیں ساری زندگی تلاش نہ کر سکے گا۔"

ماریا نے دونوں کھوپڑیوں کو اٹھا لیا۔ کھوپڑیاں اس

ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئیں۔ وہ مکان سے نکل کر فضا میں اڑ گئی۔ سیدھی شہر سے باہر والے قبرستان میں پہنچی اور کھوپڑیوں کے بتانے پر انہیں ان کی قبروں میں ڈال دیا۔ واقعی اس کے ساتھ ہی قبریں وہاں سے غائب ہو گئیں۔ ماریا جلدی سے واپس آ گئی۔ وہاں جادوگر پریشان پریشان پھر رہا تھا کیونکہ اس کی دونوں کھوپڑیاں غائب تھیں۔ پھر وہ باہر چلا گیا۔

کیٹی نے اپنی مالکن یعنی جادوگر کی بیوی حمالہ سے کہا:

"بی بی! مجھے لگتا ہے کہ تو یہاں پریشان ہے، اداس ہے۔ مجھے بتا تجھے کیا دکھ ہے۔ شاید میں تیرے دکھ کا کوئی علاج کر سکوں۔"

حمالہ نے کیٹی کی طرف دیکھا اور بولی:

"تیرے پاس میرے دکھ کا علاج نہیں ہے۔"

اب ماریا جو پاس ہی کھڑی تھی کہنے لگی:

"حمالہ! میری آواز سن کر حیران مت ہوتا۔ میں تمہاری نئی نوکرانی کیٹی کے ساتھ ہی تمہارے مکان پر آئی ہوں۔ کیٹی میری دوست ہے۔ ہم یہاں صرف تمہیں ظالم جادوگر کے پنجے سے نکال کر تجھے تیرے باپ کے پاس پہنچانے کے لئے آئی ہیں۔"

حمالہ نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور آہستہ سے بولی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم کون ہو؟ تمہیں کس نے میری مدد کے لئے بھیجا؟"
ماریا نے کہا:
"میں ایک نیک روح ہوں۔ ہمیں تمہارے باپ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"
حمالہ نے بے قراری سے کہا:
"میرا باپ کہاں ہے؟ کیا وہ خیریت سے ہے؟"
کیٹ کہنے لگی:
"وہ زندہ ضرور ہے مگر تمہارے خاوند جادوگر نے اسے جادو کے زور سے کتی جتنا انسان بنا دیا ہے ہمارے بھائی ناگ نے اس کی جان بچائی اور اب وہ ہمارے بھائی کے پاس اس شہر کے ایک غار میں ہے۔ چلو۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔"
حمالہ رونے لگ پڑی اور باپ کی حالت پر افسوس کرتے ہوئے بولی:
"کاش میں اپنے باپ کے پاس جا سکتی۔ مگر جادوگر میرے ساتھ تجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"
ماریا نے کہا:
"تم ہماری بات چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ جادوگر کی کوئی ایسی کمزوری بھی ہے جو اس کی طاقت کو ختم

کر سکے؟"
حمالہ سوچنے لگی۔ پھر بولی:
"ہاں! ایک بار اس نے مجھے بتایا تھا کہ میرے جادو کی طاقت ایک خفیہ ہاتھ میں ہے جو پتھر کا ہاتھ ہے اور یہاں سے دور ایک صحرائی چٹان کے اندر غار کے ایک پتھر میں باہر کو نکلا ہوا ہے۔ اگر کوئی اس ہاتھ کو توڑ ڈالے تو میری جادو کی طاقت ختم ہو جائے گی مگر اس غار تک کبھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ کیوں کہ وہاں سینکڑوں چٹانیں ہیں اور کسی کو پتہ نہیں چل سکتا کہ کون سی چٹان کے غار میں وہ طلسمی ہاتھ موجود ہے۔"
ماریا نے کہا:
"اب تم اطمینان رکھو۔ ہم اس ہاتھ کو ڈھونڈھ نکالیں گی اور تمہارے جادوگر خاوند کے جادو کو ختم کر ڈالیں گی۔ پھر تم ہمارے ساتھ اپنے باپ کے ساتھ چلی چلنا۔"
یہ کہہ کر ماریا سیدھی ناگ کے پاس پہنچی اور اسے سارا ماجرا سنایا۔ ناگ نے کہا:
"طلسمی ہاتھ والا غار ہم کسی سانپ کی مدد سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تلاش کر سکتے ہیں۔"

اسی وقت ناگ نے ایک سانپ کو بلا لیا اور اپنی پھیلی ہوئی نظر آئیں۔ ان میں سے ایک چٹان ایسی تھی کہ پوچھا کہ اس صحرائی علاقے میں وہ غار کہاں ہے جس کی چوٹی پر کھجور کا درخت اُگا ہوا تھا۔ پتھر میں سے ایک طلسمی ہاتھ باہر نکلا ہوا ہے۔

ماریا نے ناگ سے کہا:

"ناگ! یہی ہے وہ چٹان جس کی ہمیں تلاش تھی"۔

سانپ ادب سے بولا:

"ناگ دیوتا! میں نے وہ غار دیکھا ہے۔ یہاں سے مشرق کی جانب ستر کوس کے فاصلے پر چٹانوں کے جنگل میں ایک ایسی چٹان بھی ہے جس کی چوٹی پر کھجور کے درخت والی چٹان کے اندر غار ہے۔"

ناگ نے سانپ کو رخصت کر دیا اور حمالہ کے باپ یعنی یروشلم کے سوداگر کو جیب سے نکال کر بولا:

"ہم جادوگر کی طلسمی طاقت کو ختم کرنے جا رہے ہیں۔ تم میرے ساتھ ہی رہو گے۔ تمہاری بیٹی کی نجات کا وقت قریب آگیا ہے۔"

حمالہ کا باپ بہت خوش ہوا۔ ماریا اور ناگ غار کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر میں ماریا کو زمین پر چٹانیں ہی چٹانیں تھا۔

اور وہ غوطہ لگا کر نیچے آ گئی۔ چٹان کے پاس آ کر ناگ نے ایک دم جنگل میں ایک ایسی چٹان بھی ہے جس کی چوٹی پر سے انسان کا روپ بدل لیا اور چٹان کے اندر جانے کے کھجور کا ایک درخت اُگا ہوا ہے۔ طلسمی ہاتھ اسی کھجور لئے راستہ تلاش کرنے لگا۔

ماریا نے کہا:

"میں چٹان کے اندر جا کر غار ڈھونڈتی ہوں"۔

اور ماریا چٹان کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر جا کر اس نے دیکھا کہ ایک غار ہے اور غار کے درمیان میں ایک پتھر پر ایک انسانی ہاتھ باہر کو نکلا ہوا ہے۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہی وہ ہاتھ ہے جس میں جادوگر کے طلسم کی طاقت چھپی ہوئی ہے۔ ماریا نے فوراً اس ہاتھ کو پتھر سے اکھاڑ کر باہر نکل آئے۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل تبدیل کی۔ ماریا نے زور سے زمین پر دے مارا۔ چیخوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور ناگ نے ناگ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور وہ آسمان کی طرف پھر سناٹا چھا گیا۔ عین اس وقت جادوگر جو اپنی کوٹھڑی میں پرواز کر گئی۔ اس کا رخ وہاں سے ستر میل دور مشرق کی جانب کوئی دوسرا طلسم کر رہا تھا تڑپ کر فرش پر گر پڑا اور اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

!

محسوس ہوا کہ اس کی ساری طلسمی طاقت ختم ہو گئی ہے۔
اٹھا تو اس کے جسم میں آگ لگ گئی۔ اس نے چیخنا
شروع کر دیا۔ حمالہ اور کیٹی کوٹھڑی کی طرف دوڑیں کر
کے آنے تک جادوگر جل کر راکھ ہو چکا تھا۔

کیٹی نے خوش ہو کر حمالہ سے کہا:

"حمالہ تمہیں مبارک ہو۔ ماریا اور ناگ نے جادوگر
کی طلسمی طاقت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالا ہے
اور اب تم آزاد ہو۔"

حمالہ بے حد خوش ہوئی۔ اس نے کہا:

"مجھے میرے باپ کے پاس لے چلو۔"

کیٹی نے کہا:

"ماریا ادھر ہی آ رہی ہو گی۔ اسے آ لینے دو پھر
اکٹھے ہی چلیں گے۔"

جس وقت ماریا نے چٹان کے اندر جادوگر کی طلسمی
والے ہاتھ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اسی وقت حمالہ کے
نما انسان پر بھی طلسم کا اثر ختم ہو گیا اور وہ ایک دم۔
پورا انسان بن کر ناگ کے سامنے آ گیا۔ ناگ سمجھ گیا کہ
کے اندر ماریا نے اپنا کام کر ڈالا ہے۔

حمالہ کے سوداگر باپ نے ناگ کو گلے لگا لیا اور بولا:

"میں پھر سے انسان بن گیا ہوں۔ یہ تمہاری وجہ سے
ہوا ہے۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

ناگ نے اسے ساری بات بتائی کہ ماریا نے جادوگر کی
طلسمی طاقت کو تباہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ بھی انسان
بن گیا ہے۔ اور اس کا قد بڑھا ہو گیا ہے۔ ماریا بھی باہر آ
گئی۔ اس نے یروشلم کے سوداگر کو پورے قد میں دیکھا تو
خوش ہو کر بولی:

"حمالہ کا باپ تو ٹھیک ہو گیا۔"

حمالہ کے باپ نے کہا:

"یہ سب تمہاری مہربانیوں سے ہوا ہے مجھے بتاؤ
میری بیٹی اب کس حال میں ہے؟"

ماریا کہنے لگی:

"اسے بھی جادوگر کے طلسم سے نجات مل گئی ہو گی
میں ابھی جا کر اسے لے آتی ہوں۔ کیٹی وہاں پہلے
سے موجود ہے میں جا رہی ہوں۔"

ماریا ایک منٹ میں پرواز کرتی حمالہ کے گھر پہنچ گئی
جہاں واقعی کیٹی اور حمالہ اس کی راہ دیکھ رہی تھیں۔ کیٹی نے
ماریا کی خوشبو محسوس کرتے ہی کہا:

"ماریا! تم آ گئیں؟"

COURTESY WWW.PD[redacted]OKSFREE.PK

ماریا نے کہا:
"ہاں۔ میں آ گئی ہوں۔ کیا جادوگر کا طلسم ختم ہو گیا ہے؟"
"ہاں" کیٹی نے کہا۔ "وہ جل کر راکھ بھی ہو چکا ہے۔"
اب ماریا نے حمالہ کو بتایا کہ اس کا باپ بھی بالکل تندرست ہو گیا ہے اور اس پر سے بھی طلسم کا اثر ختم ہو گیا ہے۔ پھر ماریا اور کیٹی حمالہ کو لے کر غار میں آ گئی۔ اپنی بیٹی کو دیکھ کر باپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مگر یہ خوشی کے آنسو تھے۔
ناگ نے کہا:
"اب تم دونوں کو یروشلم والا اپنا گھر مبارک ہو جادوگر ختم ہو چکا ہے۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کی تلاش میں آگے بھی جانا ہے۔"
حمالہ اور اس کے باپ کو یروشلم شہر والے مکان میں چھوڑ کر کیٹی ناگ اور ماریا اپنے دوستوں عنبر اور تھیوسانگ کی کھوج میں بحیرہ روم کی طرف چل دیئے۔ آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ تھیوسانگ عنبر اور نئی دوست جولی سانگ۔ یہ تینوں بھی ناگ ماریا کیٹی کی تلاش میں موریطان کی طرف چلے تھے جو شمالی افریقہ میں بحیرۂ روم کے ساحل

کے قریب واقع ہے۔ موریطان کا شہر سمندر کے کنارے واقع تھا۔ خوبصورت سفید مکانوں میں کھجور کے درختوں کے جھنڈ اُگے ہوئے تھے۔ جس روز تھیوسانگ عنبر اور جولی سانگ اس شہر میں داخل ہوئے وہاں ایک رسم ہو رہی تھی۔ اس ملک یا شہر کی یہ رسم تھی کہ سال کے پہلے دن شہر کے دروازے پر بڑے بیل مندر کے پجاری آ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور جو کوئی مسافر سب سے پہلے شہر میں داخل ہوتا تھا اسے پکڑ کر مندر میں لے جاتے اور بیل کی مورتی کے آگے قربان کر دیتے تھے۔

اتفاق سے اس روز سب سے پہلے عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ داخل ہوئے۔ عنبر چونکہ آگے آگے تھا اس لئے پجاری کے اشارے پر سپاہیوں نے عنبر کو پکڑ لیا اور پجاری کے سامنے لے گئے۔ پجاری نے عنبر کے سر پر صندل چھڑک کر کہا:
"مبارک ہو۔ تمہیں بیل دیوتا نے اپنی قربانی کے لئے پسند کر لیا ہے۔ چلو۔ بیل دیوتا کے حضور چل کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرو۔"
عنبر نے تھیوسانگ اور جولی سانگ کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرانے لگے۔ پجاری بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی اس قربانی پر خوش ہو رہے ہیں۔ ورنہ یہاں ہر سال جس کو بھی ہم پکڑتے ہیں وہ رونا پیٹنا شروع کر دیتا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"کیا تم ہر سال اپنے بیل دیوتا کے سامنے انسان کی قربانی پیش کرتے ہو؟"

پجاری بولا: "ویسے تو ہم ہر ماہ ایک انسان [redacted] کے حضور قربان کرتے ہیں لیکن سال میں ایک مرتبہ اس خوش قسمت کو قربان کیا جاتا ہے جو سب سے پہلے شہر میں داخل ہوتا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پتھر کے بُت بیکار ہوتے ہیں اور وہ انسان کو کچھ نہیں دے سکتے وہ مجبور ہوتے ہیں۔ پتھر سوائے پتھر کے اور کچھ نہیں ہوتا اور انسان اسے اٹھا کر جدھر چاہے پھینک سکتا ہے۔"

پجاری غصّے سے کانپنے لگا۔ اس نے چیخ کر کہا:

"اس گستاخ نے ہمارے دیوتاؤں کی توہین کی ہے۔ اسے بھی پکڑ کر لے چلو۔ سب سے پہلے اسے قربان کیا جائے گا۔"

اب جُولی سانگ رہ گئی تھی۔ وہ چپ رہی۔ سپاہیوں نے تھیوسانگ کو بھی پکڑ لیا اور دونوں کو زنجیروں میں باندھ کر بڑے مندر میں لے گئے۔ یہاں پہلے سے بہت لوگ جمع تھے۔ دالان میں ایک بہت بڑا پتھر کا بیل بنا ہوا تھا۔ اس کے سامنے آگ کا الاؤ جل رہا تھا۔ یہ آگ کا الاؤ ایک بہت بڑے گڑھے میں جل رہا تھا۔ تھیوسانگ اور عنبر کو انہوں نے آگ کے پاس کھڑا کر دیا۔

جُولی سانگ نے تھیوسانگ سے پوچھا:

"تمہیں آگ نقصان تو نہیں پہنچائے گی؟ میرا خیال ہے کہ میں ان پجاریوں کو سبق سکھا دوں تو اچھا ہے۔"

تھیوسانگ ہنس کر بولا:

"ابھی خاموش رہو۔ یہ جو کرتے ہیں انہیں کرنے دو۔ ابھی ان کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔"

جُولی سانگ ایک طرف ہٹ گئی۔ پجاریوں نے الاؤ کے اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

عنبر مسکراتے ہوئے بولا:

"احمق پجاریو! تھوڑی دیر بعد تم ہماری پوجا کر رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس ارادے سے باز
آ جاؤ بتوں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی پوجا کرو
کیونکہ صرف وہی پرستش کے لائق ہے۔"
پجاری کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اس نے چلا کر کہا:
"ان کو آگ میں پھینک دو۔"
سپاہیوں نے اس حکم کے ساتھ ہی تھیوسانگ اور
آگ میں گرا دیا۔ ہر طرف لوگوں نے خوشی کے نعرے
کئے۔ آگ میں گرتے ہی تھیوسانگ اور عنبر ایک دوسرے
کے قریب آ گئے۔ آگ کے اندر ہر طرف سرخ انگارے
کے شعلے ہی شعلے تھے۔ مگر یہ آگ تھیوسانگ اور عنبر کو
کہہ سکتی تھی۔ عنبر نے _____
آہستہ آہستہ آگ کے گڑھے کے کنارے کی طرف بڑھے۔
سرخ انگاروں پر پاؤں رکھتے جب آگ کے گڑھے سے
نکلے تو لوگ انہیں بالکل زندہ حالت میں دیکھ کر دہشت
ہو کر رہ گئے۔ ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پجاری
سکتے میں آ گئے۔ عنبر اور تھیوسانگ آگ کے شعلوں میں
بڑے تکون کے ساتھ کھڑے مسکرا رہے تھے۔ پھر عنبر اور
تھیوسانگ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے آگ کے گڑھے سے
آ گئے۔ ان کے کپڑوں پر ذرا سی آنچ بھی نہیں آئی تھی
کے جسم کا ایک بال تک نہیں جلا تھا۔

بڑے پجاری نے چیخ کر کہا:
"ان میں شیطان کی بد روح آ گئی ہے۔ ان کو قتل
کر ڈالو۔"
سپاہی تلواریں لے کر آگے بڑھے۔ عنبر کو یہ خطرہ تھا کہ
کہیں تلوار کے وار سے تھیوسانگ کی انگلی نہ کٹ جائے۔
کیونکہ انگلی کے کٹ جانے سے تھیوسانگ کی موت واقع ہو
سکتی تھی۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا:
"تھیوسانگ! آگ میں چھلانگ لگا دو۔"
اور تھیوسانگ نے ایسا ہی کیا۔ اس نے آگ میں چھلانگ
لگا دی۔ سپاہی اب عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ مگر عنبر کا بھلا وہ کیا
بگاڑ سکتے تھے۔ عنبر نے تلواروں کے وار اپنے بازو پر لئے اور
سب کی سب تلواریں ٹوٹ گئیں۔ سپاہیوں نے نیزے نکال لئے
اب جول سانگ نے اپنی آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر سپاہیوں
پر پھینکی۔ ایک دھماکے سے دس بارہ سپاہی شعلوں میں خاکستر ہو
گئے۔ جول سانگ نے دوسری شعاع پتھر کے بیل پر پھینکی۔ بیل
کا بہت بڑا بت پھٹ کر پاش پاش ہو گیا۔ اس نیلی شعاع
میں راکٹ ایسی طاقت تھی جس کے ٹکراتے ہی پتھر بھی پاش
پاش ہو جاتے تھے۔

یہ منظر دیکھ کر بڑے پجاری نے وہاں سے بھاگنا ہی بہتر سمجھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ بھاگ کر کوٹھڑی میں چھپ گیا۔ اب تھیوسانگ بھی آگ سے باہر آ گیا تھا۔

عنبر نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"بھائیو! انسانی جانوں کو پتھر کے بتوں پر قربان نہ کرو۔ یہ محض پتھر ہیں۔ یہ خود اپنے اوپر سے مکھی تک نہیں اڑا سکتے۔ یہ تمہیں کیا دیں گے۔ صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ وہی ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔"

کچھ لوگوں نے عنبر کی بات کو پسند کیا کچھ اس کے خلاف ہو گئے اور کہنے لگے یہ شیطان کی طاقت والی آدمی ہے کو کسی طرح ختم کر دو اور جب عنبر پر حملہ کے لئے آگے بڑھے تو جولی سانگ نے آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر پر پھینکی۔ لوگوں کے آگے زمین پر دھماکے ہونے شروع ہو لوگ مندر سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر میں مندر خالی ہو گیا۔

بڑا پجاری جب بھاگ کر کوٹھڑی میں گیا تھا تو اس طلسم سامری کا عمل پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ وہ ایک پیالی پانی ڈال کر اس پر عمل پڑھ رہا تھا۔ بیل کے بت کے جانے سے بڑے پجاری کا مستقبل تباہ ہو سکتا تھا۔ پیالی

پانی پر عمل پڑھ کر وہ کوٹھڑی کے باہر آ گیا اور بولا:

"میں تمہارے آگے ہتھیار پھینکتا ہوں۔"

عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ نے اس کی طرف دیکھا۔

عنبر نے کہا:

"ہمیں خوشی ہے کہ تم نے بتوں کی پوجا سے توبہ کر لی ہے۔"

جونہی عنبر پجاری کی طرف بڑھا۔ بڑے پجاری نے پیالی والا طلسمی پانی اس پر پھینک دیا۔ پانی کے گرتے ہی عنبر نے بیل کے بت کی شکل اختیار کر لی۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ یہ دیکھ کر طیش میں آ کر پجاری کی طرف بڑھے۔ جولی سانگ کو اس قدر غصہ آیا کہ اس نے اپنی آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر بڑے پجاری پر پھینکی اور وہ دھماکے سے اُڑ گیا۔

تھیوسانگ نے پریشان ہو کر کہا:

"جولی سانگ یہ تم نے کیا بے وقوفی کی۔ پجاری زندہ رہتا تو ہم اس سے اس جادو کا توڑ معلوم کر سکتے تھے جس نے عنبر کو بیل کا بت بنا دیا ہے۔ اب ہمیں بڑی پریشانی اٹھانی پڑے گی۔"

جولی سانگ کو اب خیال آیا کہ واقعی اس نے حماقت کی ہے۔ وہ بولی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تھیوسانگ بھائی میں نے غصّے میں ایسی حرکت کی ہے۔ مجھے معاف کر دو۔ کیا اب عنبر بھائی دوبارا انسانی شکل میں نہیں آئے گا۔؟"

تھیوسانگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"اس پجاری نے جادو کیا ہوا پانی پھینکا تھا۔ اب اس جادو کا توڑ معلوم کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ہی عنبر انسانی شکل میں واپس آ سکے گا۔"

اتنے میں لوگ مندر میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ایک بیل کا بُت وہاں آ گیا ہے۔ وہ خوشی سے نعرے لگانے لگے کہ دیوتاؤں نے ان کے لیئے ایک اور بُت بھیج دیا ہے۔ انہوں نے عنبر کا بیل کا بت اٹھا کر دوبارا چبوترے پر لگا دیا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔ بڑے پجاری کا ایک شاگرد چھوٹا پجاری بھی تھا۔ اس نے عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ کو حیرت انگیز کرتبے کرتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی طاقتور مخلوق ہے۔ ان کو اپنے قابو میں کر کے ان کی طاقت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھ کر تھیوسانگ اور جولی سانگ کو ایک طرف لے گیا اور بولا:

"مجھے معلوم ہے کہ بڑے پجاری نے جادو کے

زور سے آپ کے ساتھی کو پتھر کے بیل میں تبدیل کر دیا ہے۔ مگر مجھے ایک طلسمی عمل آتا ہے جس کی مدد سے آپ کا ساتھی دوبارا انسانی شکل میں واپس آ سکتا ہے۔"

تھیوسانگ نے پوچھا:

"تو پھر تم وہ عمل پڑھ کر ہمارے ساتھی کو انسانی شکل میں واپس لے آؤ۔"

پجاری کہنے لگا: "مگر یہ عمل میں سال کی سب سے تاریک رات ہی میں پڑھ سکتا ہوں اور وہ رات ابھی گیارہ مہینوں کے بعد آئے گی۔"

جولی سانگ نے کہا:

"ہم گیارہ مہینے انتظار کر لیں گے مگر کیا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے؟"

مکار پجاری بولا:

"نہیں میری بہن! اس عمل کے سوائے دوسرا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ جس کی مدد سے آپ کا ساتھی انسان بن جائے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"بہتر ہے۔ ہم گیارہ مہینے اس شہر میں رہ کر اس رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا انتظار کریں گے۔"

پجاری بولا: "آپ کو شہر میں کسی دوسری جگہ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ اس مندر کے پیچھے جو کوٹھڑیاں ہیں وہاں رہ سکتے ہیں۔ آپ کو ہر طرح کا آرام پہنچایا جائے گا۔ کیوں کہ بڑے پجاری کے مر جانے سے اب میں ہی اس مندر کا پجاری ہوں اور سب میرا حکم مانیں گے۔

چنانچہ تھیوسانگ اور جولی سانگ اس مندر کی کوٹھڑیوں میں آکر رہنے لگے۔ دو دن بعد پجاری نے ایک خاص عمل کر کے شیطان کی ایک چیلی عورت کی بدروح کو اپنی کوٹھڑی میں بلایا اور سارا حال بیان کر کے پوچھا:

"ان لوگوں کے پاس جو طاقت ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ طاقت مجھے مل جائے۔ کیا تم مجھے کوئی ایسا منتر بتا سکتی ہو کہ جس کے پڑھنے سے ان دونوں کی طاقت میرے پاس آ جائے؟"

شیطان کی چیلی بدروح نے کہا:

"اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ تم کسی طرح جولی سانگ لڑکی کے سر کے سارے بال اُڑا دو جب اس کے سر کے بال اڑ گئے تو اس کی ساری طاقت ختم ہو جائے گی اور وہ بے ہوش ہو جائیگی۔"

پجاری نے سوال کیا۔

"اور اس کے ساتھی میں جو آگ میں گر کر بھی نہ جلنے والی جو طاقت ہے وہ میرے پاس کیسے آ سکتی ہے؟"

بدروح نے کہا:

"اس آدمی کا نام تھیوسانگ ہے۔ اس کی طاقت ختم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ایک پیالی میں میرا منتر پڑھ کر پانی پر پھونکو۔ پھر وہ پانی تھیوسانگ پر ڈال دو۔ اس کی طاقت ختم ہو جائے گی اور وہ بھی بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کی طاقت تمہارے اندر آ جائے گی۔ آگ تم پر اثر نہیں کر سکے گی۔"

پجاری بڑا خوش ہوا۔ صبح اٹھ کر اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ شہر میں جا کر ایک دکاندار سے ایسا سفوف خرید کر لے آیا جو اگر پانی میں ڈال کر اس پانی سے سر دھویا جائے تو سر کے سارے بال اُتر کر گر پڑتے ہیں۔ پجاری جانتا تھا کہ جولی سانگ صبح کو غسل خانے میں غسل کرتی ہے اس نے غسل خانے کے ٹب میں بال اتارنے والا سفوف ڈال کر حل کر دیا اور اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بعد جولی سانگ غسل خانے میں نہانے کے لئے داخل ہوئی۔ اس نے پانی سر پر ڈالا ہی تھا کہ اس کے سارے بال اُتر کر اس کے ہاتھ میں آ گئے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

غار کا مگرمچھ

جولی سانگ تو سکتے میں آ گئی۔

اس نے جلدی سے کپڑے پہنے اور غسل خانے سے نکلی ہی تھی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ پجاری اس کی تاک میں تھا۔ لپک کر آیا اور جولی سانگ کو اٹھا کر مندر کے نیچے ایک اندھیرے تہہ خانے میں بند کر دیا۔ اوپر آ کر اس نے اپنی آنکھ کو جھپکا کہ اس کے اندر سے نیلی شعاع نکلے مگر کوئی شعاع نہ نکلی۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس میں جولی سانگ کا ارادہ بھی شامل ہوتا تھا۔ اب یہ پجاری اس کا ارادہ کہاں سے لا سکتا تھا۔ وہ گھبرا سا گیا۔ اس نے اب تھیوسانگ کی طاقت حاصل کرنے کے لئے پانی پر دوسرا منتر پڑھ کر پھونکا اور تھیوسانگ کی کوٹھڑی میں آ گیا۔

تھیوسانگ نے پوچھا:

"کیسے آئے ہو پجاری؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری نے کہا:

"تمہارے لئے مقدس پانی لایا ہوں"۔

اور اس کے ساتھ ہی پجاری نے پانی تھیوسانگ پر پھینک دیا۔ تھیوسانگ پر پانی پڑا تو وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پجاری نے یہ دیکھنے کے لئے کہ اس میں تھیوسانگ کی طاقت آئی ہے کہ نہیں جلدی سے موم بتی جلا کر اس پر اپنا ہاتھ دیا۔ موم بتی کا شعلہ اس کے ہاتھ سے ٹکرا رہا تھا مگر اس کو ذرا سی بھی تکلیف نہیں ہو رہی تھی۔ پجاری خوشی سے اچھل پڑا۔ تھیوسانگ کی طاقت اس کے ہاتھ آ گئی تھی۔

پجاری اس پر ہی بہت مطمئن ہو گیا کہ اب اسے کوئی نہیں جلا سکتی۔ اس نے تھیوسانگ کو اٹھا کر مندر کے دوسرے تہہ خانے میں بند کر دیا۔ اب وہ مندر کے بڑے ہال کمرے میں آیا۔ وہاں لوگ عنبر بیل کی پوجا کر رہے تھے۔ سامنے آگ جل رہی تھی۔ پجاری نے لوگوں پر اپنی طاقت مظاہرہ کرنے کے لئے کہا:

"سنو! دیوتاؤں نے مجھے ایک خاص طاقت دی ہے تاکہ میں ان کے کام آ سکوں"۔

اس کے ساتھ ہی پجاری نے اپنی ٹانگ آگ میں دی۔ آگ کے شعلے اس کی ٹانگ سے لپٹ رہے تھے

آگ اسے بالکل نہیں جلا رہی تھی۔

پجاری نے ٹانگ باہر نکال کر کہا:

"یہ دیکھو میری ٹانگ بالکل نہیں جلی۔ میرے کپڑوں کو بھی آگ نہیں لگی۔ بس اب تم لوگ مجھے دیوتاؤں کا بیٹا کہا کرو اور میرے حکم کے آگے سر جھکا دیا کرو۔ بولو۔ کیا تم میرے حکم کی تعمیل کرو گے؟"

لوگ حیران ہو کر کھڑے تھے۔ فوراً سجدے میں گر گئے اور بولے:

"عظیم پجاری! تم سچ مچ دیوتاؤں کے بیٹے ہو۔ ہم تیرے غلام ہیں۔ تو جو کہے گا وہی کریں گے"۔

پجاری نے کہا: "تو پھر سنو۔ دیوتاؤں کو سونے کی ضرورت ہے۔ تمہارے گھروں میں جس قدر سونا اور سونے کے زیورات ہیں لا کر مندر میں جمع کرا دو۔ تاکہ میں انہیں دیوتاؤں کے حوالے کر سکوں"۔

لوگ اسی وقت اپنے اپنے گھروں کو بھاگے اور تھوڑی ہی دیر میں مندر میں سونے کے زیورات کا ڈھیر لگ گیا۔ پجاری نے سارا سونا نیچے تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دیا۔ وہ ایک منٹ میں دنیا کا امیر ترین آدمی بن گیا تھا۔ اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ عنبر بیل کی شکل میں چبوترے پر بت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنا کھڑا تھا۔ اسے کوئی ہوش نہیں تھی۔ وہ نہ کچھ دیکھ سکتا
نہ سن سکتا تھا اور نہ بول سکتا تھا۔ وہ پتھر بن کر رہ گیا
جولی سانگ اور تھیوسانگ مندر کے نیچے الگ الگ کو
میں بے ہوش پڑے تھے۔ پجاری مندر کا مالک بن کر بیٹھا
اس کے پاس اتنی دولت آ گئی تھی کہ اب اسے کسی
کی ضرورت نہیں تھی۔

اب ہم ذرا ناگ ماریا اور کیٹی کی طرف آتے ہیں۔
تینوں سفر کرتے آخر موریطان کے قریب ایک شہر میں
گئے۔ یہاں انہیں عنبر تھیوسانگ کی بالکل خوشبو نہ آئی
بھی اپنی عادت کے [redacted] انہوں نے شہر میں ان کی تلاش
کی دی۔ شام تک وہ ان کی تلاش میں لگے رہے۔ رات
نے ایک باغ میں گذاری۔ دن نکلا تو گھوڑوں پر سوار ہو
اگلے شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اگلا شہر موریطان کا شہ
جس کے مندر میں عنبر بیل کا بُت بنا ہوا تھا اور جولی سا
اور تھیوسانگ اسی مندر کے الگ الگ تہہ خانوں
بے ہوش پڑے تھے۔ ابھی موریطان پندرہ میل دور تھا
راستے میں انہوں نے ایک جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ ناگ
اور کیٹی قریب آ کر رُک گئے۔

ناگ نے ایک آدمی سے پوچھا:

"کیوں بھائی! آپ لوگ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟"

اس آدمی نے آہ بھر کر کہا:

"بھائی! تم اجنبی لگتے ہو۔ بات یہ ہے کہ اس گاؤں کے باہر ایک ویران تالاب ہے۔ اس تالاب میں ایک مگرمچھ رہتا ہے۔ وہ مگرمچھ اس زمین کا دیوتا ہے۔ اسے ہر ہفتے گاؤں والوں کی طرف سے ایک بچے کو پیش کیا جاتا ہے جس کو وہ ہڑپ کر جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ گاؤں کے کسی دوسرے آدمی کو ہفتہ بھر کچھ نہیں کہتا۔"

کیٹی نے پوچھا:

"یہ تم لوگ کب سے کر رہے ہو؟"

آدمی بولا: "ہمیں ایک مہینہ ہو گیا ہے۔ آج مشکل یہ پیش آئی ہے کہ گاؤں میں کوئی بچہ باقی نہیں رہا۔ اور مجبور ہو کر ایک موچی کی نوجوان بیٹی کو مگرمچھ کے آگے پیش کیا جا رہا ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اگلے مہینے اس لڑکی کی شادی ہونے والی تھی۔"

ناگ نے دیکھا کہ تھوڑی دُور ایک جگہ لڑکی کو گاؤں کی عورتیں مگرمچھ کے آگے ڈالنے کے لئے سجا بنا رہی تھیں۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ اور پاؤں رسّی سے باندھ دیئے تھے تاکہ وہ بھاگ نہ جائے اور مگرمچھ کی مصیبت وہاں کے دوسرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوگوں پر نازل نہ ہو جائے۔ لڑکی رو رہی تھی۔ اس کی ماں باپ بھی رو رہے تھے۔ گاؤں کا بڑا زمیندار بھی تھا۔ زمیندار ایک امیر آدمی تھا۔ اس کی اپنی بیٹی بھی تھی غریب کی بیٹی کو قربان کر رہا تھا۔

ناگ نے انہیں سمجھایا کہ یہ ظلم ہے اور میں ابھی ہلاک کرتا ہوں۔ اس پر لوگ ناگ کے مخالف ہو گئے۔

زمیندار غصّے میں گرج کر بولا:

"تم ہمارے دیوتا مگر مچھ کو مارنے والے کون ہوتے اوّل تو تم ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ اگر مگر مچھ مر ہمارے گاؤں پر ایسی مصیبت نازل ہو گی کہ سے سب کوڑھ کے مریض بن جائیں گے اور سسک کر دم توڑ دیں گے۔"

کیٹی بولی: "ٹھیک ہے۔ تم لوگ بے شک کی لڑکی کو قربان کرو۔ ہم تمہارے معاملات میں نہیں دیتے۔"

کیٹی نے ناگ کو ایک طرف لے جا کر سمجھایا کہ قبول کر۔" کو اپنے طور پر ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ اِس طرح سے جان بھی بچ جائے گی اور مگر مچھ بھی مرجائے گا۔ ناگ کیٹی کے اس خیال کی تائید کی۔ وہ وہاں سے آگے

جا کر انہوں نے ایک آدمی سے تالاب کی جگہ معلوم کی تالاب کے کنارے آ کر درختوں میں چھپ گئے۔

ناگ نے کہا:

"میں سانپ بن کر جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مگر مچھ کہاں ہے؟"

ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا تالاب دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہاں اسے مگر مچھ کہیں دکھائی نہ دیا۔ واپس آ گیا۔ اب اس نے ماریا سے کہا کہ وہ جا کر لائے۔ ماریا اڑ کر تالاب کے اوپر آ گئی۔ اتنی دیر گاؤں کے لوگ قربان ہونے والی لڑکی کو لے کر وہاں گئے تھے۔ انہوں نے لڑکی کو تالاب کے کنارے سیڑھیوں بٹھا دیا۔ لڑکی بے چاری کے پاؤں باندھ رکھے تھے۔ وہ جا رہی تھی۔ موت کے خوف سے اس کا جسم لرز رہا تھا پیچھے پیچھے ہٹ گئے۔

اب گاؤں کے زمیندار نے بلند آواز میں کہا:

"اے مگر مچھ دیوتا! تمہاری قربانی حاضر ہے۔ اس کو قبول کر۔"

اتنے میں تالاب کے اندر سے ایک بہت بڑا مگر مچھ باہر نکلا۔ اس نے لڑکی کو ٹانگ سے پکڑ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھسیٹا اور پانی کے اندر لے گیا۔ لوگوں نے خوشی
نعرے لگائے۔ ماریا بھی مگرمچھ کے ساتھ ہی پانی میں
کیا۔ دیکھتی ہے کہ مگرمچھ لڑکی کو کھینچ کر ایک غار میں
گیا۔ غار میں آگے جا کر پانی بالکل نہیں تھا۔ مگرمچھ
ایک انسان باہر نکل آیا۔ اس نے لڑکی کے منہ پر کپڑا
تاکہ وہ آواز نہ نکال سکے اور اسے اٹھا کر غار
چلنے لگا۔ ماریا یہ ماجرا دیکھ کر حیران ہوئی کہ یہ تو معاملہ
اور نکلا۔ اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ آدمی کون
اور لڑکی کو کہاں لئے جا رہا ہے۔ غار آگے جا کر ایک
گھوم گئی۔ آگے سیڑھیاں آ گئیں۔ آدمی لڑکی کو کاندھے
سیڑھیاں چڑھ کر جنگل میں نکل آیا۔ یہاں ایک کھنڈر
دو آدمی پہلے سے کھڑے تھے۔ انہوں نے لڑکی کو اٹھا
کھنڈر کے اندر لے گئے۔

ماریا ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ کھنڈر کے اندر ایک
میں انہوں نے لڑکی کو جا کر لٹا دیا۔ لڑکی بے ہوش ہو
تھی۔ اس جگہ تین لڑکے بھی بے ہوش پڑے تھے۔ یہ
تھے جنہیں پچھلے تین ہفتوں میں مگرمچھ دیوتا کے آگے
گیا تھا۔ اب تینوں آدمی وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ایک
نے کہا:

اب ان چاروں کو یہاں سے نکال کر موریطان کے
بڑے سوداگر کے پاس پہنچا دو اور اس سے ان
کی پوری پوری قیمت وصول کرو۔ اس بار لڑکی ہاتھ
آئی ہے۔ اس کی کافی قیمت پڑے گی۔"

ماریا خاموش کھڑی یہ سن رہی تھی۔ دوسرا آدمی کہنے لگا:

"ان چاروں کو بوریوں میں بند کر کے راتوں رات
یہاں سے نکال کر موریطان لے چلتے ہیں۔"

تیسرا آدمی بولا:

"نہیں موریطان کے بردہ فروش یعنی بچوں اور لڑکیوں
کی تجارت کرنے والے کے مکان کا پتہ ہے؟"

دوسرا آدمی بولا:

"کیوں نہیں۔ اس کا گھر شہر کے پہلے دروازے کے
اندر گلی کے کونے پر ہے اور اس کا نام گرداخ
ہے۔"

تیسرے آدمی نے کہا:

"بالکل ٹھیک ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ رات
ہونے کا انتظار مت کرو۔ گھوڑے تیار ہیں تم
لوگ ابھی مال کو لے کر گرداخ کے گھر کی طرف
روانہ ہو جاؤ۔ میں اسی جگہ تمہاری واپسی کا انتظار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کروں گا۔ اس سے پوری رقم لے کر آنا۔"

دو آدمیوں نے لڑکی اور تینوں لڑکوں کو بوریوں میں بند کر کے گھوڑوں پر لادا اور کھنڈر سے باہر آ کر گھوڑوں کو ہانکنے لگے۔ ماریا نے سوچا کہ یہ تینوں آدمی انسانیت کے دشمن ہیں اور انہوں نے کئی گھروں کے چراغ بجھائے ہیں اور اگر یہ زندہ رہے تو نہ جانے کتنے گھروں کو تباہ و برباد کریں گے۔ چنانچہ ان کا زندہ رہنا انسانیت کے لیے بہت خطرناک بات ہے۔ ماریا نے پہلا کام یہ کیا کہ تھیلے میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو گردن سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ زور سے دے مارا۔ اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے بعد وہ غار کے اندر گئی اور پانی سے مگرمچھ کی کھال لے کر باہر نکل آئی۔ باہر دونوں آدمی گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے کہ ماریا نے ان کے گھوڑوں کی بھاگیں پکڑ کر نیچے کر دیں۔ گھوڑے ہنہناتے ہوئے نیچے بیٹھ گئے۔ دونوں آدمی حیران ہوئے کہ گھوڑوں کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ سمجھے کہ گھوڑے ڈر گئے ہیں۔ اتنی دیر میں ماریا نے ان دونوں کو گردنوں سے دبوچ لیا۔ ماریا کی گرفت میں اس قدر طاقت تھی کہ دونوں آدمیوں کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔

ماریا نے کہا:

"تمہاری سزا یہی ہے جو میں تمہیں دے رہی ہوں۔ جو آدمی دوسروں کی اولاد کو اغوا کرتا ہے اور اسے فروخت کر دیتا ہے وہ ایک ہنستے بستے گھر کو اجاڑ کر رکھ دیتا ہے اور تم یہی کرتے رہے ہو۔ مگر آج کے بعد تم ایسا نہ کر سکو گے۔"

دونوں آدمی ہکا بکا ہو کر ادھر اُدھر تکنے لگے۔ ماریا نے ان کو فضا میں اتنی زور سے اچھالا کہ وہ دور اُوپر کے درختوں سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے اور ان کی ہڈیاں چور ہو گئیں۔ اب ماریا نے بوریوں میں سے بے ہوش بچوں اور لڑکی کو نکالا اور انہیں اٹھا کر ناگ اور کیٹی کے پاس آ گئی اور اسے سارا قصہ سنایا۔ ناگ بولا:

"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ معاملہ کچھ اور ہے۔ چلو اب ان بچوں کو ان کے ماں باپ کے حوالے کر دیں۔"

بچے اور لڑکی ابھی تک بے ہوش تھی۔ ناگ کیٹی اور ماریا نے اب ان بے ہوش بچوں کو لے کر جب گاؤں میں پہنچے تو بچوں اور لڑکی کے ماں باپ اپنے بچوں کو زندہ دیکھ کر خوشی سے ناچ اٹھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا :

"تالاب میں کوئی مگر مچھ دیوتا نہیں تھا بلکہ ڈاکو لوگ تھے جو تمہارے بچوں کو دوسرے شہر میں فروخت کرنے لے جا رہے تھے۔"

پھر کیٹی نے مگر مچھ کی کھال دکھا کر کہا :

"یہ دیکھو۔ ان میں سے ایک ڈاکو یہ کھال پہن کر تالاب میں ظاہر ہوتا تھا اور بچوں کو کھینچ کر نیچے لے جاتا تھا۔ تالاب کے اندر ایک غار ہے جو جنگل کے کھنڈر میں جا نکلتا ہے۔ تمہارے بچوں کو انہوں نے اس کھنڈر میں چھپا رکھا تھا۔ ہم انہیں وہاں سے نکال کر لائے ہیں۔"

گاؤں کا زمیندار بھی بہت متاثر ہوا۔ انہوں نے اور کیٹی کی خوب آؤ بھگت کی۔ انہیں تازہ دم گھوڑے دیئے اور پھر ناگ کیٹی اور ماریا موریطان کے شہر کی روانہ ہو گئے۔ کیونکہ ماریا کا کہنا تھا کہ اصل چوروں کا اور بردہ فروش گرداخ تو موریطان میں بیٹھا ہے اس کا کرنا بہت ضروری ہے تاکہ پھر کسی ماں باپ کا کوئی اغوا نہ ہو سکے۔ موریطان میں ماریا کو معلوم تھا کہ بردہ کے سردار گرداخ کا مکان کہاں ہے۔ کیونکہ اس نے

بچے اغوا کرنے والوں کو آپس میں باتیں کرتے سن لیا تھا۔ کیٹی ناگ اور ماریا سیدھے موریطان شہر کی ایک سرائے میں جا کر اتر گئے۔

اس شہر کے بڑے مندر میں عنبر بیل کا بت بنا موجود تھا اور اسی مندر کے تہہ خانوں میں جول سانگ اور تھیونگ بے ہوش پڑے تھے۔ سرائے میں اترنے کے بعد ناگ نے کہا :

"میں گرداخ بردہ فروش کے ہاں جاتا ہوں اور معلوم کرتا ہوں کہ اس نے لڑکوں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے کہاں رکھا ہوا ہے۔"

ماریا نے کہا :

"وہ تمہیں ایسے تو کبھی نہیں بتائے گا۔"

کیٹی بولی : "اس کے لئے کوئی چال چلنی ہو گی۔"

ناگ مسکرایا کہنے لگا :

"میں اسے کہوں گا کہ مجھے تمہارے مگر مچھ والے دوستوں نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ وہ مال لے کر دو ایک روز میں پہنچنے والے ہیں یہ نشانی اسے بتائی تو وہ مجھ پر اعتبار کرے گا۔"

کیٹی اور ماریا نے اس چال کو پسند کیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کہنے لگی:
"میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔"
ناگ نے کہا:
"تمہارے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ بہتر ہے تم کیٹی کے پاس رہو۔ میں تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گا۔"
یہ طے کر کے ناگ گرداخ بردہ فروش کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا مکان شہر کے پہلے دروازے دال گلی کے نکڑ پر تھا۔ ناگ نے مکان کے باہر چوکیدار سے پوچھا کہ کیا گرداخ کا گھر یہی ہے؟ چوکیدار بولا:
"یہی گرداخ سوداگر کا مکان ہے۔ مگر تم کوئی جوہری ہو کیا؟ کیوں کہ ہمارا مالک تو ہیروں کا کام کرتا ہے۔؟"
ناگ بولا: "ہاں میں بھی جوہری ہوں اور ملک شام سے آیا ہوں تم اندر جا کر خبر کرو۔"
چوکیدار نے اندر جا کر گرداخ کو خبر کی تو اس نے ناگ کو بلا لیا۔ ناگ اس کے سامنے گیا تو گرداخ نے اسے سر سے لے کر پاؤں تک گھور کر دیکھا اور پھر پوچھا:
"تم مجھے ہیروں کے تاجر نہیں لگتے۔ کون ہو تم؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا:
"میں تو پچھلے گاؤں میں جو تمہارے دوست مگر مچھ رہتے ہیں انہوں نے بھیجا ہے۔"
مگر مچھ کا نام سن کر گرداخ فوراً سمجھ گیا کہ یہ اس کے آدمیوں کا بھیجا ہوا بندہ ہے۔ اس نے ناگ کو تخت بٹھایا اور اس کے لئے شربت منگوایا۔ ناگ شربت پی گیا تو گرداخ نے کہا:
"اب بتاؤ انہوں نے تمہیں کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ میں ان کے مال کا انتظار کر رہا ہوں اور وہ پیغام بھیج رہے ہیں۔ آخر کیا بات ہے۔ وہ دیر کیوں کر رہے ہیں؟"
ناگ نے کہا:
"جناب بات یہ ہے کہ اس گاؤں کے لوگوں کے چھوٹے [redacted] ہو گئے ہیں۔ وہ تو ہم نے سب کے سب اغوا کر کے آگے بھیج دیئے ہیں اب صرف نوجوان لڑکیاں ہی رہ گئی ہیں۔"
گرداخ نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا:
"تو نوجوان لڑکیاں کیوں نہیں اغوا کر کے بھیجتے۔ ان کی زیادہ قیمت پڑتی ہے۔ مجھے ان کی زیادہ ضرورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ ابھی کل ہی شعالہ خالہ کا آدمی آیا تھا کہ
اسے سوڈان کے بادشاہ کے حرم میں داخل کرنے
کے لیے سات لڑکیوں کی ضرورت ہے۔"
ناگ بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا تھا کہ اس کی
کسی بات سے گرداخ کو شک نہ پڑ جائے۔ وہ بولا:
"شعالہ خالہ کو آپ مجھ سے ملوا دیں۔ میں آپ کی
طرف سے لڑکیاں لے کر اس کے پاس پہنچ جاؤں گا
آپ مجھے کوئی منافع نہ دیں۔ مجھے آپ کا کام کرکے
خوشی ہو گی۔"
گرداخ بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا:
"اگر تم میرے لئے کام کرنے پر تیار ہو جاؤ۔ تو میں
تمہیں ہر پھیرے پر ایک سو سونے کے سکے دوں گا
بولو تمہیں منظور ہے؟"
ناگ نے فوراً کہا:
"مجھے منظور ہے۔"
گرداخ بولا: "تو پھر آج ہی میرے ساتھ شعالہ خالہ
کے ہاں چلو۔ وہ اسی شہر میں رہتی ہے۔ سوڈان
سے وہ کل آئی ہے۔ میں بہت مصروف آدمی ہوں
مجھے مصر کے لئے بھی غلام اور کنیزیں خرید کر فروخت

کرنی ہوتی ہیں۔ اگر سوڈان کا مال تم میری طرف سے
ہوا تو میرا کام ہلکا ہو جائے گا۔"
ناگ سمجھ گیا کہ یہ جو شعالہ خالہ ہے یہ پوری شیطان کی
ہے اور اس کے ذریعے غریب لوگوں کی بچیاں اغوا
کر آگے فروخت کی جاتی ہیں۔
ناگ نے کہا:
"مجھے آپ رقعہ دے کر شعالہ خالہ کے ہاں بھجوا
دیں۔ آپ کو خود جانے کی کیا ضرورت ہے؟"
کیوں کہ ناگ کو گرداخ کی باتوں سے اندازہ ہو گیا تھا
گرداخ کے پاس اس وقت کوئی اغوا کیا ہوا لڑکا یا لڑکی
نہیں ہے اور شعالہ کے پاس اس وقت بھی دو لڑکیاں موجود
تھیں اور اسے مزید پانچ لڑکیوں کی ضرورت تھی۔ وہ بہت
جلد سوڈان کے بادشاہ کے دربار میں انہیں بیچنا چاہتی تھی۔
گرداخ بولا: "یہ ٹھیک ہے۔ تم اپنے ہی آدمی
ہو۔ تم سے ہماری کوئی چوری نہیں ہے۔ میں تمہیں
اپنا خط لکھ دیتا ہوں۔ یہ تم شعالہ خالہ کو جا کر
دے دینا اور پھر پرسوں تک تمہیں پانچ لڑکیاں
لا کر اس کو دے دینی ہوں گی۔"
ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیوں نہیں۔ یہ تو میرا فرض ہے۔ میں کل ہی
واپس روانہ ہو جاؤں گا اور گاؤں کی پانچ خوبصورت
لڑکیاں اغوا کر کے شغالہ خالہ کو پہنچا دوں گا۔"

"شاباش" گرداخ نے ناگ کے کاندھے کو تھپتھپاتے
ہوئے کہا:

"تم بڑے ذہین اور قابلِ اعتبار نوجوان ہو۔ اگر
پہلے تم ایسا آدمی میرے ساتھ ہوتا تو آج مجھے
اتنی مصیبتیں نہ اٹھانی پڑتیں۔ خیر اب بھی کچھ نہیں
بگڑا۔ تم خالہ کو مال دے کر میرے پاس آ جانا۔
میں تمہیں ایک اور گاؤں بتاؤں گا۔ وہاں بڑے
غریب لوگ رہتے ہیں۔ ان کے ہاں سے بھی
دو تین لڑکیاں بے ہوش کر کے اغوا کر لینا۔ باقی
سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ناگ نے دل میں کہا:

"تمہیں تو ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ ہمیشہ یاد کرو گے۔"

اوپر سے بولا:

"ٹھیک ہے گرداخ! میں ویسے ہی کروں گا جیسے
تم حکم کرو گے۔ میرے لیے کسی لڑکی کو اغوا کر کے
لانا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔"

اس کے بعد گرداخ نے شغالہ خالہ کے نام ایک
خط لکھ کر نیچے اپنی مہر لگائی اور ناگ کے حوالے کرتے
ہوئے کہا:

"شغالہ کو میرا آداب عرض کہنا اور یہ خط دے دینا۔"

ناگ نے گرداخ سے شغالہ خالہ کے گھر کا پتہ معلوم کیا
اور گھوڑے پر بیٹھ کر اس کے مکان کی طرف چل دیا۔ شغالہ
خالہ کا مکان شہر سے تھوڑا باہر کھلے کھیتوں کے قریب تھا۔
دن کے وقت بھی مکان کی دیواروں پر نسواری سا اندھیرا
چھایا ہوا تھا۔ سارے مکان پر نحوست برس رہی تھی۔ جو لوگ
گناہ کا کاروبار کرتے ہیں اور حلال کی روزی نہیں کماتے خدا
کریم ان کی روزی سے برکت اٹھا دیتا ہے۔ ان کے گناہوں
کی سزا حشر کے روز تو انہیں ضرور مل کر رہے گی مگر دنیا
میں بھی وہ منحوس ہو جاتے ہیں۔ اور جو روپیہ وہ ناجائز
طریقے پر دوسرے لوگوں کو دکھ دے کر کماتے ہیں وہ بھی ان
کے کام نہیں آتا اور وہ طرح طرح کی بیماریوں اور پریشانیوں
میں الجھے رہتے ہیں اور ایسے ہی کسی روز بیٹھے بیٹھے مر
جاتے ہیں۔ شغالہ کے چہرے پر بھی نحوست برس رہی تھی۔ کیونکہ
وہ ماؤں کے جگر کے ٹکڑے اغوا کر کے آگے بیچ دیتی تھی
جو بہت بڑا گناہ ہے اور جس سے پوری ایک نسل تباہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دی جاتی ہے۔

ناگ نے شغالہ کو گرداخ کا مہر والا خط دیا۔ اس نے خط کو غور سے پڑھا۔ پھر غور سے ناگ کو دیکھا پھر پوچھا:

"تم کب تک مجھے پانچ لڑکیاں اغوا کر کے دے سکتے ہو؟"

ناگ نے بڑا چالاک بردہ فروش بننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"میں تو کل ہی تمہیں پانچ لڑکیاں لا کر دے سکتا ہوں خالہ مگر مجھے یہ بتاؤ کہ کس قسم کی اور کتنی عمر کی لڑکیاں تمہیں چاہییں۔"

شغالہ خالہ نے کہا:

"یہی کوئی اٹھارہ انیس برس کے درمیان۔"

ناگ نے تیر نشانے پر لگانے کی کوشش کی اور کہا:

"شغالہ اگر تم مجھے کوئی اغوا کی ہوئی لڑکی دکھا دو تو مجھے لڑکیاں اغوا کرنے میں آسانی ہو گی۔"

شغالہ خالہ بولی:

"ٹھیک ہے۔ اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں موجود ہیں جن کو میں سوڈان سے اغوا کر کے لائی ہوں اور انہیں بابل لے جانا ہے۔ آؤ

تمہیں دکھاتی ہوں۔"

شغالہ ناگ کو دوسرے کمرے میں سے گذار کر تہہ خانے میں لے گئی۔ وہاں ایک چراغ جل رہا تھا۔ اس کی روشنی میں ناگ نے دو سیاہ فام لڑکیوں کو دیکھا جو دیوار کے ساتھ لگی سہمی ہوئی بیٹھی تھیں۔ ان کے چہروں پر خوف اور دہشت تھی۔

شغالہ نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"بس اس عمر کی لڑکیاں چاہئیں مجھے۔ اس عمر کی لڑکیاں اچھی ملازمہ اور کنیزیں بنتی ہیں۔"

ناگ کو ان لڑکیوں پر بے حد ترس آیا۔ نہ جانے کس ماں باپ کے دلوں کی دھڑکنیں تھیں یہ دو بچیاں کہ یہ شیطان کی خالہ شغالہ انہیں اغوا کر کے لے آئی تھی۔

ناگ تہہ خانے سے باہر آ گیا۔ بولا:

"خالہ! اور لڑکیاں بھی ہیں تمہارے پاس؟"

شغالہ نے ناگ کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"اس لیے کہ کیوں نہ ہم دونوں اپنا الگ کاروبار شروع کر دیں۔ میں تمہیں جتنی کہو گی لڑکیاں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکے اغوا کر کے لا دیا کروں گا۔"

شغالہ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر کہنے لگی:

"اس وقت میرے پاس صرف یہ دو ہی لڑکیاں ہیں باقی پانچ تم لا کر دو گے۔ اس کے بعد میں تم سے مل کر کاروبار شروع کر دوں گی۔ مگر میں زیادہ منافع نہ دے سکوں گی۔"

ناگ نے ہنستے ہوئے کہا:

"خالہ مجھے زیادہ منافع نہیں چاہیے۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔ کل لاؤں گا لڑکیاں۔"

شغالہ خالہ نے تاکید کی کہ کل شام ہونے سے پہلے پہلے آ جانا۔ ناگ الوداع کہہ کر مکان سے باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ گلی میں اس وقت کوئی آدمی نہیں تھا۔ کچھ دور ایک مکان کے باہر ناگ کا گھوڑا کھڑا تھا۔ ناگ نے جب دیکھا کہ گلی خالی ہے تو اس نے سانس اوپر کھینچا اور سانپ بن کر مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ وہ ڈیوڑھی میں سے رینگتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ یہاں اس نے شغالہ کو دیکھا کہ وہ ایک تھیلی کھولے سونے کے سکے گن رہی تھی۔ ناگ رینگتا ہوا تہہ خانے کی طرف چلا آیا۔ تہہ خانے کے دروازے پر آ کر وہ رینگتا ہوا

ایک سوراخ میں سے تہہ خانے میں آ گیا اور آتے ہی فوراً ہی انسانی شکل اختیار کر لی۔

دونوں حبشی لڑکیاں سہمی ہوئی سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اپنے سامنے اسی آدمی کو دیکھا جو تھوڑی دیر پہلے شغالہ کے ساتھ آیا تھا۔ وہ اور زیادہ ڈر گئیں۔

ناگ نے ان کی حبشی زبان میں کہا:

"مجھ سے ڈرو نہیں۔ میں تمہارا بھائی ہوں اور تمہیں یہاں سے نکال کر تمہارے گھر لے جانے آیا ہوں۔"

لڑکیوں نے اپنی زبان میں ناگ کو بولتے دیکھا تو کچھ حوصلہ ہوا۔ ایک لڑکی نے پھر بھی ڈرتے ڈرتے کہا:

"تم۔ تم بھی ہمیں دھوکہ تو نہیں دو گے؟"

ناگ نے کہا: "نہیں۔ میں تمہیں دھوکا دینے نہیں آیا۔ میرا نام ناگ ہے۔ میں صرف تمہیں یہاں سے نکال کر تمہارے گھر پہنچانے آیا ہوں۔"

دوسری لڑکی رونے لگ پڑی اور ناگ کے پاؤں پکڑ لئے۔

"ناگ بھیا! ہمیں ہمارے ماں باپ کے پاس پہنچا دے ہمارے ماں باپ رو رو کر مر جائیں گے۔"

اور دونوں لڑکیاں آہستہ آہستہ رونے لگیں۔

ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خاموش رہو اور جیسے میں کہوں ویسے ہی کرنا۔
میرے پاس ایک جادو ہے۔ میں اس جادو کے
ذریعے تمہیں یہاں سے نکالوں گا۔ میں ابھی آتا ہوں۔
یہ کہہ کر ناگ ستون کی اوٹ میں ہوگیا۔ وہاں اندھیرا
تھا۔ اندھیرے میں ناگ سانپ بن کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

○

سانپ کی پھنکار

ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا شغالہ کے کمرے میں آگیا۔

شغالہ خالہ کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔ وہ تخت پر بیٹھی سونے کے سکے گن کر تھیلی میں بند کر رہی تھی کہ ناگ ایک پھنکار مار کر اس کے سامنے تخت پر آکر پھن کو لہرانے لگا۔ شغالہ کا تو رنگ اڑ گیا۔ ہاتھ سے تھیلی گر گئی۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے۔ ہونٹ کانپنے لگے۔ موت کے خوف سے چہرہ زرد ہوگیا۔ ناگ کو خوب معلوم تھا کہ یہ عورت اگر زندہ رہی تو نہ جانے اور کتنی بے گناہ لڑکیوں اور بچوں کی زندگی تباہ کرے گی مگر وہ اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسے خوف زدہ کر کے اس سے وعدہ لینا چاہتا تھا کہ آئندہ سے وہ ایسا گناہ کا کام نہیں کرے گی اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہے۔ چنانچہ ناگ ایک منٹ تک اس کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے سانپ کی شکل میں پھنکارتا رہا۔ پھر ایک دم سے انسانی شکل میں واپس آگیا۔ شغالہ نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ مگر وہ اس قدر ڈری ہوئی تھی کہ اس سے بات نہیں ہوتی تھی۔

ناگ نے کہا:

"اب تم نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہوگا کہ میں کون ہوں؟ ہاں میں ناگ دیوتا ہوں۔ دنیا کے سارے سانپوں کا دیوتا۔ میں جہاں چاہے جا سکتا ہوں اور جو شکل چاہے بدل سکتا ہوں۔ میں اگر چاہتا تو تمہیں ڈس کر ایک پل میں ہلاک کر دیتا مگر میں نے اس لئے تمہیں نہیں مارا کہ مجھ سے وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی کسی لڑکی یا لڑکے کو اغوا کر کے آگے فروخت نہیں کرو گی۔ کیا تم وعدہ کرتی ہو شغالہ؟"

شغالہ نے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا دیا اور بولی:

"میں دل سے وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ کبھی کسی لڑکی یا لڑکے کو اغوا نہیں کروں گی۔ ناگ دیوتا! میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آئندہ سے یہ مکروہ کام کبھی نہیں کروں گی۔"

شغالہ نے بھولپنے میں شغالہ کے آگے اپنا آپ ظاہر کر دیا تھا۔ حالانکہ انسان کو کبھی کسی اجنبی کو اپنے دل کا راز نہیں بتانا چاہیے۔ انسان اپنے دل کا راز کھول کر پریشان ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ ناگ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جب اس نے شغالہ کو بتایا کہ میں ناگ دیوتا ہوں تو وہ اندر سے چونک پڑی۔ وہ اسی وقت ہی سے ناگ دیوتا کے بارے میں سنتی آئی تھی مگر اس نے ناگ دیوتا کو دیکھا کبھی نہیں تھا۔ شغالہ کا ایک حبشی ساتھی سوڈان کی پہاڑیوں میں رہتا تھا۔ وہ ایک مدت سے ملکہ صبا کے خفیہ خزانے کی تلاش کے لئے کوششیں کر رہا تھا مگر اسے ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اس حبشی کا نام بالم تھا۔ بالم نے ایک بار شغالہ کو بتایا تھا کہ ملکہ صبا کا خزانہ سوڈان کی پہاڑیوں میں ہی کسی جگہ دفن ہے مگر اس کا علم سوائے ناگ دیوتا کے اور کسی سانپ کو نہیں ہے۔ اگر ہم کسی طریقے سے ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر لیں تو ہم ملکہ صبا کا قیمتی خزانہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ ہماری نسلوں کو کام کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور ان کی سات پشتیں عیش کریں گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب جب شغالہ خالہ پر یہ بھید کھلا کہ یہی شخص ناگ دیوتا ہے تو اسے بے حد خوشی ہوئی مگر اس نے اپنی خوشی کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ اس نے خود ناگ کو سانپ کے روپ سے انسانی شکل میں آتے دیکھ لیا تھا۔ اب اسے کیسے یقین نہ ہوتا کہ یہی ناگ دیوتا ہے؟ شغالہ خالہ نے بڑی عیاری سے ناگ کے آگے ہاتھ باندھ لئے اور بولی:

"ناگ بیٹا! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہوں مگر میری ایک خواہش ہے۔ کیا تم وہ خواہش پوری کر دو گے؟"

ناگ نے کہا:

"بولو تمہاری کیا خواہش ہے۔"

شغالہ خالہ نے کہا:

"میری خواہش ہے کہ میں تمہارے ساتھ اپنی والدہ کی قبر پر جا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگوں اور ماں کی قبر کے آگے تمہارے ساتھ وعدہ کروں کہ میں پھر کبھی گناہ نہیں کروں گی۔ کیا تم مجھے میری ماں کی قبر پر لے چلو گے ناگ دیوتا؟"

ناگ نے پوچھا:

"تمہاری والدہ کی قبر کہاں ہے؟"

شغالہ بولی: "وہ سوڈان کے ایک پہاڑی علاقے میں ہے۔"

ناگ چونکہ شغالہ کو نیکی کے راستے پر لانا چاہتا تھا اس لئے اس کے ساتھ سوڈان جانے پر راضی ہو گیا اور بولا:

"یہ دو لڑکیاں بھی سوڈان کی ہیں۔ ہم آج شام کو انہیں بھی ساتھ لے کر ملک سوڈان کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی میری ایک بہن ہے کیٹی اس کا نام ہے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ہو جائے گی۔"

شغالہ کا فوراً ماتھا ٹھنکا کہ یہ ناگ دیوتا کی بہن بیچ میں کہاں سے آ گئی۔ اگر اس کی بہن ساتھ ہوئی تو ہو سکتا ہے ناگ دیوتا کو قابو کرنے میں دشواری ہو۔ فوراً اس نے روتے ہوئے کہا:

"ناگ دیوتا! بیٹا! میں اپنی ماں کی قبر پر صرف تمہیں ساتھ لے کر جانا چاہتی ہوں۔ اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ اکیلے ہی چلو۔ یہ میری بہتر زندگی اور نیک مستقبل کا سوال ہے۔"

ناگ نے سوچا کہ اگر اس کے اکیلے جانے سے ایک عورت کی زندگی بہتر ہو سکتی ہے تو اس میں حرج کی کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بات نہیں۔ اس نے شغالہ سے وعدہ کر لیا کہ وہ اکیلی
ہی اس کے ساتھ جائے گا۔ واپس آ کر ناگ نے کیٹی اور
ماریا سے بات کی اور کہا کہ وہ شغالہ کی ماں کی قبر
ہو کر اور دونوں حبشی لڑکیوں کو ان کے ماں باپ کے
پاس پہنچا کر سوڈان سے دو دنوں ہی میں واپس آ
جائے گا۔ کیوں کہ سوڈان وہاں سے صرف ایک دن کے
سفر پر تھا۔ پہلے تو کیٹی اور ماریا نہ مانی۔ ماریا نے کہا کہ
وہ اس کے ساتھ جائے گی۔ ناگ بولا:

"میں نہیں چاہتا کہ کیٹی یہاں اکیلی رہ جائے۔
تمہیں کیٹی کے ساتھ رہنا چاہیے۔ میں اپنی حفاظت
کر سکتا ہوں اور پھر دو ایک دن کی تو بات
ہے۔ میں پرسوں تک واپس آ جاؤں گا۔ یہ ایک
عورت کو نیکی کی راہ پر ڈالنے اور دو معصوم
حبشی لڑکیوں کو ان کے ماں باپ کے پاس پہنچانے
کا معاملہ نہ ہوتا تو میں کبھی نہ جاتا۔"

اسی روز شام کو ناگ نے شغالہ اور دونوں حبشی
لڑکیوں کو ساتھ لیا اور تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر
سوڈان کی طرف سفر شروع کر دیا۔ رات انہوں نے سفر میں
گذار دی۔ دوسرے دن تھوڑا آرام کیا اور پھر دن کے دس

بجے کے قریب وہ سوڈان میں پہنچ گئے۔ ناگ نے سب
سے پہلا کام یہ کیا کہ دونوں حبشی لڑکیوں کو ان کے
ماں باپ کے پاس پہنچایا۔ پھر شغالہ اسے لے کر کارواں
سرائے میں اتر گئی اور ناگ سے کہنے لگی:

"تم یہاں آرام کرو۔ میں بازار جا کر کچھ کھانے
پینے کو لاتی ہوں۔ ہم یہاں کھانا کھا کر قبرستان
چلیں گے۔"

ناگ کے دل میں ابھی تک ذرا سا بھی شک پیدا نہیں
تھا کہ یہ عورت اس کے ساتھ فریب کر رہی ہے۔
سرائے میں ہی بیٹھا رہا۔ اس شہر میں آتے ہی ناگ
نے فضا میں سونگھ کر دیکھ لیا تھا کہ وہاں عنبر اور تھیوسلنگ
کی خوشبو بالکل نہیں تھی۔ پھر بھی شغالہ کے جانے کے
بعد وہ شہر میں ان کی تلاش میں نکل گیا۔ دوسری طرف شغالہ
پہلی سوڈان کے شہر کے باہر پہاڑیوں میں اپنے حبشی ساتھی
بالم کے مکان پر پہنچ گئی۔ اس زمانے میں سوڈان کے شہر
کا نام بھی سوڈان ہی تھا۔ آج کل تو اس کے دارالحکومت
کا نام خرطوم ہے۔ مگر اس زمانے میں اسے سوڈان کے
نام ہی سے پکارا جاتا تھا۔

حبشی بالم نے شغالہ کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شغالہ! تم کہاں سے اچانک آ گئی ہو۔ ضرور
میرے لئے کوئی خوش خبری لائی ہو گی۔"
شغالہ نے بیٹھتے ہوئے کہا:
"بالم! میں تمہارے لئے ایک ایسی خبر لائی ہوں
کہ جس کو سننے کے لئے تم ایک مدت سے
ترس رہے تھے۔"
بالم شغالہ کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور بولا:
"شغالہ! کیا تمہیں ملکہ صبا کے خزانے کا نقشہ
مل گیا ہے؟"
شغالہ نے کہا:
"نقشے سے بڑھ کر مجھے ناگ دیوتا مل گیا ہے
جو تمہیں خود ملکہ صبا کے خزانے کے پاس لے
جائے گا۔"
حبشی بالم اچھل پڑا: "کیا تم سچ کہہ رہی ہو
شغالہ؟"
"کیوں نہیں؟" مکار عورت نے کہا: "ناگ
دیوتا اس وقت انسانی شکل میں میرے ساتھ
ہے اور سرائے میں بیٹھا ہے۔ میں اسے ایک
خاص بہانے سے گھیر کر لائی ہوں۔" پھر شغالہ

نے حبشی بالم کو ساری بات بیان کر دی:۔
"اب یہ تمہارا کام ہے کہ ناگ دیوتا سے
ملکہ صبا کے خزانے کا کیسے پتہ چلایا جائے کیونکہ
وہ بڑی زبردست طاقت رکھتا ہے۔"
بالم نے پوچھا:
"مگر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہی ناگ دیوتا ہے؟"
شغالہ بولی: "اس نے میرے سامنے سانپ سے
انسانی شکل تبدیل کی تھی۔ میں تو دنگ رہ گئی۔
پھر اس نے خود ہی بتایا کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔"
حبشی بالم بے چینی سے ٹہلنے لگا۔
شغالہ نے کہا:
"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مجھے جلدی
اس کے پاس واپس جانا ہے۔ میں اسے زیادہ سے
زیادہ آج کا دن سرائے میں ٹھہرا سکتی ہوں۔ میں
دوپہر کے بعد پھر تمہارے پاس آؤں گی۔ اس
دوران میں تم ناگ کو اپنے قبضے میں کرنے کا کوئی
طریقہ سوچ رکھنا۔"
یہ کہہ کر شغالہ چلی گئی۔ وہ سیدھی سوڈان کے بازار میں
گئی۔ وہاں سے اس نے کچھ بھنی ہوئی مچھلی اور پھل خریدے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سرائے میں آ گئی۔ ناگ شہر کی آوارہ گردی کر کے واپس آ چکا تھا۔ شغالہ نے پھل اور مچھلی دستر خوان پر سجا دی اور کہا:

"کھانا کھانے کے بعد ہم قبرستان جائیں گے۔ میری ماں کی روح میرے انتظار میں ضرور بے چین ہو رہی ہو گی۔"

پھر وہ نقلی آنسو بہانے لگی اور بولی کہ مجھے اپنی ماں سے بڑی محبت تھی۔ وہ مجھے خواب میں بھی آیا کرتی ہے۔ ناگ نے اس کی طرف زیادہ دھیان نہ دیا۔ شغالہ کا دل رکھنے کے لئے تھوڑی سی مچھلی کھائی اور بولا:

"چلو۔ قبرستان لے چلو مجھے۔ میں چاہتا ہوں کہ شام ہونے تک میں واپس روانہ ہو جاؤں۔"

شغالہ ناگ کو سوڈان کے پرانے قبرستان میں لے گئی۔ وہاں پہنچ کر ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے رونے لگی اور بولی:

"یہی میری پیاری ماں کی قبر ہے۔"

اور وہ اداکاری کرتے ہوئے قبر کے ساتھ لپٹ کر رونے لگی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیا اور بولا:

"اب جلدی سے ماں کی قبر کے پاس کھڑی ہو کر

مجھ سے عہد کرو کہ تم آئندہ کبھی گناہ نہیں کرو گی۔ کبھی کسی بچے یا بچی کو اغوا نہیں کرو گی اور اسے فروخت نہیں کرو گی۔"

شغالہ کو وعدہ کرنے میں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ قبر پر رکھ دیا اور بولی:

"میں اپنی ماں کی قبر پر تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ کبھی کسی لڑکی یا لڑکے کو اغوا کر کے فروخت نہیں کروں گی۔"

یہ فقرہ شغالہ نے تین بار دہرایا اور ناگ کی طرف دیکھ کر بولی:

"اب میرے دل کو سکون آ گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری ماں کی روح کو بھی سکون مل گیا ہو گا آؤ واپس شہر چلتے ہیں۔ میں تمہیں اس شہر کی سب سے بڑی جھیل کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔"

ناگ نے دن ڈھلتے ہی سوڈان سے رخصت ہو جانے کا پروگرام طے کر رکھا تھا۔ وہ شغالہ کے ساتھ جھیل کی سیر کرنے چل دیا۔ دوسری طرف حبشی بالم گھبرایا ہوا اپنے ایک پیر استاد کے پاس گیا اور بولا:

"استاد! مجھے ایک ایسے سانپ کو قابو میں کرنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے جو سانپوں کا بادشاہ ہے۔ مجھے کوئی
ترکیب بتاؤ۔"

پیرا اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا:

"مجھے اصل بات بتا دو۔ پھر میں تمہاری ہر
طرح سے مدد کروں گا۔ ورنہ تم کسی بھی سانپ
کو قابو نہیں کر سکو گے۔"

حبشی بالم نے سوچا کہ ملکہ صبا کا بہت بڑا خزانہ
ہے۔ اگر استاد پیرا کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے
تو خزانے میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ اس نے استاد پیرے
کو ساری بات کھول کر بیان کر دی۔ استاد پیرے نے جب
اصل بات سنی تو چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔ بولا:

"بالم! تم نے تو کمال کر دیا۔ ناگ دیوتا تو کبھی
کسی پر اپنا آپ ظاہر نہیں کرتا۔ اب میں
تم سے سودا کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھ سے وعدہ
کرو کہ ملکہ صبا کے خزانے کا تیسرا حصہ تم مجھے دے
دو گے تو میں ناگ دیوتا کو قابو کرنے کا طریقہ تمہیں
بتا دوں گا۔ بلکہ تمہارے سامنے ناگ دیوتا کو ایسا تقاضے
میں کروں گا کہ وہ خود بخود ہمیں خزانے کا پتہ
بتا دے گا۔"

بالم نے اس تشویش کا اظہار کیا:

"مگر استاد! کیا تمہیں یقین ہے کہ ناگ دیوتا کو
تم اپنا غلام بنا سکو گے؟"

استاد پیرا ہنس کر کہنے لگا:

"بالم! یاد رکھو۔ انسان کی عقل کا کوئی جانور
کوئی درندہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے پاس ایک
ایسا منتر ہے کہ جب میں پڑھ کر ناگ دیوتا پر
پھونکوں گا تو تم دیکھنا کہ اس کا کیا حال ہوتا
ہے۔ اب تم کسی طرح اسے میرے جھونپڑے
میں لے آؤ۔"

بالم نے کہا:

"میں شام ہونے سے پہلے پہلے ناگ دیوتا کو تمہارے
پاس بھجوا دوں گا۔ اسے شغالہ لے کر آئے
گی میں اس کے پیچھے پیچھے ہوں گا۔ تم اپنے
منتر کو تیار رکھنا۔"

یہ کہہ کر حبشی بالم وہاں سے نکل کر سیدھا اس سرائے
میں پہنچا جہاں شغالہ ناگ کے ساتھ اتری ہوئی تھی۔ وہ
فقیر کے بھیس میں تھا۔ شغالہ نے اسے پہچان لیا اور کسی
بہانے اس کے پاس آ گئی۔ بالم نے اسے ساری سکیم سمجھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دی اور کہا ،

"اب تمہارا کام ہے کہ تم کسی طریقے سے ناگ دیوتا کو استاد سپیرے کے پاس لے چلو۔ تم استاد سپیرے کی جھونپڑی سے واقف ہو ناں ؟"

"ہاں میں نے اس کا جھونپڑا دیکھ رکھا ہے" شغالہ نے کہا۔

تھوڑا سا غور کرنے کے بعد بولی ،

"تم استاد سپیرے سے جا کر کہہ دو کہ میں ناگ دیوتا کو لے کر ایک گھنٹے بعد پہنچ رہی ہوں" بالم تیزی سے واپس چلا گیا۔

ناگ کوٹھڑی سے باہر نکل آیا اور پوچھنے لگا ،

"کون تھا یہ شغالہ ؟"

شغالہ نے آنسو بھر کر کہا ،

"کیا بتاؤں ناگ دیوتا! یہ ایک فقیر تھا۔ یہاں کے فقیر روحوں سے باتیں کر لیتے ہیں۔ وہ مجھے بتا کر گیا ہے کہ میری ماں کی روح اس کے پاس آئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ شغالہ سے کہو کہ جنگل میں گورو ناتھن کے جھونپڑے میں جا کر اس کے آگے ناریل کا نذرانہ پیش کرے۔ اس کا دیا ہوا ناریل میرے پاس پہنچ جائے گا۔"

ناگ ان باتوں پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا مگر اس نے شغالہ کا دل رکھنے کے لئے حامی بھر لی اور ——— شغالہ کے ساتھ گورو ناتھن کے ڈیرے پر چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ شغالہ ناگ کو لے کر دوپہر کے بعد جنگل میں استاد سپیرے کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے جاتے ہی استاد سپیرے کو ہاتھ باندھ کر کہا :

"مہاراج گورو ناتھن! میں ناریل کا نذرانہ پیش کرنے آئی ہوں۔ یہ ناریل میری ماں کی روح کو پہنچا دیں۔"

اور شغالہ نے ناریل اس کے آگے رکھ دیا۔ استاد سپیرا شغالہ کو جانتا تھا۔ اس نے ایک نظر ناگ پر ڈالی۔ فوراً اس کی آنکھوں کے رنگ روپ سے سمجھ گیا کہ یہ ناگ دیوتا ہے۔ اس نے منتر دل ہی دل میں پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ شغالہ کی طرف دیکھ کر بولا :

"یہ کون ہے جس کو تم اپنے ساتھ لائی ہو ؟"

شغالہ نے عاجزی سے کہا ،

"گورو جی! یہ میرا بھائی ہے۔ مجھے جنگل میں اکیلی آتے ہوئے ڈر لگ رہا تھا اس لئے اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے ساتھ لے آئی ہوں۔"

اُستاد سپیرے نے کہا:

"تمہیں اکیلی آنا چاہیے تھا۔ اب اپنے اس بھائی کو کہو کہ تمہارے ساتھ آنکھیں بند کر کے خاموش بیٹھ جائے۔ میں تمہاری والدہ کی روح کو بلاتا ہوں۔"

ناگ کو یہ سب فضول معلوم ہو رہا تھا مگر محض شغالہ کا دل رکھنے کے لئے وہ خاموش رہا اور آنکھیں بند کر کے شغالہ کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ شغالہ نے آنکھیں ذرا سی کھول کر استاد سپیرے کو اشارہ کیا کہ ہی ناگ دیوتا ہے۔ استاد سپیرے نے اسے آنکھ مار کر یہ اشارہ دیا کہ میں سمجھ گیا ہوں تم فکر نہ کرو۔ اور استاد سپیرے نے دل ہی دل میں ناگ دیوتا کو قبضے میں کرنے والا سب سے بڑا اور سب سے گرم اور طاقتور منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے منتر ختم کرتے ہی ناگ کے چہرے پر زور سے پھونک ماری۔ پھونک ناگ کے چہرے پر پڑی تو اسے یوں لگا جیسے کسی نے اس کے جسم میں آگ لگا دی ہے۔ وہ اپنی جگہ سے پانچ چھ فٹ اوپر اچھلا اور جب نیچے زمین پر گرا تو ایک سبز رنگ کا چھوٹا سانپ بن چکا تھا۔

استاد سپیرے نے چلا کر کہا:

"شغالہ! ہم نے ناگ دیوتا کو قبضے میں کر لیا ہے۔"

ایک طرف جھاڑیوں میں حبشی بالم بھی یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کو اچھل کر سبز سانپ کے روپ میں بدلتے دیکھا تو فوراً جھاڑیوں سے باہر نکل آیا۔

استاد سپیرا بولا:

"بالم! ہم کامیاب ہو گئے۔ ناگ دیوتا کو میں نے اپنے منتر سے قابو کر لیا ہے۔ اب یہ ہمارا غلام ہے۔ میں جو کہوں گا یہ وہی کرے گا۔"

شغالہ اور بالم بڑے تعجب سے ناگ کو تکنے لگے جو ایک چھوٹے سبز سانپ کی شکل میں زمین پر لوٹنی مارے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

استاد سپیرے نے سانپ کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اب اسے کچھ یاد نہیں رہا کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اب یہ صرف میرا غلام ہے۔ اس کی آنکھیں مگر روشن ہیں اور یہ زمین کے اندر سب کچھ دیکھ رہا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس نے ناگ سے انسانی زبان میں کہا،
"ناگ دیوتا! تو میرا غلام ہے۔ مجھے بتا کہ ملکہ
صبا نے اپنا خزانہ کس جگہ دفن کیا ہوا ہے؟
چل ہمیں وہاں لے چل"۔
ناگ نے سر جھکا دیا اور سانپ کی زبان میں بولا۔
"آقا! میرے پیچھے پیچھے آؤ"۔
استاد سپیرے نے خوشی سے اچھل کر کہا،
"بالم: یہ اصلی ناگ دیوتا ہے۔ یہ سانپ کی
زبان میں بات کر رہا ہے۔ میں اس کی
زبان جانتا ہوں"۔
پھر اس نے ناگ دیوتا سے کہا،
"ہمارے آگے آگے خزانے تک چل"۔
ناگ نے رینگنا شروع کر دیا۔ شغالہ، حبشی بالم اور
استاد سپیرا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ ناگ سانپ
آگے آگے جا رہا تھا۔ وہ پہاڑی راستوں سے ایک
چٹان کے قریب رک گیا۔
استاد سپیرے نے اس سے پوچھا،
"کیا خزانہ تم نے دیکھ لیا ہے؟"
ناگ سانپ بولا:

"ہاں میرے آقا! میں نے خزانہ دیکھ لیا ہے۔
اس جگہ آپ کھڑے ہیں اس کے بالکل سامنے
پانچ قدم چلنے کے بعد چٹان میں ایک غار ہے
اس غار کے اندر تہہ خانے میں ملکہ صبا کا خزانہ
موجود ہے"۔
چٹان کے غار کے آگے بھاری سل کھڑی تھی۔ استاد
سپیرے اور بالم نے مل کر اس سل کو ایک طرف ہٹا
پھر وہ اندر داخل ہونے لگے تو استاد سپیرے نے
ناگ دیوتا سے کہا:
"اندر جا کر خزانے کے سانپ کو منع کر دے کہ وہ
ہم میں سے کسی کے مقابلے پر نہ آئے نہیں
تو میں اسے بھسم کر ڈالوں گا"۔
ناگ سانپ غار میں چلا گیا۔ استاد سپیرا، بالم اور
شغالہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ غار سینکڑوں برس
سے بند تھا۔ اندر جالے لگے ہوئے تھے۔ ایک جگہ چھت
سے مسلسل پانی ٹپک رہا تھا۔ آگے جا کر انہیں ایک انسانی
ہڈیوں کا ڈھانچہ ملا۔ استاد سپیرے نے بالم کو بتایا کہ یہ
کسی ایسے بدنصیب کا ڈھانچہ ہے جو اس خزانے کی تلاش
میں یہاں آ کر پھنس گیا اور پھر اسی جگہ مر گیا۔ ناگ سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک مٹی کی دیوار کے پاس جا کر رُک گیا۔ اس نے پھنکار مار کر
دوسری طرف خزانے کے سانپ کو آواز دے کر کہا:
"میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔ جو لوگ خزانہ لینے
آ رہے ہیں ان پر حملہ مت کرنا۔ یہ تم پر منتر پھونک
کر تمہیں بھسم کر دیں گے۔"
دوسری طرف سے خزانے کے سانپ نے سوراخ میں سے
جھانک کر ناگ دیوتا کی طرف دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ کسی نے
ناگ دیوتا پر جادو کر دیا ہے۔ ورنہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا
کہ ناگ دیوتا خود لٹیروں کو خزانے کے پاس لے کر آئے۔
خزانے کے سانپ کو سخت افسوس ہوا کہ ملکہ صبا کا خزانہ
اس کے پاس سے چھین لیا جائے گا جو کہ ایک امانت ہے
جس کی وہ سینکڑوں برس سے حفاظت کر رہا ہے۔ خزانے
کے سانپ نے اس وقت ناگ دیوتا کو یہی جواب دیا کہ
"ناگ دیوتا۔ تم جو کہو گے وہی ہو گا لیکن ساتھ ہی خزانے
کے لٹیروں کو ختم کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا۔ خزانے کے سانپ
کے پاس پرانے زمانے کے ایک ہتھیار کا مہرہ بھی موجود
تھا جو اس کو اس لئے دیا گیا تھا کہ اگر کوئی ڈاکو چٹان
کو توڑ کر خزانے تک پہنچ جائے تو وہ اسے اس
مہرے کی مدد سے
ہلاک کر دے۔ اس مہرے

میت یہ تھی کہ اگر خزانے کا سانپ اس کو
منہ میں لے کر پھنکار مارے تو اس کے منہ
زہریلا شعلہ نکلے گا جو دشمن کے جسم پر پڑتے
ہی جلا کر بھسم کر ڈالے گا۔ خزانے کا سانپ
مہرہ اٹھانے ہی لگا تھا کہ دیوار توڑ کر استاد
اور بالم اور شنکار اندر آ گئے۔
ملکہ صبا کے خزانے کی جگمگاہٹ دیکھ کر ان کی آنکھیں
کھلی کی کھلی رہ گئیں اتنا بڑا خزانہ
میں سے کسی نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ بالم اور
بڑا تو جواہرات اور ہیرے موتیوں کی تھیلیوں کو اچھالنے
لگا۔ خزانے کا سانپ اور ناگ سانپ ایک طرف
خاموش بیٹھے تھے۔ خزانے کے سانپ نے بڑے ادب
سے سانپوں کی خاص بولی میں جو خطرے کے وقت
سانپ بولا کرتے ہیں۔
ناگ دیوتا سے کہا:
"ناگ دیوتا! میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔"
ناگ سانپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اپنی سُرخ
سُرخ آنکھوں سے خزانے کے سانپ کو اس طرح
گھورا جیسے اسے خاموش رہنے کا حکم دے رہا ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانے کا سانپ چوکنا ہو رہا۔ اس کی نظریں سامری کے مہرے پر لگی تھیں جو جواہرات کے درمیان پڑا تھا۔ اچانک استاد پیرے نے وہ مہرہ اٹھا لیا اور اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا:

"یہ ضرور سلیمانی مہرہ ہے۔ یہ بڑے کام کی چیز معلوم ہوتی ہے۔ میں اسے اپنے پاس رکھوں گا۔"

استاد پیرے نے سامری کا مہرہ اٹھا کر ایک طرف اپنے قریب ہی رکھ لیا۔ خزانے کے سانپ کی آنکھیں اس مہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

پیرے نے شغالہ سے کہا:

"ہمیں اسی وقت یہاں سے خزانے کو نکال کر باہر لے جانا چاہیے۔"

شغالہ نے کہا:

"ہمارے پاس ایسی بوریاں نہیں ہیں جن میں ہم ان جواہرات اور موتیوں کو بند کر سکیں۔"

بالم کہنے لگا:

"تم لوگ اس جگہ ٹھہرو۔ میں جا کر چار گدھے

اور دس بارہ بوریاں لے کر آتا ہوں۔ پھر ہم اس خزانے کو یہاں سے نکال کر لے جائیں گے۔"

یہ کہہ کر بالم چلا گیا۔ اب وہاں صرف استاد پیرا، ناگ سانپ اور شغالہ ہی رہ گئے۔ وہ خزانے کی بندھی ہوئی تھیلیوں کے منہ کھول کھول کر ہیرے موتیوں اور سونے کے زیورات کو دیکھنے لگے۔ وہ بے حد خوش تھے۔ اتنے خوش کہ استاد پیرا طلسمی مہرے کو بھی بھول گیا۔ خزانے کے سانپ نے جلدی سے مہرہ اپنے منہ میں لے لیا۔ پھر وہ رینگتا ہوا شغالہ اور استاد پیرے کے پیچھے آ گیا۔

پیچھے آتے ہی خزانے کے سانپ نے اپنے منہ سے پھنکار مار کر آگ کا شعلہ نکالا اور سیدھا استاد پیرے اور شغالہ پر پھینک دیا۔ یہ شعلہ زہریلا بھی تھا۔ اس کی آگ اتنی تیز تھی کہ استاد پیرے اور شغالہ کی ہڈیاں تک پگھل گئیں۔ استاد پیرے کے مرتے ہی ناگ کی یادداشت واپس آ گئی۔ اس نے خزانے کے سانپ کی طرف دیکھ کر کہا:

"تم نے بہت اچھا کیا جو ان دشمنوں کو موت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے گھاٹ اتار دیا۔

خزانے کے سانپ نے ناگ دیوتا کی طرف دیکھا اور خوش ہو کر بولا:

"خدا کا شکر ہے عظیم ناگ دیوتا کہ تمہاری یادداشت واپس آ گئی۔ کیا تم اپنا جسم تبدیل کر سکتے ہو؟"

ناگ دیوتا نے سانس کھینچ کر چھوڑا مگر وہ سانپ سے انسان نہ بن سکا۔ اس نے سانپ سے کوئی پرندہ بننے کی کوشش کی مگر اس میں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس نے مایوس ہو کر خزانے کے سانپ سے کہا:

"مجھ پر ابھی طلسم کا اثر باقی ہے۔ میں اپنی جون نہیں بدل سکتا۔ لیکن میری یادداشت واپس آ چکی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں ناگ دیوتا ہوں اور موریطان میں کیٹی اور ماریا میری راہ دیکھ رہی ہیں۔"

خزانے کا سانپ کہنے لگا:

"خدا نے چاہا تو اس طلسم کا اثر بھی ختم ہو جائے گا۔ مگر مجھے اس حبشی کو بھی ختم کرنا ہے جو خزانے کو لوٹنے کے لئے گدھے

ر بوریاں لینے گیا ہے

ناگ نے کہا:

"چلو یہاں سے باہر نکل کر اس کا انتظار کرتے ہیں۔"

خزانے کا سانپ اور ناگ چٹان کے باہر آ کر جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

ناگ نے پوچھا:

"چٹان کی دیوار کو پھر سے یہاں بنانا ہوگا۔ کیا تم یہ کام کر سکو گے؟ میں چاہتا ہوں کہ خزانہ محفوظ ہو جائے۔"

خزانے کا سانپ کہنے لگا:

"میں علاقے کے سارے سانپوں کو بلا کر اس دیوار [illegible] کھسکا کر اپنی اصلی جگہ پر کر دوں گا۔ خزانے کا غار کا راستہ بالکل بند ہو جائے گا۔"

وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں گدھوں کے پاؤں کی آواز سنائی دی۔

ناگ نے کہا:

"وہ آ رہا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانے کا سانپ جھاڑی سے باہر نکل آیا۔ سا
سے جبشی ہالم گدھوں کے ساتھ لئے چلا آ رہا تھا۔ جونہی
وہ قریب آیا خزانے کے سانپ نے اس پر آگ کا
شعلہ پھینکا۔ جبشی ہالم اس شعلے میں بھسم ہو کر رہ
گیا۔ اس کی ہڈیاں تک پانی بن کر بہہ گئیں۔ خزانے
کے سانپ نے ناگ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے
ساتھ اس علاقے کے بزرگ سانپ کے
پاس چلیں۔ وہ ایسی جڑی بوٹیوں سے واقف ہے
جس سے طلسم کا اثر اتر جاتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"ہاں۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔"

خزانے کے سانپ نے اسی وقت علاقے کے سا
سانپوں کو بلا لیا۔ سانپوں نے ناگ دیوتا کو دیکھتے
اس کی تعظیم کی اور پھر ناگ دیوتا نے انہیں حکم د
کہ چٹان کی دیوار اپنی جگہ سے ہٹائی گئی ہے اے دوبا
اپنی جگہ پر کر دیا جائے تاکہ خزانہ محفوظ ہو جائے۔ سانپ
دیوار کو کھسکانے میں مصروف ہو گئے اور خزانے کا سانپ
ناگ دیوتا کو لے کر بزرگ سانپ کی طرف چل پڑا۔

سانپ اسی جنگل میں ایک کھڈ کے اندر رہتا
ناگ دیوتا کی خوشبو پا کر وہ خود ہی غار سے
نکل آیا۔ ناگ نے دیکھا کہ بزرگ سانپ کافی بوڑھا
گیا ہے۔ ناگ نے آگے بڑھ کر بزرگ سانپ کو
سلام کیا۔ کیوں کہ ناگ بزرگوں کا ہمیشہ سے احترام
آیا تھا۔ اس کا ایمان تھا کہ جو لوگ اپنے بڑوں
عزت کرتے ہیں۔ ان کا حکم مانتے ہیں۔ اور ان
کے سامنے اونچی آواز میں بات نہیں کرتے وہی
لوگ دنیا میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

بزرگ سانپ نے ناگ دیوتا کو دعا دی خزانے
کے سانپ نے بزرگ سانپ کو بتایا کہ ناگ دیوتا
پر طلسم کا اثر ہو گیا ہے اور وہ سانپ سے کسی دوسری
شکل میں نہیں آ سکتا۔

بزرگ سانپ نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ پر بہت بڑا منتر پھونکا
گیا ہے۔ میرے خیال میں آپ کا ایک ہی
علاج ہے کہ آپ فوراً موریطان کے بڑے
مندر میں جائیں۔ وہاں پورے چاند کی رات
کو مندر کی چھت کے اوپر ایک سرخ رنگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی مکڑی آدھی رات کو آ کر رقص کرتی ہے
اس مکڑی کو پکڑ کر اگر آپ مندر کے بیل
کے بت کے پتھر کی گردن پر رکھ دیں تو
مکڑی وہیں جم جائے گی۔ پھر اس بیل کے
بت کو بغیر کسی سہارے کے چبوترے سے دس
فٹ اوپر ہوا میں لٹکا دیں۔ جونہی بیل کا
بت ہوا میں اٹھے گا آپ کے جسم میں طاقت
واپس آ جائے گی اور آپ انسان سے جو شکل
چاہیں اختیار کر سکیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"مگر میں بغیر سہارے کے کیسے بیل کو اٹھا
سکوں گا۔"

اچانک ناگ کو ماریا کا خیال آ گیا۔ اس نے بزرگ
سانپ کو ماریا کے بارے میں بتایا کہ وہ بیل کو
زمین سے سینکڑوں فٹ اوپر اٹھا سکتی ہے۔

بزرگ سانپ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا! مگر وہ بھی اسے ہاتھ سے پکڑ
کر ہی اوپر اٹھائے گی اور اس طرح سے آپ
کا طلسم نہیں ٹوٹے گا۔ آپ کو کسی ایسے آدمی

تلاش کرنا ہو گا جو بغیر کسی سہارے کے
کے بیل کے بُت کو زمین سے چند
اوپر ہوا میں اٹھا سکے۔ صرف ایسی
میں ہی آپ کی طاقت آپ کے جسم
واپس آ سکتی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں موریطان جا کر ماریا اور کیٹی سے مشورہ کرتا
ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔"

ناگ کے لئے اب یہ بڑی مصیبت تھی کہ اسے
بھر کے سفر کا راستہ زمین پر رینگ کر ہی طے
تھا۔ پہلے تو وہ عجولی:

"اپنی منزل تک [illegible] رہا ہے۔ اب کیا ہو گا؟"

[illegible] اور خزانے [illegible]
موریطان کی طرف رئی ضرورت نہیں کچھ نہ کچھ
میں سے ہو کر رینگ کر چاندنی رات میں مندر کی
ایک دریا مل گیا جو بڑی آئے گی اسے تو قابو
اس کا رخ موریطان کی طرف [illegible] یہ بہت
دریا میں چھلانگ لگا دی اور تیز
کر دیا۔ وہ آدھی رات کے بعد ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر کے باغوں اور بازاروں میں سے گذرتا ہوا
جب سرائے میں پہنچا تو کیٹی اور ماریا پہلے بیل
کی خوشبو محسوس کر کے دروازے پر آ گئی تھیں۔
جب انہیں ناگ نظر نہ آیا تو کیٹی نے ماریا سے کہا:
"ماریا! کیا وجہ ہے ناگ کی خوشبو بڑی تیز
آ رہی ہے مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔"
اب ناگ سانپ کی شکل میں ان کے سامنے
آ گیا اور سانپ کی زبان میں کہا:
"کیٹی ماریا! میں سانپ کی شکل میں ہوں اور
انسان کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔
ایک حادثہ
[redacted]
ناگ کو ماریا کا خیال
ماریا کو ساری کہانی سنا
سانپ کو ماریا کے بارے میں
نے ماریا
زمین سے سینکڑوں فٹ اوپر اٹھا
جنگ سانپ کہنے لگا:
غلطی کی جو تمہارے
عظیم ناگ دیوتا! مگر وہ
کر ہی اوپر اٹھا
کا طلسم نہیں ٹوٹ سکتا۔ ایک ہی علاج ہے جو میں نے
ہے۔"

ماریا بولی: "لیکن مندر کے بیل کے بت کو
میں ہاتھوں سے ہی اوپر اٹھا سکتی ہوں اور
میرے اٹھانے سے ایک تو وہ غائب ہو
جائے گا دوسرے میں اسے سہارا دے رہی
ہوں گی۔"
ناگ
ایسی صورت میں میرے طلسم کا اثر ختم نہیں
ہو گا اس کے لئے ضروری ہے کہ بیل کے
بت کو اس طرح ہوا میں اٹھایا جائے کہ اس
کو کسی نے سہارا نہ دیا ہوا ہو۔"
کیٹی سانس بھر کر بولی:
"یہ تو ناممکن لگ رہا ہے۔ اب کیا ہو گا؟"
سانپ نے کہا:
"فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کچھ نہ کچھ
ہو جائے گا۔ پہلے چاندنی رات میں مندر کی
چھت پر جو ٹکڑی آئے گی اسے تو قابو
کر کے بیل کی گردن سے چپکاؤ یہ بہت
ضروری ہے۔"
ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کام تو میں آسانی سے کر لوں گی۔
ناک بولا تم یہ کام کر لو۔ پھر دیکھا جائیگا۔
اب وہ پورے چاند کی رات کا انتظار کرنے
لگے۔ جب چاند کی چودہ تاریخ ہوئی اور رات کو پورا
چاند آسمان پر نکل آیا تو ماریا مندر کی چھت پر گئی
آدھی رات کے بعد چاندنی میں اس نے ایک مکڑی کو
دیکھا کہ چھت کے بیچ میں آ کر رقص کرنے لگی ہے۔
ماریا نے اسے پکڑ لیا۔ پھر اسے لے کر نیچے مندر
کے بڑے کمرے میں آ گئی۔ یہاں بیل کا پتھر کا بت
چبوترے پر نصب تھا۔ ماریا کے وہم و گمان میں
[illegible] نہیں آ سکتی تھی کہ یہ بیل کا بت
[illegible] عنبر ہے اور تھیوسانگ اور جولی سانگ
[illegible] مندر کے نیچے الگ الگ تہہ خانوں میں
[illegible] پڑے ہیں۔ ماریا نے مکڑی کو بیل کی گردن
[illegible] دیا۔ [illegible] کی گردن سے لگتے ہی مکڑی پتھر
[illegible] ہو گئی۔ اس وقت وہاں صرف دو ایک پجاری تھے
[illegible] بھجن گا رہے تھے۔ کسی نے ماریا کو نہ دیکھا۔ بڑا
پجاری جس نے عنبر کو بت بنایا تھا اور جولی سانگ
کے بال مونڈ کر اور تھیوسانگ کو بے ہوش کر کے

[illegible] کی طاقت اپنے جسم میں جذب کر لی تھی وہ اپنی
[illegible] کوٹھڑی میں بیٹھا موم بتی کے شعلے پر انگلی رکھ کر یہ
[illegible] کر خوش ہو رہا تھا کہ آگ میں اس کی انگلی
[illegible] نہیں جلتی تھی۔ یہ تھیوسانگ اور جولی سانگ
[illegible] طاقت تھی جو اس میں آ گئی تھی۔ ویسے اس پجاری
[illegible] جولی سانگ کی آنکھوں کی نیلی اور سفید شعاعوں
[illegible] طاقت نہیں آئی تھی۔
پتھر کا بیل بن جانے کی وجہ سے عنبر کے جسم سے
[illegible] کی خاص خوشبو نکلنا بھی بند ہو گئی تھی۔ اس
[illegible] ماریا معلوم ہی نہ کر سکی کہ جس بیل کی گردن پر
[illegible] نے مکڑی کو چسکایا ہے وہ عنبر ہی ہے۔ ماریا
[illegible] کر بیل کے بت کے پاس
[illegible] اس نے جلتی ہوئی آگ میں سوکھی لکڑیوں کے
[illegible] بڑے ٹکڑے ڈالے اور جب آگ شعلہ بن گئی
[illegible] اس کے سامنے بیٹھ کر بھجن گانے لگا۔ اتنے میں وہاں
[illegible] مچ گیا کہ موریشان کا بادشاہ خود وہاں آ رہا ہے۔
[illegible] پجاری بھی یہ شور سن کر باہر آ گیا۔ ماریا وہیں رکی
[illegible] کہ ذرا بادشاہ کو دیکھا جائے۔ بڑے پجاری نے
[illegible] شاندار لباس پہنا اور بادشاہ کا استقبال کرنے مندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے دروازے پر آ گیا۔ بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ
مندر کے دروازے پر آیا تو بڑے پجاری
پجاریوں نے جھک کر اس کو سلام کیا اور بڑی
تعظیم سے اسے لے کر مندر والے بیل کے بت
کے پاس لائے۔ یہاں تخت بچھا دیا گیا تھا۔ بادشاہ
تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے بڑے پجاری سے پوچھا۔
"سنا ہے آپ کو دیوتاؤں نے ایک خاص
طاقت عطا کی ہے جس کی وجہ سے آپ پر
آگ اثر نہیں کرتی؟"
مالویا کے کان کھڑے ہو گئے۔
پجاری نے ادب سے سر جھکا کر کہا:
"جی ہاں بادشاہ سلامت! اس پجاری کو دیوتاؤں
نے اپنی خاص مہربانی سے نوازا ہے۔"
بادشاہ نے کہا:
"کیا تم ہمیں اپنی اس طاقت کا مظاہرہ کر کے
دکھاؤ گے؟"
پجاری بولا:
"کیوں نہیں بادشاہ سلامت۔"
اور پجاری آگ کے گڑھے کی طرف بڑھا۔ دل

"گھبرا ضرور رہا تھا۔ مگر اسے یقین تھا کہ تھیلانگ
بات اس کے اندر آ گئی ہوئی ہے اور آگ
دوسرے پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ بڑے پجاری نے
بڑی
کے دیکھتے ہی دیکھتے آگ میں اپنے پاؤں
دیئے اور پھر آگ کے گڑھے میں اتر گیا۔
بادشاہ پجاری پر آگ نے کوئی اثر نہ کیا۔ وہ آگ
اندر بالکل اسی طرح آرام سے بیٹھا رہا جیسے
آدمی باہر کسی درخت کی چھاؤں میں بیٹھا ہو۔
لا کو سانس لینے میں بھی ذرا سی تکلیف محسوس
ہو رہی تھی۔ دو تین منٹ گذر جانے کے بعد
گڑھے سے باہر نکل کر آ گیا۔ بادشاہ اور وزیر
تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

[redacted]

اور بولا:
"مہاراج! آپ تو دیوتا ہیں۔ مہربانی فرما کر میرے
محل میں تشریف لے چلئے۔ آپ کی جگہ شاہی
محل میں ہے۔ آپ آج سے میرے
وزیر اعظم ہیں۔"
یہ سن کر وزیر اعظم جل بھن کر رہ گیا۔ مگر وہ کچھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہہ نہیں سکتا تھا۔ پجاری کو اور کیا چاہیے تھا۔ مگر
وہ اوپر سے کہنے لگا۔

بادشاہ سلامت! پجاریوں کی جگہ مندر ہی ہوتا ہے
مجھے مندر ہی میں رہنے دیں۔ ویسے میں آپ
کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا۔

بادشاہ نے کہا:

"نہیں پجاری جی! آپ ہمارے وزیر اعظم ہوں
گے اس مندر میں آپ کا کوئی چیلا بیٹھ جائیگا
اور ہم شاہی محل میں بھی آپ کے لئے ایک
مندر بنوا دیں گے۔ آپ محل میں تشریف
لے چلئے۔"

اور بادشاہ پجاری کی شعبدہ بازی سے اتنا متا
ہوا کہ اسے اپنا وزیر اعظم بنا کر شاہی محل میں لے گ
ماریا یہ سارا ماجرا دیکھ رہی تھی۔ وہ اس بات پر حیرا
تھی کہ پجاری کے جسم کو آگ نے جلایا کیوں نہیں
یہ طاقت تو صرف تھیوسانگ کے پاس ہی تھی۔ پھر
خیال آیا کہ ہو سکتا ہے پجارن نے جادو کے ذریعے ا
کیا ہو۔ ماریا وہاں سے واپس لیٹی اور ناگ کے پاس
آ گئی۔ ناگ سانپ کی شکل میں کیٹی کے پاس ہی کنڈ
بیٹھا تھا۔

ماریا نے ناگ اور کیٹی کو سارا قصہ سنایا۔

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔

کیٹی نے کہا:

"یہ پجاری کوئی جادوگر ہو گا۔ اس نے طلسم کے
زور سے ایسا کیا ہو گا۔"

ناگ سانپ کی زبان میں بولا:

"جہاں تک میرا خیال ہے دنیا میں کوئی ایسا
جادو نہیں ہے جو آگ کو بے اثر کر دے
ہر قابو پائے آگ اور موت برحق
ہیں۔ آگ کا کام جلا ڈالنا ہے۔ تھیوسانگ پر
اس لئے آگ کا اثر نہیں ہوتا کہ وہ خلائی
مخلوق ہے اور اس کے جسم میں وہ تیلیے
ہی نہیں ہیں جن پر آگ اثر کر سکتی ہے۔ باقی
عنبر پر آگ اس لئے اثر نہیں کرتی کہ وہ ایک
بزرگ کی دعا سے زندہ ہے۔ اور دعاؤں میں
بڑا اثر ہوتا ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"مجھے یاد ہے کہ خدا کے ایک پیارے پیغمبر کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی ظالم بادشاہ نے آگ میں ڈالا تھا اور آگ گل زار بن گئی تھی۔ ایسا کیوں ہوا تھا؟"

ناگ نے کہا:

"وہ اللہ کے پیغمبر تھے۔ عام آدمی نہیں تھے۔ ایک عام آدمی اور پیغمبر میں بہت فرق ہوتا ہے۔ عام آدمی کے دل میں خیال آتا ہے جبکہ پیغمبر پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے۔ میں عام آدمیوں کی بات کر رہا تھا۔ پجاری ایک عام آدمی ہے اگر اس پر آگ نے اثر نہیں کیا تو یہ کوئی بہت ہی بڑا طلسم ہے یا پھر اس نے کسی کی طاقت کو اپنے جسم میں جذب کر لیا ہے۔"

کیٹ اور ماریا چونک سی گئیں۔

"ایسا آدمی تو پھر تھیوسانگ ہی ہو سکتا ہے ناگ۔" ماریا نے کہا:

کیٹ بولی: "تمہارا خیال یہ ہے کہ اس پجاری نے تھیوسانگ کی طاقت کو اپنے جسم میں جذب کر لیا ہے؟ تو کیا وہ تھیوسانگ سے ملا تھا؟ کیا تھیوسانگ کو پجاری نے کس اندھے

تہ خانے میں پھینک دیا ہے؟"

ناگ کہنے لگا:

"میں نہیں کہتا۔ یہ تو ہمیں معلوم کرنا ہوگا۔"

کیٹ ناگ کا منہ تکنے لگی۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! یہ کام تم ہی کر سکتی ہو۔ اس پجاری کی نگرانی کرو اور دیکھو کہ اس کی طاقت کا اصل راز کیا ہے؟"

ماریا نے کہا:

"میرا اپنا بھی یہی خیال تھا۔ میں آج ہی سے پجاری کی نگرانی شروع کر دیتی ہوں۔"

اور ماریا نے سرائے سے نکل کر سیدھی بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہو گئی جہاں پجاری وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف وفاداری اٹھا چکا تھا۔ پرانا وزیر اعظم اندر ہی اندر دِس گھول رہا تھا۔ مگر بادشاہ کے حکم کے آگے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اس پرانے وزیر کو اپنے ساتھ ملانا چاہیے۔ چنانچہ جب رسم ختم ہوئی اور پرانا وزیر سر جھکائے اپنے پرانے محل کے کمرے میں آیا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے آہستہ سے کہا:

گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

وزیر چونک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہاں اسے کوئی دوسرا انسان نظر نہ آیا تو وہ اور زیادہ حیران ہوا۔

○

آگے کیا ہُوا جاننے کے لیے:

قسط نمبر ۱۵ "کھوپڑی رگڑو" پڑھیے۔

[redacted]

میرے نام

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

کے بعد عرض ہے کہ انکل میں آپ کی کتابیں یعنی رسائل بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ اور انکل میں یہ خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس کا جواب دیں گے [redacted] مشکل ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے رسائل عنبر ناگ ماریا خلا میں کافی دفعہ ذکر کیا ہے کہ جب سورج کی شعاعیں زمین پر پڑتی ہیں تو زمین کے حالات کا عکس لے کر خلا میں سفر شروع کر دیتی ہیں۔ اور اگر وہاں ہم کسی طریقہ سے اُس سیارے [redacted] تک سورج کی شعاعیں نہیں پہنچی تو ہم گزرے ہوئے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے۔ ان لوگوں سے بول سکیں گے۔ کیا یہ سچ ہے؟ اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ عنبر ناگ ماریا وغیرہ کی فرضی کہانیاں ہیں۔ خدائے قادرِ مطلق نے سب چیزیں فانی بنائی ہیں۔ اب تک اِس دنیا میں ایک ہزار برس کوئی نہیں جیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس کی زندگی پائی۔ میرے دوست حضرات اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ کہ عنبر ناگ ماریا شاید سچی کہانیاں ہوں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر مجھے جلد اس کا جواب دیں۔ اور انکل میں آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں۔ اللہ کے فضل و

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرم سے خوب تیاری کر رہا ہوں۔ آپ دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اوّل آنے اور آپ کو اس سے مزید اچھی کہانیاں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

انکل میں نے آپ کا کچھ زیادہ ہی وقت لے لیا۔ اچھا اب اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ

غلام شبیر ۸۳۴/۵ DII گرین ٹاؤن ——— لاہور

پیارے انکل اے حمید! السلام علیکم

مجھے آپ سے ایک شکایت ہے وہ یہ کہ ناول کے باہر تو عنزناک اور ماریا خلا میں کا نشان بنا ہوتا ہے لیکن وہ کئی قسطوں میں زمین پر سفر کر [illegible] سیر کرائیں۔ ایک بات اور وہ یہ کہ آپ [illegible] لکھنا کیوں بند کر دیا؟ ایک تجویز ہے وہ یہ کہ آپ [illegible] کا کوئی ڈرامہ ٹیلی ویژن پر بھی لکھیں۔ اگر آپ کے گھر ٹیلی فون ہے تو مجھے اس کا نمبر بتا دیں۔

اب میری پڑھائی کا وقت ہو رہا ہے اور آپ کے اس ماہ کے ناول میرے سامنے پڑے ہوئے ہیں لیکن میں آپ کے ناول پڑھائی کے بعد پڑھوں گا۔ اچھا اب اجازت دیجئے۔ خدا حافظ

نبیل ریاض قریشی ۱۷۲۳/ایم قریشی منزل امر پورہ۔ راولپنڈی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

کھوپڑی رگڑو

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

محمد جواد اکرم شاہدرہ ٹاؤن لاہور سے لکھتے ہیں۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم! عنبر ناگ ماریا کے رسائل "طلسمی کتاب۔ مُردہ دیوتا اور کٹکھنا عورت" نظر سے گزرے کچھ زیادہ ہی مزیدار تھے۔ انکل! مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ عنبر ناگ ماریا کے سفر میں ایک نئے کردار تھیو سانگ کی بہن جولی سانگ کا اضافہ ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سفر مزید دلچسپ اور حیرت انگیز ہو جائے گا۔

پیارے انکل میری طرف سے عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیو سانگ کو اس نئے کردار جولی سانگ کی آمد کی مبارکباد ضرور دیجئے گا۔

جولی سانگ کی شمولیت کو آپ سب نے بہت پسند کیا ہے۔ یہ کردار آپ کے لیے مزید دلچسپ واقعات کا سبب ہو گا۔ آپ کے خطوط نے میرا بڑا حوصلہ بڑھایا ہے۔ میں آپ سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے اچھی سے اچھی کہانی لکھنے میں آپ کی حوصلہ افزائی کی ہی ضرورت ہے۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴ راہ چمن سمن آباد ——— لاہور

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ:
بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ہنومان کا منتر

وزیر کو غیبی آواز ضرور سنائی دی تھی۔
وہ محل کے کمرے میں بالکل اکیلا تھا۔ پھر یہ عورت کی آواز اسے کہاں سے آئی تھی؟ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ماریا نے دوسری بار اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"وزیر! تمہیں حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اس ملک کے بادشاہ کی والدہ کی روح ہوں۔ اور اس ملک کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتی نیا وزیر ایک چالاک لالچی شخص ہے جس نے اپنی شعبدہ بازی دکھا کر بادشاہ کو اُلّو بنایا ہے اور نیا وزیراعظم بن بیٹھا ہے۔ وہ ملک کو تباہ کر دے گا۔"
وزیر نے کہا۔

"اے ہماری مادر ملکہ کی روح! میں خود یہ دیکھ کر پریشان ہوں۔"
ماریا کہنے لگی۔

ترتیب

- ہنومان کا منتر
- تھیوسانگ قبر میں
- کیا ماریا قتل ہوگئی؟
- کھوپڑی رگڑو۔
- ماریا پر بجلی گری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اگر تم میری مدد کرو تو ہم بادشاہ اور اس ملک کو عیار پجاری وزیر کی سازشوں سے بچا سکتے ہیں۔"

وزیر نے کہا۔

"میں ہر طرح سے آپ کی مدد کرنے کو تیار ہوں۔ مگر بادشاہ پوری طرح اس مکار پجاری کے اثر میں ہے۔ پجاری نے آگ میں زندہ رہ کر اسے اُلو بنا لیا ہے۔ حالانکہ یہ جادوگری ہے۔"

ماریا بولی۔

"میں اس کی جادوگری کا پول کھولنا چاہتی ہوں۔ میں ابھی سے پجاری کی جادوگری کا سراغ لگانا شروع کر رہی ہوں تم بھی خبردار رہنا اور مجھے جس قسم کی معلومات درکار ہوں وہ مجھے بتا دیا کرنا۔"

وزیر بولا۔

"میں ہر طرح سے حاضر ہوں مادر ملکہ کی روح! بتائیے مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

ماریا نے کہا۔

"ابھی میں تمہیں کوئی حکم نہیں دے سکتی بہر حال تم ہوشیار رہنا۔ میں جا رہی ہوں۔ جس وقت مجھے ضرورت محسوس ہوئی میں تمہارے پاس آجاؤں گی۔"

ماریا نے وزیر کو اپنے اعتماد میں لے لیا تھا۔ یہ بہت ضروری تھا۔ ماریا وہاں سے سیدھی کیٹی اور ناگ کے پاس گئی۔ ناگ سانپ ہی کی شکل میں تھا اور جیسا کہ آپ نے پچھلی کتاب میں پڑھا ہے ناگ پر طلسم ہو گیا تھا جس کے نتیجے میں وہ سانپ سے کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ اور کیٹی سرآنے کی کوٹھڑی میں ہی تھے۔ ماریا نے بتایا کہ وزیر کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور اگر محل میں کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو وزیر اسے آگاہ کر دے گا۔

ناگ بولا۔

"ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ اس پر اسرار پجاری کے ذریعے ہمیں تھیوسانگ کا سراغ مل سکتا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"کیوں نہ میں پجاری کو ڈرا دھمکا کر اس سے تھیوسانگ کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں۔"

ناگ نے جواب میں کہا۔

"پجاری ایک تجربہ کار شعبدہ باز ہے۔ وہ کسی غیبی آواز سے گھبرا کر کچھ نہیں بتائے گا اور اب تو وہ اس ملک کا وزیر اعظم بن گیا ہے وہ تمہیں کیسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے دل کا راز بتائے گا وہ تو مر جائے گا۔ مگر دل کا راز ظاہر نہیں کرے گا۔"

ماریا خاموش ہو گئی۔ ناگ نے کہا۔

"کیٹی اس سلسلے میں یہ کام کر سکتی ہے کہ وہ کسی طرح پجاری کا اعتماد حاصل کرے اور پھر اس کی کنیز بن کر اس کے محل میں رہے۔ اس سے آگ میں نہ جلنے کا راز معلوم کرے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"میں اس مکار شخص کا اعتماد کیسے حاصل کر سکتی ہوں؟"

ناگ نے کہا۔

"اس کے لیے ہمیں باقاعدہ ایک ڈراما کرنا ہوگا۔ ایک منصوبہ بنا کر اس پر عمل کرنا ہوگا۔"

"کیا تمہارے ذہن میں کوئی منصوبہ ہے؟" ماریا نے سوال کیا۔

ناگ بولا۔

"ایک منصوبہ ہے۔"

اور پھر ناگ نے کیٹی اور ماریا کو وہ منصوبہ بیان کر دیا۔ ماریا اور کیٹی کو ناگ کا منصوبہ پسند آیا۔ ناگ نے ماریا سے

کہا: "تم سرائے میں ہی ٹھہرو میں کیٹی کو لے کر جاتا ہوں۔" ماریا سرائے کے مندر ہی میں موجود رہی۔ ناگ کیٹی کو لے کر مندر کی طرف چل پڑا۔ اس کو ماریا نے بتایا تھا کہ پجاری صرف شام کو ایک بار مندر جاتا ہے اور وہاں تھوڑی دیر پوجا کرنے کے بعد واپس اپنے محل میں آ جاتا ہے۔ کیٹی کو ناگ نے سب کچھ سمجھا دیا تھا۔ چنانچہ کیٹی مندر میں اس جگہ ستون کے پاس عام پجاری عورتوں کی طرح بیٹھ گئی جیسے وہ بھی بیل دیوتا کی پوجا کرنے آئی ہوئی ہو۔ اسے معلوم تھا کہ پجاری وزیر اسی جگہ کرسی پر آ کر بیٹھا کرتا ہے۔ اس کے لیے کرسی رکھ دی گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وزیر پجاری مندر میں داخل ہوا۔ کیٹی نے ناگ کو بھی دیکھ لیا تھا جو ایک سانپ کی شکل میں ایک طرف چھپا ہوا تھا۔ وزیر پجاری کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ بڑا خوش تھا۔ وزیر بن گیا ہوا تھا۔ زرق برق لباس پہن رکھا تھا۔ نیا پجاری اس کی بڑی آؤ بھگت کر رہا تھا۔ جونہی وزیر پجاری کرسی پر آ کر بیٹھا ستون کے پیچھے سے اچانک ناگ سانپ کی شکل میں اچھل کر نکلا۔ اور چھلانگ لگا کر پجاری کی گردن میں لٹک گیا اور اپنا پھن اٹھا کر اس کی آنکھوں میں گھورنے لگا۔ وزیر پجاری کی تو جان ہوا ہو گئی۔ لوگ سانپ کو پکڑنے کے لیے دوڑے مگر وزیر پجاری نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا۔ کیونکہ اگر کوئی سانپ کو ہاتھ لگاتا تو یقینی بات تھی کہ ناگ وزیر پجاری کو ڈس دیتا۔ کیٹی اسی انتظار میں بیٹھی تھی۔ جونہی سانپ نے پھن اٹھا کر وزیر پجاری کی آنکھوں کے سامنے لہرانا شروع کیا کیٹی لپک کر پجاری کے پاس آئی اور بولی۔

"مہاراج! اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلیں۔ میں اس سانپ کو پکڑنا جانتی ہوں۔ مجھے اس کا منتر آتا ہے۔"

اور کیٹی نے یونہی جھوٹ موٹ ایک اوٹ پٹانگ منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر ہاتھ ناگ سانپ کی طرف بڑھایا۔ ناگ کو تو سب معلوم تھا۔ بلکہ یہ اُسی کی سکیم تھی۔ وہ اپنی جگہ پر اسی طرح اپنا پھن لہراتا رہا۔ کیٹی نے ہاتھ آگے بڑھا کر سب کے سامنے سانپ کو پکڑ کر وزیر پجاری کی گردن سے اتار دیا۔ وزیر پجاری نے سکھ کا سانس لیا۔ لوگ خوش ہو کر نعرے لگانے لگے۔

وزیر پجاری نے کیٹی سے کہا۔

"اس سانپ کو کچل کر رکھ دو۔"

کیٹی بولی۔

"مہاراج! یہ سانپ پرلوک سے آیا ہے اسے کوئی مار ہی نہیں سکتا۔"

وزیر پجاری نے پوچھا۔

"تو پھر تم کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے کہا کہ سانپ کو یہاں سے جانے کی اجازت دی جائے۔ کوئی شخص سانپ کو کچھ نہ کہے۔ وزیر پجاری نے حکم دے دیا کہ سانپ کو کوئی شخص مارنے کی کوشش نہ کرے۔ کیٹی نے سانپ کو فرش پر چھوڑ دیا۔ سانپ جو ناگ تھا تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔ اب وزیر پجاری کیٹی کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم نے ہماری جان بچا کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"مہاراج! یہ احسان نہیں ہے۔ یہ تو میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ آپ کی جان ہم رعایا کے لیے بہت ضروری ہے۔"

پجاری بولا۔

"تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟"

اب کیٹی نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہا۔

"میں ایک غریب اور یتیم لڑکی ہوں۔ مہاراج گاؤں میں میرا کوئی نہیں رہا۔ اور شہر میں نوکری کی تلاش میں آئی ہوں۔"

وزیر پجاری نے اُسی وقت حکم دیا۔

"اس لڑکی کو ہمارے محل میں کام دِلا دیا جائے اور خبردار اِسے کوئی تکلیف نہ ہو اس بات کا خاص خیال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رکھا جائے "

محل کے درباری بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی کو اسی وقت وزیر پجاری کے محل میں پہنچا دیا گیا۔ ناگ سانپ کی شکل میں مندر سے نکل کر سیدھا سرائے میں پہنچا۔ وہ چونکہ سانپ کے سوا اور کوئی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے کوئی خطرہ مول لیے بغیر وہ سرائے میں ہی رہنا چاہتا تھا۔ وہ سرائے کی کوٹھڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ ماریا کی خوشبو زیادہ تیز نہیں تھی۔ پھر خوشبو تیز ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ ماریا باہر باغ میں گئی ہوئی تھی۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"میری اسکیم کامیاب ہو گئی ہے۔ کیٹی کو وزیر پجاری کے محل میں نوکری مل گئی ہے۔ اب وہاں رہ کر وزیر پجاری کے آگ میں زندہ رہنے کے راز کو معلوم کر سکے گی "

کیٹی نے وزیر پجاری کے محل میں رہنا شروع کر دیا۔ وزیر پجاری نے کیٹی کو اپنی خاص ملازمہ بنا لیا تھا اور وہ اس کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کیٹی نے سانپ سے اس کی جان بچائی تھی۔ ماریا دن میں دو بار محل میں آکر کیٹی کا حال وغیرہ پوچھ جاتی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں سرائے کے احاطہ ہی رہتا تھا۔ جبکہ عنبر بیل کی شکل میں بت بنا مندر

کے چبوترے پر نصب تھا اور تھیوسانگ اور جُولی سانگ اسی مندر کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑے تھے۔ اِن کو اس وقت تک ہوش نہیں آسکتا تھا جب تک کہ وزیر پجاری اِن پر دوسری بار طلسمی پانی نہیں چھڑکتا۔ جُولی سانگ کے سر کے بال اُتر جانے سے اس کی طاقت وقتی طور پر ختم ہو گئی تھی۔

کیٹی نے اپنے آپ کو خدمت کر کے وزیر پجاری کے بہت قریب کر لیا تھا۔ ایک روز اس نے پجاری سے کہا۔

"مہاراج! آپ بہت بڑی طاقت کے مالک ہیں۔ دیوتاؤں نے آپ کو آگ میں زندہ رہنے کی طاقت دے رکھی ہے۔ کیا یہ طاقت مجھے نہیں مل سکتی؟ میں بھی چاہتی ہوں کہ آگ میں اُترنے کا تجربہ کروں "

اس پر وزیر پجاری نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"کیٹی! تو یہ تجربہ نہیں کر سکتی۔ آگ تجھے جلا کر بھسم کر دے گی "اور میرے پاس جو طاقت ہے۔ وہ میں کسی دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ یہ دیوتاؤں کی میرے پاس امانت ہے "

کیٹی خاموش ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ کسی دوسرے موقع پر بات کرے گی۔ اسی شام کو ملک یونان سے وزیر پجاری کا گورو اس سے ملنے آگیا۔ وزیر پجاری نے اپنے گورو کی بڑی آؤ بھگت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی۔ اسے عالی شان مسند پر لے جا کر بٹھایا اور ہاتھ باندھ کر گورو کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ کیٹی شربت کا طشت لے کر آئی اس نے گورو کو شربت پیش کیا تو گورو نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"یہ لڑکی کون ہے!"

وزیر پجاری نے کہا۔

"اس کا نام کیٹی ہے۔ اس نے [redacted] جان بچائی تھی۔"

گورو کیٹی کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔

"اچھی لڑکی ہے۔"

وزیر پجاری کہنے لگا۔

"مہاراج! آپ کا آنا میرے لیے مبارک ہے اب میں اس ملک کا وزیر ہو گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یونان میں آپ کے لیے ایک شاندار محل بنواؤں جہاں آپ آرام سے رہیں۔"

گورو نے اپنی لمبی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں محل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جھونپڑی کو ہی محل سمجھتے ہیں۔ تم خوش رہو۔ بس یہی کافی ہے مگر ایک بات یاد رکھنا۔ کسی پر ظلم مت کرنا۔"

وزیر پجاری بولا۔

"مہاراج! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔"

گورو نے جنگلوں میں کئی برس رہ کر عبادت [redacted] کی وجہ سے اس میں ایک خاص طاقت پیدا ہو گئی تھی۔ وزیر پجاری سے باتیں کہنے لگا۔ کیٹی وہاں سے چلی گئی۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ عین اس وقت ماریا محل میں داخل ہوئی گورو کو فوراً احساس ہو گیا کہ کوئی غیبی انسان اندر داخل ہوا ہے۔ گورو نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں اُسے ماریا صاف نظر آگئی۔ وہ اس نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں والی خوب صورت غیبی لڑکی کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ مگر اس نے اپنی حیرانی کسی پر ظاہر نہ ہونے دی۔ اسی طرح وزیر پجاری کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ گورو نے ماریا پر بھی ظاہر نہ کیا کہ اُس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ ماریا کو تو کبھی وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ جو لمبی ڈاڑھی والا گورو وزیر پجاری کے پاس بیٹھا ہے اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔

ماریا نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ جب کیٹی اسے نظر نہ آئی تو وہ دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی۔ گورو نے ماریا کو ہوا میں تیرتے ہوئے دوسرے کمرے میں جاتے دیکھ لیا تھا۔ وہ جلدی سے اُٹھا اور وزیر پجاری سے بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم اسی جگہ بیٹھے رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

اور گورو دوسرے کمرے میں آگیا۔ ماریا نے گورو کو اسی کمرے میں آتے دیکھا تو کچھ حیران سی ہوئی مگر گورو نے یہ ظاہر کیا جیسے وہ کمرے میں کوئی شے تلاش کر رہا ہے۔ ماریا باہر چلی گئی تھوڑے سے وقفے کے بعد گورو بھی باہر چلا گیا۔ اب اس نے دیکھا کہ ایک ستون کے پیچھے کیٹی نوکرانی کھڑی ہے اور ماریا سے باتیں کر رہی ہے۔

گورو ایک طرف چھپ کر دونوں کی باتیں سننے لگا۔ ماریا کہہ رہی تھی۔

"یہ ڈاڑھی والا سادھو کون ہے کیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

"وہ تو پجاری کا کوئی گورو ہے ملک یونان سے آیا ہے۔"

ماریا بولی۔

"تم نے کچھ سراغ لگایا پجاری کی خفیہ طاقت؟"

کیٹی نے جواب دیا۔

"ابھی تک میں اس سے یہ راز معلوم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ وہ بڑا ہوشیار ہے۔ بات کو ٹال جاتا ہے۔ مگر میں دو ایک روز تک ضرور یہ راز اس سے معلوم کر لوں گی۔"

ماریا نے کہا۔

"تمہیں جلدی کرنی چاہیئے۔ آخر ہم یہاں کب تک پڑیں رہیں گے۔ ناگ سانپ کی شکل میں ہے۔ ہمیں اس کی بھی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔"

کیٹی بولی۔

"مجھے اس بات کا احساس ہے۔ میں بھی پوری کوشش کر رہی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں چار چھ روز تو یہاں رہنا ہی پڑے گا۔ اس دوران میں پجاری کے آگ میں زندہ رہنے کا راز ضرور معلوم کر لوں گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا کر اپنا کام کرو۔ میں سرائے میں جا رہی ہوں۔ ناگ سانپ وہاں اکیلا ہے۔ مجھے اس کی فکر لگی رہتی ہے کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچا دے۔"

اور گورو نے دیکھا کہ ستون کے پیچھے سے ماریا نکل کر محل کی دیوار کی طرف بڑھی۔ وہ گورو کے قریب سے گزری تو گورو نے جھک کر پھولوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ اسے ماریا کی موجودگی کا ذرا بھی احساس نہیں ہے۔ ماریا تو بالکل مطمئن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی کہ اسے کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ گورو نے اسے دیکھ لیا ہے۔ ماریا دیوار کے پاس جا کر فضا میں اچھلی اور پھر اڑتے ہوئے دیوار کے پار چلی گئی۔ گورو اسے ہوا میں اڑتے ہوئے اور دوسری طرف درختوں کے پیچھے جاتے صاف دیکھ رہا تھا۔

اب گورو سمجھ گیا کہ یہ کیٹی اس غیبی عورت کے ساتھ مل کر اس کے چیلے وزیر پجاری کے آگ میں زندہ رہنے کے راز کو معلوم کرنا چاہتی ہے اور اسی غرض سے یہ چیلے آئی ہے اور جس سانپ سے اس نے پجاری کی جان بچائی تھی وہ ان کا کوئی پالتو سانپ ہے جو اپنی شکل بھی بدل لیتا ہے۔ گورو کو سب سے زیادہ تعجب اس پر تھا جو غیبی حالت میں تھی۔ وہ واپس اپنے چیلے وزیر پجاری کے پاس آگیا اور اس نے پجاری کو کیٹی کے بارے میں ساری بات کھول کر بیان کر دی۔ اسے یہ بھی بتا دیا کہ ایک غیبی عورت بھی کیٹی کے ساتھ ہے جس کو صرف میں ہی دیکھ سکتا ہوں اور میں نے اس کو کیٹی سے تمہارے بارے میں باتیں کرتے دیکھا اور سنا ہے۔

وزیر پجاری کو سخت غصہ آگیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ کیٹی نے سانپ سے میری جان بچانے کا محض ڈھونگ رچایا تھا؟ وہ میری

طاقت کا راز معلوم کرنے یہاں آئی ہے؟ گورو جی! مجھے اجازت دیجیے کہ میں کیٹی کو آگ میں پھینک دوں۔"

گورو نے کہا۔

"ایسی حماقت نہیں کرنی ہوگی۔ کچھ معلوم نہیں کہ اس عورت کیٹی کے اندر کون سی خفیہ طاقت ہے اور پھر ایک غیبی عورت اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ کوئی پتہ نہیں کہ یہ غیبی عورت کتنی طاقت رکھتی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ تمہیں بھی زندہ نہ چھوڑے۔"

وزیر پجاری نے پوچھا۔

"تو مہاراج مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

گورو نے کہا۔

"اس لڑکی کیٹی کو اپنے محل سے نکال دو۔ اس کے بعد وہ غیبی عورت بھی یہاں نہیں آئے گی۔"

وزیر پجاری نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"ایسا ہی کروں گا گورو جی۔ لیکن کیا اس کے بعد یہ غیبی عورت میرا پیچھا چھوڑ دے گی؟ کیا آپ کے پاس کوئی ایسا منتر نہیں ہے کہ جس کی مدد سے ہم اس غیبی عورت کو اپنے قابو میں کر سکیں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گورو سوچ میں پڑ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بولا۔

"میں اس پر غور کروں گا۔ ابھی تک مجھے ایسا کوئی منتر معلوم نہیں ہے لیکن تم ابھی اس نوکرانی کیٹی کو نوکری سے جواب نہ دو۔ مجھے آج رات گیان دھیان کرنے دو۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم ان لوگوں سے کیسے بچ سکتے ہو۔ کیونکہ یہ لوگ تمہارے لیے خطرہ پیدا کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ منہ [illegible] میں لڑکی اور آدمی بے ہوش پڑے ہیں ناں؟"

وزیر پجاری نے کہا۔

"جی ہاں گورو دیو! میں انہیں دوسری تیسری رات کو جا کر دیکھ آتا ہوں۔ وہ اس وقت تک بے ہوش رہیں گے جب تک میں انہیں منتر پڑھ کر پھونک کر ہوش میں نہیں لاتا۔"

گورو دیو بولا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر اب تم وہاں تہہ خانے میں بھی مت جانا۔ ہو سکتا ہے غیبی عورت تمہارے ساتھ وہاں چلی جائے۔ مجھے لگتا ہے کہ غیبی عورت ان لوگوں کی ساتھی ہے۔"

وزیر پجاری کیٹی کی طرف سے ہوشیار ہو گیا۔ مگر اوپر نے کیٹی کے ساتھ اپنا سلوک ویسا ہی رکھا۔ اس رات گورو دیو نے گیان دھیان کیا۔ وہ رات گئے تک منتر پڑھتا رہا۔ پھر اس کے سامنے ہنومان ظاہر ہو گیا۔ گورو نے ہنومان کے ہاتھ جوڑ کر پوچھا۔

"مہاراج! میرے چیلے پجاری کی زندگی خطرے میں ہے۔ اس کی طاقت کا راز معلوم کرنے اس کے پیچھے ایک غیبی عورت لگی ہوئی ہے۔ کیا ہم کسی طریقے سے اسے اپنے قابو میں کر سکتے ہیں؟"

ہنومان نے کہا۔

"اس عورت کا نام ماریا ہے۔ وہ صدیوں سے غائب چلی آ رہی ہے۔ میں تمہیں اس کو اپنے بس میں کرنے کا راز ہی بتا سکتا ہوں۔ اس کے سوا مجھے کچھ بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ سنو! میں تمہیں ایک منتر بتاتا ہوں یہ ہنومان کا منتر ہے۔ میرا خاص منتر ہے۔ اس کو پڑھ کر اگر تم عورت پر پھونک مارو گے تو وہ بے ہوش ہو جائے گی اور اس کا جسم بھی ظاہر ہو جائے گا۔ اسے اس وقت ہوش نہیں آئے گا۔ جب تک تم اس پر دوسری بار وہی میرا منتر پڑھ کر نہیں پھونکو گے۔ بس اس سے زیادہ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہارے لیے اور کچھ نہیں کر سکتا۔"

گورو نے ہنومان سے منتر سن کر یاد کر لیا۔ ہنومان جونہی ماریا اس کے قریب سے گزری گورو نے ہنومان منتر پڑھ کر اس پر زور سے پھونک ماری۔ ماریا کا جسم سُن ہو گیا۔ دن نکلا تو گورو نے وزیر پجاری کو بتایا کہ رات منتر پڑھ کر اس پر زور سے پھونک ماری۔ ماریا کا جسم سُن مہاراج نے اسے غیبی عورت ماریا کو اپنے قابو میں کرنے کا ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی اور اس کا جسم ظاہر ہو بتا دیا ہے۔ وزیر پجاری بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ اسے غیبی [redacted] گیا۔ گورو نے ماریا کو اٹھا کر کندھے پر رکھا اور ایک الگ خالی ہی سے خطرہ تھا کہ وہ غائب رہ کر [redacted] کرے میں لے جا کر پلنگ پر ڈال دیا۔ پھر وہ وزیر پجاری کو وہاں لے آیا۔ پجاری نے پلنگ پر ایک خوب صورت لڑکی کو گورو نے کہا۔

"اب تم مطمئن رہو۔ میں غیبی عورت کو اپنے قبضے بے ہوش پڑے دیکھا تو حیران ہو کر بولا۔

میں کر لوں گا۔ تم ایسا کرو کہ نوکرانی کیٹی کو اپنے "گورو جی! کیا یہی وہ غیبی عورت ہے؟"

سامنے ہی رکھنا تاکہ جب غیبی عورت ماریا اس کے "ہاں" گورو نے کہا۔

پاس آئے تو میں اپنا عمل کر سکوں۔"

پجاری نے ایسا ہی کیا۔ اس نے کیٹی کو اپنے خاص کمرے کی صفائی پر لگا دیا اور خود دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اسی کمرے میں بیٹھا رہا۔ کچھ دیر کے بعد روز کا چکر لگانے وہاں آ گئی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ محل میں اس کے خلاف ایک خطرناک سازش تیار ہو چکی ہے۔ وہ کیٹی کے پاس آ گئی۔ گورو نے ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ گورو خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ ماریا کیٹی سے باتیں کرنے لگی۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد جب وہ کمرے سے باہر نکلی تو راہ داری

"دیکھ وہ غیبی عورت ہے جس کا نام ماریا ہے اور جو تمہیں بہت نقصان پہنچا سکتی تھی۔ اب اس کو اٹھا کر مندر کے تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دے۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرے راستے سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اب میں اس پر جب تک ہنومان کا منتر ایک بار پھر نہیں پڑھوں گا نہ اس کو ہوش آئے گا اور نہ یہ غائب ہو گی۔"

کیٹی دوسرے کمرے میں صفائی وغیرہ میں لگی تھی۔ اس کو احساس تک نہیں تھا کہ ساتھ والے کمرے میں ماریا

گورو ایک طرف چھپا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے ہوش ہو چکی ہے۔ شام کو وزیر پجاری نے ماریا کو ایک صندوق میں بند کر کے مندر کے تہہ خانے میں پہنچا کر تھیوساگر اور جلی سانگ کی ساتھ والی کوٹھڑی میں بند کر کے تالا لگا دیا۔ اب کیٹی اکیلی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ گورو نے وزیر پجاری سے کہا۔

"ان کا ایک ساتھی سانپ بھی ہے۔ وہ [redacted] کوٹھڑی میں رہتا ہے۔ ہمیں اس کو بھی ہلاک کرنا ہوگا۔ کیونکہ وہ تمہیں ڈس کر ہلاک کر سکتا ہے۔"

وزیر پجاری بولا۔

"مہاراج! کسی طرح سانپ کو بھی میرے راستے سے ہٹائیے۔"

گورو مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ تم خود سرائے میں جاؤ۔ وہاں سانپ کو پتھر مار کر مار ڈالو۔ سانپ کو مارنا مشکل کام نہیں ہے۔ تم بھیس بدل کر جانا۔"

وزیر پجاری نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"مہاراج! مجھے اکیلے جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ آپ بھی میرے ساتھ چلیئے۔ میں آپ کی موجودگی میں سانپ سے بالکل نہیں ڈروں گا۔"

گورو راضی ہو گیا۔ دوسری طرف جب شام ہو گئی اور ماریا واپس نہ آئی تو ناگ کو فکر لگی۔ وہ چونکہ سانپ کی شکل میں تھا۔ اس لیے زیادہ ادھر اُدھر گھوم پھر نہیں سکتا تھا۔ لوگ اسے پتھر سے مار سکتے تھے۔ جب اندھیرا ہو گیا اور ماریا نہ آئی تو ناگ نے سب سے پہلا کام یہ کیا فضا میں زور سے سانس کھینچ کر اس کی خوشبو کو محسوس کرنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا کہ فضا میں ماریا کی خوشبو موجود نہیں تھی۔ ناگ کوٹھڑی سے باہر آ گیا۔ اندھیرا ہو جانے کی وجہ سے وہ رینگتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ ماریا کی خوشبو فضا میں بالکل نہیں تھی۔ صرف کیٹی کی ہلکی ہلکی خوشبو موجود تھی۔ ناگ کسی طرح کیٹی کے پاس جا کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ماریا اس سے جدا ہو کر کہاں گئی تھی۔ مگر محل تک کا راستہ بڑا لمبا تھا اور راستے میں ناگ پر لوگ حملہ کر کے اسے مارنے کی کوشش کر سکتے تھے۔ ظاہر ہے سانپ کو جو کوئی بھی دیکھتا ہے مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ ناگ سرائے کی دیوار کے ساتھ لگا دوسری طرف تک رہا تھا۔ لوگ آ جا رہے تھے۔ سڑک پر اترنا خطرناک تھا۔ ناگ نے سوچا کہ کسی دوسرے سانپ سے مدد لینی چاہیئے۔ مگر دوسرا سانپ بھی اس کی یہی مدد کر سکتا تھا کہ وہ محل میں جانے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مادیا کے بارے میں معلوم کرے۔ مگر دوسرے سانپ کو مادیا کا پتہ چل سکتا تھا۔ آخر ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ خود ہی کسی نہ کسی طرح کیٹی کے پاس جانے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ وہ سرائے کی دیوار سے اُتر کر محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ سڑک کے کنارے اندھیرے میں چل رہا تھا۔

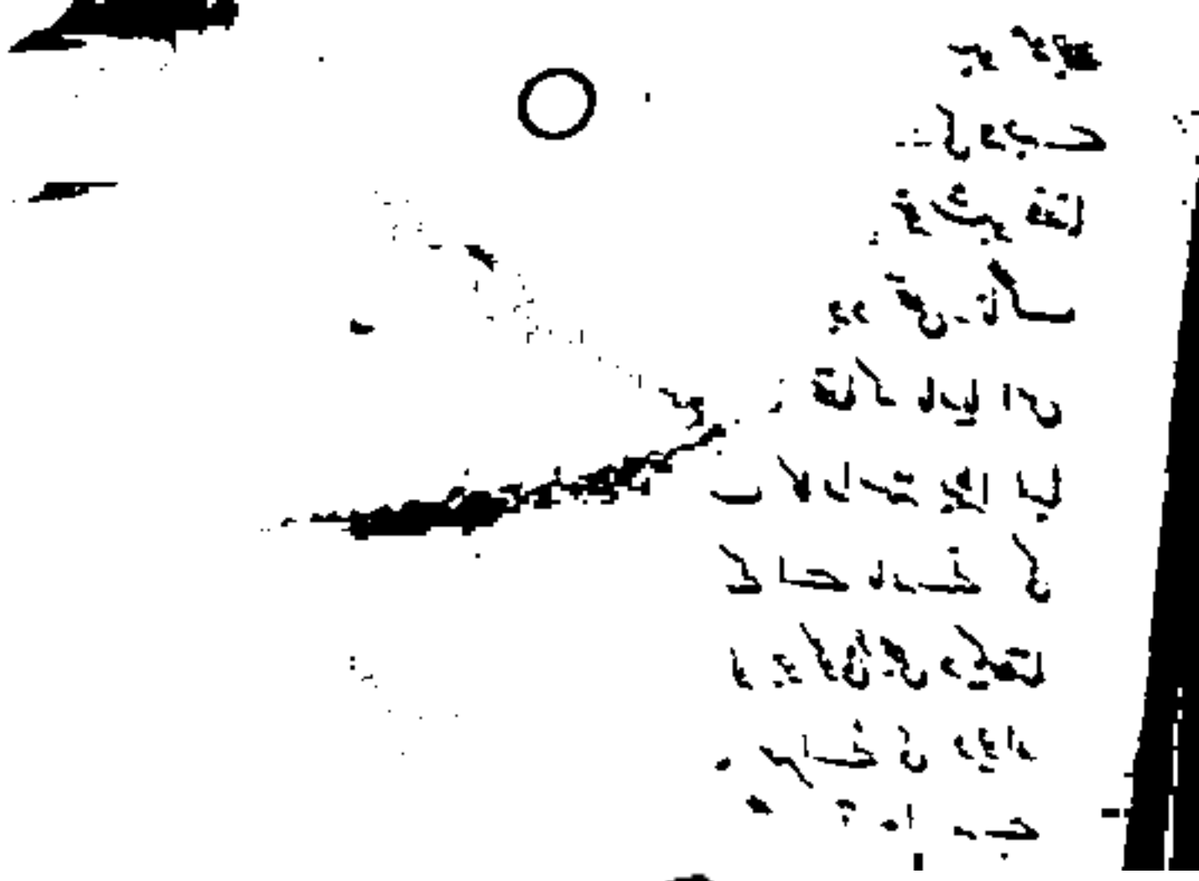

تھیوسانگ قبر میں

ناگ اندھیرے میں رینگتا چلا جا رہا تھا۔
پرانے زمانے کا شہر تھا۔ زیادہ آبادی نہیں تھی۔ رات ہو جانے کی وجہ سے ویسے بھی لوگ جلدی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ سڑک کنارے گھاس اُگی ہوئی تھی۔ ناگ گھاس میں سے رینگتا جا رہا تھا۔ آگے ایک باغ آ گیا۔ ناگ باغ میں سے بھی گزر گیا۔ پھر اِسے دُور سے شاہی محل کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ کیٹی کی خوشبو ناگ کی راہ نمائی کر رہی تھی۔ وہ شاہی محل کی پچھلی دیوار سے محل کے اندر چلا گیا۔ اِسے ایک طرف سے کیٹی کی خوشبو آ رہی تھی۔ ناگ اسی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ ایک برآمدے میں سے گزر رہا تھا کہ ایک نوکرانی نے شور مچا دیا۔ "سانپ سانپ"۔ ناگ تیزی سے دیوار پر چڑھ گیا اور پھر چھت پر آ گیا۔
محل کے ملازم تلواریں لے کر سانپ کو مارنے کے لیے دوڑے۔ مگر ناگ ان کی پہنچ سے باہر ہو چکا تھا۔ یہ خبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گورو اور وزیر پجاری تک بھی پہنچ گئی کہ محل میں کوئی سانپ داخل ہو گیا ہے۔ گورو نے پجاری سے کہا۔

"یہ ضرور وہی سانپ ہے جس سے کیٹی نے تمہاری جان بچائی تھی۔ اور جس کی ہمیں تلاش تھی۔"

پجاری بولا۔

"مہاراج یہ میرا دشمن ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔"

گورو نے کچھ سوچ کر کہا۔

"میرے چیلے! یہ سانپ کوئی معمولی سانپ نہیں لگتا۔ یہ اپنی شکل بھی بدل سکتا ہے۔ کسی طلسم کی وجہ سے یہ اس وقت اپنی شکل نہیں بدل سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے قید کر لیا جائے۔ یہ میرے بہت کام آسکتا ہے۔"

پجاری نے کہا۔

"مہاراج! اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو پھر اسے جلدی کسی بوتل میں بند کر لیجئے تاکہ وہ دوبارا بوتل سے باہر نہ نکل سکے۔"

گورو بولا۔

"میں اس کا ایسا انتظام کروں گا کہ وہ تمہارے محل کی طرف کبھی نہیں آئے گا۔ یہ سانپ جس کا نام ناگ ہے محل میں کیٹی سے ملنے آیا ہے کیونکہ ماریا اس کے پاس نہیں پہنچی اور وہ اس کا پوچھنے آیا ہے۔"

پجاری کہنے لگا۔

"تو ہمیں کیٹی کے پاس چلنا چاہیئے۔ جب سانپ وہاں آئے تو اسے اپنے قابو میں کر لیں گے۔"

گورو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو تم میرے چیلے مگر کچھ نادان بھی ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ کیٹی کو یہ پتہ چلے کہ ہم نے ناگ کو قید کر لیا ہے۔"

پجاری بولا۔

"تو پھر ہم اسے کیسے پکڑیں گے۔"

گورو نے کہا۔

"تم اپنے کمرے میں جا کر بیٹھو۔ جس طرح میں نے ماریا کو پکڑا ہے اس طرح اس ناگ کو بھی پکڑ لوں گا۔"

گورو دیو نے ایک سفید رنگ کی بوتل نکالی۔ اس پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ منتر پڑھ کر پھونکا۔ پھر بوتل کو کمرے سے باہر نکل کر برآمدے میں کیٹی کے کمرے کے باہر لڑھکا دیا۔ منتر کی وجہ سے بوتل کے اندر ایک زبردست کشش پیدا ہو گئی تھی۔ گورو ایک جانب چھپ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ ناگ رینگتا ہوا برآمدے میں آگیا۔ یہاں اسے کیٹی کی تیز خوشبو آرہی تھی۔ کیونکہ سامنے والا کمرہ کیٹی کا تھا۔ ناگ جونہی برآمدے میں آگے بڑھا بوتل کے منتر نے اس کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ پہلے تو ناگ کی سمجھ میں نہ آیا۔ وہ یہ سمجھا کہ شاید اس کا وہم ہے مگر جب وہ بوتل کی طرف کھنچتا چلا گیا تو اس نے بلند آواز میں کیٹی کو آواز دی یہ سانپ کی زبان میں اس نے آواز دی تھی۔ مگر اس کی آواز بہت کمزور ہو چکی تھی۔

دوسری طرف بوتل کی کشش اتنی تیز تھی کہ ناگ خود بخود بوتل کے اندر چلا گیا۔ بوتل کے اندر جاتے ہی اس پر غنودگی چھانے لگی۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا ہوتا گیا۔ پھر وہ بے حس ہو گیا اور اسے کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں ہے اور کس حالت میں ہے۔ ناگ بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔ گورو فوراً ستون کے پیچھے سے نکل کر آیا۔ بوتل کو اٹھا کر اس کے منہ پر بڑا پکا ڈھکنا جما دیا۔ بوتل کو

ایک کالے تھیلے میں ڈالا اور اپنے چیلے وزیر پجاری کے پاس لے جا کر کہا۔

"یہ لو تمہارا دشمن سانپ بھی تمہارے قبضے میں کر دیا گیا ہے"

پجاری نے سانپ کو بوتل میں بے ہوش پڑے دیکھا تو اس نے اپنے گورو کے پاؤں پکڑ لیے۔

"مہاراج! آپ نے میری زندگی بچا لی۔ مجھے میرے دشمنوں سے محفوظ کر دیا ہے"

گورو بولا۔

"اس سانپ کو میں اپنے ساتھ یونان لے جاؤں گا یہ میرے بڑے کام کی چیز ہے"

پجاری نے گڑگڑا کر کہا۔

"مہاراج کہیں یہ آپ سے نکل کر پھر میرے پاس نہ آجائے۔ مجھے اس سے ڈر لگتا ہے"

گورو مہاراج نے اپنے چیلے کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم ناحق پریشان ہوتے ہو۔ یہ ناگ اب ساری زندگی میرے پاس یونان میں قید رہے گا۔ یہ اب کبھی تمہارے شہر میں نہیں آئے گا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری بڑا خوش ہوا۔ گورو نے بوتل تھیلے میں بند کر کے شبو آ رہی تھی۔ اور نہ ماریا کی۔ کیٹی پریشان ہو گئی۔ یہ دونوں کہاں
اپنے صندوق میں رکھ کر تالا لگا دیا۔ اور کہا۔ چلے گئے ہیں؟ اگرچہ رات کا وقت تھا مگر کیٹی سیاہ چادر اوڑھ

"میں چاہتا ہوں کہ صبح منہ اندھیرے یہاں سے گھوڑے پر بیٹھی اور سیدھی سرائے میں آ گئی۔ سرائے کی کوٹھڑی
چلا جاؤں اب تم دشمنوں سے محفوظ ہو گئے ہو۔ صرف ں بھی ناگ اور ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ وہاں کوئی اور مسافر
کیٹی تمہارے پاس ہے اور وہ اکیلی کچھ نہیں کر سکے ٹھہرا ہوا تھا۔ کیٹی سر پکڑ کر رہ گئی۔ سمجھ گئی کہ ضرور ان دونوں
گی۔ ویسے بھی وہ عورت ذات ہے۔ اس کو تم ے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا ہے پہلے عنبر تھیوسانگ گئے تھے اب
بے شک کسی بہانے ملازمت سے جواب دے ک اور ماریا بھی غائب ہو گئے۔
دینا۔"

کیٹی سخت ناامیدی کے عالم میں واپس اپنے محل میں آ گئی
چنانچہ گورو نے واپس جانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ سوچنے لگی کہ کہیں یہ وزیر پجاری کی سازش تو نہیں ہے؟
وزیر پجاری نے اسی وقت ان کے لیے گھوڑوں اور رتھ کا انتظام کر دیا اور گورو رات کے پچھلے پہر رتھ پر بیٹھ کر مکین ہے۔ کیٹی ساری رات یہی کچھ سوچتی رہی۔ اب اس نے
یونان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ سانپ کی شکل میں ایک بار فیصلہ کر لیا کہ وہ پجاری سے اس کے آگ میں زندہ رہنے کا
میں بند اس کے صندوق میں پڑا اس کے ساتھ تھا۔ راز ضرور معلوم کرے گی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس طرح سے تھیوسانگ
جس وقت ناگ کیٹی کے کمرے کی طرف جا رہا تھا تو اسے سراغ مل جائے۔ کیونکہ یہ طاقت تھیوسانگ کی تھی جو پجاری
ناگ کی خوشبو آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب خوشبو آنی بالکل کے پاس آ گئی تھی۔
بند ہو گئی۔ تو کیٹی کچھ پریشان سی ہو کر باہر آئی۔ مگر وہاں ناگ۔ کیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا اور دوسری طرف اصلی وزیر بڑا
کہیں نہیں تھا۔ اب جو اس نے فضا میں سانس لیا تو اسے حیران تھا۔ کہ بادشاہ کی والدہ کی روح دوبارا اس کے پاس کیوں
کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی گھبرا کر محل کی چھت پر آ گئی نہیں آئی۔ لیکن وہ تو ماریا تھی اور اب وہ اس کے پاس کیسے
کھلی ہوا میں آ کر اس نے کئی بار سانس کھینچا۔ اسے نہ ناگ کی سکتی تھی۔ اصلی وزیر اکیلا پجاری کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کیونکہ پجاری بادشاہ کے بہت منہ چڑھا ہوا تھا
پجاری کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ بلکہ
کا سارا کام اب پجاری ہی چلاتا تھا۔ اصلی وزیر کو بادشا
نے محض اپنا ایک درباری بنا رکھا تھا۔ دربار میں اسے
کرسی ضرور ملتی تھی۔ اس کے سوا اس کے پاس کوئی عہدہ
تھا۔ وزیر پجاری نے بھی اپنے جاسوس دربار میں چھوڑ
تھے۔ اصلی وزیر نے ایک رات دیکھا کہ [redacted]
کہ سیاہ چادر سر کے اوپر ڈال کے مندر کی طرف جا رہا ہے۔
وزیر اس کے پیچھے ہو گیا۔ مندر میں پہنچ کر پجاری نے وہاں
چھوٹے پجاری سے کہا کہ وہ مندر سے سب کو تھوڑی دیر
لیے نکال دے۔ چھوٹے پجاری نے ایسا ہی کیا۔ جب سارا
خالی ہو گیا تو وزیر پجاری مندر کے تہہ خانے میں اتر گیا
ہر ماہ میں دو ایک بار مندر میں آکر اسی طرح وہاں
لوگوں کو باہر بھجوا دیا کرتا تھا۔ تہہ خانے میں جا کر پجار
ایک ایک کوٹھڑی کھول کر جوگی سانگ، تھیو سانگ اور ما
دیکھا۔ یہ سب لوگ بالکل بے ہوش پڑے تھے۔ جب پجا
کو اطمینان ہو گیا کہ اس کے دشمن بے ہوش [redacted] ہیں تو وہ کو
کو تان لگا کر باہر آگیا۔ اوپر مندر کے دالان [redacted] آکر اس نے بابا
کے بت کو غور سے دیکھا۔ یہ عنبر کا بت تھا۔ پجاری م

کہہ بولا۔

"دوست! تم اب ساری زندگی اسی جگہ رہو گے"

وزیر پجاری واپس اپنے محل میں آگیا۔ یہاں تھوڑی دیر
بعد اس کے ایک خاص جاسوس نے اسے بتایا کہ جب وہ مندر
کی طرف گیا تھا۔ تو اصلی وزیر نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا
تھا۔ پجاری کو تشویش بھی ہوئی اور غصہ بھی آیا کہ یہ اصلی وزیر
اس کے خلاف ضرور کوئی سازش کر رہا ہے۔ اس نے اصلی وزیر
کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے جاسوس سے کہا۔

"بھاشان جلاد کو میرے پاس بھیج دے"

جاسوس بہت اچھا حضور کہہ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کالا
کلوٹا بھاشان آگیا۔ اس نے پجاری کے آگے سر جھکاتے ہوئے
کہا۔

"مہاراج نے مجھے یاد فرمایا ہے؟ میرے لائق کوئی
خدمت بتائیے۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے
خوشی ہو گی"

[redacted] پجاری نے کہا۔

"بھاشان! تجھے میرا ایک کام کرنا ہو گا"

پھر پجاری نے اسے ساری بات بیان کر دی کہ اصلی وزیر
کا سر قلم کر دیا جائے۔ بھاشان جلاد سے سر جھکا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"حضور! آپ ایک ہزار آدمیوں کا کہیں تو میں ان کے بھی سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں۔ یہ وزیر تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔"

وزیر پجاری خوش ہو کر بولا۔

"یہ کام بہت جلد ہو جانا چاہیئے۔ ہم تمہیں بہت انعام دیں گے۔"

بھاشان جلاد چلا گیا۔ یہ ایک [redacted] تھا۔ نہ جانے کتنے لوگوں کا خون کر چکا تھا۔ بادشاہ یا مہارانی جب بات بتائی اور کہا۔ کے خلاف ہوتی بھاشان جلاد کو اشارہ کرتی اور اس آدمی کا خفیہ طور پر خون کر دیا جاتا۔ اب بھاشان جلاد کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اصل میں پجاری ہی حکومت کر رہا ہے۔ بادشاہ تو اس کے اشاروں پر ناچتا ہے۔ حقیقت میں وزیر پجاری ہی بادشاہ تھا۔ چنانچہ وہ کیسے پجاری کی بات سے انکار کر سکتا تھا۔

دوسری طرف کسی طریقے سے اصلی وزیر کو بھی معلوم ہو گیا۔ کہ پجاری اس کو قتل کروانے والا ہے اور اس کام کے لیے اس نے بھاشان جلاد کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ اصلی وزیر فوراً غائب ہو گیا۔ غائب وہ یوں ہوا کہ آخر وہ ملک کا وزیر اعظم رہ چکا تھا۔ اُسے محل کے سارے خفیہ دروازوں کا علم تھا۔ ان میں سے ایک راستہ اصلی وزیر کی خواب گاہ کے غسل خانے

سے نیچے سرنگ میں جاتا تھا جہاں سے وہ تھوڑی دیر کے لیے کسی دوسرے ملک کو فرار ہو سکتا تھا۔ مگر اصلی وزیر بادشاہ کو اکیلا اور مکار پجاری کے رحم و کرم پر چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا اسے معلوم تھا کہ ایک نہ ایک دن سچ کی ضرور فتح ہوتی ہے اور جھوٹ کا پول کھل کر رہتا ہے۔ چنانچہ اصلی وزیر سرنگ میں سے نکل کر شہر کے باہر ایک خانقاہ میں آ گیا۔ اس خانقاہ کا مجاور اصلی وزیر کا پرانا دوست تھا۔ اس نے اپنے دوست کو ساری

"میں یہ ملک چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا بلکہ یہیں رہ کر نقلی وزیر اور ملک دشمن پجاری کے ناپاک ارادوں کا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔"

مجاور نے کہا۔

"تو پھر تم ایسا کرو کہ اسی خانقاہ پر بھیس بدل کر بیٹھ جاؤ۔ میں یہی مشہور کروں گا کہ تم ہندوستان کے کوئی درویش ہو اور خانقاہ پر چلہ کرنے آئے ہو۔"

اصلی وزیر کو یہ ترکیب پسند آ گئی اور دوسرے دن اس نے مجاور دوست کی مدد سے نقلی ڈاڑھی لگائی۔ اور لمبا درویشوں والا کرتہ پہن کر گلے میں مالائیں ڈالیں اور خانقاہ کی ایک کوٹھڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بیٹھ گیا۔ ادھر جب دوسرے روز پجاری کو پتہ چلا کہ اصلی وزیر بھاگ گیا ہے۔ تو اس نے اس کی تلاش میں آدمی روانہ کر دیئے۔ یہ لوگ خانقاہ پر بھی پہنچے مگر اصلی وزیر جس حلیے میں تھا۔ اس کو نہ پہچان سکے۔ اصلی وزیر نے ایک رات اپنے نئے دوست سے کہا۔

"عیار پجاری مہینے میں دو تین بار اکیلا مندر میں جاتا ہے۔ اس وقت وہاں سب لوگوں کو باہر نکال دیتا ہے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عیار پجاری آدھی رات کو اکیلا مندر میں کیا کرتا ہے۔ کیا اس سلسلے میں تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو؟"

مجاور کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"میں نے بنگال کی ایک مینا پال رکھی ہے۔ وہ مجھ سے باتیں کرتی ہے میں اس کی زبان سمجھ لیتا ہوں۔ وہ میری زبان سمجھ لیتی ہے۔ اگر تم کہو تو میں اسے پجاری کے تعاقب میں بھیج دیتا ہوں۔ وہ مجھے سارا حال واپس آکر سنا دے گی کہ پجاری وہاں کیا کرتا ہے"

اصلی وزیر نے اس ترکیب کو پسند کیا۔ چنانچہ مجاور اسی وقت اندر سے مینا کا پنجرہ نکال کر لے آیا۔ اس نے

کچھ عجیب سی زبان میں مینا کو کچھ کہا اور پھر اسے پنجرے میں سے نکال کر چھوڑ دیا۔ مجاور نے اصلی وزیر کو بتایا کہ میں نے مینا کو سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ اب تم فکر نہ کرو۔ مینا اس کی پوری رپورٹ لا کر دے گی۔

بنگال کی مینا چھوٹی سی تھی۔ وہ خانقاہ سے اڑ کر سیدھی بادشاہ کے محل میں جا پہنچی۔ اس کو وزیر پجاری کا محلیہ مجاور نے بتا دیا تھا۔ مینا نے اس حلیے کے آدمی کو دیکھا تو سمجھ گئی کہ یہی وزیر پجاری ہے۔ مینا نے وہی محل کے باہر ایک درخت پر ڈیرہ جما لیا۔ دو دن گزر گئے۔ تیسرے دن آدھی رات کو مینا نے وزیر پجاری کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار محل کے دوسرے دروازے سے نکل کر ایک طرف روانہ ہو گیا ہے۔ مینا اس کے ساتھ ساتھ اڑنے لگی۔ پجاری مندر میں آگیا۔ اندر آتے ہی پجاری نے تمام لوگوں کو مندر سے نکال دیا کہ وزیر پجاری خاص عبادت کرنے آئے ہیں۔ جب مندر خالی ہو گیا تو وزیر پجاری ایک راہ داری سے ہوتا ہوا ایک اندھیرے زینے میں اتر گیا۔

بنگال کی مینا اس کے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔ وزیر پجاری ایک تہہ خانے میں آگیا۔ یہاں اس نے پہلی کوٹھڑی کو کھولا۔ اندر داخل ہو گیا۔ مینا بھی خاموشی سے اندر چلی گئی۔ وزیر پجاری نے ایک موم بتی جلا کر پتھر پر رکھ دی۔ پھر لکڑی کا ایک صندوق کھول کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جھک کر غور سے دیکھا۔ صندوق میں جولی سانگ بے ہو
پڑی تھی۔ بنگالی کی مینا چھت کی ایک شہتیر پر بیٹھی یہ
رہی تھی۔ جولی سانگ کے سر کے بال اترے ہوئے تھے۔ ا
بعد پجاری دوسری کوٹھڑی میں گیا۔ یہاں تمیو سانگ لکڑی
صندوق میں بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے بعد اس نے تیسر
کھولی۔ اس کوٹھڑی میں ماریا صندوق میں بے ہوش پڑی تھی
کو جب تسلی ہوگئی کہ تینوں اپنی جگہوں پر موجود ہیں تو
سے واپس چلا آیا۔

بنگال کی مینا بھی اڑتی ہوئی خانقاہ میں واپس آ
مجاور نے مینا کو آتے دیکھا تو اسے اندر لے گیا اور پوچھا کہ
کیا خبر لائی ہے؟ بنگال کی مینا نے کہا۔

"میرے آقا! مندر کے تہہ خانے میں تین کوٹھڑیاں
ہیں۔ دو کوٹھڑیوں میں صندوق میں دو عورتیں بے
ہوش پڑی ہیں۔ ایک کوٹھڑی کے صندوق میں
ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔ پجاری ان تینوں کو
دیکھنے وہاں گیا تھا اور پھر کوٹھڑیوں پر تالا لگا کر واپس
چلا آیا ہے۔"

یہی ساری بات مجاور نے اصلی وزیر کو بتا دی۔ وزیر
کہنے لگا۔

"یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں جن کو پجاری نے بے ہوش
کر کے تہہ خانے میں ڈال رکھا ہے"

مجاور نے کہا۔

"اگر کسی طرح ہم ان میں سے کسی ایک کو اٹھا کر یہاں
لے آئیں تو ان کو ہوش میں لا کر ان سے پتہ کیا جا
سکتا ہے کہ اصل قصہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس سے
ہمیں عیار پجاری کو شکست دینے اور اس ملک کو
بچانے میں کوئی مدد مل سکے"

اصلی وزیر نے سانس بھر کر کہا۔

"مگر اسے وہاں سے لائے گا کون۔ سوال تو یہ پیدا ہوتا
ہے"

مجاور نے کہا۔

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ یہ کام میں کرنے کی کوشش کروں
گا"

چنانچہ دوسرے ہی روز مجاور نے ایک امیر دولت مند سوداگر
کا بھیس بدلا۔ گھوڑے پر زرق برق کپڑے پہن کر بیٹھا اور مندر
کی طرف چل پڑا۔ وہاں جا کر اس نے گھوڑے کو مندر کے
دالان میں باندھا اور وہاں فقیروں میں چاندی کے سکے تقسیم کرنے
شروع کر دیئے۔ چھوٹے پجاری نے یہ معاملہ دیکھا تو بھاگا ہوا مجاور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاس آیا۔ مجاور نے کہا۔
پجاری جی! ہم ملک یمن سے اس مندر کو دیکھنے آئے
ہیں۔ ہم نے اس مندر کی بڑی تعریف سنی تھی۔
ہم بحری جہازوں کا کام کرتے ہیں۔"
اور مجاور نے پجاری کو بھی چند سونے کے سکے پیش
کر دیئے۔ پجاری بڑا خوش ہوا۔ دل میں کہنے لگا کہ موتی
مرغی ہاتھ لگی ہے۔ اس سے زیادہ مال بٹورنا چاہیے۔
ذرا مجاور کو اپنی شاندار کوٹھڑی میں لے گیا۔ اُسے پلنگ عزت
سے بٹھایا۔ اس کی خوب خاطر داری کی۔ مجاور نے بھی سونے
کے کچھ اور سکے پجاری کو دے دیئے۔ یہ وہ سکے تھے جو لوگ مجاور
کی خانقاہ پہ چڑھایا کرتے تھے۔ یہ سکے وہ تھیلے میں ڈال کر
ساتھ ہی لے آیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی مجاور ایک چیز اپنے ساتھ
لایا تھا۔ یہ چیز نیلے رنگ کی ایک چھوٹی سی شیشی تھی جس میں
بے ہوشی کا عرق تھا۔ رات کو مجاور نے پجاری کے ساتھ
بیٹھ کر کھانا کھایا۔ پھر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ اس نے
پجاری پر اپنی دولت کا بہت رُعب ڈالا اور پجاری کو یقین
دِلا دیا کہ وہ اس کے لیے یمن سے اصلی موتی بھیجے گا۔ پجاری
تو اس کا گرویدہ ہو گیا تھا۔ جب رات زیادہ گزر گئی تو مجاور
نے کہا۔

"میں ایک رسم ادا کرنا چاہتا ہوں۔ رسم یہ ہے
کہ مجھے پانی کا ایک بڑا پیالہ لا دو۔ میں دیوتاؤں
کے نام پڑھ کر اس پہ پھونکوں گا اور پھر اس
میں سے ایک ایک گھونٹ پانی سب کو پلا دیا
جائے گا۔ یوں میرے ماں باپ کی روح کو چین ملے
گا۔"
پجاری بولا۔
"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ میں ابھی پانی سے
بھرا ہوا پیالہ منگوائے دیتا ہوں۔"
اسی وقت پیالہ آگیا۔ مجاور نے اُونٹ پٹانگ اشلوک
پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد پجاری کی طرف دیکھ
کر بولا۔
"ذرا دالان میں جا کر دیکھو چاند تو ابھی نہیں نکلا؟"
مجاور کو معلوم تھا کہ چاند اس رات دیر سے نکلے گا۔
پجاری اُٹھ کر باہر گیا تو مجاور نے جلدی سے نیلی شیشی تھیلے
سے نکالی۔ اس میں سے بے ہوشی کی دوائی کے چند
قطرے پیالے کے پانی میں ڈالے اور شیشی دوبارہ تھیلے میں
چھپا دی۔ اور پھر اشلوک پڑھنے لگا۔
پجاری نے واپس آکر بتایا کہ چاند ابھی نہیں نکلا۔ مجاور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوش ہو کر بولا۔

"بالکل ٹھیک وقت ہے رسم ادا کرنے کے لیے۔ بھائی اس پانی میں سے سب سے پہلے تم ایک گھونٹ پیو۔ اور پھر مندر میں اس وقت جتنے پجاری ہیں ان سب کو باقی پانی پلا دو۔ تاکہ میرے ماں باپ کی روح کو سکھ ملے۔ ذرا جلدی کرنا کہیں چاند نہ نکل آئے۔"

پجاری نے فوراً پیالے میں سے ایک گھونٹ پانی پیا اور باقی کا پانی مندر کے صحن میں جا کر جو چھ سات پجاری حال بے تھے ان کو پلا دیا۔ خالی پیالہ لے کر مجاور کی کوٹھڑی میں آیا اور بولا۔

"میں نے رسم پوری کر دی ہے۔"

اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو کر پلنگ پر دھڑام سے گر پڑا۔ مجاور نے اسے پلنگ پر ہی رہنے دیا۔ صرف اس کے اوپر چادر ڈال دی۔ اسے معلوم تھا کہ کل صبح تک اسے ہوش نہیں آئے گا۔ مجاور باہر نکلا تو دیکھا کہ باقی پجاری بھی دالان میں بے ہوش پڑے تھے۔ مجاور وہاں سے نیچے تہہ خانے میں آگیا۔ اس کے سامنے جو کوٹھڑی آئی وہ تھیوسانگ کی تھی۔ مجاور نے تھیوسانگ کو ہی صندوق

سے نکال کر کاندھے پر ڈالا اور مندر سے گزرتا ہوا باہر آگیا۔ اندھیرے میں اس کا گھوڑا دالان میں بندھا کھڑا تھا۔ مجاور نے تھیوسانگ کو گھوڑے پر آگے ڈال دیا اور خود گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھا خانقاہ کی طرف چل پڑا۔ خانقاہ میں اصلی وزیر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ مجاور نے تھیوسانگ کو اس کے سامنے کوٹھڑی میں لٹا دیا اور بولا۔

"باقی دو عورتیں بھی وہاں بے ہوش پڑی ہوں گی مگر مجھے سامنے اس کی کوٹھڑی نظر آئی اور میں اس آدمی کو ہی اٹھا کر لے آیا ہوں۔"

اصلی وزیر نے چراغ کی روشنی میں بے ہوش تھیوسانگ کو غور سے دیکھا اور کہنے لگا۔

"جب تک اسے ہوش نہیں آتا ہم اس سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے کہ یہ کون ہے اور اس کے ساتھ جو دو عورتیں تہہ خانے میں بند ہیں وہ کون ہیں اور اس کو پجاری نے کس لیے بے ہوش کر کے قید میں ڈال رکھا تھا۔"

مجاور بولا۔

"میں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

مجاور نے کئی ایک دوائیاں آزمائیں مگر تھیوسانگ کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوش نہ آیا۔ تھیوسانگ پر تو پجاری کے منتر کا اثر تھا۔ کیسے ہوش میں آسکتا تھا۔ اصل وزیر نے کہا۔

"ابھی رات کو آرام کرتے ہیں۔ صبح دیکھا جائے گا۔ اس کو کسی ایسی کوٹھڑی میں رکھ آؤ جہاں پجاری کے سپاہی بھی اگر آئیں تو اِسے نہ ڈھونڈھ سکیں۔"

مجاور نے بے ہوش تھیوسانگ کو خانقاہ میں جو قبر اس کے اندر مُردے کی ہڈیوں کے ڈھانچے کے ساتھ ہی [redacted] کہنے لگا۔

"اس قبر کو کوئی نہیں کھودے گا۔ میں نے اپنی سہولت کے لیے اس میں ایک طاق بنا رکھا ہے۔ اب اس کو بھی اس طرح بند کرتا ہوں کہ کسی کی نظر ہی نہیں پڑ سکتی۔"

تھیوسانگ کو قبر کے اندر انسانی ڈھانچے کے ساتھ لٹا گیا۔ تھیوسانگ بے ہوش تھا۔ اس کو کیا خبر کہ اِسے کہاں دیا گیا ہے۔ اب ہم کیٹی کی طرف آتے ہیں۔ کیٹی نے بھی کیا تھا کہ وزیر پجاری مہینے میں دو بار آدھی رات کو مندر ہے۔ ایک رات وہ بھی سراغ لگانے کے خیال سے اس پیچھے بھیس بدل کر چلا۔ اس نے اپنے سارے جسم میں لپیٹ رکھا تھا۔ وہ مندر میں داخل ہو کر ایک

جگہ چھپ کر بیٹھ گئی کہ جہاں کسی کی اُس پہ نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ پجاری اپنی عادت کے مطابق تہہ خانے میں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ کوٹھڑی کھلی پڑی ہے اور اس میں سے تھیوسانگ غائب ہے۔ اس نے شور مچا دیا۔ چھوٹا پجاری اس کے قدموں میں گر پڑا اور گڑگڑاتے ہوئے بولا۔

"حضور! تین دن ہوئے ایک آدمی سوداگر کے بھیس میں آیا تھا۔ اس نے ہم سب کو بے ہوش کر دیا ضرور وہی تہہ خانے سے آپ کے آدمی کو اُٹھا کر لے گیا ہو گا۔"

وزیر پجاری تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ چھوٹے پجاری کو قتل بھی کروا دیتا۔ تو اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس نے اس سے پوچھا۔

"سوداگر کا حلیہ کیا تھا؟"

چھوٹے پجاری نے بتایا کہ اس کی ڈاڑھی تھی اور سر پہ پگڑ باندھا ہوا تھا۔ وزیر پجاری نے شہر میں اپنے خاص جاسوس چھوڑ دیے۔ مگر مجاور تو نقلی ڈاڑھی لگا کر گیا تھا اب بھلا اِسے کون پہچان سکتا تھا۔ کیٹی نے جب یہ دیکھا کہ وزیر پجاری نے کسی شخص کو تہہ خانے میں قید کر رکھا تھا۔ جو فرار ہو گیا ہے تو وہ اُسی وقت مندر سے واپس محل بھاگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ں ہی۔ وہ ساری رات سوچتی رہی کہ یہ کون شخص ہو سکتا ہے۔ وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکی۔ مگر اپنی طرف سے کیٹی نے بھی اس مندر کے مفرور آدمی کی تلاش شروع کر دی۔ کیٹی دن کے وقت کوئی بہانہ بنا کر شہر میں آجاتی اور اِدھر اُدھر مفرور آدمی کا کھوج لگاتی۔ اس نے کئی لوگوں سے پوچھا مگر کہیں سے بھی اسے سراغ نہ مل سکا۔ آخر اسی طرح پھرتے پھراتے وہ خانقاہ میں بھی آگئی۔ یہاں اصلی وزیر نقلی ڈاڑھی لگائے درویش بنا ایک طرف بیٹھا تھا۔ کیٹی اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ اور باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی آدمی شہر سے بھاگ کر آیا تھا؟

اصلی وزیر نے تو کیٹی کو پہچان لیا تھا مگر کیٹی اسے نہیں پہچان سکی تھی۔ وہ یہی سمجھا کہ کیٹی کو اس کے مالک وزیر پجاری نے بھیجا ہے۔ اصلی وزیر نے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بی بی! یہاں کبھی کوئی بھاگ کر نہیں آیا۔ لوگ آہستہ آہستہ چل کر آتے ہیں۔"

کیٹی اس کے پاس سے اُٹھ کر مجاور کے پاس آگئی۔ اس نے بھی یہی کہا کہ خانقاہ میں کوئی نہیں آیا۔ کیٹی چل دی تو اصلی وزیر نے مجاور کو بتایا کہ یہ عورت پجاری

کی خاص خادمہ ہے۔ اور مفرور آدمی کا کھوج لگانے آئی تھی۔ مجاور نے کہا "اس کے باپ کو بھی کبھی پتہ نہیں چل سکتا کہ ہم نے اس بے ہوش آدمی کو کہاں چھپا رکھا ہے۔ ویسے ایک بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ یہ کوئی بڑا اہم آدمی ہے۔ جس کو پکڑنے کے لیے پجاری اس قدر پریشان ہو رہا ہے۔"

اصلی وزیر نے کہا "لیکن اسے ہوش آجانا چاہیئے۔ تب ہی ہمیں کچھ پتہ چل سکتا ہے۔" مجاور کہنے لگا۔

"آج میں ایک بار پھر کوشش کرتا ہوں۔"

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا مار یا قتل ہو گئی؟

مجاور خانقاہ والی قبر میں اُتر گیا۔
تھیوسانگ لاش کے پرانے ڈھانچے کے ساتھ
طرح بے ہوش لیٹا ہوا تھا۔ مجاور نے [redacted]
کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔
اصلی وزیر نے کہا۔
"میں شاہی حکیم کے گھر جاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے
اس کے پاس کوئی ایسی دوائی ہو جس کی مدد سے
اس شخص کو ہوش آجائے۔"
مجاور نے اصلی وزیر کو تاکید کی کہ وہ رات کے اندھیر
میں جائے۔ کیونکہ پجاری وزیر کے سپاہی اس کی تلاش میں
ہوں گے۔ دوسری طرف پجاری وزیر نے اصلی وزیر
غائب ہو جانے کے بعد بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دی
اور اسے یقین دلا دیا کہ اصلی وزیر باغی تھا اور اس کی حکو
کا تختہ اُلٹنا چاہتا تھا۔ بادشاہ نے اُسی وقت اصلی وزیر

رفتاری کے احکام جاری کر دیئے۔ اسی رات اصلی وزیر رات کے اندھیرے میں شاہی حکیم کے مکان کی طرف چل پڑا۔ شاہی حکیم کی حویلی شہر کے اندر تھی۔ رات خاموش تھی۔ شہر سنسان تھا مگر بادشاہ کے سپاہی چھپ کر شہر کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے۔ جونہی اصلی وزیر شاہی حکیم کی گلی میں داخل ہوا ایک سپاہی نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں جا رہا ہے۔ اصلی وزیر نے نقلی ڈاڑھی لگا رکھی تھی۔ اس نے کہا کہ میری بیٹی بیمار ہے شاہی حکیم سے دوا لینے جا رہا ہوں۔ وہاں دوسرے سپاہی بھی آگئے۔ ایک سپاہی نے اصلی وزیر کی آواز پہچان لی اور آگے بڑھ کر اس کی ڈاڑھی کو ذرا سا کھینچا۔ تو وہ اُس کے ہاتھ میں آگئی۔ اصلی وزیر اِن کے سامنے کھڑا تھا۔
فوراً اسے گرفتار کر لیا گیا۔ جب رات گزر گئی اور وزیر واپس خانقاہ میں نہ آیا تو مجاور کو فکر لگی۔ مگر وہ اس کی تلاش میں کہاں جاتا۔ خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ دن نکلتے ہی شہر میں یہ خبر چاروں طرف پھیل گئی کہ اصلی وزیر کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور بادشاہ نے اسے بغاوت کے جرم میں موت کی سزا سنا دی ہے۔ اور ہفتے کے دن اسے قلعے کی دیوار کے اوپر پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ مجاور کو بے حد افسوس ہوا۔ وہ اصلی وزیر کی جان نہیں بچا سکتا تھا۔ صبر کر کے بیٹھا رہا۔ ابھی پھانسی دینے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانے میں تین دن باقی تھے۔ اسی رات مجاور اپنی کوٹھڑی
چارپائی لیٹا سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے عجیب
انسانی آواز سنائی دی۔ اس نے کان لگا کر سنا۔ یہ بھاری
بھاری خشک سی مردانہ آواز تھی۔ جو رُک رُک کر کہہ
تھی۔

"اِس کو قبر سے نکالو۔ اس کو قبر سے نکالو"

مجاور لپک کر خانقاہ کی قبر کے پاس آگیا۔ اس نے
روشن کیا اور قبر کے طاق کو کھول کر قبر کے [illegible]
یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ قبر کے مرد مُردے کا ڈھانچہ قبر
دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ اور اس کی کھوپڑی میں سے آواز
رہی تھی۔

"اِسے قبر سے نکالو۔ اِسے قبر سے نکالو"

تھیوسانگ قبر میں ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ مجاور
نے اِسے اُٹھا کر قبر سے باہر نکال لیا۔ مُردے کا ڈھانچہ وا
اپنی جگہ پر آکر لیٹ گیا۔ مجاور نے قبر کی کھڑکی بند کر دی۔
بے ہوش تھیوسانگ کو اٹھا کر کوٹھڑی میں لے آیا۔ وہ اِسے
پلنگ پر لٹا کر ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھ رہا تھا کہ تھیوسانگ
نے ایک گہرا سانس لے کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ چراغ کی روشنی
میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

ناگ ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

لاش سے ملاقات	۵/-	۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ	۵/-	۴۳۔ کھنڈرات کی بدروحیں	۶/-
جہاز ڈوب گیا	۵/-	۲۳۔ لاش کی چیخ	۵/-	۴۴۔ ممبا طوش اور ناگ	۶/-
مندر کی چڑیل	۵/-	۲۴۔ آسیب کی رات	۵/-	۴۵۔ ماریا سونے کی مورتی	۶/-
پراسرار غار کی مورتی	۵/-	۲۵۔ ۹۹ میٹر [illegible]	۱۵/-	۴۶۔ ناگ غائب ہو گیا	۷/۵۰
ناگ لندن میں	۵/-	۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں	۵/-	۴۷۔ خون کی آبشار	۷/۵۰
تابوت میں سانپ	۵/-	۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ	۵/-	۴۸۔ شیشے کی آنکھ پتھر کا دل	۷/۵۰
موت کا دریا	۵/-	۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش	۵/-	۴۹۔ خونی لومڑی	۷/۵۰
سانپ کا انتقام	۵/-	۲۹۔ بابل کی بدروحیں	۵/-	۵۰۔ کھوپڑیوں کا محل [illegible]	۱۵/-
سانپ کی آواز	۵/-	۳۰۔ قبر کی دلہن (خاص نمبر)	۷/۵۰	۵۱۔ ماریا بوتل میں بند ہو گئی	۷/۵۰
ناگ کا قتل	۵/-	۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان	۵/-	۵۲۔ خون کی پیاس	۷/۵۰
شاہ بلوط کا خزانہ	۵/-	۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ	۶/-	۵۳۔ ناگ اور سپرمین	۷/۵۰
پتھر کا ہاتھ	۵/-	۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت	۶/-	۵۴۔ پتھریلی آنکھ والا جاسوس	۷/۵۰
طوفانی سمندر کا بھوت	[illegible]	۳۴۔ مُردوں کی شہزادی	۶/-	۵۵۔ ناگ اور ناگن رنگامتی	۷/-
ڈائنا سورس کا جزیرہ	۵/-	۳۵۔ سانپوں کا دربار	۶/-	۵۶۔ چار پراسرار سپیرے	۷/-
سیاہ پوش سایہ	۵/-	۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ	۶/-	۵۷۔ امبا دیوی کی مورتی	۶/-
انسانی بلی	۵/-	۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری	۶/-	۵۸۔ خفیہ منتر کی تلاش	۷/-
سانپوں کا جنگل	۵/-	۳۸۔ کٹا ہوا زندہ ہاتھ	۶/-	۵۹۔ موت کا وعدہ	۷/۵۰
ماریا اور بن مانس	۵/-	۳۹۔ عنبر لاہور میں	۶/-	۶۰۔ اور قبر کھل گئی	۷/۵۰
قبر نما انسان	۵/-	۴۰۔ چڑیلوں کی سلکہ (خاص نمبر)	۱۳/-	۶۱۔ لاش کا دوسرا جنم	۶/-
لکشمی دیوی کا انتقام	۵/-	۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا	۱۰/-	۶۲۔ ماریا قتل ہو گئی	۷/-
ناگ اور جادوئی ترشول	۵/-	۴۲۔ رات کا کالا کفن	۶/-	۶۳۔ خالی تابوت یاقوتی سانپ	۶/-

۶۴۔ ماریا اور ممی کی لاش ۷/۵۰
۶۵۔ نیلی قبر کا خفیہ راستہ ۷/۵۰
۶۶۔ عنبر سانپ بن گیا ۶/-
۶۷۔ عنبر اور ڈسکو مُردے ۷/۵۰
۶۸۔ کیٹی پھانسی کے تختے پر ۷/۵۰
۶۹۔ عنبر انگوٹھی میں اتر گیا ۶/-
۷۰۔ دیوی روشنک کے اژدہا
۷۱۔ عنبر کا سر کٹ گیا
۷۲۔ چنگیز خان لاہور میں
۷۳۔ دیوتا قتلام پر قربان کر دو
۷۴۔ ماریا سانپ بن گئی
۷۵۔ روح اور سانپوں والے بہن بھائی [illegible]
۷۶۔ ماریا انارکلی میں
۷۷۔ قبر مرتبان اور ہڈیاں
۷۸۔ سیاہ کفن پوش بلا
۷۹۔ پراسرار فرعون کا ڈھانچہ
۸۰۔ طلسمی تختی اور سانپوں کا غار
۸۱۔ قفل والا پراسرار چہرہ
۸۲۔ ڈاکو سپاٹا اور عابدہ کا پتلا
۸۳۔ روتی آنکھوں والا چراغ
۸۴۔ کھوپڑی پر جلتی موم بتی

عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ ۸

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں کہاں ہوں؟" مجاور نے فوراً کہا۔

"بھائی تم میرے پاس۔ میں تمہارا دوست ہوں۔"

تھیوسانگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا "میں یہاں کیسے آگیا ہوں؟ میری بہن اور بھائی جنر کہاں ہیں؟"

مجاور کی سمجھ میں یہی آسکا کہ وہ اس لڑکی کے بارے میں کہہ رہا ہوگا۔ جو مندر کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑی ہے۔ اس نے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے بھائی اور تم لوگ مکار پجارنی کے چکر میں کیسے پھنس گئے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم نے میری بہن اور بھائی کو دیکھا ہے؟"

مجاور بولا۔

"میری مینا نے مجھے بتایا تھا کہ مندر کے تہہ خانے میں تمہاری ساتھ والی کوٹھڑی میں ایک لڑکی بھی صندوق میں بے ہوش پڑی ہے۔"

تھیوسانگ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

"مجھے اسے نکال کر لانا ہے۔ وہ میری بہن جولی سانگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔" مجاور نے کہا۔

"مگر میرے بھائی تم کیسے مندر میں جاؤ گے۔ وہاں تو سپاہیوں کا زبردست پہرہ لگا ہے کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ میرے پاس بہت ضروری ہے۔ تم اسی جگہ میرا انتظار کرنا۔ میں اپنی بہن کو لے کر یہیں آؤں گا۔"

مجاور کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ اکیلا شخص وہاں سے ایک بے ہوش لڑکی کو اٹھا کر کیسے نکال لائے گا۔

مجاور سے جدا ہوتے ہی تھیوسانگ مندر کی طرف چل پڑا۔ مندر کا سارا پتہ اس نے مجاور سے معلوم کر لیا تھا۔ ایک جگہ درختوں کی اوٹ میں آکر تھیوسانگ نے اپنی طاقت کی آزمائش کی۔ اپنے دل میں ارادہ باندھ کر اپنے جسم سے انگلی لگائی اور وہ ایک دم چھوٹا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے دوسری بار انگلی لگائی ——— تو وہ دوبارہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑے قد کا ہو گیا۔ تھیوسانگ بڑا خوش ہوا کہ اس کی طاقت واپس آچکی ہے۔ اب وہ بے دھڑک مندر میں داخل ہوا مندر میں ایک طرف کچھ گھوڑے بندھے گھاس چر رہے تھے۔ دالان کی دوسری جانب بیل کا جُت لگا تھا جس کے آگ جل رہی تھی۔ چھوٹا پجاری وہاں بیٹھا پوجا کر رہا تھا۔ کی شکل سے واقف نہیں تھا۔ اس کی شکل کا صرف بڑے وزیر پجاری کو ہی علم تھا۔ تھیوسانگ نے چھوٹے پجاری جا کر کہا۔

"مجھے بڑے وزیر پجاری نے بھیجا ہے۔ تہہ خانے میں ایک لڑکی صندوق میں بے ہوش پڑی ہے۔ میں اسے محل میں لے جانے کے لیے آیا ہوں"

چھوٹے پجاری نے کہا۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم کو وزیر صاحب نے بھیجا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمہارا وزیر اور بڑا پجاری میرا شاگرد ہے۔ میں نے ہی اسے وزیر بنایا ہے"

چھوٹے پجاری کو یقین آیا۔ تب تھیوسانگ اس کو ایک طرف لے گیا اور بولا۔

"میں تمہیں اپنی طاقت دکھانا چاہتا ہوں۔ تاکہ تمہیں یقین آجائے"

اور اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے چھوٹے پجاری کی گردن پر انگلی رکھ دی۔ پجاری ایک دم سے انگلی جتنا چھوٹا ہو گیا۔ وہ تو حیران پریشان ہو کر چیخنے چلانے لگ پڑا۔ تھیوسانگ نے ایک منٹ تک اس کا تماشہ دیکھا اور پھر دوبارہ انگلی لگا کر بڑا کر دیا۔ پجاری کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مہاراج! آپ وزیر کے آدمی ہی ہیں تہہ خانے میں جا کر جو لے جانا ہے لے جائیں"

تھیوسانگ تہہ خانے میں اتر گیا۔ اسے یہ بالکل معلوم نہیں تھا کہ سامنے جو دو کوٹھڑیاں ہیں ان میں سے ایک میں ماریا بھی ظاہری حالت میں بے ہوش پڑی ہے۔ اس کے سامنے جو کوٹھڑی آئی وہ مجولی سانگ کی تھی۔ تھیوسانگ تالا توڑ کر اندر چلا گیا۔ صندوق کو کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مجولی سانگ کے سر کے سارے بال اترے ہوئے تھے۔ وہ بے ہوش پڑی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ ان دونوں کو وزیر پجاری نے بھادو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پانی سے بے ہوش کیا تھا۔ اور ضرور جوگی سانگ کے بال بھی اسی نے مونڈ ڈالے تھے۔ تھیوسانگ نے جوگی سانگ کو کاندھے پر ڈالا اور باہر لے آیا۔ باہر پجاری موجود تھا۔ تھیوسانگ نے جوگی سانگ کو گھوڑے پر ڈالا اور اسے دوڑاتے ہوئے سیدھا خانقاہ میں پہنچ گیا۔

خانقاہ میں آتے ہی تھیوسانگ نے مجاور کو کہ یہ اس کی چھوٹی بہن جوگی سانگ ہے۔ اور اسے میری ہی طرح وزیر پجاری نے جادو کا پانی ڈال کر بے ہوش کر دیا تھا۔ مجاور بولا۔

"اگر اس کو بھی قبر میں لٹا دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح ہوش میں آجائے کیونکہ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ قبر میں دفن مُردے کی ہڈیوں سے جو خاص شعاعیں نکلتی ہیں۔ اس سے طلسم کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔"

تھیوسانگ کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے اسی وقت جوگی سانگ کو طاق میں سے قبر میں اتار کر لٹا دیا۔ اب مجاور نے تھیوسانگ کو بتایا کہ اصلی وزیر بھی خانقاہ میں آیا ہوا تھا مگر وہ تمہیں ہوش میں لانے کے لیے دوائی لینے شاہی حکیم کے پاس گیا اور بادشاہ کے سپاہیوں نے اسے

پکڑ لیا اور اب ہفتے کے روز اسے مار ڈالا جائے گا۔ تھیوسانگ کو بڑا دکھ ہوا کہ اصلی وزیر اس کی خاطر اپنی جان قربان کر رہا تھا۔

اس نے مجاور سے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ بادشاہ اصلی وزیر کو ہلاک نہ کر سکے گا۔ میں اسے بچا لوں گا۔"

ابھی تک مجاور کو تھیوسانگ کی طاقت کا اندازہ نہیں تھا۔ اس لیے اسے تھیوسانگ کی بات کا یقین نہ آیا۔ تھیوسانگ نے مجاور کو بتایا کہ اس کے ساتھ عنبر بھی تھا جو ان کا خاص دوست ہے۔

"کچھ معلوم نہیں کہ وزیر پجاری نے اسے کہاں گم کر دیا ہے۔ کیونکہ عنبر مسعدہ کی طرف ہی گیا تھا۔"

مجاور بولا۔

"ہو سکتا ہے تمہارا دوست عنبر بھی یہاں پہ آجائے۔ یا ہو سکتا ہے ہوش میں آنے کے بعد تمہاری بہن عنبر کے بارے میں کچھ بتائے۔"

سارا دن جوگی سانگ قبر میں پڑی رہی۔ شام کے وقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبر میں سے وہی آواز آئی۔

"اِسے قبر سے نکالو۔ اِسے قبر سے نکالو"

مجاور لپک کر قبر کی طرف گیا۔ طاق کھولا تو دیکھا کہ
کا ڈھانچہ اسی طرح دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ اور کھوپڑی
میں سے آواز آرہی تھی۔

"اسے باہر نکالو۔ اِسے قبر سے نکالو"

مجاور نے جلدی سے جوگی سانگ کو اٹھا کر باہر لٹایا
قبر بند کر دی گئی۔ تھیو سانگ اور مجاور جوگی سانگ کو
کوٹھڑی میں لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جوگی سانگ کو ہوش
آگیا۔ چراغ جل رہا تھا۔ جوگی سانگ نے تھیو سانگ کی طرف
دیکھ کر کہا۔

"تھیو بھائی! میں کہاں ہوں؟"

تھیو سانگ نے اپنی بہن جوگی سانگ کو سارا واقعہ سنا
ڈالا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

"عنبر بھائی کا کچھ پتہ چلا؟ تھیو سانگ نے کہا۔

"ابھی تک تو اِس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں
ہے۔ لیکن تمہارے بال کس نے کاٹ ڈالے؟"

اب جوگی سانگ نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور دکھ بھرے
لہجے میں بولی۔

"اسی مکار پجاری نے میرے بال کاٹ ڈالے
ہوں گے۔ اس کی وجہ سے میری طاقت ختم
ہو گئی ہوگی"

جوگی سانگ نے آنکھوں سے شعاعیں نکالنے کی کوشش
کی مگر اس کی آنکھوں سے کوئی شعاع نہ نکل سکی۔ اس
نے تھیو سانگ سے کہا۔

"افسوس تھیو بھائی! میری طاقت عارضی طور
پر ختم ہو گئی ہے"

تھیو سانگ نے پوچھا۔

"عارضی طور پر کیسے؟"

جوگی سانگ نے کہا۔

"جب میرے سر کے بال ایک انگلی کے برابر
اگ آئیں گے۔ تو میری طاقت خود بخود مجھے
واپس مل جائے گی۔ اب میں آگ میں جل
سکتی ہوں"

مجاور بولا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تمہاری طاقت بڑے
پجاری کے پاس چلی گئی ہو؟ کیونکہ وہ آگ میں
زندہ رہ سکتا ہے اور یہی کرشمہ دکھا کر اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے بادشاہ پر اپنا اثر ڈالا ہے اور اِس کا وزیر
بن بیٹھا ہے "
جُولی سانگ نے کہا۔
" ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر میرے سر پہ بال آئے
ہی اس کی طاقت خود بخود ختم ہو جائے گی "
تھیو سانگ کہنے لگا۔
" جُولی سانگ بہن! تب تمہیں اسی خانقاہ میں احتیا
کے ساتھ رہنا ہوگا۔ میں خود عنبر کو تلاش [redacted] دل
گا "

انہوں نے خانقاہ کی پچھلی کوٹھڑی جولی سانگ کے
خالی کر دی۔ جولی سانگ وہاں رہنے لگی۔ تھیو سانگ نے
سے کہا۔
" اب میں اصلی وزیر کو پہچاننے جاتا ہوں جس نے
میری خاطر اپنی موت کو بھی قبول کر لیا ہے۔
وہ مجھے ہوش میں لانے کے لیے دوائی لانے
گیا تھا کہ پکڑا گیا "
جُولی سانگ نے کہا۔
" تھیو بھائی! تمہاری طرف سے مجھے فکر لگا رہے
گا "

تھیو سانگ نے جولی سانگ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔
" تم فکر نہ کرو۔ اصلی وزیر کی جان بچانا اب میرا
اخلاقی فرض بن چکا ہے "
جب شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تو تھیو سانگ خانقاہ سے
نکل کر شاہی محل کی جانب روانہ ہو گیا۔ اِسے یہ بھی احساس
تھا کہ وزیر پجاری اس کو پہچانتا ہے اور اگر اس نے
تھیو سانگ کو دیکھ لیا تو معاملہ گڑبڑ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ
وہ ایک خاص منصوبے پر عمل کرتے ہوئے شاہی محل کی پچھلی
دیوار کی طرف آ گیا۔ یہ کافی اُونچی دیوار تھی۔ دُور کونے پہ
ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ تھیو سانگ دیوار کے
ساتھ ساتھ چلتا گیا۔ چند قدم چلنے کے بعد اُسے ایک جگہ
چھوٹا سا خشک نالہ نظر آیا جو دیوار میں بنا ہُوا تھا۔ شاید یہ
برسات کے پانی کو باہر نکالنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ تھیو سانگ
نے انگلی اپنی گردن سے لگا کر اپنے آپ کو چھوٹا بنایا اور
نالے میں سے گزر کر دیوار کی دوسری طرف شاہی محل کے
باغ میں آ گیا۔ یہاں سامنے محل کے برآمدوں میں شمع دانوں
میں شمعیں روشن کر دی گئی تھیں۔ نوکر اور خادمائیں اِدھر
اُدھر چل رہی تھیں۔ تھیو سانگ کو شاہی محل کے تہہ خانے
میں جانا تھا جہاں اصلی وزیر کو قید کیا گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تہہ خانہ کدھر ہے؟ یہ بات تھیوسانگ کسی سپاہی ہی سے پوچھ سکتا تھا۔ اس کے لیے بھی ایک ترکیب تھیوسانگ کے ذہن میں تھی۔ وہ محل کے کونے کی طرف چلا۔ ایک جگہ درخت تھے۔ وہ ان میں آگیا اور انگلی لگا کر پھر سے بڑا ہو گیا۔ اب وہ کسی سپاہی کا انتظار کرنے لگا۔ ایک سپاہی پہرہ دیتا ہوا تھوڑی دیر بعد اُدھر سے گزرتا تھا۔ تھیوسانگ اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔ جونہی وہ اس کے قریب سے گزرا تھیوسانگ پیچھے سے لپکا۔ اِس سے پہلے کہ سپاہی پلٹ کر دیکھتا۔ تھیوسانگ نے اس کی گردن سے اپنی انگلی لگا دی۔ سپاہی ایک سیکنڈ میں چھوٹا سا ہو گیا۔ سپاہی سکتے میں گیا کہ یہ اِسے کیا ہو گیا ہے۔ تھیوسانگ نے اِسے اپنی ہتھیلی پر اُٹھا لیا اور کہا۔

"اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ بادشاہ نے اصلی وزیر کو تہہ خانے میں کس جگہ قید کر رکھا ہے اور تہہ خانے کو راستہ کون سا جاتا ہے تو میں تجھے پھر سے بڑا کر دوں گا۔ ورنہ تم باقی ساری زندگی اسی طرح چوہا بن کر زندہ رہو گے۔"

سپاہی نے ہاتھ باندھ کر باریک آواز میں کہا۔

"اے عظیم جادوگر! میری جان بخشی کر دے۔ میں تمہیں ابھی سب کچھ بتائے دیتا ہوں۔"

اور پھر سپاہی نے تھیوسانگ کو وہ سب کچھ بتا دیا جس کی اسے ضرورت تھی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"جب تک میں اپنا کام پورا نہیں کر لیتا تم چھوٹے قد کے ہی رہو گے۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ واپسی پر تمہیں بڑا کرتا جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے چھوٹے سے سپاہی کو وہیں ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر پتھر رکھ دیا اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلا۔ وہ محل کے تیسرے کونے کی طرف آگیا۔ یہاں ایک جنگلہ زمین میں لگا تھا۔ تھیوسانگ نے اس جنگلے کو اُٹھایا۔ نیچے ایک سرنگ نکل آئی۔ سپاہی نے اِسے اسی خفیہ راستے کے بارے میں بتایا تھا۔ تھیوسانگ سرنگ میں اُتر گیا اور اندھیرے میں گزرتا ہوا ایک تہہ خانے کے دروازے کے پاس آگیا۔ یہاں اِسے دو سپاہیوں کے آپس میں باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ تھیوسانگ ایک طرف ہو گیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک کوٹھڑی پر تالا لگا ہے۔ اس کے باہر دو سپاہی سٹولوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ تھیوسانگ نے زمین پر ہلکی سی کنکر پھینکی۔ دونوں سپاہیوں نے چونک

COURTESY [redacted]RDFBOOKSFREE.PK

کر اس طرف دیکھا۔ تھیوسانگ اندھیرے میں تھا۔ ایک
نے کہا۔

"یہ کیسی آواز تھی؟"

دوسرا سپاہی بولا۔

"میں جاکر دیکھتا ہوں"

دوسرا سپاہی نیزہ ہاتھ میں لیے سُرنگ میں آگے بڑھ
جب وہ تھیوسانگ کے قریب سے گزرا تو تھیوسانگ
اُس کے جسم سے اپنی انگلی لگا دی۔ سپاہی ایک دم چو
سے بھی چھوٹا ہوگیا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے اِسے اُٹھا
جیب میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب سپاہی واپس نہ
تو پہلا سپاہی اُس کو آواز دیتا۔ اُس کے پیچھے گیا۔ وہ بھی
جب تھیوسانگ کے قریب سے گزرنے لگا تو اچانک اس
کی نگاہ تھیوسانگ پر پڑ گئی۔ اُس نے نیزہ اُٹھا کر تھیوسا
پر حملہ کر دیا۔ تھیوسانگ جلدی سے ہٹ گیا اور اُچھل کر اپنی
انگلی سپاہی کی پنڈلی سے لگا دی۔ یہ سپاہی بھی چھوٹا سا
بن گیا اور تھیوسانگ نے اِسے بھی اپنی دوسری جیب میں
رکھ لیا۔ اب وہ کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔ تالا ہاتھ کے ایک
جھٹکے سے توڑ ڈالا اور دروازہ کھول کر کوٹھڑی میں داخل ہو
گیا۔

کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا اور اصل وزیر بے بسی کے
عالم میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کی ڈاڑھی بڑھ
ہوئی تھی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"وزیر صاحب تم نے مجھے ضرور پہچان لیا ہوگا میں
بے ہوش آدمی ہوں۔ جسے تم مندر کے تہہ خانے
سے نکال کر لائے تھے اور جس کو ہوش میں لانے
کے لیے تم دوا لینے شاہی حکیم کی طرف گئے اور
بادشاہ کے سپاہیوں نے تمہیں گرفتار کر لیا۔ میرا نام
تھیوسانگ ہے۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا
ہوں"

وزیر اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ مگر ناامید سا ہو کر کہنے

"میرے بھائی! اس محل سے میرا نکلنا بڑا مشکل
ہے۔ تم اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو"

تھیوسانگ بولا۔

"تم نے بھی تو اپنی جان خطرے میں ڈالی تھی۔ اب
میرے ساتھ آؤ۔ میں نے سارا بندوبست کر
رکھا ہے"

تھیوسانگ وزیر کو ساتھ لے کر سُرنگ میں سے باہر شاہی باغ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں نکل آیا۔ اس نے جیب سے دونوں ننھے ننھے سپاہیوں
نکال کر سرنگ میں پھینک دیا۔ اصلی وزیر نے اتنے چھوٹے
چھوٹے انسانوں کو دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
تھیوسانگ بولا۔

"یہ میرے پاس ایک جادو ہے۔ یہ سارا اسی کا کرشمہ
ہے۔ اب میں تمہیں اور اپنے آپ کو بھی اتنا چھوٹا
بنا رہا ہوں۔"

اصلی وزیر نے کسی قدر گھبراہٹ سے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں — میں آتنا چھوٹا نہیں بننا چاہتا گا۔
معلوم تم دوبارا مجھے جادو کے ذریعے بڑا نہ کر
سکو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"خدا کے لیے یہ بحث کرنے کا وقت نہیں ہے۔
میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم محل سے نکلتے ہی
دوبارہ بڑے ہو جاؤ گے۔"

اور اس سے پہلے کہ وزیر کچھ کہتا۔ تھیوسانگ نے
انگلی اس کے جسم سے لگا دی وزیر پلک جھپکنے میں
سا ہوگیا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھ
اور تیزی سے بھاگ کر شاہی باغ کی دیوار کے پاس

آگیا۔ جہاں سے برساتی نالہ باہر جاتا تھا۔ اب تھیوسانگ
یہاں آکر خود کو بھی چھوٹا بنایا اور پھر برساتی نالے میں
آسانی سے نکل کر باہر کھلے میدان میں آگیا۔ محل سے
باہر آتے ہی تھیوسانگ اپنے آپ کو پھر سے بڑا کر
لیا اور کھیتوں کی طرف دوڑ پڑا۔ کافی دور جا کر وہ رُک
گیا۔ اس نے جیب سے اصلی وزیر کو نکالا اور اس کے ساتھ
ہنگلی لگا کر اسے پھر سے بڑا کر دیا۔

اصلی وزیر تو دنگ رہ گیا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں
آرہا تھا۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"وزیر صاحب! یہ وقت حیران ہونے کا نہیں ہے
میرے ساتھ خانقاہ کی طرف چلو۔ وہاں تمہارا دوست
مجاور تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔"

وہ دونوں رات کے اندھیرے میں خانقاہ کی جانب تیز
تیز چلنے لگے۔ مجاور نے تھیوسانگ اور اصلی وزیر کو دیکھا
تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تھیوسانگ نے وزیر
کو اپنی بہن سے بھی ملوایا اور کہا۔

"یہ بھی تہہ خانے میں میرے ساتھ والی کوٹھری
میں قید تھی۔ میں اسے بھی وہاں سے نکال لایا ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر اس کے بال مونڈ دیئے جانے سے اس کی
طاقت عارضی طور پر جاتی رہی ہے۔"
اصلی وزیر بولا۔
"جو کچھ میں دیکھ چکا ہوں۔ اور جو کچھ میں سن رہا
ہوں اس پر اعتبار نہیں آرہا۔ مگر کیا کروں۔ اپنی
آنکھوں سے اپنے آپ کو چوہے جتنا چھوٹا بنتے دیکھا
ہے۔ کیسے اعتبار نہ کروں۔"
تب تھیوسانگ نے مجاور کو اپنی خفیہ طاقت کے
بارے میں بتا دیا اور بولا۔
"اگر میرے پاس یہ طاقت نہ ہوتی تو میں وزیر
کو کبھی شاہی قید خانے سے بچا کر نہیں لا سکتا
تھا۔"
وزیر نے سوال کیا۔
"کیا جولی سانگ کے پاس بھی ایسی ہی خفیہ طاقت
ہے؟"
اب تھیوسانگ نے کہا۔
"ہمارے مجاور بھائی کی زبانی مجھ معلوم ہوا ہے
کہ عیار پجاری آگ میں زندہ رہتا ہے اور
اس شعبدہ بازی کو دکھا کر اس نے بادشاہ کی

خوشنودی حاصل کی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے
کہ اس نے جولی سانگ کی طاقت کو اپنے اندر جذب
کر لیا ہے۔ جب تک جولی سانگ کے سر پہ ایک انگل
کے برابر بال نہیں اُگ آتے یہ طاقت عیار پجاری
کے پاس ہی رہے گی اور آگ اس پر اثر نہیں کرے
گی۔ کیونکہ ہم دونوں بہن بھائیوں پر آگ اثر نہیں
کرتی۔ لیکن جب جولی سانگ کے سر پہ بال اُگ کر
انگل کے برابر ہو گئے تو پجاری کی طاقت ختم ہو جائے
گی اور وہ پھر آگ میں جل سکتا ہے۔"
وزیر اور مجاور حیرانی سے تھیوسانگ اور جولی سانگ
کو تکنے لگے۔ وزیر نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں عیار پجاری کی موت
کے لیے ابھی اس وقت انتظار کرنا پڑے گا۔ جب
تک کہ جولی سانگ کے سر پہ بال نہیں اُگ آتے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"ہاں۔ اگر آپ عیار پجاری کو آگ میں ہی جلانا
چاہتے ہیں۔ تو پھر تو انتظار کرنا پڑے گا۔ لیکن میں اسے
محل میں جا کر بھی ختم کر سکتا ہوں۔ بلکہ چھوٹا بنا کر لا
سکتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

وزیر نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی ہمیں انتظار ہی کرنا چاہیئے۔ میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے۔ عیار پجاری خود ہی اپنی موت کو گلے لگائے گا۔ ہمیں اس کو مارنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"

تھیوسانگ نے جولی سانگ سے رائے طلب کی۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"ہمیں عنبر کو بھی ڈھونڈھنا ہے اور وہ ضرور اسی شہر میں کسی جگہ مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس خانقاہ میں کچھ دیر انتظار کیا جائے۔"

چنانچہ انہوں نے طے کر لیا کہ وہ ابھی خانقاہ میں ہی رہیں گے ——— اور تھیوسانگ اپنے طور پہ عنبر کی تلاش جاری رکھے گا۔ جبکہ وزیر اور جولی سانگ خانقاہ کی کوٹھڑی میں چھپے رہیں گے۔ مجاور اور وزیر نے تھیوسانگ سے عنبر کے بارے میں پوچھا کہ اس کے پاس کون سی طاقت ہے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"جب وہ مل جائے گا تو تمہیں خود بخود بتا دے گا۔ ہمیں اس کی اجازت نہیں ہے۔ اپنا اور جولی سانگ کی طاقت کے بارے میں تمہیں اس لیے

بتا دیا کہ یہ طاقت تم پہ ظاہر ہو چکی تھی۔ اور اسے بتانا ضروری بھی تھا۔"

تھیوسانگ نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ رات کے وقت شہر میں بھیس بدل کر جایا کرے گا اور عنبر کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گا۔ اِدھر جب بادشاہ کو عنبر علی اصلی وزیر جیل سے بھاگ گیا ہے اور شاہی محل میں تین سپاہی اتنے چھوٹے ہو گئے ہیں کہ وہ چوہوں جتنے ہو گئے ہیں۔ تو بادشاہ غصے میں پھر گیا۔ وزیر پجاری کو اب اپنی فکر پڑ گئی۔ وہ بھاگا بھاگا مندر آیا۔ معلوم ہوا کہ پہلے تھیوسانگ غائب ہوا تھا اور اب جولی سانگ بھی غائب ہے۔ عیار پجاری کو چھوٹے پجاری نے سارا واقعہ سنا دیا۔ کہ کس طرح اسے چھوٹا بنا دیا گیا تھا۔ اس نے جو حلیہ بتایا وہ تھیوسانگ کا تھا۔ عیار پجاری سمجھ گیا کہ تھیوسانگ کے پاس کوئی خطرناک طلسم ہے۔ وہ بھاگ کر بادشاہ کے پاس آگیا۔ اور اسے بتایا کہ شہر میں ایک جادوگر آگیا ہے۔ جس نے سپاہیوں کو چھوٹا بنا کر وزیر کو جیل سے فرار کرا دیا ہے۔ بادشاہ نے غضبناک ہو کر کہا۔

"ان تینوں چوہے ایسے سپاہیوں کو کنوئیں میں پھینک دیا جائے۔ اور وزیر کو فوراً پکڑ کر میرے سامنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حاضر کیا جانے ۔"

پھر پجاری کی طرف دیکھ کر نرمی سے بولا۔

"مہاراج! آپ کے پاس اتنی طاقت ہے۔ اتنا جادو ہے آپ اپنے جادو کی مدد سے وزیر کو کیوں نہیں پکڑتے؟"

عیاری پجاری کہنے لگا۔

"بادشاہ سلامت! میں کوشش کروں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ وزیر بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔"

عیار پجاری کو اب یہ فکر پڑ گیا کہ کہیں اس کی طاقت اس کے پاس سے نہ چلی جائے۔ کیونکہ جوالی سانگ اور تھیو سانگ میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ تیسری غیبی عورت جو اس کے پاس منسد میں بے ہوش پڑی ہے اس کو مار ڈالنا چاہیئے۔ کہیں اس کو ہوش آ گیا تو وہ اس کے لیے مصیبت نہ بن جائے۔

چنانچہ اسی رات عیار پجاری خنجر لے کر مندر کی طرف چل پڑا۔ وہ اندھیرے میں سیدھا تہہ خانے کی طرف گیا۔ سیڑھیاں اتر کر اس نے ماریا والی کوٹھڑی کھول دی۔ ماریا صندوق میں ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا اس عیار پجاری کے یونانی گورو کے طلسم کی وجہ سے بے ہوش ہو کر ظاہر ہو گئی تھی۔ پجاری

کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ ماریا کو مار نہیں سکتا اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اس نے صندوق کا ڈھکنا کھول دیا۔ ماریا بے ہوش تھی۔ عیار پجاری کو اپنی جان کی بھی فکر تھی۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اور خنجر والا ہاتھ بلند کر کے خنجر بے ہوش ماریا کے سینے میں گھونپ دیا — ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی اور ماریا کا جسم نائب ہو گیا۔ پجاری دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ صندوق خالی پڑا تھا۔ ماریا کی لاش وہاں نہیں تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھوپڑی رگڑو

خنجر پجاری کے ہاتھ میں تھا۔

وہ گھبرا گیا کہ کہیں اس پر نیمی لاش کوئی جادو نہ کر دے۔ وہ تہہ خانے سے بھاگ کر سیدھا اپنے محل کو چلا گیا۔ ماریا [illegible] میں جب خنجر لگا تو اس میں طلسم کی وجہ سے دو تبدیلیاں آگئیں۔ مر تو وہ سکتی نہیں تھی۔ پہلی تبدیلی یہ آئی کہ وہ پھر سے غائب ہو گئی۔ دوسری تبدیلی یہ آئی کہ اس کا ذہن بیدار ہو گیا۔ اسے کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آنے لگی۔ کیونکہ وہ دونوں اسی شہر میں تھے۔ عنبر کی خوشبو اس لیے نہ آئی کہ وہ بیل کی موتی بنا ہوا تھا۔ اور جولی سانگ کی خوشبو اس لیے نہ آئی کہ ماریا کا ابھی جولی سانگ سے تعارف نہیں ہوا تھا اور وہ جولی سانگ کی خوشبو سے واقف نہیں تھی۔ اور ناگ وہاں پر تھا ہی نہیں۔ اسے عیار پجاری کا جادوگر گرو اپنے ساتھ بوتل میں بند کر کے یونان لے جا چکا تھا۔ مگر ایک اور تبدیلی ماریا نے یہ محسوس کی کہ وہ حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ غائب تھی مگر ایک مُردہ لاش کی طرح وہیں تہہ خانے کی فضا میں معلق

گئی تھی یعنی ٹک سی گئی تھی۔ نہ آگے حرکت کر سکتی تھی نہ پیچھے حرکت کر سکتی تھی۔ نہ نیچے اتر سکتی تھی نہ اوپر فضا میں اُڑ سکتی تھی۔ ویسے ماریا کو پورا ہوش آ گیا تھا۔ اسے سب کچھ یاد آ چکا تھا کہ پجاری کے گرو نے اس پر پانی کا پیالہ پھینکا تھا جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کو بھی اس یونانی گرو نے ہی قید کر رکھا ہو گا۔ مگر ابھی تو ماریا کی یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ کدھر جائے؟ وہ تو فضا میں ٹک گئی تھی۔ اسے کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس سے اسے بڑا حوصلہ ہوا کہ کیٹی اور تھیوسانگ اسی شہر میں ہیں۔ اگرچہ عنبر اور ناگ کی خوشبو اسے نہیں آ رہی تھی۔

ماریا نے دو تین بار آگے ہلنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اور اپنے جسم کو حرکت نہ دے سکی۔ اسے اپنے اوپر افسوس ہونے لگا۔ یہ تو موت سے بھی بُری حالت تھی۔ وہ نہ زندہ تھی نہ مُردہ۔ بس ایک بے حس زندہ لاش کی طرح فضا میں معلق تھی۔ اب ایسا ہوا کہ تہہ خانے میں اُوپر سے ہوا کا جھونکا آیا۔ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا تھا۔ یہ جھونکا کوٹھڑی میں بھی آ گیا۔ ہوا کے اس جھونکے نے ماریا کو اس طرح ایک طرف بڑھا دیا جس طرح پانی کی لہر تیرتی ہوئی لکڑی کی گیلی کو ایک طرف لے جاتی ہے۔ ماریا اپنے آپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوٹھڑی سے تیرتی ہوئی باہر آگئی۔ ہوا کا ایک اور جھونکا آیا اور وہ ہوا کے دوش پر تیرتی ہوئی تہہ خانے کے زینے کے اوپر سے ہوتی ہوئی باہر مندر کے دالان میں آگئی۔ مندر میں کہیں کہیں دیئے جل رہے تھے۔ بیل کے بت کے آگے آگ جل رہی تھی۔ کچھ پجاری بیٹھے اشلوک پڑھ رہے تھے۔ جہاں آگ جلتی ہے وہاں ہوا گرم ہو کر اوپر کو اُٹھتی ہے۔ ہوا کے اوپر اُٹھنے سے وہاں خلاء پیدا ہو جاتا ہے اور اس خلاء کو پُر کرنے کے لیے دوسری طرف سے ہوا تیزی سے آگے بڑھتی ہے۔ یوں جہاں آگ جل رہی ہو وہاں ہوا مسلسل حرکت میں رہتی ہے۔ اسی وجہ سے مندر کے دالان میں بھی ہوا اِدھر سے اُدھر چل رہی تھی۔ اس ہوا نے ماریا کو آہستہ آہستہ دھکیلتے ہوئے مندر سے باہر نکال دیا۔ اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ مگر ماریا اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ ہوا ماریا کو کبھی اوپر اُٹھا دیتی اور کبھی دوسری طرف لے جاتی تھی۔ ماریا کو کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو برابر آرہی تھی۔ کیٹی کی خوشبو اِسے شاہی محل کی طرف سے آرہی تھی اور تھیوسانگ کی خوشبو اِسے دُور صحرا کی جانب سے آرہی تھی۔ جہاں خانقاہ تھی۔ اور جہاں تھیوسانگ اور جُولی سانگ موجود تھے۔ اصلی وزیر بھی وہیں پر تھا۔ ماریا کو ہوا کے جھونکے آہستہ آہستہ دھکیلتے

ہوئے خانقاہ کی طرف لے جانے لگے۔ تھیوسانگ کی خوشبو زیادہ قریب آتی گئی۔ ماریا کو خوشی ہو رہی تھی کہ وہ تھیوسانگ کے قریب ہوتی جا رہی ہے۔ چاہے کچھ بھی ہو کم از کم وہ تھیوسانگ کو دیکھ تو لے گی۔ ہو سکتا ہے پھر کوئی ایسا طریقہ بھی نکل آئے کہ ماریا ٹھیک بھی ہو جائے۔

رات کے وقت ہوا صحراؤں میں کچھ تیز ہی چلتی ہے۔ آخر ماریا نے دُور سے درختوں کے جُھنڈ کو دیکھا۔ ہوا اِسے اِس جُھنڈ کی طرف لے جا رہی تھی۔ تھیوسانگ کی خوشبو اسی جُھنڈ میں سے آرہی تھی۔ جب ماریا درختوں کے قریب پہنچی تو اس کا جسم بھاری تھا اور مادی حالت میں تھا یعنی وہ غائب ہو کر بھی ایسی نہیں تھی کہ جیسی پہلے ہوا کرتی تھی۔ اور پتھر میں سے بھی شعاعوں کی طرح گزر جاتی تھی۔ اب اس کا جسم باقاعدہ بوجھل اور بھاری تھا۔ اگرچہ وہ کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ ماریا کو بھی اپنا جسم نظر نہیں آرہا تھا۔ مگر وہ اپنے جسم پر ہاتھ رکھ کر اِسے محسوس کر سکتی تھی۔ ماریا درختوں کی شاخوں میں اِس طرح اُلجھ گئی تھی جس طرح کسی منہ میں گھاس پھوس بہتے بہتے کسی جھگلے کے ساتھ اٹک جاتا ہے۔ ماریا نے نیچے دیکھا۔ نیچے ایک گنبد والی خانقاہ تھی۔ تھیوسانگ کی خوشبو اسی خانقاہ سے آرہی تھی۔ ماریا نے زور سے تھیوسانگ کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو آواز دینی چاہی مگر اس کے حلق سے آواز نہ نکل سکی۔
یہ اس نے تجربہ بھی کرنا چاہا تھا۔ مگر اس کی آواز بند ہو چکی
تھی۔ ماریا نے مایوس ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اب اس
نے اپنے آپ کو قسمت اور ہوا کی لہروں کے سپرد کر دیا۔
جو قسمت دکھائے اسے دیکھنا تھا۔ جدھر ہوا لے جائے
اسے نکل جانا تھا۔ چونکہ تھیوسانگ کی تیز خوشبو خانقاہ میں
سے آ رہی تھی۔ اس لیے ماریا نے کوشش کی کہ وہ خانقاہ
کے درختوں میں ہی الجھی رہے۔ اور ہوا اسے آگے نہ لے
جائے۔ ماریا نے ہوا کے جھونکوں کی مدد سے اپنے آپ کو
درخت کی شاخوں میں اس طرح الجھا لیا کہ وہ تیز آندھی
میں بھی وہاں سے نہیں نکل سکتی تھی۔

ساری رات ماریا درخت کی شاخوں میں پڑی رہی۔ جب
صبح ہوئی تو اچانک اس کی نظر تھیوسانگ پر پڑی۔ وہ
وزیر اور مجاور کے ساتھ خانقاہ سے باہر نکل رہا تھا تھیوسانگ
کو دیکھ کر ماریا کو بے حد خوشی ہوئی۔ پھر اس کی آنکھوں میں
آنسو آ گئے۔ کیونکہ وہ تھیوسانگ سے بات نہیں کر سکتی تھی۔
مگر ان کی باتیں سن سکتی تھی۔

تھیوسانگ کہہ رہا تھا۔

"وزیر صاحب کو خانقاہ سے باہر نہیں آنا چاہیے۔

کیونکہ بادشاہ کے سپاہی ادھر آ کر اسے پکڑ
سکتے ہیں۔"

مجاور نے بھی تھیوسانگ کی تائید کی۔ وزیر نے کہا۔
"تمہاری ایک ساتھی کیٹی وزیر کے محل میں ہی ہے۔
اس کو اب وہاں کس لیے رکھا ہے۔ میرا خیال ہے
کہ کہیں بیچاری اس کا بھی دشمن نہ بن جائے۔"

ماریا سمجھ گئی کہ کیٹی محل میں ہے اور تھیوسانگ کی مرضی
سے وہاں رکھی گئی ہے۔

تھیوسانگ نے کہا۔
"جب تک عیار پجاری کو ختم نہیں کر دیا جاتا اور
رعایا کو اس کے ظلم و ستم سے نجات نہیں مل جاتی
میں چاہتا ہوں کہ وہ محل میں ہی رہے۔ مگر وہ
کئی روز سے مجھے ملنے یہاں نہیں آئی۔"

مجاور بولا۔
"ہو سکتا ہے کیٹی کسی موقع کی تلاش میں ہو۔
اس کو معلوم ہے کہ تھیوسانگ خانقاہ میں ہی ہے۔
وہ موقع ملتے ہی ادھر ضرور آئے گی۔"

وزیر کہنے لگا۔
"میرے ذہن میں جو منصوبہ ہے اب میں تم لوگوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو بتاتا ہوں "

اس کے بعد اصلی وزیر نے انہیں اپنا منصوبہ بتایا۔ منصوبہ اس قدر خطرناک اور دلچسپ تھا کہ تھیوسانگ اور مجاور دونوں بہت خوش ہوئے۔ خانقاہ کے اوپر درخت کی شاخوں میں رُکی ہوئی ماریا بڑے غور سے سب کچھ سُن رہی تھی۔ تھیوسانگ نے اسی وقت منصوبے پر عمل کرنے کی منظوری دے دی۔ مجاور بولا۔

"مگر افسوس ہے کہ ہمیں جُولی سانگ کے بالوں کے اُگنے کا انتظار کرنا ہوگا "

وزیر بولا۔

"اس کے لیے یہی ایک شرط ہے۔ کیوں کہ جب جُولی سانگ کے بال اُگیں گے تب ہی عیّار پجاری کی آگ میں زندہ رہنے کی طاقت ختم ہو گی "

مجاور نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

" مجھے ایک خیال آیا ہے "

تھیوسانگ اور وزیر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

" وہ کیا ؟ " تھیوسانگ نے پوچھا۔

مجاور بولا۔

"میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کسی پرانے مُردے کی کھوپڑی کو جسم کے کسی حصّے پر دس بار رگڑا جائے تو وہاں بال اُگ آتے ہیں "

تھیوسانگ اور وزیر نے ایک ساتھ کہا۔

" کیا پرانا مُردہ مِل جائے گا ؟ "

مجاور کہنے لگا۔

"مُردہ اسی قبر میں پڑا ہے۔ یہ سینکڑوں برس پرانا ہے۔ کیوں نہ اس کی کھوپڑی کو جُولی سانگ کے سر پر رگڑا جائے "

وزیر بولا۔

" دیر کس بات کی ہے۔ ابھی تجربہ کر کے دیکھ لیتے ہیں "

تھیوسانگ اور مجاور قبر کے طاق میں سے اندر گئے۔ مجاور نے مُردے کی کھوپڑی اُٹھا لی۔ اور باہر آگیا۔ ماریا حیران ہوئی کہ یہ جُولی سانگ کون ہے۔ جس کے سر پر یہ لوگ کھوپڑی رگڑنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام تھیوسانگ جیسا ہے۔ ماریا سوچنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ یہ جوُلی سانگ کہاں سے آگئی ہے؟ کہیں
تھیو سانگ کی بہن تو نہیں؟ ماریا یہ سب
درختوں میں پھنسی ہوئی سوچ رہی تھی؟ مجا
تھیو سانگ اور وزیر مُردے کی کھوپڑی
کر جوُلی سانگ کی کوٹھڑی میں آگئے۔
ساری بات سمجھائی ——— جوُلی سانگ
کہا۔

"اس طرح بال نہیں اُگا کرتے۔ یہ محض
وہم ہے"

مجاور نے کہا۔

"یہ وہم نہیں بلکہ طلسم ہے۔ ہم نے بزرگوں
سے ایسا ہی سُنا ہے ——— تم تجربہ
کر کے دیکھ لو ——— اس میں حرج ہی کیا
ہے"

تھیو سانگ نے بھی کہا۔

"ہاں جوُلی سانگ۔ اس میں کوئی حرج نہیں"

جوُلی سانگ نے سر پر سے کپڑا اتار کر کہا۔

"تو پھر تجربہ کر کے دیکھ لو میں کیا کہہ سکتی ہوں"

تھیو سانگ نے مُردے کی کھوپڑی لے کر جوُلی سانگ

کے سر پر آہستہ آہستہ رگڑنا شروع کر دیا اِس
طرح بیس بار کھوپڑی کو رگڑا۔ پھر جوُلی سانگ کے
سر کو غور سے دیکھنے لگے وہاں کوئی بال نہیں اگا تھا
جوُلی سانگ بولی۔

"میں نہ کہتی تھی کہ یہ محض وہم ہے ایسا کبھی
نہیں ہو سکتا۔

تھیو سانگ بولا۔ "افسوس کہ ہمیں کامیابی نہ ہوئی
چلو دوست اِسے واپس قبر میں رکھ
آتے ہیں۔

مجاور، تھیو سانگ اور وزیر کوٹھڑی سے نکل کر قبر کی
طرف آئے اور مجاور نے کھوپڑی مردے کے
ڈھانچے کے پاس قبر میں رکھ دی اور وہ دونوں
مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اب تو ہمیں مہینہ ڈیڑھ مہینہ انتظار کرنا پڑے
گا۔ اِس سے کم عرصے میں جوُلی سانگ کے سر
پر انگلی بھر اونچے بال نہیں اگ سکتے

ماریا درختوں کی شاخوں میں اٹکی ہوئی تھی ہوا اس
کے جسم سے ٹکرا کر گذر جاتی مگر شاخیں اِسے اپنے
ساتھ لگائے ہوئے تھیں وہ سمجھ گئی کہ تھیو سانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے تجربے میں کامیاب نہیں ہوا۔ اسے جو لی
سانگ کو دیکھنے کی خواہش تھی کہ یہ کون لڑکی
جس کا نام تھیو سانگ جیسا ہی ہے۔ اتنے میں کوٹھڑی
کا دروازہ کھلا اور جو لی سانگ کی آواز آئی۔

"تھیو سانگ بھائی! میرے بال اگ
سب نے چونک کر دیکھا۔ جو لی سانگ کوٹھڑی کے
دروازے میں کھڑی تھی اور اس کے سنہری
لمبے بال لہرا رہے تھے۔ تھیو سانگ نے اُٹھ کر
اپنی بہن کا ماتھا چوم لیا۔ وزیر اور مجاور کی
خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ مجاور بولا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ بزرگوں کا
کہنا کبھی غلط نہیں ہو سکتا"۔
جو لی سانگ کہنے لگی۔

"میں بھی نا اُمید ہو گئی تھی کہ اچانک میرے
سر پر بال اُگنے لگے اور دیکھتے دیکھتے
وہ اتنے لمبے ہو گئے کہ میں دنگ رہ
گئی۔

ماریا نے درخت کی شاخوں میں سے غور سے
جو لی سانگ کو دیکھا۔

یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ جو لی سانگ ایک
بہت خوبصورت تھی۔ دوسرے یہ کہ اس کی
تھیو سانگ کے بہت ملتی تھی۔ اس کا مطلب
تھا کہ وہ تھیو سانگ کی بہن ہے۔ ماریا کا دل بے
اختیار جو لی سانگ سے ملنے کو چاہا مگر وہ مجبور تھی۔
اپنی جگہ سے اپنی مرضی کے ساتھ ذرا سی بھی
حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"اب ہمیں اپنے منصوبے پر عمل شروع کر
دینا چاہیے

مجاور بولا۔

مگر پہلے اس بات کی تصدیق ہو جانی چاہیے
کہ کیا بالوں کے ساتھ جو لی کی طاقت واپس
آگئی ہے کہ نہیں"۔

وزیر نے بھی اس خیال کی تائید کی۔ تھیو سانگ
نے جو لی سانگ سے کہا

"جو لی سانگ بہن! ذرا اپنی طاقت کا تجربہ کرو

جب تھیو سانگ نے خود جو لی سانگ کو بہن کہہ کر پکارا تو
اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ جو لی سانگ تھیو سانگ
کی بہن ہے ہو سکتا ہے وہ خلائی دنیا سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہماری دنیا میں آگئی ہو کیونکہ تھیو سانگ خلائی مخلوق تھی۔ اب ماریا یہ دیکھنا چاہتی تھی۔ کہ جولی سانگ کے پاس کون سی طاقت ہے۔ جولی سانگ نے کہا

"میں سب کے سامنے اپنی طاقت نہیں آزما سکتی کیونکہ یہ میرا راز ہے۔ میں اندر کوٹھڑی میں جا کر تجربہ کرتی ہوں۔

وزیر نے کہا۔ "ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جولی سانگ کوٹھڑی میں چلی گئی۔ کوٹھڑی کے کونے میں ایک مٹی کا بہت بڑا مٹکا گھیوں سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ جولی سانگ نے اپنی آنکھ سے سفید روشنی کی شعاع کو نکال کر مٹکے پر ڈالی اور پھر اسے اوپر اٹھایا۔ بھاری بھرکم مٹکا جولی سانگ کی شعاع کے ساتھ ہی اوپر اٹھتا چلا گیا جولی سانگ نے نظر نیچی کی تو مٹکا بھی نیچے آگیا۔ اب جولی سانگ نے کونے میں پڑے ایک پتھر پر اپنی آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر ڈالی تو وہ پتھر ایک دھماکے سے پھٹ گیا۔

دھماکے کی آواز تھیو سانگ نے سنی تو سمجھ گیا کہ جولی سانگ کی طاقت واپس آگئی ہے۔

اس نے وزیر اور مجاور کو بتایا کہ جولی سانگ کی طاقت واپس آگئی ہے۔ وزیر اور مجاور بھی بہت خوش ہوئے۔ اب جولی سانگ باہر آگئی۔ آگ میں نہ جلنے والی طاقت کا ان سب لوگوں کو پہلے ہی سے علم تھا۔ چنانچہ اسے چھپانے کی ضرورت نہیں تھی۔ جولی سانگ نے کہا

"آگ جلاؤ میں اپنی تیسری طاقت بھی آزمانا چاہتی ہوں۔

مجاور نے فوراً موم بتی روشن کر دی۔ جولی سانگ نے اپنا ہاتھ الٹا کر کے موم بتی کے شعلے پر رکھ دیا۔ جولی سانگ کو اسی بھی محسوس نہ ہوئی۔ اس نے ایک منٹ تک اپنا ہاتھ موم بتی کے شعلے پر رہنے دیا۔ پھر پیچھے ہٹایا تو ہاتھ پر آگ کا ذرا سا بھی نشان نہیں تھا۔ سب نے خوشی کا نعرہ لگایا۔ وزیر کہنے لگا۔

"جولی سانگ کی طاقت کے واپس آجانے کا مطلب یہ ہے کہ عیار پجاری کی طاقت چھین لی گئی ہے اب وہ آگ میں جل کر بھسم ہو جائے گا۔ میرے منصوبے پر عمل کرنے کا وقت آگیا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہمیں ابھی شاہی محل کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔ دیر نہیں کرنی چاہیے"

جولی سانگ اور مجاور خانقاہ میں ہی رہے اور تھیو سانگ وزیر کو لے کر شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ ماریا اتنا سمجھ گئی تھی۔ کہ یہ لوگ عیار پجاری کو شکست دینے جا رہے ہیں۔ جس نے خود ماریا اور ناگ پر بھی بھیانک مصیبت نازل کر دی ہوئی تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ ہو سکتا ہے کہ پجاری کے مر جانے سے اس کا طلسم بھی ٹوٹ جائے۔ جولی سانگ بھی اندر چلی گئی مجاور خانقاہ کے احاطے میں ہی بیٹھ گیا۔ ماریا درخت کی شاخوں میں اٹکی ہوئی تھیو سانگ اور وزیر کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔

دن کا وقت تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ تھوڑی دور درختوں میں چلنے کے بعد اپنے منصوبے کے مطابق تھیو سانگ نے وزیر کو انگلی لگا کر چھوٹا سا بنایا اور اپنی جیب میں رکھ لیا پھر وہ سیدھا بادشاہ کے محل کے دروازے پر آگیا۔ اس نے دربان سے کہا کہ وہ بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے۔ دربان نے

تھیو سانگ سے کہا۔

"بھاگ یہاں سے تو کون ہوتا ہے بادشاہ سے ملنے والا۔"

تھیو سانگ نے آہستہ سے انگلی دربان کی گردن پر لگا دی۔ دربان ایک ننھا سا چوہا بن کر پھدکنے لگا۔ تھیو سانگ نے فوراً اسے دوبارہ انگلی لگا کر بڑا کیا اور کہا۔ کیا اب بھی تو مجھے اندر جانے نہیں دے گا۔"

دربان نے تھر تھر کانپتے ہوئے کہا۔

"ضرور چلا جا بھائی۔ ضرور چلا جا میں روکنے والا کون ہوتا ہوں۔"

تھیو سانگ محل میں داخل ہو گیا اس نے ایک غلام سے معلوم کیا کہ بادشاہ اس وقت اپنے خاص کمرے میں ہے۔ تھیو سانگ نے ایک کنیز کو روک کر پوچھا۔ "بی بی ملکہ صاحبہ کہاں تشریف رکھتی ہیں۔ میں انہیں ایک ضروری پیغام پہنچانے آیا ہوں۔

کنیز نے ایک کمرے کی رات اشارہ کر کے کہا "ملکہ صاحبہ اس کمرے میں تشریف رکھتی ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ جلدی سے اس کمرے میں گھس گیا۔ ملکہ سلامت تخت پر بیٹھی تھیں۔ اور خادمائیں ان کو پنکھا کر رہی تھیں۔ سب ایک غیر مرد کو اس طرح آتے دیکھ کر شور مچانے لگیں۔ تھیو سانگ نے لپک کر ملکہ کی گردن پر اپنی انگلی رکھ دی۔ انگلی کے رکھتے ہی ملکہ چھوٹی سی ہو گئی۔ تھیو سانگ نے چھوٹی سی ملکہ کو اٹھا کر دوسری جیب میں ڈالا اور اب بادشاہ کے کمرے میں آگیا۔ بادشاہ اس وقت اکیلا بیٹھا ضروری احکامات اور فرمان دیکھ رہا اچانک ایک اجنبی کو سامنے دیکھا تو غصّے میں بولا۔

"کون ہے تو گستاخ؛ تجھے اندر آنے کی اجازت کس نے دی۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت: میں آپکی سلطنت کو تباہی سے بچانے آیا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کا وزیر پجاری ایک دھوکے باز شخص ہے۔ مداری ہے۔ وہ آپ کی حکومت کو اندر سے کھوکھلا کر رہا ہے۔ اور آپ کو قتل کر کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے۔

بادشاہ نے غصّہ کھا کر کہا۔

"مگر تو ہے کون؟ تجھے اندر آنے کی اجازت کیسے ہوئی۔ میں ابھی جلّاد کو بلا کر تجھے قتل کرواتا ہوں۔

تھیو سانگ نے جیب سے ننھی سی چوہیا جتنی ملکہ نکال کر بادشاہ کے سامنے تخت پر رکھ دی۔ ملکہ باریک آواز میں چلا رہی تھی۔ بادشاہ نے ننھی سی ملکہ کو دیکھا تو سکتے میں آگیا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"اوّل تو آپ مجھے قتل نہیں کروا سکتے اگر مجھے قید میں بھی ڈال دیا تو میرے سوا آپ کی ملکہ کو کوئی پھر سے بڑا نہیں بنا سکتا۔ اب آپ سوچ لیں۔"

بادشاہ اور پریشان ہو گیا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

میں تجھے کچھ نہیں کہتا۔ خدا کے لیے میری ملکہ کو بڑا کر دو۔

تھیو سانگ نے کہا۔ اس لیے آپ کو میری شرط ماننی پڑے گی۔

کون سی شرط ہے۔ جلد بتاؤ ہم اسے پوری کریں گے بادشاہ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عیار پجاری نے جو وزیر بنا ہوا ہے۔ آپ پر
یہ ظاہر کر کے کہ [illegible] کے
سلامت تخت پر بیٹھے [illegible] اس پر اثر
نہیں کر سکتی [illegible] بات ہے تو اسے کہیے
کہ میرے سامنے آگ میں اتر کر دکھائے۔ بس
میری ایک شرط ہے۔ بولیں کیا آپ کو منظور
ہے۔

بادشاہ نے کہا۔

"یہ کونسی مشکل بات ہے۔ میں ابھی پجاری صاحب
کو بلا کر یہ تجربہ کر کے دکھلا دیتا ہوں۔ ہمارے
پجاری وزیر صاحب کے اندر دیوتاؤں کی طاقت
ہے۔ آگ ان پر ذرا سا بھی اثر نہیں کرتی۔
تھیو سانگ کہنے لگا۔

تو پھر چلیے، آگ کا الاؤ روشن کیجیے۔ مگر پجاری
صاحب کو میرے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہونا
چاہیے۔ آپ انہیں یہی کہیں کہ میں خود اسے
ایک بار پھر آگ میں اترتے دیکھنا چاہتا ہوں۔
اگر آپ نے پجاری کو آگ کے الاؤ میں اترنے
پر راضی کر لیا تو سمجھ لیجیے کہ میں آپ کی ملکہ
صاحبہ کو پھر سے بڑا کر دوں گا۔

بادشاہ نے کہا، مجھے منظور ہے۔

بادشاہ نے اسی وقت محل کے میدان میں آگ کا الاؤ
روشن کرا دیا اور وزیر پجاری کو بلا کر کہا۔

"مہاراج! رات خواب میں میرے والد صاحب آئے
تھے۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ
وہ آپ کی یہ کرامت دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس وقت
ان کی روح یہاں موجود ہے۔ میری خواہش ہے کہ
آپ میرے والد صاحب کی روح کو خوش کرنے کے
لیے ایک بار آگ میں اتر کر دکھا دیں۔ میں آپ کو
آدھی کو سلطنت انعام میں دوں گا۔

پجاری کو اپنی طاقت پر اگرچہ کچھ شبہ تھا۔ مگر ایک دن
پہلے اس نے موم بتی پر ہاتھ رکھا تھا تو اس کا ہاتھ
نہیں جلا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ اسکی طاقت آج ابھی
ایک گھنٹہ پہلے ہی اس سے چھین لی گئی ہے پجاری بادشاہ
کا حکم ٹال نہیں سکتا تھا اور پھر اسے آدھی سلطنت بھی
مل رہی تھی۔

اس نے کہا۔

"جو حکم بادشاہ سلامت! میں آپ کے والد صاحب
کی روح کو یہ کرشمہ ضرور دکھاؤں گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس وقت تھیو سانگ پردے کے پیچھے کھڑا یہ سب
دیکھ رہا تھا۔ عیار پجاری الاؤ کی طرف بڑھا۔ ا
آگ کی ہلکی سی تپش محسوس ہوتی وہ پیچھے ہٹا
تھا۔ کہ پردے کے پیچھے سے تھیو سانگ نکل
کر آگے بڑھا اور اُس نے عیار پجاری کو آگ میں
دے دیا۔

"مکار پجاری اگر تو آگ میں زندہ رہ سکتا ہے تو
پھر آگ سے ڈرتا کیوں ہے؟

پجاری ایک چیخ کے ساتھ آگ کے الاؤ میں گرا اور
آگ نے اسے جلا کر راکھ کر ڈالا اب تھیو سانگ
نے بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھ لیا بادشاہ سلامت آپ نے کہ یہ پجاری
ایک دھوکے باز شخص تھا۔ یہ اسکی شعبدہ بازی تھی
وہ آپ کی سلطنت کو گھن کی طرح کھا رہا تھا
اس کا جادو ختم ہوا کہ آگ نے اُسے بھسم کر ڈالا۔
اگر دیوتاؤں کی اِس کو طاقت عطا کی ہوتی تو اب
طاقت نے پجاری کا ساتھ کیوں نہ دیا۔

بادشاہ کی آنکھیں کھل گئیں تھیوسانگ نے ملکہ کو نکال
کر سامنے رکھا اور انگلی لگا کر اسے پھر سے بڑا کر دیا

اور زیادہ حیران ہو گیا۔ اس نے تھیو سانگ کو
لے لگا لیا اور بولا۔

"آج سے تم میرے وزیر اعلیٰ ہو۔
تھیو سانگ نے جیب سے اصلی وزیر کو نکال کر ہتھیلی
پر بٹھایا اور کہا۔

"آپ کا اپنا وزیر سلامت ہے۔ جو آپکا
خیر خواہ بھی ہے اور دیانت دار بھی ہے
بادشاہ نے ننھے سے وزیر کو دیکھا ملکہ سلامت بھی
وزیر کو دیکھ کر بولیں۔ اسے خدا کے لیے بڑا کرو
یہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔
تھیو سانگ نے وزیر کو بھی انگلی لگا کر پورے قد کا
کر دیا وزیر نے بادشاہ کے سامنے تعظیم بجا لائی اور
کہا۔

"بادشاہ سلامت! اس خاکسار نے ہمیشہ آپ
کی بہتری کے لیے کام کیا ہے اور حکومت
کی خیر خواہی کی ہے عیار پجاری نے
شعبدہ بازی سے اور مداری پن سے آپ
کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔
ہماری آنکھیں کھل چکی ہیں۔ ہمیں خوشی ہے
بادشاہ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ ہمارا ایماندار اور وفادار وزیر ہمیں واپس
مل گیا۔
پھر اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔
کیا تم ہی ہمارے سپاہیوں کو چھوٹا بنانے
کے بعد وزیر کو جیل سے نکال کر لے گئے تھے
تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔
"اس میں کیا شک ہے۔ یہ طاقت سوائے
میرے دنیا میں اور کسی کے پاس نہیں ہے
ملکہ نے حیرانی سے پوچھا۔
"یہ طاقت تمہارے پاس کہاں سے آئی ہے
اور کیا یہ جادو ہے۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"نہیں ملکہ صاحبہ! یہ جادو نہیں ہے یہ
میری خاص طاقت ہے۔ جو قدرت کی طرف
سے مجھے عطا ہوئی ہے۔ اور یہ ایک
ایسا راز ہے۔ جو میں کسی کو نہیں بتا سکتا
بادشاہ نے خوش ہو کر تھیوسانگ کو انعام و اکرام دینا
چاہا مگر تھیوسانگ نے کہا۔
"مجھے کسی انعام و اکرام کی حاجت نہیں ہے

قدرت نے مجھے ایسی دولت دی ہے
جسکا مقابلہ دنیا کے سارے ہیرے موتی
نہیں کر سکتے۔
تھیوسانگ نے وزیر بادشاہ اور ملکہ سے اجازت لی
پھر اسے کیٹی کا خیال آگیا۔ اس نے کہا۔
"بادشاہ سلامت مجھے عیار بیچاری کے
محل میں جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ
وہاں ہماری ایک ساتھی موجود ہے
جسے میں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں
بادشاہ نے کہا۔
"تمہیں اجازت ہے۔
وزیر نے آگے بڑھ کر تھیوسانگ سے کہا۔
"میرے لائق کوئی خدمت ہو تو مجھے ضرور
بتانا دوست مجھے تمہاری خدمت کر کے
خوشی ہوگی۔ جولی سانگ کو میرا سلام کہنا
بہتر تو یہ ہے کہ تم لوگ اس خانقاہ کو
چھوڑ کر میرے محل میں آجاؤ
تھیوسانگ کہنے لگا۔ میں جولی سانگ سے بھی مشورہ کر
کے بتا سکتا ہوں۔ تھیوسانگ نے سب کو خدا حافظ کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور عیار پجاری کے محل میں آ گیا اِنہیے محل میں
ہوتے ہی کیٹی کی خوشبو آنا شروع ہو گئی۔ دوسری
طرف کیٹی کو بھی تھیوسانگ کی خوشبو آنے لگی تھی
محل کے ایک دالان میں مل گئے۔ دونوں ایک
سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ تھیوسانگ نے
کو جولی سانگ کے بارے میں سب کچھ بتایا اور
خانقاہ کی طرف چلنے لگے۔ مجاور نے کیٹی کو
تو بڑا خوش ہوا۔ ماریا ابھی تک درختوں کی شاخوں میں
لٹکی ہوئی تھی۔ وہ بھی کیٹی کو دیکھ کر بہت خوش ہ
تھیوسانگ نے کہا

"اب ہمیں ناگ اور ماریا کو تلاش کرنا
ماریا نے آنکھیں بند کر لیں۔ اِن کو معلوم ہی نہیں تھا کہ
اِن کے پاس درخت میں لٹکی ہوئی ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ماریا پر بجلی گری

کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ خانقاہ میں ہی رہے۔
انہیں ابھی شہر میں عنبر کو ڈھونڈھنا تھا۔ کیونکہ عنبر اسی
ہی گم ہوا تھا۔ انہیں ماریا اور ناگ کی بھی تلاش تھی۔
بھی اِسی شہر میں یونانی گورو کے طلسمی پانی کی وجہ
گم ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ نے مشورہ دیا کہ عنبر اور
یا کا سراغ اگر کوشش کی جائے تو مندر کے چھوٹے پجاری
مل سکتا ہے۔ تھیوسانگ کہنے لگا۔
وہ مجھ سے ڈرتا ہے کیوں کہ میں نے اِسے
چھوٹا بنا دیا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ عنبر اور ماریا
کی گمشدگی کا راز جانتا ہو"
جولی سانگ اور کیٹی نے تھیوسانگ کے خیال کی تائید
کی اور اِسے کہا کہ وہ اپنے طور پر چھوٹے پجاری کو جا
کر کریدے۔ ممکن ہے بڑے پجاری نے اِسے اِن
دونوں کے بارے میں کچھ بتا دیا ہو۔ خانقاہ کے مجاور نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی اِس خیال کو پسند کیا۔ چنانچہ شام کے وقت تھیوسانگ مندر میں آگیا۔ مندر کا چھوٹا پجاری جو اب پورا پجاری بن گیا تھا مندر میں موجود تھا۔ وہ تھیوسانگ کو دیکھ کر جلدی سے اُٹھ کر پاس آیا اور ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"مہاراجہ! تشریف لائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

تھیوسانگ اِسے ایک طرف لے گیا اور بڑی رازداری سے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ بادشاہ اور وزیر میرے دوست ہیں۔ عیّار پجاری مر چکا ہے۔ تم مندر کے بڑے پجاری بنا دیئے گئے ہو۔ میں اگر چاہوں تو تمہیں اِس مندر سے نکلوا بھی سکتا ہوں۔"

پجاری نے بڑی عاجزی سے کہا۔

"ایسا نہ کہیں مہاراج! میں تو آپ کا خادم ہوں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تو پھر وعدہ کرو کہ جو میں پوچھوں گا اِس کا سچ سچ جواب دو گے۔"

پجاری نے کہا۔

"میں بیل دیوتا کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ سچ بولوں گا۔ آپ پوچھئے مہاراج!"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا تمہیں پتہ ہے کہ عیّار پجاری نے تہہ خانے میں میرے اور جولی سانگ کے علاوہ کس کس کو صندوق میں بند کر رکھا تھا؟"

پجاری نے کہا۔

"مہاراج! میں بالکل سچ کہوں گا۔ جہاں تک مجھے علم ہے پجاری جی نے آپ دونوں کے علاوہ ایک اور صندوق میں کسی عورت کو بھی بند کر رکھا تھا۔ مگر اب وہ صندوق خالی ہے۔"

"کیا تم نے اِس عورت کو دیکھا تھا؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔

پجاری بولا۔

"جی نہیں! میں نے اِسے دیکھا نہیں مگر اتنا ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کوئی جادوگرنی عورت ہے۔ جو کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔"

تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہ سوائے ماریا کے کوئی اور نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو سکتی تھیوسانگ نے کہا "چل کر مجھے وہ صندوق دکھاؤ" اور
وہ پجاری کو نیچے تہہ خانے میں لے گیا۔ ماریا کی کوٹھڑی والا
صندوق خالی تھا۔ پجاری نے صندوق کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
"اس صندوق میں وہ عورت بند تھی" تھیوسانگ نے جھک
کر صندوق کو سونگھا۔ اس میں سے ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ
رہی تھی۔ تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ مکار پجاری نے ماریا کو
بھی بے ہوش کر کے اس صندوق میں بند کر دیا ہوا تھا۔ مگر
سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اب ماریا کہاں چلی گئی۔ وہاں ماریا کی
تیز خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ تھیوسانگ پجاری کو لے کر
باہر آ گیا۔ اس نے پجاری سے پوچھا۔

"عیار پجاری کا جو گورو تھا۔ وہ کہاں گیا ہے؟"

پجاری نے بتایا کہ وہ یونانی گورو یونان کے کسی شہر میں چلا
گیا ہے۔ تھیوسانگ نے مزید کریدتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ اپنے ساتھ یہاں سے کچھ لے گیا
تھا؟"

پجاری کچھ سوچ کر بولا۔

"میں نے کوئی خاص چیز تو نہیں دیکھی لیکن یونانی
گورو ایک بوتل میں سانپ بند کر کے
ضرور ساتھ لے گیا تھا"

تھیوسانگ چونک پڑا۔ وہ سانپ ناگ کے سوا اور
نہیں ہو سکتا۔ اس نے مزید پوچھ گچھ کی تو پجاری نے
بتایا کہ اسے صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ یونانی گورو اس علاقے
کے جنگلوں کا کوئی سانپ تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"تمہیں کچھ معلوم ہے کہ یونانی گورو یونان کے کس
شہر میں رہتا ہے؟"

پجاری بولا۔

"مجھے معلوم نہیں مگر ایک نوکر کو معلوم ہو گا۔ وہ
اس کی خدمت پر لگایا گیا تھا"

پجاری نے اسی وقت نوکر کو طلب کیا۔ نوکر نے
کہا۔

"یونانی گورو جی اپنے شہر کا نام ساریگان لیا کرتے
تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں ساریگان شہر کے
باہر سمندر کے کنارے ایک گنبد والے چھوٹے
سے مکان میں رہتا ہوں اور سمندر کی لہریں میرے
مکان کے صحن کو چھو کر واپس جاتی ہیں"

تھیوسانگ کے لیے اتنی نشانی بہت تھی۔ وہ یونان
کے شہر ساریگان میں دو ایک بار جا چکا تھا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ذرا واپس جاکر کیٹی اور جولی ساتگ کو ساری بات بتا
کردی۔ وہ دونوں خانقاہ کے برآمدے میں بیٹھی تھیں
مجاور بھی وہیں تھا۔ اوپر درختوں کی شاخوں میں لٹکی ہو
ماریا بھی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ اسے معلوم ہوگیا
تھا کہ یونانی گورو ناگ کو بوتل میں بند کرکے ساریگان شہر
ساتھ لے گیا ہے۔

مجاور بولا۔

"جب تک یہاں عنبر کا سراغ نہیں مل جاتا تم لوگ
ساریگان کیسے جاؤ گے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تمہارا
ساتھی عنبر اسی شہر میں کسی جگہ موجود ہے۔"

"یہی تو پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہے؟" تھیو ساتگ
نے مایوسی سے کہا۔

کیٹی کہنے لگی۔

"عنبر آخری بار مندر کی طرف گیا تھا۔ ہمیں اسے
اسی مندر میں تلاش کرنا چاہیئے۔"

جولی ساتگ بولی۔

"ابھی تو ماریا کا سراغ بھی نہیں ملا۔ سوال یہ
ہے کہ اگر وہ صندوق میں بند تھی تو پھر وہاں
سے کہاں غائب ہوگئی؟"..

اور کیٹی غور کرنے لگے۔ مجاور نے کہا۔

"کیا ماریا کسی کو نظر نہیں آتی تھی؟"

"نہیں" تھیو ساتگ نے کہا۔

"وہ غیبی عورت ہے۔ اسے کوئی نہیں دیکھ
سکتا۔ مگر وہ ہمیں تو دیکھ سکتی ہے۔ اگر وہ
یہاں ہوتی تو ہماری خوشبو پاکر ہمارے پاس ضرور
آتی۔"

جولی ساتگ ساتس بھر کر کہنے لگی۔

"میری کتنی خواہش تھی کہ میں اپنی بہن اور نئی ساتھی
ماریا سے ملوں گی۔ مگر لگتا ہے کہ ابھی اس سے
ملاقات میری قسمت میں نہیں ہے۔ ناگ سے
بھی میں ابھی تک نہیں مل سکی۔ اور عنبر سے
بھی ملاقات نہیں ہوسکی۔"

تھیو ساتگ بولا۔

"اب تم ہمارے سفر کی ایک رکن ہو۔ تم
میری بہن بھی ہو اور ہم سب کی ساتھی بھی ہو۔
خدا نے چاہا تو تم ایک روز عنبر ناگ ماریا سے
ضرور ملو گی۔"

مجاور نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجاور نے کہا۔

"میرے خیال میں ہم میں سے کسی کو مندر میں جا کر ایک بار پھر تفتیش کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے عنبر ماریا کا کوئی سراغ مل جائے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں۔ میں چھوٹا بن کر وہاں کسی جگہ چھپ کر حالات کا جائزہ لیتا رہوں ممکن ہے کوئی سراغ مل جائے۔"

کیٹی نے اس بات پر کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے یہاں دیر لگ جائے۔ دوسری طرف ناگ پر کوئی نئی مصیبت نہ ٹوٹ پڑے۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ ہم میں سے کسی ایک کو ناگ کی تلاش میں یونان کے شہر ساریگان چلے جانا چاہیئے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"وہاں سوائے میرے کوئی نہیں جا سکتا۔ اور اگر میں وہاں چلا گیا تو یہاں ماریا عنبر کا سراغ کون لگائے گا؟"

ماریا درخت کی شاخوں میں لٹکی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ کیٹی نے مجاور کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تمہارا مُردہ اس سلسلے میں ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا؟"

"ہاں دوست! تمہارے مُردے کی کھوپڑی نے بڑے کام کیے ہیں۔ کیا یہ ہمیں عنبر ماریا کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی؟ تم ایک بار کوشش تو کر کے دیکھو۔"

مجاور غور کرنے لگا۔ پھر بولا۔

"کوشش کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ ویسے مجھے امید کم ہی ہے۔"

مجاور قبر کے طاق میں سے قبر میں داخل ہو گیا۔ ڈھانچے کی کھوپڑی اسی طرح پڑی تھی۔ مجاور نے کھوپڑی کو اٹھا لیا۔ اور اسے لے کر باہر آ گیا۔ پھر اس نے کھوپڑی پر ایک منتر پڑھا اور اس سے پوچھا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ عنبر ماریا کہاں ہوں گے؟"

کھوپڑی میں سے کوئی آواز نہ آئی۔ مجاور نے کئی بار کھوپڑی سے سوال کیا۔ مگر کھوپڑی خاموش رہی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ مجاور نے ایک دوسرا منتر پڑھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر پھونکا۔ اس بار کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر کھوپڑی کی آواز سنائی دی۔

"تم مجھے ناحق پریشان کر رہے ہو۔ مجھے کسی کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔ جاؤ مندر میں جا کر بیٹھو۔ وہیں سے تمہیں کوئی سراغ ملے گا۔ اگر پھر مجھے اس سلسلے میں پریشان کیا تو میں قبر سے چلا جاؤں گا۔"

مجاور نے کھوپڑی کو واپس قبر میں رکھ دیا اور کہنے لگا۔

"کھوپڑی نے اشارہ دے دیا ہے۔ بعض راز ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں روحیں بھی ظاہر نہیں کیا کرتیں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ عنبر ماریا کا سراغ مندر سے ہی ملے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج رات ہی مندر میں چھپ کر بیٹھ جاتا ہوں۔ تم لوگ اسی خانقاہ میں ہی رہنا۔"

تھیوسانگ اسی وقت مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی اور دیکھ بھی رہی تھی۔ مگر وہ

سانگ کیٹی اور جولی سانگ کی کوئی مدد نہ کر سکتی تھی۔
ے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ عنبر مندر میں بیل کا بت بنا
ہے۔ وہ تو اپنی جگہ سے اپنی مرضی سے ہل بھی نہیں
سکتی تھی۔ تھیوسانگ مندر کے قریب پہنچا تو اندھیرے
اس کی پچھلی دیوار کی طرف آ گیا۔ یہاں ایک درخت
ے کی دیوار پر جھکا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے اس درخت
اندر چھلانگ لگا دی۔ اور پھر انگلی اپنی گردن سے لگا
وہ ایک دم چھوٹا ہو گیا۔ اب وہ آہستہ آہستہ
مندر میں اس جگہ ایک چبوترے کے پیچھے
چاول کی بوریوں کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جہاں
سے اسے بیل کی مورتی کے آگے جلتا چھوٹا آگ کا
الاؤ صاف نظر آتا تھا۔ رات گزر رہی تھی۔ لوگ
پوجا کرنے آتے اور پوجا کر کے چلے جاتے۔ جب
رات آدھی سے زیادہ گزر گئی۔ تو پجاری بھی سونے کے لیے
اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا۔ جو دو تین ملازم وہاں تھے۔
وہ بھی اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں چلے گئے۔ مندر میں سناٹا چھا
گیا۔ سوائے ایک چراغ کے باقی سارے چراغ بجھا
دیئے گئے۔

تھیوسانگ چپ چاپ ہو کر بیٹھا تھا۔ اسے یقین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کہ اب مندر میں کوئی نہیں آئے گا۔ کہ اچانک اسے ایک سایہ مندر میں داخل ہوتا نظر آیا۔ یہ ایک انسان تھا جس نے سیاہ چادر اپنے جسم کے گرد لپیٹ تھی۔ تھیوسانگ اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ جب انسانی سایہ تھیوسانگ کے قریب سے گزرا تو اسے ہوا کہ یہ ایک جوان عورت ہے۔ یہ سیاہ چادر د عورت الاؤ کی بجھتی ہوئی آگ کے قریب گئی۔ الاؤ چکر لگائے۔ پھر چادر کے اندر سے انسانی ہاتھ کا پنجہ نکال کر بیل کی مورتی کے سامنے رکھ دیا اور چار طرف دیکھا۔ مندر میں چاروں طرف اندھیرا اور سناٹا ہوا تھا۔ صرف کونے میں ایک چھوٹا سا چراغ جل رہا تھا جس روشنی زیادہ دُور تک نہیں جاتی تھی۔ اس پُراسرار عورت جب یقین ہو گیا کہ وہاں اور کوئی نہیں ہے تو وہ بیل کی مورتی آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گئی اور کچھ اشلوک پڑھنے شروع دیئے۔ اس کی آواز بڑی دھیمی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ اشلو پڑھتی رہی۔ پھر اٹھی اور بیل کی مورتی کے ساتھ انسانی ہاتھ ہڈیوں کے پنجے کو زور زور سے رگڑا اور اسے چادر میں چھپا لیا اب بیل کی مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی تھی۔ اس نے آہ سے کہا۔

"اے بیل دیوتا! میرے مہاراج نے مجھے بتایا ہے کہ تم زندہ ہو۔ تمہارے اندر ایک دیوتا انسان کی شکل میں ہے۔ تم میری اولاد کی آرزو پوری کر دو میں تیرے گلے میں سچے موتیوں کا ہار ڈالوں گی"

تھیوسانگ کا ماتھا ٹھنکا۔ اس عورت کے مہاراج [illegible] ہوا کہ اس بیل کی مورتی میں ایک انسان موجود ہے؟ [illegible] کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اس عورت کے مہاراج سے ملنا چاہیئے [illegible] تیزی سے مندر سے نکل کر باہر آگیا۔ باہر اندھیرے [illegible] کی سیڑھیوں کے آگے سیاہ پوش عورت کی پالکی کھڑی تھی۔ [illegible] ایک طرف خاموش سر جھکائے بیٹھے تھکان آتا ہے تھیوسانگ چپکے سے پالکی میں داخل ہو کر تکیئے کے [illegible] چھپ گیا۔ تھوڑی دیر میں عورت آکر پالکی میں بیٹھ [illegible] غلاموں نے پالکی اٹھائی اور چل پڑے۔

یہ عورت شہر کے ایک امیر سوداگر کی بیوی تھی۔ جس [illegible] ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس کے خاوند نے اپنے [illegible] میں ایک عبادت گزار مہاراج کو بلایا ہوا تھا تاکہ وہ [illegible] دعاؤں سے دُعا کرے کہ ان کے ہاں اولاد ہو۔ یہ مہاراج [illegible] بزرگ آدمی تھا اور سوداگر کی حویلی کے ایک کمرے [illegible] رہتا تھا۔ پالکی حویلی کی ڈیوڑھی میں آکر رُک گئی۔ عورت [illegible] سے نکل کر اوپر گئی تو اندھیرے میں تھیوسانگ بھی اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ ہی چلا گیا۔ وہ چھوٹے قد کا تھا اس لیے
کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ عورت سیدھی مہاراج
کمرے میں گئی۔ اور انسانی ہڈیوں کا پنجہ اسے دے کر

"مہاراج! میں نے آپ کے حکم کے مطابق
رسم پوری کر دی ہے۔"

مہاراج نے کہا۔

"بس اب جا کر سو جا۔ دیوتاؤں کی مرضی سے
تیرے ہاں بہت جلد اولاد ہو گی۔"

عورت جو سوداگر کی بیوی تھی۔ مہاراج کے قدم
کر چلی گئی۔ تھیوسانگ اور مہاراج کوٹھڑی میں اکیلے
گئے۔ تھیوسانگ ایک صندوق کے پیچھے چھپا ہوا تھا
اتنے میں مہاراج نے کہا۔

"تم جس شخص کی تلاش میں یہاں آئے ہو وہ
تو اسی جگہ پر ہے جہاں تم تھوڑی دیر پہلے
بیٹھے تھے۔"

تھیوسانگ چونکا۔ پہلے تو وہ یہ سمجھا کہ مہاراج کسی
دوسرے آدمی سے بات کر رہے ہیں۔ مگر وہاں اور
کوئی بھی نہیں تھا۔ اتنے میں مہاراج نے پھر کہا۔

"برخوردار! تم خلائی مخلوق ہو۔ یہاں آ کر دوستوں
کی پریشانیوں میں پھنس گئے ہو۔ صندوق کے

پیچھے سے نکل کر سامنے آ جاؤ۔"

اب تھیوسانگ جلدی سے مہاراج کے سامنے آ گیا
اور اپنی گردن پر انگلی لگا کر بڑا ہو گیا۔ اس نے مہاراج کو
ادب سے سلام کیا اور کہا۔

"مہاراج! آپ تو دلوں کے حال جانتے ہیں۔
مجھے بتائیے کہ میں عنبر کو کہاں مل سکتا
ہوں؟"

مہاراج نے مسکرا کر کہا۔

"دلوں کا حال سوائے اور کسی کو معلوم نہیں
ہے۔ میں تو صرف اپنے علم کے ذریعے یہ سب
کچھ کہہ رہا تھا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مہاراج! آپ کو اگر یہ پتہ چل گیا ہے کہ میں
خلائی مخلوق ہوں تو ضرور یہ بھی معلوم ہو گا کہ عنبر
ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"

مہاراج ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر بولا۔

"ماریا اور ناگ کے بارے میں مجھے کچھ بتانے
کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں عنبر کے بارے میں
صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ وہ مندر میں ہی
ہے اور بیل کی مورتی میں قید ہے۔ اس سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زیادہ مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔ کیونکہ اس سے
زیادہ میں تمہیں کچھ بتا بھی نہیں سکتا۔"
تھیوسانگ خاموش نظروں سے مہاراج کی طرف دیکھ
رہا تھا۔ اس نے صرف اتنا پوچھا کہ میں عنبر کو مورتی کے
اندر سے کیسے نکال سکتا ہوں؟
مہاراج نے کہا۔
"یہ میں کچھ نہیں جانتا۔ اب تم جا سکتے ہو
اور پھر اِدھر کا رُخ نہ کرنا۔ کیونکہ میں تمہیں کچھ
نہ بتا سکوں گا۔ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں
گا۔ اب تم لوگوں کو اپنی مدد آپ کرنی
ہو گی۔"
تھیوسانگ نے ادب سے خدا حافظ کہا۔ اور سوداگر
کے مکان سے نکل کر واپس خانقاہ کی طرف چل پڑا۔
خانقاہ کے برآمدے میں کیٹی اور جولی سانگ دری پر
اُسی طرح بیٹھی عنبر تاگ اور ماریا کے بارے میں باتیں کر
رہی تھیں۔ جولی سانگ کہہ رہی تھی کہ مجھے اِن تینوں سے
ملنے کا بے حد شوق ہے۔ کیٹی کہہ رہی تھی کہ تم اب ہماری
جماعت میں شامل ہو گئی ہو تم اِن سے ایک نہ ایک دن
ضرور ملو گی۔
"سب سے زیادہ خوشی ہمیں اِس بات

کی ہے کہ تم ہمارے پیارے بھائی تھیوسانگ
کی بہن ہو۔"
ماریا خانقاہ کے درختوں میں لٹکی یہ ساری گفتگو سن
رہی تھی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکتی تھی۔
کچھ بول بھی نہیں سکتی تھی۔ اتنے میں تھیوسانگ آ گیا۔
اس نے کیٹی اور جولی سانگ کو مہاراج سے اپنی ملاقات
کا ذکر کیا اور کہا۔
"عنبر مندر میں جو بیل کی مورتی ہے اس میں بند
ہے۔ اب اس کو وہاں سے کیسے نکالا
جائے؟"
کیٹی کہنے لگی۔
"اسے ضرور یوناتی گورو نے ہی جادو کے
ذریعے وہاں قید کر رکھا ہے۔ چونکہ عنبر کی خوشبو
نہیں آ رہی اس لیے یقینی بات ہے کہ وہ بیل
کی مورتی کے اندر انسانی شکل میں نہیں ہے
بلکہ مورتی کے ساتھ مورتی ہو چکا ہے۔"
جولی سانگ نے کہا۔
"ہمیں اس مورتی کو اُٹھا کر یہاں لے
آنا چاہیے۔"
تھیوسانگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر ہمیں جادو کا توڑ معلوم ہو جائے تو ہم مندر میں بھی عنبر کو مورتی کے اندر سے نکال سکتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"اس کا توڑ کیا ہو سکتا ہے؟"

"یہی تو معلوم نہیں۔" تھیوسانگ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تشویش کے ساتھ کہا۔ "مہاراج نے ماریا اور ناگ کے بارے میں بھی کچھ بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ اگر میں عورت کی باتیں نہ سن لیتا تو شاید مہاراج مجھے عنبر کے بارے میں بھی کچھ نہ بتاتا۔"

تینوں خاموش ہو گئے۔ اتنے میں مجاور ستون کے پیچھے سے نمودار ہوا۔ آتے ہی بولا۔ "میں نے تم سب لوگوں کی گفتگو سن لی ہے۔

میں کھوپڑی سے کوئی مدد نہیں لے سکتا۔ مگر میرے پاس ہمارے بزرگوں کے وقت کی ایک کتاب ہے۔ اس کتاب سے ہمارے بزرگ فال نکالا کرتے تھے۔ کیوں نہ اس کتاب سے فال نکال کر عنبر کے طلسم کا توڑ ڈھونڈھا جائے۔"

تھیوسانگ اگرچہ ان باتوں پر اعتبار نہیں کرتا تھا مگر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر اس نے مجاور سے کہا۔ "جلدی سے وہ

[redacted] سکتا ہے اسی کی مدد سے عنبر کا کچھ علاج
[redacted] مجاور کوٹھڑی میں گیا اور پھٹی پرانی کتاب لے
[redacted] اس نے کچھ اشلوک پڑھے اور پھر کتاب کو بیچ میں
[redacted] کھول دیا۔ مجاور نے کتاب پر لکھی ہوئی تحریر پڑھنی
[redacted] رع کر دی۔

"لکھا ہے کہ یہاں سے سات کوس کے فاصلے پر ایک باؤلی ہے۔ اس باؤلی میں آدھی رات کے اندھیرے میں ایک عورت کی لاش نمودار ہوتی ہے۔ اگر کوئی اس لاش کے پاس جا کر اس کے مُردہ ہاتھوں پر مہندی لگائے تو اس کے دل کی مراد پوری [redacted]"

مجاور نے کتاب بند کر دی اور بولا۔

"یہ کام اگر تم میں سے کوئی کر دے تو مجھے یقین ہے کہ ہم پتھر کی مورتی میں سے عنبر کو نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

کیٹی بولی۔

"ذرا اس کتاب میں سے ماریا اور ناگ کی بھی فال نکال کر دیکھو۔ کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔"

مجاور نے اشلوک پڑھ کر تین بار کتاب کو کھولا تینوں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FBOOKSFREE.PK

بار سفید ورق آ گئے۔

مجاور بولا۔

"کتاب ماریا اور ناگ کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا چاہتی؟"

تب تھیوسانگ نے کہا۔

"میں جاکر لاش کو مہندی لگاؤں گا"

جُولی سانگ کہنے لگی۔

"تم پہلے ہی مندر سے ہو کر آئے ہو۔ یہ کام میں کر لوں گی۔ تم یہاں بیٹھ جاؤ۔ مجھے بتاؤ کہ باؤلی کس طرف ہو گی؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"جُولی سانگ تم ابھی نئی نئی اس دنیا میں آئی ہو تمہیں یہاں کا تجربہ نہیں ہے۔ اس لیے تم آرام کرو۔ یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں"

اور تھیوسانگ اسی وقت باؤلی کی طرف روانہ ہو گیا جو وہاں سے سات کوس دور تھی۔ ابھی رات بہت باقی تھی جنگل اور میدانوں میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ تھیوسانگ آخر باؤلی پر پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنوئیں کی شکل کی باؤلی بنی ہوئی ہے۔ جس کے نیچے پانی تھا۔ اور نیچے پانی تک جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ اندھیرے میں

بڑھیا اتر کر پانی کی سطح کے پاس آ گئی۔ خانقاہ سے اس نے مہندی کے پتے پیس کر اس کی مہندی بنا کر پتے میں لے رکھی تھی۔ باؤلی میں گھپ اندھیرا تھا مگر تھیوسانگ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ پانی کی سطح پر ایک عورت کی لاش تیر رہی ہے۔ جس کے بال پانی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ لاش کے دونوں ہاتھ اوپر کو اُٹھے ہوئے تھے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں تیرے ہاتھوں میں مہندی لگانے آیا ہوں"

لاش نے غرّا کر کہا۔

"یہاں سے بھاگ جا ـــــ ماما جائے گا"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں تیرے ہاتھوں میں مہندی لگانے آیا ہوں"

لاش نے ایک بار پھر کہا۔

"بھاگ جا! نہیں تو مارا جائے گا"

جب تھیوسانگ نے تیسری بار اصرار کیا تو باؤلی میں چیخیں بلند ہونے لگیں۔ عجیب و غریب قہقہے گونجنے لگے۔ باؤلی ایسے لرزنے لگی۔ جیسے بھونچال آ گیا ہو۔ مگر تھیوسانگ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ وہ بلند آواز میں بولا۔

"میں یہاں سے مہندی لگائے بغیر نہیں جاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا۔"

اس کے ساتھ ہی بھوچال تھم گیا۔ چیخوں کی آواز رُک گئی۔ لاش نے ہاتھ آگے کر دیئے۔ تھیوسانگ نے مُردہ عورت کے ہاتھوں پر مہندی لگا دی۔ اور پھر کہا۔

"مجھے بتا کہ عنبر کو بیل سے کیسے نکالوں؟"

لاش نے کہا۔

"بیل کی مورتی کو آگ میں ڈال دے۔"

اور اتنا کہہ کر لاش پانی میں ڈبکی لگا کر غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ کا مقصد حل ہو گیا تھا۔ وہ باؤلی سے نکل کر باہر جنگل میں آ گیا اور خانقاہ کی طرف چلنے لگا۔ اچانک ایک درخت کے پیچھے سے اندھیرے میں دو زرد آنکھیں اسے اپنی طرف گھورتی نظر آئیں۔ تھیوسانگ نے کوئی خیال نہ کیا۔ وہ آگے گزر گیا۔ پھر اسے اپنے پیچھے سوکھے پتوں پر انسانی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ تھیوسانگ نے مڑ کر دیکھا۔ ایک لمبے بالوں اور زرد آنکھوں والی سیاہ فام عورت دونوں ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی اور کہہ رہی تھی۔

"کیا مجھے مہندی نہیں لگاؤ گے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرے پاس اب مہندی نہیں ہے۔"

اس پر سیاہ فام عورت نے ایک ایسی چیخ ماری۔

جنگل گونج اٹھا۔ درخت زور زور سے ہلنے
تھیوسانگ خانقاہ کی طرف دوڑ پڑا۔ سیاہ فام عورت
پیچھے دوڑ رہی تھی اور بار بار کہہ رہی تھی۔
مجھے بھی مہندی لگاؤ۔ مجھے بھی مہندی لگاؤ۔"
تھیوسانگ دوڑتا چلا گیا۔ خانقاہ کے برآمدے میں
کر اس نے دم لیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو سیاہ فام عورت
ب ہو چکی تھی۔ کیٹی جوئی سانگ اور مجاور نے اس کی گھبراہٹ
ربہ پوچھی تو تھیوسانگ نے سارا حال بیان کیا۔ کیٹی
لا۔
یہ تمہارا وہم تھا۔ کوئی چڑیل تمہارے پیچھے
ہیں تھی۔"
تھیوسانگ بولا۔
"اس چڑیل کو گولی مارو۔ مگر باؤلی کی لاش نے
مجھے عنبر کو بیل کے بُت میں سے نکالنے کی ترکیب
بتا دی ہے۔"
اور پھر تھیوسانگ نے انہیں بتایا کہ ہمیں بیل کی مورتی
اس کے سامنے جو آگ کا گڑھا ہے۔ اس میں گرانا ہوگا۔
بولی۔
"یہ کام ہمیں ابھی صبح ہونے سے پہلے پہلے کر لینا
دینا چاہیئے۔ دن نکل آیا تو لوگ آ جائیں گے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر معاملہ دوسری رات پر جا پڑے گا۔"

چنانچہ اب تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ تینوں مندر کی طرف روانہ ہوئے۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔ ا صبح ہونے میں دیر تھی۔ مندر پر ابھی تک سناٹا اور تا چھا رہی تھی۔ تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی مندر میں دا ہو گئے۔ بیل کی مورتی کے آگے آگ جل رہی تھی۔ بیل کا تھا اور کافی وزنی تھا۔ تھیوسانگ نے جولی سانگ طرف دیکھا اور کہا۔

"جولی سانگ! اب تمہارا کام شروع ہونا چاہیئے۔"

جولی سانگ نے بیل کے بُت کو دیکھا۔ اس کی آنکھ سے سفید شعاع نکل کر اس پر پڑی اور بیل کا بُت اپ جگہ سے اُکھڑ کر ہوا میں اُوپر کو اُٹھنے لگا۔ جولی سانگ کی نظر کی شعاع کے ساتھ ساتھ بیل اپنے چبوترے سے اوپر ہو رہا تھا۔ فضا میں جا کر وہ رُک گیا۔ پھر جولی سانگ نے بیل کو آگ کے اوپر لا کر آنکھ بند کر دی۔ شعاع بیل سے ہٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی بیل کی مورتی دھڑا سے آگ میں گر پڑی۔

آگ میں گرتے ہی بیل کی مورتی شعلوں میں غائب ہو گئی۔ جولی سانگ، تھیوسانگ اور کیٹی غور سے آگ کے

دیکھنے لگے۔ اچانک گڑھے میں سے عنبر اپنے کپڑوں کو جھاڑتا ہوا باہر نکل آیا۔ تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر گلے لگا لیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم پھر مل گئے عنبر۔"

عنبر کیٹی اور تھیوسانگ سے مل کر بہت خوش ہوا۔ اس کی نظر جولی سانگ پر پڑی تو بولا۔

"سارے یہ کون ہے؟ اس کی شکل تھیوسانگ سے بہت ملتی جلتی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"عنبر! یہ میری بہن جولی سانگ ہے۔"

کیٹی بولی۔

"یہ خلائی سیارے سے اپنے پیارے بھائی کی تلاش میں یہاں آئی تھی۔"

عنبر نے جولی سانگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"جولی سانگ! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی مجھے اپنا بھائی ہی سمجھو۔"

اس کے بعد تھیوسانگ نے عنبر کو جولی سانگ کی طاقت بتائی اور کہا کہ بیل کو اسی نے اپنی نگاہ سے اُٹھا کر آگ میں ڈالا تھا۔ عنبر نے جولی سانگ کا شکریہ ادا کیا اور

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREE BOOKS FREE.PK

"یہ ساری مصیبت یونانی گورو کی لائی ہوئی تھی۔ مجھے تو امید نہیں تھی کہ میں اب کبھی اس بیل کے اندر سے باہر نکلوں گا۔ یہ بتاؤ کہ ماریا اور ناگ کہاں ہیں؟"

کیٹی نے کہا۔

"ماریا بھی یہیں سے گم ہوئی ہے۔ اس کا کچھ پتہ نہیں۔ ناگ کا صرف اتنا سراغ ملا ہے کہ یونانی گورو اسے بوتل میں بند کر کے اپنے ساتھ یونان کے شہر سارنگان لے گیا ہے۔"

عنبر بولا۔

"اب یہاں سے نکل چلو۔"

سب مندر سے نکل کر خانقاہ میں مجاور کے پاس گئے۔ مجاور سے عنبر کا تعارف کروایا گیا۔ پھر عنبر کو واقعات سنائے گئے۔ عنبر کہنے لگا۔

"ماریا اسی جگہ سے غائب ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس جگہ کہیں موجود ہے۔"

یہ بات درخت کی شاخوں میں اٹکی ہوئی ماریا نے سنی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عنبر کو کاش معلوم ہو جائے کہ میں اس کے قریب ہی موجود ہوں مگر بے بس و مجبور ہوں۔ کیٹی کہنے لگی۔

"ہمارا تو ارادہ ہے کہ یونان چل کر پہلے ناگ کو یونانی گورو کے طلسم سے رہا کرایا جائے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"اس لیے کہ ناگ کا سراغ مل گیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ پہلے اس کی خبر لی جائے۔ ممکن ہے ماریا بھی ہمیں وہیں کہیں مل جائے۔"

جولی سانگ سے عنبر نے اس کی رائے پوچھی تو وہ بولی۔

"عنبر بھائی! میں ابھی نئی نئی ہوں۔ کیا رائے دے سکتی ہوں۔ تم لوگ بہتر فیصلہ کر سکتے ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"نہیں جولی سانگ! ہم ایک جماعت ہیں۔ ہم ہر کام کرنے سے پہلے ایک دوسرے سے مشورہ کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس لیے تمہاری رائے ضروری ہے۔"

جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال بھی یہی ہے کہ چونکہ ایک جگہ ناگ کا سراغ مل گیا ہے اس لیے ہمیں سب سے پہلے اس کی تلاش میں چلنا چاہیے

COURTESY [illegible]W.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا آہ بھر کر رہ گئی۔ کیونکہ اس کے ساتھی اِسے اکیلی چھوڑ کر جا رہے تھے۔ اور وہ نہ انہیں روک سکتی تھی اور نہ ان کے ساتھ جا سکتی تھی۔ صبح ہو رہی تھی کہ سب نے مجاور سے ہاتھ مِلائے۔ اس کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ اور گھوڑوں پر بیٹھ کر ملک یونان کے شہر ساریگان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ماریا درخت کی شاخوں میں اٹکی ہوئی انہیں حسرت بھری نظروں سے جاتے دیکھتی رہی۔ اس نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح درخت کی شاخوں سے نکل کر اِن کے پیچھے ہوا میں تیرتی ہوئی چلی جائے مگر وہ تو اپنی مرضی سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔ وہ ایک زندہ مگر نظر نہ آنے والی لاش کی طرح فضا میں لٹکی ہوئی تھی۔ مجاور اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اور ماریا درخت کی شاخ میں ہی دیکھتی رہ گئی۔

دن نکل آیا۔ ماریا درخت میں لٹکی رہی۔ دن گزر گیا۔ شام ہو گئی۔ پھر رات ہو گئی۔ اِس کے ساتھ ہی آسمان پر بادل گھِر آئے۔ اور تیز ہوا چلنے لگی۔ اس ہوا نے ماریا کو درخت کی شاخوں سے نکال دیا۔ ہوا اِسے فضا میں اُٹھا کر اُڑانے لگی۔ کبھی ماریا ہوا میں خود اپنی مرضی سے اُڑا کرتی تھی۔ آج اِسے ہوا اپنی مرضی سے اُڑاتی ہوئی جدھر چاہے لے جاتی تھی۔ جس طرح کوئی تنکا ہوتا ہے کہ ہوا اِسے اُڑائے اُڑائے لیے پھرتی ہے۔ ماریا

اوپر ہی اوپر اُڑائے لیے جا رہی تھی۔ کالے بادل اتنے گھنے تھے کہ کئی میل اوپر تک اِن کی [illegible] تھی۔ ماریا ایک نظر نہ آنے والی زندہ لاش [illegible] اِن بادلوں میں اُوپر سے اُوپر اُٹھتی جا رہی تھی۔ [illegible] نیچے سے اُوپر اُٹھا رہی تھی ——

بادلوں میں بجلیاں چمکنا شروع ہو گئیں۔ ماریا کے [illegible] میں بجلی کے کڑاکے گونجنے لگے۔ ماریا کے چاروں [illegible] اوپر، نیچے بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ دھماکے ہو رہے [illegible] ماریا سمجھ گئی کہ اب اِس کی خیر نہیں ہے۔

[illegible] ماریا پر بجلی گری اور اِس کا جسم سیاہ بادلوں [illegible] بار آگ کا شعلہ بن کر چمکا اور پھر ماریا نے محسوس [illegible] وہ حرکت کر سکتی ہے۔ ہاتھ پاؤں ہلا سکتی ہے۔ [illegible] اچھی تبدیلی تھی۔ ماریا نے اپنے آپ کو اُٹھایا۔ وہ [illegible] میں آسانی سے تیرنے لگی۔ پھر غوطہ لگا کر اوپر گئی۔ [illegible] ہوئی، اُڑتی ہوئی بائیں طرف نکل گئی۔ وہ بڑی خوش [illegible] اس کی طاقت واپس آ گئی تھی۔ اس نے اپنے آپ [illegible]۔ وہ غائب ہی تھی۔ وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا [illegible] عنبر، کیٹی، تھیوسانگ اور جُولی سانگ کے پاس جانے [illegible] کیا۔ وہ جانتی تھی کہ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ وغیرہ [illegible] کے شہر ساریگان کی طرف گئے ہیں۔ ماریا اس شہر

COURTESY PDFBOOKSFREE.PK

سے واقف تھی۔ اس نے بادلوں میں سے نیچے کی طرف
غوطہ لگایا۔ وہ دیر تک سیاہ بادلوں میں سے گزرتی رہی
آخر بادل ختم ہو گئے۔ اور ماریا اڑتی ہوئی نیچے ایک
فضا میں آ گئی کہ جہاں ایک چھوٹے سے شہر کے اوپر سا
کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آسمان پر ستارے چمک
تھے۔ ماریا نے دیکھا کہ اس کے نیچے آتے ہی بادل غائب
گئے تھے۔ اب نہ بجلی چمک رہی تھی نہ ہوا کا طوفان تھا
نہ کہیں کالے کالے بادل ہی تھے۔ ماریا کے دل میں ایک
ہلکا سا خیال کھٹکا کہ کہیں وہ کسی اور ملک کے
نہیں آ گئی۔

اس نے نیچے آ کر شہر کے اوپر پرواز شروع کر
اس نے دیکھا کہ شہر پرانے زمانے کا تھا۔ مکان کئی کئی منز
تھے۔ کسی کسی مکان میں روشنی ہو رہی تھی۔ شہر کے آس پاس
صحرائی ٹیلے اور کھجور کے درختوں والے نخلستان کہیں کہیں پھیلے
ہوئے تھے۔ شہر کے درمیان میں ایک محل تھا جو قلعے میں بنا
ہوا تھا۔ یہ بادشاہ کا محل تھا۔ جو شہر کے درمیان میں بنایا گیا
تھا۔ ماریا نے اس محل کے اوپر ایک چکر لگایا۔ محل میں کہیں
کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ محل کی چھت پر ایک گول مینار
بنا ہوا تھا۔ اس مینار کے نیچے ایک سپاہی تلوار کاندھے
پر رکھے پہرہ دے رہا تھا۔ ماریا نیچے محل کی چھت پر

ہوا کہ ہشت مینار کے اندر ضرور کوئی قیدی
ہے۔ اس لیے وہاں پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ ماریا نے مینار کے
دروازے پر بڑا سا تالا لگا
دیکھا کہ مینار کے اندر ایک
ماریا دیوار میں سے اندر گزر گئی۔ مینار کے اندر
سیڑھی بنی ہوئی تھی۔ اندھیرے میں ماریا نے دیکھا
سانولے رنگ کی جوان لڑکی اپنے بال شانوں پر بکھیرے
کے ساتھ ٹانگیں ادا سی بیٹھی ہے۔ اس کے ایک پاؤں
ڈال کر اسے ایک لوہے کے کھمبے کے ساتھ باندھ
لیا تھا۔

ماریا کو اس جوان قیدی لڑکی کی حالت پر بڑا ترس
آیا مگر وہ خاموش رہی۔ ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ اس
قیدی لڑکی سے کوئی بات کرے۔ کہ باہر انسانی قدموں
کی بھاری چاپ سنائی دی۔ کسی نے باہر تالا کھولا۔ اور
پھر دروازہ کھل گیا۔ ایک بھاری سیاہ مونچھوں والا
آدمی اندر داخل ہوا جس نے پرانے زمانے کی فوجی وردی
پہن رکھی تھی۔ اس کے ساتھ دو سپاہی تھے جنہوں نے
اپنے ہاتھوں میں ننگی تلواریں اٹھائی ہوئی تھیں۔ لڑکی نے
اس آدمی کی طرف پریشان ہو کر دیکھا اور بولی۔

"ویرانس! تم مجھے کب تک یہاں قید میں ڈالے
رکھو گے؟ میں نے تمہیں کئی بار بتا دیا ہے کہ مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر صبا کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ پھر تم مجھ پر یہ ظلم کیوں کر رہا ہے؟"

ویرانس نے لڑکی کو بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا لڑکی کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ ویرانس بولا۔

"سارکا! تم جھوٹ بولتی ہو۔ تم جانتی ہو کہ ملکہ صبا کہاں چھپی ہوئی ہے۔ جب تک تم مجھے اس کے بارے میں نہیں بتاؤ گی تم اسی قید خانے میں بھوکی پیاسی مر جاؤ گی۔ کل سے تمہیں کھانے پینے کو کچھ نہیں ملے گا"

یہ کہہ کر ویرانس نے سارکا کو ایک ٹھوکر ماری اور باہر نکل گیا۔ کوٹھڑی کو بند کر کے باہر تالا لگا دیا گیا۔ ماریا سب کچھ دیکھتی رہی۔ جب ظالم ویرانس چلا گیا تو ماریا نے سوچا کہ اس لڑکی سے بات کرنی ضروری ہو گئی ہے۔ جب تک اس سے بات نہیں ہو گی اس کو یہاں سے نکالا نہیں جا سکے گا۔ ماریا نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ پھر اندر کی جانب دروازے کے پاس کھڑی ہو کر اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟"

نوجوان سانولی لڑکی سارکا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے آہستہ آہستہ سسکیاں بھر رہی تھی۔ اس نے ایک عورت کی دھیمی آواز

سنی تو چونک کر اندھیرے میں بند دروازے کی طرف دیکھا۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔ "سارکا

"سارکا! میں تمہاری اجازت کے بغیر ہی اندر آ گئی ہوں۔ تم مجھ سے ڈرنا ہرگز نہیں۔ میں کوئی جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں۔ یقین کرو میں تمہاری دوست ہوں اور تمہاری مدد کرنے یہاں آئی ہوں"

سارکا حیران پریشان ہو کر پھٹی پھٹی نگاہوں سے اندھیرے میں ادھر ادھر تک رہی تھی۔ ماریا نے دھیمی آواز میں ایک بار پھر کہا۔

"مجھ سے آہستہ آواز میں بات کرنا۔ باہر پہرے دار نے سن لیا تو وہ اندر آ جائے گا۔ سنو! میرا نام ماریا ہے۔ تم یوں سمجھ لو کہ میں ایک نیک روح ہوں۔ اندر ادھر سے گزر رہی تھی کہ تمہارے رونے کی آواز سن کر ادھر آ گئی۔ ویرانس نے تمہارے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ میں نے دیکھ لیا ہے۔ تمہاری باتیں بھی میں نے سن لی ہیں۔ میں نے تم سے اجازت اس لیے طلب کی تھی کہ تمہاری اجازت کے بغیر میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کیا تم مجھے اپنا دکھڑا سناؤ گی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سارکا کو ماریا کی باتوں سے کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے کہا۔
"مگر ـــــ مگر تم روح ہو تو تمہاری آواز عام عورتوں کی طرح کیوں ہے؟"
ماریا نے کہا۔
"تم ان باتوں پر غور نہ کرو۔ بس مجھے اپنی دوست سمجھو اور بتاؤ کہ یہ سارا قصہ کیا ہے؟ اور یہ کون سا ملک ہے؟"
سارکا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے روح ماریا! یہ ملک قرطاجنہ ہے۔ اس ملک پر ملکہ صبا کی حکومت تھی۔ میں ملکہ صبا کی خاص کنیز سارکا ہوں۔ ملکہ صبا کی حکومت سے رعایا بہت خوش تھی۔ لوگ خوشحال تھے کہ شمال کی طرف سے ویرانس نام کے ایک ظالم حکمران نے حملہ کر دیا۔ اس کے پاس ہاتھیوں کی فوج تھی۔ اس نے ملکہ صبا کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ وہ ملکہ صبا کو پکڑ کر قتل کر کے اس کا سر شہر کے دروازے پر لٹکانا چاہتا تھا۔ ملکہ صبا کو اس کا پتہ چل گیا تھا۔ بس اس نے مجھے ساتھ لیا اور ہم محل کی خفیہ سرنگ سے نکل کر باہر میدان میں آ گئیں۔ یہاں سے ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر رات کے اندھیرے میں صحرائی چٹانوں کے غار کی طرف چل پڑیں۔ میں نے ملکہ کو صحرائی چٹانوں کے ایک خفیہ غار میں چھپایا اور دوسرے دن کچھ کھانے کو لینے کے لیے بھیس بدل کر شہر میں آئی تھی کہ ویرانس کے سپاہیوں نے مجھے پہچان لیا اور پکڑ کر ویرانس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ ملکہ صبا کہاں ہے؟ میں بھلا کیسے بتا سکتی تھی۔ میں نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں خود اپنی جان چھپاتی پھر رہی ہوں۔ ویرانس کو یقین نہ آیا اور اس نے مجھے یہاں قید میں ڈال دیا۔ باقی جو کچھ ہوا وہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہو۔"
ماریا نے پوچھا۔
"ملکہ صبا کب سے غار میں بند ہے؟"
سارکا نے کہا۔
"اسے غار میں پچھلے دو دن ہو گئے ہیں۔ پانی کی چھاگل اس کے پاس تھی۔ مگر کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ خدا جانے ملکہ زندہ بھی ہو گی کہ نہیں۔"
اور سارکا آنسو بہانے لگی۔
"کل سے یہ ظالم میرا کھانا پینا بھی بند کر رہا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں ہے۔ میں تو چاہتی ہوں کہ کسی طرح ملکہ صبا کو کچھ کھانے کو پہنچا دیا جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اے نیک روح ماریا! کیا تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"سارکا! میں تمہیں بھی یہاں سے نکال کر لے جانا چاہتی ہوں۔ ہم ملکہ کے لیے کھانے کو بھی کچھ لے جائیں گے۔"

سارکا کہنے لگی۔

"تم مجھے یہاں سے کیسے نکال سکو گی۔ باہر سخت پہرہ لگا ہے۔ اس کے بعد سارے محل اور قلعے دروازوں پر سپاہی کھڑے ہیں۔"

ماریا بولی۔

"تم بھول گئی ہو کہ میں ایک روح ہوں۔ میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جا سکتی ہوں۔ اٹھو۔ اور میرے کاندھے پر سوار ہو جاؤ۔"

سارکا جھجک گئی۔ وہ اپنی جگہ بیٹھی رہی اور جدھر سے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔ ادھر تکتی رہی۔ ماریا نے کہا۔

"اٹھو کر میرے کاندھے پر بیٹھ جاؤ سارکا پھر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔"

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے

قسط نمبر ۱۵۸ خالی قبر، مُردہ نائب پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رسالی مرد غائب

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

قبر خالی مُردہ غائب

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ:

بار اوّل : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴ مربی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

یورنیس نے ملکہ صبا کے ملک پر قبضہ کر لیا ہے اتفاق سے ملکہ کی نوکرانی سارکا کی ملاقات ماریا سے ہو جاتی ہے جو حالات جان کر ملکہ صبا کی مدد کرنا چاہتی ہے کہ اُس کا ملک اُسے واپس مل جائے۔ ادھر یورنیس کے حکم سے ملکہ صبا اور سارکا کو کھڑی قبروں کے قبرستان میں زندہ گاڑھ دینے کی تعمیل ہو چکی ہے۔ اور اس دیوار کے اِرد گرد سپاہی پہرہ دے رہے ہیں تاکہ اُن کی موت مکمل طور پر واقع ہو جائے۔ ماریا نے کیا کیا۔ آپ پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴ راین راہ چمن سمن آباد ـــــ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- کھڑی قبریں
- خالی برج
- بوتل کا سانپ
- پُراسرار تکونا ستارہ
- قبر خالی، مردہ غائب

کھڑی قبریں

سارکا نے ماریا سے کہا

" اے نیک روح ماریا! تم تو مجھے دکھائی نہیں دیتی ہو۔ پھر میں تمہارے کاندھے پر کیسے سوار ہو سکتی ہوں

ماریا نے کہا۔

یہ سب کچھ میں خود کروں گی۔ تمہیں کچھ نہیں کرنا ہو گا۔ اب تیار ہو جاؤ

سارکا اپنی جگہ پر بیٹھی رہی اچانک اسے یوں لگا جیسے کوئی اسے اوپر اٹھا رہا ہے وہ اوپر اٹھتی چلی گئی ماریا نے سارکا کو اپنے کاندھے پر سوار کرایا تو سارکا یہ دیکھ دہشت زدہ ہو گئی اسے اپنا جسم بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ماریا نے آہستہ سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بولنا بالکل نہیں سارکا۔
جب میں تمہیں نیچے اتاروں گی۔ تم پھر سے نظر
آنے لگو گی۔
اور سارکا نے دیکھا کہ وہ بند دروازے میں سے
اتنی آسانی سے گذر گئی جتنی آسانی سے روشنی کی کرن
شیشے میں سے گذر جاتی ہے پہرے دار تلوار لئے
باہر اس طرح پہرہ دے رہا تھا ماریا محل کی چھت
پر سے فضا میں بلند ہو گئی۔ سارکا کو اگرچہ اپنا جسم
دکھائی نہیں دے رہا تھا مگر وہ باقی ہر شے کو دیکھ
رہی تھی آسمان پر ستارے جھلملا رہے تھے شاہی
محل میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی اس محل میں سارکا
نے ملکہ کی خدمت کرتے ہوئے کئی سال گذارے
تھے اس کی والدہ بھی ملکہ کی خدمت کرتے ہوئے
وفات پا گئی تھی۔ سارکا نے آنکھیں بند کر لیں کیونکہ اسے
اپنا جسم نظر نہ آنے کی وجہ سے چکر سے آنے لگے۔
تھے ماریا محل کی چھت سے بلند ہو کر اڑتی ہوئی جب صحرا
میں آ گئی۔
اس نے سارکا سے پوچھا
سارکا! وہ صحرائی چٹانیں کہاں ہیں جس کے ایک غار

میں ملکہ صبا چھپی ہوئی ہے۔
سارکا نے ماریا کو صحرائی چٹانوں کا راستہ بتایا
اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ماریا چند لمحوں میں ان
صحرائی چٹانوں میں پہنچ گئی یہ اونچی نیچی تکونی بھورے
رنگ کی چٹانیں تھیں۔ جو ریتلے صحرا میں پھیلی ہوئی
تھیں۔
ماریا نے کہا۔
سارکا!
ہم چٹانوں میں پہنچ گئے
سارکا نے آنکھیں کھول دیں۔ ماریا نیچے آ گئی تھی
اور چٹانوں کے اوپر اڑ رہی تھی۔ سارکا نے ایک چٹان
کی طرف ارشارہ کر کے کہا۔
"وہ بیچ والی تکونی چٹان کے اندر غار ہے۔"
ماریا تکونی چٹان کے پاس ہی زمین پر اتر آئی۔ اس نے
سارکا کو نیچے اتارا تو سارکا کو اپنا جسم پھر سے نظر آنے
لگا۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور ماریا سے کہا
"اس پتھر کے نیچے ایک خفیہ راستہ اندر غار میں جاتا
ہے
ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں تمہیں کاندھے پر بٹھا کر اندر لے جاتی ہوں
سارکا جلدی سے بولی!
نہیں نہیں ماریا بہن! میں پتھر کے نیچے سے جو راستہ
بنا ہوا ہے۔ وہاں سے چلی جاؤں گی۔ تم دیوار میں سے
گذر کر آ جاؤ۔
ماریا چٹان کی دیوار میں سے اور سارکا پتھر کے نیچے
سے غار میں داخل ہو گئی۔ اندر جاتے ہی سارکا نے
اِدھر اُدھر اندھیرے میں دیکھا۔
ماریا نے کہا۔
" گھبراؤ نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں
سارکا آگے آگے چلنے لگی۔ غار تنگ اور تاریک تھی
ایک موڑ گھومنے کے بعد آگے تھوڑی سی کھلی جگہ آ
گئی یہاں آکر سارکا نے آہستہ سے کہا۔
" ملکہ عالیہ میں سارکا ہوں "
دوسری دیوار کے پیچھے سے ایک دراز قد انتہائی
خوبصورت اور جاہ و جلال والی عورت باہر نکل آئی
اس نے عام سادہ لبادہ اوڑھ رکھا تھا مگر
چہرے پر شاہانہ وقار تھا۔ وہ لگ رہی تھی کہ
ملکہ صبا تھی۔ ملکہ صبا نے سارکا کی طرف دیکھ کر کہا

" تم کہاں چلی گئی تھیں سارکا ؟
سارکا نے کہا
ملکہ عالیہ مجھے یورانس کے سپاہیوں نے گرفتار کر کے قید
میں ڈال دیا تھا بڑی مشکل سے فرار ہو کر یہاں
پہنچی ہوں۔ کیا آپ نے کچھ کھایا ؟
ملکہ صبا کے چہرے پر اداس سی مسکراہٹ آ گئی۔ پتھروں
پر بیٹھتے ہوئے بولی۔
" یہاں میں کیا کھا سکتی تھی ؟ بس پانی پی کر گذر بسر کر
رہی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے سمرقند
کی طرف نکل جانا چاہیئے۔ وہاں کا بادشاہ ہمارا دوست
ہے ہم اس سے فوج لے کر اپنے ملک کو پھر سے واپس
آزاد کرا لیں گے۔
سارکا کہنے لگی
" مگر سب سے پہلے میں آپ کے لیئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں
ماریا وہاں خاموش کھڑی سب کچھ دیکھ اور سن رہی تھی
سارکا غار کے دروازے کی طرف بڑھی تو آگے موڑ گھومنے
کے بعد رُک گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا
" نیک روح ماریا! کیا تم یہاں موجود ہو۔
ماریا نے آہستہ سے کہا " میں تمہارے پاس کھڑی ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سارکا بولی - تمہیں ملکہ عالیہ کے لئے کھانے کو کچھ لانا ہوگا
انہوں نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے

ماریا نے کہا۔
"میرے ساتھ باہر چلو"

دونوں غار سے باہر نکل آئیں۔ چٹانوں میں آتے ہی ماریا نے سارکا سے کہا۔ تم بھی اسی جگہ ٹھہرو۔ میں شہر میں جاکر کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔

سارکا نے ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ مگر ماریا نے اسے چٹان کے پاس بیٹھنے کو کہا۔ اور فضا میں بلند ہوگئی۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے شہر کی طرف اڑنے لگی۔ چند منٹوں میں وہ شہر کے ایک بڑے بازار میں آگئی

اگرچہ رات ہوگئی تھی مگر چوک میں ایک دکان پر مچھلی کے کباب اور روٹیاں تیار ہو رہی تھیں اور لوگ وہاں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ماریا دوکان پر آگئی اس نے ٹوکری اٹھالی۔ پھر تھال میں سے مچھلی کے بڑے ٹکڑے اٹھا کر ٹوکری میں ڈال لیئے دکاندار نے جو دیکھا کہ تھال میں چار ٹکڑوں میں سے مچھلی کے دو بڑے ٹکڑے کہیں غائب ہو گئے ہیں تو وہ [illegible] لگا ماریا نے اس کی طرف دھیان نہ دیا اور

دوسرے تھال میں چار روٹیاں سجا کر ٹوکری میں رکھ لیں اب جو روٹیاں بھی غائب ہوتے دیکھیں تو دکاندار پر خوف طاری ہوگیا ماریا نے اس کے کان میں کہا۔

"میں مچھلی روٹی لے جا رہی ہوں۔ شکریہ"

اور دکاندار ایک چیخ مار کر بے ہوش ہوگیا۔ ماریا مسکراتی ہوئی فضا میں بلند ہوگئی۔ دوسرے لمحے رات کی اندھیری فضا میں اڑتی ہوئی وہ سارکا کے پاس آگئی اور اس کے سامنے ٹوکری رکھ کر بولی۔

سارکا۔

"میں روٹی اور مچھلی لے آئی ہوں۔ تمہارے اور ملکہ صبا کے لئے"

ٹوکری کو دیکھ کر سارکا کی جان میں جان آگئی وہ ٹوکری اٹھا کر ملکہ صبا کے پاس پہنچ گئی۔ اور بولی۔

"ملکہ عالیہ" قدرت نے آپ کے لئے اس ویرانے میں بھی رزق پہنچایا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے۔ کہ خدا کا ایک بزرگ بندہ یہ چیزیں دے گیا ہے۔

ملکہ صبا اور سارکا نے خوب سیر ہو کر روٹی مچھلی کھائی۔ چاگل میں سے پانی پیا اور سمرقند جانے کے بارے میں باتیں کرنے لگیں ملکہ صبا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں تین تیز رفتار گھوڑوں کی ضرورت ہے اور کچھ
خوراک بھی ہمیں ایک گھوڑے پر ساتھ رکھنی ہوگی یہاں
سے سمرقند کافی دور ہے
سارکا کہنے لگی۔
ملکہ عالیہ! آپ فکر نہ کریں۔ ان سب چیزوں کا انتظام ہو
جائے گا۔
ملکہ صبا نے حیرانی سے پوچھا۔ تم کیسے انتظام کرو گی۔
سارکا نے کہا۔
" یہ کہاں سے کروں گی ملکہ عالیہ! خدا ہمارے لئے کسی
گاؤں ہمارے ساتھ ہے اور جب خدا ساتھ ہو تو
پھر اور کیا چاہیئے۔ جس نے ہمیں روٹی دی ہے وہ
ہمارے لئے تین گھوڑے بھی مہیا کر دے گا۔
ملکہ صبا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سارکا کہاں سے
گھوڑے لائے گی۔ بہر حال وہ خاموش رہی۔ پھر بولی
" میں چاہتی ہوں۔ کہ ہم کل شام اندھیرا ہوتے ہوئے
غار سے نکل کر سمرقند کی طرف روانہ ہو جائیں۔
سارکا نے کہا۔
اگر آپ پسند کریں تو ہم آج صبح صبح یہاں سے
اپنے سفر پر نکل سکتے ہیں۔

ملکہ صبا کہنے لگی۔
" یہ تمہیں اتنی جلدی خوراک اور گھوڑے کوئی جن لا
کر دے گا "
ملیا نے سارکا کے کان میں کہا۔
" ملکہ سے کہو کہ ہاں ایک جن ہی لا کر دے گا "
سارکا نے ایسے ہی ملکہ صبا سے کہہ دیا۔ ملکہ صبا نے کس قدر
ڈانٹ کر کہا۔
بچوں ایسی باتیں مت کرو۔ ہم کل شام کو ہی یہاں سے
جائیں گے۔ آج کی رات تھوڑی باقی رہ گئی ہے ہم
باقی رات اسی غار میں گذاریں گے۔
سارکا نے کہا۔
جیسے آپ کی مرضی ملکہ عالیہ! ہم آج کی بجائے کل چلیں گے
ملکہ نے کہا
مجھے نیند آ رہی ہے۔ تم بھی تھوڑی دیر آرام کر لو۔
" ملکہ عالیہ! آپ آرام کریں۔ میں باہر پہرہ دوں گی "
سارکا کہنے لگی!
" ملیا بہن! میں چاہتی ہوں کہ گھوڑوں کا اگر آج رات
ہی اندھیرے میں انتظام ہو جائے تو ہم صبح ہونے
سے پہلے یہاں سے نکل جائیں "

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...ا چاہتی
...ہ صبا کل شام سے روانہ ہوئی ہے
...ے سارکا بچنے گی ... مجھے خطرہ ہے کہ کہیں ہرمیں
...ے سپاہی ملکہ کی تلاش میں یہاں نہ پہنچ جائیں۔
...ارما نے کچھ سوچ کر کہا۔
"اگر یہ بات ہے تو میں ابھی شاہی محل کے اصطبل
سے گھوڑے نکال لاتی ہوں۔ تم اس جگہ ٹھہرو"
اور مارما تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ سارکا غار
کے باہر چٹان کی دیوار کے ساتھ بیٹھی سوچتی رہی کہ وہ
ملکہ کو منہ اندھیرے یہاں سے نکل چلنے پر راضی کر لے گی
اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے فرار کے بعد یرغمیں کے سپاہی
اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے اور کل کا دن
وہ غار میں رہیں تو خطرہ ہے کہ وہ ملکہ کو پکڑ لیں
سارکا کچھ دیر باہر بیٹھی رہی۔ پھر غار کے اندر آ گئی
ابھی اسے غار میں آئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اسے باہر
گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ وہ سمجھ گئی کہ مارما
گھوڑے لے کر آ گئی ہے۔ وہ جلدی سے غار کے
کے نیچے سے باہر نکل آئی۔ باہر نکلتے ہی کسی نے اس
دبوچ لیا۔ سارکا چلائی مگر اسے اپنی سرخت میں کر لیا۔ سارکا
نے دیکھا اب اس کے سامنے یرغمیں کے سپاہی گھوڑے

تھے کیونکہ ہلکی ہلکی چاندنی اب
بیٹھے صاف نظر آ رہے تھے سپاہی سارکا کو پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے
چلے گئے۔ سارکا کو گھوڑے کے سامنے لے گیا۔ سپہ سالار نے سارکا
سے گرج کر کہا۔
"تو سمجھتی ہو گی کہ قلعے سے بھاگ جائے گی!
مگر ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم نے تجھے پکڑ لیا اب
بتا ملکہ صبا کہاں ہے۔"
سارکا نے کہا
"مجھے معلوم نہیں؟ میں تو یہاں جان بچا کر چھپی رہی تھی"
سپہ سالار نے سپاہیوں سے کہا۔
اس کو باندھ کر گھوڑے پر ڈال دو اور وہ غار
تلاش کرو جہاں سے یہ شاہی کنیز نکل کر
باہر آئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ ملکہ صبا اس
غار میں چھپی ہو گی
سارکا اب دل میں دعائیں مانگنے لگی کہ مارما جلدی آ
جائے اسے باندھ کر اسی وقت گھوڑے پر ڈال دیا
گیا۔ تین سپاہی گھوڑوں سے اتر کر چٹان کے پاس
گئے اور مشعلیں روشن کر کے غار کو تلاش کرنے لگے
پتھر کے نیچے بہت جلد انہوں نے وہ سرنگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تلاش کر لیا جو غار کے اندر جاتا تھا سپاہی تلواریں
لے اندر گھس گئے۔ دوسرے لمحے وہ ملکہ صبا کو
پکڑ کر باہر لے آئے سپہ سالار نے ملکہ صبا کو دیکھا
تو بولا
"اسے بھی باندھ کر شہنشاہ یوراس کے محل میں
لے چلو"
ملکہ صبا کو اب سخت افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے سپاہیوں
کو باہر پہرہ دینے سے منع کیوں نہ کیا سپاہیوں نے
ملکہ صبا کو بھی گھوڑے پر باندھا اور گھوڑوں کو ایڑ
پٹ دوڑاتے ہوئے شاہی محل کی طرف چل دیئے
اس وقت ماریا شاہی اصطبل سے گھوڑوں کو کھول کر
بڑے گیٹ میں سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہی
تھی وہ جا ہتی تھی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو
لئے اسے دیر لگ گئی آخر وہ بڑے گیٹ میں سے
باری باری تینوں گھوڑوں کو نکالنے میں کامیاب
ہو گئی وہ گھوڑوں کو قدم قدم چلاتی محل کے اصطبل
کے پیچھے کی طرف لے آئی۔ یہاں سے اس نے اسے
طرف ڈال دیا گھوڑے محل میں چٹانوں کی طرف
چرنے لگے۔ غار میں آکر جب ماریا کو پتہ چلا ملکہ صبا اور

کہیں نہیں ہیں تو وہ فکر مند ہو گئی جلدی سے باہر نکل آئی
غار کے باہر کئی گھوڑوں کے سموں کے نشان تھے جو شہر
کی طرف جاتے تھے ماریا سمجھ گئی کہ اس کے جانے کے
بعد یوراس کے سپاہی ملکہ صبا اور سارکا کو گرفتار کر کے
لے گئے ہیں۔
ماریا نے گھوڑوں کو وہیں ایک چٹان کے پتھر کے ساتھ
باندھا اور ہوا میں اڑان بھرتے ہی شاہی محل کی طرف پرواز
کرنے لگی اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ ان دونوں کو یوراس نے کہاں
قید میں ڈالا ہوا ہے ماریا نے سارے محل کو چھان مارا مگر اسے
ملکہ صبا اور سارکا کہیں بھی دکھائی نہ دیں اس نے کئی ایک تہہ
خانے بھی دیکھ ڈالے وہاں دوسرے قیدی تو موجود تھے مگر
ان میں ملکہ صبا اور سارکا نہیں تھی اب ماریا نے کس سے
پوچھنے کا فیصلہ کیا۔ سوال یہ تھا کہ وہ کس سے پوچھے؟
شاہی محل میں ملکہ صبا کی مادر ملکہ یا باپ نہیں تھے
سارکا نے اسے بتایا تھا کہ ملکہ صبا کا کوئی بہن بھائی یا
رشتے دار محل میں نہیں ہیں پھر بھی ماریا محل کے زنان خانے
میں آ گئی یعنی جہاں عورتیں ہی عورتیں تھیں یہ سب کی سب
کنیزیں اور خادمائیں تھیں یا پھر نئے حلوا آور بادشاہ یوراس
کی ملکہ اور اس کی کنیزیں تھیں ماریا کو یہ بھی معلوم نہیں تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] ملکہ صبا کی کنیزیں کون کون سی ہیں وہ ادھر
[illegible] چکر لگانے لگی۔
آخر اس نے محل کے بائیں باغ میں فوارے کے پاس دو
حبشی کنیزوں کو آپس میں باتیں کرتے دیکھا ماریا ان کے قریب
آکر کھڑی ہو گئی ان کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ ملکہ صبا کی
وفادار کنیزیں ہیں اور ملکہ صبا کی گرفتاری پر افسوس کا اظہار
کر رہی ہیں ماریا کو ان کی باتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کنیزیں
نہیں جانتی کہ ملکہ صبا یا سارکا کو کس جگہ قید میں ڈالا گیا ہے
اب ماریا نے ایک ترکیب سوچی اور آہستہ سے کہا

"تم پر سلامتی ہو میری بچیو!

دونوں کنیزوں نے ڈر کر ایک دوسری کی طرف دیکھا ماریا
نے فوراً اسی نرم پر اسرار آواز میں کہا

"ڈرو نہیں میری بچیو! میں ملکہ صبا کی والدہ کی روح ہوں
اور اسے ملنے آئی ہوں۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس جگہ
قید ہے۔

حبشی کنیزیں ہکا بکا ہو کر رہ گئی تھیں اس زمانے میں بھوتوں
روحوں اور اسی قسم کے دوسرے توہمات کا بڑا زور تھا
اور لوگ روحوں سے بات کر لیا کرتے تھے بس ذرا تعجب
[illegible] کرتے تھوڑے سے خوف زدہ ہوتے اور

روح کے ساتھ بے تکلف ہو جاتے۔ حبشی کنیز نے کہا

"مقدس روح! تم روح ہو۔ تمہیں تو معلوم ہونا چاہیے
کہ ملکہ عالیہ کس جگہ قید ہے

ماریا نے کہا

"میری بچی! ہم روحوں کی اس دنیا میں آکر کچھ مجبوریاں
ہوتی ہیں کچھ باتیں ہم کر سکتے ہیں۔ کچھ کام ہم نہیں کر
سکتے یہ خود معلوم نہیں کر سکتی کہ میری بیٹی ملکہ صبا
کس میں قید ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میری خاطر یہ
پتہ چلاؤ کہ وہ کس جگہ قید میں ڈالی گئی ہے۔

حبشی کنیز نے ادھر ادھر دیکھا اور بولی۔

"مقدس روح! میں ابھی جا کر پتہ کرتی ہوں
تم مجھے کہاں ملو گی؟

ماریا نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا اور بولی۔

"میں اس درخت کے نیچے تمہارا انتظار کروں گی"

حبشی کنیز اپنی سہیلی کے ساتھ وہاں سے چلی گئی ماریا درخت
کے نیچے چپ چاپ کھڑی ہو کر حبشی کنیز کی واپسی کا انتظار
کرنے لگی۔ کافی دیر کے بعد حبشی کنیز واپس آئی وہ گھبرائی ہوئی
تھی درخت کے پاس کھڑی ہو کر بولی۔

"مقدس مادر ملکہ کی روح! کیا تم موجود ہو؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملایا نے کہا۔

" ہاں میں یہاں موجود ہوں۔ کیا تم نے پتہ چلایا کہ صبا

کہاں قید ہے۔

حبشی کنیز کہنے لگی۔

" مجھے میرے ایک دوست سپاہی نے بتایا ہے کہ ملکہ

اور اس کی خاص خادمہ سارکا کو سپاہی بادشاہ یورانس

کے حکم سے کھڑی قبروں کی وادی میں لے گئے ہیں

ماریا نے تعجب سے پوچھا

" یہ کھڑی قبریں کیا ہوتی ہیں۔

گھبرائی ہوئی کنیز نے کہا۔

" یہاں زندہ انسانوں کو کھڑا کر کے انہیں دیوار میں چن

دیا جاتا ہے۔ دیوتاؤں کے لئے جلدی جا کر ملکہ اور

سارکا کی جان بچایئے۔ وہ انہیں دیوار میں زندہ چن

دیں گے "

نے پوچھا۔

کھڑی قبروں کی وادی کس طرف ہے "

بتایا

ہی سے جنوب کی طرف ایک ویران علاقہ ہے۔ جہاں دن

بھی ڈر کے مارے کوئی نہیں جاتا وہاں تمہیں

دیواریں نظر آئیں گی یہ دیواریں ان بدنصیبوں کی قبریں

ہیں جنہیں ان میں زندہ گاڑھ دیا گیا تھا۔ جلدی جاؤ

مقدس روح۔ جلدی جاؤ۔

حبشی کنیز بہت پریشان تھی۔ ماریا نے اسے تسلی دی اور فضا

میں اڑان بھر کر کھڑی قبروں کی وادی کی طرف پرواز کر

گئی یہ وادی وہاں سے کافی دور تھی راستے میں ریت کا

طوفان بھی آیا۔ جھکڑ چلنے لگے ماریا کئی بار ہواؤں کی وجہ

سے راستے سے ہٹ گئی۔ آخر بڑی مشکل سے وہ کھڑی قبروں

کی وادی میں پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ویران میدان میں

جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی قد آور سائز کی دیواریں کھڑی ہیں ان

دیواروں میں آدمیوں کو زندہ کھڑا کر کے ان کے اردگرد

دیوار چن دی گئی ہے اور وہ اندر دم گھٹ کر مر گئے تھے۔

ماریا نے ایک جگہ کچھ سپاہیوں کو دیکھا کہ گھوڑوں سے

اتر کر کھڑے ہیں۔ ماریا تیزی سے وہاں پہنچی۔ دیکھا کہ سارکا

اور ملکہ صبا کو کھڑا کر کے ان کے اردگرد گارے چونے سے

اینٹ پتھر لگائے جا رہے تھے۔ انہیں ہاتھ پاؤں باندھ کر

ایک ستون کے ساتھ جکڑ دیا گیا تھا۔ تاکہ ہاتھ پاؤں نہ ہلا

سکیں ان کی گردنوں تک دیوار پہنچ گئی تھی ماریا نے سپاہیوں کے

کے سروں کے اوپر منڈلا کر ایک جائزہ لیا یہ کل سات سپاہی تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے چار آدمی سارکا اور ملکہ صبا کے گرد دیوار چن رہے تھے مزدور جلدی جلدی گارا چونا اینٹیں پکڑاتے جاتے تھے معمار جلدی جلدی دیوار بنا رہا تھا۔ ماریا کے دیکھتے دیکھتے سارکا کا سر دیوار کے اندر غائب ہو گیا اس نے چیخ کر کہا۔

" خدا تم سے اس ظلم کا بدلا ضرور لے گا "

ملکہ صبا خاموش تھی۔ ایک عالیشان ملکہ کو خاموش ہی رہنا چاہیئے تھا۔ بلند کردار اور اعلیٰ ترین جذبات اور پاکیزہ خیالات والے لوگ موت سے کبھی نہیں گھبراتے وہ موت کو کچھ نہیں سمجھتے اور مرتے وقت بھی اپنے وقار کو برقرار رکھتے ہیں پھر ملکہ صبا کے اردگرد دیوار بند کر دی گئی ماریا کو معلوم تھا کہ اس چھوٹی سی دیوار کے اندر اتنی آکسیجن ضرور موجود رہے گی کہ ملکہ اور سارکا پانچ منٹ تک زندہ رہ سکیں اس کے بعد آکسیجن ختم ہو جائے گی اور ان پر غشی چھا جائے گی اور پھر وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی وجہ سے مر جائیں گی۔

ماریا چاہتی تھی کہ کسی کو پتہ نہ چلے اور وہ سپاہیوں کے وہاں سے جانے کے بعد ملکہ صبا اور سارکا کو دیوار میں سے باہر نکالے مگر اسے بہت جلد پتہ چل گیا۔ کہ سپاہی وہاں سے نہیں جا رہے انہیں حکم دے کر بھیجا گیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے تک دیواروں کے سامنے بیٹھے رہیں چنانچہ

ملکہ اور سارکا کو دیواروں میں گاڑ دینے کے بعد سپاہی وہاں پوری بچھا کر بیٹھ گئے اور ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اب ماریا نے ملکہ اور سارکا کو وہاں سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ملکہ صبا کی دیوار کے پیچھے جا کر ایک پتھر اکھاڑ ڈالا اس کا کسی کو پتہ نہ چل سکا۔ اس کے بعد ماریا نے سارکا کی دیوار کے پیچھے سے ایک پتھر اکھاڑ دیا تاکہ تازہ ہوا اندر جاتی رہے پھر وہ سارکا کی دیوار میں داخل ہو گئی سارکا ستون کے ساتھ بندھی نیم بے ہوش تھی۔ ماریا نے اس کے کان میں کہا۔

" سارکا میں مقدس روح ہوں۔ میں آ گئی ہوں میں نے پیچھے دیوار میں سوراخ کر دیا ہے۔ جہاں سے تمہیں ہوا آتی رہے گی "

سارکا نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔ کیونکہ سوراخ میں سے تازہ ہوا کے اندر آنا شروع کر دیا تھا سارکا کچھ کہنے لگی تو ماریا نے اس کو بولنے سے منع کیا اور سرگوشی میں کہا۔

" میں نے ملکہ صبا کی دیوار میں بھی ہوا کے لئے سوراخ کر دیا ہے۔ وہ زندہ رہے گی۔ میں سپاہیوں کے یہاں سے چلے جانے کا انتظار کر رہی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ کسی کو تمہارے بھاگ جانے کا پتہ نہ چل سکے یورانس اور اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سپاہی دیوار کو دیکھ کر یہی سمجھیں کہ ملکہ صبا اور سارکا
اس میں دفن ہیں۔ اب تم تھوڑی دیر خاموشی سے کھڑی رہو
میں تمہارے ہاتھ پاؤں کھول دیتی ہوں۔"

اور ماریا نے سارکا کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے دیوار کے
اندر جگہ اتنی تنگ تھی کہ وہ بیٹھ نہیں سکتی تھی پھر بھی ہاتھ
پاؤں کے کھل جانے سے سارکا کو سکون ہوا پھر سوراخ
میں سے تازہ ہوا بھی اندر آ رہی تھی اس کی جان میں جان آ
گئی۔

ماریا نے کہا

"اب میں ملکہ صبا کی دیوار میں جا رہی ہوں۔"

اور ماریا باہر نکل کر ملکہ صبا کی دیوار میں آ گئی
ملکہ صبا کو بھی سوراخ میں سے آتی ہوا نے کافی سکون عطا کیا تھا
ملکہ حیران تھی کہ یہ دیوار میں نیچے سے کس نے پتھر اکھاڑ کر تازہ
ہوا کے لئے جگہ بنا دی ہے وہ اسی نتیجے پر پہنچی کہ یہ کوئی
ملکہ کا خیر خواہ اور وفادار غلام ہوگا ماریا کو یہ اندیشہ بھی تھا
کہ کہیں ملکہ صبا اپنے کسی خیر خواہ کو آواز نہ دے دے
سمجھ کر باہر کوئی دشمن سپاہی ہیں ہوگا۔ چنانچہ ماریا نے
صبا سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔
اس کے کان میں سرگوشی کی۔"

ملکہ عالیہ!

میں ایک نیک روح ہوں۔ یہاں سے گذر رہی تھی کہ
آپ کی یہ حالت دیکھ کر آ گئی میں نے دیوار میں سوراخ کر
دیا ہے۔ جس سے ہوا آ رہی ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں ابھی سپاہی
باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جونہی وہ اٹھ کر گئے میں دیوار گرا دوں گی
ملکہ صبا نے آہستہ سے پوچھا

"اے نیک روح تمہارا شکریہ! یہ بتاؤ کہ میری کنیز کس
حال میں ہے؟ اسے بھی بچا لو۔"

ماریا نے کہا۔

"میں اس کی دیوار میں بھی سوراخ کر کے اس کو تسلی دے
آئی ہوں اب میں باہر نکل کر سپاہیوں کو دیکھتی ہوں
کہ وہ جاتے ہیں کہ نہیں۔"

اور ماریا باہر نکل آئی۔ باہر سپاہی بیٹھے اس طرح خوش
گپیاں کر رہے تھے۔ ہنس ہنس کر ایک دوسرے سے مذاق
کر رہے تھے ماریا نے سوچا کہ یہ تو یہاں بہت دیر لگا دیں
گے انہیں کسی طرح یہاں سے بھگا دینا چاہیئے۔ ماریا نے اردگرد
دیکھا وہاں کتنی ہی دیواریں یعنی کھڑی قبریں تھیں جن پہ
گھاس بھی اگ آئی تھی ان دیواروں کے اندر ان بدقسمت
لوگوں کے ڈھانچے ستون کے ساتھ کھڑے تھے جن کو دیوار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ستون کے ساتھ باندھ کر زندہ چن دیا گیا تھا
ماریا نے دیکھا کہ ایک پرانی کھڑی قبرستان سپاہیوں
کے قریب ہی تھی اس قبر کی اینٹوں میں بھی جگہ جگہ
خلا تھا اس جگہ پر ہی تھی ماریا نے اس دیوار کی اوپر
کی دو اینٹیں اکھاڑ ڈالیں نیچے مردے کی کھوپڑی نظر آئی
ماریا نے کھوپڑی کو باہر نکال لیا اور پھر منہ سے ایک
ڈراؤنی آواز نکالی سپاہی یک دم خاموش ہو گئے اور پرانی
دیوار کی طرف دیکھنے لگے
ماریا نے عین اس وقت دیوار کے اوپر مردے کی
کھوپڑی رکھ دی۔
مردے کی کھوپڑی دیکھ کر سپاہی ڈر گئے
ایک سپاہی نے کہا۔
"ارے یہ کوئی جادوگری ہے۔"
"بیٹھے رہو"
ماریا نے کھوپڑی کو اٹھا کر ہوا میں اچھال دیا۔ ساتھ ہی چیخ
کی آواز نکالی۔
کھوپڑی سپاہیوں کے اوپر گری۔ سپاہی چیختے ہوئے
اپنے گھوڑوں کی طرف دوڑے۔
ماریا نے دوسری چیخ مار کر کہا۔ میں تمہیں کھا جاؤں گی

سپاہی گھوڑوں پر بیٹھے اور سرپٹ دوڑتے بھاگ گئے
ماریا نے دیکھا کہ سپاہی میدان سے نکل کر کافی دور چلے
گئے ہیں تو وہ ملکہ صبا کی دیوار کی طرف بڑھی۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خونی برج

ماریا نے ملکہ صبا کی دیوار کی اینٹیں نکال دیں۔
اس کے بعد سارکا کی دیوار میں اینٹیں نکال کر اتنی جگہ بنا دی
کہ وہ باہر آ سکے۔ جب دونوں دیواروں میں سے باہر نکل آئیں
تو ماریا نے کہا

ملکہ صبا!

"اب میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں نے سارکا کو
یہ بتایا تھا کہ میں تمہاری والدہ کی روح ہوں۔ مگر ایسا نہیں
ہے میں ایک آزاد روح ہوں اور میرا نام ماریا ہے
اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم سمرقند جانا چاہتی ہو۔ یا اسی
جگہ رہ کر یورانس کا مقابلہ کرنا چاہتی ہو"

[illegible] سارکا وہیں کھڑی تھیں

[illegible]

[illegible] ہمیں اس دیوار کی پھر سے مرمت کر دینی

چاہیئے تاکہ یورانس کے آدمی یہی سمجھیں کہ ہم ان کھڑی
قبروں میں بند ہیں۔ پھر ہم آزادی سے کوئی منصوبہ بنا
سکیں گی،

ان تینوں نے مل کر دونوں دیواروں کی اکھڑی ہوئی اینٹیں
اور پتھر واپس لگا کر دیواروں کو ٹھیک ٹھاک کر دیا
ملکہ صبا نے ماریا سے کہا

"تم مجھے دکھائی نہیں دے رہی ہو۔

ماریا بہن!

مگر تم جو کوئی بھی ہو تم نے میری جان بچائی ہے میں تمہارا
جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

ماریا نے کہا!

اس کی خاص ضرورت نہیں ملکہ صبا۔

"تم مجھے یہ بتاؤ کہ اب تمہارا کیا منصوبہ ہے؟

سارکا کہنے لگی!

"ماریا بہتر یہ ہے کہ ہم کسی پوشیدہ جگہ پر بیٹھ کر باتیں کریں
یہاں یورانس کے سپاہیوں کے واپس آنے کا خطرہ ہے"

وہ تینوں کھڑی قبروں سے نکل کر ایسی ویران جگہ پر آ گئیں
جہاں ایک برج بنا ہوا تھا۔ ملکہ صبا نے بتایا کہ اس برج کو
[illegible] کے آباؤ اجداد نے قافلوں کو راستہ دکھانے کے [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا لیکن اس برج کے اوپر سے ایک خانہ بدوش لڑکی
گر کر ہلاک ہو گئی۔ تب سے لے کر آج تک اس برج کو منحوس
سمجھا جاتا ہے۔ اور قافلوں نے اپنا راستہ بدل لیا ہے۔ ادھر سے
کوئی قافلہ نہیں گزرتا۔

ماریا نے کہا۔

"یہ بھی منصوبہ بنانے کے لئے محفوظ ہے"

وہ برج کے اندر آگئیں۔ اندر گول کمرہ تھا جو گرد سے اٹا
ہوا تھا۔

ملکہ صبا کہنے لگی۔

ماریا! اگر تم ہماری مدد کرو تو ہم اسی شہر میں رہ کر یورانس پر
فتح حاصل کر سکتے ہیں۔

ماریا نے کہا!

"میں تمہاری مدد کرنے پر تیار ہوں کیونکہ یہ تمہارا
ملک ہے اور یورانس باہر سے آیا ہے اس نے تمہارے
ملک پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا ہے"

سارکا اور ملکہ صبا کو خوشی ہوئی کہ ماریا ان کی مدد کے لئے
تیار ہو گئی ہے اب انہوں نے ایک اسکیم بنائی۔ اسکیم یہ تھی کہ
کسی طرح محل میں جا کر یورانس کو قید میں ڈال دے اور ملکہ
تخت پر سالار سلیکس سے بات کر کے دشمن کی فوجوں کو

کر کے انہیں ملک سے بھگا دے
ماریا نے کہا

"میں یورانس کو قابو کرنے جاتی ہوں۔ مگر کیا تم اسی برج
میں رہو گے"

"یہاں رہنے میں کیا حرج ہے" ملکہ صبا نے کہا۔

ماریا بولی!

"یہ خونی برج ہے تمہارے کہنے کے مطابق یہاں ایک
خانہ بدوش لڑکی کا خون ہو چکا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی
بد روح یہاں تمہیں پریشان کرے۔

ملکہ صبا نے مسکرا کر کہا۔

"میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتی"

ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں محل کی طرف جاتی ہوں"

سارکا اور ملکہ صبا کو خونی برج میں چھوڑ کر ماریا شاہی
محل کی طرف چل دی۔

شاہی محل میں یورانس دربار لگائے تخت پر بیٹھا تھا اس کے
سامنے ایک نوجوان گڈریئے کو پیش کیا گیا۔ اس پر الزام لگایا گیا تھا
کہ اس گڈریئے نے شاہی فوج کے ایک سپاہی کو مارا ہے۔
گڈریئے نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بادشاہ سلامت!
میں نے سپاہی کو ہلاک نہیں کیا ہے وہ گاؤں کی ایک لڑکی کو پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑا تھا کہ پتھر سے اس کا پاؤں ٹکرایا۔ اور وہ پہاڑی سے نیچے کھڈ میں گر پڑا

سپاہی نے کہا! حضور انور۔ یہ گڈریا جھوٹا ہے اس نے ہمارے سپاہی کو پہاڑی سے دھکا دے کر گرایا تھا۔ جس سے وہ مر گیا۔

یورانس نے حکم دیا۔

"اس گڈریئے کا سر اڑا دیا جائے۔"

نوجوان گڈریا رونے لگا۔

"حضور انور! میں بے گناہ ہوں۔ مجھے چھوڑ دیں۔ میں نے کسی کا خون نہیں کیا۔

یورانس نے ہاتھ اٹھا دیا۔

"اسے لے جا کر ابھی گردن اڑا دو۔"

سپاہی بے گناہ گڈریئے کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے باہر اس کی بوڑھی ماں نے رو رو کر کہا۔

"خدا کے لئے میرے بچے کو نہ ماریں۔ یہ بے قصور ہے اسے ... اسے نہ ماریں۔

مگر سپاہی ماں کی فریاد کو کیا سمجھتے تھے بھلا۔ وہ گڈریئے کو کچھ ایک جگہ پر لے گئے۔ اسے زمین پر بٹھا کر گردن زبردستی نیچے کر دی گئی۔ سپاہی نے تلوار نکال لی۔ ماریا یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی وہ ایک بے گناہ نوجوان کا خون ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی وہ سپاہیوں کے ساتھ ساتھ میدان تک آئی تھی جونہی سپاہی نے گڈریئے کا سر قلم کرنے کے لئے تلوار نیام سے نکالی۔ ماریا نے سپاہی کے ہاتھ سے جھٹکا دے کر تلوار چھین لی۔ تلوار اس کے ہاتھ سے غائب ہو گئی۔ سپاہی ہکا بکا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

دوسرا سپاہی بولا!

"یہ لو میری تلوار اور اپنے بادشاہ یورانس کا حکم پورا کرو۔"

دوسری بار بھی ماریا نے تلوار اس کے ہاتھ سے غائب کر دی اب باقی سپاہیوں نے نیزے تان لیے اور گڈریئے کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ ماریا نے لپک کر گڈریئے کو اٹھا لیا ماریا کے کاندھے پر آتے ہی گڈریا نظروں سے غائب ہو گیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر سپاہی ششدر ہو کر رہ گئے۔ پہلے تو وہ گم سم ہو کر ایک... دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کہ گڈریا کوئی جن تھا یا بھوت! پھر وہاں سے بھاگ اٹھے اور یورانس کے سپہ سالار کو جا کر خبر دی۔ یہ سپہ سالار یورانس کا اپنا سپہ سالار تھا۔ ملکہ صبا کا سپہ سالار قید میں ڈال دیا گیا تھا۔ ماریا نے گڈریئے کو لیا اور شہر سے اڑتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوش میں آگئی۔ گڈریا بے ہوش ہو گیا تھا۔ ماریا نے گڈریے کو ریت پر ڈال دیا اور جب گڈریے کو ہوش آیا

تو ماریا نے کہا:

"میں نے خدا کے حکم سے تمہاری جان بچائی ہے۔ کیونکہ تم واقعی بے گناہ تھے۔ اب تم بتاؤ کہ کہاں جاؤ گے؟"

گڈریا پہلے تو ماریا کی غیبی آواز سن کر ڈر گیا۔ جب ماریا نے اسے حوصلہ دیا۔

تو کہنے لگا۔

"میں دوسرے ملک میں اپنی خالہ کے پاس جاؤں گا، میری ماں وہاں پہنچ جائے گی۔"

ماریا نے کہا!

"میں تجھے آدھا راستہ چھوڑ آتی ہوں"

گڈریے نے کہا۔

"تمہارا شکریہ اے نیک روح۔ میں یہاں سے اکیلا ہی چلا جاؤنگا"

اور گڈریا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے دوسرے ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا واپس یوراش کے محل میں آگئی وہ سب سے پہلے ملکہ صبا کے وفادار سپہ سالار سے ملنا چاہتی تھی وہ محل کے تہہ خانے میں آگئی۔ یہاں ایک کوٹھری میں اس نے ایک مضبوط جسم والے آدمی کو زنجیروں میں جکڑے بے بسی کی حالت میں پڑے دیکھا۔ ماریا نے اس کے قریب جا کر کہا۔

"مجھے ملکہ صبا نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں یہ پیغام لے کر آئی ہوں۔ کہ تم ملک پر دوبارہ قبضہ کرتے اور دشمن کو ملک سے نکال دینے کے لئے تیار ہو جاؤ"

سپہ سالار ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

ماریا نے کہا۔

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں ملکہ صبا کے خاندان کی ایک نیک روح ہوں۔ اور اس کی مدد کو آئی ہوں"

سپہ سالار بولا!

"میں قید میں رہ کر کیا کر سکتا ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"تمہیں میں یہاں سے آزاد کر دوں گی۔ تمہیں یہاں سے نکل کر اپنے وفادار سپاہیوں کو اکٹھا کرنا ہوگا میں پرانس کو یا تو قابو میں کر لوں گی یا اسے ختم کر ڈالوں گی"

سپہ سالار کہنے لگا،

"تم کسی طرح مجھے اس کے پاس پہنچا دو۔ میں خود ہی اسے ہلاک کروں گا۔ یہ میرا کام ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے اسی وقت سپہ سالار کی زنجیریں توڑ ڈالیں سپہ سالار نے کہا۔ اب مجھے بتاؤ کہ یورانس اس وقت کہاں ہوگا" ماریا نے اسے بتایا۔ کہ وہ شاہی دربار میں ہے۔ سپہ سالار کہنے لگا مجھے انتظار کرنا ہوگا۔ جب وہ اپنے کمرے کی طرف جائے گا تو میں اس پر حملہ کر دوں گا۔

ماریا بولی۔

"میں تمہیں تلوار لا کر دیتی ہوں"

ماریا باہر آگئی۔ باہر پہرے دار پہرے پر کھڑا تھا ماریا نے اس کو بے ہوش کر کے اس کی تلوار لا کر سپہ سالار کو دے دی سپہ سالار تہہ خانے سے باہر نکل آیا۔ وہ راہ داری سے گزر رہا تھا۔ پھر وہ پرانے قلعے کے بڑے کمرے میں پہنچ گیا یہاں اس کے وفادار سپاہی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ماریا کی مدد سے سپہ سالار نے اپنے تمام سپاہیوں کو آزاد کرایا اور انہیں تاکید کی کہ اس کی آواز سن کر وہ اسی وقت حملہ کر دیں پھر وہ دربار کی طرف بڑھا۔ بادشاہ یورانس دربار سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا سپہ سالار ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا جونہی یورانس اس کے قریب سے گزرا۔ سپہ سالار نے تلوار کے ایک وار سے اس کو ختم کر دیا پھر بلند آواز سے نعرہ لگایا

وفادار سپاہی قلعے سے نکل کر محل کی طرف دوڑ پڑے

دیکھتے دیکھتے وہاں جنگ شروع ہوگئی۔ تھوڑی ہی دیر میں ملکہ صبا کے وفادار سپاہیوں نے محل پر قبضہ کر لیا۔ سپہ سالار نے اپنی باقی فوج کو بھی ہتھیار دیئے اور قلعے پر دھاوا بول دیا گھمسان کی جنگ کے بعد قلعے پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ یہ سارا کام دوپہر تک ختم ہوگیا۔

"اب میں جا کر ملکہ صبا کو خوشی کی خبر سناتی ہوں"

ماریا سیدھی خونی برج میں آگئی اس نے ملکہ صبا کو خوش خبری سنائی۔ کہ اس کی وفادار فوجوں نے یورانس کو ہلاک کر کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے ملکہ صبا بہت خوش ہوئی۔ سارکا وہاں نہیں تھی ماریا نے اس کے بارے میں پوچھا تو ملکہ صبا نے کہا وہ صحرا میں میرے لیے چھاگل میں پانی لینے گئی ہوئی ہے۔

"مجھے جلدی محل میں پہنچنا ہوگا۔ میں جا رہی ہوں تم سارکا کو لے کر آجانا"

ملکہ صبا گھوڑے پر بیٹھی اور اسے سرپٹ دوڑاتی شاہی محل کی طرف روانہ ہوگئی۔

ماریا خونی برج میں اکیلی رہ گئی۔ وہ سارکا کو دیکھنے خونی برج سے نکل کر صحرا کی طرف گئی۔ سارکا اسے کہیں نہ دکھائی دی اور ایک جگہ کھجوروں کے درختوں کے نیچے ایک چشمہ بہہ رہا تھا سارکا یہاں بھی نہیں تھی۔ ماریا نے قریب آکر دیکھا چشمے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سے پتھروں پر ملکہ صبا کی چھاپ پڑی تھی۔ مگر سارکا وہاں پر نہیں تھی۔

ماریا کو تشویش ہوئی۔ اس نے ریت پر سارکا کے ہاتھی کے نشان دیکھے جو چشمے سے آگے جا رہے تھے ماریا ان قدموں کے نشانوں کے ساتھ آگے بڑھی۔ کچھ دور جانے پر سارکا کے قدموں کے نشان غائب ہو گئے

ماریا کو تعجب ہوا!

کہ ہوا میں اچانک پاؤں کے نشان کیسے غائب ہو گئے ہیں۔

سارکا کہاں چلی گئی تھی؟

یہ ایک وفادار کنیز تھی ملکہ صبا کے لئے اس نے بڑی تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ اس کا ملنا بہت ضروری تھا۔ ماریا نے اسے صحرا میں پرواز کر کے دُور دُور تک دیکھا۔ مگر سارکا کا کہیں نشان تک نہ ملا۔ ماریا واپس خونی برج میں آ گئی کہ شاید سارکا وہاں پہنچ گئی ہو۔ مگر خونی برج خالی تھا۔ سارکا وہاں بھی نہیں تھی

ماریا اب شاہی محل کی طرف چلی گئی کہ شاید سارکا وہاں چلی گئی ہو۔ شاہی محل میں ہر طرف خوشیاں منائی جا رہی تھیں ملکہ صبا تخت پر تاج سر پہ رکھے بیٹھی تھی۔ وفادار سپہ سالار اس کی دائیں جانب بیٹھا تھا۔ ماریا نے سارا محل دیکھ ڈالا اسے سارکا

کہیں نہ ملی کچھ دیر بعد جب ملکہ صبا اپنے کمرے میں آئی تو ماریا نے سارکا کے بارے میں دریافت کیا

ملکہ صبا کہنے لگی!

"یہاں تو وہ نہیں آئی۔ کیا وہ خونی برج میں بھی نہیں ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"وہ مجھے کہیں نہیں ملی۔ میں اسے تلاش کروں گی

کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔"

یہ کہہ کر ماریا شاہی محل سے نکل کر خونی برج کی طرف اڑ گئی اس وقت صحرا میں سورج غروب ہو رہا تھا شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا بڑھنے لگا تھا۔ ماریا برج میں آ گئی۔ برج خالی تھا۔ وہ اس کے اوپر والے کمرے میں گئی۔ یہاں سے خانہ بدوش لڑکی گرفتار ہوئی تھی۔ یہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ ماریا نیچے والے کمرے میں آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اندھیرا ہو گیا۔ رات چھا گئی ماریا واپس جانے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسے کسی لڑکی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

ماریا نے غور سے سنا۔

آواز اوپر والے کمرے سے آئی تھی۔ ماریا تیزی سے اوپر آ گئی اوپر والا کمرہ بالکل خالی تھا ماریا خاموش ہو کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ اتنے میں اسے ایک بار پھر لڑکی کی ہنسی کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز سنائی دی۔ ماریا نے بلند آواز میں کہا۔

تم کون ہو؟

جو کوئی بھی ہو مجھ سے بات کرو۔ میں سارکا کی تلاش میں

ہوں!

کیا تم سارکا ہو؟

لڑکی کی پراسرار آواز آئی۔

سارکا اب تمہیں کبھی نظر نہیں آئے گی۔ وہ اس برج

سے گر کر خودکشی کرے گی۔

ماریا نے کہا۔

"کیا تم اس خانہ بدوش لڑکی کی روح ہو؟ جو یہاں سے

گر کر مر گئی تھی"

لڑکی کی آواز آئی۔

"میں اسی لڑکی کی روح ہوں"

ماریا نے کہا۔

سارکا کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ تم نے اسے کیوں

پکڑ رکھا ہے۔ تم اسے کیوں مار چاہتی ہو؟

خانہ بدوش لڑکی کی آواز آئی۔

ماریا!

میں جانتی ہوں تم کون ہو۔ بہتر یہی ہے کہ تم یہاں سے

چلی جاؤ کیونکہ میں ایک عرصہ سے کسی ایسی لڑکی کی تلاش

میں تھی جو سنواری ہو۔

میری روح ایک عرصے سے بھٹک رہی ہے اگر میں کسی

سنواری لڑکی کو مجبور کر کے خونی برج سے خودکشی...

کروانے پہ کامیاب ہو جاتی ہوں۔ تو میری روح کو

سکون مل جائے گا۔

میں نے سارکا کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔

ماریا بڑی پریشان ہوئی۔

سارکا کی زندگی خطرے میں تھی۔ ماریا کو معلوم تھا کہ بدروحیں

اسی قسم کا کام کیا کرتی ہیں۔ وہ سارکا کو زندہ نہیں چھوڑے

گی۔

ماریا نے حکمت عملی سے کام لینے کا فیصلہ کیا اور بولی۔

"بہت بہتر ہے۔ میں جاتی ہوں۔ تم کو جو کرنا ہے

میں تمہارے کام میں دخل نہیں دوں گی"

اور ماریا وہاں سے فضا میں بلند ہو گئی۔ کافی بلندی پہ جا کر اس

نے ایک گول دائرے میں چکر لگایا اور آہستہ آہستہ نیچے آنے

لگی پھر خونی برج کی ایک جانب ہوا میں رک کر نیچے اندھیرے

میں تکنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ ایک لڑکی برج کی آخری منزل

کی کھڑکی میں کھڑی ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے اسے پہچان لیا۔ یہ سارکا تھی۔
ماریا جانتی تھی کہ خانہ بدوش بدروح بھی وہاں قریب ہی ہوگی۔ اس لئے وہ محتاط ہو گئی۔
سارکا کھڑکی میں سے پیچھے کھڑکی میں جھانکنے لگی۔ پھر کھڑکی میں کھڑی ہو گئی۔ وہ نیچے چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے والی تھی۔
ماریا تیار ہو گئی۔
جونہی سارکا نے چھلانگ لگائی۔ ماریا نے غوطہ لگایا اور سارکا کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی اٹھا لیا۔
ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی سارکا غائب ہو گئی۔
اس کے ساتھ ہی خانہ بدوش بدروح کی چیخ بلند ہوئی سارکا کا جسم کانپ رہا تھا۔ اسے ہوش آ چکا تھا۔
وہ کچھ پوچھنے والی تھی۔ کہ ماریا نے کہا۔
"خاموش رہو سارکا"
سارکا چپ ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ ماریا نے اسے اٹھا لیا ہے۔ اب اسے یاد آ گیا۔ اس کے کانوں میں کوئی عورت بار بار کہہ رہی تھی کہ اوپر کھڑکی میں سے کود کر خودکشی تمہارے لئے خودکشی بہترین شے ہے۔
سارکا ماریا کے بازوؤں میں خاموش تھی۔

ماریا آہستہ آہستہ شاہی محل کی طرف کھسکنے لگی
خانہ بدوش شرکی کی بدروح کی چیخ ایک بار پھر بلند ہوئی
ماریا بھی اپنی جگہ سے ہل گئی۔ ابھی وہ شاہی محل سے تھوڑی ہی دور تھی اس کو ایسے لگا جیسے کوئی اسے جھٹکے دے رہا ہے۔ وہ فضا میں اوپر آ گئی۔
ستارے چمک رہے تھے۔ بادل کا کہیں نام و نشان تک نہیں تھا لیکن اچانک سیاہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور ماریا اس میں چھپ گئی۔
ماریا تیزی سے نیچے آ گئی۔ بادل کے ٹکڑے میں سے بجلی کڑکی اور ماریا کے بالکل قریب سے ہوتی ہوئی زمین پر گری ایک دھماکہ ہوا اور سارا صحرا گونج اٹھا۔
سارکا ماریا کے بازوؤں میں لرز رہی تھی اگرچہ وہ غائب تھی مگر ماریا کو اس کے جسم کی لرزش صاف ظاہر ہو رہی تھی
ماریا نے ہمت نہ ہاری اور بادل کے ٹکڑے سے بچ کر آگے پرواز کرتی رہی۔ جب وہ شاہی محل کے قریب آئی تو بادل کا ٹکڑا غائب ہو گیا پھر زور سے ماریا کو خانہ بدوش بدروح کی آواز سنائی دی۔
ماریا!
میں سارکا کو اب کچھ نہیں کہوں گی۔ مگر تم سے ضرور بدلہ لوں گی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور سارا کا سارا عمل میں ملکہ سبا کے پاس پہنچا دیا۔ پھر اُسے تاکید کی کہ وہ خود تخت کی طرف کبھی نہ جائے۔ ملکہ سبا سے اجازت لے کر ملک یونان کے شہر ساریگان کی طرف روانہ ہو گئی۔ یہاں عنبر، کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ گئے تھے۔ کیونکہ اس شہر کے یونانی گورو کے پاس ناگ قید تھا۔

اب ہم ماریا کو راستے میں چھوڑتے ہیں اور عنبر، کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔

وہ سفر کرتے ہوئے یونان کے شہر ساریگان پہنچ گئے یہ سمندر کے کنارے پہاڑیوں میں گھرا ہوا ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ جس کے سفید دو منزلہ مکان بڑے اچھے لگتے تھے۔

شام کے وقت وہ شہر میں پہنچے۔ عنبر نے جاتے ہی کہا۔

"فضا میں ناگ کی خوشبو نہیں ہے"

کیٹی بولی۔

"اس کی خوشبو کیسے آ سکتی ہے اسے تو گورو نے بوتل میں بند کر رکھا ہے"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"تمہیں اس یونانی گورو کے مکان کو تلاش کرنا ہوگا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"ابھی شام ہو رہی ہے۔ ہم لوگ کسی جگہ اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں۔ پھر ناگ کی تلاش میں نکلیں گے"

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"جولی سانگ!

"تمہیں ابھی معلوم نہیں ہے کہ ہم کس طرح کام کرتے ہیں ہم اسی وقت ناگ کی تلاش شروع کریں گے"

عنبر بولا!

"کیٹی ٹھیک کہہ رہی ہے"

یہ سارے دوست ساریگان شہر میں سرائے تلاش کرنے لگے۔ مگر وہاں کوئی سرائے نہیں تھی۔ مجبور ہو کر انھوں نے سمندر کے کنارے ایک چھوٹی سی غار نما کھوہ میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا

عنبر بولا!

"میرا خیال ہے کہ میں یونانی گورو کی تلاش میں نکلتا ہوں"

کیٹی نے کہا!

"وہ تو ہم سب کی شکلوں سے واقف ہے وہ ہمیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھ کر ناگ کو کہیں چھپا دے گا۔ اس لئے بہتر ہے
کہ اس کی تلاش میں کوئی ایسا شخص جائے جس یونانی
گورو نے نہ دیکھا ہو۔

جولی سانگ کہنے لگی

"میرا خیال ہے۔ اس نے مجھے نہیں دیکھا ابھی تک
کیونکہ میں محل میں اس کے پاس سامنے نہیں گئی تھی
مجھے عیار پجاری نے اپنے منتر سے بے ہوش کر
کے قید میں ڈال دیا تھا"

تھیوسانگ نے کہا:

"ٹھیک ہے یہ کام تمہیں ہی کرنا چاہیئے
تم شہر میں جاؤ اور گورو کا مکان ڈھونڈو۔
ہم اسی جگہ ہوں گے۔"

عنبر اور کیٹی نے جولی سانگ سے کہا کہ وہ پہلی بار اس
قسم کی مہم پر جا رہی ہے۔ اس لئے ہوشیار اور خبردار
رہے۔

جولی سانگ مسکرا کر بولی۔

"میں خوفناک مخلوق ہوں ایسی باتوں سے ڈرنے
والی نہیں ہوں۔ تم فکر نہ کرو میں گورو کے مکان
کا سراغ لگا کر ہی آؤں گی"

عنبر اور کیٹی نے اسے یونانی گورو کا حلیہ اچھی طرح بتا
دیا تھا۔ جولی سانگ چل پڑی۔

تھیوسانگ نے جھک کر کہا۔ بہتر ہوتا کہ میں بھی اس
کے ساتھ جاتا۔ میں چھوٹا سا بن کر اس کی جیب میں
بیٹھ جاتا اور اسے یونانی گورو کی شکل بتا دیتا یہ
عنبر اور کیٹی نے کہا۔ اب صبر کرو۔ جولی سانگ کو اکیلی کام
کرنے کا بھی موقع ملنا چاہیئے۔

جولی سانگ شہر میں آ گئی۔ شہر میں روشنی ہو رہی تھی دکانیں
کھلی تھیں۔ لوگ آ جا رہے تھے

یہ یونانی لوگ تھے۔ جولی سانگ نے محسوس کیا ایک
شخص جس نے لمبا کرتہ پہن رکھا ہے اس کا پیچھا کر
رہا ہے

وہ خاموشی سے چلتی رہی۔

اس نے کئی جگہ لوگوں سے گورو کا حلیہ بتا کر اس کا پتہ
پوچھا مگر کسی نے اس کا پتہ نہ بتایا۔

دوسری طرف اچانک کیٹی کو خیال آیا کہ مندر کے چھوٹے
پجاری نے تو کہا تھا کہ یونانی گورو شہر سے باہر
مندر کے کنارے ایک گول گنبد والے مکان میں
رہتا ہے۔ اب تھیوسانگ اور عنبر بھی سر پکڑ کر بیٹھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے

عنبر بولا۔

"تھیو سانگ! تم جولی سانگ کو لینے شہر جاؤ۔
میں یونانی گورو کے مکان کی طرف جاتا
ہوں۔"

"کیٹی تم اسی جگہ رہنا۔"

عنبر اسی وقت یونانی گورو کے مکان کی طرف چل پڑا
اور تھیو سانگ شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔
کہ جولی سانگ کو واپس لائے۔

جولی سانگ شہر کے بازاروں میں سے گذرتی ایک
تنگ و تاریک گلی میں آگئی یہاں اسے محسوس ہوا کہ سا
لمبے کرتے والا پراسرار آدمی اب بھی اس کے پیچھے
ہوا ہے۔ آگے جا کر گلی بند ہوگئی
جولی سانگ واپس مڑی ہی تھی۔ کہ پراسرار شخص لپک
اس کے سامنے آگیا۔

جولی سانگ مسکرائی!

اس احمق کو موت یہاں لے آئی ہے اس نے کہا۔

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

شخص بولا۔

"میرا نام یوگسٹ ہے۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے
جانے کے لئے آیا ہوں۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"تم مجھے اپنے ساتھ کیوں کر لے جانا چاہتے ہو؟
میں تمہیں جانتی تک نہیں۔"

یوگسٹ ذرا سا مسکرایا اور بولا۔

"مگر میں تمہیں جانتا ہوں۔
تم جولی سانگ ہو اور خلائی سیارے سے آئی ہو۔"

"کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟"

جولی سانگ بے حد حیران ہوگئی۔ کہ اس شخص کو کیسے
معلوم ہوگیا کہ وہ جولی سانگ ہے اور خلائی سیارے سے
زمین پر آئی ہے۔

اس نے کہا۔

"یوگسٹ! پھر تو تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ تم مجھے
گرفتار نہیں کر سکتے۔ اور میری طاقت کتنی زبردست
ہے۔"

یوگسٹ نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیریں اور کہنے لگا

"میں تمہاری طاقت کو جانتا ہوں مگر تم میری
طاقت سے واقف نہیں ہو۔ بہتر یہی ہے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خاموش سے اس کونے والے مکان میں داخل ہو
جاؤ۔ میں کہیں اس مکان میں سے جانا چاہتا ہوں
جولی سانگ کو اس شخص کی ڈھٹائی پر سخت غصہ آگیا اس
نے فوراً اپنی آنکھ سے شعاع نکال کر یوگسٹ پر ڈالی
شعاع یوگسٹ کے جسم پر پڑی جولی سانگ نے اسے
اوپر اٹھا کر زمین پر زور سے پٹخنے کی کوشش کی مگر وہ یہ
دیکھ کر پریشان ہو گئی
کہ یوگسٹ اپنی جگہ پر ویسے ہی کھڑا رہا اس پر سفید
شعاع کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔
یوگسٹ نے ہنس کر کہا۔
"تمہارے پاس جو دوسری طاقت ہے اسے بھی آزما
کر دیکھ لو
تاکہ تمہارے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے۔
جولی سانگ نے۔
"فوراً اپنی آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر یوگسٹ پر پھینکی
جولی سانگ کی آنکھ سے نیلی شعاع ایک راکٹ کی طرح
[illegible] کرتا تھی۔ مگر اس شعاع کا بھی یوگسٹ پر
[illegible] نہ ہوا۔
[illegible] طرح کھڑا مسکراتا رہا۔ اب تو جولی سانگ گھبرا گئی

یہ شخص اس سے زیادہ طاقت رکھتا تھا۔ اب جولی سانگ
بھاگنے لگی تو یوگسٹ نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ
لیا۔
جولی سانگ نے اپنی خلائی جسمانی طاقت سے
کام لینے کی کوشش کرتے ہوئے یوگسٹ کو
اٹھا کر زمین پر دے مارنے کی کوشش کی مگر
وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔
یوگسٹ نے قہقہہ لگا کر کہا
"جولی!
تم میرے آگے بے بس ہے۔ کمزور ہے۔
میں تم سے زیادہ طاقت ور ہوں۔
جولی سانگ نے لاچار ہو کر کہا۔
"آخر تو مجھے کیوں پکڑنا چاہتا ہے
یوگسٹ بولا!
"یہ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ چلو
اس مکان میں داخل ہو جاؤ۔ وہاں کچھ مہمان
تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔
جولی سانگ کیا کر سکتی تھی۔ چپکے سے مکان میں
داخل ہو گئی وہ اندھیری ڈیوڑھی میں سے نکل کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک نیم روشن کمرے میں آئی تو سامنے دیوار کے ساتھ ٹنگ کر کھڑے چار انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے زور زور سے لڑنے اور تالیاں بجانے لگے۔ جولی سانگ کا سر چکرانے لگا۔ یوگسٹ اس کے پیچھے تھا۔ اس نے جولی سانگ کو تھام لیا۔

جولی سانگ بے ہوش ہو چکی تھی یوگسٹ نے جولی سانگ کو بازوؤں پر اٹھایا اور سیڑھیاں اتر کر ایک زمین دوز تنگ کوٹھڑی میں لا کر اسے زنجیر سے باندھا۔ اور طاق میں چراغ روشن کر کے کمرے کو تالا لگا کر چلا گیا۔

اب تھیو سانگ کی طرف آتے ہیں تھیو سانگ اپنی بہن جولی سانگ کی تلاش میں شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں کے چکر لگا رہا تھا۔

رات جوں جوں اندھیری ہو رہی تھی گلیاں سنسان ہونے لگے تھے اس نے شہر کا کونا کونا چھان مارا مگر اسے جولی سانگ کہیں نہ ملی حیرانی کی بات تھی کہ اسے جولی سانگ کی خاص خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی نا امید ہو کر وہ واپس کیٹی کے پاس چلا آیا۔ کیٹی نے جولی سانگ کی گمشدگی کا سنا تو اسے بہت فکر ہوئی۔

کہنے لگی!

"کہیں وہ کسی کے ہتھے نہ چڑھ گئی ہو مگر اس کے پاس تو طاقت ہے۔ وہ ہر مشکل سے نکل سکتی ہے۔"

تھیو سانگ غور سے ایک طرف دیکھتے ہوئے بولا "مجھے یوں لگ رہا ہے کہ اس کی طاقت بے اثر ہو گئی ہو گی۔"

کیٹی پریشان ہو گئی!

اب وہ عنبر کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ کہ وہ آئے تو جولی سانگ کے بارے میں اس سے مشورہ کر کے کوئی قدم اٹھایا جائے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوتل کا سانپ

عنبر پرانی گورو کی تلاش میں اس کے مکان پر پہنچ گیا تھا۔

یہ مکان ساحل سمندر کے قریب ہی تھا اس کے اوپر ایک گول گنبد بنا ہوا تھا۔ وہاں اسے کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ مکان کے گنبد کی ایک کھڑکی میں دھیمی سی روشنی ہو رہی تھی عنبر مکان کے دروازے پر آ گیا۔

دروازہ بند تھا۔ عنبر نے آہستہ سے دستک دی تھوڑی دیر کے بعد ایک عجیب سی شکل والے بوڑھے نے دروازہ کھول کر پوچھا

"کون ہو تم؟"

عنبر نے کہا۔

"مجھے گورو جی سے ملنا ہے میں ملک ہندوستان سے آیا ہوں۔ اور ان کے لئے ایک ضروری پیغام لایا ہوں۔"

بوڑھے کی آنکھیں اگر ایسی تھیں۔

کرخت آواز میں بولا۔

"گورو تو دو روز ہوئے مر گیا ہے لبنان میں رہتا ہوں۔"

عنبر سوچ میں پڑ گیا۔

بوڑھا دروازہ بند کرنے لگا۔ تو عنبر نے جلدی سے کہا

"کیا میں گورو جی کے کمرے کو ایک نظر دیکھ سکتا ہوں؟"

"کس لیئے؟" بوڑھے نے پوچھا۔

عنبر بولا۔

"اصل میں گورو جی کے پاس میرے گورو جی کی ایک امانت ہے۔ میرے گورو جی نے وہ امانت ان سے واپس منگوائی ہے۔"

بوڑھے نے پوچھا۔

"وہ امانت کیا تھی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ ہم لوگ سانپوں کی پوجا کرتے ہیں۔ تمہارے گورو ہندوستان میں آئے تھے تو میرے میرے گورو جی نے انہیں ایک خاص سانپ دیا تھا اب ہندوستان میں اس سانپ کا تہوار منایا جانے والا ہے اور میرے گورو جی کو اس خاص سانپ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس سانپ کے بغیر ہم تہوار نہیں منا سکتے۔"

بوڑھا بولا۔

"اچھا تم بوتل والے سانپ کا ذکر کر رہے ہو۔"

"ہاں ہاں۔ وہی وہی۔"

"تمہارے گورو جی۔ اِسے بوتل میں بند کر کے لے گئے تھے۔ عنبر نے جلدی سے کہا۔"

بوڑھا کہنے لگا۔

"تو وہ بوتل والا سانپ تو میں نے سنبھال کر صندوق میں رکھا ہوا ہے۔"

"تم اندر آ جاؤ۔"

باہر کیوں کھڑے ہو۔

عنبر مکان کے اندر آ گیا۔ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں دیوار کے ساتھ ایک آتشدان بنا ہوا تھا اس آتش دان میں آگ نہیں جل رہی تھی بلکہ ایک سیاہ بلی بیٹھی اپنی زرد آنکھوں سے عنبر کو گھور رہی تھی۔ عنبر ایک چھوٹے سے تخت پوش پر بیٹھ گیا۔

"آپ مجھے جلدی سے بوتل والا سانپ لا کر دے دیں۔ کیونکہ مجھے جلدی واپس ہندوستان پہنچنا ہے"

بوڑھا بولا۔

"اتنے بے صبر کیوں ہو رہے ہو۔ میں دوسرے کمرے میں ہو کر آتا ہوں۔"

"صندوق میں بند ہے بوتل۔"

عنبر خاموش ہو گیا!

بوڑھا دوسرے کمرے میں چلا گیا دوسرے کمرے میں ایک زینہ اوپر جاتا تھا بوڑھا اوپر والی منزل میں آیا۔ تو وہاں یونانی گورو بیٹھا ہوا تھا یہ وہی یونانی گورو تھا۔ جو ناگ کو بوتل میں بند کر کے اپنے ساتھ لایا تھا۔

اور جس کے بارے میں بوڑھے نے کہا تھا کہ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا ہے۔

اصل میں یونانی گورو نے اوپر گنبد کی کھڑکی میں سے عنبر کو آتے دیکھ لیا تھا اس نے اپنے بوڑھے نوکر کو یہ سب کچھ سکھا کر بھیجا تھا کہ اگر یہ شخص عنبر ناگ کے بارے میں کوئی بات کرے تو اسے اندر لے آنا۔ اگر ویسے ہی پوچھ کر چلا جائے تو جانے دینا۔

بوڑھے نے آتے ہی کہا۔

"گورو! یہ شخص بوتل والے سانپ کی تلاش میں آیا ہے۔"

یونانی گورو کے چہرے پر فکر مندی کی شکنیں نمودار ہوئیں۔ آہستہ سے بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ آسانی سے واپس جانے والا نہیں ہے۔ مجھے اس کو بھی بوتل میں بند کرنا ہوگا۔"

بوڑھے نے کہا!

"میں اس شخص کی طاقت سے واقف ہوں۔ اس کا نام عنبر ہے۔ ضرور اس کے ساتھ تھیوسالی ہوگا۔ تم ایسا کرو جہاں یہ بیٹھا ہوا ہے اس کے نیچے یہ سفوف کسی طرح ڈال دو۔"

اور یونانی گورو نے اپنی صندوقچی میں سے ایک چھوٹی سی پڑیا نکال کر اس کا سفید سفوف بوڑھے کی ہتھیلی پر ڈال دیا۔ بوڑھا سفوف لے کر نیچے اتر گیا۔

عنبر نے بوڑھے کو دیکھا تو بولا۔

"کیا لے آئے ہو بوتل والا سانپ؟"

مکار بوڑھے نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا

"بوتل صندوق میں ہے میں اس کی چابی کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں"

اور وہ کمرے میں چیزوں کو اِدھر اُدھر کر کے جیسے چابی تلاش کرنے لگ گیا ہے۔ پھر وہ زمین پر بیٹھ گیا اور اس تخت پوش کے نیچے ہاتھ مارنے لگا جس پر عنبر بیٹھا ہوا تھا۔ فوراً ہی بوڑھے نے ہتھیلی والا سفوف عنبر کے تخت کے نیچے ڈال دیا۔ اور جلدی سے باہر نکل کر بولا

"مل گئی چابی۔

بس تم بیٹھو۔ میں ابھی لایا تمہاری امانت۔"

بڑھاپا زیادہ چڑھ گیا۔ عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کے کانوں میں عجیب سی آواز آنے لگی۔ پہلے تو اس نے خیال نہ کیا لیکن یہ آواز ایک مسلسل چیخ کی شکل میں بدل گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ سفوف میں نظر نہ آنے والے ذرات نے باہر نکل کر عنبر کو اپنے پیٹ میں لے لیا تھا۔ وہ کمرے میں چلنے لگا۔ اس کے کانوں میں ایک مسلسل چیخ کی آواز برابر آ رہی تھی اب چیخ تیز اور بلند ہو گئی عنبر نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ مگر آواز اسی طرح آتی رہی

عنبر کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے۔ یہاں کسی علم کا اثر ہو وہ دروازے کی طرف بڑھا کہ کھلی ہوا میں جائے ابھی وہ دروازے کے قریب ہی تھا کہ دھڑام سے گر پڑا اور اس کا جسم بے بس ہو گیا۔ آواز سن کر یونانی گورو نیچے آ گیا۔ بوڑھا اس کے ساتھ اس نے عنبر کو بے ہوش دیکھا تو بوڑھے سے کہا

"اوپر جا کر دوسری خالی بوتل لے آؤ۔"

بوڑھا اوپر سے خالی بوتل لے آیا۔ یونانی گورو جیب سے ایک چھوٹی سی بانسری نکالی اور سانپ کی ایک خاص دھن بجانی شروع کر دی سانپ کی دھن کا بجنا تھا کہ عنبر کے جسم میں سانپ کی طرح لہرانے لگے یونانی گورو برابر بانسری بجائے جا

تھا عنبر بے ہوشی کی حالت میں سانپ کی طرح بل کھا رہا تھا۔ پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھا کر بانسری کی دھن پر رقص کرنے لگا۔ یونانی گورو بانسری بجائے جا رہا تھا بوڑھا ڈر کر غور سے عنبر کو سانپ کی طرح لہراتے دیکھ رہا تھا۔

پھر ایسا ہوا کہ اچانک عنبر کا نچلا دھڑ سانپ کا بن گیا تھوڑی دیر بعد اس کا اوپر والا دھڑ بھی سانپ کا ہو گیا۔ اب عنبر سانپ بن چکا تھا اور بانسری کی دھن پر رقص کر رہا تھا۔ اپنے پھن کو اٹھائے جھوم رہا تھا۔ یہ سرخ رنگ کا سانپ تھا اور اس کے جسم سے سرخ رنگ کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔

یونانی گورو نے بانسری بجاتے ہوئے بوڑھے کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ بوڑھے نے خالی بوتل عنبر کے آگے رکھ دی۔ عنبر سانپ جھومتا، رقص کرتا، لہراتا خالی بوتل کے اندر گھس گیا۔

وہ بوتل میں چلا گیا تو یونانی گورو کے اشارے پر بوڑھے نے بوتل کا منہ کاک سے بند کر دیا۔

گورو نے سکھ کا سانس لیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونانی گورو نے بانسری جیب میں ڈالی۔ اور بولا۔
"یہ سرخ سانپ دنیا کا ایک ایسا سانپ ہے
کہ اگر کسی خزانے پر اپنی نگاہ ڈالے تو وہ
دوگنا ہو جائے گا۔
بوڑھا بڑا خوش ہوا۔
اور بولا۔
"گورو! تب تو ہم اپنی دولت بھی دوگنی
کر لیں گے۔
یونانی گورو ہنس دیا۔
"اب تو ہم بادشاہوں سے بھی بڑھ کر
خزانوں کے مالک بن جائیں گے
جاؤ اسے میرے دوسرے صندوق
میں بند کر دو۔"
بوڑھا کہنے لگا۔
"گورو! پہلے والا سانپ جو بوتل میں بند ہے
اس کو وہیں رہنے دوں؟"
گورو بولا۔
"ہاں۔ اس کو دوسرے صندوق میں ہی رہنے دو
وہ ایسا سانپ ہے کہ جب ایک خاص مدت گزر

جائے گی تو وہ اگر مردے کو کاٹے گا تو مردہ
زندہ ہو جائے گا۔"
بوڑھا حیران ہو کر یونانی گورو کو تکنے لگا
"مہاراج! پھر تو تم ساری دنیا کے مردے زندہ کر
دیں گے۔
یونانی گورو بولا!
"تمہیں دنیا بھر کے مُردے زندہ کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں۔ ہم تو صرف وہی مُردہ زندہ کریں گے جس کے
بدلے ہمیں بے پناہ دولت ملنے کی امید ہو گی
یعنی بادشاہ کی شہزادی یا شہزادہ مر جائے گا تو ہم
اس ناگ سانپ کو آزمائیں گے۔
بوڑھے نے کہا۔
"مگر گورو! ہمیں بادشاہ کے شہزادے کو زندہ
کرنے سے پہلے ناگ سانپ کو کسی مردے
پر آزما کر دیکھنا چاہیئے۔"
یونانی گورو بولا۔
"یہ تم ٹھیک کہتے ہو۔
"ایسا کرو کہ کالے سانپ والی بوتل اٹھا لاؤ۔
ہم ابھی قبرستان میں جا کر اسے آزماتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سیاہ سانپ کی شکل میں دوسری بوتل میں بند
دوسرے صندوق میں تھا۔
بوڑھا ناگ سانپ والی بوتل پیچھے لے آیا۔ یونانی
گورو نے بوتل کو اپنے لمبے سرخے کی جیب میں
ڈالا۔ دونوں مکان کو تالا لگا کر باہر نکلے اور
قبرستان کی طرف چل پڑے۔
قبرستان میں موت کی خاموشی چھائی ہوئی تھی
انہوں نے ایک قبر کو دیکھا کہ تازہ بنی ہوئی تھی
معلوم ہو رہا تھا کہ وہاں تازہ مردہ دفن ہوا ہے
قبر کی مٹی بھی ابھی نرم تھی۔ انہوں نے ایک
طرف سے قبر میں سوراخ کرنا شروع کر دیا جب
کافی بڑا سوراخ ہو گیا اور اُسے اندر مُردے کے
پاؤں نظر آنے لگے۔
تو یونانی گورو نے جیب سے ناگ سانپ کی بوتل
نکالی اس کا ڈھکن کھولا۔ اور منتر پڑھ کر بوتل
کو ٹھوکر ماری۔
اس وقت اپنے ہوش میں نہیں تھا وہ

اپنے آپ کو صرف ایک سانپ ہی سمجھ رہا تھا
جس کا کام صرف ڈسنا ہوتا ہے یونانی گورو نے سانپ
کو بوتل سے باہر نکال دیا۔
ناگ سانپ کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ یونانی گورو نے
اس کو حکم دیا
"قبر میں جا کر مُردے کو ڈسو اور میرے پاس
آ جاؤ۔"
ناگ سانپ حکم سن کر رینگتا ہوا سوراخ میں سے
قبر میں داخل ہو گیا۔
وہاں مُردے کے بے حس و حرکت پاؤں نظر
آئے تو اس نے مُردے کے پاؤں پر ڈس دیا
ڈسنے کے بعد وہ یونانی گورو کے پاس آ گیا۔
یونانی گورو نے اسے بوتل میں ڈال کر ڈھکنا چڑھایا
اور بوتل جیب میں رکھ لی۔
بوڑھا نوکر کہنے لگا۔
"گورو! مُردہ زندہ نہیں ہوا۔"
یونانی گورو غور سے نیچے سوراخ میں سے مُردے کے
پاؤں تک رہا تھا اچانک مُردے کے پاؤں ہلنے لگے
یونانی گورو نے خوش ہو کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مُردہ زندہ ہوگیا ہے ناگ سانپ کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔
چلو اب واپس چلتے ہیں۔"
انہوں نے قبر کے سوراخ کو مٹی سے دوبارہ بھر دیا اور خوشی خوشی قبرستان کے دروازے کی طرف بڑھے جہاں ان کے گھوڑے کھڑے تھے۔ قبرستان میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ جب وہ قبرستان کے دروازے کی ڈیوڑھی میں پہنچے تو انہیں پیچھے سے ایک آواز سنائی دی وہ رک گئے۔ آواز ایسی تھی۔ جیسے کسی کنویں سے آرہی ہو بوڑھے نے کہا
"گورو! یہ آواز کس کی تھی؟
کہیں اسی مُردے کی آواز تو نہیں تھی؟"
یونانی گورو نے کاندھے کو جھٹک کر کہا۔
"ہمیں اب اس مُردے سے کیا لینا ہے چلو گھر چلتے ہیں ابھی ہمیں بادشاہ کے بیٹے کو بھی کسی طرح زندہ کرنا ہے۔ تاکہ ہم ناگ سانپ کی مدد سے اسے دوبارہ زندہ کر کے بادشاہ کے خزانے تک پہنچ کر اسے دوگنا کر کے اس پر قبضہ کر سکیں۔"
وہ ڈیوڑھی سے نکل کر گھوڑوں پر بیٹھے اور اندھیرے میں

گم ہو گئے ٹھیک اس وقت وہ قبر ہلنے لگی جس کے مُردے کو ناگ سانپ نے ڈس کر زندہ کر دیا تھا پھر قبر کی مٹی ادھر ادھر ہٹ گئی اور اس کے اندر سے قبر کا مُردہ باہر نکل آیا۔ اس کے جسم پر صرف ایک کفن کے سوا اور کچھ نہیں تھا
اس کے بالوں میں قبر کی مٹی تھی اور ناک میں مشک کافور پھنسا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں ابھی تک مُردہ تھیں وہ بالکل سیدھی دیکھ سکتی تھیں مُردے نے اس سانپ کی جُو کی طرف چلنا شروع کر دیا۔
جس نے اسے کاٹا تھا۔
یونانی گورو اور بوڑھا اپنے مکان میں پہنچ گئے تھے وہ بہت خوش تھے۔ ان کا تجربہ کامیاب ہوگیا تھا یونانی گورو نے کہا۔
"ایسا کرو کہ یہ کالے ناگ سانپ والی بوتل لے کر میں دوسرے مکان میں چلا جاتا ہوں۔ تم اس جگہ اور لال سانپ والی بوتل کی حفاظت کرنا"
بوڑھے نوکر نے کہا۔
"جو حکم گورو! تم جاؤ میں یہاں رہ کر لال سانپ کی حفاظت کروں گا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونانی گورو رات کے اندھیرے میں گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے دوسرے خفیہ مکان کی طرف نکل گیا اس کا دوسرا مکان سمندر کے اندر قریب ہی ایک جزیرے میں واقع تھا۔ یہاں تک وہ کشتی میں بیٹھ کر گیا اس مکان میں یونانی گورو نے ناگ سانپ والی بوتل تہہ خانے میں زمین کھود کر دفن کر دی۔

اب اسے بادشاہ کے اکلوتے بیٹے کو اس طرح ہلاک کروانا تھا۔ کہ اس کا جسم نہ خراب ہو۔ اس کے لئے یونانی گورو نے چلہ کرنا تھا۔ اس مکان کے اندر دوسرے تہہ خانے میں ایک جگہ چھوٹا سا کنواں تھا۔ یونانی گورو اس کنویں کے پاس بیٹھ گیا اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

دوسری طرف مُردہ سانپ کی بوتل یونانی گورو کے مکان کے باہر پہنچ گیا۔

مُردے نے دروازے پر ہاتھ مارا۔

بوڑھا ذکر! بڑبڑاتا ہوا اٹھا وہ ابھی ابھی سویا تھا آکر دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

"کون ہے باہر؟"

مُردے نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بالکل نہ بولا۔ بوڑھے نے ایک بار پھر اپنا ہاتھ دروازے پر مارا۔ بوڑھے نے

سنگ آکر دروازہ کھولا۔ کوٹھڑی میں جلتے چراغ کی روشنی مُردے پر پڑی۔ تو بوڑھا سکتے میں آگیا۔ مُردے نے دونوں بازو پھیلائے۔

اور بڑ کھڑاتی آواز میں کہا۔

"میں مُردہ ہوں۔ زندہ ہو گیا ہوں۔

میرے گلے لگ جاؤ۔

بوڑھا پیچھے کو دوڑنے ہی لگا تھا کہ مُردے نے لپک کر اپنی باہیں بوڑھے کے گلے میں ڈال دیں۔ بوڑھے کا جسم مُردے کے بازو لگتے ہی برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا۔

مُردے نے اپنے لمبے دانت اس کی گردن میں چبھو دیئے اور جو زہر ناگ سانپ نے مُردے کے جسم میں داخل کیا تھا۔ وہی زہر مُردے نے بوڑھے کے جسم میں داخل کر دیا۔ اور پھر اسے چھوڑ دیا۔

بوڑھا دھڑم سے نیچے گر پڑا۔ ناگ سانپ کا زہر اس کے جسم میں پھیل گیا تھا اور وہ وہیں مر گیا۔ اب مُردہ مکان کے اندر آگیا۔ اسے سانپ کی بو آرہی تھی مُردہ اس کمرے میں آگیا جہاں صندوق میں عنبر سانپ کی شکل بوتل میں بند تھا۔ مُردے نے صندوق کو توڑ ڈالا اور اس میں سے بوتل نکال کر اسے اپنی آنکھوں کے قریب لا کر دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلوں میں سرخ سانپ دیکھ کر مردہ بڑا خوش ہوا۔ شاید وہ اسی سانپ کی تلاش میں آیا تھا اس نے سرخ سانپ کی بڑی سینے سے لگائی اور واپس قبرستان میں جا کر اپنی قبر میں لیٹ گیا۔

عنبر سانپ کی شکل میں مردے کی قبر میں پہنچ گیا۔

کیٹی اور تھیو سانگ اس شہر ساریگان کے باہر غار میں بیٹھے۔ عنبر اور جولی سانگ کی راہ دیکھ رہے تھے۔ رات گذرتی جا رہی تھی۔ اور دونوں کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں تھا۔

تھیو سانگ پریشان ہو کر بولا۔

" عنبر تو اپنی حفاظت کر سکتا ہے مگر جولی سانگ ابھی اس دنیا میں نئی نئی آئی ہے۔ خدا نہ کرے کہ وہ کسی مصیبت نہ پھنس گئی ہو۔

کیٹی بھی فکر مند تھی کہنے لگی۔

" اب رات گذر جانے دو صبح دونوں شہر میں چل یونانی گورو کے مکان پر جائیں گے۔"

چل سانگ کہنے لگا۔

شہر میں سے عنبر اور جولی سانگ کی خوشبو بھی تو آ رہی۔ جو اس بات کی نشانی ہے۔

کہ دونوں کسی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔

کیٹی بولی۔

" تو پھر ابھی یونانی گورو کے مکان پر چل کر پتہ کرتے ہیں۔ عنبر اس کے مکان کی طرف گیا تھا۔

تھیو سانگ اور کیٹی دونوں یونانی گورو کے مکان کی طرف چل پڑے۔ اس مکان کی نشانی انہیں یاد تھی۔ شہر سے باہر آنے پر انہیں ساحل سمندر پر ایک گنبد والا مکان نظر آیا۔ جو سب سے الگ تھلگ تھا۔

کیٹی نے اشارہ کیا اور بولی!

" تھیو سانگ: وہ دیکھو یہی یونانی گورو کا مکان ہے

آؤ اس طرف چلتے ہیں۔

جب وہ مکان کے قریب آئے تو دیکھا کہ اندر چراغ جل رہا ہے اور دروازہ کھلا ہے۔ تھیو سانگ آگے آگے تھا کیٹی اس کے پیچھے تھی تھیو سانگ اچانک رک گیا کیٹی کو اشارہ کر کے پاس بلایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس ہی زمین پر بوڑھے کی لاش پڑی تھی۔ جس کے جسم کا رنگ سیاہ پڑ گیا تھا

تھیو سانگ نے کہا

" اسے کسی سانپ نے کاٹا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ضرور ناگ اسی جگہ ہوگا۔"

کیٹی بولی:

"لیکن ضروری نہیں کہ اسے ناگ نے کاٹا ہو۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"چلو اندر چل کر دیکھتے ہیں۔ یہ یونانی گورو نہیں ہے میں اس کی شکل پہچانتا ہوں۔"

کیٹی نے بھی کہا کہ یہ یونانی گورو کی لاش نہیں ہے۔ کیونکہ کیٹی نے بھی یونانی گورو کو دیکھا ہوا تھا۔ مکان کے دونوں کمرے خالی تھے صندوق ٹوٹا پڑا تھا۔ یہ وہی صندوق تھا جس میں سے مُردہ عنبر والے لال سانپ کی بوتل نکال کر لے گیا تھا۔ یہاں نہ ناگ کی خوشبو تھی نہ عنبر کی خوشبو تھی۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے یونانی گورو ناگ سانپ کو لے کر یہاں سے جا چکا ہے۔ یہ اس کا نوکر تھا۔ جس کو اتفاق سے کسی سانپ نے کاٹ لیا اور یہ مر گیا۔ عنبر بھی یہاں کہیں نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں غار میں جا کر ہی بیٹھنا چاہیئے۔"

جولی سانگ اور عنبر اسی جگہ واپس آئیں گے۔

تھیو سانگ اور کیٹی غار والی چٹان کی طرف چل پڑے۔

اب جولی سانگ کی سنیئے کہ اس کے ساتھ کیا گزری

یوگنٹ نے اسے بے ہوش کرنے کے بعد زنجیر سے باندھ کر اپنے گھر والے مکان میں ڈال کر جا گیا تھا۔

اس شخص یوگنٹ کو جولی سانگ کا اس لئے پتہ تھا کہ وہ خلائی مخلوق ہے کہ یوگنٹ کے دادا خود خلا سے اس دنیا میں آئے تھے یوگنٹ کے دادا کا تعلق بھی خلا سے تھا اور وہ یوگنٹ کو مرنے سے پہلے ایک خاص نکونا ستارہ دے گئے تھے اور کہہ گئے تھے۔

یوگنٹ!

"میں نے تیرے اندر ایک خاص شے پیدا کر دی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو خلائی مخلوق کو پہچان لیا کرے گا۔ میں تمہیں نکونا ستارہ دیئے جا رہا ہوں اس ستارے کے تویز کے سارے نگ بجھے ہوئے ہیں لیکن جب اس کو تو کسی خلائی مخلوق کے پاس لے جائے گا تو یہ بجھے ہوئے نگینے جھلملانا شروع کر دیں گے جب تمہیں کوئی خلائی مخلوق مل جائے۔ اسے یہ ستارہ مت دینا۔ بلکہ اس خلائی مخلوق کو اس کے ماتھے پر چار دفعہ آہستہ آہستہ رگڑنا۔

پھر وہ خلائی انسان تجھے اپنے خلائی جہاز کے پاس لے جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا پھر تم اس خلائی جہاز میں بیٹھ کر آسمان کے کسی ستارے
میں چلے جانا۔ اور وہاں سے کوئی پتھر جیب میں بھر کر
لے آنا۔ پھر تو جس چیز پر وہ پتھر رکھے گا وہ
سونا بن جائے گی۔
یوگسٹ نے مرتے ہوئے دادے سے پوچھا تھا
"مگر اس خلائی انسان کا جہاز تباہ ہو چکا ہو۔
تو میں خلائی سیارے میں کیسے جاؤں گا"
دادا نے کہا تھا۔
"وہ تمہیں یہ ضرور بتا دے گا کہ خلائی جہاز
کیسے تیار کیا جاتا ہے۔ تم ایک نیا خلائی جہاز
تیار کر سکتے ہو۔
یوگسٹ نے آخری سوال پوچھا تھا
"دادا! خلائی انسان میں تو بڑی طاقت ہوتی ہے
میں اس کی طاقت کا کیسے مقابلہ کر سکوں گا"
اس کے جواب میں بوڑھے خلائی انسان نے کہا تھا
"یوگسٹ! تم پر کسی خلائی مخلوق کا وار کامیاب
نہیں ہوگا دنیا والوں کے وار سے اپنے آپ کو
بچانا مگر خلائی انسان کا وار تم پر بے اثر ہوگا"
دادا مر گیا تھا۔ تب سے لیکر آج تک یوگسٹ کو

خلائی انسان کی تلاش میں تھا۔ جونہی اس نے ایک نوجوان
لڑکی کو مرتے دیکھا۔ یوگسٹ کو فوراً پتہ چل گیا کہ
یہ خلائی عورت ہے۔ چنانچہ اس نے جولی سانگ
کا پیچھا کیا اور اسے بے ہوش کر کے اپنے مکان
میں بند کر دیا۔
یوگسٹ دوسرے مکان سے خلائی ٹکونا ستارہ لینے گیا ہوا
تھا جو تانبے کے میڈل جتنا تھا۔
ٹکونا ستارہ لا کر وہ اسے بے ہوش جولی سانگ کے
قریب لے گیا تو ٹکونے ستارے کے نگینے جھلانے
لگے۔
یوگسٹ بے حد خوش ہوا۔ اب اس نے ستارے کو تین
بار آہستہ آہستہ جولی سانگ کے ماتھے پر رگڑا۔ جولی سانگ
نے آنکھیں کھول دیں۔
یوگسٹ نے سوال کیا۔
"تمہارا خلائی جہاز کہاں ہے؟"
جولی سانگ نے کہا۔
"میرا خلائی جہاز زمین پر آتے ہی تباہ ہو گیا تھا"
یوگسٹ بولا۔
"مجھے بتاؤ کہ خلائی جہاز کس طرح تیار کیا جاتا ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جولی سانگ جیسے خواب میں بول رہی تھی۔
کہنے لگی۔
"یہ بڑا لمبا کام ہے۔ نہیں بہت سا لوہا۔ المونیم
اور مائع گیس لانی ہوگی۔ یہ تم اس دنیا میں پیدا
نہیں کر سکتے
یوگسٹ نے کہا
"میرا دادا خلائی انسان تھا اس کے پاس یہ ساری چیزیں
موجود تھیں۔ جو میں نے ایک گودام میں رکھ چھوڑی
ہیں تم مجھے خلائی جہاز تیار کرنے کا طریقہ بتاؤ میں
جہاز خود ہی تیار کر لوں گا۔
جولی سانگ نے یوگسٹ کو خلائی جہاز تیار کرنے کی ساری
تکنیک سمجھا دی۔
اور اس کے بعد اسے اپنے آپ غش آ گیا۔ یوگسٹ
نے اسے وہیں چارپائی پر ڈال کر اوپر چادر ڈال دی
کمرے کو باہر سے تالا لگایا۔
اور اس گودام میں چلا گیا جہاں اس کے دادا نے خلائی
جہاز تیار کرنے کا سارا سامان رکھا ہوا تھا۔
یوگسٹ نے خلائی جہاز کی تیاری شروع کر دی
رات گزر گئی۔ دن نکل آیا کیٹی اور تھیو سانگ

ہو گئے کیوں کہ عنبر اور جولی سانگ ابھی تک واپس
نہیں آئے تھے
تھیو سانگ نے کہا۔
"ہم دونوں اب ان کی تلاش میں نکلتے ہیں تم شہر
کے مشرقی علاقے کی طرف جاؤ۔
میں مغربی علاقے میں انہیں تلاش کرتا ہوں"
شہر میں دونوں اکٹھے آئے تھیو سانگ مغربی
علاقے کی طرف چل دیا اور کیٹی شہر کے مشرقی علاقے
کی طرف آ گئی۔
دوسری طرف یونانی گورو کنویں والے مکان میں اپنا
چلہ پورا کر چکا۔
تو اس نے بلند آواز میں کہا۔
"اے سامری کے بندر کی روح کنویں سے باہر
نکل اور میری بات سن"
کنویں میں سے دھواں نکلنے لگا۔
پھر اس میں ایک بندر کا سر نمودار ہوا۔
بندر کے سر نے کہا!
"تم نے میرا چلہ کیا ہے میں تیرا ایک سوال پورا کرنے
کا پابند ہوں۔ بول تو کیا چاہتا ہے!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونانی گورو نے کہا۔

"سن ساریگان کے بادشاہ کا ایک ہی لڑکا ہے
اس کا گلا دبا کر اسے مار ڈال"

بندر نے کہا۔

"ابھی تیرا سوال پورا کرتا ہوں"

بندر غائب ہو گیا۔

"یونانی گورو خوشی خوشی گھر آیا تو دیکھا کہ ڈیوڑھی میں اس کے بوڑھے ملازم کی لاش پڑی ہے اور صاف لگ رہا تھا کہ اسے سانپ نے کاٹا ہے۔ وہ بڑا حیران ہوا کیونکہ ناگ سانپ کی بوتل تو وہ اپنے دوسرے مکان میں زمین کے اندر دبا آیا تھا بھاگ کر اندر گیا صندوق ٹوٹا پڑا تھا اور عنبر والے لال سانپ کی بوتل غائب تھی یونانی گورو نے سر پکڑ لیا۔

کوئی سازش ہو گئی ہے اس کے خلاف۔ اس نے سوچا!

اب کیا کروں۔ یہ لال سانپ کون چرا کر لے گیا!

"وہ مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔ مگر اس کا دل اس بات پر ناامید تھا۔ کہ اب وہ بادشاہ کے سارے خزانے کا مالک نہیں بن سکے گا۔ بادشاہ اگر اس کو اپنے بچے کی جان [illegible] سارا خزانہ دے بھی دے گا تو وہ اس کو [illegible]

[illegible] سکے گا۔ کیونکہ خزانہ دوگنا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ عنبر والے لال سانپ کی اس پر نگاہ ڈالی جائے۔

یونانی گورو نے دل میں کہا۔ چلو بادشاہ کا خزانہ ہی میرے لئے کافی ہو گا۔

"ہو سکتا ہے اس دوران مجھے عنبر والا لال سانپ مل جائے پھر میں اسے دوگنا کر لوں۔ وہ اس مکان میں نہیں ٹھہرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس مکان کو اس کے دشمنوں نے دیکھ لیا تھا۔

وہ جلدی سے اپنے جزیرے والے مکان میں آ گیا اور بھیس بدل کر باہر نکلا اور شہر میں گھومنے پھرنے لگا وہ بادشاہ کے بیٹے کی موت کی خبر سننا چاہتا تھا۔

ناگ سانپ کی بوتل اس نے اپنے لباس کے اندر چھپا رکھی تھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ بادشاہ کا اکلوتا بیٹا مر گیا ہے۔

یونانی گورو بڑا خوش ہوا!

"فوراً شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ شاہی محل میں کہرام مچا ہوا تھا۔ شہزادہ واقعی مر چکا تھا۔ یونانی گورو نے دربان سے کہا

"بادشاہ سلامت سے کہو کہ میں شہزادے کو زندہ کر سکتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Mirpurkhas

پُراسرار تکونا ستارہ

محل میں بادشاہ اور ملکہ اور شہزادیاں اور کنیزیں رو رہے تھے اور شہزادے کی لاش پلنگ پر پڑی تھی۔ اچانک دربان نے آ کر کہا

بادشاہ سلامت ایک فقیر آیا ہے۔ کہتا ہے میں شہزادے کو زندہ کر سکتا ہوں

بادشاہ اور ملکہ نے دربان کی طرف روتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا بادشاہ خاموش رہا۔ ملکہ نے روتے ہوئے کہا۔

اسے بلاؤ۔ اسے بلاؤ۔ شاید وہ میرے بچے کو زندہ کر دے

لونانی گورو جب شاہی کمرے میں داخل ہوا۔ تو سب لوگ اس کی طرف تکنے لگے۔ ملکہ نے کہا! میرے بچے کو زندہ کر دو میں تمہیں ساری سلطنت بخش دوں گی۔

لونانی گورو بولا! مجھے ساری سلطنت کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر

کر سکتا ہوں۔

وہ بان اس کا منہ دیکھنے لگا۔

گورو نے کہا!

تم جا کر خبر دو۔ دیر نہ لگاؤ۔ میں شہزادے کو زندہ

کر سکتا ہوں۔

دربان محل کے اندر بھاگ کھڑا ہوا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

" بادشاہ سلامت وعدہ کریں کہ مجھے اپنا سارا خزانہ انعام میں دے دیں گے تو میں شہزادے کو ابھی زندہ کیے دیتا ہوں۔

بادشاہ نے کہا " میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں میں تمہیں اپنا سارا خزانہ دے دوں گا۔ میرے بچے کو زندہ کر دو

یونانی گورو نے کہا۔

تو پھر آپ سب لوگ اس کمرے سے چلے جائیں اور مجھے لاش کے پاس اکیلا چھوڑ دیں

بادشاہ نے اسی وقت سب کو چلے جانے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ خود بھی کمرے سے نکل گیا۔ پردے گرا دیئے گئے جب یونانی گورو شہزادے کی لاش کے پاس اکیلا رہ گیا۔ تو اس نے کرتے کے اندر سے ناگ سانپ والی بوتل نکالی اور اسے کھول دیا۔ ناگ سانپ رینگتا ہوا باہر آ گیا

یونانی گورو نے کہا

" ناگ سانپ! اس لاش کو ڈس دے

ناگ سانپ کو اپنی کچھ ہوش نہیں تھی۔ وہ یونانی گورو کے حکم کا پابند تھا سانپ رینگتا ہوا شہزادے کی لاش کے پاس گیا اور اس کے بازو پر ڈس دیا یونانی گورو نے ناگ سانپ کو پکڑ کر بوتل میں بند کر کے اپنی قمیض کے اندر چھپا لیا اور غور سے شہزادے کی لاش کو دیکھنے لگا تھوڑی دیر میں لاش میں حرکت پیدا ہو گئی۔ لاش زندہ ہو گئی اللہ تعالیٰ کی

آنکھیں کھول دیں۔ ابا حضور کہاں ہیں؟

شہزادے نے سوال کیا

یونانی گورو نے آواز دے کر بادشاہ ملکہ اور دوسرے لوگوں کو اندر بلا لیا بادشاہ اور ملکہ نے اپنے بچے کو زندہ دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گئے۔ شہزادے کے گلے لگ کر اسے چومنے لگے۔ کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا بادشاہ تو یونانی گورو کے قدموں میں گر پڑا

" آپ نے میرے بچے کو پھر سے زندہ کر کے مجھے خرید لیا ہے حضور! میرا سارا خزانہ حاضر ہے

اور بادشاہ نے اسی وقت چابیاں منگوا کر یونانی گورو کے حوالے کر دیں اور نوکروں سے کہا کہ سارا خزانہ گھوڑوں پر لاد کر اس گورو کے ساتھ کر دیا جائے۔ یونانی گورو کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ نوکروں کے ساتھ شاہی خزانے والے بڑے کمرے میں آ گیا۔ ہر طرف ہیرے جواہرات سے بوریاں بھری پڑی تھیں۔ اتنا قیمتی اتنا بڑا خزانہ یونانی گورو نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ نوکروں نے بوریاں اٹھا اٹھا کر باہر لانی شروع کر دیں۔ جیسا کہ ہر خزانے پر ایک سانپ بیٹھا ہوتا ہے بادشاہ کے خزانے میں بھی ایک زہریلا سانپ رہتا تھا مگر اس کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا

نوکر خزانے کی بوریاں باہر نکال رہے تھے کہ یونانی گورو یہ سمجھ کر یہ تو اپنا ہی خزانہ ہے ہیرے جواہرات اور سونے کے بوروں کو دیکھتا ہوا کمرے کے کونے میں آ گیا۔ جہاں بڑے قیمتی ہیرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جواہرات چاندی کے صندوق میں سے باہر گر رہے تھے یونانی گورو نے کچھ جواہرات اٹھائے اور انہیں غور سے دیکھنے لگا اسی چاندی کے جواہرات والے صندوق کے پیچھے خزانے کا بہت ہی زہریلا سانپ چھپا ہوا تھا جونہی یونانی گورو نے جواہرات اٹھائے سانپ نے پھنکار مار کر اسے ڈس دیا اس سانپ کا زہر اتنا خطرناک اور ہلاک کر دینے والا تھا کہ یونانی گورو کھڑے کھڑے دھڑام سے فرش پر گر پڑا اس کے گرنے سے قمیض کے اندر چھپائی ہوئی بوتل ٹوٹ گئی اور ناگ سانپ باہر نکل آیا اور رینگتا ہوا بوریوں کے پیچھے چلا گیا گورو کے مرنے سے وہاں شور مچ گیا غلام یونانی گورو کی لاش اٹھا کر باہر لے گئے اور خزانے کے دروازے کو بند کر دیا گیا یونانی گورو مر چکا تھا اور اس کے جسم نے پگھلنا شروع کر دیا تھا بادشاہ کو افسوس ہوا مگر اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو شاہی قبرستان میں دفن کر دو

ادھر ناگ سانپ بوریوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا کہ اچانک خزانے کے سانپ کو ناگ دیوتا کی بو محسوس ہوئی۔ یہ بو بڑی دھیمی دھیمی آرہی تھی خزانے کا سانپ صندوق کے پیچھے سے باہر آگیا اور ناگ دیوتا کو ڈھونڈنا شروع کر دیا آخر وہ جواہرات کی بوری کے پیچھے آگیا۔

اس نے ناگ دیوتا کو دیکھتے ہی پھن جھکا دیا اور سانپ کی زبان میں بولا "عظیم ناگ دیوتا! آپ کا آنا مبارک ہو۔ میں آپ کی کیا خدمت

ناگ سانپ کو خزانے کے سانپ کی آواز ضرور آرہی تھی وہ اس کے لفظوں کو بھی سمجھ گیا تھا مگر خود بول نہیں سکتا تھا خزانے کا سانپ سمجھ گیا کہ کسی نے اس پر طلسم کر رکھا ہے خزانے کا سانپ یہ کیسے دیکھ سکتا تھا کہ ناگ دیوتا پہ جادو ہو گیا ہو اس نے ناگ دیوتا کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود بڑی تیزی سے ایک صندوق کے اندر چلا گیا اس صندوق میں ایک نایاب اور طلسمی اثر رکھنے والا سرخ رنگ کا عقیق پڑا تھا جس میں سے شعاعیں نکل رہی تھیں خزانے کے سانپ نے اس عقیق کو اپنے منہ میں دبایا اور صندوق سے باہر آکر ناگ سانپ کے سامنے رکھ دیا ناگ سانپ پر عقیق کی گرم سرخ شعاعیں پڑیں تو وہ پیچھے کو ہٹا خزانے کے سانپ نے کہا

"عظیم ناگ دیوتا! آپ پر طلسم ہو گیا ہوا ہے آپ اسی جگہ بیٹھے رہیں اس عقیق کی شعاعیں آپ کے طلسم کے اثر کو ختم کر دیں گی"

ناگ سانپ یہ سن رہا تھا مگر اس کا ذہن پوری طرح بیدار نہیں تھا پھر بھی وہ وہیں کنڈلی مار کر بیٹھا رہا۔ عقیق کی سرخ نیم گرم شعاعوں میں قدرت نے زبردست اثر ڈال رکھا تھا۔ ناگ سانپ کی یادداشت واپس آنے لگی اس کے جسم سے ناگ کی پوری خوشبو بھی نکلنی شروع ہو گئی تو اس خوشبو کو کیتی اور تھیر سانگ نے بھی سونگھ لیا جو شہر کے دونوں طرف پر الگ الگ ناگ اور عنبر اور جولی سانگ کو ڈھونڈ رہے تھے کیتی اور تھیر سانگ ناگ کی خوشبو کی طرف آگے بڑھنے لگے یہ خوشبو اسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی محل کی طرف سے آتی محسوس ہو رہی تھی دونوں شاہی محل
کے باہر آکر رک گئے کیٹی نے تھیوسانگ کو دیکھتے ہوئے کہا
تھیوسانگ! ناگ کی خوشبو آ رہی ہے
" تھیوسانگ نے سانس بھرتے ہوئے کہا " یہ خوشبو اسی شاہی
محل میں سے آ رہی ہے۔ ہمیں اس کے اندر جانا چاہیئے
کیٹی کہنے لگی! تم چھوٹے ہو کر اندر جا سکتے ہو میں یہاں باغ میں
بیٹھتی ہوں۔ خدا کے لئے جلدی جاؤ۔ بڑی مدت کے بعد ناگ کی
خوشبو آئی ہے۔ عنبر اور جولی سانگ کی خوشبو بھی ضرور آ جائے
گی مجھے یقین ہے وہ بھی اسی شہر میں ہیں تھیوسانگ محل کی اونچی
دیوار کی طرف دوڑا دن کا وقت تھا چاروں طرف دن کی روشنی پھیل
ہوئی تھی تھیوسانگ نے ایک دیوار میں چھوٹا سا شگاف دیکھا اور
اپنے آپ کو انگلی کے برابر چھوٹا کر کے دیوار میں سے گذر گیا
دوسری طرف ناگ اپنے ہوش میں آ گیا تھا اس کو سب کچھ یاد
آنے لگا تھا۔ اس نے خزانے کے سانپ سے کہا
" تمہارا شکریہ! جادو کا اثر ختم ہو گیا ہے تم اس عقیق کو وہیں
صندوق میں جا کر رکھ دو"
پھر خزانے کے سانپ نے ناگ کو بتایا کہ ایک آدمی خزانے کو
سے نکال کر لے جا رہا تھا کہ میں نے اسے ڈس کر ہلاک کر ڈالا
نے کے سانپ نے جو حلیہ بتایا وہ یونانی گورو کا تھا۔ ناگ

کہ کالچی انسان اپنے انجام کو پہنچا اب ناگ اپنی دوسری طاقت
آزمانی چاہتا تھا اس نے خزانے کے سانپ سے کہا
" میں جا رہا ہوں۔ تمہارا بہت بہت شکریہ!
ناگ خزانے والے کمرے سے نکل کر رینگتا ہوا محل کے پچھلے دالان میں
پہنچا یہاں دن کی روشنی میں ایک درخت کے سائے میں کچھ ملازم
کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے بادشاہ کے محل سے خوشیوں کے
گیت گانے کی آوازیں آ رہی تھیں ناگ نے دو کنیزوں کو آپس میں بات کرتے
سنا اسے معلوم ہوا کہ یونانی گورو کے سانپ کے ڈسنے سے بادشاہ کا بیٹا
مر گیا تھا دوبارہ زندہ ہو گیا ہے اور ہر طرف خوشیاں منائی جا رہی
ہیں اس نے یہ بھی سنا کہ یونانی گورو انعام میں ملنے والا خزانہ نکال کر
لے جا رہا تھا کہ خزانے کے سانپ کے ڈسنے سے مر گیا۔ ناگ کو خوشی
ہوئی کہ ایک سازشی ظالم اور دولت کا پجاری شخص اپنے انجام کو پہنچا۔
ناگ باغ کی دوسری جانب نکل گیا۔ یہاں اس نے ایک ہلکی سی
پھنکار مار کر سانس کھینچا تو وہ سانپ سے عقاب بن گیا اور تیزی
سے فضا میں بلند ہو کر محل کے اوپر منڈلانے لگا اسے کیٹی اور تھیو
سانگ نے نہ دیکھا اب ناگ کو بھی کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی
تھی وہ نیچے آ گیا وہ باغ میں اترا تو اس کی نظر کیٹی پر پڑی ناگ
خوش ہو گیا اور کیٹی کے پاس جاتے ہی انسانی شکل میں آ گیا
کیٹی خدا کا شکر ہے تم سے پھر ملاقات ہوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو دیکھ کر کیٹی کو بھی بے حد خوشی ہوئی اس نے ناگ کو بتایا کہ
تھیو سانگ اس کی تلاش میں محل کے اندر گیا ہوا ہے۔
ناگ بولا : فکر کی بات نہیں وہ جلد اسی باغ میں آ جائے گا
اب ناگ نے کیٹی سے عنبر اور ماریا کے بارے میں پوچھا۔ کیٹی نے
بتایا کہ عنبر اور جولی سانگ محل سے لاپتہ ہیں اور ماریا کا ابھی تک کوئی
سراغ نہیں مل سکا آپ پڑھ چکے ہیں کہ ماریا ملکہ صبا کو اس کا تخت
واپس دلانے کے بعد ناگ عنبر کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی تلاش
میں قصبہ ساریگان کی طرف آ رہی تھی

ناگ نے پوچھا

"یہ جولی سانگ کون ہے"

تب کیٹی نے ناگ سے جولی سانگ کا دوبارہ تعارف کرایا اور بتایا
کہ وہ تھیو سانگ کی بہن ہے اور خلائی سیارے سے اپنے بھائی کی
تلاش میں آئی تھی۔ ناگ نے اس کا حلیہ کیٹی سے پوچھ لیا تاکہ ضرورت کے
وقت اسے پہچان سکے ابھی ناگ جولی سانگ کے جسم کی خوشبو سے واقف
نہیں ہوا تھا۔ ناگ اور کیٹی باہر باغ میں بیٹھے تھے ادھر تھیو سانگ چھلا
سا بن کر محل میں لپک کر چکر لگا رہا تھا اسے ناگ کی خوشبو محل کے باہر سے آتی
محسوس ہوئی۔ وہ تیزی سے محل کی دیوار والے شگاف کی طرف بڑھا۔ وہ
شگاف میں سے گذر رہا تھا کہ ایک پہرے دار قریب سے گذرا اس نے
ایک انگلی کے برابر آدمی کو شگاف میں سے نکلتے دیکھا تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا

پھر اس ننھے انسان کو قدرت کا عجوبہ سمجھ کر اٹھایا اور جیب میں ڈال لیا۔
تھیو سانگ نے سوچا کہ اگر وہ جیب کے اندر بند ہو گیا تو خدا جانے
پہرے دار پر اس کا کیا اثر ہو اور وہ خوف سے کہیں مر ہی نہ جائے
اور تھیو سانگ ناحق کسی مارنے کے حق میں نہیں تھا۔ چنانچہ وہ انتظار کرنے
لگا کہ پہرے دار کہاں جا کر اسے جیب سے باہر نکالتا ہے پہرے دار گھوڑے
کو سرپٹ دوڑاتا ایک حویلی میں داخل ہو گیا صحن میں گھوڑا باندھ کر وہ ایک
کمرے میں گھسا اور چیخ مار کر بولا

"خالہ! خالہ! دیکھ میں تیرے لئے انسانی کھلونا لایا ہوں۔"

اور پہرے دار نے تھیو سانگ کو جیب سے نکال کر میز پر رکھ دیا اور ایک
ٹیکی آنکھوں والی دبلی پتلی بڑھی عورت اسے غور سے دیکھنے لگی یہ پہرے
دار کی خالہ تھی تھیو سانگ نے سوچا کہ چلو ذرا دل لگی ہو جائے گی ابھی بڑا بننے
کی خاص ضرورت نہیں وہ بھی مزے لینے لگا حالانکہ انسان کو ایسا
کبھی نہیں کرنا چاہیئے اور نہ اپنے گھمنڈ کو تسکین دینے کے لئے اپنی
کسی خوبی کا پراپیگنڈا کرنا چاہیئے دنیا میں وہی لوگ کامیاب ہوتے
ہیں اور عزت پاتے ہیں کہ جو اپنی خوبیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان نہیں
کرتے جو نیک عمل کرتے ہیں اور اپنی نیکی کو چھپا کر رکھتے ہیں

بڑھی عورت ایک پراسرار عورت تھی اور کسی کو معلوم نہ تھا
کہ وہ رات کو مُردہ روحوں کو بلاتی ہے اور ان سے باتیں کرتی ہے
ان روحوں نے بوڑھی خالہ کو اسی رات ہی کو بتایا تھا کہ وہ اگر ا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسان کو اپنے قابو میں کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ جن کا خدا ان کی انگلی کے برابر ہو تو وہ طلسم سامری کے تخت پر بیٹھ کر ساری دنیا کے جادوگروں پر حکومت کر سکتی ہے قدرت نے اچانک بوڑھی خالہ کی خواہش پوری کر دی تھی اور انگلی کے برابر سائز کا انسان تھیو سانگ اس کے سامنے میز پر کھڑا اسے مسکرا کر تک رہا تھا تھیو سانگ کو کوئی خبر نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کیا گذرنے والی ہے۔ بوڑھی خالہ نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر چار بار ایک بے حد تیز گرم اور خطرناک منتر منہ ہی منہ پڑھا اور تھیو سانگ پر پھونک ماردی۔ اس طلسمی پھونک کا سب سے پہلا اثر یہ ہوا کہ تھیو سانگ کا بایاں بازو بے جان ہو کر رہ گیا جس کی انگلی اپنے جسم پر لگا کر وہ خود کو بڑا کر سکتا تھا۔

اب تھیو سانگ کو احساس ہوا کہ وہ محض دلچسپی حاصل کرنے کی خاطر اسقدر شدید غلطی کر بیٹھا ہے مگر اب پچھتانے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اپنی انگلی کو ذرا سی حرکت بھی نہیں دے سکتا تھا تھیو سانگ پریشان ہو کر میز پر ادھر ادھر چکر لگانے لگا اس نے بلند آواز میں بوڑھی عورت سے کہا

"تم نے میرا بازو کیوں سن کر دیا ہے؟ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا"

بوڑھی خالہ کا خیال تھا کہ شاید دھمکانے سے بوڑھی خالہ طلسم کا اثر ختم کر دے مگر بوڑھی عورت اتنی احمق نہیں تھی اسے تو زندگی میں پہلی بار ایسا موقع ملا تھا کہ ساری دنیا کے جادوگروں کی ملکہ بن سکتی تھی اس نے پہرے دار لینی اپنے بھانجے کو باہر بھگا دیا اور کہا "اب تم جاؤ میں اسے تمہاری نشانی سمجھ کر اپنے پاس رکھوں گی پہرے دار چلا گیا بوڑھی خالہ نے کہا!

"تھیو سانگ کے قریب اپنا چہرہ لا کر کہا

"تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں تیری وجہ سے ساری دنیا کے جادوگروں پر حکومت کروں گی تو اب ہمیشہ میری قید میں رہے گا"

بوڑھی خالہ نے ایک اور منتر پڑھ کر تھیو سانگ پر زور سے پھونک ماری اس پھونک کے اثر سے تھیو سانگ بے ہوش ہو گیا بے ہوش ہوتے وقت اس کے جسم سے جو خوشبو آ رہی تھی وہ بند ہو گئی اس کو کیٹی اور ناگ نے فوراً محسوس کیا دونوں محل کے باہر باغ میں بیٹھے تھیو سانگ کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک تھیو سانگ کی خوشبو آنی بند ہو گئی کیٹی نے گھبرا کر کہا

ناگ بھیا! تھیو سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔

ناگ نے بھی چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ فضا کو زور سے سونگھا اور بولا!

"ہاں کیٹی! تھیو سانگ کی خوشبو آنی بند ہو گئی ہے تم اس جگہ ٹھہرو میں محل کے اندر جا کر پتہ کرتا ہوں

کیٹی نے اسے روک دیا اور بولی! نہیں نہیں ناگ تم مت جاؤ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہیں تم بھی کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا ہم شہر سے باہر
چٹان والی غار میں چل کر تھیو سانگ کا انتظار کرتے ہیں وہ
یقیناً اب محل میں نہیں ہے۔ موقع ملتے ہی وہ غار میں آئیگا
ناگ کی خواہش تھی کہ وہ شاہی محل میں جا کر تھیو سانگ کو تلاش
کرے مگر کیٹی نے اسے بالکل نہ جانے دیا اور وہیں سے اُسے ساتھ
لے کر شہر کے باہر والی غار کی طرف روانہ ہوگئی دوسری طرف بڑھی
خالہ نے تھیو سانگ کو پتھر کے ایک صندوق میں بند کر کے جادوگر سامری
کو منتروں کے ذریعے اطلاع کر دی کہ اب وہ جادوگروں کی ملکہ ہے
جادوگر سامری فوراً ہوا میں پرواز کرتا بڑھی خالہ کے پاس آگیا بڑھی
خالہ نے اسے چھوٹا سا تھیو سانگ دکھایا تو سامری کہنے لگا
"جب تک تو اسے جادوگروں کی مجلس میں لے جا کر سب کے سامنے
اس کو ظاہر نہیں کرتی کوئی تمہیں جادوگروں کی ملکہ نہیں مانے گا اسے لے
کر میرے ساتھ چل میں کوہ قاف میں جادوگروں کو بلاتا ہوں تم اس
چھوٹے انسان کو وہاں دکھا دینا۔ پھر سب تجھے ملکہ تسلیم کر لیں گے اور تو
تخت پر بیٹھ کر جادوگروں پر حکومت کرے گی"
بڑھی خالہ نے تھیو سانگ کو اٹھا کر ایک تھیلی میں بند کیا اور سامری کے
ساتھ کوہ قاف کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہوگئی

اب صورت حال یہ ہے کہ عنبر سرخ سانپ کی شکل میں بوتل میں بند
ہے شہر ساریگان کے قبرستان کی ایک قبر میں اس مُردے کے پاس۔
موجود ہے۔ جس کو ناگ سانپ نے ڈس کر زندہ
کر دیا تھا تھیو سانگ بڑھی خالہ کی تھیلی میں بند کوہ قاف
لے جایا جا رہا ہے۔ جبکہ اسکی انگلی حرکت نہیں کر سکتی جولی سانگ
اسی شہر میں ساریگان کے ایک مکان میں یرگسٹ کی قید میں ہے
زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ جو اس کی رہنمائی میں ایک خلائی
جہاز تیار کر رہا ہے۔ یرگسٹ کے پاس جو نگینہ ستارہ ہے
اس کی روشنی کی وجہ سے جولی سانگ بیہوش ہے اور
اس کے جسم میں پوری طاقت نہیں رہی۔ ماریا ابھی ساریگان
کے شہر میں نہیں پہنچی۔ اور ناگ اور کیٹی ساریگا شہر
کے باہر چٹان والی غار میں بیٹھے اس انتظار میں ہیں
کہ شاید تھیو سانگ یہاں آ جائے۔

انہیں نہ عنبر کی خوشبو آ رہی تھی نہ جولی سانگ کی اور
نہ تھیو سانگ کی۔ ناگ کہنے لگا۔
"شام ہو رہی ہے۔ کیٹی۔ ابھی تک تھیو سانگ، جولی سانگ
اور عنبر میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا مجھے خود
ان کی تلاش میں نکلنا ہوگا"
کیٹی پھر کہنے لگی کہ وہ نہ جائے کہیں وہ بھی اس سے بچھڑ جائے ناگ نے کہا۔
"اگر میں نہ گیا تو پھر ہم کب تک یہاں یونہی پڑے رہیں گے تم بالکل فکر نہ کرو میں بڑی احتیاط
سے کام لوں گا۔ اور فضا میں پرواز کر کے تھیو سانگ کو ڈھونڈوں گا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑی مشکل سے کیٹی نے ناگ کو اجازت دے دی مگر تاکید کی کہ وہ تھوڑی دیر بعد غار میں آکر اپنی شکل دکھا جایا کرے۔ ناگ نے سانس بھر کر چھوڑا اور عقاب بن کر فضا میں بلند ہو گیا اس نے سارے شہر کا ایک چکر لگا۔ جھک کر ایک ایک مکان کو غور سے دیکھا باغوں میں دیکھا مگر اسے عنبر، متیو سانگ ماریا میں سے کوئی نہ ملا کسی کی ایک بار بھی خوشبو نہ آئی ناگ ناامید ہو کر واپس کیٹی کے پاس آگیا کیونکہ اب رات کا اندھیرا بھی پھیلنے لگا تھا۔

دونوں غار میں اداس بیٹھے عنبر، ماریا، متیو سانگ اور جولی سانگ کی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک انہیں ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی ناگ نے چونک کر کہا

"کیٹی! تم نے ماریا کی خوشبو محسوس کی"

ہاں! کیٹی خوشی سے اچھل کر بولی "یہ ماریا کی خوشبو ہے ناگ نے کہا!" میں اس خوشبو کے پیچھے جاتا ہوں میرا خیال ہے کہ ماریا کو بھی ہماری خوشبو پہنچ گئی ہوگی اور وہ اسی طرف آرہی ہوگی"

یہ کہہ کر ناگ عقاب کی شکل میں فضا میں اڑ گیا دوسری طرف سے ماریا بھی اڑتی ہوئی ساریگان شہر میں پہنچ گئی تھی اسے بھی کیٹی اور ناگ کی خوشبو آرہی تھی اور وہ اسی سیدھ میں بڑھ رہی تھی اچانک ماریا نے فضا میں عقاب کو اڑتے دیکھا۔ ماریا غوطہ لگا کر تیزی سے عقاب کے قریب آگئی اور بولی۔

"ناگ بھیا"

ناگ نے خوش ہو کر کہا "ماریا" خدا کا شکر ہے تم آگئی ہو۔ ناگ اسے لے کر کیٹی کے پاس آگیا۔ ناگ انسانی شکل میں تھا یہاں سب سے پہلے ماریا نے اپنی کہانی سنائی کہ کس طرح جب کیٹی اور عنبر خانقاہ میں ساریگان شہر جا کر ناگ اور ماریا کو تلاش کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ تو وہ اسی خانقاہ میں لٹکی ہوئی تھی ناگ اور کیٹی بڑے حیران ہوئے۔ تب ناگ نے اپنی کہانی سنائی پھر ماریا نے پوچھا۔

"عنبر، متیو سانگ اور جولی سانگ کہاں ہیں؟"

ان کی خوشبو کیوں نہیں آرہی ہے"

اب کیٹی نے ماریا کو متیو سانگ اور جولی سانگ اور عنبر کی گمشدگی کے بارے میں بتایا۔ ماریا افسوس کرنے لگی پھر سوچ کر بولی میں شہر کے مکانوں میں جا کر انہیں دیکھتی ہوں۔ میں جولی سانگ کو پہچان سکتی ہوں ناگ ابھی اسے نہیں ملا یہ اسے نہیں پہچانے گا۔ اس لئے ناگ بھیا! تم کیٹی کے پاس ہی رہو" یہ کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہو کر شہر کے مکانوں کے اوپر آکر اڑنے لگی اس نے شہر کے اوپر تین چار چکر لگائے شام کا اندھیرا ہو گیا تھا۔ مکان میں چراغ روشن ہو گئے تھے ماریا نے نیچے آکر مکانوں کی تلاشی لینی شروع کر دی وہ ہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مکان میں جاکر مکان کے سارے کمروں میں گھوم پھر کر
تی اسے کہیں بھی عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ نظر نہ آئے
بھی کیسے آتے۔ عنبر تو لال سانپ کی شکل میں بے ہوشی کی حالت
میں بوتل میں بند ساریگان کے قبرستان میں زندہ مردے کے
تھ تھا

اور تھیو سانگ کو نیم بے ہوش کر کے بوڑھی خالہ اپنے ساتھ
قاف لے جا چکی تھی صرف جولی سانگ اس شہر کے ایک
تنگ و تاریک مکان میں زنجیروں میں جکڑی نیم بے ہوش پڑی
تھی مگر ماریا اس مکان میں ابھی نہیں گئی تھی

ماریا اب شہر کے شمالی علاقے کے مکانوں میں آگئی اس کو
شہر سے تھوڑی دور ایک پرانا سا چھپر والا مکان نظر آیا ماریا
اس کے اندر گئی تو دیکھا کہ ایک آدمی ایک عجیب قسم کی مشین بنانے
میں مصروف ہے۔ یہ یوگسٹ تھا۔ جو خلائی جہاز تیار کر رہا تھا
ماریا غور سے اس آدمے بنے ہوئے خلائی جہاز کی مشین کو دیکھنے
لگی یوگسٹ نے چراغ جلا رکھا تھا وہ بڑی محنت سے مشین کا
ایک پرزہ جوڑ رہا تھا۔ ایک بوڑھا آدمی اندر آیا اس
کی ایک بوتل تھی جس میں سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا
اس نے بوتل میز پر رکھی اور کہا۔
کیا یہ اڑن کھٹولا ہوا میں اڑے گا؟

یوگسٹ نے ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوئے بوڑھے کی طرف دیکھا
اور بولا
"یہ اڑن کھٹولا نہیں ہے۔ یہ خلائی جہاز ہے یہ خلا میں اڑتا
ہوا ایک خلائی سیارے میں جائے گا"
ماریا کے کان کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ جولی سانگ بھی خلائی
لڑکی تھی بوڑھا کہنے لگا
"آقا! کیا آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں گے۔ میں خلائی
سیارے کی سیر کرنا چاہتا ہوں
یوگسٹ نے ہنس کر کہا۔ "تم جا کر کیا کرو گے تم اسی جگہ رہنا میں بہت
جلد واپس آجاؤں گا
بوڑھا نوکر بولا۔ آقا! میں مکان پر جاؤں۔ اسے کھانا دینا ہے
یوگسٹ نے کہا "اسے کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی
جا کر دیکھو۔ وہ کس حال میں ہے اس کا وہیں رہنا
بہت ضروری ہے اس کی مدد کے بغیر میں خلا کے
سیارے پر نہیں پہنچ سکتا
ماریا چونکی۔ یہ کس کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ چنانچہ جب بوڑھا جانے
لگا تو ماریا بھی اس کے ساتھ ہی چل پڑی۔ بوڑھا یوگسٹ کے پرانے
مکان میں آگیا ماریا اس سے پہلے مکان میں داخل ہو کر کمروں میں
گھوم گئی اچانک اس کی نظر جولی سانگ پر پڑی جو زنجیروں سے بندھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ سب کچھ ہو رہا تھا کہ ماریا لپک کر اس کے پاس آ گئی تھی۔ ماریا نے جولی سانگ کو دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا لپک کر اس کے پاس آ گئی تھی۔ ماریا نے جولی سانگ کو دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا لپک کر اس کے پاس آ گئی تھی۔ ماریا نے جولی سانگ کو دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا لپک کر اس کے پاس آ گئی تھی۔

یوڑھا نوکر بھی وہاں آ گیا اور غور سے جولی سانگ کو دیکھ کر باہر چلا گیا اس کے جانے کے بعد ماریا نے جولی سانگ کو بلایا اور بولی۔

"جولی سانگ! میں ماریا ہوں۔ ماریا۔ ہوش کرو"

جولی سانگ نے آنکھیں کھول دیں اور کمزور آواز میں بولی

"ماریا! اس کو سامنے سے ہٹاؤ اس کو سامنے سے ہٹاؤ"

ماریا نے دیکھا کہ جولی سانگ کے سامنے ایک ننھا سا ستارہ جو تانبے کی دھات کا بنا ہوا تھا۔ میز پر اس طرح کھڑا کر دیا گیا تھا کہ اس کی شعاعیں سیدھی جولی سانگ پر پڑ رہی تھیں۔ یہ شعاعیں اسے کمزور بنائے جا رہی تھیں اور اس کی طاقت ختم ہوتی جا رہی تھی ماریا نے جلدی سے ننھے ستارے کو ہٹا کر زمین پر رکھ دیا جولی سانگ کو ہوش آنا شروع ہو گیا اس کی کھوئی طاقت واپس آنے لگی۔ ماریا نے آہستہ سے کہا

"یہ سب کچھ کیا ہے جولی؟"

جولی نے دھیمی آواز میں لوگسٹ کے منصوبے کے بارے میں ماریا کو سب کچھ بتا دیا۔ ماریا نے کہا۔

"وہ جائے جہنم میں۔ تم میرے ساتھ یہاں سے نکل چلو۔ شہر کے باہر والی غار میں ناگ اور کیٹی تمہارا انتظار کر رہے ہیں"

جولی سانگ نے پوچھا "کیا ناگ بھیا بھی آ گیا ہے"

ماریا نے کہا "ہاں۔ تم چلو۔ تمہیں اس سے ملاتے ہیں"

اس کے ساتھ ہی ماریا نے جولی سانگ کی زنجیریں توڑ ڈالیں۔ جولی سانگ کی طاقت بھی بحال ہو گئی تھی۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اس نے جھک کر تانبے کا ننھا سا ستارہ اٹھا لیا اور بولی۔

"یہ ستارہ ہمارے کام آ سکتا ہے کم از کم لوگسٹ کو اب یہ خلا میں نہیں لے جا سکے گا"

اچانک دروازہ کھلا اور لوگسٹ اندر داخل ہو گیا اس نے جولی سانگ کو زنجیروں سے آزاد ہوش میں دیکھا تو غصے میں آ کر اس نے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی اور غضب ناک آواز میں بولا

"تم یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکو گی۔"

جولی سانگ نے مسکرا کر اسے تانبے کا ستارہ دکھاتے ہوئے کہا۔

"جس ستارے کا تم گھمنڈ کر رہے ہو وہ اب میرے پاس آ چکا ہے"

لوگسٹ بوکھلا سا گیا۔ "یہ..... یہ مجھے دے دو۔ نہیں تو میں تمہیں یہیں بھسم کر دوں گا"

جولی سانگ نے ماریا سے کہا

"یہ تمہارا ہے ماریا! اسے واپس لے لو"

ماریا نے جولی سانگ کی ہتھیلی سے ستارہ اٹھا لیا لوگسٹ نے جولی سانگ کی ہتھیلی سے تانبے کے ستارے کو اچانک غائب ہوتے دیکھا تو خوفزدہ ہو گیا مگر وہ ہر حالت میں اپنا تانبے کا ستارہ واپس لینا چاہتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے طیش میں آکر جولی سانگ کو بازو سے پکڑ کر کھینچا چاقو اس کے ساتھ ہی جولی سانگ نے آنکھ سے سفید شعاع نکال کر اس پر پھینکی اور ساتھ ہی اسے زمین سے دس فٹ اوپر فضا میں اٹھا دیا یہ حالت دیکھ کر یوگسٹ کے ہوش اڑ گئے۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا اس نے ہاتھ باندھ کر کہا

مجھے معاف کر دو۔ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں

ماریا نے اوپر فضا میں بلند ہو کر یوگسٹ کو گردن سے دبوچ لیا اور بولی

"تم کون ہوتے ہو آزاد کرنے والے۔ جولی سانگ پہلے ہی آزاد تھی۔ ہاں اب تم غلام ضرور ہو۔"

اور ماریا نے جولی سانگ سے کہا کہ اس دولت کے لالچی کو نیچے گرا دو جولی سانگ نے نظر ہٹالی اور یوگسٹ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔

قبر خالی مُردہ غائب

یوگسٹ زمین پر پڑا کراہ رہا تھا

جولی سانگ نے کہا۔ "تم دولت حاصل کرنے کے لئے خلا میں جانا چاہتے تھے یہ بڑا گھٹیا مقصد تھا اس لئے تم نے مجھ پر ظلم کیا تم کسی کو قتل بھی کر سکتے تھے مگر میں تجھے معاف کرتی ہوں۔ صرف یہ ننھا ستارہ اپنے ساتھ لئے جا رہی ہوں یہ تمہارے دادا کی خلائی نشانی بن کر میرے پاس رہے گا۔ ہاں تمہارے گودام کو جہاں تم خلائی جہاز بنا رہے تھے میں تباہ کرنے جا رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر جولی سانگ اور ماریا مکان سے باہر نکل آئیں۔ ماریا نے جولی سانگ کو وہ گودام دکھایا جہاں یوگسٹ خلائی جہاز تیار کر رہا تھا جولی سانگ نے گودام کی طرف دیکھا اور پھر آنکھ سے نیلی شعاع نکالی۔ نیلی شعاع ایک بجلی کی طرح گودام پر گری۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اندھیری رات ایک لمحے کے لئے روشن ہو گئی۔ گودام جل کر راکھ ہو گیا اور اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر آدھا بنا ہوا خلائی جہاز اور دوسری تمام کیمیاوی چیزیں تباہ ہو چکی تھیں۔ ماریا نے جولی سانگ کو ساتھ لیا اور غار کی طرف چل پڑی غار میں بیٹھی کیٹی کو جولی سانگ کی خوشبو آئی تو وہ بولی۔

"جولی سانگ کی خوشبو آ رہی ہے ناگ"

ناگ نے فضا میں سانس لے کر کہا

"ہاں مجھے بھی ایک خوشگوار سی خوشبو محسوس ہو رہی ہے"

کیٹی خوش ہو کر بولی

"یہی جولی سانگ کی خوشبو ہے۔ ماریا کی خوشبو بھی ساتھ ہی ہے"

ناگ بولا۔ "ماریا کی خوشبو تو میں صاف محسوس کر رہا ہوں"

تھوڑی دیر میں وہاں ماریا اور جولی سانگ پہنچ گئے ناگ نے جولی سانگ کو اور جولی سانگ نے ناگ کو دیکھا۔ ناگ بولا

"اچھا تو یہ ہے ہماری نئی دوست جولی سانگ"

جولی سانگ بولی۔ "کیا یہ ہیں ہمارے بھائی ناگ"

کیٹی نے کہا۔ "تم نے کیسے پہچان لیا"

جولی سانگ کہنے لگی "میں نے ناگ کی آنکھوں سے اسے پہچانا ہے"

ناگ نے کہا "ہاں جولی سانگ! میں ہی ناگ ہوں"

دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ ماریا نے کہا۔

"جولی سانگ ایک عجیب مشکل میں پھنس گئی تھی"

ناگ بولا۔ "ہمارے سفر میں یہ پہلی بار مشکل میں پھنسی ہے

اور ماریا اسے نکال لائی ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ہمارا ہزاروں سال کا سفر تو اس سے بھی زیادہ مصیبتوں اور مشکلوں سے بھرا ہوا ہے کہیں تم گھبرا تو نہیں جاؤ گی جولی سانگ؟"

جولی سانگ نے بڑے مان سے کہا۔

"جہاں تم ایسے بھائی ہوں مجھے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے"

پھر جولی سانگ نے ناگ کو اپنی طاقت کے بارے میں بتایا اور تکونا ستارہ بھی دکھایا جو وہ یرگسٹے کے گھر سے لے آئی تھی ناگ بولا

"حیرانی کی بات ہے ابھی تک یہاں خلائی انسان موجود ہیں"

جولی سانگ نے کہا۔ "اس آدمی کا دادا خلا سے آیا تھا اب وہ بھی خلائی سیارے پر جانا چاہتا تھا۔ مگر محض دولت حاصل کرنے کے لئے اب وہ کبھی نہیں جائیگا"

پھر اس نے کیٹی سے پوچھا۔ "میرے بھائی تھبو سانگ کا کچھ پتہ چلا؟"

ماریا کہنے لگی،

"اس کی تلاش جاری ہے۔ خدا نے چاہا تو وہ بھی بہت جلد ہمارے پاس آ جائے گا"

ناگ بولا،

"ابھی عنبر کو بھی ڈھونڈنا ہے میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ ابھی اسی شہر میں کہیں موجود ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی بولی۔۔۔ "ہم صبح سب مل کر عنبر اور تھیو سانگ کی تلاش میں نکلیں گے۔"

جب ناگ نے انہیں بتایا کہ اس کے ڈسنے سے ساریگان کے بادشاہ کا بیٹا مرنے کے بعد بھی زندہ ہو گیا تھا تو وہ سب بڑے حیران ہوئے ناگ نے کہا۔

اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے خزانے کے سانپ نے بتایا تھا کہ شہزادے کو سکتہ ہو گیا تھا جس کو وہ موت سمجھ بیٹھے میرے زہر نے اس کے خون میں گرمی پیدا کر دی اور اٹھ کر بیٹھ گیا

پھر ناگ اپنا سر کھجاتے ہوئے بولا۔

مجھے خواب کی طرح یاد آ رہا ہے کہ میں نے ایک اور انسان کو بھی ڈسا تھا۔

"وہ انسان کون تھا؟ ماریا نے پوچھا

ناگ دماغ پر زور دے کر بولا۔

"یاد نہیں آ رہا۔ اتنا یاد آتا ہے کہ وہ آدمی زمین کے اندر لیٹا ہوا تھا اور میں نے اس کے پاؤں پر ڈسا تھا

جولی سانگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں جولی نے کہا۔ "زمین کے اندر تو وہی آدمی لیٹ سکتے ہیں وہ کوئی تہہ خانے میں سویا ہوا آدمی ہوگا۔ یا کسی قبر میں چھپا ہوا ڈاکو یا قاتل ہوگا۔"

قبر کا نام سن کر ناگ کی آنکھیں چمکنے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ماریا نے ناگ کی شکل پر سوچ کے آثار دیکھے تو بولی۔

"تم کیا سوچ رہے ہو ناگ!

ناگ نے کہا۔! یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وہ زمین کے اندر کیا شے تھی؟ قبر۔۔۔ قبر۔۔۔ ہاں کچھ یاد آیا۔ وہ ایک قبر میں

"قبر تھی!

کیٹی نے چونک کر پوچھا۔ "تم قریب کیا کرنے گئے تھے تمہیں کس نے وہاں بھیجا تھا؟ کوئی قبر تھی وہ!

ناگ نے کہا

"ظاہر ہے لیے یونانی گورو ہی نے بھیجا ہوگا کیونکہ میں اس کی قید میں تھا۔ مگر ذہن میں دھند سی چھا رہی ہے اس وقت میں اپنے ہوش نہیں تھا۔ بس اتنا یاد آیا ہے کہ ایک قبر تھی قبر کا سوراخ تھا اور ایک آدمی کے دو پاؤں تھے میں نے پاؤں پر ڈسا تھا۔

کیٹی نے کہا۔

یہ تو کوئی مُردہ ہی ہو سکتا ہے۔

ماریا بولی "آخر ناگ کو ایک مُردے کو ڈسوانے کی کیا ضرورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی اس گورو کو؟

جولی سانگ نے اچھل کر کہا۔

اس لئے کہ وہ مردے کو زندہ کرنا چاہتا ہوگا۔ جس طرح اس بادشاہ نے مُردہ بیٹے کو ناگ سے ڈسوا کر زندہ کر دیا تھا

وہاں ایک لمحے کے لیئے سناٹا چھا گیا۔ ماریا، کیٹی، جولی سانگ اور ناگ چپ چاپ سے ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ ماریا نے خاموشی کی سکوت کو توڑتے ہوئے کہا

بادشاہ کے مُردہ بیٹے کو اگر یونانی گورو نے ناگ سے ڈسوایا تو وہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اسے بادشاہ سے خزانہ حاصل کرنے کا لالچ تھا لیکن اس مُردے کو ڈسوانے کی بات سمجھ میں نہیں آتی اسے اس کی کیا ضرورت تھی۔

کیٹی نے کہا

ہو سکتا ہے۔ یونانی گورو کو اس کی بھی ضرورت ہو۔

جولی سانگ بولی۔

"ہو سکتا ہے وہ مُردے سے کوئی کام لینا چاہتا ہو ہو سکتا ہے وہ مُردے کو ڈسوا کر ناگ کے زہر کی آزمائش کرنا چاہتا ہو"

بیٹی نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے وہ مُردہ تو زندہ ہو گیا ہوگا جس کو ناگ نے قبر میں ڈسا ہوگا

اس پر سب ایک بار پھر چپ ہو گئے۔ ماریا نے تشویش کے ساتھ کہا ..... یہ تو بڑی خطرناک بات ہے تمہارا کیا خیال ہے

ناگ: کیا تمہارے ڈسنے سے مردہ زندہ ہو گیا ہوگا؟

جولی سانگ نے

سر کو ایک طرف جھکاتے ہوئے کہا

"اگر بادشاہ کا بیٹا زندہ ہو سکتا ہے۔ تو قبر میں پڑا ہوا مُردہ بھی زندہ ہو سکتا ہے۔

اب ناگ بولا۔ بادشاہ کا بیٹا خزانے کے سانپ کے کہنے کے مطابق مُردہ نہیں تھا۔ اسے سکتہ ہو گیا ہوا تھا اور قبر کا مُردہ تو خالص مُردہ ہوتا ہے وہ کیسے زندہ ہو سکتا ہے۔

ماریا نے کہا۔ "آخر ہمیں اس بک بک سے کیا۔ مُردہ زندہ ہو یا مُردہ۔ ہمیں اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں تھیوسانگ کی تلاش کے لئے کسی دوسرے شہر کو چلنا چاہیئے ممکن ہے خضر کا بھی وہیں سے سراغ مل جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے ماریا کی حمایت کی تو جولی ساتگ بولی۔

"میرا خیال تو ہے کہ ہمیں کچھ روز اسی جگہ رہنا چاہیے
لیکن ہے کہ عنبر، تھیو ساتگ اسی جگہ آجائیں"

ناگ نے مسکرا کر کہا

"جولی ساتگ! اپنے آپ ہم میں سے بہت ہی کم کوئی آیا ہے ہمیں جا کر اسے لانا پڑا ہے۔ اس کی معیت میں خود بھی چھلانگ لگانی پڑتی ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کل صبح ہوتے ہی ہمیں کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جانا چاہیے کیونکہ اس شہر میں سے عنبر اور تھیو ساتگ کسی کی خوشبو بھی نہیں آرہی"

ماریا نے ناگ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ اور پھر ہم دوبارہ اس شہر میں آجائیں گے۔ یہاں آنے سے ہمیں کوئی منع نہیں کرتا"

آخر یہی طے پایا کہ صبح ہوتے ہی وہاں سے ملک مکش دیپ کی طرف کوچ کر دیا جائے۔ رات گہری ہو گئی تھی یہ سب ساتھی غار میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر زمین پر لیٹ گئے اور باتیں کرنے لگے نیند تو انہیں آتی نہیں تھی۔ بس یونہی ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے اور پھر تھوڑا آرام کرنے کے خیال سے انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ ناگ لیٹے لیٹے تھک گیا۔ ..... کہنے لگا۔ میں ذرا باہر کھلی ہوا میں جاتا ہوں یہاں تھک گیا

ہوں بند ہوا میں۔

ماریا نے کہا۔ "خدا کے لئے زیادہ دور مت جانا"

ناگ ہنس کر بولا۔ "فکر نہ کرو۔ میں کوئی بچہ نہیں ہوں"

ماریا اور جولی ساتگ دبے دبے ہنسنے لگیں۔ ناگ غار سے نکل کر تازہ ہوا میں آیا تو اسے تسکین محسوس ہوئی۔ آسمان پر ستارے سفید نیلے پھولوں کی طرح کھلے ہوئے تھے۔ چاند ابھی نہیں نکلا تھا چاروں طرف دور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں خاموش تھیں نیند کی چادر نے انہیں اپنی آغوش میں لے رکھا تھا دور سمندر کی جانب سے لہروں کا ہلکا ہلکا شور سنائی دے رہا تھا ناگ ٹہلتے ٹہلتے ذرا دور نکل گیا۔ پھر ایک جگہ پتھر پر بیٹھ گیا اور عنبر تھیو ساتگ کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ کہاں ہوں گے اور ان کو ڈھونڈنے کے لئے کس قسم کی پالیسی یا حکمت عملی تیار کرنی چاہیے

اچانک اسے اپنے پیچھے آہٹ سی سنائی دی۔ ناگ نے لمحہ [illegible] اس کے پیچھے چھوٹے چھوٹے پتھریلے ٹیلے تھے ان کے پیچھے چڑھائی تھی اور وہ غار تھا جس میں کیٹی جولی ساتگ اور ماریا آرام کر رہی تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ یہ اس کا وہم ہے گا پھر تھیو ساتگ اور عنبر کے بارے میں غور کرنے لگا تھوڑی دیر بعد اسے وہی آہٹ ایک بار پھر سنائی دی۔ ناگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اس بار بھی اسے پیچھے کچھ دکھائی نہ دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ پھر اپنی سوچوں میں گم ہو گیا تیسری بار اس کو آہٹ کی آواز آئی تو ناگ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ٹیلے کے پیچھے آ گیا اس نے جھک کر زمین پر دیکھا زمین پر اسے ریت میں انسانی پاؤں کے نشان دکھائی دیئے۔ پہلے اس نے خیال کیا کہ ہو سکتا ہے یہ کیٹی کے یا خود اس کے پاؤں کے نشان ہوں مگر یہ نشان کٹے پھٹے تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ جس آدمی کے پاؤں کے یہ نشان ہیں اس کے پاؤں پھٹے ہوئے ہیں۔ ناگ چپکے سے ان نشانوں کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ دور ٹیلوں کے اندھیرے میں آیا تو ستاروں کی روشنی میں اسے ایک سایہ درخت کے پیچھے جاتا نظر آیا ناگ بھاگ کر ادھر آ گیا اب وہ ٹیلے کے پیچھے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے سامنے ایک زندہ لاش کھڑی ہے ناگ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ لاش نے صرف کفن پہن رکھا تھا وہ جگہ جگہ سے پھٹ رہا تھا لاش کی کھڑکھڑاتی آواز آئی۔

"مجھے ڈسو۔ مجھے کاٹو"

اور پھر لاش ایک طرف مڑ کر غائب ہو گئی۔ ناگ نے فوراً عقاب کا روپ بدلا اور لاش کے پیچھے اڑا مگر رات کے اندھیرے میں اسے لاش کہیں نظر نہ آئی۔ وہ فوراً غار میں کیٹی، ماریا جولی سانگ [illegible] آ گیا انہیں سا[illegible] سنایا تو ماریا بولی۔

[illegible] ہو گیا ہے"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"کبھی پہلے ناگ کو وہم ہوا ہے ماریا! یہ تم نے عجیب بات کہہ دی ہے"

ماریا نے اپنی بات کو زیادہ صفائی سے پیش کرتے ہوئے کہا

"میرا مطلب تھا کہ چونکہ ہم قبروں کی باتیں کر رہے تھے اس لئے ہو سکتا ہے اس کے ذہن نے ایک لاش کا ہیولا سامنے لا کھڑا کیا ہو۔

ناگ کہنے لگا۔ "نہیں ماریا۔ یقین کرو وہ ایک لاش تھی۔ اس کا کفن پھٹا ہوا تھا۔ وہ مجھے ڈسنے کے لئے کہہ رہی تھی

اس پر جولی سانگ نے کہا "ہو سکتا ہے یہ وہی لاش ہو جس کو تم نے یونانی گورو کے کہنے پر ڈسا تھا

کیٹی کہنے لگی "یہ بالکل ٹھیک ہے ہمیں قبرستان میں چل کر معلوم کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اس طرح ہمیں عنبر کا ہی سراغ مل جائے۔

ناگ بولا۔ "تو پھر چلو سب مل کر قبرستان میں چلتے ہیں

ماریا بھی تیار ہو گئی۔ اب ناگ کیٹی جولی سانگ اور ماریا غار سے نکل کر ماریگان شہر کے قبرستان کی طرف روانہ ہو گئے قبرستان وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا قبرستان کی فضا پر تاریکی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ [illegible] آہٹ بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ جولی سانگ کیٹی کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ چل رہی تھی وہ ڈیوڑھی سے نکل کر قبروں کے درمیان

تو ناگ نے ماریا سے کہا

"ماریا! تم قبرستان کی ساری قبروں کو جا کر دیکھو

کہ کون سی قبر مُردے سے خالی ہے

ماریا اسی وقت قبروں کی تلاشی لینے لگی وہ ہر قبر پر جا کر دیکھتی کہ مُردہ ہمیشہ کی نیند سو رہا ہے زیادہ تر مُردوں کی ہڈیاں ہی باقی رہ گئی تھیں۔ قبرستان کی ساری قبریں تقریباً ماریا نے دیکھ لیں صرف ایک قبر باقی رہ گئی تھی۔ ماریا اس قبر میں گھسی تو قبر کا مُردہ غائب تھا ماریا نے فوراً ناگ۔ کیٹی اور جُولی سانگ کو آ کر اطلاع کی کہ کونے والی قبر میں لاش نہیں ہے

ناگ کیٹی اور جُولی سانگ فوراً اس قبر پر آ گئے۔ ناگ سانپ بن کر قبر میں اتر گیا۔ اس نے دیکھا کہ واقعی ہی قبر میں مُردہ نہیں تھا وہاں اور بھی کچھ نہیں تھا۔ ناگ نے باہر آ کر بتایا

"اب مجھے کچھ کچھ یاد آ رہا ہے شاید یہی وہ قبر تھی جس کے مُردے کے پاؤں پر میں نے ڈسا تھا اور اب مجھے یقین ہو گیا ہے یہ وہی لاش تھی جو تھوڑی دیر پہلے میرے پاس آئی تھی۔

کیٹی بولی۔ میرا خیال ہے۔ وہ لاش ابھی اپنی قبر تک نہیں پہنچی۔

ہمیں کسی جگہ چھپ کر اس کا انتظار کرنا چاہیئے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔ "کیا خبر وہ رات کو ادھر نہ آئے۔

ماریا بولی۔

مُردہ رات کو اپنی قبر میں ضرور واپس آ جاتا ہے

اس قبر کی لاش اگر باہر گئی ہے تو دن نکلنے سے

پہلے اپنی قبر میں ضرور واپس آئی گی

ناگ نے جولی سانگ اور کیٹی کو ساتھ لیا اور قبرستان کی ڈیوڑھی میں ایک ایسی جگہ چھپ کر بیٹھ گئے جہاں سے خالی قبر صاف نظر آتی تھی اب آسمان پر پیلا زرد اُداس چاند نکل آیا تھا جس کی پھیکی روشنی نے قبرستان کی فضا کو اور زیادہ پُر اسرار بنا دیا تھا اصل میں ہم لوگ قبرستانوں سے یونہی ڈرتے ہیں جبکہ زندہ انسان سے دنیا کی ہر مخلوق خوف کھاتی ہے۔ ہمیں قبرستانوں سے بالکل خوف نہیں کھانا چاہیئے۔ رات ڈھلنے لگی۔ چاند بھی تھوڑا سا اُوپر کو آ کر نیچے ڈوبنے لگا۔ پھیکی زرد چاندنی کھسکنے لگی اور قبرستان پر ایک بار پھر اندھیرا چھانے لگا

اچانک ماریا نے کہا۔

وہ کوئی آ رہا ہے ان درختوں کے پیچھے

سب نے درختوں کے پیچھے دیکھا۔

ناگ نے جذباتی آواز میں کہا۔

"ارے یہ تو وہی لاش ہے۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے سرگوشی کی:

"میں جاکر اسے دیکھتی ہوں"

کیٹی نے اسے روکا!

"نہیں نہیں تم مت جاؤ۔ اسے قبر میں جا لینے دو
بعد میں دیکھا جائے گا۔"

کیٹی اب کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتی تھی ناگ بڑے غور سے درختوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جولی سانگ کی نظریں اُدھر ہی جمی ہوئی تھیں۔ لاش وہی تھی جو تھوڑی دیر پہلے ناگ کے پاس آئی تھی۔ لاش ایک جگہ سے سوراخ کرکے قبر میں گھس گئی

تب ناگ بولا۔

"اب میں لاش کو جاکر دیکھتا ہوں کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے
وہ کیوں میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھے ڈسنے
کے لیے کیوں کہا تھا"

ماریا بولی: "میں تمہارے ساتھ جاؤں گی اب ہم کسی کو اکیلا نہیں
چھوڑیں گے۔"

کیٹی اور جولی سانگ نے بھی کہا کہ ہاں ماریا تم ناگ کے ساتھ جاؤ

ناگ نے سانپ کا روپ بدلا اور قبروں کی سوکھی ہی گھاس میں سے رینگتا ہوا زندہ لاش والی قبر پہ پہنچ گیا اس نے آہستہ سے ماریا سے کہا

رہے اور ناگ خود قبر کے اندر چلا گیا۔ جونہی وہ
اندر گیا۔ تو لاش نے اسے گردن سے دبوچ لیا اور اس سے
پہلے کہ وہ کوئی آواز نکال سکتا لاش نے ناگ کو بوتل میں
بند کرکے اوپر کاک لگا دیا۔

خدا جانے یہ لاش کے ٹھنڈے ہاتھوں کا اثر تھا یا بوتل
پر کیے گئے جادو کا اثر تھا کہ ناگ بوتل میں بند ہوتے ہی
بے حس ہو گیا۔ اور اسکی خوشبو نکلنی بند ہو گئی۔ جونہی کیٹی
جولی سانگ اور ماریا کو ناگ کی خوشبو آنی بند ہوئی وہ
پریشان ہو گئے۔ جولی سانگ اور کیٹی لپک کر قبر پر آئے
ماریا کی تیز خوشبو آ رہی تھی مگر ناگ کی خوشبو غائب تھی
ماریا نے کہا۔

"کیٹی! ناگ قبر میں گیا تھا اس کی خوشبو بند ہو گئی ہے
میں قبر میں جا رہا ہوں۔"

ماریا تیزی سے میں داخل ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ قبر
میں ایک مُردہ بالکل سیدھا خاموش اور بے حس پڑا ہے
ناگ والی بوتل اس کے نیچے تھی اس بوتل کو ماریا نہ دیکھ
سکی ماریا نے جھک کر مُردے کو غور سے دیکھا وہ واقعی
لاش کی طرح سرد تھا اور کھوپڑی پہ ایک طرف سے گوشت
سڑنے لگا تھا ماریا نے قبر کا کونا کونا چھان مارا۔ مگر اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کہیں نہ ملا اس نے ناگ کو آوازیں بھی دیں مگر ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ناگ نے بوتل میں ماریا کی آواز سن لی تھی مگر وہ اتنی طاقت محسوس نہیں کر رہا تھا کہ جواب دیتا۔ ماریا قبر سے باہر آگئی

"کیٹی جولی سانگ! ناگ قبر میں نہیں ہے۔ ناگ موجود ہے مگر ناگ نہیں ہے نہ جانے وہ کہاں چلا گیا ہے"

جولی سانگ نے کہا

"اسے قبروں میں تلاش کرو۔ ماریا۔ وہ ہمارے سامنے اس قبر میں گیا تھا۔ ہو سکتا ہے اندر ہی اندر وہ کسی دوسری قبر میں اتر گیا ہو"

کیٹی آہ بھر کر بولی! میں اس لئے ناگ کو اکیلا نہیں جانے دینا چاہتی تھی اب خدا جانے اس پر کیا گذر گئی ہے اور وہ کہاں پھنس گیا ہے

ماریا بولی۔ تم گھبراؤ نہیں کیٹی۔ ناگ ہمارا بھی ساتھی ہے میں ابھی سارے قبرستان کو کھنگال ڈالتی ہوں

اور ماریا تیزی سے قبروں کی تلاشی لینے لگی ایک بار پھر اس نے ساری قبرستان کی ساری قبریں دیکھ لیں مگر ناگ اسے کہیں دکھائی نہ دیا وہ مایوس ہو کر کیٹی اور جولی سانگ کے پاس آگئی

"افسوس! ناگ کا کوئی سراغ نہیں ملا"

جولی سانگ نے اداسی سے کہا۔

"ہم عنبر اور تھیو سانگ کو تلاش کر رہے تھے اور یہاں ناگ بھتیا بھی ہمارے پاس نہیں رہا"

ماریا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"گھبرانے کی بات نہیں ہے جولی سانگ! ایسا ہمارے ساتھ کئی بار ہو چکا ہے۔ ناگ کا صبح تک ضرور پتہ چل جائے گا وہ کہاں ہے"

کیٹی غمگین تھی۔ ماریا نے اسے تسلی دی تو وہ بولی

"میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ ناگ کو اکیلا مت قبر میں جانے دینا مگر کسی نے میری نہیں سنی"

ماریا نے کہا! "کوئی بات نہیں کیٹی۔ ناگ اسی قبرستان میں گم ہوا ہے ہم اسے اسی قبرستان سے ڈھونڈ نکالیں گے آؤ قبرستان کی اس ڈیوڑھی والی کوٹھری میں ڈیرہ جماتے ہیں جب تک ناگ ہمیں واپس نہیں مل جاتا ہم یہاں سے نہیں جائیں گی"

جولی سانگ نے غصے میں کہا

"اگر ناگ نہ ملا تو میں ان ساری قبروں کو ننگا ہوں کا میزائل مار کر تباہ کر دوں گی"

ماریا نے فوراً کہا۔ "نہیں نہیں جولی سانگ! ہم ایسا نہیں کر سکتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبروں کی بے حرمتی کرنا گناہ ہے ہم مرنے والوں اور
ان کی قبروں کا احترام کرتے ہیں۔ ہم ان سے کچھ مانگتے نہیں
ہیں مگر ان کا احترام ضرور کرتے کرتے ہیں آئندہ ایسی
بات مت کہنا۔"

جولی سانگ نے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا

"مجھے افسوس ہے ماریا۔ اصل میں میں یہاں کے رسم و
رواج سے ابھی اچھی طرح واقف نہیں ہوئی۔"

وہ تینوں سہیلیاں قبرستان کی ڈیوڑھی میں جا کر بیٹھ گئیں
رات کا پچھلا پہر تھا ایک عجیب سی وحشت انگیز خاموشی قبروں
پر چھا رہی تھی۔ کسی قبر کے اوپر والے درخت سے الو تھوڑی
تھوڑی دیر بعد بولنے لگتا تھا۔ ماریا قبروں کے اوپر پرواز کر
رہی تھی اگر کہیں ناگ نظر آئے تو اسے اپنے ساتھ لے چلے

اس دوران قبر کے اندر لیٹے ہوئے مردے نے اپنے نیچے
سے ناگ والی بوتل نکال کر اپنے سینے پر رکھی۔ اسے غور سے دیکھا
پھر اٹھ کر قبر کے سوراخ میں سے تھوڑا سا سر باہر نکال کر دیکھا
اس نے آسمان کی طرف نگاہ ڈالی تو اسے ماریا اڑتی ہوئی قبروں
کے اوپر منڈلاتی اور چکر لگاتی نظر آئی۔ مردہ ماریا کو دیکھ
سکتا تھا اس نے گردن اندر قبر میں سمیٹ لی تھوڑی دیر کے بعد
جب پھر گردن ذرا سی باہر نکال کر دیکھا۔ ماریا ابھی تک چکر لگا
رہی تھی۔ مردہ قبر میں لیٹ گیا۔ ناگ کی بوتل اب بھی اس
کے نیچے تھی۔ سورج نکلنے لگا دن کا اجالا پھیلنے لگا۔ ماریا
ڈیوڑھی میں واپس آ گئی اور کہنے لگی کہ قبرستان میں اسے سوائے
مُردوں کے کچھ نظر نہیں آیا۔ کیٹی جولی سانگ کچھ دیر کے لیے
خاموش ہو گئیں پھر جولی سانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں کچھ دیر کے لئے غار میں ہی چلنا
چاہیے۔ ہو سکتا ہے ناگ یا عنبر میں سے کوئی ادھر آ نکلے"

کیٹی بولی۔ "اچھا خیال ہے اب دن نکل آیا ہے قبروں کی لاشیں
دن میں قبروں سے نہیں نکلا کرتیں۔"

کیوں ماریا تمہارا کیا خیال ہے۔

ماریا نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کسی ایک کو اسی جگہ
ٹھہرنا چاہیئے۔"

کیٹی نے ہاتھ اٹھا کر جلدی سے کہا۔

"بالکل نہیں۔ اب ہم کسی کو بھی اکیلی نہیں چھوڑیں گی ہم جہاں
اکٹھی جائیں گی۔ چلو ہم سب غار میں چلتے ہیں۔"

جولی سانگ ماریا اور کیٹی غار کی طرف روانہ ہو گئیں۔

ان کے جاتے ہی مُردے نے سوراخ میں سے گردن نکال
کر دیکھا۔ فضا میں ماریا نہیں تھی قبرستان پر گہری خاموشی اور
ویرانی تھی کہیں کوئی پرندہ بھی نہیں تھا وہ قبروں پر سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گذرتا قبرستان سے باہر نکل گیا۔ قبرستان کے پیچھے ایک ویران باغ تھا جس کے سارے کے سارے درخت دیمک لگنے کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا ہو رہے تھے۔ جگہ جگہ دیمک نے ڈھیریاں بنا رکھی تھیں اس ویران اجڑے ہوئے خشک درختوں والے باغ کے کونے میں ایک پرانا مقبرہ سا بنا ہوا تھا۔ یہ کسی تیز کا مقبرہ تھا جس کو بادشاہ نے زہر دے کر مروا دیا تھا۔ مردہ ناگ کی بوتل لے کر اس مقبرے میں آگیا۔

مقبرے کے نیچے قبر تھی۔ اس قبر کو ایک سرنگ جاتی تھی مردہ اس سرنگ میں سے قبر میں آگیا۔ یہاں تہہ خانے میں اس تیز کی قبر بنی ہوئی تھی۔ قبر کی ایک جانب مردے نے گڑھا کھود کر اس میں رکھی ہوئی لال سانپ کی بوتل بھی باہر نکال لی۔ یہ لال سانپ عنبر تھا۔ جو بوتل میں بے ہوشی کے عالم میں پڑا تھا۔ ناگ اگرچہ بے بس تھا۔ مگر وہ آوازیں سن سکتا تھا۔ تھوڑا تھوڑا دیکھ بھی سکتا تھا مردے نے عنبر والی لال سانپ کی بوتل کو آنکھوں کے پاس لاکر دیکھا اور پھر اسے گڑھے میں رکھ دیا۔ اس کے بعد ناگ والی بوتل کا ڈھکنا کھول کر سانپ کو باہر نکال دیا۔ ناگ اگرچہ بے بس تھا مگر باہر نکلتے ہی اس کے منہ میں حرارت سی آگئی۔ مردے نے اس کا منہ اپنے جسم کے ساتھ لگا کر کہا

"ناگ مجھے ڈس دو۔ مجھے ڈس دو"

ناگ جیسے حکم کا غلام تھا اس نے مردے کے بازو پر دانت دیا ڈستے ہی ناگ کا زہر مردے کے بے جان جسم میں پھیلنے لگا یہ زہر خون کی مدد سے نہیں پھیل رہا تھا کیونکہ مردے کا خون جما ہوا ہوتا ہے۔ یہ ایسے پھیل رہا تھا جیسے خشک زمین پر پانی ڈالنے سے آہستہ آہستہ پھیلنے لگتا ہے۔ جوں جوں زہر مردے کے جسم میں پھیل رہا تھا۔ اس کا جسم گرم ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی کھوپڑی پر جو گوشت اڑا ہوا تھا وہاں بھی گوشت واپس آگیا مردے کے بازو پر بھی جہاں ہڈیاں نکل آئی تھیں گوشت آگیا پھر اس کے جسم کے خلیے زندہ ہو گئے۔ اچانک دل نے دھڑکنا شروع کر دیا اور خون کی گردش شروع ہو گئی اب وہ ایک لاش نہیں تھی۔ پہلی بار ڈسوانے سے لاش اس طرح زندہ ہوئی تھی کہ وہ سن سکتی تھی۔ چل سکتی تھی۔ مگر سوچ نہیں سکتی تھی

اب دوسری بار سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے لاش پورا انسان بن چکی تھی۔ اس لاش کو اپنا سارا ماضی یاد آگیا تھا۔ اسے یہ بھی یاد آگیا تھا۔ کہ وہ کون تھا۔ اسے کس نے قتل کیا تھا اور وہ زندگی میں کیا کیا آرزوئیں پوری کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس کی موت کی وجہ سے ادھوری رہ گئی تھیں۔ یہ لاش کی فتح تھی۔ موت پر فتح تھی۔ اس نے ناگ کو دوبارہ بوتل میں بند کر کے گڑھے میں دبا دیا اور تیز کو مقبرے سے باہر آگیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاکھ اشرفی کا انعام رکھا ہوا تھا۔ مگر یاکوس کسی کے ہاتھ نہیں آتا تھا کچھ دیر بعد بادشاہ نے اعلان کروادیا۔ کہ جو شخص یاکوس ڈاکو کی لاش ہمارے پاس لائے گا اُسے ایک لاکھ اشرفیاں انعام میں دی جائیں گی۔ چنانچہ پھر ایسا ہوا کہ یاکوس کے ایک ساتھی کی نیت خراب ہوگئی اس نے شربت میں یاکوس کو زہر پلا دیا اور لاش بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ نے یاکوس کی لاش کو پہچان لیا۔ وہ بڑا خوش ہوا اور اس کے ساتھی کو لاکھ اشرفیاں انعام میں دے دیں۔ یاکوس کے اس غدار ساتھی کا نام تورس تھا۔ یاکوس کو بادشاہ کے حکم سے ساریگان کے قبرستان میں دفنایا گیا۔ بادشاہ اس بدنام خونی ڈاکو کو اپنے شہر کے قبرستان میں نہیں دفنانا چاہتا تھا۔

یاکوس کی موت کے بعد اس کے غدار ساتھی تورس نے ایک عالیشان حویلی دریا کے کنارے بنوائی۔ اور ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کرنے لگا۔ اس بات کو ایک برس گذر گیا تھا کہ یاکوس یعنی زندہ مُردہ ایک بار پھر زندہ ہوکر واپس اپنے وطن درگان جا رہا ہے۔ وہ صبح کے وقت ساریگان کے قبرستان سے گھوڑے پر روانہ ہوا اور شام کے وقت اپنے وطن پہنچ گیا۔ ایک سال تک قبر میں مُردہ حالت میں پڑے رہنے کے بعد یاکوس میں اتنی طاقت پیدا ہوگئی تھی کہ اگر وہ کسی کی

ابھی تک اس کے جسم پر پھٹا ہوا کفن ہی تھا۔ وہ اب قبرستان میں واپس آگیا۔ اپنی قبر پر کھڑے ہوکر اس نے غور سے اپنی قبر کو دیکھا۔ اس نے سوراخ کو مٹی سے بند کر کر دیا پھر ویران مقبرے والے باغ میں آکر دوسری طرف سڑک کے کنارے بیٹھ گیا۔ اتفاق سے اُدھر سے ایک گھوڑے سوار کا گذر ہوا۔

زندہ ہوچکے مُردے نے گھوڑے سوار کو دیکھا اور بولا بھائی ذرا میری بات سنتے جا۔

گھوڑ سوار نے گھوڑے کو روک دیا کیا بات ہے؟ تم نے یہ کفن کیوں پہن رکھا ہے۔ زندہ مُردہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی آنکھیں گھوڑا سوار کی آنکھوں میں ڈال دیں۔ پھر منہ سے ایک عجیب سی غراہٹ کی آواز نکالی۔ گھوڑا سوار بے ہوش ہوکر گر پڑا زندہ مُردے نے گھوڑے سوار کے کپڑے اتار کر خود پہنے اس کے گھوڑے پر بیٹھا اور دوسرے شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ جس شہر کی طرف یہ زندہ مُردہ روانہ ہوا تھا وہ ساریگان شہر سے ایک دن کے سفر پر واقع تھا۔ اس زندہ مُردے کا نام یاکوس تھا وہ درگان شہر کے علاقے کا بہت نامی گرامی ڈاکو اور قاتل تھا اس کا کام راہ گیروں کو لوٹنا اور انہیں ہلاک کرنا تھا درگان کے بادشاہ نے اس کا سر قلم کرکے لانے والے کے لئے ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] دیکھتا اور منہ سے فراہٹ کی آواز نکالتا تھا تو وہ شخص وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ یاکوس اپنے شہر کی سرحد پر پہنچ کر رک گیا۔ اس کا اپنا مکان یا ڈیرہ شہر کی سرحد کے قریب ہی ایک گھنے جنگل کی ایک اندھیری غار میں تھا یاکوس اپنے پرانے اڈے میں آگیا۔ گھوڑے کو باہر باندھ کر وہ غار میں داخل ہوا۔ غار میں جالے لٹکنے لگے تھے اس کا ساتھی اور دشمن قورس وہاں پر نہیں تھا۔ جب یاکوس نے قورس کا دیا ہوا شربت پیا تھا تو فوراً ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کے اپنے ہی ساتھی نے غداری کی ہے اور اسے شربت میں زہر ملا کر پلا دیا ہے۔ مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ زہر اس کے معدے میں پہنچ کر اپنا کام شروع کر چکا تھا۔

یاکوس مر گیا اور یہ حسرت لے کر مر گیا کہ اسے اس کے ساتھی نے انعام کے لالچ کی خاطر زہر دیا ہے۔ اب یاکوس کو اپنے غدار ساتھی قورس کی تلاش تھی۔ غار میں قورس موجود نہیں تھا یاکوس نے کچھ دیر غار میں آرام کیا اور سوچتا رہا کہ قورس کو انعام میں جو اتنی بڑی رقم ملی تھی اس سے وہ عیش کر رہا ہو گا اس نے ضرور شاندار حویلی بنالی ہو گی اور مزے کی زندگی بسر کر رہا ہو گا۔ یاکوس نے فیصلہ کیا کہ وہ دوسرے روز اپنے دشمن کی کھوج میں شہر جائے گا۔ اس نے رات غار میں ہی

بسر کی دوسرے روز صبح سویرے اٹھ کر وہ گھوڑے پر سوار ہونے کی بجائے۔ پیدل ہی شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یاکوس جب تک قبر میں مُردہ حالت میں رہا تھا اس کی داڑھی نہیں بڑھی تھی مگر دوسری بار ناگ کو ڈسوانے کے بعد اس کے جسم میں خون کی گردش جاری ہو گئی تھی اور داڑھی کے بال بڑھنا شروع ہو گئے تھے اس نے اپنے سر پر کپڑا اس طرح لپیٹ رکھا تھا کہ اس کی صرف آنکھیں ہی نظر آتی تھیں اور وہ آسانی سے پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ یاکوس شہر میں داخل ہونے سے پہلے دریا کے پل پر سے گزرا تو اسے وہاں ایک شاندار حویلی دکھائی دی۔ اسے شک ہوا کہ یہی حویلی اس نے غدار دوست اور دشمن قورس کی ہو گی۔ اس نے گھوڑے کا رخ حویلی کی طرف موڑ دیا۔ حویلی کے گیٹ پر دربان کھڑا تھا۔

یاکوس نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ حویلی قورس کی ہے؟

دربان نے کہا۔ "ہاں" یہ ہمارے امیر قورس کی حویلی ہے مگر آپ کون ہو؟ یاکوس نے کہا۔

میں ایک مسافر ہوں۔ تمہارے امیر قورس کی سخاوت کی بڑی تعریف سن رکھی تھی۔ اس لئے آگیا ہوں کہ شاید وہ میری کچھ مدد کر سکے۔ دربان نے کہا "اس طرف درخت کے نیچے بیٹھ جاؤ جب میرا امیر قورس حویلی سے نکل کر باہر جائے گا تو اس کو اپنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوال کرنا۔ کوس پر سے ہٹ کر گھوڑے سے اتر کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد اسے قورس گھوڑے پر بیٹھا حویلی کے گیٹ سے نکلتا نظر آیا اس کا باپ۔ نہایت شاندار لباس میں قیمتی ہیرے پہن رکھے تھے۔ یاکوس اٹھ کھڑا ہوا۔ جب قورس یاکوس کے قریب سے گزرا تو یاکوس نے کہا۔

"میرا ایک سوال ہے اے امیر قورس!"

قورس رک گیا۔ اسے آواز کچھ جانی پہچانی لگی۔ اس نے غور سے یاکوس کو دیکھا۔ مگر یاکوس نے چہرے پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا وہ اسے پہچان نہ سکا تو اس نے پوچھا۔

"کیا سوال ہے تمہارا؟"

یاکوس نے کہا۔ "مجھے تمہارے دوست یاکوس نے بھیجا ہے جس کو تم نے زہر دے کر مار ڈالا تھا"

قورس گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے چونک پڑا اس نے غور سے یاکوس کو دیکھا۔ یاکوس نے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا اور بولا۔

"قورس! تم نے مجھے اب پہچان لیا ہوگا۔ میں ہی یاکوس ہوں جس کے ساتھ تم نے غداری کی اور زہر دے دیا تھا مگر میں زندہ ہوں۔"

قورس کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور بھاگ اٹھا۔ یاکوس نے بھی اپنا گھوڑا اس کے پیچھے لگا دیا دونوں گھوڑے ایک دوسرے کے آگے پیچھے دریا کے کنارے بھاگے جا رہے تھے۔ یاکوس نے اپنے گھوڑے کو اتنی زور سے ایڑ لگائی کہ وہ سرپٹ دوڑتا ہوا قورس کے قریب آگیا۔ یاکوس نے اچھل کر قورس پر چھلانگ لگائی اور اسے نیچے گرا لیا۔ پھر قورس کو گردن سے دبوچ کر کہا۔

"قورس! میں زندہ نہیں ہوں بلکہ مردہ ہوں مگر اس طرح ہو گیا ہوں کہ اب کوئی انسان مجھے آسانی سے ہلاک نہیں کر سکتا۔"

قورس پر دہشت طاری تھی۔ "اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔"

یاکوس مجھے معاف کر دو۔ تمہیں کیا چاہیئے؟ میں اپنی ساری دولت تیرے حوالے کرتا ہوں مگر میری جان بخشی کر دے

یاکوس بولا۔ "تمہاری جان بخشی میں نہیں کروں گا تم نے مجھے زہر دیتے وقت مجھ پر رحم نہیں کھایا تھا اب میں بھی تم پر رحم نہیں کھاؤں گا۔"

اور یاکوس نے گھور کر قورس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں مردہ یاکوس کی آنکھوں کی طاقت سے قورس بے ہوش ہو گیا یاکوس اسے گھسیٹ کر دریا کے کنارے لے آیا پھر اس کے دونوں پاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بڑا سا پتھر باندھا اور دریا میں پھینک دیا قورس دریا میں غرق ہو گیا۔ اب وہ دوبارہ کبھی اوپر نہیں آ سکتا تھا۔ یہاں سے پاکوس واپس قورس کی حویلی میں آ گیا۔ قورس کی کنیزوں نے پاکوس کو پہچان لیا اور ڈر کر بھاگ گئیں۔ کیونکہ ان کے حساب سے تو وہ مر چکا تھا اور بادشاہ نے اسے ساریگان کے قبرستان میں دفن کروا دیا تھا۔ پاکوس نے ان سب کو جمع کیا اور بولا۔

میں زہر سے مرا نہیں تھا بلکہ بے ہوش ہو گیا تھا قبر میں کچھ دیر رہنے کے بعد مجھے ہوش آ گیا اور میں قبر سے نکل کر یہاں آ گیا ہوں۔ میرا غدار ساتھی اور دشمن قورس مر چکا ہے اب اس حویلی کا مالک میں ہوں۔

پاکوس نے حویلی اور قورس کی ساری دولت پر قبضہ کر لیا اب اسے واپس ساریگان جا کر ویران دیمک خوردہ باغ کے کنوئیں میں سے تابوت اور خنجر سانپوں کی بوتلیں نکال کر اپنی حویلی میں لانا تھیں کیونکہ ان دو سانپ اس کو دوبارہ زندہ رکھ سکتے تھے۔ ہر ماہ اسے انہی دو سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوانا تھا اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو دوبارہ مر جاتا۔ پاکوس نے رات حویلی میں گذاری اور دوسرے روز گھوڑے پر بیٹھ کر ساریگان کے دیمک خوردہ درختوں والے ویران باغ کی طرف روانہ ہو گیا وہ اس باغ میں شام کے وقت پہنچا۔ ہلکا ہلکا اندھیرا چھانے لگا تھا اتفاق سے اس وقت ماریا قبرستان میں آ کر نگرانی کر رہی تھی جولی سانگ اور کیٹی غار میں ہی بیٹھی تھیں پاکوس قبرستان کی دوسری طرف والے ویران باغ میں داخل ہو گیا اس گڑھے میں سے ناگ اور خنجر کے سانپوں کی بوتلیں نکال کر اپنی قمیض کے اندر چھپائیں اور گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلنے لگا ٹھیک اس وقت ماریا کی نظر اس پر پڑ گئی کہ یہ شخص کون ہے جو ویران باغ میں سے پراسرار انداز میں باہر جا رہا ہے۔ اس نے فوراً اڑان بھری اور پاکوس کے پیچھے لگ گئی پاکوس گھوڑے پر سوار درگان شہر جانے والی سڑک پر روانہ ہو گیا۔ ماریا وہاں سے تیزی کے ساتھ غار میں آ گئی اور کیٹی اور جولی سانگ کو بتایا کہ وہ ایک پراسرار آدمی قبرستان والے باغ سے نکل کر درگان جانے والی سڑک پر چلا جا رہا ہے مجھے اس پر شک ہے کہ اس کا تعلق ضرور اس مردے سے ہے جو قبر سے فرار ہو گیا ہے کیونکہ اس کی شکل تھوڑی تھوڑی مردے سے ملتی ہے۔ میں اس کے پیچھے درگان شہر تک جا رہی ہوں۔ اگر وہ درگان سے آگے چلا گیا تو میں واپس آ کر تمہیں خبر دوں گی۔ میں کل تک واپس آ جاؤں گا تم لوگ فکر نہ کرنا۔۔۔ جو سانگ اس کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔ مگر ماریا نے کہا۔

لگا کو تمہاری حفاظت کی ضرورت ہے تم اسی جگہ غار میں رہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں جلد واپس آجاؤں گی۔

اور ماریا فضا میں پرواز کرگئی وہ بے حد تیز رفتاری سے اڑتی ہوئی یاکوس گھوڑ سوار کے سر پر جا پہنچی وہ یاکوس سے کافی بلندی پر فضا میں پرواز کر رہی تھی۔ صبح ہوتے ہی یاکوس درگان شہر کے باہر دریا کنارے والی حویلی میں پہنچ گیا نوکر چاکر اور کنیزیں اب اس کی خدمت لگ گئی تھیں۔ نوکر گھوڑے کو لے کر اصطبل کی طرف چلا گیا اور یاکوس اپنے کمرے میں آگیا۔ ماریا حویلی کے اوپر منڈلا رہی تھی پھر وہ حویلی کی ایک برجی پر بیٹھ گئی۔ نیچے صحن میں نکلنے لگی۔

ماریا نے یہاں غلطی کی تھی اسے یاکوس کے ساتھ ہی حویلی کے اندر چلے جانا چاہیئے تھا مگر اب جس وقت ماریا یاکوس کے کمرے میں داخل ہوئی تو یاکوس ناگ اور عنبر کی دونوں سانپوں والی۔ بوتلیں کرنے کی ایک خفیہ جگہ پر چھپا چکا تھا۔ اور خود صحن میں شمع دان کی روشنی میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ نوکر اور کنیزیں اس کی خدمت میں کھڑی تھیں۔ ماریا نے حویلی کے سارے کمروں کا ایک چکر لگایا۔ اسے وہاں نہ تو سانگ۔ عنبر اور ناگ کا کوئی نشان ملا نہ سرنا۔ ماریا باہر نکل کر کھانا کھاتے یاکوس کے پاس آئی اور اسے غور سے دیکھا۔ وہ چونکی۔ کیونکہ یہ شخص وہی مردہ تھا جس کو ناگ نے قبر میں ڈسا تھا اور جس کی قبر میں جا

سرنا ناگ گم ہوگیا تھا۔ ماریا اسی وقت حویلی سے باہر نکل اور غار کی طرف پرواز کرگئی۔ وہ کشی اور جولی سانگ کو یہ اطلاع جلدی سے جلدی دینا چاہتی تھی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۵۹ کستوری ناگن پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں
اے حمید
عنبر پبلی کیشنز
شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

کستوری ناگن

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

کستوری ناگن

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸۰
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر اور عینی بال کے سپہ سالار کے ساتھی طغرل میں سخت مقابلہ شروع ہو چکا ہے۔ کستوری ناگن پر طغرل قبضہ کر چکا ہے۔ کستوری ناگن کو اس بات کا علم نہیں کہ اسے کیوں اغوا کیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔ سپہ سالار اور طغرل اپنا کیا مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ عنبر کستوری ناگن کے ساتھ ہونے والے سلوک کو دیکھ رہا ہے۔ مگر اسے بھی معلوم نہیں کہ سپہ سالار اور طغرل کستوری ناگن سے کس قسم کا کام لینا چاہتے ہیں۔ اور یہ کستوری ناگن کون ہے؟

کیا یہ سب اپنے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۳۵۴/این راہ چمن سمن آباد لاہور۔

ESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- جُولی سانگ کی چال
- خونی مجسمہ
- چاندنی رات کی بلا
- خوشبو دار لڑکی
- کستوری ناگن

جُولی سانگ کی چال

تھیو سانگ کوہ قاف پہنچ چکا تھا۔

ماریا درگان شہر سے پرواز کرتی ہوئی ساریگان شہر کے غار میں بیٹھی کیٹی اور جولی سانگ کی طرف جا رہی تھی تاکہ انہیں یہ بتائے کہ جو گھوڑ سوار قبرستان سے نکل کر درگان شہر گیا تھا وہ وہی قبر والا مردہ ہے جو ناگ کے ڈسنے زندہ ہو گیا ہے اور یاکوس کے نام سے ایک عالی شان حویلی میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ اب ہم ماریا کو راستے میں ہی چھوڑتے ہیں اور تھیو سانگ کی طرف چلتے ہیں۔

تھیو سانگ کو بوڑھی جادوگرنی خالہ ایک تھیلے میں بند کر کے کوہ قاف لے گئی تھی۔ جہاں رسم کے مطابق اس نے تھیو سانگ کو دوسرے جادوگروں کے سامنے پیش کیا۔ تھیو سانگ بے ہوش تھا۔ اس کے بائیں ہاتھ کو بوڑھی خالہ نے منتر پڑھ کر سُن کر رکھا تھا۔ تاکہ وہ اپنے جسم کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انگلی لگا کر بٹانہ ہو جائے۔ اس نے تھیوسانگ کو دوبارہ
ہوش میں لاتے ہوئے جادوگروں سے کہا:

"یہ ہے دنیا کا سب سے چھوٹا آدمی۔ میں اسے
حاصل کر کے یہاں لانے میں کامیاب ہو گئی ہوں
اب اصول کے مطابق میں تم سب جادوگروں کی
ملکہ ہوں۔ اور سامری کو چاہیئے کہ اب وہ مجھے
کالا علم سکھا دے۔"

سامری جادوگر بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے جھک کر
چھوٹے سے انسان تھیوسانگ کو غور سے دیکھا۔ تھیوسانگ
اگرچہ ہوش میں تھا۔ مگر اس کی زبان بند تھی۔ وہ بول
نہیں سکتا تھا۔ سامری جادوگر نے تھیوسانگ کو اپنی انگلی سے
پکڑ کر دوسرے جادوگروں کو دکھایا اور کہنے لگا:

"خالہ نے یہ کارنامہ انجام دے دیا ہے۔ اب
شرط کے اعتبار سے یہ تمہاری ملکہ ہے میں اسے
کالا علم بتا دوں گا۔"

اس وقت بوڑھی خالہ جادوگرنی کے ملکہ ہونے کا
اعلان کر دیا گیا۔

سامری نے کہا:

"میں آج رات تمہیں کالا علم بتا دوں گا۔"

خالہ جادوگرنی نے تھیوسانگ کو تھیلی میں بند کیا۔ اور
کوہ قاف کے اپنے محل کی ایک کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس
کوٹھڑی میں ایک شاندار پلنگ بچھا تھا۔ دیواروں پر انسانی
اور جانوروں کی کھوپڑیاں ٹنگی ہوئی تھیں۔ خالہ جادوگرنی
نے تھیوسانگ کے تھیلے کو لوہے کے ایک صندوق میں
بند کر کے طلسمی تالا لگا دیا۔ یہ طلسمی تالا ایسا تھا کہ صرف
بوڑھی جادوگرنی ہی اسے طلسم پھونک کر کھول سکتی تھی۔
وہ پلنگ پر لیٹ گئی۔ بوڑھی جادوگرنی بڑی خوش تھی کہ
اس کی پرانی خواہش پوری ہو گئی۔ وہ کوہ قاف کے
جادوگروں کی ملکہ بھی بن گئی اور اسے سامری کا خاص کالا
علم بھی مل جائے گا۔ تھیوسانگ تھیلی میں بند پڑا تھا۔ اگرچہ
وہ ہوش میں تھا۔ مگر اس کی خوشبو اور زبان بند تھی
وہ سوچ سکتا تھا اور اس کی یادداشت بھی بالکل ویسے
ہی تھی۔ اسے ناگ عنبر ماریا کیٹی اور جولی سانگ کا برابر
خیال آ رہا تھا۔

آدھی رات کو جب ہر طرف اندھیرا چھا گیا تو سامری
بوڑھی جادوگرنی کے پاس آ گیا۔

اس نے آتے ہی کہا:

"خالہ ملکہ!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں تمہیں کالا علم بتانے آیا ہوں"

بوڑھی جادوگرنی نے کہا:

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ بتاؤ: کالے علم کا سب سے بڑا اسم۔ سب سے بڑا منتر کیا ہے؟"

سامری بولا:

"کالے علم کا سب سے بڑا منتر ڈاگری منتر ہے۔ یہ یا مجھے معلوم ہے یا دیوتاؤں کو معلوم ہے۔ اب پہلی بار میں یہ منتر تمہیں بتا رہا ہوں۔"

اور پھر سامری نے بوڑھی جادوگرنی کو کالے علم کا ڈاگری منتر بتا دیا۔ بوڑھی جادوگرنی نے فوراً اس منتر کو یاد کر لیا۔ یہ منتر ایسا تھا کہ اس کو پڑھ کر اگر پتھر پر پھونکا جائے تو پتھر میں جان پڑ جاتی ہے۔

سامری کہہ رہا تھا:

"پتھر میں جان پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت پتھر پر جس آسمانی روح یا بدروح کا سایہ ہو گا۔ وہی بدروح زندہ ہو جائے گی۔"

بوڑھی جادوگرنی نے سوال کیا۔

"اگر میں اس منتر کو پڑھ کر زندہ انسان پر پھونکوں تو کیا اثر ہو گا؟"

سامری بولا: اگر تو اسے کسی زندہ انسان پر پھونکے گی تو وہ وہیں مر جائے گا اور اس منتر کی گرمی سے پگھل کر پانی بن جائے گا۔ لیکن اگر تو اسے کسی مردے پر پھونکے گی تو وہ لوہے کا آدمی بن جائے گا۔ قبر میں اٹھ کر بیٹھ جائے گا اور تمہارے ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔ تو اسے جو کہے گی۔ وہ وہی کرے گا۔"

بوڑھی جادوگرنی مکاری سے مسکرانے لگی۔ سامری چلا گیا۔ بوڑھی جادوگرنی کالا علم حاصل کر کے بہت خوش ہوئی۔ جادوگروں کی دنیا کی تو وہ ملکہ بن گئی تھی مگر اب اس کی خواہش تھی کہ دنیا کے لوگوں پر بھی ملکہ بن کر حکومت کرے۔ چنانچہ اس نے واپس ساریگان شہر جا کر وہاں کے محل پر قبضہ جمانے کا فیصلہ کر لیا۔ تھیوسانگ اب اس کے لئے بیکار تھا۔ اس سے جو کام لینا تھا بوڑھی جادوگرنی نے لے لیا تھا۔ پھر بھی وہ اسے اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یہ اس کے ملکہ ہونے کا ثبوت تھا۔ چنانچہ بوڑھی جادوگرنی نے تھیوسانگ کو اپنے ساتھ لے جانے کی بجائے وہیں کوہ قاف والی اپنی کوٹھڑی میں

TESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پلنگ کے نیچے گڑھا کھود کر دبا دیا اور خود ساریگان شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس کے پاس اب کالا علم تھا چنانچہ وہ ہوا میں پرواز کرتی ہوئی ساریگان میں اپنے مکان پر پہنچ گئی۔ دوسری طرف ماریا بھی کیٹی اور جولی سانگ کو لے کر ورگان پہنچ گئی جہاں یاکوس کی حویلی میں ناگ اور عنبر سانپوں کی شکل میں بوتلوں میں بند کوٹھڑی میں زمین میں دفن تھے۔

ورگان شہر میں آکر ماریا کیٹی اور جولی سانگ نے شہر سے باہر ایک ویران کھنڈر میں ڈیرا جما لیا۔

اب ماریا نے کہا:

"یاکوس وہی مردہ ہے جو ناگ کے ڈسنے سے زندہ ہو گیا تھا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ اس کے پاس ناگ ہے کہ نہیں مگر بہرحال مجھے اس کی حویلی کی ایک بار پھر تلاشی لینی ہو گی۔ تم دونوں اسی جگہ ٹھہرو۔ میں بہت جلد واپس آجاؤں گی۔"

کیٹی اور جولی سانگ کو کھنڈر میں چھوڑ کر ماریا ایک بار پھر یاکوس کی حویلی کی طرف آگئی۔ اس نے حویلی کے سارے کمرے اور کوٹھڑیوں کی تلاشی لی مگر اسے ناگ یا عنبر میں سے کوئی دکھائی نہ دیا۔ ماریا کو کیسے پتہ چلتا۔ کیونکہ ناگ اور عنبر بوتلوں میں سانپ کی شکل میں بند زمین کے نیچے دفن تھے۔ ماریا نے واپس آکر کیٹی اور جولی سانگ کو بتایا کہ اگرچہ حویلی میں ہمارے ساتھیوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے پھر بھی میرا دل کہتا ہے کہ اس زندہ مردے یاکوس کو ناگ کے بارے میں پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے۔

کیٹی نے کہا:

"تو اس سے یہ راز کیسے معلوم کیا جائے؟"

ماریا کچھ سوچ رہی تھی۔

جولی سانگ بولی:

"یاکوس مردے کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد ہی اس سے یہ راز معلوم کیا جا سکتا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ کام جولی سانگ کر سکتی ہے۔ کیونکہ یاکوس مردے نے جولی سانگ کو ابھی تک نہیں دیکھا۔"

آخر یہ طے پایا کہ جولی سانگ حویلی میں جا کر یاکوس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مردے سے جاکر ملاقات کرے گی۔ اسے اپنی طاقت یہ کہہ کر بتائے گی کہ یہ اسے ایک افریقی جادوگر نے عطا کی تھی۔ اور یوں یاکوسس کا اعتماد حاصل کرکے اس سے ناگ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔ جولی سانگ تیار ہوگئی۔

ماریا نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ ہوں کیٹی!
تم اسی کھنڈر میں رہنا۔ میں جولی سانگ کو حویلی میں چھوڑ کر اور کچھ دیر کے بعد واپس آجاؤں گی۔"

کیٹی نے کہا:

"کاش! میں بھی تمہاری کوئی مدد کرسکتی۔"

ماریا بولی:

"تم اسی کھنڈر میں رہ کر ہماری مدد کروگی۔"

ماریا اور جولی سانگ یاکوسس کی حویلی کی طرف روانہ ہوگئیں۔ دن کا وقت تھا۔ یاکوسس اپنی عالی شان حویلی کے کمرے میں شاہانہ ریشمی بستر پر بیٹھا پھل کھا رہا تھا۔ ایک نوکر نے آکر اطلاع دی کہ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی اس سے ملنے کی خواہشمند ہے۔

یاکوسس نے کہا:

"اسے اندر بھیج دو۔"

تھوڑی دیر بعد نوکر جولی سانگ کو لے کر کمرے میں آگیا۔ یاکوسس مردے نے غور سے جولی سانگ کو دیکھا اور کہا:

"تم مجھ سے کس لئے ملنا چاہتی ہو؟ اگر تمہیں یہاں نوکری کی ضرورت ہے تو آج سے ہی دوسری کنیزوں کے ساتھ کام کرنا شروع کردو۔"

جولی سانگ نے کہا:

"میں تم سے ایک خاص بات کرنے آئی ہوں مگر تنہائی میں کروں گی۔"

یاکوسس مردے نے اشارہ کیا۔ کمرے سے ساری کنیزیں اور نوکر چلے گئے۔ جب جولی سانگ اور یاکوسس کمرے میں اکیلے رہ گئے تو یاکوسس نے کہا:

"اب بتاؤ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

جولی سانگ نے کہا:

"میرا نام جولی ہے اور میں کوہ قاف سے آئی ہوں۔"

یاکوسس سنبھل کر بیٹھ گیا۔ پھر ہنس کر بولا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم کوہ قاف سے آئی ہو؟ کوہ قاف میں تو پریاں رہتی ہیں اور تم مجھے پری نہیں لگ رہی ہو۔"

جولی سانگ کہنے لگی:

"میں پری نہیں ہوں بلکہ کوہ قاف کے ایک جادوگر کی بیٹی جولی ہوں۔ میرا باپ مر گیا ہے۔ میرے پاس ایک خاص طلسمی طاقت ہے۔ میرے رشتے دار اس طاقت کی وجہ سے مجھے ہلاک کر دینا چاہتے تھے۔ میں جان بچا کر یہاں بھاگ آئی ہوں۔ میں نے لوگوں سے تمہاری تعریف سنی کہ تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ اس لئے تمہارے پاس آ گئی ہوں۔ اگر تم مجھے اپنے پاس رکھ لو اور مجھے میرے جادوگر رشتے داروں سے بچا لو تو میں اپنی طاقت تمہارے استعمال میں لا سکتی ہوں۔"

یاکوس کی آنکھیں جولی سانگ پر جمی ہوئی تھیں۔ جولی سانگ محسوس کر رہی تھی کہ یاکوس کی نگاہوں میں مردہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور بے جان پن ہے۔ یاکوس مردہ بڑے غور سے جولی سانگ کی باتیں سن رہا تھا۔ جب جولی سانگ نے اپنی بات کہہ دی تو وہ بولا:

"کیا تم مجھے اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے دکھا سکتی ہو؟"

"کیوں نہیں" جولی سانگ نے کہا:

"مگر اس شرط پر کہ تم اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے اور میری طاقت کو لوگوں کی بھلائی کے لئے استعمال کرو گے۔"

یاکوس نے عیاری سے کہا:

"میں نے تو ہمیشہ لوگوں کی بھلائی کے کام ہی کئے ہیں۔ تم بے فکر ہو کر مجھے اپنی طاقت دکھاؤ۔"

جولی سانگ کہنے لگی:

"یہ طاقت مجھے میرے باپ دادا کی طرف سے ملی ہے اور خالص ہماری خاندانی چیز ہے۔"

پھر جولی سانگ نے کونے میں پڑے ہوئے لوہے کے بھاری صندوق کی طرف اشارہ کیا اور بولی:

"میں اپنی آنکھ کی سفید شعاع سے اس بھاری صندوق کو زمین سے پندرہ فٹ اونچا اٹھا لوں گی۔ تم دیکھتے رہنا۔"

اور جولی سانگ نے ایسا ہی کیا۔ اس نے صندوق پر نظر ڈالی اور اپنی آنکھ سے سفید شعاع نکال کر صندوق پر ڈالی۔ پھر ایسا ہوا کہ یاکوس کی نظروں کے سامنے لوہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا بھاری بھرکم صندوق اپنے آپ فرش پر سے اٹھا اور آہستہ آہستہ بلند ہوتا ہوا پندرہ فٹ فضا میں جا کر ٹھہر گیا۔ جولی سانگ کی آنکھیں صندوق پر لگی ہوئی تھیں۔

وہ بولی:

"یہ میری پہلی طاقت ہے۔"

یاکوس تو بھونچکا سا ہو کر صندوق کو فضا میں لٹکا ہوا دیکھ رہا تھا۔ پھر جولی سانگ صندوق کو آہستہ سے نیچے لے آئی۔ یاکوس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا:

"تمہاری دوسری طاقت کون سی ہے جولی؟"

جولی سانگ نے کہا:

"اس طاقت کا مظاہرہ میں تمہاری حویلی کی چھت پر جا کر کر سکتی ہوں۔ میرے ساتھ چھت پر آؤ اور ایک پتھر ساتھ لیتے چلنا۔"

یاکوس نے کہا:

"فکر نہ کرو اوپر پتھر موجود ہے۔"

جولی سانگ یاکوس کو لے کر چھت پر آ گئی۔ چھت پر کونے میں ایک بڑا پتھر پڑا تھا۔ ماریا بھی ان کے ساتھ تھی۔

جولی سانگ نے یاکوس سے کہا:

"اس پتھر پہ نظریں جمائے رکھنا۔"

اتنا کہہ کر جولی سانگ نے اپنی آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر پتھر پر ڈالی۔ نیلی شعاع ایک راکٹ کی طرح پتھر پر پڑی اور دھماکے کے ساتھ پتھر کے ٹکڑے اڑ گئے۔

یاکوس تو حیران ہو کر جولی سانگ کو دیکھتا رہ گیا۔ اتنی طاقت تو اس نے کسی کے پاس بھی نہیں دیکھی تھی۔

فوراً بولا:

"جولی! آج سے تم میری دوست ہو۔ میرے پاس بھی کچھ طاقت ہے مگر میں وقت آنے پر بتاؤں گا۔ لیکن میں تمہاری طاقت سے بڑا متاثر ہوا ہوں۔"

جولی سانگ نے شکریہ ادا کیا اور بولی:

"بس مجھے اپنے رشتہ دار جادوگروں سے صرف اتنا ہی ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ یہاں آ کر مجھے اپنے طلسم سے آگ نہ لگا دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے اپنی حویلی میں کچھ دیر کے لئے چھپنے کے واسطے جگہ دے دو۔ اس کے معاوضے میں تم میری طاقت استعمال کر سکتے ہو۔"

یاکوس کے ذہن میں ایک نیا خیال جنم لے چکا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جولی کی طاقت کے ذریعے ملک سارنگان کے بادشاہ کے محل پر قبضہ کرے اور بادشاہ بن کر حکومت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے۔ مگر اس نے جولی کو اپنے دل کا حال نہ بتایا۔
کہنے لگا:
"تم بالکل بے فکر ہو کر میری حویلی میں رہو۔ اگر تمہارے رشتے دار جادوگر کوہ قاف سے آئے تو مجھے اس کا پتہ چل جائے گا۔ اور میں انہیں حویلی میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ میں حویلی کے گرد ایک حصار کھینچ دوں گا۔ جس کے اندر اگر کوئی جادوگر اگر داخل ہوگا تو غش کھا کر گر پڑے گا۔"
جولی سانگ حویلی میں رہنے کا فیصلہ کر کے ایک کمرے میں آگئی۔ یاکوس اس کے ساتھ تھا۔
کہنے لگا:
"یہ کمرہ بالکل الگ تھلگ ہے اور تم یہاں حفاظت سے رہ سکو گی۔"
جب یاکوس چلا گیا تو ماریا نے جولی سانگ سے کہا۔
"یہ کام تو ہو گیا۔ اب تمہارا فرض ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اس یاکوس مردے سے ناگ یا عنبر کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ تاکہ ہم ناگ تک پہنچ سکیں۔"

جولی سانگ نے کہا:
"میری پہلی کوشش یہی ہوگی۔ تم بے فکر رہو اور اب کیٹی کے پاس جاؤ۔ وہ اکیلی ہوگی۔"
ماریا سیدھی وہاں سے کھنڈر میں آگئی۔ کیٹی کو سارا حال سنایا۔
کیٹی نے کہا:
"کیا ہم اتنی دیر تک اس کھنڈر میں ہی رہیں گے؟"
ماریا بولی:
"اس کے سوا اور کہاں جا سکتے ہیں! جولی سانگ اسی شہر کی حویلی میں ہے۔ ممکن ہے وہ دو ایک دنوں میں ہی ناگ کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر لے۔ ایسی صورت میں ہمارا اس کے قریب ہونا بہت ضروری ہوگا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم اسی کھنڈر میں کچھ وقت گذارتے ہیں۔"
کیٹی نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ اب ماریا اور کیٹی شہر والوں کے باہر والے کھنڈر میں رہنے لگے اور جولی سانگ مردہ انسان یاکوس کی حویلی میں رہنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گی۔ عنبر اور ناگ سانپوں کی شکل میں بوتلوں میں بند تھے۔ جن کو یاکوس نے اپنی حویلی کی ایک کوٹھڑی میں زمین کے نیچے دفن کر رکھا تھا۔ جبکہ دوسری طرف تھیو سانگ کو خالہ جادوگرنی نے کرہ قاف والے محل میں ایک کوٹھڑی میں زمین میں دبا دیا تھا۔ جادوگرنی ساریگان شہر کی طرف جا رہی تھی۔ اس کے پاس ایسا کالا علم تھا جس کی مدد سے وہ کسی بھی شے میں جان ڈال سکتی تھی۔ جادوگرنی اور تھیو سانگ کو ہم اسی جگہ چھوڑتے ہیں اور ابھی جولی سانگ کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔

جولی سانگ کی طاقت مردہ انسان یاکوس پر ظاہر ہو چکی تھی اور وہ اس کی مدد سے ساریگان کے بادشاہ کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ دوسری طرف خالہ جادوگرنی بھی اپنے کالے علم کی طاقت سے ساریگان کے بادشاہ کے تخت پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے تھی۔ یاکوس نے جولی سانگ کو اپنے دل کا حال نہیں بتایا تھا۔ وہ اس کی بڑی آؤ بھگت کرتا۔ ایک روز اس نے جولی سانگ سے کہا:

"جولی! کبھی تم نے سوچا ہے کہ تمہارے پاس جو طاقت ہے اور میرے پاس جو طاقت ہے۔ ان کی مدد سے ہم ساری دنیا پر قبضہ کر سکتے ہیں۔"

جولی سانگ سمجھ گئی کہ یاکوس اصل مقصد کی طرف آ رہا ہے۔ کہنے لگی:

"ہم ساری دنیا پر قبضہ کر کے کیا کریں گے؟"

یاکوس بولا:

"ہم دنیا کے مالک ہوں گے۔ ساری دنیا پر ہماری حکومت ہوگی۔ ہماری خوشیوں کا ہمارے خزانے اور دولت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔"

جولی سانگ نے کہا:

"اگر تم یہی چاہتے ہو تو پھر مجھے سوچنے کا موقع دو۔ مجھے اپنے رشتے دار جادوگروں سے ڈر لگتا ہے وہ اپنے طلسم سے مجھے بھسم کر کے ختم کر سکتے ہیں۔"

یاکوس نے جلدی سے کہا:

"وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہم ان کو اپنا نوکر رکھ لیں گے۔ ہم دنیا کے مالک ہوں گے۔ بڑے بڑے جادوگر ہماری خدمت کریں گے۔"

جولی سانگ بولی:

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ تمہاری ہر طرح سے مدد کروں گی۔ مگر مجھے ایک اور بات کا بھی ڈر ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے میرے دادا نے ایک بار کہا تھا۔ جولی! اگر تم پر کسی جادو کا وار چل گیا اور تو مر گئی تو پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیرا سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ کسی جادوگر کا مجھ پر وار چلے۔ میں نے اپنے دادا سے پوچھا کہ اس کا کوئی توڑ ہے؟ دادا نے کہا تھا کہ اگر تو اپنے آپ کو ناگ دیوتا سے ڈسوا لے تو پھر تجھ پر کوئی جادو بھی نہیں چلے گا اور تو ہمیشہ زندہ رہے گی۔"

یاکوس نے جولی کا ہاتھ تھام لیا اور خوشی سے بولا!

"جولی: یہ تو بڑی آسان بات ہے۔ خوش قسمتی سے میرے پاس ناگ دیوتا سانپ کی شکل میں موجود ہے۔"

جولی سانگ کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ جس مقصد کے لئے وہ وہاں آئی تھی وہ پورا ہونے والا تھا۔

اس نے کہا!

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو یاکوس! تم کو ناگ دیوتا کہاں سے ملا؟"

یاکوس بولا!

"بس یہ مت پوچھو کہ ناگ دیوتا کہاں سے ملا! اس وقت ناگ دیوتا میرے پاس موجود ہے۔ تم اسی کمرے میں بیٹھو۔ میں ابھی ناگ دیوتا کو لاتا ہوں تم ابھی ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لوگی۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

یاکوس فوراً باہر نکل گیا۔ یاکوس اتنا احمق نہیں تھا کہ جولی کو ناگ دیوتا سے ڈسوا کر اسے ہمیشہ کی زندگی دے کر اسے اپنے سر پر سوار کروا لیتا۔ وہ تو چاہتا تھا کہ جولی کی طاقت کو استعمال کر کے سارے گان کا تخت حاصل کرے اس کے بعد ملک مصر کی حکومت پر حملہ کر کے قبضہ کرے اور پھر جولی کو ہلاک کر ڈالے تاکہ وہ اکیلا ساری دنیا کا مالک بن جائے۔ چنانچہ وہ حویلی سے نکل کر سیدھا بازار میں ایک سپیرے کے پاس گیا۔ جو اس کا واقف تھا اس نے سپیرے سے کہا:

"مجھے ایک ایسا سانپ چاہئے جو دوسرے سانپوں سے مختلف ہو۔ اور جس کے زہر میں موت کا اثر نہ ہو۔ جس کے کاٹنے سے انسان مر نہ سکتا ہو۔"

سپیرے نے اسے ایک ایسا سانپ دکھایا جو سبز اور سرخ رنگ کا تھا۔ اور جس کے سر پر چھوٹا سا سفید تاج بھی تھا۔

سپیرے نے کہا!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ سانپوں کا سرتاج ہے۔ مگر اس کا زہر میں نے نکال لیا ہے۔ اس کے زہر کی تھیلی میں ابھی زہر پیدا نہیں ہوا۔ تم اسے لے جاؤ۔ اس کے کاٹنے سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔"

یاکوس نے سپیرے کو سونے کے دو سکے دیئے اور بولا:

"میں کل یہ سانپ تمہیں واپس کر جاؤں گا۔"

سانپ لے کر یاکوس حویلی میں آگیا۔ جولی اپنے کمرے میں بیٹھی ناگ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جولی نے ناگ کو سانپ کے روپ میں دیکھ رکھا تھا۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ناگ پر اس وقت جادو کا اثر ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ وہ کسی عجیب طرح سے سانپ کی شکل میں ہو۔ اتنے میں یاکوس کمرے میں آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پٹاری اٹھا رکھی تھی۔

آتے ہی بولا:

"جولی! تم بڑی خوش قسمت ہو۔ اگر اس وقت میرے پاس ناگ دیوتا سانپ کی شکل میں نہ ہوتا تو پھر وہ ہمیں کہیں نہیں مل سکتا تھا۔ لو میں ناگ دیوتا لے آیا ہوں اس سے اپنا آپ ڈسوا لو پھر

تم پر ہر قسم کا جادو حرام ہو جائے گا۔ اور تم غیر فانی بھی ہو جاؤ گی۔"

اور یاکوس نے پٹاری میں سے سفید تاج والا سانپ نکال کر جولی کی طرف بڑھایا۔ جولی سانگ نے غور سے سانپ کو دیکھا۔ ابھی اسے سانپ کی زبان نہیں آتی تھی ورنہ وہ ناگ سے ضرور پوچھتی کہ کیا تم ناگ ہو؟ تاج دیکھ کر وہ یہی سمجھی کہ یہی ناگ ہے۔ چونکہ سانپ کے ڈسنے سے جولی سانگ پر کبھی اور تھیو سانگ کی طرح زہر کا اثر نہیں ہوتا تھا اس لئے وہ تیار ہو گئی۔ ویسے بھی وہ یاکوس کو دھوکہ دے کر ناگ سانپ وہاں سے اڑا لینا چاہتی تھی۔ اس نے ہاتھ آگے کر دیا۔ سفید تاج والے سانپ نے اسے ڈس لیا۔ مگر وہ جولی سانگ کے جسم میں زہر داخل نہ کر سکا۔ کیونکہ اس کے پاس زہر تھا ہی نہیں۔ جولی سانگ کو بھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

اس نے یاکوس سے کہا:

"یہ سانپ تم میرے پاس ہی رہنے دو۔ مجھے یہ اچھا لگتا ہے۔"

یاکوس بولا:

"نہیں جولی! یہ ایک مقدس امانت ہے۔ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.

اسے جہاں سے لایا ہوں وہاں اس کا واپس جانا
بہت ضروری ہے۔"

اور یاکوس سانپ پٹاری میں بند کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ اس نے سانپ سپیرے کے حوالے کر دیا اور کہا کہ وہ اسے کسی دوسرے شہر پہنچا دے۔ جولی ہوا میں ماریا کی طرح اڑ نہیں سکتی تھی۔ ورنہ وہ اس کے پیچھے پیچھے جاتی۔ شام کو جولی نے دریا کی سیر کا بہانہ بنایا اور سیدھی غار میں کیٹی اور ماریا کے پاس آ گئی۔ اس نے ساری کہانی سنائی۔ ماریا بولی!

"وہ ناگ نہیں ہو سکتا۔ اگر ناگ ہوتا تو تم کو کبھی نہ ڈستا۔"

کیٹی نے کہا:

"ہو سکتا ہے ناگ پر جادو کیا گیا ہو۔ وہ جولی سانگ کو پہچان ہی نہ سکتا ہو۔"

جولی سانگ بولی:

"میرا بھی یہی خیال ہے ناگ پر ضرور جادو کیا گیا ہے اب مجھے معلوم نہیں کہ یاکوس اسے کہاں سے لایا تھا اور کہاں لے گیا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"وہ ضرور اسے کسی خفیہ جگہ سے لایا ہوگا۔ وہ اسے مقدس جگہ کہہ رہا تھا۔ تو پھر وہ ضرور کوئی خانقاہ یا مندر ہوگا۔ ہمیں شہر کے سارے مندروں اور خانقاہوں کی تلاشی لینی ہوگی۔"

جولی سانگ کہنے لگی:

"اس سانپ کے سر پر سفید تاج تھا۔ یہ تم یاد رکھنا۔"

ماریا:

"ہاں مجھے یاد ہے میں ابھی جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا شہر کے مندروں کی طرف اور جولی سانگ واپس یاکوس کی حویلی کی طرف چلی گئی۔ اب ایسا ہوا کہ اسی رات وہ وقت آ گیا جب یاکوس نے اصلی ناگ سانپ سے اپنے جسم کو دوبارا ڈسوانا تھا۔ کیونکہ ہر ماہ ناگ سانپ سے کٹوانا ضروری تھا۔ ورنہ یاکوس پھر مردہ ہو کر خاک ہو جاتا رات آدھی ہو گئی تو یاکوس اپنے کمرے سے نکل کر اس کوٹھڑی کی طرف بڑھا جس کے فرش کے نیچے ناگ اور زہریلے سانپوں کی شکل میں بوتلوں میں بند کر کے دفن کر دیے گئے تھے۔ یاکوس نے گڑھا کھول کر ناگ کی بوتل باہر نکالی اور سانپ سے کہا:

"میں آ گیا ہوں ناگ سانپ! مجھے ایک بار پھر کاٹو۔

KSFREE.PK

تم مجھے کاٹنے کے پابند ہو۔"

ناگ نیم بے ہوشی میں تھا۔ اس نے یاکوس کے پاؤں پر اسی طرح کاٹ دیا جس طرح پہلی بار اسے قبر میں کاٹا تھا یاکوس نے فوراً ناگ کو بوتل میں ڈالا اور کڑھے میں رکھ کر اسے بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری بوتل میں عنبر سرخ سانپ کی شکل میں بے ہوش پڑا تھا۔ یاکوس واپس اپنے کمرے میں آکر سو گیا۔ اب وہ ایک مہینے کے لئے آزاد تھا۔ دوسری طرف ماریا نے شہر کے سارے مندر اور خانقاہیں دیکھ ڈالیں۔ اسے سفید کلغی والا سانپ کہیں نظر نہ آیا۔ اب ماریا اور کیٹی نے کسی سانپ کو بلا کر اس سے مدد لینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت ماریا نے خانقاہ سے نکالی اور اسی وقت کھنڈر میں ایک سانپ آگیا۔ ماریا نے اسے بتایا کہ وہ ناگ دیوتا کی بہن ہے۔

سانپ نے ادب سے تعظیم کی اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن!

میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ماریا نے اسے کہا کہ ناگ دیوتا کا ہمیں کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہے کیا تم اس کا سراغ لگا کر ہمیں بتا سکتے ہو؟

سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن: ہمیں اس وقت ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو صرف تمہارے کپڑوں سے آرہی ہے۔ اس کے سوا ہمیں ناگ دیوتا کی خوشبو کسی طرف سے بھی نہیں آرہی۔ اس کا مطلب ہے کہ ناگ دیوتا اس علاقے میں کہیں بھی نہیں ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"تم ایک بار کوشش تو کرو اور دوسرے سانپوں کو بھی کہو کہ وہ ناگ دیوتا کو تلاش کریں۔"

سانپ بولا:

"بہتر ہے میں ابھی معلوم کر کے دیکھتا ہوں۔ ویسے یہ آپ کی تسلی کے لئے کر رہا ہوں۔ ورنہ مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو اس ملک سے کہیں سے بھی نہیں آرہی۔"

سانپ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور بولا۔

"ناگ دیوتا کا کہیں کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ ناگ دیوتا کی تلاش میں اس علاقے کے تمام سانپ گئے تھے۔ سب نے آکر بتایا کہ ناگ دیوتا علاقے میں کہیں نہیں ہیں۔"

کیٹی اور ماریا نے سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ سانپ چلا گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے ٹھنڈا سانس بھرا اور کہنے لگی۔
"اب کیا کریں؟ ناگ خبرا اور تھیو سانگ کا تو کچھ پتہ
نہیں چل رہا۔ میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اب جولی سانگ
کو لے کر کسی دوسرے شہر میں چلے جانا چاہیئے۔"

ماریا بولی:
"دو ایک روز اور انتظار کر لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے
خبر ناگ تھیو سانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔"

کیٹی خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف جولی سانگ
پریشان تھی کہ ناگ کا سراغ نہیں مل رہا۔ ادھر یاکوس اسے
سار یگان کے بادشاہ کو قتل کرنے کی ترغیب دے رہا ہے
جولی سانگ یونہی کسی کو قتل کرنا گناہ سمجھتی تھی۔ اس کی سمجھ
کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بھی واپس کیٹی
ماریا کے پاس چلی جائے گی۔

○

خونی مجسمہ

جولی سانگ واپس جانے والی تھی کہ اسے اپنے نکونے
ستارے کے میڈل کا خیال آگیا۔ یہ نکونے ستارے والا طلائی
میڈل اس نے یوگسٹ سے حاصل کیا تھا۔ جولی سانگ
نے حویلی میں آنے کے بعد اس میڈل کو ایک خفیہ جگہ چھپا
دیا تھا۔ یاکوس اس وقت باہر گیا ہوا تھا۔ جولی سانگ اس
کوٹھڑی میں گئی جہاں اس نے نکونا ستارہ چھپا رکھا تھا۔
جولی سانگ نے ستارہ باہر نکالا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ
اس کا ایک نگینہ جھلملانے لگا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ
یہاں کوئی عجیب و غریب شے موجود ہے۔ ایسی کون سی شے؟
سکتی ہے؟ جولی سانگ نے سوچا۔ پھر وہ ستارے کے میڈل
کو ساتھ لے کر کوٹھڑی سے باہر نکلی تو نگینے کی روشنی تیز ہو گئی
جولی سانگ جدھر روشنی تیز ہو رہی تھی ادھر چلی۔ یہ روشنی
اسے ایک بند کوٹھڑی کے باہر لے آئی۔ کوٹھڑی پر تالا لگا ہوا
تھا۔ جولی سانگ نے تالے پر سفید شعاع آنکھ سے نکال کر ڈالی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نالا کھل گیا۔ جولی سانگ کوٹھڑی میں آگئی۔
کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ میڈل کا نگینہ زور زور سے چمک رہا تھا۔ جولی سانگ نے ستارے کو ایک طرف جھکایا تو اس کی شعاعیں ایک جگہ مرکوز ہو گئیں۔ جولی سانگ نے جھک کر دیکھا۔ وہاں زمین نرم تھی۔ لگتا تھا کسی نے یہاں گڑھا کھود کر کوئی شے دبا رکھی ہے۔ جولی سانگ نے گڑھے کو کھود ڈالا اسے اندر دو بوتلیں دکھائی دیں۔ جولی سانگ نے انہیں باہر نکالا۔ ان میں سے ایک میں سیاہ سانپ اور دوسری میں سرخ سانپ بند تھا۔ جولی سانگ نے جلدی سے بوتلیں اپنے لباس میں چھپالیں اور کوٹھڑی سے باہر آکر نالا دوبارہ لگا دیا۔ وہ حویلی سے نکلی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھی کیٹی اور ماریا کے پاس آگئی۔ انہیں بوتلیں دکھائیں تو ماریا نے چلا کر کہا:

"ان میں سے ایک ضرور ناگ ہے۔"

انہیں یہ خبر ہی نہیں تھی کہ سرخ سانپ عنبر ہے۔ کیٹی نے دونوں سانپوں کو بوتلوں سے باہر نکال لیا۔ سرخ سانپ یعنی عنبر بے ہوش تھا۔ سیاہ سانپ یعنی ناگ ہوش میں تھا مگر بے حس ہو رہا تھا۔ بول نہیں سکتا تھا۔ سن سکتا تھا ماریا نے سانپ کی آواز میں کہا:

"کیا تم ناگ ہو؟"

ناگ جواب نہیں دے سکتا تھا۔ وہ چپ چاپ زمین پر لیٹا رہا۔ کیٹی نے کہا:

"ماریا! لگتا ہے اگر یہ ناگ ہے تو اس پر کسی نے طلسم کر رکھا ہے۔ یہ بول نہیں سکتا۔"

جولی سانگ بولی:

"دوسرا لال سانپ تو بالکل بے ہوش ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"خدا جانے وہ کون سا سانپ ہے۔ یہ کالا سانپ مجھے ناگ ہی لگتا ہے۔"

پھر کیٹی نے کالے سانپ سے کہا:

"اگر تم ناگ ہو اور بول نہیں سکتے تو اپنی جگہ سے ہل کر گول چکر لگا کر بتاؤ کہ تم ناگ ہی ہو۔"

ناگ نے یہ سنا تو بڑی مشکل سے آہستہ آہستہ کوشش کرتے ہوئے اپنے جسم کو رینگنے لگا۔ اس نے بے حد کوشش کے بعد اپنے جسم کو گول چکر میں گھما دیا۔ کیٹی ماریا اور جولی سانگ خوشی سے اچھل پڑے۔

"یہ ناگ ہے۔ یہ ناگ بھیا ہے۔"

انہوں نے فوراً سانپ کو اٹھا کر باری باری پیار کیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کہا:

"ناگ بھیا: فکر نہ کرو۔ تم ہمارے پاس آ گئے ہو۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ یہ بتاؤ کہ یہ لال سانپ کون ہے؟"

ناگ کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ دوسری بوتل والا لال سانپ عنبر ہے۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

ماریا نے کہا:

"اگر تم اس لال سانپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو ایک بار پھر اپنے جسم کو گول گھما دو۔"

ناگ نے اپنے جسم کو گول چکر میں گھما دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لال سانپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

ماریا کہنے لگی:

"میرا خیال ہے اس لال سانپ کو دریا کے کنارے چھوڑ آتے ہیں۔ یہ اس یاکوس مردے نے جانے کس لئے رکھ چھوڑا تھا۔"

کیٹی نے کہا:

"میرا خیال ہے اسے دریا میں بہا دیتے ہیں۔ یہاں چھوڑا تو ہو سکتا ہے یہ واپس یاکوس کے پاس چلا جائے اور یاکوس کو ہمارے بارے میں بتا دے۔ یہ جادو کا سانپ بھی ہو سکتا ہے۔"

"اچھا خیال ہے" ماریا بولی "لاؤ میں اسے دریا میں ڈال آتی ہوں۔"

انہوں نے بے ہوش عنبر یعنی لال سانپ کو دوبارہ بوتل میں ڈال کر بوتل کو بند کیا اور اسے لے کر دریا کی طرف چل دی۔ دریا زیادہ دور نہیں تھا۔ ماریا نے سانپ والی بوتل کو دریا میں پھینک دیا۔ بوتل لال سانپ یعنی عنبر کو لے کر دریا کی لہروں پر آگے کی طرف بہنے لگی۔ ماریا واپس آ گئی۔

کیٹی اور جولی سانگ ناگ کو اپنے پاس گھاس پر لٹائے بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھیں۔

ماریا آتے ہی بولی:

"ناگ تو ہمیں مل گیا۔ اب ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہیئے۔ کیونکہ یاکوس کے جمعے کا خطرہ بھی ہے وہ زندہ مردہ ہے۔ اور جولی سانگ کے کہنے کے مطابق اس میں غیبی طاقت ضرور ہے۔"

کیٹی نے اسی وقت ناگ کو ایک تھیلی میں بند کیا اور تھیلی ماریا نے پکڑ لی۔ اس کے ہاتھ میں آتے ہی ناگ تھیلی غائب ہو گئی۔ اس وقت رات ہو رہی تھی۔ جولی سانگ نے کہا کہ ہمیں رات اسی جگہ بسر کرنی چاہیئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صبح صبح یہاں سے نکلیں گے۔ کیٹی اور ماریا کا خیال تھا کہ انہیں اسی وقت وہاں سے چل دینا چاہیئے۔ آخر جولی سانگ کو بھی ماننا پڑ گیا۔ تینوں سہیلیاں گھنڈر سے نکلیں۔ کیٹی اور جولی سانگ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئیں اور ماریا ان کے اوپر اڑنے لگی اور وہ شمال کی جانب روانہ ہو گئیں۔ شمال میں ملک ایران کی سلطنت تھی۔ جس کے شمال میں کوہ قاف کا پہاڑی سلسلہ تھا۔ یہی وہ کوہ قاف تھا۔ جس کے ایک محل کی کوٹھڑی میں تھیو سانگ گڑھے میں چھوٹے قد کا ہو کر بے حس و حرکت بند پڑا تھا۔ دوسری طرف عنبر لال سانپ کی شکل میں بے ہوشی کے عالم میں بوتل میں بند لہروں پر بہتا جا رہا تھا۔

اب ہم پاکوس کی طرف واپس آتے ہیں۔ وہ جب حویلی میں واپس آیا تو دیکھا کہ جولی غائب ہے اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ جب جولی کہیں نظر نہ آئی تو اس کا ماتھا ٹھنکا جلدی سے کوٹھڑی میں گیا۔ دیکھا تو دونوں سانپ غائب تھے۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ لال سانپ کا اسے کوئی افسوس نہیں تھا۔ مگر ناگ سانپ کا اسے بہت افسوس تھا۔ اس کے بغیر وہ ایک مہینہ ہی زندہ رہ سکتا تھا۔ وہ تو گھبرا گیا۔ گھوڑے پر بیٹھ کر حویلی سے نکلا اور جولی کی تلاش شروع کر دی۔ مگر اس وقت تک جولی سانگ کیٹی اور ماریا دور سے بہت دور نکل چکے تھے۔ پاکوس مایوس ہو کر حویلی میں واپس آ گیا۔ اسے چین نہیں پڑ رہا تھا۔ چین کیسے پڑتا۔ اگر ایک مہینے بعد اسے ناگ سانپ نہیں ڈستا تو وہ مر جائے گا۔ پریشان ہو کر گھوڑے پر بیٹھ کر درگان شہر سے قبرستان کی طرف روانہ ہو گیا کہ وہاں اپنی قبر میں جا کر کسی دوسرے سانپ کو آزمائے یا کسی مردے سے بات کر کے پوچھے کہ ناگ سانپ ادھر تو نہیں آیا۔ اس وقت تک خالہ جادوگرنی یعنی بوڑھی جادوگرنی بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔ اس نے ایک قبر کے اوپر کھڑی ہو کر غور سے دیکھا۔ اس قبر پر لکھا تھا۔ کہ یہاں ساریگان کا ایک بہادر ڈاکو دفن ہے بوڑھی جادوگرنی کو ایک ایسا ہی آدمی چاہیئے تھا۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر اس نے مردے کو اپنے کالے علم کی مدد سے زندہ کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں یا بیوی بچوں کی طرف بھاگ جائے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو زندہ کرے جس کا کوئی رشتہ دار یا بیوی بچے نہ ہوں۔ ایسا شخص کوئی پتھر کا مجسمہ ہی ہو سکتا تھا۔ اس زمانے میں پتھر کے مجسموں کی کمی نہیں تھی۔ ہر شہر کے چوک میں کسی نہ کسی دیوتا یا خیالی ہیرو کا مجسمہ لگا ہوتا تھا۔ بوڑھی جادوگرنی ساریگان شہر کے باہر ایک ویران محل کے کھنڈر میں آ گئی۔

اس کھنڈر میں اس کی نظر ایک سنگِ مرمر کے مجسمے پر پڑی۔ یہ ایک طاقتور مرد کا انسانی سائز کا مجسمہ تھا مجسمے کا ایک بازو ٹوٹا ہوا تھا۔ بوڑھی جادوگرنی کو معلوم تھا کہ جب اس میں جان پڑ گئی تو اس کا بازو خود بخود واپس آجائے گا۔ بوڑھی جادوگرنی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ مجسمہ پہلی صدی عیسوی کے ایک ایسے خطرناک شخص کا تھا جو تھا تو انسان مگر اس پر کسی آسیب کا اثر ہو گیا تھا اور وہ پورے چاند کی رات کو بن مانس بن جاتا تھا۔ اور جو آدمی یا عورت اسے سامنے نظر آجاتی اسے چیر پھاڑ دیتا تھا۔ اس زمانے کے بادشاہ نے اس آدمی کا مجسمہ بنا کر شہر میں لگا دیا تھا۔ کہ اس بن مانس خونی انسان سے خبردار رہو۔ اس کے نیچے ایک تختی بھی لکھ کر لگا دی گئی۔ مگر وہ تختی اب ٹوٹ چکی تھی۔ جس کی وجہ سے بوڑھی جادوگرنی کو غلطی لگ گئی اور اس نے اس مجسمے کو پسند کر لیا۔ وہ اس کے سامنے بیٹھ کر کالے علم کے منتر پڑھنے لگی۔ کافی منتر پڑھنے کے بعد اس نے وہ خاص کالے علم کا منتر پڑھا جو ساری سے اسے بتایا تھا۔ اور جس کے پڑھنے سے پتھر میں بھی جان پڑ جاتی تھی۔

کالا منتر پڑھ کر جادوگرنی نے مجسمے پر پھونک ماری تو

اس میں جان پڑ گئی۔ مجسمے نے گردن گھما کر جادوگرنی کو دیکھا پھر اس نے اپنے بازو کو دیکھا جو پورا ہو چکا تھا۔ اب ٹوٹا ہوا نہیں تھا۔

جادوگرنی نے کہا!

"تم میرے غلام ہو۔ میں نے تمہیں زندہ کیا ہے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

مجسمے کے چہرے پر بڑی مکارانہ ہنسی پیدا ہوئی اور اس نے کھڑکھڑاتی مردانہ آواز میں کہا!

"میرا نام جمروت ہے۔"

تم کون ہو؟

جادوگرنی نے کہا!

"میں کوہ قاف کی ملکہ جادوگرنی ہوں۔ میں نے تمہیں اپنے طلسم سے زندہ کیا ہے۔ تم میرے غلام ہو۔ تم میرے حکم کے پابند ہو۔ جو میں کہوں گی وہی تمہیں کرنا ہوگا۔ چل میرے ساتھ۔"

مجسمے نے غراتے ہوئے جادوگرنی پر حملہ کر دیا۔ جادوگرنی نے فوراً دوسرا منتر پڑھ کر پھونکا۔ جمروت کا مجسمہ وہیں پتھر بن گیا۔ جادوگرنی نے اسے پھر کالا منتر پڑھ کر زندہ کیا اور غصے میں کہنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اگر اب تم نے اپنی مالکہ پر حملہ کیا تو میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گی۔ تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ مگر میں تیرے ٹکڑے اڑا سکتی ہوں۔ بولو! کیا اب ایسی حرکت کرو گے؟"

"جمرودت مجسمے نے گردن نفی میں ہلاتے ہوئے کہا:

"اب ایسا نہیں کروں گا۔"

اور وہ عیارانہ انداز میں مسکرانے لگا۔ جادوگرنی نے اسے ساتھ لیا اور سار لیگان شہر کے قبرستان سے دور ایک ویران کھنڈر کے نیچے تہہ خانے میں لاکر جمرودت مجسمے کو اس میں کھڑا کر دیا اور بولی:

"جب تک میں واپس نہیں آؤں گی تم اسی جگہ رہنا اگر تم نے اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کی یا باہر جانے کی کوشش کی تو آگ میں جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔"

یہ کہہ کر بوڑھی جادوگرنی باہر نکل گئی۔ باہر جاتے ہوئے اس نے دروازے کے آگے خاصے فاصلے پر تین لکیریں کھینچ دیں۔ یہ جادو کی لکیریں تھیں۔ جادوگرنی کے جانے کے بعد جمرودت مجسمے نے باہر نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس مجسمے کے لئے کوٹھڑی کا دروازہ توڑنا معمولی بات تھی۔ جمرودت مجسمہ باہر نکل آیا۔ اس نے قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ جادو کی لکیر سے اس کا پاؤں ٹکرایا۔ ایک شعلہ بھڑکا اور جمرودت ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے دو تین بار وہاں سے نکلنے کی کوشش کی مگر طلسمی لکیروں کی آگ نے اسے آگے نہ جانے دیا۔ جمرودت بے بس ہو کر کوٹھڑی میں واپس آگیا

اتنے میں یاکوس بھی قبرستان میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنی قبر کو دیکھا وہ خالی پڑی تھی۔ اس کے ساتھ والے مردے کے ہاتھ کی ہڈی خالی قبر کی دیوار میں سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ یاکوس نے مردے کی ہڈی پر ہاتھ رکھ دیا اور بولا:

"میرے دوست! میں یاکوس ہوں۔ میں کئی برس تک تمہارا ہمسایہ رہا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ والی قبر میں تھا۔ اب میں طلسم کے زور سے زندہ ہو گیا ہوں۔ کیا تم میری مدد کرو گے؟"

دوسری قبر کے مردے کی آواز آئی:

"اگر تم مجھے زندہ کر دو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔"

یاکوس نے کہا:

"میں تمہیں صرف ایک صورت میں زندہ کر سکتا ہوں کہ مجھے ناگ سانپ ڈس جائے جو تمہیں ڈسے

COURTESY WWW.PDFBOOKS

غر ناگ سانپ میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اب
میں بھوکا ہوں۔"
دوسری قبر کے مردے نے کہا۔
"تو پھر میں بھی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"
یاکوس بولا!
"تم صرف میری اتنی سی مدد کر دو کہ اگر ناگ سانپ
کا اس خالی قبر میں سے گذر ہو تو اسے اپنے ہاتھ
سے پکڑ کر قابو کر لینا۔ میں روزانہ شام کو آکر معلوم
کر جایا کروں گا۔"
دوسری قبر کے مردے نے کہا!
"تم بڑے احمق ہو۔ گمشدہ سانپ کو تلاش کر رہے
ہو۔ مگر جو جادوگرنی تمہاری زندگی کو غیر فانی بنا سکتی
ہے اور مجھے بھی زندہ کر سکتی ہے اس سے
بے خبر ہو۔"
یاکوس نے پوچھا:
"کون سی جادوگرنی؟"
دوسری قبر والے مردے نے کہا!
"خالہ جادوگرنی۔ وہ اسی قبرستان میں آ رہی تھی۔ اگر
تم کسی طرح اس سے کالے علم کا راز معلوم

کر سکو تو تم کبھی نہیں مرو گے۔ اور ساری دنیا پر حکومت
کر سکو گے۔ جادوگرنی قبرستان میں داخل ہو چکی ہے
دیکھو اپنے پیچھے قبرستان کی ڈیوڑھی کی طرف دیکھو۔"
یاکوس نے دیکھا کہ قبرستان کی ڈیوڑھی میں سے ایک بوڑھی
عورت چلی آ رہی ہے۔ یاکوس سمجھ گیا کہ یہی خالہ جادوگرنی ہے
یاکوس بڑا چالاک اور ہوشیار مردہ تھا۔ اس نے قبر سے
ہٹ کر ڈیوڑھی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اور پھر ایک قبر پر
بیٹھ کر زار و قطار رونے لگا۔ وہ اس دلخراش انداز میں
رو رہا تھا۔ کہ جادوگرنی کا بھی دل ہل گیا۔
وہ قریب آ کر بولی!
"نوجوان! تیرا کون مر گیا ہے جو تو اس بری طرح
سے رو رہا ہے؟"
یاکوس نے کہا!
"بہن! کیا بتاؤں۔ میں تم کچھ بھی نہیں بتا سکتا کیونکہ
تم میرے دکھ کو نہیں سمجھ سکو گی۔"
جادوگرنی بولی!
"تم مجھے بتاؤ ہو سکتا ہے میں تمہاری مدد کر سکوں۔"
یاکوس نے کہا!
"کوئی انسان میری مدد نہیں کر سکتا۔ میری قسمت میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب موت کے سوا کچھ نہیں رکھا۔"
جادوگرنی نے اس سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے
پوچھا:
"کیا یہ تیری بیوی کی قبر ہے؟"
یاکوس نے آنکھوں سے نکلتے نقلی آنسو پونچھتے
ہوئے کہا:
"ہاں یہ میری بیوی کی قبر ہے۔ مگر یہ صرف میری بیوی
ہی نہیں تھی۔ بلکہ اس کے پاس ایک ایسا علم تھا
جس کی مدد سے وہ ہزاروں کی فوج کو پھونک مار
کر بے جان کر دیتی تھی۔"
جادوگرنی کا ماتھا ٹھنکا۔ اگر وہ اس عورت کی لاش
کو زندہ کر کے اس سے یہ طلسماتی علم معلوم کر سکے تو بادشاہ
کے محل پر ایک سیکنڈ میں قبضہ کر سکتی ہے۔
اس نے یاکوس سے کہا:
"اگر میں تمہاری بیوی کو زندہ کر دوں تو کیا تم
اپنی بیوی کا یہ اسرار علم مجھے بتا دو گے؟ مگر تمہاری
بیوی شائد تمہیں وہ علم نہیں بتائے گی۔"
اب یاکوس نے آنسو پونچھ کر تڑپ کا پتہ پھینکا۔
کہنے لگا:

"بہن! وہ علم تو مجھے بھی معلوم ہے۔ اس کے لئے
میری بیوی کا زندہ ہونا ضروری نہیں۔ میں تو اپنی
بیوی کی محبت کی وجہ سے رو رہا ہوں۔"
اب بوڑھی جادوگرنی نے کہا:
"تو پھر تم میرے ساتھ چلو۔ میرے پاس ایک
منصوبہ ہے ہم دونوں مل کر ساری دنیا پر قبضہ کر
سکتے ہیں۔ پھر تم خوبصورت سے خوبصورت اور
اچھی سے اچھی عورت کو اپنی بیوی بنا سکتے ہو۔
کیا کہتے ہو؟"
یاکوس یہی تو چاہتا تھا۔ بولا:
"بہن! تمہارے پاس بھی کوئی خاص علم ہے کیا؟"
بوڑھی جادوگرنی نے کہا:
"ہاں جب تم مجھے اپنا علم بتاؤ گے تو میں تمہیں
اپنا علم بتاؤں گی۔"
یاکوس تیار ہو گیا۔ جادوگرنی اسے لے کر قبرستان
سے باہر آ گئی۔ قبرستان کے باہر ایک آدمی سامنے سے
چلا آ رہا تھا۔
جادوگرنی نے یاکوس سے کہا:
"کیا تم اپنے علم کی مدد سے اس آدمی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے حس کر سکتے ہو؟ میں تمہارے علم کو آزمانا
چاہتی ہوں۔"
یاکوس مردہ تھا۔ اس کی آنکھوں میں خاص کشش
اور تاثیر تھی۔ اس نے کہا:
"میں ابھی اس آدمی کو بے حس کر دیتا ہوں۔"
اور یاکوس نے آنے والے آدمی کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر اسے گھورا۔ وہ آدمی ایک دم بے ہوش ہو کر گر پڑا
یہ طاقت یاکوس کے پاس پہلے ہی سے تھی۔ بوڑھی جادوگرنی
کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص سچ بول رہا ہے۔ اس کے
پاس واقعی بے پناہ طاقت ہے۔
یاکوس نے کہا:
"بہن اب تم بتاؤ کہ تمہارے پاس کون سی
طاقت ہے۔؟"
جادوگرنی نے کہا:
"میرے ساتھ میرے مکان پر چلو۔ پھر میں تمہیں
اپنی طاقت بتاؤں گی۔"
جادوگرنی نے راستے میں یاکوس سے اس کا نام
پوچھا پھر اسے لے کر اپنی کھنڈر والی کوٹھڑی میں آ گئی۔
کوٹھڑی کا دروازہ کھلا دیکھ کر اس کا دل دھک سے
رہ گیا کہ کہیں جبروت مجسمہ فرار تو نہیں ہو گیا۔ وہ لپک کر
کوٹھڑی میں داخل ہوئی۔ یاکوس اس کے پیچھے پیچھے
تھا۔ جبروت مجسمہ اپنی جگہ پر موجود تھا۔
جادوگرنی نے غصے میں کہا:
"تم نے ضرور فرار ہونے کی کوشش کی ہوگی لیکن
اب تم اچھی طرح جان گئے ہوگے کہ تم میری مرضی
کے بغیر آزاد نہیں ہو سکتے۔ یہ میرا بھائی ہے
اس کا نام یاکوس ہے۔ اب تم اپنی جگہ پر
جا کر بیٹھ جاؤ۔"
جبروت مجسمہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ اب جادوگرنی نے
یاکوس کو بتایا کہ وہ ساریگان کے بادشاہ کے تخت پر
قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ یہی منصوبہ یاکوس کا بھی تھا۔
وہ کیسے دیکھ سکتا تھا کہ ایک بوڑھی عورت اس کی
جگہ ساری دنیا کی مالک بن بیٹھے۔ اس نے عیاری سے
کام لیتے ہوئے کہا:
"بڑا اچھا پروگرام ہے بہن:
میں تمہارے ساتھ ہوں۔"
یاکوس نے پوچھا:
"یہ مجسمہ جو زندہ ہو گیا ہے۔ یہ کیا کر سکتا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگرنی نے یاکوس سے کہا کہ یہ جھروکے کا مجسمہ ہے۔ اور اس میں اتنی طاقت ہے کہ بڑے سے بڑے محل کو ایک ٹھوکر سے ڈھا سکتا ہے۔ کوئی انسان اس کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یاکوس نے غور سے مجسمے کو دیکھا۔ مجسمے پر اس کی آنکھوں کی گردش کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ یاکوس کی طرف دیکھ کر غرّانے لگا۔

جادوگرنی بولی!

"تم اسے بے ہوش نہیں کر سکتے۔ یہ میرے علم سے زندہ ہوا ہے۔ اور میرے پاس کالا علم ہے۔"

یاکوس نے کہا!

"کیا تم مجھے اپنا علم نہیں بتاؤ گی؟"

جادوگرنی کہنے لگی!

"ہمیں اب ایک دوسرے کا علم سیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم دونوں مل کر اپنے اپنے علم اور طاقت کی مدد سے اس شہر کے بادشاہ کے محل پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم شاہی محل پر حملہ کرنے کی سکیم تیار کرتے ہیں۔"

مگر یاکوس تو جادوگرنی کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ وہ اکیلا ملک کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اس عیاری سے کام لیتے ہوئے جادوگرنی کی ہاں میں ہاں ملائی اور اس کے ساتھ کھنڈر کی دوسری کوٹھڑی میں آ گیا۔ جادوگرنی بیٹھ گئی اور یاکوس کو سمجھانے لگی کہ انہیں سب سے پہلے بادشاہ کو بے ہوش کرنا ہوگا۔ پھر اس کے سپہ سالار کو ختم کرنا ہوگا۔ یاکوس جادوگرنی کی باتیں بے توجہی سے سُن رہا تھا۔ اصل میں وہ جادوگرنی پر قابو پانے کی ترکیب پر غور کر رہا تھا۔ جادوگرنی کی صرف ایک کمزوری تھی۔ کہ اگر وہ سو جائے تو نیند کی حالت میں اسے ہلاک کیا جا سکتا تھا۔

یاکوس نے چالاکی سے کام لیتے اور جادوگرنی کی کمزوری معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"بہن! ہمیں ایک دوسرے کی کمزوریوں کی بھی خبر ہونی چاہیے۔ تاکہ وقت پڑنے پر ہم ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔ مثلاً میں تمہیں صاف صاف بتا دیتا ہوں کہ میری کمزوری یہ ہے کہ اگر مجھ پر ٹھنڈا پانی پھینکا جائے گا تو میری طاقت ختم ہو جائے گی اور میں مر جاؤں گا اب تم بتاؤ کہ تمہاری کمزوری کیا ہے۔ تاکہ میں اس حالت میں تمہاری حفاظت کر سکوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھی جادوگرنی چالاک ہونے کے باوجود یاکوس کے جال میں پھنس گئی۔ اور بولی:

"میری صرف ایک ہی کمزوری ہے کہ اگر میں سو جاؤں تو میری ساری طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ صرف سوتے میں مجھ پر وار کیا جا سکتا ہے۔"

یاکوس دل میں بڑا خوش ہوا اور بولا:

"بس ٹھیک ہے۔ تم اس بات کا خیال رکھنا کہ کوئی مجھ پر ٹھنڈا پانی نہ پھینکے اور میں جب تم سو رہی ہو گی تمہاری حفاظت کروں گا۔"

اس کے بعد یاکوس نے شاہی محل پر حملے کی ترکیبوں پر گفتگو شروع کر دی۔

یاکوس نے جان بوجھ کر کہا:

"پیاری بہن! اس وقت شام ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم پچھلے پہر محل پر حملہ کریں۔ اس وقت سپاہی آرام کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم اچانک ان پر حملہ کر دیں گے۔ میں انہیں ایک پل میں بے حس کر دوں گا۔ اور وہ اٹھ کر ہم پر حملہ نہیں کر سکیں گے۔

کیا خیال ہے تمہارا؟"

بوڑھی جادوگرنی یاکوس کی باتوں میں آ گئی۔ کہنے لگی:

"تمہاری ترکیب بھی اچھی ہے۔ چلو ہم منہ اندھیرے شاہی محل پر ہلہ بول دیں گے۔"

یاکوس کہنے لگا:

"اتنی دیر ہم آرام کرتے ہیں۔ تم میری حویلی میں چلو۔ وہاں میری کنیزیں بھی ہیں وہ تمہاری خدمت کریں گی۔"

بوڑھی جادوگرنی یاکوس کے ساتھ اس کی حویلی میں آ گئی۔ یاکوس نے جادوگرنی کی اتنی آؤ بھگت کی کہ وہ اس کی گرویدہ ہو گئی۔ جب رات ہو گئی تو یاکوس نے کہا:

"بہن! ہمیں ایک زبردست مہم شروع کرنی ہے بہتر ہے کہ ہم تھوڑی دیر آرام کر لیں تم اسی کمرے میں سو جاؤ۔ میں باہر پہرہ دوں گا۔ تم بے فکر ہو کر آرام کرو۔"

جادوگرنی کو بھی مرغن کھانا کھانے کے بعد نیند سی آنے لگی تھی۔ اسے یاکوس پر اعتماد بھی ہو گیا تھا۔ یاکوس نے اس کی خدمت بھی بے حد کی تھی۔ چنانچہ جادوگرنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پلنگ پر لیٹ گئی۔ یاکوسس دروازہ بند کرکے باہر آکر پہرے پر کھڑا ہو گیا۔ بہت زیادہ ہوشیار اور چالاک آدمی کبھی کبھی یونہی کسی احمق کے ہاتھوں مار کھا جاتا ہے۔ جادوگرنی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس کی موت یاکوسس کے ہاتھوں لکھی تھی۔ شاید اس وجہ سے بھی یہ اُلو بن گئی تھی۔ یاکوسس دروازے کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔

ایک لمحے کے لئے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور وہاں سے اپنی تلوار قمیض کے اندر چھپا کر ساتھ لے آیا۔ جب رات آدھی گذر گئی تو اسے کمرے میں سے جادوگرنی کے خراٹے سنائی دینے لگے۔

یاکوسس اسی انتظار میں تھا۔ وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ طاق میں شمع روشن تھی۔ یاکوسس نے تلوار ہاتھ میں لے لی اور دبے پاؤں چلتا جادوگرنی کے سرہانے کی طرف آگیا۔ آتے ہی اس نے ایک لمحے کا بھی انتظار نہ کیا اور اتنی زور سے تلوار کا وار کیا کہ جادوگرنی کا سر تن سے جدا کر دیا۔ جادوگرنی کے مرتے ہی وہاں چیخوں کی آوازیں بلند ہوئیں جو صرف یاکوسس ہی سن سکتا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ آوازیں بند ہو گئیں۔ یاکوسس نے جادوگرنی کے مردہ جسم کو اٹھا کر حویلی کے صحن میں گڑھا کھود کر

دفن کر دیا اور وہاں سے سیدھا کھنڈر کی طرف چل پڑا وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جادوگرنی کی موت کا مجسمے پر کیا اثر پڑا ہے کھنڈر میں آتے ہی اس نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا مجسمہ جمروت اپنی جگہ پر خاموش بیٹھا تھا۔ یاکوسس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"اب تم میرے غلام ہو۔ میرے پاس وہ کالا علم آگیا ہے۔ جس میں تمہاری جان ہے۔ جس کو پڑھ کر میں تمہیں بھسم کر سکتا ہوں۔
بولو تم کیا کہتے ہو۔؟"

جمروت بولا:

"میں تمہارا غلام ہوں۔ جس کے پاس کالا علم ہو میں اسی کا غلام ہوں۔"

یاکوسس نے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

جمروت نے یاکوسس کو اپنا نام بتایا۔

یاکوسس نے کہا:

"ابھی تم اسی کوٹھڑی میں رہو گے۔ میں کل رات کو تمہیں اپنا نیا حکم سناؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہوگا۔"

جمروت نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے یاکوسس کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھتا رہا۔ یاکوس کو خطرہ تھا کہ کہیں جمروت اس کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ وہ اسے ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ یاکوس مردہ تھا۔ اور مردے کو کوئی نہیں مار سکتا۔ اسے صرف یہی ڈر لگا ہوا تھا کہ اگر ناگ سانپ اسے نہ مل سکا تو وہ اٹھائیس دنوں کے بعد اپنی موت آپ مر جائے گا۔ دوسری رات اس نے جمروت مجسمے کو حکم دیا۔

"سنو! مجھے ایک سانپ کی سخت ضرورت ہے جس کا نام ناگ سانپ ہے۔ وہ سانپوں کا دیوتا ہے۔ اس سانپ کو کہیں سے حاصل کر کے میرے پاس لاؤ۔

یہ میرا حکم ہے۔"

جمروت نے عزاتی ہوئی آواز میں کہا:

"کوئی سانپ مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں ناگ سانپ کو ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ کیا وہ ساریگان شہر میں ہی ہے؟"

یاکوس بولا:

"یہ تمہیں معلوم کرنا ہوگا۔ کیا تمہیں سانپوں کی بو آتی ہے؟"

جمروت نے کہا:

"ہاں! میں ہر قسم کے سانپ کی بو محسوس کر لیتا ہوں۔ میں ناگ کی تلاش میں جاتا ہوں۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوگا۔ میں اسے لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

اور جمروت مجسمہ ہاتھ میں تلوار لیے ناگ کی تلاش میں نکل پڑا۔ یاکوس بڑا خوش تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ جمروت اپنی خاص جس کی وجہ سے ناگ کی بو پا کر اسے فوراً پکڑ کر لے آئے گا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاندنی رات کی بلا

اب ہم عنبر کی خبر لیتے ہیں۔

عنبر کو جب دریا میں پھینکا گیا تو وہ سُرخ سانپ کی شکل میں بوتل میں بند تھا۔ دریا کی لہریں اسے کچھ دور تک بہاتی چلی گئیں۔ لیکن تھوڑی دور جانے کے بعد لہروں نے اسے کنارے پر لگا دیا۔ ایک لہر اتنی زور سے آئی کہ اس نے عنبر کی بوتل کو اچھال کر باہر ایک پتھر پر پھینک دیا۔ پتھر سے ٹکراتے ہی بوتل ٹوٹ گئی اور عنبر سانپ کی شکل میں باہر جا گرا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ بوتل سے نکل کر اسے دھوپ کی گرمی لگی تو اسے ذرا ذرا ہوش آنا شروع ہو گیا مگر وہ پوری طرح سے ہوش میں نہیں تھا۔ اور رینگ بھی نہیں سکتا تھا۔ اتفاق سے ادھر سے ایک سپیرے کا گذر ہوا اس نے سرخ رنگ کا انوکھا سانپ دیکھا تو اسے اٹھا کر پٹاری میں ڈال لیا۔ سپیرا شہر سارنگان کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اسے رات ہو گئی۔ وہ ایک درخت کے نیچے لیٹا آرام کر رہا تھا کہ اچانک جمروت مجسمہ وہاں آ گیا۔ سپیرے نے اپنے سامنے ایک دیو ہیکل مجسمہ کو تلوار ہاتھ میں لیے دیکھا تو پاؤں سر پر رکھ کر ایسا بھاگا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا جمروت کو پٹاری میں سے سانپوں کی بو آ رہی تھی۔ اس نے پٹاری الٹ دی۔ پٹاری میں سے دو تین سانپ نکل کر دوڑے۔ جمروت نے انہیں پکڑ لیا۔ اب دیکھا کہ سرخ رنگ کا ایک سانپ نکل کر باہر گرا ہے۔ جو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر رہا۔ جمروت مجسمہ نے لال سانپ کو بھی پکڑ کر اٹھا لیا۔

جمروت کے مجسمے کے ہاتھ کا لمس تھا کہ عنبر کو ہوش آ گیا۔ اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ وہ عنبر ہے اور اسے طلسم کے ذریعے سانپ بنا دیا گیا ہے۔ عنبر کی طاقت ابھی واپس نہیں آئی تھی۔ مگر وہ حرکت کر سکتا تھا۔ اس نے پورا زور لگایا اور جمروت مجسمے کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گرا اور جھاڑیوں کی طرف بھاگ گیا۔ جمروت مجسمے کو سخت غصہ آیا وہ تلوار لے کر اس کے پیچھے بھاگا تو دوسرے سانپ بھی اس کی گرفت سے نکل کر ادھر ادھر بھاگ گئے۔ جمروت کو یقین ہو گیا تھا کہ لال سانپ ہی ناگ دیوتا ہے۔ چنانچہ وہ لال سانپ یعنی عنبر کے پیچھے لگ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ سانپ آگے آگے تھا اور جمروت مجسمہ اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ وہ جنگل میں چکر لگاتے رہے۔ رات گہری ہوتی چلی گئی۔ اب ایسا ہوا کہ وہ پورے چاند کی رات تھی اور مشرق کی طرف سے پورا چاند نکل آیا۔ چاند کا نکلنا تھا کہ جمروت مجسمہ اپنی جگہ پر رک گیا۔ اور چاند کی طرف منہ کر کے اسے تکنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے جمروت مجسمہ ایک گوریلا بن مانس بن گیا۔ اس کے سارے جسم پر بال ہی بال نکل آئے۔ چہرہ بن مانس ایسا ہو گیا۔ دانت لمبے ہو گئے۔ بازو لمبے اور بالوں سے بھر گئے۔ جمروت گوریلے کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ سینے پر دونوں ہاتھ مارتا ہوا جنگل سے شہر جانے والی سڑک پر چل پڑا۔ عنبر لال سانپ کی شکل میں یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس شخص پر چاند کا اثر ہو گیا ہے۔ اور وہ انسان سے خونخوار بن مانس بن گیا ہے اور اب وہ شہر میں جا کر بے گناہ لوگوں کا خون کرے گا۔ عنبر خود مجبور تھا۔ پھر بھی اس نے ہمت نہ ہاری اور جمروت بن مانس کے پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔

اب ایسا اتفاق ہوا کہ جمروت بن مانس سب سے پہلے دریا کے کنارے والی یاکوس کی حویلی کے پاس سے گذرا۔ اسے حویلی میں روشنی نظر آئی تو دروازہ توڑ کر حویلی گھس گیا۔ نوکر سو رہے تھے۔ آواز سن کر جاگ پڑے باہر آ کر ایک دیو پیکر خونی آنکھوں والے بن مانس کو دیکھا تو چیخیں مارتے ادھر ادھر بھاگ گئے۔ شور کی آواز سن کر یاکوس بھی اپنے کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے بن مانس کو دیکھا تو تلوار لینے کے لئے کمرے میں گھسا۔ بن مانس جمروت نے ایک انسان کو دیکھا تو اس کے پیچھے لپکا۔ وہ کوٹھڑی میں گھس گیا۔ اندر جاتے ہی بن مانس نے یاکوس کو دبوچ لیا۔ اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اگرچہ یاکوس ایک زندہ مردہ تھا لیکن اگر اس کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے تو وہ کیسے دوبارہ زندہ ہو سکے گا! یہی بات ہوئی یاکوس اگرچہ زندہ تھا۔ مگر اس کے جسم کے دس گیارہ ٹکڑے ہو چکے تھے۔ اور دو تین ٹکڑے جمروت بن مانس نے کھا بھی لئے تھے۔ اب اس کا دوبارہ زندہ ہونا ناممکن تھا۔

جمروت بن مانس نے آدھا یاکوس کھا لیا اور غراتا شور مچاتا کوٹھڑی سے باہر آ گیا۔

عنبر لال سانپ کی شکل میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے یاکوس مردے کو پہچان لیا تھا۔ جب بن مانس کوٹھڑی سے باہر چلا گیا تو عنبر سانپ نے کوٹھڑی میں جا کر یاکوس کی بچی کھچی لاش کے دو تین ٹکڑے پڑے دیکھے تو دل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں خدا کا شکر ادا کیا کہ دنیا کو ایک خطرناک مردہ انسان سے نجات مل گئی تھی۔ اب بن مانس کو ٹھکانے لگانا باقی تھا۔ مگر عنبر خود سانپ کی شکل میں تھا۔ وہ جمروت بن مانس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس عنبر والی طاقت ہی نہیں تھی۔ پھر بھی عنبر جمروت بن مانس کے پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔

جمروت بن مانس حویلی سے نکل کر اب شہر کی طرف چلنے لگا۔ شہر میں اگرچہ لوگ دروازے بند کر کے سو رہے تھے۔ مگر جمروت بن مانس ان کے دروازے توڑ کر اندر جا سکتا تھا۔ عنبر سانپ پریشان تھا۔ وہ لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے بچانا چاہتا تھا۔

عنبر سانپ کو اور تو کچھ نہ سوجھا وہ بھاگ کر آگے سے اس سڑک پر آ گیا جہاں جمروت بن مانس شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عنبر سانپ نے یہی سوچا کہ اسے اپنی پھنکار دے سڑک سے ڈرانے کی کوشش کرے گا۔ وہ کے کنارے پھن اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ جونہی اس نے جمروت بن مانس کو آتے دیکھا۔ زور سے پھنکارنا شروع کر دیا۔ جمروت بن مانس بھی سانپ کو دیکھ کر زور زور سے غرانے و سینے پر ہاتھ مارنے لگا۔ عنبر تھوڑا تھوڑا پیچھے بھی ہٹتا

جا رہا تھا۔ عنبر کا ذہن پوری طرح بیدار تھا۔ اس کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ اس شور سے ہو سکتا ہے کچھ لوگ جاگ پڑیں اور اس بن مانس کے مقابلے کے لئے تیار ہو جائیں۔

مگر جمروت بن مانس کا عنبر سانپ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دوڑتا ہوا عنبر سانپ کے سر پر پہنچ گیا اور اس سے پہلے کہ عنبر رینگ کر بھاگ سکتا۔ جمروت بن مانس نے اسے زمین پر سے اٹھا لیا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ عنبر کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اصل میں یہی اس کی زندگی کی وجہ بن گیا۔ عنبر کے جسم کے مرکز میں ریڑھ کی ہڈی کے پاس جادو کا اثر تھا۔ جونہی اس کے سانپ کے جسم کے دو ٹکڑے ہوئے۔ ریڑھ کی ہڈی پر جادو کا اثر ختم ہو گیا۔ زمین پر جیسے ایک مہرہ گر پڑا۔ عنبر سانپ کے دونوں ٹکڑے بن مانس نے زور سے زمین پر دے مارے۔ زمین سے ٹکراتے ہی عنبر کا جسم انسانی شکل اختیار کر گیا۔ سانپ کے دونوں ٹکڑے غائب ہو چکے تھے۔ اور اب جمروت بن مانس کے سامنے ایک زندہ انسان یعنی عنبر موجود تھا۔ جس کی طاقت کا اندازہ جمروت جیسے کو بھی نہیں تھا۔ جو اس وقت بن مانس کی شکل میں تھا۔ جمروت بن مانس نے ایک انسان کو دیکھا تو اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیرنے پھاڑنے کے لئے اس کی طرف لپکا۔ عنبر اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہا۔

جونہی جمروت بن مانس نے عنبر کو گردن سے پکڑنے کے لئے اپنا لمبا بازو آگے بڑھایا۔ عنبر نے اس کے بازو کو پکڑ لیا۔ اور اسے زمین پر سے اٹھا کر اپنے سر کے گرد ایک چکر دیا اور پھر چھوڑ دیا۔ جمروت بن مانس دور جا کر جھاڑیوں پر گرا۔ جمروت بن مانس سمجھ گیا کہ مقابلہ سخت ہے اور وہ زندہ نہیں بچے گا۔ چنانچہ جمروت بن مانس غراتا شور مچاتا جنگل کے اندھیرے میں گم ہو گیا۔ اب عنبر کو افسوس ہونے لگا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ اسے چاہیئے تھا کہ وہ بن مانس کو وہیں مار ڈالتا۔ تاکہ لوگوں کو اس سے نجات مل جاتی۔ عنبر جنگل کی طرف دوڑا مگر اسے جمروت بن مانس کہیں دکھائی نہ دیا۔ جنگل میں دور سے اسے بن مانس کی چیخ سنائی دیتی۔ عنبر دوڑ کر اس طرف جاتا مگر جمروت بن مانس اس کے جانے سے پہلے وہاں سے فرار ہو چکا ہوتا۔ عنبر دوڑ کر شہر کے دروازے پر جا کھڑا ہوا تاکہ جمروت بن مانس کو شہر میں نہ داخل ہونے دے۔ مگر جمروت بن مانس دور جنگل کی ایک کھوہ میں بیٹھا اپنے زخموں کو سہلا رہا تھا۔ رات ڈھل رہی تھی۔ جوں جوں چاندنی مدھم اور پھیکی پڑ رہی تھی۔ جمروت کے جسم کے بن مانس ایسے بال غائب ہونے لگے تھے۔ پھر جب آسمان پر دن کی روشنی پھیلی تو کھوہ میں بیٹھے بیٹھے جمروت بن مانس سے ایک بار پھر عنبر بن چکا تھا۔ عنبر بھی جلدی سے جنگل میں آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ دن نکلتے ہی جمروت عنبر بن مانس سے دوبارہ انسانی شکل میں آجائے گا۔ وہ جنگل میں قبرستان والے کنارے میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھا تھا جمروت عنبر تھوڑی دیر بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور کھنڈر کی کوٹھڑی میں جا کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کے جسم پر خراشیں تھیں اور ان میں سے سفید خون رس رہا تھا۔ جمروت کا خون دودھ کی طرح سفید تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سنگ مرمر دودھ بن کر نکل رہا ہے۔

عنبر جانتا تھا کہ عنبریت دن میں انسان اور چاندنی رات میں بن مانس بن جاتا ہے اور اب جب کہ چاندنی راتیں ہیں یہ تباہی مچاتا رہے گا۔ اور جانے کتنے معصوم انسانوں کی جانیں لے گا۔ اس لئے عنبر نے ناگ ماریا تھیو سانگ کٹی اور جولی سانگ کی تلاش میں نکلنے سے پہلے اس عنبریت کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کر لیا۔ عنبر کو شہر میں سے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کی خوشبو بھی نہیں آ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی اس شہر میں موجود نہیں ہے۔

دن کی روشنی میں عنبر جمرودت مجسمے کی تلاش میں جنگل کی طرف چل پڑا۔ اس نے سارا قبرستان اور جنگل چھان مارا مگر اسے جمرودت کہیں نہ ملا۔ جمرودت مجسمہ اس وقت ایک خفیہ مقام میں چھپا ہوا تھا۔ عنبر واپس شہر سار یگان میں آ گیا۔ وہ دیر تک شہر کی گلیوں اور بازاروں میں گھومتا پھرتا رہا۔ عنبر کے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ اس کا لباس گندہ ہو گیا تھا۔ وہ نیا لباس خریدنا چاہتا تھا۔ مگر پیسے نہ ہونے کی وجہ سے خرید نہیں سکتا تھا۔ مگر اس کے ذہن پر ایک ہی دھن سوار تھی کہ

کس طرح اس شہر کے لوگوں کو چاندنی رات کی بلا سے نجات دلائی جائے۔ اس نے سوچا کہ اس شہر کے کوتوال سے بات کر کے اسے کہا جائے کہ رات کو شہر پر ایک بلا نازل ہونے والی ہے اس لئے وہ حکم دے کہ شہر کے سارے دروازے رات کو بند کر دیئے جائیں۔

عنبر کوتوال کے دفتر میں پہنچا تو وہ گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ عنبر کو دیکھ کر تیز لہجے میں بولا:

"کون ہو تم؟ کیا کرنے آئے ہو؟"

عنبر نے بڑا صبر کیا اور خوش اخلاقی سے کوتوال کو ساری بات بتا دی۔ کوتوال کے پاس دو تین دوسرے سپاہی بھی بیٹھے تھے۔ وہ عنبر کا مذاق اڑانے لگے۔

"ارے یہ کوئی دیوانہ معلوم ہوتا ہے۔ بھلا کوئی ایسا انسان بھی ہوتا ہے جو چاندنی رات میں عفریت یا بن مانس بن جائے۔"

کوتوال نے عنبر سے کہا:

"جاؤ میاں اپنا راستہ لو۔"

عنبر نے کوتوال کو یقین دلانے کی بہت کوشش کی مگر کوتوال نے اسے اپنے دفتر سے نکال دیا۔ عنبر خاموش ہو کر باہر آ گیا۔ وہ کیا کر سکتا تھا۔ اتفاق کی بات تھی کہ کوتوال کا مکان شہر کے دروازے کے بالکل ساتھ ہی تھا۔ جب رات ہوئی اور چاند نکلا تو جمرودت بن مانس کی شکل اختیار کر گیا۔ وہ بھی غراتا ہوا اپنے تیز دانت نکالتا جنگل سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑا۔ عنبر اس وقت شہر کے دوسرے دروازے کی طرف تھا۔ اب وہ اکیلا شہر کے چاروں دروازوں پر پہرا نہیں دے سکتا تھا۔ دروازوں کے پہرے داروں سے بھی عنبر نے بات کی مگر انہوں نے بھی عنبر کا مذاق اڑایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جمروت بن مانس شہر کے کوتوال والے دروازے پر آ پہنچا۔ پہرے دار نے ایک پہاڑ ایسے بن مانس کو دانت نکالے اپنی طرف آتے دیکھا تو نیزہ اس پر دے مارا۔ نیزہ جمروت بن مانس سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ بن مانس نے پہرے دار کو اٹھایا اور دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی پہلا مکان کوتوال کا تھا۔ بن مانس نے مکان کے اندر روشنی دیکھی تو وہ اس طرف بڑھا۔ کوتوال اس وقت سونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ خوش قسمتی سے وہ گھر میں اکیلا تھا۔ اس کے بیوی بچے دوسرے شہر گئے ہوئے تھے۔ اچانک دروازہ دھڑام سے ٹوٹ گیا۔ اور نیچے گر پڑا۔ کوتوال نے دروازے میں ایک دیو پیکر بن مانس کو دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ بن مانس چیخ مار کر اپنے شکار پر لپکا۔ کوتوال کو سامنے کھڑکی ہی نظر آئی۔ اس نے کھڑکی میں سے چھلانگ لگا دی۔ وہ باہر ایک درخت پر گرا جس کی شاخیں ٹوٹتی چلی گئیں اور کوتوال زمین کے ساتھ آ کر لگ گیا۔

اس کے کمرے میں بن مانس نے شور اور طوفان مچا دیا تھا۔ وہاں سے نکل کر بن مانس چھت پر آ گیا اور بھیانک آوازیں نکالنے لگا۔ کوتوال جلدی سے اٹھ کر مکان کے نیچے آیا اور سپاہیوں کو تیر مارنے کا حکم دیا۔ بن مانس پر سپاہیوں نے تیروں کی بارش کر دی۔ تیر بن مانس کے جسم سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گر رہے تھے۔ بن مانس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ دوسرے مکان کی چھت پر کود گیا۔ وہاں دو آدمی سو رہے تھے۔ وہ اٹھ کر بھاگے تو بن مانس نے ایک کو پکڑ کر ادھیڑ دیا۔ بن مانس نے کہرام مچا دیا۔ شہر کے دروازے پر عنبر نے شور سنا تو سمجھ گیا کہ بن مانس آ گیا ہے۔ وہ اس طرف دوڑ پڑا۔ سامنے چوک کی روشنی میں اسے کوتوال نظر آیا جو بوکھلایا ہوا شاہی قلعے کی طرف بھاگ رہا تھا کہ فوج کو خبر کرے۔

عنبر کو دیکھا تو بولا:

"تم ٹھیک کہتے تھے بھائی۔ خدا کے لئے بھاگ جاؤ میں فوج لینے کے لئے شاہی قلعے کی طرف جا رہا ہوں۔"

شہر میں شور مچ گیا تھا۔ مکانوں میں چراغ روشن ہو گئے تھے۔ لوگ خوف کے مارے گھروں سے باہر نکل نکل کر ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ کیا شہر پر حملہ ہو گیا ہے۔ جمروت بن مانس نے اس عرصہ میں کئی آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ وہ شاہی محل کی طرف بڑھ رہا تھا کہ آگے سے فوج آ گئی۔ فوج کے سپاہیوں نے تیروں کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باڑ ماری۔ تیروں کا بن مانس پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر دو فوجیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دو کو اپنے پاؤں تلے کچل دیا۔

فوج نے نیزے چلائے مگر نیزے بھی بن مانس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ بن مانس ایک ایک کر کے فوج کے سپاہیوں کو ہلاک کرتا چلا گیا۔ اب بن مانس کے ہاتھ میں ایک تلوار آ گئی۔ اس نے تلوار سے سپاہیوں کو مارنا اور کاٹنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ انسانی ٹکڑوں کو ہڑپ بھی کرتا جا رہا تھا۔ عنبر نے یہ عالم دیکھا تو چھلانگ لگا کر بن مانس کے سامنے آ گیا۔ سامنے آتے ہی اس نے بن مانس کے سینے پر اچھل کر ایک ٹھوکر ماری۔ بن مانس پہاڑ کی طرح پیچھے گر پڑا۔ جمروت بن مانس نے عنبر کو پہچان لیا تھا۔ وہ کچھ گھبرایا مگر پھر مقابلے پر اتر آیا۔

عنبر اور بن مانس کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ کبھی بن مانس عنبر کو اٹھا کر دے مارتا اور کبھی عنبر بن مانس کو اٹھا کر پھینک دیتا۔ لیکن دونوں میں سے کسی کو بھی نقصان نہیں ہو رہا تھا۔ لوگ وہاں سے دوڑ گئے۔ سپاہی بھی بھاگ گئے تھے۔ لوگ مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر یہ سخت خوفناک مقابلہ دیکھ رہے تھے۔ عنبر نے ایک بار پھر بن مانس

نے بازو کو پکڑا [illegible] اسے دو تین چکر دے کر اپنے اوپر گھمانا شروع کر دیا۔ پھر زور سے آسمان کی طرف اچھالا۔ بن مانس آسمان کی طرف دور تک چلا گیا۔ پھر شہر کے ایک گہرے کھڈ میں جا گرا۔ کھڈ میں گرتے ہی بن مانس اٹھا اسے تھوڑی تھوڑی چوٹیں ضرور آئی تھیں اور جسم سے دودھ ایسا سفید خون بہنے لگا تھا۔ مگر اپنے ہوش میں تھا۔ وہ کھڈ کی دوسری طرف سے باہر نکلا اور دریا کی طرف دوڑتے ہوئے دریا میں چھلانگ لگا دی۔

عنبر اس کی تلاش میں دریا تک آیا۔ مگر اسے بن مانس نہ ملا۔ ساری رات لوگ گھروں کی چھتوں پر سہمے ہوئے بیٹھے رہے۔ عنبر کوتوال کے مکان پر اس سے مشورہ کرتا رہا۔ اب بادشاہ کو بھی خبر ہو گئی تھی۔ اس نے حکم دے دیا کہ جو کوئی اس خونی بلا کو ہلاک کرے گا اسے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا جائے گا۔ ایک بار پھر تازہ دم فوج کو شہر کے دروازوں پر کھڑا کر دیا گیا۔ عنبر کوتوال کے پاس بیٹھا ہوا تھا کوتوال بے حد پریشان تھا۔

کہنے لگا:

"بھائی! تمہارے پاس بھی بن مانس ایسی ہی طاقت ہے۔ خواہ یہ جادو کی طاقت ہے۔ خواہ یہ تمہاری اپنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] سے بن مانس سے ہمارا پیچھا
چھڑاؤ۔ سب تو بادشاہ مجھے سولی پر لٹکا دے گا۔"

عنبر گہری سوچ میں تھا۔ اس نے کوتوال کی طرف دیکھا اور بولا:

"اس عفریت کو ہم کسی حکمت عملی سے ہی قابو میں کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ طلسمی پتلا ہے۔"

کوتوال نے چونک کر کہا:

"طلسمی پتلا! پھر تو ہماری خیر نہیں۔"

عنبر بولا:

"تم ایک کام کرو۔"

کوتوال بولا:

"جلدی بتاؤ۔ میں ہر حکم ماننے کو تیار ہوں۔"

عنبر نے کوتوال سے کہا:

"شہر کے دروازے کے باہر فوراً ایک خندق کھودی جائے اور دیوار کے اوپر ایک کڑاؤ ابلتے ہوئے تیل سے بھر کر رکھ دیا جائے۔"

کوتوال نے اسی وقت حکم دے دیا۔ شام ہونے تک شہر کے بڑے دروازے کے باہر ایک گہری خندق کھود کر اس پر ایسے گھاس پھونس ڈال دیا گیا کہ وہ اوپر سے زمین ہی لگتی تھی۔ ایک کھولتے ہوئے تیل کا کڑاؤ بھی شہر کی دیوار کے اوپر رکھ دیا گیا۔ کڑاؤ کے نیچے اب بھی وہی آگ جل رہی تھی۔ عنبر کے کہنے پر کوتوال نے شہر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیں۔ اور خود مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر چھپ جائیں لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب رات گہری ہوئی اور چاند آسمان پر طلوع ہوا تو عنبر نے عورتوں کا لباس پہنا اور شہر سے نکل کر جنگل کے کنارے جا کر کھڑا ہو گیا۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ جنگل پر چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ جو موت کی طرح خوفناک لگ رہی تھی۔

عنبر اس سڑک کے کنارے کھڑا تھا جو جنگل سے شہر کے دروازے کی طرف جا رہی تھی۔ اچانک جنگل کی طرف سے خونی ہمروت بن مانس کی بھیانک آواز سنائی دی۔

عنبر ہوشیار ہو گیا۔ وہ سڑک کے بیچ میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جنگل میں سے پہاڑ ایسا بن مانس نمودار ہوا۔ وہ دونوں ہاتھ زور زور سے سینے پر مارتا تو ایسی آواز پیدا ہوتی جیسے ڈھول بج رہا ہو۔ بن مانس انتہائی مکروہ انداز میں غرا رہا تھا۔ اس نے ایک عورت کو سڑک کے درمیان

کھڑے دیکھا تو اس کی طرف لپکا۔ عنبر عوت کے پاس
ہی تھا۔ وہاں کچھ دیر کھڑا رہا۔ جب بن مانس قریب آیا تو
جھٹ موٹ چیخ مار کر آگے کو بھاگا۔ بن مانس بھی اس
کے پیچھے بھاگا۔ عنبر بن مانس کو شہر کی طرف لے آیا۔ بن مانس
ڈراؤنی آوازیں نکال رہا تھا۔ کوتوال نے یہ آوازیں سنیں تو
سمجھ گیا کہ عنبر بن مانس کو لے کر آگیا ہے۔ اس نے حکم دیا
کہ کڑاؤ کے نیچے تازہ آگ جلا دی جائے پھر دیکھا کہ دور سے
عنبر آگے آگے اور بن مانس اس کے پیچھے پیچھے دوڑا چلا
آرہا تھا۔ کوتوال شہر کے دروازے کی دوسری جانب چھپا ہوا
تھا۔ سپاہی بھی وہاں چھپے ہوئے یہ بھیانک تماشہ دیکھ رہے
تھے۔ عنبر بڑی ہوشیاری سے بن مانس کو خندق کی طرف
لا رہا تھا۔ جب وہ خندق کے کنارے پر پہنچا تو عنبر نے جھک
کر اپنے آپ کو کنارے کے گھاس پھوس میں چھپا لیا اور
پھر تیزی سے گھاس کے اندر ہی اندر ایک طرف ہو گیا۔
بن مانس کو کچھ سجھائی نہ دیا۔ وہ گھاس پھوس کو زمین
سمجھ کر آگے بڑھا ہی تھا کہ زمین بیٹھ گئی۔ اور وہ دھڑام
سے خندق میں جا گرا۔ خندق میں گرتے ہی اس نے ایک چیخ
بلند کی۔

عنبر نے چلا کر کہا:

"کھولتا ہوا تیل پھینک دو۔"

دیوار کے اوپر سپاہی اسی گھڑی کے انتظار میں تھے۔ انہوں
نے خندق میں کھولتے ہوئے تیل کا بڑا کڑا دے الٹ دیا۔ گرم گرم
تیل جمروت بن مانس کے اوپر گرا تو اس کی ایک اور چیخ بلند
ہوئی۔ اور پھر خاموشی چھا گئی۔ کوتوال بھاگ کر عنبر کے پاس آیا۔
عنبر نے کہا:

"مشعلیں روشن کرو۔ میں نیچے خندق میں جاؤں گا۔"

کوتوال نے عنبر کو روکنا چاہا مگر عنبر نے کہا کہ اس کا خندق
میں اترنا ضروری ہے۔ تاکہ یہ تسلی ہو جائے کہ بن مانس مر گیا
ہے۔ سپاہیوں نے مشعلیں روشن کر دیں۔ پھر بھی نیچے
خندق میں اندھیرا تھا۔ روشنی نیچے خندق کی تہہ تک نہیں جاتی
تھی۔ عنبر نے رسا منگوایا اور نیچے خندق میں اتر گیا۔ اندھیرے
میں اسے ایک جگہ سیاہ رنگ کا سیمولا سا دکھائی دیا۔ عنبر خندق
کی مٹی پر پاؤں رکھتا آگے بڑھا تو یہ دیکھ کر وہیں رک گیا
کہ جمروت بن مانس اپنی جگہ پر بالکل ساکت کھڑا تھا۔ یعنی وہ اپنی
جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ عنبر نے آگے بڑھ
کر بن مانس کو ہاتھ لگایا۔ بن مانس کا جسم لوہے میں مڑھا
ہوا تھا۔ اور گرم تھا۔ عنبر جلدی سے خندق سے باہر آ گیا۔
اس نے کوتوال اور سپاہیوں کو خوشخبری سنائی کہ عفریت

[redacted]

مر چکا ہے

ہر طرف خوشی کے نعرے بلند ہونے لگے۔ لوگ گھروں سے باہر نکل کر ناچنے لگے۔ ساری رات لوگ سڑکوں اور بازاروں میں رقص کرتے رہے۔ کئی لوگ ساری رات درخت کے کنارے کھڑے بن مانس کو دیکھنے کی کوشش کرتے رہے جو انہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب سورج نکلا اور سورج کی روشنی چاروں طرف پھیلی تو عنبر کے کہنے پر کوتوال نے فوج کو طلب کر لیا۔ اور پھر رسے ڈال کر جمرود بن مانس کو باہر نکالا گیا۔ جمرود بن مانس کی شکل میں ہی کھولتے ہوئے تیل کی وجہ سے لوہے کا بن کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا تھا۔ بادشاہ بھی بہت خوش ہوا اور خود شاہی سواری کے ساتھ بن مانس کو دیکھنے آیا۔ اس نے حکم دیا کہ اس بن مانس کے مجسمے کو شہر کے چوک میں لگا دیا جائے۔

پھر اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"تمہارا نام کیا ہے نوجوان!"

"عنبر" عنبر نے ادب سے جواب دیا۔

بادشاہ نے کہا:

"تم ہمارے دربار میں آؤ۔ ہم تمہیں انعام و اکرام سے نوازیں گے۔"

ساتھ ہی بادشاہ نے کوتوال کے کام کی بھی تعریف کی بادشاہ کی سواری چلی گئی تو کوتوال نے عنبر کا ہاتھ تھام لیا اور کہا:

"بھائی! بادشاہ کے آگے میری ترقی کی خاطر سفارش کرنا۔"

عنبر بولا:

"میں ضرور سفارش کروں گا۔ تم بے فکر رہو۔"

تھوڑی دیر بعد عنبر خوبصورت لباس پہنے بادشاہ کے دربار میں موجود تھا۔ بادشاہ نے عنبر کو اپنے قریب بلایا۔ اور کہا:

"تم کس ملک کے رہنے والے ہو نوجوان!"

عنبر نے بادشاہ کو بتایا کہ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں اور جڑی بوٹیاں بیچ کر گذر اوقات کرتا ہوں۔

بادشاہ نے خوش ہو کر کہا:

"ہم تمہیں ہیرے جواہرات میں تولنے کا حکم دیتے ہیں۔"

اسی وقت ایک بڑا ترازو دربار میں لایا گیا۔ ترازو کے ایک پلڑے میں عنبر کو بٹھا دیا گیا اور دوسرے پلڑے میں شاہی خزانچی بوریوں کے منہ کھول کر ہیرے جواہرات ڈالنے

OUR [redacted] PDFBOOKSFREE.PK

لگا۔ جب دونوں پلڑے برابر ہو گئے تو تمام جواہرات اور ہیرے کو ایک بوری میں بند کر کے عنبر کو پیش کیا گیا۔

عنبر نے بادشاہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"بادشاہ سلامت! میں آپ کی اس عنایت پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن میں آپ کے دربار میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سارے جواہرات اور ہیرے جو آپ نے مجھے انعام میں دیئے ہیں شہر کے غریبوں یتیموں اور بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔"

بادشاہ، وزیر اور درباری تو حیران ہو کر رہ گئے۔

بادشاہ نے کہا:

"عنبر! کیا تم نے سوچ سمجھ کر یہ اعلان کیا ہے؟"

عنبر بولا:

"ہاں بادشاہ سلامت! میں نے سوچ سمجھ کر یہ اعلان کیا ہے۔ برائے مہربانی ان ہیرے جواہرات کو غریبوں میں بیوہ عورتوں اور یتیموں میں تقسیم کروا دیا جائے۔"

بادشاہ نے کہا:

"عنبر! ہم تمہارے اس فیصلے پر حیران بھی ہیں اور خوش بھی ہوئے ہیں۔ تم خود اس دولت کو ضرورت مندوں میں تقسیم کرو گے؟"

بادشاہ کے حکم سے شہر میں ڈونڈی پٹوا دی گئی۔ کہ غریب یتیم اور بیوہ عورتیں محل کی دیوار کے ساتھ آ کر کھڑے ہو جائیں اور اپنے حصے کے ہیرے جواہرات وصول کر لیں۔

عنبر ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی بوری کھول کر کھڑکی میں کھڑا ہو گیا۔ اور غریبوں، بیوہ عورتوں اور یتیموں میں دولت تقسیم کرنی شروع کر دی۔ لوگ ایک ایک کر کے آتے رہے اور عنبر ان میں دولت تقسیم کرتا رہا۔ اتنے میں ایک عورت آئی۔ عنبر نے اس کو جواہرات دینے چاہے تو اس نے روتے ہوئے کہا:

"مجھے جواہرات نہیں چاہئیں۔ مجھے میرے جگر کا ٹکڑا واپس لا دو۔"

اور عورت نے رونا شروع کر دیا۔

عنبر نے پوچھا:

"بہن! تمہارا جگر کا ٹکڑا کہاں ہے؟"

عورت بولی:

"میں بیوہ ہوں۔ میرا ایک ہی جوان بیٹا ہے جو میرے بڑھاپے اور میری زندگی کا سہارا ہے۔ بادشاہ نے اسے بغاوت کے جرم میں پکڑ کر جیل میں ڈال دیا ہے اور اس کو سولی پر لٹکانا چاہتا ہے۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

خدا کے لئے مجھے میرا بچہ واپس لا دو۔ میرا بچہ
واپس لا دو۔"
آتے ہیں ایک سپاہی نے آکر عورت سے کہا کہ وہ
آگے جائے اور دوسروں کو بھی خیرات لینے دے۔ عنبر نے
اشارے سے سپاہی کو پیچھے کر دیا اور خود بیوہ عورت سے
مخاطب ہو کر پوچھا
"بہن! تمہارے بچے کا کیا نام ہے اور تم کہاں
رہتی ہو؟"
عورت آنسو پونچھتے ہوئے بولی،
"میں کھجوروں والے باغ کے کنارے جھونپڑی
میں رہتی ہوں۔ میرے بیٹے کا نام ساگان ہے۔"
سپاہی عورت کو دھکیل کر دور لے گئے۔ عنبر اسے دیکھتا
رہ گیا۔ خیرات ختم ہو گئی تو عنبر پوچھتا ہوا کھجوروں والے
باغ میں جا پہنچا۔ وہاں ایک جھونپڑی کے باہر اسے
وہی بیوہ عورت اداس بیٹھی چرخہ کاتتی نظر آئی۔ عنبر
نے سلام کیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔ بیوہ عورت
نے بھی عنبر کو پہچان لیا۔
کہنے لگی:
"میرا بچہ واپس نہیں لائے؟" یہ کہہ کر اس کی آنکھوں
سے زار و قطار آنسو جاری ہو گئے۔
عنبر نے حوصلہ دیا اور کہا:
"بہن! مجھے ساری بات بتاؤ۔ تمہارے بیٹے کو بغاوت
کے جرم میں کب پکڑا گیا۔ اس نے کیسے بغاوت کی۔"
بوڑھی عورت نے ساڑھی کے پلو سے آنسو صاف کئے
اور کہا:
"میرا بیٹا بے قصور ہے اس نے کوئی بغاوت نہیں کی۔"

○

COURTESY ... BOOKSFREE.PK

خوشبودار لڑکی

"تو پھر اسے کس جرم میں پکڑا گیا ہے اور اسے موت کی سزا سنائی گئی ہے؟"

عنبر نے پوچھا: بیوہ عورت نے روتے ہوئے عنبر کو بتایا کہ اس کا بیٹا ساگان ایک بہادر اور خوب صورت نوجوان ہے۔ وہ دریا پر مچھلیاں پکڑ کر بازار میں فروخت کرتا تھا۔ ایک روز وہاں اس کی ملاقات بادشاہ کی بیٹی شہزادی سے ہوگئی۔ شہزادی اور میرا بیٹا ساگان ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے۔ شہزادی نے میرے بیٹے کو کہا کہ وہ اس کے ساتھ شادی کرلے۔ میرے بیٹے نے کہا کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ شادی تمہارے باپ کی اجازت سے ہونی چاہیئے۔ اس نے شہزادی سے کہا کہ وہ اپنے بادشاہ باپ سے کہے کہ وہ اس کی شادی ساگان سے کردے۔ شہزادی نے اپنے باپ سے جب اس کا ذکر کیا تو بادشاہ غصے میں آگیا اس نے شہزادی کا محل سے نکلنا بند کردیا اور میرے بیٹے کو سپاہی پکڑ کر لے گئے۔ بادشاہ نے اس پر بغاوت کا الزام لگا دیا اور اسے موت کی سزا سنادی۔ بیوہ عورت نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا:

"دو دن بعد اسے موت کی سزا دے دی جائے گی۔"

اور بیوہ عورت کی ہچکی بندھ گئی۔ عنبر نے بیوہ عورت کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"بہن! تم گھبراؤ نہیں۔ خدا نے چاہا تو تمہارا بیٹا ساگان تمہارے پاس واپس آجائے گا۔ اگر وہ واقعی بے گناہ ہے تو اس پر آنچ تک نہیں آئے گی۔"

بیوہ عورت روتے ہوئے بولی:

"وہ بے گناہ ہے اس نے کوئی جرم نہیں کیا۔ بادشاہ اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے اسے موت کے گھاٹ اتار رہا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"اگر یہ بات ثابت ہوگئی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے بیٹے کو تمہارے پاس زندہ سلامت لے آؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔"

یہ کہہ کر عنبر وہاں سے سیدھا محل میں آگیا۔ بادشاہ اپنے باغ میں ٹہل رہا تھا۔

COURTESY www.[redacted]SFREE.PK

اس نے عنبر کو دیکھ کر کہا:

"عنبر! تم کہاں چلے گئے تھے۔ ہم تمہارا کھانے پر انتظار کرتے رہے۔"

عنبر نے کہا:

"بادشاہ سلامت! میں ایک غریب آدمی کو جو بیمار تھا۔ اس کے گھر تک چھوڑنے گیا تھا۔"

بادشاہ نے عنبر کو گھور کر دیکھا اور بولا:

"وہ بیمار ہے اس کو لے جانے کے لئے اور لوگ بھی ہیں۔ تمہیں ہمارے پاس آجانا چاہئے تھا۔"

عنبر نے کہا:

"اس بیمار کو میری ضرورت تھی بادشاہ سلامت"

بادشاہ چپ ہو گیا۔ دراصل عنبر بادشاہ سے جھگڑنا نہیں لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے بیوہ عورت کے بیٹے کے بارے میں پوری اور صحیح صورت حال معلوم کرنی تھی۔

عنبر کہنے لگا:

"اب اجازت دیجئے بادشاہ سلامت: میں شام کو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

بادشاہ نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ عنبر باغ سے نکل کر دوسرے باغ میں آگیا۔ یہاں اس نے ایک کنیز سے پوچھا۔

شہزادی کہاں ہو گی؟ بادشاہ کی ایک ہی بیٹی تھی۔ کنیز نے بتایا کہ شہزادی ابھی شاہی محل کے چشمے کی طرف گئی ہے۔ عنبر اس طرف چل دیا۔ چشمے پر جا کر اس نے دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت شہزادی شاہی لباس میں ملبوس چشمے کے کنارے چاندی کے بنچ پر بیٹھی پھولوں کا گلدستہ بنا رہی ہے۔ عنبر نے قریب جا کر ادب سے سلام کیا۔ شہزادی نے عنبر کو دیکھ رکھا تھا۔ وہ بولی:

"کہو عنبر! کس طرح آئے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"شہزادی صاحبہ! اگر میں آپ سے ایک سوال پوچھوں تو آپ کو برا محسوس تو نہیں ہو گا؟"

شہزادی نے کہا:

"مجھے کیا معلوم کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

عنبر بولا:

"میں ساگان کے بارے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

شہزادی کا ہاتھ گلدستہ بناتے ہوئے رک گیا۔ اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر غصے میں کہا:

"تم کون ہوتے ہو میرے معاملات میں دخل

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

...ے دے

عنبر بولا:

"شہزادی صاحبہ! یہ ایک نوجوان لڑکے اور اس کی بیوہ ماں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ آپ بادشاہ کی بیٹی ہیں آپ کو ایک غریب لڑکے کی زندگی سے کھیلنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔"

شہزادی کو سخت غصہ آگیا۔ وہ چیخ کر سپاہیوں کو بلانا چاہتی تھی۔ کہ عنبر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گہری آواز میں کہا:

"شہزادی! تم ابھی تک نہیں جانتی ہو۔ کس سے بات کر رہی ہو۔"

شہزادی آخر شہزادی تھی۔ اس کی عمر میں خنجر نہیں تھا۔ بھلا وہ اپنی توہین کیسے برداشت کر سکتی تھی۔ تیزی سے خنجر نکالا اور عنبر کے سینے پر مار دیا۔ مگر خنجر عنبر کے سینے سے ٹکرا کر واپس ہو گیا۔ شہزادی نے دوسرا وار کیا۔ اب بھی خنجر نے عنبر کا کچھ نہ بگاڑا۔ عنبر نے شہزادی کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور اپنے ماتھے پر زور زور سے مارنے لگا۔ خنجر ٹوٹ گیا مگر عنبر کے ماتھے پر خراش تک نہ آئی۔

عنبر نے غصے سے کہا:

"شہزادی! تم نے دیکھ لیا کہ دنیا کا کوئی خنجر عنبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

عنبر نے خنجر دور پھینک دیا اور شہزادی کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا:

"اب بتاؤ اصل بات کیا تھی؟"

شہزادی ڈر گئی تھی اس نے حرف بہ حرف بتا دیا کہ ساگان نے کوئی جرم نہیں کیا۔ وہ ایک انتہائی شریف انسان ہے۔ میں نے ہی اسے اپنے ساتھ شادی کرنے کو کہا تھا مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ شریف بچیاں اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال رکھتی ہیں۔ وہ خود تکلیف برداشت کر لیتی ہیں مگر ماں باپ کی عزت پر آنچ نہیں آنے دیتیں ساگان بے حد نیک نوجوان ہے۔ اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اپنے ماں باپ سے کہوں کہ وہ ——

میری شادی ساگان سے کرا دیں۔ جب میں نے اپنے ماں باپ سے مشورہ کیا تو وہ آگ بگولا ہو گئے۔ بادشاہ نے میرا محل سے نکلنا بند کر دیا اور ساگان کو بغاوت کے جھوٹے الزام میں قید کر دیا اور اسے موت کی سزا سنا دی۔

COURTESY BOOKSFREE.PK

عنبر گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا:
"کیا اب تم برداشت کرلو گی کہ ایک بیوہ ماں کا شریف اور بے قصور بیٹا پھانسی لگ جائے تمہارے باپ کی بے انصافی کا شکار ہو جائے؟"
شہزادی نے آنکھیں جھکا لیں اور روتے ہوئے کہا:
"میں مجبور ہوں عنبر بھائی۔ میں کچھ نہیں کر سکتی۔"

عنبر نے کہا:
"تو ٹھیک ہے۔ تم خاموش رہنا۔ میں کچھ کروں گا۔ مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ ساگان کس جگہ قید ہے؟"
شہزادی نے اسے ساگان کے قید خانے کا پتہ بتا دیا۔
عنبر وہاں سے ہٹ کر شہر میں کوتوال کے پاس آ گیا۔ کوتوال اب عنبر کا دوست بن گیا تھا۔ اس نے کوتوال سے جب بیوہ عورت کے بیٹے ساگان کی بات کی تو کوتوال کان پر ہاتھ لگا کر بولا:
"عنبر بھائی تمہارے آگے میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ ساگان بے گناہ ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ....."
کوتوال نے وہی کہانی دہرا دی جو شہزادی اور ساگان کی بیوہ ماں نے عنبر کو بتائی تھی۔
پھر کوتوال پوچھنے لگا:
"مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"
عنبر کوتوال سے رازداری رکھنا چاہتا تھا۔ کہنے لگا:
"بس یونہی دلچسپی کے لئے پوچھ رہا تھا۔ اڑتی اڑتی یہ خبر سنی تھی۔ تم سے بات کر لی۔ اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔"
کوتوال کہنے لگا:
"بھائی یہ بادشاہوں کے معاملے ہیں تم ان میں دخل مت دینا۔ ویسے وہ لڑکا ساگان بڑا نیک لڑکا ہے خوا مخواہ مارا جا رہا ہے۔"
کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد عنبر بیوہ عورت سے ملنے اور کچھ دیر باتیں کرنے اور سارے حالات بتانے کے لئے کھجوروں والے باغ کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک دس پندرہ سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اسے بادشاہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ عنبر نے آگے سے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ اسے بادشاہ کے سامنے لے جایا گیا تو بادشاہ تخت غصے میں تھا۔ اس نے سپاہیوں کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ جب شاہی کمرے میں عنبر اور بادشاہ

-COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھیے وہ سے تو بادشاہ نے انتہائی جلدی ہیں
" تم نے ہماری شہزادی سے کیا باتیں کی تھیں!
تمہیں کیسے جرأت ہوئی کہ تم زنان خانے میں جاکر
ہماری اجازت کے بغیر شہزادی سے بات کرو۔"
عنبر کو بھی غصہ آگیا۔ اب اس نے بھی کھل کر بات
کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔
بادشاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔
" اے بادشاہ! میں نے ایسے ایسے بادشاہ دیکھے
ہیں جن کے سامنے تم ایک فقیر لگتے ہو۔ میں نے
ان کے سامنے بھی سچی بات کہنے سے کبھی گریز نہیں
کیا تم کیا حیثیت رکھتے ہو؟"
بادشاہ تو غصے سے کانپنے لگا۔
" گستاخ انسان! تیری موت تیرے سر پر منڈلا
رہی ہے۔"
عنبر نے فوراً جواب دیا:
" میری موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ تیرے ہاتھ
میں نہیں ہے۔ میں تیری بیٹی کے پاس یہ پوچھنے
گیا تھا کہ نوجوان ساگان کو کس قصور میں موت کی سزا
دی جارہی ہے۔ اس کی زبانی معلوم ہوا کہ ساگان
بے گناہ ہے اور تم اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے
اسے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہو۔ جس کی
میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا۔"
بادشاہ نے تالی بجائی۔ پندرہ سپاہی ہتھیار لہراتے
آگئے۔ بادشاہ نے عنبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
" اسے لے جاکر تہہ خانے کے کنوئیں میں ڈال دو۔
ہم اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے۔"
عنبر کو معلوم تھا کہ اسی تہہ خانے میں ساگان کئی مدت
اس لئے وہ خاموش رہا۔ سپاہی اسے لے گئے۔
تہہ خانے کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ ان کے جانے کے بعد
عنبر نے دیکھا کہ کنواں خشک تھا اور زیادہ گہرا بھی نہیں تھا۔
جب رات ہوگئی تو عنبر اچھل کر کنوئیں سے باہر آگیا۔
باہر تہہ خانے کے دروازے پہ ایک سپاہی پہرے پر کھڑا تھا
عنبر سلاخوں کے پاس گیا اور سلاخوں میں سے ہاتھ ڈال
کر سپاہی کی گردن اس کو دبوچ لی اور ایک جھٹکا دے
کر اسے بے ہوش کر دیا۔ پھر سلاخوں والا دروازہ کھول
کر باہر آگیا۔ نیم روشن راہداری میں کوٹھڑیاں بنی ہوئی
تھیں۔ دروازے سلاخوں والے تھے۔ عنبر نے ایک کوٹھڑی
میں دیکھا کہ ایک نوجوان سر جھکائے ایسی حالت میں بیٹھا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM FREE.PK

ہے۔ کہ [illegible] کے ہاتھوں میں زنجیر بندھی

عنبر نے کہا:

"تمہارا نام کیا ہے دوست؟"

نوجوان نے سر اٹھا کر عنبر کی طرف دیکھا۔ طاق میں جلتے چراغ کی دھیمی روشنی میں عنبر کو محسوس ہوا کہ یہ نوجوان ہی ساگان ہے۔ وہ خوب صورت تھا۔ اگرچہ اس کا چہرہ مصیبتوں اور موت کے خوف سے اترا ہوا تھا۔

نوجوان نے بیزاری سے کہا:

"تمہیں میرے نام سے کیا؟ تم مجھے پھانسی پر چڑھانے کے لئے لینے آئے ہو تو لے چلو۔ میں تیار ہوں۔ خدا میری بے گناہی کا تم سے بدلہ لے گا۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہارا دوست ہوں اور میرا نام عنبر ہے مجھے تمہاری والدہ نے بھیجا ہے۔"

اس پر نوجوان نے چونک کر پوچھا:

"میری امی جان کیسی ہیں؟ تم — تم یہاں کیسے آئے ہو؟"

عنبر نے ایک بار پھر اس سے نام پوچھا۔ اس نے اپنا نام ساگان بتایا۔

عنبر کہنے لگا:

"تمہیں یہاں سے میرے ساتھ فرار ہونا ہوگا۔"

اور عنبر سلاخوں کو ایک طرف سے جھکا کر اندر داخل ہوا اور ساگان کی زنجیروں کو توڑ ڈالا۔ ساگان عنبر کی غیر انسانی طاقت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ عنبر نے اسے ساتھ لیا اور راہداری میں سے نکل کر جب زینہ چڑھ کر اوپر آیا تو وہاں دو سپاہی نیزے لئے پہرے پر موجود تھے۔ عنبر نے ساگان کے کان میں سرگوشی کی۔

"تم اپنی جگہ پیچھے اندھیرے میں رک جاؤ۔ میں راستہ صاف کرتا ہوں۔"

ساگان اندھیرے میں ہو گیا۔ عنبر زینہ چڑھ کر اوپر گیا تو پہرے داروں نے تعجب سے عنبر کو دیکھا۔ وہ نیزے لے کر اس کی طرف بڑھے۔ عنبر نے ایک کا نیزہ لے کر اسے سیڑھیوں میں گرا لیا اور دوسرے کا اچھل کر منہ بند کر کے اسے بھی نیچے گھسیٹ لیا۔ تاکہ وہ کوئی آواز نہ نکالے۔ پھر دونوں کی گردنیں دبا کر انہیں ہلاک نہیں کیا بلکہ بے ہوش کر دیا۔ ساگان کو ساتھ لے کر عنبر دوبارہ شاہی قلعے کے مکان کی طرف بڑھا۔ یہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ برآمدے کی ڈیوڑھی کے پاس تین چار گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKS.PK

مرے ساگان کو گھوڑے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ماں بھی
کر ایک گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ دوسرے گھوڑے پر عنبر سوار
ہو گیا۔ قلعے کی ڈیوڑھی کا بڑا دروازہ بند تھا۔ عنبر گھوڑوں کو
قدم قدم چلاتا ڈیوڑھی میں آیا۔ پھر اتر کر دروازے کا تالا توڑ دیا
اور گھوڑے پر سوار ہو کر ساگان کے ساتھ باہر میدان میں نکل
آیا۔ سامنے خندق کے اوپر بنا ہوا لکڑی کا پل تھا۔

دونوں اس پل پر سے گذر گئے۔ وہ قلعے کی کچی سڑک پر
گھوڑے دوڑاتے چلے جا رہے تھے۔ کہ رات کے اندھیرے
میں انہیں سامنے سے ایک گھوڑ سوار آتا دکھائی دیا۔ عنبر
نے ساگان کو ایک طرف چھپ جانے کو کہا۔ اور خود گھوڑ سوار
کی طرف بڑھا۔ یہ گھوڑ سوار بادشاہ کا ایک خاص جاسوس تھا۔
جو شہر کی نگرانی پر لگا تھا۔ اس نے عنبر کو دیکھا تو پہچان لیا
کہ یہ تو وہ ہی شخص ہے جس کو آج ہی بادشاہ نے قید میں ڈالا
تھا۔ وہ تلوار نکال کر عنبر پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ عنبر نے
تلوار کا وار اپنی ہتھیلی پر لیا اور تلوار پکڑ کر زور سے کھینچی اور
جاسوس گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔ عنبر نے اس کے اوپر چھلانگ
لگا دی۔ اور اس کی گردن کو بھی صرف اتنا دبایا کہ وہ بے ہوش
ہو جائے۔ اب ساگان کو لے کر عنبر اس کے گھر کی طرف چل پڑا۔
دونوں گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے چلے جا رہے تھے۔ ساگان

کی بیوہ ماں جاگ رہی تھی۔ اور اپنے بچے کو یاد کر کے رو رہی
تھی۔ اس نے ساگان کو عنبر کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے
دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گئی۔ اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے
لگا لیا۔ پیار کیا اور پھر عنبر کا شکریہ ادا کرنے لگی۔

عنبر نے کہا:

"اماں، اب آپ کا اس شہر میں رہنا ٹھیک نہیں ہے
بادشاہ کے سپاہی یہاں کسی وقت بھی آ کر ساگان کو دوبارہ
گرفتار کر کے لے جائیں گے۔"

بیوہ ماں کہنے لگی:

"بیٹا، ہم کہاں جائیں گے۔ ہمارا تو کوئی بھی نہیں کہ جس
کے پاس ہم دو تین دن رہ سکیں۔"

ساگان بولا:

"اماں! ہم سرحند اپنی پھوپھی کے پاس چلے جاتے ہیں۔"

ماں نے کہا:

"کیا وہ ہمیں اپنے پاس رکھ لے گی؟"

ساگان کہنے لگا

"ہم کچھ روز ہی اس کے پاس ٹھہریں گے۔
پھر میں الگ مکان لے لوں گا۔ اور محنت مزدوری
کروں گا۔ ہم وہاں ایک نئی زندگی شروع کریں گے۔

COURTESY WWW.[illegible].PK

یہاں خطرہ ہے بادشاہ نے مجھے سزائے موت سنا رکھی ہے۔ وہ تو مجھے دوبارہ پکڑ لے گا۔"

عنبر بولا:

"مجھے بھی بادشاہ موت کی سزا ہی سنائے گا۔ ابھی رات کا اندھیرا باقی ہے۔ ہمیں راتوں رات اس شہر سے نکل جانا چاہیئے۔"

بیوہ ماں نے کچھ ضروری چیزیں گٹھڑی میں باندھ کر گھوڑے پر رکھیں۔ خود بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی اور ساگان اور عنبر کے ساتھ مکان کو الوداع کہہ کر اپنی نند کے پاس جانے کے لئے سمرقند کی جانب روانہ ہو گئے۔ سمرقند جانے کے لئے انہیں ملک ایران میں سے گذر کر جانا تھا۔ جس طرف ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ پھنسے جا رہے تھے۔ انہیں عنبر اور تھیو سانگ کی تلاش تھی۔ راتوں رات گھوڑوں پر سفر کرتے وہ صبح کے وقت ایک چھوٹے سے شہر کی سرائے میں پہنچے۔ یہاں انہوں نے دوپہر تک آرام کیا۔

اب عنبر نے ساگان سے کہا:

"میں تمہیں خطرے کی حدود سے نکال لایا ہوں۔ اب آگے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ایران کا ملک زیادہ دور نہیں ہے۔ تم اپنی والدہ کو لے کر آرام سے سفر کر سکتے ہو۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

ساگان بولا:

"ہاں عنبر بھائی! اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب اگر تم چاہو تو واپس جا سکتے ہو۔ مگر تم کہاں جاؤ گے؟ واپس تو تم بھی اس شہر میں نہیں جا سکتے۔"

عنبر نے کہا:

"جا تو سکتا ہوں مگر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہاں سے ملک شام کی طرف جاؤں گا۔ مجھے بھی اپنے دوستوں کی تلاش ہے۔"

عنبر کو معلوم نہیں تھا کہ ملک ایران میں اس وقت ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ موجود تھے۔ جو تھیو سانگ کی تلاش میں کوہ قاف کی طرف جا رہے تھے۔ مگر اتنی دور سے نہ عنبر کو ان کی خوشبو آ سکتی تھی نہ ان کو عنبر کی خوشبو محسوس ہو سکتی تھی۔ عنبر کا خیال تھا کہ اس کے ساتھی ملک شام میں ہوں گے۔ چنانچہ عنبر نے ساگان اور اسکی والدہ کو ایران کی طرف رخصت کیا اور خود ملک شام کے شہر دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ سارا دن ریت کے گرم میدان میں سفر کرتا رہا۔ گھوڑے کو پیاس لگی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ عنبر کو پیاس محسوس نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر گھوڑے کو پیاس کے مارے نڈھال ہوتا دیکھ رہا تھا۔ عنبر گھوڑے سے اتر کر اس کی لگام تھامے

COURTESY WWW

پہر ں چل رہا تھا۔ ریت گرم تھی۔ اور اس کے پاؤں ریت میں
ھنس رہے تھے۔ دور صحرا میں عنبر کو ایک درختوں کا جھنڈ نظر

عنبر اس جھنڈ کی طرف چلنے لگا۔ کافی دیر تک چلتے رہنے
کے بعد وہ درختوں میں آگیا۔ یہ کھجور اور زیتون کے درخت
تھے۔ ان کے درمیان پانی کا ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ عنبر نے گھوڑے
کو چھوڑ دیا۔ گھوڑے نے جی بھر کر پانی پیا۔ عنبر نے بھی منہ ہاتھ دھو
کر پانی کے چند گھونٹ پی کر حلق کو تر کیا۔ گھوڑا گھاس چرنے لگا۔ عنبر
درخت کی چھاؤں میں بیٹھ کر اپنے ساتھیوں ٹاگ ماریا کیٹی تھیو سانگ
اور جولی سانگ کے بارے میں سوچنے لگا کہ اگر یہ لوگ دمشق میں
اسے نہ ملے تو پھر وہ کس ملک کی طرف جائے گا۔ جب دن کی
تپش کم ہونے لگی اور سورج غروب ہونے لگا تو عنبر گھوڑے پر سوار
ہو کر دمشق کی طرف چل پڑا۔ رات بھر وہ سفر کرتا رہا۔ صبح کے
وقت اسے دور دمشق کی دیوار اور مکان نظر آنے لگے۔ دمشق
اس زمانے میں عینی بال کی حکومت تھی جو ایک جابر اور
سخت بادشاہ تھا۔ عنبر ایک سرائے میں آگیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ شہر میں نکل آیا۔ اس شہر میں بھی اسے
پھولوں میں سے کسی میں بھی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ پھر
تلاش میں دمشق کی پرانی گلیوں اور
بازاروں میں پھرتا رہا۔ پھرتے پھرتے اسے شام ہو گئی۔ عنبر وہیں
سرائے میں آگیا۔ پھر رات ہو گئی۔ دمشق شہر کی گلیاں اور بازار بالکل
سنسان ہو گئے۔ گھروں کے چراغ گل کر دیئے گئے۔ صرف شہر کے
دروازوں کے اوپر مشعلیں روشن تھیں۔ عنبر کو نیند تو آتی نہیں تھی۔
وہ کچھ دیر سرائے کے باہر بیٹھا رہا پھر اٹھ کر شہر کے دروازے
سے باہر نکل آیا۔ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ ستاروں
کی پھیکی پھیکی روشنی چاروں طرف صحرائی ٹیلوں پر پھیلی ہوئی تھی
فضا میں ہلکی ہلکی ٹھنڈک تھی۔ ایک گہری خاموشی چھا رہی تھی۔ عنبر
کو یہ منظر بڑا اچھا لگا۔ اس کا دل سیر کرنے کو چاہنے لگا۔ وہ
صحرا میں ٹیلوں کی طرف آہستہ آہستہ چلنے لگا۔

ریت ٹھنڈی تھی۔ چلتے چلتے وہ صحرائی راستے کے قریب
ایک کنوئیں کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ یہاں اسے ایک عجیب
سی خوشبو آئی۔ پہلے تو وہ سمجھا کہ یہ کسی پھول کی خوشبو ہے۔ صحرا
میں رات کو عجیب عجیب طرح کے پھول خوشبو دیا کرتے ہیں۔
یہ شبنم کی نمی میں کھلتے ہیں اور دن کی تپش میں مرجھا جاتے ہیں
عنبر پھول کی تلاش میں سامنے والے ٹیلے کی جھاڑیوں کی طرف
چلا۔ ٹیلے کے قریب پہنچا تو اسے آدمیوں کی باتیں کرنے کی آواز
سنائی دی۔ عنبر وہیں ٹھٹھک کر بیٹھ گیا۔ دو آدمی ٹیلے کی دوسری
طرف آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا:

COURTESY WWW.PDFBO[redacted]K

"... زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں۔ سپیرے کی بیٹی کے جسم سے جو خوشبو نکل رہی ہے ہو سکتا ہے اس خوشبو کے سراغ پر اس کا سپیرا باپ یہاں پہنچ جائے۔"

دوسرا بولا:

"تم نے اسے اچھی طرح بے ہوش کیا تھا نا"

پہلے نے کہا:

"ہاں ہاں: اب یہ ایران پہنچ کر ہی ہوش میں آئے گی۔ جب ہم اسے ہینی بال بادشاہ کے سپہ سالار کے حوالے کر چکے ہوں گے۔ اور اپنا انعام اس سے وصول کر چکے ہوں گے۔"

دوسرا کہنے لگا:

"کم بخت بڑی مشکل سے ایسی لڑکی ہاتھ لگی ہے جس کے جسم سے ہر وقت خوشبو کی لہریں نکلتی ہوں۔"

پہلا آدمی بولا:

"سپہ سالار نے انعام بھی تو بہت رکھا ہوا ہے۔ ایک لاکھ سونے کے سکے۔ بہت بڑی رقم ہے۔ ہم آدھا آدھا کر لیں گے۔ جب بھی ہم دولت مند ہو جائیں گے اور اس ٹھگی کے پیشے کو چھوڑ کر کوئی کاروبار شروع

کر دیں گے۔"

دوسرا کہنے لگا:

"اب یہاں سے نکل چلو بھائی۔ جلدی"

پہلے کی آواز آئی:

"اسے گھوڑے پر ڈالو۔ کسی طرح اس لڑکی کے جسم سے نکلنے والی خوشبو بند نہیں کی جا سکتی۔"

دوسرے نے کہا:

"کئی جتن کر کے دیکھ لئے ہیں۔ جتنے سے اسی طرح لے جاتے ہیں۔ کم از کم اس شہر کی حدود سے تو باہر نکلو۔ ایران ہم صبح تک پہنچ جائیں گے۔"

عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ تو یہ خوشبو ایک لڑکی کے جسم سے نکل رہی تھی۔ جو ایک سپیرے کی بیٹی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایران کے بادشاہ ہینی بال کے سپہ سالار کو ایسی عورت کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ اس نے اس کو حاصل کرنے کے لئے ایک لاکھ سونے کے سکے انعام رکھ دیا؟ کہیں وہاں تک لا دیا تو نہیں پہنچے گئے ہیں؟ عنبر نے ان آدمیوں کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ ٹیلے کی اوٹ میں ہو گیا۔ کیونکہ دونوں آدمی اب ٹیلے کی دوسری جانب سے گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر نکل آئے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSPK

تیسرے کھونٹے پر انہوں نے ایک بوری ڈال رکھی تھی جس میں سپیرے کی بیٹی بے ہوش تھی۔ اس لڑکی کے جسم سے صحرائی پھولوں کی خوشبو آرہی تھی۔ دونوں ٹھگ گھوڑوں کو صحرا میں دوڑاتے ملک ایران کی طرف روانہ ہوگئے۔

عنبر وہاں سے فوراً سرائے میں واپس آیا۔ اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور اسے صحرا میں لے کر دونوں ٹھگوں کے پیچھے پیچھے کچھ فاصلہ رکھ کر چل پڑا۔ رات بھر یہ سفر جاری رہا۔ آدھی رات کو دونوں ٹھگ راستے میں ایک جگہ رکے۔ انہوں نے گھوڑوں کو چشمے پر پانی پلایا۔ تھوڑی دیر آرام کیا اور دوبارہ روانہ ہوگئے۔ عنبر ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ دن کا اجالا صحرا میں پھیلنے لگا تو عنبر کافی پیچھے ہوگیا۔ کیونکہ وہ روشنی میں دیکھا جاسکتا تھا۔ عنبر نے خود ان ٹھگوں پر نگاہ رکھی ہوئی تھی۔ ویسے بھی اس کو علم ہوچکا تھا۔ کہ یہ لوگ سپیرے کی خوشبو والی بیٹی کو ہیتی بال کے سپہ سالار کے پاس لے جاکر اس سے انعام حاصل کریں گے دن کافی نکل آیا تھا کہ ملک ایران کے دارالحکومت کے شہر کی فصیل اور مکانات نظر آنے لگے۔

عنبر تعاقب میں چلا آرہا تھا۔ دونوں ٹھگ شہر میں داخل ہوتے ہی شاہی محل کی طرف چلے۔ شاہی محل سے پہلے ایک چھوٹا سا محل نما مکان تھا۔ جس کے ارد گرد فوارے چل رہے تھے۔ پھاٹک پر پہرے دار کھڑے تھے۔ یہ سپہ سالار کا چھوٹا محل تھا۔ پہرے داروں سے ٹھگوں نے کوئی بات کی اور انہوں نے گیٹ کھول دیا۔ دونوں ٹھگ سپیرے کی خوشبو والی لڑکی کو لے کر سیدھے سپہ سالار کے خاص کمرے کے باہر آگئے۔ گھوڑوں کو انہوں نے ایک درخت کے نیچے باندھا اور لڑکی والی بوری کاندھے پر ڈال کر سپہ سالار کے کمرے کے باہر برآمدے میں آکر بیٹھ گئے۔ سپہ سالار کو اطلاع کر دی گئی۔ وہ خود باہر آگیا۔ یہ ایک کرخت چہرے والا آدمی تھا۔ جس کے ماتھے پر جنگ میں لگے ہوئے تلوار کے زخموں کے نشان تھے۔ آنکھیں سرد اور سنگدل تھیں۔ اس نے ٹھگوں کی طرف دیکھا اور بولا:

"کیا یہ خوشبو اس بوری میں بند لڑکی کے جسم سے آرہی ہے؟"

ایک ٹھگ نے ادب سے کہا:

"ہاں سپہ سالار اعظم!"

آپ خود ملاحظہ فرمالیجئے۔ ہم نے بڑی جان جوکھوں کے بعد یہ نایاب لڑکی آپ کے لئے حاصل کی ہے۔ اب ہمیں ہمارا انعام عنایت فرمایئے گا۔"

سپہ سالار نے بوری کھول کر لڑکی کو غور سے دیکھا۔ لڑکی

COURTESY WWW.PD[redacted]EE.PK

بے ہوش تھی۔ اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ اس کے سارے جسم سے صحرائی پھول کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

سپہ سالار نے کہا:

"کہیں تم نے اس کے سارے جسم پر خوشبو تو نہیں مل دی ہے؟"

ایک خدمتگار نے کہا:

"حضور! آپ کنیزوں سے کہیں کہ اس نایاب لڑکی کو غسل دے کر دیکھ لیں۔ خوشبو اصلی ہے حضور اور اس لڑکی کے جسم سے ہی نکل رہی ہے۔ ہم نے بڑی تلاش اور مصیبتوں کے بعد اس خوشبو والی لڑکی کو حاصل کیا ہے۔"

سپہ سالار بولا:

"اسے ہوش کب آئے گا؟"

خدمتگار بولا:

"حضور! بس تھوڑی دیر میں ہوش آجائے گا۔"

سپہ سالار نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ تم لوگ شاہی مہمان خانے میں ٹھہرو۔ ہم اپنی تسلی کرنے کے بعد تمہیں تمہارا انعام دیں گے۔"

سپہ سالار نے بے ہوش لڑکی کو غلاموں سے اٹھوایا اور اندر اپنے پلنگ پر جاکر لٹا دیا۔ پھر سپہ سالار نے اپنے خاص راز دار دوست حکیم طغرل کو بلوایا۔

طغرل نے آکر بے ہوش لڑکی کو اچھی طرح سے دیکھا اور بولا:

"سپہ سالار! یہ بالکل اصلی خوشبو والی لڑکی ہے ایسی لڑکی ہزاروں برس بعد دنیا میں پیدا ہوتی ہے۔ تم بہت خوش قسمت ہو کہ تمہیں ایسی لڑکی مل گئی۔"

سپہ سالار بہت خوش ہوا اور طغرل کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا:

"اس راز کو راز ہی رہنا چاہیے۔ ابھی تک اس کے بارے میں صرف اس غلام کو علم ہے جو اس لڑکی کو اٹھا کر کمرے میں لایا تھا۔ اور ان دو آدمیوں کو معلوم ہے جو اس لڑکی کو کہیں سے اغوا کر کے لائے ہیں۔"

پھر مکارانہ انداز میں مسکرا کر بولا:

"طغرل میرے دوست! تم جانتے ہو کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے۔"

طغرل بولا:

"خوب جانتا ہوں دوست۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ساتھ ہی طغرل باہر آگیا۔ وہاں وہ غلام موجود تھا جو خوشبو والی لڑکی کو اٹھا کر سپہ سالار کے کمرے میں لایا تھا۔ طغرل نے تلوار کے ایک ہی وار سے بے گناہ غلام کی گردن اڑا دی۔ اس کے بعد وہ شاہی مہمان خانے میں گیا۔ جہاں دونوں ٹھگ عالی شان پلنگ پر بیٹھے انعام کی رقم بٹنے کے بعد بھائی چارے بنا رہے تھے۔ طغرل بیگ کو دیکھ کر ایک ٹھگ نے کہا:

"حضور! ہمارا انعام ہمیں مل جائے گا نا؟"

طغرل نے کہا:

"کیوں نہیں۔ تمہارا انعام تمہیں ضرور ملے گا۔"

اور اس کے ساتھ ہی نیام سے تلوار نکال لی۔ ٹھگ ڈر کر پیچھے ہٹے۔ وہ سمجھتے تھے۔

کستوری ناگن

طغرل نے تلوار کے ایک وار سے ایک ٹھگ کو قتل کر دیا۔

دوسرا ٹھگ ڈر کر کھڑکی کی طرف بھاگا۔ طغرل نے دور سے تلوار اس پر پھینک دی۔ تلوار اس کی پشت میں جا کر ترازو ہو گئی۔ یعنی آر پار ہو گئی۔ دوسرا ٹھگ بھی قتل ہو گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر طغرل واپس سپہ سالار کے پاس آیا اور اسے خوش خبری سنائی کہ اب دنیا میں کسی کو معلوم نہیں سوائے تمہارے اور میرے۔ کہ خوشبو والی لڑکی ہمارے پاس ہے

سپہ سالار کہنے لگا:

"مگر طغرل اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا۔"

طغرل نے ایک خاص بوٹی جیب سے نکال کر لڑکی کے ناک کے پاس رکھ دی۔ خوشبو والی لڑکی نے ایک ہلکی سی چھینک ماری اور آنکھیں کھول دیں۔

چاروں طرف دیکھا اور گھبرائی ہوئی پریشان آواز میں پوچھا:

COURTESY WWW.[redacted]LSFREE.PK

میں کہاں ہوں؟"

طغرل بیگ اور سپہ سالار اس کے پاس کھڑے تھے۔

سپہ سالار نے کہا

"تم محفوظ جگہ پر ہو۔ فکر کرنے کی کوئی بات نہیں"

خوشبو دار لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

وہ پریشان تھی اور بولی:

"میرے باپ کا گھر نہیں ہے۔ مجھے یہاں کون لایا

وہ یا مجھے میرے باپ کے پاس لے چلو۔ نہیں تو

میں شور مچا دوں گی"

طغرل نے جلدی سے جیب میں سے ایک رومال نکالا اور

خوشبو دار لڑکی کے منہ پر رکھ کر دبا دیا۔ لڑکی ذرا سی دیر تڑپی

اور پھر بے ہوش ہو گئی۔

طغرل نے سپہ سالار کی طرف دیکھ کر کہا:

"میں اسی مقصد کے لئے بے ہوشی کی دوا میں بھگویا

ہوا رومال ساتھ لایا تھا"

سپہ سالار نے سر کو جھٹک کر گہرا سانس لیا اور بولا:

"اس مصیبت کو تہ خانے میں بند کر دو طغرل۔

جب تک یہ سیدھی راہ پر نہیں آتی اسے وہیں

پڑا رہنے دو۔ کیونکہ اس کے دل کا راضی ہونا

ضروری ہے ورنہ ہم اس کے جسم سے وہ خاص

چیز حاصل نہیں کر سکیں گے۔ جو ہمیں اس ملک کا

شہنشاہ اور تمہیں وزیر اعظم بنائے گی"

طغرل بولا:

"تم فکر نہ کرو دوست! یہ خود ہی راضی ہو جانے کی

اور ہم اپنے منصوبے اور پرانی کتابوں میں لکھے

ہوئے نسخے کے مطابق اس کے جسم سے وہ

خاص شے ضرور حاصل کر لیں گے۔ جو بادشاہ صینی

بال کو خود بخود تمہارے حق میں تخت دست بردار

کرنے پر مجبور کر دے گی"

سپہ سالار نے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھتے ہوئے کہا:

"یہی ایک ترکیب رہ گئی ہے طغرل ورنہ ہم صینی

بال کو قتل کر کے بھی تخت پر قبضہ نہیں کر سکتے۔

کیونکہ ساری فوج اس کی وفادار ہے۔ فوج میں

ایک سیکنڈ کے لئے بھی زندہ نہیں چھوڑے گی"

طغرل نے سپہ سالار کو تسلی دی اور بے ہوش خوشبو دار

لڑکی کو اٹھا کر اسی کمرے کے نیچے خفیہ راستے سے تہ خانے

میں لے گئے۔

اب ہم واپس عنبر کی طرف آتے ہیں۔ وہ بہت دیر تک

PDFBOOKSFREE.PK

سپہ سالار کے محل کے باہر دور ایک ٹیلے کی اوٹ میں بیٹھا دونوں ٹھگوں کے باہر آنے کا انتظار کرتا رہا۔ وہ اس کے سامنے خوشبو دار لڑکی کو ساتھ لے کر سپہ سالار کے محل میں داخل ہوئے تھے۔ جب شام ہوگئی اور ٹھگ باہر نہ آئے تو مسافر واپس شہر کی سرائے میں آگیا۔ دوسری طرف جب رات کو شہزادے سے بھی لڑکی کی خوشبو باہر نکلنے لگی تو سپہ سالار نے فوراً اپنے حکیم دوست طغرل کو طلب کیا اور کہا:

"کسی طریقے سے اس لڑکی کے جسم سے نکلنے والی خوشبو بند کرو نہیں تو یہ خوشبو سارے محل میں پھیل جائے گی اور چھٹے بال کو تشویش ہوگی۔"

طغرل سوچ میں پڑ گیا۔

کہنے لگا:

"سپہ سالار: یہ خوشبو قدرتی طور پر اس لڑکی کے خون میں شامل ہے۔ جس طرح ہرن کے نافے میں کستوری ہوتی ہے۔ لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ خوشبو عارضی طور پر باہر کسی کو محسوس نہ ہو۔"

طغرل فوراً اپنے دواخانے میں گیا اور وہاں سے کچھ دواؤں کو ملا کر ایک عرق تیار کیا اور لے آیا۔ اس عرق کے چند قطرے اس نے بے ہوش خوشبو دار لڑکی کے منہ میں ٹپکائے۔ تھوڑی دیر بعد خوشبو آنی بند ہوگئی۔

سپہ سالار بڑا خوش ہوا۔

طغرل نے کہا:

"میرا خیال ہے پندرہ روز تک اس لڑکی کے جسم کی خوشبو کسی کو محسوس نہیں ہوگی۔"

سپہ سالار کہنے لگا:

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم اس کے جسم سے وہ خاص شے حاصل کرنے میں ناکام ہو جائیں جس کی مدد سے ہمیں اس ملک کے تخت و تاج پر قبضہ کرنا ہے؟"

طغرل نے مسکرا کر کہا:

"میرے دوست! ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس لڑکی کے جسم سے خوشبو نکلنا بند نہیں ہوئی۔ بلکہ خوشبو برابر نکل رہی ہے اور خوشبو اس لڑکی کے خون میں شامل ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہی ہے کہ وہ میرے اس عرق کی وجہ سے کسی کو محسوس نہیں ہوگی۔"

سپہ سالار نے اطمینان کا سانس لیا اور بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"طغرل، میرے دوست! اب تم کل سے اپنا کام شروع کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ اب جب کہ ہمیں دنیا کی نایاب ترین مخلوق خوشبودار لڑکی مل گئی ہے۔ تو ہم جلدی سے جلدی اس کے جسم سے وہ شے حاصل کر لیں جس کی مدد سے ہمیں تخت پر قبضہ جمانا ہے۔

طغرل کہنے لگا:

"میں کل ہی سے اپنا کام شروع کر دوں گا۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔"

رات گذرتی جا رہی تھی عنبر سرائے میں لیٹا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ پہلے جو خوشبودار لڑکی کی خوشبو اسے محسوس ہوتی تھی اب محسوس نہیں ہو رہی۔ اسے یقین تھا کہ خوشبودار لڑکی ٹھگوں نے سپہ سالار کے حوالے کر دی ہوگی۔ اور اپنا انعام لے کر کسی خفیہ راستے سے نکل گئے ہوں گے۔ عنبر کو اس شہر سے ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ وغیرہ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس پیرے کی بیٹی کے جسم سے خوشبو کیسے نکلتی ہے؟ اس نے آج تک کبھی کسی ایسی عورت یا آدمی کو نہیں دیکھا تھا کہ جس کے جسم سے اصلی خوشبو کی لہریں نکلتی ہوں۔ دوسری بات یہ تھی اس سپہ سالار کو اس لڑکی کی اتنی کیا ضرورت تھی کہ اس کے لئے وہ ایک لاکھ سونے کے سکے انعام دینے کو تیار تھا؟ معاملہ سارے کا سارا پراسرار تھا۔ عنبر کو ایک خیال یہ بھی تھا کہ ہو سکتا ہے معمے کو حل کرنے سے ناگ ماریا اور کیٹی تھیوسانگ کا بھی کوئی سراغ مل جائے۔ رات بھر وہ جاگتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو وہ اٹھ کر نہر پر گیا۔ اس نے غسل کیا۔ پھر سرائے میں واپس آ کر سرائے کے مالک سے باتیں کرنے لگا۔ وہ اس ملک کے سیاسی اور معاشی حالات کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ سرائے کے مالک کی باتوں سے معلوم ہوا کہ چینی بال ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ ایک جابر بھی ہے۔ ساری فوج اور رعایا اسے ناپسند کرتی ہے کیونکہ اس نے فوج اور رعایا کے لئے بڑے اچھے کام کئے ہیں۔ اور رعایا بے حد خوشحال ہے۔ وہ اپنے ملک کے دشمنوں کے لئے جابر ہے۔ مگر اپنی رعایا اور دوستوں کے لئے بڑا اچھا ہے۔

عنبر نے سرائے کے مالک سے یونہی پوچھا۔

"کیا یہاں سانپوں کا تماشہ دکھانے والے بھی ہوتے ہیں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرائے والا بولا
"کبھی کبھی کوئی شاہی پارٹی ہوتی ہے تو مجرے
آجاتے ہیں۔ اور ناچوں کا تماشا دکھا کر چلے جاتے
ہیں۔ یہاں شہر میں کوئی ایسا سپیرا نہیں رہتا جو لوگوں
کو تماشا دکھاتا ہو۔"

عنبر کو سرائے والے سے کچھ مفید معلومات نہ مل سکیں۔ وہ سوچنے لگا کہ اب اسے سپیرے کی بیٹی کا پتہ ہی مل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہ سپیرے کی بیٹی سے ہو سکتا ہے اس سے ناگ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں لیکن عنبر کو وہ دونوں ٹھگ ہی سپیرے کی بیٹی کے بارے میں کچھ بتا سکتے تھے اور ان کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اب صرف سپہ سالار ہی ایک ایسا شخص تھا جس سے عنبر کچھ پتہ کر سکتا تھا۔ اس نے سپہ سالار سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مگر سپہ سالار سے ملنا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ اس نے سرائے والے سے کہا:

"سنا ہے بادشاہ کا سپہ سالار بڑا اچھا آدمی ہے؟"

سرائے والا ناک سکیڑ کر بولا۔

"اس کا تو تم نام ہی نہ لو۔ اس سے زیادہ ظالم آدمی بادشاہ کے دربار میں اور کوئی نہیں ہے۔"

اب عنبر نے زیادہ کریدنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"کیوں؟ کیا وہ کوئی جادوگر ہے؟"

سرائے والے نے دائیں بائیں دیکھا اور رازداری سے بولا:

"لوگ کہتے ہیں کہ وہ جادو ٹونا بھی کرتا ہے۔ اس کا ایک دوست خاص طغرل ہے۔ وہ شاہی حکیم کا بیٹا ہے مگر سپہ سالار کا بڑا دوست ہے کہتے ہیں کہ طغرل سپہ سالار کے لئے جادو ٹونا بھی کیا کرتا ہے۔"

عنبر کے لئے یہ ایک مفید سراغ تھا۔ اس نے سپہ سالار کی بجائے اس کے دوست طغرل سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ عنبر خود جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ اور طغرل بھی شاہی حکیم کا بیٹا تھا۔ اس نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ طغرل شہر میں ایک حویلی میں رہتا تھا۔ عنبر اس حویلی کی طرف چل پڑا۔ اس وقت طغرل خوشبودار لڑکی کے لئے ایک خاص دوا تیار کر رہا تھا۔ عنبر نے حویلی میں پہنچ کر اندر پیغام بھجوایا کہ مصر کا ایک حکیم عنبر اس سے ملنا چاہتا ہے۔ طغرل نے سارا سامان ایک طرف لگا دیا اور جھٹک میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگیا۔ اسے مصر کے حکیم کا آنا اس وقت بُرا لگا تھا۔ مگر طغرل کا یہ اصول تھا۔ کہ وہ مصر کے حکیموں سے ضرور مل لیا کرتا تھا۔ کیونکہ مصر میں جادو ٹونا بہت تھا اور مصر کے حکیم جادو ٹونے میں بڑے ماہر ہوا کرتے تھے۔ بیشک میں آکر اس نے دیکھا کہ ایک گھنگھریالے بالوں والے نوجوان بیٹھا ہے۔ اس کو دیکھ کر بولا:

"کیا تم ہی مصری حکیم ہو؟"

عنبر نے اٹھ کر ہاتھ ملایا اور بولا۔

"جی ہاں: اور آپ طغرل ہی ہیں نا؟"

طغرل نے کہا:

"ہاں۔"

عنبر بولا:

"آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ میں نے آپ کی مصر میں ہی بڑی تعریف سنی تھی۔ جڑی بوٹیوں کی تلاش میں صحرائے ایران میں آیا تھا۔ یہاں پہنچا تو سوچا کہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر لیا جائے۔ میں نے آپ کو پریشان تو نہیں کر دیا؟"

طغرل کرسی پر بیٹھ گیا اور عنبر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا:

"نہیں نہیں۔ تشریف رکھو۔"

اصل میں طغرل عنبر سے بالکل متاثر نہیں ہوا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ کوئی بزرگ حکیم ہو گا جس کو جادو ٹونے کا بہت تجربہ ہو گا۔ لیکن یہاں اس کے سامنے ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ طغرل اسے اب جلدی فارغ کر دینا چاہتا تھا۔ تاکہ اپنے کمرے میں جا کر خوشبو دار لڑکی کے دل اور اس کی مرضی پر قبضہ جمانے کے لئے جو خاص دوائی تیار کر رہا تھا۔ اس پر دوبارہ کام شروع کر دے۔

طغرل نے بے دلی سے کہا:

"فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے ایک زمانہ بلکہ بہت سے زمانے دیکھے تھے طغرل کی شکل ہی سے سمجھ گیا کہ اس پر زیادہ اثر نہیں ہوا۔ مگر عنبر جب چاہے اس پر اپنا اثر ڈال سکتا تھا۔ اسی مقصد کو لے کر وہ وہاں آیا تھا۔

اس نے حکیم طغرل سے کہا:

"مجھے خوشی ہے کہ آپ بھی نوجوان ہیں اور اس عمر میں ہی آپ نے کافی شہرت حاصل کر لی ہے ویسے مجھے بھی جڑی بوٹیوں کو جمع کرنے کا بڑا

COURTESY WWW.PDEBOOKSFREE.PK

شوق ہے؟

طغرل بول رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ عنبر اب وہاں سے چلا جائے۔ بولا:

"اچھی بات ہے یہ شوق بُرا نہیں ہے۔ کوئی اور کام تو آپ کو مجھ سے نہیں ہے؛ دراصل میں ایک ضروری دوائی بنانے میں مصروف ہوں۔ بادشاہ کے سر میں اکثر درد رہتا ہے۔ میں اس کے لئے خاص سفوف تیار کر رہا ہوں۔"

عنبر کو موقع ہاتھ آگیا۔

کہنے لگا:

"کیا آپ نے کوکان بوٹی کو کبھی استعمال نہیں کیا؟"

عنبر نے یونہی ایک بناوٹی بوٹی کا نام لے لیا تھا۔ رات میں اس نے ایک خشک جھاڑی کی ٹہنی کا ایک ٹکڑا کاٹ کر جیب میں رکھ لیا تھا۔

حکیم طغرل نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ایسی احمقانہ بوٹی کا نام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ یہ کون سی بوٹی ہے؟ مجھے تو کوئی سنکھیا بوٹی لگتی ہے۔"

عنبر نے دل میں کہا: پیارے ابھی تم اپنی ساری چوکڑی بھول جاؤ گے۔ پھر عنبر نے جیب سے ٹہنی کا ٹکڑا نکال کر سامنے میز پر رکھ دیا۔

"یہ ہے کوکان بوٹی۔"

طغرل اب سخت بیزار ہو رہا تھا۔ اس نے بے دلی سے جھاڑی کی خشک ٹہنی کے ٹکڑے کو اٹھا کر دیکھا اور بولا:

"مجھے تو یہ بیکار شے ہی لگتی ہے۔"

عنبر بولا:

"اس کی دو خاصیتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اگر اس کا سفوف بنا کر تھوڑا سا کھا لیا جائے تو سر درد کبھی نہیں ہوتی۔ اور دوسری خاص بات یہ ہے کہ اگر اسے چبا کر کھا لیا جائے تو انسان کے جسم پر جادو، خنجر، تیر تلوار کا وار اثر نہیں کرتا۔"

اس پر طغرل چونکا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات تھی جس سے جنگ و جدل کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کیا جا سکتا تھا۔ اگر کسی بادشاہ کی فوج کے سپاہیوں کو یہ بوٹی کھلا دی جائے تو دشمن کے سپاہی کا وار اس پر کوئی اثر نہیں کرے گا۔ اور وہ بادشاہ ساری دنیا کو فتح کر سکتا ہے۔ پہلے تو طغرل کو یقین نہ آیا۔ عنبر نے سوچا اگر یہ چھوٹی سی ٹہنی کا ٹکڑا طغرل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے کی تو اس پر تلوار اور چاقو کے وار کا اثر ضرور ہو گا۔ جبکہ عنبر پر ایسا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ چنانچہ عنبر نے جلدی سے شیشی کا چھوٹا سا ٹکڑا اٹھایا اور اپنے منہ میں ڈال لیا اور اسے چباتے ہوئے بولا:

"طغرل صاحب: شاید آپ کو میری بات کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ اب خود تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ میں نے آپ کے سامنے کوکان بوٹی کا ٹکڑا کھا لیا ہے۔ آپ اب چاقو سے میرے جسم پر زخم لگائیں۔"

حکیم طغرل کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک انسان پر تلوار کا وار کیا جائے اور اس کو تلوار کا زخم ہی نہ لگے۔ مگر عنبر کے مجبور کرنے پر وہ چاقو لے کر آگیا۔

عنبر نے کہا:

"چاقو میرے جسم کے کسی حصے پر ماریئے۔"

حکیم طغرل ہچکچانے لگا۔

"اسے نہیں بھائی۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ یہ— یہ تم خود ہی کر کے دکھاؤ۔"

عنبر نے کہا:

"چلئے ٹھیک ہے۔ میں ہی یہ تجربہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔"

عنبر نے اپنے بازو کا بٹن کھول کر سامنے کر دیا۔ پھر چاقو دوسرے ہاتھ میں پکڑا اور زور سے اپنے بازو میں گھونپ دیا۔ طغرل غور سے دیکھنے لگا۔ چاقو عنبر کے بازو میں آدھا اتر چکا تھا۔ مگر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گر رہا تھا۔ عنبر نے چاقو باہر کھینچ لیا۔ عنبر کے بازو پر زخم کا معمولی سا نشان بن گیا تھا جس میں سے خون بالکل نہیں رِس رہا تھا۔ پھر طغرل کے دیکھتے دیکھتے یہ زخم اپنے آپ بند ہو گیا۔ اور بازو کی جلد پھر ویسے ہی ہو گئی جیسے پہلے تھی۔

طغرل کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ تو عنبر کو ایک معمولی تاجر یا کار لڑا کا سمجھ رہا تھا۔ اور اس نے تو کمال کر کے دکھا دیا تھا۔ طغرل نے فوراً عنبر کی خوشامد اور آؤ بھگت شروع کر دی۔ اس کے لئے پھلوں کا رس منگوایا۔

پھر کہا:

"عنبر صاحب! آپ کے پاس تو اتنی چھوٹی عمر میں ایسا زبردست علم ہے جڑی بوٹیوں کا کہ میں دنگ ہو کر رہ گیا ہوں۔ یہ فرمائیے کہ یہ کوکان بوٹی کہاں سے ملتی ہے؟"

عنبر نے دل میں کہا: اب آیا ہے یہ شخص سیدھی راہ پر۔ کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ بوٹی مصر کے شمالی صحراؤں میں ملتی ہے بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ مگر میں نے ایسے لوگ پال رکھے ہیں۔ جو مجھے صحرا سے یہ بوٹی لاکر دے دیتے ہیں اس وقت کوکان بوٹی کا صرف ایک ہی ٹکڑا تھا جو میں نے آپ کی آنکھوں کے سامنے کھا لی ہے اور آپ اس کی زبردست طاقت کو دیکھ چکے ہیں۔"

طغرل نے عنبر کے ہاتھ کو چوم لیا پھر خوشامد کرتے ہوئے بولا:

"عنبر بھائی آپ تو بہت بڑے حکیم ہیں۔ میں تو آپ کا کام دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کیا یہ بوٹی مجھے مل سکتی ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ میرے ساتھ معاہدہ کرلیں تو میں آپ سے یہ بوٹی ہزاروں کی تعداد میں خرید سکتا ہوں۔"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"میں آپ کی پیش کش پر ضرور غور کروں گا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ آپ کو دو ایک مہینے انتظار کرنا پڑے گا۔"

حکیم طغرل بولا:

"میں دو مہینے انتظار کر سکتا ہوں۔ کیا آپ کو مصر جاکر یہ بوٹی تلاش کرنی ہوگی؟"

عنبر وہاں سے کیسے جا سکتا تھا۔ اس نے کہا:

"میرا ایک خاص آدمی میرے ساتھ ہے میں اسے کل ہی مصر بھیج دوں گا۔ وہ لوٹر میرے گھر سے لے کر صحرا میں جائے گا اور کوکان جڑی بوٹی اکٹھی کرکے لے آئے گا۔"

طغرل خوش ہو کر بولا:

"بالکل ٹھیک ہے۔ تب تک تو میرے خاص مہمان بن کر میری حویلی میں ہی رہو گے۔ میں دوسری منزل پر ایک کمرہ خالی کروا دیتا ہوں تم اس میں خوشی سے رہ سکتے ہو میرے نوکر تمہاری خدمت کریں گے۔"

عنبر کو اور کیا چاہیے تھا۔ وہ فوراً راضی ہو گیا۔ حکیم طغرل نے اسی وقت دوسری منزل والا کمرہ خالی کروا دیا۔ عنبر اس کمرے میں آکر پلنگ پر آرام سے لیٹ گیا۔ اس کے منصوبے کا پہلا مرحلہ پورا ہو گیا تھا۔ اب اسے دوسرا مرحلہ شروع کرنا تھا۔ شام کو طغرل شاہی محل جانے لگا تو اس کے پاس ایک چھوٹا لکڑی کا ڈبہ بھی تھا۔

عنبر نے پوچھا:

"کیا اس میں بادشاہ کے سر درد کی دوائی ہے؟"

"ہاں: طغرل نے کہا" یہ دوائی میں نے خاص طور میں بادشاہ کے لئے تیار کی ہے۔ تم آرام کرو میں شاید رات کو نہ آؤں د

PDEBOOKSFREE.PK

عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ یہ شخص ضرور خوشبودار لڑکی پر کوئی تجربہ کرنے والا ہے۔ وہ اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا۔ مگر انسے کہہ نہیں سکتا تھا۔ طغرل چلا گیا۔ سپہ سالار اپنے کمرے میں حکیم طغرل کا انتظار کر رہا تھا۔ طغرل نے سپہ سالار کو عنبر اور اس کی حیرت انگیز بوٹی کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ وہ اسے بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ عنبر سے ساری کی ساری کوکان بوٹی خرید کر عنبر کو شہر سے نکال دے اور پھر سپہ سالار کو یہ کہہ کر بوٹی پیش کرے کہ وہ اسے خود تلاش کر کے لایا ہے۔ اور اس کی تاثیر سے ہماری فوج کا ایک بھی سپاہی ہلاک نہیں ہوگا۔ طغرل کو یہ کہاں معلوم تھا کہ یہ تو عنبر کی خاص طاقت تھی کہ جس کی وجہ سے چاقو نے اس کے بازو پر زخم نہیں لگایا۔

سپہ سالار نے حکیم طغرل کو آتے دیکھا تو پوچھا!

"تم نے دوائی تیار کر لی ہے کیا؟"

طغرل بولا:

"میرے دوست! اتنی جلدی ایسی قیمتی دوائی تیار نہیں ہوا کرتی اس کا پہلا مرحلہ تیار ہوا ہے۔ میں اس کا عرق لے آیا ہوں۔ یہ عرق لڑکی کے حلق میں ٹپکا دیا جائے گا۔ دو روز کے بعد دوسری دوائی تیار کر کے اس کا عرق اس کے حلق میں ڈالوں گا۔ اس کے بعد تیسرے مرحلے میں جا کر جو دوائی تیار ہوگی اس کے اثر سے لڑکی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں گے۔ یہ اس لڑکی کے جسم کا عرق ہوگا۔ جو ہم شیشے کی ایک چھوٹی سی بوتل میں جمع کر لیں گے۔ اس کے بعد یہ تحفت و تاج ہمارا ہوگا!"

سپہ سالار بے چینی سے بولا:

"میں چاہتا ہوں یہ کام جلدی سے جلدی ہو جائے۔ میں زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتا۔"

طغرل بولا:

"کچھ بھی ہو ہمیں کم از کم پندرہ دن تو انتظار کرنا ہی ہوگا۔ دوائی اس سے پہلے تیار نہیں ہو سکتی۔"

سپہ سالار نے گردن جھکا کر کہا!

"تو چلو نیچے تہہ خانے میں یہ دوائی تو لڑکی کے حلق میں ڈالو اس کی خوشبو نہیں آ رہی۔ یہ اچھی بات ہے۔ ذرا دیکھنا کہ اس کی خوشبو کہیں بالکل ہی ختم تو نہیں ہو گئی!"

طغرل سپہ سالار کے ساتھ نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔ خوشبودار لڑکی بے ہوش تھی۔ طغرل حکیم نے اس کا منہ کھول کر اس کے منہ میں دوا ٹپکا دیا۔ پھر ایک جگہ بازو کا کپڑا ہٹا کر سپہ سالار سے کہا:

"لڑکی کا بازو سونگھ کر دیکھو۔"

سپہ سالار نے بازو پر ناک رکھ دیا۔ لڑکی کے جسم سے اس کی خوشبو اسی طرح اٹھ رہی تھی۔

طغرل نے کہا:

COURTESY WWW.PDEBOOKSFREE.PK

"خوشبو اڑ رہی ہے ناں؟"

"ہاں!" سپہ سالار نے کہا:

حکیم طغرل کہنے لگا:

"خوشبو لڑکی کے خون اور جسم میں اسی طرح گردش کر رہی ہے۔ صرف میری خاص دوائی کی وجہ سے جسم سے باہر زیادہ اوپر تک نہیں جاتی۔ سپہ سالار طغرل کے ساتھ تہہ خانے کا دروازہ بند کر کے اوپر اپنے کمرے میں آ گیا۔ وہ بے چین تھا۔ دراصل وہ جلدی سے جلدی چینی بال کی سلطنت پر قبضہ کر لینا چاہتا تھا۔

طغرل نے کہا:

"سپہ سالار: تم فکر نہ کرو۔ تم چینی بال کی حکومت پر بھی قبضہ کر لو گے۔ اور اس کے بعد شام مصر اور یونان کی حکومت بھی تمہاری ہو گی۔ وہاں بھی تمہارا ہی جھنڈا لہرائے گا۔"

سپہ سالار طغرل کا منہ تکنے لگا: طغرل مسکرا رہا تھا۔ بولا!

"بس میں نے ایک ایسا جادو تلاش کر لیا ہے جس کی مدد سے تم ساری دنیا پر حکومت کرو گے۔"

سپہ سالار نے بے تاب ہو کر پوچھا!

"وہ کیا جادو ہے مجھے بھی بتاؤ میرے دوست۔"

حکیم طغرل کہنے لگا:

"ابھی نہیں۔ جب وقت آئے گا تو سب سے پہلے تمہیں ہی بتاؤں گا۔ اس لئے کہ میں وہ جادو تمہارے لئے ہی تیار کر رہا ہوں تاکہ تم ساری دنیا کے حکمران بن سکو۔"

سپہ سالار نے پوچھا:

"یہ جادو کتنے دنوں میں تیار ہو گا؟"

"زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ لگے گا۔"

یہ کہہ کر طغرل خوشی سے مسکرانے لگا۔

سپہ سالار بولا:

"طغرل جو کچھ تم میرے لئے کر رہے ہو میں سوچتا ہوں کہ شاید تمہیں اس کا بدلہ نہ دے سکوں گا۔ تم میرے کس قدر وفادار اور قیمتی دوست ہو۔"

طغرل کہنے لگا۔

"تم بھی میرے بڑے پیارے دوست ہو۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ مجھے لمبے سفر کے لئے دوائی تیار کرنی ہے۔"

طغرل کہنے لگا کہ وہ رات سپہ سالار کے محل میں ہی رہے مگر وہ دوائی جلدی تیار کرنے کے خیال سے واپس اپنی حویلی میں آ گیا۔ اس وقت عنبر جاگ رہا تھا۔ اس نے کھڑکی میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طغرل کو گھوڑے پر حویلی میں آتے دیکھا وہ سوچنے لگا کہ ضرور یہ کسی ضروری کام کی وجہ سے آیا ہے۔ اس کے بعد عنبر نے دیکھا کہ طغرل کے کمرے میں چراغ جل اٹھا۔ وہ دوسری دوائی کے لئے کام کرنے لگا تھا۔ عنبر کے لئے ہر معاملہ پراسرار ہو رہا تھا۔ طغرل اسے اپنی دوائی کے بارے میں کچھ نہیں بتا رہا تھا۔ وہ اسے بتا بھی نہیں سکتا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ اسے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

عنبر حویلی کی چھت پر آگیا۔ سامنے دور تک صحرا پھیلا ہوا تھا۔ ستارے ٹمٹما رہے تھے۔ عنبر نے سیٹی بجا کر وہاں موجود کسی بھی سانپ کو آوازیں دیں۔ اگرچہ سرائے والے نے اسے کہا تھا۔ اس علاقے میں سانپ نہیں ہوتے پھر بھی عنبر ایک بار کوشش کر کے دیکھنا چاہتا تھا۔ دس بارہ مرتبہ سانپ کی زبان میں کسی بھی سانپ کو آوازیں دینے کے بعد عنبر استفار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد عنبر کو چھت پر سانپ کی ہلکی ہلکی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے گردن گھما کر دیکھا۔ ایک بھورے رنگ کا چھوٹا سا سانپ پھن اٹھائے عنبر کی طرف آ رہا تھا۔

عنبر کے قریب آ کر سانپ بولا:

"ناگ دیوتا کے بھائی کو سلام!

میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے کہا:

"میری اطلاع کے مطابق سپہ سالار کے محل کے اندر ایک ایسی لڑکی موجود ہے۔ جس کے جسم سے خوشبو اٹھ رہی ہے۔ مجھے تم صرف یہ پتہ کر دو کہ وہ لڑکی کہاں ہے اور کون ہے اور اس کے جسم سے خوشبو کیوں آتی ہے! دوسری بات یہ ہے کہ مجھے ناگ کے بارے میں بھی بتاؤ کہ وہ کہاں مل سکتا ہے؟"

سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا کے بارے میں میں یقین سے صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ وہ اس علاقے میں کہیں نہیں ہے۔ مجھے سوائے تمہارے اور کہیں سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آ رہی۔ اس سارے علاقے میں میں اکیلا ہی سانپ ہوں ورنہ میں دوسرے سانپوں کو ساتھ والے ملک کی طرف دوڑا دیتا۔"

عنبر نے کہا:

"شکریہ! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے صرف اس خوشبو دار لڑکی کے بارے میں پتہ کر کے بتا دو

W.PDFBOOKFREE.PK

کہ وہ کہاں ہے اور کون ہے؟"

سانپ چلا گیا۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد سانپ واپس آیا۔ عنبر اس وقت اپنے دوسری منزل والے کمرے میں ہی اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سانپ نے آتے ہی کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! وہ لڑکی بڑی پُراسرار ہے اس کے جسم میں کستوری ناگن کی روح سمٹی ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے جسم سے خوشبو اٹھتی ہے۔ ایسی لڑکی بہت عرصے بعد دنیا میں پیدا ہوتی ہے جس میں کستوری ناگن کی روح سمٹی ہوئی ہو۔"

عنبر نے پوچھا:

"یہ کستوری ناگن کون ہے؟"

سانپ بولا:

ہم نے اپنے بڑے دادا سانپ سے سنا ہے کہ کستوری ناگن ناگنوں کی ملکہ ہوتی ہے وہ آسمان پر ایک ایسے سیارے میں رہتی ہے جہاں سے ناگنیں زمین پر اپنے سانپوں کی تلاش میں آتی ہیں۔ ایسی ناگن عورت کے روپ میں کسی سپیرے کے گھر میں جنم لیتی ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ لڑکی کہاں پیدا ہوئی ہے۔"

عنبر نے جلدی سے کہا:

"یہ بھی ایک سپیرے کے گھر میں پیدا ہوئی ہے۔"

سانپ بولا:

"بس تو پھر یقین کرو عنبر کہ یہ کستوری ناگن ہی ہے اور یہ شاید ایک ہزار برس کے بعد آسمان سے عورت کے روپ میں ہماری زمین پر تمام ناگنوں کے حالات دیکھنے اور سیر و سیاحت کے لئے آئی ہے مگر وہ تو بے ہوش تھی۔ اس کو کس نے بے ہوش کر دیا؟"

عنبر کہنے لگا:

"وہ ایک سازش کے جال میں پھنس گئی ہے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا کستوری ناگن پھر سے ناگن کا روپ بھی بدل سکتی ہے؟"

سانپ بولا:

"کیوں نہیں۔ اس کا اصلی روپ تو ناگن ہی کا ہے لڑکی کا روپ تو اس نے دنیا والوں کے لئے بدل رکھا ہوتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:
"تو پھر وہ ناگن کیوں نہیں بن گئی؟"
سانپ نے کہا:
"وہ تو بے ہوش ہے۔ وہ تو اپنے ہوش میں ہی نہیں۔"
عنبر نے اسے بتایا:
"ایک بار وہ ہوش میں بھی تھی مگر تب بھی وہ ناگن نہیں بنی تھی۔"
سانپ بولا:
"اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے کستوری ناگن کسی خاص مجبوری کی وجہ سے ناگن کا روپ نہ بدل سکی ہو۔"
عنبر نے پوچھا:
"کیا کستوری ناگن کو ناگ کا علم ہو گا کہ وہ کہاں ہے؟"
سانپ نے جواب میں کہا:
"کستوری ناگن ناگنوں کی ملکہ ہے۔ اسے ناگنوں کا ہی علم ہوتا ہے ہاں اگر وہ اپنے سانپ کی تلاش میں بھی آئی ہے تو پھر اس کے مقابلے کا اور اس کے لائق سانپ ناگ دیوتا ہی ہو سکتا ہے لیکن ہے پھر وہ بھی ناگ دیوتا کی تلاش میں ہو گا۔ اسے علم ہو کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔"
عنبر چپ ہو گیا۔ اس نے سانپ سے کہا:
"شکریہ میرے دوست! اب تم جا سکتے ہو مگر مجھے پھر تمہاری ضرورت پڑی تو تم سے ضرور مشورہ کروں گا۔"
سانپ خدا حافظ کہہ کر چلا گیا۔ عنبر کے سامنے گویا کتاب کا ایک نیا ورق الٹ دیا گیا تھا۔ وہ بالکل ہی نئی تحریر پڑھ رہا تھا۔ تو گویا یہ لڑکی جو سپیرے کی بیٹی تھی اصل میں یہ کستوری ناگن ہے۔ اب عنبر کو یاد آنے لگا کہ بہت عرصہ ہوا ایک بار ناگ نے بھی کستوری ناگن کا ذکر کیا تھا۔ مگر اس نے ساتھ ہی کہا تھا کہ یہ علاقہ ناگن خلائی سیارے میں ہی رہتی ہے۔ جہاں صرف ناگنوں کی حکومت ہے۔ وہاں ناگنیں ہی رہتی ہیں اور ان کی رد میں ہی جنم لیتی ہیں۔
عنبر کو شبہ ہونے لگا کہ اگر کستوری ناگن زمین پر آئی ہے تو ضرور وہ ناگ دیوتا کی تلاش میں ہو گی اسے ان لوگوں نے بے ہوش کر کے تہہ خانے میں ڈال رکھا ہے۔

ESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

اسے وہاں سے نکالنا چاہیے۔ خدا جانے یہ لوگ اس پر کس قسم کا جادو ٹونا کر رہے ہیں۔ عنبر کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ اس نے صبح ہوتے ہی ایک نیا منصوبہ تیار کر لیا۔

صبح اٹھ کر عنبر غسل خانے میں گیا۔ نہا کر نئے کپڑے پہنے اور پھر صحن میں آکر بیٹھ گیا۔ حکیم طغرل بھی وہاں آ گیا۔ اس نے بڑے شوق اور بے صبری سے پوچھا:

"عنبر بھائی! کیا تم نے کوکان بوئی کے لئے اپنے آدمی کو مصر روانہ کر دیا ہے؟"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"طغرل بھائی: وہ تو میں نے تم سے الگ ہوتے ہی روانہ کر دیا تھا۔ میرا آدمی سرائے میں ہی تھا۔ جب میں اپنا گھوڑا لینے سرائے میں گیا تو اسے فوراً مصر بھیج دیا تھا۔ اور تاکید کر دی تھی کہ ساری کی ساری کوکان بوئی بوریوں میں باندھ کر جتنی جلدی ہو سکے ایران میرے پاس لے آئے۔ میں نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ میں حکیم صاحب کی حویلی میں اسے ملوں گا۔"

حکیم طغرل بہت خوش ہوا۔ نوکر نے ناشتہ لا کر رکھ دیا۔ دونوں ناشتہ کرنے لگے۔ باتوں ہی باتوں میں عنبر نے کہا:

"میرے نانا جان نے مجھے ایک ایسا سانپ پکڑنے کا منتر بتایا تھا۔ کہ اگر وہ سانپ کسی کو ڈس دے تو اس کے زہر کے اثر سے انسان کا ذہن بدل جاتا ہے۔ یعنی اگر وہ تمہارا دشمن ہے تو دوست بن جائے گا۔ اگر دوست ہے تو دشمن ہو جائے گا۔ اگر وہ تمہاری کوئی بات نہیں مان رہا ہے تو فوراً مان جائے گا۔"

حکیم طغرل کے دل میں خیال آیا کہ اگر اس کی دوائی نے خوشبودار لڑکی پر اثر نہ کیا تو عنبر کے منتر کی مدد سے اس سانپ کو آزمایا جائے گا۔ مگر ابھی اسے اپنی دوائی ہی آزما کر دیکھنی چاہیے۔ جبکہ اس نے اس کی ایک خوراک خوشبودار لڑکی کو کھلا بھی دی تھی۔

طغرل نے ہنس کر کہا:

"بہت خوب: ایسے سانپ کو تو پال کر اپنے گھر میں رکھنا چاہیے۔ کیا تم ایسا سانپ پکڑ کر لا سکتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"کیوں نہیں: صحرا میں یہ سانپ ضرور کہیں نہ کہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ل جاتا ہے۔ کیا میں اسے لاؤں ؟"
حکیم طغرل بولا
"نہیں نہیں ابھی اس کی ضرورت نہیں۔ میرا کوئی بھی رشتہ نہیں ہے"
اور قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ عنبر خاموش رہا۔ طغرل بے حد چالاک تھا۔ عنبر نے سوچا۔ وہ اس کے قابو میں نہیں آ رہا اب عنبر نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ حالات کا انتظار کرے۔ اور دیکھے کہ حکیم طغرل سپیرے کی بیٹی کستوری ناگن سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔
حکیم طغرل نے لڑکی کو ایک بار پھر بے ہوش کر دیا تھا۔ دوائی کا دوسرا مرحلہ بھی ختم ہو گیا۔ اب تیسرا مرحلہ ہی باقی تھا۔ طغرل بڑی محنت سے دوائی تیار کر کے اس کا عرق نکال کر قطرے بوتل میں جمع کر لیتا تھا۔ آخری مرحلے پر بھی اس نے دوائی بڑی احتیاط سے تیار کی سفوف کو پانی میں گھول کر آگ پر چڑھایا اور اس کی بھاپ کے قطروں کو بوتل میں جمع کر لیا۔ اور سپہ سالار کے محل کی طرف چلا۔ آج دوائی کی آخری خوراک کستوری ناگن کے حلق میں ڈالنی تھی۔ سپہ سالار بھی بڑی بے تابی سے طغرل کی راہ دیکھ رہا تھا طغرل کو دیکھتے ہی سپہ سالار اسے اپنے کمرے میں لے گیا۔

تہہ خانے کو خفیہ راستہ سپہ سالار کے کمرے سے ہی جاتا تھا۔ دونوں خفیہ زینے سے نیچے تہہ خانے میں آ گئے۔ اب تک کستوری ناگن بے ہوش پڑی تھی۔
سپہ سالار نے طغرل سے پوچھا:
"کیا اس دوائی کا اثر ہماری مرضی کے مطابق ہی ہو گا ؟"
طغرل نے کہا:
"تم خود دیکھ لو گے کہ کیا اثر ہوتا ہے۔ ہاں اس خوشبودار لڑکی کو جب ہوش آئے گی تو اس کی باتوں کا جواب بڑی محبت سے دینا۔ وہ بھی تم سے بڑی خوش اخلاقی سے بولے گی۔ تم اس کو یہی کہنا کہ میں تم سے بیاہ کرنا چاہتا ہوں اور کب سے تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہوں"
سپہ سالار پوری طرح تیار ہو گیا۔ طغرل نے لڑکی کے منہ کو کھولا اور اس کے حلق میں اپنی تیسرے مرحلے کی دوائی کے عرق کے پندرہ قطرے گن کر ٹپکائے۔ اس دوائی نے واقعی تیزی سے اثر کیا اور کستوری ناگن نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر رونق آ گئی تھی۔

COLLECTED WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غم زدہ یا پریشان ہونے کی بجائے وہ خوش تھی اور مسکرا رہی تھی۔ سپہ سالار بڑا خوش ہوا۔ اس نے خوشبودار لڑکی یعنی کستوری ناگن کا ہاتھ تھام لیا اور بولا:

"دیوتاؤں کی مہربانی سے تم ہوش میں آ گئیں۔ میں بے حد پریشان تھا۔ تمہیں مسکراتا دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا ہے۔"

کستوری ناگن نے بھی مسکراتے ہوئے کہا:

"میں بھی تمہیں دیکھ کر بے تاب تھی۔ میری بہت خوش قسمتی ہے کہ میں تم ایسے بہادر جرنیل سے مل رہی ہوں۔"

طغرل سپہ سالار کی طرف دیکھ کر بڑی شان سے مسکرا رہا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا میری دعائی کا اثر!

طغرل نے کستوری ناگن سے کہا:

"بہن! تمہارے ہوش میں آنے سے مجھے بھی بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میرا نام طغرل ہے۔ میں حکیم ہوں اور میں نے ہی تمہارا علاج کیا ہے۔"

سپہ سالار یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اسے اپنا ماضی یاد ہے کہ نہیں۔

اس نے کہا:

"کیا تمہیں اپنا نام یاد ہے؟"

کستوری ناگن نے زمین پہ زور دیتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"نہیں اے بہادر سردار مجھے اپنا نام بالکل یاد نہیں ہے مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ میں کہاں کی رہنے والی ہوں۔ مجھے کچھ یاد ہے تو صرف یہی کہ میں تمہاری خادمہ ہوں اور اپنی ساری زندگی تمہارے قدموں میں گذار دینا چاہتی ہوں۔"

سپہ سالار تو خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس نے خوشبودار لڑکی کو ساتھ لیا اور اوپہ اپنے کمرے میں لے آیا۔

طغرل نے کہا:

"اب تم یہاں آرام کرو۔ تم تھک گئی ہو۔"

کستوری ناگن کہنے لگی:

"کیا تم مجھے اپنے قدموں سے جدا تو نہیں کر دو گے؟"

سپہ سالار بولا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے اے خوشبودار لڑکی! میں تو تم سے شادی کرنے والا ہوں۔"

کستوری بیگم نے سپہ سالار کے ہاتھ پکڑ لئے اور بولی:

"میرے دھن بھاگ کہ میں تم ایسے بہادر سردار کی بیوی بنوں۔ میں اپنی قسمت پہ جتنا ناز کروں کم ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپہ سالار نے کہا:
"اب تم یہاں آرام کرو۔ میں تھوڑی دیر بعد آتا ہوں۔ تمہیں کھانے پینے کو سب کچھ یہاں پہنچ جائے گا۔"

سپہ سالار نے حکیم طغرل کو ساتھ لیا اور کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک خوش شکل کنیز طشت میں مختلف کھانے اور پھل رکھے اندر آئی اور طشت اس نے کستوری ناگن کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ کستوری ناگن نے کنیز سے پوچھا:
"یہ کون سا ملک ہے؟"
یہاں کے بادشاہ کا نام کیا ہے؟"
مگر کنیز نے جواب دینے کی بجائے ہاتھوں سے اشارے اور منہ سے غوں غوں کی آوازیں نکالنے لگی۔ کستوری ناگن سمجھ گئی کہ یہ کنیز گونگی ہے۔ وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔

کمرے سے نکلتے ہی سپہ سالار نے طغرل کو اپنے سینے سے لگا لیا اور خوش ہو کر کہا:
"تم نے تو کمال کر دکھایا میرے دوست! اب یہ بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟"
طغرل نے سر کھجاتے ہوئے کہا:
"میرے سپہ سالار دوست! قسمت تجھ پر بہت ہی مہربان ہے۔ اب تو ایسا کر کہ جلدی سے اس لڑکی سے شادی کر لے۔ شادی کے دوسرے روز لڑکی کو میرا دیا ہوا شربت پلا دینا۔ اس کے پیتے ہی اسے نیند آ جائے گی۔ پھر سوتے میں اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنا شروع ہو جائیں گے۔ تم ان آنسوؤں کو ایک بوتل میں جمع کر لینا۔ بس وہی عرق تیرے لئے آبِ حیات اور بادشاہ عینی بال کے لئے زہرِ قاتل ثابت ہوگا۔ جب تم اپنی اس بیوی خوشبودار لڑکی کے آنسوؤں کے چند قطرے کسی شربت میں ڈال کر بادشاہ عینی بال کو پلا دو گے تو وہ اسی روز شام کو سورج غروب ہونے کے بعد تمہارے حق میں تخت سے دستبردار ہو جائے گا۔ یعنی تخت پر سے ہاتھ اٹھا لے گا۔ اور وہ تجھے سونپ دے گا۔ اس طرح فوج بھی تمہارے خلاف نہ ہوگی۔ کیونکہ تم عینی بال کی اپنی مرضی سے بادشاہ بن رہے ہو گے۔"
سپہ سالار نے طغرل کو ایک بار پھر اپنے ساتھ لپٹا لیا اور بے اختیار بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"طغرل! تم میرے وزیر اعظم ہو گے۔ اب جلدی سے مجھے وہ عرق لادو جو میں کل صبح اپنی بیوی کو پلاؤں گا۔"

اسی روز شام کو سپہ سالار نے کستوری ناگن سے شادی کر لی۔ سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ سپہ سالار نے اپنی ایک کنیز سے بیاہ کر لیا ہے۔ عنبر کو پتہ چلا تو اس نے سانپ کی مدد سے اس "افواہ" کی تصدیق کرائی سپہ سالار واقعی خوشبودار لڑکی سے بیاہ کر رہا تھا: خوشبودار لڑکی کی خوشبو کوئی دوسرا اب محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ سپہ سالار اور طغرل مل کر کسی گہرے منصوبے پر عمل کر رہے ہیں۔ عنبر بھی خاموشی سے واقعات کے رونما ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

کستوری ناگن کی سپہ سالار سے شادی ہو گئی۔ دوسرے روز شام سے ذرا پہلے سپہ سالار اپنی بیوی کستوری ناگن کو اپنے کمرے میں لے گیا۔

اور بولا:

"تم تھک گئی ہو گی۔ پلنگ پر لیٹ کر کچھ دیر آرام کر لو۔ اور ہاں۔ میں تمہارے لئے شربت بھجواتا ہوں۔"

دوسرے کمرے میں سپہ سالار نے طغرل کا دیا ہوا خاص عرق شربت میں ملا دیا اور کنیز کو آواز دے کر بلایا۔ اور کہا:

"یہ شربت اندر بیگم صاحبہ کو جا کر دے آؤ۔"

کنیز شربت لے کر اندر چلی گئی۔ اور سپہ سالار دوسرے کمرے میں جا کر طغرل کے پاس بیٹھ گیا۔ اور دیوار کے خفیہ سوراخ میں سے کستوری ناگن کو دیکھنے لگا۔ کنیز نے شربت میز پر رکھ دیا۔ کستوری ناگن نے بلا جھجک شربت کا گلاس اٹھایا اور سارے کا سارا بے خوف و خطر غٹا غٹ پی گئی۔

سپہ سالار نے طغرل سے کہا:

"طغرل! ہم نے میدان مار لیا ہے۔"

طغرل بولا:

"آہستہ بولو! دیکھو وہ سونے لگی ہے۔ اسے نیند آنی شروع ہو گئی ہے۔"

کستوری ناگن ان کے دیکھتے دیکھتے پلنگ پر سر ڈال کر گہری نیند میں کھو گئی۔

طغرل نے سپہ سالار سے کہا۔

"شیشی مجھے دے دو۔"

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

سپہ سالار نے شیشی طغرل کو دے دی۔ دونوں کستوری ناگن والے کمرے میں آئے۔ انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ وہ جھک کر کستوری ناگن کو تکنے لگے۔ اچانک اس کی سوئی ہوئی آنکھوں میں سفید پانی کے قطرے نمودار ہوئے۔ طغرل نے شیشی آگے کر دی۔ کستوری ناگن کی آنکھوں کے قطرے شیشی میں ٹپکنے لگے۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے سانپ کی بیوی۔
قسط نمبر ۱۰۰ پڑھیے۔

BOOKSFREE.P

عنبر ناگ مارکیٹی اور خلاصیتیں

سانپ کی بیوی

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ:
بار اول : ۱۹۸۸ء
ناشر : عدنان سلیم
ممبر پبلی کیشنز، ۱۴ اربی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
مطبع : تاجدار پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

جیسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ فلانی دنیا سے کستوری ناگن ہماری دنیا میں آئی ہے۔ اور اس کے آنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ "ناگ" کو تا اغوا کر کے اپنی دنیا میں لے جائے۔ اس کے لیے وہ کیا کیا روپ اور ڈھنگ اختیار کر رہی ہے۔ بڑے ہی دلچسپ واقعات ہیں اور سب سے بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ خود عنبرہ کستوری ناگن کے ساتھ ناگ کی تلاش میں ہے۔ وہ ملے تو اسے کستوری ناگن سے ملوا سکے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس ملاقات کے بعد ناگ کے ساتھ کیا ہوگا۔ کیا عنبر کستوری کے لیے ناگ کو ڈھونڈ سکا۔ یہ آپ جلدی سے پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل
اے حمید
۴۵۴ این راہ چمن سمن آباد ۵ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب :

- ناگن کو ناگن کی تلاش
- چھوٹے اہرام کا تابوت
- سانپ کی بیوی
- جلاد آ گیا
- نمبر دھوکہ کھا گیا

ناگن کو ناگ کی تلاش

طغرل نے کستوری ناگن کی آنکھ سے ٹپکتے آنسو شیشی میں اکٹھے کر لیے۔

جب کستوری ناگن کی آنکھ سے قطرے ٹپکنا بند ہو گئے تو طغرل نے شیشی بند کر کے اس کے خاوند سپہ سالار کو دی اور کہا۔ اب تیرا کام ہے۔ کہ بادشاہ عینی بال کو شربت یا کھانے میں یہ قطرے ڈال کر پلا دے۔ پھر دیکھ کیا ہوتا ہے۔ سپہ سالار نے شیشی سنبھال کر صندوق میں رکھ لی۔ طغرل وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں کستوری ناگن کی آنکھ کھل گئی۔ وہ انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی۔

سپہ سالار نے کہا۔

"بیگم نیند لینے سے تمہاری طبیعت ہشاش بشاش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گئی ہے میں ذرا دربار تک جا رہا ہوں بادشاہ نے مجھے یاد کیا ہے۔ تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گا۔"

کستوری ناگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں سرتاج! تم جاؤ میں کچھ دیر اور آرام کروں گی۔"

سپہ سالار سیدھا شاہی محل میں آ گیا۔ دوسری طرف طغرل اپنی حویلی میں آیا تو عنبر برآمدے میں بیٹھا ہوا ملا۔ عنبر نے طغرل کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ طغرل فوراً اس کے پاس آ گیا اور بولا۔

"تمہارا آدمی مصر سے کوکان بوٹی لے کر ابھی نہیں آیا عنبر؟"

عنبر نے کہا۔

"ابھی تو وہ دو دن پہلے گیا ہے۔ پندرہ بیس دن تو کوکان بوٹی اکٹھی کرتے لگ ہی جائیں گے۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ تمہارے سپہ سالار نے کسی کنیز سے شادی کر لی ہے۔"

طغرل عنبر کو اصل بات نہیں بتا سکتا تھا۔ کہنے لگا۔ "ہاں یہ اس کا اپنا معاملہ ہے۔ بس اس نے کنیز سے شادی کر لی۔ ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔"

عنبر جانتا تھا کہ سپہ سالار نے جس سپیرے کی خوشبودار بیٹی سے شادی کی ہے۔ وہ کستوری ناگن ہے۔ جو ہزاروں سال کے بعد کبھی کبھی ہی خلائی سیارے سے زمین پر اپنے سانپ کی تلاش میں آیا کرتی تھی۔ عنبر کو یقین تھا کہ کستوری ناگن جس سانپ کی تلاش میں ہے۔ وہ ناگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کستوری ناگن ناگوں کی ملکہ تھی اور ناگ سانپوں کا دیوتا تھا۔ ناگ ہی کستوری ناگن کا سانپ ہو سکتا تھا۔ عنبر کسی طرح کستوری ناگن سے ملنا چاہتا تھا۔ مگر اب وہ سپہ سالار کی بیوی تھی اور اس کا ملنا دشوار تھا۔ عنبر نے یہ بات طغرل کو بالکل نہیں بتائی تھی۔ طغرل تو عنبر کی محض اس لئے خوشامد کر رہا تھا۔ کہ بقول عنبر اس کے پاس کوکان بوٹی تھی جس کے اثر سے انسان کے جسم پر تیر تلوار کا وار کوئی اثر نہیں کرتا۔ یوں طغرل سپہ سالار کی مدد سے ساری دنیا کے ملک فتح کر لینا چاہتا تھا۔

دوسری طرف سپہ سالار کستوری ناگن کے آنسوؤں کی شیشی لے کر شاہی محل میں پہنچ گیا۔ کھانے کا وقت قریب تھا۔ شاہی دسترخوان لگ رہا تھا۔ سپہ سالار کو معلوم تھا کہ یقیناً بال بادشاہ کے لئے سب سے پہلے انگور کا رس گلاس میں ڈال کر لایا جاتا ہے۔ یہ ایک سونے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلاس تھا سپہ سالار تاک میں رہا۔ جب دسترخوان لگ گیا تو سپہ سالار چپکے سے باورچی خانے میں گیا۔ آنکھ بچا کر سونے کے گلاس میں کستوری ناگن کے آنسوؤں کے قطرے گرا دیئے بادشاہ دسترخوان پہ دوسرے درباریوں کے ساتھ بیٹھ گیا تھا اس نے پوچھا۔

"سپہ سالار ابھی تک کیوں نہیں آیا؟"

سپہ سالار نے آگے بڑھ کر تعظیم کی اور بادشاہ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں غلام سب سے پہلے سونے کے گلاس میں بادشاہ کے لئے انگوروں کا رس نکال کر لایا۔ سپہ سالار کا دل دھڑکنے لگا۔ اس گلاس میں جو قطرے سپہ سالار نے ٹپکائے تھے۔ اس لئے سپہ سالار کی قسمت بدل ڈالنی تھی بادشاہ نے سونے کا گلاس منہ سے لگایا اور انگوروں کا سارا رس پی کر گلاس ایک طرف رکھ دیا طبلچی کے کہنے کے مطابق کچھ دیر کے بعد بادشاہ پر کستوری ناگن کے آنسوؤں کا اثر ہوتا تھا کھانے کے بعد بادشاہ اپنی خواب گاہ میں تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے چلا گیا۔

سپہ سالار اور طبلچی کے پاس آگیا اس نے خوشی سے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میرے دوست! میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔"

طبلچی بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا۔ بس اب شام سے پہلے پہلے اس کا نتیجہ نکل آئے گا اور بادشاہ حکومت و تاج و تخت حوالے کرنے کا باقاعدہ سرکاری طور پہ اعلان کر دے گا۔ چنانچہ جب دن غروب ہوا تو مہینی بال بادشاہ نے دربار سجایا اور کہا۔ "ہمارے سپہ سالار کو بلایا جائے۔"

سپہ سالار کو جب یہ پیغام پہنچا کہ بادشاہ نے بلایا ہے تو وہ خوشی سے جھومتا اٹھا جلدی جلدی قدم اٹھاتا بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔

بادشاہ مہینی بال نے سپہ سالار کی طرف دیکھا اور کہا۔

"سپہ سالار! ہم تمہارے بارے میں ایک اہم اعلان کرنے والے ہیں۔ کیا تم اسے سننا پسند کرو گے؟"

سپہ سالار کے دل میں ستارے چمک رہے تھے بڑا خوش تھا کہ ابھی بادشاہ اس کے حق میں تخت سے الگ ہونے اور اسے بادشاہ بنانے کا اعلان کر دے گا۔ اپنی خوشی کو چھپاتے ہوئے بولا۔

"بادشاہ سلامت! یہ غلام آپ کے حکم کا تابع ہے۔ آپ کے ہر فیصلے سے ہمیں خوشی ہوگی ہے۔"

مہینی بال بادشاہ نے کہا۔ "لیکن شاید ہمارا یہ فیصلہ سن کر تمہیں خوشی نہ ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپہ سالار کا دل ایکدم بیٹھ گیا یہ بادشاہ کیا کہہ رہا ہے یہ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرنے والا ہے اچنی بال بادشاہ نے کہا۔

"سپہ سالار تم نے ہمارے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

سارے دربار پر سناٹا چھا گیا۔ ہر کوئی اپنی جگہ پہ دم بخود تھا کہ جانے بادشاہ کیا اعلان کرنے والا ہے سپہ سالار کے بارے میں۔ سپہ سالار نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"بادشاہ سلامت! آپ کا ہر فیصلہ سر آنکھوں پر"

بادشاہ اچنی بال نے سپہ سالار کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارے خلاف بغاوت کا جرم ثابت ہو گیا اور ہم تمہاری گردن اڑانے کا حکم دیتے ہیں"

سپہ سالار کو یہ سنتے ہی چکر آ گیا۔ بادشاہ کا حکم سنتے ہی سپاہی آگے بڑھے۔ اور انہوں نے سپہ سالار کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ سپہ سالار ہکا بکا رہ کر لوگوں کا منہ تک رہا تھا بادشاہ نے جلاد کی طرف دیکھ کر حکم دیا۔

"اس غدار کا سر قلم کر دو"

اس زمانے میں جلاد دربار میں موجود ہوا کرتے تھے کہ اگر بادشاہ کوئی حکم کرے تو اس کی وہیں تعمیل ہو جائے یعنی اس

پر فوراً عمل کر لیا جائے۔ حبشی جلاد تلوار کھینچ کر آگے بڑھا اور پلک جھپکنے میں سپہ سالار کی گردن اڑا دی دربار میں سناٹا چھا گیا۔ بادشاہ اچنی بال نے گرج دار آواز میں کہا۔

"یاد رکھو! جو کوئی ہمارے خلاف بغاوت کرنے کی جرأت کرے گا اس کا یہی حشر ہو گا"

جب سپہ سالار کے قتل کی خبر اس کے دوست حکیم طغرل کو ملی تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے خوف سے رنگ زرد پڑ گیا سمجھ گیا کہ دال میں کالا ہے اور اب بادشاہ سپہ سالار کے دوستوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دے گا خنجر کو بھی سپہ سالار کے قتل کی اطلاع مل گئی تھی وہ فوراً طغرل کے پاس آیا اور بولا۔

"سپہ سالار کو بادشاہ نے بغاوت کے جرم میں مار ڈالا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

طغرل بے حد پریشان اور گھبرایا ہوا تھا۔ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے اس نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی سازش تیار کی ہو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ لیکن میں بھی خطرے میں ہوں۔ ممکن ہے بادشاہ مجھے بھی قتل کروا دے"

خنجر نے کہا۔ "تم اب کیا کرو گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طغرل ادھر اُدھر بے چینی سے ٹہل رہا تھا کیونکہ اسے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ طغرل اور سپہ سالار مل کر کستوری ناگن پر کوئی تجربہ کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ تجربہ الٹ بھی گیا ہو۔

"تم کہاں جاؤ گے؟" عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ اب دیر ہو چکی ہے۔ بادشاہ کے سپاہی تمہاری تلاش میں آتے ہوں گے۔" طغرل اور زیادہ گھبرا گیا اور بولا۔

"تو پھر میں کیا کروں؟ کیا تم مجھے بچا سکتے ہو؟" عنبر نے کہا۔

"میں تمہیں کیسے بچا سکتا ہوں۔ تمہاری جگہ میں تو موت کو گلے سے نہیں لگا سکتا۔ ہاں اگر تم مجھے سپہ سالار کی بیوی اس کنیز سے ملا دو تو ہو سکتا ہے تمہارے بچنے کا کوئی راستہ نکل آئے۔"

طغرل نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا۔

"اس سے تم کس لیے ملنا چاہتے ہو؟"

عنبر بولا:

"یہ وقت اس قسم کے سوالات پوچھنے کا نہیں ہے مجھے سپہ سالار کی بیوی کنیز کے [illegible] سے ملا دو تو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں [illegible]

طغرل کو اس وقت [illegible] کہنے لگا۔

"مگر سپہ سالار کی بیوی تو شاہی محل میں ہو گی میں وہاں گیا تو سپاہی مجھے گرفتار کر لیں گے تم خود کیوں نہیں اس کے پاس چلے جاتے؟"

عنبر نے کہا:

"مجھے کون شاہی محل میں جانے دے گا اور پھر سپاہی مجھے بھی تو پکڑ سکتے ہیں میرا خیال ہے بہتر یہ ہے کہ تم ہی جاؤ اور سپہ سالار کی بیوی کو کسی طرح یہاں لے آؤ اس وقت صرف وہی ایک عورت تجھے موت کے منہ سے بچا سکتی ہے۔"

طغرل کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا بس اسے اپنی جان بچانے کی فکر تھی فوراً اپنا حلیہ عورتوں ایسا بنایا اور چادر سے منہ سر ڈھانپ کر عورتوں کی چال چلتا سپہ سالار کے محل میں داخل ہو گیا۔

وہ سارے خفیہ راستے جانتا تھا۔ وہ سیدھا سپہ سالار کے خاص کمرے میں نکل آیا اُسے یقین تھا کہ اس کی بیوی خوشبودار لڑکی وہیں ہو گی مگر وہ وہاں نہیں تھی طغرل نے سارے مکان میں اسے تلاش کیا۔ مگر وہ اُسے کہیں نہ ملی۔ گھبرا کر واپس آ گیا۔ عنبر کو بتایا کہ سپہ سالار کی بیوی بھی غائب ہے۔ عنبر سوچنے لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ابھی یہ جملہ طغرل کے ہونٹوں پر تھا کہ حویلی میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ طغرل نے گھبرا کر کہا

"بادشاہ کے سپاہی آ گئے ہیں میں چھپ رہا ہوں تم اس وقت میری جان تمہارے ایک اشارے پر ہے"

طغرل نے کمرے کے قالین کو ایک جگہ سے ہٹایا فرش کا ایک تختہ اٹھایا۔ اور نیچے تہ خانے میں اتر گیا منیر نے تختہ پھر سے لگا کر قالین اوپر کر دیا اس کے ساتھ ہی تین سپاہی تیز تیز قدموں سے اندر داخل ہو گئے۔

"کہاں ہے طغرل حکیم؟ جلدی بتاؤ"

سپاہی نے منیر کو جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔ منیر نے کہا

"طغرل تو شہر کی طرف فرار ہو گیا ہے میں اس کا نوکر ہوں۔ وہ تھوڑی دیر پہلے بھاگ گیا تھا"

سپاہی نے دوسرے سپاہیوں سے کہا

"طغرل کو ہم صحرا میں پکڑ لیں گے مگر اس کو بھی پکڑ کر لے چلو"

پھر بولا

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ بادشاہ نے سپہ سالار کی بیوی کو بھی گرفتار کر لیا ہو"

طغرل جلدی سے بولا!

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ بادشاہ نے بغاوت کے الزام میں سپہ سالار کی بیوی کو پکڑ کر ضرور قید میں ڈال دیا ہو گا۔ مگر مگر کون اب پتہ کرنے وہاں جائے؟"

منیر نے کہا

"کیا میں کس طرح بادشاہ کے محل میں جا سکتا ہوں طغرل بولا!

"پہلے مجھے تو کسی طرح پہنچا دو"

اور طغرل گھبراہٹ میں ادھر ادھر پھرنے لگا پھر کھڑکی میں سے نیچے جھانک کر شاہی فوج کے سپاہی، سے گرفتار کرنے تو نہیں آ گئے پھر منیر کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

میں اپنی حویلی کے تہ خانے میں چھپ جاتا ہوں تم اسی جگہ رہنا اگر بادشاہ کے سپاہی آ گئے تو، نہیں کہہ دینا کہ میں ملک عدم کی طرف فرار ہو گیا ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بغاوت کرنے والے سپہ سالار کے نوکر ہو مجھے
تم سے بولنے کی اجازت نہیں"
عنبر بولا۔
"بھائی یقین کرو میں بے قصور ہوں میں نے
کسی بغاوت کی سازش میں حصہ نہیں لیا مجھے
بے گناہ پکڑا گیا ہے۔"
پہرے دار نے عنبر کو میز سے پیچھے دھکیل دیا
اور غصے میں کہا۔
"اب آواز نکالی تو نیزہ سینے سے پار کر دوں گا
چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ ویسے بھی آج رات
تمہارا سر قلم کر دیا جائے گا۔"
عنبر بولا!
"بھائی مجھے اپنا سر قلم ہونے کا کوئی غم نہیں
ہے مجھے صرف اتنا بتا دو کہ سپہ سالار کی بیوی
بھی کیا اس جگہ قید ہے؟"
پہرے دار نے تعجب سے عنبر کی طرف دیکھا۔ "کیا تمہیں
اپنے سر قلم ہونے کی کوئی پریشانی کوئی خوف نہیں ہے؟"
عنبر نے کیا بتاتا۔ کہنے لگا۔ "بھائی! تم ان باتوں کو نہیں سمجھ
سکے۔ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ سپہ سالار کی بیوی کہاں ہے؟"

عنبر خود بادشاہ کے محل میں جانا چاہتا تھا کہ
کس طرح کنگوری ناگن کا سراغ لگائے اس نے
کوئی اعتراض نہ کیا۔ سپاہیوں نے اسی وقت عنبر
کے ہاتھ رسی سے باندھے اور اسے گھوڑے پر
ڈال کر شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے شاہی محل
میں لے جا کر عنبر کو ایک کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا
عنبر نے سپاہیوں سے کہا۔
"میں بے قصور ہوں۔ مجھے بادشاہ کے سامنے پیش
کرو۔ ایک سپاہی نے نیزہ عنبر کے کاندھے
پر مار کر کہا۔
"خاموشی سے بیٹھے رہو اور اپنی موت کا
انتظار کرو۔ بادشاہ سلامت نے تمہاری موت
کا حکم جاری کر دیا ہے۔"
عنبر چپ ہو کر بیٹھ گیا۔
سپاہی چلے گئے تو اس نے پہرے دار کے قریب
جا کر پوچھا ..... بھائی مجھے ایک بات بتاؤ
گے۔ پہرے دار نے نفرت سے عنبر کی طرف دیکھا
اور غصے سے کہا۔
"تم پاگل ہو۔ تم بادشاہ سلامت کے خلاف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چہرے دار نے کہا ۔

" اس کی بیوی یہاں قید خانے میں نہیں ہے
بس یہی میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ اب بکواس
مت کرنا۔ پیچھے سے پیٹھے رہو۔ جلاد کسی وقت
بھی تمہارا سر قلم کرنے یہاں پہنچ سکتا ہے "

عنبر گہری سوچ میں گم دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر
بوریے پر بیٹھ گیا اسے شبہ تھا کہ سپہ سالار کی بیوی اسی جگہ
کہیں قید میں ہے۔ وہ اس سے ملنا چاہتا تھا تاکہ اسے
کا کچھ سراغ مل سکے۔ کیونکہ سانپ کے کہنے کے مطابق وہ
کستوری ناگن تھی اور آسمانوں سے اپنے ساتھی ناگ کی تلاش
میں زمین پر آئی تھی۔ اور ظاہر ہے اسے ناگ کا کچھ نہ
کچھ پتہ ضرور چل چکا ہوگا۔ جبکہ کستوری ناگن پر طغرل کی دوائی
کا کوئی اثر بھی نہیں ہوا تھا۔

ادھر طغرل اپنی حویلی کے خفیہ تہہ خانے میں بیٹھا
سوچ رہا تھا کہ سپاہی چلے گئے ہیں مگر اس کے سر
پر موت ابھی تک منڈلا رہی ہے۔ سپاہی عنبر کو پکڑ
کر لے گئے ہیں اور ہو سکتا ہے عنبر کو جب اذیت
دی گئی کہ وہ بتا دے کہ طغرل حکیم حویلی کے تہہ خانے
میں چھپا ہوا ہے۔ چنانچہ طغرل نے فیصلہ کیا کہ وہ تہہ خانے

سے نکل کر کسی دوسری جگہ جا کر چھپ جائے
وہ تہہ خانے کی سیڑھی کی طرف بڑھا ہی تھا کہ پیچھے سے
کسی عورت کی آواز آئی۔

" کہاں جا رہے ہو طغرل "

طغرل نے پیچھے مڑ کر دیکھا اس کے پیچھے خوشبودار لڑکی
یعنی کستوری ناگن کھڑی تھی۔ اسے کہا جانے والی نظروں سے گھور
رہی تھی طغرل کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ حیرت زدہ
ہو کر رہ گیا۔ کہ یہ عورت تہہ خانے میں کہاں سے آ گئی تھی
خوشبودار لڑکی یعنی کستوری ناگن نے کہا۔

" تم اس وقت جو کچھ سوچ رہے ہو میں جانتی ہوں
مگر میں کیا سوچ رہی ہوں، تم اسے نہیں جانتے تم
مجھے بھی نہیں جانتے کہ میں کون ہوں؟ تمہاری وجہ
سے مجھے میرے باپ کے گھر سے اغوا کر کے یہاں
لایا گیا ہے اور تم نے مجھ سے ایک ایسا گناہ کروانا
چاہا جو میں کبھی گوارہ نہیں کر سکتی تھی تمہارے سپہ سالار
کو اس کی بُری نیت کی سزا مل گئی اب میں تمہیں تمہارے
جرم کی سزا دینے آئی ہوں "

طغرل نے اپنی آستین میں ایک خنجر چھپا رکھا تھا اس نے خنجر نکال
لیا اور قہقہہ لگا کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم ایک کمزور عورت ہو۔ تم مجھے کیا سزا دو گی تمہیں ہلاک کرنے کے لئے تو مجھے عنبر کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔"

طغرل نے عنبر کو آستین میں رکھ لیا اور کستوری ناگن کو گردن سے پکڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ جونہی وہ آگے بڑھا کستوری ناگن دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ طغرل گردن پکڑنے کے لئے دو قدم بڑھا ہی تھا کہ کستوری ناگن نے اپنے حلق سے ایک پھنکار کی آواز نکالی اور وہاں عورت کی جگہ ایک زرد رنگ کی ناگن اپنا پھن زمین سے پانچ فٹ اوپر اٹھائے لہرا رہی تھی۔ یہ کستوری ناگن تھی آسمالی سانپوں کے سپارسے کی ناگن۔ ناگنوں کی ملکہ کستوری ناگن جس نے اپنے ناگ دیوتا یعنی ناگ کی تلاش میں سپیرے کے گھر میں جنم لیا تھا اور یہ لوگ اسے بدقسمتی سے اغوا کر کے یہاں لے آئے تھے طغرل نے اپنے سامنے عورت کو زرد رنگ کے سانپ میں بدلتے دیکھا تو اس پر خوف کے مارے رعشہ طاری ہو گیا زندگی میں اس نے کبھی کسی انسان کو سانپ بنتے نہیں دیکھا تھا۔

کستوری ناگن نے بجلی کی تیزی سے اپنا پھن طغرل کے ماتھے پر مار کر اسے ڈس دیا کستوری ناگن کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں تھا۔ طغرل سنبھل کر پہلے تو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس پر برف کی طرح ٹھنڈا نیم پانی ڈال دیا ہے۔ پھر اس کا جسم گرم پانی کی طرح کھولنے لگا اور وہ موم بتی کی طرح پگھلنے لگا وہ نہ حرکت کر سکتا تھا اور نہ منہ سے آواز نکال سکتا تھا۔ بس پگھلتا ہی چلا گیا اور دو سیکنڈ کے اندر اندر پگھل کر بہہ گیا۔ کستوری ناگن اپنا پھن لہراتے ہوئے اسے دیکھتی رہی۔ جب طغرل پگھل کر ختم ہو گیا تو کستوری ناگن منہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر فرش کے تختے تک آئی۔ اس کو اپنے سر کی مدد سے اوپر اٹھا دیا اور پھر قالین کے نیچے سے نکل کر طغرل کے کمرے میں آ گئی کمرہ خالی تھا عنبر کو سانپ ہی پکڑ کر لے جا چکے تھے کستوری ناگن کا ابھی تک عنبر کے ساتھ آمنا سامنا نہیں ہوا تھا اسے عنبر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا کستوری ناگن نے کھڑکی میں سے اپنا پھن باہر نکال کر دیکھا اس کے سامنے ایک باغ تھا۔ جس میں فوارہ اچھل رہا تھا شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا چھانا شروع ہو گیا تھا۔ کستوری ناگن اپنے ناگنوں کی نسل دنیا سے جب اپنے سانپ ناگ دیوتا کی تلاش میں دنیا میں آئی تو وہ ایک سپیرے کے گھر میں پیدا ہوئی۔ وہیں جوان ہوئی۔ پھر اس کے لئے ضروری تھا کہ کوئی اسے ایک خاص بوٹی کا سفوف کا عرق بنا کر پلاتا کستوری ناگن عورت کے روپ میں خود نہیں کر سکتی تھی تقدیر نے اس کا سارا انتظام کر رکھا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنانچہ جب وہ جوان ہوئی تو اس کے جسم سے خوشبو نکلنا شروع ہوگئی اس خوشبو کی وجہ سے گھر والوں نے اسے کستوری کہنا شروع کر دیا کیونکہ اس کے جسم سے کستوری کی خوشبو نکلتی تھی۔ پھر تقدیر نے ایسا انتظام کیا کہ وہ خنگ اسے اغوا کر کے سپہ سالار کے پاس لے گئے اس وقت تک کستوری ناگن محض کستوری تھی ضرورت تھا کہ اسے کوئی خاص بوٹی کا عرق پلاتا۔ چنانچہ طغرل حکیم کے بھیس تقدیر نے یہ انتظام بھی کر دیا طغرل نے اسے تین مرحلوں میں وہی خاص بوٹی سحلق میں ٹپکا دی اس عرصہ میں کستوری کو معلوم تھا کہ وہ خود ایک ناگن ہے اور دنیا میں ناگ دیوتا سے شادی کرنے آئی ہے کیونکہ وہ بھی اس کا ساتھی ہے۔ ناگنوں کی خلائی دنیا سے جو ناگن بھی آتی وہ اپنے ساتھی کی تلاش میں آتی تھی۔ کستوری ناگن اس کی مکمل تھی۔ اور اسے ناگ ساتھی کی تلاش تھی جب طغرل نے اسے خاص بوٹی کا عرق پلا دیا تو کستوری ناگن میں وہ تمام طاقت آگئی جس کی اسے ضرورت تھی اور جو خلائی دنیا میں اس کے پاس ہوا کرتی تھی جب کستوری ناگن بن گئی تو اس وقت سپہ سالار بغاوت کے جرم میں اگلی دنیا میں جا چکا تھا۔ طغرل باقی رہ گیا تھا جس نے

اگرچہ کستوری ناگن کو خاص بوٹی کا عرق پلایا تھا مگر اس کی نیت نیک نہیں تھی وہ اس کی مدد سے ایک بادشاہ کے ذہن کو بدل کر اس کی مرضی کے خلاف اس سے کام کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ کستوری ناگن نے طغرل کو اگلی دنیا میں پہنچا دیا۔

ویسے بھی کستوری ناگن کا راز طغرل پر کھل چکا تھا اور وہ اپنا راز کسی پر ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔ یہ بات ناگ دیوتا کی خواہش میں رکاوٹ بن سکتی تھی۔ طغرل کو اگلی دنیا میں پہنچانے کے بعد زرد کستوری ناگن سپہ سالار کی حویلی کی کھڑکی میں سے اپنا چہرہ باہر نکالے اس کے باغ میں دیکھ رہی تھی۔ جہاں شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا چھانے لگا تھا اب کستوری ناگن کی سحری طاقتیں بیدار ہو چکی تھیں وہ کھڑکی میں سے اتر کر نیچے باغ میں آگئی۔ رینگتی ہوئی وہ باغ کے کنارے چھوٹے تالاب پر آگئی اس نے تالاب کے پانی میں ڈوبتے سورج کی سرخ روشنی میں اپنا عکس دیکھا وہ ایک بے حد خوبصورت زرد رنگ کی ناگن تھی جس کے جسم سے کستوری کی مہک اٹھ رہی تھی اور جسم بالکل سونے کی طرح زرد تھا آنکھیں سرخ تھیں اور چہرے کے اوپر ننھا سا زرد رنگ کا تاج بنا ہوا تھا۔ یہ اس کے ناگنوں کی مکمل ہونے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نشانی تھی۔

کستوری ناگن تالاب سے ہٹ کر باغ کے دروازے کی طرف چلی تو اچانک ایک پہرے دار کی نظر اس پر پڑ گئی کستوری ناگن وہاں سے بھاگنے کی بجائے وہیں رک گئی اپنا پھن اوپر اٹھایا اور پہرے دار کی طرف آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ پہرے دار نے نیزہ اٹھا لیا تھا اور وہ نیزہ ناگن پر پھینکنے والا ہی تھا کہ کستوری کے ماتھے پر سے ایک زرد رنگ کی شعاع نکل کر پہرے دار پر پڑی پہرے دار کے ہاتھ سے نیزہ چھوٹ کر دور جا گرا اور وہ زمین سے ایک فٹ اوپر اچھلا اور پہرے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا کستوری ناگن اسے ہلاک بھی کر سکتی تھی مگر وہ بغیر قصور کے کسی کو ہلاک کرنا بے انصافی سمجھتی تھی۔ وہ وہاں سے باہر نکل آئی اب اس کے سامنے کھلا راستہ تھا۔ جو دور کھلے میدانوں اور ریگستانوں کی طرف نکل گیا تھا۔ کستوری ناگن دنیا کی ہر خوشبو دور سے محسوس کر لیتی تھی مگر قدرت نے اس کے ساتھ ایک عجیب مذاق کیا تھا وہ صرف ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتی تھی شاید اس لیے کہ قدرت چاہتی تھی کہ وہ اپنے ہونے والے خاوند کی تلاش جو کھلوں میں ڈال کر خود ہی اپنی جد وجہد سے تلاش کرے تاکہ اسے اس کی قدر و قیمت

کا احساس ہو اگر اسے ناگ دیوتا کی خوشبو آ جاتی تو وہ بڑی آسانی سے اس کے پاس پہنچ سکتی تھی۔

کستوری ناگن کی اپنی خوشبو بھی ناگ دیوتا محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ ناگنوں کی خلائی دنیا کی کتابوں میں لکھا تھا کہ صرف شادی کے بعد ہی ناگ اور کستوری ناگن ایک دوسرے کی خوشبو کو دور سے محسوس کر سکتے تھے۔ اس کے بعد بھی ناگ دیوتا کا دل سے راضی ہونا ضروری تھا زبردستی کی شادی سے بھی یہ خوشبو ناگ محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ کستوری ناگن شہر سے باہر آئی تو رات کا پہلا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ وہ ایک ریت کے ٹیلے کے پاس آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔ ستاروں کی ہلکی روشنی میں زندہ سونے کے رنگ والی کستوری ناگن کنڈلی مار کر بیٹھی ایک مکمل ملکہ لگ رہی تھی۔ جس کے ماتھے پر سونے کا ننھا سا تاج بھی تھا۔ کستوری ناگن نے اپنے پھن

کو ذرا اونچا کر منہ سے پھنکار کی ہلکی سی آواز نکالی اور سانپوں کی زبان میں کہا۔

"اگر اس علاقے میں کوئی ناگن ہے تو سامنے آئے میں ناگنوں کی خلائی دنیا کی ملکہ کستوری ناگن بول رہی ہوں۔"

تھوڑی ہی دیر بعد ایک چھوٹے جسم والا سیاہ سانپ سامنے آ گیا اور تعظیم بجا لا کر بولا۔

"ناگنوں کی ملکہ کو میرا سلام پہنچے میں اس علاقے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن ہوں میں آج ہی مصر سے آئی ہوں۔"
کستوری ناگن نے سوال کیا۔
"کیا تو بتا سکتی ہے کہ ناگ دیوتا یہاں کہاں ملے گا؟
کیا تو اس کی خوشبو سونگھ سکتی ہے؟"
ناگن بولی۔ "ناگنوں کی ملکہ! مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو کہیں سے بھی نہیں آ رہی۔"
کستوری ناگن نے غصے سے پھنکار کر کہا۔
"تم کیسی ناگن ہو کہ تمہیں ناگ دیوتا کی خوشبو بھی نہیں آتی؟"
ناگن نے کہا۔ "ناگنوں کی ظیم ملکہ! ہم مجبور ہیں۔ ہمارے بھی ایک خاص حد ہے جس کے آگے ہمارا بالکل زور نہیں چلتا۔
مجھے معاف کیا جائے۔"
کستوری ناگن نے اسے جھڑک کر کہا۔
"دفع ہو جا میری آنکھوں کے سامنے سے ورنہ ہو جا
میں تو بھسم کر ڈالوں گی۔"
مصری ناگن جلدی سے دم دبا کر وہاں سے بھاگ گئی کستوری ناگن کچھ دیر تک وہیں بیٹھی اندر ہی اندر غصے سے زہر گھولتی رہی پھر اس نے اپنا پھن اوپر آسمان پر لہراتے ستاروں کی طرف اٹھایا ایک زور دار پھنکار ماری اور ناگن سے ایک خوبصورت بلبل بن گئی۔ بلبل بنتے ہی وہ فضا میں پرواز کر گئی۔ اس کا رخ ملک مصر کی طرف تھا۔

اب ہم آپ کو یہ ایک بار پھر بتا دیتے ہیں کہ تیر سانگ کوہ قاف کے خالہ جادوگرنی والے غار کی ایک کوٹھڑی میں چھوٹے قد کا ہو کر ایک گڑھے میں نیم بے ہوشی کی حالت میں دفن ہے اور ناگ مایا، کیٹی اور جولی سانگ اس کی تلاش میں ملک ایران سے ہوتے ہوئے کوہ قاف کی طرف جا رہے ہیں۔ جبکہ ہماری نئی دوست اور ساتھی کستوری ناگن ناگ دیوتا کے سراغ میں بلبل کی شکل میں ملک مصر کی طرف اڑتی جا رہی ہے۔ اور عنبر علی بابا بادشاہ کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا تھا اور وہ قید خانے میں پہنچ گیا تھا۔
عنبر اس لئے وہاں آ گیا تھا کہ شاید کستوری ناگن سے ملاقات ہو جائے اور اس کی مدد سے ناگ کا کچھ سراغ مل سکے۔ مگر قید میں اسے دوسرے ہی دن پتہ چل گیا کہ سپ سالار کی بیوی فرار ہو چکی ہے اور اسے گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ عنبر سمجھ گیا کہ چونکہ وہ ناگن تھی اس لئے فرار ہو گئی ہے۔ اب عنبر کا وہاں قید میں رہنا بیکار تھا۔ وہ اٹھا اور اس نے ایک زور سے ہاتھ مارا۔
محافظوں والا دروازہ دھڑام سے دوسری طرف گر گیا پہرے دار اور سپاہی اسکی طرف بھاگے۔ عنبر اپنی پوری طاقت میں تھا اس نے ایک سپاہی کو اٹھا کر دوسرے سپاہیوں پر دے مارا سارے سپاہی ایسے گر پڑے جیسے ان پر چٹان آن گری ہو۔ وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہٹ سکے عنبر تہہ خانے سے باہر نکل کر قلعے کے میدان میں سے گذرتا بڑے دروازے کی طرف بڑھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھوٹے اہرام کا تابوت

دروازے پر سپاہی پہرے پر موجود تھے۔

انہوں نے عنبر کو آتے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو شاہی مجرم ہے سپاہی عنبر کی طرف لپکے۔ عنبر اپنی جگہ پر کھڑا رہا ایک سپاہی نے نیزہ عنبر کی گردن پر رکھ دیا اور حکم دیا کہ واپس چلے عنبر نے نیزہ کھینچ کر جھٹکا تو سپاہی زمین سے دس فٹ اچھل کر نیچے گرا دوسرے سپاہیوں نے عنبر پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی مگر سارے کے سارے تیر عنبر کے جسم سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ سپاہی اسے جادوگر سمجھ کر بھاگ اٹھے۔ عنبر قلعے کے دروازے سے نکل آیا اس وقت شام ہونے والی تھی وہ سیدھا طغرل کی حویلی میں آگیا کہ اس کو مل کر کستوری ناگن کے بارے میں معلومات حاصل کرے وہ اسے تہ خانے میں چھوڑ آیا تھا۔ عنبر تہ خانے میں اتر گیا۔ اس نے چراغ روشن کیا تو اس نے دیکھا کہ فرش پر

انسانی پگھلے ہوئے گوشت کی ڈھیری پڑی تھی۔

عنبر نے جھک کر غور سے دیکھا۔ یہ انسانی گوشت کی ڈھیری تھی اس میں عنبر کو طغرل کی ایک آنکھ نظر آئی جو کستوری ناگن کے زہر سے پگھلنے سے بچ گئی تھی عنبر کی سمجھ میں کچھ نہ آیا پھر اسے یہ خیال آیا کہ ضرور اسے کسی زہریلے سانپ نے ڈسا ہے ایسا زہریلا سانپ کون ہو سکتا تھا کہ جس کے زہر سے آدمی کا جسم موم کی طرح پگھل جائے؟ ممکن ہے کہ یہ کستوری ناگن ہی ہو۔ تو کیا کستوری ناگن نے ناگن کا روپ دھار رکھا ہے۔

عنبر یہی سوچتا تہ خانے سے باہر نکل آیا اس نے کھڑکی میں سے سامنے دیکھا۔ باغ میں فوارہ چل رہا تھا۔ عنبر کو فضا میں کستوری ناگن کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی عنبر مایوسی کی حالت میں طغرل کی حویلی سے نکل کر باہر صحرائی ٹیلوں کی طرف چل پڑا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کدھر جانا چاہیئے؟ وہ اپنے دوستوں کی تلاش میں کسی دوسرے ملک کی طرف جانا چاہتا تھا آخر اس نے ملک مصر کی طرف جانے کا فیصلہ کیا مصر اس کا [illegible] وطن تھا اسی شہر سے عنبر نے اپنے ہزاروں سالہ پرانے سفر کی ابتدا کی تھی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ کیٹی ناگ ماریا اور جولی سانگ تو تھیو سانگ کی تلاش میں کوہ قاف کی طرف جا رہے ہیں جو ایران

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے شمال میں واقع ہے اور کستوری ناگن اپنے ناگ دیوتا کی تلاش میں ملک مصر کی طرف جا رہی ہے اور اب عنبر بھی ملک مصر ہی کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ ہم پہلے کستوری ناگن کی طرف جاتے ہیں۔ کستوری ناگن بلبل کی شکل میں اندھیری رات میں تاروں بھرے آسمان میں اڑتی چلی جا رہی تھی اپنے سپیرے باپ کے ساتھ میں وہ پل کر جوان ہوئی تھی اور انسانی شکل میں تھی اس کو یہ سب کچھ معلوم ہو گیا تھا کہ کون سا ملک کس طرف ہے چنانچہ میں وہ ایک بار اپنے سپیرے باپ کے ساتھ آ بھی چکی تھی اس کا سپیرا باپ اسے ساتھ لے کر سانپ خریدنے وہاں تھا اس وقت کستوری ناگن صرف کستوری تھی۔ اور اس میں ملکہ کی طاقتیں بیدار نہیں ہوئی تھیں۔ اس کی طاقتیں طغرل کے عرق پلانے کے بعد پیدا ہوئیں تھیں۔ طغرل نے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کستوری ناگن کی مدد کے لئے نہیں بلکہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے اسے خاص بوٹی کا عرق پلایا تھا۔

چنانچہ کستوری ناگن کو معلوم تھا کہ ملک مصر کتنی دور ہے اس ملک کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے اہرام مصر نظر آنے لگتے ہیں۔ کستوری ناگن بلبل کی شکل میں اڑتی چلی جا رہی تھی ساری وہ اڑتی رہی جب سورج کی روشنی زمین پر پھیلی تو کستوری ناگن اور اہرام مصر کو دیکھا۔ قریب ہی ابوالہول کا بت بھی تھا اس

زمانے میں ابوالہول کا بت آج کی طرح گوٹا پھوٹا نہیں تھا بلکہ وہ بالکل نیا تھا اور اس کے پاؤں کے نیچے ایک چھوٹا سا مندر تھا جس میں بلی کے بت کی پوجا ہوتی تھی۔ (آج کل ابوالہول کے بت کے قدموں میں رستوران ہیں جہاں سیاح کھاتے پیتے ہیں) کستوری ناگن ابوالہول کے بت کے قریب ایک پتھریلے ٹیلے پر بیٹھ گئی ابوالہول کے شیر کے چہرے والے بت کے نیچے بلی کا مندر تھا جہاں بلی کے بت کی پوجا ہوتی تھی۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قدیم مصر میں بلیوں، سانپوں اور الوؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ پھر سورج کی پرستش شروع ہو گئی۔ سورج دیوتا کو یہ قدیم مصری "را" کہتے ہیں پھر ایک ایسا فرعون بھی تخت نشین ہوا کہ جس نے سب بتوں کی پوجا کی مناہی کر دی اور اعلان کر دیا کہ اب سے کسی بت کی پوجا نہیں ہوگی اور صرف ایک خدا کی عبادت کی جائے گی۔ یہ خدا پرست بادشاہ تھا اس کے اعلان سے پجاریوں اور پروہتوں کا کاروبار ٹھپ ہو گیا لوگوں نے مندروں میں جانا چھوڑ دیا اس پر پجاریوں نے وزیر اور درباریوں سے مل کر اس خدا پرست فرعون کے خلاف سازش کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کی موت کے بعد دوبارہ بتوں کی پوجا شروع ہو گئی اور پجاریوں کا کاروبار چمک اٹھا جس وقت کستوری ناگن مصر پہنچی ان دنوں مصر میں بلی اور سانپوں کی پوجا ہوتی تھی کستوری ناگن کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت ٹیلے پر بیٹھی سوچتی رہی کہ اسے ناگ دیوتا کی تلاش میں اب کہاں جانا چاہیئے۔

اس نے سوچا کہ یہاں کسی ناگن سانپ سے مشورہ لیا جانا چاہیئے۔ چنانچہ کستوری ناگن ٹیلے سے اڑ کر دور ایک اہرام کے پیچھے ریت کے ٹیلے کے پاس جا پڑی اترتے ہی کستوری ناگن نے سانپ کی شکل بدل لی۔ اور اپنا پھن اوپر اٹھا کر زور سے پھنکار کر علاقے کی کسی بھی ناگن کو آواز دی۔ چند لمحوں کے بعد اہرام کی طرف سے ایک سانپ پھن اٹھائے آگیا۔ یہ اہرام کی ناگن تھی اس نے خلائی سیارے کی ناگنوں کی ملکہ کو دیکھا تو ادب سے سلام کر کے پوچھا۔

"ناگن ملکہ! آپ نے مجھے کس لئے یاد فرمایا؟"

کستوری ناگن نے کہا۔ کیا تم ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہو؟

اہرام کی ناگن نے چاروں طرف اپنا پھن گھمایا اور بولی

"ناگن ملکہ!

"مجھے کسی طرف سے بھی ناگ دیوتا کی

خوشبو نہیں آرہی"

کستوری ناگن ایک پل کے لئے خاموش ہو گئی اور اپنا زرد سونے کا رنگ ایسا پھن جس پر سبز اور سیاہ بیل بوٹے بنے تھے اِدھر اُدھر ہلاتی رہی۔

پھر اہرام کی ناگن سے کہا۔

"کیا تم ناگ دیوتا کو تلاش کرنے میں میری مدد کر سکتی ہو؟"

اہرام کی ناگن کہنے لگی۔

"آپ کا حکم بجا لانا میرا فرض ہے۔ مگر ملکہ ناگن! ہم جو ناگنیں اس دنیا میں اپنے سانپوں کی تلاش میں آکر آباد ہو جاتی ہیں تو ہماری طاقت اتنی نہیں رہ جاتی جتنی طاقتیں آپ کی نگاہ دنیا کی ناگنوں کی ہوتی ہے۔ ہم صرف پندرہ بیس میل دور سے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ سکتی ہیں۔ اس کے سوا ہم کچھ نہیں کر سکتیں۔" کستوری ناگن نے اہرام کی ناگن سے پوچھا۔

"مجھے خلائی دنیا سے پتہ چلا تھا کہ ناگ دیوتا کا تعلق اسی ملک مصر سے ہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ مصر کے اس دارالحکومت میں کس جگہ رہتا تھا؟"

اہرام کی ناگن نے اس پر بھی معذرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا

"ناگن ملکہ! مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس سلسلے میں، میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتی"

کستوری ناگن چپ ہو کر اپنے لال لال سرخ موتیوں ایسی آنکھوں سے قریبی اہرام کی طرف تک رہی تھی۔ اس نے اہرامی ناگن سے پوچھا۔

"میں اس اہرام کے قریب ایک چھوٹا اہرام دیکھ رہی ہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس چھوٹے اہرام میں کس کی سی دفن ہے ؟
اہرامی ناگن نے کہا۔
" ناگن ملکہ ! اس چھوٹے اہرام میں شہر کے سب سے بڑے ساتپ مندر پجاری کی اکلوتی بیٹی نورالی دفن ہے اسے مرے صرف دو دن ہی ہوئے ہیں "
کستوری ناگن کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک آگئی اس نے ناگن کی طرف پھن اٹھاتے ہوئے سوال کیا۔
" ساتپ مندر کا پجاری کہاں رہتا ہے ؟
اہرامی ناگن نے کستوری ناگن کو ساتپ مندر کا پتہ بتایا
کستوری ناگن نے کہا۔
" کیا ساتپ مندر کے پجاری کو ناگ دیوتا کا علم ہو
اہرامی ناگن کہنے لگی
" اسے ضرور علم ہونا چاہیئے ناگن ملکہ ! کیونکہ اس مند میں ناگ دیوتا کے بت کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ اور ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ پجاری ایک خاص چلہ کر رہا تھا جس سے اس بیٹی نورالی میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی کہ ناگن کی شکل اختیار کر سکتی۔ پھر پجاری اس کی شادی ناگ سے کر دینا چاہتا تھا مگر ابھی پجاری نے چلہ پورا نہیں کر

کہ اس کی بیٹی نورالی بیمار ہو کر مر گئی۔
کستوری ناگن کی آنکھیں اور زیادہ چمکنے لگیں اس نے اہرامی ناگن سے کہا۔ " اب آپ تم جا سکتی ہو "
اہرامی ناگن نے سلام کیا اور چلی گئی اس کے جانے کے بعد کستوری ناگن اپنی ساتپ کی شکل میں پجاری کی بیٹی نورالی کے چھوٹے اہرام کی طرف رینگنے لگی۔ چھوٹے اہرام میں اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ شام ہو گئی تھی رات کی تاریکی صحرا میں آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی۔ چھوٹے اہرام کو بنے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے۔
کستوری ناگن کو اہرام میں داخل ہونے کے لئے کسی سوراخ کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے پاس اتنی طاقت تھی کہ وہ اندر داخل ہو جائے چنانچہ کستوری ناگن اپنی دم پر بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی پھر فضا میں بلند ہوئی اور اپنے آپ کو ایک تیر کی طرح اہرام کے پتھروں پر چپکایا کستوری ناگن پتھروں کے درمیان سے ہوتی ہوئی اہرام کے اندر آ گئی۔
اہرام کے اندر آ کر دیکھا کہ دیواروں پر شیشے لگے ہیں دوسرا گھر کا سامان لگا ہوا ہے۔ گندم کی بوریاں اور پانی کے چار مٹکے بھی پڑے ہیں۔ یہ اس لئے کہ قدیم مصر کے لوگوں کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد اگلی دنیا میں جا کر ان تمام چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو وہ دنیا میں استعمال کرتا رہا ہے۔ بعد میں اسلام نے آ کر بتایا کہ اگلی دنیا میں انسان کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صرف نیک اعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف نیک اعمال جو وہ سرجان سکے۔ جو مرنے کے بعد اگلی دنیا میں انسان کے کام آتا ہے مگر اسلام سے پہلے انسانی فکر ابھی ناپختہ تھا مطلب یہ کہ انسان کے ذہن نے اتنی ترقی نہیں کی تھی اس کے ذہن میں ابھی اندھیرا تھا روشنی بھی تھی مگر اندھیرا زیادہ تھا جب اسلام کا سورج نکلا تو چاروں طرف روشنی ہی روشنی ہو گئی انسانی ذہن کے اندھیرے دور ہو گئے انسان کو اسلام نے وہ مکمل ضابطہ حیات یعنی زندگی گذارنے کے مکمل اصول بتا دیئے۔ جن پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ آپ اگر کوئی نقص اسلام کے اصولوں پر نہیں پاتا تو اس میں اسلام کے اصولوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔

کستوری ناگن نے دیکھا کہ درمیان میں ایک چھوٹا سا چبوترہ تھا جس پر ایک لمبا تابوت پڑا تھا۔ کستوری ناگن نے فوراً سانپ سے انسانی شکل اختیار کر لی اور تابوت کو کھول دیا کیا دیکھتی ہے کہ اندر سانولے رنگ کی ایک نوجوان لڑکی کی لاش پڑی ہے۔ جس کی سیاہ آنکھیں تھوڑی کھلی ہیں۔ اس نے سبز اور زرد رنگ کا لباس پہن رکھا تھا آدھا جسم نیلے رنگ کی ریشمی چادر سے ڈھکا ہوا تھا کستوری ناگن نے محسوس کیا کہ سانپ منتر کے پجاری کی اس

بیٹی نرمالی کر دفن ہوئے دو دن سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔

کستوری ناگن نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے اور چھت کی طرف منہ کر کے جیسے خلائی دنیا کے کسی دیوتا کو آواز دی ہو عجیب قسم کی آواز تھی۔ اس میں کوئی لفظ نہیں تھا صرف ایک بلند چیخ نما آواز تھی اس آواز کے بلند کستوری ناگن نے اٹھ کر پجاری کی بیٹی نرمالی کی لاش کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ سات چکر پورے ہوئے تو کستوری ناگن نرمالی کے پاؤں کی طرف آ کر ٹھہر گئی۔

اب اس نے اپنی آنکھیں نرمالی کی لاش پر جما دیں کستوری ناگن کے سامنے سے ایک روشنی سی نکل کر نرمالی کی لاش پر پڑی اس کے ساتھ ہی نرمالی کی لاش میں سے اس کا پرانا جیسا ہوا عکس اٹھنا شروع ہو گیا۔ کستوری ناگن بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی۔ مردہ نرمالی کا پرانا عکس آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہو کر کستوری ناگن کے پاس آ کر رک گیا۔ پھر وہ اچانک کستوری ناگن کے ساتھ چمٹ کر اس کے جسم میں جذب ہو گیا۔

کستوری ناگن نے آنکھیں کھول دیں اور دیوار کے ساتھ لگے پرانے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی شکل دیکھی اس کی شکل سانپ منتر کے پجاری کی بیٹی نرمالی جیسی ہو گئی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ صرف شکل بلکہ اس کا جسم اور لباس بھی نومالی کے جسم اور لباس میں تبدیل ہو گیا تھا۔ کستوری ناگن نے واپس پلٹ کر تابوت میں دیکھا۔ تابوت میں نومالی کی لاش اس طرح لیٹی ہوئی تھی کستوری ناگن نومالی بن چکی تھی اس نے تابوت کے اوپر ڈھکنا رکھ کر اسے دوبارہ بند کر دیا پھر اہرام کی پتھریلی دیوار کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اور لپک کر دیوار کے ساتھ ٹکرائی مگر ٹکرانے کی بجائے وہ دیوار کی دوسری طرف آ گئی

صحرا میں رات ہو چکی تھی ستارے آسمان پر جھلملانے لگے تھے کستوری ناگن اور شاہی مندر کے پجاری کی بیٹی نومالی میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ اس نے شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ نیلی چادر کو اس نے اچھی طرح اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیا دور مصر کے قدیم دارالحکومت کی روشنیاں ٹمٹما رہی تھیں۔ اہرامی ناگن نے کستوری ناگن کو سانپ مندر کے پجاری کے گھر کا پتہ بتا دیا تھا اس کا گھر شاہی سانپ مندر کے اندر ہی ایک طرف تھا کستوری ناگن چلتے چلتے شہر کے دروازے پر آ گئی دروازے میں کچھ عورتیں داخل ہو رہی تھیں کستوری ناگن بھی ان کے ساتھ ہی نیلی چادر میں منہ سر چھپا کر گذر گئی قدیم مصر کے اس شہر کی گلیوں اور کشادہ بازاروں میں تیل کے سیمپ

روشن تھے لوگ بہت کم آ جا رہے تھے۔ کستوری چلتے چلتے آخر شاہی سانپ مندر میں پہنچ گئی مندر میں بتی تھی۔ عود و عنبر سلگ رہے تھے۔ لوگ سانپ دیوتا کے بت کی پوجا کرنے جا رہے تھے۔

ابھی تک کستوری ناگن کو نومالی کے روپ میں کسی نے نہیں پہچانا تھا۔ اس نے نیلی چادر میں اپنا آدھا چہرہ چھپا رکھا تھا وہ مندر کی سیڑھیاں چڑھ کر اونچے اونچے ستونوں والے برآمدے میں سے گذرتی مندر کا پچھلا دروازہ پار کر کے ایک نیچی چھت والے مکان کے برآمدے میں ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

یہاں اسے چھوٹے پجاری لڑکے اور دیو داسیاں پوجا کے پھول اور سلگتی ہوئی اگربتیاں لے کر جاتی نظر آئیں ایک ہی قریب سے گذری تو اس کی نظر کستوری ناگن پر پڑ گئی کستوری ناگن اس وقت سر سے لے کر پاؤں تک بڑے پجاری کی مردہ بیٹی نومالی کی شکل میں تھی صرف اس نے اپنے چہرے کو نیلی چادر سے چھپا رکھا تھا۔ دیو داسی نے پوچھا۔

"تم یہاں کس لئے کھڑی ہو بہن؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"مجھے بڑے پجاری جی سے ملنا ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوداسی نے مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"پجاری جی! اندر پوجا کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔
مگر تم کہاں سے آئی ہو؟ تمہاری آواز مجھے کچھ
جانی پہچانی لگتی ہے۔ اور تم نے یہ مردہ لاشوں
والی چادر کہاں سے لے لی ہے؟"

اب کستوری ناگن نے جان بوجھ کر چہرے پر چادر ہٹا دی اور کہا

"پیاری بہن! میں پجاری کی بیٹی نومالی ہوں"

دیوداسی نے اپنے سامنے اس نومالی کو دیکھا جس کو
نے خود اپنے ہاتھوں سے دو روز پہلے کفن والے کپڑے
پہنائے تھے تو وہ چیخ مار کر غش کھا کر گر پڑی وہاں
شور مچ گیا دیوداسیاں اکٹھی ہو گئیں انہوں نے نومالی کو
حالت میں موجود دیکھا۔ تو چیخیں مارتی ڈر کر ادھر ادھر
بھاگ گئیں۔ مندر میں شور مچ گیا۔ کہ پجاری جی کی بیٹی
زندہ ہو کر واپس آ گئی ہے۔ شور سن کر پجاری بھی باہر آ
سامنے اپنی بیٹی نومالی کو دیکھا۔ تو اس پر جیسے سکتا طاری
گیا۔ کستوری ناگن نے اپنے باپ کے پاؤں چھوئے اور

"میرے ابا! میں تمہاری بیٹی نومالی ہی ہوں
میں زندہ ہوں۔ میں مری نہیں تھی مجھے سکتہ
ہو گیا تھا اب مجھے ہوش آیا تو بڑی مشکل سے

ایک سانپ کی روح کی مدد سے اہرام سے نکل کر اپنے
گھر آئی ہوں۔"

پجاری باپ نے بیٹی کو سینے سے لگا لیا اور کہنے لگا۔

"نومالی بیٹی مجھے شک تھا کہ تم مری نہیں ہو تم پر
سکتا ہو گیا ہے دیوتاؤں نے مجھے اشارہ بھی دیا تھا دیوتاؤں
کا کس زبان میں شکریہ ادا کروں کہ انہوں نے تمہیں پھر سے
میرے پاس پہنچا دیا۔ یہ سب ناگ دیوتا کی کرامت
سے ہوا ہے۔ جس کا میں چوکاٹ رہا تھا۔"

اس چلے کے بارے میں کستوری ناگن اہرام والی ناگن سے کچھ سن
چکی تھی۔ پجاری باپ نومالی کو مندر میں سب کے سامنے لے
آیا اور بولا۔

"دیوداسیو! چھوٹے پجاریو اور لوگو! سنو!
میری اکلوتی بیٹی مری نہیں تھی اسے سکتا ہو گیا
تھا اور ناگ دیوتا کی مدد سے وہ اہرام سے نکل
میرے پاس واپس آ گئی ہے۔"

دیوداسیوں اور چھوٹے پجاریوں اور لوگوں نے خوشی
سے نعرے لگانے شروع کر دیئے بڑا پجاری اسی وقت
اپنی بیٹی نومالی یعنی کستوری ناگن کو سانپ کے بت کے
آگے لے گیا۔ کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بیٹی سانپ دیوتا کے آگے جھک کر اس کا شکریہ ادا کرو سانپ دیوتا خود تمہیں اس دنیا میں واپس لایا ہے۔"

کستوری ناگن نے ہاتھ جوڑ کر سانپ دیوتا کی تعظیم کی اور پھول چڑھائے۔ یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی سانپ مندر کے بڑے پجاری کی بیٹی نومالی جو مر گئی تھی دوبارہ زندہ ہو کر گھر واپس آ گئی ہے۔ کئی لوگ اور عورتیں اس سے ملنے آئیں کسی کو بہلا کیا اور کیسے شک ہو سکتا تھا جبکہ کستوری ناگن کی [illegible] موفیصد نومالی سے ملتی جلتی تھی۔ بلکہ وہ ہو بہو نومالی ہی تھی۔ [illegible] قد، وہی نقش، وہی آنکھیں، وہی بال اور وہی بات کرنے کا انداز اور وہی چال ڈھال وہی آواز ـــــ یہ خبر فرعون تک پہنچی تو اس نے بڑی پجاری کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس کی دوبارہ زندہ ہونے والی بیٹی سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ پجاری نے بیٹی یعنی کستوری ناگن کو نئے کپڑے پہنائے اور پالکی میں بٹھا کر بادشاہ یعنی فرعون کے محل میں پہنچ گیا۔ ہم ایک بار آپ کی اطلاع کے لئے بتا دیتے ہیں کہ قدیم مصر میں ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا۔ فرعون کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں تھا ان میں ظالم اور جابر فرعون بھی تھے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ

کے زمانے میں تھا۔

فرعون نے بڑے پجاری کی بیٹی نومالی کو اپنے قریب [illegible] کر تخت کے قریب والی کرسی پر بٹھایا فرعون کی ملکہ [illegible] نومالی یعنی کستوری ناگن کو حیرانی سے تک رہی تھی۔

فرعون نے پوچھا:

"نومالی بیٹی! یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد تم کہاں رہیں اور پھر وہاں سے کیسے واپس آئیں؟ تمہیں کون کون وہاں ملا۔"

کستوری ناگن نے جھوٹ موٹ ایک کہانی گھڑ کر [illegible] دی کہ مرنے کے بعد مجھے ایک باغ میں واقع مکان میں پہنچایا گیا۔ کچھ لوگ جن کے بڑے بڑے پر تھے میرے ساتھ ساتھ تھے۔ میں اس مکان میں رہنے [illegible]۔ پھر ایک روز ایک پروں والے آدمی نے آ کر مجھے ساتھ [illegible] اور میرے تابوت میں چھوڑ گیا۔ اور ساتھی دفعہ [illegible] ابھی تم مری نہیں ہو۔ جب مرو گی تو پھر دیکھا جائے اور میں تابوت میں زندہ ہو گئی۔

"میں تابوت سے باہر نکل آئی۔ اب اہرام سے باہر نکلنے کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں رونے لگی پھر مجھے پیاس لگی تو میں نے مٹکے میں سے ٹھنڈا پانی پیا اتنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

...میں ایک طرف سے سانپ دیوتا نمودار ہوا اور وہ
...مجھے اپنے ساتھ لے کر اہرام سے باہر نکال کر لے
گیا۔"

فرعون اور ملکہ حیرت اور عقیدت سے کستوری ناگن کی
طرف دیکھ رہے تھے۔

فرعون نے کہا۔

"کیا سانپ دیوتا تمہیں ملا تھا؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"ہاں بادشاہ سلامت! وہ تو مجھے اہرام سے
باہر لے گیا تھا۔ ورنہ میں اتنے بڑے
بڑے پتھروں کے اہرام سے کیسے باہر
آ سکتی تھی۔"

ملکہ نے کہا "تم بڑی خوش قسمت ہو نمرال کہ سانپ دیوتا
تمہارے پاس آیا۔"

فرعون نے اس وقت اعلان کیا کہ آج سے بڑے
پجاری کے ساتھ اس کی بیٹی بھی سانپ دیوتا کے دائیں جانب
بیٹھ کر پوجا کیا کرے گی۔ اور لوگوں سے دکھشنا وصول کیا
کرے گی دکھشنا سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے
نذرانہ۔ بعد ازاں کستوری ناگن بھی اپنے باپ کے ساتھ

...سانپ دیوتا کے نذرانے وصول کر سکتی تھی یہ بہت
...عزت کی بات تھی۔ نمرال کا باپ بے حد خوش ہوا
...نے جھک کر فرعون کی تعظیم کی اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

"بادشاہ کا اقبال بلند ہو۔"

فرعون نے کستوری ناگن کو دوشالہ پیش کیا اور اس کے باپ
کو سونے کے سکے دیئے اور کستوری ناگن سے کہا۔

"نمرال! کبھی کبھی میرے پاس آیا کرنا ملکہ بھی تم سے
باتیں کر کے بڑی خوش ہو گی۔"

کستوری ناگن نے سر جھکا کر کہا۔

"یہ میری خوش قسمتی ہو گی کہ مجھے یہاں رہتے ہوئے
آپ سے ملنے کا بھی شرف حاصل ہوتا رہے گا۔"

کستوری ناگن نے سلام کیا اور اپنے باپ کے ساتھ مندر
واپس آ گئی۔

بوڑھے باپ بڑھے پجاری نے کہا

"نمرال بیٹی! فرعون نے تمہیں بہت بڑا اعزاز دیا ہے
کہ تمہیں اپنے محل میں کبھی کبھی آنے کو کہا اور تمہیں
خود اپنے ہاتھوں سے دوشالہ دیا ہے مجھے بہت
خوشی ہوئی ہے۔ اب تم بھی میرے ساتھ سانپ
دیوتا کے چبوترے پر بیٹھ کر دکھشنا لیا کرو گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کستوری ناگن نے دوکاری کرتے ہوئے کہا۔

" یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ابا جان ورنہ میں ابرام میں پڑے پڑے پتہ نہیں کیا ہو گئی ہوتی "

بڑھیا بولی بچے ہوئے

" اب تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو شاہ کو تمہیں سانپ دیوتا کے پاس بیٹھ کر دکشنا کے لئے کام کرنا ہوگا "

پھر اس کا باپ چلا گیا کستوری ناگن کو کھانے کی ضرورت نہیں تھی اور نہ نیند کرنے کی حاجت تھی وہ ایک کمرے میں گھس گئی۔ پیچھے سے اس کے باپ کی آواز آئی۔

" نوالی تمہارا کمرہ تو اوپر ہے۔ تم کہاں جا رہی ہو "

کستوری ناگن کو پتہ ہی نہیں تھا کہ نوالی کا کمرہ کہاں ہے فوراً پلٹ کر اپنے ماتھے کو پکڑ لیا۔ اور بولی۔

" ابا! میری دو تین تابوت میں دفن رہی ہوں اس میری یادداشت پر اثر پڑا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا بھول گئی ہوں "

باپ نے شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

" فکر کی کوئی بات نہیں بیٹی نوالی! آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا "

نوالی یعنی کستوری ناگن زینہ چڑھ کر اوپر والی منزل میں چلی گئی جہاں صرف ایک کمرہ تھا۔ سامنے چھوٹا سا دالان تھا۔ اوپر آسمان نظر آ رہا تھا۔ کستوری ناگن کا پہلا مرحلہ آسانی سے گذر گیا تھا اب وہ دوسرے مرحلے میں داخل ہونے والی تھی۔ اسے اپنے باپ کو ناگ دیوتا سے اپنے بیاہ کے لئے چلہ کرنے کے لئے کہنا تھا۔ چنانچہ ایک روز کستوری ناگن نے اپنے باپ سے کہا۔

" ابا! مجھے معلوم ہے آپ میرے لئے ایک چلہ کر رہے تھے۔ کہ میری موت واقع ہو گئی میں نے سنا ہے کہ اس چلے کے کاٹنے سے میرے اندر اتنی طاقت پیدا ہو جاتی کہ میں ناگن کی شکل اختیار کر سکتی تھی۔ اور پھر آپ کا خیال میرا بیاہ ناگ دیوتا سے کر دینے کا تھا کیا آپ وہ چلہ اب نہیں کریں گے؟ "

بچاری نے کہا

" بیٹی نوالی! پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں یہ چلہ کر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں ناگن میں تبدیل کر دینے میں کی طاقت دے
دوں اور پھر تمہارا بیاہ ناگ دیوتا سے کر دوں
مگر اب میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

کستوری ناگن حیران ہو گئی کیونکہ یہ سارا ڈرامہ محض اس لئے کیا تھا کہ اس کی شادی بڑے آرام سے ناگ دیوتا سے ہو جائے گی۔ اسی مقصد کے لئے کستوری ناگن ناگنوں کی دنیا سے آئی تھی اور اس نے سپیرے کے گھر میں جنم لیا تھا۔ اس نے تعجب سے پوچھا۔

"کیوں بابا! اب کیا بات ہو گئی ہے؟"

بڈھا پجاری بولا۔

"بیٹی اب تم سانپ دیوتا کی امانت بن گئی ہو۔ سانپ دیوتا چونکہ خود اسلام میں تمہارے پاس آیا تھا اس لئے اب وہ تمہارا خاوند ہو گیا ہے اور تمہارا بیاہ قدرتی طور پر سانپ دیوتا سے ہو چکا ہے اب تمہارا بیاہ ناگ دیوتا سے نہیں ہو سکتا اس لئے میرا چلہ کرنا بے کار ہے۔"

کستوری ناگن کو سخت مایوسی ہوئی۔ غصہ کر کے کہنے لگی

"نہیں بابا! میں ناگ دیوتا سے شادی کرنا چاہتی ہوں میں اس پتھر کے بت سے شادی کر کے کیا کروں گی۔"

بڑے پجاری کے چہرے پر دہشت چھا گئی۔ اس نے سانپ دیوتا کے نام پر زمین پر سجدہ کیا اور کستوری ناگن سے کہا۔

"بیٹی خبردار ایسی بات پھر زبان سے مت نکالنا سانپ دیوتا تمہارا دیوتا ہی نہیں بلکہ اب خاوند بھی ہے تو اس کا ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ سانپ دیوتا سے۔"

کستوری ناگن نے دل میں سوچا کہ اب کوئی نئی چال چلنی ہو گی اس نے اپنے نقلی باپ کو خوش کرنے کے لئے ہاتھ جوڑ کر سانپ دیوتا سے معافی مانگ لی۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ کی بیوی

کستوری ناگن کو اب پتہ چل گیا تھا کہ اس کا عارضی باپ بڑا پجاری اسے ناگ دیوتا سے نہ ملا سکتا ہے چنانچہ اب وہ غور کرنے لگی کہ کس طریقے سے بڑے پجاری سے ناگ دیوتا کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں ایک دن اس نے اپنے باپ سے کہا۔

"ابا! میں چاہتی ہوں کہ اگر میں ناگ دیوتا سے شادی نہیں کر سکتی تو کم از کم اس سے ملاقات ہی کر لوں میرا دل ناگ دیوتا کو دیکھنے کو بہت چاہتا ہے۔"

بڑا پجاری سہم گیا اور بولا۔

"نرمالا! پھر ایسی بات زبان پر نہ لانا۔ سانپ دیوتا تمہارا خاوند ہے۔ وہ کبھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اس کی بیوی یعنی تم ناگ دیوتا سے ملنے کی خواہش کرو

کستوری ناگن نے کہا۔

"میں تو صرف ایک بار ناگ دیوتا کو دیکھنا چاہتی ہوں مجھے اس کا شوق ہے۔"

بڑے پجاری نے نرمالا کو ڈانٹ دیا۔

"خبردار جو پھر ناگ دیوتا سے ملنے کی خواہش کو اپنی زبان پر لائیں۔ سانپ دیوتا کا ہم پر غضب نازل ہو جائے گا وہ ہمیں ہلاک کر کے بھسم کر ڈالیگا کستوری ناگن چپ ہو گئی۔ لیکن دل میں اس نے عہد کر لیا کہ وہ ناگ دیوتا کا سراغ لگا کر چھوڑے گی۔

اب ہم کستوری ناگن کو صحرا کے شاہی سانپ دیوتا کے مندر میں نرمالا کے روپ میں چھوڑتے ہیں اور عنبر کی طرف آتے ہیں جو خود صحرا کی طرف اڑ رہا تھا اس نے ابھی تک سپیرے کی بیٹی یعنی کستوری ناگن کو نہیں دیکھا تھا اور اب تو کستوری ناگن پجارن کی بیٹی نرمالا کی شکل میں تھی۔ وہ اسے پہچان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ خوشبودار جسم والی سپیرے کی بیٹی ہے۔ ویسے بھی اب عنبر کو سپیرے کی بیٹی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی کیونکہ وہ تو اس سے ناگ کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا اور جب اسے پتہ چلا کہ وہ غائب ہو چکی ہے تو عنبر بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُسے بھول گیا اور اپنے طور پر ناگ ماریا، کیٹی اور جولی سانگ اور تھیو سانگ کی تلاش میں مصر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

مصر کے دارالحکومت تھیس پہنچ کر عنبر کو اپنا بچپن کا زمانہ یاد آ گیا۔ کبھی وہ دریائے نیل کے کنارے کھیلا کرتا تھا اور دریا میں کشتی چلایا کرتا تھا۔ مگر اب وہ زمانہ گذر گیا تھا۔ وہ اپنے وقت سے ہزار برس پیچھے آ گیا تھا۔ اب اُسے وہاں کوئی نہیں جانتا تھا کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ عنبر مصر کے دارالحکومت تھیس میں دیر تک پھرتا رہا۔ یہاں بھی اسے اپنے دوستوں میں کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اسے کستوری ناگن کی بھی خوشبو نہیں آئی تھی کیونکہ سپیرے کی بیٹی کستوری ناگن اور پھریجاری کی بیٹی نومالی بن گئی تھی۔ اور اس کے جسم سے وہ خاص خوشبو اب نہیں اٹھ رہی تھی عنبر کو بھی سپیرے کی بیٹی یعنی کستوری ناگن نے ابھی تک نہیں دیکھا تھا دونوں ایک دوسرے کی شکلوں سے ناواقف تھے۔ اور اب تو کستوری ناگن پجاری کی بیٹی کی شکل میں تھی اب بھلا اسے کون پہچان سکتا تھا۔

عنبر صبح سے شام تک مصر کے اسی بڑے شہر کی

کی سیر کرتا اور اپنے دوستوں کی تلاش میں لگا رہا جب شام ہو گئی تو پہلے اس نے سوچا کہ اسے کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جانا چاہیئے ہو سکتا ہے یہاں سے ناگ ماریا وغیرہ کا کوئی سراغ مل جائے وہ ایک سرائے میں آ گیا۔ اس کے پاس سرائے کا کرایہ ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ چونکہ ناگ عنبر ماریا کے نزدیک جھوٹ بولنا اور کسی کو دھوکہ دینا سب سے بڑا گناہ تھا۔ اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا اور کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا تھا اس لئے عنبر نے سرائے کے مالک سے صاف صاف کہہ دیا کہ میرے پاس سرائے کا کرایہ ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں مجھے کوٹھڑی کرائے پر دے دو جس وقت میرے پیسے ہونے میں پوری ایمانداری سے ایک ایک پائی واپس کر دوں گا۔

سرائے کے مالک نے عنبر کو کوئی آوارہ گرد سمجھا اور نفرت سے بولا۔

"جا جا یہ چکر کسی اور کو دینا میں تم ایسے ٹھگوں سے خوب واقف ہوں"

عنبر کو غصہ تو بہت آیا۔ مگر وہ غصے کو پی گیا اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلوم تمہارا غلام ہوتا ہے اور غصے میں آدمی اگر کوئی غلط حرکت کر بیٹھے تو اسے بعد میں بہت پچھتانا پڑتا ہے مگر پچھتانے سے کچھ نہیں ہوتا عنبر نے کہا

"بھائی میں خفا نہیں ہوں۔ بلکہ دیوانہ آدمی ہوں مجھ پر بھروسہ کرو۔ ویسے اگر تم سرائے میں نہیں ٹھہرنا چاہتے تو کوئی بات نہیں میں کسی باغ میں جا کر رات گذار لوں گا"

اس پر سرائے کے مالک نے جھنجھلا کر کہا۔

"تم مزدوری کیوں نہیں کرتے؟ جاؤ بادشاہ فرعون اپنے لئے ایک نیا اہرام بنا رہا ہے وہاں جا کر کام کرو۔ وہاں تو رات کو بھی کام ہوتا رہتا ہے۔ وہاں تمہیں کھانا بھی ملے گا پیسے بھی ملیں گے اور سونے کے لئے جگہ بھی مل جائے گی"

عنبر نے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

"بادشاہ تو ابھی زندہ ہے پھر اسے اپنے لئے اہرام بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ اہرام تو مُردہ لوگوں کے لئے بنائے جاتے ہیں۔

سرائے کا مالک بولا۔

"اب یہ رواج ہو گیا ہے کہ بادشاہ اپنی زندگی میں ہی اپنا اہرام بنا لیتے ہیں"

عنبر نے سوچا کہ چند نئے اہرام کو ہی بنتے دیکھتے ہوئے رات بھی گذر جائے گی اور مزدوری کے کچھ پیسے بھی مل جائیں گے، اور ہو سکتا ہے کہ وہاں سے اپنے ساتھیوں کا کوئی سراغ مل جائے چنانچہ عنبر اس مقام کی طرف روانہ ہو گیا۔ جہاں نیا اہرام تعمیر کیا جا رہا تھا۔ یہ جگہ شہر سے دُور صحرا میں تھی۔ جہاں ہزاروں چراغ روشن تھے ہزاروں مزدور کام کر رہے تھے۔ پتھروں پر چھینی اور ہتھوڑا چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کہیں مزدور رسّوں کی مدد سے بڑے بڑے پتھروں کو لکڑی کے پہیے دار تختوں پر ڈھالے کھینچے لئے جا رہے تھے ساتھ ساتھ وہ گیت بھی گا رہے تھے یہ کام کے وقت گانے بجانے والے گیت تھے جن کو کام کرنے والے مزدوروں نے ہی بنایا تھا۔

ایک موٹا تازہ منڈھے ہوئے سر والا آدمی کرسی پر بیٹھا چراغ کی روشنی میں لکڑی کی تختی پر کچھ لکھ رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا دو حبشی غلام اس کو پنکھا جھل رہے تھے عنبر سمجھ گیا کہ یہی ٹھیکیدار ہے جس کی نگرانی میں اہرام بنوایا جا رہا ہے وہ سیدھا اس کے پاس چلا گیا اور کہا مجھے کام کی ضرورت ہے۔ ٹھیکیدار نے نظر اٹھا کر عنبر کو دیکھا اور بولا۔

"تم دبلے پتلے نوجوان ہو۔ مجھے اس وقت ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے۔ جو تین آدمیوں کا کام اکیلا کر سکے اس لئے تم جدھر سے آئے ہو ادھر ہی چلے جاؤ"

عنبر نے کہا۔

"میں دیکھنے میں دبلا پتلا سہی جناب مگر دو آدمیوں کا کام کر سکتا ہوں"

ٹھیکیدار نے تعجب سے دیکھ کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے تم میرا وقت ضائع نہ کرو اور جاؤ۔ میرے پاس تمہارے لئے کوئی کام نہیں ہے۔"

جب عنبر نے اصرار کیا تو ٹھیکیدار نے ایک بڑے سے پتھر کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"اچھا اس پتھر کو تین آدمی اٹھا سکتے ہیں کیا تم اکیلے اسے

اٹھا سکتے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"جناب میں کوشش کر دیکھتا ہوں"

عنبر اس پتھر کو ایک انگلی سے اٹھا سکتا تھا مگر اس خیال سے کہ اس کا راز ظاہر نہ ہو۔ عنبر نے یہ ظاہر دکھاوے کے لئے کافی زور لگایا اور پھر پتھر کو اٹھا لیا ٹھیکیدار کچھ حیران ضرور ہوا۔ کہنے لگا

"ٹھیک ہے تم مزدوروں کے ساتھ جا کر پتھر ڈھونا شروع کر دو"

عنبر نے مزدوروں کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا وہ آسانی سے سارے کے سارے پتھر اٹھا کر دوسری طرف پھینک سکتا تھا۔ مگر دوسروں کے مطابق ہی کام کرتا رہا۔ صبح کو اسے کچھ کھجوریں کی شکل میں مل گئی عنبر اسے لیکر سرائے میں آ گیا۔ سرائے والے کو پیسے دے کر کوٹھڑی کرائے پر لے لی اب وہ دن میں شہر میں گھوم پھر کر ناگ، مارباء، کیٹی، شیشہ، سانگ اور جوئی سانگ کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا اور رات کو تھکے ہارے اہرام پر کام کرنے چلا جاتا جب وہ واپس آتا تو راستے میں اسے ایک چھوٹا اہرام نظر آتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ اہرام وہی تھا جس میں سانپ مندر کے بڑے پجاری کی بیٹی لومالی کی لاش دفن تھی اور جس کا عکس کستوری ناگن اڑا کر بلکہ اپنے جسم میں جذب کر کے لے گئی تھی۔ منبر جب بھی اس اہرام کو دیکھتا اسے خیال آتا کہ یہ اہرام اتنا چھوٹا کیوں رہ گیا ہے۔

ایک روز اس نے ایک مزدور ساتھی سے پوچھ ہی لیا کہ یہ چھوٹا اہرام کس کا ہے۔

اس نے مزدور نے کہا۔

"بھائی یہ چھوٹا اہرام بالکل خالی ہے"

منبر نے تعجب سے پوچھا۔

"خالی ہے؟ کیوں! یہاں تو کبھی کوئی اہرام خالی نہیں رکھا جاتا۔ سوائے بادشاہ کے اہرام کے جو ابھی فوت نہ ہوا ہو اور وہ بھی بڑا ہوتا ہے"

مزدور کہنے لگا۔

"بھائی بات یہ ہے کہ اس چھوٹے اہرام میں یہاں کے سانپ مندر کے پجاری کی بیٹی دفن ہوا کرتی تھی۔ یہ اسی کی لاش کے لئے بنایا گیا تھا مگر وہ مرنے کے دو دن بعد زندہ ہو کر واپس چلی گئی چنانچہ اب یہ اہرام بالکل خالی ہے

منبر نے حیرانی سے مزدوروں کی طرف دیکھ کر کہا

"پجاری کی بیٹی زندہ کیسے ہو گئی اور اگر زندہ ہو گئی تو اتنے پختہ اہرام سے باہر کیسے نکلی؟"

مزدور نے کہا۔

"کہتے ہیں کہ پجاری کی بیٹی مری نہیں تھی بلکہ اسے سکتہ ہو گیا تھا اہرام میں دفن ہونے کے دو روز بعد وہ جاگ پڑی اس کا سکتہ ختم ہو گیا اور کہتے ہیں سانپ دیوتا نے اس کی مدد کی اور خود سانپ دیوتا اسے قبر سے باہر نکال کر لے گیا"

منبر کا ماتھا ٹھنکا۔ سوچنے لگا کہ یہ سانپ دیوتا سوائے ناگ دیو کے اور کوئی نہیں ہو سکتا اس نے مزدور سے کرید کر پوچھا

"کیا وہ سانپ دیوتا اسی اہرام میں رہتا ہے؟"

مزدور نے کہا۔

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اسی اہرام میں رہتا ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو آرام سے پتھر اٹھاؤ اور آگے بڑھو"

منبر نے پتھر سر پر اٹھایا اور نئے اہرام کی بنیادوں کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چل پڑا مگر دل میں اس نے عہد کر لیا تھا کہ واپسی پر چھوٹے اہرام کو اندر سے جا کر دیکھے گا۔ ہو سکتا ہے ناگ اس کے اندر موجود ہو۔ چنانچہ صبح جب اسے کام سے چھٹی ملی تو اپنی اجرت لے کر سیدھا چھوٹے اہرام کی طرف چل پڑا۔ چھوٹے اہرام کے بڑے بڑے پتھر ابھی تک نئے تھے اور کھنڈر نہیں بنے تھے عنبر نے اس کے چاروں طرف گھوم کر سونگھا۔ اسے اندر سے بھی ناگ کی خوشبو نہ آئی۔ اس نے ناگ کو آوازیں بھی دیں اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ عنبر نے سوچا کہ ممکن ہے۔ ناگ دیوتا اندر کسی مشکل میں پھنس گیا ہو۔ اس نے اہرام کی کوئی دیوار کا جائزہ لیا۔ ایک جگہ سے دیوار کا پتھر ذرا سا باہر نکلا ہوا تھا۔ عنبر نے اسے اپنی انگلیوں کی گرفت میں لے کر زور سے باہر کو کھینچا۔ پتھر فوراً باہر نکل آیا۔ عنبر نے اب وہاں سے تین چار پتھر نکال لیے وہاں ایک شگاف بن گیا۔ عنبر شگاف میں سے چھوٹے اہرام کے اندر داخل ہو گیا۔

اہرام کے اندر دیوار پر چھوٹے چھوٹے شیشے لگے تھے کونے میں گندم اور پانی کے مٹکے رکھے تھے پجاری کی بیٹی کی پوشاک اور برتن بھی وہاں پر موجود تھے چونکہ عنبر کو بتایا گیا تھا کہ پجاری کی بیٹی زندہ ہو کر وہاں سے چلی گئی تھی اس لئے

ظاہر تابوت خالی ہو گا۔ عنبر نے ناگ کو اچھی طرح چاروں طرف دیکھا وہاں نہ اس کی خوشبو تھی اور نہ وہ خود کہیں نظر آ رہا تھا اس نے جھک کر زمین پر دیکھا زمین پر جو ریت تھی اس پر اسے سانپ کے رینگنے کے نشان کے ساتھ انسانی قدموں کے نشان بھی دکھائی دیئے۔ سانپ کے رینگنے کا نشان تابوت والے چبوترے کی چاروں طرف تھا اور انسانی قدموں کے نشان تابوت کی پائنتی کی جانب زمین پر بنے ہوئے تھے۔ یہ کسی عورت کے پاؤں کے نشان لگتے تھے عنبر سمجھ گیا کہ پجاری کی بیٹی کے پاؤں کے نشان لگتے ہیں جو زندہ ہونے کے بعد تابوت سے نکل کر یہاں چل پھر رہی ہو گی۔ اور سانپ کے رینگنے کا نشان بھی سانپ دیوتا کا ہی ہو گا۔

عنبر نے جھک کر سانپ کے نشان کو سونگھا اس میں سے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی یہ بات صاف تھی کہ یہ سانپ کا نشان نہیں ہے پھر عنبر کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے ناگ کسی طلسم کے اثر سے ایسا سانپ بن گیا ہو کہ اس کی خوشبو غائب ہو گئی ہو۔ عجیب معمہ سا لگ رہا تھا عنبر کو۔ اچانک اس نے سوچا کہ کہیں ناگ خالی تابوت کے اندر ہی نہ بیٹھا ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ سوچ کر عنبر نے جلدی سے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ وہ وہیں ٹھٹھک کر رہ گیا تابوت میں ایک سانولی لڑکی کی لاش پڑی تھی۔ جس نے سنہری لباس پہن رکھا تھا اور سینے پر لیلی چادر پڑی تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ اگر اس تابوت کی لاش پجاری کی بیٹی کی تھی اور وہ زندہ ہو کر واپس اپنے باپ کے پاس چلی گئی ہے تو پھر یہ لاش کس لڑکی کی ہے۔ عنبر نے غور سے لڑکی کی لاش کو دیکھا وہ واقعی ہی مُردہ لڑکی تھی اس کی سیاہ آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ بال سیاہ تھے۔ عنبر نے تابوت کو ڈھک دیا۔ اسے تابوت میں ناگ بھی نہ ملا۔

عنبر نے یہی طے کیا کہ اب چل کر اس لڑکی کو دیکھنا چاہیئے۔ جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ سانپ مندر کے پجاری کی وہ بیٹی ہے جو مر گئی مگر زندہ ہو کر سانپ دیوتا کی مدد سے اپنے باپ کے پاس چلی گئی دن چڑھ گیا تھا عنبر کو سونے کی ضرورت ہی نہیں تھی اگرچہ وہ ساری رات کام کرتا رہا تھا مگر اس کا جسم تازہ دم تھا وہ دریا کا پل پار کر شہر میں آ گیا اور پوچھتا پوچھتا سانپ مندر میں پہنچ گیا وہ بھی دوسرے آدمیوں کے ساتھ مندر میں داخل ہو کر سانپ دیوتا کے بت

کے آگے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ ابھی سانپ کی پرجا شروع نہیں ہوئی تھی مندر کا پجاری اور اس کی بیٹی بھی وہاں بت کے پاس نہیں آئے تھے۔ عنبر نے پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے پوچھا۔

"کیوں بھائی جی کہتے ہیں کہ بڑے پجاری کی بیٹی مر کر زندہ ہو گئی تھی اور سانپ دیوتا اسے اچھے اچھے انعام سے نکال کر یہاں لے آئے تھے؟"

وہ آدمی بولا۔

"ہاں جی! اس میں کیا شک ہے۔ پجاری جی کی بیٹی کا نام نرملا ہے وہ روز اپنے پجاری باپ کے ساتھ سانپ دیوتا کی دائیں طرف آ کر بیٹھتی ہے اور درشنا وصول کرتی ہے۔ بس ابھی آ رہی ہو گی تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔"

تیسرا آدمی بولا:

"جب وہ سانپ دیوتا کی بیوی ہے جی سانپ دیوتا نے اس سے شادی کر لی ہے بڑی بھاگ والی عورت ہے جی مر کر زندہ ہو گئی پھر سانپ دیوتا نے بیاہ کر لیا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کو یقین تھا کہ یہ کوئی دوسری عورت ہے۔
جس نے پجاری کی بیٹی کا بھیس بدل لیا ہوگا اور اس
ڈرامے میں اس کا پجاری باپ بھی شریک ہوگا اور وہ
خوبرو چہرے پر نقاب ڈال کر بیٹھ گئی اتنے میں بڑا
پجاری داخل ہوا اس کے ساتھ ایک عورت تھی جس کو
دیکھ کر عنبر چونک پڑا اس کے سامنے ہو بہو چھوٹے اجلاس کے
تابوت والی سانولی رنگ کی لڑکی تھی۔ وہی سیاہ بال، سانولا رنگ
اور کالی آنکھیں۔ وہی ناک نقشہ۔ عنبر کو اپنی آنکھوں پر یقین
نہیں آ رہا تھا کہ یہ عورت پجاری کی بیٹی نرمالی ہے۔
تو پھر تابوت میں جو اس کی ہمشکل لڑکی دفن ہے وہ کون
ہے۔ سب لوگ پجاری اور اس کی بیٹی نرمالی کو دیکھ کر
اونچی آواز میں خوشی کے نعرے لگانے لگے بڑا پجاری
سانپ کے تخت کی ایک طرف اور اس کی بیٹی نرمالی
سانپ دیوتا کی بیوی نرمالی دوسری طرف بیٹھ گئی۔
اب لوگ اٹھ کر اپنے دکھشنا کے پیسے اور پھول
جا کر دیتے اور تعظیم بجا لا کر واپس اپنی جگہ پر آ کر
بیٹھ جاتے۔

عنبر کو پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ عورت اصل میں کستوری
ناگن ہے۔ جس نے ناگ دیوتا تک پہنچنے کے لئے پجاری

کی بیٹی نرمالی کا روپ اختیار کر رکھا ہے۔

عنبر بھی اٹھ کر کستوری ناگن کے پاس گیا تاکہ
اس کا ایک سکہ نکال کر اسے دکھشنا دے اور اسے
غور سے دیکھا کستوری ناگن نے عنبر کو غور سے اپنی
آنکھوں کو ایک لمحے کے لئے محسوس کیا پھر وہ اسے
بھول گئی۔ کیونکہ اسے عنبر کے جسم سے ناگ کی خوشبو کسی
سنگھا نہ دے ہی نہیں سکتی تھی عنبر کو بھی کستوری ناگن
کے جسم سے خاص قسم کے سپیرے کی بیٹی کی خوشبو نہیں آئی تھی
عنبر وہاں سے چلا جاتا مگر اب وہ یہ معلوم کرنا
چاہتا تھا کہ آخر یہ دوسری عورت کون ہے
جس نے پجاری کی بیٹی کا روپ بدل رکھا ہے اسے
یقین تھا کہ پجاری کی بیٹی چھوٹے اجلاس میں مردہ
پڑی ہے اور مردہ زندہ نہیں ہوا کرتا۔ اگر خدا
کی مرضی ہو تو وہ قبر سے اٹھ سکتا ہے عنبر نے
پجاری کی بیٹی کا سراغ لگانے کا سوچا لیکن اسے ایک
یہ بھی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے سانپ دیوتا
سے جو بیاہ کر رکھا ہے۔ تو اس سانپ دیوتا کی
مدد سے ناگ کا سرغنہ مل جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے دن کا سارا حصہ مندر میں سانپ کی پوجا میں گذارنا شروع کر دیا۔ بڑے پجاری نے محسوس کیا کہ یہ نوجوان سارا دن سانپ دیوتا کے حضور میں رہتا ہے ایک روز اس نے عنبر کو قریب بلا کر پوچھا۔

"تم کون ہو بیٹا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سارا سارا دن مندر میں بیٹھے ہمارے دیوتا کی پوجا کرتے ہو۔"

اس وقت پجاری کے پاس کستوری ناگن بھی نوالی کی شکل میں بیٹھی تھی۔ عنبر نے بڑے ادب سے کہا۔

"حضور! میں سانپ دیوتا کا پرستار ہوں میں ملک شام کا رہنے والا ہوں۔ یہاں سانپ دیوتا کی پوجا کرنے آیا اور سانپ دیوتا کا گرویدہ ہو گیا۔ اب تو جی چاہتا ہے کہ رات کو بھی اپنے سانپ دیوتا کی پوجا کرتا رہوں۔"

کستوری ناگن نے کوئی اہمیت نہ دی وہ عنبر کو بھی ایک عام آدمی سمجھی۔

بڑے پجاری نے کہا۔

"سانپ دیوتا کو تمہارے ایسے سچے پجاریوں کی ضرورت ہے۔ اور تم سے ہی وہ محبت کرتا ہے مگر تم کام کیا کرتے ہو؟ دن بھر تو تم یہاں پڑے رہتے ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"بس جی سانپ دیوتا کی محبت مجھے کام نہیں کرنے دیتی دن بھر یہاں جو دال روٹی ملتی ہے کھا لیتا ہوں اور رات کو کسی باغ میں پڑ کر سو جاتا ہوں۔"

عنبر انہیں بتانا نہیں چاہتا تھا کہ وہ رات کو اہرام میں کام کرتا ہے پھر وہ ضرور پوچھتے کہ تم کوئی جن ہو کہ رات کو کام کرتے ہو دن کو یہاں آ کر بیٹھے رہتے ہو۔ تم سوتے کب ہو۔

بڑے پجاری نے عنبر سے کہا۔

"سانپ دیوتا سے تمہیں جو عقیدت ہے اس سے میں ہی بڑا متاثر ہوا ہوں۔ تم اگر چاہو تو اس مندر کی ایک کوٹھڑی میں رہ سکتے ہو۔ دن میں تھوڑا بہت مندر کا کام کر دینا۔ کیا تمہیں منظور ہے؟"

عنبر یہی چاہتا تھا کہ اس پر اسرار عورت کے قریب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہ کر خود اس کا اور ناگ کا منہ حل کر سکے اس نے کہا۔

"یہ تو میری خوش قسمتی ہے پجاری جی میں سانپ دیوتا کے قدموں میں رہوں"

کستوری ناگن نے بے نیازی سے عنبر پر ایک نگاہ ڈالی اور کہا۔

"اب تم ایک طرف ہٹ جاؤ۔ میرے شوہر سانپ دیوتا کی پوجا کرنے والے آ رہے ہیں"

عنبر جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا لوگوں نے سانپ دیوتا کی پوجا کے لئے آنا شروع کر دیا۔ کستوری ناگن اور اس کا باپ لوگوں سے پیسوں کا نذرانہ یعنی دکشنا وصول کرنے میں مصروف ہو گئے۔ عنبر مندر میں رہنے لگا۔ اسے دو روز ہو گئے تھے کہ ایک دن اُسے بڑے پجاری سے بات کرنے کا موقع مل گیا ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد۔

عنبر نے کہا۔

"پجاری جی! آپ کی بیٹی نومال پھر سے سانپ دیوتا نے زندہ کر دی آپ بڑے قسمت کے دھنی ہیں یہ تو کبھی کبھی ہی ایسا ہوتا ہے"

بڑے پجاری نے کہا۔

"ہاں عنبر بیٹا۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ دیوتا نے مجھے اس لائق سمجھا اور میری بیٹی موت کے ہاتھوں چھین کر مجھے واپس کر دی"

عنبر نے آہستہ سے کہا

"چھوٹے اہرام کا تابوت تو اب خالی ہوگا"

پجاری بولا۔

"ظاہر ہے جب میری بیٹی نومال میرے پاس آ گئی ہے تو تابوت خالی ہوگا"

عنبر کہنے لگا۔

"پجاری جی! رات سانپ دیوتا میرے سپنے میں آئے تھے کہنے لگے اہرام میں تابوت خالی نہیں ہے"

"خالی نہیں ہے؟"

پجاری نے حیرت سے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

عنبر بولا۔ مہاراج!

"یہ میں خود نہیں کہہ رہا۔ مجھے تو سانپ دیوتا نے خواب میں آ کر بتایا ہے"

بڑا پجاری گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اسے معلوم تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ یہ نوجوان جس کا نام عنبر ہے۔ سانپ دیوتا کا بڑا پجاری ہے۔ اور جھوٹ نہیں بول سکتا سانپ دیوتا ایسے ہی پجاریوں کے سپنوں میں آیا کرتا ہے۔ وہ عنبر کو اپنی کوٹھڑی میں لے گیا۔ اور پوچھا۔

" اب پورا خواب سناؤ اور بتاؤ کہ سانپ دیوتا نے تمہیں کیا کہا تھا "

عنبر بھولا سا منہ بنا کر کہنے لگا۔

" مہاراج جی! خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک باغ میں بیٹھا ہوں کہ اچانک سانپ دیوتا میرے سامنے آ گئے پھر ان کی آواز سنائی دی کہنے لگے عنبر! تم نے ہماری بڑی خدمت کی ہے ہم تمہیں ایک راز کی بات بتاتے ہیں۔ جھوٹے اژدہام میں جا کر دیکھو اس کا تابوت خالی نہیں ہے، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی "

عنبر نے صرف یہ معلوم کرنے کے لئے غلط بیانی سے کام لیا تھا کہ پجاری اپنے بیٹے کی موت کے غم میں شامل ہے کہ نہیں۔ عنبر نے اندازہ لگا لیا کہ پجاری کو یقین ہے کہ اس کا بیٹا زندہ ہو کر تابوت خالی کر کے آئی ہے اس نے عنبر سے پوچھا۔

" مگر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ سانپ دیوتا نے خود ہی اژدہام میں سے باہر نکالا تھا؟"

عنبر نے سر کو آہستہ سے ہلاتے ہوئے کہا۔

" مہاراج میں کیا عرض کر سکتا ہوں؟"

پجاری پریشان سا ہو کر کمرے میں ٹہلنے لگا وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تابوت خالی نہ ہو۔

پھر عنبر کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

" اگر تابوت خالی نہیں ہے تو پھر اس میں کیا ہے؟"

عنبر بولا۔

" یہی تو آپ کو پتہ کرنا ہے۔ میرا مطلب ہے اگر آپ چاہیں تو پتہ کر سکتے ہیں؟"

پجاری تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا۔

" کیا تم میرے ساتھ اژدہام میں چلو گے؟ میں وہاں جا کر معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تابوت خالی نہیں ہے تو اس میں کیا شے پڑی ہے۔

عنبر نے کہا۔

" میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں حضور!"

اسی رات عنبر اور بڑا پجاری خاموشی اور رازداری سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھنڈروں پر سوار ہو کر چھوٹے اہرام کی طرف چل پڑے پجاری نے اپنی بیٹی نوال یعنی کستوری ناگن کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ دونوں سنسان رات کے اندھیرے میں گھوڑے دوڑاتے چھوٹے اہرام کے پاس پہنچ گئے اہرام پر خاموشی طاری تھی پجاری نے اہرام کو دیکھ کر کہا۔

"اب اس میں داخل کیسے ہوں گے عنبر! دیکھو تو یہاں کوئی اندر داخل ہونے کا دستہ ہے؟"

عنبر اہرام کی دوسری طرف آ گیا یہاں اس نے ایک پتھر اکھاڑ کر دوبارہ لگا دیا تھا۔ عنبر نے پتھر پھر سے باہر نکال دیا اور پجاری کو جا کر بتایا کہ دیوار میں ایک جگہ سے پتھر اکھڑا ہوا ہے۔ بڑا پجاری اور عنبر دیوار کے شگاف میں سے اہرام کے اندر داخل ہو گئے۔ عنبر نے مشعل روشن کر دی پجاری سیدھا تابوت کے پاس گیا جس کا ڈھکنا بند تھا۔

پجاری نے عنبر سے کہا۔

"اس تابوت میں کیا ہو سکتا ہے؟"

عنبر معصومیت سے بولا۔

"حضور میں کیا عرض کر سکتا ہوں مجھے تو سانپ دیوتا نے کہا تھا کہ تابوت خالی نہیں ہے آپ اسے

کھول کر دیکھیے۔"

پجاری نے آہستہ سے تابوت کا ڈھکنا اٹھا کر الگ کر دیا پھر مشعل کی روشنی میں جھانک کر دیکھا تو دہشت زدہ ہو کر وہیں کھڑا رہ گیا

عنبر نے پیچھے سے پوچھا

"حضور! تابوت میں کیا ہے؟"

پجاری کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا عنبر نے آگے بڑھ کر تابوت میں جھانکا۔ اسے تو معلوم تھا کہ تابوت میں پجاری کی بیٹی کی لاش ہے۔

جھوٹ موٹ حیرانی سے بولا۔

"حضور! یہ میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں یہ تو آپ کی پیاری بیٹی نوال کی لاش ہے۔"

پجاری پر جیسے سکتہ طاری تھا کہنے لگا۔

"یہ تو میں دیکھ کر پریشان ہوں اگر میری بیٹی کی لاش اس تابوت میں پڑی ہے تو پھر وہ لڑکی کون ہے جو زندہ ہو کر میرے پاس آ گئی ہے۔ جو میرے پاس میری بیٹی بن کر رہ رہی ہے اور جس نے ناگ دیوتا سے بیاہ کر رکھا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا۔

"حضور! یہ تو مجھے کوئی گہری سازش لگتی ہے۔"

پجاری غور سے تابوت میں اپنی بیٹی کی لاش کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ بالکل میری بیٹی کی لاش ہے۔ وہی آنکھیں وہی نقش۔ ایک باپ اپنی بیٹی کو کیسے نہیں پہچان سکتا؟"

پھر سوچ کر بولا۔

"لیکن جو لڑکی میری بیٹی بن کر میرے پاس آئی ہے وہ بالکل میری بیٹی ہے۔ وہی آنکھیں وہی نقش وہی آواز ــــ مگر ــــ مگر یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیسے ہو سکتا ہے!"

عنبر نے کہا

"حضور! ہمیں اس معاملے میں پوری تفتیش کرنی ہوگی اگر آپ اجازت دیں تو میں لڑکی کے دل کو کریدوں کہ وہ کون ہے۔ کیا واقعی وہ آپ کی بیٹی ہے؟"

پجاری نے تابوت کا ڈھکنا بند کر دیا اور بولا۔

"ہاں۔ ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہوگا۔ میں بہت جلد اس معمے کو حل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوتا

چاہیئے کہ میرے خلاف کہیں کوئی سازش تو نہیں ہو رہی؟ جو لڑکی میرے پاس موجود ہے اگر میری بیٹی ہے تو پھر اس تابوت میں کس کی لاش ہے۔ اور اگر یہ لاش میری بیٹی کی ہے تو پھر وہ کون ہے۔ جو میری بیٹی کا روپ دھار کر میرے پاس رہ رہی ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"میں یہ راز حل کر کے چھوڑوں گا۔ حضور آپ بالکل نہ گھبرائیں۔ آپئے اب واپس چلتے ہیں۔"

اور وہ دونوں ہوادار سے باہر نکل آئے۔ عنبر نے دیوار کے شگاف کو پھر سے بند کر دیا اور واپس مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔ پجاری چپ تھا۔ سارا رستہ اس نے عنبر سے کوئی بات نہ کی۔ اس کے دل پر جیسے کسی شے کا بوجھ سا پڑ گیا تھا۔ مندر میں آ کر عنبر اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا اور پجاری اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ عین اسی وقت کستوری ناگن نے اپنے نقلی باپ کو کوٹھڑی میں داخل ہوتے دیکھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جلّاد آ گیا

کستوری ناگن جاگ رہی تھی۔
اس نے عنبر کو نہیں دیکھا تھا وہ سوچنے لگی کہ یہ پجاری اتنی رات گئے کہاں سے آیا ہے؟ یہ کہاں گیا تھا؟ دوسرے دن پوجا پاٹ سے فارغ ہونے کے بعد جب کستوری ناگن اپنے کمرے میں آئی تو پجاری بھی اس کے کمرے میں آ گیا اس نے کستوری ناگن پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔ کستوری ناگن نے پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتا جی! آپ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

پجاری کچھ پوچھنا چاہتا تھا مگر وہ رک گیا اس نے کام عنبر کو سونپ رکھا تھا۔
مسکراتے ہوئے بولا۔

"میں ایک سپنا دیکھا تھا کہ میں کتنی خوش قسمت ہوں کہ میری بیٹی مجھے دیوتاؤں نے واپس کر دی ہے"
کستوری ناگن نے پجاری کو تسلی دیتے ہوئے اور اس کے پاؤں دباتے ہوئے بولی۔

"پتا جی اب تو میری شادی ناگ دیوتا سے ہو گئی ہے اب آپ کو مجھے ناگ کے بارے میں بتا دینا کہ وہ کہاں ہوگا؟ مجھے اس کی خدمت کا بڑا شوق ہے۔"

پجاری سوچنے لگا کہ یہ بار بار ناگ سانپ کے بارے میں کیوں پوچھتی رہتی ہے؟ اب پجاری کے دل میں طرح طرح کے شک پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔
اس نے کہا۔

"بیٹی! میں نے تمہیں ایک بار کہہ دیا تھا کہ ناگ سانپ کے بارے میں مجھ سے مت پوچھ سانپ دیوتا کو یہ بات اچھی نہیں لگے گی وہ ناراض ہو گیا تو مجھ پر اس کا عذاب نازل ہو جائے گا اور میں بھی نہیں بچوں گا۔"

کستوری ناگن غصے سے اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں آپ کبھی نہیں بولوں گی"

اس روز پجاری کی ملاقات عنبر سے ہوئی تو اس نے عنبر سے پوچھا۔

"تم نے کچھ معلوم کیا ہے؟ مجھے تو ایسے لگتا ہے۔ کہ یہ لڑکی نرالی میری اصل بیٹی ہے۔ وہ جو تابوت میں لاش پڑی ہے وہ کسی اور لڑکی کی ہے۔ جس نے میری بیٹی کا روپ بدل لیا ہے" عنبر نے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے پجاری جی اور نہیں بھی ہو سکتا۔ پھر عنبر نے آہستگی سے سوال کیا:

"کیا آپ نے اپنی بیٹی میں کوئی خاص بات دیکھی ہے؟"

پجاری مسکراتے ہوئے بولا۔

"میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ مجھ سے کئی بار ناگ سانپ سے ملنے کا اظہار کر چکی ہے"

عنبر اندر سے چونک پڑا۔ "ناگ سانپ؟"

"ہاں" پجاری نے کہا۔

"وہ مجھے کئی بار کہہ چکی ہے۔ کہ مجھے ناگ دیوتا سے ملا دیں۔ میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں"

عنبر نے اس لڑکی کو تو بھلا دیا اور سیدھا پجاری سے سوال

"پجاری جی! کیا آپ ناگ دیوتا کو جانتے ہیں؟" پجاری نے کہا۔

"یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہم سانپ دیوتا کے پجاری ہیں۔ ہم ناگ دیوتا کے نام سے واقف ہیں" عنبر بولا۔

"تو کیا آپ ناگ دیوتا سے کسی کو ملوا بھی سکتے ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ پھر آپ کی بیٹی آپ سے کیوں تقاضا کر رہی ہے؟"

پجاری عنبر کو نہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ چاہ کر بھی ناگ دیوتا سے بات کر سکتا ہے۔ وہ یہ بات کسی کو بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اس کو معلوم نہیں تھا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا ہمارے لئے سانپ دیوتا سب کچھ ہے وہی ہمارا دیوتا ہے۔ لیکن ہم ناگ دیوتا کا بھی احترام کرتے ہیں میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں کہ نرالی ہی میری اصل بیٹی ہے ویسے تم یہ معلوم کرو کہ اپالم کے تابوت میں جو لاش پڑی ہے وہ کس کی ہے؟"

عنبر سمجھ گیا کہ پجاری باپ ہونے کی حیثیت سے اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹی کے بارے میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں سوچا چاہتا کہ وہ ہی اس کی اصلی بیٹی ہے۔ اب جب منبر کو اس کی زبانی یہ پتہ چلا کہ اس کی بیٹی ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھ رہی تھی تو اس کا ماتھا ٹھنکا اور فوراً یہی کستوری ناگن سے اس کی دلچسپی زیادہ ہو گئی۔ اسی شام منبر کو کستوری ناگن سے بات کرنے کا موقع مل گیا منبر مندر میں سے نکل رہا تھا کہ اس نے کستوری ناگن کو دیکھا کہ باغ میں پھول چن رہی تھی منبر نے پاس جا کر اسے سلام کیا اور بولا۔

"فرمائیے جی! میں بھی آپ کو پھول توڑ دوں ساپ دیوتا کی پوجا کے لئے"

کستوری ناگن نے منبر کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور پھول توڑ توڑ کر ٹوکری میں ڈالتی گئی منبر نے بھی دو پھول توڑ کر اس کی ٹوکری میں ڈال دیئے آپ منبر نے اس عورت کی زنانی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"یہ سورج مکھی کے پھول جب میں ناگ دیوتا کے مندر میں تھا تو اس کی مورتی پر چڑھایا کرتا تھا"

ناگ دیوتا کا نام سنا تھا کہ کستوری ناگن چوکنی ہو گئی اس نے منبر کی طرف مڑ کر دیکھا اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ناگ دیوتا کا مندر کہاں ہے؟"

منبر نے سر کھجاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ جی یہاں سے دور مشرق کی طرف ایک ملک پیچھڑا ہے وہاں ہے جی اس کا مندر۔ بڑا پھڑتا سا مندر ہے۔ مگر پتہ نہیں اب وہاں ہے کہ نہیں؟"

"کیوں اب وہاں کیوں نہیں ہوگا؟" کستوری ناگن نے پوچھا۔

منبر نے کہا

"اس لئے کہ شمال میں ایک بادشاہ کی فوج چڑھائی کرتی ہے اور ساپ کے مندروں کو تباہ کر دیا کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے دشمن فوج نے اسے تباہ و برباد کر دیا ہو"

کستوری ناگن اپنے دل کے جذبات کو منبر سے چھپانا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو پتہ چلے کہ وہ ناگ ساپ کی تلاش میں ہے اور اس سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شادی کرکے اسے واپس اپنی ناگنوں کی خوفناک دنیا میں لے جانا چاہتا ہے اس نے ایسا ظاہر کیا جیسے اسے ناگ دیوتا سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں ہے وہ کہنے لگی۔

"ہاں بعض ملکوں کے بادشاہ سانپ پرجا کے خلاف ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ مندر تباہ کر گیا ہو۔ لیکن میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی میں تو سانپ دیوتا کی بیوی ہوں مجھے ناگ دیوتا سے کیا لینا؟"

عنبر سمجھ گیا کہ اس عورت نے ناگ دیوتا کے مندر میں جانے کا دل میں منصوبہ بنا لیا ہے۔ وہ اب زیادہ ہوشیاری سے کنڈولی ناگن کی نگرانی کرنے لگا۔ کنڈولی ناگن نے پہلے تو اکیلی ہی ناگ دیوتا کے مندر کی تلاش میں جانے کا فیصلہ کیا پھر اسے خیال آیا کہ وہ اکیلی کہاں ڈھونڈتی پھرے گی عنبر ایک بے ضرر قسم کا نوجوان ہے کیوں نہ اسے لوکر بنا کر ساتھ لے لے۔ اس نے دوسرے روز اپنے نقلی باپ پجاری سے کہا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے کسی دوسرے ملک کی سیر و سیاحت کو جانا چاہتی ہے پجاری نے پوچھا کہ وہ کہاں جانا چاہتی

ہے کنڈولی ناگن نے اسے بتایا کہ وہ ملک میڈیا کی سیر کرنا چاہتی ہے جو وہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ پجاری بولا۔

"بیٹی تم اکیلی کیسے جاؤ گی۔ میرا خیال ہے کہ تم عنبر کو ساتھ لے جاؤ۔ وہ تمہارا خیال رکھے گا۔"

کنڈولی ناگن خود بھی یہی چاہتی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عنبر کو پتہ ہے کہ میڈیا کے ملک میں ناگ دیوتا کا مندر کہاں پر ہے۔

وہ بولی:

"ہاں پتا جی! میں عنبر کو ساتھ لے چلوں گی۔"

پجاری نے عنبر سے مل کر کہا۔

"ہماری بیٹی سیر و سیاحت کے لئے میڈیا ملک کی سیر کرنا چاہتی ہے۔ تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ تم ساتھ ہو گے تو مجھے بھی تسلی رہے گی۔"

عنبر نے کہا۔

"میں حاضر ہوں۔ پجاری جی! اس طرح سے مجھے زمانے کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کا موقع بھی مل جائیگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنانچہ ایک دن کستوری ناگن اور عنبر گھوڑوں پر سوار ہو کر ملک میڈیا کی طرف روانہ ہو گئے۔ عجیب بات تھی کہ دونوں ایک دوسرے کی طاقتوں کو نہیں جانتے تھے نہ عنبر کو پتہ تھا کہ یہ کستوری ناگن ہے اور بڑی زبردست طاقت رکھتی ہے۔ اور نہ کستوری ناگن ہی یہ جانتی تھی کہ عنبر نہ صرف ناگ کا دوست ہے۔ بلکہ بے پناہ طاقت کا مالک ہے۔ دونوں ہی ناگ کے کھوج تھے اور دونوں کو ایک دوسرے کے دل کا حال معلوم نہیں تھا عنبر سمجھتا کستوری ناگن سے ناگ کا سراغ لگانا چاہتا تھا اور کستوری ناگن عنبر کے ذریعے ناگ کا پتہ چلانا چاہتی تھی مگر دونوں اپنے اپنے دل کا حال ایک دوسرے سے چھپا رہے تھے عنبر یہ سمجھ رہا تھا یہ لڑکا پجاری کا بیٹا لگتا ہے یا پھر کوئی بڑا اسرار چھپے ہیں لے لگتا کا روپ دھار رکھا ہے اسے یہ بالکل علم نہیں تھا کہ یہ لڑکا اصل میں ناگنوں کی خلائی دنیا کی ملکہ کستوری ناگن ہے اور صرف ناگ کی تلاش میں اس کی دنیا میں آئی ہے۔ کستوری ناگن یہ سمجھ رہی تھی کہ عنبر ایک احمق قسم کا پجاری ہے اور اس کی مدد سے وہ ناگ کا سراغ لگا سکے گی۔

یہ لوگ نہ اندھیرے میں چلے تھے۔ اور میڈیا کے ملک میں دوپہر کے بعد پہنچ گئے اس زمانے میں ایسے شہر نہیں تھے جو ملک کہے جاتے تھے۔ یعنی تھے وہ شہر مگر اسے ملک کہا جاتا تھا۔ اس زمانے میں آبادی بہت کم تھی میڈیا بھی ایک شہر تھا جس کو ملک کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس ملک پر شمال کے ایک ایسے بادشاہ کا قبضہ تھا۔ جو بڑا ظالم اور بے رحم دل تھا۔ اس کے نجومی نے اسے بتا رکھا تھا۔ [illegible] کہ اس کی موت ایک ایسی عورت کے ہاتھوں ہو گی جو اگست کے مہینے کی بیس تاریخ کو سہ پہر کے وقت کسی دوسرے ملک سے آ کر اس کے شہر میں داخل ہو گی۔ چنانچہ اس بادشاہ نے سرحدوں پر خاص پابندی رکھی تھی اور ہر سال اگست کی بیس تاریخ کو ملک میں داخل ہونے والوں کی بہت زیادہ پڑتال کی جاتی تھی اور رجسٹروں میں ان کے نام پتے درج کیے جاتے تھے دو سال سے اس خاص مہینے کی خاص تاریخ کو کوئی عورت ابھی تک میڈیا شہر میں داخل نہیں ہوئی تھی۔

اب اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز عنبر اور کستوری ناگن میڈیا شہر میں داخل ہوئے۔ وہ اگست کی بیس تاریخ تھی اور سہ پہر کا وقت تھا جب ہی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب یہ عنبر کسی جسم میں لگتا ہے تو زخم کے ساتھ زہر بھی اپنا اثر دکھاتا ہے اور زخمی ہونے والا اگر زخم سے بچ جاتا ہے تو زہر اسے ہلاک کر ڈالتا ہے عنبر اور کستوری ناگن کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ دو خطرناک جاسوس ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔

شہر میں داخل ہوتے ہی کستوری ناگن نے عنبر سے کہا۔

"چلو مجھے وہ ناگ دیوتا کا مندر دکھاؤ جس کا تم ذکر کر رہے تھے"

ویسا کوئی مندر ہوتا تو عنبر اسے دکھاتا اصل میں تو عنبر نے غلط بیانی سے کام لیا تھا اس قسم کا مندر وہاں پر نہیں تھا لیکن وہ اسے ایک کھنڈر میں لے گیا اور افسوس کرتے ہوئے بولا۔

"افسوس لڑکی! جیسا میں نے تمہیں کہا تھا ویسا ہی ہوا یہ ناگ دیوتا کا مندر تھا جسے شمال سے آنے والی فوجوں نے تباہ و برباد کر دیا"

کستوری ناگن کو عنبر پر بھروسہ تھا کیونکہ وہ اسے ایک اچھے قسم کا پجاری سمجھتی تھی جس کر ناگ دیوتا یا کستوری ناگن سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کستوری ناگن نے یقین کر لیا کہ یہ ناگ دیوتا کا تباہ شدہ مندر ہی ہوگا۔ وہ افسوس کرنے لگی۔

سرحد پر موجود افسروں نے ایک عورت کو اپنے ملک میں داخل ہوتے دیکھا انہوں نے فوراً اس کا نام لکھ لیا عنبر کا بھی نام لکھ لیا یہ بھی لکھ لیا کہ وہ شہر کا ایک سرائے میں ٹھہر گئے ہیں اور بادشاہ کے حکم کے مطابق ان کی نگرانی شروع کر دی بادشاہ نے یہ حکم دے رکھا تھا اگر فوجی کی بتائی ہوئی تاریخ کو عورت شہر میں داخل ہو تو اس کی نگرانی کی جائے۔ اور یہ معلوم کیا جائے کہ وہ شہر میں کس کی مدد کے ساتھ بادشاہ پر قاتلانہ حملے کی کوشش کرتی ہے تاکہ بادشاہ کے اس دشمن کو بھی عورت کے ساتھ ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ کستوری ناگن اور عنبر کو سرحد پر بادشاہ کے سپاہیوں نے کچھ نہیں کہا تھا مگر دو خاص جاسوس ان کے پیچھے لگ گئے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے ان جاسوسوں کو حکم دے دیا گیا تھا کہ اگر وہ سمجھیں کہ خطرہ نزدیک ہے تو فوراً عورت کو ہلاک کر ڈالیں۔

چنانچہ ان دونوں جاسوسوں کے پاس زہر میں بجھے ہوئے خنجر بھی تھے زہر میں بجھے ہوئے خنجر وہ ہوتے ہیں جن کی تیز دھار پر خطرناک زہر لگا دیا جاتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ پہلے کیوں نہ آگئی۔ اب نہ جانے ناگ دیوتا کا سراغ اسے ملے یا نہ ملے۔ وہ عنبر کو لے کر سرائے میں آ گئی۔ شاہی جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ انہوں نے مسافروں کے بھیس بدل رکھے تھے۔ سرائے میں آتے ہی کستوری ناگن نے عنبر سے پوچھا۔

"کیا اس ملک میں ناگ دیوتا کا ایک ہی مندر ہے؟"

عنبر بھی اسی تاک میں تھا کہ کستوری ناگن ناگ کے سلسلے میں کوئی بات کرے۔ تاکہ وہ بھی کھوج لگانے کی کوشش کرے۔ جب کستوری ناگن نے کسی دوسرے مندر کے بارے میں پوچھا تو عنبر نے جواب دیتے ہوئے ایک اور سوال کر دیا۔

"نومالی بہن! جہاں تک مجھے یاد ہے اس ملک میں ناگ دیوتا کا کوئی مندر نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہاں سے پیچھے جو پہاڑیاں ہیں وہاں کوئی چھوٹا موٹا مندر ہو مگر نومالی بہن! آخر تم ناگ دیوتا کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"بس مجھے ایک شوق ہے کہ ناگ دیوتا کی مورتی دیکھوں اگر مل سکے تو اس سے ملوں اور اس کی شکل دیکھوں اور کوئی بات نہیں۔ اچھا آج رات

ہم آرام کرتے ہیں صبح پیچھے کی پہاڑیوں کی طرف چلیں گے ہو سکتا ہے وہاں ناگ دیوتا کا مندر موجود ہو۔"

رات کے وقت دونوں نے مل کر کھانا کھایا عجیب بات یہ تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے کھانا کھا رہے تھے کیونکہ دونوں کو نہ تو بھوک لگتی تھی نہ پیاس لگتی تھی۔ ادھر یہ کھانا کھا رہے تھے اور دوسری طرف شاہی جاسوس شاہی محل میں پہنچ گئے انہوں نے بادشاہ کو جا کر شہر میں بیس اگست کو سہ پہر کے بعد داخل ہونے والی عورت کے بارے میں پوری رپورٹ دے دی بادشاہ نے اپنے سردار کو حکم دیا۔

"ان دونوں مرد عورت کو گرفتار کر لیا جائے مگر ان کو اس طرح گرفتار کیا جائے کہ سرائے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔"

سردار نے اپنے آدمیوں کو ساتھ لیا اور درویشوں کا بھیس بدل کر سرائے کی طرف چل پڑا اس سردار کے پاس ایک ایسا چھوٹا سا فوارہ بھی تھا جس میں بے ہوشی کا دھواں بھرا ہوا تھا۔ جاسوس نے یہ بتا دیا تھا کہ دونوں عورت اور مرد یعنی کستوری ناگن اور عنبر ایک کوٹھڑی میں رہ رہے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سردار بھی اپنے سپاہیوں کو درویش آدمیوں کے بھیس میں لے کر وہاں پہنچ گیا اس نے انہیں مرانے کی ایک جانب چھپنے کو کہا اور خود اپنے محافظ کے ساتھ کستوری ناگن اور عنبر کی کوٹھڑی کی طرف بڑھا ان کی کوٹھڑی کی ایک کھڑکی تازہ ہوا کے لئے کھلی تھی۔

سردار نے سر اٹھا کر اندر دیکھا۔ کستوری ناگن اور عنبر اپنی اپنی چارپائی پر آنکھیں بند کئے پڑے تھے وہ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ وہ سو رہے ہیں۔

سردار نے تھوڑے سے غبارے کو فرش پر دے مارا ساتھ ہی کھڑکی بند کر دی۔ غبارہ پھٹا اور اس میں سے بے ہوشی کا دھواں تیزی سے نکل کر کمرے میں پھیل گیا۔ دھواں اس قدر گھنا تھا اور بے ہوشی کا اثر اس قدر شدید تھا کہ کستوری ناگن اور عنبر کو سنبھلنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔ دونوں تیزی سے اٹھے ہی تھے کہ دھڑام سے بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑے

سردار نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اندھیرے میں سپاہی اپنے وردیوں ایسے لباس کو سمیٹے آگے بڑھے اور انہوں نے عنبر اور کستوری ناگن کو رسیوں سے باندھ کر اٹھایا۔ گھوڑوں پر ڈالا اور رات کے اندھیرے

میں گھوڑے دوڑاتے سیدھے شاہی قلعے میں آ گئے قلعے کے ایک گہرے تاریک تہ خانے میں دونوں کو الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند کر دیا۔ یہ پتھر کی کوٹھڑیاں تھیں اور ان میں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ صرف لوہے کا ایک دروازہ تھا جو ہر وقت بند رہتا تھا۔ بادشاہ کو اپنی دشمن عورت کی گرفتاری کی خبر ملی تو اس نے کہا

"صبح ہونے سے پہلے پہلے میری قاتل عورت اور اس کے ساتھی کے سر کاٹ کر میری خدمت میں پیش کئے جائیں"

سردار نے جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ وہ رات کے پچھلے پہر تہ خانے میں جا کر مرد اور عورت کے الگ الگ سر کاٹ لے اور تھیلیوں میں بند کر کے لے آئے۔ جلاد کا تو کام ہی یہی تھا اس نے خوش ہو کر کہا۔

"ایسا ہی ہو گا سردار!"

جلاد نے قلعے کی ایک کوٹھڑی میں جا کر تلوار تیز کرنی شروع کر دی۔ سب سے پہلے جلاد کستوری ناگن کی کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ کستوری ناگن کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا بے ہوشی کی دوا کا اثر بے حد شدید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا مگر جب جلاد نے تلوار کا دستہ کھولا تو اس کی آواز سے کستوری ناگن کو ہوش آگیا۔ ایک بار اسے ہوش آیا تو پھر وہ تیزی سے ہوش میں آگئی۔ اندھیرے میں اس نے ایک سیاہ پوش آدمی کو ننگی تلوار لیے اپنی طرف آتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ اس کی نیت ٹھیک نہیں۔

کستوری ناگن اٹھ کر بیٹھ گئی۔ جلاد نے بھاری بھرکم آواز میں کہا۔

"اے عورت! تو بادشاہ کی دشمن ہے۔ میں تیرا سر کاٹنے آیا ہوں۔"

کستوری ناگن کو بے حد غصہ آگیا۔ اس نے ایک سیکنڈ میں زرد سرلے کے رنگ جیسی ناگن کا روپ بدل لیا۔ پھر ایک ایسی پھنکار ماری کہ جلاد کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ جلاد نے اس عورت کو جادوگرنی سمجھ کر تلوار کا وار کر دیا۔ پھر کستوری ناگن وہاں سے اچھل کر چھت کے ساتھ لگی ہوئی جلاد کی گردن پر آگری اور اسے ڈس لیا۔

کستوری ناگن کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں تھا جلاد کا جسم سب سے پہلے ٹھنڈا ہو کر سن ہو گیا پھر گرم ہو کر جلنے اور پگھلنے لگا وہ موم بتی کی طرح سارے کا

سارا پگھل کر بہہ گیا کستوری نے اپنے جسم کو ہوا میں اچھالا اور کھلے گیٹ سے نکل آئی۔ اس نے سانپوں والے تہہ خانے میں عنبر کو بھی بے ہوش پڑے دیکھا کستوری ناگن عنبر سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی اس نے سوچا کہ اس احمق بچاری کو اسی جگہ رہنے دو۔ مگر جلاد اسے قتل کرتا ہے تو قتل کرنے دو میں خود پیچھے گئی پہاڑوں میں جا کر ناگ دیوتا کا مندر تلاش کرتی ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ شخص عنبر اس مندر کے بھید سے واقف ہو۔

چنانچہ کستوری ناگن اندھیرے تہہ خانے سے نکل کر قلعے کی چھت پر کھلی ہوا میں آگئی اور پھر اس نے اپنے آپ کو بجلی کی شکل میں تبدیل کیا اور فضا میں پرواز کر گئی اس کا رخ پچھم کی جانب جو پہاڑی سلسلہ نظر آ رہا تھا اس طرف تھا وہ ایک منٹ میں وہاں پہنچ گئی حالانکہ وہ پہاڑیاں آدھے دن کے سفر پر تھیں مگر کستوری ناگن بجلی کے روپ میں بڑی تیزی سے اڑتی ہوئی گئی تھی پہاڑیوں میں پچھلی رات کا اندھیرا چھا رہا تھا مگر کستوری ناگن کو تعلق چونکہ خلائی دنیا سے تھا اس لئے وہ دنیا کے اندھیرے میں بہت کچھ دیکھ سکتی تھی اس نے بجلی ہی شکل میں پہاڑیوں کے اوپر چکر لگانا شروع کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ پہاڑیاں ایک دوسری کے ساتھ ساتھ قطاروں کی شکل میں بنی ہوئی تھیں۔ ان کے بیچ میں اونچی نیچی چٹانیں اور گہری کھڈیں اور ندی نالے بہہ رہے تھے۔ کستوری ناگن کو پچھلے پہر کی ہلکی نیلی روشنی میں ایک جگہ باہر نکلی ہوئی چٹان پر ایک مندر کا مینار سا دکھائی دیا۔

کستوری ناگن غوطہ لگا کر وہاں آ گئی یہ بھی کسی پرانے مندر کا کھنڈر تھا۔ لگتا تھا کہ کسی سادھو سنیاسی نے خدا کی عبادت کے لئے وہاں پتھروں کو جوڑ کر چھوٹا سا مندر بنایا تھا اور جب وہ وہاں سے چلا گیا تو مندر ویران ہو گیا۔ مگر کستوری ناگن یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ ناگ دیوتا کا ہی مندر ہے۔ ممبر نے بھی اسے کہا تھا کہ ناگ دیوتا کا مندر ان پہاڑیوں میں ہو سکتا ہے۔ کستوری ناگن نے مندر کو غور سے دیکھا اس میں صرف ایک ہی کوٹھڑی تھی جس کا آدھا دروازہ ٹوٹ کر نیچے گہری کھڈ میں گر چکا تھا درمیان میں مینار کے نیچے پتھروں کو جوڑ کر چھوٹا سا چبوترہ بنا دیا گیا تھا۔ جہاں ناگ کی مورتی کی جگہ ایک گول پتھر پڑا تھا۔

کستوری ناگن کو خیال آیا کہ یہاں اگر کوئی ناگن ہے تو اس سے مشورہ کر لینا چاہیئے کستوری ناگن ہر بار سانپ کی جگہ سادہ سانپ یعنی ناگن کو اس لئے بلاتی تھی کہ چونکہ وہ خود

ناگن تھی اور دنیا کے سانپ اس کا احترام کرتے تھے وہ اس کا حکم ماننے کے پابند نہیں تھے جس طرح ناگ دیوتا ان کو حکم دیتا تھا کہ یہ کام کرو اس طرح کستوری ناگن کی سانپ یا ناگن کو حکم نہیں دے سکتی تھی۔ ناگنیں ذرا زیادہ خیال کرتی تھیں اس لئے کہ کستوری ناگن خود ایک ناگن تھی۔

کستوری ناگن نے فوراً ناگن کی شکل اختیار کر لی اب بلبل کی جگہ ایک زرد رنگ کا سانپ کنڈلی مارے پتھر کے چبوترے پر بیٹھا تھا۔ جس کے سر پر سنہری رنگ کا سونے ایسا چھوٹا سا تاج تھا اور چھوٹی چھوٹی سرخ موتیوں ایسی آنکھیں اندھیرے میں چمک رہی تھیں کستوری ناگن نے اپنا پھن لہرایا اور پھر پھنکار مار کر آس پاس کے علاقے میں موجود کسی بھی ناگن کو آواز دی۔ تیسری آواز پر ایک نیلے رنگ کی پہاڑ سے مشن سامنے آ گئی اس نے آتے ہی کستوری ناگن کو سلام کیا اور بولی۔

"ملکہ ناگن! میں دور تھی اس لئے دیر ہو گئی۔ فرمایئے مجھے کس لئے یاد فرمایا؟"

کستوری ناگن نے پہلا سوال ہی اس سے یہ کیا کہ وہ ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہے؟

نیلی ناگن کہنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ناگن نگر! مجھے ڈگر ڈگر تک ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی۔ ناگ دیوتا اس علاقے میں کہیں نہیں ہے۔"
کستوری ناگن نے دوسرا سوال کیا۔
"کیا اس مندر میں ناگ دیوتا کی مورتی رکھی ہوئی تھی؟"
اس پر نیلی ناگن نے کہا۔
"ہیں ناگن نگر! اس مندر میں تو کسی [redacted] میں ایک سادھو رہا کرتا تھا پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور یہ مندر ویران ہو گیا۔"
کستوری ناگن نے کہا۔
"مجھے کسی کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ یہاں ناگ دیوتا کا مندر ہوا کرتا تھا۔"
نیلی ناگن بولی۔
"ہو سکتا ہے۔ مجھ سے پہلے یہاں کوئی مندر ہو مجھے یہاں آئے اتنی عرصہ ہو گئے ہیں تب سے یہاں ناگ دیوتا کا کوئی مندر دیکھنے میں نہیں آیا۔"
اب کستوری ناگن نے ایک اور بڑا ضروری سوال پوچھا!
"کیا تم نے ناگ دیوتا کو دیکھا ہے؟"
نیلی ناگن نے کہا۔
"ہاں ناگن نگر۔ آج سے اس گیارہ سال پہلے جب میں

ننھی سی تھی تو ایک بار ناگ دیوتا نے ایک جنگل میں مجھے بچایا تھا تب میں نے اسے دیکھا تھا"
کستوری ناگن نے پوچھا۔
"کیا وہ سانپ کی شکل میں تھا؟"
نیلی ناگن بولی!
"نہیں ناگن نگر! ناگ دیوتا اپنے انسانی شکل میں تھا وہ ایک بڑا بڑی کشتی رکھنے والا سانولا سا نوجوان ہے جس کے بال گھنگھریالے اور آنکھیں نشیلی ہیں۔"
"کیا وہ دوسری شکل بھی بدل لیتا ہے؟" کستوری ناگن نے سوال کیا۔
نیلی ناگن نے جواب دیا۔
"ناگ دیوتا کو میں نے شکل بدلتے نہیں دیکھا ہے مگر میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ناگ دیوتا جو شکل چاہے بدل لیتا ہے۔"
کستوری ناگن نے پوچھا
"کیا ناگ دیوتا کی کوئی ناگن بھی ہے؟"
نیلی ناگن نے کہا۔
"نہیں ناگن! ناگ دیوتا کی کوئی ناگن نہیں ہوتی ویسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمین اور سمندر کے سارے سانپ اور ناگنیں اس کے
حکم کی پابند ہوتی ہیں۔ مگر اس کی ناگن نہیں ہوتی۔ ہاں تنا
میری ماں نے ایک بار کہا تھا کہ ناگ دیوتا کے ساتھ کچھ
اور لوگ بھی ہوتے ہیں"

کستوری ناگن ذرا سی چونکی۔ ناگ دیوتا کے ساتھ اور کون ہو
سکتا ہے؟ اس نے جب نیلی ناگن سے کہا کہ وہ کھول کر بیان
کرے تو نیلی ناگن کہنے لگی۔

"کلہ ناگن! یہ معلوم نہیں کہ ناگ دیوتا کے ساتھ کون کون
لوگ ہیں وہ انسان ہیں یا نہیں۔ لیکن یہ ضرور سنا ہے کہ ان
میں ایک عورت بھی ہے۔

"عورت!" کستوری ناگن نے حیرانی سے پوچھا۔ کیا یہ عورت ناگن ہے
نیلی ناگن نے کہا۔

"یہ مجھے معلوم نہیں مگر اس عورت کے جسم سے
بھی ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آتی ہے!

کستوری ناگن نے بہت کچھ پوچھنے اور معلومات حاصل کرنے
کی کوشش کی مگر نیلی ناگن نے جتنا بتایا تھا اس سے زیادہ اسے
معلوم نہیں تھا۔ کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ ناگ دیوتا کے
ساتھ جو عورت ہوتی ہے۔ وہ ضرور کوئی ناگن ہو گی پلا ناگن
جو پانچ سو برس زندہ رہنے کے بعد انسانی شکل اختیار کر سکتی ہے

کستوری ناگن کو بڑا حسد محسوس ہوا مگر اس نے یہ کہہ کر اپنے
دل کو تسلی دی۔ کہ میں تو ناگ دیوتا کو یہاں سے نکال کر اپنی
خلائی دنیا میں لے جاؤں گی۔ مجھے اس عورت سے کیا لینا
دینا ہے۔ ہاں اگر اس نے میرے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے
کی کوشش کی تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

اگرچہ کستوری ناگن کو ناگ دیوتا کا سراغ تو نہیں ملا تھا مگر نیلی ناگن
سے اسے ناگ دیوتا کے بارے میں کافی معلومات مل گئی تھیں
اس نے نیلی ناگن کا شکریہ ادا کر کے اسے واپس بھیج دیا اور خود اسی
ویران سمندر میں سانپ کی شکل میں ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گئی اور
سوچنے لگی کہ اسے ناگ دیوتا کی تلاش میں اب کدھر کا رخ کرنا
چاہیئے۔ دوسری طرف جب سردار کے پاس جلاد سر کاٹ
کر نہ لایا تو وہ خود تہہ خانے میں سپاہیوں کو لے کر آ گیا یہاں
کوٹھڑی میں اس نے گوشت کے ایک پگھلے ہوئے ڈھیر کو
دیکھا۔ جس میں سے جلاد کی صرف ایک آنکھ جھانک رہی تھی
تو خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ بھاگ کر
دوسری کوٹھڑی میں آ گیا یہاں عنبر ابھی تک بے ہوش تھا
بادشاہ کی دشمن نمبر ایک لڑکی یعنی کستوری ناگن کے فرار سے
سردار کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی بادشاہ اسے بھی
زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا سردار نے عنبر کو بے ہوش پڑے دیکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو سوچنے لگا کہ چلو ایک دشمن تو مل گیا۔ اس کا سر کاٹ کر لے جاتا ہوں۔ اور مغرور لڑکی کی جگہ کسی اور لڑکی کا سر کاٹ کر لے جاؤں گا۔ بادشاہ کو کیا خبر کہ کون لڑکی شہر میں داخل ہوئی تھی

سردار نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عنبر کا سر قلم کر دیا جائے سپاہی عنبر کی طرف بڑھے ہی تھے۔ کہ اس کی آنکھ کھل گئی عنبر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا جب سپاہیوں نے اس پر تلواریں لہرائیں تو عنبر نے ان کے وار اپنے ہاتھ پر لئے اور ساتھ ہی ان کی تلواریں کرچیں کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سپاہی اور سردار ہکا بکا رہ گئے عنبر آگے بڑھا۔ اسے آگے بڑھتا دیکھ کر سردار نے خود تلوار نکال کر عنبر پر وار کیا۔ تلوار عنبر کے کاندھے پر پوری طاقت سے لگی اگر عنبر کی جگہ کوئی عام آدمی ہوتا تو اس کا کاندھا کٹ جاتا مگر تلوار عنبر کے کاندھے سے ٹکرا کر سردار کے ہاتھ سے گر پڑی عنبر کو سخت غصہ آگیا اس نے تلوار اٹھا کر سردار کی گردن پر ماری۔ سردار کا سر کٹ کر دور جا گرا

یہ حالت دیکھ کر سپاہی گھوم کر باہر کو بھاگے عنبر بھی ان کے پیچھے پیچھے تہہ خانے سے نکل آیا اس نے قلعے کی دیوار سے دوسری طرف کمند میں چھلانگ لگا دی ابھی دن نہیں نکلا تھا مگر دن کی ہلکی ہلکی روشنی ابھرنے

لگی تھی عنبر کو نورمالی یعنی کستوری ناگن کا خیال آیا کہ وہ ساتھ والی کوٹھڑی میں تھی۔ عنبر واپس تہہ خانے کی طرف دوڑا۔ اب وہاں کوئی سپاہی نہیں تھا سب خوف زدہ ہو کر فرار ہو چکے تھے۔ عنبر نے کوٹھڑی میں جا کر دیکھا کہ وہاں پجاری کی بیٹی نورمالی یعنی کستوری ناگن موجود نہ تھی عنبر نے سمجھا کہ یا تو اسے مار دیا گیا ہے اور یا وہ کسی طریقے سے فرار ہو چکی ہے۔ اگر وہ فرار ہو گئی ہے تو عنبر نے سوچا کہ وہ ناگ دیوتا کی تلاش میں پہاڑیوں کی طرف گئی ہو گی۔ عنبر بھی شہر سے نکل کر جنوب پہاڑیوں کی طرف نکل پڑا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر دھوکہ کھا گیا

دن نکلنے تک عنبر پہاڑوں میں پہنچ گیا
اس نے نہایت تیز رفتاری سے سفر طے کیا تھا۔ دور پہاڑی پر ایک مندر کا چھوٹا سا مینار نظر آیا۔ وہ اس مندر کی طرف چل رہا تھا کہ ایک بلبل اس کے سر کے اوپر سے گزر گئی۔ عنبر نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ مگر بلبل نے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ وہ کستوری ناگن تھی جو کچھ دیر مندر کے چبوترے پر بیٹھنے کے بعد بلبل کے روپ میں نیچے وادی کی طرف واپس جا رہی تھی اس نے عنبر کو اوپر مندر کی طرف جاتے دیکھا۔ تو کستوری ناگن بلبل ہی کے روپ میں دور سے چکر لگا کر عنبر کے کافی آگے جا کر درختوں میں اتر گئی۔ یہاں اس نے دوبارہ اپنی انسانی شکل بنائی اور راستے میں بیٹھ گئی۔ جب عنبر قریب آیا تو اٹھ کر اس کی طرف

آئی۔ عنبر نے پجاری کی بیٹی کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا۔
"تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔ تو مال کہ تم بھی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی ہو۔ میں بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا ہوں۔ سوچا تم ان پہاڑیوں میں ہو گی۔ اس لئے ادھر چلا آیا۔ کیا تمہیں یہاں کوئی ناگ دیوتا کا مندر ملا؟"
کستوری ناگن نے گہری سانس بھر کر کہا۔
"ہاں اوپر ایک مندر ضرور ہے مگر لوگ کہتے ہیں کہ وہاں کوئی سادھو رہا کرتا تھا جو اب چلا گیا ہے۔"
عنبر کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ پجاری کی اصلی بیٹی لاپتا نہیں ہے اصلی بیٹی تو مر چکی ہے اور اس کی لاش تابوت کے اندر پڑی ہوئی ہے۔ عنبر نے خود دیکھی تھی یہ عورت یا تو اس کی کوئی ہم شکل تھی اور یا کوئی چالاک عورت تھی جس نے جادو کے کسی منتر کی مدد سے پجاری کی بیٹی کی شکل اختیار کر رکھی ہے اور اس کا مقصد سانپ دیوتا سے شادی کر کے مندر کی ساری جائیداد پر قبضہ کرنا تھا۔ چنانچہ اس نے مندر کے سانپ دیوتا کی مورتی سے بیاہ رچا لیا تھا اور اب وہ سب سے بڑی پجارن بن گئی تھی مگر سوال یہ تھا کہ وہ ناگ دیوتا کی اتنی خوشامد کس لئے کر رہی تھی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُسے ناگ دیوتا سے اتنی دلچسپی کیوں تھی؟ یہ ایک سوال تھا جس کا جواب عنبر کو نہیں مل رہا تھا اس نے پجارن کی بیوی کو ٹٹولنے کے لئے کہا۔

"پجارن جی! ناگ دیوتا یہاں کہیں نہیں ہے اسے ڈھونڈ کر اور واپس مندر کو چلیں۔"

کستوری ناگن نے غصیلی نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا اور بولی۔

"تم کون ہوتے ہو میرے سامنے میں دخل دینے والے تم ہمارے مندر کے معمولی ملازم ہو اور میرے ساتھ اس لئے آئے ہو کہ ناگ دیوتا کا سراغ لگانے میں میری مدد کرو۔ خبردار ایسی بات پھر کبھی زبان سے نہ نکالنا۔"

عنبر کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ پی گیا۔ کستوری ناگن نے بات کا موضوع بدلتے ہوئے عنبر سے پوچھا۔

"یہ اس شہر کے سپاہی ہیں بے ہوش کر کے قلعے میں کیوں لے گئے تھے؟"

عنبر بولا۔

"میرا خیال ہے یہاں کا بادشاہ ہمیں دشمن سمجھتا ہے۔ اور وہ لوگ ضرور ہماری تلاش میں ہوں گے اس لئے ہمیں یہاں سے واپس چلے جانا چاہیئے۔"

کستوری ناگن اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

"اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو جاؤ میں اس وادی میں کچھ دن گزارنا چاہتی ہوں۔ اور واپس جا کر میرے پجاری باپ کو یہ ہرگز مت بتانا کہ میں ناگ دیوتا کی تلاش میں ہوں۔"

عنبر نے ان جان بنتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

"میں کوئی بیوقوف نہیں ہوں پجارن جی! مگر میں واپس نہیں جاؤں گا میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ میں آپ کی خدمت اور حفاظت کے لئے ساتھ ہی رہوں گا۔"

کستوری ناگن بولی

"تو ٹھیک ہے پھر ہم آج کا دن اور رات اس پہاڑی والے مندر میں گزاریں گے ہو سکتا ہے رات کو وہاں ناگ دیوتا آ جائے۔"

عنبر دل میں ہنس دیا کہ کیسی احمق لڑکی ہے بھلا یونہی ناگ دیوتا وہاں کیسے آ جائے گا۔ لیکن اس کے دل کا شک پختہ ہو گیا کہ یہ ضرور ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جب ہی اتنی شدت سے اس کی تلاش میں لگی ہوئی ہے۔ عنبر اس راز کو حل کرنے کے لئے کستوری ناگن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ ہی مندر کی طرف چل پڑا

مندر ویران پڑا تھا۔ عنبر نے کمرے کو صاف کر کے گھاس کا بستر لگا دیا اور کستوری ناگن سے کہا۔

"پجارن جی! آپ یہاں رات کو آرام کریں گی میں باہر مینار کے چبوترے پر سو جاؤں گا"

کستوری ناگن نے کوئی جواب نہ دیا وہ سوچ رہی تھی کہ آج رات وہ نیل ناگن کو پھر سے بلا کر ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھے گی ہو سکتا ہے اسے کوئی سراغ مل جائے جب رات ہو گئی تو عنبر باہر چبوترے پر اور کستوری ناگن ویران مندر کے کمرے میں جا کر لیٹ گئی دونوں کو نیند نہیں آئی تھی مگر دونوں یہ ظاہر کر رہے تھے جیسے انہیں نیند آ رہی ہے اور وہ سونے جا رہے ہیں عنبر چبوترے پر پریشان تھا اندھیرا وادی میں اور مندر کے ارد گرد پہاڑیوں پر چھا گیا تھا۔ ایک عجیب سناٹا چاروں طرف طاری تھا ہوا وادی میں سرسراتی ہوئی گزر رہی تھی۔

جب رات آدھی گزر گئی تو عنبر کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی عنبر نے لیٹے لیٹے آنکھیں کھول کر اندھیرے میں دیکھا پجارن کی بیٹی دبے پاؤں اس کی طرف آ رہی تھی سوکھے پتے اور سنگریزے اس کے پاؤں تلے کچلنے کی آواز پیدا کر رہے

تھے عنبر جان بوجھ کر سوتا رہا۔ مگر اس نے ہلکے ہلکے خراٹے بھی لینے شروع کر دیئے۔ کستوری ناگن سیدھے پاؤں چلتی اس کے قریب آئی۔ جھک کر اسے غور سے دیکھا جب اسے یقین ہو گیا کہ عنبر گہری نیند سو رہا ہے تو وہ واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔ عنبر سوچنے لگا کہ یہ آدھی رات کو یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ سو رہا ہے اس کے پاس کیوں آئی تھی؟ کیا وہ کہیں جا رہی ہے؟ کیا وہ کوئی جادو کرنے والی ہے؟ عنبر کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے۔

پھر اسے اچانک فضا میں ایک لمبی سیٹی کی آواز سنائی دی یہ سانپ کی زبان تھی۔ سانپ کی زبان میں کوئی کسی سانپ کو بلا رہا تھا عنبر کے کان کھڑے ہو گئے یہ سانپ کی زبان میں کون کسی کو بلا رہا ہے؟ عنبر نے آواز پر کان لگا دیئے اور اسے غور سے سننے لگا۔ وہ سانپوں کی زبان جانتا تھا۔ بہت جلد عنبر کو معلوم ہو گیا کہ پجارن کی بیٹی کسی مادہ سانپ نیل ناگن کو بلا رہی ہے۔ عنبر تو دنگ ہو کر رہ گیا کیا یہ پجارن کی بیٹی سانپوں کی زبان جانتی ہے؟ عنبر سوچنے لگا۔

کستوری ناگن نے نیل ناگن کو آواز دی تھی۔ دوتین بار آواز دینے سے نیل ناگن کستوری ناگن کے کمرے میں آ گئی اس نے آتے ہی سلام کیا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"خیریت ہے آپ نے مجھے کیوں بلایا؟"
کستوری ناگن نے کہا۔
"مجھے یہ بتاؤ کہ ناگ دیوتا کی خوشبو کیسی ہوتی ہے
تاکہ اگر مجھے کبھی اس کی خوشبو محسوس ہو تو میں
سمجھ جاؤں کہ ناگ دیوتا یہیں کہیں موجود ہے"
نیلی ناگن نے کہا۔
"ناگ دیوتا کی خوشبو کو میں بیان نہیں کر سکتی یہ
تو جب آپ ناگ دیوتا سے ملیں گی اور اس کی
خوشبو محسوس کریں گی۔ تب ہی آپ کو پتہ چلے
گا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو کیسی ہوتی ہے"
پھر نیلی ناگن نے اچانک اپنا گیلا پھن مندر کے
چبوترے کی طرف موڑ دیا جہاں عنبر لیٹا ان کی باتیں
سن رہا تھا۔
نیلی ناگن نے کہا۔
"یہ اس چبوترے پر کون لیٹا ہوا ہے؟"
کستوری ناگن نے کہا
"میرا ملازم ہے۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"
نیلی ناگن نے کہا۔
"اس لئے کہ مجھے اس آدمی کی طرف سے ناگ دیوتا کی ویسی

ویسی خوشبو آ رہی ہے جیسی میرے ساتھ آئیں"
کستوری ناگن یہ سن کر حیرت میں گم ہو گئی کہ اس کے
ملازم کی طرف سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی وہ نیلی ناگن
کے ساتھ چبوترے کی طرف آ گئی وہ دبے پاؤں چل
رہی تھیں۔ عنبر نے بھی یہ مکالمہ سن لیا تھا وہ خطرے
سے الرٹ ہو گیا۔ نیلی ناگن نے اپنا پھن عنبر کے جسم کے قریب کیا اور سانپ کی خاموش سرسراہٹ جیسی زبان میں
کہا:
"اس لڑکے کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو
آ رہی ہے۔"
کستوری ناگن نے سانپ کی سرسراہٹ زبان میں پوچھا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہیں یہی ناگ دیوتا تو نہیں؟"
نیلی ناگن بولی۔
"نہیں! ناگ دیوتا ہوتا تو اس کے جسم کی خوشبو
اس ساری وادی میں پھیلی ہوتی مگر یہ خوشبو
اس کے جسم سے مثبت ہی ویسی ویسی آ رہی
ہے جس کو صرف ایک سانپ ہی محسوس کر
سکتا ہے۔"
کستوری ناگن نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اور تو پھر یہ شخص کون ہے"
نیلی ناگن کہنے لگی۔
"میرا خیال ہے یہ کوئی ایسا آدمی ہے جو کبھی ایسی جگہ پر رات بھر سویا ہے جہاں کچھ دیر پہلے ناگ دیوتا سویا تھا۔ اسی وجہ سے اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے لگی ہے۔"
کستوری ناگن بولی
"اندر کمرے میں آ جاؤ"
جب نیلی ناگن اور پجاری کی بیٹی کمرے میں چلے گئے تو عنبر گہری سوچ میں ڈوب گیا اب یہ بات کھل چکی تھی کہ یہ پجاری کی بیٹی کوئی جادوگرنی ہے جو سانپوں کی زبان بھی جانتی ہے اور ناگ دیوتا کو اپنے جادو کے سلسلے میں پکڑنا چاہتی ہے۔ عنبر کا دیران کمرہ دال سے چند قدم کے فاصلے پر تھا اور عنبر کو پجاری کی بیٹی اور سادھو سانپ کی باتیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔
کستوری ناگن نے کہا
"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس میرے لڑکے کی خوشبو پر ناگ دیوتا بھی ادھر آ جائے؟"

نیلی ناگن کی آواز آئی۔
"نہیں ایسا نہیں ہوتا ——— ناگ دیوتا کو کوئی ضرورت نہیں کہ اپنی خوشبو پر آئے کیونکہ ناگ دیوتا کو معلوم ہے۔ جہاں وہ تھوڑی دیر بیٹھتا ہے۔ یا لیٹتا ہے وہاں اگر کوئی بیٹھ جائے یا لیٹ جائے تو کچھ دنوں تک اس آدمی یا جانور کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آتی رہتی ہے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔"
کستوری ناگن کہنے لگی۔
"تو پھر میں اپنے اس لڑکے سے یہ معلوم کروں گی کہ وہ چند روز پہلے کس جگہ لیٹا تھا۔ اگر وہ تو ہمارے مندر میں ہی ہوتا تھا اگر وہ دو دن سے میرے ساتھ ہے۔ رات وہ سوئے میں سویا تھا۔ اور تہلکے میں بھی گیا تھا۔"
کستوری ناگن نیلی ناگن کو نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ لوگ رات تہلکے میں گئے تھے۔ اس نے نیلی ناگن کو واپس بھیج دیا۔ عنبر نے ساری باتیں سن لی تھیں دن نکلا تو کستوری ناگن پیشے پر ہاتھ مار مار کر واپس عنبر کے پاس آئی اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پوچھ گچھ کرنے لگی کہ وہ نقلے میں کہاں لیٹا تھا اور وہاں سے نکل کر کہاں کہاں بیٹھا تھا عنبر سب کچھ سمجھ گیا کہ وہ اس سے کیا پوچھنا چاہتی تھی اس نے اب پجاری کی بیٹی سے چال چلنے کا فیصلہ کر لیا۔ کہنے لگا

"پجارن جی! آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

کستوری ناگن کیسے اسے اصل بات بتاتی۔ بہانہ بناتے ہوئے بولی۔

"تم مجھے بتاؤ ناں کہ تم کہاں کہاں زیادہ دیر بیٹھے یا لیٹے تھے۔"

عنبر اب بھی بھولا بنا رہا اور بولا۔

"مگر! آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ آپ مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں۔"

کستوری ناگن کو آخر کہنا ہی پڑا

"بات یہ ہے عنبر کہ تمہارے جسم سے ایک خاص قسم کی دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے میں نے کتابوں میں پڑھا ہے۔ کہ اس قسم کی خوشبو ناگ دیوتا کے جسم سے آیا کرتی ہے لہٰذا ہے کہ تم ناگ دیوتا تو نہیں ہو۔ مگر تم ضرور کسی ایسی جگہ زیادہ دیر تک بیٹھے رہے ہو۔ یا لیٹے رہے ہو۔ جہاں ناگ دیوتا رہتا

ہے اس لیے تم یاد کر کے بتاؤ کہ زیادہ دیر تم کس جگہ بیٹھے یا لیٹے تھے!"

عنبر نے یوں ہی سوچنا شروع کر دیا کبھی وہ سر کھجاتا کبھی آنکھیں بند کرتا۔

پھر بولا۔

"ہاں یاد آ گیا۔ ایک دن میں اپنے سانپ منتر سے ڈر کر سیر کرتا اس چھوٹے اہرام کے پاس آ گیا۔ جہاں تمہارے باپ نے تمہیں دفن کیا تھا۔"

کستوری ناگن غور سے عنبر کو تک رہی تھی۔ عنبر بڑی سادگی سے کہے جا رہا تھا۔

"اس اہرام کے پاس پہنچ کر میں تھک گیا تھا دھوپ بھی تیز تھی مجھے اہرام کی دیوار میں ایک چھوٹا سا شگاف نظر آیا۔ اندر سے ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر اہرام کے اندر جا کر ٹھنڈی جگہ پر آرام کر لوں۔ چنانچہ میں اندر چلا گیا۔ اندر پتھر سے بنا وہ تابوت تھا جہاں کبھی تمہاری لاش پڑی ہوتی تھی مجھے تو معلوم تھا تابوت خالی ہے کیونکہ تم زندہ ہو کر اپنے باپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس آ چکی ہو۔ میں وہیں چبوترے کے پاس
لیٹ گیا پھر مجھے نیند آ گئی۔ میں دیر تک وہاں
سوتا رہا۔

کستوری ناگن نے پوچھا۔

"کیا تم نے وہاں کوئی عجیب و غریب چیز
دیکھی؟"

عنبر نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یاد آیا۔ جب میں سو کر اٹھا تو میں نے
ایک بڑے ہی خوبصورت سفید سانپ کو
دیکھا۔ وہ اتنا خوبصورت تھا کہ بالکل چاندی کا
سانپ لگتا تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟" کستوری ناگن نے بے تابی سے پوچھا
عنبر بولا۔

"جانے پھر ایسا کیسے ہوا کہ میں بالکل ساکت
سا ہو کر رہ گیا چاندی کے سانپ نے
میرے جسم پر رینگنا شروع کر دیا میں اپنی جگہ
سے ہل بھی نہیں سکتا تھا سانپ میرے جسم
پر رینگنے کے بعد ایوان کے ایک سوراخ میں
چلا گیا اس کے بعد میرے جسم میں کچھ سے

توانائی آ گئی اور میں فوراً کر جلدی سے ایوان سے
باہر نکل گیا۔

کستوری ناگن بڑے غور سے عنبر کو تک رہی تھی اس
کا معاملہ حل ہو گیا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ ناگ دیوتا
چھوٹے ایوان میں ہی موجود ہے۔

اس نے عنبر سے کہا۔

"ہم آج چھوٹے ایوان میں جائیں گے۔
میں چاندی کے سانپ کے درشن کرنا چاہتی ہوں۔
مجھے یقین ہے کہ وہی ناگ دیوتا ہے۔ وہی ناگ
دیوتا ہے۔ چلو عنبر ہم اسی وقت واپس جائیں گے۔"

اسی روز عنبر اور کستوری ناگن واپس معبد آ گئے دن بھر
کستوری ناگن نے مندر میں اپنے باپ کے پاس گذارا
اور رات کو عنبر کو ساتھ لے کر چھوٹے ایوان کی طرف
چل پڑی عنبر کو کستوری ناگن اس لئے ساتھ لے جا
رہی تھی کہ جب اسے ناگ دیوتا مل جائے گا تو وہ
عنبر کو ہلاک کر دے گی تاکہ کوئی اس کا گناہ باقی نہ
رہے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو یہ پتہ چلے کہ
وہ ناگ دیوتا سے مل رہی ہے۔ چھوٹے ایوان کے اردگرد بڑا
اندھیرا تھا۔ مگر عنبر اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور کستوری ناگن بھی اندھیرے میں دیکھ لیتی تھی مگر دونوں ہی یہ ظاہر کر رہے تھے جیسے انھیں اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دیتا عنبر نے موم بتی روشن کر دی اس کی روشنی میں عنبر اور کستوری ناگن ایوان کے اندر داخل ہو گئے۔

کستوری ناگن اس ایوان کو پہلے بھی دیکھ چکی تھی اس نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا

"سفید سانپ کہاں چلا گیا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ سامنے دیوار میں ایک سوراخ میں گھس گیا تھا"

کستوری ناگن نے دیوار کا جائزہ لیا۔ وہاں واقعی ایک سوراخ تھا۔ کستوری ناگن نے عنبر سے کہا۔ ہاں یہاں ایک سوراخ ہے۔ ناگ ریزتا اسی سوراخ میں رہتا ہے؟

کستوری ناگن نے پلٹ کر دیکھا تو عنبر تابوت کا ڈھکنا اٹھا کر اندر جھانک رہا تھا۔ کستوری ناگن نے چلا کر کہا۔

"تابوت کو کیوں کھول دیا تم نے؟"

عنبر کو معلوم تھا کہ تابوت کے اندر پجاری کی اصل بیٹی

کی لاش پڑی ہے۔ وہ انجان بن کر حیرانی سے بولا۔

پجارن جی! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ تابوت میں آپ کی لاش پڑی ہے۔ مگر جب آپ کی لاش تابوت میں ہے تو پھر آپ باہر کیسے زندہ چل پھر رہی ہیں؟

یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔

کستوری ناگن کے لئے اب ضروری ہو گیا تھا کہ وہ عنبر کو ہلاک کر ڈالے۔ کیونکہ عنبر پر اس کا طلسم کھل گیا تھا اس نے عنبر کی طرف خطرناک نظروں سے دیکھا اور اس کے منہ سے ایک بھیانک پھنکار نکلی اس کے ساتھ ہی وہ لڑکی ناگن بن گئی

عنبر نے اپنے سامنے سونے ایسے زرد رنگ کی ایک ناگن کو دیکھا تو ایک بار تو وہ چکرا کر رہ گیا اسے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ پجاری کی بیٹی ذہالی کے روپ میں یہ یا تو اس کی کوئی ہم شکل ہے یا کوئی جادوگرنی ہے۔ مگر یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ لڑکی ایک سانپ یا ناگن ہو گی۔ کستوری ناگن اپنا پھن اٹھائے جھوم رہی تھی پھر اس نے ایک زبردست پھنکار ماری اور اچھل کر عنبر کی گردن پر ٹوس دیا۔ عنبر نے سوچا کہ اب یہ معلوم کرنے کے لئے یہ لڑکی اصل میں کون ہے اسے جھٹ موت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مر جانا چاہیے چنانچہ عنبر وہیں زمین پر گر پڑا اور ایسے پڑا رہا جیسے مر گیا ہو۔ کستوری ناگن سانپ کی شکل میں رینگتی ہوئی اس کے قریب آ گئی۔ وہ حیران تھی کہ عنبر کا جسم ابھی تک پگھلا کیوں نہیں کستوری ناگن کے زہر کا اثر تو پتھر کو پانی بنا دیتا تھا اور انسان کو جب ڈستی تھی تو وہ ایک دم سے موم کی طرح سے پگھل جاتا تھا مگر عنبر کے ساتھ ایسا نہیں ہوا تھا۔ کستوری ناگن نے عنبر کو ایک بار پھر ڈس دیا۔

اس بار بھی عنبر کا جسم بالکل نہ پگھلا۔ کستوری ناگن نے فوراً عورت کی شکل بدل لی اور عنبر کے دل کے ساتھ کان لگا دیا عنبر نے اپنے دل کی دھڑکن روک لی۔ کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ عنبر مر چکا ہے مگر اس کا جسم پگھل کیوں نہیں رہا اچانک اسے خیال آیا کہ شاید یہ ناگ دیوتا کا اثر ہو کیونکہ جادو کی ایسا ناگ دیوتا عنبر کے جسم کے اوپر سے گذر گیا تھا اس لئے عنبر کا جسم ناگن کے زہر سے اب پگھل نہیں سکتا تھا کستوری ناگن اس پر ہی مطمئن تھی کہ عنبر مر تو گیا ہے۔ اس نے عنبر کی لاش "کو تابوت میں پجاری کی بیٹی نرمانی کی لاش کے ساتھ ہی ڈال دیا اور تابوت کا ڈھکنا بند کر دیا۔

کستوری ناگن نے اب بڑے اطمینان سے پھنکار ماری اور سانپ کی زبان میں سورج کے قریب جا کر ناگ دیوتا کو آواز دی۔

"اے عظیم ناگ دیوتا! میں ایک معمولی ناگن ہوں اور تمہارے درشن کی پیاسی ہوں۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔ تمہاری خدمت کرنا چاہتی ہوں میں تیری لونڈی بن کر تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں یہی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ مجھے اپنا دیدار کر لینے دے دو"

وہاں ناگ دیوتا ہوتا تو اسے جواب دیتا۔ وہاں تو سورج میں سوائے کیڑے مکوڑوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ عنبر تابوت میں پڑا کستوری ناگن کی آواز سن رہا تھا جب ناگ دیوتا نے کوئی جواب نہ دیا تو کستوری ناگن نے ایک بار پھر ناگ دیوتا کو آواز دی۔ مگر اس دفعہ بھی کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ کستوری ناگن سمجھ گئی کہ ناگ دیوتا ارام سے کہیں دور چلا گیا ہے کستوری ناگن کو ناگ دیوتا کے ٹھکانے کا پتہ چل گیا تھا اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ناگ دیوتا اسی راستے میں آتا جاتا رہتا ہے اس نے سوچا کہ وہ دوسرے روز پھر آئے گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کستوری ناگن نے تسلی کے لیے ایک بار تابوت کا ڈھکنا کھول کر دیکھا۔ عنبر سانس روکے اسی طرح لیٹا ہوا تھا۔ کستوری ناگن نے ڈھکنا بند کر دیا۔ اور دیوار کے شگاف میں سے باہر آگئی۔ اس نے پتھر اٹھا کر شگاف کو بند کر دیا۔ اور سیدھی اپنے نقلی ناگ پجاری کے مندر میں آگئی۔ باقی رات وہ اپنی کوٹھڑی میں لیٹی یہی سوچتی رہی کہ صبح جب وہ اپرام میں جائے گی تو ناگ ضرور اسے مل جائے گا۔ کستوری ناگن خلائی دنیا سے ایک چھوٹا سا منکا اپنے ساتھ لائی تھی اس منکے کو اس نے بہت سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ یہ منکا ناگ دیوتا کو بے بس کرنے کے اپنے تالیف میں کرنے کے لیے تھا۔ اس منکے کا سائز بڑے بیر جتنا تھا اس کا رنگ سبز تھا۔ اس میں ایک سوراخ تھا جو منکے کے اندر چلا گیا تھا۔ منکا اندر سے کھوکھلا تھا کستوری ناگن اسی منکے میں ناگ دیوتا کو بند کر کے اپنی خلائی دنیا میں لے جانا چاہتی تھی۔ اس نے اٹھ کر الماری کا نچلا دروازہ کھولا اندر سے ایک ڈبی نکالی۔ اس ڈبی کو کھولا تو اندر سبز منکا تھا۔

کستوری ناگن نے منکے کو واپس سنبھال کر رکھ دیا اور

پلنگ پر لیٹ گئی۔

جب کستوری ناگن چلی گئی تو عنبر تابوت سے باہر نکل آیا وہ چبوترے پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ یہ عورت ناگن ہے تو ناگ کی تلاش میں کہیں گی ہے! کہیں سے اسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچانا چاہتی۔ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو وہ اسے کبھی نہ سوتی اگر اس نے عنبر کو یہیں ڈس کر ہلاک کرنا چاہا ہے تو ضرور اس عورت کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ چونکہ عنبر نے جھوٹ موٹ ہی سہی مگر اس عورت کو ناگ دیوتا کا ٹھکانہ بتا دیا تھا اس لئے وہ اب اسے اپنے راستے سے ہمیشہ کے لئے ہٹا دینا چاہتی تھی۔

عنبر سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے؟ اسے کسی ایسی ترکیب پر عمل کرنا ہوگا کہ جس سے وہ اس ناگن عورت کی نگرانی بھی کرتا رہے اور اس کے سامنے بھی نہ جائے۔ ایسی کوئی صورت عنبر کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ اگر وہ ماریا ہوتا تو یہ کام بڑا آسان تھا۔ عنبر کو بے اختیار ماریا یاد آگئی اگر اس وقت وہ اس کے پاس ہوتی تو سب کام ٹھیک ہو جاتا آخر عنبر اسی نتیجے پر پہنچا کہ اسے بھیس بدل کر ابرالہول کے پاس ٹیلے کے قریب ٹھکانہ بنا لینا چاہیئے کیونکہ ناگن عورت چھوٹے اپرام میں ناگ دیوتا کی تلاش میں ضرور آیا کرے گی۔ ابرالہول اپرام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے قریب ہی تھا عنبر اہرام سے باہر نکل آیا اب اس کو یہ خیال آیا کہ ناگن عورت کو تابوت میں عنبر کی لاش نظر نہ آئی تو اسے شک ہو جائے گا کہ عنبر کوئی زبردست طاقت رکھتا ہے عنبر کے قدم وہیں رک گئے۔ وہ اہرام کے پاس ہی ٹھنڈی ریت پر رات کے اندھیرے میں بیٹھ گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے ہر حالت میں اہرام کے اندر ہی رہنا چاہیئے دن کے وقت وہ ٹیلے کے آس پاس پھرتا رہے اور اندھیرا ہوتے ہی تابوت میں لاش کی طرح لیٹ جائے۔ جس طرح وہ ناگن کے ڈسنے کے بعد لٹایا گیا تھا۔

مصیبت یہ تھی کہ تابوت میں پہلے بھی ایک لاش پڑی تھی جو اب ہڈیوں کا پنجر بنتی جا رہی تھی یہ بڑے پجاری کی بیٹی نوال کی لاش تھی۔

شام ہونے تک عنبر ابوالہول کے مندر کے آس پاس پھرتا رہا پھر وہ اہرام کے قریب آ کر بیٹھ گیا اس نے سوچا کہ کیوں نہ کسی سانپ سے اس ناگن عورت کے بارے میں دریافت کیا جائے کہ یہ اصل میں ہے کون۔ عنبر نے سانپ کی زبان میں آواز دی ایک سانپ اپنے بل میں سے نکل کر عنبر کے پاس آ گیا عنبر نے اپنا تعارف کروانے کے بعد اس سے ناگن

عورت کے بارے میں پوچھا تو سانپ نے کہا۔

"اس عورت کے جسم کے گرد ایک دھیان سا پھیلا ہوا ہے۔ میں نے اسے کئی بار یہاں آتے جاتے دیکھا ہے۔ ہم اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکے اگر وہ سانپ کا روپ بدل لیتی ہے تو ضرور کوئی جادوگرنی ہے؟

عنبر کو روز شام کے اندھیرے میں ایک گھوڑ سوار اہرام کی طرف آتا نظر آیا۔ اس نے سانپ کو رخصت کر دیا کیونکہ یہ کستوری ناگن تھی جو اہرام کی طرف آ رہی تھی عنبر اہرام میں داخل ہو گیا اس نے پتھر دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ دیا اندر جا کر وہ تابوت میں اسی طرح لیٹ گیا جیسے وہ پہلے لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ڈھکنا اوپر کر لیا۔ کستوری ناگن نے گھوڑے کو باہر کھڑا کیا۔ اور خود اہرام کے اندر چلی گئی۔ سب سے پہلے اس نے تابوت ڈھکنا ہٹا کر دیکھا۔ عنبر کی لاش ویسے ہی پڑی تھی۔ کستوری ناگن اس بات پر بھی حیران ہوئی کہ لاش ویسی کی ویسی ہی تھی۔ وہ ذرا بھی خراب نہیں ہوئی تھی۔ عنبر کا معمہ کستوری ناگن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ پہلے اس کا جسم پگھلا نہیں تھا اور اب لاش خراب نہیں ہو رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کستوری ناگن اسے بھی ناگ دیوتا کی کرامت سمجھی۔ کیونکہ ناگ دیوتا عنبر کے جسم پر سے رینگ گیا تھا۔

کستوری ناگن نے ایک بار پھر ناگ دیوتا کو آواز دی۔

"ناگ دیوتا! میں تیری لونڈی ہوں۔ صرف تمہارا درشن کرنا چاہتی ہوں۔ یعنی تجھے دیکھ کر تیری خدمت کرنا چاہتی ہوں۔ میرے دل میں اور کچھ نہیں ہے۔ ایک بار مجھے اپنا دیدار کرا دے ناگ دیوتا۔"

عنبر تابوت میں سن رہا تھا۔ ناگ دیوتا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ناگ وہاں تھا ہی نہیں۔ اگر ہوتا تو ضرور سامنے آکر کستوری ناگن سے بات کرتا۔ عنبر بھی اب یہی سمجھنے لگا تھا یہ ناگن عورت اصل میں ناگ دیوتا کی دیوانی ہے اس سے بڑی عقیدت رکھتی ہے۔ اور محض اس کی محبت اور عقیدت کی وجہ سے سب کچھ کر رہی ہے عنبر کو کستوری ناگن سے ہمدردی ہونے لگی اس نے دل میں خیال کیا کہ اگر واقعی یہ ناگن عورت ناگ سے اس قدر محبت رکھتی ہے تو اسے ناگ سے ملا دینا چاہیے۔ عنبر اس ناگن عورت یعنی کستوری ناگن کو بے ضرر عورت سمجھنے لگا جس کا مقصد محض ایک نظر دیکھنا اور اس کی خدمت کرنا تھا۔

عنبر نے سوچا کہ اس طرح تو وہ قیامت تک ناگ کو آوازیں دیتی رہے گی۔ تب بھی ناگ اسے کہیں نہیں ملے گا عنبر نے سوچا کہ اس ناگن عورت کی مدد کرنی چاہیے کیونکہ وہ ناگ کے پیچھے بے وقوف ہو رہی ہے۔ چنانچہ عنبر تیار ہو گیا۔

تیسری بار جب لونڈی نے بلند آواز میں کہا۔

"ناگ دیوتا! میں ساری زندگی تیری لونڈی بن کر بسر کروں گی۔ مجھ تم سے کوئی غرض نہیں ہے بس تو بچپن سے تیرے نام کی عاشق تھی پجاری کی بیٹی کا بھیس بھی میں نے صرف اس لئے بنایا کہ میں نے سنا تھا کہ پجاری کو تمہارا علم ہے کیا تم اپنی لونڈی پر رحم نہیں کھاؤ گے؟"

چونکہ عنبر بھی سانپوں کی زبان جانتا تھا۔ پس اس نے تابوت سے جواب دیا۔

"میں تمہیں ناگ دیوتا سے ملا سکتا ہوں۔"

کستوری ناگن نے سانپ کی آواز سنی تو حیران ہو کر بولی

"تم..... تم کون ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"میں ناگ دیوتا کا دوست ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم کہاں ہو؟" کستوری ناگن نے پوچھا۔

عنبر نے کہا۔

"میں تابوت کے اندر ہوں۔"

کستوری ناگن نے جلدی سے تابوت کا ڈھکن اٹھا دیا تابوت کے اندر عنبر اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ کستوری ناگن کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ عنبر تابوت سے باہر نکل آیا اور بولا۔

"لو مالی! تم نے اگرچہ مجھ کو راستے سے ہٹانے کے لئے زہر دیا تھا مگر تم یہ نہیں جانتی تھی کہ میں مر نہیں سکتا۔"

کستوری ناگن پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو تکنے لگی۔

"تم۔ تم کون ہو؟ تم اصل میں کون ہو؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا

"میں عنبر ہی ہوں مگر اب تک تم مجھے جو سمجھتی رہی ہو۔ میں وہ نہیں ہوں۔ میں سانپوں کی زبان جانتا ہوں۔ اس لئے اسی زبان میں تم سے بات کر رہا تھا۔"

کستوری دل میں سوچنے لگی کہ یہ شخص کہیں اس کے ساتھ کوئی فریب تو نہیں کر رہا۔

عنبر نے کہا۔

"لو مالی! میں جانتا ہوں کہ تم اصل میں پجاری کی بیٹی نہیں ہو۔ بلکہ تم نے ریاضت کے زور سے پجاری کی بیٹی کا روپ دھار رکھا ہے مگر اب جب میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم اصل میں ناگ دیوتا سے بے حد محبت کرتی ہو تمہارے دل میں ناگ دیوتا سے بڑی عقیدت ہے چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تم پر اپنا آپ ظاہر کر دوں۔ اگر تمہارے دل میں ناگ دیوتا کے بارے میں بڑے ارادے ہوتے تو میں کبھی تم پر اپنا آپ ظاہر نہ کرتا اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرا نام عنبر ہے میں ناگ دیوتا کا دوست ہوں۔ ہم کچھ ساتھی ہزاروں برس سے تاریخ کے راستوں پر سفر کر رہے ہیں مجھ میں یہ طاقت ہے کہ میں مر نہیں سکتا جب تک میرا سفر ختم نہیں ہو جاتا۔"

عنبر نے جان بوجھ کر کستوری ناگن کو ماریا کیٹی جوں سانگ اور تھیو سانگ کے بارے میں کھول کر نہ بتایا کیونکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے خیال میں پجاری کی بیٹی کو ناگ دیوتا سے ملاقات کی تمنا تھی اور وہ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اس کی ملاقات کرا سکتا تھا۔ باقی لوگوں کے بارے میں بتانے کی ابھی ضرورت نہیں تھی عنبر نے یہ خیال کی کہ کستوری ناگن کو ناگ کی ہمدرد اور عقیدت مند سمجھ بیٹھا کستوری ناگن بھی اس خیال سے بڑی خوش ہوئی۔ کہ عنبر کو معلوم ہی نہیں کہ کستوری ناگن کے دل میں کیا ہے اور یہ کہ وہ ناگ دیوتا کو اغوا کر کے اپنی خلائی دنیا میں لے جانا چاہتی ہے۔ چنانچہ کستوری ناگن نے فوراً طے کر لیا کہ وہ عنبر کی خوشامد کر کے اس کی مدد سے ناگ دیوتا سے ملے گی۔ اور پھر اپنی خاص طاقت کے ذریعے اسے بیہوش کر کے اغوا کر کے اپنی دنیا میں لے جائے گی۔ خلائی ناگن ہونے کی وجہ سے کستوری ناگن کے جسم کے گرد ایک نہ نظر آنے والی ہلکی سی دھند چھائی رہتی تھی جس کی وجہ سے کوئی سانپ یہ معلوم نہ کر سکتا تھا کہ اصل میں یہ کون عورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عنبر کو سانپ نے کہا تھا۔ کہ میں اس عورت کے بارے میں صرف یہی بتا سکتا ہوں کہ یہ ایک عام عورت ہے مگر اسے جادو کا منتر آتا ہے اس منتر کی مدد سے اس نے ناگن عورت کا روپ بدل رکھا ہے اور اسی منتر کی وجہ سے وہ ناگن بن جاتی ہے۔ عنبر کہہ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہارے پاس ایک خاص جادو ہے جس کی مدد سے تم ناگن کا روپ بدل لیتی ہو مگر چونکہ تم یہ جادو صرف ناگ دیوتا کی محبت کے وجہ سے سیکھا ہے اس لیئے میں تمہیں معاف کر دیتا ہوں اب تمہیں ناگن بن کر کسی سانپ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں میں خود ناگ دیوتا کی تلاش میں ہوں چلو۔ آج سے ہم دونوں مل کر ناگ کی تلاش کرتے ہیں"

کستوری ناگن کی تو دلی مراد بر آئی تھی۔ عنبر ایک ایسا شخص تھا جو نہ صرف ناگ کو پہچانتا تھا بلکہ ناگ دیوتا کی مدد سے خوشبو بھی محسوس کر سکتا تھا۔

کستوری ناگن مکاری اور عیاری سے کام لیتے ہوئے عنبر کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"عنبر! آج سے تم بھی میرے آقا ہو اور میں تمہاری غلام ہوں۔ کیونکہ تم میرے ناگ دیوتا کے دوست ہو۔ کاش تمہاری وجہ سے میں ناگ دیوتا کا دیدار کر سکوں اور پھر لونڈی بن کر اس کی خدمت کر سکوں۔ میں سپیرے باپ کی بیٹی ہوں بچپن ہی سے میرے دل میں خواہش پیدا ہو گئی تھی کہ میں ناگ دیوتا کے درشن کروں۔ وہ مل جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو اس کی خدمت کروں۔ شاید اس وجہ سے میرے جسم سے خوشبو آیا کرتی تھی پھر مجھے کچھ لوگ اغوا کر کے لے گئے مگر ناگ دیوتا کی محبت اور عقیدت نے مجھے ان سے بچا لیا۔ ناگ دیوتا نے مجھے بادشاہ کے قید خانے سے بھی بچا لیا تم تو جانتے ہی ہو اب میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ میں نے جادو کے منتر سے اس لئے پجاری کی بیٹی کا روپ بدلا تھا اور اس کے گھر زندہ ہونے کا بہانہ بنا کر آ گئی تھی کہ مجھے پتہ چلا تھا کہ بڑے پجاری کے پاس ناگ دیوتا آتا ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ناگ دیوتا کو نہیں بلا سکتا۔ کیونکہ اس نے میری شادی سانپ دیوتا سے کر دی تھی جو میں نے سخت غلطی کی کہ حامی بھری تھی۔ اب تم نے مجھے یہ بتا کر کہ تم ناگ دیوتا کے دوست ہو اور تم اس کو نہ صرف پہچانتے ہو بلکہ اس کی خوشبو بھی محسوس کرتے ہو۔ میرے دل میں امید کی شمع روشن کر دی ہے۔ میں تمہارے ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے کسی طرح صرف ایک بار ناگ دیوتا کا دیدار کرا دو اس کے بعد میں تم سے کچھ نہیں مانگوں گی بس پھر میں اپنے دیس ہندوستان

چلی جاؤں گی اور ساری زندگی ناگ دیوتا کا بت بنا کر اس کی پوجا کرتی رہوں گی۔

عنبر کستوری ناگن کی چکنی چپڑی باتوں سے اور زیادہ متاثر ہوا اس نے پوچھا۔

"تمہارا اصلی نام کیا ہے اور کیا تم ہندوستان کی رہنے والی ہو۔"

کستوری ناگن نے بڑی عیاری سے کہا۔

"اصل میں میرا پہلا جنم ہندوستان میں سانپوں کے ایک پجاری کے گھر ہوا تھا تب میرا نام کستوری تھا۔ تم بھی مجھے کستوری کے نام سے یاد کر سکتے ہو اب میرے دل کا حال تم پر کھل چکا ہے میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ تم بھی مجھ سے ناگ دیوتا کو مت چھپانا۔"

عنبر بڑا متاثر ہوا اس نے کہا۔

"کستوری! تم فکر نہ کرو۔ جب تمہارے دل کا حال مجھ پر ظاہر ہو گیا تھا تو تب ہی میں نے بھی اپنا آپ ظاہر کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیئے۔"

کستوری ناگن نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے اب بڑے پجاری کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے یہ تمہیں بھی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ میرا باپ نہیں ہے۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا بھی کچھ نہیں لگتا میں تو وہاں صرف تمہاری وجہ سے ٹھہرا ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے دیکھا تھا کہ تم ناگ دیوتا میں دلچسپی لے رہی ہو۔ ہر چونکہ مجھے بھی اپنے دوست کی تلاش تھی اس لئے میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ تم ناگ دیوتا یعنی میرے دوست میں کس لئے دلچسپی لے رہی ہو۔ کہیں تمہاری نیت خراب تو نہیں ہے مگر اب مجھ پر یہ حقیقت کھل گئی ہے کہ تمہاری نیت تو بڑی اچھی ہے۔ اور تم ہم سے زیادہ ناگ سے پیار کرتی ہو اور محض اس سے عقیدت اور محبت کی وجہ سے اس سے ملنا چاہتی ہو۔ اب ہم اکٹھے ملک ایران کی طرف جائیں گے میرا دل کہتا ہے ناگ ہمارے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ وہیں ہمیں ملے گا۔ کستوری ناگن کو ناگ کے دوسرے ساتھیوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کستوری ناگن تو صرف ناگ دیوتا کو ہر حالت میں واپس کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے فوراً عنبر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"عنبر بھائی! تم مجھے جس طرح لے چلو گے میں اسی طرح چلوں گی جس کسی طرح ناگ دیوتا کا دیدار ہو جائے اب تو دل میں سوائے اس کے اور کوئی حسرت نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"خدا نے چاہا تو تمہاری یہ حسرت ضرور پوری ہو گی۔ کیونکہ ہم اپنے سفر میں کئی بار ایک دوسرے سے جدا ہوئے ہیں اور پھر مل جاتے ہیں۔"

وہ ایوام سے نکلے تو رات ہو گئی تھی۔ عنبر نے کہا۔

"ہمیں سندر میں چل کر ایک اور گھوڑا لینا ہو گا۔"

کستوری ناگن بولی۔

"تم میرے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ میں ناگ کی تلاش میں پیدل بھی صحراؤں کی خاک چھان سکتی ہوں۔"

کستوری ناگن غضب کی اداکاری کر رہی تھی۔ عنبر پر اس کی جھوٹی اداکاری کا بڑا اثر ہو رہا تھا۔ وہ بولا۔

"نہیں نہیں کستوری! ہم ایک اور گھوڑا لیں گے ابھی تم ہی گھوڑے پر بیٹھو گی میرا کیا ہے۔ میں تو بالکل نہیں تھکا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کستوری ناگن کو گھوڑے پر بٹھایا اور خود اس کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔

کستوری کہنے لگی۔

• یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ عنبر بھائی تم مر نہیں سکتے پھر تو تمہیں بھوک پیاس بھی لگتی ہوگی۔

عنبر ہنس کر بولا۔

• ناگ سے تمہاری عقیدت کو دیکھتے ہوئے میں نے اپنا راز تم پر ظاہر کر دیا ہے ورنہ میں نے یہ بات کبھی کسی کو نہیں بتائی لیکن اب ناگ کی تلاش میں تمہیں میرے ساتھ رہنا تھا اس لئے یہ راز تم پر کھولنا ہی پڑا مجھے نہ بھوک لگتی ہے نہ پیاس اور نہ مجھے نیند کی ضرورت ہوتی ہے میں کئی ہزار سال سے ایسے کا ایسا ہی ہوں۔

کستوری ناگن نے دل میں سوچا کہ کہیں یہ شخص میری راہ میں رکاوٹ تو نہیں بن جائے گا؟ اس نے یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے دی کہ اس کے پاس جو خلائی ناگن کا سبز مٹکا ہے۔ وہ ناگ کو اس میں بند کر کے لے جائے گی۔ وہ یہ کام ایسی چالاکی اور ہوشیاری سے کرے گی کہ عنبر اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو پتہ ہی نہیں چل سکے گا۔ کستوری ناگن اب عنبر کی بہت خوشامد کرنے لگی ہر گھڑی ناگ دیوتا کی عقیدت کے گن گاتی تھی۔ مندر میں سے عنبر نے

ایک دوسرا گھوڑا لیا اور وہ ملک ہیرالن کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں عنبر نے کستوری ناگن سے پوچھا۔

• کستوری! تم نے سانپ سے باتیں کی تھیں تو اس نے ناگ کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتایا تھا۔

کستوری ناگن نے کہا۔

• اس نے کہا تھا کہ اسے کسی طرف سے ناگ دیوتا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی۔ پھر اس نے تمہارے بارے میں بتایا کہ تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو آ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے تم سے معلوم کرنا چاہا تھا کہ تم کسی ایسی جگہ تو نہیں بیٹھے یا لیٹے کہ جہاں ناگ دیوتا بیٹھا یا لیٹا ہو۔ پھر جب تم نے مجھے جھوٹ موٹ بتایا کہ ناگ دیوتا اہرام کے سوراخ میں آیا کرتا ہے اور اس کا جسم سفید چاندی جیسا ہے تو میں نے تمہیں اس لئے ناگن بن کر ڈس دیا کہ تم کسی کو یہ نہ بتا دو کہ میں ناگ دیوتا کی تلاش میں ہوں۔ کیونکہ اس طرح مجھے ڈر تھا کہ بڑا پجاری اور سانپ دیوتا میرے دشمن بن جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ناگ دیوتا مجھے جلا کر راکھ کر ڈالے یہی وجہ تھی کہ میں نے تمہیں ڈسا تھا۔

عنبر ہنس کر بولا۔ • وہ تو میری خوش قسمتی تھی کہ میں مر نہیں سکتا تھا ورنہ تمہارا زہر میرے جسم کو پگھلا دیتا۔

کستوری ناگن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ عنبر بھائی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم میرے آقا ہو تم ناگ دیوتا کے دوست ہو اس لئے میرے بھی آقا ہو۔ تم مجھے معاف کر دینا۔ مجھے تمہارے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا۔"

عنبر نے کہا۔

"اس میں کوئی بات نہیں کستوری! مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ کیونکہ تم ناگ کی پرستار ہو۔"

ملک معمر سے یہ لوگ ملک ایران کی طرف جا رہے تھے کستوری ناگن نے بھی عنبر کو یہی بتایا تھا۔ جادو کے منتر کی وجہ سے نہ اسے بھوک لگتی ہے نہ پیاس اور نہ اسے سونے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ عنبر نے اس سے کہا کہ اب اسے پجاری کی بیٹی کی شکل میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ اپنی اصلی شکل کیوں نہیں اختیار کر لیتی۔

اس پر کستوری ناگن نے کہا۔

"میرے جادو کی شرط ہے کہ اگر میں کسی دوسرے انسان کی شکل بدلوں گی تو پھر مجھے ایک برس تک اسی شکل میں رہنا ہوگا اس لئے میں مجبور ہوں کہ پجاری کی بیٹی کی شکل ہی بنائے رکھوں۔" عنبر کو یقین آ گیا اور وہ گھوڑے کو قدم قدم چلاتا رہا۔ اب وہ مصر اور ایران کے درمیان جو ویران خطرناک صحرا ہے اس میں داخل ہو گئے۔ رات کے اندھیرے میں انہیں دور سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دی

آگے کیا ہوا، جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۶۱ ناگن محل میں پڑھیے۔

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

ناگن محل

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۴۱/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۶
طابع : تاجدین پرنٹرز لاہور

پیارے دوستو!

ماریا، جولی سانگ اور کیٹی جو کہ تھیو سانگ کی تلاش میں ہیں جسے ایک جادوگرنی نے چھوٹی سی حالت میں کوہ قاف کے پہاڑوں میں زمین نیچے دفن کر دیا ہے۔ ان کا ہنگامہ خیز اور واقعات سے بھرپور سفر جاری ہے۔ دیکھیں یہ کب اس تک پہنچتے ہیں۔ یا پہنچنے کے بعد اُسے حاصل بھی کر سکتے ہیں یا نہیں۔

دوسری طرف کستوری ناگن جو کہ ناگ اغوا کرنے کے لیے آئی تھی ہے۔ عنبر پر اپنی ناگ بے جھوٹی محبت جتا کر اُسے بے وقوف بنائے ہوئے ہے اور عنبر کستوری ناگن کے ساتھ مل کر ناگ کو تلاش کر رہا ہے۔ مل جانے کے بعد کستوری ناگن کیسے ناگ کو اغوا کر کے اپنی خلائی دنیا میں لے گئی۔ اور وہاں اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل

سلے حمید

۴۵۴/این راہِ چمن سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رقاصہ بلّی

آواز اندھیری رات میں ایک ٹیلے کے پیچھے سے آ رہی تھی۔

عنبر نے کستوری ناگن کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ اندھیرے میں دیکھ لیتا ہے۔ مگر کستوری ناگن نے عنبر کو نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی اندھیرے میں دیکھ لیتی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق بھی ناگنوں کی خلائی دنیا سے تھا۔ وہ عنبر کو کیسے بتاتی؟۔ اس نے تو اپنے آپ کو ہندوستان کی ایک عام لڑکی اور ناگ کی پرستار کہہ کر پیش کیا تھا۔ صرف اتنا بتا دیا تھا کہ میرے پاس ایک جادو کا منتر ہے جس کی مدد سے میں کبھی کبھی ناگن بن جاتی ہوں۔ وہ بھی اس نے عنبر کو اس لیے بتایا تھا کہ عنبر نے اسے ناگن کے روپ میں دیکھ لیا تھا۔

عنبر اور کستوری ناگن نے گھوڑے روک لیے۔ "یہ کس کی آواز ہے عنبر بھائی؟"

ترتیب

- رقاصہ بلّی
- طلسمی مکڑی
- ناگن کی سازش
- خلائی مُہرہ
- ناگن محل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن نے پوچھا۔ عنبر بولا" آواز ٹیلے کے پیچھے سے آرہی ہے۔ کوئی عورت شاید کسی مصیبت میں ہے۔ چلو چل کر دیکھتے ہیں" دونوں گھوڑے بڑھا کر ٹیلے کے پیچھے آگئے۔ یہاں انہوں نے ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں ایک بوڑھی عورت کو بیٹھے دیکھا۔ وہ بار بار پانی مانگ رہی تھی۔ کستوری ناگن نے پانی کی ایک چھاگل ساتھ رکھ لی تھی۔ اس نے عورت کو پانی پلایا۔ عنبر نے پوچھا" ماتی جی! آپ کون ہیں اور یہاں کیسے پڑی ہیں؟" بوڑھی عورت نے کہا۔

"بیٹا یہاں سے قریب ہی ٹیلے میں میرا جھونپڑا ہے۔ میں راستہ بھول گئی ہوں۔ خدا کا شکر ہے تم لوگ مل گئے۔ مجھے پانی پلایا۔ مجھے میرے جھونپڑے میں چھوڑ دو میرے بچو!"

عنبر نے عورت کو اٹھا کر اپنے گھوڑے پر بٹھایا اور سحرا میں اس کا جھونپڑا تلاش کرنے لگے۔ کستوری ناگن خاموش تھی۔ عنبر کو اندھیرے میں سب کچھ دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ دیر ادھر ادھر چکر لگانے کے بعد آخر عنبر کو ایک ٹیلے پر ایک جھونپڑا نظر آیا۔ اس نے بوڑھی عورت سے کہا۔

"وہ تو تمہارا جھونپڑا نہیں ہے؟"

عورت نے کہا۔

"وہی ہوگا۔ وہی ہوگا۔ یہاں سوائے میرے جھونپڑے کے دوسرا کوئی جھونپڑا نہیں ہے"

کستوری ناگن نے پوچھا۔

"تم اکیلی یہاں کیسے رہ رہی ہو؟"

بوڑھی عورت بولی۔

"میرا دنیا میں کوئی نہیں بیٹی۔ یہاں سے شام کو قافلے گزرتے ہیں۔ وہ مجھے کھانے پینے کو بہت کچھ دے دیتے ہیں"

عنبر نے بوڑھی عورت کو جھونپڑے کے باہر اتار دیا اور کہا۔

"اب تم آرام کرو اماں۔ ہم جاتے ہیں"

اچانک جھونپڑے میں سے تین ہٹے کٹے آدمی ہاتھ میں تلواریں لیے نکل آئے۔ ان میں سے ایک نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اب تم کہاں جا سکتے ہو"

اور تینوں ایک دم عنبر اور کستوری ناگن پر ٹوٹ پڑے۔ وہ عنبر اور کستوری ناگن کو پکڑ کر جھونپڑے میں لے گئے۔ عنبر کو معلوم تھا کہ کستوری سانپوں کی زبان جانتی ہے۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے کستوری سے کہا۔

"ابھی کوئی حرکت نہ کرنا۔ کستوری! دیکھتے ہیں یہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ کیونکہ میں بغیر کسی وجہ سے کسی کو ہلاک کرنا پسند نہیں کرتا۔"

کستوری ناگن نے سانپ کی آواز میں کہا۔

"یہ لٹیرے ٹھگ ہیں۔ یہ تمہیں غلام بنا کر مجھے لونڈی بنا کر کسی شہر میں جا کر بیچ دیں گے۔ یہ لوگ یہی کیا کرتے ہیں۔"

انہوں نے عنبر اور کستوری کے فوراً ہاتھ پیچھے باندھ دیئے۔ عنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ عورت [redacted]"

بوڑھی عورت بھی اب سیدھی کھڑی ہو گئی تھی؟ اس نے عنبر اور کستوری کی طرف کوئی زیادہ توجہ نہ دی۔ اپنی کڑک دار آواز میں ٹھگوں میں سے ایک کو کہا۔

"جاگر! اس آدمی کو قتل کر دو۔ لڑکی کو ہم لونڈی بنا کر بیچ دیں گے۔"

جاگر ٹھگ نے کہا۔

"جو حکم اماں ——"

[redacted]

اور جاگر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ کم بخت نے دھائیں سے تلوار عنبر کی گردن پر دے ماری۔ کستوری ناگن بھی دیکھنا چاہتی تھی کہ عنبر مرتا ہے کہ نہیں؟ عنبر کیسے مر سکتا تھا۔ اسے تو اپنے ہزاروں سال سفر کے آخر تک ہر حال میں زندہ رہنا تھا۔ تلوار عنبر کی گردن پر پڑتے ہی اچٹ گئی۔ یعنی پیچھے کو اٹھ گئی۔ جاگر ڈاکو کے ساتھی نے کہا۔

"جاگر! اس نے گردن میں لوہے کا پٹہ ڈال رکھا ہے"

عنبر خاموش رہا۔ اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ جاگر نے آگے بڑھ کر عنبر کی گردن کو غور سے دیکھا۔ پھر ہاتھ سے ٹٹولا۔ گردن پر لوہے کا کوئی بھی پٹہ نہیں تھا۔ ڈاکو اب بہت حیران ہوا کہ تلوار کے اس قدر بھرپور وار کا اثر کیوں نہیں ہوا؟ اس نے دوسرا وار کیا۔ اس بار وار طاقتور تھا۔ چنانچہ تلوار عنبر کی گردن سے لگ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ جاگر پیچھے ہٹ گیا۔ دونوں ڈاکو بھی حیرانی سے عنبر کو تکنے لگے۔ جاگر نے چلا کر کہا۔

"اسے تیروں سے چھلنی کر دو۔"

عنبر پر تیر برسنے لگے۔ مگر عنبر کے جسم سے تیر ٹکرا کر نیچے گر پڑتے۔ اب تو تینوں ٹھگ اور عورت بہت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی پریشان اور حیران ہوئے کہ یہ کیا جادوگری ہے؟
عورت نے چیخ کر کہا۔
"یہ کوئی جادوگر ہے ——— اسے چھوڑ
دو۔ اسے چھوڑ دو جاگر!"
مگر جاگر خنجر نکال چکا تھا۔ اس نے عنبر پر خنجر کا بھر
پور وار کر دیا۔ خنجر اس نے عنبر کے سینے پر مارا تھا۔ خنجر جیسے
ہی چٹان سے ٹکرا کر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا۔ عنبر
نے فاتحانہ انداز میں کہا۔
"جاگر! اب تو میرے قدموں پر گر کر معافی مانگے
گا اور میں تجھے معاف نہیں کروں گا۔"
کستوری ناگن کو انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا [redacted] کے ہاتھ
بھی پیچھے باندھ دیئے گئے تھے۔ کستوری اس لیے کچھ نہیں کر سکتی
تھی کہ ان کے لیے عنبر ہی کافی تھا۔ وہ بھی عنبر کی غیر انسانی
طاقت دیکھ کر دل میں حیران رہ گئی۔ عنبر ٹھیک کہتا تھا کہ وہ ابھی
مر نہیں سکتا۔ دونوں خوف دہشت زدہ ہو کر جھونپڑے کے
باہر بھاگ گئے۔ عنبر نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے ہاتھوں کی
رسی توڑ ڈالی۔ پھر وہی رسی جاگر کے گلے میں ڈال کر اسے
ایک ہی جھٹکے سے بل دیا تو جاگر کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ بوڑھی عورت
نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"میرے بیٹے کو نہ مارنا۔ مجھے مار ڈال۔ میرے بیٹے
کو معاف کر دے۔"
عنبر نے ایک جھٹکے سے جاگر کو پرے پھینک دیا اور بولا۔
"تجھے اپنی زندگی کے لیے اپنی بوڑھی ماں کا شکریہ
ادا کرنا چاہیئے۔ اگر آج تیری ماں نہ ہوتی تو تو مجھ
سے بچ نہیں سکتا تھا۔"
جاگر عنبر کے قدموں پر گر پڑا۔ "مجھے معاف کر دو دیوتا۔
مجھے معاف کر دو۔"
عنبر نے کہا۔
"میری بہن کی رسی کھولو اور اس سے معافی
مانگو۔"
جاگر نے فوراً کستوری ناگن کی رسی کھول ڈالی۔ اور ہاتھ
باندھ کر بولا۔
"میری بہن! مجھے معاف کر دے۔ میں توبہ کرتا ہوں
اب یہ کام کبھی نہیں کروں گا۔"
جاگر کے ساتھی صحرا میں بھاگ گئے تھے۔ عنبر نے جاگر
کو نصیحت کی کہ وہ یہ برا کام چھوڑ کر محنت مزدوری کر کے
رزق حلال کما کر اپنی ماں کو کھلائے۔ عنبر اور کستوری ناگن
جھونپڑے سے باہر آ گئے۔ عنبر نے جاگر سے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہاں سے ایران کی سرحد کو راستہ کدھر سے جاتا ہے؟"

جاگر ان کے ساتھ دُور تک آیا۔ جب ایک صحرائی سڑک بڑی کمزوری ظاہر ہو گئی تھی۔ اب کستوری ناگن عنبر سے آگئی تو وہ عنبر کے پاؤں چھُو کر ایک بار پھر معافی مانگ پنا بچاؤ کر سکتی تھی۔ ہو سکتا تھا پہلے وہ عنبر کے مقابلے کر واپس چلا گیا۔ یہ صحرائی سڑک کا ریتلا راستہ تھا جہاں پر اُتر آتی۔ مگر اب وہ اس کا مقابلہ نہیں کرے گی۔ وہ سے قافلے گزرا کرتے تھے۔ کستوری ناگن کہنے لگی۔ تقابلہ کر ہی نہیں سکتی تھی۔ اب تو وہ یہ چاہتی تھی۔ کہ جتنی

"عنبر بھائی! میں نے ایسی طاقت کسی انسان میں جلدی ہو سکے ناگ دیوتا سے ملاقات ہو۔
نہیں دیکھی۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ تم دنیا کے
سب سے بہادر آدمی ہو۔ آخر میرے بھائی جو
تھے"

کستوری ناگن عنبر کی جان بوجھ کر تعریف کرنے لگی۔ عنبر پر کسی کی تعریف کا کبھی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھا کستوری کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"یہ قدرت کی طرف سے دی گئی طاقت ہے۔ خدا جب چاہے مجھ سے یہ طاقت واپس لے سکتا ہے۔ مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ جب تک میرا سفر ختم نہیں ہو جاتا۔ مجھ پر کسی تیر تلوار زہر کا اثر نہیں ہوگا"

کستوری ناگن دل میں یہ سوچنے لگی کہ اسے ناگ دیوتا کو

اغوا کرتے ہوئے عنبر کی اس طاقت کا خاص طور پر خیال رکھنا ہوگا۔ ایک طرح سے کستوری ناگن پر عنبر کی بہت

گئیں، اتنا پتہ چل گیا تھا کہ تھیو سانگ اگر ملے گا تو کوہ قاف
میں ملے گا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ تھیو سانگ کو چھوٹا اور
بے حس کر کے خالہ جادوگرنی نے کوہ قاف والے اپنے
محل کی ایک کوٹھڑی میں زمین کے نیچے دفن کر رکھا تھا۔ خالہ جادوگرنی
خود تو مر چکی تھی۔ اب وہاں ساحری جادوگر کی حکومت تھی۔
وہ قاف اس کی سلطنت تھی۔ وہاں کسی کو علم نہیں تھا۔
کہ جادوگرنی کے محل کی کوٹھڑی میں تھیو سانگ دفن ہے۔

ناگ، ماریا، کیٹی اور جولی سانگ جب ایران کے شمالی پہاڑیوں
کے واقع کوہ قاف کی سرحد پر پہنچے تو ایک وادی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہوں نے پڑاؤ ڈال لیا۔

کوہ قاف کے متعلق اس زمانے میں بھی یہ بات مشہور تھی کہ وہاں جادوگروں کے بادشاہ سامری کی حکومت ہے اور کوئی انسان اُدھر نہیں جاسکتا۔ کیٹی، ناگ ماریا اور جولی سانگ وادی میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے غور کرنے لگے کہ کوہ قاف کی وادی میں کس طرف سے داخل ہوا جائے۔ کوہ قاف کی پہاڑیوں کا سلسلہ بالکل اُن کے سامنے تھا۔ کیٹی نے اپنے خیال کا یوں اظہار کیا۔

"بہت ممکن ہے کہ کوہ قاف کی وادی میں کسی طلسم کا جال پھیلا ہوا ہو۔ اگر ماریا وہاں کی فضا کا جائزہ لینے گئی تو اس کے کسی طلسم [redacted] خطرہ ہے۔"

ماریا نے اس کے جواب میں کہا۔ [redacted]

"کسی نہ کسی کو تو وہاں جا کر جائزہ لینا ہی ہوگا۔ اور مجھ سے بہتر اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ میں کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔" ناگ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ اس پر جولی سانگ کہنے لگی۔

"میرا تو خیال ہے کہ میں چونکہ خلائی مخلوق ہوں اور مجھ پر جادو کا اثر کم ہی ہوگا۔ اس لیے کوہ قاف

کی وادی کا جائزہ لینے کے لیے مجھے جانا چاہیئے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"اس طرح تو میں بھی خلائی مخلوق ہوں۔ مگر ایسا ہوتا کم ہی ہے کہ جادو کا اثر ہم پر نہ ہو۔ اکثر ہم پر بھی طلسم کا اثر ہو ہی جاتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"میری رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے ماریا کافی بلندی پر جا کر کوہ قاف کی پہاڑیوں کا جائزہ لے اور اس کے بعد میں وہاں جا کر تھیو سانگ کا سراغ لگانے کی کوشش کروں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"سب سے پہلے تو ہمیں کوہ قاف کی سرحد کے قریب کسی خفیہ جگہ پر اپنا عارضی ٹھکانہ بنانا چاہیئے۔ جہاں ہم میں سے جو کوئی بھی کوہ قاف جائے واپس آسکے۔"

ماریا اور ناگ نے اس خیال سے اتفاق کیا۔ اب چاروں کوہ قاف کی سرحد کی طرف روانہ ہوگئے۔ سرحد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی پہاڑیوں کے ایک طرف دو پہاڑیوں کے درمیان ایک چھوٹا سا قدرتی درّہ بنا ہوا تھا۔ اس درّے میں ایک بہت بڑی چٹان کے اندر ایک غار سا تھا۔ وہ اس غار میں جاکر بیٹھ گئے۔ اب انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ شروع کر دیا۔ آخر یہی طے پایا کہ ماریا پہلے جاکر ایک فضائی جائزہ لے۔ آکر رپورٹ دے اور اس کے بعد ناگ تھیوساگ کے سُراغ کے لیے چل پڑے۔ جبل ساگ کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے عنبر بھائی کا بھی اسی جگہ کچھ سُراغ مل جائے۔"

کیٹی بولی۔

"تشویش کی بات تو یہ ہے کہ ان دو [redacted] سے کسی کی بھی خوشبو کہیں سے نہیں آ رہی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ممکن ہے ان پر جادو کا اثر ہو گیا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی بھی یہاں نہ ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"ہمیں جس سانپ نے یہ خبر دی تھی کہ تھیوساگ کوہ قاف کی طرف چلے گا وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ تھیوساگ اسی وادی میں کسی جگہ پر موجود ہے مگر وہ بے بس کر دیا گیا ہو گا۔"

ماریا بولی۔

"بہر حال میں جا رہی ہوں۔ جلدی واپس آ جاؤں گی۔"

کیٹی نے کہا۔

"تم جب تک واپس نہیں آؤ گی۔ ہمیں فکر لگی رہے گی ماریا۔"

ماریا نے اپنے ساتھیوں کو تسلی دی اور فضا میں اُڑان بھر کر کوہ قاف کی وادی کی طرف اُڑ گئی۔ وہ کافی بلندی پر پہنچ گئی۔ پھر اس نے اپنے آپ کو ہوائی جہاز کی طرح دائیں طرف جھکا دیا اور نیچے پھسلنا شروع ہو گئی۔ نیچے جب کوہ قاف کی وادی اسے صاف دکھائی دینے لگی تو وہ سیدھی ہو گئی اور فضا میں آہستہ آہستہ دائرے کی شکل میں چکر لگانے لگی۔ اس نے دیکھا کہ کوہ قاف کی وادی چاروں طرف سے پہاڑیوں میں گھری ہوئی تھی۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے جن پر ہرے بھرے درختوں کے جھنڈ ہوا میں لہرا رہے تھے۔ وادی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ایک طرف ڈھلان پر سنگِ مرمر کا ایک عالی شان محل بنا ہوا تھا۔ ماریا نیچے آگئی۔ وہ زمین سے دو تین سو فٹ اوپر تھی۔ اسے ابھی تک فضا میں جادو کی لہروں کا احساس نہیں ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ فضا میں جادو نہیں تھا۔ ماریا سنگِ مرمر کے محل کے اوپر آکر چکر لگانے لگی۔ محل سنسان تھا۔ اس کے سامنے جو باغ تھا وہ بھی ویران ویران تھا۔ کوئی انسان یا جادوگرنی وغیرہ نظر نہیں آرہی تھی۔ ماریا کو کچھ حوصلہ ہوا کہ وہاں طلسم نہیں ہے اور وہ محل کے باغ میں اتر آئی۔ پھر وہ سنگِ مرمر کے محل کے برآمدے میں آگئی۔ سامنے بڑے بڑے ہال ایسے کمرے تھے۔ جن پر شاندار قالین بچھے ہوئے تھے۔ سونے چاندی کی کرسیاں لگی تھیں۔ مگر کوئی جادوگر یا جادوگرنی کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔

ماریا پھونک پھونک قدم اٹھاتی محل کے کمروں میں گھوم پھر رہی تھی۔ سارے کے سارے کمرے خالی پڑے تھے۔ ماریا محل کے پیچھے آگئی۔ یہاں بھی ایک خوب صورت باغ تھا۔ باغ میں سے ایک سنگِ مرمر کا چھوٹا سا راستہ سامنے ایک سنگِ مرمر کے گنبد والے مکان کی طرف جاتا تھا۔ ماریا باغ میں سے گزر کر اس مکان کے برآمدے

میں آئی تو اسے گھنگھروؤں کی آواز سنائی دی۔ ماریا ایک لمحے کے لیے رُک کر سننے لگی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے اندر رقص ہو رہا ہے۔ ماریا آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔ دروازے پر مخمل کا بھاری پردہ لٹک رہا تھا۔ ماریا سوچنے لگی کہ اسے دوسری طرف جانا چاہیے یا نہیں۔ کیونکہ دوسری طرف کوئی طلسم بھی ہو سکتا تھا مگر دوسری طرف جانا بھی ضروری تھا۔ ماریا نے خدا کا نام لیا اور فضا میں بلند ہو کر مخمل کے پردے کو اٹھائے بغیر اس میں سے گزر گئی۔

دوسری طرف ایک سجا ہوا کمرہ تھا۔ جس میں ایک تخت بچھا تھا۔ تخت پر ایک لمبے بالوں اور بڑے سر والا عجیب سا آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے سیاہ لمبا چولا پہن رکھا تھا۔ بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں چاندی کا چھوٹا سا ڈنڈا تھا جس کے سرے پر بلّی کا سر بنا ہوا تھا۔ اس کے سامنے قالین پر ایک خوب صورت نوجوان لڑکی رقص کر رہی تھی۔ جب ماریا کو اطمینان ہو گیا کہ ابھی تک اس پر کسی قسم کے طلسم نے اثر نہیں کیا۔ تو وہ ایک طرف کھڑی ہو کر لڑکی کو رقص کرتے اور لمبے بالوں اور بڑے سر والے عجیب شکل کے آدمی کو چاندی کا بلّی کے سر والا ڈنڈا ہاتھ میں لیے سر ہلاتے دیکھنے لگی۔ لڑکی کے رقص کرنے کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مجبوری کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ رقص کر رہی ہے۔ وہ تھکی تھکی لگ رہی تھی۔ وہ ذرا لڑکھڑائی تو بڑے سر والے آدمی نے چاندی کے ڈنڈے کو فضا میں بلند کرتے ہوئے خراش دار آواز میں کہا۔

"ناچو! ناچو! نہیں تو میں تمہیں چیونٹی بنا کر جنگل میں پھینک دوں گا"

لڑکی ایک دم سنبھل گئی اور رقص کرنے لگی۔ تھوڑی دیر وہ رقص کرتی رہی۔ پھر جب وہ تھکن سے چُور ہو کر ایک بار پھر لڑکھڑانے لگی تو بڑے سر والے آدمی نے ہاتھ بلند کر کے کہا "بس اب باقی کل رقص ہوگا" وہ تخت سے اُٹھ کر خوب صورت لڑکی کے پاس آیا۔ لڑکی کانپنے لگی۔ اس نے ہاتھ باندھ کر روتے ہوئے کہا۔

"مجھ پہ رحم کرو سامری! مجھ پر رحم کرو"

اس بڑے سر والے آدمی کا نام سامری [redacted] گیا کہ یہ اس کوہ قاف کی وادی کا بادشاہ جادوگر ہے۔ اس نے سامری کا نام بہت سُن رکھا تھا۔ آج وہ اسے پہلی بار انسانی بلکہ نیم انسانی شکل میں دیکھ رہی تھی۔ سامری چاندی کا بلّی کے سر والا ڈنڈا لڑکی کے چہرے کے قریب لے آیا۔ لڑکی کا جسم تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ چیخ مار کر بولی۔

"خدا کے لیے اسے پرے کرو۔ اسے پرے کرو۔ میں جل جاؤں گی۔ میں جل جاؤں گی"

[redacted]

سامری نے ایک قہقہہ لگا کر کہا۔

"خبردار پھر کبھی مجھ سے رحم کی بھیک مت مانگنا تمہیں معلوم نہیں کہ میری کوہ قاف کی سلطنت میں کسی پہ رحم نہیں کیا جاتا۔ اب کل پھر تمہیں رقص کرنا ہوگا۔ اب واپس چلی جاؤ"

لڑکی کانپ رہی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ سامری نے اپنی جیب سے چاندی کی ایک کیل نکالی اور رقص کرنے والی لڑکی کے سر میں زور سے گاڑ دی۔ کیل لڑکی کے سر میں گھسی تو وہ لڑکی سے ایک بلّی بن گئی۔ زرد آنکھوں والی سیاہ کالی بلّی۔ سامری نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اپنے بھٹ میں جا کر بیٹھ جاؤ"

بلّی آہستہ سے واپس مڑی اور کمرے سے نکل گئی۔ ماریا تیزی سے اُڑتی ہوئی اس بلّی کے پیچھے پیچھے گئی۔ سامری وہاں سے نکل کر دوسری طرف چلا گیا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ کمرے کی دوسری طرف ایک نیم تاریک سنگ مرمر کا چھوٹا سا حجرہ بنا ہوا تھا۔ بلّی اس حجرے میں داخل ہو گئی۔ اندر ایک طرف فرش پہ چوکی پڑی تھی۔ بلّی آہستہ سے چوکی پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ وہ بے حد بہت اداس تھی۔ اس نے سر نیچے ڈھال رکھا تھا۔ اور ایسے آہستہ آہستہ میاؤں میاؤں کر رہی تھی۔ جیسے مصیبت میں کسی کو مدد کے لیے پکار رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو۔ ماریا خاموشی سے اس کے پاس کھڑی ہو گئی۔ بلّی کو بالکل احساس نہ ہوا کہ کوئی غیبی شے اس کے قریب کھڑی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ماریا نے دیکھا تھا کہ جانوروں کو اس کا احساس ہو جاتا تھا۔ ماریا کو اس لڑکی کے بارے میں اتنا علم ہو چکا تھا کہ سامری نے اسے یہاں زبردستی پکڑ کر قید کر رکھا ہے۔ وہ اس کی ہمدردی حاصل کر کے وہاں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتی تھی۔ ماریا نے جو حجرے کے باہر جا کر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ ہال کمرے میں گئی۔ وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ ماریا واپس بلّی والے حجرے میں آ گئی۔ بلّی اسی طرح سر اپنے اگلے پنجوں پر رکھے اداس بیٹھی آہستہ آہستہ کراہ رہی تھی۔ ماریا اس نے غور سے دیکھا۔ بلّی کے سر میں چاندی کے کیل کی ٹوپی صاف نظر آ رہی تھی۔

ماریا نے ہاتھ بڑھایا تو بلّی غرائی۔ شاید اسے ماریا کے ہاتھ کا احساس ہو گیا تھا۔ ماریا نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ بلّی نے چاروں طرف دیکھا اور دوبارہ سر اپنے پنجوں پر ڈال دیا۔ ماریا نے دوسری بار ہاتھ آگے بڑھایا۔ بلّی سر اٹھا کر پھر غرائی۔ مگر ماریا نے تیزی سے اس کے سر میں سے چاندی کی کیل باہر کھینچ لی۔ کیل کے باہر آتے ہی بلّی پھر سے وہی رقص کرنے والی لڑکی بن گئی وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف تکنے لگی۔ وہ حیران تھی کہ جب وہاں کوئی نہیں ہے تو اس کے سر میں سے کیل کس

نے نکالا ہے۔ پھر وہ اپنے آپ سے بولی۔

"سامری میں جانتی ہوں۔ یہ تمہارا بھیجا ہوا کوئی غیبی جادوگر ہے۔ جس نے میرے سر سے کیل کھینچی ہے۔ مجھے بتاؤ۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔ میں ساری رات اور آدھے دن تک رقص کرتی رہی ہوں۔ کیا تم مجھے آرام بھی نہیں کرنے دو گے"

تب ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"آہستہ سے بولو" لڑکی چپ ہو کر جدھر سے ماریا کی آواز آئی تھی ادھر دیکھنے لگی۔ یہ ایک عورت کی آواز تھی۔ وہ بولی۔

"ضرور تم سامری کی بھیجی ہوئی کوئی بدروح ہو یا چڑیل ہو۔ تم کس لیے آئی ہو؟" ماریا نے کہا۔

"مجھے سامری نے نہیں بھیجا"

لڑکی نے تعجب سے پوچھا۔

"پھر تم کون ہو اور یہاں کس لیے آئی ہو؟"

ماریا نے جواب میں کہا۔

"میں تمہیں یہاں سے نکالنے آئی ہوں"

اب لڑکی کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا۔ وہ بولی۔

"تم ——— تم کون ہو؟"

ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری بات غور سے سنو۔ میں کوئی بد روح یا چڑیل نہیں ہوں۔ میں تمہاری طرح کی ایک لڑکی ہوں۔ مگر کسی خاص وجہ سے میں کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ مجھے بتاؤ۔ کیا تم یہاں سے آزاد ہونا چاہتی ہو؟"

لڑکی جلدی سے اُٹھ کر حجرے کے باہر گئی۔ دائیں بائیں دیکھ کر اطمینان کیا کہ وہاں کوئی اور آدمی یا عورت تو نہیں ہے۔ پھر جلدی سے حجرے میں آگئی اور جدھر سے ماریا کی آواز آرہی تھی اِدھر منہ کرتے ہوئے بولی۔

"تم یہاں کیسے آگئی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"اِن باتوں کو چھوڑو۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم یہاں سے آزاد ہونا چاہتی ہو کہ نہیں؟"

لڑکی نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

"یہ جگہ تو میرے لیے دوزخ سے کم نہیں۔ میں ایک سیکنڈ کے اندر اندر یہاں سے بھاگ جانا چاہتی ہوں۔ مگر تمہیں معلوم نہیں کہ میرا یہاں سے نکلنا ناممکن ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں نے سامری کو تمہارا رقص دیکھتے اور تمہیں چاندی

کے کیل کی مدد سے بلّی بناتے دیکھ لیا تھا۔ وہیں سے میں تمہارے پیچھے پیچھے اس حجرے میں آگئی تھی۔ مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ میں تمہیں ہر قیمت پہ یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی۔"

لڑکی نے کہا۔

"اگر میں نے اس محل کے باہر قدم رکھا تو سارے محل میں چیخیں بلند ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اور سامری کے طلسمی آدمی مجھے فوراً پکڑ لیں گے اور ہو سکتا ہے وہ مجھے ہلاک کر ڈالیں گے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"میں تمہیں زمین پہ قدم رکھنے ہی نہیں دوں گی۔ بتاؤ کہ اگر تمہارے پاؤں زمین پہ نہ رکھے گئے تو پھر چیخوں کی آوازیں بلند ہوں گی؟"

لڑکی بولی۔

"مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ میرے پاؤں زمین پہ نہ لگیں؟ تم تو غائب ہو۔ تمہیں تو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ مگر میں تو سب کو نظر آؤں گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"میں تمہیں دوبارہ بلّی بنا کر اپنی گود میں اُٹھا لوں گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میری گود میں گرنے کے بعد تم بھی میری طرح غائب ہو جاؤ گی۔ کیا پھر بھی محل سے چیخوں کی آواز آئے گی؟"

"نہیں" لڑکی نے کہا۔

ماریا بولی۔

"تب تم میرے ساتھ یہاں سے نکلنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"میں بلّی نہیں ہوں ناگ۔ بلکہ یہ ایک خوب صورت نوجوان قیدی لڑکی ہے۔ جس کو کوہ قاف کے سامری نے بلّی بنا کر قید میں ڈال رکھا تھا۔ میں اسے یہاں لے آئی ہوں۔"

اور ماریا نے بلّی کے سر میں سے چاندی کی کیل کھینچ لی۔

ماریا نے چاندی کی کیل لڑکی کے سر میں دوبارہ گاڑ دی۔ کیل اب کیٹی، ناگ اور بھولی سانگ کے سامنے ایک خوب صورت لڑکی پھر سے بلّی بن گئی۔ اب وہ بالکل نہیں غرّا رہی تھی نوجوان لڑکی موجود تھی۔ لڑکی بھی ناگ کیٹی اور بھولی سانگ کو حیرت ماریا نے بلّی کو گود میں اٹھا لیا۔ ماریا کی گود میں آتے ہی بلّی غائب سے تک رہی تھی۔ ماریا نے کہا۔

ہو گئی۔ ماریا اسے لے کر گنبد والے سنگ مرمر کے مکان سے نکل کر باغ میں آ گئی۔ یہاں سے وہ سنگ مرمر کے محل کی چھت پر بلند ہو گئی۔ فضا میں بلند ہونے کے بعد اس نے اپنے پنکھ کو تیز سے اوپر کی طرف اٹھا لیا۔ وہ ہوائی جہاز کی طرح فضا کو چیرتی ہوئی اوپر چلی گئی۔ اور بادلوں کے ساتھ ساتھ کوہ قاف کی وادی سے نکل کر اس طرف نیچے پھیلنے لگی جہاں غار میں کیٹی ناگ اور بھولی سانگ اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ماریا کی خوشبو قریب سے آئی تو کیٹی بولی "ماریا آ گئی ہے" ماریا غار میں داخل ہوئی اور اس نے بلّی کو نیچے رکھ دیا۔ ناگ نے پریشان ہو کر کہا۔

"میرے خدا! ماریا تو بلّی بن گئی ہے؟"

"یہ میرے بہن بھائی ہیں۔ یہ سب تمہارے ہمدرد ہیں۔ اب تم ہمیں بتاؤ کہ تم کون ہو اور سامری نے تمہیں کس لیے قید کیا ہوا تھا؟"

لڑکی بولی۔

"میرا نام ماجدی ہے۔ میں شہر سوڈان کے ایک غریب آدمی کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ ایک روز میں رات کو چھت پر سو رہی تھی کہ سامری اپنے تخت پر بیٹھا ادھر سے گزرا۔ اس نے مجھے دیکھا۔ اور اسی وقت مجھے بلّی بنا کر اپنے ساتھ کوہ قاف لے گیا۔ تب سے لے کر دو ماہ ہو گئے ہیں میں اس کی قید میں پڑی تھی۔ وہ ساری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساری رات مجھے ناچنے پہ مجبور کرتا اور میں تھک کر چُور ہو جاتی۔ بس یہی میری دُکھ بھری کہانی ہے۔ خدا کے لیے اب مجھے میرے ماں باپ کے گھر پہنچا دو۔ نہیں تو سامری کے طلسمی آدمی مجھے پکڑ کر لے جائیں گے۔ اور تم لوگ بھی یہاں سے بھاگ جاؤ۔ وہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اِن کے پاس جادو کی طاقت ہے۔"

ناگ نے ماجری سے کہا۔

"ماجری! ہم تمہیں بہت جلد تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ مگر ہمیں بتاؤ کہ کیا سامری کے محل میں کوئی اور بھی آدمی قید ہے؟"

ماجری نے کہا۔

"نہیں۔ میرے سوا وہاں اور کوئی نہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"میری بہن ٹھنڈے دل سے غور کر کے بتاؤ ہمارا ایک بھائی گم ہو گیا ہے۔ ہم اس کی تلاش میں ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"کیا تم نے کسی ایسے [redacted] وہاں دیکھا ہے جو چھوٹی انگلی جتنا ہو۔"

ماجری خاموشی سے سوچنے لگی۔ پھر بولی۔

"میں نے ایسا کوئی آدمی سامری کے پاس نہیں دیکھا۔ لیکن ہاں ایک بار اس کو یہ کہتے سنا تھا۔"

ماجری چُپ ہو گئی۔ ماریا نے جلدی سے پوچھا۔

"کیا کہتے سنا تھا ماجری۔ یاد کر کے بتاؤ۔ تم چُپ کیوں ہو گئیں؟"

ماجری اپنے ذہن پہ زور دیتے ہوئے یاد کر کے کہنے لگی۔

"ہاں یاد آ گیا۔ میں ایک رات سامری کے آگے رقص کر رہی تھی کہ اچانک ایک طلسمی آدمی اندر آ گیا۔ وہ سامری کا خاص وزیر تھا۔ کہنے لگا سامری! اس کوکب تک زمین میں دفن کئے رکھنا ہے؟ سامری نے جواب میں کہا تھا۔ ابھی اِسے وہیں نیلے حجرے میں ہی زمین میں گڑھا رہنے دو۔ اگلے سال جب جشن ہو گا تو اِسے نکالیں گے۔ بس اس کے بعد میں نے کچھ نہیں سنا۔"

ناگ کیٹی اور جولی سانگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طلسمی مکڑی

ماریا نے کہا۔
"ضرور وہی تھیوسانگ ہوگا۔ ہمیں نیلے حجرے میں جا کر اسے تلاش کرنا ہوگا۔"
ناگ بولا۔
"ماریا! کیا تمہیں وہاں کوئی طلسم تو محسوس نہیں ہوا؟"
ماریا بولی!
"نہیں۔ مجھے کسی قسم کے طلسم یا جادو کا وہاں احساس نہیں ہوا۔"

پھر جولی سانگ نے ماجری کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔
"ماجری! تم ہمیں یہ بتاؤ کہ وہاں جادو کا دائرہ کہاں تک ہے۔ کیونکہ ہماری بہن ماریا پر اس کا کوئی

اثر نہیں ہوا۔"
ماجری سمجھ گئی کہ غیبی عورت کو یہ لوگ ماریا کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ بولی۔
"سامری کے محل کے اردگرد صرف رات کو سورج غروب ہونے کے بعد طلسم کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ دن کے وقت وہاں طلسم کو اٹھا لیا جاتا ہے کیونکہ اس وقت کوہ قاف کے دوسرے لوگوں کو بھی ادھر آنا جانا ہوتا ہے۔ جن پر سامری کے طلسم کا اثر ہو سکتا ہے۔ مگر سورج غروب ہو جانے کے بعد ساری رات اور صبح سورج نکلنے تک وہاں کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ وہاں ایسا طلسم ہے کہ اگر کوئی باہر کا آدمی یا کوہ قاف کا سوائے سامری کے کوئی بھی جادوگر سنگِ مرمر کے شاہی محل میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو وہ جل کر وہیں بھسم ہو جائے گا۔"
ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ کو کوہ قاف میں سامری کے محل کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہو گئی تھیں۔ ناگ نے پوچھا۔
"ماجری! کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہ نیلا حجرہ کس طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے جہاں ہمارا دوست تھیوسانگ قید ہے؟"
ماجری بولی۔
"وہ سامری کے محل کے پیچھے ایک باغ کے کنارے
پہ ہے۔ اور وہاں ہر وقت ایک اژدہا پہرہ دیتا
ہے"
ناگ فوراً بولا۔
"بس ٹھیک ہے۔ نیلے بجرے میں مجھے ہی جانا
ہوگا۔ اژدہا میری مدد کرے گا"
ماریا کیٹی اور جولی سانگ چپ ہو گئے۔ جولی سانگ
ہا۔
"اس میں خطرہ ہے ناگ بھیا۔ ہو سکتا ہے
اژدہا سامری کے طلسم کے اثر میں ہو اور وہ تمہیں
بالکل نہ پہچانے اور تمہیں نقصان پہنچ جائے"
ماریا نے کہا۔
"میں نے سامری کے محل میں جا کر دیکھ لیا ہے
کہ مجھ پہ وہاں کے جادو کا اثر نہیں ہوتا"
کیٹی نے کہا۔
"مگر تم دن کے وقت وہاں گئیں تھیں۔ رات کو
تم پہ بھی اثر ہو جائے گا"
ناگ کہنے لگا۔
"اژدہا تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے ماریا۔ کیونکہ اس
پہ سامری کے طلسم کا اثر ہے اور ممکن ہے وہ
تمہیں غیبی حالت میں بھی دیکھ لے۔ اس لیے وہاں
مجھے ہی جانا چاہیئے"
ماریا بولی۔
"تو پھر ہم دونوں اکٹھے چلتے ہیں"
کیٹی جلدی سے کہنے لگی۔
"نہیں۔ نہیں۔ ہم دو دوستوں کی جدائی برداشت
نہیں کر سکتے"
ماریا ہنس پڑی۔
"کیٹی! تم گھبرا کیوں رہی ہو۔ ہمیں کچھ نہیں ہوتا۔ ہم
دن کے وقت جائیں گے اور سورج غروب ہونے
سے پہلے واپس آجائیں گے"
ناگ نے مشورہ دیا کہ سب سے پہلے ماجری کو اس
کے گھر چھوڑنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ رات ہوتے
ہی سامری کو علم ہو جائے گا کہ ماجری فرار ہو گئی ہے۔ اور
وہ اس کی تلاش میں اپنے طلسمی آدمیوں کو اس وادی میں
بھیج دے گا۔ ہم اسے زیادہ دیر اپنے پاس نہ چھپا سکیں

گے۔

ماریا کہنے لگی۔

"تو پھر ماجری کو میں ہی اس کے شہر سوڈان پہنچا سکتی ہوں"

ناگ نے کہا۔

"تمہارے پاس چاندی کا طلسمی کیل ہے نا؟"

"ہاں" ماریا نے کہا "کیا تم کیٹی کو بلّی بنانا چاہتے ہو"

ناگ ہنس کر بولا۔

"وہ تو پہلے ہی مجھے چھوٹی سی پیاری پیاری خلائی بلّی لگتی ہے"

کیٹی نے ناراض ہو کر کہا۔

"اچھا اب میں خلائی بلّی ہو گئی؟"

ناگ نے پیار سے کیٹی کے سر پہ ہاتھ رکھا اور بولا۔

"بھئی تم تو ہماری بڑی پیاری بہن ہو۔ جس طرح کی جولی سانگ اور ماریا ہماری پیاری بہنیں ہیں"

پھر ناگ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! تم ماجری کو لے کر جتنی جلدی ہو سکے سوڈان کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اسے تم بلّی بنا کر ہی اپنے ساتھ لے جاؤ اور واپسی پہ چاندی کا طلسمی کیل اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ ہی لیتی آنا"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مگر جلدی واپس آنا۔ کیونکہ ہم تمہارے آنے کے بعد ہی تھیوسانگ کی بچاؤ کی مہم شروع کر سکیں گے"

جولی سانگ نے پھر ایک آہ بھری اور بولی۔

"کاش میں بھی اپنے بھائی کو بچانے تمہارے ساتھ سامری کے محل میں جا سکتی۔ مگر میں بھی کیٹی کی طرح ایک تو چلنے سے ہلاک ہو سکتی ہوں۔ دوسرے میں غائب بھی نہیں ہو سکتی۔ ماریا کی طرح"

ماریا نے کہا

"جولی سانگ! تھیوسانگ تمہارا ہی نہیں۔ ہمارا بھی بھائی ہے۔ ہم اسے ہر صورت میں سامری کے محل سے نکال لائیں گے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں"

اس نے ماجری کے سر میں کیل گاڑ دی۔ ماجری فوراً بلّی بن گئی۔ ماریا نے بلّی کو گود میں اٹھا لیا۔ ماجری غائب ہو گئی۔ ماریا نے کہا۔

"میں پوری رفتار سے سفر کروں گی۔ مجھے امید ہے کہ میں سورج غروب ہونے تک واپس آجاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گی:

"ٹھیک ہے ماریا" ناگ بولا" ہم اسی جگہ تمہیں ملے

گے:

اور ماریا بلی کو لے کر فضا میں پرواز کر گئی۔ وہ پوری رفتار سے اُڑنے لگی۔ سوڈان وہاں سے کافی دُور تھا۔ مگر ماریا بڑی تیزی سے پہنچ رہی تھی۔ پھر بھی سوڈان وہاں سے آتا تھا کہ ماریا جانتی تھی اسے واپس آتے ہوئے شام ہو جائے گی۔ وہ بادلوں کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔ راستے میں بادلوں میں بجلی کے طوفان کڑکنے لگے۔ ماریا اور زیادہ بلند ہو گئی۔ اب وہ بادلوں سے اتنی اوپر تھی کہ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ اس کے نیچے گھنے بادلوں میں بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ ماریا اُڑتی چلی گئی۔ جب وہ شمالی افریقہ کے ملک سوڈان کے اوپر آ گئی تو آدھے سے زیادہ گزر چکا تھا۔ اس نے نیچے آنا شروع کر دیا۔ ماجری بلی کے روپ میں اس کی گود میں تھی۔ ماریا سوڈان کے شہر سے واقف تھی۔ وہ سوڈان کے ایک دریا کے اوپر سے گزری تو دریا کے دوسرے کنارے پر شہر آباد تھا۔ ماریا نیچے دریا کنارے اتر گئی۔ اترتے ہی اس نے بلی کے سر میں سے طلسمی کیل نکال کر اپنے پاس سنبھال کر رکھ لی۔

بلی ماجری کی شکل میں ظاہر ہو گئی۔ ماریا نے اس سے پوچھا

"کیا تمہیں اپنے گھر کا پتہ ہے ماجری؟"

ماجری نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔

"ماریا بہن! اپنے گھر کو کون بھول سکتا ہے۔ میں خدا کا شکر اور تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ میں پھر سے اپنے پیارے وطن کی ہوا میں سانس لے رہی ہوں۔ میرا گھر وہ جو سامنے والا ٹیلا ہے اس کے دامن میں ہے"

ماریا نے کہا۔

"تم اپنے گھر کی طرف چلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں"

ماجری نے اپنے گھر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ شہر کے بازاروں میں سے گزرتی ایک کھلے میدان میں آ گئی۔ سامنے وہ ٹیلا تھا جس کے دامن میں کئی سفید سفید جھونپڑوں ایسے مکان نظر آ رہے تھے۔

ماجری نے کہا۔

"ماریا بہن! تم میرے ساتھ ہو ناں؟"

"ہاں ماجری! میں تمہارے ساتھ ہوں" ماریا نے جواب دیا۔

ماجری کہنے لگی۔

"بس ان مکانوں میں ہمارا بھی ایک مکان ہے۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ میرے ماں باپ مجھے دیکھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کس قدر خوش ہوں گے "!

ماجری جب اپنے مکان کے دروازے پر پہنچی تو اس کی ماں اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ماجری نے کہا۔

"اماں! میں تمہاری بیٹی ماجری ہوں"۔

ماں نے خوشی سے چیخ ماری اور اپنی بیٹی کو سینے سے لگا کر رونے لگی۔ ماجری کا باپ بھی دوڑا دوڑا اندر سے باہر آگیا۔ اپنی پیاری بیٹی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے۔ اس اپنی بچی کو سینے سے لگا لیا۔ اور دونوں باپ بیٹی رونے لگے۔ ماریا قریب ہی کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔ اس نے ماجری کو سمجھا دیا تھا کہ اپنے ماں باپ سے آگے اس کا ذکر نہ کرے۔ ماجری نے اپنے ماں باپ کو یہی بتایا کہ اسے ایک جن اٹھا کر لے گیا تھا جس کے قبضے سے اسے ایک پری نے آزاد کرایا اور اسے سوڈان شہر میں چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ ماجری کے ماں باپ غیبی پری کو دعائیں دینے لگے۔ جس نے اس کی پیاری بچی واپس ان کے پاس پہنچا دی تھی۔ ماں نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹی! وہ جن تمہیں پھر تو نہیں لے جائے گا؟"

ماجری نے کہا۔

"نہیں اماں! پری نے کہا ہے کہ اب جن کبھی اس طرف کا رخ نہیں کرے گا"۔

ماریا نے ماجری کو یقین دلا دیا تھا کہ وہ سامری کی طاقت کو [redacted] کر دیں گے اور وہ پھر ادھر کبھی نہیں آئے گا۔ اسی لیے ماجری بڑی مطمئن تھی۔

ماریا نے ماجری کے کان میں آہستہ سے کہا۔

"خدا حافظ ماجری! میں جا رہی ہوں"

ماجری کے منہ سے بے اختیار نکل گیا "خدا حافظ ماریا! تمہارا بہت شکریہ!" ماجری کی ماں نے حیرانی سے پوچھا۔

"یہ تم کس سے بات کر رہی ہو۔ ماجری بیٹی؟"

ماجری نے مسکرا کر کہا۔

"پری کا شکریہ ادا کر رہی تھی اماں"۔

ماں اور باپ نے ایک زبان ہو کر کہا "ہماری طرف سے بھی پری کا شکریہ ادا کرو بیٹی"۔ ماجری نے کہا "ماریا! میری اماں ابا بھی تمہارا شکریہ ادا کر رہے ہیں"۔ ماریا نے بلند آواز میں کہا۔

"خدا حافظ!"

اور وہ وہاں سے پرواز کر گئی۔ ماجری کی ماں اور اس کے باپ نے ماریا کی غیبی آواز سن لی تھی۔ وہ تو ہکا بکا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ہو کر رہ گئے۔ ماجری نے کہا۔

"ماریا! کیا تم چلی گئی ہو؟"

ماریا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اس وقت ماریا
کے دریا کے اوپر سے گزر رہی تھی۔ اس وقت دن ڈھلنے
تھا۔ ماریا شام ہونے تک کیٹی ناگ اور جولی سانگ کے پا
پہنچ جانا چاہتی تھی۔ مگر اسے راستے میں ہی شام ہو گئی
ماریا ابھی راستے میں ہی تھی کہ شام ہونے کے بعد کوہ قاف
سامری اپنے سنگ مرمر کے محل والے تخت پہ آ کر بیٹھ گیا۔
اپنے غلام کو حکم دیا کہ رقاصہ بلی کو لایا جائے۔ تھوڑی دیر
غلام گھبرایا ہوا آیا اور بولا کہ رقاصہ بلی وہاں نہیں ہے سامری
جیسے بجلی کا جھٹکا لگا۔ وہ ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
سے وہ کانپ رہا تھا۔ اس نے دونوں بازو ہوا میں
دیئے اور گرجا۔

"کس کی ہمت ہوئی کہ ہماری رقاصہ کو ہم سے
چھین کر لے جائے"

سارے محل میں شور مچ گیا۔ سارے کوہ قاف میں کہ
مچ گیا کہ سامری کی چہیتی رقاصہ کو کوئی محل میں سے نکال
کر لے گیا۔ کون آ سکتا تھا وہاں؟ کس کو جرات ہوئی کہ سا
کے محل میں داخل ہو؟ سامری تیز تیز قدموں سے اپنے خا

طلسمی کمرے میں آیا اور ایک سیاہ بلے کی مورتی کے آگے بازو
پھیلا کر بولا۔ "کس نے میرے محل میں آنے کی جرأت کی اے
میرے کالے دیوتا؟ مجھے بتا وہ کون ہے جو میری رقاصہ کو لے
گیا ہے؟ میں اسے جلا کر بھسم کر دوں گا" کالے بلے کی آنکھوں
میں روشنی ہوئی اور آواز آئی۔

"سامری! تیری رقاصہ اب اپنے گھر جا چکی ہے"

سامری نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔

"کون لے گیا اُسے؟"

کالے بلے کی آواز آئی۔

"تمہارے دشمن اس وقت کوہ قاف وادی کی دوسری
جانب چٹانوں کے تنگ درے والی غار میں بیٹھے
ہیں۔ تم ان سے اپنا بدلہ لے سکتے ہو"

سامری کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ وہ
سینے پر زور سے ہاتھ مار کر بولا۔

"ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا"

اور سامری نے بھی چاندی کا بلّی کے سر والا ڈنڈا پکڑا اور ہوا
میں پرواز کرتے ہی غائب ہو گیا۔ دوسری طرف تنگ درے
والی چٹان کے غار میں کیٹی ناگ اور جولی سانگ بیٹھے ماریا کا انتظار
کر رہے تھے کہ اچانک ان کے قریب ہی ایک پتھر میں حرکت پیدا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی۔ ناگ نے کہا۔

"پتھر کے نیچے کوئی کیڑا ہے"

ناگ نے پتھر کو ہٹا دیا۔ پتھر کے نیچے سے ایک کالی مکڑی سی تیزی کے ساتھ غار کے منہ پہ جالا بننا شروع کر دیا۔ دیکھتے باہر نکل آئی۔ اس نے اپنی زبان میں ناگ سے کہا "عظیم" دیکھتے مکڑی نے غار کے منہ پہ جالا بُن دیا۔ یہ جالا بڑا نازک تھا۔ دیوتا! سامری آپ سب کو ہلاک کرنے چلا آرہا ہے" ناگ نے جیسے کہ مکڑی کا جالا ہوا کرتا ہے۔ ناگ نے کیٹی سے کہا۔ کیٹی سے کہا "اسے پتہ چل گیا ہے کہ ماجری غائب ہے" کیٹی "کیٹی! سامری جادوگر کا ہمیں خود ہی مقابلہ کرنا ہوگا۔ نے گھبرا کر کہا "اب کیا کریں؟" جولی سانگ کہنے لگی۔

"ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے" اس پہ مکڑی کہنے لگی۔

"عظیم ناگ کے دوستو! تم لوگوں نے ایک بیٹی کو اس کے گھر پہنچا کر نیک کام کیا ہے۔ مجھے خدا کی طرف سے تمہاری مدد کرنے کا حکم ملا ہے"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"تم ہماری کیسے مدد کرو گی؟"

مکڑی بولی۔

"میں تمہارے غار کے منہ میں جالا تن دوں گی"

کیٹی نے کہا۔

"اس سے کیا ہوگا؟"

مکڑی کہنے لگی۔

"یہ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگی۔ تم لوگ اسی جگہ بیٹھے رہو"

یہ کہہ کر مکڑی بھاگ کر غار کے منہ پہ گئی اور اس نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ غار کے منہ پہ جالا بُن دیا۔ یہ جالا بڑا نازک تھا۔ دیکھتے دیکھتے مکڑی نے غار کے منہ پہ جالا بُن دیا۔ یہ جالا بڑا نازک تھا۔ ناگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! سامری جادوگر کا ہمیں خود ہی مقابلہ کرنا ہوگا۔ مکڑی کا جالا ہمیں نہ بچا سکے گا"

کیٹی نے کہا۔

"مگر تم بھول گئے ہو ناگ۔ مکڑی نے کہا تھا کہ اسے خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ ہماری مدد کرو۔ اور جب کوئی حکم خدا کی طرف سے ہوتا ہے تو پھر خدا کی طاقت اس کے ساتھ ہوتی ہے اور خدا کی طاقت کا مقابلہ دنیا کے کروڑوں اربوں سامری مل کر بھی نہیں کر سکتے"

ابھی یہ الفاظ کیٹی کے منہ میں ہی تھے کہ غار میں جیسے زلزلہ آگیا۔ غار کی دیواریں ہلنے لگیں۔ سامری غار کے باہر پہنچ چکا تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور سامری ظاہر ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں چاندی کا بلّی کے سر والا ڈنڈا تھا۔ جس میں سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"تم غار میں ہو گے۔ میں جانتا تھا۔ تم نے میری توقعہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو اغوا کر کے میرے انتقام کی آگ کو بھڑکایا ہے۔
میں تمہیں پہلے ختم کروں گا۔ پھر رقاصہ کو جا کر سوڈان
سے لاؤں گا۔"
ناگ نے کہا۔
"تم بدمعاش ہو۔ شیطان ہو۔ اور بدی کے دیوتا ہو۔
ہم نے انسانی ہمدردی کی خاطر رقاصہ کو اس کے گھر
پہنچایا ہے۔ ہم نے اسے اغوا نہیں کیا۔"
سامری نے اسے چلا کر کہا۔
"میں ابھی تمہیں اس کا مزہ چکھاتا ہوں۔"
اور سامری نے بلی کے سر والے ڈنڈے کا رُخ ناگ
اور جولی سانگ کی طرف کر دیا اور منہ سے ایک منتر پڑھا
ایک چیخ کی طرح بھیانک تھا۔ بلی کے سر میں سے آگ کا شعلہ
کر غار کے منہ پر گرا مگر یہ دیکھ کر سامری حیران ہوا
اس کا کوئی شعلہ غار کے منہ پر بنے ہوئے مکڑی کے جالے
کا ایک تار بھی نہیں جلا سکا تھا۔ ناگ کیٹی اور جولی سانگ
بھی غار کے اندر کھڑے یہ سب حیرانی سے دیکھ رہے تھے
سامری نے دوسری بار شعلہ پھینکا۔ اس بار بھی شعلہ غار کے
منہ پر مکڑی کے جالے سے ٹکرا کر بجھ گیا اور جالے کو ذرا
سا بھی نقصان نہ پہنچا۔ اب تو سامری کو بے حد غصہ آ گیا

اس نے ڈنڈا ہوا میں اچھالا۔ نیچے آتے ہی ڈنڈے نے ایک
مگرمچھ کی شکل اختیار کر لی۔ جس کے نتھنوں سے شعلے نکل رہے
تھے۔
مگرمچھ شعلے نکالتا پھنکارتا غار کی طرف لپکا۔ کہ ناگ کیٹی
اور جولی سانگ کو ہڑپ کر لے مگر جونہی وہ غار کے جالے سے
ٹکرایا ایک دھماکہ ہوا۔ مگرمچھ کے جسم کو ایک دم سے آگ لگ
گئی۔ وہ فضا میں دس فٹ اوپر کو اچھلا اور پھر دیکھتے دیکھتے
جل کر راکھ ہو گیا۔ سامری نے ایک بھیانک چیخ ماری اور خود
آنکھوں سے شعلے نکالتا غار کی طرف بڑھا۔ جونہی وہ غار کے
جالے سے لگا۔ وہ بھی دس فٹ اوپر اچھلا اور دھڑام سے
نیچے گر پڑا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ مکڑی نے ناگ
سے کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا! میں اسے ہمیشہ کے لیے قید کرنے
لگی ہوں۔ تم لوگ باہر آ کر دیکھو۔"
ناگ کیٹی اور جولی سانگ جالے کو توڑ کر باہر آ گئے۔ انہوں
نے دیکھا کہ مکڑی بڑی تیزی سے بے ہوش سامری کے
جسم کے گرد اپنے جالے کی تاریں لپیٹ رہی تھی۔ باریک
تاریں مکڑی کے منہ اور ٹانگوں سے نکل رہی تھیں اور وہ
سامری کے جسم پر ادھر سے اُدھر دوڑ دوڑ کر تاریں لپیٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر اسے جکڑ رہی تھی۔ دیکھتے دیکھتے بے ہوش سامری
سارا جسم مکڑی کے تاروں میں لپیٹ دیا گیا۔ ایسا لگ
تھا۔ جیسے سامری کو کسی نے باریک سفید کفن میں لپیٹ
ہے۔ تب مکڑی سامری کے ماتھے پر چڑھ کر بیٹھ
اور ناگ کی طرف دیکھ کر بولی۔

"ناگ دیوتا! میں سامری کے ماتھے پر ڈس رہی
ہوں۔ میرے زہر کے اثر سے یہ اس وقت بے ہوش
رہے گا جب تک کہ میرے جیسی کوئی دوسری
مکڑی آکر اس کے ماتھے پر نہیں ڈستی اور میرے
جیسی کوئی دوسری مکڑی ابھی اس دنیا میں پیدا
نہیں ہوئی"

یہ کہہ کر مکڑی نے سامری کے ماتھے پر اپنا ڈ
دیا۔ مکڑی کی زبان سوائے جولی سانگ کے ماریا اور کیٹی
سمجھ رہی تھیں۔ کیٹی جولی سانگ کو ساتھ ساتھ سمجھا
تھی۔ مکڑی غار میں آگئی۔ ناگ نے کہا۔

"کیا سامری کے بے ہوش ہو جانے سے کوہ قاف
میں اس کا طلسم ٹوٹ گیا ہے؟"

مکڑی کہنے لگی۔

"یہ میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ اب

وہاں کوئی طاقتور جادوگر باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی
جادوگر ہے بھی تو اس کا جادو نقصان نہیں پہنچا
سکتا اور اس پر اپنی قوت ارادی سے قابو پایا جا
سکتا ہے"

اس کے بعد ناگ کو سلام کر کے واپس پتھر کے نیچے چلی
گئی۔ اب رات کی تاریکی پھیل گئی تھی۔ اتنے میں انہیں ماریا
کی خوشبو آنے لگی۔ جب خوشبو قریب آ گئی تو ناگ نے ماریا
آواز دی۔ ماریا نے جواب میں کہا۔

"میں ماجری کو چھوڑ کر آ گئی ہوں۔ مگر یہ غار کے
باہر کس کی لاش پڑی ہے؟"

ناگ اور کیٹی نے ماریا کو سارا واقعہ سنایا تو وہ خوش
ہوئی اور بولی۔

"اب تو ہم رات کے وقت بھی نیلے حجرے میں
جا کر تھیو سانگ کو وہاں سے ڈھونڈھ کر نکال
سکتے ہیں"

جولی سانگ فوراً بولی۔

"ہاں۔ ہمیں ابھی جانا چاہیے۔ میں بھی ساتھ جاؤں
گی۔ اب ہمیں کسی طلسم کا کوئی خطرہ نہیں
ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کہنے لگی۔

"پھر بھی مکڑی نے کہا تھا کہ وہاں طلسم کا اثر ہے۔ وہاں دوسرے جادوگر موجود ہیں۔ اور تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہمیں بہر حال صبح کا انتظار کرنا چاہیئے۔ ہمیں خطرہ مول نہیں لینا چاہیئے۔ صبح تک کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

اس پر سب نے اتفاق کیا۔ سامری کی لاش غار کے باہر ہی پڑی رہی۔ رات گہری ہوتی گئی۔ ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ غار کے اندر ہی بیٹھے عنبر اور تھیوسانگ کے بارے میں صلاح مشورہ کرتے رہے۔ دوسری طرف جب سامری واپس اپنے محل میں واپس نہ آیا تو سامری کے وزیر جادوگر [illegible] لگی۔ وہ گدھ بن کر ہوا میں اُڑتا ہوا وادی میں آگیا کہ سامری کو تلاش کرے۔ اسے بہت جلد ایک پہاڑی کی طرف سے سامری کی بو آنے لگی۔ وزیر جادوگر پہاڑی کے درّے میں آیا تو دیکھا ایک غار کے باہر مکڑی کے تاروں میں لپٹی لاش پڑی ہے۔ وزیر جادوگر لاش کے قریب آہستہ سے اُتر آیا۔ بہت جلد اسے پتہ چل گیا کہ یہ سامری کی لاش ہے۔ لاش کا گمان اسے اس لیے ہوا کہ سامری کا سانس اتنا آہستہ چل رہا تھا کہ وزیر جادوگر

پتہ نہ کر سکا کہ سامری بے ہوش ہے۔ وہ لاش کو اُٹھانے لگا۔ تو اسے ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ تڑپ کر پرے جا گرا۔ باہر ہلکے شور کی آواز سُن کر ناگ کیٹی جولی سانگ اور ماریا باہر نکل آئے۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔

"یہ آواز کیسی تھی؟" ناگ نے کہا۔

گدھ جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ ماریا نے اُڑ کر ایک چکر لگایا مگر وہ وزیر جادوگر کو نہ دیکھ سکی۔ وزیر جادوگر گدھ بنا جھاڑی کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔ اس نے غار والوں کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ سامری کو انہی لوگوں نے ہلاک کیا ہوگا۔ مگر سامری کے مر جانے سے وزیر جادوگر کی آدھی سے زیادہ طاقت ختم ہو گئی تھی۔ وہ اکیلا ناگ کیٹی اور جولی سانگ کو مار نہیں سکتا تھا۔ جب یہ لوگ واپس غار میں چلے گئے۔ تو وزیر جادوگر تیزی سے اُڑ کر اپنے محل میں واپس آگیا۔ آتے ہی اس نے محل کی پرانی جادوگرنی کو سب کچھ بتا دیا۔ پرانی جادوگرنی کہنے لگی۔ "اگر ان لوگوں نے سامری کو ہلاک کر ڈالا ہے تو وہ بہت زبردست طاقت رکھتے ہیں۔ ان کا مقابلہ ہمارا جادو نہیں کر سکتا۔ سامری کے مر جانے سے ویسے بھی ہماری طاقت آدھی رہ گئی ہے۔ ہمیں کسی چالاکی سے ہی انہیں ہلاک کرنا ہوگا۔" وزیر جادوگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ لوگ آخر کون ہیں؟" پرانی جادوگرنی بولا۔

"یہ بلّی رقاصہ کے بھائی بہن ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کے پاس طلسم کی بے پناہ طاقت ہے اور وہ رقاصہ کو یہاں سے نکال کر لے گئے ہیں۔ جب سامری ان سے بدلہ لینے گیا تو انہوں نے اسے مار ڈالا۔"

وزیر جادوگر کہنے لگا۔

"سامری کے مر جانے سے ہماری سلطنت خطرے میں گھر گئی ہے۔ کیا سامری کی جگہ کوئی دوسرا جادوگر یہاں نہیں آ سکتا جو اتنی ہی طاقت رکھتا ہو؟"

پرانی جادوگرنی نے کہا۔

"سامری کا ایک استاد تھا جو خود مر چکا ہے۔ اس کی بدروح خلائی جہنم میں اتنی دُور جا چکی ہے کہ اگر اسے بلایا تو اِسے آتے آتے ایک ماہ لگ جائے گا۔ مگر میں کل سے اس کو واپس بلانے کا چلّہ شروع کر دوں گی۔ وہی یہاں آ کر ہماری سلطنت کو بچا سکتا ہے۔"

وزیر جادوگر کہنے لگا۔

"تو کیا ہم اپنے سامری کے قاتلوں کو زندہ چھوڑ دیں؟"

پرانی جادوگرنی نے کہا۔

"وہ بہت بڑی طلسمی طاقت رکھتے ہیں۔ اگر وہ سامری کو ہلاک کر سکتے ہیں تو ہم اِن کے آگے کیا ہیں۔ ویسے میں اپنا ایک خاص طلسم محل کے ارد گرد پھیلا دیتی ہوں۔ جو کوئی باہر کا آدمی ہمارے علاقے میں داخل ہو گا۔ اس کے جسم کو ایسا جھٹکا لگے گا کہ وہ پھر داخل ہونے کی جرأت نہیں کرے گا۔"

وزیر جادوگر بولا۔

"تو جلدی سے یہ طلسم محل کے اِرد گرد پھیلا دو۔ اس کی بہت ضرورت ہے۔ جب تک تم سامری کے استاد کی بدروح کو یہاں نہیں بلا لیتی یہ طلسم ہماری حفاظت کرے گا۔"

پرانی جادوگرنی نے اسی وقت آگ جلا کر منتر پڑھے اور محل کی چاروں طرف اپنے طلسم کی لہریں پھیلا دیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر وزیر جادوگر اور پرانی جادوگرنی نے سامری کے اُستاد کی بدروح کو بلانے کے لیے چلّہ کرنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شروع کر دیا۔ یہ چلہ ہر روز آدھی رات کو کیا کرتا تھا اور ایک ماہ کے بعد بدروح ناگ کو وہاں پہنچ جاتا تھا۔

دوسری طرف جب رات گزر گئی اور دن نکل آیا تو ناگ اور ماریا کوہ قاف کے محل کی طرف جانے کی تیاری کرنے لگے۔ اس روز اتفاق سے آسمان پہ گہری گھٹا چھا رہی تھی مگر بارش بالکل نہیں ہو رہی تھی۔ گہرے بادلوں کی وجہ سے دن کی روشنی دھیمی ہو گئی تھی۔ ناگ اور ماریا نے کیٹی اور بولی ساتھ کو غار میں ہی رہنے کی تاکید کی اور دونوں خدا کا نام لے کر کوہ قاف کے محل کی طرف روانہ ہوئے۔ ماریا نے ناگ کو سانپ بنا کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا تھا۔ ماریا فضا میں اڑتی ہوئی سنگ مرمر کے محل کی دیوار کے پاس اتر پڑی۔ ناگ نے انسانی شکل اختیار کر کے محل کی دیوار کو غور سے دیکھا۔ کہنے لگا۔

"ہمیں اس دیوار کے دروازے میں سے گزر کر دیکھنا چاہیئے۔"

ماریا بولی۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہیں غائب کر کے اپنے ساتھ لیے چلتی ہوں۔"

ناگ نے کہا۔

"نہیں ماریا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں کسی قسم کا کوئی طلسم تو نہیں کیا گیا۔ معمولی طلسم ہی سہی۔"

"لیکن جادو آخر جادو ہوتا ہے۔"

ناگ نے ایک جگہ محل کا چھوٹا دروازہ دیکھا جو کھلا تھا۔ جونہی ناگ دروازے میں سے داخل ہونے لگا اسے زور دار جھٹکا لگا اور وہ دور جا پڑا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ یہاں طلسم کیا گیا ہے۔"

ماریا بولی۔

"ٹھیک ہے تم نے تجربہ کر لیا ہے۔ اب میں تجھے اپنے ساتھ غائب کر کے لیے چلتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ غائب ہونے کے بعد ہمیں جھٹکا نہیں لگے گا۔"

ماریا نے ناگ کو سانپ بننے کے لیے کہا۔ ناگ اسی وقت سانس کھینچ کر سانپ بن گیا۔ ماریا نے سانپ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی ناگ بھی غائب ہو گیا۔ ماریا بڑی احتیاط سے فضا میں بلند ہوئی اور آگے بڑھی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں محل کی دیوار کے اوپر سے گزرتے ہوئے اسے جھٹکا نہ لگے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا جب ماریا محل کی دیوار کے اوپر سے گزری تو اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جھٹکا نہ لگا ۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ جھٹکا صرف جسم ہونے کی صورت میں لگتا ہے ۔ ماریا ناگ کو لے کر محل کے پچھواڑے آئی کیونکہ رقاصہ بلی یعنی ماجری نے یہی کہا تھا کہ محل کے پیچھے ایک نیلا حجرہ ہے اس حجرے میں سامری نے کسی انسان کو زمین میں دفن کر رکھا ہے ۔

ماریا محل کے پچھواڑے ایک باغ میں سے گزر کر دوسری طرف آئی تو وہاں ایک پرانی چھوٹی سی عمارت بنی تھی جس کی دیواروں پر گھاس اُگ رہی تھی ۔ بڑی پُراسرار عمارت تھی ۔ اس کا گنبد پھوٹ گیا تھا اور اس کا رنگ نیلا تھا ۔ ماریا کو یقین ہو گیا کہ یہی نیلا حجرہ ہے ۔ ماریا زمین پر اتر آئی ۔ اس نے احتیاط کے طور پر ناگ سے کہا ۔

"ناگ ! میں چاہتی ہوں کہ تم زمین پر جسمانی حالت میں آ کر دیکھو کہ کہیں تمہیں جھٹکا تو نہیں لگتا ۔"

ناگ بولا ۔

"ٹھیک ہے ۔ تم مجھے زمین پر رکھ دو ۔"

ماریا کہنے لگی ۔

"یہ میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ میں جسمانی حالت میں نہیں آ سکتی ۔"

ناگ بولا ۔

"تم بے فکر ہو کر مجھے زمین پر رکھ دو ماریا ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا ۔"

ماریا نے ناگ کو زمین پر رکھ دیا ۔ ناگ زمین پر آتے ہی سانپ بن گیا ۔ مگر اسے جھٹکا بالکل نہ لگا ۔ اس نے کہا ۔

"مجھے جھٹکا نہیں لگا ماریا ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں طلسم نہیں ہے ۔"

ماریا کہنے لگی ۔

"طلسم تو ضرور ہو گا لیکن سامری کے مر جانے سے اس کی شدت کم ہو گئی ہو گی ۔ یا پھر وہ ہماری طاقت کے مقابلے میں کمزور ہے ۔ اب ہم نیلے حجرے میں داخل ہوتے ہیں ۔ تم میرے پیچھے پیچھے آنا ناگ ۔"

ناگ نے کہا ۔

"مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ تم میرے آگے آگے جا رہی ہو ؟ میں تو تمہیں دیکھ ہی نہیں سکتا ۔"

ماریا ہنس کر بولی ۔

"ایک بار تو تم مجھے دیکھ لیتے تھے ۔ تم نے مجھے بڑا اپنگ کیا تھا ناگ ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"وہ تو خاص بوٹی کا سرمہ آنکھوں میں لگانے کی وجہ سے ہوا تھا۔ جب تک اس کا اثر رہا میں تمہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب اثر ختم ہو گیا تو تم بھی میری آنکھوں سے غائب ہو گئیں"۔

ماریا کہنے لگی۔

"اچھا اب ان باتوں کو چھوڑو۔ میں اندر جا رہی ہوں تم بھی اب اندر آجاؤ"۔

ماریا کی خوشبو ایک دم ناگ کے قریب سے ہو کر آگے نکل گئی۔ ناگ بھی پیچھے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ نیلے حجرے میں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اندھیرے میں ناگ اور ماریا نے دیکھا کہ حجرے کی دیواروں کی اینٹیں اکھڑ رہی تھیں۔ چھت کے ساتھ جالے لٹک رہے تھے۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آرہی"۔

ماریا نے بڑے گہرے سانس لے کر سونگھا۔

تھیوسانگ کی خوشبو بالکل نہیں آرہی۔ ناگ بھیّا۔

ہمیں زمین کے اندر کسی گڑھے میں دیکھنا ہوگا۔

ناگ بولا: "میں زمین کے اندر جاتا ہوں"۔

ناگن کی سازش

ناگ ایک جگہ زمین میں، سوراخ کر کے اندر چلا گیا۔ اس نے زمین میں اِدھر اُدھر دیکھا اِسے تھیوسانگ کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ اوپر آگیا اور ماریا سے کہا کہ اس جگہ نیچے کچھ نہیں ہے۔ ماریا نے کہا

"زمین کی سطح پر دیکھو۔ جہاں زمین نرم ہو گی وہیں کوئی گڑھا ہوگا"۔

ناگ نے حجرے کے کچے فرش پر رینگنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ زمین اسے نرم نرم محسوس ہوئی۔ وہ وہیں سوراخ کر کے نیچے اتر گیا۔ اچانک اس کا جسم ایک لکڑی کے چھوٹے صندوق سے ٹکرایا۔ ناگ نے باہر آکر ماریا کو بتایا کہ گڑھے کے نیچے کوئی صندوق ہے۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں واپس آگیا۔ یہاں حجرے کے اندر اسکے جسم کو جھٹکا تو نہ لگا۔ مگر زمین اسے بہت گرم محسوس ہونے لگی۔ ماریا اور ناگ نے مل کر صندوق کو زمین کے نیچے سے نکال لیا۔ یہ ایک چھوٹا صندوق تھا جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر مہر لگی تھی۔ یہ مہر سامری کی تھی۔ ماریا نے ہاتھ مار کر یہ توڑ دیا۔

ڈھکنا اُٹھایا تو خوشی سے ان کے چہرے کھِل گئے۔ صندوق کے اندر تھیوسانگ بے ہوش پڑا تھا۔ مگر وہ چھوٹے کا ہوگیا ہوا تھا۔ ناگ نے جلدی سے تھیوسانگ کو باہر لیا۔ ماریا نے اسے غور سے دیکھا۔ کہنے لگی "اس پر جادو اثر ہے۔ جس کی وجہ سے بے ہوش ہے۔ اسے یہاں سے لے چلتے ہیں۔" ماریا نے تھیوسانگ کو اٹھا لیا۔ وہ اس کے ہاتھ میں آنے کے بعد غائب ہوگیا۔ اس کے بعد ناگ نے کا روپ بدلا۔ ماریا نے اسے بھی اُٹھا لیا۔ اور حجرے سے باہر نکل آئی۔ باہر آتے ہی وہ تیزی سے اچھل کر فضا میں ہوتی چلی گئی۔ جب وہ کافی اوپر آگئی تو اس نے اپنا رخ چشمے والی غار کی طرف کر لیا۔

غار میں کیٹی اور جولی سانگ ان کے انتظار میں بے چینی سے بیٹھی تھیں۔ جونہی انہیں ناگ اور ماریا کی خوشبو آئی وہ بڑی خوش ہوئیں۔ یہ خوشبو تیز ہوئی تو ساتھ ہی ماریا کی آواز آئی۔

"تھیوسانگ مل گیا جولی"

جولی خوشی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ "کہاں ہے میرا پیارا

بھائی؟"

ماریا نے اسے زمین پر رکھ دیا۔ جولی کے حلق سے حیرت سے چیخ نکل گئی۔

"یہ اتنا چھوٹا کیسے ہوگیا؟ اسے بڑا کرو ماریا"

ناگ بولا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا جولی سانگ۔ تھیوسانگ کا ملنا ہی مشکل تھا۔ اس کے بڑے کرنے کا بھی کوئی نہ کوئی طریقہ نکل آئے گا"

کیٹی نے تھیوسانگ کو جگہ صاف کر کے لٹا دیا اور بولی۔

"اس پر طلسم کا اثر ہے"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مگر سامری کا طلسم تو ٹوٹ چکا ہے۔ وہ تو مر گیا ہے"

ناگ نے کہا۔

"وہ مرا نہیں بے ہوش ہے۔ اس کے طلسم کا کچھ اثر ضرور باقی رہے گا۔ ٹھہرو میں مکڑی سے مشورہ کرتا ہوں"

اور ناگ نے پتھر کو اُٹھا دیا۔ نیچے مکڑی نہیں تھی اس کا سوراخ ضرور تھا۔ ناگ نے مکڑی کی زبان میں اسے آواز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دی. تھوڑی دیر بعد کالی مکڑی سوراخ میں سے باہر نکل آئی.

"مجھے ناگ دیوتا نے یاد کیا ہے کیا؟"

ناگ نے کہا.

"ہاں مکڑی! تجھ سے ایک اور کام آپڑا ہے۔ یہ ہمارا بھائی تھیوسانگ ہے۔ اس کو سامری نے اپنے طلسم سے چھوٹا کر کے بے ہوش کر دیا ہے۔ کیا تم اس کا علاج کر سکتی ہو؟"

مکڑی نے تھیوسانگ کے اِرد گرد چکر لگایا۔ پھر اس کے اوپر آکر اسے اپنی لمبی لمبی ٹانگوں میں لے لیا۔ تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ مکڑی کی ٹانگوں کے پنجرے میں بند ہو گیا۔ پھر مکڑی پیچھے ہٹ گئی اور اپنی ایک ٹانگ لمبی کر کے اپنی تھوتھنی سے نکلی ہوئی سوئی تھیوسانگ کی گردن پر ذرا سی چبھو کر دی اسے ڈس دیا۔ تھیوسانگ کو ایک دم ہوش آ گیا اور اس کی خوشبو بھی ناگ ماریا کیٹی اور بلا کو آنے لگی۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔

ناگ نے تھیوسانگ سے کہا.

"تھیوسانگ! تم ٹھیک ہو ناں؟"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا.

"اب بالکل ٹھیک ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے اپنی انگلی بڑا ہونے کے ارادے کے ساتھ اپنے جسم سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی تھیوسانگ ایک دم بڑا ہو گیا۔ جونی سانگ تو اپنے بھائی کو پھر سے صحت مند تندرست دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گئی۔ تھیوسانگ نے اسے پیار کیا۔ ماریا کیٹی اور ناگ نے اسے مبارک باد دی کہ وہ پھر سے ٹھیک ہو گیا۔ تھیوسانگ نے مکڑی کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ نے بھی مکڑی کا شکریہ ادا کیا۔ مکڑی چلی گئی۔

اب تھیوسانگ نے اپنی اور ناگ کیٹی وغیرہ نے اسے اپنی کہانی کی۔

تھیوسانگ کہنے لگا.

"اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے اور عنبر کو تلاش کرنا چاہیئے۔"

ناگ بولا.

"سامری بے ہوش پڑا ہے۔ اس کا کیا کریں؟"

ماریا نے کہا.

"اسے ہم اس غار میں دفن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ نہیں ہو گا تو کئی لوگ اغوا ہونے اور سامری کے ظلم و ستم سے بچ جائیں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آخر سب کے مشورے سے یہ طے ہوا کہ سامری کو قبر میں بند کر دیا جائے۔ انہوں نے مل کر غار کے اندر ایک قبر کھودی اور سامری کو اس میں دفن کر کے اوپر زمین برابر کر دی۔ اب وہ یہ صلاح مشورہ کرنے لگے کہ انہیں عنبر کی تلاش کے لیے کس طرف جانا چاہیئے۔ ایک تو ایران کوہ قاف کی پہاڑیوں سے زیادہ دُور نہیں تھا۔ دوسرے وہ اس زمانے کا بہت بڑا اور مشہور شہر تھا۔ انہیں امید تھی کہ شاید عنبر وہاں مل جائے۔ یہ سارے ساتھی پہاڑی درے سے نکل کر وادی میں آ گئے پھر وہ اس کچی سڑک پر چلنے لگے جو ملک ایران کی سرحد تک جاتی تھی۔ راستے میں کئی ویران میدان اور جنگلی علاقے آتے تھے۔ وہ چلتے جا رہے تھے۔

دوسری طرف عنبر اور کستوری ناگن ایران کے قریب پہنچ گئے تھے۔ دن ڈوب رہا تھا کہ وہ ایران کے دارالحکومت پرسی پولس میں داخل ہو گئے۔ پرسی پولس اُس زمانے کا بہت ترقی یافتہ شہر تھا اور اس میں خوب صورت کاروائیں سرائیں تھیں جہاں قافلے آ کر اُترتے تھے اور مسافر ٹھہرتے تھے۔ عنبر نے شہر میں آتے ہی سب سے پہلے وہاں کی فضا کو اچھی طرح سے سونگھا اُسے ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ جولی سانگ میں سے کسی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ اس نے کستوری ناگن

سے کہا۔

"کستوری ناگ کی خوشبو تو نہیں آ رہی مگر اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے کہ ہم میں سے کوئی بچھڑ جائے تو اس کی خوشبو کسی شہر میں سے نہیں آتی مگر پھر وہ ہمیں کہیں نہ کہیں مل جاتا ہے۔"

کستوری ناگن جلد سے جلد ناگ دیوتا کو قابو میں کرنے کی خواہش مند تھی مگر وہ عنبر کی مدد کے بغیر اسے حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ بڑی چالاکی سے کہنے لگی۔

"آہ! میں کب ناگ دیوتا کا دیدار کروں گی بس دل میں یہی ایک حسرت رہ گئی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں کستوری بہن! ناگ ہمیں ضرور ملے گا۔ چلو۔ اس سرائے میں جا کر ٹھہرتے ہیں۔"

وہ شہر کی کارواں سرائے میں آ گئے۔ انہوں نے دو کوٹھڑیاں لے لیں۔ ایک میں عنبر اور دوسری کوٹھڑی میں کستوری ناگن نے بستر جما لیا۔ عنبر نے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں شہر میں جا کر ناگ کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا ہوں۔ تم کہیں جانا نہیں۔"

کستوری ناگن نے دل میں کہا۔ میں کہاں جاؤں گی ناگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بغیر میں تو اسے اغوا کر کے ہی لے جاؤں گی اب۔ مگر اوپر
سے بڑے نرم لہجے میں بولی۔
"بہت اچھا عنبر بھیا! میں اسی جگہ رہوں گی مگر
تم جلدی آجانا۔ اکیلے مجھے ڈر لگے گا"
عنبر چلا گیا۔ کستوری ناگن کوٹھڑی کی کھڑکی کے ساتھ چارپائی
پر بیٹھ کر باہر کا منظر دیکھنے لگی۔ سرائے کے میدان میں ادھر
ادھر بندھے تھے۔ مسافر ٹولیوں کی صورت میں بیٹھے
میں بیٹھے گپیں لڑا رہے تھے۔ اتنے میں ایک سپیرا وہاں
گیا۔ وہ بین بجا رہا تھا۔ اس کی بغل میں سانپوں کی پٹاری
والا جھولا تھا۔ وہ کستوری ناگن کی کھڑکی سے چند قدموں کے
فاصلے پر آکر سانپوں کا تماشہ دکھانے لگا۔ لوگ اس کے
ارد گرد جمع ہو گئے۔ سپیرے نے سانپوں کی پٹاری کھول
دی۔ وہ بین بجانے لگا اور ایک سانپ اسی کی بین کی
پر رقص کرنے لگا۔ کستوری ناگن خاموشی سے سانپ کو جھومتے
تکتی رہی۔ سانپ اپنا پھن اٹھائے جھوم رہا تھا۔ کستوری
ناگن نے سانپ کی آواز میں اسے کہا "تم کب تک
جھومتے رہو گے؟" یہ سانپ ایک ناگن تھی۔ اس نے ناگن
ملکہ کی آواز سنی تو جھومتے جھومتے رک گئی۔ پھن کو
اس کھڑکی کی طرف گھمایا جہاں کستوری ناگن بیٹھی تھی۔ پھر
کہا۔ "ناگن ملکہ میرا سلام۔ ملکہ ناگن! جب تک یہ سپیرا
بین بجائے گا میں جھومتی رہوں گی"
کستوری ناگن نے پوچھا۔
"تمہیں کچھ ناگ دیوتا کی بھی خبر ہے؟"
ناگن سانپ نے جھومتے ہوئے کہا۔
"ناگن ملکہ! ناگ دیوتا کو میں نے پیچھے صحرا میں دیکھا
تھا۔ وہ اسی شہر کی طرف آرہا ہے۔ اس کے ساتھ
دوسرے ساتھی بھی ہیں"
کستوری ناگن تو خوشی سے اچھل پڑی۔
"کیا تم نے خود دیکھا تھا ناگ دیوتا کو؟"
"ہاں ناگن ملکہ" سانپ نے کہا "میری آنکھیں کبھی
دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔ میں ناگ دیوتا کو پہچانتی
ہوں۔ وہ اسی شہر کی طرف آرہا ہے۔ میرا خیال ہے
کہ یہ لوگ کل تک اس شہر میں پہنچ جائیں گے"
کستوری ناگن کے لیے یہ ایک بہت بڑی خوش خبری
تھی۔ اس نے ناگن سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ سپیرے نے دیکھا
کہ اس کا سانپ اب جھوم نہیں رہا اور اس کا رخ ایک کوٹھڑی
کی کھڑکی کی طرف ہے۔ اس نے دل میں سوچا کہ یہ سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑکی کی طرف کیوں تک رہا ہے۔ تجربہ کار سپیرا تھا۔ اس کے دل میں کچھ شک سا پیدا ہوا۔ کھڑکی میں اس نے ایک خوب صورت نوجوان لڑکی کو بیٹھے دیکھا۔ سپیرے نے تماشہ ختم کر کے سانپ کو پٹاری بند کیا اور دوسری طرف چلا گیا کستوری ناگن سوچنے لگی کہ وہ عنبر کے آتے ہی اُسے یہ خوش خبری سنائے گی کہ ناگ اسی شہر میں آج یا کل شام تک پہنچ جائے گا۔ چنانچہ جب عنبر شہر بھر کی آوارہ گردی کے بعد سرائے میں واپس آیا تو کستوری ناگن نے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے عنبر کہ ناگ دیوتا آج یا کل تک یہاں پہنچنے والا ہے"

عنبر نے چارپائی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ ناگ دیوتا اس شہر میں آ رہا ہے؟"

کستوری ناگن مسکراتے ہوئے بولی۔

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے عنبر۔ میں ناگ دیوتا کی پجارن ہوں۔ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ کل تک ناگ یہاں پہنچ جائے گا"

عنبر کہنے لگا۔

"میں تو سارا شہر دیکھ آیا ہوں۔ مجھے ناگ کا کہیں

کوئی سراغ نہیں ملا۔ اب تم کہتی ہو تو دو دن اور دیکھ لیتے ہیں"

وہ رات گزر گئی۔ دوسرے دن کی روشنی پھیلی تو اچانک عنبر برآمدے سے بھاگتا ہوا کستوری ناگن کے پاس آیا اور بولا۔

"کستوری! کستوری بہن! مجھے ناگ مارپا کیٹی تھیو سانگ اور جوئی سانگ کی خوشبو آ رہی ہے وہ لوگ شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ تم ٹھیک کہتی تھیں"

کستوری ناگن بھی خوشی سے جھوم اٹھی۔ اس کی سازش کامیاب ہونے کا وقت آگیا تھا۔ کہنے لگی "میں نہ کہتی تھی کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ ناگ دیوتا ضرور آئیں گے۔ میں ان کی پجارن ہوں"

عنبر بے تاب ہو رہا تھا۔ بولا۔

"تم ناگ اور میرے دوستوں کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتیں کستوری بہن! مگر مجھے ان کی خوشبو برابر آ رہی ہے"

کستوری ناگن نے کہا۔

"تم انہیں جا کر یہاں لے آؤ ناں عنبر بھائی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر مسکرا کر بولا۔

"اگر ان کی خوشبو مجھے آ رہی ہے تو میری خوشبو بھی انہیں جا رہی ہے۔ وہ میری خوشبو پر خود ہی یہاں پہنچ جائیں گے۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ ناگ، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ ایران کے دارالحکومت میں داخل ہوئے تو انہیں عنبر کی خوشبو آئی۔ ناگ خوشی سے بولا۔

"عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔"

کیٹی ماریا بھی بے حد خوش ہوئیں۔ انہیں بھی عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔ اب وہ خوشبو کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ ماریا نے کہا۔

"میں آگے جا کر دیکھتی ہوں۔ میرا خیال ہے یہ خوشبو سرائے کی طرف سے آ رہی ہے۔"

ماریا تیزی سے فضا میں اڑ گئی۔ خوشبو سرائے ہی سے آ رہی تھی۔ ماریا چند لمحوں میں سرائے میں پہنچ گئی۔ دیکھا کہ عنبر برآمدے میں ایک خوب صورت سانولی سی لڑکی کے ساتھ بیٹھا اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے۔ عنبر کو ماریا کی تیز خوشبو آئی تو سمجھ گیا کہ ماریا قریب ہے۔ بولا۔

"ماریا یہ تم ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ تو میں ہی ہوں۔ مگر یہ کون ہے؟"

عنبر نے ہنس کر کہا۔

"کون یہ؟ یہ میری بہن کستوری ہے۔ ناگ دیوتا کی پجارن ہے۔ یہ ناگ دیوتا کے درشن کرنا چاہتی ہے۔ ناگ کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کہاں ہیں۔ مجھے تو ان کی خوشبو بھی آ رہی ہے۔"

اتنے میں یہ سب لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ عنبر ایک ایک سے ملا اور سب خوشی خوشی عنبر کی کوٹھڑی میں آ کر بیٹھ گئے۔ کستوری ناگن نے ناگ کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ اس کے سوائے اور کوئی ناگ دیوتا نہیں ہو سکتا۔ مگر ناگ اُسے نہیں پہچان سکا تھا۔ کیونکہ ناگنوں کی خلائی دنیا کی ملکہ ہونے کی وجہ سے کستوری ناگن جسم کے گرد ایک ہلکی ہلکی دُھند ہر وقت چھائی رہتی ہے۔ سب کستوری ناگن کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"عنبر بھائی! کیا تم نے اس لڑکی کو ہمارے راز بتا دیئے ہیں؟"

عنبر بولا۔

"بھئی راز تو میں نے نہیں بتائے بس یہی کہا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ ہم سب آپس میں دوست ہیں اور بھائی بہن ہیں اور دنیا کے سفر پہ نکلے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ کستوری بہن نے ناگ دیوتا کا دیدار کرنے کے لیے اتنی مصیبتیں برداشت کی ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

پھر عنبر نے کستوری ناگن کا ناگ سے تعارف کروایا اور کہا۔

"کستوری بہن! یہ ہے ناگ دیوتا۔"

کستوری ناگن کو تو پہلے ہی سے ناگ کے جسم سے ایسی خوشبو آنے لگی تھی جو صرف ناگ دیوتا کے جسم سے ہی سے نکل سکتی تھی۔ مگر وہ انجانی بنی رہی اور ایکدم سے ناگ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور بولی۔

"ناگ دیوتا! میں تمہاری داسی ہوں۔ بچارن ہوں۔ غلام ہوں۔ لونڈی ہوں۔ میرے دھن بھاگ کہ تمہارے درشن ہوئے۔ تمہارا دیدار نصیب ہوا اب چاہے میں مر بھی جاؤں تو مجھے افسوس نہیں ہوگا۔"

ناگ نے کستوری ناگن کو اٹھایا اور بولا۔

"کستوری بہن! انسان کو سجدہ نہیں کیا جاتا۔ سجدہ صرف خدا کے آگے کیا جاتا ہے۔ تم اگر میری بچارن ہو تو میں بھی تمہاری عزت کرتا ہوں۔"

کستوری ناگن نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں جنم جنم سے تمہارے دیدار کی پیاسی تھی۔ اس جنم میں میں ایک سپیرے کے گھر پیدا ہوئی۔ وہاں سے مجھے ڈاکو اغوا کر کے لے گئے۔ مگر عنبر بھائی نے میری جان بچائی۔ میرے باپ نے مجھے ایک منتر سکھا دیا تھا جس کو پڑھ کر میں سانپ بن جاتی ہوں۔ میں تم سے کچھ نہیں چھپانا چاہتی۔ یہ منتر میں نے اس لیے سیکھا تھا کہ شاید کبھی سانپ بن کر ہی ناگ دیوتا کے قدموں تک پہنچ جاؤں۔"

ناگ، کیٹی، ماریا، تھیوسانگ اور جولی سانگ یہ سن کر بڑے غور سے کستوری ناگن کی طرف تکنے لگے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"کیا سچ مچ تم سانپ بن جاتی ہو؟"

ماریا نے پوچھا۔

"یہ منتر تو بڑا قیمتی منتر ہے۔"

کیٹی اور جولی سانگ کہنے لگیں کہ یہ منتر تو یہاں کسی کے پاس نہیں ہے۔ ناگ بھی غور سے کستوری ناگن کو تک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا۔ مگر اسے اس کے جسم سے کسی قسم کی خوشبو نہیں آ رہی تھی جو یہ ظاہر کرتی کہ یہ عورت کوئی پُراسرار ناگن ہے۔
ناگ نے کہا۔
"کیا تم ہمیں سانپ بن کر دکھا سکتی ہو؟"
کستوری ناگن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا! مجھے تمہارے سامنے ایسا منتر پڑھتے ہوئے شرم آتی ہے مجھے اس منتر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ میرے سپیرے باپ نے جب دیکھا کہ میرے دل میں ناگ دیوتا کی اتنی محبت ہے۔ اور میں ناگ دیوتا سے ملنے کو اتنی بے تاب ہوں تو اس نے یہ منتر مجھے سکھا دیا اور کہا بیٹی اگر تمہیں انسانی شکل میں ناگ دیوتا کے درشن نہ ہوں۔ تو یہ منتر پڑھ کر سانپ بن جانا۔ ہو سکتا ہے کہ تم سانپ بن کر ناگ دیوتا کے قدموں تک پہنچ جاؤ۔"

عنبر خاموش تھا۔ ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ سب کے سب کستوری ناگن کو دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ اس کی چکنی چپڑی باتوں نے سب پر اثر کر دیا تھا۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی کستوری واقعی ناگ کی دیوانی

ناگ نے کہا۔
"اچھا۔ تم ہمیں سانپ بن کر دکھاؤ۔"
کستوری ناگن نے ہاتھ جوڑے ہوئے کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا! میں صرف تمہاری اجازت سے ایسا کر رہی ہوں۔ ورنہ یہ میری جرأت نہیں کہ تمہارے سامنے کوئی منتر پڑھوں۔"

اس وقت کستوری ناگن دل میں عنبر کو بُرا بھلا کہہ رہی تھی کہ خواہ مخواہ اس کی وجہ سے اسے ناگن بن کر ڈسنا پڑا۔ اور اس پر یہ بھید کھل گیا۔ مگر وہ مجبور تھی۔ اس نے آنکھیں بند کریں۔ کستوری ناگن کے اندر کس قدر طاقتیں تھیں۔ یہ تو ناگ عنبر ماریا اور کیٹی جولی سانگ تھیوسانگ میں سے کسی کو خبر نہیں تھی۔ کستوری ناگن نے آنکھیں بند کیں اور فوراً اب وہاں اس کی جگہ ایک سفید رنگ کی چھوٹی سی ناگن کنڈلی مارے بیٹھی تھی۔ کستوری ناگن نے بڑی چالاکی اور سمجھ داری سے کام لیا تھا۔ وہ جان بوجھ کر زرد سونے کے رنگ کی ناگن ملکہ نہیں بنی تھی۔ جس کے سر پہ سونے کا تاج تھا۔ اس لیے کہ کہیں ناگ اسے پہچان نہ لے کہ یہ تو ناگن ملکہ ہے۔ حالانکہ اُسے یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ ناگ اسے بالکل نہیں پہچان سکتا تھا۔ کیونکہ ناگنوں کی خلائی دنیا کی ملکہ ہونے کی وجہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے کستوری ناگن کے جسم کے گرد ایک دُھند چھائی
جو اس کی تمام طاقتوں کے راز کو دوسرے لوگوں اور خاص
پہ ناگ دیوتا سے چھپا رہی تھی۔

کستوری ناگن نے سانپ کی شکل میں ناگ کے پاؤں کے
پاس آکر اپنا سر جھکا دیا۔ سب بڑے غور سے سفید رنگ
سانپ کو دیکھ رہے تھے۔ ناگ نے کہا۔

"یہ سفید سانپ کا منتر ہے۔ اس لڑکی کا سپیرا باپ بہت
زبردست سپیرا تھا۔ یہ منتر ہزاروں سال بعد کسی سپیرے
کو ملتا ہے۔"

کستوری ناگن ناگ کی گفتگو برابر سن رہی تھی۔ وہ جلدی
سے انسانی شکل میں واپس آگئی۔ اور ہاتھ باندھ کر ناگ کو سلام
کیا اور عاجزی سے بولی۔

"مجھے معاف کر دینا عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ
کے سامنے سانپ بن کر گستاخی کی ہے۔"

ناگ بھی اس مکار ناگن کے جھانسے میں آگیا تھا۔ اصل
میں خوشامد بڑا خطرناک ہتھیار ہوتا ہے۔ اس کا وار شاید
ہی کبھی خالی جاتا ہو۔ ناگ ویسے بھی بھولا تھا۔ اس نے
کستوری ناگن کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کوئی بات نہیں کستوری بہن! اب میں تمہارے پاس

ہوں۔ ویسے بھی اب تمہیں
بننے کی ضرورت نہیں ہے۔"

کستوری ناگن نے فوراً
"عظیم ناگ دیوتا کے
کی ضرورت نہیں" کے
اس کے بعد سب کچھ
نے کستوری سے کہا۔

"تم تھوڑی دیر کے
ہمیں ذرا کچھ اپنی باتیں۔
کستوری ناگن جلدی۔

کیا اور دوسری کوٹھڑی میں چلی دیوتا! تمہارا لاکھ لاکھ شکر
نے کہا۔

"میرا خیال ہے اب اس عورت کو بھیج دینا چاہیئے
اس نے ناگ دیوتا کے درشن کر لیے ہیں۔ اس کا
یہاں کوئی کام نہیں۔"

حنبر بولا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ میں ماریا سے اتفاق کرتا ہوں۔"

چلی سانگ کہنے لگی۔

"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ عورت اندر سے کچھ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے کستوری ناگن [redacted]
جو اس کی تمام طاقتوں کے
پہ ناگ دیوتا سے چھپا رہی تھی۔ کستوری ناگن پہ شک کا اظہار کیا
کستوری ناگن نے سانپ کی
پاس آکر اپنا سر جھکا دیا۔ سب بڑ[redacted] دن سے رہ رہا ہوں۔
سانپ کو دیکھ رہے تھے۔ ناگ نے[redacted] سے محبت کرنے والی
"یہ سفید سانپ کا منتر ہے۔ اس[redacted] قدراتوں کو اُٹھ اُٹھ
زبردست سپیرا تھا۔ یہ منتر ہزا[redacted] کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے
کو ملتا ہے۔"
کستوری ناگن ناگ کی گفتگو برابر[redacted] سلہ کیا کہ اس عورت
سے انسانی شکل میں واپس آ گئی۔ او[redacted]
کیا اور عاجزی سے بولی۔ [redacted] طرح بڑے بھولے ہو۔
[redacted] ندگت تو ہماری طاقتیں نہیں بتانی چاہیئے
تھیں۔"
عنبر بولا۔
"اس میں مجھے تو کوئی بُرائی نظر نہیں آتی۔ اور پھر
یہ ایک گمنام سی عورت ہے۔ ہم سے جدا ہو جائے
گی اور پھر ہمیں اس سے اور اسے ہم سے کوئی تعلق نہیں
رہے گا۔ چونکہ میں نے اسے ناگ سے ملانے کا
فیصلہ کر لیا تھا اس لیے اس کا تم لوگوں سے ملنا بھی

فوری بات تھی۔"
ادھر یہ لوگ اپنی باتیں کر رہے تھے دوسری کوٹھڑی میں کستوری
نے ناگ کو اغوا کرنے کے منصوبے پر غور کرنا شروع کر دیا
اے سب سے زیادہ ماریا سے خطرہ تھا۔ جو نظر نہیں آتی
اس نے اپنی قمیض کے اندر چھپایا ہوا خلائی سانپ کا منکا
کر دیکھا۔ اسے صاف کیا اور دوبارہ قمیض کے اندر چھپا کر
لیا۔ پھر اچانک کستوری ناگن کو خیال آ گیا کہ کہیں غیبی عورت
یہاں آ کر اسے دیکھ نہ رہی ہو۔ وہ جلدی سے چارپائی
بیٹھ گئی۔ آنکھیں بند کر لیں۔ اور ہاتھ باندھ کر آہستہ آہستہ
لنے لگی۔
"دنیا جہان کے مالک! عظیم دیوتا! تمہارا لاکھ لاکھ شکر
ہے کہ مجھے ناگ دیوتا کا دیدار ہوا۔ میں دنیا کی خوش
قسمت عورت ہوں۔ میں تم سب دیوتاؤں کا شکر ادا
کرتی ہوں۔"
اس خیال سے کہ شاید ماریا اسے دیکھ رہی ہو گی
کستوری ناگن ناگ دیوتا کو یاد کر کے آہستہ آہستہ
جھومنے لگی۔ مگر ماریا وہاں نہیں تھی۔ وہ دوسری
کوٹھڑی میں عنبر ناگ کیلی تھیوسانگ اور جولی
سانگ کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدت کے بعد سب دوست اکٹھے ہوئے تھے۔ اس
بات پر وہ بے حد خوش تھے۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

خلائی مُہرہ

اگ کہنے لگا۔
"ایک مدت کے بعد ہم سب ساتھی اس شہر میں
اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بڑی مبارک بات ہے۔ پھر نہ
جانے حالات اور واقعات ہمیں کب ایک دوسرے
سے الگ کر دیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم کچھ
وقت ایران کے اس خوب صورت شہر میں گزاریں۔
یہاں کی خوب سیر کریں۔ تاریخی عمارتیں دیکھیں۔"
تھیوسانگ بولا۔
"ابھی تو تاریخ شروع ہوئی ہے۔ ابھی تو تاریخی عمارتیں
آگے جا کر بنیں گی۔"
مایا نے کہا۔
"لیکن یہاں کے بادشاہ نے بھی بہت سے خوب صورت
محلات تعمیر کیے ہیں۔ ایک کوہ بے ستون بھی
ہے۔ اس کی سیر کریں گے۔ لیکن میں پھر یہی کہوں گی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ اس کستوری بہن کو اب یہاں سے اس کے
ملک کی طرف روانہ کر دینا چاہیئے "

عنبر بولا۔

"وہ اکیلی کیسے جائے گی۔ ہم میں سے کسی اُس کے
ساتھ جانا ہوگا "

ماریا نے ناراض ہو کر کہا۔

"تم نے اپنی کستوری بہن کا ٹھیکہ لیا ہے تم ہی اسے
چھوڑ کے آؤ اب "

عنبر ہنس پڑا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"کیا وہ اکیلی نہیں جا سکتی۔ آخر اسے سانپ بن جانے
کا منتر آتا ہے۔ وہ سانپ بن کر بھی جا سکتی ہے "

جولی سانگ کہنے لگی۔

" مجھے تو یہ عورت کوئی بڑی چالاک قسم کی لگتی
ہے۔ کہیں ہمارے خلاف کسی کی یہ سازش تو
نہیں ہے "

ناگ ہنس کر بولا۔

"تم خوامخواہ شک کرنے لگی ہو۔ جولی سانگ ایسی
کوئی بات نہیں ہے۔ اور پھر ہمارے خلاف
تو سازشیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ مگر مجھے یہ عورت
چالاک نہیں لگتی "

اب ماریا نے جولی سانگ کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"میں جولی سانگ کے حق میں ہوں۔ مجھے بھی یہ عورت
خطرناک لگتی ہے "

تیمو سانگ کہنے لگا۔

"تو پھر تم دو ایک روز اس کی جاسوسی کر کے دیکھ لو "

ماریا نے جھنجھلا کر کہا۔

"میں اس پر اپنا وقت کیوں ضائع کروں۔ سیدھی
بات ہے۔ اس نے ناگ دیوتا کا دیدار کر لیا ہے
اب اسے چلے جانا چاہیئے "

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ویسے ماریا ٹھیک ہی کہتی ہے۔ کیونکہ ہمارا آپس
کا ساتھ ہے۔ ہمارے کئی راز ہیں۔ ایک غیر عورت
کو ہمارے ساتھ نہیں رہنا چاہیئے۔ تم اس سے
بات کرو کہ اب وہ چلی جائے "

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے کہہ دوں گا "

اسی روز کوئی دو گھنٹے بعد عنبر کستوری ناگن کے کمرے میں
گیا۔ کستوری ناگن نے ان کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ جب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اسے جانے کے لیے کہا تو کستوری ناگن جھوٹے موٹ کے آنسو بہانے لگی۔ اور روتے ہوئے بولی۔

"پیارے بھائی! مجھے اتنی جلدی ناگ دیوتا سے جدا نہ کرو۔ مجھے کچھ روز اور اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا لینے دو۔ پھر میں چلی جاؤں گی۔"

عنبر نے یہ بات ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کو جا کر بتا دی۔ آخر سب نے یہی فیصلہ کیا کہ کستوری کو مزید تین روز اور ساتھ رکھا جائے گا اور چوتھے روز اسے رخصت کر دیا جائے گا اور سانپ بن کر اکیلی ہی جائے گی۔ عنبر نے کستوری ناگن کو اس فیصلے سے آگاہ کر دیا۔ کستوری سمجھ گئی کہ اب یہ لوگ اسے اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے۔ اس نے بھی اپنے خطرناک منصوبے کے عمل کو تیز کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اداس آواز میں بولی۔

"اگر آپ لوگ مجھے اپنے ساتھ بالکل ہی نہیں رکھنا چاہتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گی۔ ٹھیک ہے میں تین دن کے بعد چلی جاؤں گی۔ میرے لیے ناگ دیوتا کے ساتھ تین دن اور بھی رہنا ہی بڑی خوش قسمتی کی بات ہوگی۔"

چونکہ کستوری ناگن کو الگ کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا تھا اس

لیے کسی نے ماریا یا ناگ کو یہ نہ کہا کہ چھپ کر کستوری ناگن کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے۔ ویسے کستوری ناگن اب بہت زیادہ ہوشیار ہو گئی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ماریا غیبی عورت ہے اور وہ کسی بھی وقت اس کی کوٹھڑی میں داخل ہو کر اس کی نگرانی کر سکتی ہے۔ کستوری ناگن کے لیے ضروری تھا کہ وہ خلائی ناگن کے منکے کو کسی پانی والی جگہ پہ بیٹھ کر سات مرتبہ منتر پڑھ کر دھوئے۔ چنانچہ ایک شام موقع پا کر کستوری ناگن ایک نہر کی طرف نکل گئی۔ قمیض کے اندر سے منکا نکال کر اس نے اپنے پاس رکھ لیا اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ وہ بڑی دیر سے منتر پڑھ رہی تھی۔ اسے خیال تھا کہ کہیں ماریا اس کا پیچھا کرتی وہاں نہ پہنچ گئی ہو۔ منتر پڑھنے کے بعد اس نے پھونک مار کر خلائی ناگن کے منکے کو سات بار نہر کے صاف پانی سے دھویا۔ پھر اسے قمیض کے اندر چھپا لیا۔

جب وہ واپس سرائے میں آئی تو عنبر نے پوچھا۔

"کستوری بہن! کہاں گئی تھیں تم؟"

کستوری ناگن نے بڑی عاجزی سے کہا۔

"نہر پہ منہ دھونے گئی تھی۔ جوں جوں ناگ دیوتا سے بچھڑنے کا دن قریب آ رہا ہے۔ میرا دل اداس ہو رہا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اسے تسلی دی اور کہا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کبھی تمہارے شہر کی طرف ہمارا گزر ہوا تو میں ناگ کو لے کر تمہارے گھر ضرور آؤں گا"

کستوری ناگن نے دل میں کہا۔ احمق آدمی اب ناگ کو ہمیشہ کے لیے بھول جاؤ۔ تم مجھے ناگ سے دور کر رہے ہو۔ میں تم سے ہمیشہ کے ناگ کو لے جاؤں گی۔ کستوری ناگن کے رخصت ہونے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تھا۔ وہ دن میں تین چار بار ناگ کو جا کر ضرور سلام کرتی اور یہ کہہ کر کچھ دیر اس کے قدموں میں بیٹھی رہتی کہ میں آخری درشن کر رہی ہوں۔ ناگ بھی اسے نہیں روکتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ پجارن قسم کی لڑکی اب جا رہی ہے۔ اسے اپنی خواہش پوری کر لینے دو۔ صبح کستوری ناگن کو یہ لوگ اپنے سے الگ کر رہے تھے۔ رات کے بارہ بجے کے بعد کستوری ناگن اپنے بستر سے اٹھی۔ اس نے چراغ بجھا دیا۔ کوٹھڑی میں اندھیرا چھا گیا۔ مگر وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ کستوری ناگن پلنگ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں ایسی چمک رہی تھیں۔ جیسے وہ کسی کو اپنے انتقام کی آگ میں بھسم کرنے والی ہو۔ اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے۔ اور پھر اپنے سر کو چھت کی طرف اٹھایا۔ اس کی آنکھوں سے نیلی روشنی نکل کر چھت سے ٹکرائی اور چھت میں سے نکل کر ستاروں بھرے آسمان کے خلا میں سے گزرتی ہوئی کروڑوں، اربوں میل۔ دور ناگنوں کے خلائی سیارے سے ٹکرا کر واپس آ گئی۔ اس میں صرف ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا۔

کستوری ناگن نے چہرہ نیچے کر لیا۔ اب وہ غائب ہو چکی تھی۔ مگر اپنے پورے انسانی جسم کے ساتھ وہ پلنگ پر بیٹھی تھی۔ پھر وہ اٹھی اور اس نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ اتنے میں عنبر کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ کیٹی بھی تھی۔ کستوری ناگن اپنے پلنگ پر اسی طرح بیٹھی رہی۔ عنبر نے کوٹھڑی میں ادھر ادھر دیکھا۔ دروازہ کھلنے سے باہر جو مشعل جل رہی تھی۔ اس کی روشنی کوٹھڑی میں آ رہی تھی۔ کیٹی نے کہا۔

"یہ تمہاری بہن کستوری کہاں چلی گئی ہے۔ کوٹھڑی تو خالی ہے"

عنبر نے کوٹھڑی میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھا اور بولا۔

"آدھی رات کو یہ کستوری کہاں چلی گئی ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا۔

"مجھے تو دال میں کچھ کالا کالا نظر آتا ہے۔ اس عورت کے ارادے مجھے خطرناک لگتے ہیں۔ عنبر!"

عنبر کیٹی کو لے کر دوسری کوٹھڑی میں آ گیا۔ جہاں ناگ ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ بیٹھے تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ آدھی رات کو کستوری اپنی کوٹھڑی میں نہیں ہے تو سب کے دل میں شک و شبے پیدا ہونے لگے۔

ماریا نے کہا۔

"ہم نے اس پر اپنا راز کھول کر اچھا نہیں کیا۔ یہ عورت ہمیں نقصان پہنچائے گی۔ تم دیکھ لینا۔"

ناگ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک جولی سانگ چونک پڑی۔ پھر اس نے اپنی قمیض میں سے تکونا خلائی ستارہ باہر نکال لیا۔ اس تکونے ستارے پر بنے ہوئے نگینے جھلملا رہے تھے۔ جولی سانگ نے جذباتی انداز میں کہا۔

"کوئی خلائی مخلوق ہمارے آس پاس ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہم تین خلائی انسانی اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"نہیں تھیوسانگ یہ ہمارے جسم کی لہروں سے

نگینے نہیں جھلملاتے۔ یہ کسی نئے خلائی جسم کی لہروں سے جھلملانے لگے ہیں۔"

اس کی وجہ یہ تھی کہ کستوری ناگن نے تھوڑی دیر پہلے اپنی آنکھوں سے نیلی روشنی نکال کر جو اپنے ناگنوں کے خلائی سیارے پر ڈالی تھی اور اس کی نگاہ خلائی سیارے سے ٹکرا کر واپس آئی تھی۔ اس کی وجہ سے کستوری ناگن میں خلائی تابکاری آ گئی تھی اور جولی سانگ کا تکونا ستارہ چمکنے لگا تھا۔

ماریا ناگ عنبر اور کیٹی بھی تعجب سے ستارے کو تکنے لگے۔ خلائی تکونا ستارہ چمک رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں کون سی خلائی مخلوق ہو سکتی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس ملک کی فضا میں سے کوئی خلائی سیارہ گزر گیا ہو۔"

وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ کوٹھڑی میں کستوری ناگن داخل ہوئی۔ اِسے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ماریا بھی اِسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ کستوری ناگن بُری حالت میں تھی۔ ماریا نے کہا۔

"میں کستوری کو جا کر دیکھتی ہوں کہ وہ کیا کر رہی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن غیبی حالت میں وہیں ایک طرف خاموشی سے کھڑی رہی۔ ماریا تھوڑی دیر بعد واپس آئی اور بولی کہ کستوری کوٹھڑی میں نہیں ہے۔ اب تو عنبر اور دوسرے ساتھی کو بھی تشویش ہوئی کہ کہیں یہ عورت واقعی کوئی خطرناک خلائی مخلوق تو نہیں ہے۔ ناگ عنبر کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی دوڑ کر ساتھ والی کوٹھڑی میں گئے۔ کستوری وہاں نہیں تھی جب وہ کوٹھڑی سے نکلے تو غیبی کستوری ناگن نے آگے بڑھ کر جہاں ناگ بیٹھا تھا۔ اس جگہ جھک کر خلائی ناگن کا مہرہ رکھا اور پھر اٹھا لیا۔ وہ پرے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ جب ناگ عنبر کیٹی تھیو سانگ جولی سانگ اور ماریا واپس اپنی کوٹھڑی میں آئے تو عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کستوری کہیں باہر گئی ہوگی۔ ابھی واپس آجائے گی۔"

ماریا بولی۔

"وہ ضرور خلائی مخلوق ہے۔ ہمیں اس کو پکڑ کر اس سے پوچھ گچھ کرنی چاہیئے۔"

کیٹی ناگ تھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی اس خیال کی حمایت کی۔ ان میں سے کسی کو خبر نہیں تھی کہ کستوری ناگن ان کے قریب ہی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہے۔ وہ اس

انتظار میں تھی کہ ناگ اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ناگ ابھی بیٹھا نہیں تھا۔ اس کی کرسی پر خلائی ناگن کے مہرے کا شدید اثر تھا، ناگ کچھ دیر کھڑے کھڑے باتیں کرتا رہا۔ پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کستوری ناگن نے اطمینان کا سانس لیا۔ ناگ اگر کرسی پر بیٹھتے ہی تو کچھ محسوس نہ ہوا لیکن ایک منٹ بعد اس کو کچھ گھبراہٹ سی محسوس ہونے۔ عنبر نے پوچھا۔

"خیریت تو ہے ناگ۔ تم کچھ پریشان دکھائی دیتے ہو؟ تم فکر نہ کرو۔ میں کستوری ناگن کو آتے ہی پکڑ لوں گا۔"

ناگ نے ماتھے پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

"میرا سر درد کرنے لگا ہے۔"

کیٹی ماریا اور جولی سانگ تھیو سانگ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جولی سانگ ناگ کا سر دبانے لگی۔ ناگ کی آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئیں۔ عنبر نے کہا۔

"ناگ بھیا۔ تم کچھ دیر کے لیے سو جاؤ۔ میرا خیال ہے تمہیں نیند آرہی ہے۔ تمہارا سر درد ٹھیک ہو جائے گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"ہاں ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ آیئے ہم باہر برآمدے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں چل کر بیٹھتے ہیں۔"

ناگ کو واقعی نیند آ رہی تھی۔ وہ چارپائی پر لیٹ گیا۔ ماریا نے تھیوسانگ سے کہا۔

"اس سے پہلے ناگ کو نیند کبھی نہیں آئی۔ مگر اب کیوں ایسا ہوا ہے؟"

عنبر بولا۔

"میرا خیال ہے تھکاوٹ کی وجہ سے ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ ناگ کو آرام کرنے دو۔ آؤ ہم باہر چلتے ہیں۔"

سب کوٹھڑی سے باہر چلے گئے۔ اب وہاں سوائے ناگ اور کستوری ناگن کے اور کوئی نہیں تھا۔ کستوری ناگن اسی گھڑی کا انتظار کر رہی تھی۔ خلائی ناگن کا مہرہ کستوری ناگن کے ہاتھ میں تھا۔ وہ آگے بڑھی۔ اس نے ایک منتر کو منہ ہی منہ میں پڑھا اور ناگ کے جسم پر ایک پھونک ماری۔ پھونک لگتے ہی ناگ کا جسم بالکل سُن ہو گیا۔ کستوری ناگن نے اب خلائی ناگن کا مہرہ ناگ کے ماتھے پر رکھ دیا۔ اس کے رکھتے ہی ناگ کا جسم غائب ہو گیا۔ اصل میں ناگ غائب

نہیں ہوا تھا۔ بلکہ چاول کے دانے سے بھی باریک بن کر خلائی ناگن کے مہرے کے اندر سوراخ میں داخل ہو گیا تھا۔ کستوری ناگن کے چہرے پر کامیابی کی چمک آ گئی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ جس چیز کو حاصل کرنے کے لیے وہ خلائی ناگنوں کی دنیا سے نیچے آئی تھی۔ اس نے مہرہ اپنی مٹھی میں دبایا اور ایک زبردست پھنکار ماری اور چھت کی طرف اڑی چھت کے بیچ میں سے نکل کر اوپر تاروں بھرے آسمان میں آ گئی۔

کستوری ناگن نے تاروں بھرے آسمان میں اپنی خلائی دنیا کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ پھنکار کی آواز سن کر والی کوٹھڑی میں بھی گئی۔ عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ بھاگ کر آئے تو یہ دیکھ کر ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہ وہاں ناگ غائب تھا۔

"ناگ کہاں چلا گیا؟" ماریا کے منہ سے بے اختیار یہ جملہ نکل گیا۔

عنبر نے ادھر اُدھر دیکھا۔

"وہ ابھی تو اسی جگہ پر تھا۔"

کیٹی نے کہا۔

"یہ پھنکار کی آواز کس کی تھی؟"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ مجھے اسی کستوری عورت کی سازش لگتی ہے"
ماریا غصّے میں بولی۔
"میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ اس کم بخت کستوری
کو یہاں سے چلتا کرو۔ مگر میری کسی نے نہیں سُنی"
عنبر نے کہا۔
"مجھ سے سخت غلطی ہو گئی"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"باہر چل کر دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ناگ باہر
گیا ہو"
ماریا نے مایوسی کے لہجے میں کہا۔
"کیا تم دیکھتے نہیں کہ ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی"
اب سب نے سانس کھینچا۔ معلوم ہوا کہ ناگ واقعی
فضا میں ناگ کی خوشبو نہیں ہے۔ عنبر تو سر پکڑ کر بیٹھ
گیا۔ اسے اب سخت افسوس ہو رہا تھا کہ وہ کستوری
کی چکنی چپڑی باتوں میں کیوں آ گیا۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔
"اس میں اب کوئی شک نہیں رہا کہ یہ عورت کستوری
خلائی مخلوق تھی اور وہ ناگ کو اغوا کرنے یہاں آئی
تھی"
جولی سانگ بولی۔

"اب ناگ کو ہم کہاں تلاش کریں گے؟"
کیٹی نے ٹھنڈا سانس بھرا اور کہنے لگی۔
"ماریا عنبر! تم لوگوں کا کیا خیال ہے"
ماریا نے کہا۔
"ہم خلاء میں کیسے جائیں گے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں
کہ وہ کم بخت ناگ کو کہاں لے گئی ہے"
جولی سانگ اور تھیو سانگ نے اور کیٹی نے بھی اس بات
سے اتفاق کر لیا کہ کستوری عورت واقعی کوئی خلائی مخلوق تھی کیونکہ
جولی سانگ کا خلائی تکونا ستارہ چمکنے لگا تھا۔ کیٹی کہنے لگی۔
"سخت افسوس کی بات ہے کہ ہم نے ایک
غیر عورت کو اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دی
یہ ہماری سخت حماقت تھی"
عنبر بولا۔
"اب پرانی باتیں اور گلے شکوے کرنے کا کوئی
فائدہ نہیں۔ غلطی ہر انسان سے ہو جاتی ہے۔ مجھ
سے بھی ہو گئی"
تھیو سانگ نے کہا۔
"ہم تمہیں کوئی الزام نہیں دے رہے عنبر! تم
اپنا جی برا نہ کرو۔ ہم تو یہ سوچ رہے ہیں کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ناگ کو کہاں تلاش کیا جائے"
ماریا کہنے لگی۔
"عنبر! تمہیں کچھ یاد ہے کہ اس کستوری کا کوئی اور ساتھی بھی تھا؟"
عنبر نے کہا۔
"جہاں تک مجھے یاد ہے وہ اکیلی ہی تھی۔ ہاں اس کے باپ سے ملا جا سکتا ہے جو سپیرا ہے"
کیٹی کہنے لگی۔
"اس کے باپ کو کیا پتہ ہوگا۔ یہ کستوری تو وہاں محض جنم لینے کے لیے اتری ہوگی۔ اصل میں تو وہ خلائی مخلوق تھی۔ ہمیں اس طرح سوچنا چاہیئے کہ اب ہمیں خلائی سفر اختیار کرنا چاہیئے یا نہیں؟"
ماریا نے کہا۔
"اس کا بہتر جواب تم اور جولی سانگ اور تھیو سانگ دے سکتے ہو کیونکہ تم بھی خلائی مخلوق ہو"
عنبر بولا۔
"کیٹی۔ جولی سانگ اور تھیو سانگ خلائی مخلوق ضرور ہیں مگر وہ خلائی جہاز کے بغیر ہمیں اوپر نہیں لے جا سکتے"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"مگر ہم چاہیں تو خلائی جہاز یہاں تیار کر سکتے ہیں۔
میں خلائی جہاز تیار کر سکتی ہوں"
تھیو سانگ نے کہا۔
"یہ تو ٹھیک ہے جولی سانگ مگر یہاں جہاز تیار کرنا بہت مشکل ہے۔ ہمیں وہ چیزیں اس غیر ترقی یافتہ زمانے میں کہاں ملیں گی؟"
ماریا نے کہا۔
"لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کستوری کو کسی جادوگرنی نے۔ اور وہ خاص چلہ کرنے کے لیے اپنے گھر لے گئی ہو"
عنبر بولا۔
"تو پھر اس کے جسم کی خراشوں سے تکونے ستارے کیوں چمکنے لگے تھے؟"
تھیو سانگ نے کہا۔
"ہو سکتا ہے یہ جادو کی وجہ سے ہو گیا ہو۔ میرا تو خیال ہے کہ ہمیں کستوری کے گھر کی طرف جانا چاہیئے۔
عنبر! اس کا گھر کہاں ہے؟"
عنبر نے کہا کہ وہ ملک سوڈان میں ایک سپیرے کے گھر میں پیدا ہوئی تھی۔
کیٹی بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بس ہمیں ابھی سوڈان کی طرف چل پڑنا چاہیئے"
جولی سانگ نے کہا۔

"مگر ہمیں پہلے اس ملک میں بھی اسے ڈھونڈھنے کی کوشش کرنی چاہیئے"
ماریا بولی۔

"یہ کام میں ابھی کیئے دیتی ہوں۔ میں صبح تک اس سارے علاقے کا چپہ چپہ چھان ماروں گی"
سب نے ماریا کو اجازت دے دی اور ماریا اسی وقت فضا میں پرواز کر گئی۔ اس کے جانے کے بعد کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کوٹھڑی میں بیٹھ کر کستوری ناگن کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ وہ اگر جادوگرنی تھی تو کہاں گئی ہوگی۔ باتیں کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ اتنے میں ماریا بھی آ گئی۔ اس نے بتایا کہ میں نے ملک ایران کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ میں صحرا اور جنگل میں بھی گئی مگر اس سارے علاقے میں ناگ کی خوشبو کہیں نہیں ہے۔ انہوں نے مل کر صلاح مشورہ کیا اور فیصلہ کیا کہ انہیں کستوری کے گھر کا رخ کرنا چاہیئے۔ تھوڑی دیر بعد عنبر تھیوسانگ کیٹی ماریا اور جولی سانگ ملک سوڈان کی طرف چل پڑے۔

اب ہم ناگ کی طرف آتے ہیں۔ ناگ باریک سوئی جتنا بن کر بے ہوشی کی حالت میں خلائی ناگن کے مہرے کے اندر بند تھا۔

کستوری ناگن نیمی حالت میں خلا میں روشنی کی رفتار کے ساتھ جا رہی تھی۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔ اتنی رفتار سے جب کوئی ٹھوس شے سفر کرتی ہے تو وہ خود روشنی کی کرن میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مگر کستوری ناگن نیمی حالت میں تھی اور روشنی کی کرن بن کر سفر کر رہی تھی۔ پھر وہ بلا کسی روک ٹوک کے خلا میں اڑی جا رہی تھی۔ اس کا رخ ناگنوں کے خلائی سیارے کی طرف تھا۔ کستوری ناگن ناگنوں کی تلاش اور ناگ کی تلاش میں زمین پر آئی تھی۔ اس خلائی سیارے پر ناگنیں خود ہی اپنے اپنے ناگوں کو تلاش کرتی تھیں۔ یہ ناگ یعنی سانپ دوسرے خلائی سیاروں میں بھی مل جاتے تھے مگر کستوری کیونکہ ملکہ تھی۔ اس لیے ناگ دیوتا ہی اس کے لائق تھا۔ اسی لیے وہ زمین پر آئی تھی تاکہ ناگ دیوتا کو اغوا کر کے لے جائے۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی۔

زمین پر اس وقت ایک دن گزر چکا تھا اور عنبر ماریا وغیرہ ملک سوڈان نہیں پہنچے تھے کہ کستوری ناگن ناگ دیوتا کو لے کر اپنے خلائی ناگنوں کے ستیارے میں پہنچ گئی۔ یہ سیارہ زمین سے زیادہ دور نہیں تھا اور یہ بھی سورج کے گرد گردش کرتا تھا مگر وہ سورج سے اتنی دور تھا کہ اس پر سورج کی روشنی کم پہنچتی تھی اور دن کی روشنی بہت ہی پھیکی ہوتی تھی۔ یہ سیارہ چھوٹا تھا اور اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر سوائے ناگنوں کے اور کوئی مخلوق نہیں رہتی تھی۔ کستوری نا
ناگ کو مہرے میں بند کیئے جب اپنے سیارے کی زمین کے
پہنچی تو وہاں کی ساری ناگنوں کو پتہ چل گیا کہ ملکہ ناگن آرہی
ساری ناگنیں ناگن محل کے سامنے میدان میں جمع ہو گئیں کہ ملکہ
کستوری ناگن کا استقبال کیا جائے۔

اپنے سیارے کی زمین سے لگتے ہی کستوری ناگن اپنی سا
کی شکل میں آ گئی۔ اب وہ زرد سونے کے رنگ کی خوب صورت
ناگن تھی جس کے سر پر چھوٹا سا سنہری تاج تھا۔ آنکھیں سرخ تھیں
اور جسم سنہری تھا۔ وزیر ناگن نے آگے بڑھ کر ملکہ ناگن کا استقبال
کیا۔ ساری ناگنوں نے اپنے اپنے پھن جھکا دیئے۔ کستوری ناگن
بڑی شان سے رینگتی ہوئی سجی سجائی پالکی میں بیٹھ گئی۔ پالکی میں
خلائی قالینوں کا چھوٹا سا قالین بچھا تھا۔ دس ناگنوں نے پالکی کو اپنے
پھن پر اٹھا لیا۔ پچاس ناگنیں آگے آگے رینگنے لگیں۔ سو ناگنیں
پیچھے پیچھے اور دائیں بائیں رینگ رہی تھیں۔ ناگنوں کا یہ
عالی شان جلوس ناگن محل میں داخل ہو گیا۔

ناگن محل سانپ کے پھن کی شکل کی ایک بہت بڑی عما
تھی۔ جو ایک بہت بڑی چٹان کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنائی
گئی تھی۔ اس چٹان کو کھوکھلا انجینئر ناگنوں نے کیا تھا جن کی
پھنکار کی گرمی سے پتھر ٹوٹ کر پگھل جاتا تھا۔ ناگن محل میں کئی

چھوٹے کمرے تھے۔ ان میں ناگنوں کی ریشمی کینچلیوں کے
رے گرے ہوئے تھے۔ زرد پتھر کے تخت بچھے تھے۔
پر خلائی پھولوں کے بستر لگے تھے۔ تو کہ ناگنیں جگہ جگہ اپنے
کام میں مصروف تھیں۔ پہرے دار ناگنیں پھن اٹھائے پہرہ دے
تھیں۔

کستوری ناگن کی پالکی محل کے اندر آئی تو سب ناگنوں نے پھنکاریں
کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ ملکہ کستوری ناگن پالکی سے اتر کر اپنے خاص
رے میں آ گئی۔ یہ کمرہ بے حد خوب صورت تھا۔ دیواروں پر ایسے
دو پتھر لگائے گئے تھے۔ جن سے ہلکی ہلکی بسنتی روشنی نکل رہی
ی۔ چھت کے ساتھ جواہرات کے گچھے لٹک رہے تھے۔
ستونوں میں سرخ لعل جڑے تھے جن سے روشنی کی کرنیں
پھوٹ رہی تھیں۔ وزیر ناگن ملکہ کستوری ناگن کے ساتھ ساتھ
بڑے ادب سے پھن جھکائے رینگ رہی تھی۔

اپنے خاص کمرے میں آ کر ملکہ ناگن نے وزیر ناگن سے کہا۔

"ان تمام لونڈی ناگنوں کو باہر بھیج دیا جائے۔"

وزیر ناگن نے جس کا رنگ نسواری تھا۔ فوراً تمام ناگنوں
کو باہر بھیج دیا۔ جب کمرے میں ملکہ کستوری ناگن اور وزیر ناگن
اکیلی رہ گئیں۔ تو کستوری ناگن نے اپنے منہ سے خلائی مہرہ نکال
کر تخت پر رکھ دیا۔ اور فوراً عورت کی شکل اختیار کر لی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے وزیر ناگن کی طرف دیکھا اور بولی۔

"وزیر ناگن تم بھی اپنی انسانی شکل بدل سکتی ہو"

حکم پاتے ہی فوراً وزیر ناگن نے بھی عورت کی شکل اختیا
کرلی۔ یہ نیلے رنگ کی ایک عورت بن گئی۔ جس کی آنکھیں سرخ
تھیں اور سر پہ سیاہ بال تھے۔ جبکہ کستوری ناگن کی وہی شکل
تھی جو اس کی زمین پہ تھی۔ کستوری ناگن نے کہا۔

وزیر ناگن! تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ میں دنیا سے
اپنے سانپ یعنی ناگ دیوتا کو ساتھ لے آئی ہوں"

وزیر ناگن نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ملکہ ناگن کو مبارک ہو۔ آپ کی شان یہی تھی کہ آپ
کا سانپ ناگ دیوتا ہوتا۔ کیا آپ کی ناگ دیوتا کے
ساتھ شادی کا اعلان کر دیا جائے"

کستوری ناگن نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ دو ماہ بعد ہماری سالگرہ آرہی ہے۔ میں
چاہتی ہوں کہ میری سالگرہ کے دن ناگ دیوتا سے شادی
ہو"

وزیر ناگن بولی۔

"یہ تو بڑی مبارک بات ہوگی۔ ہم اس دن کا بے
تابی سے انتظار کریں گے۔ مگر اس تاجپوشی اور شاہی

شادی کی تیاریاں ہم ابھی سے شروع کر دیں گے"

کستوری ناگن نے کہا۔

"نہیں ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں تم یہ اعلان
کر سکتی ہو کہ ملکہ کی شادی دو ماہ بعد ناگ دیوتا سے
ہوگی"

وزیر ناگن خوشی سے کہنے لگی۔

"ایسا ہی ہوگا عظیم ملکہ! کیا میں ناگ دیوتا کا دیدار
کر سکتی ہوں؟"

کستوری ناگن بھی چاہتی تھی کہ اسے ناگ دیوتا کی ایک جھلک
دکھائے تاکہ وہ اس پہ رشک کرے۔ کستوری ناگن نے فوراً
خلائی مہرے کو اٹھا کر ایک منتر پڑھا اور اسے زور سے
پھونک ماری۔ ناگ جو باریک سوئی کی شکل میں خلائی مہرے
کے اندر بند پڑا تھا۔ باہر تخت پہ گر پڑا۔ کستوری ناگن
نے دوسرا منتر پڑھ کر پھونک ماری تو ناگ اپنی انسانی شکل میں
آگیا۔ مگر وہ بے ہوش پڑا تھا۔ وہی دبلا پتلا جسم، سانولا رنگ
اور گھنگھریالے بال ——— وزیر ناگن نے اسے ایک نظر دیکھا اور
دل میں سوچنے لگی۔ کاش ناگ دیوتا سے میری شادی ہو سکتی۔
مگر یہ ناممکن بات تھی۔ ناگ دیوتا تو ملکہ ناگن کا خاوند بننے والا
تھا۔ ملکہ کستوری ناگن نے بڑی شان سے گردن اٹھا کر وزیر ناگن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیوں وزیر ناگن! کتنا خوبصورت ہے ہمارا ہونے والا خاوند۔ یعنی ناگ دیوتا!"

وزیر ناگن بولی۔

"آپ ملکہ ہیں۔ آپ کی شادی ایسے ہی ناگ سے ہونی چاہیئے تھی۔"

کستوری ناگن نے کہا۔

"اب تم جا سکتی ہو۔ ہمارے لیے کچھ پھل بھجوا دینا۔"

وزیر ناگن نے فوراً سانپ یعنی سواری ناگن کا روپ بدلا اور سلام کر کے ملکہ ناگن کستوری کے خاص کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد کستوری ناگن نے ناگ پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔ ناگ کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی۔ تھوڑی دیر میں اسے ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ کسی انوکھی جگہ پر آ گیا ہے۔ اس کی نظر کستوری پر پڑی تو حیران رہ گیا کہ یہ مجھے کہاں لے آئی ہے۔

○

ناگن محل

ناگ نے کستوری ناگن سے پوچھا۔

"یہ..... یہ کون سی جگہ ہے؟"

کستوری ناگن گھور کر تک رہی تھی

"ناگ دیوتا! تم اس وقت اس سیارے کی زمین پر نہیں ہو۔ جہاں ہمارے ساتھی عنبر، ماریا کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ اس وقت کہیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ بلکہ تم اس وقت ناگنوں کے نیلائی سیارے پر میرے محل میں ہو اور میں ناگنوں کے سیارے کی ملکہ کستوری ہوں۔"

"ٹھیک ہے تم ناگنوں کی ملکہ ہو مگر یہ بتاؤ کہ تم مجھے یہاں کس لیے لائی ہو؟"

کستوری ناگن نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دو ماہ بعد ہماری شادی ہو جائے گی۔ میں تمہیں اسی لیے زمین سے اٹھا کر یہاں لائی ہوں۔"

ناگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ یہ کم بخت کیا کہہ رہی ہے۔ میں اس سے کیسے شادی کر سکتا ہوں۔ اس نے کستوری سے کہا۔

"ناگ دیوتا کبھی شادی نہیں کیا کرتا۔ کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں۔"

کستوری ناگن بولی۔

"یہ قانون تمہاری زمین پر چلتا ہوگا۔ میرے سیارے پر یہ قانون نہیں چلے گا۔ میں یہاں کی ملکہ ہوں اور یہاں تمہیں میرا حکم ماننا ہوگا۔ اور تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہوگی۔ یہ میرے وقار کا سوال ہے۔"

ناگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے سوچا کہ وہ عقاب بن کر یہاں سے اڑ جائے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اس نے زور سے سانس کھینچ کر چھوڑا۔ مگر وہ عقاب نہ بن سکا۔ کستوری ناگن اس کی طرف غور سے تک رہی تھی۔ ناگ نے دوسری بار سانس کھینچ کر چھوڑا کہ سانپ بن جائے مگر وہ سانپ بھی نہ بن سکا۔ کستوری ناگن نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور بولی۔

"تمہاری طاقت اب میرے قبضے میں ہے۔ تم میری اجازت کے بغیر اپنی شکل نہیں بدل سکتے۔ نہ تم عقاب بن سکتے

ہو اور نہ سانپ۔"

ناگ دل ہی دل میں کھول کر رہ گیا۔ اس عیار ملکہ کستوری ناگن نے اس کی ساری طاقت اپنے قبضے میں کر لی تھی۔ وہ بالکل کورا ہو کر رہ گیا تھا۔ ناگ نے طیش میں آ کر زور سے پاؤں تخت پر مارا اور بولا۔

"اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ کستوری ناگن! تمہیں ایک نہ ایک دن پچھتانا پڑے گا۔"

کستوری ناگن نے ایک اور قہقہہ لگایا اور کمرے میں بڑی شان سے ٹہلتی رہی۔ بولی۔

"تم کو ابھی میری طاقت کا احساس نہیں ہوا ناگ دیوتا! میں اس سیارے کی دنیا کی ملکہ ہوں۔ میری طاقت اور قوت بے پناہ ہے۔ کیا تم میری طاقت کا ایک ہلکا سا نمونہ دیکھنا پسند کرو گے۔"

اس کے ساتھ ہی کستوری نے پھنکار ماری اور وہ غائب ہو گئی۔ اس کی آواز ناگ کو سنائی دی۔

"تم نے ماریا کو غائب ہوتے دیکھا ہے مگر جب میں غائب ہوئی تھی تو ماریا بھی مجھے نہیں دیکھ سکی تھی۔ جس وقت تم سب لوگ مجھے پوچھ گچھ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے غیبی حالت میں اسی کوٹھڑی میں موجود تھی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن ایک دم سے پھر ظاہر ہوگئی۔ پھر کستوری ناگن نے دوسری پھنکار ماری اور زرد رنگ کی خوبصورت ناگن بن گئی جس کے سر پر سنہری تاج تھا۔ تیسری پھونک ماری تو وہ بلبل بن کر کمرے میں اڑنے لگی اس کے بعد کستوری ناگن دوبارہ انسانی شکل میں آگئی اور اب جو پھنکار ماری تو وہ ایک ایسا سانپ بن گئی۔ جس کے سات پھن تھے۔ سولہ بازو تھے اور ہر پھن کے منہ سے سرخ زبانیں لہرا رہی تھیں۔ اس کے بعد وہ دوبارا انسانی یعنی عورت کی شکل میں آگئی۔ تب اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تم میرا مقابلہ کر سکو گے؟ ہرگز نہیں۔ ویسے بھی تم میرے ملک میں ہو۔ میرے سیارے میں ہو۔ میری سلطنت میں ہو۔ تم میرے ناگ خاوند بھی ہو گے اور میرے غلام بھی ہو گے۔"

ناگ سمجھ گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ اس نے کہا۔

"آخر تم مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہو؟"

کستوری ناگن نے کہا

"یہ میں تمہیں پہلے بتا چکی ہوں کہ یہاں کی ہر ناگن اپنے اپنے سانپ کی تلاش میں مختلف سیاروں پر جاتی ہے اور اسے اپنے ساتھ لے آتی ہے۔ میں ملکہ ہوں۔ میرے لیے ناگ دیوتا ہی میری شان کے مطابق تھا۔ اس لیے

میں تم کو یہاں لے آئی ہوں۔ اب تم مجھ سے دو ماہ بعد شادی کر کے باقی ساری زندگی بلکہ اس ملک کی قیامت تک میرے ساتھ رہو گے۔ اگر تم نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی تو اس میں ناکامی ہو گی۔ یہاں سے فرار کا کوئی راستہ تمہیں نہیں ملے گا۔ تم یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کر کے دیکھ سکتے ہو۔ یہاں کی ایک ناگن بھی تمہارا حکم نہیں مانے گی۔ وہ میری غلام ہیں اور ان کی اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ تمہاری کوئی امداد کر سکیں۔ اب تم اس محل کے ایک کمرے میں اپنی انسانی شکل میں رہو۔ یہاں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ آؤ میرے ساتھ۔"

ناگ کو اب شدت سے یہ احساس ہو گیا تھا کہ پوری طرح کستوری ناگن کے جال میں پھنس چکا ہے اور کسی اعلیٰ ترین و عیار ترین حکمت عملی سے ہی وہ یہاں سے نکل سکے گا۔ کستوری ناگن نے ناگ کو ساتھ لیا اور دوسرے کمرے میں لے آئی۔ یہ محل کا یہ کمرہ بڑا خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ستونوں میں گل بوٹے تھے۔ چھت سے فانوس لٹک رہا تھا۔ یہ فانوس سانپوں کے خشک انڈوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ دیوار کے ساتھ لک مرمر کا پلنگ لگا تھا جس پر خلائی پھولوں کا بستر بچھا تھا۔ بلور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی صراحی میں دودھ بھرا ہوا تھا۔
ناگ کو کمرے میں چھوڑ کر کستوری ناگن نے کہا۔
"اب تم یہاں آرام کرو۔ میں تم سے ملنے دن میں ایک بار ضرور آیا کروں گی۔ دو ماہ بعد میری سال گرہ ہے۔ اس روز ہمارا بیاہ ہو جائے گا۔"
یہ کہہ کر کستوری ناگن چلی گئی۔ ناگ اس ناگن محل میں جب اکیلا رہ گیا تو اس کو سب سے پہلے عنبر، کیتی، تھیو سانگ اور جولی سانگ کا خیال ستانے لگا کہ جب انھوں نے کوٹھڑی میں واپس آ کر ناگ کو نہیں دیکھا ہوگا تو ان پر کیا گزری ہوگی۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ ناگ ان کی دنیا سے نکل کر ناگنوں کی خلائی دنیا میں قیدی بن چکا ہے اور قیدی بھی اسے کستوری ناگن نے بنایا ہے جو دنیا میں اس کی پجارن اور پرستار بنی ہوئی تھی۔ ناگ نے اٹھ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ایک کھڑکی بھی نہیں تھی۔ ایک ہی دروازہ تھا جس میں سے گزر کر کستوری ناگن ابھی ابھی گئی تھی۔ مگر وہاں سے فرار ہونا بیکار تھا۔ ناگ کو احساس تھا کہ اگر وہ اس محل سے نکل بھی گیا تو اسے پکڑ کر پھر یہاں لایا جائے گا۔ وہ ایک خلائی دنیا میں تھا۔ دوسرے سیارے پر تھا جہاں کوئی بھی اس کا ہمدرد نہیں تھا۔
تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ وزیر ناگن اندر داخل ہوئی۔ یہ وہی

سیاہ رنگ سیاہ بالوں اور سرخ آنکھوں والی عورت تھی جو ناگن تھی مگر انسانی شکل میں ناگن ملکہ کی خدمت کرتی تھی اور اس کی وزیر بھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں پھلوں کی ٹوکری تھی۔ ٹوکری اس نے ناگ کے پلنگ کے پاس رکھ دی اور ناگ کی طرف اپنی سرخ آنکھوں سے گھورنے لگی۔ ناگ کو اس سرخ آنکھوں والی عورت میں ایک مقناطیسی کشش محسوس ہوئی۔ وزیر ناگن نے کہا۔
"میں ملکہ ناگن کی وزیر ہوں۔ میرا نام وزیر ناگن ہے۔ یہ پھل ملکہ ناگن نے تمہارے لئے بھیجے ہیں۔"
ناگ نے کہا۔
"یہ لے جاؤ۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔"
وزیر ناگن کہنے لگی۔
"جب تمہاری ملکہ ناگن سے شادی ہو جائے گی۔ پھر بڑے شوق سے یہ پھل کھایا کرو گے۔"
ناگ بولا۔
"میں ملکہ ناگن سے شادی نہیں کروں گا۔"
وزیر ناگن کے چہرے پر حیرت سی آ گئی، کہنے لگی۔
"مگر ملکہ ناگن تو کہتی ہے کہ تم اس کے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہو۔"
ناگ نے دل میں سوچا کہ اس عورت کو کس طرح قابو میں کرنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہیئے۔کیوں کہ یہ عورت اسے وہاں سے فرار ہونے میں مدد دے
سکتی ہے۔اس نے نفرت سے منہ پھیر کر کہا۔

"وہ جھوٹ بولتی ہے۔ میں تو کبھی اس سے شادی نہ کروں
گا۔ مجھے اس سے نفرت ہے"۔

وزیر ناگن، ناگ کے قریب آگئی۔

"کیا سچ مچ تم ملکہ ناگن سے نفرت کرتے ہو"

ناگ نے غصے میں کہا۔

"مجھے تو اس کی شکل ہی سے خوف آتا ہے۔ میں تو اس
کی صورت سے بیزار ہوں"۔

وزیر ناگن نے پوچھا۔

"کیا تم کسی دوسری ناگن سے شادی کرنا چاہتے ہو"

ناگ نے جب دیکھا کہ لوہا گرم ہے تو اس نے چوٹ لگا دی
اور بولا۔

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں"

وزیر ناگن کو جیسے کسی نے دھکا دے دیا۔ وہ پیچھے کو ہٹ
گئی اور اپنی گول گول سرخ آنکھوں سے ناگ کو تکنے لگی۔ ناگ
نے فوراً کہا۔

"ملکہ ناگن میرے دل پر زبردستی قبضہ نہیں جما سکتی۔ میں
اس سے نفرت کرتا ہوں۔ میں تو صرف تم سے محبت کرتا ہوں اور
تم ہی سے بیاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ بیاہ نہیں
کرو گی وزیر ناگن؟"

وزیر ناگن خاموشی سے چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد ناگ سوچنے
لگا کہ کہیں یہ ملکہ ناگن کو جاکر بتا تو نہ دے گی۔ بتاتی ہے تو بتا دے۔
ناگ نے دل میں کہا۔ ملکہ ناگن میرا کیا بگاڑے گی۔ میں اسے صاف
صاف کہہ دوں گا کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ جو ہوگا دیکھا جائے
گا۔ مگر یہ وزیر ناگن چلی کیوں گئی ہے۔ اس کو کس طرح چکنی چپڑی
باتیں کرکے اپنے قابو میں کرنا ہے۔ یہ مجھے یہاں سے فرار ہونے
میں مدد دے سکتی ہے۔ ناگ دیر تک یہی کچھ سوچتا رہا۔
وزیر ناگن ملکہ ناگن کی وفادار تھی۔ اس نے ناگن ملکہ کو جاکر سب
بتا دیا۔ کستوری ناگن یہ سن کر آگ بگولا ہوگئی۔
وزیر ناگن کہنے لگی۔

"ملکہ ناگن! ناگ دیوتا مجھے اپنے جال میں پھنسانا چاہتا تھا۔
کہ وہ یہاں سے فرار ہو سکے"۔

کستوری ناگن پھنکار مار کر بولی۔

"وہ یہاں سے کبھی نہیں جا سکے گا۔ مگر اس کا یہ ارادہ
خطرناک ہے"۔

وزیر ناگن بولی۔

"ملکہ ناگن! میرا خیال ہے کہ ناگ دیوتا کو سم مُردہ ناگنوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے غار میں بند کر دیتے ہیں۔ وہاں اسے خلائی دودھ پہنچتا رہے گا۔ وہاں سے وہ باہر نہیں نکل سکے گا۔

کستوری ناگن کو وزیر ناگن کی تجویز پسند آگئی۔ اس نے حکم دیا ناگ دیوتا کو فوراً مُردہ ناگنوں کے غار میں بند کر دیا جائے۔ وزیر ناگن فوراً ناگ دیوتا کے پاس ناگن محل میں گئی اور کہا۔

"ناگ دیوتا! تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔ یہ ملکہ ناگن کا حکم ہے۔"

ناگ نے جھنجھلا کر کہا۔ "میں کہیں نہیں جاؤں گا۔"

وزیر ناگن نے اسی لمحہ اپنی ایک آنکھ سے سرخ روشنی کی کرن نکال کر ناگ پر پھینکی۔ ناگ گم سم ہو کر رہ گیا۔ اس نے سوچنے کی کوشش کی مگر اسے محسوس ہوا کہ وہ کچھ نہیں سوچ سکتا۔ وزیر ناگن نے حکم دیا۔

"میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"

ناگ کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔ "جو حکم وزیر ناگن" اور وہ خاموشی سے سر جھکائے وزیر ناگن کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ وزیر ناگن اسے ناگن محل سے نکال کر ایک ایسے میدان میں آگئی جہاں جگہ جگہ ناگنوں کی پتھروں کی مورتیاں بکھری ہوئی تھیں۔ میدان جہاں ختم ہوتا تھا۔ وہاں ایک زمین سے ابھری ہوئی چٹان تھی۔ اس چٹان میں ایک سانپ کے پھن ایسا دروازہ تھا۔ وزیر ناگن ناگ کو لے کر

دروازے میں سے گزر کر مُردہ ناگنوں کے غار میں آگئی۔ اس کی دیواروں پر ایسے پتھر لگے تھے۔ جن میں سے دھیمی دھیمی روشنی نکل رہی تھی۔ آگے جا کر غار میں ایک کھلا دالان سا آگیا۔ اس نے یہاں جگہ جگہ سے کی ہڈیوں کے پنجر پڑے ہوئے دیکھے ناگنوں کے ہڈیوں کے ڈھانچے بالکل سیدھے پڑے تھے۔ یہ مُردہ ناگنوں کی ہڈیوں کے ڈھانچے تھے۔ وزیر ناگن نے ایک طرف اشارہ کر کے ناگ کو حکم دیا۔

"اس جگہ پتھر کے پاس بیٹھ جاؤ۔"

ناگ خاموشی سے بیٹھ گیا۔ اس پر ابھی تک وزیر ناگن کی آنکھ سے نکلی ہوئی شعاع کا اثر تھا۔ وزیر ناگن غار سے باہر نکل کر رک گئی۔ اس نے غار کے منہ کو دیکھا اور اپنی دونوں آنکھوں سے روشنی نکال کر پھینکی۔ غار کے منہ پر فوراً ایک گہرے رنگ کا بادل سا چھا گیا۔ دیکھنے میں بادل سا نظر آتا تھا۔ مگر اس میں ایسا زہریلا مادہ بھرا ہوا تھا کہ اگر خلائی ناگنوں کے اگر دنیا کا کوئی شخص اس میں سے گزرنے کی کوشش کرے تو وہ وہیں گر کر ہلاک ہو جاتا۔

وزیر ناگن چلی گئی۔ اس کے جانے کے کوئی پندرہ بیس منٹ بعد ناگ اپنے ہوش و حواس میں آگیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ وہ ایک ایسے غار میں بند تھا جس میں ناگنوں کی ہڈیوں کے پنجر بکھرے پڑے تھے۔ یہ ناگنوں کا قبرستان لگ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ اٹھ کر غار کے دروازے کے قریب آیا - کیا دیکھتا ہے کہ غار کے منہ پر ایک سرمئی رنگ کا بادل کا ٹکڑا رکا ہوا ہے - جیسے کسی نے اسے وہاں جڑ دیا ہو - ناگ آگے بڑھا ہی تھا کہ اس بادل میں سے ایسی تیز بُو ناگ کے نتھنوں سے ٹکرائی کہ ناگ دوڑا اور پیچھے گر پڑا - وہ سمجھ گیا کہ اس بادل میں کوئی خطرناک کیمیاوی زہر گھلا ہوا ہے - وہ واپس غار میں مُردہ ناگنوں کے پاس آکر بیٹھ گیا - اور سوچنے لگا کہ ضرور وزیر ناگن نے کستوری ناگن کو سب کچھ بتا دیا ہوگا - اور کستوری ناگن نے محض اس خیال سے کہ میں کسی ناگن کو فریب دے کر یہاں سے فرار نہ ہو جاؤں - مجھے اس غار میں بند کر دیا ہے -

وہ عنبر ماریا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں سوچنے لگا کہ خدا جانے وہ اسے کہاں کہاں تلاش کر رہے ہوں گے - ناگ نے اپنے ساتھیوں کو تھوڑی دیر کے لئے بھول کر اس ناگنوں کے سیارے سے فرار ہونے پر دوبارہ غور و فکر شروع کر دیا - ظاہر ہے یہاں سے فرار ہونے کے لیے اسے کوئی خلائی جہاز نہیں مل سکتا تھا - اس کو ابھی تک وہاں کوئی خلائی جہاز نظر بھی نہیں آیا تھا - یہ ایک ویران سیارہ تھا جہاں سوائے ناگنوں کے اور کوئی مخلوق آباد نہیں تھی - وزیر ناگن سے مدد ملنے کی اب امید نہیں تھی - ناگ نے سوچا کہ کسی دوسرے ناگن سانپ سے مدد لی جا سکتی ہے اگرچہ اسے معلوم تھا کہ یہاں کی ساری ناگنیں ملکہ ناگن کے حکم کی

[illegible] اور کوئی اس کے خلاف قدم اٹھانے کی ہمت نہیں کر سکتی -

[illegible] ناگ نے ہمت نہ ہاری اور فرار کے طریقوں پر غور کرنے لگا -

سرنگ کی دیوار کے پتھروں میں سے نیلی نیلی روشنی سارے [illegible] میں پھیلی ہوئی تھی - ناگ کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ یہ رات ہے کہ [illegible] کا وقت ہے - وہ دیر تک سر دیوار سے لگائے آنکھیں بند کیے سوچتا رہا - اس کو خیال آیا کہ وہ کیوں نہ اپنی طاقت کو آزما کر دیکھے -

ناگ نے فوراً سانس کھینچ کر چھوڑا - مگر نہ تو وہ عقاب بنا اور نہ ہی سانپ بن سکا - ناگ ناامید ہو کر بیٹھ گیا - کستوری ناگن نے اس کی طاقت چھین لی تھی - تھوڑی دیر بعد غار کی دیوار کے پتھروں سے جو دھیمی دھیمی روشنی نکل رہی تھی - وہ جھلانے لگی - ناگ ان پتھروں کو غور سے دیکھنے لگا - آہستہ آہستہ روشنی اور دھیمی ہو گئی - پھر ان پتھروں میں سے نیلی روشنی نکل کر سارے غار میں پھیل گئی -

اس کے بعد روشنی دھیمی نہ ہوئی - ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ ان کی رات پڑ گئی ہو - نہ جانے بیٹھے بیٹھے کتنا وقت گذر گیا تھا کہ ناگ کو ایسی سرسراہٹ سنائی دی جیسے کوئی سانپ رینگتا ہوا آ رہا ہو - ناگ جلدی سے ایک طرف ہو گیا - پتھروں کی نیلی روشنی میں اس نے دیکھا کہ جدھر غار ختم ہو جاتی تھی ادھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ایک سیاہ رنگ کا سانپ رینگتا ہوا دیوار کی طرف چلا آرہا تھا۔ سانپ دیوار کے پاس ایک جگہ رک کر نیچے دیکھنے لگا۔ نیچے سانپ کا ایک ڈھانچہ پڑا تھا۔ ناگ پتھر کے پیچھے ہو کر یہ منظر دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

سانپ کا پھن اٹھا ہوا تھا۔ سانپ نے ہڈیوں کے ڈھانچے کے سر کو اپنے منہ سے تین بار چوما۔ پھر اس کے گرد چکر لگانے لگا۔ ناگ کو سانپ کی زبان آتی تھی۔ اور یہ زبان اس سے ابھی نہیں چھینی گئی تھی۔ اس نے سانپ کو مخاطب کر کے کہا۔

"تم کون ہو اور اس سانپ کے ڈھانچے کے گرد چکر کیوں لگا رہے ہو؟"

سانپ نے اپنے پھن کا رخ ناگ کی طرف کر دیا اور کہا۔

"میں ناگن ہوں اور یہ میری بیٹی ناگن کی ہڈیاں ہیں۔ مجھے اپنی بیٹی سے بہت پیار تھا۔ مگر اسے ناگن ملکہ کے حکم سے مار دیا گیا۔"

ناگ اب سامنے آگیا اور سانپ کی زبان میں ناگن سے کہا۔

"ناگن ملکہ نے تمہاری بیٹی ناگن کو کس لیے مار دیا تھا۔"

ناگن کہنے لگی۔

"اس لیے کہ میری بیٹی ناگن نے ایک بار غلطی سے ناگن ملکہ کو جھک کر سلام نہیں کیا تھا۔ ناگن ملکہ کی شاہی سواری

محل سے نکل کر سانپوں کے مندر کی طرف جا رہی تھی۔ سب ناگنیں زمین پر ادب سے لیٹ گئیں۔ مگر میری بیٹی پھن اٹھائے اپنی جگہ بیٹھی رہی۔"

ناگن رک گئی۔ ناگ نے پوچھا۔

"پھر کیا ہوا ناگن بہن؟"

ناگن نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اور بولی۔

"تم نے مجھے بہن کہا ہے۔ میرا کوئی بھائی نہیں۔ یہاں صرف مادہ سانپ یعنی ناگنیں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ مگر ہم نے سن رکھا ہے کہ اس سیارے پر کبھی ناگنوں کے بھائی ناگ بھی ہوا کرتے تھے۔"

ناگ نے کہا۔

"تم مجھے اپنا ناگ بھائی کہہ سکتی ہو۔"

ناگن بولی۔

"میں جانتی ہوں کہ تم اپنی دنیا کے ناگ دیوتا ہو۔ اور وہاں تمہاری پوجا ہوتی ہے اور یہ ظالم ناگن ملکہ اپنی جھوٹی شان دکھانے کے لئے تمہیں دنیا سے اغوا کر کے لے آئی ہے۔"

ناگ نے پوچھا۔

"ناگن بہن! تم اپنی بیٹی کے بارے میں بتا رہی تھیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"ہاں! پھر ناگن ملکہ نے میری اکلوتی بیٹی کو زہریلے دھوئیں سے ہلاک کر ڈالا اور اسے اٹھوا کر اس ناگنوں کے قبرستان میں پھینک دیا۔ میں کئی دِنوں سے اس قبرستان میں آ کر اپنی اکلوتی بیٹی کی لاش کے پنجر کو چومتی ہوں۔ اس کے گرد طواف کرتی ہوں۔ کیوں کہ مجھے اس سے تسکین ملتی ہے۔"

ناگ نے اس ناگن کو ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔

"اس ظالم ناگن ملکہ نے تم سے تمہاری بیٹی چھین لی۔ تم اس سے بدلہ کیوں نہیں لیتیں۔"

ناگن ماں نے اِدھر اُدھر پھن گھمایا اور پھر بولی۔

"ناگ دیوتا! آہستہ بولو۔ کسی ناگن نے سن لیا تو وہ تمہیں تو کچھ نہیں کہے گی۔ مگر مجھے ضرور مار ڈالے گی۔"

ناگ نے کہا۔

"میں نے تمہیں بہن کہا ہے۔ اس حساب سے تمہاری بیٹی میری بھانجی ہوتی ہے۔ میں ناگن ملکہ سے تمہاری بیٹی کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔"

ناگن ماں نے کہا۔

"ناگ دیوتا! مجھے معلوم ہے کہ ناگن ملکہ نے تمہاری ساری طاقت چھین رکھی ہے۔ تم بغیر طاقت کے ناگن ملکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا کوئی ایسی ترکیب نہیں ہے کہ جس سے میری طاقت واپس آ جائے۔"

ناگن ماں کہنے لگی۔

"یہ میں نہیں جانتی۔"

یہ کہہ کر ناگن ماں نے اپنی ناگن بیٹی کو چوما اور واپس مڑ گئی۔

ناگ نے جلدی سے کہا۔

"ناگن بہن! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میری طاقت مجھے مل گئی تو میں تمہاری بیٹی کو زندہ کر دوں گا۔"

اس پر ناگن ماں وہیں رُک گئی۔ جلدی سے پلٹ کر واپس ناگ کے پاس آئی اور بولی۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو ناگ دیوتا! کیا میری بیٹی زندہ ہو سکتی ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ میں اپنے خدا کے حکم سے ایسا کر سکتا ہوں۔ تم مجھے یہ پتہ کر کے بتاؤ کہ میری طاقت کیسے واپس آ سکتی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن ماں نے آہستہ سے کہا۔

"میں ابھی آتی ہوں۔ دیکھ آؤں کہیں پاس ہی کوئی ناگن ہماری باتیں نہ سن رہی ہو۔"

اتنا کہہ کر ناگن ماں تیزی سے غار کی پچھلی طرف گئی تھوڑی دیر بعد واپس آگئی۔ ناگ نے پوچھا۔

"اب بتاؤ کہ تم کہاں سے میری طاقت واپس دلانے کا پتہ کر سکتی ہو۔"

ناگن ماں نے سرگوشی میں کہا۔

"کسی سے پتہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ناگ دیوتا! یہ راز تو مجھے معلوم ہے۔ مگر یہ کام اتنا خطرناک ہے کہ اس میں تمہاری اور میری دونوں کی جان جانے کا خطرہ ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"خطرے کے بغیر تو دنیا میں کبھی کوئی کام نہیں ہوتا اور پھر یہ تمہاری بیٹی کو دوبارہ زندگی ملنے کا معاملہ ہے۔ تمہیں بھی خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔ کیا تم اپنی بیٹی کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتی ہو۔"

ناگن ماں بولی۔

"ضرور دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں ماں ہوں۔ کون ماں ایسی ہے جو اپنی مُردہ بیٹی کو دوبارہ زندہ دیکھ کر خوشی نہیں ہوگی۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گی۔"

ناگ نے بے تابی سے پوچھا۔

"تو پھر بتاؤ۔ میری طاقت واپس کیسے آسکتی ہے۔"

ناگن ماں نے ایک بار پھر دائیں بائیں پھن گھما کر دیکھا۔ اور سرگوشی میں بولی۔

"سنو ناگ دیوتا! اس غار سے جنوب کی جانب ایک سرخ دریا ہے۔ جس میں اژدہے کے سروں والے مگرمچھ رہتے ہیں۔ یہ مگرمچھ اس سیارے کی پرانی مخلوق ہیں۔ اس دریا کے دوسرے کنارے پر ایک ناگن مندر ہے۔ اس مندر کا کوئی دروازہ نہیں۔ اس مندر میں دریا کے اندر سے راستہ جاتا ہے۔ مندر میں ناگن ملکہ کا سونے کا بت کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ اس بت کی آنکھوں میں دو نیلم جڑے ہیں۔ اگر تم ان نگینوں میں سے کسی ایک نیلم کو کھرچ دو نکال دو اور پھر اس نیلم کو مندر میں جلتی آگ میں ڈال دو تو نہ صرف یہ کہ تمہاری طاقت واپس آسکتی ہے بلکہ ملکہ ناگن کی طاقت ختم ہو جائے گی۔"

ناگ بڑے غور سے ناگن ماں کی باتیں سن رہا تھا۔ اسے امید کی کرن نظر آگئی تھی۔ وہ اپنی جان کی بازی لگا کر بھی ناگن مندر میں جا کر کام کر سکتا تھا۔ اس نے ناگن ماں سے کہا۔

"کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی ایسا راستہ ہے کہ جہاں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اس مہم پر روانہ ہو سکوں۔"

ناگن بولی۔

"ناگ دیوتا! یہ موت کی مہم ہے۔ میں تمہیں اس پر جانے کا مشورہ نہیں دوں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم اس مہم کے تمام خطروں کو مجھ پر چھوڑ دو۔ تم مجھے وہ طریقہ بتاؤ جس پر عمل کر کے میں سرخ دریا تک پہنچ سکوں۔"

ناگن ماں کہنے لگی۔

"کیا تم میری بیٹی کو زندہ نہیں کرو گے؟ ہو سکتا ہے میری بیٹی اس مہم میں تمہاری مدد کر سکے۔ کیونکہ میری ناگن بیٹی بہت دیر تک ناگن مندر میں رہی ہے۔ وہ اس مندر کے سارے راز جانتی ہے۔"

ناگ سمجھ گیا کہ ناگن پہلے اپنی بیٹی کو زندہ کرانا چاہتی ہے۔ اس نے کہا۔

"میری بہن! میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جب تک میری طاقت واپس نہیں آئے گی۔ میں تمہاری بیٹی کو کیسے زندہ کر سکتا ہوں؟"

ناگن ماں خاموش ہو گئی۔ اس نے اپنا سر نیچے جھکا لیا پھر سر اٹھا کر بولی۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ اگر تمہیں طاقت مل گئی تو میری بیٹی کو پھر سے زندہ کر دو گے؟"

ناگ نے کہا۔

"خدا کے حکم سے میں اسے زندہ کر دوں گا۔ تم جانتی ہو کہ ہم ناگ لوگ اپنے قول کے پکے ہوتے ہیں۔"

ناگن ماں بولی۔

"خدا کے حکم تو پھر میرے پیچھے پیچھے آ۔"

ناگن غار کی پچھلی دیوار کی طرف رینگنے لگی۔ آگے جا کر دیوار آگے سے غار بند ہو گئی۔ ناگن نے کہا۔

"اس کونے میں کچھ پتھر اکھڑے ہوئے ہیں۔ انہیں باہر نکال لو۔"

ناگ نے پتھروں کو باہر کھینچ لیا وہاں ایک چھوٹا سا شگاف پیدا ہو گیا۔ یہ اتنا شگاف تھا کہ ایک انسان اس میں سے رینگ کر گزر سکتا تھا۔ ناگن نے ناگ کو بتایا کہ وہ اس شگاف میں سے رینگ کر دوسری طرف نکل جائے۔ ناگ نے ایسا ہی کیا دوسری طرف کھلا میدان آ گیا۔ ناگن نے کہا۔

"اس میدان کے آخر میں سرخ دریا شروع ہوتا ہے۔ میں تمہارے ساتھ آگے نہیں جا سکتی۔ اگر تم کامیاب ہو کر واپس آ گئے تو میں اسی غار میں اپنی بیٹی کی ہڈیوں کے پاس ملوں گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے ناگن ماں کا شکریہ ادا کیا اور خدا کا نام لے کر میدان میں چل پڑا۔ اس وقت میدان میں روشنی ایسی ہی تھی کہ ہمارے ہاں سورج ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ ناگ کے آس پاس سوائے اونچی نیچی عجیب شکل کی بھوری اور سیاہ چٹانوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ وہ ان چٹانوں میں چلتا چلا جا رہا تھا۔ ابھی تک اسے راستے میں کوئی ناگن نہیں ملی تھی۔ چلتے چلتے آخر وہ دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ دریا کے پانی کا رنگ سرخ تھا۔ اس دریا میں اسے کئی مگرمچھ تیرتے نظر آئے، جن کے منہ اژدہوں کے تھے۔ دریا کے دوسرے کنارے کی ابھری ہوئی چٹانیں بھی ناگ کو صاف نظر آ رہی تھیں۔

ان چٹانوں میں ایک جگہ ناگ نے گول عمارت دیکھی۔ جس کے مینار پر کوئی قیمتی پتھر چمک رہا تھا۔ یقیناً یہی ناگن ملکہ کا مندر تھا۔ مگر اس کو راستہ دریا کے اندر سے جاتا تھا۔ ناگ کی طاقتیں اگرچہ اس سے چھن گئی تھیں۔ مگر وہ مر نہیں سکتا تھا۔ یہ طاقت ابھی اس کے پاس تھی کیوں کہ وہ بہرحال ناگ دیوتا تھا۔ ایک اژدہا کی شکل والا مگرمچھ دریا کی سرخ لہروں پر تیرتا ہوا اس کی طرف آیا۔ ناگ جلدی سے ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ مگرمچھ کنارے پر آکر لیٹ گیا۔ ناگ نے غور سے دیکھا۔ مگرمچھ کا سر اژدہا کا تھا۔ اس کی پیٹھ درمیان سے اوپر کو ابھری ہوئی تھی۔ ناگ نے غور سے دیکھا۔ یہ ایک مکڑی تھی جو اس کی پیٹھ سے چمٹی ہوئی تھی۔ مکڑی

کی ٹانگیں نیچے تک لٹک رہی تھیں۔

ناگ نے سوچا کہ دریا پار کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ چھلانگ لگا دے اور تیرتا ہوا نکل جائے۔ اسے دریا میں اژدہے دوسرے اژدہا، مگرمچھوں کا خیال بھی تھا۔ وہ اس کا پیچھا کر سکتے تھے۔ مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب بھی نہیں تھی۔ ناگ نے دریا پر ایک گہری نظر ڈالی۔ اسے جگہ جگہ اژدہا مگرمچھ تیرتے نظر آئے۔ ناگ نے فیصلہ کیا کہ وہ دریا میں غوطہ لگا کر پانی کے اندر سے جائے گا۔ ناگ گیلی زمین پر لیٹ گیا اور اس نے پانی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ سانپ کی طرح رینگ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ دریا کے کنارے پر آگیا۔ جہاں سرخ پانی لہریں مار رہا تھا۔ ناگ مگرمچھ کی طرح دریا کے پانی میں اتر گیا۔

دریا میں اترتے ہی ناگ پانی کے اندر نیچے چلا گیا۔ پھر پانی کے اندر ہی اندر وہ آگے بڑھنے لگے۔ اسے اندازہ تھا کہ ناگن مندر کس طرف ہے۔ وہ اس طرف بڑھ رہا تھا۔ مگرمچھ اوپر پانی کی سطح پر تیر رہے تھے۔ پانی نیم گرم تھا۔ ناگ آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ آخر وہ دریا کے دوسرے کنارے پر آگیا۔ ابھی وہ پانی کے اندر ہی تھا۔ آگے دیوار آگئی تھی۔

ناگن ماں نے کہا تھا کہ ناگن مندر کو دریا کے اندر سے راستہ جاتا ہے۔ اب ناگ اس راستے کو تلاش کرنے لگا۔ ایک جگہ اسے دریا کے اندر دیوار میں ایک سوراخ دکھائی دیا۔ ناگ نے ہاتھ سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوراخ میں سے کیچڑ باہر نکالا تو اسے اندر ایک سُرنگ نظر آئی۔ وہ سرنگ میں داخل ہوگیا۔ سرنگ پانی اور کیچڑ سے بھری ہوئی تھی۔ یہ زمین کے اندر سے ہو کر جا رہی تھی۔ ناگ دونوں ہاتھوں سے گدلے پانی کو پیچھے ہٹاتا آگے چلا جا رہا تھا۔ کچھ دُور جانے کے بعد پانی کم ہونے لگا۔ سرنگ اور اونچی ہو رہی تھی۔ آخر پانی ختم ہوگیا۔ ناگ زمین پر بیٹھ گیا۔ اس نے سرنگ کا جائزہ لیا۔ یہ گول پائپ کی طرح کی سرنگ تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پھر بھی ناگ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ناگ آگے چلا۔ آگے ایک زینہ اوپر جاتا تھا۔ ناگ زینہ چڑھ کر اوپر آیا تو دیکھا کہ ایک گول دروازہ بنا ہوا ہے۔ جو بند ہے ناگ نے اسے اندر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ کھل گیا۔

اس کے سامنے ایک ہال کمرہ تھا۔ جس کی دیواروں اور چھتوں پر ایسے پتھر لگے تھے جن میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی۔ وہاں کوئی ناگن نہیں تھی۔ سامنے ایک اور چھوٹا سا دروازہ تھا جو بند تھا۔ ناگ ہال کمرے کے فرش پر دبے دبے چلتا دوسرے دروازے پر آگیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو آگے نیلی روشنی میں اسے کئی ناگنوں کی کالی کالی مورتیاں نظر آئیں جو جگہ جگہ فرش پر لگی تھیں۔ ناگ آہستہ آہستہ ان مورتوں کے درمیان میں سے گزرنے لگا۔ اسے ابھی تک ناگن ملکہ کی سونے کی مورتی دکھائی نہیں دی تھی۔ وہ ہال کمرے کے دوسرے

دروازے میں آگیا۔ اس نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ ایک زوردار پھنکار کے ساتھ ایک سیاہ ناگن اس کی گردن سے لپٹ گئی۔ اور اسے ڈس دیا۔ چونکہ ناگ صرف اس صورت میں مر سکتا تھا کہ اگر اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور وہ ٹکڑے بھی ایک سال تک بغیر جوڑے پڑے رہیں۔ اس لیے ناگ پر ناگن کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے ناگن کی گردن کو دبوچ لیا اور اسے اپنی گردن سے اتار کر اپنے پاؤں کے نیچے رکھا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

ناگ نے دیکھا کہ سامنے ایک ناگن کا سونے کا بہت بڑا بت ہے جس کی آنکھوں میں دو نیلم جگ مگ کر رہے ہیں۔ یہ ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن کا بت تھا۔ یہی وہ نیلم آنکھیں تھیں جن میں سے کسی ایک نیلم کو نکال کر اسے مندر کی آگ میں ڈالنا تھا۔ جس کے بعد ناگ کی طاقت واپس آجانی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اب دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ جتنی جلدی ہو سکے اسے ایک نیلم کو نکال ڈالنا چاہیئے۔ چنانچہ ناگ آگے بڑھا۔ وہ چبوترے پر چڑھ گیا۔ پھر وہ اچھل کر ناگن ملکہ کے بت کی گردن پر آگیا۔ اس نے ایک آنکھ پر زور سے مکا مارا۔ نیلم سختی سے جڑا ہوا تھا۔ ناگ نیچے اتر آیا۔ ایک کونے سے اس نے پتھر اٹھایا اور بت کی گردن پر چڑھ کر زور زور سے ضربیں لگائیں۔ نیلم آنکھ میں سے اچھل کر نیچے گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی فضا میں چیخ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی آواز بلند ہوئی۔

ناگ نیلم اٹھا کر مندر کی دوسری طرف دوڑا۔ اب اسے اس آگ کے الاؤ کی تلاش تھی۔ جس میں اسے نیلم کو پھینکنا تھا۔ ناگ مندر کے کئی کمروں میں گیا۔ آگ کہیں نہیں تھی۔ اب مندر کی ناگنیں اس کے پیچھے لگ گئی تھیں۔ اور کئی ناگنوں نے ناگ کو ڈس بھی دیا تھا۔ مگر ناگ پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ آخر اسے ایک جگہ آگ جلتی نظر آگئی۔ وہ آگ کی طرف دوڑا۔ ایک سرخ ناگن نے آگ میں سے نکل کر ناگ پر حملہ کر دیا۔ ناگ نے اسے گردن سے پکڑ کر زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ ایک اور چیخ کی آواز بلند ہوئی اور ناگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کستوری ناگن زرد سانپ کی شکل میں زور زور سے پھنکارتی اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ قریب تھا کہ وہ ناگ پر حملہ کر دیتی کہ ناگ نے نیلم کو آگ میں پھینک دیا۔

نیلم کے آگ میں گرتے ہی ایک زبردست شعلہ بلند ہوا جو مندر کی چھت تک چلا گیا۔ کستوری ناگن ایک دم سانپ سے عورت کی شکل میں آگئی۔ ناگ نے زور سے سانس کھینچ کر پھنکاری اور وہ ایک بہت بڑے سانپ کی شکل اختیار کر گیا۔ ناگ نے اپنا پھن اٹھا کر کستوری ناگن کے گرد ایک چکر لگایا۔ کستوری ناگن سہمی ہوئی کھڑی تھی۔ اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ کسی نے اس کے خلاف

سازش کر کے ناگ دیوتا کو اس کو کمزوری بتا دی تھی۔ اب وہ بے بس تھی۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ مگر وہ ایک ملکہ ناگن تھی۔ یہ اس کی شان کے خلاف تھا کہ وہ ناگ سے رحم کی بھیک مانگتی۔ بہادر اور شان والے لوگ بے بس ہو کر بھی اپنی آن بان ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ کستوری ناگن کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ پھر بھی وہ وقار سے گردن اٹھائے ناگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔ ناگ نے فوراً انسان کی شکل اختیار کی اور کہا۔

"کستوری! تیری طاقت میں نے ختم کر دی ہے اب تو میری غلام ہے۔"

کستوری ناگن نے باوقار آواز میں کہا۔

"میں کسی کی غلام نہیں ہو سکتی۔ میری طاقت ختم ہو گئی ہے تو کیا ہوا۔ میں اب بھی ملکہ ہوں۔ میں مر جاؤں گی مگر کسی کی غلام نہیں بنوں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے تمہیں غلام بنانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ بتا دو کہ میں زمین پر واپس کیسے جا سکتا ہوں۔"

کستوری ناگن نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"زمین پر واپس جانے کا خیال اب دل سے نکال دو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم اب قیامت تک اسی سیارے پر رہو گے۔ کیوں
کہ تمہارے جسم میں وہ طاقت ہی نہیں ہے کہ تم
روشنی کی رفتار سے نیچے زمین کی طرف سفر کر سکو۔
ناگ بولا۔
"کستوری ناگن! اگر تم نے مجھے زمین پر پہنچا دو تو
میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ ورنہ
میں تمہیں اندھے کنویں میں پھینک دوں گا۔ جہاں
سے تم کبھی باہر نہیں آ سکو گی۔ اور اب تو کوئی
ناگن تمہارا حکم بھی نہیں مانے گی۔"
کستوری ناگن نے بڑی شان سے کہا۔
"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں تمہیں زمین پر نہیں پہنچا
سکتی۔ کیوں کہ تمہارا جسم خلا میں روشنی کی رفتار پر
سفر کرتے ہی جل کر راکھ ہو جائے گا۔ دوسری بات
یہ ہے کہ اگر میں پہنچا بھی سکتی تو میں ایسا کبھی نہ کرتی
تم نے میری طاقت تباہ کر کے مجھ سے دشمنی کی ہے
تم میرے دشمن ہو اور میں موقع ملتے تم سے اس
کا بدلہ لوں گی۔"
ناگ کو معلوم ہو گیا کہ کستوری ناگن واقعی بڑی بادقا
اور با اصول ملکہ ہے۔ اس کی خود داری اور شان اب بھی قا
ہے اور اس کے علاوہ وہ واقعی اسے زمین پر نہیں پہنچ

سکتی تھی۔ اس نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں تم سے کوئی مدد نہیں لوں گا۔ مگر
تمہیں اپنے محل کے کمرے میں قید کر دیا جائے گا۔
تم وہاں سے برسوں نہیں نکلو گی۔ تمہیں ضرورت
کی ہر شے وہاں مل جایا کرے گی۔"
ناگ نے کستوری کو محل کے کمرے میں بند کر دیا۔ اب
سیارے کی تمام ناگنیں ناگ کا حکم ماننے لگیں۔ اسے اپنا
بادشاہ تسلیم کر لیا۔
ناگ اسی وقت ناگن ماں کو لے کر غار میں پہنچا جہاں ناگن
ماں کی بیٹی کی ہڈیاں پڑی تھیں۔ ناگن ماں نے کہا۔
"ناگ دیوتا! میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب
تم اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے میری بیٹی کو زندہ کرو۔"
ناگ نے کہا۔
"ناگن ماں! زندگی اور موت تو صرف خدا کے ہاتھ
میں ہے۔ مگر میں کوشش کرتا ہوں۔"
اس کے ساتھ ہی ناگ ناگن کی ہڈیوں کے پنجر کے پاس
بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دل ہی دل میں اپنا
سر خدا کے حضور جھکا دیا۔ اور کہا۔
"میرے خدا! میرے مالک! زندگی اور موت تیرے
ہی قبضے میں ہے۔ تیرے ہی اختیار میں ہے۔ تو اگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہے تو صحراؤں میں سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگیں
مائیں اپنی مرنے والی بچیوں کو بھول جاتی ہیں مگر یہ
ناگن ماں اب بھی اپنی بچی کی جدائی میں روتی ہے۔
میں تیرے حضور ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں کہ اگر
تو اسے پسند کرتا ہے تو اس مُردہ بچی کو زندہ کر دے
ناگ نے کچھ اس طرح سے خدا سے دعا مانگی کہ سانپ
کی بچی کی ہڈیوں نے ہلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے اپنی آنکھیں بند
رکھیں۔ ناگن ماں نے ہڈیوں کو ہلتے دیکھا تو خوشی سے چلائی۔

"ناگ دیوتا! میری بچی کی ہڈیاں ہل رہی ہیں۔

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خیال ہی خیال میں خدا کے
حضور سجدہ کیے ہوئے تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ناگن کی بچی میں
جان پڑ گئی۔ اللہ پاک نے اسے پھر سے زندگی عطا کر دی۔ اپنی
بیٹی کو زندہ حالت میں دیکھ کر ناگن ماں نے بچی کو سینے سے
لگا لیا اور خوشی سے نہال ہو کر بولی۔

"ناگ دیوتا! تم عظیم دیوتا ہو۔"

ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگن کی بیٹی ناگن نے ناگ کے
آگے سر جھکا دیا اور بولی۔

"ناگ دیوتا! تم نے مجھے پھر سے اپنی ماں سے ملا
دیا۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"میں نے خدا کے حکم سے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔"

ناگ اب سارے کا بادشاہ بن گیا۔ تمام ناگنیں اس کا حکم
مانتی تھیں۔ وزیر ناگن اب ناگ کی وزیر تھی اور اس کی خدمت
کرتی تھی۔ ناگ کو بادشاہی کرنے یا خدمت کروانے کا شوق
نہیں تھا۔ وہ تو کسی بھی طرح وہاں سے زمین کی دنیا میں
اپنے دوستوں کے پاس جانا چاہتا تھا۔ اس نے ایک بار پھر
ناگن ماں سے مشورہ کیا۔ ناگن بیٹی بھی پاس بیٹھی تھی۔

ناگ نے کہا۔

"میں واپس اپنی دنیا میں جانا چاہتا ہوں۔ اب تم کوئی
ایسی ترکیب بتاؤ کہ میں واپس جا سکوں۔ ناگن ماں نے
کہا۔

"مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔" پھر اس نے اپنی بیٹی سے پوچھا
کہ کیا کوئی ایسی ترکیب ہے۔ اس پر ناگن بیٹی نے کہا۔

"ناگ دیوتا۔ میں کئی برس تک ناگن مندر میں پجارن
بن کر رہی ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار ناگن ملکہ اپنی
وزیر ناگن کو کہہ رہی تھی کہ اگر کوئی سانپ میری کنچلی
میں سے گزر جائے تو روشنی کی رفتار پر خلا میں سفر
کر سکتا ہے۔"

ناگ نے فوراً پوچھا کہ ناگن ملکہ کی کینچلی کہاں ہے؟ ناگن بیٹی
نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس کا علم ناگن ملکہ اور وزیر ناگن کے سوا اور کسی کو نہیں ہے۔"

ناگن ماں نے کہا۔

"ناگن ملکہ تو کبھی یہ راز نہیں بتائے گی۔"

ناگ بولا۔

"میں وزیر ناگن سے پوچھنے کی کوشش کروں گا۔"

ناگن ماں تو اپنی بیٹی کو لے کر ناگن مندر کی طرف چل دی اور ناگ سیدھا وزیر ناگن کے پاس آ گیا۔ اس نے آتے ہی وزیر ناگن سے کہا۔

"اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ ناگن ملکہ کی کینچلی کہاں ہے تو میں ایک تمہیں ناگنوں کی ملکہ بنا دوں گا۔"

وزیر ناگن بڑی چالاک تھی۔ اس نے سوچا کہ سودا مہنگا نہیں ہے اس وقت کستوری ناگن بے بس اور کمزور ہو چکی تھی۔ اس کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ ناگ دیوتا سیارے کا بادشاہ ہے۔ اگر میں اس کو ناگن ملکہ کی کینچلی بتا دیتی ہوں تو یہ اس میں گزر کر واپس چلا جائے گا اور مجھے سیارے کی ملکہ بنا دے گا۔ پھر میں ناگن ملکہ کو اندھے کنویں میں ڈال کر خود ناگنوں کی دنیا کا تخت سنبھال لوں گی۔ اس نے ناگ سے کہا۔ "اگر تم وعدہ کرو کہ ملکہ ناگن کی کینچلی ملنے کے بعد تم ہماری دنیا سے چلے جاؤ گے تو میں تمہیں بتا دوں گی کہ کینچلی کہاں ہے۔" کیوں کہ میں جانتی ہوں کہ تم کینچلی کا کیوں پوچھ رہے ہو۔ ناگ نے کہا۔ میں تمہیں اپنی زبان دیتا ہوں کہ میں یہاں

نہیں رہوں گا۔ میں یہاں رہ بھی نہیں سکتا۔ چنانچہ وزیر ناگن ناگ کو لے کر ناگن محل کے سب سے نچلے تہہ خانے میں آ گئی یہاں سانپوں کے کئی بت بنے ہوئے تھے۔ ایک صندوق کو کھولا تو اندر ناگن ملکہ کی کینچلی لکڑی کے طشت میں بالکل سیدھی رکھی ہوئی تھی۔ ہم آپ کو بتا دیں گے کہ سانپ جب اپنی کینچلی اتارتا ہے تو وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو کسی جگہ پھنسا لیتا ہے۔ پھر اپنی کینچلی یعنی کھال کے اندر سے آہستہ آہستہ باہر نکل جاتا ہے اور پیچھے اس کی کینچلی بالکل ایک پائپ کی طرح رہ جاتی ہے۔ ناگ نے کینچلی دیکھی تو فوراً سانپ کی شکل اختیار کر کے کینچلی کے اندر سے گزر گیا۔ وزیر ناگن نے کہا

"اب تم روشنی کی رفتار سے خلا میں سفر کرو گے تو تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ تم زندہ رہو گے اور جل کر بھسم نہیں ہو گے۔" ناگ نے کہا۔

"یاد رکھو! اگر خلا میں مجھے کچھ ہو گیا تو پیچھے میں ایک ایسی جاسوس ناگن چھوڑے جا رہا ہوں جس کے پاس میری دی ہوئی بے پناہ طاقت ہے۔ اسے علم ہو جائے گا کہ میں خلا میں بھسم ہو گیا ہوں۔ وہ اسی وقت تمہیں بھی اپنی خاص طاقت سے جلا کر بھسم کر دے گی۔"

وزیر ناگن کہنے لگی۔

"ناگ دیوتا! میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ اب تم بڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آسانی سے اپنی دنیا تک کا سفر کر سکتے ہو"۔

ناگ نے اسی وقت وزیر ناگن کے ملکہ بننے کا اعلان کر دیا۔ پھر ناگن ماں کی بیٹی ناگن کو سمجھایا کہ اگر اسے اپنی خاص حس کے ذریعے علم ہو جائے کہ میں خلا ہی میں جل کر راکھ ہو گیا ہوں تو وہ فوراً وزیر ناگن کی گردن اڑا دے۔ ناگن بیٹی نے کہا۔ "تم پریشان کیوں ہوتے ہو۔ ناگ دیوتا! ناگن ملکہ کی کینچلی سے گزرنے کے بعد تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس اس روز ناگ ناگنوں کی خلائی دنیا سے اپنی زمین کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی رفتار روشنی کی رفتار تھی۔ مگر خوش قسمتی سے وہ جل کر بھسم نہ ہوا اور خلا میں سفر کرتا ہوا اپنی دنیا کی طرف چل دیا۔ کستوری ناگن اپنے کمرے میں قید تھی۔ جب اسے پتہ چلا کہ ناگ دیوتا واپس اپنی دنیا میں پرواز کر گیا ہے، تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ واپس ناگ کی دنیا میں جائے گی اور اپنی ساری طاقت واپس لے کر آئے گی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۶۲
"مریخ کی آوازیں" پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ اور خلائی مخلوق

مریخ کی آواز

PDFBOOKSFREE.PK

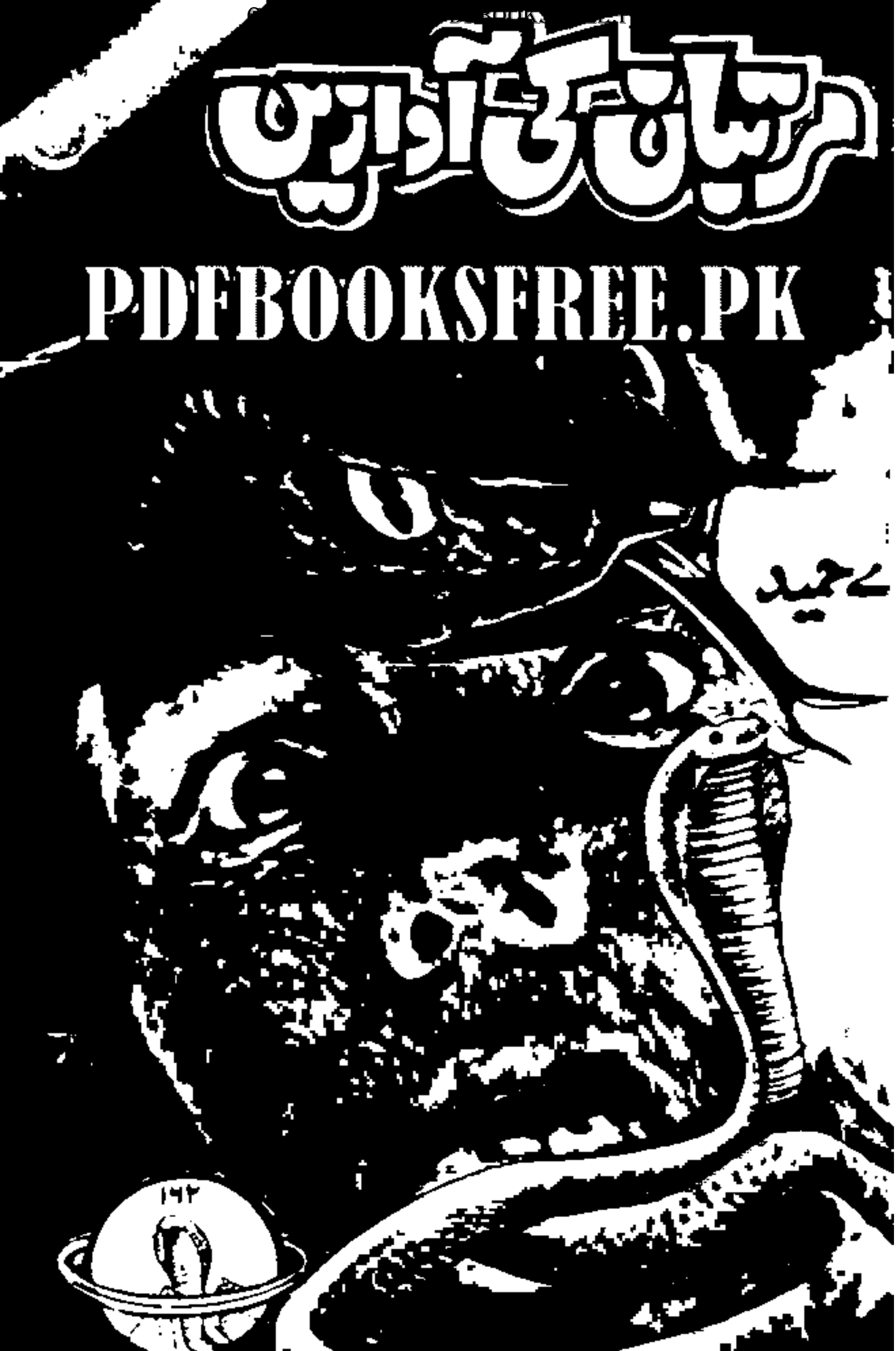

ے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

مرتبان کی آوازیں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰ روپے

پیارے دوستو!

ناگ خلا، میں ایک انسان دوست عورت کی مدد سے کستوری ناگن کے پنجہ سے نجات پا کر زمین پہ واپس آ کر اپنے دوستوں مل گیا ہے ۔ دوسری طرف کستوری ناگن اس کا پیچھا کرتے ہوئے زمین میں داخل ہو چکی ہے کہ وہ دوبارہ ناگ کو واپس اپنی دنیا میں لے جائے ۔ کیا وہ کامیاب ہو سکی ہے ؟

ادھر کیٹی سمندر میں عنب دوستوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ایک حادثہ سے دوچار ہو کر ایسے جنگلی قبائل کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے جو اپنے علاقہ میں ہر نئے آنے والے عورت یا مرد کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ کیٹی کو ملکہ بنا دیا گیا ہے اور پہلے بادشاہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ آگے کیٹی کے ساتھ کیا گزری پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴/این لاہ چمن سمن آباد لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!
۱ اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ مرتبان کی آواز
○ سمندر میں بھٹکتی کیٹی
○ تھال میں سر
○ کالی منگلا
○ ہرشن ناگ۔

مرتبان کی آواز

ناگ سانپ کی شکل میں تیزی سے زمین کی طرف آرہا تھا۔ اس کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل یعنی روشنی کی رفتار تھی۔ مگر اسے اپنے جسم پر کسی قسم کی گرمی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ سانپ کی شکل میں ہی تھا۔ حالانکہ اتنی تیز رفتار پر اسے جل کر راکھ ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر وہ ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن کی کنچلی سے گذر کر نکلا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے جسم پر اتنی تیز رفتاری کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ ناگ کو ابھی تک زمین کا گول ستارہ نظر نہیں آیا تھا۔ جانے وہ کتنی دیر تک پرواز کرتا رہا کہ اسے اپنی زمین کا گولا خلا میں ابھرتا دکھائی دیا۔

ناگ نے اپنی پیاری دنیا کو دور ہی سے پہچان لیا اور اس کا دل خوشی سے لبریز ہوگیا۔ اس کی رفتار اب آدمی سے بھی کم ہو گئی تھی۔ پھر وہ دنیا کی فضا میں داخل ہو گیا۔ ناگ کو ابھی تک معلوم نہیں تھا کہ وہ دنیا کے کسی حصے میں اترے گا۔ مگر وہ برابر نیچے ہی نیچے آرہا تھا۔ پھر اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دنیا کے اونچے اونچے پہاڑ نظر آنے لگے۔ وہ دنیا کے اس حصے میں آگیا جہاں رات تھی۔ دنیا کے دوسرے حصے پر دن تھا۔ مگر ناگ رات کے اندھیرے والے حصے میں داخل ہوکر ایک جنگل کے کنارے زمین پر اتر آیا۔ زمین پر اترتے ہی ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اس نے سانس کھینچ کر پھنکار ماری اور وہ انسانی شکل میں آگیا۔ وہ دنیا کی فضا میں آتے ہی اپنی طاقت کو آزمانا بھی چاہتا تھا۔ اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔ ناگ بڑا خوش ہوا۔

اب اس نے فضا کو سونگھا۔ وہاں سے اسے عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا۔ کہ وہ ایسے علاقے میں ہے۔ جہاں اس کے ساتھی موجود نہیں ہیں۔ بہرحال وہ خوش تھا کہ اپنی دنیا میں پھر واپس آگیا ہے۔ اس کے ساتھی اسے کہیں نہ کہیں ضرور مل جائیں گے۔

ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں بلند ہوکر ایک طرف کو اڑنا شروع کر دیا۔ ناگ رات بھر اڑتا رہا۔ رات کا پچھلا پہر تھا کہ ناگ کو ایک جگہ پہاڑیوں میں روشنی نظر آئی۔ وہ اس طرف غوطہ لگا گیا۔ نیچے آکر ناگ نے دیکھا کہ یہ ایک پرانی سی عمارت تھی۔ جس کی دوسری منزل میں روشنی ہو رہی تھی۔ یہ روشنی چراغ کی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں ایک طرف اتر پڑا اور پھر سانپ کی شکل اختیار کرکے دیوار پر رینگتا ہوا اس ویران عمارت کی دوسری منزل والی کھڑکی میں آگیا

کھڑکی کے اندر ایک تنگ سا کمرہ تھا۔ جس کے طاق میں ایک چراغ روشن تھا مگر اس چراغ کی روشنی صرف درمیان میں ہی پڑ رہی تھی۔ ناگ نے غور سے دیکھا تنگ کوٹھڑی کے درمیان میں ایک چھوٹا سا زینہ تھا۔ جو نیچے اترتا تھا۔

ناگ کوٹھڑی میں رینگ کر آگیا۔ زینے پر روشنی میں اسے کسی عجیب سی زبان میں کچھ لکھا ہوا دکھائی دیا۔ یہ کوئی تکونے اور چوکور ایسے الفاظ تھے۔ جو کہ ناگ کی بھی سمجھ میں نہ آئے ناگ نے سوچا کہ نیچے چل کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ زینہ کہاں جاتا ہے۔ اس کی جستجو کا مقصد محض اتنا تھا کہ شائد اس طرح سے عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔ وہ زینے پر سے رینگتا ہوا نیچے آ گیا۔ نیچے ایک اونچا اور گول مرتبان رکھا تھا۔ جس کے اندر سے عجیب قسم کی دھیمی دھیمی آوازیں آ رہی تھیں۔ ناگ نے قریب آکر سنا۔ یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے دریا کی لہروں کی آوازیں ہوں۔ جیسے ہلکی ہلکی لہریں ایک دوسری سے ٹکراتی ہوئی بہہ رہی ہوں۔ ناگ حیرت میں گم ہوگیا کہ یا خدا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس مرتبان کے اندر دریا کہاں سے آگیا؟ وہ مرتبان پر جھ
کر رینگتا ہوا اس کے منہ پر آیا۔

مرتبان پر ڈھکن پڑا تھا جو پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اس
درمیان میں چھوٹا سا سوراخ تھا۔ ناگ نے سوراخ میں سے
جھانک کر اندر دیکھا۔ اسے کچھ نظر نہ آیا۔ مگر ایک عورت
کی آواز سنائی دی۔

"مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے"

ناگ نے سوچا کہ خدا جانے یہ عورت بے چاری کس مصیبت
میں پھنس گئی ہے۔ اس کی مدد کرنی چاہیے اور اس نے
کچھ سوچے سمجھے بغیر سوراخ میں سے مرتبان میں چھلانگ لگا دی۔
چھلانگ لگاتے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی اندھیرے بادل میں
آ گیا ہے۔ اسے اردگرد سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہیں آ رہا
تھا۔ وہ تیزی سے نیچے ہی نیچے گرتا جا رہا تھا۔ اس نے سنبھلنے
اور اپنی شکل عقاب میں بدلنے کی کوشش کی مگر اس میں وہ
کامیاب نہ ہو سکا۔ شائد اس لئے بھی کہ اس کی رفتار بے حد
تیز تھی۔

پھر وہ دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ پانی کے اندر وہ نیچے ہی
اترتا چلا گیا۔ جب وہ واپس اوپر سطح پر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ
وہ ایک دریا کے درمیان میں ہے اور لہریں اسے بہائے
لئے جا رہی ہیں۔

یا خدا! یہ میں کہاں سے کہاں آگیا ہوں۔ دریا کے کنارے
کافی دور دور تھے۔ آسمان پر اب بھی بادل چھائے ہوئے
تھے۔ مگر آس پاس دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ
نے پھنکار ماری اور عقاب کی شکل بن گیا۔ وہ وہیں سے
اوپر دریا میں بلند ہوا۔ اور اڑان بھر کر فضا میں آگیا۔ اب اوپر
سے اس نے دیکھا کہ دریا کے ایک کنارے پر گھنے جنگل
پھیلے ہیں اور دوسرے کنارے پر دور ایک چھوٹی سی پہاڑی
پر ایک قلعے کی چار دیواری بنی ہے۔ ناگ اس طرف اڑنے
لگا۔ قریب جا کر دیکھا کہ قلعے کے بڑے پھاٹک تک پہاڑی پر
پتھر کی سیڑھیاں جاتی تھیں۔ ناگ اور قریب گیا تو اسے قلعے کی
دیوار کے پاس ایک گڑھے میں ہڈیوں کے ڈھیر پڑے دکھائی
دیئے۔ ناگ ان کی طرف اترا۔

ناگ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ انسانی ہڈیوں کے ڈھیر تھے
ان میں انسانی بازو، ٹانگوں، سینے اور کولہوں کی ہڈیاں اور انسانی
کھوپڑیاں پڑی تھیں۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا یہ لوگ اکٹھے ہی یہاں
گڑھے میں کود گئے تھے؟ مگر گڑھا اوپر سے کھلا تھا اور اتنا
گہرا بھی نہیں تھا۔ اگر لوگ اس میں گر پڑے تھے تو نکل بھی
سکتے تھے۔

انسانی ہڈیوں کا معمہ ناگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے
سوچا کہ قلعے کے اندر چل کر دیکھنا چاہیئے وہ اڑتا ہوا قلعے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر میدان میں آگیا۔ قلعے کے اندر جو میدان تھا وہ چھوٹے بڑے پتھروں سے بھرا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ ساتھ ایک محرابی دروازوں والا برآمدہ تھا۔ اس برآمدے میں ویران حجرے بنے ہوئے تھے۔ جو بند تھے۔ میدان کے کونے میں ایک جھونپڑا تھا جس کے باہر گڑھے میں سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں کوئی رہ رہا ہے۔ ناگ قریب گیا۔ گڑھے میں آگ بجھنے والی لگتی تھی۔ گڑھے کے اوپر لوہے کی دو سلاخیں آر پار رکھی تھیں۔ ان سلاخوں کو ناگ نے غور سے دیکھا تو ان کے ساتھ گوشت کے جلے ہوئے سیاہ ٹکڑے ابھی تک لگے تھے۔ جیسے ان سلاخوں پر کوئی شخص گوشت لگا کر بھونتا ہو۔

جھونپڑا خالی تھا۔ اندر کونے میں پانی سے بھرا ہوا مشکا اور مٹی کے پیالے پڑے تھے۔ دوسرے کونے میں دو تلواریں دیوار سے لٹک رہی تھیں۔ کچھ نیزے اور تیر کمان بھی وہاں موجود تھے۔ ناگ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہاں کون لوگ رہتے ہیں۔ وہ غوطہ لگا کر برآمدے میں آگیا۔ اچانک اسے ایک حجرے کے اندر سے کسی عورت کی آواز سنائی دی۔ وہ مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ ناگ نے اس آواز کو پہچان لیا۔ یہ وہی آواز تھی جو اس نے مرتبان میں چھلانگ لگانے سے پہلے سنی تھی۔ اب ناگ انسان کی شکل میں آگیا۔ دروازے پر موٹا تالا لگا تھا۔ ناگ نے پتھر اٹھا کر تالے پر زور سے مارا۔ تالا ٹوٹ گیا۔ ناگ دروازہ کھول کر حجرے میں آیا تو دیکھا کہ ایک جوان عورت رسیوں سے بندھی ہوئی پڑی ہے۔

ناگ کو دیکھتے ہی عورت نے روتے ہوئے کہا:

"بھائی: مجھے نہ مارو۔ مجھے نہ کھانا۔ میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔"

ناگ نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"بہن: میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ مجھے بتاؤ تم کون ہو اور یہاں تمہیں کس نے باندھ رکھا ہے؟"

عورت نے کہا:

"یہاں سے کچھ دور سوڈان کا ملک ہے۔ میں اس ملک کے سوداگر کی بیوی ہوں۔ چار روز ہوئے میں جنگل میں جا رہی تھی کہ دو جنگلی آدمیوں نے اچانک درختوں میں سے نکل کر مجھے دبوچ لیا اور مجھے یہاں لے آئے۔ یہاں مجھ سے پہلے بھی ایک آدمی قید تھا۔ کل رات کو ان جنگلیوں نے میرے سامنے اس آدمی کو بھون کر ہڑپ کر لیا۔ آج رات میری باری ہے۔ خدا کے لئے مجھے جلدی یہاں سے نکالو نہیں تو وہ لوگ آکر تمہیں بھی بھون کر کھا جائیں گے۔"

ناگ نے پوچھا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ لوگ جنگلی ہیں یا کوئی اور ہیں؟"

عورت بولی!

"خدا کے واسطے وقت ضائع نہ کرو۔ وہ لوگ آنے ہی والے ہوں گے۔"

اتنے میں باہر ڈھول بجنے کی آواز سنائی دی۔ عورت کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"وہ آگئے۔ وہ آگئے۔ اب کیا ہوگا؟"

عورت زار و قطار رونے لگی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"رونا بند کرو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ مجھے پہلے دیکھنے دو یہ آدم خور کون ہیں۔"

عورت نے التجا کرتے ہوئے کہا:

"میری رسیاں تو کھول دو۔"

ناگ نے رسیاں کھول کر عورت کو آزاد کر دیا اور کہا:

"تم یہاں سے ہرگز باہر نہ نکلنا۔ نہیں تو وہ لوگ تمہیں تیر مار کر ہلاک کر ڈالیں گے۔ میں ابھی آکر تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ تم مجھ پر اعتبار کرو اور اللہ کی طرف دھیان کرو۔"

عورت سہمی اور سخت ڈری ہوئی تھی۔ وہ وہیں دیوار کے ساتھ بیٹھ گئی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھنے لگی

ناگ نے دروازے کی درز میں سے باہر دیکھا۔ قلعے کے میدان کا جو سامنے والا چھوٹا دروازہ تھا۔ اس میں سے چھ سات آدمی ڈھول کی تال پر رقص کرتے اندر داخل ہوئے۔

دو آدمیوں نے ایک نوجوان کی گردن میں ڈالی ہوئی رسیوں کے دونوں سروں کو تھام رکھا تھا اور اسے یوں گھسیٹتے ہوئے لا رہے تھے۔ جیسے قصائی بکرے کو حلال کرنے کے لئے بوچڑ خانے کی طرف لاتا ہے۔

ناگ کا اس سے پہلے بھی آدم خوروں سے پالا پڑ چکا تھا۔ اس زمانے میں آدم خور قبیلے جنگلوں میں بہت رہا کرتے تھے۔ اب اسے اس نوجوان کو بھی ان درندوں سے بچانا تھا۔ ابھی تک کوئی آدم خور برآمدے کی طرف نہیں آیا تھا۔ اگر کوئی جنگلی ادھر آتا تو عورت والے حجرے کا تالا توڑنا پڑتا تھا۔

ناگ کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا کہ اب کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیئے۔ آسمان پر بادل چھائے تھے۔ جس کی وجہ سے دن کی روشنی کم تھی۔ اور برآمدے میں ہلکا ہلکا اندھیرا بھی چھایا ہوا تھا۔ ناگ اس عورت کے سامنے اپنی شکل نہیں بدلنا چاہتا تھا۔ وہ دبے پاؤں حجرے سے باہر نکل آیا۔ برآمدے میں آتے ہی وہ ایک طرف ہو کر جھک کر بیٹھ گیا۔ اور سانس کھینچ کر ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اپنی شکل تبدیل کر کے ایک سرمئی رنگ کا جنگلی کبوتر بن گیا۔ اس نے اڑان بھری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور برآمدے سے نکل کر جنگلی آدم خوروں کے سروں کے اوپر آکر منڈلانے لگا۔

ایک کبوتر کو بار بار اپنے سروں پر منڈلاتے پھرتا دیکھ کر جنگلی آدم خور کچھ رک سے گئے۔ ایک آدم خور جس نے اپنے سر پر شیر کی کھال کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ کبوتر کو دیکھ کر اپنی زبان میں بولا:

"ایسا کبوتر یہاں کبھی نہیں دیکھا۔ اس کو گرا دو۔"

اس کے ساتھ ہی دو جنگلیوں نے کمان میں تیر جوڑ کر اوپر کو چھوڑ دیئے تیر کی آواز سے ناگ کے بالکل قریب سے گزر گئے۔ ناگ تیزی سے غوطہ گیا۔ اس کے پیچھے تیروں کی ایک اور بوچھاڑ آئی ناگ قلعے کی سرحد جانب غائب ہوگیا۔ اسے جنگلیوں پر غصہ بھی آیا کہ کم بخت پرندوں کے بھی دشمن ہیں یہ ناگ نے اب انہیں مزا چکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ قلعے کے دروازے کے پاس آیا اور اس نے انسان کی شکل اختیار کر لی۔ اور آتے ہی زور سے بولا:

"اس نوجوان کو چھوڑ دو۔ میں اسے بچانے آیا ہوں۔"

جنگلیوں نے ایک اور نوجوان کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ ایک اور شکار اپنے آپ ان کے پاس آگیا تھا۔ ناگ خود ہی چل کر ان کے قریب آگیا۔ قیدی نوجوان نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا

"میرے دوست! یہاں سے بھاگ جاؤ۔ تم میرے لئے

اپنی زندگی کیوں خطرے میں ڈال رہے ہو۔"

جنگلیوں نے ناگ کو فوراً پکڑ کر رسیوں سے جکڑ لیا۔ شیر کی کھال والے سردار نے نیزہ بلند کر کے کہا:

"پہلے اسے لاؤ۔"

جنگلی ناگ کو آگ والے گڑھے کے قریب لے آئے اور وہاں انہوں نے اسے درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ اتنے میں ایک جنگلی نے شور مچا دیا!

"عورت بھاگ رہی ہے سردار۔"

ناگ نے گردن گھما کر دیکھا۔ عورت حجرے سے نکل کر قلعے کے پھاٹک کی طرف بھاگ رہی تھی۔ یہ اس کی سخت حماقت تھی۔ حالانکہ ناگ نے اسے وہیں رکنے کے لئے کہا تھا۔ یہ غنیمت ہے کہ جنگلیوں نے اس پر تیر نہیں چلائے۔ انہوں نے عورت کو دبوچ کر رسیوں سے جکڑ لیا اور حجرے میں لے جا کر بند کر دیا۔ نوجوان کو بھی انہوں نے حجرے میں لے جا کر بند کر دیا۔ اب وہ پہلے ناگ کو بھون کر کھانا چاہتے تھے۔ ناگ نے انہیں ان کی زبان میں کہا:

"تم لوگ کب سے انسانوں پر ظلم کر رہے ہو۔"

ناگ کو اپنی زبان میں بات کرتے دیکھ کر سردار کو حیرانی ضرور ہوئی مگر اس نے سوچا کہ جنگل میں رہ کر اس نوجوان نے ہماری بولی سیکھ لی ہوگی۔ اس نے نیزے کی نوک ناگ کی گردن سے لگا دی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور گرج کر کہا۔

"تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ ابھی تیری ہڈیاں اور کھوپڑی باہر گڑھے میں پڑی ہوں گی۔ اور تیرا گوشت ہم بھون کر کھا چکے ہوں گے۔"

سردار نے حکم دیا:

"آگ روشن کی جائے۔"

آگ میں سے پہلے ہی دھواں نکل رہا تھا۔ اس میں اور لکڑیاں ڈال دی گئیں۔ آگ بھڑک اٹھی۔ لوہے کی سلاخیں باہر نکال لی گئیں کیونکہ ان سلاخوں میں ناگ کی بوٹیاں پروئی تھیں۔

جنگلی اندر سے تلواریں لے آئے تاکہ ناگ کا گوشت کاٹ کر بھونا جائے۔ ناگ یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ جب آگ کے شعلے بند ہو گئے اور کوئلے سرخ ہو کر دہکنے لگے۔

تو سردار نے کہا:

"اس نوجوان کو کاٹ دو۔ مجھے بڑی بھوک لگی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"سردار! اگر میری جگہ تم ہوتے تو کیا سوچتے تم؟"

سردار نے قہقہہ لگا کر کہا:

"مرتے وقت انسان ایسی ہی باتیں کیا کرتا ہے۔ میں کئی انسانوں کو کھا چکا ہوں۔ مجھے معلوم ہے وہ اسی قسم کی احمقانہ باتیں کیا کرتے ہیں۔"

ناگ نے دل میں کہا ابھی جب تمہیں میری طاقت کا پتہ چلے گا تو ساری چوکڑیاں بھول جاؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا۔ وہ چاہتا تھا کہ سیاہ عقاب بن کر اڑ جائے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ ناگ گھبرایا۔ اس نے دوسری بار پھنکار ماری کہ سانپ بن جائے۔ مگر وہ سانپ بھی نہ بن سکا۔ اب تو ناگ کو پسینہ آ گیا۔ اس کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اس نے زور سے علاقے کے سانپوں کو سانپوں کی زبان میں آواز دی۔ مگر کوئی سانپ بھی اس کی مدد کو نہ آیا۔

ایک جنگلی نے کہا:

"سردار یہ منہ سے پھنکاریں مار رہا ہے۔"

سردار نے قہقہہ لگا کر کہا:

"ابھی ساری پھنکاریں بھول جائے گا۔"

ناگ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔ اسے پسینے آنے لگے۔ یا خدا! یہ کیا ہو گیا! میری طاقت کہاں چلی گئی! اب تو مجھے سوائے تمہارے کوئی نہیں بچا سکتا۔

سردار نے حکم دیا:

"آگ دہک گئی ہے۔ اس نوجوان کی گردن کاٹ کر الگ کر دو۔ کیونکہ میں اس کی گردن کا گوشت بھون کر کھاؤں گا۔"

ایک جنگلی تلوار لے کر ناگ کی طرف بڑھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اب آخری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وقت آگیا ہے۔ اس کی گردن کٹ کر الگ ہو جائے گی۔ پھر اسے آگ میں ڈال کر بھون دیا جائے گا۔ پھر اس کے دوبارہ زندہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ حیران تھا کہ آخر اچانک اس کی ساری طاقت کہاں چلی گئی۔ جنگلی جلاد تلوار لئے ناگ کے قریب آگیا۔ اس نے ایک بار نشانہ لگانے کے لئے تلوار ناگ کی گردن کے ساتھ لگائی اور پھر ہاتھ پیچھے ہٹا لیا کہ ایک ہی وار سے ناگ کی گردن اڑا دے۔ ناگ نے دل ہی دل میں خدا کے حضور سر جھکا دیا۔ اور بولا:

"اے خدا۔ میری زندگی اور موت تیرے ہاتھ میں ہے اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو مجھے معاف کردے"

جیسے ناگ کے کان میں کسی نے سرگوشی کی:

"ناگ: تو نے ابھی ابھی اپنی طاقت پر گھمنڈ کیا تھا۔ تم نے کہا تھا ابھی جب میری طاقت کا پتہ چلے گا تو ساری چوکڑیاں بھول جائے گا۔ یہ غرور، یہ تکبر خدا کو پسند نہیں۔ کیونکہ یہ طاقت تیری نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے دیا ہوا ایک عطیہ ہے۔ کہ تو اس سے غریبوں کی مدد کرے اور ظالموں کو سبق سکھائے"

ناگ کو فوراً خیال آگیا کہ واقعی اس نے غرور کیا تھا۔ فوراً دل ہی دل میں عاجزی سے خدا کے حضور سر جھکایا اور بولا!

"اے خدائے برتر! مجھے معاف کردے۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے

مجھے معاف کر دے اور اپنی دی ہوئی طاقت مجھے پھر بخش دے میں آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا" اس کے ساتھ ہی ناگ کو جنگلی جلاد کی تلوار اپنی گردن کی طرف آتی نظر آئی۔ ناگ نے زور سے پھنکار ماری اور جنگلیوں نے دیکھا کہ نوجوان غائب ہوگیا اور اس کی جگہ سے ایک سیاہ عقاب پھڑپھڑا کر آسمان کی طرف اڑ گیا۔ وہ دہشت کے مارے وہیں دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

ناگ نے عقاب کی شکل میں قلعے کے میدان کے اوپر ایک چکر لگایا پھر تیزی سے غوطہ لگا کر نیچے اتر آیا۔ زمین کے ساتھ لگتے ہی وہ ایک دس فٹ لمبا سیاہ کالا سانپ بن گیا۔ اس کے منہ سے پھنکاروں کے ساتھ آگ کے شعلے نکل رہے تھے شعلے پتھروں سے ٹکراتے تو پتھر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے جنگلی آدم خور ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔

سردار نے نیزہ بلند کر کے کہا!

"سانپ کو تیروں سے چھلنی کر دو"

دو جنگلیوں نے کمان پر تیر چڑھا لئے۔ مگر ناگ کی پھنکار کے شعلے دونوں جنگلیوں کے جسموں سے ٹکرائے۔ دونوں کے جسم پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جلنے لگے۔ باقی جنگلی قلعے کے پھاٹک کی طرف بھاگے۔ ناگ نے اپنا پھن ان دونوں کی طرف پھیر کر زور سے پھنکار ماری۔ دونوں جنگلی ناگ کی پھنکار کی لپیٹ میں آکر ٹکڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹکڑے ہو گئے۔ اب سردار اکیلا رہ گیا تھا۔ ناگ اس کی طرف بڑھا سردار نے ناگ پر زور سے تیر پھینکا۔ مگر خوش قسمتی سے تیر ذرا پرے جا گرا۔ ناگ نے سردار کی طرف اپنا پھن کر دیا اور پھنکار ماری ایک لمحے میں سردار کا جسم بھی پھٹ گیا اور ٹکڑے ہو کر جلنے لگا۔ یہ بھیانک ڈرامہ باہر ہو رہا تھا۔ نوجوان قیدی اور قیدی عورت چونکہ حجرے میں بند تھے۔ اس لئے وہ یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔

ناگ نے فوراً انسان کی شکل اختیار کر لی۔ انسانی شکل میں آتے ہی اس نے ایک بار پھر خدا سے اپنے تکبر کی معافی مانگی اور قیدیوں کے حجرے کی طرف چلا۔ سب سے پہلے اس نے عورت کو حجرے سے نکالا پھر نوجوان کو آزاد کیا۔ دونوں [illegible] انہوں نے آدم خوروں سے میدان خالی دیکھا تو حیران ہوئے۔

نوجوان نے پوچھا!

"آدم خور کہاں گئے؟ یہ ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں کہاں سے آ رہی تھیں؟"

عورت نے ایک جنگلی کے جسم کے ٹکڑے کو آگ میں جلتے دیکھا تو حیران ہو کر بولی!

"یہ آدم خوروں کے ٹکڑے کس نے کر ڈالے؟"

ناگ نے کہا!

"یہ انہیں ان کے ظلم کی سزا ملی ہے۔ چلو یہاں

سے نکل چلو!"

ناگ نے عورت اور نوجوان کو ساتھ لیا اور قلعے سے باہر آ گئے ناگ نے نوجوان سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور ان جنگلی آدم خوروں کے ہتھے کیسے چڑھ گیا۔ نوجوان نے کہا کہ وہ بکڑ ہارا ہے۔ اور یہاں جنگل میں مکڑیاں کاٹنے آیا تھا کہ ان آدم خوروں کے ہتھے چڑھ گیا

ناگ نے کہا!

"خدا کا شکر ادا کرو۔ تمہاری جان بچ گئی۔ اب یہاں کوئی آدم خور نہیں آئے گا!"

وہ قلعے کی سیڑھیاں اتر کر اب جنگل میں سے گذر رہے تھے۔ انہوں نے ایک دریا کشتی پر پار کیا۔ دریا کی دوسری جانب نوجوان کا گاؤں تھا۔ ناگ نے اسے اس کے گاؤں چھوڑا اور خود عورت کو ساتھ لے کر سوڈان کی طرف روانہ ہو گیا کچھ دور چلنے کے بعد عورت تھک کر بیٹھ گئی۔ وہ کمزور تھی۔ اس سے پیدل اتنا لمبا سفر کرنا محال تھا۔ ناگ سوچنے لگا کہ گھوڑوں کا انتظام کہاں سے کیا جائے۔ وہ اس عورت پر یونہی اپنی طاقت کا راز ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ورنہ وہ خود بہت بڑا عقاب بن کر اسے اپنے پروں پر بٹھا کر سوڈان لے جا سکتا تھا۔ اس نے تھوڑی دیر عورت کو آرام کرنے دیا اور پھر روانہ ہو گیا۔ راستے میں وہ پھل توڑ کر کھاتے رہے۔ شام ہوئی تو عورت تھک کر چور ہو چکی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے ایک جگہ بیٹھتے ہوئے کہا:

"بھائی! اب مجھ سے نہیں چلا جاتا۔"

ناگ نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ ہم رات یہاں آرام کریں گے۔ صبح کوئی بندوبست ہو جائے گا۔"

ناگ نے ایک جگہ گھاس اور پتوں کا بستر سا بنا دیا اور خود درخت کے ساتھ گھاس پر لیٹ گیا۔ تھوڑے بہت پھل توڑ کر ناگ لایا تھا۔ جو عورت نے کھا لئے۔ عورت دن بھر کی بے چاری تھکی ہوئی تھی وہ لیٹتے ہی سو گئی۔ ناگ اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا پہرہ دے رہا تھا۔ جب رات کا اندھیرا جنگل میں چھا گیا تو ناگ اٹھ کر ذرا پرے چلا گیا۔ اس نے سانپوں کی زبان میں [redacted] پر موجود سانپ کو آواز دی۔ ایک سانپ فوراً حاضر ہو گیا اس نے ناگ دیوتا کے آگے تعظیم کی۔

ناگ نے کہا:

"یہاں جو عورت سو رہی ہے تم اس کی حفاظت کرو۔ اگر یہ عورت اٹھ کر تمہیں دیکھ لے اور ڈر کر بھاگنے کی کوشش کرے تو اس کا راستہ روک لینا اور اسے کہیں نہ جانے دینا۔ میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں پرواز کر گیا۔ وہ بڑی تیزی سے آگے ہی آگے اڑا جا رہا تھا۔ آسمان پر

چاند نکل آیا تھا۔ جس کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اس روشنی میں ناگ نے جنگل سے نکلتے ہی ایک گاؤں کی روشنیاں دیکھیں۔ وہاں کچھ مکانوں میں چراغ جل رہے تھے۔ ناگ نیچے آ گیا۔ ایک حویلی کے پیچھے اصطبل میں ناگ کو چار پانچ گھوڑے بندھے ہوئے دکھائی دیئے۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کی اور گھوڑوں کے آگے آ کر زور سے پھنکار ماری۔ گھوڑے وہیں سہم کر رہ گئے۔ ناگ یہی چاہتا تھا کہ وہ آواز پیدا نہ کریں۔

اس کے بعد ناگ نے انسانی شکل بدلی۔ اور دو گھوڑوں کی باگیں تھام کر انہیں دور لے گیا۔ پھر ایک گھوڑے پر بیٹھ گیا اور دوسرے کی باگیں کاٹھی کے ساتھ باندھ لیں اور جنگل کی طرف چل پڑا۔ وہ جنگل سے کافی دور نکل آیا تھا۔ آخر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں عورت سو رہی تھی۔ اور سانپ پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ نے سانپ کو رخصت کر دیا۔ اور گھوڑوں کو باندھ کر خود بھی ایک طرف ہو کر لیٹ گیا۔ جب صبح ہوئی تو عورت اٹھ بیٹھی۔ اس نے گھوڑوں کو دیکھا تو ناگ سے پوچھا:

"بھائی یہ گھوڑے راتوں رات کہاں سے آ گئے؟"

ناگ نے کہا:

"میں جنگل میں نکل گیا تھا۔ وہاں یہ چر رہے تھے۔ انہیں پکڑ کر لے آیا ہوں۔ آؤ ان پر سوار ہو کر اپنا سفر شروع کریں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں گھوڑوں پر بیٹھ کر سوڈان کی طرف چل دئے۔ آدھا دن سفر کرنے کے بعد وہ دوپہر کے وقت سوڈان شہر کے دروازے پر پہنچ گئے۔ عورت ناگ کو اپنے گھر لے گئی۔ اس کا سوداگر خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گیا۔

"خدا کا شکر ہے تیری شکل دیکھی۔ تو جنگل میں کہاں گم ہو گئی تھی۔ مجھے تو اس روز سے ایک پل کے لئے چین نہیں آیا۔"

سوداگر کی بیوی نے اسے اپنی ساری دکھ بھری داستان اور ناگ کی بہادری کے واقعات سنائے کہ کس طرح وہ اسے آدم خوروں کے پنجوں سے نکال کر لایا ہے۔ سوداگر نے ناگ کا ہاتھ چوم لیا اور بولا:

"میرے بھائی تم نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے کہ میں اس کا بدلہ ساری زندگی نہیں دے سکتا۔"

ناگ نے کہا:

"میں نے کوئی احسان نہیں کیا بلکہ اپنا فرض ادا کیا ہے۔ سوداگر نے ناگ کی بڑی آؤ بھگت کی اور کہا کہ وہ کچھ روز اسی کے پاس رہے۔ ناگ رہنا تو نہیں چاہتا تھا مگر اس خیال سے کہ شائد یہاں عنبر ماریا وغیرہ سے ملاقات ہو جائے اس نے حامی بھر لی۔

دوسری طرف عنبر ماریا، کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی

سوڈان کی طرف چلے آ رہے تھے۔ تاکہ کستوری ناگن کے بارے میں معلومات حاصل کریں باپ سے مل کر کستوری ناگن کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور یہ پتہ چلا سکیں کہ وہ ناگ کو لے کر کہاں گئی ہو گی۔ جونہی یہ لوگ سوڈان کی فضا میں داخل ہوئے سب سے پہلے انہیں ناگ کی خوشبو آئی۔ ناگ کی خوشبو محسوس کرتے ہی سب خوشی سے اچھل پڑے۔

عنبر نے کہا:

"جس طرف سے خوشبو آ رہی ہے ادھر کو چلو۔"

ناگ کی خوشبو ان سب دوستوں کو سوداگر کی حویلی کے پاس لے آئی۔ دوسری طرف ناگ بھی اپنے دوستوں کی ملی جلی خوشبوئیں محسوس کر چکا تھا۔ اور پہلے ہی حویلی کے باہر موجود تھا۔ ناگ کو زندہ سلامت دیکھ کر سب نے اسے باری باری گلے لگایا اور سب نے حال پوچھا۔

ناگ بولا:

"خدا نے میری مدد کی اور میں ناگنوں کی خلائی دنیا سے یہاں واپس آ گیا ہوں۔ ورنہ میں یہاں قیامت تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔"

پھر ناگ نے شروع سے آخر تک اپنی ساری کہانی سنائی کہ کس طرح کستوری ناگن اسے خلائی مہرے میں بند کر کے اپنی خلائی دنیا میں لے گئی اور پھر وہ کس مشکل سے وہاں سے فرار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہونے میں کامیاب ہوا۔
ناگ نے ہنس کر کہا:
"میں خلائی ناگن کی کینچلی سے گذر چکا ہوں۔ اب میں خلا میں روشنی کی رفتار سے سفر کر سکتا ہوں۔"
جولی سانگ بولی:
"ناگ بھیا! ہمیں خلا میں سفر نہ ہی کرنا پڑے تو اچھا ہے۔ خلائی دنیا ایک خطرناک دنیا ہے۔ کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کس سیارے میں کون سی مخلوق آباد ہے۔"
تھیو سانگ نے کہا:
"جولی سانگ ٹھیک کہتی ہے۔ ویسے تمہاری یہ نئی طاقت تمہیں مبارک ہو۔ ہو سکتا ہے کبھی تمہیں خلا میں روشنی کی رفتار پہ سفر کرنا پڑے۔"
ماریا کہنے لگی:
"خدا کا لاکھ شکر ہے کہ ناگ بھیا ہمیں دوبارہ مل گیا ہے۔"
عنبر نے پوچھا:
"اب کیا ارادہ ہے دوستو۔"
تھیو سانگ نے کہا۔
"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اب ہندوستان کی طرف چلے جانا چاہئے۔ کیونکہ یہ علاقہ کستوری ناگن کا ہے اور

ہو سکتا ہے کہ وہ ناگ سے بدلہ لینے یا اس کو اغوا کرنے کے لئے پھر واپس یہاں آ جائے۔
جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا:
"ناگ بھیا!
کستوری ناگن سے بیاہ کرنے میں کیا حرج تھا۔ ہمیں ایک بھابی مل جاتی۔"
ناگ نے چونک کر جولی سانگ کی طرف دیکھا۔ سب نے محسوس کیا کہ جولی سانگ نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے جو اسے نہیں کہنی چاہئے تھی۔
تھیو سانگ نے جلدی سے کہا:
"جولی: آئندہ ایسی بات منہ سے نہ نکالنا۔ ناگ کی شادی نہیں ہو سکتی۔ وہ کوئی عام آدمی یا سانپ نہیں ہے۔ وہ ناگ دیوتا ہے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندر میں بھٹکتی کیٹی

جولی سانگ نے فوراً کہا:

"ناگ بھیا! میں معافی چاہتی ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ بات مجھے نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

ناگ نے جولی سانگ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور شفقت سے بولا:

"جولی بہن! کوئی بات نہیں۔ تم ہماری پیاری بہن ہو لیکن آئندہ یہ بات کبھی نہ کرنا۔"

ماریا قریب ہی کھڑی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا:

"وہ دیکھو تمہارا میزبان سوداگر آرہا ہے۔ اس سے ہمارا تعارف کیسے کراؤ گے؟"

ناگ نے سوداگر کی طرف دیکھا۔ سوداگر نے ناگ کے ساتھ عورتوں اور مردوں کو دیکھا تو بولا:

"ناگ بھائی! کیا تم اپنے دوستوں کا مجھ سے تعارف نہیں کراؤ گے؟"

ناگ نے عنبر کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ کا تعارف کرایا۔

ہوئے کہا کہ یہ سب میرے دوست ہیں اور ایران سے سوڈان آئے ہیں۔ ماریا چونکہ غائب تھی اس لیے ناگ نے اس کا تعارف نہ کرایا۔

سوداگر بولا:

"خوش آمدید میرے دوستو! اس حویلی کو میرا گھر نہ سمجھیں اپنا گھر ہی سمجھنا۔ آؤ اندر آجاؤ۔ تم تھکے ہوئے ہو۔ کچھ دیر آرام کرو۔"

سوداگر کی بیوی بھی آگئی۔ ناگ نے اس سے بھی اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ اس روز سوداگر نے بڑی شاندار دعوت کی۔ محض دکھاوے کے لیے عنبر ناگ وغیرہ نے کھانا کھایا اور پھر بڑے کمرے میں آکر قالینوں پر بیٹھ گئے۔ اور آئندہ کے پروگرام پر صلاح مشورہ کرنے لگے۔ سب نے اس خیال پر اتفاق کیا کہ انہیں ملک ہندوستان کی طرف ہی نکل جانا چاہیے۔

عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

"ہندوستان یہاں سے مشرق کی طرف ہے اور ہمیں سمندر میں سفر کرنا ہوگا۔"

ماریا بولی:

"خشکی کا راستہ بھی ہے۔ بخارا سے قافلے ہند کی طرف جاتے ہیں۔"

عنبر کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر سمندری جہاز کا سفر ہمارے لیے بہتر رہے گا کیونکہ سمندری راستہ لمبا نہیں ہے۔ ہم جلدی پہنچ جائیں گے۔"

آخر یہی طے ہوا کہ انہیں سمندری جہاز میں ہی سفر کرنا چاہیے اس وقت جبکہ سارے دوست ایک ساتھ مل کر ہندوستان کی طرف سمندری جہاز میں سفر کر رہے ہیں ہم واپس کستوری کی طرف جاتے ہیں۔ اس نے اپنی طاقت چھن جانے کے بعد کھائی تھی کہ وہ ناگ کی دنیا میں واپس جاکر اس سے اپنی طاقت لے گی۔ خلائی ناگنوں کی دنیا میں اس وقت کستوری ناگن کی نہیں تھی۔ وہ بے بسی کی حالت میں اپنے کمرے میں بند پڑی اسے معلوم تھا کہ ناگ واپس اپنی دنیا میں جاچکا ہے۔ گستوری بھی واپس اس کی دنیا میں جاکر اپنی طاقت واپس حاصل کرنا چاہتا تھی۔ یہ طاقت اسے ناگ نہیں دے سکتا تھا بلکہ کستوری ناگن کو ہندوستان کے جنوب میں منگل دیپ کے مندر میں جاکر ایک جینے کا خطرناک چلہ کاٹنا تھا۔ یہ چلہ کاٹنے کے بعد ہی کستوری کو اس کی طاقت واپس مل سکتی تھی۔

کستوری ناگن نے ناگ کی دنیا میں واپس جانے کا فیصلہ کرلیا اور وہ اس کا منصوبہ بنانے لگی۔ خلائی ناگن ہونے کی وجہ سے اس کے پاس اتنی طاقت ضرور باقی تھی۔ کہ وہ خلا میں روشنی کی رفتار سے سفر کر سکتی تھی۔ وہاں وہ قید نہیں تھی صرف

شاہی محل میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ ایک رات کستوری ناگن اپنے کمرے سے نکل کر باہر آگئی اور ایک پہاڑی پر چڑھ کر اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور پہاڑی سے نیچے چھلانگ لگادی۔ کچھ دور تک وہ نیچے گرتی چلی گئی۔ پھر وہ ایک جھٹکا کھا کر ایک دم سے فضا میں بلند ہوئی اور جس طرح راکٹ چلتا ہے اسی طرح سے فضا میں غائب ہوگئی۔ فضا میں کافی بلندی پر جانے کے بعد اس کی رفتار روشنی کی رفتار میں تبدیل ہوگئی اور وہ خلا میں اسی رفتار سے سفر کرنے لگی۔ خلا میں سیاروں اور ستاروں کے درمیان سے گذرتے ہوئے آخر کافی بلندی سے اسے ملک ہندوستان دکھائی دینے لگا تھا۔ اسے اسی ملک کے جنوب میں منگل دیپ کے مندر کے پاس بھی واپس اس کی دنیا میں جاکر اپنی طاقت واپس حاصل کرنا پڑا تھا۔ یہ مندر کستوری ناگن نے ایک بار پہلے بھی دیکھا ہوا تھا۔ وہ اپنے سپیرے باپ کے پاس ایک بار وہاں آچکی تھی۔ کستوری ناگن اس وقت ایک عورت کے روپ میں تھی۔ چونکہ اس کی طاقت اس سے چھن چکی تھی۔ اس لئے اب وہ نہ تو سانپ بن سکتی تھی نہ بلبل یا دوسرا پرندہ بن کر اڑ سکتی تھی۔ اور نہ ہی غائب ہوسکتی تھی۔ وہ عورت کی شکل میں جنوبی ہند کے ایک جنگل کے کنارے ویران علاقے میں اتر آئی۔ اس نے اپنے چاروں طرف دیکھا۔ وہ رات کا وقت تھا۔ خلائی عورت ہونے کی وجہ سے وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن کو دور ایک جگہ روشنی دکھائی دی۔ اس نے روشنی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ یہ ایک لکڑہارے کا جھونپڑا تھا۔ جس کے باہر آگ جل رہی تھی تاکہ جنگلی درندے ادھر نہ آئیں۔ کھٹکے کی آواز سن کر لکڑہارا باہر آگیا۔

"کون ہے؟

اس نے آواز دی"

کستوری ناگن نے آگے بڑھ کر کہا:

"بھائی میں ہوں، منگل دیپ مندر کی پجارن ہوں۔ جنگل میں آئی تھی کہ راستہ بھول گئی۔ کیا تم مجھے منگل دیپ مندر پہنچا سکتے ہو؟ دیوتا تمہیں اس کا انعام دیں گے۔

لکڑہارے نے کہا:

"بہن! اس وقت تو چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ تم یہاں آرام کرو۔ دن نکلے گا۔ تو میں تمہیں ضرور منگل دیپ کے مندر پہنچا دوں گا۔"

کستوری ناگن نے پوچھا:

"منگل دیپ یہاں سے کتنی دور ہے؟

لکڑہارا بولا:

"زیادہ دور نہیں ہے۔ بس ایک پہاڑی راستے میں ہے۔ پہاڑی کی دوسری طرف مندر ہے۔ تم جھونپڑی میں جاکر لیٹ جاؤ۔ میں یہاں باہر لیٹ جاتا ہوں۔"

کستوری ناگن نے لکڑہارے کا شکریہ ادا کیا اور جھونپڑے میں جاکر گھاس پھوس کے بستر پر لیٹ گئی۔ لکڑہارا باہر الاؤ کے پاس لیٹ گیا۔ کستوری کو نیند کہاں آنی تھی۔ ساری رات یہی سوچتی رہی کہ وہ جلدی سے چلہ کاٹ کر ناگ کی تلاش میں جائے اور اسے ایک بار پھر اغوا کر کے اپنے ساتھ واپس لے جائے۔ اس بار کستوری ناگن نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ وہ ناگ کو ایک دوسرے پیارے پر لے جائے گی۔ جہاں ناگنوں کی بجائے ناگنوں کی روحیں رہتی تھیں۔ وہاں وہ ناگ کو قید میں ڈال دے گی۔ اور وہ وہاں سے واپس اپنی دنیا میں کبھی نہیں آسکے گا۔

دن نکلا تو لکڑہارا کستوری ناگن کو لے کر منگل دیپ مندر کی طرف چل پڑا۔ وہ دوپہر سے پہلے منگل دیپ مندر پہنچ گئے۔ لکڑہارا واپس چلا گیا۔ کستوری ناگن نے ایک نظر منگل دیپ مندر پر ڈالی۔ یہ ایک پرانا اور پُراسرار مندر تھا۔ جس کے لمبوترے گنبد سے پتھر کئی جگہ سے اکھڑ گئے تھے۔ آس پاس دور گاؤں کی آبادی تھی۔ جہاں سے عورتیں اور مرد صرف صبح کے وقت مندر کے اندر دیوتا کی پوجا کرنے آتے تھے۔ مندر کے اندر دیوتا کی ایک بڑی مورتی رکھی ہوئی تھی۔ کستوری ناگن جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اور جا کر کس جگہ بیٹھ کر کاٹنا ہے۔ منگل دیپ مندر میں ایک بوڑھا پجاری رہتا تھا۔ جس کی ایک بیٹی کملا اس کے ساتھ مندر کی صفائی اور دیکھ بھال کرتی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن مندر میں داخل ہوئی تو بوڑھے پجاری کی بیٹی کلپا نے اس سے پوچھا کہ وہ کس گاؤں سے آئی ہے۔ کستوری ناگن نے یونہی ایک گاؤں کا نام لیا اور بولی:

"بہن: میں یہاں اپنے بیمار خاوند کے لئے چلہ کرنے آئی ہوں۔ مجھے رشی جی نے کہا ہے کہ اگر میں نے ایک ماہ تک مندر میں چلا کاٹا تو میرا بیمار خاوند بالکل تندرست ہو جائے گا۔"

کلپا نے کہا:

"تم یہاں کس جگہ بیٹھ کر چلہ کاٹو گی بہن؟ اور تمہارا نام کیا ہے۔؟"

کستوری ناگن نے کہا:

"میرا نام کستوری ہے۔ اور میں مندر کے پچھواڑے جو پرانا تالاب ہے وہاں آدھی رات کے بعد چلہ کیا کروں گی۔"

کلپا کہنے لگی:

"آؤ میں تمہیں اپنے باپ سے ملاتی ہوں۔ وہ اس مندر کے پجاری ہیں۔ ان کی اجازت ضروری ہے۔"

کلپا نے کستوری ناگن کو اپنے پجاری باپ سے ملایا۔ بوڑھے پجاری نے غور سے کستوری ناگن کو دیکھا اور یہ سن کر کہ وہ اپنے بیمار خاوند کے لئے چلہ کاٹنا چاہتی ہے، اسے اجازت دے

دی۔ کستوری ناگن نے پجاری کا شکریہ ادا کیا اور اسی رات جب رات آدھی گذر گئی تو کستوری اپنی کوٹھڑی سے نکل کر مندر کے پچھواڑے آگئی۔ اس وقت چاروں طرف گہری خاموشی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کستوری ناگن پرانے تالاب کے پاس آکر رک گئی۔ اس نے غور سے تالاب کو دیکھا۔ تالاب کا پانی اندھیرے میں بالکل تاریک نظر آرہا تھا۔ سیڑھیاں تالاب کے پانی کے اندر چلی گئی تھیں۔ کستوری ناگن پانی میں اتر کر تالاب کی چوتھی سیڑھی پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ پانی اس کی کمر تک آتا تھا۔ کستوری ناگن نے خاص منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ آگ کا منتر تھا۔ ایک گھنٹے تک منتر پڑھا تو تالاب کا پانی گرم ہو کر کھولنے لگا۔ مگر کستوری ناگن کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ وہ اسی طرح بیٹھی منتر پڑھتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد تالاب کا پانی پھر سے ٹھنڈا ہو گیا۔ صبح ہونے والی تھی۔ کستوری ناگن واپس اپنی کوٹھڑی میں چلی گئی۔ دوسری رات وہ پھر آدھی رات کو تالاب میں اتر کر بیٹھ گئی۔ اور منتروں کا جاپ کرنے لگی۔ اس بار تالاب کا پانی ٹھنڈا ہو کر برف بن گیا اور کستوری ناگن کا جسم برف بن گیا۔ مگر وہ برابر منتر پڑھتی چلی گئی۔ کافی دیر بعد تالاب کی برف پگھل گئی اور پانی اپنی جگہ پر واپس آگیا۔ یوں کستوری ناگن نے ایک مہینے کا چلہ شروع کر دیا۔ کستوری ناگن کو ہم جنوبی ہند کے منگل دیپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مندر میں چلہ کاٹتے ہوئے چھوڑتے ہیں اور تھوڑی دیر
لئے واپس عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی
جاتے ہیں۔

وہ ایک سمندری جہاز میں بیٹھے افریقہ کے مشرقی ساحل کی ایک
بندرگاہ سے سوار ہو کر ہندوستان کی طرف سمندر میں سفر کر رہے
تھے۔ یہ بحرِ ہند کا سمندر تھا۔ جہاں برسات میں اتنی بارشیں
ہیں کہ سمندر کی لہریں طوفانی ہو کر کئی کئی گز اوپر کو اچھلتی ہیں
تیز آندھی میں وہ پہاڑ جتنی اونچی ہو جاتی ہیں۔ اس بات کا
عنبر ناگ ماریا کیٹی وغیرہ نے خیال نہ کیا۔ کہ وہ برسات کے موسم
میں سمندر کا سفر کر رہے ہیں ویسے بھی انہوں نے ہمیشہ طوفانی
ہواؤں میں ہی سفر کیا تھا۔ اور کبھی ان باتوں کی پرواہ نہیں کی
بس خدا پر بھروسہ کر کے چل پڑتے تھے۔ جب جہاز بیچ سمندر
پہنچا تو بادل آ گئے اور تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ ان ہواؤں نے
طوفان کی شکل اختیار کر لی اور جہاز ہچکولے کھانے لگا۔ جہاز کبھی
دائیں طرف جھکتا کبھی بائیں طرف جھک جاتا۔ مسافروں میں افراتفری
مچ گئی۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ مسافروں
کی مدد کر رہے تھے اور انہیں جہاز کے نیچے والے کیبن میں پہنچا
رہے تھے۔

کیٹی ایک مسافر کا بستر اٹھائے اسے نیچے لے جا رہی تھی کہ
سمندر کی ایک موج جو کہ بہت اونچی تھی جہاز سے ٹکرائی۔ جہاز
ایک طرف کو جھک گیا اور کیٹی عرشے کے تختے سے پھسلتی ہوئی سمندر
کی بپھرتی لہروں میں گر گئی۔ پہاڑ ایسی لہروں میں بھلا ایک انسان
کی کیا حیثیت تھی۔ طوفانی لہریں دیکھتے دیکھتے کیٹی کو نگل کر کہیں سے
کہیں لے گئیں۔ ایک پہاڑ ایسی لہر اوپر کو اٹھی اور جب نیچے سمندر
میں گری تو کیٹی کو سمندر کے نیچے ہی نیچے لے گئی۔ نیچے سمندر کی
گہرائی میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں جن کی گھنی جھاڑیاں اور درخت
ایک دوسرے میں الجھے ہوئے تھے۔ کیٹی ان جھاڑیوں میں الجھ
گئی۔ یہاں ایک کھوہ میں ایک تیندوا رہتا تھا۔ اس نے انسانی
جسم کی بو پائی تو کھوہ سے نکلا اور اس نے کیٹی کو اپنی لمبی لمبی
ان گنت ٹانگوں میں لپیٹا اور اسے کھوہ کے اندر لے گیا۔

اوپر جہاز پر افراتفری مچی ہوئی تھی۔ جہاز بری طرح ڈول رہا
تھا۔ عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ مسافروں کو نیچے
لے جا کر ان کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ کہ اچانک عنبر نے پوچھا
کہ کیٹی کہاں ہے؟

ناگ بولا:

"وہ اوپر ایک مسافر کا بستر اٹھا کر نیچے آ رہی تھی۔"

جولی سانگ تھیو سانگ اور ماریا دوڑ کر اوپر گئے۔ مگر کیٹی کہیں
بھی نہیں تھی۔ عنبر اور ناگ بھی جہاز کے اوپر آ گئے۔ انہوں نے
کیٹی کو جگہ جگہ تلاش کیا۔ مگر وہ انہیں کہیں نہ ملی۔

عنبر نے گھبرا کر کہا!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آرہی۔ اب تو سب پریشان ہو گئے۔ طوفان اسی طرح جاری تھا۔"

ماریا نے کہا:

"ہو سکتا ہے کیٹی کہیں سمندر میں نہ گر گئی ہو۔ میں نیچے سمندر میں جا کر دیکھتی ہوں۔"

اور ماریا فوراً سمندر میں غوطہ لگا گئی۔ وہ روشنی کی کرن کی طرح سمندر کی بپھری ہوئی موجوں میں سے گذرتی سمندر کی تہہ میں آ گئی۔ یہاں بھی پانی میں کافی ہلچل تھی۔ سمندر کے نیچے اتنے گہرے درخت جھاڑیاں اور جھاڑ جھنکار تھی کہ ماریا کو کہیں کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے جگہ جگہ کیٹی کو تلاش کیا۔ اسے اندازہ تھا مگر کیٹی کو تیندوے نے کھوہ میں بند کر رکھا تھا۔ اور کیٹی کے جسم میں اپنا خاص زہر داخل کر کے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے کیٹی کے جسم سے تھوڑی دیر کے لئے اس کی خوشبو نکلنا بند ہو گئی تھی۔

ماریا نے آس پاس کا سارا سمندر کھنگال ڈالا مگر اسے کیٹی کا کوئی سراغ نہ ملا۔ وہ اوپر آ گئی اوپر اگرچہ طوفان کا زور ہلکا ہو گیا تھا مگر جہاز بری طرح ڈول رہا تھا۔ ماریا نے عنبر، ناگ تھیو سانگ اور جولی سانگ کو بتایا کہ کیٹی سمندر کے نیچے کہیں نہیں ہے۔ سب کو فکر لاحق ہو گئی۔ خدا جانے کیٹی کہاں غائب ہو گئی تھی۔

عنبر بولا:

"اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ کیٹی ضرور سمندر میں ہی گری ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"اگر وہ سمندر میں گرتی تو اسے اوپر آ جانا چاہیے تھا۔"

جولی سانگ نے کہا:

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سمندر میں گرتے ہی کسی سمندری بلا نے اسے دبوچ لیا ہو اور وہ بے ہوش ہو گئی ہو۔"

ناگ کہنے لگا:

"کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

ماریا بولی:

"ہمیں ہر حالت میں کیٹی کو اسی جگہ تلاش کرنا ہوگا۔ ہم اسے چھوڑ کر آگے نہیں جائیں گے۔"

سب چپ ہو گئے۔ جہاز ہچکولے کھاتا ہوا ہندوستان کے ساحل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"تم میرے ساتھ آؤ ماریا۔ ہم دونوں ایک بار پھر سمندر میں کیٹی کو تلاش کرتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس بار ماریا کے ساتھ ناگ بھی سمندر میں چھلانگ لگا گیا۔ ناگ نے سمندر میں گرتے ہی سانپ کی شکل بدل لی اور وہ تیزی سے نیچے ہی نیچے اترتے چلے گئے۔ مگر اب وہ اس جگہ سے کافی آگے آگئے تھے۔ جہاں کیٹی سمندر میں گری تھی۔ اور اب تیندوے کے کھوہ میں بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا اور ناگ نے سارا سمندر دیکھ ڈالا۔ وہ سمندری چٹانوں کی غاروں میں بھی گئے۔ مگر کیٹی نہ ملی۔

تیندوے نے کیٹی کو ہڑپ کرنے کی دو تین بار کوشش کی تھی مگر ہر بار اسے بجلی کا جھٹکا لگا تھا۔ جس کی وجہ سے تیندوے نے بے ہوش کیٹی کو کھوہ میں ایک طرف پھینک دیا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ اسے کھائے گا۔

ماریا اور ناگ اوپر آگئے۔ جہاز پر آکر ناگ نے کہا:

"کیٹی نیچے سمندر میں کہیں نہیں ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ کستوری ناگن خلاسے انتقام لینے نیچے آگئی ہو اور وہ کیٹی کو اٹھا کر لے گئی ہو۔"

عنبر بولا:

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ اس کی طاقت ختم ہو چکی ہے پھر وہ کیٹی کو کیسے اغوا کر سکتی ہے؟"

ناگ نے کہا:

"کستوری ناگن بڑی عیار عورت ہے۔ ممکن ہے اس

نے کسی ترکیب سے اپنی کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل کر لی ہو اور کیٹی کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا ہو۔"

جولی سانگ اور تھیو سانگ مایوس ہو گئے۔

ناگ بولا:

عنبر بھیا! تم کیا مشورہ دیتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"جہاز ہندوستان کی طرف جا رہا ہے۔ کیٹی سمندر کے اوپر اور نیچے کہیں نہیں ملی۔ ہو سکتا ہے اسے کستوری ناگن ہی اغوا کر کے لے گئی ہو۔ اس لئے میری رائے ہے ہمیں اپنا سفر جاری رکھنا چاہئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہندوستان پہنچ کر ہمیں کیٹی دوبارہ مل جائے۔"

سب خاموش ہو گئے۔ کوئی بھی کیٹی کے بغیر وہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا۔ مگر اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ سب نے اپنے اپنے سر جھکا دئے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ عنبر کی رائے سے دکھے ہوئے دل کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ سب خاموشی سے عرشے کی ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ طوفان تھم گیا تھا مگر لہروں کی رفتار بہت تیز تھی۔ اور جہاز اپنی منزل کی طرف بھاگا چلا جا رہا تھا۔ جہاز کے بادبان کھول دئے گئے تھے۔ بادل چھائے ہوئے تھے اور بارش ہونے لگی تھی۔ تیسرے پہر دور سے زمین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی لکیر سی نظر آئی۔ مسافروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ نر
ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ بڑے اداس تھے۔ ا
کے بغیر ساحل پر اترنے والے تھے۔ جہاز ہندوستان کی بندر
کیرل پر جاکر رُک گیا۔

عنبر ناگ، ماریا، جولی سانگ اور تھیو سانگ جب کیٹی کے بغ
سے اترے تو وہ سب بڑے اداس تھے۔

عنبر نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا:

"ہمیں یہیں بندرگاہ کے قریب ہی کسی سرائے میں کچھ
دیر رہ کر کیٹی کا انتظار کرنا چاہیے۔ ہم اس کی تلاش
بھی جاری رکھیں گے۔ بہت ممکن ہے کہ کیٹی جہاں بھی
کہیں ہو وہ وہاں سے نکل کر ہمارے پاس پہنچ جائے۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ کیٹی آزاد ہونے کے بعد اسی
بندرگاہ کا رُخ کرے گی۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہم
ہندوستان کی اسی کیرل نامی بندرگاہ کی طرف ہی جا
رہے ہیں۔"

عنبر کہنے لگا:

"ٹھیک ہے۔ ہمیں مایوسی کو دور کر دینا چاہیے۔ کیٹی اگر
کسی مشکل میں پھنس بھی گئی ہے تو ہمیں معلوم ہے کہ وہ
مر نہیں سکتی۔ جب تک کہ اسے آگ میں نہ پھینکا جائے

اور خدا نے چاہا تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ کیٹی میں طاقت
ہے کہ وہ اپنا بچاؤ کر سکے۔ چلو، اب کسی سرائے میں
چلتے ہیں۔"

بندرگاہوں کے قریب سرائے ضرور ہوا کرتی تھی۔ عنبر ناگ ماریا
جولی سانگ اور تھیو سانگ بندرگاہ کیرل کے قریب ہی ایک سرائے
میں آکر اتر گئے۔ اسی وقت ماریا اور ناگ نے کیٹی کی تلاش شروع
کر دی۔ ناگ عقاب کی شکل میں ایک طرف نکل گیا۔ اور ماریا دوسری
طرف جنگلوں میں نکل گئی کہ شائد کہیں سے کیٹی کی خوشبو آ جائے۔
وہ شام کو آس پاس کا سارا علاقہ چھان کر واپس آ گئے۔ انہوں
نے بتایا کہ اردگرد کیٹی کہیں نہیں ہے۔

عنبر نے کہا:

"بہرحال وہ یہاں آ سکتی ہے۔ ہمیں اسی جگہ کچھ عرصہ
رہنا ہوگا۔"

ایک طرف تو عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ جنوبی
ہندوستان کی بندرگاہ کیرل کی ایک سرائے میں بیٹھے کیٹی کا انتظار
کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف کستوری ناگن کیرل کی بندرگاہ سے
پانچ سو میل دور ہندوستان کے مشرقی ساحل کے پاس منگل دیپ
کے سمندر میں اپنی طاقت واپس حاصل کرنے کے لئے چلہ کاٹ
رہی ہے۔ ان لوگوں کو اسی جگہ چھوڑ کر ہم واپس کیٹی کی طرف
چلتے ہیں۔ کیٹی کو جب تیندوے نے اپنے بازوؤں میں جکڑا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ ہوش میں تھی۔ اس نے اپنی پوری طاقت کا زور لگا کر تیندوے سے نکلنے کی کوشش کی۔ اس کی طاقت کے آگے تیندوے کی طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ وہ تیندوے کی گرفت سے تقریباً نکل گئی تھی کہ تیندوے نے کیٹی کے جسم میں اپنا بیوش کا زہر داخل کر دیا۔ کیٹی فوراً بے ہوش ہو گئی۔ تیندوے نے اب کیٹی کو ہڑپ کرنے کا ارادہ کر کے اس کے بازو کو دانت مار ہی تھے کہ اسے زبردست بجلی کا جھٹکا لگا۔ تو تیندوے نے کیٹی کو کھوہ میں ایک طرف ڈال دیا۔ کہ شاید کچھ دیر کے بعد اس کے جسم میں سے بجلی ختم ہو جائے۔ اس کا خیال تھا کہ کیٹی تھوڑی دیر میں مر جائے گی۔ مگر کیٹی مر نہیں سکتی تھی۔

دو تین گھنٹے بعد تیندوے نے پھر کیٹی کو دانت مارے تو اسے ایک بار پھر ایسا زبردست جھٹکا لگا کہ تیندوا ڈر کر وہاں سے بھاگ گیا۔ کیٹی بے ہوشی کی حالت میں دیر تک کھوہ میں پڑی رہی۔ پھر اسے ہوش آنا شروع ہو گیا۔ کیٹی کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک تاریک پانی سے بھری ہوئی سرنگ میں دیکھا۔ اسے یاد آگیا کہ وہ سمندر میں گر پڑی تھی۔ اور ایک ہیندوا اسے جکڑ کر کھوہ میں لے آیا تھا۔ اب ہیندوا اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا کیٹی تیرتی ہوئی کھوہ سے باہر آگئی۔ باہر گہرا تاریک سمندر تھا۔ کیٹی نے اوپر کی طرف منہ کیا اور ہاتھ پاؤں چلاتی تیزی سے سمندر کی سطح کی طرف اوپر کو جانے لگی۔

جب وہ سمندر کی سطح پر آئی تو وہاں بھی اندھیرا تھا۔ اس لئے کہ رات ہو گئی تھی۔ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ کیٹی نے دیکھا کہ مشرق کی طرف ایک ستارہ چمک رہا تھا۔ وہ اس ستارے کی طرف تیرنے لگی۔ طوفان گذر گیا تھا۔ سمندر کی لہریں پُرسکون تھیں۔ کیٹی کو اپنا جہاز کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے عنبر ماریا ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ کا خیال آنے لگا۔ کہ وہ اسے نہ پا کر کتنے اداس ہوئے ہوں گے۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ ان کا جہاز ہندوستان کے مغربی ساحل کی بندرگاہ کیرل کی طرف جا رہا تھا۔ اور وہ لوگ بھی کیرل ہی کو جا رہے تھے۔ کیٹی بھی اسی رُخ کو ہی تیر رہی تھی۔

کافی دیر تک تیرتے رہنے کے بعد کیٹی نے محسوس کیا کہ سمندر لہریں ایک بار پھر بلند ہو رہی ہیں اور ان میں ہل چل پیدا ہو رہی ہے۔ اس نے دور آسمان پر بادلوں کے سیاہ غبار کو ابھرتے دیکھا۔ ہوا بھی تیز ہو گئی تھی۔ کیٹی سمجھ گئی کہ ایک بار پھر سمندر میں طوفان آ رہا ہے۔ دیکھتے دیکھتے بادل آسمان پر چھا گئے۔ ہوا تیز ہو گئی۔ سمندر کی لہریں اوپر نیچے ہونے لگیں۔ پھر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ اچانک زور سے آندھی چلنے لگی۔ ہوا کے تھپیڑے سیٹیاں بجاتے ہوئے گذر رہے تھے۔ موجیں اچھل اچھل کر کیٹی کو ادھر ادھر اچھال رہی تھیں۔ کیٹی پھر بھی مشرق کی طرف تیرنے کی کوشش کر

COURTESY WWW.[redacted]BOOKSFREE.PK

کر رہی تھی۔ طوفان کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ کوہ ہمالیہ جتنی بڑی بڑی لہریں بلند ہونے لگیں۔ لہریں کیٹی کو تنکے کی طرح ادھر ادھر اچھال رہی تھیں۔ وہ ان سے اب تیرا نہیں جا رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو لہروں کے حوالے کر دیا۔ کیونکہ سمندری موجوں میں اس قدر طاقت تھی کہ کیٹی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

ساری رات سمندر کی طوفانی موجیں کیٹی کو لئے بھٹکتی پھرتی رہیں۔ خدا خدا کر کے رات کے پچھلے پہر جا کر کہیں طوفان تھما۔ جب صبح کی روشنی پھیلی تو کیٹی سمندر کی موجوں پر بے سدھ ہو کر لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا اسے دور ایک جگہ زمین ابھری ہوئی نظر آئی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ شاید یہی ہندوستان کا مغربی ساحل ہو۔ اس نے اس طرف تیرنا شروع کر دیا۔ کوئی ایک گھنٹے کے بعد سمندری موجیں اسے ابھری ہوئی زمین کے قریب لے گئیں۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک جزیرہ تھا۔ ہندوستان کا ساحل نہیں تھا کیونکہ کسی ملک کا ساحل قوس کی طرح شمال جنوب کی طرف دور تک چلا گیا ہوتا۔ جبکہ جزیرے کے چاروں طرف سمندر تھا۔

کیٹی نے پھر بھی خدا کا شکر ادا کیا کہ چلو کچھ دیر وہ یہاں آرام کر کے کچھ سوچ تو سکے گی کہ آگے کیا کرنا ہے۔ وہ تیرتی ہوئی جزیرے کے ساحل پر پہنچ کر ریت پر لیٹ گئی۔ جب اس کے جسم کو تھوڑا سا سکون پہنچا تو وہ اٹھ کر جزیرے کے درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھی۔ یہاں اسے کوئی آبادی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ ابھی وہ درختوں سے تھوڑی دور ہی تھی کہ ڈھول کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ کیٹی نے چونک کر دیکھا کوئی پچاس کے قریب جنگلی آدمی ناچتے گاتے ڈھول بجاتے نیزے لہراتے درختوں سے نکل کر بڑھے۔

کیٹی خاموش اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ جنگلی آدمیوں نے اسے گھیرے میں لے لیا اور اس کے اردگرد ڈھول کی تال پر رقص کرنے اور خوشی کے ترانے گانے لگے۔ کیٹی نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ یہ لوگ بار بار اس کے انسان کو جزیرے میں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں کہ آج وہ بے سدھ ہو کر لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا اس کا گوشت بھون کر کھائیں گے۔

کیٹی نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ایسا نہیں کرنے دے گی۔ وہ ابھی ان سے مقابلہ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ یہ چاہتی تھی کہ ان لوگوں کی باتوں سے یہ اندازہ ہو جائے کہ یہاں سے ہندوستان کا ساحل کتنی دور ہے۔ اور یہاں سے ہندوستان کے ساحل کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے۔ اور کس ذریعے سے وہاں پہنچا جا سکتا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھال میں سر

ایک نوجوان جنگلی کیٹی کے بالکل ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ یہ لوگ درختوں کے اندر چلے آئے۔ یہاں سے گذرے تو کیٹی نے دیکھا کہ ایک کھلی جگہ پر کتنی ہی گول گول جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان ایک بہت بڑی جھونپڑی تھی جس کے اوپر شیر کا سر لٹک رہا تھا۔ کیٹی کو اس کشادہ جھونپڑی میں لے جایا گیا۔ جھونپڑی میں ایک چبوترے پر بستر لگا ہوا تھا۔ یہاں ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔

نوجوان جنگلی نے کیٹی سے کہا:

"تم اس جگہ پر رہو گی ملکہ!"

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی تین نوجوان لڑکیاں پھولوں کے ہار اور پھل لے کر آگئیں۔ انہوں نے کیٹی کے بال بنائے اسے پھولوں کے ہار ڈالے اور تین بار سجدہ کر کے ایک طرف کھڑی ہو گئیں۔ پھر ایک اور ادھیڑ عمر کی جنگلی عورت اندر داخل ہوئی تینوں لڑکیاں چلی گئیں اس نے کیٹی کو شربت پلایا۔ پھر پھل پیش کئے اور سجدہ کرنے کے بعد کہنے لگی:

ملکہ کو شاہی مہمان خانے میں لے چلو۔

کیٹی چونکی، ضعیفہ کوئی غلط کہہ رہی ہے۔ یہ لوگ اسے ملکہ سمجھ بیٹھے ہیں۔

کیٹی نے بھی اداکاری کی اور مسکراتے ہوئے ان کے ساتھ چلنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بولو: آج سے تم ہمارے جزیرے کی ملکہ ہو۔"
کیٹی نے آنکھیں جھپکا کر اس عورت کو دیکھا اور بولی:
"میں تمہاری ملکہ کیسے بن سکتی ہوں؟"
عورت نے کہا:
"ملکہ ساگو ہمارے جزیرے کا دستور ہے کہ جب کبھی کوئی سمندر میں بھٹکا ہوا مرد یا عورت ہمارے جزیرے پر آتا ہے تو ہم اسے اپنا بادشاہ یا ملکہ بنا لیتے ہیں اور جب تک کوئی دوسرا انسان بھٹکتا ہوا جزیرے پر نہیں آتا وہ مرد یا عورت اس وقت تک ہمارا بادشاہ یا ملکہ بنا رہتا ہے۔"
کیٹی نے پوچھا:
"تو کیا پھر پہلے والے بادشاہ یا ملکہ کو تم لوگ چھوڑ دیتے ہو؟ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟"
عورت نے کہا:
"اس وقت ہمارے ہاں ایک مرد بادشاہ موجود ہے۔ تم آگئی ہو تو اب تم ہمارے جزیرے کی ملکہ ہو۔ اس پہلے والے بادشاہ کے ساتھ ہم کیا سلوک کرتے ہیں اس کا بہت جلد تمہیں پتہ چل جائے گا۔"
کیٹی نے کہا:
"یہ کون سا جزیرہ ہے اور یہاں سے ملک ہندوستان

کا ساحل کتنی دور ہے۔"
عورت نے کہا:
"ملکہ ساگو! یہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔"
یہ کہہ کر وہ عورت چلی گئی۔ کیٹی نے اٹھ کر باہر دیکھا۔ باہر جلد جنگلی چہرے ہاتھوں میں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ کیٹی ویسے بھی وہاں سے فرار ہو کر کہاں جاتی؟ یہ لوگ اسے پھر پکڑ کر لے آتے۔ اگر وہ اپنی طاقت استعمال کر کے ان سب کو ہلاک بھی کر ڈالتی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیٹی کو یہاں اپنی جان کی کوئی فکر نہیں تھی۔ کیونکہ یہ لوگ تو اسے اپنی ملکہ بنا چکے تھے۔ وہ اب صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس جزیرے سے ہندوستان کا ساحل کتنی دور ہے۔ پھر اسے یہاں سے کشتی حاصل کر کے ہندوستان کے ساحل کی طرف فرار ہونا تھا۔ کیٹی چبوترے پر بچھے ہوئے بستر پر آکر لیٹ گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ جو مرد اس کے یہاں آنے تک جزیرے کا بادشاہ تھا وہ کون ہے؟ اور کہاں ہے؟ ضرور وہ بھی کسی جہاز کے غرق ہو جانے کے بعد کشتی میں تیرتا یہاں تک پہنچا ہوگا۔ اور اسے ضرور پتہ ہوگا کہ یہاں سے ہندوستان کا ساحل کس طرف ہے۔ اس سے مل کر کیٹی یہاں سے کامیابی سے فرار ہو سکتی تھی اور ہندوستان پہنچ سکتی تھی۔

جب ایک لڑکی اس کے لئے بھنا ہوا ہرن کا گوشت اور

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

چاول لے کر آئی تو کیٹی نے اس سے پوچھا کہ یہاں کا بادشاہ کہاں ہے؟

لڑکی نے کہا:

"ملکہ ساگو: وہ قید میں ہے۔"

کیٹی چونکی۔ تو کیا یہ لوگ نئی ملکہ یا بادشاہ ملنے پر پرانی ملکہ یا بادشاہ کو قید کر لیتے ہیں؟ کیٹی کی سمجھ میں یہ معمہ نہ آیا۔

اس نے پوچھا:

"تم پہلے والے بادشاہ کو قید کیوں کر لیتے ہو؟"

لڑکی نے سر جھکا کر کہا:

"ملکہ ساگو! ہمیں یہ بتانے کی اجازت نہیں ہے۔"

اور لڑکی چلی گئی۔ کیٹی عجیب الجھن میں پڑ گئی۔ یہ بات صاف ہو گئی تھی کہ یہ لوگ جو کوئی بھی اس جزیرے میں بھٹکتا ہوا آتا ہے اسے اپنا بادشاہ یا ملکہ بنا لیتے ہیں۔ لیکن نیا بادشاہ یا ملکہ مل جانے پر یہ پہلے والے بادشاہ اور ملکہ کو قید میں کس لئے ڈال لیتے ہیں؟ یہ بات کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ دن گذر گیا۔ شام کے وقت لڑکیاں کیٹی کو چشمے پر لے گئیں۔ وہاں انہوں نے کیٹی کو غسل دیا۔ اسے صاف ستھرے کپڑے پہنائے۔ کیٹی نے ان سے بھی باتوں باتوں میں پوچھا کہ جو پہلے یہاں کا بادشاہ تھا وہ کہاں ہے۔ مگر کسی نے اس کے سوال کا جواب نہ دیا۔

ان میں سے ایک عورت نے صرف اتنا بتایا کہ ایک برس پہلے

یہ آدمی کسی جہاز کے غرق ہو جانے کے بعد ایک ٹوٹے ہوئے تختے پر تیرتا ہمارے جزیرے پر آ گیا تھا۔ اور ہم نے اسے بادشاہ بنا لیا۔

کیٹی نے پوچھا!

"اس سے پہلے جو بادشاہ تھا وہ کہاں گیا؟"

اس پر عورت خاموش ہو گئی۔ کیٹی کے لئے یہ معمہ نہایت پریشان کن تھا۔ بہرحال اس نے یہ پتہ چلانے کی کوشش شروع کر دی کہ اس سے پہلے جو جزیرے کا بادشاہ تھا وہ کس جگہ قید ہے۔ مگر یہ موقع اسے نہ مل سکا اور کیٹی کی تاج پوشی کا دن آ گیا۔

ایک روز اسے لینے کے لئے ساری لڑکیاں آ گئیں۔ انہوں نے کیٹی کو ملکہ کا لباس پہنایا۔ پھر اس کے آگے سجدے کئے اور ایک تخت پر بٹھا کر باہر لے گئیں۔ باہر ایک شاندار چبوترے پر ہرن اور شیر کی کھالیں بچھی تھیں۔ اوپر ایک تخت رکھا تھا جس پر سنہرے کے تکئے لگے تھے۔ سارے جنگلی اور ان کا سردار ایک طرف ادب سے کھڑے تھے۔ کیٹی کو ملکہ کے لباس میں دیکھ کر سب نے خوشی سے نعرے لگائے۔ کیٹی کو تخت پر بٹھا دیا پھر سردار نے آگے بڑھ کر کیٹی کے سر پہ خوبصورت تاج رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈھول بجنے لگے۔ اور جنگلی خوشی سے رقص کرنے لگے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر سردار نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

"ملکہ ساگو! آج سے ہمارے جزیرے کی ملکہ ہے۔ جب تک اس جزیرے پر کوئی اور بھٹکتا ہوا آدمی یا عورت نہیں آتی ملکہ ساگو ہماری ملکہ رہے گی۔"

اب کیٹی سے نہ رہا گیا۔ اس نے بلند آواز میں کہا:

"جو تمہارا پہلے بادشاہ تھا وہ کہاں ہے؟"

سردار نے ہاتھ اٹھایا اور اپنے خاص آدمی سے کہا:

"پہلے بادشاہ کو لایا جائے۔"

فوراً چار آدمی سامنے والی جھونپڑی کی طرف دوڑے۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکلے تو انہوں نے ایک طشت اٹھا رکھا تھا۔ جس پر ایک آدمی کا کٹا ہوا سر پڑا تھا۔

سردار نے کیٹی سے کہا:

"ملکہ ساگو! یہ ہمارے پہلے بادشاہ کا سر ہے۔ ہمارا اصول ہے کہ جب ہم کو نئی ملکہ یا بادشاہ مل جاتا ہے تو ہم اس پہلے بادشاہ یا ملکہ کو قتل کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں پھر اس کی ضرورت نہیں رہتی۔"

کیٹی ایک بار تو کانپ گئی۔ تھال میں بے چارے ایک بے گناہ مرد کا کٹا ہوا سر ادھر ادھر لڑھک رہا تھا۔

سردار نے کہا:

"ملکہ ساگو: مردہ بادشاہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کو جنت

میں بھیجا دو۔"

کیٹی سمجھ گئی کہ یہ لوگ نئی ملکہ یا بادشاہ ملنے پر اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے۔ مگر وہ خلائی عورت تھی اسے قتل کرنا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ کیٹی نے دل میں اب یہی ارادہ کر لیا تھا کہ وہ یہاں سے چلی بھی جائے تو آخر کدھر جائے گی۔ اسے سمندر کے راستوں کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اس نے یہی سوچا کہ یہاں ان کی مرضی کے مطابق حکومت کرے اور کسی طرح ان سے یہ معلوم کرے کہ یہاں سے ہندوستان کا ملک کون سی سمت کو ہے اور پھر ایک روز کسی کشتی میں سوار ہو کر یا ویسے ہی سمندر میں چھلانگ دے اور وہ ہندوستان پہنچنے کی کوشش کرے۔

چنانچہ کیٹی نے مردہ بادشاہ کے کٹے ہوئے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا:

"جاؤ جنت میں چلے جاؤ۔"

جنگلی بڑے خوش ہوئے کہ ان کی ملکہ سب کچھ جانتی ہے انہوں نے زور زور سے نعرے بلند کئے۔ ملکہ کے لئے بڑے جھونپڑے کو اب ایک محل کی طرح سجا دیا گیا۔ کیٹی ملکہ کے لباس میں ہر روز صبح باہر دربار لگاتی۔ اسے پھولوں، پھلوں اور سمندری موتیوں کے تحفے پیش کئے جاتے۔ جو سردار ایک خاص خزانے میں جمع کر دیتا۔ عورتیں اور لڑکیاں ہر وقت ملکہ کی خدمت پر موجود رہتیں۔ کیٹی کو بہت کم وہاں سے ادھر ادھر جانے کا موقع ملتا۔ پہلے والا بادشاہ تو قتل کر دیا گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اب کیٹی اس ٹوہ میں تھی کہ اگر اس جزیرے پر کوئی
یا عورت اس جزیرے پر کسی ڈوبے ہوئے جہاز سے بچ کر
کیٹی وہیں اسے کسی بہانے چھپا دے تاکہ اس کے ساتھ مل کر وہ
جزیرے سے فرار ہونے کی کوشش کرے۔ اسے یقین تھا کہ
بھی اس جزیرے پر آئے گا اسے اتنا ضرور اندازہ ہوگا کہ یہاں سے
ہندوستان کس طرف ہے۔

کیٹی ویسے تو ساحل سمندر پر چل پھر نہیں سکتی تھی۔ اس نے ایک
ڈرامہ کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے ایک صبح اٹھ کر اعلان کیا کہ
کو اس کے خواب میں سمندروں کا دیوتا آیا تھا اور اس نے حکم
ہے کہ ملکہ ہر روز دن میں ایک بار سمندر کے کنارے خود جا کر
میں پھول ڈالا کرے۔ اس وقت اس کے ساتھ اور کوئی ہو۔
کو یہ خواب کچھ پسند نہ آیا۔ مگر جنگلی لوگ وہم پرست تھے۔ انہوں
نے کہا کہ ملکہ سمندر کے دیوتا کو پھول ضرور پیش کرے گی۔ تاکہ ان کے
جزیرے پر زیادہ پھل اگیں۔ زیادہ پھول پیدا ہوں اور وہ خوش حال
ہوں۔ سردار کو بھی ان کی بات ماننی پڑی۔ سردار نے بھی اعلان کر دیا
کہ ملکہ دن کے وقت سمندر کے کنارے اکیلی جا کر سمندر کے دیوتا کو
پھول پیش کر سکتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سردار نے دو آدمیوں
کو خفیہ طور پر کیٹی کے پیچھے لگا دیا۔ کہ وہ اس کا خیال رکھیں کہ کہیں
ملکہ جزیرے سے فرار نہ ہو جائے۔ کیٹی روز صبح سمندر پر جاتی اور
پھول لہروں پر پھینک دیتی۔

وہ سمندر کے کنارے چل پھر کر غور سے دیکھتی کہ کہیں کوئی بھولا
بھٹکا مسافر تو وہاں نہیں پڑا ہوا۔ دس پندرہ دن گذر گئے مگر وہاں
کوئی بھٹکا ہوا مسافر نہ آیا۔ ایک دن جزیرے میں بڑے زور کا
طوفان آیا۔ سارا دن آندھیاں چلتی رہیں۔ سمندر کی موجیں جزیرے کے
اندر تک آگئیں۔ کئی جھونپڑیاں ہوا کے ساتھ اڑ گئیں۔ کیٹی نے
سوچا کہ ضرور اس طوفان میں کسی نہ کسی جہاز کو نقصان پہنچا ہوگا۔
اگر وہ جہاز ڈوب گیا ہوگا تو اس کا ایک آدھ مسافر کسی تختے سے
چمٹا جزیرے پر ضرور آئے گا۔ کیونکہ اس زمانے میں بادبانی جہاز
اتنے مضبوط نہیں ہوتے تھے۔ دوسرے دن کیٹی رسم کے مطابق
پھول لے کر سمندر کے کنارے گئی۔ اسے وہاں درخت گرے ہوئے
نظر آئے مگر کوئی مسافر دکھائی نہ دیا۔ سردار کے خفیہ آدمی بھی
کیٹی کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور درختوں کے پیچھے چھپے اس
کی نگرانی کر رہے تھے۔

کیٹی کو شبہ تھا کہ سردار نے اس کے پیچھے اپنے آدمی ضرور
لگا دیئے ہوں گے۔ اس لئے وہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرتی تھی
جس سے کسی کو شک ہو۔ اس نے سوچا کہ وہ ان خفیہ جاسوسوں
کو دھوکا دے کر رات کو یہاں آئے گی۔ ممکن ہے رات کو کہیں
کوئی بھولا بھٹکا مسافر مل جائے جو کسی جگہ چھپا بیٹھا ہو۔ مگر رات
کو باہر نکلنا آسان نہیں تھا۔ پھر بھی کیٹی آدھی رات کو جھونپڑے
کے پچھلے دروازے سے نکل کر سمندر کی طرف چل پڑی۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی۔ رات بھی تاریک تھی۔ ہر طرف اندھیرا
چھایا تھا۔ کیٹی اندھیرے میں سمندر کے کنارے چلتی رہی
اس نے جگہ جگہ جھاڑیوں میں دیکھا۔ اسے کہیں کوئی بھولا بھٹکا
مسافر دکھائی نہ دیا۔ کیٹی واپس اپنے جھونپڑی محل میں آگئی۔
اس نے طے کیا کہ وہ دوسری رات پھر چھپ کر وہاں ضرور
آئے گی۔

دوسری رات کو وہ ابھی اپنے جھونپڑے میں ہی تھی اور باہر
جانے کی تیاریاں کر رہی تھی کہ اسے کھٹکا سنائی دیا۔ یہ ایسی
آواز تھی جیسے کوئی کسی پتھر سے ٹکرا کر گر پڑا ہو۔ کیٹی نے سیاہ
چادر اوڑھی اور خفیہ دروازے سے باہر نکل کر اندھیرے میں دیکھا
اسے ایک جھاڑی کے پیچھے دو انسانی آنکھیں [redacted]۔
کیٹی جلدی سے جھاڑی کے پاس گئی۔ ایک انسانی سایہ دوسری
طرف بھاگا۔

کیٹی نے آہستہ سے آواز دی:

"ٹھہرو! میں تمہاری مدد کروں گی"

سایہ وہیں رک گیا۔ کیٹی اس کے قریب گئی تو دیکھا کہ یہ
ایک نوجوان ہے جس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ سر کے بال بکھرے
ہوئے ہیں۔ اور آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی ہے۔ اس نے
اپنا ہاتھ منہ کے قریب لاکر خشک آواز میں کہا۔ "پانی"۔

کیٹی سمجھ گئی کہ یہی وہ نوجوان ہے جو کسی ڈوبے ہوئے جہاز

سے بچ کر اس جزیرے میں کسی طرح پہنچ گیا ہے۔ کیٹی اسے
جلدی سے اپنی جھونپڑی میں لے گئی۔ نوجوان کو شربت پلایا
شربت پی کر نوجوان کو کچھ ہوش آیا۔
کیٹی نے پوچھا:
تم اس جزیرے میں کیسے پہنچے ہو؟
نوجوان نے کیٹی کو بتایا کہ طوفان میں اس کا جہاز ڈوب گیا۔ وہ
بڑی مشکل سے ایک تختے پر بیٹھ کر سمندر میں چار دن بھٹکتے رہنے
کے بعد یہاں پہنچا ہے۔ وہ ڈر کے مارے کسی کو آواز نہیں دے
رہا تھا۔ کہ کہیں یہ جنگلی آدم خور نہ ہوں۔
نوجوان نے کیٹی سے پوچھا کہ تم کون ہو! تم مجھے اس جزیرے
کی جنگلی عورت نہیں لگتی ہو۔ اب کیٹی نے اسے ساری کہانی کھول
کر سنادی۔ اس نے نوجوان کو یہ بھی بتا دیا کہ وہ خوش قسمت ہے کہ
کسی جنگلی کے ہاتھ نہیں آیا۔ ورنہ وہ اسے جزیرے کا بادشاہ بنا
دیتے لیکن جب کوئی دوسرا شخص جزیرے پر آتا تو یہ جنگلی اس
کا سر کاٹ ڈالتے۔
نوجوان نے کہا:
"کیا یہاں سے فرار ہونے کے لئے کوئی کشتی مل جائے گی!
میں یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں"
کیٹی نے کہا:
"[redacted] سمندری راستے سے واقف ہو!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نوجوان نے کہا:

"میرا نام شانکا ہے۔ میں اپنے جہاز کا ملاح تھا۔ اگر مجھے کشتی مل جائے تو میں یہاں سے فرار ہو کر ملک ہندوستان پہنچ سکتا ہوں۔"

کیٹی نے خوش ہو کر پوچھا:

"کیا تمہیں ہندوستان کا سمندری راستہ معلوم ہے؟"

شانکا بولا:

"ہاں: میں کئی بار اس راستے سے ہندوستان کا سفر کر چکا ہوں۔ ستاروں اور سورج کے اندازے سے میں دس روز میں ہندوستان پہنچ جاؤں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ کیونکہ اب تم یہاں آ گئے ہو تو یہ لوگ میرا سر کاٹ ڈالیں گے۔ اور تمہیں بادشاہ بنا دیں گے۔ اس کے بعد جب کوئی اور مسافر جزیرے پر پہنچ گیا تو پھر اسے بادشاہ بنا کر تمہارا سر کاٹ دیا جائے گا۔"

نوجوان شانکا کہنے لگا:

"اگر ہمیں کشتی مل جائے اور اس میں ہم پانچ چھ دن کے لئے پانی اور کچھ پھل رکھ لیں تو میں تمہیں بھی اپنے ساتھ لے جانے کو تیار ہوں۔

تمہارا نام کیا ہے؟"

"کیٹی" کیٹی نے کہا:

شانکا کہنے لگا:

"میں جنگل میں جا کر چھپ جاتا ہوں۔ کیونکہ یہاں میں پکڑا لیا جاؤں گا۔ تم کشتی اور خوراک کا انتظام کر کے مجھے بتا دینا۔ پھر ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔"

کیٹی نے کہا:

"اچھا میں تمہیں ایک خفیہ جگہ پر چھپا آتی ہوں۔ تم ادھر ادھر کہیں چھپ گئے تو یہ جنگلی تمہیں پکڑ لیں گے۔ تم صرف چند روز کے بادشاہ بنو گے اور پھر تمہارا سر بھی کاٹ کر پھینک دیا جائے گا۔"

کیٹی نے سیاہ چادر اوڑھی اور نوجوان کو لے کر جھونپڑی کے خفیہ دروازے سے نکل کر تاریک جنگل میں اس طرف لے گئی جہاں وہ غسل کرنے جایا کرتی تھی۔ یہاں راستے میں اونچی نیچی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان ایک کھائی تھی۔ کھائی میں ایک طرف چھوٹا سا غار تھا۔ جس کے آگے درختوں نے پردہ کر رکھا تھا۔ اس غار میں شانکا کو کیٹی نے چھپا دیا اور کہا:

"میں کل کسی وقت تمہارے لئے کھانا لے کر آؤں گی۔ تم یہاں سے ہرگز ہرگز باہر مت نکلنا۔"

یہ کہہ کر کیٹی واپس آ گئی۔ ساری رات وہ وہاں سے کشتی حاصل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے کے بارے میں سوچتی رہی۔ دوسرے دن لڑکیاں اسے
کے لئے تالاب کی طرف لے گئیں تو کیٹی اپنے کپڑوں میں کچھ چاول
مچھلی کا گوشت چھپا کر لے گئی تھی۔ اس نے لڑکیوں سے کہا:

"آج وہ اکیلی جاکر نہائے گی"

لڑکیاں اسے ملکہ سمجھتی تھیں اس لئے فوراً وہاں سے چلی گئیں
وہاں سے وہ غار بالکل ہی قریب تھا جہاں شانگا چھپا ہوا تھا۔ کیٹی
بھاگ کر غار میں گئی۔ شانگا کو چاول مچھلی دی اور کہا:

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ تم میرے جانے
کے بعد تالاب میں سے چھپ کر پانی پی لینا"

کیٹی واپس تالاب پر آگئی۔ غسل کرنے کے بعد وہ جنگل
چلی تو لڑکیاں اسے وہاں بیٹھی مل گئیں۔ جو اس کے ساتھ
محل تک گئیں۔

اس روز کیٹی نے اپنی ایک بوڑھی لونڈی سے کرید کرید کر
ہی لیا کہ کشتیاں کس طرف کھڑی ہیں۔

بوڑھی لونڈی کی زبانی کیٹی کو پتہ چلا کہ کشتیاں جزیرے کی دوسری
جانب ساحل پر چٹانوں کے ساتھ ریت پر کھڑی ہوتی ہیں۔ کیٹی
اسی رات خفیہ دروازے سے نکل کر شانگا کے غار میں گئی اور اسے
بتا دیا کہ کشتیاں جزیرے کے جنوبی ساحل پر کھڑی ہوتی ہیں۔

شانگا سوچ میں پڑ گیا اور بولا:

"وہاں ناریل کے درخت ہوں گے کیا؟"

کیٹی بولی:

"میرا خیال ہے اگر جزیرے کے اس ساحل پہ ناریل
کے درخت ہیں تو جنوبی ساحل پر بھی ہوں گے"

شانگا بولا:

"بس ٹھیک ہے۔ ہم پانچ دن کے لئے ناریل کشتی میں
رکھ لیں گے۔ یہ ہماری پیاس بھی مٹائیں گے اور بھوک
بھی۔ میں کسی وقت اندھیرے میں جاکر ان کشتیوں کو
دیکھ آتا ہوں"

کیٹی نے کہا:

"احتیاط سے جانا۔ تمہیں کسی نے دیکھ لیا تو وہ تمہیں وہیں
دبوچ لیں گے اور یہاں آکر میرا سر کاٹ دیا جائے گا
لیکن کچھ روز بعد تمہارا سر بھی کٹ جائے گا۔ اس جزیرے
کا یہی رواج ہے"

شانگا آہستہ سے بولا:

"میں احمق نہیں ہوں۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔"

دوسرے روز جب رات گہری اندھیری ہوگئی تو شانگا نے اپنے
جسم کے ساتھ جھاڑیاں باندھیں اور جزیرے کے جنوبی کنارے کی طرف
چل پڑا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا جھاڑیوں میں سے گذرتا
جا رہا تھا۔ یہ علاقہ بالکل ویران تھا۔ اس لئے سردار نے ادھر پہرہ
نہیں لگایا تھا۔ شانگا آخر سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ یہاں اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ریت پر کئی کشتیاں دکھائی دیں۔ یہ کشتیاں زیادہ بڑی نہیں تھیں مگر بڑی محفوظ تھیں۔ وہاں کوئی جنگلی آدمی نہیں تھا۔ شانگا نے سب سے آخری کشتی کو چن لیا۔ ساحل پر ناریل کے بے شمار درخت ریت کی سمندری ہوا میں جھوم رہے تھے۔ شانگا نے زمین پر گرے ہوئے بہت سے ناریل اٹھا کر آخری کشتی میں ایک طرف رکھ دئے اور دبے پاؤں چلتا اپنے غار میں واپس آگیا۔ اگلی رات جب کیٹی اندھیرے میں خفیہ دروازے سے نکل کر شانگا کے پاس آئی تو اس نے اسے خوش خبری سنائی کہ کشتی بالکل تیار ہے اب انہیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہئے۔

دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ کل رات وہ جزیرے سے فرار ہو جائیں گے۔ دوسری رات کو کیٹی نے جلدی ہی کمبخت کو جھونپڑے سے بھیج دیا۔ جب رات گہری ہو گئی اور جزیرے میں سناٹا چھا گیا تو کیٹی خفیہ دروازے سے نکل کر شانگا کے غار کی طرف چل پڑی۔ شانگا پہلے ہی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ دونوں وہاں سے کشتی کی طرف روانہ ہو گئے۔ شانگا اسے آخری کشتی کے قریب لے گیا اور آہستہ سے بولا:

"کشتی میں میں نے بہت سے ناریل رکھ لئے ہیں یہ پانچ چھ دن کے لئے ہمارے کھانے کے لئے کافی ہوں گے۔"

شانگا نے کشتی کو ریت پر سمندر کی طرف کھینچا۔ جونہی اس

نے کشتی کو گھسیٹا اس کی آواز پیدا ہوئی اور چھ سات جنگلی ایک طرف سے نکل کر آگئے۔ انہوں نے آتے ہی کشتی اور شانگا کو دبوچ لیا۔ شانگا کی گردن پر چھرا رکھ دیا۔ اور دونوں کو گھسیٹتے ہوئے ایک طرف لے گئے۔ انہوں نے فوراً ڈھول بجانا شروع کر دیا۔ یہ خطرے کا اشارہ تھا۔ ایک دم سے وہاں پچاس ساٹھ جنگلی سر پر پہنچ گئے کیٹی نے سوچا کہ اگر میں یہاں ان جنگلیوں کا مقابلہ کرتی ہوں تو یہ لوگ شانگا کو ضرور مار ڈالیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اب معاملہ کھلے میدان میں ہی طے ہونا چاہئے۔ کیٹی نے اپنی سیاہ چادر اتار کر پھینک دی اور کہا:

"میں تمہاری ملکہ ساگو ہوں۔ اس نوجوان کو چھوڑ دو۔"

سردار بھی وہاں بھاگتا ہوا آگیا تھا۔ ڈھول کی آواز نے سارے جنگلیوں کو بیدار کر دیا تھا۔

سردار نے ملکہ کو دیکھا تو حیرت سے پوچھا۔

"ملکہ ساگو! تم یہاں کیسے آگئیں؟"

ایک جنگلی نے کہا:

"سردار یہ نوجوان جزیرے پر نیا آیا ہے۔ ملکہ اسے یہاں سے لیکر بھاگ رہی تھی۔"

سردار نے قہقہہ لگا کر کہا:

"ملکہ اب بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ اس کی جگہ اب یہ نوجوان بادشاہ ہوگا۔ اور ملکہ کا سر صبح ہوتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی کاٹ دیا جائے گا۔"

شانگا نے جلدی سے کہا:

"تم لوگ جنگلی ہو وحشی ہو۔ ملکہ کو ہلاک مت کرو۔"

سردار نے کہا:

"تم ہمارے بادشاہ ضرور ہو۔ مگر یہاں ہمارا قانون چلتا ہے۔ تم کو اس قانون کے ساتھ چلنا ہوگا۔ آج ملکہ کا سر اڑا دیا جائے گا۔ کل کوئی دوسرا اجنبی آگیا تو تمہارا سر اڑا کر اسے بادشاہ بنا دیا جائے گا۔"

سردار نے حکم [redacted]

دونوں کو الگ الگ چھونپڑیوں میں بند کر دیا گیا۔ شانگا کی تو خوب آؤ بھگت ہونے لگی۔ لڑکیاں اس کے جھونپڑے میں پھل پھول اور شربت لے کر گئیں۔ اور کیٹی کو رسیوں سے جکڑ کر ایک چھونپڑی میں ڈال دیا گیا۔ کیٹی چپ تھی۔ وہ ایک خاص وقت کا انتظار کر رہی تھی۔ پھر رات بیت گئی اور صبح کی روشنی نمودار ہونے لگی۔ جب دن چڑھ آیا تو سردار دو آدمیوں کے ساتھ کیٹی کے جھونپڑے میں داخل ہوا۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں وہ تھال تھا جس میں کیٹی کی کٹی ہوئی گردن رکھنی تھی۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں وہ تلوار تھی جس سے کیٹی کی گردن کاٹی جانے والی تھی۔ سردار پہلے ہی کیٹی کے خلاف تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی عورت جزیرے کی ملکہ بنے مگر وہ مجبور ہو گیا تھا۔ کیونکہ جزیرے پر خواہ کوئی مرد آئے خواہ عورت

جزیرے کے قانون کے مطابق اسے ملکہ یا بادشاہ بنانا ہی پڑتا تھا۔

سردار کے چہرے پر نفرت بھری مسکراہٹ تھی۔

اس نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:

"آج میرے دل کی حسرت پوری ہوگی۔ تمہارا سر [redacted] کر اس تھال میں رکھ دیا جائے گا۔"

کیٹی کا چہرہ پرسکون تھا۔ اس نے کہا:

"احمق آدمی تمہاری یہ حسرت کبھی بھی پوری نہیں ہو گی۔ کیونکہ دنیا کی کوئی شے میری گردن اتارنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔"

سردار نے گرج دار آواز میں کہا:

"تمہاری گردن ابھی زمین پر پڑی ہوگی۔"

اس کے ساتھ ہی سردار نے جلاد کو اشارہ کیا۔ جلاد نے تلوار اٹھائی۔ سر کے اوپر لہرائی اور زور سے کیٹی کی گردن پر ماردی مگر کیٹی کی گردن اپنی جگہ پر ہی لگی رہی۔ الٹا تلوار ٹوٹ گئی۔ کیٹی [redacted] مخلوق تھی مگر ایک عرصے سے زمین پر رہنے اور کنوئیں کے [redacted] سے دوستی ہو جانے کے بعد اس میں اتنی طاقت آگئی تھی [redacted] اگر وہ ارادہ کرے تو اس کا جسم پتھر کا ہو جاتا تھا۔ جب کہ تھیو سانگ اور جولی سانگ کے ساتھ ایسا نہیں تھا۔ ان کے جسموں پر زخم ضرور لگتا تھا مگر خون نہیں نکلتا تھا۔ اور زخم ربڑ کی طرح فوراً مل جاتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کی گردن نہ کٹی اور تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو وہ رنگ سا ہو کر رہ گیا۔ اور اس نے فوراً جیب سے خنجر نکال لیا اور خود کیٹی پر وار کیا۔

اب کیٹی نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیوں کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور سردار کے خنجر والے ہاتھ کو پکڑ کر اسے اتنی زور سے گھمایا کہ سردار زمین پر لٹو کی طرح گھومنے لگا۔ گھومتے گھومتے وہ درخت کے ساتھ جا کر ٹکرا گیا۔ اور وہیں بیٹھا پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیٹی کی طرف دیکھنے لگا۔

اب کیٹی نے آگے بڑھ کر سردار کو گردن سے پکڑا چوہے کی طرح زمین سے پانچ فٹ اوپر اٹھا لیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گرجدار آواز میں بولی:

"تم نہ جانے کتنے معصوم لوگوں کا خون کر چکے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ ظلم کا بدلہ ضرور مل کر رہتا ہے؟ آج وہ وقت آگیا ہے کہ تجھ سے تمہارے تمام گناہوں کا پورا پورا حساب لیا جائے گا۔"

سردار کا جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔ کیٹی نے اسے چوہے کی طرح اٹھا رکھا تھا۔ وہ اسے اسی طرح لے کر اس میدان کی طرف آگئی جہاں شانگا کے جھونپڑے میں اس کی آؤ بھگت ہو رہی تھی۔ جنگلی اپنے سردار کو چوہے کی طرح ملکہ کے ہاتھ

میں لٹکا ہوا دیکھ کر کیٹی کی طرف دوڑے مگر کیٹی نے دوسرے ہاتھ سے تین جنگلیوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ پھر سردار کو زور سے اوپر اچھالا۔ سردار درختوں کے اوپر تک چلا گیا اور قلابازیاں کھاتا زمین پر دھپ سے گرا اور اس کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ وہ مر چکا تھا۔

شور سن کر شانگا بھی باہر نکل آیا۔ اس نے کیٹی کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑا۔

"کیٹی، خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ ہو۔ میں تو سمجھا تھا کہ ان لوگوں نے تمہیں مار ڈالا ہے۔"

کیٹی نے تمام جنگلیوں کی طرف منہ کر کے کہا:

"سنو! آج سے اس جزیرے کا پرانا قانون ختم ہوتا ہے اب جو کوئی بھی اس جزیرے پر آئے گا اسے بادشاہ نہیں بنایا جائے گا۔ اور نہ ہی پرانے بادشاہ کی گردن اڑائی جائے گی۔ میں سمندر کی دیوی کیٹی بول رہی ہوں۔ ملکہ کا بھیس بدل کر میں تمہاری نگرانی کرنے آئی ہوں۔ تم لوگوں نے نہ جانے کتنے بے گناہوں کو ہلاک کر ڈالا ہے۔"

سب جنگلیوں نے کہا:

"ایسا کبھی نہیں ہوگا سمندر کی دیوی: ایسا پھر کبھی نہیں ہوگا ہم اس جزیرے پر امن و سلامتی سے رہیں گے۔ کوئی بھولا بھٹکا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسافر جزیرے پر آگیا تو ہم اس کی خدمت کریں گے اور اسے کشتی میں بٹھا کر دور تک چھوڑ آئیں گے۔

کیٹی نے کہا:

"ٹھیک ہے تم لوگ اب ہمارے لئے کشتی تیار کر کے لاؤ جو شاندار اور مضبوط ہو۔ کیونکہ میں اور یہ نوجوان اب تمہارے جزیرے پر نہیں رہیں گے۔ ہم ہندوستان کی طرف جائیں گے۔"

جنگلی تو کیٹی کے آگے پیچھے پھر رہے تھے۔ اسی وقت انہوں نے ایک کافی بڑی کشتی کو سجا دیا۔ اس میں ضرورت کی ساری چیزیں بھر دیں۔ مچھلی ابلے چاول۔ پھل۔ ناریل۔ میٹھا پانی وغیرہ۔ کیٹی نے شانگا کو کشتی میں بٹھا دیا۔ پھر خود ایک بار جزیرے کے لوگوں کو خبردار کیا کہ وہ جزیرے پر آنے والے ہر حال میں مسافروں کی مدد کریں اور انہیں کشتی دے کر یہاں سے رخصت کریں۔ اور پھر خود بھی کشتی میں بیٹھ گئی۔ شانگا ایک تجربہ کار ملاح تھا۔ اور اس سمندر کے چپے چپے سے واقف تھا۔ اس نے کشتی کو مشرق کی طرف چلانا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ جزیرے کا ساحل دور ہونے لگا۔

جنگلی ساحل پر کھڑے ہوئے تھے اور ملکہ کی شان میں نعرے لگا لگا کر ان کو الوداع کہہ رہے تھے۔

○

پانچ دن کے سمندری سفر کے بعد انہیں ہندوستان کا ساحل دکھائی دیا۔

راستے میں شانگا نے کیٹی سے پوچھا تھا کہ اس کے پاس اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی۔ اس کے جواب میں کیٹی نے یہی بتایا کہ جب اسے غصہ آتا ہے تو ایک خاص جادو کے ذریعے اس کے پاس یہ زبردست طاقت آجاتی ہے۔ کشتی ہندوستان کے ساحل کے ساتھ جا کر لگ گئی۔ معلوم ہوا کہ کیرل کی بندرگاہ وہاں سے پندرہ کوس شمال کی طرف ہے۔ شانگا نے کیٹی کو کیرل کی بندرگاہ پر پہنچا دیا اور خود دوسرے شہر کی طرف چلا گیا۔ کیرل میں آتے ہی کیٹی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا کیونکہ اسے اس شہر سے عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ وغیرہ کی خوشبو آرہی تھی۔ دوسری طرف عنبر ناگ وغیرہ کو بھی جب کیٹی کی خوشبو آئی تو وہ سرائے سے باہر نکل آئے۔

دور سے کیٹی کو آتا دیکھ کر عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ اس کی طرف دوڑے۔ اللہ اسے سرائے میں لے آئے۔ سرائے میں آکر کیٹی نے ان سب کو اپنی کہانی سنائی تو وہ بڑے حیران ہوئے۔

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"ہم ایک بار پھر اکٹھے ہوگئے ہیں۔ معلوم نہیں کب پھر جدا ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمیں اسی خوشی میں دریا پر چل کر کشتی کی سیر کرنی چاہیے۔"

سب تیار ہوگئے۔ کیرل شہر کے اندر ایک دریا کھیتوں اور ناریل کے باغوں کے درمیان سے ہو کر گذرتا تھا۔ یہ سارے دوست ایک کشتی میں بیٹھ گئے اور دریا کی سیر کرنے لگے۔ دریا زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ اس کے کنارے بہت قریب قریب تھے۔ اور دونوں کناروں پر ناریل کے درخت جھکے ہوئے تھے۔ یہ دوست دریا کے دوسرے کنارے پر جا کر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ ہوا بڑی خوشگوار تھی۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ بھی ٹہلتے ٹہلتے ناریل کے باغ میں ایک طرف نکل گیا یہاں اس نے ایک چھوٹا سا مندر دیکھا جس کے باہر چبوترے پر پتھر کا سانپ بنا ہوا تھا۔ جنوبی ہند میں کچھ لوگ سانپوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ناگ نے پتھر کے سانپ کو دیکھا اور آگے گذر گیا۔

آگے ایک بانس کے چھپر والا چھوٹا سا مکان بنا ہوا تھا۔ جس کے صحن میں ایک سیاہ فام لڑکی بیٹھی چاول چن رہی تھی۔ ایک بوڑھا قریب ہی بیٹھا پٹ سن کی رسی بٹ رہا تھا۔ ایک بوڑھی عورت پانی کے ٹب کے پاس برتن دھو رہی تھی۔ ناگ نے ان کے پاس جا کر انہیں سلام کیا اور کہا کہ میں دوسرے ملک کا سیاح ہوں۔ سرائے

میں اپنے دوستوں کے ساتھ اترا ہوں۔ یہاں سیر کرتا پھر رہا تھا کہ آپ کو دیکھ کر آگیا۔ آپ نے برا تو نہیں مانا!۔

بوڑھے نے کہا:

"نہیں، مگر تم ہماری زبان اتنی آسانی سے کیسے بول لیتے ہو"!

ناگ کو اب خیال آیا کہ اسے ٹوٹی پھوٹی زبان میں بات کرنی چاہیے تھی۔

ہنس کر بولا:

"اصل میں ہمارے ملک میں یہاں کا ایک آدمی رہتا ہے میں نے یہ زبان اس سے سیکھی تھی"

عورت اور لڑکی ناگ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ اچانک کوٹھڑی میں سے چار سانپ باہر نکل آئے۔ انہیں ناگ دیوتا کی خوشبو آگئی تھی۔ ناگ نے سانپوں کی زبان میں ہلکی سی سرگوشی کی اور ان سانپوں کو منع کیا کہ وہ اس کے آگے سر نہ جھکائیں کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو ناگ کے دیوتا ہونے کا پتہ چلے سانپ وہیں رک گئے۔

لڑکی بولی:

"پتاجی! یہ سانپ باہر کیسے نکل آئے"!

باپ بولا:

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاؤ ان کو جا کر پٹاری میں بند کر آؤ۔ کالی لڑکی فوراً اٹھی اور
سانپوں کو اٹھا کر اندر لے گئی۔ پھر وہ باہر آکر چاول چننے بیٹھ گئی
وہ ناگ کی طرف بیچ بیچ میں دیکھ کر مسکرا دیتی تھی۔
ناگ سوچنے لگا یہ کالی لڑکی اس کی طرف دیکھ کر مسکرا کیوں رہی
ہے۔ وہ اس کے ماں باپ کے پاس بیٹھا اِدھر اُدھر کی باتیں کر
رہا تھا۔ کہ ایک سانپ باغ میں سے آیا اور ناگ کو دیوتا سمجھ کر اس
کی طرف بڑھا۔ اصل میں ان لوگوں نے سانپ پال رکھے تھے نال
نے جلدی سے سانپ کی زبان میں اسے اپنی تعظیم کرنے سے منع کر
دیا۔ اس پر سانپ جلدی سے لڑکی کی طرف مڑ گیا جو اس کی پیالی
میں دودھ ڈال رہی تھی۔ کالی لڑکی اب بھی مسکرا رہی تھی۔ کالی لڑکی
نے سانپ کو اس کے سر پہ پیار کرتے ہوئے سانپوں کی زبان
میں کہا:

"پہلے دودھ پی لو پھر ناگ دیوتا کو سلام کر لینا۔"

ناگ تو اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ
یہ لڑکی سانپوں کی زبان جانتی ہے۔ وہ کالی لڑکی کی طرف دیکھنے
لگا۔ کالی لڑکی نے ناگ کی طرف دیکھتے ہوئے سانپ کو سانپوں
کی زبان میں کہا:

"ناگ دیوتا کو میرا بھی سلام پہنچے۔"

کالی لڑکی کے ماں باپ سانپوں کی زبان سے ناواقف تھے۔
اس لئے انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا کہ ان کی بیٹی ناگ سے کیا باتیں
کر رہی ہے۔ ناگ نے سانپ کی زبان میں کالی لڑکی سے پوچھا:

"تم یہ زبان کیسے جانتی ہو؟"

لڑکی اٹھ کر جھونپڑی کی دوسری طرف چلی گئی۔ جاتے جاتے اس
نے ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! تم سے ایک بات کہنی ہے میرے پیچھے پیچھے
جھونپڑی کی طرف آؤ۔"

ناگ جھونپڑی کی دوسری طرف آ گیا۔ یہاں کالی لڑکی ایک سانپ
کو اپنے گلے میں ڈالے اس سے کھیل رہی تھی۔

ناگ نے پوچھا:

"تم مجھے کیا بات کہنا چاہتی ہو۔؟ اور تمہیں سانپوں کی
زبان کیسے آتی ہے۔؟"

کالی لڑکی نے کہا:

"میرا نام کالی منگلا ہے۔ میں چھوٹی سی تھی کہ جنگل
میں میرے ماں باپ مر گئے۔ مجھے ایک سانپ نے پالا۔
وہ میرے لئے پھل توڑ کر لاتا تھا۔ مجھے دودھ پلاتا اور میری حفاظت
کرتا تھا۔ وہ مجھ سے اپنی زبان میں باتیں کرتا تھا۔ اسی نے مجھے
سانپوں کی زبان سکھائی۔ پھر وہ سانپ مر گیا اور یہ لوگ مجھے جنگل
سے اٹھا لائے۔ یہ میرے اصلی ماں باپ نہیں ہیں۔ مگر مجھ سے
بچی کی طرح پیار کرتے ہیں۔"

ناگ بولا:

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

"بڑی عجیب ہے تمہاری داستان - اب بتاؤ کہ تم مجھے کیا کہنا چاہتی ہو۔"
کالی منگلا نے کہا:

"جب تم آئے ہی تھے تو میں سمجھ گئی تھی کہ تم ناگ دیوتا ہو۔ اور جب تم نے سانپوں کو اپنی تعظیم کرنے سے منع کیا تھا تو میں نے تمہاری بات فوراً سمجھ لی تھی۔ اب میری بات غور سے سنو! چونکہ میری پرورش ایک سانپ نے کی ہے اس لئے میرے اندر بعض خاص باتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ مجھے دور سے اپنے دشمن کی بو آ جاتی ہے۔ اور جو میرے دوست ہوں ان کے دشمنوں کی بو بھی آ جاتی ہے۔ اس وقت مجھے مشرق کی طرف سے تمہارے کسی دشمن کی بو آ رہی ہے ناگ دیوتا۔"
ناگ مسکرایا:

"کالی منگلا: کس کے دشمن نہیں ہوتے۔ دشمن تو پیدا ہی کرتے ہیں۔ ان کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ بس ان سے خبردار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔"
کالی منگلا کہنے لگی:

"تمہارا دشمن ایسا ہے کہ وہ تمہیں خبردار رہنے اور سنبھلنے کا موقع نہیں دے گا۔ وہ تم پر اچانک وار کرے گا۔ اور تم اس کے حملے سے بچ نہیں سکو گے۔"

اب ناگ نے پوچھا:
"میرا دشمن کون ہے اور وہ کب اور کہاں مجھ پر وار کرنے والا ہے؟"
کالی منگلا مسکرائی۔ اس کے دانت کچی گری کی طرح سفید تھے کہنے لگی:

"یہ مجھے خود معلوم نہیں۔ مگر میں محسوس کر رہی ہوں کہ تمہارا دشمن یہاں سے مشرق کی طرف جنگل میں ایک جگہ بیٹھا تمہیں قابو کرنے کا چلہ کاٹ رہا ہے۔"
ناگ خاموش ہو گیا۔ پھر سانس بھر کر بولا:

"کالی منگلا: میری ہزاروں سال کی زندگی میں مجھے اس قسم کے سینکڑوں دشمنوں سے پالا پڑ چکا ہے۔"
کالی منگلا نے اس کے جواب میں کہا:

"ناگ دیوتا: مجھے تمہارے دشمن کی بو کہہ رہی ہے کہ اس دشمن کے حملے سے تم بچ نہ سکو گے۔"
ناگ نے بے نیازی سے کہا:

"دیکھا جائے گا۔ ویسے تمہاری ہمدردی کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔"
ناگ چلا گیا۔ جھونپڑی کا موڈ گھومتے ہوئے اس نے پلٹ کر دیکھا کالی منگلا اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ ناگ کو ایک پل کے لئے وہ بڑی پراسرار لڑکی لگی۔ ویسے بھی اس نے ایسی پہلی لڑکی دیکھی تھی جو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپوں کی زبان میں بات کر لیتی تھی۔ دل میں ناگ سوچ رہا تھا کہ آخر یہ اس کا دشمن کون ہو سکتا ہے جو مشرق میں بیٹھا کسی جنگل میں اس کے خلاف کوئی چلہ کاٹ رہا ہے۔ کستوری ناگن کی طرف اس کا خیال ہی نہیں گیا تھا۔ کیونکہ کستوری ناگن کو تو وہ ناگنوں کی خلائی دنیا میں اس حالت میں چھوڑ کر آیا تھا کہ اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی۔

دریا کے کنارے عنبر کیٹی ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ موجود تھے ناگ کو آتا دیکھ کر جولی سانگ بولی:

"تم ادھر کہاں چلے گئے تھے۔ ہمیں تو فکر پڑ گئی تھی۔"

ناگ مسکراتے ہوئے بولا:

"ناریل کے درختوں میں سیر کر رہا تھا۔"

اس نے کیل منگلا کے بارے کسی کو کچھ نہ کہا۔ یہ لوگ کچھ دیر دریا کی سیر کرتے رہے پھر واپس اپنی سرائے میں آ گئے۔ دو روز کیرل کے شہر میں رہنے کے بعد انہوں نے صلاح مشورہ شروع کر دیا کہ اب انہیں کس طرف جانا چاہئے۔ کوئی کسی طرف جانے کو کہتا کوئی کسی طرف۔

سب نے ناگ سے اس کی رائے پوچھی تو ناگ نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں بنگال کی طرف نکل چلنا چاہئے۔ بنگال کا جادو بڑا مشہور ہے۔"

تھیو سانگ اور کیٹی نے کہا کہ ٹھیک ہے ہمیں بنگال ہی کی طرف چلنا چاہئے۔ جولی سانگ سے اس کی رائے پوچھی گئی تو وہ بولی:

"میں تو آپ کی رائے کے ساتھ ہوں۔ بنگال میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اسی بہانے بنگال دیکھ لوں گی۔"

بنگال جانے کے لئے انہیں کیرل شہر کی سرائے سے ہی ایک قافلے میں شریک ہونا پڑا۔ بنگال ہندوستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ لوگ قافلے میں شامل ہو کر بنگال کی طرف روانہ ہو گئے۔

دوسری طرف کیرل شہر سے مشرق کی طرف پانچ سو میل کے فاصلے پر منگل دیپ کے مندر میں کستوری ناگن عورت کی شکل میں چلہ کاٹ رہی تھی۔ آج اس کے منتر کے چلے کی آخری رات تھی جب اس نے چلہ ختم کیا تو اس وقت رات کا آخری پہر تھا۔ جونہی اس نے اپنا آخری منتر پڑھ کر ختم کیا۔ تالاب کے پانی کو جیسے آگ لگ گئی۔ پانی ابلنے لگا۔ اس میں سے بھاپ نکلنے لگی۔ مگر کستوری ناگن پر اس کھولتے ہوئے پانی کا کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا چلہ کامیاب ہو گیا تھا۔ اگر چلہ ناکام رہتا تو کستوری ناگن تالاب کے کھولتے ہوئے پانی میں ابل کر مر جاتی۔ تھوڑی دیر بعد پانی ٹھنڈا ہو گیا۔

کستوری ناگن تالاب سے باہر نکل آئی۔ اب وہ اپنی طاقت کو آزمانا چاہتی تھی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کی طاقت واپس آ گئی ہے کہ نہیں۔ کستوری ناگن نے دونوں بازو بلند کئے۔ پھنکار ماری۔ وہ پرندہ بن کر فضا میں اڑنے لگی۔ وہ جلدی سے نیچے آ گئی۔ اور اب وہی زرد سانپ بن گئی جس کے سر پر سونے کا سنہری تاج تھا اور آنکھیں سرخ تھیں۔ کستوری ناگن سانپ کے روپ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تالاب کے کنارے اِدھر اُدھر رینگتی رہی۔ پھر اس نے ایک چنگا
ماری اور غائب ہو گئی۔ اس کی یہ طاقت بھی واپس آگئی تھی
اس چلے کی ایک آخری طاقت آزمانے کو رہ گئی تھی۔ یہ طاقت بہ
ضروری تھی۔ کستوری ناگن اپنے ذہن میں ناگ عنبر کیٹی تھیوسانگ
شکلوں کو لائی۔ پھر اس نے عنبر کی شکل پر توجہ کی۔ اس کو غور سے
اپنے تصور میں دیکھا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ رہ چکی تھی۔ اسے ان سب
کی شکلیں یاد تھیں۔

اس وقت عنبر کی شکل کستوری ناگن کے ذہن کے پردے پر
موجود تھی۔ کستوری ناگن غیبی حالت سے اپنی انسانی یعنی عورت کی حالت
میں آگئی۔ عنبر کی شکل کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کرلیں
اور زور سے چنگار ماری۔ چنگار کے ساتھ ہی کستوری ناگن کی شکل عنبر
کی شکل بن گئی۔ وہ عورت سے مرد بن چکی تھی۔ کستوری ناگن جلدی سے
تالاب کے پانی پر جھک گئی۔ اس وقت دن کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی
تھی۔ اس روشنی میں کستوری ناگن نے پانی میں اپنا عکس دیکھا۔ وہ
ہلکا سا قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔ اس کی شکل ہی نہیں وہ سر سے لے
کر پاؤں تک عنبر بن چکی تھی۔

یہ ایک نئی طاقت تھی جو اسے چلے کے منتروں کی وجہ سے ملی تھی
اس طاقت کی وجہ سے وہ جس کی شکل میں چاہے آسکتی تھی یہ
کستوری ناگن کی بہت بڑی فتح تھی۔ وہ اسی طاقت کو حاصل کرنا چاہتی
تھی۔ کستوری ناگن عنبر ہی کی شکل میں تالاب سے ہٹ کر منگل دت والے

مندر میں آگئی۔ مندر کے اندر دیوتا کا بت خاموش کھڑا تھا۔
ری ناگن عنبر کی شکل میں اندرا دیوتا کے بت کے پاس گئی اور اس
ایک نگاہ ڈال کر بولی:
"اب میرے وار سے ناگ نہیں بچ سکے گا۔ میں اسے یہاں
ے اغوا کر کے ایک ایسے مقام پر لے جاؤں گی جہاں ناگنوں
کی روحیں رہتی ہیں۔ وہاں ناگ بھی ایک سانپ کی روح بن کر
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید ہو کر رہ جائے گا۔ اور میں اس کی
روح سے شادی کرلوں گی۔"
پھر جیسے کستوری ناگن کا اپنا ذہن بولا:
"کستوری ناگن: ناگ دیوتا کے ساتھ خدا کی مرضی شامل ہے
اس لئے کہ وہ دنیا میں انسانوں کی خدمت کرنے اور دکھی
دلوں کو سہارا دینے اور ظلم کرنے والوں کے خلاف جنگ
کرنے آیا ہے۔"
کستوری ناگن بولی:
"چاہے کچھ بھی ہو میں اسے حاصل کر کے رہوں گی۔
یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے۔ میں ناگن روحوں
کے سیارے پر اپنی حکومت قائم کروں گی۔ اور ناگ
قیامت تک میرے ساتھ رہے گا۔" کستوری ناگن باہر آگئی۔
کستوری جو ابھی تک عنبر کی شکل میں تھی۔ اس لئے اس
میں عنبر کی طاقت آگئی تھی۔ وہ ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانگ کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔ اس پر تیر تلوار کا اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ یعنی ایک طرح سے وہ عنبر کی کاپی بن گئی تھی۔ اس میں اور عنبر میں کوئی فرق نہیں تھا۔

کستوری ناگن نے فضا میں چاروں طرف منہ کر کے سونگھا۔ کسی طرف سے بھی ناگ کی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ اس نے سوچا اسے کس طرف چلنا چاہیئے۔ وہ یہی سوچتی ہوئی شہر کی سرائے پر آگئی۔ یہاں ایک قافلہ کیرل شہر کی طرف جا رہا تھا۔ یہ وہ شہر تھا۔ جہاں سے تین روز پہلے عنبر ناگ کیٹی تھیو سانگ ماریا اور جوا بنگال کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ کستوری ناگن اس قافلے میں شامل ہو گئی۔ تین دن سفر کرنے کے بعد کستوری ناگن کیرل پہنچ گئی۔

شہر میں ایک دریا بہہ رہا تھا۔ کستوری ناگن دریا کے ساتھ ساتھ چلتی اس جگہ آگئی جہاں ناریل کے گھنے باغ میں کالی منگلا کا مکان تھا۔ کالی منگلا اس وقت باغ میں ناریل چھیل رہی تھی۔ اس نے ناگ کے ساتھ عنبر کو دیکھ رکھا تھا۔ اب جو اس کی نگاہ ناگ دیوتا کے ساتھی عنبر پر پڑی تو اس نے سوچا کہ شاید ناگ دیوتا ابھی اسی شہر میں ہے۔ وہ خاموشی سے ناریل کی چھال اتارتی رہی۔ کستوری ناگن جب کالی منگلا کے قریب آئی تو اچانک کالی منگلا کو ناگ کے دشمن کی بُو محسوس ہوئی یہ وہی بُو تھی جو اسے اس وقت محسوس ہوئی تھی جب ناگ دیوتا اس کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے نیچی نظروں سے کستوری ناگن کی طرف دیکھا۔ اور سوچنے لگی کہ یہ تو ناگ کا دوست ہے پھر اس سے ناگ

کو خطرہ کیوں ہے۔ اور یہ اس کے خلاف سازش کیوں کر رہا ہے۔

اتنے میں کستوری ناگن عنبر کی شکل میں کالی منگلا کے قریب آ کر مردانہ آواز میں بولی:

"کیوں بہن یہ تمہارا باغ ہے؟"

کالی منگلا نے ایک نظر عنبر پر ڈالی اور بولی:

"ہاں! مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں جانتی ہوں تم ناگ دیوتا کے دوست ہو۔"

کستوری ناگن دل میں چونکی۔ اس لڑکی کو ناگ دیوتا کے بارے میں ضرور علم ہو گا۔

وہ کہنے لگی!

"ہاں میں ناگ دیوتا کا دوست ہوں۔ کیا وہ اِدھر آیا تھا۔ میں اس کی تلاش میں ہوں۔ ابھی ابھی کہیں غائب ہو گیا ہے۔"

کالی منگلا سمجھ گئی کہ یہ شخص ناگ کو نقصان پہنچانے کے لئے اس کی تلاش میں ہے۔ اس نے سوچا کہ مجھے ناگ کے اس دشمن کو غلط راستے پر ڈال دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ کبھی ناگ دیوتا تک نہ پہنچ سکے۔

کہنے لگی!

"ہاں ناگ دیوتا یہاں آیا تھا دو دن ہوئے ہیں۔ کہہ رہا تھا کہ میں تنکا جا رہا ہوں۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

کالی منگلا کو اندازہ تھا کہ ناگ دیوتا ہندوستان میں ہی ہوگا وہ ناگ کے دشمن کو ہندوستان سے دور کسی دوسرے ملک میں بھیج دینا چاہتی تھی۔ اور قریبی ملک لنکا ہی ہو سکتا تھا۔ یہ سن کر کستوری ناگن سوچ میں پڑ گئی۔ اسے وہم تک نہیں آیا کہ یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے اور ناگ کو بچانے کی کوشش میں ہے۔

کستوری ناگن نے کہا:

"تمہارا شکریہ بہن! میں لنکا جاکر اپنے ساتھیوں سے جا ملتا ہوں۔ ہاں اگر ناگ دیوتا یہاں آیا تو اسے کہنا کہ عنبر لنکا گیا ہے۔"

کالی منگلا نے دل میں کہا:

"یہ تو میں سر بھی جاؤں تو کبھی نہ کہوں گی۔ مگر اوپر سے کہنے لگی:"

"اچھا۔ میں کہہ دوں گی۔"

کستوری ناگن وہاں سے چلی گئی۔ لنکا کا ملک ہندوستان کے نیچے واقع ہے۔ اور جنوبی بندرگاہ سے بادبانی جہاز کوئی دو گھنٹے میں لنکا میں پہنچ جاتے ہیں۔

کستوری ناگن باغ میں سے نکل کر دوسری طرف گئی تو کالی منگلا نے کوٹھڑی میں موجود ایک سیاہ سانپ کو سانپ کی آواز میں کہا: "فوراً ناگ دیوتا کے پاس جاؤ اور کہو کہ تمہارا دشمن تمہاری طرف آرہا ہے۔"

اس کا خیال تھا کہ کستوری ناگن جو عنبر کی شکل میں ہے سانپوں کی زبان نہیں جانتا ہوگا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وہ عنبر نہیں بلکہ کستوری ناگن ہے اور وہ سانپوں کی زبان جانتی ہے۔ کستوری ناگن نے جب کالی منگلا کو سانپ کی زبان میں ایک سانپ کو ناگ دیوتا کو خبردار کرنے کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا تو وہ وہیں ایک طرف چھپ کر کھڑی ہوگئی۔ کالی منگلا کی جھونپڑی سے ایک کالا سانپ باہر نکلا۔ اس نے شمال کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔

کستوری ناگن نے فوراً اپنی شکل بدل کر بلبل کی شکل بنائی اور کالے سانپ کے اوپر اوپر اڑنے لگی۔ اور اس کا تعاقب کرنا چاہتی تھی کیونکہ سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو سب سے پہلے محسوس ہو جاتی ہے۔ سانپ دریا میں اتر گیا اور اس کی سطح پر تیرنے لگا۔ دریا پار کر کے وہ جنگل میں داخل ہوگیا۔ وہ شمال کی طرف جا رہا تھا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ پھن گھما کر ناگ دیوتا کی بو لے لیتا تھا۔ یہ بو کستوری ناگن کو محسوس نہیں ہو رہی تھی مگر سانپ باقاعدہ محسوس کر رہا تھا۔ اور اسے یقین تھا کہ وہ بہت جلد ناگ دیوتا کے پاس پہنچ کر اس کو دشمن سے خبردار کر سکے گا۔ کستوری ناگن بلبل کی شکل میں اس کے اوپر اڑتی چلی جا رہی تھی۔

کالے سانپ کی رفتار بہت تیز تھی۔ کھلے میدان میں آکر اس کی رفتار اور زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ دوسری طرف عنبر ناگ مارپا تھیو سانگ اور جولی سانگ بنگال کے سب سے بڑے شہر کولی پہنچ چکے تھے کولی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا شہر اس زمانے میں بنگال کا دارالحکومت تھا۔ اور دریا کے کنارے آباد تھا۔ اسی دریا کے کنارے ایک جگہ کارواں سرائے تھی۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ اسی کارواں سرائے میں جاکر اترے تھے۔ وہ دن میں شہر کی سیر کرتے اور شام کو سرائے میں واپس آجاتے۔

جب کستوری ناگن ببل کی شکل میں بنگال کے اس شہر میں قریب آئی تو کالے ناگ کو ناگ دیوتا کی خوشبو زیادہ تیزی سے آنے لگی۔ اس نے اپنی رفتار زیادہ تیز کر دی۔ اب کستوری ناگن سمجھ گئی کہ اس نے ناگ کی بو سونگھ لی ہے۔ ببل کی شکل میں کستوری ناگن کو ناگ کی خوشبو نہیں آسکتی تھی۔ اب کستوری ناگن نے ایک چال چلی۔

وہ کافی آگے جاکر زمین پر اتر آئی۔ اس کچے راستے پر کالا سانپ چلا آرہا تھا۔ کستوری ناگن نے بیٹھے بیٹھے وہاں ناگ کی شکل کو اپنے ذہن میں جمایا اور زور سے پھنکار ماری۔ دوسرے لمحے وہ کستوری ناگن سے ناگ بن گئی۔ وہی ناگ کی شکل وہی قد کاٹھ وہی آنکھیں وہی چہرہ اتنے میں کالا سانپ بھی وہاں پہنچ گیا۔

کالے سانپ نے اپنے سامنے ناگ دیوتا کو دیکھا تو فوراً اپنا سر جھکا دیا اور بولا:

"ناگ دیوتا مجھے کالی منگلا نے بھیجا ہے۔ آپ کا دشمن آپ کا دوست عنبر ہے۔ وہ آپ کی جان لینے کے لئے آپ کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے۔ اس سے بچ کر رہیں۔ میں یہی ضروری پیغام دینے کیرل شہر سے چل کر آرہا ہوں۔"

کستوری ناگن نے سانپ کی زبان میں کہا:

"کالی منگلا سے کہنا کہ اس کا بہت بہت شکریہ۔ میں عنبر سے ہوشیار رہوں گا۔ اب تم واپس جا سکتے ہو۔"

کالا سانپ وہیں سے سلام کرنے کے بعد واپس کیرل کی طرف روانہ ہو گیا۔ کستوری ناگن ناگ کی شکل میں مسکرانے لگی۔ اس نے دور کولی شہر کی عمارتوں کو دیکھ کر سانس لیا۔ ناگ عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو اسے صاف آرہی تھی۔ کستوری ناگن بہت خوش ہوئی۔ وہ اپنے شکار کے قریب پہنچ گئی تھی۔ اس نے وہیں سے ببل کی شکل بدلی اور کولی شہر کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ شہر میں آتے ہی اسے سیدھی کارواں سرائے کے اوپر آگئی۔ اسے ببل کی شکل میں ناگ عنبر تھیو سانگ وغیرہ کی خوشبو تو نہیں آرہی تھی۔ مگر وہ دیکھ کر ناگ عنبر تھیو سانگ وغیرہ کو پہچان سکتی تھی۔

کستوری ناگن نے ببل کی شکل میں سرائے کے اوپر چکر لگانے شروع کر دیئے۔ سرائے کے میدان میں مسافر جگہ جگہ بیٹھے تھے۔ گھوڑے بندھے ہوئے چارہ وغیرہ کھا رہے تھے۔ اچانک ایک کوٹھڑی کے باہر برآمدے میں کستوری ناگن نے عنبر اور کیٹی کو دیکھ لیا۔ وہ غوطہ لگا کر برآمدے کے سامنے ایک درخت کی شاخ پر آکر بیٹھ گئی۔ اتنے میں ناگ تھیو سانگ بھی باہر برآمدے میں آکر قالین پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ ناگ کو دیکھتے ہی کستوری ناگن کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ یہی اس کا شکار تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے دل میں کہا:

"ناگ! اس بار تو تمہیں ایک ایسی جگہ اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ جہاں سے تم کبھی بھی واپس اس دنیا میں نہیں آسکو گے۔"

کستوری ناگن ببل کی شکل میں درخت کی شاخ پر بیٹھی ناگ کے بارے میں منصوبے بنا رہی تھی کہ نیچے دو لڑکے غلیل لئے ہوئے آگئے۔ انہوں نے ایک ببل کو ٹہنی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو ایک لڑکے نے اس پر نشانہ باندھ کر غلیل میں سے روڑا پھینکا۔ کستوری ناگن کو اس وقت پتہ چلا جب روڑا اس کے سینے میں زور سے لگا اور وہ بے ہوش ہو کر درخت کی ٹہنی سے نیچے گر پڑی۔ کیٹی نے جب دیکھا کہ لڑکوں نے ایک ببل کو گرا لیا ہے تو وہ بھاگ کر وہاں آئی۔ لڑکوں کو ڈانٹ کر وہاں سے بھگا دیا اور بیہوش ببل کو اٹھا کر لے آئی۔

ناگ عنبر تھیو سانگ جولی سانگ اور ماریا نے ببل کو دیکھا تو افسوس کرنے لگے کہ بے چاری بے زبان کو پتھر مارا۔

ماریا نے کہا: "ابھی یہ سانس لے رہی ہے۔"

ناگ نے کہا: "اسے پانی پلاؤ۔"

عنبر بولا: "اسے اندر بستر پر لٹا دو۔"

کیٹی ببل کو اندر لے گئی۔ ماریا اور جولی سانگ بھی اس کے ساتھ گئی۔

تھیو سانگ کہنے لگا:

"بڑی خوبصورت ببل ہے مجھے تو کوئی جادوگرنی ہی لگتی ہے۔"

ناگ ہنس پڑا:

"ہاں بھئی کچھ پتہ نہیں کہ جادوگرنی ہی ہو۔ بنگال کا جادو تو بڑا مشہور ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ابھی تک ہم نے تو بنگال کے جادو کو نہیں دیکھا۔"

باہر یہ لوگ باتیں کر رہے تھے اور اندر ماریا جولی سانگ اور کیٹی ببل کو پانی پلا رہی تھیں۔ کستوری ناگن ببل کے روپ میں بہت جلد ہوش میں آگئی۔ اس نے دیکھا کہ کیٹی اور جولی سانگ اس کے سرہانے بیٹھی ہیں۔ ماریا کو وہ دیکھ نہیں سکتی تھی۔ صرف اس وقت دیکھ سکتی تھی۔ جب کستوری ناگن خود بھی غائب ہو۔

کیٹی نے خوش ہو کر کہا:

"ببل کو ہوش آگیا ہے۔"

انہیں کیا خبر تھی کہ یہ ناگ کے دشمن کو ہوش آگیا ہے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ عنبر اور تھیو سانگ بھی اندر آ گئے۔

بلبل کو ہوش آ گیا تھا۔ اور وہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"کتنی پیاری بلبل ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کی جان بچ گئی ہے۔"

جولی سانگ کہنے لگی:

"میں اس کی چونچ پر تھوڑا سا رنگ لگا دیتی ہوں تاکہ اگر کبھی یہ ہمیں پھر نظر آئے تو ہم سمجھ جائیں کہ یہ ہماری والی بلبل ہے۔"

جولی سانگ نے اپنا تھیلا کھولا اور رنگ کی شیشی باہر نکال رہی تھی۔ کہ وہیں رک گئی۔ تھیلے میں ایک طرف رکھا ہوا خلائی ٹکونا ستارہ چمک رہا تھا۔ اس پر جڑے ہوئے نگینے بار بار جھلملا رہے تھے۔ یہ اس بات کا سگنل تھا کہ یہاں آس پاس کوئی خلائی مخلوق

ہے۔ جولی سانگ رنگ کی شیشی کو تو بھول گئی اور ٹکونا ستارہ
ل کرلے آئی۔
"عنبر بھیا! تھیو سانگ بھیا! یہ دیکھو ستارہ چمک رہا
ہے۔ یہاں کوئی خلائی مخلوق موجود ہے۔"
تھیو سانگ نے ٹکونے ستارے کو غور سے دیکھا اور اسے باہر
آمدے میں لے گیا۔ ناگ مازیا اور جولی سانگ بھی اس کے ساتھ
ہر آ گئی۔
تھیو سانگ کہنے لگا:
"یہاں واقعی کوئی خلائی مخلوق موجود ہے۔"

عنبر بولا:
"کہیں کستوری ناگن تو واپس نہیں آ گئی۔"
ناگ کہنے لگا:
"وہ اب یہاں کیسے واپس آئے گی۔ اس کی تو ساری طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ خلا میں سفر نہیں کر سکتی تھی۔"
ماریا بولی:
"کچھ پتہ نہیں کہ اس نے اپنی طاقت دوبارہ حاصل کر
لی ہو اور پیچھے آ گئی ہو۔ تم سے بدلہ لینے۔"
جولی سانگ نے کہا:
"ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس نے تھیو سانگ سے پوچھا:

"تھیو بھیا! تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ خلائی مخلوق یہاں کس طرف ہوگی اور کہاں ہوگی؟"

تھیو سانگ نے غور سے تکونے ستارے کی طرف دیکھا اور بولا:

"میرے حساب سے تو اس خلائی مخلوق کو سرائے کے آس پاس ہی ہونا چاہیئے۔"

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تم سرائے کا ایک جائزہ لو۔ دیکھو کستوری ناگن تو کہیں موجود نہیں ہے۔"

ماریا اسی وقت پرواز کر گئی۔ اب کیٹی بھی باہر آگئی۔

اس نے کہا:

"کچھ پتہ چلا خلائی مخلوق کا۔"

عنبر نے کہا:

"اتنی جلدی کیسے پتہ چل سکتا ہے۔ ویسے ماریا جائزہ لینے گئی ہے ابھی آکر کچھ بتائے گی۔"

اندر پلنگ پر بیٹھی کستوری ناگن بلبل کے روپ میں ان کی ساری باتیں سن رہی تھی۔ اس کو اطمینان تھا کہ تھیو سانگ جولی سانگ اور کیٹی خود خلائی مخلوق ہوتے ہوئے بھی کستوری ناگن کا سراغ نہ لگا سکے

وہ ان کی باتیں سننا چاہتی تھی تاکہ اسے ان کے منصوبوں کا ...م ہو سکے۔ تھوڑی دیر میں ماریا واپس آگئی۔ اس نے بتایا کہ ...ے سرائے کے اندر اور باہر کسی جگہ کستوری ناگن دکھائی نہیں دی

...وری ناگن نے دل میں کہا:

"میں تو تمہارے پاس ہی کوٹھڑی میں بیٹھی ہوں۔ تم مجھے کہاں تلاش کر رہے ہو۔"

اور پھر بلبل پلنگ سے اڑ کر پائنتی پھدک گئی۔ وہ ابھی وہاں سے ...جانا چاہتی تھی۔ وہ کمرے میں اِدھر اُدھر پھدکنے لگی۔ اس کے ...کا درد اب ختم ہو چکا تھا۔

تھیو سانگ نے جولی سانگ سے کہا:

"جولی بہن تم اس تکونے ستارے کو اپنے تھیلے میں لے جا کر رکھ دو۔ ہم خلائی مخلوق سے ہوشیار رہیں گے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"بھیا! مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور کستوری ناگن ہی ہے جو ناگ سے بدلہ لینے آگئی ہے۔ خدا کے لئے ناگ کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔"

ناگ ہنس پڑا: کہنے لگا:

"میں کوئی بچہ تھوڑے ہوں جس کی تم حفاظت کرو گے میں نے پہلے بھی خلائی کستوری ناگن کو شکست دی تھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اگر خدا نے چاہا تو اب بھی اسے شکست فاش دوں گا۔"
کیٹی نے کہا:
"مگر ہم اس سے پہلے ہی کستوری ناگن کی گردن مروڑ کر رکھ دیں گے۔ اس بار اگر وہ آئی تو وہ تمہارے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گی۔ اب ہم سب اکٹھے ہیں۔"
کستوری ناگن نے دل میں کہا۔ میں اگر چاہوں تو تم سب کو اپنا قیدی بنا کر ہمیشہ کے لئے ایسے اندھے کنوئیں میں پھینک دوں کہ جہاں سے تمہیں کبھی کوئی نہ نکال سکے۔ مگر مجھے صرف ناگ چاہیے اور پھر کستوری ناگن کمرے سے باہر نکل کر پھر سے اڑ گئی۔ وہ سامنے والے درخت کی شاخ میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ اب اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا مگر وہ سب کو دیکھ سکتی تھی۔ آہستہ آہستہ دن گذرتا چلا گیا پھر سورج ڈوب گیا اور دن کی روشنی پھیکی ہونے لگی۔ عنبر کمرے سے باہر نکلا اس نے ناگ سے کہا:
"میں ذرا دریا تک جا رہا ہوں۔ ابھی واپس آ جاؤں گا۔"
کیٹی نے پوچھا:
"دریا پر کیا کرنے جا رہے ہو عنبر بھائی!؟"
عنبر نے مسکرا کر کہا:
"شام بڑی خوشگوار ہے۔ تھوڑی دیر چہل قدمی کرنے کو دل چاہتا ہے۔"

عنبر دریا کی طرف چلا تو کستوری ناگن کے دل میں اچانک ایک منصوبہ آ گیا۔ وہ بھی درخت سے اڑ کر عنبر کے اوپر پرواز کرنے لگی۔ دریا وہاں سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ اس زمانے میں دریا کے کنارے درختوں کا گھنا ذخیرہ ہوا کرتا تھا۔ جہاں پرانے زمانے کے کئی بڑے کنوئیں اور باولیاں کھدی ہوئی تھیں۔ اب یہ باولیاں اور کنوئیں کام نہیں کرتے تھے۔ عنبر دریا کے کنارے ایک کنوئیں کے پاس چبوترے پر بیٹھ کر دریا کو دیکھنے لگا۔ دریا کی لہروں پر غروب ہوتے سورج کی روشنی کرنیں چمک رہی تھیں۔ کستوری ناگن بھی ایک درخت کے نیچے اتر آئی۔ زمین پر آتے ہی اس نے تھیوسانگ کی شکل آنکھوں میں جمائی اور دوسرے لمحے وہ تھیوسانگ بن چکی تھی۔ تھیوسانگ کی شکل میں آتے ہی کستوری ناگن آہستہ آہستہ چلتی عنبر کے پاس آ گئی۔
عنبر نے تھیوسانگ کو دیکھا تو حیران ہو کر بولا:
"ارے تھیو بھائی! تم میرے پیچھے پیچھے آ گئے؟"
کستوری ناگن یعنی تھیوسانگ نے کہا:
"کیٹی اور جولی سانگ کا اصرار تھا کہ میں تمہاری حفاظت کروں۔"
عنبر مسکراتے ہوئے دریا کے حسن اور خوبصورتی کو دیکھ رہا تھا۔
اس نے تھیوسانگ سے کہا:
"یہ دریا بہت خوبصورت ہے۔"
کستوری ناگن یعنی تھیوسانگ اس کے قریب ہی چبوترے پر بیٹھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا۔ کستوری ناگن اب بڑے غور سے عنبر کی گردن کو دیکھنے لگی۔

عنبر نے پوچھا!

"تم میری گردن کو کیا دیکھ رہے ہو تھیو سانگ؟"

کستوری ناگن یعنی تھیو سانگ بولا:

"یہ تمہاری گردن پر ہلکا سا ابھار کہاں سے آگیا؟"

اور کستوری ناگن نے اپنی انگلی عنبر کی گردن پر رکھ دیا۔ کستوری ناگن چونکہ تھیو سانگ کی شکل میں تھی اس لئے اس میں تھیو سانگ کی ساری طاقت موجود تھی۔ انگلی کے چھوتے ہی عنبر چھوٹی انگلی کے برابر ہو گیا۔ اس نے اچھلتے ہوئے باریک آواز میں کہا:

"یہ کیا مذاق ہے تھیو سانگ! مجھے بڑا کرو۔"

کستوری ناگن نے عنبر کو فوراً اٹھایا اور ایک روڑے کی طرح اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ پھر اس نے جھک کر کنوئیں میں دیکھا۔ کنواں بہت گہرا تھا اور اس میں سے عنبر باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ کستوری ناگن وہاں سے تیزی سے واپس پلٹی اور سیدھی سرائے کی طرف چل پڑی۔ راستے میں اس نے اپنی شکل عنبر کی شکل میں تبدیل کر لی اور جب وہ سرائے میں کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ ماریا کے پاس آئی تو کسی کو ذرا سا بھی شک نہ ہوا کہ یہ عنبر نہیں ہے۔ بلکہ ناگ کی دشمن کستوری ناگن ہے۔ اس میں اور عنبر کی شکل میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ اب کستوری ناگن یعنی عنبر کا نشانہ ناگ تھا۔ وہ ناگ کے پاس بیٹھ گئی۔ ناگ اسے عنبر ہی سمجھ رہا تھا۔

اس نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! میں نے راستے میں ایک جھونپڑی میں ایک عورت دیکھی ہے۔ شاید اسے کسی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ چل کر اس کو ٹھیک کر دو۔"

ناگ بولا:

"چلو اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔ یہ تو میرا انسانی فرض ہے۔"

ناگ نے جولی سانگ کیٹی ماریا اور تھیو سانگ سے کہا کہ وہ ایک عورت کی جان بچانے جا رہا ہے ابھی آجائے گا۔ کستوری ناگن کو ڈر تھا کہ کہیں ماریا بھی نہ ساتھ چل پڑے۔ چنانچہ اس نے خاص طور پہ ماریا سے مخاطب ہو کر کہا:

"ماریا تم ہمارے ساتھ آنے کی بجائے اسی جگہ رہنا۔ ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی تم پر آتی ہے۔"

ماریا نے عنبر کی یہ بات سنی تو بولی:

"میں تو یہیں رہوں گی مگر تم دونوں جلدی واپس آجانا۔"

کستوری ناگن یعنی عنبر نے کہا:

"بس ابھی آئے کہ آئے۔"

کستوری ناگن یعنی عنبر ناگ کو لے کر دریا کے کنارے ایک ویران سے جھونپڑے کے پاس آگیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"عنبر بھائی یہاں تو کوئی عورت نظر نہیں آتی۔"

عنبر یعنی کستوری ناگن نے دائیں بائیں دیکھا اور کہا:

"میرا خیال ہے شائد لوگ اس عورت کو لے گئے ہیں اس جھونپڑی کے باہر چارپائی پر لیٹی تھی بے چاری آؤ اندر چل کر دیکھتے ہیں۔"

اور عنبر یعنی کستوری ناگن ناگ کو جھونپڑی میں لے آئی۔ جھونپڑی میں اندھیرا تھا مگر دونوں اندھیرے میں دیکھ رہے تھے۔ عنبر یعنی کستوری ناگن اب دیر نہیں لگانا چاہتی تھی۔ وہ ناگ کے پیچھے تھی اس نے ایک سیکنڈ میں اپنا حلیہ تھیو سانگ ایسا بنالیا۔ اس کی شکل تھیو سانگ کی بن گئی۔ مگر ناگ اسے نہ دیکھ سکا کیونکہ وہ سامنے جھونپڑی کے اندر بچھی چارپائی کو جھک کر دیکھ رہا تھا۔ تھیو سانگ کی شکل میں آتے ہی کستوری ناگن نے اپنی انگلی ناگ کے جسم سے لگادی۔

انگلی کا ناگ کے جسم سے لگنا تھا کہ وہ ایک دم سے سکڑ کر اپنی چھوٹی انگلی جتنا ہوگیا۔ کستوری ناگن کو معلوم تھا کہ ناگ اپنی شکل بدل سکتا ہے ناگ نے شور مچادیا عنبر عنبر یہ تم نے مجھے چھوٹا کیسے کردیا؟ یہ کیسے ہوگیا؟ یہاں کوئی جادو ہے عنبر! مگر اتنی دیر میں کستوری ناگن ایک خلائی ناگن بن کر ناگ کو ڈس چکی تھی۔ یہ زہر ناگ کو صرف بے ہوش اور بے حس کرنے کے لئے تھا۔ چنانچہ ناگ اسی وقت بے ہوش ہوگیا۔

کستوری ناگن نے فوراً ناگ کو اٹھا کر اپنے منہ میں بند کرلیا پھر ایک ایسی پھنکار ماری کہ اردگرد کے درخت لرز گئے اس کے ساتھ ہی کستوری ناگن سانپ کی شکل میں ہیلی کاپٹر کی طرح اوپر کو اٹھنے لگی۔ جب وہ درختوں کے اوپر آگئی تو ایک راکٹ کی طرح فضا کو چیرتی ہوئی ستاروں کی طرف بڑھتی گئی۔

کستوری ناگن اس وقت زرد رنگ کا سانپ تھا۔ جو بالکل سیدھا راکٹ کی طرح ستاروں کی طرف برق رفتاری سے اڑتا ہوا چلا جارہا تھا۔

جب سورج غروب ہوگیا اور رات کا اندھیرا پھیلنے لگا اور عنبر ناگ سرائے میں واپس نہ آئے تو ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کو فکر ہوا کہ یہ لوگ کہاں رہ گئے ہیں!

کیٹی نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تم جاکر دیکھو وہ دونوں دریا کے کنارے والی جھونپڑی کی طرف گئے تھے۔"

ماریا تیزی سے دریا کی طرف اڑ گئی۔ اسے درختوں میں ایک جھونپڑی نظر آئی۔ ماریا نے اندر جاکر دیکھا۔ وہاں نہ ناگ تھا نہ عنبر۔ یہاں عنبر کی ہلکی ہلکی خوشبو آرہی تھی۔ مگر ناگ کی خوشبو بھی بالکل نہیں آرہی تھی۔ ماریا پریشان ہوگئی کہ ناگ کی خوشبو کیوں نہیں آرہی۔ وہ عنبر کی خوشبو کے پیچھے چلی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ خوشبو اسے اس کنوئیں کے پاس سے آئی جس کے اندر سے عنبر کی بہت ہی کمزور سی آواز آرہی تھی۔ کیونکہ عنبر نے بھی ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ ماریا کنوئیں میں اتر گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ عنبر انگلی کے سائز کا ہو گیا ہے اور پریشانی کی حالت میں چلا رہا ہے۔

"ماریا میں یہاں ہوں۔"

ماریا نے جلدی سے اسے اٹھایا اور کہا:

عنبر۔ تم کو چھوٹا کس نے بنا دیا؟

عنبر نے کمزور باریک آواز میں کہا۔

"یہ مذاق میرے ساتھ تھیو سانگ نے کیا ہے؟"

ماریا نے تعجب سے کہا۔

تھیو سانگ تو ہمارے پاس سرائے میں بیٹھا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں۔

ماریا نے عنبر کو اٹھایا اور سرائے میں لے آئی۔ تھیو سانگ کیٹی اور جولی سانگ عنبر کو چھوٹا سا دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

تھیو سانگ نے فوراً عنبر کو انگلی لگا کر بڑا کر دیا۔

عنبر نے بڑے ہوتے ہی کہا:

"ناگ کہاں ہے؟"

اسے بتایا گیا کہ وہ تو خود ناگ کو لے کر گیا تھا۔ عنبر نے

کہا کہ وہ ناگ کو بالکل اپنے ساتھ نہیں لے گیا۔ بلکہ پہلے جب وہ دریا کی سیر کرنے گیا تھا تو تھوڑی ہی دیر بعد تھیو سانگ اس کے پاس آگیا تھا۔ پھر اس نے اسے انگلی کاٹ کر چھوٹا کر دیا۔

تھیو سانگ بولا:

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں تمہارے دریا پر جانے سے لے کر تمہارے واپس آنے تک سرائے ہی میں رہا ہوں۔"

جولی سانگ کیٹی اور ماریا عجیب پریشانی کے عالم میں کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھیں۔

ماریا بولی:

"مجھے تو کوئی گڑبڑ لگتی ہے تھیو سانگ بھائی۔"

عنبر نے کہا:

"ذرا ٹھہرو!"

عنبر تیزی سے اندر کوٹھڑی میں آگیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جولی سانگ وغیرہ بھی تھیں۔

عنبر نے جولی سانگ سے کہا:

"تکونا ستارہ تھیلے میں سے نکال کر دیکھو۔"

جولی سانگ نے فوراً تھیلے میں سے تکونا ستارہ نکال کر دیکھا

CO FREEBOOKSFREE.PK

وہ بولی:

"اس میں روشنی نہیں ہو رہی ہے۔ اس کے نگینے بجھے ہوئے ہیں۔"

عنبر بولا:

"اس کا مطلب ہے کہ خلائی مخلوق اب یہاں پر موجود نہیں ہے۔"

تھیوسانگ نے زوردار آواز میں کہا:

"مجھے خطرہ ہے کہ یہ وہی خلائی مخلوق تھی جو اس سے پہلے بھی ناگ کو اغوا کر کے لے گئی تھی۔"

تمہارا مطلب کستوری ناگن سے ہے؟"

کیٹی نے پوچھا،

عنبر بولا:

"ظاہر ہے۔ اس کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ دیکھو پہلے تکونا ستارہ سگنل دے رہا تھا۔ اس وقت خلائی مخلوق کستوری ناگن ہمارے ارد گرد موجود تھی۔ اور اب تکونا ستارہ اس لئے بجھ گیا ہے کہ وہ ناگ کو اغوا کر کے لے جا چکی ہے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"ابھی تو ناگ کی خوشبو تک نہیں آ رہی۔"

ماریا نے کہا:

"سوال تو یہ ہے کہ کستوری ناگن کیسے اغوا کر کے لے گئی ناگ کو؟ کہیں وہ ہم میں سے کسی کی شکل اختیار کر کے تو نہیں آئی تھی"؟

تھیوسانگ نے جھٹ کہا:

"بالکل ٹھیک ہے۔ اس نے میری شکل اختیار کر کے نہیں چھوٹا کیا ہے۔ مگر وہ ناگ کو لے کر کہاں گئی ہو گی؟"

ماریا نے سانس بھر کر کہا:

"ظاہر ہے اسے لے کر خلائی سیارے میں ہی گئی ہو گی۔ اب ناگ کو وہاں سے لانا کچھ دشوار لگ رہا ہے۔"

جولی سانگ بولا:

"دشوار کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ہم ناگ کو واپس لا کر ہی دم لیں گے۔"

کیٹی نے آہ بھر کر کہا:

"کاش عنبر ناگ کو لے کر نہ جاتا۔"

عنبر بولا:

"میں اسے کہاں لے گیا تھا۔ میں تو اس وقت اندھے

COPYRIGHT WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنوئیں میں پڑا تھا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"اب ایک دوسرے کی شکایت کرنا فضول ہے۔ اب تو یہ سوچنا ہے کہ ناگ کی تلاش کہاں سے شروع کی جائے۔"

جول سانگ نے کہا:

"ہمارا خلا میں جانا ناممکن ہے۔ ہاں پہلے کی طرح اس بار بھی ناگ کو خود ہی وہاں سے نکل کر زمین پر واپس آنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ ناگن اس دفعہ ناگ کو خلائی دنیا میں نہ لے گئی ہو۔ بلکہ وہ اسی دنیا میں کہیں موجود ہو۔"

عنبر بولا:

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ناگ اسی دنیا میں ہو۔ ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ آپس میں سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور سب سے پہلے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمیں ناگ کی تلاش کہاں سے شروع کرنی ہوگی۔"

عنبر ماریا ناگ کیٹی تھیو سانگ اور جول سانگ غور و فکر کرنے لگے۔ آخر وہ اس فیصلے پر پہنچے کہ انہیں ہندوستان کے

شمال کی جانب تبت میں جانا چاہیئے۔ اس کی وجہ تھیو سانگ کیٹی نے یہ بتائی کہ ہندوستان میں صرف شمال کی جانب تبت میں ایک ایسا علاقہ ہے جہاں آج سے ہزاروں برس پہلے خلائی جہاز اترا کرتے تھے۔ اس لئے اب بھی ممکن ہے کستوری ناگن ناگ کو لے کر وہیں گئی ہو تاکہ اسے واپس اپنی خلائی دنیا میں جانے کا موقع مل سکے۔

"کیا وہاں آج بھی خلائی جہاز موجود ہوگا؟"

جولی سانگ نے پوچھا:

تھیو سانگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے کہ خلائی جہاز نہ ہو لیکن وہاں اگر ایک بار خلائی جہاز اترا ہے تو دوسری بار بھی اتر سکتا ہے۔"

کیٹی نے تھیو سانگ کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"کستوری ناگن بہرحال ناگ کو اپنی خلائی دنیا میں ہی لے جائے گی۔ اور اسے تبت کے علاقے سے ہی خلائی جہاز مل سکتا ہے۔ یا وہ اس کا انتظار کر سکتی ہے۔"

ماریا نے کہا:

"تو پھر یہاں بیٹھنے کی بجائے ہمیں آج ہی تبت کی طرف کوچ کر جانا چاہیئے۔"

جولی سانگ اور عنبر نے بھی اس خیال کو پسند کیا اور وہ ایک روز سرائے سے نکل کر ہندوستان کے شمال میں واقع

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تبت کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان دنوں تبت میں آبادی بہت کم تھی۔ اور صرف ایک ایسی قوم آباد تھی جو بجلی پانی اور آگ کے دیوتاؤں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتی تھی۔ ان کا بادشاہ لکڑی کے بنے ہوئے ایک عالی شان محل میں رہتا تھا۔ وہ لوگ بادشاہ کو دیوتا کا روپ سمجھتے تھے اور اس کی بھی پوجا کرتے تھے۔ نیم عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کو تبت کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ہی چھوڑتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے ناگ کی طرف چلتے ہیں۔

کستوری ناگن ناگ کو چھوٹے قد کا بنا کر خود سانپ کی شکل میں خلا میں اوپر ہی اوپر اڑتی چلی جا رہی تھی۔ ناگ انسانی شکل میں انگلی جتنے سائز کا ہو کر کستوری ناگن کے منہ میں تھا کستوری ناگن اس بار زندہ ناگنوں کی دنیا میں جانے کی بجائے ناگن روحوں کے ایک ویران اور سنسان اور بے آباد سیارے پر اتر آئی۔ جہاں زمین کی طرح کی فضا تھی۔ وہاں پانی بھی تھا۔ گھاس پھوس اور درخت بھی تھے۔ اور سورج بھی طلوع اور غروب ہوتا تھا۔ مگر یہاں دنیا کی طرح کے لوگ آباد نہیں تھے۔ بلکہ ان کی بجائے ان ناگنوں کی روحیں آباد تھیں۔ جو کستوری ناگن کے سیارے میں مر جاتی تھیں ان کی ہڈیوں کے پنجر تو وہیں رکھ لئے جاتے تھے۔ اور ناگنوں کی روحیں اس سیارے پر آ جاتی تھیں جہاں کستوری ناگن ناگ کو لے کر آئی تھی۔ اپنے سیارے

ستوری ناگن جا سکتی تھی۔ مگر اسے خطرہ تھا کہ وزیر ناگن یا
ری کسی ناگن سے سازش کر کے ناگ دوبارہ فرار ہو جائے گا۔
ئے کستوری ناگن نے اس بار ویران اور سنسان ناگن
ں کے سیارے کو پسند کیا تھا۔ اس سیارے میں بے شمار
یں اور پہاڑ تھے۔ ان پہاڑوں میں بلندی پر جا کر ایک کھلا
ا تھا۔ اس احاطے میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوئے
ے۔ ان حجروں میں مری ہوئی ناگنوں کی روحیں رہتی تھیں۔ ان
وں کے احاطے کے پیچھے عجیب و غریب قسم کے پیڑ پودے
نت تھے۔ ان درختوں کے درمیان ایک پرانا محل بنا ہوا
اس محل میں بھی ناگنوں کی روحیں رہا کرتی تھیں۔ مگر
کوئی ایسے پراسرار شے آ کر وہاں رہنے لگی تھی کہ ناگنوں
حیں بھی وہاں سے ڈر کر روحوں کے احاطے میں چلی گئی
یں۔

اس پراسرار شے کے بارے میں کستوری ناگن کو بھی ابھی تک
علوم نہیں تھا۔ کستوری ناگن ناگ کو لے کر اسی محل میں آ
ی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ روحوں کے محل میں کوئی پراسرار
ے آ گئی ہوئی ہے۔ ناگن روحوں کا پرانا محل بالکل ویران
ا تھا۔ کستوری ناگن نے آتے ہی اپنی شکل انسانی شکل
ا تبدیل کی اور ناگ کو ایک بوتل میں بند کر کے محل کی
دار میں بنی ہوئی ایک الماری میں رکھ دیا۔ اس کے بعد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ سیدھی روحوں کے احاطے میں آگئی۔ چونکہ وہ ناگنوں کی ملکہ تھی۔ اس لئے مردہ ناگنوں کی روحیں اس کے بلانے پر فوراً اپنے اپنے آسیبی حجروں سے نکل کر کستوری ناگن کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔

کستوری ناگن نے انہیں محل کے اوپر والے خاص کمرے کو صاف کرنے کا حکم دیا تو ناگنوں کی روحوں نے اسے بتایا کہ روحوں کے محل پر کسی پراسرار آسیب کا قبضہ ہے۔ اور وہاں سے رات کو ایسی ڈراؤنی آوازیں آتی ہیں کہ جیسے مردہ لاشیں رو رہی ہوں۔

کستوری ناگن نے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا:

"میں ناگنوں کی ملکہ ہوں۔ کسی آسیب میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ ہمارے محل پر قبضہ کرے میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ میرے کمرہ خاص کو جاکر صاف کرکے وہاں تخت بچھا دو۔ اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو میں تمہیں پہاڑوں کی دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دوں گی۔"

ناگنوں کی روحیں مجبوراً ویران محل میں چلی گئیں۔انہوں نے اوپر والے منزل کے کمرہ خاص کی ڈرتے ڈرتے صفائی شروع کر دی۔ شام تک ناگن روحوں نے کمرہ خاص

صاف بچھا دیا۔ اور چھت کے ساتھ لٹکتے جالے بھی صاف دیئے۔ اندھیرا ہوتا ہی وہ ویران محل سے ڈر کر چلی گئیں ستوری ناگن نے الماری میں سے ناگ والی بوتل نکالی اور تخت سامنے رکھ لی۔ ناگ اس میں چھوٹے سائز کا انسانی شکل بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ کستوری ناگن نے ایک خاص منتر ھنا شروع کر دیا۔ آدھی رات تک وہ منتر پڑھتی رہی۔ جب اس نے منتر ختم کیا تو ناگ کی بوتل پر پھونک ماری۔ پھونک سے ناگ اپنی یادداشت بھول چکا تھا۔ کستوری ناگن نے بوتل کا ڈھکنا کھول کر ناگ کو انگلی سے باہر نکال کر تخت بٹھایا اور پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے۔"

ناگ نے کمزور آواز میں کہا:

"میرا کوئی نام نہیں ہے۔"

کستوری ناگن خوش ہوگئی کہ اس کا منتر کامیاب ہوا اور ناگ کو اب کچھ یاد نہیں کہ وہ ناگ دیوتا ہے اور وہ اسے اغوا کرکے وہاں لائی ہے۔ کستوری ناگن نے دوسری بار ناگ پر پھونک ماری تو وہ بڑا ہوگیا۔ اب ناگ نے چاروں طرف دیکھا اور کستوری ناگن سے پوچھا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں کون ہوں ؟
تم کون ہو ؟
یہ کون سی جگہ ہے ۔؟"

کستوری ناگن نے مسکرا کر کہا :

"میں ناگن ملکہ ہوں ۔ تم میرے ناگ بادشاہ ہو ۔ یہ ہمارا محل ہے ۔ ہم دونوں یہاں ساری زندگی عیش و آرام سے رہیں گے ۔"

ناگ کو واقعی کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ کون ہے اور یہاں اسے کون لایا ہے ۔ اس کا ذہن پرانی باتوں سے بالکل صاف ہو گیا تھا ۔ ناگ تخت پر بیٹھ گیا ۔

کستوری ناگن کہنے لگا :

"اب تم یہاں آرام کرو ۔ کل ہماری شادی ہو جائے گی ۔ پھر ہم دونوں مل کر اس ملک پر حکومت کریں گے ۔"

ناگ نے کہا :

"تم مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی نا ؟"

کستوری ناگن بہت خوش ہوئی کہ ناگ کا ذہن بالکل صاف ہو چکا ہے ۔ اور وہ اس کا گرویدہ بھی ہو گیا ہے ۔"

اس نے کہا :

"نہیں ناگ ! میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں ۔ اب تو ہم دونوں قیامت تک یہاں اکٹھے رہیں گے ۔ اب تم آرام کرو ۔ میں کل صبح تمہارے پاس آؤں گی ۔"

کستوری ناگن چلی گئی تو ناگ تخت پر لیٹ گیا ۔ اس کا دماغ پرانی باتوں سے بالکل خالی ہو چکا تھا ۔ اور اسے عنبر ماریا کبڑی تھیوسانگ اور جولی سانگ میں سے کوئی بھی یاد نہیں آ رہا تھا ۔ اسے یہ بھی نہیں احساس تھا کہ وہ ناگ دیوتا ہے اور سانپ ہے اور جو شکل چاہے اختیار کر سکتا ہے ۔ وہ اپنے آپ کو کستوری ناگن کا غلام سمجھنے لگا تھا ۔ مگر ایک بات ضرور تھی کہ اسے نہ تو بھوک لگ رہی تھی اور نہ پیاس اور نہ ہی اسے نیند آ رہی تھی ۔ وہ آنکھیں بند کر کے تخت پر لیٹ گیا ۔

کستوری ناگن آسیبی ویران محل سے نکل کر سیدھی ایک گھنے جنگل میں آ گئی ۔ یہاں ایک جگہ بہت بڑے درخت کے کھوکھلے تنے میں ایک گڑھا پیدا ہو گیا تھا ۔ کستوری ناگن نے گڑھے کے کنارے کھڑے ہو کر کہا :

"اے جادوگرنی ناگن کی روح ! میں ناگ دیوتا کو لے کر آ گئی ہوں ۔ کل میری ناگ سے شادی ہو رہی ہے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گڑھے میں سے جادوگرنی ناگن کی روح کی آواز آئی۔
"کستوری ناگن: تجھے شادی مبارک ہو۔ کل تیری شادی کا سارا انتظام ہو جائے گا۔"
کستوری ناگن نے کہا:
"حجرے کی ناگن روحوں نے بتایا ہے کہ ویران محل میں کوئی پراسرار شے آگئی ہے۔ کیا تم جانتی ہو کہ کیا شے ہے۔ ناگن روحیں اس سے بہت ڈرتی ہیں۔"
جادوگرنی ناگن کی روح بولی!
"اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ لیکن اس سیارے پر ہمارا مکمل قبضہ ہے۔ یہاں کوئی دوسری ہستی نہیں رہ سکتی۔ تم بے فکر ہو کر وہاں رہو۔ اگر کوئی بات ہوئی تو پھر مجھے آکر بتا دینا۔"
کستوری ناگن وہاں سے چل دی۔ اب وہ اپنے ویران محل میں آگئی۔ ناگ اوپر والے محل کے کمرہ خاص میں تخت پر لیٹا ہوا تھا۔ کستوری ناگن نچلی منزل کے ایک کمرے میں بچھے ہوئے تخت پر لیٹ گئی۔ رات آدھی گذر گئی تو کستوری ناگن کو دھیمی دھیمی آوازیں سنائی دیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ

گئی۔ اس نے پراسرار آوازوں پر کان لگا دیئے۔ یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے بہت سی عورتیں رو رہی ہوں۔ آوازیں دور سے آرہی تھیں۔ کستوری ناگن فوراً پھنکار مار کر سانپ کی شکل میں آگئی اور جدھر سے آوازیں آرہی تھیں ادھر کو چلی۔ وہ آوازوں کا پیچھا کرتی محل کے بڑے کمرے میں آگئی۔ اس کمرے میں گھپ اندھیرا چھا رہا تھا۔ مگر کستوری ناگن اندھیرے میں دیکھ رہی تھی۔ چھت سے جالے لٹک رہے ہیں اور کمرے کا فرش گرد سے اٹا ہوا ہے۔ عورتوں کے رونے کی آوازیں کونے والے بند دروازے کے پیچھے سے آرہی تھیں۔ کستوری ناگن سانپ کی شکل میں رینگتی ہوئی بند دروازے کے پاس آئی۔ یہاں وہ ایک سوراخ میں سے گذر کر دوسری طرف آگئی۔ دوسری طرف ایک تنگ و تاریک زینہ نیچے تہہ خانے کو جاتا تھا۔ کستوری ناگن نیچے اتر گئی۔ تہہ خانے میں پہنچتے ہی عورتوں کے رونے کی آوازیں ایک دم بند ہو گئیں۔ کستوری ناگن اندھیرے میں پھن اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ وہاں اسے کوئی شے نظر نہ آئی۔ تہہ خانے میں پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ اچانک اندھیرے میں دیوار کے ساتھ کستوری ناگن کو ایک دھندلا سا چہرہ دکھائی دیا۔ یہ چہرہ ایک ایسے انسان کا تھا جس کے سر پر سانپ کا پھن ابھرا ہوا تھا۔ اس انسانی چہرے کی آنکھیں نہیں تھیں۔ صرف ناک تھا۔ منہ بھی غائب تھا کستوری ناگن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے ایسا انسانی چہرہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کستوری ناگن نے فوراً انسانی شکل بدلی اور کہا:

"تم کون ہو؟

کیا تم میری زبان سمجھتے ہو؟"

اس آواز کے ساتھ ہی پراسرار چہرہ غائب ہوگیا۔ اچانک تہہ خانے کی فضا میں عورتوں کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں ابھریں پھر آہستہ آہستہ یہ آوازیں بھی غائب ہوگئیں اس کے بعد تہہ خانے میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ کستوری ناگن نے سانپ کی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ رینگتی واپس اپنے کمرے میں آگئی۔ وہ سوچنے لگی کہ یہ آسیب کس چیز کا ہوسکتا ہے؟ وہ پہلے بھی کئی بار اس سیارے پر آچکی تھی۔ اس سے پہلے کستوری ناگن نے یہ پراسرار چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ اور ایسی درد بھری بین کرنے کی آوازیں بھی نہیں سنی تھیں۔

یہی سوچتے سوچتے رات گذر گئی۔ دوسرے روز ناگ اور کستوری ناگن کی شادی کا دن تھا۔ جادوگرنی ناگن کی روح کے حکم سے طلسمی ناگنوں نے محل کے کمرے کو سجادیا۔ شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ جادوگرنی ناگن کی روح نے ناگ اور کستوری ناگن کے لئے شاندار پوشاک بھیج دی۔ ویران محل میں مشعلیں روشن کر دیں اور شادی کی رسم شروع ہوگئی۔ تمام ناگن روحیں جمع

سانپوں کے گیت گانے لگیں۔ ناگ شاندار کپڑوں میں تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کستوری ناگن اپنی فتح اور کامیابی پر بہت خوش تھی اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ناگ دیوتا کی کبھی شادی نہیں ہوتی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ایک بار ناگ دیوتا کی اس سے شادی ہوگئی تو پھر ناگ دیوتا کی بھی ساری طاقت کستوری ناگن کے پاس آجائے گی۔ اور وہ دنیا کے تمام سانپوں کی ملکہ بن جائے گی۔

اس نے ناگن روحوں سے کہا:

"اب شادی کی آخری رسم ادا کرو۔ پہلے ہی بہت دیر ہوگئی ہے۔"

ناگن روحوں میں سے دو روحیں اٹھ کر ناگ دیوتا اور کستوری ناگن کے پاس آگئیں۔ انہوں نے دونوں کے گرد چکر لگانے شروع کر دئے۔ پچاس پھیروں کے بعد ناگ اور کستوری ناگن کی شادی پکی ہو جانی تھی۔ ابھی انہوں نے دس پھیرے ہی لگائے تھے کہ اچانک عورتوں کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ناگن روحیں ڈر کر وہاں سے بھاگ گئیں۔

کستوری ناگن نے غصے سے کہا:

"رک جاؤ۔ خبردار۔ کوئی یہاں سے نہ ہلے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن روحیں وہیں ڈر کر رک گئیں۔ ناگ بھی تعجب سے ادھر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں ادھر دیکھنے لگا۔ ایک دم سے ویران محل کی ساری مشعلیں اور روشنیاں اپنے آپ بجھ گئیں۔ ناگن روحوں کی چیخیں نکل گئیں اور وہ وہاں سے دوڑ کر اپنے حجروں میں چلی گئیں۔ کمرے میں تاریکی چھا گئی۔

ناگ نے ڈرتے ڈرتے کہا:

"ملکہ ناگن!

یہ اندھیرا کیوں ہو گیا ہے۔؟"

کستوری ناگن نے پھنکار ماری اور سانپ کی شکل میں آگئی ناگ ڈر کر پرے ہٹ گیا۔ اور سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم ناگن کیسے بن گئی ہو؟

مجھے ڈسو گی تو نہیں؟"

کستوری ناگن نے کہا:

"ناگ! تم مت گھبراؤ۔ میں اپنے دشمنوں کو ختم کرنے کے لئے سانپ بنی ہوں۔ تم اسی جگہ بیٹھے رہو۔"

عورتوں کے بین کرنے کی آوازیں آہستہ آہستہ بند ہو گئیں کستوری ناگن تیزی سے رینگتی ہوئی نیچے والے تہ خانے میں

آگئی۔ جہاں اس نے ڈراونے انسان کی شکل دیکھی تھی۔ اس نے تہ خانے میں آتے ہی انسانی شکل اختیار کر لی اور بلند آواز میں کہا:

"تم کون ہو؟

تم کیا چاہتے ہو؟"

آہستہ آہستہ دیوار پر انسان کا ڈراؤنا چہرہ نمودار ہوا اس کی آنکھیں اور منہ غائب تھا۔ سر پر سانپ کا پھن اٹھا ہوا تھا۔ کستوری ناگن کو ایک عجیب سی گہرے کنوئیں سے نکلتی آواز سنائی دی:

"کیا تم نہیں جانتیں کہ ناگ دیوتا کی شادی نہیں ہو سکتی۔"

کستوری ناگن نے جواب دیا۔

"تم کون ہوتے ہو مجھے اس شادی سے روکنے والے۔ میں ناگ دیوتا سے شادی کروں گی۔ اور دنیا کے تمام سانپوں کی ملکہ بن جاؤں گی۔ تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔ نہیں تو میں تمہیں پہاڑوں کی کھولتی ہوئی آگ میں ڈال دوں گی۔

ایک دم سے کئی عورتوں کے رونے کی آواز بلند ہو کر خاموش ہو گئی۔ پھر ڈراونے انسان کی شکل اور گہری آواز بلند ہوئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم نہیں جانتی ہو کہ کس سے بات کر رہی ہو۔ تم میری طاقت سے واقف نہیں ہو۔ تم نے ناگ دیوتا کی یادداشت غائب کر کے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ تمہیں اس کی بھی سزا ملے گی۔ اب تم ہمیشہ کے لئے اس تہہ خانے میں قید کر دی گئی ہو۔ اب دوبارہ اس تہہ خانے سے تم کبھی بھی باہر نہیں نکل سکو گی۔"

اس کے ساتھ ہی عورتوں کے رونے کی آوازیں ایک بار پھر بلند ہو کر چپ ہو گئیں۔ تہہ خانے کی دیوار پر سے اس ڈراؤنے انسان کا چہرہ بھی غائب ہو گیا۔

کستوری ناگن نے نفرت سے کہا:

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

کستوری ناگن نے سانپ کی شکل بدلی اور تہہ خانے کے دروازے کے سوراخ میں سے باہر جانے لگی تو دیکھا کہ سوراخ بند ہو چکا تھا۔ کستوری ناگن نے دروازے کو زور سے دھکا دیا۔ مگر دروازہ جیسے پتھر ہو گیا تھا۔ کستوری ناگن نے پھنکار ماری اس کے منہ سے شعلہ نکل کر دروازے سے ٹکرایا مگر دروازہ تو پتھر بن چکا تھا۔ اس پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کستوری ناگن اب کچھ گھبرائی۔ اس نے ایک باریک سانپ کی شکل بدلی اور دروازے میں سے گذرنے کی کوشش کی۔ مگر دروازے میں کوئی چھوٹی سی درز بھی نہیں تھی۔

اس نے پھنکار مار کر دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی۔ مگر انسانی شکل میں آ کر بھی وہ دروازہ نہ کھول سکی۔ کیونکہ دروازہ بالکل پتھر کی سِل بن چکا تھا۔

کستوری ناگن نے بلند آواز میں کہا:

"تم جو کوئی بھی ہو مجھے یہاں قید نہیں رکھ سکتے۔ جادو گرنی ناگن کی روح مجھے یہاں سے نکال لے گی۔"

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

کستوری ناگن تہہ خانے میں بند سر پٹکتی رہ گئی۔ اسی ویران محل کی دوسری منزل میں ناگ اکیلا تخت پر بیٹھا کستوری ناگن کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ اندھیرے میں سامنے والی دیوار پر وہی ڈراؤنا چہرہ ابھرا ناگ نے دیکھا کہ اس چہرے کے سر پہ سانپ کا پھن اٹھا ہوا تھا اس کی آنکھیں اور منہ غائب تھا۔

ناگ نے حیرت سے پوچھا:

"تم کون ہو"!

ڈراونے چہرے کی آواز آئی۔

"ناگ دیوتا! یہ عورت تمہیں اپنے جادو کے زور سے یہاں اٹھا کر لے آئی ہے۔ تم ناگ دیوتا ہو۔ تمہاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شادی نہیں ہو سکتی۔"

ناگ کو یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔

اس نے کہا:

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ڈراؤنے انسان؟ میں ناگ دیوتا کہاں ہوں۔ میں تو ایک معمولی انسان ہوں۔ اور ملکہ ناگن نے میرا نام ناگ رکھ دیا ہے۔ وہ میری دلہن ہے۔ بتاؤ میری دلہن کہاں ہے؟"

پراسرار آواز نے کہا:

"تمہاری دلہن اس محل کے پچھواڑے ایک کنواں ہے۔ اس کنوئیں پر وہ تیرا انتظار کر رہی ہے۔"

ناگ جلدی سے محل کے پچھواڑے آگیا۔ وہاں ایک کنواں تھا۔ اس نے دیکھا وہاں کوئی کستوری ناگن نہیں تھی۔ اس کی بجائے کنوئیں میں سے وہی ڈراونا چہرہ ابھرا۔ اس چہرے کے سر کے اوپر سانپ کا پھن اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ ناگ اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ڈراونے چہرے کے ماتھے سے روشنی کی ایک کرن نکل کر سیدھی ناگ کے ماتھے پر پڑی۔ ایک چکا چوند سی ہوئی اور پھر اندھیرا چھا گیا۔

اس روشنی کی کرن سے ناگ کی ساری کھوئی ہوئی یادداشت واپس آگئی۔ اس نے حیرانی سے آس پاس اور پھر ڈراؤنے

[illegible] کو دیکھا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ تو ہرش ناگ کا چہرہ ہے [illegible]ش ناگ صرف دنیا کا ہی نہیں بلکہ سارے سیارے کے سانپوں [illegible] دیوتا تھا۔

ناگ نے فوراً ادب سے سلام کیا اور کہا:

"عظیم ہرش ناگ کو میرا سلام پہنچے۔ میں یہاں کیسے آگیا ہوں؟"

تب ہرش ناگ نے ناگ کو ساری بات بیان کی کہ اسے کستوری ناگن شادی کرنے کے لئے وہاں لے آئی تھی۔

ناگ نے پوچھا:

"[illegible] تھیوسانگ کی شکل میں آکر مجھے چھوتا کر کے بے ہوش کر دیا تھا۔ اب وہ کہاں ہے؟"

ہرش ناگ نے کہا:

"وہ اس سیارے کے محل کے تہہ خانے میں ہمیشہ کے لئے قید کر دی گئی ہے۔ اب وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ سیارہ کون سا ہے؟"

ہرش ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم اپنی زمین سے اتنی دور آگئے ہو کہ میلوں میں اس فاصلے کو بتایا نہیں جا سکتا۔"

ناگ بولا:

"میں اپنے ساتھیوں عنبر ناگ کیٹی تھیو سانگ ماریا اور جولی سانگ کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں۔"

ہرشن ناگ نے کہا:

"تم ایک بار کستوری ناگن کی کنچلی سے گذر چکے ہو اس لئے خلا میں روشنی کی رفتار سے سفر کر سکتے ہو۔ تم اس جگہ سے عقاب کی شکل میں اوپر آسمان کی طرف اڑ جاؤ۔ اڑتے اڑتے جب تمہیں اس سیارے کی زمین نظر آنا بند ہو جائے گی تو سانپ کی شکل اختیار کر لینا۔ پھر خلائی کشش تمہیں اپنے آپ کھینچ کر روشنی کی رفتار میں تبدیل کر دے گی اور تم واپس اپنی دنیا میں پہنچ جاؤ گے۔"

ناگ نے پوچھا:

"عظیم ہرشن ناگ:

میں اپنی دنیا میں کس مقام پر اتروں گا۔ کیا میں اپنے دوستوں سے مل سکوں گا۔ یا مجھے ان کی تلاش میں جنگلوں صحراؤں کی خاک چھاننی پڑے گی۔"

ہرشن ناگ نے کہا:

"یہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم اپنے دوستوں کے قریب بھی اتر سکتے ہو اور اتنی دور بھی اتر سکتے ہو کہ تمہیں ہزاروں میل کا سفر کر کے اپنے دوستوں کو تلاش کرنا پڑے۔"

ناگ بولا:

"عظیم ہرشن ناگ:

میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر تم میری اس وقت مدد نہ کرتے تو میں کستوری ناگن سے بیاہ کر کے ناگ دیوتا کی بجائے ایک عام سانپ بن جاتا ہوتا۔"

ہرشن ناگ نے کہا:

"ہمیں ہر سیارے کے ناگ دیوتا کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ اب تم پرواز کر جاؤ۔"

ناگ نے ہرشن ناگ کو سلام کیا سانس لے کر زور سے پھنکارا تو وہ سیاہ عقاب بن گیا۔ عقاب بنتے ہی اس نے اڑان بھری اور آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ وہ بالکل سیدھا آسمان کی بلندیوں کو چیرتا ہوا اوپر ہی اوپر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ جب ناگ نے دیکھا کہ نیچے سیارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی زمین نظر نہیں آرہی ہے تو اس نے پھنکار ماری اور سانپ کی شکل اختیار کرکے بالکل سیدھا ہوگیا۔ اب وہ روشنی کی رفتار میں آگیا۔ اسے ایک دھکا لگا اور راکٹ کی طرح رات کی فضاؤں میں گم ہوگیا۔

ہرش ناگ نے اپنا فرض ادا کردیا تھا۔ وہ کئی روز سے اس ویران محل میں تھا۔ کیونکہ اسے علم ہوگیا تھا کہ کستوری ناگن ناگ دیوتا کو اغوا کرکے وہاں لارہی ہے اور ناگ دیوتا کو بچانا ہرش ناگ کی ذمے داری تھی۔ اس فرض کو ادا کرنے کے بعد ہرش ناگ بھی اس سیارے سے کوچ کرگیا۔ مگر کستوری ناگن پر اس کا طلسم اسی طرح قائم رہا اور تہہ خانے میں ہی بند پڑی رہی۔ دو روز بعد جادوگرنی ناگن کی روح کو علم ہوا کہ کستوری ناگن کو ہرش ناگ نے ویران محل کے تہہ خانے میں بند کردیا ہے۔ ہرش ناگ کے وہاں سے جاتے ہی جادوگرنی ناگن کی روح کو اپنے آپ پتہ چل گیا کہ یہ تو ساری کارستانی ہرش ناگ کی تھی۔ اس نے کستوری ناگن کو تہہ خانے سے باہر نکال کر آزاد کرانے کا فیصلہ کرلیا۔ اگرچہ وہ ہرش ناگ کے طلسم کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ لیکن کستوری ناگن کو بچانا بھی ضروری تھا۔ کیونکہ وہ خود چاہتی تھی کہ کستوری ناگن کا ناگ دیوتا سے بیاہ ہوجائے اور وہ دنیا کے سانپوں کی بھی ملکہ بن جائے جادوگرنی ناگن کی روح اپنے گڑھے سے باہر نکل آئی تھی۔ اس نے دھوئیں کی نظر نہ آنے والی لہر کی طرح ہوا کے دوش پر اس ویران محل کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ جس کے تہہ خانے میں کستوری ناگن قید تھی۔ ناگن کی روح ویران محل کے دروازے پر آکر رک گئی۔

آگے ہرش ناگ کے جادو کی سرحد شروع ہوجاتی تھی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے پڑھیے

دما بوت میں آجاؤ، قسط نمبر ۱۶۳

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے نام

پیارے انکل السلام علیکم

انکل پرسوں آپ کا خط ملا۔ لکھنے والے کوئی اور صاحب تھے۔ غالباً آپ کے سیکرٹری لگتے تھے۔ خیر جو بھی ہوں۔ بات یہ ہے کہ اُن صاحب نے آپ کی طرف سے لکھا تھا۔ کہ منکا جھوٹا تھا۔ برائے مہربانی میری بھی عرض سُن لیجئے۔ وہ منکا میں نے جس سے لیا تھا۔ پہلے تجربہ بھی کرایا تھا۔ یعنی زہریلے سانپ نے پہلے اِس شخص کو ڈسا تھا۔ اس کی انگلی بھی نیلی ہو گئی تھی۔ انکل یقین کریں۔ اُس نے منکا اپنی اُنگلی پر رکھا۔ اور منکے نے سب زہر کھینچ لیا۔ منکا تھوڑا سا موٹا ہو گیا۔ پھر اُس شخص نے اِس کو ہاتھ سے نچوڑا تو سارا زہر باہر آگیا۔ میں اِس کی شکل بنا کر بھیجتا ہوں۔ درمیان میں زہر کھینچنے کے لیے سوراخ تھا۔ بے شک آپ کسی اور سپیرے سے پوچھ لیں۔ یہ ہے سب حقیقت۔ انکل میں نے آپ کو اپنا فوٹو بھی بھیجنا تھا۔ اور یہ پوچھا تھا کہ آپ سے ملاقات ہو سکتی ہے کہ نہیں۔ انکل عنبر ناگ مایا کی کتب بڑی دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ کوئی بھی آدمی اِس سے سبق حاصل کر سکتا ہے۔ میں نے تو ایک ہی سبق حاصل کیا ہے۔ کہ

[redacted] اور مظلوموں کی مدد کرتے ہیں۔ خدا اُن کی مدد کرتا ہے۔ اور [redacted] زندگی میں بھی ناکام نہیں ہوتے۔ انکل میں ہر مہینے آپ کی نئی کتابیں [redacted] ہوں۔ اس مہینے کی کتابیں آج لاؤں گا۔ آپ کی تحریر نہایت شگفتہ و [redacted] ہے۔ انکل آپ کو میری طرف سے اور سب دوستوں بھائیوں کی [redacted] سے حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کی مبارک باد قبول ہو۔ شکریہ

والسلام آپ کا دوست و خیر خواہ

احمد علی میر مکان نمبر ۱۰۔ سیکٹر ۱۲/E میرپور آزاد کشمیر

[redacted] انکل اے حمید! السلام علیکم

[redacted] حمید کے تحیریت کے سمندر میں تیر رہے ہوں گے۔ خوشیوں کی لہریں [redacted] کی تعریف کے مدوجذر ناولوں سے بھری ہوئی کشتی اور ہمارے [redacted] کے چپو ہماری نیک تمناؤں کی چھوٹی بڑی مچھلیاں ہوں گی جو نکلنے [redacted] لیے بے تاب، لیکن آپ کے قلم کے ہتھیار کے آگے زیادہ دیر ٹھہر [redacted] سکیں گی۔

انکل آپ کے دیسی آم کی طرح قد پر رشک آتا ہے۔ پتا نہیں آپ [redacted] ربڑ کی مانند سر میں کیا ہے۔ جو ہر ماہ تین ناول نکلوا دیتا ہے۔ جیسے کوئی [redacted] کیلے نگل رہا ہو۔ ماہ اگست کے ناولوں نے تہلکہ مچا دیا۔ طلسمی کتاب، مردہ [redacted] اور کٹکھنا عورت بہت پسند آئے۔ اِن سے ہمارے دماغ کی تمام [redacted] پلیٹیں صاف ہو گئیں۔ سوچا کچھ اور تھا اور نکلا کچھ اور آپ کی عادت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے کہ خربوزے کی طرح پتا نہیں چلنے دیتے کہ میٹھا بھی نکلے گا یا نہیں آپ کے ناول اسی طرح چکھا کر رکھ دیتے ہیں جیسے کسی نے گلاسڑا آلو بخارا نگل لیا ہو۔ ویسے آپ کے ناولوں میں سے کسی اچھی نسل کے تازہ ترین سیب کی لذت ملتی ہے انکل کمال کی خوبی ہیں آپ بھی کہ خوبانی بھی کھاؤ اور بادام بھی حاصل کرو۔ یعنی آپ ناول بھی پڑھواتے ہیں اور ملک و دین کے بھی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ یعنی ناول سبق آموز ہوتے ہیں۔ دعا ہے اللہ آپ پر سنگتروں کی بارش کرے تاکہ آسمانی سنگترے کھا کر آپ کا دماغ اور تیز ہو جائے اور آپ اپنا مشن جاری رکھیں۔ انکل اتنے سارے پھلوں کا بل میرے خط کا جواب ہے۔ امید ہے آپ بل ضرور ادا کریں گے۔

"کنکھجورا عورت" میں نیا کردار بہت پسند آیا۔ خدا حافظ

نجم السحر۔ راولپنڈی

السلام علیکم انکل!

آپ کی لکھی ہوئی کہانی قسط نمبر ۱۱۲ پڑھی بہت اچھی لگی عنبر اور خلائی مخلوق پڑھی تو بہت مزا آیا۔ میں ساتویں جماعت میں پڑھ رہا ہوں پڑھائی کا بہت شوق ہے میں فارغ وقت میں کہانیاں پڑھتا ہوں اور بہت سی کہانیاں پڑھی ہیں لیکن جتنا مزا آپ کی اس کہانی میں آیا۔ اتنا مزا کسی اور میں نہیں ہے اور اب مجھے یہ بتائیے کہ قسط نمبر ۱۱۳ کب چھپے گی کیا آگئی ہے یا اگلے ماہ آئے گی۔ مجھے آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔ آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

آپ کا دوست محمد شفیق رول نمبر ۱۸ جماعت ہفتم بی گورنمنٹ کوہ خدائی سکول راولپنڈی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

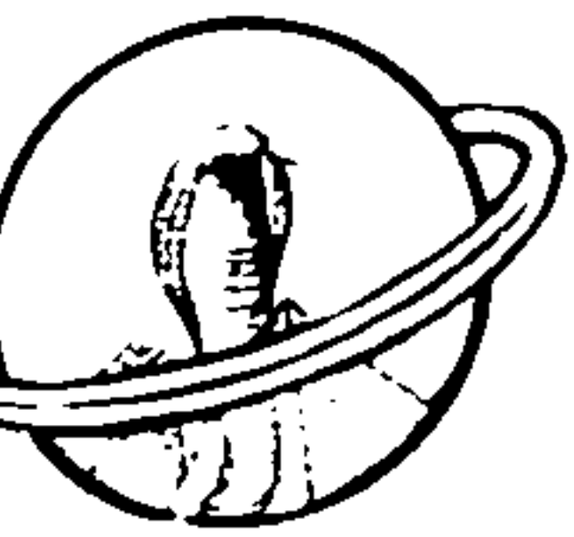

۱۰۱ خلائی جہاز کی سیر
۱۰۲ عجیب خلائی شیطان
۱۰۳ ماریا (دو حصے میں)
۱۰۴ خلائی کمرہ
۱۰۵ مردوں کا سیارہ
۱۰۶ خونخوار انسانی آبادی
۱۰۷ خطرناک جنسی روشنی
۱۰۸ عجیب ناگ تکلہ
۱۰۹ عجیب شیشہ
۱۱۰ ماتا دیوی کا کرشمہ
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ
۱۱۲ عنبر اور خلائی مخلوق
۱۱۳ کیپٹن اور زندہ لاش
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں
۱۱۵ خطرناک تجربہ
۱۱۶ سانپ کا قیدی
۱۱۷ موت کی چھلانگ
۱۱۸ مردے کی موت
۱۱۹ قبر کا ہاتھ
۱۲۰ جزیرے کا عجوبہ
۱۲۱ خوفناک مقابلہ
۱۲۲ ماریا کا بچہ
۱۲۳ مینار کا عجوبہ
۱۲۴ انسانی تہذیب
۱۲۵ عجیب پرندہ
۱۲۶ عجیب لاش (خاص نمبر)
۱۲۷ خونی راز
۱۲۸ سرکٹا ناگ
۱۲۹ عنبر کی قبر
۱۳۰ چاہ بابل کے قیدی
۱۳۱ مخوف مورتیاں
۱۳۲ ناگن ناگن
۱۳۳ قبرستان کی ڈراؤنی رات
۱۳۴ جنگلی دیوی کا کرشمہ
۱۳۵ ماریا کمپوٹر میں
۱۳۶ آسیبی پرندہ
۱۳۷ باپ کی خوشبو
۱۳۸ ثابت وال لڑکیاں
۱۳۹ آدم خور شکاری
۱۴۰ بھٹکتی روحوں کا سفر
۱۴۱ بھیڑ لڑکی
۱۴۲ ویران مینار
۱۴۳ ناگ کا وحشی بھیڑیا
۱۴۴ مردے کی راکھ
۱۴۵ آدھا زندہ آدھا مردہ
۱۴۶ لائٹ ہاؤس کے بھوت
۱۴۷ بوتل میں بند ناگ
۱۴۸ کیپٹن سانپ کے آگے
۱۴۹ ممی شہزادی
۱۵۰ ناگ کی قبر
۱۵۱ سایوں کے جنازے
۱۵۲ ڈراؤنی عورت کا طلسم
۱۵۳ ناگ کا ڈنک
۱۵۴ جنسی کتا
۱۵۵ مردہ دیوتا
۱۵۶ سنگ مرمر کا عورت
۱۵۷ جل سانپ کون تھی؟
۱۵۸ کھوپڑی کا جزیرہ
۱۵۹ قبرستان کا مردہ ناگ
۱۶۰ کستوری ناگن
۱۶۱ سانپ کی بیوی
۱۶۲ ناگن محل
۱۶۳ مرتبان کی آواز میں
۱۶۴ تابوت میں آواز
۱۶۵ بھٹکتی ناگ
۱۶۶ ڈراؤنی آواز کا راز
۱۶۷ بہروپوں کی چال
۱۶۸ جنگل کی بلا
۱۶۹ خلائی جہاز

عنبر سیریز

آسیبی

ابن صفی

ایڈیشنل شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔۸

W... 300

تابوت میں آجاؤ

سنبر ناگ۔ ماریا

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

تابوت میں آجاؤ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴۰/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

ناگ ایک پندرہ فٹ کے بھوت نما کھوپڑی والا آدمی کی مضبوط گرفت میں ایک بے بس سانپ کی طرح لٹک رہا ہے۔ جو اپنے قبیلہ کے لوگوں سے کہہ رہا ہے "میں تمہارا سردار ہوں، بڑے سردار کی روح کی شرط پوری ہوگئی۔ یہ مقدس سانپ اب میرے ساتھ رہے گا۔

اب ناگ اس عجیب و غریب کھوپڑی مخلوق کے چنگل سے فرار ہونے کے طریقے سوچ رہا ہے۔ لیکن اِس پندرہ پندرہ فٹ لمبی مخلوق کی قید سے رہائی اِسے ممکن نظر نہیں آ رہی ہے۔ کیونکہ ناگ کی طاقت چھن چکی ہے۔ ناگ اِس حادثہ سے کیسے دوچار ہوا یہ تو آپ کو پڑھ کر ہی معلوم ہوگا۔

آپ کا انکل
اے حمید
۴۵۴/این راہِ چمن سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگن ہڈی

جادوگرنی ناگن کی روح ویران محل کے گیٹ پہ رُک گئی

ہرش ناگ وہاں سے جاتے ہوئے جادو کی لکیر کھینچ گیا تھا۔ مگر جادوگرنی ناگن کی روح اس لکیر کو پار کر گئی اگر ہرش ناگ وہاں خود موجود ہوتا تو جادوگرنی ناگن کی روح محل کے اندر داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ہرش ناگ وہاں سے جا چکا تھا اور تہہ خانے میں کستوری ناگن قید تھی۔ جادوگرنی ناگن کی روح نے ویران محل میں داخل ہوتے ہی کستوری ناگن کو آواز دی، یہ آواز تہہ خانے میں کستوری ناگن کو پہنچ گئی۔ کستوری ناگن نے وہاں سے آواز دی۔

"میں تہہ خانے میں ہوں خالہ! میں تہہ خانے میں ہوں"

جادوگرنی ناگن کی روح تہہ خانے میں آگئی کستوری ناگن نے اسے دیکھتے ہی گھبرا کر کہا۔

"خالہ! مجھے یقین ہے وہ ہرش ناگ تھا اس نے ناگ دیوتا کو یہاں سے بھگا دیا ہے۔ میں ناگ دیوتا

ترتیب

○ ناگن کی ہڈی
○ کھوپڑی لوگ
○ چاند رات کا سانپ
○ موت غائب ہوگئی
○ تابوت میں آجاؤ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے انتقام لوں گی کیا تم مجھے یہاں سے نکال سکتی ہو؟"
جادوگرنی کی روح نے کہا۔
"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ ہرش ناگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ خیر کوئی بات نہیں میں تمہیں یہاں سے باہر لئے چلتی ہوں"
جادوگرنی ناگن نے کستوری ناگن کو اپنی روح کے دھوئیں میں لپیٹ لیا اور پھر بلند آواز میں کہا۔
"کستوری ناگن ملکہ! تیری غائب ہونے کی طاقت بھی تمہارے پاس آ گئی ہے۔ یہ طاقت ہرش ناگ نے ختم کر دی تھی اب تم یہاں سے آسانی سے نکل سکتی ہو"
کستوری ناگن نے زور سے پھنکار ماری۔ وہ غائب ہو گئی وہ تیزی سے تہ خانے سے نکل کر ویران محل کے باہر آ گئی جادوگرنی ناگن کی روح بھی اس کے ساتھ تھی۔ دونوں جادوگرنیاں محل کے پچھواڑے گڑھے والے درخت کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔
کستوری ناگن کہنے لگی۔
"ناگن جادوگرنی کی روح! ہرش ناگ سے میں بدلہ نہیں لے سکتی۔ لیکن میں تمہارے سامنے قسم کھاتی ہوں کہ ناگ سے بدلہ ضرور لوں گی اور اس بار دنیا میں جا کر اسے ایسا مزہ چکھاؤں گی کہ وہ ساری عمر یاد کرے گا کیا اب میں جا سکتی ہوں؟
جادوگرنی ناگن کی روح نے کہا۔
"کیوں نہیں؟ تم پر ہرش ناگ کا جادو ٹوٹ چکا ہے اب تم جس سیارے پر چاہو جا سکتی ہو"
کستوری ناگن نے کہا۔
"میں سوائے دنیا کے اور کسی سیارے پر نہیں جاؤں گی اس لئے کہ ناگ دنیا کے سیارے پر ہی گیا ہو گا"
جادوگرنی ناگن کی روح نے کہا۔
"ناگن ملکہ! اس بات کا خیال رکھنا۔ جوتی سانگ کے پاس ایک تکونا خلائی ستارہ ہے جو تمہاری موجودگی کو ظاہر کر دیتا ہے اگر تم اس کے پاس جاؤ سب سے پہلے اس ستارے کو ضائع کر دینا پھر وہ تم پر خلائی مخلوق ہونے کا شک نہیں کر سکے گی"
کستوری ناگن نے جادوگرنی ناگن کا شکریہ ادا کیا اور ایک سیکنڈ میں فضا میں پرواز کر گئی وہ دیکھتے دیکھتے خلاء میں پہنچ گئی۔ اور روشنی کی رفتار کے ساتھ سفر کرنے لگی ناگ کو بالکل علم نہیں تھا کہ اس دفعہ بھی کستوری ناگن ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے تعاقب میں اس کے پیچھے پیچھے دنیا میں داخل ہو رہی تھی۔
اس کا خیال تھا کہ وہ لوگ ابھی تک افریقہ میں
ہی کہیں ہوں گے۔ چنانچہ وہ شمالی افریقہ کے شہر سوڈان میں
اترنا چاہتی تھی مگر نیچے آتے ہی اسے زبردست آندھی کے
طوفان نے گھیر لیا اور ہوائیں اسے اٹھا کر کہیں سے کہیں
گئیں

جب طوفان تھما تو کستوری ناگن نے دن کی روشنی میں
دیکھا کہ وہ دریا کے کنارے چھوٹی سی بستی میں اتر آئی ہے
وہ غیبی حالت میں تھی۔ بستی کے کچھ بوڑھے آدمی جھونپڑیوں
کے آگے بیٹھے ٹوکریاں وغیرہ بنا رہے تھے جھونپڑیوں
کے باہر پٹاریاں بھی پڑی تھیں۔ عورتیں کھانا وغیرہ تیار
کر رہی تھیں غیبی حالت میں رہ کر کستوری ناگن ان لوگوں
سے معلومات حاصل نہیں کر سکتی تھی کہ یہ کونسا علاقہ ہے
اس لئے وہ ایک درخت کے پیچھے آئی اور فوراً اس نے ایک
سانولے رنگ کی دیہاتی قسم کی عورت کا روپ بدلا اور بستی
کی طرف چلی۔

بستی میں آتے ہی کستوری ناگن کو احساس ہو گیا کہ
یہ سپیروں کی بستی ہے
کستوری ناگن سانولی دیہاتی عورت کے روپ میں
بستی میں ایک بوڑھے کے پاس آکر بولی۔

•

"بابا! یہ کون سا گاؤں ہے؟"
بوڑھے نے آنکھیں اٹھا کر کستوری ناگن کو دیکھا اور
پوچھا "بی بی! تو کہاں جانا چاہتی ہے؟"
کستوری ناگن نے کہا۔
"بابا! میں اپنے قافلے کے ساتھ شہر سوڈان
جا رہی تھی کہ قافلے سے بچھڑ کر راستہ
بھول گئی ہوں"
بوڑھا کہنے لگا۔
"بی بی! تو بہت دور نکل آئی ہے سوڈان
تو یہاں سے بہت فاصلے پر ہے۔"
کستوری ناگن نے کہا۔
"کیا قریب کوئی ایسا شہر ہے۔ جہاں سے
مجھے سوڈان جانے والا قافلہ مل جائے؟"
بوڑھے سپیرے نے اپنے بھائی سپیرے کو بلایا
دوسری عورتیں بھی وہاں آگئیں۔ کستوری ناگن نے انہیں
اپنا نام رانی بتایا بوڑھے سپیرے نے اسے دودھ
پینے کے لئے دیا اور جھونپڑی میں بٹھایا پھر اسے
بتایا کہ وہاں سے قریب کوئی شہر نہیں ہے لیکن دس
کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں ضرور ہے جہاں سے
مہینے میں ایک بار ایک آدمی گھوڑے لیکر شہر جاتا ہے اگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم چاہو تو اس کے ساتھ شہر جا سکتی ہو۔
اتنے میں بوڑھے کا جوان بھتیجا کہنے لگا۔
"چچا میں اگلے ہفتے سانپ لے کر شہر جا
رہا ہوں۔ میں رانی کو شہر چھوڑ دوں گا"
"یہ میرا بھتیجا رامبو ہے یہ بڑا بہادر لڑکا ہے
راستے میں اگر کوئی جنگلی جانور مل گیا تو یہ اسے
پل بھر میں مار ڈالے گا تم بے فکر ہو کر اس
کے ساتھ جا سکتی ہو"

کستوری ناگن نے ایک ہفتہ وہیں بسر کیا وہ خود بھی فضا میں اڑ کر جا سکتی تھی لیکن اسے صحیح راستے کا پتہ نہیں تھا اور اُسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ اَبابیل اڑتے ہوئے راستے سے بھٹک نہ جائے اور افریقہ میں اگر کوئی راستے سے بھٹک جائے تو بڑی مشکل سے اسے راستہ ملتا ہے اور کستوری ناگن کو اتنی جلدی بھی نہیں تھی وہ ایک ہفتہ اس بستی میں رہی پھر جوان سپیرے رامبو کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ کر شہر سوڈان کی طرف چل پڑی۔

سوڈان سے ایک میل پیچھے ہی سوداگر کی حویلی تھی جس کے پاس سپیرا سانپ بیچنے کے لئے جا رہا تھا وہ اکثر اس سوداگر کے پاس آتا رہتا تھا سپیرے کو معلوم تھا کہ یہ سوداگر عورتوں کی خرید و فروخت کا کام بھی کرتا

ہے اس زمانے میں مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنا کر فروخت کرنے کا رواج عام تھا
اس نے کستوری ناگن سے کہا۔
"رانی! میرے ساتھ سوداگر کی حویلی تک آؤ میں اسے سانپ دے کر تمہیں شہر میں خود چھوڑ آؤں گا تم بے شک حویلی کی ڈیوڑھی میں ہی بیٹھنا۔

کستوری ناگن نے سوچا کہ چلو نوجوان سپیرے کا دل رکھنے کے لئے مان لیتی ہوں۔ وہ حویلی کی ڈیوڑھی میں آ کر بیٹھ گئی۔ سپیرا سانپوں کی پٹاری لے کر سوداگر کے کمرے میں آ گیا اس نے سانپ بھی دے دیئے اور ایک شکار کی خوشخبری بھی سنائی۔

سوداگر نے کھڑکی کے خفیہ سوراخ میں سے کستوری ناگن کو دیکھا۔ تو خوش ہو کر سپیرے سے کہنے لگا۔
"شکار اچھا ہے۔ مگر میں تمہیں پچاس سکوں کے سوا ایک سکہ بھی نہیں دوں گا۔
سپیرے کو اور کیا چاہیئے تھا کہنے لگا۔
"لاؤ پچاس سکے یہ عورت رانی اب تمہاری ہے اسے پکڑ کر اپنی قید میں رکھنا اب تمہارا کام ہے۔
یہ کہہ کر سپیرا حویلی کے دوسرے راستے سے باہر نکل گیا جب سپیرا چلا گیا۔ تو سوداگر ڈیوڑھی میں آ گیا۔ کستوری ناگن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف مسکرا کر دیکھنے لگا۔ کستوری ناگن کو محبت بُرا لگا اس نے پوچھا۔

" وہ نوجوان سپیرا کہاں ہے۔ جو مجھے یہاں بٹھا کر تمہیں سانپ دینے اندر گیا تھا؟

سوداگر بولا۔

" وہ تو کب کا چلا گیا اب تم میری لونڈی ہو وہ تمہیں میرے پاس پچاس سکوں میں فروخت کر گیا ہے"

کستوری ناگن کو سخت غصہ آیا۔ سوداگر نے فوراً غلاموں تخت پوش کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اتنے میں سوداگر اندر کو حکم دیا کہ اس عورت کو اٹھا کر اندر کوٹھڑی میں بند آگیا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ہنٹر تھا۔ اس نے ہنٹر کو کر دو غلام کستوری ناگن کی طرف بڑھے تو وہ اٹھ کر زور سے لہرایا۔ پٹاخ کی آواز پیدا ہوئی۔ سوداگر گرج کر کوٹھڑی ہو گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

" زبردستی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں خود چلی جاتی ہوں اندر"

سوداگر خوش ہو کر بولا۔

" شاباش! مجھے ایسی لونڈیاں بہت اچھی لگتی ہیں جو میرا حکم مانیں"

اس نے غلاموں کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔ کستوری ناگن سوداگر کے ساتھ حویلی کے اندر آگئی۔ سوداگر نے ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا۔

" اس کوٹھڑی میں جا کر آرام کرو۔ وہاں تمہیں ضرورت کی ہر چیز مل جائے گی"

کستوری ناگن دو آدمیوں کو مزا چکھانا چاہتی تھی ایک اس سوداگر کو جو معصوم عورتوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح خرید کر آگے بیچ دیتا تھا۔ اور دوسرے اس بدمعاش سپیرے کو جو کستوری ناگن کو اس سوداگر کے پاس فروخت کر گیا تھا اور جس نے نہ جانے کتنی اور معصوم لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی ہوں گی۔ وہ کوٹھڑی میں آکر بیٹھ گئی۔ وہاں ایک ہنٹر تھا۔ اس نے ہنٹر کو بولا۔

" میں جو لونڈی خریدتا ہوں سب سے پہلے اس کی مرمت کرتا ہوں۔ تاکہ اس کا دماغ ٹھیک ہو جائے اور وہ کبھی یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔ مار کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ"

کستوری ناگن پہلے ہی غصے سے بھری بیٹھی تھی کہا۔ " میں تمہیں آخری بار خبردار کرتی ہوں کہ اس بُرے کام سے توبہ کر لو۔ عورتوں کو خریدنا اور بیچنا اچھا کام نہیں یہ ظلم ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوداگر کو کیا معلوم تھا کہ وہ کس کے ساتھ بات کر رہا ہے۔ اس نے ہنٹر کو لہرا کر کہا۔

"بدبخت! یہ الٹی سیدھی بکواس ابھی بند کرتا ہوں تیری"

اور احمق سوداگر نے زور سے ہنٹر کستوری کے کاندھے پر لگا وہ درد سے تڑپ اٹھی۔ اس نے غصے میں آگ بگولا ہو کر ایک زبردست پھنکار ماری اور پھر سوداگر کی آنکھوں کے سامنے عورت کی جگہ ایک زرد رنگ کا دس فٹ لمبا خطرناک سانپ اپنا پھن اٹھائے پھنکاریں مار رہا تھا۔ اس کی سرخ آنکھ سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اس کی دو شاخوں والی زبان بار بار لہرا رہی تھی۔ سوداگر یہ طلسم دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا۔ خوف سے اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا پھر بھی اس نے ہمت کر کے ہنٹر سے سانپ کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ کستوری ناگن نے پھنکار ماری اس کی شعلے ایسی تپش سے سوداگر کے کپڑوں میں آگ لگ گئی وہ چیختا چلاتا باہر کو بھاگا۔

مگر کستوری ناگن اسے کب چھوڑنے والی تھی اس نے وہیں سے چھلانگ لگائی اور سوداگر کی گردن دبوچ لی۔ سوداگر وہیں بت بن کر رہ گیا۔

کستوری ناگن فوراً عورت کے روپ میں آگئی۔ اس کا زہر سوداگر کے جسم میں اپنا کام شروع کر چکا تھا۔ سوداگر زمین پر گرا۔ پھر اس کا جسم موم بتی کی طرح پگھل گیا۔ اس کے پگھلے ہوئے جسم پر صرف دو آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ جو آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں۔

کستوری ناگن نے نفرت سے کہا۔

"اب تو کسی کی بیٹی اور بہن پر ظلم نہ کر سکے گا"۔

کستوری ناگن یہ کہہ کر مکان کی چھت پر آگئی زور سے پھنکاری اور بلبل بن کر فضا میں اڑنے لگی وہ اب اس سپیرے سے انتقام لینا چاہتی تھی جو اسے سپیرے کے پاس فروخت کر گیا تھا وہ سیدھی سپیروں کی بستی میں پہنچ گئی اس نے دیکھا کہ وہ سپیرا جو اُسے سوداگر کے پاس بیچ گیا تھا اب جھونپڑے کے باہر بیٹھا بوڑھے سپیرے کے پاس باتیں کر رہا ہے بوڑھے نے پوچھا۔

"تم اس عورت کو اس کے گھر چھوڑ آئے تھے نا؟" سپیرا بولا۔

"ہاں بابا! میں اسے اس کے گھر پہنچا کر ہی آیا تھا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن درخت کی شاخ پر بلبل کی شکل میں بیٹھی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ سپیرا جھوٹ بول رہا تھا اس نے وہیں سے جھونپڑی کے اندر پٹاری میں بند ناگن سانپ کو آواز دی کہ باہر آ۔ پٹاری میں ایک ناگن بیٹھی تھی وہ ناگن ملکہ کی آواز سن کر اسی وقت پٹاری سے نکل کر باہر آگئی سپیرے نے ناگن کو باہر آتے دیکھا تو گھبرا کر بولا۔

"بابا! یہ ناگن سانپ باہر کیسے آگئی"؟

بوڑھا سپیرا گھبرا کر بولا۔

"پٹاری کھلی ہوگی۔ اس میں زہر ہے۔ ٹھہرو میں اسے پکڑتا ہوں"

اور بوڑھے سپیرے نے بین بجانی شروع کردی مگر ناگن سانپ پر بین کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ تو ناگن ملکہ کی آواز پر باہر آئی تھی۔ وہ اس درخت کے نیچے کنڈلی مار کر پھن اٹھا کر بیٹھ گئی جس کی شاخ پر کستوری ناگن بلبل کی شکل میں بیٹھی تھی۔

کستوری ناگن نے کہا۔

"سن اے ناگن! اس سپیرے نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے یہ دوسری عورتوں کے ساتھ بھی اسی طرح ظلم کرتا رہا ہوگا۔ میں چاہتی ہوں کہ تو اس سے میرا اور دوسری بے گناہ عورتوں کا بدلہ لے"

ناگن سانپ نے کہا۔

"ناگن ملکہ! تو جیسے کہتی ہے ویسے ہی ہوگا میں ابھی اسے ہلاک کر ڈالتی ہوں"

کستوری ناگن بولی۔

"نہیں اسے مارنا نہیں ہے اس کو ایسی سزا دے کہ جس کو یہ ساری عمر یاد رکھے"

ناگن سانپ نے کہا!

"میں اس کے جسم میں اپنا خاص زہر داخل کرتی ہوں جس کے اثر سے یہ بے ہوش ہو جائے گا اور جب تک میں اسے دوبارا نہیں ڈسوں گا۔ یہ ہوش میں نہیں آئے گا"

کستوری ناگن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کی سزا یہی ٹھیک ہے"

سپیرا ناگن سانپ کے آگے بین بجا کر اسے اپنی طرف بلا رہا تھا۔ ناگن سانپ اس کی طرف بڑھی اور اچھل کر اس کے ہاتھ پر ڈس دیا۔ ڈستے ہی سپیرے کے ہاتھ سے بین چھوٹ گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

COURTESY WWW.PEEBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن وہاں سے اڑی اور واپس سوڈان شہر کی طرف پرواز کر گئی۔ وہ ناگ کی تلاش میں تھی۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کستوری ناگن کی سراغ لگانے کے سلسلے میں اس کے سپیرے باپ کے گھر ضرور آیا ہو گا۔ کستوری ناگن سیدھی اپنے پرانے گھر آ گئی۔

وہ بلبل کی شکل میں اپنے گھر کے آنگن والے درخت کی شاخ پر بیٹھ گئی۔ اسے اپنا باپ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ماں اس کی پہلے ہی فوت ہو چکی تھی تھوڑی دیر بعد ان کا نوکر لاٹھی ٹیکتا گھر میں داخل ہوا کستوری ناگن کو خیال گزرا کہ کہیں اس کے باپ کا بھی انتقال نہ ہو گیا ہو وہ اڑ کر مکان کے پیچھے چلی گئی۔ وہاں اس نے اپنی عورت کی شکل بدلی اور اپنے مکان میں داخل ہو گئی۔ بوڑھے نوکر نے کستوری کو دیکھا تو بڑھ کر اس کے سر پہ ہاتھ پھیرکر اس کا ماتھا چوما اور بولا۔

"بیٹی تم کہاں چلی گئی تھی۔ تیری جدائی میں تیرا باپ مر گیا ماں بھی اگلی دنیا کو سدھار گئی"

کستوری ناگن کو بھلا اپنے ماں باپ کی کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ وہ تو ایک ناگن تھی اس نے بوڑھے نوکر کے ساتھ اپنے باپ کی وفات کا دکھاوے کا افسوس کیا اور پھر پوچھا۔

"بابا! تو نے کبھی کسی ایسے نوجوان کو تو نہیں دیکھا جس نے اس گھر میں آ کر میری بابت پوچھا ہو!

بوڑھا ذہن پہ زور دے کر بولا۔

"ہاں تیرے جانے کے کئی ماہ بعد ایک سانولے رنگ کا گھنگھریالے بالوں والا نوجوان یہاں آیا تھا وہ تیرا پوچھ رہا تھا"

کستوری ناگن نے پوچھا۔

"اس کی آنکھوں کا رنگ کیسا تھا؟

بوڑھے نے کہا۔

"نسواری رنگ تھا۔ مگر اس کی آنکھوں میں مجھے سانپ کی آنکھوں کی کشش محسوس ہوتی تھی۔

کستوری ناگن سمجھ گئی کہ یہ ناگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس نے بے تابی سے سوال کیا۔

"بابا! یہ کب کی بات ہے؟

بوڑھے نے بتایا کہ کافی دن ہو گئے ہیں کہ وہ نوجوان وہاں آیا تھا۔ کستوری ناگن نے پوچھا کہ وہ کہاں جانے کے متعلق کہہ رہا تھا۔

بوڑھے نے کہا۔

"یہ اس نے نہیں بتایا۔ وہ چپ چاپ چلا گیا تھا۔ مگر بیٹی تم کیوں پوچھ رہی ہو۔ اتنی دیر بعد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آئی ہو آؤ بیٹھو۔ میں تمہارے لئے دودھ گرم کرتا ہوں"
کستوری ناگن نے کہا۔

" نہیں بابا! میں جلدی میں ہوں۔ پھر آؤں گی "

یہ کہہ کر کستوری ناگن باہر نکل آئی۔ مکان کے پچھواڑے آتے ہی اس نے بلبل کی شکل بدلی اور فضا میں اڑ گئی کستوری ناگن کو کسی طرف سے بھی ناگ یا اس کے ساتھیوں کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس بار کستوری ناگ دیوتا سے زیر دست بدلہ لینا چاہتی تھی۔ وہ کوئی ایسا جادو کرنا چاہتی تھی کہ جس سے ناگ دیوتا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا قیدی اور غلام بن کر رہ جائے۔ کستوری ناگن کو سوجھی کہ وہ اپنی پہلی ماں کی قبر پر جائے اور اس سے امداد حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اسکی پہلی ماں بھی ایک ناگن رہ چکی تھی اس کی مڑھی یعنی قبر۔ ہندو لوگ پرانے زمانے میں بھی اپنے بزرگوں کی لاش جلا کر اس کی راکھ تو دریا میں بہا دیتے تھے اور کچھ ہڈیاں کسی مٹی یا کانسی کے برتن میں ڈال کر زمین میں دفن کر دیتے تھے جہاں وہ یہ برتن دفن کرتے وہاں ایک چھوٹی سی سیمنٹی ڈھیری بنا کر اوپر ایک برجی تعمیر کر دیتے تھے اس کو مڑھی کہا جاتا تھا آج بھی ہندو لوگ ہر مردے کے ساتھ نہیں لیکن بعض بزرگ مردوں کی ہڈیاں اس طرح

زمین میں دفن کر کے اس کی مڑھی بنا دیتے ہیں،
کستوری ناگن سیدھی ہندوستان کی طرف پرواز کر گئی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی وہ شام ہونے کے بعد جب اندھیرا چھا رہا تھا اپنے سینکڑوں سال پہلے کے شہر میں پہنچ گئی اس شہر کے باہر تالاب کے کنارے اس کی ناگن ماں کی مڑھی بنی ہوئی تھی جس کے پتھر کئی جگہوں سے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے اور اونچی گھاس اگ آئی تھی کستوری ناگن اپنی ناگن ماں کی مڑھی کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور منتر پڑھنے لگی کچھ دیر تک وہ منتر پڑھتی رہی پھر اس نے مڑھی کے گرد تین چکر لگائے اور بولی۔

" میری ناگن ماں کی روح! اگر تو آ گئی ہے تو میری مدد کر"

اسے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی ہوئی

" کستوری ناگن! تو جس لئے میرے پاس آئی ہے میں جانتی ہوں۔"

کستوری ناگن نے کہا۔

" تو پھر مجھے بتا کہ ناگ دیوتا مجھے کہاں ملے گا اور میں اسے کس طرح قابو کروں کہ وہ میری قید سے کبھی نہ نکل سکے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روح نے کہا۔

" ناگ دیوتا کے پاس ایک ایسی طاقت ہے
جس کا تو مقابلہ نہیں کر سکتی "

کستوری ناگن نے غصے میں کہا۔

" کیوں نہیں مقابلہ کر سکتی میں ؟ میرے پاس بھی
زبردست طاقت ہے میں جو چاہے شکل اختیار
کر سکتی ہوں۔ میں غائب ہو سکتی ہوں۔

روح بولی۔ " مگر ناگ کے پاس نیکی اور انسانوں
کی بھلائی اور خدمت کی طاقت ہے
اس طاقت کے آگے بڑے سے بڑے
جادوگر کا زور نہیں چل سکتا اگر چلے گا
بھی تو تھوڑی دیر کے لئے اور ناگ پھر
آزاد ہو جائے گا "

کستوری ناگن نے اب اپنی ماں کی روح کی منتیں کرنی شروع کر دیں اس نے روح کی اتنی خوشامد کی کہ روح نے کہا۔

" تمہارے پاس ایک ہی راستہ ہے ناگ
کو اپنا قیدی بنانے کا اور وہ یہ کہ میری
قبر کھود کر مٹی کے برتن میں سے میرے
جسم کی کوئی چھوٹی سی ہڈی نکال لے اس

ہڈی کو اپنے پاس رکھ اور جب ناگ
تیرے سامنے آئے تو اس ہڈی کو اس
کے جسم کے ساتھ لگا دے "

کستوری ناگن نے جلدی سے پوچھا۔

" کیا وہ ــــ کیا وہ پھر ہمیشہ کے لئے قیدی
غلام بن جائے گا

روح نے کہا۔

" یہ تم کو اپنے آپ معلوم ہو جائے گا
اب تو مجھے تنگ نہ کر اور یہاں سے ہڈی
لے کر چلی جا "

کستوری ناگن نے پوچھا ناگ اس وقت مجھے کہاں ملے گا ؟

روح بولی۔

" وہ شمال میں تبت کی طرف تجھے ملے گا وہاں
اس کے ساتھی پہنچنے والے ہیں ناگ بھی کچھ دنوں کے
بعد وہاں پہنچ جائے گا تم اس کے دوستوں کے قریب
قریب رہنا اور وہاں تجھے اپنی شکل بدل کر جانا ہو گا تاکہ
وہ لوگ تمہیں پہچان نہ سکیں اب میں جا رہی ہوں
پھر مجھے پریشان نہ کرنا "

اور روح کی آواز غائب ہو گئی۔ کستوری ناگن نے فوراً مٹی اِدھر اُدھر ہٹانی شروع کر دی۔ زمین کے اندر مٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا ایک چھوٹا سا برتن اسے ملا۔ اس میں ناگن ماں کی ہڈیاں تھیں۔ کستوری ناگن نے ان میں سے ایک ہڈی نکال کر اپنے پاس رکھ لی اور قبر کو دوبارہ بند کر کے اوپر پتھر جما دیئے اور خود شمال کی طرف پرواز کر گئی وہ تبت جانا چاہتی تھی جہاں اس کی ناگن ماں کی بدھ کے مطابق تاگ کے ساتھی یعنی عنبر ماریا، کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ پہنچنے ہی والے تھے اور کچھ دنوں کے بعد ناگ کو بھی وہاں پہنچ جانا تھا۔

کستوری ناگن کو شکل سے سارے لوگ پہچانتے تھے اس لئے وہ کسی دوسری شکل میں اس بار ان کے پاس جانا چاہتی تھی۔ وہ تیز رفتار پرندے کی شکل میں برق رفتاری سے اڑتی ہوئی ہندوستان کے دریاؤں پہاڑوں میدانوں اور جنگلوں کے اوپر سے گذرتی ہوئی شمال میں کوہ ہمالیہ کی پہاڑیوں میں آ گئی۔ اس کستوری ناگن نیچے آ گئی۔ کو تبت شہر کے لکڑی کے ڈھلانی چھتوں والے مکان نظر آئے ان مکانوں کے درمیان ایک لکڑی کا محل تھا جو ظاہر ہے تبت کے بادشاہ کا ہو سکتا تھا۔ تبت کے بادشاہ شروع ہی سے فقیر یعنی راہب بادشاہ ہوتے تھے۔ وہ بادشاہ بھی ہوتے اور مندر کے بڑے پجاری بھی ہوتے تھے۔ کستوری ناگن کو شہر کے کونے

میں ایک ٹیلے پر برف پوش چھوٹا سا مندر بھی دکھائی دیا اس مندر میں آسمانی بجلی بادل اور طوفان کے دیوتا کی پوجا ہوتی تھی یہ گوتم بدھ کے زمانے سے پہلے کی بات ہے۔ بعد میں تبت کے لاماؤں نے بدھ مذہب اختیار کر لیا اور بدھ سٹ کہلانے لگے تھے۔

کستوری ناگن خاموشی سے مندر کے پیچھے اتر گئی۔ یہاں برف ہی برف چاروں طرف جمی ہوئی تھی سردی اتنی زیادہ تھی کہ لوگ روئی کے لحافوں ایسے کپڑے پہنے چل پھر رہے تھے پھر بھی وہ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے مندر کے اندر نائب پجاری آگ جلا کر اس کے سامنے بیٹھا اگنی دیوتا کی تعریف کے بھجن گا رہا تھا۔ کچھ دوسرے عقیدتمند بھی پجاری کے اردگرد بیٹھے تھے کستوری ناگن مندر کی ڈھلان پر برف کے درمیان آ کر کھڑی ہو گئی کافی دیر ہوئی اس نے اسی شہر ہندوستان میں اپنے گھر میں ایک ادھڑ عمر عورت دیکھی تھی جو گھر کا کام کاج کیا کرتی تھی۔ کستوری ناگن نے اس کی شکل اپنی آنکھوں میں جمائی اور پھنکار مارتے ہی اس کی شکل میں آ گئی اب وہ ایک ادھیڑ عمر عورت بن گئی تھی جس نے نوکرانیوں ایسے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے کستوری ناگن خود کو نئی شکل میں دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ اور [illegible] کے دوسرے ساتھیوں میں سے کوئی بھی اسے نہیں پہچان سکتا تھا۔ کہ یہی کستوری ناگن ہے۔
وہ آہستہ آہستہ چلتی مندر کے دروازے پر آگئی اور پھر مندر میں جا کر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئی جو پجاری کے ساتھ بھجن گا رہے تھے۔ عیار پجاری نے ایک نظر کستوری پر ڈالی۔ سمجھ گیا کہ یہ شہر میں ایک نئی عورت ہے وہ آنکھیں بند کر کے اشلوک پڑھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد گانا وغیرہ ختم ہو گیا۔ اور پجاری نے کستوری ناگن کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"تو کس شہر سے آئی ہے بی بی"؟

کھوپڑی لوگ

کستوری ناگن نے کہا۔

"مقدس پجاری! میرا نام گوماتی ہے اور میں غریب بیوہ ہوں۔ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں رہا سوچا مندر میں نوکرانی رکھ لیں تاکہ زندگی کے جو تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں وہ میں آپ کی خدمت اور دیوتا کی پوجا کر کے گذار دوں"

پجاری کو اس ادھیڑ عمر کی عورت یعنی کستوری ناگن پر رحم آگیا۔

اس نے کہا۔ ٹھیک ہے گوماتی۔ اگر تیرا اس سنسار میں کوئی نہیں رہا تو پھر تو دیوتا کے مندر میں رہ کر یہاں کی صفائی وغیرہ کا کام کیا کرنا اور پیچھے ایک کوٹھڑی ہے وہاں سویا کرنا کھانا پینا تمہیں مندر ہی سے مل جایا کرے گا"

کستوری ناگن یہی چاہتی تھی اس نے ہاتھ باندھ کر پجاری کو سلام کیا اور اسی وقت جھاڑو لے کر مندر کے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فرش کو صاف کرنے لگی اب ہم کستوری ناگن کو
تبت کے اس مندر میں چھوڑ کر عنبر، ماریا، کیٹی،
تھیو سانگ اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ وہ
تبت کی طرف سفر کر رہے تھے جبکہ ناگ عقاب
کی شکل میں خلا میں پرواز کرتا دنیا کی فضا میں داخل
ہو گیا تھا ایک جگہ اسے سیاہ اونچی اونچی چٹانوں
کا سلسلہ نظر آیا یہ چٹانیں ایک گول دیوار کی شکل میں
ایک تبت بڑے میدان کو اپنے گھیرے میں لیے
ہوئے تھیں ان کے درمیان میدان میں ایک تالاب
بھی تھا جس کے کنارے سیڑھیاں تالاب میں اتر
گئی تھیں۔

یہ میدان کافی کھلا اور لمبا چوڑا تھا اس میں کہیں
کہیں چھوٹے چھوٹے چبوترے بنے ہوئے تھے کہیں
درختوں کے نیچے پتھر کے سیاہ تخت بچھے تھے کہیں
کسی شے کے ڈھیر لگے تھے ناگ اڑتا اڑتا نیچے آ گیا
اس نے دیکھا کہ یہ ڈھیر جانوروں کی ہڈیوں کے تھے
وہ حیران ہوا کہ یہاں جانوروں کی ہڈیاں کہاں سے آ گئیں؟
وہ اونچی لمبوتری چٹانوں میں گھیرے ہوئے اس میدان
میں اتر آیا۔

تب بڑا حیران ہوا کہ یہاں کون سی مخلوق رہتی

ہے کہ دیواروں کے دروازے بڑے اونچے تھے
غاروں کے اندر جا کر ناگ نے دیکھا کہ سارے
کے سارے غار خالی تھے ان میں کہیں لوہے
کے ہتھوڑے کہیں چھرے کہیں کلہاڑے اور کہیں
پتھروں کو کھرچ کر بنائے ہوئے برتن اور بڑے بڑے
پتیلے پڑے تھے۔ ایک غار میں پانی کے بڑے
بڑے مٹکے رکھے تھے ناگ یہ تو سمجھ گیا کہ یہاں کوئی
قبیلے کے لوگ رہتے ہیں۔ مگر وہ لوگ اس وقت کہاں
تھے؟ ناگ غار سے باہر آ گیا۔

اچانک اس کی نظر کچھ فاصلے پر زمین میں گاڑے
ہوئے بانسوں پر پڑی یہ بانس ساتھ ساتھ زمین میں
گڑے گئے تھے ناگ نے قریب جا کر

فوراً سانپ کی شکل بدلی اور زمین میں گڑے
ہوئے بانسوں کے درمیان رینگنے لگا اس نے قریب
جا کر دیکھا کہ ہر بانس کے نیچے زمین میں ایک خوفناک
شکل والی کھوپڑی پڑی تھی ناگ حیرانی سے کھوپڑیوں
کو تکنے لگا۔ یہ کھوپڑیاں آدمی انسان کی اور آدمی کسی
عجوبہ کی لگتی تھیں یہ لمبوتری کھوپڑیاں تھیں
جن کی آنکھوں کے سوراخ بڑے بڑے تھے کھوپڑیوں
کا سر بھی عام انسانی سر سے تین گنا بڑے تھے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

ہر کھوپڑی کے اوپر نیچے دانتوں کی قطاریں چلی گئی تھیں
یہ دانت لمبے لمبے تھے۔ ناگ رینگتا ہوا ایک
کھوپڑی کے پاس گیا اس کو محسوس ہوا کہ کھوپڑی
کے اندر کوئی شے حرکت کر رہی ہے۔
ناگ نے سوچا کہ اس معمے کو حل کرنا چاہیے
کہ کھوپڑی کے اندر کیا چیز ہے۔ وہ رینگتا ہوا آہستہ
سے آنکھ کے گول بڑے سوراخ میں سے کھوپڑی کے
اندر داخل ہو گیا کھوپڑی اندر سے بھی بڑے کمرے
سے بھی بڑی اور گول گنبد کی طرح تھی ناگ نے
دیکھا کہ اندر کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن اسے کانوں میں
ایسی آواز سنائی دی جیسے کہیں قریب ہی سمندر کی
لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ ناگ نے کوئی خیال
نہ کیا اور کھوپڑی سے باہر نکلنے کے لئے کھوپڑی کے
آنکھ کے سوراخ کی طرف رینگنے لگا۔ جونہی اس نے کھوپڑی
کی آنکھ میں سے باہر جانے کی کوشش کی اسے ایک
زبردست جھٹکا لگا۔ اور وہ تڑپ کر کھوپڑی کے اندر
گر پڑا۔ ناگ جلدی سے اٹھا اس نے کھوپڑی کی دوسری
آنکھ اور پھر اس کے کھلے منہ میں سے نکلنے کی کوشش
مگر وہاں بھی اسے زبردست جھٹکے لگے۔ اور ناگ
باہر نہ نکل سکا۔ ناگ نے پریشان ہو کر پھنکارنا

چاہا کہ چڑیا بن کر وہاں سے اڑ کر نکل جاؤں مگر یہ
دیکھ کر وہ خوف زدہ سا ہو گیا کہ وہ پرندہ نہیں بن
سکتا تھا۔ ناگ نے دوسری بار سانس چھوڑا کہ انسان
کی شکل میں آجائے۔ مگر وہ اس میں بھی کامیاب
نہ ہو سکا۔ ناگ کی طاقت اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی
ناگ نے خود غلطی کی کہ اس عجیب و غریب بھوت
کی کھوپڑی میں داخل ہو گیا۔ ضرور یہ طلسمی کھوپڑی
تھی۔ اس میں کوئی خاص طلسم کیا گیا تھا۔ یا طلسم کے
اثرات پیدا ہو گئے تھے۔ اب ناگ کیا کرے!
کیسے باہر نکلے؟

یہی سوچتے ہوئے کھوپڑی کی آنکھ کے سوراخ کے
پاس پیچھے کی جانب بیٹھ گیا اور سانپ کی گردن اٹھا
کر چٹانوں کی اس پراسرار وادی کے میدان کی طرف
دیکھنے لگا۔

اسے ایسی آوازیں آنے لگی جیسے بہت سے درندے
جانور وادی میں داخل ہو رہے ہیں۔ مگر یہ درندوں
کی آوازیں نہیں تھیں کسی وقت کوئی اونچا قہقہہ بھی
سنائی دے جاتا تھا۔ یہ قہقہہ انسانی قہقہے سے بہت
مختلف تھا۔ یہ لمبا اونچا اور مسلسل تھا اور کسی
جانور کی چیخ سے زیادہ ملتا تھا۔ سانپ کی نظریں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قریب ہی لگی تھیں جہاں دو اونچی اونچی پہاڑ
چٹانوں کے درمیان ایک راستہ بنا ہوا تھا یہ عجیب و
غریب آوازیں اسی طرف سے آرہی تھیں پھر ناگ
نے جو کچھ دیکھا اس پر اسے یقین نہیں آرہا تھا
چٹانوں کے درمیان سے ایک بھوت نما اونچے
انسانوں کا جلوس سا داخل ہوا ان میں سے سب
کے قد پندرہ پندرہ فٹ کے تھے۔ ان کے
سر بڑی بڑی کھوپڑیوں کی طرح تھے جن کی
آنکھیں اور ناک بھی تھے۔ گویا یہ زندہ کھوپڑیاں
تھیں۔ ان کی موٹی موٹی گردنیں سینے کے ساتھ ملی
ہوئی تھیں۔ بازو بڑے لمبے لمبے تھے انہوں نے
جسم پر صرف ایک دھوتی نما کپڑا باندھ رکھا تھا
اتنے اونچے لمبے انسان نما بھوت یا بھوت نما انسان
ناگ نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے وہ سب
دوسرے کے لمبے لمبے ہاتھ پکڑے چلے آرہے تھے
ان میں بچے بھی تھے بچوں کے قد پانچ پانچ چھ چھ فٹ
کے تھے۔ ان سب کی پیچھے سے دمیں نکلی ہوئی تھیں
جب وہ ناگ کے قریب سے گزرے۔ تو ناگ نے
دیکھا کہ ان کے سر بالکل کھوپڑیوں ایسے تھے فرق
صرف اتنا تھا کہ کھوپڑیوں کی آنکھیں اور ناک نہیں

ہوتے اور ان کے لمبے لمبے کان بلیوں کی طرح کے نوک
بھی تھے اور بھوتوں ایسی بڑی بڑی تربوز جتنی آنکھیں
بھی تھیں۔ ناگ سانپ کی شکل میں زمین پہ پڑی
کھوپڑی کے اندر چھپ کر بیٹھا تھا۔ وہ یہ سمجھ رہا
تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھے گا۔ مگر جونہی یہ
کھوپڑی لوگ اس کے قریب سے گزرے ایک
کھوپڑی والا بھوت نما انسان وہیں رک گیا اس نے
اپنے لٹکے ہوئے ہونٹ کو اوپر اٹھا کر اس کا پیالہ
سا بنایا۔ پھر بانسوں کی طرف دیکھا۔ جہاں لوگوں کی
کھوپڑیاں پڑی تھیں۔ ناگ کا دل زور سے دھڑکنے لگا
کھوپڑی والا آدمی اسے اپنی لال لال آنکھوں سے گھور رہا
تھا۔ باقی مخلوق بھی وہیں رک گئی اسی کھوپڑی والے
بھوت نما پندرہ فٹ اونچے لمبے انسان نے چلا کر
کھوپڑی کی طرف اشارہ کر کے ایک عجیب سی گونجدار
آواز نکالی اس آواز میں کوئی لفظ نہیں تھے صرف اونچی
نیچی آواز تھی۔ جس میں ایسا شور بھی تھا۔ جیسے پتھر
چٹانوں سے نیچے گر رہے ہوں۔ مگر یہ ان کی اپنی بولی
تھی اور ناگ اس بولی کو سمجھ گیا تھا۔ کھوپڑی والے
آدمی نے کہا تھا۔

"وہ آگیا ہے۔ میں نے سب سے پہلے اسے

COURTESY WWW.FREEBOOKSFREE.PK

دیکھا ہے۔ اب میں تمہارا سردار ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی یہ پندرہ فٹ کا بھوت نما کھوپڑی والا آدمی لپک کر ناگ کے پاس آیا جھک کر اس نے کھوپڑی کو اٹھا لیا پھر ہاتھ اندر ڈال کر ناگ کو پکڑ لیا۔ ناگ نے اس کے ہاتھ پر ڈس دیا اور انتہائی طاقت والا خطرناک زہر اس کھوپڑی والی مخلوق کے جسم کے اندر پہنچا دیا۔ مگر اس آدمی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے ناگ کو اپنی مٹھی میں پکڑ کر اوپر اٹھا کر لہرایا اور خوشی سے چلایا۔

"میں تمہارا سردار ہوں۔ بڑے سردار کی روح کی شرط پوری ہو گئی"

ناگ اس کے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں ایک بے بس سانپ کی طرح لٹک رہا تھا۔ باقی کھوپڑی والی مخلوق نے سردار کے ہاتھ میں سانپ دیکھا تو فوراً۔ دوزانو ہو گئے اور پھر اپنے سر جھکا کر ایک آواز ہو کر بولے۔

"تم ہمارے سردار ہو۔ تم نے سانپ کو قابو میں کر لیا ہے۔ یہ سانپ صرف دیوتاؤں نے تمہارے لیئے یہاں بھیجا ہے"

ناگ نے تڑپ کر اپنے آپ کو کھوپڑی سردار کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی مگر بہت جلد اسے احساس ہو گیا کہ اس کھوپڑی سردار کی طاقت کے مقابلے میں اس کی طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ کھوپڑی سردار نے ناگ کو ہاتھ میں تین چار بار لہرایا اور بولا۔

"یہ مقدس سانپ اب میرے ساتھ رہے گا"

وہ ناگ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کے آگے آگے چلا اور باقی کھوپڑی لوگ اس کے پیچھے پیچھے بڑے ادب سے منہ ہی منہ میں کچھ گنگناتے چل پڑے ان کھوپڑی لوگوں میں عورتیں بھی تھیں عورتوں کے قد بھی پندرہ پندرہ فٹ کے تھے اور ان کے سروں پر بال بالکل نہیں تھے ان کی کھوپڑیاں بھی بڑے خلوے کدو ایسی تھیں اور ناک بکرے کی طرح تھوتھنی کے ساتھ مل گئے تھے۔

یہ سارے لوگ ایک بہت بڑے غار میں داخل ہو گئے۔ اس غار میں آگے جا کر ایک کھلی جگہ پہ ایک پتھر کا تخت بچھا ہوا تھا دیوار کے ساتھ ساتھ بھی پتھر کی بڑی بڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرسیاں بنی ہوئی تھیں کھوپڑی سردار تخت پر بیٹھ گیا۔ باقی کھوپڑی لوگ کرسیوں پر بیٹھ گئے ان میں سے ایک کھوپڑی عورت اٹھ کر کونے میں گئی۔ وہاں سے سنگ مرمر کا ایک تھال اٹھا کر سردار کھوپڑی کے سامنے آکر بولی۔

"مقدس سردار! ہمیں اس تھال میں تمہارے مقدس آنکھ کے موتی کی ضرورت ہے تاکہ تمہاری بادشاہت ہمیشہ قائم رہے۔"

ناگ یہ سب کچھ حیرانی سے دیکھ رہا تھا وہ ابھی تک کھوپڑی سردار کے ہاتھ میں تھما کھوپڑی سردار نے اپنی ایک آنکھ تھال کے اوپر کر کے زور سے چیخ ماری۔ ٹپا ٹپ اس کی آنکھ سے دو کالے رنگ کے موتی نکل کر تھال میں گر پڑے سب کھوپڑی مخلوق اٹھ کر زور زور سے تالیاں بجانے اور سردار زندہ باد۔ ہمارا بادشاہ زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔

کھوپڑی سردار نے اشارہ کیا۔ ایک دوسری کھوپڑی عورت بھاگ کر ایک کوٹھڑی میں گئی۔ کوٹھڑی میں سے وہ باریک جالی کا ایک چھوٹا تھیلا لے کر سردار کے پاس آئی۔ سردار نے ناگ کو اس تھیلے میں ڈال دیا تھیلے کا منہ بند کیا اور اس کی ڈوری کو اپنی گردن کے گرد باندھ لیا اور بولا "یہ مقدس سانپ اب ہمیشہ میری گردن میں لٹکتا رہے گا"

ایک بار پھر غار کھوپڑی لوگوں کی تالیوں اور عجیب قسم کی ڈراؤنی آوازوں والے نعروں سے گونج اٹھا ناگ سمجھ گیا کہ اب یہاں سے فرار ابھی ناممکن ہے۔ ابھی تو وہ بھوت نما کھوپڑی مخلوق کی دنیا میں قید ہو کر رہ گیا۔

ناگ کو ہم اس کھوپڑی مخلوق میں چھوڑتے ہیں اور سیدھے عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی طرف چلتے ہیں یہ پانچوں دوست ناگ کی تلاش میں تبت پہنچ گئے ہیں یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ جہاں ایک مندر اور بادشاہ یعنی تبت کے لاما کا لکڑی کا سادہ سا محل بھی تھا۔

عنبر نے کہا۔

"یہاں کوئی کارواں سرائے تو دکھائی نہیں دیتی میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی برف پوش پہاڑی کی قدرتی کھوہ یا غار میں ٹھکانہ بنانا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہیئے۔
ماریا نے کہا۔
"مگر جولی سانگ اور تھیوسانگ سے پہلے یہ معلوم کرلینا چاہیئے کہ ہمیں یہاں کتنی دیر تک ٹھہرنا ہوگا میرا مطلب ہے کہ کیا یہاں وہ پرانا خلائی اڈہ مل جائے گا۔ جہاں ان کے خیال کے مطابق کبھی خلائی مخلوق اپنے راکٹوں میں اترا کرتی تھی؟"
کیٹی نے جواب میں کہا۔
"ان سے کیوں پوچھتی ہو۔ مجھ سے بھی پوچھو آخر میں بھی خلائی مخلوق ہوں۔"
جولی اور تھیوسانگ مسکرانے لگے۔ کیٹی نے عنبر اور ماریا کو بتایا کہ اگرچہ خلائی مخلوق بہت عرصہ پہلے یہاں تبت کے برف پوش میدانوں میں اتر کرتی تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اوپر سے خلائی جہاز والوں کو برف کے سفید میدان صاف نظر آجاتے تھے مگر یہ سراغ لگانا ذرا مشکل ہے کہ کستوری ناگن ناگ کو یہاں کس جگہ سے اپنے ساتھ خلا میں لے گئی ہوگی۔
عنبر نے پوچھا۔

"کیا وہ خلائی جہاز کے بغیر بھی ناگ کو اوپر اپنی دنیا میں لے جا سکتی ہے؟"
تھیوسانگ بولا۔
"ایسا ہو سکتا ہے۔"
عنبر نے فوراً کہا۔
"تو پھر خلائی اڈہ تلاش کرنا بیکار ہے کیونکہ کستوری ناگن تو اسے کسی بھی جگہ سے اڑ کر لے جا سکتی ہے"
جولی سانگ نے کہا۔
"عنبر بھیا! اس کے باوجود خلائی مخلوق کو چھوڑ کر اوپر جانے کے لئے کسی ایسی جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں اس کے ارد گرد کا ماحول بالکل صاف ہو اور فضا میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو ویسے میں یہ نہیں مانتی کہ کستوری ناگن ناگ کو خلائی جہاز یا راکٹ کے بغیر خلا میں لے گئی ہے۔ کیونکہ خلا میں کوئی انسان کوئی مخلوق عام حالت میں زندہ نہیں رہ سکتی"
ماریا نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا وہاں ہوا نہیں ہوتی اس لئے؟"
جولی سانگ بولی۔
"ہوا کبھی نہیں ہوتی اور خلا میں ہوا کا
دباؤ بھی نہیں ہوتا۔"
عنبر بولا۔
"تو پھر آپ سب لوگوں کی کیا رائے ہے"
تھیو سانگ کہنے لگا۔
"ناگ کو کستوری ناگن اگر یہاں کسی جگہ
سے اڑ کر لے گئی ہے تو برف پر ان کے
پاؤں کے نشان ضرور ہوں گے کیونکہ
ابھی یہاں تازہ برف گرنا شروع نہیں
ہوئی یہ سب پرانی برف ہے اور یہاں
برف کبھی نہیں پگھلتی چنانچہ برف پر جو
ایک بار نشان پڑ جاتا ہے وہ اگلی
برف باری تک ویسے ہی رہتا ہے
اس اعتبار سے ہمیں کچھ دیر تبت میں
ہی ٹھہرنا چاہیئے"
کیٹی نے چاروں طرف سانس لے کر کہا۔
"ناگ کی خوشبو بھی تو نہیں آ رہی ہے"
مگر وہیں مندر میں نوکرانیوں کا کام کرتی اور گوماتی کی
شکل میں موجود کستوری ناگن کو عنبر ماریا کیٹی تھیو
سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو آ گئی تھی۔ وہ
کام کرتے کرتے خوشی سے اچھل سی پڑی وہ
مندر سے باہر اس کے لکڑی کے برآمدے میں کوڑا
کرکٹ پھینکنے کے بہانے آئی اور جدھر سے ان
لوگوں کی خوشبو آ رہی تھی اُدھر دیکھا خوشبو دور پہاڑی
ٹیلے کی جانب سے آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ
عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ آ گئے تھے
مگر ناگ ابھی تک نہیں آیا تھا کستوری ناگن نے اپنی
ناگن ماں کی بڑی سنبھال کر رکھی ہوئی تھی
کستوری ناگن نے سوچا کہ اسے خود چل کر ان
لوگوں کا ٹھکانہ معلوم کرنا چاہیئے۔ اور اپنی تسلی
کرنی چاہیئے۔ کہ وہ آ گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر
بعد کستوری ناگن نے تھیلا اٹھایا اور برف میں چھپی
جڑی بوٹیاں تلاش کرنے کے بہانے اس پہاڑی کی
طرف چل پڑی جدھر سے اسے عنبر ماریا کیٹی
تھیو سانگ اور جولی سانگ کی برابر خوشبو آ رہی تھی
کستوری ناگن مندر کی نوکرانی گوماتی کی شکل میں
ہاتھ میں تھیلا پکڑے روئی کا لمبا جبہ کوٹ پہنے
سر پر روئی کی ٹوپی رکھے برف میں بنے ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راستے پر چلی جا رہی تھی جب پہاڑی قریب آ گئی تو اس نے سانس بھر کر محسوس کیا کہ خوشبو پہاڑی میں جو چھوٹا سا غار ہے اس کے اندر سے آ رہی ہے کستوری ناگن غار کے بالکل قریب جا کر بیٹھ گئی اور برف کھود کر یونہی جھوٹ موٹ جڑی بوٹیاں تلاش کرنے لگی۔

اتنے میں ماریا غار سے باہر نکلی اس نے ایک عورت کو برف پر بیٹھے دیکھا تو اڑتی ہوئی اس کے قریب آ گئی۔ کستوری ناگن فوراً سمجھ گئی۔ کہ ماریا اس کے اردگرد موجود ہے۔ کیونکہ اسے ماریا کی تیز خوشبو آ رہی تھی مگر وہ اپنے کام میں لگی رہی ماریا نے کستوری ناگن کے چاروں طرف گھوم پھر کر اسے غور سے دیکھا چونکہ اس کی شکل دوسری تھی۔ اس لئے ماریا کو علم نہ ہو سکا۔ کہ یہ کستوری ناگن ہے۔ ماریا اڑ کر غار میں چلی گئی اور بولی۔

"باہر ایک ادھیر عمر کی عورت برف کھود رہی ہے"

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس عورت سے ناگ کا کوئی سراغ مل جائے عنبر باہر آ کر کستوری ناگن کے قریب آ گیا وہ بھی

کستوری ناگن کو نہ پہچان سکا۔ کستوری ناگن نے اسے پہچان لیا تھا۔ مگر عنبر کیسے پہچانتا کستوری ناگن کی شکل ہی وہ نہیں تھی۔ اس نے کستوری ناگن سے پوچھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو بہن؟"

کستوری ناگن عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔

"بھائی کیا کروں۔ مندر میں رہتی ہوں۔ یہاں جڑی بوٹیاں تلاش کرنا بھی میرا فرض ہے"

عنبر بولا۔

"کیا برف میں بھی جڑی بوٹیاں ہوتی ہیں؟"

کستوری ناگن بولی۔

"ہاں بھائی: برف کے نیچے دبی ہوئی ہوتی ہیں ہمارے مندر میں ان جڑی بوٹیوں کا مشروب تیار ہوتا ہے۔ جو بخار کو ٹھیک کر دیتا ہے"

عنبر بھی جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا مگر اس وقت اسے ناگ کے بارے میں کچھ معلومات چاہیئے تھیں۔ وہ بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"گوماتی۔ میرا نام گوماتی ہے۔ مگر تم کون ہو اور کیا تم اس غار میں رہتے ہو؟ میں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہلے تمہیں یہاں کبھی نہیں دیکھا۔

عنبر نے کہا۔

" میں یہاں اپنے کچھ بہن بھائیوں کے ساتھ مندر دیوتا کی یاترا کرنے آیا ہوں۔ یہاں کوئی جگہ نہیں ملی تو ہم نے غار میں ہی ڈیرا جما لیا۔

کستوری ناگن نے برف کے نیچے سے گھاس کا گچھا توڑ کر نکالا اور اسے جھاڑنے کے بعد منہ میں رکھ لیا۔ پھر اٹھ کر چلنے لگی تو عنبر نے پوچھا

" گوماتی! میں نے سنا ہے کہ یہاں سانپ کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ کیا یہاں کوئی سانپ ہے"؟

کستوری ناگن سمجھ گئی کہ عنبر ناگ کے بارے میں پوچھ رہا ہے اس کا مطلب تھا کہ ناگ ان کے پاس ابھی تک نہیں پہنچا۔ کیونکہ کستوری ناگن کو غار میں سے ناگ کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی اس نے جھوٹ موٹ کہہ دیا۔

" میں نے سنا ہے کہ کبھی یہاں سانپ کی پوجا ہوا کرتی تھی۔

جہاں آج کل ہمارے بادشاہ لاما کا محل ہے اس کے قریب ہی کہتے ہیں ایک سانپ مندر ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب وہ نہیں رہا۔ کیونکہ اب ہم لوگ سانپ کی پوجا نہیں کرتے۔ ہم بادل پانی ہوا اور آسمانی بجلی کے دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

" کیا اس سانپ مندر کا اب کوئی کھنڈر بھی باقی نہیں ہے"؟

کستوری ناگن چاہتی تھی کہ یہ لوگ یہاں سے نہ جائیں کیونکہ ان کی موجودگی میں ناگ کے وہاں آنے کی امید زیادہ تھی۔ کیونکہ ناگ ان کی خوشبو پا کر وہاں ضرور آ جاتا۔ چنانچہ کستوری ناگن نے کہا۔

" کھنڈر تو کوئی نہیں ہے مگر میری دادی کہا کرتی تھی کہ یہاں سے شمال کی طرف ایک گہری گھاٹی ہے اس گھاٹی میں ایک پرانے مندر کے کھنڈر اب بھی باقی ہیں جہاں سنا ہے کہ چاند رات کو ایک سانپ آج بھی آ کر ناگ مورتی کے آگے کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔

چونکا۔ وہاں چل کر پتہ کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا وہ ناگ ہی ہو۔ اس نے کستوری ناگن سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوچھا۔

"کیا تم ہمیں اس مندر کے کھنڈر تک لے
سکتی ہو۔ ہمیں سانپ مندر دیکھنے کا بہت
شوق ہے۔

کستوری ناگن کے ذہن میں ان لوگوں کو وہیں ٹھہرائے
رکھنے کی ایک پوری اسکیم آگئی تھی۔ اسی اسکیم
عمل کرتے ہوئے کستوری ناگن نے کہا۔

"میں اس سانپ مندر میں نہیں جا سکتی
کیونکہ ہمارے خاندان میں سانپ مندر میں
جو کوئی بھی جاتا ہے مرجاتا ہے۔ مگر
میں دُور سے تمہیں وہ مندر دکھا سکتی
ہوں"

عنبر خوش ہوکر بولا۔

"بس ٹھیک ہے۔ تم ہمیں دُور ہی سے وہ مند
دکھا دینا تمہاری بہت مہربانی ہوگی کیا تم
آج کس وقت ہمیں سانپ مندر تک
لے چلو گی؟"

کستوری ناگن کہنے لگی۔

"تمہیں وہاں تک جانے کے لئے گھوڑوں
کا انتظام کرنا ہوگا۔ کیونکہ وہ مندر دُور
ہے ہم پیدل وہاں تک نہیں جا سکتے

عنبر بولا۔

"بہتر ہے تم کل اسی وقت یہاں آجانا میں
نے گھوڑوں کا انتظام کرلیا ہوگا"

کستوری ناگن چلی گئی۔ مندر میں آتے ہی اس نے بلبل
کا روپ بدلا اور فضا میں پرواز کرتی ہوئی شمال کی
طرف نکل گئی۔ وہ کل عنبر اور اس کے ساتھیوں کو شمال
کی جانب فرضی سانپ مندر دکھانے جا رہی تھی اور
اُسے معلوم ہی نہیں تھا کہ ایسا کوئی مندر وہاں ہے
بھی کہ نہیں۔ کستوری ناگن نے یہی سوچا تھا کہ وہ
فضا میں پرواز کرکے علاقے کو دیکھے گی
جہاں اسے کوئی چھوٹا سا کھنڈر کھائی میں
نظر آیا وہ اس کو سانپ مندر بتا دے گی
چنانچہ جب وہ کچھ فاصلے پر ایک کھائی پر آئی
تو غوطہ لگایا اور نیچے کھائی میں آکر دیکھنے لگی۔
اتفاق سے کھائی جہاں شروع ہوتی تھی وہاں ایک
گول چھت والی پرانی ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی اسے دکھائی
دی۔ کستوری ناگن فوراً وہاں اتر پڑی۔ دیکھا کہ یہ
ایک پرانی بوسیدہ کوٹھڑی ہے جہاں شاید کبھی
کوئی راہب بیٹھ کر عبادت کیا کرتا ہوگا اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کوٹھڑی اجڑ چکی تھی۔ اور پتھر ادھر اُدھر بکھرے پڑے تھے۔

کستوری ناگن نے پتھروں کو جوڑ کر ایک نشانی بنائی اور تیزی سے واپس اپنے مندر میں آ گئی دوسری طرف عنبر نے ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کو جا کر بتایا کہ مندر کی ایک شریف خادمہ نے اِسے یہاں ایک سانپ مندر میں لے جانے کی حامی بھری ہے۔

"اس کا کہنا ہے کہ وہاں چاند رات کو کوئی پراسرار سانپ پوجا کو آتا ہے"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا یہ سانپ مندر آباد ہے؟ کیونکہ یہاں تبت میں تو سانپ کی پوجا نہیں ہوتی"

عنبر بولا۔

"سانپ کی پوجا اب واقعی یہاں نہیں ہوتی مگر اس ملازمہ جسکا نام گوماتی ہے کا کہنا ہے کہ کسی زمانے میں یہاں سانپوں کی باقاعدہ پوجا ہوا کرتی تھی اور ان کے مندر بھی تھے مگر اب صرف ایک ہی مندر کے کھنڈر رہ گئے ہیں اور وہاں چاند رات

کو ایک سانپ پوجا کرنے آتا ہے"

سمیٹی نے کہا۔

"کیا معلوم وہ ناگ بھیا ہی ہو"

جولی سانگ اور تھیو سانگ نے بھی کہا کہ انہیں اس مندر کو چل کر دیکھنا چاہیئے ماریا نے جب چاند رات کو کسی سانپ کے آنے کا سنا تو بھی راضی ہو گئی۔

عنبر بولا۔

"تمہیں گھوڑوں کا انتظام کرنا ہوگا کیونکہ نوکرانی گوماتی پیدل نہیں چل سکتی"

ماریا نے کہا۔

"اتنے گھوڑے ہم یہاں کہاں سے لائیں گے ایسا کرتے ہیں کہ عنبر اس عورت گوماتی کے ساتھ چلا جائے۔ دو گھوڑوں کا انتظام تو ہو سکتا ہے میں بھی ہوا میں اڑتی ہوئی ساتھ جاؤں گی۔ تم لوگ یہیں غار میں رہنا"

اس تجویز پر سب نے اتفاق کر لیا۔ عنبر شہر میں کرائے پر دو گھوڑے لینے چل دیا دوسرے روز ٹھیک وقت پر کستوری ناگن نوکرانی گوماتی کے بھیس اور شکل میں وہاں پہنچ گئی۔ عنبر گھوڑے لئے تیار

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

کھڑا تھا کستوری ناگن نے سب کی خوشبوئیں
لیں تھیں۔ اس نے عنبر سے کہا۔

"بھائی! میرے پیچھے پیچھے گھوڑا چلانا میں گھ
تیز نہیں چلاؤں گی۔ ہاں۔ مجھے ڈر لگتا ہے
عنبر بولا "تم بالکل نہ گھبراؤ۔ میں تمہاری حفاظت
ہوں۔"

اور وہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑے
کستوری ناگن گھوڑے پر سوار آگے آگے جا رہی تھی
برف پر ایک چھوٹا سا راستہ بنا ہوا تھا جو ایک پہ
وادی سے دوسری وادی کی طرف جاتا تھا اسی طرح چلتے
چلتے کستوری ناگن گھاٹی کے کنارے اس جگہ پر
آئی۔ جہاں چند قدموں کے فاصلے پر ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی
واقع تھی۔ کستوری ناگن نے گھوڑے کو روک لیا اور
طرف اشارہ کرکے عنبر سے کہا

"وہ سانپ مندر ہے۔ میں آگے نہیں جاؤں گی
آگے گئی تو جل جاؤں گی۔ تم جا کر اسے دیکھ
آؤ۔ میں یہیں کھڑی ہوں"

عنبر گھوڑے سے اتر پڑا اور برف پر قدم اٹھاتا شکستہ
کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔

○

چاندرات کا سانپ

کستوری ناگن دور کھڑی عنبر کو تک رہی تھی
عنبر شکستہ کوٹھڑی کے اندر داخل ہو کر ایک ایک اینٹ
دیکھنے لگا۔ کوٹھڑی کی حالت کھنڈر ایسی تھی عنبر یہی
سمجھا کہ یہ سانپ مندر ہی ہوگا کبھی۔ واپس کستوری ناگن
کے پاس آکر عنبر نے کہا۔

"پرسوں چاند رات ہے میں چاہتا ہوں کہ
چاند رات کو یہاں آکر سانپ کے آنے
کا تماشہ دیکھوں۔"

کستوری ناگن کو معلوم تھا کہ عنبر چاند رات کو ضرور
سانپ دیکھنے آئے گا۔ کہ کہیں وہ ناگ ہی نہ ہو مگر
کستوری ناگن نے تو جھوٹ بولا تھا۔ وہاں چاند رات
کو کوئی سانپ نہیں آتا تھا۔ لیکن اس رات کستوری ناگن
نے خود سانپ بن کر شکستہ کوٹھڑی میں جانے کا فیصلہ کیا
ہوا تھا۔ کستوری ناگن بولی

"تم ضرور آنا بھائی مگر میں نہیں آؤں گی کیونکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمارے خاندان والوں کو کسی بھی سانپ مندر
میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔"
عنبر بولا۔
"مجھے بھی صرف سانپ کو دیکھنے کا شوق
ہے۔ ورنہ خاص طور پر آنے کی ضرورت
نہیں۔ گوماتی۔
عنبر واپس غار میں اور کستوری واپس مندر میں چلی گئی
عنبر نے ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کو
بتایا کہ یہاں سے دُور واقعی ایک سانپ مندر کا
کھنڈر ہے جہاں چاند رات کو سانپ آتا ہے
پرسوں چاند رات ہے میں وہاں جا کر دیکھوں گا
کہ کہیں وہ ناگ ہی نہ ہو۔ ماریا نے کہا۔
"اگر ناگ ہُوا تو اس کی خوشبو یہاں بھی آ جائے گی"
کیٹی نے کہا
"لیکن اگر ناگ کسی طلسم میں گرفتار ہو تو اس
کی خوشبو نہیں آیا کرتی"
تھیو سانگ بولا۔
"تو پھر ہم سب ساتھ چلیں گے"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"سب کے جانے کی کیا ضرورت ہے

عنبر اور ماریا چلے جائیں اگر ناگ بھیا
ہُوا تو اسے ساتھ لے آئیں گے"
آخر سب کے مشورے سے یہی طے پایا کہ عنبر اور
ماریا ہی چاند رات کو سانپ کے کھنڈر میں جا کر سانپ
کو دیکھیں گے اور اگر وہ ناگ ہُوا تو اُسے ساتھ لے
آئیں گے۔ اور اگر وہ ناگ نہ ہُوا تو اس سے ناگ کے بارے
میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے دوسری
طرف کستوری ناگن بھی بے تابی سے چاند رات کا انتظار
کر رہی تھی جب چاند رات آئی۔ تو کستوری ناگن بلبل کا
روپ بدل کر ہوا میں اڑتی ہوئی گھاٹی والی شکستہ کوٹھڑی
میں جا کر بیٹھ گئی۔ پورا چاند نکلا ہُوا تھا۔ چاروں
طرف اس کی روشنی برف پر چمک رہی تھی۔ تھوڑی
دیر بعد کستوری ناگن کو عنبر کے ساتھ ماریا کی خوشبو
بھی آنے لگی۔ وہ سمجھ گئی کہ عنبر ماریا کو ساتھ
لے کر آیا ہے اس نے دیکھا کہ دُور عنبر گھوڑے
پر سوار چاندنی رات میں چلا آ رہا تھا۔ کستوری ناگن
نے فوراً پھنکار مار کر ایک سیدھے سادے سانپ
کا روپ بدلا۔ اور کوٹھڑی کے پتھروں کے پیچھے چھپ
گئی۔
عنبر اور ماریا کوٹھڑی کے قریب آ کر رُک گئے عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھوڑے سے اترا۔
ماریا نے کہا۔
" ہم دونوں کوٹھڑی میں چلتے ہیں "
کستوری ناگن ان کی باتیں صاف سن رہی تھی اتنے میں عنبر کوٹھڑی میں داخل ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اس نے کہا۔
" ماریا چاندرات کا سانپ ابھی تک نہیں آیا "
ماریا نے کہا۔
" ہمیں اس جگہ بیٹھ کر اس کا انتظار کرنا چاہیئے اس عورت گوماتی کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ سانپ ضرور آئے گا۔
عنبر کوٹھڑی کے باہر ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا ماریا بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گئی کستوری ناگن کو دونوں کی خوشبو آ رہی تھی اب اس نے اپنا ڈرامہ شروع کر دیا اس نے زور سے پھنکار ماری اور پتھروں کے پیچھے سے نکل کر ٹوٹے پھوٹے چبوترے پر بیٹھ گئی۔
سانپ کی پھنکار کی آواز سن کر عنبر اور ماریا جلدی سے کوٹھڑی میں آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سیاہ رنگ کا سانپ چبوترے پر پھن اٹھائے بیٹھا جھوم رہا ہے۔ کستوری ناگن نے سانپ کی شکل میں عنبر کو دیکھا تو فوراً چبوترے سے اتری اور اس کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔
عنبر نے ماریا سے کہا۔
" ماریا! ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ ناگ ہے یا نہیں ؟
ماریا نے کہا۔
" ہو سکتا ہے یہ ناگ ہو اور اس پر کسی طلسم کا اثر ہو جس کی وجہ سے اس کی خوشبو نہ آ رہی ہو بہتر ہے کہ اس سے بات کر کے پوچھو "
عنبر نے سانپ کی زبان میں کہا۔
" اے کالے سانپ! کیا تو ناگ ہے ؟ اگر ناگ دیوتا ہے تو میں عنبر ہوں اور ماریا بھی میرے ساتھ ہے۔
کستوری ناگن بولی۔
" عنبر اور ماریا میں ناگ دیوتا نہیں ہوں مگر ناگ دیوتا کا غلام ضرور ہوں "
عنبر نے پوچھا۔
" کیا تمہیں معلوم ہے کہ ناگ دیوتا کہاں ہے ؟
کستوری ناگن نے کہا۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

"ناگ دیوتا اس وقت اسی ملک میں کسی جگہ پر ہے میں یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کس جگہ پر ہے۔ مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ وہ اسی طرف آ رہا ہے اور بہت جلد یہاں پہنچنے والا ہے۔

ماریا اور عنبر کو خوشی ہوئی کہ ناگ اس ملک میں ہے۔ اور جلد وہاں پہنچ جائے گا وہ سانپ کی بات کو سچ سمجھ رہے تھے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ سانپ اصل میں کستوری ناگن ہے۔ ان لوگوں کو زیادہ سے زیادہ دیر اس جگہ رکھنا چاہتی ہے تاکہ اپنے طور پر جب ناگ دیوتا آئے تو وہ اس کو اپنے قبضے میں لے کر وہاں سے فرار ہو جائے۔ عنبر نے سانپ کی زبان سے کہا۔

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ ناگ دیوتا کب تک یہاں پہنچ جائے گا؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"یہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا مگر اتنا جانتا ہوں۔ کہ تم لوگوں کو اسی جگہ رہ کر ناگ کا انتظار کرنا ہوگا اگر تم چلے گئے تو پھر ناگ سے کبھی نہ مل سکو گے۔"

عنبر نے جلدی سے کہا۔

"ہم یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے"

کستوری ناگن نے کہا۔

"میرے جانے کا وقت ہو گیا ہے اب میں جا رہا ہوں۔"

اور کستوری ناگن کوٹھڑی سے نکل کر سانپ کی شکل میں دوسری طرف چلا گیا۔ وہ ایک بڑے کے تودے کے پیچھے چھپ کر عنبر اور ماریا کی باتیں سننے لگا۔ ماریا کہہ رہی تھی۔

"اب ہمیں اس غار میں ہی رہنا ہوگا۔ جب تک ناگ یہاں نہیں آ جاتا۔"

عنبر بولا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ چلو اب واپس چل کر کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کو یہ خبر سناتے ہیں۔

اور وہ دونوں وہاں سے چلے گئے ان کے جانے کے بعد کستوری ناگن نے بلبل کا روپ بدلا اور واپس سانپ مندر والی اپنی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اب ایک طرف عنبر ماریا تھیو سانگ کیٹی اور جولی سانگ غار میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑاؤ ڈالے ناگ کا انتظار کر رہے تھے تو دوسری طرف کستوری ناگن سانپ مندر میں گوماتی نوکرانی کے روپ میں ناگ کی راہ دیکھ رہی تھی

دوسری طرف ناگ عجیب و غریب کھوپڑی مخلوق کے چنگل میں پھنسا فرار ہونے کے طریقے سوچ رہا تھا مگر ان بھوت نما بڑی بڑی کھوپڑیوں والی پندرہ پندرہ اونچی لمبی مخلوق کی قید سے رہائی اسے ممکن نظر نہیں آ رہی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ ناگ کی طاقت چھین لی گئی تھی۔ نہ وہ اپنی شکل بدل سکتا تھا۔ اور نہ وہاں سے اڑ کر کہیں جا سکتا تھا۔ اسے کھوپڑی مخلوق کے سردار نے جالی دار تھیلے میں ڈال کر اپنے گلے میں لٹکا رکھا تھا۔ وہ ہر وقت اسے گلے میں لٹکائے رکھتا تھا سوتے جاگتے ناگ اس کے ساتھ رہتا تھا۔

ایسی مخلوق ناگ نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ خدا جانے یہ کس دنیا کے رہنے والے تھے اور یہاں کیسے آ گئے تھے۔ وہ جنگل میں جا کر جانور اور درندے شکار کر کے لاتے اور انہیں وہیں کاٹ کر کچا ہی کھا جاتے۔ ان کے بچے بھی جن کے قد پانچ پانچ فٹ کے تھے۔ کچا گوشت ہڑپ کر جاتے تھے۔ ان کی عورتیں بھی اونچی لمبی اور خوفناک تھیں۔ اور جانور کو

ویسے ہی مزدور کر کھا جاتی تھیں۔ ابھی تک ان میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ناگ ان کی ساری گفتگو سمجھ لیتا ہے۔ وہ اسے ایک مقدس سانپ سمجھ کر رکھے ہوئے تھے۔ شاید وہاں یہ رواج تھا اگر کوئی سانپ ان کے کسی بزرگ کی کھوپڑی میں بیٹھا مل جائے تو جس کو ملے گا۔ وہی قبیلے کا بادشاہ ہوگا۔

ناگ کی شامت اعمال کہ وہ اس وادی میں آ گیا تھا جب وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ اگرچہ ناگ کو وہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر بھی اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ اور وہ برابر اس کوشش میں تھا۔ کہ کوئی ترکیب ایسی نکل آئے کہ وہ وہاں سے بھاگ سکے اور اس کی طاقت بھی واپس آ سکے جس جالی دار تھیلی میں اسے بند کیا گیا تھا۔ وہ بہت مضبوط تھی۔ اگر ناگ کے پاس اس کی طاقت ہوتی تو وہ چٹان کی دیوار توڑ کر بھی نکل سکتا تھا۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ اس کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی۔

اب وہاں ایک ایسا چکر چلا کہ کھوپڑی سردار کا ایک دشمن چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح خود سردار بن جائے۔ چنانچہ ایک رات جبکہ کھوپڑی سردار سو رہا تھا۔ دشمن کھوپڑی مخلوق ہاتھ میں ایک لمبا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خنجر لئے اندر داخل ہوا۔ ناگ جالی دار تھیلی [illegible] اس کی طاقت نہیں تھی۔ مگر وہ آزاد تھا طاقت بند سردار کھوپڑی لوگ کے گلے میں پڑا سب [illegible] نہ کبھی تو واپس آ ہی جائے گی۔ دریا کا پانی بہت دیکھ رہا تھا۔ دشمن نے آتے ہی سردار کے [illegible] تھا۔ دیکھتے دیکھتے ناگ گھاٹی سے نکل کر ایک میں خنجر اتار دیا۔ سردار اچھل کر اٹھا اور دونوں کا [illegible] میں آگیا۔ دریا جنگل میں بل کھا کر گزرتا تھا شروع ہوگئی۔ اس ہاتھا پائی میں سردار کے گلے [illegible] اندھیری تھی۔ آسمان پر ستارے جھلملا رہے تھیلی ٹوٹ گئی اور ناگ نیچے فرش پر گر پڑا [illegible] تھے۔ طاقت چھن جانے کی وجہ سے ناگ اندھیرے اندھیرا تھا۔ ناگ اندھیرے میں باہر کی طرف [illegible] میں اچھی طرح سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر بھی سردار زخمی ہوگیا تھا۔ دوسرا دشمن بھی زخمی تھا [illegible] دریا کی تیز رفتار موجوں پر بہا چلا جا رہا تھا۔ دونوں فرش پر گر پڑے اور آخری سانس [illegible] جب صبح کی روشنی چاروں طرف پھیلنے لگی تو رہے تھے۔ [illegible] نے دیکھا۔ کہ دریا ایک قلعے کی بہت اونچی دیوار

دوسرے غاروں میں باقی لوگ سو رہے [illegible] کے ساتھ گھوم کر دوسری طرف جا رہا ہے ناگ ناگ غار میں سے نکل کر اندھا دھند میدان میں [illegible] قلعے کی دیوار کے ساتھ ہی دوسری طرف نکل گیا طرف بھاگا۔ جس طرف دو چٹانوں کے درمیان [illegible] آگے ایک چھوٹی سی بستی دریا کنارے آباد تھی بستی باہر کو راستہ جاتا تھا۔ دوڑتے دوڑتے ناگ آ [illegible] کچے پکے مکان بھی تھے۔ اور دو دو منزلہ مکان اس بھیانک چٹانی قید خانے سے باہر نکل گیا [illegible] تھے۔ ناگ دریا سے نکل کر کنارے پر آ گیا صبح سامنے ایک گھاٹی تھی۔ ناگ گھاٹی میں اتر گیا [illegible] ہوا چل رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ کے نیچے ایک دریا بہہ رہا تھا۔ ناگ نے دریا میں چھ [illegible] سانپ کو بلا کر اپنی طاقت کو آزمانا چاہیئے لگا دی اور ٹھنڈے پانی پر تیرتا آگے بڑھنے [illegible] نے ایک جگہ جھاڑی کی اوٹ میں آکر سانپ وہ اس بھیانک مخلوق کے پنجے سے نکل آنے [illegible] زبان میں آواز دی مگر کوئی سانپ نہ آیا ناگ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر رہا تھا۔ اگرچہ اس [illegible] کئی بار آوازیں دیں مگر ایسا لگتا تھا کہ اس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز کسی سانپ کے کان تک نہیں پہنچ رہی۔

ناگ کو یقین ہو گیا کہ اس کی تمام طاقتیں اس سے چھین گئی ہیں وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا ایک کچے مٹی کے ڈھیر کی طرف آیا تو اچانک ایک بل میں سے سانپ نکل آیا اس نے اپنا پھن اٹھا کر ناگ پر حملہ کر دیا یہ پہلا موقع تھا کہ کسی سانپ نے ناگ پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ سانپ کو معلوم ہی نہ تھا کہ جس پر وہ حملہ کر رہا ہے وہ ناگ دیوتا ہے کیونکہ ناگ کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

ناگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں"

مگر سانپ نے اس کی آواز بالکل نہ سنی وہ سا کی گردن کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگا ناگ کو بھی آ گیا وہ بچاؤ کرنے لگا۔ وہ سانپ سے لپٹ گیا اس کی گردن اپنے دانتوں میں پکڑ لی۔ سانپ کی گ منہ میں لیتے ہی ناگ کے جسم میں اچانک ایک تبدی آ گئی ناگ کا جسم ایک دم گرم ہو گیا اس نے سا کو منہ سے نکال کر پھینک دیا۔

سانپ نے منہ سے نکلتے ہی سر جھکا دیا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم ناگ دیوتا ہو"

ناگ نے حیرت سے پوچھا۔

"پہلے تو تم نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا اب کیا بات ہو گئی ہے۔ کہ تم نے مجھے پہچان لیا؟"

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! پہلے تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آ رہی تھی جبکہ میرے جسم کو منہ میں لینے سے میرے خون کی گرمی نے تمہارے جسم پر کیا گیا طلسم توڑ دیا ہے اور تمہاری خوشبو واپس آ گئی ہے"

ناگ نے سوچا کہ پھر تو میری دوسری طاقتیں بھی واپس آ گئی ہوں گی۔ اس نے فوراً پھنکار ماری اور عقاب بن کر ہوا میں اڑنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکا اس نے دوسری پھنکار مار کر انسانی شکل میں آنا چاہا وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ سمجھ گیا کہ ایک ہی طاقت واپس آئی ہے۔ کہ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آنے لگی ہے اور وہ سانپوں کی زبان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بات کر سکتا ہے۔
ناگ نے سانپ سے کہا۔
" مجھ پر ایک عجیب وغریب مخلوق نے جادو کیا ہوا ہے۔ تمہارے جسم کی گرمی سے میری خوشبو تو واپس آگئی ہے۔ لیکن میری باقی طاقتیں ابھی تک مجھے نہیں مل سکیں "
سانپ کہنے لگا۔
" عظیم ناگ دیوتا! اس بستی میں ایک جادوگر رہتا ہے ہو سکتا ہے وہ تمہاری مدد کر سکے میں اس کے گھر میں جاتا رہتا ہوں میں نے جادوگر کو کئی لوگوں کے جادو توڑتے دیکھا ہے "
ناگ مگر میں اسے کیسے بتاؤں گا۔ کہ مجھ پر جادو کیا گیا ہے۔ میں تو سانپ کی شکل میں ہوں اور جادوگر سانپ کی زبان نہیں جانتا ہوگا۔ سانپ نے
" تم اس کے پاس جا کر تو دیکھو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے جادو کی مدد سے تمہاری مشکل کو سمجھ جائے گا "
ناگ نے سانپ سے جادوگر کے گھر کا پتہ معلوم کیا اور وہاں سے روانہ ہوگیا۔ جادوگر کا مکان بستی کے کونے پر ایک گندے نالے کے

کنارے پر واقع تھا۔ ابھی چونکہ دن نکلا ہی تھا اس لئے مکان پر لوگ نہیں تھے ناگ رینگتا ہوا چاروں طرف سے چوکس ہو کر جادوگر کے مکان کے آنگن میں آگیا اس نے جادوگر کو کمرے سے باہر نکلتے دیکھا۔ تو وہیں اینٹوں کے ڈھیر کے پیچھے چھپ گیا جادوگر نے سانپوں کی زبان میں آہستہ سے کہا۔
" ناگ دیوتا میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ مجھ سے ڈرو نہیں۔ میرے پاس آجاؤ "
ناگ خوش ہوا کہ یہ واقعی پورا جادوگر ہے اور ... کا علاج کر سکتا ہے۔ ناگ جلدی سے ڈھیر کے پیچھے سے نکل کر سامنے آگیا جادوگر کالے رنگ کا تھا اور سر منڈا ہوا تھا گلے میں سبز نیلے سرخ پتھروں کی مالا تھی۔ ہاتھ میں انسانی جسم کی کہنی کی ہڈی تھی۔
ناگ نے کہا۔
" میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔ تم سچ مچ کے جادوگر ہو۔ کیا تم میری مدد کر سکتے ہو۔ کھوپڑی مخلوق نے میری طاقتیں چھین لی ہیں "
جادوگر کے کان کھڑے ہو گئے کھوپڑی مخلوق ایک ایسی مخلوق تھی جادوگر جس کی تلاش برسوں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر رہا تھا۔ اس نے ناگ سے پوچھا۔

"یہ کھوپڑی مخلوق کہاں آباد ہے؟"

ناگ نے جادوگر کو بتایا کہ یہاں سے دُور پیچھے پہاڑ کے بیچ میں ایک میدان تھا۔ کھوپڑی مخلوق اسی پہاڑ میں غاروں کے اندر رہتی ہے۔ انسانوں اور جانوروں کا گوشت بڑے مزے سے کھاتی ہے۔ ساری نشانیاں ٹھیک تھیں۔ جادوگر نے ناگ سے کہا۔

"ہاں! میں کھوپڑی مخلوق کو جانتا ہوں۔ یہ اسی مخلوق کا جادو ہے۔ جو تم پر کیا گیا ہے۔ میرے پاس اس جادو کا توڑ ہے۔ ناگ دیوتا! تم فکر نہ کرو۔ بس تمہیں کچھ روز میرے پاس رہنا ہوگا۔ کیونکہ مجھے کھوپڑی مخلوق کے جادو کے توڑ کا چلہ کاٹنا ہوگا۔

ناگ بولا۔

"اگر آپ مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت واپس دلا دیں تو میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔"

جادوگر نے کہا۔

"بس میرا چلہ کاٹنے کی دیر ہے تمہاری ساری طاقتیں واپس آجائیں گی۔ یہ چلہ پندرہ دن کا

ہوگا۔ مجھے رات کو دریا میں کھڑے ہو کر منتر پڑھنے ہوں گے۔ تم میرے مکان میں رہ سکتے ہو؟"

ناگ بولا۔

"شکریہ! آپ کا۔ میں یہیں کسی جگہ پڑا رہوں گا آپ چلہ کب شروع کر رہے ہیں؟"

جادوگر بولا۔

"میں آج رات ہی کو چلہ شروع کر دونگا"

ناگ وہیں جادوگر کے مکان کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ جادوگر نے کہا۔

"میں اپنے استاد جادوگر کے پاس تھوڑی دیر کو جا رہا ہوں۔ تم مکان میں ہی رہنا۔"

اور جادوگر گھوڑے پر سوار ہو کر بستی سے نکل گیا دریا کے دوسرے کنارے ایک ویران سرائے میں اس کا ایک ساتھی جادوگر رہتا تھا جس کا نام کاشان تھا۔ جادوگر نے کاشان کو جاتے ہی کہا۔

"تمہیں مبارک ہو کاشان! ناگ دیوتا میرے ہاتھ آگیا ہے۔"

کاشان بھی کالا کلوٹا جادوگر تھا خوشی سے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی باچھیں کھِل گئیں اس نے پوچھا

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو دوست! ناگ دیوتا تمہارے ہاتھ کیسے لگا۔ اس کی تلاش میں تو ہم دس برس سے مارے مارے پھر رہے تھے"

جادوگر نے کہا۔

"بس یہ میری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا خود بخود میرے پاس آ گیا اس پر کھوپڑی مخلوق نے طلسم کر رکھا ہے۔ اس کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ وہ صرف سانپ کی زبان بول اور سمجھ سکتا ہے۔ باقی اس کے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔

کاشان نے پوچھا۔

"اس وقت وہ کہاں ہے؟

"وہ میرے مکان میں ہے۔

کہیں وہ بھاگ نہ جائے۔ تم اسے اکیلا کیوں چھوڑ آئے ہو؟ کاشان نے خدشہ ظاہر کیا۔

جادوگر بولا۔

"وہ کبھی نہیں بھاگے گا۔ میں نے اسے یقین دلایا ہے کہ میں اس پر کیا گیا جادو

چلہ کر کے توڑ دوں گا۔ کم از کم پندرہ دن تک وہ میرے مکان سے کہیں نہیں جائے گا"

کاشان اپنے دوست جادوگر کو کوٹھڑی میں لے گیا یہاں ایک گول میز پر انسانی کھوپڑی کے اُوپر موم بتی جل رہی تھی۔ کاشان کہنے لگا۔

"بس اب ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہم موت پر قبضہ کر سکیں گے۔ موت کو اپنا غلام بنا سکیں گے۔ موت ہمارے حکم کی پابند ہوگی۔ ہم اس کو جس کو مارنے کا حکم دیں گے وہ اس کو مار ڈالے گی۔ ہم ساری دنیا پر قبضہ کر کے حکومت کریں گے"

کاشان اور دوسرا جادوگر بڑے جوش میں تھے۔ وہ بے حد خوش تھے۔

کاشان بولا۔

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا اپنے آپ کھوپڑی مخلوق کے جادو کا اثر پہلے چکا ہے۔ ورنہ ہمیں اسے وہاں لے جانا پڑتا"

جادوگر نے کہا۔

"میں اب دیر نہیں کرنا چاہتا تم فوراً موت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو اپنے قبضے میں کرنے کا عمل شروع کر دو
تم اس کام میں کتنا وقت لگاؤ گے ؟
کاشان بولا۔ "صرف ایک رات۔ آج کی رات میں
اپنا عمل پورا کر لوں گا۔ کل ہم ناگ دیوتا کو قتل کر
دیں گے" اس کے بعد موت ہماری غلام ہوگی۔
ہم سب سے پہلے موت کو حکم دیں گے کہ
ہمارے دشمنوں کو ختم کرے اس کے بعد حکم دیں
گے کہ وہ اس ملک کے بادشاہ اور اس کی
فوج کو ہلاک کر ڈالے تاکہ ہم تخت پر قبضہ
کر لیں"
کاشان قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔ جادوگر نے کہا۔
" ٹھیک ہے۔ تم آج رات اپنا عمل شروع
کر دو۔ میں کل صبح ناگ کو لے کر تمہارے
پاس آ جاؤں گا"
جادوگر واپس چل پڑا۔ کاشان جادوگر نے موت
پر قابو پانے کا طلسمی عمل شروع کر دیا آج تک دنیا
کے کسی جادوگر نے موت کو اپنا غلام بنانے کا
عمل نہیں کیا تھا۔ ان دونوں جادوگروں کو کہیں سے
خفیہ نسخہ مل گیا تھا جس میں موت کو غلام بنانے کا
طلسم اور اس کے عمل کی ترکیب درج تھی کیا یہ

موت کو اپنا غلام بنانے میں کامیاب ہو
تھے؟ یہ تم آگے چل کر خود ہی پڑھ لوگے
کاشان ساری رات موت پر قبضہ کرنے کا عمل پڑھتا
دوسرے دن اس کا ساتھی جادوگر اٹھ کر
کڑی میں ناگ کے پاس گیا۔ اور بولا۔
میں ساری رات دریا میں کھڑے ہو کر تمہارے
لئے چلہ کرتا رہا ہوں۔ اب تجھے میرے
ساتھ میرے ایک جادوگر دوست کے پاس
جانا ہوگا۔ کیونکہ اس کے پاس ایک خاص
منتر ہے جس کو وہ تم پر پھونکے گا ایسا
کرنا تمہارے جادو کو توڑنے کے لئے بہت
ضروری ہے۔
بے چارہ مشکل میں گرفتار تھا فوراً تیار ہوگیا۔
جادوگر نے اسے ایک چھوٹی پٹاری میں بند کیا اور
ارے پر سوار ہو کر سیدھا اپنے ساتھی جادوگر کاشان
کے گھر پہنچ گیا۔ وہ اس کا انتظار کر رہا تھا ناگ
کی پٹاری انہوں نے زمین پر رکھ کر الٹ دی ناگ
سانپ باہر نکل کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا جادوگر
نے سانپ کی زبان میں کہا۔
" ناگ دیوتا! یہ میرا ساتھی کاشان ہے تمہارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُوپر کیے گئے طلسم کو توڑنے کے لیے ضروری
ہے کہ یہ ایک خاص منتر پڑھ کر تم پر پھونکا
کیا تم اس کے لئے تیار ہو۔
ناگ بولا۔
"کیوں نہیں دوست! میں تو تمہارا شکر گزار ہوں
کہ تم میری طاقت واپس لانے کے لیے
اتنی تکلیف اٹھا رہے ہو۔
جادوگر کاشان کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا
" ناگ دیوتا! یہ تو ہمارا فرض ہے کہ تمہاری
مدد کریں
اب تم ایسا کرو کہ زمین پر بالکل سیدھے ہو کر
لیٹ جاؤ۔
ناگ نے ایسا ہی کیا۔ وہ سانپ تھا زمین پر بالکل
سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔ کاشان نے منتر پڑھنا شروع
کر دیا دس منٹ تک وہ منتر پڑھتا رہا پھر
اس نے ناگ پر پھونک ماری تو ناگ ایک دم
بے ہوش ہو گیا۔ جادوگر اور کاشان نے جھک کر
ناگ کو دیکھا ناگ بے ہوش ہو چکا تھا دونوں قہقہے
لگا کر ہنس دیئے۔ جادوگر نے کہا۔
" اب جلدی سے ناگ دیوتا کے دو ٹکڑے کر دو

ہمیں سر والے ٹکڑے کی ضرورت ہے"
کاشان نے چارپائی پر رکھی ہوئی چھری اٹھائی اور ایک دم
سے ناگ کے جسم پر مار کر اس کے جسم کے دو ٹکڑے
کر دیئے۔ ناگ کو کچھ پتہ نہ چلا کہ اس کے جسم کے دو
ٹکڑے ہو گئے ہیں کاشان نے دم والا ٹکڑا ایک
مرتبان میں ڈال دیا۔ اور سر والا ٹکڑا اٹھا کر ایک
تھیلی میں رکھ دیا۔ اور اس پر سفید سفوف ڈالا ناگ
کے جسم کے ٹکڑے میں سے نیلے رنگ کا دھواں
اٹھنے لگا۔
کاشان بولا۔ " اب اسے کوٹھڑی میں بند رہنا ہوگا
آدھی رات کو ٹکڑے میں اس پر اپنی
زندگی کا سب سے بڑا عمل پڑھ کر پھونکوں
گا اور اس کے جسم کے اندر سے موت نکل
کر ہاتھ باندھے میرے سامنے آ کر کھڑی ہو
جائے گی"
جادوگر نے کہا۔ "تمہیں طلسم کا عمل یاد ہے نا!
" کیوں نہیں وہ تو مجھے زبانی یاد ہے۔ تم دیکھنا
آج آدھی رات کے بعد موت ہمارے سامنے
ہاتھ باندھے کھڑی ہوگی۔ اور ہم اس سے
اپنے دشمنوں کا صفایا کروانا شروع کر دیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گے ۔

کاشان اور اس کا ساتھی جادوگر کوٹھڑی کے باہر آکر بیٹھ گئے۔ اور باتیں کرنے لگے۔ کہ سب سے پہلے وہ موت کو کس بادشاہ کی روح نکالنے کا حکم دیں گے اور کس ملک پر قبضہ کریں گے۔ یہ بڑا خطرناک منصوبہ تھا۔ انہیں کچھ خبر نہیں تھی۔ کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

موت غائب ہوگئی

ناگ کا جسم دو ٹکڑے ہو چکا تھا
کے جسم کا ایک ٹکڑا کوٹھڑی کے مرتبان میں پڑا
اور دوسرا ٹکڑا تھالی میں رکھا تھا اس میں سے
دھواں ابھی تک اُٹھ رہا تھا۔ کاشان جادوگر
رات کو ناگ کے جسم کے دوسرے ٹکڑے کے سامنے
گیا اور اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور
ب سے خطرناک منتر پڑھنا شروع کر دیا اس کا
تی جادوگر اس کے قریب ہی بیٹھا تھا کاشان
آواز میں منتر پڑھ رہا تھا۔ ایک گھنٹے تک
منتر پڑھتا رہا اب جو اس نے ناگ کے
کٹے ٹکڑے پر پھونک ماری تو اس میں سے سبز
کا دھواں اُٹھنے لگا ساتھ ہی ایک چیخ کی
بلند ہوئی۔ کاشان نے اپنی آواز بلند کر دی
تیز تیز منتر پڑھنے لگا۔ پھر اچانک ایک
چیخ بلند ہوئی اور نیلے دھوئیں میں سے ایک کھوپڑی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نمودار ہوئی۔ پھر ایک جسم باہر نکل آیا۔ جس کے
میں ایک کلہاڑا تھا سارا جسم سیاہ چادر میں
ہوا تھا۔ صرف کھوپڑی ہی نظر آ رہی تھی۔ یہ
تھی۔ کاشان نے کہا۔

"میرا عمل کامیاب ہوگیا۔ کیا تو موت ہے؟"
موت نے کہا

"ہاں میں موت ہوں۔ مگر تو نے میرا عمل کس
لئے پڑھا ہے"؟

کاشان بولا۔

"اس لئے کہ میں تجھے اپنا غلام بنا کر ساری
دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں جس
کو مارنے کا حکم دوں گا تو اُسے مار دے
گی۔ اس لئے کہ تو اب میری غلام ہے۔

موت نے ایک قہقہہ لگایا اور بولی۔

"نادان جادوگر! کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا عمل
کرتے ہوئے تو ایک بات کو بھول گیا ہے"

کاشان نے تعجب سے پوچھا

"کون سی بات؟

موت نے کہا۔

"یہ بات کہ ناگ دیوتا کی رضا مندی کا

عمل میں شامل ہونا
وہی تھا مگر تو
نے ناگ دیوتا کی رضا مندی حاصل نہیں
کی اور اس کے جسم کے ٹکڑے کر ڈالے
اب میں تیری غلام نہیں ہوں"

اور دوسرے جادوگر کے ہاتھ پاؤں پھول گئے
ن نے کہا۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے تیرا عمل کیا ہے
اب میری غلام ہے اور تجھے میرا حکم ماننا
پڑے گا"

نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور بولی۔
موت کبھی انسان کی غلام نہیں ہو سکتی
موت صرف خدا کے حکم کی پابند ہے
صرف خدا کی غلام ہے۔ مجھے قابو کرنے
کے لئے جس نے بھی طلسم کیا وہ مارا گیا
اب تم بھی مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ
کہ تمہارا آخری وقت آن پہنچا ہے"

کاشان اور جادوگر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے
ں نے طلسم پڑھ کر موت پر پھونکا موت نے
ہ لگا کر کہا

"موت پر کسی کے طلسم کا اثر نہیں ہو سکتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دنیا میں بڑے بڑے جادوگر آئے مگر
آخر موت کے سامنے بے بس ہو گئے اور
میں نے انہیں قبر میں پہنچا دیا۔ تم بھی
قبر میں پہنچنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

کاشان اور اس کا ساتھی جادوگر باہر کی
دوڑے۔ جونہی انہوں نے دروازہ کھول کر باہر
موت ان کے سامنے کھڑی تھی۔

"تم جہاں جاؤ گے مجھے اپنے سامنے پا
گے۔ نیک آدمی مجھے یاد رکھتے ہیں اور
برائی سے بچے رہتے ہیں بدکار لوگ مجھ
سے ڈرتے رہتے ہیں اور آخر میں ایک دن
ان کو دبوچ لیتی ہوں۔ تمہارا بھی یہی انجام
ہو گا۔"

دونوں جادوگر ایک خاص طلسم کے ذریعے
پرواز کر گئے وہ ابھی زمین سے چند گز ہی
اٹھے ہوں گے کہ موت نے ان دونوں کی گردنیں
پکڑ کر نیچے کھینچ لیا۔ موت کا ہاتھ لگتے ہی دونوں
جادوگروں کے جسم بے جان ہو گئے۔ موت ان
قبض کر چکی تھی۔ دونوں مر چکے تھے۔ موت نے
کی لاشوں کو وہیں پھینک دیا۔ اور خیالی میں

ہوئے ناگ دیوتا کے جسم کے ٹکڑے کو غور سے دیکھا
پھر موت مرتبان کے پاس آئی۔ اور ناگ کے جسم کا
دوسرا ٹکڑا بھی اس میں سے نکال کر دوسرے ٹکڑے
کے ساتھ لگا دیا۔ ناگ کے جسم کے دونوں ٹکڑے
ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے اور ناگ زندہ ہو
گیا۔ ناگ نے اپنے سامنے ایک کھوپڑی والے سیاہ
پوش کو ہاتھ میں کلہاڑا اٹھائے دیکھا تو بولا۔

"کیا میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ تم کون ہو؟"

موت نے کہا۔

"میں موت ہوں۔ ان لوگوں نے تمہیں مار ڈالا
تھا اور میں نے خدا کے حکم سے تمہیں پھر
سے زندہ کر دیا ہے۔ کیونکہ ابھی تمہارا سفر
ختم نہیں ہوا اور سفر ختم ہونے سے پہلے
تم نہیں مرو گے۔"

ناگ نے پھنکار ماری اور وہ ایک دم سے انسانی
شکل میں آ گیا۔ اس کی طاقت واپس آ گئی تھی اس نے
موت کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کیا سچ مچ ان لوگوں نے مجھے مار ڈالا تھا؟"

موت نے کہا۔

"انہوں نے تمہارے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر کس لیئے ؟ ناگ نے پوچھا۔
موت نے کہا۔
" وہ مجھے غلام بنانے کا عمل کر رہے تھے
لیکن ان سے بھول ہوگئی اور میں نے انہیں
اگلی دنیا میں پہنچا دیا ہے۔
ناگ نے کہا۔
" میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں موت کہ تو نے
مجھے پھر سے زندہ کر دیا"
موت بولی۔
" میں زندہ نہیں کرتی۔ میں تو مارتی ہوں زندہ
خدا کرتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں زندگی اور
موت ہے۔ میں اسی کے حکم سے لوگوں کو مارتی
بھی ہوں"
ناگ نے پوچھا۔
"مجھ پر سارے جادو ختم ہو گئے ہیں کیا"؟
کیوں نہیں۔ تم پر اب کسی کا کوئی جادو
نہیں ہے۔ تم جہاں چاہے جا سکتے ہو۔
ناگ نے سوال کیا۔
" کیا تم مجھے بتا سکتی ہے کہ عنبر ماریا اور میرے
دوسرے ساتھی اس وقت کہاں ہوں گے"؟

موت نے کہا۔
" غیب کا علم سوائے خدا کی ذات کے اور
کسی کو معلوم نہیں ہے۔
ناگ بولا۔
" مگر بعض لوگ تو غیب کی باتیں بتا دیتے ہیں"
موت نے کہا۔
" بتا دیتے ہوں گے۔ مگر میں نہیں بتا سکتی۔ مجھے حکم
نہیں ہے۔ اچھا میں جاتی ہوں جب تمہارا
سفر ختم ہوگا۔ تو تمہیں ملوں گی"
یہ کہہ کر موت غائب ہوگئی ناگ کاشان کی کوٹھڑی
سے باہر نکل آیا۔ باہر اس نے کاشان اور جادوگر
کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں۔ ناگ نے سانس کھینچ کر
چھوڑا۔ عقاب کی شکل اختیار کر کے اڑان بھری
اور شمال کی طرف پرواز کرنے لگا۔
دوسری طرف عنبر ماریا، کیٹی تھیوسانگ اور
جول سانگ تبت شہر کے باہر برف پوش پہاڑی
غار میں بیٹھے ناگ کے آنے کا انتظار کر رہے
تھے کیونکہ سانپ مندر میں چاند رات کو آنے
والے سانپ نے انہیں کہہ دیا تھا کہ ناگ تبت
جلد وہاں پہنچنے والا ہے۔ حالانکہ یہ چاند رات کا سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن تھی۔ وہ عنبر وغیرہ کو وہیں رکھنا چاہتی تھی تاکہ ان کی خوشبو پا کر ناگ وہاں آ جائے اور وہ اسے قابو میں کر لے۔ ایک ہفتہ گذر گیا تھا۔ مگر ناگ نہ آیا۔ کستوری ناگن کو ایک روز دیوتا مندر کے پجاری نے کہا۔

"کستوری! تمہیں آج بڑے محل میں جانا ہے یہاں ہمارے بادشاہ اور لاما کی خاص عبادت کا دن ہے تم بھی محل میں جا کر عبادت گاہ کی صفائی کر آنا۔"

کستوری ناگن جانا نہیں چاہتی تھی۔ مگر وہ انکار بھی نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ وہ بھی دوسرے نوکرانیوں کے ساتھ وہاں چلی گئی۔ محل چھوٹا سا تھا مگر بڑی سادگی سے سجا ہوا تھا۔ دن بھر وہ لوگ وہاں صفائی وغیرہ کرتے رہے۔ شام کے وقت کستوری ناگن لاما کے عبادت کرنے والے کمرے میں جھاڑ پونچھ کر رہی تھی وہ ایک آدمی الماری کے پیچھے جا کر صفائی کرنے لگی۔ تو اسے دو آدمی باتیں کرتے سنائی دیئے دونوں اندر آ گئے تھے۔ کستوری ناگن وہیں رک گئی۔ ان میں سے ایک تبت کا لاما بادشاہ تھا۔ دوسرا اس کا حکیم تھا۔ حکیم کہہ رہا تھا۔

"حضور! اس ڈبی میں جو سفوف بند ہے وہ اتنا تیز ہے کہ آپ جہاں اسے تھوڑا سا ڈال دیں گے۔ وہاں ایک پل کے اندر جتنے آدمی ہوں گے فوراً بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور انہیں اس وقت تک ہوش نہیں آئے گا۔ جب تک آپ ان کے منہ پر پانی کی چھینٹ نہیں ماریں گے۔"

لاما بولا۔

"بہت خوب۔ ہمیں اپنی سلطنت کے دشمنوں سے نمٹنے کے لئے ایسے ہی سفوف کی ضرورت تھی۔ اس ڈبی کو یہاں الماری میں رکھ دو۔"

حکیم نے کہا۔

"حضور اور! یہ مت بھولیئے گا کہ اس ڈبی کا رنگ نیلا ہے۔ کہیں ادھر ادھر نہ ہو جائے"

لاما بولا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم اسے الماری میں رکھ دو۔ اور چلو مجھے ابھی مندر بھی جانا ہے"

اور دونوں باتیں کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ چلے گئے اور کمرہ خالی رہ گیا تو کستوری ناگن الماری کے پیچھے سے نکل آئی۔ اس نے الماری کو کھول کر دیکھا۔ سامنے ایک چوکور چھوٹی سی نیلی ڈبی پڑی تھی۔ کستوری ناگن نے نیلی ڈبی کو کھول کر دیکھا۔ اس میں زرد رنگ کا سفوف بھرا ہوا تھا۔ ایک تیز بو اس میں سے نکلی۔ کستوری ناگن نے فوراً ڈبی بند کر دی۔ کستوری ناگن کے ذہن میں فوراً ایک سکیم آگئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ جیسے بھی ہو۔ عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ وغیرہ وہاں سے اس وقت تک نہ جائیں جب تک کہ ناگ ان کی خوشبو لیتا وہاں نہ آجائے ایسا ہو سکتا تھا۔ کہ عنبر ماریا وغیرہ کچھ روز انتظار کرکے وہاں سے چلے جائیں اور پھر ناگ وہاں کبھی نہ آئے۔ چنانچہ کستوری ناگن نے سفوف کی نیلی ڈبی اپنی جیب میں رکھ لی اور تیزی سے دوسری کوٹھڑی میں سے باہر باغ میں چلی گئی۔ دیوتا کے مندر میں آتے ہی کستوری ناگن نے چادر اوڑھی اور برف پوش پہاڑی کے غار کی طرف چل دی بے ہوشی کے سفوف والی نیلی ڈبی اس کے پاس ہی تھی۔

برف پوش پہاڑی ۸۵ کے قریب پہنچ کر کستوری ناگن نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر منہ سے زور دار پھنکار کی آواز نکالی۔ اور وہ غائب ہو گئی اب وہ سب کچھ دیکھ رہی تھی مگر کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ نیلی ڈبی ہاتھ میں لے کر کستوری ناگن غیبی حالت میں عنبر ماریا کے غار میں آگئی۔ اس نے دیکھا کہ وہاں عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ سب موجود تھے۔ اور ناگ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ کستوری ناگن خود غائب ہو کر غیبی ماریا کو بھی دیکھ سکتی تھی۔ مگر ماریا اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ماریا عنبر کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ کیٹی سامنے بیٹھی تھی اور جولی سانگ اور تھیوسانگ سامنے غار کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

جولی سانگ۔ کیٹی اور ماریا آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اب ناگ یہاں نہیں آئے گا۔ ہمیں اس کی تلاش میں یہاں سے چل دینا چاہیئے۔

تھیوسانگ نے بھی اس کی تائید کی۔ عنبر سے پوچھا گیا تو وہ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر تم سب لوگوں کی یہی رائے ہے کہ یہاں سے چل دیا جائے تو ٹھیک ہے آج صبح یہاں سے چلے جائیں گے۔"

کستوری ناگن ان کے قریب ہی کھڑی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ اگر یہ لوگ یہاں سے چلے گئے تو ناگ کو اِدھر آنا بھی ہوا تو نہیں آئے گا۔ اور کستوری ناگن کے لئے یہ بہترین موقع تھا کہ وہ ان سب کو غار میں ہی بے ہوش کر کے رکھ دے۔ تاکہ ناگ ان کی خوشبو پر ادھر آ جائے۔ اور وہ اسے قبضے میں کر لے

چنانچہ کستوری ناگن نے نیلی ڈبی کھول کر غار کے اندر ایک پتھر کے نیچے رکھ دی اور خود غار سے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔ ڈبی میں سے تیز لہریں نکلنا شروع ہو گئیں۔ سب سے پہلے کیٹی نے ان لہروں کو محسوس کیا۔ اور اپنے گلے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"یہ میرا گلا کون دبا رہا ہے۔"

ملریا عنبر چونک پڑے۔ کیٹی اچانک گر پڑی اس کے ساتھ ہی جولی سانگ بھی لڑھک گئی عنبر انہیں

اٹھانے کے لئے لپکا تو وہ بھی وہیں گر گیا ملریا اور تھیو سانگ چلائے۔ یہاں کوئی طلسم ہے۔ وہ باہر کو بھاگے ہی تھے۔ کہ وہ بھی دھڑام سے گر پڑے۔ کستوری ناگن باہر کھڑی سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی کامیابی پر بہت خوش ہوئی تھی اس نے عنبر ملریا سب کو بے ہوش کر دیا تھا وہ خوشی خوشی دیوتا کے مندر میں آ گئی۔ وہ رات کو کام سے فارغ ہو کر اپنی کوٹھڑی میں لیٹی ہی تھی کہ اچانک ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ پھر زمین ہلنے لگی۔ یہ بھونچال تھا۔ بستی میں شور مچ گیا۔ زمین جھولے کی طرح ہل رہی تھی۔ کستوری ناگن تیزی سے باہر نکل کر چیخ مار کر بلبل کی شکل میں ہوا میں غوطہ لگا گئی۔ ہلکی چاندنی میں بادشاہ کا محل، دیوتا کا مندر اور شہر کے مکان جھول رہے تھے۔ کئی مکان گر گئے پہاڑوں کی طرف سے ایسی گونج سنائی دی جیسے چٹانیں ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہی ہیں۔ پھر زلزلہ رک گیا۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ صرف شہر کی طرف لوگوں کی ایک دوسرے کو پکارنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کستوری ناگن نے دیکھا کہ شاہی محل اور دیوتا کے مندر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا وہ اڑتی ہوئی اُن برف پوش پہاڑوں کی طرف گئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس کے غار میں عنبر ماریا۔ کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ بے ہوش تھے۔ کیا دیکھتی ہے کہ پہاڑی کے اوپر سے لڑھک کر گرے ہوئے پتھر نے غار کا منہ بند کر دیا ہے اور غار میں جانے اور باہر آنے کا کوئی راستہ نہیں رہا اب بھی پہاڑوں پر سے چھوٹے چھوٹے پتھر کنکریوں کی شکل میں غار کے منہ کے آگے گر رہے تھے۔ کستوری ناگن نے غار کے اوپر اور باہر جا کر فضا کو سونگھا اندر سے عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو اسی طرح آ رہی تھی۔ وہ بڑی خوش ہوئی یہ لوگ غار میں بند ہو گئے تھے۔ اور ان کی خوشبو بھی باہر آ رہی تھی۔ جس کا سراغ پا کر ناگ اُدھر آ سکتا تھا۔ اب تو ناگ کا اُدھر آنا یقینی ہو گیا تھا کیونکہ اسے سوائے اس پہاڑی بند غار کے اور کسی جگہ اپنے ساتھیوں کی خوشبو نہیں آ سکتی تھی۔ کستوری ناگن واپس دیوتا مندر میں آ گئی۔

دوسرے دن کستوری ناگن پھر دن کی روشنی میں برف پوش پہاڑی پر آ گئی۔ غار کا منہ پوری طرح بند ہو چکا تھا۔ اور اندر سے عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو تیزی سے باہر نکل رہی تھی کستوری ناگن غائب ہو کر غار کے اندر چلی گئی۔ دیکھا

سب لوگ جس طرح بے ہوش ہو کر گرے تھے اسی طرح بے ہوش پڑے تھے۔ کستوری ناگن نے منوف کی ڈبی اٹھا کر اس کا ڈھکنا بند کیا اور واپس محل آ کر لاما کے کمرے کی الماری میں رکھ دیا۔ وہ کمرے سے غیبی حالت میں نکل کر باہر جا رہی تھی کہ لاما اپنے وزیر کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔

اچانک وزیر نے ناگ سیکڑ کر فضا کو سونگھا اور بولا

"حضور! یہاں کوئی موجود ہے"

لاما نے کہا "یہاں ہم دونوں موجود ہیں"

وزیر بولا۔ "نہیں حضور ہمارے علاوہ بھی کوئی موجود ہے"

لاما مسکرایا۔ "تم شاید خواب میں باتیں کر رہے ہو۔ کیونکہ میں سوائے تمہارے اور اپنے کسی کو نہیں دیکھ رہا"

کستوری ناگن چوکنی ہو گئی۔ وزیر نے کہیں اسے دیکھ تو نہیں لیا؟ وہ جان بوجھ کر وزیر کے قریب جا کر اس کو گھور سے دیکھنے لگی۔ مگر وزیر نے کستوری ناگن کو دیکھا نہیں تھا وہ کوئی جادوگر نہیں تھا۔ مگر اس کی حس بڑی تیز تھی اس نے کستوری ناگن کے جسم کی خاص بو سونگھ لی تھی جو کمرے میں موجود تھی۔ وہ بولا۔

"حضور! کسی کی بڑی تیز بو آ رہی ہے کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں موجود ہے۔"

لاما وزیر کا مذاق اڑانے لگا۔ کستوری ناگن جلدی سے باہر نکل گئی۔ اس کے باہر جانے کے بعد وزیر نے کہا۔

"اب وہ انسانی بُو یہاں نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کوئی روح یہاں موجود تھی۔ جواب چلی گئی ہے۔"

لاما نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"ہاں! کبھی کبھی ہمارے بزرگوں کی روحیں ہمارا حال معلوم کرنے یہاں آ جاتی ہیں میرے ساتھ آؤ۔ تمہیں میں وہ خاص صندوق دکھاتا ہوں۔"

لاما وزیر کو الماری کے پاس لے گیا اسے نیلی ڈبی دکھائی اور بولا۔

"تم میرے اچھے آدمی ہو۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ دیوتا مندر کا پجاری کچھ آدمیوں کو ساتھ ملا کر میرے خلاف سازش کر رہا ہے۔ یہ سفوف میں نے اس کے لئے تیار کروایا ہے۔"

وزیر خوش ہو کر بولا۔

"یہ بڑی اچھی بات ہے حضور! ہم ان سب کو ماریں گے نہیں مگر موت کی گہری نیند

ضرور سُلا دیں گے۔"

لاما بولا۔

"آؤ اب ذرا دیوتا مندر میں چلتے ہیں آج وہاں دیوتا کے درشن کرنے ضروری ہیں۔"

وزیر اور لاما دیوتا مندر کی طرف چل دیئے۔

اس وقت دیوتا مندر میں لوگ پوجا وغیرہ کر رہے تھے کستوری ناگن بھی گوماتی نوکرانی کی شکل میں جھاڑ پونچھ کر رہی تھی۔ کہ شور مچ گیا۔ بادشاہ لاما کی سواری آ رہی ہے اور وزیر بھی اس کے ساتھ ہے۔ لوگ جلدی جلدی مندر سے نکل گئے۔ اب وہاں کچھ نوکرانیاں، چند دیوداسیاں اور پجاری ہی رہ گیا تھا۔ پجاری واقعی کچھ درباریوں کے ساتھ مل کر لاما کو تخت سے اتار دینا چاہتا تھا مگر اوپر سے وہ لاما کی بے حد خوشامد کرتا تھا تاکہ اسے شک نہ ہو۔ آج بھی وہ لاما بادشاہ کے آگے بچھا جا رہا تھا۔ لاما وزیر کے ساتھ نوکرانیوں اور دیوداسیوں کے قریب سے ہو کر گزرا تو وزیر چونک کر آہستہ سے بولا۔

"حضور! یہاں وہی خوشبو آ رہی ہے جو کچھ تھوڑی دیر پہلے آپ کے کمرے میں آئی تھی"

لاما نے رُک کر آہستہ سے پوچھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تم کس خوشبو کے بارے میں کہہ رہے ہو"؟
وزیر دھیمی آواز میں بولا۔
"حضور! آپ کے کمرے مجھے جو تیز انسانی بو آئی تھی اور میں نے کہا تھا کہ یہاں کوئی ہے۔ وہی تیز انسانی خوشبو مجھے یہاں بھی آ رہی ہے"۔
لاما نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ وہ انسان یہاں بھی ہے جو میرے کمرے میں آیا تھا"۔
"جی ہاں حضور انور" وزیر نے جواب دیا۔
لاما کچھ پریشان ہو گیا۔ اس نے گردن گھما کر اردگرد دیکھا وہاں پر نوکرانیاں اور دیوداسیاں ہی تھیں اور ایک پجاری تھا۔
لاما نے وزیر کو ایک طرف لے جا کر کہا۔
"میں ایک ایک نوکرانی اور دیوداسی کو بلاتا ہوں تم مجھے بتانا کہ کس کے پاس سے تیز انسانی بو آ رہی ہے"۔
لاما نے ایک نوکرانی کو بلایا۔ وزیر نے اس کے قریب جا کر اسے سونگھا۔ اور کہا۔ "نہیں حضور دوسری کو بلائیں" اور لاما نے دوسری نوکرانی کو بلایا۔ یہ ماجرہ کستوری ناگن نے

دیکھا تو سمجھ گئی۔ کہ یہ لوگ ایک خاص بو کا سراغ لگا رہے ہیں جو اس کے جسم سے اس وقت وزیر نے محسوس کی تھی جب وہ غائب ہو کر لاما کے کمرے میں گئی تھی۔
کستوری ناگن نے فوراً ایک خاص منتر پڑھا۔ اور اس کے جسم کی خوشبو بند ہو گئی۔ جب اس کی باری آئی تو وہ لاما کے سامنے ادب سے کھڑی ہو گئی۔ وزیر نے کستوری ناگن کو سونگھا اور سر ہلا کر بولا۔
"جی نہیں"
کستوری ناگن اطمینان کے ساتھ آگے چلی گئی۔
وزیر لاما کو ایک طرف لے گیا اور بولا۔
"حضور! مجھے شک ہے کہ وہ انسانی بو جو کل آپ کے کمرے سے آ رہی تھی وہ ان ہی نوکرانیوں یا دیوداسیوں میں سے کسی کی ہے"
لاما نے کہا۔ "تمہارا مطلب ہے کہ ان میں سے کوئی عورت ایسی ہے جو غائب ہو سکتی ہے؟"
وزیر بولا۔ "جی ہاں حضور! مجھے یقین ہے۔ کہ ان میں سے کوئی دیوداسی یا نوکرانی ایسی ہے۔ جو غائب ہو کر ہمارے راز لے سکتی ہے؟"
لاما پریشان تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کے بارے میں سازش کر رہا ہے اس کی کسی کو خبر ہو اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غیبی عورت ہر جگہ پہنچ سکتی تھی اس نے وزیر سے کہا۔
"ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ غیبی عورت کون ہے؟"
وزیر کچھ سوچ کر بولا۔ "حضور! اس سلسلے ہم سنالی راہبہ سے
مدد لے سکتے ہیں۔ وہ ایک ایسا عمل جانتی
ہے۔جس کی مدد سے وہ روحوں کو بھی دیکھ
لیتی ہے"
لاما نے کہا۔ "اسے فوراً میرے پاس لاؤ"
کستوری ناگن کو اس کا پتہ نہ چل سکا۔ دوپہر کے وقت
سنالی راہبہ لاما کے خاص کمرے میں لائی گئی۔ وزیر اس کے
ساتھ تھا۔ وزیر نے اسے سب کچھ سمجھا دیا تھا لاما نے
راہبہ سے کہا۔
"ہم چاہتے ہیں کہ تم ہماری نوکرانیوں اور دیوداسیوں میں
سے یہ دیکھ کر بتاؤ کہ ان میں ایسی کون سی عورت
ہے جو غائب ہونے کی طاقت رکھتی ہے۔ کیا تم
ایسا کر سکتی ہو؟"
سنالی راہبہ ایک بوڑھی عورت تھی۔جس کے پاس روحوں
کو بلانے کے منتر تھے۔ وہ روحوں کو دیکھ بھی لیتی تھی اور
ان سے باتیں بھی کرتی تھی۔ اس نے لاما سے کہا۔
"حضور! مجھے موقعہ دیا جائے کہ میں اپنے طور پر
ان دیوداسیوں اور نوکرانیوں کو ملوں"

لاما بولا۔ "تمہیں اس کی اجازت ہے"
سنالی راہبہ نے مندر میں عبادت کرنے کا بہانہ بنایا اور
دوسرے ہی روز دیوتا مندر میں جاکر مورتی کے سامنے بیٹھ
کر پوجا کرنے لگی۔ کستوری ناگن نے اسے دیکھا تو سوچنے
لگی۔کہ یہ عورت کبھی مندر میں نہیں آئی۔ پھر کیا وجہ ہے
کہ آج یہ خاص طور پر یہاں عبادت کرنے آگئی ہے
اسے دال میں کچھ کالا کالا نظر آیا وہ سمجھ گئی کہ یہ عورت بھی
اس کا سراغ لگانے آئی ہے۔
کستوری ناگن نے فوراً ایک خاص منتر پڑھ کر اپنے جسم
کے چاروں طرف پھونکا اور اس کے جسم میں جو اصل کستوری
ان چھپی ہوئی تھی اس کی لہریں دھندلی ہوگئیں۔ اب کوئی بڑے
سے بڑا جادوگر بھی اس کے جسم میں جھانک کر یہ نہیں کہہ سکتا
تھا کہ یہ کستوری ناگن ہے۔ وہ مطمئن ہو کر مندر کے
کاموں میں لگ گئی۔ شام کو راہبہ سنالی نے اپنا عمل پورا کر
لیا تو اس نے لاما کے حکم سے ہر نوکرانی اور دیوداسی سے
الگ الگ ملاقات کی۔ جب کستوری ناگن کی باری آئی تو
وہ ہاتھ باندھ کر جا کھڑی ہوئی۔
"تمہارا نام کیا ہے۔؟" راہبہ نے پوچھا۔
کستوری ناگن نے کہا۔ "جی میرا نام گوماتی ہے۔ میں یہاں
نوکرانی ہوں جی"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"راہبہ سنالی نے اپنی نگاہیں کستوری ناگن کے آر پار کر دیں مگر اسے اس میں کوئی نئی بات نظر نہ آئی اس نے کستوری ناگن کو جانے کی اجازت دے دی۔ کستوری ناگن بڑی خوش ہوئی اور اپنی کوٹھڑی کی طرف چل دی۔ راہبہ نے لاما کو جا کر بتایا کہ مندر کی کسی دیوداستی یا نوکرانی میں غائب ہونے کی طاقت نہیں ہے۔ لاما کو اطمینان ہوگیا۔ مگر وزیر کہنے لگا "حضور! ہو سکتا ہے۔ کوئی باہر کی غیبی عورت آگئی ہو"۔

لاما بولا۔ "اس کو بھی دیکھ لیں گے"۔

اس نے راہبہ سنالی کو حکم دیا کہ وہ چوبیس گھنٹے ہوشیار رہے اور اگر وہ کسی بھی عورت یا مرد کو ہمارے ملک میں داخل ہوتا دیکھے تو فوراً اس کی اطلاع کرے۔ راہبہ سنالی یقین دلا کر چلی گئی کہ ایسا ہی ہوگا۔

کستوری ناگن کو ابھی کچھ دیر اسی مندر میں رہنا تھا اور سنالی راہبہ اس کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ یہ راہبہ اس کی پریشانی کا باعث بن سکتی تھی۔ کستوری ناگن نے راہبہ کو کچھ دیر کے لئے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر ایک رات وہ اپنی کوٹھڑی سے نکل کر راہبہ کے مکان کی طرف روانہ ہوگئی۔

○

تابوت میں آجاؤ

کستوری ناگن کو راہبہ کا مکان معلوم تھا

سردی بڑی سخت پڑ رہی تھی۔ ہر طرف برف ہی برف جمی ہوئی تھی۔ مگر کستوری ناگن سردی گرمی سے بے نیاز تھی وہ تبت کی بستی کی نیم تاریک گلیوں میں سے گزرتی راہبہ سنالی کے مکان کی طرف جا رہی تھی۔ گلی کے کونے میں لیمپ جل رہا تھا۔ اسی جگہ راہبہ کا مکان تھا گلی سنسان تھی۔ کستوری ناگن نے پھنکار مار کر ایک سفید سانپ کا روپ بدلا۔ اور راہبہ کے مکان کی طرف بڑھی جب وہ مکان کی دیوار پر سے ہو کر راہبہ سنالی کے آنگن میں اتری تو اسے راہبہ کے کمرے میں روشنی نظر آئی۔

راہبہ اس وقت خدا کی عبادت کر رہی تھی۔ کستوری ناگن اس بات کو بھول گئی تھی۔ کہ راہبہ سنالی کوئی جادوگر نہیں ہے۔ بلکہ ایک راہبہ ہے۔ یعنی ایک عبادت گزار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت ہے۔ جو نیک روحوں کی دوست ہے اور صرف خدا کی عبادت کرتی ہے۔ وہ خود بھی بڑی نیک اور پاکیزہ عورت تھی۔ راہبہ سنالی کبھی جھوٹ نہیں بولتی تھی اپنے دل کو بُرے اور گندے خیالوں سے ہمیشہ پاک صاف رکھتی تھی۔ غریبوں اور بیماروں کی خدمت کرتی تھی بتوں کی پوجا کرنے کی بجائے صرف ایک خدا کی عبادت کرتی تھی جو سارے جہانوں کا خالق ہے۔ ایسی عورت کے اندر ایک ایسی روشنی اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اُسے اپنے دشمنوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ جب انسان انسانوں سے ڈرنے کی بجائے صرف خدا سے ڈرتا ہے تو اس کا کوئی بھی دشمن کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

چنانچہ عبادت کرتے کرتے راہبہ کو محسوس ہوا کہ اس کا دشمن اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اس کے سامنے میز پر لیمپ روشن تھا۔ راہبہ سنالی کے چہرے پر خدا کی عبادت کی روشنی تھی راہبہ کے دل نے اسے بتایا کہ اس کا دشمن سانپ کی شکل میں اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ راہبہ سنالی مسکرائی اس نے اپنے دل سے کہا

"میرا خدا میری حفاظت کرے گا"

اور ایسا ہی ہوا۔ کستوری ناگن سفید سانپ کی شکل میں

کمرے میں آگئی اس نے اپنا پھن اٹھا دیا اور زور زور سے پھنکارنے لگی۔ راہبہ سنالی اپنی جگہ پر خاموش اور اطمینان کے ساتھ بیٹھی خدا کو یاد کرتی رہی۔ کستوری ناگن نے لپک کر راہبہ کے بازو پر ڈس دیا۔ کستوری ناگن کا خیال تھا کہ اس کے زہر کے اثر سے راہبہ ایک لمحے میں پگھل کر مر جائے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ اس کی بجائے کستوری ناگن کو اپنا جسم گرم ہوتا محسوس ہونے لگا۔ وہ پیچھے کو ہٹ گئی اس نے دیکھا کہ راہبہ سنالی اپنی جگہ پر اسی طرح اطمینان سے بیٹھی تھی۔ کستوری ناگن نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر زور سے راہبہ کے دوسرے ہاتھ پر ڈس دیا۔ اس بار بھی راہبہ پر کستوری ناگن کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے زبان سے بھی کچھ نہ کہا۔ وہ سفید سانپ کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ کستوری ناگن اب گھبرا گئی۔ کیونکہ اس کے جسم کی گرمی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ یعنی جسم زیادہ گرم ہو گیا تھا۔

اتنے میں ایک روح راہبہ کے سامنے ظاہر ہو گئی وہ سفید بادل کی طرح تھی اور جسم پر چادر لپٹی ہوئی تھی اس نے راہبہ سنالی سے کہا

"میں اس ناگن عورت کو اس کے گھناؤنے جرم کی سزا دونگی"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راہبہ سنالی نے کہا۔ "کیا تم اسے معاف نہیں کر سکتی ہو؟"
روح نے کہا " جو انسان دوسرے انسان کی جان لینے کی
کوشش کرتا ہے۔ اسے معاف کر دیا گیا تو
پھر وہی کوشش کرے گا "
راہبہ سنالی بولی ۔ " اب میں کچھ نہیں کہوں گی صرف اس
ناگن عورت کی جان بخشی کی درخواست کروں
گی"
روح نے کہا ۔ " ایسا ہی ہوگا "

کستوری ناگن سفید سانپ کی شکل میں یہ ساری باتیں سن رہی تھی اس نے پھنکار مار کر بلبل بن کر وہاں سے بھاگ جانے کی کوشش کی مگر اس سے ایسا نہ ہو سکا اس نے دوسری بار انسانی شکل میں آ کر کوئی طلسم پڑھنا چاہا مگر اس میں بھی وہ ناکام رہی۔ اب تو کستوری ناگن کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ یعنی وہ گھبرا گئی۔ سمجھ گئی کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ روح نے راہبہ سے کہا

" اے نیک اور پاک دل والی راہبہ سنالی! میں اس
انسان دشمن ناگن عورت کو ساتھ لئے جا رہی
ہوں "

کستوری ناگن نے اچھل کر وہاں سے فرار ہونا چاہا مگر اس

جسم جیسے برف کی طرح سرد ہو کر وہیں جم گیا تھا وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہ کر سکی۔ روح نے ہاتھ بڑھا کستوری ناگن کو اٹھا لیا۔ اور غائب ہو گئی۔ راہبہ سنالی یہ بات کھل چکی تھی۔ کہ یہی سانپ اصل میں وہ غیبی عورت تھی۔ جو لاما کے کمرے میں داخل ہو کر اس کا راز معلوم کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس نے راہبہ سنالی کو ہلاک کرنا چاہا تھا۔ جو ایک جرم ہے۔ کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ محض اپنے فائدے کے لئے کسی دوسرے انسان کو ہلاک کر ڈالے۔ روح کستوری ناگن کو اس جرم کی سزا میں اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ کستوری ناگن سفید سانپ کی شکل میں تھی۔ اور اگرچہ اس کا جسم سُن ہو چکا تھا مگر وہ ہوش میں تھی۔ سب کچھ سن سکتی تھی۔ دیکھ سکتی تھی۔ محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ روح اسے لئے آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔ کستوری ناگن نے محسوس کیا کہ وہ روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ تیز رفتار پر اڑتی جا رہی ہے۔ کستوری ناگن کا دل بیٹھنے لگا تھا۔ یہ روح اسے کہاں لئے جا رہی تھی؟ یہ سوال بار بار اس کے ذہن میں اٹھ رہا تھا۔ اور اس کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ روح بھی خاموش تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادل نیچے ہٹتے جا رہے تھے۔ پھر ایک ستارہ دور سے نظر آنے لگا۔ اس ستارے کے قریب پہنچ کر روح نے اس کے گرد ایک چکر لگایا اور اس کی دوسری طرف اتر گئی۔ جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اور سردی بہت زیادہ تھی۔ ستارے کا یہ رُخ ہمیشہ سورج کی مخالف سمت کو رہتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہاں کبھی سورج کی روشنی نہیں پہنچتی تھی۔ اس قدر سردی تھی۔ کہ کستوری ناگن کو بھی سردی محسوس ہونے لگی۔ روح نے کستوری ناگن کو زمین پر چھوڑ دیا اور بولی۔

"اب تو ہمیشہ اسی جگہ رہے گی۔ یہی تمہارا گھر ہے۔

اور روح غائب ہوگئی۔ کستوری ناگن نے محسوس کیا کہ اس کے جسم میں جان آگئی ہے اس نے اپنی طاقت آزمانے کے لئے سانس پھنک کر مہیبل کا روپ بدلنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ اس نے انسانی شکل میں آنا چاہا تو وہ انسانی شکل میں آگئی۔ اب اس کی شکل اصلی کستوری ناگن کی شکل تھی اور اسے بہت سردی لگ رہی تھی اس قیامت کی سردی سے بچاؤ کے لئے ان کے پاس صرف گرم روئی کی صدری ہی تھی۔ جو کافی نہیں تھی۔

کستوری ناگن نے ایک طرف چلنا شروع کر دیا وہ خود خلائی دنیا کی رہنے والی تھی۔ وہ اندازہ لگانے لگی کہ اس سیارے کی آب و ہوا اور فضا کیسی ہے۔ اور یہاں کیا کوئی مخلوق ہو بھی سکتی ہے کہ نہیں؟

بہت جلد اسے محسوس ہوگیا۔ کہ اس سیارے کی آب و ہوا زمین کی آب و ہوا جیسی ہی ہے۔ چنانچہ اس بات کا امکان تھا کہ یہاں زمین ایسی مخلوق آباد ہوگی۔ مگر سوال یہ تھا کہ اس سیارے پر کون سا دور گذر رہا ہے؟ کیا یہاں کا انسان غاروں کے دور میں ہے۔ پتھر کے زمانے میں ہے۔ یا ترقی یافتہ دور میں زندگی بسر کر رہا ہے کستوری ناگن کو اس بات کا بے حد دکھ تھا۔ کہ وہ ناگ کے قریب پہنچ کر اس سے جدا کر دی گئی تھی اور اب نہ جانے اسے کب دوبارہ زمین پر جانا نصیب ہو وہ ان سب پچھتاوں کو بھول کر نئی جدوجہد میں لگ گئی۔ کہ پہلے معلوم کیا جائے کہ یہاں کون سی مخلوق آباد ہے اور پھر یہاں سے زمین کے سیارے پر پہنچنے کی کوشش کی جائے۔

کستوری ناگن کے پاس اس وقت کوئی طاقت نہیں تھی اس نے انسانی شکل میں آکر دوبارہ سانپ کی شکل بدلنی چاہی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غائب بھی ہونا چاہا مگر وہ غائب بھی نہ ہو سکی۔ اب وہ صرف ایک عورت تھی۔ عام عورت اور اس میں فرق صرف اتنا تھا کہ خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے وہ بھوک پیاس سے بے نیاز تھی اور اسے سردی بھی زیادہ نہیں لگتی تھی دوسری بات یہ تھی کہ وہ اس وقت تک مر بھی نہیں سکتی تھی جب تک کہ کوئی اسے بھڑکتی ہوئی زبردست آگ میں نہ ڈال دے۔ اس کی وجہ اس کا خلائی مخلوق ہونا تھا کستوری ناگن چلتے چلتے ایسے میدان میں آگئی جہاں چھوٹے بڑے بے شمار پتھر بکھرے ہوئے تھے یہاں سردی کم ہو گئی تھی۔

اس نے دور نگاہ ڈالی۔ افق کے پاس اسے عمارت کا مینار دکھائی دیا۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے اور سورج ان کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ بات اصل میں یہ تھی۔ کہ جس طرح ہمارے نظام شمسی میں ہماری زمین سورج سے ایک خاص فاصلے پر آنے کی وجہ سے انسانوں کی رہائش کے قابل ہو گئی تھی۔ اس طرح اس سیارے کی زمین بھی سورج سے اسی فاصلے پر تھی۔ اور یہاں کی آب و ہوا بھی صدیاں گذر جانے کے بعد صاف اور اس لائق ہو گئی تھی۔ کہ انسان اس میں سانس لے سکے۔

ابھی تک کستوری ناگن کو کوئی درخت وغیرہ نظر نہیں آیا تھا۔ وہ پتھروں کے بھرے ہوئے خشک میدان میں سے گذرتی جب عمارت کے قریب پہنچی تو دیکھا کہ یہ ایک اہرام مصر کی طرح کا تکونا مینار ہے۔ جو زمین سے کافی بلندی تک چلا گیا ہے۔ کستوری ناگن نے اس کے گرد چکر لگایا یہ اہرام کافی بڑا تھا۔ اس قسم کے اہرام کستوری ناگن نے زمین پر جا کر پرانے مصر میں دیکھے تھے۔ تو کیا یہاں کے لوگ قدیم مصر کی تہذیب میں زندگی گذار رہے ہیں؟

وہ یہی سوچتی ہوئی اہرام کے گرد یہ دیکھنے کے لئے چکر لگانے لگی کہ کیا وہاں اندر جانے کا کوئی راستہ ہے؟ اہراموں میں اندر جانے کا کوئی راستہ ایسا نہیں ہوتا کہ وہ عام آدمی کو نظر آ جائے۔ اہراموں کے راستے ہمیشہ خفیہ رکھے جاتے ہیں۔ اور جب وہاں کسی بادشاہ یا ملکہ کو دفن کر دیا جاتا تو اس کے خفیہ دروازے کو بھی پتھروں سے بند کر دیا جاتا تھا تاکہ کوئی اندر داخل ہو کر لاش کی بے حرمتی نہ کرے اور سونا اور جواہرات چرا کر نہ لے۔ کستوری ناگن کو بھی کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ وہ تھک کر وہیں بیٹھ گئی۔ دن کی روشنی آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔ پھر بادل بھی ہٹ گئے اور جب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سورج غروب ہوا۔ تو نیلے آسمان پر ستارے ابھر کر چمکنے لگے۔ کستوری ناگن نے غور سے ستاروں کو دیکھا یہ ایک دوسرے نظام شمسی کے ستارے تھے۔ ان کے برج اور قطبی ستارہ مختلف تھا۔ اور ان کی چمک بھی کچھ مدھم تھی۔ کستوری ناگن نے خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین ابھی اپنے ابتدائی دور میں ہے۔ یعنی اس زمین پر سے ہلاکت خیز گیس اور بخارات کو صاف ہوئے دس بارہ ہزار برس ہی گذرے ہیں

پیارے دوستو! دنیا کی ترقی میں دس بارہ ہزار سال کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ جب شروع شروع میں ہماری دنیا دہکتی ہوئی آگ کا ایک گولا تھی۔ تو اسے سیاہ ہونے میں کئی لاکھ سال لگ گئے۔ یعنی ہماری زمین گیس کے گولے سے آگ کا گولا بنی۔ پھر آگ کا گولا پگھلتے ہوئے لاوے کی شکل اختیار کر گیا۔ اور یہ حالت بھی لاکھوں سال تک رہی۔ پھر یہ گولا ٹھنڈا ہو کر سخت ہونا شروع ہو گیا لاکھوں سال کے بعد ہماری زمین کی اوپر کی سطح ٹھنڈی ہو گئی۔ ہماری زمین کے ٹھنڈی ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ ہماری زمین سورج کے گرد جس فضا یعنی خلا میں چکر لگا رہی تھی۔ وہاں اسقدر ٹھنڈ ہوتی ہے۔

[illegible] کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس فضا کو انگریزی زبان میں ایتھر کہتے ہیں۔ چنانچہ آج بھی ایتھر کی ٹھنڈی پھوار [illegible] کر ڈاکٹر مسوڑوں کو سن کر کے دانت نکالتے ہیں آپ ضرور سوچ گے کہ اگر اتنی سرد فضا میں ہماری زمین ٹھنڈی ہو گئی تھی تو پھر سورج کیوں نہیں ہوتا۔ آخر وہ بھی تو اسی فضا میں چکر لگا رہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہماری زمین سورج کے مقابلے میں بہت چھوٹی ہے۔ اس لئے یہ جلدی ٹھنڈی ہو گئی۔ سورج بھی ایتھر یعنی بلائی خلا کی فضا کی زبردست سردی کی وجہ سے ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ مگر چونکہ وہ بہت [illegible] ہے۔ اس لئے ٹھنڈا ہونے کا عمل بہت سست ہے اور اسے ٹھنڈا ہونے میں ابھی نہ جانے کتنے کھرب بلکہ اس سے بھی زیادہ سال لگ جائیں۔

اس کے بعد ہماری زمین ٹھنڈی ہو کر اوپر سے سخت ہو گئی مگر اس کے اندر پگھلا ہوا لاوا برابر کھول رہا ہے جو آج بھی کھول رہا ہے۔ بہر حال یہ باتیں ہم آپ کو تفصیل کے ساتھ آگے چل کر اس کتاب میں بتائیں گے مختصر بات یہ کہ پھر زمین پر سے ہلاکت خیز گیسیں اور بخارات اٹھ کر اس کے اردگرد چھا گئے جس میں کاربونک ایسڈ گیس بہت بڑی مقدار میں تھی پھر زمین پر عجیب و غریب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قسم کے درخت اور بڑے بڑے جانور نمودار ہوئے
ان کی خوراک ہی کاربونک ایسڈ گیس تھی۔ قیامت خیز
زلزلوں کی وجہ سے یہ پہاڑوں جتنے بڑے درندے
تو زمین میں دھنس گئے۔ مگر درخت برابر اگتے رہے
درختوں میں ایک خاص اور فائدہ مند بات یہ تھی کہ
ان کی خوراک ہی کاربونک ایسڈ گیس تھی یہ اس گیس کو کھا
کر پرورش پاتے۔ اور اس کے بدلے میں آکسیجن خارج
کرتے۔ لاکھوں سال کے بعد ان ابتدائی عجیب و غریب
درختوں نے ہماری زمین کے گرد جو کاربونک ایسڈ گیس کا
مہلک لحاف پھیلا ہوا تھا۔ اس کو ہضم کر لیا اور اس کی
جگہ آکسیجن گیس پھیلا دی۔ یوں ہم پر ان پرانے درختوں
کا بھی بڑا احسان ہے۔ کہ انہوں نے ہمارے لئے اس
زمین کی فضا کو صاف کر کے رہنے کے قابل بنایا تھا
پھر وہ درخت جو کروڑوں ٹن کاربونک ایسڈ گیس ہضم
کر چکے تھے۔ زلزلوں کے باعث زمین کی گہرائیوں میں دفن
ہو گئے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ قدیم ڈائنا
سورس قسم کے عفریتوں کے ساتھ وہ بھی پتھر بن گئے
پیارے دوستو! آج وہی ہمارے پرانے درخت اور عفریت
پتھر کے کوئلے کی شکل میں کھدائی کرنے پر نکل رہے ہیں

جب ہم پتھر کے کوئلے کو جلاتے ہیں تو اس میں سے
وہی کاربونک ایسڈ گیس زیادہ نکلتی ہے۔ جو آج سے
اربوں سال پہلے ہماری زمین کے گرد لپٹی ہوئی تھی۔ اس
کے بعد پھر نباتات شروع ہوئے اور پھر حیات پیدا
ہوئی اور ہمارے آباؤ اجداد نے جنم لیا۔

بہر حال کستوری ناگن نے اہرام دیکھ کر یہ درست
اندازہ لگایا تھا کہ یہاں کی تہذیب اپنے ابتدائی دور میں
ہے یعنی انسان نے اس سیارے پر اتنی ترقی حاصل کر لی ہے
کہ وہ بڑے بڑے اہرام تعمیر کر سکتا ہے۔ وہ یہ معلوم
کرنا چاہتی تھی کہ یہاں انسان کی آبادی کہاں پر واقع ہے
مگر رات کا اندھیرا چھانے کی وجہ سے کستوری ناگن نے
فیصلہ کیا کہ وہ دن نکلنے پر آگے جا کر کسی شہر یا بستی کا
سراغ لگانے کی کوشش کرے گی۔ وہ اہرام کے پتھروں
سے ٹیک لگا بیٹھ گئی۔ اسے نیند تو نہیں آتی تھی مگر
اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور سوچنے لگی اگر یہاں کوئی انسانی
سوسائٹی اسے مل گئی۔ تو وہ کس طرح وہاں سے نکل کر زمین پر
واپس جانے کی کوشش کرے گی۔ کیونکہ اسے ہر حالت میں
وہاں سے نکل کر زمین پر جانا اور ناگ کو اپنے قبضے میں
کرنا تھا۔ ناگن ماں کی ہڈی اس کے پاس نہیں تھی یہ ہڈی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے تبت کے مندر میں واقع اپنی کوٹھڑی میں زمین کے اندر دفن کر رکھی تھی۔

کستوری ناگن دیر تک آنکھیں بند کیے بیٹھی رہی چاروں طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس خاموشی میں کبھی کبھی ہوا کے چلنے کی سرسراہٹ سنائی دے جاتی تھی۔ ابھی تک کستوری ناگن کو وہاں کا کوئی درندہ، پرندہ، جانور یا رینگنے والا کیڑا بھی نظر نہیں آیا تھا۔ اس نے سوچا کہ یہاں کسی ناگن سانپ کو آواز دینی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اس کی یہ طاقت ابھی اس کے پاس ہو۔ اور اگر کوئی ناگن سانپ آس پاس موجود ہو تو آ جائے۔ کستوری ناگن نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور پھنکار مار کر سانپ کی آواز میں کہا۔

"اگر آس پاس کوئی ناگن سانپ ہے تو میرے سامنے آئے۔ میں خلائی ناگن بول رہی ہوں"

کستوری ناگن بڑی حیران بھی ہوئی اور خوش بھی کہ ایک نیلی پیلی دھاریوں والا سانپ اہرام کے پتھروں میں سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔ اندھیرے میں اس کی کھال پر بنی ہوئی نیلی اور پیلی دھاریاں چمک رہی تھیں یہ دو فٹ لمبا سانپ تھا اور اس کے تکونے سر پر گول دھاریاں بنی ہوئی تھیں۔ سانپ نے آتے ہی اپنا پھن پھول کر اوپر اٹھایا

اور دو بار جھکایا۔ پھر بولا۔

"میں ناگن سانپ ہوں۔ تمہاری آواز سن کر آیا ہوں"

کستوری ناگن نے پوچھا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں"؟

ناگن سانپ بولا۔ "ہاں میں جانتا ہوں کہ تم خلائی ناگن ہو۔ تمہارا سیارہ یہاں سے دو کروڑ میل دور ہے یہاں کی تمام ناگنوں پر فرض ہے کہ وہ تمہاری آواز پر سامنے آئیں اور اگر تمہیں مدد کی ضرورت ہو تو تمہاری مدد کریں"

کستوری ناگن بہت خوش ہوئی۔ اسے اندھیرے میں روشنی کرن نظر آ رہی تھی۔ اس نے پہلا سوال یہ کیا کہ یہ کون سا سیارہ ہے جس کی فضا زمین کے سیارے ایسی ہے۔ اور یہاں کی مخلوق آباد ہے۔ ناگن سانپ نے کہا۔

"ناگن ملکہ! آپ نے یہاں آ کر بڑی غلطی کی ہے کیونکہ یہ ایک آنکھ والی مخلوق کا شہر ہے یہاں اگر کوئی ایسا شخص آ جائے جس کی دو آنکھیں ہوں تو یہ لوگ اسے زندہ نہیں چھوڑتے اور طرح طرح کی اذیت دے کر مار ڈالتے ہیں"

کستوری ناگن سوچنے لگی کہ اس کے پاس تو کوئی طاقت بھی نہیں ہے کہیں بچ بچا وہ ہلاک ہی نہ ہو جائے۔ اگرچہ اسے خنجر تلوار سے ہلاک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ لوگ اسے آگ میں جھونک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر مار سکتے ہیں۔ کستوری ناگن نے کہا

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو ناگن سانپ؟

ناگن سانپ بولا۔ "ہاں ناگن ملکہ! میں اسی شہر میں پیدا ہوا ہوں میرے سامنے کسی دنیا سے ایک ایسی عورت آگئی تھی جس کی دو آنکھیں تھیں ان لوگوں نے اسے پکڑ لیا پہلے تو اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ پھر اس کے جسم کی کھال اتار کر اس میں گھاس بھر دیا۔ اور زندہ دفن کر دیا میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ یہاں سے چلی جائیں"

کستوری ناگن نے کہا۔ "میرے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں کہ جا سکوں۔ مجھے یہاں ایک روح پھینک گئی ہے۔

ناگن سانپ بولا۔ "تو پھر آپ اس اہرام کے اندر چھپ جائیں کیونکہ ایک آنکھ والی مخلوق کے سپاہی یہاں رات کو بھی گشت لگاتے رہتے ہیں۔ مگر ناگن ملکہ آپ تو جو چاہے روپ بدل سکتی ہے۔

کستوری ناگن نے اسے صاف صاف بتا دیا کہ میری طاقت کسی وجہ سے چھین لی گئی ہے اور میں نہ تو غائب ہو سکتی ہوں نہ سانپ بن سکتی ہوں اور نہ کوئی پرندہ جانور بن کر اڑ سکتی ہوں۔ ناگن سانپ نے کہا۔

تو پھر آپ اس اہرام میں چھپ جائیں۔ نہیں تو یہ مخلوق آپ

آپ کو زندہ نہیں چھوڑے گی"

کستوری ناگن نے کہا۔ "کیا تم میری مدد نہیں کر سکتے؟"

ناگن سانپ بولا۔ "میں آپ کی اس سے زیادہ مدد نہیں کر سکتا کہ آپ کو اہرام میں جان بچا کر چھپ جانے کا مشورہ دوں کیونکہ میرے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں آپ کو چھپا سکوں"

کستوری ناگن نے اہرام کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس کا کوئی دروازہ مجھے نظر نہیں آتا"

ناگن سانپ نے کہا۔ "میرے پیچھے آئیں مجھے اس کے خفیہ دروازے کا پتہ ہے۔

ناگن سانپ آگے آگے چلنے لگا۔ کستوری ناگن اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ ناگن سانپ ایک خفیہ دروازے میں سے کستوری ناگن کو اہرام کے اندر لے گیا۔ اس اہرام کے اندر ایک تنگ و تاریک گلی تھی۔ آگے ایک ڈیوڑھی بنی ہوئی تھی اس ڈیوڑھی میں نیچے ایک زینہ یعنی سیڑھی جاتی تھی ناگن سانپ نے سیڑھی کی طرف اشارہ کر کے کہا"

ناگن ملکہ! یہ سیڑھیاں نیچے ایک تہہ خانے میں جاتی ہیں مجھے معلوم ہے کہ یہاں سینکڑوں برس سے کوئی نیچے نہیں گیا آپ یہاں جب تک چاہیں رہ سکتی ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن نے کہا۔

" لیکن میں کب تک یہاں پڑی رہوں گی ؟
میں اس دنیا سے نکلنا چاہتی ہوں۔ تم کوئی
ایسی تدبیر سوچو کہ جس سے میں یہاں سے فرار ہو
کر اپنی جان بچا سکوں "

ناگن سانپ بولا۔ " ناگن ملکہ! میں کوشش کروں گا آپ
اطمینان سے کچھ وقت گذاریں۔ میں آتا جاتا رہوں گا
ممکن ہے اس دوران میں کوئی ایسی ترکیب نکل آئے
کہ آپ یہاں سے واپس اپنی دنیا میں چلی جائیں اب میں
جاتا ہوں "

ناگن سانپ جب چلا گیا تو کستوری ناگن سوچنے لگی کہ
وہ بُہت بُری طرح سے پھنس گئی ہے اب خدا جانے کب
اسے وہاں سے نکلنا نصیب ہوگا مڑ کر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی
نہیں تھا۔

کستوری ناگن جلدی سے باہر نکل آئی۔ وُہ واپس
اپنے پہلے والے تہہ خانے میں آگئی یہاں اُس نے ایک
طرف جگہ صاف کی اور دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی
اب اُسے یہی امید تھی۔ کہ شاید ناگن سانپ اس کے لیئے
کوئی تدبیر پیدا کرے کہ وُہ وہاں سے فرار ہو سکے خدا

جانے یہ ایک آنکھ والی مخلوق یہاں کہاں سے آگئی تھی
تو ری ناگن ہر حالت میں اپنی جان بچانا چاہتی تھی وقت
ا وہاں اسے کوئی احساس نہیں تھا۔ چاروں طرف اندھیرا
ھیرا تھا اس اندھیرے میں صرف کستوری ناگن یا کوئی
سانپ ہی دیکھ سکتا تھا۔ باہر دن گذر گیا تھا شام
کے بعد رات کا اندھیرا ہر طرف پھیل گیا تھا۔ اچانک کستوری
ن کو گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے اس آواز
کان لگا دیئے۔ گھوڑے اہرام کے اردگرد چکر لگا رہے
تھے۔

کستوری ناگن کو یاد آگیا۔ کہ ناگ سانپ نے کہا تھا کہ ایک
کھ والی مخلوق کے سپاہی رات کو بھی گشت لگاتے ہیں
ور یہ گشت لگانے والے سپاہی ہوں گے۔ وہ اطمینان
سے بیٹھی رہی۔ اسے یقین تھا کہ خفیہ دروازے کا ان کو
نہیں ہے اور وُہ اندر نہیں آئیں گے پھر گھوڑوں کی
ٹاپوں کی آواز رُک گئی اور آدمیوں کے باتیں کرنے کی آوازیں
نے لگیں۔ یہ تین چار آدمی تھے۔ جو ایک ایسی خلائی زبان میں
ئیں کر رہے تھے۔ جو کستوری ناگن بھی بڑی مشکل سے سمجھ رہی
تھی۔ ان کی آوازیں ایسی تھیں۔ جیسے آدمی سوتے میں خراٹے لے
رہا ہو۔ وہ خراٹوں کی زبان میں باتیں کر رہے تھے اُن میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک نے کہا۔

" انسانی قدموں کے نشان اہرام کے اندر جا رہے ہیں"

کستوری ناگن کانپ اٹھی۔ ایک آنکھ والی مخلوق کے سپاہی اس کے قدموں کے نشان لیتے خفیہ دروازے پر پہنچ گئے کستوری ناگن سے سخت غلطی ہو گئی تھی کہ وہ اپنے قدموں کے نشان نہیں مٹا سکی تھی وہ جلدی سے تہہ خانے سے نکل کر میں بھاگی کہ اس تہہ خانے میں جا کر چھپ جائے جہاں چھت سے تابوت لٹک رہا تھا۔ دوسری طرف سپاہی خفیہ دروازے میں سے اندر آ گئے۔ یہ ایک آنکھ والے اونچے لمبے تڑنگے آدمی تھے۔ جن کے ہاتھوں میں لمبی لمبی تلواریں تھیں ان کے چہروں پر صرف ایک آنکھ تھی۔ یہ آنکھ سرخ تھی اور ماتھے پر لگی ہوئی تھی۔ اس آنکھ میں سے روشنی نکل رہی تھی۔ یہ چار سپاہی تھے۔ وہ ڈیوڑھی میں آ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ پھر تہہ خانے میں گھس گئے۔ ادھر کستوری ناگن تابوت والے تہہ خانے میں اتر کر کونے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ اسے خطرہ تھا کہ سپاہی یہاں بھی ضرور آ جائیں گے۔ وہ پریشان بھی تھی اور گھبرائی ہوئی بھی تھی۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں چھپے اسے آدمیوں کے قدموں کی آوازیں آنے لگیں۔ سپاہی اہرام کی گلی میں سے گزر

تابوت والے تہہ خانے کی طرف آ رہے تھے کستوری ناگن کر دروازے کی سیڑھیوں کی طرف گئی۔ اب اسے سپاہیوں کی ڑوں والی آوازیں صاف صاف سنائی دے رہی تھیں کستوری ناگن ب بہت زیادہ گھبرا گئی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ چھت کے ساتھ لٹکتا ہوا تابوت آہستہ سے نیچے آ گیا ہے اور اس کا ڈھکنا اپنے آپ کھل گیا اور اس میں سے کسی نے ٹھنڈے سانس ایسی آواز میں کہا۔

" تابوت کے اندر آ جاؤ "

کستوری ناگن کو جان بچانے کی فکر پڑی تھی۔ وہ سوچے سمجھے بغیر تابوت کی طرف بڑھی۔ اس نے دیکھا کہ تابوت خالی تھا۔ وہ جلدی سے اس میں اتر کر لیٹ گئی۔ جونہی وہ تابوت میں لیٹی۔ تابوت کا ڈھکنا بند ہو گیا۔ اور تابوت اپنے آپ اوپر چلا گیا اب وہ پہلے کی طرح فرش سے چھ سات فٹ اونچا چھت سے لٹک رہا تھا اتنے میں ایک آنکھ والے سپاہی تہہ خانے میں آ گئے انہوں نے تہہ خانے میں مشعل کی روشنی میں چاروں طرف دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا ایک سپاہی بولا۔ " وہ یہاں سے بھاگ گیا ہے "

دوسرے نے کہا " ہم اسے جلد پکڑ لیں گے۔ ہمارے طلسمی تمثال نے بتایا تھا کہ یہاں دو آنکھ والا کوئی انسان وارد ہوا ہے اور طلسمی تمثال کبھی جھوٹ نہیں بولتا آؤ ہم باہر چل کر اسے تلاش کرتے ہیں "

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سپاہی تہہ خانے سے نکل گئے۔ جب چاروں طرف گہرا سناٹا چھا گیا تو کستوری ناگن نے تابوت میں گردن اٹھا کر دیکھا۔ تابوت بالکل اس کے سائز کا تھا اب اسے اس ٹھنڈی سانس جیسی پراسرار آواز کا خیال آیا۔ جس نے اسے تابوت کے اندر بلایا تھا۔ کستوری ناگن نے اٹھ کر بیٹھنا چاہا۔ مگر تابوت کا ڈھکنا مضبوطی سے بند تھا اور وہ اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتی تھی۔ کستوری ناگن نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تو کوئی نیک روح ہے جس نے میری جان بچائی"

اسے کوئی جواب نہ ملا۔ کستوری ناگن نے ایک بار پھر کہا۔ تمہارا شکریہ! اے نیکدل روح۔ تیری وجہ سے میری جان بچ گئی۔ مگر اب مجھے تابوت سے بھی باہر نکال۔ نہیں تو میں یہاں پڑے پڑے ایک دن مر جاؤنگی"

اس بار بھی کوئی جواب نہ ملا۔ کستوری ناگن گھبرائی کہ کہیں وہ ہمیشہ کے لئے تابوت میں بند ہو کر تو نہیں رہ گئی اس نے دونوں ہاتھوں سے تابوت کے ڈھکنے کو اوپر اٹھانے کی کوشش کی مگر تابوت کا ڈھکنا اتنی مضبوطی سے بند کیا گیا تھا کہ وہ ذرا سا بھی نہ ہلا۔ کستوری ناگن نے غصے میں کہا۔

"تم نے مجھے یہاں کیوں بند کر دیا ہے؟"

اب اسے ٹھنڈے سانس والی آواز سنائی دی۔

"یہ تابوت ایک مدت سے تمہارا انتظار کر رہا تھا اب تم قیامت کے دن ہی باہر نکلو گی"

کستوری لرز گئی۔ وہ موت سے بچنے کی کوشش میں موت کے تابوت میں چلی گئی تھی۔ اس نے زور زور سے تابوت کے ڈھکنے کو لاتیں مارنی شروع کر دیں۔ ٹھنڈی سانس والی آواز آئی

"تھوڑی دیر بعد تمہیں نیند آ جائے گی۔ پھر تم ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکو گی"

اور ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد کستوری ناگن پر غنودگی چھانے لگی وہ بڑی کوشش کر کے آنکھیں کھولتی مگر نیند کی وجہ سے وہ دوبارہ بند ہو جاتیں اس کا جسم بھی سست پڑنے لگا اور پھر اسے نیند آ گئی۔ یہ اتنی گہری نیند تھی۔ کہ کستوری ناگن کو پھر ہوش نہ رہا۔

ایک آنکھ والے سپاہی واپس محل میں چلے گئے۔ اس محل پر ایک سنگدل جلاد حکومت کرتا تھا جس کی ایک آنکھ تھی جب اس کو سپاہیوں نے بتایا کہ دو آنکھ والی عورت اہرام میں کہیں نہیں ملی تو وہ غصے سے بولا۔

"میرا کلیسی تھال کیا غلط بات نہیں کرتا۔ جاؤ اور اہرام کے اردگرد اس عورت کو تلاش کرو ہم خود اس کی کھال اتار کر اس میں بھر بھرنا چاہتے ہیں"

جب سپاہی چلے گئے تو ایک آنکھ والا جلاد دوسرے کمرے میں آیا یہاں ایک تانبے کا تھال دیوار کے ساتھ لگا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلاّد بادشاہ اس کے سامنے جاکر کھڑا ہوگیا اور بولا۔
"خلتاش! دو آنکھ والی عورت میرے آدمیوں کو
نہیں ملی وہ کہاں ہے اس وقت"؟

تانبے کے تھال پر اہرام کی تصویر ابھر آئی اس کا مطلب تھا کہ وہ عورت اہرام کے اندر ہی ہے۔ جلاّد بادشاہ نے کہا
"مگر میرے آدمیوں نے تو سارا اہرام چھان مارا ہے وہ کہتے ہیں کہ عورت کہیں نہیں ہے۔

تھال پر اہرام دھندلا ہو کر غائب ہوگیا اور ایک بار پھر ابھر آیا اس کا مطلب تھا کہ عورت اہرام کے اندر ہی ہے جلاّد بادشاہ نے فوراً تالی بجا کر اپنے محافظوں کو بلایا اور حکم دیا
"ابھی جا کر اہرام کی تلاشی لو۔ ہماری دشمن عورت
وہیں کہیں چھپی ہوئی ہے۔

محافظ فوراً گھوڑوں پر سوار ہو کر اہرام کی طرف دوڑے اہرام میں وہی سناٹا اور اندھیرا چھایا تھا۔ وہ مشعلیں روشن کر کے اہرام کے خفیہ دروازے سے اندر گئے اور انہوں نے ایک ایک تہہ خانے کو دیکھ ڈالا۔ مگر عورت انہیں کہیں بھی نہ ملی۔ ایک محافظ نے کہا۔
"اس تابوت میں کیا ہے اسے بھی اتار کر دیکھو"
دوسرا محافظ کہنے لگا۔ "یہ اہرام کی ڈراؤنی بدروح کا تابوت ہے جو

ہمارے دادا پڑ دادا کے زمانے سے یہاں لٹکا ہوا ہے۔ اسے آج تک کوئی نہیں کھول سکا اس میں وہ عورت کیسے جاکر چھپ سکتی ہے۔

پہلا محافظ بولا۔ "پھر بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم تابوت کو
کھول کر دیکھیں۔ ممکن ہے دو آنکھوں والی عورت
اسی تابوت میں چھپی بیٹھی ہو"

اسی وقت تابوت کو نیچے کھینچ لیا گیا اس کا ڈھکنا نہیں کھل رہا تھا بڑی مشکل سے تلواروں کی مدد سے انہوں نے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اندر سے تابوت بالکل خالی ہے وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ... پہلا محافظ بولا۔
"میں نے کہا تھا کہ اندر سوائے تابوت کی روح کے اور
کچھ نہیں ہے اب اسے جلدی سے بند کر دو کہیں ہم
پر کوئی مصیبت نازل نہ ہو جائے۔"

انہوں نے تابوت کو جلدی جلدی بند کر کے اسی طرح چھت کے ساتھ لٹکا دیا اور انہوں نے جلاّد بادشاہ کو جا کر بتایا کہ حضور ہم نے اہرام کے تابوت کو بھی کھول کر دیکھ لیا ہے وہاں کہیں بھی دو آنکھوں والی عورت نہیں ہے۔ جلاّد بادشاہ نے ایک بار پھر طلسمی تھال کے سامنے جا کر کہا کہ اے طلسمی تھال!
اے خلتاش ہمیں بتا کہ وہ عورت کہاں چھپی ہوئی ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھال پر ایک بار پھر اہرام کی تصویر ابھر آئی اور تھوڑی دیر رہ کر غائب ہوگئی۔ جلاد بادشاہ عجیب پریشانی میں پھنس گیا اس نے حکم دے دیا کہ اہرام کی چوبیس گھنٹے نگرانی کی جائے دو آنکھوں والی عورت وہیں کہیں موجود ہے۔ وہ باہر نکلے گی تو اسے وہیں پکڑ لیا جائے۔

اہرام کے گرد ایک آنکھ والی مخلوق کا پہرہ لگ گیا دوسرے دن آدھی رات کو ناگن سانپ ناگن ملکہ کا حال احوال معلوم کرنے اہرام کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہاں مشعلیں جل رہی ہیں اور سپاہی جگہ جگہ بیٹھے پہرہ دے رہے ہیں ناگن سانپ اندھیرے میں رینگتا ہوا خفیہ دروازے سے اہرام کے اندر داخل ہوگیا۔ وہ سیدھا ڈیوڑھی والے تہہ خانے میں پہنچا۔ وہاں ناگن ملکہ موجود نہیں تھی ناگن سانپ کو حیرانی ہوئی کہ وہ تو ناگن ملکہ کو اسی تہہ خانے میں ٹھہرے رہنے کا کہہ کر گیا تھا۔ پھر وہ کہاں چلی گئی۔

وہ رینگتا ہوا دوسرے اور پھر تیسرے تہہ خانے میں آگیا اس نے سارے ہی تہہ خانے دیکھ لیئے ناگن ملکہ کہیں بھی نہیں تھی اب صرف کونے والا تہہ خانہ رہ گیا تھا جہاں تابوت لٹک رہا تھا ناگن سانپ اس تہہ خانے میں آگیا اس نے چھت کے ساتھ لٹکتے ہوئے تابوت کو دیکھا تو سوچ میں پڑ گیا کہ ناگن ملکہ اس تابوت میں

نہیں جا سکتی تھی۔ پھر وہ آخر کہاں چلی گئی؟ ناگن سانپ نے فوراً سانپ کی زبان میں ناگن ملکہ کو آواز دی۔ جواب میں ناگن ملکہ کی آواز نہ آئی۔ سانپ نے تین چار بار اسے پکارا مگر ہر بار جواب میں خاموشی چھائی رہی۔ آخر سانپ نے فیصلہ کیا کہ تابوت کے اندر جھانک کر دیکھنا چاہیئے۔ وہ دیوار پر رینگتا ہوا چھت کے ساتھ جا لگا۔ وہاں سے رینگ کر وہ زنجیر پر سے ہوتا ہوا تابوت کے اوپر آگیا۔ تابوت کے چاروں طرف گھوم کر دیکھا صرف ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ تھا ناگن سانپ نے اپنی گردن سوراخ میں سے اندر کی تو یہ دیکھ کر تعجب کرنے لگا کہ ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن تابوت میں ایک مردے کی طرح بالکل سیدھی پڑی ہے۔

ناگن سانپ تابوت کے اندر داخل ہوگیا اس نے کستوری ناگن کے منہ کے پاس جا کر غور سے دیکھا کستوری ناگن کا سانس چل رہا تھا اس کا مطلب تھا کہ وہ مری نہیں تھی زندہ تھی مگر وہ بے ہوش تھی۔ ناگن سانپ نے ناگن ملکہ کے چہرے پر زور سے پھنکار ماری مگر کستوری ناگن کی نیند نہ ٹوٹی سانپ نے بہت جتن کیئے کہ کسی طرح ناگن ملکہ کو ہوش آ جائے مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوا۔ سانپ تابوت میں سے نکل کر اہرام کی تنگ و تاریک گلی میں سے گذرتا ہوا باہر نکل گیا وہ سیدھا اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبیلے میں جا پہنچا۔ وہاں ایک بوڑھا سانپ اپنے غار میں ہر وقت لیٹا رہتا تھا۔ ناگن سانپ نے اَدب سے اس کے پاس جاکر سلام کیا۔ اور سارا ماجرہ سنایا بوڑھے سانپ نے آہستہ سے سر اٹھایا اَور بولا۔

"ناگن ملکہ اب تابوت کی بدروح کے قبضے میں ہے وہ تو اب کبھی اس تابوت سے باہر نہیں نکلے گی تابوت کی بدروح نے اُسے اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔"

ناگن سانپ نے کہا۔ دادا کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ جس سے میں ناگن ملکہ کو زندہ تابوت میں دفن ہونے سے بچا سکوں؟ ناگن آخر ملکہ ہے اسے بچانا ہمارا فرض ہے۔"

بوڑھا سانپ تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"صرف ایک طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ خلتاش کی وادی میں اژدہا والے کنوئیں پر آدھی رات کو جاؤ۔ وہاں اژدہا کی روح آدھی رات کو اپنا ڈھانچہ دیکھنے آتی ہے۔ جب وہ آئے تو اسے میرا سلام کہنا۔ وہ تمہیں ناگن ملکہ کو تابوت سے زندہ نکالنے کی تدبیر بتا دے گا۔ اس کے سوا اَور کوئی راستہ نہیں ہے۔"

ناگن سانپ دوسرے دن آدھی رات کو خلتاش وادی میں

اژدہا کے کنوئیں پر جاکر بیٹھ گیا۔ یہ کنواں خشک تھا اور اس کے نیچے کوٹھے کرکٹ میں ایک اژدھا کا بہت بڑا ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا تھا۔ ناگن سانپ ڈھانچے کے پاس ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا جب رات آدھی سے کچھ اوپر گذر گئی تو اچانک سانپ کو ایک اژدھا کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ وہ ہوشیار ہوگیا۔ اس نے دیکھا کہ کنوئیں کے اوپر سے ایک بہت بڑے اژدہا کی روح نیچے اتر رہی تھی اژدہا کی روح نے ایک زندہ سانپ کو وہاں دیکھا تو آگ بگولہ ہوگیا بولا۔

"تیری جرأت کیسے ہوئی یہاں آنے کی؟"

ناگن سانپ نے ادب سے سلام کیا اَور بولا۔

"حضور! مجھے دادا سانپ نے آپ کو سلام دے کر بھیجا ہے۔"

اژدہا کی روح ایک دم پُرسکون ہوگئی۔ دادا سانپ اس کا دوست رہا تھا۔ اس نے پُوچھا

"بول تجھے میرے دوست نے کس لئے بھیجا ہے"؟

تب ناگن سانپ نے سارا قصہ بیان کیا اَور اس سے اِمداد چاہی۔ اژدہا کی روح نے کہا۔

"سُن! تو واپس ناگن ملکہ کے تابوت میں اتر کر اس کے نخنے پر ہلکا سا ڈس۔ اس کے جسم میں صرف ایک قطرہ زہر داخل کر ناگن ملکہ ہوش میں آجائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ نے پوچھا۔ "مگر میں ناگن ملکہ کو وہاں سے نکالوں گا کیسے!
اژدہا کی روح نے کہا۔ "جب تو ناگن ملکہ کو ڈسے گا تو وہ
ہوش میں آجائے گی اور اس کے ساتھ ہی اس کی کھوئی
طاقت بھی اسے واپس مل جائے گی۔ پھر وہ غائب ہو کر اپنے
آپ تابوت سے باہر نکل آئے گی۔"

ناگن سانپ یہ سن کر بڑا خوش ہوا۔ اور اژدہا کی روح
کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے تیز تیز اہرام کی طرف چلا۔ اہرام
کے باہر مشعلیں روشن تھیں۔ اور ایک آنکھ والے سپاہی پہرہ دے
رہے تھے۔ ناگن سانپ خفیہ دروازے سے اہرام کے اندر چلا
گیا وہاں وہ سیدھا تابوت والے تہہ خانے میں آگیا۔ تابوت کے
سوراخ میں سے تابوت کے اندر داخل ہو کر اس نے فوراً ناگن ملکہ
کے تختے پر ڈس دیا مگر اس کے جسم میں اپنے زہر کا صرف ایک
قطرہ ہی داخل کیا۔ اس کے ڈستے ہی ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن
کو ہوش آگیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگن سانپ کو اپنے قریب
دیکھا تو پوچھا۔ مجھے ہوش کیسے آگیا؟ ناگن سانپ نے اسے سب کچھ
بتا دیا اور کہا۔ "اژدہا کی روح نے کہا تھا کہ میرے ڈسنے
سے تمہاری ساری طاقتیں واپس آجائیں گی۔"

کستوری ناگن بڑی خوش ہوئی اس نے فوراً پھنکار ماری اور سانپ
کی شکل اختیار کر کے دوسرے سانپ کے ساتھ تابوت سے نکل کر باہر
آگئی کستوری ناگن اپنی طاقت واپس مل جانے پر بے حد خوش تھی وہ سانپ

کی شکل میں اپنے ساتھی سانپ کے ہمراہ اہرام کے باہر آگئی۔ اس نے دیکھا
کہ باہر واقعی ایک آنکھ والے سپاہی پہرہ دے رہے ہیں۔
باہر آتے ہی کستوری ناگن نے سانپ سے پوچھا۔
"تمہیں ٹھنڈے سانس ایسی آواز سنائی دی؟"
سانپ بولا۔ "نہیں تو ناگن ملکہ! میں تو کوئی آواز نہیں سنی۔ کستوری ناگن نے
آواز سنی تھی۔ یہ آواز تابوت کی بدروح کی تھی۔ وہی جسم کے رونگٹے کھڑے
کر دینے والی ٹھنڈے سانس ایسی آواز۔ تابوت کی بدروح نے کستوری
ناگن سے کہا تھا

"تو مجھ سے بچ کر نہ جا سکے گی ناگن ملکہ! میں ہر جگہ تیرا
پیچھا کروں گی۔"

کستوری ناگن نے سانپ سے کہا "یہاں سے نکل چلو"
اور وہ دونوں سانپ اہرام سے دور ہوتے گئے۔ وہ بڑی تیز
رفتاری سے ریت پر دوڑ رہے تھے سانپ ناگن ملکہ کو لے کر دادا
سانپ کے غار میں آگیا۔ دادا سانپ نے ناگن ملکہ کو دیکھ کر کہا
"ناگن ملکہ! اس غار میں تجھے کوئی بدروح نقصان نہیں پہنچا سکے گی
مگر تجھے اس غار سے ابھی باہر نہیں جانا چاہیئے۔" غار کے باہر فضا میں
تابوت کی روح لٹکی ہوئی تھی اور کستوری ناگن کے باہر نکلنے کا انتظار کر
رہی تھی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۶۴ "ہم شکل ناگ" پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے نام

پیارے انکل اے حمید صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

میں یہاں خیریت سے ہوں اور آپ بھی خدا کے فضل سے خیریت ہوں گے۔ پیارے انکل میں "عنبر ناگ ماریا" بہت شوق سے پڑھتا ہوں اور میرے دوست بھی "عنبر ناگ ماریا" کو شوق سے پڑھتے ہیں۔ میرا خط لکھنے کا یہ مطلب تھا کہ آپ کے قلم میں پتہ نہیں کون سا جادو ہے جو آپ اِتنے اِتنے اچھے ناول لکھتے ہیں۔ میں نے ناول نمبر ۲۵۔ ۹۹ سیڑھیوں کا راز سلور جوبلی پڑھا۔ مجھ کو یہ ناول بہت اچھا نمبر لگا۔ انکل میں نے "عنبر ناگ ماریا" کے تو تقریباً سارے قصے پڑھے ہیں۔ آپ عنبر ناگ ماریا کیٹی خلاء میں بہت اچھے ناول لکھتے ہیں۔ آپ نے عنبر ناگ ماریا کیٹی خلاء میں کا صرف ایک خاص نمبر بھیجا ہے۔ انکل میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ عنبر ناگ ماریا کیٹی خلا میں کا اور خاص نمبر لکھیئے۔ خاص نمبر مجھ کو بڑا اچھا لگتا ہے۔

انکل آپ اِس خط کا جواب ضرور دیجیئے گا۔ میں خط کا انتظار کروں گا۔ اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ۔

* کیلاش کمار کلاس IX A گورنمنٹ پروونشلائیزڈ، بوائز بہاء اسکول شہداد پور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیشہ
PDFBOOKSFREE.PK

قیمت [illegible] روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!
ہر اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴ مرچی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸۰
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

کستوری ناگن اور ناگ میں بدستور کشمکش جاری ہے کستوری ناگن ناگ کو اغوا کرنا چاہتی ہے اور ناگ کستوری ناگن کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے اس عذاب سے اپنی جان بچانا چاہتا ہے۔ کستوری ناگن جانتی ہے کہ ناگ کی تلاش میں اس کے دوست عنبر، جولی سانگ، تھیو سانگ اور کیٹی وغیرہ تبت کے علاقہ میں موجود ہیں۔ وہ یہ بھی جانتی ہے کہ ان کی خوشبو پر ناگ یہاں ضرور آئے گا۔ ان سب کو روکنے کے لیے اس نے ان سب کو بے ہوش کر کے ایک غار میں بند کر رکھا ہے اور صرف ان کی خوشبو باہر آنے کے لیے تھوڑا سا راستہ کھلا رکھا ہے۔

کیا ناگ ان کی خوشبو پا سکا۔ یا کستوری ناگن اسے اغوا کر سکی یا اس کے ہاتھوں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔ جلدی سے پڑھ کر دیکھیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴ راین روڈ چمن سمن آباد ——— لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ عفریت مکھی
○ ناگ سپیرا بن گیا
○ ہم شکل ناگ
○ لاکھوں انڈے بیٹی
○ چڑیل سانپ

عفریت مکھی

تابوت کی بدروح غار کے باہر فضا میں موجود تھی
کستوری ناگن کو غار میں دادا سانپ کے پاس بیٹھے
دو دن گذر گئے تو کستوری ناگن نے کہا کہ میں اس
دنیا سے نکل کر اپنی دنیا میں جانا چاہتی ہوں، تم بزرگ
سانپ ہو۔ کوئی ایسا گر بتاؤ کہ واپس اپنی دنیا میں
پہنچ سکوں۔

دادا سانپ نے کہا،

"تمہاری خاطت تمہیں واپس مل گئی ہے ناگن
مگر اس ایک آنکھ والی مخلوق کی دنیا سے
فرار اتنا آسان کام نہیں ہے۔"

کستوری ناگن کہنے لگی،

"کوئی راستہ معلوم کرو دادا سانپ۔ میں یہاں
ساری زندگی نہیں گذار سکتی۔"

دادا سانپ بولا

"تابوت کی بدروح غار کے باہر موجود ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ وہ انہیں اپنے قبضے میں کر کے انہیں اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتی ہے۔ انہیں اس سے بھی بچنا ہے۔ میں آتشی دیو میں کنوئیں والے اژدہا کی روح سے کوئی مشورہ لیتا ہوں۔"

اسی روز دادا سانپ نے دوسرے سانپ کو ایک بار پھر اژدہا کی روح کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ناگن ملکہ اس دنیا سے کیسے اپنی دنیا میں پہنچ سکتی ہے۔ سانپ نے آدھی رات کو کنوئیں پر جا کر اژدہا کی روح کو یہ پیغام دیا تو اس نے کہا،

"دادا سانپ کو جا کر کہہ دے کہ میں کل رات خود اس کے پاس آ کر بات کروں گا۔"

دوسری رات غار میں دادا سانپ اور کستوری ناگن اژدہا کی روح کا انتظار کرنے لگے۔ آدھی رات کے بعد اژدہا کی روح غار میں آ گئی۔ اس نے کہتے ہی کہا،

"باہر تابوت کی بدروح کس لئے کھڑی ہے؟"

دادا سانپ نے کہا،

"وہ ناگن ملکہ کو اپنا قیدی بنانا چاہتی ہے۔ آپ کے تشریف لانے سے میری عزت افزائی ہوئی ہے۔"

اژدہا کی روح نے کہا،

"میں ناگن ملکہ کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ ہماری قوم کی ملکہ ہے اگرچہ کسی دوسرے سیارے پر رہتی ہے۔"

کستوری ناگن نے کہا،

"مجھے کوئی ایسا راستہ بتائیے کہ میں اس تیزابی سے فرار ہو کر اپنی زمین پر پہنچ سکوں۔"

اژدہا کی روح نے کہا،

"اس سیارے کے اردگرد ایک ایسی زہریلی فضا کے بادل ہیں کہ اس میں سے ناگن ملکہ گذرتے ہی ہلاک ہو جائے گی۔"

دادا سانپ بولا،

"اسی لئے تو ہم نے آپ کو زحمت دی ہے کہ ہمیں کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ ناگن ملکہ اس زہریلی فضا میں سے گذر کر اپنی دنیا میں واپس پہنچ جائے۔"

اژدہا کی روح کہنے لگی،

"یہاں کے ایک آنکھ والے جلاد بادشاہ کے پاس ایک چھوٹا سا ذاتی خلائی جہاز ہے۔ اس خلائی جہاز کی خاص چابی جلاد بادشاہ ہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔"

کستوری ناگن بولی:

"میں غائب ہو کر اس کی جیب سے خلائی جہاز کی چابی نکال لوں گی۔"

اژدہا کی روح نے کہا:

"تم ایسا کرو گی تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے کہ جلاد بادشاہ کے پاس ایک ایسا جادو ہے جس کی مدد سے وہ ہر غیبی شے کو دیکھ لیتا ہے۔ وہ تمہیں فوراً دیکھ لے گا اور طلسمی تھال بھی اسے تمہارے بارے میں بتا دے گا۔ وہ پہلے ہی تمہاری تلاش میں ہے۔"

کستوری ناگن خاموش ہو گئی۔

دانا سانپ نے کہا:

"کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ جلاد بادشاہ سے وہ چابی لے لی جائے؟"

اژدہا سانپ کی روح کچھ سوچنے کے بعد بولی:

"صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ناگن ملکہ خود سانپ بن کر جلاد بادشاہ کے خاص کمرے میں رات کو جائے جب وہ سو رہا ہو۔ پھر اس کی جیب سے چابی نکالنے کی کوشش کرے۔ مگر اسے یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر جلاد بادشاہ کی آنکھ کھل گئی تو وہ دوسرے لمحے اسے مار ڈالے گا۔ اور اسے پہلے سے بھی پتہ چل سکتا ہے۔"

کستوری ناگن نے کہا:

"میں یہاں سے فرار ہونے کے دلچسپ سرحد کی بازی لگا سکتی ہوں۔ لیکن خلائی جہاز کہاں پر ہوتا ہے؟"

اژدہا کی روح بولی:

"وہ محل کی چھت پر ایک مینار کے اوپر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ایک بار تم اس میں بیٹھ کر اسے اڑا لو گی تو پھر یہ مخلوق تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

دانا سانپ نے کہا:

"مگر یہ جو تابوت کی بدروح اس کے پیچھے پڑ گئی ہے۔ اس کو کیسے ساتھ سے ہٹایا جائے؟"

اژدہا کی روح نے کہا:

"میں اپنا خاص منکا ناگن ملکہ کو دیتا ہوں۔ وہ رومال میں لپیٹ کر اسے اپنے بازو سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باندھ لے۔ تابوت کی ہر روح اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گی۔"

اژدہا کی روح نے ایک سبز رنگ کا چھوٹا سا منکا کستوری ناگن کی طرف لڑھکا دیا۔ کستوری ناگن انسانی شکل میں آ گئی تھی۔ اس نے یہ منکا اپنے بازو کے ساتھ باندھ لیا۔ اژدہا کی روح چلی گئی تو کستوری نے دادا سانپ سے کہا:

"دادا! میں اسی وقت جلاد بادشاہ کے محل میں جا کر اپنی قسمت آزمانا چاہتی ہوں۔ اگر میں خلائی جہاز کی کنجی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تو میں خلائی جہاز میں بیٹھ کر یہاں سے نکل جاؤں گی اور تمہارا ابھی سے دل شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اگر میں ابھی نہ نکل سکی تو جیسے پھر تمہارے پاس آ جاؤں گی۔"

ناگن سانپ نے کستوری ناگن کے ساتھ جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو کستوری ناگن نے کہا:

"تمہیں میرے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں یہ مرحلہ میں خود ہی طے کروں گی۔"

یہ کہہ کر کستوری ناگن انسانی شکل میں ہی غار سے باہر نکل گئی۔ باہر تابوت کی پہاڑی کی ایک چوٹی بلند ہوتی تھی

وہ ہائے ہائے کرتی وہاں سے بھاگ گئی۔ یہ اژدہا کے تھوکے کا اثر تھا۔ کستوری ناگن نے ایک چنگھاڑ ماری اور بلبل بن کر اڑتی ہوئی جلاد بادشاہ کے محل کی طرف اڑ گئی۔ جلاد بادشاہ کے محل میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ کستوری ناگن وہیں سے چنگھاڑ مار کر غائب ہو گئی۔ اب وہ غیبی شکل میں جلاد محل میں اتر آئی۔

کستوری ناگن نے سوچا کہ سب سے پہلے مینار پر جا کر خلائی جہاز دیکھنا چاہیے۔ کستوری ناگن اڑتی ہوئی محل سے دور واقع ایک مینار کی طرف آ گئی۔ اس مینار پر چھت نہیں تھی۔ اوپر سے کھلا تھا۔ کستوری ناگن مینار میں اتر گئی۔ یہ ایک باہر کو نکلے ہوئے کنویں کی طرح کا مینار تھا۔ مینار کی تہہ میں آنکھ کی شکل کا ایک خلائی جہاز پڑا تھا۔ کستوری ناگن نے اس کے اندر جانے کی کوشش کی مگر نہ جا سکی۔ وہ کس قسم کی رکاوٹ تھی کہ کستوری غیبی حالت میں بھی اس کے اندر نہ جا سکی۔ اس نے دیکھا کہ خلائی جہاز کے باہر تالا لگا تھا یہی وہ تالا تھا جس کی چابی جلاد بادشاہ کے پاس تھی۔ کستوری ناگن وہاں سے واپس جلاد محل میں آ گئی۔ مختلف کمروں میں گھومنے کے بعد کستوری ناگن کو آخر ایک کمرے میں جلاد بادشاہ نظر آ گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے پاس ہی اس کا محافظ بھی تھا۔ جلاد بادشاہ تھال کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کستوری ناگن بھی ایک طرف خاموشی سے کھڑی تھی۔ جلاد بادشاہ کہہ رہا تھا۔

"خلق خدا! دو آنکھ والی عورت ہمیں نہیں مل رہی کیا تو بتا سکتا ہے کہ وہ کس جگہ پر ہے؟"

کستوری ناگن بھی تھال کی طرف دیکھنے لگی۔ اتنے میں تھال پر جلاد بادشاہ کے محل کی تصویر ابھر آئی۔ جلاد بادشاہ نے چونک کر اپنے محافظ کی طرف دیکھا اور کہا

"یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں! ہماری دشمن عورت ہمارے ہی محل میں موجود ہے؟" اس نے زور سے پاؤں زمین پر مارا اور چلا کر کہا

"محل کا چپہ چپہ چھان مارو۔ ہماری دشمن ہمارے محل میں موجود ہے۔"

اسی وقت سارے محل کے سپاہی جاگ اٹھے اور انہوں نے محل کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ عورتوں کے کمروں کی تلاشی لونڈیاں لے رہی تھیں۔ جلاد بادشاہ اپنے کمرے میں آ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ کستوری ناگن اس کے قریب کھڑی بڑے غور سے اس کی حرکتوں کو تک رہی تھی۔ اس نے دو ایک بار جلاد بادشاہ کی جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی مگر ہر بار اسے ایک جھٹکا سا

لگتا تھا۔ وہ حیران تھی کہ یہ کوئی جسم ہے یا کسی کیمیاوی تبدیلی کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ تیسری بار جب کستوری ناگن نے ہاتھ بڑھایا تو اسے پھر جھٹکا لگا اور جلاد بادشاہ بھی چونکا۔ وہ بولا،

"یہ کون ہے یہاں جو میری طرف بڑھ کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔؟"

محافظ نے کہا،

"حضور! یہاں سوائے آپ کے اور میرے کوئی نہیں ہے۔"

جلاد بادشاہ نے چیخ کر کہا،

"تم بکواس کرتے ہو۔ یہاں کوئی ہے؟ فوراً خودملی کو بلاؤ۔"

اسی وقت ایک بوڑھا اندر آ گیا جس کی لمبی ڈاڑھی تھی۔ ماتھے پر ایک آنکھ تھی۔ اس نے آتے ہی جھک کر سلام کیا اور بولا،

"حضور نے یاد فرمایا تو بندہ حاضر ہے۔"

کستوری ناگن سمجھ گئی کہ یہ بوڑھا کوئی جادوگر ہے۔ لیکن ہے وہ اسے دیکھ لے۔ اس لئے کستوری ناگن ایک ستون کے پیچھے ہو گئی۔ جلاد بادشاہ نے کہا،

"خودملی: دیکھ کر بتاؤ یہاں کوئی غیبی شخص موجود ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خرولی نے آنکھ بند کر کے کوئی منتر پڑھا۔ پھر آنکھ کھول کر چاروں طرف دیکھا اور بولا:

"حضور! یہاں تو کوئی غیبی انسان نہیں ہے۔"

جلاد بادشاہ نے گرج کر کہا:

"غور سے دیکھو خرولی! اس غیبی انسان نے ہماری طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ وہ ہم پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ غور سے دیکھو۔"

خرولی نے دوبارہ آنکھ بند کر کے منتر پڑھا اور آنکھ کھول کر ایک بار پھر دیکھا۔ اب کستوری ناگن اس کے سامنے آ گئی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا سچ مچ خرولی بوڑھا غیبی انسان کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں۔ خرولی اپنی اکیلی آنکھ سے چاروں طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ بولا:

"حضور! میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہاں کوئی نہیں ہے۔"

جلاد بادشاہ کا پارہ چڑھ گیا۔ وہ چیخ کر بولا:

"تو ہم جھوٹ بولتے ہیں؟ یہ ہمارا غلام جھوٹ بولتا ہے؟ تم بکواسی ہو۔"

اس نے اپنے محافظ سے کہا:

"اس بڈھے خرولی کو لے جا کر بند کر دو۔ کل صبح میں خود اس کی گردن اڑاؤں گا۔"

خرولی بوڑھا جلاد بادشاہ سے رحم کی بھیک مانگنے لگا۔ مگر جلاد بادشاہ نے زور سے اسے ایک لات ماری۔ بے چارہ بوڑھا خرولی دور جا گرا۔ محافظ اسے گھسیٹ کر دوسرے کمرے میں لے گیا۔ کستوری ناگن اس کے پیچھے گئی۔ اسے بوڑھے پر رحم آ گیا تھا۔ کستوری ناگن ساتھ ساتھ تھی۔ خرولی بوڑھے کو ایک تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ کستوری ناگن کوٹھڑی میں آ گئی۔ وہ جونہی غیبی حالت میں اندر داخل ہوئی بوڑھے خرولی نے اس کی طرف اپنی اکلوتی آنکھ سے دیکھا۔ کستوری ناگن ٹھٹک گئی کہ یہ اسے کہیں دیکھ تو نہیں رہا۔ وہ ابھی یہ فیصلہ نہ کر سکی تھی کہ خرولی بوڑھا بولا:

"بیٹی کیا اب بھی تو میری مدد نہیں کرے گی؟"

کستوری ناگن تو اپنی جگہ پر اچھل سی پڑی۔ کیا یہ شخص اسے دیکھ رہا تھا؟

خرولی بوڑھا بولا:

"بیٹی! میں نے کمرے میں آتے ہی تمہیں ستون کے پیچھے چھپے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ مگر محض تمہارا بھرم رکھنے کے لئے میں نے تمہارا بھید نہیں کھولا تھا۔ اب یہ ظالم جلاد بادشاہ میری گردن اڑانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ کیا تو مجھے اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ظلم سے نہیں بچائے گی! اس جلاد بادشاہ نے تمہارے جن بھائیوں جیسی دو آنکھوں والی مخلوق پر بے پناہ ظلم کئے ہیں۔ جب کبھی کوئی دو آنکھوں والا آدمی یا عورت اس سیارے پر آ جاتی ہے تو یہ جلاد بادشاہ اس پر طرح طرح کے ظلم ڈھانے کے بعد اس کی کھال کھینچ دیتا تھا۔ یہ تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مگر تم غائب ہو۔ یہ میں نے اپنے منتروں سے پتہ چلا لیا تھا کہ تم کمرے میں موجود ہو۔"

کستوری ناگن نے کہا:

"اے خردلی! تمہیں بچانا اب میرا فرض ہے۔ میں تمہیں ضرور بچاؤں گی مگر مجھے یہ بتاؤ کہ میں تمہیں یہاں سے نکال کر کہاں لے جاؤں گی۔ جلاد تو اپنے طلسمی خیال کے ذریعے تمہارا پتہ چلا لے گا۔"

خردلی بوڑھا بولا:

"پہلے تم بتاؤ کہ تم یہاں سے کہاں جاؤ گی؟"

اب کستوری ناگن نے خردلی کو صاف صاف بتا دیا کہ وہ خلائی جہاز میں بیٹھ کر واپس زمین پر جانا چاہتی ہے اور اسی غرض سے محل میں آئی تھی کہ جلاد بادشاہ کے پاس جہاز کی جو کنجی ہے وہ اٹھاؤں۔

بوڑھا خردلی بولا:

"میں بھی تمہارے ساتھ خلائی جہاز میں بیٹھ کر یہاں سے نکل جاؤں گا۔ خلا میں تھوڑی دور ایک اور سیارہ ہے۔ میں اس سیارے پر جا کر آباد ہو جاؤں گا۔ تم مجھے راستے میں وہاں چھوڑ جانا۔"

کستوری ناگن نے کہا:

"مگر ہم خلائی جہاز کی چابی کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ میں ایسی حالت میں بھی جہاز کے اندر داخل نہیں ہو سکی۔ چابی جلاد بادشاہ کی جیب میں ہوتی ہے اور میں نے جتنی دفعہ ہاتھ اس کی جیب کی طرف بڑھایا مجھے شدید جھٹکا لگا۔"

بوڑھے خردلی نے کہا:

"اس کے لئے میں ایک خاص عمل کروں گا۔ لیکن تم مجھے یہ بتاؤ کہ خلائی جہاز چلا لو گی؟"

کستوری ناگن نے کہا:

"میں اپنے سیارے کی مکمل ہوں۔ میں خلائی جہاز بنا بھی سکتی ہوں اور چلا بھی سکتی ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خروطی بوڑھا بولا:

"یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اب میں تمہیں وہ عمل بتاتا ہوں جس میں تمہیں میری مدد کرنی ہوگی۔ میں یہاں رہ کر عمل نہیں کر سکتا۔"

کستوری ناگن نے کہا:

"لیکن سب سے پہلے تمہاری جان بچانی ضروری ہے جلاد بادشاہ تو صبح تمہارا سر قلم کر دے گا۔"

بوڑھا خروطی اٹھ کر دیوار کے پاس گیا اور بولا:

"اس دیوار کے پیچھے ایک گہری کھڈ ہے۔ اس میں سے ایک خفیہ راستہ ہمارے قبرستان میں جا نکلتا ہے۔ مجھے اپنا عمل وہیں کسی قبر میں بیٹھ کر کرنا ہوگا۔ کیا تم اس دیوار میں شگاف کر سکتی ہو؟"

کستوری ناگن بولی:

"کیوں نہیں۔ میرے پاس اتنی طاقت ہے۔"

اور کستوری ناگن نے کوٹھڑی کی دیوار کا ایک پتھر اندر کو کھینچ لیا۔ پھر وہاں سے تین چار پتھر نکال دیئے اور وہاں شگاف پیدا ہو گیا۔ بوڑھے خروطی نے دوسری طرف دیکھا۔ پھر شگاف میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ کستوری ناگن بھی اس کے ساتھ تھی۔

خروطی کستوری ناگن کو ساتھ لے کر غار میں سے گذرتا ہوا ایک آنکھ والی مخلوق کے قبرستان میں پہنچ گیا۔

اس قبرستان میں ایک بارہ دری کے پیچھے گھپ اندھیرا تھا۔ خروطی بولا:

"ناگن ملکہ! تم اس جگہ بیٹھو میں ایک لاش کسی قبر سے نکال کر لاتا ہوں، یہیں میں اسی پر عمل کروں گا۔"

خروطی چلا گیا۔ جب واپس آیا تو ایک لاش اس نے کاندھے پر ڈالی ہوئی تھی۔ یہ ایک آنکھ والی مخلوق کی لاش تھی۔ لاش کو اس نے زمین پر لٹا دیا اور اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر عجیب قسم کے منتر پڑھ کر لاش پر پھونکیں مارنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کستوری ناگن غیبی حالت میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ لاش نے اپنا چہرہ اٹھا کر چھت کی طرف دیکھا اور کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی:

"خروطی! تمہارا عمل پورا ہوا۔ میرے سر کا بال اکھاڑ کر اپنے پاس رکھ لے۔ تم پر کسی جادو کا اثر نہیں ہوگا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خرولی نے لاش کے سر کا ایک بال اکھاڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی لاش ایک بار پھر بے جان ہو کر زمین پر لیٹ گئی۔ خرولی لاش کو واپس اس کی قبر میں چھوڑ آیا۔ واپس آ کر اس نے لاش کا بال کستوری ناگن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

"تم اس کو اپنے پاس رکھو اور اب جلاد بادشاہ کے پاس جا کر اس کی جیب میں سے چابی نکال کر لے آؤ۔ اسے تمہارا پتہ نہیں چلے گا۔ میں اسی جگہ بیٹھا تمہارا انتظار کروں گا۔"

کستوری ناگن اسی وقت فضا میں پرواز کر گئی اور سیدھی جلاد بادشاہ کے محل میں جا پہنچی۔ جلاد بادشاہ اس وقت اپنے محافظوں کے درمیان تخت پر بیٹھا تھا اور طلسمی تھال اس کے سامنے دیوار پر لگا تھا۔

کستوری ناگن بادشاہ کے بالکل قریب آ گئی تھی۔ اس نے بادشاہ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر غلاموں کے جہاز کی چابی نکال لی۔ جلاد بادشاہ کو ذرا خبر نہ ہوئی۔ تبھی کستوری ناگن کو کوئی جھٹکا لگا۔ جونہی چابی کستوری ناگن کے ہاتھ میں آئی طلسمی تھال اپنی جگہ پر لرزنے لگا۔ جلاد بادشاہ گھبرا کر اٹھا اور بولا:

"کوئی خطرناک واقعہ ہو گیا ہے۔ محل میں دیکھو دشمن نے حملہ تو نہیں کر دیا؟"

کستوری ناگن چابی لے کر خرولی کے پاس آ گئی۔ خرولی چابی کو دیکھ کر خوش ہوا اور بولا:

"بس آج آدھی رات کو ہم یہاں سے فرار ہو جائیں گے۔"

دوسری طرف لڑکے خرولی کے فرار کا پتہ چلا تو محل میں شور مچ گیا۔ جلاد بادشاہ خود فوج کے سپاہی لے کر خرولی کو تلاش کرنے نکل کھڑا ہوا۔ وہ گھومتے گھومتے والی غار میں سے ہو کر قبرستان بھی پہنچ گیا۔ مگر خرولی جس خفیہ تہہ خانے میں بیٹھا تھا وہاں وہ نہ آیا۔ کستوری ناگن بھی خرولی کے ساتھ ہی وہاں موجود تھی۔ سارا دن انہوں نے وہیں گذار دیا۔ جب رات ہو گئی اور قبرستان میں چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تو خرولی نے کستوری ناگن کو ساتھ لیا اور اندھیرے راستوں سے گذرتا ہوا غلاموں کے جہاز والے مینار کے پاس آ گیا۔ غلاموں کے مینار کے باہر ایک آنکھ والے سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔

خرولی نے کستوری ناگن سے کہا:

"اب ان کو ٹھکانے لگانا تمہارا کام ہے۔ میں یہیں بیٹھتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کستوری ناگن نے پھنکار ماری اور سانپ کی شکل اختیار کر کے تیزی سے پہرے داروں کی طرف چلی۔ اس نے باری باری چاروں پہرے داروں کو ڈس کر ہلاک کر دیا۔

خرد علی یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ راستہ صاف ہو گیا ہے تو وہ تیزی سے نکل کر کستوری ناگن کے پاس آ گیا۔ کستوری ناگن نے اب عورت کی شکل اختیار کر لی تھی۔ وہ مینار میں داخل ہو گئے۔ خرد علی نے چابی لگا کر خلائی جہاز کا دروازہ کھول دیا۔ کستوری ناگن نے خلائی جہاز کو اچھی طرح دیکھا خرد علی اس کی ساتھ والی نشست پر بیٹھ گیا۔ کستوری ناگن نے جہاز کے انجن کو سٹارٹ کر دیا۔ یہ انجن ایٹمی توانائی سے چلنے والا خلائی جہاز تھا۔ جہاز کو ایک جھٹکا لگا اور وہ تیزی سے اوپر اٹھتا ہوا مینار سے باہر نکل آیا۔ اب کستوری ناگن نے اس کے دوسرے خاص بٹن کو دبا دیا اور خلائی جہاز ایک راکٹ کی طرح فضا میں اڑنے لگا۔ اور دیکھتے دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

خرد علی نے کہا:

"اس بڑے سیارے کی دوسری طرف ایک چھوٹا سیارہ آئے گا۔ مجھے تم وہیں اتار کر آگے

اپنی زمین کی طرف چلی جانا۔"

کستوری ناگن نے جہاز کو دوسرے سیارے کی جانب سیدھا کر دیا۔ وقت کا وہاں کچھ حساب کتاب نہیں تھا۔ آخر خرد علی کا سیارہ آ گیا۔ خلائی جہاز سیارے کی زمین پر اترنے لگا۔ نیچے سوائے اونچی نیچی چٹانوں کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

خرد علی نے کہا:

"جہاز کو ان چٹانوں کے درمیان کسی بھی جگہ اتار دو۔ یہاں سے میں اپنے شہر کی طرف چلا جاؤں گا۔"

کستوری ناگن نے خلائی جہاز کو نیچے چٹانوں کے درمیان لا کر کھڑا کر دیا۔ خرد علی نے کستوری ناگن کا شکریہ ادا کیا اور جہاز سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد کستوری ناگن نے جہاز کا دروازہ بند کر دیا۔ اور خلائی جہاز کو چٹانوں سے اٹھا کر اوپر خلا میں لے آئی۔ خلا میں آتے ہی اس نے خلائی جہاز کا رخ زمین کی طرف کر دیا

خلائی جہاز بڑی تیزی سے زمین کے سیارے کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اب کستوری ناگن کو زمین صاف نظر آ رہی تھی۔ اس نے جہاز کا رخ تبت کی برفانی پہاڑیوں کی طرف موڑ دیا تھا۔ تبت کے علاقے پر اس وقت آدھی رات کا وقت تھا اور شہر میں سوائے لاما کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محل کے ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ جہاز برفانی پہاڑیوں کے اوپر سے ہوتا ہوا برف پوش وادی میں ایک جگہ اتر گیا۔ کستوری ناگن جہاز کے دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔ اور وہ دیوتا مندر کی طرف چل دی۔

کستوری ناگن اب گرمانی کی شکل میں نہیں تھی۔ کیوں کہ وہاں راہبہ مینا اس کو پہچان چکی تھی اور وہ اسے لاما کے حوالے کر سکتی تھی۔ چنانچہ کستوری ناگن ایک عام سانولی سی لڑکی کی شکل میں تبتی لڑکیوں ایسے لباس میں ملبوس ہاتھوں میں پھول لیے دیوتا مندر میں داخل ہوئی۔ پجاری اور دیویداسیاں سو رہی تھیں۔ کستوری ناگن نے پھول دیوتا کے آگے رکھ دیئے اور خود ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔

جب دن نکلا تو پجاری نے اسے دیکھ کر پوچھا:

"تو کہاں سے آئی ہے بیٹی؟"

کستوری ناگن نے کہا:

"مہاراج میرا نام تنوجہ ہے۔ میں یتیم لڑکی ہوں۔ میرا دنیا میں کوئی نہیں۔"

اور کستوری ناگن نے آنسو بہانے شروع کر دیئے۔ پجاری کو اس پر رحم آ گیا۔ اس نے کہا:

"کوئی بات نہیں بیٹی! تم اس مندر میں رہ سکتی ہو یہاں دوسری دیویداسیاں بھی رہتی ہیں۔ جاؤ سامنے والی کوٹھڑی میں جا کر آرام کرو۔"

کستوری ناگن یہی چاہتی تھی۔ وہ کوٹھڑی میں جا کر چارپائی پر لیٹ گئی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ سپیرا بن گیا

کستوری ناگن نے ناگن ماں کی بڑی ساتھ والی کوٹھڑی میں ڈالی ہوئی تھی۔ آدھی رات کو وہ اس کوٹھڑی میں ناگن بڑی لینے گئی۔ کوٹھڑی میں ایک پجاری سو رہا تھا۔ کستوری ناگن غیبی حالت میں تھی۔ اس نے کونے میں آہستہ آہستہ زمین کھودنی شروع کی۔ وہ ہاتھ سے مٹی ہٹاتی رہی تھی۔ نیچے ناگن پڑی اسی طرح پڑی تھی۔ کستوری ناگن نے بڑی احتیاط کر اپنی قمیض کے اندر چھپا لی۔ جب وہ باہر نکلنے لگی تو پجاری جاگ پڑا۔ اس نے دیپ کی روشنی میں زمین کھدی ہوئی دیکھی تو بولا!

"کون ہے؟"

کستوری ناگن نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر وہ وہیں ٹکی کہ کہیں پجاری نے اسے دیکھ تو نہیں لیا۔ مگر پجاری کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اسے دیکھ سکتا۔ وہ جھک کر زمین میں سوراخ کو تک رہا تھا۔ کستوری ناگن خاموشی سے اپنی کوٹھڑی میں آکر چارپائی پر لیٹ گئی۔ اب اسے ہر حالت میں ناگ کا انتظار کرنا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے ناگ آ جائے۔ آخر وہ کب تک اس کی راہ دیکھ سکتی تھی۔ دوسری طرف ناگ عقاب کی شکل میں شمال کی طرف پرواز کرتا بڑھا چلا آ رہا تھا۔ آخر وہ جنت کی برف پوش پہاڑیوں کے اوپر پہنچ گیا۔ یہاں اسے کسی طرف سے بھی مینڈھا وغیرہ کی خوشبو نہ آئی مگر ناگ کی خوشبو کستوری ناگن نے سونگھ لی تھی۔ اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا۔ ستاروں کی نیلی روشنی برف پر پھیلی ہوئی تھی۔ جونہی کستوری ناگن کو ناگ کی خوشبو آئی وہ خوشی سے اپنے بستر سے اچھل پڑی۔ آخر اس کا شکار اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ وہ پھنکار مار کر غائب ہو گئی۔ غائب ہوتے ہی وہ ناگ کی خوشبو لیتی باہر پہاڑوں میں نکل آئی۔ ناگ اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ کی خوشبو بھی کچھ ہلکی ہو گئی تھی۔ کستوری ناگن گھبرا گئی کہ کہیں ناگ اس کے قریب آ کر ایک بار پھر تو فرار نہیں ہو گیا؟ وہ ناگ کو پہاڑوں میں چکر لگا کر تلاش کرنے لگی۔

دوسری طرف ناگ عقاب کی شکل میں ایک درخت پر اتر آیا تھا۔ یہاں اس نے ایک سانپ کو دیکھا جو برف پر سردی سے ٹھٹھر کر ادھ موا ہو رہا تھا۔ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے فوراً سانپ کی شکل بدلی[28] اور بچھڑے ہوئے سانپ کے جسم پر اپنے منہ سے گرم پھنکار نکال کر ماری۔ سانپ کے جسم کی حرارت واپس آ گئی۔ اس نے ناگ دیوتا کو پہچان لیا تھا۔ وہ سر جھکا کر بولا:

"ناگ دیوتا کا احسان میں کبھی نہیں بھلاؤں گا۔ اگر آپ اس موقع پر نہ آتے تو میں مر چکا تھا۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہارا گھر کہاں ہے؟ چلو میں تمہیں وہاں چھوڑ آتا ہوں۔"

ناگ نے سانپ کو ساتھ لیا اور وہاں سے دو کوس دُور ایک پہاڑی غار میں آ گیا جہاں سانپ کی ماں ناگن بیٹی پریشانی کے عالم میں اپنے بچے سانپ کی راہ دیکھ رہی تھی۔ اپنے بچے سانپ کے ساتھ ناگ دیوتا کو دیکھ کر ماں ناگن نے جھک کر ناگ کو سلام کیا۔ جب اس کے بچے سانپ نے ماں کو بتایا کہ ناگ دیوتا اس کی مدد نہ کرتے تو وہ کبھی زندہ واپس نہیں آ سکتا تھا تو ماں ناگن ناگ دیوتا کے آگے ادب سے لیٹ گئی اور اپنا سر زمین پر رکھ دیا۔

ناگ نے کہا:

"میں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ اس سانپ بچے کو میری مدد کی ضرورت[29] تھی اور میں نے اس کی مدد کر دی۔"

پھر ناگ نے ماں ناگن سے پوچھا:

"کیا تم نے یہاں کبھی میرے دوستوں کو دیکھا ہے؟"

ناگ نے اسے اپنے دوستوں کے حلیے بتائے۔

ناگن ماں بولی:

"نہیں ناگ دیوتا! میں نے ایسی شکلوں والوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

ناگ وہاں سے جانے لگا تو ناگن ماں بولی:

"ناگ دیوتا! مجھے فضا میں ایک دوسری بُو ضرور محسوس ہو رہی ہے۔"

ناگ وہیں رُک گیا۔ وہ انسانی شکل میں آ گیا تھا اور سانپوں کی زبان میں ناگن ماں سے بات کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا:

"یہ دوسری بُو کس کی ہے؟ مجھے تو محسوس نہیں ہو رہی۔"

ناگن ماں بولی:

"یہ بُو صرف ناگن ہی محسوس کر سکتی ہے۔"

ناگ نے زور دے کر کہا:

"غور سے سونگھ کر بتاؤ کہ یہ خاص بُو کس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چیز کی ہے۔

ناگن ماں نے دو تین بار ادھر ادھر منہ کر کے اپنی زبان بار بار منہ سے باہر نکالی۔ کیونکہ سانپ زبان باہر نکال کر فضا کی تبدیلی اور فضا میں موجود بُو وغیرہ کو سونگھتا ہے۔

ناگن ماں نے کہا:

ناگ دیوتا! یہ کسی ایسی ناگن کی بُو ہے جس کا تعلق اس دنیا کی ناگنوں سے نہیں ہے، بلکہ یہ کسی دوسری دنیا کی رہنے والی ناگن ہے۔

ناگ ایک دم سے چونک پڑا۔ اسے فوراً کستوری ناگن کا خیال آ گیا۔ کیا وہ اس کے تعاقب میں دوبارہ اس دنیا میں آ گئی ہے؟ ناگ نے کہا:

ناگن ماں! یہ بتاؤ کہ یہ بُو کتنی دُور سے آ رہی ہے؟

وہ بولی: بُو بتا رہی ہے کہ یہ ناگن اسی وادی میں کہیں پھر رہی ہے۔

ناگ سمجھ گیا کہ کستوری ناگن نے اس کی بُو پا لی ہے اور وہ اس کی تلاش میں یہاں پہنچ چکی ہے۔ اس نے ناگن ماں سے کہا:

میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ کون ہے۔ یہ خلائی دنیا کی ناگنوں کی ملکہ ناگن ملکہ ہے اور یہ مجھے اپنے قبضے میں کرنے کے لئے یہاں آئی ہے۔

پھر ناگ نے فوراً اپنے جسم پر سانپ کی طرح منہ سے پھنکار نکال کر ماری۔ اس پھنکار کی گرمی سے ناگ کے جسم سے اس کی خاص خوشبو نکلنا بند ہو گئی۔

ناگن ماں نے پوچھا:

عظیم ناگ دیوتا! تم ناگن ملکہ سے زیادہ طاقتور ہو، پھر تم اس سے کیوں گھبراتے ہو؟

ناگ نے کہا:

یہ ناگن ملکہ جادوگرنی بھی ہے اور وہ غائب بھی ہو جاتی ہے۔ وہ مجھ پر غلبہ کر سکتی ہے اس لئے میں نے اپنے جسم کی خوشبو بند کر دی ہے۔ اب میں جاتا ہوں۔ اگر ناگن ملکہ تمہارے پاس ناگن کی شکل میں آئے تو اسے میرے بارے میں کچھ نہ بتانا۔ کیوں کہ وہ سانپوں کی زبان میں دنیا کی ناگنوں سے بات کر لیتی ہے۔

ناگن ماں نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عظیم ناگ دیوتا نے میرے بچے کی جان بچائی ہے۔ میں وہی کروں گی جو ناگ دیوتا کہے گا۔"

ناگ نے فوراً سانس چھوڑ کر ایک چھوٹے پرندے کی شکل اختیار کی اور فضا میں اڑ گیا۔ اس نے وادی میں چکر لگانا شروع کر دیا۔ وہ اس بار کستوری ناگن کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتا تھا تاکہ یہ مصیبت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ اس وقت کستوری ناگن بھی بلبل کی شکل میں فضا میں چکر لگا رہی تھی۔ مگر وہ پریشان تھی۔ کیونکہ ناگ کی بُو آنی بند ہو گئی تھی۔ ناگ نے ایک بلبل کو پریشانی کی حالت میں وادی کی پہاڑیوں کے درمیان چکر لگاتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ کستوری ناگن کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ اس کے پیچھے لگ گیا۔ ناگ ہر حالت میں کستوری ناگن سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا۔

فضا میں اڑتے اڑتے ناگ نے سیاہ بڑے عقاب کی شکل بدلی اور بلبل پر جھپٹا مارا۔ کستوری ناگن بلبل کی شکل میں تھی۔ اس نے اپنے اوپر ایک عقاب کو حملہ کرتے دیکھا تو ایک سیکنڈ میں غائب ہو گئی۔ غائب ہو کر وہ عقاب کے اوپر آ گئی اور غور سے اسے دیکھنے لگی کہ کہیں یہ ناگ تو نہیں ہے؟ عقاب میں سے ناگ کی بُو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے کستوری ناگن کی بُو سونگھ لی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ غیبی حالت میں اس کے آس پاس ہی ہے اور اس کا جائزہ لے رہی ہے کہ کہیں وہ ناگ تو نہیں؟ ناگ فضا میں پرواز کرتا ہوا ایک چٹان کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گیا۔ کستوری ناگن غیبی حالت میں اس کے آس پاس ہی منڈلا رہی تھی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اگر یہ ناگ ہے تو ضرور اپنی شکل بدلے گا۔ ناگ بھی کستوری ناگن کی بُو سونگھ رہا تھا۔ وہ بڑے آرام سے چٹان پر بیٹھا رہا۔ جب کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ یہ ناگ نہیں ہے تو وہ وہاں سے پرواز کر گئی۔

کستوری ناگن کی بُو غائب ہوئی تو عقاب سمجھ گیا کہ وہ چلی گئی ہے۔ اس نے فضا میں اڑان بھری اور ایک چھوٹے سے پرندے کی شکل اختیار کر لی اور تیزی سے فضا میں ادھر اُدھر اڑنا شروع کر دیا۔ وہ کستوری ناگن کی بُو پانا چاہتا تھا۔ وہ تبت شہر کے مندر کے اوپر سے گزرا تو اسے کستوری ناگن کی بُو آئی۔ یہ بُو اسے پہلے اس لئے نہیں آئی تھی کہ کستوری ناگن جب خلا سے زمین پر آئی تھی تو کچھ دیر تک کے لئے زمین کی فضا نے اس کے جسم سے اٹھنے والی بُو کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں کیا تھا۔ لیکن ایک خاص وقت گذرنے کے بعد کستوری ناگن کے جسم کی خاص بو فضا میں پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ یہ بات ناگ کے لئے بڑی فائدہ مند تھی۔ کیوں کہ اس طرح سے وہ کسی بھی بھیس میں کستوری ناگن کو پہچان سکتا تھا۔ دوسری طرف کستوری ناگن ناگ کو نہیں پہچان سکتی تھی کیونکہ اس کے جسم سے بو نہیں نکل رہی تھی۔ اپنی خوشبو کو ناگ نے خود ہی بند کر دیا ہوا تھا۔

کستوری ناگن نے ناگ کو اس کی انسانی شکل میں دیکھا ہوا تھا۔ یہ بات ناگ کو بھی معلوم تھی چنانچہ وہ اپنی اصلی انسانی شکل میں اس کے سامنے نہیں جا سکتا تھا۔ ناگ نے اپنی اصلی شکل کے سوا دوسری کوئی انسانی شکل کبھی نہیں بدلی تھی۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ کسی دوسرے انسان کی شکل بدلنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ ناگ کسی ایسے انسان کی شکل بدلے جس کو اس نے کبھی دیکھا ہو تاکہ وہ اس کا تصور ذہن میں کر کے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑے اور پھر اس کی شکل اختیار کرے۔ ناگ ابھی چھوٹے پرندے کی شکل میں دیوتا مندر کے اوپر اڑ رہا تھا اور اسے اس مندر کے اندر سے کستوری ناگن

کی بو آ رہی تھی۔ ناگ نیچے اتر آیا اور مندر کی ڈھلانی چھت پر بیٹھ گیا۔

صحن میں ایک پجاری چڑیوں کو دانہ ڈال رہا تھا۔ ناگ بھی اتر کر دوسری چڑیوں کے ساتھ دانہ چگنے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ کستوری ناگن کی بو سامنے والی کوٹھڑی سے آ رہی تھی۔ وہ وہیں خاموشی سے دانہ چگتا رہا۔ اچانک ایک سانولی سی جیتی لڑکی کوٹھڑی میں سے باہر نکلی۔ اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا پیالہ تھا۔

پجاری نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"لاؤ بیٹی توجہ۔ چڑیوں کو پانی کی بڑی ضرورت ہے۔"

ناگ غور سے اس لڑکی کو تکنے لگا۔ جب لڑکی پیالہ لے کر قریب آئی تو ناگ کو اس کے جسم سے کستوری ناگن کی تیز بو آتی محسوس ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ کستوری ناگن ہے جو ایک عام تلنی لڑکی کا بھیس بنا کر وہاں رہ رہی ہے اور یقینی بات تھی کہ وہ ناگ کے انتظار میں تھی۔ ناگ چھوٹی چڑیا کی شکل میں وہاں سے اڑ گیا۔ اس نے کستوری ناگن کو پہچان لیا تھا۔ اب وہ اسے ٹھکانے لگانا چاہتا تھا اور اس کی ترکیبیں سوچنے لگا۔ وہ اڑتا بھی جا رہا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور سوچ بھی رہا تھا۔ وہ کستوری ناگن کو ڈس کر ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اسے اپنی پھنکار سے آگ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔ کیوں کہ کستوری ناگن خالی عورت تھی اور اس کے جسم کو آگ نہیں لگتی تھی۔ وہ اس کے جسم کے ٹکڑے بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیوں کہ یہ ٹکڑے آپس میں دوبارہ جڑ جاتے۔ ناگ کو ایک ترکیب سوجھی۔ وہ وادی میں اتر آیا۔

وہاں سے سیدھا ناگن ماں کے غار میں پہنچا اور اسے بتا دیا کہ میں نے کستوری ناگن ملکہ کو دیکھ لیا ہے اب میں اس سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیوں کہ وہ میری دشمن ہے اور مجھے اس دنیا سے اٹھا کر کے اپنی دنیا میں لے جانا چاہتی ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا یہاں پہاڑوں میں کوئی آتش فشاں پہاڑی بھی ہے؟

ناگن ماں نے کہا:

"ہاں شمال کی طرف وادی میں ایک چھوٹی پہاڑی ہے جس کے اندر دور نیچے ہر وقت لاوا کھولتا رہتا ہے۔ کیا تم ناگن ملکہ کو اس کھولتے لاوے میں گرانا چاہتے ہو؟"

"ہاں" ناگ نے کہا "اس سے نجات حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے۔"

ناگن ماں بولی:

"مگر ہو سکتا ہے وہ کھولتے لاوے میں بھی زندہ رہے کیوں کہ میں نے بزرگوں کی زبانی سن رکھا ہے کہ قلا میں ایک ناگنوں کا ملک ہے جہاں کی ناگنوں پر آگ اثر نہیں کرتی۔"

ناگ نے کہا:

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ مگر میں اسے آتش فشاں پہاڑ میں ایک بار ضرور گراؤں گا۔"

ناگن ماں کہنے لگی:

"مگر تم اسے وہاں تک کیسے لے جاؤ گے ناگ دیوتا؟"

ناگ بولا: "یہ ترکیب میں نے سوچ لی ہوئی ہے۔ تم اب مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں کچھ سانپ مل جائیں گے؟"

ناگن ماں نے ناگ کو بتایا کہ وادی کے نیچے جو کھڈ ہے وہاں کچھ سانپ رہتے ہیں۔ ناگ فوراً وادی کے نیچے کھڈ کی طرف پرواز کر گیا۔ سب سے پہلے وہ جنوب کی پہاڑیوں کی طرف گیا۔ وہاں اسنے ایک پہاڑی دیکھی جس میں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ ناگ اڑتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا اس کے اوپر آیا تو دیکھا کہ یہ آتش فشاں پہاڑی کا دہانہ تھا۔ اور اس کے نیچے سرخ رنگ کا لاوا دہک رہا تھا۔ ناگ یہاں سے نیچے وادی میں گیا اور کھڈ کے پاس آ کر اس نے اپنی اصلی انسانی شکل اختیار کی اور سانپوں کو آواز دی۔

ناگ دیوتا کی خوشبو پا کر اور آواز سن کر چار سانپ اپنے بلوں سے نکل آئے۔ ناگ کو سلام کیا اور ادب سے ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گئے۔

ناگ نے کہا:

"میں نے صرف تم لوگوں کے لئے اپنے جسم کی خوشبو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑی ہے۔ اب میں اس خوشبو کو پھر بند کر رہا ہوں۔ مجھے تین سانپ چاہئیں۔ مگر خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔ میں ایک عالم سپیرے کی شکل میں تمہیں اپنی پٹاری میں بند کر کے اپنے ساتھ رکھوں گا۔ جب میں تمہیں کسی جگہ بھی نکالوں تو تم نے ہرگز مجھے ناگ دیوتا سمجھ کر سلام نہیں کرنا۔ تمہیں ایک تانگن ملکہ کی بڑ بھی آئے گی۔ اگر وہ تم سے سانپوں کی زبان میں یہ پوچھے کہ ناگ

دیوتا کہاں ہے تو خبردار اسے یہی بتانا کہ تم ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ تم میری بات سمجھ گئے ہو؟"

چاروں سانپوں نے کہا:

"سمجھ گئے ہیں عظیم ناگ دیوتا!"

ناگ بولا: "تو پھر تم میں سے ایک سانپ چلا جائے۔ صرف تین سانپ میرے ساتھ چلیں گے۔"

ناگ نے تین سانپوں کو اٹھا کر اپنی گردن کے گرد لپیٹا اور وہاں سے پرواز کر کے دیوتا مندر سے تھوڑے فاصلے پر آ کر ایک پرانے خالی مکان کے لکڑی کے برآمدے میں اتر آیا۔ اس نے سانپوں کو الگ کر کے فرش پر بٹھا دیا۔ پھر بولا:

"اب میں ایک سپیرے کی شکل بدلنے لگا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی میرے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو نکلنا بھی بند ہو جائے گی۔"

ناگ نے ایک بار جنوبی ہندوستان میں ایک سپیرے کو دیکھا تھا۔ اس نے اس سپیرے کی شکل کو اپنے ذہن میں بٹھایا اور سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ ناگ سے جنوبی ہند کا کالا کوٹا پتلا دبلا سپیرا بن گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے سانپوں کی زبان میں اپنے تینوں سانپوں سے کہا ؛

"ایک اور بات یاد رکھنا۔ مجھ سے کبھی بھول کر بھی سانپ کی زبان میں بات نہ کرنا۔ بس مجھے ایک عام سپیرا سمجھنا اور اگر ناگن ملکہ تم سے سانپوں کی زبان میں میرے بارے میں کچھ پوچھے تو یہی بتانا کہ میں ایک سپیرا بھلا اور جنوبی ہند سے یہاں روزی کمانے آیا ہوں اور بس۔ سمجھ گئے تم؟"

تینوں سانپوں نے کہا ؛

"بالکل سمجھ گئے ہیں ناگ دیوتا!"

ناگ نے انہیں جھڑک کر کہا ؛

"خبردار جو پھر مجھے ناگ دیوتا کہا۔ میں تمہارا سپیرا ہوں۔ صرف سپیرا ہوں۔"

تینوں سانپ سہم گئے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اب وہ کبھی اسے ناگ دیوتا کے نام سے نہیں پکاریں گے۔ ناگ نے سانپوں کو پٹاری میں ڈال کر کاندھے سے لٹکایا اور دیوتا مندر کی طرف چل پڑا۔ اسی مندر کی ایک کوٹھڑی میں کستوری ناگن منموہ نام کی لڑکی کی شکل میں

رہتی تھی۔ ناگ دیوتا مندر کے باہر برآمدے میں ایک طرف بیٹھ گیا۔ جب پجاری سامنے سے گزرا تو ناگ نے اسے ادب سے سلام کیا اور بولا ؛

"مہاراج! میں پردیسی ہوں۔ جنوبی ہندوستان کا سپیرا ہوں۔ کیا یہاں کچھ کھانے کو مل جائے گا صبح سے کچھ نہیں کھایا؟"

پجاری نے کہا ؛

"تم یہاں بیٹھو۔ میں تمہارے لئے چاول لاتا ہوں۔"

پجاری اندر گیا اور پیالے میں اُبلے ہوئے چاول لے کر آ گیا۔ ناگ نے چاول کھانے شروع کر دیئے۔ وہ اس کوٹھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے اندر سے کستوری ناگن کی خوشبو آ رہی تھی اور جس کا دروازہ بند تھا۔ چاول کھا کر ناگ نے پجاری کا شکریہ ادا کیا اور بولا ؛

"مجھے سردی لگ رہی ہے۔ کیا یہاں کوئی کمبل مل جائے گا؟"

پجاری نے اندر سے ایک کمبل لا کر ناگ کو دے دیا اور کہا ؛

"اب یہ مت کہنا کہ تمہارے پاس رات کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سونے کے لئے جگہ نہیں اور تم مندر میں سونا
چاہتے ہو؟
ناگ بولا: "نہیں مہاراج! میں شہر میں کسی جگہ پڑ
رہوں گا۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے
کھانا کھلایا۔ کمبل دیا۔ کیا آپ کو سانپوں کا تماشا
دکھاؤں؟"

اور اس سے پہلے کہ پجاری کچھ کہے ناگ نے پٹاری
میں سے تینوں سانپ نکال کر برآمدے کے فرش پر
الٹ دیئے اور بولا:

"چلو میرے بچو! ذرا ناچ دکھاؤ اپنا"

اور ناگ کے اشارے پر سانپوں نے ناچنا شروع
کر دیا۔ ناگ بلند آواز میں کہے جا رہا تھا۔

"ناچو میرے بچو! ناچو میرے سانپو! پجاری جی
تمہارے ناچ سے خوش ہو کر تمہیں دودھ پلائینگے"

منتر سن کر کستوری ناگن کوٹھڑی سے باہر آ گئی۔
پجاری نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"آؤ بیٹی تنومہ۔ تم بھی سانپوں کا ناچ دیکھو"

کستوری ناگن نے دیکھا کہ ایک کالا کلوٹا دبلا پتلا
سپیرا سانپوں کو نچوا رہا ہے اور ساتھ بولے بھی جاتا

ہے۔ کستوری ناگن کو بھلا سانپوں کے ناچ سے کیا دلچسپی
ہو سکتی تھی۔ وہ بولی:

"مہاراج! مجھے تو شہر جانا ہے۔ سانپوں کے
ناچ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں"

ناگ نے کستوری ناگن کی طرف دیکھ کر کہا:

"بہن جی! آپ کہیں تو آپ کو میں سانپوں کے
بادشاہ ناگ دیوتا کا بھی ناچ دکھا سکتا ہوں"

کستوری ناگن جاتے جاتے وہیں ٹھٹک گئی۔ مگر اپنے
دل کی بے تابی کو چھپاتے ہوئے بولی:

"اچھا۔ تو کیا تمہارے پاس ناگ دیوتا بھی ہے؟"

ناگ ہنس کر بولا:

"بہن جی! ناگ دیوتا میرے پاس تو نہیں
ہے۔ مگر میں نے ایک بار اس کا ناچ دیکھا تھا"

کستوری ناگن وہیں بیٹھ گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ
پجاری یا سپیرے کو یہ شک پڑے کہ وہ ناگ دیوتا
کی تلاش میں ہے۔ کہنے لگی:

"چلو پھر اپنے سانپوں سے کہو کہ ناگ دیوتا کا
ناچ دکھائیں"

ناگ بولا: "بہن جی! یہ ناگ دیوتا کا ناچ کیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتے ہیں ناگ دیوتا تو بہت بڑا دیوتا ہے۔
اس کی نقل کوئی نہیں کر سکتا۔ ہاں۔ یہ دوسرا
ناچ ناچیں گے۔"

اور ناگ نے پھڑی اوپر اٹھائی اور تینوں سانپوں نے گول دائرہ بنا کر لہرا لہرا کر ناچنا شروع کر دیا۔ پجاری بہت خوش ہوا۔ مگر کستوری ناگن کے دل میں وہی بات اڑ گئی تھی کہ اس سپیرے کو ضرور ناگ دیوتا کا پتہ ہے۔ وہ اب اس سے کسی طریقے سے ناگ دیوتا کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ پجاری تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ اب ناگ اور کستوری ناگن وہاں اکیلے رہ گئے۔ ناگ خوب جانتا تھا کہ اب کستوری ناگن اس سے ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھے گی۔ ناگ سپیرا بنا لک لک کر بول رہا تھا۔

"واہ رے میرے سانپوا ناچو! خوب ناچو!"

کستوری ناگن نے سپیرے کو چاندی کا سکہ نکال کر دیا اور بولی:

"تم نے ناگ دیوتا کا ناچ کہاں دیکھا تھا؟"

ناگ نے ایک سانپ کو پکڑ کر پٹاری میں ڈالا اور بولا: "بابا! یہ ایک راز ہے۔ کوئی سپیرا اسے

نہیں بتایا کرتا۔"

اب تو کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ اس سپیرے کو معلوم ہے کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ اس نے جیب سے چاندی کا ایک اور سکہ نکال کر ناگ کو دیا اور بولی:

"تم میرے بھائی ہو۔ میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ بات یہ ہے کہ تم مجھے ایک بیماری لگ گئی ہے۔ میرے پیٹ میں ہر وقت ہلکا ہلکا درد رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے میں سوائے دودھ کے کچھ کھا پی نہیں سکتی۔ کبھی چاول کھا لوں تو بستر سے اٹھ نہیں سکتی۔ مجھے کسی حکیم نے کہا تھا کہ اگر تو ناگ دیوتا کو ایک نظر دیکھ لے تو تیری بیماری ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گی۔ اب تو مجھ پر ترس کھا اور مجھے ناگ دیوتا کا دیدار کرا دے تاکہ میں اس بیماری سے نجات پاؤں اور تجھے دعائیں دوں۔"

ناگ دل میں ہنسا۔ خوب کہانی گھڑی ہے اس عیار کستوری ناگن نے، کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بابا! میرا ایک بزرگ رشتے دار پہاڑوں میں
رہتا ہے اس نے ناگ دیوتا کو دیکھا ہے اور
وہ جانتا ہے کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہے
میں اس سے پوچھ کر تمہیں بتاؤں گا۔"
کستوری ناگن نے پوچھا:
"تمہارا کیا خیال ہے ناگ دیوتا اسی وادی میں
کہیں ہو گا؟"
ناگ نے کہا:
"سنا تو یہی ہے کہ وہ اسی وادی میں کسی جگہ موجود ہے۔"
اب کستوری ناگن نے کہا:
"لیکن مجھے میرے حکیم نے بتایا تھا کہ جس جگہ
ناگ دیوتا ہو وہاں اس کی خوشبو پھیلی رہتی ہے
کیا تم کو اس وادی میں ناگ دیوتا کی خوشبو
آتی ہے؟"
ناگ فوراً چوکس ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ کستوری
بھی ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ سکتی ہے۔ چنانچہ اگر اس
یہ کہا کہ ہاں ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے تو وہ سمجھ
جائے گی کہ سپیرا جھوٹ بول رہا ہے۔ کیونکہ اسے تو ناگ
دیوتا کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی۔ پس ناگ نے کہا:

"ہمارے بڑے بزرگ جو پہاڑی غار میں رہتے ہیں
انہوں نے کہا تھا کہ ناگ دیوتا آج کل کسی زبردست دشمن
سے بچتے پھرتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی
خوشبو کو جسم کے اندر بند کر لیا ہے۔ پس ان کی
خوشبو اب کسی کو محسوس نہیں ہوتی۔"
کستوری ناگن کو پکا یقین ہو گیا کہ یہ سپیرا سچا ہے
اور ناگ نے کستوری ناگن سے بچنے کے لئے اپنے جسم
کی خوشبو کو بند کر دیا ہے۔ یہ ایک نئی بات اسے سپیرے
کی زبانی معلوم ہوئی تھی۔ یہ بڑی مفید بات تھی۔ اس نے
ناگ کے پاؤں پکڑ لئے۔ "بھائی! میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں
مجھے ناگ دیوتا کے درشن کرا دے۔ مجھے بیماری سے نجات
مل جائے گی۔ تمہیں دعائیں دوں گی۔" اور کستوری ناگن جھوٹے
آنسو بہانے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم شکل ناگ

ناگ نے کستوری ناگن کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا:
"بی بی! تو گھبراتی کیوں ہے۔ میں آج ہی اپنے
بزرگ رشتے دار کے پاس پہاڑوں میں جاتا ہوں
اور ناگ دیوتا کا پورا پتہ پوچھ کر آتا ہوں۔"
کستوری ناگن نے ناگ کو ہاتھ جوڑے اور کہا:
"بھائی! کیا مجھے اپنے بزرگ رشتے دار سے
نہ ملاؤ گے؟"
ناگ ابھی کستوری ناگن کو پہاڑ پر نہیں لے جانا
چاہتا تھا۔ وہ پہلے ایک تو اپنی تسلی کر لینا چاہتا تھا
دوسرے وہ کستوری ناگن کے شوق کو اور زیادہ بھڑکانا
چاہتا تھا۔ بولا:
"تمہارے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بی بی
میں خود ہی پتہ کر کے کل آ جاؤں گا۔ تم مجھے
اسی جگہ ملنا۔"
اور ناگ سانپوں کی پٹاری کاندھے پر ڈال کر شہر کی طرف

چل پڑا۔ اس بات کو وہ خوب جانتا تھا کہ کستوری ناگن
غیبی حالت میں ضرور اس کا پیچھا کرے گی اور ایسا ہی
ہوا۔ وہ شہر میں داخل ہوا ہی تھا کہ اسے کستوری ناگن
کی بُو آنے لگی۔ وہ غائب ہو کر ناگ کا پیچھا کر رہی
تھی جس کو وہ ابھی تک سپیرا ہی سمجھ رہی تھی۔ ناگ بھی
اپنی طرف سے کوئی ایسی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا کہ
کستوری ناگن کو جس سے شک پڑ جائے۔ شہر زیادہ آباد
نہیں تھا۔ کئی ٹوٹے پھوٹے مکان خالی پڑے تھے۔ ناگ
ایک خالی مکان میں جا کر لکڑی کے فرش پر کمبل ڈال
کر لیٹ گیا۔
کستوری ناگن کی خوشبو ابھی تک آ رہی تھی۔ ناگ نے
جان بوجھ کر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا:
"ناگ دیوتا! اگر تو سچ مچ اس وادی میں ہے
تو ہماری بہن تنوجہ کو اپنا دیدار کرا دے تاکہ
اس کی بیچاری دُور ہو۔ بے چاری کے پیٹ
میں ہر وقت درد رہتا ہے۔"
کستوری ناگن نے جب سپیرے (ناگ) کو اپنے
لئے ایسی دعا کرتے دیکھا تو اب اسے کوئی شک ہی
نہ رہا۔ پکا یقین ہو گیا کہ اس سپیرے کے ضرور ناگ
کے درشن کئے ہوئے ہیں اور یہ ناگ دیوتا سے اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضرور ملوا دے گا۔ کستوری ناگن وہاں سے واپس آ گئی۔ دوسرے دن ناگ سیدھا کستوری ناگن کے پاس آ گیا۔ وہ سپیرے کا انتظار ہی کر رہی تھی۔ سپیرے کو دیکھ کر باہر آ گئی۔ بے تابی سے بولی:

"کیوں بھائی! ناگ دیوتا کا کچھ سراغ ملا؟"

ناگ ہر طرح سے تیار ہو کر آیا تھا۔ کہنے لگا:

"بی بی! پتہ تو چل گیا ہے مگر وہ راستہ بڑا دشوار گزار ہے۔ وہاں تک تم جا نہ سکو گی۔"

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ کستوری ناگن اس کے ساتھ نہ جاتی۔ اور ناگ بھی اسے ضرور لے جانا چاہتا تھا مگر وہ اس کے شوق کو اور زیادہ تیز کر رہا تھا۔ آخر وہ مان گیا۔ طے یہ پایا کہ تیسرے پہر وہ وہاں سے نکل کر اوپر پہاڑیوں کی طرف چلیں گے۔ ناگ کستوری ناگن کو آتش فشاں پہاڑ تک اس وقت لے جانا چاہتا تھا جب شام کا اندھیرا پھیل گیا ہو۔ اس نے کستوری ناگن کو یہی بتایا کہ بزرگ نے بتایا ہے کہ ناگ دیوتا آتش فشاں پہاڑی کے اوپر ایک قدرتی کھوہ میں رہتا ہے۔ ناگ تیسرے پہر یعنی جب دن ڈھل رہا ہوتا ہے کہنے کا کہہ کر چلا گیا۔

کستوری ناگن بہت خوش تھی کہ آج ناگ دیوتا کو

وہ اپنے قبضے میں کر کے رہے گی۔ ناگن ماں کی ہڈی اس نے خاص طور پر اپنی جیب میں چھپا کر رکھ لی تھی۔ اس کو بس یہ چھوٹی سی ہڈی ناگ دیوتا کے اوپر پھینکنی تھی۔ باقی کام ہڈی نے خود ہی کرنا تھا۔

وہ گھڑیاں گن رہی تھی۔ آخر دن ڈھلنا شروع ہو گیا۔ کستوری ناگن مندر سے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔ سامنے سے ناگ بھی سپیرے کی شکل میں وہاں آ گیا۔ اس کے پاس دو گھوڑے تھے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور اپنا سفر شروع کر دیا۔ یہ گھوڑے لمبے لمبے بالوں والے تھے اور انہیں پہاڑی برف پوش راستوں پر چلنے کی بڑی مہارت تھی۔

ناگ کستوری ناگن کو آتش فشاں پہاڑی کی طرف لئے جا رہا تھا۔ کتنی دیر تک وہ چلتے چلے گئے۔ آخر دور سے وہ پہاڑی نظر آئی جس کے دہانے سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ یہ ہلکا ہلکا سفید رنگ کا دھواں تھا جیسے پہاڑی سے کھولتے لاوے کی بھاپ اٹھ رہی ہو۔

کستوری ناگن نے کس قدر تعجب سے پوچھا:

"ناگ دیوتا نے اپنے رہنے کے لئے آتش فشاں پہاڑ کا دہانہ کیوں چنا ہے بھائی؟"

ناگ بولا: "ناگ دیوتا کے پیچھے اس کا جو دشمن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگا ہے نا۔ بس اسی کی وجہ سے ناگ دیوتا نے اپنی جگہ ٹھکانہ بنایا ہے۔ ویسے سنا ہے کہ ناگ دیوتا ایک ایسا عمل کر رہا ہے کہ اس کا دشمن زندہ نہیں بچے گا۔"

کستوری دل میں ہنس دی اور بولی:

"خدا ہمارے ناگ دیوتا کے دشمن کو غارت کرے۔"

اب ناگ دل میں ہنس دیا کہ دیکھو یہ مکار عورت کس قدر جھوٹ بول رہی ہے۔ کستوری ناگن کو بالکل علم نہیں تھا کہ جس ناگ دیوتا کو وہ پکڑنے جا رہی ہے وہ سپیرے کے بہروپ میں خود اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ جب وہ آتش فشاں پہاڑی پر چڑھنے لگے تو کستوری ناگن نے کہا:

"آگ کی تپش یہاں تک محسوس ہوتی ہے۔"

ناگ بولا: "ہاں بی بی! اگر ناگ دیوتا کا دیدار کرنا ہے تو اتنی تپش برداشت کرنی ہی پڑے گی۔"

کستوری ناگن نے فوراً کہا:

"بھائی میری تو جان بھی ناگ دیوتا پر قربان ہے۔"

ناگ نے دل میں کہا میں جانتا ہوں تو کس طرح جان قربان کرنا چاہتی ہے۔ چلتے چلتے وہ آخر آتش فشاں پہاڑ کے دہانے کے قریب پہنچ گئے۔

کستوری ناگن نے کہا:

"بھائی! ناگ دیوتا کہاں رہتے ہیں۔ ہم تو آتش فشاں کے منہ پر آ گئے ہیں یہاں کافی گرمی ہے۔"

ناگ بولا: "بس اوپر جو کنارہ ہے بالا نکتی کا اس کے ساتھ ہی ایک ہی پتھر ہے اس کے اندر کھوہ میں ناگ دیوتا رہتا ہے۔ میں وہاں جا کر ناگ دیوتا کو آواز دوں گا۔ وہ باہر آ جائیں گے۔ تم ان کے درشن کر لینا۔"

کستوری ناگن ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ آخر وہ آتش فشاں کے کنارے پر پہنچ گئے۔

ناگ نے کہا:

"یہاں آ کر دیکھو بی بی! وہ سامنے جو پتھر ہے اس کے نیچے کھوہ ہے وہاں ناگ دیوتا رہتا ہے۔"

کستوری ناگن جھک کر پتھر کو دیکھنے لگی۔ فوراً ہی ناگ پیچھے ہٹا اور اس نے ایک سیکنڈ میں کستوری ناگن کو آتش فشاں کے دہانے میں دھکا دے دیا۔ ایک لمحے کے اندر اندر کستوری ناگن سب کچھ سمجھ گئی کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ گرتے ہی اس نے چیخ مار دی اور غائب ہو کر ایک دم اوپر کو اٹھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلی گئی۔ ناگ اوپر جھکا ہوا تھا۔ اس نے آتش فشاں پہاڑی کے اندر کستوری ناگن کو غائب ہوتے دیکھ لیا تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ اس کا بھید کھل گیا ہے اور وہ غائب ہو کر بچ گئی ہے۔ ناگ نے ایک دم سے پہاڑی کی دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگاتے ہی وہ پہاڑی کے نیچے وادی کے خلا میں گرتا چلا گیا۔ وہ اصل میں کستوری ناگن کے حملے سے بچنا چاہتا تھا۔ خلا میں گرتے ہی ناگ نے پھنکار مار کر چھوٹے سفید پرندے کی شکل اختیار کر لی۔

سفید پرندہ برف میں بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ ناگ غوطہ لگا کر ایک طرف کو نکل گیا۔ اس نے فضا میں سونگھا۔ فضا میں کستوری ناگن کی بُو مل ہوئی تھی۔ وہ آتش فشاں پہاڑی کے اوپر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ سپیرا وہاں پر نہیں تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ یا تو یہ سپیرا خود ناگ دیوتا ہے جس نے سپیرے کا بھیس بدلا ہوا تھا اور یا یہ ناگ دیوتا کا آدمی ہے جو کستوری ناگن کو ہلاک کرنے کے لئے وہاں آیا تھا۔ کستوری ناگن سب سے پہلے اس سپیرے کو ہلاک کرنا چاہتی تھی مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پہاڑی کے نیچے ان کے دونوں گھوڑے

اسی طرح بندھے ہوئے تھے۔ جب سپیرا اسے کہیں نظر نہ آیا تو کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ وہ خود ناگ دیوتا تھا جو اسے دھکا دینے کے بعد غائب ہو گیا ہے۔ کستوری ناگن ناگ کو ساری وادی میں تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ مگر اسے ناگ یا سپیرا کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ وہاں سے اڑ کر دور اوپر ایک پہاڑی کے برف پوش درخت کی ایک ٹہنی پر بیٹھ گیا تھا اسے ابھی تک کستوری ناگن کی ہلکی ہلکی بُو آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ وادی میں موجود ہے۔

کستوری ناگن شام ہونے تک سپیرے یا ناگ کو وادی میں تلاش کرتی رہی اور جب اسے وہ کہیں نہ مل سکا تو واپس اپنے مندر والی کوٹھڑی میں آ گئی۔ وہاں سے وہ رات کے وقت غیبی حالت میں برف پوش پہاڑی کی طرف گئی۔ جہاں فنبر ماریا تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی بے ہوشی کی حالت میں غار میں بند پڑے تھے۔ جس وقت کستوری ناگن برف پوش پہاڑی پر آئی اتفاق سے اس وقت ناگ بھی سفید چڑیا کی شکل میں ایک درخت میں چھپا بیٹھا تھا۔ اسے کستوری ناگن کی بُو آئی تو وہ چونکا۔ بُو اتنی تیز تھی کہ لگتا تھا کستوری ناگن وہیں کہیں قریب ہی ہے۔ مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کستوری ناگن کو دیکھ نہیں سکتا تھا کیوں کہ وہ غائب تھی اور اب برف پوش پہاڑی کے اندر بند غار میں داخل ہو گئی تھی۔

ناگ نے محسوس کیا کہ کستوری ناگن کی بُو ایک دم بہت ہلکی ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کستوری ناگن پہاڑی کے اندر چلی گئی تھی۔ اس نے اندر جاتے ہی دیکھا کہ سفوف کی ڈبیا کھلی پڑی تھی اور عنبر، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ اسی طرح بے ہوش تھے۔ کستوری ناگن وہاں ایک طرف کھڑی ہو کر سوچنے لگی کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ ناگ اگرچہ اسی وادی میں تھا مگر وہ چوکس ہو گیا تھا اور چھپ گیا تھا۔ مصیبت یہ تھی کہ کستوری ناگن کو ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ کستوری ناگن ہر حالت میں ناگ کو اپنے قبضے میں لے کر اس دنیا سے جانا چاہتی تھی۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے فیصلہ کر لیا کہ وہ اسی شہر میں چھپ کر رہے گی اور ناگ کی تلاش جاری رکھے گی۔

ایک بات کا اسے احساس تھا کہ ناگ اپنے ساتھیوں کی خوشبو پر ان کے پاس ضرور آئے گا۔ ناگ کے ساتھی غار میں بند ہو کر رہ گئے تھے جس کی

وجہ سے ان کی خوشبو بھاری پتھروں کے اندر دب کر رہ گئی تھی۔ کستوری ناگن نے غار میں ایک طرف سے سوراخ کر دیا تاکہ عنبر، ماریا وغیرہ کی خوشبو باہر جائے اور ناگ جہاں کہیں بھی ہو ان کی خوشبو پا کر وہاں آ جائے۔ کستوری ناگن غار سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی اوپر برف کی چٹان پر بیٹھے ہوئے پرندے کی شکل میں ناگ کو کستوری ناگن کی بُو آنے لگی۔ وہ چوکنا ہو گیا۔

لیکن بہت جلد یہ بُو غائب ہو گئی۔ کیوں کہ کستوری ناگن وہاں سے دیوتا مندر میں چلی گئی تھی۔ یہ دیکھنے کہ کہیں ناگ اِدھر تو نہیں گیا۔ ناگ چٹان پر سے اڑنے ہی والا تھا کہ اچانک اسے عنبر، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کی خوشبوئیں آنے لگیں۔ یہ خوشبوئیں بہت ہلکی تھیں۔ ناگ جلدی سے چٹان پر سے نیچے آ گیا۔ خوشبو پہاڑی کے اندر سے آ رہی تھی۔ ناگ نے فوراً سانپ کا روپ بدلا اور خوشبو کے پیچھے پیچھے ایک سوراخ میں سے پہاڑی کے اندر آ گیا۔ پہاڑی کے اندر آتے ہی اس نے دیکھا کہ عنبر، کیٹی، جولی سانگ اور تھیوسانگ بے ہوش پڑے ہیں۔ ماریا بھی ضرور وہیں تھی کیونکہ ناگ کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی بھی خوشبو آ رہی تھی۔ ایک دم سے ناگ کا دم بھی گھٹنے لگا۔ اس کی نظر ڈبی کے سفوف پر پڑ گئی۔ سمجھ گیا کہ یہ بے ہوشی کا سفوف ہے۔ ناگ نے ڈبی کو بند کیا اور اسے منہ میں لے کر پہاڑی سے باہر لا کر وادی میں پھینک دیا۔ وہ دوبارا غار میں گھس گیا۔

اس نے غار کے منہ پر سے پتھروں کو ادھر ادھر ہٹانا شروع کر دیا۔ وہ انسانی شکل میں آ کر یہ کام کر رہا تھا۔ بند غار میں تازہ ہوا آئی تو عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جول سانگ کو ہوش آ گیا۔ انہوں نے ناگ کو اپنے سامنے دیکھا تو حیرت سے آنکھیں ملنے لگے۔

ماریا نے کہا:

"خدا کا شکر ہے ناگ بھیا تم آ گئے۔"

عنبر کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی ناگ کے آنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ تب ناگ نے انہیں بتایا کہ کسی نے بے ہوشی کے سفوف کی ڈبیا کھول کر وہاں رکھ دی تھی جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔

عنبر نے ارد گرد دیکھ کر کہا:

"یہ غار زلزلے کی وجہ سے بند ہو گیا ہو گا۔"

جولی سانگ نے کہا:

"مگر ہمیں بے ہوش کس نے کیا تھا؟"

کیٹی کہنے لگی:

"ضرور یہاں ہمارا کوئی دشمن پہنچ گیا ہے۔"

ناگ نے انہیں بتایا کہ کستوری ناگن اس کی تلاش میں یہاں پہنچ چکی ہے اور یہ بے ہوشی کا سفوف ضرور اسی نے غار میں ڈال دیا ہو گا تاکہ تم لوگ بے ہوش ہو جاؤ اور میں تمہاری خوشبو پا کر جب یہاں آؤں تو وہ مجھے اپنے قابو میں کر لے۔ سب ساتھی کستوری ناگن کے دوبارا آ جانے پر بہت حیران ہوئے۔ تھیوسانگ نے کہا:

"اس کم بخت نے ابھی تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑا۔"

ناگ نے کہا:

"میں نے تو اسے آتش فشاں پہاڑ میں گرانے کی بھی کوشش کی تھی مگر وہ بڑی چالاک نکلی اور گرتے ہی غائب ہو گئی۔ اس وقت وہ اسی وادی میں ہے اور میری تلاش میں ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں بھی ضرور آئے گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے پوچھا:

"مگر ناگ بھیا تمہاری خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟"

ناگ نے انہیں بتایا کہ اس نے جان بوجھ کر اپنے جسم کی خوشبو کو باہر نکلنے سے روک دیا ہے تاکہ کستوری ناگن اسے محسوس نہ کرے۔

"میں تو پرندے کی شکل میں باہر گھوم پھر رہا تھا۔ کیوں کہ کستوری ناگن بھی غیبی حالت میں اسی وادی میں ہے۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں چاہتی ہوں کہ اگر وہ مجھے نظر آ جائے تو اس کی گردن مروڑ ڈالوں۔"

ناگ بولا: "یہ کام نہ کرنا۔ کیوں کہ کستوری ناگن کے پاس بہت طاقت ہے۔ میں اس کی طاقتوں کو دیکھ چکا ہوں۔ وہ گردن مروڑنے سے مر بھی نہیں سکتی۔"

جولی سانگ نے کہا:

"ہمیں خطرہ ہے کہ وہ یہاں آ جائے گی۔ اس لئے پہلے تو ہمیں یہاں سے نکل کر کسی محفوظ مقام پر جا کر چھپ جانا چاہیئے۔"

فیوسانگ بولا: "ہمیں اس بار کستوری ناگن کا کام ہمیشہ کے لئے تمام کر دینا چاہیئے تاکہ اس بک بک سے ہمیشہ کے واسطے نجات مل جائے۔"

ناگ نے کہا:

"یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے ہمیں دادا سانپ سے مدد لینی ہو گی۔ چلو ہم سب اسی کے غار میں جا کر چھپ جاتے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"کم بخت کستوری ناگن غائب بھی ہو جاتی ہے وہ ہماری بُو بھی محسوس کر رہی ہو گی اور ہمارے پیچھے پیچھے دادا سانپ کے غار میں پہنچ جائے گی۔"

عنبر بولا: "یہاں سے تو نکلو دوستو!"

کیٹی کہنے لگی:

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کچھ دیر کے لئے ہاتھی جسم کی خوشبو بھی باہر نکلنے سے رُک جائے اس طرح سے کستوری ناگن ہمارے پیچھے غار میں نہیں آ سکے گی۔"

ناگ نے چٹکی بجا کر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بڑا اچھا خیال ہے۔ یہ کام میں کر سکتا ہوں۔"

اور ناگ نے فوراً سانپ بن کر باری باری تمام ساتھیوں کے جسم پر پھنکاریں ماریں۔ یہ خاص قسم کی پھنکاریں تھیں۔ اس کے اثر سے ان سب کے جسموں سے خوشبو نکلنا بند ہو گئی۔ اس کام سے فارغ ہو کر ناگ نے انہیں غار سے باہر نکالا اور دوسری پہاڑی کی طرف لے کر چلا جہاں دادا سانپ کا غار تھا۔ دادا سانپ نے ناگ دیوتا کو دیکھ کر اس کی تعظیم کی۔ ناگ نے دادا سانپ سے اپنے سارے ساتھیوں کا تعارف کرایا اور سارا ماجرا بیان کیا اور اس سے کستوری ناگن کو ٹھکانے لگانے کے لئے مدد کی درخواست کی۔

دادا سانپ سوچ میں پڑ گیا۔ پھر کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں اس کا حل مراقبے میں جا کر ہی تلاش کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔"

ناگ نے اسے مراقبے میں جانے کی اجازت دے دی۔ دادا سانپ نے اسی وقت آنکھیں بند کر کے اپنا دھیان ایک طرف لگا لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگ عنبر کینی جوتی سانگ ماریا اور تھیو سانگ سبھی اسے بے تاب ہو کر تک رہے تھے

کہ وہ کیا مشورہ دیتا ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"دادا سانپ! تم نے کوئی حل تلاش کیا؟"

دادا سانپ بولا:

"ہاں ناگ دیوتا! میں نے حل تلاش کر لیا ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"وہ مجھے بتاؤ تاکہ میں کستوری ناگن سے نجات حاصل کر سکوں۔"

دادا سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میرے خیال کے مطابق کستوری ناگن کو مار ڈالنا مناسب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ وہ تمہاری جان نہیں لینا چاہتی۔ وہ صرف تم کو اپنی دنیا میں لے جا کر تم سے شادی کرنا چاہتی ہے اور یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ اس لیے میں نے یہ حل ڈھونڈھا ہے کہ ہم ناگ دیوتا کا ایک ہم شکل سانپ بنا کر کستوری ناگن کے حوالے کر دیں گے۔ وہ اصلی ناگ نہیں ہوگا بلکہ نقلی ناگ ہوگا۔ کستوری ناگن بڑی خوشی سے اسے اپنے ساتھ لے کر یہاں سے ہمیشہ کے لئے چلی جائے گی۔ وہ ساری زندگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ معلوم نہ کر سکے گی کہ جس سے اس نے شادی کی ہے وہ اصلی ناگ نہیں بلکہ نقلی ناگ ہے۔ یوں تمہیں اس نجات بھی مل جائے گی۔"

سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

ناگ نے حیران ہو کر سوال کیا۔

"مگر دادا سانپ! میرا ہم شکل کہاں سے آئے گا؟"

دادا سانپ نے کہا۔

"اس کا انتظام میں کروں گا۔ کئی برسوں کی محنت سے میں نے ایسی طاقت حاصل کر لی ہے کہ میں کسی سانپ کا ہم شکل تیار کر سکوں۔ میں اس ناگ کو ہو بہو ناگ دیوتا کی طرح کا بنا دوں گا۔ اس میں اور تم میں صرف اتنا فرق ہوگا کہ اسے یہ یاد نہیں ہوگا کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کے اندر تمہاری شکل اختیار کرنے کی طاقت بھی ہوگی۔ اس کے جسم میں سے تمہاری خوشبو بھی آئے گی۔ مگر یہ خوشبو صرف کستوری ناگن کو ہی محسوس ہوگی اور کسی سانپ کو اس میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آئے گی۔ چنانچہ کوئی سانپ اسے ناگ دیوتا سمجھ کر اس کو ادب سے سلام نہیں کرے گا۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دادا سانپ نے بڑی عمدہ ترکیب نکالی ہے۔"

ماریا بولی۔ "اس ترکیب پر عمل کرنے سے کستوری ناگن سے ہمارے ناگ بھیا کو چھٹکارا مل جائے گا۔"

کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ نے بھی اس ترکیب کو بہت پسند کیا۔

دادا سانپ نے کہا۔ "میں نقلی ناگ تیار کرتا ہوں۔" اس نے فوراً ایک سانپ کو بلایا۔ ایک کالا سانپ آکر لب سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ دادا سانپ نے منتر پڑھ کر اس پر پھونکنا شروع کر دیا۔ سب آنکھیں کھولے سانپ کو تک رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کالا سانپ لیٹ گیا۔ پھر زور زور سے تڑپنے لگا۔ جب وہ تڑپتے تڑپتے تھک گیا تو پھنکار ماری اور عنبر ناگ ماریا وغیرہ کو اس سانپ کے جسم سے ناگ کی خوشبو آنے لگی۔

"اس کے جسم سے ناگ بھیا کی خوشبو آ رہی ہے۔" کیٹی نے چلا کر کہا۔

دادا سانپ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ناگ کا ہم شکل تیار ہو گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ انسان کی شکل میں آ رہا ہے۔"

کالے سانپ نے پھنکار ماری اور سب کے سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے سامنے ایک دوسرا ناگ موجود تھا۔ اس کی شکل اور ناگ کی شکل میں کوئی فرق نہیں تھا۔ مگر ناگ کے ہم شکل کو یہ معلوم نہیں تھا کہ عنبر ماریا وغیرہ کون ہیں۔

دادا سانپ نے کہا:

"ناگ کے ہم شکل ناگ! کیا تم عنبر ماریا اور کیٹی وغیرہ کو پہچانتے ہو؟"

ناگ کے ہم شکل نے کہا:

"نہیں دادا سانپ! میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ مگر یہ میری شکل کا ناگ کہاں سے آ گیا ہے!"

دادا سانپ بولا:

"تم اس کو بھی بھول جاؤ اور جاؤ تمہاری کستوری ناگن دیوتا مندر میں تمہاری راہ دیکھ رہی ہے۔"

ناگ کے ہم شکل ناگ نے ادب سے سب کو سلام کیا اور غار سے باہر نکل کر دیوتا مندر کی طرف

چل پڑا۔ دادا سانپ نے اپنے منتروں سے ہم شکل ناگ کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ وہ ناگ دیوتا ہے اور اپنی مرضی سے کستوری ناگن سے شادی کر کے اس کی دنیا میں جانا چاہتا ہے۔

ماریا نے کہا:

"ناگ بھیا! تم میرے ساتھ چلو۔ ہم دیوتا مندر میں چل کر دیکھتے ہیں کہ کستوری ناگن پر کیا اثر ہوتا ہے۔ چونکہ ہماری خوشبو نہیں آ رہی اس لئے کستوری ناگن کو ہماری موجودگی کا احساس نہیں ہو گا۔"

عنبر کیٹی جولی سانگ اور فیصو سانگ نے کہا:

"ہم سارا واقعہ سننے کے لئے اسی جگہ تمہاری راہ دیکھیں۔ جلدی آ کر ہمیں بتانا کہ کستوری ناگن پر ناگ کو آتا دیکھ کر کیا گزری۔"

ناگ نے اسی وقت چھوٹے سفید پرندے کی شکل بدلی اور ماریا کے ساتھ غار میں سے نکل کر فضا میں پرواز کر گیا۔ انہیں ہم شکل نقلی ناگ کی خوشبو فضا میں صاف آ رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ نقلی ناگ اصلی ناگ کی انسانی شکل میں دیوتا مندر کی طرف بڑھتا چلا جا رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ اتفاق سے کستوری ناگن غیبی حالت میں مندر سے نکل کر چلی آ رہی تھی کہ اسے ناگ کی خوشبو آئی پھر اس نے جب ناگ کو انسانی شکل میں مندر کی طرف جاتے دیکھا تو لپک کر اس کے پاس آ گئی۔ دادا سانپ کے منتروں کی وجہ سے نقلی ناگ کو کستوری ناگن کی بو آ گئی۔ اس نے کہا: "ناگن مکر! میں اپنی مرضی سے تمہارے ساتھ شادی کرنے آیا ہوں۔ میرے سامنے ظاہر ہو جاؤ۔ میں سب کو چھوڑ کر تمہاری دنیا میں جانے کو تیار ہوں۔"

کستوری ناگن نے یہ سنا تو خوشی سے حیران ہو کر رہ گئی۔

لاش اٹھ بیٹھی

وہ ایک دم ہم شکل ناگ کے سامنے ظاہر ہو گئی۔ وہ عورت کی شکل میں ناگ کے سامنے آ گئی۔ ناگ نے اسے دیکھتے ہی کہا:

"ناگن مکر! اب پچھلی باتوں کو بھول جا۔ آج سے میں تمہارا ہوں۔ چلو۔ تمہاری دنیا میں چل کر ہم شادی کر لیتے ہیں۔ میں نے اپنے سارے دوستوں کو چھوڑ دیا ہے۔"

کستوری ناگن نے کہا:

"ناگ! یہ تبدیلی تمہارے اندر کیسے آئی؟"

ہم شکل ناگ نے کہا:

"اپنے آپ میرا دل بدل گیا ہے۔ اب مجھے بھی تم سے محبت ہو گئی ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اس روز روز کی جھنجھٹ سے نجات ملے اور میں تمہارا بن کر رہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے ساتھ ہی ہم شکل ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ کستوری ناگن بھی زرد سانپ بن گئی۔ دونوں کچھ دیر زمین پر ناچتے رہے۔ پھر کستوری ناگن نے انسانی شکل بدل۔ ہم شکل ناگ کو اٹھا کر اپنی کلائی کے ساتھ لپیٹا اور ایک دم سے فضا میں اڑ گئی۔

یہ سارا منظر ماریا اور ناگ غور سے دیکھ رہے تھے۔ جب کستوری ناگن ہم شکل ناگ کو لے کر چلی گئی تو ماریا نے کہا:

"چلو ناگ بھیا! تمہارے مرنے تو بلا ٹل گئی آؤ اب عنبر کیپٹن کو چل کر بتاتے ہیں۔"

وہ سیدھے دادا سانپ کے غار میں آ گئے۔ وہاں عنبر کیپٹن جوئل سانگ اور تھیوسانگ کو سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ بھی بڑے خوش ہوئے کہ ناگ کے سر سے کستوری ناگن کی مصیبت ٹل گئی۔ ناگ نے دادا سانپ سے پوچھا:

"دادا! یہ لوگ پھر تو اس دنیا میں نہیں آئیں گے؟"

دادا سانپ بولا:

"اب انہیں یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے ناگ بیٹا؟ وہ شادی کر کے خوشی خوشی دنیا میں خوش و خرم رہیں گے

اب تمہیں کوئی اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔"

سب نے مل کر دادا سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ناگ نے خاص پھنکاروں کی مدد سے عنبر ماریا کیپٹن تھیوسانگ جوئل سانگ کے جسموں کی اور اپنے جسم کی خوشبو کو پھر سے جاری کر دیا۔

دادا سانپ نے کہا:

"اب تم لوگوں کا کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ میرا مطلب تھا کہ تم لوگ اب جنوب کی طرف جاؤ۔ کیوں کہ مجھے اپنے مراقبے میں اس بات کا بھی پتہ چلا تھا کہ جنوب کی طرف جانے سے تمہیں فائدہ ہوگا۔"

عنبر بولا: "اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو ہم جنوب کی طرف ہی جاتے ہیں۔ ہمیں کسی نہ کسی طرف تو جانا ہی ہے۔"

انہوں نے دادا سانپ کو سلام کیا اور غار سے نکل کر وادی میں سے گزرتے ہوئے جنوبی ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

ادھر کستوری ناگن ہم شکل ناگ کو لے کر خلا میں ایک ایسے سیارے پر پہنچ گئی جو چھوٹا سا سیارہ تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاں ندیاں دریا بہتے تھے اور ہر طرف جنگل اور سبزا
[illegible] تھا۔ کستوری ناگن نے جاتے ہی ایک جگہ دریا
کنارے اپنے لئے شاندار مکان بنوایا۔ ہم شکل ناگ سے
شادی کی اور ہنسی خوشی رہنے لگی۔ ساتھ والے سیارے
سے کئی سانپ ناگن ملکہ کا سن کر اس کی زمین پر آ
گئے اور ناگن ملکہ کی خدمت کرنے لگے۔

عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ
کا جنوب کی طرف سفر جاری تھا۔ چلتے چلتے یہ لوگ
شمال کے برفانی علاقوں سے نکل کر جنوب کے سبزے
بھرے جنگلوں اور سرسبز میدانوں والے علاقے میں پہنچ
گئے۔ اس زمانے میں زیادہ آبادیاں نہیں ہوا کرتی تھیں
دنیا کی آبادی بہت کم تھی۔ چھوٹے چھوٹے شہروں کی
ریاستیں ہوا کرتی تھیں۔ ہر ریاست پر ایک راجہ حکومت
کرتا تھا۔ ان میں ظالم اور بے انصاف راجہ بھی ہوتے
تھے اور نیک اور رحم دل راجہ بھی ہوتے تھے۔ یہ
آج سے تین چار ہزار سال پہلے کی بات ہم کر رہے
ہیں۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ۔
سارے دوست ایک مدت بعد اکٹھے ہونے پر بہت
خوش تھے۔ یہ سفر کرتے کرتے ایک دریا پر پہنچ گئے۔ یہاں

ایک گھاٹ تھا جہاں سے مسافر کشتی پر دریا پار کرتے تھے
یہ لوگ جب دریا پر پہنچے تو وہاں کچھ لوگ ایک ارتھی
دھندو لوگ اپنے مُردے کو بانس کے بنے ہوئے جس
کھانچے پر لٹا کر جلانے کے لئے مرگھٹ لے جاتے ہیں
اسے جنازہ نہیں بلکہ ارتھی کہتے ہیں۔ مرگھٹ وہ جگہ ہوتی
ہے جہاں ہندو لوگ اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں۔

ارتھی میں ایک لڑکی کی لاش رکھی ہوئی تھی جس کو
گوٹے کناری والے کیسری کپڑے پہنا دیئے گئے تھے۔ لڑکی
کا چہرہ ننگا تھا۔ لوگ [illegible] تھے۔ ایک آدمی نے عنبر
کے پوچھنے پر بتایا کہ لڑکی چونکہ کنواری مر گئی ہے اس لئے
اسے دلہن کی طرح سجا کر مرگھٹ لے جایا جا رہا ہے۔
یہ لوگ دوسرے کنارے پر گئی ہوئی کشتی کا انتظار کر رہے
تھے جو مسافروں کو اتارنے گئی ہوئی تھی۔

ماریا نے ناگ سے کہا:
ناگ بھیا! کتنی پیاری ہے مُردہ لڑکی۔ بے چاری
نوجوانی ہی میں مر گئی:
ناگ بھی افسوس کرنے لگا۔ کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ
بھی افسوس کرنے لگے۔
تھیوسانگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہاری دنیا میں لوگ جوان ہی مر جاتے ہیں جب کہ ہماری خلائی دنیا میں لوگ بڑی دیر دیر تک زندہ رہتے ہیں۔"

عنبر بولا: "ابھی یہاں دنیا نے اتنی ترقی نہیں کی کہ ہم بیماریوں کے خلاف مقابلہ کر سکیں۔ لوگ دوا نہ ملنے کی وجہ سے بھی مر جاتے ہیں۔"

یہ اسی قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ دوسرے کنارے سے کشتی آ کر گھاٹ پر لگ گئی۔ اداس غمزدہ لوگوں نے لڑکی کی ارتھی کو کشتی میں رکھا۔ عنبر ناگ ماریا وغیرہ بھی کشتی میں سوار ہو گئے اور کشتی دریا میں دوسرے کنارے کی طرف بہنے لگی۔ مرگھٹ دریا کے دوسرے کنارے پر تھا۔ اس وقت آسمان پر کالی گھٹا چھا گئی۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو گئی۔ کشتی دوسرے کنارے پر پہنچی تو ارتھی والوں نے ارتھی کو چتا کے پاس ایک طرف درخت کے نیچے رکھ دیا۔ کیونکہ بارش شروع ہو گئی تھی۔ یہ لوگ خود دوسرے درخت کے نیچے بیٹھ کر باتیں کرنے اور بارش کے رکنے کا انتظار کرنے لگے کیونکہ بارش میں لڑکی کے مردے کو جلانا مشکل تھا۔

عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسائک اور جول سائک بھی بارش کے رکنے کے انتظار میں دریا کنارے ایک مٹی کے ٹیلے کے نیچے اوٹ میں بیٹھ گئے۔ پھر شام کا اندھیرا پھیلنے لگا اور بارش رکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ بارش نہیں تھمے گی۔ اوپر سے رات ہو رہی ہے۔ لڑکی کے مردے کو چتا پر رکھ کر جیسے بھی ہو آگ لگا کے واپس چلو۔ آخر کب تک یہاں بیٹھے رہیں گے۔ عنبر ناگ ماریا وغیرہ بھی مٹی کے تودے کی آڑ میں بارش سے بچ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ انہیں کسی کام کی جلدی نہیں تھی اس لئے وہیں آرام سے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

اتنے میں لوگوں نے لڑکی کی لاش کو چتا کے اوپر رکھا اور چتا کے نیچے جو لکڑیاں ذرا سوکھی تھیں ان پر گھی ڈال کر آگ لگا دی۔ سوکھی لکڑیوں پر گرا ہوا گھی تڑ تڑ کر کے جلنے لگا۔ لوگ کشتی میں بیٹھ کر وہاں سے دوسرے کنارے کی طرف چل دیئے۔

ناگ نے کہا:

"عجیب پتھر دل لوگ تھے۔ بے چاری لڑکی کی لاش کو یونہی چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔"

ماریا بولی: "معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کا باپ یا بھائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ نہیں تھا۔ نہیں تو وہ ساری رسمیں ادا کر کے جاتے۔"

تھیوسانگ چتا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس پر لڑکی کی لاش پڑی تھی۔ رات کا اندھیرا بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ناگ اور کیٹی ایک دوسرے کے پاس بیٹھے پرانی باتیں کر رہے تھے۔ عنبر جول سانگ سے کہہ رہا تھا،

"یہ بارش رات کو بھی نہیں رکے گی۔"

جول سانگ نے کہا،

"تب تو ہم رات بھر یہیں آرام کریں گے۔"

کیٹی بولی، "ایک عرصے بعد ملے ہیں ہم لوگ، اتنی جلدی کیا ہے۔ رات اسی جگہ گذار لیتے ہیں۔ صبح ہو گی تو اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔"

بارش ہو رہی تھی۔ رات کا اندھیرا دریا کے آس پاس پھیل رہا تھا۔ تھیوسانگ کی آنکھیں چتا پر لگی تھیں۔ ناگ بارش کی وجہ سے بجھ کر ٹھنگ رہی تھی اور چتا میں سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔ اچانک تھیوسانگ کو ایسا لگا جیسے چتا پر سے انسانی سایہ اُٹھ کر بیٹھ گیا ہے۔ پہلے تو وہ اسے دھواں سمجھا مگر جب انسانی سائے نے ادھر اُدھر سر کو گھمایا اور تھیوسانگ نے عنبر سے کہا،

"وہ دیکھو عنبر جان، چتا پر کوئی بیٹھا ہے۔"

عنبر کے ساتھ اب ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جول سانگ بھی چتا کی طرف دیکھنے لگے۔ وہاں مُردہ لڑکی کی لاش اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے اوپر پڑی ہوئی کیسری چنی اتار کر پرے پھینک دی۔ کیٹی نے ماریا سے کہا،

"ماریا! جا کر دیکھو یہ کیا معاملہ ہے؟"

ماریا چونکہ غائب تھی اس لئے فوراً اڑ کر چتا کے اوپر پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ جو لڑکی ابھی مُردہ تھی اب زندہ ہو کر چتا کی لکڑیوں کے اوپر بیٹھی اپنی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسّی کھول رہی ہے۔ ماریا نے واپس آ کر سب کو بتایا کہ مردہ لڑکی زندہ ہو گئی ہے۔

ناگ نے کہا،

"مردہ زندہ نہیں ہوئی بلکہ وہ مری نہیں ہو گی۔ اسے سکتہ ہو گیا ہو گا۔ آگ کی حرارت پہنچی تو اٹھ کر بیٹھ گئی ہے۔ چلو اسے یہاں لے آتے ہیں۔"

یہ سارے ساتھی اٹھ کر بارش میں چتا کے پاس چلے گئے۔ لڑکی کے کالے سیاہ بال بارش میں بھیگ رہے تھے۔ وہ اپنی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسّی کھول

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چکی تھی۔ اس نے اپنے قریب کچھ انسانوں کو دیکھا تو چیخ مار کر بولی:

"میں زندہ ہوں۔ میں مُردہ نہیں ہوں۔ مجھے آگ نہ لگاؤ"

خنبر نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"گھبراؤ نہیں بہن۔ ہم تمہیں نقصان پہنچانے نہیں آئے بلکہ تمہاری مدد کرنے آئے ہیں۔"

ناگ بولا: "ہمیں معلوم ہے کہ تم مری نہیں تھیں بلکہ تمہیں سکتہ ہو گیا تھا۔ چلو۔ تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتے ہیں۔"

جول سانگ نے کہا:

"تمہارے گھر والے تمہیں زندہ دیکھ کر بڑے خوش ہوں گے۔"

لڑکی نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"بھگوان کے لئے مجھے ان لوگوں کے پاس مت لے جانا۔ انہوں نے ہی تو مجھے مارا تھا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" تھیوسانگ نے کہا۔ "کیا وہ تمہارے گھر والے نہیں تھے؟ تمہارے ماں باپ بہن بھائی نہیں تھے؟"

لڑکی آہستہ سے چٹان سے نیچے اتر آئی۔ وہ بارش میں بھیگ رہی تھی۔ کہنے لگی:

"درخت کے نیچے چل کر بتاتی ہوں۔"

خنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جول سانگ لڑکی کو درخت کے نیچے لے آئے۔ لڑکی نے ابھی تک ماریا کی آواز نہیں سنی تھی۔ لڑکی نے درخت کے نیچے بیٹھتے ہوئے کہا:

"میرا نام داسی ہے۔ میں یتیم لڑکی ہوں۔ میں دریا کے دوسرے کنارے ایک گاؤں میں ایک جاگیردار کی حویلی میں نوکرانی کا کام کرتی تھی۔ وہاں سے مجھے دو وقت کی روٹی اور کپڑے مل جاتے تھے۔ میرا ایک چھوٹا بھائی پیچھے ہمارے گاؤں میں چچا کے پاس ہی تھا۔ اس کا نام موہن ہے۔ وہ چچا کے ظلم سے بھاگ کر میرے پاس آ کر جاگیردار کی حویلی ہی میں رہنے لگا۔ موہن کی عمر بارہ تیرہ برس کی ہے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ جاگیردار کی دو گائیں مر گئیں۔ اس نے برہمن کو بلایا کہ پتہ کرے بتائے اس کی گائیں کیوں مر گئی ہیں۔ برہمن نے کہا کہ تم پر مانی کا سایہ ہو گیا ہے۔ اگر تم نے کسی نوجوان زندہ لڑکے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قربانی رانی دیوی کے آگے نہ دی تو ایک ایک
کر کے تمہارے سارے ڈھور ڈنگر مر جائیں گے
اور پھر تم بھی مر جاؤ گے۔ جاگیردار نے اسی وقت
میرے چھوٹے بھائی کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ
کر کوٹھڑی میں قید کر دیا تاکہ پورن ماشی کی
رات کو اسے رانی دیوی کی مورتی کے آگے زندہ
قربان کر دیا جائے۔ میں بہت روئی چلائی کہ
میرے بھائی کو چھوڑ دو۔ راجہ کے حکم سے رانی
مورتی کے آگے انسان کی قربانی کی مناہی ہے۔
جب میں نے دھمکی دی کہ میں راجہ کے دربار
میں جا کر دہائی دوں گی تو انہوں نے مجھے بھی
پکڑ کر باندھ دیا۔ پھر برہمن کی مدد سے جاگیردار
نے میرے کان میں ایک ایسا زہر ڈال دیا جس
سے میرا سارا جسم پتھر ہو گیا۔ اب جب ہوش
آیا تو میں اس چتا پر پڑی تھی:

لنبر ناگ ماریا اور دوسرے ساتھی جاس لڑکی داسی کی
درد بھری کہانی بڑے غور سے سن رہے تھے۔ ناگ نے کہا
"وہ تمہیں مردہ سمجھ کر یہاں دریا کنارے جلانے
کے لئے لے آئے تھے۔ ہم بھی اتفاق سے اس

کشتی میں سفر کر کے کنارے پر اترے جس میں
تمہاری ارتھی رکھی تھی۔ تمہیں آگ کی تپش نے
پھر سے زندہ کر دیا ہے۔ تمہارے بدن میں
جو زہر داخل کیا گیا تھا اس کا اثر بارش اور
چتا کی دھونی سے ختم ہو گیا ہے۔ تم فکر نہ کرو
ہم تمہارے چھوٹے بھائی کو بچا لائیں گے۔"

لڑکی داسی رونے لگی!

"جاگیردار کے نوکر بڑے ظالم ہیں۔ وہ تلواریں لئے
ہر وقت کوٹھڑی کے باہر پہرہ دیتے ہیں۔ تم
ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے وہ میرے پیارے بھائی
کو مار ڈالیں گے۔ کل پورن ماشی کی رات ہے۔
کل میرے پیارے بھائی موہن کو رانی مورتی
کے آگے قتل.....!"

اور لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ لنبر تھیو سانگ
اور کیٹی جولی سانگ نے اسے حوصلہ دیا۔

ناگ نے کہا!

"ہمیں بتاؤ جاگیردار کا مکان کہاں ہے اور اس
مکان میں وہ کوٹھڑی کس جگہ پر ہے جس میں
تمہارا بھائی قید ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

داسی نے ناگ کو سب کچھ سمجھا دیا۔ عنبر تھیوساگ جول ساگ اور کیٹی ماریا بھی یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ کیٹی نے کہا:

"ناگ بھیا تم عنبر کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس بے چاری کے معصوم بھائی کو وہاں سے نکال کر یہاں لے آؤ۔"

لڑکی بولی: "جاگیردار کے سپاہی اور غلام تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ وہ میرے بھائی کو بھی ختم کر دیں گے۔"

تھیوساگ نے کہا:

"بہن! تم گھبراؤ نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا چلو ہم سب اکٹھے چلتے ہیں۔"

لڑکی نے ہاتھ جوڑ دیئے اور گھبرا کر بولی:

"نہیں نہیں۔ میں نہیں جاؤں گی۔ وہ لوگ مجھے دیکھتے ہی مار ڈالیں گے۔"

عنبر بولا: "تھیوساگ تم میرے ساتھ چلو۔ ناگ بھیا! تم اور جول ساگ ماریا اور کیٹی اسی جگہ لڑکی کے پاس رہو۔"

پھر انہوں نے لڑکی داسی کو بہت حوصلہ دیا اور

اسے جول ساگ ماریا کیٹی اور ناگ کے حوالے کر کے خود جاگیردار کی حویلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے تیر کر دریا پار کیا۔ جاگیردار کا گاؤں وہاں سے سات کوس کے فاصلے پر تھا۔ تھیوساگ اور عنبر پیدل ہی چلے جا رہے تھے۔ دور انہیں ایک گاؤں کی اونچی حویلی دکھائی دی۔ تیرہویں رات کا چاند نکلا ہوا تھا۔ اس کی چاندنی میں گاؤں کی اونچی حویلی سب سے الگ نظر آ رہی تھی۔ عنبر نے کہا:

"یہی جاگیردار کی حویلی ہے۔ ابھی چل کر اسے اس ظلم کا مزا چکھاتے ہیں۔ تھیوساگ! تم ذرا محتاط رہنا کیوں کہ تم پر حملہ ہو گیا تو ایک بار تو تمہاری گردن کٹ جائے گی۔ یہ الگ بات ہے کہ میں اسے دوبارا جوڑ دوں گا۔"

تھیوساگ ہنسا۔ کہنے لگا۔

"ایسا وقت ہی نہیں آئے گا عنبر بھائی۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ گاؤں کے بازار میں پہنچ گئے۔ رات ہو جانے کی وجہ سے بازار سنسان پڑا تھا۔ اس زمانے میں لوگ جلدی دکانیں وغیرہ بند کر کے سو جاتے تھے۔ کسی کسی مکان میں دیا روشن تھا۔ باقی مکانوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جاگیردار کی حویلی کی دوسری منزل میں جگہ جگہ روشنی ہو رہی تھی۔ حویلی کے گیٹ پر دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ عنبر اور تھیوساںگ کو دیکھتے ہی ایک کتا ان کی طرف بھونکتا ہوا لپکا۔ جونہی وہ ان کے قریب آیا تھیوساںگ نے اس کی گردن پر اپنی سیدھی انگلی اپنے خاص ارادے سے رکھ دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کتا ایک دم سے ایک چوہے سے بھی چھوٹا ہو کر باریک آواز میں چاؤں چاؤں کرتا ایک طرف کو دوڑ پڑا۔ اب اس کی آواز بالکل کم سنائی دیتی تھی۔ کتا گھبرا کر خدا جانے کہاں بھاگ گیا تھا۔

عنبر نے حویلی کے قریب پہنچ کر تھیوساںگ سے کہا:

"ہمیں بہانہ بنا کر حویلی میں داخل ہونا ہوگا اگر جاتے ہی جنگ شروع کر دی تو ممکن ہے جاگیردار لڑکے کو حکم کر دے تاکہ وہ اس کے خلاف راجہ کے دربار میں گواہی نہ دے سکے۔"

تھیوساںگ بولا: "ہم مسافر بن کر جاتے ہیں۔"

حویلی کے باہر گیٹ کی دونوں طرف مشعلیں جل رہی تھیں۔ ان کی روشنی میں دو پہرے دار نیزے ہاتھوں میں لے کر چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ جونہی ان کی

نظر عنبر اور تھیوساںگ پر پڑی انہوں نے وہیں سے نیزے تان لئے اور للکار کر کہا:

"جو کوئی بھی ہو وہیں رک جاؤ۔"

عنبر اور تھیوساںگ وہیں رک گئے۔ عنبر نے بڑی نرم زبان میں کہا:

"بھائی ہم مسافر ہیں۔ گاؤں میں آ کر رات پڑ گئی ہے بھوک بھی لگی ہے۔ برسات بھی لگی ہوئی ہے۔ ہم نے جاگیردار صاحب کی سخاوت کی بہت تعریف سن رکھی ہے اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمیں رات گزارنے کے لئے کہیں جگہ مل جائے۔ اجازت مل جائے تو سب کو دعائیں دیں گے۔"

ایک سپاہی نے نیزہ عنبر کی گردن میں چبھو کر کہا:

"جانتا ہے کہ نیزہ گردن سے پار کر دوں؟"

تھیوساںگ نے کہا:

"بھائی ہم نے تو جاگیردار کی بڑی تعریف سنی تھی اور یہاں ہمارے ساتھ اس سلوک ہو رہا ہے۔"

اوپر کھڑکی کے پیچھے کھڑا جاگیردار یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔ اس نے اوپر ہی سے آواز دی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"انہیں اندر آنے دو۔"

جاگیردار کی آواز سنتے ہی چوکیدار نے نیزہ پرے ہٹا لیا اور تھیوسانگ اور عنبر کو حویلی میں جانے کی اجازت دے دی۔ جاگیردار انہیں دالان میں آکر حویلی کے اندر لے گیا۔ اس کے ساتھ دو حبشی محافظ غلام بھی تھے جنہوں نے ننگی تلواریں اٹھا رکھی تھیں۔ عنبر اور تھیوسانگ نے جاتے ہی اسے سلام کیا اور عنبر نے کہا:

"ہم مسافر ہیں۔ کیا ہمیں آپ کے ہاں رات گذارنے کو جگہ مل جائے گی؟"

جاگیردار بولا: "وہ سامنے والی کوٹھڑی خالی ہے۔ اندر پلنگ بچھے ہیں جا کر سو جاؤ۔ تم کو بھوک لگی ہو تو بتا دو۔"

عنبر نے کہا:

"جی نہیں شکریہ۔ ہم نے ایک جگہ کھانا کھا لیا تھا۔"

عنبر اور تھیوسانگ سامنے والی کوٹھڑی داخل ہو گئے۔ انہوں نے دروازہ بند کر لیا۔ عنبر نے سوراخ میں سے باہر دیکھا۔ مشعل کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ جاگیردار اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو کچھ رازداری سے کہہ رہا تھا۔ جب جاگیردار سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر

والی منزل کی طرف چلا گیا تو ایک ہٹا کٹا حبشی غلام اس کوٹھڑی کے باہر آکر پہرہ دینے لگا جس کوٹھڑی میں عنبر اور تھیوسانگ تھے۔ عنبر نے پیچھے ہٹ کر تھیوسانگ سے سرگوشی میں کہا:

"جاگیردار نے ہمارے باہر پہرہ لگا دیا ہے۔"

تھیوسانگ نے جواب میں کہا:

"اس کا مطلب ہے جاگیردار بڑا چالاک آدمی ہے مگر پہرے دار حبشی کو میں ابھی اٹھا کر یہ کوئلے میں پڑی ہوئی ہنڈیا میں ڈال دیتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے دروازہ کھول کر حبشی پہرے دار سے کہا:

"بھائی! ذرا میرے ساتھ یہ چارپائی سیدھی کرا دو گے۔ چارپائی بھاری ہے۔"

حبشی غلام اندر آ گیا۔ جونہی وہ اندر آیا۔ تھیوسانگ نے اس کی گردن کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"یہ تمہاری گردن پر کیسا نشان ہے؟"

غلام نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"کون سا نشان؟"

تھیوسانگ نے اس کی گردن پر انگلی رکھ دی اور کہا: "یہ نشان۔" انگلی رکھتے ہی حبشی غلام انگلی کے برابر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا اور زمین پر اِدھر اُدھر پھدکنے لگا۔ مقبوسانگ نے اسے اٹھا کر کونے میں رکھی ہنڈیا میں ڈال کر اوپر ڈھکن دے دیا۔ عنبر ہنس کر بولا:

"یہ بھی کیا سوچتا رہا ہوگا؟"

مقبوسانگ نے کہا:

"اب ہمیں اس کمرے میں جانا چاہیئے جہاں وہاسی کا بھائی کوہن قید ہے۔"

عنبر نے مقبوسانگ کو مشورہ دیا کہ وہ چھوٹا بن کر خود جائے اور پہلے دیکھ آئے کہ لڑکا وہاں پر موجود ہے کہ نہیں۔ چنانچہ مقبوسانگ نے اپنے آپ کو انگلی کے برابر کیا اور کوٹھڑی سے نکل کر لڑکی وہاسی کے بتائے ہوئے راستے سے ہوتا پہلی منزل کے کونے والی کوٹھڑی کے پاس آ گیا۔ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ اندر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اندر لڑکا نہیں تھا۔ رسّی ایک طرف زمین پر پڑی تھی۔ تو کیا جاگیردار نے اسے کسی دوسری جگہ پہنچا دیا ہے؟ مقبوسانگ نے سوچا اور پھر اس نے حویلی کے سارے کمروں میں گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ لڑکا کہیں بھی نہیں تھا۔

مقبوسانگ بھاگ کر عنبر کے پاس آ گیا۔ اسے ساری

بات بتائی۔ عنبر بولا:

"یہ تو معاملہ خراب ہو گیا ہے۔ کہیں یہ ظالم جاگیردار لڑکے کو رانی مورتی پر قربان ہی نہ کر دے۔ اس کا فوراً پتہ چلانا پڑے گا۔ چلو رانی مورتی کے مندر میں چلتے ہیں۔ لڑکے کو ضرور انھوں نے اسی جگہ کسی تہہ خانے میں رکھا ہوگا۔"

رانی مورتی والے مندر کا مالک بھی لڑکی وہاسی نے عنبر مقبوسانگ کو بتا دیا تھا۔ یہ مندر وہاں سے تھوڑی دور جنگل میں ایک پہاڑی ٹیلے کے دامن میں واقع تھا۔ عنبر اور مقبوسانگ اپنی کوٹھڑی کی پچھلی کھڑکی میں سے کود کر باہر نکل گئے اور رانی مورتی کے مندر کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ عنبر نے کہا:

"کہیں آج پورن ماشی کی رات تو نہیں ہے؟ مجھے تو یہ چمکتا ہوا چاند پورھویں کا چاند لگ رہا ہے۔"

مقبوسانگ بولا: "کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے یہ پورن ماشی ہی کی رات ہو۔"

عنبر نے کہا: "اگر یہ پورن ماشی کی رات ہے تو پھر جاگیردار اور برہمن لڑکے کی قربانی کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے ہوں گے۔ ہمیں جلدی چلنا چاہیے۔"

انہوں نے تیز تیز بھاگنا شروع کر دیا۔ آخر وہ رانی مورتی کے مندر کے پاس پہنچ گئے۔ انہیں وہاں مدھم روشنی نظر آئی جو مندر کے ادھ کھلے دروازے میں سے باہر آ رہی تھی۔

وہ بھاگ کر مندر میں آ گئے۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ رانی مورتی کے آگے پتھر کی ایک لمبی سل رکھی تھی جس پر ایک کلہاڑا اور سیندھور پڑا تھا۔ عنبر نے کہا:

"میرے خدا! یہ تو انسانی قربانی کی ساری تیاریاں ہو چکی ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ لڑکا اور برہمن کہاں ہیں؟"

تھیوسانگ نے پتھر کی سل کو جھک کر غور سے دیکھا اور کہا "یہاں انسانی خون کا نشان کہیں نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی قربانی نہیں دی گئی۔"

اتنے میں انہیں لڑکے کی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا:

"مجھے نہ مارو۔ مجھے نہ مارو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

عنبر نے چونک کر کہا:

"وہ لوگ لڑکے کو قربانی کے لئے لا رہے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا "تم فوراً سامنے والے ستون کے پیچھے چھپ جاؤ۔ میں مورتی کے پیچھے چھپ جاتا ہوں۔"

انہوں نے ایسا ہی کیا۔ عنبر ستون کے پیچھے اور تھیوسانگ رانی مورتی کے پیچھے چھپ گیا۔ مندر کے چھوٹے سے کمرے میں لوبان سلگ رہا تھا اور دیوار کے طاق میں دیا روشن تھا۔ رانی مورتی کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں چکر تھا۔ اس کی آنکھیں لال لال خونخوار قسم کی تھیں۔ لڑکے کے رونے کی آوازیں قریب آ رہی تھیں۔ کوئی اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر بار بار اس کی آواز بند کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر بارہ تیرہ برس کے ایک سمے ہوئے گھبرائے ہوئے پریشان حال اور روتے ہوئے لڑکے کی گردن میں رسی ڈالے برہمن اور جاگیردار نمودار ہوئے۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک ہٹا کٹا آدمی جس نے بدن پر تیل کی مالش کر رکھی تھی چلا آ رہا تھا۔ برہمن منتر پڑھ رہا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ ان برہمنوں نے اب تک نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو پتھر کی بے جان مورتیوں پر قربان کر ڈالا ہے۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں۔ مگر میں یہ ظلم نہیں ہونے دوں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاگیردار نے رانی مورتی کے سامنے سر جھکا دیا اور ہاتھ باندھ کر بولا:

"رانی ماتا! میری قربانی کو میں ایک نوجوان لڑکا لایا ہوں۔ میری قربانی کو قبول کر اور میری گائیوں کی جان بخشی کر دے۔"

برہمن نے تازہ لوبان مورتی کے آگے سلگا دیا اور ہاتھ باندھ کر منتر پڑھنے لگا۔ تیسرے ہٹے کٹے آدمی نے لڑکے کی گردن میں کس کر رسی باندھ دی تھی اور وہ بول نہیں سکتا تھا۔ اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور حلق سے غرغر کی آوازیں آ رہی تھیں۔ برہمن نے اشارہ کیا کہ لڑکے کو پتھر کی سل پر لٹا دیا جائے۔ ہٹے کٹے آدمی نے لڑکے کو پتھر کی سل پر لٹا کر اس کو رسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ اب لڑکا بے چارہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جاگیردار نے کہا:

"مہاراج! قربانی شروع کرو۔ دیر ہو رہی ہے۔"

چڑیل سانپ

برہمن اور جاگیردار پیچھے ہٹ گئے۔

تیسرے آدمی نے آگے بڑھ کر کلہاڑا ہاتھ میں سنبھال لیا۔ لڑکے کی آنکھیں خوف کے مارے سفید ہو گئیں عین اس وقت عنبر ستون کے پیچھے سے نکل کر اچانک سامنے آ گیا۔ اس نے گرج دار آواز میں کہا:

"رک جاؤ!"

برہمن، جلاد اور جاگیردار نے غصے بھری آنکھوں سے عنبر کو دیکھا کہ یہ کہاں سے ٹپک پڑا ہے۔ جاگیردار نے بلند آواز میں کہا:

"اس کو بھی رانی ماتا پر قربان کر دو۔"

جلاد نے کلہاڑے کا بھرپور وار عنبر کے سر پر کر دیا۔ سب کو یقین تھا کہ عنبر کی کھوپڑی دو ٹکڑے ہو جائے گی۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہونے کی بجائے کلہاڑا ٹوٹ کر دو ٹکڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا۔ برہمن کو شبہ ہوا کہ یہ شخص کوئی غیر انسانی طاقت رکھتا ہے۔ وہ اسے حیرت سے تکنے لگا۔
جاگیردار چلایا۔
"اسے خنجر سے ہلاک کر دو۔"
اور جاگیردار نے اپنا خنجر نکال کر جلاد کی طرف پھینکا۔ عنبر نے ان کی کوئی پروا نہ کی اور جلدی سے لڑکے کی گردن کی رسی کھول دی۔ پھر اس کے جسم کی دوسری رسیاں کھولنے لگا۔ اتنے میں جلاد نے عنبر کی پیٹھ پر خنجر کا بھرپور وار کر دیا۔ مگر خنجر عنبر کے جسم سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ جلاد سمجھ گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے، یہ ضرور کوئی جادوگر ہے۔ وہ باہر کو بھاگنے لگا تو عنبر نے آواز دی:
"تھیوساتگ! اس جلاد کو جانے مت دینا۔ اس سے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کا خون بہا ہے۔"
جلاد باہر کو بھاگ رہا تھا کہ تھیوساتگ نے سامنے آکر اس کی گردن پر اگلی زور دار ضرب لگائی۔ برہمن اور جاگیردار ہکا بکا ہو گئے۔ کیونکہ جلاد غائب ہو گیا تھا۔ جلاد غائب نہیں ہوا تھا بلکہ بہت ہی چھوٹا ہو کر زمین پر اندھیرے میں پھدک رہا تھا۔ تھیوساتگ نے اسے اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اب عنبر نے برہمن اور جاگیردار کو

گھیر لیا۔ جاگیردار نے ان کو پہچان لیا تھا کہ یہ وہی آدمی ہیں جو مسافروں کے بھیس میں اس کے گھر رات گذارنے کے لئے ٹھہرے تھے۔ برہمن کا دل کہہ رہا تھا کہ یہ دونوں انسان زبردست آسمانی طاقت رکھتے ہیں۔ جاگیردار نے کہا:
"تم نے رانی ماتا کی قربانی میں رکاوٹ ڈالی ہے۔ رانی ماتا تم سے اس گستاخی کا بدلہ لے گی۔"
تھیوساتگ نے کہا:
"اور رانی ماتا تمہیں کچھ نہیں کہے گی جو ایک یتیم بہن کے بھائی کو یہاں اس کے آگے قربان کرنے والا تھا!"
جاگیردار نے کہا:
"ہم رانی ماتا کی قربانی اسی طرح ادا کرتے ہیں۔"
تھیوساتگ بولا: "تو پھر اپنے بچے کی قربانی کیوں نہیں دیتے دوسروں کی اولاد کو کیوں قربان کرتے ہو۔"
عنبر بولا: "اور میں تمہاری رانی ماتا کو بھی ابھی خبر دیتا ہوں۔"
یہ کہہ کر عنبر نے رانی ماتا کی مورتی کو اٹھا کر فرش پر سے اکھاڑا۔ اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور اتنی زور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے دیوار کے ساتھ دے مارا کر وہ پاش پاش ہو گئی۔
"اب رانی ماتا نے مجھ سے بدلہ کیوں نہیں لیا!"
عنبر نے جاگیردار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔
پھر تھیوساگ سے کہا:
"تھیوساگ اس جاگیردار کو بھی وہاں پہنچا دے
جہاں تم نے جلاد کو پہنچایا ہے۔"
تھیوساگ نے لپک کر جاگیردار کی گردن پر اپنی انگلی رکھ دی جس کے ساتھ وہ لمبی سی ہنگلی جڑا ہوا تھا۔
تھیوساگ نے اسے بھی اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔
اب تو برہمن کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ دونوں یا تو بہت بڑے جادوگر ہیں اور یا ان کے پاس دیوتاؤں کی طاقتیں ہیں۔ اس نے بڑی چابکدستی سے کام لیتے ہوئے فوراً عنبر کے آگے سجدہ کر دیا اور گڑگڑا کر بولا:
"آپ پربھو کے دیوتا ہیں۔ مجھے معاف کر دیں
مجھ سے بھول ہو گئی کہ آپ کو پہچان نہ سکا۔"
تھیوساگ نے پوچھا
"اس برہمن کا کیا کرنا ہے عنبر بھائی؟"
عنبر بولا: "اگر یہ آئندہ ایسے بھیانک کام سے توبہ کر لے تو اسے معاف کر دیں گے۔"

برہمن نے زمین پر ماتھا رگڑا اور بولا:
"حضور! مہاراج! میرے دیوتا! میں توبہ کرتا ہوں
میں کان پکڑتا ہوں۔ آئندہ کبھی ایسا کام نہیں
کروں گا۔ میری توبہ میرے باپ کی بھی توبہ
میری جان بخش کر دیں۔"
عنبر نے اسے جھڑک کر کہا:
"دفع ہو جا یہاں سے اور پھر کبھی جاگیردار کی حویلی
یا رانی کے مندر کا رخ نہ کرنا۔ نہیں تو ہم تمہیں
زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں فوراً پتہ چل جائیگا۔
کہ تم کسی انسان کی قربانی کرنے والے ہو۔ ہم وہیں
پہنچ کر تیری گردن اڑا دیں گے۔"
برہمن نے ایک بار پھر کان پکڑ کر توبہ کی اور وہاں سے بھاگ گیا۔ وہ بھاگا نہیں تھا۔ اصل میں مندر کے باہر ایک جگہ چھپ گیا تھا۔ جب عنبر اور تھیوساگ لڑکے کو لے کر مندر سے باہر نکلے تو برہمن نے بھی چاندنی رات میں درختوں کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے ان کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اصل میں یہ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں کیا یہ کوئی دیوتا لوگ ہیں یا جادوگر ہیں؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر اور تھیوسانگ نے راستے میں ایک گڑھے میں جیب سے چھوٹے چھوٹے جاگیردار اور جلاد کو نکال کر پھینک دیا۔ برہمن نے وہ جگہ ذہن میں یاد کر لی اور عنبر تھیوسانگ کا پیچھا کرتا گیا۔ عنبر تھیوسانگ چاندنی رات میں لڑکے کو لے کر دریا پار کر گئے۔ برہمن بھی ان کے پیچھے تعاقب میں تھا۔ وہ بھی دریا پار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ عنبر تھیوسانگ دریا کی دوسری جانب ٹیلے کے نیچے آ گئے جہاں لڑکے کی بہن داسی نے اپنے بھائی کو دیکھا تو روتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔

برہمن ایک درخت کے پیچھے چھپ کر یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ چاندنی میں اس نے داسی کو پہچان لیا۔ یہ جاگیردار کے گھر میں کام کرنے والی وہی لڑکی داسی تھی جس کو ابھی شام کو چتا پر آگ لگائی تھی۔ جس کے کان میں زہر ڈال کر اسے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ دوبارہ کیسے زندہ ہو گئی؟ ضرور یہ بھی ان دونوں جادوگروں کا کرشمہ ہو گا۔ وہ ایسی جگہ پر چھپا ہوا تھا جہاں سے اسے عنبر تھیوسانگ لڑکی داسی، جوتی سانگ کیتی اور ناگ کے باتیں کرنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ ان کی گفتگو سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ وہ داسی لڑکی اور اس

کے بھائی کو دوسرے شہر رتنا پور میں چھوڑنے جا رہے ہیں۔ رتنا پور وہاں سے آگے پچاس کوس کے فاصلے پر تھا اور وہاں کا راجہ بڑا رحم دل اور رعایا سے پیار کرنے والا تھا۔ ان کی باتوں سے برہمن کو یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپس میں گہرے دوست ہیں اور رتنا پور کی سرائے میں ایک ہفتہ قیام کریں گے۔ تاکہ اس پُر فضا شہر کی سیر کر سکیں۔

برہمن وہاں سے گھوڑا دائیں مڑا۔ دریا پار کر کے اسی مقام پر آیا جہاں عنبر تھیوسانگ نے جاگیردار اور جلاد کو پھینک دیا تھا۔ برہمن گڑھے میں اتر گیا۔ اسے وہاں جلاد تو دکھائی نہ دیا۔ وہ کہیں افراتفری میں گھبرا کر بھاگ گیا تھا۔ البتہ وہاں جاگیردار ضرور بے ہوش پڑا تھا۔ برہمن کو جلاد سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ اس نے جاگیردار کو اٹھا کر اپنی صدری کی جیب میں سنبھال کر رکھ لیا اور تیز تیز قدموں سے شہر کی دیوار کے قریب سے گذرتا اس چھوٹی سی سڑک پر گھوم گیا جو جنگل کے کنارے کنارے ایک بے آباد ویران علاقے میں جاتی تھی۔ یہاں آگے چل کر ایک خشک تالاب تھا۔

رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی۔ بلکہ اب تو صبح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہونے والی تھی۔ برہمن تالاب کی سیڑھیاں اتر کر اس کی اندر والی دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ تالاب پہلے پانی سے بھرا رہتا تھا۔ مگر اب خشک ہو گیا ہوا تھا۔ کیوں کہ کئی سالوں سے وہاں بارش نہیں ہوئی تھی۔ تالاب کے اندر والی دیوار جو پہلے پانی میں ڈوبی رہتی تھی اب صاف نظر آ رہی تھی۔ اس دیوار میں پتھر کی مورتیاں تراشی گئی تھیں۔ یہ پتھر کے چوکھٹے تھے جن میں مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ کوئی مورتی رقص کر رہی تھی تو کوئی مورتی سو رہی تھی۔ ان چوکھٹوں میں سے پتھر کے ایک چوکھٹے کی مورتی غائب تھی۔ وہاں چوکھٹے میں ایک شگاف پڑا ہوا تھا۔ چاندنی رات میں ہر طرف سناٹا چھایا تھا۔ برہمن اس شگاف میں سے دیوار کے اندر چلا گیا۔

دوسری طرف ایک بہت ہی اندھیری اور تنگ سرنگ تھی۔ برہمن اس سرنگ میں جھک کر چل رہا تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد وہاں ایک پتھر کی مورتی کا سر زمین میں سے باہر نکلا ہوا تھا۔ برہمن نے اس مورتی کے سر کے آگے جا کر ہاتھ باندھے۔ سر جھکایا اور بولا:

راکھشی ماتا! میں نے آج ان دو جادوگروں کو دیکھ لیا ہے جن کی تو نے مجھے خبر دی تھی

اور کہا تھا کہ جس روز یہ دونوں آدمی تجھے ملے تیری خواہش پوری ہونے کا وقت آ جائے گا۔ اب میری خواہش پوری کر دے راکھشی ماتا۔"

مورتی کے اندر سے آواز آئی۔ کبھی پتھر کی مورتی کے اندر سے آواز نہیں آیا کرتی۔ پتھر کے بت بے جان ہوتے ہیں اور ہم انہیں جب چاہیں اٹھا کر گلی میں پھینک سکتے ہیں۔ اصل میں جو لوگ بتوں پر عقیدہ رکھتے ہیں ان کے ذہن اور خیالات بھی اس طرح کے ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ کسی بت کو پکارتے ہیں تو ان کے اپنے اندر سے بت جواب دیتا ہے۔ یہ بت ان لوگوں کے اندر جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ساری عمر انہیں غلط راستوں پر چلاتے رہتے ہیں۔ ایسے بت پرست لوگ زندگی بھر بھٹکتے پھرتے ہیں اور انہیں سیدھا راستہ نہیں ملتا۔ جو لوگ بتوں کو طاقت ور سمجھتے ہیں اصل میں وہ خود کمزور ہوتے ہیں۔ خدا پر ان کا عقیدہ پکا نہیں ہوتا۔ جن کا ایک خدا پر ایمان پختہ ہوتا ہے ان کے سامنے بت کیا ہر سطح ذرہ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب محمود غزنوی کو بتایا گیا کہ سومنات کے بت پر جو حملہ کرے گا وہ آگ میں جل کر راکھ ہو جائیگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو محمود غزنوی نے کہا تھا کہ اللہ کے نام پر میں اس بت کو خود پاش پاش کروں گا۔ چنانچہ وہ خود گرز ہاتھ میں لے کر سومنات کے بت کے سامنے گیا اور گرز مار مار کر اس کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ یہی نہیں بلکہ اس کا سر رسی سے اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھا اور اسے شہر تک سڑک پر گھسیٹتا ہوا لیتا گیا۔ چنانچہ اس برہمن کے دل میں بھی بتوں کا شرک بیٹھ چکا تھا اور وہ غلط راستے پر تھا۔ پس جب اس نے مورتی کو پکارا تو خود اس کے ضمیر نے مورتی کی آواز میں اسے کہا:

"اے برہمن! تو خوش قسمت ہے کہ آخر تیرے دل کی مراد بر آئی۔ سن! جن دو آدمیوں کو تو نے دیکھا ہے ان میں سے ایک کا نام ضمیر ہے۔ اس پر تیر تلوار کا اثر نہیں ہوتا اور دوسرے کا نام تھیوسافک ہے وہ جس کو انگلی سے چھو دے وہ چھوٹا سا بن جاتا ہے تو نے ضمیر کو اپنے قبضے میں کرنا ہے۔ جب تو اسے اپنے قبضے میں کرے گا تو تیرے دل کی خواہش پوری ہو جائے گی۔"

اب دوستو تم ضرور پوچھو گے کہ اگر یہ برہمن کے اپنے بڑے اور چھلکے ہوئے ضمیر کی آواز تھی تو برہمن کو ضمیر اور تھیوسافک کے رازوں کے بارے میں کیسے پتہ چل گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا لاشعور قدرت کا ایک حیرت انگیز طراز بلکہ طلسم خانہ ہے۔ ہمارے لاشعور میں دنیا کی ہر شے اور دنیا کی ہر شے کا علم موجود ہے۔ اچھا علم بھی اور برا علم بھی۔ جو لوگ نیک ہوتے ہیں وہ خدا کی عبادت سے اچھا علم حاصل کر لیتے ہیں اور جو برے ہوتے ہیں وہ برا علم حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ اس برہمن نے بھی مورتی پوجا سے برا علم حاصل کیا ہوا تھا اور جب وہ مورتی کو پکارتا تھا، اس سے کچھ پوچھتا تھا تو برہمن کا لاشعور اسے ایسی باتیں بتا دیتا تھا جس کا برہمن کو پتہ نہیں تھا۔ یہ باتیں تم بڑے ہو کر کتابوں میں تفصیل کے ساتھ پڑھو گے۔ اس علم کو سائیکالوجی یعنی نفسیات کا علم کہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ کا فرمان ہے۔ کہ ہمیشہ ذہن میں اچھی باتیں سوچا کرو۔ کبھی بری بات کو ذہن میں داخل نہ ہونے دو۔ اس طرح تمہارا ذہن نیک بن جائے گا اور تمہارے دل میں نورانی علم پیدا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گا۔ برہمن کا ذہن ٹھیک نہیں تھا۔ وہ تعویذ گنڈے سے بڑی خواہشات پوری کرنا چاہتا تھا چنانچہ وہ روحانی علم سے محروم تھا اور کالے علم کے پنجے میں گرفتار تھا۔ برہمن نے مورتی سے کہا:

"راکھشی ماتا! میں اس عنبر کو کیسے اپنے قبضے میں کر سکتا ہوں کہ میرے دل کی خواہش پوری ہو۔"

راکھشی ماتا نے کہا:

"اس کے لئے تم یہ کرو کہ آدھی رات کو کسی مرگھٹ میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ جب وہاں کسی ہندو عورت کی لاش جلانے کے لئے لائی جائے تو اس کے جلنے کا انتظار کرو۔ جب اس کے رشتے دار چلے جائیں تو جلتی ہوئی لاش کی کھوپڑی کاٹ کر ایک طرف لے جاؤ۔ اس پر پانی ڈال کر اسے ٹھنڈا کرو۔ جب کھوپڑی ٹھنڈی ہو جائے تو کھوپڑی کا تھوڑا سا مغز نکال کر کھا جاؤ۔ اس کے بعد اس کھوپڑی کو گود میں رکھ کر کالے علم کا منتر ایک ہزار بار پڑھو۔ جب تمہارے منتر کی گنتی ختم ہو گی تو کھوپڑی تمہاری گود سے خود بخود چل کر اپنے

جسم کے ڈھانچے کے ساتھ جا کر لگ جائے گی اس کے بعد تم میرے پاس آنا۔ تب میں تمہیں وہ خبیث کالا منتر بتاؤں گی جس کی مدد سے تم اپنی خواہش کو پورا کر سکو گے۔"

برہمن نے کہا:

"جیسے ہو راکھشی ماتا کی! میں ابھی مرگھٹ میں جا کر چھپ جاتا ہوں۔"

برہمن نے مورتی کو سجدہ کیا اور سنگ و تاریک سنگم سے نکل کر باہر خشک تالاب کی دیوار کے ساتھ چلتا گاؤں کے باہر جو مرگھٹ تھا اس طرف روانہ ہو گیا۔ وہ ساری رات مرگھٹ میں بیٹھا رہا۔

چھوٹی انگلی کے برابر جاگیردار ابھی تک اس کی جیب میں تھا۔ اس نے اسے باہر نکال کر دیکھا۔ جاگیردار مر چکا تھا۔ برہمن نے اسے وہیں زمین کے نیچے دبا دیا۔ رات گذر گئی مگر کسی ہندو عورت کی لاش کا جنازہ یعنی ارتھی وہاں نہ آئی۔ دوسرے دن برہمن اپنے گاؤں والے مکان میں آ گیا۔ جب رات ہوئی پھر مرگھٹ یعنی ہندوؤں کے قبرستان کی طرف چل دیا۔

رات کو چاند نکل آیا۔ مگر یہ چاندنی مرگھٹ میں بڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑائی لگ رہی تھی۔ مرگھٹ کے چھوٹے سے میدان میں ایک مٹی کا چبوترہ تھا اس چبوترے پر لاشوں کو رکھ کر جلایا جاتا تھا۔ برہمن چبوترے سے ہٹ کر ایک کیکر کے درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھا تھا۔ جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو برہمن کو دور سے ایسے اشلوک پڑھنے کی آوازیں سنائی دیں جو ہندو لوگ ارتھی کے ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں۔ برہمن نے دیکھا کہ دور سے ایک ارتھی آ رہی ہے جس کے ساتھ لوگ مشعلیں اٹھائے اشلوک پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔ ارتھی مرگھٹ میں لا کر رکھ دی گئی۔ چبوترے پر لوگوں نے لکڑیوں میں سے لکڑیاں نکال کر چن دیں۔ پھر اس کے اوپر لاش کو رکھ دیا۔ برہمن یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ ہندو عورت کی لاش ہے یا مرد ہندو کی۔ وہ درخت کے پیچھے سے نکل کر ان لوگوں میں شامل ہو گیا۔ ساس نے ایک بوڑھے ہندو سے کہا:

"بے چارے کو کیا بیماری تھی؟"

بوڑھے نے کہا:

"بے چاری کہو بھائی۔ یہ عورت کی لاش ہے اس کو سانپ نے کاٹ لیا تھا۔ بس دیکھتے دیکھتے

مر گئی۔"

برہمن بڑا خوش ہوا کہ آخر اس کے دل کی مراد بر آئی اور ارتھی عورت کی نکلی۔ وہ دور ہٹ کر اندھیرے میں ایک جگہ بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کب یہ لوگ لاش کو آگ لگا کر وہاں سے جاتے ہیں۔ جب چتا پر لکڑیاں اور لاش رکھ دی گئی تو لکڑیوں پر گھی ڈالا گیا اور پھر لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ دیکھتے دیکھتے آگ بھڑک اٹھی اور لاش بھی لکڑیوں کے ساتھ جلنے لگی۔ لاش کے رشتے دار کچھ دیر وہاں بیٹھے اپنے منتر پڑھتے رہے۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ لاش جل چکی ہے تو وہ وہاں سے چلے گئے۔ ان لوگوں کو دوسرے دن جب چتا ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو لاش کی راکھ اور ہڈیاں اکٹھی کرنے آنا تھا۔ برہمن غور سے چتا کو دیکھ رہا تھا۔ آگ ابھی تک جل رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ آگ کے شعلے غائب ہو گئے اور وہاں صرف دہکتے ہوئے انگارے ہی رہ گئے۔ رات کے پچھلے پہر یہ انگارے بھی راکھ کی تہہ کے نیچے دب گئے۔ اب برہمن اپنی جگہ سے اٹھا اور لاش کے سرہانے کی طرف آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں درخت کی ایک چھڑی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے چمٹی کی مدد سے لاش کی کھوپڑی باہر کھینچ لی۔ کھوپڑی پر ابھی جلا ہوا گوشت باقی تھا۔ کھوپڑی کا رنگ سیاہ پڑ چکا تھا۔ وہ بڑی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ اس کے ہونٹ ناک آنکھیں جل چکی تھیں۔ آنکھوں ناک اور منہ کی جگہ سوراخ پڑ گئے تھے۔ برہمن نے چھوٹی کھوپڑی کے منہ میں ڈالی اور اسے اٹھا کر پرے پانی کے حوض میں لے گیا۔ کھوپڑی کو حوض کے پانی میں ڈالا تو برہمن کو جیسے سانپ کے پھنکار کی آواز سنائی دی۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ وہ سمجھا کہ گرم شے کو پانی میں ڈالو تو شوں کی آواز آیا ہی کرتی ہے۔ اسے یہ یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اس عورت کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہوئی ہے۔

جب کھوپڑی ٹھنڈی ہو گئی تو برہمن نے اسے حوض سے باہر نکال لیا پھر اس کی گردن کے پیچھے سوراخ میں انگلی ڈال کر اس کا پکا ہوا تھوڑا سا مغز نکال کر کھا لیا۔ یہ مغز انتہائی ہذاقہ اور کڑوا کڑوا سا تھا۔ اس مغز میں سانپ کے زہر کا اثر تھا جس کا برہمن کو خیال ہی نہیں تھا۔ مغز کھانے کے بعد برہمن نے کھوپڑی کو اپنی گود میں رکھا اور بیٹھ کر کالے علم

کا خاص منتر پڑھنا شروع کر دیا۔

اس منتر کو برہمن نے ایک ہزار بار پڑھا۔ جب وہ منتر ختم کر چکا تو اس کی گود میں رکھی کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ اس کی گود سے نکل کر اپنے آپ زمین پر رینگتی ہوئی چتا کی طرف چلنے لگی۔ چھٹکی چاندنی میں برہمن اسے برابر دیکھ رہا تھا۔ عورت کی کھوپڑی اچھل کر چتا پر چڑھی اور عورت کے جسم کے جلے ہوئے ڈھانچے کی گردن کے ساتھ جا کر لگ گئی۔ برہمن اٹھ بیٹھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ اس کا عمل پورا ہو گیا تھا۔ وہ وہیں سے راکھشی مورتی کی سرنگ کی طرف چل پڑا۔ صبح ہونے میں تھوڑی دیر ہی تھی کہ برہمن خشک تالاب کی دیوار کے شگاف سے گذر کر سرنگ میں آ کر راکھشی مورتی کے آگے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گیا اور بولا

"راکھشی ماتا! میں نے تیرا عمل پورا کر دیا ہے۔ میں نے مردہ ہندو عورت کی جلی ہوئی کھوپڑی کا مغز کھا لیا ہے۔ میں نے ایک ہزار بار منتر بھی پڑھا۔ کھوپڑی میری گود سے اپنے آپ اٹھ کر اپنی لاش کے ڈھانچے کے ساتھ جا لگی ہے اب میری خواہش پوری کر کیا آگے منتر مجھے بتا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راکھشی مورتی خاموش رہی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ برہمن پریشان ہو کر بولا:

"راکھشی ماتا! تو بولتی کیوں نہیں۔ میں نے تیرا کالا عمل پورا کر دیا ہے۔ اب مجھے آخری منتر کیوں نہیں بتاتی کہ میرے دل کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو۔"

راکھشی مورتی اب بھی خاموش تھی۔ پھر بولی:

"میرا دھیان کسی اور طرف تھا۔ اب میں تمہیں آخری منتر بتاتی ہوں۔ غور سے سن کر اسے یاد کر لے اور رات کو جب چاروں طرف اندھیرا چھا جائے تو اسے دریا کنارے بیٹھ کر ایک ہزار بار پڑھ۔ تیرے دل کی خواہش اسی وقت پوری ہو جائے گی۔"

اور راکھشی مورتی نے برہمن کو آخری منتر بتا دیا۔ برہمن نے کچھ بے چین سا ہو کر کہا:

"راکھشی ماتا! کسی وقت میرا سر چکرانے لگتا ہے آنکھوں کے آگے سُرخی چھانے لگتی ہے۔"

راکھشی مورتی کو معلوم تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے بدقسمتی سے ایک ایسی ہندو عورت

کی لاش کی کھوپڑی کا مغز کھا لیا تھا جس کو ایک چڑیل سانپ نے کاٹا تھا۔ یہ سانپ دن کو سانپ ہوتا تھا اور رات کو چڑیل بن کر ویران علاقوں، آسیبی کھنڈروں اور خالی مکانوں میں چلا جاتا تھا۔ برہمن کے ساتھ کیا ہونے والا تھا اس کی اسے خبر نہیں تھی مگر راکھشی مورتی کو سب پتہ تھا لیکن وہ اسے کسی طریقے سے بتانا چاہتی تھی۔ اس نے کہا:

"اے برہمن! یہ منتروں کی گرمی کا اثر ہے اب جا کر دریا کنارے بیٹھ اور آخری منتر ایک ہزار بار پڑھ۔ پھر تجھے میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ تیرے اندر اتنی طاقت آ جائے گی کہ تو دن کے وقت ایک ایسا سانپ بن جایا کرے گا جو نیلی سانپ ہوگا۔ تم کسی کو نظر نہیں آؤ گے مگر تم سب کو دیکھ سکو گے۔ پھر تم عنبر کو جا کر صرف ایک بار ڈس دینا۔ تمہارے ڈسنے سے عنبر کی ساری طاقت تیرے جسم میں آ جائے گی۔ عنبر کو ڈسنے کے دو دن بعد تو پھر سے دن کے وقت انسان بن جائے گا پھر تو سانپ نہیں بنے گا۔ اس کے بعد تم موت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھا گیا تو وہ برہمن سیدھا دریا کے کنارے جا کر بیٹھ گیا۔ اور راکھشی مورتی کا بتایا ہوا آخری منتر پڑھنے لگا۔ جب اس نے ایک ہزار بار منتر پڑھ لیا تو اچانک اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ الٹ کر دور جا گرا۔ اس نے اٹھ کر اپنے جسم کا جائزہ لیا۔ راکھشی ماتا نے کہا تھا کہ تم دن کے وقت بھیبی سانپ بن جاؤ گے اور رات کے وقت آدمی بن جایا کرو گے۔ دو دن کے بعد تم دن کے وقت بھی آدمی بن جاؤ گے۔ برہمن نے سوچا کہ شاید اسے یہ جھٹکا اس لئے لگا ہے کہ وہ دن کے وقت سانپ بننے والا ہے۔ وہ اس کے لئے تیار تھا۔ وہ جلدی جلدی چلتا اپنے گاؤں والے مکان میں آ گیا۔ کیوں کہ صبح اسے بھیبی سانپ بن جانا تھا۔ وہ تہہ خانے کا دروازہ اندر سے بند کر کے بیٹھ گیا۔ جب رات گذر گئی اور سورج نکلا تو برہمن کی بے چینی بڑھنے لگی۔ اسے ایک اور جھٹکا لگا اور اب جو اس نے اپنے آپ کو دیکھا تو وہ سانپ بن چکا تھا مگر اسے اپنا جسم سانپ کی طرح نظر آ رہا تھا۔ برہمن کو بتایا گیا تھا کہ وہ دن کے وقت سانپ بن جایا کرے گا اور رات کو پھر اپنی انسانی شکل میں واپس آ جائے گا۔

پر قابو پا لو گے۔ موت تیری لونڈی بن جائے گی۔ تو جس کے بارے میں حکم کرے گا۔ موت اسے جا کر ہلاک کر دے گی!

برہمن بڑا خوش ہوا اور سر جھکانے کے بعد سرنگ سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد راکھشی مورتی نے اپنے آپ سے کہا:

"اس برہمن کی بدنصیبی کے دن شروع ہو گئے ہیں۔ اس بیر عنبر کو ڈسنے سے عنبر کی طاقت ضرور آ جائے مگر وہ اس کے لئے بیکار ہو گی۔ کیونکہ برہمن پھر کبھی انسانی شکل میں نہیں آ سکے گا۔ کیوں کہ اس نے چڑیل سانپ کی ڈسی ہوئی ہندو عورت کی کھوپڑی کا مغز کھا لیا ہے۔ اب یہ ساری زندگی دن کے وقت بھیبی سانپ رہے گا اور رات ہوتے ہی چڑیل بن جایا کرے گا!"

اس کے بعد راکھشی مورتی غائب ہو گئی۔

برہمن نے دن بھر اپنے مکان پر آرام کیا۔ مگر اسے ہر پندرہ منٹ کے بعد چکر آتا اور آنکھوں کے آگے مرغی چھا جاتی۔ وہ یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دیتا کہ یہ منتر کی گرمی کا اثر ہے۔ جب رات کا اندھیرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حالت دو چار دن تک رہے گی۔ پھر وہ دن کے وقت سانپ بھی نہیں بنے گا۔ برہمن اپنے کالے عمل میں کامیاب ہو چکا تھا۔

وہ بڑا خوش ہوا اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ واقعی وہ غائب ہے کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ مکان کے صحن میں دن کی سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ برہمن سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا مینڈک کے قریب آ گیا۔ عام طور پر سانپ کو دیکھتے ہی مینڈک بھاگ جایا کرتا ہے مگر یہ مینڈک اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہا۔ برہمن سانپ اس کے بالکل سامنے آ گیا۔ مگر مینڈک اب بھی اپنی جگہ پر مزے سے بیٹھا رہا۔ برہمن سانپ سمجھ گیا کہ مینڈک اسے نہیں دیکھ رہا۔ وہ سچ مچ غائب ہو چکا ہے۔ یعنی قیمی سانپ بن گیا ہے اور اب اسے اگلے شہر رتناپور جا کر عنبر کو ڈسنا ہے۔ جس کے بعد جیسا کہ راکھشی مورتی نے بہت پہلے اسے بتایا تھا کہ جونہی وہ عنبر کو ڈسے گا عنبر کی طاقتیں اس کے پاس آ جائیں گی اور عنبر ایک دم سے غائب ہو جائے گا۔ یہ برہمن موت پر فتح حاصل کر کے ساری دنیا کے انسانوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا تھا اور اپنے دشمنوں کو موت کی مدد سے ایک ہی پل میں

موت کے حوالے کر دینا چاہتا تھا۔

برہمن مکان سے باہر آ گیا۔ باہر گلی میں بچے کھیل رہے تھے۔ برہمن سانپ ان کے درمیان چلا گیا۔ کسی بچے نے اسے نہ دیکھا۔ وہ اپنی دھن میں ویسے ہی کھیلتے رہے۔ برہمن سانپ کو بے حد خوشی ہوئی کہ اس کا عمل کامیاب رہا ہے۔ وہ چھلانگ لگا کر ہوا میں اچھلا اور اس نے غیبی حالت میں اڑنا شروع کر دیا۔ اس کا رخ رتناپور شہر کی طرف تھا جہاں عنبر ناگ مایا کینی اور جوال سانگ تھیوسانگ شہر کی کاروں سرائے میں رہ رہے تھے۔ داسی لڑکی اپنے بھائی کے ساتھ چلی گئی تھی۔ عنبر ناگ اور ان کے سارے ساتھی رتناپور کے خوب صورت شہر کی سیر کے لئے وہاں دو تین روز کے لئے رک گئے تھے۔

برہمن سانپ کی شکل میں اڑتا ہوا سیدھا رتناپور شہر میں پہنچ گیا۔ یہ شہر وہاں سے پچاس کوس کے فاصلے پر تھا۔ عنبر ناگ مایا کینی جوال سانگ اور تھیوسانگ اس شہر کی کارواں سرائے میں اترے ہوئے تھے۔ برہمن سانپ اڑتا ہوا بہت جلد رتناپور پہنچ گیا۔ اس شہر سے برہمن سانپ خوب واقف تھا۔ وہ سیدھا کارواں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرائے میں پہنچ گیا۔ اس وقت وہاں عنبر نہیں تھا۔ برہمن سانپ شکل سے صرف عنبر اور تھیوساتگ کو جانتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ تھیوساتگ ایک کوٹھڑی کے باہر برآمدے میں بیٹھ باتیں کر رہا ہے۔ تھیوساتگ کے ساتھ اس وقت ناگ، کیٹی، جولی ساتگ اور ماریا بھی تھے۔ برہمن سانپ چونکہ خود غائب تھا اس لئے وہ ماریا کو بھی غیبی حالت میں دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگ عنبر اور تھیوساتگ کے ساتھی ہیں جن کے بارے میں راکھشی ماتا نے اسے بتایا تھا۔

ان لوگوں سے برہمن سانپ کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے صرف عنبر کی تلاش تھی۔ عنبر اس وقت شہر کے بازار میں ایک موتی فروخت کرنے گیا ہوا تھا تاکہ ان کے پاس کچھ رقم آ جائے۔ برہمن سانپ وہیں کاروان سرائے کی چھت پر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے عنبر ناگ کی کوٹھڑی صاف نظر آ رہی تھی۔ کافی دیر گذر گئی۔ پھر اسے عنبر دکھائی دیا۔ عنبر کو دیکھ کر غیبی برہمن سانپ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ اپنی جگہ پر ہوشیار ہو گیا۔ عنبر کے ہاتھ میں چھوٹی سی تھیلی تھی جس میں چاندی کے کچھ سکے تھے۔ اس نے سکے

کیٹی کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

"لو بھئی یہ کافی سکے ہیں۔ آگے پھر دیکھا جائے گا۔"

تھیوساتگ اور جولی ساتگ عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ ماریا نے کہا:

"موتی زیادہ قیمتی تھا عنبر بھائی۔"

ناگ بولا: "بھئی عنبر بھیا بڑا بھولا ہے۔ یہ کاروبار نہیں جانتا۔ صراف نے جو دے دیا وہی ٹھیک ہے۔"

عنبر سر کھجاتے ہوئے کہنے لگا:

"ارے بھئی ایک ہزار چاندی کے سکے تو لایا ہوں۔ موتی اس سے زیادہ قیمتی تو نہیں تھا۔"

کیٹی ہنس کر بولی:

"بالکل نہیں تھا۔ چلو عنبر بھیا تم اندر جا کر منہ ہاتھ دھو لو۔ یہ لوگ تو خوامخواہ مذاق کر رہے ہیں تم سے۔"

ناگ، جولی ساتگ، تھیوساتگ اور ماریا بھی ہنسنے لگے۔ عنبر منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا غسل خانے میں چلا گیا۔ برہمن سانپ اس کے اکیلا ہونے کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ جونہی عنبر غسل خانے میں گیا برہمن سانپ بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھت پر منڈیر سے اتر کر غسل خانے میں آ گیا۔ برہمن سانپ کا کالا عمل کچھ ایسا زبردست تھا کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جوال سانگ میں سے کسی کو بھی برہمن سانپ کی موجودگی کا علم نہ ہو سکا۔ برہمن سانپ غائب تھا تو کیا ہوا۔ اس کی بُو تو انہیں آ سکتی تھی مگر کسی کو برہمن سانپ کی بُو بھی نہ آئی۔ اس نے اندر جا کر دیکھا کہ عنبر منہ دھو رہا تھا۔

برہمن سانپ کے لئے یہ سنہری موقع تھا۔ اس نے زمین پر اترتے ہی عنبر کی گردن پر ڈس دیا۔ برہمن سانپ نے اپنا پورا زہر عنبر کے جسم میں داخل کر دیا جیسا اسے راکھشی مورتی نے کہا تھا۔ مگر اس نے برہمن سانپ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ عنبر کو ڈسنے کے بعد برہمن دن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سانپ بن جایا کرے گا۔ اور رات کو چڑیل بن جایا کرے گا۔ عنبر پر برہمن سانپ کے زہر کا یہ اثر ہوا کہ وہ پیچھے کو ہٹا اور پھر نظر آنا بند ہو گیا۔ مگر وہ غسل خانے ہی میں تھا مگر کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو غور سے دیکھا۔ عنبر کو اپنا جسم نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے غسل خانے کے دروازے کو کھول

دیا اور اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا۔ اسے اپنی گردن پر کسی کے دانتوں کی چبھن محسوس ہوئی تھی۔ اس نے ناگ کو آواز دی۔

یہ محسوس کر کے عنبر کا سانپ اٹھا کہ اس کے حلق سے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ اس کی آواز بند ہو چکی تھی۔ مگر وہ دوسرے کی آواز سن سکتا تھا۔ عنبر باہر نکل آیا۔ باہر برآمدے میں ناگ، تھیوسانگ، جوال سانگ کیٹی اور ماریا موجود تھے۔ حیرانی کی بات یہ بھی تھی کہ خود غائب ہو کر عنبر ماریا کو صاف دیکھنے لگا تھا۔ یہ لوگ وہی پہ سکتے ڈلے انہیں گن رہے تھے۔ عنبر نے انہیں باری باری آوازیں دیں مگر کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔ وہ لپک کر ناگ کے پاس آیا اور اس کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑنا چاہا۔ مگر ناگ کے کندھے کو وہ نہ جھنجھوڑ سکا۔ اس کا ہاتھ نظر نہ آنے والے سائے کی طرح ناگ کے کاندھے سے لگ کر پھسل گیا تھا۔ عنبر نے باری باری ماریا، ناگ، تھیوسانگ، جوال سانگ اور کیٹی کو پکڑ کر جھنجھوڑنا چاہا۔ انہیں آوازیں دیں۔ مگر عنبر نہ تو ان لوگوں کے جسموں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاتھ لگا سکا اور نہ ہی اس کے حلق سے آواز ہی نکل سکی۔ عنبر گویا ایک غیبی سایہ بن چکا تھا جو فضا میں تیر رہا تھا مگر جو نہ تو کسی کو آواز دے سکتا تھا اور نہ کسی کو چھو سکتا تھا۔ سایہ کبھی کسی کو آواز نہیں دے سکتا اور کسی کو چھو کر اپنی طرف متوجہ بھی نہیں کر سکتا۔

عنبر سر پیٹ کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اسے کس نے گردن پر کاٹ کر ایک نظر نہ آنے والے سائے میں تبدیل کر دیا ہے۔ برہمن سانپ عنبر کو کاٹتے ہی وہاں سے جا چکا تھا اور عنبر کی ساری طاقت بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اور عنبر کو ایک نظر نہ آنے والے سائے میں تبدیل کر گیا تھا۔ دوسری خطرناک بات یہ ہو گئی تھی اس کے ساتھ کہ وہ سرائے کی اس کوٹھڑی سے باہر نہیں جا سکتا تھا جس میں برہمن سانپ نے اسے ڈسا تھا۔ اس نے کوٹھڑی سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر اسے ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ وہیں پیچھے کو ہٹا دیا گیا۔

ناگ نے سکے گن کر تھیلی میں ڈالتے ہوئے کہا:

"عنبر غسل خانے سے ابھی باہر نہیں نکلا"

اچانک کیٹی نے گھبرا کر کہا:

"ناگ بھیا! عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی ہے"

ناگ تھیوسانگ، جولی سانگ، کیٹی اور ماریا غسل خانے کی طرف دوڑے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ غسل خانے کا دروازہ چوپٹ کھلا ہے مگر عنبر غائب ہے۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تو جلدی سے باہر نکل کر عنبر کو دیکھ۔ کوئی خطرناک بات ہو گئی ہے"

ماریا اچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور باہر نکل کر میدان میں ادھر اُدھر عنبر کو دیکھنے لگی۔ اسے کہیں سے عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ عنبر بھی کہیں نہیں تھا۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔ وہ اندر آ کر بولی:

"عنبر بھیا باہر بھی نہیں ہے"

ناگ جولی سانگ تھیوسانگ اور کیٹی تو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ اچانک عنبر کہاں غائب ہو گیا؟ دوسری طرف عنبر کو اپنے ساتھیوں کی خوشبو اسی طرح آ رہی تھی۔ عنبر ان کے پاس ہی نظر نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنے والے سائے کی طرح موجود تھا اگر اسے کوئی نہ تو دیکھ سکتا تھا اور نہ محسوس کر سکتا تھا۔ نہ اس کی آواز سن سکتا تھا۔ عنبر چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ میں یہاں ہوں۔ میں تمہارے پاس ہوں۔ مگر عنبر کی آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔ سارے ساتھی پریشانی کی حالت میں پہلے تو کارواں سرائے کے ارد گرد عنبر کو تلاش کرتے رہے۔ پھر وہ الگ الگ ہو کر شہر کی طرف نکل گئے۔ انہوں نے سارا شہر چھان مارا مگر عنبر کا کہیں نشان تک نہ ملا۔ نہ ہی کہیں سے اس کی خوشبو آتی محسوس ہوئی۔

ناامید ہو کر ناگ تھیوسانگ کیٹی ماریا اور نرلی سانگ واپس سرائے میں آ گئے جہاں عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر اداس کھڑا انہیں غمگین نظروں سے اپنی تلاش میں پریشان ہوتے دیکھ رہا تھا۔

ماریا کہنے لگی:

"میرا خیال ہے میں شہر سے باہر جنگل اور صحرا کا ایک چکر لگا کر آتی ہوں۔ ہو سکتا ہے عنبر بھیا کا وہاں کوئی سراغ مل جائے"

تھیوسانگ غسل خانے کی جاتے ہوئے بولا:

"سوال یہ ہے کہ پہلے غسل خانے میں چل کر دیکھنا چاہئے کہ وہاں کوئی طلسم تو نہیں کیا ہوا کسی نے؟"

وہ سب غسل خانے میں آ گئے۔ غسل خانے میں سوائے لکڑی کی بالٹی اور پانی کے بھرے ہوئے ایک ٹب ڈونگے اور چوکی کے اور کچھ نہیں تھا۔ وہاں ابھی تک وہ پانی گرا ہوا تھا جس سے عنبر نے اپنا منہ دھویا تھا۔

نرلی سانگ نے زمین کو دیکھا اور بولی:

"عنبر بھیا کے پاؤں کے نشان یہاں موجود ہیں"

ناگ نے جھک کر عنبر کے پاؤں کے نشان دیکھے اور بولا: "یہ نشان صرف غسل خانے کے دروازے تک ہی ہیں اس کے بعد غائب ہیں۔ لگتا ہے کہ عنبر جب غسل خانے سے باہر نکلا تو اس کے پاؤں زمین پر نہیں تھے"

تھیوسانگ نے کہا:

"کہیں وہ غائب تو نہیں کر دیا گیا جادو سے؟"

ماریا بولی:

"آخر یہاں اس پر جادو کرنے والا کون ہو سکتا ہے"

کیٹی نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ماریا بہن! ہم پر کسی بھی جگہ کوئی بھی جادو کر سکتا ہے۔ ہمارے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے۔"
جول سانگ نے کہا:
"سوال یہ ہے کہ اگر کسی نے عنبر پر جادو کیا تو کیا وہ اسے غائب کر کے ساتھ لے گیا ہے؟"
ناگ بولا:
"ظاہر ہے وہ ساتھ ہی لے گیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی اگر وہ یہاں ہوتا تو اس کی خوشبو ضرور آتی۔"
عنبر نے ایک بار پھر چلا کر کہا:
"خدا کے لئے میری طرف دیکھو۔ میں یہاں ہوں میں اسی کوٹھڑی میں ہوں۔"
مگر کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ کیونکہ عنبر کے حلق سے آواز ہی نہیں نکل سکی تھی۔
نیولا سانگ نے کہا:
"میرا تو خیال ہے کہ ماریا کو آس پاس کے علاقے میں ایک چکر لگا کر دیکھ آنا چاہیے

ہو سکتا ہے، اسے کوئی سراغ مل جائے۔"
کیچوا بولا:
"اور اگر ماریا کسی طلسم میں خود پھنس گئی تو کیا ہوگا؟ اس سے پہلے ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ جب ہی ہم الگ ہوئے کسی نہ کسی مشکل میں پھنس گئے۔"
ناگ نے کہا:
"لیکن اب تو ہم اکٹھے ہی تھے کہ عنبر کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے کیچوا کہ ہم الگ ہو کر مشکل میں پھنستے ہیں۔ ہم پر تو کسی بھی جگہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ہم تاریخ کے طویل ترین سفر پر نکلے ہوئے ہیں اور ہمارے ساتھ ناقابل یقین حادثات ہو سکتے ہیں۔ اب ہمیں ٹھنڈے دل سے یہاں بیٹھ کر عنبر کا کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا۔ اس کے بعد اگر عنبر نہ آیا تو ہم اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں گے خدا نے چاہا تو عنبر کسی نہ کسی مقام پر تاریخ کے کسی نہ کسی موڑ پر ایک بار پھر ہمیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آن ملے گا۔"

ناگ نے ماریا سے کہا کہ وہ احتیاط کے ساتھ آس پاس کے علاقے میں جا کر عنبر کا کھوج لگائے اور جلدی آنے کی کوشش کرے۔ ماریا اسی وقت فضا میں اڑ گئی۔ دن ڈھلے تک ماریا نے رتنا پور کے آس پاس کا سارا علاقہ چھان مارا۔ ساری وادیاں، صحرا، جنگل، پہاڑ اور میدان دیکھ ڈالے مگر عنبر اسے کہیں نہ ملا۔ کسی جگہ سے اس کی خوشبو بھی نہ آئی۔ جب ماریا مایوس ہو کر واپس آ گئی تو ناگ نے کہا:

"اب میں کسی سانپ سے پوچھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اسے عنبر کے بارے میں کوئی خبر ہو۔"

ناگ نے اسی وقت کوٹھڑی میں آواز دے کر سرائے کے بل میں رہنے والے سانپ کو طلب کر کے پوچھا کہ وہ عنبر کے بارے میں اگر کچھ جانتا ہے تو بتائے کہ وہ کہاں ہے۔ سانپ نے ناگ کو ادب سے سلام کیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے سوائے آپ کے اور آپ کے ان دوستوں کے اور کسی جگہ سے کسی طرف سے آپ کی خوشبو نہیں آ رہی۔

میں آپ کے ساتھی دوست عنبر کو کہیں نہیں دیکھ رہا۔"

ناگ نے کہا:

"سرائے کی چھت پر جا کر ایک نظر ڈالو۔"

سانپ اسی وقت چھت پر چلا گیا۔ اس نے لمبا سانس بھر کر اور بار بار اپنی پتلی زبان تیزی سے باہر نکال نکال کر فضا کو سونگھا اور واپس آ کر ناگ کو بتایا۔

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے اس شہر میں سے اور اس کے آس پاس کسی طرف سے بھی عنبر کے جسم سے نکلنے والی آپ کی خوشبو نہیں آ رہی ہے۔"

ناگ سمجھ گیا کہ سانپ عنبر کا سراغ لگانے میں ناکام رہا ہے۔ اس نے سانپ کو واپس بھیج دیا۔ اس وقت بھی عنبر نظر نہ آنے والے سائے کی طرح ان کے قریب ہی کھڑا تھا۔ مگر نہ اسے کوئی دیکھ سکتا تھا اور نہ اس کی آواز ہی انہیں اپنی طرف متوجہ کر سکتی تھی اور نہ عنبر ان میں سے کسی کو چھو سکتا تھا۔ ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جول سانگ نے آپس میں صلاح مشورہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شروع کر دیا۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ سرائے میں ایک ہفتہ رک کر عنبر کی واپسی کا انتظار کر لیا جائے۔ اگر عنبر ایک ہفتے تک واپس نہ آیا تو پھر وہاں سے آگے کی جانب کوچ کر جائیں گے۔

دوسری طرف برہمن سانپ غیبی حالت میں اپنے جسم میں عنبر کی پوری طاقت سمیٹے سیدھا راکھشی ماتا کی مورتی والی سرنگ میں پہنچ گیا۔ سرنگ میں جا کر اس نے دیکھا کہ مورتی غائب ہے۔ راکھشی ماتا کا پتھر کا سر وہاں کہیں بھی نہیں تھا۔ برہمن سانپ پہلے تو گھبرایا۔ اس نے پھنکار مار کر کئی بار راکھشی مورتی کو آواز دی مگر ایک بار بھی کسی نے اس کو جواب نہ دیا۔ برہمن سانپ دل میں حیران تھا کہ راکھشی مورتی آخر کہاں چلی گئی۔ وہ سرنگ میں کنڈل مار کر بیٹھ گیا کہ شاید شام تک راکھشی مورتی وہاں واپس آ جائے۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے

قسط نمبر ۱۲۵ ڈراؤنی آواز کا رازدار پڑھیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر، ناگ، ماریا (۱۶۵)
ڈراؤنی آواز کا راز
اے حمید

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

ڈراؤنی آواز کا راز

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

بار اوّل : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے اس ہولناک سفر میں ایک پُراسرار چینی جولی ساگ کو میڈل کے ساتھ چپکا کر چین کی طرف لے جا رہا ہے۔ تھیو ساگ، ناگ اور کیٹی اس کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں۔ ماریا بھی جولی ساگ کی تلاش میں نکلی تو ایک حادثہ میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ چکی ہے۔ لیکن عنبر جو پہلے ہی دوستوں سے بچھڑا ہوا ہے۔ اُسی پُراسرار چینی کے جہاز میں نائب کپتان کے طور پر کام کر رہا ہے۔ جس کو بالکل علم نہیں کہ جن دوستوں کی وہ تلاش میں بھٹک رہا ہے اُن میں سے ایک میڈل کی صورت میں اس پُراسرار چینی کے قبضہ میں ہے۔ کیا عنبر پر جولی ساگ کا راز کھُلا۔ جاننے کے لیے اس کہانی کو پڑھیئے۔

آپ کا انکل
اے حمید
۴۵۴/این راہِ چمن سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- ہانڈی میں بند ہو جا
- ڈراؤنی آواز کا راز
- سانپوں والا گڑھا
- عنبر کا کارنامہ
- بادبان کھول دو

ہانڈی میں بند ہو جا

برہمن سانپ ابھی تک راکھشی مورتی کے انتظار میں کنڈلی مارے سرنگ کے اندر بیٹھا تھا۔ جب اسے احساس ہونے لگا کہ اب راکھشی مورتی شاید واپس نہیں آئے گی۔ تو وہ رینگتا ہوا سرنگ سے باہر سوکھے تالاب میں آگیا۔ وہ سانپ کی شکل میں تھا۔ اور راکھشی مورتی نے اسے کہا تھا کہ عنبر کو ڈسنے کے بعد اس میں عنبر کی ساری طاقت آجائے گی۔ اور پھر وہ دن کو غیبی سانپ بن جائے گا اور رات کو اپنی انسانی شکل میں آجائے گا۔ اور اس کے پاس عنبر کی ساری طاقت ہوگی اور وہ ساری دنیا کا فاتح بن جائے گا لیکن برہمن سانپ نے کالا عمل کرنے کے بعد ایک ایسی ہندو عورت کے مغز کو کھا لیا تھا جس کو سانپ نے ڈسا ہوا تھا۔ اس لئے برہمن سانپ کو اب رات کے وقت انسان کی بجائے چڑیل بن جانا تھا۔ برہمن سانپ اپنے انجام سے بے خبر تھا۔ وہ یہی سمجھے ہوئے تھا۔ کہ رات کو وہ انسانی شکل میں آجائے گا اور دو دن بعد وہ دن کے وقت بھی سانپ نہیں بنا کرے گا بلکہ انسان کی شکل میں واپس آجائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

برہمن سانپ کی شکل میں سوکھے تالاب کی دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ہوا تالاب کی سیڑھیوں پر سے ہو کر باہر نکل آیا۔ وہ سانپ تھا اور غیبی حالت میں تھا۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا جبکہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہا تھا۔ اب شام ہو گئی تھی اور رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا۔ برہمن سانپ شہر کی طرف چلا۔ تاکہ جب وہ انسان کی شکل میں واپس آئے تو رانی ماتا کے مندر کے قریب ہو جہاں سے وہ جاگیردار کے گھر واپس چلا جائے۔

جب رات ہو گئی تو رینگتے رینگتے برہمن سانپ نے محسوس کیا کہ اس کے جسم میں تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ وہ بڑا خوش ہوا کہ اب وہ انسان بن جائے گا۔ برہمن سانپ ایک ویران سے اندھیرے کھیت میں سے گذر رہا تھا۔ جب وہ کیکر کے ایک ڈراؤنے درخت کے پاس پہنچا تو اچانک وہ ایک چڑیل بن گیا۔ اس کے لمبے لمبے دانت نکل آئے۔ پاؤں الٹے ہو گئے۔ بال لمبے ہو گئے۔ آنکھیں ڈراؤنی ہو گئیں۔ انگلیوں کے ناخن نوکیلے ہو گئے۔ چہرے سے وحشت ٹپکنے لگی۔ برہمن سانپ نے اپنے جسم کی یہ حالت دیکھی تو خوف کے مارے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کی چیخ کی آواز سن کر کیکر کے درخت پر سوئے ہوئے پرندے پھڑ پھڑا کر اڑ گئے۔

برہمن سانپ سمجھ گیا کہ اس کے عمل میں کہیں گڑ بڑ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ انسان کی بجائے چڑیل بن گیا ہے۔ اس کے جسم میں جیسے آگ سی لگ رہی تھی اسے پیاس محسوس ہوئی وہ ایک تالاب کے کنارے جا کر رک گیا۔ ستاروں کی روشنی میں تالاب کا پانی اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے پانی کی سطح سے منہ لگا کر کتنا ہی پانی غٹا غٹ پی لیا۔ پھر غور کرنے لگا کہ اس کے ساتھ یہ تبدیلی کیوں آئی ہے؟ مگر اس کا ذہن بھی ایک چڑیل کا ذہن بن چکا تھا۔ وہ زیادہ غور نہ کر سکا اور حلق سے ایک چیخ نکالی۔

پھر وہ زمین پر چلتا جاگیردار کی حویلی کی طرف چلا حویلی کے باہر چوکیدار بیٹھا اب بھی پہرہ دے رہا تھا جب کہ جاگیردار وہاں نہیں تھا حویلی میں جاگیردار کے نوکر اور ایک رشتہ دار رہ رہا تھا۔ برہمن سانپ کو اب ہم برہمن چڑیل کہہ کر پکاریں گے۔ کیونکہ اب رات کو وہ ایک چڑیل بن جایا کرے گا۔ برہمن چڑیل چوکیدار کے قریب گئی۔ برہمن یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے کوئی دیکھتا ہے کہ نہیں۔ مگر چوکیدار نے اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ چیخ مار کر وہیں بے ہوش ہو گیا۔ برہمن چڑیل نے اسے اٹھا کر زور سے ہوا میں اچھال دیا۔ پھر وہ حویلی کے اندر داخل ہو گئی۔ حویلی میں داخل ہوتے ہی برہمن چڑیل نے ایک بھیانک چیخ بلند کی۔ وہاں افراتفری مچ گئی۔ نوکر اور جاگیردار کے رشتہ دار بھاگے۔ مگر برہمن چڑیل نے دو تین آدمیوں کو وہیں ہڑپ کر لیا۔ اور جنگل میں جا کر غائب ہو گئی۔ دن نکلا تو برہمن چڑیل پھر غیبی سانپ بن گیا۔ سانپ بن کر وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راستے میں آکر بیٹھ گیا۔ ایک کسان ادھر سے گذرا تو اس نے اسے ڈس دیا۔ بے چارہ وہیں گرا اور مر گیا۔ برہمن سانپ اب نیم پاگل ہو گیا تھا۔ اس نے دن میں سانپ بن کر اور رات کو چڑیل بن کر لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیا تھا۔ شہر میں شور مچ گیا۔

عنبر غیبی سائے کی حالت میں سرائے کی کوٹھڑی میں اسی طرح موجود تھا۔ ناک، تھیو سانگ کیٹی جولی سانگ اور ماریا۔ بچارے عنبر کو کچھ روز اس شہر وتناپور میں تلاش کرنے کے بعد وہاں سے آگے روانہ ہو گئے تھے۔ وہ ہندوستان کے جنوب کے شہر منگلور کی طرف جا رہے تھے۔ عنبر برہمن سانپ کے ڈسنے سے ایسا غیبی بن گیا تھا۔ جس کی نہ خوشبو اٹھتی تھی اور نہ وہ آواز ہی نکال سکتا تھا۔ کوئی اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور وہ کسی کے جسم کو چھو بھی نہیں سکتا تھا۔ عنبر کی ایسی حالت کبھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر وہ خود سب کچھ دیکھ بھی سکتا تھا اور سن بھی سکتا تھا۔

عنبر کے سامنے ناک ماریا تھیو سانگ کیٹی اور جولی سانگ اس کو تلاش کرتے کرتے ہندوستان کے جنوب کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ جب سرائے میں سے بھی مسافر چڑیل اور سانپ کے خوف سے بھاگنے لگے تو عنبر نے اس چڑیل کے ظلم و ستم سے لوگوں کو نجات دلانے کا فیصلہ کیا۔ مگر وہ خود بے بس تھا اور کوٹھڑی سے باہر تک نہیں نکل سکتا تھا۔ وہ ذرا کوٹھڑی سے باہر نکلتا تو

اسے ایک جھٹکا لگتا اور وہ واپس کوٹھڑی میں آجاتا تھا۔ عنبر نے سرائے کے مالک کو بات کرتے سن لیا تھا کہ شہر میں ایک چڑیل اور غیبی سانپ آگئے ہیں۔ چڑیل رات کو آدمیوں کو ہڑپ کر جاتی ہے اور سانپ دن کے وقت مسافروں کو ڈس کر ہلاک کر دیتا ہے۔

عنبر کو لوگوں کی اس افسوس ناک حالت پر سخت دکھ ہو رہا تھا۔ اس نے سرائے میں لوگوں کی زبانی سنا تھا کہ چڑیل اور سانپ نے کئی بچوں کو بھی ہلاک کر ڈالا ہے۔ عنبر سرائے کی کوٹھڑی میں بے بسی کی حالت میں فضا میں تیر رہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں خداوند کریم سے بڑی عاجزی سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے اتنی طاقت عطا فرما کہ میں تیری مخلوق کو اس چڑیل اور غیبی سانپ کے ظلم سے نجات دلا سکوں

اب ایسا اتفاق ہوا کہ سرائے جب خالی ہو گئی تو عنبر کی کوٹھڑی میں ایک مسافر رہنے کے لئے آیا جس کے پاس ایک کالی ہانڈی تھی۔ ہانڈی کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ آدمی اچھی خاصی عمر کا تھا۔ اور اس کی لمبی داڑھی تھی۔ عنبر کوٹھڑی کی چھت سے سائے کی طرح لگا خاموشی سے اس آدمی کو تک رہا تھا۔ وہ آدمی چارپائی پر ہانڈی سامنے رکھ کر بیٹھ گیا اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔

رات ہو گئی تھی۔ اچانک باہر چڑیل کی چیخ بلند ہوئی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدمی نے پڑھتے پڑھتے اٹھ کر کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی برہمن چڑیل اندر آگئی۔ وہ آدمی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

ہانڈی کے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر بولا:

"انسانوں پر ظلم کرنے والی چڑیل۔ اب تیرا انجام آن پہنچا ہے"

آدمی نے زور سے پھونک ماری۔ برہمن چڑیل کے منہ سے ایک بھیانک آواز نکلی۔ وہ باہر کی طرف دوڑی مگر وہ وہیں جم کر رہ گئی۔ پھر اپنے آپ واپس مڑی اور دیکھتے دیکھتے اس کا سارا جسم دھوئیں کے ایک ستون میں تبدیل ہوگیا اور وہ سانپ کی طرح بل کھاتی اپنا پھن لہراتی ہانڈی میں آکر سما گئی۔ جونہی وہ ہانڈی میں بند ہوئی بزرگ آدمی نے کچھ پڑھ کر ہانڈی میں پھونک ماری۔ ہانڈی کے اندر سے ایک چیخ کے ساتھ شعلہ بلند ہوا اور پھر ہانڈی خالی تھی۔ اب بزرگ آدمی نے چھت کی طرف منہ اٹھا کر کہا:

"عنبر! خدا نے تیری آرزو میرے ہاتھوں پوری کرادی ہے۔ انسانوں کو اس برہمن چڑیل سے نجات مل گئی۔ جس نے تجھے سانپ بن کر ڈسا تھا۔ اور تیری یہ حالت ہوگئی ہے۔ اب تو ایسا کر کہ خدا کے حکم سے اس ہانڈی میں آکر بند ہو جا۔ میں اس ہانڈی کو دریا کی لہروں میں بہا دوں گا۔ یہ ہانڈی تجھے لے کر ایک ایسی جگہ پہنچے گی جہاں دو دریا آپس میں مل رہے ہوں گے اس مقام کو سنگم کہتے ہیں۔ سنگم کے مقام پر دریا کے اندر سے ایک چٹان ابھری ہوئی ہے۔ ہنڈیا اپنے آپ اس چٹان سے ٹکرا کر ٹوٹ جائے گی۔ پھر تو ہانڈی سے غیبی سانپ کی شکل میں اپنے آپ باہر نکل آئے گا۔ لیکن ابھی تیری طاقت تیرے پاس نہیں ہوگی تم اس چٹان کے غار میں بیٹھ کر طوفانی رات کا انتظار کرنا۔ طوفانی رات کو بادل گرجیں گے۔ موسلا دھار بارش ہوگی بجلی چمکے گی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں ایک انسان کا سنہری سایہ نظر آئے گا۔ تیرے پاس آکر وہ سنہری سایہ رک جائے گا۔ وہ تجھ سے جو کچھ کہے گا اسے غور سے سننا اور اس پر عمل کرنا۔ تب تیری کھوئی ہوئی طاقت تجھے واپس مل جائے گی"

اس کے ساتھ ہی دھوئیں کی پتلی لکیر بن کر عنبر ہانڈی میں آکر سما گیا۔ بزرگ آدمی نے ہانڈی کے منہ پر کپڑا لپیٹا اسے اٹھایا اور سرائے سے نکل کر دریا کی طرف چل دیا۔ دریا وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ بزرگ آدمی نے دریا پر جا کر ہانڈی کو لہروں کے حوالے کر دیا۔ دریا کا بہاؤ بڑا تیز تھا۔ لہریں ہانڈی کو بہا کر دور لے گئیں۔ عنبر ہانڈی میں بند تھا۔

ساری رات ہانڈی عنبر کو لے کر دریا میں بہتی رہی۔ جب سورج کی روشنی نمودار ہوئی تو دوسری طرف سے ایک اور دریا آکر اس دریا میں شامل ہوگیا۔ جہاں دو دریا ملتے ہیں اس جگہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو سنگم کہا جاتا ہے۔ یہی وہ سنگم کا[12] مقام تھا۔ جس کے بارے میں بزرگ آدمی نے عنبر کو کہا تھا۔

یہاں ایک سیاہ چٹان دریا میں سے باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ عنبر جس ہانڈی میں بند تھا وہ لہروں پر بہتی ہوئی آئی اور چٹان کے پتھروں سے زور سے ٹکرائی اور ٹوٹ گئی۔ ہانڈی کے ٹوٹتے ہی عنبر ایک غیبی سانپ کی شکل میں ہوا میں بلند ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ چٹان میں ایک غار بنا ہوا ہے۔ بزرگ کی ہدایت کے مطابق عنبر سانپ کی شکل میں غار کے منہ پر آکر بیٹھ گیا۔ سارا دن وہیں بیٹھے بیٹھے گذر گیا۔ اسے رات ہونے کا انتظار تھا۔ جب رات ہوئی تو اچانک آسمان پر کالے کالے بادل چھاگئے۔ بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگے۔ زور کی آندھی چلنے لگی۔ بجلی کے کڑاکے گونجنے لگے۔ اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ عنبر غار کے دہانے یعنی منہ پر ایک طرف ہو کر کنڈلی مار کر بیٹھا رہا۔ آدھی رات تک زبردست بارش ہوتی رہی۔ آدھی رات کے بعد جاکر کہیں بارش تھمی۔ پھر عنبر کو عجیب سی پیاری پیاری خوشبو آنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ دائیں جانب سے ایک سنہری انسانی سایہ چلا آرہا ہے۔ یہ خوشبو اسی انسانی سائے کی تھی۔

پیارے دوستو!

جب انسان برائی کو چھوڑ کر۔ برے برے خیالات کو چھوڑ کر نیک اور پاکیزہ باتیں سوچنے لگتا ہے۔ نیکی کے کام کرنے لگتا ہے

تو اس کی روح سے ایک خاص[13] خوشبو نکلنا شروع ہو جاتی ہے یہ خوشبو اس کی شخصیت میں اتنی زبردست کشش پیدا کر دیتی ہے کہ ہر انسان اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے اور اللہ کے حکم سے نیکی کے فرشتے ایسے نیک آدمی کی حفاظت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

ایسی ہی خوشبو اس وقت اس سنہری سائے سے اٹھ رہی تھی۔ جس کو عنبر نے سانپ کی شکل میں صرف محسوس کر لیا تھا۔ سنہری سایہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا عنبر کے پاس آکر رک گیا۔ عنبر اس سنہری سائے میں تھا۔ عنبر کو ایک عجیب روحانی خوشی کا احساس ہونے لگا اچانک اسے ایک میٹھی آواز سنائی دی۔

"عنبر! تیرے دل میں ہمیشہ انسان کی بھلائی کا خیال رہتا ہے۔ اسی لئے قدرت ہر جگہ تیری حفاظت کرتی ہے۔ اور تجھے اندھیرے میں بھی راستہ دکھاتی ہے۔ میں خدا کے حکم سے تیری مدد کو آیا ہوں۔ سن! اس دریا کے آگے ایک پتھروں کا پرانا پل ہے۔ اس پل کے پار دوسرے کنارے پر ایک ہزاروں سال پرانا مکان بنا ہوا ہے۔ اس مکان میں ایک جادوگر نے دو معصوم بہنوں کو اپنی قید میں ڈال رکھا ہے۔ جا! اور جاکر ان کو جادوگر کی قید سے آزاد کرا۔"

عنبر نے غیبی سانپ کی آواز میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میری طاقت میرے پاس نہیں ہے۔ میں ان بہنوں کی کیسے مدد کر سکوں گا! جادوگر تو مجھ پر بھی جادو کر دیگا۔ سنہری سائے نے کہا:

"جب تو دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچے گا تو تیری ساری طاقت تجھے واپس مل جائے گی۔ اور ہزاروں برس پرانے آسیبی مکان میں داخل ہونے سے پہلے پانچ بار دل میں خدا کو مدد کے لئے پکارنا اور دل کو مضبوط رکھنا۔ پھر تم پر کسی جادو کا اثر نہیں ہوگا۔ جادو کا اثر کمزور لوگوں پر ہوتا ہے اور تو طاقتور انسان ہے عنبر! تجھ کو خدا پر مکمل بھروسہ ہے۔ خدا پر ایمان ہے۔ جادو تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جاکر ان دونوں بہنوں کو اس ظالم جادوگر کے پنجے سے آزاد کرا۔ وہ آدھی رات کو ایک سونے کا مرتبان لے کر آتا ہے جس کے اندر دونوں بہنیں بند ہوتی ہیں۔ آگے تجھے اپنی عقل سے کام لینا ہوگا۔ میں تجھے جتنا بتا سکتا تھا بتا دیا۔"

سنہری سایہ آگے بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی عنبر نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ وہ پانی پر تیر رہا تھا۔ ستاروں کی روشنی میں عنبر نے دور ایک پل کا سایہ دیکھا۔ پل بہت پرانا تھا۔ اور پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ جب پل قریب آیا تو عنبر پل پر چڑھ گیا۔ وہ رینگتا ہوا دریا کے دوسرے کنارے پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ دریا کے کنارے کچھ فاصلے پر ایک اکیلا مکان بنا ہوا تھا۔ جس کی چھت ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔

یہی وہ آسیبی مکان تھا۔ جہاں اس جادوگر نے دو بہنوں کو اپنی قید میں ڈال رکھا تھا۔ اور جن کو عنبر نے آزاد کرانا تھا۔ عنبر ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا۔ جونہی وہ آسیبی مکان کے قریب پہنچا اس کے جسم میں تبدیلی پیدا ہوگئی اور وہ سانپ سے اپنی اصلی انسانی شکل میں آگیا۔ عنبر نے اپنے جسم کو دوبارہ دیکھا تو وہ بہت خوش ہوا۔ اسے اب دریا کی لہروں اور ہوا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے آواز نکالی۔ عنبر بول بھی سکتا تھا۔ اس کی طاقت اسے واپس مل گئی تھی۔ مگر وہ اس طرح سے غائب تھا کہ وہ خود تو اپنے آپ کو دیکھ سکتا مگر دوسرا کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کا احساس عنبر کو اس وقت ہوا جب ایک ہرن اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

ہرن انسان سے بہت ڈرتا ہے مگر چونکہ اسے عنبر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس لئے ہرن بڑے سکون سے بیٹھا رہا۔ عنبر نے ہرن کے قریب اپنا چہرہ کیا مگر ہرن کو پھر بھی احساس نہ ہوا۔ عنبر کو شک ہوا کہ وہ ابھی تک غائب ہے۔ اس خیال سے کہ شاید اس میں ابھی بھی کوئی مصلحت ہو۔ عنبر خاموشی سے آسیبی مکان کی طرف بڑھا۔ مکان بے حد پرانا اور بوسیدہ تھا۔ اس کی دیواروں کا پلستر اکھڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکا تھا۔ چھت ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ عنبر نے دروازہ کھولا تو عجیب سی ڈراؤنی آواز پیدا ہوئی۔ عنبر مکان میں داخل ہوگیا۔ یہاں فرش لکڑی کا تھا۔ دیواروں پر جانوروں کے سر لٹکے ہوئے تھے۔ آتش دان کے اوپر ایک اُلّو رکھا تھا۔ جس کی کھال میں بھس بھری ہوئی تھی۔

ابھی تھوڑی رات باقی تھی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ مگر چونکہ عنبر کی ساری طاقتیں واپس آچکی تھیں۔ اس لئے وہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ عنبر آتش دان کے پاس ایک طرف ہوکر چھوٹی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔ باہر بارش کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اچانک کمرے کا پرانا دروازہ اپنے آپ بند ہوگیا اور اس دروازے میں سے ایک انسانی ہاتھ جس کی انگلیوں پر لمبے لمبے بال تھے پر انسانی سر کے اوپر آکر لٹکنے لگا۔ عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر چٹکی بجاتا نمودار ہوا اور کمرے میں آکر آتش دان کے اوپر لٹک گیا اور چٹکی بجانے لگا۔ عنبر اسے تعجب سے تک رہا تھا۔ یہ ہاتھ ابھی تک کسی کی نگاہ صرف کہنی تک تھا۔ باقی انسانی جسم غائب تھا۔ عنبر اٹھ کر دیوار تک اسے نہیں دیکھا تھا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ عنبر کسی کو نظر بھی کے ساتھ لگ گیا۔ اس کے بعد بند دروازے میں سے دو فل بوٹ نہیں آرہا تھا۔ یہ غار والے سنہری سائے کا اثر تھا کہ عنبر بوٹ نکل کر اپنے آپ چلتے چلتے کمرے کے درمیان میں آ ابھی تک غائب تھا۔

کر رک گئے۔ یہ دو فل بوٹ تھے۔ جو پنڈلیوں تک پہنے جاتے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ گول گیند ایسا سر آتشدان کے ہیں۔ مگر ان میں انسانی پنڈلیاں نہیں تھیں۔ خالی فل بوٹ تھے سامنے والی میز پر ٹکا تھا۔ کٹا ہوا ہاتھ اس کے اوپر لٹک جو اپنے آپ چل کر کمرے کے درمیان میں آکر رک گئے تھے۔ رہا تھا۔ فل بوٹ میز کے ساتھ لگے تھے۔ پھر ایک خالی کرسی آتشدان کے اوپر لٹکتے ہاتھ نے چٹکی بجائی۔ فل بوٹ نے ڈانس اپنے آپ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس پر کوئی نہیں بیٹھا کرنا شروع کر دیا۔ یہ ایسے ڈانس کر رہا تھا جیسے کوئی انسان ڈانس کرتا ہے۔ کٹا ہوا ہاتھ چٹکی بجائے جا رہا تھا۔

پھر بند دروازے میں سے ایک انسانی سر داخل ہوا۔ اس سر کی بڑی بڑی دو گول آنکھیں تھیں ناک طوطے کی چونچ کی طرح آگے سے مڑی ہوئی تھی۔ ٹھوڑی اندر کو دھنسی ہوئی تھی۔ اور دو دانت ہونٹوں سے تھوڑے تھوڑے باہر نکلے ہوئے تھے۔ سر کے بال پھولے ہوئے تھے۔ یہ سر ہنستا ہوا اور قہقہے لگاتا کمرے میں آکر چکر لگانے لگا۔ پھر وہ آتشدان کے پاس جو گول میز رکھا تھا۔ اس پر آکر گیند کی طرح ٹک گیا۔ فل بوٹ بھی میز کے ساتھ آکر لگ گئے۔ کٹا ہوا ہاتھ بھی میز میں سے ایک انسانی ہاتھ جس کی انگلیوں پر لمبے لمبے بال تھے پر انسانی سر کے اوپر آکر لٹکنے لگا۔ عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر چٹکی بجاتا نمودار ہوا اور کمرے میں آکر آتش دان کے اوپر لٹک یہ سارا کچھ حیرانی سے تک رہا تھا۔ تعجب کی بات یہ بھی تھی کہ گیا اور چٹکی بجانے لگا۔ عنبر اسے تعجب سے تک رہا تھا۔ یہ ہاتھ ابھی تک کسی کی نگاہ اس پر نہیں پڑی تھی۔ کسی نے صرف کہنی تک تھا۔ باقی انسانی جسم غائب تھا۔ عنبر اٹھ کر دیوار تک اسے نہیں دیکھا تھا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ عنبر کسی کو نظر بھی کے ساتھ لگ گیا۔ اس کے بعد بند دروازے میں سے دو فل بوٹ نہیں آرہا تھا۔ یہ غار والے سنہری سائے کا اثر تھا کہ عنبر بوٹ نکل کر اپنے آپ چلتے چلتے کمرے کے درمیان میں آ ابھی تک غائب تھا۔

کر رک گئے۔ یہ دو فل بوٹ تھے۔ جو پنڈلیوں تک پہنے جاتے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ گول گیند ایسا سر آتشدان کے ہیں۔ مگر ان میں انسانی پنڈلیاں نہیں تھیں۔ خالی فل بوٹ تھے سامنے والی میز پر ٹکا تھا۔ کٹا ہوا ہاتھ اس کے اوپر لٹک جو اپنے آپ چل کر کمرے کے درمیان میں آکر رک گئے تھے۔ رہا تھا۔ فل بوٹ میز کے ساتھ لگے تھے۔ پھر ایک خالی کرسی آتشدان کے اوپر لٹکتے ہاتھ نے چٹکی بجائی۔ فل بوٹ نے ڈانس اپنے آپ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس پر کوئی نہیں بیٹھا

COURTESY WWW[redacted]BOOKSFREE.PK

تھا۔ وہ کسی نے اٹھائی ہوئی بھی نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ ہوا
میں اڑتی ہوئی آئی اور آتش دان کے سامنے زمین کے
لگ گئی۔ عنبر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ایک دم سے کٹا
ہاتھ آگے بڑھا۔ اس نے چٹکی بجائی اور اس کے ہاتھ
ایک گلاس آگیا۔ جس میں چائے تھی۔ وہ گلاس کرسی کے
لے گیا۔

کسی نے گلاس پکڑ کر پی لیا۔ پیتے ہی ایک آدمی کا
کرسی پر نمودار ہوگیا۔ یہ ایک گول مٹول پہلوان قسم کا آدمی
جس کے سر کے عین درمیان میں سینگ تھا۔ عنبر نے سوچا کہ
جادوگر ہو سکتا ہے۔ جادوگر نے چٹکی بجائی اور اشارہ
فوراً کٹا ہوا ہاتھ دروازے میں سے باہر نکل گیا۔ جب وہ
آیا تو اس کے ہاتھ میں سونے کا ایک گول پنجرہ تھا۔
میں دو بلبلیں تھیں۔ جادوگر نے دونوں بلبلوں کو پنجرے
سے نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ اور چٹکی بجائی تو بلبلیں دو
بن گئیں۔ یہ وہی دو معصوم بہنیں تھیں جن کو جادوگر
کر رکھا تھا۔ اور جن کو آزاد کرانے کے لئے عنبر وہاں آیا
جادوگر بھی عنبر کو ابھی تک نہیں دیکھ سکا تھا۔

دونوں بہنیں پورے انسانی قد جتنی ہو گئی تھیں اور وہ
ہوئی نظروں سے جادوگر کو دیکھ رہی تھیں۔

ان میں سے ایک لڑکی نے کہا!

"ہمیں چھوڑ دو۔ ہم تمہارے پاؤں پڑتی ہیں۔ ہمیں
اپنے گھر جانے دو۔"

جادوگر نے قہقہہ لگایا۔ فل بوٹ بھی اچھلنے لگے۔ کٹا ہوا ہاتھ
بھی چٹکی بجاتا فضا میں رقص کرنے لگا۔ گول سر بھی قہقہے لگا رہا
تھا۔

جادوگر نے کہا!

"اپنے گھر کو بھول جاؤ۔"

جادوگر چیخ رہا تھا۔

"انہیں ابھی گھر یاد آتا ہے۔ میں ان کی گردن کاٹ کر
انہیں ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھوں گا۔"

دونوں بہنیں ڈر کر بیٹھ گئیں۔

جادوگر نے کہا!

"ان کی گردنیں ایک ایک کر کے اتار دو۔"

اسی وقت فل بوٹ ہوا میں اچھل کر نیچے آئے تو وہاں ایک
شکاری قسم کا آدمی ظاہر ہوگیا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ عنبر
نے یہ معاملہ دیکھا تو شکاری جلاد کی طرف بڑھا۔ فل بوٹ والے
شکاری نے تلوار ایک لڑکی کو مارنے کے لئے اٹھائی ہی تھی۔
عنبر نے پیچھے سے اس کی گردن پہ اتنے زور سے مکا مارا
وہ منہ کے بل آگے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ کر ایک طرف
لٹکنے لگی۔ جادوگر نے جب اپنے ساتھی کو مرتے دیکھا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غصّے سے لرزنے لگا۔ اسس نے ایک چیخ ماری اور کوئی منتر پڑھ کر زور سے پھونکا۔ جہاں عنبر کھڑا تھا وہاں آگ کا شعلہ بلند ہوا مگر نہ تو عنبر کو کچھ ہوا اور نہ عنبر کسی کو دکھائی ہی دیا۔ اسس سے عنبر کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا۔ جیسے سنہری سایہ اس کے ساتھ تھا۔ وہ اب گول مٹول جادوگر کی طرف بڑھا۔

جونہی وہ جادوگر کی کرسی کے قریب آیا اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر پیچھے کو گرا۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس جادوگر نے اپنی کرسی کے گرد طلسم کا ایک دائرہ کھینچ رکھا ہے۔ جادوگر اٹھ کر چلایا۔

"میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔ تم کوئی بھوت ہو۔ میں جانتا ہوں تم ان لڑکیوں کو اغوا کرنے کے لئے آئے ہو۔ مگر میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔"

اور گول مٹول جادوگر نے دونوں سہمی ہوئی لڑکیوں کو دوبارا بلبلیں بنا کر پنجرے میں بند کر دیا اور کٹا ہوا ہاتھ اسے اڑا کر کمرے سے باہر لے گیا۔ اور غائب ہو گیا۔ اسس کے ساتھ ہی جادوگر بھی غائب ہو گیا۔ فل بوٹ والا شکاری بھی غائب ہو گیا۔ گول سر ہی وہاں رہ گیا تھا۔ اس نے چیختے ہوئے کمرے کا ایک چکر لگایا اور وہ بھی غائب ہو گیا۔ عنبر کمرے میں اکیلا رہ

گیا۔ دیوار میں ایک چھوٹا دروازہ تھا۔ عنبر نے اسے کھولا تو دوسری طرف ایک گہرا کنواں تھا۔ عنبر نے جھک کر دیکھا۔ کنوئیں کے نیچے سے لڑکیوں کے رونے کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی۔ عنبر کنوئیں میں اتر گیا۔ کنوئیں کی تہہ میں پانی نہیں تھا۔ وہاں پتھر ہی پتھر پڑے تھے۔ کنوئیں کی دیوار میں نیچے جا کر ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی۔ یہ کھڑکی کھلی تھی۔ کھڑکی کی دوسری طرف گھپ اندھیرا چھایا تھا عنبر کھڑکی کی دوسری طرف آ گیا۔ لڑکیوں کے رونے کی آواز جدھر سے آ رہی تھی وہ ادھر کو چلا۔ اندھیرے میں پہلے تو اسے کچھ نظر نہ آیا۔ پھر ایک تنگ سا جنگلی راستہ دکھائی دیا۔ جس کی دونوں جانب درختوں نے اپنا سایہ کر رکھا تھا۔ یہ درخت ایسے تھے کہ ان پر ایک پتہ بھی نہیں تھا۔ شاخیں کانٹوں سے بھری ہوئی تھیں عنبر نے ایک شاخ کو ہاتھ سے پرے کیا تو شاخ میں سے ہلکی سسکی کی آواز آئی۔ عنبر رک گیا۔

شاخ نے کہا:

"یہاں سے جان بچا کر چلے جاؤ۔ یہ لوگ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تمہیں کانٹوں بھرا درخت بنا کر یہاں گاڑ دیں گے۔ بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

عنبر نے کہا:

"میں قیدی بہنوں کو یہاں سے نکالنے آیا ہوں مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں؟"

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

درخت کی کانٹوں بھری شاخ خاموش ہوگئی۔ اب لڑکوں کے رونے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔ عنبر نے جب اپنا جملہ دہرایا تو درخت کی کانٹوں بھری شاخ نے سرگوشی میں کہا:

"اگر تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے تو جاؤ۔ اندھیرے میں ایک باؤلی ہے۔ باؤلی میں ایک لاش تیر رہی ہے۔ اس کے ہاتھ میں کالے زمرد کی انگوٹھی ہے۔ اگر تو وہ انگوٹھی نکالنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر سمجھ لینا کہ تجھے سب کچھ مل جائے گا جس کی تمہیں تلاش ہے۔"

عنبر وہاں سے آگے چلا۔ اندھیرے میں چلتے چلتے اسے ایک جگہ پتھروں کے درمیان بنی ہوئی باؤلی نظر آئی۔ اس نے جھک کر باؤلی میں دیکھا۔ اندھیرے میں ہی اسے نیچے باؤلی کے پانی میں ایک لاش تیرتی ہوئی دکھائی دی۔ عنبر تیزی سے باؤلی میں اتر گیا۔ لاش ایک عورت کی تھی۔ اس کے بال پانی میں پھیلے ہوئے تھے۔ لاش پھولی ہوئی اور ڈراؤنی ہوگئی تھی۔ عنبر نے اس کے ہاتھ کو دیکھا۔ اس کی ایک انگلی میں سیاہ زمرد کی انگوٹھی تھی۔ عنبر نے ہاتھ بڑھا کر انگوٹھی اتاری تو لاش نے دونوں ہاتھ عنبر کی گردن میں ڈال کر ایک ایسی بھیانک چیخ ماری کہ اگر عنبر کی جگہ کوئی کمزور دل انسان ہوتا تو وہ وہیں مر جاتا مگر عنبر ایک بہادر نوجوان تھا۔ اسے خدا پر بھروسہ

ڈراؤنی آواز کا راز

روشنی قریب آتی گئی۔

عنبر ابھی تک فضا میں ہی اڑتا چلا آرہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہ روشنی ایک دریا کے درمیان سے ایک شعلے کی شکل میں نکل رہی ہے۔ اب اسے پہلی بار آسمان دکھائی دیا۔ جس پر سیاہ رنگ کے ستارے چمک رہے تھے۔ عنبر دریا کے کنارے اتر آیا۔ دریا کے درمیان میں سے شعلے اس طرح بلند ہو رہے تھے۔ جیسے دریا کے نیچے آتش فشاں پہاڑ کا لاوا کھول رہا ہو۔ وہ دریا کے کنارے کنارے چلتا گیا۔ کافی دور جا کر اس نے دریا کی طرف دیکھا۔ شعلے بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ روشنی بھی کم ہوگئی تھی۔ اور ایک بار پھر اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ عنبر سوچنے لگا کہ یا اللہ میں کہاں آ گیا ہوں! یہ کونسی دنیا ہے؟

اب اس کے سامنے دریا پر ایک پل بنا تھا۔ پل اسی رنگ کے پتھر کا تھا جس رنگ کے پتھر کی عنبر نے انگوٹھی پہن رکھی تھی پل کے دروازے پر کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ پل پار کرنا چاہئے یا نہیں۔ اس کے دل نے جیسے کہا کہ پل پار کر جاؤ۔ ابھی تک عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو پل کے پار سوائے سیاہ کالی دھند کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

عنبر پنجرہ لیے چلتا گیا پل کی دوسری جانب آکر وہ سیاہ دھند میں ڈوب گیا۔ اس دھند میں اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر بھی وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا چلا جا رہا تھا۔

دھند ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ عنبر نے فضا میں اوپر اڑان بھری اور اوپر ہی اوپر اٹھنے لگا۔ دھند اب بھی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

اچانک دھند چھٹ گئی۔ اب عنبر نے اپنے اوپر آسمان دیکھا پھر خالی خالی بازاروں اور سنسان گلیوں میں پھرنے لگا۔ کہیں بھی کوئی جو کالی سیاہ گھٹاؤں میں چھپا ہوا تھا۔ سامنے دور میدان میں ایک انسان یا جانور تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ خدا جانے اس شہر پر کیا آفت شہر کی فصیل اور مکان نظر آ رہے تھے۔ عنبر بڑا خوش ہوا کہ خدا کا شکر ہے کسی شہر کی آبادی کی شکل تو نظر آئی۔ وہ شہر کی طرف بڑھا شہر کے قریب آکر وہ زمین پر آگیا اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ شہر کا بڑا پھاٹک کھلا تھا۔ عنبر شہر میں داخل ہو گیا۔

اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے دیکھا کہ شہر کے بازار لوگوں سے خالی تھے۔ سنسان تھے۔ ہر طرف سناٹا چھا رہا تھا۔ دکانیں کھلی تھیں مگر نہ وہاں دوکاندار تھے اور نہ گاہک۔ تھے۔ راہ گیر بھی نہیں تھے۔ سارے بازار ویران پڑے ہوئے تھے مکانوں کے دروازے بھی کھلے تھے۔ عنبر ایک مکان میں داخل ہو گیا مکان میں چارپائیاں بچھی تھیں۔ برتن لگے تھے۔ قالین اور چاندنیاں بچھی تھیں مگر گھر میں کوئی انسان کوئی مرد، کوئی عورت کوئی بچہ

تھا۔

اچانک پنجرے میں بند دونوں بہنوں کے رونے کی آواز آنے لگی رنے پنجرہ اوپر کیا اور پوچھا:

"تم کیوں رو رہی ہو؟"

دونوں قیدی بہنیں بلبلوں کی شکل میں تھیں۔ ان کے رونے کی از انسانوں جیسی ضرور تھی مگر وہ بول نہیں سکتی تھیں۔ اس لئے روتی رہیں۔ مگر انہوں نے عنبر کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر مکان سے باہر آگیا۔ لڑکیوں کے رونے کی آواز پھر بند ہو گئی۔

یہی کچھ سوچتا عنبر ایک گلی میں سے گذر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک ہیت اسے دیکھ کر ڈر گئی۔ اور تیزی سے ایک مکان میں گھس ئی۔ عنبر نے اسے آواز دی مگر عورت نے کوئی جواب نہ دیا۔ نبر بھی اس کے پیچھے مکان میں گھس گیا۔ مکان خالی پڑا تھا۔ رف ایک کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ عورت سی کوٹھڑی میں داخل ہوئی ہے۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے کئی بار کھٹکھٹایا اور عورت کو آوازیں دیں مگر اندر سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر نے دروازے کو دھکا دیا وازے کی کنڈی اندر سے ٹوٹ گئی۔ عنبر کمرے کے اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

داخل ہوا تو ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ اور عنبر نے دیکھا
وہی عورت جو گلی میں اس سے ڈر کر بھاگی تھی۔ کمرے کے
قالین پر ڈری ہوئی بیٹھی ہے۔ عنبر حیران تھا کہ وہ تو غا
ہے۔ پھر وہ اسے دیکھ کر کیوں بھاگی تھی؟ کیسے بھاگی
کیا وہ اسے دیکھ سکتی ہے؟۔

عنبر نے پوچھا: "کیا تم مجھے دیکھ رہی ہو؟"

لڑکی نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"کیوں نہیں۔ تم تو مجھے صاف نظر آ رہے ہو۔"

اب عنبر کو یقین ہو گیا کہ وہ غائب نہیں رہا۔ وہ ظاہر ہو
چکا ہے۔ اس نے آزمانے کے لئے اپنے آپ کو ہوا میں اچ
کہ شائد وہ اڑے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ عنبر کی ساری طاقتیں
واپس آ چکی تھیں اور وہ ظاہر ہو چکا تھا۔

اب اس لڑکی سے عنبر نے پوچھا:

"تم کون ہو اور اس شہر کے لوگ کہاں چلے گئے ہیں؟
یہ شہر ویران کیسے ہو گیا ہے؟"

لڑکی بولی:

"میرا نام شازلی ہے۔ میں یہاں آج صبح ہی اپنے
بھائی سے ملنے کے لئے آئی تھی۔ دیکھا کہ شہر خالی پڑا
ہے اور سب لوگ غائب ہیں۔ میں پریشان ہو کر
گلی میں پھر رہی تھی کہ تم نظر آئے۔ میں نے تمہیں

جادوگر سمجھا اور ڈر کر یہاں آ گئی۔"

عنبر اس کے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

"شازلی بہن! میں بھی تمہاری طرح ایک مسافر ہی
ہوں۔ مجھے خود معلوم نہیں کہ اس شہر پہ کیا آفت
نازل ہوئی ہے۔"

شازلی نے سونے کے پنجرے کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے پوچھا:

"یہ ببلیں تم کہاں سے لائے ہو۔؟"

عنبر اصل بات کو چھپا گیا اور بولا:

"مجھے ببلیں پالنے کا شوق ہے۔ یہ میں نے پالی ہوئی
ہیں۔ اور ان کو ساتھ لے کر شہروں کی سیر کرتا پھر
رہا ہوں۔"

پھر عنبر نے کھڑکی سے باہر ویران گلی میں دیکھا اور
پلٹ کر شازلی سے پوچھا:

"کیا تم پہلے بھی اس شہر میں آتی رہی ہو شازلی؟"

"ہاں" شازلی نے کہا۔

عنبر بولا:

"میرا نام عنبر ہے۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو اور یہ بھی بتاؤ
کہ کیا کبھی اس شہر کی آبادی پہلے بھی گم ہوئی تھی۔"

شازلی نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں مہینے میں ایک بار اپنے بھائی سے ملنے اس
گھر ضرور آتی ہوں۔ اس سے پہلے میں نے اس شہ
کی حالت ایسی کبھی نہیں دیکھی۔ جب بھی آئی اس شہ
کو آباد ہی پایا۔ آج نہ جانے اس شہر کو کیا ہوگیا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ کوئی انسان کیا جانور پرندہ تک
نظر نہیں آرہا۔"

عنبر نے بلبلوں والے پنجرے کو ایک طرف میز
اتنے میں پنجرے میں قید دونوں بہنیں رونے لگیں۔
چونک کر بلبلوں کی طرف دیکھا اور خوف زدہ ہوکر بو
"یہ ... یہ بلبلیں تو عورتوں کی طرح روتی ہیں
اف! یہ چڑیلیں ہیں۔ یہ چڑیلیں ہیں۔"
اور شازلی باہر کو بھاگی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر ا
سے تھام لیا اور کہا:
"شازلی! گھبراؤ نہیں۔ میں تم سے اب یہ راز نہیں
چھپانا چاہتا۔ سنو: یہ دونوں بلبلیں اصل میں د
بہنیں ہیں۔ جن کو ایک جادوگر نے بلبلیں بناکر ا
پنجرے میں قید کر دیا ہوا ہے۔ میں کسی ایسے طلسم
تلاش میں ہوں۔ جس کی مدد سے ان بہنوں کو پھر
انسان بنا سکوں۔ کیا اس سلسلے میں تم میری کچھ
کر سکتی ہو؟"

شازلی پھٹی پھٹی آنکھوں سے پنجرے میں بند بلبلوں کو دیکھ
رہی تھی۔ جن کے رونے کی آواز سے دل پر دہشت طاری ہو رہی
تھی۔ بلبلوں نے اچانک رونا بند کر دیا۔

شازلی نے کہا:
"میں نے ایسا طلسم پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ سنا ضرور تھا کہ
جادوگر اپنے جادو سے انسان کو جانور یا پرندہ بنا دیتے
ہیں۔ مگر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔"

وہ عنبر کی طرف دیکھنے لگی اور بولی:
"بھائی عنبر! کیا ان دو بہنوں کی وجہ سے تو اس شہر پہ
جادو کا اثر نہیں ہو گیا؟"

عنبر کہنے لگا:
"ان بہنوں کا اس شہر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
میں ان کے اس پنجرے کو یہاں سے کوسوں
دور ایک ویران کھنڈر سے نکال کر لایا ہوں۔"

شازلی نے کہا:
"میرے بھائی کا گھر خالی ہے آؤ وہاں چل کر بیٹھتے
ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

عنبر اور شازلی اسی گلی کے ایک دوسرے گھر میں آگئے شازلی
نے عنبر کو تخت پوش پر بٹھا دیا اور خود پانی لانے کے لئے ساتھ
والے دوسرے کمرے میں گئی تو اس کی چیخ بلند ہوئی۔ عنبر بھاگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے میں گیا دیکھا کہ شازلی پنڈلی کو پکڑے فرش پر بیٹھی ہوئی کراہ رہی ہے۔

کیا ہوا شازلی:؟ عنبر نے لپکتے ہوئے پوچھا!

شازلی نے کمزور آواز میں کہا سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اف! میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔"

عنبر نے شازلی کو وہیں لٹا دیا۔ اسے پانی پلایا۔ پھر کہا!

"شازلی بہن! تم بالکل فکر نہ کرو۔ میں ابھی تمہیں اچھا کر دیتا ہوں۔ مجھے سانپ کا منتر آتا ہے۔ سانپ خود بخود آکر تمہارا زہر چوس لے گا۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے سانپوں کی زبان میں اسی سانپ کو آواز دی جس نے شازلی کو ڈسا تھا۔ عنبر کی آواز پر سانپ فوراً حاضر ہو گیا اس سانپ کے حلق پر سبز رنگ کی دھاریاں تھیں۔ یہ بڑا زہریلا سانپ تھا۔ شازلی بے ہوش ہو گئی تھی۔

عنبر نے سانپ سے کہا!

"میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں اور تمہیں ناگ دیوتا کے نام پر حکم دیتا ہوں کہ اس عورت کے جسم میں جو زہر تم نے ڈالا ہے اسے فوراً باہر نکال دو۔"

سانپ کو عنبر کے جسم سے برابر ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے کہا!

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔"

اور سانپ نے شازلی کی پنڈلی پر اسی جگہ اپنا منہ رکھ دیا جہاں اس نے ڈسا تھا۔ چند لمحوں میں سانپ نے شازلی کے جسم کا سارا زہر چوس لیا۔

عنبر نے سانپ سے کہا!

"اب مجھے یہ بتاؤ کہ اس شہر کے لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔؟"

شازلی کے جسم سے زہر نکل گیا تھا۔ مگر ابھی اسے پوری طرح ہوش نہیں تھی۔

سانپ نے کہا!

"ناگ دیوتا کے بھائی! اس شہر کا ہر آدمی اپنی اپنی جگہ موجود ہے مگر غائب ہے۔ کوئی اسے نہ تو دیکھ سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے۔ دوکانوں پر دوکاندار۔ گھروں میں عورتیں بازاروں میں راہ چلتے لوگ۔ سب اپنی اپنی جگہ موجود ہیں مگر وہ غائب ہیں اور بے ہوش ہیں۔ نہ وہ اپنی جگہوں سے ہل سکتے ہیں اور نہ انہیں کوئی چھو سکتا ہے۔ اور نہ دیکھ سکتا ہے۔"

عنبر نے پوچھا!

"یہ سب کیسے ہو گیا؟"

سانپ نے کہا!

"ناگ دیوتا کے بھائی! اس شہر میں آدمی رات کو ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عجیب آواز بلند ہوتی ہے۔ سوائے سانپوں کے جو چرند پرند انسان اس آواز کو سنتا ہے۔ اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے غائب ہو جاتا ہے۔ یہ آواز دس راتوں سے آ رہی ہے۔"

عنبر نے سانپ سے پوچھا:

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس شہر کے لوگ غائب ہو گئے ہیں۔ جبکہ ان کو تو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔"

سانپ بولا:

"ناگ دیوتا کے بھائی!

"میری نگاہ سانپ کی نگاہ ہے اور سانپ کی نگاہ انہیں دیکھ سکتی ہے۔ میں اس وقت بھی شہر کے بازاروں اور مکانوں میں لوگوں کو غیبی حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بے ہوش ہیں۔"

اتنے میں شازلی کو ہوش آگیا۔

اس نے عنبر سے کہا:

"بھائی! تم کس سے بات کر رہے ہو؟ تمہارے منہ سے ہلکی ہلکی سی سی کی آوازیں نکل رہی ہیں۔ اور یہ سانپ ——" شازلی نے ڈر کر چیخ ماری۔

عنبر نے کہا:

"گھبراؤ نہیں شازلی۔ یہ وہی سانپ ہے جس نے تمہیں ڈسا تھا۔ میں نے اسے اپنے منتر سے یہاں بلایا ہے۔ اور اس نے تمہارے جسم کا سارا زہر چوس لیا ہے۔ اب تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

شازلی کو تسلی ہو گئی۔ کہنے لگی:

"تو کیا تم اس سانپ سے باتیں کر رہے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"ہاں! مجھے سانپوں سے باتیں کرنا آتا ہے۔ اس سانپ نے مجھے بتا دیا ہے کہ اس شہر میں آدھی رات کے وقت کوئی عجیب سی ڈراؤنی آواز آتی ہے۔ جس کو سن کر شہر کے لوگ اپنی اپنی جگہوں پہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔"

پھر عنبر نے شازلی کو ساری تفصیل بیان کر دی۔ یہ سن کر شازلی حیرت میں گم ہو گئی کہ شہر کے لوگ اپنی اپنی جگہ موجود ہیں مگر کسی کو نظر نہیں آ رہے۔ وہ بولی:

"اس سانپ سے پوچھو کہ یہ لوگ دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں؟"

عنبر کے پوچھنے پر سانپ نے کہا:

"یہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ میں آپ سے بھی یہی کہوں گا کہ آپ رات ہونے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

جائیں۔ ورنہ آدھی رات کے وقت ڈراؤنی آواز بلند ہوئی تو آپ بھی غائب ہو کر بے حس ہو جائیں گے اور پھر اس شہر سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"تم جا سکتے ہو۔ تمہارا شکریہ۔ اگر تمہارے مشورے کی ضرورت ہوئی تو میں تمہیں بلا لوں گا۔"

سانپ چلا گیا۔

شازلی نے عنبر سے پوچھا: "سانپ نے کیا کہا تھا؟"

عنبر بولا:

"سانپ نے کہا ہے ہم کو بھی اپنی جان بچا کر یہاں سے بھاگ جانا چاہیئے۔ ورنہ آدھی رات کو آواز بلند ہوتے ہی ہم بھی غائب ہو کر ختم ہو جائیں گے۔"

شازلی ڈر گئی۔ کہنے لگی:

"سانپ ٹھیک کہتا ہے ہمیں اس منحوس شہر سے بھاگ جانا چاہیئے۔ مگر ــــ مگر میرے بھائی کا کیا بنے گا۔؟ میں اپنے بھائی کو زندہ سلامت دیکھنا چاہتی ہوں۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"تمہیں اپنے بھائی کی فکر ہے اور مجھے شہر کے سارے بھائی بہنوں کی فکر ہے اور ان دو بہنوں کی بھی جو پنجرے میں قید ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

عنبر نے شازلی کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر نکل کر پتھریلے میدان میں ایک طرف چلنے لگے۔

عنبر نے کہا:

"میں چاہتا ہوں کہ تم کو اور ان دو قیدی بہنوں کو کسی ایسے غار میں چھپا دوں جہاں تم اس ڈراؤنی آواز کو نہ سن سکو۔ اور میں خود شہر میں جا کر کھوج لگاؤں گا کہ یہ ڈراؤنی آواز کس کی ہے۔"

شازلی نے فکر مند ہو کر کہا:

"مگر بھائی! وہ آواز تم نے سن لی تو تم بھی غائب ہو جاؤ گے۔ نہیں نہیں تم اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔"

عنبر بولا:

"خطرہ مول لئے بغیر کوئی کامیابی نہیں ملتی۔ مجھے جانا ہی ہو گا۔ ویسے تم میری فکر نہ کرو۔ مجھے خدا کے فضل سے کچھ نہیں ہو گا۔"

آخر انہیں میدان میں ایک ایسا غار مل گیا جس کے باہر ایک آبشار گر رہی تھی۔ آبشار کی آواز اتنی بلند تھی کہ شہر کی ڈراؤنی آواز یہاں کسی کو بھی سنائی نہیں دے سکتی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے شازلی سے کہا:

"تم ان دونوں بلبلوں کی شکل میں قیدی بہنوں کے پنجرے کو لے کر اس غار میں بیٹھو۔ ہرگز ہرگز یہاں سے باہر مت نکلنا۔ میں شہر میں جاتا ہوں اور رات وہیں رہوں گا۔ کل آکر تمہیں بتاؤں گا کہ ڈراؤنی آواز کا راز کیا ہے۔"

عنبر نے شازلی کے پاس بلبلوں کا پنجرہ رکھ دیا۔ شازلی غار میں جاکر چھپ گئی اور عنبر شہر کی طرف چل پڑا۔ شہر میں آکر وہ شہر کی سنسان اور ویران گلیوں اور بازاروں میں پھرنے لگا۔ اس طرح پھرتے پھراتے اسے رات ہوگئی۔ شہر میں گھپ اندھیرا چھاگیا۔ کیونکہ وہاں لیمپ اور چراغ جلانے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ عنبر خالی دوکانوں کے آگے سے گذر رہا تھا۔

عنبر کو معلوم تھا کہ آدھی رات کو وہ آواز بلند ہوگی۔ اسے دل میں ایک خطرہ بھی تھا کہ کہیں اس پر بھی آواز کا اثر نہ ہوجائے۔ مگر اسے یہ یقین بھی تھا کہ اس پر آواز کا اثر نہیں ہوگا۔

اندھیرا گہرا ہوگیا۔ رات بھی گہری ہوگئی۔ شہر پر موت ایسی خاموشی چھاگئی۔ عنبر ایک بازار کے چوک والے مکان کی کھڑکی میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے شہر کے سارے بازار اندھیرے میں بھی دھندلے دھندلے نظر آرہے تھے۔ پھر آدھی رات ہوگئی

اچانک ہوا چلنے لگی۔ ہوا تیز ہوگئی۔ مکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں بجنے لگیں۔ یہ آندھی تھی۔ آندھی رُک گئی۔ اس کے ساتھ ہی عنبر نے دیکھا کہ دُور بازار کی نکر سے چار آدمی چلے آرہے ہیں انہوں نے ایک تابوت کاندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ تابوت پر ایک کفن پوش مردے کا ہڈیوں کا ڈھانچہ بیٹھا تھا۔ جس نے اپنی ہتھیلی پر ایک کھوپڑی رکھی ہوئی تھی اور وہ بلند آواز میں ایک چیخ مار کر بولا:

"مرجاؤ۔ مرجاؤ۔ میں آگیا ہوں۔ جو سامنے آیا میں اسے تابوت میں بند کردُوں گا۔"

عنبر کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اسے دو تین بار جھٹکا لگا۔ مگر وہ غائب نہ ہوا۔ اس پر اس مردے کی آواز کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ اب وہ غور سے تابوت پر بیٹھے ہوئے مردے کو تکنے لگا۔ تابوت شہر کے چوک میں آکر رُک گیا۔ جن آدمیوں نے تابوت اٹھایا ہوا تھا۔ وہ بھی سفید کفن پہنے ہوئے تھا۔ تابوت زمین پر رکھ دیا گیا۔ تابوت پر بیٹھے ہڈیوں کے ڈھانچے نے چاروں طرف دیکھا اور اس کی نگاہیں اچانک عنبر پر آکر رُک گئیں۔

اس نے کھڑکی میں چھپے ہوئے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی مردے نے ایک بھیانک چیخ ماری اور اپنی ہتھیلی پر رکھی ہوئی کھوپڑی کو ہوا میں اچھال کر کہا:

"جا: اپنے شکار کو ہلاک کر۔ کھوپڑی ہوا میں اڑتی ہوئی سیدھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کے پاس آگئی۔ کھڑکی میں سے گذر کر کھوپڑی بڑے زور سے عنبر کے سر سے ٹکرائی۔ عنبر کو کچھ نہ ہوا۔ کھوپڑی لڑکھڑا کر نیچے گر پڑی۔ عنبر نے کھوپڑی کو اٹھا کر دبوچ لیا۔ اس کے اندر سے عورت کے کراہنے کی آواز آئی۔

عنبر نے کہا!

"بتا تو کون ہے۔ اور اس شہر کے لوگوں کو کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے۔ جلدی بتا نہیں تو میں تجھے پاش پاش کر دوں گا۔"

کھوپڑی کے اندر سے عورت کی آواز آئی۔

"جادوگروں کے بادشاہ! میری جان بخش دے مگر میں جس مُردے کے قبضے میں ہوں وہ تجھ سے بڑا جادوگر ہے۔"

عنبر نے کھوپڑی کو دبایا تو اس کے اندر سے عورت کی چیخ نکل گئی۔

"مجھے نہ مارنا! مجھے نہ مارنا! اگر تو وعدہ کرے کہ مجھے بھی اس طلسم سے آزاد کرائے گا تو میں تجھے مُردے کی موت کا راز بتا سکتی ہوں۔ لیکن تو یہاں کہیں چھپ جا۔ میں مردے کو یہی کہوں گی کہ میں نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے۔ پھر میں رات کے تیسرے پہر تیرے پاس آؤں گی۔"

عنبر نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس مُردے کی موت کا راز بتا دیا تو میں تجھے بھی اس کھوپڑی سے آزاد کرا دوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر کھڑکی سے نیچے ہو کر چھپ گیا۔

کھوپڑی نے کہا:

"اب میں جاتی ہوں۔ دو گھنٹے بعد آؤں گی۔ خبردار تم کوئی آواز مت نکالنا۔"

یہ کہہ کر کھوپڑی کھڑکی میں سے اُڑ کر واپس تابوت پر بیٹھے مُردے کے پاس آگئی اور بولی:

"دشمن کو مار دیا گیا ہے۔"

تابوت والے مُردے نے خوش ہو کر کھوپڑی کو ہاتھ میں اٹھا لیا اور بولا:

"چلو مجھے میری قبر میں لے چلو۔ میرے محل میں لے چلو۔ آج کی سیر پوری ہو گئی ہے۔ شہر مر گیا ہے میں خوش ہوں۔"

تابوت کے مُردے نے ایک بلند چیخ مار کر خوشی کا نعرہ لگایا۔ کفن پوشوں نے تابوت کو کاندھے پر اٹھا لیا اور یہ جلوس واپس روانہ ہو گیا۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو عنبر کھڑکی سے ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ وہ بے چینی سے اب کھوپڑی کا انتظار کرنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر پہ ایک بار پھر ڈرا دینے والا موت کا سناٹا طاری ہو
عنبر خالی مکان میں اکیلا کھڑکی کے پاس بیٹھا باہر دیکھ رہا
جب دو گھنٹے گذر گئے تو اسے فضا میں سیٹی کی آواز سنائی
اس کے ساتھ ہی کھوپڑی کھڑکی میں سے گذر کر عنبر کے پاس
آ گئی۔

عنبر نے پوچھا:

"اب بتاؤ یہ کیا راز ہے۔ اور اس شہر کے لوگوں کو
دوبارہ کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے؟"

کھوپڑی کی عورت نے کہا:

"تابوت کا مُردہ ایک بہت بڑے جادوگر کی بدروح
ہے۔ یہ بدروح دوبارہ اب کبھی انسانی جسم میں
نہیں آ سکتی۔ مگر اس نے لوگوں سے اس کا یوں بدلہ
لیا ہے کہ انہیں اپنی آواز سے غائب کر دیا ہے۔
سارے شہر کے لوگ غائب ہو گئے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ شہر کے
لوگوں کو پھر سے کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے؟"

کھوپڑی نے کہا: "کیا تیرے اندر اتنی طاقت ہے
کہ تو جادوگر مُردے کا مقابلہ کر سکے؟"

عنبر نے کہا: "تم مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

کھوپڑی نے کہا:

"تو پھر سنو: جادوگر مُردے کی بدروح یہاں سے
دو کوس دور ایک پرانے محل کے کھنڈر کی قبر
میں رہتی ہے۔ اس کے تابوت اٹھانے والے
بھی مُردہ بدروحیں ہیں۔ وہ بھی اس کے ساتھ
ہی اس قبر میں رہتی ہیں۔ اس قبر میں جادوگر مُردے
کو صرف ایک ہی طریقے سے ہمیشہ کے لئے
ختم کیا جا سکتا ہے کہ قبر کے اوپر جو ہزاروں من
وزنی چھت ستونوں کے سہارے کھڑی ہے۔ وہ
کسی طرح قبر کے اوپر گرا دی جائے۔ ایسا کرنے سے
قبر بند ہو جائے گی اور جادوگر مُردے کی بدروح ہمیشہ
کے لئے اس میں دب کر رہ جائے گی اور شہر پر اس
کا طلسم ختم ہو جائے گا۔"

عنبر بولا:

"مجھے اس قبرستان میں لے چلو۔ میں یہ کام کر
سکتا ہوں۔"

کھوپڑی نے کہا:

"ایک بار پھر سوچ لو۔ اگر تم ہزاروں من وزنی
چٹان ایسی چھت کو قبر پر نہ گرا سکے تو جادوگر مُردہ
تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کہنے لگا۔!

"تم مجھے قبر پر لے چلو۔"

کھوپڑی نے عنبر کو ساتھ لیا اور شہر سے نکل کر ویران میں آگئی۔ یہاں وہ ہوا میں عنبر کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ کوس دور عنبر کو اندھیرے میں ایک اونچی ستونوں والی چٹان ایسی چھت نظر آئی۔ اس چھت کو چار ستون سہارا دئے کھڑے تھے۔ اس کے نیچے ایک قبر بنی ہوئی تھی۔ کھوپڑی وہیں گئی۔ کہنے لگی!

"یہی وہ قبر ہے جس کے اندر جادوگر کی بدروح پڑی ہوئی ہے۔"

عنبر نے کھوپڑی کو ایک طرف کھڑے رہنے کو کہا اور خود چٹانی چھت کے ایک ستون کے پاس آگیا۔ اس نے ستو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اسے ایک دم سے جھٹکا عنبر کی طاقت بے پناہ تھی۔ اس کا اندازہ کھوپڑی کو نہیں جھٹکے کے ساتھ ہی ستون اپنی جگہ سے ہل گئے اور چھت واقعی ایک چٹان کی طرح تھی۔ دھڑام سے قبر کے اوپر گری۔ چھت اس قدر وزنی تھی کہ قبر میں کئی فٹ اندر تک گئی۔ قبر کے اندر سے بدروح مُردے کی آخری چیخ بلند اور پھر چاروں طرف گہری خاموشی چھا گئی۔

عنبر نے پلٹ کر دیکھا۔ کھوپڑی کی جگہ ایک ایسی عورت کھ تھی جس کے سر پہ کھوپڑی تھی باقی جسم بالکل ٹھیک تھا۔

اس نے پکار کر کہا:

"تم بہت بڑے جادوگر ہو۔ اب اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھے پھر سے زندہ کر دو۔ میری کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دو۔ میری کھوپڑی زندہ ہو جائے گی۔"

عنبر نے آگے بڑھ کر عورت کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہاتھ رکھنے کی دیر تھی کہ کھوپڑی عورت کا خوبصورت سر بن گیا۔ عورت نے عنبر کے آگے ہاتھ باندھ لئے اور بولی:

"تم عظیم جادوگر ہو۔ میں تمہارے نام کو سلام کرتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر عورت بلند ہوئی اور فضا میں غائب ہو گئی۔ عنبر کیا کہ یہ بھی کوئی آسیبی عورت ہی تھی۔

عنبر بدروح کی قبر کو ختم کرنے کے بعد شہر کی طرف چلا۔ اسے شہر کی روشنیاں نظر آئیں۔ شہر کے لوگ زندہ ہو کر ظاہر ہو گئے تھے اور ہر طرف رونق تھی۔ بازاروں میں لوگ ایکدم ظاہر ہو کر پھر سے چلنے پھرنے لگے تھے۔ دوکانوں پر بھی لوگ ظاہر ہو گئے تھے۔ مکانوں میں عورتوں اور بچوں نے خوش ہو کر رقص کرنا شروع کر دیا۔

عنبر نے شہر کو بالکل پھر سے زندہ اور خوش دیکھا تو اسے بے حد خوشی ہوئی۔ وہ شہر کو ہنستا ہوا چھوڑ کر سیدھا دریا کے کنارے والے غار میں پہنچا۔ وہاں شازلی اور دونوں قید بہنیں بلبل کے روپ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موجود تھیں۔ شازلی نے جب سنا کہ شہر کے لوگ زندہ ہو گئے
اور شہر والوں کی رونقیں واپس آگئی ہیں تو وہیں سے
میں اپنے بھائی سے ملنے دوڑ پڑی۔ عنبر بھی اس کے پیچھے پیچھے
میں آگیا۔ وہ رات عنبر نے شازلی کے بھائی کے گھر پر بسر کی
حیرانی کی بات یہ تھی کہ شہر کے کسی آدمی کو یہ احساس تک
تھا کہ وہ کئی روز تک غائب رہے ہیں۔

دوسرے دن عنبر نے رخصت چاہی تو شازلی کے بھائی نے
پنجرے میں قید بلبلوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"بھائی! یہ بلبلیں تم ہمارے پاس کیوں نہیں فروخت کر
دیتے؟ مجھے بلبل بہت پسند ہیں۔"

شازلی تو جانتی تھی کہ یہ بلبلیں نہیں ہیں بلکہ دو بہنیں ہیں
اس نے بھائی سے کہا:

"عنبر بھائی ان بلبلوں سے بہت پیار کرتے ہیں۔ وہ
انہیں اپنے سے الگ نہیں کر سکتے۔"

بھائی نے کہا: "ٹھیک ہے۔"

عنبر نے شازلی سے اجازت لی اور اسی روز ان کے گھر سے نکل
کر شہر میں آگیا۔ سونے کا پنجرہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہاں سے
اس نے ایک گھوڑا خریدا اور خدا کا نام لے کر شہر کے بڑے دروازے
سے نکل کر ایک جانب روانہ ہو گیا سارا دن عنبر میدانوں میں سفر
کرتا رہا۔ جب شام ہوئی تو وہ ایک صحرا میں پہنچ گیا۔

سانپوں والا گڑھا

صحرا میں کہیں کہیں پہاڑی ٹیلے بھی تھے۔

عنبر بلبلوں یعنی دو بہنوں والا سونے کا پنجرہ لئے گھوڑے
پر سوار ان بنجر ٹیلوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک
ٹیلے کے پیچھے سے نکل کر ایک گھوڑ سوار اس کے سامنے آگیا۔ عنبر
نے اپنا گھوڑا روک لیا۔

گھوڑ سوار نے سلام کیا اور کہا

"بھائی! میں راستہ بھول گیا ہوں۔ مجھے شہر منگلور
جانا ہے۔"

عنبر بولا:

"بھائی میں خود مسافر ہوں اور کسی قریبی شہر میں
جانا چاہتا ہوں۔"

گھوڑ سوار نے کہا:

"اچھا ہوا تم مل گئے بھائی۔ اب میں اکیلا نہیں ہوں
گا۔ شہر کا راستہ تلاش کر ہی لیں گے۔"

گھوڑ سوار نے اپنا نام رامکا بتایا اور کہا کہ وہ پاٹلی پتر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر سے واپسی پر قافلے سے بچھڑ گیا تھا۔ عنبر کو اتنا پتہ چل
کہ وہ ملک ہندوستان میں ہی ہے اور ناگ ماریا کیٹی تھیوسا
اور جوالی سانگ سے اس کی ملاقات کہیں نہ کہیں ضرور
جائے گی۔ کیونکہ وہ بھی ملک ہندوستان میں ہی سفر
رہے تھے۔ مگر ابھی تک عنبر کو ان میں سے کسی کی خوشبو
نہیں آئی تھی۔ رامکا گھوڑ سوار عنبر کے ساتھ ساتھ چلے
اس نے بلبل کے پنجرے کی طرف اشارہ کرکے کہا:

"تمہیں بلبل بہت پسند ہیں بھائی"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"ہاں یہ دونوں بلبلیں مجھے بہت پسند ہیں۔ یہ
میں نے پال رکھی ہیں۔ میں بھی مسافر ہوں اور منگلور
شہر کی طرف ہی جا رہا ہوں"

رامکا بولا:

"مگر بھائی! راستے میں ہمیں رات ہو جائے گی۔
بہتر ہوگا کہ ہم راہ میں کوئی اچھی سی جگہ دیکھ کر وہاں
رات بسر کر لیں۔ کیونکہ میں نے سن رکھا ہے کہ اس
ویرانے میں رات کو جن بھوت پھرتے رہتے ہیں اور
اکیلے دوکیلے مسافر کو پکڑ لیتے ہیں"

عنبر کو جن بھوتوں کا کوئی ڈر نہیں تھا۔ ہنس کر بولا

"مگر یہاں تو رات بسر کرنے کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی"

گھوڑ سوار رامکا کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے راستے میں کوئی ایسی جگہ مل جائے"

صحرائی ٹیلوں میں سے گذرتے گذرتے جب اندھیرا گہرا ہو گیا
تو گھوڑ سوار رامکا نے ایک طرف اشارہ کیا اور بولا:

"بھائی! وہ دیکھو۔ ادھر ایک ٹیلے کے نیچے روشنی ہو
رہی ہے۔ میرا خیال ہے وہاں کوئی سرائے ہوگی چلو
وہاں چل کر رات بسر کرتے ہیں"

جب وہ روشنی کے قریب پہنچے تو عنبر نے دیکھا کہ وہ ایک
پرانا اونچا سا مکان تھا جس میں صرف ایک ہی دروازہ اور اوپر
ایک روشن دان تھا۔

عنبر نے کہا: "یہ کیسی سرائے ہے بھائی؟"

رامکا گھوڑے سے اتر پڑا۔ بولا:

"جیسی بھی ہو بھائی۔ رات تو بسر کریں گے۔ صبح
یہاں سے نکل چلیں گے۔ آؤ میرے ساتھ"

عنبر نے کہا: "مگر یہاں تو کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا"

گھوڑ سوار بلند آواز میں پکارا: "کیوں بھائی کوئی ہے"

ایک ہٹا کٹا آدمی چراغ ہاتھ میں لئے دروازے سے
نکلا اور بولا: "کیا بات ہے؟"

گھوڑ سوار نے کہا:

"بھائی! ہم مسافر ہیں۔ ہمیں رات بسر کرنے کو یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھوڑی سی جگہ مل جائے گی؟"

چراغ والے آدمی نے کہا:

"میرے پیچھے پیچھے آجاؤ۔ گھوڑوں کو باہر باندھ دو۔"

عنبر اور رامکا نے گھوڑوں کو وہیں ایک پتھر کے ساتھ باندھا اور اجنبی آدمی کے پیچھے پیچھے مکان میں داخل ہو گئے۔ مکان کے اندر دیواروں کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور چراغ کی روشنی بھی پھیکی پڑ رہی تھی۔ آدمی ان دونوں کو ایک تنگ و تاریک سی راہداری سے گذار کر ایک کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے کی دیواروں کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ یہاں دو پلنگ بچھے تھے اور ایک پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا۔

چراغ والے آدمی نے کہا:

"یہاں آرام کرو۔ صبح ہوتے ہی چلے جانا۔"

یہ کہہ کر اس نے چراغ وہیں طاق میں رکھ دیا۔ اور خود چلا گیا۔

عنبر نے کہا:

"عجیب سرائے ہے رامکا بھائی۔ نہ کوئی کھڑکی نہ چھت نہ کھانے پینے کا انتظام نہ کوئی دوسرا مسافر ہی یہاں دکھائی دیتا ہے۔"

رامکا پلنگ پر لیٹے ہوئے بولا: "بھائی اب تو آرام کرتے ہیں۔ صبح ہو گی تو دیکھا جائے گا۔"

عنبر کو آرام کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر بھی وہ رات کے اندھیرے میں سفر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دن کی روشنی میں سفر کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس نے سونے کا پنجرہ ایک طرف رکھا اور دوسرے پلنگ پر لیٹ گیا۔ اتنے میں وہی اجنبی آدمی دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں دو پیالے تھے۔ ایک پیالہ اس نے رامکا کو دیا اور دوسرا پیالہ عنبر کی طرف بڑھا کر بولا: "یہ دودھ پی لو بھائی۔"

دودھ میں سے الائچی کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ رامکا نے تو غٹا غٹ دودھ پی لیا۔ عنبر نے بھی ایک گھونٹ پیا۔ دودھ واقعی میٹھا تھا اور خوشبو دار تھا۔ وہ سارا دودھ پی گیا۔

رامکا نے کہا:

"اب سو جاتے ہیں بھائی۔ بہت تھکان ہو گئی ہے۔"

دودھ والا آدمی چلا گیا۔ رامکا پلنگ پر سیدھا لیٹ گیا۔ عنبر بھی لیٹ گیا۔

پندرہ بیس منٹ گذرے ہوں گے کہ دروازہ آہستہ سے کھلا۔ عنبر نے چراغ کی روشنی میں دیکھا کہ وہی اجنبی جو دودھ لایا تھا۔ دبے پاؤں اندر داخل ہو رہا ہے۔ عنبر نے اپنے آپ کو سویا ہوا ہی ظاہر کیا۔ وہ یہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ آدمی کس لئے آیا ہے۔

وہ اجنبی آدمی جو نوکر لگتا تھا۔ رامکا کے پلنگ کے پاس

COURTESY ... DFBOOKSFREE.PK

جاکر آہستہ سے بولا: "رامکا: جاگ رہے ہو۔"

رامکا نے کہا: "جاگ رہا ہوں۔

یہ دیکھو کہ مسافر بے ہوش ہوا ہے کہ نہیں؟"

اس آدمی نے کہا!

"کیسے بے ہوش نہیں ہوگا۔ اس کے دودھ میں میں نے اتنی دوائی ملا دی تھی کہ ہاتھی بھی کھا لے تو فوراً بے ہوش ہو جائے۔

رامکا نے کہا: اٹھاؤ اس تازہ شکار کو۔"

تازہ شکار؟

عنبر چونکا:

"اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور بھولے بھالے مسافروں کو پھانس کر یہاں لاتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ انہوں نے عنبر کے پلنگ کے پاس آکر اسے ہلایا جلایا۔

عنبر نے اپنے آپ کو بے ہوش ہی ظاہر کیا۔ دونوں نے عنبر کو اٹھایا اور ڈولی ڈنڈا کرتے کمرے کے اندر ہی تاریک سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں آگئے۔ جہاں پہلے ہی سے طاق میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ عنبر نے ذرا سی آنکھ کھول کر دیکھا کہ وہاں فرش پر چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ عنبر کو وہاں چٹائی پر ڈال دیا گیا تھا۔

رامکا نے کہا:

"اس کو بارہ گھنٹے سے پہلے ہوش نہیں آئے گا۔ چلو: گورو کو چل کر خوش خبری سناتے ہیں شکار حاضر ہے۔ اب جلدی آکر اس پر اپنا تجربہ کریں۔

وہ تہہ خانے سے باہر نکلے ہی تھے کہ ایک بھاری بھرکم آواز آئی۔

"گورو خود تمہارے پاس اپنے تازہ شکار کا معائنہ کرنے آگیا ہے۔"

نیم روشن فضا میں عنبر نے آنکھوں کے کنارے سے دیکھا کہ ایک لمبے لمبے بکھرے ہوئے بالوں والا موٹا تازہ آدمی لمبے کرتے میں دروازے میں کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ دونوں آدمی اس کے آگے ادب سے جھک گئے

گورو نے پوچھا!

"اس کو بے ہوش کر دیا ہے؟"

"ہاں گورو"

عنبر حیران تھا کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں اور انسانوں کو پھانس کر یہ کس قسم کے تجربے کرتے ہیں۔!

عنبر اس معمے کو حل کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ آگے کوئی بھی بے گناہ انسان ان کا شکار نہ بن سکے۔ گورو آگے بڑھ کر عنبر کے پاس آگیا۔ اس نے جھک کر عنبر کو دیکھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہوں ! بے ہوش ہے۔ چلو اسے اٹھا کر سانپوں والے گڑھے کے پاس لے چلو۔"

انہوں نے ایک بار پھر عنبر کو اٹھایا اور تہہ خانے سے نکل کر تاریک راہداری میں آگئے۔ وہاں ایک دوسری کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو اندر سے سانپوں کی پھنکاریں سنائی دیں۔

گورو نے کہا :

"اس کو سانپوں کے گڑھے کے کنارے رکھ دو۔"

عنبر کو سانپوں کے گڑھے کے پاس ہی رکھ دیا گیا۔ عنبر آنکھیں بند کئے لیٹا تھا۔ مگر وہ ذرا سی آنکھ کھول کر گورو اور رامکا کو دیکھ لیتا تھا۔ گورو نے بین اٹھا کر بجانی شروع کر دی۔

بین کی آواز پر سانپوں کی پھنکاریں اور تیز ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بین بجانے کے بعد گورو نے رامکا سے کہا :

"ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اس ویرانے میں ایک نوجوان شکار مل گیا ہے۔ اب ہم اس کو سانپوں کے گڑھے میں گرا دیں گے۔ یہ سارا دن سانپوں کے گڑھے میں پڑا رہے گا۔ سارے سانپ اس کو دن بھر کاٹتے رہیں گے۔ تمام سانپوں کا زہر اس کے جسم کے خون میں شامل ہو جائے گا۔ پھر جب ہم اسے باہر نکالیں گے تو اس کی لاش سیاہ ہو چکی ہوگی۔ یہ سارے

کا سارا زہر بن گیا ہوگا۔ اس کے بعد ہم اس کو کڑاہی میں ڈال کر آگ پر رکھ دیں گے۔ دو روز تک یہ آگ پر پکتا رہے گا۔ اس کا جسم چھوٹی سی ایک سیاہ ڈلی بن جائے گا۔ پھر ہم اس کالی ڈلی کو کڑاہی میں سے نکال لیں گے۔ اس کے بعد اس انسانی ڈلی میں ایسی تاثیر آگئی ہوگی کہ ہم اس ڈلی کو جس چیز سے رگڑیں گے۔ وہ سونا بن جائے گی۔ اور ہم دولت میں مالا مال ہو جائیں گے۔ ہم اس ساری پہاڑی کو اس سارے مکان کو سونے کا مکان بنا دیں گے اور ہماری دولت کا مقابلہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی نہیں کر سکے گا۔"

اب عنبر سمجھ گیا کہ ان کا منصوبہ کیا ہے۔ وہ بھی خاموشی سے بے ہوش ہو کر پڑا رہا۔

رامکا نے کہا :

"گورو پھر دیر کس بات کی۔ ہمیں اس نوجوان کو ابھی سانپوں کے گڑھے میں گرا دینا چاہیئے۔"

گورو نے کہا :

"ہاں میں نے بین بجا کر سانپوں کو ڈسنے کے لئے بالکل تیار کر دیا ہے۔ وہ سخت غصّے کی حالت میں ہیں۔ اسے اٹھا کر گڑھے میں لڑھکا دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رامکا اور دوسرے آدمی نے شیطانی گرو کے اشارے پر عنبر کو اٹھا کر سانپوں کے گڑھے میں پھینک دیا۔ گڑھے میں گرتے ہی پہلے تو عنبر کے ساتھ کتنے ہی سانپ لپٹ گئے۔ پھر جب انہیں عنبر کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو نکلتی محسوس ہوئی تو ایک دم سے پرے ہٹ گئے۔ گڑھے کے اوپر کھڑے گورو اور اس کے ساتھی نیچے گڑھے میں جھانک رہے تھے۔ عنبر ان پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ سانپوں نے اسے ڈسا نہیں عنبر نے فوراً سانپوں کی زبان میں آہستہ سے سانپوں سے کہا:

"مجھ سے چمٹ جاؤ اور یہ ظاہر کرو کہ تم مجھے ڈس رہے ہو"

ایک سانپ نے کہا:

"مگر تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ ہم تمہیں کیسے ڈس سکتے ہیں"

عنبر نے کہا:

"تم ڈس بھی لوگے تو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ میں ناگ دیوتا کا بھائی عنبر ہوں۔ مگر اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ تم ڈسنے کی اداکاری کرو"

سب سانپوں نے عنبر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کے منہ پر منہ مارنے شروع کر دئے۔ وہ اسے ڈس نہیں رہے تھے۔ بس منہ مار رہے تھے۔ اوپر گورو نے جب یہ منظر دیکھا

[redacted] لگا کر بولا:

"بس اب شام کو آکر اس کی زہر بھری لاش کو گڑھے سے باہر نکال کر لے چلیں گے"

گورو اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے گئے۔ جب تہہ خانے کے دروازے کے بند ہونے کی آواز آئی تو عنبر نے سانپ کی آواز میں کہا:

"تم کب سے یہاں پر ہو اور کیا تم نے پہلے بھی کسی کو یہاں اس طرح ڈسا ہے"؟

بڑے کالے سانپ نے جو سب سانپوں کا سردار تھا کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! ہم کو یہ آدمی تین چار روز ہوئے جنگل اور صحرا سے پکڑ کر یہاں لائے ہیں۔ اس سے پہلے ہم نے یہاں کسی آدمی کو نہیں ڈسا۔ ہم تو خود باہر جانے کو بے تاب ہیں مگر ان لوگوں نے دیوار پر ایسے کیل لگا رکھے ہیں کہ ہم ان میں سے رینگ کر باہر نہیں نکل سکتے۔ مگر آپ یہاں کیوں آ گئے؟ آپ تو ناگ دیوتا کے بھائی ہیں۔ آپ کے پاس تو بے پناہ طاقت ہے"

عنبر نے کہا:

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ شیطانی لوگ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اب یہ آج شام کو میری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش نکالنے یہاں آئیں گے۔"

بڑے سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! اگر آپ ہمیں یہاں سے اس گڑھے سے باہر نکال دیں تو ہم ان بدمعاش لوگوں سے ایسا بدلہ لیں گے کہ مرنے کے بعد بھی ان کی بدروحیں ادھر آتے ہوئے بھی لرز اٹھیں گی۔"

عنبر بولا:

"ابھی نہیں، تھوڑا صبر کرو۔ یہ خود ہی مجھے اس گڑھے سے باہر نکال لیں گے۔ اتنی دیر میں ان سانپوں کو باہر نکال دیتا ہوں۔ مگر خبردار! ابھی کسی کو کچھ نہیں کہنا۔ جب میں باہر جاکر تم کو اشارہ کروں تو حملہ کر دینا۔ ابھی تم سب سانپ باہر نکل کر کوٹھڑی کے کونوں میں اور چھت کے ساتھ لگ کر چھپے رہنا۔"

اور عنبر نے اٹھ کر سانپوں کو پکڑ پکڑ کر گڑھے کے باہر اُچھالنا شروع کر دیا۔ سارے سانپ گڑھے سے باہر نکل گئے تو عنبر کھڑے ہو کر بڑے سانپ سے کہا:

"تمام سانپوں کو لے کر کوٹھڑی میں کسی جگہ بکھر کر چھپ جاؤ۔ جب میں اشارہ کروں تو حملہ کر دینا۔ اس سے پہلے خاموش رہنا۔"

بڑے سانپ نے کہا:

"ایسا ہی کریں گے عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔"

بڑے سانپ نے گڑھے سے باہر آکر تمام سانپوں کو حکم کہ وہ کوٹھڑی میں اندھیرے کونوں اور چھت کے شہتیروں چھپ جائیں۔ سارے سانپ تیزی سے ادھر ادھر بھاگے کوٹھڑی میں چھپ گئے۔ لگتا تھا کہ وہاں کبھی کوئی سانپ یا۔ عنبر گڑھے میں ہی تھا۔ اس کو اچانک دو قیدی کا خیال آگیا۔ اس نے بڑے سانپ کو اس کی زبان آواز دے کر کہا:

اس مکان کے پہلے کمرے میں ایک پنجرہ رکھا ہے اس پنجرے میں دو بلبلیں بند ہیں۔ تم کسی سانپ حکم دو کہ وہ وہاں جاکر ان بلبلوں کی حفاظت رے۔"

بڑے سانپ نے اسی وقت ایک نیلے سانپ کو حکم دے کہا:

"پہلے کمرے میں جاؤ۔ وہاں بلبل کا پنجرہ رکھا ہوگا اس کی حفاظت کرو۔ خبردار! اپنی جان قربان کر دینا مگر پنجرے کو کوئی ہاتھ نہ لگائے۔"

نیلا سانپ اسی وقت رینگتا ہوا پراسرار مکان کے پہلے کمرے گیا۔ اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے کونے میں ایک پنجرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بلبلیں بند پڑی تھیں۔ سانپ کو دیکھ کر دونوں بلبلیں
پھڑ پھڑائیں۔ نیلا سانپ جلدی سے ایک طرف چھپ
مگر وہ پنجرے پر برابر نظر رکھے ہوئے تھا۔ دوسری طر
عنبر گڑھے میں خاموش لیٹ گیا۔ جب شام کے اندھیر
باہر ٹیلوں پر چھانے لگے تو گورو اپنے دونوں ساتھیوں
ساتھ لے کر کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ اس نے جھانک
گڑھے میں دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی
کہ گڑھے میں عنبر کی لاش تو پڑی تھی مگر سانپ ایک بھی
تھا۔ گورو نے چیخ مار کر کہا!

"رامکا! سانپ کہاں چلے گئے؟"

اب رامکا نے بھی جھانک کر دیکھا۔ بولا!

"گورو! لاش تو پڑی ہے۔ ہوسکتا ہے سامنے کے
سارے سانپ اس لاش کے پیٹ میں گھس گئے ہوں
اس کی کھوپڑی میں چلے گئے ہوں۔ کیونکہ سانپ
کبھی کبھی انسان کو مار کر اس کی کھوپڑی میں بھی
گھس جایا کرتا ہے۔"

گورو حیرانی سے نیچے دیکھ رہا تھا۔ بولا!

"ایسا کبھی نہیں ہوتے دیکھا۔ بہرحال اب لاش کو
باہر نکالو۔"

وہ اپنے ساتھ بانس اور رسّے بھی لائے تھے۔ انہوں
بانس اور رسے ڈال کر عنبر کی لاش کو گڑھے سے باہر نکال لیا۔
اب روشنی میں گورو نے عنبر کی لاش کو دیکھا۔ لاش کو دیکھ کر
غضبناک ہو کر بولا!

"اس کی لاش تو بالکل ٹھیک ہے۔ اس پر سانپ
کے زہر کا کوئی اثر نہیں۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟"

رامکا نے نیزہ اٹھا لیا اور بولا!

"گورو اس لاش کے پیٹ میں ضرور سانپ ہیں۔ میں
ابھی اس کا پیٹ پھاڑ کر اس میں سے سانپوں کو باہر
نکالتا ہوں۔"

اور رامکا نے عنبر کے پیٹ میں زور سے نیزہ مارا۔ نیزہ
کے پیٹ میں جانے کی بجائے اوپر ہی سے پھسل گیا۔ رامکا
دوسری بار نیزہ مارا۔ اس بار نیزہ ٹوٹ گیا۔

گورو نے غصّے میں کہا!

"خنجر مجھے دو۔ میں اس کا پیٹ پھاڑتا ہوں۔"

رامکا نے گورو کو تیز خنجر دیا۔ گورو نے عنبر کے پیٹ پر زور
خنجر مارا۔ خنجر عنبر کے پیٹ سے لگتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے
ہو گیا۔

اب گورو پر خوف چھا گیا۔

وہ بوکھلاہٹ میں بولا!

"یہ ــــ یہ لاش پتھر ہو گئی ہے یا یہ کوئی طلسم ہے؟"

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM BOOKSFREE.PK

عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور کہا:

"لاش پتھر ہو گئی ہے گورو۔"

گورو نے لاش کو بولتے دیکھا تو اچھل پڑا۔ رامکا اور کا دوسرا ساتھی بھی گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے گورو سے کہا:

"گورو! یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ تمہارا پہلا شکار میں تھا۔ اگر میری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو تم اسے ہلاک کر چکے ہوتے۔"

رامکا اور دوسرا آدمی خوف سے کانپ رہے تھے۔

گورو نے کہا: "تم کوئی جادوگر ہو گیا؟"

عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا:

"نہیں میں جادوگر نہیں ہوں۔ میں جادوگروں کا باپ ہوں۔ مگر اب تم اپنے انجام سے نہیں بچ سکو گے۔"

گورو، رامکا اور اس کا تیسرا ساتھی باہر کو بھاگے۔ اس عنبر نے سانپوں کو آواز دی۔

"یہ قاتل لوگ ہیں۔ انہیں دبوچ لو۔"

سارے کے سارے سانپ کونوں سے نکل کر، چھت چھلانگیں لگا کر دوڑے اور انہوں نے تینوں آدمیوں کو کنڈلیوں میں جکڑ لیا۔

[illegible] نے کہا:

[illegible] تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا تھا۔ اب میں تم پر بھی [illegible] رحم نہیں کھاؤں گا۔ کیونکہ اگر میں نے تمہیں زندہ [illegible] چھوڑ دیا تو تم یہاں سے بھاگ کر کسی دوسری جگہ جا کر [illegible] ایسا ہی گڑھا بناؤ گے۔ اس میں تم سانپ پکڑ کر ڈالو [illegible] گے اور کسی غریب بے گناہ انسان کو اس میں ڈال کر [illegible] اس کی زہریلی ڈلی بنا لو گے۔"

[illegible] اس کے ساتھ ہی عنبر نے سانپوں کو اشارہ کیا۔ سارے کے [illegible] سانپوں نے ان تینوں شیطان صفت انسانوں کو ڈسنا شروع [illegible]۔ دیکھتے دیکھتے ان کی لاشیں سیاہ ہو گئیں۔ عنبر نے سانپوں [illegible] ہو جانے کا حکم دیا اور تینوں کی لاشیں اٹھا کر ان کو گڑھے [illegible] پھینک دیا۔ پھر وہ تمام سانپوں کو لے کر اس کوٹھڑی میں آ گیا [illegible] جہاں قیدی بہنوں کا پنجرہ پڑا ہوا تھا۔ اور ایک سانپ پہرہ دے [illegible] رہا تھا۔

عنبر نے بڑے سانپ سے کہا:

"یہ تم دو بلبلیں پنجرے میں دیکھ رہے ہو۔ یہ اصل میں دو انسان ہیں۔ یہ دو بہنیں ہیں۔ میں انہیں پھر سے انسانی شکل میں لانا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟"

بڑے سانپ نے غور سے بلبلوں کو دیکھا۔ اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی!

میں نے بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ یہاں سے جنوب میں ایک پہاڑ ہے جس کا رنگ سرخ ہے۔ اس سرخ پہاڑ کے اندر پتھروں کے درمیان ایک سنہری پھول کھلا ہوا ہے۔ آدھی رات کو اس پھول میں سے ایک خوشبو نکلتی ہے۔ جس پر کوئی طلسم کیا گیا ہو اگر وہ اس پھول کی خوشبو سونگھ لے تو طلسم جاتا رہتا ہے۔ آپ کوشش کرکے دیکھ لیں۔ ہو سکتا ہے ان قیدی بہنوں پر کیا گیا طلسم بھی اس سنہری پھول کی خوشبو سے ٹوٹ جائے۔"

عنبر نے پنجرہ اٹھایا۔ سانپوں کا شکریہ ادا کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر جنوب کی طرف سرخ پہاڑ کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ وہ ایک دن ایک رات تک میدانوں صحراؤں اور [illegible] میں سفر کرتا رہا۔ آخر ایک روز جب سورج ڈوب رہا تھا [illegible] سے سرخ پہاڑ کی جھلک نظر آئی۔ ——————

سرخ پہاڑ تھا۔ جس کی عنبر کو تلاش تھی۔ سرخ پہاڑ کے پاس [illegible] کر عنبر نے گھوڑے کو باہر باندھا اور غار میں داخل ہو گیا۔

غار میں کسی قسم کی کوئی خوشبو نہیں تھی۔ غار کے اندر عنبر [illegible] وہ سنہری پھول تلاش کر لیا جس کی پنکھڑیاں سمٹی ہوئی [illegible] یہ سنہری پھول بند تھا۔ عنبر نے بلبلوں کے پنجرے کو بند پھول [illegible] ہی رکھ دیا اور آدھی رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ کیونکہ [illegible] کو اس پھول کو کھلنا تھا۔ رات گہری ہوتی گئی۔ اور [illegible] جب آدھی رات گذر گئی تو عنبر نے غور سے دیکھا کہ سنہری [illegible] کی پنکھڑیاں آہستہ آہستہ کھلنے لگی تھیں۔ جب پھول [illegible] طرح سے کھل گیا تو اس میں سے بڑی تیز خوشبو نکلنا [illegible] ہو گئی۔ اس پھول کی خوشبو کسی خاص عطر سے ملتی جلتی [illegible]۔ پنجرے میں بند بلبلوں تک یہ خوشبو پہنچی تو وہ بے چینی [illegible] ادھر ادھر چہکنے لگیں۔ عنبر کی نگاہیں بلبلوں پر جمی ہوئی [illegible]۔ اچانک پنجرے کی کھڑکی کھل گئی اور دونوں بلبلیں پنجرے [illegible] باہر آ گئیں۔

تھوڑی دیر بعد ان کے جسم میں تبدیلی آنے لگی اور پھر [illegible] کی آنکھوں کے سامنے دونوں بلبلیں لڑکیاں بن گئیں ان [illegible] کیوں کے بال سنہرے تھے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ دونوں بہت [illegible] بصورت تھیں اور ان کے چہرے بے حد معصوم اور پاکیزہ تھے۔ [illegible] انسانی شکل میں آتے ہی دونوں بہنوں نے عنبر کا شکریہ ادا کیا [illegible] کہا کہ اگر وہ ان کی مدد نہ کرتا تو وہ دوبارہ کبھی انسانی شکل [illegible] اختیار نہیں کر سکتی تھیں۔

عنبر نے کہا:

"تم خدا کی مرضی سے پھر انسانی شکل میں آ گئی ہو۔ مجھے [illegible] اب یہ بتاؤ کہ تمہارا گھر کہاں ہے [illegible] خوشی ہو گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تاکہ میں تمہیں تمہارے گھر تمہارے ماں باپ کے
پاس پہنچادوں۔"
ایک بہن نے کہا:
"بھائی عنبر!
ہمارا گھر ملک ہندوستان کے ایک شہر ایلورا میں
ہے۔ ہمارا باپ ایلورا شہر کے راجہ کا سپہ سالار ہے۔
ہم دونوں بہنیں ایک روز مندر میں گئیں تو وہاں
ایک جادوگر نے ہم پر جادو کرکے ہمیں ببلیں بنا دیا
اور اپنے ساتھ لے گیا۔"
دوسری بہن بولی:
"ہمارے ماں باپ ہمیں دیکھ کر کتنے خوش ہوں
گے۔ بھائی عنبر! ہمیں جتنی جلدی ہوسکے ہمارے
ماں باپ کے پاس پہنچا دے۔"
یہ دونوں بہنیں عنبر کا نام تو جانتی تھیں لیکن عنبر کی طا
سے بے خبر تھیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ عنبر میں کس
طاقت ہے۔
عنبر نے کہا:
"میں ابھی تمہیں لے کر تمہارے ماں باپ کے گھر
کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔"
گھوڑا ایک تھا۔ عنبر نے دونوں بہنوں کو گھوڑے پر بٹ

دیا اور خود پیدل ہی اس کے ساتھ چل پڑا۔ دوپہر تک وہ جنگل
میں سفر کرتے رہے۔ دوپہر کو انہوں نے ایک جگہ آرام کیا۔
جنگلی پھل کھائے۔ اس کے بعد پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔
دوسرے روز انہوں نے ایک دریا عبور کیا۔ تیسرے دن وہ
دونوں بہنوں کے شہر ایلورا پہنچ گئے۔ لڑکیاں عنبر کو اپنے
گھر لے گئیں۔ لڑکیوں کے ماں باپ نے اپنی بچیوں کو دیکھا تو
خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔
انہوں نے عنبر کی بہت آؤ بھگت کی۔ لڑکیوں کا باپ
سپہ سالار تھا۔ وہ ایک شاندار حویلی میں رہتے تھے جہاں آرام
کی ہر شئے موجود تھی۔ عنبر نے وہاں دو روز آرام کیا۔ اس شہر
میں آتے ہی عنبر نے محسوس کر لیا تھا کہ وہاں اس کے ساتھیوں
ناگ، ماریا، کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو نہیں ہے۔
اب وہ آگے کسی دوسرے شہر میں جاکر اپنے دوستوں کا کھوج
لگانا چاہتا تھا۔ عنبر تیسرے روز سپہ سالار کی حویلی سے رخصت
ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ اس نے سپہ سالار کو اپنی بیوی
سے باتیں کرتے سنا۔ سپہ سالار بہت پریشان تھا۔ اس
کی بیوی یعنی دونوں بہنوں کی ماں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔
عنبر بڑا حیران ہوا کہ ان پر کون سی مصیبت ٹوٹ پڑی
ہے کہ یہ اس قدر غمگین ہیں۔ اس وقت سپہ سالار کی دونوں
بیٹیاں وہاں موجود نہیں تھیں۔ عنبر نے کھڑکی کے ساتھ کان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپہ سالار کہہ رہا تھا:

"تم میری بچیوں کو یہی بتانا کہ میں راجہ کے حکم سے کسی دوسرے شہر جنگ لڑنے کے لئے چلا گیا ہوں پھر کچھ عرصے کے بعد انہیں بتا دینا کہ میں جنگ میں لڑتے لڑتے مارا گیا تھا۔"

بیوی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"لیکن مجھے صبر کیسے آئے گا! میں تمہارے بغیر کیسے زندہ رہوں گی!"

سپہ سالار نے کہا:

"چپاؤنی: یہ راجہ کا حکم ہے کہ شہر سے دور جو پرانا قلعہ ہے۔ مجھے وہاں لے جا کر لکڑی کے تابوت میں زندہ بند کر دیا جائے۔ ساری رات تابوت قلعے کے تہہ خانے میں رکھا جائے۔ پھر اسے اٹھا کر دریا میں پھینک دیا جائے۔" چپاؤنی رونے لگی:

"سپہ سالار نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"میری قسمت میں ایسے ہی مرنا لکھا ہے۔ اگر تم نے حوصلہ ہار دیا تو میں بہادری سے نہ مر سکوں گا۔ اور پھر میری بچیوں کی دیکھ بھال کون کرے گا۔ تمہیں حوصلے سے کام لینا ہے چپاؤنی۔"

○

عنبر کا کارنامہ

سپہ سالار کی بیوی چپاؤنی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"لیکن راجہ کو ہم پر ترس نہیں آیا۔ وہ تمہیں معاف بھی کر سکتا تھا۔ آخر تم اس کی فوج کے بڑے سپہ سالار ہو۔"

سپہ سالار بولا:

"اسی لئے تو وہ مجھے معاف نہیں کر سکتا۔ اسے ڈر ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو فوج کو اپنے ساتھ ملا کر اس کے تخت پر قبضہ کر لوں گا۔"

چپاؤنی نے کہا:

"تم اب بھی فوج سے مدد لے سکتے ہو۔ سپاہی تمہارے وفادار ہیں۔ وہ تمہیں یوں مرتے کبھی نہیں دیکھ سکیں گے۔"

سپہ سالار نے کہا:

"مجھے فوج سے دور کر دیا گیا ہے۔ فوج میں کسی سپاہی کو معلوم نہیں کہ راجہ نے مجھے ہلاک کر دینے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا حکم دے دیا ہے۔ میری بھی زبردست نگرانی ہو رہی ہے۔ اس وقت بھی راجہ کی خاص فوج کا ایک دستہ ہمارے گھر سے دور موجود ہے۔ میں خاص اجازت لے کر تمہیں ملنے آیا ہوں۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تم ایسا کرنا کہ میرے جانے کے بعد دونوں بچیوں کو لے کر دریا پار اپنے آبائی گاؤں میں چلی جانا۔ میری بچیوں کو میری موت کے بارے میں ابھی کچھ نہ بتانا۔ جیسا میں نے کہا ہے ویسے ہی کرنا۔ جب میں کافی دن گذرنے پر بھی گھر نہ آیا تو بچیوں کو کہہ دینا کہ میں لڑائی میں لڑتا ہوا مارا گیا ہوں۔ اب میں جاتا ہوں۔ کیونکہ پہلے ہی کافی دیر ہوگئی ہے۔ راجہ کی خاص فوج کے سپاہی میرا انتظار کر رہے ہیں۔"

سپہ سالار کی بیوی پر غم کا پہاڑ ٹوٹ چکا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے اپنے آنسو تھامنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اتنے میں باہر ایک سپاہی گھوڑے پر آیا اور بولا:

"سپہ سالار اعظم!

آپ کو راجہ نے طلب کیا ہے۔"

سپہ سالار جلدی سے کمرے سے نکل گیا۔ عنبر بھی پیچھے ہٹ گیا۔ سپہ سالار کی بیوی نے اپنے خاوند کو سپاہیوں کے

جاتے دیکھا تو اس کی "چیخ" نکل گئی۔

عنبر جلدی سے اس کے پاس گیا اور بولا:

"کیا بات ہے بہن خیریت تو ہے۔ آپ بہت زیادہ پریشان ہیں۔"

سپہ سالار نے اپنی بیوی کو تاکید کر دی تھی کہ اس کی موت کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائے۔ راجہ اس کی موت کو رازداری میں رکھنا چاہتا تھا۔ سپہ سالار کو ڈر تھا کہ اگر اس نے اپنی موت کے بارے میں کسی کو بتا دیا اور یہ راز کھل گیا تو ممکن ہے راجہ بعد میں اس کی بچیوں اور بیوی کو بھی مروا ڈالے۔

سپہ سالار کی بیوی نے کہا:

"کچھ نہیں بھائی! میں گر پڑی تھی اس لئے چیخ نکل گئی ہے۔"

عنبر سب کچھ جانتا تھا۔ سب کچھ سمجھتا تھا۔ اس نے ساری بات سن لی تھی۔ اس لئے خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا اتنے میں دونوں بہنیں بھی بازار سے کچھ چیزیں خرید کر آ گئیں۔ آتے ہی ایک بہن نے ماں سے پوچھا کہ ابا جان کہاں ہیں؟

ماں نے کہا:

"وہ ــــ وہ محل میں گئے ہیں۔ راجہ نے بلایا ہے شائد راجہ اسے کچھ دنوں کے لئے کسی دوسرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملک بھیج رہا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم کچھ دنوں
کے لئے دریا پار والے اپنے پرانے مکان میں
چلی جائیں۔"

دونوں بہنیں بڑی حیران ہوئیں۔ کیونکہ اس سے پہلے
ان کے ماں باپ نے کبھی اس پرانے مکان کا ذکر تک نہیں
کیا تھا۔

ایک بہن نے کہا:

"مگر امی جان وہ مکان تو بڑی خراب حالت میں
ہوگا۔ ہم کیسے وہاں جاکر رہیں گے۔ اس حویلی
میں رہنے میں کیا حرج ہے۔"؟

ماں نے انہیں ڈانٹ دیا:

"تمہیں جب کہہ دیا کہ ہم اپنے آبائی مکان میں
چل کر رہیں گے۔ لیکن تم اس پر اعتراض کیوں
کرتی ہو۔"

دونوں بہنوں نے ماں کا ہاتھ تھام لیا اور بڑی
بہن نے کہا:

"امی جان! آپ کا حکم سرآنکھوں پر۔ ہم وہی
کریں گی جو آپ حکم دیں گی۔"

عنبر یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے سپہ سالار کے
خاندان کو تباہی سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سپہ سالار کا

کوئی جرم نہیں تھا۔ بلکہ راجہ محض اپنے شک کی وجہ سے
سپہ سالار کو دشمن سمجھ کر اپنے راستے سے ہٹا رہا تھا۔
عنبر نے صورت حال پر خوب اچھی طرح سے غور و فکر کیا
اور پوری سکیم بنا لی کہ اسے کیا کرنا ہوگا۔ اور سپہ سالار
کے خاندان کو تباہی سے کیسے بچانا ہوگا۔

جب اس نے سپہ سالار کی بیوی کو سامان باندھتے دیکھا
تو پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ سپہ سالار کی بیوی نے
بتایا کہ اس کا خاوند راجہ کے حکم سے کسی دوسرے ملک
جنگ پر گیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی بچیوں کو ساتھ لے کر
دریا پار اپنے آبائی گاؤں جا رہی ہے۔

عنبر نے کہا:

"میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیے۔"

سپہ سالار کی بیوی نے کہا:

"تم نے میری بچیوں کی زندگی بچائی ہے۔ تمہارا
شکریہ میں پہلے ہی مجھ پر بہت بڑا احسان ہے تمہارا
بچیوں کو لے کر اپنے دریا پار والے مکان پر چلی
جاؤں گی۔ کچھ روز بعد جب ان کے والد آجائیں
گے تو پھر اس حویلی میں آجائیں گے۔"

عنبر کو معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے۔ مگر اس نے اسے
ظاہر نہ کیا اور بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اچھا تو مجھے اجازت دیجئے۔ مجھے آگے اپنے بھائیوں کی تلاش میں جانا ہے۔"

دونوں بہنیں کچھ اداس اداس ایک طرف پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ عنبر نے ان کے سر پر باری باری ہاتھ رکھا اور کہا:

"خدا نے چاہا تو تمہاری پریشانیاں جلدی ہی دور ہو جائیں گی۔"

یہ کہہ کر عنبر باہر چلا گیا۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑا دوڑاتا سیدھا شہر سے باہر پرانے قلعے کی طرف رُخ کر لیا اس نے یہ قلعہ پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا۔ مگر وہ پوچھتے پوچھتے وہاں پہنچ گیا۔ دیکھا کہ وہاں ایک اونچی اونچی دیواروں والا پتھروں کا بنا ہوا پرانا قلعہ پہاڑوں کے اوپر موجود ہے اس کی ایک جانب دریا بہہ رہا تھا۔ باقی دونوں جانب پانی سے بھری ہوئی کھائی تھی۔ تاکہ دشمن آسانی سے قلعے میں داخل نہ ہو سکے۔ قلعے کے پھاٹک تک ایک پتلی سڑک پہاڑی کے اوپر جاتی تھی۔ قلعے کے پھاٹک پر پہرے دار کھڑے تھے۔ عنبر گھوڑے کو قلعے کے پیچھے کی جانب دریا کے کنارے لے آیا۔

گھوڑے کو اس نے ایک درخت کے ساتھ باندھا اور خود زمین پر بیٹھ کر علاقے کے سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی

ایک سرخی رنگ کا سانپ وہاں آگیا۔

عنبر نے کہا:

"میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں۔"

سانپ نے بھی اپنی زبان میں کہا:

"اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمہارے جسم سے عظیم ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو آرہی ہے۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"میں چاہتا ہوں کہ تم اس پرانے قلعے میں جا کر لوگوں میں افراتفری مچا دو۔ تم کسی کو ڈسنا مت لیکن وہاں اپنی پھنکاروں سے خوف پھیلا دینا۔ اور تم وہیں کسی کوٹھڑی میں چھپ کر بیٹھ جانا پھر جب میں آؤں تو میرے بلانے پر میرے پاس آ جانا۔ بس تمہیں اب صرف اتنا کام ہی کرنا ہے۔"

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میں حاضر ہوں۔ کیا میں ابھی قلعے میں جاؤں؟"

عنبر بولا:

"نہیں! جب شام ہو جائے تو پھر تم جانا۔ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی جگہ بیٹھا ہوں۔ سورج غروب ہونے کے بعد تم قلعے میں داخل ہوکر اپنی پھنکاروں سے دہشت پھیلا دینا۔ مگر کسی کے ہاتھ مت آنا۔ کسی کو کاٹنا بھی نہیں۔ میں بغیر کسی وجہ کے کسی کو موت کے گھاٹ نہیں اتارنا چاہتا۔"

سانپ بولا!

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں سورج غروب ہونے کے بعد قلعے میں داخل ہو جاؤں گا۔"

سانپ سلام کرکے چلا گیا۔ عنبر دریا کے کنارے بیٹھ کر غروب ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

اسے معلوم تھا کہ شام کو سپہ سالار گرفتار کرکے پرانے میں لایا جائے گا۔ اور پھر اسے زندہ تابوت میں بند کر دیا جائے اور تابوت کو ٹھڑی میں رکھ دیا جائیگا۔ ساری رات وہ تابوت بند پڑا رہے گا۔ اور پھر صبح ہونے سے پہلے تابوت کو دریا پھینک دیا جائے گا۔ سپہ سالار نے اپنی غم زدہ بیوی کو بتایا تھا۔ عنبر دریا کے کنارے ادھر ادھر گھومتا پھرتا رہا جب سورج غروب ہونے لگا تو سانپ اس کے پاس دوبارہ آیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میں قلعے میں جا رہا ہوں"

عنبر نے کہا!

"ہاں تمہارے جانے کا وقت آگیا ہے۔"

سانپ سلام کرکے رخصت ہو گیا اور سیدھا قلعے کی طرف پڑا۔ عنبر بھی تھوڑی دیر بعد قلعے کو جانے والی سڑک کے ے کنارے اوپر پہاڑ کی طرف چلنے لگا۔ وہ قلعے سے ی دور ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ سانپ کافی بعد قلعے کے اندر پہنچا۔ اس نے جاتے ہی سب سے ڈیوڑھی میں موجود سپاہیوں کے سامنے آکر پھن اٹھا کر ر ماری تو وہاں شور مچ گیا۔ سانپ فوراً قلعے کے اندر کو گیا۔ اب دوسری طرف سے بھی سانپ سانپ کا شور ہوا۔ قلعے میں افراتفری مچ گئی۔ ہر سپاہی تلوار نیزہ لے کر پ کو مارنے کے لئے اس کے پیچھے لگ گیا۔ مگر سانپ کسی ہاتھ نہیں آرہا تھا۔ قلعے میں شور مچ گیا کہ ایک طلسمی سانپ ہے۔ جو پھنکار مار کر غائب ہو جاتا ہے۔ قلعے کے کوتوال حکم دیا کہ فوراً کسی سپیرے کو بلا کر سا پکڑا کر مار دیا ے۔ کیونکہ آج رات کو راجہ قلعے میں آرہا ہے۔ راجہ کو قلعے آنا ہی تھا۔ کیونکہ وہ اپنے سامنے سپہ سالار کے تابوت کو یا میں پھنکوانے والا تھا۔ کوتوال کے حکم پر فوراً دو سپاہی ے نکل کر باہر کو دوڑے۔ عنبر اسی لمحے کا انتظار کر رہا ۔ اس نے سپاہیوں کو گھوڑے پر آتے دیکھا تو انہیں روک پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ اور گھبرائے ہوئے کیوں ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں نے عنبر کو بتایا کہ قلعے میں ایک جادوکا سانپ ہے۔ جس نے وہاں کہرام مچا رکھا ہے۔ ہم کسی سپ تلاش میں جا رہے ہیں۔ تاکہ وہ اسے پکڑ کر مار ڈالے

عنبر نے کہا:

"میں سانپ پکڑ سکتا ہوں۔ تم مجھے لے چلو"

سپاہیوں نے شکر کیا کہ سپیرا جلدی مل گیا۔ وہ عنبر کو لے کر قلعے میں آگئے۔ عنبر نے یونہی دکھانے کے لئے قلعہ میں سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ کوتوال اس کے ساتھ تھا۔

عنبر نے کہا:

"یہ سانپ کوئی بے حد زہریلا سانپ ہے۔ لیکن اس نے ابھی تک کسی سپاہی کو نہیں کاٹا۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رات ہونے کا انتظار کر رہا ہے کیونکہ ایسے سانپ صرف رات کے وقت ہی ڈستے ہیں اور اس کے ڈسنے سے انسان فوراً ہی مر جاتا ہے"

کوتوال نے کہا:

"تم جتنی جلدی ہو سکے اس سانپ کو پکڑو"

عنبر نے کہا:

"میں ایک شرط پر سانپ پکڑنے کو تیار ہوں اور شرط یہ ہے کہ میں اس سانپ کو ماروں گا نہیں کیو

یہ ایک طلسمی سانپ ہے۔ میں اسے قلعے کی دیوار سے دریا میں پھینک دوں گا۔ اور میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ سانپ پھر کبھی اس قلعے کا رخ نہیں کرے گا۔ میں منتر پڑھ کر قلعے کی دیوار پر پھونک دوں گا"

کوتوال بولا:

"مجھے منظور ہے تمہاری شرط۔ اب جس طرح بھی ہو سکے اس کم بخت سانپ کو پکڑو"

اتنے میں شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔ عنبر قلعے کے بڑے دالان میں آکر بیٹھ گیا۔ کوتوال اور قلعے کے سپاہی دور دور کھڑے ہو گئے۔ عنبر نے یونہی جھوٹے منتر پڑھنے شروع کر دئے۔

پھر سانپ کی آواز میں کہا:

"اب آجاؤ"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے بلند آواز میں کوتوال سے کہا:

"سانپ آرہا ہے۔ خبردار! کوئی اس کو مارنے کی کوشش نہ کرے۔ یہ جادوئی سانپ ہے یہ تو مرے گا نہیں لیکن جو اسے مارنے کی کوشش کرے گا اس کے سارے خاندان سانپ تباہ و برباد کر دیں گے۔

کوتوال نے حکم دے دیا کہ سانپ کو کوئی مارنے کی کوشش نہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرے۔ سب عنبر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دالان میں جگہ جگہ پر ستونوں کے ساتھ مشعلیں روشن تھیں۔ اتنے میں ایک سرمئی سانپ پھن اٹھائے رینگتا ہوا عنبر کے سامنے آکر رک گیا۔ کوتوال اور سپاہی سانپ کو دیکھتے ہی ایک طرف ہٹ گئے۔ وہ سب سانپ سے ڈرے ہوئے تھے۔ کہ جادو کا سانپ ہے اور رات بھی ہو رہی ہے کہیں اڑ کر کسی کو ڈس نہ دے۔

عنبر نے منتر پڑھتے پڑھتے بلند آواز میں سانپ سے کہا:

"میرے پاس آجاؤ۔ خبردار! کسی کو کچھ نہ کہنا۔ یہ سب میرے دوست ہیں"

ساتھ ہی سانپ کی زبان میں عنبر نے سانپ سے کہا:

"اب میرے پاس آجاؤ"

کوتوال اور سپاہی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سانپ نے اپنا پھن سکیڑ لیا اور پیچھے سے عنبر کے پاس آگیا۔ عنبر نے اسے پکڑ کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور کوتوال سے بولا:

"اب میں اسے دریا میں پھینکنے لگا ہوں"

عنبر نے جیب سے سانپ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور قلعے کی فصیل پر آگیا۔ کوتوال اور سپاہی پیچھے پیچھے تھے۔

عنبر نے سانپ سے آہستہ سے کہا:

"تمہارا کام اب ختم ہو گیا ہے۔ تو واپس چلا جا اور اس قلعے کا رُخ نہ کرنا"

سانپ نے کہا:

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا کے بھائی"

عنبر نے سب کے سامنے سانپ کو زور سے دریا کی طرف اچھال دیا۔ سب کی آنکھوں کے سامنے سانپ دریا میں دور جا گرا۔ سپاہیوں نے خوشی سے نعرے لگائے۔ کوتوال نے آگے بڑھ کر عنبر کا شکریہ

عنبر نے کہا:

"اب مجھے ساری رات اس قلعے میں بیٹھ کر ایک خاص طلسمی منتر پڑھنا ہوگا جس کے اثر سے کوئی سانپ کبھی بھی اس قلعے میں داخل نہیں ہوگا"

کوتوال نے کہا:

"بھائی سپیرے: سارا قلعہ تمہاری خدمت پر ہے۔ مگر آج رات کے پچھلے پہر ہمارا راجہ یہاں آنے والا ہے۔ اس نے ایک خاص رسم ادا کرنی ہے۔ اس لئے تم سامنے والی کوٹھڑی میں بیٹھ کر منتر پڑھنا"

عنبر بولا:

"لیکن مجھے منتر پڑھنے کے بعد قلعے کی ساری کوٹھڑیوں میں جا کر پھونکیں مارنی پڑیں گی ورنہ سانپ تھوڑی دیر بعد پھر واپس آجائے گا"

کوتوال نے جلدی سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے تم بے شک ساری کوٹھڑیوں میں جاکر منتر پھونک دینا۔ راجہ تو پچھلے پہر آئے گا۔ تب تک تم ضرور فارغ ہو جاؤ گے۔"

عنبر بولا!

"میں آدھی رات تک فارغ ہو جاؤں گا۔"

اور عنبر نے دالان کی ایک طرف کوٹھڑی کے باہر بیٹھ کر منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ اس کی نظریں قلعے کے پھاٹک کی طرف لگی تھیں۔ جہاں سپاہیوں کا ایک خاص دستہ کھڑا کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ سپہ سالار کو لایا جا رہا تھا۔

جب رات ہو گئی تو پھاٹک میں سے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ گذر کر قلعے میں آ گیا۔ کوتوال بھی وہاں موجود تھا۔ اس کے بعد دوسرا دستہ آیا۔ اس دستے میں سپہ سالار بھی موجود تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ سپہ سالار کو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور وہ سر جھکائے گھوڑے پر بیٹھا ہے۔ سپاہی اور کوتوال سپہ سالار کو اپنی حراست میں لے کر سامنے والی کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد اندر سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے لکڑی کے تختے جڑے جا رہے ہوں۔ ٹھک ٹھک ہوتی رہی۔ عنبر سمجھ گیا کہ سپہ سالار کو تابوت میں زندہ بند کر کے اوپر تختے جڑے جا رہے ہیں۔

وہ چوکس ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کوتوال اور سپاہی کوٹھڑی سے نکل کر ایک طرف چلے گئے۔ کوتوال نے تمام سپاہیوں کو حکم دے دیا تھا کہ جب سپیرا کسی کوٹھڑی میں منتر پھونکنے جائے تو اسے بالکل نہ روکا جائے۔ سامنے والی کوٹھڑی کے باہر ایک سپاہی پہرے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ عنبر منتر پڑھتے پڑھتے اٹھا اور کوٹھڑی کی طرف چلا۔ وہ تابوت کے تختے کو اکھاڑ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ سپہ سالار تابوت میں دم گھٹنے سے نہ مر جائے اور اسے تازہ ہوا آتی رہے۔

کوٹھڑی کے پاس جا کر عنبر نے سپاہی سے کہا:

"میں اندر منتر پھونکنے جانا چاہتا ہوں۔"

سپاہی کو چونکہ کا حکم تھا اس لئے اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور عنبر کو جانے کی اجازت دے دی۔ عنبر کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ وہ یونہی ادھر ادھر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا۔ سپاہی نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ منتر پھونکتے پھونکتے عنبر تیزی سے تابوت کے پاس گیا۔ لکڑی کا بڑا تابوت سامنے والی دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ عنبر نے جلتے ہی تابوت کی چپلی ایک طرف سے ذرا سی اوپر اٹھا دی۔ اور تابوت کے ساتھ منہ لگا کر کہا:

"سپہ سالار! میں عنبر ہوں۔ میں تمہاری جان بچانے آیا ہوں۔ میں نے تازہ ہوا کے لئے تختہ ذرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سا اکھاڑ دیا ہے۔ میں آدھی رات کے بعد آپ کے پاس پھر آؤں گا۔"

یہ کہہ کر عنبر کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔

سپہ سالار نے جب تابوت کے اوپر کا تختہ ایک طرف سے کھسکتا دیکھا اور عنبر کی آواز سنی تو دل میں اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کی سادگی پر مسکرایا کہ بے چارہ میری کیا مدد کر سکے گا بھلا۔ مگر وہ اس بات پر حیران بھی ہوا کہ عنبر اس قلعے میں داخل کیسے ہو گیا۔ اگر وہ قلعے میں داخل ہو کر اس کی کوٹھڑی میں آ سکتا ہے تو ممکن ہے اس کی جان بچانے میں بھی کامیاب ہو جائے۔ تابوت کے اندر تازہ ہوا آنے سے سپہ سالار کو سانس لینے میں آسانی ہو گئی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ دوسری طرف عنبر دوبارہ سامنے والے دالان میں بیٹھ کر منتر پڑھنے لگا۔ پھر وہ اٹھ کر دوسری کوٹھڑی کی طرف گیا۔ وہاں بھی پھونکیں ماریں اور واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔

عنبر نے دیکھ لیا تھا کہ جس کوٹھڑی میں سپہ سالار کا تابوت پڑا ہوا تھا اس کی دیوار میں چھت کے قریب ایک روشندان بنا ہوا تھا۔ جس کی دوسری طرف دریا بہہ رہا تھا۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا۔ رات بہت ہی تاریک تھی۔ عنبر موقع کے انتظار میں تھا۔ ایک گھنٹہ بعد پہرے پر جو سپاہی کھڑا تھا۔ وہ چلا

گیا اور اس کی جگہ دوسرا سپاہی آ گیا۔ اس سپاہی کو بھی معلوم تھا۔ عنبر سپیرا طلسمی سانپ کے لئے منتر پڑھ رہا ہے۔ عنبر اٹھ کر اس پہرے دار کے پاس گیا اور بولا

"میں ایک بار پھر اندر منتر پھونکنے جا رہا ہوں۔ میں ایک زبردست طلسمی عمل کر رہا ہوں۔ اگر میں واپس زندہ نکل آیا تو کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر میں کوٹھڑی سے باہر نہ نکلا تو سمجھ لینا کہ طلسمی سانپ کے ساتھ میں بھی سانپوں کی دنیا میں چلا گیا ہوں۔ میری طرف سے کوتوال صاحب کو کہہ دینا کہ اب کوئی سانپ قلعے میں نہیں آئے گا۔"

سپاہی پریشان سا ہو کر عنبر کو تک رہا تھا۔ عنبر اسے پریشان چھوڑ کر کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے تابوت کے اوپر والے تختے کو اکھاڑ دیا۔ تابوت میں سپہ سالار لیٹا تھا۔ اسے رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ عنبر نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کی رسیاں کھول کر تابوت سے باہر نکالا۔ پھر اس نے کان میں سرگوشی کی۔

"اس روشن دان میں سے نیچے دریا میں کود جاؤ۔"

عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ سپہ سالار نے اس کے کاندھوں پر پاؤں رکھا اور اوپر روشن دان میں چڑھ گیا۔ اس نے دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ نیچے دریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیری رات میں ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ سپہ سالار کے لئے جان بچانے کا اس سے زیادہ سنہری موقع اور کبھی نہیں مل سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ ایک بلکے سے شور کے ساتھ سپہ سالار دریا میں جا گرا۔ وہ نیچے ہی نیچے اترتا چلا گیا۔ پھر اس نے اندر ہی اندر تیرنا شروع کر دیا۔ تیرتا تیرتا وہ بہت دور نکل گیا۔

دوسری طرف عنبر تابوت میں لیٹ چکا تھا۔ اس نے ڈھکنا اوپر ڈال کر تختے کی میخوں کو اندر سے زور سے کھینچا اور تختہ پوری طرح تابوت کے اوپر بیٹھ گیا۔ یہ کام صرف عنبر ہی اپنی خاص طاقت سے کر سکتا تھا۔ باہر پہرے دار خاموش کھڑا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ ابھی تک سپیرا باہر نہیں نکلا۔ جب آدھا گھنٹہ گذر گیا تو اس نے دروازہ کھول کر کوٹھڑی میں دیکھا۔ کوٹھڑی میں سپہ سالار کا تابوت موجود تھا مگر عنبر غائب تھا۔

پہرے دار سپاہی کا رنگ اڑ گیا۔ اتنے میں قلعے کے بڑے دروازے پر شور اٹھا کہ راجہ کی سواری آگئی ہے۔ پہرے دار سپاہی نے سوچا کہ اسے اس معاملے کو یہیں دبا دینا چاہیئے۔ یقینی طور پر سپیرا سانپوں کی دنیا میں چلا گیا ہے۔ وہ خود بھی کہہ رہا تھا۔ اب اگر اس نے کوتوال کو یہ بات بتا دی تو وہ اسے نوکری سے نکال دے گا۔ بلکہ ہو سکتا ہے اسے قتل بھی کروا دے چنانچہ جب اس نے کوتوال کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے

بڑھ سے آگے بڑھ کر کہا:

"حضور! سپیرا آپ کو سلام کہتا تھا۔ وہ تمام کوٹھڑیوں میں منتر پھونک کر چلا گیا ہے۔ کوتوال کو کچھ تعجب ضرور ہوا کہ ..... لیکن چونکہ راجہ کی سواری قلعے میں پہنچ چکی تھی اس لئے کوتوال نے سپیرے پر کوئی خاص توجہ نہ دی اور وہ راجہ کی طرف دوڑا۔

راجہ نے کوتوال سے پوچھا:

"سپہ سالار کا تابوت تیار ہے؟"

کوتوال نے کہا:

"جی ہاں: حضور عالی:

تابوت بالکل تیار ہے۔"

راجہ اوپر قلعے کی فصیل پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے حکم دیا کہ تابوت اٹھا کر وہاں لایا جائے۔ اسی وقت چار حبشی غلام گئے اور کوٹھڑی میں سے تابوت اٹھا کر لے آئے۔ اب اسی تابوت میں عنبر لیٹا ہوا تھا۔ راجہ نے تابوت کو ایک نظر دیکھا۔

اور بولا:

"اسے دریا میں پھینک دو۔"

چار حبشی غلاموں نے تابوت اٹھایا اور اس تابوت کو دریا میں پھینک دیا۔ تابوت دریا میں گرتے ہی کھل گیا مگر لہریں اسے بہا کر دور لے گئیں۔ دریا پر گہرا اندھیرا ہونے کی وجہ سے کسی کو پتہ نہ چل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکا کہ تابوت ٹوٹ چکا ہے۔ بہرحال جب راجہ کی سواری واپس
اپنے محل میں چلی گئی تو کوتوال نے پہرے دار سپاہی سے پوچھا
کہ سپیرا کہاں ہے؟ تب بھی پہرے دار نے یہی جواب دیا کہ جناب وہ
منتر پھونکنے کے بعد چلا گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ کوتوال کو میرا سلام
کہہ دینا اور کہنا کہ اب کوئی سانپ اِدھر کا رخ نہیں کرے گا۔
کوتوال مسکرایا۔
بڑا نیک اور تجربہ کار سپیرا تھا۔

دریا میں آگے آگے سپہ سالار تیرتا جا رہا تھا اور پیچھے پیچھے عنبر
چلا آ رہا تھا۔ اگرچہ دونوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ سپہ سالار
چاہتا تھا کہ بجائے دریا سے باہر نکلنے کے بہتر ہے کہ وہ دریا میں تیرتا
ہوا اس شہر کے علاقے سے بہت دور نکل جائے۔ وہ بڑے سکون
سے تیر رہا تھا۔ عنبر کی رفتار بہت تیز تھی۔ یہ طوفانی رفتار تھی۔ وہ
سپہ سالار کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اندھیری رات میں عنبر
تھوڑی ہی دیر بعد سپہ سالار کے پاس آ گیا جو دریا میں بڑی نقاہت
سے تیر رہا تھا۔ عنبر نے اسے نیچے سے اوپر اٹھا لیا۔ سپہ سالار نے
اندھیرے میں بھی عنبر کو پہچان لیا۔

○

عنبر کا کارنامہ

عنبر نے پانی میں سپہ سالار کی گردن کو پانی سے باہر اٹھا
رکھا تھا۔
عنبر طوفانی رفتار سے دریا میں تیرتا کافی دور نکل گیا۔ پھر وہ
دریا کے کنارے پر آ گئے۔ کیونکہ آگے دریا میں چھوٹی چھوٹی چٹانیں
آ گئی تھیں۔
سپہ سالار نے دریا سے نکلنے کے بعد عنبر سے پوچھا:
"دوست! تمہارے پاس ضرور کوئی جادو ہے۔ جس کی
مدد سے تم نے میری بچیوں کے طلسم کو بھی توڑ دیا
اور اب تابوت میں اتنی بلندی سے گرانے کے بعد بھی
زندہ ہو۔"
عنبر نے کہا:
"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں بھی آپ کی طرح کا
ایک عام انسان ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہاں سے
آپ کا آبائی [illegible] کتنی دور ہے۔ کیونکہ آپ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیوی چمپاوٹی اور دونوں لڑکیاں وہاں پہنچ گئی ہوئی ہیں۔"

سپہ سالار نے اپنی جان بچانے پر عنبر کا بے حد دلی شکریہ ادا کیا اور یہ سن کر اسے اور زیادہ خوشی ہوئی کہ ان کی بیوی اور لڑکیاں آبائی گاؤں چلی گئی ہیں۔

وہ بولا:

"مجھے یقین ہے کہ راجہ کو ایسا کوئی شک نہیں ہوگا کہ تابوت میں میں نہیں تھا۔"

عنبر نے کہا:

"اسے کیسے شک ہو سکتا ہے۔ اس نے تابوت کھلوا کر بالکل نہیں دیکھا۔ تابوت میں میں بند تھا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اس میں سپہ سالار ہے۔ وہ تو بالکل مطمئن ہے کہ اس نے سپہ سالار کو ختم کروا دیا ہے۔"

سپہ سالار بولا:

"راجے راجاؤں کی دوستی اور دشمنی۔ دونوں اچھی نہیں ہوتیں۔"

پھر سپہ سالار نے بتایا کہ اس کا گاؤں یہاں سے ایک دن کے فاصلے پر ہے۔ وہ دریا کے دوسرے کنارے پر آ ہی چکے ہیں۔

پڑھا تو انہوں نے اپنا سفر شروع کر دیا۔ شام کو وہ اپنی
ل پر پہنچ گئے۔ سپہ سالار کی بیوی چمپاوٹی اپنے خاوند کو
کر بہت خوش ہوئی۔ اب اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کو
ل بات بتا دی۔ لڑکیاں تو ہکا بکا ہو کر رہ گئیں۔ انہوں
نے عنبر کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

عنبر کا دل اب کیٹی ناگ ماریا کے لئے بہت اداس ہو رہا تھا۔
اس نے سپہ سالار کے گاؤں والے گھر میں صرف ایک رات قیام
اور اگلے روز وہ اپنے اصلی دوستوں یعنی ناگ ماریا کیٹی اور
ناگ جولی سانگ کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ اس وقت کیٹی
ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ جنوبی ہندوستان کے ایک
نے شہر تنجور پہنچ چکے تھے۔ یہ شہر آج سے دو اڑھائی سو سال
بہت ترقی کر چکا تھا۔ یہ شہر جنوبی ہندوستان کے چولا
جاؤں کا دارالحکومت تھا۔ یہاں بڑے بڑے مندر تھے۔ اور
روں میں بھی مورتیاں تراشی گئی تھیں۔ بازار کشادہ تھے۔ مگر
ن دو منزلہ ہی تھے۔ جن کی چھتیں ڈھلوان تھیں کیونکہ اس
اقے میں بارش بہت ہوتی ہے۔

ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ شہر کی ایک پرانی
رائے میں اترے۔ یہ سرائے ایک تالاب کے کنارے تھی اس
کوٹھڑیاں تنگ و تاریک تھیں۔ ہر کوٹھڑی میں دن کے وقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی چراغ روشن رہتا تھا۔ تالاب کی دوسری طرف سرائے
سامنے ایک چھوٹا سا مندر تھا۔ جہاں شیش ناگ کے بت
پوجا ہوتی تھی۔ اس علاقے میں لوگ سانپ کو مقدس دیو
سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہیں مارتے نہیں تھے۔ سانپ اگر
میں آجاتا تھا تو گھر والے اسے دودھ پلاتے تھے اور
آرام پہنچاتے تھے۔ حالانکہ سانپ کو کیا معلوم کہ یہ کون
ہیں۔ وہ تو آخر سانپ ہوتا ہے۔ اور سانپ کبھی کسی کا د
نہیں ہوتا۔ چنانچہ کبھی کبھی یہ سانپ غصے میں آکر ڈس
دیتے تھے۔ اور لوگ مر جاتے تھے۔ یہ گمراہ لوگ یہ سمجھ
سانپ دیوتا نے اس آدمی کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ ہندو
آج سے ہزار برس پہلے بھی ایسی ہی توہم پرست اور
پس ماندہ تھی۔ یعنی ترقی سے پیچھے رہی ہوئی تھی۔ پس
اس آدمی کو کہتے ہیں جو پیچھے رہ جائے۔ چنانچہ اس زما
میں بھی جنوبی ہندوستان کے گمراہ لوگ سانپوں کی پوجا کر
تھے۔ ان کے ہاتھوں مارے بھی جاتے تھے مگر باز نہیں آ
تھے۔ سانپوں کو دودھ پلاتے، شہد کھلاتے تھے۔ سانپ
ان کے گھروں میں پھرا کرتے۔ چونکہ یہ سانپ کو چھیڑتے
تھے۔ اسی لئے سانپ انہیں کچھ نہیں کہتے تھے۔ اور گھ
میں چلتے پھرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ لیکن جونہی کسی

کے اوپر آجاتا تو وہ تڑپ کر اسے ڈس دیتے
کیونکہ یہ سانپ کی فطرت ہے۔ اس لئے سانپ کو
دوست نہیں سمجھنا چاہئے۔ وہ جہاں نظر آجائے
کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ناگ کی خوشبو جب سامنے والے مندر میں پہنچی تو وہاں
دو چار سانپ مندر کے صحن میں چلتے پھرتے رہا کرتے تھے
ناگ دیوتا کو سلام کرنے سرائے میں آگئے۔ لوگوں کا ہجوم
گیا کہ یہ مندر کے سانپ سرائے میں کس سے ملنے آئے ہیں
نے دور ہی سے سانپوں کو ان کی زبان میں ڈانٹ

کہا:
"جدھر سے آئے ہو ادھر ہی واپس چلے جاؤ۔
خبردار!
جب تک میں نہ بلاؤں کسی کو ادھر آنے کی جرأت نہ ہو۔"
سانپ اسی وقت الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔
ماریا نے ہنس کر کہا:
"آنے دیتے انہیں ناگ بھیا! ذرا رونق ہی رہتی۔"
ناگ نے کہا:
"یہاں خواہ مخواہ تماشا بن جاتا۔ ہم تو عنبر کی تلاش
میں یہاں آئے ہیں ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہیئے۔"

کیٹی نے فضا میں سونگھ کر کہا:

"مجھے تو فضا میں عنبر کی خوشبو نہیں ملتی۔"

جولی سانگ تھیوسانگ اور ناگ ماریا نے بھی کیٹی کے خیال کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: کہ معلوم ہوتا ہے عنبر اس شہر میں ابھی تک نہیں پہنچا۔ ہمیں اس سرائے میں رہ کر عنبر کا انتظار کرنا چاہیئے۔

جولی سانگ کہنے لگی:

"ہم ضرور اس سرائے میں کچھ وقت گذاریں گے۔ لیکن ماریا کو شہر کا چکر لگانے کے لئے نکل جانا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے شہر میں کوئی سراغ مل جائے۔"

کیٹی اور تھیوسانگ نے اس کی تائید کی۔

ماریا بولی:

"میں تو خود جانے کو تیار تھی۔ میں بھی عنبر بھیا کو جلد از جلد اپنے درمیان دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں شہر کا چکر لگانے جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد واپس آجاؤں گی۔"

سب نے ماریا کو ہدایت کی کہ وہ زیادہ دور نہ جائے ماریا کے جانے کے بعد ناگ نے جولی سانگ کو ساتھ لیا اور

سامنے والے مندر کی طرف سیر و تفریح کرنے نکل گیا۔ سرائے میں پیچھے کیٹی اور تھیوسانگ رہ گئے تھے۔ ناگ اور جولی سانگ مندر میں گئے۔ دیکھا کہ شیش ناگ کی مورتی بنی ہوئی ہے اور لوگ آکر اس کی پوجا کر رہے ہیں۔

ناگ نے جولی سانگ سے کہا:

"یہ لوگ گمراہ ہیں۔ بھلا پتھر کے سانپ کی مورتی سے انہیں کیا مل سکتا ہے۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میں حیران ہوں کہ یہ لوگ اس خدا کی عبادت کو چھوڑ کر جس نے ساری کائنات بنائی ہے پتھر کے بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں۔؟"

ناگ بولا:

"بھٹکے ہوئے لوگ ہی ایسا کرتے ہیں۔ جن کا ایمان خدا پر پختہ ہے وہ ایسا کبھی نہیں کرتے۔ وہ تو بتوں کو توڑ دیتے ہیں۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے ناگ اور جولی سانگ ایک ستون کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ مندر کے سانپوں نے ناگ دیوتا کو دیکھ لیا تھا۔ مگر چونکہ ناگ نے انہیں قریب آنے سے منع کر دیا تھا۔ اس لئے وہ اس کے پاس نہیں آرہے تھے اتنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ایک آدمی جسم پر نیلے رنگ کا لبادہ اوڑھے مندر میں داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال جھالروں کی طرح اس کی گردن پر پڑے تھے۔ ماتھے پر زرد رنگ کا تلک لگا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا۔ اس نے آتے ہی شیش ناگ کے بت پر ہار ڈالا۔ ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ اس آدمی کی عمر پچاس برس کے قریب تھی۔ جسم بھاری بھاری تھا۔ آنکھوں کا رنگ زرد تھا اور ان میں بڑی تیز چمک تھی۔

یہ آدمی اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر جولی سانگ پر پڑی۔ وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ جولی سانگ نے اتفاق سے اس کی طرف دیکھا تو اسے گھورتے ہوئے پا کر ناگ سے کہنے لگی۔

"یہ نیلے لبادے والا آدمی کون ہے یہ میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہا ہے۔"

ناگ نے نیلے لبادے والے آدمی کی طرف دیکھا تو اب اس نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا۔ ناگ اسے پہچان نہ سکا کہ اس آدمی کے دل میں کیا ہے۔ اور وہ اصل میں کون ہے ناگ نے اس پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد کہا!

"یہ تو کوئی پجاری قسم کا آدمی ہے۔"

جولی سانگ بولی:

"مجھے تو کسی دوسری دنیا کا آدمی لگتا ہے۔ دیکھو اس کا رنگ یہاں کے لوگوں کی طرح کالا نہیں ہے بلکہ زرد ہے۔ اور آنکھیں بھی چین کے لوگوں کی طرح کی ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے کوئی سیاح ہو اور ہندوستان کی سیر و سیاحت کرنے آیا ہو۔ یہاں ہر سال ہزاروں سیاح آتے ہیں۔ اور یہاں کی سیر کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔"

ایک چھوٹی لڑکی بھاگتی ہوئی جولی سانگ کے پاس آگئی اور مسکرا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا پھولوں کا ہار تھا۔ اپنی توتلی زبان میں بولی:

"یہ ہار میرے گلے میں باندھ دو۔"

جولی سانگ اور ناگ کو یہ لڑکی بڑی پیاری لگی۔ جولی سانگ نے ہار لڑکی کے گلے میں ڈال کر پیچھے سے دھاگا باندھ دیا۔ لڑکی نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔ اور بھاگ گئی۔

کتنی پیاری بچی تھی:

جولی سانگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا :

"بچے فرشتے ہوتے ہیں۔ بچوں میں انسان کو انسانیت کی سچی جھلک مل جاتی ہے۔ بچے منافقت نہیں کرتے جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر ہوتا ہے۔"

مگر جولی سانگ اس ستون کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے نیلے لبادے والا چینی زرد آدمی بیٹھا تھا اب وہ آدمی وہاں نہیں تھا۔

جولی سانگ نے کہا :

"ناگ بھیّا !

وہ چینی قسم کا آدمی جو مجھے گھور رہا تھا۔ اب نہیں ہے۔ چلا گیا ہے۔

کہاں چلا گیا ہوگا ؟"

ناگ بولا :

"تمہیں اس بارے میں کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیئے۔ ایسے تو ہزاروں آدمی تمہیں ہمارے ساتھ سفر کرتے ہوئے ملیں گے۔ جس کو تم اچھی لگو گی وہ تم سے باتیں کرنے کی کوشش کریں گے۔ تمہاری جان بوجھ کر تعریف کریں گے۔ مگر جن لڑکیوں کے دل پاک ہوتے ہیں اور جن کی زندگی کا اونچا

مقصد ہوتا ہے۔ وہ کسی آدمی کی اس قسم کی باتوں پر دھیان نہیں دیتیں۔"

جولی سانگ خاموش ہو گئی۔

ناگ نے اٹھتے ہوئے کہا :

"چلو اب مندر کے پیچھے جو باغ ہے۔ اس کی سیر کرتے ہیں۔ یہ باغ کافی خوبصورت ہے۔"

ناگ اور جولی سانگ باغ میں آ گئے۔ اس باغ میں ناریل اور کیلے کے درختوں کے جھنڈ اُگے ہوئے تھے۔ بیچ میں ایک تالاب تھا۔ جس میں فوارہ چل رہا تھا۔ تالاب کے کنارے کنارے سفید اور سبز پتھر کے بنچ رکھے تھے۔ جولی سانگ اور ناگ اس بنچ پر بیٹھ گئے۔ ہندران کے پیچھے کی جانب رہ گیا تھا۔

وہی زرد آنکھوں اور نیلے لبادے والا آدمی درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے چھپ کر کھڑا جولی سانگ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے لبادے کے اندر ہاتھ ڈال کر قمیض کی جیب میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر اسے دیکھا۔ اس میں سے تانبے کا ایک چوکور میڈل نکال کر اسے دیکھا۔ میڈل پر جولی سانگ کی تصویر کھدی ہوئی تھی۔ چینی نے تانبے کا میڈل ڈبیا میں بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور درختوں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے چھپ کر بیٹھا رہا۔ جب ناگ اور جولی سانگ باتیں کرتے اٹھ کر سرائے کی طرف گئے تو چینی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ ناگ اور جولی سانگ سرائے میں آ گئے۔ چینی دور ایک طرف چھپ کر کھڑا جولی سانگ کو تھیو سانگ اور کیٹی سے باتیں کرتا دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ لڑکی اسی سرائے میں اپنے دوستوں کے ساتھ اتری ہوئی ہے۔ چینی وہاں سے تیزی سے ایک طرف چلا گیا۔ وہ پرانے باغ میں سے گذر کر ایک ویران کچی سڑک پر آ گیا جو دور اونچے ٹیلوں کی طرف چلی گئی تھی۔ پراسرار چینی سیاح سڑک پر چلتا گیا۔ دور ٹیلے کی ایک طرف چھوٹی سی جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔ اس جھونپڑی کے باہر ایک پرانا تخت پوش بچھا تھا۔ پراسرار چینی جھونپڑی میں داخل ہو گیا۔ جب باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سفید کبوتر تھا۔

پراسرار چینی سیاح نے کبوتر کو تخت پوش پر بٹھا کر آگے دانا ڈال دیا۔ پھر ایک کاغذ پر یہ سطریں لکھیں۔

"جس کی تلاش تھی وہ مل گئی ہے۔ میں اسے لے کر جلدی آ رہا ہوں۔ جہاز کو سمندر میں بالکل تیار رکھو۔"

یہ کاغذ تہہ کر کے اس نے کبوتر کے پاؤں کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر کبوتر کا منہ مشرق کی طرف کر کے زور

سے ہوا میں اچھال دیا۔

قاصد کبوتر تھا۔ اسے سدھایا ہوا تھا۔ وہ پیغام لے کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی منزل وہاں سے بیس میل دور سمندر کا کنارہ تھی۔ جہاں ویران علاقے میں سمندر کے کنارے ایک بادبانی جہاز لنگر ڈالے ہوئے تھے۔ جہاز کے ملاح زمین پر بیٹھے آرام کر رہے تھے۔ جہاز کا لنگڑا چینی کپتان عرشے پر آرام کرسی ڈالے بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ کہ اچانک کبوتر اس کے کاندھے پر آ کر بیٹھ گیا۔ لنگڑے کپتان نے کبوتر کو ہاتھ میں لے لیا۔

اس نے اس کی ٹانگ پر لپٹا ہوا خط نکال کر کھولا۔ اسے پڑھا تو اس کے چہرے پر خوشی کی لہریں چمکنے لگیں۔ جس مقصد کو لے کر وہ طوفانی سمندروں کا مقابلہ کر کے ہندوستان کے ساحل پر آئے تھے۔ اور ایک سال سے ہندوستان میں بھٹکتے پھر رہے تھے۔ آخر وہ اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس نے فوراً جوابی خط لکھا۔

"ہم تیار ہیں ڈاموگ دیوتا کا کہا سچ نکلا۔ تم اس لڑکی کو لے کر یہاں پہنچو ہم جہاز کا لنگر اٹھانے اور بادبان کھولنے کے لیے بالکل تیار بیٹھے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قاصد کبوتر ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں رقعے کا جواب لے کر واپس پراسرار چینی کے پاس آگیا۔ پراسرار چینی نے لکڑے کپتان کا خط پڑھا تو اسے پھاڑ کر وہیں پھینک دیا اور بہت خوش ہوا۔

دوسری طرف ماریا شہر کے اوپر کئی چکر لگا چکی تھی۔ اسے عنبر کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اس کی خوشبو بھی کہیں سے نہیں آرہی تھی۔ سارے ساتھی سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ تھیو سانگ نے کہا کہ میرے خیال میں ہمیں اس ملک کو چھوڑ کر شمال کی طرف ملک بخارا کی طرف نکل جانا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ عنبر ہمیں شمال کے کسی ملک میں ہی ملے گا۔ یہاں اس کے ملنے کی امید نظر نہیں آتی۔

کیٹی اور ناگ نے بھی ایسے ہی خیال کا اظہار کیا۔ جولی سانگ سے پوچھا گیا کہ تمہارا کیا خیال ہے:

اس نے کہا:

"تھیو سانگ بھائی کا خیال ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ماریا سے بھی مشورہ ضروری ہے۔"

ناگ نے ماریا سے پوچھا تو وہ بولی:

"یہاں رہنا ویسے تو بے کار ہی لگتا ہے۔ کیونکہ عنبر کا یہاں دور دور تک نشان نہیں ملتا۔ لیکن پھر بھی میں چاہتی ہوں کہ جیسا ہم اکثر کرتے آئے

ہیں۔ اس شہر میں ہمیں کم از کم دو تین دن ضرور رکنا چاہیئے۔ ممکن ہے عنبر اس دوران کہیں سے ادھر آنکلے۔"

ناگ نے تھیو سانگ کیٹی اور جولی سانگ سے مشورہ لیا تو انہوں نے بھی ماریا کے خیال کی تائید کی۔ یعنی ماریا کے خیال کی حمائت کی اور کہا کہ ماریا کے کہنے کے مطابق ہمیں دو روز اس سرائے میں ہی ٹھہرنا چاہیئے۔

چنانچہ وہ سرائے میں ہی ٹھہرے رہے۔ اسی شام کا ذکر ہے کہ عنبر جنوبی ہندوستان کے مشرقی ساحل پر اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے تھوڑے فاصلے پر سمندر میں پراسرار چینی اور لکڑے کپتان کا بادبانی جہاز کھڑا تھا۔ عنبر جگہ جگہ شہر شہر گاؤں گاؤں ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ جولی سانگ کو تلاش کرتا چلا آرہا تھا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اسے نہیں مل سکا تھا۔

آخر اس نے سوچا کہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلا جائے۔ اس نے دور سمندر میں ایک بادبانی جہاز کھڑا دیکھا تو اس کے پاس جا کر بولا:

"کپتان میں بہترین کھانا پکا سکتا ہوں۔ چٹان دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ اس کے اندر چاندی ہے سونا ہے یا جواہرات چھپے ہوئے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ عنبر نے یونہی کہہ دیا تھا۔ لنگڑے کپتان نے عنبر کی طرف گھور کر دیکھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو"؟

عنبر بولا:

"کیوں نہیں کپتان۔ مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے"

لنگڑے کپتان نے بے تابی سے کہا:

"تو بتاؤ پھر اس سامنے والی چٹان کے اندر کیا ہے"

عنبر نے جہاز کے اوپر سے ساحل کے پاس آگی ہوئی ایک چٹان کو دیکھا۔ لنگڑا کپتان اسی چٹان کی طرف ہی اشارہ کر رہا تھا۔

اس نے کہا:

"میں ابھی ٹیلے سے پوچھ کر بتاتا ہوں"

عنبر نے جہاز سے اتر کر سامنے والی چٹان کے پاس جا کر ایک سانپ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس چٹان کے اندر کیا ہے؟

سانپ نے کہا:

"اس چٹان کے شروع میں ہی چند پتھر اکھاڑنے کے بعد

اندر ایک سرخ عقیق ملے گا۔ باقی چٹان میں کچھ نہیں ہے"

عنبر نے لنگڑے کپتان کو جا کر بتا دیا کہ چٹان کے شروع میں ایک سرخ عقیق صدیوں سے پڑا ہے۔ لنگڑے کپتان نے فوراً ملاحوں کو حکم دیا کہ چٹان کو آگے سے توڑا جائے۔ ملاح گینتیاں اور ہتھوڑے لے کر چٹان کو آگے سے توڑنے لگے۔ لنگڑا کپتان اور عنبر پاس ہی کھڑے تھے۔ عنبر کو یقین تھا کہ سرخ عقیق ضرور نکلے گا۔ ملاحوں نے شور مچا دیا کہ سرخ عقیق نکل آیا ہے۔ اور ایک ملاح نے عقیق لا کر لنگڑے کپتان کو دکھایا۔ کپتان نے غور سے دیکھا واقعی یہ ایک بڑا قیمتی اصلی عقیق تھا۔

لنگڑا کپتان عنبر کو اپنے ساتھ جہاز پر لے گیا اور بولا:

"میں تمہیں اپنے جہاز پر نائب کپتان بنا کر رکھ لیتا ہوں مگر تمہیں میرے ساتھ ایک عہد کرنا ہوگا کہ تم سوائے میرے یہ راز کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ صرف مجھے ٹیلوں اور چٹانوں میں چھپے خزانوں کا پتہ بتاؤ گے"

عنبر کو کسی دوسرے ملک کا سفر کرنا تھا۔ اس کو کیا ضرورت تھی کہ کسی دوسرے کو یہ راز بتاتا۔

اس نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ سوائے تمہارے اور کسی کو یہ راز نہیں بتاؤں گا۔ اور کسی کو چٹان میں چھپے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوئے خزانے کا پتہ نہیں بتاؤں گا۔لیکن یہ جہاز پہلے
کہاں جا رہا ہے۔؟"
لنگڑے کپتان نے کہا:
"ہم ابھی ملک چین جا رہے ہیں۔وہاں سے کسی
دوسرے ملک کو جائیں گے۔"
عنبر نے سوچا کہ چلو پہلے چین چل کر کیٹی ناگ ماریا کو تلاش
کرتے ہیں اگر وہ وہاں نہ ملے تو پھر کسی دوسرے ملک کی راہ لوں
گا۔ لنگڑے کپتان نے عنبر کو نائب کپتان کی وردی دی جو اس
نے پہن لی۔ لنگڑے کپتان نے اعلان کر دیا کہ عنبر آج سے ہمارا
نائب کپتان ہے۔
عنبر نے پوچھا:
"یہ جہاز کب چین کی طرف روانہ ہوگا؟"
لنگڑا کپتان کہنے لگا:
"یہاں ایک قریبی شہر میں میرا ایک ساتھی کچھ ضروری
چیزیں لینے گیا ہوا ہے۔ جونہی وہ آگیا جہاز یہاں
سے لنگر اٹھائے گا۔"
لنگڑے کپتان کا وہی پراسرار چینی ساتھی تھا۔جو جولی سانگ
کو اٹھا لے جانے کی فکر میں سرائے کے چکر کاٹ رہا تھا۔ وہ
فقیر کا بھیس بدل کر سرائے کے باہر ایک طرف بیٹھ گیا تھا۔

...س نے اتنی مہارت سے بھیس بدلا تھا کہ جولی سانگ اللہ
...ک بھی اسے نہیں پہچان سکتے تھے۔
اسی شام کا ذکر ہے کہ جولی سانگ کوٹھڑی کے باہر چبوترے
...بیٹھی اپنے بالوں میں کنگھی پھیر رہی تھی۔ پراسرار چینی فقیر
...ے بھیس میں اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے اسی گھڑی کا
...نتظار تھا کہ کب جولی سانگ اپنے بالوں میں کنگھی پھیرتی ہے
کنگھی پھیرنے کے بعد جولی سانگ نے سر کے بالوں کا چھوٹا
سا گچھا چبوترے کی ایک طرف پھینک دیا۔ اور بالوں کو جھٹک
کر ایک طرف کو کوٹھڑی میں چلی گئی۔
اب پراسرار چینی اپنی جگہ سے اٹھا۔وہ فقیر کے بھیس میں تھا۔
اس نے چبوترے کے پاس جا کر جہاں جولی سانگ کے بال گرے
تھے وہاں اپنا تھیلا گرا دیا۔ جھک کر تھیلا اٹھاتے ہوئے اس
نے جولی سانگ کے سر کے بال بھی اٹھا لئے۔ جلدی جلدی یہ چینی
پراسرار آدمی سرائے سے باہر نکل گیا۔جولی سانگ کے بالوں کا
گچھا اس نے تھیلے میں رکھ لیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آبادی سے
دور جنگل میں آگیا۔ یہاں اس نے اپنی صدری کی جیب سے
تانبے کا میڈل ایسا ٹکڑا نکال کر اسے غور سے دیکھا۔اس چوکور
میڈل پر جولی سانگ کا میڈل بنا ہوا تھا۔ اس شکل میں جولی
سانگ غور سے دیکھ رہی تھی۔ پراسرار چینی نے میڈل صدری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں چھپا لیا اور جنگل میں چلتے چلتے ایک ٹیلے کے اندر بنی ہوئی چھوٹی سی سرنگ میں داخل ہوگیا۔

سرنگ کے اندر دو گھوڑے بندھے تھے۔ زمین پر ایک بڑا سا ٹوکرا پڑا تھا۔ جس کے اوپر بانس کا ڈھکنا چڑھا ہوا تھا یہ ٹوکرا خالی تھا۔ پراسرار چینی نے یہاں اپنا فقیروں ایسا لباس اور موچھیں اتار کر پھینک دیں اور پھر وہی پیلے رنگ کا لبادہ اوڑھ لیا۔ وہ سرنگ کے باہر آکر آسمان کو دیکھنے لگا۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ پراسرار چینی کو رات ہونے کا انتظار تھا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اس نے لنگڑے کپتان کو کبوتر کے ذریعے پیغام بھجوا دیا تھا اور اس کا جواب بھی اسے مل گیا تھا۔ مغربی ساحل پر سمندر میں لنگڑے کپتان کا بادبانی جہاز تیار کھڑا تھا۔

جب رات ہوگئی تو پراسرار چینی نے سرنگ کے اندر آگ روشن کر لی۔ پتھروں میں لکڑیاں لگا کر اس نے آگ جلائی اور اس کے سامنے دوزانوں ہوکر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ آدھے گھنٹے تک وہ منتر پڑھتا رہا۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور آگ کے گرد چکر لگانے لگا۔ ایک سو چکر پورا ہوا تو وہ دوبارہ آگ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ جب رات

... گئی تو پراسرار چینی نے تھیلے میں سے جولی سانگ کے سر ... لوں کا گچھا نکال کر آگ کے سامنے رکھ دیا۔ اب وہ ایک ... چھے میں سے نکالتا اور منتر پڑھ کر اسے آگ میں ڈال دیتا۔

دوسری طرف جولی سانگ سرائے کی کوٹھڑی میں پلنگ پر ... ار سے لیٹی تھی کہ اچانک اس کی طبیعت بے چین ہو گئی۔ ... ت پراسرار چینی نے جولی سانگ کا صرف ایک بال آگ ... ں ڈالا تھا۔ جولی سانگ اٹھ بیٹھی۔ اس کا دوسرا بال آگ میں ... ڈالا تو جولی سانگ کے ذہن پر دھند سی چھانے لگی۔ اسے یوں ... جیسے وہ ایک وسیع صحرا میں اکیلی کھڑی ہے۔ پراسرار چینی نے ... ل سانگ کے آدھے بال جب آگ میں ڈال دیئے تو جولی سانگ ... یادداشت غائب ہوگئی تھی۔ اسے بالکل یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ ... ر مارپا کیٹی تھیو سانگ کے ہمراہ سرائے میں رہ رہی ہے اور یہ ... ل عنبر کی کھوج لگا رہے ہیں۔

جب پراسرار چینی نے جولی سانگ کے پورے بالوں کا گچھا آگ ... ڈال دیا تو جولی سانگ کا ذہن پرانی یادوں سے بالکل صاف ہو ... تھا۔ وہ کوٹھڑی سے نکل کر سرائے کے صحن میں آگئی۔ اس ... ذہن میں آگ سی لگی تھی اور وہ جنگل کی طرف جانا چاہتی تھی ... سے اسے ٹھنڈے پانی کی ہوا آرہی تھی وہ سمجھ رہی تھی ... ٹھنڈے پانی میں ہی اس ... ٹ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ صرف سرائے کے باہر ایک لیمپ روشن تھا۔ ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ ساتھ والی کوٹھڑی میں آرام کر رہے تھے۔ جولی سانگ کو بالکل یاد نہیں تھا کہ عنبر ناگ کیٹی ماریا تھیو سانگ اس کے ساتھی ہیں۔

اسے تو صرف جنگل میں جانے کی لگن لگی ہوئی تھی۔ وہ سرائے سے نکلی اور جدھر سے اسے ٹھنڈے پانی کی ہوا آ رہی تھی ادھر کو چل پڑی۔ وہ اندھیرے میں آبادی سے دور ہوتی گئی۔ پھر جنگل شروع ہو گیا۔ اس جنگل میں سے جولی سانگ بڑی جلدی سے گذر گئی۔ اس کے جسم میں گرمی پیدا ہو رہی تھی۔ اب سامنے سے اسے ٹھنڈی ہوا آنے لگی تھی۔ وہ اس ٹھنڈی ہوا کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔ جب وہ ٹیلے والی سرنگ کے پاس آ گئی تو پراسرار چینی اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ جولی سانگ کو دیکھتے ہی اس نے دونوں بازو بلند کئے اور بولا:

"شہزادی جولی کا آنا مبارک ہو۔"

جولی سانگ نے چینی کی طرف دیکھ کر کہا:

"مجھے آگ لگی ہے۔ پانی کہاں ہے؟"

پراسرار چینی اسے چشمے پر لے گیا۔ جولی سانگ نے چشمے کے ٹھنڈے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ وہ چشمے کے پانی میں غوطہ لگ گئی۔ چشمے میں نہانے سے اس کی روح کو سکون مل گیا وہ چشمے

پانی سے باہر نکلی تو پراسرار چینی نے کہا:

"شہزادی جولی!

میرے ساتھ سرنگ میں آ جاؤ۔ تمہاری کنیزیں تاج لئے تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں۔"

جولی سانگ شہزادیوں کی طرح چلتی ہوئی چینی کے ساتھ سرنگ میں داخل ہو گئی۔ سرنگ میں آگ کا الاؤ بجھ چکا تھا۔ جولی سانگ بجھی ہوئی آگ کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور کہا:

"میرا تاج کہاں ہے۔ میرا محل کہاں ہے۔ میرا تخت کہاں ہے مجھے میرے شاہی محل میں لے چلو۔"

پراسرار چینی نے بجھی ہوئی آگ میں سے تھوڑی سی راکھ نکالی اور جولی سانگ کے جسم پر چھڑک دی۔ جولی سانگ کا جسم چھوٹا ہونا شروع ہو گیا۔ چینی نے جیب سے چوکور تانبے کا میڈل نکال کر جولی سانگ کو ہتھیلی پر اٹھا لیا۔ پھر اسے میڈل پر چپکا دیا۔ جولی سانگ ایک ابھری ہوئی تصویر کی طرح میڈل پر چپک گئی۔ چینی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور میڈل جیب میں رکھ لیا۔ ٹوکرا ایک گھوڑے پر لادا اور دوسرے گھوڑے پر خود سوار ہو کر مغربی ساحل کی طرف روانہ ہو گیا۔

ساری رات اور سارا دن وہ جنگل اور ویران میدانوں میں سفر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرتا رہا۔ دوسرے روز شام ہونے سے پہلے وہ ساحل سمندر پر پہنچ گیا اس نے دیکھا کہ لنگڑے کپتان کا بادبانی جہاز سمندر میں لنگر ڈالے کھڑا ہے۔

پراسرار چینی گھوڑے سے اتر کر سمندر کے کنارے آگیا۔ لنگڑا کپتان اسے دیکھ کر جہاز سے اتر کر نیچے آگیا۔ وہ چینی کو ایک طرف لے گیا اور رازداری سے بولا:

"کیا تم شہزادی کو اغوا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو؟"

پراسرار چینی نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"شہزادی جولی میری جیب میں ہے۔"

پھر اس نے جیب سے تانبے کا میڈل نکال کر دکھایا جس کے دونوں جانب جولی سانگ کی شکل ابھری ہوئی تھی۔

پراسرار چینی بولا:

"اس میں سے ایک جولی شہزادی زندہ ہے۔"

اب بادبان کھول دو۔ ہمیں چین کی طرف جانا ہے۔"

لنگڑا کپتان اور پراسرار چینی جہاز پر چڑھ گئے۔ کپتان نے حکم دیا۔

"لنگر اٹھا کر بادبان کھول دو۔ ہم اپنے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں۔"

اسی وقت جہاز کا لنگر کھینچ لیا گیا۔ ستونوں کے ساتھ لپٹے

ہوئے بادبان کھول دیئے گئے۔ بادبانوں میں ہوا بھر گئی۔ لنگڑا کپتان وہیل کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ وہ وہیل گھما کر جہاز کو سمندر کی ایک طرف لے جانے لگا۔ جہاز آہستہ آہستہ ساحل سے دور ہونا شروع ہو گیا۔ پراسرار چینی بھی وہیں موجود تھا کہ نیچے سے عنبر نائب کپتان کی وردی پہنے اوپر آگیا۔

اور بولا:

"کپتان:

ہم کتنے دنوں میں چین پہنچیں گے۔؟"

لنگڑے کپتان نے کہا:

"دو مہینے لگ جائیں گے۔"

پراسرار چینی نے عنبر کو دیکھا تو پوچھا:

"یہ نوجوان کون ہے؟ کپتان۔ اس سے پہلے میں نے اسے جہاز پر نہیں دیکھا۔

لنگڑا کپتان بولا:

"یہ نائب کپتان عنبر ہے۔ میں نے اسے نائب کپتان بنا دیا ہے۔"

پراسرار چینی نے تعجب سے کہا:

"اس کی کیا ضرورت تھی کپتان؟"

لنگڑا کپتان چینی ساتھی کو ایک طرف لے گیا اور بولا:

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM PAKBOOKSFREE.PK

"یہ زمین اور ٹیلے کو دیکھ کر بتا دیتا ہے کہ اس کے اندر خزانہ دفن ہے"

پھر اس نے سرخ عقیق نکال کر چینی کو دکھایا۔ اور کہا:

"یہ سرخ عقیق اس عنبر نے ایک چٹان میں سے نکالا ہے۔ اس نے کہا: چٹان کے شروع میں ہی ایک قیمتی عقیق موجود ہے۔ ہم نے چٹان کو توڑا تو یہ سرخ عقیق نکل آیا۔ یہ آدمی ہمارے بڑے کام آئے گا۔ ہم اس کی مدد سے پرانے کھنڈرات اور محلات میں دبے ہوئے خزانے نکال سکیں گے"

پراسرار چینی بولا:

"لیکن اس کو شہزادی جولی اور اپنے خاص رانکے بارے میں کچھ نہ بتانا"

لنگڑا کپتان بولا:

"میں اتنا احمق نہیں ہوں۔ چین میں اس سے کسی پرانے اور بڑے خزانے کا پتہ پوچھ کر ہم اسے قتل کر دیں گے"

دونوں مسکرائے۔ پھر پراسرار چینی نیچے اپنے چھوٹے کیبن میں آ گیا۔ اس نے جولی سانگ کی شکل والا میڈل اپنی جیب

میں ہی رکھا اور برتھ پر لیٹ گیا۔ جہاز کھلے سمندر میں چین کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔

پیچھے جب رات گذر گئی تو ماریا نے کیٹی نائک اور تھیو سانگ سے کہا:

"اب ہمیں مل کر شہر کا ایک چکر لگانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے عنبر کا کوئی کھوج مل جائے"

کیٹی بولی:

"جولی سانگ ساتھ والی کوٹھڑی میں ہے۔ اسے بھی ساتھ لیے چلتے ہیں"

ماریا نے کہا:

"میں اسے لاتی ہوں"

پھر اچانک سانس لے کر بولی:

"لیکن ـــــ لیکن مجھے جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی"

کیا معنیں آ رہی ہے"

اب جو ان سب نے سانس لیا تو گھبرا گئے۔ کیونکہ ان میں سے کسی کو جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ دوڑ کر ساتھ والی کوٹھڑی میں گئے۔ کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ جولی سانگ وہاں نہیں تھی۔ وہ پریشان ہو گئے۔

جولی سانگ کہاں چلی گئی؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب کے دل میں ایک ہی سوال تھا۔
ناگ بولا:
"میرا خیال ہے۔ اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہوگیا ہے۔ وہ اس شہر میں نہیں ہے۔ اگر شہر میں ہوتی تو اس کی خوشبو ضرور آتی۔"
کیٹی نے باہر نکل کر دیکھا اور بولی:
"دن نکلنے پر اس کے پاؤں کے نشان دیکھنے چاہئیں۔"
تھیو سانگ برآمدے میں جھکا زمین کو غور سے دیکھ رہا تھا۔
ناگ نے پوچھا:
"تمہیں کچھ نظر آیا تھیو سانگ؟"
تھیو سانگ بولا۔
"یہاں جولی سانگ کے پاؤں کے نشان ہیں۔ یہ نشان صحن میں جا رہے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"
کیٹی ناگ تھیو سانگ اور ماریا صحن میں آگئے۔ تھیو سانگ نے سب کو جولی سانگ کے پاؤں کے نشان دکھائے۔ جو رات کے اندھیرے میں یہی لوگ دیکھ سکتے تھے۔ صحن سے نکل کر پاؤں کے نشان شہر کے دروازے کی طرف چلے گئے۔ وہ جولی سانگ کے پاؤں کے نشان کے ساتھ ساتھ چلتے شہر سے نکل کر جنگل میں داخل ہوگئے۔

اب یہاں زمین پر گھاس اُگی ہوئی تھی۔ اس گھاس پر جولی سانگ کے پاؤں کے نشان ڈھونڈنا مشکل تھا۔ پھر بھی یہ لوگ جنگل میں سیدھے چلتے گئے۔
جنگل ختم ہوا تو ایک ٹیلہ آگیا۔ اس ٹیلے میں ایک سرنگ تھی۔ ماریا سب سے پہلے سرنگ میں داخل ہوئی۔ اس نے واپس آکر بتایا کہ سرنگ کے اندر بجھی ہوئی آگ کا نشان ہے۔ راکھ ابھی گرم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آگ ابھی ابھی بجھی ہے۔
ناگ نے پوچھا:
"یہاں آگ کس نے جلائی ہوگی؟"
کیٹی بولی:
"یہاں کوئی بھی مسافر آکر آگ جلا سکتا ہے۔"
تھیو سانگ نے کہا:
"لیکن مسافر رات کے وقت ہی کدھر چلا گیا؟ اگر وہ رات بسر کرنے کے لئے سرنگ میں آیا تھا تو اسے صبح کو جانا چاہئے تھا۔ اور ابھی رات ہے صبح نہیں ہوئی۔"
ماریا کہنے لگی:
"یہ نقطہ سوچنے کا ہے۔ میرے خیال میں ضرور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس میں کوئی راز ہے۔ ممکن ہے جولی سانگ کو کوئی
شخص بے ہوش کرکے یہاں لے آیا ہو۔"
تھیو سانگ نے سرنگ سے باہر جاکر زمین کو غور سے دیکھا
اور بولا:
" یہاں دو انسانوں اور دو گھوڑوں کے قدموں کے
نشان ہیں۔"
سب سرنگ کے باہر آگئے۔ اندھیرے میں بھی انہیں دو
گھوڑوں اور دو انسانوں کے پاؤں کے نشان نظر آرہے تھے
ناگ جھک کر بیٹھ گیا اور تھیو سانگ سے کہنے لگا:
" کیا ان میں جولی سانگ کے پاؤں کے نشان بھی
ہیں؟"
تھیو سانگ سر اٹھا کر بولا:
" ہاں: ایک نشان جولی سانگ کے قدموں کا ہے میں
اسے صاف پہچان لیتا ہوں۔
یہ دیکھو:
"یہ دونوں پاؤں کے نشان جولی سانگ کے ہیں۔ یہاں
سے نشان آگے جاتے ہیں۔"
وہ نشانوں کے پیچھے پیچھے اس چشمے تک آگئے۔ جس میں
جولی سانگ نے غسل کیا تھا۔ وہاں سے نشان پھر سرنگ کی طرف

آتے تھے۔ اس کے بعد انسانی قدموں کے نشان غائب ہوگئے۔
گھوڑوں کے سموں کے نشان شروع ہو جاتے تھے۔
تھیو سانگ نے کہا:
" یہاں جولی سانگ کو گھوڑے پر سوار کرکے
لے جایا گیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے
کہ یہ گھوڑ سوار کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟
جولی سانگ یہاں کیسے آئی؟ اور وہ جولی سانگ
کو کہاں لے گیا ہے؟"
ماریا نے کہا:
" وہ جو کوئی بھی تھا۔ ہمیں جولی سانگ کا پیچھا
کرکے اسے ہر حالت میں اس آدمی سے
نجات دلانی ہوگی۔ ظاہر ہے اس نے
جولی سانگ پر کوئی طلسم کیا ہوگا۔"
ناگ بولا:
" جولی سانگ کے پاؤں کے نشان صاف بتا رہے
ہیں کہ جولی سانگ اپنے پاؤں پر چل رہی تھی
وہ بے ہوش نہیں تھی۔ اس سے یہ
بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس پر کوئی
طلسم کرکے اس کے ذہن کو بدل دیا گیا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طلسم کے ذریعے اس کی یادداشت غائب کردی گئی ہے۔ اور وہ اپنے اغوا کرنے والے کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔"

کیٹی اور ماریا نے بھی اس خیال کی تائید کی۔

تھیوسانگ بولا:

"ہمیں گھوڑنے کے کھروں کے ساتھ ساتھ چلنا ہوگا۔ جولی سانگ جہاں بھی گئی ہوگی اس کا پتہ چل جائے گا۔"

ماریا نے گھوڑوں کے کھروں کے نشانوں کو جھک کر غور سے دیکھا۔

اور بولی:

"گھوڑوں کا رخ جنگل میں مشرق کی طرف ہے۔ ہمیں اسی طرف چلنا چاہیئے۔"

کیٹی نے مشورہ دیا کہ ماریا فضا میں اڑ کر آگے جائے اور دیکھے کہ آگے کیا ہے۔ ناگ نے ماریا سے کہا کہ کیٹی کا مشورہ اچھا ہے۔ تم جاکر دیکھو کہ اس جنگل کے آگے کیا ہے؟ اور کیا جہاں جنگل ختم ہوتا ہے۔ وہاں بھی گھوڑوں کے کھروں کے نشان ہیں۔؟

کیٹی نے کہا:

"مگر تم جلدی واپس آجانا۔ ہمیں تمہاری بھی فکر لگی رہے گی۔"

ماریا نے کیٹی تھیوسانگ اور ناگ سے کہا:

"تم لوگ اسی جگہ ٹھہر کر میرا انتظار کرو۔ میں پتہ کرکے آتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہوئی اور مشرق کی طرف اڑنے لگی۔ وہ بڑی تیزی سے اڑ رہی تھی۔ اور دیکھتے دیکھتے وہ جنگل کے درختوں کو پیچھے چھوڑ گئی جنگل ختم ہوا تو آگے سمندر کا کنارہ آگیا۔ ماریا غوطہ لگا کر نیچے آگئی۔ جہاں جنگل ختم ہوتا تھا وہاں سے ایک راستہ سمندر کے کنارے کی طرف جاتا تھا۔ ماریا نے جھک کر ریت پر دیکھا۔ ریت پر دونوں گھوڑوں کے نشان موجود تھے۔ یہ نشان سمندر کے کنارے تک چلے گئے تھے۔ یہاں ماریا نے دو آدمیوں کے پیروں کے نشان دیکھے۔ یہ نشان بھی سمندر میں جاکر ختم ہو جاتے تھے۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یہاں سے یہ لوگ جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا پلٹ کر فضا میں بلند ہوئی۔ اور تیز رفتاری سے اڑتی ہوئی واپس تھیو سانگ کیٹی اور ناگ کے پاس آگئی۔ اس نے آتے ہی اسے ساری بات شروع سے اخیر تک بیان کر دی۔

تھیو سانگ بولا!

"ضرور جولی سانگ کو وہاں سے جہاز پر بٹھا کر لے جایا گیا ہے۔ ہمیں ساحل سمندر پر پہنچنا ہوگا۔"

اور وہ تیز تیز قدموں سے جنگل کی طرف بڑھے۔ صبح ہو رہی تھی۔ یہ لوگ جنگل سے نکل کر سمندر کے کنارے آگئے۔ ماریا نے انہیں زمین پر گھوڑوں اور انسانوں کے پاؤں کے نشان دکھائے۔ تھیو سانگ اور ناگ غور سے ان نشانوں کو دیکھنے لگے۔ ان میں جولی سانگ کے قدموں کے نشان نہیں تھے۔ آدمیوں کے قدموں کے نشان موجود تھے۔ مگر جولی سانگ کے قدموں کے نشان کہیں نہیں تھے۔ تھیو سانگ اور کیٹی بڑے حیران ہوئے کہ غار کے باہر جولی سانگ کے قدموں کے نشان موجود تھے۔ پھر یہاں آکر کیوں غائب ہو گئے۔ جب کہ ان گھوڑوں کے کھروں کے نشان بھی وہاں ریت پر موجود تھے۔ جن پر جولی سانگ کو

سوار کروا کر لایا گیا تھا۔

ناگ کہنے لگا:

"ممکن ہے یہاں جولی سانگ کو بے ہوش کر کے کسی جہاز میں سوار کرایا گیا ہو۔"

کیٹی نے ماریا سے کہا:

"ماریا!

تم سمندر میں آگے جا کر دیکھو کہ کیا کوئی سمندری جہاز سفر کر رہا ہے۔ اگر جہاز سفر کر رہا ہو تو اس میں جولی سانگ کا پتہ کرو۔"

ناگ بولا:

"ہاں ماریا!

تم سمندر میں دور تک ایک چکر لگا کر آؤ۔ ہم یہیں بیٹھتے ہیں۔"

ماریا فضا میں بلند ہوگئی اور سمندر کے اوپر پرواز شروع کر دی۔ اس وقت تک لنگڑے کپتان کا جہاز سمندر میں تیز ہواؤں کی وجہ سے کافی آگے نکل چکا تھا۔ ماریا کھلے سمندر میں آگئی تھی۔ اس نے اپنا رخ مشرق کی طرف کر رکھا تھا مگر کھلے سمندر میں آتے ہی بڑے زور کی آندھی چلنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگی - بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی - بارش سے ماریا کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی - مگر آندھی کی وجہ سے سمندر پر چاروں طرف نہ جانے کدھر سے آکر دھند چھا گئی اور ماریا رستے سے بھٹک گئی -

وہ دھند میں سے نکلنے کے لئے اوپر کو اٹھنے لگی. دھند کافی بلندی تک چھائی ہوئی تھی - ماریا اوپر ہی اوپر اٹھتی چلی گئی - جب وہ دھند سے پار ہوئی تو آگے بادل آگئے - جن میں بجلیاں چمک رہی تھیں - ماریا ان بادلوں میں گھس گئی - وہ بادلوں سے بھی اوپر اٹھنے لگی - کافی بلندی پر جانے کے بعد بادل بھی ختم ہو گئے - اب روشنی میں آ کر ماریا نے نیچے دیکھا تو اسے سینکڑوں میل دور تک بادلوں کی گہری سیاہ چھت پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھی - سمندر کا نام و نشان کہیں نظر نہیں آ رہا تھا - اس وجہ سے ماریا کو بادبانی جہاز بھی کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا - جس میں عنبر اور جولی سانگ موجود تھے -

ماریا کافی دیر تک ان بادلوں میں چکر لگاتی رہی

جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ کسی بھی جہاز کو تلاش نہ کر سکے گی - تو وہ اڑتی ہوئی واپس چلی - اب واقعی ماریا سمندر میں راستہ بھول گئی تھی - وہ بادلوں سے نکل کر دھند میں آگئی - دھند سے نکل کر سمندر کے پاس آئی تو اسے دھند کی وجہ سے سمندر کی سطح بھی نظر نہیں آ رہی تھی - اس نے سانس کھینچ کر سونگھا - تیز ہواؤں کی وجہ سے اسے ناگ کیٹی اور تھیو سانگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی -

ماریا کو یہ بھی احساس نہیں رہا تھا کہ وہ شمال کی طرف جا رہی ہے کہ جنوب کی طرف جا رہی ہے کیونکہ دھند اور بادلوں کی وجہ سے اسے سورج کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا -

فضا میں ناگ کیٹی تھیو سانگ کی خوشبو نہ آنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ان لوگوں سے بہت دور نکل آئی ہے - اپنے خیال کے مطابق ماریا اپنے ان بچھڑے ہوئے ساتھیوں کی طرف پرواز کرتی ہوئی جا رہی تھی جو سمندر کے کنارے بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے - مگر اسے اس حقیقت کا احساس نہیں تھا کہ وہ جنوب کی طرف اڑی چلی جا رہی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب وہ کافی دور نکل آئی تو دھند آہستہ آہستہ غائب ہونے لگی۔ بادل بھی چھٹ گئے۔ سورج نکل آیا۔ سورج کی روشنی میں ماریا نے دیکھا کہ اس کے چاروں طرف سمندر ہی سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اس نے سورج کے حساب سے ناگ کیٹی تھیو سانگ کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ وہ دوپہر تک سمندر کے اوپر اڑتی رہی۔ نہ سمندر ختم ہوا اور نہ اسے ناگ تھیو سانگ اور کیٹی کا کچھ پتہ چلا۔ ماریا کو تو رونا آگیا کہ وہ تو جل سانگ کا پتہ کرنے نکلی تھی اور وہ خود بھٹک گئی ہے۔ خدا خانے یہ سمندر کتنا بڑا تھا کہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتا تھا۔ ماریا سمندر سے پچاس فٹ بلند ہو کر اڑی جا رہی تھی۔ اسے امید تھی کہ وہ ناگ تھیو سانگ اور کیٹی کے پاس ضرور پہنچ جائے گی۔ مگر قدرت اسے کہاں لے جا رہی ہے اس کا ماریا کو کوئی علم نہیں تھا۔

○

آگے کیا ہوا یہ جاننے کے لئے

قسط نمبر ۱۶۶

"بدروحوں کی چٹان" پڑھیں

میرے نام

پیارے انکل اے حمید! خدا آپ کو بہاروں کی سی خوشیاں دے آمین، السلام علیکم! انکل آپ کی محفل میں پہلی دفعہ شریک ہو رہا ہوں۔ واپسی جواب کا شرف حاصل کرنے کا امیدوار ہوں۔ انکل میری عمر ۲۰ سال ہے مگر میں عنبر ناگ ماریا سیریز بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ انکل جب میں چھٹی کلاس میں تھا تو اس وقت مجھے آپ کا ایک رسالہ بس میں پڑا ہوا ملا میں نے پڑھا مجھے بہت پسند آیا۔ پھر میں نے سوچا کہ پہلے حصے پڑھوں مگر جیب نہیں مانی۔ چند ماہ بعد میرے والد صاحب باہر چلے گئے میں F-8 میں آگیا میں آگے نہ پڑھ سکا۔ اور ہم لاہور سے گوجرانوالہ شفٹ ہو گئے۔ یہاں میں نے جنرل سٹور کھول لیا۔ تو مجھے عنبر ناگ ماریا کی سیریز یاد آگئی۔ میں نے ان کی پوری ۲۰۰ قسطار کھی ہوئی ہیں۔ اور عمران سیریز وغیرہ۔ بھی جنرل سٹور کے ساتھ لائبریری بنالی ہے۔ انکل میں نے فی خلائی شیطان پڑھ رہا ہوں یقین کریں اس سے مزیدار سیریز میں نے آج تک نہیں پڑھی۔ انکل ایک بات ہے آپ کے رسالوں میں کئی جگہوں پر بہت غلطیاں ہیں مثلاً واپسی کی قسط ۱۰۰ میں تھیو سانگ عنبر کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ اور ماریا اسے اٹھا لیتی ہے۔ مگر جب ماریا کا جادو ٹوٹتا ہے تو وہ تھیو سانگ کو ملتی ہے تو تھیو سانگ کو یہ خیال کیوں آتا ہے کہ عنبر کی بہن ماریا نہ ہو۔ کیونکہ اس نے اس کا ذکر سنا ہے۔ بلکہ اسے تو پہلے پتہ تھا کیونکہ وہ ماریا سے مل چکا ہوتا ہے اور ایک رسالے میں کیٹی کا جن دوست اسے سیٹی بجانے کو کہتا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر وہ چٹکی بجا کر شکل بدل لیتی ہے۔ برائے مہربانی انکل ایسی غلطیوں کا خیال رکھا کریں؟

میرے خط کا جواب ضرور دیں۔ انکل مجھے عنبر ناگ ماریا سے ملنے کا شوق ہے کیا آپ مجھے اُن سے ملا سکتے ہیں۔ کیونکہ جب میں اُن کی داستان پڑھتا ہوں تو ذہن میں ایسے تصور آتا ہے جیسے سچ مچ اُن کو فلم کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ دوسروں کی طرح مجھے بھی کہانی میں اُن سے ملوا دیں۔ تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔ انکل آپ کو خدا لمبی زندگی دے تاکہ آپ ہمارے لیے اچھی اچھی کتابیں لکھیں۔ آپ کی کتابوں سے ہر وہ چیز مجھے ملی ہے۔ جو تاریخ سائنس میں موجود ہے۔ میری طرف سے آپ کو آپ کے پرستاروں کو سلام۔ آپ کا پرستار پرنس عامر سہیل

سہیل جنرل سٹور۔ گلی مرزا حاکم بیگ۔ بیری واہ چوک۔ گوجرانوالہ۔

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم! اس ماہ کی عطلسی کتاب۔ مُردہ دیوتا، کنکھجورا عورت پڑھیں۔ بہت اچھی لگیں۔ اور عنبر ناگ ماریا کا چھٹا ساتھی جوبی سانگ کی خوبیاں بھی بہت اچھی ہیں۔ اور آپ عنبر ناگ ماریا کے سفر کو تاریخ میں ہی رکھیں۔ کیپٹر کے دور میں نہ لائیں۔ اس لیے ہمیں تاریخ کے واقعات سے معلومات اور سبق ملتا ہے۔ آپ مجھے عنبر ناگ ماریا کے سفر کی فہرست ارسال کر دیں۔ شکریہ۔ اللہ سے دعا ہے کہ آپ کا قلم اسی طرح شادمان و کامران چلتا رہے۔ اور ہمیں آپ کے قلم سے معلومات حاصل ہوتی رہیں۔

فقط آپ کے ناولوں کا شوقین

عبدالجبار ۲۶۳ بلاک ۳ فیڈرل بی ایریا کراچی ——— کراچی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہزاروں کی چٹان
PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

بدروحوں کی چٹان

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!
بار اوّل : ۱۹۸۸ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸۰
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

چبوترے کے تخت پر ہندوستان، حبشہ اور دوسرے ملکوں سے اغوا کی ہوئی حسین عورتیں خوب صورت لباس پہنے کھڑی ہیں۔ خریدنے والے دولت مند انسان ان کی بولیاں لگا رہے ہیں۔ اور بڑی سے بڑی بولی دے کر خرید کر لے جا رہے ہیں۔ اور اسی طرح ان مظلوم عورتوں کے مالک ان کو فروخت کرنے کے لیے زور شور سے اُن کی خوبیاں بیان کر رہے ہیں۔

اتنے میں ایک بے رحم کپتان نے بھی ..... کو نئے کپڑے پہنائے اور اُسے لونڈیوں کے چبوترے پر لے جا کر کھڑا کرتے ہوئے کہا۔ یہ ملک کوہ قاف کی یہ عورت سب سے زیادہ حسین ہے۔ کون ہے جو اس کو خریدتا ہے۔ میں اس کی قیمت ایک ہزار سونے کے سکے لگاتا ہوں؟ ایک بھینگی آنکھ والے سوداگر نے دس ہزار سونے کے سکوں کے عوض اس عورت کو خرید لیا۔ یہ پڑھ کر دیکھیں کہ یہ کیٹی۔ مادیا۔ جولی سانگ میں سے کون تھی؟ جو سونے کے سکوں کے عوض بیچ دی گئی۔

آپ کا انکل

اے حمید

۳۵۴ / این راہ چمن سمن آباد لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کا انتقام

ماریا سمندر کے اوپر اُڑی جا رہی تھی۔

اچانک اُسے دُور سمندر میں اُبھرا ہوا ایک سیاہ دھبہ دکھائی دیا۔ وہ اس کی طرف بڑھی کہ شاید یہ سمندر کا وہی کنارہ ہو جہاں وہ ناگ کیٹی اور تھیو ساتگ کو چھوڑ آئی تھی لیکن جب وہ قریب آئی تو معلوم ہوا کہ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جس میں گھنا جنگل ہے۔ ماریا جزیرے پر اُتر آئی۔

اس نے جزیرے میں گھوم پھر کر دیکھا۔ یہ جزیرہ غیر آباد تھا۔ کنارے پر سمندر کے نزدیک مگرمچھوں کے ٹکڑے اور کچھ پرانے پھٹے ہوئے کپڑے بکھرے پڑے تھے۔ یہ چیزیں ریت میں آدھی پھنسی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جزیرے پر کچھ عرصہ گزرا کچھ لوگ آئے تھے اور پھر چلے گئے۔ ماریا کو یہاں اپنے دوستوں میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

ماریا نے سوچا کہ وہ تھوڑی دیر اس بے آباد جزیرے میں گھوم کر اس کا جائزہ لے گی اور پھر سورج کے

ترتیب
○ ماریا کا انتقام
○ پراسرار چینی فقیر
○ ہنس کی روح
○ چھتری والی قبر
○ بدروحوں کی چٹان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حساب سے فضا میں پرواز کر کے ایک بار پھر ناگ کیٹی اور تھیو سانگ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرے گی۔ وہ غیبی حالت میں تھی۔ وہ پیدل چلتی جنگل کے درمیان آ گئی۔

ماریا کو گھنے جنگل میں درختوں کے درمیان ایک پرانا غار نظر آیا۔ اس نے سوچا کہ غار کے اندر چل کر دیکھنا چاہیئے کہ اندر کیا ہے۔ وہ غار کی طرف بڑھی۔ غار کے باہر کسی مکڑی نے جالا تان رکھا تھا۔ ماریا جالے میں سے گزرنے کے خیال سے آگے بڑھی۔ جونہی وہ جالے سے ٹکرائی اس کے جسم کو بجلی کے کرنٹ ایسا جھٹکا لگا۔ اور وہ مکڑی کے جالے میں الجھ کر نیم بے ہوش ہو گئی۔ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ وہ کسی مکڑی کے جالے میں پھنس گئی تھی۔ ورنہ وہ تو پتھر کی دیواروں میں سے گزر جاتی تھی۔ ماریا نے پورا زور لگایا کہ وہ جالے میں سے نکل جائے۔ مگر ایک تو اس پر بے ہوشی طاری ہونے لگی تھی۔ دوسرے وہ جتنا زور لگاتی اتنا ہی جالے میں پھنستی گئی۔

اس نے دیکھا کہ غار کے اندر سے ایک بہت بڑی کالی سیاہ مکڑی اپنی لمبی لمبی ٹانگیں چلاتی دوڑتی ہوئی وہاں آئی اور اس نے ماریا کو اپنے منہ سے نکلتی تاریں لپیٹنا شروع کر دیں۔ مکڑی کے منہ سے تار نکل رہا تھا۔

اور مکڑی اپنی دونوں ٹانگوں سے اس تار کو ماریا کے جسم کے اردگرد لپیٹتی جا رہی تھی۔ حیرانی کی بات یہ ہوئی کہ ماریا کے جسم کے گرد مکڑی کے تار لپیٹتے ہی اس کا جسم ظاہر ہو گیا اور سب نظر آنے لگا۔ پھر ماریا بے ہوش ہو گئی۔

مکڑی نے ماریا کو اپنا شکار سمجھ کر جالے میں اچھی طرح سے لپیٹ کر وہیں لٹکے رہنے دیا اور اب اپنی لمبی تھوتھنی کی سوئی ماریا کے جسم میں داخل کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ اس کا خون پیئے۔ لیکن مکڑی کی لمبی سوئی ماریا کے جسم میں داخل نہیں ہوتی تھی۔ مکڑی نے بہت کوشش کی مگر ماریا کا جسم جیسے پتھر کا بن گیا تھا۔ مکڑی کے منہ کی سوئی زخمی ہو گئی۔ اب مکڑی نے اسے کھانے کی کوشش کی مگر ماریا کے جسم پر اس کے منہ کے باریک دانتوں کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ مکڑی گھبرا کر غار کے اندر جانے کی بجائے جنگل میں بھاگ گئی۔ ماریا غار کے منہ میں جالے میں لپٹی لٹک رہی تھی اور دوسری طرف گہرے کھلے سمندر میں عنبر اور جولی سانگ کے نقش کو لیے لنگڑے کپتان اور پراسرار چینی کا جہاز سفر کر رہا تھا۔ تیسری جانب ناگ کیٹی اور تھیو سانگ سمندر کے کنارے بیٹھے ماریا کا انتظار کر رہے تھے۔ انہیں ماریا کی خوشبو بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں آرہی تھی۔ جب انہیں بیٹھے بیٹھے کافی دیر ہو گئی تو تھیوساگ نے فکر مند لہجے میں کہا۔

"ہم عنبر اور جولی ساگ کو ڈھونڈھ رہے تھے اور یہاں ماریا بھی گئی؟"

کیٹی اور ناگ بھی تھکن اور پریشان تھے۔ ماریا کو اب تک واپس آجانا چاہیئے تھا۔ رات گزر گئی تھی۔ دن بھی کافی گزر گیا تھا۔ مگر ماریا کا دُور دُور تک نشان نہیں مل رہا تھا۔ ناگ بولا۔

"میں اُڑ کر جاتا ہوں اور ماریا کا پتہ لگاتا ہوں؟"

تھیوساگ نے ناگ کو روک لیا اور بولا۔

"ہم اب کسی کو اکیلے نہیں جانے دیں گے۔ ہم سب تمہارے ساتھ چلتے ہیں؟"

اب وہ سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ آگے کیا کرنا چاہیئے۔ کیٹی نے کہا۔

"اگر جولی ساگ کو اس جگہ سے جہاز پر سوار کرایا گیا ہے تو یہاں سے آگے سب سے بڑا ملک چین ہی کا ہے۔ جولی ساگ یقیناً چین ہی گئی ہو گی۔ اور ماریا بھی اسی طرف گئی ہے ظاہر ہے کہ وہ بھی چین ہی کے علاقے کی طرف بھٹک گئی ہو گی۔ پس ہمیں بھی کسی جہاز میں بیٹھ کر چین ہی کی طرف کوچ کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے ماریا عنبر اور جولی ساگ ایک ساتھ ہمیں چین کے ملک میں ہی مل جائیں؟"

یہ تجویز سب کو پسند آئی۔ وہاں سے وہ مشرقی ساحل کی بندرگاہ کی طرف چل پڑے۔ بندرگاہ وہاں سے زیادہ دُور نہیں تھی۔ اس بندرگاہ سے ہفتے میں ایک بار بادبانی جہاز مسافروں کو لے کر چین کی طرف جاتا تھا۔ جس روز ناگ کیٹی اور تھیوساگ بندرگاہ پر آئے جہاز اسی رات کو وہاں سے چلنے والا تھا۔ انہوں نے کرایہ ادا کر دیا اور جہاز میں جا کر بیٹھ گئے۔ رات کو جہاز نے لنگر اٹھایا اور سمندر میں ملک چین کی طرف روانہ ہو گیا۔

جولی ساگ اور عنبر والا شکستے کپتان اور پُر اصرار چینی کا بادبانی جہاز آگے آگے جا رہا تھا۔ اس کے بہت پیچھے دوسرا بادبانی جہاز سمندر میں سفر کر رہا تھا۔ جس میں ناگ کیٹی اور تھیوساگ سوار تھے۔ دوسری طرف ماریا سمندر کے گمنام جزیرے میں تاڑ کے مند پر لکڑی کے جالے میں پٹی بے ہوش پڑی تھی۔ وہ لیٹی حالت میں نہیں تھی بلکہ صاف دیکھی جا سکتی تھی۔ یہ غنیمہ مکڑی کے جالے کا اثر تھا کہ وہ نظر آنے لگی تھی۔ سارا دن ماریا کو اسی حالت گزر گیا۔ مکڑی جنگل میں چلی گئی تھی کیونکہ وہ ماریا کو کھا نہیں سکتی تھی۔ ماریا جالے میں پٹی بے ہوش تھی۔ دن گزر گیا۔ پھر رات آگئی۔ جزیرے پر گہرے بادل چھا گئے۔ بجلی چمکنے لگی۔ اور پھر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ماریا کو کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے ہوشی کی۔ حالت میں مکڑی کے جالے میں پھنسی غار کے منہ پر لٹک رہی تھی۔

ساری رات بارش ہوتی رہی۔ تیز ہوائیں چلتی رہیں۔ جب دن دن چڑھا تو بارش کا طوفان تھم گیا۔ ہوا بھی مدھم پڑ گئی۔ مگر آسمان پر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔ عین اس وقت جزیرے کے جنوب کی جانب ایک جڑ سے اکھڑا ہوا درخت سمندر کی لہروں پر تیرتا ہوا نظر آیا۔ سمندری لہروں نے اس درخت کو اٹھا کر ساحل پر پھینک دیا۔ اس درخت کی شاخوں سے ایک سبز دھاریوں والا سانپ چمٹا ہوا تھا۔ سانپ درخت کی شاخ کو چھوڑ کر ریت پر اتر آیا۔ اور رینگتا ہوا درختوں کی طرف چلا۔ یہ سانپ قریب ہی ایک چھوٹے سے جزیرے میں رہتا تھا۔ رات کو سمندر میں طوفان آیا تو سانپ درخت پر چڑھ گیا۔ مگر سمندر کی زبردست موجوں نے درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر سمندر میں پھینک دیا۔ ساری رات سانپ درخت سے چمٹا رہا سمندر کی لہروں پر سفر کرتا رہا تھا۔ آخر لہروں نے اسے اس جزیرے پر لا پھینکا تھا۔ سانپ جان بچ جانے پر بہت خوش تھا اور اب جزیرے میں کے لیے کسی مناسب جگہ کی تلاش میں تھا وہ درختوں کے نیچے سے گزرتا جب سیاہ ٹیلے کے پاس پہنچا تو اچانک اسے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آئی وہ ناگ دیوتا کی خوشبو کی طرف چلا۔

یہ خوشبو ٹیلے کے غار کے دہانے پر سے آ رہی تھی جہاں ماریا مکڑی کے جالے میں لپٹی بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا کے جسم سے اگرچہ ناگ دیوتا کی خوشبو بہت دھیمی دھیمی تھی مگر اس سبز دھاری والے سانپ کی سونگھنے کی حس بے حد تیز تھی۔ وہ گھاس جھاڑیوں میں رینگتا ہوا ٹیلے والے غار کے پاس آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکی مکڑی کے جالے میں لپٹی غار کے منہ پر لٹک رہی ہے۔ سانپ قریب آیا تو اس لڑکی کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ سانپ سمجھ گیا کہ یہ لڑکی ناگ دیوتا کی بہن کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ سانپ نے ماریا کے نیچے جا کر ایک طرف پھنکار ماری۔ مکڑی کا جالا ایک طرف سے ٹوٹ گیا۔ ماریا نیچے گر پڑی۔

سانپ ماریا کے منہ کے پاس اپنا پھن لے آیا۔ اس نے دیکھا کہ لڑکی بے ہوش ہے۔ سانپ نے ماریا کے پاؤں کی طرف آ کر اس کے ٹخنے کے پاس منہ لگا دیا۔ سانپ کے منہ سے گرم بھاپ والا سانس نکل کر ماریا کے جسم سے ٹکرایا تو اس کے خون کی گردش تیز ہو گئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ماریا نے اپنے آپ کو مکڑی کے جالے میں لپٹا ہوا پایا۔ ایک سانپ کو دیکھا کہ اس کے پاؤں کی طرف کنڈلی مارے پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ ماریا نے سانپ کی زبان میں پوچھا۔

"کیا تم مجھے ہوش میں لائے ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سبز دھاری دار سانپ نے فوراً تعظیم کرتے ہوئے کہا۔
"مجھے معلوم تھا کہ تم ناگ دیوتا کی بہن ہی ہو۔ اسی لیے تم سانپوں کی زبان بھی جانتی ہو۔ اور تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو بھی آ رہی ہے۔"
ماریا نے کہا "ہاں! میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں۔"
سانپ بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں ہی تمہیں ہوش میں لایا ہوں۔"
ماریا نے جلدی جلدی اپنے جسم کے گرد لپٹے ہوئے جالے کو توڑ پھوڑ دیا اور سانپ کی طرف دیکھ کر بولی۔
"میں عظیم ناگ دیوتا سے بچھڑ گئی تھی۔
میں اس کی تلاش میں اس جزیرے پر آئی تو ایک مکڑی نے مجھے اپنے پنجے میں لے کر بے بس کر دیا۔ پھر مجھے اپنے جالے میں لپیٹ کر یہاں لٹکا دیا۔ میری طاقت جواب دے گئی۔ اور میں بے ہوش ہو گئی۔"
سانپ نے کہا۔
"ماریا بہن! اب تو تمہاری طاقت واپس آ گئی ہے ناں۔ ہم اکٹھے ناگ دیوتا کو تلاش کریں گے۔"
ماریا بولی۔

"سبز سانپ! میری اصل طاقت ابھی واپس نہیں آئی۔ میں ماریا ہوں اور میں نیچی عورت ہوں۔ میں کسی کو نظر نہیں آیا کرتی۔ مگر جب سے مکڑی نے مجھے اپنے جال میں الجھا کر یہاں لٹکایا ہے میری یہ طاقت مجھ سے جدا ہو گئی ہے۔ اور میں تمہیں دکھائی دینے لگی ہوں۔"
سبز دھاریدار سانپ خاموش رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد بولا۔
"ماریا بہن! ہم اس مکڑی کو تلاش کریں گے۔ اگر وہ مکڑی مل گئی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری یہ نیچی طاقت بھی تمہیں واپس مل جائے گی۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مکڑی اس نظر میں کس وقت آئی ہے؟"
ماریا نے کہا۔
"وہ یہاں شاید نہیں آئے گی۔ کیونکہ ممکن ہے اس نے مجھے کھانے کی کوشش کی ہو لیکن اس میں ناکام رہی ہو اور پھر جنگل میں کسی دوسری جگہ چلی گئی ہو۔"
سبز دھاری دار سانپ نے پوچھا۔
"ماریا بہن! کیا تم اس مکڑی کو پہچان سکتی ہو؟"
"کیوں نہیں۔" ماریا نے جواب دیا۔ سانپ نے کہا "پھر چلو جزیرے میں اس مکڑی کو تلاش کرتے ہیں۔" اور ماریا سبز سانپ کے ساتھ جزیرے میں مکڑی کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ اگرچہ آسمان پر بادل تھے مگر دن کی روشنی جزیرے میں پھیل رہی تھی۔ ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ظاہری حالت میں سانپ کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ وہ ایک درخت کے قریب سے گزری تو اچانک ایک مکڑی اپنے جالے کے ساتھ درخت کی شاخ سے نیچے لٹک کر آگئی۔ سانپ نے اس سے پوچھا۔

"حسین مکڑی نے ناگ دیوتا کی بہن کو اپنے جال میں پھانسا تھا وہ کہاں ہے؟ کیا تم بتا سکتی ہو؟"

مکڑی بولی۔

"وہ مکڑی عظیم ناگ دیوتا کی بہن سے خوف کھا کر یہاں سے بھاگ گئی ہے۔ میں نے خود اسے سمندر میں چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔"

سانپ نے مکڑی سے کہا۔

"اچھا ہوا کہ وہ گستاخ مکڑی یہاں نہیں ہے۔ ورنہ میں اسے زندہ نہ چھوڑتا۔"

ماریا بھی ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ اس نے مکڑی سے پوچھا۔

"کیا وہ کوئی طلسمی مکڑی تھی کہ جس کے سانس کے ٹکرانے سے میرا جسم جو غائب تھا ظاہر ہو گیا؟"

مکڑی نے جواب دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! وہ طلسمی مکڑی نہیں تھی۔ مگر وہ اس جزیرے کی سب سے پرانی مکڑی تھی اور اس کے سانس میں یہ گرمی پیدا ہو گئی تھی کہ اگر کوئی شے غائب ہوتی تو اس کے سانس کی گرمی سے ظاہر ہو جاتی تھی۔"

سانپ نے سوال کیا۔

"کیا تم کوئی ایسی ترکیب بتا سکتی ہو کہ عظیم ناگ دیوتا کی بہن کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آجائے اور وہ پھر سے غائب ہو کر چل پھر سکے؟"

مکڑی نے کہا۔

"اس جزیرے کے جنوب میں بدھر قم جا رہے ہو۔ وہاں ایک ناگ پھنی کا پودا ہے۔ اس کے ساتھ سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا پھل لگتا ہے۔ اگر عظیم ناگ دیوتا کی بہن وہ پھل کھا لے تو ٹھیک ایک ہفتے کے بعد یہ پھل اپنا اثر دکھائے گا اور وہ پھر سے غائب ہو جائے گی اور اسے اپنی کھوئی طاقت واپس مل جائے گی۔ یہی اس پرانی مکڑی کے سانس کا توڑ ہے۔"

ماریا نے مکڑی سے اپنی تسلی کے لیے پوچھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ناگ پھنی کا پھل مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت واپس دلا دے گا؟"

مکڑی نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! اصل طاقت تو خدا کے پاس ہے۔ وہی طاقت چھینتا اور عطا کرتا ہے۔ ناگ پھنی کا پھل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خدا ہی کے حکم سے تمہاری طاقت کو بحال کر دے گا۔"

ماریا نے اپنے دل میں تھوڑی سے شرمندگی محسوس کی کہ وہ خدا کی رحمت کو بے کیوں بھلا بیٹھی تھی۔ اس نے فوراً کہا۔

"تم نے بالکل ٹھیک کہا بڑھیا! خدا مجھے معاف کرے میں اسے تھوڑی دیر کے لیے بھول گئی تھی۔ میں جانتی ہوں اور میرا یہ ایمان ہے کہ اس کائنات کی ہر شے خدا کے حکم کے مطابق عمل کرتی ہے اور میری طاقت بھی اسی کے حکم سے واپس ملے گی تمام تنکہ یہ ہم ناگ پھنی کے پودے کی تلاش میں جاتے ہیں؟"

بڑھیا نے کہا۔

"ناگ پھنی کا پودا یہاں سے تھوڑی دور جنوب کے ایک کمان کی طرح جھکے ہوئے درخت کے نیچے ملے گا۔"

سانپ اور ماریا نے بڑھیا کا شکریہ ادا کیا۔ اور آگے چل دیئے۔ کچھ دور جنگل میں چلنے کے بعد انہیں تامیل کا ایک درخت نظر آیا جو کمان کی طرح جھکا ہوا تھا۔ سانپ نے کہا۔

"ماریا بہن! یہی وہ درخت ہے؟"

وہ درخت کے قریب گئے تو دیکھا کہ اس کے نیچے زمین پر ناگ پھنی کا پودا اگا ہوا تھا۔ اور اس کی ٹہنیوں کے ساتھ مخروط آلوچوں ایسا پھل لگا تھا۔ سانپ بولا۔

"ماریا بہن! یہی وہ پھل ہے جو خدا کے حکم سے تمہاری کھوئی ہوئی طاقت ایک ہفتے بعد بحال کر دے گا۔"

ماریا نے ناگ پھنی پودے سے پھل توڑ کر کھا لیا اور بولی۔ "یہ یہ کڑوا تھا۔"

سانپ نے کہا۔

"مگر خدا نے چاہا تو اس کی وجہ سے تمہاری طاقت تمہیں واپس مل جائے گی۔"

ماریا نے جنگل میں ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی اور بولی۔

"مجھے کم از کم سات روز تک اسی جزیرے میں رہنا ہوگا۔ پھر جب میری طاقت واپس آجائے گی اور میں غائب ہو کر ہوا میں اُڑ سکوں گی تو یہاں سے اپنے بھائی ناگ عنبر کی تلاش میں نکل کھڑی ہوں گی۔"

سفید مادیوں والا سانپ بولا۔

"میرے خیال سے تمہیں اس غار میں رہنا چاہیے جہاں میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔"

ماریا نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ وہ اسی غار میں سات دن گزارے۔ سات دنوں کے بعد ناگ پھنی کے پھل نے اپنا اثر دکھانا تھا اور ماریا کو پھر سے غائب ہو جانا تھا۔ سانپ ماریا کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ ساتھ تھا۔ وہ غار میں آ گئے۔ ماریا نے غار کے اندر جگہ صاف کر کے وہاں پتے اور گھاس بچھا دی۔ ماریا گھاس اور پتوں کے بستر پر بیٹھ گئی۔ اس نے سبز سانپ سے پوچھا۔

"کیا اس جزیرے میں کوئی اور سانپ نہیں ہے؟"

دھاریدار سانپ بولا۔

"ماریا بہن! اگر اس جزیرے پر کوئی سانپ ہوتا تو وہ تمہاری بکی خوشبو پا کر یہاں ضرور آتا۔ میرا مطلب ہے تمہارے جسم سے جو ناگ دیوتا کی مدھم مدھم خوشبو نکل رہی ہے وہ ہم جزیرے کے سانپوں تک ضرور پہنچ جاتی ہے۔ جزیرے میں رہنے والے سانپوں کی سونگھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"اور اب تک جو کوئی سانپ نہیں آیا اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی سانپ نہیں ہے۔"

سبز سانپ نے کہا۔

"تم باہر دیکھو ماریا بہن!"

ماریا نے یونہی اپنی دلچسپی کے لیے سانپوں کی زبان میں سانپ کو مخاطب کیا۔ اس نے تین چار بار ایسا کیا۔ مگر کوئی سانپ نہ آیا۔ سبز سانپ نے بھی اپنی زبان میں سانپوں کو پکارا مگر کسی طرف سے نہ کوئی جواب آیا اور نہ ہی کوئی سانپ سامنے آیا۔ سبز دھاریدار سانپ بولا۔

"اس جزیرے میں لگتا ہے کہ کوئی سانپ نہیں ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے ایک ہفتہ اب غار میں رہنا ہوگا۔ کیونکہ ایک ہفتے کے بعد ہی ناگ پھنی کے پھل کا اثر ظاہر ہوگا اور میری طاقت واپس آ جائے گی۔"

سبز سانپ بولا۔ "ماریا بہن! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہیں کوئی خوف فکر نہیں کرنا چاہیئے۔"

ماریا ہنس دی۔

"تمہارا شکریہ! ویسے جب کبھی میری طاقت مجھ سے وقتی طور پر چھن جاتی ہے تو میں واقعی ایک کمزور عورت بن جاتی ہوں۔ اور مجھے کسی ایسے آدمی کی ضرورت ہوتی ہے جو میری حفاظت کر سکے۔"

سبز سانپ غار کے باہر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اور پہرہ دینے لگا۔ دن گزرتا چلا گیا۔ دوپہر کو ماریا جنگلی پھل کھا کر اپنی تھوڑی بہت بھوک مٹاتی۔ اس کی طاقت اس کے پاس نہیں تھی اس وجہ سے اسے بھوک لگنے لگی تھی۔ اور نیند بھی آنے لگی تھی۔ دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد ماریا کو نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔ سبز سانپ اسی طرح باہر پہرہ دیتا رہا رات کو بھی ماریا غار میں سوگئی اور سبز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ باہر پہرے پر چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔

اسی طرح دو دن گزر گئے۔ تیسرے دن صبح کے وقت سبز دھاریدار سانپ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا بہن! میں سمندر کے کنارے تک جاتا ہوں آج میرا دل سمندر کا پانی پینے کو چاہ رہا ہے۔ میں ابھی واپس آ جاؤں گا۔"

ماریا نے سانپ کو جانے کی اجازت دے دی۔ وہ چلا گیا۔ ماریا غار میں خاموش بیٹھی عنبر ناگ کیٹی اور تھیو سانگ و جولی ساگ کے بارے میں سوچتی رہی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سبز سانپ واپس آ گیا۔ وہ کچھ پریشان تھا کہنے لگا۔

"ایک بادبانی جہاز آ کر کنارے پر لگا ہے۔ مجھے وہ بحری لٹیروں کا جہاز لگتا ہے۔ جہازی لٹیرے تلواریں لیے جزیرے میں اتر آئے ہیں۔"

ماریا بھی کچھ پریشان ہوئی۔ کہنے لگی۔

"تم یہیں رہنا۔ یہ بحری قزاق بڑے بے رحم ہوتے ہیں۔"

سبز سانپ نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ماریا بہن! میری خواہ جان چلی جائے۔ مگر تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

اتنے میں ماریا نے قہقہوں کی آوازیں سنیں۔ یہ بحری قزاقوں کے قہقہے تھے جو جزیرے کے جنگل میں پھل اور کھمبیاں وغیرہ اکٹھی کر رہے تھے۔ ماریا غار کے اندر چلی گئی۔ سبز سانپ باہر چھپ کر پہرہ دینے لگا۔ سات بحری ڈاکو یا بحری قزاق سروں پر رومال باندھے، کانوں میں بالیاں ڈالے، ہاتھوں میں تلواریں لیے، کاندھوں پر تھیلے اٹھائے غار کے قریب آ گئے۔ انہوں نے غار کی طرف دیکھا۔ ایک قزاق نے کہا۔

"اس غار میں ضرور کوئی خزانہ دبا ہوا ہے۔ چلو چل کر خزانہ نکالتے ہیں۔"

ساتوں کے ساتوں بحری قزاق غار کی طرف بڑھے۔ جب وہ غار میں داخل ہونے لگے تو ایک دم سے سبز سانپ گھاس میں سے نکل کر سامنے آ گیا۔ اس نے لپک کر ایک قزاق کو ڈس دیا۔ وہ وہیں گرا اور مر گیا۔ باقی قزاق تلواریں لے کر سانپ پر ٹوٹ پڑے۔ سانپ ایک طرف بھاگا۔ مگر قزاقوں نے اسے جا لیا اور تلواریں مار مار کر اس کے ٹکڑے کر دیئے۔ ایک قزاق بولا۔

"ہمارا ایک ساتھی مارا گیا ہے۔ مگر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ غار میں خزانہ ہے۔ کیونکہ اس کے باہر سانپ پہرہ دے رہا تھا۔"

دوسرا قزاق چلایا۔

"ہاں خزانوں پر سانپ پہرہ دیا کرتے ہیں۔"

ماریا یہ سب کچھ سہمی ہوئی سن رہی تھی۔ اس نے سبز سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو مرتے بھی دیکھ لیا تھا۔ وہ غار میں اندر دوڑی۔ مگر غار آگے
کر بند ہو گئی تھی۔ چھ قزاق اپنے ساتھی کو وہیں ایک گڑھے
میں پھینک کر غار میں گھس گئے۔ خزانے کی جگہ انہیں غار میں
مل گئی۔ ایک جوان سہمی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر بحری قزاق خوشی
سے اچھل پڑے اور بولے کہ یہی وہ خزانہ تھا جس کی حفاظت
کر رہا تھا۔ اس لڑکی کو پکڑ کر کپتان کے پاس لے چلو۔ کپتان اسے
بیچ کر بہت مال کمائے گا۔ اور ہمیں بھی حصہ ملے گا۔

ماریا کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی۔ وہ مجبور اور بے بس
تھی۔ قزاقوں نے اسے پکڑ لیا اور کھینچتے ہوئے غار سے باہر لے
آئے۔ دن کی روشنی میں انہوں نے ماریا کو غور سے دیکھا تو ایک
قزاق بولا۔

"یہ بڑی خوبصورت لڑکی ہے۔ اس کا بڑا مال ملے گا اسے
ابھی کپتان کے پاس لے چلو۔"

وہ ماریا کو اٹھا کر سمندر کے ساحل پر آ گئے۔ جہاں ان کا بادبانی
جہاز سمندر میں لنگر ڈالے کھڑا تھا۔ جہاز کا کپتان جس کی شکل
ہی بتا رہی تھی کہ وہ ایک بے رحم اور سنگدل انسان ہے سمندر
کے کنارے کرسی پر بیٹھا خنجر سے ناریل کاٹ رہا تھا۔ اس
نے ماریا کو دیکھا تو ناریل ہاتھ سے پھینک کر غرایا۔

"ہونہہ! یہ جنت کی حور کہاں سے مل گئی تمہیں؟"

قزاقوں نے بتایا کہ جزیرے کے ایک غار میں چھپی بیٹھی تھی۔ کپتان
اٹھ کر ماریا کے قریب آیا۔ اس نے گھور کر ماریا کو دیکھا۔ پھر
اس کو بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔ ماریا زمین پر گر پڑی۔ کپتان
نے ماریا کو ٹھڈا مار کر حکم دیا۔ "اٹھو! اٹھو اور مجھے سلام کرو۔ آج
سے میں تمہارا مالک ہوں اور تم میری لونڈی ہو۔" ماریا کو غصہ بہت آیا
مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ مجبوراً دل پر پتھر رکھ کر اٹھی اور خالہ
کپتان کو سلام کیا۔ کپتان قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا

"اسے جہاز پر لے جا کر میرے کیبن میں بند کر دو۔"

قزاق ماریا کو اٹھا کر جہاز پر لے گئے۔ اور جہاز کے اندر ایک
چھوٹے سے کیبن میں بند کر کے باہر تالا لگا دیا۔ ماریا کی طاقت کو
واپس آنے میں ابھی چار دن باقی تھے۔ ماریا کے دل میں یہ
دھڑکا بھی لگا تھا کہ اگر ناگ پھنی کا پھل بے اثر ہوا اور اسے
اس کی طاقت واپس نہ ملی تو وہ کیا کرے گی؟ نہ جانے یہ سنگدل
کپتان اسے کس شہر میں لے جا کر کس کے پاس فروخت کر دے
پھر وہ کبھی عنبر ناگ کیٹی کو نہ مل سکے گی۔ کیونکہ اس زمانے میں
لونڈیاں بازاروں میں بکتی تھیں اور لونڈیوں کو گھروں میں سخت بہ
مین رکھا جاتا تھا۔ خاص طور پر خوب صورت لونڈیوں کو گھر بھی
سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

ماریا نے کیبن کو چاروں طرف دیکھا۔ ایک تختے پر
دو کرسیاں اور ایک میز پڑی تھی۔ دیوار میں ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا، جس پر بڑا موٹا شیشہ چڑھا تھا۔ ماریا نے شیشے کو ہاتھ سے دبا کر دیکھا۔ اس شیشے کو وہ نہیں توڑ سکتی تھی۔ وہ چاروں کونے پر بیٹھ گئی اور غور کرنے لگی کہ وہ اس جہاز سے کیسے فرار ہو سکتی ہے۔ یہاں سے بھاگنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ جب بھی اسے جہاز کے عرشے پر جانے کا موقع ملے تو وہ سمندر میں چھلانگ لگا دے۔ لیکن وہ کمزور عورت تھی۔ سمندر میں وہ مگرمچھ سکتی تھی۔ وہ اکیلی سمندر میں کب تک تیر سکتی تھی۔ اسے باہر دور بھری لہروں کے تھپیڑوں اور ایک دوسرے سے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں جہاز کے اوپر بھی ملاح عرشے کو بالکل ڈال کر دھو رہے تھے۔ دن داخل سا تھا کہ بے رحم کپتان اندر آ گیا۔

اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ہنٹر تھا۔ اس نے آتے ہی ہنٹر کو اتنی زور سے پٹخا کہ ماریا ڈر کر اچھل پڑی۔ کپتان نے خوفناک قہقہہ لگا کر کہا۔

"گھبرا نہ کر۔ اگر تم میرے حکم پر عمل کرتی رہو گی تو تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ نہیں تو میں تمہیں بڑے آرام سے کاٹ بھی دیا کرتا ہوں۔ اب تک کئی عورتوں کی گردنیں میں کاٹ چکا ہوں۔ بولو۔ کیا تم میرے حکم پر عمل کرو گی؟"

ماریا نے مجبور ہو کر کہا: "ہاں۔"

"ہوں۔ بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ تم یہاں کیسے آ گئیں؟"

ایک فرنچ کہانی گھڑ کر سنا دی کہ وہ جہاز میں اپنے ماں باپ کے ساتھ سفر کر رہی تھی کہ جہاز طوفان میں ڈوب گیا۔ وہ بڑی مشکل سے ایک تختے پر بیٹھ کر سفر کرتی رہی اور پھر اس جزیرے پر پہنچ گئی۔ کپتان نے کہا۔

"بس اب تم میری ہو۔ میں چاہے تمہیں آگے بیچ دوں چاہے تم سے شادی کر لوں۔ یہ مجھے فیصلہ کرنا ہوگا اب تم آرام کرو۔ میں تمہارے لیے کھانا بھجوا رہا ہوں۔"

رات کو ماریا کھانا کھا کر بستر پر لیٹ گئی۔ جہاز نے عرصے سے تازہ پھل، سبزیاں اور پانی کا ذخیرہ لاد لیا تھا۔ شروع رات میں ہی جہاز نے لنگر اٹھا دیا اور پھر سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ساری رات جہاز ہچکولے کھاتا سمندر میں آگے بڑھتا گیا۔ ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کی منزل کون سا شہر ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ سمندر کون سا ہے۔ اور آگے کون کون سے شہروں کی بندرگاہ میں آئیں گی۔ سمندر میں اسی طرح سفر کرتے دو دن گزر گئے۔ تاک پھینک کے اثر دکھانے میں اب صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔ اس روز کپتان ماریا کے پاس آیا اور بولا۔

"کل ہم برازیل کی بندرگاہ سے ذرا ایک طرف ہٹ کر لنگر ڈالیں گے۔ وہاں لونڈیوں کا بازار لگے گا۔ میں وہاں تمہیں بھی فروخت کر دوں گا۔ اگر تم نے ذرا بھی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو یاد رکھو۔ میں تمہیں فوراً ختم کر کے سمندر میں پھینک دوں گا۔ سمجھ گئیں؟"

کپتان نے نفرت سے ماریا کے بالوں کو جھٹکا دے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سمجھ میں کیا کہہ رہا ہوں؟

ماریا کو سخت تکلیف ہوئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں شور نہیں مچاؤں گی تم مجھے جہاں بیچو گے میں بک جاؤں گی۔ میرے بال چھوڑ دو۔"

کپتان نے ماریا کو دھکا دے کر بستر پر گرا دیا۔ ماریا کا سر کیبن کی دیوار سے ٹکرا گیا۔ وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔ اگر اس کی طاقت اس کے پاس ہوتی تو وہ کپتان کو ایسا مزا چکھاتی کہ اسے نانی یاد آجاتی۔ مگر اس کی طاقت کے واپس آنے میں ابھی پورے دو دن باقی تھے۔ اگلے روز بحری قزاقوں کا جہاز برازیل کی بڑی بندرگاہ سے دور ایک ٹاپو میں آکر رک گیا۔ یہاں ساحل پر ایک چبوترے پر تخت لگا تھا۔ لونڈیاں خریدنے کے خواہشمند لوگ وہاں موجود تھے۔ چبوترے کے تخت پر شام ہندوستان اور حبشہ کی عورتیں خوب صورت کپڑے پہنے کھڑی تھیں اور ان کے مالک انہیں فروخت کرنے کے لیے زور شور سے ان کی خوبیاں بیان کر رہے تھے۔ بے رحم کپتان نے بھی ماریا کو نئے کپڑے پہنائے اور اسے لونڈیوں کے چبوترے پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ کپتان نے کہا۔

"ماریا، کوہ قاف کی یہ عورت سب سے زیادہ حسین ہے۔ کون ہے جو اس کو خریدتا ہے۔ میں قیمت ایک ہزار سونے کے سکے لگاتا ہوں۔"

ایک بھنگی آنکھ والے سوداگر نے دو ہزار سونے کے سکے کی بولی لگائی۔ اب دوسرے سوداگر اور جاگیردار بھی بڑھ چڑھ کر بولیاں دینے لگے۔ آخر دس ہزار سونے کے سکوں پر ٹیڑھی آنکھوں والے سوداگر نے ماریا کو خرید لیا۔ سوداگر نے پوری رقم کپتان کو ادا کر دی اور ماریا کو پاکی میں اپنے ساتھ بٹھا کر اپنی حویلی میں لے گیا۔ چونکہ ماریا کے لیے سوداگر نے بھاری قیمت ادا کی تھی اور ماریا بہت خوب صورت بھی تھی۔ اس لیے سوداگر نے حویلی میں داخل ہوتے ہی ماریا کو زنجیر ڈال دی اور کمرے میں بند کر دیا۔ ماریا پر اپنا رعب ڈالنے اور اسے ڈرانے کے لیے سوداگر نے ماریا پر بہت ظلم کرنا شروع کر دیا۔ وہ اسے دن میں دو بار ہنٹروں سے مارتا اور بار بار کہتا کہ اگر تم نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی تو میرے غلام تمہیں زندہ زمین میں دفن کر دیں گے۔ ماریا بے بس تھی۔ کمزور تھی۔ یہ ظلم سہہ رہی تھی۔ مار پٹائی برداشت کر رہی تھی۔ اس کو پوری امید تھی کہ ایک دن بعد اس کی طاقت واپس آجائے گی۔

بے بسی اور مجبوری کی آخری رات آگئی۔ اس رات سوداگر نے ماریا کو بہت پیٹا۔ ماریا کے ہونٹوں سے خون نکل آیا۔ بھی کر کے بیٹھی رہی۔ اسے دن نکلنے کا انتظار تھا۔ کیونکہ یہ جو گئے تھے اور صبح اس کی طاقت اسے واپس ملنے والی تھی۔ ڈر بھی رہی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی د

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آسنے۔ وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی صبح کا انتظار کرتی رہی۔ اس کی نظریں کوٹھڑی کے روشندان پر لگی تھیں۔ روشندان پر رات کی تاریکی چھائی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ تاریکی ختم ہوتی گئی اور اس کی جگہ دھیمی دھیمی روشنی نمودار ہونے لگی۔ اور جب دن نکل آیا تو ماریا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ یہ وقت اس کی طاقت کے واپس آنے کا تھا، مگر ابھی تک اس کی طاقت واپس نہیں ہوئی تھی۔ ماریا اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔ وہ سخت بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ پھر اچانک سب سے پہلے اس کے پاؤں غائب ہو گئے۔ ماریا نے جھک کر دیکھا۔ اسے اپنے پاؤں دھند کی شکل میں نظر آ رہے تھے۔ خوشی سے ماریا اچھل پڑی۔ جونہی وہ اچھلی اس کا سارا جسم غائب ہو گیا۔ اور وہ ہوا میں بلند ہو کر چھت کے ساتھ جا لگی۔ اس کی طاقت واپس آ گئی تھی۔

ماریا غائب ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی طاقت آزمانے کے لیے کوٹھڑی میں پڑی ہوئی زنجیر کو اٹھایا۔ یہ زنجیر اس کے پاؤں میں باندھی گئی تھی۔ ماریا نے زنجیر کو جھٹکا دیا۔ لوہے کی مضبوط زنجیر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ماریا کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا۔ اب وہ انتقام لینا چاہتی تھی۔ ان لوگوں سے [illegible] اس پر ظلم کئے تھے اور جو ہر عورت پر اسی طرح ظلم کرتے [illegible] نے ماریا سے پہلے ماریا نے ٹیڑھی آنکھ والے سوداگر سے بدلہ [illegible] جس نے اسے خریدا تھا۔ اور جو دو روز سے روزانہ [illegible] سے مار رہا تھا ماریا بند کوٹھڑی میں سے بڑی آسانی

سے باہر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ حویلی میں نوکر چاکر اپنے اپنے کام میں لگے تھے۔ ناشتہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ظالم سوداگر حویلی کے چھوٹے سے باغیچے میں کرسی پر بیٹھا اناناس کا جوس پی رہا تھا۔ دو نوکر اس کے پیچھے کھڑے اسے پنکھا جھل رہے تھے۔ ماریا اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ ٹوٹی ہوئی زنجیر کا ایک ٹکڑا ابھی تک ماریا کے ہاتھ میں تھا۔ سوداگر نے ماریا کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔

وہ اناناس کا رس پیتے ہوئے ایک غلام سے مخاطب ہو کر بولا۔

"نئی لونڈی کو جا کر سوکھی روٹی کے ٹکڑے پانی میں بھگو کر دے آؤ۔ ابھی ایک ہفتہ اسے یہی غذا ملے گی۔ تاکہ اس کے ہوش ٹھکانے آ جائیں۔"

ماریا نے سوداگر کے ہاتھ سے اس کا گلاس چھین کر فرش پر پٹخ دیا۔ سوداگر ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور غضبناک ہو کر بولا۔

"میرا گلاس کس نے پھینک دیا؟"

غلام اور کنیزیں سہم کر رہ گئیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ گلاس جس میں اناناس کا رس تھا۔ سوداگر کے ہاتھ سے اپنے آپ اوپر کو اچھلا اور پھر تڑاخ سے فرش پر گر کر لڑھک گیا تھا۔ یہ چاندی کا گلاس تھا۔ غلام نے جلدی سے گلاس اٹھا لیا اور ادب سے بولا۔

"حضور آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہوگا گلاس [illegible] یہ جو پہلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوداگر کچھ پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کیونکہ اسے بالکل محسوس ہوا تھا کہ کسی نے اس کے ہاتھ سے گلاس چھین کر پھینکا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ دوسرا گلاس پیش کیا جائے تو دیکھا کہ ایک خوبصورت کنیز سے بھرا ہوا دوسرا گلاس لے آیا۔ سوداگر نے دائیں بائیں غور سے دیکھا اور پھر گلاس کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اسے ہونٹوں کے پاس لے جانے ہی لگا تھا کہ ماریا نے دوسری بار گلاس کو زور سے ہاتھ مار کر پرے گرا دیا۔ ماریا سخت غصے میں تھی۔ سوداگر تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور خوفناک ہو کر چیخا "یہ کون بدتمیز ہے یہاں؟" اب ماریا نے اس کی گردن کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر دبایا اور غراتے ہوئے کہا۔

"یہاں تمہاری موت کھڑی ہے!"

اب تو سوداگر تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ اپنی گردن پر فولادی ہاتھوں کی سخت گرفت محسوس کر رہا تھا۔ اس کا گلا دبا رہا تھا۔ مگر اسے کسی کے ہاتھ دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ وہ ان ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے مس بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کنیزوں اور غلاموں نے ایک تہلکہ آواز سنی تو چیخ مار کر وہاں سے بھاگ گئے۔ ماریا نے سوداگر کی گردن چھوڑ دی۔ پھر زنجیر اس کی گردن میں ڈال کر بولی۔

"میں تمہاری نئی لونڈی ہوں۔ جس کو تم نے خریدا اور جس سے وہ دو روز سے نظر کر رہے ہو! اسے ہنٹروں سے مارتے ہو! اسے ٹھڈے مار رہے ہو! اسے گالیاں

پچھلے

بک رہے ہو۔ میں ماریا ہوں۔ تمہاری نئی لونڈی اور تمہاری موت ماریا!"

ماریا نے سوداگر کی گردن میں زنجیر کو باندھا اور اسے گھسیٹتی ہوئی اس کوٹھڑی میں لے گئی۔ جس میں تھوڑی دیر پہلے وہ خود قید تھی۔ سوداگر کی تو دہشت کے مارے گگھی بندھ گئی تھی۔ اس کا رنگ اڑ گیا تھا۔ اس کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ ماریا نے اسے کوٹھڑی میں لا کر زور سے نیچے پھینک دیا۔ ظالم سوداگر فرش پر گرتے ہی ہاتھ باندھ کر پکار اٹھا۔

"مجھے معاف کر دو بہن! مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے بھول ہو گئی مجھے کیا معلوم تھا کہ تم ایک جن ہو"

ماریا نے دوسری زنجیر زور سے سوداگر کے جسم پر ماری۔ سوداگر کی چیخ نکل گئی اور کمر سے خون بہنے لگا۔ ماریا نے کہا۔

"تم مجھے اسی طرح پیٹا کرتے تھے۔ میرے ہونٹوں سے بھی خون نکلا کرتا تھا مگر تمہیں مجھ پر ذرا رحم نہیں آیا کرتا تھا۔ جو کسی پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر بھی رحم نہیں کرنا چاہیئے"

اور ماریا نے زنجیر سے سوداگر کو پیٹنا شروع کر دیا۔ سوداگر کی چیخوں سے ساری حویلی گونج اٹھی۔ سارے نوکر کنیزیں اور غلام باغ میں جمع ہو گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ ان کے مالک کو ایک جن نے پکڑ لیا ہے اور وہ اسے اس کے ظلم کی سزا دے رہا ہے۔

اگلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پُراسرار چینی فقیر

غلام اور کنیزیں دل میں بڑی خوش تھیں۔

کیونکہ یہ سوداگر اُن پر بھی بہت ظلم کرتا تھا ذرا ذرا سی بات پر مار مار کر اُن کی کھال اُدھیڑ ڈالتا تھا اور انہیں تنخواہ بھی نہیں دیتا تھا وہ خوش تھے کہ ایک جن لونڈی کی شکل میں اس کے گھر آیا اور اس کو ایسی سزا مل رہی ہے کہ اس کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ لیکن منہ رکھنے اور دکھاوے کے لیے انہوں نے شور مچا دیا کہ گھر میں جن آ گیا ہے مالک کو بچاؤ۔ مالک کو بچاؤ۔ مگر جن کا نام سن کر محلے میں کسی کو کوٹھڑی کی طرف جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ ماریا سوداگر کو اٹھا اٹھا کر زمین پر مار رہی تھی۔ ظالم اور مکار دار آدمی کو اس کے ظلم کی سزا مل رہی تھی۔ جب سوداگر ختم ہو گیا تو ماریا وہاں سے فضا میں پرواز کر گئی۔

اس کا رُخ سمندر کی طرف تھا۔ اب اُسے بحری قزاقوں کے کپتان سے جا کر اپنے اوپر کئے گئے ظلم کا بدلہ لینا تھا۔ ماریا اُڑتی ہوئی سمندر کے اوپر آ گئی۔ اس زمانے میں بادبانی جہاز ہوا کی وجہ سے چلتے تھے۔ ان کی رفتار بہت ہلکی ہوتی تھی اور اگر سمندر

میں ہوا بند ہو تو جہاز وہیں سمندر میں لنگر ڈال کر کئی کئی روز کھڑے رہتے تھے۔ برازیل کے ساحل سے چلنے کے بعد بحری قزاقوں کے جہاز کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ ابھی وہ ساحل سے دُور سمندر میں پہنچے ہی تھے کہ ہوا بند ہو گئی۔ جہاز کے بادبان سکڑ گئے اور جہاز رُک گیا۔ بحری قزاقوں کے کپتان نے حکم دے دیا کہ جہاز کا لنگر ڈال دیا جائے۔ جہاز کا لنگر ڈال دیا گیا۔ ماریا سمندر میں ابھی تھوڑی دُور ہی آئی تھی کہ اسے بحری قزاقوں کا جہاز نظر پڑا۔ وہ اس جہاز کو کیسے بھول سکتی تھی جس کے کیبن میں اس پر ہنٹر برسائے گئے تھے۔ اس کے بالوں کو نوچا گیا تھا۔ اسے طمانچے مارے گئے تھے۔ یہ سارے ظلم بحری قزاقوں کے کپتان نے اس پر توڑے تھے۔ ماریا فضا میں غوطہ لگا کر جہاز کے اوپر آ گئی۔ جہاز خاموش کھڑا تھا اور سمندر کی لہریں پُرسکون تھیں۔ اتنی سی ہوا بھی نہیں تھی کہ جہاز اپنی جگہ سے حرکت کر سکے۔ ماریا نیچے آ گئی۔

اس نے دیکھا کہ جہاز کے ڈیک یعنی عرشے پر دوسرے ڈاکو تو موجود تھے مگر وہ کپتان نہیں تھا۔ جس کی ماریا کو تلاش تھی اور جس نے ماریا کو سوداگر کے پاس فروخت کیا تھا۔ ماریا نیچے عرشے پر آ گئی۔ قزاق ہنسی مذاق کی باتوں میں مشغول تھے۔ طرح طرح کے کھیل کھیل رہے تھے۔ ماریا کو ان سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ مگر وہ ان ڈاکوؤں کی تلاش میں ضرور تھی۔ جنہوں نے اسے جزیرے کے غار سے اغوا کیا تھا اور کپتان کے پاس گھسیٹتے ہوئے لے گئے تھے۔ ان میں سے یہ جو قزاق اسے وہیں بیٹھے ہوئے نظر آ گئے۔ مگر ماریا سب سے پہلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے رحم کپتان کو اس کے مظالم کی سزا دینا چاہتی تھی۔ اس دنیا میں جو کسی پر ظلم کرتا ہے۔ اس کو ظلم کا بدلہ مل کر رہتا ہے۔

ماریا کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ وہ اس جہاز کے کیبن سے واقف تھی۔ وہ خشکی پر قزاقوں کے درمیان چلتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر نیچے کیبن میں آگئی۔ کیبن خالی تھا۔ دوسرے کیبن میں گئی۔ وہ بھی خالی تھا۔ تیسرے کیبن میں اسے بے رحم کپتان نظر آگیا۔ وہ اپنے ایک ساتھی ڈاکو کے پاس بیٹھا سامنے صندوق کھولے سونے کے سکے اور جواہرات کی لوٹی ہوئی تھیلیاں گن رہا تھا۔ یہ سارا مال اس نے لوٹ مار کر کے بے گناہ لوگوں کو قتل کر کے لوٹا تھا۔

اگرچہ کیبن کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ مگر ماریا بند دروازے میں سے داخل ہو گئی۔ اب وہ پہلے خالی کمرہ اور پھر بس ماریا نہیں تھی کہ کپتان اسے ٹھوکریں مارے۔ ہنٹروں سے پیٹے اور وہ روتی جائے۔ اب اس کی طاقت خدا کے حکم سے اس کے پاس تھی۔ اسے خوب معلوم تھا کہ یہ سارے کے سارے قزاق ڈاکو اور خونی ہیں اور ہر ایک نے کئی کئی خون کیے ہوئے ہیں۔ کپتان بڑی کا شہزادہ تھا اور اس کے سر پر تو سینکڑوں عورتوں بچوں اور جوانوں کے خون تھے۔ کپتان اور اس کے ساتھی کو بالکل پتہ نہ چلا کہ ماریا اس کے کیبن میں آچکی ہے۔ انہیں پتہ لگ بھی کیسے سکتا تھا؟ ماریا ان کو دکھائی دیتی تھی؟ ماریا نے کیبن کا جائزہ لیا۔ کیبن کی سامنے والی دیوار کے ساتھ جو میز لگا تھا اس پر کپتان اور اس کے ساتھی کی تلواریں پڑی تھیں۔ وہ دونوں جواہرات اور سونے کے سکے گن گن کر بہت خوش ہو رہے تھے۔ کپتان سکے تھیلی میں پھینک کر بولے جاتا تھا "دس ہزار۔ دس ہزار ایک۔ دس ہزار دو۔ دس ہزار تین۔ دس ہزار چار۔۔۔۔۔۔۔۔"

جب اس نے پانچواں سکہ تھیلی میں ڈالا تو ماریا نے آہستہ سے کہا۔ "دس ہزار پانچ ——"

کپتان ایک دم ٹھٹک گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اپنے ساتھی قزاق سے پوچھا۔ "یہ تم بولے تھے؟"

ساتھی قزاق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں کپتان۔ میں تو نہیں بولا۔ آواز تو میں نے بھی سنی تھی۔"

کپتان نے سر کھجاتے ہوئے ایک بار پھر دائیں بائیں دیکھا اور بولا۔

"میرا خیال ہے جادو کا وہم تھا۔ یہاں اور کون ہو سکتا ہے۔ سوائے ہمارے۔ میں پھر سے گنتا ہوں۔"

جب وہ دس ہزار دس بولا اور ایک سکہ اٹھا کر تھیلی میں ڈالا تو ماریا نے آہستہ سے کہا۔ "دس ہزار گیارہ۔۔۔۔۔"

اب تو کپتان نے چونک کر ساتھی کی طرف دیکھا اور بولا۔ "یہ تم بولے ہو۔ تم سچ کیوں نہیں کہتے کہ تم بولے ہو۔" ساتھی قزاق نے بھی ماریا کی آواز اس بار صاف سنی تھی۔ وہ کچھ گھبرا سا گیا تھا۔ یہ جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدمعاش اور بدکردار ظالم لوگ ہوتے ہیں۔ ان کا ضمیر بہت کمزور ہوتا ہے اور وہم پرست ہوتے ہیں۔ یہ بہت جلد بھوت پریت سے ڈر جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اپنا ضمیر ہر وقت ملامت کرتا رہتا ہے۔ اس لیے وہ موت کے خوف میں مبتلا رہتے ہیں۔

ساتھی نے کہا۔

"میں بالکل نہیں بولا کپتان۔ مگر یہاں کوئی ہمارے علاوہ بھی موجود ہے"

کپتان نے ٹھیلی میز پر رکھ دی اور بولا۔

"ہمارے علاوہ کون ہو سکتا ہے؟"

وہ ادھر ادھر تکنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں صاف خوف جھلک رہا تھا۔ ماریا نے اب ایسا کیا کہ سامنے میز پر رکھی ہوئی جواہرات کی تھیلیوں میں سے دو تھیلیاں اٹھا لیں۔ تھیلیاں ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئیں۔ ساتھی تنزاق خوف سے چلایا۔

"کپتان! کپتان! تھیلیاں۔ دو تھیلیاں غائب ہو گئی ہیں"

کپتان نے بھی جواہرات کی تھیلیوں کو غائب ہوتے دیکھ لیا تھا اور اس کا جسم خوف سے ٹھنڈا پڑنے لگا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی تنزاق کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

"یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔ باہر ——— باہر بھاگو"

اب ماریا نے جواہرات کی تھیلیاں اس کے آگے پٹاخ سے دے ماریں اور نفرت بھری آواز میں کہا۔ "کپتان! باہر بھاگنے کا

وقت اب تمہارے پاس نہیں ہے"

کپتان کی آنکھیں دہشت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ ایک ایسی عورت کی آواز سن رہا تھا جو اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کا خون خشک کرنے کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ وہ اور تنزاق بھی اپنی جگہ پر خوف سے کانپنے لگا۔ ماریا نے کہا۔

"کپتان! تم نے میری آواز سے ابھی مجھے پہچانا نہیں۔ سنو! سنو! میں وہی ماریا ہوں۔ جس کو تم نے اور تمہارے ڈاکو ساتھی عزیز نے اغوا کر کے تمہارے پاس لائے تھے۔ جس کو تم نے سخت اذیتیں دی تھیں۔ مارا تھا۔ ہنٹروں سے مارا تھا۔ ٹھوکریں ماریں تھیں۔ اور پھر منشی بن دس ہزار سکوں کے عوض فروخت کر دیا تھا۔ اب تم نے مجھے پہچان لیا کیا؟"

کپتان نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "مجھے۔ مجھے معاف کر دو ماریا کی روح۔ مجھے معاف کر دو"

ماریا نے لیش کے ساتھ کہا۔

"میں ماریا ہوں۔ ماریا کی روح نہیں ہوں۔ میں مری نہیں ہوں۔ زندہ ہوں۔ مگر غائب ہوں۔ جب تم مجھ پر ظلم کے پہاڑ ڈھا رہے تھے تو اس وقت میری طاقت میرے پاس نہیں تھی۔ اب میری طاقت مجھ واپس مل گئی ہے۔ اور میں تم سے بدلہ لینے نہیں بلکہ تمہیں تمہارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اعمال کی سزا دینے آئی ہوں۔ تیری گردن پر نہ جانے کتنے معصوم لوگوں کا خون ہے۔ نہ جانے تم نے اور تمہارے آدمیوں نے کتنے بستے بستے گھروں کو لوٹا ہے۔ کتنے گھروں کے چراغ گل کیے ہیں۔ کتنے بچوں کو یتیم اور کتنی عورتوں کو بیوہ بنا کر بازار میں فروخت کر دیا ہے۔"

کپتان کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ ماتھے پر پسینہ آگیا تھا وہ کہہ رہا تھا۔

"مجھے آسمانی سندری مجھے معاف کر دے۔" ماریا نے میز پر سے تلوار اٹھائی اور کپتان کی گردن پر رکھ کر کہا۔

"میں نے تمہیں معاف کر دیا تو ان سینکڑوں بچوں کو کیا جواب دو گی جن کے ماں باپ کو تم نے ان کی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیا۔ ان عورتوں کو کیا منہ دکھاؤ گی جن کے بچوں کو تم نے سنگینوں پر اچھالا اور ان کے گھروں کو آگ لگا دی۔ تیرے لیے معافی کہیں نہیں ہے۔ میں تجھے اور تمہارے ساتھیوں کو ختم کر کے خلا اور سمندر کے اس سلسلے کو یہیں ختم کر دینا چاہتی ہوں۔ آؤ تم اس کے بعد کسی کے گھر کو نہ جلا سکو۔"

اور ماریا نے تلوار کے ایک وار سے بے رحم کپتان کا ایک بازو کاٹ دیا۔ کپتان کی بھیانک چیخ مار کر باہر کی طرف بھاگا۔ اس کے ساتھی بھی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ ماریا نے ساتھی قزاق کو جانے دیا پھر بے رحم کپتان کو، ظلم کے سردار کو گردن سے پکڑ کر واپس کھینچ لیا۔

اور تلوار کے دوسرے وار سے اس کا دوسرا بازو کاٹ کر رکھ دیا۔ کپتان فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ ماریا نے تلوار اس کے سینے میں اتار دی اور کیبن سے نکل کر اوپر عرشے پر آگئی۔ وہاں کپتان کے بھاگ کر آنے والے ساتھی نے پہلے ہی شور مچا دیا تھا کہ نیچے کیبن میں کوئی چڑیل آگئی ہے جس نے کپتان کو ہلاک کر دیا ہے۔ عرشے پر ڈاکوؤں میں بھگدڑ مچ گئی تھی کوئی نیچے بھاگ رہا تھا کوئی کیبن پھلانگنے کے لیے جدوجہد کر رہا تھا۔ ماریا اوپر آئی تو قزاق پرندوں کی طرح ادھر ادھر بھاگ دوڑ رہے تھے۔ یہ وہ خونی لوگ تھے جنھوں نے اب تک نہ جانے کتنے لوگوں کو، کتنے بچوں، کتنی عورتوں کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ ان کا زندہ رہنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ اور زیادہ عورتوں بچوں کو ہلاک کریں گے۔ ماریا نے فیصلہ کیا کہ اس جہاز کو ہی اڑا دینا چاہیے۔

چنانچہ ماریا نے کسی دوسرے سے قزاق کو بالکل کچھ نہ کہا۔ وہ سیدھی نیچے جہاز کے باورچی خانے میں آئی۔ جہاں بھاگ جل رہی تھی اور کھانا پکایا جا رہا تھا۔ ماریا نے ایک مشعل کو آگ دکھا کر جلایا اور اسے نیچے لے جا کر اس کوٹھری میں پھینک دیا۔ جس میں بارود بھرا ہوا تھا۔ آگ کے پھینکتے ہی ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور آدھا جہاز فضا میں اڑ گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ فضا میں اچھل گئی۔ اس نے دیکھا کہ آدھا جہاز اڑ گیا ہے اور باقی جہاز کو آگ لگ گئی ہے۔ اور وہ بھی تیزی سے سمندر میں غرق ہو رہا ہے۔ سمندر میں خونی قزاقوں کی لاشیں تیر رہی تھیں۔ دیکھتے دیکھتے سارے کا سارا جہاز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈوب کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سمندر کی تہ میں اتر گیا۔

اب وہاں ظلم کا کوئی نشان باقی نہیں رہا تھا۔ ظلم و ستم کرنے والوں کو ان کے گناہوں کی سزا مل چکی تھی۔ ماریا نے اطمینان کا سانس لیا اور سمندر میں آگے جانے کی بجائے واپس ساحل سمندر کی طرف پرواز کر گئی۔ واپس وہ تاپو والے چھوٹے شہر میں جانے کی بجائے برازیل ملک کی بندرگاہ ڈی منگو میں آ گئی۔ اس کے دل میں بلا سا خیال تھا کہ شاید ناگ کیٹی اور تھیوساگ وغیرہ اس کھوہ کی طرف نکل آئے ہوں۔ برازیل اس زمانے میں بہت ترقی کر چکا تھا اور بڑا خوشحال ملک تھا۔ مگر اس کے جنگلوں میں ایسے وحشی اور خونخوار قبیلے آباد تھے کہ جو کوئی باہر سے وہاں جاتا یہ وحشی لوگ اسے پکڑ کر اس کا سر کاٹ لیتے اور ایک خاص ترکیب سے اس کے سر کو چھوٹے گیند جتنا بنا کر اپنی جھونپڑی کے آگے لٹکا دیتے۔ ڈی منگو شہر میں دُور دُور سے لوگ کاروبار کرنے آتے تھے۔ بندرگاہ پر ملک ملک کے جہاز آکر ٹھہرتے اور تاجر اپنا مال فروخت کر کے وہاں سے مال لیکر اپنے وطن روانہ ہو جاتے تھے۔ یہ بڑی مصروف بندرگاہ تھی۔ ماریا نے سوچا کہ یہاں کچھ دن رُک کر دیکھنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے ناگ کیٹی جولی ساگ اور تھیوساگ ادھر آ نکلیں۔ اگرچہ وہ اسے ملک چین میں جانے کا کہہ کر گئے تھے۔ ماریا نے فیصلہ کیا کہ وہ چند ہفتے انہیں یہاں دیکھے گی اور اگر یہاں عنبر اور جولی ساگ کا بھی کوئی سراغ نہ ملا تو وہاں سے کسی ایسے جہاز میں سوار ہو جائے گی جو ملک

روانہ ہو رہا تھا۔ اس جہاز پر کپتان بھی انگریز تھا۔ جولی ساگ کا تعلق بنا کرتا تھا۔ اسے پرندوں سے جو ملک چین کی طرف جا رہا تھا۔ اس جہاز پر مسافر بن کر سفر کر رہا تھا۔ اسے بھی اک مادہ بڑ تھیوساگ اور جولی ساگ کی تلاش تھی۔ وہ بھی بالکل معلوم نہیں تھا۔ اس جہاز میں جولی ساگ بھی سفر کر رہی ہے۔ پُراسرار چینی کی شکل میں رکھے تابنے کے میڈل پر چپک کر سفر کر رہی ہے۔ ان کے پیچھے کوئی فاصلے پر ناگ اور کیٹی، تھیوساگ بھی یہ سوچ رہے تھے۔ بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ یہ جہاز بھی ملک چین کی طرف جا رہا تھا۔ اب ان کو ایک جیسے کا سفر باقی تھا۔ ان کو ہم سمندر میں ہی چھوڑتے ہیں اور ابھی ماریا کے ساتھ ہی رہتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس پر کیا گزرتی ہے۔

ماریا نیلم جلپری اپنی پوری طاقت کے ساتھ زندہ تھی وہ ملک کی مشرقی ساحل کی بندرگاہ ڈی منگو کے شہر میں پہنچ چکی تھی۔ اس نے فضا میں جگہ جگہ سونگھ کر دیکھ لیا تھا کہ وہاں عنبر ناگ کیٹی اور جولی ساگ، تھیوساگ میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں ہے پھر بھی وہ دو چار روز تک وہیں رہ کر ان کی تلاش جاری رکھنا چاہتی تھی۔ اس زمانے میں برازیل کے جنگل بہت گھنے ہوتے تھے دریائے ایمزن ان جنگلوں کے بیچ میں سے گزرتا تھا۔ یہ جنگل جنگلی درندوں، سانپوں، زہریلے بچھوؤں اور خطرناک وحشی قبیلوں سے بھرے ہوئے تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگر کوئی شکاری یا مسافر ان جنگلوں میں راستہ بھول جاتا تو پھر اس کی لاش بھی نہیں ملتی تھی اگر وہ سانپ، بچھوؤں، جنگلی درندوں اور سر کاٹ کر چھوڑ کرنے والے وحشی جنگلیوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتا تو دریائی مگرمچھ اور آدم خور مچھلیاں اس پر ٹوٹ پڑتیں اور دیکھتے دیکھتے اسے چٹ کر جاتیں۔ ان جنگلوں میں صرف وحشی قبیلوں کے لوگ ہی رہ سکتے تھے۔ وہ اپنے جسم پر طرح طرح کے رنگ ملتے۔ یہ رنگ وہ مگرمچھ کی چربی میں گھول کر بناتے تھے۔ کمر کے گرد وہ درختوں کی چھال کی جھالر باندھتے۔ ان کی عورتیں بھی مردوں کی طرح وحشی اور خونخوار ہوتی تھیں اور باہر کے کسی آدمی کو دیکھتے ہی تو لہ لے کر اس کا سر کاٹ کر الگ کر دیتی تھیں۔ ان لوگوں میں جادو ٹونے کا بھی بہت رواج تھا اور یہ اپنے مرنے والوں کو جلانے یا زمین میں دفن کرنے کی بجائے مردے کو آدھا زمین میں گاڑ دیتے۔ مُردہ دیوتا بن جاتا تھا۔ ایک قبیلے کی دوسرے قبیلے سے دشمنی ہو جاتی تو وہ ایک دوسرے کے آدمیوں اور عورتوں کو اغوا کر کے لے آتے پھر ان کے سر کاٹ کر اپنے خاص طریقے سے انہیں سکیڑ کر چھوٹا سا شیطانی چہرہ بنا کر اپنے گھر کے آگے لٹکا دیتے اور دشمن کے باقی دھڑ کو پکا کر کھا جاتے۔ یہ وحشی، جنگلی اور غیر مہذب قبیلے تھے۔ تہذیب اور شائستگی ان کو چھو کر بھی نہیں گئی تھی۔ ان کے اپنے بت خانے تھے جن میں وہ لکڑی یا پتھروں کے کھڑی کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ ہر قبیلے کا اپنا ایک پجاری اور جادوگر ہوتا تھا۔ جادوگر بیماروں کا علاج جادو سے کرتا تھا اور مردوں کو بھی جلانے کا وہی کرتا تھا۔

ماریا اس سے پہلے بھی مہر ناگ کبیلی تھیبو ساگ کے ساتھ ان جنگلوں سے گذر چکی تھی۔ اسے ان جنگلوں میں کبھی رہنے کا موقع نہیں ملا تھا اور وہ ایسے خطرناک جنگلوں میں رہنا بھی چاہتی تھی۔ ماریا اپنی حالت دریائے ایمزن کے کنارے ایک جنگل میں درختوں کے اوپر اوپر اڑتی ہوئی گزر رہی تھی۔ وہ درختوں سے پندرہ بیس فٹ کی بلندی پر آہستہ آہستہ اڑتی چلی جا رہی تھی۔ ابھی تک اسے کسی طرف سے بھی مہر ناگ کبیلی اور تھیبو ساگ، جو کی کوئی خبر نہیں آئی تھی۔

ماریا جنگل کا ایک چکر لگا کر واپس مڑنے ہی والی تھی کہ اسے دور سے ڈھول بجنے کی آواز سنائی دی۔ یہ ڈھول زور زور سے بج رہا تھا اور آواز قریب سے قریب آ رہی تھی۔ ماریا یہ دیکھنے کے لیے کہ شاید جنگلی لوگ رقص کر رہے ہیں۔ درختوں کے درمیان سے گزر کر نیچے آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ دور سے جنگلی وحشیوں کی ایک ٹولی ڈھول بجاتی رقص کرتی چلی آ رہی ہے۔ ہر جنگلی کے ہاتھ میں چمکتا خنجر تھا۔ انہوں نے ایک خوب صورت نوجوان کو رسیوں سے باندھ رکھا تھا اور اسے ڈھول بجاتے گھیرے میں اپنے سردار کے پاس لے جا رہے تھے۔

ماریا کو اس نوجوان پر بہت رحم آیا۔ وہ نیچے اتری۔ اب وہ جنگلی لوگوں کے سروں کے اوپر ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ درختوں کے درمیان گھاس کا ایک چھوٹا سا میدان آ گیا جہاں چھوٹی چھوٹی کئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ جنگلی لوگوں کے ڈھول کی خاص آواز سن کر جھونپڑیوں میں سے عورتیں بچے اور مرد باہر نکل آئے۔ انہوں نے ایک گورے چٹے نوجوان شکار کو دیکھا تو خوشی سے نعرے لگانے لگے۔ ان کا سردار بھی اپنے جھونپڑے سے باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی اس نے حکم دیا کہ نئے شکار کو تختے کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ میں خود اس کا سر کاٹوں گا۔ اسی وقت بدقسمت نوجوان کو درمیان میں لا کر لکڑی کے تختے کے ساتھ اس طرح باندھ دیا گیا کہ اس کی گردن تختے سے باہر تھی اور باقی جسم تختے کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ ماریا سے بھلا یہ ظلم کیسے برداشت ہو سکتا تھا۔ وہ غوطہ لگا کر نیچے گھاس پر اتر آئی۔ کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ادھر جنگلی قبیلے کا سردار چھرا ہاتھ میں لیے ڈھول تاشوں کے شور میں بدقسمت شکاری نوجوان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ماریا نوجوان کے بالکل سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ جنگلی سردار قریب آ گیا۔ قریب آ کر وہ رک گیا۔ اس کے اور نوجوان کے درمیان ماریا کھڑی تھی۔ جس کو سردار نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک دم ڈھول تاشے بند ہو گئے۔ سردار نے چھرے والا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ سردار نے ایک چیخ ماری اور چھرے کا وار کر دیا۔ مگر سب یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ چھرا سردار کے ہاتھ سے اچھل کر دور جا گرا تھا۔

○

بہن کی روح

سردار نے قبیلے کے جادو ٹونہ کرنے والے کو آواز دی۔

جاکش! یہاں کوئی بدروح آ گئی ہے۔ اسے قابو کرو۔

ایک لمبی ڈاڑھی والا جنگلی چھلانگ لگا کر سردار کے پاس آ گیا۔ اس کی گردن میں ہڈیاں لٹک رہی تھیں۔ ایک ہاتھ میں انسانی بازو کی ہڈی تھی۔ اس نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ پھر چیخ کر بولا۔

"سردار! یہاں کوئی بدروح نہیں ہے۔"

ماریا ہنس پڑی۔ یہ احمق جادوگر ماریا کو نہیں دیکھ سکا تھا۔ سردار نے ایک بار پھر چھرا اٹھا کر نوجوان کی گردن کاٹنے کے لیے اس پر حملہ کیا۔ اس بار ماریا نے سردار کے ہاتھ سے چھرا چھین لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی چھرا غائب ہو گیا۔ اب سردار ہکا بکا ہو گیا۔ سب جنگلی بھی چپ ہو کر ڈر سے گئے کہ یہاں ضرور کوئی دیوی دیوتا کی روح آ گئی ہے۔ جو اس نوجوان کو بچانا چاہتی ہے۔ جنگلی جادوگر نے کہا۔

"سردار! چھرا اس نوجوان کے جادو سے غائب ہوا ہے۔ یہ جادوگر ہے۔ اس کو فوراً آگ میں ڈال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر جلا دو۔"

سردار نے اسی وقت حکم دیا کہ نوجوان قیدی کے اردگرد لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی جائے۔ ایک لکڑی کو آگ لگی تو مایا نے اسے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ اور سردار سے چلا کر کہا۔

"چاکش! تم کوئی اپنا منتر کیوں نہیں پڑھتے؟ اس بدروح کو ہلاک کر ڈالو۔"

چاکش ایک بار پھر رقص کرنے لگا۔ مایا نے آگے بڑھ کر جلتی جادوگر کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔ وہ تو وہیں سہم کر بیٹھ گیا۔ سارے جنگلی ڈاکو بھاگ گئے۔ وہاں صرف سردار ہی رہ گیا۔ مایا نے آواز کو بھاری بنا کر کہا۔

"تم مسافروں کو قتل کرتے ہو۔ تم قاتل ہو آج تمہاری گردن کاٹی جائے گی۔"

سردار نے کسی نیبی روح کی بھاری آواز سنی تو دہشت سے تھر تھر کانپنے لگا۔

مایا نے کہا۔

"اس نوجوان کو آزاد کر دو۔ پھر تم سے بات ہوگی۔"

سردار نے جلدی سے نوجوان کو کھول دیا۔ گورے چٹے خوبرو نوجوان نے خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ بھی مایا کی آواز سن رہا تھا اور حیران تھا کہ یہ کون روح ہے جو اس کی جان بچانے وہاں آگئی ہے۔ وہ وہاں سے جانے لگا تو مایا نے کہا۔

"نوجوان! تم ابھی ٹھہرو۔"

نوجوان وہیں رک گیا۔ سردار نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"اے دیوؤں کی روح! مجھے معاف کر دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی مسافر کی گردن نہیں کاٹوں گا۔ جو مسافر یہاں آئے گا۔ اس کی خدمت کروں گا۔"

مایا بولی

"اگر تم نے اپنے عہد کو توڑا تو یاد رکھو۔ میں ایک لمحے میں یہاں واپس آکر تمہاری گردن اڑا دوں گی۔"

سردار نے کہا۔

"ایسا کبھی نہیں ہوگا نیک روح! میں وعدہ کرتا ہوں۔ اگر میں نے اپنا وعدہ توڑا تو تم مجھے جو سزا دے دینا۔"

مایا کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات پر یقین کر لیتی ہوں۔ لیکن اگر تم اپنے وعدے سے پھر گئے تو تمہاری گردن کاٹ کر اسی طرح تمہارے دروازے پر لٹکا دوں گی۔"

سردار نے نوجوان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"بھائی! اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں تمہاری ہر خدمت کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نوجوان سیاح نے کہا۔

"میں جنگل میں راستہ بھول گیا تھا۔ میں شکاری نہیں سیاح ہوں۔ اور ایک ضروری کام کے سلسلے میں ملک چین جا رہا ہوں۔ مجھے صرف تم یہ بتا دو کہ یہاں سے برازیل کی مشرقی بندرگاہ کون سی ہے جہاں مجھے چین جانے کے لیے کوئی جہاز مل جائے گا۔"

سردار نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ ایک آدمی کر دیتا ہوں۔ وہ تمہیں اس جنگل سے نکال کر بندرگاہ تک پہنچا دے گا کیونکہ یہ جنگل خطرناک دلدلوں اور جنگلی بندروں اور زہریلے سانپوں سے بھرا ہوا ہے۔ تم اکیلے سفر نہیں کر سکو گے۔"

نوجوان سیاح نے کہا۔

"اے چمک دل روح! میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں کہ نہ صرف تمہاری وجہ سے میری جان بچ گئی بلکہ دل میں راستہ بھی مل گیا۔"

ماریا خاموش رہی۔ سردار نے کہا۔

"چمک دل دیوی کی روح شاید چلی گئی ہے۔"

جاکش جنگلی جادوگر آہستہ سے بولا۔

"میں بھی جاتا ہوں سردار۔"

جاکش جنگلی جادوگر اپنی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔ سردار نے نوجوان سیاح کے ساتھ اپنا ایک خاص آدمی کر دیا جو اسے لے کر جنگل میں ایک طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا کے دل میں خیال آیا کہ اس نوجوان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے راستے میں یہ جنگلی اسے ہلاک کر دے اور اس کا سر کاٹ کر لے جائے۔ چنانچہ ماریا بھی اس کے اوپر اوپر چلنے لگی۔

وہ جنگل میں سے گزر رہے تھے۔ آگے جا کر جنگل بہت گھنا ہو گیا۔ جنگلی اسے دلدلوں سے بچا کر چل رہا تھا۔ ماریا بھی ساتھ ساتھ تھی۔ اس نے سوچا کہ وہ برازیل کے مشرقی ساحل تک جاتی ہے اور وہاں عنبر ناگ تھیو سانگ کیٹی اور جولی سانگ کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گی۔ نوجوان سیاح اپنے جنگلی رہنما کے ساتھ سارا دن جنگل میں سفر کرتا رہا۔ ان میں سے کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی ہے۔ رات کو جنگلی رہنما جنگل میں سے ایک ہرن مار کر لے آیا۔ انہوں نے وہیں آگ جلا کر ہرن کو بھون کر کھایا اور نوجوان سیاح سو گیا۔

جنگل میں اگرچہ اندھیرا تھا مگر ماریا جنگل کو اچھی طرح سے دیکھ سکتی تھی۔ وہ اس کے قریب ہی ایک درخت کے نیچے بیٹھی تھی۔ جنگلی کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے ارد گرد دیکھا اور آہستہ سے اپنا خنجر نکال لیا۔ ماریا چوکس ہو گئی۔ وہ لپک کر اس کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ گئی۔ جنگلی کے ارادے نیک نہیں تھے۔ وہ دبے پاؤں نوجوان سیاح کی طرف بڑھا۔ وہ اس کا سر مارنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے کہ ماریا جنگلی کا ہاتھ پکڑ کر اسے پیچھے کھینچتی اچانک نوجوان سیاح کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے جنگلی کو خنجر ہاتھ میں تھامے اپنی طرف آتے دیکھا تو اچھل کر دوسری طرف ہو گیا۔ جنگلی نے وار کر دیا۔

ماریا نے جنگلی کو گردن سے پکڑ کر ایک طرف گرا دیا۔ نوجوان سیاح اٹھ کر جنگلی کے اوپر گرا اور اسے دبوچ کر بولا۔

"تم نے اپنے سردار سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف جاتے ہوئے میرا سر کاٹنا چاہتے تھے۔ مگر میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اس لیے کہ میں جنگلی مقدس کام کے لیے جا رہا ہوں۔ اس کے سفر میں مجھ پر کسی کو نقصان پہنچانا منع ہے۔"

جنگلی نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مجھے معاف کر دو۔ مگر تمہیں نیک روح کا شکریہ ادا کرنا ہوگا۔ جس نے مجھے تم پر حملہ نہیں کرنے دیا۔ اور ایک طرف گرا دیا۔"

نوجوان سیاح نے اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھا پھر بولا۔

"میں نیک روح کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں تمہاری قسمت کا فیصلہ کیے بغیر تمہیں چھوڑتا ہوں۔"

ماریا نے اب اپنی اصل آواز میں کہا۔

"تم نے اسے معاف کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اسے معاف کر دو۔ مگر یہ تمہیں جنگل میں راستہ ضرور دکھائے گا۔ پھر یہ واپس چلا جائے گا۔"

ماریا نے جنگلی کی گردن کو دبوچا تو اس کی چیخ نکل گئی۔ ماریا نے کہا۔

"اب اگر تو نے ایسی کوئی حرکت کی تو میں تمہیں ہلاک کر ڈالوں گی۔"

جنگلی کو پسینے آ رہے تھے بولا۔

"دیوی! میری جان بخشی کر دے۔ میں اب کبھی ایسا سوچوں گا بھی نہیں۔"

ماریا نے نوجوان سیاح سے کہا۔

"اب تم آرام کر سکتے ہو۔ میں تمہاری حفاظت کروں گی۔"

نوجوان سیاح سو گیا۔

دوسرے دن انہوں نے اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے یہ تینوں بحر الکاہل کے ساحل کی بندرگاہ پر جا پہنچے۔ وہاں سے بادبانی جہاز تک۔ چین کی طرف جاتے تھے۔ یہاں سے جنگلی کو واپس بھیج دیا گیا۔ اب ماریا نے نوجوان سیاح سے پوچھا کہ وہ کون سے مقدس سفر پر چین جا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا ہے؟ نوجوان سیاح نے ایک آہ بھر کر کہا۔

"اے ایک دوست۔ میرا نام ماشان ہے۔ میں برازیل کے ایک شہر میں سوداگری کرتا ہوں۔ میرے ماں باپ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ صرف ایک چھوٹی بہن ماگی تھی۔ باپ سے ورثے میں ہمیں کافی جائیداد اور کاروبار ملا۔ ہم بڑے ہوئے تو ہم نے کاروبار سنبھال لیا۔ میں اپنی چھوٹی بہن ماگی کے ساتھ ہنسی خوشی رہ رہا تھا اور اس کی شادی کی تیاریاں کر رہا تھا کہ ایک روز ہمارے گھر ایک عورت آئی جس نے ماگی کو پیار کیا اور کہا وہ اس کی قسمت کا حال بتا سکتی ہے۔ ماگی کو بڑا شوق ہوا تو اس سے اپنی قسمت کا حال پوچھنے بیٹھ گئی۔ عورت نے کہا چلو باغ میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ وہ ماگی کو گھر کے پچھواڑے باغ میں لے گئی۔ میں نے کوئی خیال نہ کیا۔ میں اپنے کام میں لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ماگی کو دیکھنے گیا تو وہ وہاں پر نہیں تھی۔ عورت بھی غائب تھی۔ مجھے فکر لگی۔ نوکروں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ مگر ماگی اور عورت کہیں نہ ملی۔ میں غم سے نڈھال ہو گیا۔ مجھے اپنی چھوٹی بہن ماگی سے بہت پیار تھا۔ میری ایک ہی بہن تھی اور وہ

روز بعد اس کی شادی ہونے والی تھی۔ ہفتے اور پھر مہینے گزر گئے اور میری بہن ماگی کا کچھ پتہ نہ چلا۔ میں نے بڑی دولت خرچ کی اور دوسرے ملکوں میں جاسوس بھجوائے کہ وہ میری بہن کو جہاں کہیں وہ ہو تلاش کریں۔ سب ملکوں سے جاسوسوں نے واپس آ کر بتایا کہ انہیں ماگی کہیں نہیں ملی۔ لیکن چھ ماہ بعد ملک چین سے میرا ایک جاسوس آیا تو اس نے مجھے یہ خبر دی کہ میری بہن ماگی کو ایک عورت اور اس کے ساتھی برازیل سے اٹھا کر ملک چین لے گئے تھے۔ وہاں وہ مر گئی اور چین کے ایک شہر کاشان کے باہر دریائے زرد کے کنارے ایک جنگل میں اس کی قبر موجود ہے۔ جہاں اسے دفن کیا گیا تھا۔ مجھے بہت صدمہ ہوا۔ جب غم ہلکا ہوا تو مجھے خیال آیا کہ ایک بار میری چھوٹی بہن نے مجھے کہا تھا کہ میرے پیارے بھائی ماشان! اگر کبھی میں مر جاؤں اور تم مجھ سے بات کرنا چاہو تو کسی چاندنی رات کو میری قبر پر آ کر مقدس کتاب کے اشلوک ایک سو بار پڑھنا۔ پھر میری روح اپنی قبر سے نکل کر تمہارے پاس آ کر تم سے باتیں کرے گی۔ چنانچہ اب میں اپنی بہن کی روح سے ملاقات کرنے جا رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ یہ میری کہانی ہے۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا تمہیں خبر ہے کہ تمہاری بہن کی قبر کس جگہ پر ہے؟"

ماشان بولا۔

"ہاں میرا جاسوس اس قبر کو دیکھ کر آیا ہے۔ اس نے مجھے سارا پتہ بتا دیا ہے۔ جاسوس نے یہ بھی بتایا تھا کہ میری بہن کو چین کے ایک ایسے خطرناک اور بےرحم گروہ نے اغوا کیا تھا۔ جن کے آدمی ملک ملک پھر کر ایسی لڑکیاں اغوا کرتے رہتے ہیں۔ جن کی شادی ہونے والی ہوتی ہے۔ پھر وہ ان لڑکیوں کو دلہن بنا کر ان پر کوئی عمل کرتے ہیں اور اس کے بعد انہیں ہلاک کر کے دفن کر دیتے ہیں۔"

ماریا ہنسنے لگی۔

"تمہاری کہانی تو بہت پُراسرار ہے۔ میں تمہارے ساتھ تمہاری بہن کی قبر پر جاؤں گی۔"

ماشان نے آہ بھر کر کہا۔

"اے نیک روح! تمہارا شکریہ۔ اگر تم میری جان نہ بچاتیں تو میں زندگی میں کبھی بھی بہن کی قبر پر نہ جا سکتا تھا۔ مگر مجھے یہ بتاؤ کہ تم جنگل میں کیسے آ گئی تھیں؟"

ماریا نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں روح نہیں ہوں۔"

نوجوان ماشان حیران سے تکنے لگا۔ اسے ماریا دکھائی نہیں دے رہی تھی مگر جدھر سے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔ وہ ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"اگر تم روح نہیں ہو تو پھر تم غائب کس طرح ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ ایک راز ہے جس کو تم راز ہی رہنے دو تو بہتر ہے۔ بہرحال میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔ اور تمہیں تمہاری بہن کی قبر پر پہنچانا چاہتی ہوں مگر چین ایک بہت دور ملک ہے۔ تم کو وہاں پہنچتے پہنچتے کئی مہینے لگ جائیں گے۔"

نوجوان ماشان بولا۔

"میں کسی اور طرح سے سفر بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے اسی طرح ہوائی جہاز میں ہی سفر کرنا پڑے گا۔"

ماریا نے کہا۔

"اگر میں چاہوں تو تمہیں ایک دن میں چین پہنچا سکتی ہوں۔"

نوجوان ماشان حیران سے بولا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بہن؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا۔

"میرا نام ماریا ہے۔ تم مجھے ماریا کے نام سے پکارا کرو۔ تمہاری پیاری بہن کی موت کی وجہ سے مجھے تم سے ہمدردی ہو گئی ہے۔ ہاں۔ تو میں تمہیں اس طرح لے جا سکتی ہوں کہ تم میرے کاندھے پر بیٹھ جاؤ گے اور میں تمہیں لے کر اڑ جاؤں گی۔"

ماشان ہنس پڑا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ماریا بہن؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں اپنے کاندھے پر بٹھا لوں گی۔ اس وقت تمہارا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ تم نظر بھی نہیں آؤ گے اور میں تمہیں لے کر اڑنا شروع کر دوں گی۔"

ماشان کہنے لگا۔

"مجھے جھجک سی ہو گئی ہے۔ ایک بار غائب ہو کر کیا میں دوبارہ انسانی شکل میں آ جاؤں گا؟"

ماریا نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ جب میں تمہیں اپنے کاندھے سے اتار کر زمین پر رکھوں گی تو تم نظر آنے لگو گے۔"

ماشان کہنے لگا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے پھر میں تیار ہوں اس طریقے سے میں اپنی بہن مالی کی قبر پر جلدی پہنچ جاؤں گا۔ تم مجھے اپنے کاندھے پر اٹھا لو بہن ماریا۔"

ماریا نے کہا۔

"تو پھر تیار ہو جاؤ۔"

اور ماریا نے ماشان کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا۔ ماریا کے کاندھے پر بیٹھتے ہی ماشان اپنی نظروں سے بھی غائب ہو گیا۔ بڑے جوش کے ساتھ بولا۔

"ماریا بہن! میں غائب ہو گیا ہوں۔ میں غائب ہو گیا ہوں؟"

ماریا ہنس کر بولی۔

"اب میں اڑنے لگی ہوں۔"

اور ماشان نے محسوس کیا کہ وہ زمین سے بلند ہو گیا ہے اور درختوں سے گزر کر بلند ہوتا جا رہا ہے۔ اسے سنائی بھی دے رہا تھا۔ دکھائی بھی دے رہا تھا۔ ماریا نے ہوا میں اڑان بھری اور بلند سے بلند تر ہوتی گئی۔ چند لمحوں میں ماشان نے نیچے دیکھا تو جنگل اور اس کے ہرے بھرے درخت بہت نیچے چھوٹے چھوٹے نظر آ رہے تھے۔ ماشان نے آنکھیں بند کر لیں اور ماریا کے ساتھ لگ گیا۔ کہنے لگا۔

"بہن ماریا! میں تو ہوا میں اڑ رہا ہوں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا۔

"تم اسی طرح اڑتے رہو گے اور ہم شام ہونے تک ملک چین پہنچ جائیں گے۔ مجھے معلوم ہے ملک چین جنوب مشرق کی طرف ہے۔ ہم اس وقت سمندر کے اوپر آ گئے ہیں؟"

ماشان نے دیکھا کہ نیچے چاروں طرف سمندر ہی سمندر تھا۔ ماشان نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ فضا میں بڑی تیزی سے اڑا جا رہا ہے۔ اس وقت اس کے پیچھے سورج سمندر میں غروب ہو رہا تھا۔ ماشان کو کچھ اندازہ نہیں تھا کہ وہ کب تک ماریا کے کندھے پر بیٹھا فضا میں اڑتا رہا پھر اس نے محسوس کیا کہ ماریا نیچے خوفزدہ ہو رہی ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں؟ ماریا نے کہا۔

"میں بہت مدت ہوئی ایک بار چین کے ملک میں آئی تھی۔ اب میں اسے پہچانتی نہیں ہوں۔ لیکن مجھے سمندر کے پار ایک ملک کی زمین دکھائی دے رہی ہے۔ میں وہاں اترتی ہوں۔ کسی سے پتہ کریں گے کہ یہ کون سا ملک ہے؟"

ماشان نے نیچے دیکھا تو وہاں اُسے جگہ جگہ روشنی نظر آ رہی تھی۔ شاید یہ کوئی چھوٹا قصبہ تھا۔ ماریا اس قصبے کے باہر

زمین پر اتر گئی۔ یہاں اندھیرا ہونے لگا تھا۔ رات کا پہلا پہر شروع ہو رہا تھا۔ زمین پر اترتے ہی ماشان پھر سست نظر آنے لگا۔ وہ حیران ہو کر اپنے آپ کو دیکھ کر بولا۔

"ماریا بہن! یہ تجربہ مجھے ساری زندگی یاد رہے گا۔ اب میں کسی سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون سا ملک ہے۔ کون سا قصبہ ہے۔ تم میرے ساتھ ہو نا؟"

ماریا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی!"

قصبے کے مکان چینی طرز کے تھے۔ ہر گھر میں لالٹینیں جل رہی تھیں۔ بازار میں کچھ دکانیں کھلی تھیں۔ لوگوں کی ٹکٹکیاں بھی بندھی تھیں۔ ماشان نے ماریا سے کہا۔

"ماریا بہن! یہ لوگ چینی ہیں۔ ہم ملک چین میں آ گئے ہیں؟"

ماریا نے کہا۔

"کسی سے پوچھو کہ یہ کون سا قصبہ ہے اور کاشان نام کا شہر کہاں پر واقع ہے؟"

ماشان نے ایک راہ گیر سے پوچھا۔

"بھائی! یہ کون سا قصبہ ہے اور ملک کون سا ہے؟"

اس آدمی نے تعجب سے ماشان کو دیکھا اور بولا۔

"تم مجھے کسی دوسرے ملک کے مسافر لگتے ہو۔ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملک چین کا قصبہ ہیوانگ ہے تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"
ماشان نے کہا۔
"مجھے دریائے زرد کے کنارے جو کاشان نام کا شہر ہے وہاں جانا ہے۔"
چینی نے کہا۔
"کاشان یہاں سے ایک رات کے سفر پر جنوب کی طرف ہے۔ تم رات قصبے میں میرے مکان پر گزارو کل صبح یہاں سے ایک قافلہ کاشان جانے والا ہے تم اس کے ساتھ چلے جانا۔"
ماشان کو پتہ تھا کہ وہ تو اڑ کر بھی کاشان جا سکتا۔ اس نے کہا۔
"بھائی کیا تم مجھے اندازے سے بتا سکتے ہو کہ کاشان یہاں سے کس سمت کو ہے؟"
چینی نے ہنس کر مذاق سے پوچھا۔
"کیوں؟ کیا تم وہاں اڑ کر جاؤ گے؟"
ماشان ہنس دیا۔ بولا۔
"نہیں۔ لیکن میں اپنی تسلی کے لیے پوچھنا چاہتا ہوں۔"
چینی نے جنوب کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
"یہاں سے جنوب کی طرف ایک بہت بڑا صحرا ہے اس صحرا کے بعد ایک جنگل آتا ہے۔ جب جنگل ختم ہو جائے گا تو پھر دریائے زرد آئے گا۔ اس دریا کا پانی زرد رنگ ہے۔ اس کے دوسرے کنارے پر پرانے زمانے کا شہر کاشان آباد ہے۔"
یہ ماریا بھی سن رہی تھی۔ جب چینی چلا گیا تو ماریا نے ماشان سے کہا۔
"ماشان! ضروری ہے کہ تم اسی جگہ سے میرے کاندھے پر بیٹھ جاؤ اور آئن کھٹولے پر بیٹھ کر کاشان کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ ہم رات وہاں پہنچ جائیں گے۔"
ماشان بولا۔
"یہی ٹھیک رہے گا۔ تم مجھے اٹھا کر کاندھے پر بٹھاؤ۔"
ماریا نے ماشان کو اپنے کاندھے پر بٹھا لیا اور اب کاشان کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ اتفاق سے چاندنی رات تھی۔ تھوڑی دیر بعد پورا چاند نکل آیا۔ جس سے نیچے کے جنگل روشن ہو گئے۔ ماشان نے کہا۔
"ماریا بہن! یہ چاندنی رات ہے۔ ہم آج رات ہی ماگی بہن کی قبر پر پہنچ کر اس کی روح سے باتیں کر سکتے ہیں؟" ماریا بولی۔
"کیوں نہیں۔ میں تمہیں تھوڑی دیر میں کاشان شہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے باہر لے چلوں گی۔ پھر تم اپنی بہن ماگی کی قبر تلاش کر لینا اور اس کی روح سے بات کر کے اس کی خواہش پوری کر دینا۔

اُڑتے اُڑتے نیچے صحرا آ گیا۔ چاندنی رات میں صحرا چمک رہا تھا اور بڑا خوب صورت لگ رہا تھا۔ صحرا ختم ہو گیا۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے ماریا کو دو گھنٹے لگ گئے۔ جب رات آدھی ہوئی تو جنگل ختم ہو گیا اور سامنے زرد رنگ دریا اور اس کے پیچھے کاشان شہر کے اونچے مکانوں اور گاہوں کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ ماشان نے خوش ہو

"ماریا بہن! یہی کاشان شہر لگتا ہے؟"

ماریا بولی۔

"لگتا نہیں بلکہ یہ کاشان شہر ہی ہے۔ میں [illegible] شہر کے ایک دروازے سے کچھ دور [illegible]"

ماریا شہر کے بڑے دروازے سے کچھ [illegible] کے پاس اتر گئی۔ یہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ [illegible] کی وجہ سے شہر کے لوگ گہری نیند سو رہے [illegible] اور عبادت گاہوں کے باہر چینی طرز کی لالٹینیں [illegible] ماشان زمین پر اترتے ہی نظر آنے لگا۔

"میری بہن کی قبر شہر کے قبرستان میں [illegible] میرے جاسوس نے مجھے بتایا تھا کہ قبر کے [illegible]

ماگی کا نام لکھا ہوا ہے۔ مگر وہ نام چینی زبان میں لکھا گیا ہے۔ میں چینی زبان پڑھ نہیں سکتا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں پڑھ لوں گی۔ تم قبرستان کی طرف چلو!"

کسی شہر کے قبرستان کو تلاش کرنا زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔ چنانچہ ماشان نے بھی شہر کے باہر چلتے چلتے ایک جگہ کچھ قبریں چاندنی رات میں دیکھیں۔ یہ چینی قبرستان تھا۔ اس نے

"ماریا بہن! ضرور یہی وہ قبرستان ہے جہاں میری بہن ماگی کی قبر ہے۔ آؤ اسے تلاش کرتے ہیں۔"

ماریا اور ماشان قبرستان میں گھوم پھر کر ماگی کی قبر ڈھونڈنے لگے۔ وہاں کئی قبریں تھیں۔ کچھ کئی کچھ پرانی۔ کچھ قبریں ٹوٹ موٹ گئیں تھیں۔ آخر کاشان ایک قبر کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس قبر پر صرف ایک ہی نام لکھا تھا۔ ماریا نے اس نام کو پڑھ کر کہا۔

"ماشان! یہی تیری چھوٹی بہن کی قبر ہے۔ اس کے کتبے پر ماگی لکھا ہے۔"

ماشان اداس ہو گیا۔ اس نے جھک کر قبر کو بوسہ دیا پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر آنسو بہانے لگا۔ ماریا خاموش اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس کھڑی رہی۔ وہ چاہتی تھی کہ ماشان اپنی بہن کے غم کا غبار ہلکا کر لے۔ جب ماشان کا دل ہلکا ہوا تو اس نے آنسو پونچھے اور بولا۔

"ماریا بہن! کیا تم یہاں موجود ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"ہاں ماشان بھائی۔ میں تمہارے قریب ہی ہوں۔"

ماشان نے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے اپنی چھوٹی بہن بہت پیاری تھی۔ وہ روزہ لعداس کی شادی ہونے والی تھی۔ مگر خدا کو یہی منظور تھا۔"

پھر آہ بھر کر اس نے اپنی بہن کی قبر پہ لگے ہوئے پتھر کے کتبے کو دیکھا اور بولا۔

"اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی بہن کی روح سے بات کروں، یہ اس کی بھی خواہش تھی۔ اور اب میری بھی خواہش ہے۔ چاندنی رات بھی ہے۔ تم میرے پاس ہی رہنا ماریا بہن۔ مجھے مقدس کتاب کے اشلوک یاد ہیں۔ رات جا رہی ہے۔ میں پڑھنا شروع کرتا ہوں؟"

ماریا نے کہا۔

"تم اطمینان سے اشلوک پڑھو۔ میں تمہارے پاس سے کہیں نہیں جاؤں گی۔"

ماشان بولا۔

"اگر میری بہن کی روح نے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں اسے بتا دوں گا کہ یہ میری بہن ماریا ہے اور کسی وجہ سے دکھائی نہیں دیتی۔ کیا تم مجھے آنا سکنے کی اجازت دیتی ہو؟"

ماریا نے کہا کہ تمہیں میری طرف سے یہ کہنے کی اجازت ہے۔

ماشان نے قبر کے ایک طرف جگہ صاف کی اور وہاں بیٹھ کر مقدس کتاب کے اشلوک پڑھنے لگا۔ وہ ایک ایک اشلوک بڑی لگن اور توجہ سے پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے پورے اشلوک پڑھ لیے تو اس نے قبر پہ پھونک ماری اور کہا۔

"میری پیاری بہن مارگی! میں نے تیرے سکھنے کے لائق اشلوک پڑھ لیے ہیں۔ اب تو قبر میں سے روح کی شکل میں آ کر مجھ سے باتیں کر لا"

ماریا اور ماشان بڑے غور سے قبر کو تک رہے تھے۔ چاندنی رات میں بڑی پُراسرار لگ رہی تھی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھتری والی قبر

قبر میں سے کوئی روح نہ نکلی۔

ماشان نے اپنی بہن کی روح کو چھ سات بار آواز دی۔ ہر بار پھونک ماری مگر ماشان کی بہن مالگ کی روح باہر نہ آئی۔ ماریا نے کہا۔

"تم نے اشلوک پورے پڑھے تھے؟"

"ہاں" ماشان نے کہا۔ "جتنی بار ماشان نے مجھے کہا تھا میں نے اتنی ہی بار اشلوک پڑھے تھے۔"

"پھر اس کی روح باہر کیوں نہیں آئی؟" ماریا نے تعجب سے کہا۔

ماشان نے ٹھنڈا سانس بھر کر مایوسی سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے میری بہن کی روح جنت میں بہت دور نکل گئی ہے۔"

ماریا کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے ماشان سے کہا۔

"ماشان تم یہیں بیٹھنا۔ میں ذرا قبر کے اندر جا کر دیکھتی

ہوں۔"

ماریا ایک لمحے میں قبر کے اندر اتر گئی۔ وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ کہ قبر خالی پڑی تھی۔ قبر میں کوئی لاش نہیں تھی۔ ماریا تیزی سے قبر سے باہر آگئی اور ماشان سے کہا۔

"ماشان! قبر میں تو کوئی لاش نہیں ہے۔ پھر روح کہاں سے آئے گی؟"

ماشان تو یہ سن کر اپنی جگہ پہ ہل گیا۔ اسے ماریا کی بات کا اعتبار نہیں آرہا تھا۔ اس نے کہا۔

"ماریا بہن! کیا تم نے قبر میں اچھی طرح دیکھا تھا؟"

ماریا بولی۔

"یہ تم مجھے کہہ رہے ہو؟ تم کو شک ہے تو قبر کھول کر دیکھ لو۔ ٹھہرو۔ میں قبر کو کھولے دیتی ہوں۔"

اور ماریا نے بڑی تیزی سے اپنی طاقت سے کام لیتے ہوئے قبر کی مٹی ہٹانی شروع کر دی۔ دیکھتے دیکھتے قبر کھل گئی۔ ماشان نے قبر میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں اس کی بہن کی لاش نہیں تھی۔ وہ قبر میں اتر گیا۔ چاندنی میں قبر بالکل خالی تھی۔ کسی لاش کی ہڈی تک وہاں نہیں مل رہی تھی۔ اب تو ماشان کو حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ خوشی اس لیے کہ ہو سکتا ہے اس کی بہن زندہ ہو۔ وہ قبر سے باہر آگیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے کہا۔

"ماریا بہن! اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ میری بہن کو انہوں نے یا تو کسی دوسری جگہ دفن کیا ہے۔ اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے قبر کے کتبے پر میری بہن کا نام "مارگی" لکھ دیا ہے۔ اور یا پھر اسے دریا میں ڈبو دیا گیا ہے۔"

ماریا بولی۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تمہاری بہن زندہ ہو؟"

ماشان جس طرف سے ماریا کی آواز آئی تھی اس طرف دیکھتا رہ گیا۔ ٹھیک اس وقت جیسے کسی غیبی آواز نے اس کے کان میں سرگوشی کی کہ تمہاری بہن زندہ ہے۔ ساتھ ہی اس پر مایوسی نے حملہ کر دیا اور اس نے سر جھکا دیا۔ پھر کہنے لگا۔

"ماریا بہن! دل میں کوئی کہہ رہا ہے کہ میری بہن زندہ ہے۔ مگر سوچتا ہوں کہ میری بہن اتنی دور بڑے ہی خطرناک اور جرائم پیشہ لوگوں کے پاس تھی وہ کہاں زندہ رہی ہوگی؟"

ماریا نے کہا۔

"ماشان! زندگی اور موت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اگر خدا کی مرضی یہ ہے کہ تمہاری بہن مارگی

زندہ رہے تو وہ ہر حالت میں زندہ رہے گی۔"

ماشان کہنے لگا۔

"اگر وہ زندہ ہے تو کہاں ہوگی؟"

ماریا نے جواب دیا۔

"اس کا سراغ لگانا ہوگا۔ اس کے لیے ہمیں جاسوسی کرنی ہوگی۔ یہ کوئی بڑا ہی خطرناک اور مخفیہ قسم کا گروہ ہے۔ جس کی سرگرمیاں انتہائی ناقابل یقین اور انسانیت سوز ہیں۔ ان کا سراغ لگانا آسان کام نہیں۔ مگر ہم کوشش ضرور کریں گے۔"

ماشان اور ماریا چلتے ہوئے قبرستان میں بنی ہوئی پتھر کی ایک چھتری کے نیچے آ گئے۔ یہ پتھر کی سیاہ چھتری ایک قبر کے اوپر بنی تھی۔ قبر پر جنگلی گھاس کے خوشے اگے ہوئے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"ہم قبر کو کھلا ہی چھوڑ آئے ہیں۔ یہ ہم نے غلط کام کیا ہے۔ ٹھہرو۔ میں قبر کو پھر سے بند کر کے آتی ہوں۔"

ماریا تیزی سے قبر کی طرف چل گئی۔ اس نے جلدی جلدی قبر میں مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ اس کے پیچھے ماشان چاند کی رات میں سیاہ چھتری والی قبر کے پاس چپ چاپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھا سوچ رہا تھا کہ میری پیاری بہن اگر زندہ ہے تو کہاں ہوگی۔ اپنی بہن کی قبر خالی دیکھ کر اُسے خوشی ہوئی تھی۔ اور دل میں یہ اُمید پیدا ہو گئی تھی کہ ماگی زندہ ہوگی اور اگر وہ زندہ ہے تو وہ ضرور تلاش کر لوں گا۔ اس کے اور گرد قبرستان میں خاموشی تھی۔ قبرستان میں خاموشی نہیں ہوگی تو اور کہاں ہو گی بھلا۔ باہر سے بھی کسی جانور کے بولنے یا بیل گاڑی کے چلنے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا اور برگد کے بڑے بڑے درختوں کے اُوپر جھک آیا تھا۔

ماشان بے خیالی میں چھتری والی قبر پر اُگی ہوئی گھاس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسے گھاس میں کوئی چیز حرکت کرتی محسوس ہوئی۔ اس نے غور سے دیکھا۔ قبر کی گھاس میں سے ایک جگہ مٹی اِدھر اُدھر ہٹ رہی تھی۔ ماشان تیزی سے اُٹھا اور ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ ماریا نے ماگی کی قبر پر پھر سے کتبہ لگایا۔ قبر پر گھاس پھونس اور خشک پتے ڈال دیئے۔ جب وہ واپس چھتری والی قبر کے پاس آئی تو دیکھا

کہ ماشان وہاں نہیں ہے۔

وہ اسے آواز دینے ہی لگی تھی کہ ماشان اسے قبر کے پیچھے ایک جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھا نظر آ گیا۔ وہ اس کے پاس آ کر بولی

"تم یہاں کیوں چھپے ہوئے ہو؟"

ماشان نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا بہن! قبر کی مٹی اوپر سے ہٹ رہی ہے"

ماریا کو تعجب ہوا۔ اس نے سرگوشی میں کہا۔

"یہاں سے اُٹھ کر پیچھے اس بڑے درخت کے پاس چلو"

ماریا نے ماشان کو ساتھ لیا اور قبر سے کچھ دور ایک بڑے درخت کے پیچھے بٹھا دیا اور کہا۔ "تم اسی جگہ چھپے رہو۔ میں دیکھتی ہوں قبر کی مٹی کہاں سے ہٹ رہی ہے" یہ کہہ کر ماریا تیزی سے چھتری والی قبر کے پاس آگئی۔ وہ ایک دو قدم پیچھے ہٹ کر خود سے قبر کو تکنے لگی۔ چاندنی میں قبر بالکل صاف نظر آ رہی تھی۔ قبر کے درمیان سے واقعی مٹی اِدھر اُدھر ہٹ رہی تھی۔ پھر قبر کے اندر سے بانس کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا باہر نکل آیا۔ بانس کا ٹکڑا تھوڑی دیر اپنی جگہ پر ساکت رہا۔ پھر دائیں بائیں گھوم گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی قبر کے اندر بیٹھا بانس کے سوراخ کی مدد سے باہر دیکھ رہا ہے کہ قبرستان میں کوئی دوسرا آدمی تو نہیں ہے؟ ماریا زمین پر سے اُٹھ کر فضا میں بلند ہوئی اور قبر کے اوپر آ گئی۔ بانس کا ٹکڑا فوراً قبر کے اندر چلا گیا۔ ماریا کو شک ہوا کہ

کہیں قبر کے اندر بانس کی مدد سے کسی نے اسے دیکھ تو نہیں لیا؟ وہ فضا میں تھوڑا نیچے آگئی۔ اب وہ قبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بیچ اوپر کوئی چار فٹ بلند تھی۔ اس کی نظریں قبر پر جمی ہوئی تھیں۔
اچانک قبر میں ایک طرف سے کھڑکی کھل گئی۔ یہ کھڑکی مٹی میں چھپی ہوئی تھی۔ کھڑکی کھلی تو اس کے اندر سے ایک ناٹے قد کا آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں لمبی تلوار تھی۔ وہ قبر کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اور قبرستان کے پرانے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ چاند اب برگد کے گھنے درختوں کے پیچھے ہو گیا تھا۔ اور قبرستان میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ ماریا ایک کر ماشان کے پاس گئی کہ کہیں وہ گھبرا نہ جائے۔ اس کے کان میں سرگوشی کر کے اسے بتایا کہ ایک آدمی قبر کے اندر سے نکل کر قبر کی ایک طرف بیٹھ گیا ہے اور قبرستان کے دروازے کی طرف تک رہا ہے۔ تم گھبرانا نہیں۔ یہاں کوئی پُراسرار بات ہونے والی ہے۔ میں پتہ کر کے آتی ہوں۔
ماریا یہ کہہ کر واپس قبر کے پاس آ گئی۔ ماشان نے اپنے آپ کو درختوں کے پیچھے جھاڑیوں میں اچھی طرح سے چھپا لیا۔ اس نے قبر سے ایک آدمی کو نکل کر قبر کی ایک طرف بیٹھتے دیکھ لیا اور واقعی ڈر رہا تھا کہ یہ کوئی بھوت تو نہیں ہے۔ ماریا کے بتانے سے اس کا خوف دُور ہو گیا۔ اب وہ بڑی دلچسپی دیکھنے لگا کہ آدمی قبر سے کیسے باہر نکلا اور باہر نکل کر یہاں بیٹھا کس کا انتظار کر رہا ہے۔ اور اس قبر کے اندر کیا ہے؟

ماریا بھی اس معمے کو حل کرنا چاہتی تھی۔ وہ چپکے سے قبرستان کے پرانے دروازے کی طرف گئی کہ دیکھنا چاہیئے وہاں کیا ہے جو یہ آدمی اس طرف اندھیرے میں گھور رہا ہے۔
قبرستان کا دروازہ پرانا چینی طرز کا دروازہ تھا جس کی چھوٹی سی ڈیوڑھی بھی تھی۔ اس ڈیوڑھی میں ماریا نے دو سایوں کو داخل ہوتے دیکھا۔ انہوں نے ایک چارپائی اٹھا رکھی تھی۔ ماریا نے جھک کر دیکھا۔ چارپائی پر ایک لڑکی لیٹی ہوئی تھی جو یا تو بے ہوش تھی یا سو رہی تھی۔ کیونکہ ماریا نے اس کے دل کو دھڑکتے دیکھ لیا تھا۔ لڑکی نے دلہنوں جیسے چمکیلے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے۔ گلے میں سونے کا ہار اور ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ سر میں افشاں جھلک رہی تھی۔
یہ دونوں آدمی دلہن کی چارپائی کو قبر کے پاس لے آئے۔ چارپائی انہوں نے قبر کے پاس رکھ دی۔ قبر کے باہر بیٹھے تلوار والے آدمی نے پوچھا۔
"اس کی تلقی قبر بنا دی تھی؟"
چارپائی والے ایک آدمی نے کہا "ہاں۔ اس پر کتبہ بھی اس کے نام کا لگا دیا تھا۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ یہ اس لڑکی کی قبر نہیں ہے"
"اچھا" قد کے تلوار والے آدمی نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"چلو اب اسے نیچے لے چلو۔ بی تانگ تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی؟"
دوسرے آدمی نے کہا۔
"بڑی مشکل سے دلہن کو وہاں سے اٹھوا کیا ہے۔ اس کی برات کو باہر آ کر بیٹھی تھی۔ ڈولی بالکل تیار تھی۔ بہت سے لوگ وہاں تھے۔"
ناٹے قد کے آدمی نے کہا۔
"اب زیادہ باتیں نہ کرو۔ دلہن کو لے کر قبر میں آؤ۔ اور تم اس چارپائی کو قبرستان کے باہر لے جا کر کھڈ میں پھینک آؤ۔ جلدی کرو۔"
پہلا آدمی چارپائی کو اٹھا کر قبرستان کے دروازے کی طرف بڑھا۔ بے ہوش دلہن کو انہوں نے قبر کی کھڑکی کے پاس زمین پر ڈال دیا تھا۔ ماریا جاگ کر ماشان کے پاس گئی اور اسے سارا ماجرا سنایا اور کہا۔
"میں قبر کے اندر جا رہی ہوں۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ معاملہ کیا ہے اور یہ لوگ دلہن کو کیوں اغوا کر کے لائے ہیں۔ ضرور انہوں نے ہی تمہاری بہن مائی کو اغوا کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس دلہن کی قبر بھی تل بنا کر اوپر اس کے نام کا کتبہ لگا دیا ہے۔ تم اسی جگہ رہنا۔ جانا بالکل نہیں۔

میں اسی جگہ واپس آؤں گی۔"
ماریا قبر کے پاس واپس آئی تو وہ لوگ قبر میں جا چکے تھے۔ اندر قبر کی کھڑکی بند ہو چکی تھی۔ مگر ماریا بڑی آسانی سے قبر کے اندر داخل ہو گئی۔ پہلے تو اسے قبر کے اندر کچھ بھی نظر نہ آیا۔ اس قدر گھپ اندھیرا تھا کہ ایسا اندھیرا ماریا نے پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا۔ پھر اسے آہستہ آہستہ اندھیرے میں دکھائی دینے لگا۔ اس نے دیکھا کہ قبر کے اندر ایک تنگ سا راستہ سرنگ کی طرح بنا ہوا ہے۔ کافی اندر جا کر سرنگ کشادہ ہو گئی۔ پھر وہاں روشنی ہونے لگی ماریا آگے گئی تو ایک دالان آگیا۔ دالان میں ستونوں کے ساتھ لیمپ روشن تھے۔ دالان میں سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ ماریا نیچے گئی تو نیچے ایک کھلا کمرہ تھا۔ جس کی چھت پر لمبے ستارے بنے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک پلنگ بچھا تھا۔ یہ پلنگ کالے پتھر کا تھا جس کے اوپر چھت پڑی تھی۔ پلنگ کی چھت میں ہیرے جواہرات کے بنے ہوئے انگاروں کے گچھے لٹک رہے تھے۔ پلنگ پر اطلس کے بستر پر ایک انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ بالکل سیدھا پڑا تھا۔
پلنگ کے پایوں کے پاس چار آدمی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ یہ سب کے سب زرد رنگ کے چوڑی آنکھوں والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے۔ جس دلہن کو یہ لوگ قبر کے اندر لائے تھے وہ دو آدمیوں نے اٹھا رکھی تھی۔ دلہن ابھی تک بے ہوش تھی۔ وہاں ایک دوسری چارپائی لائی گئی۔ دلہن کو اس پر لٹا دیا گیا۔ چھوٹے قد کا تنومند سا آدمی بھی وہاں آ گیا۔ اس کے ساتھ دو چینی عورتیں بھی تھیں۔ ان عورتوں کی گردنوں میں خنجر لٹک رہے تھے۔ انہوں نے بے ہوش دلہن کو بغور دیکھا اور سر ہلایا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ دیوار میں چھوٹے چھوٹے دروازے بنے تھے۔ ان دروازوں میں سے تین آدمی اور تین عورتیں نکل کر پلنگ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھوڑے تھے۔ ان میں ایک بوڑھا چینی بھی تھا۔ جس کی سفید مونچھیں نیچے لٹک رہی تھیں۔ اس نے آتے ہی پلنگ کے گرد سات چکر لگائے۔ لوگ پیچھے پیچھے ہٹتے گئے تھے پھر انہوں نے بے ہوش دلہن کو اٹھا کر پلنگ پر انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے کے ساتھ لٹا دیا۔ سب لوگ پلنگ سے چار چار قدم پیچھے ہٹ گئے۔ بوڑھے چینی نے جیب سے ایک شیشی نکال کر کھولی۔ اس میں زرد رنگ بھرا ہوا تھا بوڑھے چینی نے زرد رنگ کو پلنگ کے اردگرد چھڑک دیا اور چینی زبان میں اونچے اونچے منتر پڑھنے لگا۔ وہ ساتھ ساتھ پلنگ کے گرد چکر بھی لگا رہا ماریا ایک طرف کھڑی

دیکھ رہی تھی کہ یہ لوگ کرنا کیا چاہتے ہیں۔

بوڑھے چینی نے جب پورے بارہ چکر لگا لیے تو وہ دوسرے اپنے آدمیوں اور عورتوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

"شہزادہ ہیانگ کی نئی دلہن آ گئی ہے۔ اس کی شادی ہو گئی ہے۔ آج شہزادہ ہیانگ کی شادی کا دن ہے کل ہم دلہن کو اس کے ٹھکانے پر پہنچا دیں گے۔

چلو۔ اب اپنی اپنی جگہوں پر چلو"

سب عورتیں اور مرد دیواروں میں بنے ہوئے دروازوں میں داخل ہو گئے۔ ماریا پلنگ کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں ایک بیکار اور مردہ انسانی ڈھانچے کے ساتھ ایک زندہ بے ہوش خوب صورت لڑکی پڑی تھی۔ وہ یہ دیکھنے کے لیے کہ لڑکی کو ہوش آیا ہے کہ نہیں، پلنگ کی طرف بڑھی تو اسے ایسا جھٹکا لگا جیسے کسی نے ماریا کو زور سے پیچھے دھکیل دیا ہو۔ ماریا ٹھٹک گئی۔ اس نے ایک بار پھر پلنگ کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ مگر اس بار بھی اسے ویسا ہی زور کا جھٹکا لگا اور وہ پیچھے کو گر پڑی۔

ماریا سمجھ گئی کہ بوڑھے چینی نے جو پلنگ کے گرد چکر لگائے تھے اور جس زرد رنگ چھڑکا تھا یہ اس کا اثر ہے۔ پلنگ کے گرد حصار کا حصار بنا دیا گیا ہے۔ ماریا نے دیوار کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دروازوں کی طرف دیکھا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ باقی کے لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔ ماریا ایک ایک دروازے سے گزر کر اندر گئی۔ اسے اندر کوئی آدمی یا عورت نظر نہ آئی ہر کمرے کے آگے ایک کلی ڈیوڑھی تھی جو خالی تھی۔ ڈیوڑھی کے آگے ایک پتھر کی دیوار تھی جس میں ایک شگاف ہوا تھا۔ ماریا نے ہر شگاف میں سے اندر داخل ہونے کی کوشش کی مگر حیرانی کی بات تھی کہ وہ اس کے اندر داخل نہ ہو سکی شگاف میں اندھیرا تھا۔ مگر ماریا جب بھی اس کے اندر جانے کی کوشش کرتی۔ اسے ویسا ہی دھکا لگتا اور وہ پیچھے کو گر پڑتی۔

ان شگافوں میں بھی جادو کر دیا گیا تھا۔

ماریا واپس آ گئی۔ قبریں سے نکل کر وہ سیدھی ماشان کے پاس پہنچی۔ ماشان قبرستان میں برگد کے درخت کے پیچھے ابھی تک جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا۔ وہ اب قبرستان سے ڈرنے لگا تھا۔ ماریا نے جاتے ہی اسے آواز دی اور کہا۔

"گھبراؤ نہیں ماشان! میں آ گئی ہوں۔"

ماشان نے جلدی سے پوچھا۔

"میری بہن! کچھ پتہ چلا؟"

ماریا نے کہا۔

"ابھی تک اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ مگر امید پیدا ہو چلی ہے کہ اس کا سراغ مل جائے گا۔"

پھر ماریا نے اسے ساری کہانی کھول کر بیان کر دی اور کہا۔

"اندر ایک چینی جادوگر ہے جس نے یہ سارا خطرناک چکر چلایا ہوا ہے۔ وہ کسی مردہ شہزادے کے ڈھانچے کے ساتھ باہر سے اغوا کر کے لائی ہوئی دلہنوں کی شادی رچاتا ہے۔ ایک رات دلہن شہزادے کے مردہ ڈھانچے کے پاس پڑی رہتی ہے اور دوسرے دن اسے کسی جگہ ٹھکانے لگا دیا جاتا ہے۔ میں یہی پتہ کرنے ان لوگوں کے پیچھے پیچھے گئی تھی مگر ہر جگہ شگاف میں مجھے طلسمی جھٹکا لگا اور میں اندر داخل نہ ہو سکی۔"

ماشان بولا۔

"میں نے سن رکھا ہے کہ چین کے جادوگروں کا مقابلہ افریقے کے جادوگر بھی نہیں کر سکتے۔ اگر میری بہن کسی چینی جادوگر کے چنگل میں پھنس گئی ہے تو پھر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ میرا تو یہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشورہ ہے کہ ہم اس جگہ سے واپس چلتے ہیں۔ اگر قسمت میں ہوگا تو میری بہن مجھے مل جائے گی۔"

ماریا نے ماشان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تم کیسے بھائی ہو کہ بہن کو مصیبت میں چھوڑ کر واپس جا رہے ہو؟ اگر وہاں کسی نے ظلم کر رکھا ہے تو کیا ہوا۔ ہم اس کا بھی کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈھ نکالیں گے۔ مجھے یقین ہے ماشان! تمہاری بہن ان لوگوں کے پاس ہی کہیں ہے۔"

ماشان نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے میری بہن کو مار دیا ہو۔"

ماریا بولی۔

"جب تک تم اپنی بہن کی لاش نہیں دیکھ لیتے تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی بہن کی تلاش اور اس کی کھوج جاری رکھو۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

ماشان سکتے لگا۔

"تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا بہن! میرے دل میں اپنی بہن کی محبت اتنی ہی ہے جتنی کہ ہر بھائی

کو اپنی بہن سے ہوتی ہے۔ اور ہر بہن کو اپنے بھائی سے ہوتی ہے مگر یہاں چینی جادوگر ہے۔ وہ جو بھی چاہے تم کو بھی کسی طلسم میں گرفتار کر لے۔"

ماریا بولی۔

"دیکھا جائے گا۔ لیکن ہم ماگی کی تلاش جاری رکھیں گے۔ جب تک ماگی کو میں ڈھونڈھ نہیں نکالتی میں یہاں سے نہیں بیٹھوں گی۔"

ماشان نے کہا۔

"میں بھی عہد کرتا ہوں کہ اپنی بہن کو اگر وہ زندہ ہے تو اس کو لئے بغیر یہاں سے واپس اپنے وطن نہیں جاؤں گا۔"

ماریا اور ماشان وہیں بیٹھ گئے۔ ماریا نے کہا۔

"سب سے پہلے ہمیں یہاں کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی ہوگی۔ جہاں تم رہ سکو۔"

ماشان نے کہا۔

"یہ جگہ کوئی سرائے ہی ہو سکتی ہے۔ میرے پاس سونے کے کچھ سکے ابھی تک ہیں۔ میں شہر کی کسی سرائے کی کوٹھڑی میں رہ لوں گا۔ اس کے بعد ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ کیا ہم یہاں کے کوتوال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی مدد نہ لیں؟"

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"ایسا کرنے سے تمہاری بہن اور دلہن کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ ابھی ایک رات باقی ہے کل صبح وہ نئی دلہن کو شہزادے کے ہڑیوں کے ڈھانچے سے اٹھانے آئیں گے۔ میں تمہیں کسی سرائے میں چھوڑ کر واپس آجاؤں گی۔"

اور وہ دونوں قبرستان سے نکل کر شہر میں آگئے۔ شہر سو رہا تھا۔ گلیاں بازار سنسان تھے مگر کسی کی سرائے میں تھوڑی روشنی تھی۔ کچھ مسافر ابھی تک باہر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ سرائے کا مالک کمبل اوڑھے وہیں دیوار سے ٹیک لگائے اونگھ رہا تھا۔ ماشان کے پاس جاکر اسے سلام کیا اور کہا۔

"جناب ہمیں رہنے کے لیے ایک کوٹھڑی مل جائے گی؟"

سرائے کے مالک نے چونک کر ماشان کی طرف دیکھا اور بولا۔

"ہم سے کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی ہے؟ تم تو مجھے اکیلے نظر آرہے ہو؟"

اب ماشان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس کو ماریا کا

خیال آگیا تھا۔ جلدی بولا۔

"نہیں نہیں۔ میرے ساتھ کوئی نہیں۔ میں اکیلا ہی ہوں۔"

اس پر ماریا مسکرائی کیونکہ وہ تو ماشان کے ساتھ ہی تھی۔ لیکن سرائے کا مالک اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اٹھا اور ماشان کو ایک کوٹھڑی کھول دی۔

"قالین بچھا ہے آپ یہاں آرام کر سکتے ہیں۔"

ماشان نے تھیلی میں سے چاندی کے دو سکے نکال کر سرائے کے مالک کو دیئے۔ ایک سکہ فرش پر گر پڑا۔ سرائے کا مالک اٹھانے کے لیے جھکا تو جھٹ سے ماریا نے اسے اٹھا لیا۔ چاندی کا سکہ غائب ہو گیا۔ سرائے کا مالک ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"ابھی تو یہاں فرش پر پڑا تھا۔ ابھی کہاں چلا گیا؟"

ماشان سمجھ گیا کہ یہ ماریا کی شرارت ہے۔ اس کے منہ سے نکل گیا۔

"شرارت نہ کرو۔"

سرائے کے مالک نے پلٹ کر ماشان کی طرف دیکھا۔

"کون شرارت کر رہا ہے۔ تم کس سے بات کر رہے تھے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے جلدی سے سکہ نیچے فرش پر رکھ دیا۔ ماشان نے کہا۔

"میں آپ ہی سے کہہ رہا تھا کہ یونہی شرارت نہ کریں۔ یہ دیکھئے سکہ فرش پر پڑا ہے۔"

سرائے کے مالک نے سکہ فرش پر پڑا دیکھا تو اٹھا کر جیب میں ڈالا اور حیرت کی نظروں سے ماشان کو اوپر سے نیچے دیکھنے لگا

"تم مجھے کوئی جادوگر لگتے ہو۔ مگر میری سرائے میں جادو نہیں چلے گا سمجھے۔ میں نے بڑے بڑے جادوگروں کو یہاں سے بھگا دیا ہے۔"

ماشان نے کہا۔

"بابا! میں کوئی جادوگر نہیں ہوں۔ سکہ آپ کو نظر نہیں آ رہا تھا ورنہ وہ تو فرش پر تھا۔"

سرائے کا مالک بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ جب وہ چلا گیا تو ماریا نے کہا۔

"بڑا بدتمیز ہے یہ شخص۔ تم کہو تو اس کو ذرا تھوڑا سا کرشمہ دکھا دوں اپنا؟"

ماشان نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں ماریا بہن! ہمارے پاس اتنا وقت نہیں

ہے۔ تمہیں واپس قبرستان بھی جانا ہے؟"

ماریا بولی۔

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ اب تم اسی سرائے میں رہنا۔ میں تمہاری بہن کا پورا سراغ لگا کر ہی واپس آؤں گی۔ خدا حافظ!"

"خدا حافظ!" ماشان نے کہا۔

ماریا کوٹھڑی سے نکل کر باہر آئی تو دیکھا کہ سرائے کا مالک اسی طرح دیوار کے ساتھ لگا کھیل ادھر سے آنکھ دبا رہا ہے۔ ماریا کو شرارت سوجھی۔ وہ اس کے قریب جا کر جھک گئی اور سرائے کے مالک کے کان میں آہستہ سے کہا۔

"میں موت بول اور تمہاری روح نکالنے آئی ہوں۔"

سرائے کا مالک گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کا سانس تیز تیز چلنے لگا۔ چہرہ زرد ہو گیا۔ ماریا نے ایک بار پھر سرگوشی کی۔

"مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تیار ہو جاؤ۔"

سرائے کا مالک ایک دم سے چیخ مار کر ایک طرف بھاگ گیا۔

ماریا وہاں سے سیدھی پرانے چینی قبرستان میں آ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات ڈھلنے لگی تھی۔ وہ اس قرین دود تھم خانے والے بڑے کمرے میں آئی جہاں پلنگ پہ بے ہوش دلہن چینی شہزادے کے بڑیوں کے ڈھانچے کے ساتھ پڑی تھی وہاں کوئی اور شخص نہیں تھا۔ ماریا پلنگ کے قریب گئی۔ اسے پھر وہی ہوتا لگا اور پیچھے کو گری۔ ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ آخر اس طلسم کا کیا علاج کرے؟ تھوڑی دیر بعد باہر رات گہری ہو گئی اور چاند کی نیلی روشنی آسمان پر جھلکنے لگی۔ ماریا کو قدموں کی چاپ سنائی دی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ چار آدمی دیوار کے گول دروازوں میں سے نکل کر پلنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ انھوں نے لکڑی کا تختہ اٹھا رکھا تھا۔ ان کے ساتھ چینی جادوگر بھی تھا۔ لکڑی کا تختہ پلنگ کے ساتھ لگا دیا گیا۔ چینی جادوگر نے آگے بڑھ کر دلہن کو اٹھایا۔ اسے لکڑی کے تختے پر ڈالا اور کچھ طلسم پڑھ کر بولا۔

"بیوہ دلہن کو لے چلو"

اور دونوں آدمیوں نے تختہ اٹھا لیا اور بے ہوش دلہن کو لے کر ایک دروازے میں داخل ہو گئے۔ اب ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ چینی جادوگر منتر پڑھتا آگے آگے جا رہا تھا۔ ایک جگہ سیڑھیاں اتر گئے۔ ماریا نے دیکھا کہ آگے ایک سرنگ تھی جس میں ایک نہر بہہ رہی تھی۔ چینی جادوگر

نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ دلہن کا تختہ پانی کے اوپر رکھ کر چھوڑ دیا گیا۔ تختہ دلہن کو لے کر پانی میں بہنے لگا۔ چینی جادوگر نے بلند آواز میں ایسے منتر پڑھنے شروع کیے جو ماریا کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہے تھے۔ انھوں نے دلہن کو جیسے رخصت کر دیا تھا۔

ماریا نے ان لوگوں کو وہیں چھوڑا اور سرنگ میں داخل ہو گئی۔ تختے پر سیدھی لیٹی بے ہوش دلہن پانی میں بہی جا رہی تھی۔ سرنگ میں اندھیرا چھا گیا۔ پانی کے شور کی ہلکی آواز بلند ہو رہی تھی۔ ماریا تختے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتی گئی۔ کافی آگے جا کر سرنگ میں چھوٹی چھوٹی روشنی ہوئی۔ سرنگ ایک کھلی جگہ میں آ کر ختم ہو گئی۔ پانی ایک ندی میں گر گیا۔ دلہن کا تختہ بھی ندی میں آ گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ یہ ایک قدیم قلعے کا ویران باغ ہے۔ جس کی روشوں پہ گھاس اگ رہی ہے۔ سامنے کچھ فاصلے پہ آگے کو جھکے ہوئے پرانے محل کا چھاتک ہے۔ پھاٹک کے درمیان میں بہت بڑے گھنیرے کا بت رکھا ہے۔

اس محل کے دروازے میں سے دو زرد رنگ کے چینی نکلے۔ انھوں نے پیلے لمبے کرتے پہن رکھے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں تلوار تھے۔ وہ سیدھا ندی پر آئے۔ تختے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دُلہن کو اُٹھایا اور محل کے بھاٹک کی طرف چلے۔ ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے چلی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ لوگ دُلہن کو کہاں لے جا رہے ہیں اور ضروری بات ہے کہ وہاں ماشاں کی بہن مالکی بھی موجود ہوگی۔ دونوں پیچی نے بیہوش دُلہن کو محل کے ایک کمرے میں لے گئے۔ کمرے میں پرانے قالین بچھے تھے۔ ان پر ایک کرسی کی کرسی پڑی تھی۔ بے ہوش دُلہن کو انہوں نے کرسی پر بٹھا دیا اور دیکھتے دیکھتے خنجر سے اس کے سر کے بال کاٹ ڈالے۔ اس کا دُلہنوں والا لباس اتار کر اسے زرد رنگ کا ایک لمبا کرتا پہنا دیا۔ پھر ایک پیچی نے دُلہن کے منہ پر ایک پھونک ماری۔

دُلہن کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے چیچیوں کو دیکھا اور کہا۔

"میں شہزادے لیوتانگ کی بیوہ ہوں۔ میں ساری زندگی تمہاری خدمت کروں گی۔"

دونوں پیچی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ ایک پیچی نے دُلہن سے کہا۔

"تم ہماری کنیز ہو۔ ہم شہزادے لیوتانگ کے سگے بھائی ہیں۔ تم ہمارے ہی خدمت کرو گی۔"

دُلہن بولی۔

"میں شہزادے کی بیوہ ہوں۔ میرا شہزادہ مر چکا ہے۔ میں تمہاری خدمت کروں گی؟"

دوسرے پیچی نے ایک طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"کنیز اس کمرے میں پلنگ پر تمہاری نوچی رکھی ہے۔ جا کر اسے پہن لو اور واپس ہمارے پاس آؤ۔"

دُلہن اپنے آپ اُٹھ کر آہستہ آہستہ چلتی کمرے میں گئی۔ جب واپس آئی تو اس کے سر پر مگرمچھ کی کھال کی بنی ہوئی چھوٹی سی ٹوپی تھی۔ جس پر مگرمچھ کا چھوٹا سا سر بنا ہوا تھا۔ دُلہن نے کمرے سے آتے ہی ہاتھ باندھ کر دونوں پیچیوں کے آگے سر جھکا دیا اور خوابیدہ آواز میں کہا۔

"میں مگر دیوتا کی داسی ہوں۔ مجھے مگر دیوتا کے پاس لے چلو۔"

دونوں پیچیوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر آہستہ سے سر ہلایا۔ پھر انہوں نے دُلہن کو ساتھ لیا اور پرانے محل کے دروازے کی طرف چلے۔ ماریا یہ سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔ اس نے ابھی تک اس ڈرامے میں کوئی دخل نہیں دیا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ دُلہن وہاں جا رہی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاں اسے ماشان کی سزا بھی ضرور مل جائے گی۔

پھاٹک کی دوسری طرف دو گھوڑے بالکل تیار کھڑے تھے۔ چینیوں نے ڈاہن کو گھوڑے پر بٹھایا اور گھوڑے دوڑاتے جنگل میں دریا کے کنارے کنارے روانہ ہو گئے۔ دریا ان کے سروں کے اوپر اڑ رہی تھی۔ یہ گھوڑسوار دریا کے کنارے گھوڑے دوڑاتے جنگل میں دور ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں زرد بھوری چٹانیں ساتھ ساتھ ابھری ہوئی تھیں۔ ان چٹانوں کے آگے ایک ٹیلے پر سنگ بچھ کے بہت بڑے بت کے سامنے میں ایک مندر بنا ہوا تھا۔ گھوڑسوار مندر کے دروازے پر رک گئے۔ انہوں نے ڈاہن کو مندر کے ایک کمرے میں بٹھایا اور کہا۔

"سنگ دیوتا کی داسی! تم اس کوٹھڑی میں ٹھہرو۔ ابھی سنگ دیوتا تمہیں لینے آئیں گے۔"

ڈاہن نے کہا۔

"مجھے سنگ دیوتا پر قربان کر دو۔ میں سنگ دیوتا کی داسی ہوں۔"

چینی بولا۔

"ابھی سنگ دیوتا آتا ہے۔ وہ تمہیں لے جائے گا۔"

ڈاہن زمین پر سنگ بچھ کی طرح لیٹ گئی۔ چینی کوٹھڑی سے نکل کر مندر کے برآمدے سے گزر کر مندر کے پجاری کے کمرے میں گئے۔ وہ چوکی پر ریشمی لباس پہنے بیٹھا تھا۔ ایک عورت اس کے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھی۔ چینیوں کو دیکھ کر پجاری نے اشارہ کیا عورت چلی گئی۔ پجاری تولیے سے ماتھا پونچھتے ہوئے بولا۔

"رقم مال لے کر آئے ہو یا خالی ہاتھ ہو؟"

چینی نے کہا۔

"سنگ دیوتا کی ڈاہن داسی لے کر آئے ہیں۔"

پجاری کے چہرے پر خبیث قسم کی مسکراہٹ آ گئی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدروحوں کی چٹان

پجاری نے کمرے میں آکر دلہن کو دیکھا اور کہا۔
"میں سنگ دیوتا کا پجاری ہوں۔ تم آج سنگ دیوتا کے پاس چلی جاؤ گی۔"
دلہن اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔
"میں سنگ دیوتا کی دلہن ہوں۔ مجھے سنگ دیوتا پر قربان کر دو۔"
پجاری بولا۔
"تمہیں قربان کرنے کے لیے ہی لایا گیا ہے۔"
پھر وہ چینیوں کو دوسرے کمرے میں لے گیا۔ وہاں کر اس نے سونے کے سکوں سے بھری ہوئی دو تھیلیاں دیں۔ دونوں چینی بڑے خوش خوش واپس چلے گئے۔
پجاری نے تالی بجائی۔ ایک آدمی جس نے سر پہ سنگ مرمر کی ٹوپی پہن رکھی تھی وہاں آگیا۔ پجاری نے کہا۔
"ایک اور دلہن آگئی ہے۔ ایک دلہن پہلے

قید میں ہے۔ قربانی کی تیاری کرو۔ ہم تھوڑی دیر بعد دونوں دلہنوں کو سنگ دیوتا کے نام پہ قربان کریں گے۔"
سنگ مرمر کی ٹوپی والے آدمی نے سر جھکا دیا اور بولا۔
"قربانی کی تیاریاں شروع کرتا ہوں۔"
ماریا اس آدمی کے پیچھے پیچھے گئی۔ مندر کے درمیان میں قربانی کی جگہ تھی۔ یہاں ایک چبوترے میں آگ کا گڑھا تھا جس میں آگ دہک رہی تھی۔ اس کے اوپر ایک تیل سے بھرا ہوا کڑاؤ رکھ دیا گیا۔ سات آدمی ایک طرف ادب سے کھڑے ہو گئے۔ کڑاؤ کے پیچھے ایک سنگ مرمر کا بڑا بت بنا ہوا تھا۔ اس کا منہ کھلا تھا۔ چینی آدمیوں نے ڈھول تاشے بجا کر منتر گانے شروع کر دیے۔ ماریا سمجھ گئی کہ دوسری دلہن سے مراد مارگا ہے۔ جو ماٹلان کی بہن ہے۔ وہ بھاگ کر دلہن کی کوٹھڑی میں گئی۔
وہاں ایک بوڑھا چینی پہلے سے موجود تھا اور دلہن کے بازوؤں پر کالے رنگ کا دھاگہ باندھتے ہوئے آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔
"میری بیٹی تمہارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ میں نے کئی معصوم لڑکیوں کو خبیث سنگ مرمر پہ قربان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتے دیکھا ہے۔ انہیں کھولتے تیل کے کڑاہے میں پھینک دیا گیا۔ اب میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں اور دوسری دلہن کو یہاں سے نکال کر تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔"

ماریا وہیں ٹھٹھک گئی۔ وہ اس بوڑھے چینی کے جذبہ ہمدردی سے بڑی متاثر ہوئی۔ دلہن پر اس کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر تو جادو کر دیا گیا تھا۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی

"مجھے مگر دیوتا پر قربان کر دو۔ مجھے مگر دیوتا پر قربان کر دو۔"

اتنے میں ایک جلاد قسم کا چینی دوسری دلہن کو بھی وہاں لے آیا۔ یہ گوری چٹی لڑکی تھی۔ اس کے سر پر بھی مگرمچھ کے منہ والی چھوٹی ٹوپی تھی۔ ماریا نے اسے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ یہی ماشان کی بہن ماگی ہے۔ اس کی شکل چینیوں ایسی نہیں تھی۔ اس کے نقش برازیل کی لڑکیوں ایسے تھے۔ جلاد چینی نے کہا۔

"بابا! اسے بھی مقدس کالا دھاگہ باندھ دو اور جلدی سے تیار کرو۔ قربانی کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔"

رحم دل چینی نے دوسری دلہن کو رحم بھری نظروں سے

دیکھا اور بولا۔

"تم جاؤ۔ میں تھوڑی دیر میں اسے بھی تیار کر دیتا ہوں۔ مجھے مقدس منتر بھی پڑھنے ہیں۔"

جلاد چینی بولا۔

"مگر جلدی کرو۔ پجاری قربان گاہ پر پہنچنے ہی والا ہے۔"

جلاد چینی چلا گیا تو رحم دل چینی نے دوسری دلہن کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بیٹی کیا تم اپنی جان بچا کر یہاں سے نکلنا چاہتی ہو؟ یہ لوگ تمہیں کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیں گے۔ یہ تمہارے ساتھ ظلم ہو گا۔"

دوسری دلہن نے بھی خواب ایسی آواز میں کہا۔

"میں مگر دیوتا کی دلہن ہوں۔ مجھے مگر دیوتا پر قربان کر دو۔"

رحم دل چینی نے مایوسی سے سر ہلایا اور چھت کی طرف دیکھ کر بولا۔

"میرے خدا! مجھے معاف کر دینا۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ ان پر طلسم کیا گیا ہے۔ اس طلسم کو میں نہیں توڑ سکتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب ماریا نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"بابا! تم فکر نہ کرو۔ خدا کے حکم سے میں ان کی مدد کرنے یہاں آئی ہوں۔ میں انہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی۔"

رحم دل چینی نے چونک کر جدھر سے ماریا کی آواز آئی تھی ادھر دیکھا۔

"تم — تم کون ہو بیٹی؟"

ماریا نے کہا۔

"بابا! میں بھی تمہاری جیسی ہی ہوں۔ مگر میں کسی کو نظر نہیں آتی۔"

بوڑھا چینی بولا۔

"کیا — کیا تم ایک روح ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"نہیں بابا! میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ میں روح نہیں ہوں۔ مگر میں غائب ہوں۔ اور میرے پاس خدا کی دی ہوئی بہت طاقت ہے۔ میں ان دونوں کو یہاں سے نکالنے میں تمہاری مدد کروں گی۔"

بوڑھے چینی نے کہا۔

"یہ تو جانے پر راضی نہیں ہیں۔ تم انہیں کیسے لے جاؤ گی؟ ادھر وقت بھی تھوڑا ہے۔"

ماریا بولی۔

"میں جانتی ہوں۔ میں دیکھ آئی ہوں کہ کنوئیں میں تیل کھولنے لگا ہے۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ میں انہیں لے کر یہاں سے کس طرف جاؤں؟ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ یہاں سے کاشان شہر کو کون سا راستہ جاتا ہے۔"

بوڑھا چینی بولا۔

"اگر تم کسی طرح ان کو یہاں سے نکال سکتی ہو تو نکال کر جنوبی چٹانوں کے میدان کے پار جایا جاتا ہے۔ اس دریا کی دوسری طرف سرخ پہاڑ میں ایک غار ہے۔ تم ان دونوں کو لے کر اس غار میں پہنچ جانا مگر خیال رکھنا۔ یہ بار بار ادھر آنے کی کوشش کریں گی کیونکہ ان پر مگ دیوتا کے طلسم کا اثر ہے۔ جب تک میں وہاں نہ آؤں تم انہیں غار سے باہر مت نکلنے دینا۔"

وہ جلاد اندر آ گئے۔

"قربان ہوئے والی دلہنوں کو لے کر چلو بابا قربان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیار ہے؟

بوڑھا چینی ہڑبڑا کر اِدھر اُدھر تکنے لگا۔ جیسے ماریا کو تلاش کر رہا ہو۔ ماریا دونوں جلادوں کے قریب آگئی۔ اس نے ایک جلاد کی گردن پر پیچھے کی طرف سے زور سے ہاتھ مارا۔ ماریا کے ہاتھ کی طاقت کا اندازہ صرف جلاد ہی کر سکتا تھا۔ وہ منہ کے بل آگے کو گرا۔ اور پھر نہ اُٹھ سکا۔ دوسرا جلاد اس کی طرف بڑھا کہ دیکھے اِسے کیا ہو گیا ہے۔ ماریا نے ایک ہاتھ دوسرے جلاد کی گردن پر بھی دے مارا۔ وہ بھی پہلے جلاد کے اوپر گر پڑا۔ دونوں دلہنیں خاموش کھڑی تھیں۔

بوڑھے چینی نے گھبرا کر کہا۔

"بیٹی اب کیا ہو گا؟ یہ تو مر گئے ہیں"

ماریا نے کہا۔

"بابا گھبراؤ نہیں۔ میں ان دونوں لڑکیوں کو یہاں سے سُرنگ پہاڑ والے غار میں لیے جا رہی ہوں"

ماریا نے اس کے ساتھ ہی دونوں لڑکیوں کو اُٹھا لیا — بوڑھے چینی کی آنکھوں کے سامنے دونوں لڑکیاں غائب ہو گئیں۔ ماریا دونوں کو لے کر کمرے سے نکلی اور پھر سندر کے صحن میں آکر فضا میں بلند ہو کر پرواز

کر گئی۔ اس کے جانے کے بعد بوڑھا چینی جھک کر دونوں جلادوں کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک بڑا پجاری چھ سات آدمیوں کے ساتھ کمرے میں آکر گھس آیا۔

"تم اتنی دیر کس لیے لگا رہے ہو؟"۔

اس کی نظر جب فرش پر اوندھے پڑے جلادوں پر پڑی اور اس نے دیکھا کہ دونوں لڑکیاں بھی غائب ہیں تو وہ غضبناک ہو کر بولا۔

"لڑکیاں کہاں ہیں؟ ان کو کس نے ہلاک کیا؟"

بوڑھا چینی خوف کے مارے لرز اُٹھا۔ اسے اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ یہ ایک بھیانک موت تھی۔ اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا جانا تھا۔ بوڑھے چینی نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"پجاری جی! میں — میں بے قصور ہوں۔ میں بے قصور ہوں"

پجاری زور سے چیخا۔

"لڑکیاں کہاں ہیں؟"۔

بوڑھا پجاری کانپ اُٹھا۔

"میں بے قصور ہوں مہاراج پجاری"

پجاری نے بوڑھے چینی کو گردن سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلایا۔

"اسے قربان گاہ پر لے چلو۔"

اور پجاری کے آدمیوں نے فوراً بوڑھے چینی کو پکڑ لیا۔ اسے قربان گاہ کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف ماریا کو معلوم تھا کہ اب اس کے پیچھے بوڑھے چینی کی خیر نہیں ہے۔ اس نے دونوں لڑکیوں کو سرخ پہاڑ کے غار میں بٹھا کر باہر غار کا منہ ایک بھاری پتھر سے بند کر دیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اب یہ لڑکیاں غار سے باہر نہیں آ سکیں گی اور انہیں غار میں تازہ ہوا بھی ملتی رہے گی وہ فضا میں پرواز کر گئی۔ اس کا رخ مگرمچھ کے مندر کی تھا۔

جب وہ مندر میں پہنچی تو بوڑھے چینی کا آخری وقت تھا۔ کڑاہے میں تیل کھول رہا تھا۔ پجاری اور اس کے ساتھی چبوترے سے ہٹ کر کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ دو آدمیوں نے بوڑھے چینی کو پکڑ رکھا تھا اور وہ اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالنے کے لیے مگرمچھ کے بت کے اوپر لیے جا رہے تھے۔ جس بدنصیب کی قربانی دینی ہوتی اسے مگرمچھ کے منحوس بت کے اوپر سے تیل کے کڑاہے میں پھینک دیا جاتا تھا۔ بوڑھے چینی کے چہرے پر

تھوڑا بہت خوف بھی تھا اور اطمینان سا بھی تھا۔ جب اسے مگرمچھ کے بت کے منہ پر کھڑا کر دیا گیا تو بوڑھے نے چلا کر کہا۔

"مجھے خوشی ہے کہ میں دو بے گناہ معصوم لڑکیوں کی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔"

پجاری نے بلند آواز میں کہا۔

"اگر تم اب بھی بتا دو کہ دونوں لڑکیاں کہاں ہیں۔ تو تمہاری جان بچ سکتی ہے۔"

بوڑھے چینی نے فوراً جواب دیا۔

"میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گا مگر لڑکیوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔"

پجاری نے غضبناک آواز میں کہا۔

"اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دو۔"

دونوں آدمیوں نے بوڑھے چینی کو نیچے دھکا دے دیا۔ نیچے آگ پر رکھے کڑاہے میں تیل کھول رہا تھا۔ بوڑھے چینی کے گرنے کی دیر تھی۔ کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جاتا مگر ماریا اس سے بے خبر نہیں تھی۔ جونہی بوڑھا چینی نیچے گرا۔ اس نے لپک کر اسے اپنے ہاتھوں میں لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا۔ بوڑھا چینی ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی غائب ہو گیا
اس کو غائب ہوتا دیکھ کر سب ہکا بکا ہو کر ایک
دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ پجاری اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بوکھ
ہوا تھا۔

"یہ — یہ کہاں چلا گیا؟ کیا — کیا وہ جادو
جانتا تھا؟"

سب ادھر ادھر بھاگے۔ کسی نے کڑاہے میں جھا
کر دیکھا۔ بوڑھا چینی کہیں بھی نہیں تھا۔ پجاری بھی اچنبھے
سے کچھ خوفزدہ سا ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنی آنکھوں
سے دیکھا تھا کہ بوڑھے کو اوپر سے نیچے گرایا گیا اور
وہ تیل کے کڑاہے تک آتے آتے درمیان میں ہی
غائب ہو گیا تھا۔ وہ باہر کی طرف دوڑا۔ مگر راستے میں
ماریا کھڑی تھی اس نے دوسرے ہاتھ سے پتھر دل قاتل
پجاری کو گردن سے دبوچ لیا اور بولی۔

"اتنی بے گناہ، معصوم لڑکیوں کو کھولتے تیل میں
ڈالنے کے بعد تم کہاں بھاگ رہے ہو؟"

نیچی عورت کی آواز سن کر پجاری پر دہشت طاری
ہو گئی۔ اس سے بولا نہ گیا۔ آواز اس کے حلق میں پھنس
کر رہ گئی۔ ماریا نے اسی طرح گردن سے پکڑ کر اسے

اٹھایا اور تیل کے کڑاہے میں پھینک دیا۔ شوں کی آواز
کے ساتھ قاتل پجاری کی چیخیں بلند ہوئیں۔ اور دوسرے ہی
لمحے خاموشی چھا گئی۔ لوگ گھبرا کر ڈر کر وہاں سے بھاگ
گئے تھے۔ ماریا نے مگرمچھ کے بت کو اٹھا کر زور سے
پٹخ دیا۔ بت پاش پاش ہو گیا۔ اس کے آدھے
ٹکڑے کھولتے ہوئے تیل میں گرے۔ تیل اچھل کر باہر
گرا۔ اس کے ساتھ ہی قاتل پجاری کی سہمی ہوئی سکڑی ہوئی
کٹی ہوئی پکوڑے جیسی لاشیں بھی باہر جا گریں۔ سچ ہے
ظلم کرنے والوں کا انجام ہمیشہ خوفناک ہوتا ہے۔ جو دوسروں
کے لیے گڑھا کھودتا ہے خود بھی کنوئیں میں گرتا ہے۔

ماریا بوڑھے چینی کو کاندھے پر بٹھا کر سرنگ پہاڑی پر
آ گئی۔ اس نے بوڑھے چینی کو آزاد کیا اور کہا۔

"غار کے اندر دونوں لڑکیاں بند ہیں، میں نے غار
کے منہ پر یہ پتھر رکھ دیا تھا۔"

بوڑھے چینی نے کہا۔

"بیٹی! تمہاری بے پناہ طاقت کو میں جان گیا ہوں یہ
تمہارا ہی کام تھا۔ کوئی دوسرا ہوتا تو میں اس وقت
جل کر کوئلہ ہو گیا ہوتا۔"

پھر غار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم نے اچھا کیا جو یہ بھاری چٹان ایسا پتھر غار
کے منہ کے آگے رکھ دیا۔ مگر پھر بھی اندر جا
کر تسلی کر آؤ کہ دونوں لڑکیاں غار میں ہی ہیں"
ماریا غار کے اندر چلی گئی۔ دونوں لڑکیاں مچھلیوں کی طرح
زمین پر لیٹی ہوئی تھیں اور ان کے منہ کھلے ہوئے تھے۔ اس
نے باہر آکر بوڑھے چینی کو بتایا کہ دونوں لڑکیاں اندر ہی
ہیں۔ تب ماریا نے بوڑھے چینی سے پوچھا۔
"بابا! میرے احمد ندا نے بڑی طاقت لکھ دی ہے
مگر میں جادو کا مقابلہ نہیں کر سکی۔ ان دونوں
پر کیا گیا جادو کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟"
اس پر بوڑھا چینی ایک پل کے لیے چپ ہو گیا پھر
اس نے چہرہ اٹھایا اور بولا۔
"یہاں سے دور۔ جہاں ملک چین کی سرحد ختم
ہوتی ہے وہاں میٹھے پانی کی ایک بہت بڑی جھیل
ہے۔ جو آگے جا کر جاپان کے سمندر میں جا گرتی ہے۔
اس جھیل کے وسط میں ایک بہت بڑی سیاہ
چٹان پانی سے باہر نکلی ہوئی ہے۔ اس چٹان کو
موت کی چٹان بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس چٹان
کے اوپر سے اگر کوئی پرندہ بھی گزرے تو وہ تڑپ

کر چٹان پر گرتا ہے۔ اور بالکل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اگر
کوئی انسان اس چٹان کے قریب چلا جائے تو چٹان اسے
اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ وہ بدقسمت انسان اتنی
زور سے چٹان کے ساتھ ٹکراتا ہے کہ اس کے جسم
کے چیتھڑے اڑ جاتے ہیں۔ چٹان کے اندر ایک تاریک
غار ہے۔ اس غار میں سے ہزاروں کیڑے نکل
نکل کر انسانی جسم کو چمٹ جاتے ہیں۔ اور ایک پل
میں اسے چٹ کر جاتے ہیں۔ جب کبھی رات کو
زبردست طوفان آتا ہے۔ موسلا دھار بارش ہوتی ہے
اور بجلی کڑکتی ہے بادل گرجتے ہیں۔ تو کہتے ہیں
کہ جھیل سے نکل کر ایک کالا مگرمچھ اس غار میں آتا
ہے۔ اور دیر تک غار کی دیوار سے اپنا جسم رگڑتا
رہتا ہے۔ اس وقت اس کے جسم سے ایک
کالا پتھر ایسا ٹکڑا الگ ہو کر گر پڑتا ہے۔ اگر
کوئی اس کالے پتھر کے ٹکڑے کو وہاں سے
اٹھا لائے اور اسے پانی میں ڈال کر دونوں
لڑکیوں کو پلا دیا جائے تو ان کا جادو ٹوٹ
جائے گا اور ان کی یادداشت واپس آ جائے
گی۔ مگر یہ کام اتنا مشکل اور دشوار ہے کہ ہم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں سے کوئی بھی نہیں کر سکتا؟
ماریا نے غور سے بوڑھے چینی کی ساری بات سُنی۔ پھر بولی۔
"مگر بابا کیا میں بھی غار میں داخل نہیں ہو سکتی؟ میں تو غائب ہوں۔ میرا تو کوئی جسم نہیں ہے۔"
بوڑھے چینی نے کہا۔
"بیٹی! مجھے شک ہے کہ کہیں تم بھی کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ سیاہ موت کی چٹان میں سے جادو کی ایسی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جو جسم اور روح دونوں کو جکڑ لیتی ہیں۔ ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ اس چٹان کے قریب سے گزرتی ہوئی کالی بدروحیں چٹان سے ٹکرا کر وہیں چپک گئیں۔ یہ بدروحیں موت کی چٹان کے قریب سے گزر رہی تھیں کہ موت کی چٹان نے انہیں اپنی طرف اتنی زور سے کھینچ لیا کہ وہ وہیں چٹان کے ساتھ چپک کر رہ گئیں۔ اور سنتے ہیں کہ آج تک اسی چٹان سے چپکی ہوئی ہیں۔ اسی لیے اس چٹان کو بدروحوں کی چٹان بھی کہا جاتا ہے۔ اب تم خود ہی فیصلہ کرو کہ کیا تم یہ خطرہ مول لے

سکتی ہو؟"
ماریا نے کہا۔
"مگر بابا یہ ان دونوں معصوم لڑکیوں کی زندگی کا مسئلہ ہے۔ ہم انہیں اس حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ تو نہ زندہ ہیں نہ مُردہ۔ ان پر کیے گئے جادو کو ختم کر کے ان کی سُست سُست زندگی کو واپس لانا ہمارا فرض ہے۔"
بوڑھا چینی چپ رہا۔ ماریا بولی۔
"خواہ کچھ ہو جائے میں مگرمچھ کی کھال سے نکلا ہوا کالے پتھر کا ٹکڑا ضرور لاؤں گی۔ میں بدروحوں کی چٹان کے لیے میں ضرور جاؤں گی۔"
بوڑھے چینی نے کہا۔
"بیٹی یہ اتنا نیک کام ہے کہ تمہاری اپنی زندگی کا خطرہ ہوتے ہوئے بھی میں تمہاری راہ نہیں روکوں گا۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ میں اتنا بوڑھا ہو گیا ہوں کہ تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ مگر میں جہاں تک ضرور تمہارے ہمراہ جاؤں گا۔ تم کب جانا چاہتی ہو؟"
ماریا بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں چاہتی ہوں کہ آج ہی ہم جھیل کی طرف روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے بارش کے طوفان کے لیے ہمیں کچھ روز وہاں بھی انتظار کرنا پڑے۔"

بوڑھے چینی نے کہا۔

"تو پھر دونوں دلہنوں کو غار میں جا کر دیکھو کہ وہ ٹھیک ہیں؟ اور غار کے اندر ان کے لیے پھل وغیرہ اتنے رکھ دو کہ انہیں ایک مہینے کے لیے کافی ہو۔ پانی غار کے اندر ٹپکتا رہتا ہے۔ وہ پانی آسانی سے پی سکیں گی۔"

ماریا نے اسی وقت جنگل میں جا کر بہت سے پھل اکٹھے کیے اور انہیں لے کر غار کے اندر چلی گئی۔ اس نے دیکھا کہ دونوں لڑکیاں مگرمچھوں کی طرح زمین پر لیٹی ہوئی تھیں۔ ماریا نے ان کے آگے پھلوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ جن کو دیکھ کر وہ ان پر جانوروں کی طرح ٹوٹ پڑیں۔ وہ ماریا کو نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ ماریا باہر آ گئی۔ بوڑھا چینی غار کے باہر بیٹھا۔ ماریا نے اسے بتایا کہ دونوں لڑکیاں ٹھیک ہیں۔ مگر مگرمچھوں کی طرح زمین پر پڑی ہیں۔ بوڑھا چینی بولا۔

"جب تک ان کو غار کے کالے مگرمچھ کی کھال

کے ٹکڑے کو پانی میں ڈال کر نہیں پلایا جاتا۔ ان کی حالت ایسی ہی رہے گی۔ یہ اپنے آپ کو مگرمچھ کی داسیاں سمجھتی رہیں گی اور کچھ وقت گزر جانے کے بعد یہ مگرمچھ بن جائیں گی۔"

ماریا اس خیال ہی سے کانپ گئی کہ دو خوب صورت معصوم لڑکیاں مگرمچھ بن جائیں گی۔ اس نے بوڑھے چینی سے کہا۔

"بابا! میں اسی وقت بد روح چٹان والی جھیل کی طرف جانا چاہتی ہوں۔"

چینی بولا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ماریا بیٹی! میں تو تیار بیٹھا ہوں۔ مجھے کاندھے پر بٹھاؤ اور لے چلو۔"

ماریا نے ایسا ہی کیا۔

"تھوڑی دیر بعد وہ ملک چین کی سرحد کی طرف اڑی جا رہی تھی اور بوڑھا چینی غیبی حالت میں اس کے کاندھے سے چپکا ہوا تھا۔ ماریا کی رفتار کافی تیز تھی پھر بھی چین ایک بہت بڑا ملک ہے اور اس کی سرحد بہت دور تھی سارا دن وہ آسمان پر اڑتی رہی۔ سورج ڈوب رہا تھا۔ بوڑھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیل نے ماریا سے کہا۔

"چین کی سرحد ختم ہو رہی ہے۔ وہ دیکھو دُور جھیل نظر آ رہی ہے؟"

ماریا نیچے آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ کافی نیچے ایک جگہ سمندر کے کنارے پہاڑیوں میں گھری جھیل پھیلی ہوئی تھی۔ ماریا ڈرتا ڈرتا اور نیچے آ گئی۔

بوڑھے چینی نے خوفزدہ ہو کر کہا۔

"خدا کے لیے زیادہ قریب نہ جانا۔ بدروحوں کی چٹان ہمیں کھینچ لے گی۔"

ایک ہلکی سی کشش کا احساس ماریا کو بھی ہوا تھا اور یہ واقعی بڑی خطرناک بات تھی۔ ماریا نے جلدی سے اپنے پر ہوا میں اوپر اُٹھا لیا۔ وہ فوراً لگا کر دوسری طرف اُڑ چلی گئی اور اپنے آپ کو جھیل کے کنارے پر لے آئی۔ اسے غروب ہوتے سورج کی روشنی میں جھیل میں سے ابھری ہوئی سیاہ چٹان نظر آ گئی تھی۔

ماریا جھیل کے کنارے اونچے اونچے درختوں اور نیچی پہاڑیوں کے درمیان اُتر پڑی۔ بوڑھے چینی کو بھی اس نے زمین پر اُتار دیا۔

بوڑھا چینی زمین پر آتے ہی نڈھال ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"اب رات ہونے والی ہے۔ ہمیں رات کو رہنے کے لیے کوئی ٹھکانہ بنانا چاہیئے۔"

ماریا نے کہا۔

"یہاں تو مجھے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی بابا جس میں تم کچھ وقت گزار سکو۔ مگر ہم کسی درخت میں گھر بنا لیں گے۔"

چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ ماریا نے ایک گنجان درخت کی شاخوں میں کھڑیاں اور پتے ڈال کر بوڑھے چینی کے لیے بڑا آرام دہ بستر لگا دیا۔ اِدھر اُدھر سے پھل بھی توڑ کر لے آئی۔ اِس چٹان تک جانے کے لیے اس نے درختوں کی شاخوں کی ایک سیڑھی بھی بنا کر لگا دی۔ ضرورت کے وقت یہ سیڑھی نیچے لٹکا کر بوڑھا چینی اترتا اور چٹان پر جانے کے بعد سیڑھی اوپر اُٹھا لی جاتی۔

رات بولائے چینی نے وہیں درخت کی چٹان پر بسر کی۔ ماریا بھی وہیں رہی۔ اس کا دل کئی بار چاہا کہ جا کر چٹان کو دیکھے کہ آخر اس میں سے ایسی کون سی شعاع نکلتی ہے۔ مگر بوڑھے چینی نے اسے وہاں جانے سے منع کیا تھا۔ دوسرے دن ماریا نے بوڑھے چینی سے کہا۔

"بابا! اگر ہم میں سے کسی کو بدروحوں کی چٹان کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس نہیں جانا تھا تو پھر ہم یہاں آئے ہی کیوں تھے؟"

ہیپی نے کہا۔

"بیٹی! میں یہی سوچ کر آیا تھا کہ تمہیں پٹھان تک جانے کی اجازت دے دوں گا۔ مگر یہاں آکر میرا دل نہیں کرتا کہ تمہیں موت کی پٹھان کے پاس جانے کو کہوں۔ اگر تمہیں کچھ ہوگیا تو میں ساری زندگی اپنے آپ کو معاف نہ کر سکوں گا۔"

ماریا بولی۔

"نہیں بابا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں یہ خطرہ مول لینا ہی ہوگا۔ تم یقین کرو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔"

بوڑھا ہپی کہنے لگا۔

"لیکن بیٹی ہمارے بزرگوں کا کہنا ہے کہ یہ پٹھان روحوں کو بھی اپنی طرف کھینچ کر انہیں اپنے ساتھ پکا لیتے ہے۔ کئی بدروحیں اب بھی اس پٹھان کے ساتھ چپکی ہوئی ہیں۔"

ماریا ہنسنے لگی اور کہا۔

"بابا! یہ ساری کہانیاں ہیں۔ داستانیں ہیں۔ بھلا کہیں مقناطیس ہوا کو بھی اپنی طرف کھینچ سکتا

ہے؟ اس پٹھان میں جیسی بھی کشش کی شعاعیں ہیں وہ جسم کے لیے ہیں۔ روح کے لیے نہیں ہیں۔ کیونکہ جب روح کا جسم ہی نہیں ہوتا تو وہ اسے اپنی طرف کیسے کھینچے گی۔ اور میرا بھی کوئی جسم نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے کچھ نہیں ہوگا اور میں طوفانی رات کو مگرمچھ کی کھال کا سیاہ لبادہ تار سے لانے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

بوڑھا ہپی خاموش ہوگیا۔ دو دن کے بعد شام کو آسمان پر بادل جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں جب سورج غروب ہوا تو بوندا باندی شروع ہو گئی۔ بوڑھا ہپی اور ماریا درخت میں بنائے ہوئے مکان میں بیٹھے تھے بوڑھے ہپی نے کہا۔

"شاید آج رات طوفان آئے۔"

ماریا بولی۔

"تب میں آج رات پٹھان کے غار میں جاؤں گی کیونکہ اگر یہ طوفانی رات ہوئی تو سیاہ مگرمچھ غار میں مردہ آکر اپنا جسم دیوار کے پتھروں سے رگڑائے گا۔"

بوڑھا ہپی کہنے لگا۔

"بیٹی! میں چاہتا ہوں کہ تم ایک بار پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوچ لو۔ کیونکہ اس میں تمہاری جان جانے کا بہت خطرہ ہے۔"

ماریا ہنس کر بولی۔

"بابا! میں جب ایک بار کوئی فیصلہ کرتی ہوں۔ تو اس سے پیچھے نہیں ہٹا کرتی۔ آپ چاہے کچھ ہو۔ میں بد روحوں کی چٹان کے غار میں ضرور جاؤں گی۔ خدا کرے کہ آج رات طوفان آ جائے۔"

اور اس رات سچ مچ بارش کا طوفان آ گیا۔ آندھی تیز نہیں تھی۔ مگر رات پڑتے ہی چاروں طرف گھپ اندھیرا چھا گیا اور ایک دم سے زبردست بارش شروع ہو گئی۔ بادل گرج رہے تھے۔ بجلی چمک رہی تھی۔ کڑاکے دھماکے گونج رہے تھے۔ درخت جھوم رہے تھے۔ اندھیرے میں بجلی چمکتی تو سیاہ جھیل شیشے کی طرح چمک جاتی۔ موسلا دھار بارش کی جھالریں نظر آنے لگتیں۔ جب بارش کا طوفان اپنے عروج پر تھا اور طوفان کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی تو ماریا نے کہا۔

"بابا! میں چٹان کی طرف جا رہی ہوں۔"

بوڑھے چینی کے منہ سے جیسے اپنے آپ نکل گیا۔

"بیٹی وہاں نہ جاؤ۔"

ماریا نے کہا۔

"بابا! میں اب نہیں رک سکتی۔ میں ایسے کئی خطرناک مقامات سے گزر چکی ہوں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک مقام دیکھے ہیں۔ میں جا رہی ہوں۔ تم اسی جگہ پر رہنا۔ ہاں۔ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو یہاں سے واپس سرخ پہاڑی والے غار میں چلے جانا اور جب تک میں نہ آؤں وہاں غار کے باہر رہ کر دونوں لڑکیوں کی حفاظت کرنا۔"

اتنا کہہ کر ماریا شدید بارش اور بادلوں کی کڑک اور بجلی کی چمک میں اڑ گئی۔ وہ سیاہ کالے بادلوں میں سے گزر رہی تھی۔ بجلی اس کے قریب سے چمک کر، تڑپ کر لہرا کر اکڑک کر گزر جاتی۔ مگر ماریا پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ بادلوں میں سے نکل کر سیاہ جھیل کے اوپر آ گئی۔ اسے اندھیرے میں دور نیچے کالی بد روحوں کی چٹان نظر آ رہی تھی۔ ماریا اس کے اوپر اترنے کی بجائے اس کے پہلو کی طرف ہو گئی۔ اس نے چٹان سے کافی دور رہتے ہوئے اس کے ارد گرد دائرے کی شکل میں چکر لگانے شروع کر دیئے۔ وہ چٹان کے قریب ابھی نہیں جانا چاہتی تھی۔ اسے طوفانی بارش میں جھیل کے اندر سے کالے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والی شعاعوں کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس سے بھی ماریا کا حوصلہ بڑھا۔ اس کو یقین تھا کہ اس پر بھی بدروحوں کی چٹان کی شعاعوں کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مگرمچھ چٹان کی غار میں داخل ہوگیا۔ بجلی چمکی۔ بادل زور زور سے گرجا۔ ماریا نے بجلی کی روشنی میں مگرمچھ کو غار کے اندر دیوار کے ساتھ اپنے جسم کو رگڑتے دیکھا تو وہ بے چین ہوگئی۔ اس نے آہستہ آہستہ چٹان کے غار کی طرف بڑھنا شروع کردیا۔ جونہی وہ ایک خاص حد پر پہنچی اس کے جسم کو جھٹکا لگا۔ جیسے کسی نے اسے اپنی طرف زور سے کھینچا ہو۔ ماریا تیزی سے پیچھے کو خود لگا گئی۔ وہ جھیل کی سطح سے ٹکرا کر جھیل کے پانی کے اندر چلی گئی۔ اس کا شعاعوں والا جسم ابھی تک سنسنا رہا تھا۔ وہ تیزی سے جھیل سے باہر آگئی۔ اس نے مگرمچھ کو غار سے نکل کر جھیل میں چھلانگ لگاتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ مگرمچھ غار میں اپنے جسم کی کھال کو کھجلا کھجلا کر واپس جھیل میں جا رہا ہے

ماریا ایک بار پھر فضا میں بلند ہو گئی۔ وہ کافی اوپر چلی گئی۔ بادلوں کے درمیان جا کر ماریا نے نیچے کو غوطہ لگایا اور چٹان کے پاس سے ہو کر تیزی سے گزر گئی۔ مگر وہ ابھی تک بدروحوں کی چٹان کی کشش کی حد سے دور تھی۔

مگرمچھ کے نکلنے کا انتظار تھا۔

بارش بڑی تیز ہو رہی تھی۔ بادل یوں گرج رہے تھے جیسے ابھی پھٹ پڑیں گے۔ بجلی رہ رہ کر چمک کر جھیل کو روشن کر رہی تھی۔ ماریا جھیل کے اوپر چٹان سے دور ہو کر فضا میں کھڑی ہوگئی۔ اس کی نگاہیں نیچے جھیل کی سطح پر لگی تھیں۔ بارش اور ہوا کی وجہ سے جھیل کی سطح پر لہریں ابھر رہی تھیں۔ اور ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں۔ اچانک ماریا نے دیکھا کہ جھیل کی لہروں میں سے کوئی کالی شے باہر سر نکال کر چٹان کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ماریا پیچھے ہٹ گئی۔ یہ کالا مگرمچھ تھا۔ کالا مگرمچھ سست رفتار سے تیرتا ہوا جھیل کی لہروں کو کاٹتا ہوا چٹان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ماریا کے دل میں ہلچل مچ گئی۔ مگرمچھ تھوڑی دیر میں چٹان کے غار میں جا کر اپنا جسم غار کی دیوار کے پتھروں سے رگڑے گا اور اس کے جسم کی کھال کا ایک ٹکڑا الگ ہو کر نیچے گر جائے گا۔ اسی کالے ٹکڑے میں ماشان کی جان ہوگی اور دوسری چینی لڑکی کے جادو کا توڑ چھپا ہوا ہے۔ وہ اسے ہر قیمت پر حاصل کرے گی۔ ماریا کا دل بے تاب تھا۔ وہ مگرمچھ کے ساتھ ساتھ چٹان کی طرف بڑھنے لگی۔ مگرمچھ تیزی سے بڑھتا ہوا چٹان پر چڑھ گیا۔ اس پر چٹان کی طاقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا آگے جا کر واپس مڑی اور پٹان کی طرف تیزی سے بڑھی۔ وہ جھیل کی سطح کے بالکل ساتھ لگ کر پٹان کے غار کی طرف جا رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید پٹان کے نیچے جھیل کی سطح پر پٹان کو خطرناک شعاعیں نہیں ہوں گی مگر یہ اس کی بھول تھی۔ یہاں بھی پٹان کی زبردست شعاعیں پڑ رہی تھیں۔ جونہی ماریا نے ایک حد پار کی تو وہ پٹان کی شعاعوں کی زد میں آ گئی۔

اس کو جیسے کسی نے اوپر اچھالا۔ پھر نیچے گرایا اور اس کے بعد اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ پٹان اسے کھینچ رہی ہے۔ ماریا نے اپنا پورا زور لگا کر اوپر کو خود کو نکالنا چاہا۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ اس نے نیچے دیکھا اور اپنے آپ کو جھیل کے پانی میں گرانے کی پوری کوشش کی۔ مگر وہ اس میں بھی ناکام رہی۔ پٹان کی کشش کی وجہ سے ایک دم سے تیز ہو گئی اور ماریا ایک جھٹکے کے ساتھ بڑے زور سے ہر روحوں کی پٹان کے ساتھ ٹکرا گئی۔

ماریا کو یقین تھا کہ جب وہ اتنی زور کے ساتھ پٹان سے ٹکرائے گی تو ضرور اس دباؤ کی وجہ سے اوپر کو اچھلے گی۔ جونہی وہ اوپر کو اچھلے گی۔ وہ فضا میں بلند ہو جائے گی۔

مگر ایسا نہ ہوا۔ پٹان سے ٹکراتے ہی ماریا پٹان کے ساتھ چپک گئی۔ اس نے اپنے آپ کو پٹان سے الگ کرنے کی کوشش کی تو وہ اور زیادہ شدت سے پٹان کی پتھریلی سطح سے چپکتی چلی گئی۔ ماریا ابھی اس مصیبت سے سنبھلنے نہ پائی تھی کہ ایک اور مصیبت نازل ہو گئی۔ ماریا پٹان سے ٹکرائی تو اسے ایک بھیانک اور مکروہ آواز سنائی دی۔ پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے کانوں سے بھاری بوجھ ہٹ رہے ہیں۔ وہی بھیانک مکروہ آواز پھر سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی شخص شدید تکلیف میں اچانک بلبلا اٹھا ہو اور پھر آہستہ آہستہ کراہ کر چپ ہو گیا ہو۔ ماریا نے ایسی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز پہلے شاید کبھی نہیں سنی تھی۔

اس کے کانوں پر بوجھ بڑھ رہا تھا۔ ماریا نے چیخ کر بولنا چاہا مگر اس کی آواز بڑی کمزور سی ہو کر اس کے منہ سے نکلی۔ اس نے کہا۔

"تم کون ہو؟ پیچھے ہٹ جاؤ۔ پرے ہٹ جاؤ۔"

اس کے جواب میں وہی مکروہ آواز بلند ہوئی۔

"نہیں چھوڑوں گا۔ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی پھر ویسی ہی شدید اذیت والی چیخ بلند ہوئی اور ایک تکلیف دہ کراہ کے بعد وہ چپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر بوجھ ویسے کا ویسا ہی تھا۔ ماریا کی آواز بند ہو گئی تھی۔ صرف سرگوشی میں ہی بات کر سکتی تھی۔ اس کے جواب میں جب جھینگو کی بدروح بولتی تو ماریا کو محسوس ہوتا کہ وہ اس کے اندر سے بول رہا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ بدروح پیچ پیچ اس کے جسم میں داخل ہو گئی تھی۔

ماریا نے سرگوشی ایسی آواز میں جھینگو بدروح سے کہا۔

"جب تم بھی میری طرح چٹان سے چپکے ہوئے تھے تو میرے کاندھوں پہ کیوں سوار ہوتے ہو؟"

جھینگو بدروح بولی۔

"بول رہا ہوں ہوں۔ تمہاری وجہ سے مجھے اس موت کی سزا چٹان سے نجات مل رہی ہے۔ ہی ہی ہا ہا ہا۔ میں اب یہاں سے آزاد ہو جاؤں گا۔ چٹان کے جادو کا اثر اب مجھ پہ نہیں رہے گا۔ مگر میں تمہاری روح میں گھس کر تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا!"

اور جھینگو بدروح نے ایک اور مکروہ قہقہہ لگایا۔ اس بار اس کے قہقہہ میں اذیت اور تکلیف کی بجائے خوشی اور فتح کی جھلک تھی۔ ماریا سمجھ گئی کہ ابھی تک تو وہ اس بدروح کے قبضے میں آنے سے اور فی الحال اس کا اس بدروح کے چنگل سے نکلنا مشکل ہے ناممکن ہے۔ ابھی ماریا کے ہوش و حواس اور یادداشت بھی قائم

ہو گئی۔ ماریا کی آواز بھی کمزور پڑنے لگی۔ اس کا گلا جیسے بیٹھ گیا وہ اب آواز کے ساتھ نہیں بول سکتی تھی۔ اس کے حلق سے کھرکھراہٹ ایسی آواز نکل رہی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی۔

"مجھے چھوڑ دو۔ تم کون ہو۔ کون ہو؟ کیا ہو؟"

مکروہ آواز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جھینگو ہوں۔ شیشان کی بدروح جھینگو ہوں۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تیری بدروح میری بدروح میں گم ہو گئی ہے۔"

جھینگو بدروح کی پھر چیخ بلند ہوئی۔ ماریا نے اپنے ذہن کا جائزہ لیا۔ ابھی تک اسے یاد تھا کہ وہ ماریا ہے اور وہ ماشان کی بہن مائی کا سراغ لگانے سراغ سے نکلی تھی کہ بوڑھے چینی کے ساتھ یہاں آ کر اس چٹان کے ساتھ چپک کر رہ گئی ہے۔ اب اسے یاد آیا کہ بوڑھے چینی نے ٹھیک کہا تھا کہ چٹان کے ساتھ بدروحیں بھی چپکی ہوئی ہیں یہ بھی کوئی چپکی ہوئی بدروح تھی جو ماریا سے چمٹ گئی تھی۔ مگر وہ اس سے کیوں چپٹی تھی؟ اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اسے محسوس ہونے لگا کہ اس کا ذہن آہستہ آہستہ سو رہا ہے۔ اس کے کندھوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ بد روح سے مدد لینے کی کوشش کی جائے۔
ماریا نے سرگوشی میں کہا۔
"میں تمہاری منت کرتی ہوں۔ ایک کام مجھ کو دے دو۔"
"پھر تم جو کہو گے میں وہی کروں گی"
بجینگو بد روح نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"بولو۔ تم کیا چاہتی ہو؟"
ماریا نے اسے بتایا کہ "اس چٹان کے غار میں مگرمچھ کی کھال کا ایک چھوٹا سا کالا ٹکڑا پڑا ہے۔ میں وہ کالا ٹکڑا جھیل کے پار درخت پر بیٹھے بوڑھے چینی کو دے دینا چاہتی ہوں۔ بس اتنا سا کام ہے۔"
بجینگو بد روح نے کہا۔
"میں خود یہ کام کرتا ہوں۔ تم تو میرے قبضے میں ہو۔ تم کچھ نہیں کر سکتیں۔ مگر تمہاری خاطر میں یہ کام کر دوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی ماریا نے محسوس کیا کہ وہ چٹان سے الگ ہو گئی ہے۔ مگر الگ ہوتے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ پہلے سے بوجھل اور بھاری ہو گئی ہے۔ اس کے کاندھے یوں بھاری تھے جیسے ان پر کوا بیٹھا ہوا ہو۔ ماریا نے بولنا چاہا مگر اس کی آواز دب گئی۔ بجینگو بد روح ماریا کے پاؤں پر چلتی غار میں داخل

گئی۔ غار میں ایک جگہ سیاہ مگرمچھ کے کھال کا کالا ٹکڑا ــــ طرف پڑا تھا۔ بجینگو بد روح نے ماریا کے ہاتھوں کا کالا ٹکڑا لیا اور پوچھا۔
"کیا یہ وہ کالا ٹکڑا ہے کھال کا؟"
ماریا نے بجینگو بد روح کی آنکھوں سے کالے پتھر کا ٹکڑے دیکھ کر جیسے خواب ایسی آواز میں کہا۔
"ہاں یہی ہے وہ ٹکڑا۔ اب جھیل کے پار چلو"
ماریا بالکل نہیں اڑ رہی تھی۔ اسے بجینگو بد روح اڑا رہی تھی۔ یا کو لے کر بد روح جھیل کے کنارے درخت پر آ گئی۔ یہاں ب بوڑھا چینی بارش سے بچتا بیٹھا تھا۔ ماریا نے اس کے کان کے پہنچ جا کر کہا۔
"بابا! میں آ گئی ہوں"
بوڑھے چینی نے چونک کر آواز کی سمت میں دیکھا اور کہا۔
"ماریا بیٹی یہ تم ہو؟ شکر ہے تم بھی سلامت آ گئیں۔ مگرمچھ کی کھال کا ٹکڑا مل گیا کیا؟"
ماریا نے مگرمچھ کی کھال کا ٹکڑا بوڑھے چینی کی جھولی میں رکھ اور کہا۔ "بابا! کاشان شہر کی سرائے میں ماشان نام کا نوجوان رہتا ہے۔ وہ ان دو دلہنوں میں سے ایک کا بھائی ہے۔ اس لڑکی کا م مال ہے۔ اسے اس کے بھائی کے پاس پہنچا دینا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوڑھے چینی نے پریشان ہو کر کہا۔

"بیٹی تیری آواز کو کیا ہو گیا ہے؟"

اس کے ساتھ ہی جینگو بدروح کی مکروہ آواز بلند ہوئی۔

"میں ماریا نہیں جینگو بدروح ہوں۔"

اور جینگو بدروح قہقہہ لگاتی ہوئی ماریا کو لے کر بارش میں درخت سے اڑ گئی۔ بوڑھا چینی اپنا سر تھام کر رہ گیا۔ وہ سمجھ کر ماریا کو چٹان کی بدروحوں میں سے کوئی بدروح جیسا ہے اور اب یہ بدروح جو چاہے گی اس سے کروائے گی۔ چاہے گی اسے لیے لیے پھرے گی۔ بوڑھے چینی کو بے حد افسوس ہوا کہ اس نے ماریا کو چٹان کی طرف کیوں جانے دیا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ لیکن بوڑھے چینی نے ایک [illegible] لوگوں میں گزاری تھی جن کا کام ہی جادو ٹونہ کرنا اور کالے عمل کرنا تھا۔ اسے خیال آیا کہ کاشان شہر میں ایسی عورت رہتی ہے جو کالا علم جانتی ہے اور بدروحوں کو [illegible] کرتی ہے۔ کیوں نہ اس سے مل کر ماریا کو جینگو بدروح سے نجات دلائی جائے۔ اس نے مگرمچھ کی کھال کا سیاہ [illegible] اٹھا کر جیب میں سنبھال کر رکھ لیا۔ اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

جب صبح ہو گئی اور بارش کا طوفان بھی تھم گیا تو بوڑھا [illegible]

[illegible] درخت والی چٹان سے نیچے اتر آیا۔ سب سے پہلے اسے سرخ [illegible] کے غار میں بند دونوں لڑکیوں کے طلسم کو توڑنا اور انہیں [illegible] کے گھروں میں پہنچانا تھا۔ وہ جنگل میں سرخ پہاڑ کی طرف [illegible] پڑا۔ سفر کافی لمبا تھا۔ ماریا تو اسے اٹھا کر وہاں لے آئی [illegible]۔ وہ تمام راستوں سے واقف تھا۔ جنگل ختم ہوا تو ایک گاؤں سے [illegible] ایک قافلہ مل گیا جو کاشان شہر کی طرف جا رہا تھا۔ بوڑھا چینی [illegible] قافلے میں شامل ہو گیا۔ سارا دن قافلہ صحرا میں سے گزرتا رہا۔ [illegible] ایک جگہ قافلے نے آرام کیا۔ دوسرے دن پھر سفر شروع ہو گیا۔

دوپہر کے بعد دور سے کاشان شہر کی فصیل اور اونچے ڈھلانی [illegible] نظر آنے لگے۔ بوڑھا چینی سرخ پہاڑ کے قریب قافلے سے [illegible] ہو گیا۔ اس نے مٹی کا پیالہ ایک آدمی سے لے لیا تھا۔ وہ [illegible] غار کے پاس آ گیا۔ اب مصیبت یہ ہوئی کہ غار کو ماریا نے بھاری پتھر سے بند کر دیا تھا۔ اس پتھر کو بوڑھا چینی اپنی [illegible] سے ذرا سا ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر [illegible] گا۔ غار میں جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا۔ اس کی نگاہ ایک پتھر پر پڑی۔ اس پتھر کے نیچے اسے سوراخ سا نظر آیا۔ بوڑھے چینی نے اس پتھر کو ہٹایا تو نیچے ایک سوراخ تھا۔ وہ جلدی جلدی دوسرے پتھروں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہٹانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک سیڑھی نکل آئی جو پتھر کو کاٹ کر بنائی گئی تھی اور نیچے غار میں جاتی تھی۔ بوڑھے نیچے اتر کر غار میں آگیا۔ اس نے دیکھا کہ دونوں داسیاں لڑکیاں اسی طرح زمین پر مگرمچھ کی طرح لیٹی ہوئی تھیں۔ چینی کو دیکھ کر وہ بول پڑیں۔

"ہمیں مگر دیوتا پر قربان کر دو۔ ہم مگر دیوتا کی داسیاں ہیں۔"

بوڑھے چینی نے کہا۔

"مگر دیوتا تمہیں لینے آرہا ہے۔"

اور وہ اس جگہ آگیا جہاں غار کی چھت سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس نے مگرمچھ کی کھال کا ٹکڑا پیالے میں ڈالا اور پیالے کی دھار کے نیچے رکھ دیا۔ جب پیالے میں پانی بھر گیا تو اس نے مگرمچھ کی کھال کو ہلایا اور باری باری دونوں لڑکیوں کو وہ پانی پانی پی رہے دونوں لڑکیوں نے ایک دوسری کو اور پھر بوڑھے کو حیرانی سے دیکھا۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے
قسط نمبر ۱۶۷ "جینگو کی بدروح" پڑھیئے۔

انکل اے حمید صاحب۔ السلام علیکم

آپ کو پہلی مرتبہ خط لکھ رہا ہوں۔ ایک بات پوچھوں جس کا جواب آپ نے سچ دینا ہے وہ یہ کہ عنبر ناگ مارا کیٹی کی سیریز واقعی سچی کہانیاں ہیں۔ اس کہانی میں نیا کردار جس کا نام تھیو سانگ ہے کیا واقعی اس کی جان اپنی چھوٹی انگلی میں ہے۔ کیا عنبر بھائی ایک بادشاہ کا بیٹا ہے۔

میرے ساتھ اور بھی ساتھی ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ سچی کہانی نہیں ہے۔ میں نے آپ کے ناول ایک سے لے کر ۱۲۳ تک پڑھے اور یہ بھی کہہ دیں کہ عنبر ناگ کی کتنی قسط باقی ہیں۔

ایس کیوزمی سر۔ اگر کوئی غلطی ہو تو معاف فرمائیں کیونکہ بڑے چھوٹوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ آپ کا شوقین کہانیاں پڑھنے والا۔ والسلام

مقصود اور معرفت منظور اور شیخ مکان نمبر ۱۲۷ گلی امام دین۔ ملتان شہر۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ بڑے عرصے بعد آپ کو خط لکھ رہی ہوں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس عرصے میں میں نے آپ کے ناول نہیں پڑھے۔ بلکہ میں تو باقاعدگی سے آپ کے ناول پڑھتی رہی ہوں۔

اس ماہ کے ناول "جلسی کتاب" "مردہ دیوتا" اور "کنکھجورا عورت" پڑھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نامعلوم خلائی مخلوق اور کیپٹن ظفر

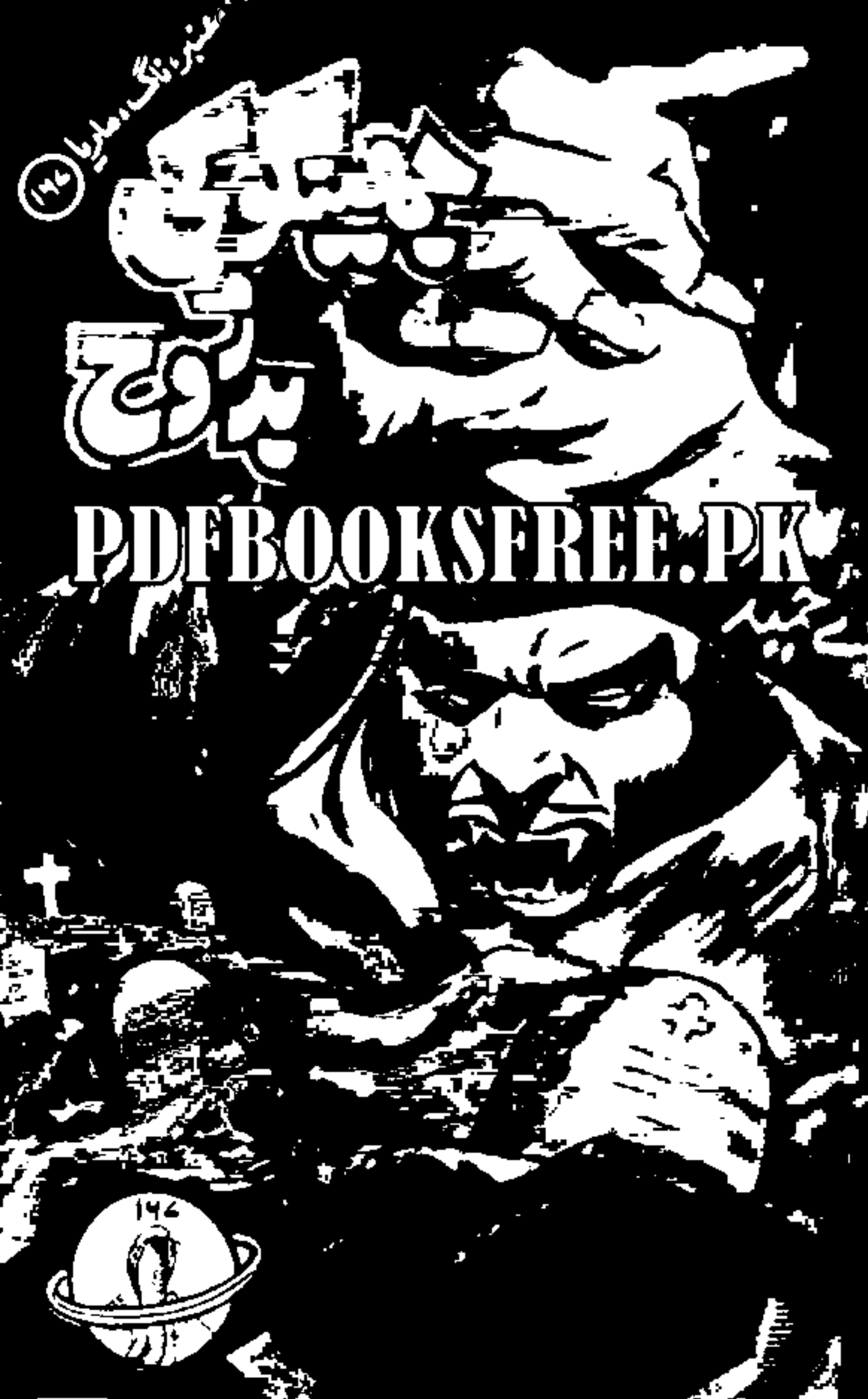

عنبر، ناگ، ماریا
۱۶۷
بدروح
PDFBOOKSFREE.PK
۱۶۷

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

جھینگو کی بدروح

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

مجلہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

طبع اوّل : ۱۹۸۶ء
ناشر : عدنان سلیم
منیجر پبلی کیشنز، ۱۴۱/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو

"ماریا" ایک حادثہ میں "جینگو کی بدروح" کے قبضہ میں چلی گئی ہے۔ بوڑھا چینی اسے واپس لانے کے لیے ایک جادوگرنی سے ملتا ہے وہ جادوگرنی کہتی ہے کہ جینگو کی بدروح سے ماریا صرف ایک طریقہ سے چھٹکارا پا سکتی ہے۔ کہیں سے ایسے سانپ کی کھوپڑی تلاش کر کے لاؤ جسے مرے ۵۰۰ سو سال گزر چکے ہوں۔ کیا بوڑھا چینی ایسی کھوپڑی تلاش کر سکا۔

دوسری طرف "جولی سانگ کی تلاش" میں تھیو سانگ، کینی ناگ اور عنبر لگ چین کے ساحل پر پہنچ چکے ہیں۔ کیا وہ جولی سانگ کو تلاش کر سکے۔ پاکستان کی آپس میں ملاقات ہو سکی۔ یہ آپ پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل
اے حمید
۴۵۴/این راہ چن سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- جھینگو کی بدرُوح
- سرہانے کے نیچے کینچلی
- جُولی سانگ ڈبی میں
- قبر کھُل گئی
- دیوار چین کی مُورتی

جھینگو کی بدرُوح

دونوں لڑکیاں بوڑھے چینی کو تک رہی تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکی ماشان کی بہن ماگی تھی۔ اس نے گھبرا کر پوچھا:

"میں کہاں ہوں بابا؟ میرا بھائی کہاں ہے؟"

بوڑھا چینی سمجھ گیا کہ یہی لڑکی ماشان کی بہن ہے۔ دوسری لڑکی جو چینی تھی حیران اور گھبرائی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے سر پر رکھی ہوئی مگرمچھ کے منہ والی ٹوپیاں اتار کر پھینک دیں۔ ان پر کیا گیا طلسم ختم ہو گیا تھا۔ بوڑھے چینی نے انہیں ساری کہانی جلدی جلدی سنا ڈالی اور کہا:

"اب میں تمہیں یہاں سے نکال کر تمہارے گھروں میں پہنچا دوں گا۔ تم بالکل مت گھبراؤ۔"

پھر اس نے ماگی کو بتایا کہ اس کا بھائی ماشان اسی شہر کی سرائے میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔ ماگی اپنے بھائی سے ملنے کو بے تاب ہو گئی۔ دوسری لڑکی نے بتایا کہ وہ چین کے ایک گاؤں کی رہنے والی ہے۔

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

بوڑھا چینی انہیں غار سے نکال کر شہر کی طرف چل پڑا۔ سب سے پہلے وہ شہر کی سرائے میں آیا۔ تلاش کرتے کرتے آخر اسے ماشان مل گیا۔ بہن نے بھائی کو اور بھائی نے بہن کو دیکھا تو دونوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ روتے ہوئے ایک دوسرے سے ملے۔ ماشان نے بوڑھے چینی سے ماریا کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ اس پر بوڑھے چینی نے اسے بتایا کہ وہ ایک مصیبت میں گرفتار ہو گئی ہے اور میں اس کی مدد کو جا رہا ہوں۔ اس نے دوسری لڑکی ماشان کے حوالے کر کے کہا:

"ماشان بیٹا! اب تمہارا فرض ہے کہ تم اس لڑکی کو بھی اس کے گاؤں میں اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ کیونکہ ماریا کی یہی خواہش تھی۔"

ماشان نے دوسری لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا، "بابا! یہ بھی مجھے اپنی بہن ماگی کی طرح عزیز ہے تم فکر نہ کرو۔ میں اس کو اس کے گھر پہنچا کر اپنے وطن برازیل جاؤں گا۔ لیکن تم ماریا کی ضرور مدد کرنا اور جب وہ مصیبت سے نکل آئے تو اسے میرا سلام دے کر کہنا کہ میں اس کا احسان ساری زندگی فراموش نہیں کر سکتا۔"

ماشان دونوں لڑکیوں کو لے کر بوڑھے چینی سے رخصت ہو گیا۔ بوڑھا چینی وہاں سے سیدھا اس عورت کے گھر کی طرف چل دیا جو شہر سے باہر جنگل کے کنارے ایک پرانے مکان میں رہتی تھی اور جس کے پاس بوڑھا چینی کبھی کبھی آیا کرتا تھا۔ عورت اس وقت گھر پر نہیں تھی۔ بوڑھا چینی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں بدروحوں کو بلانے والی عورت آ گئی۔ وہ خود ایک بدروح لگ رہی تھی۔ بال بکھرے ہوئے۔ آنکھیں لال۔ گلے میں کالے منکوں کی مالا۔ ماتھے پر زرد لکیریں۔ میلے کچیلے کپڑے۔ چینی کو دیکھ کر مسکرائی تو اس کے ٹیڑھے دانت نظر آنے لگے۔ "بابا! آج کیسے آنا ہوا تمہارا؟"

چینی نے کہا:

"میں تمہارے پاس ایک بڑے ضروری کام سے آیا ہوں بیٹی۔"

"تم کہو تو سہی۔ آخر ایسا کون سا کام ہے؟"

تب بوڑھے چینی نے اس عورت کو شروع سے آخر تک ماریا کی ساری داستان بیان کر دی۔ عورت غور سے سنتی رہی۔ جب چینی خاموش ہو گیا تو عورت نے سانپ کی پھنکار ایسا ایک لمبا سانس لیا اور بولی، "جو بدروح جھیل والی چٹان سے چمٹی رہی ہو اسے بلانا آسان کام نہیں ہے اور جس بدروح کا تم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ذکر کر رہے ہو اس میں اب ایک غیر بدروح بھی
شامل ہو گئی ہے۔ یعنی جھینگو کی بدروح نے ماریا
کی روح پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اب وہ زیادہ ہوشیار
ہو چکی ہے۔"

چینی نے کہا:
"خواہ کچھ بھی ہو۔ کسی طرح ماریا کو جھینگو بدروح
سے نجات دلاؤ۔ میں نے آج تک تمہیں کوئی
کام نہیں کہا۔ اس کے عوض میں ساری عمر تمہاری
خدمت کروں گا۔"

عورت ہنس دی۔ بولی:
"بابا! تمہاری عمر ہی اب کتنی رہ گئی ہے جو میری
خدمت کرو گے۔ یہ کام بڑا مشکل ہے۔ پھر بھی
میں تمہاری خاطر کوشش کر کے دیکھ لیتی ہوں مگر
ایک کام تمہیں بھی کرنا ہو گا۔"

بوڑھا چینی جھٹ بولا:
"میں تیار ہوں۔ تم کہو۔ مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

عورت نے کہا:
"تمہیں کسی طریقے سے ایک ایسے سانپ کی کھوپڑی
ڈھونڈ کر لانی ہو گی جس کو مرے پانچ سو سال
گذر چکے ہوں۔"

سن کر بوڑھے چینی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ کہنے لگا،
"بیٹی! میں ایسی کھوپڑی کہاں سے لا سکتا ہوں؟
ایسے سانپ کی کھوپڑی کہاں سے ملے گی جس کو
مرے پانچ سو سال گذر گئے ہوں۔"

عورت بولی: "اسی لئے تو میں تمہیں کہہ رہی تھی
کہ یہ کام بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ پانچ سو
سال پہلے کے سانپ کی کھوپڑی تو مجھے کوئی
بدروح بھی لا کر نہیں دے سکتی تم کہاں سے
لاؤ گے۔ ماریا کو اس کے حال پر چھوڑ دو تم
اب اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔"

بوڑھے چینی نے مایوسی سے پوچھا:
"کیا کوئی اور طریقہ نہیں ہے جس کی مدد سے تم
ماریا بیٹی کو جھینگو بدروح سے چھٹکارا دلا سکو؟"

عورت بولی: "اگر ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی بتا
دیتی۔ اس کا علاج صرف پانچ سو سال پہلے مرے
ہوئے سانپ کی کھوپڑی ہی سے ہو سکتا ہے۔"

بوڑھا چینی کہنے لگا:
"میں ایسی کھوپڑی ضرور تلاش کروں گا چاہے اسے
تلاش کرتے کرتے میری جان چلی جائے۔ ماریا نے
دو معصوم لڑکیوں کی جان بچانے اور انہیں پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے اپنے گھروں میں خوشی خوشی آباد کرنے کی خاطر اپنی جان عذاب میں ڈالی ہے۔ میں اسے اکیلی کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔"

عورت نے کہا:

"تو پھر جاؤ اور پانچ سو برس پہلے کے سانپ کی کھوپڑی تلاش کر کے میرے پاس لاؤ۔ میں اس پر ایسا دم کروں گی کہ جھنگو بدرُوح ماریا کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گی۔"

بوڑھے چینی نے بھرپور اعتماد کے ساتھ کہا:

"خدا نے چاہا تو میں اپنے نیک مقصد میں ضرور کامیاب ہونگا۔ کیا تم مجھے اتنا بتا سکتی ہو کہ میں ایسے سانپ کی کھوپڑی کو تلاش کرنے کس طرف جاؤں؟"

عورت کچھ سوچ کر بولی:

"تائیوان کے سمندری شہر میں کچھ پرانے بادشاہوں کے مقبرے ہیں۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ ان مقبروں میں بادشاہوں کے ساتھ کچھ سانپ بھی دفن کر دیئے جاتے تھے۔ وہ سینکڑوں برس پرانے مقبرے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں تمہیں کسی سانپ کی کھوپڑی مل جائے۔ مگر یاد رکھنا۔ اگر کھوپڑی پانچ سو برس پہلے

کی نہ ہوئی تو اس پر میرا جادو نہیں چلے گا اور تمہاری کوشش بیکار جائے گی۔"

بوڑھے چینی نے کہا:

"تمہارا شکریہ۔ میں اب پانچ سو برس پرانے سانپ کی کھوپڑی لے کر ہی تمہارے پاس آؤں گا مگر مجھے اتنا بتا دو کہ جھنگو بدروح ماریا بیٹی کو لے کر کہیں کسی دوسرے ملک میں تو نہیں چلی جائے گی؟"

عورت بولی: "تم فکر نہ کرو۔ جب میں سانپ کی کھوپڑی پر عمل پڑھوں گی تو جھنگو بدرُوح دُنیا کے جس کونے میں بھی ہو گی ماریا کو لے کر میرے قدموں میں حاضر ہو جائے گی۔"

بوڑھے چینی نے بدروحوں کو بلانے والی عورت کو خدا حافظ کہا اور اس کے مکان سے نکل کر تائیوان کے سمندری شہر کی طرف چل پڑا۔

اب ہم واپس ناگ عنبر جولی سانگ کیٹی اور تھیونگ کی طرف جاتے ہیں۔ آپ یہ جانتے ہی ہیں کہ پراسرار چینی جولی سانگ کو ایک تانبے کے میڈل پر چپکا کر لنگڑے بحری کپتان کے بادبانی جہاز پر سوار ملک چین کی طرف چلا آ رہا ہے۔ اسی جہاز میں عنبر بھی نائب کپتان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ عنبر بھی کیپٹن جولی سانگ اور ماریا کی تلاش میں ہے۔ عنبر کو معلوم نہیں ہے کہ اسی جہاز میں جولی سانگ پُراسرار چینی کے تانبے کے میڈل پر چپکی اس کی جیب میں موجود ہے۔ دوسری طرف اس جہاز کے پیچھے پیچھے ایک دوسرے بادبانی جہاز میں کیپٹن تھیوسانگ اور ناگ چلے آ رہے ہیں۔ وہ بھی اپنے ساتھیوں جولی سانگ اور ماریا عنبر کی تلاش میں ہیں۔ انہیں صرف اتنی خبر ہی مل سکی ہے کہ جولی سانگ کو ایک پُراسرار چینی فقیر اپنے ساتھ چین لے گیا ہے۔

سب سے پہلے لنگڑے کپتان کا جہاز چین کی بندرگاہ پر آ کر لگا۔ لنگڑے کپتان نے پراسرار چینی کو بلا کر کہا:

"میں نے تمہیں تمہارے شکار کو چین تک پہنچا دیا ہے۔ اب تم نے میرے ساتھ جو معاوضہ طے کر رکھا ہے۔ وہ ادا کردو اور جولی سانگ کو لے کر اپنی راہ لو۔ اس کے بعد اگر کسی عورت کو لانا ہوا تو مجھے خبر کر دینا۔"

پُراسرار چینی نے لنگڑے کپتان کو ایک تھیلی دی جو سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس وقت عنبر ناٹپ کپتان کی حیثیت سے جہاز کے ڈیک پر کھڑا مال کو نیچے بندرگاہ پر اتروا رہا تھا۔ اس نے لنگڑے

کپتان کو کھڑکی میں سے پُراسرار چینی سے باتیں کرتے دیکھا تو اسے کچھ شک ہوا۔ آہستہ آہستہ کھسکتا کھڑکی کے پاس آ کر کھڑا ہوگیا۔ اس وقت پراسرار چینی کہہ رہا تھا:

"کیپٹن! تم نے ہمیشہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ میں چوانگ دیوتا کی طرف سے بھی تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہماری کتابوں میں اس لڑکی کا حلیہ بھی درج تھا۔ اس لئے اس کا لانا بہت ضروری تھا۔ اب جاتا ہوں۔ پھر ملوں گا۔"

عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ یہ کس لڑکی کا ذکر کر رہا تھا۔ یہ کس لڑکی کو اپنے ساتھ لایا ہے؟ مگر اس کے ساتھ تو کوئی لڑکی نہیں ہے۔ عنبر نے پُراسرار چینی کو دیکھا۔ وہ جہاز کی سیڑھی سے اتر رہا تھا۔ پہلے اس کو خیال آیا کہ وہ اس کا پیچھا کرے۔ پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ پہلے کپتان سے معلومات کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ شخص کون تھا۔ آخر پُراسرار چینی لنگڑے کپتان کا دوست ہے۔ اس کو ضرور معلوم ہوگا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ عنبر تھوڑی ہی دیر بعد کسی بہانے لنگڑے کپتان کے پاس چلا آیا۔ وہ گرم مشروب پی رہا تھا

عنبر بھی لنگڑے کپتان کے پاس بیٹھ گیا اور بولا:

"کپتان! میرا دل چاہتا ہے کہ ملک چین کی سیر کروں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپتان نے کہا:

"مگر ہم تو یہاں صرف پندرہ روز ٹھہریں گے۔"

عنبر بولا: "میں تو صرف تین روز میں سارے چین میں گھوم جاؤں گا۔"

لنگڑا کپتان عنبر کی طاقت سے واقف تھا۔ کہنے لگا۔

"ہاں بھائی! تم ایسا کر سکتے ہو۔ لیکن تم نائب کپتان ہو۔ تمہارے بغیر میں جہاز نہیں چلاؤں گا۔ اس لئے اگر جاؤ تو جلدی واپس آ جانا۔"

عنبر بولا: "میں ایک ہفتے ہی میں واپس آ جاؤں گا۔"

پھر عنبر لنگڑے کپتان کے قریب ہو گیا اور بڑی رازداری سے کہنے لگا:

"کپتان! تم سے میری دوستی ہو گئی ہے۔ تم کو میری خفیہ طاقت کا پتہ بھی چل گیا ہے۔ اب میں تم سے کوئی بات نہیں چھپانا چاہتا۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ اس ملک میں چوانگ نام کے دیوتا کا ایک خفیہ مندر ہے۔ اس مندر سے چند قدم کے فاصلے پر زرد رنگ کی ایک بہت بڑی چٹان ہے جس کے نیچے سات بادشاہوں کا بہت بڑا خزانہ دفن ہے۔"

لنگڑے کپتان نے یہ سنا تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔

اسے یہ بھی معلوم تھا کہ عنبر میں اتنی طاقت ہے کہ بڑی سے بڑی چٹان کو اپنی جگہ سے ہٹا دے۔ چوانگ دیوتا کا مندر بھی وہ جانتا تھا کہ کہاں ہے۔ اسی مندر میں تو پُراسرار چینی جُولی سانگ کو تانبے پر چپکا کر لے گیا تھا۔ عنبر نے صرف پُراسرار چینی کی زبان سے چوانگ دیوتا کا نام سُنا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ ہو سکتا ہے ناگ ماریا وغیرہ کا وہیں سے کچھ سراغ مل جائے۔ چنانچہ اس نے خزانے کی کہانی وہیں بیٹھے بیٹھے گھڑی تھی۔ اس کا تیر عین نشانے پر بیٹھا اور لنگڑا کپتان اسے چوانگ مندر کی چٹان تک لے جانے کو تیار ہو گیا۔

عنبر کو چٹان اور اس کے فرضی خزانے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو چوانگ کے مندر میں جا کر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ پُراسرار چینی اپنے ساتھ کس لڑکی کو لے کر گیا ہے۔ کپتان کہہ رہا تھا۔

"میں نے چوانگ دیوتا کا مندر دیکھ رکھا ہے۔ میرا چینی دوست جو میرے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ اسی مندر کا راہب ہے۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے یا تمہیں مندر کے پاس چٹان کے ارد گرد دیکھے۔ اس طرح سے وہ خزانے کا مالک بن بیٹھے گا۔ ہم اس کی نظروں سے چھپ کر وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جائیں گے۔ یہ بتاؤ کہ چٹان کو تم اٹھا لوگے نا؟"
عنبر نے ہنس کر کہا:
"کیوں نہیں کپتان؟ تم میری طاقت کو ایک بار [redacted] دیکھ چکے ہو۔ میں بڑی سے بڑی چٹان کو پرے ہٹا سکتا ہوں۔ اب دیوتا مدد کریں اور نیچے سے خزانہ نکل آئے۔"
کپتان بڑے یقین کے ساتھ بولا:
"خزانہ ضرور ہوگا۔ چین کے پرانے بادشاہ اسی طرح مندروں کے پاس خزانے دفن کر دیا کرتے تھے ہم آج ہی اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔"
عنبر نے پوچھا:
"ہمیں چوانگ دیوتا کے مندر تک پہنچتے پہنچتے کتنے دن لگ جائیں گے؟"
لنگڑا کپتان انگلیوں پر حساب لگانے لگا۔ پھر بولا:
"ہم تیز رفتار گھوڑوں پر سفر کریں گے۔ زیادہ سے زیادہ تین دنوں میں چوانگ دیوتا کے مندر کے آس پاس پہنچ جائیں گے۔"
ادھر عنبر لنگڑے کپتان کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا دوسری طرف ایک دن کے بعد وہ جہاز بھی بندرگاہ آن لگا جس میں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ سوار تھے۔

بھی عنبر ماریا اور جولی سانگ ہی کی تلاش میں وہاں آئے تھے۔ جولی سانگ کا تو انہیں زیادہ شک تھا کہ پراسرار چینی اسے جہاز میں بٹھا کر چین کے ملک میں لے آیا ہے۔ باقی عنبر اور ماریا کا انہیں خیال تھا کہ ممکن ہے ان کا بھی وہاں کوئی سراغ مل جائے۔ بندرگاہ پر اترتے ہی ناگ نے کہا:
"میرا خیال ہے کہ اس بار ہمیں چین کی دوسری بندرگاہوں پر جا کر بھی جولی سانگ کو ڈھونڈنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ملک بہت بڑا ہے اور اس کی ایک دوسری بڑی بندرگاہ بھی ہے جس کا نام تائیوان ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"لیکن کچھ روز تو ہمیں اس شہر میں جولی سانگ اور عنبر ماریا کو تلاش کرنا ہی ہوگا۔"
کیٹی بولی: "ہم دو روز اس شہر میں تلاش کرتے ہیں۔ اس کے بعد تائیوان کا رُخ کریں گے۔"
ناگ بولا: "عنبر، ماریا اور جولی سانگ میں سے کسی کی بھی خوشبو اس شہر میں نہیں ہے۔ بہرحال ہم ابھی سے ان کی تلاش شروع کرتے ہیں۔"
تھیوسانگ نے کہا کہ پہلے کسی سرائے میں کمرہ تو لے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیں۔ بندرگاہ کے قریب ہی ایک چینی سرائے تھی۔ ناگ تھیوسانگ اور کیٹی سرائے میں آ گئے۔ یہاں ملک ملک کے مسافر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ناگ تھیوسانگ اور کیٹی نے بھی ایک کمرہ کرائے پر لے لیا اور اپنا تھوڑا بہت سامان وہاں قالین پر لا کر رکھ دیا۔

تھیوسانگ کہنے لگا:

"میرا خیال ہے کہ ہم تینوں کو شہر میں گھومنے چلنا چاہیئے۔"

"اچھا خیال ہے۔" کیٹی نے جواب دیا۔

ناگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہوں نے کمرے کو تالا لگایا اور شہر میں نکل آئے۔ سارا دن وہ شہر میں گھومتے پھرتے رہے۔ انہیں کسی جگہ سے بھی اپنے ساتھیوں یعنی عنبر ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو نہ آئی۔

اسی روز انہوں نے بوریا بستر باندھا اور چین کے دوسرے بڑے شہر اور بندرگاہ تائیوان کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ وہی تائیوان شہر اور بندرگاہ تھی کہ جہاں بوڑھا چینی پہلے ہی سے پانچ سو سال پرانے سانپ کی کھوپڑی کی تلاش میں پہنچ چکا تھا۔ وہ قدیم مقبروں میں دن بھر گھومتا رہا۔ اسے وہاں کوئی ایسی جگہ نہ ملی کہ جہاں سے وہ کسی مقبرے کے اندر داخل ہو کر پرانے مردہ سانپ کی کھوپڑی حاصل

کر سکتا۔ مایوس دل لیے بوڑھا چینی واپس سرائے میں آ گیا

یہ سرائے تائیوان کی بندرگاہ سے تھوڑے فاصلے پر تھی۔ ایک تائیوان کی بندرگاہ کے پاس ہی تھی مگر بوڑھا چینی وہاں نہیں ٹھہرا تھا۔ اس بندرگاہ میں ناگ تھیوسانگ اور کیٹی آ کر ٹھہر گئے تھے۔ اس شہر میں بھی انہیں اپنے ساتھیوں عنبر ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو کہیں محسوس نہ ہوئی۔ پھر بھی وہ ہمت ہارنے والے نہیں تھے۔ انہوں نے اپنی تلاش جاری رکھی۔ یہاں انہوں نے الگ الگ ہو کر تلاش کا کام شروع کیا۔ کیٹی ایک طرف تھیوسانگ دوسری جانب اور ناگ شہر کی تیسری سمت کو نکل جاتا۔ دن بھر وہ جگہ جگہ اپنے ساتھیوں کی ٹوہ لگانے کی کوشش کرتے اور شام کو سرائے میں واپس آ کر ایک دوسرے کو اپنی کوشش کی تفصیلات بتا دیتے۔

انہیں دو دن گذر گئے۔ دوسری طرف بوڑھا چینی بھی اپنی تلاش جاری رکھے ہوئے تھے۔ اسے بھی ابھی تک مقبرے کے اندر جانے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ تیسرے دن ناگ اکیلا شہر کے بازاروں میں گھومتا پھرتا شہر سے باہر نکل گیا۔ شہر سے باہر ریت کے چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے۔ پھر درختوں کے جھنڈ آ جاتے تھے۔ اس کے بعد ایک ویرانہ تھا جہاں پتھروں کے چھوٹے بڑے ڈھیر جگہ جگہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگے تھے۔

اس کی نظر پتھروں کے ڈھیروں کے پیچھے ایک مٹی کے بہت بڑے گول ڈھیر پر پڑی جس کے اوپر ایک چینی طرز کی بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ چل کر دیکھنا چاہیے۔ وہ بارہ دری والی گول بڑی ڈھیری کے پاس آگیا۔ اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو جھک کر مٹی کے اس ٹیلے کو ایک طرف سے کھودنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ناگ اس کے قریب گیا تو پاؤں کی آہٹ سے بوڑھا چینی چونکا۔ یہ بوڑھا چینی وہی تھا جو پانچ سو برس پرانی سانپ کی کھوپڑی کی تلاش میں مقبرے کے اندر جانا چاہتا تھا۔

ناگ نے جب اپنے سامنے ایک بوڑھے چینی کو دیکھا تو بولا:

"بابا! کیا تم اس عمر میں بھی خولنے تلاش کرتے ہو؟"

بوڑھے چینی نے کھڑے ہو کر ہاتھ کپڑے سے پونچھتے ہوئے کہا:

"بیٹا! میں خزانہ تلاش نہیں کر رہا۔ میں تو۔ میں تو ایک خاص جڑی بوٹی ڈھونڈ رہا تھا جو ان پرانے مقبروں کے ٹیلوں میں زمین کے اندر اگا کرتی ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ بوٹی کس کام آتی ہے؟"

بوڑھا چینی کہنے لگا:

"اس کے کئی فائدے ہیں۔ جس آدمی کے پاس اس بوٹی کا سفوف موجود ہو وہ کبھی بیمار نہیں ہوتا۔ اگر بیمار ہو تو اچھا ہو جاتا ہے۔"

ناگ نے ٹیلے کی طرف اشارہ کرکے پوچھا:

"یہ ٹیلہ کیسا ہے اور اس پر یہ بارہ دری کس نے بنائی تھی؟ کیا یہ کوئی پرانا کھنڈر ہے؟"

بوڑھے چینی نے کہا:

"سنا ہے کہ اس ٹیلے میں دو بادشاہوں کی قبریں ہیں۔ باقی خدا کی خدا جانے۔"

بوڑھا چینی خوش تھا کہ اس نے ماریا کے بدلے میں کچھ نہیں بتایا اور اجنبی آدمی کو جو ناگ تھا، شک بھی نہیں ہوا۔

ناگ نے پوچھا:

"تم اسی ملک کے رہنے والے لگتے ہو بابا۔ میرا مطلب ہے کہ تم چینی ہو۔"

بوڑھا چینی گردن پر ہاتھ پھیر کر مسکرایا:

"ظاہر ہے میں چینی ہوں۔ مگر تمہاری شکل چینیوں ایسی نہیں ہے۔ تم ہندوستان کے رہنے والے لگتے ہو

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا :

"ہاں ! تم یہی سمجھ لو کہ میں ہندوستان کا ہی رہنے والا ہوں۔"

بوڑھے چینی نے پوچھا :

"کیا تم چین کی سیر و سیاحت کے لئے آئے ہو؟"

"ہاں بابا" ناگ نے گہرا سانس بھر کر کہا۔ دونوں ایک دوسرے سے اپنے دل کا حال چھپا رہے تھے۔ ناگ واپس اپنی سرائے کی طرف چل دیا۔ بوڑھا چینی تھکان کا بہانہ بنا کر وہیں بیٹھا رہا۔ ناگ پتھروں کی ڈھیری اوٹ میں ہو گیا۔ جب بوڑھے چینی نے دیکھا کہ ناگ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے تو اس نے مقبرے کی دیوار کی پھر سے کھدائی شروع کر دی۔ ناگ نے ڈھ کی اوٹ سے بوڑھے چینی کو زمین کھودتے دیکھا تو دل میں یہ سوچ کر ہنس دیا کہ اس بوڑھے کو اب بھی زند رہنے کا جنون ہے۔ وہ واپس سرائے میں آ گیا۔ وہاں تھیوسانگ اور کیٹی پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے مشو کیا کہ اب انہیں کس شہر کی طرف چلنا چاہیئے۔

کیٹی کچھ سوچ کر بولی :

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک دن اور اس شہر میں رہ کر تلاش جاری رکھنی چاہیئے۔ اس کے بعد بھی

اگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو یہاں سے چین کے دارالحکومت کیتھے چلے چلیں گے۔ وہ بڑا شہر ہے ہو سکتا ہے جولی سانگ کا وہاں کچھ سراغ مل جائے۔"

ناگ اور تھیوسانگ نے اس تجویز پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ رات انہوں نے سرائے میں گذار دی اور اگلے روز تینوں دوست پھر الگ الگ ہو کر جولی سانگ کی تلاش پر نکل کھڑے ہوئے۔ ناگ شہر سے باہر ایک چھوٹی سی بستی میں سے گذر رہا تھا کہ اسے ایک طرف سے بین بجانے کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سپیرا بین بجا کر سانپ کو نچا رہا ہے اور اس کے قریب وہی بوڑھا چینی بیٹھا ہے جس کو ناگ نے ایک دن پہلے مقبرے کی دیوار کھود کر جڑی بوٹیاں تلاش کرتے دیکھا تھا۔

ناگ کو تعجب ہوا کہ یہ بوڑھا چینی اس سپیرے کے پاس کیا کر رہا ہے۔ بوڑھے چینی کی پیٹھ ناگ کی طرف تھی۔ اس نے ناگ کو نہیں دیکھا تھا۔ ادھر سانپ نے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھی تو وہیں رک گیا اور ناگ کی تعظیم بجا لانے اس کی طرف آنے ہی والا تھا کہ ناگ نے سانپ کی زبان میں اسے وہیں روک دیا اور کہا :

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اپنی جگہ ناچتے رہو۔ میرے قریب مت آنا۔ یہ پتہ کرو کہ یہ بوڑھا چینی سپیرے کے پاس کس لئے آیا ہے۔"

سانپ نے دور ہی سے ناچتے ناچتے ناگ کو جواب دیا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں ابھی پتہ کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔"

ناگ ایک دیوار کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سر تھوڑا سا باہر نکالے سپیرے اور بوڑھے چینی کو تک رہا تھا۔ سپیرے نے بین بجانی بند کر دی سانپ کو پٹاری میں ڈال دیا اور بوڑھے چینی سے باتیں شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر وہ باتیں کرتے رہے۔ پھر بوڑھا چینی سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ ناگ نے سانپوں کی زبان میں پہاڑی والے سانپ سے پوچھا کہ یہ کیا باتیں کر رہے تھے؟ سانپ نے وہیں سے ہلکی ہلکی سسکاریوں اور سیٹی کی آواز میں جواب دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! اس بوڑھے چینی کو آج سے پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی کی تلاش ہے۔ سپیرا اسے یہ کہہ کر اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے کہ میرے پاس ایسے سانپ کی کھوپڑی موجود ہے۔ مگر میں اس

کے عوض ایک ہزار سونے کے سکے لوں گا۔

عظیم ناگ دیوتا! میں جانتا ہوں سپیرا جھوٹ بول رہا ہے اور بوڑھے چینی کو دھوکے سے کسی مردہ سانپ کی کھوپڑی دے دے گا۔ اس کے پاس ایسی کھوپڑی نہیں ہے۔

ناگ سوچنے لگا۔ اس بوڑھے چینی کو پانچ سو سال پہلے کے سانپ کی کھوپڑی کس لئے چاہیے؟ یہ ایک عجیب سا معمہ تھا۔ ناگ نے اس معمے کو حل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے ہلکی سی امید تھی کہ شاید اس طریقے سے ہی اسے جولی سانگ یا عنبر ماریا کا کوئی سراغ مل جائے۔ اس نے سانپ سے کہا:

"اب تم خاموش بیٹھے رہو۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ دیوار کی اوٹ سے نکلا اور سپیرے کی طرف چلا۔ جب وہ قریب آیا تو بوڑھے چینی نے اسے پہچان لیا کہ یہ وہی نوجوان ہے جو اسے ایک دن پہلے مقبرے کے ٹیلے پر ملا تھا۔ ناگ نے بوڑھے چینی کو سلام کیا اور پوچھا:

"کیوں بابا! جڑی بوٹی ابھی نہیں ملی؟"

بوڑھا چینی بولا:

"نہیں بیٹا۔ بس کسی نہ کسی روز مل جائے گی۔"

سپیرے نے جب دیکھا کہ یہ نوجوان بیچ میں آ کر اس

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

کا کام خراب کر رہا ہے تو اس نے بڑی گستاخی
ناگ سے کہا: "جاؤ میاں اپنا کام کرو۔ تم ادھر کیوں
آ گئے ہو؟"

ناگ کو اس کا یہ انداز بُرا لگا۔ مگر وہ خاموش رہا۔
اس نے بوڑھے چینی سے کہا: "بابا! آپ اس سپیرے کے
کیوں بیٹھے ہیں؟" اس پر سپیرے نے غصّے سے کہا: "تم
ہو کہ سانپ نکال کر ڈسوا دوں تمہیں؟" ناگ کو بھی غصّہ
گیا۔ اس نے سپیرے کے سامنے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا
"اگر تمہارے پاس کوئی ایسا سانپ ہے جو مجھے ڈس سکے
تو نکالو اسے۔" سپیرے نے پٹاری کھول کر سانپ ناگ
طرف اچھال دیا۔ بوڑھا چینی ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ سانپ
ناگ کے اوپر گرا اور گرتے ہی پھنکار مار کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں اس گستاخ کو جان سے مار دوں گا۔"

سانپ نے پھن کھول لیا۔ زبان لہرانے لگا اور سپیرے
کی طرف بڑھا۔

○

سرہانے کے نیچے کینچلی

سپیرے نے سانپ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو فوراً بین
بجانی شروع کر دی۔

ناگ نے کہا:

"تمہاری بین کا اس پر کچھ اثر نہیں ہو گا۔"

سانپ نے بین کی کوئی پروا نہ کی اور اچھل کر سپیرے
کی گردن سے چمٹ گیا اور پھن اٹھا کر اسے ڈسنے ہی والا
تھا کہ ناگ نے کہا:

"اسے معاف کر دو۔"

سانپ وہیں رُک گیا۔

ناگ نے سپیرے سے کہا:

"میں نے سانپ کو منع کر دیا ہے کہ تمہیں نہ ڈسے
کیا تم کو اپنے گستاخانہ رویے پر افسوس نہیں ہو
رہا؟ تمہیں مجھ سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے
تھی۔ بولو اب کیا کہتے ہو؟"

سپیرا فوراً سمجھ گیا کہ یہ کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی بڑا تجربے کار سپیرا ہے۔ جھٹ ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا:

"بھائی! مجھے معاف کر دو۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنے بڑے سپیرے ہو کہ سانپ بھی تمہارا حکم مانتے ہیں۔ میں آئندہ ایسی حرکت کبھی نہیں کروں گا۔"

ناگ تو محض تماشہ کر رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "اچھا تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اب یہاں سے بھاگ جاؤ۔ نہیں تو میں سانپ کو کہہ کر تمہیں ڈسوا دوں گا۔" سپیرے نے شکر کیا کہ جان بچ گئی۔ سانپ کو پٹاری میں ڈالا اور بوڑھے چینی سے کہا:

"بابا! تم میرے ڈیرے پر آ کر بات کرنا۔"

اب ناگ بوڑھے چینی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے پوچھا، "بابا! تم اس دھوکے باز کے ڈیرے پر کس لئے جا رہے تھے؟"

بوڑھے چینی نے پھر اپنے راز کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو اس کے پاس ایک سفید سانپ دیکھنے جا رہا تھا۔ مجھے سفید سانپ دیکھنے کا بہت شوق ہے۔"

ناگ نے بوڑھے چینی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال

کر پوچھا:

"بابا! مجھے سچ سچ بتاؤ۔ تمہیں پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی کس لئے چاہیئے؟"

بوڑھا چینی تو ہکا بکا سا ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگا کہ اس نوجوان کو اس کے دل کا حال کیسے معلوم ہو گیا۔

ناگ نے کہا:

"میں جانتا ہوں تمہیں کسی ایسے سانپ کی کھوپڑی کی ضرورت ہے جس کو مرے پانچ سو سال ہو گئے ہوں۔ اس سپیرے کے پاس ایسی کوئی کھوپڑی نہیں ہے۔ یہ تم کو دھوکہ دے رہا تھا۔ مجھے سچی بات بتا دو۔ ہو سکتا ہے میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔"

بوڑھے چینی نے دیکھا کہ جب اس نوجوان نے اس کے دل کا حال کسی طریقے سے معلوم کر ہی لیا ہے تو بولا:

"بیٹا! مجھے واقعی پانچ سو برس پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی کی ضرورت ہے میں بادشاہوں کے مقبرے کو بھی اسی لئے کھود رہا تھا۔ کیوں کہ مجھے بتایا گیا تھا کہ پرانے بادشاہ اپنے ساتھ سانپ کو بھی دفن کیا کرتے تھے اس سپیرے نے مجھے کہا کہ میرے پاس ایسی کھوپڑی ڈیرے پر موجود ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر وہ مجھ سے بہت بھاری قیمت مانگ رہا تھا جو میرے پاس نہیں تھی۔"

ناگ نے کہا:

"یہ سپیرا تمہیں جھانسہ دے رہا تھا بابا۔ لیکن تم نے ابھی تک مجھے یہ نہیں بتایا کہ تمہیں ایسی کھوپڑی کس غرض کے لئے چاہیے؟ کیا تم اس پر کوئی جادو کرنا چاہتے ہو، کیا تم جادوگر ہو؟"

بوڑھا چینی چپ ہو گیا۔

ناگ نے کہا:

"بابا! تمہارے دل میں جو ہے مجھ پر ظاہر کر دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا راز میرے سینے میں راز بن کر رہے گا۔ میں اس کا کسی سے ذکر نہیں کروں گا۔"

بوڑھا چینی آنکھیں اٹھا کر ناگ کو تکنے لگا۔ پھر بولا:

"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم پانچ سو سال پہلے کے سانپ کی کھوپڑی دلانے میں میری مدد کر سکو گے؟"

ناگ نے کہا:

"تم نے ابھی دیکھ لیا ہے کہ میں ایک تجربے کار سپیرا ہوں اور سانپوں پر حکم چلانا جانتا ہوں۔ میرے حکم پر سانپ پٹاری سے نکل کر سپیرے

کی گردن میں لٹک گیا تھا۔ اگر تم مجھ پر اپنے دل کا حال ظاہر کر دو تو میں تمہاری مدد کرنے کی کوشش کروں گا۔"

تب بوڑھے چینی نے کہا:

"وعدہ کرو کہ یہ بات کسی کے آگے ظاہر نہیں کرو گے۔"

ناگ نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک تمہاری اجازت نہیں ہو گی میں تمہارا راز کسی کے سامنے بیان نہیں کروں گا۔"

اس پر بوڑھے چینی نے آہ بھر کر کہا:

"بیٹا میں ایک عجیب مشکل میں پھنس گیا ہوں۔ میری ایک منہ بولی بیٹی نے دو لڑکیوں کی جان بچانے کی کوشش کی اور وہ ایک بدروح کے چنگل میں پھنس گئی ہے۔ مجھے ایک بدروحوں کی ماہر عورت نے بتایا ہے کہ اگر میں کسی طرح سے پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی لے آؤں تو وہ عورت اس پر عمل پڑھ کر میری بیٹی کو بدروح سے نجات دلا سکتی ہے۔"

ناگ بڑے غور سے بوڑھے چینی کی باتیں سن رہا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے پوچھا:

"تمہاری بیٹی اس وقت کہاں ہے؟"

بوڑھا چینی ناگ سے یہ چھپانا چاہتا تھا کہ اس کی
منہ بولی بیٹی ماریا خود ایک روح ہے لیکن اس کے
منہ سے بے اختیار نکل گیا:

"میری بیٹی خود ایک روح ہے۔ مگر وہ نیک
روح ہے لیکن وہ کہا کرتی تھی کہ میں روح
نہیں ہوں۔ میں زندہ ہوں مگر کوئی مجھے دیکھ
نہیں سکتا۔"

ناگ جیسے اپنی جگہ سے اُچھل پڑا۔ اس کے منہ
بھی بے اختیار نکل گیا:

"کیا اس کا نام ماریا ہے بابا؟"

اب بوڑھا چینی حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔

"بیٹا! تمہیں اس کا نام کیسے معلوم ہے؟"

ناگ نے جلدی سے پوچھا:

"کیا اس نے اپنا نام ماریا بتایا تھا؟"

بوڑھا چینی اب کچھ بھی نہیں چھپانا چاہتا تھا۔
چھپانے کو کچھ رہا بھی نہیں تھا۔ فوراً بولا:

"ہاں بیٹا! اس نے اپنا نام ماریا بتایا تھا۔ وہ
اتفاق سے مجھے مل گئی تھی۔ بڑی نیک اور

رحم دل لڑکی تھی۔ بس دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس
نے دو لڑکیوں کو ایک عذاب سے نکالا اور
خود دوسرے عذاب میں پھنس گئی۔ مگر تم اسے
کیسے جانتے ہو؟"

ناگ نے بوڑھے چینی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے
لیا اور کہا:

"بابا! ماریا میری بہن ہے۔ ہماری بہن ہے۔ میرا
نام ناگ ہے۔ میرے ساتھ میری ایک بہن کیٹی
اور بھائی تھیوسانگ بھی ہے۔ ہم اسی کی تلاش
میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اب مجھے ساری بات
کھول کر بتاؤ کہ ماریا تمہیں کہاں ملی تھی اور اس
کے ساتھ کیا بیتی؟"

تب بوڑھے چینی نے ناگ کو شروع سے لے کر آخر
تک ساری کہانی سنا ڈالی۔

ناگ نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا:

"بابا! کیا تمہیں یقین ہے کہ بدروحوں کو بلانے
والی عورت ماریا کو اپنے عمل سے جھنگو بدروح
سے نجات دلا سکے گی؟"

بوڑھا چینی بولا:

"ہاں۔ اگر اس کو ہم پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ کی کھوپڑی لا کر دے دیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ عورت ماریا سے چمٹی ہوئی بدروح کو جلا کر بھسم کر دے گی۔ مگر بیٹا! کیا تم ایسے سانپ کی کھوپڑی پیدا کر سکو گے؟ یہ کام بڑا مشکل ہے۔"

ناگ مسکرایا، کہنے لگا:

"چلو بابا! بادشاہوں کے پرانے مقبرے میں چلتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی ایسی کھوپڑی ہوئی تو خود وہاں رہنے والا کوئی سانپ ہمیں وہ کھوپڑی لا کر پیش کر دے گا۔"

بوڑھا چینی ناگ کے سانپوں کے علم سے پہلے ہی متاثر تھا اور اب اس نے ماریا کا نام لے کر یہ ظاہر کر دیا تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے۔ چنانچہ وہ ناگ کے ساتھ جانے پر تیار ہو گیا۔ دونوں بادشاہوں کے مقبروں کے ٹیلے پر آ گئے۔

ناگ نے بوڑھے چینی سے کہا:

"تم میرے ساتھ بیٹھے رہنا۔ ابھی یہاں ایک سانپ آئے گا میں اس سے کچھ باتیں کروں گا۔ تم گھبرانا بالکل نہیں اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا۔ سانپ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

بوڑھا چینی خاموشی سے ناگ سے ذرا پرے ہٹ کر

زمین پر بیٹھ گیا۔ ناگ بھی وہیں بیٹھ گیا۔ پھر اس نے سانپوں کی زبان میں وہاں رہنے والے کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ بوڑھے چینی نے دیکھا کہ ایک زرد اور سبز رنگ کی دھاریوں والا سانپ ٹیلے کی جانب سے نکل کر ناگ کے پاس آیا اور کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے تین بار ناگ کے آگے اپنا پھن جھکایا۔

ناگ نے سانپ سے پوچھا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس ٹیلے کے اندر بادشاہوں کے ساتھ سانپ بھی دفن ہوا کرتے تھے؟"

سانپ نے ادب سے جواب دیا:

"عظیم ناگ دیوتا! ہم نے اپنے بڑے بوڑھوں سے ایسا ہی سنا ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا تم مقبرے کے اندر سے سانپ کی کوئی ایسی کھوپڑی لا کر دے سکتے ہو جس کو مرے پانچ سو سال گذر گئے ہوں؟"

دھاری دار سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! ایسے کتنے ہی سانپوں کے ڈھانچے بادشاہوں کی قبروں میں ان کے ڈھانچوں کے ساتھ پڑے ہیں۔ میں ابھی ایسی کھوپڑی لا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔"

ناگ نے کہا: "جلدی لاؤ۔"

سانپ واپس تھیلے میں چلا گیا۔ ناگ نے بوڑھے چینی کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

"سانپ نے بتایا ہے کہ اس مقبرے میں ایسے کتنے ہی سانپوں کی کھوپڑیاں پڑی ہیں جن کو مرے پانچ سو سال ہو گئے ہیں۔"

بوڑھے چینی نے پوچھا:

"کیا سانپ کو ایسی کھوپڑی کی پہچان ہے بیٹا؟"

ناگ نے کہا:

"نہ صرف اسے پہچان ہے بلکہ مجھے بھی پہچان ہے باقی اس کا ثبوت تمہیں اس وقت مل جائے گا جب بدروحوں کو بلانے والی عورت کھوپڑی کو دیکھ کر کہے گی کہ ہاں یہ کھوپڑی ایسے ہی سانپ کی ہے جو پانچ سو برس پہلے مر گیا تھا۔"

اتنے میں دھاریدار سانپ ٹیلے کے بل میں سے آتا دکھائی دیا۔ اس نے منہ میں سفید رنگ کی سانپ کی ایک چھوٹی سی کھوپڑی پکڑ رکھی تھی۔ کھوپڑی ناگ کے سامنے رکھ کر سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! یہ اس سانپ کی کھوپڑی ہے جو آج سے پانچ سو برس پہلے بادشاہ کے ساتھ دفن کر دیا گیا تھا۔"

ناگ نے کھوپڑی کو اٹھا کر دیکھا۔ پھر اسے سونگھا۔ سانپ سچ کہہ رہا تھا۔ یہ واقعی پانچ سو برس پہلے کے سانپ کی کھوپڑی تھی۔ ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"اب تم واپس جا سکتے ہو۔"

سانپ واپس چلا گیا تو بوڑھے چینی نے جلدی سے ناگ کے پاس آ کر کہا:

"ناگ بیٹا! کیا سچ مچ یہ اصلی کھوپڑی ہے؟"

ناگ مسکرایا: "بابا! اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ یہ کھوپڑی ایک ایسے سانپ کی ہے جو آج سے پانچ سو برس پہلے زندہ تھا اور جسے اس مقبرے کے ایک بادشاہ کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔"

ناگ نے سانپ کی کھوپڑی بوڑھے چینی کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

"چلو بابا اب اس عورت کے پاس چلتے ہیں جو اس پر عمل کر کے ماریا کو ہمیں واپس دلا دے گا۔ مگر میں اپنے ساتھ تھیوسانگ اور کیٹی کو بھی لے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانا چاہتا ہوں۔"

ناگ نے بوڑھے چینی کو ساتھ لیا اور سرائے میں آ گیا۔ اس نے جب کیٹ اور تھیوسانگ کو ساری بات بتائی اور بوڑھے چینی کو ملایا تو وہ بہت خوش ہوئے کہ جولی سانگ اور عنبر کا نہیں لیکن ماریا کا تو سراغ مل گیا۔ بوڑھے چینی نے کیٹ اور تھیوسانگ سے ہاتھ ملایا اور کہا:

"مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری بیٹی ماریا اب ضرور بدروح کے چنگل سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے گی۔"

اسی روز وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور کاشان شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ راستہ دو تین دن کا تھا۔ ناگ کیٹ تھیوسانگ اور بوڑھے چینی کو اسی جگہ چھوڑتے ہیں اور عنبر کی طرف چلتے ہیں جو لنگڑے کپتان کو ساتھ لے کر جولی سانگ کی تلاش میں چوانگ دیوتا کے مندر کی طرف جا رہا تھا۔

عنبر نے لنگڑے کپتان کو تاکید کر دی تھی کہ اس سفر کے بارے میں پراسرار چینی کو علم نہیں ہونا چاہیے۔

جس وقت ناگ کیٹ اور تھیوسانگ بوڑھے چینی کو لے کر کاشان شہر کی طرف چلے اس وقت عنبر اور

لنگڑا کپتان چوانگ دیوتا کے مندر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ لنگڑے کپتان نے دور سے مندر کے مینار کو دیکھ کر عنبر سے کہا:

"ہم مندر کے قریب نہیں جائیں گے۔ کیونکہ اگر میرے ساتھی پراسرار چینی کو پتہ چل گیا تو وہ بھی خزانے میں سے حصہ مانگے گا۔ اب تم اس چٹان کے پاس چلو جس کے نیچے خزانہ ہے۔"

عنبر کو اصل میں تو چوانگ مندر میں جانا تھا مگر لنگڑا کپتان اسے زبردستی زرد چٹان کے پاس لے جا رہا تھا۔ جس کے نیچے کوئی خزانہ نہیں تھا۔ عنبر نے ادھر ادھر دیکھا۔ دور اسے ایک بھورے رنگ کی چٹان ابھری ہوئی نظر آئی۔ اس نے یونہی کہہ دیا۔

"وہ رہی زرد چٹان۔ خزانہ اسی کے نیچے ہو گا۔"

لنگڑا کپتان بڑا خوش ہوا۔ اس نے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور عنبر کے ساتھ بھوری چٹان کے پاس آ گیا۔ وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور عنبر کی طرف متوجہ ہوئے بغیر بولا:

"اب جلدی سے اس چٹان کو اپنی جگہ سے ہٹا دو۔"

عنبر جانتا تھا کہ اس چٹان کے نیچے کوئی خزانہ نہیں ہے چنانچہ اس نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس چٹان کو اپنی جگہ پر سے ہٹانے سے زبردست آواز پیدا ہو گی اور تمہارا چینی دوست یہاں آ جائیگا۔"
لنگڑا کپتان فوراً بولا:
"اگر وہ آیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا تم۔ تم ایسا کرو کہ اس کا ایک حصہ توڑ ڈالو۔ پھر ہم اس کی کھدائی کریں گے۔"
عنبر نے کہا:
"چٹان کا ایک حصہ بھی توڑا تو آواز پیدا ہو گی بہتر یہی ہے کہ تم اسے ایک طرف سے کھودنا شروع کر دو۔"
لنگڑے کپتان نے تلوار نکال لی اور غراتے ہوئے بولا:
"تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے عنبر میں جانتا ہوں تم اکیلے ہی خزانے پر قبضہ جمانے کے خواب دیکھ رہے ہو مگر میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا چلو۔ اس چٹان کو اپنی جگہ سے ہٹاؤ۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔"
عنبر نے لنگڑے کپتان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور کہا:
"کیا تم میری طاقت کو نہیں جانتے؟"
لنگڑے کپتان نے تلوار ہوا میں لہرائی اور بولا:

"میں تمہاری طاقت کی کیا پروا کرتا ہوں۔ میں تم سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ جلدی سے چٹان ہٹاؤ۔ میں حکم دیتا ہوں۔ چینی آئے گا تو میں اس کی بھی گردن اڑا دوں گا۔"
عنبر نے سوچا کہ یہ شخص اس کا بنا بنایا کام بگاڑ رہا ہے۔ اس کو راستے سے ہٹانا ہی پڑے گا۔ اس نے آگے بڑھ کر لنگڑے کپتان کے ہاتھ سے تلوار چھیننے کی کوشش کی مگر لنگڑے کپتان نے فوراً عنبر کی گردن پر تلوار کا بھرپور کر دیا۔ تلوار عنبر کی گردن سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ لنگڑے کپتان نے خنجر نکال لیا۔ عنبر نے اچک کر لنگڑے کپتان کی گردن دبوچ لی۔ عنبر نے اس طرح سے گردن کو دبوچا کہ اس کی آواز نہ نکل سکے۔ تاکہ یہ آواز پُراسرار چینی تک نہ جائے لنگڑے کپتان کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ عنبر نے اسے دونوں ہاتھوں سے چوہے کی طرح اوپر اٹھا لیا اور اس سے پوچھا:
"مجھے بتاؤ کہ تم جولی سانگ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"
لنگڑے کپتان نے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ اس کی گردن کو ایک جھٹکا لگا اور اس کی گردن لٹک گئی۔ یہ عنبر کی سخت غلطی تھی کہ اس نے لنگڑے کپتان کی گردن کو سخت ہاتھ ڈالا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی۔ گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے تو انسان فوراً مرجاتا ہے یہی لنگڑے کپتان کے ساتھ ہوا۔ وہ عنبر کے ہاتھوں میں مردے چوہے کی طرح لٹک رہا تھا۔ عنبر کو سخت افسوس ہوا۔ بہت ممکن تھا کہ لنگڑا کپتان اسے جولی سانگ کے بارے میں مفید باتیں بتاتا۔ مگر وہ مر گیا تھا۔ عنبر نے لنگڑے کپتان کو وہیں ایک گڑھے میں گرا کر اس کے اوپر گھاس ڈال دی۔ گھوڑوں کو جنگل میں ایک طرف بھگا دیا اور خود ایک گھوڑے پر بیٹھ کر چوانگ دیوتا کے مندر کی طرف چلا۔

وہ اب خود پُراسرار چینی سے ملنا چاہتا تھا۔ چوانگ دیوتا کا مندر ایک پتھریلی چار دیواری کے اندر تھا۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہاں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوئی پجاری بھی وہاں نہیں تھا۔ عنبر نے گھوڑے کو مندر کی دیوار کے ساتھ باندھا اور خود مندر کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ مندر کا چبوترہ سامنے تھا۔ چبوترے پر مندر کی تکونی دو منزلہ عمارت کھڑی تھی۔ یہ بہت پرانی عمارت لگتی تھی۔ باہر دو قبریں بنی ہوئی تھیں جن کے اوپر چپکلیوں کے سروں کے بت بنے ہوئے تھے۔ مندر کی سیڑھیوں پر جگہ جگہ گھاس اگی تھی۔ عنبر جان بوجھ کر سیڑھی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اس نے آہستہ سے پُراسرار چینی کو آواز دی اور پکار کر کہا کہ وہاں کوئی ہے۔ پُراسرار چینی مندر کے تہہ خانے میں تھا

کہ عنبر کی آواز کو اس نے پہچان لیا اور وہیں ٹھٹھک گیا۔ سوچنے لگا یہ یہاں کیوں آیا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ عنبر لنگڑے کپتان کا نائب کپتان ہے۔

پُراسرار چینی تیزی سے تہہ خانے سے نکل کر مندر کے دروازے پر آ گیا۔ اس کی چمکیلی آنکھیں عنبر پر جمی تھیں۔ عنبر نے اسے سلام کیا اور بڑی بے تکلفی سے بولا:

"دوست! مجھے کپتان نے بھیجا ہے۔ ایک ضروری پیغام تمہارے نام ہے۔ کیا میں اندر آ جاؤں؟"

پُراسرار چینی نے کہا:

"کیا پیغام ہے؟ یہاں سناؤ اور یہیں سے واپس چلے جاؤ۔"

عنبر نے کاندھے اچکائے اور بولا:

"کیا تم مجھے پانی بھی نہیں پلاؤ گے دوست؟ میں سفر کا تھکا ہوا ہوں۔ میرا گھوڑا باہر بندھا ہے۔ اور پھر تھوڑی دیر میں کپتان بھی یہاں پہنچنے والا ہے۔"

"کپتان بھی آ رہا ہے؟" پُراسرار چینی نے حیرانی سے پوچھا۔

عنبر بولا: "تم مجھے بیٹھنے کا موقع دو تو بتاؤں دوست!"

پُراسرار چینی نے عنبر کو اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ عنبر مندر میں داخل ہو گیا۔ مندر کی چھت نیچی تھی اور دیواروں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر چھپکلیوں کے سر بنے ہوئے تھے۔ ڈیوڑھی سے نکل کر ایک دالان میں آ گئے۔ یہاں ایک جانب پانی کا چھوٹا حوض تھا جس میں سیاہ رنگ کا پانی بھرا ہوا تھا۔ حوض کے پاس دو کرسیاں بچھی تھیں۔ پراسرار چینی نے عنبر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ عنبر کرسی پر بیٹھ گیا۔ پراسرار چینی بھی بیٹھ گیا۔ اس نے آہستہ سے تالی بجائی۔ ایک لڑکی جس نے جل پریوں کا سا لباس پہن رکھا تھا ایک ستون کے پیچھے سے نکل کر آئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

پُراسرار چینی نے کہا:

"کچھ پینے کو لاؤ ہمارے مہمان کے لئے۔"

لڑکی چلی گئی۔ عنبر ادھر ادھر تکنے لگا۔ پھر حوض کی طرف دیکھ کر بولا:

"اس کا پانی کالا کیوں ہے دوست؟"

پُراسرار چینی نے سنجیدہ آواز میں کہا:

"یہاں کی کسی شے کے بارے میں کوئی سوال نہ کرو۔ یہ بتاؤ کہ تم کپتان کا کیا پیغام لائے ہو اور وہ یہاں کس لئے آ رہا ہے؟"

عنبر کچھ کہنے لگا تھا کہ لڑکی پیالیوں میں مشروب لے کر آ گئی۔ عنبر نے پیالی اٹھا لی۔ لڑکی چلی گئی تو پُراسرار چینی نے اپنا سوال کسی قدر کرخت آواز میں دہرایا:

"تم بتاتے کیوں نہیں کہ اس لنگڑے کپتان نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے اور وہ خود کیوں نہیں آ رہا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"بات یہ ہے کہ وہ تمہارے مندر کے لئے چار بڑی ہی خوبصورت لڑکیاں لے کر آ رہا ہے۔ یہ چاروں لڑکیاں ملک ملندا کے راجہ کی رکھیلیں ہیں اور ایک ڈاکو انہیں اغوا کر کے لایا تھا۔ کپتان نے انہیں تمہارے لئے خرید لیا اور اب وہ انہیں لے کر تمہارے پاس آ رہا ہے۔"

پُراسرار چینی نے پوچھا:

"وہ راستے میں کہاں رہ گیا ہے؟ تم پہلے کیوں آ گئے ہو؟"

عنبر نے فوراً کہا:

"میں پہلے تمہیں اطلاع دینے آیا ہوں۔ وہ چاروں لڑکیوں کو گھوڑوں پر بٹھائے آرام آرام سے لے کر آ رہا ہے۔"

پُراسرار چینی کے چہرے پر ایک چمک سی آ گئی تھی جسے عنبر نے صاف دیکھ لیا تھا۔ وہ بولا:

"ٹھیک ہے۔ تم کوٹھڑی میں چل کر آرام کرو۔ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپتان کا انتظار کرتا ہوں۔"

پراسرار چینی نے ایک بار پھر تالی بجائی۔ وہی جل پری کے لباس والی خوبصورت لڑکی ستون کے پیچھے سے نکل کر آ گئی۔ پُراسرار چینی نے ایک خاص اشارہ کیا۔ لڑکی نے سر جھکا دیا۔

پُراسرار چینی نے عنبر سے کہا:

"اس کے ساتھ جاؤ۔ یہ تمہیں تمہارے کمرے میں پہنچا دے گی۔"

جل پری کے لباس والی لڑکی عنبر کو لے کر ایک روشن برآمدے میں سے گزارتی ہوئی ایک کوٹھڑی لے آئی۔ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ لڑکی نے موم بتی روشن کر دی۔ عنبر نے دیکھا کہ دیوار کے ساتھ ایک پلنگ ہے۔ سامنے دو کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ دیوار پر ایک چھپکلی کا سر لٹک رہا ہے۔ لڑکی جانے لگی تو عنبر نے اس سے پوچھا:

"یہ چھپکلی کا سر یہاں کیوں لٹکا رکھا ہے؟ اسے یہاں سے لے جاؤ۔"

لڑکی کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا۔ اس نے ہاتھ اپنے کانوں پر لگائے اور تیزی سے بھاگ گئی۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔ کرسی پر کھڑے ہو کر دیوار

چھپکلی کے سر کو دیکھا۔ یہ پتھر کی چھپکلی تھی مگر بالکل اصلی لگ رہی تھی۔ یہاں ضرور چھپکلی کا کوئی چکر تھا۔ مندر کے باہر بھی قبروں پر چھپکلی کے سر لٹکے تھے۔ عنبر نے ایک بار پھر وہاں جوں سانگ کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی مگر اسے جوں سانگ کی خوشبو کہیں سے نہ آئی۔ عنبر خاموش ہو کر پلنگ پر بیٹھ گیا۔ پھر لیٹ کر سوچنے لگا کہ اگر پُراسرار چینی کو مگرمچھ کپتان کی لاش مل گئی تو کام خراب نہ ہو جائے کہیں۔ یہی سوچتے سوچتے کافی وقت گذر گیا۔

پھر پراسرار چینی اندر آ گیا۔ وہ غصے میں تھا۔ بولا:

"وہ کپتان کا بچہ ابھی تک کیوں نہیں آیا؟ کہیں تمہاری یہ کوئی سازش تو نہیں ہے؟"

عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا اور بڑی معصومیت سے بولا:

"دوست! میں تمہارے خلاف بھلا کیا سازش کر سکتا ہوں اور مجھے ضرورت بھی کیا ہے۔ میں تو کپتان کے ساتھ ہی بندرگاہ سے چلا تھا۔ لڑکیاں بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ راستے میں ذرا دیر ہو گئی ہو گی۔ تھوڑا انتظار کرو۔ ابھی آ جائے گا۔"

پُراسرار چینی غصے میں کندھے جھاڑتا باہر نکل گیا۔ اب عنبر کو فکر ہوئی ظاہر ہے کپتان تو وہاں آنے والا نہیں تھا۔ عنبر کو اب جو کچھ بھی کرنا تھا جلدی کرنا تھا۔ اصل میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ رات ہونے کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ مگر پُراسرار چینی اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ جب رات ہو گئی اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ تو عنبر چپکے سے کوٹھڑی سے نکلا اور مندر کے اس دالان کی طرف چلنے لگا جدھر چمپکلی کا بڑا بُت رکھا تھا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا۔ ابھی وہ دالان کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اسے پراسرار چینی کی آواز سنائی دی۔ وہ کسی عورت سے باتیں کر رہا تھا۔

عنبر کھسکتا ہوا بڑے ستون کے پیچھے آ گیا اور ذرا سی گردن نکال کر دالان کی طرف دیکھا۔ پراسرار چینی ایک جل پری کے لباس والی عورت سے باتیں کر رہا تھا۔ ان کے درمیان طاق میں موم بتی جل رہی تھی۔

پراسرار چینی کہہ رہا تھا:

"مجھے اس نائب کپتان عنبر پر شک ہے۔ یہ ضرور جولی سانگ کی ٹوہ میں یہاں کیا ہے۔ کپتان کا اس نے بہانا بنایا ہے۔ اگر بھلا کپتان اس کے ساتھ تھا تو وہ ابھی تک یہاں پہنچا کیوں نہیں؟"

جل پری کے لباس والی عورت نے کہا:

"تم اسے اپنے راستے سے ہٹا کیوں نہیں دیتے؟ اس کے سرہانے کے نیچے کالے سانپ کی کینچلی چھپا دو۔ کالا سانپ اپنے آپ آ کر اسے ڈس کر ہلاک کر دے گا اور ہمارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

پُراسرار چینی بولا:

"یہ تم نے ٹھیک کہا۔ میں ابھی جا کر عنبر کے سرہانے کے نیچے کینچلی چھپا دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے وہ سو رہا ہو گا۔"

یہ کہہ کر پُراسرار چینی دوسری کوٹھڑی میں کالے سانپ کی کینچلی لینے چلا گیا۔ عنبر وہیں سے واپس مُڑا اور پنجوں کے بل تیز تیز چل کر اپنی کوٹھڑی میں آیا اور بستر پر لیٹ کر آہستہ آہستہ خراٹے لینے لگا۔ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں گہری نیند سو رہا ہوں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جُولی ناگ ڈبی میں

کی بُو باہر نہیں نکلتی تھی۔ سانپ کو اپنی کینچلی بڑی عزیز ہوتی ہے۔ اگر اس کی کینچلی اس کے سامنے سے کوئی اٹھا کر لے جائے تو سانپ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ جب پُراسرار چینی نے کینچلی بوتل سے نکال کر عنبر کے سرہانے کے نیچے رکھی تو اس کی بُو کالے ناگ تک فوراً پہنچ گئی۔ وہ غصّے میں کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور پراسرار چینی اندر داخل ہوا پھنکارتا ہوا اپنے بل سے باہر نکل کر عنبر کی کوٹھڑی کی طرف عنبر نے زور زور سے خراٹے لینے شروع کر دیے۔ پُراسرار چینی نے کوٹھڑی کا دروازہ تھوڑا سا کھول دیا تھا پُراسرار چینی نے اپنی جیب سے کالے سانپ کی کینچلی اور مخصوص جل پری کے لباس والی عورت کے پاس جا کر عنبر نکالی اور عنبر کے سرہانے کے نیچے رکھ دی۔ کینچلی رکھ کی موت کا انتظار کرنے لگا تھا۔ سانپ پھنکارتا ہوا عنبر پُراسرار چینی عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور جلدی سے باہر کی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اس کی کینچلی کی بُو عنبر کے سرہانے نکل گئی۔ یہ کینچلی ایک کالے سانپ کی تھی جو اس علاقے سے آ رہی تھی۔ کالا سانپ پھنکارتا غصّے میں لہراتا تیزی سے کا سب سے زہریلا سانپ تھا۔ اس کے کاٹنے سے انسان عنبر کے پاس آیا اور آتے ہی اسے ڈس دیا۔ ڈستے ہوئے فوراً مر جاتا تھا مگر اس کے جسم پر نہ تو چھالے پڑتے تھے کالے سانپ نے محسوس کیا کہ جس آدمی کو اس نے ڈسا ہے اور نہ خون جاری ہوتا تھا۔ لوگ یہی سمجھتے کہ اس شخص اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔ کا دل اچانک دھڑکنا بند ہو گیا ہے جس کی وجہ سے کالا سانپ چکر میں پڑ گیا کہ یہ شخص کون ہے؟ وہ مر گیا ہے۔ ناگ دیوتا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ناگ دیوتا کی خوشبو تو دُور

عنبر اصل میں اس سانپ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا دُور تک جاتی ہے۔ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی جو اسے ڈسنے کے لئے آ رہا تھا۔ یہ کالا سانپ اسی منہ خوشبو آ رہی تھی۔ اس دوران عنبر نے بھی آنکھیں کھول دی ایک مہینہ پہلے کوٹھڑی کے بل میں رہتا تھا۔ پہلے اس کی کینچلی تھیں۔ اس نے کالے سانپ کی طرف دیکھا۔ کالا سانپ پھن چینی نے ایک بوتل میں بند کر کے رکھی ہوئی تھی جہ اٹھائے عنبر کے منہ کے بالکل اوپر جھکا ہوا اسے غور سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھ رہا تھا۔ عنبر نے کہا:

"تم نے ناگ دیوتا کے بھائی کو کاٹا ہے۔ تمہیں ناگ دیوتا اس کی سزا دے گا۔"

کالے سانپ نے اس آدمی یعنی عنبر کو سانپوں کی زبان میں بات کرتے سنا تو سمجھ گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے اور آدمی واقعی ناگ دیوتا کا بھائی ہے۔

فوراً پھن کو سکیڑا اور ادب سے معذرت کرتے ہوئے بولا: "عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھ سے بھول ہوگئی ہے میں معافی چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم ناگ دیوتا کے بھائی ہو۔"

عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا:

"چلو میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ مگر یہ بتاؤ کہ اس مندر میں کیا ہوتا ہے اور کیا تم نے ایک ایسی عورت یہاں دیکھی ہے جس کی آنکھیں ذرا ذرا نیلی ہوں اور جس کو یہاں اغوا کر کے لایا گیا ہو؟"

کالا سانپ کچھ سوچ کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میں نے ایسی کسی عورت کو نہیں دیکھا۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ اس مندر کے ایک مینار کی بارہ دری میں ایک پتھر ہے جس میں کسی عورت کی مورت لگی ہے۔ یہ چینی اور اس کی

جل پری بیوی روز آدھی رات کو اس مورت کو جا کر آگ دکھاتے ہیں۔ مورت کے اندر سے عورت کی چیخوں کی آواز آتی ہے۔ یہ کوئی منتر اس سے معلوم کرنا چاہتے ہیں جس کا یہ عمل کر رہے ہیں۔"

عنبر حیرانی سے یہ سب کچھ سنتا رہا۔ اس نے کہا:

"مجھے یہ بتاؤ کیا تم ان دونوں کو ڈس کر ہلاک کر سکتے ہو؟"

کالے سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! یہ کام میں نہیں کر سکتا۔ کوئی سانپ بھی سوائے ناگ دیوتا کے انہیں ہلاک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انہوں نے ایک ایسا تریاق پی رکھا ہے کہ ان پر کسی زہر کا اثر نہیں ہوتا۔"

عنبر نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔"

کالا سانپ ادب سے سلام کر کے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی عنبر اس طرح لیٹ گیا کہ اس نے اپنا سانس روک لیا اور دل کی دھڑکن کی رفتار اتنی مدھم کر لی کہ کسی کو یہ دھڑکن محسوس نہیں ہو سکتی تھی۔ کچھ دیر کے بعد پُراسرار چینی اور جل پری عورت اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی موم بتی روشن کی اور جھک کر عنبر کو دیکھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پُراسرار چینی نے مسکرا کر کہا:
"مر گیا ہے۔ چلو اب اسے گڑھے میں پھینک دیتے ہیں یہ ہمارا دشمن تھا جو دوست کا بھیس بدل کر یہاں آیا تھا۔"

انہوں نے عنبر کو اٹھایا اور مندر کے بڑے صحن عقب میں جو گہرا گڑھا تھا اس میں لا کر پھینک دیا۔ وقت رات آدھی گذر چکی تھی۔ جب پراسرار چینی جل پری عورت چلے گئے تو عنبر اٹھ کر گڑھے سے نکل آیا۔ اسے معلوم تھا کہ مندر کا پرانا مینار کونے میں ہے اور اس کے اوپر بارہ دری بھی ہے۔ وہ اندھیرے میں چلتا مینار کی تاریک سیڑھیاں چڑھتا اوپر بارہ دری میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک گول پتھر بارہ دری کے بیچ میں پڑا ہے۔ اب جو عنبر نے جھک کر دیکھا تو وہ تڑپ کر رہ گیا۔ کیوں کہ پتھر میں جولی سانگ کی تصویر لگی تھی۔ یہ تصویر تانبے کے ایک میڈل پر بنی ہوئی تھی جو پتھر میں چپکا دیا گیا تھا۔ بار بار آگ دکھانے سے جولی سانگ کی کھدی ہوئی تصویر کالی پڑ گئی تھی۔ عنبر نے جولی سانگ کو آہستہ سے آواز دی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

اتنے میں مینار کی سیڑھیوں میں انسانی قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ پراسرار چینی جل پری کے ساتھ ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعل لئے اوپر آ رہا تھا۔ عنبر جلدی سے بارہ دری کے ایک ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ پُراسرار چینی اور جل پری عورت بارہ دری میں آ گئے۔ پراسرار چینی کے ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعل تھی۔ اس نے جولی سانگ کی طرف گھور کر دیکھتے ہوئے کہا:

"تمہیں وہ اشلوک بتانا ہی ہو گا جس کی مجھے تلاش ہے۔ میں اگنی منتر پڑھنے لگا ہوں۔"

اور پراسرار چینی نے عجب زبان کا ایک منتر پڑھنا مشروع کر دیا۔ کچھ دیر منتر پڑھنے کے بعد اس نے مشعل کا شعلہ جولی سانگ کے چہرے کے آگے کر دیا۔ عنبر کو جولی سانگ کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ اس سے ضبط نہیں ہو رہا تھا۔ وہ ستون کے پیچھے سے نکل کر پراسرار چینی کی گردن توڑنے ہی والا تھا کہ اچانک اسے خیال آ گیا کہ اگر یہ چینی بھی مار دیا گیا تو وہ جولی سانگ کو شاید کبھی پتھر میں سے نکال کر زندہ نہ کر سکے گا۔ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ پراسرار چینی منتر پڑھتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر بعد جولی سانگ کے چہرے کے آگے مشعل کا شعلہ کر دیتا جس سے اس کی چیخ بلند ہوتی۔ عنبر بڑی مشکل سے ضبط کئے خاموش چھپا رہا۔ جب پراسرار چینی نے عمل ختم کر دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو جل پری عورت سے بولا :

"میں جاتا ہوں۔ تم اس عورت کے سامنے بیٹھ کر اپنا منتر شروع کرو۔ یہ ہماری آخری رات ہے۔ صبح جولی سانگ پتھر سے نکل کر ہمارے سامنے آ جائے گی اور ہمیں وہ خفیہ اشلوک بتا دے گی جس کی مدد سے ہم زمین کے نیچے چھپے ہوئے خزانے کو آسانی سے دیکھ سکیں گے۔"

پراسرار چینی چلا گیا۔ اس کی جگہ اب جل پری عورت منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ عنبر یہ سوچ کر وہیں بیٹھا رہا صبح کو جولی سانگ پتھر سے باہر نکل آئے گی تو وہ اسے ساتھ لے کر یہاں سے فرار ہو جائے گا، کیونکہ وہ خود اسے پتھر سے نکال نہیں سکتا تھا۔ رات ڈھلنے لگی تھی۔ دن نکلنے میں زیادہ دیر نہیں رہی تھی۔ جل پری عورت منتر پڑھے جا رہی تھی۔ اتنے میں پراسرار چینی بھی وہاں آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ اسے دیکھ کر جل پری عورت نے منتروں کا جاپ بند کر دیا اور بولی :

"عمل پورا ہو گیا ہے۔ اب اگر ہمارا عمل درست تھا تو یہ پراسرار خلائی لڑکی سورج دیوتا کی پہلی کرن کے ساتھ ہی پتھر سے باہر آ جائے گی اور ہمیں وہ اشلوک بتا دے گی جس کے لئے ہم نے یہ سارا

جتن کیا ہے۔"

پراسرار چینی مسکرا کر بولا :

"کیوں نہیں بتائے گی ؟ ہمارا عمل شروع سے آخر تک درست رہا ہے۔"

عنبر بارہ دری کے ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھا تھا۔ پھر سورج کی پہلی کرن طلوع ہوئی تو پراسرار چینی نے جولی سانگ کی پتھر کی مورت کی طرف دیکھ کر کہا :

"اب ہمیں وہ اشلوک بتا جس کی مدد سے انسان زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے خزانے کو دیکھ سکے۔ بول۔ تو اب ہمیں یہ اشلوک بتانے کی پابند ہے۔ پتھر سے نکل اور میرے حکم کو پورا کر۔ میں نے تیرا عمل کیا ہے۔"

پھر عنبر نے چھپ کر دیکھا کہ پتھر میں سے اچانک جولی سانگ نکل کر سامنے آن کھڑی ہوئی۔ تعجب کی بات یہ تھی کہ عنبر کو جولی سانگ کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ جولی سانگ پر اس وقت طلسم کا اثر تھا۔ اس نے نیم خواب مردانہ آواز میں کہا :

"تیرا عمل ابھی پورا نہیں ہوا۔ تو نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ میں تیرے عمل سے مجبور ہوں۔"

پراسرار چینی نے کہا :

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بول میرا عمل کس طریقے سے پورا ہوگا"

عنبر حیران تھا کہ جولی سانگ کی آواز مردانہ کیسے ہو گئی ہے۔

جولی سانگ نے کہا:

"تیرے پاس جو سانپ کی کینچلی کی لکڑی کی ڈبی ہے۔ مجھے اس میں بند کر کے اس پتھر کے پاس رکھ دے شام کو آ کر مجھ پر اپنا منتر پھر پڑھنا۔ تیرا عمل پورا ہو جائے گا"

پراسرار چینی نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ تو چھوٹی ہو جا۔ میں تجھے ڈبی میں بند کر کے یہاں رکھے دیتا ہوں"

عنبر ستون کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا۔ جولی سانگ ایک دم چھوٹی ہو گئی۔ وہ انگوٹھی کے نگینے جتنی چھوٹی ہو گئی تھی۔ پراسرار چینی نے جیب سے لکڑی کی چھوٹی سی گول ڈبی نکالی اور جولی سانگ کو اٹھا کر اس میں بند کر کے ڈبی پتھر کے پاس ہی رکھ دی۔ پھر جل پری عورت کی طرف دیکھ کر بولا:

"شام کو آئیں گے۔ تب یہ جولی سانگ ہمیں وہ اشلوک بتا دے گی۔ آؤ اب چلتے ہیں"

دونوں سیڑھیاں اتر کر مینار سے چلے گئے۔ ان کے جا

فوراً بعد عنبر ستون کے پیچھے سے نکل آیا۔ اس نے ڈبی اٹھا لی۔ اسے کھول کر جولی سانگ کو غور سے دیکھا۔ جولی سانگ ایک بٹن جتنی بن گئی تھی اور آنکھیں بند کئے جیسے بے ہوش پڑی تھی۔ عنبر نے اسے آہستہ سے آواز دی۔ مگر جولی سانگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر نے ڈبی اپنی جیب میں رکھ لی اور مینار سے نیچے اتر آیا۔ اب وہ وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ جونہی وہ مندر سے باہر نکلنے لگا۔ ایک دم سامنے جل پری آ گئی۔ جل پری نے عنبر کو زندہ دیکھا تو چیخ مار کر دوڑی۔ پراسرار چینی اس کی چیخ کی آواز سن کر کمرے سے نکل آیا۔ سامنے عنبر کو زندہ حالت میں دیکھا تو وہ بھی ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا:

"میں جانتا ہوں تم حیران کیوں ہو؟ مگر میں تمہاری حیرانی دور کئے دیتا ہوں۔ میں مرا نہیں زندہ ہوں"

پراسرار چینی نے جیب سے خنجر نکال لیا۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور اسے گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ پراسرار چینی اس کے ہاتھ میں چوہے کی طرح لٹک رہا تھا۔ جل پری بھاگنے لگی تو عنبر نے اسے بھی بالوں سے پکڑ کر اٹھا لیا اور دونوں کو اسی طرح لٹکائے ہوئے کمرے میں لے آیا۔ کمرے میں لاتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی اس نے دونوں کو فرش پر رکھ دیا اور بولا :

"میں تم سے جو پوچھوں مجھے سچ سچ بتا دینا۔ اگر تم نے جھوٹ بولا تو میری طاقت سے تم اچھی طرح آگاہ ہو چکے ہو۔ میں تم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

پُراسرار چینی اور جل پری عورت ڈرے ہوئے بیٹھے تھے۔ عنبر نے جیب سے جولی سانگ کی ڈبی نکال کر سامنے رکھ دی اور بولا :

"مجھے بتاؤ جولی سانگ پر سے اس طلسم کا اثر کس طرح سے ضائع ہو گا؟"

پُراسرار چینی نے ہاتھ جوڑ کر کہا :

"میں جادوگر سامری کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس طلسم کے توڑ کا مجھے علم نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا طلسم ہے کہ جس کا توڑ اس دنیا میں کوئی نہیں جانتا۔"

جل پری نے کہا :

"تم شام تک انتظار کرو۔ جولی سانگ شام کو باہر آ جائے گی ڈبی سے۔ پھر تم اس سے پوچھ لینا کہ وہ جادو کے اثر سے کیسے باہر نکل سکتی ہے۔"

اتنے میں پھنکار کی آواز کے ساتھ کالا سانپ کوٹھڑی میں آ گیا۔ اسے دیکھ کر پُراسرار چینی اور جل پری عورت چونکے کہ یہ کیسے آ گیا ہے۔

سانپ نے عنبر سے کہا :

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔ جولی سانگ کو اب ڈبی سے باہر نہ نکالنا۔ یہ دونوں تم سے دھوکہ کر رہے ہیں۔ اگر تم نے ڈبی کھول دی اور شام کو جولی سانگ اس سے باہر آ گئی تو پھر وہ ساری زندگی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں جا سکے گی اور ایک بھوت بن کر تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچھڑ جائے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جولی سانگ کو ڈبی میں بند ہی رکھو اور کسی درویش سے اس کے جادو کا توڑ معلوم کرو۔"

پُراسرار چینی اور جل پری عورت تو سانپ کی آواز نہیں سن سکتے تھے۔ مگر وہ دیکھ رہے تھے کہ کالا سانپ پھن اٹھائے عنبر کے سامنے کھڑا ہے اور عنبر اس کی طرف غور سے دیکھ رہا ہے۔

عنبر نے کہا :

"ٹھیک ہے میرے دوست! میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا۔ تمہاری اس اطلاع کا بہت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت شکریہ۔"

اس کے بعد عنبر نے پراسرار چینی سے کہا:

"تمہاری مکار ساتھی جل پری نے مجھے جو کچھ کہا ہے میں اس پر عمل نہیں کروں گا۔ کیوں کہ مجھے اس کی نیت کے بارے میں سانپ نے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

پُراسرار چینی اور جل پری عورت ایک دم پریشان ہو گئے۔ پراسرار چینی نے کہا:

"میں نے کوئی ظلم نہیں کیا۔"

عنبر نے غصّے میں کہا:

"اس کا اعلان تو رات جولی سانگ نے خود کیا تھا کہ تم نے اسے بے حد تکلیف پہنچائی ہے۔ میرے کانوں میں ابھی تک جولی سانگ کی چیخوں کی آوازیں گونج رہی ہیں۔"

اس پر پراسرار چینی نے عنبر کو ڈرانے کی کوشش کی اور کہا:

"یاد رکھ اگر تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو میں سامری جادوگر کا ایک ایسا طلسم پھونکوں گا کہ تو بھسم ہو کر رہ جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"میں چاہے بھسم ہو جاؤں مگر تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم انسانیت کے دشمن ہو۔ تم اگر زندہ رہے تو ضرور کسی دوسری لڑکی کو پکڑ کر یہاں لے آؤ گے اور اس پر ظلم کرنا شروع کر دو گے۔ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

پراسرار چینی اور جل پری باہر کو بھاگے۔ عنبر نے لپک کر ان کو گردنوں سے پکڑ لیا اور مندر کے صحن میں اس جگہ لے آیا جہاں کالے پانی کا بھرا ہوا حوض تھا۔ عنبر نے دونوں کے پاؤں کے ساتھ بھاری پتھر باندھے اور انہیں حوض میں گرا دیا۔ حوض کافی گہرا تھا۔ دونوں ظالم انسان حوض کے سیاہ پانی میں ڈوب گئے۔ تھوڑی دیر تک حوض کی سطح پر بلبلے اٹھتے رہے پھر پانی کی سطح ساکن ہو گئی۔

کالا سانپ عنبر کے ساتھ ہی تھا۔ عنبر کہنے لگا:

"میں اب جولی سانگ کو لے کر یہاں سے چلتا ہوں۔ مجھے ابھی نہ صرف یہ کہ جولی سانگ کے طلسم کو توڑنا ہے بلکہ اپنے بہن بھائیوں ناگ ماریا کیٹ اور بھیو سانگ کو بھی تلاش کرنا ہے۔"

کالے سانپ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت شکریہ۔"

اس کے بعد عنبر نے پراسرار چینی سے کہا:

"تمہاری مکار ساتھی جل پری نے مجھے جو کچھ کہا ہے میں اس پر عمل نہیں کروں گا۔ کیوں کہ مجھے اس کی نیت کے بارے میں سانپ نے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

پُراسرار چینی اور جل پری عورت ایک دم پریشان ہو گئے۔ پراسرار چینی نے کہا:

"میں نے کوئی ظلم نہیں کیا۔"

عنبر نے غصّے میں کہا:

"اس کا اعلان تو رات جولی سانگ نے خود کیا تھا کہ تم نے اسے بے حد تکلیف پہنچائی ہے۔ میرے کانوں میں ابھی تک جولی سانگ کی چیخوں کی آوازیں گونج رہی ہیں۔"

اس پر پراسرار چینی نے عنبر کو ڈرانے کی کوشش کی اور کہا:

"یاد رکھ اگر تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو میں سامری جادوگر کا ایک ایسا طلسم پھونکوں گا کہ تو بھسم ہو کر رہ جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"میں چاہے بھسم ہو جاؤں مگر تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم انسانیت کے دشمن ہو۔ تم اگر زندہ رہے تو ضرور کسی دوسری لڑکی کو پکڑ کر یہاں لے آؤ گے اور اس پر ظلم کرنا شروع کر دو گے۔ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

پراسرار چینی اور جل پری باہر کو بھاگے۔ عنبر نے لپک کر ان کو گردنوں سے پکڑ لیا اور مندر کے صحن میں اس جگہ لے آیا جہاں کالے پانی کا بھرا ہوا حوض تھا۔ عنبر نے دونوں کے پاؤں کے ساتھ بھاری پتھر باندھے اور انہیں حوض میں گرا دیا۔ حوض کافی گہرا تھا۔ دونوں ظالم انسان حوض کے سیاہ پانی میں ڈوب گئے۔ تھوڑی دیر تک حوض کی سطح پر بلبلے اٹھتے رہے پھر پانی کی سطح ساکن ہو گئی۔

کالا سانپ عنبر کے ساتھ ہی تھا۔ عنبر کہنے لگا:

"میں اب جولی سانگ کو لے کر یہاں سے چلتا ہوں۔ مجھے ابھی نہ صرف یہ کہ جولی سانگ کے طلسم کو توڑنا ہے بلکہ اپنے بہن بھائیوں ناگ ماریا کیٹ اور تھیوسانگ کو بھی تلاش کرنا ہے۔"

کالے سانپ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرا ایک مشورہ ہے۔ میں نے سن رکھا ہے کہ یہاں سے دُور چین کے شہر کیتھے میں ایک پرانا قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں رات کے پچھلے پہر ایسا ہوتا ہے کہ آسمان سے فرشتے مُردوں کے لئے ٹھنڈا شربت لے کر آتے ہیں۔ سارے مُردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر ٹھنڈے شربت سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا مردہ ہو کہ جس کے کسی گناہ کی وجہ سے فرشتے اسے ٹھنڈا شربت نہ دیں تو تم اس کے سوال کو پورا کر دینا ممکن ہے وہ سوال پورا ہو جانے کے بعد تمہیں اس طلسم کا توڑ بتا دے اور جولی سانگ پھر سے زندہ انسانی حالت میں آ جائے۔"

عنبر نے کالے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور شہر کیتھے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت ماریا جینگو بدروح کی طلسم میں غیبی حالت میں چین کے دور دراز علاقوں کے قبرستانوں اور شمشانوں میں منڈلا رہی تھی۔ جب کہ تھیوسانگ اور ناگ بوڑھے چینی کے ساتھ پانچ سو برس پرانے سانپ کی کھوپڑی لئے کاشان کی بوڑھی عورت کی طرف جا رہے تھے تاکہ وہ سانپ کی کھوپڑی کی مدد سے انہیں ماریا سے ملا سکیں۔ اور ماریا کو جینگو

بدروح سے نجات مل سکے۔ عنبر کی جیب میں لکڑی کی ڈبی تھی جس میں جولی سانگ بند تھی۔ اور عنبر کیتھے شہر کے پرانے قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔ ہم عنبر کو راستے میں چھوڑتے ہیں اور واپس ناگ کیتھ، بوڑھے چینی اور تھیوسانگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ لوگ پانچ سو برس پہلے کے مُردہ سانپ کی کھوپڑی لے کر کاشان شہر کی بوڑھی عورت کے پاس پہنچ گئے۔ بوڑھی عورت کو سانپ کی پانچ سو برس پرانی کھوپڑی دے کر بوڑھے چینی نے کہا:

"یہ لو۔ میں تمہارے لئے سانپ کی کھوپڑی لے آیا ہوں۔ یہ پانچ سو برس پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی ہے۔ اب تم اس پر عمل کر کے ہماری بیٹی ماریا کو جینگو کی بدروح سے نجات دلاؤ۔"

بوڑھی عورت نے ناگ، کیتھ اور تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر پوچھا:

"یہ لوگ کون ہیں؟"

بوڑھے چینی نے کہا:

"یہ ماریا کے بہن بھائی ہیں۔ ان کی مدد سے ہی مجھے پانچ سو برس پرانے سانپ کی کھوپڑی ملی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھی چینی عورت نے کیٹی ناگ اور تھیوسانگ کو غور سے دیکھا۔ پھر بولی:

"سانپ کی کھوپڑی واقعی پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی ہے۔ مگر یہ تمہیں ان تینوں میں سے کس نے لا کر دی تھی؟"

بوڑھے چینی نے ناگ کی طرف اشارہ کیا اور بولا:

"یہ کھوپڑی مجھے ماریا کے اس بھائی ناگ نے لا کر دی ہے۔"

بوڑھی عورت نے ناگ کے چہرے پر اپنی نظریں جما دیں اور بولی:

"کیا تم سانپوں کے علم سے واقف ہو؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں اماں! میں نے سانپوں کا علم افریقہ کے ایک پرانے سپیرے سے سیکھا تھا۔ میں کھنڈروں میں کسی بھی سانپ کی کھوپڑی کو دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ وہ کتنی پرانی ہے۔"

بوڑھی عورت نے مسکرا کر کہا:

"حیرانی کی بات ہے۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ تم پانچ سو سال پہلے کے سانپ کی کھوپڑی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔"

کیٹی نے کہا۔

"اب جلدی سے اس کھوپڑی پر عمل پڑھو تاکہ ہماری بہن ماریا مصیبت سے چھوٹ کر واپس ہمارے پاس آ سکے۔"

بوڑھی عورت نے طنزیہ انداز میں کہا:

"یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ جتنا تم سمجھ رہی ہو دنیا کی کوئی طاقت ماریا کو جیگو کی بدروح سے نہیں چھڑا سکتی لیکن میں کوشش کر کے دیکھ لیتی ہوں۔"

بوڑھی چینی عورت نے سانپ کی کھوپڑی کو ایک پیالے میں رکھ دیا۔ سامنے ایک موم بتی جلا دی اور اس کے اوپر کوئی سفوف ڈالا تو وہاں سفید سفید دھواں اٹھنے لگا۔ بوٹیوں کی سفید لکیر موم بتی کی لو سے اٹھ کر اوپر چھت کی طرف جا رہی تھی اور بوڑھی عورت کوئی منتر پڑھے جا رہی تھی۔ کیٹی، بوڑھا چینی تھیوسانگ اور ناگ خاموش ایک طرف ہو کر بیٹھے یہ سارا کھیل دیکھ رہے تھے۔ کیٹی کو یقین تھا کہ یہ بوڑھی چینی عورت ماریا کو ان کے پاس ضرور لے آئے گی۔ کافی دیر تک بوڑھی عورت منتر پڑھ کر سانپ کی کھوپڑی پر پھونکیں مارتی رہی۔ پھر وہ چپ ہو گئی۔ رومال سے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھا اور بوڑھے چینی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

کی طرف دیکھ کر بولی :

"جھنگو کی بدروح بڑی طاقتور ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہے ماریا کو اس نے اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے مگر میں نے کھوپڑی پر عمل پورا کر دیا ہے۔ تم اس کھوپڑی کو لے کر چین کی سب سے لمبی دیوار ——— دیوار چین کے ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں پہنچو۔ اس ڈیوڑھی میں ایک چینی عورت کا ہزاروں برس پرانا بُت رکھا ہے۔ اس بُت کے سامنے زمین کھود کر سانپ کی اس کھوپڑی کو دبا دو۔ ساتویں روز وہاں رات کے وقت جانا تمہیں ماریا وہاں مل جائے گی۔"

ناگ کیٹی تھیوسانگ اور بوڑھے چینی نے عورت کا شکریہ ادا کیا اور سانپ کی کھوپڑی لے کر دیوار چین کی طرف روانہ ہو گئے۔ دیوار چین، چین کے پہاڑوں میں بنائی گئی ہے۔ یہ ہزاروں میل لمبی دیوار ہے جو پہاڑوں کے بیچ میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ قدیم بادشاہوں نے یہ اس لئے بنائی تھی کہ منگول قوم کے لوگ چین پر حملہ نہ کر سکیں۔ اس دیوار کے کئی دروازے ہیں جہاں ڈیوڑھیاں بھی بنائی گئی ہیں۔ بوڑھا چینی اس دیوار کے سارے راستے کو جانتا تھا۔ وہ کیٹی ناگ اور تھیوسانگ کو لے کر

دیوار چین کے ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں آ گیا۔ یہاں انہوں نے دیکھا کہ ڈیوڑھی کے اندر ایک چینی عورت کا بُت رکھا ہے۔

ناگ نے کہا :

"ہمیں اس کے سامنے تھوڑی سی زمین کھود لینی چاہیے۔"

تھیوسانگ اور ناگ نے فوراً زمین کھود کر سانپ کی کھوپڑی کو اس میں دبا کر اوپر مٹی ڈال دی۔

کیٹی نے کہا :

"ہمیں سات دن انتظار کرنا ہے۔ کیوں نہ ان سات دنوں میں اس دیوار کی سیر کر لی جائے۔"

تھیوسانگ بولا : "اچھا خیال ہے۔"

ناگ نے بھی اس خیال کو پسند کیا۔

بوڑھا چینی کہنے لگا :

"میں بوڑھا ہوں۔ تمہارے ساتھ سیر نہیں کر سکتا میں اسی ڈیوڑھی میں رہتا ہوں تم لوگ دیوار کی سیر کر آؤ۔ لیکن زیادہ دور مت جانا اور ایک بات کا خیال رکھنا۔ اس دیوار کے کتنے ہی دروازے ہیں ہر دروازے کی ڈیوڑھی میں کسی نہ کسی عورت کا بُت بنا ہوا ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جن کو چینی بادشاہوں نے دیوار کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مضبوط بنانے کے خیال سے زہر دے کر مار دیا اور پھر ان کی لاشیں پگھلے ہوئے پتھروں میں ڈال کر ان کے بُت بنا کر ہر ڈیوڑھی میں رکھ دیئے تھے۔"

کیٹی نے عورت کے بُت کو دیکھ کر کہا:

"کس قدر ظالم تھے وہ بادشاہ۔ مجھے تو اس عورت کے بُت پر رحم آنے لگا ہے۔"

بوڑھا چینی بولا:

"ان باتوں کو چھوڑو بیٹی۔ میں جو کہتا ہوں اسے غور سے سنو۔ دیوار بڑی لمبی ہے تم سات دنوں میں بھی اس کی سیر نہ کر سکو گے۔ دو چار دروازوں کی سیر کر کے واپس آ جانا۔ اور ایک بات کا خیال رکھنا کہ ڈیوڑھیوں میں عورتوں کے جو بُت لگے ہیں ان کو ہاتھ مت لگانا جس طرح میں نے اس عورت کے بُت کو بھی تمہیں ہاتھ نہیں لگانے دیا۔"

تھیوسانگ بولا: "ہم تمہاری نصیحت پر عمل کرتے ہوئے کسی عورت کے بُت کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"ویسے بھی ہم دو تین دروازوں تک ہی سیر کر کے واپس آ جائیں گے۔"

بوڑھا چینی وہیں دیوارِ چین کے دروازے کی ڈیوڑھی میں

چینی عورت کے بُت کے پاس بیٹھا رہا اور کیٹی ناگ دیوار کی سیر کرنے چل دیئے۔ یہ دیوار کافی چوڑی تھی اور اس پر ایک وقت میں کئی گھوڑے ساتھ ساتھ چل سکتے تھے۔ کیٹی ناگ اور تھیوسانگ باتیں کرتے دیوار کی سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ شام تک کیٹی ناگ اور تھیوسانگ نے دیوارِ چین کے ایک دروازے کی سیر کی اور واپس آ گئے۔ اب وہ دوسرے دن دوسرے دروازے کی سیر کو جانے والے تھے۔ ان کو ہم اسی جگہ یعنی دیوارِ چین پر چھوڑتے ہیں کیونکہ انہیں ابھی سات دن تک دیوارِ چین پر ہی رہنا ہے اور واپس عنبر کی طرف چلتے ہیں۔ عنبر کیتھے کے قبرستان میں پہنچ گیا۔ جولی سانپ چھوٹے سے بٹن کے روپ میں لکڑی کی ڈبی میں بند اس کی جیب میں تھی۔ سانپ نے کہا تھا کہ آدھی رات کے بعد کسی وقت پرانے قبرستان میں آسمان سے فرشتے ٹھنڈا مشروب لے کر آتے ہیں اور مُردے اس مشروب کو پینے کے لئے قبروں سے نکل آتے ہیں عنبر قبرستان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور آسمان سے فرشتوں کے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔

○

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

قبر کھل گئی

رات بڑی اندھیری تھی۔

آسمان پر چاند کہیں نہیں تھا۔ قبروں پر اندھیرا چھایا تھا۔ ہوا چلتی تو سوکھی گھاس سرسرانے لگتی۔ عنبر درخت کے نیچے ایک ایسی جگہ بیٹھا تھا جہاں اسے قبرستان کی ساری قبریں نظر آ رہی تھیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ اچانک آسمان سے روشنی کی ایک لکیر اتر کر قبرستان پر پڑی۔ اس روشنی کی لکیر نے ایک سیڑھی کی شکل اختیار کر لی اور پھر اس سیڑھی پر کچھ نورانی شکلوں والے فرشتے سفید کپڑوں میں ملبوس شربت کی صراحیاں لے کر اتر کر قبرستان میں آ گئے۔ قبرستان میں آتے ہی ایک فرشتے نے آواز دی،

"اٹھو قبروں میں سونے والے نیک لوگو شربت پیو اور اپنی پیاس بجھاؤ۔"

تمام قبریں کھل گئیں اور ان میں سے مردے باہر نکل کر بیٹھ گئے۔ فرشتے شربت کی صراحیاں لے کر ان کے پاس جاتے اور انہیں ٹھنڈا میٹھا شربت پلاتے۔ عنبر نے

دیکھا کہ ایک قبر کے پاس ایسا مُردہ بھی بیٹھا تھا کہ جس کو کوئی فرشتہ شربت نہیں پلا رہا تھا۔ فرشتے صراحی لے کر اس کے قریب سے گزرتے تو وہ شربت پینے کے لئے اپنا پیالہ آگے بڑھاتا مگر فرشتے صراحی دور ہٹا لیتے اور اسے شربت پلائے بغیر چلے جاتے۔ عنبر کو اس مردے کی حالت پر بڑا ترس آیا۔ مگر وہ اس وقت اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا۔ اسے جیسے کسی نے باندھ رکھا تھا۔ جب فرشتے ایک بدقسمت مُردے کے سوا باقی سب کو شربت پلا کر واپس چلے گئے تو مردے بھی اپنی اپنی قبروں میں واپس چلے گئے اور قبریں بند ہو گئیں۔

اب عنبر اٹھ سکتا تھا۔ وہ اٹھ کر پیاسے مُردے کی قبر پر گیا اور اس نے آواز دی:

"اے بدقسمت انسان! تو نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو پیاسا ہے اور آسمان کے شربت سے محروم ہو گیا ہے۔ تیرے سب ساتھی اپنی پیاس بجھا گئے ہیں مگر تیری قسمت میں ایک بوند بھی نہیں ہے؟"

اس پر قبر سے آواز آئی:

"میرے بھائی! میں کئی سال سے قبر میں پیاسا پڑا ہوں خدا کا شکر ہے کہ تو نے آ کر میرا حال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوچھا۔ سن! میرا نام کاشغانیؒ ہے۔ میں شہر تھیانگ کا بہت امیر سوداگر تھا۔ میری دولت کا کوئی شمار نہیں تھا۔ میری شاندار حویلی کے دو تہہ خانے قیمتی جواہرات اور سونے کے سکوں سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر میں بہت کنجوس تھا۔ مجھے سوائے اپنی دولت کے اور کسی سے محبت نہیں تھی۔ ایک روز ایسا ہوا کہ میں اپنے مکان کے باہر چاندی کی چارپائی پر بیٹھا سیب کھا رہا تھا کہ ایک عورت اپنے بھوکے بچے کو لے کر میرے دروازے پر آئی اور اس نے روتے ہوئے فریاد کی کہ اس کا بچہ دو روز سے بھوکا ہے۔ اسے کچھ کھانے کو دے۔ مجھے اس کی آواز اور رونا اس وقت بُرا لگا میں نے نوکروں سے کہہ کر اس عورت اور اس کے بھوکے بچے کو وہاں سے دھکے دے کر نکلوا دیا۔ اس کے بعد میری کمر میں درد شروع ہو گیا۔ اس درد نے ایسی صورت اختیار کی کہ میں چل پھر بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر میری زبان سوجنے لگی۔ اور میں سوائے پانی یا دودھ کے کچھ نہیں پی سکتا تھا۔ پھر زبان اتنی سوجی کہ میں پانی بھی نہیں پی سکتا تھا اور ایک روز مر گیا۔ تب سے لے کر اب تک میں پیاسا

سے تڑپ رہا ہوں۔ ہر روز رات کو آسمان سے فرشتے آ کر دوسرے مُردوں کو شربت پلاتے ہیں لیکن مجھے ایک قطرہ بھی نہیں پلاتے۔ کئی سال سے میں پیاسا یہاں پڑا ہوا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

گناہگار مُردے نے کہا:

"میرے بھائی! میں اپنے گناہوں پر سخت پچھتا رہا ہوں۔ کاش میں اپنی دولت سے لوگوں کی مدد کرتا اور اس غریب عورت کے بھوکے بچے کو اپنے مکان سے دھکے دے کر نہ نکلواتا۔ اب تو ایسا کر کہ میری حویلی میں جا اور تہہ خانے میں چھپی ہوئی ساری دولت نکلوا کر غریبوں اور یتیموں میں خیرات کرا دے۔ اس کے بعد میرے پاس آنا شاید خدا میرے گناہ معاف کر دے۔"

عنبر نے اس گناہگار مُردے کاشغانیؒ کی حویلی کا پتہ پوچھا اور دن نکلتے ہی اس کی حویلی میں جا پہنچا۔ اس نے کاشغانیؒ کے بیٹے کو سارا ماجرا سنایا اور کہا کہ وہ اپنے باپ کے تہہ خانے کی ساری دولت نکال کر اس کی وصیت کے مطابق غریبوں اور محتاجوں میں خیرات کر دے۔ اس کے بیٹے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے عنبر کو کوئی چور ڈاکو سمجھا اور بولا :

"میں تیری بات کا کیسے اعتبار کر لوں ؟ پہلے مجھے چل کر میرے باپ کو دکھا۔ اگر میں اپنی آنکھوں سے اپنے باپ کو قبرستان میں پیاسا دیکھ لوں تو خیرات کروں گا۔"

عنبر اس کے بیٹے کو لے کر قبرستان میں آ گیا۔ مگر رات کو کوئی فرشتہ آسمان سے شربت لے کر قبرستان میں نہ اترا کوئی مردہ بھی قبر سے نہ نکلا۔ قبرستان پر ساری رات گہرا سناٹا چھایا رہا۔

گناہ گار مردے کے بیٹے نے کہا :

"میں نہ کہتا تھا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ جاؤ اپنا راستہ لو اور خبردار پھر میرے گھر کا رُخ کیا تو بادشاہ کے سپہ سالار کو کہہ کر تجھے قید میں ڈلوا دوں گا۔"

عنبر بڑا حیران تھا کہ جب ایک رات پہلے اس نے اپنی آنکھوں سے قبرستان میں فرشتوں کو اترتے اور مُردوں کو شربت پیتے دیکھا تھا تو اب ایسا کیوں نہیں ہو رہا کہیں یہ اس کی آنکھوں کا دھوکہ تو نہیں تھا ؟ عنبر دن کے وقت گناہ گار مردے کی قبر پر گیا اور آواز دے کر پوچھا کہ اصل ماجرا کیا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ کیا میں نے جو کچھ قبرستان میں رات کے وقت دیکھا وہ سب میری آنکھوں کا دھوکہ تھا ؟

قبر میں سے گناہ گار کا شناسائی کی آواز آئی۔

"میرے دوست ! قبرستان میں جو کچھ تم نے دیکھا تھا وہ صرف تم ہی دیکھ سکتے تھے۔ عام دنیا والے اسے نہیں دیکھ سکتے۔ میرا بیٹا بھی یہ منظر کبھی نہیں دیکھ سکتا۔"

عنبر نے کہا :

"اگر تم ٹھیک کہتے ہو تو پھر تمہارے بیٹے کو میں کس طرح راضی کروں۔ وہ تمہاری دولت غریبوں میں تقسیم کرنے پر تیار نہیں ہے۔"

قبر میں سے آواز آئی :

"میں جانتا تھا وہ ایسا ہی کرے گا۔ کوئی بات نہیں میرے دوست ! تم ایسا کرو کہ میری قبر پر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر اپنے جسم پر لگا لو۔ ایسا کرنے سے تم کچھ وقت کے لئے غائب ہو جاؤ گے۔ جب تم غائب ہو جاؤ تو سیدھا میرے تہہ خانے میں رات کے وقت جا کر میری ساری دولت نکال کر دوسرے شہر میں لے جانا اور غریبوں میں بانٹ دینا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے سوچا کر چلو میں بھی کچھ دنوں کے لئے غائب ہو کر دیکھ لیتا ہوں۔ پس عنبر نے کاشغائی گناہ گار کی قبر کی مٹی لے کر اپنے جسم سے لگا لی۔ مٹی کے لگاتے ہی عنبر غائب ہو گیا۔ اس نے گناہ گار مردے سے کہا:

"میں غائب ہو گیا ہوں۔ اب میں جاتا ہوں اور تمہاری جمع کی ہوئی دولت محتاجوں میں تقسیم کر کے تمہارے پاس آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر غیبی حالت میں سیدھا گناہ گار مردے کے بیٹے کی حویلی میں پہنچا۔ اس کا بیٹا اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا گانا سن رہا تھا۔ عنبر کو وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔ عنبر سیدھا حویلی کی سیڑھیاں اُتر کر تہہ خانے کی طرف گیا۔ اس نے تہہ خانے کا دروازہ توڑ دیا اور دیکھا کہ اندر چار بڑے بڑے بوروں میں جواہرات اور سونے کے سکے بند پڑے تھے۔ کچھ بوریاں مردے کے بیٹے نے خرچ کر لی تھیں۔ عنبر نے ایک بورا سر پر اٹھایا اور تہہ خانے سے نکل کر حویلی کے صحن میں آ گیا۔ چونکہ وہ خود غائب تھا۔ اس لئے جواہرات کا بورا سر پر اٹھانے کے بعد وہ بورا بھی غائب ہو گیا تھا۔ عنبر نے باری باری تہہ خانے سے سارے جواہرات اور سونے کے سکوں سے بھرے ہوئے بورے نکال کر باہر جنگل میں ایک جگہ رکھ دیئے۔ پھر اس نے دو گھوڑے لئے۔ ان گھوڑوں پر چاروں

لے لادے اور دوسرے شہر کی طرف روانہ ہو گا۔

دوسرے شہر میں جاتے ہی اس نے بوروں کا منہ کھول اور گناہ گار مُردے کی دولت غریبوں محتاجوں اور یتیموں خیرات کرنی شروع کر دی۔ سارا دن وہ خیرات کرتا شام تک اس نے گناہگار مُردے کی ساری دولت غریبوں تقسیم کر دی۔ وہ گھوڑے پر بیٹھ کر واپس قبرستان کی رف چل پڑا۔ رات کے وقت وہ قبرستان میں آ گیا۔ ابھی ھی رات نہیں گذری تھی۔ عنبر اندھیرے قبرستان میں اسی خت کے نیچے بیٹھ گیا۔ جب رات زیادہ تاریک اور ری ہو گئی تو آسمان پر سے روشنی کی ایک لکیر قبرستان میں ر آئی۔ پھر اس روشنی کی لکیر نے سیڑھی کی شکل اختیار ر لی اور پھر اس پر سے اتر کر فرشتے قبرستان میں آ گئے۔ نہوں نے آواز دی اور سارے مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل آئے۔ گناہ گار کاشغائی بھی اپنی قبر سے نکل آیا۔ عنبر سے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ فرشتہ شربت کی صراحی لئے سب سے پہلے اسی کے پاس آیا اور جب گناہ گار کاشغائی نے پیالہ بڑھایا تو فرشتے نے اس کے پیالے میں ٹھنڈا میٹھا شربت ڈالتے ہوئے کہا:

"اے کاشغائی! خدا نے تیری دولت کی خیرات قبول کر لی ہے اور تیرے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو ہر رات جنت سے لایا ہوا شربت جی بھر کر پیا کرے گا۔ تجھے دوزخ ایسی پیاس سے نجات مل گئی ہے۔"

یہ آواز عنبر نے بھی سُنی۔ کاشغانیؒ نے شربت کا پیالہ منہ سے لگایا اور غٹا غٹ پی گیا۔ اس نے شربت کے سات پیالے پیئے اور پھر ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا:

"میرے خدا! میں تیری رحمت کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ تو نے میرے گناہ معاف کر دیئے۔ ورنہ میرے گناہ ایسے تھے کہ اسے دنیا کی ساری دولت خیرات کرنے پر بھی معاف نہیں کیا جا سکتا تھا۔"

پھر وہ سجدے میں گر گیا۔ عنبر غیبی حالت میں قبرستان میں بیٹھا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ جب فرشتے چلے گئے تو عنبر کاشغانیؒ کے پاس آیا اور کہا:

"میں خوش ہوں کہ تمہارا عذاب ختم ہوا اور خدا نے تیری خیرات قبول کر لی۔ تیری پیاس مٹ گئی۔"

کاشغانیؒ نے عنبر کو غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا تھا۔ اس کی طرف مسکرا کر بولا:

"میرے بھائی عنبر! میں تمہارا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اگر تم میرے پاس نہ آتے تو شاید میں صدیوں

تک اس عذاب میں گرفتار رہتا۔ کیونکہ کسی عام انسان کی آنکھ قبرستان میں فرشتوں کو اترتے اور مردوں کو قبروں سے نکلتے نہیں دیکھ سکتی۔ یہ صرف وہی شخص دیکھ سکتا ہے جو دوسرے لوگوں کی خدمت کرتا رہا ہو۔ اب بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے کہا:

"تم اگر مجھے جان گئے ہو تو مجھے میرے بھائی بہنوں یعنی ماریا جولی سانگ کیٹی ناگ اور تھیوسانگ سے ملا دو۔ یا مجھے بتا دو کہ وہ کہاں ہیں؟"

مُردے نے کہا:

"خدائی رازوں میں دخل دینے کی کسی زندہ یا مردہ انسان کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ لیکن تم اس وقت اپنی ایک بہن جولی سانگ کو ڈبی میں بند کر کے لائے ہو جس پر جادو کا اثر ہے۔ اس لئے مجھ پر فرض ہے کہ میں اس بارے میں تمہاری مدد کروں۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہارا شکر گذار ہوں گا۔"

اور اس نے جیب سے وہ ڈبی نکال کر کاشغانی مُردے کے آگے رکھ دی جس میں جولی سانگ بند تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مُردے نے کہا:

"اس ڈبی کو یہاں میری قبر کے قریب ہی زمین میں دفن کر دو۔ جب تم قبرستان سے واپس جاؤ گے تو تمہاری بہن تمہیں مل جائے گی۔ وہ طلسم سے آزاد ہو چکی ہو گی۔"

عنبر نے فوراً لکڑی کی ڈبی زمین کھود کر دبا دی کاشغانی سے پوچھا:

"میں کب تک غائب رہوں گا میرے بھائی؟"

مردہ بولا: "میری قبر کی مٹی ایک بار پھر اپنے جسم سے لگا لو۔ تم نظر آنے لگو گے۔"

عنبر نے ایسا ہی کیا۔ قبر کی مٹی اٹھا کر اپنے جسم لگائی تو وہ پھر سے دکھائی دینے لگا۔ عنبر نے اب دیکھا تو مُردہ غائب تھا اور قبر اپنے آپ بند ہو چکی پھر قبر سے آواز آئی:

"میرے بھائی عنبر! خدا تمہیں خوش رکھے۔ میں اس وقت جنّت میں ہوں۔ میری ایک نصیحت یاد رکھنا۔ کبھی کسی بھکاری کو جھڑکنا مت۔ اگر تیرے پاس کچھ ہو تو بھوکے کو کھانا کھلا دینا۔ اب تو جا۔ قبرستان کے دروازے پر تیری بہن تیری راہ دیکھ رہی ہے۔"

عنبر نے خدا حافظ کہا اور دیکھا کہ دن نکل آیا تھا۔ دن کی روشنی میں قبریں صاف نظر آ رہی تھیں۔ ساری کی ساری قبریں بند تھیں۔ ان کو دیکھ کر ذرا شک نہیں ہوتا تھا کہ یہ رات کو کھل جاتی ہیں اور فرشتوں سے اپنا رزق حاصل کرتی ہیں۔ عنبر دن کی روشنی میں قبرستان کے دروازے کی طرف چلا۔ جب وہ قبرستان کے پرانے دروازے سے باہر نکلا تو اسے جولی سانگ کی تیز خوشبو آئی۔ اس نے بے اختیار جولی سانگ کو آواز دی۔ ایک طرف جولی سانگ کھڑی اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ عنبر آگے بڑھ کر جولی سانگ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا:

"خدا کا شکر ہے تجھے پھر سے اصلی حالت میں دیکھا اور تو واپس آ گئی۔"

جولی سانگ بولی:

"عنبر بھائی! میں بھی خوش ہوں کہ تم سے دوبارہ آن ملی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں کہاں تھی بس ایسے لگا جیسے ہوا میں اڑی جا رہی ہوں۔ پھر کسی نے مجھے یہاں زمین پر اتار دیا۔ ناگ مادیا کیٹی اور تھیوسانگ کہاں ہیں؟ کیا ان کا کچھ پتہ چلا تمہیں؟"

عنبر بولا: "تم مل گئی ہو تو خدا نے چاہا تو وہ بھی

COURTESY BOOKSFREE.PK

مل جائیں گے۔ آؤ یہاں سے باہر نکلتے ہیں۔"
جولی سانگ عنبر کے ساتھ ساتھ شہر کو جانے وال
پکی سڑک پر چلنے لگی۔ اس نے پوچھا:
"یہ کون سا ملک ہے عنبر بھیا؟"
عنبر نے اسے بتایا کہ یہ ملک چین کا شہر کیتھ
ہے۔ اور ہم ملک چین میں ہیں۔
جولی سانگ بولی:
"آؤ یہاں سے کسی دوسرے شہر کی
طرف چل کر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کو
تلاش کرتے ہیں۔ کیونکہ اس شہر میں تو ان میں
سے کسی کی خوشبو نہیں ہے۔"
جولی سانگ اور عنبر جب شہر سے گذرنے لگے تو
اچانک ایک شخص نے اسے دیکھ کر شور مچا دیا۔ "پکڑو
پکڑو۔ یہ وہ شخص ہے جو کاشغائی کے بیٹے کومی سان
کا خزانہ تہہ خانے سے نکال کر لے گیا ہے۔" سارے شہر
میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ کاشغائی کے بیٹے کا خزانہ
اس کی حویلی سے گم ہو گیا ہے اور شبہ ایک نوجوان عنبر
پر کیا جاتا ہے جو چند روز پہلے وہاں اس غرض سے آیا
تھا کہ کاشغائی کا خزانہ غریبوں میں بانٹ دیا جائے۔
لوگوں نے عنبر اور جولی سانگ کو پکڑ کر کوتوال کے

سامنے پیش کر دیا۔ وہاں خزانے کا مالک یعنی کاشغائی
بیٹا کومی سان بھی آ گیا۔ اس نے عنبر کو فوراً پہچان
اور کوتوال سے کہا:
"جناب یہی وہ شخص ہے جو میرے پاس میرا
خزانہ لینے آیا تھا۔ جب میں نے دینے سے
انکار کر دیا تو یہ راتوں رات میرا خزانہ اڑا
کر لے گیا۔"
کوتوال نے عنبر سے پوچھا:
"سچ سچ بتا دو کہ تم نے خزانہ کہاں رکھا ہے
ورنہ تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ یاد کرو گے۔"
عنبر نے کہا:
"خزانہ جس کا تھا اس کے پاس پہنچا دیا گیا ہے
اس خزانے کا تعلق کومی سان سے نہیں بلکہ
اس کے مرحوم باپ کی روح سے تھا اور اس
کے باپ کی روح کو اس کی امانت مل گئی ہے۔"
اس پر کوتوال نے غصے میں آ کر سپاہیوں سے کہا:
"اس نوجوان ڈاکو اور اس کی بہن کو شہر کے
دروازے سے الٹا لٹکا دو۔ ابھی بتا دیں گے کہ
خزانہ کہاں چھپایا ہے انہوں نے۔"
عنبر نے عین اس وقت جولی سانگ کی طرف دیکھا اور کہا،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جولی سانگ! میرا خیال ہے پہلے تم ذرا ان کی
خبر لو۔ بعد میں ضرورت پڑی تو میں بھی میدانِ
جنگ میں کود پڑوں گا۔"

جولی سانگ اور عنبر کی طرف چھ سات سپاہی انہیں گرفتار کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے۔ جولی سانگ نے ان کی طرف گھور کر دیکھا۔ اس کی آنکھ میں سے نیلی روشنی نکل کر ایک دھماکے کے ساتھ ان سپاہیوں پر پڑی اور وہ پرزے پرزے ہو کر فضا میں بکھر گئے۔ وہاں طوفان مچ گیا۔ کوتوال نے تلوار نکال لی۔ جولی سانگ نے دونوں آنکھوں کو کوتوال پر مرکوز کیا اور اسے فضا میں پچاس فٹ بلند کر دیا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ کوتوال دھڑام سے پچاس فٹ کی بلندی سے زمین پر گرا اور اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ باقی سپاہی خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ جولی سانگ نے کوتوال کے دفتر پر آنکھ کی نیلی شعاع ڈالی۔ دفتر کی عمارت ایک دھماکے سے پھٹ گئی اور اسے آگ لگ گئی۔

عنبر نے جولی سانگ سے کہا:

"بس! ان کے لئے اتنی سزا ہی کافی ہے۔"

اور پھر عنبر اور جولی نے وہاں سے دو گھوڑے پکڑے اور ان پر سوار ہو کر سیدھے کاتشغائی کی حویلی میں پہنچے۔

سان بھاگ کر پہلے ہی وہاں آ گیا تھا۔ عنبر اور جولی
ل کو دیکھ کر وہ ڈر گیا۔

عنبر نے کہا:

تیرے باپ کا خزانہ عزیبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے
یہ تیرے باپ کی خواہش کے مطابق کیا گیا ہے
اب اگر تم نے کبھی اس خزانے کا نام لیا تو
تیری حویلی کے بھی پرزے اڑا دیئے جائیں گے
جولی سانگ! اس کو ذرا نمونہ دکھا دو۔"

جولی سانگ نے حویلی کی ایک کوٹھڑی کو غور سے دیکھا
ں کی آنکھ سے نیلی شعاع نکل کر کوٹھڑی پر پڑی تو
یک دھماکہ ہوا اور کوٹھڑی ایسے اُڑ گئی جیسے اس پر
کسی نے بم گرایا ہو۔ کوی سان نے ہاتھ باندھ لیے اور
لا: مجھے معاف کر دو۔ میں پھر کبھی اپنے باپ کے
خزانے کا نام نہیں لوں گا۔"

عنبر مسکرا کر بولا:

"اب آ گئے ہو تم سیدھی راہ پر۔"

اور وہ جولی سانگ کو ساتھ لے کر چین کے شمال
کی جانب روانہ ہو گیا۔ ان دونوں کو بالکل معلوم نہیں
تھا کہ کیپٹن ناگ ہتیوسانگ اس وقت چین کے شمال میں
دیوار چین پر موجود ہیں اور ماریا کو جھینگو بدروح سے نجات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دلانے کے لیے جتن کر رہے ہیں۔ ہم جولی سانگ اور
عنبر کو یہیں چھوڑتے ہیں اور شمال میں دیوار چین پر آتے
ہیں۔ وہاں ناگ اور کیٹی اور تھیوسانگ ہر روز دیوار چین
کے ایک دروازے کی سیر کرنے جاتے تھے۔ ابھی ایک دن
باقی تھا۔ سات روز پورے نہیں ہوئے تھے۔ بوڑھا
چینی ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں عورت کے بت
کے آگے بیٹھا ساتویں دن کا انتظار کر رہا تھا۔ پانچ سو
سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی اس نے عورت
کے بت کے آگے زمین میں دفن کر دی ہوئی تھی۔ چھٹے
روز ناگ کیٹی اور تھیوسانگ دیوار چین کے دروازے
کی سیر کرتے ہوئے ایک جگہ پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ایک
چینی لڑکی کا بت دیوار سے لگا تھا۔

ناگ نے کہا:

"اس کے نیچے کیا لکھا ہے؟"

کیٹی نے جھک کر قدیم چینی زبان میں لکھی ہوئی تحریر
پڑھی۔ وہاں لکھا تھا۔

"یہ تانیا کا بت ہے۔ تانیا بادشاہ کی سب سے
خوبصورت کنیز تھی۔ بادشاہ کے حکم سے تانیا کو
زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کی لاش کو پتھر
بنا کر یہاں لگا دیا گیا کہ دیوار چین دشمن کے

حملوں سے محفوظ رہے۔"

کیٹی تانیا کے خوبصورت بت کو غور سے دیکھ رہی
تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تانیا کا بت بھی
اپنی نیلی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔

تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیٹی! تم کن خیالوں میں کھو گئی ہو؟"

کیٹی نے چونک کر کہا:

"میں دیکھ رہی تھی کہ تانیا کتنی خوبصورت ہو گی۔"

تھیوسانگ اور ناگ بت کے پیچھے ہو کر زمین پر
پڑے نیلے نیلے پتھروں کو دیکھنے لگے۔ کیٹی تانیا کے
بت کے قریب آ گئی۔ اسے جیسے تانیا کا بت اپنی طرف
کھینچ رہا تھا۔ پھر کیٹی کو ایسا نظر آیا جیسے تانیا کا بت
اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا ہو۔ کیٹی بھی مسکرائی۔ پھر جیسے
کسی زبردست طاقت کے اثر میں آ کر کیٹی نے اپنا ہاتھ
بت کی طرف بڑھایا۔ تانیا کے بت نے بھی اپنا ہاتھ کیٹی
کی طرف بڑھایا اور پھر کیٹی کا ہاتھ بت نے اپنے ہاتھ
میں لے لیا۔ تھیوسانگ اور ناگ بت کے پیچھے زمین
پر بیٹھے نیلے پتھروں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ان
کی پیٹھ کیٹی کی طرف تھی۔ کیٹی نے تانیا کے بت کا ہاتھ
اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ تانیا کے بت کا ہاتھ کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نازک لڑکی کے ہاتھ کی طرح نرم تھا۔

پھر کیٹی کو محسوس ہوا کہ وہ بہت ہلکی پھلکی ہو گئی ہے اور اس کا کوئی وزن یا بوجھ نہیں رہا۔ تانیا کے بت نے کیٹی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اپنے ساتھ لگا لیا۔ تانیا کے بت کے سینے سے لگتے ہی کیٹی اس کے اندر گم ہو گئی۔ اب وہ تانیا کے بت کے اندر سما چکی تھی۔ ایک پل کے لئے وہ نیم بے ہوش ہو گئی۔ اتنے میں تھیوسانگ اور ناگ اٹھ کر بت کے سامنے آئے تو انہیں کیٹی دکھائی نہ دی۔ وہ سمجھے کہ وہ ڈیوڑھی کے باہر دیوار چین کی کشادہ سڑک پر کہیں ادھر اُدھر ہو گی۔ وہ دونوں باتیں کرتے ڈیوڑھی سے نکل کر باہر آئے تو کیٹی کہیں نہیں تھی۔ دیوار چین کی کشادہ دیوار دور تک خالی اور ویران تھی۔ ناگ نے تعجب سے کہا: "کیٹی کہاں چلی گئی؟" تھیوسانگ جواب دینے کی بجائے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ دیوار کے دوسرے کنارے پر آ کر منڈھیر سے دیوار کی دوسری جانب پہاڑی ڈھلانوں اور گہری وادی میں تکنے لگے۔ کیٹی وہاں بھی نہیں تھی۔ اب تو وہ پریشان ہو کر واپس ڈیوڑھی کی طرف بھاگے۔ ڈیوڑھی بھی خالی تھی۔ تانیا کا بت اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا تھا۔

"یہ ہے خدایا۔ یہ کیٹی اچانک کہاں غائب ہو گئی؟" ناگ نے کہا۔

تھیوسانگ ڈیوڑھی سے باہر آتے ہوئے بولا: "میرا خیال ہے وہ ڈیوڑھی سے نکل کر اس طرف گئی تھی۔"

ناگ بھی ڈیوڑھی سے باہر آ گیا۔ انہوں نے سارا علاقہ چھان مارا۔ کیٹی کو آوازیں بھی دیں مگر کیٹی کہیں نظر نہ آئی۔

ناگ نے تھیوسانگ سے کہا:

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں پہاڑیوں میں جا کر دیکھتا ہوں۔"

اور ناگ نے سانس کھینچ کر سیاہ عقاب کا روپ بدلا اور فضا میں اڑتا ہوا دیوار کی دوسری طرف پہاڑی وادیوں اور گہرے کھڈ نالوں میں اتر گیا اور جگہ جگہ اڑ کر کیٹی کو ڈھونڈنے لگا۔ اس نے ارد گرد کا سارا پہاڑی علاقہ کھنگال ڈالا۔ مگر کیٹی تو ایسے غائب ہو گئی تھی جیسے اسے زمین کھا گئی ہو۔ ناگ تھیوسانگ کے پاس واپس آ گیا۔ اس نے انسانی شکل بدلی اور تھیوسانگ سے کہا:

"میں ادھر ہر جگہ دیکھ آیا ہوں۔ کیٹی کا کہیں پتا سراغ نہیں ملا۔ وہ کہاں جا سکتی ہے؟"

تھیوسانگ سوچنے لگا پھر ڈیوڑھی کی طرف دیکھ کر بولا: "مجھے یقین ہے وہ ڈیوڑھی میں ہی غائب ہوئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک بار پھر ناگ اور تھیوسانگ لپک کر ڈیوڑھی میں آ گئے۔ ڈیوڑھی میں سوائے تانیا کے بُت کے اور کوئی بھی نہیں تھا۔ تانیا کا بت خاموش کھڑا تھا۔ مگر بُت کے چہرے پر ایک عجیب سی اطمینان کی جھلک نمایاں تھی جو کوئی بھی نہیں پہچان سکتا تھا۔ ناگ نے تانیا کے بُت کو غور سے دیکھا۔ پھر اس کے جسم کو ہاتھ لگایا۔ تانیا کا جسم پتھر کی طرح سخت تھا اس بُت کے اندر کیٹی کا ہیولا ایک نظر نہ آنے والی روح کی طرح گھل مل گیا تھا مگر کیٹی بے ہوش تھی۔ اسے کچھ ہوش نہیں تھی کہ وہ کہاں ہے۔

تھیوسانگ نے کہا:

"اس بُت کا کیٹی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ناگ؟ یہ تو پتھر کا بُت ہے۔"

ناگ نے جواب دیا:

"ممکن ہے اس بُت کی وجہ سے کیٹی پر کوئی جادو چل گیا ہو اور وہ غائب کر دی گئی ہو۔"

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کہاں تلاش کریں؟

ناگ ابھی تک تانیا لڑکی کے بُت کو غور سے دیکھ رہا تھا اور اس کے جسم پر ہاتھ پھیر کر کوئی کل پرزہ تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ شاید وہاں سے بُت نے کیٹی پر کوئی جادو کر دیا ہو۔ مگر اسے کچھ نہ ملا۔ تھیوسانگ

نے بھی قریب آ کر بُت کو غور سے دیکھا اور بولا:

"اس بُت میں مجھے اس کے سوائے کچھ نظر نہیں آتا کہ محض ایک پتھر کا ہزاروں برس پرانا بُت ہے۔"

ناگ ٹھنڈا سانس بھر کر بولا:

"ماضی میں ایسے بُت ہم پر جادو کرتے رہے ہیں اس لئے میں اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ جادو کا بُت نہیں ہے۔"

یہاں ناگ بھی دھوکا کھا گیا تھا۔ اسے معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ کیٹی اسی تانیا لڑکی کے بُت کے اندر ہے۔ اسے معلوم بھی کیسے ہو سکتا تھا۔ کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی بُت کے اندر بے ہوش تھی۔ وہ ناگ کو آواز بھی نہیں دے سکتی تھی۔ تھیوسانگ نے ڈیوڑھی سے باہر آ کر گہرا سانس کھینچا اور بولا:

"کیٹی کی خوشبو بھی ایک دم سے غائب ہو گئی ہے۔"

ناگ بھی ڈیوڑھی سے باہر آ گیا۔ آسمان کا رنگ سیاہی مائل ہو رہا تھا۔ شام ڈھل رہی تھی۔ رات اپنا سیاہ آنچل پھیلا رہی تھی۔ ناگ اداس ہو گیا۔ کیٹی کے اس طرح اچانک گم ہو جانے سے اس کا دل بوجھل ہو گیا تھا۔ اس نے سانس بھر کر تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ! جس طرح کہ ہمارے ساتھ پہلے بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس قسم کے حادثے ہوا کرتے ہیں اسی طرح اب بھی ہمارے ساتھ یہ حادثہ گذر گیا ہے۔ کیٹی واقعی کسی طلسم کے اثر کی وجہ سے غائب ہو گئی ہے! بہتر یہی ہے کہ ہم واپس بوڑھے چینی کے پاس جا کر ماریا کو واپس لانے کا عمل شروع کریں۔"

وہ دونوں بوڑھے چینی کے پاس آ گئے۔ جب انہوں نے اسے کیٹی کے بارے میں بتایا کہ وہ بھی غائب ہو گئی ہے اور بوڑھے چینی کو یقین نہ آیا۔ وہ بار بار کہہ رہا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے سامنے کیٹی گم ہو جائے اور تم اسے بچا نہ سکو۔"

اسے کیا معلوم کہ ایسا ان کے ساتھ اکثر ہوتا رہتا تھا اور وہ کچھ نہ کر سکتے تھے یہ زمانے کے حادثات اور تقدیر کے چکر تھے جن میں سے وہ گذر رہے تھے۔ ناگ نے یہ کہہ کر بوڑھے چینی کو تسلی دی کہ کیٹی بہت جلد ان کے پاس آ جائے گی:

"پہلے ہمیں ماریا کو واپس لانے کی طرف دھیان دینا چاہیے۔" بوڑھا چینی بت کی طرف دیکھ کر بولا:

"آدھی رات کو کوئی کرامت ظہور میں آئے گی بوڑھی چینی عورت کا حساب کبھی غلط نہیں ہوتا ہم نے سانپ کی کھوپڑی دبا دی ہے۔ اب ماریا بیٹی ہمیں ضرور واپس

مل جائے گی۔"

رات گذرتی چلی گئی۔ جب آدھی رات گذر گئی تو ناگ، تھیوسانگ اور بوڑھا چینی ڈیوڑھی کے بت سے ذرا ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھیں بت کے نیچے اس جگہ پر لگی ہوئی تھیں جہاں انہوں نے سانپ کی کھوپڑی دبا رکھی تھی۔ رات اس قدر خاموش تھی کہ ان لوگوں کو ایک دوسرے کے سانس کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ ہوا بالکل بند تھی۔ آسمان پر چاند کہیں نہیں تھا۔ یہ بڑی اندھیری اور سنسان رات تھی۔ آسمان پر ستارے بھی رُک رُک کر چمک رہے تھے۔ اچانک انہیں ایسی آواز سنائی دی جیسے دور سے بادلوں کی گرج ان کی طرف بڑھ رہی ہو۔ یہ گرج پہلے دور سے سنائی دے رہی تھی پھر یہ قریب آتی گئی۔ پھر بادل زور سے گرجتے ہوئے ان کے اوپر سے گذر گئے۔ یہ بادل نہیں تھے بلکہ بادل کی آواز تھی جو طوفان کی طرح شور مچاتی گرجتی ہوئی ان کے اوپر سے گذر گئی اور چاروں طرف ایک بار پھر سناٹا چھا گیا۔ ناگ کچھ بولنے لگا تو بوڑھے چینی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس کے فوراً بعد فضا میں ایک چیخ بلند ہوئی۔ یہ بڑی بھیانک مردانہ آواز تھی۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیوارِ چین کی مورتی

کوئی چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔
"مجھے نہ مارو۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"
اس کے ساتھ ہی کسی دوسرے مرد کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز
کسی بھوت کی لگتی تھی۔
"میں تمہیں ختم کر کے رہوں گا۔ میں تجھے زندہ نہیں
چھوڑوں گا۔"
پھر پہلی مردانہ چیخ دوبارہ بلند ہوئی۔ یہ اس کی آخری چیخ تھی۔
دوسری مردانہ آواز نے کہا:
"ماریا! تو آزاد ہے۔ میں نے جھینگو کی بدروح کا ہمیشہ
کے لئے خاتمہ کر دیا ہے۔"
ناگ تھیوسانگ اور بوڑھا چینی سانس روکے بیٹھے یہ آوازیں
سن رہے تھے۔ اس کے بعد گہری خاموشی چھا گئی۔ اچانک
بُت کے پیچھے سے ماریا کی خوشبو آنا شروع ہو گئی پھر اس
کی آواز سنائی دی:
"ناگ بھیا! تھیوسانگ! میں آ گئی ہوں۔ بابا۔ تم

کیسے ہو؟"
بوڑھے چینی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ اس نے کہا:
"ماریا بیٹی! خدا کا شکر ہے کہ تمہاری آواز سنی۔ دیکھو
میں تمہارے بھائیوں کو بھی ساتھ لے آیا ہوں۔"
ناگ بولا: "ماریا بہن! تم ٹھیک ہو ناں؟"
تھیوسانگ نے بھی ماریا سے اس کی خیریت پوچھی۔
ماریا نے کہا:
"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مجھے ایک بدروح نے جکڑ
لیا تھا۔ چٹان کے ساتھ ٹکراتے ہی اس نے مجھ پر قابو
پا لیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم لوگوں کی کوشش سے
مجھے اس بدروح سے نجات ملی۔ کیپٹ کہاں ہے؟
عنبر اور جولی سانگ کہاں ہیں؟"
ناگ نے کہا: "عنبر اور جولی سانگ کا ابھی تک کچھ
پتہ نہیں چلا۔ کیپٹ ہمارے ساتھ ہی یہاں دیوارِ چین
تک آئی تھی کہ تھوڑی دیر پہلے اچانک غائب
ہو گئی۔"
ماریا نے غمگین آواز میں کہا:
"کاش ایسا نہ ہوتا۔ مگر وہ کہاں اور کیسے گم ہو گئی؟"
پھر اس نے بوڑھے چینی سے کہا:
"بابا! مجھے معلوم ہے آپ نے میرے لئے کتنی تکلیف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اٹھائی اور کیسے کیسے مشکل سفر کیے۔ مجھے سب کچھ معلوم ہو رہا تھا مگر میں بول نہیں سکتی تھی۔ میری اپنی حیثیت ختم ہو گئی تھی۔"

بوڑھا چینی بولا: "بیٹی! میرے لیے یہی سب سے بڑی خوشی ہے کہ تم خیریت سے میرے اور اپنے بھائیوں کے پاس واپس آ گئی ہو۔ اب تم یہ بتاؤ کہ ہم کیٹی کو کہاں تلاش کریں۔ یہ علاقہ دیوار چین کا علاقہ ہے۔"

ماریا نے کہا: "میں جانتی ہوں بابا۔ ناگ اور تھیوسانگ بھائی! تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ کیا ہمیں اسی جگہ رُک کر کیٹی کو تلاش کرنا چاہیے یا کسی دوسرے ملک چلے جائیں"؟

ناگ کہنے لگا: "ابھی عنبر اور جولی سانگ کا بھی ہمیں کچھ علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اس علاقے میں ان میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو نہیں ہے۔ تھیوسانگ! تم اس معاملے میں کیا سوچتے ہو؟"

تھیوسانگ سر کو کھجانے لگا۔ بولا:

"کچھ دیر ہمیں واپس چین کے دارالحکومت کیتھے چل کر رہنا چاہیے۔ وہ بڑا شہر ہے۔ ممکن ہے وہاں عنبر جولی سانگ کا بھی کوئی سراغ مل جائے۔"

بوڑھے چینی نے بھی اس مشورے کو پسند کیا۔ ناگ اور ماریا بھی راضی ہو گئے۔ چنانچہ اگلے دن جب سورج نکلا تو ناگ تھیوسانگ ماریا اور بوڑھا چینی دیوار چین سے نکل کر چین کے سب سے بڑے شہر اور دارالحکومت کیتھے کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس وقت عنبر اور جولی سانگ گھوڑوں پر سوار شمال کی طرف جا رہے تھے۔ ناگ ماریا اور تھیوسانگ شمال سے جنوب کی طرف چلے آ رہے تھے۔

ماریا نے ایک جگہ پہنچ کر کہا:

"میں آگے جا کر دیکھتی ہوں۔ تم لوگ اسی طرح جنگل میں چلتے چلے آؤ۔"

بوڑھے چینی نے ماریا کو تاکید کی کہ وہ اپنا خیال رکھے۔

ماریا مسکرا کر بولی:

"بابا! تم گھبراؤ نہیں۔ ہمارے ساتھ یہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہم مشکلوں مصیبتوں اور خراب حالات میں بھی اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔"

ماریا اڑان بھر کر فضا میں پرواز کر گئی۔ وہ جنگل کے درختوں کے اوپر آ گئی۔ اب اس کے نیچے دور تک جنگل اور چھوٹی بڑی پہاڑیاں وادیاں اور ندی نالے تھے۔ وہ اُن کے اوپر آگے کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ وہ ایک دریا کے اوپر سے گذر کر دوسرے کنارے پر آئی تو ایک دم سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رُک گئی۔ اسے عنبر اور جولی سانگ کی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔ ماریا تیزی سے نیچے آ گئی۔ نیچے آتے ہی خوشبو زیادہ تیز ہو گئی۔ ماریا خوش ہو کر جدھر سے خوشبو آ رہی تھی ادھر کو غوطہ کھا کر پرواز کر گئی۔ تھوڑی ہی دُور اس نے جنگل کی ایک پگ ڈنڈی پر دو گھوڑے آگے پیچھے آتے دیکھے۔ ان گھوڑوں پر عنبر اور جولی سانگ سوار تھے۔ انہوں نے بھی ماریا کی خوشبو کو فضا میں محسوس کر لیا تھا اور وہیں رُک گئے تھے۔ جب عنبر کو ماریا کی خوشبو بہت قریب محسوس ہوئی تو اس نے پکار کر کہا:

"ماریا! یہ تم ہو کیا؟ تم آ گئی ہو؟"

ماریا نے ہنس کر کہا:

"جب میری خوشبو آ رہی ہے تو میرے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ خوش آمدید میرے بھائی عنبر اور بہن جولی سانگ۔"

جولی سانگ نے خوش ہو کر کہا:

"ماریا بہن! تمہاری آواز سن کر دلی خوشی ہوئی ہے ناگ کیٹی اور تھیوسانگ بھائی کہاں ہیں؟"

ماریا نے کہا: "تھیوسانگ بھائی اور ناگ پیچھے آ رہے ہیں۔"

عنبر نے فکر مند ہو کر پوچھا:

"اور کیٹی کہاں ہے؟"

پھر ماریا نے عنبر اور جولی سانگ کو کیٹی کے اچانک غائب ہو جانے کا واقعہ سنا دیا۔ عنبر اور جولی سانگ ایک لمحے کے لئے اداس ہو گئے۔ ماریا دریا کنارے ان کو لے کر اُتر گئی۔ دونوں نے ایک دوسروں کو اپنے اپنے ساتھ گذرے ہوئے بھیانک واقعات سنائے۔ اتنے میں ناگ اور تھیوسانگ بھی بوڑھے چینی کے ساتھ دریا پار کر کے آگے۔ بوڑھے چینی کو دیکھ کر جولی سانگ بہت خوش ہوئی۔ عنبر سے بھی بوڑھے چینی کا تعارف کرایا گیا۔

وہ سب ایک دوسرے کو مل کر بے حد خوش تھے کیٹی کا فکر لگا تھا۔ کیٹی کو یاد کر کے وہ اداس بھی تھے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ وہ اس کو دوبارا پانے کی اس کا سراغ لگانے کے بارے میں بھی سوچ بچار کر تھے۔ کافی دیر آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد عنبر نے انہیں یہی مشورہ دیا کہ ہم سب کو واپس اسی جگہ دیوار چین کے پاس جا کر کیٹی کے واپس آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ عنبر کہہ رہا تھا،

"ہو سکتا ہے جہاں سے کیٹی غائب ہوئی ہے وہیں سے وہ کسی وقت اچانک نمودار ہو جائے۔ وہاں ہمیں نہ پا کر پھر وہ بڑی پریشان ہو گی۔ اس لئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں فوراً واپس دیوارِ چین کے اس دروازے کی
ڈیوڑھی میں چلنا چاہیئے جہاں کیٹی غائب ہوئی تھی۔
پس یہ سب بہن بھائی اور دوست واپس دیوار چین
کی طرف روانہ ہو گئے۔ شام تک وہ دیوار چین کے اس
دروازے کی ڈیوڑھی میں پہنچ گئے جس کے اندر چینی کنیز تانیا
کا بُت لگا تھا اور جہاں کیٹی غائب ہو گئی تھی۔ ماریا فوراً
پتھر کے بُت کے اندر چلی گئی۔ تانیا کے بُت نے ایک غیر
عورت کو اپنے اندر آتے محسوس کیا تو غصّے سے کانپنے لگی کہ اس
عورت کو اس کے اندر آنے کی کیسے جرأت ہوئی مگر وہ خاموش
کیونکہ ابھی تک کیٹی اس کے اندر ہی تھی اور اسے ہوش
ماریا تھا۔ پھر اس خیال سے کہ یہ لوگ اس پر جادو
جب واپس نہ نکال لیں تانیا کی روح نے کیٹی کو اپنی
ہو رہ سمیٹا اور وہاں سے پرواز کر گئی۔ روح کی اس
و ناگ عنبر تھیوسانگ نہیں دیکھ سکتے تھے لیکن ماریا بھی
اسے نہ دیکھ سکی۔ تانیا کیٹی کو لئے دیوار چین کے پار سمرقند
بخارا کی طرف نکل گئی۔

اس زمانے میں سمرقند و بخارا پر ایک ظالم اور جابر
منگول جرنیل حکومت کرتا تھا جس کے ہاتھوں رعایا بہت
تنگ تھی۔ منگول جرنیل نے حکم دے رکھا تھا کہ شہر میں
جو بھی مسافر داخل ہو اسے دربار میں پیش کیا جائے۔ منگول

ل بادشاہ خود مسافر سے پوچھ گچھ کرتے کہ وہ کون ہے اور
رقند میں کیوں آیا ہے اور کتنے دن ٹھہرے گا۔ اگر مسافر
پاس زیادہ قیمتی سامان ہوتا تو منگول بادشاہ جرنیل اسے
ں لیتا تھا۔ اگر بدقسمتی سے شہر میں داخل ہونے والے مسافر
پاس کچھ نہ ہوتا تو اس مسافر کو وہیں ہلاک کر دیا جاتا
مگر تانیا تو ہزاروں برس پرانے ایک ایسے بادشاہ کی کنیز
جس نے اسے زہر دے کر ہلاک کر کے پتھر کا بُت بنا
ا تھا اور خود بھی مر کھپ چکا تھا۔ وہ بادشاہ بھی سمرقند بخارا
حکومت کیا کرتا تھا مگر اس کے محلات موجودہ سمرقند و بخارا
ے منگول بادشاہ کے محلات سے دور ایک پہاڑی کے
پر تھے اور اب کھنڈر بن چکے تھے۔ ادھر کبھی کوئی نہیں
جاتا تھا۔ تانیا کیٹی کو لے کر ان کھنڈروں میں آ گئی۔ اس
کھنڈر کے نیچے ایک بند تہہ خانہ تھا جس میں ایک قبر کے
اوپر ایک چراغ ہزاروں سال سے جل رہا تھا۔ آپ ضرور
حیران ہوں گے کہ ایک چراغ ہزاروں سال تک کیسے روشن
رہ سکتا ہے! لیکن ہم آپ کو تاریخ کے حوالوں سے
بتاتے ہیں کہ ایسے چراغ پرانے روم اور یونان میں قبروں
میں اکثر جلائے جاتے تھے۔ بعد میں کھدائی کرنے والوں کی
چھیڑ خانی سے یہ چراغ ٹوٹ کر بجھ گئے۔ قدیم روم کے
باشندوں کا خیال تھا کہ موت کے بعد ایک تاریک رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس کو روشن رکھنے کے لئے ایک ایسے چراغ کی ضرورت ہے جو ہمیشہ روشن رہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ اصول بنا لیا کہ ہر قبر میں ایک چراغ رکھ دیا کرتے تھے۔ یہ چراغ شیشے کے ایک مرتبان میں ہوتا اور بغیر تیل اور ہوا کے جلتا رہتا تھا۔ چند برس ہوئے لاہور کے شاہی قلعے کی کھدائی کرتے ہوئے ایک کمرہ دریافت ہوا جہاں ایک ایسا حمام پایا گیا جس کے نیچے ایک چراغ کی لاٹ ابھی تک جل رہی تھی۔ آثار قدیمہ کے آدمی اس جلتے ہوئے چراغ کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ صدیوں سے بند ایک کمرے میں یہ چراغ تیل اور ہوا کے بغیر کیسے جلتا رہا ہے مگر مغل انجینئر اس راز سے واقف تھے جو قدیم رومن کے لوگوں سے ہوتا ہوا ان تک پہنچا تھا۔ پھر کسی کی غلطی سے لاہور کے شاہی قلعے والا یہ چراغ بجھ گیا اور پھر اسے کوئی نہ جلا سکا۔

ایک انگریز تاریخ دان ولیم کیمڈن نے ۱۵۸۲ عیسوی میں شائع ہونے والی اپنی ایک کتاب "برطانیہ" میں لکھا ہے کہ گذشتہ برسوں میں جب بہت سے کھنڈروں کو کھودا جا رہا تھا تو اس وقت ایک قبر میں چراغ پایا گیا جو کئی سالوں سے جل رہا تھا۔ اس چراغ میں تیل کی جگہ پگھلا ہوا سونا تھا۔ سینٹ آگسٹائن نے سن ۳۸۴ عیسوی میں ایک کتاب

میں حسن کی دیوی وینس کے مندر میں ہمیشہ جلنے والے ایک ایسے چراغ کا ذکر کیا ہے جو کھلی ہوا میں رکھا رہتا تھا اور جس پر بارش اور تیز ہوا کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ جلتے رہنے والے چراغ کی ایک تازہ مثال ۱۸۴۰ عیسوی میں سپین کے مقام قرطبہ میں ایک رومن خاندان کی قبریں ہیں کہ وہاں ایک چراغ شیشے کے مرتبان میں بند صدیوں سے جل رہا تھا۔ سائنس دان اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ قدیم زمانے کے سائنس دان لوگ میتھل نائٹریٹ سے واقف تھے۔ اس مادے کو مرتبان میں کمپریس کر کے یعنی ہوا کے شدید دباؤ کی حالت میں روشن کیا جاتا تھا۔ وہ لوگ ہوا کو رقیق کر کے یعنی مائع کی حالت میں بنا کر اس میں نائٹریٹ پیئر اور جیلٹین کے مرکب کو ملا دیتے تھے اور پھر کسی بیکٹریا کی مدد سے اس کو قابل عمل بنا دیا جاتا تھا اور یہ چراغ ہزاروں برس تک روشن رہتا تھا۔

دوستو! آپ کو شاید یقین نہ آئے مگر میں نے جن کتابوں اور مورخوں کے حوالے دیئے ہیں وہ میں نے بھی لندن اور امریکہ میں چھپی ہوئی تازہ ترین کتابوں سے لے کر لکھے ہیں۔ آپ جب بڑے ہوں گے تو خود ان کتابوں کو پڑھ کر معلوم کریں گے کہ قدیم زمانے کے لوگ ان پڑھ نہیں تھے۔ وہ بہت تہذیب یافتہ تھے اور بعض معاملات

COURTESY WWW.POFBOOKSFREE.PK

میں ہم سے آگے تھے۔ مثلاً مصر کے حکیم مردوں کے جسم
کو ہمیشہ صحیح سالم رکھنے کے لئے ان پر جو مومیائی لگاتے
تھے اور ان کے پیٹ میں جو دوائیاں اور مصالحے بھرتے
تھے ان کے بارے میں ہمارے آج کے سائنس دان بھی معلوم
نہیں کر سکے کہ وہ کیا دوائیاں اور مرکبات تھے۔ صرف چند
ایک کا ہی ہمارے سائنس دانوں کو علم ہو سکا ہے۔
اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان
کو ہر دور میں علم و فضل سے نوازا ہے۔

اب ہم اپنی کہانی کی طرف لوٹتے ہیں۔ تانیا کی روح
بے ہوش کیٹی کو لے کر سمرقند کے قدیم محلات کے کھنڈر
کے ایک تہہ خانے میں آ گئی جہاں ایک قبر کے اوپر
ہزاروں برس سے ایک چراغ جل رہا تھا۔ یہ بھی اسی
قسم کا چراغ تھا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہ چراغ قبر
کے اوپر شیشے کے ایک گول مرتبان میں بند تھا اور اس
کی لَو بالکل سیدھی تھی اور روشنی دے رہی تھی۔ تانیا نے اس
چراغ کو بالکل ہاتھ نہ لگایا۔ کیوں کہ اس کے نیچے لکھا تھا۔

"خبردار! اس چراغ کے ساتھ کوئی بھی چھیڑ خانی نہ
کی جائے۔ ورنہ یہ بجھ جائے گا اور موت کی رات
پھر سے اندھی اور اندھیری ہو جائے گی۔"

اس تہہ خانے میں قبر کے سرہانے کی جانب سے

خفیہ راستہ دوسری طرف ایک سرنگ میں جاتا تھا۔
کیٹی کو لے کر اس تاریک سرنگ میں سے گزر کر سرنگ
دوسرے کندے پر آئی تو وہاں ایک دروازہ تھا جو
ر تھا۔ تانیا نے اس دروازے پر کھڑے ہو کر قدیم چینی
ان میں کہا:

لوکاشی دروازہ کھولو۔ میں آ گئی ہوں:

ایک چرچراہٹ کے ساتھ قدیم کھنڈر کا دروازہ کھل گیا
سامنے ایک ایسی بھیانک چہرے والی بوڑھی چینی عورت
کھڑی تھی کہ جس کے سر کے بال جھاڑیوں کی طرح اگے تھے۔
جھریوں بھرے چہرے پر زرد پیلی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی
تھیں۔ چہرے کی ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں۔ سامنے والا ایک
نکیلا دانت باہر آ کر نکلے ہوئے ہونٹ پر ٹکا ہوا تھا۔
اس نے کالے رنگ کا لمبا چولا پہن رکھا تھا اور گلے
میں ریچھ کے پنجوں کی مالا تھی۔ اس نے تانیا کی طرف
دیکھا اور پھر دھیمی دھیمی غراہٹ والی آواز میں کہا:

"تم آ گئی ہو؟ کیا میری شرط پوری کر کے آئی ہو؟"

تانیا نے کہا:

"ہاں لوکاشی! میں نے تیری شرط پوری کرنے کے
لئے ہزاروں برس تک انتظار کیا۔ میں پتھر کا
بُت بن کر دیوار چین کی ڈیوڑھی میں کھڑی اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وقت کا انتظار کرتی رہی کہ کب ایسی عورت میرے
پاس آئی ہے جس کی نشانیاں تم نے بتائی تھیں۔
آخر اب وہ عورت آ گئی اور میں اسے لے کر
تمہارے پاس آ گئی ہوں اس عورت کا نام
کیٹی ہے۔"

بدصورت عورت لوکاشی نے دروازہ کھول دیا اور
پیچھے ہٹ گئی۔ تانیا کیٹی کو غیبی حالت میں اپنے ساتھ
لگائے اندر داخل ہو گئی۔ اس کمرے میں ہلکا ہلکا زرد
دھواں بھرا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ چبوترہ تھا جس پر میلی
کچیلی چٹائی بچھی تھی۔ تانیا نے کیٹی کو ظاہر حالت میں اس
چٹائی پر لٹا دیا۔ بدصورت لوکاشی نے جھک کر غور سے
کیٹی کو دیکھا۔ پھر اپنا ہڈیوں بھرا ہاتھ کیٹی کے جسم کے ساتھ
لگایا اور قہقہہ لگا کر بولی:

"میری شرط پوری ہو گئی۔ یہ وہی عورت ہے
جس کی مجھے ضرورت تھی۔"

تانیا نے بے تابی سے کہا:

"تو پھر اب مجھے وہ طاقت دو کہ میں اس شخص
سے بدلہ لے سکوں جس نے مجھے عین جوانی میں
زہر دے کر پتھر کے تخت میں ڈھال کر میرے
ساتھ ظلم کیا۔"

بدصورت لوکاشی بولی:

"میں اپنا وعدہ پورا کروں گی تانیا۔ ساتھ والی
کوٹھڑی میں چلو۔ میں بھی ہزاروں برس سے تمہاری
راہ دیکھ رہی تھی۔"

کیٹی ظاہری حالت میں چٹائی پر بے ہوش پڑی تھی۔
بدصورت بوڑھیا لوکاشی تانیا کو لے کر ساتھ والی کوٹھڑی میں
گئی۔ اس کوٹھڑی میں ایک چھوٹا سا حوض بنا ہوا تھا جس
میں کالے رنگ کا پانی بھرا تھا۔ بدصورت لوکاشی نے حوض کی
طرف اشارہ کیا اور بولی:

"تانیا! اس حوض میں اتر کر غوطہ لگا۔ تو اسی زمانے
میں پہنچ جائے گی جب تو سمرقند کے ظالم بادشاہ
تلائی کے محل میں اس کی سب سے خوبصورت
شاہی کنیز تھی۔ اس حوض میں غوطہ لگانے کے
بعد تیرے اندر وہ طاقت آ جائے گی کہ بادشاہ
تجھے دنیا کے کسی زہر کسی تلوار سے ہلاک نہ
کر سکے گا لیکن تم اس بادشاہ سے اپنے اوپر
کیے گئے ظلم کا بدلہ لے سکو گی۔ جب تم بدلہ
لے لو تو اسی تالاب میں آ کر غوطہ لگانا جہاں
سے تم نکلو گی۔ اب جاؤ۔ جاؤ۔ میں اسی جگہ تمہیں
ملوں گی۔ کیونکہ جب تک میں تم سے اپنا وعدہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پورا نہیں کر لیتی اور تو ظالم بادشاہ تلائی سے انتقام
لے کر واپس نہیں آ جاتی میں بھی اس عورت کیلئے
پر کوئی عمل نہیں کر سکتی۔ اب جلدی سے جاؤ۔"
تانیا نے کہا:
"لوکاشی! اگر مجھے وہاں سال دو سال لگ گئے تو
کیا تم اتنی دیر تک میرا انتظار کرو گی؟"
لوکاشی نے قہقہہ لگا کر کہا:
"تم جاؤ۔ یہاں وقت وہاں کے حساب سے نہیں
گذرتا۔ تم جاؤ۔ اب زیادہ دیر نہ کرو۔"
اور تانیا کالے پانی والے حوض میں اتر گئی۔ اس نے
غوطہ لگایا۔ جب اس نے دوبارہ سر باہر نکالا تو وہ سمرقند
میں ہی تھی مگر یہ سمرقند اس زمانے سے ہزاروں سال پہلے
کا سمرقند تھا اور اس وقت وہاں ظالم منگول بادشاہ
تلائی کی حکومت تھی اور تانیا اس کی خوبصورت شاہی کنیز
تھی اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ شاہی چشمے پر نہانے آئی
تھی۔ اس کی سہیلیاں کنارے پر کھڑی کپڑے پہن رہی تھیں
تانیا کو دیکھ کر ایک کنیز نے کہا:
"تانیا چلو دیر ہو رہی ہے۔ واپس شاہی محل میں تمہارا
انتظار ہو رہا ہو گا۔"
تانیا نے مسکرا کر چاروں طرف دیکھا۔ سب کچھ ویسے ہی

تھا۔ وہی شاہی چشمہ تھا۔ وہی باغ تھے اور وہی درخت
تھے۔ وہی شاہی محل تھا جس کے گنبد اور عالی شان جھروکے
صاف نظر آ رہے تھے۔ تانیا ایک بار پھر اپنے
ماضی سے گذرنے کے لئے وہاں آ گئی تھی مگر اس بار
وہ جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور
اس نے کیا کرنا ہے۔ وہ سہیلیوں کے ہمراہ شاہی محل
میں آ گئی۔
شاہی محل میں شہزادی لوسی کو تانیا سے بہت پیار تھا
صبح شام تانیا ہی شہزادی لوسی کو کھانا کھلاتی اور اس کا
بناؤ سنگھار کرتی تھی۔ تانیا محل میں داخل ہوئی تو شہزادی
لوسی چھوٹا سا ریشمی پنکھا جھلتی بے تابی سے اس کا انتظار
کر رہی تھی۔ تانیا کو دیکھتے ہی شہزادی لوسی نے کہا:
"تانیا! تم نے اتنی دیر کیوں لگائی؟"
تانیا نے اسی انداز میں جس طرح وہ کہا کرتی تھی کہا:
"شہزادی صاحبہ! معافی چاہتی ہوں۔ دیر ہو گئی۔"
شہزادی لوسی نے کہا:
"تمہیں یاد نہیں تھا کہ ہم شام کی چائے صرف
تمہارے ہاتھ سے پیتے ہیں؟ جاؤ جلدی سے میری
چائے لے آؤ۔"
"جو حکم شہزادی صاحبہ"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور تانیا تیزی سے شاہی کچن کی طرف چلی گئی۔ شاہی باورچی خانے میں اسی طرح نوکر چاکر اور خادمائیں کھانے تیار کرنے میں لگی تھیں۔ مصالحوں کی خوشبوئیں اڑ رہی تھیں۔ تانیا کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہزاروں برس پہلے کے زمانے میں آ گئی ہے اور ہزاروں برس پہلے کا زمانہ زندہ بھی ہو سکتا ہے۔ (آج سائنس کے زمانے میں مشہور جرمن سائنس دان آئین سٹائین کی تھیوری اضافیت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خلا میں ہر عہد ہر زمانے کے واقعات اپنی تصویروں کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور وقت کوئی حرکت کرنے والی یا گذر جانے والی شے نہیں ہے۔ یہ ہمیں صرف اس لئے گذرتا محسوس ہوتا ہے کیونکہ ہماری اور ہماری زمین کی رفتار وقت کی رفتار سے بہت سست ہے اگر ہم کسی طرح روشنی کی رفتار سے زیادہ رفتار حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو وقت نہ صرف یہ کہ رک جائے گا بلکہ پیچھے کی طرف چلنے لگے گا۔ اس تھیوری پر آپ بڑے ہو کر بہت کچھ پڑھیں گے)۔

تانیا نے جلدی سے چاندی کے تھال میں شہزادی لوسی کی پسندیدہ چائے کے برتن اور صاف ستھرا رومال رکھا اور اس کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ شہزادی لوسی کو اس نے اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر دی۔ یہاں ہم یہ

بات بھی بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق چائے چینیوں کی ایجاد ہے اور یہ شے آج سے ہزاروں برس پہلے چین کے بادشاہ شوق سے پیا کرتے تھے چنانچہ اس کا نام "چا" یا چائے بھی چینی نام ہی ہے۔ اس زمانے میں چائے کی پتیوں کو گرم پانی میں اُبال کر اس میں سیاہ ہرن کے نافے کی کستوری کا ایک ذرہ بھی ملا دیا جاتا تھا۔ کیونکہ کستوری بے حد خوشبودار، جسم کو طاقت دینے والی اور بے حد گرم ہوتی ہے۔ چائے جب کشمیر میں آئی تو اس میں زعفران ملا کر پیا جانے لگا۔ شہزادی لوسی نے چائے پیتے ہوئے تانیا سے کہا:

"تانیا! تمہیں تو معلوم ہے کہ میں تمہیں بے حد چاہتی ہوں۔ پھر تم میری آنکھوں سے زیادہ دیر اوجھل نہ رہا کرو۔"

اب تانیا کو یاد آ گیا کہ جب شہزادی لوسی کا بادشاہ باپ تانیا کو دیوار چین کی ایک ڈیوڑھی میں بند بنا کر رکھنا چاہتا تھا اور اس نے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے تانیا کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا تو شہزادی لوسی کو دوسرے شہزادی ایک بہن کے مثل میں سمجھوا دیا تھا۔ کیونکہ ظالم بادشاہ جانتا تھا کہ اس کی بیٹی شہزادی لوسی تانیا کنیز سے بہت محبت کرتی ہے اور وہ اسے مرنے نہیں دے گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تانیا نے شہزادی لوسی سے کہا:

"شہزادی صاحبہ! اگر میں مرگئی تو پھر آپ کیا کریں گی؟"

شہزادی لوسی نے تڑپ کر کہا،

"تانیا! ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا۔ جب تک میں زندہ ہوں تم نہیں مرو گی۔"

تانیا نے شہزادی کے بالوں میں گلاب کا پھول سجاتے ہوئے کہا:

"لیکن شہزادی صاحبہ موت تو ایک روز سب کو آنی ہے۔ اگر فرض کر لیا بادشاہ سلامت نے کسی بات پر خفا ہو کر مجھے موت کے گھاٹ اتار دیا تو پھر کیا ہو گا؟"

شہزادی لوسی نے غصے میں کہا:

"ہم بادشاہ سلامت کو ایسا کبھی نہیں کرنے دیں گے ہم ابا جان کے پاؤں پکڑ لیں گے۔ ہم ابا جان سے صاف کہہ دیں گے کہ اگر تانیا کو کچھ ہو گیا تو میں بھی مر جاؤں گی۔"

تانیا دل میں مسکرا دی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس بار اس کا بادشاہ باپ بھی تانیا کو ہلاک نہ کر سکے گا۔ بلکہ اب بادشاہ کی لاش اس کی خواب گاہ میں پڑی ہے گی۔ تانیا کو شہزادی لوسی سے اب کوئی دلچسپی نہیں تھی اس

...ت دیوار چین کی تعمیر شروع ہو چکی تھی۔ اس کے چھ دروازے ...چکے تھے اور ہر دروازے کی ڈیوڑھی میں محل کی کسی نہ کسی ...یز یا خادمہ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے بعد اسے ...ھلے ہوئے پتھروں میں بت کی شکل میں ڈھال کر ڈیوڑھی میں ...ے کر دیا گیا تھا۔ کچھ ہی دنوں بعد تانیا کی باری بھی آگئی۔ ...شاہ نے تانیا کی قربانی کا اعلان کرنے سے ایک ہفتہ ...لے شہزادی لوسی کو دوسرے شہر اپنی بہن کے محل ...ں پہنچا دیا۔

تانیا سمجھ گئی کہ بادشاہ اس کی موت کا اعلان کرنے ...الا ہے۔ تانیا نے بھی دل میں ایک منصوبہ بنا لیا۔ یہ منصوبہ ...دشاہ کو ہلاک کرنے کا تھا۔ شہزادی لوسی کے جانے کے ...یک ہفتے بعد بادشاہ نے تانیا کو اپنے دربار میں بلایا ...ور کہا:

"تانیا! تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ ہم نے تمہیں دیوار چین کے دیوتاؤں پر قربان کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ دیوار چین کے دیوتاؤں نے تمہیں پسند کر لیا ہے۔ آج شام تمہیں دیوتاؤں کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔"

تانیا نے سر جھکا کر کہا:

"بادشاہ سلامت کا حکم سر آنکھوں پر کنیز قربان

COURTESY WWW.POFBOOKSFREE.PK

کے لئے تیار ہے ۔

بادشاہ نے تالی بجائی۔ اسی وقت سپاہیوں نے آگے بڑھ کر تانیا کو زنجیریں پہنائیں اور اسے تہہ خانے میں لے جا کر قید میں ڈال دیا۔ اگرچہ ہر کنیز اوپر سے یہی کہتی تھی کہ مجھے دیوتاؤں کے نام پر قربان ہونے کی خوشی ہے لیکن بادشاہ کو خطرہ ہوتا تھا کہ موت کے خوف سے کنیز کہیں بھاگ نہ جائے۔ چنانچہ اب تک چھ کنیزوں کو مار کر ان کے پتھریلے بت بنائے گئے تھے اور ان چھ کنیزوں کو قید خانے میں ہی جلاد نے زہر دے کر ہلاک کیا تھا۔ چنانچہ تانیا کو بھی قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ تانیا بڑے شوق سے اپنی موت کے دن کا انتظار کرنے لگی کیونکہ وہ مرنے کے بعد ہی بادشاہ سے اپنے پر کیے گئے ظلم کا بدلہ لے سکتی تھی۔ رات گذر گئی۔ دوسرا دن طلوع ہوا دن کے وقت شاہی کنیزوں نے آکر تانیا کو خوشبوؤں والے پانی سے غسل دیا۔ اسے نئے کپڑے پہنائے۔ سب نے اسے مبارک باد دی۔ مگر اندر سے وہ خوف زدہ تھیں۔ ایک کنیز کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے مگر وہ ڈر کر بھاگ گئی کہ اگر بادشاہ کو پتہ چل گیا تو وہ اسے جان سے مار دے گا۔

تانیا پہلی بار تو بے حد پریشان اور گھبرائی ہوئی تھی مگر اس بار وہ بڑی مطمئن تھی۔ اس نے خوشی خوشی نئے ریشمی

کپڑے پہنے۔ اپنے کپڑوں پر عطر لگایا۔ پھولوں کے ہار پہنے اور موت کے انتظار میں بیٹھ گئی۔ جب رات کا اندھیرا ہر قند کے جنگلوں اور وادیوں میں چھا گیا تو بادشاہ کے حکم سے شاہی جلاد زہر کا پیالہ لے کر قید خانے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ دو شاہی حکیم بھی تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے تانیا کی لاش کو اٹھا کر کھولتے ہوئے لاوے میں ڈالنا اور پھر وہاں سے نکال کر ٹھنڈا کر کے اسے پتھر کے بت میں تبدیل کرنا تھا۔ یہ شاہی حکیم لاش کے جسم پر ایک خاص تیل کی مالش بھی کرتے تھے جس کی وجہ سے جسم کھولتے لاوے میں گرتے ہی جلنے کی بجائے پتھر ہو جاتا تھا۔ ان شاہی حکیموں کے ہاتھوں میں خاص تیل کی بوتلیں تھیں۔

شاہی جلاد آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا تانیا کے پاس آکر بولا:

"شاہی کنیز تانیا! تمہیں مبارک ہو کہ بادشاہ سلامت نے تمہیں مقدس دیوتاؤں کے محل میں پہنچانے کے لئے یہ زہر بھیجا ہے۔ اس کو پی کر دیوتاؤں کے پاس پہنچ جاؤ۔"

تانیا نے جلاد اور شاہی حکیموں کی طرف دیکھا۔ مسکرائی اور بولی: "اگر میں مرنے کے بعد تم لوگوں سے بھوت بن کر چمٹ جاؤں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟"

شاہی حکیم اور جلاد ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلاّد نے کہا :

"تانیا! یہ تو کیسی باتیں کر رہی ہے۔ مرنے کے بعد تو دیوتاؤں کے حضور میں جائے گی۔ بھوت نہیں بنے گی۔"

تانیا نے ہنس کر طنزیہ انداز میں کہا :

"میں بھول گئی تھی۔ اصل میں بھوت تو تم لوگ مرنے کے بعد بنو گے۔ میں تو دیوتاؤں کے پاس جاؤں گی۔ لاؤ زہر کا پیالہ۔"

جلاّد نے زہر کا پیالہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ زہر کا رنگ سبز تھا۔ اس نے شاہی حکیموں میں سے ایک حکیم سے کہا :

"حکیم صاحب! کیا آپ نے چکھ کر دیکھ لیا ہے کہ یہ زہر اصلی ہے؟ اگر نہیں تو چکھ کر دیکھ لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ پر آپ کے زہر کا اثر ہی نہ ہو۔"

حکیم نے جلدی سے کہا :

"ہمیں معلوم ہے یہ اصلی زہر ہے۔ نقلی نہیں ہے۔ ہمیں اسے چکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ لیں تم اسے پی جاؤ۔"

تانیا نے کہا :

"میں ایک بار پھر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر میں

اس زہر سے نہ مری تو پھر میں آزاد ہوں گی آپ لوگ مجھے دوبارا زہر نہیں دے سکیں گے۔"

جلاّد بولا : "تانیا! ان فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرو قربانی کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ بادشاہ سلامت تمہاری لاش کو پتھر کا بُت بنا ہوا دیکھنے کو بے تاب ہیں۔ کیونکہ آج آدھی رات کو تمہارا بت دیوار چین کے ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں لگا دیا جائے گا۔"

تانیا نے آہستہ سے کہا :

"میں دیر نہیں لگاؤں گی۔ اگر تم احمق لوگ مجھے زہر پینے پر مجبور کر رہے ہو تو میں پی لیتی ہوں۔"

اور تانیا نے زہر کا پیالہ ہونٹوں کے ساتھ لگا لیا۔ وہ غٹا غٹ سارا زہر پی گئی۔ پیالہ خالی کر کے اس نے جلاّد کو دے دیا۔ جلاّد اور دونوں حکیم خوف زدہ نظروں سے تانیا کو دیکھ رہے تھے۔ تانیا زہر پینے کے بعد خاموش ہو گئی تھی۔ اس نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ جلاّد اور حکیم حیران تھے کہ تانیا زہر پی لینے کے بعد گر کر مرتی کیوں نہیں؟ تانیا نے ایک دم سے اٹھا کر جلاّد اور شاہی حکیموں کی طرف دیکھا اور بولی :

"میں نہ کہتی تھی کہ میں زہر پی کر نہیں مروں گی۔ اب تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک حکیم نے چلّا کر جلاد سے کہا:

"اس کے لئے زہر کا دوسرا پیالہ لاؤ۔ یہ زندہ ہے۔ اس پر زہر کا اثر نہیں ہوا۔ ہم بادشاہ کو کیا منہ دکھائیں گے۔"

جلاد جانے لگا تو تانیا نے کہا:

"تم اگر اپنے مٹکے کا سارا زہر بھی لا کر مجھے پلا دو گے تو مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ زہر زندہ انسان پر اثر کرتا ہے۔ مردہ انسان پر اثر نہیں کرتا۔"

یہ کہہ کر تانیا نے تالی بجائی اور وہ غائب ہو گئی۔ جلاد اور حکیم ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔ پھر گھبرا کر قید خانے سے باہر کی طرف بھاگے۔ تانیا نے راستے ہی میں تینوں کو پکڑ لیا۔ تانیا کے اندر بے پناہ طاقت آ گئی تھی۔ اس نے گرج دار آواز میں کہا:

"تم تینوں نے چھ معصوم لڑکیوں کو ہلاک کر کے ان کے جسموں کو پتھر بنا دیا ہے۔ میں تم سے ان کا بھی بدلہ لوں گی۔"

اور تانیا نے جلاد اور دونوں حکیموں کو باری باری اٹھا کر اتنی زور سے قید خانے کی سیڑھیوں پر دے مارا کہ تینوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ وہیں مر گئے۔ اب تانیا قید خانے

سے نکل کر سیدھی محل میں آ گئی۔ وہاں بادشاہ اپنے کمرے میں تخت پر بیٹھا اس انتظار میں تھا کہ شاہی حکیم اسے آ کر بتائے کہ تانیا کا مردہ جسم قربان گاہ پر پہنچا دیا گیا ہے اب آپ تشریف لے چلئے تا کہ آپ کے سامنے تانیا کے جسم کو کھولتے ہوئے لاوے میں ڈال کر پتھر بنا دیا جائے۔ مگر ابھی تک کوئی حکیم نہیں آیا تھا۔ بادشاہ نے تالی بجا کر وزیر کو اندر بلایا اور پوچھا:

"حکیم کہاں ہے؟ وہ ابھی تک کیوں نہیں آیا؟ قربانی کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ جاؤ جا کر معلوم کرو کہ دیر کیوں لگا رہے ہیں۔"

وزیر اسی وقت قید خانے کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد گھبرایا ہوا واپس آیا اور لڑکھڑاتی زبان میں بولا:

"حضور غضب ہو گیا۔ قید خانے کی سیڑھیوں پر دونوں شاہی حکیموں اور جلاد کی لاشیں پڑی ہیں اور تانیا غائب ہے۔"

بادشاہ تو غصے میں بھر گیا۔ تخت سے اترتے ہوئے غضبناک آواز میں بولا:

"یہ کیسے ہو گیا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

یہ کیسے ہو گیا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بادشاہ غصے میں بھرا قید خانے کی سیڑھیوں میں آیا تو واقعی وہاں پر تین لاشیں پڑی تھیں۔ بادشاہ کے غصے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے حکم دیا۔

"فوراً دوسری کسی کنیز کو پکڑ کر لاؤ اور اسے زہر دے کر ہلاک کرو۔ قربانی آج رات ضرور ہوگی اور تانیا کی تلاش میں فوج چاروں طرف روانہ کر دی جائے۔"

سپاہی ایک طرف کو تانیا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور دوسری طرف شاہی محل کے سپاہیوں نے شاہی محل کی ایک دوسری کنیز کو جو بے چاری اپنے بستر پر میٹھی نیند سو رہی تھی پکڑا اور اسے زنجیروں میں جکڑ کر قیدخانے کی طرف گھسیٹنے لگے کنیز بے چاری کی ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ فریاد کر رہی تھی کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ مگر سپاہی اسے گھسیٹتے ہوئے قیدخانے میں لے آئے۔ بادشاہ نے شاہی کمرے میں آتے ہی حکم دیا:

"اس کنیز کو فوراً زہر دے کر ہلاک کر کے لاش قربان گاہ میں پہنچا دو۔"

دوسرے دو حکیم خاص تیل لے کر اور دوسرا جلاد زہر کا پیالہ لے کر قیدخانے کی طرف آ گیا۔ تانیا وہاں غیبی حالت میں پہلے ہی سے موجود تھی۔ دوسری بے گناہ کنیز زنجیروں میں جکڑی زار و قطار رو رہی تھی۔ جونہی جلاد زہر کا پیالہ لے کر قیدخانے میں داخل ہوا۔ تانیا نے ہاتھ مار کر زہر کا پیالہ اس

کے ہاتھ سے زمین پر گرا دیا۔ جلاد پہلے جلاد کے انجام سے واقف تھا۔ وہ خوف سے کانپنے لگا اور وہاں سے چیختا چلاتا بھاگ گیا۔ دوسرے دو حکیم جو آئے تھے وہ بھی خوف سے تھرتھر کانپنے لگے۔ تانیا نے ان کی گردنوں کو پکڑ کر ایک دوسرے سے ٹکرایا اور کہا:

"زندگی چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔"

دونوں وہاں سے اپنی اپنی جان بچا کر ایسے بھاگے کہ مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ اب تانیا کا نشانہ ظالم بادشاہ تھا وہ سیدھی بادشاہ کے محل میں آ گئی۔ بادشاہ قربان کی جانے والی کنیز کی لاش کا بےچینی سے انتظار کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک غلام ہانپتا کانپتا داخل ہوا اور سر جھکا کر بولا:

"بادشاہ سلامت! تانیا کنیز دوسرے جلاد اور حکیموں کو بھی دھوکہ دے کر فرار ہو گئی ہے۔"

بادشاہ کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ دھاڑا:

"دفع ہو جاؤ میری آنکھوں کے سامنے سے اور وزیراعظم کو یہاں بھیجو۔"

غلام گھبرا کر باہر کو دوڑا تو تانیا کنیز وہاں آن موجود ہوئی۔ وہ غائب تھی۔ بادشاہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر تانیا اسے دیکھ رہی تھی۔ بادشاہ زخمی چیتے کی طرح کمرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پھر رہا تھا کہ تانیا نے کہا:

"بادشاہ! تیرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔"

بادشاہ نے غیبی آواز سنی تو چونک کر ادھر اُدھر دیکھا یہ آواز اس کی کنیز تانیا سے ملتی جلتی تھی۔

"کون ہو تم؟ کیا تم کوئی بدروح ہو؟"

تانیا بولی: "بادشاہ! کیا تم میری آواز نہیں پہچانتے؟ میں تمہاری کنیز تانیا ہوں جس کی موت کا حکم تم نے تھوڑی دیر پہلے صادر کیا تھا۔"

اب تو بادشاہ کے طوطے اُڑ گئے۔ بادشاہ اگرچہ ظالم تھا مگر بہادر بھی تھا۔ وہ زیادہ خوف زدہ نہ ہوا کہنے لگا:

"اگر تم تانیا کی بدروح ہو تو اس کا مطلب ہے کہ کنیز تانیا مر چکی ہے۔ اگر تم مر چکی ہو تو ہم تمہاری لاش تلاش کر لیں گے۔"

تانیا نے کہا:

"میں مری نہیں ہوں۔ میں زندہ ہوں۔ ہاں ایک بار مر کر دوبارہ زندہ ہو کر تمہارے محل میں آئی ہوں تاکہ تم سے اپنی اور دوسری بے گناہ معصوم لڑکیوں کی موت کا بدلہ لے سکوں۔"

اب تو بادشاہ کو حیرانی ہوئی اس نے کہا:

"اگر تم زندہ ہو تو مجھے نظر کیوں نہیں آتی ہو؟"

تانیا نے کہا:

"یہ ایک ایسا راز ہے کہ جو میں تمہیں کبھی نہیں بتا سکتی۔ اب اپنی موت کے لئے تیار ہو جا۔"

بادشاہ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"میں اپنی موت سے نہیں ڈرتا۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ میری موت تیرے ہاتھوں نہیں لکھی۔"

یہ سن کر تانیا نے خنجر بادشاہ کے سینے میں اتار دیا۔ خنجر نے بادشاہ کے دل کے ٹکڑے کر دیئے۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر گرا اور تڑپنے لگا۔ تانیا وہاں سے باہر کی طرف دوڑی۔ اس وقت وزیراعظم اندر داخل ہوا۔ بادشاہ کو مرتے ہوئے دیکھا تو لپک کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"بادشاہ سلامت! یہ ——— یہ کیسے ہو گیا؟ کون ہے۔ کون ہے جس نے آپ کے سینے میں خنجر پیوست کیا؟"

بادشاہ نے کراہتے ہوئے کہا:

"مجھے۔ مجھے تانیا نے ہلاک کیا ہے۔"

اور بادشاہ کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وزیر اعظم نے اسی لیے تانیا کی تلاش میں محل کے ایک ایک سپاہی کو چوکس کر دیا۔ مگر تانیا وہاں سے نکل کر شاہی باغ کے شاہی چشمے کے کنارے پہنچ چکی تھی۔ وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ اور پریشان ہوئی کہ شاہی چشمے کا سارا پانی خشک ہو چکا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ نیچے پہاڑی زمین میں کسی جگہ دراڑ پڑنے سے چشمے کا سارا پانی اس طرف نکل کر بہہ گیا تھا۔ شاہی نوکر چشمے کی تہہ میں اتر کر اس دراڑ کو پتھروں سے بھر رہے تھے تاکہ چشمے میں پانی پھر سے بھر جائے۔ یہی وہ چشمہ تھا جس میں غوطہ لگا کر تانیا کنیز کو لگے زمانے میں سمرقند کے تہہ خانے میں لوکاشی عورت کے پاس جانا تھا اور اسے بتانا تھا کہ میں نے بادشاہ کو ہلاک کر کے اس سے انتقام لے لیا ہے۔ مگر چشمے میں پانی غائب تھا۔ تانیا غائب تھی۔ وہ بے چین سی ہو کر باغ میں ایک طرف ٹہلنے لگی اتنے میں شاہی غلام تلواریں لئے اس کی تلاش میں وہاں پہنچ گئے!!

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۶۸ "خلائی جہاز کی تباہی" پڑھیے۔

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم!

کافی عرصے آپ کو خط نہیں لکھا۔ اس لیے میں نے اتنے دن انتظار کیا کہ شاید آپ اپنی تصویر بھیج دیں مگر ابھی تک آپ نے نہیں بھیجی۔ میں نے نوائے وقت اخبار میں آپ کا امریکہ کے کام کے بارے میں پڑھا آپ کی تحریر کی ہوئی باتیں بڑی دلچسپ لگیں۔

آپ نے عنبر ناگ ماریا کی کتابوں کے لیے لکھا تھا کہ نیا مکتبہ اقرا والوں کو خط بھیجوں۔ میں نے بھیجا۔ انہوں نے بڑی فہرست بھیجی۔ لیکن کتابیں کچھ مجھے راولپنڈی سے اور کچھ ایبٹ آباد سے ہی مل گئیں۔ میں نے پڑھیں بہت اچھی لگیں کافی دلچسپ تھیں۔ سانپ کا قیدی۔ موت کی چھلانگ۔ بھٹکتی بدروحوں کا شہر۔ ویران مینار۔ ناگ کا دشمن تمیو سانگ۔ مُردے کی راکھ۔ آدھا زندہ آدھا مُردہ۔ یہ سات کتابیں آپ کے خط کے بعد اتنے عرصے میں میں نے خرید کر پڑھیں۔ اور بہت ہی زیادہ اچھی لگیں۔ میں نے آپ کو اپنی بات پروگرام میں انٹرویو دیتے ہوئے دیکھا۔ وہ باتیں بھی آپ کی بڑی دلچسپ تھیں۔ اب آپ مجھے اپنا خط لکھ کر بھیجیں۔ دیکھئے گا کہ تصویر نہ بھولیے گا۔ آپ کا شکریہ! اب مجھے اجازت دیں۔ والسلام آپ کا مخلص محسن علی

دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت ہزارہ ڈویژن ایبٹ آباد منڈیاں۔

محترم اے حمید صاحب السلام علیکم!

میں نے آپ کے اس ماہ کے ناول "ناگن محل" "کستوری ناگن" اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سانپ کی بیوی" پڑھے۔ بہت پسند آئے۔ مجھے آپ کے ناولوں کا شدت سے انتظار ہوتا ہے۔ اتنا کسی اور کے ناول کا نہیں۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ آپ میرا خط شائع کریں یا نہ کریں۔ بلکہ نہ کریں تو اچھا ہے۔ دو باتیں پوچھنی ہیں۔ نمبر ایک کہ آپ ناول میں عموماً جس سانپ کی شکل بنواتے ہیں۔ وہ کوبرا سانپ ہوتا ہے۔ یعنی اپنا پھن پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے۔ کسی اور سانپ مثلاً سات والا اژدھا، دو مونہی کی شکل بنا دیں۔ نمبر دو یہ کہ آپ کا ایک ناول ہے "ناگ کا دشمن تھیو سانگ" اس کے باہر یہ لکھا ہے۔ لیکن اندر "تھیو سانگ کا دشمن ناگ" لکھا ہوا ہے۔

میں نے سنا ہے کہ شیش ناگ سفید رنگ کا چھوٹا سا پتلا سانپ ہوتا ہے۔ جس کے سر پہ تاج ہوتا ہے۔ لیکن آپ عموماً شیش ناگ کو سات مونہوں یا پانچ مونہوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ میری دعا ہے۔ آپ تا زندگی لکھتے رہیں۔

ایکس ون ——— راولپنڈی

پیارے انکل اے حمید صاحب! السلام علیکم مجھے عنبر، ناگ، ماریا بٹی اور تھیو سانگ، جولی سانگ اور اپنی تصویریں بھیجیں۔ اگر کہیں عنبر ناگ والے مل جائیں تو کم از کم ان کو پہچان تو لوں۔ انکل آپ نے مجھے خط بھی نہیں لکھا۔ اب مہربانی فرما کر اس شیدائی کو ایک عدد خط تو لکھیں۔ انکل مجھے خط لکھیں تو اپنا پورا پتہ تفصیل سے لکھیں۔ اگر کبھی لاہور آنا ہوا تو آپ کے گھر ضرور حاضری دوں گا۔ انکل عنبر ناگ کا خاص نمبر کب آئے گا اچھا انکل پھر ملیں گے خدا حافظ۔ فقط ع ن م ہ پرستار اوشاق علی جمالی معرفت دیوان چیتن مل۔ کریانہ مرچنٹ ورکشاپ روڈ نزد رحمانی منزل سکھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی جہاز کی تباہی

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- کیٹی دیوناگ کے پاس
- چاند کے بھیانک غار
- تباہ کن انجکشن
- خلائی جہاز کی تباہی
- ہم شکل ناک دیکھیے

کیٹی دیوناگ کے پاس

تانیا چشمے میں پانی آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ جب تک چشمے پانی سے بھر نہیں جاتا وہ اسی میں غوطہ لگا کر روکاوٹ کے پاس نہیں جا سکتی تھی۔ شام ہو گئی تو تانیہ کی تمام کا طلسم ختم ہو گیا، اور وہ ظاہر ہو گئی۔ وہ سب کو دکھائی دینے لگی۔ وہاں سب کو پتہ چل گیا تھا کہ تانیا گیٹر نے بادشاہ کو خنجر مار کر ہلاک کیا ہے۔ جونہی ایک غلام کی نظر تانیا گیٹر پر پڑی اس نے شور مچا دیا۔ دوسرے غلام اس کی طرف دوڑے کہ اسے پکڑ کر جلاد کے حوالے کریں۔ تانیا کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اسے گھمنڈ تھا کہ وہ زبردست طاقت رکھتی ہے۔ اس نے ایک غلام کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اچھالنا چاہا تو وہ ایسا نہ کر سکی اور خود زمین پر گر پڑی۔ فوراً اسے احساس ہو گیا کہ اس کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ وہ پتھر کی دیوار کی طرف بھاگی۔ غلام اس کے پیچھے دوڑے۔ پتھر کی دیوار چھوٹی تھی۔ تانیا نے بغیر سوچے سمجھے کہ اس کی دوسری طرف کیا ہے چھلانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گاڑی۔ دوسری طرف ایک گہری کھائی تھی۔ تانیا دھڑام سے کھائی کی جھاڑیوں میں گر پڑی۔ جھاڑیوں سے نیچے گری تو ایک پتھر سے ٹکرائی۔ مگر اسے چوٹ نہ لگی۔ اس کا مطلب تھا کہ سانپ پر اس کی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ مگر وہ مر نہیں سکتی تھی۔

تانیا نیچے خشک نالے میں چھوٹے چھوٹے پتھروں پر جا گری شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ وہ اٹھ کر ایک طرف کو دوڑنے لگی۔ اوپر سے اب سپاہی اس پر تیر برسا رہے تھے۔ دوڑتے دوڑتے اس کا سانس بالکل نہیں پھول رہا تھا۔ وہ بھاگتی رہی گئی۔ اس نے دو تین بار تالی بجائی کہ شاید اسی طرح سے وہ غائب ہو جائے۔ مگر تانیا غائب نہ ہو سکی۔ آگے ایک نہر آ گئی۔ تانیا نے نہر میں چھلانگ لگا دی۔ نہر کا پانی بہت تیز تھا۔ وہ اسے بہا کر دور دو پہاڑیوں کے نیچے لے گیا۔ اب وہ سپاہیوں کے دور ہو گئی تھی۔

نہر پہاڑیوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی ایک بہت اونچے پہاڑ کی سرنگ میں داخل ہو گئی۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ تانیا کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پانی کی لہریں اسے بہائے لئے جا رہی تھیں اسے سردی بھی نہیں لگ رہی تھی۔ آگے اسے ایسی زور دار آواز سنائی دینے لگی جیسے پانی بڑے زور شور سے کسی جگہ گر

رہا تھا۔ تانیا نے سرنگ کے کنارے کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہی۔ پیچھے سے پانی کی ایک تیز لہر آئی، جس نے تانیا کو اچھال کر سامنے والی دیوار کی طرف پھینک دیا۔ سامنے والی دیوار میں ایک تاریک شگاف تھا۔ تانیا اس شگاف میں جا گری۔ وہ گیلے پتھروں پر پڑی تھی۔ اچانک اسے ایک سانپ ایسی پھنکار سنائی دی۔ تانیا جلدی سے اٹھ بیٹھی۔ اور ڈر کر اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی۔ اسے سفید رنگ کا ایک سانپ نظر آیا جو اپنا پھن اٹھائے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

تانیا کا ایک بار تو مارے خوف کے خون خشک ہو گیا۔ اس نے دوبارہ نہر میں چھلانگ لگانے کی کوشش کی تو اسے محسوس ہوا کہ وہ پتھروں سے چپک گئی ہے۔ اور اپنی جگہ سے ذرا بھی نہیں ہل سکتی۔ اب تو تانیا کو پسینہ آ گیا۔ لیکن اس خیال سے اسے تسلی بھی ہو رہی تھی کہ وہ تو مر چکی تھی اب دوبارہ کیا مرے گی؟ سانپ اب اس کے بالکل سامنے آ کر اپنا پھن لہرا رہا تھا۔ تانیا اسے سہمی ہوئی نظروں سے تک رہی تھی۔ اسے سانپ کی مردانہ آواز آئی۔

"تم جانتی ہو تم نے کیا گناہ کیا ہے؟"

تانیا بیٹھے تو سکتے کی حالت میں بیٹھی رہی۔

پھر بولی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں نے ایک ظالم بادشاہ کو قتل کیا ہے۔ اس نے میرے سمیت چھ لڑکیوں کو قتل کیا تھا۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔"

سفید سانپ نے کہا:

"بیوقوف بادشاہ تو پہلے ہی مر چکا ہے اور دوزخ میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہا ہے۔ تم نے اسے کیا سزا کرنا تھا۔ لوکاشی جادوگرنی نے تمہیں جس دنیا میں اپنے طلسم کے زور سے بھیجا ہے۔ یہ دنیا خواب کی دنیا ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔"

تانیا نے کہا:

"تو پھر میں نے اور کون سا گناہ کیا ہے؟"

سفید سانپ بولا:

"تم جس کیٹی نام کی لڑکی کو اپنے قابو میں کر کے لوکاشی جادوگرنی کے حوالے کر آئی ہو۔ وہ ناگ دیوتا کی بہن ہے۔"

تانیا سفید سانپ کا منہ تک رہی تھی۔

سفید سانپ کہہ رہا تھا:

"کیٹی ناگ دیوتا اور اپنے بھائی تھیبر ناگ کے ساتھ دیوار چین کی سیر کرنے آئی تھی کہ تم نے اسے طلسم کے

ذریعے اپنے قابو میں کر لیا۔ کیونکہ لوکاشی جادوگرنی نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم کوئی ایسی لڑکی اسے لا دو جو کسی دوسری دنیا کی رہنے والی ہو۔ تو وہ تمہیں قدیم زمانے میں بھیج دے گی۔ جہاں تم سمرقند کے بادشاہ تمائی سے اپنے قتل کا بدلہ لے سکو گی۔ یہ لوکاشی جادوگرنی نے تمہیں جھانسہ دیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایک بار تم پرانے زمانے میں چلی گئی تو پھر واپس نہ آ سکو گی۔ تم اس کے دھوکے میں آ گئیں۔ تم نے ناگ دیوتا کی بہن کیٹی کو لوکاشی جادوگرنی کے حوالے کر دیا اور خود سیاہ پانی والے حوض میں غوطہ لگا کر یہاں آ گئیں۔ تم نے یہاں ایک ایسے بادشاہ کو قتل کیا جس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ جو محض ماضی کا گذرے ہوئے زمانے کا ایک سایہ تھا۔ مگر تم خود یہاں آ کر پھنس گئیں۔ اب اس چشمے میں کبھی پانی نہیں آئے گا۔ جس میں ڈبکی لگا کر تمہیں واپس دیوار چین والی کوٹھڑی میں جانا تھا۔"

تانیا نے کہا:

"اگر یہ بات ہے تو مجھے کیا فرق پڑے گا۔ میں بھی تو مر چکی ہوں۔ میں بھی تو ایک روح ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سفید سانپ بولا:

"یہی تمہاری بھول ہے۔ تم روح ضرور ہو۔ مگر تمہارے اعمال میں ایک لڑکی کینی کا اغوا اور ایک انسان کے قتل کا گناہ شامل ہو گیا ہے۔ اگرچہ تم نے تلائی بادشاہ کو قتل نہیں کیا مگر تمہارا ارادہ اسے قتل کرنے کا ہی تھا۔ اور فیصلہ نیتوں پر ہوتا ہے۔ تم بادشاہ کو قتل کی نیت سے آئی تھیں۔"

تانیا نے جھنجھلا کر کہا:

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ اور تم کون ہو؟"

سفید سانپ بولا:

"میں شاہ ناگ ہوں۔ دانی کے زمانے کا سب سے بڑا سانپ شاہ ناگ ہوں کی فرعون بادشاہ پرستش کرتا تھا میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ اس دنیا میں جو کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے۔ اس کو اس برائی کا بدلہ ضرور مل کر رہتا ہے۔"

تانیا نے کہا:

"تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں مر چکی ہوں۔ تم مجھے دوبارہ نہیں مار سکتے۔"

سفید سانپ بولا:

"موت تو کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تو انسان کو آخرت کی دنیا میں پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا کی تکلیف تو موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن گناہ گار کو جو سزا آخرت میں ملتی ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوتی۔ تمہارے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے۔"

یہ کہہ کر سفید سانپ نے اپنے منہ سے ایک شعلہ نکالا جو تانیا پر جا کر گرا۔ تانیا کے سارے جسم کو آگ لگ گئی۔ تانیا تڑپ اٹھی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی تھی۔ آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

تانیا نے چیخ کر کہا:

"اے خدا مجھے معاف کر دے۔ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہوں۔ میں توبہ کرتی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی آگ بجھ گئی۔ اور تانیا کے جسم کو ایسے سکون مل گیا۔ جیسے اسے کبھی آگ لگی ہی نہ تھی۔ سفید سانپ غائب ہو چکا تھا۔

اسے سفید سانپ کی آواز سنائی دی:

"تانیا! خدا نے تیری توبہ قبول کر لی۔ خدا نے تجھے معاف کر دیا۔ وہ بہت بڑا معاف کرنے والا ہے۔ اس کی رحمت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی کوئی حد نہیں ہے۔ تو آزاد ہے۔"

تانیا نے اسی وقت سجدے میں گر کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اب وہ واپس اپنی دنیا میں جاکر ناگ دیوتا کی بہن کیٹی کو لوکاشی جادوگرنی کی قید سے آزاد کرا کر خود آسمان کی طرف پرواز کر جانا چاہتی تھی۔

تانیا پتھر سے الگ ہو چکی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو بے حد ہلکا پھلکا محسوس کیا۔ جیسے وہ ایک نیک روح ہو۔ وہ سرنگ کی چھت سے اوپر ہوتی ہوئی باہر پہاڑوں میں نکل آئی۔ یہاں سے روشنی شروع ہوتی تھی۔ تانیا نے دیکھا کہ وہ ایک بار پھر غائب ہو چکی تھی۔ اور اسے اپنا آپ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ ایک روح بن چکی تھی۔ نیک اور بھلی روح۔ تانیا وہاں سے اڑتی ہوئی محل کے اگلے حصے پر پہنچی۔ وہ عام کے وقت سرنگ میں داخل ہوئی تھی۔ جب سرنگ سے باہر نکلی تو دن نکل چکا تھا۔

تانیا نے دیکھا کہ چشمے میں پانی لبالب بھرا ہوا تھا۔ وہ بڑے سکون سے پانی میں اتر گئی۔ اس نے پانی میں غوطہ لگایا اور جب اپنا سر پانی سے باہر نکالا تو وہ سرتنڈ کے بھیانک کھنڈروں والے سیاہ پانی کے حوض میں واپس آ چکی تھی۔ تانیا جلدی سے حوض سے باہر آ گئی۔ وہ اب بھی روح کی طرح غائب تھی۔ وہ سیدھی لوکاشی کی

جھونپڑی کی طرف گئی۔ لوکاشی کو اپنے جادو کے زور سے پہلے ہی پتہ چل گیا تھا کہ تانیا اس سے کیٹی کو چھیننے کے لئے آ رہی ہے۔ چنانچہ اس نے کیٹی کو کھنڈروں میں ایک گڑھے میں بند کر کے اوپر پتھر رکھ دیا تھا۔ کیٹی بے ہوش تھی۔

جب تانیا کو جھونپڑی میں داخل ہوئی تو لوکاشی جادوگرنی نے مکاری سے پوچھا:

"کیا تو نے تلوائی بادشاہ سے اپنا انتقام لے لیا؟ اب تیری شرط پوری ہو گئی ہے تو واپس اپنے بت میں جا کر سما جا۔"

تانیا نے لوکاشی کو گھور کر دیکھا اور کہا:

"میں نے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی ہے۔ خدا نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ اب میرا فرض ہے کہ میں کیٹی کو تجھ سے آزاد کراؤں۔"

لوکاشی کو تانیا کی نیت کا علم تھا۔

وہ بولی:

"تانیا! یہ تو کیا کہہ رہی ہے۔؟"

تانیا نے کہا:

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں لوکاشی۔ مجھے کیٹی واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر دے۔ میں اسے لینے آئی ہوں۔"

اب لوکاشی نے تانیا کو بتایا کہ کیٹی تو اس کے جانے کے بعد ہی فرار ہو گئی تھی۔ تانیا کو اس بات کی حیرت ہوئی۔

اس نے کہا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو جادوگرنی ہے۔ وہ تیری قید سے کیسے بھاگ سکتی ہے؟ کیٹی تو بے ہوش تھی۔"

لوکاشی ہاتھ ملتے ہوئے بولی:

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ کیٹی خلا کی رہنے والی ہے تھوڑی دیر کے لئے تو یہ بے ہوش رہی۔ پھر وہ غائب ہو گئی۔ میں خود پریشان ہوں کہ اب کیا کروں۔ ہزاروں سال کے بعد ایسی خلائی لڑکی ہاتھ لگی تھی۔"

تانیا کو لوکاشی پر شک ہوا کہ یہ جھوٹ بول رہی ہے اس نے غصے میں کہا:

"لوکاشی! سچ سچ بتا کیٹی کہاں ہے۔ نہیں تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

لوکاشی نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا۔

اور کہا:

"تانیا! یہ مت بھول کہ محض ایک روح ہے اور تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں اگر چاہوں تو تمہیں ابھی ایک بدروح چڑیل بنا سکتی ہوں۔"

تانیا نے لوکاشی پر حملہ کر دیا۔ اس نے لوکاشی کو بالوں سے پکڑ لیا۔ مگر لوکاشی اپنے جادو کے زور سے غائب ہو گئی۔ لوکاشی تانیا کو ایک بدروح چڑیل میں بدلنا چاہتی تھی۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ تانیا نے کیٹی کو جگہ جگہ تلاش کیا۔ مگر وہ اسے نہ ملی۔ دوسری طرف تانیا کو دیر ہو رہی تھی۔ اس کا زمین سے آسمان کی طرف پرواز کرنے کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اس نے کیٹی کو آوازیں بھی دیں ہر جگہ ایک بار پھر تلاش کیا۔ مگر کیٹی اسے کہیں نہ ملی۔ آخر اس کا وقت آ گیا۔ تانیا نے آنکھیں بند کر لیں۔ خدا سے اپنی غلطیوں کی ایک بار پھر معافی مانگی اور آسمان کی طرف پرواز کر گئی۔

لوکاشی اسے دیکھ رہی تھی۔ جب تانیا کی روح وہاں سے چلی تو لوکاشی اس گڑھے کے پاس آئی۔ جس میں کیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ اس نے پتھر اٹھایا۔ کیٹی آنکھیں بند کئے پڑی تھی۔ لوکاشی نے قریب ہی ایک سوراخ میں ہاتھ ڈال کر ایک سبز رنگ کا چھوٹا سا سانپ باہر نکال لیا۔ سانپ پھنکارتا ہوا کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوکاشی نے سانپ کی زبان میں اسے کہا:

"سانپوں کے ستارے میں دیوناگ کو طلب کر دے کہ میں نے اس کے لئے خلا کی ایک حسین لڑکی کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ وہ یہاں آکر اس لڑکی کیٹی کو اپنے ساتھ سانپوں کے ستارے میں لے جائے اور مجھے میرا انعام دے۔"

سنہری سانپ یہ سن کر غائب ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد آسمان پر غبار کا ایک گولہ سا نیچے آتا دکھائی دیا۔ یہ دیوناگ تھا جو لاکھوں سانپوں کی زمین سے سبز سانپ کے ساتھ ہماری دنیا میں آرہا تھا۔ وہ روشنی سے بھی تیز رفتار کے ساتھ نیچے آگیا تھا۔ زمین پر آکر دیوناگ لوکاشی کے سامنے پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ دیوناگ سانپوں کی خلائی دنیا کا سب سے بڑا سانپ تھا۔ جس طرح کستوری ناگن سانپوں کی دنیا کی ملکہ تھی۔ اسی طرح دیوناگ سانپوں کے ایک ستارے کا بادشاہ تھا۔ اس ستارے میں تمام سانپ ہی رہتے تھے اور ہر سانپ اپنی مرضی کی ناگن سے شادی کرتا تھا۔ وہ اپنی مرضی کی ناگن کی دوسرے ستارے سے جا کر لاتے تھے۔ چونکہ دیوناگ اس ستارے کا بادشاہ تھا اور انسان کی شکل بھی بدل سکتا تھا اس لئے اس پر واجب تھا کہ وہ کسی دوسرے خلائی ستارے کی ایک حسین لڑکی سے شادی کرے جو ناگن نہ ہو مگر اس کے جسم سے ناگ دیوتا

کی خوشبو آتی ہو۔ اور یہ لڑکی کیٹی ہی تھی۔ جو سب سے پیچھے دیوار چین کی ڈیوڑھی میں داخل ہوئی اور لوکاشی جادوگرنی نے تانیا کے بت کی مدد سے اسے قابو میں کر لیا۔ لوکاشی نے سامنے دیوناگ کو سانپ کے روپ میں دیکھا تو کہا:

"دیوناگ! یہ ہے وہ خلائی لڑکی جس کی تجھے تلاش تھی۔ دیکھ لے اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو بھی آتی ہے۔ اور یہ خلا کی مخلوق بھی ہے۔"

دیوناگ نے جھک کر کیٹی کے ہاتھ کو سونگھا۔ واقعی اس میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی تھی۔ اور کیٹی حسین بھی تھی اس کے چہرے پر وہ خاص خلائی مخلوق کی چمک بھی تھی جو صرف دیوناگ ہی پہچان سکتا تھا۔

اس نے خوش ہو کر لوکاشی سے کہا:

"لوکاشی! تم نے میری شرط پوری کر دی اب میں تمہاری شرط پوری کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر دیوناگ انسان کی شکل میں آگیا۔ وہ کالے رنگ کا کالی مونچھوں والا بدصورت آدمی تھا۔ اس نے ایک بڑے پتھر کو اٹھا لیا۔ پتھر دیوناگ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک چمکتا ہوا ہیرا بن گیا۔ یہ ہیرا انمول تھا۔ لوکاشی اگرچہ جادوگرنی تھی مگر وہ کسی پتھر کو ہیرے میں تبدیل نہیں کر سکتی تھی۔ لوکاشی نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑا ہیرا لے لیا اور دیوناگ نے کیٹی کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا ہاتھ رکھتے ہی کیٹی ایک ناگن بن گئی۔ کیٹی ناگن کا رنگ کسیری تھا۔ دیوناگ نے کیٹی ناگن کو اپنی گردن میں لپیٹ لیا اور خلا کی طرف پرواز کر گیا۔ سبز سانپ بھی اپنے بل میں گھس گیا لوکاشی بھی وہاں سے ہیرا لے کر غائب ہو گئی۔

دیوناگ تو کیٹی کو ناگن بنا کر اپنے ساتھ سانپوں کے سیارے کی طرف لے گیا۔ دوسری طرف عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ اور بوڑھا چینی دیوار چین کی اس ڈیوڑھی میں بیٹھے کیٹی کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہے تھے جہاں تانیا کا بت موجود تھا۔ مگر اس بت کا اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیونکہ تانیا اب اس بت میں نہیں تھی وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئی تھی۔ عنبر نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ہمیں یہاں زیادہ دیر نہیں رکنا چاہئے کیونکہ یہاں کیٹی کی خوشبو بھی نہیں ہے۔ ناگ اور جولی سانگ کا خیال تھا کہ ہمیں کچھ دیر یہاں ضرور ٹھہرنا چاہئے۔ تھیو سانگ اور ماریا نے بھی اس خیال کی تائید کی۔ بوڑھا چینی بھی اسی خیال کا حامی تھا چنانچہ وہ ایک ہفتے تک دیوار چین کے ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں بیٹھے کیٹی کا انتظار کرتے رہے۔

جب سات دن گذر گئے اور کیٹی واپس نہ آئی تو ماریا

کہنے لگی:

"اب ہمیں یہاں سے چل دینا چاہئے۔"

جولی سانگ کہنے لگی:

"مگر ہم یہاں سے کس طرف جائیں گے؟"

عنبر نے کہا:

"ہمیں بائیں جانب گندھارا ملک کی طرف چلنا چاہئے۔ وہاں اس وقت یونانیوں کی حکومت ہے ہو سکتا ہے کیٹی کا وہاں سراغ مل جائے۔"

تھیو سانگ نے پوچھا:

"گندھارا میں ایسی کون سی بات ہے کہ ہم وہاں جائیں۔؟"

ناگ بولا:

"شاید اس لئے کہ گندھارا کا سارا علاقہ اس وقت دنیا کا گنجان آباد علاقہ ہے۔ جہاں آبادی زیادہ ہوگی۔ وہاں کیٹی کے ملنے کی امید بھی ہو سکتی ہے۔"

جولی سانگ بولی:

"تو پھر ٹھیک ہے۔ گندھارا کی طرف ہی چلو۔"

بوڑھے چینی نے آہ بھر کر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے بچو! میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب مجھ میں زیادہ سفر کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ اس لئے تم مجھے اسی جگہ چھوڑ دو۔ میں اسی ملک کا رہنے والا ہوں یہاں سے میں کسی گاؤں کی طرف نکل جاؤں گا۔"

عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ نے بوڑھے چینی کو وہیں چھوڑا اور ملک گندھارا کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس زمانے میں گندھارا کا ملک افغانستان سے لے کر ہمارے آج کے ٹیکسلا، راولپنڈی، پشاور اور جہلم تک پھیلا ہوا تھا۔ اور اس پر سکندر اعظم کے ایک جرنیل سلیوکس کی حکومت تھی۔ شمالی ہندوستان میں آج کے زمانے کے بہار، لکھنؤ، دلی، انبالہ اور بنگال تک راجہ چندر گپت موریا کی حکومت تھی۔ چندر گپت موریا کو موریا اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے تاج میں مور کا پنکھ لگایا کرتا تھا۔ چندر گپت موریا بہت بڑی فوج جمع کر رہا تھا تاکہ حملہ کر کے یونانیوں سے جہلم، پنڈی، پشاور اور قابل تک کا علاقہ واپس لے لیا جائے۔ بعد میں گندھارا کا نام تو ختم ہو گیا مگر اس کی نشانی کابل میں ایک شہر قندھار آج بھی آباد ہے۔

عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ چین کے ملک سے پہاڑ [illegible] سے گذرتے گندھارا ملک کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس زمانے میں ٹیکسلا اس ملک کا ایک بہت بڑا شہر تھا۔ یونانی جرنیل سلیوکس اس شہر کے ایک محل میں بیٹھ کر دربار لگاتا تھا۔ آج بھی ٹیکسلا کے عجائب گھر میں اس زمانے کی بہت سی یادگاریں محفوظ ہیں۔ اس زمانے میں ٹیکسلا میں ایک بہت بڑی یونیورسٹی ہوا کرتی تھی۔ جہاں دور دور سے طالب علم پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس یونیورسٹی میں ایک ہوسٹل بھی تھا۔ جس کے ایک ہزار کمرے تھے۔ [illegible] ہے کہ یہاں لڑکوں کی رہائش کھیل کود اور کھانے پینے کا بہترین انتظام تھا۔ بعد میں جب چندر گپت موریا نے یونانی جرنیل سلیوکس کو [illegible] دے کر گندھارا پر قبضہ کر لیا تو چندر گپت موریا کے بعد راجہ اشوک جب تخت پر بیٹھا تو اس نے جگہ جگہ لوہے کی لاٹھیں زمین میں کھڑی کر کے ان پر بدھ مت کے اخلاقی اقوال کندہ کرائے۔ اس قسم کی ایک لاٹھ آج بھی ٹیکسلا اور ایبٹ آباد میں مانسہرہ کے مقام پر دیکھی جا سکتی ہے۔ راجہ اشوک نے ٹیکسلا میں سٹوپا بھی بنوائے ان میں سے صرف ایک سٹوپا باقی رہ گیا ہے۔ سٹوپا ایک تیکھا ہوتا ہے جس کی دیواروں پر بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کی زندگی کے واقعات اور اقوال زریں کو پتھروں پر کھودا جاتا تھا۔

اب ہم عنبر ناگ ماریا، تھیو سانگ اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ جن دنوں وہ چین سے گندھارا کی طرف سفر کر رہے تھے ان دنوں ٹیکسلا پر یونانی جرنیل سلیوکس کی حکومت تھی۔ سکندر اعظم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس سارے علاقے کو فتح کرنے کے بعد مر گیا تھا۔ اور ٹیکسلا کو اپنے
جرنیل سلیوکس کے حوالے کر گیا تھا۔ اس علاقے میں یونانی آکر آباد
ہونے لگے تھے۔ ٹیکسلا شہر بے حد خوبصورت اور بارونق تھا۔
کھلی سڑکیں تھیں مکڑی کے کئی کئی منزلہ مکانات تھے یونانیوں
نے اپنے اور اپنی ہندو رعایا کے لئے کئی عبادت گاہیں بنائی ہوئی
تھیں۔ چین سے ٹیکسلا تک کا سفر بہت لمبا تھا۔ عنبر ناگ ماریا اور
جولی سانگ اور تھیو سانگ چلے تو اکیلے ہی دشوار گذار پہاڑی
علاقے میں گھوڑوں پر سوار سفر کرتے رہے۔ پھر انہیں منگولیا
میں ایک قافلہ مل گیا جو ٹیکسلا کی طرف جا رہا تھا۔ یہ لوگ بھی اس
قافلے میں شامل ہو گئے۔

عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ کو اس قافلے میں
چھوڑ کر ہم واپس کیٹی کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس
کے ساتھ کیا گذری؟ دیوناگ کیٹی کو لے کر خلا میں اپنے سانپوں
کے سیارے پر پہنچ گیا۔ یہ سیارہ کستوری ناگن کے سیارے سے
زیادہ دور نہیں تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کستوری ناگن بھی ناگ
کے ہم شکل ناگ کو زمین سے اپنے ساتھ اپنے سیارے
پر لے گئی تھی۔ وہ ناگ کو اصلی ناگ سمجھ رہی تھی جبکہ وہ اصلی
ناگ نہیں تھا۔ بلکہ ناگ کا ایک ہم شکل ناگ تھا۔ جو بوڑھے
سانپ [illegible] کے صلاح مشورے سے بنایا گیا تھا تاکہ کستوری ناگن

اس سے بیاہ کر کے اصلی ناگ کا پیچھا چھوڑ دے۔ ہم نے
اس وقت یہ بھی لکھا تھا کہ ہم شکل ناگ کو عنبر ناگ ماریا
کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس کا ذہن بالکل صاف تھا۔
اس کے ذہن میں صرف یہی ایک خیال ڈال دیا گیا تھا کہ
تم ناگ دیوتا ہو اور کستوری ناگن سے تمہاری شادی ہو چکی
ہے۔ کستوری ناگن اپنے طور پر بڑی خوش تھی کہ آخر وہ
ناگ دیوتا سے بیاہ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اسے ابھی
تک معلوم نہیں تھا کہ جس ناگ سے اس نے شادی کی ہے
وہ ناگ دیوتا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا نقلی ہم شکل ناگ ہے۔

جب دیوناگ کیٹی کو سانپ کی شکل میں لے کر اپنے سانپوں
کے سیارے پر پہنچا تو سیارے کے تمام سانپوں نے جشن
منایا۔ وہ بہت خوش ہوئے کہ ان کا بادشاہ سانپ آخر اپنے
لئے دوسرے سیارے کی ایک خوبصورت خلائی لڑکی کو حاصل
کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ کیٹی اب ہوش میں آ چکی تھی۔
دیوناگ نے سیارے کے محل میں آتے ہی خود بھی انسانی شکل
اختیار کر لی تھی اور کیٹی کو بھی انسانی شکل میں لے آیا تھا۔ شادی
کے لئے دوسرے مہینے کی ایک تاریخ مقرر کر دی گئی۔ دربار
میں تمام سانپ موجود تھے۔ دیوناگ نے ان کے سامنے اپنی
شادی کی تاریخ کا اعلان کر دیا۔ پھر سب کے سامنے کیٹی کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ بنا کر دکھایا۔ اور بتایا کہ یہی خلائی لڑکی اس کی بیوی بننے کے لائق تھی۔ تمام سانپوں نے پھنکاریں مار کر اور چیخیاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ کیٹی ہوش میں تھی اسے سب کچھ یاد تھا۔ اس کی یادداشت ویسی کی ویسی تھی اب معلوم ہوا کہ دیوناگ اسے دیوار چین سے اغوا کر کے اس طرح سانپوں کے سیارے پر لے آیا ہے اور اگلے مہینے شادی کرنے والا ہے کیٹی بہت پریشان ہو گئی۔ وہ کسی نہ کسی طرح اس سیارے سے فرار ہونا چاہتی تھی۔ مگر وہاں [illegible] دیکھ کر بہت جلد کیٹی کو احساس ہو گیا کہ سانپوں کے اس سیارے سے فرار ہونا تقریباً ناممکن ہے۔

کیٹی اگرچہ خلائی مخلوق تھی مگر وہ راکٹ یا اڑن طشتری کے بغیر خلا میں پرواز نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اپنے آپ سانپ بھی نہیں بن سکتی تھی۔ اس کو تو صرف دیوناگ ہی سانپ بنا سکتا تھا۔ کیٹی کو محل کا اوپر والا کمرہ دے دیا گیا۔ وہ عورت کی شکل میں تھی۔ اور دو سانپ عورتوں کی شکل میں اس کی خدمت اور دیکھ بھال کے لئے لگائے گئے تھے۔ کمرے کے باہر چار سانپ پھن اٹھا کر ہر وقت پہرہ دیتے تھے۔ صبح کو جو سانپ پہرہ دیتے شام کو ان کی جگہ دوسرے چار سانپ آ جاتے یہ سانپ بہت بڑے بڑے تھے۔ اور ہر وقت پھن اٹھا کر

ادھر ادھر نگرانی کرتے رہتے۔

کیٹی دن بھر محل کے مینار والے کمرے میں پڑی رہتی صرف شام کو دیوناگ آتا اور اسے ساتھ لے کر محل کے باغ میں سیر کرانے لے جاتا تھا۔ وہ کیٹی کے ذہن کو یہ کہہ کر شادی کے لئے تیار کر رہا تھا کہ اب وہ بھاگ کر کہیں بھی نہیں جا سکتی اور یہی سیارہ اب اس کا گھر ہے۔ وہ اسی سیارے میں ملکۂ ناگن بن کر رہے گی۔ کیٹی نے شروع شروع میں تو اس پر غصے کا اظہار کیا مگر پھر یہ سوچ کر کہ اسے کسی طریقے سے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہاں سے یہ سانپ دوسرے سیارے میں کیسے جاتے ہیں۔ دیوناگ سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا شروع کر دی تھیں مگر دیوناگ بڑا ہوشیار سانپ تھا۔ وہ کیٹی پر اس وقت تک بھروسہ نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ اس کے ساتھ شادی نہیں ہو جاتی چنانچہ اس نے کیٹی کی نگرانی جاری رکھی اور اس کے کمرے کے باہر جو سانپ پہرے پر بٹھائے تھے انہیں وہیں بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔

جوں جوں شادی کے دن قریب آ رہے تھے کیٹی پریشان ہو رہی تھی۔ کیونکہ اسے دوسرے نوکرانی سانپوں سے یہ پتہ چل گیا تھا کہ دیوناگ سے بیاہ کر لینے کے بعد اس کے ذہن سے باقی ساری یادیں مٹ جائیں گی۔ اور صرف یہی یاد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہے تھے وہ دیوانگ کی سانپ بیوی ہے۔ اور اس کے ساتھ اسے ساری زندگی گذارنی ہے۔ مجرموں کی عمروں کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر تھی۔ اس کے باوجود کیٹی نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ وہ آزاد ہونے اور وہاں سے بھاگ نکلنے کے بارے میں مسلسل سوچتی رہتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ایک سانپ نوکرانی نہ آئی۔ جب وہ دوسرے روز آئی تو کیٹی نے اس سے نہ آنے کی وجہ پوچھی تو نوکرانی سانپ نے اسے روتے ہوئے بتایا کہ اس کا ایک ہی سانپ بیٹا ہے، جو پرسوں مر جائے گا۔

بڑی حیرانی ہوئی۔ اس نے پوچھا!

"تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ وہ پرسوں مر جائے گا؟"

سانپ نوکرانی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا!

"میرے اکلوتے سانپ بیٹے کو ایک ایسی بیماری لگ گئی ہے جس کا یہاں کوئی علاج نہیں ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے سانپ بچے پہلے ہی مر چکے ہیں۔ جب انہیں یہ بیماری لگتی ہے تو وہ سوکھنا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر پندرہ دنوں کے بعد مر جاتے ہیں۔"

سانپ نوکرانی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور بولی!

"پرسوں میرے بچے کے بھی پندرہ دن پورے ہو

ہو جائیں گے اور وہ مر جائے گا۔"

سانپ نوکرانی زار و قطار رو رہی تھی۔ کیٹی کو اچانک خیال آگیا کہ ایک بار بابا نے اسے ایک خاص منتر یاد کرایا تھا کہ اگر وہ یہ منتر سات بار پڑھ کر پانی دم کرے اور وہ پانی کسی بھی مرتے ہوئے بیمار انسان یا جانور کو پلا دیا جائے تو اس کی بیماری دور ہو جائے گی اور وہ پھر سے تندرست ہو جائے گا۔

کیٹی نے سانپ نوکرانی سے کہا۔ میں تمہارے بچے کی بیماری دور کر دوں گی۔ تم ایک بوتل میں تھوڑا سا پانی لاؤ۔ پہلے تو سانپ نوکرانی کو یقین نہ آیا کہ یہ لڑکی اس کے بچے کو تندرست کر سکے گی۔ لیکن جب کیٹی نے بہت اصرار کیا تو سانپ نوکرانی پانی کی ایک چھوٹی بوتل لے آئی۔ کیٹی نے بوتل اپنے سامنے رکھ لی اور منتر پڑھنے سے پہلے سانپ نوکرانی کو کہا!

"لیکن تمہیں اس کے عوض میرا ایک کام کرنا ہوگا۔"

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاند کے بھیانک غار

سانپ نوکرانی سے پوچھا،

"بہن تم مجھے جو کام بھی کہو گی میں ضرور کروں گی مگر میرے بچے کو موت کے منہ سے بچاؤ۔"

کیٹی نے کہا:

"تمہارا بچہ تندرست ہو جائے گا۔ وہ موت کے منہ میں نہیں جائے گا۔ مگر تمہیں اس کے بدلے میں ایک قول دینا ہوگا کہ تم مجھے یہاں سے فرار ہونے کی کوئی ترکیب بتاؤ گی۔"

سانپ نوکرانی سوچ میں پڑ گئی۔

پھر بولی:

"بہن! میں تمہیں اس ستارے سے فرار ضرور کروا سکتی ہوں لیکن اگر تم اپنی زمین پر واپس جانے کی خواہش مند ہو تو یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

کیٹی نے سوچا کہ اس منحوس ستارے سے تو چھٹکارا ملے

خواہ وہ کسی اور ستارے میں پہنچ جائے۔ وہاں جا کر وہ خود کوئی طریقہ زمین پر واپس جانے کا نکال لے گی۔

اس نے کہا:

"تم مجھے اس ستارے سے نکال دو۔ مگر تمہیں سانپ دیوتا کی قسم کھا کر مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا۔"

سانپ نوکرانی بولی:

"بہن! تم میرے بچے کو دوبارا زندگی دو گی۔ میں پھر اپنے قول سے کیسے پھر سکتی ہوں! تم میرے بچے کو اچھا کر دو۔ میں تمہیں ناگ دیوتا کی قسم کھا کر قول دیتی ہوں کہ اپنا وعدہ پورا کروں گی اور تمہیں اس ستارے سے فرار کروا دوں گی۔"

کیٹی نے ناگ کا بتایا ہوا منتر سات بار پڑھ کر پانی پر کیا اور سانپ نوکرانی سے کہا:

"یہ پانی جا کر اپنے سانپ بیٹے کو پلا دو، پھر مجھے واپس آ کر بتاؤ کہ اس کو اب کیا ہوا ہے۔"

سانپ نوکرانی اسی وقت پانی والی بوتل لے کر چلی گئی۔ کیٹی اپنے کمرے میں بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد سانپ نوکرانی واپس آئی تو اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ اس نے آتے ہی کیٹی کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور بولی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بہن! تمہارے دیئے ہوئے پانی نے میرے بچے کی زندگی بچا لی۔ وہ پانی پیتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا اور مسکرانے لگا۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گی۔"

کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا۔

"اس نے سانپ نوکرانی سے کہا:

"میں نے تمہارے بچے کی جان بچا لی ہے اب تم اپنا وعدہ پورا کرو اور بتاؤ کہ میں یہاں سے کیسے فرار ہو سکتی ہوں؟"

اس پر سانپ نوکرانی کیٹی کو دوسرے کمرے میں لے گئی جب اس نے یقین کر لیا کہ وہاں کوئی اور نہیں ہے تو بولی:

"کیٹی بہن سنو! اس ستارے کا ایک ہی چاند ہے اس چاند کی کرنیں سارا سال ہمارے ستارے پر پڑتی ہیں یہ چاند ہمیشہ چمکتا رہتا ہے مگر آدھی رات کے وقت یہ چاند ہمارے ستارے کے اس محل کے قریب ایک کالی پہاڑی کے اوپر پڑے ایک خاص رنگ کے پتھر پر اپنی کرنیں ڈالتا ہے یہ خاص کرنیں ہوتی ہیں جو رنگ پتھر پر اگر تھوڑی دیر ٹھہرتی ہیں اور پھر واپس چاند

کی طرف چلی جاتی ہیں۔ ان خاص کرنوں میں ایک انوکھی بات یہ ہوتی ہے کہ اگر اس وقت ہم کسی شے کو کسی پتھر پر رکھ دیں تو وہ شے کرنوں کے ساتھ ہی روشنی بن کر چاند پر چلی جائے گی۔

میں تمہارے لئے یہی کچھ کر سکتی ہوں کہ تمہیں کسی طرح آدھی رات کو اس رنگ کے پتھر تک لے چلوں تاکہ جب آدھی رات کے بعد خاص کرنیں تم پر پڑیں تو تم بھی کرنوں کے ساتھ واپس چاند پر چلی جاؤ۔ کیا تم اس کے لئے تیار ہو؟ میں اس سے زیادہ تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔"

کیٹی نے تو پہلے ہی فیصلہ کر رکھا تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے اس سانپوں کے منحوس ستارے سے نجات حاصل کی جائے۔ جو انگ ریونا کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ چنانچہ اس نے سانپ نوکرانی سے کہا:

"میں تیار ہوں تم مجھے یہاں سے کس طرح نکالو گی؟"

سانپ نوکرانی کچھ سوچنے لگی۔

پھر بولی:

"تم کل آدھی رات کے وقت تیار رہنا۔ میں تمہیں اکر اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا:

"مگر میں تو انسانی شکل میں ہوں۔ اپنے آپ سانپ نہیں بن سکتی۔ تم مجھے یہاں سے کیسے نکالو گی؟ باہر تو چار سانپ پہرہ دے رہے ہیں۔"

سانپ نوکرانی نے کہا:

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں سارا انتظام کر کے تمہارے پاس آؤں گی۔"

دوسری رات کیٹی بے تابی سے سانپ نوکرانی کا انتظار کرنے لگی۔ دیوتا کل شام کو آیا تھا اور کیٹی کو محل کے باغ کی سیر کرا کر واپس اس کے کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ رات ہو چکی تھی۔ ہر طرف سناٹا چھایا تھا۔ کیٹی نے کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ یہ چاند ہماری زمین کے چاند کے مقابلے میں چھوٹا تھا اور اس کی روشنی بھی زیادہ تیز نہیں تھی۔ ہمارے چاند پر تو کوئی کوئی داغ دکھائی دیتا ہے لیکن اس چاند پر شکنجے ہی داغ تھے۔ اور یہ داغ کافی بڑے تھے۔ شاید مخلوق ہونے کی وجہ سے کیٹی جانتی تھی کہ یہ داغ اصل میں چاند پر پڑے ہوئے بڑے بڑے گڑھے ہیں جو کئی کئی میل چوڑے اور گہرے ہوں گے۔ کیٹی ہر حالت میں دیوتا کی قید سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔

دوسری طرف سانپ نوکرانی سانپ کی شکل میں کیٹی کے کمرے کی طرف بڑھی۔ اس نے ایک ایسے سانپ کی شکل اختیار کر رکھی تھی کہ جس کے سانس سے دوسرے سانپ فوراً بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ کیٹی کے کمرے کے باہر چاروں سانپ پہرہ دے رہے تھے۔ سانپ نوکرانی نے اندھیرے میں آ کر زور سے اپنی پھنکار ان کی طرف پھینکی۔ چاروں سانپ ان کے اثر سے فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اب راستہ صاف تھا۔ سانپ نوکرانی انسان کے روپ میں کیٹی کے پاس گئی اور بولی:

"کیٹی بہن جلدی کرو۔ میں نے تمہیں جو قول دیا تھا اسے پورا کرنے آ گئی ہوں۔ اب آپ دیر نہ کریں اور میرے ساتھ آئیں۔"

کیٹی تو پہلے ہی سے تیار بیٹھی تھی۔ فوراً سانپ نوکرانی کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ سانپ نوکرانی کیٹی کو لے کر سانپ محل سے باہر آ گئی۔ اندھیرے میں وہ محل کی ایک خفیہ جگہ سے نکل کر کالی پہاڑی کی طرف روانہ ہو گئی۔ چاند کی پھیکی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ آخر وہ کالی پہاڑی کے اوپر آ گئیں۔ کیٹی نے دیکھا کہ پہاڑی کی چوٹی پر ایک ٹکونا پتھر پڑا تھا۔ سانپ نوکرانی نے چاند کی طرف دیکھا۔ پھر بولی:

"یہاں وہ پتھر ہے جس پر بیٹھ کر تمہیں یہاں سے فرار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتا ہے۔ اب تم پتھر پر بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ آدھی رات ہو رہی ہے اور چاند کی خاص کرنیں اس پتھر پر پڑنے ہی والی ہیں۔"

کیٹی مکوڑے پتھر پر بیٹھ گئی۔

سانپ نوکرانی نے کہا:

"آنکھیں بند کر لو اور جب تم ہوا میں اپنے آپ کو ہلکی پھلکی محسوس کرو تو ہرگز آنکھیں مت کھولنا جب تم دوبارہ سخت زمین پر اپنے آپ کو محسوس کرو تو آنکھیں کھول دینا۔ تم چاند پر پہنچ چکی ہو گی۔"

کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں۔ سانپ نوکرانی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد چاند کی خاص کرنوں کا وقت آ گیا۔ یہ نیلے رنگ کی کرنیں تھیں۔ جونہی یہ کرنیں کیٹی پر پڑیں وہ بھی نیلے رنگ کی ہو گئی۔ مگر کیٹی نے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔ سانپ نوکرانی اسے دیکھ رہی تھی۔ چند سیکنڈ کے بعد کیٹی غائب ہو گئی۔ نیلی کرنیں بھی غائب ہو گئیں۔ سانپ نوکرانی نے اطمینان کا سانس لیا اور سانپ بن کر واپس چلی گئی۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا۔

کیٹی نے محسوس کیا کہ اس کے نیچے سے پتھر کھسک گیا ہے اور وہ ہلکی پھلکی ہو کر فضا میں اڑی جا رہی ہے۔ اس نے اپنی

آنکھیں بند رکھیں اور ایک پل کے لئے بھی ادھر ادھر نہ دیکھا۔ پھر اسے محسوس ہوا کہ وہ سخت زمین پر آ گئی ہے۔ اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ وہ یہ دیکھ کر خوش بھی ہوئی اور حیران بھی رہ گئی کہ وہ چاند کی سرزمین پر پہنچ چکی ہے۔ اس کے آس پاس پھیکی پھیکی چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور وہ ایک بہت بڑے غار کے دہانے پر بیٹھی ہوئی ہے۔

کیٹی نے خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ سانس لینے جیسے سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ یہاں کی فضا میں آکسیجن ہے کہ نہیں؟ اس نے دو تین سانس لینے کے بعد ہی محسوس کر لیا کہ اس کے چاند کی فضا میں آکسیجن موجود تھی۔ اور وہ آسانی کے ساتھ سانس لے سکتی تھی۔ مگر اس کے ساتھ ہی فضا میں نائیٹروجن کی بھی بھاری مقدار موجود تھی۔ شائد اس کی وجہ یہ تھی کہ کیٹی اس چاند کے جس حصے میں تھی وہاں کوئی سبزہ یا درخت وغیرہ نہیں تھے۔ جو کہ نائیٹروجن کو فضا میں سے جذب کر لیتے ہیں۔ خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے کیٹی کے لئے نائیٹروجن کسی قسم کے خطرے کا باعث نہیں تھی۔ کیٹی بیٹھی ہوئی تھی اس نے ایک یہ بات بھی محسوس کی کہ اس چاند پر زمین کی کشش ثقل بھی زمین کی کشش ثقل کے برابر تھی۔ کیٹی اس وجہ سے اپنا پورا بوجھ محسوس کر رہی تھی اگر وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کشش ثقل کم ہوتی تو کیٹی اس طرح زمین پر جم کر نہیں بیٹھ سکتی تھی۔ وہ چاند پر ضرور اپنے آپ تھوڑا سا اوپر کو اٹھ آتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔

اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان کا رنگ نیلا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس چاند کی فضا بھی تھی۔ کیونکہ ہمیں آسمان اس لئے نیلا دکھائی دیتا ہے کہ ہماری زمین کے ارد گرد فضا کا غلاف لپٹا ہوا ہے۔ اس فضا میں گرد کے چھوٹے چھوٹے ان گنت ذرات ہر وقت موجود رہتے ہیں جب ستاروں اور سورج کی روشنی ان ذروں سے ٹکرا کر ہماری زمین پر آتی ہے تو وہ مختلف رنگوں میں تبدیل ہو جاتی ہے پھر یہ سارے رنگ آپس میں مل کر نیلا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور ہمیں آسمان نیلا دکھائی دیتا ہے ہمیں ستارے جھلملاتے بھی اسی لئے نظر آتے ہیں کہ ان کی روشنی کی کرنیں فضا میں پھیلے ہوئے ذرات سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ اور ٹوٹتی پھوٹتی ہماری آنکھوں تک پہنچتی ہیں۔ اور ہمیں ستارے جھلمل کرتے نظر آتے ہیں۔ خلا کے جن ستاروں کے گرد فضا نہیں پھوٹتی وہاں سے اگر ہم آسمان کے ستاروں کو دیکھیں تو وہ ہمیں جھلملاتے دکھائی نہیں دیں گے بلکہ سرخ زرد یا سفید انگاروں کی طرح ان کی روشنی ایک جگہ بالکل ساکت دکھائی

دے گی۔ ایک بات ضرور یاد رکھیں کہ آسمان پر جتنے بھی ستارے یا ستارے ہیں یہ سب کے سب سورج کے ہیں۔ ان میں سے کوئی سورج بجھ کر ٹھنڈا ہو چکا ہے اور دوسرے سورج کی روشنی پڑتی ہے تو چمکتا ہے۔ کوئی بہت زیادہ گرم ہے کوئی کم گرم ہے اور کوئی بجھنے ہی والا ہے۔ بہت زیادہ گرم ستارے ان سفید رنگ کے دکھائی دیتے ہیں۔ نیلے رنگ کے ستارے اس سے کم گرم اور زرد رنگ کے ستارے اس سے بھی کم گرم ہوتے ہیں۔

بہرحال کیٹی اٹھ کر چاند پر ایک طرف چلنے لگی۔ یہاں زمین پتھریلی تھی اور سطح پر لاکھوں چھوٹے بڑے پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ یہ وہ شہاب ثاقب تھے جو اس چاند پر گرتے ہی ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گئے تھے۔ اب بھی چاند کی سطح پر دور پتھروں کے گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ کیٹی کو بھوک اور پیاس مٹانے کی حاجت نہیں تھی وہ اب یہ پتہ کرنا چاہتی تھی کہ اس جگہ سے کیسے واپس اپنی زمین پر عنبر ناگ ماریا اور تھیو سانگ جولی سانگ کے پاس جا سکتی تھی۔ ذرا آگے گئی تو ایک بہت بڑا گڑھا آ گیا۔ اس گڑھے کا منہ کئی کلومیٹر چوڑا تھا۔ کیٹی نے جھک کر دیکھا تو اس کا دل دہل گیا۔ اتنا بڑا اور خوفناک گڑھا کیٹی نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھا کر دیکھا۔ یہ بھربھرا تھا۔ کچھ پتھر سخت بھی تھے۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ چاند بھی کبھی سورج تھا۔ اور اس کو بجھے ہوئے کروڑوں بلکہ اربوں سال ہو گئے ہیں۔ لیکن فضا میں آکسیجن کی موجودگی اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ اس چاند پر کہیں نہ کہیں پانی ضرور ہوگا۔ اور پانی ہوگا تو پھر سبزہ بھی ضرور ہوگا۔ ممکن ہے یہ چاند کی دوسری طرف ہو۔ یہ سوچتی ہوئی کیٹی ایک طرف چلی جا رہی تھی۔ وہ چاند کے روشن حصے کی طرف تھی۔ اس حصے پر دور ـــ بہت دور کسی سورج کی روشنی پڑ رہی تھی۔

کیٹی چاند کے روشن حصے میں ساری رات چلتی رہی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ روشن دن میں چلتی رہی۔ کیونکہ کیٹی چاند کے جس حصے پر چل رہی تھی وہاں سورج کی پھیکی روشنی پڑ رہی تھی کافی دیر تک کھڈوں خشک نالوں اور گڑھوں میں سے گذرنے کے بعد کیٹی اپنے علاقے میں پہنچ گئی جہاں سورج کی روشنی بہت دور ہو گئی تھی اور ہلکا ہلکا اندھیرا شروع ہو گیا تھا۔ کیٹی دیر تک اس ہلکے اندھیرے میں چلتی رہی۔ اس کے بعد وہ چاند کے اس حصے میں آ گئی جہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا مگر یہاں آسمان پر ستارے اسے جھلملاتے نظر آ رہے تھے۔ کیونکہ اس چاند کے گرد فضا کا غلاف تھا۔ ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں کیٹی کو

دور دور تک اونچے اونچے ٹیلے ہی دکھائی دے رہے تھے۔ ٹیلوں کے دامن میں گہری تاریکی تھی۔ مگر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے کیٹی اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ ابھی تک اسے کوئی جانور یا پرندہ تک نہیں ملا تھا۔ کوئی درخت یا پانی کا چشمہ بھی نظر نہیں آیا تھا۔ کیٹی ان اونچے نوکیلی چوٹیوں والے ٹیلوں سے بھی گذر گئی۔ ان ٹیلوں کے دوسری طرف آتے ہی کیٹی کے سامنے ایک کھلا میدان پھیلا ہوا تھا۔ اس میدان میں کہیں کہیں جھاڑیوں ایسے چھوٹے چھوٹے درخت بھی تھے کیٹی ان کے پاس آ گئی۔ ان درختوں کے پتے چوڑے تھے۔ ایک جگہ اسے پانی کے گرنے کی آواز آئی۔ کیٹی نے اس طرف جا کر دیکھا کہ ایک جگہ زمین کے اندر سے پانی کی دھار نکل کر نیچے ایک چھوٹے سے گڑھے میں گر رہی تھی۔ گڑھے میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اور ایک چھوٹے سے نالے کی شکل میں دوسری طرف بہہ رہا تھا۔ کیٹی اس نالے کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ ایک جگہ بیٹھ کر اس نے منہ ہاتھ دھویا اور پھر چل پڑی۔

ابھی تک اسے یہاں کی کوئی مخلوق نہیں ملی تھی۔ چونکہ اس چاند پر آکسیجن بھی تھی۔ پانی اور درخت بھی تھے۔ اس اعتبار سے کیٹی کو کو یقین تھا کہ یہاں کی مخلوق زمین کی مخلوق سے ملتی جلتی ہوگی۔ میدان ختم ہو گیا سامنے ایک اونچا کالا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پہاڑ آگیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ زمین پر ایک پگڈنڈی بنی ہوئی ہے جو کالے سیاہ اونچے پہاڑ کی طرف چلی گئی ہے۔ کیٹی کو خیال آیا کہ اگر یہ پگ ڈنڈی ہے تو اس پر لوگ ضرور چلتے ہوں گے۔ ورنہ یہ پگ ڈنڈی کیسے بنتی۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے حیران ہو کر پیچھے دیکھا کہ یہاں گھوڑا کہاں سے آگیا؟ وہ ایک پتھر کے پیچھے چھپ گئی کیونکہ اسے اندھیرے میں دور سے ایک گھوڑسوار آتا دکھائی دیا تھا۔ گھوڑ سوار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آرہا تھا۔ جب وہ کیٹی کے قریب سے گزرا تو کیٹی نے دیکھا کہ گھوڑ سوار نے پرانے زمانے کا رومن جنگی لباس پہن رکھا ہے۔ ہاتھ میں نیزہ ہے۔ گھوڑ سوار گھوڑے کو دوڑاتا پہاڑ کی طرف اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

ابھی کیٹی گھوڑ سوار کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ اسے پیچھے سے ایسی آوازیں آتی سنائی دیں جیسے عورتیں دھیمی آواز میں دف بجاتی ہوئی گا رہی ہوں، ساتھ ہی گھنٹی کی آواز بھی آرہی تھی۔ کیٹی وہیں پتھر کے پیچھے چھپی رہی۔ تھوڑی دیر میں کسی ملکہ کی سواری آگئی۔ سیاہ فام غلاموں نے پالکی اٹھا رکھی تھی۔ پالکی جگ مگ جگ مگ کر رہی تھی۔ پالکی میں ایک انتہائی خوبصورت شہزادی چمکیلا شاہی لباس پہنے

بڑی شان سے بیٹھی تھی۔ پالکی کے آگے آگے کنیزیں رقص بجاتی گیت گاتی جا رہی تھیں۔ پالکی کے ساتھ سونے کی گھنٹیاں لٹک رہی تھیں۔ جو چلتے میں بجتی تھیں۔ کیٹی نے غور سے دیکھا۔ پالکی میں بیٹھی ہوئی ملکہ کی شکل اور لباس مصر کی ملکہ ایسا تھا۔ دیکھتے دیکھتے ملکہ کی سواری بھی پہاڑ کی طرف تھوڑی دور جا کر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔

کیٹی سوچنے لگی کہ یہ کون سی دنیا ہے؟ یہاں رومن سپاہی بھی ہیں اور مصر کی ملکہ بھی ہے۔ وہ پتھر سے نکل کر باہر آنے ہی والی تھی کہ اچانک اسے پھر ڈھول تاشوں کی آوازیں سنائی دیں۔ کیٹی نے دیکھا کہ ایک جلوس آرہا ہے جس کے آگے آگے غلاموں نے مشعلیں اٹھا رکھی ہیں۔ درمیان میں ایک مہاراجا سونے کے جڑاؤ موتیوں والا تاج پہنے تخت پر بڑی آن بان سے بیٹھا ہے۔ تخت غلاموں نے اٹھا رکھا ہے۔ کنیزوں کی ایک ٹولی ڈھولکیں اور تاشے بجاتی ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ یہ مہاراجا شکل اور لباس میں ہندوستان کی کوئی قدیم مہاراجا لگ رہا تھا۔ اس کے پیچھے ایک رتھ پر خزانے کے صندوق لدے تھے۔ جو کھلے تھے اور ہیرے جواہرات اور سونے کی ڈلیاں صاف چمکتی نظر آرہی تھیں۔

یہ جلوس بھی پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد کیٹی کو خود بخود

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے آہستہ آہستہ رونے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کچھ غلام جنوں نے بابل کے سپاہیوں ایسا لباس پہن رکھا تھا۔ ایک نوجوان اور حسین لڑکی کو زنجیروں سے باندھے لئے آرہے ہیں۔ پیچھے پیچھے عورتوں کی ایک ٹولی روتی پیٹتی چلی آرہی تھی۔ حسین لڑکی بابل کی کوئی شہزادی لگ رہی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اور اس نے اپنا سر جھکا رکھا تھا۔

یہ ٹولی بھی پہاڑ کی طرف جاکر تھوڑی دیر بعد غائب ہو گئی۔ پھر چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔ کیٹی کے دل میں خیال آیا کہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہ معمہ کیا ہے اور یہ قدیم زمانے کے لوگ اس پہاڑ کی طرف کیوں جارہے ہیں۔ اور یہ کہاں سے آرہے ہیں؟ غلامی کون ہے؟ لڑکی کون تھی اور یہ بابل کی شہزادی کون تھی کہ جس کو قیدی بناکر لے جایا جارہا تھا۔ اور یہ جلوس کہاں سے لایا گیا تھا اور کہاں لے جایا جارہا تھا؟ ان سوالوں کے جواب حاصل کرنے کے لئے کیٹی نے اونچے سیاہ پہاڑ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ جس پگ ڈنڈی پر کیٹی چل رہی تھی۔ وہ اونچے پہاڑ کے قریب پہنچ کر ایک درے کی صورت اختیار کر گئی۔ درے کو اسے کہتے ہیں جو دو اونچے پہاڑوں کے درمیان تنگ راستہ بناتا ہے۔ جونہی کیٹی قریب پہنچی اسے دو اونچے لمبے انسانی سائے

حرکت کرتے نظر آئے۔ کیٹی ایک طرف ہو گئی۔ وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی مگر اسے کوئی دوسرا اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

کیٹی نے دو اونچے لمبے دیو قامت آدمی دیکھے جن کے ہاتھوں میں لمبی لمبی تلواریں تھیں۔ وہ شاید پہرے دار تھے۔ اور پہاڑ کے اندر جو غار کو جو راستہ جاتا تھا۔ اس کے باہر پہرہ دے رہے تھے۔ یہ اس چاند کی مخلوق تھی۔ مگر عجیب بات تھی کہ ان آدمیوں نے اندھیرے میں کیٹی کو نہیں دیکھا تھا۔ کیٹی کو پہاڑ کے اوپر بھی ایسے ہی دو اونچے لمبے ہیولہ آدمی نظر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی لمبے لمبے نیزے تھے۔ پھر اوپر سے ایک آدمی نے آواز دی۔

"سولہ یاں اندر چلی گئیں۔؟"

"ہاں"

نیچے سے دوسرے پہرے دار نے کہا:

یہ چاند کے سیارے میں رہنے والی اس انسان نما دیو ہیکل مخلوق کی اپنی زبان تھی۔ پھر اوپر سے دوسرے آدمی نے کہا:

"لے اندھیرے میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔ دیکھو۔ یہاں کوئی رہ تو نہیں گیا سوار نیوں میں سے۔؟"

اتنا سنتے ہی کیٹی [illegible] پگڈنڈی کی دوسری طرف کو نکل گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ چھوٹے بڑے پتھروں کو پھلانگتی ہوئی اندھیرے میں پہاڑوں کے عقبی حصے کی طرف آگئی۔ یہاں اسس نے ایک ڈھلوان راستہ دیکھا جو نیچے ایک گہرے گڑھے میں چلا گیا تھا۔ یہ گڑھا تاریک اور گہرا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ وہ کچھ دیر کے لئے یہاں چھپ جائے گی۔ اس کے بعد آرام سے معلوم کرے گی کہ یہ معمہ کیا ہے؟ کیٹی نشیب میں اتر کر گڑھے میں آگئی۔ وہ چھپنے کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کر رہی تھی کہ اسس کی نظر گڑھے کی پتھریلی دیوار میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے جنگلے پر پڑی۔ یہ لوہے کی سلاخوں والا جنگلا تھا۔

کیٹی حیران ہوئی کہ یہ لوہے کا چھوٹا سا کور جنگلہ یہاں کس لئے بنایا گیا ہے۔ جنگلہ زمین سے اتنا اونچا تھا کہ کیٹی ایڑیاں اٹھا کر بھی اسس کی دوسری طرف جھانک نہیں سکتی تھی۔ خاموشی گہری تھی۔ کیٹی نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی کہ دوسری طرف سے کوئی آواز تو نہیں آتی۔ جنگلے کی دوسری طرف بھی گہری خاموشی تھی۔ کیٹی وہاں سے ہٹنے ہی والی تھی کہ اچانک اسے ایک کمزور سی مردانہ آواز سنائی دی۔ کیٹی کے قدم وہیں رک گئے اس نے کان لگا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر وہی کمزور آواز بلند ہوئی۔ کوئی بے حد ضعیف اور بے جان آواز میں "پانی" مانگ رہا تھا۔ پانی کا لفظ چین کسی دوسرے سیارے کی خلائی زبان

کا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ جو شخص اس کے پیچھے موجود ہے وہ چاند کا رہنے والا نہیں ہے۔

اب کیٹی نے جنگلے میں سے دوسری طرف جھانکنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ادھر ادھر سے پتھر اکٹھے کر کے جنگلے کے نیچے ڈھیر اونچا چبوترہ سا بنا لیا اور پھر اسس پر چڑھ کر جنگلے میں سے جھانک کر اندر دیکھا۔ پہلے تو اندھیرے میں اسے کچھ نظر نہ آیا۔ اندر تاریکی کی سیاہ چادر پھیلی ہوئی تھی۔ اسے پھر وہی "پانی" مانگنی آواز سنائی دی۔ اب کیٹی سے نہ رہا گیا۔ یہ آواز کسی بہت بوڑھے کمزور آدمی کی لگتی تھی کیٹی نے اسی کی زبان میں پوچھا

"پانی کہاں ہے؟"

ایک پل کے لئے گہرا سناٹا چھا گیا۔ پھر اسی کمزور آواز نے حرکت کے ساتھ وہی دبی دبی آواز میں پوچھا

"تم کون ہو؟ تم میرے سیارے کی زبان کیسے جانتی ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"یہ لمبی کہانی ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ میں تمہیں پانی کہاں سے لا کر دوں؟"

آواز نے کہا:

"جس جنگلے کے پاس تم کھڑی ہو اسی کے ساتھ لوہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی زنجیر سے بندھا پانی سے بھرا ہوا ڈونگا لٹک رہا ہے۔ مگر تم اندر نہیں آسکتی ہو اور میں اٹھ کر ڈونگے کے پاس نہیں جاسکتا میں دو روز سے پیاسا ہوں۔"

کیٹی نے دیکھا تو پیچ پیچ جنگلے کے ساتھ اندر کی جانب لوہے کی زنجیر لٹک رہی تھی۔ اس زنجیر کے نیچے ایک ڈونگا پانی سے بھرا ہوا لٹک رہا تھا۔ اب کیٹی نے غور سے دیکھا تو جنگلے کے پیچھے ایک گہرا گڑھا تہہ خانے کی طرز کا تھا۔ اس تہہ خانے کی دیوار میں سیاہ پتھر کی تھیں کونے میں کیٹی نے ایک ایسے بوڑھے کو دیکھا جس کے سر کے سفید بال اس کی سرخ بھوں اور داڑھی کے سفید بالوں سے مل گئے تھے۔ جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ اس کے پاؤں میں لوہے کی زنجیر پڑی تھی۔ جسے لوہے کے ایک کھونٹے سے باندھ دیا گیا تھا۔

یہ خوفناک منظر دیکھ کر کیٹی کا دل بیٹھ گیا۔ اس نے فوراً اندر جانے کا فیصلہ کرلیا۔ مگر وہ سوچنے لگی کہ اس تہہ خانے کا کوئی دروازہ بھی ضرور ہوگا۔ اس نے بوڑھے سے پوچھا:

"اے انسان! کیا یہاں کوئی دروازہ نہیں ہے؟"

بوڑھے کی آواز آئی۔

"ایک دروازہ ہے۔ مگر وہ خفیہ ہے۔ مجھے معلوم نہیں وہ کیسے کھلتا ہے؟"

کیٹی نے اب اپنی خداداد طاقت آزمانے کا فیصلہ کیا اور جنگلے کو دونوں

ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف ایک جھٹکا سا دیا۔ لوہے کا جنگلہ کھٹاک سے نکل کر کیٹی کے ہاتھ میں آگیا۔ کیٹی آہستہ سے جنگلے میں سے اندر کود گئی۔ اندر کودتے ہی کیٹی نے لوہے کے جنگلے کو دوبارہ اسی جگہ پر بٹھا دیا۔ اور نیچے چھلانگ لگا دی۔ جنگلے سے گڑھے کے فرش تک کا فاصلہ کوئی سات فٹ کا تھا۔ کیٹی نے لوہے کی زنجیر میں سے پانی والا ڈونگا نکالا اور اسے لے کر کونے میں زنجیر سے بندھے ضعیف بوڑھے کے پاس گئی۔ بوڑھے نے اپنا کمزور سفید بالوں والا چہرہ اٹھا کر کیٹی کو دیکھا پھر پانی کے چند گھونٹ پیے اور کہا:

"بیٹی! اس ڈونگے کو وہیں لٹکا دو۔"

کیٹی ڈونگے کو زنجیر کے ساتھ لٹکا کر واپس آگئی۔ اب اس نے بوڑھے سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور جادو کی نگری نے وہاں کیوں جکڑ رکھا ہے۔

کیٹی نے بوڑھے کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک دیو سے سنا ہے۔ ایک ہندوستانی مہاراجا اور ایک عربی شہزادی اندر تہہ پر فوارہ بہا غزاد دیکھا تھا۔ بوڑھے نے آہستہ سے پوچھا:

"بچے یہ بتاؤ بیٹی! تم یہاں کیسے آئی ہو؟ تم کس سنسار سے آئی ہو؟"

کیٹی نے چند لفظوں میں اپنی ساری کہانی سچ سچ بیان کر دی بوڑھا کیٹی کو اندھیرے میں اپنی بوڑھی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

کہنے لگا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا تعلق یہاں سے دور اورنان سیارے سے ہے۔ اورنان ستارے کا میں سب سے بڑا سائنس دان ہوں۔ یہ لوگ مجھے میرے سیارے سے اغوا کر کے یہاں لے آئے تھے۔"

کیٹی نے پوچھا:

"پاپا جان! آپ کو کیوں اغوا کیا گیا؟"

بوڑھا کہنے لگا:

"اس چاند کی یہ مخلوق ایک عرصہ سے اپنے ویران چاند پر رہ رہی ہے۔ ان کے چاند پر کوئی زمین کی دولت نہیں ہے۔ یہاں نہ تو سونا نکلتا ہے اور نہ ہیرے جواہرات پائے جاتے ہیں۔ یہاں کوئی عورت بھی زندہ نہیں رہتی۔ بچہ پیدا کر کے مر جاتی ہے۔ اس مخلوق کو معلوم ہوا کہ اورنان میں اکیائی نام کا ایک سائنس دان ہے جو میں ہوں اور جو نہ صرف یہ کہ ایک ایسا فارمولا جانتا ہے جو زمین کے ترقی یافتہ سیارے کے قدیم بادشاہوں کے خزانے زمین سے اٹھا کر یہاں لا سکتا ہے۔ بلکہ اس زمانے کی عورتیں جرنیل اور بڑی مہارانیاں اور شہزادیاں بھی اپنے سائنسی فارمولے کی مدد سے یہاں لا سکتا ہے۔ پس وہ مجھے میرے سیارے سے اغوا کر کے یہاں لے آئے۔ میرا نام اکیائی ہے اور میں ہی وہ سائنس دان ہوں جو ایک ایسے فارمولے کو جانتا ہوں

جس کی مدد سے کسی بھی سیارے کی مخلوق اور اس کی دولت کو کسی دوسرے سیارے پر لایا جا سکتا ہے۔ سائنس دانوں نے پہلے تو میری بڑی آؤ بھگت کی پھر مجھ سے میرا فارمولا معلوم کر لیا اور اس کے ذریعے سے زمین سے قدیم بادشاہوں کے دفن شدہ خزانے اور قدیم زمانے کی شہزادیاں مہارانیاں اور جرنیل یہاں لانے شروع کر دیئے۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر انہوں نے قدیم زمانے کی مہارانیاں لانے کا فیصلہ کیوں کیا؟ یہ آج کے ماڈرن زمانے کی عورتیں بھی دنیا سے لا سکتے تھے۔"

بوڑھے سائنس دان اکیائی نے کہا:

"اس سلسلہ کے قدیم زمانے کے خزانے بے حد قیمتی ہیں۔ اور ان کے خیال میں قدیم زمانے کی مہارانیاں زیادہ خوبصورت اور صحت مند ہوتی تھیں۔"

کیٹی نے پوچھا:

"یہ قدیم مہارانیوں جرنیلوں اور شہزادیوں کو یہاں کیوں لا رہے ہیں۔؟"

اکیائی نے کہا:

"یہاں پر ایک ایسا تجربہ کر رہے ہیں کہ جب یہ ان کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شادیاں اپنی مخلوق سے کریں تو وہ خوبصورت بچے پیدا کریں اور بچہ پیدا کرکے مر جائیں۔ اس طریقے سے وہ اپنے چاند پر حسین ترین نسل آباد کرنا چاہتے ہیں جو چاند کی حسین مخلوق کہلائے گی۔ اور پھر جب یہ بہت زیادہ طاقتور ہو جائیں گے اور بہت ترقی کر لیں گے تو زمین پر حملہ کرکے اسے تباہ و برباد کرکے اس پر قبضہ کر لیں گے۔"

کیٹی نے کہا:

"کیا انہوں نے قدیم زمانے کی شہزادیوں کی شادیاں اپنے ہاں کے آدمیوں سے کرنی شروع کر دی ہیں!"

اکیائی نے بتایا کہ ابھی ان شہزادیوں کو قید میں رکھا گیا ہے ز سے ان کی آمد کا سلسلہ جاری ہے ابھی یہ لوگ تجربے کر رہے ہیں جونہی انہوں نے ایسی دوائی ایجاد کر لی کہ جس کے استعمال سے یہاں بچہ پیدا کرکے مر نہ جائے وہ قدیم مہارانیوں اور شہزادیوں یہاں کے لوگوں کی شادیوں کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔ اور اس کے یہ لوگ تمہاری زمین سے بھی صحت مند نوجوان لڑکیوں کو اٹھا کر اغوا کرکے لانا شروع کر دیں گے۔

اکیائی نے آہ بھر کر کہا:

"میں انہیں اپنا فارمولا کبھی نہیں بتانا چاہتا تھا۔ مگر انہوں نے لمبے بے حد اذیتیں دیں اور آخر میں ایک ایسا انجکشن

لگا دیا کہ جس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا اور بے ہوشی میں ہی انہیں اپنا فارمولا بتا دیا۔"

کیٹی فکرمند ہو گئی۔ اس نے کہا:

"یہ تو بڑی تباہ کن بات ہو گی بابا۔" اگر انہوں نے زمین سے لڑکیوں کو اغوا کرنا شروع کر دیا تو یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو گا۔ اور دنیا میں تباہی پھیل جائے گی۔ کوئی گھر ایسا نہ رہے گا جس میں سے ایک یا دو لڑکیاں اغوا کرکے اس چاند پر نہ پہنچا دی گئی ہوں۔"

سائنس دان اکیائی نے کہا:

"کاش میں فارمولا بتانے سے پہلے ہی مر گیا ہوتا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔"

اور بوڑھا سائنس دان سر جھکا کر چپ ہو گیا۔ کیٹی بھی خاموش ہو گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس انوکھے چاند کی مخلوق کی تباہی سے اپنی دنیا کی معصوم لڑکیوں کو کیسے بچایا جائے۔ آخر اس نے بوڑھے سائنس دان سے مشورہ لینے کا سوچا اور پوچھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تباہ کن انجکشن

"بابا! تمہارے خیال میں قدیم دنیا کی مہارانیوں شہزادیوں اور زندہ دنیا کی معصوم بے گناہ لڑکیوں کو بچانے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ اگر یہ چاند کی مخلوق دوائی ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گئی تو ہماری زمین پر نہ دولت رہے گی اور نہ کوئی لڑکی باقی رہے گی۔ یہ لوگ تو دنیا کی ساری دولت اور ساری صحت مند لڑکیاں اٹھا کر چاند پر لے آئیں گے۔"

بوڑھے سائنس دان اکیائی نے آہ بھری اور پھر جلدی سے بولا

"وہ آ رہا ہے۔ جلدی سے کہیں چھپ جاؤ۔ سامنے والی دیوار سے ابھی دروازہ کھلے گا۔ ادھر کونے کے اندھیرے میں چھپ جاؤ۔ اس مخلوق کو اندھیرے میں بہت کم نظر آتا ہے۔"

کیٹی جلدی سے کونے کے اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ سامنے والی پتھریلی دیوار ایک آواز کے ساتھ کھل گئی اور اس میں سے ایک اونچا لمبا دیو قامت چاند کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سلنڈر تھا۔ سلنڈر میں سے ہلکی ہلکی گیس نکل رہی تھی۔ اس

نے ہی بوڑھے اکیائی کو ایک ٹھوکر ماری اور کہا:

"ہم نے اس محلول میں تمام فارمولوں کے کیمیکلز ملا کر دیکھ لئے ہیں مگر نتیجہ صفر نکلتا ہے۔ بتاؤ اصل کیمیکل کونسا ہے اور اس کا نمبر کیا ہے؟"

اکیائی کو اصل کیمیکل معلوم تھا مگر اس نے ایک بار پھر چاند کی مخلوق کو غلط کیمیکل اور اس کا نمبر بتا دیا۔ اس آدمی نے بوڑھے کو غضبناک آواز میں کہا:

"پچھلی بار بھی تم نے غلط کیمیکل بتایا تھا۔ اس بار بھی اگر کیمیکل کا نمبر غلط نکلا تو تیری ہڈیاں پیس کر رکھ دوں گا۔"

یہ کہہ کر اونچا لمبا آدمی لمبے لمبے ڈگ بھرتا جھک کر خفیہ دروازے میں سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ کیٹی لپک کر بوڑھے کے پاس آ گئی۔ وہ اپنی ٹانگ کو سہلا رہا تھا۔ کہنے لگا:

"انہوں نے مجھے بہت اذیتیں دی ہیں۔ بہت مارا ہے اب تو درد کا احساس بھی کم ہونے لگا ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"بابا! تم نے کیمیکل کا نمبر غلط بتایا ہے جب انہیں معلوم ہو گا تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

بوڑھا کہنے لگا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب تو میں مر ہی جاؤں تو اچھا ہے۔ لیکن انہیں اصلی کیمیکل کا نمبر نہیں بتاؤں گا۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ انہیں کس کیمیکل کی ضرورت ہے۔ میں جان دے دوں گا مگر یہ کیمیکل اور اس کا نمبر انہیں نہیں بتاؤں گا۔ کیونکہ جونہی انہیں اصلی کیمیکل معلوم ہو گیا یہ دوائی تیار کر لیں گے اور پھر دنیا سے نوجوان لڑکیوں کا اغوا شروع ہو جائے گا۔ اور تمہاری دنیا کے ہر گھر میں کہرام مچ جائے گا۔ کیونکہ پھر کوئی عورت یہاں ایک بچہ پیدا کر کے نہیں مرے گی۔ پھر وہ جتنے چاہے بچے پیدا کر سکے گی اور چاند کی مخلوق اتنی زیادہ ہو جائے گی اور اتنی طاقتور ہو جائے گی کہ یہ دنیا پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کر کے رکھ دیں گے۔"

کیٹی کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا تھا۔ مگر وہ اس بوڑھے سائنس دان اکیائی کی مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ بوڑھا سائنس دان لاکھ انہیں کیمیکل کا نمبر نہ بتائے مگر وہ آخر میں انجکشن لگا کر اس سے کیمیکل کا نمبر معلوم کر لیں گے۔ انہوں نے اسے اسی لئے ابھی تک زندہ رکھا ہوا تھا۔

کیٹی نے پوچھا:

"بابا! کوئی ایسی ترکیب نہیں ہو سکتی کہ اس مخلوق کی

لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری ——"

سائنس دان نے اپنا کمزور سر جھکا لیا۔ زیادہ بولنے سے وہ کھانسنے لگا تھا۔ کچھ دیر کھانسنے کے بعد وہ کیٹی کی طرف چہرہ اٹھا کر بولا:

"بیٹی! یہ لوگ مجھے آہستہ آہستہ مار رہے ہیں ابھی چونکہ انہیں میری ضرورت ہے اس لئے ایک دم سے مجھے ہلاک نہیں کر رہے۔ یہ دو دن کے بعد مجھے کھانے کو کیپسول اور پینے کو پانی دیتے ہیں۔ انہوں نے میرے سامنے جنگلے میں پانی کا ڈونگا لٹکا رکھا ہے تاکہ میں اسے دیکھ دیکھ کر تڑپتا رہوں۔ دوسرے دن ایک آدمی اندر آ کر مجھے دو کیپسول کھانے کو دیتا ہے جس سے میری بھوک تھوڑی سی مٹ جاتی ہے اور اس ڈونگے سے پانی نکال کر پلاتا ہے اور ڈونگا دوبارہ بھر کر دو دن کے لئے چلا جاتا ہے۔ میرے پاؤں میں زنجیر بندھی ہے میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا کہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لوں۔ تمہاری مہربانی کہ تم آ گئیں اور میری پیاس بجھی۔ وہ آج رات کسی وقت کھانا لے کر آنے والے ہیں تم اس وقت جنگلے سے نکل کر باہر چلی جانا کیونکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ جب کھانے کا کیپسول لے کر آتے ہیں تو تھوڑی دیر یہاں ضرور ٹھہرتے ہیں۔ خطرہ ہے کہ وہ تمہیں دیکھ لیں گے۔"

کیٹی نے کہا:

"تم فکر نہ کرو بابا! میں جنگلے سے باہر نکل جاؤں گی مگر یہ بتاؤ کہ ہم ان کی لیبارٹری کو تباہ کیسے کر سکتے ہیں؟"

بوڑھا سائنس دان سوچ میں پڑ گیا۔

کہنے لگا:

"یہ کام بہت مشکل ہے۔ مجھے ایسا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس مخلوق کی لیبارٹری پہاڑ کے نیچے تہہ خانے میں ہے۔ وہاں تک کوئی نہیں جا سکتا۔"

کیٹی نے اب بوڑھے سائنس دان کو بتایا کہ وہ سوائے آگ کے اور کسی شے سے نہیں مر سکتی۔ اس لئے وہ جان کی بازی لگا کر بھی تہہ خانے کی لیبارٹری میں جا سکتی ہے۔ مگر اس کے پاس ایسا فارمولا ضرور ہونا چاہیے جس پر عمل کرنے سے لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکے۔

سائنس دان کہنے لگا:

"اگر تم صرف آگ سے مر سکتی ہو تو یہ تمہیں آگ سے ہی

مار ڈالیں گے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ تلوار کا تم پر اثر نہیں ہوتا تو یہ تمہیں ایک خاص کیمیکل کے ذریعے آگ لگا دیں گے۔ ان لوگوں کے پاس حیرت انگیز کیمیکلز ہیں اس معاملے میں یہ بہت ترقی یافتہ ہیں۔"

وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ بوڑھے سائنس دان نے تہہ خانے کے باہر سے آتی چاند کی مخلوق کے بھاری قدموں کی دھمک محسوس کر لی۔ اس نے جلدی سے کہا:

"بیٹی! جنگلے میں سے باہر کود جاؤ اور باہر جاتے ہی جنگلہ اپنی جگہ پر لگا دینا۔ وہ لوگ کیپسول لے کر آ رہے ہیں۔"

کیٹی لپک کر جنگلے کے نیچے آئی۔ اس نے اچھل کر جنگلے کو پکڑا اور اوپر چڑھ کر جنگلے کو الگ کیا۔ پھر دوسری طرف لٹک کر ایک ہاتھ سے لوہے کے جنگلے کو اس جگہ لگا دیا اور نیچے پتھروں کے چبوترے پر پاؤں رکھ کر زمین پر اتر آئی اور وہیں ایک طرف اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ اسے تہہ خانے کی دیوار کھلنے کی آواز سنائی دی۔ پھر کسی نے زنجیر سے پانی کا ڈرم نکالا۔ غنیمت کا شکر ہے کہ زنجیر جنگلے کے ساتھ نہیں بندھی ہوئی تھی۔ ورنہ جنگلا اپنی جگہ سے کھسک سکتا تھا۔ اس کے بعد اندر سے چاند کی مخلوق کی بوڑھے سائنسدان سے باتیں کرنے کی دھیمی دھیمی آوازیں آنے لگیں۔ دیر تک یہ آوازیں آتی رہیں۔ پھر دیوار کا خفیہ دروازہ کھلا اور بند ہو گیا۔ جب تہہ خانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں دیر تک مکمل خاموشی چھائی رہی تو کیٹی نے پتھروں پر کھڑے ہو کر جھکے میں سے اندر جھانک کر دیکھا۔

تہہ خانے میں بوڑھا سائنس دان سر جھکائے اکیلا ہی بیٹھا تھا۔ کیٹی اسی طرح سے دوبارہ تہہ خانے میں کود گئی۔ بوڑھے سائنسدان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"کل تک انہیں علم ہو جائے گا کہ میں نے انہیں جو کیمیکل اور اس کا نمبر بتایا تھا۔ وہ بھی غلط تھا۔ اس کے بعد ہو سکتا ہے وہ مجھے انجکشن لگا کر مجھ سے اصلی کیمیکل اور اس کا نمبر معلوم کر لیں۔"

کیٹی پریشان ہو کر بولی:

"یہ تو غضب ہو جائے گا بابا! اگر انہیں اصلی کیمیکل اور اس کا نمبر معلوم ہو گیا تو پھر ہماری دنیا پر تباہی نازل ہو جائے گی۔"

بوڑھے سائنس دان نے پہلو بدلتے ہوئے کہا:

"میں خود پریشان ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا کروں۔ کوئی دوسرا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ کل تک ان کا تجربہ پھر ناکام ہو جائے گا۔ اور وہ مجھے انجکشن لگانے یہاں آ جائیں گے۔"

کیٹی نے سخت مایوسی کے عالم میں پوچھا:

"کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ دنیا کی لاکھوں معصوم بچیوں کو اغوا ہونے سے اور یہاں آ کر برباد ہونے سے بچایا جا سکے؟"

بوڑھا سائنس دان خاموش تھا۔ کیٹی نے کچھ کہنا چاہا تو اس نے انگلی کے اشارے سے کیٹی کو خاموش رہنے کو کہا۔ شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ کسی اہم نقطے پر غور کر رہا تھا۔ کیٹی وہیں خاموش ہو گئی۔ بوڑھے اکیائی نے زمین کو گھورتے ہوئے کہا:

"اب اس کے سوائے کوئی چارہ نہیں کہ میں اپنا فارمولا فلیش بیک استعمال کر دوں۔"

کیٹی نے دبی زبان میں پوچھا:

"یہ فارمولا فلیش بیک کیا ہے؟"

بوڑھے اکیائی نے کیٹی کی طرف چہرہ اٹھایا اور کہا:

"یہ میرا وہی فارمولا ہے جس کی مدد سے چاند کی مخلوق نے پرانے زمانے کی شہزادیوں، ملکاؤں اور مصر کی ملکہ کو یہاں بلا لیا ہے۔ ہمارے لئے انسان مر جاتا ہے مگر سائنس کے مطابق دنیا میں مادہ اور روح فنا نہیں ہوتے۔ مادہ ایٹم کے نظر نہ آنے والے ذرے کی شکل میں زندہ رہتا ہے اور انسان مرنے کے بعد اپنے پیچھے دنیا میں اپنا عکس چھوڑ جاتا ہے۔ میرا فارمولا اسی انسانی عکس کو مانگ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاریکیوں سے یہاں کھینچ لاتا ہے۔ اس کا ثبوت تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہو۔"

کیٹی نے کہا:

"ہاں، مگر تم ماضی سے کس کو بلانا چاہتے ہو؟"

اکیائی بولا:

"ایک مدت ہوئی۔ تمہاری دنیا کے ایک سائنس دان نے پلاسٹک اور فولاد کی مدد سے ایک بہت ہی طاقتور اور اونچا لمبا گوریلا تیار کیا تھا۔ جس کا نام اس نے کنگ کانگ رکھا تھا۔ میں ماضی کے زمانے میں سے اس گوریلے کنگ کانگ کو یہاں بلاؤں گا۔ وہ میرے حکم کے زیر اثر ہوگا۔ میں اسے جو حکم دوں گا وہ وہی کرے گا۔ صرف کنگ کانگ ہی ہمیں اور تمہاری دنیا کی معصوم ہمیوں کو چاند کی اس وحشی مخلوق سے نجات دلا سکتا ہے۔"

کیٹی نے پوچھا:

"مگر اکیائی، تمہارے پاس وہ فارمولا کہاں ہے! اور پھر تمہارے پاس یہاں لیبارٹری بھی نہیں ہے۔"

اکیائی نے کہا:

"ہم لوگ تمہاری زمین کے سائنس دانوں سے بہت زیادہ تیز اور ترقی یافتہ ہیں۔ فارمولا فلیش بیک مجھے

زبانی یاد ہے۔ میں نے اس کے الفاظ کو اس طرح ترتیب میں لگایا ہے کہ جب میں اسے بولوں گا تو ہوا میں ان الفاظ کی وجہ سے خاص قسم کی لہریں پیدا ہوں گی۔ یہ لہریں ایک دوسری سے رگڑ کھاتی ہوئی ماضی میں چلی جائیں گی اور پھر وہاں سے کنگ کانگ کے بھٹکتے ہوئے عکس کو پورے گوریلے کی شکل دے کر یہاں میرے پاس لے آئیں گی۔ وہ کنگ کانگ ایک طاقتور فولادی جانور ہوگا۔ اور میرے حکم کا پابند ہوگا۔ اس کی مدد سے ہم چاند کی اس دیو قامت مخلوق کو اس لیبارٹری سے بھگا سکتے ہیں۔ بس صرف یہی ایک ترکیب ہے میرے پاس۔ اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"اکیائی! اگر تم کنگ کانگ کو بلا سکتے ہو تو ضرور بلاؤ۔ کیونکہ چاند کی مخلوق انسانیت کی دشمن ہے۔ اور اس کا تباہ ہونا انسانیت کی خدمت میں شامل ہوگا۔ مگر جو لوگ پہلے ہی ماضی کے زمانے سے نکل کر یہاں آچکے ہیں ان کا کیا بنے گا؟"

اکیائی کہنے لگا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ان کو یہیں اپنے اسی غار سے کو اٹھا پڑھنے سے
واپس ان کے زمانے میں پہنچا دوں گا۔"

کیٹی بولی:

"تو پھر کنگ کانگ کو بلا لو۔ یہیں یہ آپریشن ابھی
سے شروع کر دینا چاہیئے۔"

اکیائی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے کیٹی کو اپنے پیچھے
کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اونچی آواز میں "میں بار فارمولا
فیشن بیک دہرایا۔ اس کے پڑھنے سے تہہ خانے کی فضا میں
ایک خلا سا چھا گیا۔ جب غبار چھٹا تو کیٹی کی آنکھوں کے سامنے
اونچا لمبا بھیانک شکل والا گوریلا موجود تھا۔ جس کا قد اتنا
اونچا تھا کہ وہ جھکا ہوا تھا۔ اور اس کے حلق سے گھرگھراہٹ
کی آواز نکل رہی تھی۔ فولادی جسم چمک رہا تھا۔ آنکھوں میں
روشنی تھی۔ چوڑے نتھنوں سے بھاپ کی لہریں نکل رہی تھیں
وہ کیٹی اور بوڑھے اکیائی کی طرف گھور کر اپنی لال لال آنکھیں
سے تک رہا تھا۔

اکیائی نے اسے کہا:

"کنگ کانگ: میں نے تمہیں ایک خاص کام کے لئے
یہاں بلایا ہے۔ کیا تم تیار ہو؟"

فولادی دیو قامت کنگ کانگ نے اپنے سینے پر زور سے ہاتھ

مارا۔ جس سے اس قدر آواز پیدا ہوئی کہ تہہ خانے کی دیواریں
لرز گئیں۔ کنگ کانگ کے حلق سے غراہٹ کی تیز آواز نکلی اور
اس نے سر ہلا کر ظاہر کیا کہ وہ تیار ہے۔

اکیائی نے کہا:

"میرے پاؤں کی زنجیر توڑ دو۔"

کنگ کانگ نے ایک انگلی سے زنجیر توڑ دی۔ بوڑھا
سائنس دان اکیائی اٹھ کھڑا ہوا۔ کیٹی اس کے پیچھے کھڑی
کنگ کانگ کو غور سے تک رہی تھی۔ اکیائی نے سامنے والی دیوار
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اس دیوار کو توڑ کر پہاڑ والے غار میں جاؤ۔ وہاں
ایک لیبارٹری ہے یہاں چاند کی مخلوق ایک انسان دشمن
دوائی تیار کر رہی ہے۔ جا کر اس لیبارٹری کی تمام چیزوں
کو تباہ کر دو اور جو تمہارے راستے میں آئے اسے وہیں
ختم کر دو۔"

کنگ کانگ نے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر سر جھکایا اور دیوار
کی طرف ایک قدم اٹھایا اور پھر ایک ہی مکے سے دیوار کو گرا دیا
ایک دھماکے سے دیوار دوسری طرف جا گری۔ کنگ کانگ اب
پہاڑی کی سرنگ کی طرف بڑھا۔ جس کے اندر لیبارٹری تھی۔

اکیائی نے کیٹی سے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے ساتھ آؤ کیٹی۔ ہم باہر کسی گڑھے میں چھپ جاتے ہیں۔"

اکیائی اور کیٹی تہہ خانے سے نکل کر اندھیرے میں کچھ فاصلے پر ایک گہرے گڑھے میں اتر کر چھپ گئے۔ تہہ خانے کی دیوار گرنے کا دھماکہ سن کر چاند کی دیو قامت مخلوق درّے سے نکل کر تہہ خانے کی طرف بڑھی۔ جونہی انہوں نے کنگ کانگ کو آتے دیکھا تو وہیں رک گئے۔ اتنا اونچا اور قوی ہیکل جانور انہوں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ کنگ کانگ کے نتھنوں سے بھاپ نکل رہی تھی۔ وہ غراتا ہوا ایک ایک قدم بڑھاتا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چاند کے آدمیوں نے اس پر نیزے پھینکے مگر کنگ کانگ پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ وہ سرنگ میں آ گیا۔ جہاں پر [illegible] والوں نے تلواروں سے کنگ کانگ پر حملہ کر دیا۔ اور کنگ کانگ نے ان سب کو اپنے ہاتھوں میں کچل کر رکھ دیا۔ لیبارٹری میں شور مچ گیا کہ کوئی بھیانک عفریت اندر آ رہا ہے۔ لیبارٹری کے چیف نے فوراً آگ برسانے والی گن اٹھائی اور سرنگ میں آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا فولادی گوریلا اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اس نے گن فائر کر دی۔

گن سے آگ کا شعلہ نکل کر کنگ کانگ پر پڑا۔ لیکن یہ شعلہ بھی کنگ کانگ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ کنگ کانگ نے آگے بڑھ کر چیف

کو بھی گردن سے پکڑ کر چوہے کی طرح اٹھایا اور زور سے دیوار کے ساتھ دے مارا۔ چیف کی ہڈیاں سرمہ بن گئیں۔ کنگ کانگ کے اب جو بھی سامنے آتا وہ اسے کچل ڈالتا۔ پھر وہ لیبارٹری میں داخل ہو گیا۔ لیبارٹری میں جو چاند کے سائنس دان کام کر رہے تھے۔ وہ کنگ کانگ کو دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ مگر کنگ کانگ نے ایک ایک کر کے سب کو ختم کر دیا۔ پھر اس نے میزوں پر رکھی ہوئی تمام شیشے کی بوتلوں سلنڈروں اور شیشے کی نلکیوں اور محلول کی بوتلوں کو تہس نہس کر ڈالا۔ چند لمحوں میں لیبارٹری پوری کی پوری تباہ ہو چکی تھی۔ کنگ کانگ کا غصہ اب بھی ٹھنڈا نہ ہوا۔ اس نے لیبارٹری میں آگ لگا دی۔ وہ آگ کے شعلوں میں سے بڑے آرام سے باہر نکل آیا۔ [illegible] میں سے گذرتا تہہ خانے کی گری ہوئی تباہ شدہ دیوار کے [illegible] زور سے غرایا۔

گڑھے میں چھپے ہوئے سائنس دان اکیائی نے اس کی [illegible] سنی تو کیٹی سے کہا!

"کنگ کانگ جس مقصد کو لے کر گیا تھا اس میں کامیاب ہو کر واپس آ گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ اب ہمیں چاند کی مخلوق سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

اکیائی کیٹی کو لے کر کنگ کانگ کے پاس واپس آیا۔ کنگ کانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے سر کو جھکاتے ہوئے غراہٹ میں کہا کہ وہ جس کام کے لئے گیا تھا پورا ہو گیا ہے۔

اکیائی نے کنگ کانگ سے کہا:

"تم اس ٹوٹے ہوئے تہہ خانے میں ٹھہرو۔ میں ابھی واپس آتا ہوں۔"

کنگ کانگ تہہ خانے کے فرش پر جا کر بیٹھ گیا اور بار بار سینے پر ہاتھ مارنے لگا۔ اکیائی نے کیٹی کو ساتھ لیا اور سرنگ میں داخل ہو گیا۔ اسے جگہ جگہ چاند کی مخلوق کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ لیبارٹری میں آگ دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔ دونوں سرنگ سے باہر آ گئے۔

اکیائی کہنے لگا:

"دوسری طرف ایک تہہ خانہ ہے۔ وہاں پرانے زمانے سے آئی ہوئی مخلوق موجود ہے۔ چلو۔ انہیں واپس ان کے زمانے میں بھیجتے ہیں۔ کیونکہ اب ان کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔"

دوسرے تہہ خانے میں کیٹی نے سب سے پہلے مصر کی ملکہ کو دیکھا۔ وہ اپنے تخت پر بالکل ساکت ہو کر خاموش بیٹھی تھی۔ کنیزیں اس کے تخت کے ارد گرد کھڑی اسے مورچھل سے ہوا دے رہی تھیں۔ دوسرے تخت پر ہندوستان کی قدیم مہارانی بیٹھی

تھی اور خادمائیں اس کے بالوں کو ہموار رہی تھیں۔ کونے میں وہ حسین لڑکی بیٹھی تھی۔ جس کے پاؤں میں زنجیر بندھی تھی۔ اس کے پاس ہی خزانہ بھی موجود تھا۔ اور رومن جرنیل اور غلام دیوار کے ساتھ بالکل سیدھے کھڑے تھے۔

اکیائی نے کہا:

"چاند کی مخلوق نے تمہیں تمہارے زمانے سے بلا کر بہت تکلیف دی۔ میں اس کے لئے شرمندہ ہوں۔ کیونکہ انہوں نے مجھ سے دھوکے سے فارمولا فلیش بیک معلوم کر لیا تھا مگر اب میں تم سب کو تمہارے زمانے میں واپس پہنچا رہا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی سائنس دان اکیائی نے فارمولا فلیش بیک کو الٹا پڑھا۔ ایک بادل ساتھ خانے میں چھا گیا۔ جب بادل ہٹا تو وہاں نہ مصر کی ملکہ تھی۔ نہ ہندوستان کی مہارانی تھی۔ اور نہ رومن سپاہی اور غلام ہی تھے۔ بوڑھے سائنس دان نے اطمینان کا سانس لے کر کہا:

"شکر ہے وہ سب لوگ اپنے اپنے زمانے میں واپس جا چکے ہیں۔"

وہ کیٹی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

"ہمارا کام ختم ہو چکا ہے۔ ہم نے تمہاری زمین کے لوگوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اس مخلوق کے ظلم سے بچا لیا ہے۔ اب میں واپس اپنے ستارے پر جاؤں گا۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گی۔؟"
کیٹی نے کہا:

"میں اپنی زمین پر واپس جانا چاہتی ہوں۔ جہاں میرے دوست عزیز تاک اور بلی سانگ اور عقیو ساتھ میرے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے۔ کیا تم مجھے میری دنیا میں ان کے پاس پہنچا سکتے ہو؟"
اکیائی بولا:

"میری بچی! میں قدیم زمانے کے لوگوں کو تو اپنے خدوخال سے پہچان بتلا سکتا ہوں مگر یہاں کے کسی بھی آدمی کو کسی دوسری دنیا میں نہیں پہنچا سکتا۔ ایسا کوئی خاص مواد میرے پاس نہیں ہے۔"
کیٹی سوچ میں پڑ گئی۔
اکیائی کہنے لگا:

"تم میرے ساتھ میرے ستارے پر کیوں نہیں چلتیں؟ وہاں ہمارے پاس اڑن طشتریاں اور خلائی جہاز ہیں۔ ہم تمہیں کسی جہاز میں بٹھا کر تمہاری دنیا کی طرف روانہ کر دیں گے۔"
کیٹی کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے اکیائی کے ساتھ جانے پر

رضامندی کا اظہار کیا۔ مگر پوچھا کہ وہ اسے چاند سے اپنے ستارے پر کیسے لے جائے گا۔ کیونکہ وہاں تو کوئی خلائی جہاز اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔ بوڑھا سائنس دان مسکرایا اور بولا:

"جس طرح تم اس چاند پر آئی ہو اسی طرح میں تمہیں اپنی دنیا پر لے چلوں گا۔ میرے ساتھ باہر آؤ۔"
سرنگ سے باہر نکل کر وہ کھلی جگہ پر آ گئے۔ اکیائی نے آسمان پر چمکتے ستاروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اس ستارے کو دیکھ رہی ہو جو بہت زیادہ روشن ہے؟ وہ میرا ستارہ ہے۔ اس کی چمک زیادہ اس لئے ہے کہ وہاں سمندر ہے۔ سورج کی روشنی جب سمندر پر پڑتی ہے تو وہ بہت زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔ ہم اس ستارے پر جائیں گے۔ میرے ساتھ سامنے والے ٹیلے پر چلو۔ وہاں رات کے وقت ہماری دنیا کی روشنی کی خاص سرخ کرنیں آ کر پڑتی ہیں۔ یہ کرنیں جب واپس جاتی ہیں تو اگر وہاں کوئی شے رکی ہو تو اسے بھی اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔"
اکیائی اور کیٹی سامنے والے ٹیلے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔
اکیائی کہہ رہا تھا:

"کچھ دیر بعد ہماری دنیا کے ستارے سے سرخ کرنیں نکل کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم پر پڑے گی۔ اس وقت تم آنکھیں بند کر لینا اور اس وقت تک نہ کھولنا جب تک تمہارے پاؤں دوبارہ زمین پر نہ لگ جائیں۔"

کیٹی اس قسم کے تجربے سے پہلے گذر چکی تھی۔

اس نے کہا:

"میں ایسا ہی کروں گی اکیائی بابا۔"

اور وہ خاموشی سے اکیائی کے ساتھ ٹیلے کے اوپر پتھروں پر کھڑی ہو گئی۔ کافی دیر تک وہاں کھڑے رہنے کے بعد اچانک دور اکیائی کے سامنے سے سرخ رنگ کی کرنیں پھوٹنے لگیں۔

اکیائی نے آہستہ سے کہا:

"کیٹی! آنکھیں بند کر لو۔"

کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں۔ سرخ کرنوں نے کیٹی اور اکیائی کے جسم کو سرخ کر دیا۔ وہ لال کرنوں میں نہا گئے۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ اس کے پاؤں اپنے آپ زمین سے اٹھ گئے ہیں اور وہ ہلکی پھلکی ہو کر فضا میں تیرنے لگی ہے۔ اس نے آنکھیں بالکل نہ کھولیں۔ دیر تک وہ فضا میں پرواز کرتی رہی۔ پھر اچانک اس کے پاؤں کسی سخت زمین پر اپنے آپ آ کر لگ گئے۔ اسے اکیائی کی آواز آئی:

"کیٹی! اب آنکھیں کھول دو۔ تم ہمارے سیارے پر پہنچ گئی ہو۔"

کیٹی نے آنکھیں کھول دیں۔ دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت گول عمارتوں والے باغ میں کھڑی ہے۔ گول عمارتوں کے اوپر چاند ایسے لگتے روشن ہیں۔ آسمان کی فضاؤں میں بلبلوں کی طرح کی گاڑیاں بیلی کاپٹروں کی طرح اڑ رہی ہیں۔ مگر ان کی آواز بالکل نہیں ہے۔

اکیائی نے کہا:

"یہ ہمارے ہاں کی ٹیکسیاں ہیں۔ لوگ ان میں سفر کرتے ہیں۔ آؤ میری لیبارٹری میں چلو۔"

اکیائی کیٹی کو لے کر ایک گول عمارت میں داخل ہوا تو وہاں انسانی شکل کے لوگوں نے بوڑھے اکیائی کو دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجائیں اور اس کا زبردست استقبال کیا۔ اکیائی نے کیٹی کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

"یہ میری بچی ہے۔ چاند کی مخلوق اسے اغوا کر کے لے آئی تھی۔ میں اسے بھی بچا کر اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔"

ان لوگوں نے کیٹی کی بھی بے حد عزت افزائی کی۔ ایک ہفتہ تک سائنس دان اکیائی کی آمد کا جشن مناتے رہے۔ دوسرے دن کیٹی نے اکیائی سے کہا:

"اب میں واپس اپنی زمین پر اپنے بہن بھائیوں کے پاس جانا چاہتی ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اکیائی بولا:

"چلیے تمہاری مرضی۔ میرے ساتھ سپیس ٹرینل میں آؤ۔"

سپیس ٹرینل میں کئی چھوٹے چھوٹے خلائی جہاز کھڑے تھے

اکیائی کہنے لگا:

"کیا تم خلائی جہاز کنٹرول کر سکو گی؟"

کیٹی اس سے پہلے خلائی جہاز چلایا کرتی تھی۔

اس نے کہا:

"اگرچہ مجھے خلائی جہاز چلائے دیر ہو گئی ہے مگر تم سمجھا دو گے تو میں اسے کنٹرول کر لوں گی۔"

بوڑھا اکیائی ایک چھوٹے خلائی جہاز میں آ کر کیٹی کے ساتھ کاک پٹ میں بیٹھ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں کیٹی کو جہاز کے بارے میں سب کچھ سمجھا دیا۔

کیٹی نے کہا:

"اکیائی بابا! میں تمہاری اس مہربانی کو ہمیشہ یاد رکھوں گی اگر تمہارا ہماری زمین پر کبھی آنا ہو تو مجھے ضرور ملنا۔"

اکیائی مسکرایا:

کہنے لگا:

"بیٹی اگر تم چاند پر نہ آتیں تو شاید میں بھی زندہ نہ رہتا۔ تمہاری وجہ سے میری جان بھی بچی اور تمہاری زمین

کے لوگ بھی چاند کی مخلوق کے ناپاک عزائم سے محفوظ ہو گئے۔"

پھر اس نے اپنے سفید بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"بیٹی! میں تمہیں ایک تحفہ دینا چاہتا ہوں۔"

کیٹی نے تعجب سے پوچھا:

"تحفہ کیسا بابا؟"

اکیائی کہنے لگا:

"میں چاہتا ہوں کہ تمہیں نارمونا فلیش بیک بتا دوں جس کی مدد سے اگر تم چاہو تو قدیم زمانے میں سے کسی بھی انسان کو اپنے زمانے میں بلا سکو گی۔"

کیٹی نے کہا:

"تمہارا شکریہ بابا! تمہارا یہ تحفہ میں ہمیشہ سنبھال کر رکھوں گی۔"

اکیائی نے کہا:

"مگر اس کی صرف ایک شرط ہے کہ قدیم زمانے سے تم جس شخص کو بھی بلاؤ۔ اس کو زیادہ دیر اپنی دنیا میں نہ رکھنا۔ کوشش کرنا کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے اپنی اصلی دنیا میں واپس چلا جائے۔ کیا تم اس اصول پر عمل کر سکو گی کیٹی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا:

"کیوں نہیں بابا! میں بڑی اصول پرست اور دیانت دار لڑکی ہوں۔ تم نے جو نصیحت مجھے کی ہے۔ میں اس پر ضرور عمل کروں گی۔"

"تو پھر اس فارمولے کو غور سے سنو:

اور بوڑھے سائنس دان نے کیٹی کو وہ فارمولا یاد کرا دیا۔

اس نے کہا:

"تم جہاں کہیں بھی ہو گی۔ اس فارمولے کو سات بار بلند آواز میں پڑھنا اور ماضی کے زمانے میں سے جس شہزادی یا ملکہ یا بادشاہ کو بلانا ہو اس کا خیال دل میں باندھ لینا۔ وہ شخص تمہارے سامنے آ جائے گا۔ اور یاد رکھنا اس سے کوئی ایسا کام نہ لینا جو انسانیت کے خلاف ہو۔"

کیٹی نے کہا:

"میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا بابا!

پھر وہ کہنے لگی:

"بابا! ۔ ۔ ۔ کانگ کو تو واپس بھیجا ہی نہیں تھا۔"

اکیائی مسکرا کر بولا:

"یہ کام تو میں نے سرنگ سے نکلتے ہی فارمولے کو الٹا پڑھ کر انجام دے دیا تھا۔

ہاں: جب تم ماضی کے کسی کردار کو واپس بھیجنا چاہو تو اسی فارمولے کو سات بار الٹا پڑھنا۔ وہ کردار واپس چلا جائے گا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلائی جہاز کی تباہی

کیٹی نے ایک بار پھر سائنس دان اکیائی کا شکریہ ادا کیا۔
اکیائی نے کہا:
"جہاز کا تمہاری زمین تک کا روٹ میں نے سیٹ کر دیا ہے۔ اگر خدانخواستہ خلا میں کوئی حادثہ پیش نہ کیا تو یہ جہاز تمہیں لے کر اپنے آپ تمہاری زمین پر پہنچ جائے گا۔ اس میں ایندھن ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس جہاز کا انجن خلا میں سے اپنے آپ شمسی توانائی حاصل کرتا رہے گا۔ اب تم جاؤ۔"

سائنس دان اکیائی جہاز سے نکل گیا۔ کیٹی نے دروازہ لاک کر دیا۔ اس نے ایک بار پھر خلائی جہاز کی مشینری کو چیک کیا اور پش بٹن دبا دیا۔ خلائی جہاز کا راکٹ چل پڑا۔ جہاز نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔ جب وہ سیارے کی فضا سے نکل کر خلا میں پہنچا تو اس نے اپنے آپ زمین کی طرف رخ کر لیا۔ کیٹی کو بڑی خوشی ہوئی کہ اب وہ کچھ ہی عرصے بعد عنبر ناگ مارا

تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاس پہنچ جائے گی۔ مگر اس کی قسمت میں آگے کیا لکھا ہے۔ یہ کیٹی کو معلوم نہیں تھا۔ خلائی جہاز بڑی ہی تیز رفتاری کے ساتھ خلا میں اپنا سفر طے کر رہا تھا

خلا میں ایسا لگ رہا تھا جیسے جہاز ایک ہی جگہ پر رکا ہوا ہے۔ مگر جب وہ کسی قریبی سیارے کے نزدیک سے گزرتا تو بجلی کی چمک کی طرح وہ سیارہ پیچھے کی طرف جا چکا ہوتا تھا۔

خلائی جہاز میں وقت کا حساب وہ نہیں تھا جو ہماری زمین پر ہوتا ہے خلائی وقت کے مطابق جہاز کو خلا میں سفر کرتے ہوئے دو منٹ گزر گئے تھے جبکہ زمین پر ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ اور عنبر ناگ مارا تھیوسانگ اور جولی سانگ ابھی قافلے کے ساتھ تبت کی وادیوں سے نکل کر گندھارا کی طرف سفر ہی کر رہے تھے۔

کیٹی تھوڑی تھوڑی دیر بعد مشینری کو چیک کر لیتی تھی۔ خلائی جہاز کے اندر ہوا کا دباؤ اتنا ہی تھا جتنے دباؤ کی کیٹی کو ضرورت تھی۔ اچانک خلائی جہاز زور سے جھٹکا کھا کر ڈگمگا گیا۔ کیٹی اپنی سیٹ پر سے گرتی گرتی بچی۔ اس نے فوراً پیٹی باندھ لی اور راڈار کی سکرین پر دیکھا سکرین پر اسے اپنے خلائی جہاز کا پورا ڈھانچا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ گھبرا گئی کہ خلائی جہاز کے پچھلے حصے میں جہاں راکٹ کی مشینری تھی ایک گہرا شگاف پڑ گیا تھا۔ خلائی جہاز سے شاید کوئی شہاب ثاقب کا ٹکڑا ٹکرا گیا تھا۔ جہاز ابھی تک ڈگمگا رہا تھا۔ کیٹی نے فوراً اسے سنبھالنے کی کوشش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی۔ جہاز تھوڑی دیر کے لئے سنبھل گیا مگر اس کے بعد پھر ڈولنے لگا۔ ایک طرف کو خلا میں گرنے لگا۔ کیٹی پریشان ہو گئی۔ ہوا کے شدید دباؤ کی وجہ سے جہاز کے عقبی حصے کا ایک دروازہ ٹکڑا اڑ گیا تھا۔ کیٹی کا مشین روم یا کاک پٹ ہوا بند تھا۔ اس کا دباؤ کم نہیں ہو سکتا تھا مگر جہاز اس کے کنٹرول سے باہر ہو چکا تھا۔ کیٹی نے اسے پھر سے سنبھالنے کی بہت کوشش کی مگر وہ اس کوشش میں ناکام رہی۔

خلائی جہاز میں تیزی آ گئی۔ کیٹی نے سکرین پر دیکھا کہ وہ خلا میں ایک خاص سمت کو گرتا چلا جا رہا تھا۔ دور سے ایک سیارہ جہاز کے قریب آتا جا رہا تھا۔ کیٹی فوراً سمجھ گئی کہ اس کا جہاز اس سیارے کی کشش کے حلقے میں شامل ہو گیا ہے اور اب وہ سیارہ اسے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کا جہاز سیارے سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔ جہاز سیارے کی کشش کے حلقے میں آنے کے بعد اس کی فضا میں داخل ہو گیا تھا۔ فضا میں داخل ہونے سے فضا میں جو ذرات تھے ان کی رگڑ کی وجہ سے جہاز میں آگ لگنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کیٹی نے فوراً ٹربو افین کو الٹا چلا دیا۔ اب ایسا ہوا کہ خلائی جہاز کو سیارہ کھینچ رہا تھا اور ٹربو افین اسے پیچھے کی طرف کھینچ رہا تھا۔ اس کی وجہ سے خلائی جہاز کی رفتار بہت مدھم ہو گئی۔ مگر وہ سیارے کی طرف کھنچتا ہوا چلا جا رہا تھا۔

اس جہاز کو اب سیارے کی سطح پر جانے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ لیکن کیٹی کی دانش مندی نے جہاز کو سیارے کی سطح سے ٹکرا کر تباہ ہونے سے بچا لیا تھا۔ اب یہ کیٹی کی قسمت تھی کہ وہ کس سیارے پر اترنے والی ہے۔ آیا وہ سیارہ انسانی زندگی کے لئے مفید ہے یا نقصان دہ۔ کیٹی اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتی تھی اس نے اپنے آپ کو اور اپنے خلائی جہاز کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ جو کچھ کر سکتی تھی کر چکی تھی۔ جہاز ٹربو راکٹ کے الٹا چلنے کی وجہ سے دھیمی رفتار کے ساتھ سیارے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ٹربو راکٹ نے خلائی جہاز کی رفتار کو کنٹرول میں کر لیا تھا۔

اب سیارہ بہت قریب آ گیا تھا۔ کیٹی نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ سیارے کی زمین کا رنگ کہیں بھورا اور کہیں گہرا نیلا تھا بھوری جگہ پر جنگل تھا اور نیلی جگہ پر سمندر تھا۔ کچھ دیر بعد کیٹی کو جنگل اور نیلا سمندر صاف نظر آنے لگے۔ یہ جان کر کیٹی کو بہت خوشی ہوئی اور اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ ایک ایسے سیارے پر اترنے والی تھی۔ جہاں آکسیجن بھاری مقدار میں موجود تھی۔ جنگل اور سمندر اس بات کا ثبوت تھے کہ وہاں آکسیجن موجود ہے۔ ہوا کا دباؤ بھی نارمل تھا۔ خلائی جہاز آہستہ آہستہ زمین کی طرف اتر رہا تھا۔ اب سیارے کی گولائی ختم ہو گئی تھی۔ اور زمین چپٹی دکھائی دینے لگی تھی جہاں جہاز اترنے والا تھا وہاں اونچی نیچی چٹانیں ہی چٹانیں تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان چٹانوں کے پیچھے گھنا جنگل صاف نظر آ رہا تھا۔ کیٹی جہاز کے کنٹرول پر اتر گئی۔ ٹربو راکٹ کو اب بند کرنے کا مرحلہ تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ سیارے کی زمین کی کشش اور ٹربو راکٹ کے دھماکوں میں اپنے آپ ایک توازن پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے جہاز زمین پر اترنے کے بعد دھچکہ لگنے سے محفوظ ہو گیا تھا۔ پھر بھی کیٹی نے ٹربو راکٹ کے بٹن پر انگلی رکھ لی تھی تاکہ وہ عین وقت پر اسے بند کر سکے۔ جونہی خلائی جہاز نے زمین کی سطح کو چھوا تو کیٹی نے بٹن دبا دیا۔ ٹربو راکٹ بند ہو گیا۔

کیٹی نے شکر ادا کیا۔ اس کا جہاز تباہی سے بچ گیا تھا اب [illegible] یہ معلوم کرنا تھا کہ اس پراسرار ویران سیارے پر کیٹی [illegible] گزرنے والی ہے۔ جہاز خاموش تھا۔ سب سے پہلے [illegible] معلوم کرنا تھا کہ اس پراسرار سیارے پر ہوا کا دباؤ [illegible] ہے۔ اس نے جہاز کی ایک خاص مشین کو چلا کر سکرین پر لگے ڈائیل کو دیکھا۔ ڈائیل کی سوئی نے اسے بتایا کہ فضا میں ہوا کا دباؤ [illegible] ہے۔ کیٹی کو تسلی ہو گئی۔ اس نے جہاز کا ایک بٹن دبا دیا۔ فولادی دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ اور ایک سیڑھی نیچے لگ گئی۔ کیٹی نے دروازے میں کھڑے ہو کر ہوا کو سونگھا۔ ہوا میں سبزے کی ٹھنڈی ٹھنڈی مہک تھی۔

سیارے کی فضا ہلکی خشک تھی۔ گرمی بالکل نہیں تھی۔ اگرچہ

سیارے کی زمین کے اوپر دور ایک سورج چمک رہا تھا جس کا سائز ہماری زمین کے چاند جتنا تھا۔ شاید اسی وجہ سے وہاں گرمی کم تھی۔

کیٹی نے خدا کا نام لیا اور سیڑھی سے اتر کر نئی سرزمین پر اپنا پاؤں رکھا۔ زمین بھربھری یا نرم نہیں تھی۔ بلکہ سخت تھی جیسا کہ اسے ہونا چاہئے تھا۔ ایک خلائی گن جہاز میں موجود تھی۔ کیٹی نے اس خلائی گن کو اپنی پتلون کی بیلٹ میں پھنسا دیا اور نیچے سے بٹن دبایا۔ خلائی جہاز کی سیڑھی اپنے آپ اوپر چلی گئی۔ اور پھر دروازہ بھی بند ہو گیا۔ کیٹی چٹانوں میں ایک طرف کو چلنے لگی۔ چٹان کے اردگرد زمین پر بھورے رنگ کی گھاس اگی ہوئی تھی۔ کیٹی جب ان چٹانوں سے نکلی تو اس کے سامنے وہی جنگل تھا جو اسے اپنے خلائی جہاز میں سے دکھائی دیا تھا۔ سب سے پہلے وہ ایک درخت کے پاس آ گئی۔ اس نے غور سے درخت کے تنے کو دیکھا۔ یہ اپنی زمین کے درختوں جیسا درخت تھا۔ پتے چوڑے چوڑے تھے۔ جنگل میں درخت ایک دوسرے میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور ان کے نیچے دن کی روشنی بہت کم تھی۔

کیٹی نے کان لگا کر کسی پرندے کی آواز سننے کی کوشش کی۔ مگر وہاں کوئی آواز نہیں تھی۔ ہوا بھی بند تھی جس کی وجہ سے درختوں کی شاخوں کے سرسرانے کی آواز بھی سنائی نہیں دے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی تھی۔ کیٹی نے آہستہ آہستہ درختوں کے نیچے چلنا شروع کر دیا۔ ان درختوں کے نیچے ایک عجیب قسم کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی نے ایسی خوشبو پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ پھر اسے کسی پرندے کے بولنے کی آواز سنائی دی۔ یہ کوئی ایسا پرندہ تھا جس کی آواز اس کی آواز سے ملتی جلتی تھی۔ کیٹی نے درختوں میں ادھر ادھر دیکھا لیکن اسے وہ پرندہ کہیں نظر نہ آیا۔ جنگل کافی بڑا تھا۔ زمین گھاس سے گھاس ملی ہوئی تھی۔ آخر وہ ایک ایسی جگہ پر پہنچی جہاں کیٹی کو جنگل میں ایک چھوٹی سی پگ ڈنڈی نظر آئی۔ اس پگ ڈنڈی سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں سے کوئی گذرتا ہے۔ مگر کیا یہاں انسان آباد ہیں؟ یہاں کی مخلوق زمین کے انسانوں ایسی ہوگی یا اصولی اعتبار سے اس مخلوق کو زمین کے انسانوں ایسا ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ یہاں کی فضا زمین کی فضا ایسی ہی تھی۔ مگر ابھی تک کیٹی نے کسی انسان یا جانور کو نہیں دیکھا تھا۔ کیٹی ایک درخت کے قریب سے گذری تو اچانک درخت کی شاخوں نے جھک کر کیٹی کو اپنی شاخوں میں جکڑ لیا۔

کیٹی تھوڑی دیر کے لئے بوکھلا گئی مگر وہ گھبرائی بالکل نہیں۔ وہ خود خلائی مخلوق تھی۔ سمجھ گئی کہ یہ آدم خور درخت ہے۔ مگر کیٹی کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ کیٹی کی طاقت اس درخت سے زیادہ تھی۔ اس نے ایک ہی جھٹکے میں درخت کی شاخوں

کو توڑ کر اپنے آپ کو آزاد کرا لیا۔ درخت کی شاخیں ٹوٹیں تو پیچھے درخت میں سے سسکیاں بھرنے کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے غور سے دیکھا تو ٹوٹی ہوئی شاخیں زمین پر تڑپ رہی تھیں۔ کیٹی نے درخت کے تنے کو اپنے ہاتھ سے چھوا۔ درخت کا تنا کانپ رہا تھا۔ ایک بار پھر درخت کے تنے سے کراہ کی آواز سنائی دی۔ کیٹی حیران ہوئی کہ یہ درخت زندہ ہے کیا!

اس نے درخت کے تنے کے قریب منہ لے جا کر پوچھا:

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

درخت نے کوئی جواب نہ دیا مگر اس کی شاخوں نے ادھر ادھر اپنے آپ کو ہلایا۔ جس طرح ہم سر ہلا کر کسی کی بات کا جواب دیتے ہیں۔ اس درخت نے اسی طرح اپنی شاخیں ہلا کر کیٹی سے کہا کہ وہ اس کی آواز سن رہا ہے۔

کیٹی نے کہا:

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہاری شاخوں کو توڑ کر تمہیں تکلیف پہنچائی۔ مگر میں مجبور تھی۔ تم کو معلوم نہیں تھا کہ میں کون ہوں؟"

اتنا کہہ کر کیٹی آگے بڑھ گئی۔ ایسا درخت اسے پھر جنگل میں دکھائی نہ دیا۔ وہ جنگل میں پگ ڈنڈی سے ہٹ کر چل رہی تھی تاکہ اگر کوئی مخلوق اس پر سامنے سے اچانک نمودار ہو جائے تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی کا اس سے آمنا سامنا نہ ہو۔ جنگل ختم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔ کیٹی کو چلتے چلتے کافی دیر ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ اور درختوں میں رات کا اندھیرا اترنا شروع ہوگیا۔ کیٹی چاہتی تھی کہ رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے پہلے وہ اس پراسرار جنگل سے باہر نکل جائے۔ مگر جنگل تو جیسے کسی سمندر کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ کیٹی نے اپنی رفتار تیز کردی لیکن جگہ جگہ راستے میں جھاڑیاں اور درخت اس کا راستہ روک رہے تھے۔ جو لکڑی ڈنڈی جنگل میں بنی ہوئی تھی وہ ابھی تک کیٹی کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

پھر اندھیرا چھانے لگا۔ اس سیارے کا سورج چونکہ چھوٹا تھا اس لئے وہاں سورج کے غروب ہوتے ہی اندھیرا ہونے لگا۔ درختوں کی وجہ سے جنگل میں زیادہ ہی تاریکی چھا گئی تھی لیکن کیٹی کو اس لئے بھی تسلی تھی کہ وہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ درخت اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ آگے ہوئے تھے۔ ان کی گھنی شاخیں اوپر جاکر ایک دوسری میں گھل مل گئی تھیں۔ کہیں کہیں جنگلی پھول بھی نظر آرہے تھے۔ جب اندھیرا بہت ہی گہرا ہوگیا تو کیٹی نے سوچا کہ یہ جنگل تو خدا جانے کب ختم ہوگا۔ اسے کسی جگہ رات گذارنے کا انتظام کرنا چاہئے۔ تاکہ دوسرے دن جب دن کی روشنی طلوع ہو تو وہ دوبارہ جنگل میں

اپنا سفر شروع کرے۔ یہ سوچ کر کیٹی نے درختوں کا جائزہ لیا۔ وہ کسی درخت کے اوپر رات بسر کرنے کا ٹھکانا بنانا چاہتی تھی۔ آخر ایک درخت اسے ایسا مل گیا جس کی بڑی بڑی شاخیں اس طرح پھیلی ہوئی تھیں کہ بیچ میں بیٹھنے کے لئے کافی جگہ بن گئی تھی۔ کیٹی درخت پر چڑھی اور دو شاخوں کے درمیان بیٹھ گئی۔ خلائی گن ابھی تک اس کی بیلٹ میں لٹکی ہوئی تھی۔ کھانے پینے اور سونے کی اسے ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ خلائی سیارے کی کیٹی مخلوق تھی اس لئے سیارے کے لوگ فضا میں پھیلی ہوئی توانائی میں سے اپنے لئے خوراک اور پانی کی نمی حاصل کرتے تھے۔

کیٹی نے سوا تو تھا نہیں۔ ساری رات جاگا ہی تھا۔ اسے یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہاں کی رات کتنی لمبی ہوتی ہے۔ اس نے درخت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا۔ کہ کوئی آسانی سے اسے دیکھ نہ سکے۔ رات گہری ہوتی گئی۔ جنگل میں ایسی خاموشی چھا گئی کہ کیٹی کو اپنے سانس کی آواز بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔ کوئی پرندہ نہیں بول رہا تھا۔ تاریکی اس قدر گہری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ مگر کیٹی اس اندھیرے میں بھی درختوں کے بیچ سے گذرنے والی لکڑی ڈنڈی کو دیکھ رہی تھی۔ خدا جانے رات کا کیا وقت ہوگا۔ کیٹی کو محسوس ہوا کہ کوئی خشک پتوں پر بھاری بھرکم چلا آرہا ہے۔ کیٹی نے اس آواز پر دھیان لگا دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت جلد اسے محسوس ہو گیا کہ یہ ایک آدمی نہیں بلکہ درجنوں آدمیوں کے پاؤں کی چاپ کی آواز ہے۔ کیٹی نے درخت کی شاخوں میں سے اس طرف دیکھا جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ اسے اندھیرے میں چند انسانی سائے آگے بڑھتے نظر آئے۔ یہ سائے درختوں کے پیچھے سے گذرنے والی چک ڈانڈی کی طرف بڑھتے آ رہے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ ایسی آواز بھی آ رہی تھی جیسے کوئی دھونکنی چل رہی ہو۔ جیسے کوئی اذیت سانس لے رہا ہو۔

یہ انسانی سائے اب کیٹی کو نظر آنے لگے۔ کیٹی نے دیکھا کہ درجنوں ایک عورت کو اس طرح کھینچتے لے آ رہے ہیں کہ اس کے ہاتھوں میں رسی بندھی ہوئی ہے۔ بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور عورت آہستہ آہستہ بے بسی کے عالم میں دائیں بائیں سر مار رہی ہے۔ مگر زبان سے کچھ نہیں بول رہی۔ اس کے پیچھے پیچھے تین آدمی چلے آ رہے تھے۔ جنہوں نے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان آدمیوں کا لباس صرف ایک لمبا چولا ہے۔ آدمیوں کا رنگ زرد نوع کی طرح ہے۔ بال سر کے درمیان میں مینگ کی طرح کھڑے ہیں۔ عورت کا رنگ زرد نہیں ہے بلکہ سانولا ہے اور وہ ان جسموں میں سے نہیں لگتی۔ کیٹی سانس کو روکے ان لوگوں کو اپنے درخت کے نیچے سے گذرتا دیکھ رہی تھی۔ جب یہ لوگ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو کیٹی کے دل میں اس سانولی عورت

کے لئے رحم کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ یہ زرد مخلوق نہ جانے اس بے بس عورت کے ساتھ کیا ظلم کرنے والی ہے۔ اور اس کی مدد کرنی چاہئے۔ یہ سوچ کر کیٹی درخت سے نیچے اتر آئی اور اس طرف چلنے لگی جدھر کو زرد لوگ گئے تھے۔ وہ کچھ فاصلہ رکھ کر چل رہی تھی۔

جب اسے زرد مخلوق کے سائے نظر آنے لگے تو کیٹی نے اپنی رفتار کم کر لی۔ وہ درختوں کے پیچھے آ گئی اور ان کے ساتھ ساتھ ہو کر آگے بڑھنے لگی۔ کچھ دور چلنے کے بعد زرد لوگ جنگل کی چک ڈانڈی سے ہٹ کر ایک طرف درختوں میں چلے گئے۔ کیٹی ادھر نہیں گئی تھی۔ وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔ یہاں ایک جگہ پہنچ کر یہ پانچوں زرد آدمی رک گئے۔ انہوں نے سانولی عورت کو زمین پر بٹھا دیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے جیب سے ایک چھوٹا سا شیشے کا گولا نکال کر اسے ہوا میں اچھالا۔ گولہ ہوا میں اچھلا تو اسے آگ لگ گئی۔ اور سارے کا سارا جنگل روشن ہو گیا۔ کیٹی جلدی سے ایک طرف ہو گئی۔ جنگل میں ایک بار پھر تاریکی چھا گئی۔ اتنے میں اسی قسم کے کرے کی روشنی دور ایک ٹوٹی چھت والے مکان سے ہوئی۔ اس کی روشنی میں کیٹی نے مکان کی ٹوٹی چھت اور اس چھت کے اوپر بیٹھی ہوئی ایک عجیب سی شے کو دیکھ لیا۔ شاید یہ ایک طرح کا مخمل تھا۔ جب کسی شے پر مکان کی چھت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بھی گولے کی روشنی کی گئی۔ تو یہ پانچوں زرد آدمی سانولی بے بس لڑکی کو لے کر گھسیٹتے ہوئے اس مکان کی طرف بڑھے اب پہلی بار کیٹی نے اس سانولی عورت کی آواز سنی۔ وہ کسی خلائی زبان میں کہہ رہی تھی۔ مجھ پر رحم کرو۔ مجھ پر رحم کرو۔ کیٹی رک گئی۔ زرد آدمیوں میں سے ایک نے نیزہ اوپر اٹھایا اور سانولی عورت کے جسم میں اتنے زور سے چبھویا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ کراہتی ہوئی ان ظالم آدمیوں کے ساتھ سر مارتی ہوئی چلنے لگی۔ کیٹی بھی چل پڑی۔ تکونی مکان کے تکونے پرانے اور پراسرار آسیب زدہ دروازے کے پاس آکر یہ لوگ رک گئے۔ زرد آدمیوں میں سے ایک نے حلق سے ایک چیخ نکالی۔ آسیبی مکان کا دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔

تو پانچوں آدمی سانولی عورت کو گھسیٹتے ہوئے مکان میں داخل ہو گئے۔ مکان کا دروازہ اپنے آپ کھٹاک کی آواز سے بند ہو گیا۔ کیٹی وہیں ایک درخت کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اور اندھیرے میں غور سے مکان کو تکنے لگی۔ اس مکان کی تکونی چھت کے اوپر ایک عجیب ڈراؤنے جانور کا بت لگا ہوا تھا۔ اندھیرے میں اس جانور کی زبان باہر کو لٹکی صاف نظر آ رہی تھی۔ مکان پر اندھیرا اور سکوت چھا گیا تھا۔ اب اندر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اس ہیبت ناک آسیبی مکان کی سامنے کی جانب کوئی کھڑکی یا روشن دان بھی نہیں تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ

مکان کے پیچھے چل کر دیکھنا چاہئے۔ وہ آہستہ سے قدم اٹھاتی جھاڑیوں کے قریب سے گزرتی مکان کے پیچھے آ گئی۔

یہاں اسے مکان کی دیوار میں زمین سے کوئی پانچ فٹ اونچی ایک کھڑکی نظر آئی۔ جس کا دروازہ بند تھا۔ کیٹی اس کھڑکی کے پاس آکر دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ اس نے سانس روک کر کان کھڑکی کے بند دروازے پر لگا دئے۔ اس کو اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ دوسری طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کیٹی وہاں سے ہٹ کر دیوار کے ساتھ ساتھ دوسری طرف جہاں دیوار ختم ہو جاتی تھی آ گئی۔

یہاں آتے ہی وہ ٹھٹک گئی اور اس نے اپنا سر نیچے کر لیا کیونکہ اسے آگے ایک پتھر کی سیڑھی نظر آئی جو نیچے ایک چوکور تالاب میں اتر گئی۔ تالاب میں پانی بالکل نہیں تھا۔ اور اندھیرے میں کیٹی کو جھاڑیاں اگی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

کیٹی سیڑھی کے قریب بیٹھ گئی اور آگے کو جھک کر سوکھے تالاب کی جھاڑیوں کو غور سے دیکھنے لگی۔ اس نے غور سے دیکھا تو اسے ایک جھاڑی کے پاس ایک دروازہ دکھائی دیا جو زمین کے اندر بنا ہوا تھا۔ اتنے میں اسے مکان کے اندر سے وہی پانچوں زرد آدمی باہر نکل کر تالاب کی سیڑھیوں کی طرف آتے ہی دکھائی دئے۔

کیٹی جلدی سے دبے پاؤں پیچھے ہٹ کر تالاب کی دیوار کے سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی جانب آگئی۔ سانولی عورت ابھی تک ان کے بیچ میں سر جھکائے چلی آ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ بھاڑی والے دروازے کے پاس آکر انہوں نے سانولی عورت کی رسی کھول دی۔ پھر دروازہ کھول کر انہوں نے عورت کو اندر دھکا دے دیا۔ اب دروازہ بند کر کے انہوں نے پاس ہی پڑا ہوا ایک بہت بھاری پتھر ہلا کر اٹھایا اور دروازے کے آگے کر دیا۔ پتھر نے سارے دروازے کو ڈھانپ دیا۔ پھر وہ جدھر سے آئے تھے ادھر کو چل پڑے۔ کیٹی کچھ دیر اسی جگہ بیٹھی رہی۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ لوگ وہاں سے جا چکے ہیں تو وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔

وہ بڑی احتیاط سے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ سیڑھیاں پتھر کی تھیں اور ان میں گھاس اگ آئی تھی۔ نیچے سوکھے تالاب میں آکر کیٹی نے ایک بار پھر چاروں طرف اندھیرے میں دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ کیٹی بھاڑی والے دروازے کے پاس آکر پتھر کی اوٹ میں ہو گئی۔ یہ پتھر کافی بڑا تھا اور چھوٹی سی چٹان لگتا تھا۔ اس کو چار پانچ آدمی مل کر ہی ہلا سکتے تھے۔ مگر کیٹی میں اتنی طاقت تھی کہ وہ اسے اپنی جگہ سے ہٹا سکے۔ پتا نہیں کیٹی نے ایک طرف سے پتھر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور آہستہ آہستہ زور لگانا شروع کر دیا۔ کیٹی کی طاقت کے آگے پتھر کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ پتھر اپنی جگہ سے کھسک کر ایک طرف ہو گیا۔ اب اسے دروازہ صاف نظر آ رہا تھا۔ کیٹی نے

دروازے کا ایک پٹ کھول کر اندر جھانکا۔ اندر گھپ اندھیرا تھا۔ کیٹی نے غور سے دیکھا۔ ایک پتھر کا زینہ نیچے اتر رہا تھا۔

کیٹی نے دروازہ آہستہ سے بند کیا اور زینہ اترنے لگی۔ وہ چار سیڑھیوں کے بعد وہ ایک ایسے حجرے میں کھڑی تھی جس میں چھ سات محرابی ستون زمین سے نکل کر چھت تک چلے گئے تھے۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ کیٹی سوچنے لگی کہ وہ سانولی عورت کہاں چلی گئی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے زرد مخلوق نے اسے یہاں گرایا تھا۔ کیٹی نے آہستہ سے اس عورت کی خلائی زبان میں آواز دی۔

"تم کہاں ہو؟"

میں تمہاری مدد کرنے کے لئے آئی ہوں۔

کیٹی کو سانولی عورت کی سسکی سنائی دی۔ کیٹی ادھر کو چل کر رائے ستون کے پیچھے وہی سانولی عورت زمین پر بال بکھرائے اس طرح بیٹھی تھی کہ اس نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا۔ وہ ادھیڑ عمر میں کیٹی کو چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے تک رہی تھی۔ کیٹی تیزی سے اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور سرگوشی میں بولی:

"بہن گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے سیارے کی زبان جانتی ہوں۔ مگر میرا تمہارے سیارے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ تم کون ہو اور یہ لوگ تمہیں اس تاریک قید خانے میں کیوں بند کر گئے ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانولی عورت کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے سامنے ایک نیلی آنکھوں والی خوبصورت لڑکی بیٹھی اس سے ہمدردی کا اظہار کر رہی ہے۔ کیٹی نے آہستہ سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو اسے بجلی کا ہلکا سا جھٹکا لگا۔

کیٹی نے ایک دم سے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور بولی:

"کیا تمہارے سیارے میں یہ تاثیر ہے یا ان لوگوں نے تم پر کوئی ظلم کیا ہے؟"

اب سانولی عورت کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے بال پیچھے ہٹا کر کہا:

"میری بہن! مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اور اپنی جان بچاؤ۔ نہیں تو یہ مخلوق تمہاری بھی کھوپڑی اتار کر لے جائے گی۔ وہ تھوڑی دیر میں میری کھوپڑی اتار رہے ہیں۔"

اور سانولی عورت نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھ دیا اور سسکیاں بھر بھر کر رونے لگی۔ کیٹی نے اسے ایک بار پھر تسلی دیتے ہوئے کہا:

"تم میری فکر نہ کرو بہن۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم ہو کون اور یہ لوگ تمہیں اس جرم میں یہاں لا کر قتل کرنا چاہتے ہیں؟"

سانولی عورت نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"میری خاطر اپنی جان کیوں گنواتی ہو۔ یہ زرد خونی ہیں۔

ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کے جسموں سے بجلی کی ایسی لہریں نکلتی ہیں جو ان کے دشمن کو ہلاک کر ڈالتی ہیں۔ انہوں نے تھوڑی سی بجلی کی لہر میرے جسم میں داخل کر رکھی ہے تاکہ میں اگر کہیں ادھر ادھر فرار ہونے کی کوشش کروں تو انہیں فوراً پتہ چل جائے۔ کیونکہ میرے جسم کی بجلی کی لہریں انہیں بتا دیں گی کہ میں کہاں ہوں۔"

اب کیٹی کو معلوم ہوا کہ اس سانولی لڑکی کو چھونے سے بجلی کا ہلکا سا جھٹکا کیوں لگا تھا۔

کیٹی نے کہا:

"تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تمہیں یہ لوگ کس جرم میں یہاں لے آئے ہیں اور تم کون ہو؟"

سانولی لڑکی نے کہا:

"میں ایک بدنصیب لڑکی ہوں۔ میں اب بھی تمہیں یہی کہوں گی کہ تم جو کوئی بھی ہو۔ اپنی جان بچا کر یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

جب کیٹی نے سانولی لڑکی کو یقین دلایا کہ وہ اس کی مدد کر سکتی ہے تو سانولی لڑکی نے کہا:

"اس سیارے کے جنوب کی جانب ہمارا شہر ہے جہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ ہنسی خوشی رہتی تھی۔ ایک روز آسمان پر زبردست روشنی ہوئی پھر روشنی غائب ہو گئی۔ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ روشنی کس چیز کی تھی۔ اصل میں اس روز یہ زرد رنگ مخلوق کسی دوسرے ستارے سے ہمارے سیارے پر اپنے راکٹ کے ذریعے اتری تھی۔ ہمیں اس وقت پتہ چلا جب انہوں نے شہر کی جوان لڑکیوں کو پکڑ کر ایک قلعہ نما میں قید کرنا شروع کر دیا۔ ان زرد لوگوں میں بڑی طاقت تھی۔ ان کے جسموں سے بجلی کی لہریں نکلتی تھیں جن کا مقابلہ ہمارے آدمی نہیں کر سکتے تھے۔ پھر اس زرد مخلوق نے لڑکیوں کی گردنیں اتارنا شروع کر دیں وہ رات کو ایک لڑکی اس قلعہ نما میں لاتے اور پھر یہاں اس کی گردن اتار کر اس کی کھوپڑی بکس میں بند کر دیتے تھے۔ چنانچہ میرے بھی پکڑ کر لے گئے اور آج میری گردن اتارنے کی باری ہے۔"

کیٹی کو یہ سن کر زرد مخلوق سے نفرت ہو گئی۔

اس نے پوچھا!

"باقی لڑکیاں کس جگہ قید ہیں؟"

ساتھی لڑکی نے بتایا کہ باقی لڑکیاں یہاں سے دور جنوب کی

آخری کنارے ایک پہاڑی کے اندر قلعہ نما میں بند ہیں۔ کیٹی نے ان تمام لڑکیوں کو ان وحشی درندوں سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مگر اسے سب سے زیادہ خطرہ اس زرد مخلوق کے جسم سے نکلتی بجلی کی لہروں کا تھا۔ وہ بجلی کی لہروں کے شدید جھٹکوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے ساتھی لڑکی کو تسلی دی اور خود گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ وہ اکیلی اس خونی مخلوق کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اسے کسی ساتھی کی مدد کی ضرورت تھی۔ وہ کس سے مدد لے؟

آخر اسے ایک ہی راستہ نظر آیا کہ فارمولہ فلیش بیک عمل کرتے ہوئے وہ قدیم زمانے کے کسی طاقتور انسان کو لے آئے اور ان لڑکیوں کو زرد وحشی درندوں سے نجات دلائے۔

کیٹی سوچنے لگی کہ ایسا انسان کون ہو سکتا ہے؟ وہ ماضی کے زمانے سے کس کو بلائے؟ کیٹی کو ایک دم سے خیال آیا کہ کیوں نہ وہ تاریخ کے اوراق میں سوئے ہوئے ڈاکٹر فرینکنسٹائن کے عفریت کو بلائے جو اس نے کئی مردوں کے جسموں کو جوڑ کر بنایا تھا اور پھر آسمانی بجلی کا جھٹکا دے کر اسے زندہ کر دیا تھا۔ اور اس نے اس زمانے کے لندن شہر میں تباہی مچا دی تھی۔ اب کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیٹی نے زرد لڑکی سے زرد مخلوق کے ٹھکانے اس بارے میں پوری معلومات حاصل کر لیں۔ اور کہا کہ وہ اب زرد خونی مخلوق کو تباہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے کے بعد ہی اس کے پاس آئے گی۔ ساتویں لڑکی آنسو بھری آنکھوں سے کیٹی کو دیکھتی رہی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک لڑکی اتنی وحشی اور درندہ مخلوق کا اکیلی مقابلہ کر سکے گی۔

ہم شکل ناگ اور کیٹی

کیٹی سوکھے تالاب سے نکل کر درختوں میں آ گئی۔

رات اسی طرح اندھیری اور سنسان تھی۔ ہر طرف موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کیٹی جنگل میں ایک جگہ درختوں کے نیچے بیٹھ گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سائنس دان اکیائی کا بتایا ہوا فارمولا بلند آواز میں پڑھنے لگی۔ اس نے اپنے ذہن میں فرینکنٹائن کے عفریت کا تصور کر لیا۔ اور سات بار فارمولا پڑھا۔ جب وہ ساتویں بار فارمولے کو پڑھ رہی تھی کہ اس کے سامنے ایک بادل چھا گیا۔ جب بادل صاف ہوا تو کیٹی نے دیکھا کہ اس کے سامنے فرینکنٹائن کا انسانی عفریت موجود تھا۔ یہ ایک دس فٹ لمبا اور چوڑے شانوں والا انسان تھا جو اصل میں مر چکا تھا۔ اس کی کھوپڑی پر ماتھے کی جانب ٹانکے لگنے کا نشان پڑا ہوا تھا۔ جیسے کھوپڑی توڑ کر دوبارہ ٹانکے لگا کر جوڑی گئی ہو۔ اس کے نتھنے چوڑے تھے۔ آنکھیں مردہ تھیں اور ان میں سے منگدلی ٹپکتی تھی۔ اس کے بازو بھی لمبے لمبے تھے اور وہ دونوں ٹانگوں پر اس طرح کھڑا تھا جیسے ابھی کیٹی کو پکڑ کر اس کے ٹکڑے اڑا دے گا۔ اس کے حلق سے ہلکی ہلکی غصیلی غراہٹ کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آواز نکل رہی تھی۔ کیٹی نے فوراً کہا:

"انسانی عفریت! میں نے تمہیں جایا ہے۔ تم میرے حکم کے پابند ہو۔ تم میرے حکم کے خلاف نہیں جا سکتے۔ بولو۔ کیا میرا حکم مانو گے؟"

انسانی عفریت نے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکالی اور سر ہلایا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ کیٹی کا ہر حکم مانے گا۔ کیٹی نے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی آگے آگے اور انسانی عفریت آہستہ آہستہ بھاری قدم بھرتا اس کے پیچھے چل پڑا۔ انسانی عفریت کا سر درختوں سے ٹکرا رہا تھا اور وہ اپنے سر سے درختوں کی شاخیں توڑتا جا رہا تھا۔ وہ خرّا رہا تھا۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ جب ڈاکٹر فرینکنسٹائن نے مختلف مردوں کے جسم کے ٹکڑوں کو جوڑ کر یہ انسانی عفریت بنایا تھا تو دنیا کی کوئی طاقت اس انسانی عفریت کے ہلاک نہ کر سکی تھی۔ اس زمانے کی پولیس نے انسانی عفریت پر بھی گولی چلائی۔ مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر اس انسانی عفریت کو ایک بڑی چٹان کے ساتھ زنجیروں سے باندھ کر جہاز کو سمندر میں ڈبو دیا گیا۔ تب جا کر انسانی عفریت سے لوگوں کو نجات ملی۔

کیٹی جنگل سے باہر آ گئی۔ سانولی لڑکی نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا کہ زرد خونی مخلوق ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی بتا دیا تھا۔ کیٹی جنگل سے نکل کر زرد خونی مخلوق کے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گئی۔ انسانی عفریت

اس کے پیچھے پیچھے غراتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ کیٹی کو دور روشنی نظر آئی۔ یہ زرد خونی مخلوق کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہاں ایک نکونی عمارت تھی جو لوہے اور سیمنٹ کی مدد سے بنائی گئی تھی۔ اس عمارت کے سامنے ایک خلائی جہاز بھی کھڑا تھا۔ یہ زرد خونی مخلوق اسی جہاز میں یہاں اتری تھی۔

کیٹی قریب پہنچی تو پتہ چلا کہ آگے زبردست پہرہ لگا ہے۔ کیٹی نے غور سے دیکھا۔ خلائی راکٹ اور نکونے مکان کے سامنے چھ سات سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ کیٹی آگے بڑھتی گئی۔ خلائی راکٹ کے بالکل قریب آئے تو زرد پہرے داروں کی نظر کیٹی پر پڑ گئی وہ حیران ہوئے کہ آدھی رات کے وقت یہ عورت یہاں کہاں سے آ گئی۔ وہ نیزے لے کر کیٹی کی طرف حملہ کرنے کی غرض سے دوڑے۔

کیٹی نے فوراً انسانی عفریت سے کہا:

"یہ دشمن ہیں۔ انسانیت کے دشمن ہیں ان کو ختم کر دو۔"

انسانی عفریت کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی اور اس نے پہرے داروں کو وہیں تہ تیغ کر دیا۔ دونوں کی گردنیں مروڑ کر رکھ دیں۔ اس آواز سن کر ہیڈ کوارٹر سے دوسرے زرد خونی انسان بھی باہر نکل آئے انہوں نے اپنے سامنے ایک اونچے لمبے عفریت نما انسان کو دیکھا تو اس پر نیزوں سے حملہ کر دیا۔ بندوق کی گولیاں انسانی عفریت کے جسم سے ٹکرا کر بیکار ہو جاتی تھیں۔ پھر اس پر بھی گرائی گئی۔ مگر بھی کا بھی انسانی عفریت پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس دوران میں انسانی عفریت آگے بڑھ کر ہیڈ کوارٹر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچ چکا تھا۔ اس کے سامنے جو آیا ہلاک ہو گیا تھا۔ انسانی عفریت نے اکیلے ایک کر کے تمام زرد رنگ مخلوق کو ختم کر ڈالا۔ پھر ہیڈ کوارٹر کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کیٹی نے آواز دے کر کہا:

"اسس کمرے کو آگ لگا کر میرے پاس آجاؤ۔"

انسانی عفریت نے کیٹی کا حکم سنتے ہی کمرے میں بجلی کے سرکٹ کو دیوار سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اسس سے زبردست شعلہ پیدا ہوا اور کمرے میں آگ لگ گئی۔ انسانی عفریت آگ لگانے کے بعد کیٹی کے پاس آگیا۔ کیٹی نے کچھ زرد انسانوں کو خلائی جہاز کی طرف بھاگتے دیکھا۔ خلائی راکٹ میں بیٹھ کر وہاں سے فرار ہو جانا چاہتے تھے۔ کیٹی نے انسانی عفریت کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو خلائی جہاز میں داخل ہونے سے پہلے ہی ہلاک کر دے۔ آخر خلائی جہاز میں جا کر دیکھے کہ اگر وہاں کوئی زرد انسان چھپا بیٹھا ہو تو اسے بھی باہر نکال کر بھسم کر دے۔ انسانی عفریت نے ایسا ہی کیا۔ جو زرد مخلوق خلائی راکٹ کی طرف بھاگ رہی تھی اسے کو دبوچ لیا۔ اور ایک ایک کر کے ان کا ہر کس نکال دیا۔ خلائی جہاز میں داخل ہو گیا۔ اب کیٹی بھی اسس کے ساتھ تھی۔ کیٹی نے انسانی عفریت کو حکم دیا کہ وہ باہر جا کر پہرہ دے اور اس خلائی جہاز کو بالکل نقصان نہ پہنچائے۔ انسانی عفریت آہستہ آہستہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا جہاز سے باہر نکل گیا۔

کیٹی نے جہاز کا اچھی طرح سے جائزہ لیا۔ یہ ایک جدید ترین

کمپیوٹر والا جہاز تھا۔ کیٹی اسے چلانا نہیں جانتی تھی۔ اسس نے جہاز کے ایک ایک پرزے کو اچھی طرح جانچ کر دیکھا۔ کچھ کچھ سمجھ آنے لگی۔ مگر اسے پہاڑ کے تہہ خانے میں نیلی آنکھوں کا خیال آگیا۔ کیٹی نے انسانی عفریت کو ساتھ لیا اور سب سے پہلے سانولی لڑکی کے تہہ خانے کی طرف چلی۔ سانولی لڑکی نے دروازے پر بچے بچے دھماکوں اور شور کی آواز سن لی تھی۔ کیٹی نے انسانی عفریت کو وہیں باہر جنگل میں ہی رہنے دیا۔ اور خود سانولی لڑکی کے پاس جا کر بتایا کہ میں نے ایک دوست کی مدد سے تمہاری زمین پر آئی ہوئی تقریباً ساری زرد مخلوق کو ختم کر دیا ہے۔ سانولی لڑکی کو یقین نہیں آرہا تھا۔ لیکن جب کیٹی نے اسے زرد مخلوق کا تباہ شدہ ہیڈ کوارٹر دکھایا تو وہ خوشی بھی ہوئی اور حیران بھی۔

اسس نے کہا:

"تم نے اکیلی یہ کارنامہ کیسے انجام دیا؟"

کیٹی بولی:

"میں نے ابھی ابھی تمہیں کہا تھا کہ یہ کام میں نے اپنے ایک دوست کی مدد سے کیا ہے جو دس انسانوں کی طاقت رکھتا ہے۔"

سانولی لڑکی نے پوچھا:

"تمہارا یہ دوست کہاں ہے۔ میں اسے یہاں کہیں نہیں دیکھ رہی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا:

"کہیں تم اسے دیکھ کر ڈر تو نہیں جاؤ گی۔؟"

سانولی لڑکی بولی:

"کیا وہ کوئی ڈراؤنی شے ہے۔؟"

کیٹی نے سوچا کہ اسے انسانی مخلوق کو سانولی لڑکی کے سامنے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ کہیں یہ ڈر کر بے ہوش نہ ہو جائے۔

اس نے کہا:

"اچھا میں اس کا تعارف بعد میں کراؤں گی۔ سب سے پہلے ہمیں تمام لڑکیوں کو قید سے نکالنا ہوگا۔ جو زرد مخلوق نے شہر سے اغوا کی تھیں:

انسانی مخلوق جنگل میں ایک جگہ کھڑا تھا۔ اسے کیٹی نے وہیں کھڑے رہنے کو کہا ہوا تھا۔ کیٹی نے سانولی لڑکی کو ساتھ لیا اور قلعہ خانے میں آگئی۔ وہاں سے اس نے تمام لڑکیوں کو آزاد کیا اور انہیں لے کر شہر کی طرف چلنے لگی تو اچانک اسے خلائی جہاز کا خیال آیا۔ کہ اسے اس کی ضرورت پڑے گی۔ کیٹی کو شک ہوا کہ اگر خلائی جہاز میں کوئی زرد انسان چھپا بیٹھا ہوا تو وہ اسے لے کر اڑ جائے گا۔ اور کیٹی اس سیارے میں قید ہو کر رہ جائے گی۔

اس نے سانولی لڑکی سے کہا:

"تم ان لڑکیوں کو لے کر شہر چلو۔ میں تھوڑی دیر میں آتی

ہوں۔ مجھے بتا دو کہ واپسی پر میں تمہیں کہاں مل سکتی ہوں۔"

سانولی لڑکی نے کیٹی کو اپنے گھر کا پتہ سمجھا دیا اور دوسری خوفزدہ مگر اب خوش لڑکیوں کو ساتھ لے کر ان کے گھروں کی طرف چل پڑی۔

کیٹی سیدھی خلائی جہاز کی طرف آگئی۔ اس نے احتیاط کے طور پر انسانی مخلوق کو بھی وہیں بلا لیا۔ اور اسے حکم دیا۔

"جہاز کے اندر جا کر دیکھو۔ اگر وہاں کوئی دشمن کا آدمی چھپا ہوا ہے تو اسے نکال کر باہر پھینک دو۔"

انسانی مخلوق غراتا ہوا خلائی جہاز کی طرف بڑھا۔

ٹھیک اس وقت خلائی جہاز کی کاک پٹ کی کھڑکی کھلی اور اس میں سے ایک زرد آدمی نے جھانک کر باہر دیکھا اور اپنی زبان میں چیخ کر کہا۔

"تم ہمارے جہاز پر قبضہ نہیں کر سکتے ہو۔ تم ہمارے جہاز پر قبضہ نہیں کر سکتے ہو۔"

کیٹی دھک سے رہ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ خلائی جہاز اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہ زرد انسان اسے لے کر پرواز کر جائے گا۔ اس نے چلا کر انسانی مخلوق کو حکم دیا۔

"اس دشمن کو پکڑو۔ جہاز کو پرواز مت کرنے دینا۔"

مگر خلائی جہاز میں جو زرد انسان تھا وہ اپنے گروہ کا آخری آدمی تھا۔ اور اسے جہاز چلانا نہیں آتا تھا۔ انسانی مخلوق جہاز کے قریب پہنچ گیا تھا کہ اچانک جہاز میں دھماکہ ہوا اور اس کی کاک پٹ کی کھڑکی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگ ایسی چیز تھی جس سے انسانی عفریت گھبراتا تھا۔ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ جہاز میں دوسرا دھماکہ ہوا اور سارے خلائی جہاز کو آگ لگ گئی۔ اب خلائی جہاز کی طرف جانا بے کار تھا۔ کیٹی نے انسانی عفریت کو واپس بلا لیا۔ اس کے دیکھتے دیکھتے خلائی جہاز آخری زرد آدمی کے ساتھ جل کر ملبے کا ڈھیر ہو گیا۔ کیٹی کو خلائی جہاز کے جل جانے کا بہت افسوس ہوا۔ کیونکہ یہی اس کی آخری امید تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سانولی لڑکی کے شہر کی رہنے والی مخلوق اتنی ترقی یافتہ نہیں ہے کہ اس کے پاس خلائی راکٹ ہوں۔

انسانی عفریت ابھی تک خلائی جہاز کے ملبے کو دیکھ کر غرا رہا تھا۔ کیٹی کو اب اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے فارمولے کو الٹا پڑھا۔ انسانی عفریت ایک بادل میں گم ہو گیا اور جب بادل ہٹا تو انسانی عفریت غائب تھا۔ وہ واپس اپنی ماضی کی دنیا میں پہنچ چکا تھا۔ کیٹی بوجھل قدم اٹھاتی شہر کی طرف چل پڑی۔ اس سیارے کی زمین کا یہ شہر واقعی سائنسی اعتبار سے ترقی یافتہ نہیں تھا۔ چھوٹے چھوٹے لکڑی کے مکان تھے۔ جو سڑکوں اور تنگ گلیوں کے کنارے کھڑے تھے۔ لوگ ابھی تک یہاں گھوڑوں پر سواری کرتے تھے۔ اس سیارے کی تہذیب ابھی اپنے شروع کے زمانے میں سے گزر رہی تھی۔ گھروں میں تیل کے چراغ جلتے تھے۔ کیٹی سانولی لڑکی کے گھر پہنچ گئی۔ وہاں سانولی لڑکی کے ماں باپ اور دوسرے

لوگوں نے کیٹی کا شاندار خیر مقدم کیا۔ ساری رات لوگ جشن مناتے رہے۔ کیٹی نے دیکھا کہ شہر کی آبادی بہت تھوڑی تھی۔ یہ شہر ہماری زمین کے کسی قصبے جیسا تھا۔

کیٹی یہ سوچ کر پریشان ہو گئی کہ وہ یہاں سے واپس کیسے جائے گی! وہ تو اس غیر ترقی یافتہ سیارے کی دنیا میں آ کر پھنس گئی تھی۔ وہاں کسی کو راکٹ اور خلائی جہاز کے نام تک کا پتہ نہیں تھا۔ وہ زرد مخلوق کے خلائی جہاز کو کوئی جانور سمجھ رہے تھے۔ صرف سانولی لڑکی اسے خلائی جہاز کے نام سے پکارتی تھی۔ کیونکہ اس نے اپنے دادا دادی سے سن رکھا تھا کہ ان کی زمین پر آسمان سے کبھی کبھی ایک مخلوق اپنے خلائی جہاز میں آیا کرتی ہے اور وہاں تباہی پھیلا کر واپس چلی جاتی ہے۔ کیٹی کو وہاں رہتے تین دن گزر گئے تھے۔ ایک روز اس نے سانولی لڑکی سے کہا:

"تم تو جانتی ہو کہ میں یہاں زیادہ دنوں تک نہیں رہ سکتی۔ مجھے واپس اپنے سیارے کی سرزمین پر جانا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں واپس کس طرح جاؤں گی۔ تمہارے ہاں تو کسی خلائی راکٹ یا جہاز کی موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

سانولی لڑکی بولی:

"بہن! میں تمہاری پریشانی کو خوب جانتی ہوں۔ مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس بارے میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ کیونکہ میں تمہارے لئے کوئی خلائی جہاز مہیا نہیں کر سکتی۔ کیٹی کو خیال آیا۔ کاش زرد خونی مخلوق کا جہاز تباہ نہ ہوتا۔"

کیٹی مایوسی کے عالم میں خاموش ہو گئی۔

سانولی لڑکی نے اچانک کہا:

"ایک بات ہو سکتی ہے!"

وہ کیا!

کیٹی نے بے تابی سے پوچھا!

سانولی لڑکی نے کہا:

"میں ناگن ملکہ کے آگے تمہارے لئے فریاد کر سکتی ہوں۔"

کیٹی کا ماتھا ٹھنکا۔

یہ ناگن ملکہ کون ہے!

اس نے سانولی لڑکی سے پوچھا!

"ناگن ملکہ ہماری ملکہ ہے۔ وہ اس سیارے کے شہر پر حکومت کرتی ہے۔ ہمارے اس سیارے پر ہی ایک شہر ہے۔"

کیٹی نے پوچھا:

"یہ ناگن ملکہ کہاں رہتی ہے!

اس کا محل کہاں ہے اور وہ میری کیا مدد کر سکتی ہے!"

سانولی لڑکی نے کہا:

"وہ ہمارے سیارے پر نہیں رہتی۔ بلکہ یہاں سے قریب ہی ایک چھوٹے سیارے پر رہتی ہے مگر وہ ہر چاند کی چودھویں رات کو اپنے ناگ بادشاہ کے ساتھ تخت پر بیٹھ کر ہمارے سیارے پر آتی ہے اور لوگوں کے حالات معلوم کر کے واپس اپنے سیارے پر چلی جاتی ہے۔ وہ بڑی رحم دل ہے۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گی۔"

کیٹی کے دل میں جہاں امید کی ایک ہلکی سی کرن جگمگانے لگی تھی وہاں اسے یہ گمان بھی ہونے لگا تھا کہ کہیں یہ ناگن ملکہ کستوری ناگن تو نہیں ہے۔ جس کے ساتھ ان سب نے مل کر ناگ کے ہم شکل کا بیاہ کر دیا تھا۔ اور وہ ہم شکل ناگ کو ناگ دیوتا سمجھ کر اپنے سیارے میں لے گئی تھی۔ کیٹی جانتی تھی کہ ناگ کا ہم شکل انہوں نے بوڑھے ناگ دادا کی مدد سے تیار کیا تھا۔ تاکہ کستوری ناگن سے اصلی ناگ کا پیچھا چھوٹ جائے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ہم شکل ناگ کی یادداشت میں سوائے اس کے کچھ بھی نہیں ہے کہ عنبر ناگ، ماریا کیٹی اور تھیو سانگ وغیرہ اس کے دوست ہیں اور وہ ناگ دیوتا ہے۔ اور ممکن تھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ ہم شکل ناگ کی اتنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یادداشت بھی ختم ہو گئی ہو۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کستوری ناگن پر یہ راز کھل گیا ہو کہ ناگ عنبر ماریا وغیرہ نے اس کے ساتھ دھوکا کیا تھا اور اسے الّو بنا کر ناگ دیوتا کی جگہ ایک ہم شکل ناگ کو اس سے بیاہ دیا تھا۔ پھر کیٹی نے سوچا کہ اگر کستوری ناگن کو یہ راز معلوم ہو گیا ہوتا تو وہ ناگ دیوتا سے بدلہ لینے زمین پر ضرور آتی۔ اور سانولی لڑکی کہہ رہی تھی کہ وہ چاند کی چودھویں تاریخ کو اس ستیارے پر آتی ہے اور اس کا خاوند یعنی ہم شکل ناگ بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

کیٹی یہ سب کچھ اپنے دل ہی دل میں سوچ رہی تھی۔ اس نے سانولی لڑکی کو کریدتے ہوئے پوچھا:

"یہ ناگن ملکہ انسانی شکل میں آتی ہے!

"اس کی شکل کیسی ہے!

"اس کے ناگ بادشاہ کی شکل صورت کیسی ہے!"

سانولی لڑکی نے کہا:

"اور ناگن ملکہ بڑی خوب صورت ہے وہ جب چاہے ناگن بن جاتی ہے۔ ناگ بادشاہ بھی خوش شکل ہے۔ اور کہتے ہیں وہ بھی جو چاہے شکل اختیار کر لیتا ہے۔"

سانولی لڑکی نے ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ کی جو شکلیں بتائیں وہ ہو بہو ناگ اور کستوری ناگن کی تھیں۔ کیٹی کو خوشی ہوئی کہ وہ

کستوری ناگن سے مدد کے لئے کہے گی اور وہ ضرور اس کی مدد کرے گی۔ اس نے سانولی لڑکی کو یہ نہ بتایا کہ وہ کستوری ناگن اور ناگ بادشاہ کو جانتی ہے۔ وہ پہلے ان دونوں کو دیکھ کر اطمینان کر لینا چاہتی تھی۔ دل کے کسی کونے میں اسے یہ خیال بھی پریشان کر رہا تھا کہ اگر کستوری ناگن کو پتہ چل گیا ہو گا کہ اس کے ساتھ عنبر ناگ ماریا کیٹی وغیرہ نے دھوکا کیا تھا۔ اور نقلی ناگ دیوتا بنا کر اس کے ساتھ روانہ کر دیا تھا تو کہیں کام بگڑ نہ جائے اور کستوری ناگن اس سے بدلہ لینے کا فیصلہ نہ کر لے۔

بہرحال جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کیٹی نے سوچا۔ اب وہ بڑی بے چینی سے چاند کی چودھویں رات کا انتظار کر رہی تھی۔ آخر وہ رات بھی آ گئی۔ سارا شہر اپنی ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ کا استقبال کرنے کے لئے شہر سے باہر ایک میدان میں جمع ہو گیا۔ میدان میں چاروں طرف دیئے جلا دیئے گئے تھے۔ سب کی نگاہیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر میں ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ کا تخت آسمان میں نمودار ہونے ہی والا تھا۔ کیٹی بھی سانولی لڑکی کے ساتھ ایک طرف کھڑی تھی۔ اتنے میں آسمان کے نیچے ایک تخت نظر آیا۔ وہ ایسے چمک رہا تھا جیسے اس میں ہیرے جواہرات لگے ہوں۔ دیکھتے دیکھتے تخت نیچے میدان میں آ کر ایک چبوترے پر ٹھہر گیا۔ کیٹی نے غور سے دیکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حقیقت پر کستوری ناگن ہی کی طرح کی ایک عورت سر پر سونے کا تاج پہنے بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ ناگ کا ہم شکل بیٹھا تھا۔ ناگ کے ہم شکل کو تو کیٹی نے فوراً پہچان لیا مگر کستوری ناگن کو دیکھ کر کیٹی کے دل میں شک گذرا کہ یہ اصلی کستوری ناگن نہیں ہے۔ کیونکہ اصلی کستوری ناگن جو زمین پر ان کے ساتھ کافی عرصہ رہی تھی گورے رنگ کی تھی۔ مگر اس ناگن ملکہ کا رنگ ذرا سانولا تھا۔ اور اس کی آنکھیں اصلی کستوری ناگن سے ذرا ذرا چھوٹی تھیں۔

سانولی لڑکی نے بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ سر جھکا دیا۔ کیٹی نے بھی سر نیچے کر لیا۔ لوگ ناگن ملکہ کے گیت گانے لگے۔ ناگن ملکہ نے ہاتھ اٹھا کر ان کی زبان میں کہا:

"بچو اور میرا ناگ دیوتا طلائی سفر سے تھکے ہوئے ہیں۔ ہم ابھی آرام کریں گے۔ کل ہم تم لوگوں سے باتیں کریں گے۔"

فوراً لوگ ادھر ادھر ہٹ گئے۔ زرق برق لباس والی دو لڑکیاں آگے بڑھیں۔ انہوں نے ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ کو ساتھ لیا اور یہ جلوس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

کیٹی نے سانولی لڑکی سے پوچھا:

"تمہاری ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ شہر میں رات کہاں

گذاریں گے؟"

سانولی لڑکی نے کہا:

"ناگن ملکہ تو شہر کے ایک خوب صورت مکان کی شیشہ نشینی میں رہے گی جبکہ ناگ بادشاہ دوسرے مکان کے سرداب میں رات بسر کرے گا۔ ہمیشہ سے یہی رسم چلی آتی ہے۔"

کیٹی کے لئے راستہ آسان ہو گیا تھا۔

اس نے پوچھا:

"جہاں ناگ بادشاہ رات بسر کرے گا وہ مکان بھی خوبصورت ہی ہو گا؟"

"ہاں ہاں! ناگن ملکہ کے مکان کے بالکل ساتھ والا مکان ہے۔ میں تمہیں دکھاتی ہوں۔ سب لوگ ادھر ہی جا رہے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔"

سانولی لڑکی کیٹی کو ساتھ لے کر لوگوں کے جلوس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ راستے میں اس نے کیٹی کو بتایا کہ میں کل تمہاری بات ناگن ملکہ سے کروں گی۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گی۔ کیٹی نے اسے منع نہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ناگن ملکہ اصلی کستوری ناگن نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ کیٹی کو بالکل نہیں پہچانتی ہو گی۔ جہاں تک ہم شکل ناگ کا تعلق تھا کیٹی نے اس سے خود ملنے کا فیصلہ کر لیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ تاکہ وہ اس سے معلوم کرے کہ اگر یہ نقلی کستوری ناگن ہے تو اصلی کستوری ناگن کے ساتھ کیا بیتی؟ وہ کہاں ہے؟ کیٹی نے سانولی لڑکی کی مدد سے وہ مکان دیکھ لیا جہاں ہم شکل ناگ ایک بادشاہ کی حیثیت سے ٹھہرایا گیا تھا۔

کیٹی سانولی لڑکی کے ساتھ اس کے گھر واپس آگئی۔ رات کو وہ بستر پر لیٹ گئی۔ اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ نیند تو اسے آتی نہیں تھی۔ جب پو پھٹی اور باہر رات ڈھل گئی اور ہلکی ہلکی [illegible] کی نیلی روشنی ہوئی تو کیٹی چپکے سے بستر سے اٹھ کر ناگ [illegible] کے مکان کی طرف چل پڑی۔ اس مکان کے آگے ایک کھلا باغ تھا۔ کیٹی جب باغ میں پہنچی تو اس نے ناگ بادشاہ کو دیکھا کہ وہ درختوں کے نیچے ٹہل رہا تھا۔ اس کے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں۔ ہم شکل ناگ کی خوشبو بہت دھیمی تھی۔

کیٹی ایک طرف سے نکل کر اچانک اس کے سامنے آگئی۔ ہم شکل ناگ نے کیٹی کو دیکھا تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا اس نے کیٹی کو پہچان لیا تھا۔

ہم شکل ناگ نے عورتوں سے کہا:

"تم لوگ جاؤ۔ میں اس عورت سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

عورتیں ناگ بادشاہ کا حکم سنتے ہی وہاں سے چلی گئیں۔

اس کے جاتے ہی ہم شکل ناگ نے کیٹی سے پوچھا:

"کیٹی تم یہاں کیسے آگئی ہو؟

عنبر تھیو سانگ ماریا کہاں ہیں!

کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ہم شکل ناگ کی یادداشت ابھی زندہ ہے۔

اس نے کہا:

"ناگ بھائی! یہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ تم اصلی ناگ دیوتا نہیں ہو۔ بلکہ تم ناگ کے ہم شکل ہو اور تمہیں صرف کستوری ناگن سے شادی کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔"

ہم شکل ناگ سانس بھر کر بولا:

"یہ میں جانتا ہوں کیٹی بہن! اچھی طرح سے جانتا ہوں مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ بے چاری کستوری ناگن کے ساتھ ایسا ظلم بھی ہوگا۔"

کیٹی فوراً سمجھ گئی کہ ضرور کوئی افسوس ناک بات ہوگئی ہے۔ اسے پہلے ہی شک تھا کہ یہ ناگن ملکہ کستوری ناگن نہیں ہے۔

اس نے جلدی سے پوچھا:

"کستوری ناگن سے کیا ہوا ہم شکل ناگ بیتا؟

ہم شکل ناگ نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ادھر دیوار کے پیچھے آجاؤ۔ وہاں کوئی نہیں ہے۔ اگر ناگن ملکہ کو پتہ چل گیا کہ میں اصلی ناگ دیوتا کی بہن کیٹی باتیں کر رہا تھا۔ تو وہ تمہیں بھی ہلاک کروا دے گی۔"

کیٹی ہم شکل ناگ کے ساتھ دیوار کے پیچھے آگئی۔

اس نے کہا:

"کیا ناگن ملکہ تمہیں اصلی ناگ دیوتا نہیں سمجھتی؟"

ہم شکل ناگ بولا:

"یہی تو مصیبت ہے کہ وہ مجھے اصلی ناگ دیوتا سمجھتی ہے اور اسی لئے وہ مجھے اپنے سے الگ نہیں کرتی۔ میں اس کی قید میں ہوں۔ الگ ہونا بھی چاہوں تو نہیں ہو سکتا۔ ناگن ملکہ نے میرے خون میں ایک ایسا زہر شامل کر دیا ہے کہ اگر میں اس سے ایک میل کے فاصلے پر بھی جاؤں تو میرا جسم پھٹ جائے گا۔ یہ تو تم بھی جانتی ہو کہ میں اصلی ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ اگر اصلی ناگ دیوتا ہوتا تو عقاب بن کر اڑ جاتا۔ مگر میں صرف ناگ کا ہم شکل ہوں۔ مجھ میں ناگ دیوتا کی طاقت نہیں ہے اس لئے مجبور ہو کر ناگن ملکہ کے ساتھ رہ رہا ہوں۔ میں تو ایک طرح سے اس کی قید میں ہوں۔"

کیٹی نے پوچھا:

"لیکن اصلی کستوری ناگن کہاں ہے؟"

تب ہم شکل ناگ نے بتایا:

"یہ بڑی درد بھری کہانی ہے کیٹی بہن! بس تم یہ سمجھ لو کہ میں کستوری ناگن کے ساتھ ہنسی خوشی رہ رہا تھا کہ یہ دوسری ناگن کہیں سے ہمارے سیارے پر آگئی۔ اس کے پاس جادو کی زبردست طاقت تھی۔ اس کو جب پتہ چلا کہ میں ناگ دیوتا ہوں تو اس نے اپنے جادو کے زور سے کستوری ناگن کو پتھر کی چھوٹی سی مورتی بنا کر ایک ایسے غار میں پھینک دیا ہے جہاں سے ہر وقت آتش فشاں لاوے کا دھواں نکلتا رہتا ہے۔ وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔ میں اگر اصلی ناگ دیوتا ہوتا تو کسی نہ کسی طرح پہنچ جاتا۔ مگر میں صرف ہم شکل ناگ ہوں۔ خاموشی سے کستوری ناگن پر ظلم ہوتے دیکھتا رہا۔ پھر اس ناگن ملکہ نے مجھ سے شادی کر لی اور مجھے بتا دیا کہ اس نے میرے خون میں اپنا ایک خاص زہر داخل کر دیا ہے جس کی تاثیر یہ ہے کہ اگر میں اس سے ایک میل دور ہوا تو میرا جسم پھٹ جائے گا۔ میں نے ایک بار فرار ہونے کی کوشش بھی کی اور ڈرتے ڈرتے ناگن ملکہ کے محل سے پورے میل کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر ایک بات کا خاص خیال رکھنا، جب تم ہمارے ستارے پر آؤ اور ناگن ملکہ سے ملو تو اس پر یہ ظاہر نہ ہو کہ ہم ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہیں۔ جیسے انجان بن کر ایک دوسرے سے ملا ہو گا، ورنہ ناگن ملکہ کو شک ہو جائے گا اور پھر خدا جانے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے۔ کیونکہ ایک بات وہ بڑی اچھی طرح سے جانتی ہے کہ عنبر مادہ وغیرہ سبھی لوگ کستوری ناگن کو اچھا سمجھتے تھے۔ یہ باتیں اس نے خود کستوری ناگن سے معلوم کی تھیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس ناگن ملکہ نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا، ورنہ کام مشکل ہو جاتا۔"

کیٹی سمجھ گئی!

"میں ناگن ملکہ پر ہرگز ہرگز یہ ظاہر نہیں ہونے دوں گی کہ میں تمہیں پہلے سے جانتی ہوں۔"

ہم شکل ناگ نے پوچھا:

"مگر تم ہمارے ستارے پر آنے کے لئے کیا بہانہ بناؤ گی۔؟"

کیٹی کچھ سوچ کر بولی:

"میرا خیال ہے میں یہی کہوں گی کہ میں آپ کے ستارے کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے یہاں کی

خاصے تک چلا گیا۔ مگر میرا خون زور زور سے کھولنا شروع ہو گیا۔ مجھے ایسے لگا جیسے خون میری رگوں کو پھاڑ کر باہر آ جائے گا۔ میں مڑ کر واپس ناگن ملکہ کے پاس چلا گیا۔ لیکن تم نے مجھے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تم یہاں کیسے آ گئیں!"

کیٹی نے ہم شکل ناگ کو ساری کہانی بیان کر دی۔

اور پھر ناگ نے کہا ہے کہ وہ ناگن ملکہ سے میری سفارش کرے گا۔ مجھے واپس زمین پر پہنچا دے گی۔ مگر اب میں واپس نہیں جاؤں گی۔ اب میں تمہارے ستارے پر جاؤں گی اور کستوری ناگن کی مدد کروں گی۔ کیونکہ وہ ایک مخلص عورت ہے۔ اس کا قصور صرف اتنا ہی ہے کہ وہ ناگ بھائی سے محبت کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی تھی اور میں اسے قصور نہیں سمجھتی۔"

ہم شکل کہنے لگا:

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ تم کو ہمارے ستارے پر جا کر کسی نہ کسی طرح سے کستوری ناگن کو اندھیرے دھندلکے میں ہمارے قلعے سے نکال کر اسے عذاب سے نجات دلانی ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ صرف تم ہی یہ کام کر سکتی ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ لڑکیوں کی زور زبردستی سے جانیں بچائی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے اس کارنامے سے ناگن ملکہ ضرور خوش ہوگی اور مجھے اپنے سیارے کی سیر کرنے کی اجازت دے دے گی۔"

ہم شکل ہنس پڑا:

"ہو سکتا ہے تمہارے اس بہادری کے کارنامے کی وجہ سے وہ تمہیں اپنے ساتھ اپنے سیارے پر لے چلے۔ بہرحال کل تم ناگن ملکہ سے جب ملاقات کرو گی تو میں وہاں موجود ہوں گا۔ میں بھی تمہاری سفارش کروں گا۔ اب تم جاؤ۔ کسی نے دیکھ لیا تو ناگن ملکہ مجھے بڑی اذیت دے گی۔ وہ بڑی خطرناک مزاج ہے۔"

کیٹی وہاں سے چل گئی۔ وہ سیدھی سانولی لڑکی کے گھر میں آگئی۔ سانولی نے پوچھا:

"تم کہاں چلی گئی تھیں بہن؟"

کیٹی نے اسے بتایا کہ میں ذرا سیر کرنے نکل گئی تھی۔ پھر اس نے سانولی سے کہا:

"بہن! میں نے ناگن ملکہ کو جب سے دیکھا ہے وہ مجھے ایک پل نہیں بھولتی۔ دل میں اس کی شکل سما گئی ہے۔ ساتھی پیاری ملکہ تو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی بس اب

تو دل میں ایک ہی خواہش ہے۔ کہ زندگی کے کچھ سال اس ناگن ملکہ کے سیارے پر گذاروں۔ کچھ سال ناگن ملکہ کے پاس رہ کر اس کی خدمت کروں۔"

سانولی لڑکی مسکرادی۔ کہنے لگی۔

"دیکھا ہماری ناگن ملکہ میں کتنی کشش ہے۔ اچھا تم فکر نہ کرو۔ میں ملکہ سے تمہاری سفارش کروں گی۔ اب تم جاؤ۔ تھوڑی دیر میں ناگن ملکہ کا دربار لگے گا۔ وہاں لوگ اپنے اپنے مسائل پیش کریں گے۔"

کوئی آدھ گھنٹہ بعد کیٹی ناگن ملکہ کی خدمت میں حاضر تھی۔ سانولی لڑکی نے کیٹی کو ملکہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس لڑکی کی بہادری سے کس طرح درجن بھر لڑکیاں موت کے منہ میں جانے سے بچ گئیں۔ ناگن ملکہ نے کیٹی کو غور سے دیکھا اور کہا:

"ہم تمہاری بہادری سے بہت خوش ہیں بولو ہم تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں؟"

اس موقع کو غنیمت جان کر سانولی لڑکی نے تاج ملکہ کے سامنے کیٹی کی خواہش کا اظہار کر دیا اور کہا:

"ملکہ عالیہ! ہماری بہن کیٹی آپ سے بہت متاثر ہوئی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ وہ آپ کے سیارے پر جا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کی خدمت میں زندگی کے کچھ سال گذار دے۔"
کیٹی نے بھی اداکاری کرتے ہوئے عاجزی سے کہا:
"ہاں ملکہ سلامت! یہ میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو ہے کہ آپ مجھے اپنے ساتھ اپنے ستارے پر لے چلیں تاکہ میں وہاں رہ کر آپ کی خدمت کر سکوں۔"
ناگن ملکہ نے ناگ بادشاہ کی طرف دیکھا۔ وہ تو اس موقع کا انتظار کر رہا تھا۔ جھٹ بولا:
"ملکہ عالیہ! اگر اس لڑکی کی یہ خواہش ہے تو ہمیں اس کی یہ خواہش ضرور پوری کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک بہادر لڑکی ہے۔"
ناگن ملکہ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:
"ٹھیک ہے کیٹی! ہم تمہاری خواہش کو پورا کرتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ چلو گی۔"
کیٹی بہت خوش ہوئی۔ اس نے ناگن ملکہ کا شکریہ ادا کیا اور ادب سے ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ دوسرے دن شام کو ناگن ملکہ کی واپسی تھی۔ اس نے کیٹی کو بھی تخت پر بٹھا لیا۔ کیٹی حیران تھی کہ یہ تخت بالکل کھلا ہے۔ یہ خلا میں سے کیسے گذرے گا۔ اور اس میں کوئی انجن بھی نہیں لگا ہوا ہے۔ جب تخت اڑنے والا تھا تو ناگن ملکہ نے جادو کے کچھ منتر پڑھ کر تخت

کے چاروں طرف پھونکے اور ہاتھ کا اشارہ کیا۔ تخت زمین سے بلند ہوا۔ اور فضا میں اڑنے لگا۔ کیٹی کو ہوا! نکل نہیں لگ رہی تھی۔ ایسے محسوس ہوتا تھا۔ جیسے تخت کے اوپر کسی نے شیشے کا بلبہ سا ڈال دیا ہے۔ تخت فضا میں کافی بلندی پر آکر ایک طرف کو مڑ گیا اور پھر اس کی رفتار بہت تیز ہو گئی۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد وہ خلا میں داخل ہو گیا۔ خلا میں داخل ہوتے کیٹی کو ایک دھماکے کی ہلکی سی آواز ضرور سنائی دی جو تخت کے ستارے کی فضا اور اس کی کشش سے نکلنے کی تھی۔
چاند نکل آیا پھر چاند ان سے دور ہوتا گیا اور ایک دوسرا چاند نظر آنے لگا۔ اس چاند کے نیچے ایک گول ستارہ بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ یہ ناگن ملکہ کا سیارہ تھا۔ تخت کی رفتار کیٹی کے اندازے کے مطابق روشنی کی رفتار کے قریب قریب تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ راتوں رات اپنے سیارے پر پہنچ گئے۔
کیٹی پہلی بار ناگن ملکہ یا کستوری ناگن کے سیارے پر آ رہی تھی۔ ناگن ملکہ کا محل سانپ کے پھن کی طرح کا تھا۔ اور یہاں آدمی اور عورتیں کم اور سانپ زیادہ تھے۔ ہم شکل ناگ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہاں کے کسی سانپ سے بات کرنے اور کوئی بات پوچھنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ وہ اسے جن ناگ دیوتا سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ اس سیارے کے سانپوں کو اصلی ناگ دیوتا کا کچھ علم نہیں تھا۔ ہم شکل ناگ نے اسے بتایا کہ وہ ناگ دیوتا ہے اور ناگن ملکہ نے اس کی تائید کر دی تو سانپ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی ناگ دیوتا سمجھ کر اس کا احترام کرنے لگے تھے۔

ناگن ملکہ نے کیٹی سے کہا:

"تم ہمارے محل میں کنیزوں کے ساتھ رہو گی۔ لیکن ایک بات کا دھیان رکھنا کہ بغیر اجازت تمہیں میرے کمرے میں آنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھوں گی ملکہ سلامت۔"

دل میں کیٹی نے کہا مجھے تمہارے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے مکار عورت ناگن! میں تو کستوری ناگن کو تیرے ظلم سے نجات دلانے آئی ہوں

کیٹی نے محل میں رہنا شروع کر دیا۔ اسے ایک ہفتہ گذر گیا مگر کستوری ناگن مورتی کی شکل میں جس غار میں بند تھی۔ ادھر کیٹی کو جانے کا موقع نہ مل سکا۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ محل کے گرد ہر وقت پہرہ ہوتا ہے اور اندر سے کوئی کنیز باہر نہیں جا سکتی تھی۔ البتہ سانپ وغیرہ آتے جاتے رہتے تھے۔ کیٹی سانپ نہیں بن سکتی تھی۔ وہ کندھکی دھوئیں والے غار میں جانے کو بے تاب تھی۔ مگر اس نے سوچا کہ پہلے اس غار کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر لینی چاہئیں۔ ہم شکل ناگ سے ملنا مشکل تھا۔ ناگن ملکہ اسے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ ناگن محل میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جس سے کیٹی اس غار کے بارے میں پوچھ سکتی جہاں کستوری ناگن مورتی کی شکل میں بند کر دی گئی تھی۔

ایک رات کیٹی اپنے محل کے کونے والے کمرے میں بستر پر بیٹھی سوچ بچار میں گم تھی۔ کہ وہ آتش فشاں غار میں کیسے جائے کیونکہ محل کے باہر چاروں طرف پہرہ لگا تھا۔ وہ جس طرف سے جاتی ہے پہرے دار اسے روک کر پوچھ سکتے تھے۔ کہ وہ کہاں جا رہی ہے اور یہ بات ناگن ملکہ تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ سوچتے سوچتے کیٹی کو خیال آیا کہ کاش اس کے پاس کوئی ایسی ٹوپی ہوتی جس کو پہن کر وہ غائب ہو جاتی جس طرح کہ پرانی کہانیوں میں لوگ پہن کر غائب ہو جاتے تھے۔ یہاں سے ایک دم اسے افراسیاب کا خیال آ گیا کیونکہ افراسیاب کے پاس سلیمانی ٹوپی ہوا کرتی تھی۔ جس کو پہن کر وہ جب چاہے غائب ہو جاتا تھا۔ کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ فارمولا فلیش بیک سے افراسیاب کو آسانی سے بلا سکتی تھی۔ پس اس نے فوراً آنکھیں بند کیں اور فارمولا سات بار پڑھا۔ اس کے کمرے میں بادل کا غبار چھا گیا۔ غبار ہٹا تو اسے اپنے سامنے افراسیاب دکھائی دیا۔ تیکھی باریک ناک، عیار چمکیلی آنکھیں، دبلا پتلا جسم۔ اس نے کیٹی کو جھک کر آداب کہا اور بولا:

"میں حاضر ہوں تمہاری خدمت کو۔ کہو مجھے میری پرانی دنیا سے کس لئے طلب کیا گیا ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"تم افراسیاب ہو کیا؟"

افراسیاب نے ہنس کر کہا: "تو کیا تمہیں کوئی بیمار لگتا ہوں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بھی افراسیاب ہوں۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر غور سے سنو! مجھے کچھ دیر کے لئے تمہاری سلیمانی ٹوپی چاہئے۔"

افراسیاب بولا:

"ٹوپی حاضر ہے حضور مگر کیا یہ مجھے واپس مل جائے گی؟ کیونکہ اس کے بغیر میرا ماضی میں سفر کرنا محال ہے میرے سر کو اس کی عادت ہو گئی ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر اس وقت تو تم نے ٹوپی نہیں پہن رکھی۔"

افراسیاب نے جیب سے ٹوپی نکال کر جھاڑی اور بولا:

"حضور! کبھی کبھی زیادہ پہننے سے بھی سر میں درد ہو جاتا ہے۔ میں اسے جیب میں رکھ لیتا ہوں۔"

کیٹی نے ہاتھ آگے بڑھا کر کہا:

"تو وہ سلیمانی ٹوپی مجھے دے دو۔"

افراسیاب بولا: "مگر وعدہ کرو کہ یہ مجھے واپس مل جائے گی۔"

کیٹی نے جھنجھلا کر کہا:

"تمہیں ایک بار کہہ جو دیا کہ تمہیں واپس مل جائے گی ٹوپی۔"

افراسیاب نے ٹوپی دیتے ہوئے کہا:

"اپنی کہی ہوئی بات یاد رکھئے جناب یہ لیجئے حاضر ہے سلیمانی ٹوپی۔"

کیٹی نے ٹوپی کو غور سے دیکھا۔ اس چھوٹی سی ٹوپی میں موتی جڑے ہوئے

تھے۔ کیٹی نے اسے اپنے سر پر رکھا تو وہ غائب ہو گئی ٹوپی سر سے اتاری تو وہ پھر سے ظاہر ہو گئی۔ کیٹی نے خوش ہو کر کہا:

"افراسیاب! ابھی تم واپس اپنی ماضی کی دنیا میں چلے جاؤ جب تمہاری سلیمانی ٹوپی سے کام لے چکوں گی تو میں ہو کر ٹوپی واپس کر دوں گی۔"

افراسیاب نے ناک پر انگلی رکھی اور بولا:

"حضور! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ مجھے یہاں اپنے پاس ہی رہنے کی کوئی جگہ دے دیں۔"

کیٹی اس بات پر افراسیاب سے تنگ آ گئی تھی۔ اسے جھڑک کر بولی:

"ہرگز نہیں۔ اب تم جاؤ۔"

افراسیاب بولا: "حضور اتنی جلدی بھی کیا ہے یہ کونسی دنیا ہے یہاں کا بادشاہ کون ہے ذرا ان سے ملاقات تو کرا دو میری۔"

کیٹی نے جھٹ تار سے کو الٹا پڑھا اور افراسیاب غائب ہو گیا۔ کیٹی نے ایک بار پھر ٹوپی کو غور سے دیکھا۔ وہ ٹوپی حاصل کر کے بہت خوش ہوئی تھی۔ اب وہ بڑی آسانی سے آتش فشاں غار میں جا سکتی تھی۔ غار کا لاوا تو صرف یہ کہ کیٹی کا اس پر اثر تو نہیں ہو گا کیونکہ کیٹی کو آگ نقصان پہنچا سکتی تھی۔ لیکن کیٹی کا خیال تھا کہ جب وہ غائب ہو گی تو اس پر آگ کی تپش کا اثر بھی نہیں ہو گا۔ آتش فشاں غار کا اتا پتہ ہم شکل ناگ نے اسے بتا دیا ہوا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ اب وقت ضائع کیوں کیا جائے۔ اسے ابھی اپنا کام شروع کر دینا چاہئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کیٹی نے سلیمانی ٹوپی اپنے سر پر پہن لی۔ ٹوپی کے پہنتے ہی وہ غائب ہو گئی۔ کیٹی نے دروازہ آہستہ سے کھول کر باہر جھانکا۔ باہر ہلکی ہلکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ کمرے کے برآمدے سے گذرتی ہوئی جب کیٹی شاہی محل کے بڑے دروازے کی طرف آئی تو اسے وہاں ایک بہت بڑا سانپ اور ایک طرف چھ انسان نیزے لئے پہرہ دیتے نظر آئے۔ کیٹی بڑی احتیاط سے چلنے لگی۔ کہ کہیں سانپوں کو اس کی موجودگی کا احساس تو نہیں ہوتا۔

کیٹی ایسا نہ ہوا۔ سانپ پھن اٹھائے اسی طرح پہرہ پر کھڑے رہے سپاہی بھی نیزے لئے پہرہ دیتے رہے۔ کیٹی سلیمانی ٹوپی پہنے غائب حالت میں ان کے درمیان سے گذر گئی۔ اس کا جانا پر کیٹی کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اس نے تیزی سے آتش فشاں غار کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ہزار میل سے دور وادی میں ایک اور آتش فشاں پہاڑ کے اندر تھی۔ اس پہاڑ نے اب دھواں اگلنا بند کر دیا تھا۔ مگر اس کے اندر لاوا برابر کھولتا رہتا تھا۔ اور اس کا کڑوا کسیلا گندھک کی دھواں غار میں ہر وقت بھرا رہتا تھا۔ اس غار میں کستوری ناگن مورتی کی شکل میں پہنچ گئی تھی۔ چلتی چلتی کیٹی وادی میں آ گئی۔ آتش فشاں غار سامنے والے پہاڑ میں تھا۔ کیٹی نے غار کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ابھی وہ غار سے کچھ فاصلے پر ہی تھی کہ اس نے سانپوں کی پھنکار کی آوازیں سنیں۔

کیٹی وہیں رک گئی۔ پھر اس نے دیکھا کہ غار کو جانے والے راستے میں ایک جگہ پتھروں کے اوپر دونوں جانب بڑے بڑے سانپ پھن اٹھائے پہرہ دے رہے ہیں۔ وہ اپنے چوڑے پھن بار بار دائیں بائیں گھما رہے تھے۔ جیسے نگرانی کر رہے ہوں۔ دیکھ رہے ہوں کہ ادھر کوئی دشمن تو نہیں آ رہا۔ شاید سانپوں کو یہ پہرہ اگنی دیوتا نے لگایا تھا تاکہ کوئی بھی شخص غار میں داخل نہ ہو سکے۔ کیٹی کو یہ طاقت دے رہا تھا کہ وہ غائب ہے۔ اس نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی اور اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ بے دھڑک سانپوں کے درمیان سے گذرنے لگی۔ اس نے سانپوں کو غور سے دیکھا۔ اسے احساس ہوا کہ سانپ کچھ بے چین ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا تھا کہ انہیں کیٹی کی موجودگی کا احساس ہو لیا ہو مگر وہ کیٹی کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ دو سانپ تو پتھروں سے گر کر سڑک پر بھی آ گئے۔ مگر وہ ادھر ادھر رینگنے کے بعد واپس پتھروں پر جا کر بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک سانپ نے دوسرے کو اپنی زبان میں کہا:

"مجھے لگتا ہے یہاں سے کوئی انسان گذرا ہے۔"

دوسرے سانپ نے جواب دیا:

"لگا تو مجھے بھی ہے مگر کوئی انسان نظر تو آتا نہیں رہا۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ خاموشی سے پہرہ دیتے رہو۔ کوئی دکھائی دے گا تو ہم اسے ڈسیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی اب غار کے دروازے پر آکر رک گئی۔ غار کے اندر سے [illegible] کا ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔ کیٹی نے خدا کا نام لیا اور غار [illegible] داخل ہو گئی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید وہ صفوں میں اس کا [illegible] لگے گا اور آگ کی تپش بھی محسوس ہوگی۔ مگر ان میں سے کوئی [illegible] نہ ہوئی۔ دور سے اسے کھرتے لاوے کی سسکار [illegible] [illegible]۔ کیٹی گندھک کے دھوئیں میں غور سے دیکھتی غار میں قدم [illegible] کے سینے لگی۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
[illegible] نمبر ۱۹۹ قبر کی سرگوشی پڑھیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

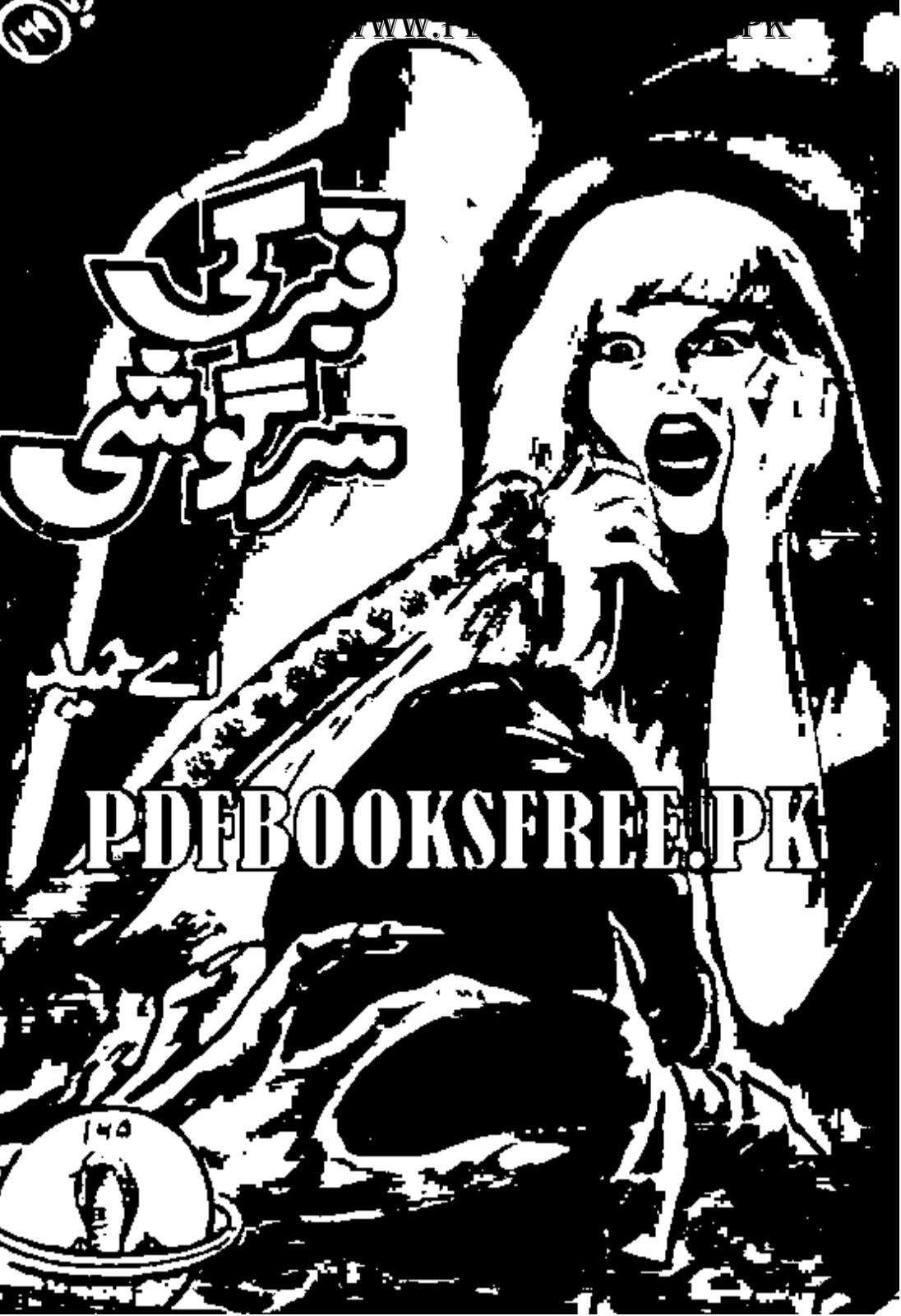

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

قبر کی سرگوشی

اے حمید

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

بار اول : ۱۹۸۷ء

ناشر : عدنان سلیم
منیجر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

کستوری ناگن کی ہم شکل ناگ سے شادی تو ہو گئی۔ لیکن کستوری ناگن پر ظلم یہ ہوا کہ ایک جادوگر ناگن نے اپنے جادو کے زور سے اس کے سیارہ پر قبضہ کرنے کے علاوہ ہمشکل ناگ کو بھی قابو کرنے کے ساتھ ساتھ کستوری ناگن کو ایک آتش فشاں میں مورتی بنا کر قید کر دیا ہے۔ کیٹی اپنے ساتھیوں کی تلاش میں بھٹکتی ہوئی اس سیارہ پر آجاتی ہے جب اُسے یہ سب کچھ معلوم ہوتا ہے تو وہ کستوری ناگن اور ہمشکل ناگ کو اس جادوگرنی سے رہائی دلانا چاہتی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ کن حیرت انگیز واقعات سے دوچار ہوتی ہے۔ جلدی سے پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴/این راہ چمن سمن آباد لاہور

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- سلیمانی ٹوپی
- پُراسرار انسانی سایہ
- جادوگروں کی جنگ
- ناگ جنگل میں
- قبر کی سرگوشی

سلیمانی ٹوپی

غار میں دھواں گہرا تھا۔

کیٹی غار میں کچھ دور تک گئی تو دھواں ہلکا ہونا شروع ہو گیا۔ اسے کستوری ناگن کی پتھر کی مورتی کی تلاش تھی جیسے نقلی ناگن تھکہ نے وہاں پھینک رکھا تھا۔ یہ مورتی اصل میں کستوری ناگن ہی تھی جس نے ہم شکل ناگ سے بیاہ کر لیا تھا۔ وہ اپنے ستارے پر ہنسی خوشی رہ رہی تھی کہ دوسری ناگن عورت نے جادو کے زور سے کستوری ناگن کو مورتی بنا کر غار میں پھینک دیا اور خود ہم شکل ناگ سے شادی کر کے اس کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ کیٹی کو کستوری ناگن سے اس لیے ہمدردی تھی کہ اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اگر اس کا کوئی قصور تھا تو صرف اتنا کہ اس نے ناگ دیوتا سے شادی کرنی چاہی تھی۔ لیکن چونکہ ناگ دیوتا کی کسی سے شادی نہیں ہو سکتی تھی اس لئے کیٹی عنبر ناگ اور جولی سانگ تھیوسانگ نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے ایک بوڑھے سانپ کی

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدد سے ایک ہم شکل ناگ پیدا کر دا اور یوں اس کی شادی کستوری ناگن سے کر دی گئی اور کستوری ناگن ہم شکل ناگ کو لے کر اپنے ستارے پر چلی گئی۔ وہ ہم شکل ناگ ہی کو اصلی ناگ دیوتا سمجھ رہی تھی۔ ہم شکل ناگ کی یادداشت صرف اتنی تھی کہ اسے عنبر ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ وغیرہ یاد تھے۔ دوسرے سیارے کی ایک ناگن کو جب پتہ چلا کہ ناگ دیوتا سے کستوری ناگن نے بیاہ کر لیا ہے تو وہ حسد کے مارے جل بھن گئی وہ جادوگرنی بھی تھی۔ چنانچہ اس نے ایک گہری چال چلی اور کستوری ناگن پر جادو کر کے اسے چھوٹی سی پتھر کی مورتی بنا کر آتش فشاں پہاڑ کے غار میں پھینک دیا اور خود ہم شکل ناگ سے شادی کر لی۔ یہ نقلی ناگن ملکہ بھی ہم شکل ناگ کو اصلی ناگ دیوتا ہی سمجھ رہی تھی۔ کیٹی جب دوسرے سیارے پر پہنچی تو وہاں اسے سانولی لڑکی کی زبانی معلوم ہوا کہ ہم شکل ناگ دوسرے سیارے پر رہتا ہے جہاں کی نقلی ملکہ نے کستوری ناگن کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے اور وہ یہاں ہمارے سیارے پر چاندنی رات میں آیا کرتی ہے۔ جب نقلی ملکہ وہاں آئی تو سانولی لڑکی کی سفارش پہ کیٹی اس کے ساتھ کستوری ناگن کے سیارے پر آ گئی ہم شکل ناگ بھی کیٹی کے ساتھ مل گیا تھا اور اسے بھی کستوری ناگن کے ساتھ کئے گئے ظلم کا بڑا افسوس تھا۔ مگر چونکہ اس کے پاس ناگ دیوتا کی طاقت نہیں تھی اس لئے نقلی ناگن کا مقابلہ اور کستوری ناگن کی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ کیٹی نے کستوری ناگن سیارے پر آ کر نقلی ناگن کے محل کے ایک کمرے میں رہنے لگی تھی اور آج کی رات افراسیاب سے حاصل کی گئی سلیمانی ٹوپی سر پر پہن کر غیبی حالت میں غار میں کستوری ناگن کی مورتی کی تلاش میں آئی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سائنس دان اکیلا نے کیٹی کو ایک منتر بتایا تھا جس کو سات بار پڑھنے سے وہ گندے ہوئے زمانے کے کسی بھی شخص کو بلا کر اس سے مدد حاصل کر سکتی تھی۔ چنانچہ کیٹی نے پرانے زمانے کے دوست افراسیاب کو بلایا تاکہ اس کی سلیمانی ٹوپی پہن کر وہ غائب ہو کر غار میں جائے تاکہ اسے وہاں پہرے پر موجود سپاہی اور اژدہا نہ دیکھ سکیں۔ کیٹی نے افراسیاب کو واپس اس کے زمانے میں بھیج دیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے دوبارہ بلا کر سلیمانی ٹوپی اسے واپس کر دے گی۔ یہاں ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ اس وقت زمین پر عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر تبت اور چین کے ملکوں سے ہوتے ہوئے قدیم ہندوستان کے شہر ٹیکسلا کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ ٹیکسلا پر اس وقت چندر گپت موریا کی حکومت تھی جس نے یونانی جرنیل سیلوکس کو مار بھگایا تھا اور اس کی بہن سے

WWW.PDFBO...

شادی کر کے تخت سنبھال لیا تھا۔

اب ہم واپس کیٹی کی طرف لوٹتے ہیں جو کستوری ناگن کے سیارے پر ہے اور سلیمانی ٹوپی پہن کر غیبی حالت میں آتش فشاں پہاڑ کے غار میں چل رہی ہے۔ اس کو کستوری ناگن کی مورتی کی تلاش ہے۔ کیٹی نے دیکھا کہ گندھک کا دھواں ہلکا ہو گیا ہے تو وہ رک گئی۔ اس نے غار میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ غار کی دیواروں میں سے زرد اور سرخ رنگ کا پگھلا ہوا لاوا رس رہا تھا۔ یہ سارے کا سارا پہاڑ جیسے ٹھنڈے لاوے کا بنا ہوا تھا جس کے اندر ابھی تک گرم لاوا کھول رہا تھا۔ کیٹی غور سے زمین کو دیکھتی چلی جا رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر ایک چھوٹی سی مورتی پر پڑی۔ اس نے جلدی سے مورتی کو اٹھا لیا۔ مورتی گرم تھی۔ مگر کیٹی کو اس گرمی کا زیادہ احساس نہیں ہوا۔

خوشی سے کیٹی کا چہرہ کھل اٹھا۔ مورتی کی شکل ہو بہو کستوری ناگن کی تھی۔ یہی کستوری ناگن تھی جس کو نقلی ناگن ملکہ نے پتھر کی مورتی بنا کر یہاں غار میں پھینک دیا تھا۔ مورتی سبز رنگ کے پتھر کی تھی اور اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں مگر وہ دیکھ نہیں سکتی تھی۔ کیٹی جس شے کی تلاش میں وہاں آئی تھی وہ اسے مل گئی تھی۔ اس نے مورتی کو اپنے ہاتھ ہی میں رکھا۔ کیونکہ کیٹی

کے غائب ہونے کی وجہ سے کستوری ناگن کی مورتی بھی غائب ہو گئی تھی اور نظر نہیں آتی تھی۔ کیٹی تیز تیز قدم اٹھاتی غار کے دروازے پر آ گئی۔ یہاں دونوں جانب پتھر کے چبوتروں پر بڑے بڑے اژدہا قسم کے دو سانپ پہرہ دے رہے تھے۔ پہلے بھی جب کیٹی وہاں سے غیبی حالت میں گذری تھی تو وہ بے چین سے ہو گئے تھے۔ وہ کیٹی کو دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن انہیں احساس ہوا تھا کہ جیسے وہاں سے کوئی انسان گذرا ہے۔ انہوں نے انسان کے جسم سے نکلنے والی گرمی کی لہروں کو محسوس کر لیا تھا۔ اب بھی جب کیٹی ان کے درمیان سے گذری تو دونوں اژدہا ایک بار پھر بے چین ہو گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا:

"مجھے پھر کسی انسان کی موجودگی کا احساس ہو رہا ہے۔ لگتا ہے یہاں کوئی انسان ہے۔"

دوسرا اژدہا بولا:

"مجھے بھی کسی انسان کے جسم کی گرمی کی لہریں محسوس ہو رہی ہیں۔ مگر یہ انسان ہمیں دکھائی کیوں نہیں دے رہا؟"

پہلے اژدہے نے کہا:

"ہو سکتا ہے یہ کوئی جادوگر ہو۔ تم چپکے بیٹھے رہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کر ہم پر بھی کوئی جادو چل جائے۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ سراسر خاموش ہو گئی۔ کیٹی ان کی باتیں صاف سن رہی تھی۔ وہ مسکراتی اور خود سے باہر نکل گئی۔ اس نے غار سے نکلتے ہی اپنے شاہی محل والے کمرے کا رخ کیا اور تیز تیز قدموں سے چلتی نقلی ناگن مکر کے شاہی محل کے گیٹ میں سے ہو کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ سلیمانی ٹوپی ابھی تک اس کے سر پر تھی اور وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی نے کستوری ناگن کی مورتی اپنی جانب پر رکھی اور ہاتھ پیچھے کیا تو مورتی نظر آنے لگی۔ کیٹی نے مورتی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا:

"کستوری بہن! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تمہیں کس طرح پھر سے زندہ کروں۔ میں تمہیں آتش فشاں غار کے جہنم سے نکال ضرور لائی ہوں۔ مگر اب تجھے زندہ کیسے کروں؟"

مورتی پتھر کی طرح خاموش اور ساکت تھی۔ وہ بھلا کیٹی کو کیسے جواب دے سکتی تھی۔ کیٹی نے سوچا کہ اس نے تو سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہے۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی تو پھر کیوں نہ وہ ہم شکل ناگ کے پاس جا کر اس سے بات کرے کہ میں کستوری ناگن کی مورتی کو لے آئی ہوں اب کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ میں اس مورتی کو زندہ کر سکوں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہم شکل ناگ اس سیارے کا بادشاہ تھا اور شاہی محل میں رہتا تھا۔ بادشاہ وہ ضرور تھا مگر حکم نقلی ناگن کا ہی چلتا تھا جو جادوگرنی بھی تھی۔ کیٹی کو یہ خطرہ ضرور تھا کہ نقلی ناگن جادوگرنی ہے۔ کہیں اپنے جادو کے زور سے اسے دیکھ نہ لے۔

کیٹی نے سوچا کہ وہ نقلی ناگن کے سامنے نہیں جائے گی۔ یہ سوچ کر کیٹی نے کستوری ناگن کی مورتی کو اپنے بستر کے نیچے چھپا دیا اور خود ہم شکل ناگ کے شاہی کمرے کی طرف چل پڑی۔ محل میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ چاروں طرف خاموشی تھی۔ برآمدوں اور دروازوں پر کہیں سانپ اور کہیں انسان پہرہ دے رہے تھے۔ کیٹی ان کے قریب سے گذرتی چلی گئی۔ جب وہ کسی انسان پہرے دار کے قریب سے گذرتی تو اسے کیٹی کی موجودگی کا پتہ نہ چلتا مگر جب وہ کسی سانپ کے قریب سے گذرتی تو وہ بے چین ہو کر اپنا پھن ہلانے لگتے اور ادھر اُدھر دیکھنے لگتے۔ کیونکہ سانپ انسانی جسم کی گرمی کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے۔

یہاں آپ فزکس کے ایک اصول کو یاد رکھیں کہ ہر انسان حیوان اور پتھر کے جسم سے ہر وقت گرمی کی لہریں خارج ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ برف کے بلاک میں سے بھی گرمی کی لہریں نکلتی رہتی ہیں کیونکہ برف میں بھی گرمی موجود ہوتی ہے۔ اس کائنات کی کوئی شے ایسی نہیں ہے کہ جس کے اندر تھوڑی بہت گرمی موجود نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ ساری کائنات مرکز

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا ایک حصہ ہے اور کورچ ہی سے الگ ہو کر ہر شے نے الگ الگ شکل اختیار کی ہے۔ گری کی ان لہروں کو سرخ لینز کے کیمرے کی مدد سے دیکھ جا سکتا ہے اور آج کے زمانے میں ایسی تصویریں بھی بنائی گئی ہیں جن میں انسان کے جسم سے گرمی کی لہروں کو دھوئیں کی طرح اٹھتے دکھایا گیا ہے۔ ان لہروں کو سانپ بڑی تیزی سے محسوس کر لیتے ہیں۔ چنانچہ جب کیٹی غائب ہو کر ان کے قریب سے گذری تو سانپ بے چین سے ہو گئے لیکن چونکہ انہیں محل کے برآمدے میں سے گذرتا کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا اس لیے وہ اپنی جگہ پر خاموشی سے بیٹھے رہے۔

کیٹی ہم شکل ناگ کے شاہی کمرے کے دروازے پر جا کر رک گئی۔ دروازہ بند تھا اور باہر دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ کیٹی کو یہ سپاہی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ کیٹی بند دروازے سے گذر کر ہم شکل ناگ کے شاہی کمرے میں آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ فتی ناگن وہاں پر نہیں تھی اور ہم شکل ناگ اکیلا ہی عالیشان پلنگ پر سو رہا تھا۔ کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ اس نے قریب جا کر ہم شکل ناگ کو جگا دیا۔ ہم شکل ناگ اٹھ بیٹھا۔ اسے جگانے والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ حیران ہو کر بولا:

کون ہو تم؟

کیٹی نے کہا: میں کیٹی ہوں۔

ہم شکل ناگ کو کیٹی عنبر ناگ ماریا وغیرہ کی خوشبو بھی نہیں آتی تھی۔ وہ بولا:

کیٹی! تم مجھے نظر کیوں نہیں آ رہی ہو؟

کیٹی نے اسے بتایا:

میں نے فلیش بیک فارمولے کی مدد سے پرانے زمانے میں سے افراسیاب کو بلایا تھا۔ اور اس سے سلیمانی ٹوپی لے کر پہن رکھی ہے۔ اس سلیمانی ٹوپی کو جو کوئی پہنتا ہے وہ غائب ہو جاتا ہے۔ وہ سب کو دیکھتا ہے مگر اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

ہم شکل ناگ نے پوچھا:

تم کیسے آئی ہو؟

کیٹی بولی: میں تمہیں یہ خوش خبری سنانے آئی ہوں کہ مجھے کستوری ناگن کی مورتی مل گئی ہے۔

ہم شکل ناگ نے جلدی سے اٹھ کر کھڑکی بند کر دی اور پلنگ پر آ کر بیٹھ گیا اور بولا:

یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ تم نے مورتی کہاں رکھی ہے؟

کیٹی نے کہا:

میں نے اسے اپنے کمرے میں چھپا کر رکھا ہوا ہے اب میں تم سے یہ مشورہ کرنے آئی ہوں کہ کیا کوئی ایسا طریقہ

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے کہ جس سے اس پتھر کی مورتی میں جان پڑ جائے اور کستوری ناگن پھر سے زندہ ہو جائے۔"

ہم شکل ناگ سوچ میں پڑ گیا، کہنے لگا:

"کیٹی! کستوری ناگن ابھی تک مجھے ہی اصلی ناگ دیوتا سمجھ رہی ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ میں اصلی ناگ دیوتا نہیں ہوں بلکہ اس کا ہم شکل ناگ ہوں۔"

کیٹی نے کہا: "ہاں! یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔ مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

ہم شکل ناگ بولا:

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اس سیارے پر رہتے ہوئے اب تنگ آ گیا ہوں۔ میں بھی اپنی زمین پر واپس جا کر ساتھی بن کر اپنے ساتھیوں اور دوستوں میں زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ہم نے کستوری ناگن کو زندہ کر دیا تو پھر میں یہاں سے واپس اپنی زمین پر نہیں جا سکوں گا۔ وہ مجھے یہاں اپنے پاس ہی رکھے گی یا ہو سکتا ہے کہ مجھے کسی دوسرے سیارے پر لے جائے"

کیٹی نے کہا:

"میں تمہارے جذبات کی قدر کرتی ہوں۔ مگر ذرا سوچو کہ اگر کستوری ناگن کو یہ معلوم ہو گیا کہ تم اصلی ناگ نہیں ہو

تو اسے کتنا صدمہ ہو گا۔ وہ تو ابھی تک تمہیں اصلی ناگ دیوتا ہی سمجھ رہی ہے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ وہ ایک بار پھر ہماری زمین پر اصلی ناگ دیوتا کی تلاش میں آ جائے اور ناگ عنبر ماریا کو ایک بار پھر مصیبت پڑ جائے۔"

ہم شکل ناگ بولا:

"تو کیا تم چاہتی ہو کہ میں قیامت تک اس سیارے پر اپنے دوستوں سے دور پڑا رہوں۔"

کیٹی نے کہا:

"تم ابھی اس کے ساتھ کچھ وقت یہاں گزارو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ جب میں نیچے اپنی زمین پر عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ کے پاس گئی تو میں تمہاری بات کروں گی اور ہم کوئی ایسا طریقہ تلاش کریں گے کہ تمہیں یہاں سے واپس زمین پر بلا لیں۔ ابھی تمہیں ایک عورت کے جذبات کی خاطر یہ قربانی دینی ہو گی۔ ذرا خیال کرو کہ کستوری ناگن تمہیں کس قدر پیار کرتی ہے۔ آخر وہ تمہاری بیوی ہے۔"

ہم شکل ناگ بولا:

"اگر تم وعدہ کرتی ہو کہ زمین پر جا کر مجھے بھی واپس بلا لو گی تو میں یہاں کچھ عرصہ کستوری ناگن کے ساتھ گزار

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیتا ہوں۔

کیٹی نے خوش ہو کر کہا:

شاباش! تم بڑے اچھے ہم شکل ناگ ہو مجھے تم اس نے بھی پیارے ہو کہ تمہاری شکل میرے بھائی ناگ دیوتا سے ملتی ہے۔

ہم شکل ناگ نے سر جھکا لیا۔

کیٹی نے کہا:

اب مجھے بتاؤ کہ ہم کستوری ناگن کی مورتی میں کیسے جان ڈالیں۔ اس پر جو نقلی ناگن نے جادو کیا ہے وہ کیسے ختم کریں؟

ہم شکل ناگ کچھ سوچ کر بولا:

یہ جادو نقلی ناگن ملکہ نے کیا ہے اور ظاہر ہے اس کے پاس اس جادو کا توڑ بھی ہوگا۔ تم ابھی جا کر آرام کرو۔ میں کسی نہ کسی طرح ناگن ملکہ سے اس جادو کا توڑ معلوم کرتا ہوں۔ جب مجھے توڑ معلوم ہو گیا تو میں تمہیں بتا دوں گا۔

کیٹی کہنے لگی: میں نے کستوری ناگن کی مورتی کو اپنے بستر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہاں سے کسی کو معلوم نہ ہو جائے کیونکہ ممکن ہے میرے جانے کے بعد ناگن ملکہ میرے کمرے کی تلاشی لے لے۔

ہم شکل ناگ نے کہا:

تو پھر تم ایسا کرو کہ جہاں تمہارا کمرہ ہے وہاں شاہی باغ کے پیچھے پرانی دیوار کے پاس ایک ہزاروں برس پرانا درخت ہے۔ اس درخت کا تنا کھوکھلا ہے۔ تم مورتی اس درخت کے تنے میں چھپا کر رکھ دو۔ وہاں کبھی کوئی محل کا نوکر نہیں جاتا۔

کیٹی نے ہم شکل ناگ کو خدا حافظ کہا اور اس کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔ کمرے میں آ کر اس نے پہلا کام یہ کیا کہ پلنگ کے بستر کے نیچے سے مورتی نکالی اور شاہی باغیچے میں آ گئی۔ ابھی رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اُسنے دیکھا کہ باغیچے کی دیوار کے پاس ایک بہت بڑا گنجان درخت اُگا ہوا ہے۔ اس کی شاخیں دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کا تنا اندر سے کھوکھلا تھا۔ کیٹی نے مورتی کو درخت کے تنے میں اندر جا کر چھپا دیا اور باہر گھاس پتے اور درخت کی ٹوٹی ہوئی شاخیں ڈال دیں۔ اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں آ کر پلنگ پر لیٹ گئی۔ اسے خیال آیا کہ اب اسے غائب رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسے سلیمانی ٹوپی اتار دینی چاہیئے۔

وہ پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے سر پر سے سلیمانی ٹوپی اتاری تو وہ پھر سے دکھائی دینے لگی۔ کیٹی ابھی افراسیاب کو

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پرانے زمانے سے بلا کر اسے سلیمانی ٹوپی نہیں دینا چاہتی تھی۔ اسے ابھی کسی بھی وقت سلیمانی ٹوپی کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ اس نے سلیمانی ٹوپی کو اپنے بستر کے اندر گدیلے میں چھپا دیا اور پلنگ پر لیٹ کر عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور نقیبو سانگ کے خیالوں میں کھو گئی کہ نہ جانے وہ اس وقت زمین پر کہاں ہوں گے کس حال میں ہوں گے اور ان سے اب کب ملاقات ہو گی۔

یہی سوچتے سوچتے کیٹی کو نیند آنے لگی۔ اس سے پہلے اسے اس طرح نیند کبھی نہیں آئی تھی۔ وہ سونا نہیں چاہتی تھی۔ وہ پلنگ سے اٹھ کر کمرے کے فرش پر ٹہلنے لگی۔

دوسری طرف صبح کو ہم شکل ناگ نے نقلی ملکہ ناگن کے ساتھ کھانا کھایا اور اس سے بڑی پیار محبت کی باتیں کرتے ہوئے بولا:

"میں ناگ دیوتا ہوں اور سانپ سے انسان اور انسان سے سانپ بن سکتا ہوں۔ لیکن میں نے زمین پر ایک جزیرے میں ایک بار ایسے اژدہا کو دیکھا تھا کہ جس کا نام شیش ناگ تھا۔ اس میں یہ طاقت تھی کہ وہ جس انسان کو پھونک مارتا تھا وہ پتھر بن جاتا تھا اور پھر جب اس پتھر کو پھونک مارتا تھا تو اس میں جان پڑ جاتی تھی۔ ایسی طاقت میں نے پھر کسی سانپ میں نہیں دیکھی"

ہم شکل ناگ نے جان بوجھ کر ایسی باتیں شروع کی تھی تاکہ نقلی

اگر نقلی ناگن ملکہ اسے اپنے جادو کا توڑ بتا دے۔ نقلی ناگن نے ہم شکل ناگ کی بات سن کر ناک چڑھایا اور بولی:

"ناگ دیوتا، تم زمین کی باتیں مت کیا کرو۔ تم نے ہمارے سیارے کی مخلوق کو ابھی پوری طرح نہیں دیکھا۔ یہاں ایسی ایسی مخلوق آباد ہے کہ اگر دریا کے پانی پر پھونک ماردیں تو دریا ایک دم برف کی سیل بن جائے۔ پتھر کو زندہ کرنا کوئی کرامت نہیں ہے۔ یہ تو میں بھی کر سکتی ہوں۔"

ہم شکل ناگ بولا:

"کیا سچ مچ تم بھی کر سکتی ہو ملکہ؟"

"کیوں نہیں" نقلی ملکہ نے بڑی شان سے گردن اٹھا کر کہا: "یہ تو میرے لئے بے حد معمولی بات ہے۔"

ہم شکل ناگ نے کہا:

"ٹھیک ہے میں مانتا ہوں، لیکن جب تک تم مجھے یہ کرامت کر کے نہیں دکھاؤ گی مجھے یقین نہیں آئے گا۔"

نقلی ملکہ ہنسنے لگی:

"تم اگر میرے خاوند اور اس سیارے کے بادشاہ نہ ہوتے تو میں کبھی تمہارا کہا نہ مانتی۔ ٹھہرو۔ میں ایک کیسز کو بلا کر تمہیں یہ کرامت کر کے دکھاتی ہوں۔ تم خاموش بیٹھے رہنا۔"

وہ دونوں شاہی کمرے میں بیٹھے تھے۔ نقلی ملکہ نے تالی بجائی۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک کنیز اندر آکر تعظیم بجا لا کر بولی :

"کیا حکم ہے ملکہ صاحبہ؟"

نعقلی ملکہ نے کہا :

"یہاں میرے سامنے فرش پر آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاؤ اور جب تک میں نہ کہوں اپنی آنکھیں ہرگز مت کھولنا۔"

کنیز کی کیا مجال تھی کہ وہ ملکہ ناگن کے آگے زبان کھولتی۔ فوراً فرش پر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی۔ نعقلی ناگن ملکہ نے ہم شکل ناگ کی طرف دیکھا اور کہنے لگی :

"ناگ دیوتا! اب تم وہ کرامت دیکھو گے جس کو تم بڑی کرامت سمجھ رہے ہو اور ہمارے لئے یہ معمولی بات ہے۔"

اس کے ساتھ ہی نعقلی ناگن نے کچھ پڑھ کر کنیز کی طرف پھونک ماری۔ دوسرے لمحے زندہ کنیز کی جگہ پتھر کی چھوٹی سی مورتی اسی طرح بیٹھی تھی۔ ہم شکل ناگ نے خوش ہو کر کہا :

"ملکہ! تم واقعی بہت حکیم عورت ہو۔ لیکن اب اسے زندہ کر کے بھی دکھاؤ۔"

نعقلی ناگن ملکہ نے مسکرا کر کہا :

"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ ابھی اس پتھر کی مورتی کو زندہ کئے دیتی ہوں۔"

نعقلی ناگن ملکہ نے پھر منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھ کر پھونک ماری اور پتھر کی مورتی پھر سے زندہ کنیز بن گئی۔ وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی۔

نعقلی ناگن ملکہ نے کہا :

"کنیز! اب تم جا سکتی ہو۔"

کنیز نے ادب سے سلام کیا اور جدھر سے آئی تھی ادھر کو چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد نعقلی ناگن بولی :

"کہو کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا کہ ہم لوگ تم زمین والوں سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔"

ہم شکل ناگ کو جو معلوم کرنا تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تھا اب وہ اس راز کو اس منتر کو معلوم کرنا چاہتا تھا جس کی مدد سے نعقلی ناگن نے پتھر کی مورتی کو دوبارہ انسانی شکل میں تبدیل کیا تھا اس نے کہا :

"ملکہ! اب میں مان گیا ہوں کہ تم لوگ واقعی ہم لوگوں سے بہت ترقی یافتہ ہو۔ لیکن کیا تم اسے پسند کرو گی کہ ملکہ کے پاس جو طاقت ہو اس کا بادشاہ اس سے محروم ہو؟"

نعقلی ناگن ہم شکل ناگ کی طرف تکنے لگی۔

"تم کیا چاہتے ہو ناگ دیوتا؟"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم شکل ناگ بولا:

"ملکہ! تم ہمیں دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز ہو۔ ہم نے تمہاری خاطر اپنی زمین اور وہاں کے سارے دوست چھوڑ دیئے۔ ہماری خواہش ہے کہ تم ہمیں یہ منتر بتا دو جس کی مدد سے تم انسان کو پتھر کی مورتی اور پھر پتھر کی مورتی سے دوبارا انسان بنا دیتی ہو۔"

نقلی ناگن چپ ہو گئی۔ وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی۔ پھر مسکرا کر بولی:

"ہمیں کوئی بھی منتر اپنے ناگ دیوتا سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔ مگر میں تمہیں ایک شرط پر یہ منتر بتاؤں گی۔"

"وہ کون سی شرط ہے ملکہ۔ تم بتاؤ۔ میں اسے بڑی خوشی سے قبول کروں گا۔"

نقلی ملکہ نے کہا:

"شرط یہ ہے کہ جس انسان کو تم میرا منتر پڑھ کر پتھر کرو گے اسے ایک سال سے پہلے دوبارا زندہ نہیں کر سکو گے۔ اگر اس سے پہلے تم نے اسے انسان بنانے کے لئے منتر پڑھ کر پھونکا تو وہ انسان مر جائے گا۔"

ہم شکل ناگ دل میں بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ اس نے کسی زندہ انسان کو تو پتھر بنانا ہی نہیں تھا۔ اسے تو ایک ایسی عورت کو پھر سے زندہ کرنا تھا جو پہلے ہی پتھر کی مورتی بن چکی تھی اور اسے پتھر بنے دو سال سے بھی زیادہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ یعنی کستوری ناگن کو پتھر کی مورتی میں تبدیل ہوئے دو سال سے زیادہ ہو چکے تھے۔ اس نے کہا:

"مجھے تمہاری شرط منظور ہے ملکہ! بھلا مجھے اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اوّل تو مجھے ضرورت ہی نہیں کہ کسی انسان کو پتھر بناؤں۔ میں تو ویسے ہی اس خیال سے تم سے یہ منتر حاصل کر رہا ہوں کہ مجھے یہ خیال نہ رہے کہ میں بادشاہ ہوتے ہوئے بھی کمزور ہوں اور میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے اب مجھے وہ منتر بتاؤ جس کو پڑھ کر انسان کو پتھر بنایا جاتا ہے اور پھر وہ منتر بتاؤ کہ جس کو پڑھ کر پھونکنے سے انسان کو پتھر سے دوبارا انسان بنا دیا جاتا ہے۔"

نقلی ملکہ ناگن کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ہم شکل ناگ تو اس کا اپنا بادشاہ ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس منتر کا اثر خود ملکہ پر نہیں ہو سکتا۔ اس نے ہم شکل ناگ کو دونوں منتر بتا دیئے۔ ہم شکل ناگ نے ان منتروں کو اچھی طرح سے یاد کر لیا۔ اسی روز شام کے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وقت دربار سے واپس آتے ہوئے ہم شکل ناگ نے کیٹی کو دیکھا۔ کیٹی نے اس وقت سلیمانی ٹوپی نہیں پہنی ہوئی تھی۔ وہ نظر آ رہی تھی۔ کیٹی اس وقت نقلی ملکہ کے لئے پھولوں کے ہار چنگیر میں رکھے لئے جا رہی تھی۔ ہم شکل ناگ نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے اشارے سے کہا کہ وہ اس سے ملنے آئے۔

کیٹی ہم شکل ناگ کا اشارہ سمجھ گئی کہ اسے کوئی کامیاب حیل ہو گئی ہے۔ رات جب گہری ہو گئی تو کیٹی نے بستر کے نیچے سے سلیمانی ٹوپی نکال کر سر پر اوڑھی اور غائب ہو گئی۔ غائب ہوتے ہی وہ سیدھی ہم شکل ناگ بادشاہ کے کمرہ خاص کی طرف روانہ ہو گئی۔ اسی طرح وہ پہرے دار انسانوں اور سانپوں کے بیچ میں سے گزرتی ہم شکل ناگ کے کمرے میں جا پہنچی۔ کمرے میں جاتے ہی وہ ٹھٹھک کر رہ گئی۔ کیونکہ کمرے میں ہم شکل ناگ کے علاوہ نقلی ناگن ملکہ بھی موجود تھی اور ہم شکل ناگ کے پاس بیٹھی چوپٹ کا کھیل کھیل رہی تھی۔ ہم شکل ناگ کو کیٹی کے آنے کی بالکل خبر نہ ہوئی مگر نقلی ملکہ ناگن نے کیٹی کے جسم سے نکلنے والی عجمی کی لہروں کو فوراً محسوس کر لیا۔ چوپٹ کھیلتے کھیلتے وہ ایک دم سے رک گئی اور آس پاس تکنے لگی۔ ہم شکل ناگ کا ماتھا ٹھنکا کہ کہیں کیٹی نہ آ گئی ہو۔ کیونکہ اس نے اسے آج رات بلایا تھا۔ وہ بولا:

"ملکہ! کیا بات ہے۔ تم نے کھیل سے ہاتھ کیوں کھینچ لیا؟"

مگر نقلی ملکہ ناگن باقاعدہ کسی انسان کے جسم کی لہروں کو محسوس کر رہی تھی۔ اس کے پاس ایسا کوئی طلسم نہیں تھا کہ جس کی مدد سے وہ کسی ایسے انسان کو دیکھ سکتی جو غائب ہو۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پُراسرار انسانی سایہ

ادھر کیٹی بھی جان گئی کہ نقلی ملکہ کو اس کی موجودگی کا احساس ہوگیا ہے مگر وہ باہر جانے کی بجائے وہیں کھڑی رہی۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ نقلی ناگن ملکہ کیا کرتی ہے۔ نقلی ملکہ نے ہاتھ کھینچ لیا اور بولی:

"ناگ دیوتا! میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے قہوہ تیار کر کے لاؤں۔ ہم دونوں بیٹھ کر پئیں گے۔"

ہم شکل ناگ خود بھی چاہتا تھا کہ یہ بلا وہاں سے کسی طرح دفع ہو جائے۔ کیونکہ اسے بھی احساس ہوگیا تھا کہ کمرے میں کیٹی موجود ہے یا اگر نہیں ہے تو آنے ہی والی ہے۔ نقلی ملکہ اٹھ کر شاہی کچن کی طرف چل دی۔ شاہی کچن وہاں سے براہ چھوڑ کر دوسرے حصے میں تھا۔ مگر نقلی ملکہ کمرے سے نکل کر باورچی خانے یعنی کچن کی طرف جانے کی بجائے سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آگئی۔ یہاں وہ روشن دان کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی اور نیچے دیکھنے لگی۔ نقلی ملکہ کو شک تھا کہ کوئی آسیبی شے اس کمرے میں آئی ہوئی ہے۔ اب ملکہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ آسیبی شے اپنے آپ وہاں آئی ہے یا ناگ دیوتا نے اسے بلایا ہے۔ نقلی ملکہ کو یہ خبر نہیں تھی کہ جب وہ کمرے سے باہر نکلی تھی تو غیبی کیٹی اس کے پیچھے پیچھے گئی تھی۔ کیٹی نے جب دیکھا کہ نقلی ملکہ چھت پر جا کر روشندان کے ساتھ لگ کر نیچے دیکھ رہی ہے تو وہ سمجھ گئی کہ نقلی ملکہ یہ پتہ کرنا چاہتی ہے کہ اگر کوئی کمرے میں غیبی شے ہے تو کیا وہ ہم شکل ناگ سے ملنے آئی ہے؟

کیٹی جلدی سے نیچے ہم شکل ناگ کے کمرے میں آگئی۔ وہ اسی طرح چوپٹ کے آگے پلنگ پر بیٹھا تھا۔ کیٹی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے پاس ہی اور اس کے کان کے ساتھ منہ لگا کر سرگوشی میں بولی:

"میں کیٹی ہوں۔ مگر اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہلنا اور بولنا بھی نہیں۔ مکار نقلی ناگن چھت کے روشندان کے ساتھ لگی نیچے دیکھ رہی ہے۔ اسے شک پڑ گیا ہے کہ کمرے میں کوئی غیبی شے موجود ہے۔"

ہم شکل ناگ بھی ہوشیار ہوگیا۔ اس کی آنکھیں تو چوپٹ کے پٹوں پر لگی تھیں جیسے وہ کوئی اگلی چال سوچ رہا ہو اور سرگوشی میں بولا:

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں نے منتر معلوم کر لیا ہے۔"

ہم شکل ناگ نے یہ الفاظ اس طرح بولے تھے کہ اس کی آواز بھی نہیں نکلی تھی اور ہونٹ بھی بے حد بے معلوم انداز میں اس طرح سے ہلے تھے کہ دور سے کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا۔ کیٹی آہستہ سے بولی:

"میں جا رہی ہوں۔"

کیٹی یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ ایک بات کیٹی پر ثابت ہو گئی تھی کہ نقلی ملکہ اگرچہ جادوگرنی ہے مگر وہ کیٹی کو سیلفی ٹوپی پہنی ہوئی حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔ اگرچہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس کر سکتی ہے۔ وہ بھی اس لیے کہ نقلی ملکہ ایک ناگن بھی تھی۔ مگر ہم شکل ناگ سے مل کر باتیں کرنی بھی ضروری تھیں۔ چنانچہ کیٹی دوسرے روز پھر ہم شکل ناگ بادشاہ کے کمرے کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ خود کیٹی کے کمرے میں نہیں آ سکتا تھا۔ کیٹی جب دوسری رات ہم شکل ناگ سے ملنے گئی تو دیکھا کہ وہ تو کمرے میں نہیں تھا، نقلی ملکہ ناگن تخت پر بال کھولے بیٹھی تھی اور ایک خادمہ اس کے بالوں میں سفید موتی پرو رہی تھی۔ کیٹی کے داخل ہوتے ہی نقلی ناگن ملکہ کو فوراً محسوس ہو گیا کہ وہی کل والا کیسی انسان یا عورت جو غائب ہے کمرے میں آ گئی ہے۔ مگر اس نے اپنے چہرے سے بالکل ظاہر نہ ہونے دیا کہ اسے

کمرے میں کسی غیبی شے کی موجودگی کا احساس ہو گیا ہے۔ اس نے انگڑائی لے کر خادمہ سے کہا:

"بس اب تم جاؤ۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

خادمہ نے اسی وقت طشت میں موتی سنبھالے اور ادب سے سلام کر کے کمرے سے نکل گئی۔

اب نقلی ملکہ اٹھ کر کمرے میں یوں ٹہلنے لگی۔ جیسے یونہی دل بہلانے کے لیے ٹہل رہی ہے۔ اصل میں وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ غیبی شے کہاں پر موجود ہے۔ اس کا اندازہ اسے کیٹی کے جسم سے نکلنے والی گرمی کی لہروں سے برابر ہو رہا تھا۔ ایک جگہ نقلی ملکہ کو انسانی جسم کی حرارت کی لہریں بہت قریب سے آتی محسوس ہوئیں۔ کیٹی اس کے بالکل قریب کھڑی تھی۔ اب نقلی ملکہ نے منتر پڑھ کر پھونک ماری۔ پھونک کی لہر جب کیٹی کے جسم سے ٹکرائی تو وہ ایک دم سے پتھر بن گئی اور پتھر بنتے ہی وہ ظاہر ہو گئی۔

نقلی ملکہ نے پلٹ کر کیٹی کی طرف دیکھا تو غصے سے کانپنے لگی۔ یہ اس کی کنیز کیٹی تھی جو غائب ہو کر اس کے خاص کمرے میں آئی تھی۔ یہ کیا کرنے آئی تھی؟ نقلی ملکہ کو یہ معلوم کرنا تھا۔ اسے اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ کیٹی کے ارادے اگر خطرناک بھی تھے اور وہ اسے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نقصان بھی پہنچانا چاہتی تھی تو اب وہ پتھر بن چکی تھی اور
سے نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ کیٹی انسان سے پتھر کی چھوٹی
ی مورتی بن گئی تھی۔ بالکل ایسی مورتی جیسی کہ کستوری ناگن کی
تھی۔ نقلی ملکہ کو اب خیال آیا کہ ایک روز پہلے ہم شکل ناگ
بادشاہ نے اس سے وہ منتر معلوم کیا تھا جس کو پڑھ کر انسان
کو پتھر اور پتھر سے دوبارہ انسان بنایا جا سکتا تھا۔ اسے دال
یں کچھ کالا کالا نظر آنے لگا۔ اس نے سوچا کہ بہتر ہے کہ اس
نیز کیٹی سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے۔ اگر وہ اسے
ر ڈالتی تو خطرہ تھا کہ ایسی عورت جو غائب ہو سکتی ہے ممکن ہے
ہ مرنے کے بعد بھی بدروح بن کر آ جائے اور اسے پریشان کرے
نانچہ نقلی ملکہ نے کیٹی کی پتھر کی مورتی کو اٹھایا اور شاہی محل کے
یفیہ دروازے سے نکل کر سرنگ میں ایک طرف چلنے لگی۔
س شاہی محل کے نیچے ایک ایسا تاریک گڑھا تھا جس میں
ہر وقت دلدل اوپر نیچے ہوتی رہتی تھی۔ اس گڑھے کے بارے
یں مشہور تھا کہ اگر ہاتھی بھی اس میں گر پڑے تو دلدل اسے
نگل جائے گی اور ہاتھی کا نام و نشان تک نہیں ملے گا۔
نقلی ملکہ کیٹی کی مورتی کو اس دلدل میں پھینک دینا چاہتی
تھی کہ وہ نہ زندہ حالت میں ہو اور نہ مردہ حالت میں ۔۔۔
قیامت تک وہ اس دلدل سے باہر بھی نہیں نکل سکے گی۔

سرنگ میں چلتے چلتے ایک جگہ تنگ موڑ آ گیا۔ یہاں سرنگ
کی چھت بہت نیچی تھی۔ نقلی ملکہ جھک کر وہاں چلنے لگی۔ آگے
اندھیرا گڑھا تھا جس میں سیاہ کیچڑ والی دلدل اوپر نیچے ہو رہی
تھی اور اس میں سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے دلدل سانس لے
رہی ہو۔ نقلی ملکہ نے کیٹی کی مورتی اس دلدل میں پھینک دی۔
دلدل نے اسے دیکھتے دیکھتے نگل لیا۔ نقلی ملکہ خوش ہوئی کہ ایک
ایسی عورت سے اس کو نجات مل گئی جو آسیب بن کر کسی وقت
بھی اس کو نقصان پہنچا سکتی تھی۔

اس رات ہم شکل ناگ دیر تک کیٹی کا انتظار کرتا رہا مگر
کیٹی نہ آئی۔ دوسرے دن کیٹی دربار میں اور شاہی محل میں بھی
ہم شکل ناگ کو کہیں دکھائی نہ دی۔ اب تو اسے تشویش ہوئی کہ
کیٹی کہاں چلی گئی ہے۔ کہیں نقلی ملکہ نے اسے قتل تو نہیں
کروا دیا؟ ہم شکل ناگ کے دل میں طرح طرح کے خیالات آنے
لگے۔ وہ نقلی ملکہ سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اسے خیال آیا
کہ شاہی محل کے پرانے درخت میں کستوری ناگن کی مورتی کو
چل کر دیکھنا چاہیے کہ کہیں وہ بھی تو گم نہیں ہو گئی۔ ایک رات
ہم شکل ناگ کسی نہ کسی طرح سیاہ لبادہ اوڑھ کر محل کے پچھلے دروازے
سے نکل کر شاہی باغ کے پچھواڑے درخت کے پاس آ گیا۔ اس
تنے میں جا کر دیکھا۔ اوپر درخت کی کھوہ کے اندر ایک جگہ

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کستوری ناگن کی مورتی اسی طرح پڑی تھی۔ ہم شکل ناگ کو تسلی ہو گئی کہ کیٹی کے ساتھ یہ مورتی غائب نہیں ہوئی۔ جب وہ واپس جانے لگا تو اس کو خیال آیا کہ اب جب کہ وہ اپنے کمرے سے نکل آیا ہے تو کیوں نہ کیٹی کے کمرے میں دیکھتا جائے کہ وہ وہاں ہے کہ نہیں؟

ہم شکل ناگ محل کی دیوار کے ساتھ لگ کر چلتا ہوا کیٹی کے کمرے کے باہر آ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ہم شکل ناگ نے دروازہ کھول دیا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ کیٹی وہاں پر نہیں تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ یا تو کیٹی کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے اور یا پھر نقلی ملکہ نے اسے کہیں گم کر دیا ہے۔ یہ ہم شکل ناگ کو معلوم تھا کہ یہ نقلی ملکہ کیٹی کو قتل نہیں کر سکتی۔ اس کو خیال آ گیا کہ کیٹی نے کہا تھا کہ وہ غائب کر دینے والی سلیمانی ٹوپی اپنے بستر کے نیچے رکھتی ہے۔ ہم شکل ناگ نے جلدی سے کیٹی کا بستر اٹھا کر دیکھا۔ سلیمانی ٹوپی وہاں پر نہیں تھی اس کا مطلب تھا کہ جب اسے اغوا یا غائب کیا گیا تو وہ سلیمانی ٹوپی پہنے ہوئے تھی۔ ظاہر ہے کیٹی غیبی حالت میں تھی۔ ایسی حالت میں اسے وہی شخص دیکھ سکتا ہے جو طلسم جانتا ہو اور صرف نقلی ملکہ چوپٹ کھیلتے کھیلتے رک گئی تھی۔ پھر کیٹی نے بھی اسے آ کر کان میں سرگوشی کر کے بتایا تھا کہ ملکہ باورچی خانے میں نہیں گئی بلکہ اوپر چھت پر روشن دان سے لگی نیچے دیکھ رہی ہے۔ اس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا تھا کہ نقلی ملکہ نے کیٹی کو کو پتھر کی مورتی بنا کر کہیں کسی ایسی جگہ پھینک دیا ہے کہ جہاں سے شاید وہ کبھی باہر نہیں نکل سکے گی۔

ہم شکل ناگ کیٹی کے لیے پریشان ہو گیا۔ وہ اس کے کمرے سے نکل کر اداس اداس اپنے شاہی کمرے میں واپس آ گیا اور پلنگ پر لیٹ کر کیٹی کے بارے میں غور کرنے لگا کہ اسے نقلی ملکہ نے اگر کسی ایسی جگہ پھینکا ہے جہاں سے وہ کبھی باہر نہیں سکتی تو وہ جگہ کون سی ہو سکتی ہے۔ اس کو شاہی محل کے خفیہ تہہ خانوں کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ نقلی ملکہ ناگن نے ہم شکل ناگ کو کبھی ایسی جگہوں کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ اس کے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ اس کے پاس منتر موجود ہے۔ کیوں نہ وہ کستوری ناگن کی مورتی پر منتر پھونک کر اسے انسانی شکل میں واپس لے آئے اور اس سے مشورہ کرے۔ پھر یہ سوچ کر اس نے اس ارادے کو ترک کر دیا کہ کہیں کستوری ناگن کی مصیبت بھی اسے نہ پڑ جائے۔ کہیں نقلی ملکہ کستوری ناگن کو بھی ہلاک نہ کر ڈالے۔ اگر کیٹی اس کے ساتھ ہوتی تو وہ دونوں کستوری ناگن کے ساتھ مل کر نقلی ملکہ کے خلاف لڑائی کر سکتے تھے۔ کستوری ناگن اگر

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زندہ ہو گئی تو وہ ہم، کسی مشکل میں گرفتار نہ ہو جائے۔ یہی کچھ سوچتے سوچتے ہم شکل ناگ سو گیا۔

پورے چاند کی رات آ گئی۔ اب نقلی مکر کو اپنے محکوم سیارے کے دورے پر جانا تھا۔ جہاں وہ سیارے پر جا کر دربار لگاتی تھی اور اپنی محکوم رعایا کے مسئلے مسائل سنتی تھی۔ ہم شکل ناگ نے سوچا کہ وہ نقلی مکر کے ساتھ دورے پر نہیں جائے گا۔ چنانچہ جب نقلی مکر کے دوسرے سیارے پر جانے کا وقت آیا تو ہم شکل ناگ بیمار پڑ گیا۔ اس نے جان بوجھ کر بیماری کا بہانہ بنایا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جب نقلی مکر وہاں نہ ہو تو وہ سارے محل کی ایک بار تلاشی لے اور کیٹی کو تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ نقلی مکر نے ہم شکل ناگ کا بہت علاج کرایا مگر جب انسان کو کوئی بیماری ہی نہ ہو تو علاج کیا ہو گا؟ ہم شکل ناگ یہی تسلیم کرتا کہ اس کو بڑے سخت چکر آ رہے ہیں اور وہ چل پھر نہیں سکتا۔ نقلی مکر کا دورہ بھی بڑا ضروری تھا۔ دوسرے سیارے کے لوگ اس کی راہ دیکھتے تھے ویسے بھی ان پر اپنا رعب قائم رکھنے کے لئے مہینے میں ایک بار یہ دورہ بڑا ضروری ہوتا تھا۔ نقلی مکر کے دل میں اگر کوئی شبہ پیدا ہو جاتا تو وہ ہم شکل ناگ کو زبردستی اپنے تخت پر بٹھا کر لے جاتی اور یہ کہتی کہ تم بے شک تخت پر لیٹے رہنا۔ آرام کرنا۔ مگر اتفاق سے اس کے دل میں کوئی شک بھی نہ پیدا ہوا۔ شک پیدا ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ کیٹی کو تو مورتی بنا کر اس نے سرنگ کی دلدل میں پھینک دیا تھا۔

چنانچہ مکر اکیلی ہی دورے پر روانہ ہو گئی۔ ہم شکل ناگ جانتا تھا کہ نقلی مکر تین دن سے پہلے واپس نہیں آئے گی۔ اب وہ اکیلا تھا اور آزادی سے کیٹی کی تلاش کا کام شروع کر سکتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے محل کے آس پاس والے میدانوں اور ویران علاقوں میں کھوج لگانے کی کوشش کی۔ پھر محل کے بعد محل میں آ گیا۔ شاہی محل کا اس نے ایک ایک کمرہ اچھی طرح سے دیکھ لیا۔ اسے خیال آیا کہ نقلی مکر نے کیٹی کو اگر پتھر کی مورتی میں تبدیل کیا ہے تو ضرور کسی ایسی جگہ پھینکا ہو گا جو خفیہ ہو گی۔ ہم شکل ناگ کو صرف ایک ہی خفیہ راستے کا علم تھا جو ان کی شاہی خواب گاہ سے محل کے باہر ایک جنگل کو نکل جاتا تھا۔ ہم شکل ناگ نے یہ خفیہ راستہ اچھی طرح سے دیکھا۔ یہاں اسے کسی جگہ بھی کوئی مورتی پڑی ہوئی نظر نہ آئی۔ اس نے سوچا کہ محل کی کسی دوسری خفیہ جگہ کا پتہ شاہی محل کی کسی پرانی کنیز سے معلوم کرنا چاہیے۔ ہم شکل ناگ کی ایک بوڑھی خادمہ تھی جو اس کے لئے کھانا تیار کرتی تھی۔ اس نے اس بوڑھی خادمہ کو بلا کر باتوں ہی باتوں میں پوچھ

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ بتاؤ اگر کوئی دشمن ہم پر حملہ کر دے تو ہم کہاں جائیں گے؟ کیا کوئی خفیہ جگہ ایسی نہیں رکھی گئی کہ جہاں دشمن سے بچ کر چھپا جا سکے؟"

بوڑھی کنیز نے کہا:

"ناگ دیوتا! یہاں تو صرف ایک ہی خفیہ راستہ ہے جو ملکہ کی خواب گاہ کے محل سے باہر جنگل میں جاتا ہے اس کے علاوہ مجھے کسی راستے کا پتہ نہیں۔"

ہم شکل ناگ نے محل کے کئی پرانے نوکروں سے بھی پوچھ گچھ کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ ادھر نقلی ملکہ کے واپس آنے میں ایک روز باقی رہ گیا تھا۔ ہم شکل ناگ کو یہ احساس بھی تھا کہ اگر ملکہ واپس آ گئی تو وہ اتنی آزادی سے کھوج کی تلاش جاری نہیں رکھ سکے گا۔ وہ ایک روز شام کے وقت اپنے محل کی بالکونی میں پریشان کھڑا تھا کہ اسے آواز سنائی دی۔ یہ کسی کے قدموں کی چاپ تھی۔ ہم شکل ناگ نے جھک کر دیکھا۔ شام کے اندھیرے میں ایک انسانی سایہ سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا کے درختوں میں سے گزر رہا تھا۔ اس نے کاندھے پر ایک بوری ڈال رکھی تھی۔ ہم شکل ناگ کو تعجب ہوا کہ یہ کون شخص ہے اور کس چیز کو اٹھائے کہاں جا رہا ہے۔ ہم شکل ناگ نے فوراً نیچے اتر کر اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ انسانی سایہ محل کے باغ کے ویران حصے میں آ کر ایک پرانے درخت کے نیچے رُک گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ہم شکل ناگ جلدی سے ایک طرف ہو گیا۔ اب انسانی سایہ درخت کے پاس جھاڑیوں کو ہٹا کر ایک تنگ راستے میں داخل ہو گیا۔

تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر ہم شکل ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ یہ ایک سرنگ تھی جس میں اندھیرا چھایا تھا۔ ہم شکل ناگ نے سوچا کہ اس طرح پیچھے چلنے سے اس کا پتہ چل جائے گا۔ اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ انسان سے سانپ بن سکے۔ کیونکہ وہ پہلے سانپ ہی تھا اور اسے ناگ کے ہم شکل کا روپ دیا گیا تھا۔ ہم شکل ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدل لی۔ اب وہ بے فکر ہو کر انسانی سائے کا تعاقب کرنے لگا۔ انسانی سایہ سرنگ میں کافی آگے جا کر ایک جگہ رُک گیا۔ ہم شکل ناگ سانپ کی شکل میں سرنگ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ نظر نہیں آ سکتا تھا مگر ہم شکل ناگ انسانی سائے کو دیکھ رہا تھا۔ سانپ اندھیرے میں دیکھ لیتے ہیں۔ یہاں سرنگ ایک طرف گھوم گئی تھی۔ یہ نقلی خفیہ سرنگ تھی جس کی دلدل میں نقلی ملکہ نے کیچ کی لاش کو پھینکا تھا۔ انسانی سایہ سرنگ کے ساتھ گھوم گیا آگے وہ

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوشش آگیا میں میں دلدل اوپر نیچے ہو رہی تھی اور اس میں سے سانس لینے کی آواز آ رہی تھی۔

انسانی سائے نے کندھے پر اٹھائی ہوئی بوری نیچے رکھ دی۔ اب اس نے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا تو ہم شکل ناگ نے اسے پہچان لیا۔ وہ فوق کا سپہ سالار تھا۔ ہم شکل ناگ حیران ہوا کہ یہ یہاں کیا کرنے آیا ہے۔ سپہ سالار نے بوری کو کھول دیا۔ بوری میں ایک خوبصورت لڑکی بند تھی جو یا تو مر چکی تھی یا بے ہوش تھی۔ سپہ سالار نے لڑکی کو رسیوں سے باندھا ہوا تھا۔ وہ اس کو دلدل میں پھینکنے والا تھا۔ ہم شکل ناگ یہ ظلم نہ دیکھ سکا۔ اس نے محسوس کیا کہ لڑکی نے آہستہ سے آواز نکالی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ لڑکی زندہ تھی۔ ہم شکل ناگ تیزی سے دیوار سے اترا اور اس نے ایک پھنکار ماری وہ چاہتا تھا کہ سپہ سالار ڈر کر بھاگ جائے مگر سپہ سالار نے اندھیرے میں ایک سانپ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے کمر سے لگا ہوا خنجر نکال لیا اور پوری طاقت سے سانپ پر پھینکا۔ ہم شکل ناگ اگر تیزی سے ایک طرف نہ ہٹ جاتا تو خنجر نے اس کی گردن اڑا دی ہوتی۔ ہم شکل ناگ کو سخت غصہ آیا۔ اب اسے اپنی جان کا بچاؤ بھی کرنا تھا۔ کیونکہ سپہ سالار نے اپنا دوسرا خنجر نکال لیا تھا۔

ہم شکل ناگ اندھیرے میں تیزی سے سپہ سالار کے پیچھے آیا اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ ہم شکل ناگ اگرچہ ناگ دیوتا نہیں تھا مگر وہ بھی پرانا سانپ تھا اور اس کے زہر کا کوئی علاج نہیں تھا۔ جونہی اس کا زہر سپہ سالار کے جسم میں گیا اس کی ٹانگیں اور بازو زور زور سے کانپنے لگے۔ اگلے پھر وہ دھڑام سے دلدل میں گر پڑا۔ دلدل نے فوراً اسے نگلنا شروع کر دیا اور ہم شکل ناگ کے دیکھتے دیکھتے سپہ سالار دلدل میں غائب ہو چکا تھا۔ ہم شکل ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کی اور لڑکی کو اٹھا کر سرنگ سے باہر تازہ ہوا میں لے آیا۔ یہ علاقہ سنسان تھا۔ آسمان پر تارے چمک رہے تھے۔ ہم شکل ناگ نے لڑکی کو زمین پر لٹا دیا اور اس کے ہاتھوں کو ملنے لگا۔ لڑکی نوجوان اور بے حد خوبصورت اور نازک تھی۔ اس کو ہوش آ گیا۔ اس نے ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں اپنے پاس ایک اجنبی کو دیکھا تو عاجزی سے بولی:

"مجھ پر رحم کرو۔ میری بوڑھی ماں پر رحم کرو مجھے قتل نہ کرو۔ میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔"

ہم شکل ناگ کے دل پر لڑکی کی آہ وزاری کا بے حد اثر ہوا۔ اس نے لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میری بہن گھبراؤ نہیں۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو میں آدمی نہیں

WWW.[redacted].PK

قتل کرنے سرنگ میں لایا تھا وہ مرچکا ہے۔ میں تمہارا
بادشاہ ناگ دیوتا ہوں۔"
لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے سر جھکا کر ہم شکل ناگ کی تعظیم
کی اور کہا:
"بادشاہ سلامت! آپ نے میری جان بچائی۔ میں آپ کا
احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"
ہم شکل ناگ بولا:
"یہ میرا فرض تھا۔ جو میں نے پورا کیا۔ آؤ میں تمہیں تمہارے
گھر چھوڑ آتا ہوں۔"
ہم شکل ناگ نے لڑکی کو ساتھ لیا اور رات کے اندھیرے میں
شہر کی سڑکوں پر سے گذرتا لڑکی کے گھر آ گیا۔ لڑکی کی بوڑھی ماں
اپنی بیٹی کی جدائی میں آنسو بہا رہی تھی۔ سپہ سالار لڑکی کو وہاں سے
اغوا کر کے لے گیا تھا اور بوڑھی عورت کے ہاتھ پاؤں باندھ گیا
تھا۔ ہم شکل ناگ نے فوراً بوڑھی عورت کی مشکیں کھولیں اور کہا:
"میں تمہارا بادشاہ ہوں ماں۔ تمہاری بیٹی کو ایک ظالم
شخص سے بچا کر لے آیا ہوں۔ مجھے بتاؤ اس شخص نے
تمہاری بچی کو کیوں اغوا کیا تھا؟"
بوڑھی عورت نے ہم شکل ناگ کے آگے سر جھکا دیا اور بولی:
"بادشاہ سلامت! یہ شخص تمہاری فوج کا سپہ سالار تھا۔
وہ میری بیٹی سے زبردستی بیاہ کرنا چاہتا تھا جبکہ میری بیٹی
اسے پسند نہیں کرتی تھی۔ آج رات وہ آیا اور یہ کہہ کر
میری بچی کو اٹھا کر لے گیا کہ وہ اسے زندہ نہیں چھوڑیگا۔
اگر تم ہماری مدد کو نہ آتے تو میری بیٹی کبھی زندہ گھر واپس
نہیں آ سکتی تھی۔"
ہم شکل ناگ نے کہا:
"تم فکر نہ کرو۔ تمہارا دشمن اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔
وہ سرنگ کے اندر جو دلدل ہے اس میں گرا اور دلدل
نے اسے نگل لیا۔"
بوڑھی عورت نے آسمان کی طرف دیکھا اور بولی:
"خدا کا شکر ہے۔ اس دلدل میں جو کوئی گرا پھر باہر نہیں
نکل سکا۔ ہم نے اپنے باپ سے سنا تھا کہ اس دلدل میں
بادشاہ لوگ اپنے دشمنوں کو پھینکا کرتے تھے۔"
اچانک ہم شکل ناگ کو خیال آیا کہ نقلی ملکہ نے بھی کیٹی کی بہن
کو ضرور اسی دلدل میں پھینکا ہوگا۔ اس نے بوڑھی عورت سے اجازت
لی اور تیز تیز چلتا ایک بار پھر سرنگ کے اندر دلدل کے کنارے
آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے ایک دلدلی سانپ کی شکل بدلی اور دلدل
میں اتر گیا۔ دلدل میں رہنے والے سانپ کو دلدل کوئی نقصان نہیں
پہنچا سکتی تھی۔ ہم شکل ناگ دلدل کے نیچے اس کی تہہ میں آ گیا۔

WWW.[illegible]BO[illegible]K

یہاں اسے کئی لاشوں کے ڈھانچے ملے سپہ سالار کی تازہ لاش بھی وہاں پڑی تھی۔ ہم شکل ناگ کو ایک جگہ کونے میں مورتی پڑی ہوئی نظر آئی۔ ——— وہ دلدل میں رینگتا مورتی کے پاس گیا اور اسے اٹھا کر باہر لے آیا۔ انسانی شکل اختیار کرنے کے بعد اس نے مورتی کو صاف کر کے دیکھا تو وہ سچ مچ کیٹی کی مورتی تھی۔ ہم شکل ناگ اسے لے کر اپنے محل میں آ گیا۔ وہ اسے زندہ کرنا چاہتا تھا مگر مصیبت یہ تھی کہ نقلی ملکہ نے اسے منتر بتا کر ایک شرط لگا دی تھی۔

شرط لگاتے وقت نقلی ملکہ نے کہا تھا:

"تم کسی ایسی مورتی کو ہی زندہ کر سکو گے جس کو مورتی بنے ایک سال گذر گیا ہو۔ اگر تم نے کسی ایسی انسانی مورتی کو زندہ کیا جس کو مورتی بنے ایک سال سے کم عرصہ ہوا ہو تو وہ مورتی انسان کی شکل میں آنے کے بعد مر جائے گی۔"

اگرچہ ہم شکل ناگ کو یہ خیال بھی تھا کہ کیٹی خلائی مخلوق ہے۔ ہو سکتا ہے وہ نہ مرے۔ لیکن اسے ڈر بھی تھا کہ کہیں نقلی ملکہ کا کہا سچ نہ ہو جائے اور کیٹی واقعی زندہ ہونے کے بعد مر جائے۔ کیونکہ کیٹی کو مورتی بنے ابھی ایک برس نہیں گذرا تھا۔ ہم شکل ناگ الجھن میں پڑ گیا کہ وہ کیٹی کی مورتی کو منتر پڑھ کر زندہ کرے یا نہ کرے۔ کل نقلی ملکہ واپس آنے والی تھی۔ ہم شکل ناگ کو کستوری ناگن کی مورتی کا خیال آ گیا۔ اس نے سوچا کہ چاہے کچھ [illegible] اسے کستوری ناگن کو زندہ کر کے اس سے مشورہ کرنا چاہئے۔

ہم شکل ناگ شاہی باغ والے پرانے درخت کی طرف چل پڑا۔ رات کا اندھیرا اسی طرح گہرا تھا۔ کیٹی کی مورتی ہم شکل ناگ نے اپنے لبادے میں چھپا رکھی تھی۔ پرانے کھوکھلے درخت کے تنے کے اندر سے ہم شکل ناگ نے کستوری ناگن کی مورتی کو نکالا اور اپنے ساتھ لے کر شاہی محل کے کمرے میں آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور کستوری ناگن اور کیٹی کی مورتیوں کو تپائی پر رکھ دیا۔ پھر کستوری ناگن کی مورتی کو ہاتھ میں لے کر منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ کستوری ناگن کی مورتی کو پتھر بنے دو سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا تھا۔ اس لئے اس کے مرنے کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔

ہم شکل ناگ نے منتر پڑھ کر کستوری ناگن پر پھونکا تو مورتی میں جان پڑ گئی۔ اس کے سامنے اصلی کستوری ناگن ملکہ [illegible] نے آنکھیں کھول کر ہم شکل ناگ کی طرف دیکھا اور بولی:

"ناگ دیوتا! آخر تم نے مجھے اس ذلیل نقلی ناگن کے [illegible] سے بچا لیا۔ اب میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی [illegible] نے مجھ پر زبردست جادو کر کے پتھر کی مورتی بنا دیا تھا اور تم سے جدا کر دیا تھا۔"

ہم شکل ناگ نے کہا:

WWW.Pdf

"کستوری ملکہ! میں نے بڑی مشکل سے منتر معلوم کیا ہے جس کی مدد سے تم پھر انسان کی شکل میں آئی ہو۔"

کستوری ناگن کی نظر ابھی تک کیٹی کی مورتی پر نہیں پڑی تھی۔ اس نے ہم شکل ناگ سے پوچھا:

"وہ قاتل نقلی ملکہ کہاں ہے؟ میرے پاس ایسا جادو ہے کہ میں اسے لومڑی بنا کر خلا میں پھینک دوں گی جہاں وہ نہ زندوں میں ہوگی نہ مُردوں میں اور ساری زندگی خلا میں گردش کرتی رہے گی۔"

پھر اچانک اس کی نگاہ کیٹی کی مورتی پر پڑی اور حیرانی سے بولی:

"ناگ دیوتا! یہ تو۔ یہ تو مجھے تمہاری بہن کیٹی لگتی ہے۔ اس کو پتھر کی مورتی کس نے بنا دیا؟"

اب ہم شکل ناگ نے کستوری ناگن کو ساری کہانی بیان کر دی کہ کس طرح کیٹی ایک مصیبت میں پھنس کر ہمارے سیارے پر آ گئی اور مجھے مل۔ اسے جب معلوم ہوا کہ نقلی ناگن نے تمہیں مورتی بنا کر پھینک دیا ہے تو اس نے بڑی مشکل سے تمہیں تلاش کر کے درخت کے [illegible] رکھ دیا۔ ہم کسی ایسے طلسم کی کھوج میں تھے کہ جس کی مدد سے تمہیں پتھر کی مورتی سے انسان کی شکل دے سکیں۔ آخر میں نے بڑی چالاکی سے نقلی ملکہ سے یہ منتر معلوم کر لیا۔ کستوری ناگن بولی:

"تم مجھے تو زندہ شکل میں لے آئے لیکن کیٹی کو زندہ کیوں نہیں کیا؟"

ہم شکل ناگ نے اسے بتایا کہ نقلی ملکہ نے یہ شرط لگا دی ہے کہ اگر میں نے کسی ایسی مورتی کو زندہ کیا جس کو پتھر بنے ایک برس نہ ہوا ہو تو وہ مورتی انسان بنتے ہی مر جانے کی کستوری ناگن نے نفرت سے قہقہہ لگایا اور بولی:

"میرے پاس ایسا طلسم ہے کہ اگر وہ پڑھ کر پھونک دوں تو کیٹی انسانی شکل میں آنے کے بعد بھی زندہ رہے گی۔ میں ابھی کیٹی کو انسانی شکل میں لاتی ہوں۔"

کستوری ناگن نے ایک زوردار پھنکار ماری اور وہ زرد رنگ کی ناگن بن گئی جس کے سر پر سنہری رنگ کا چھوٹا سا تاج تھا۔ اس نے کیٹی کی مورتی کی طرف اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھا پھر منہ کھول کر پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے چنگاریاں نکل کر کیٹی کی مورتی پر پڑیں اور دوسرے ہی لمحے کیٹی پھر سے زندہ ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی کستوری ناگن نے بھی انسان کی شکل اختیار کر لی۔ کیٹی نے کستوری ناگن اور ہم شکل ناگ کو دیکھا تو سمجھ گئی کہ ہم شکل ناگ نے اسے زندہ کیا ہوگا۔

کستوری ناگن نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیٹی بہن! ناگ دیوتا نے مجھے تمہارے بارے میں

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب کچھ بتا رہا ہے تم کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں
میں ہی تمہیں انسانی شکل میں دوبارہ واپس لائی ہوں۔
ہم شکل ناگ نے بھی اشارے سے کیٹی کو سمجھا دیا کہ اصل معاملہ
یہ ہے۔ کیٹی نے کستوری ناگن اور ہم شکل ناگ کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا
کہ نقلی ملکہ کہاں ہے؟ ہم شکل ناگ نے بتایا کہ وہ دوسرے پر دوسرے
سارے میں کٹی ہوئی ہے اور کل صبح واپس آ جائے گی۔ اس پر
کستوری ناگن کہنے لگی:
"ناگ دیوتا! یہ بادشاہ بن کر اس کا استقبال کرنا اور میرے
اور کیٹی کے بارے میں اسے کچھ نہ بتانا۔ اب میں خود اس
کا مقابلہ کروں گی اور اپنا تخت اس سے واپس لے لوں گی
جو میرا جائز حق ہے۔"
رات انتوں نے وہیں کمرے میں آرام کیا۔ منہ اندھیرے کستوری
نے کیٹی کو ساتھ لیا اور اسی شکل کے پرانے درخت کے کھوہ میں
آ کر چھپ گئیں۔ کستوری ناگن کو نقلی ملکہ کے محل میں واپس آنے کا
انتظار تھا۔ وہ نقلی ملکہ کے آنے کے بعد اپنے طلسم کا حملہ کرنا چاہتی تھی۔

○

جادوگرنیوں کی جنگ

دوسرے دن نقلی ملکہ اپنے سیارے پر واپس آ گئی۔
شاہی محل میں اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ہم شکل ناگ بادشاہ
کے شاہی لباس میں وہاں موجود تھا۔ نقلی ملکہ نے پوچھا کہ اب
تمہارا کیا حال ہے؟ ہم شکل ناگ نے کہا: "بالکل ٹھیک ہوں۔"
نقلی ملکہ نے کہا: "میں تھکی ہوئی ہوں۔ کچھ دیر آرام کروں گی۔"
اور وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ کمرے میں آتے ہی اس نے دروازہ
بند کر دیا اور ایک صندوقچی میں سے شیشے کا گولا نکال کر اپنے
سامنے رکھا۔ ایک منتر پڑھ کر اس پر پھونکا اور آنکھیں بند کر کے
بولی: "مجھے بتاؤ میری دشمن کیٹی کی مورتی دلدل میں پڑی
ہے یا نہیں؟"
نقلی ملکہ اصل میں اپنی تسلی کرنا چاہتی تھی کہ اس کی دشمن عورت
دلدل میں ہی ہے اور کسی طریقے سے یا کسی طلسم سے باہر نہیں آ
گئی۔ یہ جملہ بول کر نقلی ملکہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اب اس کے
سامنے شیشے کے گلوب پر دلدل کے گڑھے کی تصویر تھی۔ یہ تصویر

ایسی تھی کہ جیسے ایکس رے ہوتا ہے۔ گڑھے میں پڑی ہوئی ایک ایک شے نقلی ملکہ کو صاف نظر آ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ دلدل کے گڑھے میں کتنی ہی انسانی لاشوں کے پنجر پڑے ہیں مگر ان میں کیٹی کی مورتی کہیں نہیں ہے۔ نقلی ملکہ پریشان ہو گئی۔ اس نے ایک اور منتر پڑھ کر شیشے کے گولے پر پھونکا اور بولی:

"مجھے بتاؤ کیٹی کی مورتی کہاں ہے؟"

اب شیشے کے گولے پر شاہی محل کے باغ کی تصویر آ گئی اور گولے میں سے عجیب سی پھنسی ہوئی باریک آواز نکلی:

"کیٹی اب مورتی کی شکل میں نہیں ہے۔ وہ انسانی شکل میں آ گئی ہوئی ہے اور اسی جگہ کہیں موجود ہے میں تمہیں مورتی دکھا سکتا تھا۔ مورتی اگر انسان بن جائے تو اسے نہیں دکھا سکتا۔"

نقلی ملکہ بے چین ہو کر بولی:

"کیا تم مجھے یہ نہیں بتا سکتے کہ کیٹی کو انسانی شکل میں کون لایا تھا؟"

شیشے کے گولے میں سے باریک آواز بلند ہوئی:

"میں یہ معلوم نہیں کر سکتا۔ میرے پاس اتنی طاقت نہیں ہے۔ میں تمہیں زمین کے اندر کی اور سیاروں کے آس پاس کی تصویریں دکھا سکتا ہوں مگر کسی کے دل کا راز معلوم نہیں کر سکتا۔"

نقلی ملکہ نے شیشے کے گلوب کو صندوقچے میں بند کر کے رکھ دیا۔ وہ پریشانی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کام ناگ دیوتا ہی نے کیا ہوگا۔ نقلی ملکہ کو یاد آ گیا کہ اس کے ناگ دیوتا یعنی ہم شکل ناگ نے اس سے کسی پتھر کی مورتی کو انسان بنانے کا منتر معلوم کیا تھا۔ نقلی ملکہ کو بادشاہ ناگ دیوتا پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ آخر اس نے ایسا کیوں کیا؟ مگر وہ سب سے زیادہ یہ معلوم کرنے کے لئے بے تاب تھی کہ کیٹی انسانی شکل میں آ جانے کے بعد کہاں پر چھپی ہوئی ہے۔ یہ عورت اس کی دشمن تھی اور نقلی ملکہ اس سے جتنی جلدی ہو سکے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ کیٹی کے پاس کوئی ایسا طلسم ہے جس کی مدد سے وہ غائب ہو جاتی ہے۔ اس وقت نقلی ملکہ کو کیٹی کے جسم سے نکلنے والی حرارت کی لہریں محسوس نہیں ہو رہی تھی جن کا مطلب یہ تھا کہ کیٹی غیبی حالت میں وہاں پر موجود نہیں ہے۔

نقلی ملکہ نے کئی طلسم کئے مگر وہ یہ معلوم نہ کر سکی کہ کیٹی کہاں چھپی ہوئی ہے۔ اسے کیا معلوم تھا کہ کیٹی کے ساتھ اب اس کی دشمن کستوری ناگن بھی زندہ ہو کر اس سے انتقام لینے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ نقلی ملکہ کو شیشے کے گولے نے شاہی محل کے جس باغ کی تصویر دکھا کر کہا تھا کہ کیٹی انسانی شکل میں یہاں کسی ملکہ

چھپی ہوئی ہے تو وہ باغ محل کے پچھواڑے ہی تھا۔ نقلی ملکہ اسی وقت کمرے سے نکل کر ساتھ والے باغ میں آ گئی۔ اس نے ایک ایک جھاڑی کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اسے وہاں کچھ بھی نہ ملا۔ دوسری طرف کستوری ناگن اور کیٹی تنے کے کھوہ میں چھپی بیٹھی تھیں۔ اچانک انہیں باہر خشک گھاس پر انسانی قدموں کی آواز سنائی دی تو چوکنی ہو گئیں۔ کستوری ناگن نے کیٹی کی طرف دیکھ کر اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

پھر کستوری ناگن نے تیزی سے ایک چھوٹے سبز رنگ کے سانپ کی شکل بدلی اور درخت کے کھوہ سے باہر گھاس میں نکل آئی اس کا رنگ گھاس کی طرح کا تھا اس لئے نظر نہیں آ سکتی تھی۔ کستوری ناگن نے بہت جلد نقلی ملکہ کو دیکھ لیا۔ وہ نقلی ملکہ کو اچھی طرح سے پہچانتی تھی۔ یہ اس کی دشمن تھی۔ اسی نے اسے اپنے طلسم کے زور سے پتھر کی مورتی بنا کر پھینک دیا تھا۔ کستوری ناگن اسے ڈس کر ہلاک نہیں کر سکتی تھی کیوں کہ نقلی ناگن بھی ایک ناگن تھی اور اس پر زہر کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اور پھر نقلی ناگن جادوگرنی بھی تھی۔ کستوری ناگن ایک طرف گھاس میں چھپ کر اسے تکتی رہی۔

نقلی ناگن کیٹی کو برابر تلاش کر رہی تھی۔ اتفاق سے وہ درخت کے پاس نہیں آئی تھی ایک بار اس نے درخت کی [illegible] مگر یہ سوچ کر واپس پلٹ گئی کہ درخت میں کوئی انسان کیسے [illegible]

ہو سکتا ہے۔ درخت کی شاخوں کو اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔ نقلی ناگن واپس چلی گئی۔ اس کے واپس جانے کے بعد کستوری ناگن بھی کیٹی کے پاس آ گئی اور انسانی شکل اختیار کر کے بولی:

"نقلی ناگن شاید تمہاری تلاش میں آئی تھی۔ اسے کسی طریقے سے پتہ چل گیا ہے کہ تم زندہ ہو اور اس جگہ کہیں چھپی ہوئی ہو۔"

کیٹی نے کہا: "مگر وہ تمہاری تلاش میں بھی تو آ سکتی ہے۔"

کستوری ناگن بولی:

"میں ایک جادوگرنی ہوں اور نقلی ملکہ سے زیادہ بڑی جادوگرنی ہوں۔ وہ میرے ٹھکانے کا پتہ نہیں لگا سکتی میں صرف اس کے ایک طلسم سے ڈرتی ہوں کہ وہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں مجھے انسان سے پتھر بنا سکتی ہے۔ مجھے اب اس کا توڑ کرنا ہے۔"

کیٹی کہنے لگی:

"نقلی ملکہ آ گئی ہے۔ اب تم اس کے خلاف کیا قدم اٹھاؤ گی؟"

کستوری ناگن نے کہا:

"تم اسی جگہ چھپ کر بیٹھی رہو۔ میں اس سے انتقام

WWW.[redacted]E.PK

لینے جا رہی ہوں۔ اگر میں شام تک واپس نہ آئی تو سمجھ لینا کہ میں ہار گئی ہوں اور نقلی ملکہ جیت گئی ہے پھر تم اپنا بچاؤ خود کر لینا۔ اس بات سے بے فکر رہو۔ میں اگر مر بھی گئی تو نقلی ملکہ کو تمہارے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

اتنا کہہ کر کستوری ناگن نے پھنکار مار کر سانپ کی شکل بدلی اور درخت کے تنے سے نکل کر باہر ویران باغ میں آ گئی۔ باغ میں آنے کے بعد وہ محل کی پرانی دیوار کے نیچے آ کر ایک جگہ کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔ یہاں وہ ایک منٹ تک بالکل پتھر کی طرح بے حس و حرکت ہو کر بیٹھی رہی۔ پھر اس نے جھومنا شروع کر دیا جس طرح بین بجانے سے سانپ جھوما کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کے جسم سے چنگاری سی نکل کر اوپر کو اٹھی اور دوسرے لمحے کستوری ناگن نے نقلی ملکہ کی شکل اختیار کر لی۔ وہ ہو بہو نقلی ملکہ کی شکل کی بن گئی تھی۔ اس کا لباس بھی شاہی ملکہ جیسا تھا۔ وہ بڑی شان سے چلتی ہوئی محل میں داخل ہو گئی۔

کنیزیں اور نوکر اسے دیکھ کر ادب سے جھک گئے۔ ایک کنیز نے دوسری سے کہا:

"ملکہ تو ابھی ابھی کمرے میں گئی تھی۔ پھر یہ باہر کہاں سے آ گئی؟"

کستوری ناگن جب کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں ہمشکل بیٹھا تھا۔ اس نے نقلی ملکہ کو دیکھا تو بولا:

"ملکہ! تم تو ابھی ساتھ والے کمرے میں گئی تھیں پھر اچانک کیسے آ گئیں؟"

کستوری ناگن نے اس کے قریب آ کر کہا:

"ناگ دیوتا! میں نقلی ملکہ نہیں ہوں۔ میں کستوری ناگن ہوں۔ میں نے اس کی شکل اختیار کر رکھی ہے اور اس سے اپنے ظلم کا بدلہ لینے آئی ہوں۔"

ابھی وہ یہ بات کہہ ہی رہی تھی کہ اچانک دوسرے کمرے میں سے نقلی ناگن باہر نکل آئی۔ اس نے جو اپنی ہمشکل کو سامنے دیکھا تو فوراً سمجھ گئی کہ یہ کیٹی ہے اور طلسم کے زور سے اس کی شکل بدل کر وہاں آ گئی ہے۔

نقلی ناگن نے چیخ کر کہا:

"کیٹی! تم اب مجھ سے بچ کر نہیں جا سکو گی۔"

کستوری ناگن نے قہقہہ لگایا اور بولی:

"جھوٹی عیار اور مکار نقلی ملکہ! میں کیٹی نہیں ہوں بلکہ تمہاری جان کی دشمن کستوری ناگن یعنی اس سیارے کی اصلی ملکہ ہوں۔"

یہ سننا تھا کہ نقلی ملکہ اچھل کر پرے ہٹ گئی۔ اس نے ایک

FREE.PK

ہاتھ اوپر اٹھا کر ہوا میں دائرہ بنایا اور دوسرے لمحے پتھر کا ایک پاٹ فضا میں سے اتر کر کستوری ناگن کی گردن میں پڑ گیا۔ یہ بالکل چکی کے پاٹ کی طرح تھا جس کے درمیان میں گول جگہ خالی تھی۔ کستوری ناگن نے بھی زوردار پھنکار ماری اور اژدہا بن کر نقلی ملکہ پر جھپٹی۔ ہم شکل ناگ نے جب دیکھا کہ دو جادوگرنیوں کا مقابلہ شروع ہو گیا ہے تو وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ کستوری ناگن نے اژدہا بنتے ہی نقلی ملکہ پر اپنی آتشیں پھنکار پھینکی مگر اتنی دیر میں نقلی ناگن بھی سانپ بن کر فضا میں بلند ہو چکی تھی۔ اب دونوں کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ دونوں طرف سے ایک دوسرے پر زبردست جادو کیا جا رہا تھا اور دونوں ایک دوسرے کے جادو سے بچ رہی تھیں۔

کیٹی درخت کے کھوہ میں بیٹھی تھی۔ اچانک اسے خیال آیا کہ اس کی سلیمانی ٹوپی تو دلدل ہی میں رہ گئی ہے۔ اس وقت اگر اس کے پاس سلیمانی ٹوپی ہوتی تو وہ کستوری ناگن کی بہت مدد کر سکتی تھی۔ وہ خود تو دلدل میں سے سلیمانی ٹوپی نہیں لا سکتی تھی۔ اس نے کھوہ میں بیٹھے بیٹھے فلیش بیک فارمولے پر عمل کرتے ہوئے منتر پڑھ کر سات بار پھونکا اور ماضی کے زمانے میں سے افراسیاب کو واپس بلا لیا۔ افراسیاب نے آتے ہی رونا پیٹنا شروع کر دیا۔

"بی بی میری سلیمانی ٹوپی مجھے واپس کر دو۔ میں مارا جاؤں گا مجھے سلیمانی محل سے نکال دیا گیا ہے۔ ہائے۔ کچھ رحم کرو۔ میری ٹوپی واپس کر دو۔"

کیٹی نے بلند آواز میں افراسیاب کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

"میں نے تمہیں اپنے طلسم کے زور سے بلایا ہے۔ تم میرے حکم کے پابند ہو۔ جب تک میری مرضی نہیں ہو گی تم کو سلیمانی ٹوپی نہیں ملے گی۔"

افراسیاب فوراً نرم پڑ گیا۔ عاجزی سے بولا:

"بہت اچھا بی بی۔ ہم بغیر ٹوپی کے ہی گزارہ کریں گے اب یہ بتاؤ کہ جب میری ٹوپی تمہارے ہی پاس ہے تو پھر مجھے کیوں بلایا ہے؟"

کیٹی نے کہا: "تمہاری ٹوپی اس وقت میرے پاس نہیں ہے اور میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ فوراً شاہی محل کی سرنگ میں جاؤ اور وہاں دلدل میں سے اپنی ٹوپی نکال کر میرے پاس لے آؤ۔"

افراسیاب بولا: "میری ٹوپی تم نے دلدل میں پھینک دی ہے میرے خدا اب میں کیا کروں گا۔"

کیٹی نے اسے ایک بار پھر ڈانٹا اور کہا:

"شور نہ مچاؤ۔ میں جانتی ہوں تمہارے پاس ایسا طلسم

FREE.PK

ہے کہ تم ٹوپی دلدل میں سے نکال کر لا سکتے ہو۔"
افراسیاب گھبرا کر بولا:
"ابھی لاتا ہوں بی بی۔"
اور وہ باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سلیمانی ٹوپی تھی۔ آتے ہی کہنے لگا:
"اگر اجازت ہو تو میں سلیمانی ٹوپی سر پر پہن لوں بی بی؟"
کیٹی نے ہنس کر کہا:
"ابھی نہیں۔ ابھی اس کی مجھے ضرورت ہے۔"
پھر کچھ سوچ کر کیٹی نے کہا:
"افراسیاب! ہم نے کہانیوں میں تیرے بڑے قصے پڑھے ہیں تمہارے پاس ایک زنبیل ہوا کرتی تھی جس میں تم بادشاہوں کے محل اٹھا کر ڈال لیا کرتے تھے۔ کیا وہ زنبیل اب بھی تمہارے پاس ہے؟"
افراسیاب نے ٹوپی کیٹی کو دے دی تھی۔ کہنے لگا:
"بی بی! پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے۔ کیونکہ میں تمہیں بی بی بی بی کہتے کہتے تنگ آ گیا ہوں۔"
کیٹی نے مسکرا کر کہا: "مجھے نہیں پہچانا میرا نام کیٹی ہے۔"
افراسیاب بولا: "ہاں تو کیٹی! کیا بات ہے۔ تمہیں میری زنبیل کی ضرورت کس لئے پڑ گئی ہے؟"

اب کیٹی نے افراسیاب کو نقلی ملکہ کی سازش اور ظلم کی ساری کہانی سنا ڈالی۔ افراسیاب اپنی آنکھیں گھماتے ہوئے بولا:
"بھئی واہ اس نقلی ناگن نے تو عیاری میں مجھے بھی مات کر دیا۔ ویسے میں نے کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ اگر عیاری کی ہے تو غریبوں کی مدد کرنے کے لئے اور ظالم کو اس کے ظلم کا بدلہ دینے کے لئے کی ہے۔"
کیٹی کہنے لگی:
"بتاؤ تم میری اور کستوری ناگن کی کیا مدد کر سکتے ہو۔ وہ نقلی ملکہ سے اپنا تاج تخت اور ناگ دیوتا واپس لینے گئی ہے۔"
افراسیاب بولا: "کیٹی! خدا کی قسم میں تو اس نقلی ملکہ کے سر کے سارے بال مونڈ کر اس کی ٹنڈ کر دوں گا۔"
کیٹی نے کہا: "نقلی ملکہ کی ٹنڈ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسے صرف شکست دینی ہے اور اس سے تاج و تخت چھین کر کستوری ناگن کے حوالے کرنا ہے جو اس کا جائز حق ہے۔"
افراسیاب کہنے لگا: "تو پھر چلو۔ ابھی چل کر اس سے تاج و تخت چھین لیتے ہیں۔"
کیٹی نے کہا: "نقلی ملکہ بڑی زبردست جادوگرنی بھی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

افراسیاب بولا: "مجھ پر کبھی کسی جادوگرنی کا جادو نہیں چل سکا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی بولی: "میں سلیمانی ٹوپی پہن کر تمہارے ساتھ چلوں گی تاکہ نقلی ملکہ مجھے نہ دیکھ سکے۔"

افراسیاب نے کہا: "ہاں۔ تم ٹوپی پہن لو۔ کیونکہ میں افراسیاب ہوں اور غائب چیزوں کو بھی دیکھ لیتا ہوں۔"

کیٹی نے سلیمانی ٹوپی پہن لی اور وہ غائب ہو گئی مگر افراسیاب اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا:

"چلو کیٹی! میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تم آگے آگے چلو اور مجھے نقلی ملکہ کے محل میں لے چلو۔"

کیٹی نے افراسیاب کو ساتھ لیا اور محل کی طرف چل پڑی۔ وہ شاہی باغ ہی میں تھے اور شاہی محل بالکل سامنے تھا۔ کیٹی نے افراسیاب سے کہا:

"تمہاری زنبیل تمہارے پاس نہیں ہے شاید اس کی ضرورت پڑ جائے۔"

افراسیاب بولا: "کیٹی! تم بالکل فکر نہ کرو۔ مجھے جس چیز کی ضرورت ہو گی میرے پاس اپنے آپ آ جائے گی۔"

جونہی وہ شاہی محل میں داخل ہوئے کیٹی نے دیکھا کہ نقلی ملکہ تخت پر بڑی شان سے بیٹھی ہے۔ ہم شکل ناگ اس کے پاس سہما ہوا بیٹھا ہے اور سامنے فرش پر لوہے کا پنجرہ پڑا ہے جس میں ایک لمبا تڑنگا جن کے دونوں پنجے بندھے ہوئے ہیں پنجرے میں اُلٹی لٹکی ہوئی ہے۔ افراسیاب کو دیکھ کر نقلی ملکہ نے غصے سے پوچھا:

"کون ہو تم؟ گستاخ جو اس طرح ہمارے کمرے میں چلے آئے؟"

افراسیاب جھک کر آداب بجا لایا اور بولا:

"ملکہ سلامت! میں افراسیاب ہوں اور ملک بغداد سے آپ کا سر مونڈنے یعنی آپ کی ٹنڈ کرنے آیا ہوں۔"

ہم شکل ناگ گھبرا گیا۔ نقلی ملکہ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔ اس نے میز پر پڑا ہوا چاندی کا پیالہ اٹھا کر افراسیاب کی طرف پھینکا۔ پیالہ آگ کا گولہ بن گیا اور جونہی افراسیاب سے ٹکرایا وہ دھواں بن کر اُڑ گیا۔ افراسیاب نے ہاتھ فضا میں بلند کیا اور چلا کر کہا:

"آ جا میرے بغدادی اُسترے آ جا۔ مجھے یہاں ایک ملکہ کی ٹنڈ کرنی ہے۔ جلدی آ جا۔"

دوسرے لمحے افراسیاب کے ہاتھ میں ایک اُسترا آ گیا جس کی تیز دھار چمک رہی تھی۔ نقلی ملکہ تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے ایک منتر پڑھ کر ہوا میں ہاتھ مارا اور اس کے ہاتھ میں سانپ آ گیا۔ اس نے زور سے سانپ کو افراسیاب پر اچھالا اور کہا:

www.[redacted].PK

"اس گستاخ کو ڈس کر ہلاک کر دے۔"

افراسیاب نے جلدی سے ہاتھ بلند کر کے کہا:

"آ جا میری افراسیاب کی زنبیل میرے پاس آ جا۔"

زنبیل افراسیاب کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس نے ہوا میں اپنی طرف آتے ہوئے سانپ کو پکڑ کر زنبیل میں ڈال دیا اور اسے بند کر کے بولا:

"نقلی ملکہ! اب میں تیرا سر مونڈ کر تجھے بھی اس زنبیل میں بند کر کے اپنے ساتھ بغداد لے جاؤں گا اور تجھے بغدادی چور کے حوالے کر دوں گا جو تیرا کلیجہ گوشت پکا کر تجھے کھا جائے گا۔"

کنیز یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ نقلی ملکہ سمجھ گئی کہ اس کا پالا جس آدمی سے پڑا ہے وہ کوئی زبردست جادوگر ہے۔ اس نے ایک اور حربہ آزمایا۔ منتر پڑھ کر افراسیاب پر پھونکا کہ وہ پتھر کی مورتی بن جائے۔ افراسیاب نے زنبیل میں ہاتھ ڈال کر حبشی کا ایک چھوٹا مجسمہ نکالا اور فضا میں بلند کر کے اچھال دیا۔ منتر کا اثر حبشی کے مجسمے پر ہوا تو وہ مورتی سے انسان بن گیا۔ انسانی شکل میں آتے ہی افراسیاب نے اسے حکم دیا:

"اے افریقی جادوگر! اس نقلی ملکہ اور جھوٹی جادوگرنی کو ذرا پکڑنا۔ میں اس کا سر مونڈوں گا۔"

حبشی جادوگر نے چیخ کر کہا:

"میرے آقا افراسیاب! آپ تکلیف کیوں کرتے ہیں اس نقلی جادوگرنی کا سر میں مونڈوں گا۔ آخر میں کس لیے ہوں؟"

نقلی ملکہ ذرا پریشان ہوئی مگر پھر اس نے حوصلہ کرتے ہوئے ایک دوسرا منتر پڑھ کر حبشی جادوگر پر پھینکا جس کے اثر سے پانی میں بھی آگ لگ جاتی تھی۔ جونہی منتر کی پھونک حبشی جادوگر کے جسم سے ٹکرائی اس کے جسم میں سے شیر کی دھاڑ کی آواز نکلی اور حبشی جادوگر نے دونوں بازو پھیلا دیئے اور نقلی ملکہ کی طرف دیکھ کر کہا:

"مکار عورت! تیری یہ مجال کہ مجھ پر جادو کرنے کی گستاخی کرے۔ ٹھہر۔ میں ابھی تجھے اس گستاخی کی سزا دیتا ہوں۔"

اور حبشی جادوگر نے اپنے دونوں ہاتھوں کا رُخ نقلی ملکہ کی طرف کر دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ نقلی ملکہ طوطا بن گئی اور ٹیں ٹیں کر کے چلانے اور اِدھر اُدھر بھاگنے لگی۔ اس کے پَر کٹے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ اڑ نہیں سکتی تھی۔ افراسیاب نے کہا:

"ارے میرے جادوگر بھائی! یہ تُو نے کیا کر دیا۔ میں تو اس کا سر مونڈنا چاہتا تھا۔"

حبشی جادوگر بولا: "میرے آقا! میں اس کا سر واپس لے

W R K

آتا ہوں آپ اپنا شوق پورا کریں۔
حبشی جادوگر نے پھونک ماری۔ دوسرے [illegible] سر طوطے کی گردن پر آ کر ٹک گیا۔ سر کے بوجھ کی وجہ سے پرکٹا طوطا فرش پر ڈھک گیا۔ افراسیاب بولا:
"میرے دوست افریقی جادوگر! اب مجھے تیری خدمت کی ضرورت نہیں۔ تو آ جا واپس میری زنبیل میں۔"
افریقی جادوگر نے کہا: "جو حکم میرے آقا۔"
اور وہ پھر سے چھوٹا سا مجسمہ بن کر زنبیل میں جا گیا۔ افراسیاب نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:
"کیٹی! اب میں اس ملکہ کا سر مونڈنے لگا ہوں۔"
کیٹی نے کہا: "خدا کے لئے یہ جو پنجرے میں بلی بند ہے اس کی تو خیر دو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کستوری ناگن ہی ہے۔ یعنی ہماری اصلی ملکہ۔"
ہم شکل ناگ نے کیٹی کی آواز سنی تو جلدی سے بولا:
"کیٹی! تم آ گئیں۔ جلدی کرو۔ یہ پنجرے میں جو بلی بند ہوئی ہے کستوری ناگن ہے۔"
افراسیاب بات کاٹ کر بولا:
"بھائی ناگ دیوتا صاحب! کیٹی کو کیوں تکلیف دے رہے ہو۔ بھائی کے ہوتے ہوئے بہن کو یہ زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی تمہاری بلی کو آزاد کئے دیتا ہوں۔"
افراسیاب نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر بلی پر پھونک ماری۔ ایک دم سے پنجرہ غائب ہو گیا اور سامنے کستوری ناگن کھڑی تھی۔ اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا:
"افراسیاب! میں تیرا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تو نے مجھے اس مکار نقلی ملکہ کے طلسم سے نجات دلائی۔"
افراسیاب بولا: "پہلے میں اس کا سر مونڈ لوں۔ پھر تو گلے کو اس سے ہمیشہ کے لئے نجات دلاؤں گا۔"
کستوری ناگن اور ہم شکل ناگ کیٹی سے باتیں کرنے لگے اور افراسیاب نے طوطے کی گردن پر ٹکے ہوئے نقلی ملکہ کے سر کو استرے سے مونڈنا شروع کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے ملکہ کی ٹنڈ نکل آئی۔ افراسیاب ملکہ کی ٹنڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:
"ایسی ٹنڈ تمہیں سارے بغداد شہر میں کہیں نہیں ملے گی۔"
نقلی ملکہ ناگن کے حلق سے طوطے کی طرح میں میں کی آواز نکلی۔
افراسیاب بولا:
"ناگ دیوتا! بس اب یہ باقی عمر میں میں ہی کرتی رہے گی۔"
کستوری ناگن ہم شکل ناگ کے پاس تخت پر جا کر بیٹھ گئی۔ اس نے کیٹی سے کہا:
"کیٹی! اب تو اپنے ٹخنے ٹوپی اتار دے۔"

© E.PK

کیٹی نے [illegible]
ملکہ صاحبہ! کیٹی نے میری طرف سے سفارش کریں کہ اب
تو یہ سلیمانی ٹوپی مجھے واپس کر دے۔
کیٹی ضد کرنے لگی، افراسیاب بھائی! یہ سلیمانی ٹوپی تو میرے
پاس ہی رہنے دے۔ میرے یہ بڑے کام آئے گی۔
افراسیاب بولا، کیٹی بہن! مجھے جب بھی سلیمانی ٹوپی کی ضرورت
ہو مجھے بلا لینا۔ میں آکر تمہیں ٹوپی دے دیا کروں گا۔
کستوری ناگن کہنے لگی، افراسیاب تو ایسا کر کہ کیٹی سے
اپنی ٹوپی کا کرایہ لے لیا کر اور ٹوپی اسی کے پاس
رہنے دے۔
افراسیاب کہنے لگا، بات یہ ہے ملکہ صاحبہ کہ ٹوپی کے
بغیر میں آدھا رہ جاتا ہوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا سر
غائب ہو گیا ہے۔
ہم شکل ناگ نے کہا،
پھر تو تجھ سے ٹوپی نہیں لی جا سکتی۔
کیٹی کہنے لگی، اب ناگ دیوتا نے بھی تمہاری سفارش کر دی
ہے اس لئے ٹوپی تمہیں دیئے دیتی ہوں۔
اور کیٹی نے سلیمانی ٹوپی افراسیاب کو واپس کر دی۔ افراسیاب نے
کہا، اب میں ایک اور گذارش کروں گا ملکہ سے"

کستوری ناگن نے پوچھا، تم کہو افراسیاب ہم اسے صدر پورا
کریں گے تو نے ہماری بہت مدد کی ہے۔
افراسیاب نے کہا، ملکہ! یہ لقمی ناگن مجھے دے دیں میں اسے
اپنے ساتھ بغداد لے جاؤں گا۔
کستوری ناگن بولی، مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے بھلا۔ تم
بے شک اسے اپنے ساتھ لے جاؤ یہ تمہارے پرانے زمانے
میں چلی جائے گی تو پھر کبھی ہمارے زمانے میں واپس نہیں
آسکے گی۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی۔
افراسیاب نے کہا، شکریہ ملکہ سلامت
ہم شکل ناگ نے پوچھا، مگر تم اسے اپنے ساتھ بغداد لے
جا کر کیا کرو گے؟
افراسیاب کہنے لگا، ناگ دیوتا! بغداد شہر میں میں اس کا مائش
لگاؤں گا۔ لوگ دور دور سے ایسے طوطے کو دیکھنے آئیں گے
جس کا سر عورت کا ہے۔
کیٹی نے کہا، ملکہ سلامت! اب میری بھی واپسی کا انتظام
کیا جائے۔ میں بھی اپنی زمین پر جا کر اپنے بھائی بہنوں
یعنی عنبر ناگ ماریا اور جوئی سانپ اور تھیوسانگ سے مل سکوں۔
ہم شکل ناگ نے کستوری ناگن کی طرف دیکھا اور کہا،
ہاں ملکہ! اب میں کیٹی کو واپس اس کی زمین پر بھیج

WWW.PAKSOCIETY.COM
...SFREE.PK

دینا چاہیے۔

کستوری ناگن نے کیٹی کو یقین دلایا کہ وہ آج رات کیٹی کو ایک خاص راکٹ کے ذریعے واپس زمین کے ستارے پر بھجوا دے گی۔

افراسیاب بولا: "میں بھی راکٹ کی سیر کروں گا"

کیٹی، کستوری ناگن اور ہم شکل ناگ اس کا منہ تکنے لگا۔

○

راکٹ جنگل میں

کیٹی نے کہا: "تم ہماری دنیا میں جا کر کیا کرو گے؟"

افراسیاب بولا: "میں تمہاری دنیا کی سیر کروں گا۔ راکٹ کی سیر کروں گا۔ کیا تم مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتی کیٹی بہن؟"

کیٹی جھٹ بولی: "مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے افرا بھائی۔ تم ضرور میرے ساتھ چلو۔ میں تمہاری ملاقات اپنے عبرناک ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ بھائی بہنوں سے کراؤں گی۔ ارے ہاں، تم ماریا سے مل کر خوش ہو گے۔ کیونکہ وہ بھی غائب رہتی ہے"

افراسیاب قہقہہ لگا کر ہنسا:

"میں تو اسے پہلی نظر ہی میں دیکھ لوں گا"

اسی روز رات کو کستوری ناگن اور ہم شکل ناگ نے کیٹی اور افراسیاب کو چھوٹے سے راکٹ میں بٹھا کر رخصت کر دیا۔ کیٹی خلائی مخلوق تھی اور راکٹ اور خلائی جہاز چلانا جانتی تھی۔ یہ

WWW.[redacted]FREE.PK

خلائی راکٹ ایسا [redacted] میں صرف دو آدمی ہی بیٹھ سکتے تھے۔ افراسیاب شیشے میں سے باہر ستاروں کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

کیٹی بہن! میں نے خود اڑ کر اور اڑن کھٹولے میں بھی سیر کی ہے مگر اس طرح ستاروں کو اتنے قریب کبھی نہیں دیکھا۔

کیٹی نے کہا: افراسیاب بھائی تم اس وقت خلا میں سفر کر رہے ہو۔ تمہارا اڑن کھٹولا کبھی خلا میں نہیں پہنچ سکتا۔ جانتے ہو خلا کیا ہوتا ہے؟

افراسیاب بولا: جو بالکل خالی ہو۔ یعنی جہاں کچھ نہ ہو۔

کیٹی مسکرا کر بولی:

تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ خلا میں کچھ نہیں ہوتا نہ ہوا۔ نہ پانی نہ بخارات اور نہ آواز۔ یہ ایک خالی اور ساکن جگہ ہوتی ہے جہاں ہم ایک دوسرے کی آواز بھی نہیں سن سکتے۔ کیونکہ آواز کو منہ سے نکل کر کان تک پہنچنے کے لئے ہوا کی لہروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آواز ہوا کی لہروں پر سفر کرتی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہے لیکن جب ہوا ہی نہ ہو تو یہ آواز کیسے سنیں گے۔ اسی طرح خلا میں ہوا کا دباؤ بھی نہیں ہوتا۔ زمین پر ہم پر ہوا کا دباؤ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہمارا خون ہمارے جسم کے اندر رہتا ہے اگر یہ دباؤ اٹھ جائے تو ہمارا خون ابل کر ہمارے جسم سے باہر آ جائے۔ بلکہ خون باہر آنے سے پہلے ہی ہمارا جسم پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے۔

افراسیاب نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا:

ایسی باتیں نہ کرو کیٹی بہن! مجھے ڈر لگتا ہے پہلے ہی لال لال تاروں کو اتنا قریب دیکھ کر میں سہما ہوا ہوں۔

اور افراسیاب آنکھیں بند کر کے کرسی میں دھنس گیا۔ راکٹ بڑی تیزی سے اپنا سفر خلا میں طے کر رہا تھا۔ اس کا سفر پہلے سے طے کر دیا گیا تھا اور اس کا رخ سیارہ زمین کی طرف تھا جو ہمارا اپنا سیارہ ہے۔ راکٹ کی رفتار بہت تیز تھی اور وہ خلا میں اپنا سفر طے کرتا چلا جا رہا تھا۔ افراسیاب نے کیٹی سے پوچھا کہ وہ زمین پر جب اتریں گے تو وہ کون سا ملک ہوگا اور کون سا زمانہ ہوگا؟ کیٹی نے ایک ڈائیل کی طرف دیکھا اور کہا:

میرا اندازہ ہے کہ ہم ہندوستان کی زمین پر اتریں گے اور زمانہ آج کا ہی ہوگا۔ یعنی تمہارے زمانے سے بہت آگے کا زمانہ ہوگا۔

افراسیاب تعجب کرنے لگا اور بولا:

کیا میرے پرانے زمانے اور آج کے زمانے کے ملک

[redacted] SFREE.PK

ہندوستان میں کوئی فرق ہو گا کیٹی بہن؟"

کیٹی نے کہا: "افرا جانی! تم اپنے زمانے سے کم از کم چار سو برس آگے آ جاؤ گے۔ ظاہر ہے کچھ نہ کچھ فرق تو ضرور ہو گا۔"

راکٹ اب خلا میں ایسی جگہ پہنچ گیا تھا جہاں سے انہیں زمین کا گولا صاف نظر آنے لگا تھا۔ افراسیاب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں جب کیٹی نے اسے بتایا کہ یہ ہماری زمین ہے۔ وہ سر کھجاتے ہوئے بولا:

"مجھے یقین نہیں آ رہا کیٹی کہ ہماری زمین خلا میں اس طرح ٹکی ہوئی ہے۔"

راکٹ زمین کے قریب آ رہا تھا۔ زمین بڑی ہوتی جا رہی تھی پھر ایک زبردست دھچکے کے ساتھ راکٹ اوپر سے نیچے تک ہلے گیا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر اچھال دیا ہو۔ اگر انہوں نے پیٹیاں نہ باندھ رکھی ہوتیں تو ان کے سر راکٹ کی چھت سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے۔ افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا:

"کیا بھونچال آ گیا تھا؟"

کیٹی نے مسکرا کر کہا: "خلا میں بھونچال نہیں آیا کرتے۔"

افراسیاب نے کہا: "تو پھر یہ راکٹ اچھلا کیوں تھا؟"

کیٹی نے افراسیاب کو بتایا کہ ہم خلا میں سے نکل کر زمین کی فضا میں داخل ہوئے ہیں اور یہ اس فضا میں داخل ہونے کا دھماکہ تھا۔ افراسیاب کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ وہ بولا:

"اس سے تو بہتر تھا کہ میں تمہارے منتر کے ذریعے پرانے زمانے میں چلا جاتا۔"

کیٹی نے کہا: "گھبراؤ نہیں افرا جانی! اب کوئی دھماکہ نہیں ہو گا۔"

"کیا ہمارا یہ راکٹ کہیں زمین کے ساتھ تو نہیں ٹکرا جائے گا؟" افراسیاب نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ کیٹی ہنسی:

"نہیں۔ ایسی بات نہیں ہو گی۔ ہمارا راکٹ بڑے آرام سے زمین کے ساتھ جا کر لگ جائے گا۔"

اب کیٹی بڑے غور سے راکٹ کی چھوٹی سکرین پر دیکھ رہی تھی جہاں زمین قریب آتی نظر آ رہی تھی۔ پھر اسے جنگل دریا اور پہاڑ نظر آنے لگے۔ کیٹی کو ابھی تک اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کون سے ملک میں اتر رہی ہے۔ اگرچہ راکٹ کا رُخ ہندوستان کی طرف کیا گیا تھا مگر فضا میں داخل ہوتے ہوئے جو دھماکہ ہوا تھا اس سے خدشہ تھا کہ راکٹ کا رُخ تبدیل ہو گیا ہو۔ راکٹ اب زمین کے بالکل قریب آ گیا تھا۔ اس وقت زمین پر اندھیرا تھا یعنی سورج زمین کی دوسری طرف تھا۔ دُور اُوپر سے سورج کی روشنی کی وجہ سے جو دریا اور پہاڑ ہلکے ہلکے دکھائی دیتے تھے

BOOKSFREE.PK

اب وہ اندھیرے میں [illegible]
دوسری جانب نظر آ رہا تھا مگر اب سورج کی دوسری طرف چھپ
گیا تھا۔

افراسیاب بولا: زمین پر تو رات پڑی ہوئی ہے۔
کیٹی نے کہا: پھر کیا ہوا۔ کیا تم نے کبھی رات نہیں دیکھی؟
افراسیاب نے کہا: ہاں میں تو بہت دیکھی ہیں مگر کبھی زمین
کھڑے ہو کر رات کے وقت سفر نہیں کیا۔
کیٹی کہنے لگی: ننھی ملکہ کا طوطا تمہاری زنبیل ہی میں
ہے نا؟
کیوں نہیں افراسیاب بولا: وہ کہاں جا سکتا ہے۔
ننھی ملکہ میری زنبیل میں ہے اور زنبیل میرے ساتھ ساتھ
غائب ہو کر سفر کر رہی ہے۔

راکٹ درختوں کے اوپر آ گیا۔ کیٹی نے اس کی رفتار بہت
کم کر دی تھی۔ جس کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر بعد راکٹ معمولی
حالت میں زمین کے ساتھ آ کر آرام سے لگ گیا۔ افراسیاب نے
خدا کا شکر ادا کیا۔ کہنے لگا:

کیا یہ ملک ہندوستان ہے کیٹی بہن؟
کیٹی نے راکٹ کے انجن بند کر دیئے اور ایک بٹن دبا دیا جس سے
راکٹ کا دروازہ کھل گیا اور ایک سیڑھی نکل کر اپنے آپ لگ گئی۔

کیٹی بولی:
میرا خیال ہے کہ یہ ہندوستان کا ملک ہی ہے چلو نیچے
چل کر معلوم کرتے ہیں۔
افراسیاب بولا: تم تو سنسان اندھیرے جنگل میں رہتے ہیں
یہاں کسی آدمی سے معلوم کریں گے کہ یہ کون سا ملک ہے؟
کیٹی سب سے پہلے زمین پر اتری۔ اس کے پیچھے پیچھے افراسیاب
بھی راکٹ سے اتر کر زمین پر آ گیا۔ جنگل میں ایک گہرا سناٹا چھایا ہوا
تھا کہ کیٹی اور افراسیاب کے سوا دوسرا کوئی انسان شاید ہی اس اندھیرے
میں کچھ دیکھ سکتا۔ کیٹی نے درختوں کی طرف دیکھ کر کہا:
مجھے یہ درخت ہندوستان کے لگتے ہیں۔ یقیناً ہم ملک
ہندوستان میں ہی ہیں۔
افراسیاب کیٹی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ کہنے لگا:
مجھے تو لگتا ہے کہ میں اندھیروں کے ملک میں آ گیا ہوں۔
ایسے اندھیرے جنگل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے
کیٹی نے کہا: تم نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ بغداد میں گزارا
ہے جہاں جنگل نہیں ہوتے۔
وہ یونہی باتیں کرتے جنگل میں کافی دور نکل گئے۔ ایک جگہ انہیں
ندی ملی۔ ندی پر انہوں نے منہ ہاتھ دھویا اور اٹھ کر دوبارہ روانہ ہو گئے
ایک جگہ انہیں کچھ آوازیں سنائی دیں۔ افراسیاب کچھ بولنے والا تھا کہ

FREE.PK

کیٹی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ رہنے کو کہا افراسیاب چپ ہو کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے لگا۔ کیٹی نے آواز پر کان لگا دیئے۔ یہ دو آدمیوں کے آہستہ آہستہ بولنے کی آوازیں تھیں۔ درمیان میں ایک ایسی آواز بھی آ جاتی تھی جیسے کسی کا منہ بند کر دیا گیا ہو اور وہ بولنے کی کوشش کر رہا ہو۔ کیٹی نے افراسیاب کو اس طرف آنے کا اشارہ کیا۔ کیٹی افراسیاب درختوں کے پیچھے دبے دبے قدموں سے چلتے ایک جگہ پہنچے تو انہیں آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ ذرا آگے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ درختوں کے درمیان ایک کھلی جگہ ہے جہاں تین آدمیوں نے ایک چودہ پندرہ سال کے لڑکے کو دبوچ رکھا ہے۔ لڑکے منہ پر کپڑا بندھا ہوا ہے اور یہ آدمی اسے زبردستی زمین پر گرا رہے ہیں۔ تینوں آدمی بٹے کٹے تھے اور شکل صورت سے ڈاکو معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے لڑکے کو زمین پر گرا دیا۔ زمین پر پہلے ہی سے بانس کی چار بڑیاں یعنی میخیں گڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے لڑکے کو ان میخوں کے ساتھ رسی سے باندھ دیا۔ لڑکا اب اس طرح زمین پر پڑا تھا کہ سوائے اپنے سر کے اور کسی حصے کو ہلا نہیں سکتا تھا۔ منہ پر کپڑا بندھا ہونے کی وجہ سے وہ بول بھی نہیں سکتا تھا۔ صرف ہوں ہوں کی آواز اس کے حلق سے نکل رہی تھی۔

ان آدمیوں میں سے ایک نے کہا:

چلو اب یہاں سے چلے چلیں۔ کیونکہ تھوڑی دیر میں آنے والا ہے وہ اسے چیر پھاڑ کر کھا جائے گا۔

دوسرا کہنے لگا۔ اگر شیر نہ آیا تو یہ تو زندہ بچ جائے گا۔

تیسرے آدمی نے کہا: یہ سنسان جنگل ہے ادھر سے کبھی کسی کا گذر نہیں ہوا۔ اگر شیر آج رات نہیں آتا تو کل آ جائے گا اگر شیر نہ بھی آیا تو یہ بھوک پیاس سے اپنے آپ مر جائے گا نہیں تو جنگل کے دوسرے درندے آ کر اسے کھا جائیں گے ہم نے اسے اس طرح باندھ دیا ہے کہ اپنے آپ کبھی آزاد نہیں ہو سکے گا

اتنے میں دور جنگل میں شیر کی دھاڑ گونجی تینوں آدمی کہنے لگے ایک بولا: شیر نے ہماری بو سونگھ لی ہے وہ ادھر ہی آ رہا ہے چلو بھاگو

اور وہ تینوں وہاں سے بھاگ کر جنگل کے اندھیرے میں گم ہو گئے۔ ان کے جاتے ہی افراسیاب کہنے لگا:

یہ لوگ اس معصوم لڑکے کو کیوں مارنا چاہتے ہیں؟

کیٹی نے افراسیاب کو خاموش رہنے کو کہا۔ شیر کی دھاڑ ایک بار پھر بلند ہوئی۔ اب وہ بہت قریب آ گیا تھا اس نے کیٹی افراسیاب اور زمین پر پڑے ہوئے لڑکے کی بو پا لی تھی اور وہ انہی کی طرف آ رہا تھا۔

KSFREE.PK

کیٹی نے افراسیاب کے ... میں کہا

"یہ کوئی آدم خور شیر ہے۔ ہمیں لڑکے کو اس سے بچانا ہے نہیں تو وہ ابھی یہاں پہنچ کر اس کو اتنی جلدی چیر پھاڑے گا کہ ہم لڑکے کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔"

افراسیاب بولا: "یہ کون سی مشکل بات ہے۔ ابھی چلو۔"

وہ درختوں کے پیچھے سے نکل کر جہاں لڑکا زمین پر بندھا پڑا تھا وہاں آ گئے۔ ابھی وہ لڑکے کے قریب آ کر اسے دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک اندھیرے میں جھاڑیوں کے پیچھے سے ایک خونخوار شیر نکل کر دھاڑتا ہوا ان کی طرف لپکا۔

کیٹی نے چلا کر کہا: "افراسیاب! شیر سے بچنا۔"

افراسیاب نے فوراً ہوا میں ہاتھ بلند کیا۔ اس کے ہاتھ میں زنبیل آ گئی۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے شیر کی گردن دبوچی اور شیر کو زنبیل میں ڈال کر اس کا منہ بند کر کے ہوا میں اچھال دیا۔ زنبیل شیر سمیت غائب ہو گئی۔ کیٹی نے ایسا کرتب پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ ہنس دی اور بولی:

"تم واقعی افراسیاب ہی ہو۔"

افراسیاب نے آنکھیں جھپکتے ہوئے کہا:

"کیٹی بہن! بس یہ تو خدا کی دین ہے۔ ورنہ میں کیا ہوں۔"

"اچھا اب لڑکے کا کیا کرنا ہے؟"

لڑکا شیر کی دھاڑ سن کر بے ہوش ہو گیا تھا۔ کیٹی اور افراسیاب نے لڑکے کی رسیاں کھول کر اسے وہاں سے اٹھایا اور جنگل میں ایک چشمے کے کنارے لٹا کر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے لڑکے کو ہوش آ گیا۔ اس نے گھبرا کر پوچھا:

"شیر۔ شیر۔ شیر کہاں ہے۔"

افراسیاب نے کہا: "برخوردار شیر ایسی جگہ پہنچ چکا ہے جہاں سے اب وہ قیامت کے دن ہی واپس آئے۔"

"تم اپنی سناؤ۔ طبیعت کیسی ہے اور تم کون ذات زمیندار؟"

کیٹی نے لڑکے کو تسلی دی اور بتایا کہ شیر کو انہوں نے بھگا دیا ہے۔ کیٹی نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور یہ لوگ اسے یہاں کس جرم میں باندھ کر شیروں اور درندوں کے حوالے کر گئے تھے۔

لڑکے نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا:

"میرا نام زیاد ہے۔ میں یتیم ہوں اور اپنی ماں کے ساتھ شہر میں رہتا ہوں۔ یہ لوگ میرے ہر ہم باپ کے دشمن ہیں۔ انہوں نے میری ماں کو اغوا کر لیا ہے۔ اور مجھے یہاں جنگل میں درندوں کے حوالے کر گئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ نے میری جان بچائی۔ لیکن خدا کے لئے میری ماں کو ان ظالموں سے بچائیں۔ وہ میری ماں کو نہ جانے کہاں لے گئے ہیں۔"

کیٹی نے اور افراسیاب نے لڑکے کو تسلی دی اور پاس ہار

SFREE.PK

[illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible]

SFREE.PK

بادبان کھلے تھے اور جو سمندر میں چلا جا رہا تھا ... اشارہ کر کے کہا:

"وہ ہے جہاز۔ ڈاکو ضرور اسی جہاز میں سوار ہوئے ہیں۔ ہم اس جہاز پر کیسے پہنچ سکتے ہیں فرا!"

افراسیاب نے آنکھیں سکیڑ کر سمندر میں آگے بڑھتے جہاز کو دیکھا اور بولا:

"آخر میری زنبیل کس کام آئے گی۔ میں اس میں سے ابھی لکڑی کا تختہ نکالتا ہوں ہم اس پر بیٹھ کر جہاز تک چلے جائیں گے۔"

کیٹی نے کہا: "ذرا ٹھہرو۔ اس لڑکے کو دیکھ کر ڈاکو پہچان لیں گے کہ ہم اس کی ماں کو چھڑانے آئے ہیں۔ بہتر ہے کہ اس لڑکے کو اس کے گھر چھوڑ آتے ہیں۔"

لڑکا مشکل سے راضی ہوا۔ وہ اپنی ماں کو چھڑانے ان کے ساتھ جانا چاہتا تھا لیکن کیٹی اور افراسیاب نے اسے کہا کہ اگر وہ ساتھ ہوا تو ڈاکو اس کی ماں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تب کہیں جا کر لڑکا مان گیا۔ افراسیاب نے لڑکے کو گھوڑے پر بٹھایا اور اسے چھوڑنے اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ کیٹی وہیں ساحل پر ہی رہی۔ جب افراسیاب لڑکے کو اس کے مکان پر چھوڑ کر واپس آیا تو بادبانی جہاز سمندر میں نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

افراسیاب نے کہا: "کوئی پروا نہیں۔ ... کو سمندر میں پکڑ لیں گے۔"

افراسیاب نے اپنی زنبیل کو حاضر کیا اور اس میں سے لکڑی کا ایک تختہ نکال کر سمندر میں ڈال دیا۔ کیٹی اور وہ تختے پر بیٹھ گئے اور تختہ سمندر میں بہنے لگا۔ تختے کی رفتار زیادہ نہیں تھی۔ مگر کھلے سمندر میں پہنچنے کے بعد سمندر کی بڑی لہریں اسے لے کر تیزی سے آگے بڑھنے لگیں۔ کوئی دو گھنٹے کے بعد انہیں دور بادبانی جہاز نظر آ گیا۔

کیٹی نے کہا: "وہ دیکھو جہاز افرا۔ ہم جہاز کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔"

مزید دو گھنٹے گذرے ہوں گے کہ ان کا تختہ بادبانی جہاز کے بہت قریب پہنچ گیا۔ افراسیاب نے دونوں ہاتھ اٹھا کر چلانا شروع کر دیا۔

"بچاؤ بچاؤ۔ ہم ڈوب رہے ہیں۔ بچاؤ بچاؤ"

اس کے ساتھ ہی افراسیاب نے سلیمانی ٹوپی کیٹی کو دیتے ہوئے کہا:

"تمہیں یہ سلیمانی ٹوپی پہن لینی چاہیے۔ مجھے پہلے خیال نہیں آیا۔ تم ٹوپی پہن کر غائب ہو جاؤ۔ باقی جو ہوگا دیکھا جائے گا"

کیٹی نے سلیمانی ٹوپی پہن لی اور غائب ہو گئی۔ بادبانی جہاز پر ابھی کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ افراسیاب نے پھر چیخنا شروع کر دیا۔

"بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ میں ڈوب رہا ہوں"

اب جہاز پر افراسیاب کی آواز پہنچی تو دو ڈاکو جہاز کے عرشے پر آ گئے۔ انہوں نے سمندر میں ایک آدمی کو تختے پر تیرتے دیکھا تو فوراً

REE.PK

اس کی طرف [illegible] افراسیاب نے رسے کو تھام لیا۔ جہاز کے چندے کے ساتھ لگ گئی۔ اوپر سے ان آدمیوں نے رسی کی سیڑھی نیچے لٹکا دی۔

افراسیاب نے دبی زبان میں کہا۔

"کمیٹی! تم میرے پیچھے پیچھے سیڑھی پر چڑھنا۔"

افراسیاب اور کمیٹی دونوں رسی کی سیڑھی کے ذریعے جہاز کے عرشے پر آ گئے۔ کمیٹی کو کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ اب وہاں تین اور ڈاکو بھی آ گئے تھے۔ ان میں سے ایک نے تلوار کی نوک افراسیاب کی گردن پر رکھتے ہوئے کہا:

"سچ سچ بتا تو کون ہے اور یہاں کیا کرنے آیا ہے؟"

افراسیاب نے کہا: "جناب عالی! خاکسار کا نام افراسیاب ہے۔ خاکسار ایک جہاز پر اپنے مالک کے ساتھ سامان لے کر سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ جہاز طوفان میں غرق ہو گیا۔ میں بڑی مشکل سے جان بچا کر اس تختے پر بیٹھنے میں کامیاب ہوا۔ مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ مجھے پانی پلائیں۔ خدا آپ کا بھلا کرے گا۔"

ان ڈاکوؤں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

ایک ڈاکو بولا:

"اسے سردار کے پاس لے چلو۔ وہی فیصلہ کرے گا کہ اسے یہاں رکھنا ہے کہ واپس سمندر میں پھینکنا ہے۔"

افراسیاب نے چیخ مار کر کہا:

"خدا کے لئے مجھے سمندری مچھلیوں کے حوالے نہ کرنا۔ مچھلیاں مجھے چٹ کر جائیں گی۔"

ڈاکو افراسیاب کو اپنے سردار کے پاس لے گئے جو کیبن میں تخت پر بڑی شان سے بیٹھا تھا۔ تلوار اس کے گھٹنے پر رکھی تھی۔ اس کا چہرہ ہی بتا رہا تھا کہ یہ ایک خونخوار قسم کا سنگ دل آدمی ہے۔ ڈاکوؤں نے ساری بات سردار کو بتائی تو اس نے اٹھ کر افراسیاب کو گھور کر دیکھا اور اس کی طرف گھورتے ہوئے پوچھا:

"کیا تُو کھانا پکا لیتا ہے؟"

افراسیاب نے جھٹ کہا:

"حضور! میں کھانا پکا بھی لیتا ہوں اور پکا ہوا کھانا کھا بھی لیتا ہوں۔ مگر اس وقت مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ میرے معدے میں اس وقت لُو چل رہی ہے۔"

سردار ذرا سا مسکرا دیا۔ بولا:

"یہ کوئی مسخرہ معلوم ہوتا ہے۔"

اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اس افرا نام کے آدمی کو باورچی خانے میں لے جا کر کام پر لگا دو اور اسے کچھ کھانے پینے کو بھی دو۔ ڈاکو افراسیاب کو ساتھ لے کر جہاز کے باورچی خانے میں آ گئے۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی بھی افرا کے ساتھ [illegible] نہیں [illegible] تھا۔
باورچی خانے میں ایک بوڑھا باورچی کھانا تیار کر رہا تھا اس نے
افراسیاب سے کہا:

"ارے تو کیا کھانا بنائے گا۔ چل ادھر بیٹھ کر روٹی کھا لو
پھر برتن صاف کرنے شروع کر دے۔"

افراسیاب نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اس کا مقصد تو اس جہاز
پر رہ کر یتیم لڑکے کی ماں کا سراغ لگانا تھا۔ اس کو روٹی کھانے
کی بھی ضرورت نہیں تھی مگر ان لوگوں کو دکھانے کے لئے افراسیاب
نے روٹی کھانا شروع کر دی اور باورچی سے پوچھا:

"بابا! یہ جہاز کہاں جا رہا ہے؟"

باورچی نے غصے سے افراسیاب کی طرف دیکھا اور جھڑک کر کہا:

"تو ماما لگتا ہے جہاز کا؟ خبردار اگر پھر پوچھا تو سردار تجھے
سمندر میں پھینک دے گا اور تیری ہڈیاں تک مچھلیاں
ہڑپ کر جائیں گی۔"

افراسیاب خاموش ہو گیا۔ کیٹی اس کے بالکل قریب ہی بیٹھی تھی
اس نے افراسیاب کے کان میں سرگوشی کی:

"تو فکر نہ کر۔ یہ میں ابھی معلوم کر لوں گی۔"

افراسیاب نے آہستہ سے کہا:

"نیچے جا کر لڑکے کی ماں کو تلاش کر۔"

باورچی نے افراسیاب کی آواز سن لی تھی۔ وہیں سے چلایا:

"ارے نابکار تو کس سے باتیں کر رہا ہے۔ کیا مجھے منہ ہی منہ
میں برا بھلا کہہ رہا ہے۔"

افراسیاب نے فوراً جواب دیا:

"حضور میں آپ کو کیوں برا بھلا کہنے لگا۔ میں تو روٹی
ملنے پر خدا کا شکر ادا کر رہا تھا۔"

کیٹی افراسیاب کو باورچی خانے میں چھوڑ کر جہاز کے دوسرے حصے
کی طرف چل دی۔ اس نے جہاز کے سارے کیبن اور کونہ کونہ چھان
مارا مگر اسے یتیم لڑکے کی ماں کہیں نظر نہ آئی۔ وہ بڑی حیران ہوئی
کہ اگر یہ ڈاکو اس عورت کو اس جہاز پر اغوا کر کے لے جا رہے ہیں تو
عورت کہاں ہے؟ کیٹی کو خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ انہوں نے
عورت کو کسی دوسرے جہاز میں پہلے روانہ کر دیا ہو؟

کیٹی یہ سوچ کر سیدھی افراسیاب کے پاس آ گئی۔ وہ باورچی خانے
میں برتن مانجھ رہا تھا۔ کیٹی اس کے قریب آ کر بولی:

"عورت جہاز پر نہیں ہے۔"

افراسیاب نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ باورچی خانے میں اس
وقت کوئی نہیں تھا۔ افرا نے کہا:

"ان کمینوں نے مجھے کس کام پر لگا دیا ہے کیا کہا؟ عورت
جہاز پر نہیں ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیپٹن نے کہا۔ "میں نے جہاز کا کونہ کونہ چھان مارا ہے لیکن
یہاں کوئی عورت نظر نہیں آئی۔"
افراسیاب بولا۔ "وہ کہاں جا سکتی ہے؟"
کیپٹن بولا۔ "اس خدشے کا اظہار کیا کہ کہیں ڈاکوؤں نے عورت کو
پہلے کسی جہاز میں تو روانہ نہیں کر دیا۔" اس پر افراسیاب کہنے لگا۔
"ان لوگوں کے پاس اتنے جہاز کہاں سے آ گئے۔ عورت ضرور
اسی جہاز میں ہے۔ تو نے سردار کا کیبن دیکھا ہے؟"
کیپٹن نے "سردار کا کیبن نہیں دیکھا تھا۔ افراسیاب نے کہا۔ "تو سردار
کے کیبن میں جا۔ عورت ضرور وہیں کہیں ہو گی۔" کیپٹن اسی وقت سردار
کے کیبن کی طرف چل پڑی۔

○

قبر کی سرگوشی

کیپٹن سردار کے کیبن میں داخل ہو گئی۔
اس وقت سردار میز پر چمڑے کا نقشہ کھول کر اس پر جھکا ہوا
تھا۔ ایک ڈاکو اس کے پاس کھڑا تھا۔
سردار کہہ رہا تھا:
"ہم شام کو جزیرے میں پہنچ جائیں گے طوفان آنے
کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جہاز کو بائیں جانب تھوڑا سا
موڑ دو۔"
ڈاکو چلا گیا۔ کیپٹن نے اندازہ لگا لیا کہ یہ لوگ ہندوستان
کے ساحل کے قریب ہی کسی جزیرے پر اترنے والے ہیں۔
وہ ایک طرف خاموشی سے کھڑی کیبن کا جائزہ لینے لگی۔ یہاں
تخت پر بستر لگا تھا۔ کئی چیزیں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں۔ سردار
نے چمڑے کا نقشہ لپیٹ کر صندوق میں رکھا اور کیبن کا
دروازہ بند کر دیا۔ کیپٹن خاموشی سے کھڑی سردار کو تک رہی
تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ سردار کیپٹن کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

WWW.[redacted]SFREE.PK

سردار کو جب اطمینان ہو [illegible] ہے تو اس نے
بستر والے تختہ کو ایک طرف ہٹا دیا۔ اس کے نیچے تابین
بچھا تھا۔ سردار نے تابین کو بھی پرے ہٹایا اور پھر لکڑی کے
فرش کا ایک جگہ سے تختہ اوپر اٹھا دیا۔ کیٹی بھی اس کے
پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ تختہ جہاں سے اوپر اٹھا تھا وہاں نیچے
لکڑی کا ایک زینہ جاتا تھا۔ صرف نیچے کوئی تہہ خانہ تھا۔ سردار نیچے
اتر گیا۔ کیٹی بھی اس کے پیچھے پیچھے نیچے اتر گئی۔

نیچے ایک تنگ سا تہہ خانہ تھا جس میں ایک لیمپ روشن تھا
لیمپ کی روشنی میں کیٹی نے دیکھا کہ ایک عورت جس کے بال
بکھرے ہوئے ہیں۔ چہرے پر مایوسی اور اداسی چھائی ہے فرش
پر سر جھکائے بیٹھی ہے۔ سردار کو دیکھ کر اس نے عاجزی
سے کہا:

"خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ مجھے میرے بچے کے
پاس پہنچا دو۔ وہ میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکے گا۔"

سردار نے غراتے ہوئے کہا:

"جب تک تو مجھے قبر کے خزانے کا نقشہ نہیں دے
گی میں تجھے تیرے بیٹے سے کبھی نہیں ملاؤں گا۔
تو ساری زندگی اپنے بچے کی صورت دیکھنے کو ترستی
رہے گی اور تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔"

عورت نے روتے ہوئے کہا:

"میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مجھے قبر کے خزانے کا کچھ
علم نہیں ہے۔"

سردار نے غصے میں کہا:

"تو جھوٹ بولتی ہے۔ تیرے باپ نے مرنے سے
پہلے قبر کے خزانے کا نقشہ تجھے دیا تھا اور کہا
تھا کہ سات برس گذرنے کے بعد قبر میں سے خزانہ
نکال لینا۔ اب سات برس گذر گئے ہیں۔ بتا
قبر کے خزانے کا نقشہ کہاں ہے۔ میں تم سے
وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے نقشہ میرے حوالے کر
دیا تو میں نہ صرف تمہیں تمہارے بچے کے پاس
پہنچا دوں گا بلکہ خزانے میں سے آدھی دولت تجھے
دے دوں گا۔"

عورت روئے جا رہی تھی۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

"مجھے کسی قبر کے خزانے کا پتہ نہیں۔ میرے باپ
نے مرتے وقت مجھے کوئی نقشہ نہیں دیا تھا۔"

سردار نے گرج کر کہا:

"ہم جزیرے پر پہنچنے والے ہیں۔ میں تمہیں چار دن
کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر ان چار دنوں میں تو نے

WWW.PAKSOCIETY.COM FREE.PK

مجھے بتا دیا کہ تم کے خزانے کا نقشہ کہاں ہے تو
میں تمہیں تیرے بچے کے پاس پہنچا دوں گا۔ لیکن
اگر تو نے نہ بتایا تو تیرے بچے کو یہاں لا کر میں
تیری آنکھوں کے سامنے اسے ذبح کر ڈالوں گا اور
اس کے بعد تجھے آگ میں زندہ جلا دوں گا۔

یہ کہہ کر سردار ڈیرہ چراغ کر تہہ خانے سے باہر نکل گیا۔ اُوپر جا کر اس نے لکڑی کا تختہ گرا دیا۔ تہہ خانے میں صرف عورت کے آہستہ آہستہ سسکیاں بھرنے کی آواز ہی آ رہی تھی۔ کیٹی ساری کہانی سمجھ گئی تھی۔ اب وہ اس عورت سے بات کرنا چاہتی تھی۔ اسے حوصلہ دینا چاہتی تھی۔ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اسے وہاں سے نکالنے کے لئے آئے ہیں اور اس کا بچہ زندہ سلامت ہے۔ کیٹی سوچ رہی تھی کہ اس عورت سے کس طرح بات شروع کرے۔ کہیں وہ یہ دیکھ کر ڈر نہ جائے کہ کوئی غیبی عورت اس سے ہمکلام ہے۔ مگر اس کے سوائے کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ افراسیاب کو یہاں تک پہنچنے میں دقت پیش آ سکتی تھی۔ کیٹی نے عورت سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

کیٹی نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی سلیمانی ٹوپی اتار دی۔ ٹوپی کے اترتے ہی کیٹی نظر آنے لگی۔ عورت نے ایک دم سے جو اپنے سامنے ایک لڑکی کو دیکھا تو ڈر گئی۔ اس کے آنسو رُک گئے۔ آنکھیں دہشت کے مارے پھیل گئیں۔

کیٹی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا،

"ڈرو نہیں بہن! میں کوئی بھوت نہیں ہوں بلکہ تمہاری طرح کی ایک گوشت پوست والی عورت ہوں۔"

عورت نے ڈرتے ڈرتے پوچھا،

"مگر۔ مگر تم اچانک یہاں کیسے.....؟"

کیٹی نے اس کے فقرے کو کاٹتے ہوئے کہا،

"میرا نام کیٹی ہے۔ تمہارا کیا نام ہے؟ پہلے نام بتا دو باقی باتیں پھر کریں گے۔"

عورت نے کہا،

"میرا نام شمالا ہے۔ مگر۔ تم۔ تم ضرور کوئی بھوت ہو۔"

کیٹی اس کے پاس بیٹھ گئی اور بولی،

"شمالا بہن! میں بھوت نہیں ہوں۔ جب سردار تم سے باتیں کر رہا تھا تو میں یہاں موجود تھی۔ مگر تم لوگ مجھے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے یہ سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی جس کو پہننے سے انسان غائب ہو جاتا ہے۔ بس مجھ میں اور تم میں صرف یہی فرق ہے۔ باقی میں تمہاری طرح

www

کی ایک عورت ہوں۔"

اور کیٹی نے فوراً ٹوپی سر پر اوڑھ لی۔ ٹوپی کے پہنتے ہی وہ پھر غائب ہوگئی اور بولی:

"دیکھو — میں یہاں پر موجود ہوں مگر تم مجھے نہیں دیکھ سکتی ہو۔ یہ صرف سلیمانی ٹوپی کی کرامت ہے۔ اب میں سلیمانی ٹوپی اتارتی ہوں۔"

اور کیٹی نے ٹوپی اتار دی۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی پھر دکھائی دینے لگی۔ عورت کو یقین آ گیا کہ کیٹی کوئی بھوت نہیں ہے۔ اس پر جو دہشت طاری تھی وہ دور ہو گئی۔ کیٹی نے اب شمالا کو ساری کہانی بیان کر دی اور بتایا کہ اس نے اور افراسیاب نے مل کر اس کے بیٹے کو جنگل سے اٹھا کر گھر پہنچا دیا ہے۔ جہاں وہ آرام سے ہے اور اس کی واپسی کا انتظار کر رہا ہے۔ شمالا بہت خوش ہوئی۔ کیٹی نے پوچھا کہ یہ قبر کے خزانے کا چکر کیا ہے؟ تب اس بدنصیب عورت شمالا نے کیٹی کو بتایا کہ اس کا باپ یہاں سے دور شمال کی طرف واقع ایک شہر کے بادشاہ کا خزانچی تھا۔ اسی زمانے میں بادشاہ کا خزانہ چوری ہو گیا۔ بادشاہ نے شمالا کے باپ کو گرفتار کر لیا۔ اس پر الزام لگا کہ خزانہ اسی نے چوری کیا ہے۔ بادشاہ نے شمالا کے باپ کو قتل کروا دیا۔

جب پھر بھی بادشاہ کے خزانے کا کچھ پتہ نہ چلا تو شمالا اپنے بچے کو لے کر اس شہر میں آ کر آباد ہو گئی۔ وہ لوگوں کے گھروں میں کام کاج کر کے اپنا اور اپنے یتیم بچے کا پیٹ پال رہی تھی کہ اچانک سات برس بعد یہ ڈاکو اس کے پاس آ گئے اور اس سے خزانے کا نقشہ مانگا جو ان کے خیال میں شمالا کا باپ مرتے وقت اسے دے گیا تھا۔ اور ان ڈاکوؤں کی اطلاع کے مطابق وہ کسی قبر میں دفن تھا۔ سارا قصہ سنانے کے بعد شمالا نے کہا:

"حقیقت یہ ہے کہ میرا باپ بے گناہ تھا۔ اس نے اگر خزانہ چرایا ہوتا تو وہ مجھے ضرور بتاتا۔ میں اس کی اکلوتی بیٹی تھی۔ مگر اس نے مرتے وقت مجھے کہا تھا کہ بیٹی خزانہ ڈاکو لے گئے ہوں گے۔ میں نے خزانے میں سے ایک سکہ بھی نہیں اٹھایا۔ میں بے گناہ ہوں۔"

کیٹی نے یہ سب کچھ سن کر کہا:

"شمالا! تو فکر نہ کر۔ ہم تمہیں یہاں سے نکال کر لے جائیں گے۔"

شمالا کہنے لگی:

"لیکن یہ ڈاکو واپس آ کر مجھے اور میرے بیٹے کو مار

WWW.[redacted]E.PK

ڈالیں گے۔ میں یہ [illegible]

کیٹی نے کہا:

"ہم اس کا بھی بندوبست کر دیں گے۔ تم گھبراؤ نہیں جہاز کو جزیرے پر لگنے دو۔ افراسیاب میرا بھائی میرے ساتھ ہے۔ وہ بھی ہماری مدد کرے گا۔ اب میں جاتی ہوں اور تمہیں جزیرے پر ہی ملوں گی۔"

یہ کہہ کر کیٹی تہہ خانے سے نکل کر اوپر آ گئی سردار کیبن میں نہیں تھا۔ کیٹی وہاں سے سیدھی افراسیاب کے پاس پہنچی وہ باورچی خانے کا فرش صاف کر رہا تھا۔ کیٹی نے اسے جا کر سب کچھ بتایا تو وہ بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا:

"میں نہ کہتا تھا کہ وہ عورت اسی جہاز میں ہوگی اس کا مطلب ہے کہ شام کو ہم جزیرے پر پہنچنے والے ہیں۔ تو یہ ڈاکو اس جزیرے پر رہتے ہیں۔ کوئی بات نہیں

جزیرے پر پہنچنے کے بعد کوئی منصوبہ بنائیں گے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

جب شام ہونے لگی تو دور سے جزیرے کی زمین نظر آئی۔ کیٹی اس وقت جہاز کے عرشے پر کھڑی تھی۔ دوسرے لوگ بادبان لپیٹ رہے تھے۔ جہاز سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی جزیرے کے ساتھ جا کر لگ گیا۔ یہ جزیرہ ملک ہندوستان کے ساحل سے ایک دن کے فاصلے پر تھا۔ زیادہ بڑا جزیرہ نہیں تھا۔ یہاں جنگل بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ چاروں طرف پتھریلے ٹیلے ہی نظر آتے تھے۔ اسی وجہ سے یہاں آبادی بھی نہیں تھی۔ صرف ان ڈاکوؤں نے ہی اپنا مسکن وہاں بنا رکھا تھا۔ لوٹا ہوا سامان اتار کر جزیرے کے اندر ایک اونچے ٹیلے کی غار میں لے گئے یہ غار اندر سے کافی کھلا تھا۔ اور اس میں چھوٹے چھوٹے تین کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں شمالا کو لا کر قید کر دیا گیا۔ غار کے باہر دو ڈاکو تلواریں لے کر پہرے پر کھڑے ہو گئے تھے۔

سردار نے لوٹے ہوئے مال کا جائزہ لیا اور اسے غار کے اندر ایک کمرے میں بند کر کے رکھ دیا۔ اب ڈاکوؤں نے غار کے سامنے آگ کا الاؤ روشن کر دیا اور جشن منانے لگے آگ پر گوشت بھونا جانے لگا۔ ڈاکو ناچنے اور گانے میں مصروف ہو گئے سردار بھی ان کے درمیان ایک تخت پر بڑی شان سے تلوار سامنے رکھے بیٹھا تھا۔ جہاز ساحل کے قریب ہی پرسکون سمندر میں کھڑا تھا۔ تین چار ڈاکوؤں کا جہاز پر پہرہ لگا تھا۔ افراسیاب اور کیٹی جہاز سے اتر کر ٹیلے کے قریب ہی ایک جگہ بیٹھے تھے۔ کچھ فاصلے پر ڈاکو آگ کے الاؤ کے گرد

REE.PK

... لگا رہے تھے اور کیپٹن ... تھے کیٹی ...
... کی بیٹی تھی ... نے کہا۔
"اب تمہارا کیا خیال ہے ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"
افراسیاب کہنے لگا:
"شمالا کا یہ کہنا درست ہے کہ اگر ہم اس کو یہاں سے نکال کر اس کے گھر پہنچا بھی آئے تو بدبخت ڈاکو دوبارہ اس کے گھر جا کر اسے اغوا کر لیں گے اور بہت ممکن ہے کہ اس بار وہ اسے زندہ نہ چھوڑیں۔"
کیٹی نے کہا:
"تو اس کا مطلب ہے کہ ان ڈاکوؤں سے پہلے نمٹنا ہوگا۔"
"بالکل ٹھیک" افراسیاب نے زور دے کر آہستہ سے کہا۔
وہی جہاز والا باورچی افراسیاب کے قریب سے گزرتے ہوئے رک گیا اور بولا:
"تم پھر اپنے آپ سے باتیں کرنے لگے؟ کیا یہ تمہیں کوئی بیماری ہے؟"
افراسیاب نے کہا:
"ہاں بابا جی۔ مجھے بیماری ہے کہو تو تمہیں بھی یہ بیماری لگا دوں؟"
باورچی نے افراسیاب کو فصیلی آنکھوں سے دیکھا اور کہا:
"اب زبان درازی کی تو سردار سے کہہ کر تمہیں سمندر میں پھینکوا دوں گا بچے!"
افراسیاب نے کہا:
"میں تو سمجھ گیا ہوں مگر تم نہیں سمجھے ابھی ٹھہرو میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر افراسیاب اٹھا کیٹی نے اسے روکنا چاہا مگر وہ باورچی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ افراسیاب نے باورچی کے ہاتھ میں جو ڈونگا پکڑا ہوا تھا وہ لے لیا اور بولا:
"مجھے ایک اور بیماری ہے۔ کسی کی چیز ہاتھ میں آ جائے تو وہ غائب ہو جاتی ہے"
اور افراسیاب نے باورچی کا ڈونگا اپنی زنبیل میں ڈال لیا۔ افراسیاب کی زنبیل بھی کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ باورچی نے ڈونگا غائب ہوتے دیکھا تو شور مچانے لگا۔ افراسیاب نے جلدی سے ڈونگا زنبیل میں سے نکال کر اس کے حوالے کر دیا:
"بابا شور کیوں مچائے ہو۔ یہ لو تمہارا ڈونگا واپس کر رہا ہوں۔ جاؤ اور آئندہ اگر پھر مجھ سے تکرار کی تو تمہیں بھی غائب کر دوں گا۔"

W[redacted]E.PK

بادرچی گھبرا گیا تھا۔ وہ جلدی سے آگے چل گیا۔ اسی وقت جب وہ سردار کے آگے کھانا لگا رہا تھا تو اس نے اس سے کہا:

"سردار! میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

سردار نے کہا:

"بولو۔ کیا بکواس کرنا چاہتے ہو؟"

بادرچی نے کہا:

"میں یہ بات سب کے سامنے نہیں کر سکتا۔"

سردار نے باقی لوگوں کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ جب غار والے سردار کے خاص کمرے میں دونوں اکیلے رہ گئے تو بادرچی بولا:

"سردار! یہ جو افراسیاب نام کا آدمی آپ نے مجھے بادرچی خانے میں کام کرنے کے لئے دیا ہے۔ وہ جادوگر ہے۔"

سردار بادرچی کا منہ تکنے لگا:

"جادوگر ہے؟ کیا جادو دیکھا تم نے اس کا؟" سردار نے پوچھا:

بادرچی بولا:

"میرے سامنے اس نے آج شام ڈونگا ہاتھ میں لیا اور پھر وہ غائب ہو گیا۔ جب میں نے شور مچایا تو اس نے فوراً دوبارہ ڈونگا غائب سے نکال مجھے دے دیا۔"

سردار نے کہا:

"یہ بات ہے تو افراسیاب کو میرے سامنے پیش کرو۔"

اسی وقت افراسیاب کو سردار کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ سردار نے کہا:

"بادرچی کہتا ہے کہ تم جادوگر ہو۔ تم نے آج اس کا ڈونگا غائب کر دیا تھا۔ کیا یہ سچ ہے؟"

افراسیاب بولا:

"حضور! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں کیا میری سات پشتوں میں کوئی جادوگر نہیں ہوا۔"

سردار نے گرج دار آواز میں پوچھا:

"تو پھر بادرچی نے ایسا کیوں کہا؟"

افراسیاب بولا:

"حضور! بادرچی کا دماغ چل گیا ہے۔ اس کے دماغ کا کوئی پرزہ ڈھیلا ہو گیا ہے۔ جہاز سے اترتے وقت یہ مجھے کہہ رہا تھا کہ ہمارا سردار جادوگر ہے اور وہ تو پورے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سردار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس نے باورچی کی طرف دیکھا باورچی بے چارہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔ بولا:

"سردار! یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ میں نے کبھی ایسی بات نہیں کی۔ یہ مجھ پر الزام لگا رہا ہے۔"

افراسیاب نے کانوں پر ہاتھ لگا کر کہا:

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو زمین پھٹ جائے۔"

سردار نے اٹھ کر باورچی کو ایک ایسا مکا مارا کہ وہ قلابازیاں کھاتا دور جا گرا۔

سردار نے چلا کر کہا:

"اگر پھر میرے بارے میں ایسی بات کی تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

باورچی تو وہاں سے دم دبا کر بھاگ گیا۔ سردار نے افراسیاب کی طرف دیکھ کر کہا:

"تم بھی یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔"

افراسیاب فوراً وہاں سے چل دیا اور خدا خدا کر اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔

کیٹی نے کہا:

"تم نے تو بڑی عیاری دکھائی افراسیاب۔"

افراسیاب مسکرا کر بولا:

"آخر میں افراسیاب ہوں۔ میرا تو کام ہی عیاری کرنا ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"اب یہ بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

افراسیاب بولا: "کوئی ایسی ترکیب کرنی ہوگی کہ یہ سارے کے سارے ڈاکو اس عورت شمالا سے خوف کھا جائیں۔ اس سے اتنے ڈرنے لگیں کہ اس کو کوئی زبردست جادوگرنی سمجھیں۔ اس کے بعد سردار کو کبھی جرأت نہیں ہوگی کہ وہ دوبارہ اس عورت کے گھر کا رخ کرے۔"

کیٹی کو یہ ترکیب بہت پسند آئی۔ اس نے کہا:

"تو پھر ہمیں اس پر فوراً عمل شروع کر دینا چاہیئے مگر شمالا کو جادوگرنی کیسے ثابت کیا جائے؟"

افراسیاب نے کہا:

"سلیمانی ٹوپی ہمارے پاس ہے۔ زنبیل بھی میرے پاس ہے۔ ہمارے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ رات گذر جانے دو۔ کل صبح ہم اپنا کھیل شروع کر دیں گے۔"

Www.[redacted]K

کیٹی اور افراسیاب کچھ دیر وہاں بیٹھے آپس میں صلاح مشورہ کرتے رہے۔ اس کے بعد کیٹی اٹھ کر غار کے اندر شمالا سے ملنے چلی گئی۔ شمالا غار میں اکیلی بیٹھی تھی۔ کیونکہ سارے ڈاکو باہر الاؤ کے گرد جشن منا رہے تھے۔ صرف غار کے باہر دو ڈاکو پہرہ دے رہے تھے۔ کیٹی نے جاتے ہی اسے وہ ساری سکیم سمجھا دی جو اس نے افراسیاب کے ساتھ مل کر تیار کی تھی۔ پہلے تو شمالا گھبرائی مگر جب کیٹی نے اسے کہا کہ اگر اس نے اس سکیم پر عمل نہ کیا تو اس خونخوار ڈاکو کی گرفت سے کبھی نہ نکل سکے گی تو وہ تیار ہو گئی۔ رات گذر گئی۔

دن نکل آیا تو کچھ ڈاکو جہاز وغیرہ کی صفائی میں لگ گئے۔ سردار غار کے سامنے تخت پر دربار لگا کر بیٹھ گیا۔ باقی سارے ڈاکو سامنے زمین پر بیٹھ گئے۔ وہ اگلے ڈاکے کا منصوبہ تیار کرنے لگے۔ کیٹی اور افراسیاب بھی وہاں آ کر بیٹھ گئے۔ پھر افرا نے کیٹی سے کہا کہ وہ کھیل شروع کر دے۔ کیٹی نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ وہ اٹھ کر غار میں داخل ہو گئی۔ سیدھی شمالا کے پاس گئی۔ جاتے ہی اسے کہا:

"اب میں نے تمہیں جیسے کہا ہے ویسے ہی کرنا۔"

اور کیٹی نے اپنی سلیمانی ٹوپی اتار کر شمالا کو پہنا دی۔ ٹوپی پہنتے ہی شمالا نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ کیٹی غار کے اندر ہی رہی اور شمالا غیبی حالت میں غار سے باہر چلی آئی۔ وہ غائب تھی۔ اسے کوئی بھی پہرے دار ڈاکو نہیں دیکھ سکتا تھا وہ بڑے آرام سے ان کے قریب سے گذر کر وہاں آ گئی جہاں سردار دربار لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں بھی کسی نے اسے نہ دیکھا افراسیاب بھی وہاں بیٹھا تھا اور شمالا کے آنے اور کھیل شروع کرنے کا انتظار کر رہا تھا۔ شمالا کو جس طرح سمجھایا گیا تھا وہ ویسے ہی کرنے پر بالکل تیار تھی۔ وہ سیدھی سردار کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ سب سے پہلے اس نے ہاتھ بڑھا کر سردار کی تلوار اٹھا لی۔

تلوار سردار کے سامنے تخت پر پڑی تھی۔ تلوار جب اچانک غائب ہوئی تو سردار ہڑبڑا کر ادھر ادھر تکنے لگا۔ اس نے تخت پر چاروں طرف دیکھا اور بولا:

"میری تلوار کون لے گیا؟"

سارے ڈاکو بھی حیران تھے کہ سردار کی تلوار کون لے گیا ہے۔ ابھی تو وہ وہاں پڑی تھی۔ اتنے میں شمالا کی آواز آئی: "تمہاری تلوار میرے پاس ہے بدبخت سردار۔"

سردار نے چونک کر جدھر سے آواز آئی تھی ادھر دیکھا۔ اسے آواز تو ایک عورت کی آ رہی تھی مگر عورت اسے نظر نہیں آتی تھی۔ اس نے آواز کو پہچان لیا تھا۔ یہ شمالا کی آواز تھی

WWW.PD[redacted]EE.PK

جس کو وہ اغوا کر کے لایا تھا۔ وہ تخت سے نیچے اترا اور بولا:

"تم ـــــ تم کون ہو؟"

شمالا کو سمجھایا گیا تھا کہ یہاں تم نے تشدد لگانا ہے۔ چنانچہ شمالا نے تشدد لگا کر کہا:

"میں تمہاری اور تمہارے سارے بدمعاش ڈاکوؤں کی موت ہوں۔"

اب باقی ڈاکو بھی سہم گئے۔ سردار میں ابھی تک کچھ حوصلہ ہمت باقی تھی۔ آخر وہ ڈاکو تھا اور کئی انسانوں کو قتل کر چکا تھا۔ بولا:

"کیا تم شمالا ہو؟"

شمالا نے بلند اور تیز آواز میں کہا:

"میں شمالا نہیں تمہاری موت ہوں۔ تم جس عورت کو شمالا سمجھ کر اٹھا لائے تھے وہ اصل میں تمہاری موت تھی۔ اب تو مرنے کے لئے تیار ہو جا۔"

سارے ڈاکو اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنی اپنی تلواریں نکال لیں۔ افراسیاب پہلے سے تیار تھا۔ اس نے ہوا میں ہاتھ بلند کر کے اپنی بھیجی زنبیل کو پہلے ہی سے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ وہ اٹھا اور چیخ کر بولا:

"خبردار! اپنی جگہ سے اگر کوئی ہلا تو وہ ایسا غائب کر دیا جائے گا کہ پھر اس کی تدفین کا بھی پتہ نہیں چلے گا۔"

سردار نے افراسیاب کو یہ گستاخی کرتے دیکھا تو چلایا:

"افراسیاب! تمہاری یہ ہمت؟ یہ مجال؟"

افراسیاب نے کہا:

"سردار! اپنا سر میرے سامنے جھکا دے۔ کیونکہ صرف میں ہی تمہیں تمہاری موت سے بچا سکتا ہوں۔"

ایک ڈاکو غصے میں تلوار نکال کر افراسیاب کی طرف بڑھا۔ افراسیاب نے لپک کر اس کا بازو پکڑا اور اسے اپنی زنبیل میں گرا دیا۔ ڈاکو غائب ہو گیا۔ افراسیاب اچھل کر دوسرے ڈاکو پر گرا۔ اسے پکڑا اور اسے بھی زنبیل کے اندر گرا کر غائب کر دیا۔ باقی ڈاکو جلدی سے پرے پرے ہٹ گئے۔ اتنے میں کیٹی باہر نکل آئی۔ اس کے ساتھ زرد چہرے اور سبز آنکھوں والا مشہور تاریخی جادوگر سامری تھا۔ سامری کے دونوں ہاتھوں میں سونے کے گولے تھے۔ اس کے منہ سے سانس کے ساتھ آگ نکل رہی تھی۔ کیٹی نے اسے فارمولا فلیش بیک کے منتر کے ذریعے اتنی کے زمانے سے جادوگر سامری کو بلا کر اپنے حکم کا پابند کر لیا تھا۔ ڈاکوؤں اور سردار نے اس عجیب آدمی کو منہ سے آگ

WWW [redacted] FREE.PK

نکالتے دیکھا تو دہشت زدہ ہو گیا۔ اس کے باوجود سردار نے ایک ڈاکو کے ہاتھ سے تلوار چھین کر لہرائی اور چیخ کر بولا،

"میں نے تم ایسے مداری بہت دیکھے ہیں۔ تم لوگ یہاں سے زندہ نہیں جاؤ گے۔"

کیپٹن نے سامری سے کہا:

"اب تم وہی کرو جو میں نے تمہیں کہا ہے۔"

سامری کو سردار پر غصہ بھی آگیا تھا کہ وہ دنیا کا مانا ہوا جادوگر ہے۔ تاریخ میں اس کا نام ہے اور یہ معمولی سا ڈاکو اسے مداری کہہ رہا ہے۔ اس نے سونے کا گولہ فضا میں اچھالا۔ گولہ فضا میں بلند ہوتے ہی عقاب بن گیا۔ عقاب سردار کی طرف جھپٹا۔ سردار نے اس پر تلوار سے وار کر دیا۔ تلوار عقاب کو لگی مگر دو ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور عقاب نے سردار کے سر پر اتنی زور سے اپنی نوکیلی تیز چونچ ماری کہ وہاں سے خون کی دھار بہنے لگی۔

دوسرے ڈاکو سامری کو مارنے کے لئے دوڑے۔ سامری نے ایک سانس بھر کر چھوڑا۔ آگ کی ایک اونچی لہر اس کے منہ سے نکلی اور اس نے ڈاکوؤں کے کپڑوں میں آگ لگا دی۔ ڈاکو چیختے چلاتے ایک طرف دوڑ پڑے۔ سردار نے اب خنجر نکال لیا اور سامری کو ہلاک کرنے کی غرض سے اس کی طرف لپکا۔ قریب آ کر اس نے سامری کے سینے میں خنجر مار دیا۔ بھلا سامری کو کیا ہو سکتا تھا۔ خنجر سامری کے سینے میں نہ اتر سکا۔ سامری نے سردار ڈاکو کو گردن سے پکڑ کر اوپر کو اچھالا جب وہ نیچے گرا تو ایک گدھا بن چکا تھا۔ افراسیاب نے اسے ڈنڈے سے مارنا شروع کر دیا۔ سردار گدھا ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا گول دائرے میں چکر لگانے لگا۔ افراسیاب اس پر ڈنڈے برسائے جا رہا تھا۔

کیپٹن نے شمالا سے کہا:

"شمالا! ٹوپی اتار دے۔ اب سامنے آ جا۔"

شمالا نے سلیمانی ٹوپی اتار دی۔ وہ نظر آنے لگی۔ کیپٹن نے ٹوپی اس سے لے لی اور سامری سے کہا،

"اس گدھے کو پھر سے سردار ڈاکو بنا دے۔"

سامری نے گدھے کو کان سے پکڑ کر ایک لات ماری تو وہ پھر سے سردار ڈاکو بن گیا۔ اس کا بڑا حال ہو رہا تھا۔ جسم جگہ جگہ سے ڈنڈے کھانے سے سوج گیا تھا۔

افراسیاب نے کہا:

"بول! اب تجھے کیا بنایا جائے۔ میرا خیال ہے اسے بندر بنا دینا چاہیئے۔"

سردار آنکھیں پھاڑے سب کو تک رہا تھا۔ کیپٹن نے سامری سے کہا،

WWW.PDF...PK

اسے بندر بنا دے۔

سامری نے سردار ڈاکو کو ایک بار گردن سے پکڑ کر فضا میں اچھالا تو وہ زمین پر گرتے ہی بندر بن گیا۔ افراسیاب نے اس کے گلے میں بندھی ہوئی رسی پکڑ لی اور اس کو جوتے سے پیٹنا شروع کر دیا۔ مار کھا کھا کر جب بندر کا بھرکس نکل گیا تو کیٹی نے کہا:

"سامری! اسے پھر سے انسان بنا دے۔"

سامری نے ایسا ہی کیا۔ انسانی شکل میں آتے ہی سردار ہاتھ جوڑ کر بولا:

"مجھے معاف کر دو۔ میری جان بخش دو۔ اب میں تمہارا غلام ہوں۔ تم جو کہو گے وہی کروں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر سن۔ جس عورت کو تو قبر والے خزانے کے نقشے کے لئے یہاں اٹھا کر لے آیا ہے وہ ہماری خاص بہن ہے۔ ہم اس کی فریاد سن کر اس کی مدد کو یہاں آئے ہیں۔ اب ہم اسے اپنے ساتھ اس کے مکان پر لے جا رہے ہیں جہاں وہ اپنے بچے کے ساتھ رہے گی۔ اگر تم نے پھر کبھی شمالا کے گھر کا رخ کیا تو یاد رکھ ہم اسی جگہ پہنچ کر تمہیں بھسم کر کے رکھ دیں گے۔ اس بار ہمیں اس لئے دیر ہو گئی کہ شمالا تمہارا لحاظ کر رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ تمہیں عقل آ جائے گی لیکن جب اس نے دیکھا کہ تم اسے نہیں چھوڑ رہے اور اس کے لڑکے کی جان لینا چاہتے ہو تو اس نے ہمیں بلا لیا اور خود بھی جادوگرنی بن گئی۔"

سردار ڈاکو کو شمالا پھر سے دکھائی دینے لگی تھی۔ وہ اس کے آگے ہاتھ باندھ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور بولا:

"مجھے معاف کر دو شمالا بہن۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم کون ہو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ میں اب کبھی تمہارے شہر کا نام بھی نہیں لوں گا۔"

افراسیاب نے کہا:

"کیٹی! میں چاہتا ہوں کہ اس ظالم سردار کو اس کے تمام ڈاکوؤں سمیت سمندر میں غرق کر دیں۔"

کیٹی نے کہا:

"میں خود بھی یہی چاہتی ہوں۔"

دوسرے ڈاکو بھی سہمے ہوئے تھے وہ سجدوں میں گر گئے اور گڑگڑانے لگے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہمارا کوئی قصور نہیں۔ ہمیں معاف کر دو۔ ہماری جان بخش کر دو۔"

کیٹی نے سامری سے کہا:

"ان سب کو زمین میں جکڑ دو سامری۔"

سامری نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ کرنے کی دیر تھی کہ سارے کے سارے ڈاکو اور ان کا سردار پنڈلیوں تک زمین میں دھنس گئے وہ رحم رحم کی آوازیں بلند کرنے لگے۔ شمالا نے سردار کے پاس جا کر اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا اور بولی:

"تم نے مجھ پر رحم کیا تھا جو تم پر رحم کیا جائے؟ تمہارے آدمی تو میرے اکلوتے بیٹے کو شیروں کے حوالے کر آئے تھے اگر میری بہن کیٹی اور بھائی افراسیاب وہاں نہ آ جاتے تو میرے بیٹے کو تو شیر کھا گئے تھے۔"

سردار نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ اب ایسا کبھی نہیں کروں گا۔"

افراسیاب نے قریب آ کر سردار ڈاکو کا کان مروڑا اور بولا:

"اب تو تیرا باپ بھی ایسا نہیں کرے گا۔ تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اصل میں شمالا تیری موت ہے۔"

کیٹی نے شمالا سے کہا:

"شمالا! اب یہ سیدھے راستے پر آ گیا ہے تو اسے معاف کر دے۔"

افراسیاب بولا: "اس سے کہو کہ زمین پر ناک سے پچاس لکیریں نکالے۔"

شمالا نے کہا:

"چلو۔ نکالو پچاس لکیریں ناک سے۔"

سردار کو تو چاروں طرف اپنی موت ہی موت نظر آ رہی تھی۔ جلدی سے ناک زمین کے ساتھ لگائی اور لکیریں نکالنی شروع کر دیں۔ جب پچاس لکیریں پوری ہو گئیں تو شمالا نے کہا:

"میں اس کی جان نہیں لیتی ہوں مگر سامری سے کہہ کر اس کو اور اس کے سارے ڈاکو ساتھیوں کو اس جزیرے کے غار میں بند کر دیتی ہوں ان کو صرف اتنی اجازت ہو گی کہ دن میں صرف ان کا ایک آدمی باہر جا کر جنگل کے پھل توڑ کر ان کے لئے لے آیا کرے۔"

سردار ڈاکو نے گڑگڑا کر کہا:

"شمالا بہن ہم پر یہ ظلم نہ کرنا۔ اس سے تو بہتر ہے

WWW.PDFBOOKS.PK

کر ہمیں سمندر میں پھینک دو۔
کیپٹن نے کہا،
"چلو ایسا کرتے ہیں کہ تمہیں تمہارے دوسرے ڈاکوؤں سمیت چار کشتیوں میں بٹھا کر سمندری لہروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ سمندر جہاں تمہیں لے جائے تمہاری قسمت۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا تم جہاں بھی جا کر رہنا شریف آدمی بن کر رہنا۔ اگر تم نے کسی کو تنگ کیا یا کسی کو لوٹا تو میں اور شمالا وہیں آ کر تجھے زمین میں گردن تک گاڑ دیں گی۔"
سردار ڈاکو نے جلدی سے کہا،
"ہمیں منظور ہے۔ ہمیں منظور ہے۔ آج سے ہم برے کاموں سے توبہ کرتے ہیں۔ اب ہم جہاں بھی گئے وہاں شریف لوگوں کی طرح محنت مزدوری کر کے زندگی بسر کریں گے"
کیپٹن اور افراسیاب نے اسی وقت ڈاکوؤں کو حکم دیا کہ سمندر میں جہاز پر سے چار کشتیاں اتار کر ڈال دی جائیں فوراً چار کشتیاں سمندر میں اتار دی گئیں۔ شمالا اور کیپٹن کے حکم سے سارے ڈاکو ان کشتیوں میں سوار ہو کر سمندر میں ایک طرف روانہ ہو گئے۔ کچھ دیر تک ان کی کشتیاں نظر آتی رہیں۔ پھر نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔
افراسیاب نے شمالا سے کہا،
"دیکھا بہن شمالا۔ کیسی ترکیب سے کام لیا"
کیپٹن نے اب افراسیاب سے شمالا کا تعارف کروایا۔ اس دوران میں سامری جادوگر خاموش کھڑا رہا۔
کیپٹن نے کہا،
"سامری! اب تیرا یہاں کوئی کام نہیں تو واپس چلا جا"
کیپٹن نے منتر پڑھ کر پھونکا اور سامری جادوگر غائب ہو گیا اس کے بعد شام ہونے لگی تھی۔ شمالا کیپٹن اور افراسیاب نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر کیپٹن نے کہا:
"ان ڈاکوؤں کا ایک خزانہ بھی ہے۔ میرے خیال میں وہ خزانہ ہمیں شمالا کو دے دینا چاہیے۔"
شمالا پہلے تو نہ مانی مگر کیپٹن اور افراسیاب کے مجبور کرنے پر راضی ہو گئی۔ جزیرے پر رات کا اندھیرا چھانے لگا تھا شمالا تو غار میں جا کر سو گئی۔ افراسیاب اور کیپٹن کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔ پھر افراسیاب نے کہا:
"یہ قبر کے خزانے والی بات مجھے بڑی پراسرار لگتی ہے کیپٹن بہن؟"

WWW.PDFBOOKS

کیٹی بولی "یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔ کسی قبر میں کوئی خزانہ نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو شاہ ہمیں ضرور بتا دیتا۔"

افراسیاب بولا "میں یہ نہیں کہتا کہ شاہ نے ہمیں بتایا نہیں۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ کسی بادشاہ کا چھپایا ہوا خزانہ کسی قبر میں دفن نہیں ہے لیکن یہ بات ہے بڑی پُراسرار کہ ایک قبر میں مُردے کے ساتھ خزانہ بھی دفن ہو۔"

کیٹی نے کہا "اچھا اب تم زیادہ باتیں نہ کرو اور اپنے خیمے میں جا کر آرام کرو۔"

"اور تم کہاں جاؤ گی؟" افراسیاب نے پوچھا۔

کیٹی بولی "میں تاروں بھری رات میں جزیرے کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔"

کیٹی یہ کہہ کر غار سے باہر نکل گئی۔ انھوں نے یہی فیصلہ کر رکھا تھا کہ دوسرے دن صبح شاہ کو بادبانی جہاز میں بٹھا کر واپس ہندوستان اس کے گھر لے چلیں گے۔ افراسیاب کو بھی نیند نہیں آ سکتی تھی۔ کیونکہ وہ ماضی کے زمانے کا آدمی تھا۔ کچھ دیر پہلو بدلتا رہا۔ پھر سوچا کہ کیوں نہ میں بھی جزیرے کی سیر کر لوں۔ چاندنی رات میں جزیرہ سچ مچ بڑا خوب صورت لگتا ہوگا۔

اور پھر کیٹی بھی باہر ہی گھوم رہی ہے۔ اس کے ساتھ مل کر سیر کروں گا۔ اور اس سے باتیں بھی کروں گا۔ یہ سوچ کر افراسیاب غار سے نکل کر جزیرے کے درختوں میں آ گیا۔ درختوں سے گزرا اور سامنے اونچے نیچے پتھر کے ٹیلوں کے پیچھے سمندر دور تک اندھیری رات میں بالکل سیاہ نظر آ رہا تھا۔ افراسیاب نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر کتنے ہی تارے چمک رہے تھے۔ مگر جزیرے پر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس خیال سے کہ شاید کیٹی بھی اس سے مل جائے افراسیاب نے سمندر کے کنارے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

دوسری طرف کیٹی اس جزیرے کی چاندنی رات میں سیر کرتے دور نکل گئی۔ یہاں اتنے بڑے بڑے درخت تھے کہ ان کے نیچے اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ ان گھنے درختوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اچانک کیٹی کو ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی نے اس کے بالکل قریب آ کر گہرا لمبا سانس لیا ہو۔ کیٹی نے پہلے یہ خیال کیا کہ شاید کوئی سانپ وغیرہ خشک پتوں پر سے گزرا ہوگا اور یہ اس کی آواز تھی۔ وہ چند قدم چلی تو پھر وہی آواز سنائی دی۔ آواز بالکل صاف تھی۔ کسی نے اس کے بالکل قریب آ کر گہرا سانس لیا تھا۔ کیٹی رُک گئی۔ وہاں گھنے درختوں کے درمیان گہرا اندھیرا چھا رہا تھا۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاندنی کی کرنیں درختوں کی گنجان شاخوں میں سے نیچے نہیں آسکتی تھیں۔ کیٹی نے اندھیرے میں چاروں طرف ایک نگاہ ڈالی اسے وہاں کوئی ایسا انسان دکھائی نہ دیا جس نے سانس بھرا ہو اس نے مسکرا کر سر جھٹک دیا اور اپنے آپ سے کہنے لگی کہ مجھے بھی خوامخواہ وہم ہو رہا ہے جب یہاں کوئی انسان ہی موجود نہیں ہے تو پھر سانس کون لے سکتا ہے شاید یہ میرے اپنے سانس کی آواز تھی۔ اب وہ درختوں کے اندھیرے سے باہر نکلنے کے لئے دوسری طرف چلنے لگی یہ جگہ واقعی بڑی پراسرار تھی۔ جس طرف وہ جا رہی تھی اس طرف درختوں کی ٹہنیاں نیچے تک جھکی ہوئی تھیں اور زمین کو چھو رہی تھیں۔

کیٹی ابھی ان درختوں سے چند قدم کے فاصلے پر تھی کہ اسے ایک سفید انسانی سایہ درختوں میں دکھائی دیا۔ یہ سایہ بہت مدھم اور پھیکا تھا اور آہستہ آہستہ جیسے گھسٹ گھسٹ کر آگے جا رہا تھا۔ کیٹی رک گئی اور سفید انسانی سائے کو غور سے دیکھنے لگی۔ اب اسے پھر وہی لمبے سانس لینے کی آواز آنے لگی۔ سفید سایہ جیسے خواب میں چل رہا تھا وہ درختوں میں ایک جگہ پہنچ کر رک گیا پھر اس نے جھک کر زمین کو دیکھا اور غائب ہو گیا۔ کیٹی سفید سائے کے معمے کو حل کرنے کے لئے اس درخت کی طرف بڑھی جہاں سفید سایہ غائب ہو گیا تھا۔ جزیرے کی رات بے حد خاموش اور سنسان تھی۔ کسی خشک پتے کے گرنے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی دبے پاؤں چلتی جب درخت کے پاس آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہاں ایک چبوترے پر قبر بنی ہوئی ہے سفید انسانی سائے نے جھک کر اسی قبر کو دیکھا تھا۔ کیٹی اندھیرے میں بھی قبر پر اگی ہوئی خشک گھاس کو صاف دیکھ سکتی تھی۔ یہ قبر بہت پرانی لگ رہی تھی اور قبر کے پتھر کئی جگہوں سے اکھڑ گئے تھے۔ کیٹی نے سوچا کہ کہیں خوامخواہ وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے بہتر یہی ہے کہ سفید سائے کے معمے کو حل کرنے کی بجائے وہ واپس افراسیاب اور شمالا کے پاس غار میں چلی جائے۔ وہ واپس مڑنے لگی تو اسے دو انسانوں کے سرگوشیوں میں باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔

کیٹی کے قدم وہیں رک گئے۔ اس نے کان لگا کر سنا۔ سرگوشیوں کی آوازیں قبر کے اندر سے آ رہی تھیں۔ یا خدا! یہ کیا ہے۔ کیا اس قبر میں دو زندہ انسان دفن ہیں؟ کیٹی چبوترے پر چڑھ کر قبر کے پاس بیٹھ گئی اور پراسرار آوازوں کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ بہت جلد اسے علم ہو گیا کہ ان

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے ایک آواز مرد کی اور دوسری آواز کسی عورت کی تھی مگر لفظ ابھی تک کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے کہ سرگوشیاں آہستہ آہستہ ڈوب ہوتی چلی گئیں۔ پھر قبر کے اندر اور باہر پہلے ایسا گہرا سناٹا چھا گیا۔ اب کیٹی کا تجسس بیدار ہو گیا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس قبر کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اس نے قبر کا چاروں طرف سے اچھی طرح سے جائزہ لیا۔ قبر کے سرہانے کی جانب اسے ایک پتھر آدھا باہر نکلا ہوا نظر آیا۔ کیٹی نے پتھر کو پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ وہاں ایک تاریک شگاف بن گیا۔ کیٹی نے قبر کے شگاف کے اندر منہ ڈال کر دیکھا کہ اندر سیاہ گہرا سیاہ گھپ اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اس اندھیرے نے پہلی بار کیٹی کو بھی کچھ دکھائی نہ دیا۔ اس نے سر قبر سے باہر نکال لیا۔ قبر کی اندھیری فضا میں اسے عجیب سی گہری اور بوجھل بوجھل خوشبو محسوس ہوئی تھی۔ یہ خوشبو ان جڑی بوٹیوں کی تھی جو پرانے زمانے میں مُردہ لاشوں پر لگا کر دفن کیا جاتا تھا۔ کیٹی واپس جانے کے بارے میں سوچنے لگی۔ وہ قبر کے شگاف پر پتھر دوبارا لگانے ہی لگی تھی کہ اسے پھر وہی گہرے اداس سانس کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے پتھر کو وہیں چھوڑا اور اب کچھ زیادہ جھک کر قبر کے اندر دیکھنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنا جسم قبر کے شگاف کے اندر جھکایا ہی تھا کہ جیسے پیچھے سے کسی نے اسے دھکا دیا اور وہ قبر کے تاریک اندھیرے میں گر پڑی۔

کیٹی ہڈیوں کے ایک ڈھانچے کے اوپر گری اور جلدی سے اٹھ کر قبر کے شگاف میں سے باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ قبر کا شگاف اپنے آپ بند ہو گیا اور کیٹی اندھیری قبر میں بند ہو کر رہ گئی۔ گھبرانے کی بجائے کیٹی نے ہاتھ پھیلا کر قبر کی دیواروں کو ٹٹولا۔ یہ قبر قد آدم تھی۔ یعنی اتنی گہری تھی کہ اندر ایک آدمی سیدھا کھڑا ہو سکتا تھا۔ قبر کی چوڑائی دس گیارہ فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ قبر کی دیواروں میں سے درختوں کی جڑیں باہر کو نکلی ہوئی ہیں۔ اور قبر کے اندر جگہ جگہ جالا لگا ہوا ہے۔ کیٹی کو ابھی تک اندھیرے میں صاف صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایسا اندھیرا کیٹی نے پہلے شاید ہی کبھی دیکھا تھا۔ اس نے جھک کر اپنے پاؤں کے نیچے آئے ڈھانچے کی ہڈیوں کو ٹٹولا۔ یہ کوئی انسانی ڈھانچہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد کیٹی پر یہ راز کھلا کہ اس قبر میں ایک دوسرا انسانی ڈھانچہ بھی موجود ہے۔ یہ دونوں انسانی ڈھانچے ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ زمین پر پڑے تھے۔ ان کی کھوپڑیاں ایک دوسری کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ یہ دونوں انسان اکٹھے دفن کئے گئے ہیں۔ کیٹی پر ابھی تک یہ منکشف نہیں ہو سکا تھا کہ باہر سے قبر میں اسے دھکا کس نے دیا تھا۔ کیٹی نے تاریک

SFREE.PK

باہر پھر قبر سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہی۔ یہاں اس کی خلائی طاقت بھی جیسے جواب دے گئی تھی کیٹی نے دیوار کو ایک بار پھر ٹٹولا۔ اسے ایک جگہ دیوار میں لکڑی کا تختہ لگا ہوا محسوس ہوا۔ کیٹی نے تختے کو دھکا دیا تو وہ دوسری طرف کھل گیا۔

○

قبر کے اندر تختے کے پیچھے کیا تھا؟
اس کے لیے عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۷۰
"لاش ناگ" میں پڑھیے۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسپکٹر اشتیاق اور انکل جاسوس احمد یار خان کے کارنامے

ڈراپ سین

مصنف: امتیاز علی

- ہر روز کسی سڑک پر لاش ملنے لگی
- موت کا پھندا کس نے بنایا؟
- اس ورکشاپ کا مالک کس چکر میں تھا؟
- انسپکٹر اشتیاق اور احمد یار خان بوکھلا اٹھتے ہیں۔
- "مجھے کوئی گرفتار نہیں کر سکتا" قاتل کا چیلنج
- دھما دھم مست قلندر سارے جیل کے اندر۔ یہ نعرہ کون لگاتا ہے؟

سسپنس سے بھرپور جاسوسی ناول

جو آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

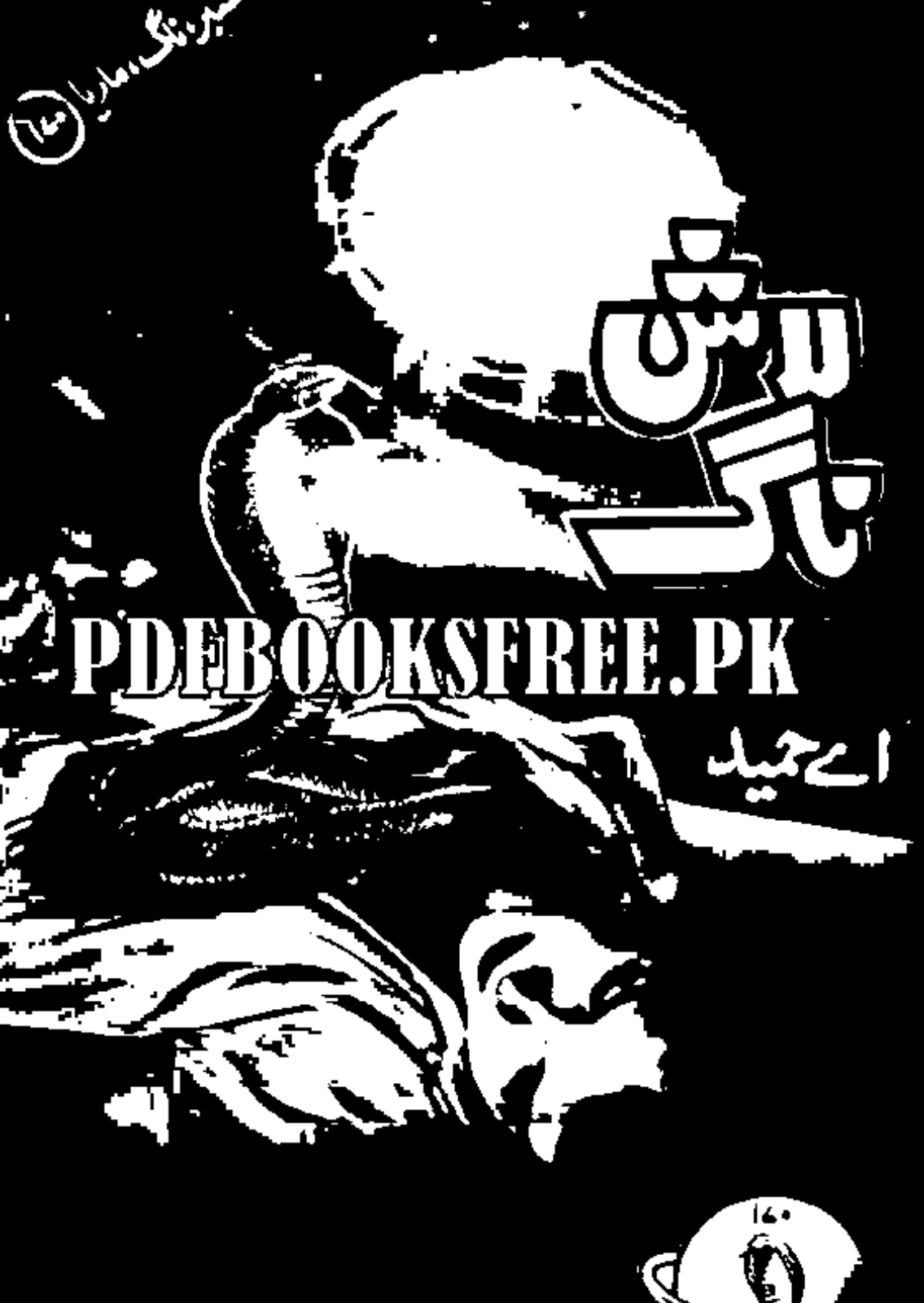
لاش ناگ

اے حمید

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

لاش ناگ

اے حمید

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

کیٹی ایک ایسے محل کے سامنے ہے جو اُسی تیزی سے اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور کیٹی اُس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ کیٹی وہ منتر بھی بھول چکی ہے جس کے ذریعے اُس نے اپنی مدد کے لیے افراسیاب کو بُلایا ہوا تھا۔ اس وقت اُسے افراسیاب کی مدد کی سخت ضرورت تھی۔ لیکن منتر ہے کہ اُسے یاد ہی نہیں آ رہا۔ وہ اپنی پریشانی کے ساتھ ساتھ اس لیے بھی پریشان تھی کہ اگر اُسے وہ منتر یاد نہ آیا تو افراسیاب اپنی پرانی دنیا میں واپس نہ جا سکے گا۔ کیا کیٹی محل کی کشش سے بچ سکی۔ یا وہ بھولا ہوا منتر یاد کر سکی۔ پڑھ کر دیکھیں

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴، این راہ چمن سمن آباد لاہور

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

ناشر : عدنان سلیم
ضمیر پبلی کیشنز، حاجی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- سنسان محل
- اژگر سانپ
- مَیں سانپ بن جاتا ہوں
- چمگادڑ دیوتا
- لاش باگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سنسان محل

قبر کی دیوار کا تختہ کھل گیا تھا۔

کیٹی کو دوسری طرف سے تازہ ہوا کے ساتھ پراسرار سی خوشبو آئی۔ دوسری طرف اندھیرا اتنا گہرا نہیں تھا وہاں دھندسی پھیل ہوئی تھی۔ اس دھند میں کیٹی کو انسانی سائے چلتے پھرتے نظر آئے۔ کیٹی کے لئے قبر پہلے ہی بند ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی پوری طاقت سے قبر کے پتھر کو اوپر سے ہٹانے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی تھی۔ قبر سے نکلنے کا یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔ چنانچہ کیٹی قبر کی اس کھڑکی میں سے دوسری طرف آگئی۔ اس کے پاؤں کسی نرم نرم چیز سے ٹکرائے بہت جلد اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے پاؤں کے نیچے ریشمی قالین بچھا تھا۔ قالین پر قدم رکھتے ہی اندر دھند میں حرکت کرتے انسانی سائے وہیں رک گئے۔ یہ تین چار سائے تھے جو سفید اور دھندلے دھندلے سے ایک سایہ کیٹی کی طرف بڑھا۔ کیٹی کو اب اس سائے کا سانس سنائی دینے لگا۔ یہی وہ سانس تھا جس کی آواز کیٹی نے قبر کے باہر درختوں میں سے گذرتے ہوئے سنی تھی۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تب کیٹی نے پوچھا:

"تم لوگ کون ہو؟ مجھے یہاں کس نے قید کیا ہے؟
کیا تم عالم ارواح کی مخلوق ہو؟"

انسانی سایہ کیٹی کے قریب آکر رک گیا۔ اس سائے کی آنکھیں ایسی تھیں جیسے پانی میں ڈوبی ہوئی ہوں۔ اس کے ہونٹ کان اور ناک نظر نہیں آرہے تھے۔ سر بھی پورا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کیٹی نے جب دوسری بار اپنا سوال دہرایا تو انسانی سائے نے گھوم کر اپنے پیچھے کھڑے سایوں کی طرف دیکھا۔ ان میں سے ایک سائے نے اپنا سفید دھندلا ہاتھ بلند کیا۔ ایک بجلی سی چمک کر بجھ گئی اور کیٹی کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں اس کی آنکھیں تیز روشنی کی وجہ سے اپنے آپ بند ہو گئیں۔ جب دوبارہ کیٹی نے آنکھیں کھولیں تو وہ اس قبر میں نہیں تھی۔

کیٹی نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ ایک صحرا میں کھڑی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ ریت کے اونچے نیچے ٹیلے اس کے چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے۔ ایک ٹیلے کے اوپر زرد اور اس چاند عجیب نظروں سے اسے تک رہا تھا۔ آسمان پر کہیں کہیں کوئی اکا دکا تارا ٹمٹما رہا تھا۔ چھلاوے نے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ غمگین سی پراسرار دھندلی کا چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی کو یقین نہیں آرہا تھا۔ کہ وہ قبر سے نکل کر واقعی اس صحرا میں آگئی ہے جس کے بارے اس نے کبھی نہیں دیکھا

تھا۔ اس طلسمی بیک خانہ کے خیال آیا جس کو ملکہ بدبخت نے وہ قدیم زمانے کی کسی شخصیت کو اپنی مدد کے لئے بلایا کرتی تھی اس نے سوچا کہ اسے اس شخصیت کو بلانا چاہئے جس نے ویران صحرا سے نکال کر اسے جزیرے پر اطراف سیاب اور شاداب پہنچا دیا۔ وہ منتر پڑھنے لگی تو اسے منتر یاد نہیں آرہا تھا۔ کیٹی نے اپنے ذہن پر بہت زور دیا۔ مگر اسے وہ پراسرار طاقتور منتر بھول چکا تھا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ اس پر کسی طلسم کا اثر ہو چکا ہے۔ وہ خدا کا نام لے کر بدبخت چاند تھا۔ اس ٹیلے کی طرف چلنے لگی کہ شاید یہاں سے نکل جانے کا کوئی راستہ مل جائے۔

ریت نرم تھی۔ کیٹی چلتے چلتے ٹیلے کی چوٹی پر پہنچی تو اسے دور تک ویرانہ ہی ویرانہ دکھائی دیا۔ دھندلی چاندنی میں یہ ویرانہ کسی پراسرار طلسمی محل کی طرح لگ رہی تھی۔ کیٹی نے سوچا کہ شاید اس صحرا میں کوئی انسان رہتا ہو اور وہ اس کی مدد حاصل کرے۔ کم از کم یہی معلوم کر لے کہ وہ کہاں آگئی ہے۔ اور یہ کون سی سرزمین ہے۔ کیٹی ٹیلے کی طرف چل رہی تھی۔ اور منتر یاد کرنے کی بھی کوشش کر رہی تھی۔ مگر منتر تو اس کے دماغ سے جیسے بالکل ہی بھول چکا تھا۔ جوں جوں ٹیلے کی عمارت قریب آرہی تھی کیٹی کے دل پر ایک بوجھ سا پڑتا جا رہا تھا۔ وہ رک گئی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ٹیلے کی طرف جانے کی بجائے کسی دوسری سمت چلے گی۔ اس نے اپنا

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ دوسری طرف موڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ کوئی زبردست طاقت اسے قلعے کی طرف ہی کھینچ رہی تھی۔ کیٹی رک گئی۔ مگر اس کے قدم اپنے آپ قلعے کی جانب اٹھنے لگے۔ کیٹی بے بس ہو گئی تھی۔ اس کے قدم اپنے آپ قلعے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ چاند اب قلعے کی اونچی عمارت کے پیچھے چھپ گیا تھا اور قلعے کا سایہ صحرا کی ریت پر بچھ گیا تھا۔ کیٹی قلعے کے سائے میں آئی تو اس کے قدم اپنے آپ تیز ہو گئے۔ قلعے کے دروازے پر پہنچ کر جیسے کسی طاقت نے اسے دروازے کے اندر دھکیل دیا۔ کیٹی قلعے کے اندر داخل ہو گئی۔ قلعے کے اندر ایک چھوٹا سا محل بنا ہوا تھا۔ مگر اس محل پر موت کی خاموشی چھا رہی تھی۔ کسی کھڑکی کسی روشن دان میں روشنی نہیں تھی۔ ہر طرف اندھیرے کا راج تھا۔ بلکہ پتھریلا راستہ محل کے دروازے تک جاتا تھا۔ کیٹی اس راستے پر چلتی محل کے دروازے کے قریب آئی تو پرانا دروازہ عجیب سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ کیٹی اندر جانے کی بجائے وہیں کھڑی رہی۔ دروازے کے اندر محل کا ایک باغ تھا۔ جس میں زرد اداس روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس باغ کے پیچھے محل کا شاہی برآمدہ تھا۔ کیٹی باغ میں آ گئی۔ یہ اس ویران تھا۔ گھاس بڑھی ہوئی تھی۔ برآمدے کے ستونوں اور دیواروں پر جنگلی بیلیں چڑھ گئی تھیں۔ برآمدے کے فرش پر مٹی اور ریت کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ صاف لگ رہا تھا کہ اس ویران محل میں صدیوں سے کوئی انسان نہیں آیا۔ وہ برآمدے میں سے گزرتی ہوئی ایک زینے تک آئی جو محل کی دوسری منزل کو جاتا تھا۔ کیٹی زینہ چڑھ کر محل کی دوسری منزل کے برآمدے میں آ گئی۔ اس برآمدے کے فرش پر بھی ریت مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ چاروں طرف ایک ایسا سناٹا چھایا ہوا تھا کہ کیٹی کا بھی جی گھبرانے لگا۔ اچانک ایک چیخ کی آواز اس سناٹے کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔

کیٹی ایک بار تو کانپ کر رہ گئی۔ چیخ کی آواز کسی عورت کی تھی۔ برآمدے کے کونے کی طرف سے [illegible] تھی۔ چیخ کے بعد سناٹا اور زیادہ گہرا ہو گیا۔ جو کچھ بھی تھا کیٹی ایک بہادر اور بے خوف لڑکی تھی۔ ویسے بھی وہ خلائی مخلوق تھی اور خبرناک ماریا کے ساتھ وہ کئی ڈراؤنے اور خوفناک مرحلوں سے گزر چکی تھی۔ اس نے یہ معلوم کرنے کی ٹھان لی تھی کہ یہ چیخ کی آواز کس کی تھی۔ شاید کوئی عورت کسی عذاب میں گرفتار تھی اور اسے کیٹی کی مدد کی ضرورت تھی۔ کیٹی برآمدے میں گزرتی اس کمرے کے پاس آ کر رک گئی جو اس برآمدے کا آخری کمرہ تھا۔ کیٹی کے اندازے کے مطابق چیخ اسی کمرے سے بلند ہوئی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور باہر کافی وزنی زنگ آلود پرانا تالا پڑا تھا۔ کیٹی نے تالے کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ تالا ٹوٹ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے اندر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ چرچراتا ہوا کھل گیا۔ اندر کمرے کے درمیان میں ایک پلنگ بچھا تھا۔ جس پر بستر لگا ہوا تھا۔ سامنے والی کھڑکی

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے چاندنی اندر آ رہی تھی۔ باقی دیواروں پر بھاری پردے گرے ہوئے تھے۔ کیٹی آہستہ آہستہ چل کر پلنگ کے پاس آ گئی۔ کھڑکی سے آتی مدھم چاندنی میں پلنگ پر پڑی سیاہ چادر کے نیچے کوئی شے حرکت کر رہی تھی۔

کیٹی چادر کو اٹھانے ہی لگی تھی کہ اس کے کان میں کسی نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

"جلدی سے دیوار والے پردے کے پیچھے چھپ جاؤ نہیں تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔"

یہ جیسے کوئی غیبی آواز تھی۔ اس آواز کے ساتھ ہی باہر برآمدے میں انسانی قدموں کی چاپ سنائی دینے لگی۔ کوئی اندر آ رہا تھا۔ کیٹی تیزی سے دیوار پر گرے ہوئے بھاری پردے کے پیچھے آ کر چھپ گئی۔ یہ پردہ کافی خستہ ہو گیا تھا اور اس میں کئی جگہوں پر سوراخ بن گئے تھے۔ کیٹی نے ایک سوراخ کے ساتھ آنکھ لگا دی اور دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ یہ کوئی غیبی طاقت ہی تھی جس نے دروازے کو دوبارہ بند کر کے تالا لگا دیا تھا۔ شاید یہ وہی طاقت تھی جس نے کیٹی کو پردے کے پیچھے چھپ جانے کی ہدایت کی تھی۔ باہر سے تالا کھلنے کی آواز آئی۔ پھر چرچراہٹ کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ کیٹی نے دروازے پر نظریں جما رکھی تھیں۔ وہ دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک عورت اور ایک مرد داخل ہوئے۔ دونوں کے جسم سیاہ کالے تھے۔ انہوں نے بے چولے پہن رکھے تھے۔ اور ان کی گردنوں میں ایک ایک سانپ لٹک رہا تھا۔ مرد کے ہاتھ میں ایک بین تھی۔ دونوں پلنگ کے آمنے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ سیاہ فام مرد نے بین بجانی شروع کر دی۔ بین کی آواز پر اس کی گردن میں پڑا ہوا سانپ کھسک کر نیچے پلنگ پر آ گیا اور سرہانے کی جانب کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ سیاہ فام آدمی بین بجائے جا رہا تھا۔ پھر پلنگ پر پڑی سیاہ چادر کے نیچے بھی حرکت ہونے لگی اور بین بجاتے بجاتے سیاہ فام آدمی نے چادر ایک طرف کر دی۔ کیٹی نے دیکھا کہ چادر کے نیچے پلنگ پر ایک ایسی عورت لیٹی ہوئی تھی جس کے سینے پر ایک سیاہ کالا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا بین کی آواز پر جھوم رہا تھا۔

سیاہ فام عورت نے بھی اب اپنی گردن والے سانپ کو پلنگ پر ڈال دیا۔ تینوں سانپ پلنگ پر بے ہوش عورت کے جسم پر رینگنے لگے۔ کتنی دیر تک یہ دہشتناک کھیل جاری رہا۔ پھر سیاہ فام مرد اور عورت نے اپنے اپنے سانپ پلنگ پر سے اٹھا کر اپنی گردن میں ڈالے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ انہوں نے دروازہ بند کر کے باہر تالا لگا دیا۔ اب کمرے میں پلنگ پر لیٹی ہوئی بے ہوش عورت کے سینے پر کنڈلی مار کر بیٹھے ہوئے سانپ نے اپنا پھن گھما کر کمرے میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ کیٹی کو شبہ ہوا کہ شاید سانپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ کیٹی آخر ناگ کی دوست یا بہن تھی۔ وہ اسی سانپ سے مدد لے سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے پردے کے پیچھے کھڑے کھڑے سانپ کی زبان

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی پوچھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟ میں کیٹی تم سے بول رہی ہوں۔ ناگ دیوتا کی بہن ہے۔"

پلنگ والے سانپ نے ایک دم سے اپنا پھن اونچا کر کے پردے کی طرف دیکھا۔ کیٹی پردے سے نکل کر سانپ کے پاس آگئی۔ سانپ کی آنکھیں سبز تھیں اور وہ کیٹی کے چہرے کو ٹکٹکی باندھے تک رہا تھا۔ سانپ بار بار اپنی زبان باہر نکال رہا تھا۔

کیٹی نے ایک بار پھر کہا:

"میں ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ یہ کونسی جگہ ہے اور یہ دو مرد عورت کون تھے۔ یہ جو عورت پلنگ پر بے ہوش پڑی ہے یہ کون ہے؟"

سبز آنکھوں والا سانپ اب بھی ٹکٹکی باندھے اس کی طرف تک رہا تھا۔

کیٹی نے تعجب سے پوچھا:

"کیا تم سانپوں کی زبان نہیں سمجھتے؟"

تب سانپ کے منہ سے سسکار کی آواز نکلی اور اس نے کہا:

"میں حیران ہو رہا تھا کہ ناگ دیوتا کی بہن یہاں کیسے آگئی ہے۔ اب تم یہاں آگئی ہو تو میں تمہیں اس جگہ کے سارے راز بتا دوں گا۔ لیکن ابھی تمہیں یہاں خطرہ ہے میرے ساتھ دوسرے کمرے میں آؤ۔ وہاں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

کیٹی نے پوچھا:

"مگر یہ سارا چکر کیا ہے؟ یہ کون سا ملک ہے؟ کون سی دنیا ہے اور کون سا زمانہ ہے؟"

سبز آنکھوں والے سانپ نے کہا:

"کیٹی بہن! یہ وقت اس قسم کی باتوں کا نہیں ہے یہ لوگ بڑے خونخوار ہیں۔ اگر تمہیں انہوں نے دیکھ لیا تو میں بھی پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔ کیونکہ ان لوگوں پر سانپ کے کاٹے کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میرے ساتھ دوسرے کمرے میں آجاؤ۔"

سانپ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور ایک خفیہ دروازے میں سے گزر کر برآمدے کے آخری کمرے میں آگیا۔ اس کمرے میں کوئی کھڑکی یا روشندان تک نہیں تھا۔ دروازہ بھی پتھر کا تھا۔ جو دیوار کی شکل میں تھا۔ سانپ نے دیوار پر ایک جگہ اپنی پھنکار ماری تھی۔ جس کے بعد دیوار ذرا پیچھے ہٹ گئی تھی۔ کمرے میں لکڑی کا ایک تخت پڑا تھا۔

سانپ نے کہا:

"تم اس جگہ بیٹھو۔ میں تھوڑی دیر بعد آکر تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا اور تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔"

WWW.PDFBOOKS

یہ کہہ کر سانپ جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔ کیٹی نے کوٹھڑی کا جائزہ لیا۔ یہاں کوئی روشندان یا کھڑکی نہیں تھی۔ لیکن اندر ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ روشنی دیوار کے نندھ پتھروں میں سے نکل رہی تھی۔ خدا جانے اندر تازہ ہوا کہاں سے آ رہی تھی۔ کہ کیٹی کو ایک پل کے لئے بھی گھٹن کا احساس نہ ہوا۔ وہ خاموشی سے تخت پر بیٹھ گئی اور سانپ کا انتظار کرنے لگی۔ دوسری طرف سبز آنکھوں والا سانپ کیٹی کو خفیہ کمرے میں بٹھانے کے بعد سیدھا ویران محل کی تاریکی میں بنی اندھیری سیڑھیاں اتر کر چھوٹے سے تہہ خانے میں آ گیا جہاں وہی سیاہ فام عورت اور سیاہ فام مرد زمین پر بیٹھے تھے اور ان کی گردنوں میں وہ سانپ پڑے تھے ان کو کسی جانور کے گوشت کے ٹکڑے کھلا رہے تھے۔ سبز سانپ کو دیکھتے ہی سیاہ فام مرد بولا:

"تم یہاں کس لئے آئے ہو۔!"

سبز سانپ نے کہا:

"اژگر: تمہیں ایک خوشخبری سنانے آیا ہوں۔ ناگ دیوتا کی بہن اس وقت ہماری قید میں ہے۔ ناگ دیوتا سے انتقام لینے کا یہ سنہری موقع ہے۔"

سیاہ فام اژگر اور اس کی سیاہ فام عورت نے چونک کر سبز سانپ کی طرف دیکھا:

اژگر نے پوچھا:

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

سبز سانپ نے کہا:

"عظیم اژگر: تم چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو۔ ناگ دیوتا کی بہن اس وقت محل کے آخری کمرے میں بند ہے۔ اس نے خود کہا ہے کہ وہ ناگ دیوتا کی بہن ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ سانپوں کی زبان بول لیتی ہے اور اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو بھی آتی ہے۔"

سیاہ فام اژگر نے اپنی گردن والا سانپ سیاہ فام عورت کے حوالے کیا اور بولا:

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں جا کر پتہ کرتا ہوں کہ کیا یہ عورت سچ مچ ناگ دیوتا کی بہن ہے۔"

سیاہ فام اژگر سبز آنکھوں والے سانپ کے ساتھ تہہ خانے سے نکل کر ویران محل کے برآمدے میں آ گیا۔ یہاں آتے ہی سیاہ فام اژگر نے کالے سانپ کا روپ بدل لیا۔ سبز سانپ اور وہ دونوں کیٹی والے کمرے میں آ گئے۔ کیٹی نے سبز آنکھوں والے سانپ کے ساتھ ایک کالے سانپ کو دیکھا تو سانپوں کی زبان میں سبز سانپ سے پوچھا۔

"یہ کون ہے جسے تم اپنے ساتھ لائے ہو؟"

سبز سانپ نے کہا:

WWW.PDFBOOKSPK

ناگ دیوتا کی عظیم بہن! یہ کالا سانپ یہاں کا کھوجی ہے
اسے ساتھ لے جاؤ اور تمہارے دنیا میں واپس پہنچنے کے
سارے راستے معلوم ہیں۔"
اژگر یعنی کالے سانپ نے کیٹی کو ادب سے گردن جھکا کر سلام کیا
اور بولا:
"ہاں ناگ دیوتا کی عظیم بہن! میں تمہیں یہاں سے نکال کر تمہاری
دنیا میں پہنچا سکتا ہوں۔"
کیٹی نے سوال کیا:
"لیکن یہ کون سی دنیا ہے؟ یہ کس کا قلعہ ہے اور جو عورت
اس کمرے میں بے ہوش پڑی ہے وہ کون ہے؟"
اژگر سانپ بولا:
"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! یہ مت پوچھو کہ یہ کون سی جگہ
ہے۔ یہ ایسی جگہ ہے کہ یہاں اگر انسان بدقسمتی سے پہنچ
جائے تو پھر زندہ کبھی واپس نہیں نکل سکتا۔ یہ تمہاری
خوش قسمتی ہے کہ تم عظیم ناگ دیوتا کی بہن ہو اور میں
تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔"
پھر اژگر سیاہ فام سانپ نے کیٹی سے اس کا نام پوچھا۔
کیٹی نے اپنا نام بتایا تو مکار اژگر سانپ نے پوچھا:
"ناگ دیوتا کس ملک میں ہوگا؟ تاکہ میں اسی ملک میں
تمہیں یہاں سے نکال کر لے چلوں۔"
کیٹی نے کہا:
"اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن، اتنا اندازہ
ہے کہ وہ اس وقت ملک ہندوستان کے شمالی علاقے
میں کہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ ہمارے دوسرے دوست
اور ساتھی یعنی عنبر ماریا جولی ساٹھ اور تھیو ساٹھ بھی ہوں
گے۔"
اژگر سانپ نے بڑی چالاکی سے ان تمام لوگوں کی خفیہ طاقتوں کے
بارے میں کیٹی سے معلومات حاصل کر لیں۔
پھر کہنے لگا:
"عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی! تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں ہے۔ میں آج منہ اندھیرے آپ کے پاس آؤں گا اور
تمہیں یہاں سے نکال کر ملک ہندوستان کے شمال میں ناگ
دیوتا کو تلاش کر کے اس کے پاس پہنچا دوں گا۔ کیونکہ اب
یہ میرا فرض ہے۔"
کیٹی نے کہا:
"تمہیں اتنی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم مجھے
صرف ہندوستان میں ہی پہنچا دینا۔ آگے میں خود عنبر
ناگ ماریا کو تلاش کر لوں گی۔"

WWW.PDFBOOKSFREE

"یہ کیسے ہو سکتا ہے عظیم ناگ دیوتا کی پیاری بہن!
میں تمہیں ناگ دیوتا کے پاس پہنچا کر آؤں گا۔ یہ
میرا فرض ہے اور میں ہر حالت میں اپنا فرض پورا
کروں گا۔"

کیٹی نے سوچا کہ اس میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ کالا سانپ اس کے ساتھ ناگ تک جاتا ہے تو کیا ہرا۔ یہ تو ایک طرح سے کیٹی کو ناگ کو تلاش کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔

چنانچہ اس نے کہا:

"ٹھیک ہے بھائی۔ تم بے شک میرے ساتھ ہی رہنا مگر تمہارا نام کیا ہے۔ اور کیا تو انسانی شکل اختیار کر سکتا ہے؟"

اژگر سانپ بولا:

"میرا نام اژگر سانپ ہے اور میں بے شک انسانی شکل بدل سکتا ہوں۔"

کیٹی نے سوال کیا کہ تم یہاں سے لے کر کیسے نکلو گے؟

اژگر سانپ نے کہا:

"یہ بات تم مجھ پر ہی چھوڑ دو کیٹی بہن! میں تمہیں لے جاؤں گا جیسے بھی ہو۔ کیونکہ میں اس دنیا سے ہندوستان کی طرف جانے کے سارے راستے جانتا ہوں۔ صرف میرے ساتھ ایک ناگن ہو گی جو ہندوستان کے شمالی علاقے سے اچھی طرح واقف ہے۔"

کیٹی نے ناگن پر بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ اژگر سانپ مزید میرے آنے کا وعدہ کر کے سبز سانپ کے ساتھ چلا گیا۔ سبز سانپ کو اس نے عمل کے کمرے میں ہی رہنے کا حکم دیا اور خود دیرینہ عمل کے تہہ خانے میں سیاہ فام عورت کے پاس چلا گیا۔ اور اسے سارے حالات سنا دی اور کہا:

"ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں کر کے اس سے بدلہ لینے کا سنہری موقع آگیا ہے۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ ہم عنقریب کیٹی کے ساتھ مل کر ہندوستان کے شمالی علاقے کی طرف جا رہے ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ ناگن بن کر رہنا ہوگا۔"

سیاہ فام عورت بولی:

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ ہم ناگ دیوتا کی تلاش میں ہندوستان کے شمالی علاقے میں جا رہے ہیں کیونکہ جس مقام پر ہمیں ناگ دیوتا سے بدلہ لینے کے لئے قربانی کے لئے پیش کرنا ہے وہ بھی ہندوستان کے شمالی علاقے میں یورش پور کے پاس ہی ہے۔"

BOOKSPK.PK

اژگر خوش ہو کر بولا:

"ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ ناگ دیوتا کی بہن اپنے آپ ہمارے پاس آ گئی۔ اس کی وجہ سے ہم ناگ دیوتا کو بڑی جلد تلاش کر لیں گے۔ کیونکہ کیٹی ناگ دیوتا کی خوشبو کو ہم سے زیادہ فضا میں محسوس کر لیتی ہے۔"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے رات کا پچھلا پہر ہو گیا۔ تب اژگر سانپ نے سیاہ فام عورت سے کہا:

"اب تم اپنی جون بدل کر ناگن بن جاؤ۔"

سیاہ فام عورت نے کہا:

"میں لال ناگن کی شکل اختیار کروں گی۔ تم مجھے اسی نام سے پکارنا۔"

دوسرے لمحے سیاہ فام عورت نے اپنے حلق سے ایک پھنکار کی آواز نکالی اور فوراً ایک سرخ ناگن بن گئی۔ اژگر سانپ نے اسے اپنی گردن میں لپیٹ لیا اور سیدھا محل کے کونے والے کمرے میں کیٹی کے پاس آ گیا۔ وہ اس وقت انسانی شکل میں تھا۔ مگر اس نے سیاہ فام آدمی والی شکل نہیں بنا رکھی تھی۔ کیونکہ اس شکل کو کیٹی پہچانتی تھی۔ اژگر سانپ ایک دبلے پتلے کالے آدمی کی شکل میں تھا۔ اس نے جاتے ہی کیٹی کو سلام کیا اور بولا:

"عظیم ناگ کی بہن کیٹی: میں اژگر سانپ ہوں اور اب انسانی شکل میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تمہیں یہاں سے نکال کر ملک ہندوستان کی طرف لے چلوں۔ کیا تم تیار ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"اژگر بھائی! میں تو کب سے تیار بیٹھی ہوں۔"

اژگر کی گردن میں لال سانپ لٹک رہا تھا۔ کیٹی نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

"یہ لال سانپ تمہاری ناگن ہے کیا؟"

اژگر بولا:

"ہاں کیٹی: یہ میری ناگن ہے۔ میں اسے لال ناگن کہہ کر پکارتا ہوں۔ یہ ملک ہندوستان کے شمالی علاقے کو اچھی طرح جانتی ہے۔ تم اس سے سانپ کی زبان میں پوچھ بھ سکتی ہو۔"

کیٹی نے لال ناگن کی طرف دیکھ کر کہا:

"لال ناگن: کیا تم نے ہندوستان دیکھا ہے؟"

لال ناگن نے جو اصل میں سیاہ فام عورت تھی اور ناگ دیوتا کو پکڑ کر اس کو پورش پور کے دیوتا کے آگے قربان کرنے میں سیاہ فام اژگر کے ساتھ ملی ہوئی تھی بڑے ادب سے کیٹی کو سلام کر کے بولی:

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن: میں شمالی علاقے میں کئی بار جا چکی ہوں

WWW.PDFBOOKS.PK

ہندوستان کا یہ حصہ تو میرے نظروں میں ہے۔ مگر کیا تمہیں یقین ہے کہ ٹاک دیوتا وہیں ہوگا؟"

کیٹی کو کیا پتہ تھا کہ یہ معذور مکار انسان ٹاک دیوتا کی سراغرسانی کر رہے ہیں اور وہ ٹاک کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔

اس نے کہا:

"کیوں نہیں: مجھے یقین ہے کہ وہ تبت کے علاقے سے نکل کر ابھی تک شمالی علاقے میں ہی ہوں گے۔"

لال ٹاکن بولا:

"تم بالکل نہ گھبراؤ کیٹی بہن: ہندوستان کے شمال میں ٹیکسلا سے دور۔ پورش پور کے پاس ایک پہاڑی غار ہے جس کے اندر میرا ایک رشتے دار سانپ رہتا ہے اس کے پاس ایک ایسا شیشہ ہے جس میں ٹاک دیوتا جہاں بھی ہوگا ہمیں نظر آجائے گا۔ میں تمہیں اپنے رشتے دار سانپ کے پاس لے چلوں گی۔"

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی:

"جب تو ہم سیدھا اس غار میں ہی جائیں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے اژگر بھائی؟"

اژگر کو تو ساری سازش کا علم تھا۔ بولا:

"بالکل ٹھیک ہے کیٹی بہن: ہم پہلے پورش پور والے اس پہاڑی غار میں ہی جائیں گے۔ اب چلو یہاں سے نکل چلتے ہیں۔"

اژگر نے کیٹی کو ساتھ لیا۔ تہہ خانے کے خفیہ راستے سے نکل کر ایک اندھیری سرنگ میں آگیا۔ اس نے موم بتی روشن کر کے ہاتھ میں تھام رکھی تھی۔ سرنگ کافی تنگ تھی مگر اژگر اس راستے سے واقف تھا وہ دیر تک اس سرنگ میں چلتے رہے۔ آخر سرنگ نے انہیں ایک بہت بڑے پہاڑ کے قریب ایک دریا کے کنارے نکال دیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ پہاڑ کے دامن میں دریا کے ساتھ ساتھ ہری بھری گھاس پھول ہوا میں لہرا رہے ہیں اور نازک ٹہنیوں والے درختوں کی قطار دور تک چلی گئی ہے۔ کیٹی نے خوش ہو کر پوچھا:

"اژگر بھائی! یہ کون سی جگہ ہے؟"

اژگر نے مسکرا کر کہا:

"کیٹی بہن: یہ ہندوستان کا شمالی علاقہ ہے۔ اور اگر ہم اس دریا کے پار جائیں تو ہم ٹیکسلا شہر پہنچ جائیں گے۔"

کیٹی نے اطمینان کا سانس لیا۔ بڑی مشکل سے اسے ایک مصیبت سے نجات ملی تھی۔ اب اسے افراسیاب کا خیال آرہا تھا کہ وہ کہاں ہوگا؟ جزیرے سے نکلا بھی ہوگا کہ نہیں! کیونکہ جب تک کیٹی منتر پڑھ کر اسے پرانے زمانے میں نہیں بھیجتی وہ واپس اپنی دنیا میں نہیں

WWW.PDFBOOKSFR

جا سکتا تھا۔ اچانک کیٹی کو قلیش بیک منتر کا خیال آگیا۔ یہ دیکھ کر اسے سخت ناامیدی اور مایوسی ہوئی۔ کہ اسے ابھی تک وہ منتر یاد نہیں آرہا تھا جس کو سات بار پڑھنے سے وہ قدیم زمانے سے سوائے خدا کے برگزیدہ بندوں کے پیغمبروں اور بزرگ لوگوں کے جس کو چاہے بلا سکتی تھی۔ صرف اس منتر سے وہ خدا کے نیک بزرگ لوگوں اور پیغمبروں کو نہیں بلا سکتی تھی۔ کیٹی کو بڑی پریشانی تھی کہ اس کو وہ منتر یاد کیوں نہیں آرہا ہے اس نے اژگر سے اس بارے میں بات کرنی مناسب خیال نہ کی اور خاموش رہی۔

دریا کے کنارے اسے یونانی اور ہندوستانی لوگ ایک گھاٹ پر بیٹھے نظر آئے۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہ وہ زمانہ ہے جب ٹیکسلا پر سکندر نے حملہ کیا تھا اور یونان کے لوگ یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ یہ دریا کا گھاٹ تھا اور لوگ دریا پار کرنے کے لئے کشتی کا انتظار کر رہے تھے اژگر اور کیٹی بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ اژگر نے لوگوں کے تجسس سے اور ان کے سوالوں سے بچنے کے لئے لال ناگن کو اپنے لمبے کرتے کی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر میں دریا کے دوسرے کنارے سے مسافروں کو لے کر کشتی وہاں آگئی۔ مسافر اتر گئے کشتی خالی ہو گئی اور ادھر کے مسافر کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی مسافروں کو لے کر دریا میں دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہو گئی۔ اژگر اور کیٹی کشتی میں ایک دوسرے کے قریب ہی بیٹھے تھے۔ اچانک لال ناگن اژگر کی جیب سے رینگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ ایک یونانی بوڑھے نے ناگن کو دیکھا اور حیران ہو کر اژگر کی طرف تکنے لگا۔ کیونکہ لال ناگن کے بارے میں اس نے ایک یونانی کتاب میں پڑھ رکھا تھا کہ اگر لال ناگن کو کسی طرح قابو میں کر لیا جائے تو انسان کی عمر لمبی ہو جاتی ہے۔

O

WWW.PDFBOOKS

اژگر سانپ

کشتی دریا کے پار پہنچ گئی۔

سب مسافر اتر کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیٹی بھی اژگر کے ساتھ کشتی سے اتر پڑی۔ اژگر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"وہ جو سامنے ایک ٹیلہ ہے۔ اس ٹیلے کے پار ٹیکسلا کا مشہور شہر آباد ہے جس پر چندر گپت کا راج ہے۔"

کیٹی نے ٹیکسلا کے شہر میں پہنچتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ فضا میں ناگ عنبر ماریا جوہی سانگ اور تھید سانگ کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی۔ مگر اس شہر کی فضا میں ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ کیٹی نے اژگر کو بتایا کہ اس شہر میں ناگ عنبر ماریا میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر وہ ہوتے تو ان کی خوشبو ضرور آتی۔ اژگر نا امید نہیں ہوا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کیٹی بہت جلد ناگ کا سراغ لگا لے گی۔ اور پھر وہ لال ناگن کی مدد سے اسے اپنے قابو میں کر کے دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کی رسم پوری کر جائے گی۔ جس کے معاوضہ میں دیوتا اسے دولت سے مالا مال کر دے گا۔ ناگ سے بدلہ وہ اس لئے لینا چاہتا تھا کہ اس نے اپنے باپ دادا سے سن رکھا تھا کہ ان کے خاندان کا سردار ایک بار ایک خزانے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ کہ ناگ دیوتا نے اسے ڈس کر مار ڈالا۔ یوں ان کے سردار کی جان بھی گئی اور انہیں دولت بھی نہ مل سکی جس کی وجہ سے وہ آج تک غریب چلے آ رہے ہیں۔ یہی کچھ سوچتا وہ کیٹی کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ لال ناگن اس کی صدری کی جیب میں تھی۔ اس کے پیچھے یونانی بوڑھا بھی لگا ہوا تھا۔ جو لال ناگن کو اپنی عربی کرنے کے لئے اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔

کیٹی کسی سرائے میں اتر کر وہاں عنبر ناگ ماریا وغیرہ کا انتظار کرنا چاہتی تھی۔ اژگر کا ارادہ اسے پورشی پور لے جانے کا تھا۔ کیونکہ جس دیوتا پر اس نے ناگ کو قربان کرنا تھا۔ وہ پورشی پور کے قریب ہی ایک ویران مندر کے کھنڈر میں تھا۔ لیکن کیٹی نے کہا کہ وہ کچھ روز ٹیکسلا میں رہ کر عنبر ناگ کا انتظار کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اژگر کو بھی مجبور ہو کر وہاں رہنا پڑ گیا۔

وہ ایک سرائے میں اتر گئے۔ انہوں نے دو کوٹھڑیاں کرائے پر حاصل کر لیں۔ دونوں کوٹھڑیاں ساتھ ساتھ تھیں۔ یونانی بوڑھا ابھی تک ان کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اژگر اور کیٹی کو ابھی تک یہ علم نہیں تھا کہ یہ بوڑھا ان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ بوڑھا یونانی انہیں سرائے میں ٹھہرتا دیکھ کر واپس چلا گیا۔ اب اس نے وہاں

WWW.PDFBOOKSF...

سے تیز تیز چلنا شروع کر دیا۔ وہ سیدھا اپنے مکان پر آگیا۔
یہ یونانی بوڑھا جڑی بوٹیوں کا بڑا ماہر تھا۔ اس کے پاس ایک ایسی
بوٹی تھی کہ اگر اس کی دھونی دی جائے تو آدمی فوراً بے ہوش
ہو جاتا ہے۔ اس نے اس بوٹی کو پیس کر اس کا سفوف بنا رکھا
تھا۔ یونانی بوڑھے نے فقیر کا بھیس بدلا اور رات کا اندھیرا ہونے کا
انتظار کرنے لگا۔ جب رات ہو گئی اور اندھیرا چھا گیا تو وہ فقیر کے
بھیس میں کشکول ہاتھ میں لے کر بھیک مانگتا ہوا اس سرائے میں آ
گیا جہاں اژدر اور کیتی ٹھہرے ہوئے تھے۔

یونانی نے دیکھ لیا تھا کہ اژدر کس کوٹھڑی میں ہے۔ لال ناگن
اژدر ہی کے پاس تھی۔ وہ اندھیرے میں دبے پاؤں چلتا اژدر کی
کوٹھڑی کے عقب میں آگیا۔ یہاں کوٹھڑی کی ایک کھڑکی تھی جو بند
تھی۔ اس کھڑکی کے نیچے سوراخ تھا۔ یونانی نے کان لگا کر سنا اسے
اژدر کے خراٹوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے آہستہ سے کھڑکی کو
دھکیلا۔ کھڑکی کھل گئی۔ یونانی نے جھانک کر اندر دیکھا۔ اژدر چارپائی
پر گہری نیند سو رہا تھا۔ یونانی کو خطرہ تھا کہ اگر لال ناگن نے اسے
دیکھ لیا تو کہیں ڈر کر بھاگ نہ جائے۔ یا اس نے پھنکار ماری
تو اژدر کی آنکھ نہ کھل جائے۔ اژدر نے بے ہوشی کا سفوف
ایک پوٹلی میں باندھ رکھا تھا۔ اس نے پوٹلی کو آگ لگا دی۔
سفوف میں سے دھواں نکلنے لگا۔ یونانی بوڑھے نے پوٹلی کو کوٹھڑی

کے اندر پھینک کر کوٹھڑی کی کھڑکی بند کر دی۔ اور خود وہاں
سے دور چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ واپس آیا۔ کھڑکی کھولی
تو اندر سے دھواں باہر نکلنے لگا۔ یونانی جلدی سے ایک طرف
ہٹ گیا۔ جب سارا دھواں کوٹھڑی میں سے نکل گیا تو وہ کوٹھڑی
میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ اژدر اسی طرح سو رہا ہے۔
اصل میں وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس نے اس کی صدری کے
اندر ہاتھ ڈالا۔ لال ناگن جیب میں تھی۔ مگر وہ بھی بے ہوش
ہو چکی تھی۔ یونانی بوڑھے کی خوشی سے آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس
نے لال ناگن کو رومال میں باندھا اور جدھر سے آیا تھا ادھر
کو بھاگ گیا۔

رات کے اندھیرے میں ہی وہ اپنے مکان پر پہنچ گیا۔ اس
یونانی کے پاس ایک ایسی چمکیلی بوٹی کا سفوف بھی تھا کہ اگر اسے ایک
سنگھ کے برابر کسی کے منہ میں ڈال دیا جائے تو وہ انسان یا جانور اپنی
یادداشت بھول جاتا تھا۔ اسے یہ خبر نہیں رہتی تھی کہ وہ کون ہے
اور اس کے پاس کون کون سی طاقت ہے۔ یونانی کو معلوم تھا کہ سانپ
کے پاس ایک ہی طاقت ہوتی ہے کہ وہ ڈس کر دشمن کو ہلاک
کر ڈالتا ہے اور سانپ کو اس طاقت کا احساس اس کی یادداشت
کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر اس کی یادداشت ختم کر دی جائے تو
سانپ کو یہ یاد ہی نہیں رہے گا کہ وہ ڈس سکتا ہے۔ اس کو اپنی

.PDFBOOKSFREE.PK

طاقت کا احساس نہیں رہے گا۔ [illegible] بھی ایک سانپ ہی تھی۔
یونانی سب سے پہلے اس کی یادداشت ختم کر دینا چاہتا تھا تاکہ
کسی مرحلے پر وہ اسے بے خبری میں ڈس نہ دے۔ اگرچہ یونانی کے
پاس سانپ کے کاٹے کا تریاق موجود تھا مگر ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ یہ
لال ناگن اتنی زہریلی ہو کہ اس کے کاٹنے کے بعد یونانی کو اتنی
مہلت ہی نہ مل سکے کہ وہ تریاق استعمال کر سکے۔ چنانچہ اس
نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ لال ناگن کو کپڑے میں سے
نکال کر اس کا منہ کھولا اور اس میں چمکیلی بوٹی کے سفوف
کو پانی میں گھول کر ڈال دیا۔ اس نے لال ناگن کا منہ بند کر دیا
پھر لال ناگن کو ایک جالی دار چھوٹے سے پنجرے میں بند کر
[illegible] ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ لال ناگن پر بے ہوشی کی دوا کا [illegible]
تک رہے گا۔ اور سورج نکلنے کے بعد وہ ہوش میں آ جائے گی
صبح جب یونانی کی آنکھ کھلی تو سورج کب کا نکل چکا تھا۔ وہ جلدی
سے لال ناگن کے پنجرے کے پاس آ گیا۔ لال ناگن کو ہوش آ چکا
تھا مگر وہ بے حد سست اور بے حس ہو کر بیٹھی تھی۔ یونانی نے
پنجرے کا دروازہ کھول کر کپڑے کو اس کے آگے کر دیا۔ مگر
لال ناگن نے اس کپڑے کو نہ ڈسا۔ چمکیلی بوٹی اپنا اثر دکھا چکی
تھی۔ لال ناگن کی یادداشت معطل ہو چکی تھی۔ یونانی نے اب
اپنی انگلی [illegible] کے کر دی۔ تریاق اس نے [illegible]

پاس رکھ لیا تھا۔ مگر لال ناگن نے یونانی کی انگلی کو بالکل نہ
کاٹا۔

حقیقت بھی یہ تھی کہ لال ناگن اپنی یادداشت کھو چکی تھی
اسے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ وہ سیاہ فام عورت ہے اور اژگر
کے ساتھ ناگ دیوتا کو قابو میں کرنے اور اسے پورش پور کے
دیوتا پر قربان کرنے کے لئے ٹیکسلا آئی تھی۔ اور ایک سرائے
میں کیٹی کے ساتھ ٹھہری تھی۔ وہ یہ بھی بھول گئی تھی کہ وہ
سانپ ہے اور اس کا کام ہی کاٹنا ہے۔ اور ڈسنا ہے
جب یونانی کو مکمل طور پر یقین ہو گیا کہ لال ناگن مکمل طور پر اس
کے قبضے میں آ گئی ہے تو وہ اسے لے کر شہر سے دور پہاڑی
کے ایک ویران خشک کنوئیں میں آ گیا۔ اس کنوئیں کے اندر
اس نے ایک خاص کوٹھڑی بنا رکھی تھی جہاں وہ جڑی بوٹیوں
کے تجربے کرتا رہتا تھا۔ اس نے لوہے کو سونا بنانے
والی بوٹی بھی تلاش کر لی تھی۔ [illegible] اب بوڑھا ہو گیا تھا
اور مرنے کے قریب تھا۔ اب سونا چاندی اس کے لئے اسی
بے کار تھا۔ ایک من سونا بھی اس کو بڑھاپے کی موت سے
نہیں بچا سکتا تھا۔ وہ صرف اپنی عمر لمبی کرنا چاہتا تھا۔
زیادہ سے زیادہ دیر تک دنیا میں زندہ رہنا چاہتا تھا
کے لئے ضروری تھا کہ وہ لال ناگن کو قابو میں کرے

WWW.PDFBOOKS

[illegible] کاٹ کر اس پر خاص قسم کی جڑی بوٹیوں کا تیل ملے
[illegible] ناگن کی سری کو اپنی گردن میں لٹکا لے۔ جب تک سانپ
[illegible] سری اس کی گردن میں لٹکی رہے گی۔ وہ مر نہیں سکے گا۔
ویسا ہی کنوئیں میں اترنے کے لئے یونانی نے ایک خفیہ سرنگ
بنا رکھی تھی۔ کنوئیں کے اندر آکر اس نے لال ناگن کو ایک پٹاری
میں بند کیا۔ اور جڑی بوٹیوں کے تیل کی بوتل اپنے قریب رکھ لی۔
اب لال ناگن کو پٹاری سے نکالا اور چاقو سے اس کی گردن
کاٹ کر الگ کر دی۔ اس کے بعد لال ناگن کے سر کو جڑی بوٹیوں
کے تیل سے صاف کیا اور جب ناگن کی سری خشک ہو گئی تو اسے
ڈوری میں باندھ کر اپنی گردن میں لٹکا لیا۔ یونانی بوڑھا اپنی
اس کامیابی پر بہت خوش ہوا۔ کہ اب اس کی عمر لمبی ہو گئی
ہے اور وہ اس وقت تک نہیں مر سکتی جب تک کہ لال
ناگن کی سری اس کی گردن میں موجود ہے۔ وہ اس حقیقت
کو بھولا ہوا تھا کہ موت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ جب اس
کا وقت آجاتا ہے تو وہ آجاتی ہے۔ یونانی ٹیکسلا شہر میں اپنی
بوٹیوں کی دکان پر آکر بیٹھ گیا۔ اور دکانداری میں مصروف
ہو گیا۔

دوسری طرف جب صبح سورج نکلنے کے بعد اژدھا کو
ہوش آیا تو یہ جان کر اس کا رنگ اڑ گیا کہ لال ناگن
غائب تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سو کر نہیں اٹھا بلکہ
بے ہوشی سے ہوش کی دنیا میں آیا ہے۔ وہ بھاگ کر کیٹی
کی کوٹھڑی میں گیا۔ کیٹی ابھی تک سو رہی تھی۔ اس نے کیٹی
کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ جب کیٹی سو کر اٹھی تو اژدھا نے اسے بتایا
بتایا کہ لال ناگن کہیں روپوش ہو گئی ہے۔

کیٹی نے کہا:

"میں ابھی کسی سانپ کو بلا کر اس کے بارے میں
پتہ کرتی ہوں۔"

کیٹی نے سانپ کی آواز میں کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی
دیر میں ایک سانپ حاضر ہو گیا۔ کیٹی نے لال ناگن کے بارے
میں اس سے پوچھا تو وہ بولا:

"ناگ دیوتا کی بہن! میں یہاں کسی لال ناگن کو نہیں
دیکھ رہا۔ ہو سکتا ہے وہ شہر سے باہر جا چکی ہو اور میں
غیب دان نہیں ہوں۔ غیب کا حال تو صرف اللہ
تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔"

کیٹی نے سانپ کو واپس بھیج دیا۔

اژدھا نے کہا:

"کیٹی بہن: یہ تو بُرا ہوا۔ اب میری لال ناگن مجھے صرف
ایک ہی صورت میں مل سکتی ہے کہ ناگ دیوتا بڑے

WWW.PDFBOOKSFREE

شیش ناگ کو حکم کرے کہ لال ناگن جہاں کہیں بھی ہو اسے حاضر کیا جائے۔ اس لئے اب ناگ دیوتا سے میرا ملنا بھی ضروری ہو گیا ہے۔"

کیٹی کہنے لگی:

"میں نے پہلے بھی تمہیں نہیں روکا تھا۔ اب بھی نہیں روک رہی ہوں اژگر بھائی۔ تم نے مجھے ایک دہشت ناک مصیبت سے نکالا ہے۔ میں تمہاری جس قدر بھی خدمت کر سکی کروں گی۔ ناگ ملا تو اسے سب سے پہلے تمہاری سفارش کروں گی۔ تاکہ لال ناگن تمہیں واپس مل جائے۔"

اژگر نے کہا:

"میری رائے میں ہمیں اب یہاں سے آگے چل دینا چاہئے آگے پورش پور کا شہر ہے۔ ہو سکتا ہے ناگ دیوتا سے وہاں ملاقات ہو جائے۔"

کیٹی نے بھی سوچا ٹیکسلا میں رہ کر اب کیا کروں گی۔ ممکن ہے ناگ خنبر ماریا آگے کسی شہر میں ہوں۔ چنانچہ وہ اسی روز اژگر کے ساتھ پورش پور کے لئے روانہ ہو گئی۔ پورش پور وہاں سے ایک دن کے سفر پر تھا۔ پورش پور لانے سے اژگر کا ایک یہ مقصد بھی حل ہو جاتا تھا۔ کہ وہ اس ویران مندر کے قریب آ جاتا تھا جہاں اس نے ناگ دیوتا کو دیوتا کے بت کے آگے قربان کرنا تھا۔ اسے پوری امید تھی کہ ناگ دیوتا وہاں ضرور مل جائے گا۔ وہ جب پورش پور کے قدیم شہر میں پہنچے تو شام کے دئے مکانوں اور دکانوں پر روشن ہو گئے تھے اس شہر میں بھی یونانی اور ہندی لوگوں کی آبادی تھی یہاں بھی وہ ایک سرائے میں آ کر ٹھہر گئے۔

کیٹی نے یہاں آتے ہی فضا میں سونگھ کر دیکھ لیا تھا کہ خنبر ناگ ماریا میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی ہے۔ اژگر نے کہا: کہ ہم یہاں کچھ روز قیام کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ناگ دیوتا کا کوئی سراغ مل جائے۔ شام کو انہوں نے کھانا کھایا اور اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں چلے گئے۔ اژگر کو ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی ایک خلائی مخلوق ہے۔ کیٹی نے یہاں بھی قدیم زمانے سے لوگوں کو بلانے والا منتر یاد کرنے کی کوشش کی مگر اسے وہ منتر بالکل یاد نہ آیا۔ اب وہ پریشان ہو گئی تھی کہ آخر اسے یہ منتر کیوں بھول گیا ہے۔ اسے افراسیاب کا خیال بھی آتا کہ وہ جزیرے سے نکل کر نہ جانے کس طرف چل دیا ہو گا۔

اب ہم تھوڑی دیر افراسیاب کی طرف چلتے ہیں۔ جب کیٹی جزیرے میں گم ہو گئی اور افراسیاب کو اس کا کوئی

WWW.PDFBOOKSFREE

سراغ نہ ملا تو ایک روز اس نے کسی دوسرے ملک میں جانے کا فیصلہ کیا اور اپنی زنبیل میں سے سلیمانی ٹوپی نکال کر سر پر اوڑھی اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی اس نے فضا میں پرواز شروع کر دی۔ جب وہ دوبارہ زمین پر آیا تو اس نے دیکھا کہ یہ سرسبز و شاداب پہاڑیوں کے درمیان ایک ایسی سڑک پر آ گیا ہے جہاں آگے ایک قافلہ چلا جا رہا تھا۔ قافلے کے گھوڑے اور اونٹ اسے دکھائی دیئے۔ افراسیاب دوڑ کر قافلے میں شامل ہو گیا۔ اس نے ایک مسافر سے پوچھا کہ یہ قافلہ کدھر جا رہا ہے؟ اس نے تعجب سے افراسیاب کی طرف دیکھا اور بولا:

"کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ قافلہ ملک ایران کی طرف جا رہا ہے:؟"

افراسیاب نے سلیمانی ٹوپی اتار کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ کہنے لگا:

"بھائی! میں اس علاقے میں اجنبی ہوں۔ قافلے کو دیکھ کر ادھر آ گیا ہوں۔ مجھے بھی ایران ہی کی طرف جانا ہے۔"

افراسیاب نے سوچا کہ اب کیٹی کا ملنا تو مشکل ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ ایران سے ہوتا ہوا اپنے آبائی شہر بغداد چلا جائے۔ چنانچہ وہ قافلے میں شامل ہو گیا۔ جب قافلے کے سالار نے دیکھا کہ ایک مسافر کرایہ ادا کئے بغیر قافلے میں آن شامل ہوا ہے تو وہ افراسیاب کے پاس آ کر بولا:

"تم نے کرایہ ادا نہیں کیا اس لئے میں تمہیں اپنے قافلے کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

اس زمانے میں مسافر جب قافلے کے ساتھ سفر کرتے تھے تو چوروں ڈاکوؤں اور جنگلی درندوں سے محفوظ ہو جاتے تھے کیونکہ قافلے کے ساتھ ایک حفاظتی دستہ بھی سفر کرتا تھا۔ جس کے پاس تلواریں نیزے اور تیر کمان ہوتے تھے۔

افراسیاب ویسے بھی ہوا میں غائب ہو کر سفر کر سکتا تھا۔ مگر اسے ایران کو جانے والے راستے کا علم نہیں تھا۔ وہ راہ میں بھٹک بھی سکتا تھا۔ یہ راستے صرف قافلے والے ہی جانتے تھے۔

افراسیاب نے پوچھا:

"بھائی! تمہارا کرایہ کتنا ہے۔ میں ادا کر دیتا ہوں۔"

قافلہ سالار کہنے لگا:

"شکل سے تو تم مجھے کوئی بھکاری لگتے ہو۔ یا کوئی مسخرے معلوم ہوتے ہو۔ تم اتنی رقم کہاں سے ادا کرو گے۔؟ کیا تم سونے کے سکے ادا کر سکتے ہو۔؟"

WWW.PDFBOOKSER...

اور ایک تھیلی باہر نکال کر قافلہ سالار کے آگے زمین پر الٹ دی۔ تھیلی میں سے سونے کے سکوں کے ساتھ قیمتی اور انمول ہیرے جواہرات بھی باہر گر پڑے۔ ایسے جواہرات سالار قافلہ نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ فوراً معذرت کرنے لگا۔ یعنی عذر پیش کرنے لگا۔ کہ بھائی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے معاف کر دینا۔ میں نے تمہیں غلط سمجھا

افراسیاب کو اچانک خیال آیا کہ وہ تو سلیمانی ٹوپی پہن کر بھی اس قافلے کے ساتھ سفر کر سکتا ہے۔ اس نے فوراً سونے کے سارے سکے اور ہیرے جواہرات زمین پر سے اٹھا کر تھیلی میں ڈالے۔ تھیلی کو زنبیل میں ڈال دیا اور بولا:

"اے گستاخ آدمی! اب میں تجھے کرایہ بھی نہیں دوں گا اور تمہارے گھوڑے پر سوار ہو کر تمہارے قافلے کے ساتھ سفر بھی کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی افراسیاب نے سلیمانی ٹوپی اپنے سر پر پہن لی ٹوپی کے پہنتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ قافلہ سالار نے صرف اس کو اچانک غائب ہوتے دیکھا تو دہشت کے مارے اس کو چکر آ گیا۔ افراسیاب نے اسے دھکا دے کر پرے کیا اور خود گھوڑے پر بیٹھ گیا اور بولا:

"تو مجھے دیکھ نہیں سکتا۔ مگر میں تمہارے گھوڑے پر مزے سے بیٹھا ہوں۔ اور تمہارے قافلے میں شامل ہو گیا ہوں۔ اب قافلے کو لے کر چل۔"

قافلہ سالار تو سخت ڈرا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ گھوڑے کی پیٹھ خالی ہے مگر گھوڑے کی باگیں اپنے آپ اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں اور وہ ایسے چل رہا ہے جیسے اسے کوئی چلا رہا ہے۔ وہ دوسرے گھوڑے پر بیٹھ گیا اور قافلہ اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اسی طرح قافلے کے ساتھ سفر کرتا افراسیاب ملک ہندوستان پہنچ گیا۔ ابھی وہ ٹیکسلا نہیں پہنچا تھا۔ ٹیکسلا ابھی ایک رات اور ایک دن کے سفر پر تھا۔ کہ قافلہ اتناپور کے شہر کی کاروان سرائے میں آ کر رک گیا۔ آج سے دو ہزار برس پہلے اتناپور اس جگہ آباد تھا جہاں آج کل ہری پور ہزارہ ایبٹ آباد ہے۔ اس زمانے میں بھی یہ شہر بڑا خوب صورت تھا۔ اور یہاں چاروں طرف پھل دار باغ تھے اور ان میں پہاڑی چشمے بہتے تھے۔

افراسیاب کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ یہاں عنیز ناگ 'ماریا' جوری سانگ اور تھیو سانگ پہلے ہی سے موجود ہیں۔ افراسیاب ان لوگوں سے ملا نہیں تھا مگر کیٹی کی زبانی اس نے ان کے بارے میں اور ان میں سے ہر ایک کی طاقت کے بارے میں اس کو سب کچھ معلوم ہو چکا تھا۔

WWW.PDFBOOKSF[illegible]

[illegible] ساتھ سفر کرتے اور راستے میں کیٹی کو کھوج لگاتے اتنا پور کافی دنوں کے بعد پہنچے تھے۔ وہ سرائے کی تین کوٹھڑیوں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہیں یہاں آئے دو دن ہو گئے تھے۔ اس دوران میں انہوں نے شہر اتنا پور میں کیٹی کو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔ مگر وہ اسے کہیں نہ ملی تھی۔ اب وہ اگلے شہر جانے کے لئے کسی قافلے کا انتظار کر رہے تھے۔ جب پیچھے سے ایران جانے والا قافلہ آیا تو عنبر نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھائی! میرا خیال ہے کہ یہ قافلہ دو دن یہاں آرام کرنے کے بعد ملک ایران کی طرف جائے گا۔ کیوں نہ ہم ایران چلے جائیں!"

ناگ نے جولی سانگ اور تھیو سانگ کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ ماریا بھی عجیب حالت میں ان کے پاس بیٹھی تھی۔

کہنے لگی:

"ناگ بھیا نے میری طرف اس لئے نہیں دیکھا کہ میں اسے دکھائی نہیں دیتی۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"دکھائی نہیں دیتی ہو مگر تمہاری خوشبو آ رہی ہے اور خوشبو بتا دیتی ہے کہ تم کہاں بیٹھی ہو۔ چلو تم بھی بتلاؤ کہ عنبر نے جو رائے دی ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟"

ماریا بولی:

"جولی سانگ تمہارا کیا خیال ہے!"

جولی سانگ کہنے لگی:

"جب ہمیں سفر ہی کرنا ہے۔ تو ٹھیک ہے ہم ایران کی طرف چلے چلتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں کیٹی سے ملاقات ہو جائے۔ کیوں تھیو سانگ بھیا! تم کیا سوچ رہے ہو۔!"

تھیو سانگ بولا:

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کیٹی بڑے پراسرار حالات میں ہم سے جدا ہوئی ہے۔ ہمارے لئے بھی بہتر ہے کہ وہ جس ملک میں ہم سے جدا ہوئی ہے ہم اسی ملک کی فضا میں رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اسی ملک میں کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گی۔"

عنبر نے کہا:

"تو گویا ہمیں ملک ہندوستان میں ہی رہنا چاہئے اور ایران جانے کا خیال دل سے نکال دینا چاہئے۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.

ناگ بولا:

"میں تھیو سانگ کے خیال کی تائید کرتا ہوں۔ ہمیں اسی ملک میں رہ کر کیٹی کو تلاش کرنا چاہئے۔"

عنبر کہنے لگا:

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم دو ایک روز اس شہر اتنا پور میں ٹھہرتے ہیں۔ اس کے بعد آگے ٹیکسلا چلے جائیں گے۔ وہاں بھی کیٹی کا سراغ نہ ملا تو پھر آگے پورش پور اور وہاں سے گندھارا کے شہر میں آجائیں گے۔ اس عرصے میں خدا نے چاہا تو کیٹی ہمیں ضرور مل جائے گی۔"

ماریا نے کہا:

"بالکل ٹھیک ہے۔"

شام ہونے والی تھی۔ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ سرائے کے باہر ایک جگہ الاؤ روشن کئے بیٹھے تھے۔ اور تھوہ وغیرہ پی رہے تھے۔ موسم سرد تھا۔ اگرچہ انہیں سردی بالکل نہیں لگ رہی تھی لیکن دوسرے مسافروں پر ظاہر کرنے کے لئے کہ انہیں بھی عام انسانوں کی طرح ٹھنڈ لگتی ہے وہ آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھ گئے تھے۔ ویسے بھی ان دوستوں کو کھلی ہوا زیادہ پسند تھی اور کیٹی کی خوشبو کسی طرف سے آتی تو اسے کھلی فضا میں بڑی جلدی محسوس کر سکتے تھے۔ اتنے میں ماریا نے سرائے کے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ کون مسخرا آرہا ہے سرائے میں؟"

عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ افراسیاب کی طرف دیکھنے لگے۔ جو سلیمانی ٹوپی جیب میں ڈالے عجیب شکل بنائے اپنی لمبی گردن کو جھکائے ادھر ادھر دیکھتا سرائے کے مالک کی طرف چلا آرہا تھا۔

ناگ بولا:

"مجھے تو یہ کسی دربار کا مسخرہ لگتا ہے۔"

تھیو سانگ بولا:

"مگر اس کا لباس تو درباری مسخروں ایسا بالکل نہیں ہے۔"

افراسیاب سرائے کے مالک کے پاس جاکر بولا:

"کیوں بھائی سرائے میں ہمیں کوئی کوٹھڑی رہنے کے لئے مل جائے گی۔"

سرائے کے مغرور اور دولت مند مالک نے افراسیاب کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور بولا:

"بابا معاف کر۔ یہاں فقیروں بھکاریوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

WWW.PDFBOOKSFREE

افراسیاب کو سخت غصہ آگیا۔ اس نے فوراً جیب سے سلیمانی ٹوپی نکال کر سر پر پہنی اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی اس نے سرائے کے مالک کی موٹی گردن دبوچ لی اور بولا:

"اب سرائے میں کوٹھڑی دے گا کہ نہیں؟ بول"

سرائے کا مالک خوف کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ عنبر، ناگ ماریا اور جولی سانگ تھیو سانگ نے جب اس دبلے پتلے مسخرے سے آدمی کو ایک دم غائب ہوتے دیکھا تو حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔

ناگ کے منہ سے نکلا:

"میرے خدا! جسے ہم مسخرہ سمجھ رہے تھے وہ تو کوئی زبردست جادوگر ہے۔"

عنبر بولا:

"یہ غائب ہو گیا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"اس نے جیب سے ایک ٹوپی نکال کر پہنی تھی۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"یہ معمہ ماریا ہی حل کر سکتی ہے۔ کیوں ماریا تمہیں یہ آدمی غیبی حالت میں نظر آ رہا ہے کہ نہیں؟"

ماریا نے حیرانی سے کہا:

"بالکل نہیں۔ وہ مجھے بھی نظر نہیں آ رہا۔ اس معمے کو حل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں کہ یہ جادوگر کون ہے؟"

ناگ بولا:

"خبردار رہنا۔ کہیں تم پر بھی طلسم نہ ہو جائے۔"

ماریا نے کہا:

"فکر نہ کرو ناگ۔ میں ابھی واپس آ جاتی ہوں۔"

اور ماریا اچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور جہاں افراسیاب غائب ہوا تھا۔ وہاں پہنچ گئی۔ جونہی وہ افراسیاب کے قریب آئی وہ چونک پڑی۔ اسے اس جگہ سے کیٹی کی ہلکی مدھم خوشبو آ رہی تھی۔ یہ افراسیاب کے کپڑوں سے آ رہی تھی۔ کیونکہ افراسیاب کیٹی کے ساتھ کئی روز سفر کرتا رہا تھا۔ ماریا تیزی سے عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ کے پاس واپس آئی اور جذبات سے بھری ہوئی آواز میں بولی۔

"اس غیبی جادوگر کے جسم سے کیٹی کی مدھم خوشبو آ رہی ہے۔"

یہ سن کر عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ ایک دم ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے۔

WWW.PDFBOOKSFREE

ناگ نے کہا:

"ماریا! تم نے بچے کیٹی کی خوشبو سونگھی تھی؟"

ماریا نے کہا:

"میں کیسے غلط نہیں کہہ سکتی تم خود وہاں جاکر دیکھ لو۔ کیٹی کی خوشبو تمہیں بھی آئے گی۔"

اتنی دیر میں افراسیاب نے سر سے سلیمانی ٹوپی اتار لی تھی اور پھر سے ظاہر ہو گیا تھا۔ اس نے سرائے کے مالک کو جھنجھوڑ کر کہا:

"مجھے بولو: کون سی کوٹھڑی خالی ہے۔"

سرائے کے مالک کو ہوش آگیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ دیئے اور کانپتی آواز میں بولا:

"حضور ساری سرائے آپ کی ہے۔ جس کوٹھڑی میں چاہیں چلے جائیں۔ مجھے بخش دیں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔"

افراسیاب سلیمانی ٹوپی جیب میں ڈالتے ہوئے بولا:

"اب آئے ہو تم سیدھی راہ پر۔ بتاؤ کون سی کوٹھڑی خالی ہے؟"

سرائے کا مالک ڈرتے ڈرتے خود افراسیاب کو ایک خالی کوٹھڑی میں لے گیا اور خود اُلٹے پاؤں باہر نکل آیا۔

عنبر ناگ سے کہا:

"بڑی عجیب بات ہے۔ اس آدمی کے جسم سے کیٹی کی خوشبو کیسے آسکتی ہے؟"

ناگ بولا:

"یہ آدمی کوٹھڑی میں چلا گیا ہے۔ میرا خیال ہے ہم سب کو اس سے جاکر ملاقات کرنی چاہیے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"میرے خیال میں ہمیں صرف ماریا کو اس کے پاس بھیج کر معلوم کرنا چاہیے کہ یہ کون ہے۔ چونکہ ماریا خود غائب ہے اس لئے ہوسکتا ہے یہ پراسرار آدمی اپنے بارے میں ٹھیک ٹھیک بتا دے۔"

تھیمو سانگ بولا:

"تجویز اچھی ہے۔ ماریا تم جاکر پتہ تو کرو، کہیں اس شخص نے کیٹی کو قید تو نہیں کر رکھا ہے۔"

ماریا بولی:

"میں جاکر معلوم کرتی ہوں۔"

عنبر ناگ نے اسے چوکس رہنے کی ہدایت کی۔ ماریا سیدھی افراسیاب کی کوٹھڑی میں آگئی۔ افراسیاب کو بالکل پتہ نہ چلا کہ کوئی نیلی عورت اس کی کوٹھڑی میں موجود ہے۔ ماریا نے

WWW.PDFBOOKSFRE...

سے پہلے یہی پتہ کرنا چاہتی تھی کہ اس آدمی کو اس کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے کہ نہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ شخص خاموش اور بے فکری سے تخت پر ٹانگ پر ٹانگ دھرے لیٹا ہے تو ایک بات صاف ہو گئی کہ اس آدمی کے پاس کوئی ایسا طلسم نہیں ہے جس کی مدد سے وہ دوسرے غیبی شخص کی موجودگی کا پتہ چلا سکے۔ اب ماریا نے ہاتھ آگے بڑھا کر افراسیاب کی جیب سے سلیمانی ٹوپی کھینچ لی۔ کیونکہ اس ٹوپی کو پہن کر ہی وہ غائب ہوا تھا۔

افراسیاب کو فوراً احساس ہو گیا کہ کسی نے اس کی جیب سے ٹوپی نکال لی ہے وہ ماریا کو واقعی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اب جب ٹوپی غائب ہوتے دیکھی تو گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اور چاروں طرف دیکھ کر بولا:

"کیا تم کوئی جن بھوت ہو؟ اگر جن بھوت ہو تو میری بات غور سے سنو۔ میرا نام افراسیاب ہے۔ اور میں آج سے ایک ہزار برس پہلے کے زمانے سے اس زمانے میں آیا ہوں۔ آیا نہیں بلکہ لایا گیا ہوں میری ٹوپی واپس کر دو نہیں تو میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے تمہاری شکائت کروں گا۔"

ماریا کو ہنسی آ گئی۔ کیونکہ اس نے افراسیاب کی چالاکیوں کے بڑے قصے سن رکھے تھے۔

اب اس نے زبان کھولی اور پوچھا:

"پہلے میرے سوال کا جواب دو گے تو پھر تمہاری ٹوپی واپس ملے گی۔"

افراسیاب چونک پڑا:

"ارے تم تو کوئی چڑیل ہو۔ اچھا۔ کوئی بات نہیں میں روز رات کو ایک چڑیل بھون کر کھاتا ہوں بس آج رات کا کھانا آ گیا ہے اور تم اپنی خیر مناؤ۔ میں تمہیں کڑاہی میں بھون کر کھاتا ہوں نہیں تو میری ٹوپی مجھے واپس کر دو۔"

ماریا نے اب سیدھا سوال کر دیا۔

"افراسیاب! مجھے یہ بتاؤ یہ کہ تمہارے کپڑوں میں سے کیٹی کی ہلکی ہلکی خوشبو کیوں آ رہی ہے۔"

اب افراسیاب نے بھی ایک سوال کر دیا۔

"کیا تم ماریا ہو؟"

ماریا تو مارے حیرت کے اچھل پڑی۔

"تمہیں۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں ماریا ہوں؟"

افراسیاب نے مسکراتے ہوئے کہا:

"مجھے خود کیٹی نے بتایا تھا کہ میری ایک بہن ماریا بھی ہے۔

WWW.PDFBOOKSFREE

[redacted] جولی سانگ
اور تھیو سانگ کے بارے میں بھی بیٹی نے سب کچھ
بتا دیا تھا۔"

ماریا ہکا بکا ہو کر رہ گئی۔ اس نے جلدی سے سلیمانی ٹوپی
افراسیاب کو واپس کر دی اور بولی:

"افرا بھائی: خدا کے لئے بتاؤ کہ کیٹی ہماری بہن
کہاں ہے! ہم سب لوگ اس کے لئے بے حد
پریشان ہے۔"

افراسیاب نے پوچھا۔

"کیا عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ بھی اسی شہر
میں موجود ہیں؟"

ماریا نے کہا:

"اسی شہر میں ہی نہیں بلکہ وہ اسی سرائے میں موجود
ہیں۔ تم جلدی سے مجھے کیٹی کے بارے میں بتاؤ کہ وہ
کہاں ہے؟ وہ خیریت سے تو ہے نا؟"

افراسیاب کہنے لگا:

"ماریا بہن: یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ کیٹی کیسے مجھے
ملی۔ ہم تم لوگوں کی تلاش میں کہاں کہاں بھٹکتے پھرے
اور پھر نہ جانے کیا ہوا کہ کیٹی اچانک غائب ہو گئی۔"

ماریا نے آہ بھر کر کہا:

"افرا بھائی: میرے ساتھ آؤ عنبر ناگ جولی سانگ
اور تھیو سانگ کو بلا کر ساری کہانی سناؤ۔"

افراسیاب کو لے کر ماریا اپنے دوستوں کے پاس آ گئی
آتے ہی ماریا نے کہا:

"عنبر بھیا: یہ افراسیاب ہے۔ کیٹی اس کے ساتھ
کئی دنوں تک ہماری تلاش میں ماری ماری پھرتی رہی
ہے۔"

افراسیاب نے عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ سے ہاتھ
ملایا اور بولا:

"تم دوستوں سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔
کیٹی نے تم لوگوں کے بارے میں مجھے اتنا کچھ بتایا ہوا
ہے کہ اب تم مجھے اجنبی نہیں لگتے۔ اپنے بھائی بہن
ہی لگتے ہو۔"

عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ افراسیاب کو اپنے ساتھ
لائبریری میں لے آئے۔ یہاں بیٹھ کر افراسیاب نے شروع سے لے
کر آخر تک ساری کہانی سنا ڈالی۔ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور
تھیو سانگ بڑے غور سے سنتے رہے۔ جب افراسیاب نے کہانی
کے پیچھے واقعات ختم کئے تو عنبر نے پوچھا:

WWW.PDFBOOKSFREE

"اگر کیٹی کے پاس ایسا منتر ہے جس کو پڑھ کر وہ پرانے زمانے کے کرداروں کو بلا سکتی ہے تو وہ ہمارے پاس کسی کی مدد حاصل کر کے پہنچ سکتی تھی۔"

افراسیاب بولا:

"میرا خیال ہے کہ کیٹی کسی ایسی مشکل میں پھنس گئی ہے کہ اس منتر کا اثر ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر ایسی بات ہو گئی تو میں تو کبھی دوبارہ اپنے وطن بغداد نہیں جا سکوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"گھبراؤ نہیں دوست۔ ایسی بات نہیں ہو گی۔ کیٹی اگر منتر بھول بھی جائے گی تو اسے پھر یاد آ جائے گا۔ ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہو گی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیٹی کا کس شہر میں جا کر انتظار کیا جائے۔"؟

عنبر ناگ مدیا جولی سانگ اور تھیو سانگ سوچ میں پڑ گئے۔ افراسیاب کا ذہن بھی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ کچھ دیر کو کوٹھڑی میں خاموشی چھائی رہی۔ کسی نے کسی سے کوئی بات نہ کی۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور سرائے کا مالک افراسیاب کی طرف دیکھ کر ہاتھ باندھ کر بولا:

"حضور! آپ کا کھانا آپ کی کوٹھڑی میں لگا دیا گیا ہے۔"

○

WWW.PDFBOOKSER...

میں سانپ بن جاتا ہوں

افراسیاب نے ڈانٹ کر کہا:

"وقت برباد نہ کرو۔ دیکھتے نہیں ہم سوچ رہے ہیں!"

سرائے کا مالک بوکھلا کر بولا:

"دیکھ رہا ہوں حضور! جاتا ہوں۔ آپ مجھے معاف کر دیں۔"

سرائے کا مالک اپنی توند سنبھالتا باہر نکل گیا۔ افراسیاب ہنس کر کہنے لگا:

"یہ کم بخت مجھے سرائے میں گھسنے نہیں دیتا تھا۔ اس کو ایسا شعبدہ دکھایا کہ اب آگے پیچھے پھر رہا تھا۔"

عنبر بولا:

"اگر تم یہ شعبدہ نہ دکھاتے تو نہ ماریا تمہارے قریب جاتی نہ اسے پتہ چلتا کہ تمہارے کپڑوں سے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے اور نہ تمہاری ہم سے ملاقات ہوتی۔ یہ جو کچھ ہوا اس میں قدرت کی مصلحت تھی۔"

جولی سانگ بولی:

"اس اعتبار سے تو ہمیں سرائے کے مالک کا شکر گزار ہونا چاہیے۔"

افراسیاب نے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور بولا:

"جولی سانگ! تمہارے بارے میں کیٹی نے بتایا تھا کہ تمہارے پاس ایسی طاقت ہے کہ تم کسی بھی شے پر اپنی آنکھوں سے سفید روشنی ڈال کر اسے اوپر اٹھا سکتی ہو اور نیلی روشنی پھینک کر اسے تباہ کر سکتی ہو۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

جولی سانگ مسکراتے ہوئے کہا:

"سفید روشنی کا مظاہرہ تو میں ابھی کر سکتی ہوں۔ لیکن نیلی روشنی ڈال کر کسی شے کو خواہ مخواہ تباہ نہیں کرنا چاہتی۔"

افراسیاب بولا:

"ٹھیک ہے جولی بہن! مجھے سفید روشنی والی کرامت ہی دکھا دو۔"

جولی سانگ نے کہا:

"یہ کوئی کرامت نہیں ہے۔ یہ تو سائنس کا ایک اصول ہے۔ اس اصول کے مطابق میری آنکھوں

WWW.PDFBOOKSFREE

کی روشنی میں ایسے غائب ہو جاتے ہیں کہ
وہ جس شے پر پڑتے ہیں اس شے کی کشش ثقل ختم
ہو جاتی ہے۔ بہرحال تم ذرا محتاط ہو کر بیٹھ جاؤ
میں تمہیں اوپر اٹھانے لگی ہوں۔"
افراسیاب سنبھل کر بیٹھ گیا۔ وہ کچھ گھبرا بھی گیا تھا۔
تھیو سانگ نے فوراً اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے
کہا:
"گھبراؤ نہیں افرا بھائی تمہیں احساس بھی نہیں ہوگا۔"
عنبر اور ناگ خاموشی سے مسکرا رہے تھے۔ جولی سانگ نے
افراسیاب کی طرف گھور کر دیکھا۔ پھر اس کی آنکھوں میں سے
سفید روشنی کی ایک تیز کرن نکل کر افراسیاب کے پاؤں
پر پڑی۔ جولی سانگ نے نظریں اوپر کر لیں۔ جوں جوں وہ اپنا
نگاہ کو اوپر اٹھا رہی تھی۔ افراسیاب زمین سے اوپر اٹھتا
جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا سر چھت سے جا کر لگ گیا۔
جولی سانگ کی نظریں افراسیاب پر تھیں۔ افراسیاب نے
چلا کر کہا:
"مجھے نیچے اتارو جولی بہن مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"
عنبر بولا:
"تم تو خود غائب ہو کر ہوا میں اڑتے پھرتے ہو افرا
پھر تمہیں کیوں ڈر لگنے لگا۔"
افرا نے فوراً جواب دیا۔
"عنبر بھائی! وہ میں غائب ہو کر ہوا میں اڑتا ہوں
اس طرح جسم کے ساتھ ایک انچ بھی زمین سے اوپر
کبھی نہیں اٹھا۔"
جولی سانگ نے نگاہوں کو نیچا کرنا شروع کر دیا۔ اس
کے ساتھ ہی افراسیاب بھی نیچے آنے لگا۔ جب وہ فرش کے
ساتھ لگ گیا تو جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند
کرتے ہی روشنی بند ہو گئی۔ اس نے دوبارہ آنکھیں کھول کر
پوچھا:
"تمہیں کیسا لگا یہ تجربہ؟ کیا کبھی تم نے ایسا تجربہ کیا
ہے؟ یا کسی کو اس طرح ہوا میں بلند ہوتے دیکھا
ہے؟"
افراسیاب بولا:
"میرے خدا! میں نے کسی اپنے ایسے شریف آدمی
کو اس طرح ہوا میں لٹکتے نہیں دیکھا۔ جادوگروں
کو کئی بار دیکھ چکا ہوں۔"
اب افراسیاب نے ناگ سے کہا:
"ناگ بھیا کیٹی کہتی تھی کہ تم انسان سے سانپ بن

WWW.PDFBOOKSFREE

ہا ہو۔ کیا تم مجھے سانپ بن کر دکھاؤ گے! مجھے
انسان کو سانپ بنتے دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔"
ناگ کنڈلوں کو اچکا کر بولا:
"میں تمہارے آگے انکار اس لئے نہیں کر سکتا کہ تمہیں
میری طاقت کا علم ہے۔ لو میں سانپ بن رہا ہوں۔"
افراسیاب نے اپنی نظریں ناگ پر گاڑ دیں۔ ناگ نے زور
سے سانس اندر کھینچ کر پھنکار ماری اور دوسرے لمحے ایک سیاہ
فام سانپ افراسیاب کی طرف پھن اٹھائے دیکھ رہا تھا۔
اور ناگ غائب تھا۔ افراسیاب نے ایسا شعبدہ بھی پہلے کبھی
نہیں دیکھا تھا۔ اس نے پڑھا اور سنا ضرور تھا کہ جب سانپ
دو سو برس کا ہو جائے تو وہ کوئی بھی شکل اختیار کر سکتا ہے
مگر ناگ کے قول کے مطابق وہ پانچ سو برس تک زندہ رہا
تھا اور اب ناگ دیوتا بن چکا ہے۔ ناگ واپس انسانی شکل
میں آ گیا اور بولا:
"اب عنبر اور تھیوسانگ سے ان کی طاقت کے مظاہرے
کے لئے ضد نہ کرنا افراسیاب۔ کیونکہ ہم سب کیٹی کے
لئے بڑے فکرمند ہیں۔ یہ تو تمہاری دلجوئی کے لئے ہم
نے اپنی یہ ناقت نہیں دکھائی ہے۔"
افراسیاب کہنے لگا:

"شکریہ ناگ بھیا! اور تمہارا بھی شکریہ جولی بہن:
اب اگر آپ میری رائے پوچھیں تو میں آپ سے
یہی کہوں گا کہ ہمیں کم از کم چار دن اسی شہر ماتاولی
میں رہ کر کیٹی کا انتظار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد
آگے چلیں گے۔"
عنبر نے پوچھا:
"یہ تم کیا سوچ کر کہہ رہے ہو؟"
افراسیاب نے کہا:
"یہ سوچ کر کہہ رہا ہوں کہ کیٹی نے ایک بار مجھے کہا
تھا کہ اگر ہم اس جزیرے سے نکل سکے تو سیدھا
شمالی ہندوستان کے علاقے میں جائیں گے۔ کیونکہ
عنبر ناگ ماریا اور دوسرے دوستوں سے اسی جگہ
ملاقات ہونے کی توقع ہے۔"
عنبر نے ناگ اور جولی ساگ اور تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔
ان سب نے یہی رائے دی کہ افراسیاب ٹھیک کہتا ہے۔
ہمیں کم از کم ایک ہفتہ اسی شہر میں ہی رکنا چاہیے۔ ادھر یہ
لاتناولی کے شہر میں رک گئے تھے اور دوسری طرف کیٹی وہاں
سے ایک دن رات کے فاصلے پر پورشن پور شہر کی سرائے
میں اژدگر کے ساتھ بیٹھی ناگ عنبر ماریا کا انتظار کر رہی تھی۔

WWW.PDF365

کر [illegible] یہاں ان کا کوئی سراغ مل جائے۔

لال ناگن کے گم ہو جانے سے اژگر پریشان ضرور تھا۔ کیونکہ لال ناگن اس کی ساتھی تھی اور ناگ کو پکڑنے میں وہ بڑا اہم کردار ادا کرنے والی تھی۔ اب اژگر اکیلا رہ گیا تھا۔ اس نے کیچلی کو پورشن پور شہر میں ایک ہفتے تک کے لئے ٹھہرا لیا تھا۔ ایک رات وہ سرائے سے نکل کر پورشن پور والے پرانے اور غیر آباد ویران مندر کی طرف چل دیا۔ مندر شہر سے دو تین کوس کے فاصلے پر ایک چٹان کے سلسلے میں بنا ہوا تھا۔ اس مندر میں کسی زمانے میں چمگادڑوں کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ مندر میں چمگادڑ دیوتا کا ایک خوف ناک بت اپنے لمبے دانتوں کا منہ پھاڑے اب بھی کھڑا ہوا تھا۔ اس بت پر مکڑیوں نے جالے بن دیئے تھے۔ اژگر اور لال ناگن اس بت کے پرانے پجاری تھے اور وہ ہر مہینے اس چمگادڑ بت کے لئے ایک زندہ انسان پکڑ کر لاتے۔ چمگادڑ بت کے سامنے اسے پتھر پر لٹا دیتے۔ پھر اس کے سینے سے دل نکال کر چمگادڑ کے منہ میں ڈال دیتے۔ حالانکہ چمگادڑ پتھر کا محض ایک بت ہی تھا مگر انسان ان بے جان بے کار بتوں کے واسطے دوسرے انسان پر بڑا ظلم کرتا آیا ہے۔ سائنس اور کمپیوٹر کے اس زمانے میں بھی لوگ ان بیکار بتوں پر بچوں کو قربان کر دیتے ہیں اخباروں میں کچھ روز پہلے ایک خبر چھپی تھی کہ بھارت یعنی ہندوستان میں

ایک عورت نے دوسرے کے بچے کو اٹھا کر ایک دیوی کے بت کے سامنے مار ڈالا۔ اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے دیوی اس کے گھر بیٹا پیدا کر دے گی۔ کس قدر جہالت اور درندگی ہے۔ اسلام نے اسی لئے ان بتوں کو پاش پاش کر دیا اور انسان کو یہ تعلیم دی ہے کہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ اور وہی انسان کو سب کچھ عطا کرتا ہے اور وہ بھی صرف اس کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ جو خود کوشش کرتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں۔ دیوی دیوتا کے بت تو اپنے ناک پر بیٹھی ہوئی مکھی تک نہیں اڑا سکتے۔ وہ دوسرے انسانوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں لیکن جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس زمانے میں بت پرستی عام تھی۔ انسان جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا اور اسلام کی روشنی ابھی نہیں پھیلی تھی۔

اژگر بھی ان ہی بھٹکے ہوئے جاہل اور درندہ لوگوں میں سے تھا۔ اس نے کئی انسانوں کو چمگادڑ دیوتا کے بھینٹ چڑھا دیا تھا۔ اب وہ ناگ کو اس بت پر قربان کرنے کی سکیم بنا رہا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ایسا کرنے سے چمگادڑ دیوتا اسے لازوال دولت سے مالا مال کر دے گا اور دوسری طرف وہ ناگ دیوتا سے اپنے آباؤ اجداد یعنی اپنے باپ دادا کا بدلہ بھی لے گا۔

اژگر چمگادڑ کے بت کے سامنے جا کر بیٹھ گیا اور بولا:

WWW.PDFBOOKSF...

اسے چکاوڑ دیوتا! میں مہا ... نے تمہارے شکار کو
یہاں لانے والا ہوں۔ میں ناگ کو تمہارے قدموں پر قربان
کر دوں گا مگر میری لال ناگن میری ساتھی مجھ سے بچھڑ گئی
ہے۔ کوئی اسے بے ہوش کر کے اٹھا کر لے گیا ہے۔
مجھے بتا کہ میں اسے کہاں حاصل کر سکتا ہوں!"

چکاوڑ کیا جواب دیتا اس کے اپنے بت پر مکڑیوں نے
جالا بن رکھا تھا۔ وہ ایک مکڑی کو جالا بننے سے نہ روک سکا تھا وہ
لال ناگن کا پتہ کیا بتا سکتا تھا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ مگر اژگر اس کو
پکارے جا رہا تھا۔ آخر اسے خیال آیا کہ کسی سانپ سے پوچھنا
چاہیے۔ شائد سانپ اس کی کچھ مدد کر سکے۔ اژگر ناگ دیوتا کی
طرح کسی سانپ کو حکم دے کر نہیں بلا سکتا تھا۔ وہ صرف اتنا ہی
کر سکتا تھا کہ اگر کوئی سانپ جنگل یا کسی درخت کے پاس نظر
آ جائے تو اس سے کچھ پوچھ لے۔ اژگر نے ادھر ادھر سانپوں
کی تلاش شروع کر دی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ بہت جلد
اندھیرا چھا جانے والا تھا۔ اژگر وادی میں چٹانوں کے ارد گرد
آ کر سانپوں کے بل ڈھونڈنے لگا۔ آخر اسے ایک بل مل گیا
اس نے اپنے آپ کو کالے سانپ میں تبدیل کیا اور بل کے
پاس منہ لے جا کر بولا:

"سانپ بھائی! اگر تم بل کے اندر موجود ہو تو تھوڑی
دیر کے لئے باہر آ کر میری بات سن لو۔"

بل کے اندر سے آواز آئی۔

"میں آرام کر رہا ہوں۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے"

اژگر اگر ناگ دیوتا ہوتا تو سوال ہی پیدا نہیں ... سانپ
بل سے باہر نہ آتا۔ اژگر نے سانپ کا جواب سنا تو خاموشی
سے آگے چل دیا۔ آگے ایک مٹی کے تودے کے ... اسے
سانپ کا دوسرا بل دکھائی دیا۔ یہاں مٹی پر اسے ... سانپ
کے رینگنے کے نشان نظر آئے جو بڑا زہریلا اور عقلمند سانپ
سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت اژگر کو لال ناگن کی بہت ... کیونکہ
لال ناگن کو اس غار کا پتہ تھا جس کے اندر وہ بوڑھا سانپ رہتا
تھا۔ جس کے پاس ایک شیشہ تھا۔ جس میں سے سب کچھ نظر آ جاتا
تھا۔ مگر لال ناگن اب وہاں نہیں تھی۔ اژگر نے ... کے پاس
منہ لے جا کر سانپ کو سلام کیا۔ پھر کہا: میں تم سے ایک ضروری
بات کرنے آیا ہوں۔ اجازت دو تو بات کروں ... کے اندر
سے سانپ کی بھاری آواز آئی۔

"کہو کیا بات کرنا چاہتے ہو!"

اژگر سانپ نے مختصر لفظوں میں ساری بات ... کو بیان
کر دی۔ بل میں سانپ کچھ دیر کے لئے بالکل نہ ہو۔ خاموشی
چھائی رہی۔ پھر اندر سے آواز آئی۔

WWW.PDFBOOKS.PK

واپس ٹیکسلا چلا جا۔ وہاں ایک یونانی حکیم رہتا ہے
جس نے اپنی گردن میں سانپ کی سری ڈال رکھی ہو
گی۔ یہی سانپ کی سری تمہاری لال ناگن کا سر ہے۔
وہ اب زندہ نہیں ہو سکتی۔ مگر تم اس یونانی سے
بڑا کام لے سکتے ہو۔"

اژگر کو جب پتہ چلا کہ لال ناگن کو یونانی نے مار ڈالا ہے
تو اس کا جسم غصے اور انتقام کی آگ سے سرخ ہو گیا۔ مگر اب
وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ لال ناگن واپس نہیں آ سکتی تھی۔ اس کو اب
اس بات سے دلچسپی تھی کہ یہ بزرگ زہریلا سانپ کیا کہہ رہا ہے
اور یونانی اس کے کس کام آ سکتا ہے۔

اس نے کہا:

"بزرگ سانپ! مجھے لال ناگن کی موت کا سن کر دلی
صدمہ ہوا ہے۔ میں اس یونانی کے ٹکڑے اڑا دینا چاہتا
ہوں۔ مگر جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ ایسا کرنے
سے میری لال ناگن واپس نہیں آ سکتی۔ اب آپ
مجھے یہ فرمائیے کہ وہ یونانی میرے کس کام آ سکتا ہے؟"

بل کے اندر سے بزرگ زہریلے سانپ کی آواز آئی۔

"وہ یونانی حکیم جڑی بوٹیوں کا بڑا ماہر ہے۔ اس کے
پاس ایک ایسی بوٹی کا سفوف ہے جس کو اگر پانی میں
گھول کر کسی کو پلا دی جائے تو وہ یہ بھول جاتا ہے
کہ وہ کون ہے۔ بس اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں
بتا سکتا۔ اب تم یہاں سے دفع ہو جاؤ اور مجھے آرام
کرنے دو۔"

اژگر وہاں سے اپنی راہ کی طرف چل پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا
کہ اس بزرگ زہریلے سانپ نے جو خاص طور پر یادداشت گم
کر دینے والی بوٹی کا ذکر کیا ہے تو اس میں ضرور کوئی سوچنے
والی بات ہے۔ اچانک اس کے دماغ میں یہ بات آ گئی کہ
کیوں نہ وہ کیٹی کی یادداشت گم کر دے! اور پھر جب وہ ناگ
سے ملے گی تو اسے بالکل نہیں پہچان سکے گی۔ لیکن اس سے تو
الٹا اسے ہی نقصان ہو گا۔ کیٹی کو تو ناگ کو ضرور پہچاننا چاہیے
اس سے تو یہ بہتر ہے کہ وہ ناگ کو سفوف پلا دے۔ ناگ اپنے
ساتھیوں کو بالکل نہیں پہچانے گا۔ لیکن اس طرح سے بھی ناگ
اس کے قابو میں نہیں آئے گا۔ اژگر یہی سوچتا سرائے میں پہنچ
گیا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ یونانی حکیم سے جا ملے۔ ممکن
ہے وہاں کوئی نئی بات نکل آئے۔ کیٹی جاگ رہی تھی۔

اژگر نے کیٹی سے کہا:

"مجھے ایک سانپ نے بتایا ہے کہ لال ناگن ٹیکسلا شہر
میں دیکھی گئی ہے۔ میں اس کی تلاش میں ٹیکسلا جا رہا ہوں۔

WWW.PDFBOOKSF...

...ل واپس آجاؤں گا۔ تم اسی کمرے میں میرا انتظار کرنا۔"
کیٹن کو کیا انکار ہو سکتا تھا۔ اسے تو ناگ جزیرے کے لئے
وہاں تین چار دن ٹھہرنا ہی تھا۔

اس نے کہا:

"کوئی بات نہیں اژگر بھائی۔ تم ٹیکسلا ہو آؤ۔ خدا
کرے کہ تمہاری ناگن تمہیں مل جائے۔"

چنانچہ اسی شام اژگر ٹیکسلا شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ
اژدہا سانپ کی شکل میں بہت جلد ٹیکسلا پہنچ گیا۔ یہاں ابھی شام
ہی ہوئی تھی۔ بازار کھلے تھے۔ تلاش کرتے کرتے آخر اژگر
اس یونانی بوڑھے کی جڑی بوٹیوں کی دکان پر پہنچ گیا۔ جس نے
اپنے گلے میں واقعی لال ناگن کا سر لٹکا رکھا تھا۔ یہ سر مردہ تھا۔
مگر اژگر کو یوں لگا جیسے ناگن اس کی طرف دیکھ کر کہہ رہی ہے
اژگر اس یونانی سے میرے قتل کا بدلہ ضرور لینا۔ لیکن اژگر کو تو
اب کسی ایسی ترکیب کی زیادہ تلاش تھی جو اسے ناگ کو قابو
کرنے میں مدد دے۔ اس نے یونانی حکیم کو جا کر سلام کیا اور
بڑے ادب سے بولا:

"میں بڑی دور سے آپ کی تعریف سن کر آیا ہوں
مجھے ایک ایسی بیماری لگ گئی ہے جس کی وجہ سے
میرا جینا حرام ہو گیا ہے۔ میری زندگی موت کے برابر
ہو گئی ہے۔ آپ مشہور حکیم ہیں۔ میری مدد کریں
میں آپ کا ساری زندگی غلام بنا رہوں گا۔"

یونانی نے پوچھا۔

"آخر تمہیں کون سی بیماری ہے؟ کچھ اپنی
بیماری کے بارے میں بتاؤ۔ تاکہ مجھے بھی کچھ پتہ چلے۔"

بیمار اژگر نے کہا:

"محترم آپ میری بیماری سنیں گے تو حیران رہ جائیں
گے۔ آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ آپ نے ایسی
بیماری کے متعلق پہلے کبھی نہیں سنا ہو گا۔ آج تک
ایسا مریض بھی آپ کے پاس نہیں آیا ہو گا۔"

یونانی نے جھنجلا کر کہا:

"تم اپنی بیماری بھی بتاؤ گے یا یونہی باتیں ہی بناتے
رہو گے۔"

اب اژگر نے آہ بھر کر کہا:

"جنابِ عالی: میری بیماری یہ ہے کہ میں جب بھی
اپنے سر کو پیچھے کی طرف جھکاتا ہوں تو میں انسان
سے کوبرا سانپ بن جاتا ہوں۔"

یہ سن کر یونانی بوڑھے نے چونک کر اژگر کی طرف دیکھا
اس نے سوچا کہ یہ شخص ضرور کوئی پاگل ہے اگر پاگل نہیں تو ضرور

WWW.PDFBOOKS

اسس ۔ مذاق کرنے آیا ہے ۔ اسس نے اژدر کو ڈانٹ کر کہا ۔

"بکواس بند کرو اور پیچھے جاؤ یہاں سے ۔ میرے پاس اسس قسم کی فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے ۔"

اژدر نے کہا :

"جناب ناراض نہ ہوں ۔ اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو میں آپ کو سانپ بن کر دکھاتا ہوں ۔"

اب تو یونانی بوڑھا اژدر کا منہ تکنے لگا ۔

"کیا ۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو ؟"

اژدر بولا ! جناب عالی ! یہ میں نہیں کرتا ۔ یہ میری بیماری کرتی ہے ۔ جب میں اپنے سر کو پیچھے لے جاتا ہوں تو سانپ میں تبدیل ہو جاتا ہوں اور جب سانپ بننے کے بعد اپنا پھن پیچھے کی طرف جھکاتا ہوں تو پھر سے انسان بن جاتا ہوں ۔ یہ دیکھئے ۔ میں ابھی آپ کو ایسا کر کے دکھاتا ہوں ۔"

اژدر تو سانپ ہی تھا ۔ اسس کے لئے یہ کون سی مشکل بات تھی ۔ اسس نے اپنا سر پیچھے کیا تو وہ کالا سانپ بن کر کنڈلی کر کے بیٹھ گیا ۔ یونانی حکیم تڑپ کر پرے جا بیٹھا ۔ اسس نے بڑبڑا

سانپ دیکھے تھے ۔ اژدر والے سانپ دیکھ کے تو کیا ایسا انسان نہیں دیکھا تھا جو اچانک اسس کی نظروں کے سامنے سانپ بن جائے ۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا ۔ اتنے میں اژدر سانپ نے اپنا پھن پیچھے کی طرف جھکایا اور پھر سے انسانی شکل میں آگیا ۔ انسانی شکل میں آتے ہی بولا :

"جناب عالی ! بس یہ ہے میری بیماری ۔ مجھے خدا کے لئے اسس بیماری سے نجات دلائیں ۔ میں اسس ڈر سے اپنا سر پیچھے نہیں کرتا کہ کہیں سانپ نہ بن جاؤں ۔ ہر وقت اپنے سر کو آگے کی طرف لئے رہتا ہوں ۔ لیکن رات کو سوتے وقت اگر میرا سر اپنے آپ پیچھے کی طرف جھک جائے تو صبح اٹھتا ہوں تو سانپ بنا ہوا ہوتا ہوں ۔ پھر میں اپنا پھن پیچھے کی طرف کرتا ہوں تو دوبارہ انسانی شکل نصیب ہوتی ہے ۔ میں آپ کے پاؤں پڑتا ہوں ۔ میں آپ کی تعریف سن کر آپ کی خدمت میں آیا ہوں ۔ میرا علاج کیجئے ۔ مجھے اسس بیماری سے نجات دلائیے ۔"

یونانی بوڑھا ابھی تک حیرت میں گم تھا ۔ اسس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور بولا :

"یہ بیماری تمہیں کب سے ہے ؟"

WWW.PDFBOOKSFREE

اژگر بولا :
" جناب کوئی دو مار ہو گئے ہیں۔ پتہ نہیں کیا ہوا کہ
ایک بار میں نے ہنستے ہنستے اپنا سر پیچھے کی طرف کیا تو
اچانک سانپ بن گیا۔ جس آدمی سے میں باتیں کر رہا
تھا وہ تو ڈر کر بھاگ گیا۔ ایسا بھاگا کہ پھر میں نے اس
کی شکل نہیں دیکھی "
یونانی بوڑھا گہری سوچ میں گم ہو گیا۔

○

چمگادڑ دیوتا

پھر اس یونانی نے سر اٹھا کر اژگر کو دیکھا اور بولا :
" تمہارا نام کیا ہے "؟
اژگر نے اسے اپنا نام بتایا۔ یونانی بوڑھے نے اس وقت
میں اژگر سے ایک زبردست فائدہ اٹھانے کے بارے میں سوچ
لیا تھا۔ وہ اس آدمی یعنی اژگر کو جب وہ سانپ بن جائے تو بوتل
میں بند کر کے ٹیکسلا کے راجہ کو پیش کر کے دربار میں شاہی حکیم کا
عہدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ سانپ بن کر جب اژگر
اپنا چمن پیچھے لے جائے گا تو پھر سے انسان بن کر آزاد ہو جائے
گا۔ اور بوتل ٹوٹ جائے گی۔ اس کا علاج یونانی بوڑھے
نے یہ سوچا کہ جونہی وہ انسان سے سانپ کا روپ اختیار کرے گا
تو اس کے اوپر ایک ایسی بوٹی کا سفوف چھڑک دے گا جس
کے اثر سے وہ کچھ دیر کے لیے اپنی گردن نہیں ہلا سکے گا۔ یہ ساری
سکیم دل میں سوچ کر یونانی حکیم نے اژگر سے کہا۔ تم آج کی
رات یہیں میرے پاس ٹھہرو۔ کل صبح صبح میں جنگل میں جا کر ایک

WWW.PDFB

خاص بوٹی تلاش کرکے لاؤں گا جس کی دوائی سے تمہاری بیماری جاتی رہے گی۔ اژگر کو اپنا علاج نہیں چاہئے تھا۔ وہ بھی اپنی ہار پر تھا۔ اس کے دل میں بھی ایک الگ سکیم تھی۔

اس نے کہا:

"حکیم صاحب میں نے سنا ہے کہ میرا علاج ناگ دیوتا کے پاس ہے۔ ایک بار جب میں سانپ بنا تو میں جنگل میں تھا۔ وہاں میری ملاقات ایک بوڑھے سانپ سے ہوئی اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ کہ اگر تو ناگ دیوتا کی آنکھیں نکال کر اپنے گلے میں تعویز بنا کر ڈال لے تو اس کے بعد کبھی تو انسان سے سانپ نہیں بنے گا۔ دوسرا فائدہ تجھے یہ ہوگا کہ تو کبھی بوڑھا نہیں ہوگا۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ جناب اگر ناگ دیوتا کی آنکھیں کوئی بوڑھا اپنے گلے میں ڈال لے تو وہ فوراً پھر سے جوان ہو جائے گا۔"

یہ سن کر بوڑھے یونانی کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے دل ناگن کا سر اپنے گلے میں لٹکا کر موت کو تو قریب آنے سے روک لیا تھا۔ مگر وہ اپنی جوانی کو واپس نہ لا سکا تھا اور نہ لا سکتا تھا۔ اگر وہ دنیا کے سارے لوہے کو سونا بنا ڈالے تب بھی اس کی جوانی واپس نہیں آسکتی تھی۔ اب جب اژگر نے اسے یہ بتایا کہ اگر ناگ دیوتا کی آنکھیں نکال کر اپنی گردن پر لٹکا لی جائیں تو وہ پھر سے جوان ہو جائے گا۔ تو اس نے ناگ دیوتا کو تلاش کرکے اس کی آنکھیں نکال کر اپنی گردن میں لٹکانے کا دل میں فیصلہ کر لیا۔ مگر اپنے دل کا راز اژگر نے اژگر کو بالکل نہ بتایا۔

کہنے لگا:

"مگر تم ناگ دیوتا کی آنکھیں کہاں سے لاؤ گے؟ تمہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔؟"

اژگر بولا:

"جناب: میں نے سنا ہے کہ ناگ پھنی نام کی ایک بوٹی ہوتی ہے کہ وہ ناگ دیوتا کے بارے میں اشارہ کرکے بتا دیتی ہے کہ وہ کہاں ہے۔ مگر اس کا اشارہ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی جڑی بوٹیوں کی زبان جانتا ہو۔"

بوڑھے یونانی کا منہ کھلنے کا کھلا رہ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ اژگر تو اسے سب کچھ بتائے جا رہا تھا۔ ناگ پھنی کی خاصیت کے بارے میں وہ بہت کچھ جانتا تھا۔ مگر اس کی یہ خصوصیت اسے اب ہی معلوم ہوئی تھی۔ اس نے ناگ پھنی کو آزمانے کا فیصلہ کر لیا اور بولا:

WWW.PDF

"مگر یہ بات ہے تو تم فکر نہ کرو! میں صبح سے پہلے ہی جنگل میں ناگ پھنی کی بوٹی کو ہی تلاش کرکے اس سے ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھوں گا۔ میں بوڑھی بوٹیوں کی باتوں اور اشاروں کو سمجھتا ہوں۔"

اژگر نے وہ رات یونانی حکیم کے پاس ہی گذاری۔ صبح صبح یونانی حکیم مکان سے نکل کر جنگل میں آگیا۔ اسے بہت جلد ناگ پھنی کی بوٹی نظر آگئی۔ ناگ پھنی کی بوٹی جنگل میں عام طور پائی جاتی ہے یونانی اس کے پاس جاکر بیٹھ گیا اور اس کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔ ناگ پھنی ایک پودا ہوتا ہے جس کی شکل پھن کھولے ہوئے سانپ سے بہت ملتی ہے۔ یونانی بوڑھے نے ناگ پھنی کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ ناگ پھنی میں حرکت پیدا ہوئی اس نے خاص اشارے سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟

یونانی بوڑھے نے کہا:

"اے ناگ پھنی: کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہوگا؟"

ناگ پھنی نے اپنا چہرہ مشرق کی طرف کرلیا اور اشارے سے بتایا کہ اس وقت ناگ دیوتا رتناولی شہر کی ایک سرائے میں موجود ہے۔ یونانی بوڑھا یہ سن کر واپس مکان پر آگیا یہاں ایک بات ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ اژگر جب یونانی کے پاس آیا تھا تو اس نے اپنی شکل تبدیل کرلی تھی۔ یعنی وہ اس کی اصلی شکل نہیں تھی۔ اگر اس کی اصلی شکل ہوتی یعنی سیاہ فام اژگر کی تو یونانی بوڑھا اسے ضرور پہچان لیتا۔ کیونکہ یونانی بوڑھے نے اژگر کو کشتی میں دیکھا تھا۔ دوسری طرف اژگر نے یونانی کو پہچان لیا تھا کہ یہ وہی یونانی بوڑھا ہے جس نے کشتی میں ان کے ساتھ سفر کیا تھا۔ اور جس نے اس کی طرف گھور کر دیکھا تھا۔ مکان پر اژگر نے بے تابی سے پوچھا:

"کیا ناگ پھنی نے ناگ دیوتا کا پتہ بتایا ہے؟"

یونانی بوڑھا تو اپنی الگ سکیم بنائے بیٹھا تھا۔ وہ تو خود ناگ دیوتا کو قبضے میں کرکے اس کی آنکھیں نکال کر اپنے گلے میں ڈال کر پھر سے جوان ہونے کی سوچ رہا تھا۔ وہ اژگر کو کیسے بتاتا کہ ناگ پھنی نے بتا دیا ہے کہ ناگ دیوتا کہاں ہے مگر اژگر اس سے بار بار پوچھ رہا تھا۔ یونانی حکیم نے سوچا کہ اگر یہ شخص زندہ رہا تو اس کے لیے وبالِ جان بن جائے گا۔ ایسے اپنی جوانی واپس مل رہی تھی۔ اسے راجہ کے دربار میں کسی عہدہ حاصل کرنے کی بھی خواہش نہیں رہی تھی۔

اس نے کہا:

"ہاں ناگ پھنی نے مجھے بتایا ہے کہ ناگ دیوتا آج آدھی رات کو اسی شہر میں پہنچنے والا ہے۔ بس میں ابھی سے

WWW.PDF

تیاری شروع کر دینی چاہئے۔"

اژگر کہنے لگا۔

"ہم ناگ دیوتا کو کیسے پکڑیں گے؟"

یونانی بوڑھا بولا:

"میرے پاس ایک ایسا سفوف ہے کہ اگر میں اسے اپنے سر پر لگا لوں تو میں غائب ہو جاؤں گا۔ مجھے پھر کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ پس میں اسی وقت ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر کے اس کی آنکھیں نکال لوں گا۔"

اژگر نے دل میں سوچا کہ جب یہ ناگ دیوتا کو پکڑنے جائے گا تو وہ بھی چھپ کر اس کا پیچھا کرے گا۔ جونہی وہ غائب ہو کر ناگ دیوتا پر حملہ کرے گا وہ سانپ بن کر ناگ دیوتا کو خبردار کر دے گا۔ یوں ناگ دیوتا اس کا بڑا شکر گذار ہو گا۔ اور وہ اپنی طاقت سے یونانی حکیم کو دیکھ کر فوراً مار ڈالے گا۔ اس کے بعد اژگر عیاری سے کام لے کر ناگ دیوتا کو ورغلا کر شہر سے دور لے جائے گا اور وہاں اس کو بے ہوشی کا سفوف کسی طریقے سے پلا کر اپنے قبضے میں کر کے سیدھا چمگادڑ دیوتا کے مندر میں لے جا کر اسے قربان کر دے گا۔

یہی سوچ کر اژگر اپنی کوٹھڑی میں چلا آیا۔ اب اسے شدت سے رات ہونے کا انتظار تھا۔ کیونکہ ناگ دیوتا رات کے وقت شہر میں داخل ہونے والا تھا۔ دوسری طرف یونانی بوڑھا بھی غافل نہیں تھا۔ اس نے غائب کر دینے والی بوٹی کے بارے میں اژگر کو غلط بتایا تھا۔ یونانی بوڑھا کسی دوسرے طریقے سے ناگ دیوتا کی آنکھیں نکالنے کا پروگرام بنائے ہوئے تھا۔ اس وقت وہ صرف اژگر کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا تھوڑی دیر بعد کھانے کا وقت ہو گیا۔ یونانی بوڑھا ایک تجربہ کار اور پرانا حکیم تھا۔ اس کے پاس بے شمار بوٹیوں کے سفوف تھے۔ اس نے ان میں سے ایک ایسا زہریلا سفوف نکالا کہ جس کا کوئی ذائقہ نہیں تھا۔ مگر اس کا اثر بڑی جلدی ہوتا تھا۔ اور آدمی کے خون میں شامل ہوتے ہی وہ زہر اسے ہلاک کر ڈالتا ہے۔ یونانی حکیم نے یہ زہر اژگر کی تھالی میں جو کھانا پڑا تھا اس میں ملا دیا اور کھانا لے کر آ گیا۔

کہنے لگا:

"میرے دوست! یہ لو پہلے کھانا کھاؤ۔ پھر اکٹھے ہی شہر کا چکر لگانے چلیں گے۔ شاید ناگ دیوتا دوپہر کو ہی شہر میں داخل ہو جائے۔"

اژگر کا دل بھی چونکہ صاف نہیں تھا۔ اس کے دل میں بھی جھوٹ تھی۔ اس کی نیت بھی نیک نہیں تھی۔ اس لئے اس کی

WWW.PDFBO

مچھلی جس نے بھی اسے خبر دار نہ کیا کہ کھانے میں زہر ہے۔ اسے بھوک بھی خوب لگ رہی تھی۔ چنانچہ کھانا آتے ہی اس نے کھانا شروع کر دیا۔ یونانی بوڑھا چپل کا فشت کھانے کے بہانے باہر چلا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اژدر مر چکا تھا۔ زہر نے اپنا کام کر دیا تھا۔ اژدر کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے بعد یونانی حکیم نے متادلی شہر کی طرف جانے کی تیاری شروع کر دی۔

اس نے اپنی تمام خطرناک جڑی بوٹیوں کا جائزہ لیا۔ ان میں سے ایک بوٹی کا سفوف ایسا تھا کہ وہ اگر کسی آدمی کے جسم پر چھڑک دیا جائے تو وہ اپنی اصلی حالت میں آتے ہی بے ہوش ہو جاتا تھا۔ یعنی اگر آدمی یا عورت کوئی بھوت یا چڑیل ہے اور اس نے عام آدمی کا روپ دھار رکھا تھا تو اس سفوف کے لگانے سے وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے گی اور ساتھ ہی بیہوش بھی ہو جائے گی۔ یہ سفوف خاص طور پر یونانی حکیم نے اپنے پاس رکھ لیا۔ وہ اسی سفوف کی مدد سے ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ بے ہوشی کا سفوف بھی یونانی حکیم نے رکھ لیا تھا۔ اس نے جڑی بوٹیوں کے سوداگر کا بھیس بدلا گھوڑے پر بیٹھا اور متادلی شہر کی طرف چل پڑا۔

اس نے ناگ دیوتا کو آج تک نہیں دیکھا تھا۔ عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ ہاں مچھی نے اسے صرف اتنا بتایا تھا کہ ناگ دیوتا متادلی کی سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ یونانی حکیم چونکہ سانپوں کا تریاق بھی تیار کرتا تھا۔ اس وجہ سے سانپوں کے بارے میں اس کا علم بڑا وسیع تھا۔ اور اس میں ایک خوبی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سانپ کی بو کو پا لیتا تھا۔ اگر کوئی سانپ انسان کی شکل میں ہو تو اس کے جسم سے بھی سانپ کی خاص بو نکلتی رہتی ہے۔ اور اسی بو کے ذریعے یونانی حکیم ناگ دیوتا کو پہچاننے کا ارادہ رکھتا تھا۔ سارا دن اسے سفر میں گذر گیا جب سورج غروب ہو رہا تھا تو وہ متادلی شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کے پاس ایک تھیلا بھی تھا جس میں مختلف جڑی بوٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ سیدھا متادلی کی سرائے میں آگیا۔ یہاں ایک کوٹھڑی اس نے کرائے پر حاصل کی۔ گھوڑے کو ایک طرف باندھا اور سرائے میں چل پھر کر ناگ دیوتا کی تلاش شروع کر دی۔ موسم سرد تھا۔ کچھ مسافر الاؤ روشن کئے بیٹھے قہوہ وغیرہ پی رہے تھے۔ اکثر مسافر کوٹھڑیوں کے آگے کھلے ہوئے برآمدوں میں بیٹھے باتیں وغیرہ کر رہے تھے۔

یونانی حکیم تیز نظروں سے ہر ایک مسافر کو تکتا جا رہا تھا۔ اسے لگ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ تھیو سانگ اور افراسیاب اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں تھے۔ یونانی حکیم مسافروں کے قریب سے ہو کر گذرتا شاید اسے کسی کے جسم سے سانپ کی بو آجائے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا

WWW.PDFBOO

ناگ دیوتا انسان کی شکل میں وہاں آیا ہے۔ مگر اسے ناگ کی خاص
سانپوں والی بو کسی بھی آدمی کے جسم سے آتی محسوس نہیں ہوئی۔
وہ واپس اپنی کوٹھڑی میں آگیا۔ اس نے دوسرے دن روشنی
میں ناگ کی تلاش کا فیصلہ کر لیا تھا۔

دوسرے دن جب سورج کافی نکل آیا تھا اور سرائے میں بڑی
رونق تھی۔ مسافر باہر بیٹھے دھوپ سینک رہے تھے اور باتیں کر رہے
تھے اور یونانی حکیم بھی ایک طرف درخت کے قریب تھڑے پر
بیٹھ گیا۔ اس نے جیب میں کچھ نایاب جڑی بوٹیاں رکھ لی تھیں کہ
شاید کسی کو دکھانی پڑ جائیں۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ جڑی
بوٹیوں کا سوداگر ہے اور ان ہی کی تلاش میں تناولی آیا ہے۔
یونانی حکیم نے جیب سے کچھ بوٹیاں نکال کر تھڑے پر رکھ دیں
اور انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اتفاق سے اس وقت عنبر
قریب سے گذرا۔ عنبر بھی جڑی بوٹیوں کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے
ایک بوڑھے شخص کو جڑی بوٹیاں سامنے رکھے دیکھا تو رک
گیا۔ کیونکہ عنبر کو ان میں دو ایک بڑی نایاب بوٹیاں نظر آئی
تھیں۔ عنبر یونانی حکیم کے قریب آکر بولا:

"محترم۔ یہ بوٹیاں آپ کو کہاں سے ملی ہیں؟"

یونانی حکیم نے عنبر کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ وہ تو ان خیالوں
میں گم تھا۔ کہ ناگ دیوتا کا کیسے سراغ لگایا جائے۔ جب عنبر
نے دوسری بار پوچھا تو یونانی حکیم نے بیزاری سے کہا:

"برخوردار تمہیں اس سے کیا کہ بوٹیاں میں نے کہاں
سے حاصل کی ہیں۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ میرا وقت
ضائع نہ کرو۔"

عنبر مسکرایا۔ کہنے لگا:

"محترم میں دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے دو جڑی
بوٹیاں بڑی نایاب ہیں اور صرف مصر کے صحراؤں
میں ہی ملتی ہیں۔"

یونانی حکیم نے اب بھی عنبر میں کوئی دلچسپی نہ لی اور
اس کی طرف دیکھے بغیر کہا:

"کیا تم بھی جڑی بوٹیوں کا کام کرتے ہو؟"

عنبر بولا:

"جی ہاں! کبھی کرتا تھا۔ اب تو صرف سیاحت کا شوق
یہاں لے آیا ہے۔ آپ تو جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے
ہوں گے۔"

یونانی حکیم نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر میں اسے کوئی خاص
بات نظر نہ آئی۔ اس نے بوٹیاں اٹھا کر جیب میں رکھ لیں
اور اٹھتے ہوئے بولا:

"ہاں بھائی یہی کاروبار کرتا ہوں۔ اب میرا سر نہ کھاؤ۔"

WWW.PDFBOOKSFREE

یہ کہہ کر یونانی حکیم اپنی کوٹھڑی کی طرف چل دیا۔ عنبر کو بھی اس سے کچھ دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ واپس ناگ، جولی سانگ اور تھیو سانگ کے پاس آ گیا۔ اس وقت اژدہا اور ماریا شیر میں کیٹی کا سراغ لگانے چلے گئے تھے۔ سرائے کے باہر تھیو سانگ ناگ اور جولی سانگ ہی بیٹھے تھے۔ عنبر بھی ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کو کوٹھڑی میں آرام کرنے کے بعد یونانی حکیم اژدہا کو کوٹھڑی سے نکالا اور ناگ دیوتا کی بو سونگھتا جہاں جہاں مسافر بیٹھے دھوپ تاپ رہے تھے آگے ان کے قریب سے گذر جاتا۔ ایک جگہ اس نے خاصی نوجوان (یعنی عنبر) کو دیکھا جو رات کو اس کے ساتھ جڑی بوٹیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ یونانی حکیم جب قریب سے گذرا تو اچانک اسے سانپ کی ہلکی سی بو آئی۔ یونانی حکیم وہیں رک گیا اور پیچھے سرائے کے دروازے کی طرف یوں تکنے لگا جیسے اسے کسی کا انتظار ہے اور وہ انتظار کر رہا ہے۔ اس نے آنکھوں کے کنارے سے ان آدمیوں کو دیکھا جو قریب ہی برآمدے میں فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں اسے وہ نوجوان بھی دکھائی دیا جو اس سے جڑی بوٹیوں کی بات کر چکا تھا۔ سانپ کی بو بھی ان آدمیوں کی طرف سے ہی آ رہی تھی۔ یونانی حکیم کو یقین ہو گیا کہ ناگ دیوتا ان آدمیوں میں سے ہی کوئی ہو سکتا ہے

عنبر سے اس کی سلام دعا ہو چکی تھی۔ چنانچہ اسی بہانے یونانی حکیم نے عنبر کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولا:

"میں اپنے ایک شاگرد کا انتظار کر رہا ہوں۔ اسے آج اس شہر میں پہنچ جانا چاہیے تھا۔"

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے بالی پتر سے ایک قافلہ کل شام کو یہاں پہنچنے والا ہے۔ شاید اس میں آ جائے۔"

یونانی حکیم باتیں کرنے کے بہانے عنبر کے قریب آ گیا۔ عنبر کو قدرتی طور پر اس سے تعارف کروانا پڑ گیا۔

اس نے کہا:

"یہ میرے دوست ہیں۔"

جب یونانی حکیم نے ناگ سے ہاتھ ملایا تو اسے ناگ کے جسم سے سانپ کی بو آئی۔ اس کی آنکھیں بھی بتا رہی تھیں کہ یہ شخص اصل میں سانپ ہے۔ یونانی حکیم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اسے ناگ دیوتا مل گیا تھا۔

وہ بولا:

"آپ سب سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے میرے بچو۔"

عنبر نے جولی سانگ، تھیو سانگ اور ناگ کو بتایا کہ یہ بزرگ بڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔

WWW.PDFBOOKSFREE

"بیٹا میں تو معمولی آدمی ہوں۔ جڑی بوٹیوں کا علم تو ایک سمندر ہے۔ ہاں میرے والد صاحب البتہ اس کام کے ماہر تھے۔"

ناگ جوگی سانگ اور تھیو سانگ بھی یونانی حکیم کی باتوں میں دلچسپی لینے لگے کیونکہ یونانی حکیم جڑی بوٹیوں کی بڑی دلچسپ باتیں کر رہا تھا۔

وہ کہہ رہا تھا:

"نیپال کے جنگلوں میں ایک ایسی بوٹی ہے کہ اگر کوئی بوڑھا اسے کھالے تو پھر سے جوان ہو جاتا ہے۔"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"بابا۔ پھر تو آپ کو اس جڑی بوٹی کی تلاش میں ابھی روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

یونانی حکیم بولا:

"ارے بیٹا: یہ محض باتیں ہی ہیں۔ ان میں حقیقت نہیں ہوتی۔ بس تمہاری دلچسپی کی خاطر سنا رہا ہوں۔"

پھر یونانی حکیم نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"بیٹا: تمہارے چہرے پر لکھا ہوا نظر آرہا ہے کہ تم آگے چل کر کسی بادشاہ کے وزیر بنو گے۔"

جوگی سانگ تھیو سانگ اور ناگ عنبر ہنس پڑے۔

تھیو سانگ نے کہا:

"بابا: یہ ہمارا دوست ناگ تو بادشاہ بننا بھی پسند نہیں کرے گا۔"

عجیب اتفاق سے یونانی حکیم کو ناگ دیوتا کا نام بھی معلوم ہو گیا اب وہ چاہتا تھا کہ ناگ کے جسم کو قریب سے دیکھے۔

اس نے ایک چال سوچی اور بولا:

"ناگ بیٹا: تم مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ گے۔ میں ہاتھ کی لکیریں پڑھ کر قسمت کا حال بتا دیتا ہوں۔"

جوگی سانگ کہنے لگا:

"بابا پہلے میرا ہاتھ دیکھو:"

عنبر اور تھیو سانگ مسکرا رہے تھے۔ یونانی حکیم جوگی سانگ کا ہاتھ دیکھنے لگا: اسے ہاتھ دیکھنا بالکل نہیں آتا تھا۔

یونہی بولا:

"بیٹی: تمہارے ہاتھ کی لکیریں بتا رہی ہیں کہ تم بڑی خوش قسمت ہو اور خدا کے فضل سے تمہارے ہاں سات لڑکے پیدا ہوں گے۔"

جوگی سانگ نے شرما کر ہاتھ کھینچ لیا۔ تھیو سانگ عنبر اور ناگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ اب یونانی حکیم نے ناگ کا ہاتھ پکڑ

WWW.PDFBOOKSFREE...

لیا اور بولا:

"بیٹا! لاؤ میں تمہارا ہاتھ ضرور دیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ تمہارا ماتھا بھی بڑا روشن ہے۔"

ناگ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ محض دل لگی کے لئے اس نے اپنا ہاتھ کھول دیا۔ یونانی حکیم بڑے غور سے اس کے ہاتھ کی لکیریں دیکھنے لگا۔ زیادہ غور سے دیکھنے کے لئے یونانی حکیم جان بوجھ کر ناگ کا ہاتھ اپنی آنکھوں کے قریب لے گیا۔ اس کا ناک ناگ کی ہتھیلی کو چھونے لگا۔ اسے ناگ کے جسم سے ناگ کی بڑی تیز بو آئی اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ یونانی حکیم نے اونچا پتانگ کہا:

"بیٹا: تمہاری شادی کسی شہزادی سے ہوگی اور تمہارے ہاں سات لڑکیاں پیدا ہوں گی۔"

سب ناگ کو مزاق کرنے لگے۔

یونانی حکیم نے ناگ کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بولا:

"معاف کرنا میرے بچو! مجھے ہاتھ دیکھنا زیادہ نہیں آتا۔ بس جتنا آتا تھا تمہیں بتا دیا۔ اچھا اب ذرا شہر جاتا ہوں میرے شاگرد کی ایک بہن شہر میں رہتی ہے۔ کہیں میرا شاگرد وہاں نہ پہنچ گیا ہو۔"

یہ کہہ کر یونانی حکیم ان لوگوں کے درمیان سے اٹھ کر سرائے کے پھاٹک کی طرف چلنے لگا۔ سرائے سے نکل کر یونانی حکیم سیدھا راستہ شہر کے باہر ایک آبادی میں آگیا۔ یہاں اسے کونے میں ایک ایسا مکان دکھائی دیا جو بالکل خالی پڑا تھا۔ اس کے صحن میں جانوروں کے لئے چارے کے ڈھیر پڑے تھے۔ ایک آدمی باہر نکلا تو یونانی حکیم نے اس سے پوچھا۔

"بھائی! کیا یہ مکان خالی ہے؟ میں سوداگر ہوں۔ سرائے میں جگہ نہیں ملی۔ کیا یہ مکان مجھے کرائے پر مل سکتا ہے صرف دو دن ہی یہاں رہوں گا۔"

اور اس کے ساتھ ہی یونانی حکیم نے جیب سے چاندی کے چار سکے نکال کر اس آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ وہ آدمی بڑا خوش ہوا۔

کہنے لگا:

"بھائی تم بڑی خوشی سے یہاں دو تین دن رہ لو۔ میں ہی اس مکان کا مالک ہوں۔ میں تمہیں اندر چارپائی اور بستر لگا دیتا ہوں۔"

یونانی حکیم نے مکان کے خالی کمرے میں چارپائی پر بستر لگوایا اور کہا:

"اچھا اب میں جاتا ہوں شام کو آؤں گا۔ بازار میں کچھ کاروبار کرنا ہے۔"

WWW.PDFBOOKSFREE...

یونانی حکیم نے مکان کی چابی لے لی اور شہر میں آگیا۔ وہ دوپہر تک شہر میں پھرتا رہا۔ ایک جگہ اس نے کھانا کھایا۔ پھر واپس اس مکان پر آکر چارپائی پر لیٹ گیا۔ جب شام ہونے لگی تو یونانی حکیم بستر سے اٹھا۔ اس نے ٹکٹے جوڑ کر چارپائی کے درمیان میں لگا دیئے اور اوپر چادر ڈال دی۔ اب ایسا لگتا تھا کہ بستر میں کوئی شخص چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ یہ ایک جال تھا جس میں وہ ناگ کو پھنسانے والا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ سیدھا سرائے میں آگیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت سرائے میں اسے صرف ناگ اکیلا ہی مل گیا۔ مادیا چول سانگ اور تیسو سانگ شہر کی طرف گئے ہوئے تھے۔ یونانی حکیم یہی چاہتا تھا۔ اب اس نے اداکاری شروع کر دی۔ وہ سخت گھبراہٹ میں ناگ کے پاس گیا اور بولا:

"بیٹا! تم جڑی بوٹیوں کے علم کو جانتے ہو۔ کیا تمہارے خیال میں یہاں کوئی ایسی بوٹی مل جائے گی جس سے سانپ کے کاٹے کا علاج ہو سکے۔؟"

ناگ نے یونانی حکیم کی گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے پوچھا:

"کیا بات ہے بابا!
آپ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہیں!"

یونانی حکیم نے کہا:

"کیا بتاؤں بیٹا:
بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میرے شاگرد کی بہن کو سانپ نے کاٹ لیا ہے وہ بے ہوش پڑی ہے۔ میرے پاس کوئی ایسی بوٹی نہیں ہے جو اس کا علاج کر سکے تمہارے پاس بھاگا بھاگا آیا ہوں کہ تم جڑی بوٹیوں کا علم رکھتے ہو۔ شاید تم کوئی ایسی بوٹی بتا سکو کہ جس سے میرے شاگرد کی بہن کی جان بچ جائے۔"

ناگ یہ سن کر فوراً بولا:

"بابا! تم مجھے اس عورت کے پاس لے چلو جس کو سانپ نے کاٹا ہے۔ میرے پاس ایک سانپ کا منکا ہے۔ میں اس سے سانپ کا زہر باہر کھینچ لوں گا۔"

یونانی حکیم یہی چاہتا تھا کہ ناگ اس کے ساتھ چلے۔

جلدی سے بولا:

"خدا تمہارا بھلا کرے بیٹا۔ جلدی چلو۔ بے چاری لڑکی بے ہوش پڑی ہے۔ جلدی چلو۔"

اور یونانی حکیم ناگ کو لے کر شہر کی باہر والی آبادی کے مکان کی طرف چلنے لگا۔ جہاں اس نے چارپائی پر ٹکٹے رکھ کر اوپر چادر ڈال رکھی تھی۔ اس وقت شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا شہر پر اترنے لگا تھا۔ یونانی حکیم نے وہ خاص سفوف جیب سے نکال کر اپنی مٹھی میں رکھ لیا تھا جس کو انسان کے جسم پر چھڑک دو تو

WWW.PDFBOOKS.RE

انسان اپنی اصلی حالت میں آ جاتا تھا۔ وہ ناگ کو مکان کے اندر لے گیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ ناگ نے شام کے ہلکے ہلکے اندھیرے میں دیکھا کہ چارپائی پر کوئی چادر اوڑھے پڑا ہے۔

یونانی حکیم نے کہا:

"یہی وہ لڑکی ہے۔

کہیں مر تو نہیں گئی ہے بیچاری؟"

ناگ نے کہا:

"فکر نہ کرو بابا!

سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ناگ جھک کر چادر اٹھانے ہی لگا تھا کہ یونانی حکیم نے پیچھے سے سفوف ناگ کے اوپر ڈال دیا۔ ناگ کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر چادر کے اوپر گر پڑا۔ اس کے بعد ناگ کو بالکل ہوش نہ رہا۔ یونانی حکیم پیچھے ہٹ گیا تھا کہ اگر سفوف نے اپنا کام نہ دکھایا تو وہ وہاں سے فرار ہو جائے گا۔ لیکن بوٹی کے سفوف نے اپنا اثر دکھا دیا تھا۔ ناگ ایک چھوٹے کالے سانپ کی شکل میں چارپائی کی چادر پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔

یونانی حکیم فرش سے اچھل پڑا۔ اس نے فوراً ناگ کو اٹھا کر جیب میں رکھا اور مکان سے باہر نکل گیا سرائے کی طرف جانے کی بجائے وہ سیدھا شہر کی منڈی میں آ گیا۔ یہاں اس نے ایک تیز رفتار گھوڑا خریدا۔ اور اس پر سوار ہو کر ٹیکلا کی طرف روانہ ہو گیا۔ اگر وہ سرائے میں اپنا گھوڑا لینے جاتا تو ہو سکتا تھا کہ ناگ دیوتا کے ساتھی وہاں آ گئے ہوتے اور وہ اسے دیکھ لیتے۔

جب تھوڑی دیر بعد عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ واپس سرائے میں آئے تو وہاں ناگ موجود نہیں تھا۔ افراسیاب اپنی کوٹھڑی میں لیٹا ہوا تھا۔ پہلے تو انہوں نے کوئی خیال نہ کیا۔ سوچا ناگ یہیں کہیں ہوگا۔ ابھی واپس آ جائے گا۔ لیکن جب رات ہو گئی اور ناگ واپس نہ آیا تو انہیں تشویش ہوئی۔

افراسیاب بولا:

"کہیں ناگ بھائی سرائے کا راستہ تو نہیں بھول گیا؟"

ماریا نے کہا:

"وہ راستہ نہیں بھول سکتا۔"

جولی سانگ نے ہلا کر کہا۔

"ناگ کی خوشبو فضا میں نہیں ہے۔"

تھیو سانگ عنبر نے سانس کھینچ کر سونگھا۔ ناگ کی خوشبو فضا میں موجود نہیں تھی۔ عنبر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"ناگ ضرور کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔"

WWW.PDFBOOKSFR

لاش ناگ

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا:

"اس یونانی حکیم کا گھوڑا سرائے میں بندھا ہے اور گھوڑے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ واپس اپنے مالک کے گھر ہی جاتا ہے۔ کیوں نہ ہم اس گھوڑے کو چھوڑ دیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یونانی حکیم کے گھر پر ہی جائے گا۔"

تھیو سانگ بولا!

"ہو سکتا ہے وہ یونانی حکیم یہاں سے سیکڑوں کوس دور کسی شہر میں رہتا ہو۔ کیا ہم گھوڑے کے ساتھ ساتھ اتنی دور تک چلے جائیں گے؟"

افراسیاب کہنے لگا!

"ویسے بھی تو ہمیں ناگ کی تلاش میں کہیں نہ کہیں جانا ہی ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم گھوڑے کا پیچھا کریں۔"

تھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ کوئی ضروری تو نہیں کہ یونانی حکیم ناگ کو لے کر اپنے گھر ہی کی طرف گیا ہو۔"

عنبر بولا:

"ایسا کرتے ہیں کہ افراسیاب بھائی گھوڑے کے ساتھ چلا جائے اور ہم دوسری طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ افرا بھائی سلیمانی ٹوپی پہن کر غائب بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے شہر سے تیزی سے آ کر ہمیں خبر بھی کر سکتا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا!

"یہ ٹھیک رہے گا۔ کیوں افرا بھائی تمہاری کیا رائے ہے؟"

افراسیاب سر کھجانے لگا۔ بولا:

"جو تم لوگ کہو گے ویسے ہی کروں گا۔ ابھی تو لیٹی کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا کہ ناگ بھائی کہاں ہے کیا؟"

عنبر نے کہا:

"افرا بھائی: ہم ایک مدت سے سفر کر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ گھوڑے کے ساتھ چل پڑو۔ جدھر گھوڑا جائے

WWW.PDFBOOKSFREE.

ہم اس کی مخالف سمت کو جائیں گے۔"

عنبر نے گھوڑے کو کھول دیا۔ گھوڑا سرائے سے نکلا اور ٹیکسلا شہر کی طرف اپنا رخ کر لیا۔

عنبر بولا:

"یہ ٹیکسلا شہر کی طرف جا رہا ہے۔ افرا بھائی تم اس کے ساتھ ٹیکسلا جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یونانی مکار ٹیکسلا میں ہی رہتا ہے۔ ہم دوسری طرف جاتے ہیں ایک شہر پیچھے دیکھ کر ہم واپس ٹیکسلا پہنچ جائیں گے۔ تمہیں اگر ناگ مل گیا تو تم اسے لے کر وہاں سرائے میں ہی ٹھہرنا۔ ہم تمہیں سرائے میں آکر ملیں گے۔"

اب افراسیاب گھوڑے کے ساتھ ساتھ چل پڑا اور عنبر مادیا جولی سانگ اور تھیو سانگ دوسری طرف روانہ ہو گئے۔ گھوڑا پہلے تو آہستہ آہستہ یعنی قدم قدم چلتا رہا۔ مگر شہر سے نکل کر جب وہ کھلی سڑک پر آیا تو اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ افراسیاب اب اس کے ساتھ پیدل نہیں چل سکتا تھا اس نے سلیمانی ٹوپی پہن لی۔ وہ غائب ہو گیا اور غائب ہو کر گھوڑے کے اوپر جا کر بیٹھ گیا تاکہ کوئی اسے دیکھے بھی نہ سکے اور وہ گھوڑے کے ساتھ ساتھ سفر بھی کرتا رہے۔

یونانی حکیم کو بھی اس بات کا علم تھا کہ وہ اپنا گھوڑا سرائے میں چھوڑ آیا ہے اور ناگ دیوتا کے دوستوں کو جب پتہ چلا کہ یونانی غائب ہے تو وہ ضرور اس پر شک کریں گے اور پھر وہ اس کے گھوڑے کی مدد سے ٹیکسلا میں اس کے گھر تک پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ یونانی حکیم جب ٹیکسلا پہنچا تو رات ابھی باقی تھی۔ وہ اپنے گھر کی طرف جانے کی بجائے آگے گندھارا کی طرف روانہ ہو گیا۔ یونانی حکیم کے ساتھ مشکل یہ تھی کہ اس کے پاس کوئی ایسی جڑی بوٹی نہیں تھی کہ جس کے سفوف کو ناگ پر چھڑک کر وہ اسے دوبارہ انسانی شکل میں واپس لا سکتا۔ اور انسانی شکل میں واپس لا کر ہی وہ ناگ کی آنکھیں نکال کر اپنی گردن میں لٹکا سکتا تھا۔ کیونکہ سانپ کی آنکھیں لٹکانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ناگ سانپ کے روپ میں اس کی جیب میں ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ راستے میں یونانی حکیم نے ایک بار پھر اس پر سفوف چھڑک دیا تھا۔ تاکہ وہ اور کچھ دیر کے لئے بے ہوش ہی رہے۔ وہ ہوش میں آکر یونانی حکیم کو کاٹ سکتا تھا یا اپنی مدد کے لئے دوسرے سانپوں کو بلا سکتا تھا یونانی حکیم ناگ دیوتا کی طاقت سے واقف تھا۔

اس نے سن رکھا تھا کہ گندھارا شہر میں ایک پرانا مقبرہ ہے اس مقبرے میں ایک بوڑھا گورکن رہتا ہے جس کے پاس چاندی کی پتھری پر کھدا ہوا ایک ایسا نقش ہے کہ اگر اسے کسی کے جسم سے رگڑا جائے تو وہ انسان اپنی اصلی حالت میں واپس آ جاتا ہے یونانی

WWW.PDFBOOKSFREE

حکیم کو یہ بات ایک ایسے شعبدہ باز نے بتائی تھی جو طلسم بھی کرتا تھا یونانی حکیم گندھارا کی طرف جا رہا تھا اور افراسیاب کا گھوڑا ٹیکسلا شہر میں یونانی حکیم کے مکان پر پہنچ کر رک گیا۔ افراسیاب نے سلیمانی ٹوپی اتار کر جیب میں رکھ لی۔ وہ ظاہر ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ مکان پر تالا پڑا ہوا ہے اس نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہاں جو یونانی حکیم رہتا ہے وہ کہاں ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ وہ شہر سے باہر گیا ہوا ہے اور ابھی واپس نہیں آیا۔ افراسیاب نے سوچا کہ اسے آس پاس کے دیہات اور قصبوں میں جا کر دیکھنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے یونانی حکیم وہاں کہیں چھپا بیٹھا ہو۔ افراسیاب اسی گھوڑے پر بیٹھا اور ٹیکسلا شہر سے نکل کر پورشپور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

پورشپور کی سرائے میں کیٹی بیٹھی ابھی تک اژگر کا انتظار کر رہی تھی اسے تین چار دن گذر گئے تھے۔ جب وہ ناامید ہو گئی اور اسے یقین ہو گیا کہ اژگر اب شاید واپس نہ آئے تو اس نے سرائے چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ سرائے سے نکل کر ٹیکسلا شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ دن کا وقت تھا۔ چاروں طرف دھوپ کھلی ہوئی تھی کیٹی سڑک کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ وہ ایک سنسان پہاڑی علاقے سے گذر رہی تھی کہ اچانک ایک طرف سے چار آدمی جن کے ہاتھوں میں خنجر تھے نکل آئے اور انہوں نے کیٹی کو پکڑ لیا۔ کیٹی اپنی طاقت یہی تھی کہ وہ ایک دو آدمیوں کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ جس منتر سے وہ قدیم زمانے کے کردار کو بلا سکتی تھی وہ منتر ابھی تک اسے یاد نہیں آ رہا تھا یہاں چار ہٹے کٹے آدمیوں سے مقابلہ تھا۔ کیٹی ان کا مقابلہ نہ کر سکی اور ان ڈاکوؤں نے جن کا کام ہی اکیلی دکیلی عورت کو پکڑ کر دوسرے شہر میں جا کر فروخت کر دینا تھا۔ کیٹی کو قابو میں کر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر گھوڑے پر ڈالا اور ٹیکسلا شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ ٹیکسلا ایک بڑا شہر تھا اور یہاں عورت کی قیمت زیادہ تھی۔ امیر لوگ نوجوان عورتوں کو حویلیوں میں کنیز بنا کر رکھ لیتے تھے۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ جس سڑک پر یہ درندہ صفت بدمعاش لوٹ کیٹی کو اغوا کر کے لئے جا رہے تھے۔ اسی سڑک پر سامنے سے افراسیاب گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا۔

افراسیاب قریب پہنچا تو اسے ایک عورت گھوڑے پر بندھی ہوئی نظر آئی۔ کیٹی نے افراسیاب کو دیکھتے ہی پہچان لیا اس نے چیخ کر کہا:

"افرا بھائی!

میں ہوں کیٹی۔ مجھے ان سے بچاؤ"

ڈاکوؤں نے تلواریں نکال لیں اور افراسیاب پر حملہ کر دیا۔ افراسیاب کے پاس کوئی تلوار نہیں تھی مگر وہ چونکہ مر چکا تھا اس نے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوبارہ نہیں مر سکتا تھا۔ ویسے اس کے پاس ایک ایسا ہتھیار تھا جس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ افراسیاب نے فوراً ہوا میں ہاتھ پھیلا کر اپنی زنبیل پکڑ لی اور ایک ڈاکو کو گردن سے پکڑ کر گھوڑے سمیت اپنی زنبیل میں ڈال کر غائب کر دیا۔ دوسرے ڈاکو نے افراسیاب کی گردن پر وار کر دیا۔ تلوار گردن کو کاٹ کر نکل گئی۔ مگر گردن کٹ کر واپس اپنی جگہ پر آ کر لگ گئی۔ افراسیاب نے دوسرے ڈاکو کو بھی زنبیل میں ڈال کر غائب کر دیا۔ اب باقی کے دونوں ڈاکو گھبرا کر بھاگے۔ مگر افراسیاب نے انہیں بھاگنے نہیں دیا کیونکہ وہ بدمعاش لوگ تھے۔ اور افراسیاب نہیں چاہتا تھا کہ وہ دوسری کسی بے گناہ عورت کو اغوا کر کے اس کی زندگی تباہ کریں۔ افراسیاب نے فوراً اپنی سلیمانی ٹوپی نکال کر پہنی اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی وہ دونوں ڈاکوؤں کے سروں پر آ گیا اور بولا:

"تم بچ کر کہاں جاؤ گے الو کے پٹھو! میں تمہیں چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ میں لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے ظلم سے نجات دلا دینا چاہتا ہوں۔"

اور افراسیاب نے دونوں ڈاکوؤں کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال کر غائب کر دیا۔ پھر وہ واپس کیٹی کے پاس آیا۔ اس کی رسیاں کھول ڈالیں۔ کیٹی نے سب سے پہلے عنبر ناگ ماریا کا پوچھا۔

افراسیاب بولا:

"وہ سب لوگ ٹیکسلا میں آ رہے ہیں۔ مگر ناگ بھیا غائب ہے۔"

پھر اس نے کیٹی کو ساری بات بیان کر دی۔

کیٹی پریشان ہو کر بولی:

"وہ یونانی حکیم ناگ کو کہاں لے گیا ہوگا؟"

افراسیاب بولا:

"یہی تو ہمیں معلوم نہیں۔ میں صبح سے اس بدبخت مکار آدمی کو تلاش کر رہا ہوں۔ مگر تم یہاں کس طرح پہنچ گئیں!"

اب کیٹی نے افراکو اپنے ساتھ گزرے سارے واقعات سنائے۔

افراسیاب بولا:

"میرا خیال ہے ہمیں واپس ٹیکسلا کی سرائے میں چلنا چاہئے کیونکہ عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ بھائی وہیں پر ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں تم ان سے مل لو۔ وہ سب تمہارے لئے بے حد پریشان ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر ناگ کا کیا بنے گا؟ وہ یونانی کہیں ناگ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔"

افراسیاب بولا:

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ [illegible] ہے کہ ہم سب مل [illegible] ناگ کی تلاش میں نکلیں گے"

"شاید یہی بہتر ہو"

کیٹی نے اتنا کہا اور گھوڑے پر بیٹھ کر افراسیاب کے ساتھ ٹیکسلا کی طرف روانہ ہو گئی۔

راستے میں افرا نے کہا:

"کیٹی بہن!

اب میں نے تم لوگوں کے ساتھ کافی چل پھر لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ٹیکسلا پہنچ کر تم مجھے منتر پڑھ کر واپس میری دنیا میں پہنچا دو"

کیٹی نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا:

"افرا بھائی!

خدا جانے کیا بات ہو گئی ہے کہ مجھے وہ منتر بالکل یاد نہیں آ رہا۔ اگر وہ منتر یاد ہوتا تو یہ ڈاکو مجھے بے بس نہیں کر سکتے تھے۔ میں منتر پڑھ کر سارے جادوگر کو قدیم زمانے سے بلا لیتی"

افراسیاب کی گردن لٹک گئی۔

وہ بولا:

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو کیٹی بہن؟ کیا اب میں کبھی واپس نہیں جا سکوں گا؟"

کیٹی نے کہا:

"مایوس ہونا کفر ہے افرا بھائی! خدا نے چاہا تو مجھے وہ منتر ضرور یاد آ جائے گا۔ میں ہر وقت یاد کرتی رہتی ہوں۔ کسی نہ کسی لمحے وہ یاد آ جائے گا"

افراسیاب نے ٹھنڈا سانس بھرا اور چپ ہو گیا۔ ٹیکسلا کی سرائے میں ماریا عنبر جولی سالک تھیو سالک وغیرہ واپس آ چکے تھے۔ افراسیاب کے ساتھ کیٹی کو دیکھ کر وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ کیٹی نے سب کو وہ واقعات سنائے جو اس کے ساتھ گذرے تھے۔ اور جب ناگ کے بارے میں فکر مند ہو کر بولی:

"اگر یہی میرے ساتھ ناگ ہی کی تلاش میں آیا تھا مگر اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا ہے"

عنبر نے کہا:

"مجھے تو اگر یہی کوئی عیار شخص لگتا ہے ہو سکتا ہے وہ یونانی حکیم کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ اور ان دونوں نے مل کر ناگ کو اغوا کیا ہو"

ماریا بولی:

"ناگ جیسا کوہ، اغوا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور طلسم جانتا ہوگا بغیر طلسم کے ناگ کو بے بس نہیں کیا جا سکتا۔"

عنبر کہنے لگا:

"وہ یونانی جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا اور بعض بوٹیوں میں بڑی طلسمی طاقت ہوتی ہے۔"

افراسیاب اور جولی سانگ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اب ہمیں ناگ کی تلاش کے سلسلے میں آگے کی طرف چلنا چاہیے۔

ماریا نے کہا:

"اس سے آگے گندھارا ہی ایک بڑا شہر ہے۔"

تھیو سانگ بولا:

"تو ٹھیک ہے ہم اس وقت گندھارا شہر کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد ماریا عنبر کنیکا تھیو سانگ جولی سانگ اور افراسیاب ٹیکسلا شہر سے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے اور گندھارا شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر یونانی حکیم گندھارا پہنچ چکا تھا۔ گندھارا میں اس مقبرے کی طرف آ گیا۔ جہاں اسے گورکن کے ملنے کی امید تھی۔ اس وقت گندھارا شہر کے آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور سرد ہوا چل رہی تھی۔ دن کا تیسرا پہر تھا۔ ناگ ابھی تک بے ہوش تھا۔ یونانی حکیم مقبرے کے ٹوٹے پھوٹے احاطے میں داخل ہو کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ اس نے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ یہ شکستہ مقبرہ بہت پرانا تھا۔ اس کی دیواروں اور گنبد میں بڑی بڑی دراڑیں پڑ چکی تھیں۔ درختوں کے پتے جھڑ کر سوکھی گھاس پر سرد ہوا میں اڑ رہے تھے۔ یہ مقبرہ ایک پرانے قبرستان میں واقع تھا اور گھاس میں قبروں کی ڈھیریاں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں۔ یونانی حکیم کو وہاں کوئی انسان نظر نہیں آیا تھا۔

وہ مقبرے کے اندر آ گیا۔ یہ گول عمارت تھی۔ گنبد میں شگاف پڑا ہوا تھا۔ فرش کی سلیں اکھڑی ہوئی تھیں۔ درمیان میں کسی وزیر یا بادشاہ یا کسی ملکہ کی قبر تھی۔ قبر پر کوئی کتبہ نہیں تھا۔ شاید کبھی کتبہ لگا ہوگا۔ مگر لوگ اسے قیمتی پتھر سمجھ کر اکھاڑ کر لے گئے تھے۔

قبر کی نیلی ٹائلیں بھی چند ایک ہی باقی رہ گئی تھیں۔ یونانی حکیم مقبرے سے نکل آیا۔ اب اس نے قبرستان میں گورکن کی تلاش شروع کر دی۔ اس احاطے کو چاروں طرف سے اونچی دیوار نے گھیر رکھا تھا۔ اس دیوار پر جنگلی بیلیں لپٹی ہوئی تھیں یونانی قبروں میں سے گزرتا ہوا ایک پتھروں کے بنے ہوئے شکستہ کمرے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس کمرے کا صرف ایک ہی دروازہ بچا تھا۔ دوسرا دروازہ لوگ اکھاڑ کر

WWW.PDFBOOKSFREE

گئے۔ کوٹھڑی کے اندر اندھیرا تھا۔ یونانی حکیم آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا کوٹھڑی میں آگیا۔ کوٹھڑی میں کوئی آدمی نہ تھا۔ دروازے میں سے دن کی ابر آلود پھیکی روشنی کوٹھڑی میں بڑی مشکل سے اندھیرے کو تھوڑا سا دور کر رہی تھی۔ یونانی حکیم نے دیکھا کہ کوٹھڑی کی ایک طرف دیوار کے ساتھ ایک تابوت پڑا ہے۔ تابوت کا ڈھکنا کھلا تھا اور وہ خالی تھا۔ کونے میں قبر کھودنے کے اوزار پڑے تھے۔ مٹی کی ایک صراحی میں پانی بھرا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہاں کوئی رہتا ضرور ہے مگر خدا جانے وہ اس وقت کہاں چلا گیا تھا۔ چونکہ کوٹھڑی میں کوئی بستر وغیرہ نہیں لگا تھا اس لئے یونانی حکیم نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ گورکن رات کو واپس چلا جاتا ہو۔ مگر ابھی تو دن تھا۔ ابھی تو گورکن کو اسی جگہ ہونا چاہیے تھا۔ یونانی کوٹھڑی سے نکل کر باہر ایک طرف درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ وہ گورکن کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ اس نے جیب سے ناگ کو نکال کر دیکھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں ابھی تک بے حس و حرکت تھا۔ بے ہوش تھا۔

یونانی نے سانپ یعنی ناگ کو جیب سے نکال کر سوکھی گھاس پر رکھ دیا۔ یہاں بھی ناگ بے ہوش ہی پڑا رہا۔ یونانی نے ناگ کو اٹھایا اور جیب میں رکھ لیا اور بے چینی سے مقبرے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ گورکن کہاں چلا گیا ہے۔ دن کی روشنی ماند پڑنے لگی تھی۔ آسمان اسی طرح بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور سردی زیادہ ہو گئی تھی۔ یونانی اٹھ کر ٹہلنے لگا کہ اس طرح سردی کا احساس کچھ کم ہو جائے گا۔ اتنے میں بادل گرجا اور بارش شروع ہو گئی۔ بارش ہلکی ہلکی ہو رہی تھی۔ مگر یونانی اس میں بھیگنے لگا۔ وہ دوڑ کر مقبرے کے اندر آگیا۔ وہ ٹوٹے ہوئے دروازے کی محراب کے ساتھ ٹک کر بیٹھ گیا۔ اب ایسی بات ہوئی کہ جس جگہ یونانی نے ناگ کو نکال کر گھاس پر تھوڑی دیر کے لئے رکھا تھا۔ وہاں سے ایک ہزار دار انتہائی زہریلا سانپ گذرا تو اسے زمین میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آئی۔ بے ہوش ہونے کے بعد یونانی کے سونگھنے کے اثر سے ناگ کے جسم سے پوری طرح سے خوشبو نہیں اٹھ رہی تھی۔ بس اتنی ہی خوشبو آتی تھی کہ کوئی قریب ہی سے اسے سونگھ سکتا تھا۔ مگر سانپ کی سونگھنے کی حس بڑی تیز ہوتی ہے یہاں ناگ گھاس پر تھوڑی دیر کے لئے رکھا گیا تھا وہاں گھاس پر ابھی تک اس کے جسم کی خوشبو چپٹی ہوئی تھی۔

ہزار دار سانپ ٹھیک اسی جگہ سے گذرا تھا۔ ناگ دیوتا کی خوشبو پاتے ہی سانپ رک گیا۔ اس نے بار بار زبان نکال کر فضا کا جائزہ لیا کہ یہ خوشبو اسے کہاں سے آئی ہے بہت جلد

WWW.PDFBOOKSFREE

معلوم ہو گیا کہ خوشبو گھاس میں سے آ رہی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ ناگ دیوتا وہاں موجود ہے۔ مگر اس کی خوشبو اتنی کمزور کیوں ہے؟ دھاریدار سانپ سوچنے لگا۔ کہیں ناگ دیوتا بیمار تو نہیں پڑا ہوا؟ دھاریدار سانپ اپنی پوری طاقت سے اپنی دو شاخوں والی زبان کو تیزی سے بار بار باہر نکال کر فضا میں سونگھا۔ اسے مقبرے کی طرف سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ سانپ نے خاموشی سے مقبرے کی طرف بارش میں رینگنا شروع کر دیا۔

ٹھیک اسی وقت ایک جنازہ قبرستان میں داخل ہوا یونانی اپنے آپ کو چھپانے کے لئے وہاں سے اٹھ کر مقبرے کی دوسری طرف چلا گیا۔ جنازے کو صرف چار آدمی اٹھائے ہوئے تھے۔ پانچواں آدمی ان کے ساتھ نہیں تھا۔ انہوں نے جنازہ درختوں کے نیچے ایک جگہ رکھ دیا۔ جنازے پر سیاہ چادر پڑی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی احاطے کے دروازے میں ایک ہٹا کٹا درمیانے قد کا آدمی داخل ہوا۔ جس کے ہاتھ میں پھاوڑا تھا۔ یونانی نے سوچا کہ ضرور یہی گورکن ہو گا۔ وہ مقبرے کی شکستہ سیڑھیاں اتر کر جنازے کی طرف بڑھا دھاریدار سانپ مقبرے میں آیا تو وہاں ناگ دیوتا کی خوشبو غائب ہو چکی تھی۔ وہ پھن اٹھا کر چاروں طرف زبان نکال کر جائزہ لینے لگا۔ ہلکی بارش میں اسے کچھ آدمی درختوں کے نیچے کھڑے نظر آئے۔ ناگ دیوتا کی مدھم خوشبو ان درختوں کی طرف سے ہی آ رہی تھی۔ دھاریدار سانپ سیڑھیاں اتر کر اور اس طرف چلنے لگا۔ وہاں قریب جا کر اس نے دیکھا کہ وہاں قبر کھودی جا رہی تھی اور آدمیوں کے پاس پھاوڑے اور کدال تھے دھاریدار سانپ کو خیال آیا کہ انسان سانپ کا دشمن ہے۔ اگر ان انسانوں نے اسے دیکھ لیا تو کدال مار کر وہیں اس کے ٹکڑے کر دیں گے۔ لیکن ناگ دیوتا کی خوشبو چونکہ آ رہی تھی اس لئے وہ وہاں سے جا بھی نہیں سکتا تھا۔

دھاریدار سانپ وہیں گھاس میں چھپ کر بیٹھا رہا۔ یونانی درختوں کے پیچھے سے ہو کر ہلکی بارش میں ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ وہ اب اس انتظار میں تھا کہ گورکن فارغ ہو تو وہ اس سے بات کرے۔ گورکن کے ساتھ جنازے والے آدمی بھی قبر کھودنے میں لگ گئے تھے۔ بارش میں ان کے کپڑے بھیگ چکے تھے۔ وہ آپس میں کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ جب قبر تیار ہو گئی تو اس وقت دن کی روشنی بہت کم ہو گئی تھی۔ لیکن ہر شے نظر ضرور آ رہی تھی۔ اب ان آدمیوں نے جو جنازہ لے کر آئے تھے جنازے پر سے چادر اٹھا دی چادر کے اٹھتے ہی جنازے میں لاش سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

گورکن پیچھے ہٹ گیا۔ چار آدمیوں میں سے ایک آدمی تیزی سے
آگے بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک کیل نکالی اور لاش کے
سر میں ہتھوڑے سے ٹھونک دی۔ لاش پیچھے کو گر پڑی۔

یونانی حکیم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ کیا یہ لوگ کسی زندہ انسان
کو دفن کرنے وہاں لائے تھے؟ انھوں نے لاش کو اٹھا کر قبر
میں اتار دیا۔ پھر اوپر جلدی جلدی مٹی ڈالنی شروع کر دی جب
قبر کی ڈھیری بن گئی تو انھوں نے گورکن کو چاندی کے کچھ
سکے دیئے اور خالی جنازہ اٹھا کر قبرستان سے نکل گئے۔
گورکن سکے گن رہا تھا کہ یونانی اس کے پاس آگیا۔ گورکن نے
حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

یونانی نے کہا:

"میں تمہارے لئے سونے کے پچاس سکے لایا ہوں۔ مگر
مجھے کسی مردے کو دفن نہیں کرنا بلکہ تم سے ایک
بات پوچھنی ہے۔"

اور یونانی بوڑھے حکیم نے سونے کے پچاس سکوں کی
تھیلی نکال کر گورکن کو پکڑا دی۔ گورکن سونے کے سکوں کو دیکھ
کر بہت خوش ہوا۔ دھاریدار سانپ کو ناگ دیوتا کی مدد خوشبو
برابر آرہی تھی۔ گورکن کے پاس کدال موجود تھی جس کے ڈر
کی وجہ سے دھاریدار سانپ ان لوگوں کے قریب نہیں آرہا تھا۔

گورکن نے پوچھا:

"تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

یونانی حکیم بولا:

"کوٹھڑی میں چل کر تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔
یہاں بارش بھی ہے اور سردی بھی۔"

گورکن نے سونے کے سکوں کی تھیلی اپنے لبے کرتے کے
اندر رکھ لی اور اشارے سے یونانی کو اپنے پیچھے آنے کو
کہا۔ کدال گورکن نے اٹھا رکھی تھی۔ دھاریدار سانپ پرے چلا
گیا۔ کوٹھڑی میں آکر گورکن نے موم بتی روشن کر دی کیونکہ اب
شام ہو گئی تھی اور قبرستان میں اندھیرا ہو گیا تھا۔

گورکن بولا:

"اب بتاؤ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

یونانی حکیم اور گورکن فرش پر بیٹھ گئے تھے۔ موم بتی ان
کے قریب ہی جل رہی تھی۔ کدال بھی گورکن کے پاس ہی
پڑی تھی۔

یونانی حکیم نے کہا:

"میرے پاس سونے کے پچاس سکے اور بھی ہیں
مگر وہ تمہیں اس وقت دوں گا جب تم مجھے
چاندی کی وہ پتری دکھاؤ گے جس پر کوئی پرانا

WWW.PDFBOOK

نقش کھرا ہوا ہے؟"

گورکن سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:

"تم اس نقش کو کیوں دیکھنا چاہتے ہو؟ وہ تو میرے پاس باپ دادا کے وقتوں کا چلا آرہا ہے۔ اور اس میں ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اگر تم اسے مجھ سے خریدنے آئے ہو تو میں وہ تمہیں نہیں دے سکتا وہ ہماری خاندانی نشانی ہے۔"

یونانی حکیم کو جب یہ پتہ چلا کہ نقش گورکن کے پاس موجود ہے تو وہ بے حد خوش ہوا۔

اس نے کہا:

"میں تمہیں اس نقش کے بدلے میں ایک لاکھ سونے کے سکے دوں گا۔ تم سوچ لو۔"

ایک لاکھ سونے کی مہریں اس زمانے میں بہت بڑی رقم ہوا کرتی تھی۔ گورکن ساری زندگی اتنی دولت کبھی نہیں کما سکتا تھا۔

اس نے کہا:

"میں چاندی کا نقش تمہیں دینے کو تیار ہوں۔ مگر سونے کی ایک لاکھ مہریں میں ابھی وصول کروں گا۔"

یونانی بولا:

"کیا نقش تمہارے پاس اسی کوٹھڑی میں ہے؟"

کیونکہ سونے کی لاکھ مہریں میرے پاس موجود ہیں اور میں نے انہیں اسی قبرستان میں ایک خفیہ جگہ پر چھپا دیا ہے۔"

گورکن پر دولت کی خوشی سوار ہو گئی تھی۔ اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ آدمی جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ فوراً کونے میں گیا۔ زمین میں سے ایک جگہ اینٹ اٹھائی اور چاندی کا نقش صاف کرتا ہوا یونانی کے پاس سے آیا اور بولا:

"یہ ہے وہ چاندی کا نقش۔ اب بتاؤ سونے کی مہریں کہاں ہیں۔ جب تک مجھے میری رقم نہیں ملے گی میں تمہیں نقش نہیں دوں گا۔"

یونانی اگرچہ بوڑھا تھا مگر اس کا دل سیاہ تھا۔ وہ چالاک اور عیار تھا۔

اس نے کہا:

"میرے ساتھ کدال لے کر آؤ۔"

گورکن نے نقش اپنی جیب میں رکھا اور کدال اٹھا کر یونانی کے ساتھ کوٹھڑی سے نکل کر قبرستان میں آگیا۔ موم بتی وہ اپنے ساتھ ہی لیتا گیا تھا۔ باہر اندھیرا چھا گیا تھا۔ بارش رک گئی تھی مگر سرد ہوا چل رہی تھی۔ یونانی نے ایک قبر کی طرف اشارہ

WWW.PDFBOOKS

گیا اور بولا :

" میں نے سونے کی مہریں اس قبر کے اندر چھپا رکھی ہیں۔ قبر کو کھول کر ساری مہریں نکال لو۔ اب یہ تمہاری ہیں "

دولت کا لالچ بہت برا ہوتا ہے۔ انسان کی عقل بھی ماری جاتی ہے۔ گورکن نے کدال اٹھائی اور قبر پر چلانی شروع کر دی۔ عیار یونانی حکیم نے پہلے ہی سے سفوف نکال کر اپنی مٹھی میں رکھ لیا تھا۔ جونہی گورکن نے کدال چلائی اور وہ نیچے جھکا۔ یونانی نے اس پر سفوف چھڑک دیا۔ گورکن تو ایک سیدھا سادا آدمی تھا۔ وہ نہ بھوت تھا اور نہ سانپ سے انسان بنا تھا۔ کہ اصل شکل پہ آجاتا۔ سفوف کے پڑتے ہی وہ اچھلا اور پھر قبر پر گرا اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی۔ دھاریدار سانپ چند قدموں کے فاصلے پر گھاس میں چھپا یہ دیکھ رہا تھا۔ آگ کے شعلوں کو بلند ہوتا دیکھ کر وہ تیزی سے دوسری طرف چلا گیا۔ یونانی حکیم بھی پہلے پیچھے ہو گیا۔

گورکن کا جسم جل رہا تھا۔ یونانی حکیم لپک کر اس کی طرف بڑھا اور اس کی جیب میں سے چاندی کا نقش نکال لیا۔ وہ دوڑ کر دوبارہ مقبرے کی طرف چلا آیا۔ دھاریدار سانپ نے اسے مقبرے کی طرف جاتے دیکھا تو وہ بھی اس طرف رینگنے لگا۔

دھاریدار سانپ سمجھ گیا تھا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اس آدمی کی طرف سے آرہی تھی جو مقبرے میں گیا تھا۔ سانپ بھی گیلی گھاس میں تیزی سے رینگتا مقبرے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر چلا گیا۔ اب اندھیرا ہو گیا تھا۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سانپ بے فکر تھا۔ سانپ اندھیرے میں اچھی طرح سے دیکھ لیتے ہیں۔ دھاریدار سانپ نے دیکھا کہ جو آدمی یعنی یونانی مقبرے میں آیا تھا۔ اس نے جیب میں سے ایک سانپ نکالا اور اسے فرش پر آہستہ سے رکھ دیا ہے۔ اب دھاریدار سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو زیادہ تیز آنے لگی تھی۔ کیا یہ ناگ دیوتا ہے ؟۔

دھاریدار سانپ یہ سوچ رہا تھا کہ یونانی حکیم نے چاندی کے نقش کو ناگ سانپ کے جسم سے رگڑ دیا۔ ناگ کا جسم اچھلا اور وہ دوبارہ انسانی جسم میں آگیا۔ مگر وہ ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ یونانی حکیم نے اپنی جیب کو ٹٹولا اور اس میں سے تیز نوک والا خنجر نکال لیا۔ وہ ناگ کی آنکھیں نکالنا چاہتا تھا۔ اب اسے آنکھیں نکالنے سے کوئی روک سکتا تھا۔ وہ بڑا خوش تھا۔ اپنی فتح کے نشے میں چور تھا۔ دھاریدار سانپ پر یہ راز کھل گیا تھا کہ اس کے سامنے ناگ دیوتا ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہے اور یہ آدمی اس کو قتل کرنے والا ہے۔

WWW.PDFBOOKSFREE

یونانی حکیم نے ایک لمحہ بے ہوش ناگ کی آنکھ پر رکھ کر اسے آہستہ سے کھولا اور دوسرے ہاتھ سے خنجر کی نوک ناگ کی آنکھ میں ڈال کر ڈیلا نکالنے ہی والا تھا کہ جیسے کسی چیز نے اس کی پنڈلی پر کاٹ دیا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ پنڈلی کو دیکھنے کے لیے جھکا تھا کہ دھاریدار سانپ نے لپک کر اس کی گردن پر ڈس دیا۔ پہلے سانپ نے اس کی پنڈلی پر ڈسا تھا۔ یہ اس قدر زہریلا تھا کہ یہی ایک بار ڈسنا ہی کافی تھا مگر وہ ناگ دیوتا کے دشمن کو کیسے معاف کر سکتا تھا۔ غصے سے بپھر کر دھاریدار سانپ نے یونانی حکیم کو دوسری بار بھی ڈس دیا تھا۔ حکیم یونانی ایک طرف گرا اور اس کا جسم گرم ہو کر جگہ جگہ سے پھٹ گیا۔ دھاریدار سانپ ناگ دیوتا کے قریب آگیا۔ اس نے ناگ دیوتا کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا ناگ دیوتا زندہ تھا مگر بے ہوش تھا۔ دھاریدار سانپ نے ناگ دیوتا کو وہیں چھوڑا اور تیزی سے مقبرے سے نکل کر قبرستان کے کونے کی طرف تیز رفتاری سے بھاگنے لگا۔ قبرستان کے کونے میں ایک بوڑھی ناگن اپنے بل میں پڑی رہا کرتی تھی۔ وہ سب سانپوں میں سے تجربہ کار اور عقلمند تھی۔ دھاریدار سانپ نے اس کے پاس جاکر بتایا کہ ناگ دیوتا مقبرے میں بے ہوش پڑا ہے

بوڑھی ناگن نے سر اٹھا کر دھاریدار سانپ کو دیکھا اور بولی:

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ناگ دیوتا یہاں مقبرے میں ہو اور مجھے یہاں اس کی خوشبو نہ آئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

دھاریدار سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا پر کوئی طلسم کیا گیا ہے"

پھر اس نے ساری کہانی بوڑھی ناگن کو بیان کر دی بوڑھی ناگن غور سے سنتی رہی۔ پھر سوچ میں پڑ گئی۔ سر جھکا کر غور کرتی رہی۔ تھوڑی کے بعد سر اٹھا کر کہنے لگی۔

"معاملہ خطرناک لگتا ہے۔ جو طلسم ناگ دیوتا پر کیا گیا ہے وہ کافی طاقتور ہے۔ مگر میں اس کا کوئی نہ کوئی توڑ ضرور تلاش کر لوں گی۔ چلو میرے ساتھ۔ میں ناگ دیوتا کو خود دیکھنا چاہتی ہوں"

بوڑھی ناگن کو ساتھ لے کر دھاریدار سانپ بل میں سے نکلا اور مقبرے کی طرف چل پڑا۔ بارش کی وجہ سے گھاس گیلی تھی۔ بوڑھی ناگن کو سردی لگنے لگی۔ دھاریدار سانپ نے اپنا گرم پھنکاروں سے اس کے جسم کو گرم کیا۔ مقبرے میں آکر بوڑھی ناگن نے ناگ دیوتا کو دیکھا کہ وہ فرش پر بے ہوش پڑا

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سجے۔ بوڑھی ناگن نے ناگ دیوتا کی تعظیم کی۔ پھر اس کے جسم کو غور سے دیکھا۔ اس کے بعد اپنا سر اٹھا کر ناگ کی کھلی آنکھوں پر جھکا دیا۔ ناگ کی آنکھوں میں بوڑھی ناگن کو ایک خاص چمک نظر آئی۔ یہ چمک ناگ دیوتا کی خاص چمک تھی۔ بوڑھی ناگن نے دھاریدار سانپ سے کہا:

"ناگ دیوتا پر جو طلسم ہوا ہے اس کے توڑ کے لئے مجھے اپنے بل میں جا کر ایک خاص جڑی نکالنا ہوگی میرے ساتھ آؤ۔ ہم نکالے کر آتے ہیں۔"

بوڑھی ناگن اور دھاریدار سانپ مقبرے سے چل دیئے ناگ انسانی روپ میں مقبرے کے فرش پر بے ہوش پڑا تھا اس کے قریب ہی یونانی حکیم کی جلی ہوئی کوٹھ ایسی لاش پڑی تھی۔ باہر رات تاریک تھی۔ قبرستان میں بھیانک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اب پھر ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی اس قبر پر بھی سناٹا تھا جس میں تھوڑی دیر پہلے چار آدمیوں نے ایک آدمی کی کھوپڑی میں کیل ٹھونک کر اسے قبر میں دفن کر دیا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس قبر میں حرکت پیدا ہوئی۔ پہلے اوپر سے ایک پتھر گرا۔ پھر دوسرا پتھر نکل کر نیچے گر پڑا۔ اس کے بعد قبر میں شگاف پیدا ہو گیا۔ اور وہی لاش جس کی کھوپڑی میں کیل ٹھونکی گئی تھی قبر سے باہر نکل آئی تھی۔ لاش کچھ دیر بالکل ساکت اور چپ چاپ کھڑی رہی۔ اس کی نظریں مقبرے پر جمی ہوئی تھیں لاش نے آہستہ آہستہ مقبرے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ مقبرے کی سیڑھیاں چڑھ کر لاش اندھیرے میں مقبرے کے اندر بے ہوش پڑے ناگ کے پاس آ کر دونوں ہو کر بیٹھ گئی۔ لاش نے جھک کر ناگ کو دیکھا۔ پھر اپنی کھوپڑی میں ٹھکا ہوا کیل نکالا اور ناگ کی کھوپڑی پر رکھ کر پتھر سے ٹھونک دیا۔ ناگ کے سر میں کیل اندر تک گھس گیا اور اس کے بالوں میں وہ بالکل دکھائی نہیں دیتا تھا۔

اس کیل کے اثر سے ناگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے لاش کی طرف دیکھا۔ دونوں ایک سیکنڈ کے لئے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ انہوں نے کوئی بات نہ کی کوئی حرکت نہ کی۔ پھر ناگ اٹھا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا مقبرے کی شکستہ سیڑھیاں اتر کر اس قبر کی طرف چل پڑا۔ جس میں سے کیل والی لاش نکل کر آئی تھی۔ لاش اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔ ناگ قبر کے اندر اتر کر قبر میں لیٹ گیا اور اس کی آنکھیں اپنے آپ بند ہو گئیں۔ پھر لاش مقبرے میں سے نکلی۔ قبر کے پاس آئی۔ قبر کو پتھروں سے بند کیا اور خود مقبرے میں آ کر ناگ کی جگہ پر لیٹ گئی۔ لیٹے لیٹے

WWW.PDFBOOKS.PK

لاش نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دئے۔ دیکھتے دیکھتے لاش کی شکل ناگ ایسی بن گئی۔ وہی چہرہ۔ ویسے ہی سیاہ گھنگریلے بال وہی آنکھیں اور وہی ناگ ایسا ناک ـــــ اس کے بعد لاش نے سانس ٹھیک کیا اور ایسے ظاہر کیا جیسے وہ بیہوش ہوگئی ہے۔ لاش میں اور ناگ میں اب کوئی فرق نہیں تھا۔ بالکل ایسے لگ رہا تھا جیسے ناگ بے ہوش پڑا ہے۔

چند منٹ کے بعد بوڑھی ناگن دھاریدار سانپ کے ساتھ منکا لے کر آگئی۔ اس نے منکا ناگ کے ماتھے پر رکھ دیا وہ اسے ناگ ہی سمجھ رہی تھی۔ جبکہ وہ اصل میں قبر والی لاش تھی۔ چنانچہ اب ہم ناگ کو لاش ناگ کہیں گے۔ منکا لاش ناگ کے ماتھے پر آہستہ سے ہلنے لگا۔ پھر لاش ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ بوڑھی ناگن اور دھاریدار سانپ نے اپنے پھن تعظیم میں جھکا دئے۔

بوڑھی ناگن نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کو ہمارا سلام پہنچے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ ٹھیک ہو گئے ہیں۔"

لاش ناگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے چاروں طرف ایک نظر ڈالی اور پوچھا۔

"مجھے کیا ہو گیا تھا۔؟"

حالانکہ لاش ناگ کو سب معلوم تھا کہ وہ ناگ نہیں ہے اور اس نے اصلی ناگ کی کھوپڑی میں اپنی کھوپڑی کا کیل ٹھونک کر اسے اپنی قبر میں بند کر دیا ہے۔ جہاں سے لاش ناگ کے خیال کے مطابق اب وہ قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ لاش ناگ نے اصلی ناگ کا ڈھونگ رچا رکھا تھا۔

بوڑھی ناگن نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کو ایک آدمی یہاں لے کر آیا تھا۔"

دھاریدار سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا: وہ گستاخ خنجر سے آپ کی آنکھیں نکالنا چاہتا تھا۔ کہ میں نے اسے ڈس کر ہلاک کر دیا۔ وہ آپ کا دشمن تھا۔ یہ دیکھئے اس کی جلی ہوئی لاش پڑی ہے۔"

لاش ناگ کو سب معلوم تھا کہ اصلی ناگ کو یہاں کون لایا تھا۔ اور اصلی ناگ کون ہے اور عنبر ماریا جولی سانگ تیسو سانگ کون ہیں اور اس وقت وہ افراسیاب کے ساتھ کس جگہ پر بیٹھے تھے۔ اور اس کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ مگر لاش ناگ نے بوڑھی ناگن پر کچھ بھی ظاہر نہ کیا اور بولا:

WWW.PDFBOOKSFREE

"میں تم لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب تم جا سکتے ہو۔ کیونکہ مجھے اپنے ساتھیوں عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسائنک کے پاس جانا ہے۔"

دھاریدار سانپ نے پوچھا:

"عظیم ناگ ریوتا! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ لوگ کہاں ہوں گے اس وقت؟"

لاشن ناگ نے جواب دیا:

"ہاں: میں جانتا ہوں کہ اس وقت وہ گندھارا شہر کی طرف آ رہے ہیں۔ میں انہیں گندھارا شہر کے دروازے پر ملوں گا۔ تمہارا شکریہ!"

لاشن ناگ اٹھ کر کمرے سے باہر آگیا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ رات بے حد تاریک تھی۔ لاشن ناگ قبروں کے درمیان سے چلتا مقبرے کے احاطے سے نکل کر گندھارا شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ گندھارا شہر کے مکان اور گلیاں بازار سرد اندھیری والی رات میں خاموش اور سنسان تھے۔ لاشن ناگ اندھیری گلیوں میں سے گذرتا ہلکی بوندا باندی میں شہر کے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ جہاں سے دوسرے شہروں سے آنے والے مسافر اور تاجر داخل ہوتے تھے۔ اس دروازے پر رات کا دربان نیزہ ہاتھ میں لئے کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ جونہی اس نے ایک آدمی کو دروازے کی طرف آتے دیکھا تو اسے آواز دے کر پوچھا۔

"کون ہو تم! کہاں سے آ رہے ہو؟"

لاشن ناگ نے کوئی جواب نہ دیا اور ہلکی بارش میں اس کی طرف آہستہ آہستہ قدم اٹھائے بڑھتی گئی۔ دربان کی ڈیوٹی تھی کہ وہ آدمی رات کو شہر سے باہر جانے والوں اور شہر میں داخل ہونے والوں سے پوچھ گچھ کرے۔ لاشن ناگ اس کے قریب آکر رک گیا۔ اس کے چہرے پر سکون اور خاموشی تھی۔ دربان نے غصے سے پوچھا:

"تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ کون ہو تم اور اس وقت کہاں سے آ رہے ہو؟"

لاشن نے قدم آگے بڑھا کر دربان کی گردن پکڑنی چاہی تو دربان نے اپنی جان بچانے کے لئے نیزہ لاشن کے سینے میں گھونپ دیا۔ نیزہ لاشن ناگ کے سینے سے آر پار ہو گیا مگر لاشن ناگ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ اسی طرح کھڑا رہا۔ دربان کی آنکھیں دہشت کے مارے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ لاشن ناگ نے دربان کو گردن سے پکڑ لیا۔ گردن سے پکڑتے ہی دربان جو اونچا لمبا جوان تھا چھوٹا سا بالشت بھر کا پتلا بن کر لاشن ناگ کے ہاتھ میں آگیا۔ لاشن ناگ نے اسے ہاتھ میں لپیٹ کر

WWW.PDFBOOKS...

نیچے زمین پہ پھینک دیا۔ پھر اپنے سینے سے نیزہ نکال کر پرے پھینکا اور شہر کے دروازے میں سے نکل گیا۔ شہر کے باہر دور دور تک رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ بارش ہو رہی تھی۔ لاش ناگ کے بال بارش سے بھیگ رہے تھے۔ اس کے کپڑے بھی بھیگ گئے تھے۔ سردی بہت زیادہ ہوگئی تھی۔ مگر لاش ناگ پر سردی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

لاش ناگ آہستہ آہستہ اس کچی سڑک پر چلنے لگا جس سڑک پہ باہر سے قافلے اور مسافر آیا جایا کرتے تھے سڑک بارش کی وجہ سے بھیگی ہوئی تھی۔ اس سڑک کی دونوں جانب اونچے اونچے درخت اور چھوٹی بڑی جنگلی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ رات کے اندھیرے میں درخت بالکل خاموش اپنی شاخیں سمیٹے کھڑے تھے۔ لاش ناگ کو اب عنبر، ماریا، جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ کی خوشبو آنے لگی اس کے ساکت اور پتھر ایسے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔ وہ سڑک کی ایک طرف ہو کر کھڑا ہوگیا اور عنبر، ماریا جولی سانگ وغیرہ کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اسے کچھ گھوڑ سوار اندھیرے میں اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ یہ عنبر، ماریا، الفرا سیاب، جولی سانگ اور تھیو سانگ کیٹی تھے۔ ان لوگوں کو ناگ کی خوشبو بالکل نہیں آرہی تھی۔ مگر لاش ناگ ان کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔ گھوڑ سوار قریب آئے تو لاش ناگ درختوں میں سے نکل کر ان کے سامنے آگیا۔

○

یہ جاننے کے لئے پھر کیا ہوا؟

(باقی اگلی قسط ۱۷۱)

"قبر کی سیڑھیاں" پڑھئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا (۱۷۱)

قبر کی سیڑھیاں

اے حمید

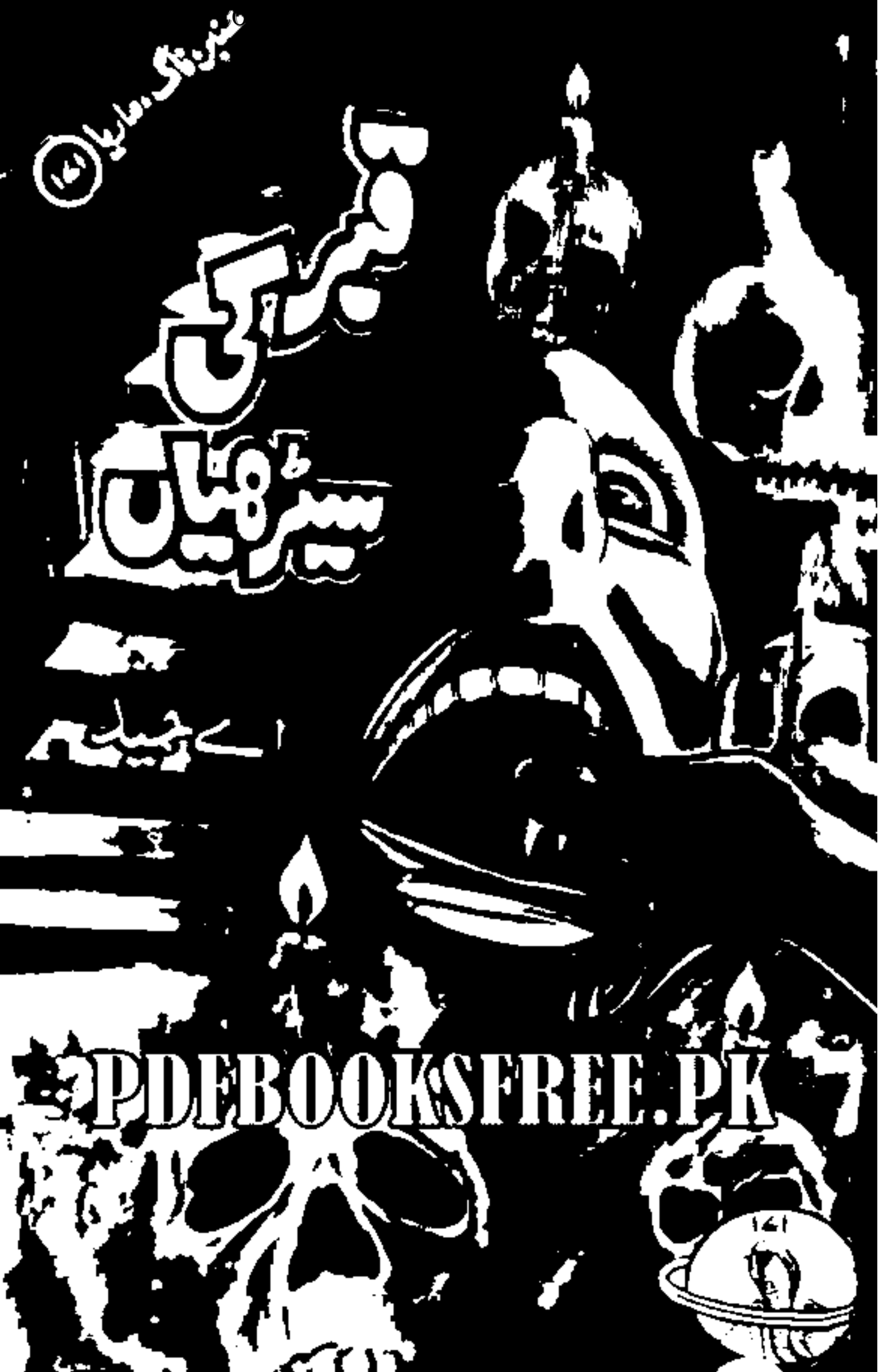

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

قبر کی سیڑھیاں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھوپڑی کے چراغ

ترتیب :

- کھوپڑی کے چراغ
- زہریلی دُھند
- قبر کی سیڑھیاں
- سانس پینے والا
- طلسمی نقش نیلا سانپ

لاش ناگ اندھیرے میں سڑک پر کھڑا تھا
عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی تھیو سانگ اور افراسیاب نے ناگ کو دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑے۔ سب نے لاش ناگ سے ہاتھ ملائے اور خوشی کا اظہار کیا۔ عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ کی خوشی کی تو کوئی انتہا نہ تھی۔ عنبر نے پوچھا۔

"تم سرائے سے اچانک کہاں گم ہو گئے تھے"؟

لاش ناگ کو ماضی کے تمام واقعات معلوم تھے۔ کہنے لگا۔

"وہ یونانی حکیم بڑا مکار تھا۔ وہ مجھے طلسم کے ذریعے اغوا کر کے لے گیا تھا۔ بڑی مشکل سے ایک ناگن کی مدد سے آزاد ہو کر یہاں آیا ہوں۔ تم لوگوں کی خوشبو آئی تو سڑک پر رُک گیا"۔

ماریا نے کہا۔ "مگر ناگ بھیّا تمہاری خوشبو ہمیں بالکل نہیں آئی"۔

جولی سانگ اور کیٹی نے کہا کہ ناگ بھیّا تمہاری خوشبو تو اب بھی ہمیں نہیں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

آرہی ہے۔ تھیوساناگ اور عنبر نے بھی اسی پر حیرت کا اظہار کیا اور پوچھا کہ ناگ کے جسم کی خوشبو کہاں غائب ہوگئی ہے۔ لاش ناگ جانتا تھا کہ وہ پورے کا پورا ناگ بن سکتا ہے۔ مگر اس کے جسم سے ناگ کی خوشبو نہیں آسکتی لاش ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"فکر نہ کرو ابھی تک مجھ پر طلسم کا اثر ہے۔ دو ایک دن میں طلسم ختم ہوگیا تو خوشبو پھر آنے لگے گی۔"

افراسیاب بولا۔ "خدا کا شکر ہے کہ ناگ بھیا تم واپس آگئے اب خدا کرے کہ میں بھی اپنی دنیا میں واپس چلا جاؤں۔"

لاش ناگ نے کہا۔ "کیوں تم واپس کیوں نہیں جاتے؟"

اب کیٹی بولی۔ "تمہیں تو معلوم ہی ہے ناگ بھیا کہ مجھے وہ منتر بھول گیا ہے جس کے ذریعے افراسیاب اپنی دنیا میں واپس جا سکتا ہے۔"

لاش ناگ نے کیٹی کی طرف گھوم کر دیکھا اور مسکرایا۔

"کیٹی بہن! یاد کرو۔ ابھی منتر یاد آجائے گا۔"

اب جو کیٹی نے ذہن پر زور دیا تو اسے منتر یاد آگیا۔ وہ خوش ہو کر بولی

"کمال ہوگیا ناگ بھیا! مجھے منتر یاد آگیا۔"

افراسیاب نے چلا کر کہا۔

"خدا کے لئے مجھے میرے پرانے زمانے میں واپس بھیج دو۔ کیٹی میرے بچے میری یاد میں بلک بلک کر رو رہے ہوں گے۔"

عنبر ماریا اور جولی ساناگ نے بھی کیٹی سے کہا کہ وہ افراسیاب کو واپس اس کے پرانے بغداد میں بھیج دے۔ تھیوساناگ کہنے لگا۔

"اب تمہیں منتر یاد آگیا ہے تو افرا کو اس کے بچوں کے پاس بھیج دو۔"

کیٹی نے کہا۔ "ٹھیک ہے افرا بھائی واپس جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

افراسیاب بولا۔ "میں تو کئی دنوں سے تیار ہوں"

افراسیاب بالکل سیدھا ہو کر کھڑا ہوگیا۔ کیٹی نے سات بار منتر پڑھا اور افراسیاب پر پھونک ماری۔ افراسیاب غائب ہو چکا تھا لاش ناگ اصل میں خود بھی چاہتا تھا کہ افراسیاب واپس چلا جائے کیونکہ اس کی زنبیل لاش ناگ کو نقصان پہنچا سکتی تھی عنبر ماریا کیٹی تھیوساناگ اور جولی ساناگ افراسیاب کے جانے سے ایک لمحے کے لئے اداس ضرور ہو گئے تھے۔ لاش ناگ بولا

"ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ افرا بھائی اپنے بیوی بچوں کے پاس پہنچ گیا ہے۔"

عنبر بولا۔

اصل میں وہ کافی دیر سے ہمارے ساتھ تھا ہمیں اس سے بھائیوں کی طرح پیار ہوگیا تھا۔

تھیوساناگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس میں کوئی شک نہیں کہ سردی اور بارش کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا
مگر ہمارے کپڑے تو بھیگ رہے ہیں آخر سڑک پر اندھیری رات
کی بارش میں کب تک کھڑے رہیں گے"؟
ماریا بولی۔ "ٹھیک ہے ہمیں شہر کی طرف چلنا چاہیئے۔ خدا کا شکر ہے
کہ ایک بار پھر ہم سب دوست آپس میں مل گئے ہیں"۔
عنبر نے کہا۔
"واقعی یہ بڑی مبارک بات ہے کیونکہ ہم کبھی کبھی ہی سب اکٹھے ہوتے
ہیں چلو شہر میں چل کر کسی سرائے میں قیام کرتے ہیں۔
لاش ناگ افراسیاب کے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا یہ سب دوست
(جس میں لاش ناگ ان کا دوست نہیں تھا) شہر کے دروازے پر آ گئے
شہر کا دروازہ کھلا تھا اور وہاں کوئی دربان نہیں تھا۔ لاش ناگ کو معلوم
تھا کہ دربان کو تھوڑی دیر پہلے اس نے پتلا بنا کر ہلاک کر دیا ہے وہ
خاموش رہا۔ عنبر گھوڑے پر سوار آگے آگے تھا۔ کہنے لگا۔
"حیرانی کی بات ہے کہ دربان کا نیزہ یہاں فرش پر گرا ہوا ہے
مگر دربان غائب ہے"۔
ماریا بولی۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ ادھر ادھر چلا گیا ہو"۔
کیٹی نے کہا۔ "ایسا پہلے کبھی کسی شہر میں نہیں ہوا رات کے وقت
تو شہر کے دروازوں پر سخت پہرہ ہوتا ہے"۔
جولی سانگ نے جھک کر فرش پر موم کا ایک کچلا ہوا پتلا دیکھا اس نے پتلے

کو اٹھا لیا۔ یہ پتلا اس طرح کچلا گیا تھا کہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ جولی سانگ
نے پتلا عنبر کو دکھاتے ہوئے کہا۔
"عنبر! یہ موم کا پتلا کس نے کچل ڈالا ہے"۔
لاش ناگ خاموش تھا۔ تھیو سانگ نے کہا۔
"جولی سانگ! اس پتلے کو وہیں پھینک دو۔ کہیں خوامخواہ کسی طلسم کا
کا اثر نہ ہو جائے۔ بڑی مشکل سے ہم دوبارہ اکٹھے ہوئے ہیں"
ماریا نے لاش ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔
"ناگ بھیا! تم بڑے خاموش ہو۔ کیا بات ہے؟
لاش ناگ چونک گیا بولا۔
"میرا خیال ہے کہ مجھ پر ابھی تک طلسم کا اثر ہے۔ بات کرتے
کرتے بھول سا جاتا ہوں"۔
کیٹی اور عنبر فکر مند سے ہو گئے۔ عنبر نے کہا۔
"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ناگ بھیا! سرائے میں چل کر تم دو
تین دن آرام کرنا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"۔
عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ تھیو سانگ اور لاش ناگ گھوڑوں کو آگے
بڑھا کر گندھارا شہر کے سنسان اندھیرے میں ڈوبے، بارش میں بھیگتے
بازاروں سے گذرنے لگے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہاں کی سرائے
کہاں ہے۔ لاش ناگ کو معلوم تھا۔ مگر وہ نہیں بتانا چاہتا تھا وہ
خاموشی سے کیٹی کے گھوڑے کے ساتھ اپنے گھوڑے کو لئے چل رہا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مکانوں کے چراغ بجھے ہوئے تھے۔ سب مکانوں پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ یونہی بازاروں میں سے گذرتے وہ ایک کھلی جگہ پر آ گئے یہاں انہیں دور ایک جگہ پر لالٹین کی روشنی نظر آئی۔ اب لاش ناگ بولا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کوئی سرائے ہے"

ماریا بولی! میں جا کر دیکھتی ہوں۔

ماریا تیزی سے فضا میں بلند ہو کر اڑی اور سیدھی لالٹین والی روشنی کے پاس آ گئی۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ یہ ایک سرائے ہے اور سرائے کا چوکیدار ڈیوڑھی میں کمبل اوڑھے سو رہا ہے۔ یہ سب لوگ سرائے کے دروازے پر جا کر رک گئے۔ گھوڑوں سے اتر آئے عنبر نے ڈیوڑھی میں جا کر چوکیدار کو جگایا اور پوچھا

"کیوں بھائی یہاں ہمیں رہنے کی جگہ مل جائے گی؟"

چوکیدار نے منہ سے منہ نکال کر عنبر لاش ناگ ماریا جولی سانگ تھیوسانگ اور کیٹی کو دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا

"ایک کوٹھڑی کا کرایہ دو مہریں ہو گا۔ کتنی کوٹھڑیاں چاہئیں تمہیں؟"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"بھائی ہمیں دو کوٹھڑیاں چاہئیں۔ بھاری دو بہنیں جولی سانگ اور کیٹی ایک کوٹھڑی میں اور ہم تین بھائی ایک کوٹھڑی میں رہ لیں گے لاش ناگ نے کہا۔ "تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں زیادہ کرایہ ادا کر دیں گے۔

اور لاش ناگ نے جیب سے چاندی کی مہروں سے بھری ہوئی تھیلی نکال کر چوکیدار کو دی اور کہا۔

"اس میں پچاس مہریں ہیں، تمہارے لئے"

چوکیدار بڑا خوش ہوا۔ تھوڑی دیر بعد یہ سب لوگ اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں آرام کر رہے تھے۔ جولی سانگ اور کیٹی ایک کوٹھڑی میں تھیں۔ اور عنبر لاش ناگ اور تھیوسانگ دوسری کوٹھڑی میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تھیوسانگ نے پوچھا۔

"ناگ بھیا! یہ مہریں تمہیں کہاں سے ملیں؟"

لاش ناگ مسکرا کر کہنے لگا۔

"ایک سانپ نے مجھے لا کر دی تھیں۔ وہ کسی زمین دوز خزانے سے لایا تھا

عنبر بولا۔

"میرا خیال ہے ناگ تم آرام کرو۔ تمہیں طلسم کا اثر ضائع کرنے کے لئے آرام کی ضرورت ہے"

لاش ناگ نے کہا۔ "شاید تم ٹھیک کہتے ہو عنبر بھائی"

اور لاش ناگ وہیں قالین پر ایک طرف پڑ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیوسانگ اور عنبر آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے۔ انہیں نہ تو نیند آ رہی تھی۔ ماریا ساتھ والی کوٹھڑی میں جولی سانگ اور کیٹی کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا

"تھیوسانگ! ہم برآمدے میں چل کر باتیں کرتے ہیں ناگ کہیں ہماری باتوں

COURTESY WWW.PAKFBOOKSFREE.PK

سے پریشان نہ ہو۔

دونوں اٹھ کر باہر برآمدے میں آ گئے۔ ان کے باہر جانے کے بعد لاش ناگ نے آنکھیں کھول دیں اور ڈبلے گھما کر چاروں طرف تکنے لگا اُسے اصلی ناگ کا خیال آ رہا تھا۔ جو اسی شہر کے مقبرے والے قبرستان کی ایک قبر میں اس حالت میں پڑا تھا کہ اس کی کھوپڑی میں کیل ٹھکی ہوئی تھی۔ اور لاش ناگ کو خوب معلوم تھا کہ وہ اب قیامت تک اس قبر میں سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ یہ لاش کون تھی؟ اس نے ناگ کی شکل کیوں اختیار کی تھی اور اس نے اصلی ناگ کے سر میں اپنے سر کی کیل ٹھونک کر اپنی قبر میں کیوں بند کر دیا تھا؟ یہ کیا راز تھا؟ یہ راز آپ کو کہانی کے ساتھ ہی ساتھ معلوم ہو جائیگا اس وقت ہم لاش ناگ کو دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ وہ کوٹھڑی میں اکیلا قالین کے فرش پر لیٹا چھت کو تک رہا تھا اچانک اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور آنکھیں بند کر لیں۔

آنکھیں بند کرتے ہی لاش ناگ اپنے جسم سے نکل گیا۔ وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ اپنے بے جان جسم کے اوپر منڈلانے لگا۔ پھر وہ چھت میں سے اوپر کی طرف نکل کر فضا میں پرواز کرنے لگا۔ وہ تاریکی میں ڈوبے ہوئے بارش میں بھیگتے گندھارا شہر کے اوپر اڑتا ہوا مقبرے والے قبرستان میں آ گیا۔ یہاں موت ایسا سناٹا تھا۔ لاش ناگ مقبرے کی شکستہ قبر میں اتر گیا۔ یہ قبر مقبرے کے اندر ہی بنی ہوئی تھی جس کے پاس آ کر یونانی حکیم پہلی بار بیٹھا تھا اس قبر میں

اترنے کے بعد لاش ناگ پھر سے نظر آنے لگا تھا۔ قبر کے نیچے ایک غار بنا ہوا تھا جس میں جگہ جگہ انسانی کھوپڑیوں کے چراغ جل رہے تھے لاش ناگ غار سے گذر گیا۔ آگے ایک زینہ زمین کے نیچے جاتا تھا زینہ ختم ہوا تو سامنے ایک سنسان دالان آ گیا۔ یہاں دیوار کے ساتھ تابوت سیدھے کھڑے تھے۔ لاش ناگ دالان کے درمیان میں کھڑا ہو گیا اس نے حلق سے ایک عجیب سی ڈراؤنی آواز نکالی۔ آواز کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار کے ساتھ لگے بڑے تابوت کا دروازہ کھل گیا اور اس کے اندر سے ایک گول منڈے ہوئے سر اور مردہ بے جان آنکھوں والی لاش باہر نکل آئی۔ اس لاش کی گردن میں نیلے سانپ لٹک رہے تھے۔ جو بار بار لاش کو ڈس رہے تھے۔ لاش کے ہاتھ میں بھی ایک نیلا سانپ تھا۔ جس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی سانپوں والی لاش دالان کے درمیان آ کر رک گئی۔ لاش ناگ نے اس کے آگے سر جھکا دیا اور کہا۔

"عظیم گنڈاپ! تمہارے حکم سے میں نے وہ کام کر دیا ہے جو تم نے میرے سپرد کیا تھا۔ میں تمہیں یہی خوش خبری سنانے آیا ہوں

گنڈاپ لاش نے اپنا سانپ والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور اپنی گردن کے پاس لے آیا۔ نیلے سانپ نے گنڈاپ کی گردن پر ڈس دیا۔

گنڈاپ بولا۔ "تم نے اپنا کام خوش اسلوبی سے ادا کیا مجھے خوشی ہوئی ہے۔ اب جاؤ اور ہمارے منصوبے کا جو باقی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کام رہ گیا ہے اسے بھی پورا کرو۔ یاد رکھو اگر تم ناکام واپس آئے تو میرے نیلے سانپ تمہارے جسم کا سارا گوشت کھا جائینگے

لاش ناگ نے سر جھکا کر کہا۔

"عظیم گنڈاپ! میں کامیاب واپس آؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔

نیلے سانپوں والے گنڈاپ نے بازو بلند کیا اور بولا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔ میں تمہاری کامیابی کا انتظار کروں گا"

لاش ناگ نے سر جھکایا اور واپس چلنے کے لئے مڑا۔ گنڈاپ لاش الٹے قدم چلتی اپنے بڑے تابوت میں چلی گئی۔ اور تابوت کا دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ دوسری طرف عنبر اور تھیوسانگ کوٹھڑی کے برآمدے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ عنبر نے کہا۔

"اندر چل کر ناگ کی خبر لیتے ہیں کہ اس کا کیا حال ہے"؟

عنبر اور تھیوسانگ کوٹھڑی میں آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ لاش ناگ بے حس و حرکت پڑا تھا۔ عنبر نے حیرت سے کہا۔

"عجیب بات ہے۔ ناگ کو تو نیند آ گئی ہے۔ پہلے اسے کبھی نیند نہیں آئی تھی۔ اس طرح"

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ جادو کا اثر ہے۔ جو ابھی تھوڑا بہت باقی ہے میرا خیال ہے نیند کرنے سے ناگ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ اور پھر اس کے جسم سے خوشبو آنا بھی شروع ہو جائے گی۔

عنبر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"خدا جانے یہ طلسم کا اثر ہے کہ کیا بات ہے کہ ناگ کی آنکھوں میں سے مجھے ایک عجیب مردنی سی نظر آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے یہ کسی مردے کی آنکھیں ہوں۔ تم نے یہ بات محسوس کی ہے تھیوسانگ؟

تھیوسانگ بولا۔ "ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو۔ لیکن میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ بھی طلسم ہی کا اثر ہو گا"

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو" عنبر نے آہستہ سے کہا۔

تھیوسانگ نے لاش ناگ کے سینے پر کان لگا دیا اور گھبرا کر بولا

"عنبر بھائی۔ ناگ کا دل نہیں دھڑک رہا"

عنبر نے گھبرا کر لاش ناگ کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ واقعی ناگ کا دل بند ہو گیا تھا۔ وہ تھیوسانگ کا منہ تکنے لگا۔

"یہ ..... یہ کیسے ہو گیا؟ پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا"

اتنی دیر میں چھت میں سے لاش ناگ کی روح نیچے اتر آئی۔ لاش ناگ نے عنبر اور تھیوسانگ کو اپنی لاش کے پاس بیٹھے دیکھا۔ تو سمجھ گیا کہ وہ کیوں پریشان ہیں۔ لاش ناگ کی روح نیچے آ کر اپنے جسم میں داخل ہو گئی اور اس نے ایک گہرا سانس لیا۔ مگر آنکھیں نہ کھولیں۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وہ سو رہا ہے۔ عنبر نے جلدی سے لاش ناگ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا اور خوش ہو کر آہستہ سے بولا۔

"ناگ زندہ سلامت ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ چلو باہر چلتے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو آرام کی ضرورت ہے "

اور وہ دونوں اٹھ کر ایک بار پھر باہر چلے گئے ۔لاش ناگ خاموشی سے خوش پر بالکل سیدھا لیٹا اپنے خطرناک منصوبے کے بارے میں سوچتا رہا باہر بارش رک گئی تھی ۔رات آہستہ آہستہ گذرتی جا رہی تھی ساتھ والی کوٹھڑی میں جولی سانگ کیٹی اور ماریا بھی آپس میں باتیں کر رہی تھیں ۔ ماریا کچھ دیر کے لئے باہر نکلی ۔تو دیکھا کہ عنبر اور تھیو سانگ برآمدے میں بیٹھے ہوئے ہیں ماریا نے قریب آکر پوچھا ۔

" ناگ بھیا کہاں ہے ۔

عنبر نے کہا ۔ " وہ کوٹھڑی میں سو رہا ہے ۔مگر گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ طلسم کا اثر ہے کل تک ختم ہو جائے گا ۔

ماریا کہنے لگی ۔

" ناگ پر لگتا ہے اس بار بہت خطرناک طلسم ہوا تھا ۔عنبر بھیا تم نے محسوس کیا کہ ناگ بھیا کی آنکھوں میں وہ چمک نہیں ہے طلسم کا اثر اترتے ہی ناگ کی آنکھوں میں پہلے والی چمک واپس آ جائے گی "

ماریا واپس کیٹی اور جولی سانگ کے پاس کوٹھڑی میں آ گئی ۔ دوسری طرف لاش ناگ جاگ رہا تھا ۔وہ اپنے منصوبے پر غور کر رہا تھا ۔اس کا منصوبہ کیا تھا ؟ یہ آپ کو اس وقت ہی معلوم ہو سکے گا ۔جب لاش ناگ اس پر عمل شروع کرے گا ۔رات گذر گئی دوسرے روز بھی آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے ۔بارش رات کے پچھلے پہر رک گئی تھی ۔سرد ہوا چل رہی تھی

عنبر اور تھیو سانگ نے گندھارا شہر کی پرانی عمارتوں کی سیر کا پروگرام پیش کر دیا سب تیار ہو گئے ۔ لاش ناگ نے کہا ۔

" بھئی میری طبیعت ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی ۔ میں یہاں آرام کروں گا تم لوگ سیر کر آؤ "

چنانچہ لاش ناگ کو سرائے میں چھوڑ کر عنبر ماریا ،کیٹی ، جولی سانگ اور تھیو سانگ شہر کی طرف چل دیئے ۔ سردی زیادہ ہونے اور ٹھنڈی ہوا چلنے کی وجہ سے بازاروں میں لوگ زیادہ نہیں تھے ۔رات کی بارش کی وجہ سے سڑکیں گیلی تھیں ۔ یہ سارے دوست شہر کے ایک پرانے باغ میں آ گئے جہاں ایک قدیم عمارت کھڑی تھی جس کے محراب دار دروازے بڑے چھوٹے چھوٹے تھے عنبر نے عمارت پر ایک نگاہ ڈالی ،اور بولا

" یہ عمارت مجھے کسی بادشاہ یا ملکہ یا اس کے وزیر یا کسی شہزادی کا مقبرہ لگتا ہے ۔

ماریا کہنے لگی ۔ " اس مقبرے کا انداز بابل کی تہذیب سے تعلق رکھتا ہے کیٹی نے کہا ۔ چلو اس عمارت کے اندر چلتے ہیں "

جولی سانگ کہنے لگی " وہ دیکھو عمارت کی سیڑھیوں میں ایک بوڑھا کمبل اوڑھے بیٹھا ہے ۔اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون سی عمارت ہے ۔

عنبر کیٹی جولی سانگ ماریا اور تھیو سانگ عمارت کی سیڑھیوں کے پاس آ کر رک گئے ۔عنبر نے بوڑھے سے پوچھا ۔

" بابا ! یہ کس کی عمارت ہے ؟

COURTESY WWW.OFBOOKSFREE.PK

بوڑھے نے منہ پر سے کمبل ہٹاتے ہوئے جواب دیا۔

"بیٹا! یہاں کسی کو معلوم نہیں کہ یہ عمارت کس کی ہے۔ مدتوں سے یہ اسی طرح پڑی ہے۔ یہاں کبھی کبھی لوگ سیر کرنے آجاتے ہیں اور اس کے اندر گھوم پھر کر چلے جاتے ہیں کیٹی نے پوچھا! کیا اس کے اندر کسی کا مزار ہے۔؟

بوڑھے نے کہا! "نہیں بیٹی۔ کوئی مزار نہیں کوئی قبر نہیں اندر جا کر دیکھ لو۔ بس ایک چھوٹا سا مینار بنا ہوا ہے۔ کسی کی آج تک سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ مینار کیا ہے۔ اور کیوں بنایا گیا تھا۔؟"

عنبر جولی سانگ ماریا کیٹی اور تھیو سانگ عمارت کے اندر آ گئے اندر ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ مگر یہ سب اس اندھیرے میں اچھی طرح دیکھ سکتے تھے عمارت کا فرش چوکور تھا مگر اوپر چھت گنبد کی شکل میں تھا جس کے درمیان میں گول سوراخ بنا ہوا تھا۔ فرش کے درمیان میں ایک چار پانچ فٹ اونچا مینار سا تھا۔ تھیو سانگ نے قریب ہو کر اسے دیکھا پھر عنبر کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"ایسے مینار بابل کے لوگ ان شہزادیوں کی قبروں پر بنایا کرتے تھے جن کو بادشاہ کے حکم سے زندہ جلا دیا گیا ہو۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

عنبر کیٹی ماریا تاریخ سے واقف تھے۔ عنبر نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو تھیو سانگ۔"

ماریا اور کیٹی نے بھی تھیو سانگ کے خیال کی تائید کی۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"تو کیا ایسی جگہ جلنے والی شہزادی کی ہڈیاں دفن کی جاتی تھیں؟"

"ہاں" عنبر بولا۔ اس قسم کے میناروں والے مقبرے میں نے پہلی بار بابل ہی کے کھنڈروں میں دیکھے تھے۔ بابل والوں کا خیال تھا کہ جس عورت یا مرد کو بادشاہ کے حکم سے زندہ جلا دیا جاتا ہے اس کی روح بھٹکتی رہتی ہے جب اس کی ہڈیوں کو کسی جگہ دفن کر کے اوپر مینار بنا دیا جائے تو پھر جلنے والی شہزادی کی روح مینار میں سے گذر کر اوپر آسمانوں میں چلی جاتی ہے۔ یہ ان کا خیال تھا۔

کچھ دیر یہ دوست وہاں کھڑے مینارے والی قبر کو دیکھتے اور آپس میں باتیں کرتے رہے۔ پھر عمارت سے باہر نکل کر باغ کی سیر کرنے لگے اچانک سیر کرتے کرتے جولی سانگ کی پرانی عمارت کے تنگ محرابی دروازے پر نظر پڑی تو اس نے دیکھا کہ دروازے میں سے ایک سیاہ چمگادڑ نکل کر فضا میں بلند ہوئی اور پھر غائب ہو گئی۔

جولی سانگ نے جب عنبر ماریا کیٹی اور تھیو سانگ کو بتایا کہ اس نے ابھی ابھی اندھیری عمارت میں سے ایک چمگادڑ کو باہر نکل کر غائب ہوتے دیکھا ہے تو کسی نے اس کی بات پر یقین نہ کیا۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

"تمہارا وہم ہے جولی سانگ بہن! کیونکہ چمگادڑ دن کے وقت نہیں اڑا کرتے۔"

عنبر نے بھی کہا۔

"ہاں ہاں چمگادڑ دن کے وقت اندھیرے کونوں، اندھیرے غاروں اور گھنے درختوں پر الٹے لٹکتے رہتے ہیں۔ وہ رات کے وقت اڑتے ہیں"

جولی سانگ نے اپنی آنکھوں سے صاف ایک سیاہ چمگادڑ کو پرانی عمارت کے کھنڈر سے نکلتے دیکھا تھا۔ کہنے لگی۔

"تم لوگ اعتبار کیوں نہیں کرتے۔ کیا میں نے پہلے کبھی ایسا وہم کیا ہے؟ میں نے اپنی آنکھوں سے چمگادڑ کو دیکھا ہے۔"

تھیو سانگ نے ہنس کر کہا۔

"اچھا بھئی دیکھا ہوگا۔ چلو مان لیتے ہیں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

جولی سانگ چپ ہوگئی۔ ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں کسی دوسری طرف سیر کے لئے چلنا چاہیئے۔"

یہ لوگ باغ سے نکل رہے تھے کہ دفعتاً سیاہ چمگادڑ فضا میں غوطہ لگا کر تیز سیٹی کی آواز نکالتی جولی سانگ کی طرف لپکی۔ جولی سانگ جلدی سے نیچے ہو کر بیٹھ گئی۔ سب حیران ہو کر اس کی طرف تکنے لگے۔ کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ تھیو سانگ نے کچھ پریشان ہو کر پوچھا۔

"کیا ہوا جولی سانگ؟"

جولی سانگ کھڑی ہو گئی اس کی آنکھیں ابھی تک فضا میں ٹکٹکی باندھے تک رہی تھیں جہاں اسے سیاہ چمگادڑ چکر لگاتی صاف نظر آ رہی تھی۔ اس نے بے اختیار چمگادڑ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا۔

"وہ ــــ وہ دیکھو۔ وہی سیاہ چمگادڑ ہے۔ جو مجھ پر غوطہ لگا کر حملہ کرنے آئی تھی۔"

عنبر ماریا تھیو سانگ اور کیٹی نے فضاؤں میں غور سے دیکھا انہیں وہاں کوئی چمگادڑ دکھائی نہ دی۔ عنبر نے کہا۔

"جولی سانگ! کیا بات ہے۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

جولی سانگ ابھی تک آسمان پر چھائے ہوئے بادلوں کو تک رہی تھی جہاں وہ کالی چمگادڑ اب گم ہو چکی تھی۔ اس نے گہرا سانس بھرا اور بولی۔

"میں سچ کہتی ہوں۔ وہی کالی چمگادڑ ایک بار پھر مجھ پر حملہ کرنے آئی تھی۔ اب ..... اب وہ غائب ہو گئی ہے؟"

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا۔ کیٹی بھی کچھ فکر مند ہو گئی کہ جولی سانگ اچانک اس قسم کی باتیں کیوں کرنے لگی ہے۔ ماریا نے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو! میں اوپر جا کر بادلوں میں دیکھتی ہوں کہ کالی چمگادڑ کہاں گئی ہے۔"

یہ کہہ کر ماریا فضا میں اچھل کر اوپر ہی اوپر پرواز کرنے لگی۔ وہ بادلوں

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

میں آگئی اس نے بادلوں میں اِدھر اُدھر کئی غوطے لگا کر دیکھا مگر اُسے کوئی کالی چمگادڑ نظر نہ آئی۔ ماریا نیچے آگئی۔ اس نے آتے ہی کہا۔

"جولی سانگ تمہیں وہم ہوا ہے۔ میں اُوپر سارے بادلوں میں دیکھ آئی ہوں۔ وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کوئی چڑیا تک نہیں ہے۔

عنبر تھیو سانگ اور کیٹی نے بھی جولی سانگ کو سمجھایا کہ کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان دھوکہ کھا جاتا ہے۔ مگر جولی سانگ اسے ماننے کو تیار نہ تھی۔ وہ اب بھی کہہ رہی تھی۔ کہ اس نے ایک کالی چمگادڑ کو دیکھا ہے۔ اور اس چمگادڑ نے اس پر حملہ بھی کیا تھا۔ عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو اگر ایسا ہے بھی تو تم فکر نہ کرو۔ ہمارے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اگر چمگادڑ نے تم پر حملہ کیا تھا تو تمہارے پاس خود بڑی طاقت ہے۔ تم نے اپنی آنکھ کی سفید روشنی سے چمگادڑ کو تباہ کیوں نہ کیا۔؟

جولی سانگ بولی۔ "اس وجہ سے تو میں پریشان ہوئی ہوں۔ کہ اس وقت مجھے یہ ہوش نہیں رہا تھا۔ کہ میرے اندر کوئی طاقت بھی ہے۔

اَب عنبر تھیو سانگ کیٹی اور ماریا کو بھی تشویش ہوئی کیونکہ ایسا نہیں

ہونا چاہیے تھا عنبر سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اس عمارت میں کوئی طلسم ہو۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اس طلسم کی توجہ صرف جولی سانگ کی طرف ہی کیوں تھی؟ دوسروں پر اس کا اثر کیوں نہیں ہوا۔؟ دوسروں کو وہ طلسمی کالی چمگادڑ دکھائی کیوں نہیں دی۔ عنبر نے جولی سانگ سے اس موضوع پر زیادہ بات کرنی مناسب نہ سمجھی اور بات کو بدلتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے ہمیں چل کر ناگ سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ اَب واپس چلتے ہیں۔ ناگ ہمارا انتظار کر رہا ہوگا ویسے بھی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

کیٹی نے کہا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ آج تک ناگ پر اتنے طلسم ہوئے۔ اتنے جادو کیئے گئے۔ یہاں تک ایک دو بار وہ مر بھی گیا۔ اس کا جسم بھی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا مگر وہ ٹھیک ہو گیا اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ناگ کے جسم سے اس کی خوشبو آنی بند ہو گئی ہو۔ اس بار ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ اس کی خوشبو بھی ختم ہو گئی ہے اور آنکھوں میں زندگی کی چمک بھی غائب ہو گئی ہے"

عنبر پہلے ہی ایسا سوچ رہا تھا۔ اس کا ذکر اس نے تھیو سانگ سے بھی کیا تھا مگر اسے یقین تھا کہ اس بار ناگ پر کوئی بہت ہی زبردست اور خطرناک طلسم کیا گیا تھا۔ جس کا اثر ابھی تک اس کے جسم پر چھایا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے کہا : " اس بار کوئی بھیانک طلسم ہوا ہے اُس پر "

ماریا نے کہا " ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو "

تھیو سانگ کہنے لگا : " اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے " ناگ ہمارا بھائی ہے۔ وہ ناگ ہی ہے اور اگر جادو کی وجہ سے اس کے جسم کی خوشبو اس کا ساتھ چھوڑ گئی ہے تو کچھ دنوں بعد اپنے آپ واپس آ جائے گی "

عنبر نے تھیو سانگ کے خیال کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

" ضرور واپس آ جائے گی۔ اس میں پریشان ہونے کی ایسی کوئی بات نہیں ہے "

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا وہ شہر گندھارا کے بازاروں میں ہوتے ہوئے واپس سرائے میں آ گئے۔ لاش ناگ برآمدے میں ٹہل رہا تھا۔ اُسے ٹھیک حالت میں دیکھ کر سب کو بڑی خوشی ہوئی۔ لاش ناگ نے بھی ان کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا۔

" اَب میں اپنے آپ کو بہتر محسوس کر رہا ہوں "

سب نے لاش ناگ کو مبارک باد دی۔ اس کے بعد وہ کوٹھڑیوں میں چلے گئے عنبر نے ناگ کو اس کالی چمگادڑ کے بارے میں بتایا جو جولی سانگ کو نظر آئی تھی۔ لاش ناگ اس کا منہ تکنے لگا۔

○

زہریلی دُھند

" کام شروع ہو گیا ہے " لاش ناگ نے اپنے دل میں سوچا وہ بہت خوش ہوا۔ پرانے کھنڈر کی طرف سے پہلا حملہ جولی سانگ پر ہوا تھا۔ اصل میں یہ حملہ نہیں تھا۔ جولی سانگ کی شناخت کی گئی تھی۔ کیونکہ لاش ناگ کو جولی سانگ کی زبردست طاقت سے بہت خطرہ تھا۔ مگر اس نے عنبر کی طرف حیرانی سے دیکھا اور پوچھا۔

" کیا واقعہ ہی وُہ کوئی چمگادڑ تھی عنبر بھائی ؟

عنبر کہنے لگا۔

" جولی سانگ تو یہی کہہ رہی تھی اور اس نے کبھی پہلے جھوٹ نہیں بولا۔ وہ خلائی مخلوق ہے اور ان کی نظر ہم سے زیادہ تیز ہوتی ہیں۔ " تمہارا کیا خیال ہے۔

لاش ناگ بولا۔

" کیا کہا جا سکتا ہے عنبر بھائی۔ ہو سکتا ہے چمگادڑ اس کے اُوپر سے گذر گئی ہو۔ کیونکہ چمگادڑ جب انسان کے قریب آتی ہے تو ایسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی لگتا ہے جیسے وہ حملہ کرنے کے لئے آرہی ہے مگر وہ بڑی تیزی سے قریب آکر دوسری طرف مڑ جاتی ہے "

عنبر نے کہا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے۔ خیر تم جولی ساگ سے کوئی بات نہ کرنا۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس چمگادڑ کو بھول جائے"

لاش ناگ نے دل میں کہا احمق عنبر! اب تم لوگ میری گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ میرے ساتھیوں نے حملہ شروع کر دیا ہے۔ اوپر سے کہنے لگا "مجھے کیا ضرورت ہے جولی ساگ سے بات کرنے کی۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ اس قسم کی باتوں کو بھلا دے"

عنبر بولا "اچھا تم اب آرام کرو۔ میں تھیو ساگ کی کوٹھڑی میں جاتا ہوں"

لاش ناگ چارپائی پر لیٹ گیا۔ عنبر چلا گیا تو لاش ناگ کے چہرے پر بڑی خطرناک مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے اٹھ کر کوٹھڑی کا دروازہ بند کر لیا۔ طاق میں چراغ جل رہا تھا۔ لاش ناگ نے چراغ کو پھونک مار کر بجھا دیا۔ اس زمانے کی سراؤں کی کوٹھڑیاں اندھیری ہوا کرتی تھیں اور ان میں دن کے وقت بھی چراغ جلا دیئے جاتے تھے ہرش ناگ نے اپنے منصوبے پر غور شروع کر دیا۔

دوسری کوٹھڑی میں عنبر اور تھیو ساگ باتیں کر رہے تھے کہ وہاں مارتا اور کیٹی بھی آگئیں۔ کیٹی نے بتایا کہ جولی ساگ کی بھی طبیعت چمگادڑ دیکھنے کے بعد کچھ ٹھیک نہیں رہی اور اُسے بھی نیند آگئی ہے جو پہلے کبھی نہیں آیا کرتی تھی۔ تھیو ساگ بولا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں۔ یہ محض وہم کی وجہ سے ایسا ہوا ہے کوئی طلسم وغیرہ نہیں ہے۔ شام تک آرام کرنے سے جولی ساگ بالکل ٹھیک ہو جائے گی"

اور ایسا ہی ہوا۔ شام کے وقت جولی ساگ سو کر اٹھی تو بالکل ہشاش بشاش تھی۔ سب کو خوشی ہوئی۔ لاش ناگ بھی ان کے ساتھ ہی دیر تک سرائے کے برآمدے میں بیٹھا باتیں کرتا رہا۔

کیٹی کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے ہم نے اس شہر کی کافی سیر کر لی ہے اب ہمیں ملک ایران کی طرف کوچ کر دینا چاہیئے ایران میں اس وقت ایک یونانی بادشاہ کی حکومت ہے۔ جو سکندرِ اعظم کا وزیر تھا۔ چل کر دیکھتے ہیں ایران میں یونانی بادشاہ کس طرح حکومت کرتا ہے"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"وہ بھی اسکندر اعظم کی طرح حکومت کر رہا ہو گا۔ یعنی اپنے آپ کو دیوتا کہتا ہو گا اور لوگوں سے سجدے کرواتا ہو گا جو بالکل نا پاک بات ہے۔

ماریا بولی۔

"لیکن چل کر دیکھنا چاہیئے کہ وہ آخر ایسا کیوں کرتا ہے کیوں نہ اسے سمجھائیں کہ سجدہ صرف خدا کے آگے کیا جاتا ہے کوئی انسان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا "

تھیو سانگ نے کہا۔

" تو ٹھیک ہے۔ کل صبح یہاں سے کوچ کر جاتے ہیں جولی سانگ تمہارا کیا خیال ہے "؟

جولی سانگ پوری طرح صحت مند تھی کہنے لگی۔

" میں تو اس جگہ آج رات ہی یہاں سے کوچ کرنے کو تیار ہوں "

عنبر نے لاش ناگ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

" تمہارا کیا خیال ہے بھتیا "؟

ان لوگوں کا وہاں سے چل دینے کا سن کر لاش ناگ اندر سے گھبرا گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی قیمت پر بھی یہ لوگ گندھارا شہر سے چل دیں اس جگہ تو اس نے ان لوگوں کے لئے ایک خوفناک جال بچھا رکھا تھا۔ اور ان کے جال میں پھنسنے کا وقت آگیا تھا کہنے لگا

" مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ میری طبیعت ابھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوئی۔ اگر آپ لوگ مان جائیں تو میں یہاں دو ایک روز کے لئے رک جانا چاہتا ہوں۔ تاکہ میری طبیعت پوری طرح سے درست ہو جائے "

ماریا بولی۔

" ہم کیوں نہیں مانیں گے بھلا۔ کیا ہمیں اپنے ناگ بھتیا کی صحت کا خیال نہیں ہے "

تھیو سانگ کہنے لگا۔

" بالکل بالکل۔ ہم دو دن چھوڑ ایک ہفتہ تمہاری خاطر یہاں رہنے کو تیار ہیں "

جولی سانگ پر ابھی تک کالی چمگادڑ کا کچھ کچھ خوف سوار تھا وہ اس منحوس شہر سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جانا چاہتی تھی اس کی چھٹی حس اسے اندر سے خبردار کر رہی تھی کہ یہاں رہنا ٹھیک نہیں یہاں سے چلی جاؤ۔ مگر اپنے باقی ساتھیوں کے آگے وہ بھی مجبور ہو گئی لاش ناگ نے انہیں مزید تین دن اس سرائے میں ٹھہرنے پر راضی کر لیا۔ جولی سانگ چپ ہو گئی۔

اس رات لاش ناگ نے عنبر سے کہا۔

" عنبر بھائی اگر تم برا نہ مانو تو آج کی رات بھی تھیو سانگ والی کوٹھڑی میں آرام کرو۔ میں اکیلا سونا چاہتا ہوں کیونکہ اگر میرے پاس کوئی ہو گا۔ تو میری آنکھ کھل جائے گی۔

ناگ نے ناگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں ناگ بھتیا! تم اکیلے آرام کرو میں تھیو سانگ کے پاس چلا جاتا ہوں "

عنبر تھیو سانگ کی کوٹھڑی میں چلا گیا۔ ماریا کیٹی اور جولی سانگ پہلے عنبر نے سرائے میں ساتھ ہی ایک اور خالی کوٹھڑی لے لی تھی اس کوٹھڑی میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ رات گہری ہو چلی تھی۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM OFBOOKSFREE.PK

جب آدھی رات ہوئی تو لاش ناگ نے طاق میں جلتے چراغ کو پھونک مار کر بجھا دیا۔ اور چارپائی پہ بالکل سیدھا لیٹ گیا۔ کوٹھڑی میں گھپ اندھیرا چھا چکا تھا۔ اس اندھیرے میں لاش ناگ کی پتھرائی ہوئی مُردہ آنکھیں چھت پہ لگی تھیں۔ کچھ دیر وہ ٹکٹکی باندھے چھت کو تکتا رہا۔ پھر اس نے گہرا سانس بھرا اور آنکھیں بند کر لیں آنکھیں بند کرتے ہی اس کا جسم بالکل مُردہ ہو گیا۔ دل نے دھڑکنا بند کر دیا اور اس کے مُردہ جسم میں سے اس کی روح کا ہیولا آہستہ آہستہ جسم سے الگ ہو کر چھت کی طرف اٹھا اور پھر چھت سے نکل گیا۔

لاش ناگ کی روح کا ہیولا دکھائی نہیں دے رہا تھا یہ روح تاریک رات کی اندھیری فضاؤں میں اڑتی ہوئی شہر کے خاموش مکانوں کے اوپر سے ہوتی سیدھی شہر کے پرانے باغ والی قدیم عمارت میں پہنچ گئی یہ وہی عمارت تھی جس کے تنگ محرابی دروازے میں سے جولی سانگ نے چمگادڑ کو نکل کر اپنے اوپر حملہ کرتے دیکھا تھا لاش ناگ کی روح عمارت کے کمپاؤنڈ میں چلی آئی۔ اس نے درمیان میں جو چھوٹا سا مینار بنا ہوا تھا اس کے گرد سات چکر لگائے اور پھر مینار کو ہاتھ سے چھوا۔ مینار اپنی جگہ سے اوپر اٹھ گیا۔ اس کے نیچے ایک گہرا تاریک گڑھا نمودار ہو گیا پھر اس گڑھے میں سے پانچ کالی سیاہ بڑی بڑی چمگادڑیں پھڑپھڑاتی ہوئی باہر نکلیں اور ایک چکر لگا کر لاش ناگ کی

روح کے سامنے دیوار کے پاس زمین سے چمٹ کر بیٹھ گئیں۔

پانچ سیاہ کالی منحوس چمگادڑوں کے جسم بڑی طرح ہانپ رہے تھے لاش ناگ نے چمگادڑوں کی زبان میں کہا۔

"وقت آ گیا ہے کہ عظیم گنڈاپ کی خواہش پوری ہو اور اس کی سلطنت ساری زمین اور سمندروں اور سمندروں کے اندر تک پھیل جائے۔ کیا تم تیار ہو؟"

پانچوں چمگادڑوں نے اپنے حلق سے باریک اور تیز چیخ جیسی آواز نکال کر کہا۔

"ہم تیار ہیں"

ہرش ناگ نے ایک چمگادڑ کی طرف اپنی انگلی کا اشارہ کیا اور بولا

"اندیکا چمگادڑ! مادیکا چمگادڑ! تم میری بات غور سے سنو۔ جولی سانگ، کیٹی اور تھیو سانگ تینوں خلائی مخلوق ہیں۔ ان میں سے جولی سانگ کے پاس بڑی زبردست طاقت ہے۔ اگر جولی سانگ کا وار چل گیا تو تم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گی۔ اندیکا! تم سب سے تجربہ کار اور خونخوار چمگادڑ ہو۔ تمہارے پاس کالا علم بھی ہے۔ تم جولی سانگ کو اپنے قبضہ میں کرو گی"

پھر لاش ناگ نے مادیکا چمگادڑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"مادیکا چمگادڑ! تم کیٹی اور تھیو سانگ کو اپنے قابو میں کرو گی تاکہ یہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ اس کو اور عنبر کو اپنے جال میں پھنسانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی ذمے داری میں لیتا ہوں۔ ماریا نظر نہیں آتی لیکن
جب میں کسی ایک چمگادڑ کا خون پی لوں گا تو پھر ماریا
کو غیبی حالت میں بھی دیکھ سکوں گا۔ تب میں آسانی
سے اسے قابو میں کر لوں گا۔"

اس کے بعد لاش ناگ نے ایک تیسری چمگادڑ کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"مجھے تمہارا خون پینا ہوگا۔ تم میرے قریب آ جاؤ۔"

"وہ چمگادڑ فوراً لاش ناگ کی روح کے قریب آ گئی یہ ساری چمگادڑیں لاش ناگ کی روح کو برابر دیکھ رہی تھیں۔ جونہی چمگادڑ لاش ناگ کے قریب آئی۔ لاش ناگ نے اسے اٹھ کر دو ٹکڑے کر دیا اور اس کا سارا خون پی گیا۔ پھر اس نے چاروں چمگادڑوں کی طرف دیکھا اور بولا۔

"اندایکا اور ماریکا تم دونوں اپنی خونی مہم پر نکل چلو
تم خوب جانتی ہو کہ جولی سانگ تھیو سانگ اور کیٹی
کہاں ہیں۔ ماریا اور عنبر کو میں خود سنبھال لوں گا۔ رات
تاریک ہے۔ سب بستی والے سو رہے ہیں۔ شہر سو رہا ہے
قبریں خاموش ہیں۔ ہر طرف موت کا سناٹا طاری ہے جاؤ
اس کھنڈر سے نکل کر اپنا کام شروع کر دو"

اندایکا اور ماریکا چمگادڑوں نے اپنے اپنے حلق سے تیز سیٹیوں کی

آوازیں نکالیں اور پھڑ پھڑاتی ہوئی پرانی عمارت سے باہر
رات کے اندھیرے میں اڑ گئیں۔ لاش ناگ نے آخری چمگادڑ
کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم واپس چلی جاؤ۔ اس گڑھے کی تاریکی میں اتر جاؤ۔"

چمگادڑ فوراً گڑھے کے اندھیرے میں چلی گئی۔ لاش ناگ
نے مینار کے گرد سات چکر لگائے۔ مینار واپس اپنی جگہ پر
آ گیا۔ اس کے بعد لاش ناگ کی روح بھی فضا میں اڑتی ہوئی واپس سرائے
کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس وقت جولی سانگ، کیٹی اور ماریا اپنی کوٹھڑی
میں موجود تھیں اور باتیں کر رہی تھیں۔ ظاہر ہے انہیں نیند تو آتی
نہیں تھی۔ ویسے بھی ایک مدت کے بعد تینوں سہیلیاں ایک دوسری
سے ملی تھیں۔ باتیں کرتے کرتے نہیں تھکتی تھیں۔ دوسری
کوٹھڑی میں تھیو سانگ اور عنبر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے لاش
ناگ کی روح جس طرح اپنی کوٹھڑی سے نکل کر گئی تھی اسی طرح واپس
کوٹھڑی میں اتر کر لاش ناگ کے مردہ جسم میں داخل ہو گئی لاش ناگ
کے دل نے پھر سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں
اب خطرناک کھیل شروع ہونے والا تھا۔ لاش ناگ نے اپنی آنکھیں بند
کر لیں۔

دوسری طرف اندایکا اور ماریکا چمگادڑیں سرائے کے اوپر پہنچ
چکی تھیں اور اندھیرے میں بغیر آواز کے چکر لگا رہی تھیں ان میں

COURTESY WWW.POFBOOKSFREE.PK

سے ماریکا چمگادڑ نے ایک غوطہ لگایا اور سرائے کے برآمدے میں
کر زمین کے ساتھ چمٹ گئی ۔ تھوڑی دیر تک ماریکا چمگادڑ زمین سے
چمٹے سانس لیتی اور ہانپتی رہی ۔ پھر اچانک اس نے عنبر کی شکل اختیار
کر لی ۔ عنبر فرش کے ساتھ چمٹا ہوا تھا ۔ وہ جلدی سے اٹھا اور کوٹھڑی
میں داخل ہو کر کیٹی سے بولا ۔

"کیٹی ! ذرا میرے ساتھ آنا ۔ ناگ تم سے کوئی بات کرنا
چاہتا ہے"

وہاں ماریا اور جولی سانگ بھی موجود تھیں ۔ ماریا نے کہا

"کیا بات کرنا چاہتا ہے ناگ بھیا"؟

عنبر نے مسکرا کر کہا ۔

" میرا خیال ہے وہ ایران کے بارے میں کیٹی سے معلومات
حاصل کرنا چاہتا ہے "

جولی سانگ اور ماریا ہنسنے لگیں اور کیٹی عنبر عرف ماریکا چمگادڑ
کے ساتھ کوٹھڑی سے نکل کر لاش ناگ کی کوٹھڑی کی طرف بڑھی
عنبر نے کہا ۔

" وہ کوٹھڑی میں نہیں ہے کیٹی "

" تو پھر کہاں ہے وہ اتنی رات گئے ؟ کیٹی نے تعجب سے پوچھا
عنبر بولا ۔

تم جانتی ہو کہ اس کی طبیعت کئی روز سے اچھی نہیں رہتی لگا

میں کنویں پر جا کر ٹھنڈا پانی پیوں گا ۔ میں اسے وہاں لے
گیا ۔ اس نے پانی پیا ۔ ہم باتیں کرنے لگے ۔ بولا کیٹی کو بلاؤ
ایران جانا ہے ۔ اس سے کچھ معلومات لینا چاہتا ہوں"
کیٹی مسکرانے لگی ۔

" ناگ پر جب سے طلسم کا اثر ہوا ہے اس کی کوئی بات
سمجھ میں نہیں آتی ۔ بھلا آدمی رات کو کوئی کنویں پر جاتا
ہے ۔ چلو ذرا اس کے کان کھینچتی ہوں"

عنبر عرف ماریکا چمگادڑ کیٹی کو ساتھ لے کر سرائے سے باہر
نکل آئی ۔ کنواں وہاں سے تھوڑی ہی دور سرائے کے قریب ایک
درخت کے پاس تھا ۔ کنویں پر آ کر کیٹی نے اندھیرے میں ادھر ادھر
دیکھا اور بولی ۔

" عنبر بھیا ناگ کہاں ہے ؟"

عنبر یعنی ماریکا چمگادڑ بھی جھوٹ موٹ ادھر ادھر تکنے لگی بولی
" یہیں میں اسے چھوڑ کر گیا تھا"

ماریکا چمگادڑ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ دس منٹ سے زیادہ دیر
تک عنبر کی شکل قائم نہیں رکھ سکتی ۔ دس منٹ کے بعد وہ پھر چمگادڑ بن
جائے گی اس کو جلدی جلدی اپنے منصوبے پر عمل کرنا تھا چنانچہ وہ
کنویں میں نیچے جھانکنے لگی ۔ کیٹی نے پوچھا ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا ناگ کنوئیں کے اندر ہے۔؟"
مارلیکا چمگادڑ نے کہا۔

"ارے وہ تو نیچے اتر گیا ہے۔ دیکھو دیکھو کیٹی مجھے ناگ تکلیف میں لگتا ہے۔ وہ ڈوب رہا ہے۔"
کیٹی گھبرا کر کنوئیں کے پاس آگئی۔ اور آگے جھک کر نیچے دیکھنے لگی۔ جونہی وہ آگے جھکی۔ عنبر عرف مارلیکا چمگادڑ نے اُسے دھکا دے دیا۔ کیٹی دھڑام سے کنوئیں میں جا گری۔ کنوئیں میں گرنے کے بعد اس کی کوئی آواز نہ آئی۔ وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔ کیونکہ کنوئیں میں پانی نہیں بلکہ ایک زہریلی گیس پھیلی ہوئی تھی۔ اس گیس کی تہہ کے نیچے بارہ بڑی لاشوں ایسے اِنسانی سائے کیٹی کے انتظار میں پہلے سے موجود تھے۔ جونہی کیٹی زہریلی گیس کے بادل سے بے ہوشی کی حالت میں ٹکل کر نیچے گری۔ انہوں نے جھٹ اُسے اٹھا لیا۔ اور لے کر کنوئیں کے ایک غار میں گھس گئے

پانچ منٹ کے بعد مارلیکا چمگادڑ عنبر سے دوبارہ چمگادڑ بن گئی اس نے فضا میں اڑان بھری اور غوطہ لگا کر ایک بار پھر سرائے میں آگئی۔ اس بار وہ اس کوٹھڑی کے باہر آکر زمین کے ساتھ چمٹ گئی جس میں عنبر اور تھیو سانگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ عنبر اور تھیو سانگ چارپائیوں پر بیٹھے ناگ کی علالت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اچانک انہیں باہر ایک عورت کی دردناک آواز سنائی دی۔

"میری مدد کرو۔ خدا کے لئے میری مدد کرو۔"

یہ دردناک آواز سُن کر عنبر اور تھیو سانگ جلدی سے باہر آگئے باہر رات کا اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ انہیں کوئی عورت نظر نہ آئی۔ تھیو سانگ بولا۔

"یہ آواز کہاں سے آئی تھی؟ کیا تم نے بھی آواز سنی تھی؟"
عنبر نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ کسی عورت کی آواز تھی۔ وہ مدد کے لئے بلا رہی تھی۔"
تھیو سانگ بولا۔

"مگر یہاں تو کوئی عورت نہیں ہے۔"

وہی آواز پھر سنائی دی۔ "آہ! یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ عنبر میری مدد کرو۔ صرف تم ہی مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا سکتے ہو۔"
عنبر نے پوچھا۔

"تم۔ تم کون ہو؟"

عورت کی درد بھری آواز پھر سنائی دی۔

"وقت ضائع نہ کرو۔ تم نے دیر کر دی تو میں زندہ نہ بچوں گی میرے بچے یتیم ہو جائیں گے۔ میں سرائے کے باہر کنوئیں میں پڑی ہوں مجھے دو آدمی ہلاک کرنا چاہتے ہیں" خدا کے لئے میری مدد کرو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُس وقت ایک خاص کالے جادُو کی وجہ سے ان کی آوازیں کوئی دوسرا شخص نہیں سُن سکتا تھا۔عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں کنوئیں پہ اس عورت کی مدد کرنے جاتا ہوں۔مجھے کوئی ایسی دُکھی عورت لگتی ہے۔جس پر کسی نے طلسم کر رکھا ہے"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا"

تب عورت کی پراسرار آواز آئی۔

"ہاں تھیوسانگ بھائی۔تم بھی ساتھ آؤ۔میں جانتی ہوں تم دونوں ہی میری مدد کر سکو گے۔جلدی آؤ۔جلدی آؤ یہ آدمی مجھے مارنے والے ہیں"

عنبر اور تھیوسانگ تیزی سے بھاگ کر سرائے کے باہر والے کنوئیں پر آگئے۔وہ جھانک کر نیچے دیکھنے لگے۔عورت کی آواز پھر آئی

"عنبر اور تھیوسانگ جلدی سے کنوئیں میں اتر آؤ۔میں مرنے والی ہوں۔میں مرنے والی ہوں"

اور پھر اس عورت کی ایک دل ہلا دینے والی درد انگیز چیخ بلند ہوئی۔

عنبر نے کہا۔

"میں نیچے کنوئیں میں اتر رہا ہوں"

تھیوسانگ بولا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ اتروں گا"

کنوئیں میں دیوار کے ساتھ سوراخ بنا کر نیچے اترنے کے لئے جگہ بنائی ہوئی تھی۔عنبر اور تھیوسانگ کنوئیں کی دیوار میں بنے سوراخوں میں پاؤں رکھتے کنوئیں کی تہہ میں آئے تو نیچے زہریلی گیس کا بادل سا بنا ہوا تھا۔عنبر کو اس کی فکر ہی نہیں تھی۔کہ اسے کوئی نقصان پہنچے گا۔تھیوسانگ نے کہا میں سانس روک لوں گا۔عنبر! اتنے میں عورت کی بہت قریب سے آواز آئی۔

"میرے بھائیو! خدا کے لئے جلدی کرو۔وہ آدمی مجھے ہلاک کرنے آنے ہی والے ہیں"

عنبر اور تھیوسانگ گیس کے بادل میں داخل ہو کر نیچے اترنے لگے ابھی انہوں نے ایک ایک قدم اٹھایا ہی تھا کہ زہریلی طلسمی گیس نے ان دونوں کو بے ہوش کر دیا۔اور وہ دھڑام سے کنوئیں کی تہہ میں گر پڑے۔اس طرح بارہ لاشوں کے انسانی سائے غار میں سے نمودار ہوئے۔انہوں نے بے ہوش عنبر اور تھیوسانگ کو اٹھایا اور واپس کنوئیں کی غار میں لے گئے۔

ماریکا چمگادڑ جس نے عورت کی درد بھری آواز نکالی تھی کنوئیں کے اوپر منڈلا رہی تھی۔تجربہ کار اور کالا جادُو جاننے والی اندیکا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چمگادڑ بھی اس کے ساتھ تھی۔ جب کیٹی عنبر اور تھیو سانگ کنوئیں کے اندر پہنچ گئے تو اندیکا چمگادڑ نے ماریکا سے کہا۔

"ماریکا! اب تم واپس جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔ اب میرا کام شروع ہونے والا ہے۔

ماریکا چمگادڑ اسی وقت غوطہ لگا کر رات کی تاریک فضا میں غائب ہو گئی۔ اندیکا چمگادڑ سرائے کی طرف پرواز کر گئی اب اسے جولی سانگ کو قبضے میں کرنا تھا۔ جو ایک مشکل کام تھا۔ کیونکہ جولی سانگ کو اگر ذرا سا بھی شک ہو گیا تو وہ ایک سیکنڈ میں اپنی طاقت کا استعمال کر سکتی تھی۔ اگرچہ پہلی بار چمگادڑ کو حملہ کرتے دیکھ کر جولی سانگ اپنی طاقت استعمال نہ کر سکی تھی۔ لیکن اندیکا چمگادڑ کو ڈر تھا کہ اپنے آپ کو شدید مشکل میں دیکھ کر جولی سانگ نے اپنی آنکھ سے سفید شعاع نکال کر اس پہ پھینکی تو اس کے پرزے اڑ جائیں گے۔ ماریا کو قابو کرنے کا ذمہ خود لاش ناگ نے لے لیا ہوا تھا۔ اندیکا چمگادڑ سرائے کی کوٹھڑی کے باہر آ کر زمین پر چمٹ گئی۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اگر وہ جولی سانگ کو کسی طرح ورغلا کر کنوئیں کی طرف لے جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ ماریا اس کے ساتھ ضرور آئے گی۔ اور چمگادڑ ماریا کو نہ دیکھ سکے گی اور ماریا سب کو دیکھ رہی ہو گی۔ وہ اس کے منصوبے کو خاک میں ملا سکتی تھی بلکہ اندیکا چمگادڑ کو شدید نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔

اندیکا چمگادڑ ماریا کو دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔ اسے کوٹھڑی کے اندر سے جولی سانگ اور ماریا کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ آپس میں عنبر اور کیٹی کی باتیں کر رہی تھیں کہ آخر کیٹی نے اتنی دیر کیوں لگا دی؟ اندیکا چمگادڑ کے دماغ میں ایک ترکیب پہلے سے موجود تھی۔ وہ یہ ترکیب استعمال کرتے ہوئے یہ سوچ کر ہچکچا رہی تھی۔ کہ اگر ماریا بھی ساتھ چل پڑی تو کام خراب ہو جائے گا۔ مگر ترکیب استعمال کرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں تھا اندیکا چمگادڑ نے زمین کے ساتھ چمٹے چمٹے زور سے سانس بھرا اور اچانک اس نے کیٹی کی شکل اختیار کر لی۔ کیٹی کی شکل اختیار کرتے ہی وہ زمین پر سے اٹھی۔ اور کوٹھڑی کے اندر داخل ہوتے ہی گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"جولی سانگ ماریا! جلدی سے میرے ساتھ آؤ۔ عنبر بھائی کو کچھ ہو گیا ہے"

ماریا اور جولی سانگ گھبرا کر باہر نکل آئیں۔

"کہاں ہے عنبر؟" جولی سانگ نے پوچھا۔

اندیکا چمگادڑ عرف کیٹی نے کہا۔

"وہ ادھر کنوئیں کے پاس ہے۔ خدا کے لئے جلدی چلو۔ تھیو سانگ بھی وہاں موجود ہے۔

یہ گھڑی بڑی نازک تھی۔ اندیکا چمگادڑ جانتی تھی کہ تیسری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوٹھڑی میں لاش ناگ چارپائی پر لیٹا یہ ساری باتیں سن رہا ہے اور وہ ضرور اس کی مدد کرے گا تاکہ ماریا اس کے ساتھ کنوئیں تک نہ جائے۔ جولی سانگ اور ماریا کنوئیں کی طرف چلے ہی تھے کہ تیسری کوٹھڑی میں سے لاش ناگ کی آواز بلند ہوئی۔

"آہ! ماریا! ماریا! جلدی سے یہاں آؤ، یہاں آؤ۔"

ماریا جاتے جاتے رک گئی اور بولی۔

"جولی! تم کنوئیں پر جاکر عنبر کو دیکھو۔ میں ابھی آتی ہوں مجھے ناگ بھائی بلا رہا ہے۔ خدا جانے کیا بات ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"تم ناگ کی خبر لو۔ میں عنبر کی طرف جاتی ہوں۔"

ماریا لاش ناگ کی کوٹھڑی کی طرف اور جولی سانگ عرف اندلیکا چمگادڑ کے ساتھ کنوئیں کی طرف دوڑی۔ کنوئیں پر اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ جولی سانگ نے پوچھا۔

"یہاں تو عنبر اور تھیو سانگ نہیں ہیں کیٹی۔"

کیٹی عرف اندلیکا چمگادڑ نے کہا۔

"میں انہیں یہیں چھوڑ گئی تھی۔ عنبر بے ہوش تھا۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مگر تم اور عنبر یہاں آئے کیوں تھے؟"

کیٹی عرف اندلیکا چمگادڑ نے کہا۔

"ہم ناگ بھیا کے پاس گئے تھے۔ وہ مجھ سے ایران کے بارے میں باتیں پوچھ رہا تھا۔ کہ اُدھر کنوئیں کی طرف سے تھیو سانگ کی آواز آئی۔ وہ ہمیں بلا رہا تھا میں ——— اُدھر کو بھاگی۔ ناگ بھیا بھی آنا چاہتا تھا میں نے اُسے آرام سے لیٹے رہنے کو کہا۔ یہاں آکر دیکھا کہ عنبر بے ہوش پڑا ہے۔ اور تھیو سانگ اس کا سر دبا رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ جاکر فوراً ماریا اور جولی سانگ کو بلا لاؤ۔"

جولی سانگ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"وہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں۔"

پھر اس نے عنبر اور تھیو سانگ کو آوازیں دینی شروع کر دیں اچانک کیٹی بولی۔

"جولی سانگ جولی سانگ! ادھر آؤ۔ مجھے کنوئیں میں سے عنبر اور تھیو سانگ کی آوازیں آتی سنائی دے رہی ہیں۔"

جولی سانگ گھبرا کر کنوئیں کی طرف دوڑی۔ بھائی کی محبت نے اسے بوکھلا دیا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اسے اپنی ہوش بھی نہیں رہی تھی۔ کیٹی کنوئیں میں جھانک رہی تھی اس نے ایک چیخ ماری اور چلائی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جولی سانگ! میں نے تھیو سانگ کا ہاتھ نیچے دھند میں سے باہر نکلتے دیکھا ہے۔ میں اس کی مدد کو نیچے جا رہی ہوں۔"

اس نے جان بوجھ کر عنبر کی بجائے تھیو سانگ کا نام لیا تھا کیونکہ تھیو سانگ جولی سانگ کا حقیقی بھائی تھا اور بھائی کے لئے بہنیں کتنی پریشان ہوتی ہیں۔ یہ اندیکا جانتی تھی۔ وہ تھیو سانگ کا نام لے کر جولی سانگ کے دماغ کو اتنا پریشان کر دینا چاہتی تھی کہ وہ حملہ کرنا ہی بھول جائے۔ اور وقت آنے پر وہ اپنا بچاؤ بھی نہ کر سکے۔ کیٹی عرف اندیکا چمگادڑ نے کنوئیں میں نیچے اترنا شروع کر دیا اسے کنوئیں میں اترتا دیکھ کر جولی سانگ بھلا کب باہر رہ سکتی تھی وہ بھی کنوئیں کی دیوار کے سوراخوں میں پاؤں رکھتی کنوئیں میں اترنے لگی نیچے جب زہریلی گیس کی دھند آئی تو کیٹی نے کہا۔

"تھیو سانگ اور عنبر اس دھند کے نیچے ہیں۔ ہائے خدا جانے ان پر کیا گذر رہی ہے اب تو ان کی آوازیں بھی نہیں آ رہی۔"

جولی سانگ کا دل اپنے بھائی تھیو سانگ کے لئے بے چین ہو گیا کیٹی دھند میں اتر گئی۔ اس کو دیکھ کر جولی سانگ بھی کنوئیں کی زہریلی دھند میں اتر آئی۔ یہ گیس اس قدر تیز اور زہریلی تھی کہ اس میں صرف عنبر اور خلائی مخلوق ہی زندہ رہ سکتی تھی۔ اور ان پر صرف اسی قسم کی بے ہوشی ہی طاری ہو سکتی تھی اور ایسا ہی ہوگا زہریلی دھند

آتے ہی جولی سانگ کو دھکا لگا۔ اور وہ بے ہوش کر نیچے گر پڑی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبر کی سیڑھیاں

جولی سانگ نیچے کنوئیں کی تہہ میں گر چکی تھی۔
وہ بے ہوش تھی۔ اسی طرح کنوئیں کی دیوار والے غار سے
لاشوں کے سائے نمودار ہوئے۔ انہوں نے بے ہوش جولی سانگ
کو اٹھایا اور غار کے اندر لے گئے۔ کیٹی فورڈ اندلیکا چمگادڑ کی شکل
واپس آکر کنوئیں میں سے تیر کی طرح اوپر کو اٹھی اور کنوئیں سے
آکر رات کی تاریک فضا میں گم ہو گئی۔ اب ہم واپس ناگ کی کوٹھڑی
میں چلتے ہیں۔ جولی سانگ کو نقلی کیٹی کے ساتھ روانہ کرنے کے بعد
ماریا تیزی سے ہرش ناگ کی کوٹھڑی میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا
کہ لاش ناگ چارپائی سے نیچے گرا ہوا تھا۔ ماریا کا تو دل ہل گیا کہ
ایسی بہن ہوگی جو اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھ کر پریشان
ہوگی؟ ماریا نے جلدی سے لاش ناگ کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا
پریشانی سے پوچھا۔

"ناگ بھیا! کیا بات ہوئی ہے؟
تم بولتے کیوں نہیں؟"

لاش ناگ کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ وہ پہلی بار ایک
ایسی خوبصورت کو دیکھ رہا تھا جو غائب تھی۔ اس نے اپنی نظریں دوسری
طرف کر لیں۔ کہ کہیں ماریا کو یہ شک نہ پڑ جائے کہ ناگ اسے دیکھ
رہا ہے۔ وہ ماریا کو زیادہ سے زیادہ وقت اپنی کوٹھڑی میں رکھنا چاہتا
تھا تاکہ اندلیکا چمگادڑ کو جولی سانگ کو ٹھکانے لگانے کے لئے وقت مل
جائے۔ لاش ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا بہن! میرا دل ڈوبا جا رہا ہے۔ مجھے تھوڑا پانی پلاؤ۔"

ماریا نے جاری سے صراحی میں سے پانی گلاس میں ڈالا اور لاش ناگ
کو پلایا۔ لاش ناگ نے دو گھونٹ پانی پی کر پوچھا۔

"عنبر اور تھیبو سانگ کہاں ہیں؟"

وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ماریکا چمگادڑ نے اپنا کام انجام تک
پہنچا دیا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اندلیکا کی آواز وہ سن سکتا تھا۔ اسے دیکھ بھی
سکتا تھا۔ کیونکہ اندلیکا کا واسطہ کالے علم سے تھا جس کی پیداوار خود
لاش ناگ تھا۔ مگر ماریکا ایک عام آسیبی چمگادڑ تھی۔ وہ اس سے
رابطہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ ماریا نے اضطراب کے ساتھ کہا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے پہلے عنبر
آیا اور کیٹی کو تمہارے پاس لے گیا۔"

لاش ناگ نے کہا۔

"ہاں۔ میں اس سے ایران کے بارے گفتگو کرنا چاہتا تھا مگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ تو کچھ دیر بعد چلے گئے تھے۔"
ماریا نے کہا۔
"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ لوگ یہاں سے کنوئیں پر کیسے اور کیوں چلے گئے۔ عنبر کے بعد اب کیٹی دوڑی دوڑی گھبرائی ہوئی آئی اور اس نے کہا کہ عنبر کو کچھ ہوگیا ہے۔ وہ کنوئیں پر ہے۔ تھیو سانگ بھی وہیں ہے اس نے بلایا ہے۔ میں جولی سانگ کے ساتھ کنوئیں کی طرف جا رہی تھی کہ تمہاری آواز آگئی۔ کہ میری مدد کرو۔"
یہ سب کچھ کیا ہے ناگ بھیّا! کہیں ہم کسی مصیبت میں کے منہ میں تو نہیں جا رہے؟"
لاش ناگ کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی سرائے میں نہیں ہیں۔ ماریکا اور اندیکا نے اپنا کام کر دیا تھا۔ مگر لاش ناگ ماریا کو ابھی وہاں سے باہر نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔ وہ چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور بولا۔
"گھبراؤ نہیں ماریا بہن! کچھ نہیں ہوگا وہ لوگ خیریت سے ہونگے۔ تم پریشان مت ہو۔"
ماریا نے کہا۔
"میں کنوئیں پر جا کر ان کا پتہ کرتی ہوں۔"

لاش ناگ ماریا کو صاف دیکھ رہا تھا۔ جلدی سے بولا۔
"ابھی مت جاؤ ماریا۔ میرا دل پھر ڈوبنے لگا ہے۔"
ماریا وہیں رک گئی۔ لاش ناگ اسے دیکھ رہا تھا۔ چمگادڑ کا خون پینے کے بعد لاش ناگ میں اتنی طاقت پیدا ہوگئی تھی کہ وہ غیبی ماریا کو بالکل صاف صاف دیکھ رہا تھا۔ ماریا لاش ناگ کے قریب آگئی۔
"ناگ بھیّا! ہم نہ جانے کتنی مدّت سے ایک ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ پہلے کبھی تمہاری ایسی حالت نہیں ہوئی اب کیا بات ہے؟"
لاش ناگ کی نظریں اپنے آپ ماریا کے چہرے پر گڑ گئیں ماریا بڑی حیران ہوئی۔ اسے ایسے لگا جیسے ناگ اسے دیکھ رہا ہے۔ جب وہ غیبی حالت میں ہوتی تھی تو کوئی اس کے چہرے پر یوں نگاہیں نہیں جماتا تھا۔ وہ کسی نظر آتی تو کوئی اس کے چہرے کو تکتا۔ مگر ناگ کی آنکھیں اس وقت ٹھیک ماریا کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ ناگ نے بھی ماریا کے چہرے کو پڑھ لیا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنی نظریں دوسری طرف کر لیں اور بولا۔
"ماریا بہن! فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں یہ سب کچھ اس طلسم کی وجہ سے ہے جس کا مجھ پر ابھی تک اثر ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو ایک روز میں یہ اثر ختم ہو جائے گا"
ماریا نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔
"ایک بات سچ سچ بتاؤ گے ناگ"؟
لاش ناگ خبردار ہو گیا۔ کہنے لگا۔
"ہاں ہاں پوچھو۔ کیا بات ہے؟
ماریا نے کہا۔
"کیا تم مجھے دیکھ رہے ہو۔؟
لاش ناگ زور سے ہنس پڑا۔ اور بولا۔
"بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے ماریا۔ میں تو تمہیں بالکل نہیں دیکھ رہا۔ تمہیں کیسے یہ خیال آیا"؟
ماریا نے سانس بھر کر کہا۔
"ناگ بھیا! تم جھوٹ بول رہے ہو۔ میں تمہاری دوست بھی ہوں۔ بہن بھی ہوں۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ مجھ سے یہ بات چھپانے کی کیا ضرورت ہے! ایک بار پہلے بھی تو تم کسی بوٹی کے اثر سے مجھے دیکھ لیا کرتے تھے"
لاش ناگ جھٹ بولا۔
"وہ تو بوٹی کا اثر تھا ماریا بہن۔ اس بار جو مجھ پر جادو کیا گیا تھا اس کا یہ اثر تو ضرور ہوا ہے کہ ابھی تک تم

لوگ میری خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتے مگر ایسا کوئی اثر نہیں ہوا کہ تم مجھے نظر آنے لگو۔
ماریا چپ ہو گئی۔ لاش ناگ چہرے کو فکر مند بنا کر کہنے لگا۔
"ویسے ہمیں ان لوگوں کی تلاش شروع کر دینی چاہیئے آؤ اس کنوئیں پر جاتے ہیں۔ جہاں یہ سب لوگ گئے اور پھر واپس نہ آ سکے"
ماریا کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا اس نے صرف اتنا ہی کہا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ تم کوٹھڑی میں آرام کرو۔ میں کنوئیں پر ان لوگوں کو دیکھ کر آتی ہوں۔ مگر لاش ناگ نہ مانا۔ کہنے لگا۔
"میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ آخر مجھے بھی تو اپنے بھائی بہنوں کی فکر ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا"
لاش ناگ کوٹھڑی سے نکل کر سرائے کے باہر والے کنوئیں پر آ گیا۔ اس وقت رات کا پچھلا پہر شروع ہو گیا تھا لیکن اندھیرا ویسے ہی تھا۔ صرف آسمان پر کچھ ستارے پھیکے پڑنے لگے تھے۔ کنوئیں پر موت ایسا سناٹا طاری تھا۔ کوئی وہاں پر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ لاش ناگ نے کنوئیں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"کیا یہی وہ کنواں ہے۔ جہاں کیٹی تھیو سانگ جولی سانگ گئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے؟"

"ہاں، ماریا نے کنوئیں کے قریب آتے ہوئے کہا۔

لاش ناگ نے جھک کر کنوئیں میں دیکھا۔ وہ ماریا کو اس کنوئیں میں نہ تو گرا سکتا تھا اور نہ گرانا چاہتا تھا اسے ماریا کو پرانی عمارت والی قبر کے پاس لے جانا تھا جس کے اوپر مینار بنا ہوا تھا۔ مگر شرط یہ تھی کہ ماریا زندہ اور نظر آنے والی حالت میں ہو۔ وہ غائب نہ ہو۔ اس کے لئے سارا پروگرام لاش ناگ نے ذہن میں سوچ رکھا تھا۔ لاش ناگ نے کنوئیں میں جھانکنے کے بعد ہوا میں انگلی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو۔ میں کسی سانپ سے مشورہ لیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے سانپوں کو پتہ ہو کہ یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں"

ماریا بولی۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ جلدی سے کسی سانپ کو بلاؤ"

یہ بات لاش ناگ کو اچھی طرح معلوم تھی کہ وہ نہ تو خود سانپ بن سکتا ہے اور نہ کسی سانپ کو بلا سکتا ہے کیونکہ وہ نقلی ناگ تھا۔ اصلی ناگ تو گندھارا شہر کے پرانے قبرستان کی ایک قبر میں اس حالت میں پڑا تھا کہ اس کے سر میں کیل ٹھکا ہوا تھا

مگر وہ ڈرامہ کرنا بہت ضروری تھا۔ وہ کنوئیں کے پاس ہی ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اور آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا۔ ماریا حیران ہوئی کہ پہلے تو ناگ کسی سانپ کو بلاتا تھا تو اس کے منہ سے سانپ کی سیٹی ایسی آواز نکلتی تھی لیکن اس نے یہی سمجھا کہ شاید یہ بھی جادو کا اثر ہو۔

لاش ناگ تھوڑی دیر تک آنکھیں بند کیئے بیٹھا بڑبڑاتا رہا۔

پھر آنکھیں کھول دیں اور بولا۔

"ماریا! یہاں اردگرد کوئی سانپ نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو ناگ دیوتا کی آواز پر ضرور آ جاتا"

ماریا نے کہا۔

"تو پھر کیا کرنا چاہیئے؟"

ہرش ناگ اپنی اسکیم کے مطابق کہنے لگا۔

"یہ ٹھیک رہے گا میں کسی چمگادڑ کو بلا کر پوچھتا ہوں چمگادڑوں کو بھی بہت کچھ پتہ ہوتا ہے"

ماریا نے کہا۔

"مگر ناگ بھیا اس سے پہلے تو تم نے کبھی کسی چمگادڑ کو نہیں بلایا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش ناگ بولا۔

" یہ اتفاق ہے کہ نہیں بلایا۔ ورنہ تم تو جانتی ہو کہ میں
ناگ دیوتا ہوں کسی بھی جانور کو بلا سکتا ہوں "

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ لاش ناگ نے فوراً اپنے حلق سے چمگادڑ کی سیٹی کی تیز آواز نکالی۔ تین بار سیٹی کی آواز نکالنے پر چمگادڑ اندیکا خود وہاں پر چمگادڑ کی شکل میں آگئی۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک بڑے سائیز کی چمگادڑ زمین پر آکر چمٹ گئی ہے۔

لاش ناگ نے اس سے پوچھا۔

" بتا میرے ساتھی کیٹی جولی سانگ تھیو سانگ اور عنبر
کہاں ہوں گے۔ میں ناگ دیوتا ہوں "

ماریا کو صرف چمگادڑ کی دو تین سیٹیاں ہی سنائی دیں ہرش ناگ آگے سے ہوں ہوں ہی کرتا رہا۔ پھر بولا۔

" ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتی ہو "

اندیکا چمگادڑ فوراً رات کی تاریکی میں اڑ گئی۔ ماریا نے پوچھا

" کیا اس چمگادڑ نے کچھ بتایا ناگ بھیا "؟

ہرش ناگ بولا۔

" اس چمگادڑ نے بتایا ہے کہ کیٹی عنبر جولی سانگ اور
تھیو سانگ پر ایک زبردست جادو کر دیا گیا ہے اور وہ
مینار والے مقبرے میں مینار کے آس پاس سیاہ پتھروں

کی شکل میں پڑے ہیں "

ماریا نے بے چینی میں کہا۔

" جلدی سے مینار والے مقبرے میں چلو ناگ بھیا
ہمیں انہیں اس جادو سے نجات دلانی ہوگی ابھی چلو "

یہی تو لاش ناگ چاہتا تھا کہ ماریا اس کے ساتھ مینار والے مقبرے میں جائے۔ فوراً بولا۔

" ابھی چلو۔ مگر میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ جادو کے اثر
کی وجہ سے میرے جسم کی خوشبو بند ہوئی ہے تو میں اپنی
جون بھی نہیں بدل سکتا مطلب یہ کہ میں عقاب یا سانپ
کی شکل اختیار نہیں کر سکتا اس لئے مجھے تمہارے ساتھ
گھوڑے پر سوار ہو کر جانا پڑے گا "

ماریا کیلئے یہ بھی ایک نئی بات تھی۔ کہنے لگی۔

" تم نے پہلے تو ایسا نہیں بتایا ناگ "

لاش ناگ ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔

" اب تمہیں کیا کیا بتاتا ماریا بہن! اس بار مجھ پر بڑا
زہریلا جادو کیا گیا تھا مگر مجھے پوری امید ہے کہ ایک
ہفتے کے اندر اندر میری ساری طاقت واپس آجائے
گی۔ چلو۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ خدا جانے
وہ لوگ کس حالت میں ہوں گے "

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش ناگ نے سرائے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ سرائے میں اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھا اور مینار والے مقبرے کی طرف گھوڑے کو ڈال دیا۔ ماریا اس کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔ شہر کی سڑکیں اندھیرے میں خالی پڑی تھیں۔ وہ گھوڑا دوڑاتا بہت جلد مینار والے مقبرے کے احاطے میں پہنچ گیا۔ گھوڑا ایک درخت سے باندھ کر مقبرے کے اندر آ گیا۔ ماریا نے کہا۔

"اس مقبرے کے اندر سیاہ پتھر کہاں ہیں ناگ بھیا؟ مجھے تو یہاں کوئی سیاہ پتھر نظر نہیں آ رہا۔"

پو پھٹ رہی تھی مگر مقبرے کے دروازے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اندر ابھی اندھیرا تھا۔ لیکن ماریا تو اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ لاش ناگ بھی سب کچھ دیکھ رہا تھا وہ اب ماریا کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے تھا۔ اس نے اپنی جیب سے کالے علم کی مدد سے بنائی ہوئی کیل نکال کر اپنے ہاتھ میں چھپا لی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ماریا غیبی حالت میں ہے اور اس کے سر میں کیل گاڑنے کے لئے اسے پتھر یا ہتھوڑی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس کیل کا طلسم اس مقبرے میں ہی چل سکتا تھا۔ وہ ماریا کو مقبرے کی پچھلی جانب لانا چاہتا تھا۔ وہ خود بھی جھک کر مینار والی قبر کے اردگرد سیاہ پتھر

ڈھونڈ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"واقعی یہاں تو ایک بھی سیاہ پتھر نہیں ہے مگر چمگادڑ کو عظیم ناگ دیوتا کے آگے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اس نے غلط نہیں کہا۔ سیاہ پتھروں کو اس جگہ ہونا چاہیئے۔"

ماریا نے پوچھا

"تم نے اچھی طرح سے سنا تھا نا؟ چمگادڑ نے کیا کہا تھا۔ ایک بھر بتانا مجھے۔"

لاش ناگ بولا۔

"چمگادڑ نے کہا تھا۔ کہ عنبر کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ مینار والی قبر کے آس پاس سیاہ چھوٹے پتھروں کی شکل میں پڑے ہیں۔ اور ان پر بڑا زہریلا جادو کیا گیا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔ "یہ زہریلا جادو کیا ہوتا ہے ناگ بھیا؟"

ناگ نے کہا۔

"خدا جانے یہ کون سا جادو ہے۔ ہماری جانے بلا لیکن چمگادڑ جھوٹ نہیں بول سکتی۔ ہمارے ساتھی ضرور یہیں کہیں سیاہ پتھروں کی شکل میں موجود ہوں گے۔ ایسا کرتے ہیں دوسری طرف چل کر دیکھتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش ناگ مینار کی دوسری طرف آگیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا گڑھا تھا لاش ناگ نے ماریا کو دیکھا۔ وہ غیبی حالت میں مقبرے کے چھوٹے محرابی دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جہاں سے باہر کا ویران باغ صاف نظر آرہا تھا۔ ہرش ناگ نے کہا۔

"ماریا! تم کدھر دیکھ رہی ہو۔ یہاں آؤ۔ میرے ساتھ پتھر تلاش کرو"

ماریا نے چونک کر لاش ناگ کی طرف دیکھا اور بولی۔

"ناگ! تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں دوسری طرف دیکھ رہی ہوں؟ ناگ بھیا! مجھے یقین ہے کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ مگر مجھ پر ظاہر نہیں کر رہے"

لاش ناگ نے کہا۔

"ماریا! تم کس چکر میں پڑ گئی ہو۔ ان باتوں کو چھوڑو ہم یہاں عنبر کیٹی، جولی سانگ اور تھیو سانگ کو تلاش کرنے انہیں مصیبت سے نکالنے آئے ہیں یہ باتیں بعد میں کریں اب جلدی سے یہاں آکر میری مدد کرو"

لاش ناگ نے یونہی ایک جگہ سے پتھر اکھاڑنا شروع کر دیا۔ ماریا جلدی سے اس کے پاس آگئی۔ اس نے کہا۔

"کیا یہ پتھر تم سے نہیں اکھاڑا جا رہا ناگ!

"بالکل نہیں" ناگ نے ماتھے پر سے فرضی پسینہ پونچھتے ہوئے کہا

ماریا ہنس کر بولی۔

"اس سے پہلے تمہیں اتنا کمزور بھی نہیں دیکھا تھا پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں ایک سیکنڈ میں پتھر کو اکھاڑ دیتی ہوں مگر تم یہ پتھر اکھاڑ کر کیا کرو گے۔

ناگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے سیاہ پتھر اس کے نیچے پڑے ہوں تم اسے اٹھا کر پرے پھینک دو"

ماریا پتھر پر جھک گئی۔ یہ پتھر کافی بڑا تھا اور آدھے سے زیادہ زمین میں دھنسا ہوا تھا۔ لاش ناگ پیچھے ہٹ گیا طلسمی کیل اس نے اب اپنے سیدھے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ اسے ماریا صاف نظر آرہی تھی۔ اگر ماریا اسے دکھائی نہ دے رہی ہوتی تو وہ ساری زندگی اس کے سر میں کیل نہ ٹھونک سکتا تھا۔ ماریا نے جھک کر پتھر کے گرد اپنے ہاتھ ڈالے ہی تھے۔ کہ ناگ نے بجلی ایسی تیزی سے آگے بڑھ کر ماریا کے جھکے ہوئے سر میں کیل دھنسا دی کیل ماریا کے سر میں اس طرح گھس گئی۔ جیسے جمے ہوئے دہی میں یا کھیر کے پیالے میں کوئی کیل اتار دیتا ہے۔

جونہی طلسمی کیل ماریا کے سر میں گیا اسے ایک جھٹکا سا لگا وہ زمین سے دو فٹ اوپر کو اچھلی اور ظاہر ہو گئی۔ وہ نظر آنے لگی۔ اور زمین پر گرتے ہی بے ہوش ہو چکی تھی۔ لاش ناگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اس نے دونوں بازو
فضا میں پھیلا کر نعرہ لگایا "عظیم گنڈاپ! میں نے اپنا فرض
پورا کر دیا۔"

اس کے ساتھ ہی لاش ناگ نے گہرا سانس کھینچ کر اپنا سینہ
پھیلایا اور قبر کے مینار کو دیکھا۔ قبر کا مینار اپنے آپ قبر کے
اوپر سے اٹھ کر ہوا میں بلند ہو گیا۔ وہاں غار کا زینہ نظر آنے
لگا۔ لاش ناگ نے بے ہوش ماریا کو ہاتھوں میں اٹھایا اور قبر
کی سیڑھیاں اتر کر غار میں داخل ہو گیا۔ غار میں دونوں جانب کھڑے
کے چراغ جل رہے تھے۔ مگر ان کی روشنی دھندلی اور بوجھل تھی ہر ش
ناگ غار میں چلتا آگے جا کر مڑ گیا۔ اور بائیں جانب والے تنگ در
میں سے نکل کر اس نیچی چھت والے دالان میں آ گیا جس کی دیوار
کے ساتھ ساتھ تابوت کھڑے تھے۔ درمیان والا تابوت گنڈاپ
کا تھا۔ لاش ناگ نے ماریا کو وہیں زمین پر رکھ دیا۔ اور دونوں
ہاتھ سینے پہ باندھ کر بولا۔

"عظیم گنڈاپ کا حکم پورا ہو گیا۔ عظیم گنڈاپ کا حکم
پورا ہو گیا۔ صدیوں سے سفر کرنے والے اس کے دشمن
اب اس کی قید میں ہیں۔"

سامنے والے کھڑے تابوت کا دروازہ اپنے آپ کھلا اور اس میں
سے مردہ آنکھوں اور سانپوں والا گنڈاپ نمودار ہوا اس کی گردن

میں نیلے سانپ پڑے تھے جو بار بار اس کی گردن اور چہرے
پہ ڈس رہے تھے۔ ایک نیلا سانپ اس کے ہاتھ میں تھا جس سے
کسی وقت اپنے ہونٹ ڈسوا لیتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا
دالان کے وسط میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ ماریا بے ہوش پڑی تھی
گنڈاپ نے اس کی طرف دیکھا اور پھر لاش ناگ کی طرف متوجہ ہو کر
کہا۔

"تم نے اپنا فرض پورا کر دیا اب تم واپس اپنی چمگادڑوں
کی دنیا میں جا سکتے ہو۔"

لاش ناگ نے جھک کر سلام کیا اور دوسرے لمحے وہ سیاہ
چمگادڑ بن کر دالان کی نیم تاریک فضا میں گم ہو گیا۔ گنڈاپ نے
اپنا نیلے سانپ والا ہاتھ اوپر اٹھا کر حلق سے ایک ڈراؤنی آواز
نکالی اس آواز کے ساتھ ہی چار لاشوں کے ہیولے نمودار ہوئے۔
گنڈاپ نے کہا۔

"ماریا کو بھی اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دو اسے
بھی تابوت میں بند کر دو۔"

چاروں لاشوں کے ہیولے آگے بڑھے انہوں نے ماریا کو اٹھایا
اور دیوار کے ساتھ جو تابوت سیدھے کھڑے تھے ان میں سے ایک
خالی تابوت میں سیدھا کھڑا کر کے تابوت کا دروازہ بند کر دیا۔
گنڈاپ نے حکم دیا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

دو دوسرے تابوت کھول کر دکھاؤ۔ میں اپنے دشمنوں کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں"

چاروں لاشوں کے ہیولے دوسرے تابوتوں کی طرف بڑھے انہوں نے دیوار کے ساتھ کھڑے پانچ تابوت کھول دیئے ان سے ایک تابوت میں عنبر، دوسرے میں جولی سانگ، تیسرے میں تھیوسانگ اور چوتھے میں کیٹی بے ہوش موجود تھی ساتھ والے تابوت میں اب ماریا آگئی تھی۔ گنڈاپ نے ان کو اپنی مردہ آنکھوں سے غور سے دیکھا۔ پھر ایک بھیانک قہقہہ لگایا اس قہقہے کی گونج سے غار میں ایک زلزلہ سا آگیا۔ اور تابوت والے لگے اور لاشوں کے ہیولے ایک دم فرش پر بیٹھ گئے۔

گنڈاپ نے اپنے ہاتھ والے نیلے سانپ کو زمین پر پھینکتے ہوئے حکم دیا۔

"نیلے سانپ! آج تم مقبرے کے اندر قبر کے پاس پہرہ دو گے"

نیلا سانپ اسی وقت رینگتا ہوا غار میں سے نکل کر سیڑھیوں پر سے گذرتا باہر مقبرے کی مینار والی قبر کے پاس آکر ایک بڑے پتھر کے اندر گھس کر چھپ گیا اور پہرہ دینے لگا۔ جب نیلا سانپ چلا گیا تو گنڈاپ نے چاروں لاشوں کے ہیولوں کو دیا کہ وہاں سے چلے جاؤ۔ لاشوں کے ہیولے ادب سے تعظیم بجا لا

وہاں سے چلے گئے ان کے جانے کے بعد گنڈاپ سب سے پہلے عنبر کے تابوت کے پاس آیا۔ عنبر تابوت میں حالت بے ہوشی میں بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ گنڈاپ نے عنبر کی گردن میں اپنا ایک نوکیلا دانت گاڑ کر اس کا تھوڑا سا خون پیا اور پھر تھیوسانگ کے تابوت کے سامنے آگیا۔ اس طرح اس نے عنبر تھیوسانگ، کیٹی، جولی سانگ اور ماریا..... سب کی گردنوں میں اپنا نوکیلا دانت گاڑ کر تھوڑا تھوڑا خون پی لیا۔ پھر اس نے تمام تابوت بند کر دیئے۔ اور نیلے سانپوں کو اپنی گردن سے اتار کر دالان کے فرش پر ڈال دیا۔ سارے سانپ کنڈلیاں مار کر بیٹھ گئے۔ اور گنڈاپ کی طرف پھن اٹھا کر تکنے لگے

گنڈاپ نے کہا۔

"میرے غلام نیلے سانپو! آج سے تم ان تابوتوں کے پہرے دار ہو۔ خبردار کوئی باہر کا آدمی، کوئی عورت کسی طلسم کے ذریعے اندر آکر ان تابوتوں کو ہاتھ نہ لگانے پائے۔ میں نے تم کو طلسم کی بے پناہ طاقت دے رکھی ہے"

تمام سانپوں نے سر ہلائے اور ایک آواز ہو کر بولے

"عظیم گنڈاپ کا حکم پورا کیا جائے گا ہم یہاں آنے والے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے"

شاباش" گنڈاپ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے کہا۔ اب میں جاتا ہوں" گنڈاپ خاموشی سے قدم اٹھاتا دالان سے نکل کر غار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آ گیا اس غار میں ایک اور تنگ و تاریک کوٹھڑی تھی اس کوٹھڑی میں بڑی موم بتی ایک انسانی کھوپڑی پر رکھی جل رہی تھی۔ گنڈاپ نے کھوپڑی کے گرد منتر پڑھتے ہوئے سات چکر لگائے۔ پھر موم بتی کے شعلے پر ایک سفوف پھینکا شعلے میں سے نسواری رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ گنڈاپ نے اپنے جسم پر اس دھوئیں کو اس طرح ملنا شروع کیا جیسے وہ اس میں نہا رہا ہو۔ عجیب بات تھی کہ سارا دھواں گنڈاپ کے جسم میں جذب ہو گیا۔ اور موم بتی اپنے آپ بجھ گئی۔ گنڈاپ کا سارا جسم نسواری ہو گیا۔ اب وہ ایک لاش کی بجائے زندہ انسان بن گیا تھا۔ لیکن اصل میں مردہ ہی تھا۔ یہ طلسمی دھوئیں کا اثر تھا کہ وہ زندہ انسانوں کی طرح لگنے لگا تھا۔ اس کا لباس بھی عام انسانوں ایسا ہو گیا تھا۔ سر پہ گھنگریالے سیاہ بال اگ آئے تھے وہ غار میں گذرتا مینار والی قبر کی سیڑھیوں میں سے باہر نکل آیا اسے دیکھ کر پہرے دار نیلے سانپ نے اپنا پھن جھکا دیا۔ گنڈاپ نے مقبرے کے باہر دیکھا۔ دن کی روشنی پھیل رہی تھی۔ اس کے نکلنے کے بعد مینار والی قبر اس طرح بند ہو گئی تھی۔ گنڈاپ چہرے اور لباس سے ایک سوداگر لگتا تھا۔ وہ گندھارا شہر کی سرائے کی طرف چل پڑا۔

○

سانس پینے والا

گنڈاپ کی ایک جیب سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھی۔

سرائے میں اس نے ایک برق رفتار گھوڑا خریدا اور اس پر سوار ہو کر ملک ایران کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ ایران پر اسکندر اعظم کے ایک جرنیل مائیلو کی حکومت تھی۔ اسکندر اعظم مر چکا تھا اور اس نے جتنے علاقے فتح کیے تھے ان پر اس کے جرنیلوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اور اب وہاں حکومت کرتے تھے گنڈاپ کے ذہن میں ایک منصوبہ تھا۔ یہ منصوبہ ملک ایران پر قبضہ کرنے کا تھا۔ گنڈاپ نے عنبر مارنا چولی ناگ تھیو سانگ اور کیٹی کا تھوڑا تھوڑا خون پی لیا تھا۔ اور اس میں ان سب کی طاقتیں آ گئی تھیں۔ ناگ کی طاقت اس میں اسی وقت آ گئی تھی جب اس کے حکم سے اصلی ناگ کے سر میں کیل ٹھونک کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے گندھارا کے پرانے مقبرے والے قبرستان کی ایک قبر میں دفن کر دیا گیا تھا۔ گنڈاپ جب شہر سے باہر نکلا تو اس نے ماریا کی طاقت کو استعمال میں لاتے ہوئے ماریا کا تصور کیا اور گھوڑے سمیت غائب ہو کر فضا میں پرواز کرنے لگا وہ ہوا میں بجلی کی رفتار کیساتھ اڑتا چلا جا رہا تھا۔ گندھارا سے ایران تک کا سفر اس زمانے میں قافلے تین دنوں میں طے کیا کرتے تھے لیکن گنڈاپ گھوڑے سمیت غائب ہو کر پرواز کرتا ہوا آدھے گھنٹے میں ایران کے دارلحکومت پرسی پولس پہنچ گیا۔

پرسی پولس اس زمانے کے ایران کا بہت بڑا عظیم الشان دارلحکومت تھا۔ اس شہر کی سڑکیں کشادہ تھیں اور مکان کئی منزلہ ہوتے تھے جاگیرداروں اور امرا کی حویلیوں کے باہر دربان صبح و شام پہرہ دیتے تھے۔ بازار روم بابل ہندوستان اور مصر کے قسم قسم کے قیمتی سامان سے بھرے ہوئے تھے لوگ خوشحال تھے۔ لیکن یونانی جرنیل مائیلو ایران کی دولت سمیٹ کر یونان کے شہروں میں پہنچا رہا تھا۔ وہ ظالم نہیں تھا مگر لوٹ مار میں اس کا جواب نہیں تھا۔

ایران کے خزانے میں جس قدر سونا اور قیمتی ہیرے جواہرات تھے وہ سب کے سب اس نے یونان پہنچا دیئے تھے۔ اور اب دوسرے علاقوں سے جو خراج آتا تھا۔ اس پر اور لوگوں پر لگائے

گئے ٹیکس اور لگان پر حکومت چلا رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو سکندر کی طرح دیوتا مشہور کر رکھا تھا۔ اور دربار میں اس کے آگے سجدہ کرتے تھے۔ یہ مکروہ رسم ایران میں آتش پرستی کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ بعد میں جب اسلام کا نور ایران میں پھیلا تو لوگوں کو اس مکروہ رسم سے نجات ملی اور لوگ ایک خدا کے آگے سجدہ کرنے لگے۔

ایران کے دارلحکومت پرسی پولس میں داخل ہونے سے کچھ دیر پہلے گنڈاپ نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ اس وقت وہ شہر کے دروازے سے کچھ فاصلے پر ایک ویران چٹیل میدان میں سے گذر رہا تھا وہ گھوڑے سمیت نیچے زمین پر آ گیا اور عظیم الشان ایرانی شہر پرسی پولس کے دروازے کی طرف بڑھا۔ لباس سے وہ سوداگر معلوم ہوتا تھا۔ شہر میں آتے ہی وہ ایک سرائے میں جا کر اتر گیا۔ سونے کے سکے اس نے ایرانی سونے کی مہروں میں تبدیل کروا لئے اور ایک دن اور رات سرائے میں آرام کیا۔ اس دوران وہ اپنے منصوبے پر غور کرتا رہا۔ دوسرے دن اس نے پہلا کام یہ کیا کہ شہر کے ایک خوشنما باغ کے کنارے ایک عالیشان مکان خرید کر اسے قالینوں وغیرہ سے سجا دیا یہاں اس نے اپنے آپ کو یمن کا سوداگر ظاہر کیا جو ایران میں تجارت کی غرض سے آیا تھا۔ حویلی میں اس نے نوکر چاکر بھی رکھ لیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک ایرانی کنیز رخشی کو بھی اس نے ملازم رکھ لیا یہ کنیز ایک یتیم لڑکی تھی اور اس کے چچا نے اُسے پالا تھا۔ چچا نے دیکھا کہ یمن کا ایک سوداگر شہر میں مکان خرید کر رہنے لگا ہے اور اسے ایک کنیز کی ضرورت ہے۔ تو وہ رخشی کو گنڈاپ کے پاس نوکر رکھوا گیا۔ وہ خود بھی اس لڑکی سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔

گنڈاپ نے اپنے آپ کو یہ بھی مشہور کر دیا کہ وہ سانپ کے کاٹے کا علاج بھی کر لیتا ہے۔ اگر کسی کو کوئی سانپ کاٹ جائے تو وہ اس آدمی کو پھر سے زندہ کر سکتا ہے اب گنڈاپ کے ساتھ ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ لاش سے زندہ حالت میں آجانے کے بعد اب اس کے لئے لازم ہو گیا تھا۔ کہ وہ ہفتے میں ایک دن یعنی منگل کی رات کو کسی ایک سال کے بچے کا سانس پیئے۔ سانس پینے کا مطلب یہ تھا کہ جس لڑکے کا وہ سانس پیئے گا۔ وہ مرے گا تو نہیں لیکن وہ زندہ بھی نہیں رہے گا۔ بے جان حالت میں قیامت تک ویسے ہی پڑا رہے گا۔ یہ حالت موت سے بھی بدتر تھی مگر گنڈاپ کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہر منگل کی رات کو ایک چھ سات سالہ بچے کا سانس پیئے۔ اگر وہ سانس نہیں پیتا تو اس کی ساری طاقت زائل ہو جاتی اور وہ پھر سے ایک لاش بن

کر واپس اپنے تابوت میں چلا جاتا اور یہ اسے کبھی گوارا نہیں تھا۔

منگل ابھی دُور تھا۔ تین دن باقی تھے۔ گنڈاپ نے اپنی حویلی کے ارد گرد گھوم پھر کر دیکھ لیا تھا کہ وہاں کئی ایک چھ سات سال کے بچے رہتے تھے۔ گنڈاپ نے اپنے محلے کے ایک بچے کو اپنی خوراک بنانے کے لئے چن لیا تھا اس بچے کی عمر ساڑھے چھ سال تھی۔ اور وہ بڑا پیارا بچہ تھا وہ شام کے وقت اپنے گھر کے قریب ہی ایک باغ میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلتا تھا منگل کی شام کو گنڈاپ غائب ہو کر باغ میں پہنچ گیا۔ لڑکا دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ گنڈاپ اس کے قریب گیا۔ اور اس کی گردن پر ہاتھ رکھ دیا۔ چونکہ گنڈاپ میں مایا کی طاقت آچکی تھی۔ اس لئے لڑکا گنڈاپ کا ہاتھ لگتے ہی غائب ہو گیا۔ گنڈاپ اسے کاندھے پر ڈال کر اپنی حویلی کے تہہ خانے میں لے آیا۔ لڑکا غائب ہو کر بے ہوش ہو گیا تھا۔ گنڈاپ نے اسے تہہ خانے میں ایک تخت پر لٹا دیا اب اُسے آدھی رات ہونے کا انتظار تھا۔ وہ اُوپر اپنے خاص کمرے میں آگیا۔ وہ پلنگ پر بیٹھا ہی تھا کہ کنیز رخشی نے آکر ادب سے سلام کیا۔ اور کہا۔

"مالک! اگر اجازت ہو تو آپ کے لئے قہوہ لاؤں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گنڈاپ نے رخشی کی طرف دیکھا اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی جاؤ۔ قہوہ میں کھانا کھانے کے بعد پیوں گا۔"

رخشی کنیز ادب سے سلام کر کے کمرے سے نکل گئی۔ جب رات ہو گئی تو گنڈاپ نے چونکہ ابھی تک کسی بچے کا سانس نہیں پیا تھا۔ اس لئے اس کی طبیعت خراب سی ہونے لگی تھی وہ اپنے اندر کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ وہ بے تابی سے رات آدھی گذرنے کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات آدھی گذر گئی تو وہ اپنے خاص کمرے کے پلنگ پر سے اٹھا اور برآمدے میں سے ہوتا ہوا خفیہ سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آگیا تہہ خانے میں شمع روشن تھی۔ لڑکا تخت پر ابھی تک بے ہوش پڑا تھا اس کا سانس چل رہا تھا۔ گنڈاپ کی طبیعت سخت بے چین ہو رہی تھی۔ وہ اتنی کمزوری محسوس کر رہا تھا کہ اسے لگتا تھا کہ ابھی لاش بن جائے گا۔ اس نے جلدی سے لڑکے کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ پھر اپنا منہ بند کر کے زور سے اندر کی طرف سانس کھینچا۔ لڑکے کا سانس گنڈاپ کے ہاتھ کی رگوں میں سے ہوتا ہوا اس کے سینے میں پہنچ گیا۔ گنڈاپ نے اس لڑکے کے سانس کو اپنے جسم میں اپنے خون میں جذب کر لیا اور پھر اپنا ہاتھ لڑکے کے منہ پر سے ہٹا لیا۔ گنڈاپ کے جسم میں پھر سے طاقت

گئی تھی مگر لڑکا مردہ اور بے جان ہو کر پڑ گیا تھا۔

لڑکے کا سانس پینے اور تازہ دم ہونے کے بعد گنڈاپ تہہ خانے سے نکل کر اپنے کمرے میں آ کر گہری نیند سو گیا۔ دوسرے دن محلے میں شور مچ گیا۔ کہ لڑکا غائب ہے ہر ایک کی زبان پر یہی تھا کہ لڑکا شام کو باغ میں کھیلنے گیا تھا پھر واپس نہیں آیا۔ اس کے دوستوں نے بتایا کہ وہ ان کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک غائب ہو گیا۔ کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ ماں باپ کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی کوتوال شہر نے آ کر لڑکوں کے بیانات قلم بند کئے۔ ہر ایک سے پوچھ گچھ کی اور لڑکے کی تلاش شروع ہو گئی۔ مگر لڑکے کا کچھ پتہ نہ چلا۔ کنوؤں میں ڈول ڈال کر دیکھا گیا لڑکے کی لاش تک نہ ملی۔

گنڈاپ پر کسی کو شبہ تک نہیں ہو سکتا تھا وہ محلے کا امیر سوداگر تھا۔ اور غریبوں میں اکثر خیرات کرتا رہتا تھا تیسرے دن گنڈاپ نے ایران کے یونانی بادشاہ مائیلز پر اپنا اثر جمانے کے لئے سوچی سمجھی ترکیب پر عمل کیا۔ دوپہر کے وقت جبکہ آسمان پر بادل چھا رہے تھے۔ گنڈاپ اپنے خاص کمرے میں آ گیا اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ پھر وہ پلنگ کے پاس قالین پر بیٹھ گیا اور منتر پڑھا۔ اس کے سامنے ایک نیلا سانپ کنڈلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مار کر بیٹھا ظاہر ہو گیا۔ گنڈاپ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا
"کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کس لئے بلایا ہے؟"
نیلے سانپ نے کہا۔
"میں جانتا ہوں عظیم گنڈاپ"
گنڈاپ نے کہا۔ "تو پھر جاؤ اور جو کام تمہیں دیا گیا ہے اُسے پورا کرو اور جب میں کہوں تو میرے سامنے آجاؤ"
نیلا سانپ پھن جھکا کر بولا۔
"جو حکم گنڈاپ بادشاہ!"
نیلا سانپ غائب ہو گیا۔ گنڈاپ نے کھانا کھایا اور باہر جانے لگا تو ایرانی کنیز رخشی نے ادب بجا لا کر کہا۔
"ملک! رات کو آپ کے کھانے کے لئے کیا پکایا جائے"
گنڈاپ نے کہا۔
"جو جی چاہے بنوا لینا۔ میں سوداگری کیلئے بازار جا رہا ہوں"
گنڈاپ گھوڑے پر سوار ہوا اور پرسی پولس کے بازاروں کی طرف چل پڑا۔ وہ ایک ایسی مارکیٹ میں آگیا۔ جہاں قالینوں کا کاروبار ہوتا تھا۔ وہ یہاں پہلے بھی دو چار بار آچکا تھا اور

دکانداروں کو معلوم تھا کہ گنڈاپ ایک مصری تاجر ہے اور قالینوں کا کاروبار بھی کرتا ہے۔ گنڈاپ جان بوجھ کر اس بازار میں آیا تھا۔ کیونکہ یہ بازار شاہی محل کے قریب ہی تھا۔ بازار میں سپاہی بھی چل پھر رہے تھے گنڈاپ ایک دکان پر بیٹھا دکاندار سے باتیں کر رہا تھا۔ اور اس کی نگاہ بازار میں سپاہیوں کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ ابھی گھبرا کر اِدھر اُدھر بھاگتے نظر آئیں گے۔ نیلے سانپ نے اب تک اپنا کام کر دیا ہو گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ گنڈاپ دکان دار کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ سامنے کی طرف سے دو سپاہی بھاگتے ہوئے آئے۔ انہوں نے باقی کے سپاہیوں سے کوئی بات کی اور وہ بھی گھبرا کر دوسری طرف نکل گئے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر گنڈاپ نے دکاندار سے اجازت طلب کی۔ اور بازار کی دوسری طرف چل دیا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ بازار سے باہر نکلا تو کچھ فاصلے پر یونانی بادشاہ بطلیموس کا شاہی محل کا بڑا دروازہ اور اونچی دیوار دکھائی دینے لگی۔
گنڈاپ نے شاہی محل کی طرف گھوڑا بڑھا دیا گھوڑا قدم قدم چل رہا تھا۔ ایک سپاہی کچھ گھبرایا ہوا قریب سے گذرا تو گنڈاپ نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ وہ اتنا گھبرایا ہوا کیوں ہے؟ سپاہی نے کوئی جواب نہ دیا اور گھوڑا دوڑاتا آگے نکل گیا گنڈاپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی محل کے گیٹ کی طرف آگیا اور ایک جانب ہو کر درخت کے نیچے گھوڑے سے اتر گیا۔ اس کی نظریں شاہی محل کے دروازے پر لگی تھیں۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ دربان بھی بے چینی سے ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔

اتنے میں ایک عورت جس نے سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی محل کے گیٹ سے باہر نکل کر شہر کی طرف آنے لگی۔ جب وہ گنڈاپ کے قریب سے گذری تو گنڈاپ جلدی سے اس کے سامنے آ گیا۔ اور بولا۔

"بہن! تم بہت گھبرائی ہوئی ہو۔ کیا بات ہے۔ مجھے بتاؤ۔ شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔"

عورت شاہی خادمہ تھی۔ اس نے گنڈاپ کی طرف دیکھا اور بولی

"ملکہ صاحبہ کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ ان کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ شاہی حکیم بھی بے بس ہے۔ میں دوسرے حکیم کو بلانے جا رہی ہوں۔"

گنڈاپ دل میں بڑا خوش ہوا نیلے سانپ نے اپنا فرض پورا کر دیا تھا۔

گنڈاپ نے کہا۔

"بہن! یہ تو کوئی پریشانی کی بات ہی نہیں ہے۔ میں سانپ کے کاٹے کا علاج جانتا ہوں۔ تم مجھے ملکہ کے پاس لے چلو

میں ایک لمحے میں ان کو ٹھیک کر دوں گا۔"

شاہی خادمہ کو پہلے تو یقین نہ آیا۔ پھر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر بولی۔

"کیا واقعی تم ملکہ صاحبہ کا علاج کر سکو گے؟ یاد رکھو اگر تم علاج کرنے میں ناکام رہے تو تمہاری گردن کاٹ ڈالی جائے گی۔"

گنڈاپ کہنے لگا۔

"میں سب کچھ جانتا ہوں بہن۔ تم مجھے ملکہ صاحبہ کے پاس لے چلو۔ میں ان کا علاج کروں گا۔ میں سانپ کے کاٹے کا علاج کروں گا۔ میں سانپ کے کاٹے کا علاج جانتا ہوں۔"

چنانچہ شاہی خادمہ گنڈاپ کو شاہی محل میں لے گئی یونانی جزیرے کا بادشاہ مائیلو پریشانی کے عالم میں شاہی ملکہ کے بستر کے پاس بیٹھا تھا۔ شاہی کنیزیں اور شہزادی نیلوفر ایک طرف اداس سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ شہزادی نیلوفر ملکہ کی اکلوتی بیٹی تھی ملکہ کا سارا جسم نیلا پڑ گیا ہوا تھا۔ اس کا کوئی کوئی سانس آ رہا تھا۔ شاہی حکیم قریب ہی بیٹھا تھا ایک خاص دوائی تیار کر رہا تھا اتنے میں شاہی خادمہ نے آ کر اطلاع دی کہ ایک آدمی جو سوداگر ہے کہتا ہے کہ میں ملکہ سلامت کو صحت یاب کر دوں گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وُہ حاضری کی اجازت چاہتا ہے بادشاہ سلامت۔ بادشاہ مائیلو بے حد غم زدہ تھا اس نے فوراً کہا۔

"اسے جلدی اندر لاؤ۔ جلدی لاؤ"

شاہی خادمہ نے اسی وقت گنڈاپ کو پیش کر دیا۔ بادشاہ مائیلو نے گنڈاپ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا تم ملکہ کا علاج کر لو گے؟"

گنڈاپ نے سر جھکا کر کہا۔

"کیوں نہیں بادشاہ سلامت۔ میں اس سے پہلے کئی ایسے آدمیوں کی جان بچا چکا ہوں جن کو سُرخ زہریلے سانپوں نے کاٹا تھا"

بادشاہ نے کہا۔

"کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اگر تم علاج نہ کر سکے تو تمہارا کیا حشر ہو گا۔ کیونکہ ہم ملکہ کی زندگی سے نا امید ہو چکے ہیں"

گنڈاپ نے جھک کر کہا۔

"میں جانتا ہوں بادشاہ سلامت میری گردن کاٹ دی جائے گی"

بادشاہ نے کہا۔ "تو پھر علاج شروع کرو"

گنڈاپ آگے بڑھ کر ملکہ کے شاہی پلنگ کے قریب چاندی کی چوکی پر بیٹھ گیا۔ اس نے جھک کر یونہی جھوٹ موٹ ملکہ کی آنکھوں

کو دیکھا اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"بادشاہ سلامت! میری ایک شرط ہے"

"وہ کیا؟ جلدی بتاؤ" بادشاہ مائیلو نے پوچھا۔

گنڈاپ کہنے لگا۔

"سوائے آپ کے یہاں سے ہر آدمی کو باہر بھیج دیا جائے"

بادشاہ نے اسی وقت سب کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا شاہی حکیم۔ شاہی خادمہ، کنیزیں اور شہزادی نیلوفر بھی وہاں سے چلی گئیں۔ جب شاہی خواب گاہ میں صرف ملکہ گنڈاپ اور بادشاہ ہی رہ گئے۔ ملکہ کے سانس اب اور زیادہ اکھڑ گئے تھے اور لگتا تھا کہ وُہ مر جائے گی۔ بادشاہ نے ملکہ کی حالت دیکھ کر گنڈاپ سے کہا

"تم دیر کر رہے ہو۔ جو علاج کرنا ہے جلدی کرو اگر ملکہ تمہاری موجودگی میں مر گئیں تو میں تمہیں جلاد کے حوالے کر دوں گا"

گنڈاپ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت آپ گھبرائیں بالکل نہیں میرے ایک سوال کا جواب دیں۔ جس سانپ نے ملکہ صاحبہ کو ڈسا تھا اس کا رنگ نیلا تھا کیا؟"

بادشاہ نے تعجب کے ساتھ جواب دیا۔

ہاں ہاں نیلا ہی تھا۔ یہی رنگ ملکہ نے مجھے بتایا تھا وہ نہ جانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی خواب گاہ میں کہاں سے اچانک آ گیا اور اس نے ملکہ کو ڈس دیا ہے"

گنڈاپ نے کہا۔

"بس مجھے یہی پوچھنا تھا اب میں سمجھ گیا ہوں کہ اس سانپ کا علاج کیا ہو سکتا ہے۔ بادشاہ سلامت! آپ خوش قسمت ہیں کہ میں اس شہر میں سوداگری کرنے آیا ہوا ہوں اور یہاں موجود تھا ورنہ یہ ایک ایسا سانپ تھا کہ اس کے کاٹے کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے"

بادشاہ مائیلز تے بے چین ہو کر کہا۔

"تم باتیں بند کرو اور ملکہ کا علاج شروع کرو"

گنڈاپ نے کہا۔

"علاج شروع ہو چکا ہے بادشاہ سلامت"

اور اس کے ساتھ ہی گنڈاپ نے منہ میں کچھ منتر پڑھ کر خواب گاہ کے بند دروازے کی طرف پھونک ماری اور بلند آواز میں کہا:

"واپس آؤ۔ واپس آؤ۔ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی معافی مانگو۔ واپس آ جاؤ"

بادشاہ حیرانی سے گنڈاپ کی طرف دیکھ رہا تھا

یہ کس کو آواز دے رہا ہے۔ کس کو بلا رہا ہے گنڈاپ کی آنکھیں خواب گاہ کے دروازے کی طرف لگی تھیں بادشاہ بھی دروازے کی طرف تکنے لگا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ ایک نیلا سانپ پھن اٹھائے ان کی طرف رینگتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ بادشاہ تو حیرت کے مارے ہکا بکا ہو کر رہ گیا کہ یہ سانپ کہاں سے آ گیا۔ نیلا سانپ گنڈاپ کے سامنے آ کر رک گیا۔ اس نے اپنا پھن نیچے جھکا لیا اور سانپ کی زبان میں بولا۔

"گنڈاپ بادشاہ کو آداب ۔ پہلا فرض پورا کر دیا ہے اب دوسرا فرض پورا کرنے آ رہا ہوں فرمایئے کیا حکم ہے؟"

گنڈاپ نے سانپ کی زبان میں اسے کہا۔

"میں جیسے حکم دوں ویسے ہی کرنا"

اور اپنی انسانی زبان میں صرف بادشاہ کو سنانے کے لئے بولا۔

"تمہیں ملکہ کو ڈسنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ! میں تمہیں غائب کر کے ایسی جگہ بھیجوں گا کہ جہاں سے تم زندگی بھر واپس اس دنیا میں نہ آ سکو گے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر سانپ کی زبان میں کہا۔

"ملکہ کا سارا زہر چوس لو۔"

"جو حکم گنڈاپ عظیم"!

یہ کہہ کر نیلا سانپ ملکہ کے پلنگ کی طرف بڑھا

بادشاہ مائیلو نے قدرِ اضطراب کے ساتھ کہا۔

"یہ سانپ ملکہ کی طرف کیوں بڑھ رہا ہے"؟

گنڈاپ نے کہا۔

"حضور انور! یہ ملکہ کے جسم سے سارا زہر چوس لے گا۔ اسی سانپ نے ملکہ کو ڈسنے کی گستاخی کی تھی اور اب یہی سانپ ملکہ کے جسم میں داخل کیا ہوا اپنا زہر واپس نکال لے گا۔"

بادشاہ مائیلو جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سانپوں کے قصے کہانیاں اس نے بہت سنی تھیں مگر آج ایک سانپ کو اپنی آنکھوں سامنے دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ اپنا ہی زہر چوسنے آ رہا تھا پہلے تو ایرانی بادشاہ مائیلو کو یقین نہ آیا۔ مگر جب نیلے سانپ نے ملکہ کی پنڈلی پہ منہ رکھ کر زہر چوسنا شروع کر دیا۔ تو وہ دنگ رہ گیا دیکھتے دیکھتے نیلے سانپ نے ملکہ کے جسم سے سارا زہر چوس لیا اور ملکہ کے جسم کا رنگ جو پہلے نیلا پڑ گیا تھا اب پھر گورا ہو

اور نیلے سانپ نے اپنا منہ پیچھے ہٹا لیا۔

گنڈاپ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اب تم واپس چلے جاؤ اور خبردار اس شاہی محل میں پھر کبھی داخل ہونے کی جرأت نہ کرنا"

نیلا سانپ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ملکہ نے آنکھیں کھول دیں۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں پھیل گئیں۔ بادشاہ مائیلو نے خوش ہو کر گنڈاپ کو کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"؟

گنڈاپ نے ادب سے کہا۔

"میرا نام گنڈاپ ہے بادشاہ سلامت"

بادشاہ نے پوچھا۔

"مانگو تم کیا مانگتے ہو۔ ہم تمہیں جو مانگو گے دیں گے"

گنڈاپ تو بڑے دور کی سوچ کر آیا تھا۔ کہنے لگا۔

"بادشاہ سلامت! خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے ملکہ کو زندگی واپس مل گئی۔ بس میرے لئے یہی سب سے بڑا انعام ہے۔"

بادشاہ نے کہا۔

"اچھا تو پھر ایسا ہے کہ ہم تمہیں آج سے اپنا شاہی حکیم مقرر کرتے ہیں۔ تم ہمارے پہلے والے شاہی حکیم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ ہی شاہی دربار میں رہو گے"۔

ملکہ نے بھی گنڈاپ کا شکریہ ادا کیا شہزادی نیلوفر بھی اپنی والدہ کے دوبارہ زندہ ہو جانے پر بہت ہی خوش تھی۔ مگر وہ پہلے والے شاہی حکیم دریاب کی بے عزت کرتی تھی۔ دریاب ایک نوجوان شاہی حکیم تھا اور بہت لائق اور قابل تھا۔ وہ بھی شہزادی نیلوفر کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اس لئے شہزادی نیلوفر کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ کہ نوجوان شاہی حکیم دریاب کی جگہ اس شخص گنڈاپ کو دوسرا شاہی حکیم مقرر کر دیا جائے۔ مگر وہ اپنے بادشاہ باپ کے سامنے اس کے حکم پر اعتراض نہیں کر سکتی تھی۔ اس وقت وہ خاموش رہی۔ لیکن رات کو جب وہ اپنی ماں ملکہ کے پاس بیٹھی تھی تو اس نے بادشاہ کے اس فیصلے کو جذباتی فیصلہ قرار دیتے ہوئے کہا۔

"امی جان! اس فیصلے سے دریاب شاہی حکیم کی دل شکنی ہو گی۔ وہ ہمارا پرانا شاہی حکیم ہے۔

ملکہ نے کہا۔

"شہزادی بیٹی! میں جانتی ہوں کہ بادشاہ نے جذبات میں آ کر اور میری صحت یابی سے متاثر ہو کر گنڈاپ کو دوسرا شاہی حکیم مقرر کر دیا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ

دریاب کی حیثیت پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑے گا وہ بھی پہلے کی طرح شاہی حکیم ہی رہے گا۔

شہزادی نیلوفر کہنے لگی۔

"امی جان! دوسری بات یہ ہے کہ یہ گنڈاپ کوئی حکیم نہیں ہے۔ یہ تو مجھے کوئی شعبدہ باز سپیرا لگتا ہے جس کو سانپوں کو بلانے اور انہیں اپنا زہر چوسنے پر آمادہ کرنے کا ڈھنگ آتا ہے"۔

ملکہ نے کہا۔

"بیٹی نیلوفر! مجھے معلوم ہے کہ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ دریاب نوجوان ہے۔ اور بڑا لائق حکیم ہے۔ لیکن اس وقت گنڈاپ نے ایک ایسا شعبدہ دکھایا ہے کہ بادشاہ اسے شاہی حکیم کا عہدہ دینے پر مجبور ہو گیا۔ کیونکہ اس وقت ہمارا شاہی حکیم دریاب بھی بے بس دکھائی دیتا تھا۔ اگر گنڈاپ میرا علاج نہ کرتا اور نیلے سانپ کو نہ بلاتا تو میں زندہ نہ بچ سکتی تھی مگر تم فکر نہ کرو گنڈاپ کے پاس زیادہ علم نہیں ہے وہ اپنے آپ ہی مات کھا جائے گا"۔

دوسری طرف نوجوان شاہی حکیم دریاب بھی دل میں غمگین تھا کہ اس کی جگہ ایک غیر ملکی گنڈاپ کو دے دی گئی ہے اگرچہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ نے دریاب سے اس کا شاہی حکیم کا عہدہ واپس نہیں لیا تھا مگر دربار میں اب گنڈاپ کو ہی شاہی حکیم کا مرتبہ حاصل تھا۔ اور بادشاہ ہر معاملے میں اس سے مشورہ لیتا تھا گنڈاپ نے بھی اپنی باتوں اور عیاری سے بادشاہ پر اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیا تھا گنڈاپ کے پاس مدیا، جولی سانگ اور ناگ اور تھیوسانگ کی بھی طاقتیں موجود تھیں لیکن ابھی ان کے استعمال کی نوبت نہیں آئی تھی۔ گنڈاپ بڑا چالاک اور عیار تھا وہ آہستہ آہستہ اپنی سازش کا جال پھیلا رہا تھا۔ وہ اچانک اِسطرح سے تخت پر قبضہ نہیں کرنا چاہتا تھا کہ رعایا اس کے خلاف ہو جائے۔ کیونکہ اگر رعایا خلاف ہو یا فوج کا سپہ سالار بھی اس کے خلاف ہو تو وہ حکومت نہیں کر سکتا تھا گنڈاپ رعایا اور فوج کے سپہ سالار پر بھی اپنا اثر ڈال کر انہیں بھی اپنا گرویدہ بنانے کا جتن کر رہا تھا۔ رعایا میں مقبولیت حاصل کرنے کا اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ شہر میں اپنے نیلے سانپ کو چھوڑ دیا۔ جس کو وہ ڈستا گنڈاپ وہاں جا کر اس کا علاج کر دیتا۔ دوسرے سانپ بھی اگر کسی کو ڈستے تو گنڈاپ انہیں ٹھیک کر دیتا۔ تھا اس طرح لوگوں میں گنڈاپ کو بڑی عزت حاصل ہو گئی لیکن ہی دوسرا منگل بھی آگیا۔

گنڈاپ کو اب پھر ایک لڑکے کے سانس پینے کی ضرورت تھی اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ وہ مادیا کی طاقت کی مدد سے غائب ہو کر کسی بھی لڑکے کو اٹھا کر اپنے تہہ خانے میں لا سکتا تھا چنانچہ اس دفعہ گنڈاپ نے اپنے محلے کی بجائے شہر کے ایک دوسرے محلے سے ایک لڑکے کو اٹھایا اور تہہ خانے میں لے جا کر اس کا سانس کھینچ کر اپنے جسم میں جذب کر لیا۔ یہ لڑکا بھی مردہ ہو گیا گنڈاپ نے اسے بھی اٹھا کر دوسرے بڑے تہہ خانے میں ایک لاش کی طرح پھینک دیا اس لڑکے گم ہونے کا شور مچ گیا۔ کوتوال نے تفتیش شروع کر دی یہ خبر جب ایک مہینے کے اندر اندر شہر میں چار لڑکے غائب ہو گئے تو یہ بات بادشاہ مائیلو تک بھی پہنچ گئی۔

بادشاہ نے کوتوال شہر کو بلا کر اس سے مشورہ کیا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اور لڑکے کہاں غائب ہو رہے ہیں۔

کوتوال نے کہا کہ حضور!

ہر لڑکا منگل کی شام کو گم ہوا ہے اور عینی گواہوں کا کہنا ہے کہ لڑکا کھیلتے کھیلتے یا گلی میں چلتے چلتے ایک دم غائب ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ شہر میں کوئی بلا یا بھوت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نازل ہو گیا ہے۔ جو بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔ بادشاہ نے غصے میں کہا۔

"تو تم کس مرض کی دوا ہو۔ تمہیں کس لئے اس عہدے پہ لگایا ہے جاؤ ایک ہفتے کے اندر اندر مجرم کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو نہیں تو تمہاری خیر نہیں"

گنڈاپ نے اپنی سازشوں سے سپہ سالار کو بھی اپنا مطیع کر لیا تھا۔ دوسری طرف گنڈاپ نے بادشاہ کے کھانے میں روزانہ ایک ایسا زہر ملانا شروع کر دیا۔ جو آہستہ آہستہ اُسے موت کی طرف لے جانے لگا۔ جب بادشاہ بیمار پڑ گیا تو گنڈاپ نے علاج بھی ایسا ہی کیا کہ بادشاہ کی بیماری ٹھیک نہ ہو۔ شہزادی نیلوفر اپنے باپ کی بیماری سے پریشان ہو گئی۔ گنڈاپ پر اِسے پہلے ہی یقین نہیں تھا اس نے دریاب حکیم سے بات کی اور ملکہ سے مل کر بادشاہ کو آمادہ کر لیا۔ کہ اس کا علاج دریاب کرے گا۔ مگر یہ خفیہ علاج ہو گا اور گنڈاپ کو اس کی خبر نہیں ہونے دی جائے گی

دریاب ایک قابل حکیم تھا۔ اس نے فوراً معلوم کر لیا کہ بادشاہ کو آہستہ آہستہ زہر دیا جا رہا ہے یہ سن کر ملکہ اور شہزادی نیلوفر حیران رہ گئیں۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طلسمی نقش نیلا سانپ

شہزادی نیلوفر نے ملکہ سے کہا۔
" امی جان مجھے یقین ہے کہ بادشاہ سلامت کو یہی گنڈاپ زہر کھلا رہا ہے "
ملکہ نے آہ بھر کر کہا۔
" یہ تو اب میں بھی جان گئی ہوں۔ مگر گنڈاپ ایک شعبدہ باز ہے۔ سانپوں پر اس کی حکومت ہے مجھے اس سے ڈر لگتا ہے "
دریاب حکیم بولا۔
" اس طرح سے ہم بادشاہ سلامت کو ہاتھ سے کھو دیں گے اور کوئی پتہ نہیں کہ گنڈاپ بعد میں تخت پر قبضہ کر لے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے سپہ سالار کو بھی اپنا مطیع بنا

رکھا ہے "
ملکہ نے بے بسی کے عالم میں کہا۔
" دریاب میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا تم ہی مجھے اس تباہی سے بچا سکتے ہو۔ سب سے پہلے تو بادشاہ سلامت کے زہر کا علاج کرو آج سے میں ان کو دی جانے والی ہر شے خود اپنے ہاتھ سے تیار کر کے دیا کروں گی"
دریاب نے نیلوفر شہزادی کو ایک طرف لے جا کر کہا۔
" تم بھی خیال رکھو کہ بادشاہ سلامت کو کوئی دوسرا شخص کھانا وغیرہ لا کر نہ دے اس وقت تک بادشاہ سلامت کے جسم میں جو زہر جا چکا ہے اس کا علاج میں کر لوں گا"
ملکہ نے پوچھا۔
" کیا ہمیں بادشاہ سلامت سے یہ بات کرنی چاہیئے کہ انہیں زہر دیا جا رہا ہے"
دریاب بولا۔
" بادشاہ سلامت کبھی یقین نہیں کریں گے کہ یہ زہر انہیں گنڈاپ دے رہا ہے کیونکہ وہ گنڈاپ کو اپنا سب سے زیادہ عزیز دوست

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمجھتے ہیں اس بارے میں ابھی خاموش رہنا ہی
بہتر ہے"

گنڈاپ کو جب معلوم ہوا کہ اس کی سازشوں کو ناکام
بنایا جا رہا ہے۔ اور اب بادشاہ کا کھانا خود ملکہ
اور شہزادی تیار کرنے لگی ہیں۔ تو اس نے بادشاہ کو براہ
راست موت کی آغوش میں پہنچانے کا فیصلہ کر لیا مشکل
یہ تھی کہ اگر وہ خود سانپ بن کر بادشاہ کو ڈستا
ہے۔ تو رعایا پوچھ سکتی تھی کہ بادشاہ کو سانپ
نے کاٹا تھا۔ تو گنڈاپ نے بادشاہ کی جان کیوں
بچائی۔ وہ تو سانپ کے کاٹے کا علاج جانتا
تھا اس طرح سے رعایا گنڈاپ کے خلاف ہو
سکتی تھی جو گنڈاپ نہیں چاہتا تھا۔ وہ ایران کے
تخت پر اس طرح سے قبضہ جمانا چاہتا تھا کہ
رعایا اور فوج بھی اس کے ساتھ ہو وہ اور
اس کی اولاد صدیوں تک ایران پر حکومت کر
سکے۔ لے دے کے گنڈاپ کے پاس ایک ہی
طریقہ رہ گیا تھا۔ کہ وہ ماریا کی طاقت سے کام لیتے
ہوئے۔ بادشاہ مائیدو کو ایک دم غائب کر دے
اور غائب کرنے کے بعد اسے قتل کر کے ہمیشہ کے

لیئے ختم کر دے۔ چنانچہ گنڈاپ نے یہی فیصلہ
ر لیا۔ اب اچانک بادشاہ کو دربار میں یا شاہی محل میں
ب کرنا مناسب نہیں تھا۔ ضروری تھا کہ وہ بادشاہ
ؤ کار پر جانے کے لئے آمادہ کرے اور پھر جنگل
ا اسے غائب کر دے۔ یا خود ناگ کی طاقت سے
یلتے ہوئے شیر بن کر اسے ہلاک کر دے اس میں
اگرچہ خطرہ تھا کہ بادشاہ کے محافظ تیر برسا کر شیر
بھی مار ڈالیں گے۔ ایسی صورت میں گنڈاپ کو نقصان
اسکتا تھا۔

گنڈاپ نے ماریا کی طاقت سے کام لے کر
شاہ کو پہلے غائب کرنے کا پھر اسے جنگل میں
کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب وہ بادشاہ کو شکار پر
جانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر بادشاہ کی
ت ٹھیک نہیں تھی۔ گنڈاپ بادشاہ کے صحت
ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے بادشاہ کو
دینا چھوڑ دیا تھا۔ بادشاہ ملکہ اور شہزادی کے
کی پکی ہوئی خوراک کھاتا تھا۔

بادشاہ کی صحت آہستہ آہستہ ٹھیک ہو رہی تھی
پ چاہتا تھا کہ۔ وہ پوری طرح سے ٹھیک ہو جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو بادشاہ کو لے کر شکار پر چل دے اور جنگل میں
اس کا کام تمام کر ڈالے۔

دوسری طرف نوجوان حکیم دریاب بھی گنڈاپ
پیچھے لگا ہوا تھا اور وہ شاہی خاندان کو اس
سے بچانا چاہتا تھا۔ دریاب کا ایک بوڑھا ایک
استاد تھا۔ جو شہر سے باہر جنگل میں اکیلا رہا کرتا
وہ جڑی بوٹیوں کا بھی ماہر تھا۔ اور اسے علم نجوم
آتا تھا۔ اور وہ طلسم کا نقش بھی بنا لیتا تھا۔
نے اپنے استاد سے مشورہ کرنے اور مدد لینے کا
کیا۔ اور اس کے پاس پہنچا اسے ساری بات سنا
اور کہا۔

" یہ گنڈاپ ہمارے ملک اور بادشاہ کا دشمن
ہے وہ ہماری قوم کو غلام بنانا چاہتا ہے
کسی طرح اس دشمن سے ہمیں نجات دلائیے
دریاب کے بوڑھے استاد نے کہا۔

" بیٹا دریاب! گنڈاپ کے بارے میں مجھے
کچھ معلوم نہیں کہ وہ کون ہے میں اس
کا زائچہ بنا کر ہی کچھ معلوم کر سکتا ہوں"

استاد نے اسی وقت سلیٹ نکال کر چاک کی مدد
گنڈاپ کا زائچہ بنایا۔ زائچے کو دیکھ کر بوڑھا
حیرت میں گم ہو گیا دریاب نے استاد کی حیرت
دیکھا تو بولا۔

" کیوں بابا! زائچہ کیا کہتا ہے؟"

استاد نے کہا۔

" دریاب! زائچہ یہ بتا رہا ہے کہ گنڈاپ ایک
بہت ہی خطرناک دشمن ہے اس کے پاس اتنی
طاقتیں ہیں کہ تم بادشاہ کی ساری فوج
بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی وہ سانپ
بن سکتا ہے وہ سانپوں کی زبان جانتا
ہے۔ وہ کسی شے کو اپنی آنکھ کی روشنی
سے اوپر اٹھا سکتا ہے۔ وہ اپنی دوسری
آنکھ کی روشنی سے سارے محل کو تباہ کر
سکتا ہے۔ وہ غائب ہو سکتا ہے۔ وہ
بڑی سے بڑی عمارت اور انسان کو چھوٹا
بنا سکتا ہے۔ میں اس کی کس کس طاقت کا
ذکر کروں۔ میں تو زائچہ دیکھ کر سکتے میں آ
گیا ہوں۔ کہ اس شخص کے پاس اتنی ساری

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

طاقتیں کہاں سے آ گئی ہیں؟"

یہ سُن کر دریاب تو پہلے سے زیادہ پریشان ہو گیا اسے اب معلوم ہوا کہ گنڈاپ کا مقابلہ اس کے بس کی بات نہیں ہے اس نے اپنے بزرگ استاد کے پاؤں پکڑ لیئے اور کہا۔

"بابا! کسی طرح ہماری قوم اور ملک کو اس شیطان سے نجات دلائیے ورنہ ہمارا ملک اور قوم تباہ ہو کر رہ جائے گی۔"

بزرگ استاد گنڈاپ کے تماشے کو بڑی غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ گہری سوچ میں گم تھا کافی سوچ بچار کے بعد اس نے کہا۔

"بیٹا دریاب!

"میں ابھی اس شخص سے اپنی قوم کو نجات دلانے کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہاں صرف یہ کوشش ضرور کر سکتا ہوں کہ اس کی طاقتوں کو وقتی طور پر معطل کر دیا جائے۔ یعنی کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ گنڈاپ اپنی اتنی ساری طاقتوں میں

بھی کام نہ لے سکے۔ اس کے بعد سوچیں گے کہ اس شیطان سے پوری طرح سے نجات کیسے حاصل کی جا سکتی ہے۔"

دریاب نے اپنے استاد کے پاؤں دباتے ہوئے کہا۔

"بابا جان! کسی طرح سے یہی کر دیجئے اس سے بھی بہت فرق پڑ جائے گا کیا آپ کے پاس کوئی ایسا طریقہ کوئی ایسی ترکیب ہے جس کے ذریعے گنڈاپ کی طاقتوں کو معطل کر دیا جائے۔"

بزرگ استاد نے اپنے تھیلے میں سے پرانی کتاب نکالی اور اسے غور سے پڑھنے لگا۔

پھر بولا۔

"بدی کے خلاف طلسم اور نقش بنانا ایک نیک کام ہے میں تمہیں ایک نقش بنا کر دیتا ہوں۔ اگر تم کسی طریقے سے یہ نقش پانی یا شربت میں گھول کر گنڈاپ کو پلا دو تو مجھے یقین ہے کہ اس کی طاقتیں چھ ماہ کے لئے ختم ہو جائیں گی چھ ماہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک وہ نہ تو سانپ بن سکے گا نہ غائب ہو
سکے گا اور نہ کوئی دوسری طاقت سے کام
لے سکے گا"
دریاب نے جادوگر سے کہا۔
" بابا جان!
آپ مجھے نقش بنا کر دیجئے میں جیسے بھی ہوگا
اسے یہ نقش پلا دوں گا۔ یہ میرا کام ہے
آپ نقش تیار کر دیجئے"
بزرگ استاد نے اسی وقت پرانی کتابوں کی
مدد سے کاغذ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے
پر طلسم کا ایک نقش بنا کر دریاب کے حوالے
کر دیا۔ اور کہا۔
"اس نقش کو خفیہ رکھنا۔ اس کو کاغذ سمیت
پانی یا شربت میں ڈال کر ہلانا جب اس نقش
کی تحریر کا رنگ زرد پڑ جائے تو وہ پانی
یا شربت گنڈاپ کو پلا دینا"
دریاب نے اپنے استاد کا شکریہ ادا کیا اس کے
قدم چومے اور سیدھا محل میں آ گیا۔ اس نے اس طلسمی
نقش کا ذکر ملکہ سے بھی نہ کیا صرف شہزادی نیلوفر کو

بتا دیا۔ شہزادی نیلوفر سوچ میں پڑ گئی کہ گنڈاپ
پر یہ نقش پلانے کی کون سی ترکیب ہو سکتی
ہے۔
دریاب بھی غور کرتا رہا۔ آخر شہزادی نیلوفر نے کہا
"ایک ترکیب ہو سکتی ہے"
دریاب نے پوچھا۔
"وہ کیا ہے"
شہزادی نیلوفر نے کہا۔
"یہ شیطان گنڈاپ مجھ سے شادی کرنا
چاہتا ہے۔ اس نے کئی بار باتوں ہی باتوں
میں مجھ سے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا
ہے۔ میں اسے شادی کا جھانسہ دے کر
یہ نقش پلانے کی کوشش کر سکتی ہوں"
دریاب بولا۔
"سوچ لو شہزادی! گنڈاپ بڑا مکار آدمی
ہے اگر اسے ذرا بھی شک ہو گیا تو وہ
آپ کو شدید نقصان پہنچا سکتا ہے"
شہزادی نے کہا۔
"مجھے اپنے اوپر پورا اعتماد ہے تم فکر نہ کرو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کام میں دو ایک دنوں میں ہی کر لوں گی
میرے سوا کوئی دوسرا یہ کام کر بھی تو نہیں سکتا
اپنے ملک و قوم کے لئے مجھے ایسا کرنا ہی
ہو گا۔"

دریاب نے شہزادی نیلوفر کو نقش دے دیا اس
دوران ایک اور مہینہ گذر گیا اور شہر سے چار مزید
بچے گم ہو گئے۔ اِن چاروں بچوں کو بھی گنڈاپ
ہی نے ماریا کی طاقت کے ذریعے غائب کر کے ان
کا سانس پی لیا تھا۔ اور ان کے مُردہ جسم اپنے مکان
کے خفیہ تہ خانے میں پھینک دیئے تھے۔ یہ ایک
الگ مصیبت شہر پر نازل ہو گئی تھی۔ بادشاہ نے
گنڈاپ سے بھی مشورہ کیا۔
گنڈاپ نے کہا۔
" بادشاہ سلامت!
یہ ضرور کوئی غیبی چڑیل یا
بھوت ہے جو بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے
آپ فکر نہ کریں۔ میں اس کا کوئی نہ کوئی علاج
ڈھونڈ لوں گا۔"

پھر اس نے بادشاہ سے کہا۔
" حضور! آپ کی صحت ابھی تک پوری طرح سے
ٹھیک نہیں ہوئی۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ
کچھ دنوں کے لئے جنگل میں شکار کھیلنے چلیں
اس طرح کھلی ہوا میں رہنے اور تفریح کرنے
سے آپ کی صحت پر اچھا اثر پڑے گا"
بادشاہ نے کہا۔
" گنڈاپ! تمہاری تجویز ہمیں پسند آئی ہے۔
مگر شہر میں بچے گم ہو رہے ہیں
رعایا پریشان ہے۔ ہم چاہتے ہیں
پہلے اس مصیبت کا کوئی حل تلاش
کریں تو پھر شکار پر ضرور چلیں گے"
گنڈاپ نے آگے کوئی بات نہ کی۔ اس نے اب ایک
دوسرا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ بادشاہ کو سیر و تفریح کے بہانے
شاہی محل سے باہر جو دریا بہتا تھا وہاں لے جا کر غائب
کرنے اور پھر ہلاک کرنے کی اسکیم تیار کر چکا تھا دوسری
طرف شہزادی نیلوفر بھی اپنے منصوبے پر عمل کرنے
کے لئے بالکل تیار تھی۔ جس روز گنڈاپ بادشاہ سے
شکار کی بات کر کے واپس اپنے شاہی محل والے کمرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آیا تو شہزادی نیلوفر وہاں پہلے ہی موجود تھی گنڈاپ اب ہفتے میں تین دن شاہی محل والے اپنے مکان اور چار دن اپنے شہر والے مکان میں رہتا تھا۔

جس روز اسے کسی بچے کو غائب کرنا ہوتا تھا وہ اپنے شہر والے مکان میں چلا جاتا تھا۔ شہزادی نیلوفر کو اپنے کمرے میں دیکھ کر گنڈاپ بڑا خوش ہوا۔ وہ پہلے ہی شہزادی پر کئی بار ڈورے ڈال چکا تھا کہ وہ اس سے شادی کر لے۔ شہزادی سے اس کی مرضی کے مطابق شادی کرنے سے گنڈاپ کو یہ فائدہ ہوتا کہ رعایا کے ساتھ ساتھ شاہی خاندان بھی اس کا مطیع ہو جاتا اور اس کا شاہی خاندان سے خون کا رشتہ قائم ہو جاتا۔

اس نے جھک کر شہزادی نیلوفر کو سلام کیا اور ادب سے بولا۔

"آج میں کتنا خوش قسمت ہوں۔ کہ شہزادی صاحبہ خود میرے غریب خانے میں تشریف لائی ہیں"

شہزادی نیلوفر نے اپنے ماتھے کو ہاتھ سے دباتے ہوئے کہا۔

"صبح سے ہمارے سر میں درد ہو رہا ہے۔ دریاب

سے بھی دوائی لے کر کھائی ہے۔ مگر کوئی فرق نہیں پڑا۔ سوچا تم سے دوائی لوں۔

گنڈاپ نے کہا۔

"یہ کونسی ایسی بات ہے آپ کا سر درد ابھی دور کر دیتا ہوں"

گنڈاپ نے شہزادی نیلوفر کو ایک دوائی پلائی شہزادی کو سر درد تو تھی ہی نہیں۔ دوائی پی کر بولی۔

"گنڈاپ! تمہاری دوائی نے تو فوراً اثر دکھایا ہمارا سر درد جاتی رہی ہے"

گنڈاپ کو شہزادی نیلوفر کے آگے اپنی تعریف اور دریاب کی برائی کرنے کا موقع مل گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شہزادی نیلوفر حکیم دریاب کا بڑا احترام کرتی ہے۔

کہنے لگا۔

"شہزادی صاحبہ! میرے پاس تو ایسے نسخے ہیں کہ آدمی مر رہا ہو تو اٹھ کر بیٹھ جائے وہ دریاب حکیم میرا کیا مقابلہ کرے گا"

اب شہزادی نیلوفر نے بھی اداکاری شروع کر دی اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہزادی نیلوفر نے کہا۔

"لیکن اس کی خبر کسی کو نہیں ہونی چاہیئے"

گنڈاپ فوراً بولا۔

"اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا شہزادی صاحبہ یہ بات صرف آپ کے اور میرے درمیان رہے گی"

گنڈاپ پوری طرح شہزادی کے قبضے میں آ چکا تھا اس نے کہا۔

"تو ایسا ہے کہ میں روز رات کے وقت تمہارے پاس آیا کروں گی اور ہم رات کا قہوہ یا شربت مل کر پیا کریں گے ساتھ بیٹھیں بھی کریں گے"

گنڈاپ تو خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس طریقے سے وہ شاہی خاندان سے پکی رشتے داری قائم کر سکتا تھا جھٹ بولا۔

"شہزادی صاحبہ!

اس وقت میں اپنے آپ کو دنیا کا سب سے زیادہ خوش قسمت انسان سمجھتا ہوں کیا میں آج رات آپ کا انتظار کروں۔؟

گنڈاپ! تم واقعی بڑے لائق ہو"

گنڈاپ نے شہزادی کے قریب ہو کر کہا۔

"شہزادی صاحبہ! میں تو ہمیشہ سے آپ کا غلام ہوں۔ پہلے بھی کئی بار آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ میں ساری زندگی آپ کا غلام بن کر رہنا چاہتا ہوں۔ مگر آپ نے کبھی توجہ نہیں فرمائی"

شہزادی نیلوفر نے ادا کاری کرتے ہوئے کہا۔

"اب ہم بھی سوچتے ہیں کہ ہمیں تم ایسا لائق اور قابل آدمی زندگی میں نہیں ملے گا۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ ہم بادشاہ سلامت اور ملکہ صاحبہ سے بات کریں۔ تمہارے پاس آ کر کچھ وقت گذارا کریں۔ تاکہ ہمیں علم ہو جائے کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے۔ تم کن چیزوں کو پسند اور ناپسند کرتے ہو۔

گنڈاپ خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ کہنے لگا۔

"شہزادی صاحبہ! اس سے زیادہ میری اور کیا خوش قسمتی ہوگی۔ کہ آپ دن کا کچھ وقت میرے غریب خانے پر آ کر بسر کریں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیوں نہیں" شہزادی نے کہا۔

"اچھا! اب میں جاتی ہوں رات کو جب محل کے چراغ بجھ جائیں گے تو تمہارے پاس آ جاؤں گی۔ تم قہوے کا سامان تیار رکھنا میں خود تمہیں قہوہ بنا کر پلاؤں گی۔ دوسرے دن تم مجھے قہوہ بنا کر پلانا۔ اس طرح سے ہم ایک دوسرے کے ادب آداب کے طریقوں سے واقف ہو جائیں گے۔

"بجا فرمایا۔ بجا فرمایا۔ میں رات کو آنکھیں بچھائے آپ کی راہ دیکھوں گا۔"

گنڈاپ یہ کہہ کر شہزادی نیلوفر کو چھوڑنے کمرے کے دروازے تک آیا۔ شہزادی نیلوفر رات کو آنے کا وعدہ کر کے چلی گئی۔ جاتے ہی اس نے ساری کہانی دریاب کو سنا ڈالی۔ دریاب بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"آج ہی گنڈاپ کو قہوے میں نقش پلانے کی کوشش نہ کرنا۔ کہیں جلدی میں تم سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔"

شہزادی نیلوفر بولی۔

"میں آج ہی کوشش کروں گی اس خبیث آدمی کے پاس میں بار بار جانا بالکل پسند نہیں کرتی تم بے فکر رہو۔ وہ پوری طرح میرے جال میں پھنس چکا ہے اسے یقین ہو گیا ہے کہ میں اسی سے شادی کروں گی۔"

رات کو شہزادی نیلوفر نے سیاہ لبادہ اوڑھا اور اپنے کمرے سے نکل کر گنڈاپ کے کمرے کی طرف چل دی نقش اس نے اپنے پاس چھپا کر رکھ لیا تھا وہ ایک خفیہ راستے سے گنڈاپ کے کمرے میں داخل ہوئی۔ گنڈاپ ریشمی لباس پہنے کمرے کو خوشبوؤں سے مہکائے شہزادی کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ شہزادی کو دیکھتے ہی اس نے جھک کر سلام کیا اور کرسی پیش کی۔ شہزادی نیلوفر نے سیاہ لبادہ اتار کر ایک طرف رکھ دیا اور بولی۔

"گنڈاپ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے تم برتن میز پر لگاؤ۔ میں تمہارے لئے اپنے ہاتھ سے قہوہ تیار کر کے لاتی ہوں۔"

گنڈاپ تو شہزادی نیلوفر سے شادی ہو جانے کے خیال میں سرشار تھا۔ جلدی سے بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ میری خوش قسمتی ہے کہ شہزادی صاحبہ
خود اپنے ہاتھ سے میرے لئے قہوہ
تیار کریں۔"

وہ میز پر شیشے کے پیالے سجانے لگا
اور شہزادی نیلوفر باورچی خانے میں چلی گئی۔
باورچی خانے میں بھی گنڈاپ نے سب چیزیں
پہلے ہی سے تیار کر رکھی تھیں۔ آگ جل رہی
تھی۔ قہوے اور شربت کا سارا سامان موجود
تھا شہزادی نیلوفر نے جاتے ہی قہوے کا پانی
آگ پر رکھ دیا۔ اور یہ دیکھنے کے لئے کہ گنڈاپ
کیا کر رہا ہے واپس اس کے پاس آ گئی اور بولی
"گنڈاپ!
قہوے میں تم میٹھا زیادہ پیتے ہو
یا کم میں تو کم میٹھا پیتی ہوں۔"
گنڈاپ نے بڑے ادب سے جواب دیا۔
"شہزادی صاحبہ میں بھی آج سے کم میٹھا
پیا کروں گا۔"
شہزادی مسکراتی ہوئی واپس باورچی خانے میں
چلی گئی گنڈاپ اپنے آپ کو ہر طرح سے مہذب

اور شہزادی کے لائق ثابت کرنے کی کوشش کر
رہا تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر اس کی شادی
شہزادی نیلوفر سے ہو گئی تو اس کی اولاد صدیوں
تک ایران کے تخت پر حکومت کرتی رہے
گی۔

جب شہزادی باورچی خانے میں پہنچی تو قہوے کا
خوب گرم ہو چکا تھا۔ اس نے سب سے پہلا کام
یہ کیا کہ نقش والا کاغذ نکال کر پیالے میں ڈالا
اور پھر اس میں قہوہ انڈیل دیا۔ گرم قہوے کے
گرتے ہی نقش کے ہند سے اور الفاظ دھل کر
زرد پڑ گئے۔ شہزادی نے چمچ بھی چمچ سے اسے
خوب ہلایا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ نقش اچھی طرح
اس قہوے میں حل ہو گیا ہے۔ تو کاغذ کو چمچ کی
مدد سے باہر نکال لیا۔ اور اسے اپنی جیب میں
چھپا لیا۔ گنڈاپ شہزادی کی محبت میں اور اس کے
ساتھ شادی کرنے کے خیال سے اس قدر اندھا ہو
چکا تھا۔ کہ اسے شہزادی پر کبھی شک ہو ہی نہیں
سکتا تھا۔ ورنہ وہ ماریا کی طاقت سے مدد لے کر
غائب ہو کر باورچی خانے میں آ کر شہزادی کی حرکتیں دیکھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا تھا لیکن اس کے دل میں تو یہ وہم تک نہیں تھا کہ شہزادی نیلوفر اس کی ساری طاقتیں ختم کرنے کے پروگرام پر بھی عمل کر سکتی ہے۔

وہ بڑی شان سے تخت پر میز کے سامنے گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا اپنے لباس پر عطر لگا رہا تھا کہ اتنے میں شہزادی نیلوفر چاندی کے طشت میں قہوہ اور پھل لے کر داخل ہوئی۔ گنڈاپ نے اٹھ کر تعظیم بجا لائی اور بولا۔

"یہ بندہ پرور گستاخی کی بات ہے کہ آپ اتنی بڑی شہزادی ہو کر میرے لئے خود قہوہ بنا کر لائیں۔"

شہزادی نیلوفر نے دل میں کہا۔ خبیث انسان تمہیں کیا معلوم کہ میں یہ سب کچھ اپنی قوم کو تمہارے شیطانی ارادوں سے نجات دلانے کے لئے کر رہی ہوں۔

اوپر سے شہزادی نے ہنس کر کہا۔

"گنڈاپ! جب ہماری شادی ہو جائے گی تو میں ہی تمہارے لئے قہوہ بنا کر لایا کروں گی۔"

یہ سُن کر گنڈاپ کے جسم میں مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اس کے پاؤں نہ ٹکتے تھے آگے بڑھ کر شہزادی سے طشت لے میز پر رکھ دیا شہزادی نے اپنے ہاتھ سے طلسمی نقش والا قہوے کا پیالہ خود گنڈاپ کو پیش کیا۔ گنڈاپ نے جھک کر پیالہ لے لیا اور جب شہزادی نے بھی پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تو دونوں خاموشی سے قہوہ پینے لگے۔ جب گنڈاپ نے آدھا قہوہ پی لیا تو شہزادی نیلوفر کی جان میں جان آئی اس کا منصوبہ پورا ہو چکا تھا۔

گنڈاپ نے قہوے کا پیالہ خالی کر دیا شہزادی نے اس کے لئے اور قہوہ بنایا اور وہ اس سے باتیں کرنے لگی۔ کچھ دیر کے بعد بولی۔

"اب میں جاتی ہوں۔ کل پھر آؤں گی۔"

گنڈاپ نے بڑے ادب سے کہا۔

"میں شہزادی صاحبہ کا انتظار کروں گا۔"

شہزادی نے دل میں کہا۔ اب اس بات کو یوں جانے شیطان! اوپر سے کہا۔

"خدا حافظ"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُور شہزادی سیاہ لبادہ اوڑھ کر تیزی سے کمرے سے نکل کر خفیہ راستے سے ہوتی ہوئی واپس اپنے کمرے میں آگئی۔ خوشی کے مارے اُسے ساری رات نیند نہیں آئی۔ صبح ہوتے ہی اس نے دریاب کو بلا کر بتایا کہ گنڈاپ کو طلسمی نقش پلا دیا گیا ہے یہ سن کر دریاب کو بھی انتہائی خوشی ہوئی۔

کہنے لگا۔

"شہزادی صاحبہ! آپ نے کمال کر دیا۔ بس اب ہمیں کوئی فکر نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ گنڈاپ کی طاقتیں ختم ہو چکی ہیں میرے استاد کا طلسم کبھی غلط نہیں ہو سکتا"

شہزادی نے کہا۔

"ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ گنڈاپ کی طاقت ختم ہو چکی ہے"

دریاب بولا۔

"یہ بات میرا استاد بتا دے گا۔ ویسے بھی گنڈاپ کے طرز عمل میں تبدیلی آجائے گی اور وہ شاہی محل میں زیادہ دیر تک نہیں رہا کرے گا وہ زیادہ وقت اپنے مکان

پر ہی بسر کرے گا"

رات کو تو گنڈاپ کو یہ پتہ ہی نہ چل سکا کہ اس کی وہ ساری طاقتیں جو اس نے عنبر ناگ مار یا زلی سانگ اور تھیو سانگ سے دھوکے سے حاصل کی تھیں چھ ماہ کے لئے اس کے اندر سے غائب ہو گئی ہیں۔ دن کے وقت جب وہ سو کر اٹھا تب بھی اسے اس بات کا احساس نہیں تھا۔ جب تک وہ اپنی طاقتوں کی آزمائش نہ کرتا اُسے کیسے علم ہو سکتا تھا کہ اس کے پاس کوئی بھی طاقت نہیں ہے۔ وہ تو بادشاہ کو دریا پر سیر کے بہانے لے جا کر اپنی طاقت آزمانے کا انتظار کر رہا تھا۔ اتفاق سے اسی روز بادشاہ نے گنڈاپ سے کہا کہ آج دوپہر کے بعد ہم دریا کی سیر کو چلیں گے۔ گنڈاپ بڑا خوش ہوا کہ آج بادشاہ کا کام تمام کر دے گا۔ دوسری طرف دریاب بھی بھاگا بھاگا خوش خوش جنگل میں اپنے استاد کے پاس پہنچا اور اُسے بتایا کہ گنڈاپ کو طلسم والا نقش پلا دیا گیا ہے۔ اب یہ کیسے پتہ چلے گا۔ کہ اس کی طاقتیں چھ ماہ کے لئے ختم کر دی گئی ہیں۔

بوڑھے استاد نے تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں زائچہ بنا کر ہی کوئی مشورہ دے سکتا ہوں"
بوڑھے استاد نے اسی وقت زائچہ بنایا اور اُسے
غور سے پڑھنے کے بعد بولا۔
"یہ زائچہ مجھے بتا رہا ہے کہ آج شام تک
گنڈاپ کو اپنے آپ پتہ چل جائے گا کہ اس
طاقتیں ختم ہو چکی ہیں۔ تم کل میرے پاس آنا
پھر میں سوچ کر وہ طریقہ بتاؤں گا جس کی
مدد سے تم خود گنڈاپ کی آزمائش کر سکو گے"
درباب چلا گیا اور شہزادی نیلوفر کو جا کر سب کچھ بتا دیا
دوپہر کے وقت تک گنڈاپ بڑا خوش تھا کہ آج
جب بادشاہ اس کے ساتھ سیر کرنے جائے گا اور
وہ اسے وہیں دریا کنارے جنگل میں کسی جگہ لے جا کر پہلے
غائب کرے گا پھر اسے قتل کر کے کسی جگہ زمین میں دفن
کر دے گا۔ اور یہ شور مچا دے گا کہ بادشاہ دریا
میں غرق ہو گیا ہے۔ اسے ابھی تک معلوم نہیں تھا
کہ اس کی ساری طاقتیں ختم ہو چکی ہیں۔ وہ اس
لئے بھی بہت خوش تھا کہ اس نے شہزادی نیلوفر
کا دل بھی جیت لیا ہے اور وہ بادشاہ کی موت کے
بعد نیلوفر سے شادی کر کے تخت پر بادشاہ بن کر

بیٹھ جائے گا۔
دوپہر کے بعد وہ خود بادشاہ کے پاس چلا گیا
نسیم کی اور ادب سے عرض کیا کہ دریا کی سیر کے
لئے سواری تیار ہے۔ تشریف لے چلئے۔ بادشاہ
پہلے ہی سے سیر کا لباس پہن کر تیار بیٹھا تھا۔ بادشاہ
کی سواری سیر کے لئے دریا کی طرف روانہ ہو گئی دریا پر
ہر طرف پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ دور دور تک کوئی آدمی
دکھائی نہیں دیتا تھا۔ پہلے تو دریا کنارے قالین پر گاؤ
تکیے لگا کر بیٹھا باتیں کرتا رہا۔
پھر گنڈاپ نے کہا۔
"حضور! ادھر جنگل میں پھولوں کی خوشبو بڑی
دلکش ہے۔ تشریف لے چلئے۔ تھوڑی دیر
ٹہلیں گے تو طبیعت بحال ہو جائے گی"
بادشاہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا وہ تو آیا
ہی سیر کرنے کے لیے تھا
وہ تخت پر سے اٹھا اور گنڈاپ کے ساتھ دریا
کنارے والے درختوں کی طرف چل پڑا۔ سپاہی
جنگل کے اردگرد پھیلے ہوئے تھے۔ بادشاہ کے
ساتھ اس وقت کوئی سپاہی نہیں چل رہا تھا گنڈاپ
بادشاہ کی تعریفیں کئے جا رہا تھا کہ اس جیسا انصاف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پسند اور بہادر بادشاہ سارے مشرق میں کہیں نہیں
ہے۔ ساتھ ہی ساتھ گنڈاپ بڑی چالاکی سے بادشاہ
کو ان درختوں کی طرف بھی لئے جا رہا تھا جو دریا
کے کنارے کے قریب ہی اگے ہوئے تھے اور
جہاں بورے رنگ کی چٹانیں دریا سے ابھری ہوئی
تھیں۔ یہ چٹانیں کنارے کے بالکل ساتھ تھیں
جب بادشاہ یہاں پہنچا تو گنڈاپ بادشاہ پر حملہ
کرنے کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔ وہ باتیں کرتے کرتے
بادشاہ کے ذرا پیچھے آ گیا اور اس نے ماریا کا تصور
کر کے اس کی طاقت کو ذہن میں لاتے ہوئے
سانس کو کھینچ کر چھوڑا۔ اسے یقین تھا کہ وہ
غائب ہو گیا ہے۔ مگر یہ دیکھ کر اس کے پاؤں
تلے سے زمین نکل گئی کہ وہ غائب نہیں ہوا تھا
اسے اپنے ہاتھ پاؤں صاف نظر آ رہے تھے گنڈاپ
کو تو پسینہ آ گیا۔
بادشاہ نے پیچھے مڑ کر کہا۔
"گنڈاپ تم پیچھے کیوں رہ جاتے ہو۔ ہمارے
ساتھ آ کر چلو۔ تمہاری باتیں ہمارے دل کو
بہت خوش رکھتی ہیں"

وہ آیا حضور انور"
یہ کہہ کر گنڈاپ جلدی سے بادشاہ کے ساتھ
ہو گیا۔ باتیں تو وہ بادشاہ سے کر رہا تھا مگر
اندر سے وہ سخت پریشان تھا اس نے ایک
بار پھر ماریا کا خیال ذہن میں لا کر غائب
ہونے کی کوشش کی۔ مگر وہ اپنی اس کوشش
میں ایک بار پھر ناکام رہا۔ اب تو گنڈاپ
کو پسینہ سا آ گیا۔
اس نے ناگ کی طاقت کو آزمانے کا فیصلہ
کیا بادشاہ جب چٹانوں کے قریب پہنچا تو گنڈاپ
نے کہا۔
"حضور انور!
آپ یہاں ایک لمحہ قیام فرمائیں۔ میں آپ
ان درختوں کے پیچھے جو خوشبو دار پھول
اگے ہیں لے کر آتا ہوں وہ پھول آپ
کو بہت پسند آئیں گے"
اور گنڈاپ جلدی سے درختوں کی طرف لپکا
بادشاہ وہیں سبزے پر بیٹھ کر درخت کا نظارہ
کرنے لگا۔ گنڈاپ درختوں کے پیچھے آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں آتے ہی اُس نے ناگ کا تصوّر کیا اور اُس کی طاقت کو آزماتے ہوئے سانس کھینچ کر سانپ بننے کی کوشش کی مگر وہ سانپ نہ بن سکا گھبرا کر اس نے جلی سانگ کا خیال دل میں بٹھایا اور اس کی طاقت کو آزمانے کی کوشش کرتے ہوئے سامنے والے درخت کو گھور کر دیکھا اس کا خیال تھا کہ اس کی آنکھ سے سفید شعاع نکل کر درخت کو دھماکے سے اڑا دے گی۔ مگر اس کی آنکھ سے کوئی سفید شعاع نہ نکلی۔ گنڈاپ نے دوسری آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر درخت پر جما دی اور اسے اوپر اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہوا اس طاقت نے بھی گنڈاپ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا پریشانی کے عالم میں گنڈاپ نے عنبر کی طاقت کو آزمایا۔ اس نے ایک درخت کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنی جگہ سے اکھاڑنا چاہا۔ مگر وہ ایسا بھی نہ کر سکا۔

اتنے میں بادشاہ کی آواز آئی۔

"گنڈاپ تم کہاں ہو میرے پاس آؤ"

گنڈاپ نے وہیں سے آواز دی۔

"حاضر ہوا حضور انور!"

اور جلدی سے دو چار پھول توڑے اور لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے پھولوں کو ہاتھ میں لے کر سونگھا۔

اور کہا۔

"بڑی پیاری خوشبو ہے ان پھولوں کی تم ٹھیک کہتے تھے گنڈاپ۔ ہماری طبیعت یہاں سیر کرنے سے بڑی خوش ہوئی ہے۔ چلو اب واپس چلتے ہیں درباری ہمارا انتظار کرتے ہوں گے"

"جو حکم حضور انور"

گنڈاپ اور کیا کہہ سکتا تھا۔ بادشا اٹھا اور واپس چل پڑا۔ گنڈاپ پریشانی کی حالت میں اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ وہ مجبوراً بادشاہ کے دل کو خوش کرنے والی باتیں کر رہا تھا۔ ورنہ اس کا دل اس قدر پریشان تھا کہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کی طاقت کیسے ختم ہو گئی۔ اب صرف تھیو سانگ کی طاقت کو آزمانا باقی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہ گیا تھا۔ بادشاہ جنگل کے درختوں کے نیچے سے گذر رہا تھا۔ گنڈاپ اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ تھیوسانگ کی طاقت آزمانے کے لئے وہ بادشاہ کو اپنی انگلی سے چھونا چاہتا تھا۔ مگر ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ یہ گستاخی سمجھی جاتی اور بادشاہ کو شک بھی پڑ سکتا تھا۔ مگر وہ اس آخری طاقت کو بہت جلد آزمانا چاہتا تھا۔ اچانک گنڈاپ نے ایک درخت کے ساتھ لٹکتی بیل پر نیلے رنگ کا ایک پھول دیکھا اور بولا۔

"حضور! اجازت دیجئے کہ میں وہ نیلا پھول لا کر آپ کی خدمت میں پیش کروں"

بادشاہ رک گیا۔ اور مسکرا کر بولا۔

"گنڈاپ!

آج تم پھولوں کے لئے بہت پریشان ہو رہے ہو۔ جاؤ اگر تمہیں یہی پسند ہے تو ہمارے لئے وہ پھول لے آؤ"

گنڈاپ شکریہ ادا کرتے ہوئے درخت کی طرف دوڑا۔ اس نے درخت کے ساتھ ہی ایک بہت بڑے پتھر کو دیکھ لیا تھا وہ اصل میں اس پتھر کو تھیوسانگ

کی طاقت سے چھوٹا کر کے آزمانا چاہتا تھا درخت کے پاس آ کر وہ پھول توڑنے کے بہانے جھک گیا۔ نیچے جھکتے ہی گنڈاپ نے تھیوسانگ کا تصور کیا اور اس کی طاقت کو ذہن میں لا کر پتھر کو اپنی سیدھی انگلی لگا دی۔

مگر پتھر چھوٹا نہ ہوا۔ دوسری اور تیسری بار انگلی لگانے پر بھی پتھر بڑے کا بڑا ہی رہا۔

گنڈاپ کا رنگ اڑ گیا۔ کہ اس کی طاقت کسی وجہ سے اس سے چھین لی گئی ہے۔ اس نے پھول توڑا۔ بادشاہ کو پیش کیا اور خاموشی سے چلنے لگا بادشاہ نے تعجب سے پوچھا۔

"کیا بات ہے گنڈاپ!

تم اچانک چپ کیوں ہو گئے ہو؟

گنڈاپ نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں حضور! اور میں چپ تو نہیں تھا

بس آپ کی صحت یابی پر دل میں

خوش ہو رہا تھا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گنڈاپ سخت گھبراہٹ کے عالم میں بادشاہ کو شاہی محل میں چھوڑ کر واپس اپنے محل والے کمرے میں آ گیا۔ دروازہ بند کر لیا اور ایک بار پھر اس نے عنبر ناگ مارا۔ جولی سانگ اور تھیو سانگ کی طاقتوں کو آزمانے کا فیصلہ کیا اس نے باری باری ایک بار پھر سب طاقتوں سے کام لینا چاہا۔ مگر وہ ناکام رہا۔ اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

گنڈاپ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اُسے سب سے زیادہ پریشانی اس بات کی تھی۔ کہ پرسوں منگل کی رات آ رہی تھی۔ اس رات اگر اس نے کسی تازہ لڑکے کا سانس نہ پیا تو وہ دوبارا لاش بن جائے گا۔ اور اس کی ساری اُمیدوں پر پانی پھر جائے گا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنی طاقت ختم ہو جانے پر بھی شاہی محل میں ہی رہے گا۔ اور شہزادی نیلوفر سے شادی کر کے تخت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

گنڈاپ کو اس بات کی بڑی تسلی تھی۔ کہ کم از کم شہزادی نیلوفر اس سے شادی کرنے پر تیار ہو چکی تھی

اس نے یہ بھی سوچ لیا کہ ہر منگل کی رات کو چھپ کر بھیس بدل کر کسی نہ کسی طرح کوئی لڑکا اٹھا کرے لایا کرے گا۔ تاکہ کم از کم انسانی صورت میں زندہ رہے۔ محل کے اندر رہے اور تخت پر قبضہ کر لے۔

رات کو شہزادی نیلوفر نے اس کے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر شہزادی نہ آئی گنڈاپ کو یہ الگ پریشانی لگ گئی۔ وہ ساری رات شہزادی کا انتظار کرتا رہا۔

دوسرے دن اس نے شہزادی کو باغ میں ٹہلتے دیکھا تو اس کے پاس جا کر ادب سے سلام کیا۔ اور رات کو نہ آنے کی وجہ دریافت کی۔

دریاب نے شہزادی کو سمجھا دیا تھا کہ ابھی وہ گنڈاپ کو اپنا دشمن نہ بنائے اور کسی نہ کسی [illegible] سے ٹالتی رہے۔

شہزادی نے کہا۔

"گنڈاپ! رات میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی میں نے بہت چاہا مگر نہ آ سکی۔ تم دو،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک دن ٹھہر جاؤ جب طبیعت ٹھیک
ہو جائے گی۔ تو میں ضرور آؤں گی"

اتنا کہہ کر اس سے پہلے کہ گنڈاپ کوئی بات کرتا
شہزادی اسے خدا حافظ کہہ کر محل کی طرف چل
دی گنڈاپ کو اب بھی شک نہ ہوا کہ شہزادی
اس کے ساتھ مذاق کر رہی ہے۔ وہ تو شہزادی
کی محبت میں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تخت و تاج
حاصل کرنے کے لالچ میں اندھا ہو رہا تھا اپنی
طاقتیں ختم ہو جانے کے بعد وہ سمجھتا تھا کہ
اب اس کے لئے ایران کے تخت پر شہزادی نیلوفر
کے ذریعے قبضہ کرنا ضروری ہو گیا ہے وہ
شہزادی کی طرف سے مطمئن تھا کہ وہ اب اس
کے ہاتھ سے کہیں نہیں جا سکتی۔

اب اس نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اس کی
طاقتیں کہاں غائب ہو گئی ہیں۔ اسی روز گنڈاپ
نے اپنے نیلے سانپ کو بلایا۔
اور اس کو حکم دیا۔

"فوراً گندھارا شہر کے مینار والے مقبرے
میں جا کر پتہ کرو کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی

جولی سانگ اور تھیو سانگ کی لاشیں تابوت
میں ہی ہیں کہ وہاں سے چلی گئی ہیں"

نیلا سانپ فوراً غائب ہو گیا وہ ہوا میں بجلی کی
چمک کی طرح اڑتا ہوا سیدھا گندھارا شہر کے بیچ
مینار والے مقبرے کے تہہ خانے میں پہنچا۔ وہاں
دوسرے نیلے سانپ پہرہ دے رہے تھے۔
گنڈاپ کے خاص نیلے سانپ نے انہیں گنڈاپ
کا حکم سنایا اور کہا۔

"وہ فوراً تابوتوں کے اندر جا کر پتہ کرو کہ ناگ
عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ
کی لاشیں اندر ہی ہیں یا غائب ہو چکی
ہیں"؟

اسی وقت ایک نیلا سانپ رینگتا ہوا تابوتوں
کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک ایک کر کے ہر تابوت
کے اندر جا کر دیکھا اور باہر آ کر بولا۔

"عظیم گنڈاپ کو ہمارا سلام کہنا اور بتانا کہ
ناگ عنبر ماریا اور اس کے ساتھیوں کی
لاشیں تابوتوں کے اندر اسی طرح موجود ہیں
جس طرح وہ انہیں چھوڑ گیا تھا"

COURTESY WWW.PAKFBOOKSFREE.PK

نیلا سانپ یہ پیغام لے کر غائب ہو گیا
چند لمحوں کے بعد وہ گنڈاپ کے روبرو گنڈا
مارے بیٹھا تھا اور کہہ رہا تھا۔
"عظیم گنڈاپ! ناگ عنبر ماریا اور اس کے
ساتھیوں کی ساری لاشیں تہہ خانے کے تابوت
میں بند پڑی ہیں۔ وہ وہاں سے کہیں نہیں گئیں
اور نیلے سانپ زبردست پہرہ دے رہے ہیں
گنڈاپ کو یہ سن کر تسلی ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہاں
کسی نے اس پر یا تو کوئی طلسم کر دیا ہے یا اس سے
کوئی بھول چوک ہو گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں اس
کی طاقتیں ضائع نہیں بلکہ کچھ وقت کے لیے بے
اثر ہو گئی ہیں۔ گنڈاپ نے فیصلہ کیا کہ وہ رات کو
ایک خاص طلسم کر کے اپنی طاقتیں بحال کرنے کی کوشش
کرے گا۔ ساری رات وہ منتروں کا جاپ کرتا رہا
صبح اس نے اپنی طاقتوں کو ایک ایک کر کے آزمایا
مگر اس کی ایک بھی طاقت واپس نہیں آئی۔
گنڈاپ سخت مایوس ہوا۔ لیکن وہ اسی نتیجے پر پہنچا
کہ ان طاقتوں کے واپس آنے کا کچھ دن انتظار کیا
جائے اور اس دوران میں نیلوفر شہزادی کو اپنے قابو

کر کے اس سے جتنی جلدی ہو سکے شادی کر لی
جائے۔ اور ایران کے تخت پر قبضہ کرنے کی راہ ہموار
کی جائے۔
اسی روز دن کے وقت دریاب بھی اپنے بزرگ
استاد کے پاس وعدے کے مطابق پہنچ گیا تھا بزرگ
استاد نے ایک بار پھر زائچہ کھول کر دیکھا اور کہا۔
"دریاب! گنڈاپ کا زائچہ بتا رہا ہے کہ وہ
پریشان ہے۔ ضرور اس پر اپنی طاقتوں کے ختم
ہو جانے کا راز کھل چکا ہے۔ اس زائچے میں
وہ بے حد پریشان اور مایوس ہے۔
دریاب نے کہا۔
"پھر بھی ہم خود اس کی طاقت کو بے اثر دیکھنا
چاہتے ہیں۔"
اس پر بزرگ استاد نے کچھ سوچ کر کہا
"تو پھر تم ایسا کرو کہ شہزادی سے کہو وہ کل رات
گنڈاپ کے پاس جا کر کہے کہ....."
اس کے بعد بزرگ استاد نے دریاب کو وہ خاص
ترکیب بتائی جس پر شہزادی نیلوفر نے عمل کرنا تھا
دریاب نے واپس آ کر شہزادی کو وہ ترکیب بتا دی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیسری رات شہزادی نیلوفر سیاہ لبادہ اوڑھ کر گنڈاپ کے کمرے میں پہنچ گئی گنڈاپ شہزادی کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے شہزادی کی بہت آؤ بھگت کی۔ پھر اصرار کیا کہ وہ اس سے جلد از جلد شادی کرنا چاہتا ہے۔ شہزادی نیلوفر نے اداس ہو کر کہا۔

"گنڈاپ! ہماری شادی میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے"

گنڈاپ نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"وہ کون سی رکاوٹ ہے شہزادی صاحبہ؟"

شہزادی نے کہا "جب میں چھوٹی سی تھی تو ایک فقیر ہمارے محل میں آیا تھا اس نے میرا ہاتھ دیکھ کر میری امی اور بادشاہ سے کہا تھا کہ اپنی بچی کی شادی کسی ایسے آدمی سے کرنا جس میں غائب ہو جانے اور سانپ بن جانے کی طاقت موجود ہو فقیر نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ اگر تم لوگوں نے کسی دوسرے آدمی سے شہزادی کی شادی کر دی تو وہ مر جائے گی اور بادشاہ اور ملکہ بھی ساتھ ہی مر جائیں گے۔ گنڈاپ یہی وجہ ہے کہ میری شادی تمہارے ساتھ کبھی نہیں

ہو سکتی کیونکہ کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ غائب ہو جائے یا سانپ بن جائے"

یہ کہہ کر شہزادی نیلوفر جھوٹ موٹ آنسو بہانے لگی۔ ساتھ ہی بولی۔

"میں اس لئے کبھی کبھی پریشان ہو جاتی تھی پہلے میرا خیال تھا کہ میں تم سے بیاہ کر لوں گی۔ مگر رات وہی فقیر میرے خواب میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر تم نے کسی ایسے آدمی سے شادی کی جس میں یہ دو طاقتیں نہ ہوئیں تو تم اور تمہاری ماں اور باپ اسی دن مر جائیں گے اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں؟ تم سے کیسے شادی کروں۔

اور شہزادی نیلوفر نے رونا شروع کر دیا گنڈاپ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شہزادی کو کیا کہے کیا نہ کہے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا وہ اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۰۲ "گنڈاپ کون تھا" پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوفناک مارکیٹ

اور کچھ مزید کہانیاں

ESY

عنبر، نگ، ماریا (۱۶۲)

گنڈاپ کون تھا؟

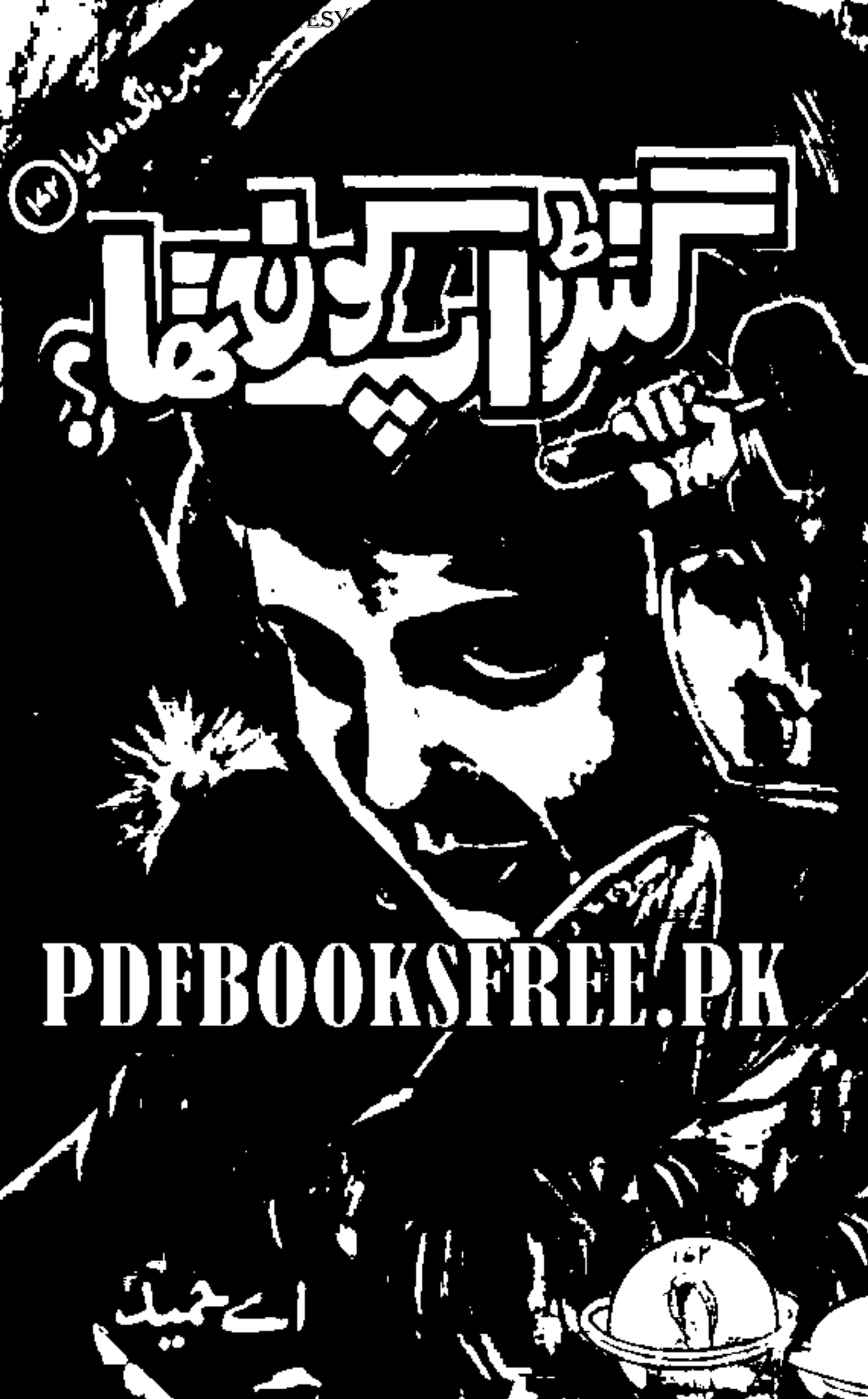

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

گنڈاپ کون تھا؟

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

• قبرستان کا بھوت
• تین پُراسرار آدمی
• بچوں کا اغوا
• گنڈاپ اور ناگ
• گنڈاپ کون تھا؟

قبرستان کا بھوت

گنڈاپ کی ساری طاقتیں بے اثر ہو چکی تھیں۔
وہ نہ تو ماریا کی طرح غائب ہو سکتا تھا۔ اور نہ ناگ کی طرح سانپ بن سکتا تھا۔ اور شہزادی نیلوفر نے یہ شرط سامنے رکھ دی تھی کہ وہ کسی ایسے شخص سے ہی شادی کر سکتی ہے جو غائب بھی ہو سکتا ہو اور سانپ بھی بن سکتا ہو۔ شہزادی نیلوفر یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ گنڈاپ میں یہ دونوں طاقتیں واقعی ختم ہو چکی ہیں؟
گنڈاپ بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا کہ شہزادی نیلوفر کو کیا جواب دے۔ وہ شہزادی نیلوفر سے ضرور شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر شہزادی صرف ایک ہی صورت میں اس سے شادی کرنے پر راضی تھی کہ اگر وہ یہ ثابت کر دے کہ وہ سانپ بھی بن سکتا ہے۔ اور ماریا کی طرح غائب بھی ہو سکتا ہے۔ شہزادی نیلوفر نے گنڈاپ کے دل کا راز معلوم کرنے کے لیے نقلی آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔
"گنڈاپ کیا کسی طرح تم یہ دونوں طاقتیں حاصل کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتے ہو؟ اگر تمہارے پاس یہ دونوں طاقتیں آجائیں تو میں آج ہی تم سے شادی کرنے پر تیار ہوں۔ میں ملکہ اور بادشاہ کو میں راضی کر لوں گی۔ بلکہ وہ کچھ تیار بھی ہیں۔ میں نے ملکہ سے بات کر لی ہوئی ہے۔

اب تو گنڈاپ اور زیادہ بے چین ہو گیا۔ ایران کا تخت اس کے ہاتھ میں آتے آتے نکل رہا تھا۔ اس کی منزل اس کے سامنے تھی۔ مگر وہ وہاں تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔ شہزادی نیلوفر سے وہ زبردستی شادی نہیں کر سکتا تھا۔ پہلے جب اس کے پاس عنبر ناگ مادیا کی طاقتیں موجود تھیں تب تو وہ ایسا زبردستی بھی کر سکتا تھا مگر اب وہ بالکل بے طاقت تھا۔ اس کے پاس کوئی طاقت نہیں تھی سوائے اس کے کہ وہ نیلے سانپ کو بلوا سکتا تھا۔ اس سے کسی کو ڈسوا سکتا تھا اور پھر نیلے سانپ کو حکم دے سکتا کہ وہ اس کا زہر چوس لے۔ نیلے سانپوں کے علاوہ اس کا دوسرے کسی سانپ پر حکم نہیں چلتا تھا۔ صرف اتنی معمولی طاقت پر وہ ایران کی شہزادی سے زبردستی شادی نہیں کر سکتا تھا۔ گنڈاپ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"شہزادی! میں۔ میں نہ تو غائب ہو سکتا ہوں اور نہ ہی سانپ بن سکتا ہوں۔ مگر یہ سب وہم ہے۔

فقیر کی باتوں پر ہمیں یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ تو جو جی میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں"

شہزادی نیلوفر نے جب یہ سنا کہ گنڈاپ غائب بھی نہیں ہو سکتا اور سانپ بھی نہیں بن سکتا تو اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ دریاب کے بزرگ استاد کا طلسمی نقش اپنا کام کر گیا تھا۔ گنڈاپ کی طاقتیں چھ ماہ کے لیے ہی سہی مگر اس وقت اس سے چھین لی گئی تھیں۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"گنڈاپ ایسا نہ کہو۔ اس فقیر نے ہمارے شاہی خاندان کے بارے میں آج تک جو بھی پیش گوئی کی وہ سچ ثابت ہوئی ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ تم سے شادی کر کے میں اپنی پیاری امی اور باپ سے محروم ہو جاؤں۔ اور ہمارا سارا خاندان تباہ ہو جائے"

گنڈاپ نے شہزادی نیلوفر کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"شہزادی! میں تم سے اپنے دل کا راز نہیں چھپا سکتا۔ یقین کرو یہ دونوں طاقتیں آج سے ایک روز پہلے میرے پاس تھیں۔ مگر نہ جانے کیا ہوا کہ یہ طاقتیں اب مجھ سے چھین لی گئی ہیں۔ لیکن مجھے پوری اُمید ہے کہ یہ طاقتیں بہت جلد مجھے واپس مل جائیں گی"

شہزادی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو ٹھیک ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گی، جب تمہیں یہ طاقتیں واپس مل گئیں۔ اور تم غائب ہونے کے ساتھ ساتھ سانپ بھی بن سکو گے تو میں تم سے شادی کروں گی"۔

یہ کہہ کر شہزادی نیلوفر نے لبادہ اُٹھا کر اوڑھا اور گنڈاپ کے کمرے سے نکل گئی۔ گنڈاپ اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔ کم بخت اس وقت ہی میری طاقتوں کو ختم ہونا تھا۔ اس نے ہر قسم کے منتر بھی پڑھ کر دیکھ لیے تھے۔ مگر کسی منتر نے بھی اس کی طاقت اِسے واپس نہیں کی تھی۔ شہزادی نیلوفر نے دریاب کو جا کر بتا دیا کہ وہ اِسے یہ کہہ آئی ہے کہ جب اس کے پاس دونوں طاقتیں واپس آ جائیں گی تو وہ اس سے شادی کر لے گی۔ دریاب نے کہا۔

"تو کیا تم اسے یہ کہہ آئی ہو کہ میں تمہارا انتظار کروں گی؟"۔

شہزادی نے کہا۔

"تو اور کیا کہتی اُسے؟"

دریاب بولا۔

"تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ طلسمی نقش کا اثر چھ ماہ تک ہی رہے گا۔ چھ ماہ کے بعد تو اس کے پاس طاقتیں آ جائیں گی۔ پھر تم کیا کرو گی؟"۔

شہزادی نیلوفر نے غصّے سے کہا۔

"میں دیوتاؤں سے دعا مانگوں گی کہ یہ شیطان آدمی چھ ماہ کے اندر اندر مر جائے"۔

دریاب نے سانس بھر کر کہا۔

"صرف دُعا سے کچھ نہیں ہوگا۔ ہمیں اِس بارے میں بزرگ استاد سے مشورہ کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ایک بار پھر طلسمی نقش لکھ کر دیں تاکہ گنڈاپ کی طاقتیں مزید چھ ماہ بلکہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گی"۔

دریاب اور نیلوفر شہزادی مطمئن ہو گئے۔ دوسری طرف ——

اسی روز دریاب اکیلا ہی اپنے بزرگ استاد کے جھونپڑے میں گیا اور اس سے ساری بات بیان کر دی۔ بزرگ استاد نے کہا۔

"فکر کرنے کی کوئی بات نہیں۔ پانچ ماہ گزر جانے دو میں چھٹے مہینے کے شروع میں تمہیں ایک اور نقش لکھ کر دوں گا۔ وہ بھی گنڈاپ کو پانی یا قہوے میں گھول کر پلا دینا۔ خدا کے حکم سے اس کی شیطانی طاقتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گی"۔

——گنڈاپ کبھی خاموش ہو کر وقت کا انتظار کرنے لگا۔ اب اس نے تخت پر قبضہ کرنے کے لیے فوج کے سپہ سالار سے سازباز شروع کر دی تھی۔ اِسے پورا یقین تھا کہ کسی بھی وقت اس کی کھوئی ہوئی طاقتیں اِسے واپس مل جائیں گی: منگل کی رات کو وہ ایک بچے کو اغوا کر کے اس کا سانس برابر پی جاتا تھا۔

اِن لوگوں کو ہم ایران میں ہی چھوڑتے ہیں۔ اور واپس گندھارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلتے ہیں۔ جہاں مینار والے مقبرے کے باہر نیلا سانپ چھپ
پہرہ دے رہا ہے اور قبر کے نیچے خفیہ تہہ خانے میں دیوار سے
ساتھ لگے تابوتوں میں عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جوئی سانگ
نیم مُردہ حالت میں پڑے تھے۔ یہاں درمیان والا تابوت خالی
تھا۔ اس تابوت میں گنڈاپ لاش کی شکل میں بند ہوا کرتا تھا۔ والان
دس بارہ سانپ اِدھر اُدھر رینگ کر عنبر ماریا کیٹی اور تھیو سانگ اور
جوئی سانگ کے تابوتوں کی حفاظت کر رہے تھے۔

یہاں تھوڑی دور پرانے مقبرے والا قدیمی قبرستان تھا۔ اس قبر
کی ایک قبر میں اصلی ناگ کا مُردہ پڑا تھا۔ اس کے سر میں کیل ٹھکا ہوا
تھا۔ اس کیل کی وجہ سے اس کو کوئی ہوش نہیں تھی اور قبر کے اندر وہ
بالکل ایک لاش کی مانند تھا۔ یہاں گندھارا شہر میں ایک ایسا آدمی
بھی رہتا تھا جو ناجائز اور خفیہ طور پر مُردوں کی کھوپڑیاں فروخت کرتا
تھا۔ اس آدمی کا نام کپال تھا۔ کپال نے شہر سے باہر ایک ویران جگہ
پر اپنا مکان بنا رکھا تھا۔ جہاں وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ رہتا تھا۔
یہ لوگ مہینے میں ایک بار آس پاس اور گندھارا شہر کے قبرستانوں
کا ایک چکر لگاتے اور قبروں میں جو تازہ مُردے دفن کیے جاتے ان کو
نکال کر اپنے گھر لے جاتے۔ پھر ان کی کھوپڑیاں اُتار کر بوری میں
جمع کرتے اور اسے دوسرے شہر میں لے جا کر ایک خاص آدمی
کے پاس بیچ دیتے۔ اِس طرح سے انہیں کافی آمدنی ہو جاتی۔

ایک رات جبکہ سارا شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا کپال اپنے

ساتھی کو لے کر مقبرے والے پرانے قبرستان میں داخل ہوا۔ دونوں
گھوڑوں پر سوار تھے اور ایک بوری انہوں نے اپنے پاس رکھی ہوئی
تھی۔ رات کے اندھیرے میں انہوں نے گھوڑوں کو ایک درخت سے
باندھا اور قبروں میں آ گئے۔ یہاں سے وہ بہت سی قبروں سے مُردوں
کی کھوپڑیاں نکال کر لے چکے تھے۔ اب وہ یہ دیکھنے آئے تھے کہ اگر
کسی قبر میں کوئی تازہ لاش دفن کی گئی ہو تو وہ اسے نکال کر لے جائیں۔
چونکہ کھوپڑی کے ساتھ انہیں یہاں سے سالم لاش کو ساتھ لے جانا پڑتا تھا
اگر لاش قبر میں گل سڑ گئی ہو تو وہ آسانی سے مُردے کے ڈھانچے کی کھوپڑی
اور ریڑھ کی ہڈیاں نکال کر لے جاتے تھے کپال اپنے ساتھی کے ہمراہ قبروں
کو اندھیرے میں ـــــ جھک کر غور سے دیکھتا آگے بڑھ رہا تھا۔
اچانک اِسے ایک قبر پر تازہ مٹی دکھائی دی۔ اس نے اپنے ساتھی
سے کہا۔

"یہ قبر مجھے تازہ لگتی ہے۔ اِسے کھود کر دیکھتے ہیں۔
ضرور اِس میں تازہ لاش دفن ہے"

دونوں نے قبر کھودنی شروع کر دی۔ اس قبر میں ناگ دفن تھا
ناگ انسانی حالت میں تھا اور اِس کی کھوپڑی میں کیل ٹھکی ہوئی
تھی۔ کپال اور اس کا ساتھی اندھیرے میں جلدی جلدی قبر کھود رہے تھے
بہت جلد انہیں قبر میں پڑی ناگ کی لاش نظر آ گئی۔ کپال نے کہا۔

"یہ بالکل تازہ لاش ہے اِسے باہر نکالو"

دونوں نے مل کر ناگ کی لاش کو باہر نکال کر بوری میں بند کیا۔ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھوڑے پہ ڈالا اور لے کر اپنے شہر کے باہر والے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ راتوں رات وہ اپنے ویران مکان میں آ گئے۔ ناگ کی لاش کو انہوں نے پچھلی کوٹھڑی میں بچھی ہوئی چارپائی پہ ڈال دیا۔

کپال نے کہا۔

"ابھی رات کا وقت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس تازہ لاش کی کھوپڑی اور ریڑھ کی ہڈیاں دن کی روشنی میں نکالیں گے۔ ابھی چل کر آرام کرتے ہیں۔"

ناگ کی لاش کو پچھلی کوٹھڑی میں چھوڑ کر دونوں اوپر والی کوٹھڑی میں جا کر سو گئے۔ سخت تھکے ہوئے تھے۔ فوراً گہری نیند میں کھو گئے۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ ایک کالی جنگلی بلی مکان کی منڈھیر پر سے کود کر صحن میں آ گئی۔ اوپر جانے والے زینے کا دروازہ بند تھا۔ بلی برآمدے میں آ گئی۔ یہاں کوٹھڑی کا دروازہ بھی بند تھا۔ کھڑکی کھلی تھی۔ اس کھڑکی میں سلاخیں لگی ہوئیں تھیں۔ مگر سلاخوں میں اتنی جگہ ضرور تھی کہ بلی اس میں سے گذر کر کوٹھڑی کے اندر کود گئی۔ اس کوٹھڑی میں سے کالی بلی کو گوشت کی خوشبو آ رہی تھی۔ اصل میں دو روز پہلے یہاں ایک تازہ لاش کی کھال اتاری گئی تھی تاکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی پوری کی پوری باہر نکال لی جائے۔ اسی وجہ سے کالی بلی کو گوشت کی بو کھینچ کر اس کوٹھڑی میں لے آئی تھی۔ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ مگر بلی اس اندھیرے میں اچھی طرح سے دیکھ رہی تھی۔ اسے ایک آدمی چارپائی پر لیٹا نظر آیا۔ مگر بلی کو فوراً ہی محسوس ہو گیا کہ یہ آدمی سانس نہیں لے رہا ہے

اس چارپائی پہ ناگ پڑا تھا۔ وہ بالکل مُردہ حالت میں تھا اور اس کا سانس بھی نہیں چل رہا تھا۔ بلی کود کر چارپائی پر آ گئی اور ناگ کے جسم کو سونگھنے لگی۔ اس نے ناگ کو مُردہ جان کر اس کے سر پہ پنجہ مارا۔ بلی کی بدقسمتی اور ناگ کی خوش قسمتی سے بلی کے پنجے کے مڑے ہوئے ناخن ناگ کے سر میں ٹھکی ہوئی کیل میں پھنس گئے۔ بلی نے پریشان ہو کر زور لگا کر پنجہ باہر کھینچا تو ناگ کے سر میں ٹھکا ہوا کیل بھی پنجے کے ساتھ باہر آ گیا۔

بلی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اسے بھوک بھی بہت لگی تھی۔ وہ ناگ کو مُردہ لاش سمجھ کر اس کا گوشت کھانے کے لیے اس کی گردن کے پاس ایک بار پھر آئی اور منہ مارنے ہی لگی تھی کہ اسے یوں لگا کہ جیسے لاش کی آنکھیں اسے گھور رہی ہیں۔ کیل سر میں سے نکل جانے کے بعد ناگ کا سانس بھی چلنا شروع ہو گیا تھا۔ ناگ نے اپنی حالت پر غور کیا۔ اس نے ذہن پر زور دے کر سوچا کہ وہ یہاں کیسے آ گیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کی کھوپڑی میں کسی نے کیل ٹھونک دی تھی۔ اور یہ کیل بلی نے نکالی ہے۔ ناگ نے اپنے بازوؤں اور پاؤں کو ہلا کر دیکھا۔ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھیں۔ ناگ کو سب کچھ یاد آنے لگا تھا کہ وہ کس طرح اس مقبرے میں آ کر بیٹھا تھا کہ پھر اچانک اسے جھٹکا لگا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب قبر میں سے اصلی لاش نے باہر آ کر اپنی کھوپڑی سے کیل نکال کر ناگ کی کھوپڑی میں ٹھونک دی تھی اور خود لاش ناگ بن کر عنبر ماریا تیو سانگ۔ جوئی سانگ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کیپی کو دھوکے سے [illegible] گرا کر خود گنڈاپ کے پاس چلی گئی تھی۔

ناگ کے لیے [illegible] اپنی طاقت کو آزمانا ضروری۔ اس نے سانس پھینک کر چھوڑا اور وہ سانپ بن گیا۔ سانپ بننے کے بعد اس نے پھنکار ماری اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ عقاب سے وہ واپس اپنی انسانی شکل میں آگیا۔ ناگ کو یہ جان کر بڑی تسلی ہوئی کہ اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔ یہ وہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اس کے جسم سے ناگ کی خوشبو نکل رہی ہے کہ نہیں۔ یہ اُسے کوئی دوسرا ہی بتا سکتا تھا۔ اب ناگ نے کوٹھڑی کا جائزہ لیا اور سوچنے لگا کہ یہاں اِسے کون لے آیا ہے۔ اتنی دیر میں رات کے پچھلے پہر کا وقت ہو گیا تھا کپال اور اس کا ساتھی دوسری منزل والی کوٹھڑی سے اُتر کر نیچے آ رہے تھے۔ کپال کے ہاتھ میں چھری، کلہاڑا تھا اور اس کے ساتھی نے لالٹین پکڑ رکھی تھی۔

ناگ کو سیڑھیاں اُترنے اور دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی تو وہ یہ دیکھنے کے لیے یہ کون لوگ ہیں اور وہ اِسے پکڑ کر یہاں کس لیے لائے تھے ویسے ہی چارپائی پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ مگر تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ ناگ نے دو آدمیوں کو ——— ہاتھ میں لالٹین لیے اندر آتے دیکھا۔ دونوں آدمی چارپائی کے پاس آکر رُک گئے۔ کپال نے چھری اور کلہاڑا زمین پر رکھ دیا اور بولا۔

"لاش کو اُلٹا کر دو۔ ہم پہلے اس کی ریڑھ کی ہڈی پر سے گوشت ہٹائیں گے۔"

ناگ چوکنا ہو گیا۔ تو یہ لوگ اِسے لاش سمجھ کر یہاں لائے تھے اب اِس کو کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ناگ نے کپال کے ہاتھ میں چھری بھی دیکھ لی تھی۔ اس کے ساتھی نے لالٹین ایک طرف رکھ دی اور لاش کو چارپائی پر اُلٹانے کے لیے ناگ کی طرف بڑھا۔ ناگ ایک دم سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ لاش کو زندہ ہوتے دیکھ کر کپال اور اس کا ساتھی ڈر کر پیچھے کو ہٹ گئے۔ کپال نے چیخ کر اپنے ساتھی کو کہا۔

"یہ مرا نہیں تھا۔ زندہ تھا۔ اِسے یہاں سے جانے نہ دینا۔ یہ ہماری مخبری کر دے گا۔ اسے قتل کر دو۔"

کپال کے ساتھی نے کلہاڑا اٹھایا اور ناگ کے سر پر مارنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے ایک گہرا سانس لے کر چھوڑا اور دوسرے لمحے چارپائی پر ناگ کی جگہ ایک کالا سانپ کنڈلی مارے پھنکار رہا تھا۔ کپال کے ساتھی کے ہاتھ سے خوف کے مارے کلہاڑا چھوٹ کر گر پڑا۔ کپال کی بھی حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ اس کا ساتھی چلایا۔

"کپال! بھاگو! یہ کوئی بھوت ہے۔"

اور وہ دونوں سر پر پاؤں رکھ کر کوٹھڑی سے چیخیں مارتے باہر بھاگ گئے۔ ناگ سانپ کی شکل میں چارپائی پر کنڈلی مارے بیٹھا یہ سارا تماشا دیکھتا رہا۔ پھر وہ چارپائی سے اُتر کر رینگتا ہوا کوٹھڑی کی سلاخوں والی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑکی سے باہر برآمدے میں آگیا۔ صبح ہونے والی تھی۔ آسمان پر صبح کی نیلی اور سفید روشنی پھیل رہی تھی۔ ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں اُڑتا ہوا گندھارا شہر کے اوپر منڈلانے لگا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ کون سا شہر ہے۔ بہت جلد اِسے معلوم ہوگیا کہ یہ وہی شہر گندھارا ہے جہاں وہ عنبر ماریا جولی سانگ اور کیٹی اور تھیوسانگ کے ساتھ سرائے میں اُترا تھا۔

ناگ زمین پر اُتر آیا۔ اس نے انسانی شکل اختیار کی اور سرائے کی طرف چلا کہ چل کر عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ کی خبر لی جائے۔ شاید وہ ابھی تک سرائے میں ہی ہوں۔ سرائے تک پہنچتے پہنچتے دن نکل آیا۔ سرائے میں جا کر ناگ نے وہ کوٹھڑی دیکھیں جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرا تھا۔ یہاں عنبر ماریا کیٹی اور جولی سانگ، تھیوسانگ میں سے کوئی بھی نہیں تھا۔ ناگ کو شہر کی فضا میں سے اِن کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ خوشبو کے بارے میں ناگ یہ سمجھ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ اُس جادو کا اثر ہو جس کے ذریعے اسے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ اصل میں فضاؤں میں اس کے ساتھیوں کی خوشبو موجود ہو۔ مگر اِسے نہ محسوس ہو رہی ہو۔ ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جس مکان کی کوٹھڑی میں اِسے بے ہوش سمجھ کر بند کیا گیا تھا یہ لوگ کون ہیں اور اِسے کہاں سے لائے تھے۔ کیونکہ عین ممکن تھا کہ جہاں سے یہ دونوں آدمی اُسے

اُٹھا کر لائے تھے عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کا بھی وہاں سے کوئی سراغ مل جائے۔ ناگ سرائے سے نکل کر اس مکان کی طرف چل پڑا جہاں رات کو اس کی "لاش" بند تھی۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کپال اور اس کے ساتھی کا یہ مکان شہر سے باہر ایک ویران سی جگہ پر واقع تھا۔ ناگ یہ مکان دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ اِسے مکان تک پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ دونوں آدمی اِسے اِس شکل میں دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ وہی لاش ہے جو زندہ ہوگئی تھی۔ اس لیے ناگ کسی دوسری شکل میں اِن لوگوں کے مکان پر جانا چاہتا تھا۔ ناگ کسی دوسرے انسان کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ کسی بھی پرندے اور جانور کی شکل ضرور بدل سکتا تھا۔ اگر وہ سانپ بن کر وہاں جاتا ہے تو اس میں خطرہ تھا کہ وہ اس پر حملہ کر دیں گے۔ چنانچہ ناگ نے ایک چھوٹی سی چڑیا کی شکل بدلی اور کپال کے مکان کے صحن کی دیوار پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کپال اور اس کا ساتھی صحن کے برآمدے میں پریشانی کی حالت میں بیٹھے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔

ناگ چڑیا کی شکل میں اُڑ کر اِن کے قریب دیوار میں جہاں اینٹ اُکھڑی ہوئی تھی وہاں بیٹھ گیا۔ اب اِسے کپال اور اس کے ساتھی کی باتیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ کپال کہہ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

"وہ ضرور کوئی آسیبی لاش تھی"
اُس کا ساتھی کہنے لگا۔
"ضرور وہ قبرستان کی چڑیل یا بھوت تھا۔ دیوتاؤں نے ہمیں بچالیا۔ کہتے ہیں قبرستان میں کبھی ایسا سانپ بھی نکل آتا ہے۔ جو پوری لاش کو اگر ایک ماہ میں کھا لے تو آدمی بن سکتا ہے"
کپال نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔
"یہ سب بے کار کی باتیں ہیں۔ قبرستانوں میں سوائے لاشوں کی ہڈیوں کے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ جو لاش تھی یہ ضرور کسی جادوگر کی لاش تھی جو وقت پورا ہونے پر سانپ بن گیا۔ یہ لاش تھی ہی نہیں۔ جادوگر اصل میں زندہ تھا"

ناگ اُن کی باتوں سے اِس نتیجے پر پہنچا کہ وہ اسے گندھارا کے قبرستان کی کسی قبر سے نکال کر لائے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ اِسے کسی نے قبر میں دفن کر دیا تھا۔ ناگ وہاں سے اُڑکر سیدھا گندھارا کے قبرستان میں آگیا۔ گندھارا شہر میں ایک ہی قبرستان تھا۔ ناگ اس شہر سے واقف ہو چکا تھا۔ نیچے اُتر کر اُس نے انسانی شکل تبدیل کر لی۔ قبرستان دن کے وقت بھی ویران تھا۔ دُور دُور تک کوئی

انسان نظر نہیں آرہا تھا۔ قبریں اِدھر اُدھر بکھری ہوئی تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ اگر یہ لوگ رات کو اِسے کسی قبر میں سے نکال کر لائے ہیں تو اِس قبر کی تازہ مٹی بتا دے گی کہ اِسے کھودا گیا تھا۔ ناگ قبروں کو غور سے دیکھتا جا رہا تھا۔ ایک قبر پر اِسے تازہ مٹی دکھائی دی۔ ناگ وہاں رُک گیا۔ صاف لگ رہا تھا کہ قبر کو کھودا گیا ہے۔ ناگ نے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں وہ اکیلا ہی تھا۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور قبر کی مٹی میں سے رینگتا ہوا قبر کے اندر چلا گیا۔

قبر میں کوئی لاش نہیں تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ اسی قبر میں سے اِسے نکال کر لے گئے تھے۔ ناگ نے مٹی کو سونگھا۔ اس قبر کی مٹی میں سے ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو آرہی تھی۔ ناگ کو یہ تو پتہ چل گیا کہ اِسے اسی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ مگر یہ معمہ ابھی تک حل نہیں ہوا تھا کہ اِسے کن لوگوں نے وہاں دفن کیا تھا۔ اور عنبر ماریا۔ جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ کہاں ہیں؟ ناگ سوچنے لگا ممکن ہے جو لوگ اِسے قبر سے نکال کر لے گئے تھے۔ انہوں نے اسے وہاں دفن کیا ہو؟ آخر یہ لوگ کون ہیں اور اِسے کس لیے قبر سے نکال کر لے گئے تھے اور اِس کی لاش کے ٹکڑے کیوں کرنے والے تھے؟ وہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کیوں نکالنا چاہتے تھے؟ اِن سارے سوالوں کا جواب ناگ کو اِن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں آدمیوں ہی سے مل سکتا تھا۔ اب ضروری ہوگیا تھا کہ وہ انسانی شکل میں ان کے پاس جاکر سوال وجواب کرے۔ ناگ کو ہلکی سی امید تھی کہ بہت ممکن ہے ان لوگوں سے اسے عنبر ناگ ماریا وغیرہ کا بھی کوئی سراغ مل جائے۔

ناگ اپنی اصلی انسانی شکل میں ہی کپال اور اس کے ساتھی کے مکان کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ مکان کا دروازہ بند تھا۔ ناگ نے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد کپال کے ساتھی نے دروازہ کھولا۔ جونہی اس کی نظر ناگ پر پڑی وہ چیخ مار کر بولا۔

"قبر کا بھوت ہے"

اور کوٹھڑی کی طرف بھاگ اٹھا۔ کوٹھڑی میں سے کپال بھی باہر نکل آیا۔ ناگ کو دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ وہی لاش ہے جو اس کے گھر میں آکر رات کو زندہ ہوگئی تھی۔ اور سانپ بن گئی تھی۔ وہ بھی بھاگنے ہی والا تھا کہ ناگ نے بلند آواز میں کہا۔

"ٹھہرو۔ اگر بھاگے تو میں تم دونوں کو ہلاک کر دوں گا"

کپال اس کا ساتھی وہیں ڈر کر زمین پر بیٹھ گئے۔ ناگ فوراً ان کے قریب آگیا اور بولا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں۔ اس کو تم بھول جاؤ۔ ایک بات کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم نے میرے سوال کا ٹھیک ٹھیک جواب دیا تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا"

کپال اور اس کا ساتھی ناگ کی طاقت سے اچھی طرح باخبر تھے۔ دونوں ناگ کو اپنے سامنے دیکھ کر دہشت کے مارے لرز رہے تھے۔ کپال نے کہا۔

"ہم جھوٹ نہیں بولیں گے۔ وعدہ کرتے ہیں"

ناگ نے پہلا سوال یہ پوچھا۔

"تم مجھے کہاں سے لائے تھے؟ کیوں لائے تھے؟"

کپال نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"ہم ہڈیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ انسانوں کی بھی اور جانوروں کی بھی ہڈیاں فروخت کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ہم نئی قبروں سے بھی لاشیں اٹھا کر لے آتے ہیں۔ تاکہ ان کے سر اور ریڑھ کی ہڈیاں نکال کر بیچ ڈالیں۔ تمہیں ہم ایک ایسی قبر سے نکال کر لائے تھے جو لگتا تھا تازہ بنی ہوئی ہے۔ باہر تازہ مٹی کی ڈھیری لگی ہوئی تھی۔ ہم تمہیں وہاں سے نکال کر لے آئے۔ کوٹھڑی میں بند رکھا۔ صبح تمہاری ہڈیاں جسم سے الگ کرنے آئے تو تم زندہ ہو چکے تھے۔ بس یہی ہماری ساری کہانی ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے پوچھا۔

"کیا تم عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ کو جانتے ہو؟"

کپال نے تعجب سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"یہ نام تو ہم نے پہلی بار سنے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے خیال میں مجھے وہاں قبر میں کون دفن کر گیا تھا؟"

کپال سکھنے لگا۔

"یہ تو ہم سے زیادہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم ایک زبردست جادوگر ہو۔ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں ہے۔"

ناگ سمجھ گیا کہ ان لوگوں کو واقعی کچھ معلوم نہیں ہے۔ اس نے پوچھا۔

"جب تم میری لاش کو قبر میں سے نکال رہے تھے تو تم نے وہاں کوئی غیر معمولی میرا مطلب ہے کوئی عجیب بات دیکھی تھی؟"

کپال نے کہا۔

"بالکل نہیں۔ قبرستان بالکل ایسے ہی خاموش تھا جیسے وہ ہر رات کو ہوتا تھا۔ ہمیں کوئی خاص بات وہاں دکھائی نہیں دی تھی۔"

ناگ واپس جاتے ہوئے بولا۔

"شکریہ۔"

ناگ دروازے میں سے گزرنے والا تھا کہ کپال نے آہستہ سے آواز دی اور بولا۔

"ایک عجیب چیز ہمیں یہاں ملی ہے؟"

ناگ وہیں رک گیا۔ واپس پلٹ کر اس نے پوچھا۔

"وہ کیا چیز ہے؟"

کپال نے ایک لمبی کیل جیب سے نکال کر ناگ کی طرف بڑھا دی اور بولا۔

"جس چارپائی پر تمہاری لاش ہم نے رکھی تھی اس کے سرہانے کی جانب ہمیں یہ لمبی کیل پڑی ہوئی ملی ہے۔"

ناگ نے کیل کو غور سے دیکھا۔ کپال کہنے لگا۔

"اس قسم کی کیل عام طور پر لاش کے سر میں ٹھونکی جاتی ہے۔ ہم نے پرانی داستانوں میں یہی پڑھا اور سنا ہے۔ کہیں یہ کیل تمہارے سر میں تو ٹھکی ہوئی نہیں تھی؟"

کپال کا ساتھی بولا۔

"کہیں یہ جادو کی کیل تو نہیں ہے؟"

ناگ کیل کو ہاتھ میں لے کر دائیں بائیں گھما کر بڑے غور سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے اپنے سر میں بھی، بالوں میں انگلیاں پھیر کر دیکھا۔ اسے اپنے سر میں کوئی سوراخ نہ ملا۔ ناگ کیل جیب میں رکھ لیا۔ کپال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔

"کیا اس سے پہلے بھی تم نے کوئی ایسی لاش دیکھی ہے جس کے سر میں کیل ٹھکا ہوا ہو؟"

کپال غور کرنے لگا۔ سر کو کھجاتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"یہ سوال اگر تم قبرستان کے گورکن سے پوچھو تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ گورکن کو لاشوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوتا ہے۔ کم از کم میں نے کبھی کوئی ایسی لاش نہیں دیکھی جس کے سر میں کیل ٹھکی ہوئی ہو۔"

ناگ وہاں سے نکل کر سیدھا گندھارا کے پرانے قبرستان میں آ گیا۔ اس سے پہلے بھی ناگ اس قبرستان میں آ چکا تھا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ گورکن کی جھگی خالی پڑی تھی۔ گورکن اسے کہیں نظر نہ آیا۔ مگر وہ گورکن سے ملے بغیر وہاں سے واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔ لمبی کیل اس کی جیب میں تھی۔ اسے امید تھی کہ گورکن سے اسے کافی مفید معلومات حاصل ہوں گی۔ ناگ شام تک قبرستان میں ہی ایک طرف قبروں کے پیچھے بیٹھا رہا اور گورکن کا انتظار کرتا رہا۔

تین پُراسرار آدمی

ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ اس کیل کے بارے میں کسی ایسے سانپ سے معلوم کیا جائے جو اسی قبرستان میں ہی رہتا ہو۔ اس خیال کے آتے ہی ناگ نے سانپوں کی زبان میں قبرستان میں موجود کسی سانپ کو آواز دی۔ اس آواز کو قریب ہی مقبرے کے نیچے بل میں رہتے ایک نسواری سانپ نے سُنا تو جلدی سے باہر نکل آیا۔ آتے ہی ناگ دیوتا کے سامنے اپنے پھن کو جھکایا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی تشریف آوری کا شکریہ۔ فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔

ناگ نے لوہے کی کیل نکال کر اسے دکھائی اور پوچھا۔

"کیا تم اِس کیل کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

نسواری سانپ نے لوہے کی کیل کو چاروں طرف سے غور سے دیکھا۔ بار بار اس پر زبان لہرا کر سونگھا۔ پھر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! اس کیل سے میں کچھ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ یہ کوئی خاص کیل ہو گا۔ مجھے تو یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوہے کا ایک عام کیل لگتا ہے۔"

ناگ نے سانپ کو رخصت کر دیا۔ اب وہ گورکن کا انتظار کرنے لگا۔ گورکن ہی اسے اس خاص قبر کے بارے میں کچھ بتا سکتا تھا۔ جس میں ناگ کو دفن کیا گیا تھا۔ سورج غروب ہونے والا تھا کہ ناگ کو ایک ادھیر عمر آدمی جھونپڑے کی طرف آتا دکھائی دیا۔ ناگ قبر کے پیچھے خاموش بیٹھا اسے تکتا رہا۔ یہ گورکن ہی ہو سکتا تھا۔ اس نے کاندھے پر قبریں کھودنے والا پھاوڑا ڈال رکھا تھا۔ گورکن جھونپڑے میں چلا گیا تو ناگ اٹھ کر وہاں آیا۔ اس نے گورکن کو آواز دی۔ گورکن باہر آگیا۔ اس نے ناگ کی طرف غور سے دیکھا اور پوچھا۔

"کیا کسی مُردے کے لیے قبر کھودنی ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"قبر تو نہیں کھودنی لیکن ایک قبر کے بارے میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

گورکن جھونپڑے سے باہر آگیا۔

"کس قبر کے بارے میں تم پوچھنا چاہتے ہو؟ تم کہاں سے آئے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"میں اسی شہر گندھارا سے آیا ہوں۔ کیا تم زحمت کر کے اس قبر تک میرے ساتھ چلو گے جس کے بارے میں میں تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں؟"

گورکن نے اب ناگ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ ناگ نے جلدی سے کہا۔

"میں حکومت کا آدمی نہیں ہوں۔ ایک شریف آدمی ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں کچھ عرصے سے پردیس گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو مجھے محلے والوں نے بتایا کہ میری بیوی مر گئی تھی اور انہوں نے اسے قبرستان میں دفن کر دیا تھا۔ انہوں نے مجھے قبرستان میں ایک قبر بھی دکھا کر بتایا کہ یہ قبر میری بیوی کی ہے۔ اب میں تم سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس قبر میں تم نے پچھلے دنوں کسی عورت کو دفن کیا تھا؟"

گورکن نے اطمینان کا سانس لیا کہ کوئی خاص گڑبڑ والی بات نہیں۔ اس نے ناگ سے پوچھا۔

"چلو بھائی مجھے اس قبر کے پاس لے چلو۔ ویسے یہاں پچھلے دنوں ایک عورت کی میت ضرور آئی تھی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ گورکن کو اس قبر پہ لے آیا۔ جہاں ناگ کے سر میں کیل ٹھونک کر دفن کیا گیا تھا۔ ناگ نے قبر کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"یہ ہے وہ قبر جس کے بارے میں مجھے محلے داروں نے بتایا ہے کہ یہاں میری بیوی کو دفن کیا گیا تھا۔ مہربانی کر کے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا اس قبر میں تم نے کسی عورت کو دفن کیا تھا؟"

گورکن اس قبر پہ آتے ہی کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ اس پریشانی کو ناگ نے اُس کے چہرے سے بھانپ لیا۔ وہ گورکن کی طرف مسلسل دیکھ رہا تھا۔ گورکن نے قبر کو ایک نظر دیکھا پھر بولا۔

"بھائی! یہاں تو میں نے پچھلے دنوں کسی عورت کی میت کو دفن نہیں کیا۔ یہ تو کوئی پرانی قبر ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ یہاں کون دفن ہے"

ناگ سمجھ گیا کہ گورکن جھوٹ بول کر بات کو ٹالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے کہا۔

گورکن بھائی۔ ایک بار پھر قبر کو غور سے دیکھو اس پہ ابھی تازہ مٹی پڑی ہوئی ہے۔ جس سے صاف

ظاہر ہے کہ یہ قبر پرانی نہیں ہے"

گورکن جھونپڑی کی طرف مڑا اور بولا۔

"میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ یہ پرانی قبر ہے اور مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ جاؤ اپنا راستہ لو"

ناگ کو احساس ہو گیا کہ گورکن اس سے کسی خاص بات کو چھپا رہا ہے اور یہ اسے سیدھی طرح کبھی نہیں بتائے گا۔ ناگ نے دوسرے طریقے سے اس راز پر سے پردہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ گورکن اپنی جھونپڑی میں داخل ہو گیا تھا۔ ناگ نے قبرستان کے سانپ سے مدد لینے کا سوچا۔ وہ واپس قبروں کے پاس ایک درخت کے نیچے آ گیا۔ یہاں اس نے اس سانپ کو بلایا۔ اور اسے حکم دیا کہ سامنے والی جھونپڑی میں جانے اور اس کے اندر جو آدمی ہے۔ اس کو ڈس کر صرف اتنا زہر اس کے جسم میں داخل کرے کہ وہ ہلاک نہ ہو۔ سانپ نے ادب سے سر جھکایا اور گورکن کی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔

ناگ وہیں بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں گورکن کی جھونپڑی پر تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جھونپڑی میں سے گورکن کی چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ سانپ نے گورکن کو ڈس دیا تھا۔ ناگ دوڑ کر جھونپڑی میں آ گیا۔ دیکھا کہ گورکن زمین پر اپنے پاؤں کو پکڑ کر شور مچا رہا تھا کہ مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ مجھے سانپ

COURTESY WWW.POFBOOKSFREE.PK

نے کاٹ لیا ہے۔ ناگ نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر کہا۔

"جس سانپ نے تمہیں کاٹا ہے وہ بہت زہریلا تھا تم بہت جلد مر جاؤ گے اور میں تمہاری قبر کھود کر تمہیں دفن کر دوں گا۔ لیکن میں تمہیں ایک شرط پر بچا سکتا ہوں"

گورکن کا سانپ کی دہشت کی وجہ سے رنگ اڑ چکا تھا وہ نڈھال ہو کر لیٹ گیا تھا۔ کہنے لگا

"خدا کے لیے مجھے بچا لو۔ مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے"

ناگ نے پوچھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ جس قبر پر میں تمہیں لے گیا تھا۔ وہاں تم نے کس کو دفن کیا تھا؟"

گورکن کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ اصل میں کئی سانپ زہریلے نہیں ہوتے مگر جن کو وہ ڈستے ہیں وہ اس کی دہشت ہی سے مر جاتے ہیں۔ گورکن کا بھی یہی حال ہو رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"مجھے بچا لو۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ تمہیں سب کچھ بتا دوں گا"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہارا علاج کیے دیتا ہوں۔ مگر یاد رکھو۔ اگر تم بعد میں اپنے وعدے سے مکر گئے یا تم نے سچ سچ بات مجھے نہ بتائی اور جھوٹ بولا تو یہی سانپ ایک بار پھر آ کر تمہیں ڈس دے گا۔ اور پھر تمہیں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکے گا"

گورکن نے تڑپتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ساری بات سچ سچ بتا دوں گا۔ مجھے موت سے بچا لو۔ جلدی کرو۔ میرا جسم سُن ہونے لگا ہے"

ناگ نے اسی سانپ کو واپس بُلا کر کہا کہ وہ گورکن کے جسم کا زہر واپس چوس لے۔ گورکن ویسے بھی تھوڑی دیر بعد ٹھیک ہو جاتا۔ مگر ناگ اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک سانپ خود آ کر زہر نہیں چوستا گورکن کو کبھی یقین نہیں آئے گا اور وہ دہشت کی وجہ سے مر جائے گا۔ سانپ فوراً حاضر ہو گیا۔ ناگ نے گورکن سے کہا۔

"اپنی جگہ پر چُپ چاپ لیٹے رہو۔ جس سانپ نے تجھے کاٹا تھا میں نے اسے بُلا لیا ہے۔ وہ تمہارا سارا زہر واپس چوس لے گا"

گورکن نے دیکھا کہ ایک کالا سانپ رینگتا ہوا اس کے پاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر سانپ نے اپنا منہ کاٹی ہوئی جگہ پر رکھ دیا اور جو زہر اس نے گورکن کے جسم میں داخل کیا تھا وہ سارے کا سارا چوس لیا۔ سانپ چلا گیا۔ ناگ نے گورکن سے کہا۔

"اب تمہارے جسم میں ذرا سا بھی زہر باقی نہیں ہے۔ تم اُٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ تمہاری زندگی بچ گئی ہے۔"

گورکن نے نفسیاتی طور پر بھی اپنے جسم میں سکون سا محسوس کیا۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ ویسے بھی اس کے جسم میں جو تھوڑا بہت زہر ڈالا گیا تھا۔ اب نہیں تھا۔ گورکن بالکل ٹھیک ہو گیا تو ناگ نے وہی سوال پھر دہرایا۔

"اب بتاؤ کہ جس قبر کے پاس میں تمہیں لے گیا تھا۔ اس میں تم نے پچھلے دنوں کس لاش کو دفن کیا تھا؟"

گورکن نے کپڑے سے اپنے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھ کر کہا۔

"بھائی! تم جس قبر پر مجھے لے گئے تھے اس قبر کی کہانی یہ ہے کہ آج سے چند مہینے پہلے شہر سے ایک جنازہ آیا۔ رات کا وقت تھا۔ مجھے پہلے سے بتا دیا گیا تھا کہ ایک قبر تیار کرنی ہے میں قبر تیار کر چکا تھا۔ جنازے کو چار آدمی اُٹھائے

ہوئے تھے۔ انہوں نے جنازہ قبر کے پاس رکھ دیا۔ قبر تیار تھی۔ پھر بارش شروع ہو گئی۔ ہم تھوڑی دیر کے لیے درختوں میں آ گئے۔ اتنے میں کیا۔ ہوا کہ جنازے میں جو لاش تھی وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے ایسا منظر زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ کسی زندہ آدمی کو بے ہوش کر کے دفن کرنے آئے ہیں جس کو ہوش آ گیا ہے۔ فوراً ایک آدمی لاش کی طرف لپکا۔ اس نے میری آنکھوں کے سامنے آدمی کے سر میں ایک کیل ٹھونک دی۔ وہ آدمی پھر لاش بن گیا۔ شاید اب وہ مر چکا تھا۔ میں ابھی گھبرایا ہوا ہی تھا کہ انہوں نے مجھے چاندی کے بہت سے سکے دے کر میرا منہ بند کر دیا اور کہا کہ میں یہ بات کسی کو نہ بتاؤں اور لاش کو دفن کر کے قبر بنا دوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے لاش کو قبر میں اتار کر دفن کر دیا۔ اور اوپر قبر بنا دی۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔ میں نے تمہیں سچ سچ بتا دیا ہے۔"

ناگ نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا تم اِن آدمیوں کو جانتے ہو؟ دماغ پر زور ڈال کر یاد کرو۔ کیا تم نے ان کو پہلے کبھی دیکھا تھا؟"

گورکن سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر بولا۔

مجھے یاد آتا ہے کہ اِن چار آدمیوں میں سے ایک آدمی کو میں نے پہلے بھی دیکھا تھا۔ مجھے یاد کر لینے دو۔"

گورکن یاد کرنے لگا۔ وہ بار بار اپنے سر پہ ہاتھ پھیر رہا تھا۔ ناگ اس کے پاس خاموش بیٹھا تھا۔ پھر گورکن نے چونک کر کہا۔

"ہاں یاد آگیا۔ اُن میں ایک آدمی اسی شہر سے دُور قصبہ جاتل کا رہنے والا تھا۔ ہاں وہ بالکل وہی تھا۔ وہ قصبہ جاتل میں مُردے نہلانے کا کام کرتا ہے۔ اسی کا نام میں بھول گیا ہوں۔" ناگ نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ کیا پھر کبھی اِن آدمیوں میں سے کوئی اس قبر کے پاس آیا تھا؟"

گورکن بولا۔

"نہیں اس کے بعد میں نے اِن میں سے کسی کو اس قبرستان میں نہیں دیکھا۔"

ناگ اس نتیجے پہ پہنچا کہ گورکن کو جتنا معلوم تھا اس نے بتا دیا ہے۔ اب اسے قصبے جاتل میں جا کر مُردہ نہلانے والے سے رابطہ پیدا کرنا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے اس سے کچھ ایسی معلومات مل جائیں۔ جن کی مدد سے عنبر ماریا کیٹی جوئی سانگ اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل سکے۔ ناگ نے گورکن سے کہا۔

"تمہارا شکریہ۔ اب یہ بتاؤ کہ وہ قصبہ جاتل یہاں سے کتنی دُور ہے۔ اور کس جانب واقع ہے؟"

گورکن نے کہا۔

"یہ قصبہ یہاں سے شمال کی طرف خشک پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے نزدیک ہی ایک خشک تالاب بھی ہے۔ اگر تم گھوڑے پہ سوار ہو کر سفر کرو تو رات ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جاؤ گے۔"

ناگ نے گورکن کو خدا حافظ کہا۔ اور قبرستان سے نکل شہر کے شمالی دروازے کی طرف آگیا۔ شام ہو چکی تھی۔ شہر کے مکانوں میں چراغ روشن ہونے لگے تھے۔ ناگ کو گھوڑے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اس نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ اور فضا میں بلند ہو کر شمال کی طرف اُڑنے لگا۔ وہ تیز رفتاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے اُڑ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے غروب ہوتی شام کے سرمئی دُھندلکے میں نیچے خشک پہاڑیوں میں ایک قصبے کے مکان دکھائی دیئے۔ جن میں کہیں کہیں روشنی جھلملا رہی تھی۔

ناگ پرواز کرتے غوطہ لگا کر اِن پہاڑیوں میں آ گیا۔ پھر وہ ایک طرف اُترا۔ عقاب سے انسانی شکل اختیار کی اور قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ قصبے کے قریب پہنچ کر اس نے ایک آدمی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہی قصبہ جاگل ہے۔ ناگ قصبے کے بازار میں آگیا۔ اس قصبے کا ایک ہی بازار تھا۔ جس کی دکانیں کھُلی تھیں۔ دکانوں میں چراغ جل رہے تھے۔ تھوڑے سے لوگ بازار میں چل پھر رہے تھے۔ ناگ ایک ایک دکان کو دیکھتا جا رہا تھا۔ ایک دکان پر اِسے ایسا سامان دکھائی دیا جو اکثر مُردوں کو نہلانے میں کام آتا تھا۔ ناگ اس دکان پر رُک گیا اور دکاندار کے پاس جا کر بولا۔

"بھائی! میں یہاں پردیسی ہوں۔ اپنے ایک دوست کے ساتھ آیا تھا۔ وہ مرگیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اِس آدمی کا پتہ بتا دو جو مُردوں کو غسل دیتا ہو۔ تاکہ میں اپنے دوست کی لاش کو دفنا سکوں۔"

دکاندار نے کہا۔

"اس بازار کی نکڑ پر ایک مکان ہے۔ وہاں مُردوں

غسل دینے والا رہتا ہے۔ اس کا نام جاگم ہے۔ وہ گھر پر ہی ہوگا۔"

ناگ سیدھا جاگم کے مکان پر جا پہنچا وہ گھر پر ہی تھا جاگم کی شکل ہی سے لگتا تھا کہ یہ کوئی پُراسرار اور جرائم پیشہ آدمی ہے۔ ناگ کی طرف دیکھ کر اکھڑ لہجے میں بولا۔

"کیا بات ہے؟ کیا کوئی مُردہ نہلانا ہے؟"

ناگ نے اِسے سلام کیا اور غمگین آواز بنا کر بولا۔

"ہاں بھائی میرا ایک دوست مرگیا ہے۔ اسے سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اگر تم چل کر اِسے غسل دے دو تو میں خود ہی اِسے دفن کر دوں گا۔ میرے دوست نے مرتے وقت کہا تھا کہ مجھے پوری رسموں کے ساتھ غسل دے کر دفن کرنا۔"

جاگم نے کہا۔

"مگر سانپ کے کاٹے سے تو لاش خراب ہو جاتی ہے۔ میں اِسے کیسے غسل دُوں گا؟"

ناگ نے جلدی سے کہا۔

"بھائی میرے دوست کی لاش بالکل خراب نہیں ہوئی۔ وہ تو ایسے ہے جیسے سو رہا ہو۔ تم میرے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چل کر اس کو غسل دے دو۔ میں تمہیں منہ مانگے
سکّے دے دُوں گا۔"

جاکھم نے ناگ کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور بولا۔
"میں نے تمہیں پہلے یہاں نہیں دیکھا۔ تم کہاں کے
رہنے والے ہو۔ تمہارا گھر کہاں ہے؟"

ناگ نے فوراً جواب دیا۔

"بھائی میں یہاں پردیسی ہوں۔ میں اور میرا دوست
اس علاقے میں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آئے تھے
کہ میرے دوست کو سانپ نے کاٹ لیا۔ ہمارا
یہاں کوئی مکان بھی نہیں ہے۔ ہم تو پہاڑیوں میں
ایک جھونپڑا بنا کر ٹھہرے ہوئے تھے۔"

جاکھم نے کہا۔

"میں سونے کے دس سکّے لوں گا اور وہ بھی پہلے
وصول کروں گا۔ تب تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"

ناگ کے پاس تو اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے
کہا۔

"بھائی! تم مجھ سے سونے کے پچاس سکّے لے لینا۔
مگر یہ سارے سکّے میرے جھونپڑے میں پڑے
ہیں۔ یہاں اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں

ہے۔"

جاکھم سوچ میں پڑ گیا۔ سونے کے پچاس سکّوں کا لالچ بہت
بُرا تھا۔ ویسے بھی ناگ اسے ایک دُبلا پتلا بے ضرر سا نوجوان
لگ رہا تھا۔ اس نے ناگ کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر
چلنے سے پہلے پوچھنے لگا۔

"تمہارا نام کیا ہے اور تم کس ملک کے رہنے
والے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ اور میں ملک مصر کا باشندہ ہوں۔
میرا دوست بھی مصر ہی کا رہنے والا تھا۔ ہم
دونوں دوسرے ملکوں میں گھوم پھر کر نایاب
جڑی بوٹیاں تلاش کیا کرتے تھے۔ کیا تم میرے
ساتھ چلو گے؟"

جاکھم بولا۔

"ہاں۔ چلو۔"

اس نے اپنا گھوڑا نکال لیا۔ ناگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم اپنا گھوڑا نہیں لائے کیا؟ کیا تمہارے پاس
گھوڑا نہیں ہے؟"

ناگ اسے کیسے بتاتا کہ وہ تو ہوا میں اُڑ کر آیا ہے —

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہنے لگا۔

"میرا گھوڑا زخمی ہو گیا تھا۔ میں پیدل ہی چل کر تمہارے مکان تک آیا ہوں۔"

جاکھم ایک بدمعاش قسم کا آدمی تھا۔ اس نے خنجر اپنی جیب میں رکھ لیا اور ناگ سے کہا۔

"بیٹھو میرے گھوڑے پر میرے پیچھے۔"

ناگ اس کے پیچھے اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا اور گھوڑا قصبے کے بازار سے ہوتا ہوا۔ جب باہر پہنچا تو جاکھم نے پوچھا۔

"کس طرف ہے تمہاری جھونپڑی؟"

ناگ نے ایک طرف اشارہ کیا۔ "اِدھر ہے اُس ٹیلے کے نیچے۔"

جاکھم نے گھوڑے کا رُخ ناگ کے بتائے ہوئے ٹیلے کی طرف پھیر دیا۔ اس وقت رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا چکا تھا۔ جاکھم نے کہا۔

"تمہاری جھونپڑی میں کوئی چراغ وغیرہ تو روشن ہو گا نا؟"

ناگ نے کہا۔

"جی نہیں میں تو اپنے دوست کی موت سے گھبرا گیا۔

چراغ جلانا بھی بھول گیا اور سیدھا آپ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔"

جاکھم نے ناگ کو جھڑکتے ہوئے کہا۔

"کیسے احمق آدمی ہو تم بھی کہ جھونپڑی میں شام کو چراغ روشن کرنا بھی بھول گئے۔ تم مجھے کوئی گنوار لگتے ہو؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اگر دوسرے حالات ہوتے تو ناگ ابھی اس بدمعاش کو مزا چکھا دیتا۔ مگر مزا چکھانے کا وقت آ رہا تھا۔ جب وہ ٹیلے کے پاس پہنچے تو جاکھم گھوڑے سے اُتر آیا۔ اندھیرے میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اور بولا۔

"یہاں تو مجھے کوئی جھونپڑا دکھائی نہیں دیتا۔ کہاں ہے تمہارے دوست کی لاش؟"

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو ناگ وہاں موجود نہیں تھا۔ جاکھم حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ شخص کہاں رفو چکر ہو گیا ہے۔ اس نے اونچی آواز میں کہا۔

"ارے گنوار تم کہاں چلے گئے ہو؟ تمہارا جھونپڑا اور دوست کی لاش کہاں ہے؟"

ناگ اِسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ آدمی چونکہ خطرناک تھا۔ سمجھ گیا کہ اِسے کسی جال میں پھنسایا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا رہا ہے۔ فوراً اس نے خنجر نکال لیا اور ایک پتھر کی آڑ لے کر اندھیرے میں گھورنے لگا۔ اسے اپنے سر کے اوپر سرسراہٹ سی سنائی دی۔ ایکدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ اوپر سے ایک سات فٹ لمبے سیاہ کالے سانپ نے چھلانگ لگائی اور اس کی گردن کو دبوچ کر اپنا پھن بالکل اس کے منہ کے سامنے کر دیا اور زور سے پھنکارنے لگا۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا تھا کہ جاکھم کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا تھا۔ سانپ کی لال آنکھیں اس کو اندھیری رات میں انگاروں کی طرح دہکتی اپنے اوپر جمی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اور کنڈلی اس کی گردن کو دبوچ رہی تھی۔ اگر وہ سانپ کو پکڑتا یا مارتا ہے تو یقینی بات تھی کہ سانپ اسے فوراً منہ پر ڈس دیتا اور پھر اس کا بچنا محال تھا۔ خوف سے اس کا حلق خشک ہو گیا۔ خنجر ابھی تک اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ مگر جسم موت کی دہشت کی وجہ سے ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ سانپ اپنا پھن اور قریب لے آیا۔ اب سانپ کی زبان وہ صاف دیکھ رہا تھا۔ اس کی پھنکار جو گرم تھی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ اب جاکھم کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ موت ایک ہاتھ سے بھی کم فاصلے پر اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔

عین اس وقت ایک طرف سے ناگ نکلا اور اس کے سامنے آکر بولا۔

"جاکھم! کس حال میں ہو۔ اب بتاؤ میں گنوار ہوں یا تم کہ سانپ نے تمہیں اپنے قبضے میں لے لیا؟"

جاکھم نے تھراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے موت سے بچاؤ۔ مجھے....."

سانپ نے زور سے پھنکار ماری اور جاکھم ایکدم سے چپ ہو گیا۔ ناگ نے سانپ کو اس کی زبان میں کہا۔

"اس کی گردن کا پھندا ڈھیلا کر دو۔ اور اپنا پھن پہرے سے پیچھے ہٹا لو" سانپ نے فوراً ناگ کے حکم پر عمل کیا۔ سانپ کا پھن پیچھے ہٹا تو جاکھم نے سہمی ہوئی خشک آواز میں کہا۔

"مجھے بچا لو۔ مجھے بچا لو۔ یہ سانپ مجھے ڈس دے گا"

ناگ بولا۔

"یہ سانپ میرے اشارے سے تمہارے پاس آیا ہے۔ میں اسے حکم دوں گا تو جس طرح تمہارے چہرے سے اس نے اپنا پھن دور ہٹا لیا ہے اسی طرح یہ تمہیں آزاد بھی کر دے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیکن اس سے پہلے تمہیں میرے ایک سوال کا ٹھیک اور سچا جواب دینا ہوگا۔ کیا تم تیار ہو؟"

جاکھم نے کانپتے ہوئے کہا۔

"پہلے اس سانپ کو پرے ہٹا دو۔ تم مجھ سے جو پوچھو گے میں تمہیں ٹھیک ٹھیک بتا دوں گا۔"

ناگ نے زمین پر پڑا ہوا خنجر اُٹھا لیا۔ پھر سانپ کو حکم کر اِسے چھوڑ کر پاس ہی بیٹھ جائے۔ ناگ کا حکم سنتے ہی کالا سانپ جاکھم کی گردن سے اُتر آیا۔ اور اس کے بالکل سامنے کنڈلی مار کر اس طرح سے بیٹھ گیا کہ اس کا پھن پورا کھلا ہوا تھا اور آنکھیں جاکھم کو گھور رہی تھیں۔

ناگ نے کہا۔

"جاکھم اب تم بھی بیٹھ جاؤ۔ دیکھو۔ یہ سانپ تمہاری طرف گھور رہا ہے۔ یہ میرا غلام ہے اور تم سے زیادہ دُور نہیں ہے۔ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو یہ تمہارے گھر پر بھی جا کر تمہیں ہلاک کر سکتا ہے۔ اور اگر تم نے میرے سوال کے جواب میں جھوٹ بولا تو اس سانپ کو فوراً پتہ چل جائے گا۔ یہ اسی وقت اپنی جگہ سے اُچھل کر تمہاری گردن پر ڈس دے گا۔"

جاکھم نے کہا۔

"تم جو پوچھو گے میں سچ سچ بتا دوں گا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔"

ناگ نے پوچھا۔

"یہ بتاؤ کہ تم جس آدمی کا جنازہ لے کر قبرستان میں گئے تھے۔ وہ آدمی کون تھا۔ تم لوگوں نے اُس کے سر میں کیل کس لیے ٹھونکی تھی۔ اور کیا وہ کیل تم لوگوں نے کسی دوسرے آدمی کے سر میں بھی ٹھونکی تھی؟"

جاکھم نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ جس آدمی کو ہم بے ہوش کر کے زندہ دفن کرنے قبرستان میں لے گئے تھے۔ وہ سُنا ہے کہ کوئی جادوگر تھا۔ اس رات میرے پاس تین آدمی آئے تھے اور مجھے یہ کہہ کر اپنے ساتھ لے گئے تھے کہ ایک مُردے کو غسل دینا ہے۔ میں نے مُردے کو غسل دیا تو وہ زندہ ہو گیا۔ میں ڈر کر بھاگا تو اِن تینوں آدمیوں نے مجھے زبردستی پکڑ لیا اور دولت کا لالچ دے کر کہا کہ اِسے زبردستی غسل دو۔ انہوں نے اس آدمی (زندہ لاش) کا گلا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھونٹ ڈالا - وہ مرگیا۔ ہم اِسے لے کر قبرستان میں گئے۔ تو وہ پھر جنازے میں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب ان آدمیوں نے مجھے سونے کی ایک ڈلی دے کر کہا کہ اس آدمی کے سر میں کیل ٹھونک دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ وہ آدمی اس کے بعد یقیناً مرگیا تھا۔ اس کے بعد گورکن نے اس کی لاش قبر میں دفن کر دی۔ اور میں واپس اپنے گھر آگیا۔ اس کے بعد کیا ہوا ——

مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ دفن ہونے والا کوئی جادوگر تھا؟"

جاکھم بولا۔

"یہ بات مجھے اِن تین آدمیوں میں سے ایک نے بتائی تھی۔"

"کیا تم جانتے ہو وہ تین آدمی کہاں ہوں گے؟" ناگ نے سوال کیا۔

جاکھم کہے گا۔

"وہ تینوں اجنبی تھے —— اس سے پہلے میں نے انہیں کہیں نہیں دیکھا تھا۔ اس بات کو چار

مہینے گزر گئے ہیں۔ میں نے اس کے بعد بھی آج تک ان تینوں کو کہیں نہیں دیکھا۔"

ناگ کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص جھوٹ نہیں بول رہا اور اس نے واقعی اِن تینوں آدمیوں کو پھر نہیں دیکھا ہوگا۔ اس کی باتوں سے یہ بھی اندازہ ہوتا تھا کہ اِسے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور باقی تین آدمی کوئی پراسرار آدمی تھے۔ جنہوں نے کسی طلسم کی وجہ سے اپنے کسی ساتھی کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اس کی کھوپڑی میں کیل ٹھونک دی کہ وہ پھر کبھی قبر سے باہر نہ نکل سکے۔ لیکن اب سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ یہ کیل ناگ کی کھوپڑی میں کہاں سے آگئی؟ کیا یہ وہی کیل تھی یا کوئی اور کیل تھی؟ ناگ اس کا فیصلہ نہ کر سکا۔ اس نے جاکھم کو آزاد کر دیا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھ کر فوراً وہاں سے بھاگ گیا۔ کالا سانپ ناگ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ناگ نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ گندھارا شہر کے مقبرے والے پرانے قبرستان میں کوئی آسیب رہتا ہے؟"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بچوں کا اغوا

سانپ نے جواب دیا۔
"عظیم ناگ دیوتا! قبرستان والے مقبرے میں میں نے آج تک کسی آسیب کو نہیں دیکھا۔ ویسے بھی میرا ادھر بہت کم جانا ہوتا ہے۔ یہ تو اس قبرستان کا کوئی سانپ ہی آپ کو بتا سکتا ہے۔"
قبرستان والے سانپ سے ناگ پہلے ہی پوچھ بیٹھا تھا۔ ناگ نے سانپ کو بھی رخصت کر دیا۔ اب وہ سوچنے لگا کہ معمہ اور زیادہ الجھتا جا رہا ہے۔ اس کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ بہتر یہی ہے کہ اس معمے کو اسی جگہ چھوڑ دیا جائے اور کسی دوسرے ملک میں چل کر عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ کو تلاش کیا جائے۔ یہ فیصلہ کر کے ناگ نے غور کیا کہ دوسرا قریبی ملک کون سا ہو سکتا ہے۔ وہاں سے قریب ترین ملک ایران ہی تھا۔ ناگ نے ایران جانے کا ارادہ کیا۔ اٹھا۔ سانس کھینچ کر عقاب کی شکل بدلی اور ملک ایران

کی طرف روانہ ہو گیا۔ ایران کی سرحد وہاں سے دو دن اور دو راتوں کے سفر پر تھی۔ مگر ناگ تیز رفتاری سے پرواز کرتا ہوا راتوں رات ایران کے دارالحکومت پرسی پولس پہنچ گیا۔ یہ وہی شہر تھا جہاں گنڈاپ شاہی محل میں اس انتظار میں بیٹھا سازشوں میں مصروف تھا کہ کب اس کی شادی نیوفر شہزادی سے ہو اور وہ ایران کے تخت و تاج پر اپنا قبضہ جما لے۔
یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ شہزادی نیوفر اور نوجوان دریاب نے مل کر اپنے بزرگ استاد کی مدد سے گنڈاپ کو طلسمی نقش پلا دیا تھا۔ جس کے اثر سے گنڈاپ کی وہ تمام طاقتیں جلالش ناگ، عنبر، ماریا، جولی سانگ، کیٹی اور تھیو سانگ کا تھوڑا تھوڑا خون پینے سے اس کے اندر پیدا ہو گئی تھیں۔ چھ ماہ کے لیے ختم ہو گئی تھیں۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ کسی وجہ سے اس کی طاقتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہیں۔ لیکن وہ انسان کی حیثیت سے ابھی زندہ تھا۔ کیونکہ وہ ہر منگل کی رات کو شہر کے کسی نہ کسی لڑکے کا سانس پی جاتا تھا۔ اور اس لڑکے کو مُردہ حالت میں اپنے حویلی والے تہہ خانے میں پھینک دیتا تھا۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ کی طاقتیں ختم ہو جانے کے بعد گنڈاپ نے سپہ سالار سے مل کر تخت پر قبضہ کرنے کی سازشیں تیز کر دی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری طرف وہ شہزادی نیلوفر پر بھی ڈورے ڈال رہا تھا۔ مگر چونکہ نیلوفر نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ صرف ایسے آدمی سے شادی کر سکتی ہے۔ جو غائب ہو سکتا ہو اور سانپ بن سکتا ہو۔ اس لیے گنڈاپ چپ ہو گیا تھا۔ لیکن اب وہ شہزادی کو یہ کہہ کر قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ فقیروں کی باتوں پہ نہیں جانا چاہیئے۔ اور اسے گنڈ ہی سے بیاہ کر لینا چاہیئے۔ مگر شہزادی نہیں مان رہی تھی اب شہزادی اس سے ملتی بھی نہیں تھی۔

شہر میں ہر ہفتے ایک لڑکا غائب ہو جاتا تھا۔ بادشاہ بہت پریشان تھا۔ سارے شہر میں دہشت پھیل گئی تھی لوگوں نے اپنے بچوں کا گھروں سے نکلنا بند کر دیا تھا۔ لیکن اب گھروں کے اندر سے بھی بچے گم نہیں ہوتے تھے۔ کیونکہ گنڈاپ کے پاس اب ماریا کی غائب ہونے کی طاقت نہیں تھی اور وہ غائب نہیں ہو سکتا تھا۔ اب وہ منگل کی شام کو کالے کپڑے پہن کر باہر نکلتا اور جہاں کہیں اسے کوئی بچہ کھیلتا یا کسی باغ میں دکھائی دیتا۔ وہ اسے اٹھا کر لے جاتا اور اپنی حویلی والے مکان میں لے جا کر اس کی لاش کو وہیں پھینک دیتا۔ حکومت کی سختی اور پہریداروں کی گشت کی وجہ سے گنڈاپ کو شہر سے لڑکے اغوا کرنے میں بڑی دقت

ہونے لگی تو اس نے شہر سے دور گاؤں کا رخ کر لیا۔ وہ ہفتے میں کسی دن چپکے سے بھیس بدل کر دور کسی ریاست میں نکل جاتا اور وہاں سے کسی نہ کسی لڑکے کو بے ہوش کر کے بوری میں بند کر کے اپنے مکان پر لے آتا اور منگل کی رات کو اس کا سانس پی کر اپنے اندر پھر سے زندہ رہنے کی توانائی پیدا کر لیتا۔

ابھی ناگ گنڈاپ کے شہر میں نہیں پہنچا تھا کہ گنڈاپ کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ گندھارا کے مینار والی قبر کے اپنے تہہ خانے میں جا کر ایک بار پھر عنبر ماریا اور ناگ کے ساتھیوں کا تھوڑا تھوڑا خون پی آئے۔ شاید اس طرح اس کی کھوئی ہوئی طاقتیں پھر اسے واپس مل جائیں۔ یہ سوچ کر گنڈاپ نے بادشاہ سے یہ کہہ کر چند دن کی اجازت لے لی کہ وہ اپنی بوڑھی ماں سے ملنے گاؤں جا رہا ہے۔ چنانچہ ایک رات وہ برق رفتار گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور گندھارا شہر والے مقبرے کی طرف روانہ ہو گیا۔

مینار والی قبر کے مقبرے میں پہنچنے کے بعد گنڈاپ نے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھا اور خود مینار والی قبر کی طرف بڑھا۔ اب اس کے پاس کوئی طلسم نہیں تھا۔ کوئی طاقت نہیں تھی۔ اس کے پاس ایک ہی طاقت تھی کہ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مینار کو دوسری جگہ ہٹا سکتا تھا - لیکن یہ طاقت بھی مرد
اسی صورت اس کے پاس آسکتی تھی کہ وہ انسانی حیثیت
چھوڑ کر پھر سے لاش والی شکل اختیار کرلے - اور گنڈاپ
لاش کی شکل میں واپس نہیں آنا چاہتا تھا - اس کے ارادے
یہ تھے کہ وہ کسی طریقے سے ایران کے تخت پر قبضہ کرے
نسل در نسل ایران پر حکومت کرے - مینار والی قبر کے پاس
جو نیلا سانپ چھپ کر پہرہ دے رہا تھا وہ اسے دیکھ کر
فوراً باہر نکل آیا اور تعظیم کے لیے جھک گیا - گنڈاپ کے
پاس صرف نیلے ساتھیوں کی ہی بادشاہت باقی رہ گئی تھی
وہ نیلے سانپوں کو ہی بُلا سکتا تھا اور اس سے کام لے سکتا
تھا - اس نے نیلے سانپ سے کہا -

"اسی جگہ پہرہ دیتے رہو - میں تھوڑی دیر میں
واپس آرہا ہوں"

اور گنڈاپ خفیہ راستے سے قبر کے زینے پر پہنچ
گیا - زینہ اُتر کر وہ غار میں آیا - جہاں دونوں جانب
انسانی کھوپڑیوں کے چراغ جل رہے تھے - یہاں سے گزرتا
ہوا وہ نچلے دالان والے تہہ خانے میں آگیا - یہاں کئی نیلے
سانپ چل پھر کر تابوتوں کی پہرہ داری کر رہے تھے - گنڈاپ
کو دیکھ کر سارے سانپ قطار بنا کر ایک طرف کھڑے

ہو گئے - گنڈاپ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی -
سیدھا عنبر کے تابوت کے پاس گیا اس کے ڈھکنے کو
کھولا - تابوت کے اندر عنبر بے ہوشی کی حالت میں موجود
تھا - گنڈاپ نے اس کی گردن میں اپنے دانت گاڑ دیے -
اور اس کا تھوڑا سا خون پی گیا - اسی طرح گنڈاپ نے عنبر
کے بعد جولی سانگ کیٹی ماریا اور تھیوسانگ کا بھی تھوڑا تھوڑا
خون پی لیا - خون پینے کے بعد گنڈاپ نے ماریا کا تصور ذہن
میں لاکر غائب ہونے کی کوشش کی - مگر وہ غائب نہ ہو سکا -
اس نے باری باری سب کی طاقتوں کو آزمایا - مگر وہ کسی
طاقت کو حاصل کرنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکا - اب اسے
یقین ہوگیا کہ کسی غیبی دشمن نے اس پر ایسا طلسم کر دیا
ہے کہ اس کی ساری طاقتیں ختم ہو گئی ہیں اور وہ ان طاقتوں
کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکتا - اب اسے ایک ہی کام کرنا
چاہیئے کہ سازش کرکے ہر حالت میں نیلوفر سے شادی کرنے
اور پھر ایران کے تخت پر قبضہ کرکے بادشاہ مائیلو کو قتل کر
دیا جائے - گنڈاپ نے عنبر، ماریا، کیٹی اور جولی سانگ، تھیوسانگ
کے تابوت بند کر دیئے اور غار سے نکل کر باہر قبرستان میں
آگیا - اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایران کے دارالحکومت
پرسی پولس کی طرف روانہ ہوگیا - اس بات سے وہ سخت مایوس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوٹ رہا تھا کہ اُس کی کھوئی ہوئی طاقتیں اُسے واپس نہ مل سکی تھیں۔

جس وقت گنڈاپ ایران کے دارالحکومت میں داخل ہوا اس سے ایک دن پہلے ناگ وہاں پہنچ چکا تھا اور اس شاندار شہر کی ایک دو منزلہ سرائے میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس شہر میں بھی ناگ کو عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو کہیں سے نہیں آئی تھی۔ لیکن اس نے اپنے ان پرانے دوستوں کی تلاش شروع کر دی تھی۔ وہ اس بات سے بڑا مطمئن تھا کہ ایک زبردست طلسم کے اثر میں آنے کے بعد بھی اس کی اپنی طاقت اس کے پاس موجود تھی۔ صرف اسے اپنی خوشبو نہیں آتی تھی۔ طلسم کا صرف اتنا اثر ہوا تھا کہ ناگ کی خوشبو اس کے جسم سے نہیں نکلتی تھی۔ اگر نکلتی تھی تو وہ کسی کو محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ناگ نے ایک دن سرائے میں آرام کیا اور دوسرے دن صبح کے وقت وہ شہر کی سیر کو نکل کھڑا ہوا۔

ایران کا دارالحکومت پرسی پولس اس زمانے کے خوبصورت اور عالی شان شہروں میں سے تھا۔ جہاں ملک ملک کے سوداگر اپنا مال فروخت کرنے آتے تھے۔ ابھی ایران پر یونانی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے یونان کے سوداگر

بھی وہاں پر موجود تھے۔ شہر کی سڑکیں چوڑی چکلی تھیں۔ باغات بڑے دلکش تھے۔ ان باغوں میں نہریں بہتی تھیں۔ بادشاہ کا محل قلعے کے اندر تھا مکان کئی کئی منزلہ تھے۔ لوگ خوب صورت اور خوشحال تھے۔ شہر بہت بڑا تھا۔ اور اس کی گلیوں میں پختہ حویلیاں بنی ہوئی تھیں۔ شہر کے گرد ایک دیوار گول دائرے کی شکل میں چلی گئی تھی۔ جس کے سات دروازے تھے۔ لوگ آتش پرست تھے۔ یعنی آگ کی پوجا کرتے تھے۔ آگ کے علاوہ وہ سورج کو بھی دیوتا مان کر اس کی بھی پرستش کرتے تھے۔

ناگ دن بھر شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں میں سیر کرتا رہا یہاں آنے کے دوسرے ہی روز اسے معلوم ہو گیا کہ کوئی پُراسرار بلا اس شہر اور قریبی دیہات پر نازل ہوتی ہے۔ جو سات سال کی عمر کے لڑکوں کو اُٹھا کر لے جاتی ہے۔ لڑکے ایک دم غائب ہو جاتے ہیں اور پھر اُن کی لاش بھی کہیں نہیں ملتی۔ ناگ کو یہ خبر سُن کر بڑا دُکھ ہوا۔ گم ہونے والے لڑکوں کے ماں باپ کی آہ زاری دیکھی نہیں جاتی تھی۔ ناگ نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ عنبر ماریا اور کیٹی وغیرہ کو بعد میں ڈھونڈھے گا۔ لیکن سب سے پہلے اس ملک کے لوگوں کو اس پُراسرار بلا سے نجات دلانے کی کوشش کرے گا۔ جس نے ماں باپ اور بہنوں کا سکون چھین لیا ہے۔ ناگ ان غم زدہ لوگوں سے ملا جن کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نو عمر لڑکے غائب ہو گئے تھے۔ اسے پتہ چلا کہ بعض لوگوں کے آنکھوں کے سامنے لڑکا غائب ہو گیا تھا۔ کچھ لوگوں نے اسے بھی بتایا کہ جہاں لڑکا غائب ہوا وہاں زمین پر شیر کے پنجوں کے نشان بھی دیکھے گئے ہیں۔ یہ لوگوں کی افواہیں تھیں اور لوگوں نے پلے سے ایسی باتیں گھڑ دی تھیں۔

لیکن ناگ نے تفتیش شروع کر دی۔ وہ سرائے کی دوسری منزل کی ایک کوٹھڑی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ تازہ تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ اب لڑکوں کو اٹھانے کی وارداتیں شہر کی بجائے دیہات میں ہونے لگی ہیں اور ہفتے میں ایک نہ ایک لڑکا کہیں نہ کہیں سے اغوا کر لیا جاتا ہے۔ ناگ شہر سے گاؤں اور دیہات میں آ گیا۔ اس نے لوگوں سے مل کر بہت سی معلومات جمع کر لیں۔ مگر ان میں کوئی ایسی بات نہ تھی کہ جس سے ناگ کو مدد ملتی۔ ہر کوئی یہی کہتا کہ یہ کوئی بھوت پریت ہے۔ جو بچوں کو اٹھا کر ہڑپ کر جاتا ہے۔ کوئی کہتا کہ یہ کوئی نظر نہ آنے والا شیر ہے جو بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور پھر انہیں کھا جاتا ہے۔ مگر ناگ کو ان افواہوں اور من گھڑت باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

اتنا وہ ضرور تسلیم کرتا تھا کہ یہ کسی جادوگر وغیرہ کا کام ہے گا۔ جو طلسم کا کوئی اونچا درجہ حاصل کرنے کے لیے بچوں کو اغوا کر کے کسی دیوی دیوتا پر قربان کر رہا ہو گا۔ ناگ نے اگنی دیوتا اور سوریہ

دیوتا کے مندروں کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ عنبر مایا کیٹی وغیرہ کا بھی سراغ لگا رہا تھا۔ ناگ ایک گاؤں میں آ گیا۔ یہ گاؤں شہر کے قریب ہی تھا اور یہاں لڑکوں کا چھوٹا سا مدرسہ بھی تھا اور اس گاؤں سے ابھی تک کوئی لڑکا گم نہیں ہوا تھا۔ لیکن ماں باپ نے پُراسرار بلا کے خوف کی وجہ سے اپنے لڑکوں کو مدرسے بھیجنا بند کر دیا تھا۔

یہاں ایک بات آپ اپنے ذہن میں رکھیں کہ گنڈاپ نے ناگ کو اور ناگ نے گنڈاپ کو نہیں دیکھا ہوا۔ گنڈاپ کے پاس اس کے خاص آسیب لاش ناگ نے آ کر گنڈاپ کو اطلاع دی تھی کہ اس نے اصلی ناگ کو غائب کر دیا ہے۔ لاش ناگ ضرور ناگ کا ہم شکل بنا تھا مگر گنڈاپ نے ابھی تک اصلی ناگ کو نہیں دیکھا ہوا۔ چنانچہ مقبرے کے قبرستان والے تہہ خانے میں جو عنبر مایا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ تابوتوں میں بند تھے تو ان میں بھی ناگ نہیں تھا۔ ناگ نے گاؤں میں آ کر کسی کو اپنے بارے میں کچھ نہ بتایا اور وہ کسی مکان میں رہنے کی بجائے گاؤں کے چھوٹے سے قبرستان میں آ گیا۔ یہاں ایک ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی اسے مل گئی۔ جہاں اس نے رات گزاری۔ اور دوسرے دن عقاب بن کر گاؤں کا ایک چکر لگایا اور واپس قبرستان کے ایک درخت پر آ کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گاؤں میں جا کر مکانوں میں بچوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو دیکھ آتا تھا۔ لوگوں نے بچوں کو مکان کے آنگن تک ہی محدود رکھا ہوا تھا۔ استاد وہیں آکر انہیں پڑھاتے تھے اور وہ وہیں آنگن ہی میں کھیلتے تھے۔ ابھی تک وہاں کوئی واردات نہیں ہوئی تھی۔ اسی لیے ناگ کو یقین تھا کہ پُراسرار بلا یہاں ضرور حملہ کرے گی۔

اسی رات گنڈاپ دوسرے گاؤں میں حملہ کرنے والا تھا۔ گنڈاپ نے آدھی رات کو سیاہ لباس پہن کر ڈاکوؤں ایسا حلیہ بدلا اور بے ہوشی کا سفوف اپنے ساتھ لے کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اندھیری رات میں شہر سے دُور گاؤں کی طرف چل دیا۔ اس گاؤں میں ناگ نہیں تھا۔ گنڈاپ کو کسی لڑکے کا سانس پینے کی اشد ضرورت تھی۔ منگل کی رات اگلے روز تھی۔ چنانچہ گنڈاپ گاؤں کے باہر گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اس نے بے ہوشی کا سفوف اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ گنڈاپ ایک مکان کی دیوار پھاند کر صحن میں داخل ہو گیا۔ سامنے دو کمرے تھے جو بند تھے۔ گنڈاپ نے بند دروازے کی درز میں سے اندر دیکھا۔ کمرے میں شمع جل رہی تھی۔ اس کی روشنی میں اسے ایک لڑکا اپنے ماں باپ کے درمیان چارپائی پر سویا ہوا دکھائی دیا۔ یہی اس کا شکار تھا۔

گنڈاپ نے بے ہوشی کا سفوف درز میں سے کمرے میں

گرا کر اُسے آہستہ سے سلگا دیا۔ سفوف تیزی سے سُلگنے لگا۔ اور اس میں سے دھوئیں کے بادل اُٹھے اور سارا کمرہ دھوئیں سے بھر گیا۔ اندر سے کسی کے کھانسنے کی آواز آئی اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔

تھوڑی دیر بعد گنڈاپ نے دروازے کو دھکا دے کر کنڈی توڑ ڈالی اور اندر گھس گیا۔ اس نے اپنی ناک پر بھیگا ہوا کپڑا ڈال رکھا تھا۔ کمرے میں ماں باپ اور ان کا سات سالہ لڑکا بے ہوش ہو چکے تھے۔ گنڈاپ نے بے ہوش لڑکے کو اُٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور مکان سے نکل کر اندھیرے میں گم ہو گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار اپنے شہر والے مکان میں آ گیا۔ اس نے بے ہوش لڑکے کو اپنے خفیہ تہہ خانے میں لے جا کر اس کے جسم پر ہاتھ رکھ کر اس کا سارا سانس کھینچ کر اپنے جسم میں اپنی روح میں جذب کیا اور مردہ لڑکے کو دوسرے مُردہ لڑکوں کی لاشوں کے پاس ڈال دیا۔ دوسرے دن گاؤں میں شور مچ گیا کہ ایک اور لڑکا اغوا ہو گیا ہے۔

ناگ فوراً اس شہر میں پہنچ گیا۔ جس مکان سے لڑکا غائب ہوا تھا وہاں کہرام مچا ہوا تھا۔ ناگ نے ان سے تو کچھ نہ کہا انہیں سوائے تسلی کے اور کیا کہہ سکتا تھا۔ لیکن ناگ نے سراغ رسانی شروع کر دی۔ اور جھک کر دیکھا کہ آنگن میں کچھ سراغ رسانی قدموں کے نشان تھے۔ جو صحن کے دروازے تک چلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے تھے۔ وہاں سے محدموں کے نشان دُور ایک درخت تک چلے گئے تھے۔ یہاں سے گھوڑوں کے سموں کے نشان شروع ہو جاتے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں سے اغوا کرنے والا گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا۔ ناگ نے گھوڑوں کے سموں کے نشان کا پیچھا شروع کیا۔ یہ نشان اسے پرسی پولس شہر میں لے آئے۔ مگر شہر میں آکر گھوڑوں کے سموں کے نشان دوسرے گھوڑوں کے نشانوں میں گھل مل گئے۔ کیونکہ اس زمانے میں گھوڑے ہی ہر قسم کی سواری کے کام آتے تھے۔ ناگ کچھ پتا نہ کر سکا کہ وہ آدمی یہاں کس مکان میں داخل ہوا تھا۔ جو لڑکے کو اغوا کر کے لایا تھا۔ ایک بات کا معمہ حل ہو گیا تھا کہ یہ کوئی آسیب یا بھوت یا بلا نہیں ہے۔ بلکہ کوئی آدمی ہے۔ جو لڑکوں کو اغوا کرتا ہے۔ ناگ اسی نتیجے پر پہنچا کہ یہ جرائم پیشہ شخص لڑکوں کو اغوا کر کے دوسرے شہر میں جا کر کسی گروہ کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوگا۔ اس زمانے میں عورتوں کو لڑکوں کو فروخت کرنے کا کاروبار تقریباً ہر ملک میں خفیہ طور پر بڑے پیمانے پر ہوا کرتا تھا۔ ان عورتوں اور بچوں کو کنیز اور غلام بنا کر بیچ دیا جاتا تھا۔

یہ بات بھی ثابت ہو گئی تھی کہ اغوا کرنے والا بدمعاش اسی شہر کا رہنے والا ہے۔ اور وہ ہفتے میں ایک رات اپنے مکان سے نکل کر دیہات میں جا کر کسی نہ کسی بچے کو اغوا کر کے غائب کر

کر دیتا ہے۔

ناگ سوچنے لگا کہ یہ کیسا آدمی ہے کہ جو ہر ہفتے باقاعدگی سے کسی نہ کسی لڑکے کو اغوا کرتا ہے۔ بُردہ فروش یعنی وہ لوگ جو انسانوں کی فروخت کا مکروہ کاروبار کرتے تھے اتنی باقاعدگی سے وارداتیں نہیں کیا کرتے۔ ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔ دال میں ضرور کچھ کالا کالا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ شخص نوعمر لڑکوں کو مار کر ان کا خون پی جاتا ہو؟ ناگ نے ایسے بھیانک وحشی انسان دیکھے تھے جو انسانی خون پیتے تھے۔ اب سوال یہ تھا کہ اس مکان کو کیسے تلاش کیا جائے جس مکان میں وہ درندہ شخص رہتا ہے۔ ناگ نے غور کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اُسے کسی سانپ سے مدد لینی چاہیے۔ یہ سوچ کر ناگ شہر پرسی پولس کے باہر ایک بہت بڑے قبرستان میں آگیا۔ کیونکہ سانپ عام طور پر ایسی ہی ویران جگہوں پر اپنے بل بنا کر رہتے ہیں۔

ناگ یہاں ایک جگہ درخت کی اوٹ میں ہو کر کسی سانپ کو آواز دی۔ ایک سانپ فوراً آن موجود ہوا۔ اس نے ناگ ہرقل کو سلام کیا اور ادب سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ ناگ نے کہا۔

"اس شہر سے ہفتے کی کسی رات کو ایک آدمی گھوڑے

COURTESY WWW.PAKSOCIETYBOOKSFREE.PK

پر سوار ہو کر نکلتا ہے۔ اور کسی گاؤں میں جا کر وہاں سے ایک بچہ اغوا کر کے لے آتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے کچھ ساتھی لے کر شہر کے ساتوں دروازوں کی رات کو رکھوالی کرو اور دیکھو کہ وہ کون آدمی ہے جو گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتا ہے۔ ایسے آدمی کا تعاقب کرو اور اگر وہ کسی بچے کو اغوا کر کے لائے تو مجھے اسی جگہ آ کر خبر کرو کہ وہ کس مکان میں داخل ہوا ہے۔"

سانپ نے کہا۔

"میں اپنے ساتھی سانپوں کو لے کر آج رات ہی سے نگرانی شروع کر دوں گا۔ غلیم ناگ دیوتا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں ہر روز صبح کے وقت اسی جگہ آ کر تم سے معلوم کروں گا۔ اب تم جاؤ اور دوسرے سانپوں کو تیار کرو کہ وہ رات کی نگرانی کے لیے تیاری کریں۔"

جب سانپ چلا گیا تو ناگ کچھ دیر تک قبرستان میں پھرتا رہا۔ یہ بڑا کشادہ قبرستان تھا۔ یہاں سنگ مرمر کی بنی ہوئی قبریں بھی تھیں اور مٹی کی بنی ہوئی قبریں بھی تھیں جن پر گھاس اگ آئی تھی۔ کئی قبروں پر چھتریاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ ایک پرانا

قبرستان تھا جس میں صرف یونانی لوگ ہی اپنے مُردوں کو دفن کرتے تھے۔ آتش پرست ایرانی اپنے مُردوں کو ایک ٹیلے پر بنے ہوئے کنوئیں میں پھینک آتے تھے۔ جہاں گدھ ان کو کھاتے تھے کیونکہ آتش پرست لاشوں کو دفن نہیں کرتے تھے۔

جب شام ہونے لگی تو ناگ اپنی سرائے کی کوٹھڑی میں آ کر پلنگ پر لیٹ گیا۔ وہ عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ کے بارے میں غور کرنے لگا۔ ایسا بہت کم ہوا تھا کہ ایک دم سے شہر کے سارے کے سارے لوگ اس سے بچھڑ گئے ہوں۔ لگتا تھا کہ ان پر اچانک کوئی مصیبت آ گئی۔ اور وہ ایک ساتھ کسی طلسم کی زد میں آ گئے تھے۔ دوسری طرف ایسا ہوا کہ بادشاہ مائیلو کی ایک بھانجی شہزادی شاہانی شام کے وقت اپنے شاہی باغ میں ٹہل رہی تھی کہ کسی جھاڑی میں سے ایک سیاہ سانپ نکلا اور اس نے شہزادی شاہانی کو ڈس دیا۔ اصل میں بے خیالی میں شہزادی شاہانی کا پاؤں سانپ کے اوپر پڑ گیا تھا۔ شہزادی چیخ مار کر پیچھے ہٹی۔ سانپ بھاگ گیا۔ وہاں شور مچ گیا کہ شہزادی شاہانی کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اسی وقت گنڈاپ کو طلب کیا گیا۔ بادشاہ کو معلوم تھا کہ گنڈاپ سانپ کے کاٹے کا علاج کر لیتا ہے۔ گنڈاپ بھی جلدی سے محل میں پہنچ گیا۔ وہ بادشاہ کی بھانجی کو صحت مند کر کے اس کا مزید اعتماد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے فوراً شہزادی شاہانی کے پاؤں کو دیکھا۔ جہاں سانپ نے کاٹا تھا وہاں ایک سرخ چھالا پڑ گیا تھا۔ گنڈاپ کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھیں۔ مگر نیلے سانپ کو بلانے کی طاقت ابھی اس کے پاس موجود تھی۔

گنڈاپ نے فوراً نیلے سانپ کو طلب کر لیا۔ اس وقت کمرے میں سوائے بادشاہ اور بے ہوش شہزادی شاہانی کے اور کوئی نہیں تھا۔ نیلا سانپ گنڈاپ کی آواز پہ فوراً حاضر ہو گیا۔ گنڈاپ نے اسے سانپ کی زبان میں کہا۔

"شہزادی کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ فوراً اسی ... کا سارا زہر چوس لو۔ تاکہ شہزادی صحت یاب ہو جائے۔"

نیلے سانپ نے آگے بڑھ کر شہزادی کے پاؤں کو غور سے دیکھا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ گنڈاپ نے تعجب سے پوچھا۔

"کیا بات ہے۔ تم پیچھے کیوں ہٹ گئے ہو؟"

نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم گنڈاپ! شہزادی کو نیلے سانپ نے نہیں کاٹا۔ میں تو صرف نیلے سانپ کا ہی زہر چوس سکتا ہوں۔"

گنڈاپ تو پریشان ہو گیا۔ سانپ کو ڈانٹ کر بولا۔

"کوشش کرو۔ اگر تم یہ زہر کیوں نہیں چوس سکتے۔ یہ بھی تو سانپ ہی کا زہر ہے۔"

نیلے سانپ نے کہا

"عظیم گنڈاپ! آپ کا حکم صرف ہم نیلے سانپوں پر ہی چل سکتا ہے اور ہم صرف نیلے سانپ کے زہر کو ہی چوس سکتے ہیں۔ کسی دوسرے سانپ کے زہر کو ہم اگر چوسیں گے تو مر جائیں گے۔"

گنڈاپ بوکھلا سا گیا۔ اس کا سارا منصوبہ خاک میں مل رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بادشاہ کے آگے اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے۔ اس نے نیلے سانپ کو بہت مجبور کیا مگر سانپ بولا۔

"عظیم گنڈاپ! میں اگر شہزادی کے جسم سے زہر چوس بھی لوں تو شہزادی ٹھیک نہیں ہو گی۔ میں ضرور مر جاؤں گا۔ میرے مرنے سے بھی اگر شہزادی صحت یاب ہو جاتی تو میں یہ قربانی بھی دے سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہو گا۔ شہزادی کو دوسرے سانپ نے کاٹا ہے اور یہ زہر اس کے جسم میں پورا بس گیا ہے۔ یہ کل تک مر جائے گی۔"

COURTESY WWW.PAKBOOKSFREE.PK

گنڈاپ نے نیلے سانپ کو جھڑک کر کہا۔
"دفع ہو جاؤ یہاں سے"
نیلا سانپ غائب ہو گیا۔ بادشاہ جو پریشان تھا بولا۔
"سانپ کہاں چلا گیا؟ کیا اس نے ہماری بھانجی کے جسم سے زہر چوس لیا ہے؟"
گنڈاپ نے مایوسی سے کہا۔
"بادشاہ سلامت! شہزادی صاحبہ کو جس سانپ نے کاٹا ہے وہ یہاں سے دور چلا گیا ہے۔ اور صرف وہی شہزادی کے جسم سے زہر چوس سکتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے اس سانپ کو بلوانے کے لیے اپنے نیلے سانپ کو روانہ کر دیا ہے"
بادشاہ ناامید ہو گیا۔ اس نے حکم دیا کہ فوراً شاہی حکیم اور حکیم دریاب کو حاضر کیا جائے تاکہ وہ شہزادی شاہانی کا علاج کر سکیں۔ سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ بادشاہ کی بھانجی شہزادی شاہانی کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اور وہ مرنے والی ہے۔ یہ خبر جب ناگ تک پہنچی تو اس نے شہزادی کا علاج کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی محل کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے بادشاہ کو پیغام بھجوایا کہ میں سانپ کے کاٹے کا علاج کر لیتا ہوں۔ مجھے شہزادی صاحبہ کو صحت یاب

کرنے کا موقع دیا جائے۔ بادشاہ نے فوراً ناگ کو اوپر بلا لیا۔
اس وقت گنڈاپ وہاں پر موجود نہیں تھا۔ وہ شاہی محل میں ہی اپنے کمرے میں جا چکا تھا جہاں وہ نیلے سانپ کو بلوا کر اس سے مشورہ کر رہا تھا کہ شہزادی کو کس طرح صحت یاب کیا جا سکتا ہے۔
بادشاہ نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔
"اگر تم نے ہماری بھانجی کو صحت یاب کر دیا تو ہم تمہیں بے پناہ انعام و اکرام سے نوازیں گے"
شہزادی نیلوفر اور ملکہ بھی اس وقت وہاں پر موجود تھیں۔ ناگ نے کہا۔
"بادشاہ سلامت! مجھے انعام و اکرام کا لالچ نہیں ہے میں صرف انسانی ہمدردی کی خاطر شہزادی صاحبہ کا علاج کروں گا۔ مگر میری ایک شرط ہے"
"کون سی شرط ہے جلدی بتاؤ" بادشاہ نے بے تابی سے پوچھا۔
ناگ نے کہا۔
"اس کمرے میں سے سب لوگ چلے جائیں گے اور بے ہوش شہزادی صاحبہ کو اکیلا چھوڑ دیا جائے"
بادشاہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اسی وقت بادشاہ، ملکہ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہزادی نیلوفر وہاں سے باہر نکل گئیں۔ جب کمرے میں ناگ اکیلا رہ گیا تو اس نے اس سانپ کو آواز دی جس نے شہزادی کو کاٹا تھا۔ وہ سانپ شاہی باغ میں ہی تھا۔ اسی وقت وہ سانپ مخفی راستوں سے ہوتا کمرے میں آن حاضر ہوا۔ اس نے آتے ہی ناگ دیوتا کو سلام کیا۔ ناگ نے کہا۔

"شہزادی کے جسم سے سارا زہر چوس کر اسے پھر سے صحت مند کر دو"

سانپ نے کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا"

اور کالے سانپ نے فوراً شہزادی شاہانی کے جسم سے سارا زہر چوس ڈالا۔ زہر کے خارج ہوتے ہی شہزادی شاہانی نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگ نے سانپ کو اس سے پہلے ہی وہاں سے بھگا دیا تھا۔ شہزادی نے آنکھیں کھول کر ناگ کی طرف دیکھا اور کمزور آواز میں پوچھا۔

"بادشاہ سلامت کہاں ہیں؟ کیا میں زندہ ہوں؟"

ناگ نے کہا۔

"آپ بالکل زندہ سلامت ہیں۔ شہزادی صاحبہ آپ کے جسم میں سانپ کا زہر ختم کر دیا گیا ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے بادشاہ سلامت ملکہ اور شہزادی نیلوفر کو اندر بلا لیا۔ انہوں نے شہزادی شاہانی کو ہوش میں دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گئے۔ بادشاہ نے اپنی بھانجی کا ماتھا چوم لیا اور ناگ سے کہا۔

"ہم تمہیں انعام دینا چاہتے ہیں۔"

گنڈاپ اور ناگ

ناگ نے کہا۔
"بادشاہ سلامت! اگر آپ مجھے کوئی انعام دینا ہی چاہتے ہیں تو میری خواہش ہے کہ میرے انعام کو شہر کے غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔"
بادشاہ نے کہا۔
"شہر کے غریبوں میں تو ہم خیرات کریں گے ہی۔ مگر ہم تمہیں بھی انعام دینا چاہتے ہیں۔"
ناگ بولا۔
"مجھے میرا انعام شہزادی صاحبہ کی صحت یابی کے ساتھ ہی مل گیا ہے۔"
بادشاہ نے اپنی ملکہ کی طرف دیکھا۔ ملکہ نے کہا۔
"اس نوجوان کو میں چاہتی ہوں کہ اپنے شاہی محل میں رکھ لیا جائے۔ ہمارے دربار میں اسے کرسی پیش کی جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ نے فوراً ملکہ کی خواہش کو منظور کر لیا اور ناگ سے کہا کہ آج سے تم ہمارے درباری ہو۔ اور تمہیں دربار میں کرسی ملے گی۔ اور تم ہمارے شاہی مہمان خانے میں رہو گے۔ "تمہارا نام کیا ہے اور تم کس ملک کے رہنے والے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"میں ملک مصر کا باشندہ ہوں۔ بادشاہ سلامت اور جڑی بوٹیوں کی تجارت کی غرض سے یہاں آیا تھا۔ آپ نے مجھے جو عزت بخشی ہے میں اس کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔"

ناگ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ شاہی محل میں رہے کیونکہ یہاں رہنے سے اسے بہت سے اختیارات حاصل ہو جاتے اور ان اختیارات کی مدد سے بھی وہ پُراسرار بدمعاش کو قابو کر سکتا تھا۔ جو بچوں کو اغوا کر رہا تھا۔ اس روز ناگ اپنی سرائے سے اٹھ کر شاہی محل کے مہمان خانے میں آ گیا۔ ابھی تک کسی کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ ناگ نے شہزادی کو کس طرح سے اچھا کیا تھا۔ ملکہ کے پوچھنے پر ناگ نے صرف اتنا کہا تھا کہ اس نے ایک خاص بوٹی سے شہزادی کو اچھا کیا ہے۔ یہ بات کسی کو معلوم نہیں تھی کہ ناگ نے سانپ کو

تھا۔

شہزادی نیلوفر کو ناگ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی ——— وہ دوسرے درباریوں کی طرح ایک درباری تھا۔ نوجوان درباب نے ناگ سے ضرور پوچھا تھا۔ کہ اس نے شہزادی کا علاج کس بوٹی سے کیا تھا۔ جس کے جواب میں ناگ نے کہا تھا۔

"یہ ایک خاص بوٹی ہوتی ہے۔ جو مصر کے صحراؤں میں ملتی ہے۔ میرے پاس اس کا تھوڑا سا ذخیرہ وہی رہ گیا تھا۔ جس کی مدد سے میں نے شہزادی شاہانی صاحبہ کا علاج کیا۔"

گنڈاپ کو جب پتہ چلا کہ ایک نوجوان حکیم نے شہزادی کا علاج کر کے اسے اچھا کر دیا ہے۔ اور بادشاہ نے اسے وسیع میں عہدہ دیا ہے تو گنڈاپ نے کوئی خاص توجہ نہ دی۔ ناگ نے یہاں اپنا اصلی نام کسی کو نہیں بتایا تھا۔ اس نے اپنا نام کالام ظاہر کیا تھا۔ گنڈاپ کو ناگ میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ لیکن اس نے ناگ سے اس بوٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی ضرور کوشش کی جس سے بظاہر ناگ نے شہزادی کا علاج کیا تھا۔ ناگ نے گنڈاپ کو یونہی بتا دیا کہ وہ بوٹی مصر کے صحراؤں میں پائی جاتی ہے اور بہت کم ملتی ہے۔ ناگ کے لیے یہی گنڈاپ میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہی وہ شخص ہے جو نہ صرف یہ کہ اس ملک کے بچوں کو اغوا
کر رہا ہے بلکہ اس نے عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ
کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔

گنڈاپ تخت پر قبضہ کرنے کی سازشوں میں لگا ہوا تھا
اس نے سپہ سالار کو اپنے ہاتھوں میں کر لیا تھا۔ اور اب
وہ تختہ اُلٹنے کے لیے کسی موقع کا انتظار کر رہے تھے شہزادی
نیلوفر سے شادی کے بارے میں گنڈاپ نا امید ہو چکا تھا
سپہ سالار کے ساتھ جو اس کا گٹھ جوڑ ہو گیا تھا تو اس کے
بعد گنڈاپ کو شہزادی سے شادی کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں تھی۔ رات ناگ نے شاہی مہمان خانے میں گزاری اور
دن کے وقت وہ گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی قبرستان
کی طرف نکل گیا۔ قبرستان میں جاتے ہی ناگ نے سانپ کو
طلب کر کے پوچھا کہ رات کو اس کے ساتھی سانپوں نے کسی
گھوڑ سوار کو شہر سے نکلتے دیکھا ہے؟ سانپ نے رپورٹ دی
کہ رات کو کوئی گھوڑ سوار شہر کے دروازے سے نہیں نکلا۔
دیکھے بھی دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ گنڈاپ ایک خفیہ
دروازے سے نکلتا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کو کہو کہ وہ نگرانی جاری رکھیں اور
مجھے پوری پوری خبر کر دیا کریں"

ناگ قبرستان سے نکل کر شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔
چند روز اسی طرح گزر گئے۔ آخر ایک بار پھر منگل کی رات
قریب آ گئی اور گنڈاپ کو کسی لڑکے کا سانس پینے کی ضرورت محسوس
ہوئی۔ پیر کی رات کو گنڈاپ نے کالا لباس پہنا۔ محل سے خفیہ دروازے
سے نکل کر شہر سے باہر آ گیا اور ایک گاؤں کی طرف چل پڑا۔ اُس
گاؤں کو وہ صبح ہی دیکھ آیا تھا۔ یہاں ایک لڑکا اپنے غریب باپ
کے ساتھ ایک جھونپڑی میں رہتا تھا۔ گنڈاپ آج رات اسی لڑکے
کا شکار کرنا چاہتا تھا۔ وہ چونکہ شہر کے دروازے سے باہر نہیں نکلا
تھا۔ اس لیے باہر جو سانپ نگرانی کر رہے تھے وہ گنڈاپ کو نہ
دیکھ سکے۔

گنڈاپ گھوڑا دوڑاتا اندھیری رات میں شہر کی فصیل سے
دور ہوتا جا رہا تھا۔ آخر وہ اس گاؤں کے قریب آ گیا۔ جہاں
غریب باپ کا سات آٹھ سالہ بیٹا رہتا تھا۔
کھیتوں کی جھونپڑی میں گنڈاپ نے سفوف لیا اور گھوڑے سے اُتر کر جھونپڑی
کی طرف بڑھا۔ اس وقت جھونپڑی میں باپ اور بیٹا گہری نیند سو
رہے تھے۔ گنڈاپ نے قریب جا کر جب دونوں کو گہری نیند
میں دیکھا تو اسے سفوف جلانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔
وہ دبے پاؤں جھونپڑی میں داخل ہوا۔ اور سوتے ہوئے
لڑکے کے منہ اتنی زور سے ہاتھ رکھا کر اسے اُٹھا لیا۔ لڑکا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاگ تو پڑا مگر اُس کے منہ سے ہلکی سی چیخ بھی نہ نکل سکی۔ گنڈ
نے لڑکے کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ اور اسے گھوڑے پر
ڈال کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب وہ خفیہ غار کے قریب آیا جہاں سے اس نے شہر
کے اندر جانا تھا تو اچانک دروازے پر نگرانی کرتے سانپ
کی اس پر نگاہ پڑ گئی۔ سانپ بڑی دور سے دیکھ لیا کرتا
ہے۔ سانپ نے ایک گھوڑ سوار کو ایک غار میں داخل ہوتے
دیکھا تو وہ بھاگ کر وہاں آ گیا گھوڑ سوار گنڈاپ غار کے
اندر داخل ہو چکا تھا۔ سانپ اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ سانپ
عام حالات میں بھی ساٹھ ستر میل فی گھنٹے کی رفتار سے بھاگ
سکتا ہے۔ سانپ برابر گنڈاپ کا پیچھا کر رہا تھا۔ گنڈاپ
اس سے بے خبر تھا کہ کوئی سانپ اس کے پیچھے لگا ہوا
ہے۔ غار آگے جا کر شہر کی فصیل کے اندر ایک جگہ جھاڑیوں
میں سے نکل آتی تھی۔ یہاں سے گنڈاپ نے اپنے شہر والے
مکان کا رُخ کیا۔ مکان میں داخل ہونے کے بعد گنڈاپ نے
دروازہ بند کر دیا۔ اور لڑکے کو لے کر مکان کے خفیہ تہہ خانے
میں آ گیا۔ سانپ اس کا پیچھا کرتے مکان تک آیا اور یہاں
سے واپس چلا گیا۔ گنڈاپ نے لڑکے کو بے ہوش کر کے زندہ
حالت میں ہی تہہ خانے میں رسیوں سے باندھ کر ڈال دیا۔

دوسرے دن منگل کی رات کو اس کا سانس پینے والا تھا۔
اگلے دن صبح کو ناگ حسب معمول سانپ سے رپورٹ
حاصل کرنے گیا تو وہ سانپ بھی قبرستان میں موجود تھا۔ جس
نے گنڈاپ کا رات کو اس کے مکان تک پیچھا کیا تھا۔ جب
سانپ نے ناگ کو بتایا کہ اس نے ایک ایسے گھوڑ سوار کا پیچھا
کیا ہے۔ جس کے آگے کپڑے میں لپٹی کوئی شے پڑی تھی تو ناگ
نے پوچھا۔

"کیا تم اس مکان کو دن کی روشنی میں پہچان لو
گے؟"

"کیوں نہیں عظیم ناگ دیوتا" سانپ نے ادب سے کہا۔
میں نے وہ مکان دیکھ لیا تھا۔ جس میں گھوڑ سوار داخل ہوا
تھا۔

"میں آپ کو وہاں لے جا سکتا ہوں"
ناگ نے اس سانپ کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور شہر
کی طرف چلا۔ سانپ نے اپنی چھوٹی سی گردن جیب میں سے
باہر نکال رکھی تھی اور راستہ بتاتا جاتا تھا۔ جب ایک بازار
میں سے نکل کر ذرا کھلا علاقہ آیا تو سانپ نے ناگ سے کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا! وہ سامنے والا مکان ہے جس میں
رات کو میں نے گھوڑ سوار کو جاتے دیکھا تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے سانپ کو جیب سے نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ا
کہا کہ واپس چلا جائے۔ سانپ وہیں سے واپس چلا گیا۔ ناگ
مکان کو غور سے دیکھا۔ یہ ایک اونچے دروازے والا حویلی
مکان تھا۔ جس کی ڈیوڑھی میں ایک دربان کھڑا پہرہ دے
تھا۔ کسی امیر آدمی کا مکان لگتا تھا۔ ناگ نے خود اِس مکان
جانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ بازار کی نکڑ پر آ گیا۔ یہاں ایک دکا
سے پوچھا کہ اس حویلی میں کون رہتا ہے۔ دکاندار نے کہا۔

"یہاں گنڈاپ نام کا ایک تاجر رہتا ہے۔ جو پہلے
تاجر تھا۔ مگر اب بادشاہ کے دربار میں ہوتا ہے۔"

ناگ ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا۔ یہ کیسے ممکن تھا۔ کہیں اس
سانپ سے کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گنڈ
کا کوئی غلام یہ واردا تیں کر رہا ہو۔ کیونکہ گنڈاپ کو کسی بچے کو
کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اب ناگ یہ تصدیق کرنا چاہتا تھا
گنڈاپ کا کون سا ملازم ہے جو آدھی رات کو بچوں کو اغوا کر
پھرتا ہے۔ اس راز پر سے صرف ناگ ہی پردہ اُٹھا سکتا تھا۔
نے خود حویلی کے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ رات ہونے کا ا
کرنے لگا۔ کیونکہ وہ اندھیرے میں حویلی کے اندر جانا چاہتا تھا

ناگ واپس شاہی مہمان خانے میں آ گیا۔ اتنی دیر تک با
یک ایک اور بچے کے گم ہو جانے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ با

ت پریشان تھا۔ شہر کے بعد اب گاؤں دیہات کے بچے
ائب ہونے لگے تھے۔ بادشاہ کی سخت بدنامی ہو رہی تھی۔
عایا میں بے چینی پھیل رہی تھی۔ رات کو ایک اور بچہ گم
و گیا تھا۔ جب ناگ محل میں پہنچا تو بادشاہ نے درباریوں
و اپنے خاص کمرے میں بلا رکھا تھا اور اس موضوع پر
فتگو ہو رہی تھی۔ گنڈاپ بھی وہیں بیٹھا تھا۔ ناگ کو بھی
ادشاہ نے بُلا لیا اور کہا۔

"کالام! ہم ایک عجیب اُلجھن میں گرفتار ہیں۔ ہماری
سلطنت میں ایک ایسی پُراسرار بلا داخل ہو چکی ہے
جو ہر ہفتے ایک بچے کو غائب کر دیتی ہے۔ اب
تک کتنے ہی بچے غائب ہو چکے ہیں۔ ہم نے
بہت حفاظتی اقدام کئے مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ تم
اس بارے میں کیا کہتے ہو؟"

ناگ نے بادشاہ کو یہ بالکل نہ بتایا کہ رات اس نے
یک گھوڑ سوار کو گنڈاپ کے مکان میں داخل ہوتے دیکھا
ہے۔ جس نے گھوڑے پر آگے ایک بوری ڈال رکھی تھی۔
اور اِس کے دوسرے ہی دن ایک بچہ غائب تھا۔ وہ ابھی
یسا نہیں کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس ابھی کوئی ثبوت نہیں تھا
کہ یہ ساری کارستانی خود گنڈاپ کی ہے۔ وہ رات کو خود جا کر

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

تفتیش کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! مجھے بھی ان دردناک واقعات کا بڑا دکھ ہے۔ لیکن میری بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ واردواتیں کون کرتا ہے؟"

گنڈاپ نے کہا۔

"حضور انور! میرا خیال ہے کہ یہ کام کسی بھوت پریت کا ہے۔ کسی انسان میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ حضور کی حکومت میں یہ مکروہ قدم اٹھا سکے۔"

ناگ نے غور سے گنڈاپ کی طرف دیکھا۔ گنڈاپ کے چہرے پر بھی بہت زیادہ فکر و پریشانی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اس شخص کو بھی پتہ نہیں ہے کہ اس کا غلام رات کو ایک لڑکا اغوا کر کے اس کے مکان میں لے آیا ہے۔ ناگ خاموش رہا۔ وہ رات ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب شام کا اندھیرا رات کے اندھیرے میں گھل مل گیا اور شہر پر خاموشی چھا گئی تو ناگ اپنے مہمان خانے کی چھت پر آگیا۔ چھت پر اندھیرا تھا۔ آسمان پر تارے چمک رہے تھے۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور عقاب بن کر فضا میں اڑ گیا۔ رات کے اندھیرے میں اڑتے اڑتے وہ سیدھا شہر کے باہر گنڈاپ کے مکان کی چھت پر پہنچ گیا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ شہر سے باہر

تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ شہر کے دروازوں سے باہر۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ فصیل کے اندر مگر شہر سے تھوڑی دور باہر۔ کیوں کہ پرانے زمانے میں شہر کی فصیل کے اندر جو شہر ہوتا تھا اس کے اردگرد کافی کھلی زمین ہوتی تھی جو بے آباد ہوتی تھی اور یہاں قبرستان، کھیلنے کے میدان پارک اور کوڑے کرکٹ کے لیے بڑے بڑے گڑھے کھدے ہوتے تھے

ناگ گنڈاپ کے مکان کی منڈیر پر عقاب کی شکل میں بیٹھا خاموشی سے نیچے صحن میں دیکھ رہا تھا۔ صحن میں شمع روشن تھی۔ مگر وہاں کوئی کنیز یا غلام نظر نہیں آرہا تھا۔ ناگ منڈیر سے اتر کر نیچے صحن کی دیوار پر آکر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اس نے دیکھا کہ برآمدے میں ایک غلام کھانے کا طشت لیے چلا جا رہا ہے۔ پھر ایک کنیز وہاں سے گزر گئی۔ سامنے والے کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ موسم سرد تھا۔ ناگ نے نیچے اتر کر سراغ رسانی کرنے کا فیصلہ کیا اور عقاب کی شکل بدل کر سانپ بن کر نیچے صحن میں آ گیا اور رینگتا ہوا برآمدے میں سے گزرتا آخر تک جا پہنچا۔ یہاں ایک زینہ اوپر والی منزل کو جاتا تھا۔ اور ایک زینہ نیچے تہہ خانے میں جا رہا تھا۔ ناگ اس زینے میں اتر گیا۔ یہ منگل کی رات تھی اور اسی رات گنڈاپ نے آدھی رات کو آکر اغوا کیے ہوئے لڑکے کا سانس کھینچ کر پیا تھا۔ ناگ کو کچھ خبر نہیں تھی کہ یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدھی رات کے بعد کیا ہونے والا ہے۔

ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا تہہ خانے کی تاریک اندھیری سیڑھیاں اُترتا ایک ایسی جگہ پہ آگیا جہاں آگے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جس پہ تالا لگا ہوا تھا۔ ناگ نے اِدھر اُدھر جائزہ لیا۔ اِسے کونے میں تھوڑی سی جگہ مِل گئی۔ وہ اِس سوراخ میں سے دروازے کے اندر داخل ہوگیا۔ آگے ایک تہہ خانہ تھا۔ یہاں پرانی چیزیں پڑی تھیں۔ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ناگ فرش اور دیواروں کو غور سے دیکھتا ہوا وہاں سے واپس نکلنے ہی والا تھا کہ اِسے ایک انسانی آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی انسان زمین کے اندر دبے دبے چیخ رہا ہو۔ مدد کے لیے پکار رہا ہو۔ ناگ کے کان کھڑے ہوگئے۔ یہ آواز نیچے کسی دوسرے تہہ خانے یا کوٹھڑی سے آرہی تھی۔ ناگ بڑی گرمجوشی سے نیچے جانے والے راستے کو تلاش کرنے لگا۔ ضرور نیچے کوئی تہہ خانہ تھا اور وہیں کسی جگہ سے اس تہہ خانے کو راستہ جاتا تھا۔

انسانی آواز اسی طرح تھوڑی دیر بعد سنائی دے جاتی تھی۔ اب یہ آواز آہستہ آہستہ رونے اور کراہنے میں تبدیل ہوگئی تھی۔ ناگ نے غور سے سُنا۔ یہ کسی لڑکے کی آواز تھی۔ اب ناگ کو یقین ہوگیا کہ گنڈاپ کا جو غلام لڑکے کو اغوا کرکے لایا ہے اِسے نیچے تہہ خانے میں اس نے بند کر دیا ہے اور وہی

لڑکا اب مدد کے لیے آوازیں دے رہا ہے۔ ناگ کو ایک جگہ سے آواز بڑی صاف سنائی دے رہی تھی۔ یہاں پرانا سامان پڑا تھا۔

ناگ اِن کے بیچ میں سے گزر کر آگے بڑھا تو اسے ایک چھوٹا سا دروازہ دکھائی دیا۔ اس دروازے پہ بھی تالا لگا ہوا تھا۔ لڑکے کے رونے کی آواز اسی دروازے کی دوسری طرف سے آرہی تھی۔ ناگ نے یہاں بھی ایک سوراخ تلاش کر لیا۔ اور اِس میں سے گزر کر دوسری طرف آ گیا۔ دوسری طرف اِسے ایک کشادہ اور کھلا تہہ خانہ نظر آیا۔ جہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ناگ اس اندھیرے میں سے دیکھ رہا تھا۔ سب سے پہلے اِسے کونے میں دیوار کے ساتھ اُبھری ہوئی شے نظر پڑی جس پہ بوریاں ڈال دی گئی تھیں۔ ناگ نے خیال کیا کہ شاید یہ اناج کا ڈھیر ہے۔ وہ آواز کی طرف لپکا۔ کونے میں اِسے ایک لڑکا اس حالت میں پڑا نظر آیا کہ اُس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا۔ وہ کراہ رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا۔ وہ پیچھے ہٹ گیا اور کونے میں جاکر انسانی شکل بدلی اور جلدی سے آگے بڑھ کر لڑکے کی ہتھکڑیاں کھول کر اس کے منہ میں سے کپڑا نکال دیا۔ لڑکا بدحال ہو چکا تھا۔ اس نے سر نیچے ڈال دیا۔ ناگ نے اس کے سر کو اوپر اُٹھا کر کہا۔

"بیٹا گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے جانے آیا ہوں۔ چلو میرے ساتھ۔"

لڑکا پوری طرح ہوش میں نہیں تھا۔ مگر جب اس نے اپنے ماں باپ کا سنا تو جلدی سے پوچھا۔

"مجھے میری امی ابا کے پاس پہنچا دو۔ مجھے میرے گھر پہنچا دو۔"

ناگ نے لڑکے کو تسلی دی اور اسے تہہ خانے سے نکال کر مکان کے صحن میں لے آیا۔ مکان کے نوکر وغیرہ سب گہری نیند سو رہے تھے۔ ابھی آدھی رات نہیں ہوئی تھی۔ اور گنڈاپ کے آنے میں کچھ دیر تھی۔ ناگ کو یہ علم نہیں تھا کہ گنڈاپ وہاں آکر بچے کا سانس پینے والا ہے۔ وہ خفیہ تہہ خانے میں دوسرے کئی لڑکوں کی "لاشیں" بھی دیکھ چکا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ کام گنڈاپ کے کسی آدم خور قسم کے حبشی غلام کا ہے۔ جو بچوں کو اغوا کر کے یہاں لاتا ہے اور پھر ان کا خون پی کر ان کی مُردہ جسم اسی جگہ پھینک دیتا ہے۔ ناگ اس حبشی کو رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتا تھا۔ اس نے لڑکے کو مکان سے باہر لے جا کر ایک کھوہ میں چھپا دیا اور کہا۔

"بیٹا جب تک میں نہ آؤں تم اسی جگہ بیٹھے رہنا۔ میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔"

ناگ واپس خفیہ تہہ خانے میں آگیا۔ اب اس نے لڑکوں کی

"لاشوں" کو غور سے دیکھا۔ لاشیں بالکل خراب نہیں ہوئی تھی۔ ناگ یہی غور کر رہا تھا کہ اسے سیڑھیوں میں کسی کے اترنے کی آواز آئی۔ ناگ سمجھ گیا کہ حبشی غلام تازہ اغوا کیے ہوئے لڑکے کا خون پینے آ رہا ہے۔ اس نے جلدی سے ایک چھوٹے کالے سانپ کی شکل بدلی اور اندھیرے میں دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور گنڈاپ اندر داخل ہوا گنڈاپ کو دیکھ کر ناگ حیران سا ہو کر رہ گیا۔ کیا گنڈاپ یہ مکروہ حرکت کرتا ہے؟ اس نے اپنی نظریں گنڈاپ پر جما دیں۔ گنڈاپ نے موم بتی روشن کی اور اسے تپائی پر رکھ کر سیدھا اس طرف آیا۔ جہاں اس نے رات کو اغوا کیے ہوئے لڑکے کو ڈالا تھا یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا کہ لڑکا وہاں نہیں تھا۔ فرش پر وہ رسی پڑی تھی جس سے اس نے لڑکے کی مشکیں کسی تھیں۔ گنڈاپ نے بوکھلا کر لڑکے کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ وہ مُردہ "لاشوں" کی طرف گیا۔ اور اس نے ایک ایک "لاش" کو جھک کر غور سے دیکھا۔ جس لڑکے کو وہ اغوا کر کے لایا تھا وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

گنڈاپ گھبرا کر باہر کو دوڑا۔ ناگ اسی طرح دیوار کے ساتھ لگا۔ گنڈاپ کی بے چینی کو دیکھ کر رہا تھا۔ یہ بات ثابت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گئی تھی کہ لڑکوں کو حبشی غلام نہیں بلکہ گنڈاپ ہی اغوا کر کے لاتا ہے۔ اور پھر شاید اِن کا خون پی کر اِن کی " لاشیں " کونے میں ڈال دیتا تھا۔ گنڈاپ واپس خفیہ تہہ خانے میں آگیا۔ وہ بہت پریشان تھا اور حیران تھا کہ لڑکا کہاں غائب ہو گیا ہے۔ یہ سوچ کر شاید لڑکے کو ہوش آگیا ہوگا۔ اور وہ باہر نکل گیا ہے گنڈاپ بھی مکان سے باہر نکل آیا۔ اب ناگ بھی اِس کا تعاقب کر رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا۔ گنڈاپ اندھیری رات میں جگہ جگہ لڑکے کو ڈھونڈنے لگا۔ اِسے اچانک ایک کھوہ نظر آئی۔ اسی کھوہ میں لڑکا چھپا ہُوا تھا۔ جونہی گنڈاپ اس کھوہ کے سامنے آیا تو ناگ اُچھل کر گنڈاپ کے سامنے آگیا۔

گنڈاپ نے اندھیرے میں ایک سیاہ سانپ کو پھن اُٹھائے کھوہ کے آگے لہراتے پھنکارتے دیکھا تو پہلے تو گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ پھر وہیں رُک گیا۔ گنڈاپ کی کوئی طاقت اس کے پاس نہیں تھی۔ اِسے ڈر تھا کہ اگر سانپ نے اِسے ڈس دیا تو وہ کہیں پھر سے مُردہ لاش نہ بن جائے۔ اور اس کا خواب کہ وہ ایران کے تخت پہ تاج پہن کر بیٹھے گا ادھورا نہ رہ جائے۔ گنڈاپ کے پاس صرف ایک ہی طاقت باقی رہ گئی تھی۔ جو اس کی اپنی طاقت تھی۔ اس طاقت کے ذریعے وہ نیلے سانپ کو بُلا سکتا تھا۔ چنانچہ گنڈاپ نے ذرا

نیلے سانپ کو وہاں بلوا لیا۔ ناگ اپنا پھن اُٹھائے کھوہ کے منہ کے آگے خاموش کھڑا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اچانک ایک نیلا سانپ اندھیرے سے نکل کر اس کے سامنے پھنکارتا ہوا آگیا ہے۔ اب اِسے گنڈاپ کی آواز سنائی دی۔ گنڈاپ سانپ کی زبان میں نیلے سانپ کو کہہ رہا تھا۔

" میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کا سانپ کو ہلاک کر ڈالو۔ یہ میرا راستہ روکے ہوئے ہے۔"

نیلے سانپ کی نسل ہی دوسری تھی اور یہ سب نیلے سانپ گنڈاپ کے طلسم کی پیداوار تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے سامنے کالا سانپ جو لہرا رہا ہے وہ اصل میں ناگ دیوتا ہے۔ نیلے سانپ نے ناگ پر حملہ کر دیا۔ اس نے لپک کر ناگ کی گردن کو اپنے دانتوں میں دبوچنے کی کوشش کی تھی۔ ناگ اُچھل کر پرے ہٹ گیا۔ نیلا سانپ ایک بار پھر ناگ کی طرف حملہ کرنے کے لیے بڑھا تو ناگ نے آگ والی پھنکار مار کر نیلے سانپ ——— کو وہیں بھسم کر دیا۔ گنڈاپ نے یہ منظر دیکھا تو گھبرا کر اس نے دوسرے سب سے بڑے نیلے سانپ کو بُلا لیا۔ یہ نیلا سانپ بڑا تجربہ کار تھا۔ اس کی عمر بھی زیادہ تھی۔ جونہی ناگ نے پھنکار ماری یہ نیلا سانپ ایک طرف کو دوڑا۔ گنڈاپ بھی اِس کے پیچھے لپکا۔ اُس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُسے بُرا بھلا کہا۔

"تم اتنے بزدل بن جاؤ گے۔ مجھے کبھی یقین نہیں آ سکتا تھا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"

نیلے سانپ نے گنڈاپ کے قریب آکر گھبراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"عظیم گنڈاپ! کیا تم نہیں جانتے کہ تم مجھ سانپوں کے بادشاہ ناگ دیوتا سے مقابلہ کرنے کے لیے کہہ رہے ہو؟"

گنڈاپ نے تعجب سے پوچھا۔

"کیا ـــــ کیا یہ سانپ ناگ دیوتا ہے؟"

نیلا سانپ بولا۔

"ہاں عظیم گنڈاپ! یہ ناگ دیوتا ہے، جس نے سانپ کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ اگر یہ منہ سے پھنکار نہ مارتا تو شاید میں بھی اسے نہ پہچان سکتا۔ میری عمر اور میرا تجربہ میرے کام آیا۔ ورنہ میں زندہ نہیں بچ سکتا تھا۔"

گنڈاپ نے نیلے سانپ کو واپس بھیج دیا اور خود اندھیرے میں ایک طرف ہو کر غور سے سیاہ سانپ کو تکنے لگا جو ابھی تک کھوہ کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ گنڈاپ لڑکے کی تلاش میں وہاں سے دوسری طرف چلا گیا۔ جب ناگ کو یقین

گنڈاپ وہاں پر نہیں ہے تو اس نے انسانی شکل بدلی۔
لڑکے کو گھوڑے پر بٹھا کر اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا
رات اس نے ـــــ لڑکے کو گاؤں میں اس
کے باپ کے پاس پہنچا دیا اور باپ کو تاکید کی کہ وہ اس گاؤں
اس ملک سے نکل جائے۔ ورنہ پُر اسرار بلا اس کے لڑکے کو
اٹھا پکڑ کر لے جائے گی۔ لڑکے کے باپ نے بچے کو ساتھ لیا اور
اسی وقت دوسرے ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ گنڈاپ کو سخت
بھوک لگی تھی۔ وہ لڑکے کا سانس نہیں پی سکا تھا۔ اس وقت کوئی
دوسرا لڑکا اسے نہیں مل سکتا تھا۔ سب گھروں کے دروازے
بند تھے۔ گنڈاپ سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے سوچا کہ کیوں
نہ آج وہ اپنے کسی نوکر کا سانس پی جائے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔
اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ اور وہ اچھی طرح سے سوچ بھی نہیں
سکتا تھا۔ گنڈاپ کا ایک نوکر اپنی کوٹھڑی میں سو رہا تھا۔ گنڈاپ اس
کی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اس نے جاتے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ
رکھا اور تیزی سے اس کا سارا سانس کھینچ کر پی گیا۔

ایک زندہ انسان کا سانس پینے سے گنڈاپ میں نئی طاقت اور
توانائی آ گئی۔ نوکر کو مُردہ حالت میں وہیں چھوڑ کر گنڈاپ باہر نکل آیا۔
ناگ سانپ کی شکل میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اب اسے معلوم ہوا
کہ گنڈاپ خون نہیں پیتا بلکہ انسانوں اور لڑکوں کا سانس پیتا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ گنڈاپ نوکر کے منہ
ہاتھ رکھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا تھا۔ اور چند سیکنڈوں
نوکر مُردہ ہو گیا تھا۔ گنڈاپ کے جانے کے ناگ نے جھک کر
ہی کی شکل میں نوکر کو دیکھا۔ نوکر کے دل کی دھڑکن بند ہو چکی
وہ مر چکا تھا۔ ناگ کے لیے معمہ حل ہو چکا تھا کہ لڑکے کون ا
کتا ہے اور کہاں جاتے ہیں۔ یہ کام سارا گنڈاپ کا تھا۔ گنڈاپ
خونی درندہ تھا۔ ایک وحشی بھوت ہے جس کی زندگی کا دارومدا
ہی دوسرے انسانوں کے سانس کھینچ کھینچ کر جانے پر ہے۔

ناگ کے لیے یہ ایک حیرت انگیز انکشاف تھا۔ جب گنڈا
نے نوکر کا سانس پی لیا تو اس کے اندر ایک ہفتے کے لیے بھر
توانائی آگئی اور وہ اپنے کمرے میں جا کر سو گیا۔ ناگ سانپ
کی شکل میں ابھی تک وہیں نوکر کے کمرے میں ہی تھا جہاں
نوکر کی "لاش" پڑی تھی۔ ناگ کو سب سے زیادہ اس بات پ
حیرت تھی کہ گنڈاپ سانپوں کی زبان بھی جانتا تھا اور کسی سانپ
کو بلا سکتا تھا۔ اس نے جس سانپ کو بلایا تھا اس کا رنگ نیلا
تھا اور یہ سانپ ناگ کو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ اس نے ناگ کو
ادب سے سلام بھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ پتلے نیلے سانپ نے تو
ناگ پر حملہ بھی کر دیا تھا۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا
ہو سکتا تھا کہ یہ نیلے سانپ کسی دوسری دنیا سے تعلق رکھتے ہ

ن کو ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔ اب سوال
پیدا ہوتا ہے کہ خود گنڈاپ کون تھا؟

ناگ کو یہی ایک سوال پریشان کر رہا تھا۔ کیا یہ گنڈاپ کوئی جادوگر
ہے؟ کیا یہ کوئی ایسا سپیرا ہے جس کو صرف نیلے سانپوں کی زبان ہی
آتی ہے؟ کیونکہ گنڈاپ نے جن دو سانپوں کو اپنی مدد کے لیے
بلایا تھا۔ وہ دونوں نیلے سانپ ہی تھے۔ ناگ کو یقین ہونے لگا
کہ اگر وہ گنڈاپ کا معمہ حل کر لے تو وہ عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ
اور تھیو سانگ کا بھی سراغ لگا سکے گا۔ ناگ مکان سے باہر نکل
آیا۔ اس نے عقاب کی شکل بدلی اور اڑتا ہوا اپنے شاہی محل
والے شاہی مہمان خانے کی چھت پر اتر آیا۔ یہاں اس نے
انسانی شکل بدلی اور سیڑھیاں اتر کر اپنے کمرے میں آ کر
پلنگ پر لیٹ گیا۔ اور گنڈاپ کے بارے میں سوچنے لگا کہ یہ
شخص کون ہے اور یہاں کس مقصد کے لیے آیا ہوا ہے۔ یہ انسانی
سانس پی کر زندہ ہے تو حقیقت میں یہ انسان ہے یا کوئی آسیب
ہے؟ اگر کسی طرح گنڈاپ کو ایک جگہ بند کر دیا جائے تو پھر یہ کسی
انسان یا لڑکے کا سانس نہیں پی سکے گا اور ہو سکتا ہے پھر وہ
اپنے بارے میں سب کچھ بتا دے۔ اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ خود
بادشاہ اسے شاہی قید خانے میں بند کر دے شاہی قید خانہ زمین
کے نیچے تھا اور وہاں سے باہر نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اور بادشاہ صرف ایک صورت میں گنڈاپ کو قید کر سکتا تھا کہ اِسے یقین ہو جائے کہ گنڈاپ ہی وہ درندہ ہے جو اس کی رعایا کے لڑکوں کا سانس پی کر انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔

کیا بادشاہ یقین کرے گا؟ گنڈاپ تو بادشاہ کو قائل کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ ناگ یہ بھی کر سکتا تھا کہ بادشاہ کو کہیں چھپا دے اور گنڈاپ کو اپنے انسانی شکار پر حملہ کرتے اسے دکھائے مگر ناگ کسی انسانی جان کو ضائع نہیں کروانا چاہتا تھا۔ دوسرے دن ناگ بادشاہ سے ملنے شاہی کمرے میں آگیا۔ بادشاہ کسی دوسرے ملک کے سفیر سے باتیں کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ فارغ ہوا تو اس نے ناگ کو بلوا لیا۔

"آؤ کالام! کیسے آنا ہوا؟"

آپ کو یاد ہوگا کہ ناگ نے یہاں اپنا نام کالام بتا رکھا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں نے اس درندے کا سُراغ لگا لیا ہے جو آپ کے ملک کے بچوں کو اغوا کر لے جاتا ہے۔ اور جس نے کئی مہینوں سے اس ملک میں تباہی مچا رکھی ہے۔"

بادشاہ نے غور سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کالام! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ کہاں ہے وہ

درندہ؟ ہم اس کے ٹکڑے اُڑا دیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! وہ درندہ کوئی جانور نہیں بلکہ ایک انسان ہے۔"

"انسان ہے؟" بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں بادشاہ سلامت!" ناگ نے کہا۔ "وہ انسان ہے اور آپ کے شاہی محل میں ہی رہتا ہے۔"

اب تو بادشاہ کی آنکھیں کھُلی کی کھُلی رہ گئیں۔ اس وقت وہاں اُن دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ بادشاہ نے ناگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو کالام؟ وہ درندہ صفت انسان کون ہے؟ اس کا نام لو تاکہ ہم اپنی تلوار سے اس وحشی مکروہ شخص کی گردن اُڑا دیں۔"

ناگ نے کہا۔

"وہ گنڈاپ ہے بادشاہ سلامت۔"

بادشاہ ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ بادشاہ کے ہونٹوں سے جیسے اپنے نکل گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کالام؟ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں نے اپنی آنکھوں سے گنڈاپ کو ایک انسان کا سانس پیتے دیکھا ہے۔ اور اس وقت گنڈاپ کے مکان کے تہہ خانے میں ان تمام لڑکوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ جن کو گنڈاپ نے اغوا کیا تھا"

بادشاہ اُٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ پھر ناگ کی طرف پلٹ کر بولا۔

"ہم گنڈاپ کے تہہ خانے میں ان بدنصیب بچوں کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر آپ ایسا کیجئے کہ گنڈاپ کو کسی کام ——— سے شہر سے دُور بھیجا دیجئے اور خود اس کے مکان پر چل کر لاشوں کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ کو ثبوت مل جائے گا اور آپ گنڈاپ کو اس کے جرم کی سزا دے سکیں گے"

بادشاہ نے ناگ کے قریب آکر کہا۔

"ہم ایسا ہی کریں گے۔ لیکن تم ابھی یہ بات کسی سے مت کرنا"

ناگ نے بادشاہ کو یقین دلایا کہ یہ راز ابھی ان دونوں کے

میان ہی رہے گا۔ اسی روز بادشاہ نے گنڈاپ کو طلب کیا اور اسے کہ وہ ایک خاص پیغام لے کر ملک مصر کے بادشاہ کے پاس جائے۔ ناگ نے مصر کے بادشاہ کے نام ایک خط لکھ دیا جس میں صرف کی خیریت پوچھی گئی تھی۔ اور گنڈاپ مصر روانہ ہو گیا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گنڈاپ کون تھا؟

گنڈاپ کے ملک کے باہر جاتے ہی بادشاہ کے حکم سے گنڈا
کے گھر کو فوج کے سپاہیوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور اس
نوکروں اور ایرانی کنیز رخسانہ کو بھی حراست میں لے لیا۔ و
جاکر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ گنڈاپ کا ایک نوکر رات مر گ
یہ وہی نوکر تھا جس کو گنڈاپ نے سانس پی کر مار ڈالا تھ
بادشاہ کو خفیہ تہہ خانے میں لے گیا۔ یہاں لڑکوں کی لاشوں کو دیک
بادشاہ سکتے میں آگیا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ وہ لڑکے ہیں جن کے سانس پی کر گنڈاپ نے انہیں
ہلاک کر دیا ہے۔ مگر حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ لاشیں
ابھی تک خراب نہیں ہوئیں"

بادشاہ نے جھک کر ایک ایک لڑکے کی "لاش" کو دیکھا
کے جسم اسی طرح گرم تھے۔ جس طرح زندہ انسانوں کے ہوتے
بادشاہ نے کہا۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ گنڈاپ ہی وہ درندہ

ہے جس نے میری رعایا میں تباہی پھیلا رکھی تھی۔ میں
اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا"

پھر بادشاہ نے ناگ سے کہا۔

"مگر ان لڑکوں کی لاشیں ابھی تک ٹھیک حالت میں کیوں
ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میرا خیال ہے کہ ان لڑکوں کا سانس
کھینچا گیا ہے اور یہ ابھی زندہ ہیں۔ صرف ان کے دل ہی
بند ہوئے ہیں مگر جو تھوڑی سی آکسیجن ان کے دماغوں
میں باقی تھی اسی کی وجہ سے ان کے دماغ اپنا کام کر رہے
ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان تمام لاشوں کو گنڈاپ کی نوکر
کی لاش کے ساتھ ہی شاہی محل میں لے جایا جائے مجھے
یقین ہے کہ یہ "لاشیں" گنڈاپ کی موت کے بعد اپنے
آپ کی زندہ ہو جائیں گی"

بادشاہ کے حکم سے سارے بچوں اور نوکر کی لاشیں اٹھا کر
شاہی محل پہنچا دی گئیں۔ ابھی تک شہزادی نیلوفر اور دریاب کو کچھ
معلوم نہیں تھا۔ مگر جب لاشیں شاہی محل میں آئیں تو انہیں بھی
تعجب ہوا۔ نیلوفر نے ناگ کو بلا کر پوچھا کہ یہ بچوں کی لاشیں کہاں
سے آئی ہیں؟ تب ناگ نے انہیں ساری بات بیان کر دی

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

شہزادی نیلوفر اور دریاب دنگ ہو کر رہ گئے۔ مگر انہیں خوشی
ہوئی یہ سن کر یہ بچے پھر سے زندہ ہو جائیں گے۔ شہزادی کو ا
بات کی بھی خوشی تھی کہ گنڈاپ خود ہی اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے
دو روز بعد جب گنڈاپ ملکہ، مصر سے واپس آیا تو اسے اُسی وقت
گرفتار کر لیا گیا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ گرفتار ہونے کے بعد گنڈاپ
نیلے سانپوں کو اپنی مدد کے لیے ضرور بلائے گا۔ چنانچہ بادشاہ کو ناگ
نے خاص طور پر ہدایت کی کہ گنڈاپ کو ایسے تہہ خانے میں بند کیا جائے
جہاں کوئی سانپ بھی رینگ کر اندر نہ جا سکے۔ ناگ نے بادشاہ
کو بتا دیا کہ گنڈاپ کے پاس ایسی طاقت ہے کہ وہ نیلے سانپوں کو
اپنی مدد کے لیے بُلا سکتا ہے۔ بادشاہ کے حکم سے گنڈاپ کو ایک
زمین دوز تہہ خانے میں بند کر دیا گیا۔ اس تہہ خانے کی دیواریں
پتھروں کی تھیں۔

گنڈاپ کو بتا دیا گیا تھا کہ اسے بچوں کو اغوا کر کے انہیں ہلاک
کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ بادشاہ نے ناگ سے کہا۔

"میں گنڈاپ کو زیادہ دیر تک زندہ رکھنے کا خطرہ مول
نہیں لے سکتا۔ ہو سکتا ہے تمہارے کہنے کے مطابق
وہ نیلے سانپوں کو بُلا کر یہاں تباہی پھیلا دے۔"

ابھی وہ یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک کمرے میں چار نیلے
سانپ پھنکارتے ہوئے داخل ہوئے۔ بادشاہ گھبرا گیا۔ ناگ نے

چلا کر کہا۔

"بادشاہ سلامت! گھبرائیں نہیں۔ میں ان کو سنبھالتا ہوں"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس کھینچا اور ایک بڑے سانپ
کی شکل میں آ گیا۔ بڑے سانپ کی شکل میں آتے ہی ناگ نے اپنے
منہ سے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے ایک شعلہ نکلا جس نے چاروں
نیلے سانپوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ چاروں کے چاروں سانپ بھسم
ہو گئے۔ بادشاہ تو دنگ رہ گیا۔ وہ ہکا بکا ہو کر سانپ کو دیکھ رہا
تھا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ اور بادشاہ کی طرف دیکھ
کر بولا۔

"اے بادشاہ! اب جبکہ میرا راز تم پر کھل گیا ہے تو
اس راز کو اب اپنے پاس ہی رکھنا۔ سنو۔ میں اصل
میں ناگ دیوتا ہوں۔ میں سانپ بھی بن سکتا ہوں
سارے سانپ میرے غلام ہیں۔ لیکن یہ نیلے سانپ کسی
دوسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مجھے
ان کو ہلاک کرنا پڑا۔"

بادشاہ ابھی تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا۔ کیا تم سانپ ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"ہاں میں سانپ ہی نہیں بلکہ سانپوں کا دیوتا ہوں۔ میرا

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

نام کالام نہیں ناگ ہے۔ لیکن اے بادشاہ! یہ کسی کو نہ بتانا۔ میں یہاں تمہاری رعایا کو اس ظالم درندے سے نجات دلانے کے لیے آیا تھا۔ اب میری بات مان اور گنڈاپ کو اسی وقت قتل کرنے کا حکم صادر کر دے۔"

بادشاہ نے فوراً جلاد کو بلایا اور کہا۔

"قید خانے میں جاؤ اور گنڈاپ کا سر کاٹ کر میرے سامنے پیش کرو۔"

جب جلاد چلا گیا تو بادشاہ نے ناگ سے کہا۔

"اے ناگ دیوتا! تم نے کہا تھا کہ گنڈاپ طلسم بھی جانتا ہے۔ کہیں وہ غائب تو نہیں ہو گیا ہو گا؟"

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ صرف نیلے سانپوں سے ہی مدد طلب کر سکتا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد جلاد گنڈاپ کے پاس قید خانے میں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ اس سے پہلے کہ گنڈاپ کسی نیلے سانپ کو آواز دے کر بلاتا۔ جلاد نے تلوار کا وار کر کے گنڈاپ کا سر الگ کر دیا۔ بادشاہ اور ناگ محل کے کمرے میں بیٹھے تھے کہ جلاد دشت میں گنڈاپ کا سر رکھ کر لے آیا۔ ناگ نے خود سے گنڈاپ کا سر دیکھا۔ اس کا سر چھوٹا ہو گیا تھا اور چہرہ بھی

بھی گول ہونے لگا تھا۔ پھر دیکھتے دیکھتے گنڈاپ کے سر کی آنکھیں گول ہو گئیں اور وہ مُردہ لگنے لگا۔ ویسے ہی مُردہ جیسا وہ تابوت کے اندر تھا۔ پھر سر غائب ہو گیا۔ بادشاہ نے گھبرا کر کہا۔

"ناگ دیوتا! یہ سر تو غائب ہو گیا۔ گنڈاپ نے جادو کے زور سے اپنا سر غائب کیا ہے۔"

ناگ جلدی سے بولا۔

"میں قید خانے میں جا رہا ہوں۔ ابھی واپس آتا ہوں۔"

اور ناگ تیزی سے قید خانے میں آ گیا۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے گنڈاپ کا مُردہ پڑا تھا مگر اب وہ وہاں غائب ہو چکا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ گنڈاپ جادو کے زور سے غائب ہو گیا ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ اگر اسے غائب ہونا ہی تھا تو وہ قتل ہونے سے پہلے کیوں نہیں غائب ہو گیا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ گنڈاپ اصل میں پہلے ہی سے مُردہ تھا۔ محض لڑکوں کا سانس پینے کی وجہ سے زندہ تھا۔ اب جب اسے قتل کر دیا گیا تو وہ پھر مُردہ ہو کر غائب ہو گیا۔ وہ کہاں گیا ہو گا؟

ناگ نے سوچا کہ اب اسے یہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک بلا اس شہر پر نازل ہوئی تھی اور اب اس شہر کو اس بلا سے نجات مل چکی ہے۔ اب مسئلہ صرف مُردہ لاشوں کو زندہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے کا تھا۔ ناگ نے بادشاہ کو آکر بتایا کہ گنڈاپ کا دھڑ بھی غائب ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا۔

"کہیں وہ ہماری رعایا کو نقصان تو نہیں پہنچائے گا؟"

ناگ نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اب وہ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ہمیں سب سے پہلے نیچے کمرے میں چل کر لڑکوں کی لاشوں کو دیکھنا چاہیئے۔"

بادشاہ اور ناگ جلدی سے شاہی محل کے نچلے کمرے میں آگئے۔ جہاں بادشاہ کے حکم سے لڑکوں کی لاشیں رکھوائی گئی تھیں۔ وہاں شور مچا تھا۔ سارے کے سارے لڑکے گنڈاپ کے مرتے ہی پھر سے زندہ ہو گئے تھے۔ ان میں گنڈاپ کا نوکر بھی شامل تھا۔ لڑکوں کو زندہ دیکھ کر بادشاہ کو بے حد خوشی ہوئی۔ فوراً تمام لڑکوں کو ——— ماں باپ کے گھروں میں پہنچا دیا گیا۔ سارے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس شام سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔ لوگوں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ ہر طرف شادیانے بجنے لگے ماں باپ اپنے بچوں کو پھر سے دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔

شہزادی نیلوفر اور دریاب بھی بے حد خوش تھے کہ انہیں گنڈاپ ایسے ملک و ملت کے دشمن سے نجات مل گئی۔ بادشاہ نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ کالام اصل میں ناگ دیوتا ہے۔ کیونکہ

ناگ نے بادشاہ کو منع کر دیا تھا۔ ناگ کو اب عنبر ماریا کیٹی، جول نامہ اور تھیوسانگ کی یاد ستانے لگی تھی۔ وہ ابھی تک ان کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ ایک شبہ اس کے دل میں ضرور تھا کہ گنڈاپ کو عنبر ماریا کیٹی کا پتہ تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ مگر اب گنڈاپ غائب ہو چکا تھا۔ اور ناگ کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ واپس نہیں آئے گا۔ ناگ نے بادشاہ سے کہہ کر گنڈاپ کا خالی مکان لے لیا اور وہیں جا کر رہنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے اس کی خاص کنیز رخسانہ کو گنڈاپ کی پراسرار شخصیت کے بارے میں کچھ علم ہو۔ گنڈاپ کی موت کے بعد اس کے دوسرے نوکر اور ایرانی کنیز رخسانہ بھی چلی گئی تھی۔ مگر ناگ نے اسے واپس اپنے پاس بلا لیا۔

ناگ نے کنیز رخسانہ کو گنڈاپ کے بارے میں بہت سے سوال کیے مگر رخسانہ نے جو جواب دیئے۔ اس سے ناگ کو کوئی خاص معلومات حاصل نہ ہو سکی۔ آخر میں ناگ نے پوچھا۔

"کیا کبھی گنڈاپ نے کوئی ایسی حرکت کی تھی کہ جو تم نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہو؟"

کنیز ذہن پر زور دے کر سوچنے لگی۔ پھر بولی

"ہاں میرے آقا! ایک بار میں رات قہوہ لے کر اپنے مالک گنڈاپ کے کمرے میں آئی تو وہ بستر سے اٹھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے کمرے کے خفیہ دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کو معلوم نہ ہو سکا کہ میں کمرے میں موجود ہوں۔ وہ میری طرف پیٹھ کر کے خفیہ دروازے پر کھڑا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ میرے دیکھتے دیکھتے وہ غائب ہو گیا۔ میں ڈر کر پیچھے کو دوڑ پڑی۔ بس یہی ایک عجیب بات میں نے اپنے پرانے مالک میں دیکھی تھی۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آتا کہ وہ غائب ہو گیا تھا مگر یقین کریں کہ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اِسے غائب ہوتے دیکھا تھا۔"

ناگ چونکا۔ اس کا مطلب تھا کہ گنڈاپ میں غائب ہونے کی طاقت موجود تھی۔ لیکن کسی وجہ سے یہ طاقت جاتی رہی تھی۔ ورنہ اگر اس کے پاس غائب ہونے کی یہ طاقت موجود ہوتی تو وہ قید خانے میں جلاد کو دیکھ کر فوراً غائب ہو جاتا۔ ناگ نے کنیز سے پوچھا۔

"کیا تمہارے سامنے کبھی کوئی پُراسرار شخص اس سے ملنے آیا تھا؟"

رخسانہ پھر سوچ میں پڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کچھ یاد کر کے بولی۔

"ویسے تو گنڈاپ کو کبھی کوئی ملنے نہیں آتا تھا۔ لیکن ایک بار رات کے وقت ہی مجھے اس کے کمرے سے ایسی آواز سنائی دی جیسے وہ کسی سے باتیں کر رہا ہے۔ میں

نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا تو گنڈاپ پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک عجیب سی ڈراؤنی شکل والا آدمی سیاہ لباس میں ملبوس دو زانو بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ کسی ایسی زبان میں بات کر رہے تھے کہ میں وہ زبان نہیں سمجھتی تھی۔ صرف اتنا یاد رہ گیا ہے کہ وہ موت کے کنوئیں کی باتیں کر رہے تھے۔"

"موت کا کنواں؟" ناگ نے پوچھا۔ "اس سے کیا مراد ہو سکتی ہے؟"

ایرانی کنیز نے کہا۔

"میرے آقا! ہم آتش پرست اپنے مُردوں کو جس کنوئیں میں پھینکتے ہیں اسے ہم موت کا کنواں کہتے ہیں۔"

ناگ کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے رخسانہ سے پوچھا۔

"اس ڈراؤنی شکل والے آدمی کو تم نے مکان سے نکلتے دیکھا تھا؟"

"ہاں میرے آقا!" رخسانہ نے کہا۔ "وہ کچھ دیر بعد مکان سے نکل کر اس ٹیلے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ جس کے اوپر لاشوں کا کنواں ہے۔"

اس کے بعد ناگ نے رخسانہ سے کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی اسی روز تھوڑی دیر بعد ناگ مکان سے نکلا اور سیدھا لاشوں والے کنوئیں کی طرف چل پڑا۔ سورج مغرب میں غروب ہو رہا تھا۔ دھوپ کا رنگ گلابی ہو گیا تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ جب وہ ٹیلے کی چوٹی پر آ گیا تو اس نے دیکھا کہ لاشوں کے کنوئیں کے اوپر ایک بڑا سا تختہ پڑا ہے جس پر دو لاشوں کے پنجر پڑے ہیں۔ ان لاشوں کا بچا کھچا گوشت گدھ نوچ رہے ہیں تھے۔ نیچے کنوئیں میں لاشوں کے بے شمار پنجر بکھرے پڑے تھے۔

ناگ کچھ دیر وہاں کھڑا سوچتا رہا۔ وہ بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ جب سے اس نے ایرانی کنیز کے منہ سے سنا تھا کہ گنڈاپ کے پاس ایک بار غائب ہونے والی طاقت موجود تھی تو اسے شک پیدا ہو گیا تھا کہ یہ طاقت اس نے ماریا پر طلسم کرنے کے بعد اس سے چھین لی ہو گی۔ اب وہ اس آدمی کی تلاش میں تھا جو بقول ایرانی کنیز نے آدھی رات کو گنڈاپ سے ملنے آیا تھا۔ اور جس نے لاشوں کے کنوئیں کا ذکر کیا تھا اور اسی کنوئیں کی طرف چلا گیا تھا۔ ناگ ٹیلے کی دوسری جانب آ گیا۔ یہاں ایک سیڑھی نیچے کنوئیں کے اندر جاتی تھی۔ اس سیڑھی پر سے لاشوں کی ہڈیوں کو سال میں ایک بار نکال کر باہر زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا تاکہ کنواں ہڈیوں سے بھر نہ جائے۔ پتھروں کو جوڑ کر یہ سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ ناگ سیڑھیاں اترنے لگا۔

جوں جوں وہ کنوئیں میں نیچے جا رہا تھا۔ دن کی گلابی روشنی وہاں ہوتی جا رہی تھی۔ کنوئیں کے نیچے پہنچ کر ناگ رک گیا۔ یہ کنواں ...را تھا اور انسانی ہڈیاں ڈھیروں کی شکل میں پڑی تھیں۔ ناگ ...یں کی تہہ میں آ گیا اور ہڈیوں کے بیچ میں سے گزر کر سامنے والی ...کے پاس آیا۔ اسے اس دیوار میں ایک شگاف سا نظر آیا تھا۔ ...نے جھک کر شگاف کو دیکھا۔ یہ شگاف ایک تنگ غار تھا جس ...نت اندھیرا چھایا تھا۔ ناگ غار میں داخل ہونے لگا تو اس کا سر ...ن چھت سے لگ گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اس غار میں انسان ...بجائے سانپ کی شکل میں جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ فوراً انسان سے ...انپ کی شکل میں آ گیا اور غار میں رینگنے لگا۔ غار آگے جا کر ایک طرف مڑ گیا۔ یہ بہت ...تنگ و تاریک غار تھا۔ مگر ناگ سانپ کی شکل میں ——— اندھیرے بھی دیکھ رہا تھا۔ اسے غار میں جگہ ...انسانی ہڈیاں بکھری دکھائی دیں۔ وہ ان ہڈیوں میں سے رینگتا ہوا ...ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

غار میں ابھی تک کسی قسم کی کوئی ہلکی سی آہٹ بھی سنائی نہیں ...تھی۔ جوں جوں ناگ آگے بڑھ رہا تھا اندھیرا اور زیادہ گہرا ہوتا ...رہا۔ غار ایک بار پھر ایک طرف گھوم گیا۔ یہاں ناگ کو پہلی ...روشنی کی ہلکی سی دھند دکھائی دی۔ یہ کسی دھندلے دیے کی روشنی ...معلوم ہوتی تھی۔ ناگ رینگتے رینگتے رک گیا اور غور سے روشنی کی ...سمت دیکھنے لگا۔ یہ بہت ہی دھندلی سی روشنی غار کے تھوڑی آگے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باکر دائیں جانب سے آرہی تھی۔ ناگ دیوار کے ساتھ ہو کر رینگ
جب وہ نمار کے موڑ پہ پہنچا تو دیکھا کہ دوسری طرف سے یہ روشنی
دیوار کے شگاف میں سے آرہی ہے۔ زیادہ سنسنی خیز بات یہ تھی
اس شگاف میں سے روشنی کے ساتھ انسانی آواز بھی سنائی دے رہی
تھی۔ یہ آواز تو انسانی تھی مگر ایسی تھی جیسے بولنے والے کا گلا بیٹھ
گیا ہے۔ ایک آدمی کی آواز صاف تھی۔ دوسری آواز بیٹھی ہوئی اور خ
خرخراتی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا دیوار کے شگاف کے پا
آکر رک گیا۔ اس نے ذرا سا پھن اٹھا کر دوسری طرف دیکھا۔ ا
کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسا دہشت انگیز منظر تھا کہ ایسا منظر ا
نے شاید ہی پہلے کبھی دیکھا ہو۔ ایک سیاہ لبادے والا آدمی نیچ
پہ بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے سامنے زمین پر ایک انسان کا دھڑ پڑا تھا
جس کی گردن کٹ چکی تھی۔ اس دھڑ کی کٹی ہوئی گردن الگ ایک
پتھر کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ کٹا ہوا سر آہستہ آہستہ بیٹھی ہوئی خ
خرخراتی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"میری گردن کا جڑنا آسان نہیں ہے۔ اور جب تک میری
گردن میرے دھڑ سے نہیں جڑتی ہم زیر زمین مخلوق
پر حکومت نہیں کر سکتے اور نیلے سانپ بھی میرا حکم نہیں
مانیں گے۔"

سیاہ لبادے والے آدمی نے کہا۔

"عظیم گنڈاپ! مجھے بتاؤ وہ کون سا طریقہ ہے کہ جس

کی مدد سے تمہارا کٹا ہوا سر تمہارے دھڑ کے ساتھ جڑ
سکتا ہے۔"

ناگ نے کٹے ہوئے سر کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ یہ گنڈاپ کا
تھا جس کی گردن بادشاہ کے حکم سے کاٹ دی گئی تھی اور
دن کٹنے کے بعد جس کی لاش اور کٹا ہوا سر غائب ہو گیا تھا۔
گنڈاپ کا سر بولا۔

"اس کا ایک ہی طریقہ ہے لیکن وہ اتنا مشکل ہے کہ شاید
ہی تم اس میں کامیاب ہو سکو۔"

سیاہ پوش نے کہا۔

"عظیم گنڈاپ! تم مجھے بتاؤ تو سہی۔ میں اپنی جان لڑا
دوں گا۔"

گنڈاپ کے سر نے کہا۔

"اگر کسی طرح تم ناگ دیوتا کو اس حالت میں قابو میں
کر سکو جب وہ سانپ کی شکل میں ہو تو میری گردن
بھی دوبارہ جڑ سکتی ہے اور ہمیں ہماری زیر زمین
مخلوق کی حکومت بھی واپس مل سکتی ہے۔ پھر سارے
نیلے سانپ بھی ایک بار پھر ہمارے غلام بن جائیں گے۔"

سیاہ پوش نے پوچھا۔

"عظیم گنڈاپ! میں ناگ دیوتا کو کہاں مل سکتا ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ سانپ کی حالت میں ہو گا تو میں اس پر کس طرح سے قابو پا سکوں گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ناگ اگر مجھے ڈس بھی لے گا تو مجھ پر اس کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہوگا لیکن وہ ناگ دیوتا ہے اور فوراً کوئی دوسری شکل بدل لے گا۔"

گنڈاپ کے سر کے بیٹھی ہوئی آواز میں کہا

"حبیب میری گردن کٹی تھی تو مجھے صرف اتنی اجازت ملی تھی کہ ناگ دیوتا نے تم سے بدلا لیا ہے۔ اور وہ اسی میں ہے۔ یہ تمہارے لیے بہت بڑی خبر ہے۔ تمہیں ناگ کی تلاش میں دربدر نہیں پھرنے گا۔ وہ اسی شہر میں کسی جگہ پر موجود ہے۔"

سیاہ پوش نے پوچھا۔

"فرض کر لیا کہ میں ناگ کے پاس اس حالت میں پہنچ جاتا ہوں کہ وہ سانپ کی شکل میں ہے لیکن میں اس پر قابو کیسے پا سکوں گا۔"

گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن نے کہا۔

"یہ بات میں تمہیں تمہارے کان میں بتاؤں گا۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ ناگ دیوتا ہماری باتیں سن رہا ہو اپنا کان گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن کے ہونٹوں کے

قریب لاؤ۔"

سیاہ پوش اپنا کان گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن کے ہونٹوں کے قریب لے گیا۔ اس نے سیاہ پوش کو ناگ کو سانپ کی حالت میں پکڑنے کی کوئی ترکیب بتائی۔ ناگ اس وقت سانپ کی شکل میں وہاں موجود تھا۔ وہ ذرا پیچھے ہٹ گیا کہ خدا جانے شیطان گنڈاپ کے سر نے کیا ترکیب بتا دی ہے اور کہیں وہ اسی ان کے جال میں نہ پھنس جائے۔ سیاہ پوش نے اپنا کان پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"عظیم گنڈاپ! تمہاری ترکیب بہت اچھی ہے مجھے یقین ہے کہ اب میں ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر سکوں گا۔"

گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن نے آہستہ سے کہا۔

"اب میں تھک گیا ہوں۔ میں جا رہا ہوں۔ تم نے اگر مجھے ملنا ہو تو اسی جگہ لاشوں کے کنوئیں کے نزدیک آ کر خاص منتر پڑھنا۔ میں آ جاؤں گا۔"

اب سیاہ پوش نے گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن سے ایک ایسا سوال کر دیا جس سے ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا۔

"عظیم گنڈاپ! عنبر ماریا اور ان کے ساتھیوں کا کیا کرنا ہے اب؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ چونک پڑا۔ تو گویا عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ ان لوگوں کے قبضے میں ہی تھے۔ گنڈاپ نے کہا۔

"وہ جہاں ہیں انہیں وہیں پڑے رہنے دو۔ جب تم ناگ دیوتا کو سانپ کی حالت میں میرے پاس لاؤ گے اور میری کٹی ہوئی گردن میرے دھڑ کے ساتھ لگ جائے گی تو ایک بار پھر میرے اندر عنبر ماریا اور ان کے ساتھیوں کی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ اس لیے ان لوگوں کا ہمارے قبضے میں رہنا بہت ضروری ہے۔"

ناگ کو ہرگز یقین نہیں تھا کہ عنبر ماریا جولی سانگ تھیو سانگ اور کیٹی سب کے سب اس شیطان مردے کے قبضے میں ہوں گے۔ ناگ خوش بھی ہوا اور پریشان بھی ہوا۔ خوش وہ اس لیے ہوا کہ اسے عنبر ماریا اور باقی سارے دوستوں کا سراغ مل گیا تھا اور پریشان اس لیے ہوا کہ ان تک پہنچنا دشوار تھا۔ اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس گنڈاپ نے عنبر ماریا اور باقی سارے دوستوں کو کہاں قید میں ڈال رکھا ہے۔ ظاہر ہے اگر گنڈاپ نے ان لوگوں کو بے ہوش کر کے ہی قید کر رکھا ہوگا اور وہ ان کی طاقتیں خود حاصل کرنے کی فکر میں تھا۔ ناگ کے لیے سراغ لگانے کا ایک ہی ذریعہ تھا اور وہ تھا سیاہ پوش دبلا پتلا آدمی جو گنڈاپ سے باتیں کر رہا تھا۔ حیرت یہ تھی کہ یہ سیاہ پوش خود ناگ کا دشمن

تھا اور اس کی تلاش میں تھا۔ ناگ کو ابھی تک اس سیاہ پوش کی خفیہ طاقتوں کا علم نہیں تھا۔ آخر اس کا تعلق کسی زیر زمین مخلوق سے تھا اور وہ ایک سر کٹی لاش سے باتیں کر سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ سیاہ پوش غائب ہو جائے آگ میں چل پڑے

بہرحال ناگ نے سیاہ پوش کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیوں کہ عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ تک پہنچنے کی یہی ایک امید کی کرن تھی۔ اگرچہ اس میں ناگ کی جان جانے کا اور خود پکڑے جانے کا بھی خطرہ تھا۔ لیکن ناگ نے عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ کو گنڈاپ کی قید سے چھڑانے کے واسطے اپنی جان کی بازی لگانے کی فیصلہ کر رکھا تھا۔

سیاہ پوش نے کہا۔

"عظیم گنڈاپ۔ اب میں بھی ناگ کی تلاش میں نکلتا ہوں۔ اگر وہ اسی شہر میں موجود ہے۔ تو وہ میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ میں اس شہر کا چپہ چپہ چھان ماروں گا۔ میرے پاس اتنی طاقت ہے کہ میں زمین کے اندر بھی ہاتھ ڈال کر دیکھ سکوں۔"

گنڈاپ کے کٹے ہوئے سر نے کہا۔

"میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد ناگ کو اپنے قابو میں کر کے میرے پاس لے آؤ۔ کیونکہ میں زیادہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں تک اپنا سر اپنے دھڑ سے الگ نہیں رکھ سکتا
مجھے بڑی تکلیف اور درد ہوتا ہے۔ اب میں بتاتا
ہوں"

ناگ دیوار کے شگاف میں سے ان دونوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ایک بات کی ناگ کو تسلی تھی کہ یہ لوگ نہ تو اسے دیکھ سکے تھے اور نہ اس کی خوشبو ہی سونگھ سکے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ لوگ ناگ کی موجودگی کو محسوس نہیں کر سکتے۔ گنڈاپ کا سر غائب ہو گیا۔ سیاہ پوش اٹھا اور دیوار کے شگاف کی طرف بڑھا۔ ناگ تیزی سے ایک طرف اندھیرے میں ہو گیا۔ سیاہ پوش دیوار کے شگاف میں سے نکل کر اس کے قریب سے ہو کر گزر گیا۔ ناگ کو ایک ہی دھڑکا لگا تھا کہ کہیں سیاہ پوش اس کی موجودگی کو محسوس نہ کر لے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ یہ ایک اچھی علامت تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ سیاہ پوش خواہ دوسری کوئی طاقت رکھتا ہو مگر وہ ناگ کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

ناگ تنگ و تاریک غار میں سیاہ پوش کے پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔ سیاہ پوش [illegible] سے نکل کر لاشوں والے کنوئیں میں آ گیا۔ [illegible] سے سیڑھیاں چڑھ کر کنوئیں سے باہر آیا۔ اس وقت [illegible] رات کا ہلکا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ دور شہر کے مکانوں اور بازاروں کی روشنیاں جھلملاتی نظر آ رہی تھیں۔ سیاہ پوش بھی ناگ کو صاف دکھائی

دے رہا تھا۔ لاشوں والے کنوئیں سے نکل کر سیاہ پوش نے شہر کے دروازے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے سانپ کی جگہ چھوٹے سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور کچھ فاصلہ رکھ کر اندھیری رات میں سیاہ پوش کے پیچھے لگا تھا اور سیاہ پوش بھی ناگ کی تلاش میں تھا۔ سیاہ پوش نے ابھی ناگ کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ناگ کو یقین تھا کہ اس کو گنڈاپ نے کان میں ناگ کی کوئی ایسی [illegible] بنا دی ہوگی جس کی مدد سے سیاہ پوش ناگ کو پہچان لے گا۔ ناگ کو ایک بات کی ضرور تسلی تھی کہ جب تک ناگ سانپ کی شکل اختیار نہیں کرے گا سیاہ پوش اسے کسی خفیہ منتر کے ذریعے قابو میں نہیں کر سکے گا۔ خدا جانے گنڈاپ نے سیاہ پوش کو ناگ کو پکڑنے کی کیا ترکیب بتائی تھی۔ اس بارے میں ناگ ضرور پریشان تھا لیکن ناگ نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سیاہ پوش کے سامنے کبھی سانپ کی شکل میں نہیں آئے گا۔

ناگ ابھی سیاہ پوش کو اپنی نگاہوں میں رکھنا چاہتا تھا کیونکہ سیاہ پوش کو معلوم تھا کہ [illegible] ماریا کیٹی جولی [illegible] اور [illegible] کہاں قید میں پڑے ہیں۔ سیاہ پوش شہر کے دروازے میں سے گزر کر کھلی سڑک کے کنارے کنارے چلنے لگا۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں اس کے اوپر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ ناگ سیاہ پوش کو اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سیاہ پوش پھر دوسری سڑک پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلتا رہا۔ پھر وہ دائیں جانب سڑک سے اُتر کر کچے میدان میں سے گزرنے لگا۔ یہاں ایک پتلی پگڈنڈی یونانی قبرستان کی طرف جاتی تھی۔ سیاہ پوش اس پگڈنڈی پر چلتا یونانی قبرستان میں داخل ہو گیا۔ اس قبرستان میں یونانیوں کی قبریں تھیں اور یہاں سایہ دار کے اونچے اور گھنے درخت آگے ہوئے تھے۔ ان درختوں کی وجہ سے قبرستان میں موت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ستاروں کی روشنی بھی یہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ناگ کے لیے درختوں کے اوپر اُڑتے ہوئے سیاہ پوش کو اپنی نظروں میں رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ درختوں میں اُتر آیا اور ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھ گیا سیاہ پوش قبروں کے درمیان اندھیرے میں چلا آ رہا تھا۔

ناگ عقاب کی شکل میں درخت کی شاخوں میں بیٹھا غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سیاہ پوش ایک ایسی قبر کے پاس آ کر رک گیا جو ایک چبوترے پر بنی ہوئی تھی۔ اور جس کے اوپر چھوٹا سا یونانی طرز کا پرانا گنبد بنا ہوا تھا۔ یہ گنبد اس قدر پرانا تھا کہ اس کی اینٹیں ایک جگہ سے پھٹ گئی تھیں اور وہاں گھاس اُگ آئی تھی۔ سیاہ پوش نے گھوم کر اپنے پیچھے کی طرف دیکھا۔ شاید وہ یہ تسلی کرنا چاہتا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا تو نہیں کر رہا جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ وہاں اکیلا ہے تو اس نے قبر کے چبوترے کی تین فٹ اونچی دیوار کے پاس بیٹھ کر ایک جگہ اینٹ

آہستہ سے دبایا۔ اینٹ کے دبتے ہی چبوترے کی دیوار ایک حصہ پیچھے کو ہٹ گیا۔ سیاہ پوش وہاں جو شگاف پیدا ہو گیا تھا اس میں اُتر گیا۔ اس کے اُترنے سے فوراً بعد چبوترے کی دیوار اپنی جگہ پر آ گئی۔ ناگ کا خیال تھا کہ سیاہ پوش نے قبر کے چبوترے کی اینٹ کو ہاتھ سے دبایا تھا۔ مگر ایسا نہیں تھا سیاہ پوش نے اینٹ پر ہاتھ رکھ کر ایک خاص منتر پڑھا تھا اور دیوار اس منتر کی وجہ سے پیچھے ہٹی تھی۔ ناگ کو اس کا علم بہت جلدی ہو گیا۔

جب سیاہ پوش قبر کے اندر چلا گیا اور اسے قبر میں اُترے کچھ وقت گزر گیا تو ناگ درخت سے نیچے اُتر آیا۔ اس نے فوراً انسانی شکل اختیار کی اور جھک کر چبوترے کی اینٹوں کو غور سے دیکھا۔ ان میں سے ایک اینٹ ذرا باہر کو ابھری ہوئی تھی ناگ نے اس اینٹ کو آہستہ سے دبایا۔ کوئی اثر نہ ہوا۔ ناگ نے ذرا زور سے دبایا۔ اب بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ ناگ نے باری باری چبوترے کی دیوار کی ساری اینٹوں کو دبا کر دیکھا۔ مگر دیوار اپنی جگہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹی۔ اب ناگ سمجھ گیا کہ سیاہ پوش نے اینٹ کو دباتے وقت ضرور کوئی طلسمی منتر پڑھا ہو گا۔ ناگ نے چبوترے کے چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ کسی جگہ کوئی چھوٹا سا سوراخ بھی نظر نہ آیا۔ ناگ نے اس گنبد والی قبر کو نشانی کے

COURTESY WWW.PAKSOCIETY.COM

طور پر ذہن میں یاد رکھ لیا۔ اور عقاب کی شکل بدل کر وہاں سے پرواز کرتا ہوا واپس اسی محل کے مہمان خانے میں آگیا۔ اب اسے شہر والے گنڈاپ کے پرانے مکان میں رہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

رات گزر گئی۔ دن کا اجالا پھیلا تو ناگ شاہی محل سے نکل کر یونانی قبرستان کی طرف چل پڑا۔ وہ دن کے وقت گنبد والی قبر کو غور سے دیکھنا چاہتا تھا۔ قبرستان میں رات والی ویرانی برس رہی تھی۔ پرانی قبروں پر سناٹا چھایا تھا۔ ناگ یہاں انسانی شکل میں جانے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سیاہ پوش کو گنڈاپ نے اس کی کوئی نہ کوئی نشانی بتا دی ہے جس سے وہ اسے پہچان لے گا۔ ناگ نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ سیاہ پوش کے سامنے انسانی شکل میں جانے کی کم سے کم کوشش کرے گا۔ اس دوران ناگ یہی کوشش کرنا چاہتا تھا کہ وہ جلدی سے جلدی عنبر مار یا کیٹی کا سراغ لگا کر ان کی تلاش میں روانہ ہو جائے قبرستان میں داخل ہونے کے بعد ناگ پاپرس کے ایک درخت کے پیچھے آگیا۔ یہاں آکر اس نے چاروں طرف دیکھا قبرستان میں کوئی نہیں تھا۔ چاروں طرف ویرانی اور سناٹا تھا۔ ناگ کو کچھ فاصلے پر گنبد والی قبر کا چبوترہ صاف نظر آرہا تھا وہ انسانی شکل میں دن کے وقت چبوترے والی قبر کا جائزہ لینا چاہتا۔ آخر اس نے

یہی فیصلہ کیا کہ وہ ابھی انسانی شکل میں ہی رہے گا چنانچہ وہ قبروں میں سے جلدی جلدی گزرتا گنبد والی قبر کے پاس آگیا۔

اب اس نے دن کی روشنی میں قبر کو چاروں طرف سے دیکھا۔ پھر چبوترے کی دیوار کی اینٹوں کا جائزہ لیا۔ یہاں کوئی چھوٹی سی درز یا دراڑ تک اسے کہیں نظر نہ آئی۔ سیاہ پوش اس کی آنکھوں کے سامنے اس قبر کے اندر گیا تھا۔ لیکن وہ کسی طلسمی منتر سے اندر دیوار میں شگاف ڈال کر قبر میں اترا تھا۔ ناگ کے پاس ایسا کوئی طلسمی منتر نہیں تھا۔ وہ جھک کر دیوار کو دیکھ رہا تھا کہ اسے قبر کے اندر سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی قبر کے اندر سیڑھیاں چڑھ رہا ہو۔ ناگ تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے عقاب کی شکل اختیار کی اور اڑان بھر کر درخت کی ٹہنی پر جا کر بیٹھ گیا اور نیچے دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا گنبد والی قبر کے چبوترے کی دیوار میں اسی جگہ شگاف نمودار ہوا جہاں رات کو دیوار اپنی جگہ سے پیچھے ہٹی تھی شگاف میں سے وہی سیاہ پوش باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی اس نے سب سے پہلے چاروں طرف قبرستان میں دیکھا۔ پھر دیوار کے پاس بیٹھ کر شاید کوئی منتر پڑھا اور دیوار آپس میں مل گئی۔

سیاہ پوش ایک دبلا پتلا سانولے رنگ کا آدمی تھا اور ذرا کندھوں کو جھکا کر چلتا تھا۔ اس نے اپنے کاندھے پر ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھوٹا سا تھیلا لٹکا رکھا تھا۔ قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس نے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر کوئی ہڈی نکالی۔ اِسے غور سے دیکھا۔ پھر اِسے قبر کے اوپر رکھ دیا۔ خود ایک طرف بیٹھ گیا۔ ہڈی قبر کے اوپر حرکت کرنے لگی۔ وہ گھوم کر پلٹ گئی۔ اوپر کو اُچھلی اور قبر میں غائب ہو گئی۔ ہڈی کے غائب ہونے کے بعد سیاہ پوش قبر پر سے اُٹھا اور چبوترے سے اُتر کر پتلی پگڈنڈی پر آ گیا۔ ناگ خناب کی شکل میں درخت پر بیٹھا یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔ ہڈی کے غائب ہوتے سے ناگ سمجھ گیا کہ سیاہ پوش طلسم بھی جانتا ہے سیاہ پوش قبروں کے درمیان سے گزرتا ہوا جب قبرستان سے باہر نکل گیا تو ناگ ٹہنی پر سے اُڑ کر فضا میں بلند ہوا۔ اور سیاہ پوش کے اوپر بلندی پر اُڑتے ہوئے اُس کا پیچھا کرنے لگا۔

وہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ سیاہ پوش کہاں جا رہا ہے۔ یہ ناگ کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ یہ سیاہ پوش اب ناگ کی لاش میں نکلا ہے اور ہر حالت میں ناگ کو سانپ کی شکل میں اپنے قابو میں لانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔ ناگ بھی سیاہ پوش کے پیچھے لگا تھا۔ اسے بھی سیاہ پوش کے تعاقب کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہی ایک آدمی تھا جو عنبر ماریا کیٹی جُولی ساگ اور تھیو ساگ کے خفیہ قید خانے سے واقف تھا۔ اور اسی سے ناگ کو اپنے ساتھیوں کا سراغ مل سکتا تھا۔ سیاہ پوش

[illegible] آبادی والے علاقے میں داخل ہو گیا۔ وہ ایک کشادہ کھلے [illegible] میں سے گزر رہا تھا۔ اس بازار کے آخر میں جا کر وہ ایک [illegible] میں گھوم گیا۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں گلی میں اُتر آیا۔ اور [illegible] مکان کے باہر نکلے ہوئے چھجے پر بیٹھ کر سیاہ پوش کو دیکھنے لگا۔ اس گلی میں ایک آتش پرستوں کا مندر تھا۔ یہاں آتش پرست آگ کی پُوجا کرتے تھے۔

سیاہ پوش اس مندر میں چلا گیا۔ ناگ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ عقاب کی شکل میں مندر میں جانا بے کار تھا۔ سانپ کی شکل میں بھی وہ سیاہ پوش کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اُسے بھیس بدل کر مندر میں جانا چاہیے اور یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہ سیاہ پوش اس مندر میں کیا کرتا ہے۔ ناگ فوراً وہاں سے اُتر کر اپنے پرانے مکان میں آ گیا۔ یہاں اوپر والی منزل میں اُس کا کمرہ ویسے ہی خالی پڑا تھا۔ ناگ نے اپنی شکل انسان میں تبدیل کی اور نیچے اُتر آیا۔ صحن میں ایرانی کنیز رخسانہ کپڑے دھو کر سکھانے کے لیے ڈال رہی تھی۔ ناگ نے یہ مکان اپنی ایرانی کنیز کو دے رکھا تھا۔ کیونکہ کسی بھی وقت ناگ کو اس مکان کی ضرورت پڑ سکتی تھی جیسے کہ اس وقت اُسے ضرورت پڑ گئی تھی۔

ایرانی کنیز رخسانہ نے اپنے مالک ناگ کو دیکھا تو بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے آقا! آپ کب آئے تھے؟"
ناگ نے کہا۔
"میں رات کو آ گیا تھا۔ تم اس وقت سو رہی تھیں"
تاگ نے منہ ہاتھ دھویا۔ رخسانہ قہوہ بنا کر لے آئی۔ اس ایرانی کنیز رخسانہ کو ناگ کی خفیہ طاقت کے بارے میں کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ اسے جڑی بوٹیوں کا تاجر سمجھتی تھی۔ جو اب بادشاہ کا درباری بن گیا تھا۔ اور اس کا نام کالام تھا۔ ناگ کو رخسانہ کی مدد کی ضرورت تھی۔ اس نے قہوہ پیتے ہوئے رخسانہ سے کہا۔
"رخسانہ اس وقت مجھے تمہاری ضرورت پڑ گئی ہے۔ کیا تم میرے ساتھ تعاون کرو گی؟"
رخسانہ نے کہا۔
"آپ میرے آقا ہیں۔ میں تو آپ کے حکم کی بندی ہوں"
ناگ نے کہا۔
"بات یہ ہے کہ اس شہر میں ایک ایسا باغی آتش پرستوں کے لباس میں داخل ہو گیا ہے۔ جو اپنے گروہ سے مل کر یہاں بادشاہ کے خلاف بغاوت

برپا کرنا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بھیس بدل کر اس باغی اور اس کے گروہ کا سراغ لگاؤں اور ان سب کو گرفتار کروا دوں۔ یہ بات تم اپنے دل میں راز سمجھ کر رکھنا"
رخسانہ نے کہا۔
"میرے آقا! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ مجھے حکم دیجئے کہ میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں"
ناگ بولا۔
"میں بادشاہ کی طرف سے سونپی گئی ایک خفیہ مہم پر ہوں اور اب تم بھی میری اس مہم میں شامل ہو گئی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں آتش پرست جوگی اور جوگن کا بھیس بدل کر شہر کے مندر میں جا کر اس باغی گروہ کا سراغ لگائیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ باغی شہر کے ایک خاص مندر میں موجود ہے"
رخسانہ نے ادب سے کہا۔
"میں ہر طرح سے حاضر ہوں میرے آقا۔ کیا ہمیں جوگی اور جوگن کا بھیس بدلنا ہوگا؟"
ناگ بولا۔
"ہاں۔ کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکتی ہو"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رخسانہ کہنے لگی۔

"میں خود آتش پرست ہوں میرے آقا مجھے معلوم ہے کہ آتش پرست جوگی اور جوگن کیا لباس پہنتے ہیں۔ میں ابھی اس کا انتظام کرتی ہوں۔"

رخسانہ فوراً شہر کی طرف چل دی۔ جب واپس آئی تو اس کے پاس سفید اور زرد رنگ کے کپڑے تھے۔ رخسانہ نے اپنا اور ناگ کا سر استرے سے مونڈ دیا۔ انہوں نے آتش پرست جوگی جوگنوں والے زرد اور سبز کپڑے پہنے۔ گلے میں مالا ڈالی اور آتش پرستوں کے بھجن گاتے ہوئے شہر والے مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔ سر منڈوانے سے ناگ کا حلیہ ایسا ہو گیا تھا کہ وہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ بڑے غور سے دیکھنے پر ہی اسے پہچانا جا سکتا تھا۔ وہ اس گلی میں آگئے جہاں وہ مندر تھا۔ جہاں سیاہ پوش داخل ہوئے تھا۔ سیاہ پوش اس مندر کا بڑا پجاری تھا ناگ کا اندازہ بالکل درست نکلا۔ ناگ اور رخسانہ آتش پرستوں والے بھیس میں مندر میں داخل ہو گئے۔

○

میرے نام

میرے پیارے انکل اے حمید

اب تک میں ۱۵۶ قسطیں عنبر ناگ مایا کی پڑھ چکا ہوں آپ نے اتنی بڑی سیریز لکھی ہے یہ ایک ریکارڈ ہے۔ اس پر میں آپ کو دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس سیریز میں جو کمی مجھے محسوس ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے ناگ دیوتا اور نیولا کی جنگ نہیں کروائی۔

امید ہے آپ اس حقیر سے خط کا اپنا قیمتی وقت نکال کر جواب دیں گے

نوٹ: یہ میرا دوسرا خط ہے۔

ملک محمد فاروق راولپنڈی۔

میرے پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم! میں آپ کے ناولوں کو پڑھنے والا ایک لڑکا ہوں۔ اور آپ سے ایک درخواست کرنے لگا ہوں کہ جس طرح آپ نے عنبر ناگ مایا کو خضر حیات دے رکھی ہے اس طرح آپ کیٹی کو بھی کوئی خصوصیت دیں۔ یعنی عنبر ایک پہاڑ کو توڑ سکتا ہے اور ناگ زہر ہی دیتا ہے اور مایا غائب بھی رہ سکتی ہے۔ اور ظاہری حالت میں بھی۔ اور تھیوسانگ بھی اپنی انگلی سے چھو کر کسی کو جھوٹا کر سکتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ مگر کیٹی کے پاس کوئی خوبی نہیں ہے۔ سوائے اس کے۔ وہ صرف آگ میں مر سکتی ہے۔

سوائے عنبر کے آگ سے تو سبھی ڈرتے ہیں۔ اور سب کے پاس کوئی نہ کوئی خوبی ہے۔ لیکن میں آپ کے رسالے میں کیٹی کو ہی دیکھ رہا ہوں کہ اس کے پاس دوسروں کی طرح کوئی خوبی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ ایک خلائی لڑکی ہے۔ اس لیے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ کیٹی کو بھی کوئی اچھی سی طاقت دیں جس سے سب قارئین مطمئن ہو جائیں۔ خدا حافظ۔

شہباز رشید رولنمبر ۲ کلاس نہم ای معرفت آغا محمد رشید گلی ۲/B
مکان نمبر ۳ فاروق گنج ——— لاہور

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم!

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے اور اپنی روایتی روانی سے ہم لوگوں کے لیے کہانیاں لکھ رہے ہوں گے

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

میں نے آپ کے کافی سارے ناول پڑھے ہیں۔ جو عنبر ناگ اور ماریا کے سلسلے میں لکھے گئے۔ مجھے آپ کی تحریر بہت پسند ہے۔ خاص طور پر آپ جو سسپنس پیدا کرتے ہیں اس سے ایک بے چینی سی طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک چیز جس کا مجھے بہت تجسس ہے وہ ہے اس سلسلے کی کہانیوں کی تعداد۔ آخر اس سلسلے کا اختتام کب ہو گا۔ اگرچہ کہانیاں بہت دلچسپ ہوتی ہیں۔ اور بار بار پڑھنے کو دل بھی کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی جہاں تک میرا خیال ہے یہ سلسلہ بہت طویل ہو گیا ہے اگرچہ میرے بعض دوستوں کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ انکل پلیز مجھے اتنا بتا دیں کہ اس سلسلے کی کل کتنی کہانیاں ہیں۔ امید ہے آپ میری اس خواہش کو پورا کریں گے۔ فقط آپ کا ایک قاری

برجیس رفیع سیکنڈ ائیر اقبال ہاؤس لارنس کالج مری۔

پیارے انکل اے حمید! السلام علیکم

میں ناگ عنبر اور ماریا کے ناول بہت دلچسپی سے پڑھتا ہوں مجھے ناول پڑھتے وقت بہت لطف آتا ہے۔ انکل میری دعا ہے کہ آپ آئندہ بھی ایسے قصے کہانیاں لکھتے رہیں۔ میں نے آپ کو ایک خط لکھا تھا۔ اس خط کا جواب آپ نے نہیں دیا۔ مجھے ویران مینار۔ بچھو لڑکی اور کیٹی سانپ کے آگے بہت پسند آئی۔ انکل آپ خلائی گھڑی کا قیدی کب سے لکھنا شروع کر رہے ہیں۔ ہمیں اس ناول کا بے چینی سے انتظار ہے۔

اچھا اب اجازت دیں۔ خدا حافظ۔ آپ کا پرانا دوست

[illegible] اشرف معرفت محمد اشرف مکان ۱۹۷۸ انڈس روڈ نمبر ۱ لالکرتی راولپنڈی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

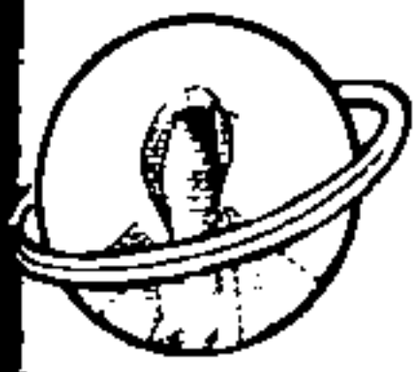

۱۱۱ خلائی جہاز کی تباہی
۱۱۲ پانی کا شیطان
۱۱۳ مریخ پر دنیا کیسی
۱۱۴ خلائی سفر
۱۱۵ ٹڈی دل کا ستارہ
۱۱۶ ٹڈی دل کی تباہ کاری
۱۱۷ خوفناک انسانی کھوپڑی
۱۱۸ خوفناک جنگلی درندے
۱۱۹ خطرناک جنگلی قبیلہ
۱۲۰ ایسٹر جزیرہ کے بت
۱۲۱ قدیمی شہر
۱۲۲ ماں کا دل
۱۲۳ آدمی عورت اور سانپ
۱۲۴ خطرناک تجربہ
۱۲۵ سانپ کا تحفہ
۱۲۶ عورت کی نفرت
۱۲۷ موت سے کھیل
۱۲۸ قبر کا راز
۱۲۹ عجیب سے کی شخصیت
۱۳۰ خوفناک تجارت
۱۳۱ ساحرہ کا انتقام
۱۳۲ سیارہ کی تباہی
۱۳۳ انسانی تہذیب
۱۳۴ قدیم غار کے انسان
۱۳۵ خوفناک جنگل
۱۳۶ سرکس کا شیر
۱۳۷ خوفناک قبر
۱۳۸ چاند پر انسان کے قدم
۱۳۹ سرکس کا جوکر
۱۴۰ پراسرار جنگل
۱۴۱ قبرستان کی خوفناک رات
۱۴۲ سنگدل ڈاکٹر کا انتقام
۱۴۳ ماریہ کی کہانی
۱۴۴ ماریہ کی کہانی
۱۴۵ ماریہ کی کہانی
۱۴۶ ماریہ کی کہانی
۱۴۷ ماریہ کی کہانی
۱۴۸ ماریہ کی کہانی
۱۴۹ ماریہ کی کہانی
۱۵۰ ماریہ کی کہانی
۱۵۱ ماریہ کی کہانی
۱۵۲ ماریہ کی کہانی
۱۵۳ ماریہ کی کہانی
۱۵۴ ماریہ کی کہانی
۱۵۵ ماریہ کی کہانی
۱۵۶ ماریہ کی کہانی
۱۵۷ ماریہ کی کہانی
۱۵۸ ماریہ کی کہانی
۱۵۹ ماریہ کی کہانی
۱۶۰ ماریہ کی کہانی
۱۶۱ ماریہ کی کہانی
۱۶۲ ماریہ کی کہانی
۱۶۳ ماریہ کی کہانی
۱۶۴ ماریہ کی کہانی
۱۶۵ ماریہ کی کہانی
۱۶۶ ماریہ کی کہانی

عجیب خانہ ماریہ کی کہانی

اے حمید

عنبر پبلی کیشنز

گنڈاپ کی موت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ مارپا ○ کہانی نمبر ۱۴۳

گنڈاپ کی موت

اے حمید

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گنڈاپ کی موت

ناگ اور رخسانہ آتش پرستوں کے مندر میں داخل ہو گئے۔

انہوں نے جوگیوں والے کپڑے پہن رکھے تھے اور وہ آتش پرستوں کے بھجن گا رہے تھے۔ مندر کے صحن کے درمیان میں آگ جل رہی تھی۔ آگ کی پوجا کرنے والے آگ کے الاؤ کے ارد گرد بیٹھے پوجا کر رہے تھے۔ ناگ نے سیاہ پوش کو خود بھی دیکھ لیا اور رخسانہ کو دکھا دیا۔ سیاہ پوش بڑے پجاری کے لباس میں لمبا زرد اور سفید چوغہ پہنے الاؤ کے سامنے بیٹھا آگ میں زعفران ڈالتا جا رہا تھا۔ یہی وہ سیاہ پوش تھا جس کو یہ سب معلوم تھا کہ ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ کہاں ہیں اور ناگ اس سے یہی معلوم کرنے وہاں آیا تھا۔ دوسری طرف اس سیاہ پوش پجاری کو بھی ناگ کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تلاش تھی۔ کیونکہ اگر وہ ناگ کو سانپ کی شکل میں پکڑ کر مردوں کے کنوئیں کے اندر زمین دوز تہہ خانے لے جاتا ہے تو گنڈاپ کا سر اس کے دھڑ کے ساتھ دوبارہ جڑ سکتا تھا اور اس کی کھوئی ہوئی طاقت بھی واپس آ سکتی تھی۔ تب وہ ایران کے تخت پر قبضہ کر کے شہزادی نیلوفر سے شادی بھی کر سکتا تھا۔ سیاہ پوش نے ناگ کو پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا۔ وہ ناگ کو صرف اسی وقت پہچان سکتا تھا جب وہ سانپ کی شکل میں ہو۔

آسمان پر کالے بادل چھا گئے۔ بجلی چمکنے لگی اور تیز موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ بادل اتنے کالے تھے کہ دن کے وقت بھی اندھیرا چھا گیا۔ رخسانہ نے ناگ سے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"سیاہ پوش اگر یہاں سے نہ ہلا تو ہم کیا کریں گے؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"یہ میں خوب جانتا ہوں۔ تم خاموشی سے بیٹھی رہو"۔

مندر کے اوپر چھت کی وجہ سے بارش وہاں نہیں آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد پوجا ختم ہو گئی۔ لوگ وہاں

سے جانے لگے۔ ناگ اور رخسانہ ایک کونے میں پتھر کے ستون کے پاس بیٹھ گئے۔ وہ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ پردیسی ہیں اور کسی دوسرے ملک سے آئے ہیں۔ ناگ کی نظریں سیاہ پوش پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ مندر کے اونچے اونچے ستونوں میں سے ہوتا ہوا ایک کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔

دوستو! یہ تو آپ پچھلی کتاب میں پڑھ چکے ہیں کہ عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کو اسی شہر کے ایک ویران قبرستان کے نیچے خفیہ تہہ خانے میں گنڈاپ نے تابوتوں میں اس حالت میں بند کر رکھا ہے کہ عنبر' ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ بالکل بے ہوش ہیں۔ ماریا بھی لڑکی کی شکل میں بے ہوش ہے۔ گنڈاپ ان سب کے جسموں میں سے تھوڑا تھوڑا خون پی کر ان کی طاقت حاصل کرتا تھا۔ ناگ وہاں نہیں تھا بلکہ ایک دوسری جگہ قبر میں مردہ حالت میں پڑا تھا لیکن وہ وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب ناگ کی حالت یہ ہے کہ اس کو عنبر' ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ سکتی اور نہ ہی ناگ کے جسم سے اس کی خوشبو باہر نکلتی ہے۔ یہ سب کچھ گنڈاپ کے زبردست طلسم کی وجہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ہرا ہے۔ ایران کے بادشاہ نے بچوں کو اغوا کر کے ان کا سانس پی جانے کے جرم میں جب گنڈاپ کی گردن اڑا دی تو گنڈاپ کا جسم اور کٹی ہوئی گردن غائب ہو کر تہہ خانے میں نمودار ہو گئی تھی جہاں سیاہ پوش جو گنڈاپ کا دوست ہے موجود تھا۔

گنڈاپ نے سیاہ پوش سے کہا۔

"اب میرے پھر سے زندہ ہونے کی صرف یہی صورت ہے کہ کسی طرح تم ناگ کو پکڑ کے میرے پاس لاؤ۔ اس کے سر کے مغز کو میرے جسم پر لگاؤ گے تو میری گردن میرے دھڑ کے ساتھ جڑ جائے گی۔ مگر تم ناگ کو صرف سانپ کی شکل میں ہی پکڑ سکو گے"۔

چنانچہ سیاہ پوش اب ناگ کی تلاش میں تھا۔ یعنی اس سانپ کی تلاش میں تھا جو ناگ دیوتا ہے۔ ناگ نے یہ بھی سن لیا تھا کہ سیاہ پوش کو معلوم ہے کہ عنبر' ماریا' کیپٹن' تھیوسانگ اور جولی سانگ کس جگہ پر قید میں رکھے گئے ہیں۔ ناگ اب سیاہ پوش کے سامنے سانپ کی شکل میں آتے ہوئے گھبرا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جونہی وہ سانپ کی شکل میں آیا۔ سیاہ پوش کو اپنے طلسم کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ یہی ناگ دیوتا ہے پھر وہ

اسے جادو کر کے اپنے قبضے میں کر لے گا۔

اب ہم واپس اپنی پراسرار کہانی کی طرف آتے ہیں۔

جب سیاہ پوش اپنی مندر کی کوٹھری میں چلا گیا تو ناگ نے رخسانہ سے کہا۔

"رخسانہ! میں سمجھتا ہوں کہ اب تمہاری ضرورت نہیں رہی اور تم واپس حویلی میں چلی جاؤ۔ باقی کا کام میں خود ہی کر لوں گا"۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ناگ رخسانہ کنیز پر اپنی فقیہ طاقت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اور وہ اس پر یہ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے اپنے دوستوں یعنی عنبر' ماریا' کیپٹن' تھیوسانگ' جولی سانگ اور تھیوسانگ کی تلاش ہے۔ رخسانہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ مندر سے چلی گئی۔ مندر میں ناگ اکیلا رہ گیا۔ الاؤ میں آگ اسی طرح جل رہی تھی۔ دن گزرتا جا رہا تھا۔ باہر بادل گرج رہے تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ جب کافی دیر گزر گئی اور سیاہ پوش اپنی کوٹھری سے باہر نہ آیا تو ناگ نے ادھر ادھر دیکھا۔ مندر خالی ہو چکا تھا۔ صرف مندر کے ملازم چل پھر رہے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ اس طرح بیٹھے رہنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اس پر شک ہو سکتا ہے۔ وہ اٹھا اور ایک چھوٹے پجاری کے پاس جا کر بولا۔

"میں پردیسی ہوں۔ مندر کے درشن کرنے آیا ہوں۔ رات گزارنے کو جگہ نہیں ہے"۔

چھوٹے پجاری نے کہا۔

"مندر کے ساتھ ہی ایک سرائے ہے تم وہاں جا کر رات بسر کر سکتے ہو۔ یہ سرائے باہر سے آئے ہوئے یاتریوں کے لئے ہی ہے"۔

ناگ باہر آ گیا۔ بارش موسلادھار ہو رہی تھی۔ بڑی مشکل سے ناگ کو سرائے میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی رات بسر کرنے کو مل گئی۔ رات ہونے تک ناگ سرائے میں ہی رہا۔ جب رات گہری ہونے لگی اور مندر میں پوجا پاٹھ بھی ختم ہو گئی تو ناگ مندر میں آ گیا۔ سیاہ پوش ابھی تک باہر نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ کہیں وہ چلا نہ گیا ہو۔ اس کی کوٹھڑی میں چل کر معلوم کرنا چاہیے۔ لیکن ناگ سیاہ پوش کی کوٹھڑی میں سانپ کی شکل میں نہیں جا سکتا تھا۔

وہ مندر کے صحن میں الاؤ کے پاس بیٹھ گیا۔ الاؤ میں آگ جل رہی تھی۔ مندر میں ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا

ہوا تھا۔ باہر سے بارش کی زوردار آواز آ رہی تھی۔ الاؤ میں آگ کے شعلے اب مدھم ہو گئے تھے لیکن انگارے سرخ ہو کر دہک رہے تھے۔ ناگ اٹھنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس نے دیکھا کہ آگ کے انگاروں میں سے کوئی شے آہستہ آہستہ اپنا سر باہر نکال رہی ہے۔ ناگ نے اپنی نظریں اس پراسرار لال لال چیز پر جما دیں۔ ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سرخ دہکتے ہوئے انگاروں میں سے ایک بچھو باہر نکل کر اپنی گردن اٹھا کر ناگ کو تکنے لگا۔ اس کا سارا جسم انگارے کی طرح دہک رہا تھا۔ بچھو نے ناگ کی تعظیم کی اور بولا۔

"ناگ دیوتا کو آتشی بچھو کا سلام قبول ہو"۔

ناگ نے تعجب سے پوچھا۔

"کیا تم آگ میں بھی زندہ رہتے ہو؟"

آتشی بچھو نے کہا۔

"ناگ دیوتا! اگر مچھلی پانی میں زندہ رہ سکتی ہے تو میں آگ میں زندہ کیوں نہیں رہ سکتا۔ جو خدا مچھلی کو پانی میں ہوا مہیا کرتا ہے وہی مجھے بھی آگ میں زندہ رکھتا ہے"۔

اب ناگ کو یاد آ گیا کہ اس نے سن رکھا تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب کہیں تک پانچ برس تک جلتی رہے تو خدا کی قدرت سے اس آگ کے اندر ایک بچھو پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کو سمندری کتے ہیں۔ اس بچھو کو زمین کے اوپر اور اندر کی بہت سی خفیہ باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔

ناگ نے کہا۔

"کیوں نہیں کیوں نہیں۔ خدا کی طاقت سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کی طاقت کا کوئی شمار نہیں ہے"۔

آتشی بچھو نے کہا۔

"ناگ دیوتا! اس وقت میں تمہیں ایک خاص بات بتانے آگ سے باہر نکلا ہوں۔ مجھے پتہ چل گیا تھا کہ تم یہاں موجود ہو۔ میں تمہیں خبردار کرنے آیا ہوں کہ سیاہ پوش پجاری اپنی کوٹھڑی کے اندر تمہیں ہلاک کرنے کے لئے ایک ایسا منتر ایک ایسا طلسم کر رہا ہے کہ اگر وہ یہ منتر پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر تم ایک ایسی مصیبت میں پھنس جاؤ گے کہ شاید قیامت تک اس مصیبت سے باہر نہ نکل سکو"۔

ناگ نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن کیا تم بتا سکتے ہو کہ عنبر

ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ کہاں ہیں؟ پھر مجھے یہاں بیٹھے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی"۔

آتشی بچھو کہنے لگا۔

"یہ راز فاش کرنے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ میں تمہیں صرف آنے والے خطرے سے خبردار کرنے آیا ہوں۔ تم یہاں سے فوراً کسی دوسرے ملک کی طرف چلے جاؤ"۔

ناگ نے کہا۔

"میں عنبر' ماریا اور اپنے دوسرے دوستوں کو ساتھ لئے بغیر یہاں سے ہرگز نہیں جا سکتا"۔

آتشی بچھو بولا۔

"کیا تمہیں اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے ناگ دیوتا؟"

ناگ مسکرایا اور کہنے لگا۔

"آتشی بچھو! مجھے افسوس ہے کہ تم کو زمین کے اوپر اور اندر کی ساری چیزوں کی خبر ہے لیکن تم میرے بارے میں یہ بھی نہیں جانتے کہ میں عنبر' ماریا' کیٹی اور تھیوسانگ اور جولی سانگ کے بغیر یہاں سے کہیں نہیں جا سکتا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آتشی بچھو نے کہا۔

"ناگ دیوتا! میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اب تم جانو تمہارا کام۔۔۔"۔

یہ کہہ کر آتشی بچھو واپس الکاروں کی جگ میں گھس گیا۔ ناگ نے دل میں آتشی بچھو کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ وہ اسے ایک زبردست خطرے سے آگاہ کر گیا تھا۔ سیاہ پوش کوٹھڑی کے اندر کوئی خوفناک طلسم کر رہا تھا۔ اسی لئے اس کی کوٹھڑی دیر سے بند تھی۔ ناگ اٹھ کر ستون کے پیچھے ہو گیا۔ جب اس کو یقین ہو گیا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو اس نے سانس اندر کو کھینچی اور ایک ننھی سی چڑیا کی شکل اختیار کر لی۔ وہ سانپ بن کر سیاہ پوش کی کوٹھڑی میں جانے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔

چڑیا کا رنگ گہرا نیلا تھا اور وہ اندھیرے میں دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ناگ آہستہ سے اٹھ کر مندر کے پجاری سیاہ پوش کی کوٹھڑی کے روشن دان میں آ کر بیٹھ گیا اس نے گردن ٹیڑھی کر کے کوٹھڑی میں دیکھا۔ کوٹھڑی میں سیاہ پوش پجاری لکڑی کی ایک چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے بھی ایک چوکی پڑی

تھی جس پر رکھی تھالی میں اگربتی اور لوبان سلگ رہا تھا۔ ایک دیا بھی جل رہا تھا۔ اگربتی اور لوبان کا دھواں چھت کی طرف اٹھ رہا تھا۔ سیاہ پوش پجاری دھیمی آواز میں کوئی منتر پڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ناگ چڑیا کے روپ میں روشن دان میں چپ چاپ بیٹھا یہ منظر دیکھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ سیاہ پوش پجاری کوئی طلسم کر رہا ہے جس کی مدد سے وہ گنڈاپ کے کٹے ہوئے سر کو دوبارا جوڑ کر اسے زندہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ گنڈاپ ناگ عنبر مارپا اور جولی سانگ تھیوسانگ کا دشمن تھا اور اسی نے ناگ کے علاوہ باقی دوستوں کو کسی جگہ چھپا رکھا تھا۔ سیاہ پوش اب ناگ کی تلاش میں تھا اور اسی کے واسطے یہ منتر پڑھ رہا تھا کہ منتر کے ذریعے یہ معلوم کرے کہ ناگ کہاں ہے اور پھر کسی طرح اسے اپنے قابو میں کر کے اس کے دماغ کا مغز نکال کر گنڈاپ کے جسم پر ملے تاکہ وہ دوبارا زندہ ہو جائے۔

سیاہ پوش پجاری منتر پڑھتے پڑھتے رک گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر لوبان اور اگربتی کے دھوئیں کو دیکھا۔ دھوئیں میں ایک ادراوئی شکل نمودار ہوئی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک ہلکی سی چیخ مار کر غائب ہو گئی۔ پجاری نے زیادہ زور شور سے منتر پڑھنے شروع کر دیے۔ دوسری بار پھر وہی ڈراؤنی شکل دھوئیں میں ظاہر ہوئی۔ سیاہ پوش پجاری نے پوچھا۔

"سادیو! مجھے بتاؤ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ مجھے اس کا دماغ چاہیے"۔

دھوئیں میں ابھری ہوئی ڈراؤنی شکل نے کہا۔

ناگ دیوتا تمہارے مندر میں اس وقت موجود ہے"۔

سیاہ پوش پجاری نے خوش ہو کر پوچھا۔

"وہ کہاں ہے۔ کس جگہ پر ہے؟ کیا وہ سانپ کی شکل میں ہے؟ میں اسے پکڑنا چاہتا ہوں"۔

ناگ چڑیا کی شکل میں روشندان کے کونے میں سمٹ کر بیٹھا تھا۔ وہ ڈر گیا کہ کہیں یہ ڈراؤنی بدروح اس کے بارے میں سب کچھ نہ بتا دے۔ لیکن دھوئیں والی شکل نے کہا۔

"یہ بتانا میری طاقت سے باہر ہے۔ ناگ دیوتا کی طاقت مجھ سے زیادہ ہے کیونکہ وہ نیکی کی طاقت ہے۔ ناگ دیوتا انسانوں کی مدد کرتا ہے۔ میں برائی کا دیوتا

ہوں، اس لئے میری طاقت ناگ دیوتا کے مقابلے میں کمزور ہے۔ میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ ناگ مندر میں اس وقت موجود ہے۔ باقی تم خود اسے تلاش کرو"۔

سیاہ پوش پجاری نے کہا۔

"گنڈاپ اس وقت تک دوبارہ زندہ نہیں ہو گا جب تک میں ناگ دیوتا کا مغز اس کی گردن سے نہیں لگاؤں گا۔ مجھے بتاؤ میں ناگ کو کس جگہ تلاش کروں؟"

دھوئیں کی شکل نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس شہر کے ویران قبرستان کے بیچ تہہ خانے میں تم نے ناگ دیوتا کے ساتھیوں کو قید کر رکھا ہے گنڈاپ بھی اسی تہہ خانے میں مردہ پڑا ہے۔ اس کی گردن کٹی ہوئی ہے۔ وہاں ابھی جاؤ اور آتشی منتر پڑھ کر گنڈاپ کی گردن پر پھونکو وہ زندہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ناگ دیوتا کو تم کبھی اپنے قبضے میں نہ کر سکو گے"۔

اتنا کہہ کر دھوئیں کی ڈراؤنی شکل ایک چیخ مار کر غائب ہو گئی۔ پجاری جلدی سے اٹھا اور کوٹھڑی سے نکل کر شہر کے ویران قبرستان کی طرف چل پڑا۔ ناگ بھی چڑیا کی شکل میں اس کے اوپر اڑتے ہوئے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ چلا جا رہا تھا۔ وہ بھلا پجاری کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ کیونکہ ناگ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کس جگہ پر قید ہیں یہ تو اسے دھوئیں میں ابھرنے والی شکل کی باتوں سے معلوم ہوا کہ یہ سارے دوست کسی پرانے قبرستان کے تہہ خانے میں بند ہیں۔ اسی لئے ناگ پجاری کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔

سیاہ پوش مندر سے نکل کر شہر کے باغ میں سے ہوتا ہوا ویران علاقے میں آ گیا۔ بارش رک گئی تھی۔ آسمان پر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔ چلتے چلتے دور کچھ درخت دکھائی دیئے تو سیاہ پوش پجاری اس طرف ہو گیا۔ ناگ اس کے سر کے اوپر کافی بلندی پر ساتھ ساتھ اڑ رہا تھا۔ درختوں کے درمیان ایک ٹوٹی پھوٹی چار دیواری تھی۔ اس چاردیواری کے اندر قبریں ہی قبریں تھیں۔ بارش کی وجہ سے ساری قبریں بھیگی ہوئی تھیں۔ سیاہ پوش پجاری ایک قبر کے پاس جا کر رک گیا۔ ناگ بھی درخت کی ٹہنی پر اتر کر اسے غور سے دیکھنے لگا کہ اب یہ کیا کرنے والا ہے۔ پجاری نے مڑ کر پیچھے دیکھا کہ کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا ہے؟ پھر قبر میں جو شگاف بنا ہوا تھا اس میں داخل ہو گیا۔ ناگ شگاف کے

پاس اتر آیا۔ اب اس کے لئے لازم ہو گیا تھا کہ وہ سانپ بن کر اندر جائے مگر وہ سانپ بنتے ہوئے جھجک رہا تھا کیونکہ خطرہ تھا کہ اگر وہ سانپ بنا تو پجاری اپنے طلسم کی مدد سے اسے کہیں پکڑ نہ لے۔

ناگ نے بچھو کی شکل اختیار کی اور قبر کے شگاف میں داخل ہو گیا۔ وہ بڑی تیز تیز جا رہا تھا تاکہ کہیں پجاری اندر جا کر گنڈاپ کو زندہ نہ کر دے۔ سیاہ پوش پجاری سرنگ میں سے گذر کے اس تہہ خانے میں آ گیا جہاں ایک طرف گنڈاپ کی کٹی ہوئی لاش پڑی تھی۔ عنبر ماریا' کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ جن تابوتوں میں بے ہوش پڑے تھے وہ تہہ خانہ اس سے ذرا آگے تھا۔ لیکن ناگ وہیں رک گیا۔ وہ گنڈاپ کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ سیاہ پوش پجاری گنڈاپ کے کٹے ہوئے سر کو اپنی گود میں لے کر بیٹھ گیا اور اس نے آتشی منتر کا طلسم پڑھنا شروع کیا۔ ناگ بے چین تھا۔ وہ سیاہ پجاری کو طلسم پورا کرنے سے پہلے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ وہ اسے سانپ بن کر ڈستے ہوئے گھبرا رہا تھا کہ کہیں وہ پلٹ کر اسے پکڑ نہ لے۔ پجاری جلدی جلدی آتشی منتر پڑھ رہا تھا۔ اب سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ آتشی منتر ختم کرتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی پجاری نے پھونک مار کر گنڈاپ کو پھر سے زندہ کر دیا تھا۔ ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ بچھو بن کر ہی پجاری کو ڈنک مارے گا۔

ناگ نے اپنے اندر زبردست زہر پیدا کر لیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زمین پر رینگتے ہوئے سیاہ پوش پجاری کی طرف بڑھنے لگا۔ پجاری بلند آواز میں منتر پڑھے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس کی گود میں پڑے گنڈاپ کے سر نے اب ہلنا بھی شروع کر دیا تھا۔ وقت بڑا نازک تھا۔ ناگ بچھو کی شکل میں پجاری کے پیچھے آ گیا پھر اس نے وہیں سے چھلانگ لگائی اور پجاری کی گردن سے چمٹ کر جلدی سے اسے ڈس دیا۔ اور اچھل کر پیچھے جا گرا۔ ناگ نے بچھو میں اتنا خوفناک زہر بھر دیا تھا کہ کوئی طاقتور سے طاقتور انسان بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ سیاہ پوش پجاری کا جسم ایک دم سن ہو گیا۔ اس کی آواز رک گئی۔ کیونکہ اس کا گلا زہر کے اثر سے بند ہو گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن پکڑ لی اور اس کے حلق سے خوں خوں کی آواز نکلی۔ پھر وہ اٹھا۔ مگر اگلے ہی دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ گنڈاپ کا کٹا ہوا سر اس کی گود سے اچھل کر فرش پر

لڑھک گیا۔ ناگ ابھی تک بچھو کی شکل میں تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ پجاری اب نہیں اٹھ سکتا تو اس نے ایک بار پھر اسے گردن پر ڈس دیا۔ پجاری تڑپا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ وہ مر چکا تھا اس کا جسم ایک دم پھولنے لگا۔ اور جگہ جگہ سے پھٹ گیا اور خون سیاہ پانی بن کر بہنے لگا۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ اس نے غصے میں پھنکارتے ہوئے فرش پر لڑھکی ہوئی گنڈاپ کی گردن کو غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس میں کچھ کچھ زندگی واپس آ گئی ہے۔ کیونکہ یہ آتشی منتروں کا اثر تھا۔ ناگ نے اپنا پھن کھول دیا۔ وہ سخت غصے میں پھنکارا۔ اب اس کے اندر ناگ دیوتا کا زہر موجود تھا۔ یہ وہ زہر تھا کہ اگر اس وقت ناگ پتھر کو ڈس دیتا تو پتھر بھی پگھل کر پانی بن جاتا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اگر گنڈاپ دوبارہ زندہ ہو گیا تو وہ نہ صرف یہ کہ اسے ہلاک کر ڈالے گا بلکہ عنبر، ماریا کیتی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کو بھی اپنے طلسم سے شدید نقصان پہنچائے گا۔ ناگ نے اپنا پھن گنڈاپ کی آہستہ آہستہ ہلتی ہوئی گردن کے اوپر کر لیا۔ پھر پھنکار کر پوری طاقت سے گنڈاپ کے کٹے ہوئے سر کی گردن میں اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دانت گاڑ دیئے اور آدھا زہر اس میں داخل کر دیا۔ ناگ نے دانت نکال لئے اور الگ ہو گیا۔ گنڈاپ کا کٹا ہوا سر اوپر کو اچھل کر زور سے زمین پر گرا اور پھر پانی بن کر بہنے لگا۔ جب سارے کا سارا سر پانی بن کر بہہ گیا تو ناگ نے اس کے دھڑ کو بھی ڈس دیا اور باقی کا آدھا زہر اس کے دھڑ میں داخل کر دیا۔

گنڈاپ کا دھڑ بھی زہر کے اثر سے زمین پر سے ایک دو فٹ اوپر اچھل کر زمین پر گرا اور پگھلنا شروع ہو گیا۔ پہلے اس کی ٹانگیں پگھلیں پھر بازو اور پھر سینہ پگھل کر پانی ہو کر بہہ گیا۔ اب وہاں گنڈاپ کا سر تھا نہ اس کا جسم۔ وہ پانی بن کر زمین کی مٹی میں جذب ہو گیا تھا۔ ناگ نے گیلی مٹی پر پھنکار ماری۔ وہاں آگ لگ گئی اور گنڈاپ کے جسم کا پانی تیل کی طرح جلنے لگا۔ جب اس کے جسم کا پانی بھی جل کر راکھ ہو گیا تو ناگ سانپ کی شکل میں دوسرے تہہ خانے کی طرف بڑھا۔ گنڈاپ کی موت کے ساتھ ہی ناگ نے ایک تبدیلی محسوس کی۔ اس کو عنبر ماریا' کیٹی' تھیوساتگ اور جولی سانگ کی خوشبوئیں آنے لگی تھیں۔ ناگ کے اپنے جسم کی خوشبو بھی اٹھنا شروع ہو گئی تھی۔ وہ بڑا خوش ہوا اور عنبر' ماریا' کی

خوشبو کے پیچھے پیچھے دوسرے تہہ خانے میں آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہاں دیوار کے ساتھ پانچ تابوت کھڑے ہیں۔ ان کے آگے نیلے رنگ کے دس بارہ سانپ پھن اٹھائے پہرہ دے رہے ہیں۔ ناگ دیوتا کو دیکھتے ہی انہوں نے پھنکارنا شروع کر دیا۔ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ یہ نیلے سانپ گنڈاپ کے اپنے بنائے ہوئے طلسمی سانپ تھے اور ان کو ناگ دیوتا کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ ناگ دیوتا نے اپنا پھن اٹھا کر کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ میری تعظیم بجا لاؤ"۔

نیلے سانپ اسی طرح پھنکارتے رہے اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ناگ دیوتا کی زبان نہیں سمجھ رہے تھے۔ وہ اپنی زبان بول بھی نہیں سکتے تھے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ زمین اور سمندر کے سانپ نہیں ہیں یہ اس کی زبان نہیں سمجھ سکتے۔ وہ ان کو کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ وہ ان کے درمیان سے گذر کے عنبر' ماریا' کیٹی' تھیوساتگ اور جولی سانگ کے تابوتوں تک پہنچنا چاہتا تھا جن کے اندر وہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ جونہی ناگ سانپ کی شکل میں اپنا شاندار پھن اٹھائے نیلے سانپوں کے قریب آیا نیلے سانپوں نے ناگ پر حملہ کر دیا۔ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کی زندگی میں پہلا واقعہ تھا کہ سانپوں نے اس پر حملہ کیا تھا۔ ناگ دیوتا کو سخت غصہ آ گیا۔ نیلے سانپ ناگ دیوتا کو پھنکارتے ہوئے ڈس رہے تھے۔ ناگ نے اپنا پھن زمین سے پانچ فٹ اونچا اٹھا لیا اور نیلے سانپوں کی طرف منہ کر کے اپنے منہ سے پھنکار کے ساتھ نیلی آگ کا شعلہ نکال کر ان پر پھینکا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سات سانپ جل کر راکھ ہو گئے۔ باقی نیلے سانپ بھاگنے لگے تو ناگ نے ان پر بھی آگ پھینکی اور انہیں بھی جلا کر بھسم کر دیا۔ ان سانپوں کے مرتے ہی وہاں طلسم کا رہا سہا اثر بھی ختم ہو گیا اور تابوت میں بے ہوش عنبر' ماریا' کیٹی' تھیوساگ اور جولی ساگ کو ہوش آ گیا۔ انہیں ناگ کی خوشبو آئی تو وہ تابوت کے ڈھکن کھول کر باہر آ گئے۔ عنبر نے ناگ کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا۔

ناگ بھیا! خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھی"۔

پھر ماریا' کیٹی' تھیوساگ اور جولی ساگ کی طرف دیکھ کر عنبر بولا۔

"اور تم بھی یہاں موجود ہو یہ تو اور زیادہ خوشی کی بات ہے"۔

تھیوساگ اس کی بہن جولی ساگ ماریا اور کیٹی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"ہمیں کیا ہو گیا تھا؟ ہمیں ان تابوتوں میں کس نے بے ہوش کر کے بند کیا تھا؟

ماریا نے کہا۔

"مجھے ظاہر کس نے کیا؟ میں تو غائب تھی"۔

ناگ نے فوراً انسان کی شکل اختیار کر لی اور عنبر اور تھیوساگ کے گلے لگ کر ملا۔ ماریا جولی ساگ اور کیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار کیا اور بولا۔

"یہ سب گنڈاپ کے طلسم کی کارستانی تھی۔ یہاں سے باہر نکلو میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں"۔

عنبر' ناگ' ماریا' کیٹی اور جولی ساگ تھیوساگ تہہ خانے کی سرنگ سے گزرتے ہوئے قبر کے شگاف سے باہر آ گئے۔ وہ قبرستان میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ پھر ناگ نے انہیں سارے واقعات بیان کئے کہ کس طرح گنڈاپ نے طلسم کے زور سے انہیں بے ہوش کر کے تابوتوں میں بند کیا اور ان کی گردن سے روز تھوڑا تھوڑا خون پی کر ان کی طاقت حاصل کرتا رہا اور اب وہ ناگ کو ہلاک کروانے والا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے پوچھا۔

"وہ کمینہ اب کہاں ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اس وقت اس کی روح بھی یہاں نہیں ہے۔ میں نے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا ہے۔ چلو اس کی حویلی میں چلتے ہیں وہاں اس کی کنیز رخسانہ میری دوست اور ہمدرد ہے۔ ہم کچھ دیر وہاں رہیں گے"۔

جولی سانگ اور کیٹی نے ماریا کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے کہا۔

"ماریا! تم اپنی طاقت آزماؤ کہ تم غائب ہو سکتی ہو کہ نہیں؟"

عنبر نے کہا۔

"طلسم کا اثر جاتا رہا ہے تمہاری طاقتیں ضرور واپس آ گئی ہوں گی"۔

ماریا نے اسی وقت گردن اونچی کر کے سانس اندر کو کھینچا۔ وہ فوراً غائب ہو گئی۔

ناگ نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہاری طاقت تو واپس آ گئی ہے۔ تھیوسانگ اب تم اپنی طاقت کو آزماؤ"۔

تھیوسانگ نے ہنس کر کہا۔

"پھر میں اپنی طاقت تم پر ہی آزماؤں گا"۔

ناگ بولا۔

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں"۔

تھیوسانگ ناگ کے قریب آیا۔ اس نے ناگ کی گردن کے ساتھ انگلی لگائی تو ناگ ایکدم سے انگلی جتنا چھوٹا ہو گیا۔ عنبر ماریا کیٹی اور جولی سانگ ہنسنے لگے۔ عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"یار تھیوسانگ! اب ناگ بھیا کو پھر سے بڑا کر دے"۔

کیٹی نے کہا۔

"ہم سے ناگ بھیا اس ننھی سے حالت میں نہیں دیکھا جاتا"۔

تھیوسانگ نے مسکراتے ہوئے دوسرے ہاتھ کی انگلی ناگ کے جسم سے لگائی ناگ ایک دم پھر سے بڑا ہو گیا۔ ناگ ہنس رہا تھا۔ کہنے لگا۔

چھوٹا بن کر مجھے تم بہت بڑے بڑے نظر آ رہے تھے"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"شکر ہے میرے بھائی تھیوسانگ کی طاقت بھی واپس آ گئی"۔
کیٹی بولی۔
"میری طاقت بھی ضرور واپس آ گئی ہو گی۔ اگر یہاں آگ جل رہی ہو تو اس میں سے گزر کر دکھا سکتی ہوں کہ آگ کا مجھ پر ذرا بھی اثر نہیں ہو گا"۔
ماریا نے جولی سانگ سے کہا۔
"جولی سانگ تم بھی تو اپنی طاقت کو آزماؤ کیونکہ تمہاری طاقت یہ ہے کہ تم کسی مردے کو ہاتھ لگاؤ تو وہ تھوڑی دیر کے لئے زندہ ہو کر باتیں کرنے لگتا ہے"۔
عنبر بولا۔
"جولی سانگ تو اپنی طاقت اس جگہ آزما سکتی ہے۔ کیونکہ یہ قبرستان ہے۔ یہاں کتنے ہی مردے قبروں میں پڑے ہیں"۔
ناگ نے کہا۔
"وہ سامنے والی قبر ڈھے چکی ہے اور مجھے ایک مردے کی ہڈیاں بھی نظر آ رہی ہیں۔ کیوں نہ اس مردے پر جولی سانگ اپنی طاقت کو آزمائے؟"
ماریا بولی۔

"بڑی اچھی بات ہے"۔
تھیوسانگ نے جولی سانگ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔
"کیوں جولی سانگ تم تیار ہو؟"
"بالکل تیار ہوں"۔ جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
وہ سب سامنے والی قبر کے پاس آ گئے۔ یہ قبر کافی پرانی لگ رہی تھی۔ وہ ڈھے گئی تھی۔ اس کے سرہانے جو پتھر لگا تھا وہ بھی ایک طرف کو لڑھک گیا تھا۔ بارش کی وجہ سے قبر کی مٹی گیلی تھی۔ قبر میں سرہانے کی جانب ایک شگاف بنا ہوا تھا۔ اس شگاف میں سے مردے کی کھوپڑی کا آدھا حصہ صاف نظر آ رہا تھا۔ مردے کی کھوپڑی کے پاس تانبے کا ایک پرانا چراغ پڑا تھا جس پر بہت زنگار لگا ہوا تھا۔
عنبر نے کہا۔
"یہ چراغ یہاں قبر میں کیوں دفن کیا گیا؟"
ناگ بولا۔
"یہ بعد میں دیکھیں گے عنبر بھائی۔ پہلے جولی سانگ کو اپنی طاقت آزمانی چاہیے دیکھتے ہیں اس کے ہاتھ لگانے سے مردہ بولتا ہے کہ نہیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ماریا' کیٹی اور تھیوسانگ بڑی دلچسپی سے مردے کی کھوپڑی کو تک رہے تھے۔ جولی سانگ آگے بڑھی اور مردے کی کھوپڑی کے پاس بیٹھ گئی۔ پھر اس نے مردے کی کھوپڑی کو ہاتھ لگا دیا۔

○

لاش کا چراغ

جولی سانگ کے ہاتھ لگاتے ہی کھوپڑی ہلنے لگی۔ پہلے کھوپڑی ٹیڑھی تھی۔ جولی سانگ کے ہاتھ لگانے سے وہ سیدھی ہو گئی پھر اس کا ہڈیوں والا جبڑا آہستہ سے ہلا اور مردے کی کمزور آواز سنائی دی۔ آواز ایسی تھی جیسے کسی گہرے کنوئیں میں سے آ رہی ہو۔ مردہ کہنے لگا۔

"عنبر' ناگ' ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ کو میرا سلام"۔

وہ سب مردے سے اپنے نام سن کر حیران رہ گئے۔ جولی سانگ نے مردے سے پوچھا۔

"تمہیں ہم سب کے نام کیسے معلوم ہوئے؟"

مردے نے کہا۔

"مجھے صرف تمہارے نام ہی معلوم نہیں ہیں بلکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو"۔

تب عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تم کون ہو؟ کیا ہمیں بتاؤ گے؟"

مردے کی کمزور آواز آئی۔

"میں کون ہوں؟ یہ ایک راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ لیکن ایک راز تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں اور وہ راز یہ ہے کہ آج سے ٹھیک دو دن بعد شام کے وقت کرۂ ارض پر اس ساری زمین پر آسمانی سیاروں سے سرخ شعاعوں کی ایک ایسی بارش ہونے والی ہے کہ اگر اس کی ایک بھی کرن تم میں سے کسی کے جسم پر پڑ گئی تو وہ ایک دم سے اتنا بوڑھا ہو جائے گا کہ کمزوری اور بڑھاپے کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکے گا"۔

عنبر ناگ تھیوسانگ اور کیٹی اور جولی سانگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ سرخ شعاعیں کیسی ہوں گی اور کس سیارے سے اتریں گی؟"

مردے نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا ہے کیونکہ تم اور کیٹی اور جولی سانگ خلائی سیارے کی مخلوق ہو۔ مگر یاد رکھو خدا کی کائنات بڑی وسیع ہے اور خدا کے رازوں کو کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ شعاعیں کس سیارے سے آئیں گی۔ یہ ایک خلائی راز ہے جو تم کیا تمہارے خلائی سیارے کے بڑے سے بڑے سائنس دان بھی نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے تمہیں خبردار کر دیا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے میری بات پر عمل کرو یا نہ کرو۔ یہ تم لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ تم یہاں آ گئے اور جولی سانگ نے اپنی طاقت آزمانے کے لئے میرے اعضا کو چنا اگر وہ کسی دوسرے مردے کو ہاتھ لگا کر اپنی طاقت آزماتی تو وہ مردہ تم لوگوں کو یہ بات نہیں بتا سکتا تھا۔ پھر دو دن بعد آسمان سے سرخ شعاعوں کی بارش ہو جاتی۔ اس سے دنیا کی دوسری مخلوق کو تو کوئی نقصان نہ پہنچتا لیکن تم سب ایک دم بوڑھے ہو جاتے اور تم سے چلا بھی نہ جاتا"۔

عنبر نے کہا۔

"کیا ہم سمندر کے نیچے یا زمین کے اندر کسی غار میں چلے جائیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مردے نے کہا۔

"آسمانی سرخ شعاعیں ہر جگہ پہنچ جائیں گی۔ تم ان سے بچ نہیں سکتے"۔

ماریا نے آہستہ سے ناگ کے کان میں کہا۔

"مجھے تو اس مردے کی باتوں پر یقین نہیں ہے"۔

مردہ بولا۔

"ماریا! تم کو ناگ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم مجھ سے خود سوال کیوں نہیں کرتیں۔ میں تو تمہیں ناگ کے پاس کھڑے دیکھ رہا ہوں۔ تمہاری آنکھیں نیلی ہیں۔ تمہارے بال سنہری ہیں"۔

ماریا شرمندہ سی ہو گئی۔ کہنے لگی۔

"اگر تم مجھے دیکھ رہے ہو تو بڑی اچھی بات ہے میں یہ کہہ رہی تھی کہ مجھے تمہاری باتوں کا یقین نہیں ہے"۔

مردے نے کہا۔

"مجھے تم لوگوں کو یقین دلانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ میں تو مر چکا ہوں۔ سرخ شعاعیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ دو دن بعد تمہیں اپنے آپ میری بات کا یقین ہو جائے گا جب تمہارے بال سفید ہو چکے

ہوں گے۔ تمہارے چہرے کی جھریاں لٹک رہی ہوں گی اور تمہارے سارے دانت گر چکے ہوں گے"۔

یہ سن کر ماریا تو کانپ اٹھی۔ وہ کبھی بھی اپنا یہ انجام نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس نے گھبراہٹ کے ساتھ کہا۔

"پھر ہم کیا کریں؟ ہم ان خطرناک موت کی شعاعوں سے کیسے بچ سکتے ہیں؟"

تھیوسانگ اور کیٹی اور جولی سانگ کو مردے کی ان باتوں پر زیادہ اعتبار نہیں آیا تھا۔ کیونکہ وہ خلائی مخلوق تھے۔ عنبر بھی سوچ میں تھا۔

ناگ نے پوچھا۔

"کیا تم ہمیں ان شعاعوں سے بچنے کا کوئی طریقہ بتا سکتے ہو؟"

مردے نے کہا۔

"میری کھوپڑی کے پاس تانبے کا ایک چراغ پڑا ہے اسے اٹھا کر اپنے پاس رکھ لو۔ اس قبرستان سے باہر نکلو گے تو جنوب کی طرف تمہیں مٹی کا ایک ٹیلہ نظر آئے گا۔ اس ٹیلے میں ایک غار ہے۔ اس غار کے اندر ایک بوڑھا آدمی تمہیں اپنی گدڑی عنایت کرتا ملے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ چراغ اسے جا کر دے دینا اور خاموش ہو کر ادب سے اس کے سامنے بیٹھ جانا۔ تم اس سے اپنی طرف سے کچھ نہ پوچھنا۔ وہ خود ہی تمہیں بتا دے گا کہ تمہیں کیا کرنا ہو گا اور تم بڑھاپے کی موت سے کس طرح بچ سکتے ہو؟"

تبر نے جولی سانگ کو اشارہ کیا۔ جولی سانگ نے مردے کی کھوپڑی کے پاس پڑا ہوا چراغ اٹھا لیا۔ مردے کی کھوپڑی اس کے ساتھ ہی ایک طرف ڈھلک گئی۔

جولی سانگ تبر سے اٹھتے ہوئے بولی۔

"اب یہ مردہ نہیں بولے گا۔ ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے"۔

تبر نے جولی سانگ کے ہاتھ سے چراغ لے لیا۔ تھیوسانگ کہنے لگا۔

"مجھے تو مردے کی باتوں پر یقین نہیں ہے۔ اس نے یونہی ہمیں ڈرانے کی کوشش کی ہے"۔

کیٹی اور جولی سانگ نے بھی تھیوسانگ کی تائید کی اور کہا کہ آسمان سے سرخ شعاعوں کی بارش نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ زمین کے ارد گرد فضا کی ایک موٹی پرت پھیلی ہوئی ہے۔ کسی قسم کی خطرناک شعاعیں اس پرت میں سے

گزر کر نیچے نہیں آ سکتیں۔ اگر آتی بھی ہے تو اس کا خطرناک اثر وہیں ضائع ہو جاتا ہے"۔

ناگ کہنے لگا۔

"یہ تمہاری سائنس کہتی ہو گی۔ لیکن تمہاری سائنس سے بھی آگے کائنات میں ایک دوسری اور زبردست طاقت اور زبردست خدائی طاقت موجود ہے۔ خدائی طاقت جو چاہے کر سکتی ہے"۔

ماریا کہنے لگی۔

"جو کچھ بھی ہے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لینا چاہیے"۔

تھیوسانگ بولا۔

تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم زمین کے اندر یا سمندر کے نیچے بھی چلے گئے تب بھی اس مردے کے بیان کے مطابق اذیت ناک بڑھاپے سے نہیں بچ سکیں گے"۔

ماریا نے کہا۔

"توبہ توبہ! میں تو بوڑھی ہونے سے مرجانا زیادہ پسند کروں گی"۔

تبر کہنے لگا۔

"ہمیں چراغ تو مل گیا ہے۔ چلو اسی غار والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بزرگ کے پاس چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں کوئی بچاؤ کا راستہ بتا دے"۔

تھیوسانگ ہنس کر کہنے لگا۔

"اس کا مطلب ہے عنبر کہ تم نے بھی مردے کی بات کا یقین کر لیا ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ ہم مردوں کی دنیاؤں اور مردوں کے زمانے میں صدیوں سے سفر کر رہے ہیں۔ اس اعتبار سے ہمیں مردوں کی باتوں کو غور سے سننا ہی پڑے گا اور ان پر اعتبار بھی کرنا پڑے گا"۔

ناگ بولا۔

"اگر ہم دو چار دنوں کے لئے ادھر ادھر ہو جائیں گے تو ہمیں کیا فرق پڑے گا۔ جب زمین پر سرخ شعاعوں کا اثر ختم ہو جائے گا تو واپس آ جائیں گے"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"لیکن ہم اس زمین پر ادھر ادھر کہاں ہوں گے؟ مردے نے تو کہا ہے کہ ہم چاہے زمین کے نیچے ہوں چاہے سمندر میں ہوں شعاعوں کا اثر ہم پر ضرور ہو کر رہے گا"۔

ماریا نے کہا۔

"لیکن مردے نے ہمیں غار والے بزرگ سے ملنے کو بھی کہا ہے۔ چلو اس بزرگ کے پاس چلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں وہ ہمیں کیا بتاتا ہے"۔

تھیوسانگ ہنس رہا تھا۔ اسے مردے پر بالکل یقین نہیں آیا تھا۔ وہ اب بھی یہی کہہ رہا تھا کہ یہ محض مردے کی بات ہے۔ اس کا کیا اعتبار؟ آسمان پر سے مہلک شعاعوں کی بارش نہیں ہوا کرتی۔ ہاں کوئی ایٹم بم چلا دے تو الگ بات ہے۔ مگر کسی نے اس کی بات نہ سنی اور وہ سب قبرستان سے نکل کر مٹی کے ٹیلے کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ ٹیلہ قبرستان کے قریب ہی تھا۔ تانبے کا پرانا چراغ عنبر کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کو تاکید کر دی تھی کہ وہ خاموش رہیں۔ میں خود بات شروع کروں گا۔

مردے کے کہنے کے مطابق وہاں ایک چھوٹا سا غار تھا۔ وہ سب غار کے باہر جا کر کھڑے ہو گئے۔

عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! اندر جا کر دیکھو۔ واقعی اندر کوئی بزرگ موجود ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کو عنبر نے اس لئے بھیجا تھا کہ وہ نظر نہیں آتی تھی۔

ماریا بولی۔

"میں جا رہی ہوں"۔

عنبر نے اسے ہدایت کی کہ اندر اگر کوئی بزرگ موجود ہو تو وہ کوئی بات نہ کرے۔ بس انہیں دیکھ کر خاموشی سے باہر آ جائے۔ ماریا غار میں داخل ہو گئی۔ غار چھوٹی سی تھی۔ ماریا نے چند قدم چلنے کے بعد دیکھا کہ واقعی جو کچھ مردے نے کہا تھا وہ ٹھیک تھا۔ ایک لمبی سفید داڑھی والے بزرگ غار میں دیوار سے ٹیک لگائے چراغ کی روشنی میں اپنی گدڑی سی رہے تھے۔ ماریا انہیں دیکھ کر واپس پلٹنے لگی تو بزرگ نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"ماریا! کیا تمہیں کسی نے بزرگوں کو سلام کرنا نہیں سکھایا؟"

ماریا تو سر سے پاؤں تک کانپ اٹھی۔ کیا یہ بزرگ اسے دیکھ رہے ہیں؟ اس نے سوچا اور فوراً ادب سے سلام کیا۔ بزرگ نے گدڑی میں ٹانکا لگاتے ہوئے کہا۔

"جیتی رہو۔ جاؤ اب عنبر ناگ کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کو بھی اندر بلا لو۔ میں ان ہی کا انتظار کر رہا ہوں"۔

ماریا جلدی سے باہر نکل گئی۔ باہر جاتے ہی اس نے عنبر سے کہا۔

"انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے عنبر"۔

"کس نے؟" عنبر نے پوچھا۔

"وہی بزرگ جو غار میں بیٹھے ہیں اور جن کے پاس مردے نے ہمیں بھیجا ہے"۔ ماریا نے بے اختیار کہا۔

عنبر نے جولی سانگ تھیوسانگ اور کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اب بتاؤ تم کیا کہتے ہو۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ مردہ جھوٹ نہیں بول رہا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"تم چاہے جو کچھ کہو۔ میں خلائی سائنس پر زیادہ یقین رکھتا ہوں۔ میں اب بھی یہی کہوں گا کہ ہمیں عقل اور سائنس کے اصولوں سے کام لینا چاہیے"۔

ناگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تھیوسانگ! بعض جگہوں پر ایسے ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ عقل اور سائنس حیران رہ جاتی ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

میرے نزدیک دنیا میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس کی عقل اور سائنس کے ذریعے وضاحت نہ کی جا سکے"۔

جولی سانگ بولی۔

"تم لوگ بحث میں کیوں پڑ گئے ہو اندر چلو۔ چل کر بزرگ سے ملیں تو سہی"۔

ماریا نے جذباتی آواز میں کہا۔

"بزرگ نے تم سب کو اندر بلایا ہے۔ انہوں نے تو تم سبھوں کے نام لئے ہیں اور کہا کہ میں تو تم لوگوں کا انتظار کر رہا ہوں"۔

تھیوسانگ بولا۔

"تم اندر جا کر ملاقات کرو۔ میں باہر ہی بیٹھتا ہوں۔ میں جا کر کیا کروں گا؟"

ماریا نے کہا۔

"نہیں نہیں تھیوسانگ بھائی! بزرگ نے تمہارا بھی نام لیا تھا۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو گے"۔

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اندر جانے میں کوئی ہرج نہیں"

جولی سانگ اور کیٹی نے بھی تھیوسانگ کو مجبور کیا تو وہ غار میں جانے پر راضی ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب کے سب سفید داڑھی والے بزرگ کے سامنے بیٹھے تھے۔ تانبے کا پرانا چراغ عنبر کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے جاتے ہی بزرگ کو سلام کیا تھا۔ جس کا جواب دینے کے بعد بزرگ خاموش ہو کر گدڑی سینے لگے تھے۔ غار میں خاموشی چھا گئی۔ پھر بزرگ نے گدڑی ایک طرف رکھ دی اور عنبر سے کہا۔

"ہمارے دوست نے اپنی قبر میں سے جو امانت ہمارے لئے بھیجی ہے وہ ہمیں نہیں دو گے عنبر؟"

عنبر نے تانبے کا پرانا چراغ بزرگ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ بزرگ نے چراغ کو لے کر چوما اور ایک طرف رکھ دیا۔ پھر عنبر اور باقی دوستوں پر ایک نگاہ ڈالی۔ چراغ کی روشنی میں بزرگ کا چہرہ بڑا نورانی لگ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"عنبر! میں جانتا ہوں تم میں ایک ایسا شخص بھی ہے جس کو ہمارے قبر والے دوست کی بات کا یقین نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آیا۔ مگر دو دن بعد اس زمین پر آسمانوں سے جو لال شعاعوں کی بارش ہونے والی ہے اگر وہ یہاں رہے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے گا۔ اور ان شعاعوں کے اثر سے اس کی طاقت ختم بھی ہو سکتی ہے"۔

تھیوسانگ سمجھ گیا کہ بزرگ کا اشارہ اس کی طرف ہے۔ اس سے نہ رہا گیا۔ کہنے لگا۔

"میرے محترم! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ ہم مردوں کی بات کو اہمیت نہیں دیا کرتا اور پھر میں خلائی سیارے کی مخلوق ہوں اور ہم لوگ سائنس میں اتنی ترقی کر چکے ہیں کہ اس قسم کی توہماتی باتوں پر یقین نہیں رکھتے"۔

بزرگ مسکرایا۔

"تھیوسانگ تم اتنی مدت سے خطرناک ماریا اور کیٹی کے ساتھ سفر کر رہے ہو۔ تمہیں ابھی تک یہ علم نہیں ہوا کہ سائنس کے علاوہ بھی اس دنیا میں ایسے ایسے واقعات سامنے آ جاتے ہیں کہ جس پر عقل اور سائنس حیران ہو کر رہ جاتی ہے"۔

عمر نے سوچا کہ کہیں بحث شروع نہ ہو جائے اور بدمزگی پیدا نہ ہو جائے۔ اس نے تھیوسانگ کا گھٹنا آہستہ

سے دبا دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ خاموش رہے اور خود بولا۔

"محترم بزرگ! تھیوسانگ کو یونہی بحث کرنے کی عادت ہے۔ آپ ہمیں حکم کیجئے کہ ہمیں کیا کرنا ہو گا۔ کیونکہ لال شعاعوں کی بارش ہونے میں صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں اور ہمیں کچھ علم نہیں کہ ہم اس بارش سے کیسے بچ سکیں گے"۔

بزرگ مسکرائے اور جس جگہ پر ماریا کھڑی تھی اور غائب تھی اس طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"ماریا! کیا تم دو دن میں بوڑھی کھوسٹ ہونا پسند کرو گی؟ کیا تم یہ چاہو گی کہ دو دن بعد تم اتنی بوڑھی ہو جاؤ کہ تمہارے ساتھی بھی تمہیں نہ پہچان سکیں۔ اگرچہ لال شعاعیں انہیں بھی اتنا بوڑھا کر دیں گی کہ خود اپنی شکلیں نہیں پہچان سکیں گے۔ مگر تم اور کیٹی جولی سانگ تو اتنی بوڑھی ہو جاؤ گی کہ تمہاری پلکیں بھی سفید ہو جائیں گی اور سارے دانت گر جائیں گے"۔

ماریا نے فوراً کہا۔

"نہیں جناب میں کبھی بوڑھی نہیں ہونا چاہتی"۔

اب کیٹی اور جولی سانگ نے بھی ماریا کی بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑھاتے ہوئے بزرگ سے کہا کہ وہ بھی بوڑھی مخلوق ہونا پسند نہیں کرتیں۔

ناگ نے کہا۔

"محترم! یہ فرمایئے کہ کیا ان شعاعوں کا اثر ساری زمین اور زمین کے لوگوں پر بھی ہو گا؟"

بزرگ نے کہا۔

"نہیں ناگ! ان شعاعوں کا زمین' کھیتوں' دریاؤں اور اس دنیا میں رہنے والے انسانوں پر اچھا اثر ہو گا۔ صرف تم لوگوں پر اس کا الٹا اثر پڑے گا اور تم ایک دم سے بوڑھے ہو جاؤ گے۔ پھر کچھ معلوم نہیں کہ قیامت تک بوڑھے ہی رہو یہ بہت بڑا عذاب ہو گا۔ کیونکہ بڑھاپا تم سے برداشت نہ ہو سکے گا"۔

اپ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا آپ سائنسی طور پر اس کی وضاحت کر سکتے ہیں یہ شعاعیں کون سے سیارے سے نکل کر ہماری زمین پر آئیں گی؟ جب کہ اس زمین کے گرد فضا کی پٹی موجود ہے جو کسی زہریلی شعاع کو زمین تک نہیں آنے دیتی"

بزرگ نے مسکرا کے کہا۔

"میں نے کب کہا کہ وہ شعاعیں دنیا اور دنیا

والوں کے لئے زہریلی ہوں گی؟ بلکہ یہ شعاعیں تو زمین اور کھیتوں کو فائدہ پہنچائیں گی۔ وہ تو صرف تم سب پر الٹا اثر ڈالیں گی۔ اس لئے کہ تم صدیوں سے زندہ چلے آ رہے ہو۔ یہ وہ قیمت ہے جو تمہیں اگر اس زمانے میں موجود رہے تو ضرور ادا کرنی پڑے گی"۔

عنبر اور ناگ نے تھیوسانگ کو اشاروں سے پھر چپ کرا دیا۔ عنبر نے بزرگ سے کہا۔

"آپ کا ارشاد بالکل صحیح ہے محترم! لیکن اب ہماری مدد کیجئے۔ کیا ہم زمین یا سمندر کے اندر چلے گئے تب بھی لال شعاعیں ہم پر ضرور اثر کریں گی؟"

بزرگ نے کہا۔

"بالکل اثر کریں گی۔ تم دو دن کے بعد اس کا تجربہ کر کے خود دیکھ سکتے ہو"۔

کیٹی نے پوچھا۔

"اگر فرض کر لیا کہ ہم اس دنیا اور اس زمانے میں رہتے ہیں اور لال شعاعیں ہمیں بوڑھا کر دیتی ہیں تو کیا پھر اس کا کوئی علاج یا توڑ نہیں ہو گا؟ کیا ہم کسی طرح سے پھر سے جوان نہیں ہو سکیں گے؟"

بزرگ نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بالکل نہیں! پھر اس کا کوئی توڑ نہیں ہو گا۔ اور تم لوگ قیامت تک بوڑھے ہی رہو گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تم لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ تم اس قبرستان میں آ گئے اور عنبر نے جولی سانگ کو اپنی طاقت آزمانے کے لئے کہا اور جولی سانگ نے میرے دوست مردے کو طاقت آزمانے کے لئے چنا۔ اگر وہ کسی دوسرے مردے کو ہاتھ لگا کر اس سے بات کرتی تو وہ مردہ تو تم لوگوں کو ان خطرناک لال شعاعوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ تم انجانے میں دو دن بعد بوڑھے کھوسٹ ہو جاتے اور زندہ ہی مر جاتے کیوں کہ تمہارے بڑھاپے کو کبھی موت بھی نہ آتی اور تم رینگ رینگ کر قیامت تک زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے"۔

عنبر نے کہا۔

"واقعی یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قدرت نے ہمیں آپ کے دوست مردے کے پاس بھیج دیا۔ اب یہ فرمایئے کہ ہمیں اس آنے والے خطرے سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟"

بزرگ نے تانبے کا چراغ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا۔

"تم لوگ اس وقت شمالی افریقہ کے جنوب مغرب میں ہو۔ یہاں سے سائرون کا صحرا ایک دن کے سفر پر ہے۔ سائرون کے صحرا میں کبھی مصر کے فرعون کی حکومت تھی یہاں جس جگہ صحرا ختم ہوتا ہے اور پہاڑیاں شروع ہو جاتی ہیں وہاں ایک فرعون کی ملکہ سائٹرینی کا اہرام ہے۔ یہ اہرام بڑے بڑے پتھروں کی سلوں کو جوڑ کر اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ اوپر اہرام کی چوٹی تک سیڑھیاں سی بن گئی ہیں۔ یہ چراغ لے کر تم اس اہرام کی مغربی دیوار کے پاس پہنچ جاؤ۔ پھر نیچے سے چھ پتھر گن کر ساتویں پتھر کی سیڑھی پر اس چراغ کو رکھ دینا۔ بس تمہارا اتنا ہی کام ہے۔ آگے جو کچھ تمہیں کرنا ہو گا وہ اس اہرام سے تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ اب تم جاؤ مجھے اپنی گدڑی سینی ہے"۔

اتنا کہہ کر بزرگ نے تانبے کا چراغ عنبر کو دیا اور اپنی گدڑی سینے میں مصروف ہو گئے۔ عنبر نے سب کو وہاں سے اٹھ چلنے کا اشارہ کیا اور وہ غار سے باہر آ گئے۔

باہر آتے ہی تھیوسانگ کہنے لگا۔

"عنبر ایک بار پھر سوچ لو۔ کہیں ہم کسی نئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مصیبت میں نہ گرفتار ہو جائیں"۔

عنبر کہنے لگا۔

"تھیوسانگ! مصیبتوں میں تو ہم پھنستے ہی آ رہے ہیں اور ان کا مقابلہ بھی کرتے آ رہے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی نئی بات نہ ہو گی"۔

تھیوسانگ بولا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ اس بار کسی ایسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں کہ پھر اس سے چھٹکارا نہ مل سکے"۔

ہاگ کہنے لگا۔

"وہ مصیبت تو پھر آسمان سے گرنے والی لال شعاعوں کی ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان خطرناک شعاعوں کی مصیبت میں پھنس گئے تو پھر قیامت تک اس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکیں گے"۔

ماریا کیٹی اور جولی سانگ نے بھی عنبر اور ہاگ کا ساتھ دیا۔

تھیوسانگ بولا۔

"تم لوگ غیر سائنسی باتوں پر بڑی جلدی یقین کر لیتے ہو۔ مگر میں عقل اور سائنس کا دامن کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ میں عقل اور سائنس کو سب سے اعلیٰ سمجھتا

ہوں"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"تھیوسانگ بھائی! خدا کے لئے اس بحث کو یہیں رہنے دو اور اب یہاں سے سائرون چلو ہمارے ساتھ"۔

تھیوسانگ بولا۔

"وہ میں ضرور چلوں گا کیونکہ میں تم لوگوں کے ساتھ جینا مرنا چاہتا ہوں۔ تم سے الگ نہیں ہو سکتا"۔

عنبر اور ہاگ نے تھیوسانگ کو گلے لگا لیا اور کہا۔

"فکر نہ کرو تھیوسانگ! ہم سارے دوست اکٹھے رہیں گے اور اللہ کے حکم سے زندہ بھی رہیں گے"۔

تھیوسانگ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ چپ ہو کر بھنویں چڑھائے جیسے دور کسی نظر نہ آنے والی چیز کو تکنے لگا۔

عنبر نے کہا۔

"شام ہونے والی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں شہر چل کر گھوڑوں کا انتظام کرنا چاہیے تاکہ اس وقت ہم صحرائے سائرون میں اپنا سفر شروع کر دیں اور کل دن نکلتے ہی سائرینی ملکہ کے اہرام پر پہنچ جائیں"۔

سب نے اس تجویز کو پسند کیا اور وہ شہر کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روانہ ہو گئے۔

○

دروازہ مت کھولنا

شہر میں انہیں کہیں سے خریدنے کے لئے گھوڑے نہ ملے۔

خیر نے مشورہ دیا کہ سرائے میں چل کر معلوم کرتے ہیں شاید کوئی قافلہ سائرون شہر کی طرف جا رہا ہو۔ وہ سب کارواں سرائے میں آ گئے۔ معلوم ہوا کہ ایک قافلہ دو دن کے بعد روانہ ہونے والا ہے۔ اور دو دن بعد اس دنیا پر آسمان سے لال شعاعوں کی بارش ہونے والی تھی۔

ہاگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں شہر کی دوسری سرائے میں جا کر پتہ کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے ہمیں گھوڑے مل جائیں"۔

دوسری سرائے وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں آ کر انھیں تین گھوڑے ہی مل سکے۔ انہوں نے تینوں گھوڑوں کو خرید لیا۔ ایک گھوڑے پر عنبر اور تھیوسانگ بیٹھ گئے۔ دوسرے گھوڑے پر جولی سانگ اور کیٹی بیٹھ گئیں اور ماریا تو ہوا میں اڑ سکتی تھی ناگ نے عقاب کی شکل اختیار کر لی اور یہ پرانے دوستوں کا چھوٹا سا قافلہ صحرائے سائرون کی طرف روانہ ہو گیا۔ ساری رات وہ صحرا میں سفر کرتے رہے جب دن نکلا تو انھیں دور ایک اونچا اہرام دکھائی دیا۔

تھیوسانگ نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! یہی ہے ملکہ سائرینی کا اہرام"۔

ناگ، ماریا اور کیٹی جولی سانگ نے بھی اہرام کو دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی بڑے خوش ہوئے۔ سورج صحرا پر نکل آیا تھا۔ اہرام کے پیچھے جس طرح بزرگ نے کہا تھا چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں۔ عنبر اور کیٹی اہرام کے پاس جا کر گھوڑوں سے نیچے اتر آئیں۔ گھوڑوں کو گھاس وغیرہ چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا۔ ناگ اور ماریا بھی نیچے آ گئے۔ ناگ نے عقاب سے انسان کی شکل بدل لی۔ وہ اہرام کو غور سے اوپر نیچے دیکھ رہے تھے۔

ماریا کہنے لگی۔

"بالکل ویسا ہی اہرام ہے جیسا غار والے بزرگ نے کہا تھا۔ بڑے بڑے پتھروں کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"عنبر بھیا! چراغ نکالو۔ نیچے سے چھ سیڑھیاں گن کر ساتویں پر چراغ رکھ دیتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"پھر کیا ہو گا؟ کچھ بھی نہیں ہو گا"۔

ماریا بولی۔

"تھیوسانگ بھائی! تم تو ہمیشہ ہر بات پر شک کرنے لگتے ہو۔ کیا تم بوڑھا کھوسٹ ہونا پسند کرتے ہو"۔

تھیوسانگ گردن کو جھٹک کر خاموش ہو گیا۔ عنبر نے چراغ نکال کر ہاتھ میں تھام لیا اور اہرام کی چوڑی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ماریا کیٹی جولی سانگ اور ناگ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ تھیوسانگ نیچے ہی کھڑا تھا۔

جولی سانگ نے اسے آواز دے کر کہا۔

"اوپر آ جاؤ تھیوسانگ بھیا"۔

تھیوسانگ نے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور پھر سر کو جھٹک کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ساتویں سیڑھی پر آ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خبر نے ایک جگہ پتھر کی سل پر تانبے کا پرانا چراغ رکھ دیا۔ چراغ کے رکھتے ہی ساتویں سیڑھی کا پتھر ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سے اپنی جگہ سے کھسکنے لگا۔

خبر ناگ کیٹی جولی سانگ اور ماریا آنکھیں کھولے پرانے بڑے پتھر کو اپنی جگہ سے ایک طرف کھسکتے دیکھ رہے تھے۔ تھیوسانگ بھی خاموشی سے تک رہا تھا۔ پتھر کافی چوڑا تھا۔ وہ ایک طرف ہٹ گیا تو وہاں ایک چوڑا شگاف نمودار ہو گیا۔ اہرام کے اندر سے ایسی ہوا آنے لگی جس میں مردوں کے جسم پر لگانے والی جڑی بوٹیوں کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔

تھیوسانگ نے دبی زبان میں کہا۔

"اس اہرام کے اندر سوائے مردہ لاش کے اور کچھ نہیں ہو گا"۔

خبر نے تھیوسانگ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سب شگاف کو تک رہے تھے۔ شگاف کے اندر سے ایک گونجتی ہوئی آواز آئی۔

"لاش کے چراغ والو! اہرام کے اندر آ جاؤ"۔

خبر نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ہمیں اندر چلنا چاہیے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں نہیں جاؤں گا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ تم لوگ مجھے بھی اپنے ساتھ مصیبت میں پھنساؤ گے"۔

جولی سانگ نے یہاں بھی اپنے بھائی کو اپنے ساتھ اہرام کے اندر چلنے پر مجبور کر دیا۔ وہ جانتی تھی کہ تھیوسانگ ضدی ہے اور اگر باہر رہ گیا تو ضرور یہ کسی مشکل میں پڑ جائے گا۔ خبر آگے آگے تھا۔ وہ شگاف کے اندر داخل ہو گیا۔ ناگ ماریا کیٹی جولی اور تھیوسانگ پیچھے پیچھے تھے۔ شگاف کے اندر ایک زینہ نیچے تاریک راہ داری میں جا رہا تھا۔ راہ داری کی ایک جانب اونچی پتھر کی دیوار تھی اور دوسری طرف ایک گہری کھڈ تھی۔

ماریا نے کھڈ میں جھانک کر دیکھا اور بولی۔

"نیچے کھڈ میں پانی ہے اور مگر مچھ بھی ہیں"۔

خبر نے آہستہ سے کہا۔

"خاموش ماریا۔۔۔۔!"

یہ سارے دوست دیوار کے ساتھ لگے راہ داری پار کر گئے۔ آگے چوکور سرنگ شروع ہو گئی۔ یہاں زمین پر ریت ہی ریت تھی۔ دیواروں پر جگہ جگہ مصر کی پرانی تصویروں کے ڈھانچے کھڑے تھے۔ چلتے چلتے وہ ایک کھلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دالان میں آ گئے۔ یہاں چھت نہیں تھی۔ دالان کے چاروں طرف تابوت پڑے ہوئے تھے۔ سامنے ایک محراب دار پرانا دروازہ تھا۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ دالان میں کھڑے ہو گئے۔

تھیوسانگ بولا۔

"اب کہاں جاؤ گے عنبر بھیا؟"

اس کے لہجے میں طنز تھا۔ اتنے میں وہی بھاری آواز پھر گونجی۔

"سامنے جو دروازہ ہے اس میں سے گزر کر اندر آ جاؤ"۔

وہ سب کے سب دروازے کے پاس پہنچے تو دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ اندر ایک چھوٹا سا حجرہ بنا ہوا تھا۔ حجرے کی دیواروں پر سونے چاندی کے تھال لٹک رہے تھے۔ ایک طرف چاندی کے برتن لگے تھے۔ بیچ میں ایک ممی کا تابوت پڑا تھا۔ تابوت کے اوپر ممی کا بت بنایا ہوا تھا۔ تابوت کے ڈھکن پر صرف ممی کا سر ہی باہر کو ابھرا ہوا تھا۔ سرہانے ایک چراغ جل رہا تھا جس کی روشنی میں چاندی اور سونے کے تھال چمک رہے تھے۔ فضا میں مردوں کے جسموں میں بھرنے والی جڑی

بوٹیوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ چراغ عنبر کے ہاتھ میں تھا۔ اب انہیں ایک عورت کی بڑی سریلی سی مگر اداس آواز سنائی دی۔

"عنبر! چراغ میرے تابوت کے سرہانے پتھر پر رکھ دو"۔

عنبر نے ایسا ہی کیا۔ ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ عنبر کے پیچھے چپ چاپ کھڑے تھے۔

عورت کی آواز آئی۔

"کل کا دن چھوڑ کر پرسوں صبح زمین پر آسمان سے سرخ کرنوں کی بارش ہونے والی ہے۔ اس کا اثر اس اہرام کے اندر بھی ہو گا۔ تمہیں ٹھیک بتایا گیا ہے کہ تم ان شعاعوں کے اثر سے بے حد بوڑھے ضعیف ہو جاؤ گے"۔

عنبر نے کہا۔

"تم ہمیں ان خطرناک شعاعوں سے کیسے بچا سکتی ہو؟"

آواز آئی۔

"میرا نام سائریٹی ہے میں مصر کے فرعون کی اکلوتی بیٹی تھی۔ مجھے بچپن ہی سے طلسم سیکھنے کا شوق تھا۔ جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی وجہ سے میں مرنے کے بعد بھی بول سکتی ہوں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میرے استاد نے میری موت کے بعد میرے چہرے پر ایک طلسم پڑھ کر پھونک دیا تھا"۔

تھیوسانگ سخت بور ہو رہا تھا اس نے بیزاری کے ساتھ کہا۔

"شہزادی سائریلی! ہمیں مختصر الفاظ میں یہ بتاؤ کہ اگر خطرناک شعاعیں برسوں یہاں اترنے والی ہیں تو ہم کہاں چھپ سکتے ہیں۔ اگر چہ میں اس پر یقین نہیں رکھتا"۔

شہزادی سائریلی کی آواز آئی۔

"تم یقین کرو چاہے نہ کرو۔ خطرناک سرخ شعاعوں کا اثر تم پر بھی ہو کر رہے گا۔ تمہارے یقین کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اب تم لوگ میری بات غور سے سنو۔ جب میں تم سے بات ختم کر چکوں گی تو میری قبر کے چبوترے کے نیچے ایک دروازہ کھلے گا۔ تم نیچے اتر جانا۔ اس کے بعد تم خطرناک شعاعوں سے محفوظ ہو جاؤ گے"۔

ماریا نے پوچھا۔

"ہمیں کب تک چبوترے کے اندر تہہ خانے میں رہنا ہو گا؟"

شہزادی سائریلی نے کہا۔

"نیچے جو تہہ خانہ ہے تم اس میں ایک ہفتہ گزارنے کے بعد باہر آ جانا۔ تب تک باہر کی فضا سے خطرناک شعاعوں کا اثر ختم ہو چکا ہو گا۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ نیچے تہہ خانے میں ایک دروازہ ہے اس دروازے کو مت کھولنا اگر تم میں سے کسی نے اس دروازے کو کھول دیا تو پھر تمہارے ساتھ جو بھی ہوا اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہو گی"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"تم بے فکر رہو شہزادی! ہم اس دروازے کے قریب بھی نہیں جائیں گے"۔

شہزادی سائریلی کی آواز آئی۔

"بس اب تم میری قبر کے اندر داخل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

شہزادی سائریلی خاموش ہو گئی۔ اس کے خاموش ہوتے ہی قبر کی دیوار ایک جگہ سے گڑگڑاہٹ کے ساتھ کھل گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا۔

"میں پہلے داخل ہوتا ہوں"۔

عنبر تہہ خانے میں اتر گیا۔ وہاں بھی ایک چراغ جل رہا تھا اور فضا میں لھنڈک تھی۔ اس کے پیچھے ماریا پھر ناگ اور پھر جولی سانگ اور کیٹی بھی نیچے اتر گئے۔ تہہ خانے میں آنے کے بعد عنبر نے پوچھا۔

"تھیوسانگ کہاں ہے؟"

سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تھیوسانگ وہاں نہیں تھا۔

جولی سانگ بولی۔

"وہ ضرور باہر رہ گیا ہے۔ میں باہر جا کر اسے لاتی ہوں"۔

وہ نہی جولی سانگ دیوار کی طرف بڑھی۔ دیوار کا شگاف بند ہو گیا۔ اس نے پتھر کو ہٹانے کی بہت کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔

عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! تم دیوار سے گذر جاؤ اور باہر جا کر دیکھو تھیوسانگ کہاں رہ گیا ہے؟"

ماریا اسی وقت عنبر کے تہہ خانے کی پتھریلی دیوار

کی طرف بڑھی۔ مگر وہ بھی دیوار میں سے نہ گذر سکی۔ اب تو وہ سب پریشان ہو گئے۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"یہ دیوار تو رکاوٹ بن گئی ہے ناگ۔ تم کوشش کرو"۔

ناگ نے بھی سانپ بن کر کہیں سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر پتھر کی دیوار میں کوئی بھی سوراخ نہیں تھا۔

ماریا نے کہا۔

"شہزادی سائرینی کو مدد کے لئے پکارنا چاہیے"۔

عنبر نے اسی وقت شہزادی سائرینی کو آواز دی اور کہا کہ وہ تھیوسانگ کو باہر سے اندر لانے میں مدد کرے۔ شہزادی سائرینی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ کیٹی جولی سانگ اور ماریا نے باری باری شہزادی کو پکارا مگر شہزادی سائرینی تو جیسے وہاں سے رخصت ہو چکی تھی۔ انھیں تھیوسانگ کی فکر پڑ گئی۔

جولی سانگ پریشان ہو کر کہنے لگی۔

"میرا بھائی تھیوسانگ اندر نہ آیا تو خطرناک شعاعیں اسے بوڑھا بنا ڈالیں گی"۔

ناگ کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا تو خیال ہے کہ تھیوسانگ جان بوجھ کر باہر رہ گیا ہے۔ اصل میں اسے لال شعاعوں کی بارش کا یقین نہیں ہے۔ وہ اسے توہمات خیال کر رہا تھا"۔

کیٹی بولی۔

"اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں بھی خلاء کی رہنے والی ہوں مگر میں جانتی ہوں کہ اس کائنات میں ایسے ایسے اسرار اور راز ہیں کہ جنہیں ہم بھی نہیں سمجھ سکتے۔ تھیوسانگ نے جان بوجھ کر باہر رہ کر سخت غلطی کی ہے اب تو ہم اسے باہر سے لا بھی نہیں سکتے۔ دیوار تو بند ہو گئی ہے۔ شہزادی سائریلی بھی جا چکی ہے"۔

عنبر کہنے لگا۔

"اور تہہ خانے کا دروازہ تو ایک ہفتے بعد ہی کھلے گا۔ خدا تھیوسانگ کی حفاظت کرے۔ لیکن میں دیوار گرانے کی کوشش کرتا ہوں"۔

عنبر نے اپنا پورا زور لگا کر دیوار کو باہر کی طرف دھکیلا۔ لیکن دیوار تو جیسے فولاد کی بنی ہوئی تھی۔ اس کے اپنی جگہ سے سرکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ عنبر تھک ہار کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تھیوسانگ نے سخت

حماقت کی کہ باہر رہ گیا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو وہ لال شعاعوں کی بارش سے بچ نہیں سکے گا"۔

جولی سانگ اداس آواز میں بولی۔

"یہ تو بہت برا ہو گا عنبر! میرا بھائی بوڑھا ہو جائے گا۔ وہ قیامت تک بوڑھا ہی رہے گا۔ خدا جانے اب اس سے کب ملاقات ہو گی"۔

جولی سانگ نے سر جھکا دیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سب نے اسے حوصلہ دیا۔

عنبر نے کہا۔

"ہم ہزاروں بار مصیبتوں میں گھرے ہیں مگر ہم نے کبھی ہمت نہیں ہاری۔ ہم ایک دوسرے سے بچھڑے بھی ہیں لیکن ایک دوسرے سے مل بھی گئے ہیں۔ ہم ابھی دو دن اس تہہ خانے میں ہیں ہو سکتا ہے تھیوسانگ کسی طرح دیوار میں شگاف بنا کر باہر سے اندر آ جائے۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تھیوسانگ بڑا ضدی ہے۔ وہ اندر نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ لال شعاعوں پر یقین ہی نہیں رکھتا"۔

عنبر ٹانگ مار کر جولی سانگ اور کیٹی تہہ خانے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرش پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ طاق میں چراغ جل رہا تھا اس کی روشنی میں سامنے والی دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ دکھائی دے رہا تھا جو بند تھا۔ ناگ نے اس دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ وہ دروازہ ہے جس کے بارے میں شہزادی سائرینی نے تاکید کی تھی کہ اسے ہرگز نہ کھولا جائے۔ ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے اور اس دروازے کو کھولنے کی ہرگز کوشش نہ کرنی چاہیے"۔

ماریا بولی۔

"ہمیں کیا ضرورت ہے دروازے کو کھولنے کی لیکن تھیوساتگ کو تلاش کرنا بھی ہمارا فرض ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ ہم اسے اس دروازے کو کھول کر اندر تلاش کریں گے؟"

ماریا بولی۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اس کے اندر بھی تھیوساتگ کو دیکھنا چاہیے"۔

کبشی نے سر کو ہلکا سا جھٹکا دے کر کہا۔

"ماریا! تھیوساتگ اس بند کوٹھڑی کے اندر کہاں

سے آ جائے گا"۔

جولی ساتگ بولی۔

"آخر ایک نظر دیکھ لینے میں کیا ہرج ہے؟ ممکن ہے شہزادی سائرینی نے ہی اسے اس کوٹھڑی میں بے ہوش کر کے ڈال دیا ہو"۔

عنبر نے فوراً ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں اس کوٹھڑی کا دروازہ کھولنے کی کسی کو اجازت نہیں دوں گا۔ شہزادی سائرینی نے ہمیں یہ دروازہ نہ کھولنے کی سخت تاکید کی تھی"۔

جولی ساتگ ناامید سی ہو کر بولی۔

"نہ کھولیں میں کہاں اسے کھولنے جا رہی ہوں"۔

تہہ خانے میں خاموشی چھا گئی۔ اب سب وہاں بیٹھے وقت گزارنے لگے۔

ناگ بولا۔

"ہم ایک ہفتہ اس تہہ خانے میں کیسے گزاریں گے؟ ہمیں میرا خیال ہے اپنے اوپر نیند طاری کر کے سو جانا چاہیے۔ کیونکہ سوتے میں وقت گزرنے کا کچھ پتہ نہیں چلتا"۔

عنبر کو یہ ترکیب پسند آئی کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ تجویز اچھی ہے۔ باقی ساتھیوں کی کیا رائے ہے؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"جس نے سونا ہے سو جائے۔ ہو سکتا ہے کچھ دیر بعد ہم بھی سو جائیں"۔

ماریا کہنے لگی۔

"میں تو اپنے اوپر نیند طاری کرنے لگی ہوں"۔

سب سے پہلے عنبر اور ناگ وہیں لیٹ گئے۔ انہوں نے اپنے اوپر نیند طاری کر لی اور وہ سو گئے۔ اس کے بعد ماریا اور کیٹی بھی سو گئیں۔ صرف جولی سانگ باقی رہ گئی۔ جب اس نے دیکھا کہ سارے سو گئے ہیں تو وہ اکیلی بور ہونے لگی اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی سو گئی۔

جس وقت شہزادی سائرینی کی کی ان لوگوں کو ہدایات دے رہی تھی کہ یہ سب لوگ اس کی قبر کے نیچے والے تہہ خانے میں چلے جائیں اور اس میں ایک ہفتہ تک بیٹھے رہیں تاکہ باہر لال شعاعوں کا اثر ختم ہو جائے تو تھیوسانگ سب سے پیچھے کھڑا یہ سن رہا تھا۔ وہ اپنے دل میں کہہ رہا تھا میں تو اس قسم کی فضول باتوں پر

اعتبار نہیں کرتا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں ایک ہفتے تک تنگ و تاریک تہہ خانے میں پڑا رہوں۔ چنانچہ اس نے پیچھے کھسکنا شروع کر دیا۔ شہزادی سائرینی بول رہی تھی کہ تھیوسانگ کی کے حجرے میں سے نکل کر باہر سرنگ میں آ گیا۔ یہاں سے بھاگ کر وہ راہ داری میں آ گیا اور پھر اہرام کی دیوار کے بڑے پتھر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں وہ باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ ایک جگہ اسے چھوٹا سا انگلی کے برابر سوراخ دکھائی دیا۔ تھیوسانگ کے لئے اتنی جگہ کافی تھی۔ اس نے اپنی انگلی اپنی گردن پر رکھی اور وہ ایک دم سے چھوٹا سا بن گیا۔ پھر وہ اہرام کے سوراخ میں سے باہر نکل گیا۔ باہر وہ اہرام کی بڑی سیڑھی کے پتھر پر آ کر بیٹھ گیا۔

اس کے فوراً بعد تھیوسانگ نے دوسری انگلی اپنی گردن پر رکھی اور وہ پھر سے پورے قد کا انسان بن گیا۔ تھیوسانگ نے آزاد فضا میں گہرا سانس لیا اور بولا۔

"اب میں تہہ خانے کی قید سے بچ گیا ہوں"۔

اصل میں تھیوسانگ پراسرار واقعات کا عادی تھا اور وہ اس قسم کے واقعات سے عنبر ناگ ماریا کے ساتھ کئی بار گذر چکا تھا مگر وہ سائنس کے معاملہ میں کسی وہم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا شکار ہونے کے لئے تیار نہیں تھا۔ سائنسی اعتبار سے اسے یقین تھا کہ آسمان سے الٹرا وائیلٹ اور گاما شعاعیں زمین کی طرف ہر وقت آتی رہتی ہیں جو زمین کی فضا میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں اور نیچے تک نہیں پہنچ سکتیں۔ اسی لئے اسے مردے کی بات کا ذرہ برابر بھی اعتبار نہیں تھا کہ دو دن بعد آسمان سے سرخ شعاعوں کی ایسی بارش ہو گی جس کے اثر سے دنیا کے دوسرے لوگ تو محفوظ رہیں گے لیکن عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی بوڑھے کھوسٹ ہو جائیں گے۔ وہ اسے فضول بات سمجھ رہا تھا اور اسے افسوس تھا کہ عنبر اور ناگ ماریا اور جولی سانگ کیٹی نے بھی ایک مردے کی غیر سائنسی بات پر یقین کر لیا۔

اسی وجہ سے وہ ان سب کو چھوڑ کر اہرام سے باہر نکل آیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایک ہفتے کے بعد ناگ عنبر ماریا وغیرہ اہرام سے باہر آ جائیں گے۔ پھر وہ ان کے ساتھ مل جائے گا اور ان کا مذاق اڑائے گا کہ خواہ مخواہ قلعہ خانے میں ہفتہ بھر قید رہے۔ تھیوسانگ اسی خیال سے اہرام سے دور نکل جانا چاہتا تھا کہ کہیں ماریا یا ناگ باہر آ کر اسے مجبور کر کے اندر نہ لے جائیں۔

تھیوسانگ نے صحرا میں دوڑنا شروع کر دیا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ دور تک صحرا میں ریت کے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ کی رفتار کافی تیز تھی۔ وہ اہرام سے کافی دور نکل آیا تو ریت کے ایک اونچے ٹیلے کے پاس بیٹھ گیا۔ ابھی اسے دو دن اور ایک رات بسر کرنی تھی۔ کیونکہ اس کے ساتھی اگر ہفتے بعد نہیں تو شاید تین دن بعد اہرام سے باہر نکل آئیں۔ کیونکہ تیسرے دن سرخ شعاعوں کی بارش ہونے والی تھی۔ جو کہ تھیوسانگ کے خیال میں کبھی نہیں ہو گی تو عنبر ماریا ناگ وغیرہ تیسرے دن اپنے آپ اہرام سے باہر آ جائیں گے۔

تھیوسانگ اہرام سے زیادہ دور نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس کو عنبر ناگ ماریا وغیرہ کی دور سے ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔ اسے صرف یہی ڈر تھا کہ ہو سکتا ہے وہ لوگ ماریا کو اس کی تلاش میں بھیج دیں کیونکہ ماریا تو دیواروں میں سے گزر کر ہوا میں پرواز کرتی ہوئی اس کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ تھیوسانگ نے فضا میں سونگھا۔ ماریا کی خوشبو بہت دور تھی۔ اگر وہ وہاں آتی تو اس کی خوشبو بڑے قریب سے آتی محسوس ہوتی۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اسے تین دن اہرام کے پاس صحرا میں گزارنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ کوئی اچھا سا ٹھکانہ تلاش کر کے وہاں بیٹھنے کی جگہ بنا لینی چاہیے۔

تھیوسانگ اٹھ کر ریت کے ٹیلوں میں پھرنے لگا۔ ایک ٹیلے کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ کھجور کے درختوں کے نیچے ایک چھوٹا چشمہ بہہ رہا ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھڑی بھی بنی ہوئی ہے جس کا دروازہ کوئی نہیں ہے۔ تھیوسانگ کو یہ جگہ پسند آ گئی۔ وہ کوٹھڑی کے اندر آ گیا۔ کوٹھڑی بالکل خالی تھی۔ فرش پر کھجور کے خشک پتوں کا بستر بچھا ہوا تھا۔ اس قسم کی کوٹھڑیاں چشموں کے پاس صحراؤں میں اس لئے بنا دی جاتی ہیں کہ مسافر آ کر وہاں آرام کریں۔ تھیوسانگ کوٹھڑی میں جا کر چوں پڑ لیٹ گیا۔ وہ کافی دیر تک لیٹا رہا پھر جب شام ہونے لگی تو باہر نکل کر چشمے کے پاس بیٹھ گیا۔ سورج اہرام کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔ صحرا میں دھوپ کا رنگ سنہری ہو گیا تھا۔ پھر شام ہو گئی۔ اس کے بعد رات ہو گئی اور آسمان پر خوبصورت تارے چمکنے لگے۔ فضا میں سردی بھی ہو گئی۔ کیونکہ صحرا میں دن کے وقت گرمی اور رات کو سردی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ریت کے ذرے الگ الگ ہونے کی وجہ سے رات کو جلدی

ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔

رات کو بھی تھیوسانگ نے کئی بار فضا میں سونگھا کہ شاید ماریا اس کی تلاش میں وہاں نہ پہنچ چکی ہو مگر ماریا کو ابھی تک کسی نے نہیں بھیجا تھا۔ تھیوسانگ اطمینان سے کوٹھڑی میں جا کر لیٹ گیا۔ اپنے دوستوں عنبر ناگ وغیرہ کی طرف سے وہ مطمئن تھا کہ وہ اہرام کے اندر محفوظ ہیں۔ اس لئے اسے کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ دو دن بعد جب آسمان سے سرخ شعاعوں کی بارش نہ ہوئی تو اپنے آپ اہرام سے باہر آ جائیں گے۔ تھیوسانگ کو خوشی تھی کہ وہ تہہ خانے کی تنگ و تاریک فضا میں بند ہونے کی بجائے صحرا کی کھلی فضا میں ہے۔ اس نے بھی اپنے اوپر نیند طاری کر لی کیونکہ نیند میں وقت گزرنے کا انسان کو احساس نہیں رہتا۔ وہ سو گیا۔ اس کی آنکھ کھلی تو رات گزر چکی تھی اور دوسرا دن نکل آیا تھا۔ تھیوسانگ اٹھ کر صحرا میں سیر کرتا اہرام کے قریب چلا آیا۔ اسے اہرام کے اندر سے عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور کیٹی کی خوشبوئیں برابر آ رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اہرام کے اندر ہی ہیں۔ تھیوسانگ یہ اطمینان کرنے کے بعد واپس ٹیلے والی کوٹھڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں آ کر بیٹھ گیا۔ صحرا میں سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد آگ برسنے لگی تھی اور گرم ہوائیں چلنے لگی تھیں۔ تھیوسانگ کو گرمی کا احساس تو نہیں تھا پھر بھی وہ کوٹھڑی کے اندر ہی رہا۔

دوسری طرف اہرام کے اندر قبر والے تہہ خانے میں عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور کیٹی بھی اٹھ بیٹھے تھے۔ تھیوسانگ کے بارے میں سب کو فکر لگا ہوا تھا۔ عنبر ناگ ماریا کو یہی فکر تھا کہ اگر لال شعاعوں کی بارش ہو گئی تو تھیوسانگ کو سخت نقصان پہنچے گا اور وہ بوڑھا ہو جائے گا اور خدا جانے پھر اس کے ساتھ کیا گزرے؟ جولی سانگ تو ان سب سے زیادہ پریشان تھی۔ کیٹی کو بھی خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے زیادہ فکر تھی۔ عنبر نے دو تین بار دیواروں کو توڑنے اور ماریا کو باہر بھیجنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ دوسری رات اور تیسرا دن بھی گزر گیا۔ اب اگلے روز زمین پر لال شعاعوں کی بارش ہونے والی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"باہر سے تھیوسانگ کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ باہر ہی ہے۔ صبح زمین پر لال

شعاعوں کی بارش ہونے والی ہے۔ کاش! تھیوسانگ احرام سے باہر نہ جاتا۔ اس نے بڑی سخت غلطی کی۔

جولی سانگ ان سب سے زیادہ پریشان تھی۔ کیونکہ تھیوسانگ اس کا بھائی تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ لال شعاعوں کی وجہ سے اسکا پیارا بھائی ایک دم سے بوڑھا ہو جائے اور چل پھر بھی نہ سکے۔ آدھی رات کو عنبر ناگ ماریا ایک بار پھر ارادہ کر کے سو گئے۔ جولی سانگ اور کیٹی جاگ رہی تھیں۔

کیٹی نے سرگوشی میں جولی سانگ سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ شہزادی سائرینی نے تھیوسانگ کو اس کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے۔ ہمارے جانے کے بعد وہ اسے کوٹھڑی میں سے نکال کر اپنا غلام بنا لے گی"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"میں تو کل سے یہی کہہ رہی ہوں مگر مجھے کوئی دروازہ کھولنے ہی نہیں دے رہا"۔

کیٹی نے کہا۔

"اس وقت سب سو رہے ہیں۔ میں جا کر دروازہ کھول دیتی ہوں۔ پھر تم بھی اندر آ جانا۔ ضرور تھیوسانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو شہزادی نے بے ہوش کر رکھا ہے"۔

جولی سانگ ذرا ہچکچا کر بولی۔

کیٹی! سوچ لیتے ہیں کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں"۔

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تمہیں اپنے بھائی کا خیال نہیں ہے"۔

اب جولی سانگ بھی تیار ہو گئی۔ وہ دونوں آہستہ سے اٹھ کر تہہ خانے کے اس بند دروازے کی طرف بڑھیں جس کے بارے میں شہزادی سائریلی نے سختی سے منع کیا تھا کہ اس دروازے کو ہرگز ہرگز نہ کھولا جائے۔ کیونکہ اگر کچھ ہو گیا تو پھر وہ اس کی ذمے دار نہیں ہو گی۔ مگر جولی سانگ اپنے بھائی کی محبت سے مجبور تھی۔ ناگ منہر ماریا وہیں قریب ہی گہری نیند سو رہے تھے۔ ماریا غائب تھی لیکن کیٹی اور جولی سانگ نے اطمینان کر لیا تھا کہ وہ بھی اپنے اوپر خود نیند طاری کر کے سو چکی ہے۔ جولی سانگ پیچھے پیچھے تھی۔ کیٹی نے آگے بڑھ کر کچھ سوچے سمجھے بغیر کوٹھڑی کا پراسرار دروازہ کھول دیا۔

اندر سے تیز آندھی کے ساتھ کالے بادل باہر کو لپکے۔

جولی سانگ کی چیخ

تہہ خانے میں سیاہ کالا بادل چھا گیا۔

تیز آندھی کے بگولے چلنے لگے۔ منہر ناگ ماریا جاگ پڑے۔ ان کے دم گھٹنے لگے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دینی چاہی مگر ان کی آوازیں نہ نکل سکیں۔ کیٹی اور جولی سانگ کے سانس بھی رک رہے تھے۔ ان کے گلے بھی بند ہو گئے تھے۔ اب تہہ خانے میں جو تیز بگولا چل رہا تھا اس نے ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ بگولے کے ساتھ تہہ خانے میں گردش کر رہے تھے۔ اڑتے اڑتے گردش کرتے کرتے ان کے جسم سن ہو گئے۔ ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور پھر انہیں ہلکا سا احساس ہوا کہ جیسے وہ کسی گہرے کنوئیں میں اتر رہے ہیں۔

دوسری طرف تھیوسانگ ہنسنے والی کوٹھڑی میں سو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا تھا۔ جب رات گزر گئی اور سورج صحرا میں اپنی سنہری کرنیں بکھیرتے ہوئے طلوع ہوا تو تھیوسانگ کی آنکھ کھل گئی ۔ وہ اٹھ کر باہر آ گیا۔ اس کے ذہن میں یہ احساس تھا کہ مردے کی پیش گوئی کے مطابق آج زمین پر لال شعاعوں کی بارش ہونے والی ہے۔ اگرچہ اس کا دماغ اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا لیکن دل میں ایک ہلکا سا وسوسہ لگا ہوا تھا۔ اس نے گہرا سانس لیا تو وہ چونک پڑا۔ اسے عنبر ناگ ماربا کیشی اور جولی سانگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ گھبرا گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے سوچا۔ کل رات تک تو ان سب کی خوشبو باقاعدہ آ رہی تھی۔ پھر یہ لوگ کہاں چلے گئے؟

تھیوسانگ نے صحرا میں اہرام کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ اہرام کے پاس پہنچ کر اس کے ایک بار زور سے سانس اندر کھینچا۔ عنبر ناگ ماربا جولی سانگ اور کیشی میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اب تو وہ بہت پریشان ہوا۔ وہ اہرام کی چھ سیڑھیاں چڑھ کر ساتویں سیڑھی پر آ گیا۔ یہاں وہ سوراخ تھا جس میں سے وہ چھوٹا بن کر باہر نکلا تھا۔ اس نے بہت ڈھونڈا مگر وہ سوراخ اسے نہ ملا۔ تھیوسانگ نے گھبرا کر عنبر ناگ ماربا

کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ وہ صحرا میں اونچی آواز میں پکار رہا تھا لیکن عنبر ناگ ماربا کی طرف سے کوئی جواب نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اسے اہرام کے چاروں طرف گھوم پھر کر اندر جانے کے لئے کسی سوراخ کو تلاش کرنا چاہیے۔ وہ اہرام کافی بڑا تھا۔ تھیوسانگ اس کی دیواروں کو جھک کر غور سے دیکھنے لگا کہ شاید کسی جگہ پر کوئی سوراخ مل جائے اور وہ چھوٹا ہو کر اندر چلا جائے۔ مگر دیواروں میں بڑے بڑے پتھر ایک دوسرے سے بالکل جڑے ہوئے تھے۔ اسے وہ سوراخ بھی نہیں مل رہا تھا جس میں سے نکل کر وہ باہر آیا تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اہرام کی چوٹی پر چل کر اندر جانے کو کوئی راستہ ڈھونڈتا ہوں۔ ممکن ہے وہاں کوئی شگاف ہو۔

تھیوسانگ اہرام کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ابھی اس نے دوسری سیڑھی ہی طے کی تھی کہ اچانک آسمان پر ایک طرف سے گہرا سرخ بادل آ کر چھا گیا۔ تھیوسانگ وہیں رک گیا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان سارے کے سارا لال ہو گیا تھا۔ اب اس کو احساس ہوا کہ مردے کی پیش گوئی سچ ثابت تو نہیں ہو رہی؟ کہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واقعی آسمان سے لال شعاعوں کی بارش تو شروع نہیں ہونے والی؟ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آسمان سے لال رنگ کی لمبی لمبی کرنیں نیچے اترنے لگیں۔ تھیوسانگ چھلانگ لگا کر سیڑھیوں سے نیچے کودا اور ایک ریت کے ٹیلے کی طرف بھاگا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ وہی لال شعاعیں ہیں جن کے اثر سے وہ بوڑھا ضعیف ہو جائے گا۔

وہ ٹیلے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ سرخ کرنیں اس کے اوپر گرنا شروع ہو گئیں۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو ریت میں چھپا لیا۔ کرنیں چاروں طرف گر رہی تھیں۔ یہ لال شعاعوں کی بارش تھی۔ ساری فضا سرخ ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ ریت کے اندر چھپا آہستہ آہستہ سانس لے رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ریت میں چھپ جانے سے وہ لال شعاعوں کے اثر سے محفوظ ہو گیا ہے۔ مگر ایسی بات نہیں تھی۔ لال شعاعوں نے اس پر اثر شروع کر دیا تھا۔ اچانک تھیوسانگ کو اپنے اندر کمزوری محسوس ہونے لگی۔ وہ گھبرا کر ریت میں سے باہر نکل آیا۔ اپنے جسم کو دیکھ کر اس کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ ریت پر گر گیا۔

تھیوسانگ بوڑھا کھوسٹ ہو گیا تھا۔ اس کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا گوشت ہڈیوں سے چمٹ گیا تھا۔ چہرے پر گہری جھریاں پڑ گئی تھیں۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو غور سے دیکھا۔ وہ سچ مچ ہی بیس کا بوڑھا لگتا تھا۔ اس کا سر آہستہ آہستہ ہلنے لگا تھا۔ کپڑے کھلے ہو گئے تھے۔ کمر جھک گئی تھی۔ اس نے سر جھکا لیا۔ اب وہ پچھتانے لگا کہ اس نے اپنے دوستوں کی بات کیوں نہ مانی اور احرام سے باہر کیوں نکل آیا۔ اگر وہ احرام سے باہر نہ نکلتا تو اس ازیت ناک بڑھاپے سے بچ سکتا تھا۔ آسمان سے لال شعاعوں کی بارش آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ پھر لال شعاعیں گرنا بند ہو گئیں اور تھوڑی دیر بعد آسمان سے لال بادل بھی غائب ہو گیا اور ایک بار پھر سورج صحرا پر چمکنے لگا۔

تھیوسانگ آہستہ سے اٹھا اور چلنے لگا۔ وہ زیادہ تیز نہیں چل سکتا تھا۔ اس کا سانس پھول رہا تھا۔ اس کے جسم کی آدھی سے زیادہ طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ بڑی مشکل سے دو کھجنے لگا کر ریت پر چلتا ہوا چشمے والی کوٹھڑی میں آ کر گر گیا۔ وہ ہانپ رہا تھا اس کا جسم پسینے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شرابور تھا۔ اس کی نظر بھی بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھی۔

چونکہ تھیوسانگ ایک خلائی سائنس دان تھا اس لئے اس نے بہت جلد اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اگرچہ اس پر شدید قسم کا بڑھاپا طاری ہو گیا تھا لیکن اس کے ذہن میں ذہانت اور عقل اسی طرح جوان اور تیز تھی۔ ایک بات وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ یہ بڑھاپا قدرتی نہیں ہے بلکہ لال شعاعوں کی وجہ سے اس پر طاری ہوا ہے اور ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی دوسری قسم کی شعاعوں سے یہ بڑھاپا ایک بار پھر جوانی میں تبدیل ہو جائے۔ سوال یہ تھا کہ دوسری قسم کی شعاعیں کون سی ہو سکتی ہیں اور وہ کہاں سے آ سکتی ہیں؟ اس وقت تک تھیوسانگ کو بڑھاپے میں زندگی بسر کرنی تھی۔ بڑھاپا بھی ایسا تھا کہ تھیوسانگ زیادہ چل پھر نہیں سکتا تھا۔ چلنے پھرنے سے اس کا سانس پھول جاتا تھا۔ وہ کوٹھڑی میں کھجور کے خشک پتوں پر چپ چاپ بیٹھا عنبر ناگ مارپا جولی سانگ اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ان کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟ انہیں تو اہرام سے باہر نکل آنا چاہیے۔ اب تو باہر لال شعاعوں کی بارش نہیں ہو

رہی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جیسا کہ شہزادی نے کہا تھا وہ ایک ہفتے کے بعد اہرام سے باہر نکلیں۔ مگر ان کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اہرام کے اندر خفیہ تہہ خانے میں نہیں ہیں۔ پھر وہ کہاں چلے گئے؟ یہ بات بھی تھیوسانگ کو پریشان کر رہی تھی۔ مگر وہ بڑھا اور کمزور تھا۔ اپنے دوستوں کو تلاش بھی نہیں کر سکتا تھا۔

عنبر ناگ مارپا کہاں چلے گئے؟ یہ ہم آپ کو بعد میں بتائیں گے۔ پہلے یہ بتاتے ہیں کہ کوٹھڑی میں جب کالے بادل کا بگولا تیزی سے گردش کر رہا تھا اور عنبر ناگ مارپا کیٹی اور جولی سانگ اس کے ساتھ ساتھ کوٹھڑی میں چکر لگا رہے تھے تو انہیں محسوس ہوا کہ وہ نیچے گر رہے ہیں۔ اس وقت کیٹی اور جولی سانگ کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ بگولے کی گردش سے نکل کر کوٹھڑی کی دیوار سے ٹکرائیں اور بے ہوش ہو گئیں۔

کچھ دیر بعد جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے ایک دوسری کو دیکھا۔ جولی سانگ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"کیٹی! تم ٹھیک ہو؟"

کیٹی نے اپنے بالوں کو درست کرتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں تو ٹھیک ہوں مگر عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں؟"
جولی سانگ نے ادھر ادھر کوٹھڑی میں دیکھا۔ کہنے لگی۔
"عنبر ناگ تو کہیں نظر نہیں آ رہے"۔
پھر اس نے ماریا کو آواز دی۔ کوئی جواب نہ آیا۔
کیٹی نے گھبرا کر کہا۔
"عنبر ناگ ماریا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی۔ مگر..... مگر تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی ہے"۔
جولی سانگ نے سانس کھینچ کر کہا۔
"ہاں! تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی ہے۔ مگر بہت دھیمی خوشبو آ رہی ہے"۔
پھر وہ سر پکڑ کر بولی۔
"ہم نے کس قدر غلطی کی کہ دروازہ کھول دیا ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھے۔ خدا جانے عنبر ناگ ماریا کہاں چلے گئے ہیں"۔
کیٹی بھی افسوس کرتے ہوئے بولی۔
"یہ ساری غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ عنبر نے بھی ہمیں منع

کیا تھا کہ اس کوٹھڑی کا دروازہ نہ کھولیں مگر ہم نے تھیوسانگ کی محبت میں آ کر دروازہ کھول دیا اور تیز بگولے میں پھنس گئے"۔
جولی سانگ اٹھتے ہوئے کہنے لگی۔
"ساتھ والے بہ خانے میں آؤ۔ کہیں عنبر ناگ ماریا وہاں بے ہوش نہ پڑے ہوں اور ان کی خوشبو ان کا ساتھ چھوڑ گئی ہو"۔
وہ کوٹھڑی سے نکل کر تہہ خانے میں آ گئے۔ یہاں بھی عنبر ناگ ماریا کہیں نہیں تھی۔ جولی سانگ نے ایک بار پھر اونچی آواز میں عنبر ناگ ماریا کو آوازیں دے کر پکارا۔ مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔
کیٹی مایوسی کے ساتھ بولی۔
"عنبر ناگ ماریا کو بلانے کا کوئی فائدہ نہیں جولی! خدا جانے وہ کہاں پہنچ چکے ہیں"۔
جولی سانگ کہنے لگی۔
"ہمیں یہاں سے باہر نکل کر تھیوسانگ کی خوشبو پر اسے تلاش کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے عنبر ناگ ماریا اس کے پاس پہنچ گئے ہوں"۔
کیٹی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جولی! مجھے خطرہ ہے کہ۔۔۔۔۔ کہیں تھیوسانگ بوڑھا نہ ہو گیا ہو۔ وہ احرام کے باہر تھا اور آج باہر آسمان سے لال شعاعوں کی بارش ہونے والی تھی"۔

جولی سانگ بھی سر کو تھام کر رہ گئی۔

"ہائے میرا بھائی بوڑھا ہو گیا تو میں اسے کیسے دیکھ سکوں گی۔ کاش! وہ بھی ہمارے ساتھ اندر آ جاتا"۔

کیٹی نے کہا۔

"اندر آ جاتا تو خدا جانے اس کے ساتھ بھی کیا گزرتی!"

جولی سانگ بولی۔

"پھر تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ پھر ہمیں کوٹھڑی کا پراسرار دروازہ کھولنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر تو خبر ناک ماریا بھی ہمارے ساتھ ہی رہتے"۔

کیٹی نے کہا۔

"جولی! اب پچھتانے کی بجائے ہمیں آگے کا سوچنا چاہیے۔ ہمیں کسی طرح یہاں سے باہر نکل کر تھیوسانگ اور خبر ماریا ناگ کا سراغ لگانا چاہیے"۔

جولی سانگ نے تہہ خانے کی دیوار کو دیکھا جہاں شگاف میں سے گزر کر وہ تہہ خانے میں آئے تھے۔ کہنے

لگی۔

"شگاف تو بند ہو چکا ہے۔ ہم باہر کیسے نکلیں گی؟"

کیٹی کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے ہمیں ابھی باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ شہزادی سائریٹی نے کہا تھا کہ باہر سات دن تک لال شعاعوں کا اثر رہے گا"۔

جولی سانگ مایوس ہو کر بیٹھ گئی۔

"تو پھر ہم یہاں سات دن تک قید رہیں گے؟"

کیٹی نے مشورہ دیا۔

"ہمیں اب جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ شہزادی سائریٹی کے حکم کو نہ مان کر ہم پہلے ہی نقصان اٹھا چکی ہیں۔ اب ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ ہم اس کے حکم کے مطابق سات دن اسی تہہ خانے میں بند رہیں اور باہر نکلنے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ کیونکہ یقینی طور پر باہر لال شعاعوں کا اثر ہو گا"۔

جولی سانگ نے سانس کھینچ کر کہا۔

"تھیوسانگ کی خوشبو ابھی تک آ رہی ہے مگر خوشبو بہت کمزور ہے۔ وہ ضرور بوڑھا ہو گیا ہو گا۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ابھی اس کے پاس جانا چاہتی ہوں کیٹی"۔

کیٹی نے جولی سانگ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"عقل سے کام لو جولی---- ہم خلائی مخلوق ہیں۔ ہمیں انسانوں کی طرح جذبات میں نہیں آنا چاہیے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا کروں اتنی دیر سے انسانوں میں رہ رہی ہوں۔ ان کا اثر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم ایک ہفتے بعد یہاں سے نکلیں گے۔ اب خدا کرے کے تھیوسانگ اس دوران اسی جگہ رہے"۔

کیٹی نے کہا۔

"وہ یہیں رہے گا۔ آخر اسے بھی تو ہماری خوشبو آ رہی ہو گی۔ وہ بھی تو ہمارے انتظار میں ہو گا۔ کیونکہ اس نے شہزادی سائرینی کو یہ کہتے سن لیا تھا کہ تم سب کو ایک ہفتے تک تہہ خانے میں ہی رہنا ہو گا تاکہ باہر کی فضا میں لال شعاعوں کا اثر ختم ہو جائے"۔

یہ بات جولی سانگ کی سمجھ میں آ گئی۔ اب وہ عنبر ناگ ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگیں۔ انہیں بار بار افسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے جذبات میں آ کر کوٹھڑی کے طلسمی دروازے کو کیوں کھول دیا۔

جولی سانگ نے کہا۔

"کیوں نہ ہم شہزادی سائرینی سے پوچھیں کہ عنبر ناگ ماریا کہاں ہو گے۔ آخر اسے تو ضرور معلوم ہو گا"۔

کیٹی نے کہا کہ شہزادی سائرینی کا ثابوت تو تہہ خانے کے اوپر ہے"۔

جولی نے کہا۔

"مگر ہم اس کی قبر کے نیچے ہیں۔ اس سے دور تو نہیں ہیں۔ میں اسے آواز دیتی ہوں"۔

جولی سانگ نے اونچی آواز میں دو چار بار شہزادی سائرینی کا نام لے کر اسے پکارا۔ مگر جواب میں وہی گہری خاموشی چھائی رہی۔ شہزادی سائرینی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

کیٹی نے کہا۔

"ہم نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کر کے کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا تھا۔ وہ ہم سے ناراض ہے اور کبھی ہماری بات کا جواب نہیں دے گی"۔

دونوں چپ ہو گئیں۔ دوسری طرف تھیوسانگ بھی صحرائی ٹیلے کے پاس چشمے والی کوٹھڑی میں خشک پتوں پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑا ہوا تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کا سر آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ اس نے اپنی کمزور پتلی ٹانگیں سکیڑ رکھی تھیں۔ وہ خاموشی سے لیٹا عنبر ناگ مارپا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں جبکہ کیٹی اور جولی سانگ کی ہلکی ہلکی خوشبو احرام کی طرف سے اسے باقاعدہ آ رہی تھی۔ صرف اس خوشبو کی وجہ سے ان لوگوں کا آپس میں رابطہ تھا اور وہ سات دنوں کی مدت ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ دن گزر گیا۔ رات گزر گئی۔ پھر دن گزرا۔ پھر رات آ گئی۔ یونہی دن گزرتے چلے گئے اور سات دن بھی گزر گئے....

آٹھویں دن کیٹی نے جولی سے کہا۔

"میں نے دیوار پر جو نشان لگائے ہیں اس کے حساب سے سات دن گزر گئے ہیں جولی اور اب آٹھواں دن آ گیا ہے ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کا جتن کرنا چاہیے"۔

جولی سانگ بولی۔

"مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ اس وقت بھی باہر سے مجھے تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اور وہ ابھی تک باہر صحرا میں ہی ہے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"اسے بھی ہماری خوشبو آ رہی ہو گی۔ وہ بھی سات دن گزرنے کا انتظار کر رہا ہو گا۔ اب ہمیں فوراً یہاں سے باہر نکل چلنا چاہیے"۔

جولی سانگ نے قبہ خانے کی دیواروں اور چھت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم یہاں سے کیسے نکلیں؟ مجھے تو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"میں شگاف والی جگہ سے پتھر ہٹانے کی کوشش کرتی ہوں"۔

اور کیٹی نے دیوار پر ایک جگہ بھاری پتھر کو دونوں ہاتھوں سے پوری طاقت سے پیچھے کو دھکیلا تو دیوار میں شگاف پڑ گیا۔

کیٹی نے کہا۔

"لگتا ہے سات دن کے بعد یہاں کا طلسم ختم ہو گیا ہے ورنہ یہ پتھر تو اتنی طاقت والا عنبر بھی نہیں ہٹا سکا تھا"۔

جولی سانگ بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے کیونکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ پتھر اپنے آپ پیچھے ہٹ رہا ہے۔ اب جلدی سے باہر نکلو"۔

وہ تہہ خانے سے نکل کر اوپر اس حجرے میں آ گئے جہاں شہزادی سائریلی کا تابوت پڑا تھا۔ اور دیواروں کے ساتھ سونے چاندی کے تھال سجے ہوئے تھے۔ جولی سانگ نے تابوت کے اوپر شہزادی سائریلی کے چہرے کو دیکھا اور کہا۔

"شہزادی! ہم کو معاف کر دینا۔ ہم سے غلطی ہو گئی تھی"۔

کیٹی نے بھی اخلاقی اظہار سے اپنا فرض سمجھ کر شہزادی سائریلی سے معافی مانگی مگر شہزادی سائریلی کا چہرہ مردہ عورت کے چہرے کی طرح خاموش رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

جولی سانگ بولی۔

"اب یہاں سے چلو کیٹی"۔

وہ حجرے کے دروازے میں سے گزر کے باہر سرنگ میں نکل آئیں۔ یہاں سے وہ تنگ و تاریک راہ داری میں پہنچی۔ جہاں ایک طرف پتھر کی اونچی چھت تک

ہوئی دیوار تھی اور دوسری جانب گہری کھڈ میں مگرمچھ منہ کھولے ہوئے انہیں گزرتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

کیٹی نے کہا۔

"جولی سانگ ہوشیاری سے چلنا"۔

دونوں دیوار کے ساتھ لگ کر ایک ایک قدم آگے کو کھسکنے لگیں۔ آخر انہوں نے وہ خطرناک راہ داری پار کر لی اور اس جگہ آ گئیں جہاں پتھر کی سیڑھی کے شگاف میں سے وہ اہرام کے اندر داخل ہوئی تھیں۔

کیٹی نے کہا۔

"میرا خیال ہے طلسم کے ختم ہو جانے کی وجہ سے یہاں کا پتھر بھی کھسک جائے گا۔ تم کوشش کر کے دیکھو"۔

جولی سانگ نے سیڑھی کے پتھر کو پہچان کے دونوں ہاتھوں سے ذرا سا زور لگایا تو پتھر ایک طرف کو کھسک گیا۔ باہر سے ایک دم دن کی روشنی اندر آ گئی۔ جولی سانگ اور کیٹی کی آنکھیں اس روشنی میں چندھیا گئیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ سات دن سے اندھیرے اہرام میں بند تھیں۔

جولی سانگ بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیٹی! تھیوساگ کی خوشبو زیادہ آنے لگی ہے۔ مگر خوشبو کمزور ہے پھیکی ہے"۔
کیٹی نے کہا۔
"چلو اس خوشبو کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ تھیوساگ زیادہ دور نہیں ہو گا"۔
کیٹی اور جولی ساگ اہرام سے باہر نکلیں تو پتھر اپنے آپ سیڑھی کے ساتھ لگ گیا۔ وہ اہرام کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئیں۔ انہوں نے تھیوساگ کی خوشبو کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف بوڑھا تھیوساگ چشمے والی کوٹھڑی میں لیٹے لیٹے چونکا۔ اسے بھی کیٹی اور جولی ساگ کی خوشبو قریب آتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔ وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر دیوار کا سہارا لے کر اٹھا اور قدم قدم چلتا کوٹھڑی سے باہر آ کر چشمے کے پاس بیٹھ گیا۔ صرف اتنا چلنے ہی سے اس کا سانس پھول گیا تھا۔ وہ واقعی بوڑھا کھوسٹ ہو گیا ہوا تھا۔
تھیوساگ کی خوشبو کے ساتھ ساتھ چلتی کیٹی اور جولی ساگ ریت کے ٹیلوں میں سے نکل کر کھجور کے درختوں کے پاس آئیں تو جولی ساگ نے کہا۔

"تھیوساگ کی خوشبو ان درختوں کی طرف سے آ رہی ہے"۔
کیٹی نے غور سے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی سر جھکائے بیٹھا ہے"۔
جولی ساگ کا دل دھڑکنے لگا۔ وہ بھاگ کر تھیوساگ کے قریب آئیں تو دونوں کی چیخیں نکل گئیں۔ تھیوساگ بڈھا کھوسٹ ہو چکا تھا۔ اس کا سر بوڑھے آدمیوں کی طرح ہل رہا تھا۔ چہرہ جھریوں سے بھر گیا تھا۔ جسم بڑھاپے کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ سر کے بال بالکل سفید ہو گئے تھے۔
جولی ساگ تھیوساگ سے لپٹ گئی۔
"تھیوساگ! تجھے کیا ہو گیا ہے"۔
اور پہلی بار جولی ساگ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
تھیوساگ نے کمزور مگر غصیلی آواز میں کہا۔
"جولی! انسانوں کی طرح آنسو مت بہاؤ۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے۔ مجھ پر لال شعاعوں کا اثر ہو گیا ہے۔ یہ قدرتی بڑھاپا نہیں ہے۔ یہ کسی دوسری شعاعوں سے ختم ہو سکتا ہے۔ یہ بتاؤ کہ ضبر ناگ ماریا کہاں ہیں مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہاری خوشبو تو سات دن سے آ رہی تھی اور میں تمہارے ہی انتظار میں یہاں بیٹھا تھا مگر عنبر ناگ ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی تھی"۔

اب کیٹی اور جولی سانگ نے تھیوسانگ کو ساری بات بیان کر دی۔

تھیوسانگ بولا۔

"تم دونوں نے سخت حماقت کی کہ کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ یاد رکھو۔اس کائنات میں کچھ خفیہ اور پراسرار علوم ایسے بھی ہیں کہ جن کو ہماری ترقی یافتہ سائنس بھی نہیں سمجھ سکتی"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! اب ہم کیا کریں؟ عنبر ناگ ماریا کو تو ہم ضرور تلاش کریں گے لیکن تمہارا بڑھاپا کیسے دور ہو سکتا ہے"۔

تھیوسانگ اپنے سر کو ہلاتے ہوئے کمزور بوڑھی آواز میں بولا۔

"میں نے عنبر ناگ ماریا کا کہا نہ مان کر سخت غلطی کی مجھے بھی اہرام کے اندر ہی رہنا چاہیئے تھا۔ آج صبح صبح ہی آسمان پر لال بادل چھا گئے اور پھر لال شعاعوں کی

بارش ہونے لگی۔ میں دوڑ کر ریت میں چھپ گیا مگر ان شعاعوں کے اثر سے نہ بچ سکا اور ایک سیکنڈ میں جوان آدمی سے بوڑھا ہو گیا۔ ٹھیک ہے یہ شعاعوں کی تابکاری کا اثر ہے۔ اگر کسی طریقے سے یہ اثر دور کر دیا جائے تو میں ایک بار پھر سے جوان ہو سکتا ہوں۔ کیونکہ اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن میری عمر اب بھی وہی ۲۵ سال ہے۔ یہ بڑھاپا قدرتی نہیں ہے"۔

کیٹی بولی۔

"تھیوسانگ بھیا! میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اس مردے کے پاس واپس جانا چاہیے جس نے ہمیں اپنا چراغ دے کر اس اہرام میں شہزادی سائریلی کے پاس بھیجا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہی ہمیں کچھ مشورہ دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سب حالات سے واقف ہے"۔

جولی سانگ نے کیٹی کی تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کیٹی ٹھیک کہتی ہے تھیوسانگ! ہمیں واپس اسی شہر کے ویران قبرستان میں جا کر چراغ والے مردے سے بات کرنی چاہیے۔ میں تو اس سے گفتگو کر سکتی ہوں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ اب مردے کی پیش گوئی کا قائل ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

"میں جانے کو تیار ہوں مگر مجھ سے تو بڑھاپے کی وجہ سے چلا نہیں جاتا۔ میں اتنی دور کیسے جاؤں گا؟"

جولی سانگ بولی۔

"ہم اس کا کچھ بندوبست کرتی ہیں۔ ہم کہیں سے تین گھوڑے لے آئیں گی۔ تم اسی جگہ رہو۔ ہم ابھی کہیں نہ کہیں سے گھوڑوں کا انتظام کرتی ہیں۔ ہمارے پہلے کو گھوڑے تو خدا جانے کہاں چلے گئے ہوں گے؟"

کیٹی نے کہا۔

"جولی سانگ! تھیوسانگ کی حالت ایسی نہیں ہے کہ ہم اسے اکیلا چھوڑ دیں میں اس کے پاس ٹھہرتی ہوں۔ تم جا کر کہیں تین گھوڑے پکڑ کر لے آؤ"۔

تھیوسانگ بڑھاپے کی وجہ سے خاموش رہا۔ وہ زیادہ بات کرتا تھا تو اس کے جبڑے درد کرنے لگتے تھے۔

جولی سانگ نے کہا۔

"کیٹی! اگر تم اکیلی تین گھوڑوں کا انتظام کر سکتی ہو تو میں تھیوسانگ کے پاس ہی ٹھہر جاتی ہوں۔ مگر دیر نہ کرنا۔ جلدی واپس آ جانا"۔

کیٹی نے کہا۔

"میں گھوڑے لے کر ہی واپس آؤں گی"۔

جولی سانگ تھیوسانگ کے پاس ہی رہی اور کیٹی صحرا میں اہرام والی پہاڑیوں کی طرف نکل کھڑی ہوئی۔ جولی سانگ اپنے بھائی کو اتنا بوڑھا دیکھ کر دل میں غم کر رہی تھی۔ اوپر سے وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی۔ تھیوسانگ کا ذہن اسی ذہانت کے ساتھ کام کر رہا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ کہنے لگا۔

"اگرچہ میرا سر بڑھاپے سے ہل رہا اور کمزوری کی وجہ سے میرے ہاتھ بھی کانپتے ہیں لیکن جولی! میں پھر تمہیں کہتا ہوں کہ یہ قدرتی نہیں بلکہ غیر قدرتی بڑھاپا ہے اور میں بہت جلد اس بڑھاپے سے نجات حاصل کر لوں گا"۔

جولی سانگ نے اپنے بھائی تھیوسانگ کے کندھے دباتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا تھیوسانگ بھائی! میں مایوس نہیں ہوں۔ تم بہت جلد پھر جوان ہو جاؤ گے"۔

تھیوسانگ نے سر جھکا لیا اور افسوس کے لہجے میں کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے خبر ناک ماریا کی پریشانی ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں نکل گئے ہیں۔ تم لوگوں کو کوٹھڑی کا دروازہ نہیں کھولنا چاہیے تھا"۔

جولی سانگ نے افسوس کے لہجے میں کہا۔

"بس مجھ سے حماقت ہو گئی۔ میں نے سوچا کہ شاید تمہیں شہزادی سائریلی نے کوٹھڑی میں بے ہوش کر کے پھینک دیا ہے۔ بس غلطی ہو گئی"۔

دوپہر تک وہ دونوں چشمے کے کنارے لیٹے رہے۔ دوپہر کے بعد کیٹی آئی تو وہ گھوڑے پر سوار تھی اور ساتھ دو گھوڑے خالی تھے۔ جولی سانگ اسے گھوڑوں کے ساتھ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ انہوں نے تھیوسانگ کو پکڑ کر بڑی مشکل سے ایک گھوڑے پر بٹھایا۔ تیسرے گھوڑے پر جولی سانگ بیٹھ گئی۔ پھر انہوں نے ویران قبرستان والے شہر کی طرف رخ کر لیا اور گھوڑے آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ تھیوسانگ کے بڑھاپے کی وجہ سے وہ گھوڑوں کو سرپٹ نہیں دوڑانا چاہتی تھیں۔ اس وقت سورج صحرا کے آسمان پر چمک رہا تھا۔

○

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ اہتمام عبدالسلام پرنٹر اینڈ پبلشر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

مدروح جولی سانگ

فیروز سنز ہولڈنگ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 15.00

بھیانک سفر

اے حمید

FREE BOOKS .PK

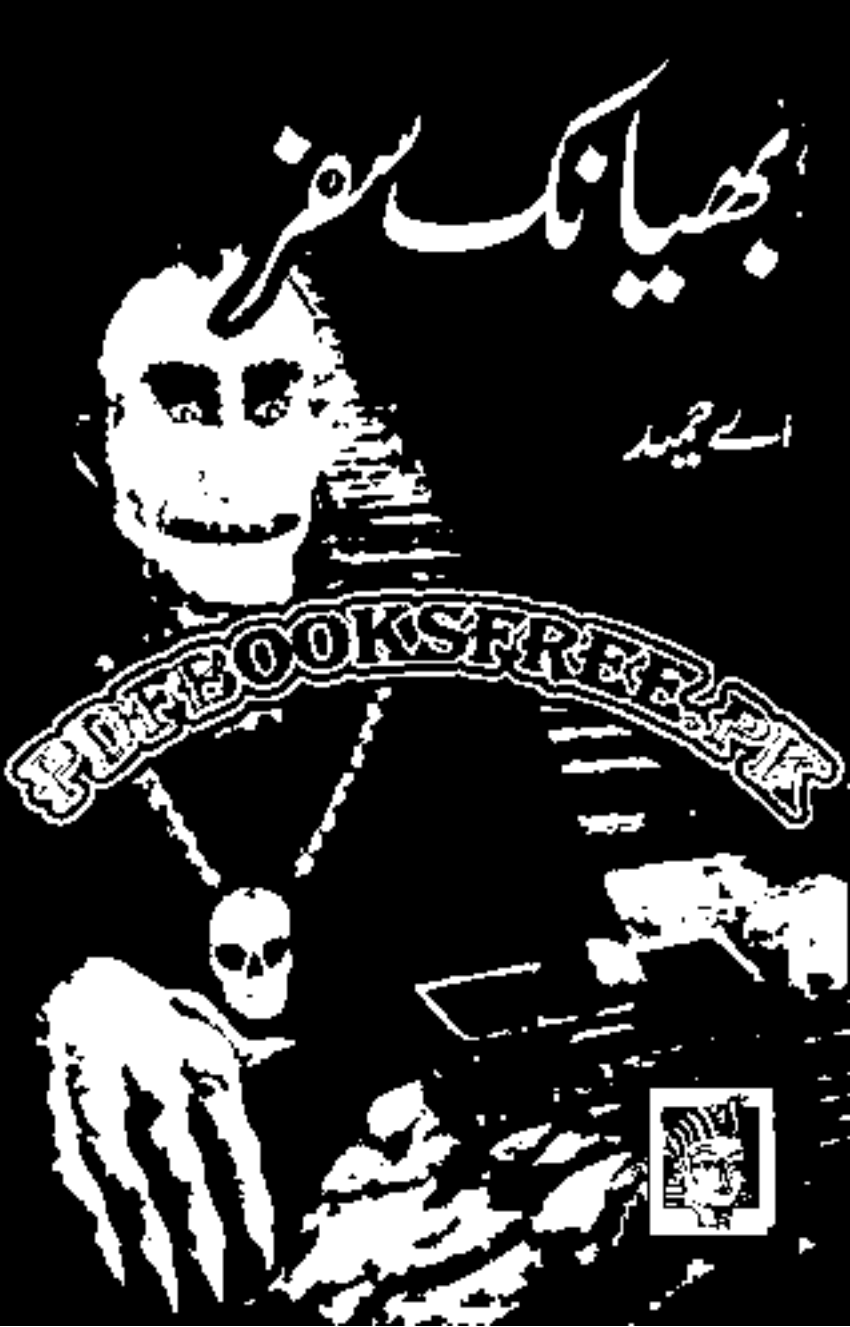

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ مارپا ○ کہانی نمبر ۱۷۴

بھیانک سفر

اے حمید

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق محفوظ ہیں

© ۱۹۹۲ء

بار اوّل ــــــــــــــ ۱۹۹۲ء

مطبع ــــ ۱۹۹۲ء

شمیر محمد ــــ 906 0 01095 4

موت کی سرنگ

تین دن کے سفر کے بعد کیٹی اور جولی سانگ اپنے بھائی بوڑھے کھوسٹ تھیوسانگ کو لے کر اس شہر میں پہنچیں جس کے ایک قبرستان میں جولی سانگ نے مردے سے بات چیت کی تھی۔ تھیوسانگ کو بڑی تھکان ہو گئی تھی انہوں نے اسے قبرستان میں ہی ایک جگہ گھوڑے سے اتار کر بٹھا دیا۔ تھیوسانگ کا بوڑھا سر ہل رہا تھا اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں ویران ویران تھیں آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں تین دن کے سفر نے اسے ادھ موا کر دیا تھا وہ ہانپ رہا تھا اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"مجھے لگتا ہے اب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے"۔

جولی سانگ اور کیٹی نے اسے حوصلہ دیا اور کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ وہ ہمت نہ ہارے جولی سانگ بولی۔

"میں ابھی مردے سے بات کرتی ہوں اسی نے ہمیں لال بارش سے خبردار کیا تھا وہی ہمیں تمہارا بھی کوئی علاج بتائے گا"۔

جب تھیوسانگ تھوڑی دیر آرام کر چکا اور اس کی حالت ذرا بہتر ہوئی تو کیٹی اور جولی سانگ نے اسے ساتھ لیا اور سہارا دے کر چلاتی ہوئی اس قبر کے پاس آ گئیں جس کے اندر مردہ اسی طرح لیٹا تھا تھیوسانگ نے کہا۔

"جولی بڑھاپے کی وجہ سے میری نظر بھی کمزور ہو گئی ہے۔ کیا قبر میں مردہ ہے مجھے نظر نہیں آ رہا"۔

قبر کا اوپر والا حصہ کھلا تھا اور اس میں سے مردے کی کھوپڑی صاف نظر آ رہی تھی مگر تھیوسانگ کو وہ کھوپڑی دھندلی دھندلی سی مٹی کی ڈھیری لگ رہی تھی کیٹی اور جولی سانگ نے ڈگمگاتے ہوئے تھیوسانگ کو بازوؤں سے پکڑ کر قبر کے پاس بٹھا دیا جولی سانگ نے کہا کہ مردے کی کھوپڑی قبر میں ویسی ہی پڑی ہے۔

"میں اس سے بات کرتی ہوں تم فکر نہ کرو وہ ہمیں ضرور تمہارا کوئی علاج بتائے گا"۔

کیٹی نے تھیوسانگ کے کندھے پکڑ رکھے تھے جن کی ہڈیاں اس کے ہاتھوں کو چبھ رہی تھیں۔ اسے بھی تھیوسانگ کی اس حالت پر بڑا ترس آ رہا تھا کیونکہ وہ تھیوسانگ تو بڑا جوان اور چوڑا چکلا ہوتا تھا جو اب بوڑھا کھوسٹ ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گیا تھا۔

جولی نے قبر میں ذرا نیچے اتر کر مردے کی کھوپڑی کو اپنا ہاتھ لگایا مردے کی کھوپڑی نے جس کا منہ دوسری طرف تھا آہستہ سے حرکت کی اور اس کا چہرہ جولی سانگ کی طرف ہو گیا۔

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو اے مردہ انسان؟"

مردے کی کھوپڑی کا جبڑا اوپر نیچے ہوا اور اس کے اندر سے کمزور سی آواز آئی۔

"سن رہا ہوں جولی سانگ"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"اچھا ہوا تم نے مجھے پہچان لیا اس طرف دیکھو کیا تم اس انسان کو پہچانتے ہو؟"

جولی سانگ نے تھیوسانگ کی طرف اشارہ کیا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جس کا بڈھا سر ہل رہا تھا۔

مردے نے کہا۔

"یہ بڈھا تو اب قبر میں آنے کی تیاریاں کر رہا ہے اس کو میری ساتھ والی قبر میں لٹا دو۔ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے تک فوت ہو جائے گا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا تم نے اسے پہچانا؟"

مردے نے کہا۔

"نہیں میں نے اسے نہیں پہچانا۔ لیکن جولی سانگ! یہ کون ہے؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"یہ میرا بھائی اور ہمارا ساتھی تھیوسانگ ہے"۔

مردہ ایک دم خاموش ہو گیا اس کی کھوپڑی ادھر ادھر ہلنے لگی۔

"میرے خدا! کہیں یہ لال شعاعوں کی بارش کی زد میں تو نہیں آ گیا تھا؟"

کیٹی نے کہا۔

"ہاں! ہم لوگ تمہارے کہنے کے مطابق اہرام کے اندر شہزادی سائکرتی کے مقبرے میں چھپ گئے تھے مگر

تھیوسانگ کسی وجہ سے باہر رہ گیا"۔

جولی سانگ نے کیٹی کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"اور جب ہم ایک ہفتے کے بعد اہرام سے باہر نکلے تو تھیوسانگ کی یہ حالت ہو چکی تھی"۔

مردے کی کھوپڑی نے پوچھا۔

"عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں کیا ان کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے؟"

"نہیں" جولی سانگ نے کہا۔ "وہ ہمارے ساتھ ہی تھے مگر مقبرے کے اندر مجھ سے ایک غلطی ہو گئی میں نے کوٹھڑی کے اس دروازے کو کھول دیا تھا جس کو کھولنے سے شہزادی سائکرتی کی روح نے ہمیں منع کیا تھا پھر ایک طوفانی بگولا چلا۔ میں اور کیٹی تو وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑے اور عنبر ناگ ماریا کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہیں؟"

مردے کی کھوپڑی نے کہا۔

"اب ان کا تمہیں پتہ بھی نہیں چل سکے گا۔ کیونکہ وہ اس زمانے سے ہزاروں سال آگے کے زمانے میں نکل گئے ہیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب تھیوسانگ نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔
"عنبر ناگ ماریا کو ہم تلاش کر لیں گے لیکن بھائی پہلے میرا کچھ علاج کرو"۔
مردہ بولا۔
"تھیوسانگ! تم بہت چالاک بنتے ہو پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم جانتے ہو عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں؟ نہیں جانتے تو پھر تم انہیں کیسے تلاش کرو گے؟"
کیٹی نے فوراً کہا۔
"تھیوسانگ کا یہ مطلب نہیں تھا اس کا مطلب تھا کہ ہم شہروں شہروں تو سفر کرتے ہی رہتے ہیں قدرت کو منظور ہوا تو ہم انہیں کہیں نہ کہیں مل لیں گے"۔
تھیوسانگ کو اس بڑھاپے میں بھی غصہ تو بہت آیا مگر چپ رہا۔
جولی سانگ نے کہا۔ "تم مجھ سے بات کرو دوست! کیا عنبر ناگ ماریا واقعی آگے کے زمانے میں نکل گئے ہیں؟"
مردہ کہنے لگا۔
"جولی سانگ! بہتر یہی ہے کہ تم مجھ سے بات کیا کرو کیونکہ میں تیرے حکم کا پابند ہوں اور تجھے ہی اصل

بات بتانا میرا فرض ہے"۔
جولی سانگ نے کہا۔
"ٹھیک ہے اب میں ہی تجھ سے بات کرتی ہوں مجھے بتاؤ کہ عنبر ناگ ماریا اس وقت کہاں ہوں گے؟"
مردہ کھوپڑی نے کہا۔
"وہ اس وقت ہمارے زمانے سے تین ہزار سال آگے یعنی مستقبل کے زمانے میں پہنچنے ہی والے ہیں اور بے ہوشی کی حالت میں وقت کی سرنگ میں سے گزر رہے ہیں"۔
جولی سانگ نے پوچھا۔
"وہ کون سے ملک میں نکلیں گے؟ کیا تم یہ بتا سکتے ہو؟"
مردہ کھوپڑی بولی۔
"نہیں جولی سانگ! میں ابھی یہ نہیں بتا سکتا کیونکہ عنبر ناگ ماریا اس وقت' وقت کی سرنگ میں ہیں وہ ۱۹۸۸ء صدی عیسوی کے زمانے کے کسی بھی ملک میں اتر سکتے ہیں۔ الگ الگ بھی اور ایک ساتھ بھی اتر سکتے ہیں"۔
جولی سانگ نے خاموشی سے تھیوسانگ اور کیٹی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف دیکھا۔ کیٹی نے اسے اشارے سے سمجھایا کہ تھیوسانگ کے بارے میں بات کرو۔ جولی سانگ نے مردے سے کہا۔

"اب ہماری مدد کرو اور کسی ترکیب سے تھیوسانگ پر جو لال شعاعوں کا اثر ہوا ہے اسے ختم کر دو تاکہ میرا بھائی پھر سے جوان ہو جائے"۔

مردہ کھوپڑی دائیں بائیں ہلنے لگی۔ وہ ایک منٹ تک دائیں بائیں ہلتی رہی۔ پھر مردہ کھوپڑی ساکت ہو گئی۔ اس کی سیاہ گڑھوں والی آنکھیں جولی سانگ کو تک رہی تھیں پھر کھوپڑی کے جبڑے ہلے اور اس کے اندر سے آواز آئی۔

"جولی سانگ! تھیوسانگ کا صرف ایک ہی علاج ہے۔ تم اسے لے کر ملک ہندوستان کی پہاڑی کیلاش پربت پر جاؤ وہاں کیلاش کی وادی میں ایک پرانا شکستہ مندر ہے اس کے نیچے ایک باؤلی بنی ہوئی ہے۔ اس باؤلی میں آدھی رات کو جب ہر طرف اندھیرا اور سناٹا چھایا ہوتا ہے ایک خوبصورت مردہ دلہن کی لاش پانی کی سطح پر ابھرتی ہے وہ ایک سوال کرتی ہے اگر تم اس کا سوال پورا کر دو تو وہ تھیوسانگ کو ایک پل میں پھر سے جوان

کر دے گی"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"میں ابھی تھیوسانگ کو لے کر ہندوستان کی پہاڑی کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو جاتی ہوں مجھے یہ بتاؤ کہ دلہن کی لاش سے بات کرنے کے لئے ہم میں سے کون جائے؟"

مردہ بولا۔

"تم خود جاؤ گی اور تمہیں خود ہی اس کا سوال پورا کرنا ہو گا"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"وہ کیا سوال کرے گی؟"

مردہ کھوپڑی نے کہا۔

"یہ میں خود نہیں جانتا۔ اتنا جانتا ہوں کہ وہی کیلاش پربت کی باؤلی دلہن کی لاش ہی تھیو سانگ کا علاج کر سکتی ہے"۔

جولی سانگ نے مردے کا شکریہ ادا کیا اور اس کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دیا۔ مردہ کھوپڑی پھر سے ساکت ہو گئی۔ جولی سانگ قبر سے باہر آئی تو تھیو سانگ نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ملک ہندوستان یہاں سے ہزاروں میل دور ہے میں وہاں تک جاتے جاتے راستے میں ہی ختم ہو جاؤں گا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ایسا نہ کہو تھیو سانگ! تمہاری ہمت کہاں چلی گئی ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"بڑھاپا میری طاقت کو ختم کرتا جا رہا ہے"۔

کیٹی نے تھیوسانگ کے شانوں کی ہڈیاں دباتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا بڑھاپا نہیں تھیوسانگ ۔ یہ تو لاش شعاعوں کا اثر ہے ہم آج ہی کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں وہاں دلمن کی لاش کا سوال پورا کر کے تمہیں پھر سے صحت مند اور جوان کر دیں گے"۔

تھیوسانگ آہستہ آہستہ بوڑھوں کی طرح کھانستے ہوئے چپ ہو گیا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے تھیوسانگ کو سارا دے کر اٹھایا اور قبرستان سے باہر لا کر اس کو گھوڑے پر بٹھا دیا پھر وہ دونوں خود بھی گھوڑے پر سوار ہو گئیں اور شہر کی کارواں سرائے کی طرف چل پڑیں۔

کیٹی نے مشورہ دیا تھا کہ ہم تینوں اس طرح گھوڑوں پر سفر کرتے اتنا طویل فاصلہ طے نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہاں سے کسی قافلے کے ساتھ شامل ہو جانا چاہئے۔ وہ جب کارواں سرائے میں آئے تو انہیں بتایا گیا کہ ایک قافلہ مصر، شام اور ایران سے ہوتا ہوا ملک ہندوستان جانے والا ہے جو دو دن بعد روانہ ہو گا۔ چنانچہ کیٹی اور جولی سانگ اس قافلے کے چلنے کے انتظار میں وہیں کارواں سرائے کی ایک کوٹھڑی میں ٹھہر گئے۔

○○○

اب ہم جولی سانگ اور کیٹی اور تھیوسانگ کو اس کارواں سرائے میں چھوڑ کر واپس عجیر ناگ ماریا کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وقت کی سرنگ میں سے گذرنے کے بعد وہ ۱۹۸۸ء عیسوی یعنی ہمارے آج کے زمانے میں کون سے ملک اور کون سے شہر میں جا کر گرے۔

عجیر ناگ ماریا بے ہوشی کی حالت میں وقت کی سرنگ میں اڑتے چلے جا رہے تھے۔ یہ سرنگ گول دائروں ایسی چمکیلی لہروں سے بنی ہوئی تھی اور اندر ستارے پھوٹ رہے تھے۔ ان کے ارد گرد نیلی روشنی ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روشنی تھی۔ انہیں ایک دوسرے کا بالکل ہوش نہیں تھا۔ وہ ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔ وقت کی سرنگ ہزاروں سالوں کا سفر طے کر رہی تھی۔ وہ تاریخ کے کئی زمانوں سے گذرتے ہوئے جب ۱۹۸۸ عیسوی یعنی ہمارے جدید سائنس کے دور میں پہنچے تو وقت کی سرنگ میں ایک طوفان سا آ گیا بے ہوش خبر ناگ ماریا کو دھکے لگے وہ اچھل کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔

سب سے پہلے ناگ کی طرف آتے ہیں کہ وہ ہمارے زمانے میں کہاں آ کر گرا۔ ناگ کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ آسمان پر تارے نکلے ہوئے ہیں۔ جھاڑیوں کے پاس ہی تالاب میں جھینگر بول رہے ہیں وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرانی سے چاروں طرف دیکھنے لگا کہ میں کہاں آ گیا ہوں یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ وہ تین ہزار سال پرانے زمانے سے نکل کر ۱۹۸۸ء کے زمانے میں آ گیا ہے وہ اٹھا اور دیکھا کہ دور روشنی کی ایک لکیر سی جھلمل جھلمل کر رہی تھی اس قسم کی روشنی ناگ نے پرانے زمانے میں کہیں نہیں دیکھی تھی۔ وہ اس روشنی کی لکیر کی طرف چلنے لگا کہ چل کر معلوم کرے کہ وہ کس ملک میں نکل آیا ہے یہ اس نے

دیکھ لیا تھا کہ وہ خبر ماریا کیتی اور جولی سانگ سے الگ ہو چکا ہے اس قسم کے واقعات چونکہ ماضی میں ان کے ساتھ ہوتے رہتے تھے اس لئے ناگ نے کوئی زیادہ محسوس نہ کیا وہ جانتا تھا کہ اب اسے اکیلا ہی سفر کرنا ہو گا اور پھر کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھیوں سے جا کر ملنا ہو گا۔ وہ جھاڑیوں سے نکل کر روشنی کی لکیر کی طرف بڑھا تو اس کے آگے کھلی جگہ آ گئی پھر اسے کسی نے زور سے پکار کر کہا۔

"ہالٹ!"

ناگ نے یہ زبان بہت عرصہ پہلے ملک ہندوستان پاکستان میں آ کر سنی تھی اس نے رکنے کی بجائے دوڑ لگا دی ایک دم سے گولیاں چلنے لگیں ایک گولی ناگ کے بالکل قریب سے ہو کر گذری تو ناگ نے سانس کھینچ کر عقاب کی شکل بدلنی چاہی تاکہ ہوا میں پرواز کر جائے مگر وہ ایسا نہ کر سکا اس پر خوف چھا گیا وہ بیٹھ گیا اب اس نے سانس کھینچ کر سانپ بننے کی کوشش کی مگر وہ سانپ بھی نہ بن سکا۔ ناگ کو پسینہ آ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کی طاقت اب اس کے پاس نہیں رہی۔

اتنے میں کچھ فوجی ہاتھوں میں سٹین گنیں لئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوڑتے ہوئے اس کے سر پر پہنچ گئے انہوں نے سٹین گنوں کا رخ ناگ کی طرف کر دیا۔ ایک سکھ فوجی کیپٹن نے چلا کر کہا۔

"اٹھ کر آگے آگے چلو"۔

ناگ کے پاس اس کی طاقت نہیں رہی تھی وہ خاموشی سے اٹھا اور ان کے آگے آگے چلنے لگا پاس ہی ایک فوجی مورچہ بنا ہوا تھا۔ وہاں لے جا کر ناگ کی تلاشی لی گئی۔ ناگ کی جیبوں سے کچھ بھی نہ نکلا۔ اس کا لباس بھی لمبا چغہ اور شلوار تھی۔ سکھ کیپٹن نے کہا۔

یہ پاکستانی جاسوس ہے۔ تخریب کار ہے اس نے اسلحہ کہیں چھپا دیا ہے۔ چلو اسے پیچھے لے چلو۔ ابھی یہ سب کچھ بتا دے گا"۔

ناگ فوراً سمجھ گیا کہ وہ ملک ہندوستان کی سرحد پر اترا ہے اس نے سکھ کیپٹن سے کہا۔

"بھائی! میں پاکستانی جاسوس یا تخریب کار نہیں ہوں میرا نام ناگ ہے اور میں..... میں مزدوری کی تلاش میں ادھر آیا تھا"۔

ناگ کو اس وقت یہی سوجھا۔ کیونکہ وہ اصل بات انہیں کیسے بتا سکتا تھا کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آ

رہا ہوں۔ اگر وہ بتا بھی دیتا تو کون اس کی بات پر اعتبار کر سکتا تھا۔ سکھ کیپٹن نے غصے سے ناگ کو دیکھا اور کہا۔

"بکواس بند کرو۔ تم مسلمان ہو اور پاکستان سے ہمارے ملک بھارت میں جاسوسی کرنے اور پنجاب میں تخریب کاری کرنے آئے ہو"۔

پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے پیچھے چھاؤنی میں لے جا کر بند کر دو میں صبح آ کر اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔ ناگ کو اسی وقت ہتھکڑی لگا کر آگے جیپ میں بٹھا دیا گیا اور جیپ امرتسر شہر کی چھاؤنی کی طرف روانہ ہو گئی۔

اب ہم عنبر کی طرف آتے ہیں وقت کی سرنگ میں عنبر بھی ناگ ماریا سے الگ ہو گیا تھا اور وہ بھی ان سے الگ ایک جگہ گر پڑا تھا اس کو جب ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک ریلوے ٹریک کے بیچ ریل کی لائن کے پاس پڑا ہے۔ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا دن کا وقت تھا اس کے سامنے ریلوے کا یارڈ تھا۔ ایک بجلی کی ٹرین شور مچاتی اس کے سامنے سے گزر گئی۔ عنبر فوراً سمجھ گیا کہ بیسویں صدی عیسوی کے زمانے میں آ گیا ہے۔ وہ بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس سے پہلے جدید سائنس نے ہمارے زمانے کا سفر کر چکا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ ریل گاڑی تھی اور یہ بیسویں صدی کے ماڈرن زمانے کے کسی شہر کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ عنبر نے اپنے آپ کو دیکھا اس کا لباس وہی پرانا چغہ اور گول شلوار تھی کمر کے گرد رومال بندھا ہوا تھا اس کی بائیں جانب ریلوے اسٹیشن تھا وہ اٹھا اور ریل کی پٹریوں کے ساتھ ساتھ ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑا۔

جب پلیٹ فارم آیا تو اس نے دیکھا اس پر لکھا تھا امرتسر۔ یہ نام گورمکھی میں لکھا تھا اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ دنیا کی ساری زبانیں بول سکتے ہیں پڑھ سکتے ہیں اور لکھ سکتے ہیں۔ عنبر سمجھ گیا کہ میں ہندوستان کے شہر امرتسر میں آ گیا ہوں اس نے پلیٹ فارم پر بڑی بڑی رنگ دار پگڑیوں والے سکھوں کو دیکھا کہ ریل گاڑی میں چڑھ رہے تھے اتر رہے تھے ان میں ہندو بھی تھے مگر ہندو اور سکھ ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ پلیٹ فارم پر سکھ پولیس بھی پھر رہی تھی۔

دوستو! یہ ہمارے آج کا زمانہ ہے اور اس وقت ہندوستان کے پنجاب میں سکھ اپنا الگ ملک خالصتان بنانے

کے لئے آزادی کی لڑائی لڑ رہے ہیں اور ہندو سکھوں کو اور سکھ ہندوؤں کو موقع پاتے ہی گولی مار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ عنبر کو بھی جلد ہی اس حقیقت کا علم ہو گیا کہ وہ شہزادی سائنٹریٹی کی کوٹھڑی کے بگولے میں پھنس کر تین ہزار سال پرانے زمانے سے جدید سائنس کے زمانے کے برصغیر ہندوستان میں پہنچ گیا ہے اور ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ سے بچھڑ گیا ہے۔ اب وہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اسے حالات کا مقابلہ کرنے اور واقعات میں سے گزرتے ہوئے ماریا ناگ اور جولی سانگ وغیرہ سے جا کر ملنا تھا۔ اس سے پہلے بھی ان کے ساتھ چونکہ ایسا ہوتا رہا تھا اس لئے عنبر نے پچھلی باتوں کو بھلا کر پیش آنے والے واقعات کا مقابلہ کرنے کی تیاری کر لی۔

سب سے پہلے تو وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کہیں اس کی طاقت تو اس سے الگ نہیں ہو گئی۔ اپنی طاقت کو آزمانے کے لئے وہ پلیٹ فارم پر ایک طرف پڑے ہوئے بنچ پر آ کر بیٹھ گیا۔ یہ بنچ کافی مضبوط تھا اور اس میں لمبے لمبے کیل ٹھکے ہوئے تھے۔ اپنی طاقت کو آزمانے کے لئے عنبر نے بنچ کے بازو کو ایک جگہ سے پکڑ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آہستہ سے اوپر اٹھایا تو وہ اپنی جگہ سے فوراً اکھڑ گیا۔ عنبر بڑا خوش ہوا۔ اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔ ایک سکھ سپاہی نے عنبر کو بچ کی ہتھی اکھاڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ اس کے پاس آ کر بولا۔

"تم نے بچ کو کیوں توڑا ہے؟ کون ہو تم؟"

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ معذرت پیش کرتے ہوئے بولا۔

"میں اسے توڑنا نہیں چاہتا تھا میں نے تو یونہی اس پر ہاتھ رکھا تو یہ اکھڑ گیا"۔

دو اور سکھ سپاہی بھی وہاں آ گئے پہلے والا سپاہی بولا۔

"تم جھوٹ بولتے ہو میں نے خود تمہیں ہتھی کو اکھاڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ بھلا یہ ہاتھ رکھنے سے کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ کون ہو تم؟"

عنبر نے کہا۔

"جی میں---------- میرا نام عنبر ہے"۔

"کہاں سے آئے ہو؟"

دوسرے سکھ سپاہی نے سوال کیا۔

عنبر بولا۔

"جی میں اسی امرتسر شہر کا رہنے والا ہوں"۔

تیسرا سپاہی بولا۔

"تمہارا نام تو مسلمانوں جیسا ہے۔ عنبر"۔

عنبر نے جلدی سے کہا۔

"جی نہیں میں تو ہندو ہوں"۔

عنبر کو معلوم تھا کہ ہندوستان میں ہندو مسلمان اور سکھ عیسائی وغیرہ رہتے ہیں۔ سکھ سپاہی نے کہا۔

"چلو ہمیں اپنے گھر لے چلو۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں تم کہاں رہتے ہو؟"

عنبر خود انہیں وہاں سے کسی کھلی جگہ لے جانا چاہتا تھا۔

بولا۔

"جی چلیں"۔

تینوں سکھ سپاہی عنبر کو لے کر چل پڑے۔ انہوں نے عنبر کو اپنے درمیان گھیرا ڈال رکھا تھا۔ ایک سپاہی نے پوچھا۔

"تمہارا گھر کس محلے میں ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"بس جی یہ سامنے والا محلہ ہے۔ آپ چل کر دیکھ لیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ریلوے اسٹیشن سے نکل کر وہ بائیں جانب والی سڑک پر آ گئے جو کمپنی باغ کو جاتی تھی۔ جب ذرا کھلی جگہ آ گئی جہاں لوگ بھی نہیں تھے تو عنبر نے ایک کوٹھی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"جی یہ میرا گھر ہے"۔

"یہ کوٹھی تمہاری ہے؟ یہ تو بابو سکندر لال کی کوٹھی ہے"۔

سکھ نے کہا۔

عنبر بولا۔

"ہاں جی! میں ان کا بھانجا ہوں"۔

بدقسمتی سے عین اسی وقت کوٹھی کا مالک بابو سکندر لال باہر آ گیا۔ سکھ سپاہی نے اسے غصے سے کہا۔

"مہاراج! یہ کہتا ہے میں آپ کا بھانجا ہوں کیا یہ آپ کا بھانجا ہے اور آپ کے پاس رہتا ہے؟"

ہندو بابو سکندر لال نے عنبر کو حیرانی سے دیکھ کر کہا۔

"کس لچے لفنگے کو پکڑ لائے ہو تم؟ یہ میرا بھانجا نہیں ہے۔ لے جاؤ یہاں سے اسے"۔

اب سکھ سپاہیوں نے وہیں عنبر کو ہتھکڑی لگا دی۔

ایک سکھ سپاہی نے کہا۔

"یہ ضرور پاکستانی جاسوس ہے۔ اسے تھانے لے چلو"۔

عنبر نے بھاگ فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تھانے جا کر وہ فضول بک بک میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ ہتھکڑی تو اس نے آرام سے نکوا لی تھی اب وہ موقع کی تلاش میں تھا۔ جب وہ ایک پارک کے قریب سے گذر رہے تھے تو عنبر نے ایک ہی جھٹکے سے ہتھکڑی کو توڑ دیا۔ پھر دو سکھوں کو گردنوں سے پکڑ کر اتنی زور سے اکٹھے سر آپس میں ٹکرائے کہ دونوں کی پگڑیاں کھل گئیں اور سر پھٹ گئے اور وہ سڑک پر گر پڑے۔ اس سے پہلے کہ تیسرا سپاہی بندوق سنبھال کر فائر کرتا عنبر نے اس کے جبڑے پر آہستہ سے مکا مارا۔ اس نے تو اپنی طرف سے آہستہ سے مکا مارا تھا مگر یہ عنبر کا مکا تھا سکھ سپاہی کا جبڑا ٹوٹ گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

اب کچھ لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے عنبر نے چھلانگ لگائی اور کمپنی باغ کی طرف بھاگ اٹھا وہ پارک سے گزر کر بھاگتا ہوا دوسری گراؤنڈ میں آ گیا یہاں سے بھاگا تو کمپنی باغ کے آخری پلاٹ میں آ گیا یہاں ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سڑک شہر کے باہر بڑی نہر کی طرف جاتی تھی عنبر اس سڑک پر ایک طرف چلنے لگا پیچھے شور مچ گیا تھا۔ لوگوں نے تھانے میں ٹیلی فون کر دیا کہ ایک لزم ہتھکڑی توڑ کر اور تین سپاہیوں کو ہلاک کر کے بھاگ گیا ہے اسی وقت پولیس کی جیپ میں رائفلیں لے کر سپاہی بیٹھے اور عنبر کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ عنبر اب اطمینان سے سڑک پر جا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جن تین سپاہیوں کو وہ بے ہوش کر کے پھینک آیا ہے انہیں صبح تک ہوش نہیں آئے گا اور باقی کوئی سپاہی اسے نہیں پہچان سکے گا۔ چلتے چلتے وہ نہر کے پل پر آ گیا۔ اس پل کی ایک جانب کھیتوں میں اسے ایک پرانی کوٹھی دکھائی دی۔ عنبر اس کوٹھی کی طرف چلا۔

یہ کوٹھی شکستہ اور ٹوٹی پھوٹی تھی۔ دیواریں بارش کی وجہ سے کالی ہو گئی تھیں کسی نے ان پر سفیدی نہ کرائی تھی۔ برآمدوں میں گرد جمی ہوئی تھی۔ کمرے خالی اور ویران تھے۔ دیواروں کے پلستر اکھڑے ہوئے تھے لگتا تھا کہ یہ کوٹھی سو سال پرانی ہے اور کبھی کوئی یہاں نہیں آیا۔ عنبر نے کوٹھی کے ویران آسیب زدہ کمروں کا گھوم پھر کر جائزہ لیا کوٹھی کے پچھلے کمرے کا دروازہ بند

تھا اس دروازے پر اتنا پرانا تالا لگا تھا کہ اس پر زنگار جم چکا تھا عنبر نے سوچا کہ اس کوٹھی کو بھی کھول کر دیکھنا چاہئے جونہی اس نے تالے کو ہاتھ لگایا اسے ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔ عنبر نے کوئی خیال نہ کیا اور تالا توڑ ڈالا۔ پھر دروازے کو کھولا تو اندر سے کوئی چمگادڑ پھڑپھڑا کر چیختا ہوا باہر نکل گیا۔ کوٹھری کے اندر اندھیرا تھا اور مشک کافور کی بو آ رہی تھی۔ عنبر اندھیرے میں غور سے دیکھنے لگا۔ اسے پھر وہی عجیب سی آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی کمزور سی آواز میں کچھ کہہ رہا ہو۔

عنبر کوٹھری میں داخل ہو گیا۔ چھت سے لٹکتے ہوئے لکڑی کے جالے اس کے چہرے سے ٹکرائے اس نے جالوں کو ہاتھوں سے پیچھے کر دیا اور اندھیرے میں آگے بڑھا اندھیرا بہت ہی گہرا تھا۔ اچانک عنبر کے پاؤں کسی چیز سے ٹکرائے اس نے جھک کر دیکھا وہ ہڈیوں کا ایک انسانی پنجر تھا پنجر کا سارا ڈھانچہ تو موجود تھا مگر سر کی کھوپڑی نہیں تھی اچانک عنبر کو پھر وہی آواز سنائی دی اب آواز عنبر کے بہت قریب سے آئی تھی یہ کوئی عورت کی آواز تھی جو کہہ رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے بیٹے کا سر لا دو۔ میرے بیٹے کا سر لا دو"۔

عنبر آنکھیں کھول کر کوٹھری کے اندھیرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا اسے وہاں کوئی عورت نظر نہ آئی اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"تم کون ہو؟ سامنے آؤ"۔

عورت کی کمزور آواز آئی۔

"ہڈیوں کے جس پنجر سے تم ٹکرائے ہو یہ میرے اکلوتے جوان بیٹے کا پنجر ہے میں اس کی بدنصیب ماں ہوں بلکہ اب اس کی ماں کی روح ہوں"۔

عنبر نے پوچھا۔

"کیا یہ تمہارے بیٹے کی لاش ہے؟"

ماں کی روح نے کہا۔

"ہاں! یہ میرے خوبصورت جوان بیٹے عمران کی لاش کا پنجر ہے"۔

عنبر نے سوال کیا۔

"تمہارے بیٹے کو کیا ہو گیا تھا کیا وہ بیمار تھا اور مر گیا؟"

ماں کی دکھی روح نے کہا۔

"میرا بیٹا جوان تھا ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی بیس برس کا تھا۔ پورا صحت مند تھا کبھی بیمار نہیں ہوا تھا بالوں میں تیل لگا کر جب کنگھی کرتا تو لڑکیاں اسے دور سے دیکھ دیکھ کر مسکرایا کرتی تھیں"۔

عنبر نے کہا۔

"تو پھر اسے کیا ہو گیا تھا؟"

ماں کی دکھی روح نے کہا۔

"اسے دشمنوں نے قتل کر دیا"۔

عنبر کو بہت افسوس ہوا اس نے پوچھا۔

"کیا اس کی کسی سے دشمنی تھی؟"

دکھی ماں کی روح بولی۔

"میرے بیٹے عمران کو صرف اس لئے قتل کر دیا گیا کہ وہ مسلمان تھا پانچ وقت مسجد میں جا کر نماز پڑھتا تھا۔ خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا تھا کبھی کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا"۔

عنبر تعجب سے بولا۔

"تو پھر اسے کیوں قتل کیا گیا؟"

ماں کی دکھی روح نے کہا۔

"کیا تم مسلمان ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ میں مسلمان ہوں"۔

روح بولی۔

"تو سنو! عمران کے باپ کے مرنے کے بعد یہی میرا اکلوتا بیٹا میری زندگی کا سہارا تھا وہ محلے میں کتابوں کی چھوٹی سی دکان کرتا تھا۔ یہ محلہ ہندوؤں کا تھا۔ محلے میں ہندوؤں کا ایک مندر بھی تھا۔ ہندو عمران سے خار کھاتے تھے کیونکہ جب مسجد میں اذان ہوتی تھی تو ہندو اپنے مندر میں اول تاشے بجانے لگتے تھے اور عمران انہیں منع کرتا تھا کہ جب مسجد میں اذان ہو تو تم اول نہ بجایا کرو۔ ہندو بت پرست ہیں وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں ایک بار عمران کے پاس ایک ہندو نے آ کر کہا کہ چلو تم بھی ہمارے مندر میں چل کر بتوں کی پوجا کرو۔ تم ہندوؤں کے محلے میں رہتے ہو تمہیں ہندوؤں ایسے کام کرنے چاہئیں عمران نے انکار کیا اور کہا کہ میں بت توڑنے والا مسلمان ہوں بتوں کی پوجا کرنے والا کافر نہیں۔ بس اسی دن ہندوؤں نے میرے بیٹے کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جس شام کو اسے قتل کیا گیا اس شام میں نے اپنے بیٹے کے لئے پلاؤ پکایا ہوا تھا۔ عمران کو پلاؤ

کا بڑا شوق تھا وہ ابھی دکان بند کر کے آیا تھا۔ میں اس کے لئے تھالی میں پلاؤ ڈال رہی تھی۔ وہ ہاتھ دھو رہا تھا کہ نیچے سے کسی نے اس کا نام لے کر آواز دی۔ وہ کہنے لگا ماں تم پلاؤ ڈالو میں بات سن کر آتا ہوں۔ کاش! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ اس کے بعد میں اپنے اکلوتے بیٹے کی صورت نہ دیکھ سکوں گی تو میں اس کو کبھی نیچے گلی میں نہ جانے دیتی۔ مگر قسمت کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔ عمران نیچے گیا اور پھر اس کی آواز نہ آئی جب کافی دیر ہو گئی تو میں خود نیچے اتر کر گلی میں آئی عمران کہیں نہیں تھا۔ میں نے ہندو دکان والے سے پوچھا اس کو سب معلوم تھا مگر اس نے مجھے کچھ نہ بتایا رات ہو گئی۔ عمران نہ آیا میں پاگلوں کی طرح شہر کے گلی کوچوں میں اسے تلاش کرنے لگی مگر عمران کا کچھ پتہ نہ چل سکا پھر دوسری رات میں اپنے بستر پر بیٹھی عمران کو یاد کر کے رو رہی تھی کہ اچانک مجھے صحن میں کسی کی آہٹ سنائی دی۔

میں نے پوچھا۔

"کون ہے؟"

میرے عمران کی دکھی آواز آئی۔

"میں عمران ہوں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں تڑپ کر باہر بھاگی۔
"میرے لال! تم آ گئے تم کہاں ہو؟"
کیونکہ صحن خالی پڑا تھا۔
عمران کی آواز آئی۔
"ماں! میں عمران کی روح ہوں مجھے قتل کر دیا گیا ہے"۔
یہ سنتے ہی میں بے ہوش ہو گئی کافی دیر بعد مجھے ہوش آیا میں اسی طرح صحن میں پڑی تھی میں نے بے چینی سے اپنے بیٹے کو آواز دی۔ اس کی روح کی آواز مجھے پھر سنائی نہ دی میں بیٹے کے قتل کے صدمے سے نیم پاگل ہو گئی۔ میں زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکی اور موت نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔ مرنے کے بعد میں نے اپنے بیٹے کی روح کو بے چین دیکھا۔ وہ ایک ویران سیارے پر بھٹک رہی تھی اس نے مجھے کہا۔
"ماں مجھے شہر کنارے والی کوٹھی میں قتل کیا گیا تھا۔ وہاں میری لاش کا پنجر ابھی تک پڑا ہے میرے سر کو کاٹ کر دوسرے کمرے میں دفنا دیا گیا تھا۔ جب تک میری لاش کے پنجر کے ساتھ میرا سر لگا کر دفن نہیں کیا جائے گا میری روح قیامت تک یونہی بھٹکتی رہے گی تب

میں نیچے اس کوٹھی میں آئی اور اپنے بیٹے کے جسم کے پنجر کو دیکھا مگر میں اس کا سر دوسرے کمرے سے نکال کر اسے دفن نہیں کر سکتی تم یہاں آئے ہو تو میرے بیٹے اور میری روح کو سکون عطا کرو اور اس لاش کے سر کو دوسرے کمرے سے نکال کر ایک جگہ دفن کر دو"۔
عنبر نے دکھی ماں کی روح کی پکار سنی تو اس کا دل ہل گیا۔ اسی وقت وہ دوسرے کمرے میں گیا وہاں فرش کھودا تو نیچے لڑکے کے سر کی کھوپڑی مل گئی۔ عنبر نے اسے اٹھا کر پنجر کے ساتھ لگایا اور پھر وہیں قبر کھود کر لاش کو عزت کے ساتھ دفن کر کے خدا کے حضور اس کی بخشش کے لئے فاتحہ پڑھی۔ عمران کی ماں کی روح نے عنبر کا شکریہ ادا کیا۔
عنبر نے پوچھا۔
"ماں! میں تمہارے بیٹے کے قاتلوں سے تمہارے بیٹے کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہوں میں انہیں اس گھناؤنے جرم کی سزا دینا چاہتا ہوں مجھے بتاؤ وہ لوگ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں"۔
ماں کی دکھی روح نے کہا۔
"بیٹا! میرے بیٹے کو جس ہندو کافر نے قتل کیا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا نام شام لال ہے اور وہ امرتسر شہر کی جیل میں وارڈن ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"تم اب بے فکر رہو ماں! میں شام لال کو اس کے جرم کی سزا ضرور دوں گا"۔

اتنے میں باہر شور سنائی دیا۔ پولیس کی جیپ عنبر کی تلاش میں آ گئی تھی عنبر کو معلوم تھا کہ یہ لوگ گرفتار کر کے اسے جیل میں لے جائیں گے اور وہ جیل میں ہی جانا چاہتا تھا چنانچہ عنبر نے پولیس کے سامنے ہاتھ اٹھا دیئے عنبر کو اسی وقت گرفتار کر کے شہر کی جیل میں لے جا کر بند کر دیا گیا اچانک عنبر کو ناگ کی تیز خوشبو محسوس ہوئی کیونکہ ناگ بھی جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہو کر اسی جیل میں بند تھا۔ دوسری طرف ناگ نے بھی عنبر کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا وہ بڑا خوش ہوا کہ عنبر بھی وہیں پر آ گیا ہے ناگ کی طاقت اس کے پاس نہیں تھی اس لئے وہ سانپ بن کر عنبر کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔ عنبر جیل کی کوٹھڑی میں چپ چاپ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ ناگ کو کیسے تلاش کرے اسے ابھی شام لال وارڈن سے عمران کے بے گناہ قتل کا بدلہ بھی لینا تھا۔

دوسری طرف ناگ بھی عنبر سے ملنے کے لئے بے تاب تھا اس کے پاس سانپ یا اپنا روپ بدلنے کی طاقت تو نہیں تھی لیکن اس نے سوچا کہ اسے اپنی دوسری طاقت بھی آزما کر دیکھنی چاہئے کہ وہ کسی سانپ کو وہاں بلا سکتا ہے کہ نہیں۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا تو ناگ نے منہ سے سیٹی کی باریک آواز نکال کر ارد گرد رہنے والے کسی سانپ کو آواز دی اور کہا۔

"اگر یہاں کوئی سانپ ہے تو یہاں آ جائے میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں"۔

کوئی سانپ نہ آیا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اس کی سانپ کو بلانے کی طاقت بھی عارضی طور پر ختم ہو گئی ہے وہ مایوس سا ہو کر بیٹھ گیا آدھی رات کے بعد اسے سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے کوٹھڑی کے دروازے کی سلاخوں کی طرف دیکھا اسے ایک بھورے رنگ کا سانپ کوٹھڑی میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔ ناگ ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا۔ بھورے سانپ نے آتے ہی سر جھکا کر ناگ کو سلام کیا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے۔ میں یہاں سے دور ایک باغ میں سے گزر رہا تھا کہ آپ کی خوشبو آئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور میں آپ کو سلام کرنے آ گیا ہوں"۔

ناگ بڑا خوش ہوا کہ اس کے جسم میں ناگ دیوتا کی خوشبو باقی ہے اس نے کہا۔

"کیا تم میرے ساتھ عنبر کی بو محسوس کر رہے ہو؟"

سانپ نے پھن اٹھا لیا اور بولا۔

"ہاں عظیم ناگ دیوتا! مجھے یہاں ایک آدمی سے آپ کی خوشبو آ رہی ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"وہی عنبر میرا دوست اور بھائی ہے وہ تمہاری زبان سمجھ لیتا ہے اسے جا کر کہو کہ میں اس کوٹھڑی میں ہوں"۔

بھورا سانپ حکم پا کر فوراً باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آ کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کا پیغام عنبر تک پہنچا دیا ہے۔ وہ بھی آپ سے ملنے کو بے تاب ہے"۔

ناگ کہنے لگا۔

"میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں تم میری کیا مدد کر سکتے ہو؟"

بھورے سانپ نے کہا۔

"اس وقت جیل میں آپ کی کوٹھڑی اور عنبر کی کوٹھڑی کے باہر چار سپاہی پہرہ دے رہے ہیں میں ابھی انہیں ڈس کر موت کی نیند سلائے دیتا ہوں"۔

ناگ نے کہا۔

"نہیں انہیں ہلاک مت کرو بلکہ ان کے جسم میں صرف اتنا زہر داخل کرو کہ وہ دو چار گھنٹے کے لئے بے ہوش ہو جائیں"۔

بھورا سانپ چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس نے آ کر بتایا کہ میدان خالی ہے اور جیل کے اس حصے کے چاروں پہرے دار بے ہوش ہو چکے ہیں ناگ نے جیل کے دروازے کا تالا توڑا اور کوٹھڑی سے نکل کر سیدھا عنبر کے پاس آ گیا عنبر بھی تالا توڑ کر باہر کھڑا تھا دونوں ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔

ناگ بولا۔

"اس بھورے سانپ نے مجھے تمہارے بارے میں بتا دیا تھا اب ہمیں ماریا اور دوسرے دوستوں کی تلاش کرنی ہے یہاں سے نکل چلو"۔

عنبر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے ایک دکھی ماں کے بے گناہ بیٹے کے قتل کا بدلہ لینا ہے ناگ۔ یہاں کوئی داروغہ شام لال ہے اس نے ایک معصوم نوجوان کو قتل کر دیا تھا اس کی ماں کی روح سے میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے بچے کا بدلہ ضرور لوں گا"۔

ناگ نے کہا۔

"تو پھر چلو پہلے اس کافر اور قاتل داروغے کو ڈھونڈتے ہیں"۔

ناگ نے بھورے سانپ سے پوچھا۔

"کیا تم ہمیں یہاں کے داروغے شام لال کے بارے میں بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں ہو گا؟"

بھورا سانپ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا! اس جیل کا ایک ہی داروغہ ہے جو اس وقت جیل کی دوسری طرف بڑے دروازے کے پاس اپنے کمرے میں رات کی ڈیوٹی پر ہے"۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو میں سانپ کو لے کر جاتا ہوں"۔

ناگ وہیں کوٹھڑی کے دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ عنبر نے بھورے سانپ کو اٹھا لیا اور رات کے اندھیرے

میں جیل کی دوسری طرف آ گیا اس طرف دو چار سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ دروازے کے پاس کمرے میں ایک داروغہ بیٹھا رجسٹر میں کچھ درج کر رہا تھا۔ عنبر پیچھے کی طرف سے ہو کر کھڑکی میں سے چھلانگ لگا کر اندر آ گیا۔ داروغہ چونک پڑا۔ عنبر نے لپک کر داروغے کی گردن پکڑ لی اور بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

داروغے کی آنکھیں باہر نکل آئی تھیں اس کے منہ سے چیخ نکل گیا۔

بولا۔

"میرا نام شام لال ہے"۔

عنبر نے پوچھا۔

"تمہیں یاد ہے تم نے شہر کی ایک بیوہ کے اکلوتے نوجوان بیٹے عمران کو قتل کیا تھا اور اس کی لاش شہر والی پرانی کوٹھی میں دبا دی تھی اور سر دوسرے کمرے میں دبا دیا تھا"۔

شام لال کو پسینہ آ گیا۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ عنبر کی گرفت لوہے سے بھی زیادہ سخت تھی۔ کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی"۔

عنبر غضبناک ہو کر بولا۔

"تم نے ایک پورے خاندان کو تباہ و برباد کر دیا تھا اس غلطی کی کوئی معافی نہیں ہے"۔

اور پھر عنبر نے اس ہندو کافر داروغے کی گردن دونوں ہاتھوں سے اتنے زور سے دبائی کہ اس کی گردن اس کے جسم سے الگ ہو گئی۔ جسم نیچے گر پڑا اور گردن عنبر کے ہاتھ میں ہی رہ گئی۔ عنبر نے اس قاتل کی گردن کو برے پھینکا اور بھورے سانپ کو ساتھ لئے باہر نکل کر ناگ کے پاس آ گیا انہوں نے جیل کی دیوار کو رات کے اندھیرے میں پھاندا اور شہر کی طرف چلنے لگے۔ تب عنبر نے ناگ کو بتایا۔

"ناگ! ہم تین ہزار سال پرانے زمانے سے نکل کر ۱۹۸۸ء کے انڈیا یعنی بھارت میں آ گئے ہیں۔ یہ بھارت کا امرتسر شہر ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"مجھے پتہ چل گیا تھا ان لوگوں نے مجھے پاکستان کا جاسوس سمجھ کر پکڑ لیا تھا بہرحال ہمیں ماریا اور تھیوسانگ کیتلی اور جولی سانگ کا بھی پتہ کرنا ہو گا کہ وہ کہاں

ہیں"۔

عنبر کہنے لگا۔

"تھیو سانگ تو شہزادی سائریلی کے اہرام کے باہر تھا۔ جولی سانگ نے غلطی سے کھڑکی کھول دی اور ہم سب سیاہ بادل کے بگولے میں پھنس گئے اور اس بگولے نے وقت کی سرنگ میں گزار کر ہمیں ۱۹۸۸ء کے زمانے میں پھینک دیا ہے"۔

ناگ نے عنبر کو یہ بھی بتایا کہ اس کے روپ بدلنے کی طاقت اس کے پاس نہیں رہی۔

عنبر نے کہا۔

"میری طاقت میرے پاس ہی ہے۔ یہ بھی خدا کا شکر ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کی خوشبو آ رہی ہے"۔

ناگ بولا۔

اسی لئے تو میں نے بھورے سانپ کو تمہارے پاس بھیجا تھا کیونکہ مجھے تمہاری خوشبو آ رہی تھی"۔

عنبر نے کہا۔

"پولیس ہماری تلاش میں نکل آئے گی ہمیں کسی ایسی جگہ چھپ جانا چاہئے جہاں پولیس والے ہماری تلاش میں نہ پہنچ سکیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے بھورے سانپ سے پوچھا۔

"کیا کوئی ایسی جگہ ہے جہاں ہم کچھ دیر کے لئے پولیس کی نظروں سے بچ کر رہ سکیں۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کچھ وقت گذرنے پر ان کی خوشبو بھی یہاں آ جائے"۔

بھورے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہاں سے شمال کی طرف ایک دریا بہتا ہے جو آگے سرحد پار کر کے پاکستان میں داخل ہو جاتا ہے پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اگر آپ پاکستان چلے جائیں تو وہاں یہ پولیس آپ کے پیچھے نہیں جا سکتی اور آپ محفوظ ہوں گے یہاں اگر آپ کے دوستوں میں سے کوئی آ گیا اور مجھے اس کے جسم سے آپ کی خوشبو محسوس ہوئی تو میں اسے بھی پاکستان بھیج دوں گا"۔

عنبر ناگ کو بھورے سانپ کی یہ تجویز پسند آئی۔ ناگ نے بھورے سانپ سے کہا کہ وہ اسے دریا تک لے چلے۔ رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ بھورا سانپ ان کی راہنمائی کر رہا تھا۔ وہ اسے ویران علاقوں سے گزار کر دریا تک لے گیا دریا پر پہنچ کر ناگ نے بھورے سانپ کو رخصت کیا اور دونوں نے دریا میں

چھلانگیں لگا دیں۔ ان دونوں کے پاس اتنی طاقت ضرور تھی کہ وہ دریا کے اندر بھی سانس لے سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے دریا کے اندر ڈبکی لگائی اور پانی کے اندر ہی اندر تیرنے لگے۔ دریا کا بہاؤ بھی بڑا تیز تھا دو گھنٹے دریا کے نیچے پانی میں تیرنے کے بعد انہوں نے اپنے سر باہر نکال لئے انہوں نے کنارے کی طرف دیکھا۔ دور انہیں ایک شہر کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں یہ لاہور شہر کی روشنیاں تھیں۔

عنبر اور ناگ ایک مدت کے بعد لاہور میں داخل ہونے والے تھے۔

ناگ نے کہا۔

"عنبر! میرا خیال ہے کہ یہ لاہور ہی ہے ہم پاکستان میں پہنچ چکے ہیں"۔

عنبر بولا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے ہمیں دریا سے نکل آنا چاہئے"۔

وہ دریا سے باہر نکل آئے۔ رات تھوڑی سی باقی تھی گرمیوں کا موسم تھا وہ راوی کے پل پر آ کر رک گئے ایک جگہ انہیں بورڈ نظر آیا جس کے نیچے لاہور شہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا نام لکھا تھا۔ عنبر اور ناگ بڑے خوش ہوئے کہ وہ پاکستان کے خوبصورت شہر لاہور میں آ گئے ہیں۔

ناگ بولا۔

"خدا کرے کہ اب ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ سے بھی یہاں ملاقات ہو جائے"۔

عنبر نے کہا۔

"اگر تھیوسانگ احرام کے باہر تھا تو نال شعاعوں کی بارش میں وہ تو یقیناً" بوڑھا ہو گیا ہو گا"۔

عنبر کہنے لگا۔

"اب جو ہو گا دیکھا جائے گا وہ کیوں احرام کے باہر چلا گیا تھا؟ اسے ہمارے ساتھ ہی رہنا چاہیئے تھا"۔

یونہی باتیں کرتے کرتے وہ بادشاہی مسجد کے پاس آ گئے۔ اب صبح ہونے والی تھی۔ بادشاہی مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوئی۔

عنبر نے کہا۔

"یہ اسلامی ملک پاکستان ہے۔ ہمیں یہاں آ کر ہمیشہ خوشی ہوتی ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"ہمیں کچھ روز یہاں رہ کر اپنے دوستوں کا انتظار

کرنا ہے۔ اس لئے کوئی ٹھکانہ بنا لینا چاہئے جہاں ہم رہ سکیں"۔

عنبر کہنے لگا۔

"یہاں تو کوئی اعلیٰ درجے کا ہوٹل ہی ہو سکتا ہے جہاں ہم ٹھہریں مگر ہمارے پاس تو ایک ٹیڈی پیسہ تک نہیں ہے ہمارے لباس بھی پرانے زمانے کے ہیں دن چڑھے گا تو لوگ ہمیں دیکھ کر ضرور حیران ہوں گے"۔

ناگ نے بادشاہی مسجد کے ساتھ والے پرانے قلعے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس قلعے میں ضرور کوئی پرانا خزانہ دفن ہو گا میں خزانے کے سانپ سے مدد لیتا ہوں آؤ میرے ساتھ"۔

عنبر اور ناگ پرانے قلعے میں داخل ہو کر اس کے اوپر والے تختے پر آ گئے یہاں ایک طرف پرانی بارہ دری کا کھنڈر تھا۔ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی یہاں کوئی آدمی نہیں تھا ناگ نے خزانے کے سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی دیر میں ایک سانپ زمین میں سے نکل آیا۔ اس نے آتے ہی ناگ کو جھک کر سلام کیا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے میرے لئے کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حکم ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اگر اس جگہ قلعے کے نیچے کہیں کوئی خزانہ دفن ہے تو ابھی اس خزانے میں سے مجھے ایک قیمتی ہیرا یا موتی لادو"۔

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں خزانے کے اوپر ہی اس کی حفاظت کے لئے بیٹھا ہوں ابھی آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں"۔

سانپ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے منہ میں ایک قیمتی موتیوں کا ہار لے کر واپس آ گیا۔ ناگ نے ہار عنبر کو دکھایا۔

عنبر بولا۔

"کافی قیمتی ہار معلوم ہوتا ہے۔ یہ ٹھیک رہے گا ہمارا گزارہ ہو جائے گا"۔

ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کر کے اسے واپس بھیج دیا اور دونوں ساتھی دونوں پرانے دوست قلعے سے باہر نکل آئے۔ یہ لاہور کا شاہی محلہ تھا۔ حضوری باغ میں اندھیرا تھا کہیں کوئی شخص چلتا پھرتا بھی نظر نہیں

رہا تھا قیمتی موتیوں کا ہار ناگ کے ہاتھ میں تھا جب وہ چھپتے ہوئے گیٹ کے نیچے سے گزر رہے تھے تو اچانک ایک جانب سے دو غنڈے نکل کر سامنے آ گئے ان کے ہاتھوں میں پستول تھے اور دونوں پستولوں کا رخ عنبر ناگ کی طرف تھا ایک غنڈے نے عنبر کو حکم دیا۔

"یہ ہار میری طرف پھینک دو یاد رکھو اگر شور مچایا تو تم دونوں کو گولیوں سے اڑا دیں گے"۔

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ناگ بھیا! یہ آدمی کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"غنڈہ لگتا ہے۔ تمہارا ہار تم سے چھیننا چاہتا ہے"۔

عنبر نے پوچھا۔

"معلوم ہوتا ہے ان کا آخری وقت آ گیا ہے"۔

اب غنڈوں کو سخت غصہ آ گیا انہوں نے آگے بڑھ کر عنبر کے ہاتھ سے ہار چھیننا چاہا تو عنبر نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ ایک غنڈے نے پستول ناگ کی گردن پر اور دوسرے نے عنبر کی گردن پر رکھ دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یار مجھے پکڑا دو جلدی کرو"۔

لنڈے نے غرا کر کہا۔

عنبر نے غنڈے کو گردن سے پکڑ کر زمین سے دو فٹ اوپر اٹھا لیا۔ دوسرے غنڈے نے عنبر پر فائر کر دیا۔ گولی اس کی آنکھوں کے سامنے عنبر کی گردن پر لگی مگر عنبر اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہا۔ ناگ نے دوسرے غنڈے کا پستول چھین کر اسے زمین پر گرا دیا اور سیٹی بجا کر خزانے کے سانپ کو آواز دی۔ خزانے کا سانپ قلعے سے نکل کر بجلی ایسی تیزی کے ساتھ وہاں آ گیا۔ ناگ نے سانپ کو ایک حکم دیا۔ سانپ نے غنڈے کی گردن میں اپنا کنڈل ڈال دیا اور پھن کھول کر اس کی آنکھوں کے آگے پھنکارنے لگا۔ جس غنڈے کو عنبر نے گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا رکھا تھا اس کا برا حال ہو رہا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے کسی لوہے کی گرینا نے اوپر اٹھا رکھا ہے۔ عنبر نے اسے زمین پر رکھ دیا اور کہا۔

"کب سے لوگوں کو لوٹ رہے ہو تم لوگ؟"

غنڈا دیکھ رہا تھا کہ ایک سانپ اس کے ساتھی کی گردن میں لپٹا ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں کوئی

جادوگر ہیں۔ ہاتھ باندھ کر بولا۔

"ہمیں معاف کر دو بھائی۔ ہم سے غلطی ہو گئی"۔

ناگ نے کہا۔

"ہمارے ساتھ تھانے چلو۔ ہم تمہیں پولیس کے حوالے کریں گے تاکہ تم کسی دوسرے مسافر کو نہ لوٹ سکو"۔

دوسرا غنڈہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔ سانپ اس کے منہ کے آگے پھنکار رہا تھا۔ ناگ نے اس کی گردن سے سانپ اتار لیا اور سانپ کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر انہوں نے دونوں غنڈوں کو پستول کی نوک پر آگے لگایا اور تھانے میں آ گئے۔ یہاں ان دونوں کو تھانیدار کے حوالے کر کے دونوں پستول بھی وہاں جمع کرا دیئے اور تھانے سے باہر نکل آئے۔ عنبر نے کہا۔

"یار ناگ! یہ تم نے خزانے کے سانپ کو اپنی جیب میں کس لئے رکھ لیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ میری سانپ بننے کی طاقت میرے پاس نہیں ہے اس لئے یہ سانپ میرے کام آئے گا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر اور ناگ سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ اب صبح کا اجالا ہو رہا تھا دکانیں کھلنے لگی تھیں سڑک پر ٹریفک بھی شروع ہو گئی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"ہمیں سب سے پہلے موتیوں کے ہار کو بیچ کر یہاں کی کرنسی حاصل کرنی چاہیے پھر کسی اچھے سے ہوٹل میں کمرہ کرائے پر لے لیتے ہیں تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ کا انتظار کر سکیں اور انہیں تلاش بھی کریں"۔

ناگ بولا۔

"میرا خیال ہے یہاں کسی سے پوچھ لینا چاہیے کہ وہ بازار کہاں ہے جہاں زیورات وغیرہ فروخت ہوتے ہیں"۔

اسی طرح باتیں کرتے دونوں دوست چوک شاہ عالمی میں آ گئے۔ یہاں ایک آدمی نے انہیں بتایا کہ وہ سوہا بازار جائیں وہاں زیورات کی دکانیں ہیں عنبر اور ناگ سوہا بازار میں آ گئے وہاں ابھی دکانیں نہیں کھلی تھیں۔ دونوں دوست قریب ہی ایک مسجد میں آ کر بیٹھ گئے۔ وہ کافی دیر وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ جب بازار

کھل گئے تو وہ سوہا بازار میں آ گئے۔ ایک دکان پر شیشے کی الماریوں میں سونے چاندی اور ہیرے موتیوں کے ہار سجے ہوئے تھے۔ عنبر ناگ دکان میں آ گئے۔ انہوں نے دکاندار کو موتیوں کا ہار دکھا کر کہا کہ وہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ دکاندار نے فوراً پہچان لیا کہ یہ ہار بے حد قیمتی ہے۔

اس نے عنبر سے پوچھا۔

"آپ اس کی کیا قیمت لیں گے؟"

عنبر بھی جانتا تھا کہ یہ شاہی خزانے کا ہار ہے اور بڑا قیمتی ہے۔

اس نے کہا۔

"ہم اس کی قیمت دو لاکھ روپے وصول کریں گے"۔

دکاندار کو معلوم تھا کہ اس ہار کی قیمت اور کچھ نہیں تو ساٹھ لاکھ ضرور کسی امیر گاہک سے وصول کر سکتا ہے۔ اس نے اسی وقت عنبر ناگ کو دو لاکھ روپے کے نوٹ گن کر دے دیئے اور رسید لکھوا لی۔ ایک چھوٹے بریف کیس میں ہزار ہزار روپے کے نوٹ ڈال کر عنبر اور ناگ رکشے میں بیٹھ کر مال روڈ پر آ گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا۔

"مجھے یاد ہے یہاں ایک انٹر کونٹی نینٹل ہوٹل ہوا کرتا تھا جس کے پیچھے کنوئیں میں کیٹی کو اس کا جن دوست پہلی بار ملا تھا وہ اچھا ہوٹل ہے"۔

عنبر نے کہا کہ چلو وہیں چلتے ہیں وہ ہوٹل انٹر کونٹی نینٹل میں آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک ڈبل بیڈ والا کمرہ کرائے پر لے لیا اور ایک مہینے کا کرایہ ایڈوانس بھی دے دیا۔ اسی روز انہوں نے بازار سے نئے کپڑے خریدے۔ دن بھر وہ شہر لاہور کی سیر کرتے رہے اور شام کو واپس اپنے ہوٹل میں آ گئے۔

ہم عنبر اور ناگ کو ۱۹۸۸ء کے زمانے کے لاہور شہر میں چھوڑتے ہیں اور یہ معلوم کرتے ہیں کہ ماریا ابرام کے بگولے میں عنبر ناگ کے ساتھ چکر کھانے کے بعد کہاں جا کر اتری؟ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ شہزادی ساڑپی کے ہزاروں سال پرانے ابرام کے باہر لال شعاعوں کی بارش کی وجہ سے تھیوسانگ بے حد بوڑھا اور کمزور ہو گیا تھا اور جولی سانگ اور کیٹی بگولے سے نکل کر وہیں ابرام کے اندر گر پڑی تھیں وہ ابرام سے باہر نکل آئی تھیں اور تھیوسانگ سے ان کی ملاقات

ہو گئی تھی پھر قبر کے چراغ والے مردے سے جولی سانگ نے مشورہ کیا تھا جس نے کہا تھا کہ جولی سانگ! تمہارے بوڑھے بھائی کا ایک ہی علاج ہے کہ اسے ملک ہندوستان کے کیلاش پربت کی وادی میں جو مندر ہے وہاں لے جاؤ وہاں مندر کے پیچھے زمین کے اندر ایک باؤلی ہے اس باؤلی میں آدھی رات کے بعد ایک خوبصورت دلہن کیلاش پانی میں سے باہر نکل کر تیرنے لگتی ہے وہ لاش پکارتی ہے کہ کوئی ہے جو میرا سوال پورا کرے اور اپنے دل کی مراد پائے تم نے اگر اس کا سوال پورا کر دیا تو دلہن کی لاش تمہارے بھائی تھیوسانگ کو پھر سے جوان کر دے گی اور اس کی طاقت واپس آ جائے گی۔ چنانچہ کیٹی اور جولی سانگ نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور ہزاروں سال پرانے ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ ابھی ہندوستان کی طرف جنگلوں میں سفر کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہم ماریا کی طرف آتے ہیں۔

ماریا بھی عنبر ناگ کے ساتھ ہی کوٹھڑی کا دروازہ کھل جانے سے سیاہ بادل کے گھومتے ہوئے چکراتے ہوئے سیاہ بگولے میں پھنس کر گردش کرنے لگی تھی مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ تو ۱۹۸۸ء کے امرتسر شہر میں آ کر گر پڑے اور ماریا کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا وہ پی آئی اے کے ایک ہوائی جہاز کی سیٹ پر بیٹھی ہے وہ آنکھیں جھپک جھپک کر ادھر ادھر مسافروں کو تکنے لگی اس سے بہت عرصہ پہلے وہ ہوائی جہاز میں سفر کر چکی تھی جب عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے ساتھ وہ ماورن زمانے کے لاہور شہر میں آئی تھی۔ ایک ایئر ہوسٹس اس کو گھورتی ہوئی قریب سے گزر گئی۔ کیونکہ اس ایئر ہوسٹس نے پہلے اس سیٹ پر ماریا کو نہیں دیکھا تھا۔ ماریا نے ہوائی جہاز میں آتے ہی سب سے پہلے یہ تبدیلی محسوس کی کہ وہ غائب نہیں ہے۔ احرام سے چلتے وقت بھی وہ غائب نہیں تھی۔ ماریا نے اپنی لیبی طاقت آزمانے کا فیصلہ کیا اور سانس کھینچ لیا وہ غائب ہو گئی۔

ماریا بڑی خوش ہوئی کہ اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔ اتنے میں وہ ایئر ہوسٹس جو ماریا کو گھورتے ہوئے گئی تھی دوسری ایئر ہوسٹس کے پاس جا کر کہنے لگی۔

"نجمہ! سیٹ نمبر A-15 خالی تھی مگر ابھی ابھی وہاں ایک خوبصورت سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی

لڑکی بیٹھی ہے"۔

دونوں ایئر ہوسٹسیں جب سیٹ نمبر A-15 کے قریب آئیں تو سیٹ خالی تھی کیونکہ ماریا غائب ہو چکی تھی اگرچہ وہ اسی سیٹ پر بیٹھی تھی مگر کسی کو نظر نہیں آ سکتی تھی۔ نجمہ نے دوسری ایئر ہوسٹس سے کہا۔

"سیٹ تو خالی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی دوسری سیٹ پر سے سواری اٹھ کر یہاں تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ گئی ہو"۔

ایئر ہوسٹس نے جہاز کے تمام مسافر مردوں اور عورتوں کو دیکھا اور بولی۔

"نجمہ! وہ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی مسافروں میں کہیں نہیں ہے"۔

ایئر ہوسٹس نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر تم نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہے چلو واپس چل کر اعلان کرو لاہور شہر کا ایئر پورٹ قریب آ گیا ہے"۔

ماریا ان کی باتیں اسی سیٹ پر بیٹھی غور سے سن رہی تھی۔ اب اسے پتہ چلا کہ وہ پاکستان میں پہنچ گئی ہے اور اب لاہور شہر پہنچنے والی ہے۔ اسے عنبر ناگ بولی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانگ اور کیٹی کا بھی خیال آ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے ان سے لاہور میں ملاقات ہو جائے۔

○☆○☆○

دلہن کی لاش

ہوائی جہاز لاہور ایئر پورٹ پر اتر گیا۔

دوسرے مسافروں کے ساتھ ماریا بھی پی آئی اے کے جہاز سے باہر آ گئی۔ باہر کھلی فضا میں نکلتے ہی اسے عنبر اور ناگ کی ہلکی خوشبو آئی ماریا خوشی سے اچھل پڑی۔ عنبر ناگ اسی شہر میں موجود تھے ماریا فضا میں اوپر کو اٹھی اور اس نے جدھر سے عنبر ناگ کی خوشبو آ رہی تھی ادھر کو اڑنا شروع کر دیا اس وقت شام ہو چکی تھی لاہور شہر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں عنبر ناگ تھوڑی دیر پہلے لاہور شہر کی سیر سے واپس اپنے کمرے میں آئے تھے اچانک انہیں ماریا کی خوشبو آنے لگی۔ ناگ نے اچھل کر کہا۔

"عنبر! ماریا کی خوشبو آ رہی ہے"۔

عنبر نے بھی فضا میں ماریا کی خوشبو سونگھ لی تھی وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جلدی سے ہوٹل کے باہر لان میں آ گئے موسم خوشگوار تھا ماریا کی خوشبو تیز ہوتی جا رہی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"ماریا ہماری طرف آ رہی ہے ناگ! اس نے بھی ہماری خوشبو محسوس کر لی ہے"۔

تھوڑی دیر بعد ماریا ہوٹل انٹر کونٹی نینٹل کے لان کے اوپر آ گئی اس نے نیچے لان میں کھمبے کی روشنی میں عنبر اور ناگ کو کھڑے دیکھا تو خوشی خوشی نیچے اتر کر ان کے پاس آ گئی۔ عنبر ناگ کو ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی۔

عنبر نے پوچھا۔

"ماریا! یہ تم ہی ہو"۔

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"ہاں عنبر میں ماریا ہوں خدا کا شکر ہے کہ تم دونوں سے ملاقات ہو گئی کیٹی اور جولی سانگ کہاں ہیں' تھیوسانگ کی کوئی خبر ملی؟"

ناگ بولا۔

"یہاں یہ سب باتیں نہیں ہو سکتیں۔ چلو ہمارے ساتھ کمرے میں چلو"۔

کمرے میں آ کر ماریا نے اپنی کہانی اور عنبر ناگ

نے اپنی کہانی بیان کی۔

ماریا بولی۔

"اس کا مطلب ہے کہ کیٹی اور جولی سانگ ہم سے بچھڑ گئی ہیں تھیوسانگ تو پہلے ہی اہرام سے باہر نکل گیا تھا خدا جھوٹ نہ بلوائے وہ لال شعاعوں کی بارش میں ضرور بوڑھا کھوسٹ ہو گیا ہو گا"۔

عنبر نے کہا۔

"میرا اپنا بھی یہی خیال ہے اس لحاظ سے وہ تین ہزار برس پرانے زمانے میں ہی ہو گا مگر کیٹی اور جولی سانگ کہاں ہو سکتی ہیں؟"

ماریا کہنے لگی۔

"جب کیٹی یا شاید جولی سانگ نے پراسرار کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا تھا تو اندر سے سیاہ بادل کی آندھی باہر نکلی تھی جس نے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور اس کے اندر چکراتے ہوئے وقت کی سرنگ میں نیچے کی طرف گزر کر ۱۹۸۸ عیسوی کے زمانے کے شہر لاہور میں آ گئے ہیں ممکن ہے جولی سانگ اور کیٹی وہیں اہرام کے اندر ہی ہم سے بچھڑ گئی ہوں"۔

ناگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس کا مطلب ہے کہ پھر جولی ناگ اور کیپٹن بھی تھیوسانگ کے پاس پرانے زمانے میں ہی ہو گی کیونکہ ہمارے غائب ہو جانے کے بعد ظاہر ہے کہ وہ اہرام سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئی ہوں گی اور یقینی طور پر وہ اہرام سے اس وقت ہی باہر نکلی ہوں گی جب انہیں یقین ہو گیا ہو گا کہ لال شعاعوں کی خطرناک بارش ختم ہو چکی ہے۔ باہر انہیں تھیوسانگ اس حالت میں مل گیا ہو گا کہ اس کا جسم لال شعاعوں نے بوڑھا اور کمزور کر دیا ہو گا"۔

ماریا نے کہا۔

"اگرچہ یہ تمہارا اندازہ ہے مگر میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو گا"۔

عنبر بولا۔

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہوا ہو کیونکہ اگر کیپٹن اور جولی ناگ ہمارے ساتھ ہوتیں تو وہ بھی وقت کی سرنگ میں سے نکل کر ہمارے پاس پہنچ جاتیں جس طرح کہ ماریا ہمارے پاس آ گئی ہے۔

ناگ کی جیب سے سانپ باہر نکل آیا۔ ماریا نے تعجب سے پوچھا۔

"ناگ! یہ تم نے سانپ کیوں جیب میں ڈال رکھا ہے"۔

ناگ نے مایوسی کے انداز میں کہا۔

"کیا کہوں ماریا بہن! میری روپ بدلنے کی طاقت ختم ہو چکی ہے میں اب کسی دوسرے پرندے یا سانپ کی شکل میں نہیں آ سکتا اس لئے میں نے یہ سانپ اپنے پاس رکھ لیا ہے"۔

ماریا نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"میری طاقت ختم نہیں ہوئی"۔

عنبر نے بتایا کہ اس کی طاقت بھی ختم نہیں ہوئی

ماریا نے ناگ سے پوچھا۔

"ہماری ایک دوسرے کو سونگھ لینے کی طاقت بھی ہمارے پاس ہی ہے ناگ! کیا تمہاری سانپوں سے باتیں کرنے کی طاقت تو ختم نہیں ہو گئی کہیں؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ یہ طاقت ختم نہیں ہوئی اگر یہ طاقت بھی ختم ہو گئی ہوتی تو میں اس سانپ کو کیسے اپنے پاس رکھ سکتا تھا"۔

ماریا بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب ہمیں کسی طرح اس ۱۹۸۸ء کے زمانے سے تین ہزار برس کے پچھلے زمانے میں واپس جانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم جولی ساتگ کیٹی اور تھیوساتگ سے ملاقات کر سکیں اور تھیوساتگ کا حال معلوم کر سکیں"۔

عنبر نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

"یہی تو ایک شے ہے جس پر ہمارا اختیار نہیں ہے یعنی نہ تو ہم اپنی مرضی سے آگے کے زمانے میں جا سکتے ہیں اور نہ اپنی مرضی سے پیچھے کے زمانے میں جا سکتے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کچھ دیر اسی شہر لاہور میں رہ کر کیٹی جولی ساتگ اور تھیوساتگ کا انتظار کرنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی کسی طلسم کے اثر سے یہاں پہنچ جائیں"۔

عنبر نے پلنگ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اس کے سوا ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ اس ہوٹل میں کچھ وقت گذارتے ہیں۔ روپے ہمارے پاس کافی ہیں"۔

ماریا نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور وہ لاہور کے ہوٹل کونٹی نینٹل میں ہی رہنے لگے۔ اس انتظار میں کہ شاید کسی وقت کیٹی جولی ساتگ اور تھیوساتگ ادھر آ نکلیں۔

اب ہم عنبر ناگ ماریا کو ۱۹۸۸ء کے زمانے یعنی آج کے ماڈرن زمانے کے لاہور میں چھوڑ کر واپس تین ہزار سال پرانے زمانے میں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جولی ساتگ اور کیٹی اپنے ساتھی بوڑھے تھیوساتگ کو لے کر کہاں پہنچی ہیں۔

بوڑھا تھیوساتگ الگ ایک گھوڑے پر بیٹھا تھا۔ کیٹی اور جولی ساتگ بھی گھوڑوں پر سوار قافلے کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ ایک مہینے کے سفر کے بعد قافلہ ملک ہندوستان میں پہنچ گیا۔ یہ وہی ملک تھا جس کے ایک مسلمان ملک پاکستان کے شہر لاہور میں عنبر ناگ ماریا موجود تھے۔ مگر کیٹی اور جولی ساتگ تین ہزار سال پرانے ہندوستان میں آئے تھے جب عنبر ناگ ماریا وہاں پر نہیں تھے۔ کیونکہ یہ پرانا زمانہ تھا جس میں کیٹی جولی ساتگ اور تھیوساتگ سفر کر رہے تھے۔ وہ سرائے میں اترے۔ سفر کی تکان نے تھیوساتگ کو بہت زیادہ نڈھال کر دیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں وہاں سے بھی آگے کیلاش پربت جانا تھا جو شمال میں کوہ ہمالیہ کے دامن میں تھا۔ کیٹی نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی! ہمیں تھیوسانگ کو یہاں کچھ دن آرام کرانا چاہیے۔ وہ بہت تھک گیا ہے"۔

تھیوسانگ سرائے کی کوٹھری کے باہر چارپائی پر بیٹھا تھا۔ اس کا سر بڑھاپے کی وجہ سے ہل رہا تھا۔ اس نے کیٹی سے کمزور آواز میں کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں ابھی سفر نہیں کر سکتا"۔

ایک ہفتہ سرائے میں آرام کرنے کے بعد کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ ایک ایسے قافلے میں شامل ہو گئے جو کیلاش پربت کی وادی میں جا رہا تھا۔ یہ سفر بڑا لمبا تھا۔ وہ پہاڑیوں' ٹیلوں' گھاٹیوں اور ندی نالوں میں سے ہوتے ہوئے قافلے کے ساتھ آخر ایک روز کیلاش پربت کی وادی میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک چھوٹی سی سرائے میں جولی سانگ اور کیٹی نے ایک کوٹھری میں چارپائی ڈال کر تھیوسانگ کو اس پر لٹا دیا۔ جولی سانگ نے اسی رات جب کہ تھیوسانگ سو رہا تھا' کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! میری رائے یہ ہے کہ تم تھیوسانگ کے

ساتھ اسی سرائے میں رہو اور میں کیلاش پربت کے پرانے مندر میں جا کر ہاؤلی والی دلہن کی لاش سے ملاقات کرتی ہوں اور اس کا سوال پورا کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ تمہارا میرے ساتھ جانا اس لئے بھی ضروری نہیں کیونکہ قبر والے مردے نے تاکید کی تھی کہ دلہن کی لاش سے صرف جولی سانگ ہی بات کرے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"یہ تو ٹھیک ہے مگر مجھے تمہاری فکر لگی رہے گی"۔

جولی سانگ مسکراتے ہوئے بولا۔

"ہمارے طویل سفر میں شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہو گا کہ جب ہمیں ایک دوسرے کی فکر نہیں لگی ہو گی۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ بہرحال تھیوسانگ کو اس غیر قدرتی بڑھاپے سے نجات دلانا بھی ضروری ہے"۔

کیٹی نے کہا۔

تو پھر تھیوسانگ سے بھی بات کر لو۔ تاکہ اسے بھی پتہ چل جائے کہ تم اکیلی کیلاش پربت جا رہی ہو"۔

جب تھیوسانگ جاگا تو جولی سانگ نے اسے بتایا کہ میں اکیلی کیلاش پربت جانا چاہتی ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے تو تھیوسانگ نہ مانا لیکن جب کینی اور جولی سانگ دونوں نے اس کو سمجھایا کہ وہ کہاں اس کے ساتھ پہاڑوں میں مارا مارا پھرتا رہے گا تو تھیوسانگ مان گیا۔ لیکن اس نے اپنی بوڑھی کمزور آواز میں جولی سانگ سے کہا۔

"جولی بہن! اپنا خیال رکھنا اور جلدی واپس آنے کی کوشش کرنا"۔

جولی سانگ نے تھیوسانگ کو پوری تسلی دی اور دوسرے دن صبح صبح جولی سانگ گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلی ہی کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو گئی۔ کیلاش پربت کی اونچی برف پوش چوٹی والی پہاڑی دور سے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ جولی سانگ اسی کے رخ پر سفر کر رہی تھی۔ راستے میں کئی گھاٹیاں' درے' کھڈیں اور اونچے نیچے ٹیلے آئے۔ جولی سانگ ان میں سے گذرتی چلی گئی۔ آخر ایک دن اور ایک رات کے پہاڑی سفر کے بعد وہ کیلاش پربت کی وادی میں پہنچ گئی۔ یہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ سردی بہت زیادہ تھی لیکن جولی سانگ اس سردی سے بے نیاز تھی۔ اس نے ایک جگہ پہاڑی میں ایک قدرتی غار تلاش کر لیا۔ گھوڑے کو گھاس چرنے

کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور کیلاش پربت والے مندر کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔

وہ کیلاش پربت کے دامن میں تھی۔ یہاں سے پہاڑ کی برف پوش چوٹی زیادہ دور نہیں تھی۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ کیلاش پربت کی چوٹی بادلوں میں چھپی ہوئی تھی۔ سرد ہوائیں چل رہی تھیں۔ درختوں کے خشک پتے ٹوٹ کر اڑ رہے تھے۔ جولی سانگ پہاڑ کی چڑھائی چڑھتی جا رہی تھی۔ ابھی تک اسے کوئی انسان کہیں بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ آج سے تین ہزار سال پہلے ویسے بھی آبادی بہت ہی کم ہوا کرتی تھی۔ کہیں کہیں ہی کوئی انسان نظر آتا تھا۔ یہاں چونکہ موسم بہت ٹھنڈا تھا اس لئے آبادی نہیں تھی۔ جولی سانگ تھوڑی چڑھائی چڑھنے کے بعد رک کر دیکھ لیتی تھی کہ شاید اسے کیلاش مندر نظر آ جائے۔ دوپہر تک وہ پہاڑی کی درمیانی وادی میں آ گئی۔ یہاں اسے ایک جگہ گیلی زمین پر ایک انسان کے پاؤں کے نشان نظر آئے۔ وہ رک کر انہیں دیکھنے لگی۔ یہ کسی ایسے انسان کے پاؤں کے نشان تھے جس نے چوڑے تلے والا جوتا پہن رکھا تھا۔

جولی سانگ نے یہی نتیجہ نکالا کہ یہ کسی ایسے آدمی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یا عورت کے جوتوں کے نشان ہیں جو مندر میں پوجا کرنے گیا ہے۔ جولی سانگ ان نشانوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد جوتوں کے نشان پہاڑ کی بائیں جانب گھوم گئے۔ جونہی جولی سانگ بائیں جانب گھومی اسے سامنے پتھر کے بہت بڑے چبوترے پر ایک مندر کی عمارت دکھائی دی۔ جولی سانگ بڑی خوش ہوئی۔ آخر وہ کیلاش مندر میں پہنچ گئی تھی۔ مندر کی حالت شکستہ تھی۔ دیواریں کالی ہو رہی تھیں۔ کئی جگہوں سے پتھر اکھڑے ہوئے تھے۔ جوتوں کے نشان مندر کے دروازے پر جا کر ختم ہو گئے تھے۔ ضرور کوئی مندر کے اندر پوجا پاٹھ کر رہا ہو گا۔ جولی سانگ ایک طرف چھپ کر بیٹھ گئی۔ وہ دیر تک بیٹھی رہی مگر مندر میں سے کوئی انسان باہر نہ نکلا تب جولی سانگ کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کوئی انسان دو ایک روز پہلے مندر آیا ہو۔ جولی سانگ کو ویسے بھی مندر کے اندر جانے کی ضرورت نہیں تھی لیکن وہ یہ ضرور دیکھنا چاہتی تھی کہ مندر میں کوئی دوسرا شخص تو موجود نہیں۔

جولی سانگ کو آدھی رات تک اسی جگہ رہنا تھا کیونکہ آدھی رات کے بعد باؤلی میں دلہن کی لاش

نمودار ہوتا تھا۔ جولی سانگ نے سوچا کہ اتنی دیر میں باؤلی کو تلاش کر لینا چاہیے۔ مردے نے کہا تھا کہ یہ باؤلی کیلاش پربت والے مندر کے پچھواڑے میں واقع ہے۔ جولی سانگ مندر کے پیچھے آ گئی۔ یہاں ایک اونچی اور چوڑی چٹان زمین سے نکلی ہوئی تھی۔ اس چٹان پر سبز رنگ کا رنگ لگا ہوا تھا۔ جولی سانگ چٹان کے عقب میں گئی تو اسے ایک جگہ چٹان میں شگاف نظر آیا۔ جولی سانگ نے شگاف میں جھانک کر دیکھا۔ نیچے پتھر کی سیڑھی جاتی تھی۔ جولی سانگ اندھیرے میں سیڑھیاں اتر کر نیچے گئی تو نیچے باؤلی کا پانی اندھیرے میں چمک رہا تھا۔ یہ بڑی ڈراؤنی جگہ تھی۔ یہ باؤلی ایک اندھے گہرے کنوئیں کی طرح تھی۔ پانی کی سطح خاموش اور ساکن تھی۔ جولی سانگ نے سوچا کہ اسی باؤلی کی سطح پر آدھی رات کو دلہن کی لاش ابھرے گی اور سوال کرے گی۔

جولی سانگ باؤلی کے شگاف میں سے باہر نکل آئی۔ ابھی رات ہونے میں کافی دیر تھی۔ جولی واپس اپنے غار کی طرف چل پڑی۔ وہ آدھی رات ہونے تک اپنے غار میں رہنا چاہتی تھی۔ اس کا گھوڑا غار کے باہر گھاس چر رہا تھا۔ جولی سانگ غار میں آ کر بیٹھ گئی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انتظار کرنے لگی کہ کب رات ہو اور وہ مندر کی باؤلی میں جا کر دلہن کی لاش سے ملاقات کرے۔ اچانک بادل گرجے اور پھر باہر بارش شروع ہو گئی۔ پہلے تو بڑے زور سے بارش ہوتی رہی۔ پھر بارش کا زور ٹوٹ گیا اور ہلکی بوندا باندی ہونے لگی۔ غار میں بیٹھے بیٹھے تھک گئی تو اٹھ کر غار سے باہر آ گئی۔ اس کا گھوڑا دور ایک گھنے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ جولی سانگ کو خیال آیا کہ گھوڑے کو غار کے اندر لے آنا چاہئے کیونکہ باہر سردی زیادہ ہو گئی ہے۔ جونہی اس نے غار کے باہر قدم رکھا وہ وہیں رک گئی۔

باہر غار کے آگے بارش کی وجہ سے جو کیچڑ ہو گیا تھا اس پر کسی انسان کے جوتوں کے نشان پڑے تھے۔ جولی سانگ نے جھک کر دیکھا۔ یہ وہی نشان تھے جو اس نے کیلاش مندر کے باہر مندر کی طرف جاتے دیکھے تھے۔ جوتوں کے تازہ نشان تھے۔ غار کے باہر آ کر جوتوں کے نشان واپس مڑ گئے تھے۔ صاف لگ رہا تھا کہ کوئی شخص غار تک آ کر واپس چلا گیا ہے۔ جولی سانگ نے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے دور دور تک کوئی انسان دکھائی نہ دیا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ یہاں ایسا کون شخص ہے جو اس کا

پیچھا کرتے ہوئے غار تک آیا اور پھر واپس چلا گیا ہے؟

جولی سانگ واپس جاتے ہوئے جوتوں کے نشان کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ کچھ دور جا کر کچی زمین ختم ہو گئی تھی اور گھاس کی اعلان شروع ہو جاتی تھی۔ یہاں انسانی پاؤں کے نشان بھی غائب ہو گئے تھے۔ جولی سانگ پھر بھی اندازے سے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی میں گیلی گھاس پر چلتی گئی۔ چاروں طرف گھاس اور پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ کہیں گیلی زمین ہوتی تو اسے انسانی پاؤں کے نشان بھی نظر آتے۔ مگر وہاں تو سوائے گھاس کے اور کچھ نہیں تھا۔ یا پھر جھاڑیاں تھیں۔ اور گھاس پر انسانی جوتوں کے نشان تلاش کرنا کسی ماہر کھوجی ہی کا کام تھا۔ جولی سانگ پاؤں کے نشان تلاش نہ کر سکی اور دل میں طرح طرح کے خیال سوچتی اپنے گھوڑے کی طرف گئی۔ گھوڑا بے حس و حرکت درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ جولی سانگ بڑی حیران ہوئی کہ گھوڑا کوئی حرکت کیوں نہیں کر رہا۔ قریب جا کر اس نے گھوڑے کی گردن کو پیار سے تھپتھپایا تو گھوڑے کی گردن ڈھلک گئی۔ جولی سانگ جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ گھوڑا مر چکا تھا۔

جولی سانگ کو تعجب ہوا کہ جب گھوڑا مر چکا تھا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے اپنی گردن کس طرح سے اٹھا رکھی تھی۔ گھوڑا کیسے مر گیا تھا' جولی سانگ نے گھوڑے کے جسم پر ہاتھ لگایا۔ اس کا جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ جولی سانگ یہی سمجھی کہ سردی کی وجہ سے گھوڑا مر گیا ہے۔

جولی سانگ نے ایک بار پھر اس پاس کی فضا کا جائزہ لیا۔ یہ بڑی پراسرار بات تھی کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا تھا اور ایک ایسے ویرانے میں اس کا پیچھا کیا جا رہا تھا جہاں دور دور تک نہ آدم تھا نہ آدم زاد۔ آخر یہ کون شخص ہو سکتا ہے؟ جولی واپس اپنے غار کی طرف آ گئی۔ اس نے جھک کر ایک بار پھر جوتوں کے نشان غور سے دیکھے۔ یہ عام جوتوں کے نشان تھے۔ ان میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ نشان تازہ تھے۔ ہلکی بوندا باندی سے نشانوں کے کنارے مٹنے لگے تھے۔ جولی سانگ خاموشی سے غار میں آ گئی۔ کالی اندھیری ٹھنڈی رات---- ہمالیہ کی پہاڑیوں کی ویران پراسرار سرد رات---- بوندا باندی رک گئی۔ سرد ہوا اسی طرح چل رہی تھی۔ جب جولی سانگ کے اندازے کے مطابق رات آدھی کے قریب گذر گئی تو وہ غار سے نکلی اور کیلاش مندر والی باؤلی کی طرف چلنے لگی۔ باہر سخت اندھیرا تھا اس

اندھیرے میں یا سانپ دیکھ سکتا تھا یا جولی سانگ دیکھ سکتی تھی۔ اسے اس گھپ اندھیرے میں چلنے میں کوئی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔ چلتے چلتے وہ باؤلی کے پاس آ کر رک گئی۔ اس نے اندھیرے میں پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کہیں وہی پراسرار شخص اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا۔ مگر اندھیرے میں اسے اپنے پیچھے کوئی پراسرار انسان دکھائی نہ دیا۔ وہ باؤلی والی چٹان کے شگاف میں داخل ہوئی۔ پتھر کا زینہ طے کیا اور نیچے گہری باؤلی کے چبوترے سے تالاب کے پاس پہنچ کر پتھر کی سیڑھی پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔

یہ جگہ اتنی ڈراؤنی تھی کہ جولی سانگ کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو یہاں تک آنے کی کبھی جرات نہ کرتا اور اگر کسی طرح ہمت کر کے پہنچ بھی جاتا تو باؤلی کے تاریک شیشے کی طرح چمکتے پانی اور پھیلے ہوئے ڈراؤنے اندھیرے کو دیکھ کر چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ دہشت کے مارے اس کے دل کی حرکت بند ہو جاتی۔ مگر جولی سانگ ایک خلائی عورت تھی اور ایک مدت سے وہ خطرناک مہموں کے ساتھ دہشتناک مہموں میں سے گذر رہی تھی۔ اور پھر یہ اس کے بھائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوساگ کی زندگی اور موت کا بھی سوال تھا۔ بھائی کے لئے تو وہ اپنی جان بھی قربان کر سکتی تھی۔ وہ اندھیرے میں باؤلی کے پتھر پر چپ چاپ بیٹھی پانی کی سطح کو تک رہی تھی۔ مردے نے کہا تھا کہ آدھی رات گذرتے ہی باؤلی کے پانی کی سطح پر دلہن کی لاش نمودار ہو جائے گی۔ شمشان کے باہر سرد ہوا کے سرسرانے کی سیٹی جیسی آواز سنائی دے رہی تھی۔ جولی ساگ کو خیال آیا کہ شاید ابھی آدھی رات نہیں ہوئی اور وہ جلدی وہاں آ گئی ہے۔ ابھی یہ خیال اس کے دل میں آیا ہی تھا کہ باؤلی کے پانی کی سطح پر ہل چل سی ہونے لگی۔ اس میں ہلکی ہلکی لہریں پیدا ہو رہی تھیں۔ جولی ساگ چوکنی ہو کر بیٹھ گئی۔ دلہن کی لاش اوپر آ رہی تھی۔ جولی کی آنکھیں پانی کی سطح پر لگی تھیں۔ جہاں اب بلبلے اٹھنے لگے تھے۔

پھر جولی ساگ کے دیکھتے دیکھتے دو گورے ہاتھ باہر آ گئے۔ ان پر لال لال مہندی لگی تھی۔ انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک عورت کی لاش پانی میں سے نمودار ہو کر سطح پر آ گئی۔ یہ ایک بہت خوبصورت نوجوان لڑکی کی لاش تھی جو پانی پر بالکل سیدھی لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے گوٹا کناری والا دلہنوں کا

لباس پہن رکھا تھا جو پانی میں بھیگا ہوا تھا۔ ماتھے پر ساگ کی بندیا اور بالوں میں سیندور لگا تھا۔ گالوں پر الشاں لگی تھی۔ کلائیوں میں سونے کی چوڑیاں تھیں۔ گلے میں سونے کا ہار اور کانوں میں ہیروں کے کانٹے تھے۔ ماتھے پر سونے کا جھومر چمک رہا تھا۔ یہ ایک ایسی دلہن کی لاش معلوم ہو رہی تھی جو شادی کی رات ہی ڈوب گئی ہو۔

دلہن کی لاش پانی کی سطح پر بالکل ساکت تھی۔ اس میں کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی۔ جولی ساگ کو معلوم تھا کہ وہ ابھی سوال کرے گی۔ چنانچہ جولی ساگ بھی سیڑھی کے گیلے پتھر پر خاموش بیٹھی خوبصورت لاش کو تکتی رہی۔ چند سیکنڈ کے بعد دلہن کی لاش کے مردہ نیلے ہونٹ الگ ہوئے اور اس کے حلق سے ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ یہ چیخ اتنی وحشت ناک تھی کہ جولی ساگ کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ چیخ کی آواز سن کر ہی مر گیا ہوتا۔ جولی ساگ کا دل بھی ایک بار زور سے دھڑک اٹھا تھا۔ جولی ساگ نے اپنے ہونٹ بند رکھے۔ وہ انتظار کرتی رہی کہ لاش اپنا سوال دہرائے۔ چیخ کے بعد دلہن کی لاش نے آواز بلند کی۔

"کوئی ہے جو مجھے سیاہ چین کا لال موتی لا دے؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں اس کے دل کی مراد پوری کروں گی"۔

جولی سانگ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے جواب دیا۔

"اے خوبصورت دلمن! میں تجھے سیاہ چین کا لال موتی لا دوں گی۔ کیا تو میرے بھائی تھیوسانگ کو پھر سے جوان کر دے گی؟"

دلمن کی لاش نے کہا۔

"مجھے سیاہ چین کا لال موتی لا دو۔ میں تمہارے دل کی مراد پوری کروں گی"۔

جولی سانگ نے دوبارہ سوال کرنا مناسب نہ سمجھا اور کہا۔

"میں ابھی سیاہ چین کا لال موتی تلاش کرنے نکلتی ہوں۔ یہ سیاہ چین کہاں ہے؟"

دلمن کی لاش کے مردہ ہونٹوں سے ایک بار بھیانک چیخ نکلی اور اس نے کہا۔

"یہ سب تمہیں خود پتہ کرنا ہو گا۔ میں تجھے ایک مہینے کی مہلت دیتی ہوں۔ اگر ایک مہینے کے اندر اندر تو سیاہ چین کا موتی نہ لا سکی تو میں تمہارے دل کی مراد پوری نہ کروں گی"۔

جولی سانگ نے جلدی سے جواب دیا۔

"میں ایک مہینے کے اندر اندر تمہارے لئے سیاہ چین کا موتی ڈھونڈ لاؤں گی"۔

دلمن کی لاش کے ہونٹوں سے ایک بار پھر ڈراؤنی چیخ بلند ہوئی اور وہ آہستہ آہستہ باؤلی کے پانی کے اندر ڈوب گئی۔ پانی کی سطح پر چند ایک بلبلے اٹھے اور پھر سطح ساکن ہو گئی۔ جولی سانگ باؤلی سے باہر آ گئی۔ وہ چٹان کے شگاف سے نکل کر غار کی طرف واپس چلنے لگی تو اسے ایسا لگا جیسے کوئی شخص دوڑ کر جھاڑیوں میں چھپ گیا ہو۔ جولی سانگ لپک کر جھاڑیوں کی طرف گئی۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہاں زمین پر گھاس اگی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس پراسرار شخص کے پاؤں کے نشان نہیں پڑے تھے۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ آسمان پر کالی گھٹا اس اندھیرے کو اور زیادہ تاریک بنا رہی تھی۔ جولی سانگ نے بے اختیار آواز دی۔

"تم کون ہو؟ کیا چاہتے ہو؟ میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟"

رات کے تاریک جنگل میں جولی سانگ کی آواز گونج کر رہ گئی۔ کسی نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جولی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانگ تیز تیز قدموں سے چلتی اپنے غار میں آ گئی۔ ساری رات وہ یہی سوچتی رہی کہ سیاہ چین کس جگہ کا نام ہے اور وہ اس کا سراغ کیسے لگائے گی؟ پہلے اس کو خیال آیا کہ وہ سرائے میں جا کر کیٹی اور تھیوسانگ سے مشورہ کرے پھر سوچا کہ انھیں سیاچین کا کیا پتہ ہو گا۔ یہ تو مجھے یہاں آس پاس کسی گاؤں میں چل کر معلوم کرنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے یہ کسی سمندر یا غار کا نام ہو۔

جب دن نکلا تو جولی سانگ نے غار کو الوداع کہا اور سیاہ چین کے لال موتی کی تلاش میں کیلاش پربت وادی میں کسی آبادی کی کھوج میں چل پڑی۔ دن بھر وہ وادیوں میں سفر کرتی رہی۔ اسے کہیں کوئی آبادی نہ ملی۔ شام کے وقت وہ ایک چھوٹے سے درے میں پہنچی جس کے درمیان لکڑی کا ایک پل بنا ہوا تھا۔ پل پر سے گذر کر جولی سانگ دوسری طرف پہاڑوں میں آئی تو اسے ایک عورت درختوں کے نیچے لکڑیاں اور سوکھے پتے جمع کرتی نظر آئی۔ جولی سانگ بڑی خوش ہوئی کہ ایک عورت کی صورت تو نظر آئی۔ اس نے عورت کے پاس جا کر پوچھا۔

"بہن! کیا تو مجھے بتا سکتی ہے کہ سیاہ چین کہاں

ہے؟"

عورت پتے اور لکڑیاں جمع کرتی وہیں رک گئی۔ اس نے دہشت بھری نظروں سے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور ایسے وہاں سے بھاگ کر درختوں میں غائب ہو گئی جیسے جولی سانگ کوئی چڑیل ہو۔ جولی سانگ بڑی حیران ہوئی کہ آخر اس عورت کو کیا ہو گیا تھا؟ جولی سانگ اسی طرف چلنے لگی جدھر وہ عورت گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اس طرف آگے کوئی آبادی ضرور ہو گی۔ وہ چلتی گئی۔ اسے آگے آبادی تو کہیں بھی نظر نہ آئی ہاں ایک جھیل ضرور آ گئی۔ جھیل کے کنارے ایک آدمی مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ جولی سانگ اس کے پاس گئی اور پوچھا۔

"کیوں بھائی! کیا تو مجھے بتائے گا کہ سیاہ چین کہاں ہے؟"

اس آدمی کا رنگ ایک دم زرد ہو گیا۔ مچھلیاں پکڑنے والا جال اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اس نے جھیل میں چھلانگ لگا دی اور تیرتا ہوا دوسرے کنارے پر چلا گیا۔ اور پھر پہاڑیوں میں دوڑتا ہوا غائب ہو گیا۔ اب جولی سانگ سمجھ گئی کہ سیاہ چین ضرور کوئی بڑی ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈراؤنی اور دہشت ناک جگہ ہو گی کہ جس کا نام سنتے ہی لوگوں کے رنگ اڑ جاتے ہیں اور وہ بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن جولی سانگ کو تو ہر حال میں سیاہ چین پہنچ کر وہاں سے لال موتی لانا تھا۔

لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ سیاہ چین کے بارے میں کس سے پوچھے۔ کہ وہ کیا جگہ ہے اور کس مقام پر واقع ہے۔ جب تک اسے یہ معلوم نہیں ہوتا وہ اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جولی سانگ چلتے چلتے پہاڑی علاقے میں کافی دور نکل آئی تھی۔ اب دن کا اجالا شام کے اندھیرے میں بدلنے لگا تھا۔ شام ہو رہی تھی۔ رات کی تاریکی اس کے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ جولی سانگ کو رات بسر کرنے کے لئے کسی محفوظ جگہ کی بھی ضرورت تھی۔ اب وادی کافی اونچائی کی طرف آ گئی تھی اور کہیں کہیں پتھروں کے درمیان جمی ہوئی سفید برف نظر آنے لگی تھی۔ جب رات زیادہ گہری ہو گئی اور ساری وادی میں اندھیرا چھا گیا اور جولی سانگ کو کسی انسان کے ملنے کی کوئی امید نہ رہی تو وہ ایک پہاڑی کے کھوہ میں بیٹھ گئی۔ سوچنے لگی کہ وہ سیاہ چین کا کیسے پتہ چلائے۔ کیونکہ جب اسے یہ معلوم نہیں

ہوتا کہ سیاہ چین کیا شے ہے وہ لال موتی کہاں سے لا سکے گی؟

پہاڑی کا یہ چھوٹا سا کھوہ ایک شگاف کی طرح تھا اور اس کے اندر اتنی ہی جگہ تھی کہ جولی سانگ صرف بیٹھ سکتی تھی۔ وادی میں یہاں سردی بہت زیادہ تھی۔ لگتا تھا کہ آگے برفیں شروع ہونے والی ہیں۔ درختوں کے اوپر برفانی ہوا رات کے سناٹے میں سرسراتی ہوئی جیسے آہیں بھر رہی تھی۔ رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی۔ جولی کو کچھ اندازہ نہیں تھا رات کتنی گزر چکی ہے کہ اسے آہٹ سنائی دی۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ آہٹ کی آواز رک گئی۔ پھر ایسے سنائی دیا جیسے کوئی دبک دبک پنجوں پر چل رہا ہو۔ جولی سانگ جلدی سے اٹھی اور شگاف سے باہر آ کر اندھیرے میں گھور کر دیکھنے لگی۔ جیسے کوئی تیزی سے ایک طرف بھاگ گیا تھا۔ جولی سانگ بھی اس طرف پراسرار شخص کے پیچھے بھاگی مگر آگے پہاڑ کی دیوار تھی۔ اسے وہاں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ جولی سانگ نے چاروں طرف غور سے دیکھا اور پھر بلند آواز سے چلائی۔

"کون ہو تم؟ میرے سامنے آؤ"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرد برفانی وادی کی تاریکی میں جولی سانگ کی آواز گونج کر رہ گئی۔ کسی طرف سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ جولی سانگ ناامید ہو کر واپس پہاڑ کی کھوہ میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کون پراسرار شخص ہے جو کیلاش پربت سے اس کے پیچھے لگا ہوا ہے اور چھپ چھپ کر اس کا تعاقب کر رہا ہے؟ کیا یہ کوئی بھوت ہے؟ کوئی چھلاوہ ہے؟ مگر اس کے پاؤں کے جوتوں کے نشان زمین پر پڑتے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کوئی انسان ہے۔ جولی سانگ نے اسی طرح سوچتے سوچتے رات وہیں گذار دی۔ دن نکلا تو آسمان پر بادل گہرے ہو گئے تھے۔ اور جب جولی سانگ آگے روانہ ہوئی تو بوندا باندی شروع ہو گئی۔

جولی سانگ چلتی چلی گئی۔ سردی بہت بڑھ گئی تھی مگر جولی سانگ پر بارش کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ برابر آگے بڑھ رہی تھی۔ اسی طرح سفر کرتے وہ درختوں کے ایسے جھنڈ میں سے گذری جہاں اسے کچھ ٹوٹی پھوٹی پرانی قبریں نظر آئیں۔ اچانک جولی سانگ کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ وہ پرانی قبروں کے پاس رک گئی۔ اس نے قبروں میں چل پھر کا ان کا جائزہ لیا۔ ان قبروں

پر پتھر لگے تھے۔ کئی پتھر اکھڑ چکے تھے۔ جولی سانگ کو ایک ایسی قبر نظر آئی جس میں شگاف پڑا ہوا تھا اور اندر مردے کی ہڈیاں تھوڑی تھوڑی نظر آ رہی تھیں۔ جولی سانگ قبر کے شگاف میں اتر گئی۔ جولی سانگ کے پاس یہ طاقت تھی کہ وہ جس مردے کو انگلی لگا دے وہ مردہ خواہ کتنا ہی پرانا کیوں نہ ہو جولی سانگ سے بات کرنے لگتا تھا۔ جولی سانگ اس مردے سے بات کر کے سیاہ چین کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مردوں کو بعض ایسے راز معلوم ہوتے ہیں جن کے بارے میں انسان کچھ نہیں جانتا یا اگر جانتا ہو تو اس راز کو زبان پر لانے سے ڈرتا ہے۔

جولی سانگ نے دیکھا کہ قبر کے اندر ایک پرانے مردے کا ڈھانچہ پڑا ہے۔ ہڈیوں سے صاف پتہ لگ رہا تھا کہ مردہ سو سال سے بھی زیادہ پرانا ہے۔ جولی سانگ نے اس کی گردن کی ہڈی پر انگلی لگائی تو مردے کی ٹوٹی ہوئی کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کا ٹوٹا ہوا جبڑا ہلا اور مردے کی بھنگ کھڑکھڑاتی ہوئی آواز آئی۔

"تم نے مجھ کو آسمانوں سے اس قبر میں واپس کس لئے بلایا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہولی سانگ نے کہا۔

"مجھے بتاؤ کہ سیاہ چین کیا ہے اور مجھے کہاں ملے گا؟"

مردے نے کہا۔

سیاہ چین کا خیال دل سے نکال دو کیونکہ وہاں جو کوئی بھی گیا پھر واپس نہیں آیا"۔

ہولی سانگ بولی۔

"میں نے تم سے جو سوال کیا ہے مجھے اس کا جواب دو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ سیاہ چین کہاں ہے اور میں وہاں کیسے پہنچ سکتی ہوں"۔

مردہ ایک پل کے لئے خاموش ہو گیا۔ اس کی کھوپڑی کا جبڑا ساکت ہو گیا۔ پھر مردے کی کھوپڑی سے ایک آہ کی آواز نکلی۔

"اگر تو اب بھی سیاہ چین جانے کی ضد کرتی ہے! تو سن۔ یہاں سے اوپر کیلاش پربت کی پہاڑی ہے اس پہاڑی کی دوسری طرف برف کا ایک اونچا نیچا میدان ہے۔ سیاہ چین اس برف پوش میدان کے نیچے ایک گمشدہ ویران اور چھپی ہوئی وادی کو کہتے ہیں۔ اس کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں جب کوئی مسافر اس برف

پوش میدان میں چلنا شروع کرتا ہے تو اچانک اس کی چیخ سنائی دیتی ہے اور وہ برف میں غائب ہو جاتا ہے۔

ہولی سانگ نے پوچھا۔

"وہ برف میں کہاں چلا جاتا ہے؟"

مردے نے کہا۔

"برف پوش میدان کے نیچے جو سیاہ چین کی بھیانک وادی ہے وہ مسافر کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے۔ اس کے بعد وہ مسافر کبھی کسی کو دوبارہ دکھائی نہیں دیتا۔ کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ مسافر زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ میں اب بھی تمہیں منع کروں گا کہ اس موت کی وادی میں جانے کا خیال دل سے نکال دو"۔

ہولی سانگ نے پوچھا۔

"کیا برف کے میدان کے نیچے چھپی ہوئی وادی سیاہ چین میں کہیں کوئی لال موتی بھی ہے؟"

مردہ بولا۔

"اس کے بارے میں میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ اس موت کی وادی سے کوئی مردہ بھی آج تک واپس نہیں آیا۔ کسی کی لاش تک باہر نہیں نکالی جا سکی"۔

مردہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ کھوپڑی کا جبڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساکت ہو گیا۔ جولی سانگ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"تمہارا شکریہ! بس مجھے تم سے اتنی ہی معلومات حاصل کرنی تھیں"۔

مردے نے کوئی جواب نہ دیا۔ جولی سانگ قبر سے باہر نکل آئی۔ اسے سیاہ چین کے بارے میں وہ سب کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ جو وہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ جولی سانگ قبر سے نکلنے کے بعد شمال کی طرف روانہ ہو گئی۔ اب اس کی منزل کیلاش پربت کی دوسری طرف برف پوش وادی تھی۔ جہاں سیاہ چین واقع تھا۔ سارا دن جولی سانگ سفر کرتی رہی۔ شام کے وقت برف پوش وادیاں شروع ہو گئیں۔ اب زمین پر پتھر نظر نہیں آتے تھے۔ جدھر نظر اٹھاؤ برف ہی برف تھی۔ نیچے گہری کھڈوں میں بھی برف جمی ہوئی تھی۔ برفانی ہوائیں بھی چلنے لگی تھیں۔ یہاں سردی اتنی زیادہ تھی کہ اگر جولی سانگ خلائی عورت نہ ہوتی تو وہ جم کر برف بن جاتی۔ ہر طرف ویرانہ تھا۔ کہیں کوئی جھونپڑی بھی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ رات ہوئی تو جولی سانگ نے ایک جگہ پہاڑی دیوار کی برف کھود کر چھوٹا سا شگاف بنایا اور اس کے اندر بیٹھ

گئی۔

رات کو برف کا خوفناک طوفان چلنے لگا۔ آسمان سے برفباری ہو رہی تھی۔ ٹھنڈی یخ ہوائیں چیخ چلائی چل رہی تھیں۔ ساری رات یہ برف کا طوفان جاری رہا۔ ساری رات برف گرتی رہی۔ جولی سانگ پہاڑی کے شگاف کے اندر دبکی بیٹھی رہی۔ جب صبح ہوئی تو برف کا طوفان تھم چکا تھا۔ برف باری بھی نہیں ہو رہی تھی۔ جولی سانگ شگاف میں سے باہر آئی تو اس نے برف پر جوتوں کے تازہ نشان دیکھے۔ یہ اسی پراسرار شخص کے جوتوں کے نشان تھے جو اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ یہ نشان صبح صبح کے لگتے تھے۔ جیسے برفباری رکنے کے بعد یہ آدمی جولی سانگ کے تعاقب میں شگاف تک آیا اور پھر واپس پلٹ گیا تھا۔ جولی سانگ جوتوں کے نشان کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اسے یقین تھا کہ برف پر ان نشانوں کی مدد سے وہ آج اس پراسرار آدمی کا سراغ ضرور لگا لے گی۔ لیکن کچھ دور چلنے کے بعد برف پر سے پاؤں کے نشان ایک دم سے یوں غائب ہو گئے جیسے یہاں سے وہ پراسرار آدمی آسمان کی طرف اڑ گیا ہو۔ جولی سانگ نے جھک کر ادھر ادھر بڑے غور سے دیکھا۔ پاؤں کے نشان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے کہیں نہ ملے۔

وہ پراسرار آدمی کے بارے میں غور کرتی سیاہ چین کی خطرناک وادی کی طرف روانہ ہو گئی۔ دوپہر برف پوش تھرتھراتی ہوئی وادیوں میں چلنے کے بعد جولی سانگ ایک ایسی جگہ پہنچی جہاں اونچے اونچے برفانی پہاڑوں بلکہ برفانی تودوں کے درمیان گلیاں سے بنی ہوئی تھیں۔ ان گلیوں میں ہوا شور مچاتی گذر رہی تھی۔ برفانی تودوں میں جگہ جگہ دراڑیں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ دراڑیں اتنی بڑی تھیں کہ لگتا تھا قدرتی غار بنے ہوئے ہیں۔ زمین پر بھی جگہ جگہ برف کے چھوٹے بڑے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ سیاہ چین کی خطرناک وادی ان پہاڑیوں کے پیچھے تھی۔ مگر برفانی تودوں کا سلسلہ ہونے میں نہیں آتا تھا۔ رات پڑ گئی۔ اندھیرا ہو گیا عجیب ڈراؤنی سی آوازیں تیز ہوا کی شکل میں سنائی دینے لگیں۔ جولی سانگ ایک برفانی تودے کی دراڑ میں گھس گئی۔ اس نے رات وہیں گزار دی۔ صبح کو باہر نکلنے سے پہلے دیکھا کہ کہیں پراسرار آدمی تو اس تعاقب میں یہاں تک نہیں آیا۔ زمین پر چونکہ برف کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اس لئے وہاں جولی سانگ

پراسرار آدمی کے پاؤں کے نشان دیکھ نہ سکے۔

اس نے سیاہ چین کی طرف اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔

ایک دن گھنٹے کے سفر کے بعد آخر جولی سانگ سیاہ چین کی وادی میں پہنچ گئی۔ اس کے سامنے سیاہ بادلوں میں گھرا ہوا ایک برف پوش میدان تھا جہاں کہیں کہیں برف کے نیلے مجسمے کھڑے تھے۔ ان کے درمیان تیز برفانی ہوائیں چیخ رہی تھیں۔ یہی وہ برفانی میدان تھا جس کے بارے میں جولی سانگ کو مردے نے بتایا تھا کہ وہاں کوئی جاتا ہے تو پھر اس میں گم ہو جاتا ہے کہ دوبارہ نظر نہیں آتا۔ جولی سانگ کو اسی برفانی میدان میں چل کر اپنے بھائی تھیوسانگ کے لئے لال موتی تلاش کر لانا تھا۔ جولی سانگ کو اس وقت اپنی جان کی پروا نہیں تھی۔ وہ اپنے بھائی تھیوسانگ کے لئے اپنی جان بھی قربان کر سکتی تھی۔ جولی سانگ نے برف پوش میدان میں چلنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس میدان کے برفانی پہاڑوں میں کہیں ایک غار ہے جس کے اندر لال موتی موجود ہے۔ جولی سانگ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہی تھی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ کسی گہرے شگاف میں نہ گر پڑے۔ وہ ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

برفانی تودے کے پیچھے سے گذر گئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ برف پر اسے پراسرار آدمی کے پاؤں کے نشان نظر نہ آئے۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا کہ اس کا پیچھا نہیں کیا جا رہا تھا۔ برفانی تودے سے باہر نکلنے کے بعد جولی ایک برفانی میدان میں سے گذرنے لگی۔ اچانک ایک جگہ اس کا پاؤں برف میں دھنس گیا۔ اس نے زور لگا کر پاؤں باہر نکالا تو اس کی دوسری ٹانگ بھی نرم برف میں دھنس گئی۔ پھر وہ برف میں نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی۔

○

بھیانک سفر

جولی سانگ برف کے اندر نیچے ہی نیچے گرتی چلی گئی۔

یہی وہ جگہ تھی جس کے بارے میں مردے نے جولی سانگ کو کہا تھا کہ برفانی میدان میں آدمی اچانک غائب ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک ہی چیخ سنائی دیتی ہے اس کے بعد وہ آدمی کبھی نظر نہیں آتا۔ جولی سانگ بھی سیاہ چین کے برفانی میدان میں اسی طرح غائب ہو گئی تھی۔ اس نے چیخ تو نہ ماری بس برف میں نیچے ہی نیچے گرتی جا رہی تھی۔ اصل میں جولی سانگ برف کی چھت کے سوراخ میں سے نیچے گری تھی۔ جب برف کی چھت ختم ہو گئی تو جولی سانگ ایک دلدل میں جا گری۔ دلدل میں گرتے ہی جولی سانگ نے اس میں سے باہر نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔ غلائی عورت ہونے کی وجہ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس میں عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ طاقت تھی۔
دلدل جولی سانگ کو نیچے کھینچ رہی تھی۔ جولی سانگ نے
زور لگا کر اپنے آپ کو دلدل سے باہر نکال لیا اور اوپر
دیکھا۔ اس کے اوپر آسمان نہیں تھا بلکہ برف کی چھت
تھی جو بہت اونچی تھی اور دور تک پھیلتی چلی گئی تھی۔
اس کے چاروں طرف کالے رنگ کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں
تھیں۔ یہ پہاڑیاں ایسے لگتی تھیں جیسے چڑیلیں سر جھکائے
بیٹھی ہوں۔ چاروں طرف گہری موت ایسی خاموشی تھی
کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ ہوا بھی
چپ تھی۔ جولی سانگ بڑی حیران ہوئی کہ برفانی میدان
کے نیچے یہ کون سی عجیب و غریب دنیا ہے وہ پہاڑیوں میں
چلنے لگی۔

اسے لال موتی کی تلاش تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ
سیاہ چین کی وادی کی اصل دنیا یہی ہے۔ اور لال موتی
اسی جگہ کہیں پر ہو گا۔ جولی سانگ اندر جاتے ہوئے ہچکچا
رہی تھی کہ اچانک اسے غار کے اندر سے ایک مرد
آواز سنائی دی۔

"جولی سانگ ڈرو نہیں۔ تم منزل کے قریب آ
ہو۔ تمہارا لال موتی اس غار کے اندر موجود ہے"۔

جولی سانگ غیبی آواز سن کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس
نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

غیبی آواز نے کہا۔

"میں وہی پراسرار شخص ہوں جس کے پاؤں کے
نشان تم کبھی برف پر اور کبھی کیچڑ میں اپنے پیچھے دیکھتی
رہی ہو۔ میرا نام گارشن ہے"۔

جولی سانگ نے سوال کیا۔

"تم میرا پیچھا کس لئے کر رہے تھے؟"

پراسرار شخص گارشن کی آواز سنائی دی۔

"اس لئے کہ میں چاہتا تھا کہ تم اپنی منزل تک
ضرور پہنچو۔ میں اگر دیکھتا کہ تم ناامید ہو کر واپس جانے
والی ہو تو میں وہیں تمہارے سامنے آ کر تمہیں سمجھاتا کہ
لال موتی تم سے زیادہ دور نہیں ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تم اب میرے سامنے کیوں نہیں آتے؟ کیا تم
اس غار میں رہتے ہو؟"

پراسرار شخص گارشن بولا۔

"میں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ فرق صرف اتنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے کہ مجھے جادو آتا ہے جس کے زور سے میں زمین کے اندر بھی آ گیا ہوں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"آخر تمہیں مجھ سے اتنی ہمدردی کیوں ہے؟"

پراسرار شخص گارشن کی آواز آئی۔

"اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ تم اتنی تکلیفیں صرف اپنے پیارے بھائی کے لئے اٹھا رہی ہو۔ یہ بڑا نیک کام ہے اس لئے میں تمہاری مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ میرا جادو زمین کے اوپر نہیں چلتا۔ زمین کے اندر بھی میں صرف تمہارے لئے اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ تمہاری ہمت بڑھاؤں اور تمہیں غار کے لال موتی تک لے چلوں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تو پھر تم میرے سامنے آؤ۔ میں تمہیں دیکھے بغیر غار میں نہیں جاؤں گی"۔

پراسرار شخص گارشن کی آواز آئی۔

"اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمہارے سامنے آ جاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنی چھوٹی بہن ہی سمجھتا ہوں"۔

پھر اندھیرے غار میں سے جولی سانگ نے ایک اونچے لمبے کالے کپڑوں والے آدمی کو باہر نکلتے دیکھا جس کی آنکھیں انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس نے جولی سانگ کو آتے ہی سلام کیا اور بولا۔

"میری انگاروں ایسی آنکھوں کو دیکھ کر مت ڈرنا یہ اس لئے سرخ ہیں کہ میں نے جادو کا ایک چلہ کیا تھا۔ آؤ میری بہن میں تمہیں لال موتی تک لے چلتا ہوں"۔

جولی سانگ اس پراسرار شخص کے ساتھ غار میں داخل ہو گئی۔ غار میں اندھیرا تھا مگر جولی سانگ اندھیرے غار کی چھت اور پتھر کی دیواروں کو صاف دیکھ رہی تھی۔

جولی سانگ نے چلتے چلتے پوچھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ میں اپنے بھائی کی مدد کرنے کے لئے یہ مشکلیں اٹھا رہی ہوں؟"

گارشن بولا۔

"یہ سب کچھ مجھے میرے جادو کے ذریعے معلوم ہوا ہے میں اس غار میں رہتا ہوں۔ یہی میری دنیا ہے۔ ایک روز میں آنکھیں بند کر کے منتر پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ تم لال موتی کی تلاش میں خطرناک گھاٹیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں چلی آ رہی ہو۔ پھر مجھے جادو کے ذریعے یہ معلوم ہو گیا کہ تمہارا ایک بھائی تمیوساگ بھی ہے جو کسی طلسم کی وجہ سے وقت سے پہلے بوڑھا ہو گیا ہے اور اسے صرف لال موتی ہی پھر سے جوان کر سکتا ہے۔ بس میں نے اسی وقت تمہاری مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا"۔

جولی ساگ نے کہا۔

"تو پھر تم نے وہیں مجھے یہاں سے لال موتی کیوں نہ لا کر دے دیا۔ اگر تمہیں مجھ سے ہمدردی تھی تو تم مجھے زمین کے اوپر ہی لال موتی لا کر دے سکتے تھے"۔

گارشن نے آہ بھر کر کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ میرا طلسم زمین کے اوپر نہیں چل سکتا اور میں یہاں کی کوئی شے زمین کے اوپر نہیں لے جا سکتا۔ اسی وجہ سے میں چاہتا تھا کہ تم زمین کے اندر آ جاؤ اور یہاں میں تمہاری مدد کروں"۔

جولی ساگ نے ایک اور سوال کیا۔

"مگر تم زمین کے اوپر میرا تعاقب کرنے کی بجائے میرے سامنے آ کر مجھ سے ملاقات کر کے مجھے بتا سکتے تھے کہ میں تمہارا ہمدرد ہوں اور تمہیں اپنے ساتھ لال موتی کے غار تک لے جا سکتا ہوں"۔

گارشن بولا۔

"میں نے تمہیں کہا نا کہ میں زمین کے اوپر کسی انسان سے بات کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ کیونکہ اگر میں زمین کے اوپر کسی سے بات کروں تو خطرہ ہوتا ہے کہ میرا طلسم مجھے ہی آگ نہ لگا دے۔ ہاں! اگر تم مایوس ہو کر واپس جانے لگتیں تو پھر میں ضرور یہ خطرہ مول لے کر تمہیں واپس جانے سے روک دیتا۔ اور تمہیں کہتا کہ جولی بہن! تم اپنے بھائی کی مدد ضرور کرو۔ لال موتی نیچے غار میں ہے"۔

جولی ساگ کو گارشن کی باتوں پر اعتبار آ گیا۔ اب وہ غار میں اوپر نیچے دیکھ کر بولی۔

"لال موتی یہاں کس جگہ پر ہے گارشن؟"

"بس چند قدموں کے فاصلے پر ہے"۔

غار آگے جا کر ایک جگہ ختم ہو گیا۔ یہاں سامنے پتھر کی دیوار میں لوہے کا ایک کنڈا لگ رہا تھا۔ پراسرار شخص گارشن یہاں آ کر رک گیا اور کنڈے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"جولی ساگ! تمہارا لال موتی اس دیوار کے پیچھے ایک صندوق میں پڑا ہے۔ لیکن اس کے آگے میں نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا سکتا۔ وہاں تک صرف تم ہی جا سکتی ہو"۔

جولی سانگ بولی۔

"لیکن دیوار تو بند ہے۔ اس کے اندر میں کیسے جا سکتی ہوں"

گارشن نے کہا۔

"اس کنڈے کو اپنی طرف کھینچو"۔

جولی سانگ نے کنڈے کو پکڑ کر کھینچا تو ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار کھل گئی۔ اندر ایک سبز روشنی تھی۔ گارشن نے کہا۔

"وہ دیکھو اندر کوٹھڑی میں صندوقچی پڑی ہے۔ اس صندوقچی میں لال موتی بند ہے۔ جاؤ اور جا کر لال موتی لے آؤ۔ اس صندوقچی کو صرف ایک خلائی عورت ہی کھول سکتی ہے اور تم ایک خلائی عورت ہو"۔

جولی سانگ کو گارشن کی باتوں پورا پورا یقین تھا۔ وہ اسے اپنا ہمدرد سمجھتی تھی۔ جو اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ جولی سانگ کوٹھڑی میں داخل ہوئی۔ گارشن کوٹھڑی کے باہر ہی کھڑا رہا۔ کوٹھڑی کی سبز روشنی میں جولی سانگ صندوقچی کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ یہ لکڑی کی صندوقچی تھی اور اس پر عجیب طرح کی ڈراؤنی انسانی

شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ جولی سانگ نے کچھ سوچے سمجھے بغیر صندوقچی کو کھول دیا۔ صندوقچی کے کھلتے ہی اس میں سے دھوئیں کا بادل نکلا جس نے جولی سانگ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

ٹھیک اسی وقت اسے پیچھے غار میں سے پراسرار شخص گارشن کے مکروہ قہقہے کی آواز سنائی دی۔ جولی سانگ ایک سیکنڈ میں سمجھ گئی کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ مگر اب پانی سر سے گذر چکا تھا۔ یہ اسے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔ اسے معلوم ہونا چاہئے تھا کہ انسان کو کسی اجنبی شخص کی باتوں پر یونہی اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔ جولی سانگ سے یہ غلطی ہو گئی تھی۔ صندوقچی کے دھوئیں نے جولی سانگ کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہی اس کا سانس بند کر دیا۔ جولی سانگ کو محسوس ہوا کہ کسی نے اس کی گردن دبا دی ہے۔ اس کا سانس بند ہو گیا ہے۔ وہ گھبرا کر باہر کو بھاگنے لگی تو اسکے پاؤں زمین نے پکڑ لئے۔ ابھی تک جولی سانگ کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ اپنے ہوش میں تھی۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ پھسڑی ہوتی جا رہی ہے۔ زمین کے ساتھ اس کے پاؤں چپک گئے تھے اور پھسڑی ہوتے ہوتے بالکل انسانی انگل جتنی ہو گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی سانگ کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

جولی سانگ کے گرتے ہی کوٹھڑی کی سبز روشنی غائب ہو گئی۔ صندوقچی کا دھواں بھی غائب ہو گیا۔ تب پراسرار شخص گارشن کوٹھڑی میں داخل ہوا اور اس نے جھک کر فرش پر دیکھا جہاں جولی سانگ الٹی جتنے سانپ کی ہو کر بے ہوش پڑی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے زمین پر سانپ کی کھال پڑی ہے۔ گارشن نے بے ہوش جولی سانگ کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور قہقہہ لگا کر بولا۔

"بس اب دوسری خلائی عورت کیٹی کو اپنے قبضے میں کرنا باقی رہ گیا ہے اور میں بہت جلد اسے بھی پکڑ کر اپنے قبضے میں کر لوں گا"۔

اتنا کہہ کر گارشن نے صندوقچی کو دیکھا۔ اس میں ایک بڑا ہی خوبصورت لال موتی پڑا تھا۔ گارشن نے صندوقچی بند کر دی۔ کوٹھڑی کے باہر آ کر کنڈے کو کھینچا۔ دیوار بند ہو گئی۔ گارشن تیز تیز قدم اٹھاتا غار سے باہر نکل آیا۔ اب وہ کالی پہاڑیوں میں سے گذر رہا تھا۔ پھر دلدل شروع ہو گئی۔ وہ دلدل کے کنارے کنارے

برف کی چھت کے نیچے اس عجیب و غریب زمین کے اندر کی دنیا میں سے گذرتا ایک ایسی جگہ آ کر رک گیا جہاں کالی پہاڑی کی دیوار میں ایک گول سوراخ کو گول پتھر سے بند کر دیا گیا تھا۔ گارشن نے اس پتھر کو باہر کھینچ لیا۔ سوراخ کے پاس کھڑے ہو کر گارشن کوئی طلسمی منتر پڑھنے لگا۔ دس سیکنڈ تک منتر پڑھنے کے بعد اس نے دونوں بازو اوپر اٹھا کر بلند آواز میں کہا۔

"اے زمین کے اندر کی دنیا کے دیوتا طورخ! میں نے تیری آدھی شرط پوری کر دی ہے۔ میں تیری خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں"۔

اتنا کہہ کر گارشن دیوار کے سوراخ میں گھس گیا۔ اندر ایک لمبی سرنگ تھی۔ گارشن نے اندر جاتے ہی ایک چیخ بلند کی اور سرنگ کی زمین سے ایک فٹ اوپر ہو کر ہوا میں اڑتا ہوا غار میں سے گذرنے لگا۔ اس کی رفتار کسی عقاب کی اڑنے کی رفتار تھی۔ وہ عقاب کی طرح سرنگ کے اندھیرے سوراخ میں اڑتا چلا جا رہا تھا۔ کافی دور جانے کے بعد سرنگ ایک اونچی چھت والے کھلے ہال کمرے میں جا کر ختم ہو گئی۔ گارشن زمین پر اتر آیا۔ اس ہال کمرے کے کونے میں ایک مکروہ چہرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے انسان نما جانور کا بہت بڑا بت دیوار میں سے باہر نکلا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پیٹ کے پاس باہر کو پھیلے ہوئے تھے۔ گارشن نے جاتے ہی بت کے آگے سر جھکا دیا اور بولا۔

"اے زمین کے دیوتا ملوخ! میں تیرے لئے ایک خلائی عورت جولی سانگ ڈھونڈ کر لے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ زمین کے باہر اسی شہر میں ایک دوسری خلائی عورت بھی موجود ہے جس کا نام کیٹی ہے۔ میں بہت جلد اسے بھی تمہاری خدمت میں لا کر پیش کر دوں گا۔ اس کے بعد تم میرے دل کی مراد ضرور پوری کر دو گے اور مجھ میں اتنی طاقت پیدا کر دو گے کہ میں باہر نکل کر دنیا کی ساری دولت سمیٹ کر لوگوں کو اپنا غلام بنا کر ان پر حکومت کروں"۔

اس کے ساتھ ہی گارشن نے جیب میں سے اگلی چٹکی جولی سانگ کو نکال کر ملوخ بت کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ ملوخ بت کے ہاتھوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی بت کا پیٹ کھل گیا۔ ملوخ بت نے جولی سانگ کو اپنے پیٹ کے اندر ڈال کر ہاتھ باہر نکال لیا۔ بت کا پیٹ جو کھلا ہوا تھا جولی سانگ کو ہڑپ کرنے کے بعد

اپنے آپ بند ہو گیا۔ پھر بت کے حلق سے کرخت آواز بلند ہوئی۔

"گارشن! جلدی سے دوسری خلائی عورت لا کر میرے پیٹ میں ڈال۔ اس کے بعد میں تجھے اپنی طاقت عطا کر دوں گا۔ جا--- کیٹی کو جلدی لا۔ اگر میرے پیٹ میں دو خلائی عورتیں نہ گئیں تو پھر میری اپنی طاقت بھی ختم ہو جائے گی اور پھر میں تجھے بھی طاقت عطا کرنے کے قابل نہیں رہوں گا"۔

گارشن بولا۔

"اے زمین کے اندر کے دیوتا ملوخ! میں بہت جلد دوسری خلائی عورت لا کر تمہاری خدمت میں پیش کر دوں گا"۔

اتنا کہہ کر گارشن تیزی سے واپس گھوما اور غار میں پرواز کرتا ہوا پہاڑی کے بیرونی میں سے باہر نکل آیا۔ پھر وہ دوسری پہاڑی کے ایک کھوہ میں داخل ہو گیا۔ اس کھوہ میں کنواں تھا جس میں سے ایک پتھر کا زینہ اوپر زمین کے باہر جا کر نکلا تھا۔ یہ کنواں اوپر سے بند تھا۔ گارشن نے ایک منتر پڑھ کر اپنے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ دوسرے لمحے گارشن کی شکل حجر کی شکل میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تبدیل ہو گئی۔ اس نے کوئی ایسا زبردست طلسمی منتر پڑھا تھا کہ اس کی شکل ہوبہو عنبر جیسی ہو گئی تھی۔ ناگ اور ماریا کیٹی تھیوسانگ بھی اسے دیکھ کر کبھی شک بھی نہیں کر سکتے تھے کہ یہ عنبر نہیں ہے بلکہ ایک مکار دشمن گارشن ہے جو کیٹی کو اغوا کرنے آیا ہے۔

گارشن نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور قہقہہ لگا کر کنوئیں کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اتنا گارشن کو معلوم تھا کہ اس کا طلسم صرف زمین کے اندر ہی چل سکتا ہے۔ باہر وہ عنبر کی شکل میں تو جا سکتا ہے لیکن ان لوگوں پر کوئی طلسم نہیں کر سکتا۔ اور کیٹی کو بھی زمین کے اوپر رہ کر اپنے قبضے میں نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے اسے کیٹی کو بھی زمین کے اندر سیاہ چین کے غاروں میں لال موتی والی کوٹھڑی میں لانا ہو گا اور اس سے صندوقچی کھلوانی ہو گی۔ لیکن عنبر کی شکل میں آ جانے کے بعد گارشن کو یقین تھا کہ وہ کیٹی کو اپنے ساتھ سیاہ چین کے زیرزمین غاروں میں لا سکے گا۔ اس نے کنوئیں کی سل کو ایک طرف ہٹایا اور کنوئیں سے باہر نکل آیا۔ گارشن کی شکل ضرور عنبر کی ہو گئی تھی لیکن اس میں عنبر کی طاقت نہیں آئی تھی۔ اسے عنبر کی شکل کی ہی ضرورت

تھی اس کی طاقت کی اسے ضرورت نہیں تھی۔

یہ کنواں اس پرانی سرائے سے دو کوس کے فاصلے پر ایک جنگل میں تھا جہاں کیٹی اور تھیوسانگ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جس وقت سے جولی سانگ ان سے جدا ہو کر دلمن کی لاش کے کہنے پر سیاہ چین کی طرف گئی تھی اس وقت سے کیٹی اور تھیوسانگ اس کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ تھیوسانگ تو بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے بہت کم بولتا تھا اور زیادہ وقت سرائے کی کوٹھڑی میں چپ چاپ بیٹھا رہتا تھا۔ اس سے کمزوری کی وجہ سے زیادہ بولا بھی نہیں جاتا تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ بوڑھا اور کمزور ہو گیا تھا۔ کیٹی ہی اس سے بات کرتی تھی۔ تھیوسانگ آگے سے ہوں ہاں کرتا رہتا تھا۔ گارشن نے طلسم کے زور سے کیٹی اور جولی سانگ کی پہلے ہی سے شکل دیکھ رکھی تھی جولی سانگ کی شکل سے واقف تھا۔ جب ہی وہ اس کے پیچھے لگا اس کا تعاقب کرتا رہا تھا۔ گارشن کو تھیوسانگ کا بھی پتہ تھا مگر اسے خلائی مرد کی نہیں بلکہ صرف دو خلائی عورتوں کی تلاش تھی۔

گارشن چلتے چلتے اس چھوٹے سے پہاڑ کے دامن والے شہر کی کارواں سرائے میں پہنچ گیا۔ کیٹی اس وقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

برآمدے میں بیٹھی تھی۔ تھیوسانگ کی چادر کو انگنی پر ڈال رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر سرائے میں آتے عنبر پر پڑی تو وہ بے اختیار چیخ اٹھی۔

"عنبر بھیا!"

یہ الفاظ ابھی سرجھکائے بیٹھے تھیوسانگ نے سنی تو اس کے جھریوں بھرے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ عنبر آ گیا تھا۔ وہ دل میں بڑا خوش ہوا مگر اسے یہ سوچ کر دکھ بھی ہوا کہ عنبر اسے بوڑھا دیکھ کر کیا سوچے گا؟ تھیوسانگ کے دل میں ایک خیال یہ بھی آیا کہ عنبر کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟

کیٹی بھاگ کر عنبر کے ساتھ چمٹ گئی۔ عنبر نے بھی کیٹی کو پیار کیا اور بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تمہیں پھر سے دیکھا۔ تھیوسانگ کیسا ہے؟"

کیٹی اسے ایک طرف لے گئی اور آہستہ آہستہ کہنے لگی۔

"عنبر بھیا! تھیوسانگ بوڑھا ہو گیا ہے۔ لال شعاعوں کی بارش نے اسے بے حد بوڑھا کر دیا ہے"۔

گارشن نے دل میں کہا۔ مجھے اس بوڑھے کھوسٹ

سے کوئی کام نہیں۔ مجھے تو صرف تمہاری ضرورت ہے۔ اور اوپر سے افسوس کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ کیسے ہو گیا؟"

اصل میں گارشن کو بالکل علم نہیں تھا کہ تھیوسانگ اہرام سے باہر تھا اور لال شعاعوں کی بارش نے اسے بوڑھا کر دیا ہے۔ کیٹی نے تعجب سے پوچھا۔

عنبر! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم شہزادی سائنٹری کے اہرام میں تھے اور تھیوسانگ ضد کر کے اہرام سے باہر چلا گیا تھا۔ پھر لال شعاعوں کی بارش ہوئی اور ان شعاعوں نے اسے بوڑھا کر دیا۔ میں اور جولی سانگ تو دس سیاہ گولے کے چکر میں آتے ہی اہرام میں ایک طرف گر گئیں تھیں۔ یہ بتاؤ ہاگ اور ماریا کہاں ہیں؟"

پراسرار شخص گارشن کو ہاگ اور ماریا کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کون ہیں۔ کیونکہ وہ تو صرف تھیوسانگ اور کیٹی اور جولی سانگ سے واقف تھا کیونکہ وہ اس کے علاقے میں آ کر ٹھہرے تھے اور گارشن نے طلسم کے ذریعے ان کا سراغ لگا لیا تھا کہ ایک بوڑھا خلائی آدمی اپنے ساتھ دو خلائی عورتوں کو لے کر سرائے میں اترا ہے جن کو تھیوسانگ کا بڑھاپا دور کرنے کے لئے لال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موتی کی تلاش ہے۔
گارشن نے فوراً کہا۔
"ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔ دراصل میرے دماغ پر
بھی اس سیاہ بگولے کا ابھی تک اثر ہے۔ ناگ اور ماریا
کا تو مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ چلو مجھے تھیوسانگ بھائی سے
ملاؤ"۔
نقلی عنبر یعنی گارشن کوٹھڑی میں آیا تو اس نے
ایک بوڑھے گھوسٹ کو بیٹھے دیکھا۔ جس کا سر بڑھاپے کی
وجہ سے ہل رہا تھا۔ تھیوسانگ نے بھی چہرہ اٹھا کر دیکھا
اور کمزور آواز میں بولا۔
"عنبر! اب مجھے برا بھلا کہنا۔ میں نے۔۔۔ اپنی
سے باہر نکل کر سخت غلطی کی۔ لیکن اب پچھتانے سے کیا
ہو سکتا ہے"۔
نقلی عنبر گارشن نے آگے بڑھ کر تھیوسانگ کو
حوصلہ دیا اور بولا۔
"تم کیوں گھبراتے ہو۔ جولی سانگ تمہارے لئے
لال موتی لینے گئی ہوئی ہے"۔
کیٹی نے بات کاٹ کر کہا۔
"کیا تم جولی سانگ سے مل چکے ہو عنبر بھائی؟"

نقلی عنبر بولا۔
"کیوں نہیں۔ اس کو موت کی سرنگ سے باہر
نکالنے کے لئے تو میں یہاں آیا ہوں۔ اتفاق سے جولی
سانگ جس وادی میں تھیوسانگ کے لئے لال موتی تلاش
کرنے جا رہی تھی میں بھی وہاں پہنچ گیا"۔
تھیوسانگ نے آہستہ سے پوچھا۔
"یہ لال موتی کیا ہے؟"
نقلی عنبر نے کہا۔
"اسے دلہن کی تلاش نے سیاہ چین جانے کو کہا
تھا۔ وہاں ایک مردے نے جولی سانگ کو بتایا کہ سیاہ چین
کے ایک غار میں لال موتی ہے اگر تم وہ موتی لا کر
تھیوسانگ کے گلے میں ڈال دو تو تھیوسانگ پھر سے جوان
ہو جائے گا"۔
تھیوسانگ نے بے تابی سے کہا۔
"کیا اسے وہ موتی مل گیا؟"
نقلی عنبر بولا۔
"بس ملنے ہی والا ہے۔ مگر جولی سانگ ایک ایسی
غار میں پھنس گئی ہے جہاں صرف کوئی خلائی مخلوق ہی
داخل ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں کیٹی کو لینے آیا ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے جولی سانگ ہی نے اس سرائے کا پتہ بتایا تھا"۔

تھیوسانگ بولا۔

"عنبر! تمہاری خوشبو نہیں آ رہی؟"

ننھی عنبر نے یونہی جواب دے دیا۔

"بس ابھی تک سیاہ بادل کے بگولے کے طلسم کا اثر ہے۔ مجھے تمہاری خوشبو بھی نہیں آ رہی"۔

کیٹی بولی۔

"یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ پہلے چل کر جولی سانگ کو غار سے نکالنا ہے۔ عنبر! لال موتی اسی غار میں ہے کیا؟"

ننھی عنبر کہنے لگا۔

"ہاں اسی غار میں ہے مگر تم نیچے غار میں جاؤ گی تو جولی سانگ کے ساتھ لال موتی نکال کر لاؤ گی"۔

تھیوسانگ کچھ حیران سا ہو کر بولا۔

"عنبر! ایسی کون سی غار ہے جس میں تم بھی داخل نہیں ہو سکتے؟"

ننھی عنبر کارشن کہنے لگا۔

"تھیوسانگ! اس غار میں سے ایسی بنفشی شعاعیں نکل رہی ہیں جس کا اثر مجھ پر ہونے لگا تھا۔ صرف خلائی

مخلوق پر ہی ان شعاعوں کا اثر نہیں ہوتا"۔

کیٹی بیچ میں ہی بول اٹھی۔

تم کس بحث میں پڑے ہو۔ عنبر بھیا! جلدی سے چلو۔ جولی سانگ کو غار سے نکالنا ہے اور لال موتی بھی لانا ہے"۔

ننھی عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! تمہاری یہ حالت دیکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا ہمارے ساتھ چلنا مناسب نہیں۔ تمہیں تکلیف ہو گی۔ کیونکہ سیاہ چین کی وادی یہاں سے کافی دور ہے۔ اور راستہ بہت تکلیف دہ ہے"۔

کیٹی نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! تم سرائے میں آرام سے بیٹھو ہم لال موتی اور جولی سانگ کو لے کر یہاں پہنچ جائیں گے"۔

تھیوسانگ کا دل جانے کیوں کیٹی کو اپنے سے جدا کرنے کو نہیں چاہتا تھا۔ ایسا پہلی بار وہ محسوس کر رہا تھا مگر بڑھاپے کی وجہ سے وہ کیٹی کو روک نہ سکا اور ننھی عنبر کارشن کیٹی کو ساتھ لے کر چل دیا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اصلی قاتل نقلی جاسوس

نقلی عنبر گارشن بڑا خوش تھا۔

اس کی سب سے قیمتی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ ایک خلائی عورت جولی سانگ کو اس نے اپنے قبضے میں کر کے زمین کے اندر کے دیوتا ملوخ کی بھینٹ چڑھا دیا تھا اور اب دوسری خلائی عورت کیٹی کو دھوکے سے ورغلا کر ملوخ دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کے لئے اپنے ساتھ لئے جا رہا تھا۔ راستے میں کیٹی نے عنبر سے جولی سانگ اور ماریا کے بارے میں باتیں شروع کر دیں۔ اس نے ناگ کے بارے میں بھی کہا کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ناگ کہاں ہے۔ نقلی عنبر کو ناگ اور ماریا کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا۔ وہ یونہی کہتا رہا کہ وہ بھی بہت جلد مل جائیں گے۔ پہلے جولی سانگ کو تو چل کر گہری سرنگ سے نکالیں۔

نقلی عنبر کیٹی کو اس کنوئیں کے پاس لے آیا جو نیچے کی زمین کے اندر سیاہ چین کی پراسرار دنیا میں جاتا تھا۔ نقلی عنبر نے پتھر کی سل پرے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"سیاہ چین کی وادی میں جانے کا یہ آسان اور مختصر راستہ ہے۔ اس کنوئیں میں اترنے کے بعد ہم ایک غار میں پہنچ جائیں گے جو ہمیں بہت جلدی جولی سانگ کے پاس پہنچا دے گی"۔

کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ تو کبھی شک کر ہی نہیں سکتی تھی کہ جو شخص اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے وہ اصلی عنبر نہیں ہے بلکہ زمین کے نیچے کی دنیا کا جادوگر گارشن ہے۔ جس نے عنبر کی شکل بنا رکھی ہے۔ کیٹی کہنے لگی۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے عنبر کہ ہم جولی سانگ کے پاس جلدی پہنچ جائیں گے"۔

اور کیٹی بے دھڑک کنوئیں کی سیڑھیاں اترنے لگی۔ نقلی عنبر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ نیچے زمین کے اندر سرنگ میں پہنچ کر کیٹی نے کہا۔

"کیا ہمیں اس سرنگ میں جانا ہے عنبر؟"

"ہاں کیٹی!" عنبر بولا۔ "یہ سرنگ ہمیں اس غار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک لے جائے گی جہاں جولی سانگ بے ہوش پڑی ہے"۔

اور عنبر کیٹی کے آگے آگے چلنے لگا۔ سرنگ راستہ کافی لمبا تھا۔ نقلی عنبر یعنی گارشن نے تو یہ راستہ دیکھ کر طے کیا تھا۔ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ میں صرف کیٹی ایک ایسی لڑکی تھی جس کے پاس سوائے اس کے کوئی طاقت نہیں تھی کہ وہ سوائے آگ کے اور کسی چیز سے نہیں مر سکتی تھی۔ یہ بھی اس لئے کہ وہ خلائی مخلوق تھی۔ دوسرے اس کے پاس اتنی طاقت ضرور تھی کہ وہ بھاری سے بھاری پتھر اٹھا سکتی تھی۔ یہ بھی اس لئے کہ وہ خلائی عورت تھی۔ کبھی کبھی کیٹی سوچا کرتی کہ کاش اس کے پاس بھی کوئی طاقت ہوتی۔

اور شاید کیٹی کو بہت جلد ایک عجیب طاقت ملنے والی تھی۔

نقلی عنبر غار میں تیز تیز چلا جا رہا تھا۔ کیٹی بھی تیز تیز قدم اٹھائے جا رہی تھی۔ کیونکہ خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے وہ بھی دنیا کے اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ چلتے ہوئے دونوں ناگ ماریا اور تھیوسانگ کی باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔ کیٹی کہہ رہی تھی۔

"عنبر بھیا! تمہیں یقین ہے نا کہ لال موتی بھی وہیں ہو گا اور تھیوسانگ لال موتی کی مدد سے پھر جوان ہو جائے گا۔ وہ اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ مجھ سے تو اس کی حالت دیکھی نہیں جاتی"۔

نقلی عنبر بولا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کیٹی لال موتی بھی ایک کوٹھڑی کے اندر صندوقچی میں پڑا ہے۔ میرا خیال ہے پہلے ہم لال موتی اٹھاتے ہیں"۔

کیٹی نے کہا

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مگر جولی سانگ کو غار سے نکالنا بھی ضروری ہے"۔

نقلی عنبر کہنے لگا۔

"جولی سانگ بھی اس کوٹھڑی کے پاس ہی ایک غار میں ہے وہ بالکل محفوظ ہے صرف صدمے سے بے ہوش ہو گئی ہے۔ تم اسے بڑی آسانی سے باہر نکال لو گی۔ اگر وہاں بنفشی شعاعیں نہ پھیلی ہوتیں تو میں اسے نکال کر اپنے ساتھ ہی لے آتا"۔

کیٹی نے کہا۔

"فکر نہ کرو عنبر بھائی! مجھ پر بنفشی شعاعوں کا کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اثر نہیں ہوتا۔ میں ایک پل کے اندر اندر جولی سانگ کو کھڈ میں سے نکال لوں گی"۔

نقلی عنبر نے سرنگ میں دور دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ لو کیٹی! وہ کوٹھڑی بھی آ گئی جس کے اندر صندوقچی میں لال موتی بند ہے۔ میرا خیال ہے تم پہلے کوٹھڑی میں جا کر لال موتی نکال لاؤ۔ میں بھی تمہارے ساتھ کوٹھڑی میں جاتا مگر مصیبت یہ ہے کہ اس کوٹھڑی میں بھی بنفشی شعاعوں کا اثر ہے"۔

کیٹی بولی۔

"میرا خیال ہے عنبر اس جگہ کسی پرانے زمانے میں کوئی خلائی مخلوق ضرور اتری ہو گی۔ جب ہی اس کی آسمانی شعاعیں یہاں پھیلی ہوئی ہیں"۔

نقلی عنبر بولا۔

"شاید ایسا ہی ہو"۔

اب وہ سرنگ کی آخری دیوار کے سامنے کھڑے تھے جس میں کنڈا لٹک رہا تھا۔ کیٹی نے کنڈے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"عنبر! کوٹھڑی کا کوئی دروازہ نظر نہیں آ رہا۔ صرف یہ کنڈا لٹک رہا ہے"۔

نقلی عنبر کہنے لگا۔

"اس کنڈے کو جا کر کھینچو گی تو دیوار میں دروازہ نمودار ہو جائے گا۔ اسکے اندر صندوقچی ہے"۔

کیٹی بے دھڑک آگے بڑھی اور اس نے کنڈے کو پکڑ کے کھینچ دیا۔

اس کے خیال میں عنبر اس کے ساتھ تھا۔ اسے ڈرنے کی کیا ضرورت تھی بھلا؟ کنڈے کے کھینچتے ہی دیوار میں دروازہ بن گیا۔ کیٹی نے اندر جھانک کر دیکھا۔ کوٹھڑی میں سبز روشنی پھیلی ہوئی تھی اور پتھر کے اوپر ایک صندوقچی رکھی تھی۔ نقلی عنبر نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھا کیٹی صندوقچی! اس کے اندر لال موتی ہے جو تمہیوسانگ کو پھر سے جوان کر دے گا۔ میں خود اندر جا کر لال موتی نکال لاتا لیکن تم دیکھ رہی ہو کہ کوٹھڑی میں سبز روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں خلائی بنفشی شعاعیں ہیں جو مجھے بھی ہلاک کر سکتی ہیں۔ صرف ایک خلائی انسان ہی ان شعاعوں سے محفوظ رہ سکتا ہے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر غار سے باہر نکل کر اس سرنگ میں آ گیا جو زمین کے اندر کے دیوتا ملوخ کے ہال کی طرف جاتی تھی۔

گارشن کی طلسمی طاقت زمین کے اندر آتے ہی واپس آ گئی تھی۔ وہ سرنگ کے اندر پرواز کرتا ہوا بڑی تیزی سے ملوخ دیوتا کے ہال کمرے میں پہنچ گیا۔ بدشکل مکروہ صورت خوفناک ملوخ دیوتا کا اونچا لمبا بت دیوار میں سے باہر کو نکلا اپنی بھیانک پتھر کی آنکھوں سے سامنے تک رہا تھا۔ گارشن نے جاتے ہی بت کے آگے تعظیم سے سر جھکایا اور بولا۔

"میرے عظیم دیوتا! میں نے تمہاری شرط پوری کر دی۔ تجھ پر بھینٹ چڑھانے کے لئے میں دوسری خلائی عورت بھی لے آیا ہوں"۔

دیوتا ملوخ کے بت کا ایک ہاتھ آگے کو پھیل گیا۔ گارشن نے جیب میں سے چھوٹی سی بے ہوش کیٹی کو دیوتا ملوخ کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ ملوخ دیوتا کا ہاتھ آہستہ آہستہ اس کے پیٹ کے پاس چلا گیا۔ پیٹ میں اچانک ایک شگاف نمودار ہوا۔ دیوتا ملوخ نے کیٹی کو اپنے پیٹ کے اندر ڈال دیا۔ پیٹ کا شگاف اپنے آپ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ملوخ دیوتا کے حلق سے خوشی کی ایک

"میں اندر جا کر لال موتی لاتی ہوں"۔

اور کیٹی کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ اس نے جاتے ہی صندوقچی کو کھول دیا۔ وہی ہوا جو اس سے پہلے جولی مانگ کے ساتھ ہو چکا تھا۔ صندوقچی میں سے دھوئیں کا بادل بگولے کی طرح نکلا جس نے کیٹی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کیٹی کا دم گھٹنے لگا۔ اس نے ننھی منحر کو آواز دینی چاہی مگر اس کا گلا بند ہو چکا تھا۔ پھر وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ اس کے گرتے ہی کیٹی کا جسم چھوٹا ہونا شروع ہو گیا اور وہ بالکل انسانی انگلی کے سائز کے برابر ہو گیا۔ کیٹی کو ہوش نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ وہ سفر کی تھکی جتنی ہو گئی تھی۔ اور بے ہوش بھی تھی۔ ننھی منحر نے دونوں بازو اوپر اٹھا کر ایک نعرہ لگایا۔ پھر منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونکے اور دوسرے لمحے وہ منحر کی بجائے اپنی گارشن والی اصلی شکل میں واپس آ گیا۔ وہ کوٹھڑی میں چلا آیا۔ اس نے صندوقچی کو بند کر دیا جس میں لال موتی پڑا ہوا تھا اور انگلی جتنے سائز کی کیٹی کو فرش پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا۔ فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔ پھر اسے اپنے لمبے کرتے کی اندرونی جیب میں ڈالا اور ایک نعرہ لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غراہٹ کی آواز بلند ہوئی اور اس نے کہا۔

"کارشن! تو نے میری شرط پوری کر دی۔ اب میں تیری شرط پوری کروں گا۔ ایک بار پھر بتا کہ تو کیا چاہتا ہے؟"

کارشن نے کہا۔

"عظیم دیوتا ملوخ! میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے اپنی خاص طاقت عطا کر دے تاکہ میں اوپر کی زمین پر جا کر اس بے پناہ طاقت کی مدد سے ساری دنیا کے خزانے، ہیرے جواہرات اور بادشاہوں کے خزانے اپنے قبضے میں کر لوں۔ ساری دنیا کے لوگوں کو اپنا غلام بنا لوں اور پھر ان پر حکومت کروں۔ یہی میری خواہش ہے"۔

ملوخ دیوتا کے پیٹ میں دونوں غلافی عورتیں یعنی کیٹی اور جولی سانگ جا چکی تھیں اور اس پتھر کے طلسمی دیوتا کو زبردست توانائی مل رہی تھی۔ اس نے اپنی بھیانک آنکھوں سے کارشن کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کارشن! تو نے یہ کیسے سوچ لیا تھا کہ میں اپنی طاقت تجھے دے دوں گا اور خود پتھر کا ایک بے جان بت بن کر رہ جاؤں گا"۔

کارشن نے ملوخ دیوتا کو نیت بدلتے دیکھا تو ہکا بکا

ہو کر رہ گیا۔ سمجھ گیا کہ ملوخ دیوتا کا ارادہ اسے اپنی طاقت دینے کا نہیں ہے۔ بڑی مکاری سے بولا۔

"عظیم دیوتا! میں تمہاری تھوڑی سی طاقت حاصل کرنے کے بعد ساری زندگی تمہارا غلام بن کر گزار دوں گا اور تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔

ملوخ دیوتا کے بت کے حلق سے ایک ڈراؤنی گڑگڑاہٹ کی آواز نکلی۔ ملوخ نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کارشن تمہارے دل میں کیا ہے۔ میں تمہیں ابھی اپنی طاقت عطا کرتا ہوں"۔

کارشن سمجھا کہ ملوخ دیوتا اسے اپنی طاقت میں سے کچھ حصہ عطا کرنے والا ہے کہ اچانک پتھر کے بت کی آنکھوں میں سے سرخ رنگ کی دو تیز شعاعیں نکل کر کارشن کے جسم پر پڑیں۔ ایک دھماکہ ہوا اور کارشن کے جسم کے پرخچے اڑ گئے۔ جہاں پہلے کارشن کھڑا تھا وہاں اب سوائے گوشت کے ننھے منے ذروں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ ان گوشت کے ذروں میں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

کارشن اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ ملوخ دیوتا کے حلق سے وہی گڑگڑاہٹ کی بھیانک آواز نکلی اور پھر وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سناٹا چھا گیا۔ جولی سانگ اور کیٹی دونوں اس بدشکل اژدہا نے ملوخ دیوتا کے پیٹ کے اندر بے ہوش پڑی تھیں۔ ان کا قد انسانی انگلیوں کے برابر تھا۔ وہ ایک دوسرے سے بالکل بے خبر تھیں۔ دیوتا ملوخ کے دماغ میں کیٹی اور جولی سانگ کے جسم سے نکلنے والی خلائی توانائی کی لہریں پہنچ رہی تھیں۔ ان لہروں میں ایک عجیب سرور اور طاقت تھی جس سے ملوخ دیوتا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد جولی سانگ کو ہوش آ گیا۔ سب سے پہلے اس پر یہ راز کھلا کہ وہ انگلی کے سائز جتنی ہو گئی ہے۔ اس کا ذہن بالکل ٹھیک کام کر رہا تھا۔ پھر اس نے اپنا ننھا سا مکھی جتنا سر اٹھا کر دیکھا کہ کیٹی بھی چھوٹی ہو کر اس کے پاس ہی بے ہوش پڑی تھی۔

جولی سانگ نے اوپر دیکھا وہ ملوخ دیوتا کے پیٹ کے اندر تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ پتھر کے ایک بڑے گول کمرے میں ہے جہاں پتھر کی بڑی بڑی بتیاں ادھر ادھر سے گزر رہی ہیں۔ پتھر کا ایک بہت بڑا دل اسے اوپر لٹکتا دکھائی دیا۔ وہ سمجھ گئی کہ اژدہا اور کیٹی کو جادو کے ذریعے چھوٹا کر کے کسی بہت بڑے بت کے پیٹ میں ڈال دیا گیا ہے۔ پتھر کا دل دھڑک نہیں رہا

تھا۔ اب اسے یاد آنے لگا کہ عنبر اسے یہاں تک لایا تھا تاکہ وہ تھیوسانگ کے لئے لال موتی حاصل کرے۔ نہیں نہیں عنبر کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ یقیناً" وہ عنبر نہیں ہو گا۔ کوئی عیار جادوگر ہو گا جس نے عنبر کی شکل بدل رکھی ہو گی۔ اور یہی عیار جادوگر کیٹی کو بھی عنبر بن کر وہاں ڈال گیا ہو گا۔

جولی نے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ کیٹی کو لے کر وہاں سے کیسے باہر نکل سکتی ہے۔ اس نے آہستہ آہستہ کیٹی کو ہلایا۔ کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور کچھ سوچنے لگی تھی کہ جولی نے اس کے چھوٹے سے منہ پر اپنی چھوٹی سی انگلی رکھ دی اور اس کے ننھے سے کان میں کہا۔

"ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے"۔

اب کیٹی نے بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ ابھی زندہ تھی۔

○

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی

عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تجربہ گاہ کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدنام جولی سانگ

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

999 0 010954

Rs. 15.00

وہ بوتل میں بند ہو گئی

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا ـــــــ کہانی نمبر ۱۷۵

حیرت انگیز، سبق آموز اور پُراسرار داستان

وہ بوتل میں بند ہوگئی

Scanned by Mahmoor

اے حمید

فیروز سنز

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Sumra M Mehmood

فہرست

○	قبر میں دھماکا	۶
○	گھنگھرو والی کون تھی؟	۳۰
○	کالا آسیبی محل	۵۷
○	سانپ نے پھن اُٹھا لیا	۸۳
○	وہ بوتل میں بند ہو گئی	۱۰۶

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Scanned by Mahnoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی کہانی نمبر ۱۷۵ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپ لوگ جس محبت سے عنبر ناگ ماریا کے پُراسرار، سنسنی خیز اور سبق آموز سفر کی داستانوں کو پڑھتے ہیں اور پھر مجھے پیارے پیارے خط لکھتے ہیں۔ اِس کے لیے آپ سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عنبر ناگ ماریا کی تاریخی اور حیرت ناک داستان کا سلسلہ اب اللہ کے فضل سے دوبارہ شروع ہو چکا ہے اور یہ داستان اب آپ کو پڑھنے کے لیے ہر ماہ ملتی رہے گی۔

اب سے ہم آپ کے خطوط بھی کتاب میں شائع کرنے شروع کر رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اِس کہانی کو بھی پہلی کہانیوں کی طرح پسند کریں گے اور مجھے اپنی رائے لکھیں گے۔

خدا ہم دوستوں کو دینِ اسلام کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تمہارا انکل

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبر میں دھماکا

مُردہ لڑکی لوشیا کی لاش نے آنکھیں کھول دیں۔
لاش نے دیکھا کہ جولی سانگ ایک ننھی سی لڑکی کی شکل میں اُس کے سینے پر بیٹھی ہوئی ہے۔ لڑکی کی لاش میں جولی سانگ کی آواز پر جان پڑ گئی تھی۔ لاش نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ! تم اِتنی چھوٹی کیسے ہوگئی؟"

جولی سانگ کو تو کچھ یاد ہی نہ تھا کہ وہ جولی سانگ ہے اور اس کا بھائی تھیو سانگ اس کے پاس ہی قبر میں بیٹھا ہے۔ جولی سانگ نے مردہ لڑکی لوشیا کا سوال سن کر غصے سے کہا۔

"تم بھی مجھے جولی سانگ کہہ رہی ہو۔ میں جولی سانگ نہیں ہوں۔ میں نجومی پانڈو کی بیوی شانتی ہوں۔ اور بابل میں دریا کے کنارے محل میں رہتی ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ خاموشی سے مُردہ لڑکی لوشیا اور جولی سانگ کی گفتگو سُن رہا تھا۔ مُردہ لڑکی نے کہا۔

"مَیں جانتی ہوں کہ تم پر بجومی پانڈو نے جادُو کر کے تمہاری یادداشت غائب کر دی ہے۔ مگر جب تک تمہاری یادداشت واپس نہیں آجاتی اور تم پھر سے بڑی عورت نہیں بن جاتی، مَیں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتی۔"

جولی سانگ نے غصّے سے کہا۔

"تم۔ تم جہنّم میں جاؤ۔ مَیں تم سے کچھ نہیں پُوچھوں گی۔"

یہ کہہ کر ننھی سی انگلی جتنی جولی سانگ مُردہ لڑکی کی لاش کے سینے سے اُٹھنے ہی لگی تھی کہ مُردہ لڑکی نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکالا اور جولی سانگ کے سر پر رکھ دیا۔ مُردہ لڑکی لوشیا کا ہاتھ لگتے ہی جولی سانگ ایک دم بڑی ہو گئی اور اس کی یادداشت بھی واپس آگئی۔ اُس نے چونک کر پہلے مُردہ لڑکی کو اور پھر تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور بولی۔

"تھیو سانگ بھائی! یہ مَیں کہاں آگئی ہوں؟"

تھیو سانگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ جولی سانگ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یادداشت واپس آگئی تھی۔ اُس نے جولی سانگ کا ہاتھ پکڑکر اُسے قبر سے باہر نکالا اور بولا۔

"جولی سانگ! تم پر نجوی پانڈو نے جادو کیا ہوا تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مُردہ لڑکی لوشیا کا ہاتھ لگنے سے تمہاری یادداشت واپس آگئی۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"ہم کہاں ہیں؟ اور کیٹی اور عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں؟"

مفیو سانگ بولا۔

"عنبر ناگ ماریا تو اہرام مصر کے طوفان میں ہی غائب ہو گئے تھے۔ کیٹی میرے ساتھ سرائے میں تھی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ مُردوں کی دُنیا کی سیر کرنے یہاں آئی تھی۔ اب تم مُردہ لڑکی سے مُردوں کی زبان میں پوچھو کہ کیٹی کہاں ہے۔"

مُردہ لڑکی لوشیا آنکھیں بند کیے قبر میں لیٹی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے لڑکی کی لاش کی گردن پر ہاتھ رکھ دیا اور پوچھا۔

"اے مُردہ لڑکی! مجھے بتا کہ میری بہن اور دوست کیٹی کہاں ہیں؟"

مُردہ لڑکی نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ ضد کر کے میرے ساتھ مُردہ لوگوں کی دُنیا کی سیر کرنے گئی تھی۔ میں نے اُسے کہا تھا کہ مُردوں کی دُنیا میں کسی مُردے کی آواز پر پیچھے مُڑ کر مت دیکھنا مگر اُس نے ایک مُردے کی آواز پر پیچھے مُڑ کر دیکھ لیا اور اب وہ اس مُردے کے قبضے میں ہے۔"

جولی سانگ اور تھیو سانگ پریشان ہو گئے۔ جولی سانگ نے پُوچھا۔

"مجھے اُس مُردے کے پاس لے چلو جس کے قبضے میں کیٹی ہے۔ میں وہاں سے اُسے خود نکال لُوں گی۔"

لوشیا کی لاش خوف کے مارے کانپنے لگی۔ اُس نے کہا۔

"جولی سانگ! میں ایسا نہیں کر سکتی۔ اگر میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر مُردے کے پاس غار میں گئی تو پھر میں اس غار کے جہنّم سے کبھی باہر نہ نکل سکوں گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"لیکن لوشیا! تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہوگا۔ ہم کیٹی کو مُردوں کی دُنیا میں چھوڑ کر واپس نہیں جا سکتے۔"

لڑکی کی لاش چُپ ہو گئی۔ ایک پل چُپ رہنے کے بعد بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اچھا۔ تم ایسا کرو کہ میری قبر میں میرے پاؤں کی جانب آجاؤ۔ یہاں ایک کھڑکی ہے۔ اِس کھڑکی میں سے گزر جاؤ۔ آگے پہلے غار آئے گا۔ پھر ایک پیالے کی طرح کی گھاٹی آئے گی۔ اِس گھاٹی کے ایک غار میں کیٹی بند ہے۔ اگر تم اُسے نکال سکتی ہو تو جا کر نکال لاؤ۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا جولی سانگ!"

لاش نے کہا۔

"تم ساتھ نہیں جا سکتے۔ جولی سانگ اکیلی ہی جائے گی۔"

جولی سانگ نے تھیو سانگ سے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! تم قبر سے باہر ہی ٹھہر کر میرا اِنتظار کرو۔ خدا کی مدد میرے ساتھ رہی تو میں کیٹی کو ساتھ لے کر ہی آؤں گی۔"

یہ کہہ کر جولی سانگ لوشا کی لاش کے پاؤں کی طرف چلی گئی۔ وہاں ایک کھڑکی کھل گئی۔ جولی سانگ قبر کی کھڑکی میں سے گزر گئی۔ اُس کے جانے کے فوراً بعد لوشیا پھر سے لاش کی طرح مُردہ ہو گئی۔ تھیو سانگ قبر کے باہر ایک طرف بیٹھ گیا اور جولی سانگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس آنے کا اِنتظار کرنے لگا۔

جولی سانگ قبر کے اندر مُردوں کی دُنیا میں پہنچ چکی تھی اور اندھیری غار میں سے گزرنے کے بعد ایک گھُپ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے پہاڑی علاقے سے گزر رہی تھی۔ اب وہ ان غاروں کے پاس آ گئی جس کے اندر سے گُنہ گار مُردوں کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ یہ اُن لوگوں کے مُردے تھے جنھوں نے زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اور جو ہمیشہ بتوں کو پُوجتے رہے تھے۔ یہ مسلمان نہیں بلکہ کافر لوگوں کے مُردے تھے جو عذاب میں مُبتلا تھے۔

جولی سانگ ان روتی ہوئی غاروں کے قریب سے گزر گئی۔ اب اُسے کیٹی کی خوشبُو آنے لگی تھی۔ وہ کیٹی کی خوشبُو کا تعاقب کرتی آگے بڑھ رہی تھی۔

لوشیا کی لاش نے کہا تھا کہ آگے ایک پیالے کی طرح کی گھاٹی آئے گی۔ کیٹی وہیں ایک غار میں قید ہے۔ جولی سانگ اِس پیالے کی طرح کی گھاٹی کے پاس جا کر رُک گئی۔ اُس نے دیکھا کہ نیچے سیڑھیاں اُتر رہی ہیں۔ وہ نیچے پیالے کے اندر آ گئی۔

یہاں اُسے سامنے ایک غار نظر آئی۔ کیٹی کی خوشبُو اِس غار میں سے آ رہی تھی۔ جولی سانگ جلدی جلدی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قدم اُٹھاتی غار کے پاس آ گئی۔ جونہی وہ غار کے اندر داخل ہوئی، اُسے ایک جھٹکا لگا اور وہ پیچھے کو گر پڑی۔ جولی سانگ جب بھی غار میں داخل ہونے کی کوشش کرتی، اُسے شدید جھٹکا لگتا اور وہ پیچھے گر پڑتی۔ سشی اُس نے کیٹی کو آواز دی۔ غار کے اندر گہری خاموشی تھی۔ جولی سانگ کی آواز کا کوئی جواب نہ آیا۔ وہ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اچانک اُسے ایک دوسرے غار کے دروازے پر ایک اِنسانی سایہ دکھائی دیا۔ جولی سانگ نے اندھیرے میں غور سے اِنسانی سائے کو دیکھا۔ سائے نے بازو ہلا کر جولی سانگ کو اپنی طرف بُلایا۔ جب وہ اِنسانی سائے کے قریب آئی تو دیکھا کہ یہ ایک بوڑھی عورت کی لاش تھی جو سیاہ چادر میں لپٹی کھڑی تھی۔ لاش کی ہڈیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ جولی سانگ کے جسم میں خوف کے مارے سنسنی سی دوڑ گئی۔ بوڑھی لاش نے بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"جولی سانگ گھبراؤ نہیں! مَیں تیری مدد کو آئی ہوں۔ مَیں جانتی ہوں تم نے اپنی پیاری سہیلی کی جان بچانے کے لیے اپنی زندگی خطرے میں ڈالی ہے۔ سُنو! یہاں اگر تم قیامت تک بھی اپنی سہیلی کو پکارتی رہو گی تو وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہیں کبھی نہیں مل سکے گی۔"
جولی سانگ نے کہا۔
"اے نیک دل خاتون! پھر مجھے بتاؤ میں اپنی سہیلی کو اس مشکل سے کیسے نکال سکتی ہوں۔"
بوڑھی لاش نے دھیمی آواز میں کہا۔
"تمہاری سہیلی کیٹی یہاں کے سب سے گنہ گار اور خطرناک جہنمی مُردے کے قبضے میں ہے۔ اس نے کیٹی کو زمین کے نیچے قید کر رکھا ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں سے بائیں طرف ایک غار ہے۔ اس غار کے اندر ایک خالی تابوت ہے۔ اس تابوت میں جادوگر سامری کے اُستاد کا طلسمی خنجر پڑا ہوا ملے گا۔ وہ خنجر اپنے ہاتھ میں لے کر گنہ گار مُردے کی غار میں داخل ہو جاؤ۔ تم اپنے آپ کیٹی کے پاس پہنچ جاؤ گی۔
اگر گنہ گار مُردہ تم پر حملہ کرے تو اس کی طرف یہ طلسمی خنجر پھینک دینا۔ وہ پھر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اس کے بعد تم کیٹی کو لے کر یہاں سے نکل جانا لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اگر وہاں تمہیں کسی کی آواز سنائی دے تو پیچھے مُڑ کر مت دیکھنا۔"
اتنا کہہ کر بوڑھی عورت کی لاش غار کے اندھیرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں غائب ہو گئی۔ جولی سانگ فوراً دوسرے کمرے میں چلی آئی۔ یہاں واقعی ایک خالی تابوت پڑا تھا۔ جولی سانگ نے جھک کر دیکھا۔ اس کے اندر سبز رنگ کا ایک خنجر رکھا ہوا تھا۔

جولی سانگ نے خنجر اٹھا لیا اور اس غار کی طرف بڑھی جہاں سے اُسے کیٹی کے جسم کی خوشبو آ رہی تھی۔ اب وہ غار میں داخل ہوئی تو اُسے کوئی جھٹکا نہ لگا۔ کیٹی کی خوشبو کے پیچھے پیچھے وہ غار کی سیڑھیاں اُتر کر ایک دالان میں آ گئی۔ یہاں کیٹی کے جسم کی خوشبو بڑی تیز تھی۔ جولی سانگ کو سامنے ایک دروازہ نظر آیا۔ جولی سانگ دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔

اُسے اندر سے کیٹی کے آہستہ آہستہ کراہنے کی آواز آ رہی تھی۔ جولی سانگ جلدی سے اندر داخل ہو گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ اندر نیلی روشنی پھیلی ہے۔ کیٹی ایک ستون کے ساتھ بندھی ہے۔ ایک خوفناک مُردہ جس کی آنکھوں کے ڈیلے باہر نکلے ہوئے ہیں، کیٹی کے سر کے بالوں کو نوچ رہا ہے۔

جولی سانگ نے کیٹی کو آواز دی۔

"کیٹی! میں آ گئی ہوں۔ فکر نہ کرو!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوف ناک مُردے نے گھوم کر جولی سانگ کو دیکھا۔ اُس کے حلق سے غرّانے کی آواز نکلی اور اُس نے جولی سانگ پر حملہ کر دیا۔ جولی سانگ نے طلسمی خنجر مُردے کی طرف پھینک دیا۔ خنجر میں سے چنگاریاں نکلنے لگیں اور وہ مُردے کے جسم سے ٹکرایا۔ ٹکرانے کے ساتھ ہی خوفناک مردے کے حلق سے ایک بھیانک چیخ کی آواز بلند ہوئی اور وہ پتھر بن گیا۔ جولی سانگ نے لپک کر کیٹی کے جسم کی زنجیریں کھول دیں اور کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم اِس مُردے کے عذاب سے بچ گئیں۔ تھیوسانگ بھی قبر کے باہر موجود ہے۔ جلدی سے نکل چلو!"

کیٹی نے جولی سانگ کو گلے لگا لیا اور دونوں سہیلیاں قبر سے نکل کر باہر کو بھاگیں۔ وہ اندھیرے میں دوڑتی ہوئیں پیالے ایسی گھاٹی سے باہر نکل آئیں۔ اَب وہ غار سامنے تھا جو لوشیا کی قبر کو جاتا تھا اور جہاں تھیوسانگ دونوں کا اِنتظار کر رہا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی غار میں دوڑتی چلی جا رہی تھیں کہ اچانک پیچھے سے تھیوسانگ کی آواز آئی۔

"جولی سانگ کہاں جا رہی ہو؟ میں تو یہاں کھڑا ہوں!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بس یہی جولی سانگ اور کیٹی سے غلطی ہوگئی مگر آواز بھی تو تھیو سانگ کی تھی۔ وہ بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھنے لگیں۔ جونہی اُنھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ایک دھماکے کی آواز گونجی اور جولی سانگ اور کیٹی غار میں بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

تھیو سانگ قبر کے باہر بیٹھا تھا۔ جب اُسے وہاں بیٹھے کافی دیر ہوگئی اور جولی سانگ اور کیٹی قبر سے باہر نہ آئیں تو وہ پریشان ہو کر ٹہلنے لگا۔ قبر کھلی تھی۔ لوشیا کی لاش اسی طرح بے حس و حرکت پڑی تھی۔ تھیو سانگ اِس لاش سے باتیں بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا کہ جولی سانگ نے اِتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔

جب دو گھنٹے گزر گئے اور قبرستان میں رات کا اندھیرا دُور ہونے لگا تو تھیو سانگ نے سوچا کہ اُسے خود قبر کے اندر جا کر معلوم کرنا چاہیے۔ وہ قبر میں اُتر گیا۔ اس کا خیال تھا کہ قبر میں لاش کے پاؤں کی طرف ایک کھڑکی ہے، جہاں سے جولی سانگ گزر کر گئی تھی۔ تھیو سانگ نے قبر میں اُتر کر دیکھا کہ وہاں کوئی کھڑکی نہ تھی اور نہ ہی جولی سانگ نے کوئی جواب ہی دیا۔ لوشیا کی لاش مُردہ ہو چکی تھی۔ تھیو سانگ مایوس ہو کر قبر سے باہر آ گیا۔ اُس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نوشیا کی لاش کی طرف دیکھ کر کہا۔

نوشیا کی لاش! اگر تم میری آواز سن سکتی ہو تو خدا کے لیے مجھے بتاؤ کہ جولی سانگ اور کیٹی غار میں قبر کے اندر اترنے کے بعد کہاں گم ہو گئی ہیں؟"

مگر تھیوسانگ کی آواز لاش نہیں سن سکتی تھی۔ لاش میں کوئی جان نہ پڑی۔ وہ اسی طرح مُردہ کی مُردہ ہی رہی۔ تھیوسانگ سر پکڑ کر واپس بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ کیٹی کی تلاش میں آیا تھا اور جولی سانگ بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ عنبر ناگ ماریا کا پہلے ہی کچھ پتہ نہ تھا اسے کہ وہ کہاں ہیں۔ اب جولی سانگ اور کیٹی بھی گم ہو گئی تھیں اور آج سے پانچ ہزار سال پہلے کے شہر بابل میں تھیوسانگ اکیلا رہ گیا تھا۔ اس کی عقل جواب دے گئی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

بابل کے ہزاروں سال پرانے شہر میں صبح ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ قبرستان سے نکل کر سرائے میں آ گیا۔ اب وہ بالکل اکیلا رہ گیا تھا۔ عنبر ناگ ماریا پہلے ہی اس سے بچھڑ چکے تھے۔ اب کیٹی اور جولی سانگ بھی اس سے جدا ہو گئی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ سوچنے لگا کہ اب اُسے کس طرف جانا چاہیئے۔ سارا دن وہ بابل شہر کی پرانی سڑکوں پر گھومتا رہا کہ شاید کسی طرف سے عنبر ناگ ماریا یا کیٹی یا جولی سانگ کی خوشبو اُسے آجائے مگر یہ خوشبو بھلا کہاں سے آسکتی تھی۔ رات کو تھیو سانگ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ بابل شہر کو چھوڑ کر ملکِ فارس کی طرف چلا جائے گا۔ شاید وہاں اس کے دوستوں کا کوئی سُراغ مل سکے۔ ایک ہفتے کے بعد ایک قافلہ بابل شہر سے ملکِ فارس کی طرف جانے والا تھا۔ ملکِ ایران کا پرانا نام فارس تھا۔ تھیو سانگ اس قافلے میں شامل ہو گیا۔

○

پیارے دوستو! یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عنبر ناگ ماریا اہرامِ مصر کی آندھی کے بعد غائب ہو کر آج کے پاکستان کے لاہور شہر میں نکل آئے تھے اور وہ اس وقت لاہور کے ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جہاں وہ اس انتظار میں ہیں کہ شاید کہیں کسی جگہ انہیں تھیو سانگ، کیٹی اور جولی سانگ مل جائیں۔ عنبر ناگ ماریا کو ہم اپنے پیارے ملک پاکستان کے خوبصورت شہر لاہور میں چھوڑ آتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ کیٹی اور جولی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانگ پر مُردوں کی غار میں بے ہوش ہونے کے بعد کیا گزری۔

جولی سانگ اور کیٹی جب دھماکے کی آواز سے بیہوش ہوکر غار میں گر پڑیں تو انہیں کچھ ہوش نہ رہا۔ جب دونوں کو ہوش آیا تو انھوں نے اپنے آپ کو ایک دریا کے کنارے پایا۔ آسمان پر چاند نکلا ہوا تھا۔ رات بڑی پُرسکون تھی۔ چاندنی میں دریا کے پار پہاڑی ڈھلانوں پر سنگِ مرمر کے ستونوں والے مکان نظر آ رہے تھے۔ کیٹی نے آنکھیں ملتے ہوئے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ! میرا خیال ہے ہم اس زمانے سے نکل کر کسی دوسرے زمانے میں پہنچ گئی ہیں۔"

جولی سانگ بھی آنکھیں جھپک جھپک کر غور سے دریا پار کی سفید پتھر والی چھوٹی چھوٹی عمارتوں کو تک رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"ان عمارتوں سے لگتا ہے کہ ہم رومن زمانے میں آگئے ہیں۔ یہ عمارتیں رومن طرز کی ہیں۔"

کیٹی بولی۔

"تمہارا خیال درست لگتا ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ تھیو سانگ ہم سے بچھڑ گیا ہے۔ عنبر ناگ مارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو پہلے ہی ہم سے بچھڑ گئے تھے۔"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"کیٹی! یہ تو ہمارے ساتھ اکثر ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہم ہزاروں سال سے تاریخ کے مختلف زمانوں میں سفر کر رہی ہیں۔ آج اگر ہم عنبر ناگ ماریا اور ھتیو سانگ سے بچھڑ گئی ہیں تو کل ان سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ بس ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے اور مصیبتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔"
کیٹی مسکرانے لگی اور بولی۔
"تو پھر چلو اس شہر میں چل کر دیکھتی ہیں کہ یہ کونسا شہر ہے اور وہاں کس کی حکومت ہے؟"
یہ کہہ کر کیٹی اٹھی۔ جولی سانگ بھی اس کے ساتھ تھی ہر طرف چاندنی کھلی ہوئی تھی۔ رات بڑی خوش گوار تھی مگر ایک گہری خاموشی چاروں طرف چھائی ہوئی تھی۔
دریا کے اوپر سنگِ مرمر کا سفید پل بنا ہوا تھا۔ دونوں سہیلیاں پل کو پار کر کے دریا کے دوسری طرف آگئیں۔ دریا کے دوسرے کنارے بڑے پرانے درختوں کے جھنڈ تھے جہاں درختوں کے نیچے اندھیرا تھا۔ چاندنی نیچے تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ کیٹی اور جولی سانگ خاموشی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے درختوں میں سے نکل کر شہر کی طرف جا رہی تھیں۔ کیٹی نے جولی سانگ کے کاندھے سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔ جولی سانگ نے پوچھا۔

"کیا بات ہے کیٹی؟"

کیٹی نے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے ایک طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جولی سانگ نے دیکھا کہ درختوں کے نیچے دو آدمی ایک چارپائی اٹھائے چلے آ رہے ہیں وہ اندھیرے میں اسی طرف آ رہے تھے جہاں جولی سانگ اور کیٹی کھڑی تھیں۔ دونوں سہیلیاں ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئیں۔ اتنے میں دونوں آدمی چارپائی کندھوں پر اٹھائے قریب سے گزرے۔ دونوں نے رومن زمانے کا لباس پہن رکھا تھا۔ وہ لباس اور شکل و صورت سے قدیم روم کے باشندے لگتے تھے۔

جولی اور کیٹی نے دیکھا کہ چارپائی پر کسی عورت کی لاش پڑی تھی۔ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا۔

"میرا خیال ہے اسی جگہ میں نے قبر کھودی تھی۔ ہاں یاد آ گیا۔ وہاں اس درخت کے نیچے قبر کھدی ہوئی ہے۔"

دونوں رومن سامنے والے درخت کے نیچے آ گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انھوں نے چارپائی کاندھوں سے اُتاری۔ یہاں ایک قبر پہلے سے کھُدی ہوئی تھی۔ انھوں نے عورت کی لاش کو قبر میں اتارا اور اوپر مٹی ڈال کر قبر کو بند کر دیا اور پھر خالی چارپائی اُٹھا کر شہر کی طرف چلے گئے۔

اُن کے جانے کے بعد کیٹی نے جولی سانگ سے کہا

"جولی سانگ! مجھے دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔ اس عورت کو ضرور قتل کیا گیا ہے ورنہ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ آدھی رات کو لاش دفن کرتے۔ اور پھر ان کے ساتھ کوئی آدمی بھی نہیں تھے۔"

جولی سانگ بولی۔

"مجھے بھی ایسا ہی شک ہے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"اب تو میں بھی مَردوں سے باتیں کر لیتی ہوں اور میں مُردوں کی دنیا میں بھی جا سکتی ہوں۔"

جولی سانگ ہنس کر بولی۔

"ٹھیک ہے! مگر اپنی اس عادت کی وجہ سے تم مصیبت میں بھی تو پھنس گئی تھیں۔"

کیٹی بولی۔

"میرا خیال ہے کہ چلو قبر میں پڑی عورت کی لاش سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بات کرتے ہیں۔ وہ تو ہمیں سب کچھ بتا دے گی کہ اسے قتل کیا گیا ہے تو کس نے قتل کیا ہے۔"

جولی سانگ اور کیٹی درختوں کے نیچے آ گئیں۔ یہاں عورت کی تازہ تازہ قبر بنی ہوئی تھی۔ دونوں نے مل کر قبر کی تازہ مٹی کو اِدھر اُدھر ہٹا کر قبر کو کھول دیا۔ ہلکی ہلکی مدھم چاندنی میں انھوں نے دیکھا کہ قبر میں ایک چالیس پچاس سال کی عورت کی لاش پڑی ہے۔ لاش کے ناک اور منہ سے خون نکل نکل کر جم گیا تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"یا تو اس عورت کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے اور یا پھر اسے کسی زہریلے سانپ نے کاٹا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"تم خود لاش سے کیوں نہیں پوچھ لیتی۔ لگتا ہے اس عورت پر ظلم کیا گیا ہے اور ہم ہمیشہ ظلم کے خلاف جنگ کرتی رہی ہیں۔"

جولی سانگ قبر میں اُتر گئی۔ اس نے عورت کی لاش کے سر پر ہاتھ رکھا اور آواز دی۔

"اے خاتون کی لاش! مجھ سے بات کر اور بتا کہ تیری موت کیسے ہوئی؟"

جولی سانگ کی آواز سنتے ہی عورت کی لاش نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی آنکھیں کھول دیں، چہرہ سیدھا کیا اور پھر کمزور آواز میں کہا۔

"میرا نام کلثوم ہے۔ میں مسلمان ہوں۔ میری ایک بیٹی ہے۔ رومن کافروں نے مجھے زہر دے کر ہلاک کر ڈالا اور میری مسلمان بیٹی عنبرینہ کو اغوا کر کے لے گئے۔ خدا کے لیے میری بیٹی عنبرینہ کو ان ظالموں سے بچاؤ۔ نہیں تو میری روح قیامت تک بے چین رہے گی۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"یہ رومن کافر کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں؟"

کلثوم کی لاش نے کہا۔

"ان رومن کافروں میں سے ایک کا نام مارکوس اور دوسرے کا نام پلوٹو ہے۔ یہ جوان لڑکیوں کو اغوا کر کے دوسرے ملک میں لے جا کر فروخت کرتے ہیں۔ ان کا مکان شہر سے باہر زیتون کے باغ کی حویلی میں ہے۔"

جولی سانگ نے اس عورت کی لاش سے کہا۔

"کلثوم! تم اطمینان رکھو۔ ہم تمہاری بیٹی عنبرینہ کو رومن کافروں سے ضرور نجات دلائیں گی اور ان کافروں سے تمہاری موت کا بدلہ بھی لیں گی۔"

کلثوم کی لاش نے گہرا سانس لیا اور بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خدا تمہارا بھلا کرے گا۔ میری بیٹی کو کہنا کہ وہ ملک فارس میں اپنے چچا کے پاس چلی جائے۔"

اِس کے بعد کلثوم کی لاش خاموش ہو گئی۔ جولی سانگ قبر سے نکل گئی۔ انھوں نے قبر کو دوبارہ بند کر دیا۔ کیٹی نے کہا۔

"ہمیں اس عورت کی معصوم لڑکی عنبرینہ کو رومن کافروں کے پنجے سے آزاد کروا کر اس کے چچا کے پاس فارس پہنچانا ہو گا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ایسا ہی کریں گے۔ میں نے کلثوم سے وعدہ کیا ہے چلو اس کی بیٹی کو تلاش کرتے ہیں۔"

جولی اور کیٹی وہاں سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑیں یہ آج سے بارہ سو سال پہلے کا رومن شہر تھا۔ اس شہر پر ایک بت پرست کافر رومن کی حکومت تھی لیکن کہیں کہیں مسلمان عرب بھی آباد تھے۔

شہر کے بازار اور گلیاں سنسان تھیں۔ کہیں کہیں بازاروں میں روشنیاں ہو رہی تھیں۔ شہر کا دروازہ آدھا کھلا تھا اور پہرے دار کی اجازت سے لوگ اندر جاتے تھے۔ جولی سانگ اور کیٹی بھی پہرے دار کی اجازت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے شہر میں داخل ہو گئیں۔ کلثوم کی لاش نے کہا تھا کہ دونوں رومن کافروں کی حویلی شہر سے دور شہر کی چار دیواری کے اندر ہی زیتون کے باغ میں واقع ہے۔

جولی اور کیٹی شہر کی دوسری طرف آ گئیں۔ انہیں رات کے اندھیرے میں زیتون کے باغ والی حویلی کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔ کیٹی نے جولی سانگ سے کہا کہ ہمیں رات یہیں کہیں گزار دینی چاہیے اور جب صبح ہو تو پھر رومن کافروں کی حویلی تلاش کریں گے۔ چنانچہ دونوں سہیلیاں ایک جگہ درختوں کے نیچے لیٹ گئیں۔

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی۔ چاند مشرق میں ڈوب گیا۔ پھر صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنی شروع ہو گئی۔ جولی سانگ اور کیٹی نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ انہیں دور کھیتوں کے پار ایک جگہ زیتون کے بہت سے درخت نظر آئے۔ کیٹی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہی زیتون کا باغ ہے اور اسی باغ میں رومنوں کی حویلی ہو گی۔"

جولی سانگ نے درختوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں کوئی بھیس بدل کر وہاں جانا چاہیے، اس طرح وہاں گئے تو انہیں شک پڑ سکتا ہے اور ممکن ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ وہ مسلمان لڑکی عنبرینہ کو وہاں سے کسی دوسری جگہ پہنچا دیں یا خطرہ محسوس کر کے اُسے بھی مار ڈالیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"لیکن ہم یہاں کیسے بھیس بدل سکتی ہیں۔ ہمارے پاس بھیس بدلنے کے لیے کوئی کپڑے وغیرہ بھی نہیں ہیں۔"

جولی سانگ بولی۔

"یہ رومن کافر خوبصورت جوان لڑکیوں کو اغوا کر کے فروخت کرتے ہیں۔ اور اتفاق سے ہم بھی دونوں نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں ہیں۔ کیوں نہ ہم اپنے آپ کو پردیسی اور بے یار و مددگار لڑکیاں ظاہر کر کے ان لوگوں کی حویلی میں پناہ ڈھونڈنے چلی جائیں۔ ظاہر ہے وہ ہمیں ہلاک تو کر نہیں سکتے۔ وہ ہمیں بھی پکڑ کر قید کریں گے۔ یوں ہمیں عنبرینہ کا سُراغ بھی مل جائے گا۔"

کیٹی کو جولی سانگ کی یہ ترکیب پسند آگئی۔ انھوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنے سُنہری بالوں کو ٹھیک کیا، منہ ہاتھ دھویا اور زیتون کے باغ کی طرف چل پڑیں۔ اس وقت زیتون کے باغ میں جو حویلی تھی، دونوں کافر حویلی کے باہر صحن میں بیٹھے اپنی تلواریں تیز کر رہے تھے۔ کیٹی اور جولی سانگ نے دور سے اِن کافروں کو دیکھا اور پہچان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیا۔

کیٹی بولی۔

"یہ وہی کافر ہیں جو رات کو کلثوم کی لاش لے کر آئے تھے۔"

"ہاں! یہ وہی ہیں۔ عنبر بینہ بھی انھوں نے ضرور اسی حویلی کے کسی تہ خانے میں چھپا رکھی ہوگی۔ اب اداکاری کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ہم یہی ظاہر کریں گی کہ قافلے سے بچھڑ گئی ہیں اور ہمیں رات گزارنے کے لیے کوئی ٹھکانہ چاہیے۔"

دونوں جولی اور کیٹی بڑی معصوم سی صورت بنا کر زیتون کے باغ والی پرانی حویلی کے صحن میں داخل ہوگئیں۔ کیٹی نے جاتے ہی کہا۔

"ہم پردیسی ہیں۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ دمشق جا رہی تھیں کہ قافلے سے بچھڑ گئی ہیں۔ ہمارا کوئی نہیں۔ ہماری مدد کرو!"

رومن کافروں یعنی مارکوس اور پلوٹو نے کیٹی اور جولی سانگ کی طرف دیکھا۔ دونوں بڑے خوش ہوئے کہ دو خوبصورت لڑکیاں اپنے آپ ان کے پاس آ گئی ہیں۔ مارکوس نے آہستہ سے پلوٹو سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"شکار خود جال میں آگیا ہے پلوٹو!"
پھر کیٹی اور جولی سانگ کی طرف مسکراتے ہوئے کہا
"آجاؤ اچھی لڑکیو! اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھو۔ تم
آرام کرو ہمارے پاس۔ ہم کل تمہیں دوسرے قافلے کے
ساتھ روانہ کر دیں گے۔"
جولی اور کیٹی نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کافروں
کے ساتھ حویلی کے ایک کمرے میں آکر بیٹھ گئیں۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Samina M Mehmood

گھنگھرو والی کون تھی؟

رومن کافروں نے جولی سانگ اور کیٹی کو کھانا دیا اور چلے گئے۔

دوسرے کمرے میں جاکر مارکوس نے پلوٹو سے کہا۔

"دیوتا ہم پر بڑے مہربان ہیں۔ آج صبح صبح ہمیں دو خوبصورت لڑکیاں مل گئی ہیں۔ عنبر سنہ پہلے ہی ہمارے پاس موجود ہے۔ اب ہم ان تینوں کو بابل کے بادشاہ کے پاس فروخت کرکے بڑی دولت کمائیں گے۔"

پلوٹو بولا۔

"ہمیں چاہیے کہ ان دونوں لڑکیوں کو بھی نیچے ایک تہ خانے میں بند کر دیں۔ ایسا نہ ہو کہیں یہ بھاگ جائیں۔"

مارکوس کہنے لگا

"وہ کھانا کھا رہی ہیں۔ کھانا کھالیں تو میں انہیں خود نیچے تہ خانے میں لے جاکر بند کر دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حویلی کے دوسرے کمرے میں کھانا کھاتے ہوئے کیٹی کہہ رہی تھی۔

"یہاں لڑکی عنبر پنہ کہیں نظر نہیں آ رہی جولی سانگ!" جولی سانگ نے کہا۔

"وہ اسی حویلی میں ہوگی۔ ابھی پتہ چلا لیتے ہیں۔"

جب وہ کھانا کھا چکیں تو مارکوس اندر آ کر بولا۔

"آؤ، میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں۔ وہاں تم آرام کرنا!"

وہ جولی سانگ اور کیٹی کو لے کر نیچے تہ خانے میں آ گیا۔ تہ خانے میں ایک موم بتی جل رہی تھی۔ اندر آتے ہی مارکوس نے خنجر نکال لیا اور کڑک کر بولا۔

"خبردار! اگر یہاں سے باہر قدم رکھا تو تم دونوں کو قتل کر دوں گا۔ اب تم اسی تہ خانے میں رہو گی۔"

مارکوس دروازے کو تالا لگا کر چلا گیا۔ جولی سانگ اور کیٹی کے لیے یہ کوئی حیرانی کی بات نہ تھی۔ انہیں صرف پریشانی یہ تھی کہ جس لڑکی عنبر پنہ کو آزاد کرانے وہ یہاں آئی تھیں وہ انہیں کیوں نظر نہیں آ رہی تھی! جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہاں ضرور کوئی دوسرا تہ خانہ بھی ہوگا جہاں ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوگوں نے عنبر سینہ کو قید کر رکھا ہے۔"

مگر وہاں انہیں کوئی دوسرا تہ خانہ دکھائی نہ دیا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہ کافر ہمیں عنبر سینہ کے ساتھ ہی کسی جگہ فروخت کرنے کے لیے لے جائیں گے۔ تب ہم اپنی اسکیم پر عمل کر سکتے ہیں۔"

سارا دن انھوں نے تہ خانے میں گزارا۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا تو مارکوس اور پلوٹو تہ خانے میں آئے۔ مارکوس کے ہاتھ میں دو گلاس تھے۔ اُس نے کہا۔ "ان گلاسوں میں شربت ہے۔ اِسے پی لو۔"

جولی سانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ وہ جانتی تھیں کہ ان گلاسوں میں بے ہوشی کی دوائی ملی ہوئی ہے اور وہ انہیں بے ہوش کر کے دوسرے ملک لے جانے والے ہیں۔ دونوں یہ بھی اچھی طرح جانتی تھیں کہ وہ کسی بھی دوائی سے بے ہوش نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ انھوں نے خوشی خوشی شربت پی لیا۔ پھر جھوٹ موٹ ظاہر کرنے لگیں کہ اُن کا سر چکرا رہا ہے۔ پلوٹو اور مارکوس بڑے غور سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ جولی سانگ اور کیٹی دھڑام سے گر پڑیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ بے ہوش ہو گئی ہیں حالانکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ ہوش میں تھیں۔ صرف انھوں نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ مارکوس نے بلوٹو سے کہا۔

"یہ بے ہوش ہو گئی ہیں۔ انہیں اٹھا کر باہر لے چلتے ہیں"۔

انھوں نے جولی سانگ اور کیٹی کو کاندھوں پر اٹھایا اور تہ خانے سے نکال کر باہر حویلی کے صحن میں لے آئے جہاں چار گھوڑے سفر کے لیے تیار کھڑے تھے۔ جولی سانگ نے رات کے اندھیرے میں دیکھا کہ ایک گھوڑے پر پہلے ہی سے ایک بے ہوش لڑکی تھی۔ ضرور یہ عنبر پنہ ہی ہے۔ جولی سانگ نے سوچا۔

عنبر پنہ کو کیٹی نے بھی دیکھ لیا تھا۔ مارکوس اور بلوٹو نے تین بڑے کپڑے کے بورے نکالے اور باری باری تینوں بے ہوش لڑکیوں کو ان بوروں میں بند کر دیا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے آپس میں طے کر رکھا تھا کہ انہیں کس وقت بوروں سے باہر نکلنا ہے۔ ان میں اتنی طاقت تھی کہ وہ بوروں کے اندر سے جب چاہیں باہر نکل سکتی تھیں۔

تینوں لڑکیوں کے بوروں کو گھوڑے پر ڈال کر دو تو کافر خود بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر کے دروازے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف روانہ ہوگئے۔ رات کا پہلا پہر تھا۔ بازاروں میں کہیں کہیں اس زمانے کی مشعلیں روشن تھیں۔ شہر کے دروازے پر پہرے دار کھڑے تھے۔ مارکوس نے پہریدار سے کہا کہ ان بوروں میں ہم نے گھر کا سامان باندھ رکھا ہے۔ ہم دوسرے شہر جا رہے ہیں۔ پہرے دار نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور چاروں گھوڑے شہر سے باہر نکل آئے

شہر سے باہر آتے ہی مارکوس اور پلوٹو نے گھوڑوں کو تیز دوڑانا شروع کر دیا۔ جب گھوڑے دریا پار کر کے شہر سے بہت دور ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے تو جولی سانگ نے سوچا کہ اب انہیں حملہ کر دینا چاہیئے۔ کیٹی دوسری بوری میں بند اس کے ساتھ اسی گھوڑے پر لدی ہوئی تھی۔ عنبر سنہ تیسری بوری میں دوسرے گھوڑے پر تھی۔ جولی نے کیٹی کی بوری کو انگلی سے دباتے ہوئے کہا۔

"کیٹی! تیار ہو جاؤ!"

اتنا کہہ کر جولی سانگ نے بوری کو پھاڑ کر اپنا ہاتھ باہر نکالا اور بوری میں سے باہر نکل آئی۔ مارکوس اور پلوٹو دوسرے گھوڑوں پر ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ اس نے جولی سانگ کو بوری سے نکلتے دیکھا تو گھوڑوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو روک لیا اور تلوار نکال کر پلوٹو سے کہا۔

"پلوٹو! اسے باندھو۔ یہ بوری سے نکل آئی ہے۔"

اتنی دیر میں کیٹی بھی بوری سے باہر نکل آئی۔ وہ گھوڑوں سے نیچے کود پڑیں۔

کیٹی نے بلند آواز میں کہا۔

"کافرو خبردار! تمہارا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ اب تم کسی معصوم لڑکی کے ساتھ یہ ظلم نہ کر سکو گے۔"

پلوٹو نے بھی تلوار نکال لی اور دونوں گھوڑوں سے کود پڑے۔ اُن کا خیال تھا کہ یہ کمزور سی لڑکیاں ہیں اور اُن کے پاس چاقو بھی نہیں ہے۔ وہ بھلا ان کا کیا مقابلہ کر سکیں گی۔ انہیں جولی سانگ اور کیٹی کی طاقت کا اندازہ نہیں تھا۔

مارکوس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"ہم تمہیں مارنا نہیں چاہتے۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ خاموشی سے اپنی اپنی بوریوں میں دوبارہ بند ہو جاؤ۔"

کیٹی نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ہم تو تیسری لڑکی عنبرینہ کو بھی آزاد کرانے آئے ہیں۔ تم دونوں میں اتنی طاقت نہیں کہ ہمیں قید کر سکو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پلوٹو نے چلا کر کہا۔

"مارکوس! اس لڑکی کی زبان کاٹ ڈالو۔ اسے قتل کر دو۔ ہم کوئی دوسری لڑکی اغوا کر لائیں گے۔"

مارکوس نے آگے بڑھ کر تلوار کا زور دار وار کیا۔ تلوار کا وار کیٹی نے اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ تلوار کیٹی کے ہاتھ سے ٹکرا کر دوسری طرف نکل گئی۔ کیٹی کا ہاتھ کٹ گیا مگر اس کے ساتھ ہی وہ اپنے آپ جڑ بھی گیا۔

یہ دیکھ کر مارکوس کچھ حیران ہوا۔ اس نے سوچا کہ اس کا وار نہیں پڑا۔ وہ دوسرا وار کرنے لگا تو کیٹی نے اچھل کر مارکوس کی کنپٹی پر اپنی لات پوری طاقت سے ماری۔ کیٹی کی طاقت اتنی زیادہ تھی کہ مارکوس کا پورا بازو اس کے جسم سے الگ ہو کر اوپر ہوا میں اچھلا اور پھر گر پڑا۔ مارکوس چیخ مار کر وہیں گر پڑا۔

پلوٹو نے یہ حالت دیکھی تو تلوار کا وار کیا۔ مگر پیچھے سے جولی سانگ نے اس کی گردن پر زور سے ہاتھ مارا۔ جولی سانگ کی طاقت کا بھی پلوٹو کو اندازہ نہ تھا۔ جولی سانگ کی ہاتھ کی ضرب سے پلوٹو کی گردن کی ہڈی دو جگہوں سے ٹوٹ گئی۔ اس کی گردن لٹکنے لگی اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر پڑا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا۔

"سب سے پہلے بوری میں سے عنبر بیہ کو نکالو۔ وہ بے ہوش ہے۔ کہیں اُس کا دَم نہ گھُٹ جائے۔"

جلدی سے بوری گھوڑے پر سے اُتار کر اسے کھولا تو اُس کے اندر ایک بڑی نازک اور خوبصورت لڑکی بے ہوش تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"اِسے بعد میں ہوش میں لائیں گے، پہلے اِن دونوں کو ختم کرو۔ یہ دونوں اِس لڑکی کی ماں کے قاتل ہیں۔ اور اِنسانیت کے نام پر ایک بدنما داغ ہیں۔"

پلوٹو تو گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر چکا تھا مگر مارکوس ابھی تک زندہ تھا۔ کیٹی نے مارکوس کی تلوار اُٹھا کر اس کی گردن پر اِتنی زور سے ماری کہ اس کی گردن تن سے جدا ہو گئی۔

پھر انھوں نے عنبر بیہ کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد عنبر بیہ کو ہوش آگیا۔ اُس نے گھبرا کر کہا۔

"خدا کے لیے مجھے نہ مارنا۔ مَیں بے گناہ ہوں۔"

کیٹی اور جولی نے عنبر بیہ کو حوصلہ دیا اور ساری کہانی بیان کر دی۔ جب انھوں نے عنبر بیہ کو بتایا کہ اس کی والدہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے قاتلوں کو انھوں نے موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے تو عنبر بینہ بولی۔

"مگر میری پیاری ماں واپس نہیں آسکتی۔ ان ظالموں نے میری آنکھوں کے سامنے میری ماں کو زہر دیا تھا۔"

پھر عنبر بینہ غصے سے اُٹھی۔ تلوار پکڑی اور دونوں قاتلوں کے جسموں پر تلوار کے وار کرنے لگی۔ وہ اپنی پیاری ماں کے قتل کا بدلہ لے رہی تھی۔ کیٹی اور جولی نے بڑی مشکل سے اُسے پکڑا اور تلوار اس کے ہاتھ سے لے لی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بینہ بہن! اب ان کو مارنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ تمہاری والدہ کی خواہش تھی کہ تمہیں تمہارے چچا کے پاس ملکِ فارس پہنچا دیا جائے۔ کیا تم اپنے چچا کے پاس جانا چاہتی ہو؟"

عنبر بینہ نے کہا۔

"اگر میری ماں کی یہی خواہش تھی تو میں اپنے چچا کے پاس فارس جانے کو تیار ہوں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے! ہم اسی وقت تمہیں لے کر ملکِ فارس روانہ ہوتی ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر ملک فارس کی طرف چل پڑیں۔ عنبر سینہ نے جولی سانگ اور کیٹی سے کہا کہ وہ کون ہیں اور ان کافروں کے پاس کیسے پہنچ گئیں؟ جولی سانگ اور کیٹی نے بھی بتایا کہ ہم کو ان غنڈوں نے تمہاری طرح اغوا کیا تھا مگر ہمیں ان کو قتل کرنے کا موقع مل گیا۔

ساری رات وہ سفر کرتی رہیں۔ صبح ایک شہر کی سرائے میں اتر کر کھانا کھایا۔ دوپہر تک آرام کیا اور سرائے کے مالک سے ملک فارس کا راستہ دریافت کرنے کے بعد ایک بار پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئیں۔

یونہی تین دن سفر کرنے کے بعد انہیں دور سے ملک فارس کے مکان اور شہر کی دیوار نظر آئی۔ یہ اس زمانے کے ملک فارس کے دارالحکومت پرسس پولس کا شہر تھا۔ شہر کی دیوار کے اوپر جگہ جگہ برجیاں بنی ہوئی تھیں۔ شہر کا ایک بڑا دروازہ تھا جو کھلا تھا۔ بازاروں میں بڑی رونق تھی۔ لوگ رتھوں اور گھوڑوں پر آ جا رہے تھے۔

اس شہر کا حاکم مسلمان تھا اور شہر میں خوشحالی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسجدیں بنی ہوئی تھیں۔ عورتوں نے اپنے جسم اور چہروں کو سفید چادروں میں ڈھانپ رکھا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے پرس پولس میں آتے ہی وہاں کی فضا کو سونگھا کہ شاید وہاں سے تھیو سانگ، عنبر ناگ کی خوشبو آجائے۔ مگر ان میں سے کسی کی بھی خوشبو وہاں کی فضا میں نہیں تھی۔ تھیو سانگ ان کے آنے سے ایک دن پہلے وہاں سے شہر زرجان کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

جولی اور کیٹی نے عنبر بیہ کو اُس کے چچا کے حوالے کیا اور دو دن اُس شہر میں آرام کرنے کے بعد آگے چل پڑیں۔ وہ ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہی تھیں جو پرس پولس سے شہر بصرہ کی طرف جا رہا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی کا خیال تھا کہ وہ وہاں سے ملک ہندوستان جائیں گی شاید وہاں عنبر ناگ ماریا یا تھیو سانگ سے ان کی ملاقات ہو جائے۔ یہ قافلہ صحراؤں اور پہاڑی علاقوں میں سفر کرتا ہوا چار روز کے بعد ایک شہر کی سرائے میں آکر رُک گیا۔ ابھی بصرہ وہاں سے دور تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی بصرہ سے سمندری جہاز میں سوار ہو کر ملک ہندوستان جانا چاہتی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ہم تھیوسانگ کی طرف چلتے ہیں۔ تھیوسانگ ملک فارس میں کچھ دن ٹھہرا اور پھر اپنے دوستوں عنبر ناگ ماریا، کیٹی اور جولی سانگ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوگیا۔ جس وقت جولی سانگ اور کیٹی بصرے کی بندرگاہ سے ملکِ ہندوستان جانے کے لیے بادبانی جہاز میں سوار ہوئیں، اس وقت تھیوسانگ ملکِ ہندوستان کے ساحل مکران پر پہنچ چکا تھا۔ اس زمانے میں سندھ پر مسلمان عربوں کی حکومت تھی اور رعایا بڑی خوش حال تھی۔ ہر طرف انصاف کا دور دورہ تھا۔ لوگ اطمینان اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔ مسجدوں سے پانچ وقت اذانوں کی آواز بلند ہوتی اور لوگ مسجدوں میں جمع ہو کر نماز ادا کرتے۔

تھیوسانگ کو اس شہر میں آکر بڑی خوشی ہوئی۔ ہندوستان میں صرف سندھ پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ آگے ہندوستان کے وسطی یعنی درمیانی علاقے میں ہندو راجہ ہرش وردھن حکومت کرتا تھا اور اس کے عرب مسلمانوں کے ساتھ بڑے اچھے اور خوش گوار تعلقات تھے۔

تھیوسانگ ایک قافلے کے ساتھ سفر کرتا ہندو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجہ ہرش کے دارالحکومت قنوج میں آگیا جہاں تھیوسانگ نے ہر طرف غریبی اور جہالت دیکھی۔ لوگ طرح طرح کے بتوں کی پوجا کرتے تھے اور بڑے توہم پرست تھے۔

تھیوسانگ اس شہر میں ایک دن ٹھہرنے کے بعد جنوبی ہند کے شہر کوچین آگیا۔ یہ شہر سانپوں کی پوجا کے لیے بڑا مشہور تھا۔ لوگوں نے گھروں میں سانپ رکھے ہوئے تھے۔ جنھیں وہ دودھ اور شہد پلاتے اور اُن کی پوجا کرتے تھے۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ کسی جگہ سے ناگ کا سُراغ مل جائے۔

تھیوسانگ ایک سرائے کی کوٹھڑی میں آکر رہنے لگا۔ رات کو وہ اپنی کوٹھڑی میں آرام کرتا اور دن کے وقت شہر میں ناگ عنبر ماریا کو تلاش کرتا۔ لیکن شہر میں اسے کسی کی بھی خوشبو نہیں آرہی تھی، پھر بھی تھیوسانگ نے تلاش جاری رکھی۔

ایک روز آسمان پر گہرے بادل چھا رہے تھے تھیوسانگ اپنے دوستوں کو تلاش کرتا شہر سے دور ایک جنگل میں نکل آیا۔ یہاں ایک ندی بہ رہی تھی۔ اتنے میں بادل زور زور سے گرجنے لگے اور ایک دم سے بارش شروع ہوگئی۔ تھیوسانگ کھلی جگہ پر تھا۔ بارش سے بچنے کے لیے وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی جگہ تلاش کرنے کے لیے ایک طرف گیا۔ قریب ہی پرانے کنویں کے پاس ایک ویران سا کھنڈر تھا۔ بھیوسانگ اس کی ڈیوڑھی میں آ گیا۔ بارش بڑے زور سے برس رہی تھی۔ بھیوسانگ ڈیوڑھی کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور بارش کے رُکنے کا انتظار کرنے لگا۔ اِس وقت سورج غروب ہو چکا تھا اور گھرے سیاہ بادلوں کی وجہ سے جنگل میں رات کا اندھیرا جلدی پھیلنے لگا تھا۔

بھیوسانگ یہ سوچ کر کھنڈر کی ڈیوڑھی میں آیا تھا کہ تھوڑی دیر میں بارش رُک جائے گی تو وہ واپس سرائے میں چلا جائے گا۔ مگر بارش تو رُکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ موسلا دھار مینہ برس رہا تھا۔ بھیوسانگ وہیں ڈیوڑھی میں بیٹھا رہا۔ رات ہو گئی۔ اندھیرا چھا گیا مگر بارش ابھی تک ہو رہی تھی۔

پہلے بھیوسانگ نے سوچا کہ چلو بارش میں ہی چلتے ہیں۔ یہ میرا کیا بگاڑ لے گی۔ پھر اُسے خیال آیا کہ میں اِتنی جلدی سرائے میں جا کر کیا کروں گا۔ مجھے کوئی خاص کام تو ہے نہیں۔ بھتر ناگ مارا اور کیٹی جولی سانگ کو تلاش کرنا ہے اور وہ یہاں کہیں نظر نہیں آ رہے۔ ان کی خوشبو بھی کہیں سے نہیں آ رہی۔ اس لیے کیوں نہ بارش کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رُکنے تک اِس جگہ آرام کیا جائے۔

تھیوسانگ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور ٹانگیں پھیلا لیں۔ بارش خُوب ہو رہی تھیں۔ بارش کی آواز سے جنگل میں دوسری کوئی آواز سُنائی نہ دیتی تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ عنبر ناگ، ماریا، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کو سونے اور کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن کبھی کبھی وہ اپنے شوق کی خاطر کبھی کچھ کھا لیتے ہیں اور کبھی یونہی وقت گزارنے کے لیے سو بھی جاتے ہیں۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ موقع مل گیا ہے تو کیوں نہ تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگا لی جائے۔ اِس طرح سے وقت بھی گزر جائے گا اور بارش بھی رُک جائے گی۔

چنانچہ تھیوسانگ نے آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اُس پر غنُودگی چھانے لگی اور وہ سو گیا۔ وہ دیر تک سوتا رہا۔ جب اس کی آنکھ کھُلی تو اُس نے دیکھا کہ بارش رُک گئی ہے اور جنگل پر رات کا گہرا اندھیرا پھیلا ہے۔

ہر طرف خاموشی تھی۔ صرف کبھی کبھی درختوں پر سے بارش کے رُکے ہوئے پانی کے ٹپکنے کی آواز آجاتی تھی۔ تھیوسانگ نے ایک انگڑائی لی اور واپس شہر کی سرائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں جانے کے لیے اُٹھنے ہی لگا تھا کہ اُسے ایسی آواز سُنائی دی جیسے کوئی عورت گھنگھرو پاؤں میں پہنے اُس کے قریب سے گزر گئی ہو۔ بھیوسانگ نے اندھیرے میں غور سے دیکھا۔ وہ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ ڈیوڑھی خالی تھی۔ اُسے کچھ نظر نہ آیا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ اُس کا وہم ہے۔ وہ اُٹھ بیٹھا۔ لیکن ایک بار پھر وہی گھنگھروؤں کی چھن چھن کی آواز سنائی دی۔

بھیوسانگ خلائی آدمی تھا۔ سائنسدان تھا۔ وہ جن بھوتوں پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ سمجھ گیا کہ یہاں کسی جگہ کوئی عورت موجود ہے۔ وہ ڈیوڑھی میں اُٹھ کر آگے بڑھا۔ آگے ایک ٹوٹا ہوا پرانا دروازہ تھا۔ دروازے کی دوسری طرف اندھیرا تھا۔ بھیوسانگ نے جھانک کر دیکھا۔ اندھیرے میں اسے ایک چھوٹا سا دالان دکھائی دیا۔ دالان کے درمیان ایک گول چبوترے پر کالے پتھر کا ایک بُت پڑا تھا۔

بھیوسانگ ابھی وہیں کھڑا تھا کہ اُسے کچھ آدمیوں کے باتیں کرنے اور ہلکے ہلکے ہنسنے کی آواز سُنائی دی۔ یہ آوازیں بھیوسانگ کے پیچھے جنگل کی طرف سے آرہی تھیں اور مندر کی ڈیوڑھی کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ کے دل میں خیال آیا کہ ضرور یہاں ڈاکوؤں نے اپنا ٹھکانہ بنا رکھا ہے اور وہ لوٹا ہوا مال چھپانے یہاں آ رہے ہیں۔ ان ڈاکوؤں کو پکڑنے کی خاطر تھیو سانگ دالان میں سے بھاگ کر گزر گیا اور سامنے والے ایک چوکور ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا کہ دیکھتا ہوں یہ ڈاکو کون لوگ ہیں اور کون سا لوٹا ہوا مال یہاں لا رہے ہیں۔

اِتنے میں چار چھوٹے قد کے کالے کلوٹے آدمی اندر دالان میں آ گئے۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں میں جلتی ہوئی موم بتیاں پکڑ رکھی تھیں۔ وہ بونے تھے۔ جسم پر صرف لنگوٹیاں ہی تھیں۔ کالے جسم موم بتی کی روشنی میں چمک رہے تھے۔ وہ ڈانس کرتے آ رہے تھے اور تھیو سانگ بڑی دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگا۔

بونوں نے چاروں موم بتیاں گول چبوترے پر پتھر کے بُت کے اِرد گرد لگا دیں اور ایک طرف ہو کر قطار میں بیٹھ گئے۔ اب وہ بالکل خاموش تھے اور ڈیوڑھی کے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لگتا تھا کہ انہیں کسی کے آنے کا اِنتظار ہے۔ تھیو سانگ کو اب زیادہ دلچسپی پیدا ہو گئی تھی کہ دیکھیں یہ بونے یہاں کیا کرنے آئے ہیں اور کس کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ بھی ڈیوڑھی کے ٹوٹے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

اچانک دروازے میں ایک کالا بھجنگ بدصورت لمبے لمبے بالوں والا شاطو نمودار ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ترشول تھا اور اس کی دُم نکلی ہوئی تھی۔ ایک دانت اُس کے مُنہ سے باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اُسے آتے دیکھ کر چاروں بونے بھوتنے اٹھ کھڑے ہوئے اور جُھک کر بولے۔

"مہاراج شاطو کو ہمارا نمسکار!"

بدصورت شاطو بیٹھ گیا اور ترشول کو اپنے سامنے زمین پر گاڑ کر بولا۔

"میرے بھوتنو! یہ بتاؤ کہ کیا ہماری داسی بکالی آگئی ہے؟"

ایک بھوتنے نے جواب دیا۔

"مہاراج بکالی آگئی ہے۔ وہ آپ کے حکم کا انتظار کر رہی ہے۔"

بدصورت شاطو نے دونوں بازو اُوپر اٹھائے اور کرخت آواز میں بولا۔

"بکالی کو حاضر کیا جائے!"

چاروں بھوتنوں نے اونچی آواز میں کہا۔

"بکالی! مہاراج بُلا رہے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ ستون کے پیچھے چھپا یہ سارا تماشا بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ بھوتنوں کی آواز پر اُسے پھر وہی گھنگھروؤں کی آواز سُنائی دی اور کیا دیکھتا ہے کہ کونے میں دیوار ایک جگہ سے شق ہوگئی اور اس کے سوراخ میں سے ایک خوبصورت عورت گھنگھرو چھنکاتی آئی اور شاطو کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوگئی۔ بدصورت شاطو نے کہا۔

"بکالی! تم نے ایک ہزار سال تک میری خدمت کر کے میرا دل جیت لیا ہے اور میری شرط بھی پوری کر دی ہے۔"

بکالی نے کہا۔

"مہاراج! اب آپ بھی اپنی شرط پوری کر دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی!"

بدصورت شاطو نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اِس میں مہربانی کی کیا بات ہے بکالی! تم نے ہماری شرط پوری کر دی۔ اب ہم اپنی شرط پوری کریں گے۔"

تھیو سانگ حیران ہو رہا تھا کہ یہ بدشکل بھوت اس خوبصورت لڑکی کی کون سی شرط پوری کرنے والا ہے! وہ ستون کے پیچھے چھپا غور سے دیکھ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدصورت شاطو نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور خوبصورت عورت بکالی سے کہا۔

"بکالی! تیرا ہونے والا شوہر بھی یہاں موجود ہے۔ میں نے اپنی شرط پوری کرنے کے لیے اُسے پہلے ہی سے یہاں منگوا کر بٹھا رکھا ہے۔"

تھیو سانگ سمجھا کہ یہ بدصورت شاطو اس خوبصورت عورت کی شادی کسی بونے بھوتنے سے کرنے والا ہے جو وہاں پر موجود ہے۔ خوبصورت عورت بکالی نے خوش ہو کر کہا۔

"مہاراج شاطو! آپ بڑے کرنی والے ہیں۔ آپ زمین کے اندر رہنے والے بھوتوں کے دیوتا ہیں! کہاں ہے میرا خاوند؟ بس مجھے اس کے ساتھ روانہ کر دیں اور اجازت دیں کہ میں باقی زندگی اس آدمی کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق بسر کروں۔ میں ایک ہزار سال سے زمین کے اندر رہ رہ کر تنگ آ چکی ہوں۔"

بدصورت شاطو نے اُس ستون کی طرف اشارہ کیا جس کے پیچھے تھیو سانگ چھپا بیٹھا تھا اور بولا۔

"تیرا خاوند اس ستون کے پیچھے چھپا بیٹھا ہے۔ جا اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے یہاں لے آ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اِتنا سُننا تھا کہ تھیوسانگ کے جسم میں مارے حیرت کے سنسنی دوڑ گئی۔ یہ بدصورت آدمی کہیں اس کا ذکر تو نہیں کر رہا؟ ستون کے پیچھے تو میں ہی چھپا ہوا ہوں۔ تھیوسانگ نے سوچا۔ اور وہ اُٹھنے ہی والا تھا کہ خوبصورت عورت بکالی پاؤں کے گھنگھرو چھنکاتی اس کے پاس آکر سامنے کھڑی ہوگئی اور ہاتھ بڑھا کر بولی۔

"اے میرے خاوند! میرے ساتھ مہاراجہ کے پاس چل تاکہ وہ ہمارا بیاہ کر کے ہمیں رخصت کریں۔"

اَب تو تھیوسانگ کو غصہ آگیا۔ وہ جلدی سے اُٹھا اور غصے میں بولا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو تم! بھاگو یہاں سے!"

خوب صورت عورت بکالی نے چیخ ماری اور کہا۔

"مہاراجہ! یہ شخص مجھ سے شادی کرنے سے انکار کر رہا ہے۔ اپنی شرط پوری کریں اور میرا بیاہ اس شخص سے کر دیں۔"

بدصورت شاطو نے ترشول اُٹھالی اور اس کا رُخ تھیوسانگ کی طرف کر کے کڑک کر بولا۔

"تھیوسانگ! میں جانتا ہوں تم کون ہو اور یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیوں آئے ہو۔ مگر اب تم پھنس چکے ہو۔ اب تمہاری کوئی طاقت تمہارے کسی کام نہیں آسکتی۔ تمہاری ساری طاقت میں نے اپنے قبضے میں کر لی ہے۔ آج سے تم میری اس بکالی کے شوہر ہو۔ اس کے غلام ہو۔ جو یہ کہے گی تم وہی کرو گے اور یہ ساری زندگی اب تمہارے ساتھ رہے گی۔"

تھیوسانگ کو اپنی طاقت پر بڑا مان تھا۔ وہ تو خلائی انسان تھا۔ وہ جس چیز کو چاہے ہاتھ لگا کر چھوٹا کر سکتا تھا۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر خوبصورت عورت بکالی کی گردن پر انگلی لگا دی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ انگلی لگتے ہی چھوٹی سی ہو جائے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس پر بدصورت شاطو نے بھیانک قہقہہ لگایا اور بولا۔

"تھیوسانگ! میں نے کہا نہیں تھا کہ تمہاری ساری طاقت میں نے اپنے قبضے میں کر لی ہے۔ تم اب بے بس ہو۔ مجبور ہو۔ تمہارے پاس اب کوئی طاقت نہیں رہی۔ تھوڑی دیر میں تم اپنی یادداشت بھی بھول جاؤ گے۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ یہاں سے بھاگ جانا چاہیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُس نے جلدی سے بھاگ جانا چاہا مگر اُسے یوں لگا کہ جیسے اُس کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ہیں۔ شاطو چیخ کر بولا۔

"تھیوسانگ! تم بھاگ نہیں سکتے۔ تم آج سے اسی عورت بکالی کے غلام اور اس کے شوہر ہو۔ یہ جو کہے گی تم وہی کرو گے۔"

بدصورت شاطو اُٹھ کر تھیوسانگ کے پاس آگیا۔ تھیوسانگ کے سر میں چکر آنے لگے تھے۔ اُسے ہر شے گھومتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ شاطو نے بکالی کا ہاتھ پکڑا اور اسے تھیوسانگ کے ہاتھ میں دے دیا۔

"مبارک ہو بکالی! آج سے یہ تمہارا خاوند اور تم اس کی بیوی ہو۔ یہ تمہارا غلام ہے اور تم اس کی مالک۔ تم جو چاہو گی یہ وہی کرے گا۔"

اس کے ساتھ ہی بھوتنوں نے ڈانس کرنا شروع کر دیا۔ خوبصورت بھوتنی بکالی نے تھیوسانگ کو حکم دیا۔

"تھیوسانگ! اب تم میرے خاوند اور میرے غلام ہو میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ بیٹھ جاؤ!"

تھیوسانگ کو اب چکر نہیں آرہے تھے۔ مگر اُسے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون ہے اور یہاں کس لیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آیا تھا۔ اُسے عنبر ناگ ماریا، کیٹی اور جولی سانگ بھی یاد نہیں رہے تھے۔ اُس کی یادداشت گم ہو چکی تھی۔ بکالی کے حکم پر وہ فوراً زمین پر بیٹھ گیا۔ بکالی نے بدصورت شاطو سے کہا۔

"مہاراج! ہمیں خوشی خوشی رخصت کریں۔ میں اپنے خاوند اور اپنے غلام تھیو سانگ کے ساتھ جا رہی ہوں۔"

بدصورت شاطو نے بازو اوپر اُٹھا لیا اور بولا۔

"جاؤ اور دنیا میں اپنی مرضی سے زندگی بسر کرو۔ اب تم آزاد ہو۔ میں نے اپنی شرط پوری کر دی ہے۔"

بکالی نے ہاتھ جوڑ کر بدصورت شاطو کو سلام کیا اور اُچھل کر تھیو سانگ کے کندھے پر بیٹھ گئی۔ تھیو سانگ چپ بیٹھا تھا۔ اُسے کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کون ہے وہ اب اپنے آپ کو بکالی کا خاوند اور غلام ہی سمجھ رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ بکالی اس کے کاندھے پر آتے ہی اُس کی نظروں سے غائب ہو گئی مگر وہ بکالی کے جسم کا بوجھ اپنے کاندھے پر محسوس کر رہا تھا۔ بکالی اُس کے کاندھے پر ہی بیٹھی تھی مگر وہ غائب تھی۔ وہ تھیو سانگ کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ اُسے بکالی کی آواز سُنائی دی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تھیو سانگ! میرے غلام! کیا تم چلنے کے لیے تیار ہو؟"

جیسے تھیو سانگ کے مُنھ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"ہاں بکالی! مَیں تیار ہوں۔ تم مجھے جہاں کہو گی جاؤں گا۔ جیسے کہو گی کروں گا۔ مَیں تمہارا غلام ہوں۔"

بکالی نے کہا۔

چلو اکوچین سے دُور شہر ٹامی کٹ میں ہمارا محل ہمارا انتظار کر رہا ہے۔"

چاروں بھوتنے اونچی آواز میں اشلوک گا رہے تھے بدصورت شاطو بھی خوش ہو کر ڈانس کرنے لگا تھا۔ بکالی غیبی حالت میں تھیو سانگ کے کاندھے پر بیٹھی تھی۔ تھیو سانگ کو اس کا بوجھ بالکل ہلکا سا لگ رہا تھا۔ وہ اپنے آپ چلتا ہوا پرانے مندر کی ڈیوڑھی سے باہر آ گیا۔ باہر جنگل بارش میں بھیگا ہوا خاموش تھا۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ درختوں پر سے بارش کے پانی کے قطرے ابھی تک ٹپک رہے تھے۔ تھیو سانگ کو اب کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون ہے۔ اسے عنبرنگ ماریا کیٹی اور حلی سانگ بھی یاد نہیں تھیں۔ وہ اپنے آپ کو بکالی کا خاوند اور اُس کا غلام ہی سمجھ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ ڈیوڑھی سے اتر کر جنگل میں آگیا۔ اُسے بکالی کی آواز سُنائی دی۔ "تھیو سانگ اُس پرانے کنویں کے پاس چلو!"

تھیو سانگ کے قدم اپنے آپ جنگل کے پُرانے کنویں کی طرف اُٹھنے لگے۔ کنویں کے پاس آکر وہ رُک گیا۔ بکالی نے کہا۔

"اب اپنا بایاں ہاتھ اوپر اُٹھاؤ!"

تھیو سانگ نے بکالی کے حکم کو سُن کر اپنا بایاں ہاتھ اوپر اُٹھا لیا۔ بکالی نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بولی۔

"اب ہم اپنے محل میں جا رہے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی دیو سانگ کو ایک جھٹکا لگا اور وہ زمین سے بلند ہو کر درختوں کے اُوپر آگیا۔ پھر اپنے آپ ستاروں بھرے آسمانوں میں ایک طرف اڑنے لگا درخت اس کے نیچے سے گزر رہے تھے۔ تھیو سانگ کی اڑنے کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ ہوا میں اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ تھیو سانگ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

کچھ دیر بعد اُس نے آنکھیں کھولیں تو اُس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا کہ نیچے ایک چھوٹے سے شہر کے مکان میں کہیں کہیں روشنی چمک رہی تھی۔ وہ شہر کے اوپر سے گزر گیا۔ آگے کھلا سمندر رات کے اندھیرے میں سیاہ نظر آ رہا تھا۔ پھر اسے سمندر کے کنارے چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر ایک محل دکھائی دیا۔ بکالی نے کہا۔

"یہ ہمارا محل ہے۔ تم قیامت تک اب میرے ساتھ اس محل میں رہو گے!"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالا آسیبی محل

بکالی تھیوسانگ کو لے کر اپنے محل میں اُتر گئی۔
یہ ایک بہت بڑا غیر آباد محل تھا۔ شہر کے لوگ اس طرف آتے ڈرتے تھے۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ یہ محل آسیبی ہے اور جو کوئی اُدھر جاتا ہے وہ مر جاتا ہے۔ یہ کالے پتھروں سے بنا ہوا تھا اور لوگ اسے کالا محل کہتے تھے۔ سارے کا سارا محل ویران تھا۔ فرشوں پر گرد پڑی تھی۔ دیواروں میں باہر کی طرف کہیں کہیں گھاس اُگ آئی تھی۔ محل میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بکالی اب تھیوسانگ کے کاندھے سے اتر آئی تھی اور اُسے نظر بھی آنے لگی تھی۔ بکالی نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ! یہ محل تمہیں کیسا لگا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"بکالی! تم مجھے جہاں رکھو گی میں خوش ہو کر رہوں گا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجھے تمہارے ساتھ یہ محل بھی بڑا اچھا لگ رہا ہے۔"

بکالی مسکرائی۔ کہنے لگی۔

"شاباش! اب تم واقعی میرے خاوند اور غلام بن گئے ہو۔ چلو، میں تمہیں اپنے محل کے نیچے لیے چلتی ہوں۔ ہم محل کے نیچے رہا کریں گے۔"

بھیتو سانگ کو ساتھ لے کر بکالی ایک تنگ و تاریک زینے سے اتر کر نیچے تہ خانے میں آ گئی۔ یہ تہ خانہ کافی کھلا تھا۔ وہاں ایک تخت بچھا تھا۔ فرش پر قالین بچھے ہوئے تھے۔ چھت سے فانوس روشن تھا۔ بکالی نے خوش ہو کر پوچھا۔

"بھیتو سانگ! تمہیں یہ تہ خانہ کیسا لگا؟"

"بھیتو سانگ بولا۔

"مجھے یہ تہ خانہ بہت اچھا لگا۔"

"شاباش بھیتو سانگ!" بکالی نے کہا۔ "تم بڑے اچھے غلام ہو۔"

وہ دونوں تخت پر بیٹھ گئے۔ بکالی نے کہا۔

"بھیتو سانگ! اب تم اس وقت تک میرے ساتھ رہو گے جب تک کہ یہ دنیا قائم ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گی۔ ہم دونوں زندہ رہیں گے۔ تمہیں اب نہ کھانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پینے کی ضرورت رہے گی نہ سونے کی۔ لیکن مجھے قیامت تک زندہ رہنے کے لیے ایک خاص چیز کی ضرورت ہوگی اور یہ خاص چیز صرف مُردوں کی ہڈیوں ہی میں پائی جاتی ہے۔ تم ہفتے میں ایک بار شہر کے شمشان میں جایا کرو گے اور وہاں جلائے جانے والے مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لایا کرو گے۔ میں اس ٹانگ کی ہڈی کاٹ کر اس کے گودے میں چھپے ہوئے رس کو پی جایا کروں گی۔ تم کو میرے اس حکم پر عمل کرنا ہوگا۔ کیا تم اس پر تیار ہو؟"

بھیوسانگ نے کہا۔

"بکالی! تم جو کہو گی میں وہی کروں گا۔ لیکن لوگ مجھے مُردے کی ٹانگ کاٹتے ہوئے دیکھ لیں گے اور مجھے پکڑ کر لے جائیں گے۔ پھر میں کیا کروں گا؟"

بکالی ہنس کر بولی۔

"تم بکالی کے خاوند اور غلام ہو۔ بکالی کے پاس بے پناہ طاقت ہے۔ وہ تمہاری مدد کرے گی۔ جب تم میرے لیے مُردے کی ٹانگ لینے جاؤ گے تو میں تم پر ایک خاص عمل پڑھ کر پھونک مار دیا کروں گی۔ تب تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے گا اور تم بڑے اطمینان سے اپنا کام کر کے میرے پاس واپس آجایا کرو گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ خوش ہو کر بولا۔

"ٹھیک ہے بکالی! میں خوشی خوشی تمہارے لیے مُردے کی ٹانگ لے آیا کروں گا۔"

بکالی نے کہا۔

"اب تم اس تخت پر سو جاؤ۔ کل مجھے مُردے کی ٹانگ کی ضرورت ہے۔ کل تم شہر کو جانا۔ اس شہر میں اگر کوئی شخص مر گیا ہو تو تم اس کی ٹانگ کاٹ کر میرے لیے لے آنا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"لیکن بکالی! تم نے تو کہا تھا کہ مجھے نیند نہیں آ سکتی۔ پھر میں تخت پر کیسے سوؤں گا؟"

بکالی نے کہا۔

"جب میں تمہاری آنکھوں پر ہاتھ رکھوں گی تو تم سو جایا کرو گے۔ اب لیٹ جاؤ!"

تھیو سانگ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تخت پر لیٹ گیا۔ بکالی نے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی تھیو سانگ گہری نیند سو گیا۔ بکالی وہاں سے دوسرے تہ خانے میں آ گئی۔ اس تہ خانے میں ایک چبوترے پر ایک چھُرا پڑا تھا۔ دیوار کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک پلنگ بچھا تھا۔ بکالی کو اپنے جسم میں کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ اُسے کل شام تک کسی مُردے کی ٹانگ کی ضرورت تھی جس کی ہڈی کا سُودا کھا کر وہ طاقت حاصل کرے۔ یہ کام بکالی خود نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ زمین کے اندر رہنے والی مخلوق تھی اور اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے خود کسی مُردے کی ٹانگ کاٹی تو وہ فوراً آگ میں جل کر بھسم ہو جائے گی۔ اِس لیے اُس نے تھیو سانگ کو اپنا غلام بنا کر ساتھ کر لیا تھا کہ وہ اس کے لیے مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لایا کرے گا۔

دوسرے دن بکالی نے تھیو سانگ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اُسے اُٹھایا۔ تھیو سانگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بکالی نے ایک چھوٹا تیز خنجر نکال کر تھیو سانگ کو دیا اور کہا۔

"تھیو سانگ! یہ خنجر لے کر شہر میں جاؤ۔ وہاں جہاں کوئی آدمی یا عورت مر گئی ہو تو موقع پا کر اُس کی ٹانگ کاٹ کر میرے پاس لے آؤ۔"

تھیو سانگ نے خنجر لے لیا اور پوچھا۔

"بکالی! اگر شہر میں کوئی انسان نہ مرا ہو تو میں کیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کروں ؟"

بکالی کہنے لگی۔

"اِس شہر میں ہر ہفتے دو چار آدمی مَر جاتے ہیں۔ مجھے آج رات مُردے کی ٹانگ کی ضرورت ہے۔ اگر آج شام تک تمہیں کوئی مُردہ نہ ملے تو کسی زندہ آدمی کو مار کر اس کی ٹانگ کاٹ لانا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ایسا ہی کروں گا بکالی! تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارے لیے مُردے کی ٹانگ لے کر ہی واپس آؤں گا۔"

بکالی نے تھیوسانگ کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور ایک خاص منتر پڑھ کر پھونکا۔ منتر پھونکنے سے تھیوسانگ اچانک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ اب سوائے بکالی کے کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ بکالی نے کہا۔

"جاؤ، اَب تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ میں اِسی محل میں تمہاری راہ دیکھوں گی۔"

تھیوسانگ خاموشی سے محل سے باہر نکل گیا۔

وہ محل سے نکل کر پہاڑی سے اُترا اور نیچے سڑک پر آگیا جو شہر کی طرف جاتی تھی۔ یہ شہر کالی کٹ سمندر کے کنارے آباد تھا۔ میدانوں اور پہاڑی کی ڈھلانوں پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوگوں کے مکان بنے ہوتے تھے۔ آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا پھر بھی دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔

تھیو سانگ کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ وہ شہر میں آگیا اور گلیوں بازاروں میں چل پھر کر دیکھنے لگا کہ کون سے گھر میں کوئی فوت ہوا ہے۔ دوپہر تک وہ شہر میں گھومتا رہا۔ اُسے کہیں کسی گھر سے رونے کی آواز نہ آئی۔ آخر وہ شہر کے باہر والی ایک بستی میں آگیا۔ یہاں ایک مکان کے اندر سے اُسے رونے کی آواز سنائی دی۔ تھیو سانگ اندر چلا گیا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک آدمی مر گیا ہے جس کی لاش فرش پر پڑی ہے۔ گھر والے اس کے ارد گرد بیٹھے بین کر رہے ہیں۔ اگرچہ تھیو سانگ غائب تھا مگر وہاں اُسے مُردے کی ٹانگ کاٹنی مشکل نظر آرہی تھی۔ اُس نے سوچا کہ جب یہ لوگ مُردے کو جلانے کے لیے شمشان گھاٹ لے جائیں گے تو وہاں اُسے ٹانگ کاٹنے کا موقع ضرور مل جائے گا۔

تھیو سانگ مکان کے باہر ایک طرف بیٹھ گیا۔ جب رات کا وقت ہوا تو لوگ مُردے کو بانس کی کھاٹ پر ڈال کر جلانے کے لیے شمشان کی طرف چل پڑے۔ تھیو سانگ بھی ساتھ ساتھ چل پڑا۔ شمشان گھر بستی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قریب ہی ایک تالاب کے کنارے واقع تھا۔ یہاں مُردے کو ایک چبوترے پر رکھ دیا گیا اور اس کے اِرد گرد لکڑیاں لگائی جانے لگیں۔

جب لوگ مُردے کے گرد لکڑیاں لگا کر ذرا پرے ہٹ کر بیٹھ گئے تو تھیوسانگ آگے بڑھ کر چبوترے پر چڑھ گیا۔ خنجر اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ اُس نے آہستہ سے مردے کی ٹانگ کو پکڑا اور گھٹنے کے نیچے سے اس کی ٹانگ کاٹ کر اپنے کپڑوں میں چھپا لی۔ پھر شمشان سے بکالی کے محل کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ جب وہ مُردے کی ٹانگ لے کر کالے آسیبی محل میں پہنچا تو بکالی کا بھوک اور کمزوری کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ وہ محل کے دروازے پر کھڑی تھیوسانگ کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی بکالی نے اُسے دیکھا تو اس کی طرف بڑھی اور بولی۔

"کیا مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لے آئے ہو؟"

تھیوسانگ نے لباس کے اندر سے مُردے کی ٹانگ نکال کر بکالی کو دی۔

بکالی نے اِسی وقت منتر پڑھ کر تھیوسانگ پر پھونک ماری وہ پھر سے نظر آنے لگا۔ بکالی جلدی جلدی نیچے اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خاص تہ خانے میں گئی۔ مُردے کی ٹانگ کو کاٹ کر اس میں سے ہڈی الگ کی اور گودا نکال کر چڑیلوں کی طرح منھ چلا چلا کر کھانے لگی۔ مُردے کی ہڈی کا گودا کھانے سے اُس کے جسم میں پھر سے طاقت آ گئی۔ وہ بڑی خوش ہوئی اور پلنگ پر لیٹ کر گہری نیند سو گئی۔

ایک ہفتے تک بکالی کو کچھ کھانے کی ضرورت نہ تھی مُردے کی ہڈی کا گودا کھانے سے اُس کے جسم میں ہفتہ بھر کے لیے طاقت آ گئی تھی۔

تھیو سانگ محل ہی میں رہا۔ وہ اپنی مرضی سے کہیں نہیں جا سکتا تھا۔ بکالی نے اسے محل سے باہر جانے کا حکم نہیں دیا تھا اور وہ بکالی کے حکم کا پابند تھا۔

ساتویں روز صبح بکالی کو پھر بھوک لگی اور جسم میں کمزوری محسوس ہونے لگی۔ اُس کا جسم زندہ رہنے کے لیے ایک بار پھر مُردے کی ٹانگ کی ہڈی مانگ رہا تھا۔ بکالی نے خنجر تھیو سانگ کے ہاتھ میں دیا، منتر پڑھ کر اُسے غائب کیا اور کہا۔

"تھیو سانگ جاؤ اور میرے لیے مُردے کی ٹانگ لاؤ۔"

تھیو سانگ تو بکالی کے حکم کا غلام بن چکا تھا۔ اُس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے خنجر جیب میں رکھا اور مُردے کی ٹانگ لیئے شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ کچھ آدمی اُسے شمشان کی طرف مُردہ لے جاتے مِل گئے۔ تھیوسانگ ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ شمشان گھاٹ پہنچنے کے بعد جب لوگوں نے مردے کو چبوترے پر لٹا دیا اور اُسے جلانے کے لیے لکڑیاں اِکٹھی کرنے لگے تو موقع پاکر تھیوسانگ نے مُردے کی ٹانگ کاٹی اور اُسے لے کر محل کی طرف چل پڑا۔

تھیوسانگ بکالی کے قبضے میں اس کے کالے محل میں رہ رہا تھا۔ ہر ہفتے اُس کے لیے کسی نہ کسی مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لے آتا اور تخت پر لیٹ کر سو جاتا۔

اب دوسری طرف کیٹی اور دیوسانگ بھی تھیوسانگ اور عنبر ناگ ماریا کی تلاش میں بصرے کی بندرگاہ سے بادبانی جہاز میں سوار ہوکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوگئیں۔ دونوں جہاز میں سفر کرتیں ایک ہفتے بعد ہندوستان کی بندرگاہ مکران پہنچ گئیں۔ بندرگاہ پر اُترتے ہی کیٹی اور جولی سانگ نے گہرے سانس لیے کیٹی سے کہا۔

"جولی سانگ! اس شہر کی فضاؤں میں عنبر ناگ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور تھیو سانگ کی خوشبو نہیں ہے "
کیٹی بھی سانس بھر کر بولی۔
"ہاں جولی سانگ! یہاں سوائے ہم دونوں کی خوشبوؤں کے اور کسی کی خوشبو نہیں ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے کسی دوسرے شہر میں ہمیں اپنے دوستوں کا سراغ مل جائے۔ ہمیں آگے سفر کرنا ہوگا"
یہاں سے کیٹی اور جولی سانگ ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر ہندوستان کے جنوب کی طرف روانہ ہو گئیں۔ یونہی سفر کرتے کرتے آخر وہ کوچین کے شہر آ گئیں۔ یہ وہ شہر تھا جس کے جنگل والے پرانے مندر سے بکالی تھیو سانگ کو اپنے قبضے میں کر کے کالی کٹ لے گئی تھی۔ کیٹی اور جولی سانگ وہاں ایک سرائے میں اتر گئیں اور شہر میں گھوم پھر کر اپنے دوستوں کی تلاش شروع کر دی۔ یہاں بھی ان کے دوستوں میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ ایک روز جولی سانگ اور کیٹی پھرتے پھراتے اس جنگل میں آ گئیں جہاں تھیو سانگ پرانے مندر میں گیا تھا۔
کیٹی نے اچانک فضا میں گہرا سانس لیا اور کہا۔
"جولی سانگ! مجھے فضا میں تھیو سانگ کی ہلکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔"

جولی سانگ نے جلدی جلدی لمبے سانس لیے اور کہنے لگی۔

"ہاں کیٹی! تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے بھی تھیو سانگ کی خوشبو محسوس رہی ہے مگر یہ خوشبو بڑی مدھم ہے۔" کیٹی نے کہا۔

"مگر یہ خوشبو جدھر سے آ رہی ہے اُدھر چلو۔ ہو سکتا ہے ہمیں تھیو سانگ مل جائے۔"

دونوں تھیو سانگ کی مدھم خوشبو کے پیچھے پیچھے چلتیں پرانے مندر کے پاس آ گئیں۔ کیٹی نے لمبا سانس لیا اور بولی۔

"تھیو سانگ کی خوشبو اس کھنڈر سے آ رہی ہے۔ چلو اس کے اندر چلتی ہیں۔"

دونوں سہیلیاں مندر کے پرانے کھنڈر میں داخل ہو گئیں۔ یہاں تھیو سانگ کی خوشبو بہت ہی دھیمی دھیمی آ رہی تھی۔ جولی سانگ نے ڈیوڑھی میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر دوسرے دالان میں آ گئیں۔ یہاں چبوترے پر کالے پتھر کا ایک بُت رکھا ہوا تھا۔ کیٹی اور جولی سانگ نے اس بت کو جھک کر دیکھا۔ یہ کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدمی کی بھدی سی شکل والا بت تھا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"تھیو سانگ کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے کیٹی۔ صاف لگتا ہے کہ تھیو سانگ اس جگہ پر کچھ دن پہلے موجود تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہاں سے کدھر چلا گیا۔ کیٹی نے مندر سے باہر نکل کر ادھر اُدھر دیکھا۔ جنگل خاموش اور سنسان تھا۔ اُس نے ایک طرف مُنہ کر کے سانس لیا اور بولی۔

"کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ یہاں سے خوشبو کدھر گئی! کیونکہ تھیو سانگ کی خوشبو صرف اسی جگہ پر ہے۔ اس سے آگے فضا میں خوشبو نہیں ہے"۔

جولی سانگ اور کیٹی دونوں وہاں بیٹھ کر سوچنے لگیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے۔ آخر کیٹی نے مشورہ دیا کہ ہمیں یہاں سے آگے کسی دوسرے شہر کی طرف چلنا چاہیے ممکن ہے وہاں ہمیں تھیو سانگ کا کچھ پتہ مل جائے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے دونوں سہیلیاں کوپین کے شہر سے اگلے شہر کی طرف چل پڑیں۔

اس سے اگلا شہر کالی کٹ ہی تھا جہاں تھیو سانگ بکالی کے قبضے میں کالے محل میں رہ رہا تھا۔ مگر یادداشت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ تھیوسانگ کے جسم کی خوشبو بھی ختم ہو گئی تھی۔
کیٹی اور جولی سانگ سفر کرتے کرتے آخر ایک روز دوپہر
کے بعد کالی کٹ کے شہر میں آ گئیں۔ یہاں کی فضا میں بھی
تھیوسانگ کی خوشبو نہیں تھی۔ پھر بھی کیٹی کہنے لگی۔
"ہمیں کچھ روز اس شہر میں ٹھہر جانا چاہیے۔ ہو سکتا
ہے تھیوسانگ مل جائے۔"
یہ ہفتے کا آخری دن تھا اور اس دن تھیوسانگ کو
بکالی کے لیے مُردے کی ٹانگ کاٹنے کے لیے شہر آنا تھا۔
بکالی نے تھیوسانگ کو خنجر دیا، منتر پڑھ کر پھونکا، اُسے
غائب کیا اور کہا۔
"جاؤ شہر جا کر میرے لیے کسی مُردے کی ٹانگ کاٹ کر
لے آؤ!"
تھیوسانگ نے کہا۔
"میں ابھی لاتا ہوں بکالی!"
یہ کہہ کر تھیوسانگ غیبی حالت میں کالے آسیبی محل
سے شہر کی طرف چل دیا۔ جس وقت تھیوسانگ شہر پہنچا
اس وقت کیٹی اور جولی سانگ بھی اُس کی تلاش میں
شہر کے بازاروں میں گھوم رہی تھیں۔ ایک بازار سے
تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کے بالکل قریب سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گزر گیا۔ مگر نہ اُس نے کیٹی اور جولی سانگ کو پہچانا اور نہ ہی کیٹی اور جولی سانگ ہی تھیو سانگ کو دیکھ سکیں۔ کیونکہ تھیو سانگ غیبی حالت میں تھا اور پھر اُس کے جسم سے خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔

تھیو سانگ نے کیٹی اور جولی سانگ کو دیکھا۔ مگر اُس کی تو یادداشت گم ہو چکی تھی۔ وہ دونوں کو نہ پہچان سکا۔

تھیو سانگ کسی مُردے کی تلاش میں تھا۔ کیٹی اور جولی سانگ شہر کے بازاروں میں گھوم پھر کر آخر شہر سے باہر ایک جگہ بیٹھ گئیں۔ وہاں ایک چبوترے پر کچھ لوگ لکڑیاں رکھ رہے تھے۔ جولی سانگ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"لگتا ہے کسی مُردے کو یہاں جلایا جائے گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"ہاں! یہ بُت پرست لوگ ہیں اور اپنے مُردوں کو دفن نہیں کرتے بلکہ آگ میں جلا دیتے ہیں۔"

اتنے میں وہاں کچھ لوگ مُردے کی چارپائی اُٹھائے وہاں آ گئے۔ تھیو سانگ بھی جنازے کے ساتھ تھا مگر اُسے نہ تو کیٹی اور نہ ہی جولی سانگ ہی دیکھ سکتی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی اور جولی سانگ وہیں بیٹھی مُردے کو لاتے دیکھتی رہیں لوگوں نے مُردے کو چبوترے پر رکھ دیا اور ذرا پرے بیٹھ کر اشلوک گانے لگے۔ بھیو سانگ جلدی سے چبوترے پر مُردے کے پاس آگیا۔ اُس نے مُردے کی چادر ہٹا کر اس کی ٹانگ خنجر سے کاٹی اور اسے کپڑوں میں چھپا کر چبوترے سے اُترا اور کالے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ کیٹی اور جولی سانگ کے قریب سے گزرا مگر انہیں نہ پہچان سکا۔

اِتنے میں وہاں شور مچ گیا کہ کوئی مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لے گیا ہے۔ لوگ چبوترے کی طرف دوڑے۔ مُردے کے رشتہ دار بھی وہاں موجود تھے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ مردے کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہے۔ کیٹی اور جولی سانگ بھی وہاں آگئیں۔ اُنھوں نے بھی مُردے کی ٹانگ کو دیکھا جو گھٹنے تک کٹی ہوئی تھی۔ ایک پجاری نے کہا۔

"یہ پاپ ہوا ہے! مُردے کی ٹانگ تازہ تازہ کٹی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کام ہم میں سے کسی نے ابھی ابھی کیا ہے۔ ہم سب کی تلاشی لی جائے گی۔"

سب لوگوں کی تلاشی لی گئی مگر مُردے کی ٹانگ نہ مِل سکی۔ آخر پجاری نے کہا۔

"اگر مُردے کی ٹانگ واپس نہ آئی تو مُردے کی رُوح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے چین رہے گی۔ وہ بھٹکتی پھرے گی۔ اُس کی ٹانگ تلاش کر کے واپس لانی ضروری ہے۔"

مُردے کے رشتہ داروں نے کہا۔

"ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ اس کی ٹانگ کون لے گیا ہے؟ مُردہ خود بول کر نہیں بتا سکتا کہ میری ٹانگ فلاں آدمی کاٹ کر لے گیا ہے۔"

یہ سُن کر کیٹی نے کہا۔

"جولی سانگ! میں مُردے سے پُوچھوں کہ اُس کی ٹانگ کون لے گیا ہے؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ہاں کیٹی! ضرور پُوچھو۔ کم از کم بے چارے مُردے کی رُوح بھٹکنے پھرنے سے تو بچ جائے گی۔ مُردہ تمہیں بھی بتا دے گا کہ اس کی ٹانگ کون لے گیا ہے۔ تم ان لوگوں کو بتا دینا۔ یہ لوگ خود ٹانگ کاٹنے والے کو پکڑ لیں گے اور ٹانگ واپس لے آئیں گے۔"

کیٹی نے کہا۔

"تو آؤ مُردے کے رشتہ داروں سے بات کرتے ہیں۔"

دونوں سہیلیاں مُردے کے رشتہ داروں کے پاس آ گئیں۔ بے چارے رشتہ دار پریشان تھے کہ کیا کریں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے مردے کی ٹانگ کہاں سے واپس لائیں۔

کیٹی نے ایک بزرگ رشتہ دار سے کہا۔

"اگر آپ لوگ مجھے اجازت دیں تو میں مُردے سے پُوچھ سکتی ہوں کہ کون اس کی ٹانگ کاٹ کر لے گیا ہے۔"

سب لوگ کیٹی کی طرف حیرانی سے تکنے لگے۔ پھر لوگ ہنس پڑے اور ایک بولا۔

"بھلا کوئی شخص مُردے سے بھی بات کر سکتا ہے۔"

بزرگ رشتہ دار نے کیٹی سے پُوچھا۔

"بیٹی! تم مُردے سے کیسے بات کرو گی؟ مُردہ تو کبھی نہیں بولا کرتا۔"

کیٹی نے کہا۔

"مجھے ایک ایسا منتر آتا ہے کہ جس کی مدد سے مُردہ میرے سوال کا جواب دیتا ہے اور مجھ سے بات کرنے لگتا ہے۔"

کسی کو کیٹی کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ مُردے کے بزرگ رشتے دار نے کہا۔

"اچھا بیٹی! اگر تم مُردے سے بات کر سکتی ہو تو اس سے بات کر کے پُوچھو کہ اس کی ٹانگ کون کاٹ کر لے گیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب لوگ کیٹی کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے سب یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ لڑکی مذاق کر رہی ہے۔ کیٹی مُردے کے سرہانے بیٹھ گئی۔ اُس نے اپنا ہاتھ مردے کے سر پر رکھ دیا اور جھک کر آہستہ سے مُردوں کی زبان میں پوچھا۔

"اے مُردے! کیا بتا سکتے ہو کہ تمہاری ٹانگ کون کاٹ کر لے گیا ہے؟"

مُردے کے ہونٹ کھُل گئے۔ اُس نے آہستہ سے مُردوں کی آواز میں کہا۔

"ایک اُونچا لمبا آدمی خنجر سے میری ٹانگ کاٹ کر لے گیا ہے۔ وہ کسی زندہ اِنسان کو نظر نہیں آسکتا۔ اُسے صرف مُردہ لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں۔"

کیٹی نے آہستہ سے پُوچھا۔

"وہ کس طرف گیا تھا؟"

مُردے نے کہا۔

"وہ سامنے پہاڑی والے محل کی طرف گیا تھا۔"

کیٹی نے مُردے کے سر پر دوبارہ ہاتھ رکھا تو مُردے نے آنکھیں بند کر لیں اور وہ پھر لاش میں تبدیل ہو گیا۔

کیٹی نے مُردے کے بزرگ رشتہ دار سے کہا۔

مُردے نے مجھے بتایا ہے کہ ایک آدمی اس کی ٹانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاٹ کر پرانے محل کی طرف بھاگ گیا ہے۔"

یہ بات دوسرے لوگوں نے بھی سُنی تو سب کانوں کو ہاتھ لگانے لگے۔ ایک نے بلند آواز سے کہا۔

"کالے محل کا آسیب آکر ٹانگ لے گیا ہے۔ اُدھر کون جا سکتا ہے!"

کالے پُرانے محل کی طرف بھلا کون جاتا۔ چنانچہ مُردے کو بغیر ٹانگ کے ہی آگ لگا دی گئی۔ سرکوئی قلعے کے آسیب سے خوف زدہ تھا۔ جولی سانگ کچھ سوچ رہی تھی۔ کیٹی نے پُوچھا۔

"تم کیا سوچ رہی ہو جولی!"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مُردے نے کہا تھا کہ ایک اُونچا لمبا آدمی اُس کی ٹانگ کاٹ کر لے گیا ہے۔ مُردہ جھوٹ نہیں بولتا۔"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر اس میں سوچنے کی کون سی بات ہے؟"

جولی سانگ بولی۔

"میں یہ سوچ رہی ہوں کہ ٹانگ کاٹنے والا نظر نہیں آرہا تھا۔ ہمیں محل کی طرف چل کر پتہ چلانا چاہیے کہ یہ پُراسرار نظر نہ آنے والا اونچا لمبا آدمی کون تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت ممکن ہے اس طرح ہمیں عنبر ناگ ماریا کا کوئی سُراغ مل جائے۔"

کیٹی نے لمبا سانس بھرا اور کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے! ہم تو اپنے دوستوں کی تلاش میں ہیں۔ چلو، پُرانے محل کی طرف چل کر ہی دیکھ لیتے ہیں۔"

دونوں سمندر کے کنارے کنارے اس پہاڑی کی طرف چل پڑیں جس کے اُوپر کالا پُرانا محل تھا اور جس کے اندر قید خانے میں تھیو سانگ کو بکالی نے تخت پر سُلا دیا تھا۔ اور خود مُردے کی کٹی ہوئی ٹانگ کا گوشت کھا رہی تھی۔ چلتے چلتے کیٹی نے مایوسی کے لہجے میں کہا۔

"مجھے تھیو سانگ اور عنبر ناگ ماریا کے ملنے کی اُمید تو نہیں ہے لیکن تمہارے کہنے پر وہاں چلے چلتے ہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ کہیں ہم کسی اور مشکل میں نہ پھنس جائیں۔"

جولی سانگ مُسکرانے لگی۔

"ہماری ساری زندگی خطروں اور مشکلوں کا مقابلہ کرتے گزر گئی ہے۔ اِن خطروں میں کُود کر ہی تو ہم نے ہمیشہ کامیابی حاصل کی ہے۔"

کیٹی بھی اب مسکراتے ہوئے بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تو تم نے بالکل ٹھیک کہا۔"

اِس وقت رات کے اندھیرے کی ہلکی ہلکی سیاہی چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ پُرانے محل والی پہاڑی پر بھی کالی کالی دُھند سی چھا رہی تھی۔ پہاڑی پر چڑھنے سے پہلے جولی سانگ اور کیٹی نے گہرے سانس لیے اُنہیں اب بھی عنبر ناگ ماریا میں سے کسی کی بھی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ کیٹی کہنے لگی۔

"اُوپر سے کسی زیست کی خوشبو نہیں آ رہی ہے ہاں تمہارے وہم کو دُور کرنے کے لیے اُوپر چلی چلتی ہوں۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"وہاں کوئی نہیں ہوگا۔ تو ٹھیک ہے ہم وہاں رات گزار لیں گی۔ رات گزارنے کے لیے یہ بڑی اچھی جگہ لگتی ہے۔"

پُرانے قلعے کو جو پہاڑی چھوٹا سا راستہ جاتا تھا، وہ ویران تھا اور چونکہ ایک مدت سے اِدھر کوئی نہیں آیا تھا اِس لیے سارے کچے راستے پر گھاس اُگ آئی تھی۔ یہ گھاس کافی اُونچی ہو چکی تھی۔ سیاہ کالے محل تک پہنچتے پہنچتے رات کا اندھیرا پوری طرح چھا گیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ محل کا دروازہ شکستہ ہو کر ٹوٹ گیا ہے اور اُس کے اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر پڑے ہیں۔

دونوں اس کے اندر آگئیں۔ بائیں طرف ایک برآمدہ تھا۔ وہ برآمدے میں سے ہوتی ہوئیں ایک کھلے کمرے میں آئیں جہاں گھپ اندھیرا اور دہشت ناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

وہ گرد آلود فرش پر چلتیں کمرے کی بارہ دری میں آ گئیں۔ یہاں سے دور تک سمندر نظر آتا تھا۔ تہ خانے کے نیچے مُردے کی ہڈی کا گودا کھانے کے بعد بکالی پلنگ پر آرام کرنے لیٹی ہی تھی کہ اچانک اُسے اُوپر کسی کے قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ بکالی غور سے چھت کی طرف دیکھنے لگی۔ اوپر محل کے ویران کمرے کے فرش پر دو انسان چل رہے تھے۔

بکالی بڑی حیران ہوئی کہ اِس محل کی طرف تو کبھی کوئی اِنسان نہیں آیا۔ پھر یہ لوگ کہاں سے آگئے ہیں۔ وہ اُٹھی اور تہ خانے کی تنگ و تاریک سیڑھیاں چڑھتی اوپر والے کمرے میں آ گئی۔ جولی سانگ اور کیٹی کی طرح یہ آسیبی روح بکالی بھی اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ بکالی نے دو عورتوں کو بارہ دری میں کھڑے سمندر کی طرف مُنہ کیے باتیں کرتے دیکھا تو جلدی سے پیچھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہٹ گئی۔

پیچھے ہٹتے ہی اس نے ایک خفیہ منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک ماری اور وہ غائب ہوگئی۔ اب وہ کسی کو نظر نہیں آسکتی تھی۔ وہ غائب ہونے کے بعد چلتی ہوئی کیٹی اور جولی سانگ کے پاس آکر کھڑی ہوگئی اور اُن کی باتیں سُننے لگی۔ کیٹی کہہ رہی تھی۔

"جولی! میرا خیال ہے کہ ہمیں رات یہیں اسی جگہ بسر کرنی چاہیے۔ یہاں بڑی خوش گوار ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔" جولی سانگ نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ یہاں تو ہمیں کچھ بھی نہیں ملا۔ اب رات یہیں رہ لیتی ہیں۔ صبح ہوگی تو اُٹھ کر شہر چلی جائیں گی۔ چلو کسی دوسرے کمرے میں سونے کے لیے اچھی سی جگہ ڈھونڈتی ہیں۔"

بکالی سمجھ گئی کہ یہ دونوں پردیسی مسافر عورتیں ہیں اور کالی کٹ کی سیر و تفریح کو آئی ہیں اور پرانے محل کو تاریخی عمارت سمجھ کر اس کی سیر کر رہی ہیں اور اب رات اسی جگہ بسر کرنا چاہتی ہیں۔

بکالی نے سوچا کہ اگر وہ محل میں رات بسر کرلیتی ہیں تو اِس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اچانک اُسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ کا خیال آگیا جو نیچے اپنے تہ خانے میں سو رہا تھا۔ وہ نظر آسکتا تھا۔ بکالی جلدی سے تھیوسانگ کے تہ خانے میں آئی۔ اُس نے منتر پڑھ کر تھیوسانگ پر پھونک ماری اور وہ غائب ہوگیا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ دونوں سیاح عورتیں تھیوسانگ کو دیکھ لیں۔

بکالی وہاں سے اپنے تہ خانے میں آگئی اور پلنگ پر لیٹ گئی۔ دوسری طرف جولی سانگ اور کیٹی محل کے کمروں میں چل پھر کر سونے کے لیے کوئی جگہ تلاش کر رہی تھیں۔ محل کے جس کمرے میں قالین بچھے تھے اور تخت لگا تھا اس کا بڑا دروازہ بکالی نے بند کر رکھا تھا۔ جولی سانگ نے دروازے کو تھوڑا سا اندر دھکیلتے ہوئے کیٹی سے کہا۔

"یہ دروازہ اندر سے بند کیوں ہے کیٹی؟"

کیٹی نے بھی دروازے کو ذرا سا دھکیلا۔ پھر کہنے لگی۔

"دروازہ اندر سے بند ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے اندر ضرور کوئی ہے جس نے دروازہ بند کر رکھا ہے۔"

جولی سانگ بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر یہ محل تو ویران ہے۔ یہاں کون ہے جس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"یہی تو سوچنے کی بات ہے۔"

جولی سانگ بولی۔

"اب یاد آیا کیٹی! مُردے نے کہا تھا کہ ایک اُونچا لمبا آدمی اس کی ٹانگ کاٹ کر پُرانے محل کی طرف گیا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ مُردے کی ٹانگ کاٹنے والا آدمی اِس کمرے میں چھُپا ہوا ہو۔"

کیٹی نے جلدی سے جولی سانگ کے مُنہ پر ہاتھ رکھ کر اُسے چُپ کرا دیا۔ اور سرگوشی میں کہنے لگی۔

"شی! آہستہ بولو! یہ تو مَیں بھی بھُول گئی تھی کہ یہاں مُردے کی ٹانگ کاٹنے والا بھی ہے۔ ضرور اُس نے دروازہ اندر سے بند کیا ہے۔ میرے ساتھ دوسری طرف آؤ۔"

اور وہ دونوں یعنی جولی سانگ اور کیٹی محل کے کمرے سے نکل کر برآمدے میں آکر اندھیرے میں ایک طرف بیٹھ گئیں۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ نے پھن اُٹھا لیا

جولی سانگ نے کہا۔
"کمرے کے اندر جو مُردے کی ٹانگ کاٹنے والا ہے وہ ایک بدکردار آدمی ہے جو لوگوں کے مُردوں کی بے حُرمتی کرتا ہے۔ ہمیں اُسے ضرور سزا دینی چاہیے۔ بلکہ اُسے پکڑ کر قانون کے حوالے کر دینا چاہیے۔"
کیٹی بولی۔
"یہ تو تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ کیونکہ اگر ہم نے اسے کھلا چھوڑ دیا تو آج یہ مُردہ لوگوں کی ٹانگیں کاٹتا ہے تو کل یہ زندہ لوگوں کو مارنا شروع کر دے گا۔ میں دروازہ کھولتی ہوں۔ میرے ساتھ آؤ!"
کیٹی محل کے بند دروازے کے پاس آ گئی۔ جولی سانگ اس کے ساتھ تھی۔ کیٹی اور جولی سانگ دونوں خلائی مخلوق تھیں اور ان میں اِتنی طاقت تھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ وہ بڑے سے بڑے پتھر کو اُٹھا سکتی تھیں۔ دروازہ کھولنا ان کے لیے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ کیٹی نے زور لگایا تو دروازے کی کنڈی اندر سے تڑاخ کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی اور دروازہ کھل گیا۔ یہ آواز نیچے تہ خانے میں بکالی نے سُنی تو ایک دم سے اُٹھ بیٹھی اور زینہ چڑھ کر اُوپر والے کمرے میں آ گئی۔

کیا دیکھتی ہے کہ وہی دو لڑکیاں کمرے میں کھڑی اِدھر اُدھر دیکھ رہی ہیں۔ بکالی اُن کو نظر نہیں آ رہی تھی مگر بکالی انہیں دیکھ رہی تھی۔ جولی نے زمین پر بچھے ہوئے قالین اور تخت کو دیکھ کر کہا۔

"یہاں تو قالین بچھے ہیں۔ تخت بھی لگا ہے۔ لگتا ہے کہ یہاں کوئی رہتا ہے۔"

کیٹی نے بھی آس پاس نگاہ ڈالی اور بولی۔

"مگر وہ مُردے کی ٹانگ کاٹنے والا کہاں ہے؟"

یہ سُن کر بکالی چونکی۔ تو کیا ان دونوں لڑکیوں کو پتہ گیا ہے کہ تھیوسانگ مُردے کی ٹانگ کاٹ کر اس محل کی طرف آیا تھا! یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ بکالی کا راز فاش ہو سکتا تھا اور لوگ اپنے مُردوں پر پہرہ لگا سکتے تھے اور بکالی کو مجبوراً

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ محل چھوڑ کر کسی دوسرے شہر جانا پڑتا۔ بکالی نہیں چاہتی تھی کہ وہ اپنا محل چھوڑ کر کسی دوسرے شہر جائے۔ اُس نے اِن دونوں لڑکیوں کو وہیں ہمیشہ کے لیے قید کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی جولی سانگ اور کیٹی کے پاس آئی اور منتر پڑھ کر اُن پر پھونک ماری۔

پھونک کا مارنا تھا کہ کیٹی اور جولی سانگ ایک دم سے ننھی ننھی سی بن کر فرش پر گر پڑیں۔ بکالی نے جلدی سے ان دونوں کو ہاتھوں کی مٹھی میں بند کیا اور تہ خانے کی سیڑھیاں اُتر کر نیچے کالے تہ خانے میں آ گئی۔ یہاں اندھیرے میں چھت کے ساتھ باریک جالی والا چھینکا لٹک رہا تھا۔ یہ چھینکا چاروں طرف سے بند تھا۔ بکالی نے چھینکے کا ڈھکن اٹھا کر جولی اور کیٹی کو اس کے اندر ڈالا اور اُسے بند کر کے اس کے ڈھکنے پر تالا لگا دیا۔

جولی سانگ اور کیٹی بالکل چھوٹی چھوٹی انگلیوں جتنی ہو گئی تھیں اور اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان پر کس نے یہ جادو کر دیا ہے۔ اتنا ان دونوں کو پتہ چل گیا تھا کہ کسی نے اپنی مٹھی میں انہیں بند کر کے اٹھایا تھا اور اس پنجرے نما چھینکے میں قید کر دیا ہے۔

جولی سانگ اپنی ننھی سی سہیلی کیٹی کو اور کیٹی انگلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جتنے سائنز کی جولی کو دیکھ رہی تھی۔ کیٹی نے اپنی باریک آواز میں کہا۔

"جولی سانگ! آخر ہم مشکل میں پھنس گئی ہیں ہمیں اس منحوس محل میں نہیں آنا چاہیے تھا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"کیٹی بہن! یہ تو ہمارے ساتھ ہوتا ہی آیا ہے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیا خبر اس مشکل کے اندر ہمارے لیے کوئی آسانی بن جائے اور ہماری ملاقات عفریت ناگ ماریا اور تھیوسانگ سے ہو جائے۔"

کیٹی نے ٹھنڈا سانس بھر کر اپنی باریک آواز میں کہا۔

"لیکن ابھی تو ہم مینڈک جتنی ہو گئی ہیں۔ ہائے! یہ کیا ہو گیا ہمارے ساتھ! کبھی تھیوسانگ لوگوں کو انگلی لگا کر اتنا چھوٹا بنا دیا کرتا تھا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"ہمت نہ ہارو کیٹی! ہمیں یہاں سے فرار ہونے کی کوئی ترکیب سوچنی چاہیے۔"

کیٹی نے چھینکے کی باریک جالی پر انگلی رکھ کر کہا۔

"یہ اتنی باریک جالی ہے کہ اس کے اندر سے صرف ہوا ہی گزر سکتی ہے۔ ہم نہیں گزر سکتیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جولی سانگ بولی۔

"مگر جس نے ہم پر جادو کیا ہے وہ کون ہے؟ وہ ہمیں نظر نہیں آ رہا تھا۔"

کیٹی نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ مردے کی ٹانگ کاٹنے والا ہی ہو سکتا ہے۔ مُردے نے بھی تو کہا تھا کہ ایک اونچا لمبا آدمی جو کسی کو نظر نہیں آتا تھا میری ٹانگ کاٹ کر لے گیا ہے۔ یہ وہی ٹانگ چور ہے۔"

جولی سانگ بولی۔

"لیکن اس نے ہمیں یہاں کس لیے قید کر دیا ہے؟"

کیٹی کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے وہ ہماری بھی ٹانگ کاٹنا چاہتا ہو۔"

جولی سانگ مُسکرائی۔

"اگر وہ ہماری ٹانگ کاٹنا چاہتا ہے تو اس نے ہمیں اتنا چھوٹا کس لیے کیا ہے۔ ضرور اس میں کوئی گہرا راز ہے۔"

ساتھ والے تہ خانے میں تھیو سانگ گہری نیند سو رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو بکالی نے منتر پڑھ کر تھیو سانگ کو جگایا اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تھیوسانگ! میں دریا پر نہانے جا رہی ہوں۔ تم محل میں ہی رہنا۔ اور ہاں، رات دو چور عورتیں ہمارے محل میں گھس آئی تھیں۔ میں نے انہیں پنجرے میں بند کر کے تہ خانے میں بند کر دیا ہے۔ اُن کا خیال رکھنا کہیں بھاگ نہ جائیں"۔

تھیوسانگ بولا۔

"کیوں نہ ہم اُن کی بھی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ انہیں ہمارے محل کا پتہ چل گیا ہے"۔

بکالی نے مسکرا کر کہا۔

"ابھی نہیں۔ میں ان عورتوں کی ٹانگیں اس وقت کاٹوں گی جب شہر میں کوئی مُردہ تمہیں نہیں ملے گا۔ میں نے انہیں اسی لیے قید کر کے رکھ لیا ہے تاکہ وقت پڑنے پر اُن کو استعمال کر سکوں"۔

یہ کہہ کر بکالی کالے محل کے پیچھے تالاب پر نہانے چلی گئی۔ تھیوسانگ کو شوق پیدا ہوا کہ قیدی عورتوں کو دیکھا جائے۔ وہ اپنے تہ خانے سے نکل کر اس قید خانے میں آگیا جہاں چھت کے ساتھ لٹکتے ہوئے پنجرے میں کیٹی اور جولی سانگ چھوٹے سائز کی ہو کر قید تھیں۔ کیٹی اور جولی نے مشعل کی روشنی میں تھیوسانگ کو آتے دیکھا تو خوشی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے اُچھل پڑیں۔ جولی سانگ نے اپنی باریک آواز میں چلّا کر کہا۔

"بھیو سانگ بھائی! ہمیں یہاں سے نکالو۔ یہاں کسی پُراسرار بھوت نے ہمیں چھوٹا کر کے اِس پنجرے میں بند کر دیا ہے"۔

کیٹی نے بھی خوش ہو کر کہا۔

"بھیو سانگ! خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے۔ ہمیں یہاں سے نکال کر پھر سے بڑا کر دو"۔

بھیو سانگ غور سے اِن دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ کیٹی اور جولی سانگ بڑی حیران تھیں کہ بھیو سانگ انہیں دیکھ کر ذرا بھی خوش نہیں ہوا بلکہ اُلٹا انہیں غصّے سے گھور رہا ہے۔ جولی سانگ نے کہا۔

"بھیو سانگ بھائی! کیا بات ہے! تم ہمیں اِس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟"

انہیں کیا معلوم تھا کہ بھیو سانگ تو اپنی یادداشت بھول چکا ہے اور اُسے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کون ہے اور کیٹی اور جولی سانگ کون ہیں۔

بھیو سانگ آگے بڑھ کر پنجرے کے پاس آ کر بولا۔

"تمہیں اِس محل میں گھسنے کا بہت جلد مزا چکھایا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جائے گا۔ میں خود تمہاری ٹانگیں کاٹوں گا"۔

یہ سُن کر جولی سانگ اور کیٹی کے مُنہ مارے تعجب کے کھُلے کے کھلے رہ گئے۔ تھیو سانگ نے جو کچھ کہا تھا اس کا انہیں یقین نہیں آرہا تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"تھیو سانگ! تمہیں کیا ہو گیا ہے! تم ہمیں پہچانتے کیوں نہیں؟ میں تمہاری بہن جولی سانگ ہوں اور یہ کیٹی ہے۔ ہم تمہاری تلاش میں اس محل میں آئی تھیں کہ ایک پُراسرار بھوت نے ہمیں چھوٹا کر کے یہاں قید کر دیا ہے"۔

تھیو سانگ نے ڈانٹ کر کہا۔

"بکواس بند کرو! جسے تم پُراسرار بھوت کہہ رہی ہو وہ میری بیوی بکالی ہے اور میں اس کا غلام تھیو سانگ ہوں۔ اب تم یہاں سے کبھی زندہ باہر نہیں جا سکو گی"۔

جولی سانگ اور کیٹی نے ایک بار پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے اپنا چھوٹا سا سر ہلا کر کہا۔

"جولی سانگ! تھیو سانگ پر اس عورت نے جس کا یہ نام لے رہا ہے، جادو کر دیا ہے اور اس کی یادداشت بھلا دی ہے۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ ہمیں نہیں پہچان سکے گا"۔

جولی سانگ نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تھیو سانگ! اِس جادوگرنی عورت بکالی نے تم پر جادو کیا ہوا ہے۔ تم تھیو سانگ ہو۔ ہمارے بھائی اور ساتھی۔ یاد کرو! خدا کے لیے یاد کرو! تم ہمارے ساتھی ہو۔"

تھیو سانگ نے غصّے سے کیٹی اور جولی سانگ کی طرف دیکھا اور کڑک کر بولا۔

"بکالی کے خلاف اَب تم نے ایک لفظ بھی بولا تو میں خنجر نکال کر ابھی تم دونوں کی ٹانگیں کاٹ کر رکھ دوں گا۔"

یہ کہا اور تھیو سانگ غصّے سے انہیں دیکھتا ہوا باہر نکل گیا۔ اُس کے جانے کے بعد کیٹی نے گہرا سانس بھرا اور بولی۔

"جولی سانگ! اب ہماری یہاں سے باہر نکلنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ تھیو سانگ ہمیں یہاں سے نجات دلا سکتا تھا مگر وہ خود اِس جادوگرنی بکالی کے قبضے میں ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"اَب معلوم ہوا کہ یہ تھیو سانگ ہی ہے جو بکالی کے حکم پر اس کے طلسم کے اثر میں آکر مُردوں کی ٹانگیں کاٹتا ہے۔ اس نے خود کہا ہے کہ وہ ہماری ٹانگیں کاٹ دے گا۔"

کیٹی کچھ پریشان ہو کر کہنے لگی۔

"ہماری ٹانگیں تو نہیں کٹ سکتیں مگر مجھے تھیو سانگ کی فکر ہے۔ اس کا طلسم کیسے اترے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جُولی سانگ نے کہا۔

"سب سے پہلے تو بکالی نے جو طلسم ہم پر کیا ہے اُسے دور کرنا ہے۔ اس کے بعد اس پنجرے سے نجات حاصل کرنی ہے اور پھر کسی طرح تھیو سانگ کو بکالی کے جادو سے نکالنا ہوگا۔"

کیٹی نے کہا۔

"لیکن ہم تو پنجرے میں قید ہیں۔ ہم کیا کر سکتی ہیں!"

جولی سانگ بولی۔

"خدا کوئی نہ کوئی سبب ضرور پیدا کر دے گا۔ اس کی رحمت سے ہمیں کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ تھوڑا انتظار کرو!"

کیٹی کہنے لگی۔

"ایسا نہ ہو کہ ہم انتظار کرتی رہ جائیں اور وقت گزر جائے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ ہم بہت جلد یہاں سے نکل جائیں گی۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس جادوگرنی بکالی نے تھیو سانگ پر کس لیے طلسم کیا ہے۔ اُس نے تھیو سانگ سے شادی کس مطلب کے لیے کی ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ راز تو تھیو سانگ کی یادداشت واپس آنے کے بعد ہی کھل سکتا ہے۔"

کیٹی اور جولی سانگ دیر تک باتیں کرتی رہیں۔ اُنھوں نے باری باری زور لگا کر پنجرے کو توڑنا چاہا مگر چھوٹی ہو جانے کی وجہ سے اُن کی طاقت بھی بہت کم ہو گئی تھی۔ وہ بے بس اور مایوس ہو کر پنجرے میں بیٹھ گئیں۔

اِس حالت میں ایک ہفتہ گزر گیا۔ تھیو سانگ اِس دوران اُن کے پاس آکر انہیں دیکھ جاتا تھا۔ آخر وہ دن بھی آگیا جب تھیو سانگ بکالی کے کہنے پر مُردے کی ٹانگ کاٹنے کے لیے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اِس روز شہر میں بارش ہو رہی تھی۔ اِتفاق سے اِس روز شہر میں کوئی آدمی نہیں مرا تھا۔ تھیو سانگ نے پھر بھی شہر میں کسی تازہ مُردے کی تلاش جاری رکھی۔

دوسری طرف تیز بارش کی وجہ سے پرانے محل کی پہاڑی کے ایک غار میں زمین کے نیچے سے ایک نسواری سانپ نکل کر باہر آگیا کیونکہ زمین کے اندر اس کے بل میں بارش کا پانی چلا گیا تھا۔ جونہی نسواری سانپ زمین سے باہر آیا، اُسے ناگ دیوتا کی بہت ہی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس ہوئی۔ یہ وہ خوشبو تھی جو کیٹی اور جولی سانگ کے جسموں سے بہت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی دھیمی دھیمی لہروں کی شکل میں نکل رہی تھی۔ چونکہ یہ ناگ دیوتا کی خوشبو تھی اس لیے نسواری سانپ اسے سلام کرنے کے لیے خوشبو کے پیچھے رینگنے لگا۔

نسواری سانپ رینگتا ہوا پرانے محل کے اندر آگیا۔ اس وقت بکالی کو سخت بھوک لگی تھی اور وہ اپنے کمرے کی چار دیواری میں کھڑی تھیو سانگ کے واپس آنے کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی تاکہ وہ کسی مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لائے اور بکالی اس کی ہڈی کے گودے کو کھا کر اپنی بھوک مٹائے۔

نسواری سانپ کمرے کے باہر والی راہداری سے ہوتا ہوا نیچے شہ خانے کی سیڑھیاں اترنے لگا کیونکہ ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو اس شہ خانے سے آرہی تھی نسواری سانپ شہ خانے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ چھت سے ایک پنجرہ لٹک رہا ہے اور اس میں دو ننھی ننھی انگلی کے برابر سائز کی عورتیں قید ہیں۔ نسواری سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو ان عورتوں یعنی کیٹی اور جولی سانگ کے بدن سے ہی آرہی تھی۔ نسواری سانپ پنجرے کے نیچے آکر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اب جولی سانگ اور کیٹی نے بھی سانپ کو دیکھ لیا تھا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہ سانپ کہیں ناگ تو نہیں ہے!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی بولی۔

"اگر ناگ ہوتا تو ہمیں اس کی خوشبو ضرور آتی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے بھیو سانگ کی طرح اس پر بھی کسی نے جادو کر دیا ہو اور اس کے جسم سے خوشبو کی لہریں نکلنا بند ہو گئی ہوں۔"

ابھی وہ باتیں کر رہی تھیں کہ نسواری سانپ نے اپنا پھن پھیلایا اور فرش پر سے اوپر اُٹھنے لگا۔ پھر اس کا پھن چھت سے لٹکتے ہوئے پنجرے کے بالکل قریب آ گیا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے دیکھا کہ نسواری سانپ کا پھن پنجرے کے باہر لہرا رہا ہے۔

جولی سانگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! تم سانپوں کی زبان اچھی طرح سے بول لیتی ہو۔ اس سے پوچھو کہ یہ ناگ ہے؟"

کیٹی نے سانپ کی زبان میں نسواری سانپ سے پوچھا۔

"کیا تم ناگ ہو؟"

نسواری سانپ نے ادب سے سر جھکا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ چونکہ یہ لڑکی سانپوں کی زبان میں بات کر رہی ہے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ یقینی طور پر یہ ناگ دیوتا کی بہن ہوگی کیونکہ ناگ دیوتا کی خوشبو بھی اس کے جسم سے آ رہی تھی۔ نسواری سانپ نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں ناگ نہیں بلکہ ناگ دیوتا کا معمولی خادم ہوں۔ میں تو ناگ دیوتا کی خوشبو پاکر اسے سلام کرنے یہاں آیا تھا۔ ناگ دیوتا کہاں ہیں؟"

کیٹی نے کہا۔

"ہم دونوں ناگ دیوتا کی بہنیں ہیں۔ ہمیں خود ناگ دیوتا کی تلاش ہے۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں یہاں سے نکالو!"

نسواری سانپ نے پوچھا۔

"تمہیں یہاں کس نے چھوٹا بنا کر قید کیا ہے؟"

کیٹی بولی۔

"یہاں ایک جادوگرنی بکالی رہتی ہے۔ اُس نے ہمارے بھائی تھیو سانگ پر بھی جادو کر رکھا ہے۔ وہ ہمیں نہیں پہچانتا۔ جادوگرنی بکالی ہمارا خون کرنا چاہتی ہے۔"

نسواری سانپ نے کہا۔

"تم ناگ دیوتا کی عظیم بہنیں ہو۔ تمہاری طرف کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بُری نگاہ سے دیکھے تو میں اُس کے جسم کے پُرزے اُڑا دوں۔
میں ابھی تم دونوں کو اِس پنجرے سے آزاد کراتا ہوں۔"

یہ کہہ کر نسواری سانپ دیوار پر رینگتا ہوا چھت پر اس جگہ پہنچ گیا جہاں رسّی کے ساتھ پنجرہ لٹک رہا تھا۔ سانپ نے رسی کی طرف مُنہ کر کے زور سے پھنکار ماری۔ پھنکار کی سخت گرمی سے رسّی کو آگ لگ گئی اور پنجرہ نیچے گر پڑا۔ نیچے گرنے سے پنجرے کا دروازہ کھٹاک سے اپنے آپ کھل گیا۔ کیٹی اور جولی جلدی سے باہر نکل آئیں۔ نسواری سانپ بھی اُن کے قریب آگیا۔ کیٹی نے کہا۔

"سانپ بھائی! ہمیں کسی جگہ چھپا دو۔ اگر تھیو سانگ یہاں آگیا تو ہمیں ایک بار پھر قید کر دیا جائے گا اور اگر بکالی آگئی تو وہ جادوگرنی ہے۔ وہ ہمیں کچھ اور جانور بنا دے گی۔"

نسواری سانپ کہنے لگا۔

"تم دونوں جلدی سے میرے اُوپر بیٹھ جاؤ اور میری کمر کو ہاتھوں سے پکڑ لو۔"

کیٹی اور جولی سانگ بالکل ننھے ننھے جگنوؤں ایسی تھیں وہ فوراً نسواری سانپ کی پیٹھ سے چمٹ گئیں۔ نسواری سانپ رینگتا ہوا تہ خانے سے باہر نکل گیا اور راہداری سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتا ہوا پرانے محل کے باہر آ گیا۔

باہر بارش ہو رہی تھی۔ نسواری سانپ بارش میں بھی رینگتا رینگتا محل کے پیچھے پہاڑی والے غار کے اندر چلا آیا۔ اور ایک چٹان کے پیچھے اپنے دوسرے سوکھے بل میں گھس گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے کیٹی اور جولی سانگ کو اپنے اوپر سے اتار کر خشک جگہ پر بٹھا دیا اور پھر کیٹی سے کہا۔

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! تم یہاں آرام سے بیٹھو۔ یہاں وہ جادوگرنی نہیں آ سکتی۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"سانپ بھائی! ہم یہاں کب تک بیٹھی رہیں گی۔ کوئی ایسا کام کرو کہ ہم بڑی ہو جائیں اور ہمارے بھائی تھوسانگ کا جادو بھی ختم ہو جائے اور اس کی یادداشت واپس آ جائے۔ پھر ہم یہاں سے چلی جائیں گی۔"

نسواری سانپ خاموشی سے سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! مجھے غور کرنے کا موقع دو۔ میں کوئی نہ کوئی ترکیب ضرور نکال لوں گا۔ ابھی تم یہاں آرام کرو۔ میں تھوڑی دیر میں آؤں گا۔" یہ کہہ کر نسواری سانپ چلا گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دُوسری طرف تھیو سانگ شہر میں بارش میں بھیگتا رہا اسے کوئی مُردہ کہیں نہ ملا جس کی وہ ٹانگ کاٹ کر لاتا۔ پیچھے محل میں بکالی کا مار سے بھوک کے بُرا حال ہو رہا تھا۔ وہ بے چینی سے محل میں پھر رہی تھی۔ اتنے میں تھیو سانگ بھی آ گیا۔ اُس کے ہاتھ میں مُردے کی ٹانگ نہیں تھی۔ بکالی نے غصّے سے کہا۔

"تم خالی ہاتھ کیوں آ گئے ہو؟"

تھیو سانگ نے ادب سے کہا۔

"بکالی! آج شہر میں کوئی مُردہ نہیں ہے۔"

بکالی نے پریشان ہو کر کہا۔

"تو میں کیا کھاؤں گی؟ کیا میں مر جاؤں؟ فوراً کوئی مُردہ پیدا کرو۔"

تھیو سانگ بولا۔

"کیوں نہ ہم اِن دو قیدی عورتوں کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ تم اِن دونوں کو جادو کے زور سے بڑا کر دو۔ پھر ہم اِن میں سے ایک کو مار ڈالیں گے اور اس کی ایک ٹانگ کاٹ کر تم کھا کر اپنی بھوک مٹا لینا۔"

بکالی نے خوش ہو کر کہا۔

"میں تو اِن قیدی عورتوں کو بھول ہی گئی تھی۔ آج

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان قیدی عورتوں میں سے ایک عورت کی ٹانگ کاٹتے ہیں۔
خنجر تمہارے پاس ہے نا؟"
تھیوسانگ نے جیب سے خنجر نکال کر کہا۔
"ہاں! یہ خنجر میرے پاس موجود ہے۔"
بکالی نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور اس تہ خانے کی طرف چلی جہاں اس نے کیٹی اور جولی سانگ کو پنجرے میں بند کر رکھا تھا۔ جونہی وہ تہ خانے میں داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ پنجرہ خالی فرش پر پڑا تھا اور کیٹی اور جولی سانگ غائب تھیں۔
بکالی نے ایک چیخ ماری اور کہا۔
"یہ قیدی عورتیں کہاں بھاگ گئیں!"
تھیوسانگ بھی پریشان ہو گیا۔ اس نے خالی پنجرے کو اٹھا کر دیکھا۔ پھر بولا۔
"بکالی! وہ پنجرے کو توڑ کر نکل گئی ہیں۔"
بکالی کا بھوک کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا۔
"تھیوسانگ! ان عورتوں کو تلاش کرو۔ نہیں تو میں تمہیں قتل کر کے تمہاری ٹانگ کھا جاؤں گی۔"
تھیوسانگ جلدی سے باہر نکلا اور محل میں کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور جولی سانگ کو ڈھونڈنے لگا۔ بکالی بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ بھوک کی وجہ سے اس پر سخت کمزوری چھانے لگی تھی۔ اپنے کمرے میں آکر وہ تخت پر بیٹھ گئی اور منتر پڑھا مگر بھوک کی وجہ سے بکالی سے منتر بھی پورا نہیں پڑھا گیا تھا۔ دائرے میں شاطو کی شکل تھوڑی دیر کے لیے آکر غائب ہو گئی۔ بکالی نے دوسری بار منتر پڑھا مگر بھوک نے اُس کا دماغ کمزور کر دیا تھا۔ اُسے منتر بھی یاد نہ رہا اور وہ بھول گئی۔ پھر چیخ مار کر بولی۔

"تھیو سانگ! تھیو سانگ! میرے پاس آؤ میں تمہاری ٹانگ کھاؤں گی۔ نہیں تو میں مر جاؤں گی۔"

تھیو سانگ پوری طرح بکالی کے جادو میں جکڑ چکا تھا اُس نے بکالی کی آواز سُنی تو بھاگ کر اُس کے پاس آگیا اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

"کیا حکم ہے بکالی؟"

بکالی نے غصّے سے کہا۔

"تھیو سانگ! بھوک سے میں مر رہی ہوں۔ اگر میں نے کسی مردے کی ٹانگ نہ کھائی تو میں مر جاؤں گی۔ اس لیے میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ یا ایک منٹ کے اندر اندر کسی زندہ آدمی کو قتل کر کے اس کی ٹانگ لاؤ اور یا خود

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی ٹانگ کاٹ کر مجھے دو۔"
بھیوسانگ نے کہا۔
"بکالی! میں ابھی کسی آدمی کو قتل کر کے اس کی ٹانگ کاٹ کر لاتا ہوں۔ اگر ایک منٹ کے اندر مجھے کوئی زندہ آدمی باہر نہ ملا تو واپس آ کر میں اپنی ٹانگ کاٹ کر تمہیں دے دوں گا۔"
بکالی نے چلا کر کہا۔
"جلدی جاؤ! کسی کو قتل کر کے اس کی ٹانگ لاؤ۔ مُردے کی ٹانگ لاؤ! جلدی کرو! جلدی کرو!"
بھیوسانگ چھلانگ لگا کر کمرے سے نکل گیا۔ نسواری سانپ کمرے کے باہر دروازے کے پیچھے بیٹھا یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بھیوسانگ کسی بے گناہ بے قصور آدمی کو قتل کرے اور پھر اس کی ٹانگ کاٹ کر مکروہ جادوگرنی بکالی کو لا کر کھلائے۔
چنانچہ وہ بھی بھیوسانگ کے پیچھے پیچھے رینگتا ہوا چل پڑا۔ باہر بارش ابھی تک ہو رہی تھی اور دن کی روشنی مدھم پڑ گئی تھی۔ بھیوسانگ دوڑتا ہوا جا رہا تھا۔ پہاڑی کے نیچے جا کر وہ شہر کو جانے والی سڑک پر آ کر رُک گیا کہ اگر کوئی مسافر اُدھر سے گزرتا ہو تو وہ اسے قتل کر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی ٹانگ کاٹ کر بکالی کے پاس لے جائے۔ تھیو سانگ نے خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ نسواری سانپ بھی بارش میں بھیگتا سڑک کے کنارے ایک طرف جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا۔ نسواری سانپ کا خیال تھا بارش میں اس طرف سے کوئی مسافر نہیں گزرے گا اور تھیو سانگ کسی بے قصور انسان کا خون نہیں کرے گا۔ لیکن اتفاق سے ایک آدمی نظر آگیا۔

وہ بارش میں بھیگتا گھوڑے پر بیٹھا چارے کا گٹھڑ لادے جا رہا تھا۔ تھیو سانگ خنجر لے کر اسے قتل کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ نسواری سانپ نے بھی مسافر کو بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ نسواری سانپ نے تیزی سے رینگتے ہوئے مسافر کے گھوڑے کے آگے جا کر پھن اٹھایا اور اتنی زور سے پھنکار ماری کہ گھوڑا ڈر کر بھاگ گیا اور الٹا گھوم کر تیزی سے دوڑ پڑا۔ مسافر اس کے ساتھ چمٹ گیا تھا۔

تھیو سانگ نے مسافر کو گھوڑے سمیت واپس دوڑتے دیکھا تو سر پیٹ کر رہ گیا۔ وہ یہی سمجھا کہ مسافر کالے محل کو دیکھ کر ڈر گیا ہے اور واپس بھاگ گیا ہے۔ ایک منٹ سے زیادہ وقت گزر گیا تھا۔ تھیو سانگ کو پھر کوئی مسافر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ادھر نظر نہ آیا تو وہ گھبرا گیا۔ اب اُسے اپنی موت یقینی نظر آرہی تھی۔ چونکہ اس پر بکالی نے جادو کر رکھا تھا اس لیے وہ بکالی کے لیے اپنی جان قربان کرنے پر تیار ہوگیا۔

اتنے میں محل سے بکالی کی خوف ناک چیخ سُنائی دی :

"تھیوسانگ! میں بھوک سے مر جاؤں گی۔ جلدی آؤ۔ مُردے کی ٹانگ لاؤ! مُردے کی ٹانگ لاؤ!"

تھیوسانگ جادو کے اثر سے تیزی سے واپس گھوما اور چلّا کر بولا۔

"میں آرہا ہوں میری مالک بکالی! میں آرہا ہوں!"

سواری سانپ بھی تھیوسانگ کے ساتھ محل کی طرف دوڑا۔ اُسے معلوم تھا کہ تھیوسانگ ناگ دیوتا کا ساتھی ہے اور اُس پر بکالی نے جادو کر رکھا ہے اور اُسے بکالی کی موت سے بچانا چاہیے۔

سانپ پیچھے پیچھے تھا، تھیوسانگ آگے آگے دوڑ رہا تھا۔ محل میں جاتے ہی اُس نے خنجر بکالی کے آگے رکھ دیا اور گردن جھکا کر بولا۔

"بکالی! میری مالکہ! مجھے کوئی آدمی نہیں ملا۔ اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تُو مجھے اِس خنجر سے ہلاک کر دے اور میری ٹانگ کاٹ
کر اپنی بھُوک مٹا لے!"
بکالی نے خنجر اُٹھا لیا اور تھیوسانگ کی طرف بڑھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ بوتل میں بند ہوگئی

نسواری سانپ تڑپ کر بکالی کے پیچھے آگیا۔
سانپ ناگ دیوتا کے بھائی اور دوست تھیوسانگ کو قتل ہوتے کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اگرچہ تھیوسانگ خلائی انسان تھا مگر بکالی نے اُس پر جادو کر رکھا تھا۔ کچھ پتہ نہیں تھا کہ اِس جادو کی وجہ سے تھیوسانگ ہلاک ہو جاتا کیونکہ تھیوسانگ کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔
جُونہی بکالی نے خنجر اُٹھا کر تھیوسانگ کی گردن پر مارنا چاہا۔ نسواری سانپ نے پیچھے سے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ اگر بکالی مُردے کی ٹانگ نہ ملنے کی وجہ سے کمزور نہ ہوگئی ہوتی تو سانپ کے زہر کا اِس پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ لیکن وہ بے حد کمزور ہو چکی تھی اور اُسے اب اپنے طلسمی منتر بھی یاد نہیں تھے۔ چنانچہ جب نسواری سانپ نے اُسے ڈسا تو وہ وہیں جم گئی۔ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پھر وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔

تھیو سانگ نے جب بکالی کو گرتے دیکھا تو گردن اُٹھا کر دیکھا۔ ایک نسواری سانپ رینگتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھیو سانگ سمجھ گیا کہ بکالی کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ وہ سانپ کو مارنے کے لیے اس کے پیچھے دوڑا مگر سانپ پرانے محل کی بھول بھلیوں میں گم ہو گیا تھا۔

تھیو سانگ جلدی سے بکالی کے پاس واپس آ گیا۔ بکالی کا سارا جسم سانپ کے زہر کی وجہ سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ بکالی مر رہی تھی۔ اُسے اپنا ایک بھی طلسمی منتر یاد نہیں آ رہا تھا۔ تھیو سانگ نے بکالی کو بچانے کی بہت کوشش کی مگر بکالی نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر اس کی آنکھیں پھٹ گئیں اور سارے جسم سے خون زہر بن کر بہنے لگا۔

تھیو سانگ جلدی سے پرے ہٹ گیا۔ چونکہ اس پر ابھی تک بکالی کے جادو کا اثر تھا اس لیے وہ اپنے آپ کو بکالی کا خاوند اور غلام ہی سمجھ رہا تھا۔ تھیو سانگ اُداس ہو کر بیٹھ گیا اور بکالی کی لاش کو تکنے لگا۔ بکالی کی لاش زہریلا پانی بن چکی تھی۔

سانپ فوراً اپنے بل میں کیٹی اور جولی سانگ کے پاس پہنچا اور انہیں سارا واقعہ سنایا۔ کیٹی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم نے اچھا کیا جو بکالی جادوگرنی کو ہلاک کر ڈالا۔ مگر اس کے ہلاک ہو جانے سے تھیو سانگ پر جادو ختم ہو جانا چاہیے تھا۔"

نسواری سانپ نے کہا۔

"تھیو سانگ پر جادو کا اثر ختم نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ تو مجھے مارنے کے لیے میرے پیچھے دوڑا تھا"

کیٹی نے یہ بات جولی سانگ کو بتائی تو وہ کہنے لگی۔

"نسواری سانپ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تھیو سانگ پر جادو کا اثر ختم نہیں ہوا اور یہ بڑی بُری بات ہوئی ہے۔ اب ہم بھی اسی حالت میں رہیں گی۔"

کیٹی نے سانپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"اب تھیو سانگ کہاں ہوگا؟"

نسواری سانپ بولا۔

"وہیں محل میں بکالی کی لاش کے پاس ہی ہوگا۔ میں تو وہاں سے بھاگ آیا تھا۔"

کیٹی نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ تم اسی جگہ بیٹھو۔ میں سانپ کے ساتھ محل میں جا کر تھیو سانگ کو دیکھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ دیر بعد اس پر جادو کا اثر ختم ہو جائے اور وہ اپنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اصلی حالت پر واپس آجائے"۔

جولی سانگ اُسے روکنا چاہتی تھی مگر کیٹی سانپ کے ساتھ چلی گئی۔

وہ سانپ کی پیٹھ پر چمٹی بارش میں بھیگتی محل کے اندر پہنچ گئی۔ سانپ بڑی احتیاط سے چاروں طرف دیکھتا رینگ رہا تھا کہ کہیں تھیوسانگ کسی طرف سے اچانک نکل کر اُس پر حملہ نہ کر دے۔

نسواری سانپ کیٹی کو محل کے اُس کمرے میں لے آیا جہاں بکالی کی لاش سیاہ رنگ کے لوتھڑے کی شکل میں پڑی تھی۔ سانپ نے آہستہ سے کیٹی کو نیچے اُتار دیا اور سرگوشی میں کہا۔

"یہاں تھیوسانگ کہیں نظر نہیں آتا"۔

کیٹی نے چاروں طرف دیکھا۔ پھر بولی۔

"تھیوسانگ نیچے تہ خانے میں ہوگا۔ چلو وہاں چلتے ہیں"۔

نسواری سانپ نے کیٹی کو پھر اپنے اُوپر بٹھایا اور سیڑھیوں سے رینگتا ہوا نیچے تہ خانے میں آ گیا۔ یہاں بھی تھیوسانگ نہیں تھا۔ خالی پنجرہ اُسی طرح فرش پر اوندھا پڑا تھا۔ سانپ نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تھیو سانگ یہاں بھی نہیں ہے۔"
کیٹی بولی۔
"دوسرے ساتھ والے تہ خانے میں چلو۔ ہو سکتا ہے تھیو سانگ وہاں بیٹھا ہو۔"
سانپ اور کیٹی ساتھ والے تہ خانے میں آ گئے۔ یہاں انھوں نے دیکھا کہ فرش پر درمیان میں ایک خالی مٹی کا پیالہ پڑا ہے اور اس میں سے آہستہ آہستہ دھواں نکل رہا ہے۔ کیٹی نے سانپ سے کہا۔
"اس پیالے کے پاس چلو۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس کے اندر کیا ہے۔"
سواری سانپ آگے جانے سے کچھ کترا رہا تھا مگر کیٹی کے مجبور کرنے پر وہ مٹی کے پیالے کی طرف بڑھا۔ جونہی وہ مٹی کے پیالے کے پاس پہنچے، دونوں کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ کیٹی سانپ کے اوپر سے اچھل کر نیچے جا گری سانپ بھی الٹا ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مکروہ اور بھیانک قہقہہ سنائی دیا اور بکالی کا پہلا مالک بدصورت شاطو اپنے نوکیلے دانت اور لمبے بالوں کے ساتھ نمودار ہوا اور چیخ کر بولا۔
"تم نے میری بکالی کا خون کیا ہے۔ میں تمہیں زندہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں چھوڑوں گا۔"

اس سے پہلے کہ سانپ بھاگتا، شاطو نے سانپ کو پکڑ لیا۔ سانپ نے شاطو کو ڈس لیا مگر شاطو پر اس کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ شاطو نے سانپ کو دانتوں میں لے کر اس کے چھ سات ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ کیٹی ڈر کر باہر کو بھاگی۔ شاطو نے اس کی طرف بھی ہاتھ بڑھایا اور چلا کر بولا۔

"تو اب بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتی۔"

اور شاطو نے کیٹی کو دروازے کی دہلیز پر ہی پکڑ لیا اور اپنی مٹھی میں بند کر کے اُسے اپنی خوفناک آنکھوں کے سامنے لا کر بولا۔

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں جانتا ہوں تمہیں بکال نے اپنے طلسم کے زور سے اتنا چھوٹا کیا ہوگا۔ اب تو میرے پاس رہے گی۔ میری داسی، میری کنیز اور میری لونڈی بن کر رہے گی!"

یہ کہہ کر شاطو نے قہقہہ لگایا اور کیٹی کے ساتھ ہی غائب ہو گیا۔ اُس کے غائب ہوتے ہی مٹی کے پیالے سے نکلتا ہوا دھواں بھی رُک گیا۔ وہاں گہری موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ پیالے کے پاس نسواری سانپ کے ٹکڑے پڑے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محل سے دُور جولی سانگ نسواری سانپ کے بل میں بیٹھی سانپ اور کیٹی کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ جب کافی دیر ہو گئی اور سانپ اور کیٹی میں سے کوئی بھی واپس نہ آیا تو جولی سانگ کو فکر ہوئی۔ وہ بل سے باہر نکلی اور کیٹی کی خبر لینے محل کی طرف چل پڑی۔

اس وقت رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ جولی سانگ چونکہ بہت چھوٹی سی تھی اس لیے اُسے محل تک پہنچتے پہنچتے ایک گھنٹہ لگ گیا۔

محل پر ویرانی تھی۔ خاموشی تھی۔ کہیں کوئی آواز نہیں تھی۔ جولی سانگ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی جب محل کے بڑے تہ خانے میں گئی تو یہ دیکھ کر پریشان ہو گئی کہ وہاں پر نسواری سانپ کے ٹکڑے پڑے تھے۔ سانپ کے مرنے کا جولی سانگ کو بہت صدمہ ہوا۔ اُس کے اُوپر کیٹی سوار تھی۔ جولی سانگ سوچنے لگی کہ کیٹی ضرور یہیں کہیں چھپی ہو گی۔ اس نے لمبے لمبے تین چار سانس لیے لیکن وہاں کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ جولی سانگ اداس ہو کر وہیں بیٹھ گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ سانپ کو تھیوسانگ نے ہلاک کیا ہے اور کیٹی کو اُس نے دوبارہ قید کر لیا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جولی سانگ وہاں سے نکل کر کیٹی کو تلاش کرتی اس کمرے میں آگئی جہاں بکالی کی لاش پڑی تھی۔ بکالی کی لاش پر چیونٹیاں رینگ رہی تھیں۔ مگر جولی سانگ نے اُسے پہچان لیا۔ معمہ اور اُلجھ گیا تھا۔ بکالی کو کس نے قتل کیا تھا؟ جولی سانگ کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ ماجرا کیا ہے! اُس نے اپنی باریک آواز میں کیٹی کو آوازیں دیں۔ مگر جب کیٹی کی خوشبو ہی وہاں نہ تھی تو پھر اس کی باریک آواز کا کون جواب دیتا۔

مگر جولی سانگ کی باریک آواز تھیو سانگ نے سُن لی تھی جو ساتھ والے کمرے میں تخت پر بکالی کی یاد میں اُداس بیٹھا تھا۔ جونہی اُس کے کان میں جولی سانگ کی آواز پہنچی وہ اُٹھ کر دوسرے کمرے میں آگیا۔ لیکن اتنی دیر میں جولی سانگ وہاں سے نکل کر نیچے جا چکی تھی۔ تھیو سانگ نے جولی سانگ کو اِدھر اُدھر ڈھونڈا اور یہ سوچ کر محل کی چھت پر آگیا کہ شاید وہ اوپر گئی ہو۔

یوں جولی سانگ کو محل سے دُور چلے جانے کا موقع مل گیا۔ وہ جانتی تھی کہ تھیو سانگ محل کے اندر ہی ہے اور اس کی یادداشت گم ہو چکی ہے۔ اس لیے وہ اُسے ضرور نقصان پہنچائے گا۔ اسی لیے جولی سانگ محل سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زیادہ سے زیادہ دُور ہونا چاہتی تھی۔

وہ چھوٹی سی چُوہیا جتنی ہوگئی تھی اور تیز تیز محل کی پہاڑی سے نیچے اُترتی چلی جا رہی تھی۔ رات کے اندھیرے نے اُسے اپنی سیاہ چادر میں چھپا لیا تھا۔ جولی سانگ جلدی سے جلدی کسی محفوظ جگہ پہنچ جانا چاہتی تھی۔ محفوظ جگہ پہاڑی کے غار والا نسواری سانپ کا بل ہی تھا۔

جولی سانگ کسی نہ کسی طرح نسواری سانپ کے بل میں پہنچ گئی اور وہاں چھُپ کر بیٹھ گئی۔ اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ بھیو سانگ کی یادداشت گم ہو چکی ہے اور کیٹی خدا جانے کہاں چلی گئی ہے۔ یوں وہ اکیلی رہ گئی ہے۔ اب وہ کیا کرے اور کہاں جائے۔ عنبر ناگ ماریا پہلے ہی اس سے جدا ہو گئے تھے۔

جولی سانگ کو اکیلی رہ جانے کا سخت افسوس ہوا مگر اُس نے اپنا حوصلہ بلند رکھا۔ ہزاروں سال کے اس تاریخی سفر میں ایسا موقع کئی بار آیا تھا کہ وہ اکیلی ہو گئی تھی۔ اس لیے جولی سانگ کو اُمید تھی کہ اگر اُس نے حوصلہ نہ ہارا اور ہمت سے کام لیا تو وہ ایک نہ ایک دن عنبر ناگ ماریا، بھیو سانگ اور کیٹی سے ضرور مل جائے گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باقی ساری رات جولی سانگ نے نسواری سانپ کے بل میں کاٹ دی۔ جب بل میں ہلکی سی روشنی ہوئی تو جولی سانگ سمجھ گئی کہ باہر دن نکل آیا ہے۔ دن کی روشنی میں جولی سانگ باہر نکلنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی۔ دن کی روشنی میں لوگ اتنی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ کر نہ جانے اس سے کیا سلوک کریں۔ بچے تو اسے اینٹیں مارنے لگیں گے۔ اس لیے جولی سانگ نے سارا دن سانپ کے بل میں ہی گزار دیا۔

جب دن ڈھل گیا اور باہر چاروں طرف رات کی تاریکی چھا گئی تو جولی سانگ بل میں سے باہر نکل آئی۔ باہر ہر طرف موت کا سناٹا تھا۔ جولی سانگ نے سوچا کہ اسے کس طرف جانا چاہیے! کالی کٹ کا شہر کچھ فاصلے پر اس کے سامنے تھا۔ وہاں وہ کیٹی کے ساتھ ایک سرائے میں اتری تھی۔ اس طرف جانا اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسانا تھا۔ شہر کے لوگ تو ننھی سی جولی سانگ کو دیکھ کر اس کے پیچھے پڑ جائیں گے۔

جولی سانگ نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے سمندر کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے شہر سے دور کسی ویران جنگل کی طرف نکل جانا چاہیے۔ جولی سانگ پہاڑی غار سے نکلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سمندر کے کنارے کنارے ریت پر ایک طرف چلنے لگی۔ چونکہ وہ چھوٹی سی تھی اس لیے اس کی رفتار اتنی تیز نہ تھی۔ کھانے پینے اور تھکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

وہ چلتی گئی۔ اب وہ سمندر سے ہٹ کر ایک جنگل میں چلی جا رہی تھی۔ آدھی رات بھی گزر گئی۔ پھر رات کا پچھلا پہر آگیا۔ جولی سانگ نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک چھوٹا سا احاطہ ہے جس کی دیوار کے اوپر ناریل کے درخت باہر نکلے ہوئے ہیں۔

جولی سانگ تھکی تو نہیں تھی مگر چلتے چلتے تنگ آگئی تھی۔ اس نے سوچا کہ اس چار دیواری کے اندر ضرور کوئی باغ ہوگا۔ اس باغ میں چل کر آرام کرنا چاہیے اور کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جہاں وہ دن گزار سکے کیونکہ دن کی روشنی میں وہ لوگوں کے سامنے نکلنا نہیں چاہتی تھی۔

جولی سانگ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی اس کے پرانے سے دروازے پر آگئی۔ یہاں سے راستہ اندر جاتا تھا۔ وہ دروازے کی دہلیز کے اوپر سے ہو کر اندر چلی گئی۔ اندر جاتے ہی اس نے دیکھا کہ یہ کوئی باغ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں ہے بلکہ ایک قبرستان ہے۔ جہاں پچھلی رات کے اندھیرے میں قبروں کے دھندلے دھندلے کتبے نظر آ رہے تھے۔

جولی سانگ کو خیال آیا کہ یہ جگہ بڑی اچھی ہے اور چونکہ یہ قبرستان ہے اس لیے یہاں دن کے وقت بھی کوئی نہیں آئے گا۔

جولی سانگ قبروں کے درمیان سے گزرتی دن بسر کرنے کے لیے کوئی محفوظ جگہ تلاش کر رہی تھی کہ اسے پیچھے سے لوگوں کی کھسر پھسر اور قدموں کی آواز سنائی دی۔ جولی سانگ جلدی سے ایک طرف ہٹ گئی اور پیچھے دیکھا۔ قبرستان میں تین آدمی ہاتھوں میں کلہاڑے لیے آ رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا۔

"اس قبرستان میں درخت نہیں ہیں۔ چلو دوسری طرف چلیں۔ اُدھر شاید درخت مل جائیں۔"

اور وہ تینوں جولی سانگ کے قریب سے ہوتے ہوئے دوسری طرف کو نکل گئے۔ اب دن بھی نکلنے والا تھا۔ جولی سانگ قبرستان میں ذرا آگے گئی تو سامنے سے ایک جنازہ قبرستان میں داخل ہو رہا تھا۔ جولی سانگ گھبرا گئی کہ کہیں لوگ اسے پکڑ نہ لیں۔ وہ وہاں رُک گئی۔ اتنے میں اُسے غرانے کی آواز سنائی دی۔ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سُرخ آنکھوں والی بلّی اُسے کوئی چوہیا سمجھ کر اس کی طرف لپکی۔ قریب ہی ایک قبر کا سوراخ تھا۔ جولی سانگ کو اور کوئی جگہ نظر نہ آئی تو وہ قبر کے سوراخ میں گھس گئی۔ اگر وہ سوراخ میں نہ گھستی تو خونخوار بلی ضرور اُسے ہڑپ کر جاتی۔

قبر میں گرتے ہی جولی سانگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اُس کی جان بچ گئی۔ قبر کے باہر بلّی کے غرّانے اور پنجے مارنے کی آواز کچھ دیر تک آتی رہی۔ پھر بلّی چلی گئی جولی سانگ نے غور سے قبر میں دیکھا۔ قبر میں گھپ اندھیرا تھا مگر جولی سانگ اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔

اُس نے دیکھا کہ وہ ایک کفن پوش لاش کے پاس بیٹھی ہے۔ لاش سر سے پاؤں تک کفن میں ڈھکی ہوئی ہے۔ جولی سانگ کو اب یاد آیا کہ وہ کسی بھی لاش سے بات کر سکتی ہے۔ وہ سوچنے لگی کہ مرنے کے بعد مُردے کو بہت سی پُراسرار اور خفیہ باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ مُردہ بھی مجھے کوئی ایسا طریقہ بتا دے جس سے میں مچھر سے بڑی ہو جاؤں اور مجھے کیٹی کے بارے میں بھی پتہ چل جائے کہ وہ کہاں ہے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ کی یادداشت کیسے واپس آسکتی ہے۔
یہ سوچ کر جولی سانگ لاش کے بازو پر سے گزر کر اس کے سر ہانے گردن کے پاس آ گئی۔ پھر آہستہ سے لاش کے منہ پر سے کفن ہٹا دیا۔ وہ لاش کا چہرہ دیکھ کر کچھ گھبرا سی گئی۔ یہ بڑی بڑی مونچھوں والے کسی قاتل یا ڈاکو کی لاش لگتی تھی۔ لاش بے حس و حرکت پڑی تھی۔ جولی سانگ نے کفن کو سینے پر سے ہٹایا تو اس کے سینے میں ایک خنجر دستے تک گھسا ہوا تھا۔ اسے کسی نے خنجر گھونپ کر ہلاک کیا تھا۔ ضرور یہ کوئی ڈاکو وغیرہ ہوگا جسے اس کے دشمن نے خنجر گھونپ کر ہلاک کر دیا اور پھر خنجر سمیت ہی قبر میں دفن کر دیا۔
جولی سوچنے لگی کہ اس لاش سے بات کرے یا نہ کرے اس نے سوچا کہ آدمی مرنے کے بعد ڈاکو یا قاتل نہیں رہتا۔ وہ تو مردہ ہو جاتا ہے اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس لیے اس مردے سے بات کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔
جولی سانگ نے مردے کے سر پر ہاتھ رکھا۔ دل میں منتر پڑھا اور لاش کی طرف دیکھ کر باریک آواز میں کہا۔
"اے لاش! مجھ سے بات کر اور مجھے بتا کہ میرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوست کہاں ہیں ؟"

اس کے منتر کی وجہ سے لاش میں حرکت ہوئی۔ لاش نے آنکھیں کھول دیں اور اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اِس سے پہلے کوئی لاش اِس طرح اُٹھ کر نہیں بیٹھی تھی۔ لاش نے حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کیونکہ جولی سانگ بہت چھوٹی تھی۔ اس لیے وہ لاش کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ لاش نے پوچھا۔

"مجھ سے کس نے بات کی تھی ؟"

جولی سانگ اُچھل کر اس کے سامنے آ گئی اور پھر باریک آواز میں بولی۔

"میں نے تم کو موت کی نیند سے بیدار کیا ہے میرا نام جولی ہے اور میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا تمہاری نگاہ میں کوئی ایسا طریقہ ہے کہ میں پھر سے بڑی ہو جاؤں ؟"

مونچھوں والی ڈراؤنی لاش کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اُس نے جولی سانگ کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور کہا۔

"مگر جولی! تم اِتنی چھوٹی کیسے ہو گئی ہو ؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ تم یہی سمجھ لو کہ مجھے کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے جادو کے زور سے اِتنا چھوٹا بنا دیا ہے۔ میں نے تمہیں اِس لیے جگایا ہے کہ مجھے کوئی ایسی ترکیب بتاؤ جس کی مدد سے میں پھر سے بڑی ہو جاؤں۔"

ڈراؤنی لاش نے کہا۔

"جولی! تم دیکھ رہی ہو کہ میرے سینے میں خنجر ابھی تک پیوست ہے۔"

جولی نے کہا۔

"ہاں! میں دیکھ رہی ہوں۔ کیا تمہیں کسی نے قتل کر دیا تھا؟"

ڈراؤنی لاش نے کہا۔

"ہاں! مجھے میرے دشمن نے قتل کیا ہے اور میں اِس سے اِنتقام لینا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے میری مدد کی تو میں تمہیں وہ ترکیب بھی بتا سکتا ہوں جس پر عمل کر کے تم پھر سے بڑی ہو جاؤ گی۔"

جولی سانگ نے جلدی سے پوچھا۔

"وہ ترکیب کیا ہے؟ مجھے بتاؤ! کیا میں اپنے دوستوں سے بھی مل سکوں گی؟"

لاش بولی۔

"کیوں نہیں! تم بڑی بھی ہو جاؤ گی اور اپنے دوستوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے بھی مل سکوگی۔ میں مُردہ ہوں اور مجھے زمین کے سارے راز معلوم ہیں۔"

جولی نے کہا۔

"تو مجھے بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

لاش نے کہا۔

"آج رات تمہیں میرے ساتھ ایک قلعے میں چلنا ہوگا۔ قلعے کے اندر ایک شاہ نشین بند ہے۔ اس کے دروازے پر ہر وقت ننگی تلواروں والے سپاہیوں کا پہرہ لگا رہتا ہے۔ تم اتنی چھوٹی ہو کہ قلعے کے پرنالے میں سے شاہ نشین کے بند کمرے میں داخل ہو سکتی ہو۔"

جولی نے کہا۔

"میں اس بند کمرے میں جا کر کیا کروں گی؟"

لاش بولی۔

"یہ میں تمہیں قلعے کے نیچے چل کر بتاؤں گا۔"

جولی نے پوچھا۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ اگر میں نے تمہاری شرط پوری کر دی تو تم مجھے پھر سے بڑا کر دو گے؟"

لاش نے ہنس کر کہا۔

"کیوں نہیں! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مُردے کبھی جھوٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں بولتے اور وہ اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں۔"
جولی نے کہا۔
"ہاں! یہ تو مجھے معلوم ہے۔"
لاش کہنے لگی۔
"تو پھر رات کا اندھیرا ہو جانے دو۔ تمہیں میرے ساتھ قلعے کی طرف چلنا ہوگا۔"
جولی سانگ نے کہا۔
"کیا تم قبر سے باہر نکل کر چل سکو گے؟"
لاش نے کہا۔
"کیوں نہیں! تمہاری آواز اور تمہارے منتر کی وجہ سے میں اگر زندہ ہو گیا ہوں تو چل بھی سکتا ہوں۔"
جولی کہنے لگی۔
"لیکن اس سے پہلے تو میں نے جس مُردے سے بھی بات کی، وہ میری بات کا جواب دینے کے بعد پھر مر گیا۔ مگر تم ابھی تک زندہ ہو!"
لاش نے کہا۔
"یہ ایک گہرا راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ بہرحال اگر تم نے میرا کام کر دیا تو میں نہ صرف یہ کہ تمہیں بڑا کر دوں گا بلکہ تمہارے دوستوں سے بھی ملا دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جولی سانگ نے لاش کو ایک دفعہ پھر یقین دلایا کہ وہ اس کا کام ضرور کرے گی۔ سارا دن جولی سانگ نے لاش کے پاس قبرستان میں گزارا۔ جب رات ہوئی تو لاش نے جولی سانگ کو اپنے کاندھے پر اٹھایا اور قبر سے نکل کر رات کے اندھیرے میں پُرانے قلعے کی طرف روانہ ہوگئی۔

یہ پرانا قلعہ وہاں سے دو میل کے فاصلے پر تھا اور اس میں کوئی راجہ رہتا تھا۔ لاش جھاڑیوں اور درختوں کے پیچھے سے گزرتی قلعے کی اونچی دیوار کے پیچھے کی طرف آکر ایک جگہ رُک گئی۔ لاش نے جولی سانگ کو دیوار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ دیکھو! اوپر دوسری منزل پر شاہ نشین کا بند کمرہ ہے۔ اس کمرے کے باہر ننگی تلواروں والے سپاہیوں کا ہر وقت پہرہ لگا رہتا ہے۔ اس کمرے کے اندر یہ پرنالہ ہی جاتا ہے جسے تم دیوار کے ساتھ اوپر جاتے دیکھ رہی ہو۔ بس تم ایسا کرو کہ اس پرنالے کے اندر سے گزر کر اوپر کمرے میں پہنچ جاؤ۔ اس کمرے کی شہ نشین میں ایک لوہے کا صندوق رکھا ہے۔ اس صندوق کے اندر ایک ڈبیہ ہے۔ اس ڈبے کو کھولو گی تو اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اندر ایک کاغذ تہ کر کے رکھا ہوا ملے گا۔ بس تم وہ کاغذ کسی طرح اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ جب تم وہ کاغذ لے آؤ گی تو میں تمہیں وہ ترکیب بتا دوں گا جس پر عمل کر کے تم بڑی بھی ہو جاؤ گی اور اپنے دوستوں سے بھی مل سکو گی۔"

جولی سانگ تیار ہو گئی۔ لاش نے اُسے لوہے کے بنے ہوئے پرنالے کے اندر کر دیا۔ یہ پرنالہ کرنے سے منہ ہاتھ دھونے والا پانی نیچے نکالنے کے لیے بنایا گیا تھا اور یہ اندر سے کھوکھلا تھا۔ پرنالے کے اندر اندھیرا تھا مگر جولی سانگ اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ اس نے پرنالے میں اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دقت کے بعد آخر وہ پرنالے کے اندر ہی اندر چڑھتی اوپر شہ نشین والے کمرے کے کھڑکی میں نکل آئی جو خشک پڑا تھا۔ شہ نشین میں اندھیرا تھا۔

جولی سانگ نے دیکھا کہ واقعی کونے میں لوہے کا ایک صندوق پڑا تھا۔ وہ جلدی سے صندوق کی طرف گئی تو ہاتھ میں پڑے تانبے کے ایک لوٹے سے ٹکرا گئی۔ لوٹا لڑھکنے سے شور پیدا ہوا۔ باہر جو سپاہی ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے، چوکنے ہو گئے۔ ایک سپاہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے کہا۔

"اندر کوئی ہے!"

دوسرے سپاہی نے فوراً دروازے کا تالہ کھول دیا۔ سپاہی شہ نشین والے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اُن کو دروازہ کھولتے دیکھ کر جولی سانگ پہلے ہی لوہے کے صندوق کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ سپاہیوں نے اِدھر اُدھر دیکھا، انہیں وہاں کوئی انسان نظر نہ آیا۔ دوسرا سپاہی کہنے لگا۔

"یہ لوٹا اوندھا پڑا ہے۔"

تیسرے سپاہی نے کہا۔

"مگر آدمی تو یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی چوہا لوٹے سے ٹکرا کر بھاگا ہو اور لوٹا لڑھک گیا ہو۔"

"شاید ایسا ہی ہوا ہے۔ چلو باہر چل کر پہرہ دیتے ہیں۔ ہمیں اس کمرے میں زیادہ دیر ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے۔"

تینوں سپاہی کمرے سے نکل گئے۔ انھوں نے دروازہ بند کر کے باہر تالا لگا دیا۔ جولی سانگ نے جب دیکھا کہ کمرہ خالی ہو گیا ہے تو وہ صندوق پر چڑھ گئی۔ صندوق

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ایک طرف چھوٹا گول سوراخ تھا۔ وہ اس سوراخ میں سے صندوق کے اندر داخل ہوگئی۔ صندوق کے درمیان ایک ڈبہ پڑا تھا۔ جولی سانگ نے ڈبہ کھولا تو اس کے اندر واقعی ایک کاغذ تہ کر کے رکھا ہوا تھا۔ جولی سانگ نے کاغذ کو کھولا تو اُس پر کسی عجیب زبان میں ہندسے لکھے ہوئے تھے اور آڑے ترچھے نشان بنے تھے۔ جولی سانگ نے کاغذ کو دوبارہ تہ کیا اور سوراخ میں سے نکال کر صندوق کے باہر پھینک دیا۔ اِس کے بعد وہ خود بھی صندوق سے باہر نکل آئی۔

تہ کیے ہوئے کاغذ کو اس نے اپنی قمیض کے اندر چھپا کر رکھ لیا اور ہاتھ کے سوراخ میں سے ہوتی ہوئی لوہے کے پرنالے میں آگئی اور ہاتھ پاؤں جما کر آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع کر دیا۔

نیچے لاش بے تابی سے اس کا اِنتظار کر رہی تھی۔ جونہی لاش نے جولی سانگ کو پرنالے سے نیچے آتے دیکھا، لپک کر اسے ہتھیلی پر اٹھا لیا اور پوچھا۔

"کاغذ لائی، ہو؟"

جولی سانگ نے کاغذ قمیض کے اندر سے نکال کر اس کے حوالے کیا اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب مجھے بتاؤ کہ وہ کونسی ترکیب ہے جس سے میں پھر سے بڑی ہو جاؤں گی اور اپنے ساتھیوں سے مل سکوں گی۔"

لاش نے جلدی سے کاغذ کھول کر دیکھا اور خوش ہو کر کہا۔

"اب میں انتقام لوں گا۔ اب میں اپنے دشمن سے انتقام لوں گا!"

جولی سانگ نے کہا۔

"لیکن مجھے تو بتاؤ کہ میں کیسے بڑی ہوں گی۔"

لاش نے جولی کو کاندھے پر اٹھایا اور کہا۔

"میرے ساتھ چلو۔ میں سب سے پہلے تمہیں بڑا کروں گا۔ پھر تمہیں تمہارے دوستوں سے ملوا دوں گا۔"

جولی سانگ بڑی خوش ہوئی۔ لاش ساری رات چلتی رہی۔ وہ جولی سانگ کو لے کر رات کے پچھلے پہر سمندر کے کنارے پر ایک پرانے کھنڈر میں لے آئی۔ یہاں لاش نے جولی سانگ کو زمین پر بٹھا دیا اور بولی۔

"تم یہاں بیٹھی رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

لاش پرانے کھنڈر میں چلی گئی۔ جولی سانگ وہاں اکیلی بیٹھی رہی۔ اس کے سامنے سمندر تھا۔ سمندر کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لہریں ستاروں کی ہلکی روشنی میں دھندلی نظر آ رہی تھیں۔ اتنے میں لاش کھنڈر سے نکل کر جولی سانگ کے پاس آ گئی۔ لاش کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جو اندر سے خالی تھی۔ لاش نے جولی سانگ سے کہا۔

"تم خوش قسمت ہو کہ مجھے یہ طلسمی بوتل اندر مل گئی۔ اب تمہیں اس کے اندر بیٹھنا ہوگا۔ اس کے بعد میں تمہیں وہ خفیہ منتر بتا دوں گا جسے تم بوتل کے اندر بیٹھ کر سات مرتبہ بلند آواز میں پڑھو گی۔ پھر میں تمہیں بوتل سے باہر نکال لوں گا اور بوتل سے باہر آتے ہی تم پھر سے بڑی ہو جاؤ گی اور تمہیں اپنے آپ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔ تم ان کو اس بوتل میں چلتے پھرتے اور باتیں کرتے دیکھو گی۔"

جولی سانگ کو ایک پل کے لیے بھی خیال نہ آیا کہ یہ لاش اس کے ساتھ دھوکہ بھی کر سکتی ہے۔ اسے عنبر ناگ ماریا سے ملنے اور اپنے آپ کو پھر سے بڑا کرنے کا ہی خیال تھا۔ وہ لاش کے کہنے پر جلدی سے شیشے کی خالی بوتل کے اندر چلی گئی اور بوتل کی تہ میں جا کر بیٹھ گئی۔ اس نے بوتل کے اندر سے باریک آواز میں کہا کہ مجھے منتر بتاؤ تاکہ میں سات بار پڑھوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر سے لاش نے فوراً بوتل کو کاک سے بند کر دیا اور قہقہہ لگا کر کہا۔

"اب تم ساری زندگی اِس بوتل میں بند رہو گی۔"

لاش نے بوتل کو ہاتھ میں لے کر گھمایا اور زور سے سمندر کی طرف پھینک دیا۔ بوتل جولی سانگ کو لے کر سمندر میں جا گری اور سمندر کی لہریں اُسے لے کر کھلے سمندر کی طرف روانہ ہو گئیں۔ اب جولی کو احساس ہوا کہ لاش نے اس کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ شیشے کی بوتل میں بند تھی اور سمندر کی لہریں اُسے بہائے لیے جا رہی تھیں۔

○

اِس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی کہانی نمبر ۱۷۶ میں پڑھیے! آج ہی اپنے بک سٹال سے خریدیں اور آگے کے سنسنی خیز واقعات سے لطف اندوز ہوں!

●●

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Scanned by Mahmood

اے حمید کی

سبز ناگ دماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

969 0 00968 0

Rs. 12.00

خونی بالکونی

ابنِ حمید

OFBOOKSFREE

عنبر ناگ ماریا کہانی ۔۱۷۶

خونی بالکونی

اے حمید

فیروز سنز لمیٹڈ
لاہور ۔ راولپنڈی ۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست

۱۔	سیاہ پوش اندر آگیا	۷
۲۔	بھیوسانگ تم کہاں ہو؟	۳۲
۳۔	پھنکارتے سانپوں کا غار	۵۵
۴۔	کھوپڑیوں کے چراغ	۸۰
۵۔	خونی بالکونی	۱۰۶

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی کہانی نمبر ۱۷۶ آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ ایک بار پھر میں اپنے ان تمام دوستوں کا دل سے شکریہ ادا بھی کرتا ہوں اور ان سے معذرت بھی چاہتا ہوں جنھوں نے مجھے بے شمار خط لکھے اور عنبر ناگ ماریا کی حیرت انگیز، تاریخی اور سائنسی داستان کا اتنا انتظار کیا۔

دوستو! عنبر ناگ ماریا ایک بار پھر اپنے سنسنی خیز پراسرار تاریخی سفر پر روانہ ہو گئے ہیں اور میں آپ کو ان کے سفر کی عجیب و غریب اور دلچسپ کہانیاں سناتا رہوں گا۔

آپ کے پیار بھرے خطوط کو شائع کرنے کا سلسلہ ہم نے شروع کر دیا ہے۔ آپ ہر کتاب کی کہانی کے بارے میں اپنی رائے ضرور لکھیں۔

تمہارا انکل

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش اندر آگیا

جولی سانگ بوتل میں بند ہے۔

بوتل سمندر میں ہے اور سمندر کی لہریں بوتل میں بند جولی سانگ کو بہائے لیے جارہی ہیں۔ جولی سانگ انگلی جتنی چھوٹی ہے اور وہ بوتل میں بند سمٹی ہوئی بیٹھی ہے۔ سمندر کی تیز لہریں بوتل کو اٹھا کر کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر پھینک رہی ہیں۔ جولی سانگ خدا کو یاد کر رہی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ خدا اُسے اِس مصیبت سے نجات دے۔ اُسے اپنے بھائی تھیو سانگ کا اور کیپٹن اور عنبر ناگ ماریا کا خیال بھی آرہا ہے کہ وہ نہ جانے اس وقت کہاں ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔

جولی سانگ سارا دن بوتل میں بند سمندر کی لہروں پر بہتی رہی۔ پھر شام ہو گئی۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ اچانک آسمان پر گھرے بادل آگئے۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگے۔ تیز آندھی چلنے لگی اور سمندر میں طوفان آگیا۔
سمندر کی پہاڑ پہاڑ جتنی موجیں اوپر اُٹھنے لگیں۔ جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ ساری رات طوفانی موجیں بوتل کو اِدھر سے اُدھر پٹختی رہیں۔
دن کی روشنی نمودار ہوئی تو طوفان تھم چکا تھا۔ شیشے کی بوتل جس میں جولی سانگ بند تھی، ایک جزیرے کے ساحل کی طرف تیزی سے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سمندر کی تیز لہروں نے بوتل کو کنارے پر پھینک دیا۔ جولی سانگ کا سر چکرا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر شیشے کی دیوار کے ساتھ لگ کر باہر دیکھا۔ اُسے ایک غیر آباد جزیرے کا ویران ساحل نظر آیا جو دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ وہاں کوئی انسان نہ تھا جو جولی سانگ کی مدد کو آتا اور اسے بند بوتل میں سے نکالتا۔
آسمان پر ابھی تک کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔
جولی سانگ بوتل میں خاموش اور اداس بیٹھی عفریناگ ماریا، کیپٹن اور تھیو سانگ کو یاد کر رہی تھی۔ طوفان تھم گیا تھا۔ ہوا بھی اب تیز نہیں چل رہی تھی۔ شیشے کی بوتل ریت پر پڑی تھی۔ جولی سانگ کو دور ساحل کے اونچے اونچے درخت نظر آ رہے تھے۔ اس کا خیال تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ان درختوں سے کوئی نہ کوئی انسان ضرور نکل کر اس کی مدد کو آئے گا۔

مگر دوپہر ہوگئی اور جولی سانگ کی مدد کو کوئی نہ آیا۔ چھوٹا ہونے کی وجہ سے جولی سانگ کی طاقت بھی بہت کم ہوگئی تھی۔ اب وہ زور لگا کر بوتل کو نہیں توڑ سکتی تھی۔ وہ اندر سے زور لگا کر بوتل کا کاک بھی نہیں کھول سکتی تھی۔ وہ بوتل کے اندر کئی بار بوتل کے مُنہ کے پاس گئی اور زور لگا کر کاک کھولنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ وہ تو بوتل کے کاک جتنے سائز کی تھی۔ آخر اس کی طاقت جواب دے گئی اور وہ مایوس ہو کر بوتل میں بیٹھ گئی۔

دن گزرتا چلا گیا۔ بادلوں کے پیچھے دن کی روشنی چھپنے ہونے لگی۔ جولی سانگ کو فکر ہوئی کہ رات آ رہی ہے۔ آخر وہ کب تک اس بوتل میں بند پڑی رہے گی۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے درختوں کی طرف سے ایک موٹا سا چوہا بوتل کی طرف آتا نظر آیا۔ یہ چوہا تھا جولی سانگ کو بلی جتنا موٹا لگ رہا تھا۔ وہ ڈر گئی۔ پھر اسے خیال آیا کہ میں تو بوتل میں بند ہوں۔ چوہا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ مگر چوہا سیدھا بوتل کے قریب آ کر رک گیا۔ اس نے غور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بوتل کے تھوڑے سے باہر نکلے ہوئے کاک کو دیکھا اور پھر بوتل کے شیشے میں سے بوتل میں بند ننھی سی جولی سانگ کو تکنے لگا۔ ننھی سی جولی سانگ ڈر کر بوتل کے دوسری طرف ہوگئی۔ اسے چوہے کی گول کالی آنکھیں بہت بڑی بڑی لگ رہی تھیں۔ چوہا ایک پل کے لیے بڑے غور سے جولی سانگ کو تکتا رہا۔ پھر اس نے بوتل کے کاک کو کترنا شروع کر دیا۔ اب تو جولی سانگ گھبرا گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ چوہا اسے کھا جانے کے لیے بوتل کا کاک کتر رہا ہے مگر جولی سانگ نے فیصلہ کر لیا کہ خواہ کچھ ہو جائے وہ بوتل سے باہر نہیں نکلے گی۔

چوہے نے دیکھتے دیکھتے بوتل کے کاک کو کتر ڈالا۔ بوتل کا منہ کھل گیا تھا۔ چوہا بوتل کے منہ میں تھوتھنی ڈالنے کی کوشش کرنے لگا تاکہ جولی سانگ کو اپنے دانتوں میں دبوچ کر ہڑپ کر جائے۔ جولی سانگ بوتل کی دیوار کے ساتھ چمٹی سہمی ہوئی بیٹھی رہی۔ چوہے نے اب بوتل کو ساحل کی گیلی ریت پر لڑھکانا شروع کر دیا کہ شاید اس طریقے سے بوتل میں بند جولی سانگ باہر نکل آئے۔ مگر وہ بوتل کے ساتھ ہی لڑھکتی رہی اور بوتل سے باہر نہ آئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk.

وہ اپنے آپ کو چوہے سے محفوظ رکھے ہوئے تھی۔ بوتل کا منہ کھلا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ بوتل کے منہ کی طرف گئی تو باہر گر پڑے گی اور موٹا چوہا اسے فوراً ہڑپ کر جائے گا۔

چوہا دیر تک سر توڑ کوشش کرتا رہا کہ کسی طریقہ سے جولی سانگ بوتل سے باہر آجائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ چوہا چیخ رہا تھا۔ غصے سے جھنجھنا رہا تھا۔ وہ ریت پر بوتل کو پاؤں مار مار کر لڑھکا رہا تھا مگر وہ اسے الٹا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر بوتل کو کسی طرح الٹا کر دیتا تو جولی سانگ ضرور باہر گر پڑتی۔ آخر چوہا تھک کر چور ہو گیا۔ وہ شور مچاتا چیختا چلاتا غراتا رہا اور پھر ریت پر چلتے ہوئے درختوں کی طرف واپس چلا گیا۔

چوہے کو واپس جاتا دیکھ کر جولی سانگ کی جان میں جان آئی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ بلا ٹل گئی۔ مگر وہ ابھی بوتل سے باہر نکلنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ چوہا ضرور اس کی تاک میں ہو گا۔ جونہی وہ باہر نکلی وہ کسی نہ کسی طرف سے اسے فوراً دبوچ لے گا اور ہڑپ کر جائے گا۔

جولی سانگ بوتل کے اندر ہی بیٹھی رہی۔ وہ ڈر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مارے بوتل سے باہر نہیں نکل رہی تھی کہ کہیں کوئی دوسرا کیڑا مکوڑا مثلاً کیکڑا یا گھونگا اسے چٹ نہ کر جائے۔

جولی سانگ اگرچہ انگلی جتنی چھوٹی تھی مگر اس کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا۔ اُسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اب جب کہ بوتل کا منہ چوہے نے کھول دیا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کیڑا مکوڑا رینگتا ہوا بوتل کے اندر آجائے اور اُسے زخمی کر دے۔ یہ سوچ کر جولی سانگ نے بوتل سے باہر نکل کر جزیرے کے درختوں میں کسی جگہ چھپ کر رات گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔

ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ تھوڑی دیر میں رات ہونے والی تھی۔ جولی سانگ رات کا اندھیرا چھا جانے سے پہلے پہلے بوتل سے نکل کر کسی جگہ چھپ جانا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے خدا کا نام لیا اور بوتل کے منہ کی طرف آگئی۔ بوتل کے کاک میں چوہے نے کافی بڑا سوراخ کر دیا تھا۔ جولی سانگ بوتل سے باہر آگئی۔ اُسے سمندر کی تازہ اور ٹھنڈی ہوا لگی تو اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ سامنے کچھ فاصلے پر درخت اُگے ہوئے تھے جہاں سے اس ویران جزیرے کا جنگل شروع ہوتا تھا۔ جولی سانگ گیلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ریت پر تیزی سے بھاگنے لگی۔ چونکہ وہ بہت چھوٹی تھی اس لیے اس کی رفتار بھی کم تھی۔ وہ رُکے بغیر بھاگتی گئی اُسے چوہے کے آجانے کا بھی ڈر تھا۔ مگر چوہا نہ آیا اور جولی سانگ درختوں کے نیچے آ گئی۔

درختوں پر سے بارش کا رُکا ہوا پانی قطرے قطرے کر کے ٹپک رہا تھا۔ جولی سانگ کو ان قطروں کے گرنے کی آواز بہت خوفناک لگ رہی تھی۔ اس نے ایک درخت کو دیکھا جس کے تنے سے ایک جنگلی بیل لپٹی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے بیل کی ٹہنیوں اور پتوں کو پکڑ کر درخت پر چڑھنا شروع کر دیا۔ آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد جولی سانگ درخت کی ایک ٹہنی پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئی۔ وہ ٹہنی کے پتوں میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ بوتل کے اندر وہ کم از کم محفوظ ضرور تھی۔ مگر اب وہ ہر طرف سے خطرے میں گھری ہوئی تھی۔ درخت پر کوئی بھی کیڑا مکوڑا، کوئی سانپ، کوئی چھپکلی اسے ہڑپ کر سکتی تھی۔ مگر جولی سانگ بوتل میں بند نہیں رہ سکتی تھی۔ اسے آخر بوتل میں سے باہر نکلنا ہی تھا۔

اُس نے غور سے ٹہنی پر اِدھر اُدھر دیکھا۔ اُس کے آس پاس کوئی چھپکلی یا سانپ وغیرہ نہ تھا۔ وہ موٹا چوہا بھی کہیں نظر نہیں آ رہا تھا جس نے بوتل کے کاک کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کتر ڈالا تھا۔

آسمان پر بادل چھائے تھے۔ بارش رُکی ہوئی تھی سورج غروب ہو رہا تھا مگر ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ اچانک جولی سانگ کو دور سمندر میں ایک کشتی نظر آئی جو ساحل کی طرف چلی آ رہی تھی۔ جب بستی قریب آئی تو جولی سانگ نے دیکھا کہ کشتی میں چار آدمی سوار تھے۔ ان آدمیوں نے اپنے ہاتھوں میں نیزے پکڑ رکھے تھے۔ دو آدمی کشتی چلا رہے تھے۔ ایک نوجوان لڑکا ان کے درمیان کشتی میں بیٹھا تھا۔ ایک آدمی نے اس لڑکے کو بازوؤں سے پکڑ رکھا تھا۔ کشتی ساحل پر آ کر رُک گئی۔ چاروں آدمی کشتی سے نیچے اتر آئے۔ انھوں نے نوجوان لڑکے کو بھی کشتی سے نیچے اتار لیا۔

لڑکا ان آدمیوں سے اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا مگر آدمی ہٹے کٹے تھے اور لڑکا کمزور دُبلا پتلا۔ وہ ان کے آگے بے بس تھا۔ جولی سانگ درخت کی ٹہنی پر پتوں میں چھپی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

وہ آدمی نوجوان لڑکے کو لے کر ساحل کی ریت پر آئے یہاں انھوں نے ریت پر بانس کی چار میخیں گاڑیں۔ پھر لڑکے کو ان کے درمیان زمین پر لٹا دیا اور اس کے چاروں ہاتھ پاؤں رسی کی مدد سے ان میخوں کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باندھ دیئے۔

ایک ہٹے کٹے وحشی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اس کی یہی سزا ہے۔ یہ یہاں بھوکا پیاسا پڑا رہے گا اور رات کو جنگلی چوہے آکر اسے کاٹ کاٹ کر کھا جائیں گے"۔

دوسرا وحشی بولا۔

"ہم پرسوں آئیں گے تاکہ اس کی لاش کا ڈھانچہ دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دیں"

پہلا وحشی بولا۔

"چلو، واپس چلو!"

وحشی کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی کو چلاتے ہوئے جدھر سے آئے تھے اُدھر غائب ہو گئے۔

جولی سانگ نے غور سے لڑکے کو دیکھا۔ نوجوان دُبلا پتلا لڑکا رسی سے بندھا بانس کی میخوں کے ساتھ جکڑا ہوا بے بس پڑا تھا۔ جب وحشی وہاں سے چلے گئے تو جولی سانگ درخت سے نیچے اترنے لگی۔ وہ اس بدقسمت مظلوم لڑکے کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ اُسے اذیت ناک موت کے مُنہ سے بچانا چاہتی تھی۔ جولی سانگ اپنی موت کی پروا کئے بغیر درخت سے اُتر کر گھاس میں چلتی ساحل پر اس جگہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ گئی جہاں وہ لڑکا زمین پر جکڑا پڑا تھا۔

چولی سانگ جانتی تھی کہ لڑکا ہے انگلی جتنے سائز کی دیکھ کر حیران ہو گا مگر چولی سانگ تو اس لڑکے کی زندگی بچانا چاہتی تھی۔ وہ ریت پر تیز تیز چلتی اس لڑکے کے قریب آ گئی اور زمین پر جکڑے ہوئے لڑکے کی گردن کے پاس آ کر رک گئی۔ لڑکے نے اپنی گردن کے قریب ایک ننھی سی انگلی جتنی لڑکی کو دیکھا تو خوف اور دہشت کے مارے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ لڑکا سمجھا کہ یہ جزیرے کا کوئی ایسا خونخوار کیڑا ہے جس کی شکل و صورت انسان سے ملتی جلتی ہے اور وہ اسے کھانے آیا ہے۔ چولی سانگ نے لڑکے کی دہشت دور کرنے کے لیے اپنی باریک آواز میں کہا۔

"مجھے دیکھ کر ڈرو نہیں! میں کوئی کیڑا مکوڑہ نہیں ہوں۔ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مجھے جادو کے زور سے چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ میں درخت پر بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ میں تمہیں اس مصیبت سے نجات دلانے آئی ہوں۔"

چولی سانگ کی باریک انسانی آواز سن کر نوجوان لڑکے کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس کا خوف کسی حد تک دور ہو گیا۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہنے لگا۔

"تم اتنی چھوٹی ہو بہن! میری رسیاں کیسے کھول سکو گی؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میں کوشش کروں گی۔"

اور جولی سانگ نے لڑکے کے بازو کی رسّی کو دانتوں سے کاٹنا شروع کیا۔ تھوڑی کوشش کے بعد ایک رسی کٹ گئی۔ پھر دوسرے ہاتھ کی رسّی بھی جولی سانگ نے کاٹ دی۔ لڑکے کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے تو وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں کی رسیاں بھی کھول ڈالیں۔ وہ اب آزاد تھا۔ اس نے جولی سانگ کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ ایک عورت اتنی چھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔ میں تمہارا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر اس وقت تم میری مدد کو نہ آتیں تو رات کو جزیرے کے جنگلی جانور آ کر مجھے کھا جاتے۔"

جولی سانگ نے پتلی آواز میں کہا۔

"یہ میرا انسانی فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکے نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے بہن ؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میرا نام جولی سانگ ہے۔ تمہارا کیا نام ہے اور یہ کون لوگ تھے جو تمہیں یہاں باندھ کر چلے گئے ؟"

لڑکے نے کہا۔

"میرا نام تولیڈو ہے۔ میں ایک یتیم لڑکا ہوں۔ میرا باپ یہاں کے قریبی جزیرے کا ماہی گیر ہے اور یہ لوگ میرے باپ کے دشمن تھے۔ پہلے انھوں نے میرے باپ کو مارا اور اب مجھے مارنے کے لیے یہاں باندھ گئے تھے۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مجھے بتاؤ کہ یہ کون سا علاقہ ہے اور اس کے قریب کون سا ملک ہے ؟"

تولیڈو نے کہا۔

"یہاں سے پچاس میل مغرب کی طرف اُندلس کا ملک ہے۔ جہاں پہلے مسلمانوں کی حکومت تھی مگر اب عیسائی لوگ حکومت کرتے ہیں۔ کیا تم وہاں جانا چاہتی ہو؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"اُندلس میں مسلمانوں کی تاریخ بڑی شان دار ہے۔ میں اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملک کو دیکھنا چاہتی ہوں جہاں مسلمانوں نے سات آٹھ سو سال تک بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ اور علم و حکمت میں بڑا کام کیا۔"

تو لیڈو کہنے لگا۔

"میں تمہیں وہاں پہنچا سکتا ہوں کیونکہ مجھے بھی اندلس کے ایک شہر میں جانا ہے۔ میں اب واپس اپنے جزیرے پر نہیں جا سکتا۔ میں اندلس میں اپنے ماموں کے پاس جاؤں گا۔ مگر جولی بہن! تم اتنی چھوٹی ہو، تم اندلس کی سیر کیسے کر سکو گی؟ تمہیں تو کوئی بلی ہڑپ کر جائے گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو! مگر میں ایک بہادر لڑکی ہوں۔ اس قسم کی تکلیفیں برداشت کرنے کی مجھے عادت ہو گئی ہے۔ اور پھر مجھے اپنی ہمت اور خدا پر بھروسہ ہے۔ میں جانتی ہوں کہ خدا بھی ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی مجھ پر کیا ہوا جادو ختم ہو جائے گا اور میں پھر سے بڑی ہو جاؤں گی۔ تم مجھے اندلس لے چلو۔ مگر یہاں سے ہم جائیں گے کیسے؟"

تو لیڈو کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں اِس جزیرے کے چپے چپے سے واقف ہوں مجھے معلوم ہے کہ اِس جزیرے کے شمال میں ایک غار ہے جہاں میرے دادا نے ایک چھوٹی کشتی چُھپا کر رکھی ہوتی ہے ہم اُس کشتی میں بیٹھ کر سمندر پار کر کے اندلس پہنچ جائیں گے۔"

تولیڈو نے ننھی جولی سانگ کو کندھے پر بٹھا لیا اور جزیرے کے غار میں آ گیا۔ غار میں ایک چھوٹی سی کشتی درخت کی شاخوں میں چُھپا کر رکھی ہوئی تھی۔ لڑکے تولیڈو نے کشتی کو کھینچ کر باہر نکالا، اِسے سمندر میں لے گیا اور اس میں سوار ہو کر چپو چلانے لگا۔ اس کا رُخ کھلے سمندر کی طرف تھا۔ بہت جلد کشتی کو وہ کھلے سمندر میں لے آیا۔

لڑکے نے جولی سانگ کو کشتی میں ایک طرف ایک تختے کے نیچے بٹھا دیا تھا۔ اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"یہاں سے اندلس کا ساحل پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ موسم خوشگوار ہے اور لہروں کا رُخ بھی ساحل کی طرف ہے۔ ہم بہت جلد اندلس پہنچ جائیں گے۔"

جولی سانگ خاموش بیٹھی عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تھیوسانگ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کشتی سمندر میں بہے چلی جا رہی تھی۔ لڑکا تولیڈو ایک بڑا تجربہ کار اور بہادر ملاح تھا۔ وہ بڑی ہوشیاری سے کشتی چلا رہا تھا۔ سمندر کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیز لہریں بھی اس کی مدد کر رہی تھیں۔ دوپہر کے وقت دُور اندلس کا ساحل نظر آنے لگا۔ تولیڈو نے خوش ہو کر کہا۔

"جولی سانگ بہن وہ دیکھو! اندلس کا ساحل آگیا ہے۔"

اس نے جولی سانگ کو اپنی ہتھیلی پر اُٹھا لیا۔ جولی سانگ نے دور اندلس کی پہاڑیوں کو دیکھا جن کی چوٹیوں پر درخت کھڑے تھے۔ ایک جگہ درختوں میں سے مسجد کے مینار بھی نظر آرہے تھے۔

آدھے گھنٹے میں وہ اندلس کے ساحل پر پہنچ گئے۔ لڑکے تولیڈو نے کشتی کو ساحل پر ایک طرف چھوڑا اور جولی سانگ کو جیب میں ڈال کر شہر کی طرف چل پڑا۔ اس شہر میں جگہ جگہ مسلمانوں نے عالی شان مسجدیں اور باغ بنائے ہوئے تھے۔ تولیڈو نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی بہن! میں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ میں تمہیں خود اندلس کی سیر کراؤں گا اور پھر تم میرے ساتھ ہی میرے ماموں کے گھر چلی چلنا۔ وہاں میں تمہیں لوگوں سے چھپا کر رکھوں گا۔ یہاں تمہارا اکیلا رہنا خطرناک ہوگا۔"

جولی سانگ کو بھی معلوم تھا کہ اکیلی رہ کر وہ کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جائے گی۔ اس نے کہا۔ ٹھیک ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تولیڈو! میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ مگر مجھے سب سے پہلے مسلمانوں کے شان دار شہر غرناطہ کی سیر کراؤ۔"

تولیڈو وہاں سے غرناطہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ غرناطہ بڑا خوب صورت شہر تھا۔ ایسے خوبصورت باغ تھے کہ جن کو دیکھ کر آنکھوں میں ٹھنڈک پڑتی تھی۔ جگہ جگہ فوارے چل رہے تھے۔ شام تک تولیڈو جولی سانگ کو غرناطہ کی سیر کراتا رہا۔

جب اندھیرا ہونے لگا تو وہ ایک سرائے میں آگیا۔ تولیڈو سرائے کی ایک خالی کوٹھڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ننھی جولی سانگ کو نکالا اور کہا۔

"جولی بہن! تم یہاں بیٹھو۔ میں اپنے لیے کچھ کھانے کو لے کر آتا ہوں۔ تم یہاں سے باہر مت نکلنا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"فکر نہ کرو! میں کوٹھڑی ہی میں رہوں گی۔"

تولیڈو نے باہر سے کوٹھڑی کو بند کر کے کنڈی لگا دی اور کچھ کھانے کا سامان لینے کے لیے سرائے کے بڑے دروازے کی طرف چل دیا جہاں کھانے پینے کی کچھ دکانیں تھیں۔

تولیڈو کو گئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ننھی جولی کو باہر سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ قدموں کی چاپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آکر رُک گئی۔ جولی سانگ نے سوچا کہ شاید تو لیڈو واپس آگیا ہے۔

اتنے میں دروازہ کھل گیا اور ایک سیاہ کپڑوں والا آدمی اندر داخل ہوگیا۔ وہ سیدھا اس تخت کے پاس آگیا جس کے کونے پر جولی سانگ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ ڈر کر تخت پر بھاگی مگر وہ اتنی چھوٹی تھی کہ زیادہ دور نہ بھاگ سکتی تھی۔ سیاہ پوش آدمی نے اُسے جلدی سے ہاتھ اوپر رکھ کر دبوچ لیا اور ایک قہقہہ لگا کر بولا۔

"میرا ژاچہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ میرا ستاروں کا حساب کبھی غلط نہیں ہوا۔ میرے حساب نے مجھے بتا دیا تھا کہ اس کوٹھڑی میں ایک ایسی عورت موجود ہے جسے جادو کے زور سے ننھی چڑیا جتنی بنا دیا گیا ہے۔ اب تُو میرے قبضے میں ہے۔"

جولی سانگ نے بہت ہاتھ پاؤں مارے، بہت شور مچایا مگر وہاں اس کی سننے والا کوئی نہ تھا۔ سیاہ پوش نے جولی سانگ کو رومال میں لپیٹا اور اپنے تھیلے میں ڈال کر جلدی سے کوٹھڑی سے نکل گیا۔ سرائے کے باہر اس کا گھوڑا تیار کھڑا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور سرائے دوڑاتا ہوا وہاں سے رفوچکر ہوگیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے تھوڑی دیر بعد جب تو لیڈو وہاں آیا تو وہ جولی سانگ کو نہ پاکر بڑا پریشان ہوا۔ اس نے جولی سانگ کو جگہ تلاش کیا، اُسے آوازیں دیں مگر وہ اسے کہیں نہ ملی۔ پھر وہ مایوس ہوگیا اور کوٹھڑی میں اداس ہوکر بیٹھ گیا۔

سیاہ پوش گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا غرناطہ کے شہر سے نکل کر پہاڑیوں میں سے گزرتا قرطبہ کے شہر کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے ایک رات سرائے میں قیام کیا جولی سانگ کو اس نے تھیلے میں ہی بند رکھا۔ دوسرے دن گھوڑے پر بیٹھ کر قرطبہ کی طرف چل پڑا۔ شام کو وہ قرطبہ شہر کے باہر ایک چھوٹی سی حویلی کے پاس آکر گھوڑے سے اتر گیا۔ اس حویلی میں ایک عیسائی ڈان رہتا تھا۔ سیاہ پوش نے نوکر کے ہاتھ اندر پیغام بھجوایا۔ عیسائی ڈان نے اُسے بُلا لیا۔ سیاہ پوش نے جاتے ہی تھیلے میں سے ننھی جولی سانگ کو نکال کر ڈان کے سامنے میز پر رکھ دیا جولی سانگ نے پتلی آواز میں شور مچایا۔

"مجھے چھوڑ دو! مجھے جانے دو! مجھے جانے دو۔"

عیسائی ڈان حیرت زدہ آنکھوں سے جولی سانگ کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے آج تک کبھی اتنی چھوٹی سی عورت کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں دیکھا تھا سیاہ پوش بڑے فخر سے بولا۔

"حضور! میں آپ کی خاطر اس عجیب و غریب لڑکی کو بڑی دُور سے لے کر آرہا ہوں۔ اب آپ اپنا وعدہ پورا کریں۔ مجھے اس کے عوض ایک ہزار دینار عطا کریں اور لڑکی کو اپنے پاس رکھیں۔"

عیسائی ڈان نے کہا۔

"سیاہ پوش! تم نے کمال کر دکھایا ہے۔ میں تمہیں دو ہزار دینار دوں گا۔ میں اس انوکھی لڑکی کو اپنی حویلی میں رکھوں گا اور اپنے مہمانوں کو دکھاؤں گا کہ دیکھو میں نے اپنی حویلی کی سجاوٹ کے لیے سمندر کے نیچے سے ایک ننھی سی انسانی مخلوق منگوائی ہے۔"

عیسائی ڈان نے سیاہ پوش کو دو ہزار دینار ادا کر دیئے۔ وہ جولی سانگ کو ڈان کے حوالے کر کے چلا گیا۔ عیسائی ڈان نے جولی سانگ کو شیشے کی ایک بوتل میں بند کر کے اوپر کاک لگا دیا اور بوتل کو چاندی کی ایک میز پر سجا کر رکھ دیا۔

سب سے پہلے اس نے جولی سانگ کو اپنے نوکروں اور کنیزوں کو فخر سے دکھایا۔ وہ سب اتنی چھوٹی سی مخلوق کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ شام کو ڈان نے اپنی حویلی میں دعوت کی۔ سب مہمان حیرانی سے جولی سانگ کو بوتل میں بند دیکھنے لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عیسائی ڈان کو بس یہی ایک شوق تھا کہ وہ کوئی ایسی عجیب شئے اپنی حویلی میں لاکر رکھے جو کسی دوسرے کے پاس نہ ہو اور یوں اس کی سب میں شہرت ہو۔

جولی سانگ ایک بار پھر بوتل میں بند ہو کر عیسائی ڈان کی حویلی میں سجاوٹ بن کر رہنے لگی۔ وہ اپنی قسمت کو کوس رہی تھی کہ تولیڈو کیوں اسے اکیلی چھوڑ کر چلا گیا۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

سارے قرطبہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ عیسائی ڈان کی حویلی میں ایک ایسی لڑکی بوتل میں بند ہے جس کا سائز انسانی انگلی کے برابر ہے۔ لوگ دور دور سے جولی سانگ کو دیکھنے کے لیے آنے لگے۔ ڈان نے ٹکٹ لگا دیا۔ وہ پھر آنے والے سے ایک دینار وصول کرنے لگا۔ یوں ایک ایک مہینے کے اندر اندر وہ کافی دولت مند بن گیا۔

عیسائی ڈان کی ایک کنیز روزانہ جولی سانگ کو بوتل کھول کر اسے دودھ پلانے آیا کرتی تھی۔ جولی سانگ نے اس کنیز کو باتوں باتوں میں اپنا ہمدرد بنا لیا تھا۔ ایک روز جولی سانگ نے کنیز سے کہا کہ خدا کے لیے مجھے یہاں سے آزاد کر دو۔ میں بوتل کی قید سے تنگ آ گئی ہوں! کنیز نے کچھ سوچ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں نے اگر تمہیں آزاد کر دیا تو مالک مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں تمہاری خاطر صرف اتنا کر سکتی ہوں کہ آج بوتل کے کاک کو تھوڑا ڈھیلا کر دوں گی۔ تم اسے آسانی سے کھول کر باہر نکل سکتی ہو۔ میں کہہ دوں گی کہ جولی سانگ کاک کھول کر بھاگ گئی ہے۔"

جولی سانگ نے کنیز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"پیاری بہن! اب مجھ پر ایک اور مہربانی بھی کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہاں حویلی سے باہر میں کدھر جاؤں تاکہ لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہ سکوں۔"

کنیز نے کہا۔

"حویلی کے پیچھے ایک قبرستان ہے۔ تم اس قبرستان میں کسی جگہ چھپ جانا اور جب موقع ملے تو یہاں سے کسی دوسرے شہر کو نکل جانا۔ بس میں تمہاری صرف اتنی ہی مدد کر سکتی ہوں۔"

کنیز نے اپنا وعدہ نبھایا۔ رات کو اس نے جولی سانگ کی بوتل کا کاک ڈھیلا کر دیا۔ بوتل ٹیڑھی رکھی ہوئی تھی۔ جب رات کی خاموشی چھا گئی اور حویلی کے سب لوگ سو گئے تو جولی سانگ بوتل میں سے باہر نکل آئی۔ اس نے میز پر سے نیچے قالین پر چھلانگ لگا دی اور پھر کمرے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل کر حویلی کے صحن میں آ گئی ۔ یہاں دیوار پر ایک فانوس روشن تھا۔ صحن سنسان پڑا تھا۔ جولی سانگ صحن سے گزر کر حویلی کے دروازے میں سے گزرتی پیچھے کی طرف آ گئی۔ یہاں کنیز کے کہنے کے مطابق ایک پرانا قبرستان تھا جہاں جگہ جگہ قبریں بنی ہوئی تھیں۔

جولی سانگ نے یہی سوچا کہ وہ رات قبرستان میں کسی جگہ چھپ کر پڑی رہے گی اور دن کے وقت جب روشنی ہو گی تو کسی طرف کو نکل جائے گی۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ وہ اس کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یہاں سخت اندھیرا تھا۔ مگر جولی سانگ اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ وہ قبروں کے درمیان ننھے سے کیڑے مکوڑے کی طرح چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کی مدد سے چل رہی تھی کہ اچانک ایک قبر کے سوراخ میں گر گئی۔ وہ قبر کے اندر ایک مردے کے اوپر جا گری۔ مردے کے اوپر گرتے ہی جولی سانگ جلدی سے سنبھلی اور اس کے نیچے آ گئی۔ اب اس نے غور سے دیکھا۔ مردے کا جسم کفن میں لپٹا تھا مگر اس کا منہ کھلا تھا۔ جولی سانگ مردے کے چہرے کے پاس آ کر اسے غور سے دیکھنے لگی۔ یہ کسی بزرگ آدمی کی قبر تھی۔ مردے کی داڑھی سفید تھی اور چہرے پر ابھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک نوٹ برس رہا تھا۔ جولی سانگ کو خیال آگیا کہ وہ مُردے سے بات کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ کیوں نہ وہ اس طاقت کو آزمائے۔ اور اس مُردے سے مدد کی درخواست کرے۔

جولی سانگ نے کہا۔

"اے بزرگ! میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کوئی بڑے ہی نیک آدمی ہیں کہ جن کا چہرہ موت کے بعد بھی نورانی ہے۔ خدا کے لیے میری مدد کیجیے!"

بزرگ مردے نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔

"جولی سانگ تم نے ہمیشہ دوسرے انسانوں کی مدد کی ہے۔ میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

بزرگ مُردے نے کہا۔

"میں صرف تمہارا نام ہی نہیں جانتا بلکہ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اور تھیوسانگ کے نام بھی جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔"

جولی سانگ تو خوشی سے اچھل پڑی۔

"حضور! خدا کے لیے مجھے بتائیے کہ میرے ساتھی کہاں ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بزرگ مُردے نے کہا۔

"عنبر ناگ ماریا یہاں سے دور آٹھ سو برس آگے کے زمانے کے ایک اسلامی ملک پاکستان کے شہر لاہور میں ہیں۔ کیٹی اور تھیو سانگ یہاں سے جنوب کی طرف یہاں سے ملک ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے ایک سیاہ آسیبی محل میں ہیں۔ کیٹی بھی تمہاری طرح نتھنی بن چکی ہے اور تھیو سانگ کی یادداشت گم ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا آپ مجھے ان لوگوں کے پاس پہنچا سکتے ہیں؟"

بزرگ مُردے نے کہا۔

"میں تمہیں عنبر ناگ ماریا کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ کیا تم ان کے پاس جاؤ گی؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"لیکن میں تھیو سانگ بھائی اور کیٹی کو یہاں اکیلی چھوڑ کر کیسے جاؤں؟"

بزرگ مُردہ بولا۔

"تمہیں اِن دونوں میں سے کسی ایک کا اِنتخاب کرنا ہوگا۔ دوسرا تمہارے پاس وقت کے ساتھ اپنے آپ پہنچ جائے گا۔"

جولی سانگ نے کچھ سوچ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر مجھے عنبر ناگ ماریا کے پاس پہنچا دیجیے۔ مگر خدا کے لیے مجھے بڑا کر دیں۔ میں اتنی چھوٹی رہنا نہیں چاہتی اب"۔ بزرگ مُردے نے کہا۔

"فکر نہ کرو! تم بڑی بھی ہو جاؤ گی اور یہاں سے آٹھ سو برس آگے ۱۹۸۸ء کے اسلامی ملک پاکستان کے عنبر ناگ ماریا کے پاس بھی پہنچ جاؤ گی۔

جولی سانگ نے کچھ تشویش کے ساتھ پوچھا۔

"لیکن حضور! بھیو سانگ اور کیٹی کا کیا بنے گا!"

بزرگ مُردے کی آواز آئی۔

"تم گھبراتی کیوں ہو۔ کہ جو دیا کہ ایک نہ ایک دن مصیبتیں برداشت کرتے، حالات کا مقابلہ کرتے وہ لوگ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ اب عنبر ناگ ماریا کے پاس جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آنکھیں بند کر کے میرے ہاتھ پر بیٹھ جاؤ"۔

جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں اور بزرگ مُردے کی ہتھیلی پر بیٹھ گئی۔ اس کے کانوں میں ایک دھماکے کی آواز آئی۔ اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو سانگ! تم کہاں ہو؟

جولی سانگ نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو اندھیرے میں پایا۔

سب سے پہلے اُسے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ اب ننھی جولی سانگ نہیں تھی بلکہ پورے قد کی بڑی جولی سانگ ہو چکی تھی۔ اُس نے خدا کا شکر ادا کیا اور اندھیرے میں دیکھا کہ وہ ایک حجرے میں پڑی ہے جولی سانگ کو ایک طرف سے ہلکی ہلکی دن کی روشنی آتی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اٹھی اور روشنی کی طرف چلتی حجرے سے باہر آ گئی۔

اب اس نے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز باغ میں ہے جس کے درمیان ایک عالی شان پرانی عمارت کھڑی ہے۔ جس کے چار اونچے مینار ہیں۔ ایک مالی باغ میں پھولوں کی کیاریاں ٹھیک کر رہا ہے۔ آسمان پر دن کی روشنی پھیلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئی تھی۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ اتنا اُسے معلوم تھا کہ وہ اسلامی ملک پاکستان کے شہر لاہور میں آ گئی ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کونسی جگہ ہے۔ جولی سانگ نے اپنا جائزہ لیا۔ اس کا لباس بھی ۱۹۸۸ کے زمانے کا ہو گیا تھا۔ یعنی نیلی شلوار قمیص کا سوٹ اور نیلا دوپٹہ، پاؤں میں سینڈل تھی۔

جولی اپنے آپ کو اس پاکستانی لباس میں دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ اس نے جلدی سے فضا میں زور سے سانس کھینچا۔ یہ محسوس کر کے اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس شہر کی فضا میں عنبر ناگ ماریا کی خوشبوئیں آ رہی تھیں وہ خوشبو کے پیچھے پیچھے باغ سے باہر نکل آئی۔ باہر باغ کے پرانے طرز کے دروازے پر ایک وردی والا دربان کھڑا تھا۔

جولی سانگ نے اس سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے دربان نے تعجب سے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"بی بی! تم مقبرۂ جہانگیر میں ہو اور پوچھ رہی ہو کہ یہ کونسی جگہ ہے! تم مقبرے کے اندر کیسے آ گئی تھیں؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"شکریہ بھائی! میں بھول گئی تھی۔ اچھا تو یہ جہانگیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بادشاہ کا مقبرہ ہے!"

یہ کہہ کر جولی سانگ مقبرے سے نکل کر ریلوے پھاٹک کی طرف چل پڑی۔ لاہور شہر میں وہ اِس سے پہلے بھی ایک بار آچکی تھی مگر یہ بہت پہلے کی بات تھی۔ اُس نے دیکھا کہ لاہور شہر بڑا ترقی کر گیا تھا۔ ریل کا پھاٹک بند تھا اور کئی ویگنیں اور کاریں کھڑی تھیں۔ تین سکوٹر بھی کھڑے تھے جن پر رنگ دار قمیضوں والے تین جوان بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے اور شور مچا رہے تھے۔ جولی سانگ اُن کے قریب سے گزری تو ایک نوجوان نے اس پر آوازہ کسا، دوسرے نے سیٹی بجائی، تیسرا بولا۔

"سکوٹر پر بیٹھ جاؤ۔ شہر کی سیر کرائیں گے تمہیں!"

جولی سانگ کو ان کی یہ بدتمیزی کی باتیں بہت بُری لگیں۔ مگر اُس نے انہیں کچھ نہ کہا اور پھاٹک کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

دوسری طرف سے ٹرین آ رہی تھی۔ پھر ٹرین شور مچاتی گزر گئی۔ پھاٹک کھل گیا۔ کاریں اور ویگنیں گزرنے لگیں۔ جولی سانگ بھی ریلوے لائن پر سے گزر کر راوی روڈ پر آ گئی۔ اُس نے فضا میں سونگھا۔ عنبر ناگ ماریا کی خوشبو شہر لاہور کی طرف سے آ رہی تھی۔ جولی سانگ نے راوی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روڈ پر بادشاہی مسجد کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اُس کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔ پیسہ ہوتا تو وہ رکشہ لے لیتی۔ اُسے معلوم تھا کہ لاہور شہر میں رکشے چلتے ہیں۔ پہلے جب وہ لاہور آئی تھی تو اُس نے رکشے کی سیر کی تھی۔

جولی سانگ سڑک کے کنارے درختوں کے ساتھ ساتھ چلی جا رہی تھی کہ وہی تینوں بدتمیز نوجوان سکوٹر لے کر اس کے آگے پیچھے پھرنے لگے۔ ایک نوجوان جس نے کالے رنگ کے چمڑے کے دستانے پہن رکھے تھے۔ سکوٹر جولی سانگ کے آگے کھڑا کر دیا اور مسکراتے ہوئے بولا۔

"محترمہ! شہر بہت دُور ہے۔ کہاں تک پیدل چلیں گی۔ میرے سکوٹر کے پیچھے بیٹھ جائیں! شہر کی سیر بھی کرا دوں گا۔"

دوسرا سکوٹر والا بھی آگیا اور ہنس کر بولا۔

"آپ کی آنکھیں بڑی خوبصورت ہیں۔"

تیسرا سکوٹر والا بولا۔

"اور سنہری بال بھی بڑے خوبصورت ہیں!"

جولی سانگ نے سوچا کہ یہ کتنے بدتمیز اور آوارہ مزاج نوجوان ہیں۔ انہیں اتنی بھی تمیز کسی نے نہیں سکھائی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راہ چلتی خواتین کو تنگ کرنا شریفوں کا کام نہیں ہے۔ پھر بھی وہ خاموش رہی۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا اور سڑک کنارے خاموشی سے چلتی گئی۔ لیکن یہ آوارہ نوجوان تھے۔ شریف لڑکے کبھی ایسی ناشائستہ حرکت نہیں کرتے۔ مگر یہ بڑے ہی بدتمیز اور بگڑی عادتوں والے لڑکے تھے جن کا کام ہی یہ تھا کہ لڑکیوں کو تنگ کیا جائے جو اچھی بات نہیں ہے۔

جولی سانگ صبر کے ساتھ چلی جا رہی تھی کہ ایک سکوٹر سوار پیچھے سے آیا اور جولی سانگ کا ریشمی نیلا دوپٹہ کھینچ کر اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ تینوں نوجوان قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ اب جولی کے صبر کی انتہا ہو گئی۔ اب ان آوارہ لڑکوں کو سبق سکھانا ضروری ہو گیا تھا۔ ان بدتمیز آوارہ لڑکوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ جولی سانگ میں کتنی طاقت ہے اور وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔

جس لڑکے نے جولی سانگ کا نیلا دوپٹہ چھینا تھا وہ اُسے لہراتے ہوئے جولی سانگ کے اِرد گرد سکوٹر پر چکر لگانے لگا اور ہنس ہنس کر کہنے لگا۔

"محترمہ! دوپٹہ لینا ہے تو میرے سکوٹر پر آ جاؤ"۔

اِتفاق سے اِس سڑک پر لوگ بہت ہی کم تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جونہی آوارہ لڑکا دوپٹہ لہراتا جولی سانگ کے قریب سے نکلا، جولی سانگ نے لپک کر اس کے سکوٹر کو پیچھے سے پکڑ لیا اور زور سے پیچھے کھینچا۔ لڑکا سکوٹر سمیت نیچے گر پڑا۔ دوسرے ہاتھ سے جولی سانگ نے دوسرے لڑکے کے سکوٹر کو کھینچ لیا۔ پھر دونوں سکوٹروں کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور پوری طاقت سے سڑک پر دے مارا۔ سڑک پر گرتے ہی دونوں سکوٹروں کے پرزے اڑ گئے اور ان میں آگ لگ گئی۔

یہ ماجرا دیکھ کر لڑکے دہشت زدہ ہو کر بھاگنے لگے تو جولی سانگ نے ان پر چھلانگ لگا دی اور دونوں بدتمیز لڑکوں کو گردنوں سے پکڑ کر زمین سے اوپر اٹھا دیا۔

لڑکے خوف کے مارے رنگ اڑ گئے تھے۔ وہ دہشت کے مارے کانپ رہے تھے اور ہاتھ جوڑ کر کہہ رہے تھے۔

"بہن جی! ہمیں معاف کر دیں! ہم سے غلطی ہو گئی۔ ہمیں معاف کر دیں بہن جی!"

تیسرا لڑکا سکوٹر پر بیٹھ کر بھاگ گیا تھا۔ جولی سانگ نے دونوں لڑکوں کو سڑک پر لٹا دیا۔ ان کی قمیضیں پھاڑ دیں، عینکیں توڑ ڈالیں اور ایک پاؤں ایک لڑکے کی گردن پر اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرا پاؤں دوسرے آوارہ بدتمیز لڑکے کی گردن پر رکھ دیا اور گرج کر کہا۔

"کیا پھر کبھی کسی لڑکی کا دوپٹہ کھینچو گے؟"

لڑکوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"کبھی نہیں بہن جی! کبھی نہیں!"

جولی سانگ نے کڑک کر کہا۔

"کیا پھر کبھی کسی لڑکی پر آوازے کسو گے؟"

دونوں لڑکوں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کبھی نہیں بہن جی، کبھی نہیں! خدا کے لیے ہمیں معاف کر دو!"

جولی سانگ نے اِن کی گردنوں پر سے ہاتھ ہٹا لیے۔ لڑکے اُٹھے اور دُم دبا کر ایک طرف ایسے بھاگے کہ پھر پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ وہاں اب کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے جولی سانگ نے زمین پر سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر سر پر لیا اور ایک خالی رکشہ کو ہاتھ دے کر روکا۔ رکشے میں سوار ہوئی اور ڈرائیور سے کہا۔

"شہر چلو!"

رکشہ شور مچاتا تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ رکشے میں سوار جولی سانگ کو عنبر ناگ ماریا کی خوشبو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آرہی تھی۔ جدھر سے خوشبو آرہی تھی، جولی سانگ رکشے کو اسی طرف لیے جارہی تھی۔

رکشہ شہر کی مال روڈ پر آگیا۔ یہاں عنبر ناگ ماریا کی خوشبو تیز ہوگئی۔ جولی سانگ نے رکشے والے سے کہا۔

"اب رکشہ آہستہ کرلو!"

ڈرائیور نے رکشہ آہستہ کرلیا۔ ایک جگہ سے بڑی تیز خوشبو آرہی تھی۔ جولی سانگ نے رکشہ رُکوالیا۔ اس نے رکشے سے اتر کر دیکھا کہ اس کے سامنے ایک بہت بڑا سات آٹھ منزلہ تھری سٹار عالی شان ہوٹل تھا۔ عنبر ناگ ماریا کی خوشبو اسی ہوٹل سے آرہی تھی۔ جولی سانگ نے رکشے والے سے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو۔ میں تمہیں اوپر سے پیسے بھجواتی ہوں۔"

رکشے والا وہیں رکشے سے باہر نکل آیا اور بولا۔

"بی بی جی! جلدی کرایہ بھجوا دیجیے گا۔"

جولی سانگ بولی۔

"فکر نہ کرو بھائی! میں ابھی بھجوا دوں گی۔"

یہ کہہ کر جولی سانگ ہوٹل کی لابی میں داخل ہوگئی۔ اوپر ایک کمرے میں عنبر ناگ ماریا بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کو بھی اچانک جولی سانگ کی خوشبو آنے لگی۔ ماریا نے چونک کر کہا۔

"یہ تو جولی سانگ کی خوشبو ہے عنبر ناگ!"

"ہاں!" دونوں نے خوش ہو کر کہا۔

اور پھر تینوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ وہ تیز تیز سیڑھیاں اتر رہے تھے کہ نیچے سے انہیں جولی سانگ اوپر آتی دکھائی دی۔ ماریا اور عنبر ناگ ماریا کے چہرے خوشی سے کھل گئے۔ انھوں نے بے اختیار کہا۔

"جولی سانگ! خدا کا شکر ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی! کیٹی اور تھیو سانگ کہاں ہے؟"

جولی سانگ نے عنبر ناگ کو دیکھ لیا تھا مگر ماریا چونکہ غائب تھی اس لیے وہ اُسے نظر نہیں آ رہی تھی مگر اس کی خوشبو اُسے برابر آ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ مل گئے۔ میں بڑی مصیبتوں کے بعد تم تک پہنچی ہوں۔ ماریا تم کیسی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"پہلے میں بھی اُداس تھی۔ اب تم کو دیکھ کر خوش ہو گئی ہوں۔ کیٹی اور تھیو سانگ کا بتاؤ؟"

جولی سانگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پہلے نیچے رکشے والے کو کرایہ بھجوا دو۔ پھر آرام سے بیٹھ کر ساری کہانی سناتی ہوں۔ اور یہ بھی بتاتی ہوں کہ کیٹی اور تھیو سانگ سے میں کہاں اور کیسے جُدا ہوئی تھی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم لوگ کمرے میں چل کر بیٹھو۔ میں رکشے والے کو کرایہ دے کر آتا ہوں۔"

جولی سانگ تو عنبر ماریا کے ساتھ ہوٹل کے خوبصورت کمرے میں چلی گئی اور ناگ نیچے آ گیا۔ رکشہ والا باہر کھڑا تھا ناگ نے اُسے کرایہ دیا اور وہ بھی کمرے میں آ گیا۔ جولی سانگ نے اِن سب دوستوں کو اپنی ساری کہانی سُنا ڈالی۔ عنبر نے کہا۔

"اِس کا مطلب ہے کہ تھیو سانگ اور کیٹی ہندوستان کے ساحلی شہر کالی کٹ کے ایک ویران سیاہ محل کے تہ خانے میں ہیں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"لیکن وہ آج سے آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں ہیں عنبر! ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے۔"

عنبر بولا۔

"یہ تو میں کبھی بھول ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر ہم میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے سیاہ محل میں چلا جائے تو وہاں تھیو سانگ اور کیٹی کا سُراغ مل سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"لیکن ہم سب وہاں کیوں نہیں چلے جاتے؟"

عنبر نے کہا۔

"ہم میں سے دو ایک کو اس شہر لاہور میں ہی رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کسی وجہ سے کیٹی اور تھیو سانگ اِس زمانے میں اسی شہر میں نکل آئیں جس طرح کہ جولی سانگ آ گئی ہے۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"عنبر بھائی کا خیال بالکل درست ہے۔ ہم میں سے ایک دو کو اِسی شہر لاہور میں رہنا چاہیے۔ دیکھو نا! اب میں لاہور میں آئی تو اچانک مجھے تم سب کی خوشبو آ گئی اور اس خوشبو کے پیچھے پیچھے میں تمہارے پاس چلی آئی۔ اسی طرح اگر اِتفاق سے کیٹی اور تھیو سانگ اِدھر آ نکلے تو وہ بھی ہماری خوشبو پر یہاں تک آ جائیں گے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"تو پھر فیصلہ کر لیں کہ ہندوستان کے شہر کالی کٹ کون جائے گا اور یہاں لاہور میں کون کون رہے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں جولی سانگ اور عنبر کالی کٹ چلے چلتے ہیں اور ناگ پیچھے لاہور میں ٹھہر جاتا ہے۔ یہاں تو ایک آدمی ہی کافی ہوگا کیونکہ اس کی خوشبو ہی کیٹی اور تھیو سانگ کو یہاں تک لانے کیلیے کافی ہوگی"۔

آخر یہی طے پایا کہ جولی سانگ، عنبر اور ماریا تو پاکستان سے نکل کر ہندوستان کے جنوبی شہر کالی کٹ جائیں گے اور ناگ پیچھے لاہور کے اس ہوٹل میں کیٹی اور تھیو سانگ کے انتظار میں رہے گا۔ ناگ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا "ٹھیک ہے! آپ کا فیصلہ مجھے منظور ہے"۔

چنانچہ ناگ تو مال روڈ لاہور والے اس فائیو سٹار ہوٹل کے کمرے میں ہی رہ گیا اور عنبر ماریا جولی سانگ ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

آج کے زمانے میں بارڈر پار کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہ لوگ تو پرانے زمانے میں بڑی آسانی سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں داخل ہو جاتے تھے۔ لیکن آج کے زمانے میں دوسرے ملک میں جانے کے لیے پاسپورٹ اور ویزے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور عنبر ناگ ماریا جولی سانگ میں سے کسی کے پاس بھی نہ تو پاسپورٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور نہ ہی ویزا تھا۔ وہ اس جھنجھٹ میں پڑنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ اور پھر ان کا پاسپورٹ کیسے بن سکتا تھا۔ وہ تو پاکستان کے شہری بھی نہیں تھے۔

عنبر ماریا اور جولی سانگ ایک بس میں سوار ہو کر سرحد پر آ گئے۔ جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھیا! ہم سرحد کیسے پار کریں گے۔ ہمارے پاس تو ویزا پاسپورٹ کچھ بھی نہیں ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ مشکل میں حل کر دوں گی۔"

جولی مسکرائی۔

"میں جانتی ہوں تم کیا کرو گی۔ تم ہمیں اپنے کاندھے پر بٹھا لو گی۔ چونکہ تم غائب ہو اس لیے تمہارے کاندھے پر بیٹھنے کے بعد ہم بھی غائب ہو جائیں گے اور یوں تم ہمیں بارڈر کے پار لے جاؤ گی۔ تم یہی کہنا چاہتی ہو نا ماریا؟"

ماریا بولی۔

"اس سے بہتر بھلا اور کون سا طریقہ ہو سکتا ہے!"

عنبر نے کہا۔

"ہم ایسا ہی کریں گے۔ لیکن خدا کے لیے یہاں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری طرف چلے چلو۔ لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ کم از کم یہاں تو ہم ماریا کے کاندھے پر بیٹھ کر غائب نہیں ہو سکتے۔"

عنبر ماریا اور جولی سانگ سڑک سے اُتر کر کھیتوں میں آ کر ایک گھنے درخت کے پیچھے بیٹھ گئے۔ دور سڑک پر ذرا آگے جا کر پاکستان کی سرحد بند ہو جاتی تھی اور کچھ فاصلے پر ہندوستان کی سرحد شروع ہو جاتی تھی۔ ہندوستان کی سرحد پر فوجی سپاہی بندوقیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے۔

ماریا نے کہا۔

"سب سے پہلے جولی سانگ تم چلو۔ بیٹھو میرے کاندھے پر! میں تمہیں سرحد پار کرا آؤں گی۔"

جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر تم تو مجھے نظر ہی نہیں آ رہی ہو۔ میں تمہارے کاندھے پر کیسے بیٹھوں گی!"

ماریا نے کہا۔

"تم اپنی جگہ پر کھڑی رہو۔ میں تمہیں خود ہی اپنے کاندھے پر بٹھا لوں گی۔"

اتنا کہہ کر ماریا آگے بڑھی۔ عنبر اپنی جگہ پر بیٹھا جولی سانگ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جولی سانگ اوپر کو اٹھی اور پھر غائب ہو گئی۔ عنبر سمجھ گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ماریا نے اسے اپنے کاندھے پر بٹھا لیا ہے۔

ماریا کی آواز آئی:

"عنبر بھیّا! تم اسی جگہ بیٹھنا۔ میں جولی سانگ کو سرحد کے پار چھوڑ کر ابھی آتی ہوں۔"

ماریا نے جولی سانگ کو اپنے کاندھے پر بٹھا لیا تھا چونکہ ماریا غائب تھی اس لیے جولی سانگ بھی اس کے کاندھے پر بیٹھتے ہی غائب ہو گئی تھی۔

ماریا زمین سے اوپر اٹھی اور اس نے فضا میں اُڑنا شروع کر دیا۔ وہ اُڑتی ہوئی درختوں کے اوپر آ گئی اور پھر ہندوستان کی سرحد پار کر کے بارڈر کے دوسری طرف اڑنے لگی۔ اب وہ ملکِ ہندوستان کی زمین پر تھی اور درختوں کے اوپر اُڑ رہی تھی۔ جولی سانگ ماریا کے کاندھے پر بیٹھی نیچے دیکھ رہی تھی۔ زمین کافی نیچے تھی۔ اُس نے ماریا سے کہا۔

"اب مجھے کسی جگہ اُتار دو اور عنبر کو جا کر لے آؤ!"

ماریا نے ایک خالی جگہ دیکھی اور نیچے اتر آئی۔ یہاں اس نے جولی سانگ کو کاندھے سے اُتار دیا۔ جولی سانگ ماریا کے کاندھے سے اُترنے کے فوراً بعد نظر آنے لگی تھی۔ ماریا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جولی! تم اِس جگہ درخت کے نیچے بیٹھو۔ میں عنبر کو لے کر آتی ہوں۔"

جولی سانگ وہیں درخت کے نیچے بیٹھ گئی اور ماریا ہوا میں پرواز کر گئی۔

عنبر پاکستان کی سرزمین پر درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ اُسے ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ اُس نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا! تم آگئی ہو کیا؟"

ماریا اس کے قریب آچکی تھی۔ کہنے لگی۔

"ہاں عنبر بھیّا! میں آگئی ہوں۔ اب تم میرے کاندھے پر بیٹھنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

عنبر بولا۔

"میں تو پہلے ہی سے تیار ہوں۔"

پھر ماریا نے عنبر کو اپنے کاندھے پر بٹھایا اور اُسے بھی سرحد پار کرا کر ہندوستان کے ملک میں جولی سانگ کے پاس لے آئی۔ عنبر نے ماریا کو کاندھے سے اُتارا تو وہ بھی سب کو نظر آنے لگا۔ اب صرف ماریا کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔ جولی سانگ اور عنبر کو سب دیکھ سکتے تھے۔ عنبر کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہمارے پاس ہندوستان کے نوٹ یعنی کرنسی نہیں ہے اور اس کی ہمیں آگے ضرورت پڑے گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"لیکن ہمارے پاس پاکستانی کرنسی تو ہے۔ ہم اس کو بدلوا لیتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"مگر ہمارے پاس پاسپورٹ ویزا نہیں ہے۔ یہاں ہم کرنسی نہیں بدلوا سکتے۔ آگے امرتسر جاکر اسٹیشن کے باہر لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، اُن سے بدلوا لیں گے۔"

اور وہ تینوں کھیت سے نکل کر سڑک پر آ گئے اور انھوں نے آگے ہندوستان کے پہلے شہر امرتسر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ انہیں سڑک کنارے ایک ہندو لالہ تخت پوش پر بیٹھا نظر آیا۔ اس کے آگے پاکستانی اور ہندوستانی کرنسی کا ڈھیر لگا تھا۔ عنبر نے یہاں سے پاکستانی نوٹ ہندوستانی نوٹوں میں تبدیل کروائے اور پھر وہ ایک بس میں سوار ہو کر امرتسر آ گئے۔ امرتسر سے وہ ریل گاڑی کا ٹکٹ لے کر دِلّی شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ماریا اُن کے ساتھ ہی ریل میں بیٹھی تھی۔ دِلّی پہنچے تو وہاں سے ایک دوسری ریل گاڑی پکڑی اور ہندوستان کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنوب مغربی شہر کالی کٹ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ کالی کٹ سمندر کے کنارے ایک پرانا شہر ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں سب سے پہلے واسکوڈے گاما آیا تھا جب اس نے اپنے ملک کے لیے ہندوستان دریافت کیا تھا۔

عنبر ماریا اور جولی سانگ کالی کٹ پہنچ گئے۔ اس شہر کی عمارتیں پرانی قسم کی تھیں اور یہاں بارشیں بہت ہوتی تھیں۔ عنبر کہنے لگا۔

"سب سے پہلے ہمیں کسی اچھے سے ہوٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لینا چاہیے۔ اس کے بعد سیاہ محل کی تلاش میں چلیں گے۔"

کالی کٹ شہر بڑا ماڈرن شہر بن چکا تھا۔ یہاں ایک ہوٹل میں عنبر اور جولی سانگ نے ایک ڈبل بیڈ کمرہ لے لیا۔ ماریا کو کمرے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ ان کے ساتھ ہی رہ سکتی تھی۔ کیونکہ وہ تو غائب تھی اور کسی کو نظر ہی نہیں آتی تھی۔

رات انھوں نے ہوٹل کے کمرے میں گزار دی۔ دوسرے دن انھوں نے ہوٹل کے منیجر سے سیاہ محل کے بارے میں پوچھا۔ منیجر نے کہا۔

"آپ اِس سیاہ محل میں کیوں جانا چاہتے ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم سیاح ہیں اور کالی کٹ کی ساری پرانی اور تاریخی عمارتیں دیکھنا چاہتے ہیں۔"

مینیجر بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے! مگر آپ سیاہ محل میں نہ ہی جائیں تو اچھا ہے کیونکہ وہاں جن بھوت رہتے ہیں۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کے اندر جو کوئی گیا پھر واپس نہ آیا۔"

عنبر مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"یہ ماڈرن اور سائنس کا زمانہ ہے۔ ہم اس قسم کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ آپ برائے مہربانی ہمیں سیاہ محل کا پتہ بتا دیں۔ ٹھیک ہے ہم سیاہ محل کے اندر نہیں جائیں گے۔ باہر سے ہی دیکھ کر آجائیں گے۔"

اس وقت جولی سانگ اور ماریا بھی عنبر کے پاس ہی کھڑی تھیں مگر ہوٹل کے مینیجر کو صرف جولی سانگ ہی نظر آرہی تھی۔ ماریا غائب تھی اس لیے وہ اُسے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ مینیجر نے کہا۔

"میں بھی آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ سیاہ محل کے اندر نہ جائیں اور اس سے دُور دُور ہی رہیں۔"

پھر اس نے عنبر کو سیاہ محل کا راستہ بتا دیا۔ عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی سانگ اور ماریا نے ہوٹل سے ایک ٹیکسی لی اور سیاہ محل کے قریب آ گئے۔ ٹیکسی والے نے دُور ہی ایک سمندری چٹان کے پاس گاڑی روک دی اور کہا۔

"صاحب جی! میں آگے نہیں جاؤں گا۔ آپ یہیں اُتر جائیں۔ میں سیاہ محل کے قریب گیا تو جن بھوت مجھے چمٹ جائیں گے۔"

عنبر اور جولی سانگ مسکراتے ہوئے ٹیکسی سے اُتر آئے۔ انھوں نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پیدل ہی سیاہ محل کی طرف چل پڑے۔ سیاہ محل انہیں دور سمندر کنارے ایک چھوٹے سے ٹیلے پر صاف نظر آ رہا تھا۔ قریب جا کر انھوں نے دیکھا کہ محل بے حد خستہ اور ٹوٹا پھوٹا ہے۔ بارش کی وجہ سے محل کی دیواریں کالی پڑ گئی تھیں۔ ایک طرف سے ایک دیوار گر چکی تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"آج سے آٹھ سو سال پہلے جب میں اس محل میں آئی تھی تو یہ اتنا ٹوٹا پھوٹا نہیں تھا۔ اِسی سیاہ محل کے نیچے ایک تہ خانہ ہے وہاں تھیو سانگ اور کیٹی کو میں نے چھوڑا تھا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ماریا! تم اس پرانے محل کے اندر جاؤ اور قید خانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں جاکر دیکھو کہ وہاں بھیو سانگ اور کیٹی کا کوئی سراغ ملتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ ایک بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ وہ وہاں نہیں ہیں کیونکہ ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

جولی سانگ نے جلدی سے کہا۔

"عنبر بھیا! تم بھول گئے ہو کہ بھیو سانگ کی یادداشت ختم ہو چکی ہے اور کیٹی طلسم کی وجہ سے چھوٹی سی بنا دی گئی ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو ان کے جسموں سے نہیں نکل رہی۔"

عنبر نے کہا۔

"ارے ہاں! یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"تم دونوں یہیں ٹھہرو۔ میں سیاہ محل کے اندر تہ خانے کا چکر لگا کر آتی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"ماریا! اپنا خیال رکھنا۔"

ماریا یہ کہہ کر پرواز کر گئی کہ فکر نہ کرو۔ جولی سانگ اور عنبر وہیں ایک جگہ پتھروں پر بیٹھ گئے۔ ماریا فضا میں پرواز کرتی پراسرار سیاہ محل کی چھت پر آ گئی۔ یہاں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ نیچے اتر گئی۔ سیاہ محل کی سیڑھیاں تنگ و تاریک تھیں اندر مکڑیوں نے جالے بُن رکھے تھے۔ نیچے کمرے ویران پڑے تھے۔ فرش پر گرد جمی ہوئی تھی۔ چھتوں سے جالے لٹک رہے تھے۔ ایک کونے سے چمگادڑ پھڑپھڑاتی ہوئی اڑ گئی۔ ماریا سوچنے لگی کہ یہاں تھیوسانگ اور کیٹی اُسے کہاں ملیں گے۔

وہ اوپر والے کمرے سے نیچے آ گئی۔ یہاں اسے ایک سیڑھی نیچے تہ خانے میں اترتی نظر آئی۔ ماریا سیڑھی اتر کر نیچے آ گئی۔ یہ ایک اندھیرا تہ خانہ تھا جس کا فرش گیلا ہو رہا تھا کیونکہ زمین میں سے پانی رِس رِس کر اوپر آ کر فرش کی مٹی میں جذب ہو رہا تھا۔ ماریا نے آواز دی۔

"تھیوسانگ، کیٹی! کیا تم یہاں پر موجود ہو؟ مجھے آواز دو۔ میں ماریا ہوں!"

تہ خانے میں وہی بھیانک خاموشی چھائی رہی۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا نے ایک بار پھر تھیوسانگ اور کیٹی کا نام لے کر انہیں آواز دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ تھیوسانگ اور کیٹی آٹھ سو برس ماضی کے زمانے میں یہاں ضرور ہوں گے مگر اب وہ یہاں نہیں ہیں۔

وہ محل سے نکل کر واپس عنبر جولی سانگ کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ گئی اور انہیں بتایا کہ سیاہ محل کے تہ خانے اور ویران کمرے خالی پڑے ہیں ۔ وہاں نہ تھیو سانگ ہے اور نہ ہی کیٹی ہے ۔ عنبر اور جولی سانگ خاموش ہو گئے ۔ ماریا نے پوچھا ۔

"اب کیا کرنا چاہیے ہمیں جولی سانگ ؟"

جولی سانگ بولی ۔

"انتظار ! ہمیں انتظار کرنا چاہیے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہی وہ محل ہے جہاں میں نے کیٹی اور تھیو سانگ کو چھوڑا تھا ۔ وہ آج نہیں تو کل یہاں ضرور ظاہر ہو جائیں گے ۔"

عنبر نے کہا ۔

"جولی سانگ کا خیال درست ہے ۔ ہمیں اس شہر میں رہ کر کیٹی اور تھیو سانگ کی واپسی کا انتظار کرنا ہوگا ۔ چلو واپس ہوٹل میں چلتے ہیں ۔"

اور وہ تینوں وہاں سے اپنے ہوٹل کی طرف واپس چل پڑے ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھنکارتے سانپوں کا غار

عنبر، ماریا اور جولی سانگ ہندوستان کے شہر کالی کٹ میں ہی ٹھہر گئے تاکہ وہاں رہ کر کیٹی اور تھیوسانگ کی واپسی کا انتظار کیا جائے۔ دوسری طرف ناگ اکیلا لاہور شہر کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔

اب ہم کیٹی اور تھیوسانگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ دونوں ساتھی اس کالی کٹ شہر کے سیاہ آسیبی محل کے الگ الگ تہ خانوں میں موجود تھے مگر آج سے آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں تھے۔ تھیوسانگ کی یادداشت غائب ہو چکی تھی اور کیٹی نچلے تہ خانے میں قید تھی۔ سانپ نے اپنی قربانی دے کر جادوگرنی کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ ایک دن تو کیٹی پر جادو کا اثر رہا مگر دوسرے دن رات کے وقت اس پر سے جادو کا اثر ختم ہو گیا اور وہ پھر سے بڑی ہو گئی۔ کیٹی نے خدا کا شکر ادا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا اور وہ قید خانے سے باہر نکل آئی۔ اس کی طاقت واپس آ چکی تھی۔ چنانچہ وہ قید خانے کا دروازہ توڑ کر آسانی سے باہر آ گئی تھی۔ دوسرے قید خانے میں تھیوسانگ لیٹا ہوا تھا۔ اُس نے دروازہ ٹوٹنے کی آواز سُنی تو بھاگ کر نیچے آیا۔ کیٹی اس دوران اوپر آ چکی تھی۔

جونہی کیٹی کی نظر تھیوسانگ پر پڑی، وہ رُک گئی۔ وہ جانتی تھی کہ تھیوسانگ اپنی یادداشت کھو چکا ہے لیکن اس خیال سے کہ شاید اس کی یادداشت واپس آ گئی ہو، اس نے تھیوسانگ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"تھیوسانگ! میں کیٹی ہوں۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟"

تھیوسانگ نے کیٹی کو بالکل نہ پہچانا۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ کیٹی قیدی ہے اور وہ دروازہ توڑ کر باہر نکل آئی ہے۔ اُس نے کیٹی کو پکڑنا چاہا، کیٹی اوپر والے کمرے کی طرف بھاگی۔ تھیوسانگ بھی اُس کے پیچھے بھاگا کیٹی سیاہ محل کی چھت پر آ گئی۔

تھیوسانگ اس کی طرف لپکا۔ کیٹی محل کی چھت کے کنارے پر آ گئی۔ اُس نے تھیوسانگ کو ایک بار پھر یاد دلانے کی کوشش کی کہ وہ تھیوسانگ ہے اور میں کیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ مگر تھیوسانگ کو کچھ یاد نہیں تھا۔ وہ کیٹی کو دبوچنے کے لیے لپکا تو کیٹی نے چھت پر سے دوسری طرف سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ تھیوسانگ کی طاقت اس کے پاس نہیں تھی۔ اُس نے چھت پر سے چلّا کر کہا۔

"تم بھاگ کر کہاں جاؤ گی۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ واپس آجاؤ!"

مگر کیٹی سمندر کی لہروں میں تیرتی دُور چلی گئی تھی۔ دُور جاکر وہ سمندر سے باہر نکل آئی اور ریت پر ایک طرف چلنے لگی۔ چلتے چلتے وہ ایک کنوئیں کے پاس آکر رک گئی۔ اچانک کیٹی کو اپنے جن دوست کا خیال آگیا۔ اُس نے جن دوست کو آواز دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ کنوئیں کے پاس ہی ایک چھوٹا سا مندر تھا جس میں کوئی نہ تھا۔ مندر خالی پڑا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ اسے یہاں چھت پر رات بسر کرنی چاہیے۔ دن نکلے گا تو وہ تھیوسانگ کے پاس جاکر اس کی یادداشت واپس لانے کی ایک بار پھر کوشش کرے گی۔

کیٹی مندر کے اندر ایک کونے میں جاکر بیٹھ گئی۔

دوسری طرف تھیوسانگ بھی سیاہ محل کے تہ خانے میں لیٹ گیا کہ دن کے وقت کیٹی کو تلاش کرے گا۔ جب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کا ایک بجا تو کیٹی کو باہر انسانی قدموں کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے مندر کی کھڑکی میں سے اندھیرے میں باہر دیکھا اندھیرا بہت زیادہ تھا مگر کیٹی کی ساری طاقتیں اس کے پاس واپس آگئی تھیں اس لیے وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکی گھبرائی ہوئی بھاگی چلی آرہی ہے۔ اس کے بال کھلے تھے اور ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے پیچھے کوئی قاتل اُسے قتل کرنے کے لیے لگا ہوا ہے۔

گھبرائی ہوئی لڑکی مندر میں داخل ہوکر اسی کوٹھڑی میں آگئی جہاں پہلے سے کیٹی بیٹھی تھی۔ اندھیرے میں اس لڑکی کو کیٹی نظر نہ آئی۔ لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"اے خدا! میری عزت بچالے۔ میں مرنے کو تیار ہوں مگر عزت ہاتھ سے جانے نہیں دوں گی۔ میرے خدا! میری مدد کر!"

کیٹی اس لڑکی کو اندھیرے میں بھی دیکھ رہی تھی وہ جلدی سے اس لڑکی کے پاس آئی اور اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ لڑکی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ کیٹی نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں بہن! میں تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لیے میری عزت بچا لو۔ وہ خونی بدمعاش میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔"

کیٹی نے لڑکی کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو! خدا ہی عزت بچانے والا ہے۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گی۔"

اتنے میں باہر سے کسی مرد کے شیطانی قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"میں جانتا ہوں تم مندر میں چھپی ہوئی ہو۔ مگر تم مجھ سے بچ نہیں سکو گی۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے آپ باہر آجاؤ۔ میں تمہیں ایک منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر تم ایک منٹ کے اندر باہر نہ آئیں تو میں اندر آکر تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا۔"

لڑکی نے کیٹی کے ہاتھ پکڑ لیے اور گڑگڑا کر کہا۔

"خدا کے لیے مجھے اس شیطان سے بچا لو!"

کیٹی نے لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

"تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔ میں باہر جا رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر کیٹی مندر کے باہر آ گئی۔ باہر ستاروں کی دھیمی روشنی میں اس نے ایک اونچے لمبے ہٹے کٹے لمبے تڑنگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ بالوں والے غنڈے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس کی سُرخ آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ کیٹی اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

ہٹے کٹے غنڈے نے کیٹی کو دیکھا تو بولا۔

"تم ــــ تم کون ہو؟ بلا کہاں ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں بلا کی بہن ہوں۔ میں تمہیں یہ کہنے آئی ہوں کہ کسی شریف لڑکی کو پریشان کرنا اچھی بات نہیں۔ یہ گناہ ہے۔ بہتر ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ خدا تمہیں معاف کر دے گا۔"

غنڈے نے ایک قہقہہ لگایا اور بڑے غرور سے بولا۔

"تم کون ہوتی ہو مجھے نصیحت کرنے والی! ہٹ جاؤ میرے راستے سے، ورنہ میں بلا کے ساتھ تمہیں بھی بے عزت کر دوں گا۔"

کیٹی نے ایک بار پھر کہا۔

"میں تمہیں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ واپس چلے جاؤ اور ایک شریف لڑکی کو پریشان نہ کرو۔"

اب تو غنڈے کو سخت غصہ آ گیا۔ وہ دو قدم آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑھا اور اس نے تلوار والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور بولا۔

"اگر تم میرے راستے سے نہ ہٹیں تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نہیں مانو گے!"

غنڈے کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اس نے طیش میں آکر تلوار کا بھرپور ہاتھ کیٹی کے کاندھے پر مارا۔ تلوار کیٹی کے جسم میں گھس گئی۔ کیٹی نے کوئی چیخ نہ ماری۔ تلوار اس کے جسم میں گھس گئی تھی۔ غنڈہ کچھ حیران سا ہوا کہ یہ کیسی عورت ہے کہ اس پر تلوار کے وار کا اثر نہیں ہوا!

کیٹی نے اپنے جسم میں سے تلوار نکال کر پھینک دی اور غنڈے سے کہا۔

"تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مجھ پر تمہاری تلوار کے وار کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اب میں وار کر رہی ہوں۔"

کیٹی زمین پر سے اچھلی اور غنڈے کو پوری طاقت سے دونوں پاؤں کی اتنی زور سے ٹھوکر یعنی کک ماری کہ لمبا چوڑا مضبوط جسم والا غنڈہ دوہرا ہو کر دیوار کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹکرایا اور پھر ایسا زمین پر گرا کہ پھر نہ اُٹھ سکا۔ کیٹی کے بھرپور وار کو وہ بھلا کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ کیٹی نے غنڈے کی لاش کو دیکھا۔ وہ مر چکا تھا اور اس کی کمر کی ہڈی چار پانچ جگہوں سے ٹوٹ گئی تھی۔ کیٹی نے لڑکی کو کوٹھڑی سے بلا کر غنڈے کی لاش دکھائی اور کہا۔

"خدا نے تمہاری عزت بچا لی ہے بملا!"

بملا تو کیٹی کے پاؤں پر گر پڑی۔

"میں تمہارا شکریہ کس زبان سے ادا کروں بہن! تم نے عین وقت پر آ کر مجھے بچا لیا۔"

کیٹی نے کہا۔

"چلو میں تمہارے گھر چھوڑ آؤں تمہیں!"

بملا کہنے لگی۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ بہن!"

کیٹی نے بملا کو ساتھ لیا اور اس کے گاؤں کی طرف چل پڑی۔ بملا کا گاؤں جنگل کے پار دوسری طرف ایک ٹیلے کے پاس تھا۔ بملا کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے کیٹی جنگل میں واپس آ رہی تھی کہ راستے میں ایک جھونپڑے کے قریب سے گزری۔ اُس جھونپڑے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا جل رہا تھا۔ کیٹی نے کوئی خیال نہ کیا اور اس کے قریب سے گزر گئی۔

اس جھونپڑے میں ایک سپیرا اپنے سانپوں کو دودھ پلا رہا تھا۔ جونہی کیٹی جھونپڑے کے قریب سے گزری، سانپوں کو ناگ دیوتا کی وہ ہلکی خوشبو آئی جو کیٹی کے جسم سے نکل رہی تھی۔ سانپ بے چین ہو گئے اور باہر کو نکلنے کے لیے لپکے۔ سپیرے نے بڑی مشکل سے سانپوں کو قابو میں کیا۔ وہ سمجھ گیا کہ باہر ضرور کوئی ایسا انسان گزرا ہے جس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ سپیرا جانتا تھا کہ سانپ صرف ناگ دیوتا کی خوشبو سے ہی بے تاب ہوتے ہیں۔ سپیرے نے سانپوں کو پٹاری میں بند کر دیا اور خود جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ اندھیرے میں اُسے ایک انسانی سایہ درختوں کی طرف جاتا نظر آیا۔

سپیرا چوکس ہو کر اس کا پیچھا کرنے لگا۔ یہ کیٹی تھی جو آگے آگے جا رہی تھی۔ سپیرا کیٹی کو اپنے قابو میں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی جیب میں ایک چھوٹا سنگچور سانپ تھا جس کے ڈسنے سے انسان پانی نہیں مانگتا۔ سپیرے کے پاس ایک منکا تھا جس کی مدد سے وہ سانپ کے ڈسے ہوئے انسان کی جان بچا سکتا تھا۔ اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوچا کہ وہ کیٹی کو اپنے سنگچور سانپ سے ڈسوا کر بے ہوش کر دے گا اور پھر اس کی مشکیں کس دے گا اور منکے کی مدد سے اُسے دوبارہ زندہ کرنے کے بعد اپنا غلام بنا لے گا۔

سپیرے نے کیٹی کے قریب جا کر سنگچور سانپ کو جیب سے نکال کر کیٹی کی طرف اُچھالا۔ سانپ انگلی کے سائز کا تھا۔ وہ کیٹی کے آگے جا کر گرا۔ سنگچور سانپ نے بھی ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی تھی جو کیٹی کے جسم سے آ رہی تھی۔ سانپ بھلا اُسے کیسے کاٹ سکتا تھا۔ سانپ کیٹی کے سامنے کرتے ہی اٹھا اور ادب سے سر جھکا کر بولا۔

"اے عظیم ناگ دیوتا! میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔"

کیٹی رُک گئی۔ سپیرا دوڑ کر ایک درخت کے پیچھے چھپا دیکھ رہا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ سانپ کیٹی کو ڈسے اور وہ بھاگ کر اس کی مشکیں کس ڈالے۔ کیٹی نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ ناگ دیوتا کی دوست اور بہن ہوں۔"

سنگچور سانپ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن کو میرا سلام۔ سپیرے نے مجھے تمہیں ڈسنے کے لیے بھیجا ہے۔ مگر میں یہ گستاخی کیسے کر سکتا ہوں۔"

کیٹی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اسے اندھیرے میں ایک انسانی سایہ درخت کے پیچھے دکھائی دیا۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"جاؤ واپس اپنے سپیرے کے پاس چلے جاؤ!"

سانپ نے سلام کیا اور واپس چلا۔ کیٹی آگے روانہ ہوگئی۔ جب سپیرے نے دیکھا کہ سانپ کیٹی کو ڈسے بغیر واپس آگیا ہے تو سمجھ گیا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو کا اس چھوٹے سنگھور سانپ پر بھی اثر ہوگیا ہے۔ اس نے سانپ کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور کیٹی کا تعاقب کرنے لگا۔ اب وہ اسے زندہ پکڑنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کیٹی محض ایک کمزور عورت ہے اور وہ بہت جلد اس کے قابو میں آجائے گی۔

کیٹی جب جنگل کے کنارے پہنچی تو اچانک پیچھے سے سپیرے نے اس پر حملہ کر دیا۔ کیٹی اس حملے کے لیے بالکل تیار نہ تھی۔ وہ نیچے گر پڑی۔ سپیرے نے کیٹی کے بازو مروڑ کر پیچھے کیے اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم اب میرے قابو میں ہو۔ میں جانتا ہوں تم ناگ دیوتا نہیں ہو کیونکہ ناگ دیوتا ایک عورت نہیں ہے۔ تم نے ضرور ناگ دیوتا کی خوشبو اپنے جسم پر لگا رکھی ہے۔ اور تم جانتی ہو کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ میں تمہیں اس وقت تک آزاد نہیں کروں گا جب تک تم مجھے ناگ دیوتا کا پتہ نہیں بتاؤ گی۔"

کیٹی نہیں چاہتی تھی کہ اِس سپیرے کی جان لے۔ اس نے بڑے اَخلاق سے کہا۔

"مجھے چھوڑ دو! میں نہیں جانتی کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔"

سپیرا بولا۔

"تم بکواس کرتی ہو۔ تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو کیسے آ رہی ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"اِس لیے کہ میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں!"

سپیرے نے ایک قہقہہ لگایا۔

"یہ تمہارا ایک اور جھوٹ ہے۔ چلو میں مان لیتا ہوں کہ تم ناگ دیوتا کی بہن ہو۔ پھر مجھے بتاؤ کہ ناگ دیوتا کہاں ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے بڑے سکون سے کہا۔

"تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ میرا بازو چھوڑ دو۔ میں بڑی آسانی سے اپنا بازو چھڑا سکتی ہوں۔ مگر میں تمہیں موقع دینا چاہتی ہوں کہ تم خود میرے بازو چھوڑ دو اور مجھ سے معافی مانگو کیونکہ تم نے ایک خاتون کی بے عزتی کی ہے۔"

سپیرے نے ایک اور قہقہہ لگایا اور بولا۔

"دیکھتا ہوں تمہیں مجھ سے کون بچاتا ہے!"

سانپ سپیرے کی جیب میں تڑپ اٹھا۔ اُس نے جیب کے اندر ہی سپیرے کو ڈس لیا۔ سپیرے کو جب معلوم ہوا کہ سانپ نے اسے ڈس لیا ہے تو اُس نے جلدی سے منکا اپنے مُنہ میں رکھ لیا جس سے سانپ کے زہر کا اثر زائل ہو گیا۔

مگر اَب کیٹی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اُس نے ایک ہلکا سا جھٹکا دے کر اپنے دونوں بازو سپیرے کی گرفت سے چھڑا لیے اور پھر سپیرے کو گردن سے پکڑ کر اوپر کو اچھالا۔ سپیرے کا جسم گیند کی طرح ایک دم زمین سے اچھلا اور اُوپر درخت کے تھن سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ سپیرے کا سر پھٹ گیا اور خون کا فوارا اُچھل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑا۔

سانپ اس کی جیب سے باہر نکل آیا۔ کیٹی نے سانپ سے کہا۔

"سپیرے کے منھ سے منکا نکال لاؤ۔"

سنگچور سانپ تیزی سے سپیرے کے منھ میں گھس گیا اور منکا نکال کر باہر پھینک دیا۔ منکے کے باہر نکلتے ہی سپیرے کا جسم سبز ہو گیا اور پھر پانی بن کر بہنے لگا۔

کیٹی نے سانپ سے کہا۔

"میں سیاہ محل کی طرف جا رہی ہوں۔ اس بدمعاش کو اپنے گناہ کی سزا مل گئی۔ تم واپس جھونپڑی میں چلے جاؤ۔"

سنگچور سانپ نے کہا۔

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! میرے دوسرے سانپ تمہیں دیکھنے کو بے تاب ہیں۔ کیا تم ان سے نہیں ملو گی؟"

کیٹی نے سوچا کہ اسے کوئی کام تو ہے نہیں چلو ان سانپوں سے ہی ملاقات کر لیتی ہوں۔ سانپ بھی خوش ہو جائیں گے۔ کیٹی نے سنگچور سانپ سے کہا۔

"چلو، میں سانپوں سے مل لیتی ہوں۔"

سنگچور سانپ بڑا خوش ہوا اور کیٹی کو لے کر جھونپڑے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگیا۔ جھونپڑے میں دو پٹارے تھے۔ دونوں میں سانپ بند تھے اور باہر نکلنے کو بے چین تھے۔ انہیں ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو آرہی تھی۔ کیٹی نے سانپوں کی پٹاریاں کھول دیں۔ ان میں سے چھ سانپ باہر نکل آئے۔ باہر نکلتے ہی انھوں نے بڑے ادب سے کیٹی کو سلام کیا۔ کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں میرے جسم سے اس لیے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی ہے کہ میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔"

سانپوں نے کہا کہ ہمیں ناگ دیوتا کی بہن سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے! ایک نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! ہم تمہاری کیا خدمت کر سکتے ہیں؟"

کیٹی نے کہا۔

"تم میرے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔ بس تم سے مل لیا، خوشی ہوگئی۔ اب میں چلتی ہوں۔"

ایک بوڑھے سانپ نے سر اٹھا کر کہا۔

"بیٹی! اگر تمہاری کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ۔ شاید میں تمہارے کوئی کام آسکوں۔"

کیٹی نے بوڑھے سانپ کی طرف دیکھا۔ پھر پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم میری کیا خدمت کر سکو گے ؟"
بوڑھا سانپ بولا۔
"تم بتاؤ تو سہی بیٹی ؟"
کیٹی نے کہا۔
"تو پھر سنو! یہاں قریب ہی ایک سیاہ آسیبی محل ہے وہاں میرا اور ناگ دیوتا کا ایک بھائی ایسی حالت میں پڑا ہے کہ جادو کی وجہ سے اس کی یادداشت غائب ہو چکی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے کہ میرے بھائی تھیو سانگ کی یادداشت واپس آ جائے ؟"
بوڑھا سانپ خاموشی سے کیٹی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔
"بیٹی! یہ تو بڑی معمولی بات ہے۔ میرے زہر میں یہ تاثیر ہے کہ وہ دماغ کے خلیوں کو واپس اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے۔ چلو تم مجھے اپنے بھائی تھیو سانگ کے پاس لے چلو۔"
کیٹی نے کہا۔
"لیکن وہ تمہیں اپنے قریب نہیں آنے دے گا۔ اگر اس نے تمہیں دیکھ لیا تو ہو سکتا ہے وہ تمہیں مار ڈالے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"یہ کام میرا ہے بیٹی! تم یہ مجھ پر چھوڑ دو اور مجھے تھیوسانگ کے پاس لے چلو۔"

کیٹی نے بوڑھے سانپ کو اٹھا کر اپنی گردن میں ڈالا اور سیاہ محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ رات اسی طرح کالی تھی۔ جنگل سے نکل کر کیٹی نے بوڑھے سانپ کو دور ٹیلے کے پاس سیاہ محل دکھایا اور کہا۔

"اس محل کے اندر تہ خانے میں تھیوسانگ موجود ہے۔ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آ رہی۔ کیونکہ اس کی یادداشت غائب ہے اور اس کی طاقت بھی ختم ہو چکی ہے۔"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"بیٹی! تم مجھے اس کا حلیہ بتا دو۔ باقی سارا کام میں خود کر لوں گا۔"

کیٹی نے بوڑھے سانپ کو تھیوسانگ کا حلیہ بتایا اور سانپ کو چھوڑ دیا۔ بوڑھا سانپ تیزی سے گھاس میں رینگتا سیاہ محل کی ڈیوڑھی میں پہنچ گیا۔ ڈیوڑھی میں اندھیرا تھا لیکن سانپ کو اندھیرے میں بھی نظر آ جاتا ہے۔ بوڑھے سانپ نے زبان باہر نکال کر فضا میں سونگھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُسے ایک طرف سے انسانی جسم کی بُو آتی محسوس ہوئی۔ بُوڑھا سانپ اُسی طرف رینگنے لگا۔

اس وقت تھیو سانگ اپنے تہ خانے میں تخت پر لیٹا تھا۔ اتنے میں سانپ تہ خانے میں داخل ہوگیا۔ تھیو سانگ کو کچھ پتہ نہ چلا۔ وہ اسی طرح تخت پر لیٹا رہا۔ سانپ نے تھیو سانگ کو اندھیرے میں پہچان لیا تھا کہ یہی تھیو سانگ ہے۔

سانپ اندھیرے میں رینگتا ہوا تخت کے قریب آ گیا۔ وہ تھیو سانگ کے پاؤں کی طرف تھا۔ سانپ نے آہستہ سے اپنا منہ اوپر اُٹھایا اور پھن کھول لیا۔ پھن کے کھلتے ہی اس نے تیزی سے تھیو سانگ کے پاؤں پر ڈس لیا۔

تھیو سانگ بجلی کی طرح تڑپ کر اُٹھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اُسے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ وہ سانپ کو تلاش کرنے لگا مگر بوڑھا سانپ تہ خانے سے نکل چکا تھا۔ تھیو سانگ باہر کو بھاگا کہ سانپ کو ہلاک کرے۔ باہر آتے ہی اس پر زہر نے اثر کرنا شروع کر دیا۔

تھیو سانگ مرک گیا۔ اُس نے اپنا سر پکڑ لیا۔ اُس کا سر چکرانے لگا تھا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اس کے سر کے چکر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غائب ہو گئے۔ سانپ کے زہر نے تھیو سانگ کے دماغ کے خلیوں کو دوبارہ اس کی پہلے والی حالت دے دی تھی۔ اس کی یادداشت واپس آ گئی۔ یادداشت کے واپس آتے ہی اُسے سب سے پہلی جو خوشبو آئی وہ کیٹی کی تھی۔

تھیو سانگ دوڑ کر محل سے باہر نکل آیا۔ کیٹی سیاہ محل کے سامنے ایک پتھر کے پیچھے بیٹھی سیاہ محل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جونہی اس نے تھیو سانگ کو باہر نکلتے دیکھا تو اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ یادداشت کے واپس آتے ہی اس کی ساری طاقت بھی واپس آ گئی تھی۔ اس نے اندھیرے میں بھی کیٹی کو پہچان لیا۔ اُس نے آواز دی۔

"کیٹی بہن! میں تھیو سانگ ہوں۔"

کیٹی بھاگ کر تھیو سانگ کے پاس گئی۔ تھیو سانگ بولا۔

"مجھے کیا ہو گیا تھا کیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ بہرحال تمہاری یادداشت گم ہو گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری یادداشت واپس آ گئی۔"

اتنے میں بوڑھا سانپ بھی سامنے آ گیا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اِس سانپ نے مجھے کاٹا تھا۔"
کیٹی نے کہا۔
"اِسی کے کاٹنے کی وجہ سے تمہاری یادداشت واپس آئی ہے۔ ہمیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔"
سانپ بولا۔
"تم ناگ دیوتا کے بھائی اور دوست ہو۔ تمہاری مدد کرنا میرا فرض تھا جو میں نے ادا کر دیا۔"
تھیو سانگ بولا۔
"کیٹی! عنبر ناگ، ماریا اور جولی سانگ کا کچھ پتہ چلا کہ وہ کہاں ہیں؟"
کیٹی کہنے لگی۔
"نہیں تھیو سانگ! اُن کا کچھ پتہ نہیں۔ ان کی خوشبو بھی تو کسی طرف سے نہیں آ رہی۔"
تھیو سانگ نے سانپ کی طرف دیکھا اور کہا۔
"اے بزرگ سانپ! کیا تم اپنے تجربے کی وجہ سے بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا اِس وقت کہاں ہوگا؟"
بُوڑھا سانپ بولا۔
"مجھے تم دونوں میں سے ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو آ رہی ہے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ ناگ دیوتا خود کہاں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی اور تھیو سانگ وہیں بیٹھ گئے تھے۔ کیٹی نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"ناگ دیوتا سے بچھڑے ایک مدت ہو گئی ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ کاش ہمیں کوئی ان کے بارے میں بتا سکتا!"

بوڑھا سانپ خاموش تھا۔ جب کیٹی کے منھ سے نکلا کہ کاش کوئی انہیں ناگ دیوتا کے بارے میں بتا سکتا کہ وہ کہاں ہے تو بوڑھے سانپ کو چانکی جوتشی کا خیال آگیا جو سانپوں کا اُستاد بھی تھا اور ایک ماہر جوتش بھی تھا۔ بوڑھا سانپ اس جوتشی چانکی کے پاس دو برس گزار چکا تھا۔ اس نے تھیو سانگ سے کہا۔

تھیو سانگ بھائی! ایک طریقہ ہے ناگ دیوتا کے سراغ لگانے کا۔"

تھیو سانگ اور کیٹی نے چونک کر بوڑھے سانپ کی طرف دیکھا اور ایک ہی وقت میں پوچھا۔

"وہ کیا؟ جلدی بتاؤ ہمیں!"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"یہاں سے جنوب میں ایک کالا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ میں ایک تاریک غار ہے۔ اس غار میں بڑے زہریلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں سولہ چانکی جوتشی کے دوسرا کوئی انسان اس غار میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکا کیونکہ دن کے وقت بھی اس غار کے اندر سانپوں کے پھنکارنے کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"اس غار میں کیا ہے؟"

بوڑھا سانپ بولا۔

"اس غار میں چانکی نام کے ایک ہندو جوتشی نے اپنے علم جوتشن کی مدد سے ایک ایسا زائچہ تیار کر کے رکھا ہوا ہے جس میں آنے والے ایک ہزار برس کے سارے واقعات درج ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"اس سے کیا ہوگا؟"

تھیو سانگ بولا۔

"اس زائچے کے واقعات سے ناگ کا پتہ کیسے چل سکے گا؟"

بوڑھا سانپ بولا۔

"آپ لوگ مجھے پوری بات کہہ لینے دیں تو بہتر ہو گا۔ میں کہہ رہا تھا کہ اس زائچے کے اندر آنے والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک ہزار برس کے سارے واقعات اشاروں کی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ زائچہ ہرن کی کھال پر بنایا گیا ہے۔ میں اس زائچے کو دیکھ کر ناگ دیوتا کا پتہ چلا سکتا ہوں کیونکہ زائچہ مجھے ناگ دیوتا کا پتہ بتا دے گا۔"

تھیوساگ نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے کہا۔

"تو پھر چلو! اِس سانپوں کے غار میں چلتے ہیں۔"

تھیوساگ نے چلنے سے پہلے بوڑھے سانپ سے پوچھا۔

"کیا وہ چانکی جو نشی بھی وہاں ہوگا۔"

بوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"نہیں! وہ رات کے وقت سانپوں کے غار میں نہیں بلکہ وہاں سے دور اپنے مکان میں سوتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے مکان پر ہی ہوگا۔"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر جلدی چلو!"

بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیوساگ کو لے کر جنگل میں سانپوں کے غار کی طرف روانہ ہوگیا۔ جنگل سے نکلنے کے بعد انہیں دور ایک پہاڑ نظر آیا۔ وہ اس پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ یہاں بوڑھا سانپ ان دونوں کو سانپوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے غار کے منہ پر لے آیا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے غار کو دیکھا۔ وہاں گہرا اندھیرا تھا اور اندر سے سانپوں کے پھنکارنے کی دہشت ناک آوازیں آ رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر میں غار میں سے بے شمار چھوٹے بڑے سانپ نکلنے لگے۔ ان سب سانپوں کو ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے لگی تھی۔ سارے سانپ کیٹی اور تھیو سانگ کے سامنے آکر ادب سے سلام کر کے کنڈلیاں مار کر بیٹھ گئے۔ کیٹی نے سانپوں کی زبان میں ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"اے سانپو! میں اور میرا دوست ناگ دیوتا کے بہن بھائی ہیں۔ اسی لیے ہمارے جسموں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ ہم ناگ دیوتا کی تلاش میں ہیں اور اس غار میں وہ زائچہ دیکھنے آئے ہیں جو چالکی جوتشی نے ہرن کی کھال پر بنا کر اندر رکھا ہوا ہے۔"

تمام سانپ ایک ہی زبان میں بولے۔

"تشریف لائیں! ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ کو ناگ دیوتا کا سراغ مل جائے گا۔"

بوڑھے سانپ نے کیٹی اور تھیو سانگ کو ساتھ لیا اور وہ سانپوں کے غار میں داخل ہو گئے۔ غار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں گھپ اندھیرا تھا۔ بوڑھا سانپ آگے آگے تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اس کے پیچھے تھے۔ باقی سارے سانپ ان سب کے پیچھے رینگتے ہوئے چلے آرہے تھے۔ غار میں دو تین موڑ مڑنے کے بعد ایک کھلی جگہ آگئی۔ یہاں ایک مشعل دیوار میں جل رہی تھی۔ اس کی روشنی میں کیٹی اور تھیوسانگ نے دیکھا کہ درمیان میں ایک چبوترہ ہے جس کے اوپر پتھر کی سِل پر ایک صندوقچی پڑی ہے۔

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"اِس صندوقچی میں چابی کا زائچہ ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھوپڑیوں کے چراغ

تھیو سانگ نے صندوقچی کھول دی۔
صندوقچی کے اندر ریشمی ڈوری میں لپٹا ہوا ہرن کی کھال کا زائچہ رکھا تھا۔ تھیو سانگ نے زائچے کو کھولا۔ کیٹی بھی اسے غور سے دیکھنے لگی۔ ہرن کی کھال پر لال اور سیاہ رنگ کی بے شمار تحریریں، نقشے اور چھوٹے چھوٹے دائرے بنے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ تیر کے نشان بھی تھے اور پرانی عبرانی زبان میں تحریر بھی لکھی ہوئی تھی۔
تھیو سانگ اور کیٹی زائچے کا غور سے مطالعہ کرنے لگے۔ سانپ کنڈلیاں مارے غار میں ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ کر خاموش بیٹھے تھے۔ بوڑھا سانپ بھی چبوترے پر کنڈلی مارے چپ بیٹھا تھا۔ کیٹی نے زائچے والے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔
"یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں یعنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالی کٹ کا شہر"۔

تھیوسانگ نے غور سے اس چھوٹے سے دائرے کو دیکھا جس میں کالی کٹ کا نام لکھا تھا۔ اُس نے کہا۔

"یہ سَن کون سا آگے لکھا ہوا ہے؟"

کیٹی نے جُھک کر پڑھا اور بولی۔

"یہ آج سے آٹھ سَو برس بعد کا سَن ہے تھیوسانگ! اس کا مطلب ہے کہ آج سے آٹھ سو برس بعد اسی جگہ کا نقشہ زائچے میں دیا گیا ہے"۔

بُوڑھے سانپ نے کہا۔

"اب اس دائرے کا نمبر یاد رکھیں اور اس زائچے کے پیچھے اسی نمبر کی تحریر پڑھیں"۔

یہ ایک نئی بات سانپ نے بتائی تھی۔ تھیوسانگ نے زائچے کو اُلٹ کر پیچھے دیکھا۔ زائچے کے پیچھے بہت ہی باریک لفظوں میں کتنی ہی سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ ہر سطر پر ایک نمبر لگا تھا۔ جب تھیوسانگ نے کالی کٹ کے دائرے والے نمبر کو دیکھا تو اس کے آگے ایک سطر لکھی تھی۔

"آٹھ سو سال بعد اسی شہر میں سانپوں کے دیوتا ناگ دیوتا کے ساتھی آئیں گے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی اور تھیوسانگ نے جب یہ تحریر پڑھی تو اُن کے چہرے خوشی سے کھِل اُٹھے۔ تھیوسانگ بولا۔

"اُس کا مطلب ہے کہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ آج سے آٹھ سو سال بعد کے ہندوستان کے اِسی شہر کالی کٹ میں ہیں۔"

کیٹی خوشی سے کپکپاتی آواز میں بولی۔

"ہاں تھیوسانگ! اس میں یہی لکھا ہے۔"

بُوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"میں نہ کہتا تھا کہ اس زائچے سے آپ کو ناگ دیوتا کا سُراغ مِل جائے گا اور اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ ناگ دیوتا آج سے آٹھ سو برس بعد کے زمانے میں جا چکا ہے اور اسی شہر کالی کٹ میں ہے۔"

تھیوسانگ نے زائچے کی تحریر کو ایک بار پھر پڑھا اور زائچے کو لپیٹ کر صندوق میں رکھ کر صندوق بند کر دیا۔

"کیٹی! ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ آٹھ سو برس بعد آگے کے زمانے کے ملکِ ہندوستان کے اِسی شہر میں ہیں لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم آٹھ سو سال آگے کے زمانے میں کیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائیں!"

کیٹی نے بوڑھے سانپ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"اے بزرگ سانپ! کیا کسی طریقہ سے ہم آج سے آٹھ سو برس بعد کے زمانے میں جا سکتے ہیں؟"

بوڑھا سانپ سوچ میں پڑ گیا۔ پھر پھن اٹھا کر بولا۔

"اس کے لیے مجھے چانکی جوتشی سے پوچھنا ہوگا مگر آپ لوگ میرے ساتھ اس کے پاس نہیں جائیں گے۔ میں اکیلا ہی اس کے پاس جا کر یہ راز معلوم کروں گا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بوڑھے سانپ کے ساتھ غار سے باہر آ گئے۔ غار کے سانپوں نے ادب سے تھیوسانگ اور کیٹی کو سلام کیا اور واپس غار میں چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی غار میں سے سانپوں کے پھنکارنے کی آوازیں شروع ہو گئیں۔ بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیوسانگ کو جنگل میں سپیرے کی جھونپڑی میں لے آیا۔

اب صبح ہونے والی تھی۔ بوڑھے سانپ نے کہا۔

"آپ لوگ اسی جھونپڑی میں ٹھہریں۔ میں اکیلا جوتشی چانکی کے مکان پر جاتا ہوں۔ وہ ہماری زبان جانتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے پاس اگلے زمانے میں جانے کا راز ضرور ہوگا۔ میں اس راز کو معلوم کرنے کی کوشش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کروں گا۔"

یہ کہہ کر بوڑھا سانپ جھونپڑی سے نکل کر جوتشی چانکی کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت جوتشی چانکی اپنے مکان کے صحن میں تخت پوش پر ہرن کی کھال بچھائے چڑھتے سورج کی پوجا کر رہا تھا۔ بوڑھا سانپ ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ جب جوتشی پوجا کر چکا تو اس نے بوڑھے سانپ کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا اور پوچھا۔

"کیوں بھئی، کیا بات ہے؟ آج تم سویرے سویرے میرے پاس کیسے آ گئے؟"

بوڑھا سانپ چانکی کے قریب چلا گیا۔ اس نے پھن کو تین بار جھکا کر اسے سلام کیا اور کہنے لگا۔

"گورو! اب میں اپنی جھونپڑی میں نہیں جاؤں گا۔"

چانکی نے تعجب سے پوچھا۔

"کیوں، کیا بات ہے؟ کیا کوئی جھگڑا ہو گیا ہے پھر؟"

بوڑھا سانپ ایک پوری سکیم سوچ کر آیا تھا۔ کہنے لگا۔

"جھگڑا نہیں ہو گا تو کیا ہو گا۔ چھوٹی عمر کے نوجوان سانپ ہیں اور مجھ سے بحث کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی آج کے زمانے سے نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر آج سے چار پانچ سو سال بعد کے زمانے میں پہنچ جائے۔"
میں نے کہا میرے گورو چانکی کے پاس اتنی طاقت ہے۔"
کہنے لگے ہم نہیں مانتے۔ بس میری ان سے لڑائی ہو گئی
ہے۔ اب میں اُن کے پاس نہیں جاؤں گا۔"
چانکی ہنس دیا۔ بولا۔
"تم ہمیشہ جھگڑتے رہتے ہو۔"
بُوڑھے سانپ نے کہا۔
"لیکن میں نے کوئی جھوٹ تھوڑے بولا ہے۔ کیا
تم آدمی کو اگلے زمانے میں پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے؟
پھر یہ سانپ میرے مُنھ کیوں تکتے ہیں۔"
چانکی نے کہا۔
"بس بس! اب لڑائی جھگڑا بند کرو اور اپنی جھونپڑی
میں جاؤ۔"
بوڑھے سانپ نے چانکی کے قریب ہو کر کہا۔
"گورو! ایک بات ہے۔ کبھی کبھی مجھے بھی یقین نہیں
آتا کہ آدمی آج کے زمانے سے نکل کر اگلے زمانے میں
پہنچ سکتا ہے۔ کیا سچ مچ تم ایسا کر سکتے ہو۔ اگر کر سکتے
ہو تو کیسے کرتے ہو؟ مجھے بھی بتاؤ۔ آخر میں تمہارا پرانا
نوکر ہوں۔ تمہاری بڑی خدمت کی ہے میں نے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چانکی مسکراتے ہوئے بولا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اچھا ذرا ٹھہرو! میں تمہیں آج یہ راز بھی بتا دوں گا۔ مگر کسی کے آگے اس کا ذکر تو نہیں کرو گے نا؟"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"بالکل نہیں گورو! میں کسی سے بھلا ذکر کیوں کرنے لگا؟ تمہارے کئی راز ابھی تک میرے سینے میں بند پڑے ہیں۔"

چانکی بولا۔

"تھوڑی دیر ٹھہرو!"

جوتشی چانکی کچھ دیر چبوترے پر بیٹھا اشلوک پڑھتا رہا۔ جب اس نے سارے کام کر لیے تو بوڑھے سانپ کو اٹھا کر اپنی گردن میں ڈالا اور بولا۔

"چلو آج راز بھی تمہیں بتائے دیتا ہوں۔"

جوتشی چانکی بوڑھے سانپ کو لے کر اپنے مکان سے نکلا اور جنگل میں ایک پرانے مندر میں آ گیا۔ اس مندر کے نیچے ایک تہ خانہ تھا۔ تہ خانے میں ایک لالٹین روشن تھی۔ بوڑھے سانپ نے دیکھا کہ وہاں دیوار کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک گول لوہے کا پہیہ لگا ہوا ہے جس پر بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ چانکی نے بوڑھے سانپ کو بتایا۔

"یہ وہ چکر ہے جو آدمی کو اگلے یا پچھلے زمانے میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ دیکھو، دیوار پر اگلے اور پچھلے زمانے کے سن لکھے ہوئے ہیں۔ آدمی کو جس زمانے میں جانا ہو میں اس سوئی کو اس زمانے کے سن پر کر دیتا ہوں اور پھر چکر کو گھماتا ہوں۔ پہیہ جب اس سن کے نشان تک پہنچتا ہے تو وہ اُس زمانے میں پہنچ جاتا ہے جس کا سن دیوار پر لکھا ہوتا ہے۔ کیا تم کسی زمانے میں جانا چاہتے ہو؟"

بوڑھے سانپ کو جو کچھ معلوم کرنا تھا اُسے وہ معلوم ہوگیا تھا۔ جلدی سے بولا۔

"گورو! میں تو ساری عمر تمہاری خدمت میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں چھوڑ کر کیوں جاؤں"۔

چانکی نے کہا۔

"اب تو تمہیں یقین آگیا ہوگا کہ میں یہ راز جانتا ہوں۔ اب کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کرنا"۔

سانپ نے کہا۔

"میں کیوں کسی سے ذکر کروں۔ اب مجھے یقین ہوگیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے کہ تم اِس دنیا کے سب سے بڑے لائق گورو ہو۔
تمہارا کہیں کوئی مقابلہ نہیں ہے!"

چانکی بوڑھے سانپ کو لے کر واپس اپنے مکان پر آگیا
بوڑھے سانپ نے اِجازت لی اور واپس اپنی جھونپڑی کی
طرف چل پڑا۔ جھونپڑی میں تھیو سانگ اور کیٹی اس کا بے چینی
سے انتظار کر رہے تھے۔ بوڑھے سانپ کو آتا دیکھ کر
کیٹی نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"کیا کچھ پتہ چلا؟"

بوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"سب پتہ چل گیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ!"

وہ جھونپڑی سے نکلے اور جنگل میں آگئے۔ یہاں بوڑھے
سانپ نے تھیو سانگ اور کیٹی کو بتایا کہ اُسے اگلے زمانے
میں جانے کا راز معلوم ہو گیا ہے۔ تھیو سانگ اور کیٹی
بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔

"تو پھر ہمیں وہیں لے چلو۔ ہم ابھی اسی وقت ناگ
دیوتا کے پاس جانا چاہتے ہیں۔"

بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیو سانگ کو جنگل والے پرانے
مندر میں لے آیا۔ تہ خانے میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے
بہت بڑے لوہے کے چکر کو دیکھ کر کیٹی نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا یہی وہ چکر ہے؟"
بوڑھے سانپ نے کہا۔
"ہاں بیٹی! چانکی نے مجھے اسی پہیے کے بارے میں بتایا ہے کہ اس کے ذریعے انسان اگلے یا پچھلے زمانے میں پہنچ جاتا ہے۔"
پھر بوڑھے سانپ نے انہیں ساری ترکیب بیان کر دی۔ تھیوسانگ نے کہا۔
"ٹھیک ہے! ہم اسے ابھی آزما کر دیکھ لیتے ہیں۔"
تھیوسانگ نے سوئی کے نشان کو آٹھ سو سال آگے کر کے وہاں ۱۹۸۸ء کا سن بنا دیا۔ پھر کیٹی سے کہا۔
"اس جگہ میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"
کیٹی اور تھیوسانگ پہیے میں بنی ہوئی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ کیٹی نے بوڑھے سانپ سے کہا۔
"بابا! اگر ہم سچ مچ اگلے زمانے میں چلے گئے تو ناگ دیوتا کو میں بتا دوں گی کہ تم نے ہماری مدد کی تھی۔"
تھیوسانگ بولا۔
"میں بھی تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ ترکیب کامیاب بھی ہوتی ہے یا نہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"تم پہیے کو چلاؤ۔ ترکیب ضرور کامیاب ہوگی۔"

تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے آہستہ سے پہیے کو گھما دیا۔ لوہے کا بڑا پہیہ آہستہ آہستہ گھومتا دیوار پر بنے سن ۱۹۸۸ء کے پاس آکر رُک گیا۔ تھیوسانگ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ترکیب کامیاب ہوگی۔ لیکن ۱۹۸۸ کے سن کے نشان پر پہنچتے ہی پہیے کو ایک جھٹکا لگا، بجلی سی چمکی، بادل گرجے۔ تہ خانے میں روشنی کا غبار سا چمک گیا۔ اور بوڑھے سانپ نے دیکھا کہ پہیہ غائب تھا تھیوسانگ اور کیٹی غائب ہو چکے تھے۔ بوڑھے سانپ نے شکر ادا کیا کہ اس نے ناگ دیوتا کے بہن بھائی کو اس کے پاس پہنچا دیا تھا۔

دوسری طرف تھیوسانگ نے دیکھا کہ وہ سیاہ محل کے باہر ایک پکی سڑک پر کھڑا ہے۔ تھیوسانگ ایک خلائی انسان تھا اور زمانے کی تبدیلی کو بہت جلدی محسوس کر سکتا تھا۔ اس نے نگاہ اوپر اٹھائی۔ اس کے سر کے اوپر سے بجلی کے موٹے تار گزر رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ پرانے زمانے کے کالی کٹ سے نکل کر آٹھ سو برس آگے یعنی ۱۹۸۸ء کے ماڈرن سائنسی زمانے میں آگیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ محل اب بھی اس کے سامنے تھا مگر وہ پہلے سے زیادہ شکستہ اور کھنڈر لگ رہا تھا۔

اب اُسے کیٹی کی فکر ہوئی۔ وقت کے پہیّے پر وہ دونوں ہی بیٹھے تھے۔ پھر کیٹی یہاں کیوں نہیں ہے! وہ کہاں چلی گئی؟ تھیوسانگ نے فضا میں زور سے سانس لیا۔ اُسے خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا۔ خوشی اس لیے ہوئی کہ فضا میں عنبر ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ اور افسوس اِس بات کا ہوا کہ فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔

اِس کا مطلب تھا کہ کیٹی اِس ماڈرن زمانے میں آتے ہوئے راستے میں اِس سے کہیں بچھڑ گئی تھی اور کسی دوسرے زمانے میں پہنچ گئی تھی۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ کیٹی کو تو وہ واپس نہیں لا سکتا لیکن عنبر ماریا اور جولی سانگ سے ملاقات کرنی چاہیے۔

تھیوسانگ خوشبو کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

اس وقت دن کے چار بجے تھے۔ عنبر ماریا اور جولی سانگ اسی شہر یعنی کالی کٹ کے ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ اچانک جولی سانگ نے لمبا سانس لیا اور بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عنبر! مجھے میرے بھائی تھیو سانگ کی خوشبو آرہی ہے۔"

اب ماریا اور عنبر نے بھی لمبے لمبے سانس کھینچے اور واقعی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ عنبر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"ماریا! یہ تھیو سانگ کی خوشبو ہے۔ وہ یہاں پہنچ چکا ہے۔ چلو اسے باہر چل کر تلاش کرتے ہیں!"

ماریا، عنبر اور جولی سانگ ہوٹل سے باہر نکل کر سڑک پر آگئے اور اُس طرف چلنے لگے جدھر سے اُنہیں تھیو سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ تھیو سانگ بھی ان کی طرف چلا آرہا تھا۔ آخر سڑک کے ایک چوک میں ان کی آپس میں ملاقات ہوگئی۔ تھیو سانگ آگے بڑھ کر عنبر کے گلے لگ گیا۔ اپنی چھوٹی بہن جولی سانگ کو بھی اُس نے پیار کیا اور بولا۔

"اچھا ہوا کہ تم لوگوں سے ملاقات ہوگئی۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا کیپٹن تمہارے ساتھ نہیں تھی؟"

تھیو سانگ بولا۔

"ہاں، وہ میرے ساتھ ہی تھی بلکہ ہم سیاہ محل سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِکٹھے ہی چلے تھے۔ مگر وہ راستے میں مجھ سے کسی جگہ بچھڑ گئی۔"

پھر تھیوسانگ نے عنبر ماریا اور جولی سانگ کو اپنی مصیبتوں کے سارے واقعے سُنا ڈالے۔ عنبر کہنے لگا۔

"کیٹی کی خوشبو شہر میں نہیں ہے۔ اس کو اِس شہر میں تلاش کرنا بے کار ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"تو پھر اِس کی تلاش کے لیے کہاں جائیں"۔

عنبر نے کہا۔

"یہ سوچ کر فیصلہ کریں گے۔"

تھیوسانگ نے ناگ کے بارے میں پوچھا تو عنبر ماریا نے اسے بتایا کہ ناگ پاکستان کے شہر لاہور میں ہے اور ہمارا اِنتظار کر رہا ہے۔ تھیوسانگ بولا۔

"تو پھر بہتر یہی ہے کہ ہم بھی پاکستان چلے جائیں۔ وہاں سب مل کر غور کریں گے کہ کیٹی کو کہاں ڈھونڈا جا سکتا ہے۔"

ماریا اور جولی سانگ نے بھی اس تجویز کو پسند کیا۔

عنبر بولا۔

"تو پھر چلو۔ واپس لاہور چلتے ہیں!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ رات انھوں نے ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے ہوٹل میں بسر کی اور دوسرے دن صبح صبح ناگ سے ملنے لاہور کی طرف چل پڑے۔

اب ہم کیٹی کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ راستے میں کہاں بچھڑ گئی ہے۔ کیٹی پہیے پر تھیوسانگ کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ وقت کے چکر کی سوئی ۱۹۸۸ء سن پر تھی۔ پہیہ گھوما، روشنی ہوئی، بجلی چمکی، بادل گرجے اور پھر کیٹی بھی نیم بے ہوش ہوگئی۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ جہاں بھی ظاہر ہوگی تھیوسانگ اس کے ساتھ ہی ہوگا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔

کیٹی نے جب ہوش میں آنے کے بعد دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دو ہزار سال پیچھے کے زمانے میں پایا۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہ ایک بہت پرانے اور ویران محل کے آنگن میں کھڑی ہے۔ اِس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ستونوں والا برآمدہ ہے جس کے فرش پر گرد جمی ہوئی ہے۔ محل اِتنا ویران تھا کہ اس کی دیواروں میں گھاس اُگنے لگی تھی۔ کیٹی اِس نتیجے پر پہنچ چکی تھی کہ تھیوسانگ سے بچھڑ کر کسی بہت پرانے زمانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے اکھنڈر میں پہنچ گئی ہے۔

آسمان پر بادل تھے۔ محل دو منزلہ تھا اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ پہلے تو وہ اُداس ہو گئی کہ تھیوسانگ سے جدا ہو گئی ہے۔ اس کو فضا میں تھیوسانگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ تھیوسانگ اس علاقے میں کہیں نہیں ہے۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے ویران محل کے صحن میں لگے ہوئے شکستہ فوارے کے پاس بیٹھ گئی۔ اس فوارے پر ایک عورت کا سنگِ مرمر کا بُت لگا ہوا تھا۔ عورت نے دونوں بازو اوپر اٹھا رکھے تھے۔ کیٹی نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اس قسم کے بت اور مجسمے اس نے پرانے زمانے کے سفر میں بہت دیکھے تھے اُسے تو تھیوسانگ عبرناگ ماریا اور جولی سانگ کی یاد ستاتی رہی تھی۔

کچھ دیر وہاں بیٹھے رہنے کے بعد کیٹی اٹھی۔ اس نے سوچا کہ اس محل سے باہر نکل کر معلوم کرنا چاہیے کہ یہ کون سا ملک ہے، کون سا شہر ہے اور وہ تاریخ کے کون سے زمانے میں آ گئی ہے۔ وہ صحن کے ایک دروازے سے نکل کر محل سے باہر آ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس نے دیکھا کہ باہر ایک پرانا راستہ درختوں میں جاتا ہے۔ کیٹی اس راستے پر چلنے لگی۔ وہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ کسی انسان یا پرندے کی آواز ہی آرہی تھی۔ درختوں والے راستے کو پار کر کے وہ ایک چھوٹے سے پل پر آگئی جس کے نیچے ایک ندی بہ رہی تھی۔ کیٹی ندی کے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔

تھوڑی دُور چلی ہوگی کہ سامنے کچھ فاصلے پر اُسے ایک شہر کی چاردیواری نظر آئی۔ چاردیواری کو دیکھ کر ہی معلوم ہورہا تھا کہ یہ تاریخ کا کوئی پرانا شہر ہے۔ چاردیواری کا ایک دروازہ تھا۔ یہ شہر کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ یہ کیسا شہر ہے کہ یہاں کا دروازہ دن کے وقت بھی بند ہے اور کوئی دربان بھی نظر نہیں آتا۔

وہ شہر کے دروازے کے پاس آکر رُک گئی۔ اُس نے دیکھا کہ بڑے پھاٹک کے نیچے ایک چھوٹا دروازہ بھی تھا۔ کیٹی نے اُسے اندر کو دھکیلا تو وہ کھُل گیا۔ وہ اندر داخل ہوگئی۔ اب وہ اِس قدیم زمانے کے پُرانے تاریخی شہر میں تھی۔ شہر کی سڑکیں خالی تھیں۔ دکانیں بند تھیں۔ مکانوں کو تالے لگے تھے۔ کوئی آدمی کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورت کوئی بچہ چلتا پھرتا نظر نہیں آتا تھا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ اِس شہر کے لوگ کہاں چلے گئے ہیں!

اس نے سارے شہر کا چکر لگایا۔ کہیں کوئی انسان نہ ملا۔ کوئی گدھا اور گھوڑا بھی دکھائی نہ دیا۔ کسی چرند پرند کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ یہ کیا راز ہے! شہر کی آبادی کہاں چلی گئی ہے!

کیٹی ایک مکان کے قریب سے گزری۔ اس مکان کے دروازے پر تالا نہیں لگا تھا۔ وہ مکان کے اندر چلی گئی۔ مکان میں گھر کا سارا سامان ویسے کا ویسا لگا تھا، مگر گھر والے کہیں نظر نہ آتے تھے۔ مکان سنسان تھا۔ کیٹی دوسرے اور پھر تیسرے مکان میں آئی۔ سارے کے سارے مکانوں کا سامان ویسے ہی سجا ہوا تھا مگر انسان کہیں نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے جادو کے ذریعے شہر کی ساری آبادی کو غائب کر دیا ہو۔

حیرانی کی بات ہے کہ شہر کے بازاروں میں کنارے کنارے درخت اُگے تھے مگر ان درختوں پر کوئی پرندہ تک نظر نہ آتا تھا۔ شہر میں پھرتے پھرتے شام ہو گئی۔ کیٹی نے سوچا کہ رات اُسے کسی مکان میں گزار دینی چاہیئے۔ دوسرے دن وہ وہاں سے کسی دوسرے شہر میں چلی جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گی۔ یہ سوچ کر کیٹی کسی ایسے مکان کو تلاش کرنے لگی جو کھلا ہو وہ یونہی کسی مکان کا دروازہ توڑنا نہیں چاہتی تھی۔
اس وقت شہر پر شام کا اندھیرا چھانے لگا تھا۔ چونکہ شہر میں کوئی روشنی کرنے والا نہیں تھا اس لیے شام سے ہی شہر کے ویران بازاروں اور خالی گلیوں میں اندھیرا ہو گیا۔

کیٹی ایک گلی میں سے گزر رہی تھی کہ اُسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کیٹی نے گھوم کر پیچھے دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ کیٹی نے اُسے اپنا وہم سمجھا اور گلی میں سے نکل کر دوسری گلی میں آ گئی۔ یہاں بھی سارے مکانوں پر تالے پڑے تھے۔ وہ گلی سے ہوتی ہوئی ایک بازار میں آئی۔ یہاں سامنے والی خالی گلی میں داخل ہو رہی تھی کہ اُسے اپنے پیچھے پھر وہی انسانی قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ کیٹی نے جلدی سے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی بھی نہ تھا۔ اب وہ محتاط ہو گئی کیونکہ اُسے باقاعدہ انسانی قدموں کی آواز سُنائی دی تھی۔

کیا اس کا کوئی پیچھا کر رہا ہے؟

کیٹی رُک گئی۔ وہ پیچھے کی طرف اندھیرے میں غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ کیٹی آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چل پڑی۔ اُسے گلی کے آخر میں ایک مکان مل گیا جس کا دروازہ کھلا تھا۔ کیٹی مکان میں آ گئی۔ یہ چھوٹا سا تنگ ڈیوڑھی والا مکان تھا۔ کمروں میں گھر کا سارا سامان لگا ہوا تھا مگر آدمی کوئی نہیں تھا۔ ایک کمرے میں پلنگ پر بستر بھی لگا تھا۔ کیٹی پلنگ پر لیٹ گئی۔ اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔ وہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ، تھیو سانگ کے بارے میں سوچنے لگی کہ وہ کہاں ہوں گے اور ان سے کب ملاقات ہو گی۔

کیٹی کو نیند تو آتی نہیں تھی۔ اُسے نیند کی ضرورت ہی نہ تھی مگر یہ سوچ کر کہ اس کے پاس کرنے کو کچھ نہیں ہے بہتر ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے سو جائے۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اُسے آنکھیں بند کئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اُسے کسی کے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سنائی دی کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور کان سیڑھیوں سے آتی آواز پر لگا دیئے۔ یہ کسی انسانی قدموں کی آواز تھی۔ کوئی آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر پاؤں رکھتا اوپر چڑھ رہا تھا۔ کیٹی اٹھ کر پلنگ پر بیٹھ گئی۔ قدموں کی آواز بند دروازے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس آکر رُک گئی۔

کیٹی نے اونچی آواز میں پُوچھا۔

"کون ہے؟"

یہ آواز سنتے ہی کوئی جلدی جلدی سیڑھیاں اُتر گیا کیٹی فوراً پلنگ سے اُٹھی۔ دروازہ کھول کر سیڑھیوں میں جھانکا۔ ایک انسانی سایہ تیزی سے ڈیوڑھی میں غائب ہوگیا۔ کیٹی بھی پیچھے ہی سیڑھیاں اتر کر ڈیوڑھی میں آگئی۔ ڈیوڑھی خالی خالی تھی۔ اس نے باہر گلی میں دیکھا جو خالی پڑی تھی۔ کیٹی حیران ہونے لگی کہ آخر یہ کون ہے جو چھپ کر اس کا پیچھا کر رہا ہے! اور اس کی آواز پر بھاگ گیا ہے۔ اُس کی سمجھ میں یہ معمّہ نہیں آرہا تھا۔ بہرحال اُسے رات اِس بے آباد ویران شہر میں گزارنی تھی۔

وہ واپس آکر مکان میں پلنگ پر لیٹ گئی۔ دروازہ اس نے اندر سے بند کر لیا تھا۔ اَب وہ جاگ رہی تھی رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی۔ سارا شہر سنسان پڑا تھا۔ کسی طرف سے کسی کتّے کے بھونکنے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔

پھر بادل کے گرجنے کی آواز سنائی دی اور رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اندھیرے میں اُس ویران آسیبی شہر پر ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔

بارش کی آواز بہت ہلکی ہلکی آ رہی تھی۔ کیٹی پلنگ پر آنکھیں بند کیے پڑی تھی کہ اچانک اُسے ایک عورت کی آواز سنائی دی۔ اس آواز میں بڑی عاجزی اور رحم کی طلب تھی۔

"مجھے بچاؤ! میری مدد کرو!"

کیٹی تڑپ کر پلنگ سے اٹھی اور کان دروازے کے ساتھ لگا دیئے۔ عورت کی آواز دروازے کے پیچھے سیڑھیوں میں سے آ رہی تھی۔ کیٹی نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ اس نے اندھیرے میں دیکھا کہ نیچے ڈیوڑھی میں ایک انسانی سایہ سر جھکائے کھڑا ہے۔ اس کے بال کھلے تھے۔ یہ کوئی عورت تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔

"کون ہو تم؟ کیا چاہتی ہو؟"

کھلے بالوں والی عورت کی کمزور آواز آئی۔

"میری مدد کرو! میری مدد کرو!"

یہ کہہ کر عورت باہر چلی گئی۔ کیٹی سیڑھیاں اتر کر اُس کے پیچھے گلی میں آ گئی۔ گلی میں رات کا اندھیرا بہت گہرا تھا اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ پُراسرار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش عورت بارش میں بھیگ رہی تھی۔ اُس نے ہاتھ سے کیٹی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور بارش میں چلنے لگی۔ کیٹی کو خیال آیا کہ یہ کوئی مصیبت کی ماری عورت ہے۔ اس کی مدد کرنی چاہیے۔ وہ پراسرار عورت کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔

پُراسرار سیاہ پوش عورت ایک گلی میں سے نکل کر بازار میں آ گئی۔ وہ کیٹی سے دس قدم آگے آگے چل رہی تھی۔ کیٹی نے پیچھے سے آواز دی۔

"تم رُکتی کیوں نہیں ہو؟ تمہیں کیسی مدد کی ضرورت ہے؟"

پُراسرار عورت نے نہ تو کوئی جواب دیا اور نہ وہ رُکی۔ بس ہلکی بارش اور رات کی تاریکی میں چلتی چلی گئی۔ کیٹی نے سوچا کہ نہ جانے اس عورت پر کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے کہ بے چاری ایک پل کے لیے رُکتی بھی نہیں۔ کیٹی اس کے پیچھے پیچھے چلتی گئی۔

پُراسرار عورت ایک باغ میں آ گئی اور یہ ایک بہت پُرانا باغ تھا اور اونچے اونچے کھجور کے درخت بارش میں بھیگ رہے تھے۔ بجلی چمکی تو کیٹی نے باغ میں ایک ٹوٹے ہوئے گنبد والا مقبرہ دیکھا جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بارش میں بھیگ رہا تھا۔

وہ عورت اِسی مقبرے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ مقبرے کے حجرے کے دروازے پر رُک گئی۔ کیٹی نے قریب آکر کہا۔

"جب تک تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم کون ہو اور تمہیں میری کس قسم مدد کی ضرورت ہے، میں تمہارے ساتھ آگے نہیں جاؤں گی۔"

پُراسرار عورت کے بال بارش میں بھیگ رہے تھے اُس نے دَرد بھری آواز میں کہا۔

"میری مدد کرو! اندر ـــــ اندر آجاؤ! میری مدد کرو!"

اور پُراسرار عورت حجرے کے اندر چلی گئی کیٹی باہر ہی رُک گئی۔ وہ اندر نہیں جانا چاہتی تھی کہ اِتنے میں اندر سے اُسی عورت کے رونے کی آواز آئی۔ عورت سسکیاں بھر کر رو رہی تھی۔ کیٹی کا دل پگھل گیا۔ مجھے اس غمزدہ عورت کی مدد کرنی چاہیئے۔ آخر میرا اس میں کیا بگڑے گا۔ مجھے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

یہ سوچ کر کیٹی مقبرے کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر جا کر کیا دیکھتی ہے کہ ایک قبر بنی ہوئی ہے۔ قبر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اوپر ایک انسانی کھوپڑی پڑی ہے جس پر دیا جل رہا ہے
پُراسرار عورت جو کیٹی کو اپنے ساتھ وہاں تک لائی تھی
کہیں نظر نہ آئی۔ کیٹی نے غور سے مقبرے کی پرانی دیوار کو
کو اور پھر قبر پر پڑی کھوپڑی اور دیئے کو دیکھا۔
اِتنے میں اس عورت کی غمگین آواز آئی۔

"میں یہاں ہوں۔ میری مدد کرو!"

یہ آواز سامنے والے حجرے سے آرہی تھی۔ کیٹی نے
آگے بڑھ کر حجرے کا پرانا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے
ہی اس نے دیکھا کہ پُراسرار عورت اس کے سامنے کھڑی
تھی۔ اس کے ہاتھ میں مُردے کے پاؤں کی ہڈی تھی۔ کیٹی
پیچھے ہٹنے ہی لگی تھی کہ پراسرار عورت کی زرد آنکھوں
میں شعلہ سا لپکا اور اُس نے مُردے کی ہڈی کیٹی کے
کاندھے سے لگا دی۔ مُردے کی ہڈی کا کیٹی کے جسم
سے لگنا تھا کہ اس کا جسم ایک دم ٹھنڈا ہوگیا اور
وہ گر پڑی۔ پُراسرار عورت نے ایک بلند چیخ ماری۔ حجرے
میں کسی طرف سے دو آدمی اندر آگئے۔ کیٹی کی
آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ انھیں دیکھ رہی تھی مگر بول
نہ سکتی تھی۔ پراسرار عورت کا چہرہ سیاہ تھا اور آنکھیں
زرد تھیں۔ دونوں آدمیوں کے چہرے بھی سیاہ تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور آنکھیں اُلّو کی آنکھوں کی طرح گول اور پیلی تھیں۔
پُراسرار عورت نے کرخت آواز میں کہا۔
"میں تمہاری امانت تمہارے پاس لے آئی ہوں۔
اب میں آزاد ہوں"۔
یہ کہہ کر اس نے قہقہہ لگایا۔ مُردے کی ہڈی اپنے سینے سے لگائی اور غائب ہوگئی۔ کیپٹن نے اٹھ کر بھاگنا چاہا مگر جیسے کسی نے اس کے جسم کی ساری طاقت چھین لی تھی۔ وہ نہ اپنا ہاتھ ہلا سکتی تھی نہ پاؤں اُٹھا سکتی تھی۔ دونوں سیاہ چہروں والے کیپٹن پر جھکے، اُسے اٹھایا اور گھسیٹتے ہوئے حجرے سے نکال کر باہر قبر کے پاس لے آئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خونی یا لکوٹی

مقبرے میں سے ایک دروازہ پیچھے باغ میں کھلتا تھا۔

دونوں آدمی کیٹی کو اٹھا کر پیچھے باغ میں لے آئے۔ رات اندھیری تھی۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ یہاں لکڑی کا ایک صندوق پڑا تھا۔ انھوں نے کیٹی کو صندوق میں لٹا کر ڈھکنا بند کر کے کیل ٹھونک کر صندوق کو اچھی طرح سے بند کر دیا۔ پھر صندوق کو کچی سڑک پر لے آئے۔ یہاں ایک گھوڑا گاڑی کھڑی تھی۔ صندوق کو گاڑی میں ڈالا اور گھوڑے کو چابک ماری۔ گھوڑا گاڑی سڑک پر بھاگنے لگی۔ دونوں سیاہ چہروں والے آدمی گاڑی میں بیٹھے تھے۔ کیٹی صندوق میں بند پڑی تھی۔ اس کے جسم کی ساری طاقت ختم ہو گئی تھی۔ وہ ہاتھ پاؤں تک نہ ہلا سکتی تھی مگر اس کا دماغ پوری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرح کام کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ سب کچھ اس کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے! یہ کون لوگ ہیں اور اُسے کہاں لیے جا رہے ہیں۔

گھوڑا گاڑی بارش والی اندھیری رات میں کچی سڑک پر دوڑتی جا رہی تھی۔ گاڑی شہر سے نکل کر ایک ویران صحرا میں آ گئی۔ دور اندھیرے میں دو اہرام مصر تکونے ٹیلوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔ گھوڑا گاڑی ایک اہرام کے پاس آ کر رُک گئی۔ دونوں آدمیوں نے صندوق کو گاڑی سے اُتارا اور اسے ہاتھوں میں اُٹھائے ہوئے اہرام کے ایک شگاف میں داخل ہو گئے۔

اہرام کے پتھروں میں یہ شگاف پتھر اُکھاڑ کر بنایا گیا تھا۔ اہرام کے اندر ایک تنگ و تاریک سُرنگ بنی ہوئی تھی۔ سُرنگ میں کافی آگے جا کر ایک اندھا کنواں آ گیا۔ دونوں آدمیوں نے صندوق کو ایک موٹے رسّے سے باندھا اور اُسے کنویں میں لٹکا دیا۔ کیٹی صندوق میں بند خاموش اور بے حس و حرکت لیٹی تھی۔ دونوں آدمیوں نے ابھی تک ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

کیٹی کے صندوق کو کنویں میں لٹکانے کے بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں سُرنگ میں چلتے شگاف میں سے گزر کر اہرام سے باہر آ گئے۔ پھر انھوں نے پتھروں کو واپس اہرام کی دیوار میں لگا کر شگاف کو بند کر دیا۔ دیوار برابر ہو گئی۔ اب کسی کو شک نہیں ہو سکتا تھا کہ یہاں سے دیوار توڑی گئی ہے۔

اِس کام سے فارغ ہونے کے بعد دونوں سیاہ چہروں والے آدمی گھوڑا گاڑی پر بیٹھے، گھوڑے کو چابک ماری اور گاڑی ایسی تیزی سے بھاگنے لگی کہ چند لمحوں میں رات کے اندھیرے میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

کیٹی اہرام مصر کے اندر اندھے کنویں میں صندوق میں بند لٹک رہی تھی۔ وہ ہوش میں تھی مگر اس کے جسم میں طاقت نہیں تھی۔ اس کا سارا جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ وہ اپنی گردن بھی نہیں ہلا سکتی تھی۔ مگر اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اس کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا۔

صندوق کے اندر گھُپ اندھیرا تھا۔ اُس کے چاروں طرف سناٹا تھا۔ صندوق آہستہ آہستہ کنویں کے اندر جھول رہا تھا جس سے کیٹی نے اندازہ لگا لیا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ جس صندوق میں وہ بند ہے اُسے کسی جگہ لٹکا دیا گیا ہے۔ اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کنوئیں میں لٹک رہی ہے۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

کیٹی سوچ رہی تھی کہ آخر یہ لوگ اسے کس لیے لٹکا گئے ہیں۔ رات گزر گئی۔ دن بھی گزر گیا۔ کیٹی صندوق میں بند پڑی رہی اور صندوق کنوئیں میں لٹکا آہستہ آہستہ دائیں بائیں جھولتا رہا۔

دوسری رات آ گئی۔ کیٹی نے کئی بار ہمت کر کے اُٹھنے کی کوشش کی مگر اس کے جسم نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ وہ پتھر کی طرح ہو گئی تھی۔ اپنی جگہ سے ذرا سا ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

پھر اُسے دھیمی دھیمی آوازیں سُنائی دینے لگیں۔ کیٹی نے کان ان آوازوں پر لگا دیئے جو آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھیں۔ یہ گھنگھروؤں کی آوازیں تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کچھ عورتیں پاؤں میں گھنگھرو باندھے چلی آ رہی ہیں۔ پھر یہ آوازیں کنوئیں کے پاس آ کر رُک گئیں۔ کیٹی نے سانس روک لیا اور غور سے سننے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر جیسے اس کے صندوق کے رسّے کو اوپر کھینچا جانے لگا۔ کسی نے صندوق کھینچ کر اُوپر رکھ دیا۔ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد ایک مرد کی بیٹھی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

"اسے کھولو!"

صندوق کی میخیں اُکھاڑی جانے لگیں۔ ڈھکنا کھل گیا۔ ڈھکنے کے کھلتے ہی کیٹی کی آنکھوں میں مشعلوں کی روشنی پڑی۔ اس نے آنکھوں کو جھپکاتے ہوئے دیکھا کہ صندوق کے اردگرد چار آدمی کھڑے تھے۔ ان آدمیوں کے چہرے خاموش اور پتھر کی طرح سنجیدہ تھے۔ ان کی آنکھیں کیٹی کو گھور رہی تھیں۔ وہی بیٹھی ہوئی آواز پھر سنائی دی۔

"اسے باہر نکالو!"

یہ کسی بہت پرانی زبان کے الفاظ تھے۔ دو آدمیوں نے کیٹی کو صندوق سے باہر نکالا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک سُرنگ میں ہے۔ کچھ لوگ ہاتھوں میں مشعلیں لیے کھڑے ہیں۔ کچھ عورتیں زرق برق کپڑے پہنے ہاتھوں میں انسانی کھوپڑیاں لیے قطار باندھے کھڑی ہیں۔ کیٹی کے سامنے ایک سیاہ چہرے، لمبی ناک اور حبشیوں کی طرح کے گھنگھریالے سیاہ بالوں والا آدمی تخت پر رکھی سونے کی کرسی پر بیٹھا ہے۔ چار غلام ادب سے ہاتھ باندھے اس کے پیچھے کھڑے ہیں۔ اس حبشی نے بیٹھی ہوئی آواز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کہا۔

"اسے میرے ساتھ بٹھا دو!"

کیٹی کو غلاموں نے پکڑ کر حبشی فرعون کے ساتھ کرسی پر بٹھا دیا۔ کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اس کا جسم ابھی تک برف کی طرح سرد اور پتھر کی طرح سخت تھا۔ حبشی فرعون نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ چاروں غلام آگے بڑھے اور انھوں نے تخت کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا اور سرنگ میں چل پڑے۔ آگے آگے گھوڑیوں والی عورتیں چلنے لگیں۔ ان عورتوں کے پاؤں میں بندھے گھنگھرو چلتے ہوئے چھنک رہے تھے۔

یہ پُراسرار آسیبی شاہی جلوس سُرنگ میں آگے بڑھ رہا تھا۔ مشعلوں والے آگے آگے تھے۔ سُرنگ ایک طرف مڑ گئی۔ پھر آگے پتھر کی سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں۔ آسیبی جلوس سیڑھیاں اتر کر لوہے کے ایک بند دروازے کے پاس آ کر رُک گیا۔ حبشی فرعون نے اپنا ہاتھ اُوپر اُٹھایا اور بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"مُردوں کے دیوتا! دروازہ کھول دے۔ تیرا فرعون اپنی ملکہ کو لے کر آ گیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ کھل گیا حبشی فرعون کا آسیبی جلوس اندر داخل ہوگیا۔ اس کے فوراً بعد گڑگڑاہٹ کے ساتھ لوہے کا دروازہ بند ہوگیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک کشادہ ہال کمرے میں ہے جہاں دیواروں پر انسانی کھوپڑیوں میں رکھے ہوئے چراغ جل رہے ہیں۔ ستونوں پر بھی انسانی ہڈیاں ٹنگ رہی ہیں۔

آسیبی جلوس ہال کمرے سے گزرتا ہوا دوسرے کمرے میں آگیا یہاں دیواروں کے ساتھ ممیوں کے بُت بالکل سیدھے کھڑے تھے۔ ان میں عورتوں کی لاشوں کی ممیاں بھی تھیں اور مردوں کی ممیاں بھی تھیں۔ درمیان میں ایک بہت بڑا تخت بچھا تھا جس کے پائے انسانی ہڈیوں کے ہاتھوں کے بنے ہوئے تھے۔

حبشی فرعون نے کیٹی کو اس تخت پر بٹھا دیا۔ پھر خود بھی تخت کے سامنے کھڑا ہوگیا اور گھوم کر پیچھے غلاموں کو دیکھا۔ ان میں حبشی فرعون کا کاہن بھی تھا۔ کیٹی نے اب مشعلوں کی روشنی میں دیکھا کہ ان سب کے سر منڈھے ہوئے تھے اور ان سروں میں لوہے کی ایک کیل ٹنگی تھی جو ذرا سی باہر نکلی ہوئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حبشی فرعون نے کاہن کی طرف دیکھ کر بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"ملکہ کو اپنی سلطنت میں شامل کیا جائے۔"

کاہن نے سر جھکا دیا اور بولا۔

"جو حکم فرعونِ اعظم!"

یہ کہہ کر کاہن نے اشارہ کیا۔ ایک غلام ہاتھوں میں سونے کی تھالی لیے آگے بڑھا۔ سونے کی تھالی میں ایک ہتھوڑی اور ایک کیل پڑی تھی۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہ لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں۔ وہ انہیں اپنے ساتھ یہ ظلم کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔ مگر وہ مجبور تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پوری طرح سے ان لوگوں کے رحم و کرم پر تھی۔

کاہن کیٹی کے پاس آ گیا۔ غلام سونے کی تھالی لیے اس کے قریب کھڑا تھا۔ کاہن نے ہاتھ بڑھا کر کیٹی کے سر کو انگلیوں سے ٹٹولا۔ وہ کیل ٹھونکنے کے لیے مناسب جگہ تلاش کر رہا تھا۔ پھر ایک جگہ اس نے انگلی کو ذرا سا دبایا اور تھالی میں سے کیل اور ہتھوڑی اٹھالی۔ کیٹی کا دماغ پھٹنے لگا۔ وہ دہشت کے مارے چیخنا چاہتی تھی۔ اپنی غیر معمولی طاقت سے کام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لے کر ان لوگوں کو تباہ کر دینا چاہتی تھی اور اپنے ساتھ یہ ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی مگر وہ مجبور تھی۔

کاہن نے کیل کی نوک کیٹی کی کھوپڑی کے ساتھ لگائی اور پھر زور سے اس پر ہتھوڑی ماری۔ کیٹی کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے جسم کے اندر دھماکہ کر دیا ہو۔ اس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے۔ بجلیاں کوندنے لگیں۔ کاہن نے اس کی کھوپڑی میں کیل ٹھونک دیا۔ کیل کیٹی کی کھوپڑی میں ذرا سا باہر رکھا گیا تھا۔ کیٹی کو بالکل درد محسوس نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد کیٹی کو نیند آنے لگی۔ حبشی فرعون اور کاہن کیٹی کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ کاہن نے حبشی فرعون سے کہا۔

"فرعونِ اعظم! ملکہ کو نیند آ رہی ہے۔"

حبشی فرعون نے کہا۔

"اسے سو جانا چاہیے۔ یہ سو کر اٹھے گی تو ہماری سلطنت کی ملکہ بن چکی ہو گی۔"

حبشی فرعون نے تالی بجائی۔ چار عورتیں جلدی سے آگے بڑھیں۔ انھوں نے کیٹی کو اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ کیٹی کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس پر غنودگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھا رہی تھی۔ اُسے یوں نیند آنے لگی تھی جیسے کئی راتوں سے جاگ رہی ہو۔ پھر وہ سو گئی۔

شاہی کنیزوں نے کیٹی کو اٹھایا اور اسے لے کر ساتھ والی شاہی خواب گاہ میں آ گئیں۔ یہاں بھی دیواروں پر انسانی کھوپڑیوں کے چراغ جل رہے تھے۔ ایک عالی شان بستر پلنگ پر بچھا تھا۔ ریشمی سرہانوں پر بھی انسانی کھوپڑیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ سامنے والی دیوار کے ساتھ دو عورتوں کی لاشوں کی ممیاں کھڑی تھیں۔

شاہی کنیزوں نے سوئی ہوئی کیٹی کو پلنگ پر لٹا دیا اور خواب گاہ سے باہر نکل گئیں۔ پھر دروازہ بند کر دیا گیا۔

کیٹی ایک رات اور ایک دن شاہی بستر پر بے ہوش پڑی رہی۔ یہ بے ہوشی کی نیند تھی۔ دوسرے دن شام کو کیٹی کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے جسم میں پہلی تبدیلی یہ محسوس کی کہ اس کا جسم گرم تھا اور وہ اپنے جسم کو آسانی سے حرکت دے سکتی تھی۔ وہ پلنگ پر اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ دوسری تبدیلی کیٹی میں یہ آئی کہ وہ پچھلے سارے واقعات بھول چکی تھی۔ اُسے کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ کیٹی ہے اور عنبر ناگ ماریا اس کے ساتھی ہیں۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوش خوش اُٹھی تھی۔

اُس نے اٹھتے ہی کنیز کو آواز دی۔ کنیز فوراً حاضر ہوگئی۔ کیٹی نے کہا۔

"مجھے پیاس لگی ہے"۔

کنیز نے عرض کی۔

"میں ابھی شربت لاتی ہوں ملکہ!"

کنیز نے دوسرے کمرے میں جاکر کاہن کو بتایا کہ ملکہ جاگ پڑی ہے اور اس نے شربت مانگا ہے۔ کاہن اسی وقت فرعون کے دربار ہال میں گیا۔ حبشی فرعون تخت پر بیٹھا ایک انسانی کھوپڑی کو ہاتھ میں لیے اُسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ کاہن نے جاتے ہی ادب سے جھک کر سلام کیا اور کہا۔

"فرعون اعظم کو مبارک ہو! ملکہ جاگ پڑی ہے اور اس نے شربت مانگا ہے۔"

حبشی فرعون نے کھوپڑی میز پر رکھ دی، تخت پر سے اُٹھا اور کاہن کے ساتھ ملکہ یعنی کیٹی کی خواب گاہ میں آگیا۔ اس وقت کیٹی ایک انسانی کھوپڑی میں شربت پی رہی تھی اور کنیز ادب سے پاس کھڑی تھی۔

کیٹی نے حبشی فرعون کو دیکھا تو مسکراتے ہوئے پلنگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اُتر آئی۔ حبشی فرعون کے پاس آکر ادب سے اُس نے تعظیم پیش کی اور کہا۔

"میرے سرتاج! آپ کہاں تھے۔ میں کب سے آپ کی راہ دیکھ رہی ہوں"۔

حبشی فرعون نے گردن کو بڑے فخر سے بلند کیا اور کاہن کی طرف دیکھا۔ کاہن نے ہاتھ باندھ کر عرض کی

"حضور کو مبارک ہو!"

حبشی فرعون نے کیٹی سے کہا۔

"مجھے خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ ہماری ملکہ نے جی بھر کر نیند پوری کر لی اور اس کی طبیعت اب بشاش بشاش ہے"۔

کیٹی نے کہا۔

"میں اپنے شاہی محل کی سیر کرنا چاہتی ہوں"۔

حبشی فرعون نے اُسی وقت کیٹی کو ساتھ لیا اور شاہی خواب گاہ سے نکل کر شاہی محل کی سیر کے لیے چلا۔ حبشی فرعون کی سلطنت اس اہرام مصر کے نیچے زمین کے اندر ہی اندر دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مُردوں کی سلطنت تھی۔ حبشی فرعون سے لے کر کاہن، کنیزوں اور غلاموں تک کوئی بھی زندہ نہیں تھا۔ وہ سب مر چکے تھے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مرنے کے بعد ایک خاص طلسم کی وجہ سے زندہ ہو گئے تھے اور انھوں نے زمین کے اندر اہرام کے نیچے ایک مُردوں کی سلطنت بنا رکھی تھی۔ کیٹی چونکہ مُردے کی ہڈی کی وجہ سے اب ان کی طرح ہو گئی تھی اس لیے وہ مُردوں کی حکومت اور مُردوں کے زیرِ زمین محل میں آ کر بڑی خوش تھی۔ حبشی فرعون کو ایک ملکہ کی ضرورت تھی چنانچہ اس نے اپنے کاہن کی مدد سے ویران اور خالی شہر سے کیٹی کو اغوا کر کے اس پر طلسم کر کے اپنی ملکہ بنا لیا تھا۔ وہ کیٹی ایسی خوبصورت ملکہ کو پا کر بہت خوش تھا۔

حبشی فرعون اور ملکہ کیٹی زمین کے اندر ہی اندر محل کے کئی کمروں میں گئے۔ کیٹی انہیں دیکھ کر خوش ہوئی یہاں اس نے ایک حجرے میں ایک نیلی قبر دیکھی جس پر کھوپڑی رکھی تھی اور کھوپڑی میں دیا جل رہا تھا۔ کیٹی نے حبشی فرعون سے پوچھا۔

"یہ نیلی قبر کس کی ہے میرے سرتاج!"

حبشی فرعون کہنے لگا۔

"یہ ایک راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا چلو تمہیں محل کے باغ کی سیر کراؤں۔"

کیٹی نے بھی نیلی قبر کے راز کے بارے میں کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ پوچھا۔ وہ نیلی قبر کو بھول گئی تھی جس طرح وہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ تھیوسانگ کو بھول چکی تھی

اب ہم تھیوسانگ، عنبر مایا اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ یہ چاروں دوست ۱۹۸۸ء کے ماڈرن ہندوستان کے شہر کالی کٹ سے ٹرین میں بیٹھے سفر کر رہے تھے۔ انھوں نے بارڈر کراس کر کے لاہور پہنچنا تھا جہاں ایک عالیشان ہوٹل میں ناگ اُن کا انتظار کر رہا تھا۔

ٹرین جب ہندوستان کے شہر بھوپال پہنچی تو معلوم ہوا کہ وہاں آگے سیلاب کی وجہ سے ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے جس کی مرمت ہو رہی ہے۔ مسافروں کو دوسری ٹرین کا انتظار کرنا پڑے گا جو دوسرے دن چلے گی۔ عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ ٹرین سے اتر گئے اور پلیٹ فارم پر بیٹھ گئے۔ مایا نے کہا۔

"کیوں نہ بھوپال کا پرانا قلعہ دیکھنے چلیں۔ میں نے اس قلعے کی بڑی تعریف سُنی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"بہت قلعے دیکھے ہیں ماریا! بہتر یہی ہے کہ ہم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہیں بیٹھ کر وقت گزار دیں۔"

جولی سانگ اور تھیو سانگ بھی قلعے کی طرف جانے کو راضی نہ ہوئے۔ ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوا۔ ماریا نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ بھوپال کا قلعہ اکیلی ہی دیکھنے جائے گی۔ ماریا نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی کو نہیں بتائے گی۔ سارا دن انھوں نے بھوپال کے پلیٹ فارم پر ہی گزار دیا۔ جب شام ہونے لگی تو ماریا نے کہا۔

"میں تو یہاں سخت بور ہو رہی ہوں۔ ذرا شہر کا ایک چکر لگا کر آتی ہوں۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"قلعے کی طرف نہ چلے جانا ماریا! میں نے تمہیں بتایا نہیں، یہ قلعہ بڑا ہی پُراسرار ہے اور ادھر کوئی نہیں جاتا۔"

ماریا بولی۔

"میں پاگل ہوں کہ اُدھر جاؤں۔ میں تو شہر کا ایک چکر لگا کر بڑی جلدی واپس آجاؤں گی۔"

عنبر اور تھیو سانگ نے بھی ماریا کو تاکید کی کہ وہ زیادہ دیر نہ لگائے۔ ماریا نے کہا۔

"بس دس پندرہ منٹ میں واپس آجاؤں گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر ماریا بھوپال کے اسٹیشن سے باہر نکل آئی۔ اس نے تو اپنے دل میں بھوپال کے پُراسرار قلعے کی سیر کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ وہ باہر نکلتے ہی پُراسرار قلعے کی طرف چل پڑی۔ وہ غائب تھی۔ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ سورج غروب ہونے لگا تھا۔ دھوپ سنہری پڑ رہی تھی۔ بازاروں میں بڑی رونق تھی بلکہ بڑا رش تھا۔ کچھ دور تک تو ماریا سڑک پر ہی چلتی رہی۔ پھر اُس نے اپنے آپ کو زمین پر سے اوپر اٹھا لیا۔ وہ زمین سے کافی بلندی پر آ گئی۔ شہر کے مکان اس کے نیچے تھے اور وہ پرلے اور پُراسرار قلعے کی طرف اُڑی جا رہی تھی۔ ماریا نے اپنی رفتار دھیمی رکھی ہوئی تھی۔

بھوپال کا پُراسرار قلعہ دور ایک پہاڑی کے اوپر تھا۔ یہ قلعہ اُسے دور ہی سے نظر آ گیا۔ ماریا اڑتی ہوئی قلعے کے اوپر آ گئی۔ اس نے قلعے کے اوپر ایک چکر لگایا۔ قلعہ ویران پڑا تھا۔ بہت پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی دیواروں کے پتھر جگہ جگہ سے اُکھڑ چکے تھے۔ قلعے کی چھت، غلام گردشیں، راہداریاں اور ڈیوڑھیاں بالکل خالی تھیں اور وہاں اندھیرا چھا رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا غوطہ لگا کر قلعے کی چھت پر اُتر آئی۔ وہ پیدل چل کر قلعے کی سیر کرنا چاہتی تھی۔ سُورج ڈوب گیا تھا۔ قلعے کے اندر اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ماریا قلعے کی چھت کی سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر ایک عورت پر پڑی جس نے ساڑھی پہن رکھی تھی اور جو گھبرائی ہوئی قلعے کی دیوار کے اوپر بھاگی جا رہی تھی۔ ماریا نے غور سے دیکھا تو اُسے قلعے کی ایک بالکونی میں ایک راجکمار کھڑا نظر آیا جس نے پرانے زمانے کا شاہی لباس پہن رکھا تھا۔ ساڑھی والی عورت بھاگ کر راج کمار کے پاس آگئی۔ اور بولی۔

"میں آگئی ہوں راج کمار!"

راج کمار نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے معلوم تھا تم ضرور آؤ گی راجکماری"

یہ عورت راجکماری تھی۔ ماریا اُن کے قریب آکر کھڑی ہوگئی اور اُن کی باتیں سُننے لگی۔ راجکمار کہہ رہا تھا۔

"بس اب ہم ایک دوسرے سے شادی کرلیں گے اور پھر تم میری مہارانی بن جاؤ گی"

راجکماری کہنے لگی۔

"راجکمار جی! کیا سچ مچ تم مجھ سے بیاہ کرلو گے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا واقعی میں اتنی خوش قسمت ہوں!"
راجکمار نے کہا۔
"کیوں نہیں! میں تو صرف تمہیں ہی اپنی رانی بناؤں گا۔"
پھر راجکمار نے قلعے کے نیچے گہری کھڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس راجکماری سے کہا۔
"راجکماری! وہ دیکھو نیچے پتھروں میں کتنا خوبصورت مور ناچ رہا ہے۔"
راجکماری نے بالکونی سے جھک کر نیچے دیکھا تو ایک سیکنڈ میں راجکمار نے راجکماری کو دھکا دے دیا۔ راجکماری کی چیخ نکل گئی اور وہ قلعے کی بالکونی سے نیچے گہری کھڈ کے پتھروں پر جا گری۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا کہ ماریا اس لڑکی کی کوئی مدد نہ کر سکی۔ راجکمار نے اس لڑکی کے ساتھ دھوکا کیا تھا اور اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے اسے ہلاک کر دیا تھا۔
ماریا غصے سے دیوانی ہو گئی۔ وہ اس راجکمار کو کسی صورت میں بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ وہ آگے بڑھی اور راجکمار کی گردن دبوچنا چاہتی تھی کہ راجکمار ایک دم سے غائب ہو گیا۔ بالکونی خالی رہ گئی۔ ماریا حیران

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

ماریا جلدی سے غوطہ لگا کر نیچے کھڈ میں آ گئی کہ راجکماری کو دیکھے کہ وہ زخمی ہوئی ہے یا کہ مر گئی ہے۔ ماریا نے کھڈ میں جا کر بہت تلاش کیا مگر نہ تو اُسے زندہ راجکماری کہیں نظر آئی اور نہ ہی اس کی لاش ملی۔ ماریا کچھ نہ سمجھ سکی کہ یہ سب کچھ کیا تھا۔ حقیقت تھی یا خواب تھا۔ وہ پرواز کرتی ہوئی اوپر قلعے کی بالکونی میں آ گئی۔ یہاں خاموشی چھائی تھی۔ ماریا قدم قدم چلتی قلعے کے صحن میں آ گئی۔ یہاں اب رات کا مدھم مدھم اندھیرا ہو گیا تھا۔

اچانک ماریا کو کسی عورت کی چیخ سنائی دی۔ چیخ کی آواز قلعے کے اوپر والے کمرے سے آئی تھی۔ ماریا تیزی سے اُڑتی ہوئی اوپر والے کمرے میں آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہی ساڑھی والی عورت کمرے سے نکل کر بھاگی جا رہی ہے۔ ماریا نے اُسے پہچان لیا۔ یہ وہی راجکماری تھی جسے پتھر دل ظالم راجکمار نے بالکونی سے نیچے کھڈ میں دھکا دے دیا تھا۔ ماریا راجکماری کی طرف لپکی جو قلعے کے پھاٹک کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ راجکماری کی کمر پر ساڑھی کے اوپر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانی پنجے کا خونی نشان بنا ہوا ہے۔ راجکماری کے بال ہوا میں اڑ رہے تھے اور وہ گھبرائی ہوئی بھاگی جا رہی ہے۔ ماریا نے اُسے نہ بُلایا۔ ماریا معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ راز کیا ہے! یہ معمہ کیا ہے اور یہ راجکماری کہاں جا رہی ہے اور اس کی پیٹھ پر انسانی خونی پنجے کا نشان کیوں بنا ہوا ہے!

راج کماری قلعے کے بڑے پھاٹک سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ماریا اُس کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑ رہی تھی۔ جنگل میں ایک اندھیری باؤلی آگئی۔ باؤلی ایک قسم کا اندھیرا کنواں ہوتا ہے جس کے پانی تک پہنچنے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوتی ہیں۔ راجکماری باؤلی کی سیڑھیاں اتر کر پانی کے تالاب کے پاس رُک گئی۔ اُس نے چیخ کر کہا۔

"راجکمارا! میں آرہی ہوں! میں آرہی ہوں!"

اور اس کے ساتھ ہی راجکماری نے باؤلی کے تالاب میں چھلانگ لگا دی۔ تالاب میں بلبلے اُبھرے اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ ماریا ایک جگہ کھڑی یہ سارا آسیبی کھیل دیکھ رہی تھی۔

جب راجکماری باؤلی کے تالاب میں ڈوب گئی تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا واپس چلی۔ ابھی وہ باولی کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اچانک اس کی پیٹھ پر کسی نے اپنا پنجہ لگا دیا۔ ماریا نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ کیونکہ وہ تو غائب تھی کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ کوئی اس کی پیٹھ پر اپنا پنجہ نہیں لگا سکتا تھا۔ ماریا یہ سوچ کر کچھ خوف زدہ سی ہو گئی کہ اس کے پیچھے وہی راجکمار کھڑی ہنس رہی تھی۔ اس کے ماتھے سے خون بہ رہا تھا۔ ہاتھ پر بھی خون لگا تھا۔ ماریا نے گھبرا کر پوچھا۔

"تم ـــــ تم کون ہو؟"

راجکماری نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا تو ماریا نے دیکھا کہ راجکماری کے منہ سے بھی خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ راجکماری کے حلق سے ڈراؤنی آواز نکلی۔

"تم ماریا نہیں، راجکماری ہو۔ تم راجکماری ہو!"

ماریا کو ایک پریشانی یہ بھی تھی کہ یہ بڑا سا عورت یعنی راجکماری ماریا کو دیکھ رہی تھی۔ ماریا پیچھے ہٹی۔ راجکماری نے اپنا خون میں بھرا ہوا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ ایک بھیانک چیخ ماری اور غائب ہو گئی۔ ماریا جنگل میں بھاگی۔ وہ اڑنا چاہتی تھی مگر اڑنے کی طاقت اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نہیں رہی تھی۔ اُسے اپنا جسم نظر آنے لگا تھا۔ وہ غائب نہیں تھی بلکہ ظاہر ہو رہی تھی۔ ماریا شہر کی طرف بھاگ رہی تھی کہ جس طرح بھی ہو وہ عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاس پہنچ جائے۔ اب رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔

ماریا جنگل سے باہر نکل کر ایک چھوٹی سی سڑک پر آگئی۔ وہ سڑک پر شہر کی طرف دوڑنے لگی۔ اسے اپنے پیچھے کسی گاڑی کی روشنی دکھائی دی۔ ماریا رُک گئی کہ گاڑی والے سے مدد طلب کرے گی اور اسے کہے گی کہ خدا کے لیے مجھے بھوپال کے ریلوے سٹیشن پر پہنچا دو۔ گاڑی قریب آنے پر ماریا نے دونوں بازو کھولے اور سڑک کے درمیان کھڑی ہو گئی۔

"گاڑی روکو! مجھے بھی شہر لے چلو!"

گاڑی ماریا کے قریب آکر رُک گئی۔ ایک ڈرائیور اگلی سیٹ پر بیٹھا تھا جس کا منہ دوسری طرف تھا۔ اُس نے ماریا سے کہا۔

"شہر جاؤ گی؟"

ماریا نے کہا۔

"ہاں بھائی! مجھے شہر پہنچا دو۔ تمہاری مہربانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوگی!"

ڈرائیور نے دھیمی آواز میں کہا۔

"گاڑی میں پیچھے بیٹھ جاؤ۔"

ماریا جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ گاڑی آگے روانہ ہوگئی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد گاڑی نے موڑ کاٹا اور پھر اُسی سڑک پر آ گئی اب گاڑی کا رُخ پرانے آسیبی قلعے کی طرف تھا۔ مائیا نے جب دیکھا کہ گاڑی قلعے کی طرف واپس جا رہی ہے تو اس نے بگڑ کر کہا۔

"گاڑی روکو! تم کہاں جا رہے ہو۔ مجھے شہر جانا ہے۔"

ڈرائیور نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا چہرہ چادر میں چھپا ہوا تھا۔ ماریا کو خطرہ محسوس ہوا۔ اس نے دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر چھلانگ لگانی چاہی مگر وہ یہ دیکھ کر پریشان ہوگئی کہ گاڑی کا دروازہ اتنی سختی سے بند ہے کہ وہ ہزار کوشش کے باوجود اسے نہ کھول سکی۔ ماریا نے دوسری طرف کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر وہ دروازہ بھی بند تھا۔ مائیا نے کھڑکی کا شیشہ اتارنے کی کوشش کی کہ کھڑکی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے باہر چھلانگ لگا دے مگر کھڑکی کا شیشہ بھی نیچے نہ ہوا۔ شیشہ جیسے پتھر بن چکا تھا۔ ماریا نے ڈرائیور کی گردن کو پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"تم مجھے کہاں لیے جا رہے ہو۔ گاڑی روکو! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

ڈرائیور نے چادر منہ پر سے اتار دی اور گردن گھما کر ماریا کی طرف دیکھا۔ ماریا کا جسم خوف سے ٹھنڈا ہو گیا۔ ڈرائیور وہی راجکمار تھا جس نے راجکماری کو بالکونی میں سے نیچے کھڈ میں دھکا دیا تھا۔ ماریا راجکمار کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی۔ آسیبی راجکمار مسکرایا اور اس نے گاڑی قلعے والی سڑک کی طرف موڑ دی۔ ماریا ایسے بیٹھی تھی جیسے اُسے کچھ معلوم نہ ہو کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ راجکمار نے گاڑی قلعے کے باہر کھڑی کی اور ہاتھ آگے بڑھا کر ماریا سے کہا۔

"راجکماری! میرے ساتھ آؤ! خونی بالکونی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

ماریا کسی جادو کے زیرِ اثر اپنے آپ گاڑی سے باہر نکلی اور آسیبی راجکمار کے ساتھ قلعے میں داخل ہو گئی۔ راجکمار خاموش تھا۔ اُس کے ہونٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھنچے ہوئے تھے۔ چہرے پر وحشت تھی۔ وہ ماریا کو بالکونی میں لے آیا۔ پھر اس نے ماریا سے کہا۔

"نیچے کھڈ میں دیکھو!"

ماریا نے کھڈ میں جھانکا ہی تھا کہ آسیبی راجکمار نے اُسے دھکا دے دیا۔ ایک بھیانک چیخ کی آواز کے ساتھ ماریا کھڈ میں نیچے ہی نیچے گرتی چلی گئی۔

●

کیا ماریا کھڈ کے پتھروں سے ٹکرا کر مر گئی؟
کیٹی کے ساتھ کیا بیتی؟
عنبر ناگ ماریا سے اس کی ملاقات کہاں ہوئی؟
یہ تمام سنسنی خیز اور حیرت انگیز واقعات
آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۷۷ میں
پڑھیے!

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی

عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہوگئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خالائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 12.00

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کراچی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا — ۱۷۷

ناگ کراچی میں

اے حمید

فیروز سنز

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست

- اُوپر موت ، نیچے موت ۵
- چھ خونی نقاب پوش ۲۹
- سنگ چور سانپ ۵۱
- ناگ کراچی میں ۷۳
- ترکی سپیرن ۹۸

اُوپر موت، نیچے موت

ماریا گہری کھڈ میں گرتی چلی گئی۔

وہ اس وقت غائب نہیں تھی۔ زندہ جسمانی حالت میں تھی اُس نے خوف کے مارے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ اُس کی زندگی کا آخری وقت ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ کھڈ کے نوکیلے پتھروں سے ٹکرائے گی اور اس کے جسم کے ٹکڑے اُڑ جائیں گے۔ اُس نے آنکھیں بند کرلیں۔

لیکن پتھروں پر ٹکرانے کی بجائے کسی نے نیچے سے اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ ماریا نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ اُس نے دیکھا کہ اُسے راجکمار نے اپنے بازوؤں میں اُٹھا رکھا تھا اور اُوپر قلعے کی خونی باکونی کی طرف آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا۔

خوف کے مارے ماریا نے دوبارہ آنکھیں بند کرلیں۔ زندہ انسانی حالت میں آنے کے بعد ماریا کے اندر تمام انسانی کمزوریاں واپس آگئی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب اُسے ڈر اور خوف بھی محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ ابھی تک نہیں سمجھ سکی تھی کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ اور یہ خواب ہے یا حقیقت ہے۔

راجکمار ماریا کو بازوؤں پر اُٹھائے بلند ہوتا ہوتا بالکونی میں آگیا۔ اُس نے ماریا کو بالکونی میں اُتار دیا اور اس کا ہاتھ تھام کر بولا:

"آج سے تم اِس قلعے کی نئی راجکماری ہو، نئی شہزادی ہو۔ تم میرے ساتھ اِس قلعے میں رہو گی۔ میں ہفتے میں ایک بار تم سے ملنے آیا کروں گا۔ ایک بات یاد رکھو! اِس قلعے سے تم باہر نہ جا سکو گی۔ اگر تم نے قلعے سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو قلعے کے پہرے دار اژدہے تمہیں اپنی کنڈلی سے جکڑ لیں گے اور پھر میں خود تمہیں قلعے کی دیوار میں زندہ چُن دوں گا۔"

ماریا چونکہ جسمانی حالت میں تھی اور اس کی طاقت اِس کے پاس نہیں تھی۔ اِس لیے اُسے موت سے ڈر لگنے لگا تھا۔ وہ بولی:

"راجکمار! میں تمہارا حکم مانوں گی اور اِس قلعے سے کبھی باہر نہیں جاؤں گی۔"

"شاباش!" راجکمار نے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ!"

راجکمار نے ماریا کو ساتھ لیا اور قلعے کے ایک ویران کمرے

میں آگیا۔ یہاں فرش پر پرانا قالین بچھا تھا۔ تخت پر بیٹھنے لگے تھے۔ راجکمار نے تخت کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں تم آرام کرو گی! تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو تم تالی بجا دینا۔ کنیزیں تمہیں تمہاری پسند کی چیزیں لا دیں گی لیکن خبردار کسی کنیز سے بات کرنے کی کوشش مت کرنا! اگر تم نے ایسا کیا تو پھر جو کچھ ہو گا اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

ماریا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم جو کہو گے میں ویسے ہی کروں گی راجکمار!"

راجکمار بولا۔

"اب میں جاتا ہوں۔ ایک ہفتہ بعد آج ہی کے دن آؤں گا۔"

اتنا کہہ کر راجکمار غائب ہو گیا۔ اُس کے جانے کے بعد ماریا نے کمرے کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔ کمرے کی کوئی کھڑکی اور روشن دان نہ تھا صرف ایک دروازہ تھا جو بند تھا یا باہر بالکونی تھی۔ ماریا نے بالکونی میں سے جھانک کر دیکھا۔ یہ بالکونی بہت بلندی پر تھی اور نیچے بہت نیچے گہری کھڈ تھی جہاں نوکیلے پتھروں میں جھاگ اُڑاتا تیز رفتار دریا بہہ رہا تھا۔ اُوپر موت، نیچے موت تھی۔

ماریا واپس آکر تخت پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ اس مصیبت سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے۔ ابھی اُس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دماغ میں کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی۔

○

ماریا کو ہم اس خونی بالکونی والے قطعے میں چھوڑ کر تھیو سانگ بجوں کی طرف جاتے ہیں۔ یہاں ہم اپنے دوستوں کو یاد دلاتا چاہتے ہیں کہ تانگ اس وقت ۱۹۸۸ء یعنی ماڈرن زمانے کے لاہور شہر کے ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ تھیو سانگ، عنبر اور جولی سانگ ملک ہندوستان کی سرحد کی طرف جا رہے ہیں تاکہ وہ لاہور تانگ کے پاس پہنچ سکیں۔ جب کہ کیٹی تین ہزار برس پرانے زمانے کے اہرام مصر کے نیچے مُردوں کی سلطنت میں عیشی فرعون کے قبضے میں ہے۔ عیشی فرعون نے کیٹی کی یادداشت غائب کر کے اُسے اپنی ملکہ بنا رکھا ہے۔

سب سے پہلے ہم جولی سانگ، عنبر اور تھیو سانگ کا حال بیان کرتے ہیں۔ یہ تینوں دوست آج کے سائنسی زمانے کے ملک ہندوستان کی سرحد کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ یہاں سے انھوں نے سرحد پار کر کے لاہور پہنچنا ہے۔ ان کے پاس پاسپورٹ اور ویزے بالکل نہیں ہیں۔ پرانے زمانے میں پاسپورٹ ویزے کے بغیر وہ بڑی آسانی سے کسی بھی ملک کی سرحد پار کر جاتے تھے مگر اب وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ اب ہر ملک کی سرحد پر بارڈر فورس کی فوج پہرہ دیتی تھی۔ کوئی بھی غیر قانونی

طور پر سرحد پار کرے تو اُسے گولی سے اُڑا دیا جاتا تھا۔ سرحد کے قریب پہنچ کر عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ رُک گئے۔ وہ جھاڑیوں میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔

اِن سب کو کیٹی اور ماریا کے بچھڑ جانے کا بڑا افسوس تھا مگر وہ کوشش کے باوجود ماریا اور کیٹی کو تلاش نہیں کر سکتے تھے۔ سامنے لاہور شہر کی سرحد تھی۔ عنبر کہنے لگا۔

"تھیو سانگ! سرحد پار کرانے میں تم ہی ہماری مدد کر سکتے ہو۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "ویسے تو ہم پر گولی اثر نہیں کرے گی لیکن بہتر یہی ہے کہ ہم اپنے طریقہ سے سرحد پار کریں۔"

تھیو سانگ بولا۔

"ٹھیک ہے! میں تیار ہوں۔ تم بھی تیار ہو جاؤ۔"

تھیو سانگ نے اسی وقت جولی سانگ اور عنبر کی گردنوں کو اپنی خاص اُنگلی سے چھُو لیا۔ اُنگلی کے چھُوتے ہی عنبر اور جولی سانگ اس کی اُنگلی جتنے ننھے منّے ہو گئے۔ اس کے بعد تھیو سانگ نے اپنی اُنگلی سے اپنی ہی گردن کو چھُوا۔ وہ بھی ننھا سا بن گیا۔ تینوں جھاڑیوں کے پاس ننھے ننھے چھوٹے چھوٹے ہو کر کھڑے تھے اور اپنی حالت پر ہنس رہے تھے۔ تھیو سانگ نے اپنی باریک آواز میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"چلو اب ہم آسانی سے سرحد پار کر سکیں گے!"

وہ جھاڑیوں میں اپنی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے چوہوں کی طرح چلتے آگے بڑھے۔ اتنے چھوٹے چھوٹے انسانوں کو بھلا کون دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ تینوں دوست آسانی سے سرحد کراس کر کے لاہور پہنچ گئے۔

وہ واہگہ کے قریب کھیتوں سے گزر رہے تھے۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اتنے ننھے ننھے تھے کہ انہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب وہ سرحد سے کافی آگے نکل آئے تو سڑک کے کنارے ایک جگہ شیشم کے درختوں کے نیچے آکر رک گئے۔ عنبر نے باریک آواز میں کہا۔

"تھیو سانگ! اب ہمیں پھر سے بڑا کر دو کیونکہ ہم سرحد پار کر کے لاہور شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔"

تھیو سانگ نے سب سے پہلے اپنی گردن پر دوسری انگلی لگا کر اپنے آپ کو بڑا کیا۔ بڑا ہونے کے بعد اس نے ارد گرد دیکھا وہاں کوئی انسان نہ تھا۔ تھیو سانگ نے اپنی دوسری انگلی کی مدد سے عنبر اور جولی سانگ کو بھی بڑا کر دیا۔ تینوں دوست پورے قد کے انسان بن گئے تو عنبر بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ لاہور شہر کی فضا میں ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ناگ مال روڈ والے ہوٹل میں

موجود ہے۔"

تھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی فضا میں ناگ کی خاص خوشبو کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ بھی ناگ کے شہر میں موجود ہونے سے خوش ہوئے۔ کیونکہ اُن کا ہزاروں سال کا تاریخی اور سنسنی خیز سفر ایسا تھا کہ کوئی پتہ نہیں تھا کہ کون کب کس سے جُدا ہو جائے۔

عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ سڑک پر آ گئے یہاں ایک بس شہر جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔ وہ بس میں سوار ہو گئے اور بس شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مال روڈ والے ہوٹل کے کمرے میں ناگ پہلے ہی سے ان کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اُس نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی اپنے دوستوں تھیو سانگ، جولی سانگ اور عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ ناگ نے اُن سے پوچھا۔

"کیٹی اور ماریا کہاں ہیں؟ ان کی خوشبو نہیں آ رہی!"

عنبر نے ناگ کو بتایا کہ کیٹی اور ماریا اُن سے بچھڑ گئی ہیں ناگ نے کہا۔

"خدا نے چاہا تو اُن سے کہیں نہ کہیں ملاقات ہو جائے گی۔ خدا کا شکر ہے کہ تھیو سانگ تو آ گیا!"

تھیو سانگ مسکرایا اور کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے بھی تم دوستوں سے دوبارہ مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کیٹی آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں میرے ساتھ ہی تھی۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ وہ مجھ سے بچھڑ گئی۔ میں تو ۱۹۸۸ء کے زمانے میں پہنچ گیا اور وہ راستے میں کہیں غائب ہو گئی"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ کیٹی اور ماریا بہت جلد ہمارے ساتھ آن ملیں گی۔ اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اس جگہ رہیں یا یہاں سے کسی دوسرے شہر کو چلے جائیں؟"

عنبر کہنے لگا۔

"سارے شہر ایک جیسے ہی ہیں اور پھر ہم اس ماڈرن زمانے میں سے اپنی مرضی سے کسی پرانے زمانے میں نہیں جا سکتے۔ اگر اس زمانے میں ہی رہنا ہے تو پھر میری رائے میں ہمیں اسی شہر لاہور میں کچھ دیر رہ کر کیٹی اور ماریا کا انتظار کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ یہاں پہنچ جائیں"۔

تھیوسانگ، ناگ اور جولی سانگ نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور انھوں نے لاہور شہر میں رہنے کا ہی فیصلہ کر لیا۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہم کم از کم ایک دو مہینے یہاں ضرور رہیں گے کیونکہ ہو سکتا ہے ان دو مہینوں میں کیٹی اور ماریا یہاں آ جائیں"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر ہمیں اتنے دنوں کے لیے یہاں کے خرچ کا بندوبست بھی کرنا ہوگا۔ اس ہوٹل کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ ہم چاروں کا خرچ بہت زیادہ ہو جائے گا۔ میں ناگ اور عنبر تو ایک بیڈ والے کمرے میں رہ لیں گے لیکن ظاہر ہے کہ جولی سانگ کے لیے ایک الگ کمرہ لینا پڑے گا اور ایک کمرے کا کرایہ ایک ہزار روپے روزانہ ہے۔ اس حساب سے ہمیں دو مہینے کے لیے کافی روپے کی ضرورت ہوگی۔

عنبر نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"جب تک ناگ ہمارے ساتھ ہے ہمیں روپے پیسے کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ کیوں ناگ بھیا؟"

ناگ بھی ذرا سا مسکرایا اور بولا۔

"کیوں نہیں۔ میں آج ہی روپوں کا بندوبست کرتا ہوں"۔

عنبر بولا "تو پھر ابھی جا کر کہیں سے مال دولت لوٹ کر لاؤ کیونکہ ہمارے پاس صرف آج کے دن کا ہی خرچ ہے"۔

ناگ کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے! میں ابھی جاتا ہوں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"تم کہاں جاؤ گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا۔

"میں لاہور شہر پہلے بھی آچکا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں پرانے بادشاہوں کے محلات بھی ہیں اور قلعہ بھی ہے اور جہاں پرانے بادشاہوں کے محلات کے کھنڈر ہوں وہاں کہیں نہ کہیں کوئی خزانہ ضرور دفن ہوتا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"کیا میں تمہارے ساتھ چلوں؟"

ناگ نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکیلا ہی چلا جاؤں گا مجھے کیا ڈر ہے بھلا!"

تھیوسا ناگ بولا۔

"تو پھر جلدی واپس آجانا۔ جب تک تم واپس نہیں آؤ گے ہمیں بڑی فکر ہوگی۔"

ناگ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں بہت جلد واپس آجاؤں گا۔"

ناگ نے ٹھنڈا انگریزی سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ ہوٹل سے نکل کر مال روڈ پر آگیا۔ یہاں اس نے ٹیکسی لی اور اسے مقبرہ جہانگیر کی طرف چلنے کو کہا۔ اسے یقین تھا کہ مقبرہ جہانگیر آثار قدیمہ میں سے ہے اور وہاں کہیں نہ کہیں کوئی پرانا خزانہ ضرور

دفن ہوگا۔ دن کے دس بجے تھے۔ لاہور شہر کی سڑکوں پر کافی رش تھا۔ دھوپ چمک رہی تھی۔ ٹیکسی مقبرہ جہانگیر کے گیٹ کے پاس ایک طرف رک گئی۔ ناگ نے ٹیکسی سے اتر کر مقبرے کی ٹکٹ لی اور مقبرے کے باغ میں آگیا۔ باغ میں کچھ لوگ ادھر ادھر سیر کرتے پھر رہے تھے۔

ناگ مقبرے کے پیچھے چلا آیا۔ یہاں دور تک درخت اور گھاس کا میدان تھا۔ دیوار کے پاس ایک برجی بنی ہوئی تھی۔ اس برجی کے قریب کا ایک جھنڈ بھی تھا۔

ناگ اس جھنڈ کے پاس آیا۔ اردگرد دیکھا۔ جب اسے یقین ہوگیا کہ وہ وہاں اکیلا ہے تو اس نے اپنے منہ سے سانپ کی سیٹی کی آواز نکالی اور سانپوں کی زبان میں کہا۔

"کیا یہاں کوئی خزانے کا سانپ ہے؟ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ چاروں طرف دھوپ کی روشنی میں غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اسے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے دیکھا کہ سامنے والی برجی کے پیچھے سے ایک چتکبرا سانپ پھن اٹھائے تیزی سے رینگتا اس کی طرف چلا آرہا ہے۔ اس نے قریب آتے ہی ادب سے تین بار پھن اٹھا کر ناگ کو سلام کیا اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام! ہماری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا یہاں تشریف لایا۔ مجھے حکم کرو! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
ناگ نے پوچھا۔
"تم جس خزانے کے سانپ ہو وہ کس جگہ دفن ہے؟"
چتکبرا سانپ بولا۔
"اس برجی کے نیچے قدیم بادشاہوں کے وقت کا خزانہ دفن ہے حضور! میں اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ آپ حکم کیجیے!"
ناگ نے کہا۔
"اس خزانے میں سے مجھے ایک ہیرا لا دو۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔"
چتکبرے سانپ نے پھن جھکا کر کہا۔
"جو حکم ناگ دیوتا! آپ کہیں تو میں خزانے کے سارے ہیرے جواہرات آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں۔"
ناگ نے کہا:
"نہیں! مجھے سارا خزانہ نہیں چاہیے۔ صرف ایک قیمتی ہیرا لا کر دے دو!"
"جو حکم ناگ دیوتا!"
یہ کہہ کر چتکبرا سانپ واپس مڑا اور برجی کے پاس جا کر زمین کے اندر گھس گیا۔ ناگ خاموشی سے درختوں کے نیچے گھٹرا

ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ اتفاق سے وہاں اس وقت کوئی آدمی نہیں تھا۔ ناگ بھی یہی چاہتا تھا کہ اُسے سانپ سے قیمتی ہیرا لیتے کوئی نہ دیکھے۔
تھوڑی دیر بعد چتکبرا سانپ نمودار ہوا۔ اُس نے اپنے منہ میں ایک ناشپاتی جتنا بڑا ہیرا پکڑ رکھا تھا۔ ہیرے میں تیز روشنی چمک رہی تھی۔ چتکبرا سانپ قریب آ گیا۔ اُس نے ہیرا ناگ کے قدموں میں رکھ دیا اور بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا! یہ خزانے کا سب سے قیمتی ہیرا ہے جو میں آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔"
ناگ نے ہیرے کو اٹھایا اور غور سے دیکھا۔ اتنا بڑا ہیرا اُس نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ کہنے لگا۔
"واقعی یہ بڑا قیمتی ہیرا ہے۔ تمہارا شکریہ!"
سانپ بولا۔
عظیم ناگ دیوتا! میرے لائق کوئی اور خدمت ہو تو حکم کریں۔"
ناگ نے کہا۔
"نہیں، ابھی تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ تم جا سکتے ہو!"
چتکبرے سانپ نے اپنا پھن تین بار جھکا کر سلام کیا اور جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا۔ ناگ نے ہیرا اپنی جیب میں رکھا اور مخروطے کے پیڑ کی طرف چل دیا۔ باہر آ کر اس نے شکر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پکڑی اور سیدھا مال روڈ والے ہوٹل میں آگیا۔ عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ کمرے میں بیٹھے اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ ناگ کو دیکھ کر وہ خوش ہوئے۔ تھیو سانگ نے پوچھا۔

"کیا تم کامیاب ہو گئے ہو ناگ بھیّا؟"

ناگ نے کہا۔

"ناگ کبھی ناکام نہیں لوٹا کرتا۔"

اور اُس نے جیب سے ناشپاتی جتنا ہیرا نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اِس ہیرے کی چمک نے سب کو حیران کر دیا۔ عنبر بولا

"کس قدر خوب صورت ہیرا ہے!"

تھیو سانگ اُسے اُٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔

"بالکل بے داغ ہیرا ہے۔"

جولی سانگ بولی۔

"میں نے اِتنا بڑا اور بے داغ ہیرا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ تو بہت قیمتی ہو گا ناگ بھیّا!"

ناگ بولا۔

"قیمتی تو بہت ہو گا مگر یہاں کے جوہری اس کی پوری قیمت کہاں دیں گے۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"لیکن ہم انہیں مفت میں بھی نہیں دیں گے۔ اتنا قیمتی ہیرا

عنبر بولا۔

"یہ تو صرافہ بازار میں چل کر ہی معلوم ہو گا کہ وہ لوگ اس کے کتنے پیسے دیتے ہیں۔ ہمارے ساتھ کون کون چلے گا؟ میرا خیال ہے کہ مجھے اکیلے ہی جانا چاہیے۔"

تھیو سانگ ہنس کر کہنے لگا۔

"ویسے تو تم میں اتنی زبردست طاقت ہے کہ تم اکیلے ہی کافی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ چلنا چاہیے۔ کیوں ناگ تمہارا کیا خیال ہے؟"

ناگ نے عنبر سے کہا۔

"ٹھیک ہے عنبر بھیّا! تم تھیو سانگ کو ساتھ لے جاؤ۔ ویسے تو لاہور کے لوگ بڑے ایمان دار ہیں لیکن پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ ہو سکتا ہے وہاں کچھ گڑبڑ ہو جائے اور جوہری تمہیں لوٹنے کی کوشش کرے۔"

عنبر بولا۔ "ٹھیک ہے! تھیو سانگ کو ساتھ لے جاتا ہوں۔"

جولی سانگ اور ناگ ہوٹل کے کمرے میں ہی رہے جبکہ تھیو سانگ اور عنبر قیمتی ہیرا لے کر شہر کے جوہریوں کے بازار کی طرف روانہ ہو گئے۔ جوہری بازار میں بڑی رونق تھی۔ دکانوں پر دن کے وقت بھی بجلی کے بلب روشن تھے۔ شیشوں کی الماریوں میں ہیرے جواہرات چمک رہے تھے۔ سونے کے ہار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگ رہے تھے۔ عنبر اور تھیو سانگ نے بھی ۱۹۸۸ء کے زمانے کے مطابق تھری پیس سوٹ یعنی کوٹ پتلون پہن رکھا تھا۔ دونوں خاموشی سے جوہری بازار میں سے گزر رہے تھے۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"وہ سامنے والی دکان بہت بڑی ہے۔ یہ کوئی امیر جوہری ہے۔ یہی ہمارے ہیرے کی قیمت ادا کر سکے گا۔ کیا خیال ہے تمہارا تھیو سانگ؟"

تھیو سانگ بولا۔

"ٹھیک ہے چلو اسی دکان پر چلتے ہیں!"

تھیو سانگ اور عنبر جوہری کی شاندار چمکتی ہوئی روشن روشن دکان میں داخل ہوئے۔ جوہری ایک بیگم صاحبہ کو ہیرے جواہرات کا سیٹ دکھا رہا تھا۔ عنبر اور تھیو سانگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جب بیگم چلی گئی تو جوہری نے عنبر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں جی! آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

جوہری شکل ہی سے بڑا چالاک لگتا تھا۔ اس نے عنبر، تھیو سانگ کو عام کوٹ پتلون میں دیکھا تو سمجھ گیا کہ معمولی نوجوان ہیں اور انگوٹھی وغیرہ پالش کروانے آئے ہوں گے۔ اس نے پوچھا۔

"آپ نے اپنی گاڑی کہاں کھڑی کی ہے؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہمارے پاس گاڑی نہیں ہے۔ ہم ٹیکسی پر آتے ہیں"۔

یہ سن کر جوہری نے نفرت سے تھیو سانگ اور عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔

"جلدی بتائیے آپ کس کام سے آئے ہیں۔ ایک بات میں آپ کو بتا دوں کہ ہم انگوٹھیوں وغیرہ کو پالش کرنے کا کام نہیں کرتے۔ ہم صرف سونے اور جواہرات کا کام کرتے ہیں"۔

عنبر نے خاموشی سے جیب میں سے قیمتی ہیرا نکال کر اس کے سامنے کاؤنٹر پر رکھ دیا اور آہستہ سے بولا۔

"ہم اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں"۔

ہیرے کو دیکھتے ہی جوہری کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ اس نے اپنی ساری زندگی میں اتنا بڑا اور اتنا بے داغ اور اصلی ہیرا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کبھی ہیرے کو دیکھتا اور کبھی عنبر اور تھیو سانگ کو دیکھتا۔ جوہری سمجھ گیا کہ ان لوگوں نے یہ قیمتی ہیرا کسی دوسرے شہر کے سرکاری عجائب گھر سے چوری کیا ہے۔ اس کی نیت بدل گئی۔ کہنے لگا۔

"مجھے یہ ہیرا کوئی خاص ہیرا نہیں لگتا۔ ہو سکتا ہے یہ نقلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو۔ یعنی شیشے کو تراش کر بنایا گیا ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"یہ بالکل اصلی ہیرا ہے۔"

عیار جوہری بولا۔

"میں اسے اپنی خاص مشین پر چیک کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ چیک کرنے والی مشین اندر ہے میں ابھی چیک کر کے آتا ہوں مشین پر کھرا کھوٹا سب معلوم ہو جائے گا۔"

پھر عیار جوہری ہیرے کو لے کر اپنے چھوٹے سے کمرے میں گھس گیا۔ کمرے میں آتے ہی اس نے الماری کے دراز کو کھولا۔ اس میں اسی اصلی ہیرے کے سائز کا ایک نقلی یعنی شیشے کا بنا ہوا ہیرا پڑا تھا۔ جوہری نے اصلی ہیرا وہاں رکھ دیا اور نقلی ہیرا لے کر باہر آ گیا۔

یہ نقلی ہیرا بھی بالکل اصلی ہیرے کی طرح تھا۔ کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ اصلی نہیں ہے۔ جوہری نے ہیرا عنبر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجیے گا! یہ ہیرا نقلی ہے۔ میں یہ نہیں خرید سکتا ہاں اگر آپ کو روپوں کی بہت ضرورت ہے تو میں آپ کو اس ہیرے کے عوض ایک ہزار روپے دے دوں گا۔ وہ بھی اس لیے کہ آپ میری دکان پر تشریف لے آئے ہیں اور میں آپ

کو خالی ہاتھ نہیں جانے دوں گا۔"

اس عیار جوہری کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اس کے سامنے کون لوگ کھڑے ہیں اور وہ کس سے باتیں کر رہا ہے۔ تھیوسانگ اور عنبر نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا کہ جوہری نے ان کا اصلی ہیرا اندر کمرے میں چھپا دیا ہے اور اس کی جگہ نقلی ہیرا اٹھا کر لے آیا ہے۔ عنبر نے نقلی ہیرے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی نقلی ہیرا ہے مگر یہ ہمارا ہیرا نہیں ہے۔ ہمارا ہیرا اصلی تھا جو آپ نے اندر کمرے میں کہیں چھپا دیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ جلدی سے اندر جائیں اور ہمارا اصلی ہیرا لا کر ہمیں واپس کر دیں۔"

عیار جوہری دل میں حیران ضرور ہوا مگر وہ اصلی ہیرا واپس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایک دم غصے میں آ گیا۔

"تو کیا آپ مجھے دھوکے باز سمجھتے ہیں۔ ہماری دکان شہر کی سب سے پرانی دکان ہے۔ اپنا نقلی ہیرا اٹھاؤ اور دکان سے باہر نکل جاؤ نہیں تو میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں کہ یہ دھوکے باز نقلی ہیرا دے کر مجھے لوٹنا چاہتے ہیں۔"

عنبر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو تھیوسانگ اپنا کام شروع کرو اور اس عیار دھوکے باز کو سبق سکھاؤ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو سانگ پہلے ہی تیار تھا۔ اُس نے عیار جوہری سے کہا۔

"تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہمیں ہمارا اصلی ہیرا واپس کر دو!"

عیار جوہری زیادہ غصے میں آکر بولا۔

"کیا تم مجھے دھوکے باز سمجھ رہے ہو! میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں۔ نکل جاؤ میری دکان سے!"

اب تھیو سانگ نے اُسے سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ اُس نے اپنی سیدھی انگلی آگے کی اور بڑے آرام سے عیار جوہری کی گردن کے پاس لا کر بولا۔

"یہ تمہاری گردن پر کیا نکلا ہوا ہے؟"

اور تھیو سانگ نے اپنی انگلی عیار جوہری کی گردن سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی عیار جوہری چوہے سے بھی چھوٹا ہو گیا۔ وہ کاؤنٹر کے نیچے قالین پر چوہے کی طرح کھڑا تھا اور اپنی باریک پتلی آواز میں شور مچا رہا تھا۔

"مجھے کیا ہو گیا ہے! مجھے کیا ہو گا! مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ! میں اتنا چھوٹا کیسے ہو گیا ہوں!"

دکان میں جوہری کا ایک دوسرا ساتھی بھی تھا جو دوسرے کاؤنٹر پر گاہکوں کو سونے کا سیٹ دکھا رہا تھا۔ عیار جوہری اتنا چھوٹا ہو گیا تھا اس کی آواز اتنی باریک ہو گئی تھی کہ

اُسے کوئی بھی نہ سُن سکا۔ تھیو سانگ نے چوہے جتنے جوہری کو قالین پر سے اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور عنبر کے ساتھ دکان سے باہر آ گیا۔

چوہے جتنا عیار جوہری تھیو سانگ کی جیب میں اُچھل کود مچا رہا تھا شور مچا رہا تھا مگر اس کی آواز جیب میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی۔

عنبر اور تھیو سانگ عیار جوہری کو لے کر بازار سے نکل آئے۔ سامنے ایک مسجد تھی۔ مسجد کے پیچھے کوئی نہ تھا۔ عنبر اور تھیو سانگ وہاں آ گئے۔ تھیو سانگ نے جیب سے عیار جوہری کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور اس کی طرف تیکھی نظر سے دیکھا۔

"اب بولو کیا کہتے ہو؟ کیا ہمارا اصلی ہیرا ہمیں واپس کرو گے یا باقی ساری زندگی اسی طرح چوہے جتنا بن کر زندہ رہنا چاہتے ہو؟"

عیار جوہری کا مارے خوف کے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اس نے ہاتھ جوڑ دیئے اور روتے ہوئے باریک آواز میں بولا۔

"مجھے معاف کر دو۔ مجھے دکان پر لے چلو۔ مجھے خدا کے لیے پھر سے بڑا کر دو! میں تمہارا اصلی ہیرا تمہیں واپس کر دوں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا۔

"یہ سیدھی راہ پر آگیا ہے۔ اسے واپس لے چلو!"

تھیو سانگ نے عیار جوہری کو اپنی جیب میں رکھ لیا اور دونوں اس کی دکان میں دوبارہ داخل ہو کر کاؤنٹر کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

تھیو سانگ نے عیار جوہری کو جیب سے نکالا اور دوسرے آدمیوں کی نظریں بچا کر اسے آہستہ سے کاؤنٹر کے پیچھے قالین پر رکھا اور اس کی گردن پر اپنی دوسری انگلی لگا دی۔ دوسری انگلی کے چھوتے ہی عیار جوہری پھر سے بڑا ہو گیا۔ وہ پورے قد سے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا تھا، چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اپنے جسم کو دیکھتا اور عنبر اور تھیو سانگ کی طرف دیکھتا تھا۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ چوہے سے بھی چھوٹا تھا اور اب دوبارہ پھر سے بڑا ہو گیا ہے۔ اس کی آنکھوں سے دہشت برس رہی تھی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"اب ایسا کرو کہ اندر جاؤ، اپنا نقلی ہیرا وہیں رکھ دو، ہمارا اصلی ہیرا لے آؤ!"

تھیو سانگ نے کہا۔

"مجھے یقین ہے اب تم ہم سے دھوکا کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

عیار جوہری نے کانوں کو ہاتھ لگاتے اور سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!!"

عیار جوہری کمرے کے اندر گیا جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں عنبر کا اصلی ہیرا تھا۔ اس نے یہ ہیرا عنبر کے سامنے رکھتے ہوئے ہاتھ جوڑے اور کہا۔

"یہ آپ کی امانت ہے!"

عنبر کہنے لگا۔

"بات یہ ہے کہ ہم اس ہیرے کو بیچنا چاہتے ہیں۔ ہمیں کچھ روپوں کی ضرورت ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ یہ اصلی ہیرا ہے اس کی قیمت بھی تم جانتے ہو کہ کئی لاکھ ہے۔ تم ایسا کرو کہ ہمیں صرف ایک لاکھ روپیہ دے دو۔ باقی ہم اپنی خوشی سے تمہیں معاف کرتے ہیں۔ تم پہلے اس کے علاوہ دس لاکھ کہا کرتے تھے مگر ہمیں اس وقت ایک لاکھ روپیہ ادا کر دو۔ ہیرا تمہارا ہو گا۔"

عیار جوہری کو معلوم تھا کہ یہ ہیرا بارہ لاکھ روپے سے کم قیمت کا نہیں ہے۔ فوراً راضی ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ آپ مجھ سے یہ ہیرا واپس لینے آجائیں گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا۔

"ہم تمہیں زبان دیتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اب یہ ہیرا تمہارا ہے۔ تم ہی اس کے مالک ہو گے۔"

جوہری اسی وقت کمرے میں گیا۔ ایک بریف کیس لے آیا جو ہزار ہزار روپے کے نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے فوراً ایک لاکھ روپے عنبر بھیو سانگ کو ادا کر دیئے۔ عنبر بھیو سانگ نے قیمتی ہیرا جوہری کو دے کر تحریر لکھ دی کہ ہم نے اپنی مرضی سے یہ ہیرا فروخت کیا ہے اور قیمت بھی وصول کر لی ہے۔

سارے نوٹ پلاسٹک کے تھیلے میں ڈال کر بھیو سانگ نے کوٹ کے اندر سنبھال کر رکھ لیے۔ پھر جوہری سے اجازت لی اور دکان سے باہر نکل آئے۔ جوہری بہت خوش تھا۔ اس نے گیارہ لاکھ روپے ایک گھنٹے میں کما لیے تھے۔ عنبر بھیو سانگ کو بھی اس وقت روپوں کی ضرورت تھی۔

چھ خونی نقاب پوش

ہوٹل میں واپس آ کر بھیو سانگ اور عنبر نے جولی سانگ اور ناگ کو سارا واقعہ سنایا تو بہت ہنسے۔ ان کے پاس کافی روپے آ گئے تھے۔ ہوٹل کے سارے بل ادا کر دیئے گئے۔ وہ بڑے آرام سے اب ایک دو مہینے اس ہوٹل میں گزار سکتے تھے۔ جولی سانگ کے لیے خود اس کا محافظ والا کمرہ لے لیا گیا۔ بھیو سانگ عنبر اور ناگ ایک ہی کمرے میں رات کو سو جاتے۔ سونا کیا تھا بس باتیں کرتے رہتے اور کسی وقت یونہی رات گزارنے کے لیٹ جاتے۔ ان کے پاس کتنے ہی نوٹ باقی تھے جن کو بریف کیس میں بند کر کے ناگ نے کمرے کی الماری میں تالا لگا کر رکھ لیا تھا۔

اب وہ یہ کرتے کہ جولی سانگ کو ہوٹل ہی میں چھوڑ کر عنبر، ناگ اور بھیو سانگ لاہور شہر کے الگ الگ علاقوں میں نکل جاتے، سارا دن تلاش کرتے کہ شاید کہیں کیٹی یا ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ملاقات ہو جائے۔ شام کو ہوٹل میں واپس آ جاتے۔

اسی طرح جب انہیں لاہور میں رہتے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تو ایک روز ناگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کسی کو پاکستان کے کسی اور شہر میں بھی جا کر کیٹی اور ماریا کو تلاش کرنا چاہیے کیوں کہ پاکستان میں دوسرے شہر بھی ہیں۔ ہو سکتا ہے ماریا اور کیٹی کو وہاں کوئی سراغ مل جائے!"

خیال بڑا معقول تھا۔ حقیقو سانگ، عنبر اور جولی سانگ نے اسے پسند کیا۔ ناگ بولا۔

"میں پاکستان کے سارے شہروں سے واقف ہوں بہتر یہی ہے کہ دوسرے شہروں میں میں جاؤں!"

حقیقو سانگ نے کہا۔

"کیا خیال ہے! میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟"

ناگ کہنے لگا۔

"تمہارے چلنے کی کیا ضرورت ہے! میں اکیلا ہی بہت ہوں۔ تم لاہور میں ہی ٹھہرو تو بہتر ہے!"

عنبر نے کہا۔

"مگر تم کس شہر میں جاؤ گے؟ پاکستان کے شہروں سے میں تھوڑا بہت واقف ہوں!"

ناگ کچھ سوچ کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ میں پہلے کراچی جاؤں۔ کراچی بڑا شہر ہے اور سمندر کی بندرگاہ بھی ہے!"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مگر تم وہاں زیادہ دن تو نہیں لگاؤ گے نا؟ کیونکہ ہمیں تمہاری بھی فکر لگ جائے گی!"

ناگ بولا۔

"زیادہ دیر وہاں رہنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ چار دن میں میں سارے کراچی میں گھوم پھر لوں گا۔ اگر کیٹی اور ماریا مل گئیں تو انہیں بھی ساتھ ہی لیتا آؤں گا!"

عنبر نے پوچھا۔

"تم کس دن جانا چاہتے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"آج رات ہوائی جہاز سے چلا جاؤں گا۔ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ!"

یہ طے ہو گیا کہ ناگ چار دن کے لیے کراچی جائے گا۔ ناگ نے ہوٹل کے منیجر کو فون کر کے کہا کہ رات کی فلائیٹ میں لاہور سے کراچی تک ایک سیٹ بک کرا دی جائے۔ ناگ نے کرائے کے روپے بھی منیجر کو بھجوا دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوائی جہاز رات کے دو بجے جانا تھا۔ ناگ ہوٹل سے نکل کر ایک بجے لاہور کے ہوائی اڈے پر پہنچ گیا۔ جہاز میں سوار ہو کر کراچی روانہ ہو گیا۔

کراچی ایئر پورٹ پر پہنچنے کے بعد وہ سیدھا تاج محل ہوٹل میں آ گیا۔ یہاں پہلے ہی سے ناگ کے لیے ایک کمرہ بک کرا دیا گیا تھا۔ باقی رات ناگ نے وہیں ہوٹل میں گزار دی۔ اُس نے کراچی کی فضا میں گہرے سانس لے کر دیکھ لیا تھا کہ وہاں کی فضا میں ماریا یا کیٹی کی خوشبو کہیں نہیں ہے لیکن اِس خیال سے کہ ہو سکتا ہے ماریا اور کیٹی کسی طلسم کی وجہ سے کسی جگہ قید ہوں اور ان کے جسموں سے خاص خوشبو نہ اُٹھ رہی ہو۔

دوسرے دن ناگ نے کراچی شہر میں ماریا اور کیٹی کی تلاش شروع کر دی۔ وہ ٹیکسی لے لیتا اور دن بھر شہر کے چکر لگاتا۔ ایک علاقے کا انتخاب کر کے اُسے سارے کا سارا دیکھتا۔ دوسرے روز شہر کے دوسرے علاقے میں ٹیکسی لے کر نکل جاتا۔ تین دن گزر گئے۔ ابھی تک ناگ کو ماریا اور کیٹی کا کوئی سُراغ نہ ملا تھا۔ مگر ناگ نے اپنی تلاش جاری رکھی۔

ایک دن ناگ شہر کراچی کی ایک دُور دراز بستی کی طرف نکل گیا۔ اُس نے ٹیکسی چھوڑ دی تھی اور پیدل ہی پھر رہا تھا

پھرتے پھراتے وہ آبادی میں آ گیا۔ شام کا وقت تھا۔ لوگ کام کاج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ دکانیں کھلی تھیں جن میں بتیاں جل رہی تھیں۔ بازار میں کافی رونق تھی۔ ناگ، ماریا اور کیٹی کا سراغ لگاتا پھر رہا تھا۔ وہ ایک چائے خانے میں بیٹھ کر چائے پینے لگا۔ وہ لوگوں کی باتیں سُننا تھا کہ شاید اُن کی گفتگو سے ماریا اور کیٹی کا کچھ پتہ چل جائے۔

ناگ چائے خانے میں بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ دو چار آدمی بھی بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ بازار سارا نظر آ رہا تھا۔ اچانک بازار میں ایک کار داخل ہوئی۔ کار میں سے کلاشنکوف رائفلوں کی نالیاں باہر نکلیں اور لوگوں پر اندھا دھند گولیاں برسنا شروع ہو گئیں۔ بازار میں چیخ و پکار مچ گئی، بھگدڑ مچ گئی۔

کار میں چھ نقاب پوش بیٹھے کلاشنکوف رائفلوں سے بے قصور، امن پسند شہریوں پر اندھا دھند گولیاں برسا رہے تھے۔ لوگ خون میں لت پت ہو کر سڑک پر گر کر تڑپنے لگے۔ چائے خانے میں بیٹھے ہوئے آدمی وہیں فرش پر لیٹ گئے۔ ناگ جلدی سے اُٹھا اور دکان کے چبوترے کے نیچے ہو کر کار کو دیکھنے لگا۔ کار گولیاں برساتی، لوگوں کو ہلاک کرتی، زخمیوں کو تڑپتا چھوڑ کر بازار سے گزر گئی۔ ناگ تیزی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے دکان کے چبوترے سے نکل کر بازار میں آگیا۔ بازار میں لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں۔ کتنے لوگ تڑپ رہے تھے۔ جگہ جگہ خون بکھرا پڑا تھا۔ بازار ایک دم خالی ہو گیا تھا۔

ناگ نے لمبا سانس کھینچا اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کرتے ہی وہ فضا میں بلند ہو گیا اور جدھر خونی کار گئی تھی اُدھر کو غوطہ لگایا۔ خونی کار بازار سے نکل کر سمندر کی طرف ویران ہموار اندھیری سڑک پر بھاگی جا رہی تھی۔ یہ قاتلوں اور خونیوں کی کار تھی جو ابھی ابھی نہ جانے کتنے بے گناہ معصوم لوگوں کو ہلاک کر کے بھاگے جا رہے تھے۔

ناگ نے اخباروں میں پڑھ رکھا تھا کہ پاکستان میں دشمن ملک نے کچھ تخریب کار بھیج رکھے ہیں جن کا کام پاکستان میں لوگوں کو اندھا دھند قتل کر کے یہاں کی امن پسند فضا کو تباہ کرنا ہے تاکہ پاکستان کو نقصان پہنچے اور یہ ملک خدانخواستہ ختم ہو کر رہ جائے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ دشمن کے بھیجے ہوئے تخریب کار ہیں۔ ناگ کار کے اوپر آ گیا۔

وہ سیاہ عقاب کی شکل میں کار کے اوپر اڑ رہا تھا۔ اُس کے نیچے کار ایک طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ناگ اگر چاہتا تو اُن چھ کے چھ نقاب پوش تخریب کاروں کو ہلاک کر دیتا مگر اُس نے سوچا کہ ان کو ہلاک کرنے کی بجائے ان کے ٹھکانے کا پتہ کرنا چاہیے

تاکہ اُن کے دوسرے تخریب کار ساتھیوں کا سُراغ مل جائے اور پھر ان سب کو اُن کے گھاٹ اُتار دیا جائے یا پولیس کو اطلاع دی جائے تاکہ پولیس ان سب کو گرفتار کرے۔

ناگ کار کے اوپر بلندی پر اڑتا چلا گیا۔

خونی کار شہر سے دُور چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ دور سمندر نظر آنے لگا۔ شام کا اندھیرا آہستہ آہستہ سیاہی میں گھل مل گیا تھا۔ مگر ناگ اس اندھیرے میں بھی اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا۔

کار ایک طرف اندھیرے میں گھوم گئی۔ یہاں ٹیلے کے نیچے کار اندھیرے میں رُک گئی۔ ناگ عقاب کی شکل میں نیچے اُترتا اور ایک طرف اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ کار کے اندر سے چھ نقاب پوش باہر نکلے۔ اُن کے ہاتھوں میں کلاشن کوف رائفلیں تھیں۔ ٹیلے کی دیوار ایک طرف جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی انھوں نے سوکھی جھاڑیوں کو ایک طرف ہٹایا۔ اندر ایک غار سی بنی ہوئی تھی۔ وہ اس غار میں داخل ہو گئے۔ ایک نقاب پوش نے سوکھی شاخیں آگے کر کے دیوار کے سوراخ کو دوبارہ چھپا دیا۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ تخریب کار اسی غار میں رہتے ہیں یا انھوں نے اس غار میں اپنا عارضی اڈا بنا رکھا ہے۔ ناگ کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ یہ قاتل خونی ملک دشمن تخریب کار۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ جانے کتنے بے گناہ شہریوں کو خاک و خون میں تڑپا کر آئے تھے۔ ناگ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ان کے دوسرے ساتھی کہاں ہیں اور اُن کا سردار تخریب کار کون ہے تاکہ بس سارے کے سارے پاکستان دشمن تخریب کاروں کے گروہ کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اب ناگ کے لیے ضروری تھا کہ وہ غار کے اندر جائے اور معلوم کرے کہ یہ تخریب کار اندر کیا کر رہے ہیں۔ ناگ کے لیے غار میں جانا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ جو چاہے روپ بدل لے۔ وہ ناگ دیوتا تھا۔ ہزاروں برس سے زندہ رہنے والا سب سے بڑا سانپ تھا اور اس میں اتنی طاقت تھی کہ جس جانور کی شکل چاہے اختیار کر سکتا تھا۔ صرف ماریا کی طرح غائب نہیں ہو سکتا تھا اور کسی دوسرے انسان کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔

ناگ نے گہرا سانس لیا اور فوراً سیاہ عقاب کی جگہ کالے رنگ کا ایک فٹ لمبا سانپ بن گیا۔ سانپ کی شکل میں آتے ہی ناگ رینگتا ہوا سوکھی جھاڑیوں کے نیچے سے ہو کر غار میں داخل ہو گیا۔

غار میں اندھیرا تھا۔ مگر سانپ اور خاص طور پر ناگ تو

اندھیرے میں بھی اسی آسانی سے دیکھ لیتا تھا جس طرح ہم لوگ روشنی میں دیکھ لیتے ہیں۔ ناگ اندھیرے میں غار کی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے چلا۔ تھوڑی دور رینگنے کے بعد غار دائیں طرف گھوم گئی۔ یہاں ایک لالٹین لوہے کے چھوٹے سے میز پر رکھی جل رہی تھی۔

اس کی روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ دیوار کے ساتھ کتنی ہی کلاشن کوف رائفلیں مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔ کونے میں گولیوں اور دستی بموں کا ڈھیر لگا تھا۔ چھ آدمی زمین پر بیٹھے تھے۔ اُن کے نقاب اُن کے سامنے پڑے تھے۔ کلاشنکوف رائفلیں انھوں نے اپنے پاس ہی زمین پر رکھی ہوئی تھیں۔ یہاں ایک ساتواں آدمی بھی تھا جو کہہ رہا تھا۔

"تمہارے اندازے کے مطابق کتنے پاکستانی مارے گئے ہوں گے؟"

ایک نقاب پوش بولا۔

"میرے خیال میں کچھ نہیں تو بیس کے قریب پاکستانی ضرور ہماری گولیوں سے ہلاک ہو گئے ہوں گے۔ ہم نے تو اندھا دھند گولیاں برسانی شروع کر دی تھیں۔"

دوسرا نقاب پوش بولا۔

"سات پاکستانیوں کو تو میں نے خود گولی مار کر ہلاک کیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم نے تو گولیوں کا مینہ برسا دیا تھا۔"

تیسرا نقاب پوش کہنے لگا۔

"بہت سے پاکستانی زخمی بھی ہوئے ہیں۔ ان میں سے کئی شدید زخمی ہیں جو ہسپتال جاکر مر جائیں گے۔"

اُن کا سرغنہ خاموشی سے نقاب پوشوں کی کارگزاری سن رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"شاباش! تمہارا آج کا مشن کامیاب رہا ہے۔ میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ پرسوں ہماری دوسری ٹولی بھی شہر میں تباہی پھیلا دے گی اور اُن کا مشن بھی کامیاب رہے گا۔ ہمارا مقصد ہی یہی ہے کہ جیسے بھی ہو پاکستان میں بدامنی اور افراتفری پھیلا دی جائے۔ اس ملک کے امن کو تباہ کر دیا جائے۔ یہ ملک اب ترقی کرنے لگا ہے۔ ہم اسے ترقی کرنے نہیں دیں گے۔ ہم اس کے ہر حصے میں ایسی تخریبی وارداتیں کریں گے اور پاکستان کو ترقی کرنے نہیں دیں گے۔"

ایک نقاب پوش بولا۔

"اور ہم اس میں ضرور کامیاب ہوں گے!"

دوسرے نقاب پوش نے کہا۔

"ہماری دوسری ٹولی میں کتنے نقاب پوش ہیں سردار؟"

سردار بولا۔

"چھ۔ اس ٹولی میں بھی چھ نقاب پوش ہیں اور اُن کے پاس بھی بہت اسلحہ ہے۔ انہیں کراچی کے ایک پُل کو بارود سے اُڑانا ہے۔ تم لوگ اسی اڈے پر رہو گے۔ میں دوسری ٹولی کے ساتھیوں کے پاس جا رہا ہوں۔ انہیں ضروری ہدایات دیتا ہوں اور کراچی کے سب سے بڑے پُل پر لے جاکر وہ جگہ دکھانی ہے جہاں وہ رات کو بم لگائیں گے۔"

ناگ دیوار کے ساتھ اِن پاکستان دشمن تخریب کاروں کی ساری باتیں سن رہا تھا۔ تخریب کاروں کی پارٹی کا سردار چھ نقاب پوشوں کو اڈے پر ہی رہنے کی ہدایت کر کے غار سے باہر نکلا تو ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ ناگ سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون سا پُل ہے جسے یہ پاکستان دشمن تخریب کار بم سے اُڑانے والے ہیں تاکہ اِن تخریب کاروں کی سکیم کو ناکام بنایا جائے اور پُل کو تباہ ہونے سے بچا لیا جائے۔

سردار باہر آکر سیاہ کار میں بیٹھا اور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ چھ کے چھ قاتل نقاب پوشوں کو بھی ٹھکانے لگانا چاہتا تھا لیکن سب سے پہلے اُسے کراچی کے پُل کو بچانا تھا۔ نقاب پوشوں کے بارے میں اُسے یقین تھا کہ وہ اڈے پر ہی رہیں گے جیسا کہ ان کے سردار نے انہیں ہدایت کی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے ناگ نے سوچا کہ وہ پولیس کو جا کر اطلاع کر دے کہ فلاں اڈے پر وہ قاتل چھپے ہوئے ہیں جنھوں نے تھوڑی دیر پہلے کراچی کی ایک بستی میں گولیاں برسا کر لوگوں کا خون کیا ہے لیکن پھر اسے خیال آیا کہ پولیس کے قبضے میں آنے کے بعد ہو سکتا ہے یہ قاتل نقاب پوش اپنی صفائیاں کرا لیں اور پولیس ان کو قاتل ثابت نہ کر سکے۔ اس طرح یہ بے گناہ اور معصوم پاکستانیوں کے قاتل بچ جائیں گے۔ چنانچہ وہ خود ہی اُن سے ہلاک ہونے والے بے قصور لوگوں کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔

سردار کی کالی کار پہاڑیوں میں سے گزر رہی تھی۔ ناگ بھی سیاہ چھوٹے عقاب کی شکل میں اُس کے اوپر آسمان پر اُڑتا چلا جا رہا تھا۔ ناگ نے کالی کار پر نگاہ رکھی ہوئی تھی۔ وہ سردار کی کالی کار کو نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دے رہا تھا۔ کار اب کراچی شہر کے رش والے علاقے میں داخل ہو گئی تھی۔

ناگ سیاہ عقاب کی شکل میں کار کے اوپر آ گیا تھا۔ کار شہر کے گنجان علاقے کو پیچھے چھوڑتی ہوئی شمالی علاقے میں ایک ویران جگہ پر آ گئی جہاں آس پاس کوئی آبادی نہ تھی۔ کہیں کہیں مٹی کے ٹیلے دکھائی دے رہے تھے۔

ان ٹیلوں میں ایک پرانی طرز کی چھوٹی سی کوٹھی تھی جس کا

پھاٹک ٹوٹا ہوا تھا اور لان میں خشک گھاس تھی۔ لگتا تھا کہ اس کوٹھی میں کوئی نہیں رہتا۔

سردار نے کار اس ویران کوٹھی کے باہر کھڑی کر دی اور خود کوٹھی کے لان میں سے گزر کر اُس کے ایک کمرے میں گھس گیا۔ یہاں چونکہ دن کی روشنی تھی اور اندھیرا نہیں تھا اس لیے ناگ سانپ کی شکل میں اندر جانا نہیں چاہتا تھا۔ خطرہ تھا کہ یوں اُس پر حملہ ہو جائے گا لیکن یہ معلوم کرنا بھی ضروری تھا کہ کمرے کے اندر کیا میٹنگ ہو رہی ہے۔

ناگ عقاب کی شکل میں کوٹھی کے برآمدے میں اتر آیا۔ اُس نے زور سے سانس کھینچا اور دوسرے لمحے وہ چھوٹا سا سانپ بن کر رینگتا ہوا کمرے کی دیوار پر چڑھ کر روشن دان میں آ گیا۔ روشن دان بند تھا لیکن اس میں ایک جگہ چھوٹا سوراخ تھا۔ ناگ اس میں سے گزر کر روشندان کے دوسری طرف آ گیا۔ اُس نے روشن دان میں سے چھوٹی سی گردن جھکا کر نیچے دیکھا۔ یہاں بھی کمرے کے خستہ فرش پر چھ نقاب پوش کالی سوٹ رائفلیں لیے بیٹھے تھے۔ سردار اُن کے درمیان کھوکھے پر بیٹھا اُن سے کہہ رہا تھا۔

"ہمارا پہلا مشن کامیاب رہا ہے۔ ہم نے بہت سے پاکستانیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے اور شہر میں افراتفری اور خوف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہراس پھیلا دیا ہے۔ ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔

اب تم میں سے دو آدمیوں کو دوسرے مشن پر جانا ہے۔ تمہیں رات کی تاریکی میں بڑے پل کے نیچے دو طاقت ور بم لگانے ہیں۔ یہ بم اتنے طاقت ور ہیں کہ پھٹتے ہی وہاں پر تباہی پھیلا دیں گے۔ اتنا بڑا ریلوے پل ریت کی دیوار کی طرح بیٹھ جائے گا اور سارے علاقے میں آگ لگ جائے گی!

رامو اور شامو یہ کام تم دونوں کرو گے۔"

دو نقاب پوش جن میں سے ایک رامو اور ایک شامو تھا آگے ہو کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے نقاب پہنے ہوئے تھے۔ کالے نقاب اُن کے گلے میں لٹک رہے تھے۔ سردار نے جیب میں سے کراچی شہر کا نقشہ نکال کر اُن کے سامنے کھول دیا۔

"یہ دیکھو! یہ وہ پل ہے جسے تم نے اڑانا ہے۔"

سردار نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔ ناگ روشن دان میں سے یہ نہ دیکھ سکا کہ کراچی کا پل کون سا ہے۔ اتنا اُسے پتہ چل گیا تھا کہ یہ کوئی ریلوے پل ہے۔ سردار کہہ رہا تھا۔

"تم دونوں آج رات ایک بجے بم لے کر اس پل پر جاؤ گے اور پل کے نیچے خاص جگہوں پر یہ ٹائم بم لگا کر آجاؤ گے۔ بم کلاک چلانے کے آدھ گھنٹہ بعد پھٹ جائے گا۔"

رامو اور شامو دونوں تخریب کار بڑے غور سے کراچی شہر

کے نقشے کو دیکھ رہے تھے۔ رامو بولا۔

"ٹھیک ہے سردار! بھگوان کی مدد سے ہم آج رات یہ پل اُڑا دیں گے۔"

"شاباش!" سردار نے کہا۔ "اب تم آرام کرو۔ میں رات کو نہیں آؤں گا۔ میں صبح کو اخباروں میں یہ خبر پڑھنا چاہتا ہوں کہ کراچی کا سب سے بڑا ریلوے پل ہوا میں سے اُڑا دیا گیا۔ اس کے بعد تمہیں اس جگہ تمہارے مساوے کی دس دس ہزار روپے کی رقم مل جائے گی۔ میں واپس اڈے پر جا رہا ہوں۔"

ناگ ساری صورتِ حال کو سمجھ گیا تھا اور اُس نے اپنے ذہن میں ایک پروگرام بھی تیار کر لیا تھا۔ اس پروگرام پر عمل کرتے ہوئے ناگ روشن دان کی دیوار اُتر کر کوٹھی کے لان میں آگیا۔

اس وقت سردار اپنی کالی کار کو اسٹارٹ کر رہا تھا۔ ناگ کو اب اُس کا تعاقب کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ بھی وہیں اڈے پر جا رہا تھا جہاں ناگ بھی جانے والا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا ویران کوٹھی کے پیچھے کی طرف گیا۔ یہاں اُس نے عقاب کی شکل بنائی اور فضا میں اوپر اٹھتا ہوا بلندی پر آگیا اور پھر بہت تیزی سے اُڑ سکتا تھا اُڑتا ہوا پہنے والے چھ تخریب کار نقاب پوشوں کے اڈے پر پہنچ گیا۔ ابھی سردار بہت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے تھا۔

ناگ اڈے کی غار میں چھپے ہوئے چھ قاتل تخریب کاروں کو ختم کر دینا چاہتا تھا تاکہ پاکستان کے دشمن قاتلوں کو اُن کے گھناؤنے جرم کی سزا ملے۔ ناگ کو معلوم تھا کہ غار کے اندر اسلحہ اور دستی بموں کا ایک ڈھیر پڑا ہے اور چھ نقاب پوش اسلحہ اور گولہ بارود کے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں سردار بھی وہاں بیٹھنے والا تھا۔ ناگ سردار کو کسی دوسرے طریقے سے اس کے جیسا کہ جرائم کی سزا دینا چاہتا تھا۔ ناگ ابھی کسی فیصلے پر نہیں پہنچا تھا کہ سردار کی کالی کار بھی وہاں آگئی۔ ناگ جلدی سے ایک پتھر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ناگ اِس وقت عقاب کی شکل میں تھا۔

سردار نے کار غار کے قریب کھڑی کی اور خشک ٹہنیوں کو پھلانگ کر ٹیلے کی غار میں داخل ہوگیا۔ ناگ نے دل میں سوچا کہ پاکستان دشمن تخریب کاروں کی ٹولی کے ساتھ اُس کے سردار کو بھی ختم کر دینا چاہیے۔

سردار غار کے اندر جا چکا تھا۔ باہر کوئی نہیں تھا ناگ نے سانس کھینچا اور اپنی انسانی شکل میں آگیا۔ انسانی شکل میں آتے ہی اُس نے کار کا دروازہ کھول کر اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ بہت جلد اُسے اپنے مطلب کی چیز مل

گئی۔ یہ ایک ٹین کا ڈبہ اور ربڑ کی نالی تھی جو کار کی ڈگی میں رکھی ہوئی تھی تاکہ ضرورت کے وقت کسی دوسری گاڑی سے پٹرول نکال کر ٹین کے ڈبے میں ڈالا جا سکے۔

ناگ نے پٹرول کی ٹینکی کھولی۔ اِس میں ربڑ کی نالی ڈال کر نالی کے دوسرے سرے کو منہ میں ڈال کر سانس اوپر کھینچا اور پھر نالی کا سرا ٹین کے ڈبے میں ڈال دیا۔ پٹرول ٹینکی سے نکل کر ڈبے میں بھرنا شروع ہوگیا۔ جب ڈبہ بھر گیا تو ناگ نے نالی کھینچ لی۔

ناگ پٹرول سے بھرا ہوا ڈبہ لے کر دبے پاؤں چلتا غار میں داخل ہوگیا۔ غار کو وہ پہلے ہی سے دیکھ چکا تھا۔ وہ غار کے بائیں طرف کو گھوم گیا۔ یہاں اُسے اندر سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔

سردار چھ نقاب پوشوں کو بتا رہا تھا کہ آج رات ریلوے پل کو اُڑا دیا جائے گا۔ وہ اِن تخریب کاروں کو اگلی تخریبی کارروائی کے مشن کے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"پولیس شہر میں گشت لگا رہی ہے۔ تمہیں دو روز اِسی جگہ چھپے رہنا ہوگا۔ وہ دن بعد تم کراچی کے صدر بازار میں اندھا دھند گولیاں برسا دو گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ دبے پاؤں چلتا غار والے کمرے کے باہر ایک طرف دُبک گیا۔ پیٹرول کا ڈبہ اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے ڈبے میں سے پیٹرول نکال کر کمرے کے باہر انڈیل دیا۔ سارے کا سارا پیٹرول وہاں بہ گیا۔ ناگ جانتا تھا کہ پیٹرول کی بُو ان لوگوں کو ہوشیار کر دے گی۔ ناگ انہیں وہاں سے بھاگنے کی مہلت نہیں دے سکتا تھا۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹا۔ ماچس اُس کے پاس نہیں تھی مگر یہ اُس نے سوچ رکھا تھا کہ اُسے پیٹرول کو آگ کیسے لگانی ہے۔

ناگ نے زور سے سانس کھینچا اور آتشی سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ اتنی دیر میں اندر سے سردار کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

"یہ پیٹرول کی بُو کہاں سے آ رہی ہے؟"

اندر کچھ افراتفری سی مچی مگر ناگ بالکل تیار تھا۔ آتشی سانپ کی شکل اختیار کرتے ہی ناگ پیچھے ہٹ گیا اور اُس نے اپنے پھن کو اٹھا کر پھنکار ماری۔ اُس کے مُنہ سے پھنکار کے ساتھ ہی آگ کا شعلہ نکل کر پیٹرول پر گرا اور پیٹرول کو ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ آگ لگ گئی اور سارے کمرے میں پھیل گئی۔ ناگ تیزی سے پیچھے ہٹتا ہوا غار سے باہر نکل آیا ابھی وہ غار سے باہر نکلا ہی تھا کہ پیٹرول کی آگ نے کمرے کے

اسلحے اور گولہ بارود کو آگ لگا دی۔

ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور سارا گولہ بارود پھٹ گیا اور مٹی کا ٹیلہ اس کے ساتھ ہی زمین کے اندر دھنس گیا۔ چھ نقاب پوش تخریب کاروں اور اُن کے سردار کے پرخچے اڑ گئے۔ جہاں ٹیلہ تھا وہاں اب ایک گہرا گڑھا بن گیا تھا جس سے آگ اور دھواں اُٹھ رہا تھا۔

ناگ انسانی شکل میں واپس آ کر دُور کھڑا یہ منظر بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بڑا خوش تھا کہ اُس نے پاکستان کے دشمنوں سے اُن کی بھیانک تخریب کاری کا انتقام لے لیا تھا۔

ناگ سانپ کی شکل میں دیر تک وہیں بیٹھا رہا۔ جب اُسے تسلی ہو گئی کہ سارے کے سارے پاکستان دشمن تخریب کار اپنے سردار سمیت موت کے جہنم میں جا چکے ہیں تو وہ رینگتا ہوا اس پُراسرار علاقے سے دُور چلا گیا۔ پھر اُس نے سانپ سے عقاب کی شکل بدلی اور اُڑان بھر کر فضا میں بلند ہو گیا۔ ناگ فضا میں اُڑتا ہوا پاکستان دشمن تخریب کاروں کی دوسری ٹولی کے ٹھکانے پر جا رہا تھا تاکہ کراچی کے ریلوے پل کو تباہی سے بچایا جا سکے۔

اُس وقت دن ڈھلنے لگا تھا۔ کراچی شہر میں کہیں کہیں بجلی کی بتیاں روشن ہو گئی تھیں۔ اڑتا اڑتا ناگ شہر کے شمالی علاقے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی جانب اس بے آباد شکستہ کوٹھی کے پاس آگئی جس میں تخریب کاروں کی دوسری ٹولی کے چھ نقاب پوش چھپے ہوئے تھے۔

ناگ کوٹھی کے باہر ہی ایک درخت پر بیٹھ گیا۔ یہ چھ کے چھ تخریب کار نیچے آپس میں گپیں مار رہے تھے۔ ان میں رامو اور شامو نہیں تھے۔ وہ کراچی میں اپنے چیف تخریب کار جاسو کے پاس گئے ہوئے تھے جو حیدرآباد کے قلعے کے نیچے ایک مندر میں پجاری کے روپ میں رہ رہا تھا۔ ناگ کو معلوم نہیں تھا کہ رامو اور شامو کوٹھی میں نہیں ہیں۔

وہ عقاب کے روپ میں درخت پر بیٹھا اپنی طرف سے ان تخریب کاروں کو بھی ٹھکانے لگانے کی اسکیم تیار کر رہا تھا۔ اُسے خیال آیا کہ ان لوگوں کو کوٹھی کے اندر ہی ہلاک کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ یہ تخریب کار سارے کے سارے اندر موجود ہیں۔

یہ سوچ کر ناگ درخت کی ٹہنی سے اُتر آیا۔ اُسے وہ کمرہ معلوم تھا جہاں تخریب کار چھپے ہوئے تھے۔ اب شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ناگ نے چھوٹے کانے سانپ کی شکل اختیار کی اور کوٹھی کے برآمدے میں سے رینگتا ہوا کمرے کے دروازے کے پاس آکر رُک گیا۔ اُس نے دروازے کے سوراخ میں سے اپنی گردن ڈال کر اندر دیکھا۔ کمرے میں

مدھم روشنی والا بلب جل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ناگ ٹھٹک سے رہ گیا کہ کمرے میں چھ کی بجائے چار تخریب کار تھے۔ رامو اور شامو وہاں پر نہیں تھے۔ ناگ نے جلدی سے گردن سوراخ سے باہر نکالی اور تیزی سے ایک طرف اندھیرے میں ہو گیا۔ رامو اور شامو کہاں ہیں؟ کہیں وہ ریلوے پل پر بم لگانے تو نہیں چلے گئے؟ ناگ پریشان ہو گیا۔ اگر ایسا ہے تو ریلوے پل کو اُڑا دیا جائے گا اور ناگ کچھ نہ کر سکے گا۔

ناگ نے دوبارہ گردن اندر ڈال دی۔ وہ اُن کی باتیں سننا چاہتا تھا کہ شاید وہ رامو اور شامو تخریب کاروں کی کوئی بات کریں۔ ایک تخریب کار کہہ رہا تھا۔

"وہ حیدرآباد سے اِدھر آئیں گے یا وہیں سے پل پر بم لگانے چل دیں گے؟"

ناگ سمجھ گیا کہ یہ لوگ رامو اور شامو کی بات کر رہے ہیں۔

دوسرے تخریب کار نے کہا۔

"وہ بارہ بجے رات حیدرآباد سے واپس آجائیں گے اور وہیں سے ریلوے پل پر بم لگانے چلے جائیں گے۔"

ناگ کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ اب کیا ہوگا! اُسے تو معلوم ہی نہ تھا کہ کون سا ریلوے پل ہے۔ ناگ نے فوراً فیصلہ کر لیا کہ کراچی میں جتنے ریلوے پل ہیں وہ ان سب کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاکر جائزہ لے گا۔ مگر اس میں خطرہ تھا کہ وہ ایک پل کا جائزہ
لے رہا ہو اور دوسرے پل پر لگا ہوا بم پھٹ جائے اور پل
تباہ ہو جائے۔

سنگ چور سانپ

لیکن بہت جلد تانگ کا معمہ حل ہو گیا۔ ایک تخریب کار
کہنے لگا۔

"رامو اور شامو نے بم کہاں چھپائے ہوئے ہیں؟"

دوسرا تخریب کار کہنے لگا۔

"ریلوے پل کے پیچھے ایک گندا نالہ بہتا ہے وہیں پر
انھوں نے بم چھپائے ہوئے ہیں۔ رات کو حیدر آباد سے آتے ہی
وہ سیدھے وہاں جائیں گے اور بم لگا دیں گے بس بم لگانے
کے پندرہ منٹ بعد ایک دھماکا ہو گا اور پل کے پرخچے اڑ
جائیں گے۔"

اور تخریب کار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ تانگ کو ریلوے پل
کا سراغ مل گیا تھا۔ وہ اس ریلوے پل سے واقف تھا
جس کے ایک طرف گندا نالہ بہتا تھا۔

رات گزرتی جا رہی تھی۔ تانگ کو یہاں سے یہ راز بھی معلوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا تھا کہ اِن پاکستان دشمن تخریب کاروں کا ایک چیف حیدرآباد کے کسی مندر میں پجاری بن کر رہ رہا ہے۔ ناگ نے اُسے بھی ختم کرنا تھا مگر یہ بعد کی بات تھی۔ اِس وقت ضرورت کراچی کے ریلوے پُل کو بچانے کی تھی۔ یہ ریلوے کا سب سے بڑا پُل تھا اور اِس پر ٹریفک رات کے وقت بھی جاری رہتی تھی۔ اگر پل بم سے اُڑ گیا تو کروڑوں کے نقصان کے علاوہ نہ جانے کتنی قیمتی جانیں ضائع ہو جائیں گی۔

ناگ تیزی سے کوٹھی سے باہر آ گیا۔ صحن میں آتے ہی اُس نے عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں پرواز کرنے لگا۔ کراچی شہر کی اُونچی عمارتوں میں روشنیاں جگمگانے لگی تھیں۔ وہ تیزی سے ریلوے پُل کے اوپر پہنچ گیا۔ اُس وقت پل پر سے گاڑیاں، ٹرک، ویگنیں، اسکوٹر، رکشا اور بسیں گزر رہی تھیں۔

ناگ غوطہ لگا کر پُل کے نیچے آ گیا جہاں ریلوے لائن تھی۔ دوسری طرف گندا نالہ بہہ رہا تھا۔ وہاں اندھیرا تھا اور ناگ یہاں چھپے ہوئے بم تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے یہی سوچا کہ وہ دونوں تخریب کاروں کا انتظار کرے گا۔ ناگ عقاب ہی کی شکل میں گندے نالے کے ایک طرف اُگے ہوئے درخت کی ٹہنی پر بیٹھ گیا۔ رات گزرتی چلی گئی۔

پُل پر رش کم ہوتا چلا گیا۔ رات گہری ہو گئی تھی۔ پھر پُل کے آس پاس خاموشی چھا گئی۔ ایک ٹرین بڑی تیزی سے شور مچاتی پل کے نیچے سے گزر گئی۔ اِس کے بعد پھر وہی خاموشی چھا گئی۔ ناگ کو اندھیرے میں بالکل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اُس کی عقابی آنکھیں گھور گھور کر گندے نالے کے کناروں کو تک رہی تھیں۔ اس کا یہی خیال تھا کہ دونوں تخریب کار رامو اور شامو گندے نالے میں چھپائے گئے بموں کو لینے آئیں گے۔

جب رات کافی گزر گئی اور سارے علاقے میں سناٹا چھا گیا اور دونوں تخریب کاروں میں سے کوئی نہ آیا تو ناگ کو تشویش ہوئی کہ کہیں اِن لوگوں نے پُل کے نیچے بم لگا تو نہیں دیئے!

ناگ اِس خیال سے گھبرا کر درخت سے اُڑا اور پُل کے نیچے آ گیا۔ اِسے کیسے پتہ چل سکتا تھا کہ بم کس جگہ لگے ہوئے ہیں۔ ناگ کوشش کے باوجود بموں کا سُراغ نہ لگا سکا تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں کبھی پُل کے اُوپر جاتا اور کبھی وہاں سے غوطہ لگا کر پھڑپھڑاتا ہوا نیچے آ جاتا۔

اچانک اُسے ایک طرف ریلوے لائن پر دو انسانی سائے نظر آئے۔ ناگ تیزی سے اُن کے اُوپر آ گیا۔ وہاں اندھیرا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ دو آدمی تھے جنھوں نے اپنے سر چادروں میں چھپا رکھے تھے ناگ کو ان کی شکلیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں مگر دونوں آدمیوں کی حرکات مشکوک تھیں۔ ناگ ان کے اوپر اندھیری رات کی فضا میں چکر لگانے لگا۔

دونوں مشکوک آدمی چادروں سے سر منہ لپیٹے ریلوے لائن پر سے گزرتے ہوئے پل کے نیچے آ گئے۔ ناگ ایک طرف ریلوے سگنل پر بیٹھ کر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ دونوں آدمی پل کے پیچھے اندھیرے میں بیٹھ گئے۔ پھر ایک آدمی بیٹھے بیٹھے لڑھک کر پل کے دوسرے محراب کے نیچے چلا گیا۔ ناگ ان دونوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں نے اپنی اپنی چادروں کے اندر سے کوئی شے نکالی اور پل کے محرابی ستونوں کے شگافوں میں لگانے لگے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ تخریب کار ہیں اور پل میں بم لگا رہے ہیں جن کی ناگ کو تلاش تھی وہ آ گئے تھے۔ ان لوگوں نے بم گندے نالے کی بجائے کسی دوسری جگہ چھپا دیئے تھے۔

بم لگانے کے بعد دونوں ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ریلوے اسٹیشن صدر کی طرف چل پڑے۔ ناگ کو سب سے پہلے بموں کو ناکارہ کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ لپک کر پل کے محرابی ستونوں کے نیچے آیا، سانس کھینچ کر انسانی شکل اختیار کی اور جھک کر دیکھا ستون کے پتھروں کے شگاف میں بارود کی چھڑیوں والا ایک بہت

ہی طاقت ور بم لگا ہوا تھا اور اس کا کلاک ٹک ٹک کر کے چل رہا تھا۔ ناگ نے جلدی سے بم کے کلاک کو اس سے علیحدہ کر دیا اور تار کاٹ دی۔ اس طرح اس نے دوسرے بم کو بھی ناکارہ کر کے انہیں گندے نالے میں پھینک دیا۔ اب اس نے ریلوے لائن کی طرف دیکھا۔ دونوں تخریب کار راموا اور شامو تیزی سے ریلوے لائن کی پٹڑی پر سے نیچے اتر کر جھاڑیوں کے پیچھے غائب ہو گئے۔

ناگ انہیں کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ اس نے فوراً عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اڑتا ہوا جھاڑیوں کے اوپر آ گیا۔ عقاب بن کر وہ اندھیرے میں آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ دونوں تخریب کار تیز تیز قدم اٹھاتے ایک دوسرے کے آگے پیچھے ملیر کینٹ کی طرف ویران میدان میں چلے جا رہے تھے۔

وہ ناگ کی زد میں تھے۔ اس کے نشانے پر تھے۔ اس کے ٹارگٹ تھے۔ ناگ نے فضا میں غوطہ لگایا اور ان سے کافی آگے میدان میں نیچے اتر آیا۔ نیچے اترتے ہی ناگ نے سب سے زہریلے کالے سانپ کی شکل بدل لی اور مٹی کی ڈھیری کے پاس چھپ کر بیٹھ گیا۔ راموتخریب کار آگے آگے جا رہا تھا۔ جب وہ ناگ کے قریب سے گزرنے لگا تو ناگ نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی پنڈلی پر منہ مارا اور اسے ڈس لیا۔ یہ زہر ایسا تھا کہ ڈسنے کے بعد سب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے پہلے آدمی کا گلا بند ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے اعصاب بے جان ہو جاتے اور خون جم جاتا ہے۔

رامو تخریب کار کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ ڈستے ہی اس کا گلا بند ہو گیا، اعصاب بے جان ہو گئے اور وہ نیچے گر پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا خون جم گیا اور وہ اسی وقت مر گیا۔

شامو اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ اس نے رامو کو گرتے دیکھا تو بھاگ کر اس کے پاس آیا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیچھے آ گیا تھا۔ جونہی شامو جھکا ناگ نے اسے بھی ٹانگ پر ڈس لیا۔ اس بدکردار تخریب کار کا بھی ایسا ہی انجام ہوا۔ وہ بھی اس کے اوپر گرا اور مر گیا۔

ناگ تیزی سے عقاب کی شکل میں آیا اور کراچی شہر کی رات کی فضاؤں میں پرواز کرتا واپس تخریب کاروں کی کوٹھی میں آ گیا۔ اب اسے سب سے پہلے ان لوگوں سے یہ معلوم کرنا تھا کہ جو تخریب کار حیدرآباد میں ہے اور ان کا چیف ہے وہ کون سے مندر میں رہتا ہے تاکہ اس کا خاتمہ بھی کیا جا سکے۔

ناگ کالے سانپ کی شکل میں کوٹھی کے کمرے میں۔ وہ بند دروازے کے سوراخ سے اندر گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ چاروں تخریب کار پریشان تھے۔ ایک کہہ رہا تھا۔

"کیا بات ہے! ابھی تک دھماکے کی آواز نہیں آئی؟"

دوسرا بولا۔

"اب تک ریلوے پل کا دھماکہ ہو جانا چاہیے تھا!"

تیسرے نے کہا۔

"کہیں رامو اور شامو گرفتار تو نہیں ہو گئے!"

چوتھا بولا۔

"میں جا کر پتہ کرتا ہوں۔ تم لوگ اسی جگہ بیٹھنا!"

یہ کہہ کر چوتھے تخریب کار نے پستول اپنی کمر سے باندھا، سر پر چادر لپیٹی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ کوٹھی سے نکل کر تخریب کار کچی سڑک پر آ گیا جو شہر کے ریلوے پل کی طرف جاتی تھی۔ یہاں ایک چھپر کے نیچے پرانی جیپ کھڑی تھی۔ تخریب کار نے جیپ اسٹارٹ کی اور شہر کی طرف چل پڑا۔ ناگ نے ایک بار پھر عقاب کی شکل بدلی اور اس کے اوپر پرواز کرنے لگا۔ جب جیپ تخریب کاروں کی کوٹھی سے کافی آگے ایک ویران جگہ پر آ گئی تو ناگ غوطہ لگا کر نیچے آیا اور جیپ کے پیچھے بیٹھ گیا۔ تخریب کار کو اس کا پتہ نہ چل سکا۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا۔ یہاں ناگ نے سوچا کہ سکیم کے مطابق سیاہ سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا تخریب کار کی گردن پر اچھل کر گرا اور اس کی گردن کے گرد کنڈلی پھنسا لی۔ تخریب کار نے سانپ کو اپنی گردن میں دیکھا تو اس کی جان ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گئی اور جیپ کو ایک زوردار بریک لگا تی جیپ اُلٹتے اُلٹتے بچی۔
سانپ اُس کے منہ کے سامنے پھن اُٹھائے پھنکار رہا تھا اور
تخریب کار کا جسم دہشت کے مارے کانپ رہا تھا۔ اُسے پسینے آ رہے
تھے۔ ناگ نے وہیں سے انسانی شکل بدلی اور تخریب کار کی کمر
سے پستول نکال کر کہا۔

"دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر نیچے اُتر آؤ!"

تخریب کار تو دہشت کے مارے کانپ رہا تھا۔ اُس نے اپنی
آنکھوں کے سامنے ایک سانپ کو انسانی شکل اختیار کرتے
دیکھا تھا۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ جیپ
سے نیچے اُتر آیا۔ ناگ نے پستول اُس کی کھوپڑی سے لگایا
اور کہا۔

"مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ تمہاری جان صرف اسی صورت
میں بچ سکتی ہے کہ مجھے بتا دو کہ تمہارا چیف پجاری کے بھیس
میں حیدر آباد کے کس مندر میں رہتا ہے اور اُس کا نام کیا
ہے!"

تخریب کار ناگ کو بہت بڑا جادوگر سمجھ رہا تھا جو سانپ
بھی بن سکتا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اگر اُس نے اِس شخص کے سوال
کا جواب نہ دیا تو وہ اُسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ناگ نے پستول
کی نالی تخریب کار کی کھوپڑی پر دباتے ہوئے کہا۔

"تم نے اگر جھوٹ بولا تو تم میری طاقت سے خوب واقف
ہو گئے ہو۔ تم جہاں بھی ہو گے میں سانپ بن کر وہاں پہنچ جاؤں
گا اور تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اب بتاؤ حیدر آباد کے چیف
کا نام کیا ہے اور وہ کس مندر میں ہے؟"

تخریب کار کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ اُس نے کہا۔

"چیف کا نام پرکاش ہے۔ وہ ہندو ہے۔ اُس کے ماتھے
پر زخم کا لمبا نشان ہے۔ وہ حیدر آباد شہر کے سب سے پرانے
مندر کے پیچھے ایک جھونپڑی کے باہر سمادھی لگائے بیٹھا ہوتا
ہے۔"

ناگ بولا:

"تم سچ کہہ رہے ہو؟"

تخریب کار نے کہا۔

"میں تمہارے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اب مجھے
جانے دو بھگوان کے لیے!"

ناگ مسکرایا۔

"لیکن تم جن معصوم اور بے گناہ لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگ
چکے ہو اُس کا حساب کون دے گا!"

اور ناگ نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور پستول میں
سے گولی نکل کر تخریب کار کی کھوپڑی کو چیرتی ہوئی دوسری طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل گئی۔ تخریب کار کٹے ہوئے درخت کی طرح نیچے گر پڑا۔ اس کی لاش کو وہیں چھوڑ کر ناگ جیپ میں سوار ہوا اور واپس دوسرے تخریب کاروں کی خیر لینے ویران کوٹھی کی طرف چل دیا۔

باقی کے تخریب کار ابھی تک اسی کوٹھی کے کمرے میں بیٹھے تھے اور پریشان تھے کہ ابھی تک ریلوے پل کے دھماکے کی آواز کیوں نہیں آئی۔ اتنے میں باہر جیپ کے رکنے کی آواز آئی تو ان میں سے ایک تخریب کار بولا۔

"گرومل آگیا ہے!"

تینوں جلدی سے اٹھے اور دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔ رات خاموش اور تاریک تھی۔ ویران کوٹھی کے باہر جیپ خالی پڑی تھی۔ اس میں ان کا ساتھی نہیں تھا۔ تینوں تخریب کار حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

"گرومل کہاں چلا گیا ہے؟ جیپ اس کے سوا کوئی یہاں تک نہیں لا سکتا۔"

دوسرے تخریب کار نے کہا۔

"مجھے دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔ ہمیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیے۔"

تیسرے تخریب کار نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو! ہم گرومل کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ وہ ضرور

کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ چلو اسے تلاش کرتے ہیں!"

تینوں تخریب کار جیپ کے پاس آگئے۔ انھوں نے جیپ کو اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر وہ کچی سڑک پر آگئے اور جھک کر زمین پر قدموں کے نشان دیکھنے لگے۔ ناگ پہلے ہی سے ان کا انتظار کر رہا تھا۔ اس دفعہ ناگ نے ان تینوں کے لیے تین الگ الگ سانپوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ وہ ناگ دیوتا تھا، جہاں چاہے کسی بھی سانپ کو بلا سکتا تھا۔ جتنی دیر وہ باہر رہا اس نے اس علاقے کے تین سنگ چور سانپوں کو آواز دے کر بلا لیا تھا۔ یہ بڑے خطرناک قسم کے سنگ چور سانپ تھے۔

جونہی تینوں قاتل تخریب کار وہاں آئے ناگ نے جو خود ایک سیاہ پھن دار کوبرا کی شکل میں ایک طرف موجود تھا اپنے منہ سے خاص قسم کی سیٹی کی آواز نکالی جسے سن کر تین سنگ چور سانپ مٹی کے تودوں سے نکلے اور انھوں نے تینوں تخریب کاروں کو گھیر لیا۔

تخریب کاروں میں سے ایک نے اندھیرے میں سانپ کو دیکھا تو گھبرا کر فائر کر دیا مگر گولی سانپ کو لگنے کی بجائے زمین میں دھنس گئی۔

ناگ نے پھنکار ماری۔ پھنکار سن کر تینوں تخریب کار کوٹھی کی طرف بھاگے مگر کوٹھی کے پھاٹک پر تینوں سنگ چور سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے سے موجود تھے۔ انھوں نے اچھل کر تخریب کاروں کی گردنوں پر ڈس دیا۔ اُن کے جسم سانپوں کے زہر سے پگھلنے لگے۔ وہ گرے اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن کے جسموں سے سبز رنگ کا تھوں جاری ہوگیا۔ ان کے جسم پھٹ گئے اور وہ پگھلتے پگھلتے پانی بن کر بہ گئے۔

ناگ نے منگ چور سانپوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور قاتلوں کو جہنم رسید کر دیا ہے۔"

نیلوں منگ چور سانپوں نے ناگ دیوتا کو جھک کر سلام کیا اور اندھیرے میں گم ہو گئے۔

ناگ نے ان تخریب کاروں کو ٹھکانے لگا دیا تھا جنھوں نے کراچی کی ایک بستی میں بے قصور پاکستانیوں پر بے رحمی سے گولیاں برسا کر ہلاک کر ڈالا تھا۔

اس کام سے فارغ ہو کر ناگ اپنے ہوٹل واپس آگیا۔ اب اُس کی منزل حیدر آباد تھی جہاں ان پاکستان دشمن تخریب کاروں کا چیف ہندو پر کاش بھنڈاری کے بھیس میں رہتا تھا۔ ناگ نے اس مندر کا پتہ رائو سے معلوم کر لیا تھا۔ رات ناگ نے ہوٹل میں گزاری۔ دوسرے دن وہ ٹرین میں سوار ہو کر حیدر آباد کی طرف چل دیا۔

حیدر آباد میں وہ پہلے ایک بار آچکا تھا اور اس شہر کی آب و ہوا، پھل اور وہاں کے لوگ ناگ کو بہت پسند تھے مگر کچھ عرصہ سے دشمن ملک کے بھیجے ہوئے تخریب کار جاسوسوں نے یہاں کے امن پسند شہریوں کا سکون برباد کر دیا تھا۔ یہ تخریب کار جگہ جگہ بموں کے دھماکے کرتے اور بے گناہ شہریوں کو گولیوں کا نشانہ بناتے پھرتے تھے۔

پولیس بھی غافل نہیں تھی۔ انہیں گرفتار بھی کر لیتی تھی مگر دشمن ملک نئے تخریب کار بھیج دیتا تھا۔ ان سب کا چیف جاسوس حیدر آباد شہر کے ایک مندر میں پجاری بن کر رہ رہا تھا۔

حیدر آباد میں ہندو لوگ کافی تعداد میں رہتے تھے۔ یہ سارے کے سارے ہندو لوگ تخریب کار نہیں تھے۔ ان میں سے زیادہ تعداد پاکستان سے محبت کرتی تھی۔ وہ محبِ وطن تھے اور پاکستان کے خیر خواہ تھے۔ پاکستان کو اپنا وطن سمجھتے تھے۔ مگر ان میں چند ایک ایسی کالی بھیڑیں ضرور تھیں جو دشمن ملک کے ورغلانے اور روپے کے لالچ میں آکر تخریب کاروں سے مل گئے تھے۔

ناگ ان لوگوں کا سراغ لگانے اور ان کی تخریب کار سرگرمیوں سے شہر کے امن پسند لوگوں کو بچانے کے لیے حیدر آباد جا رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔

حیدرآباد کراچی شہر سے زیادہ دور نہ تھا۔ ناگ نے انگریزی لباس یعنی پتلون اور بوسکی کی قمیض پہن رکھی تھی۔ وہ ریلوے اسٹیشن سے نکل کر سیدھا ایک ہوٹل میں آگیا۔ یہ شہر کا سب سے خوبصورت اور مہنگا ہوٹل تھا۔ ناگ کے پاس کافی روپے تھے۔ اس نے ہوٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیا اور منہ ہاتھ دھونے کے بعد ہوٹل سے پرکاشو تخریب کار کے مندر کی طرف چلا۔

وہ ابھی اپنے آپ کو ہندو تخریب کار پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ صرف اُسے ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔ ناگ پرانے شہر کے قریب آکر رک گیا۔ یہاں ایک پرانی سرائے تھی جہاں باہر سے آئے ہوئے ہندو یاتری ٹھہرتے تھے۔ ناگ نے ایک ہندو سے پوچھا۔

"اس مندر میں کوئی پرکاشو نام کا پجاری بھی رہتا ہے بھائی؟"

اُس ہندو نے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا تم باہر سے آئے ہو جو پرکاشو کو نہیں جانتے؟"

ناگ بولا۔

"ہاں بھائی! میں دوسرے شہر سے آیا ہوں اور پرکاشو

کے درشن کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اُس کی بڑی تعریف سُنی ہے۔"

ہندو نے کہا۔

"اس وقت پرکاشو پجاری مندر میں نہیں ہے۔ وہ شہر پوجا پاٹ کے لیے سیندور اور پھول لینے گیا ہے۔ شام کو وہ آجائے گا۔ تب تم مندر میں اُس سے ملاقات کر لینا۔"

ناگ وہاں سے واپس ہوٹل آگیا۔ اِتنا اُسے پتہ چل گیا تھا کہ پرکاشو نام کا پجاری اِس مندر میں رہتا ہے۔ شام تک ناگ اپنے ہوٹل والے کمرے میں ہی رہا۔ ناگ نے اِس دشمن ہندو اور پاکستان کے دشمن تخریب کار چیف پرکاشو کے بارے میں کافی غور کیا۔ وہ سوچ بچار کے بعد اِس نتیجے پر پہنچا کہ اِس ہندو تخریب کار چیف پرکاشو کو ہلاک کر دینے یا اُسے گرفتار کروا دینے سے فتنہ ختم نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اِس بات کی تھی کہ کسی طریقہ سے اِس تخریب کار چیف سے اِس کے قریبی ساتھی کا پتہ معلوم کیا جائے کہ اُس کے باقی تخریب کار ساتھی کہاں کہاں ہیں اور اُن کی تخریب کاری کا جال کہاں کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ اِن کو اسلحہ کہاں سے آتا ہے۔

اِن معلومات کے حاصل ہو جانے کے بعد ہی ناگ یا فوج کو خبر کر کے اِن لوگوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کرا سکتا تھا۔

ناگ سوچنے لگا کہ پرکاشو تخریب کار کے قریب رہنے کا کیا طریقہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس پارٹی کا آدمی ظاہر نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان لوگوں کا کوڈ لفظ کیا ہے۔ ایسے ہر تخریب کار گروہ کا ایک خفیہ کوڈ لفظ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے اور ایک دوسرے پر اعتبار کرتے ہیں۔

آخر ناگ نے ایک ترکیب سوچ لی۔ اُس نے سپیرے کا روپ بدلا۔ بازار سے ایک بین لی اور ایک گیروی دھوتی خرید کر جسم سے کر دپیٹی۔ سر پر بھی گیروے رنگ کا رومال باندھا۔ ایک پٹاری خریدی اور شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں آگیا۔ اب اُسے دو چار سانپوں کی ضرورت تھی۔ اُس نے ناگ دیوتا کی خاص آواز نکالی تو اس آواز کو سُن کر اس علاقے میں زمین کے اندر سے چھ سات سانپ نکل کر ناگ دیوتا کے حضور پیش ہو گئے۔ انھوں نے جھک کر ادب سے سلام کیا اور کنڈلی مار کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے کہا۔

"مجھے تم سب کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف چار سانپ ٹھہر جائیں باقی چلے جائیں!"

چار سانپ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور باقی سانپ سلام کر کے چلے گئے۔ تب ناگ نے ان چاروں سانپوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں ایک خاص مقصد کے لیے سپیرا بنا ہوں۔ تم میرے ساتھ پٹاری میں رہو گے اور جو میں کہوں گا وہی کرو گے۔ چلو اب اس پٹاری میں آکر بند ہو جاؤ!"

چاروں سانپ بولے۔

"عظیم ناگ دیوتا جیسا حکم کرے گا ہم ویسے ہی کریں گے!"

سانپ پٹاری میں آ گئے۔ ناگ نے پٹاری کو بند کر کے بغل میں لٹکایا اور پرانے مندر کی طرف چل پڑا۔ اس وقت سہ پہر کا وقت تھا۔ دھوپ آہستہ آہستہ ڈھلنے لگی تھی۔ ناگ نے پرانے مندر کے پیچھے ایک درخت کے نیچے آکر ڈیرا جما لیا۔ اُسے پجاری پرکاشو کا انتظار تھا۔ ابھی تک ناگ نے پرکاشو کی شکل نہیں دیکھی تھی مگر وہاں پرکاشو پجاری سے ملنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ ویسے بھی رامو تخریب کار نے مرنے سے پہلے ناگ کو بتا دیا تھا کہ چیف تخریب کار پرکاشو کے ماتھے پر زخم کا نشان بھی ہے۔

جب شام ہو گئی اور مندر میں گھنٹیاں بجنے لگیں تو ناگ نے دیکھا کہ ایک پجاری مندر کی طرف چلا آ رہا ہے۔ اُس کے پیچھے دو نوکر تھے جنھوں نے پھولوں کے ٹوکرے اٹھا رکھے تھے۔ ناگ نے اندازہ لگا لیا کہ یہی تخریب کار پجاری پرکاشو ہے۔ مگر ناگ نے مندر کی طرف جانے کے بجائے وہیں لیٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے نیچے بیٹھا رہا۔ مندر میں پوجا شروع ہو گئی تھی۔

رات کے گیارہ بجے تک پوجا ہوتی رہی۔ ہندو لوگ دیوی دیوتاؤں کی مورتیوں پر پھول اور پیسے چڑھاتے رہے۔ جب پوجا ختم ہو گئی، لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور مندر پر خاموشی چھا گئی تو ناگ نے پٹاری میں سے ایک سانپ کو نکالا اور اُسے حکم دیا۔

"مندر میں جاؤ اور پرکاشو پجاری کی گردن کو جکڑ لو۔"

اُس وقت مندر میں صرف پرکاشو پجاری ہی تھا سب نوکر جا چکے تھے۔ سانپ پٹاری سے نکل کر مندر کی طرف چل دیا۔ اُسے پرکاشو پجاری کی خاص بُو آ رہی تھی۔ ناگ مندر کی طرف دیکھنے لگا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔

اچانک مندر کی طرف سے ایک عجیب اور وحشت بھری چیخ بلند ہوئی۔ ناگ سمجھ گیا کہ سانپ نے اپنا کام دکھا دیا ہے۔ وہ پٹاری بغل میں لٹکا کر اُٹھا اور بھاگ کر مندر میں آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سانپ پجاری کی گردن میں لٹکا ہوا ہے۔ اُس نے اپنا پھن پجاری پرکاشو کے مُنہ کے سامنے کر رکھا ہے اور اپنی زبان نکال کر پھنکار رہا ہے۔ پجاری پرکاشو کا خوف کے مارے بُرا حال ہو رہا ہے اور وہ پسینے میں نہا رہا ہے۔ ناگ نے جاتے ہی سانپ کو حکم دیا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا۔ جلدی سے واپس آؤ میرے ساتھ!"

سانپ پجاری کی گردن سے اُترا اور ناگ کی پٹاری میں آ کر بیٹھ گیا۔ پرکاشو پجاری کی جان میں جان آئی۔ ناگ نے کہا۔

"پجاری جی! مجھے معاف کر دیں! یہ سانپ بڑا گستاخ ہے۔ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ یہ پٹاری سے نکل کر اِدھر آ سکتا ہے۔ مگر یہ میرے حکم کا پابند ہے۔ سارے سانپ میرے حکم کے پابند ہیں۔ جو میں کہتا ہوں اسی کے مطابق کرتے ہیں۔ اچھا میں اب جاتا ہوں۔"

ناگ نے پجاری کے ماتھے پر زخم کا نشان دیکھ لیا تھا یہی چیف تخریب کار پرکاشو تھا۔ پجاری نے ناگ کو دیکھ کر کہا۔

"ٹھہرو سپیرے!"

ناگ نے یہ بات جان بُوجھ کر کہی تھی کہ یہ سانپ میرے حکم کے پابند ہیں۔ جو میں کہتا ہوں وہی کرتے ہیں کیونکہ ناگ جانتا تھا کہ تخریب کاروں کو ایسے سانپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پجاری پرکاشو نے کہا۔

"کیا سچ مچ یہ سانپ تمہارے غلام ہیں اور تم انہیں جو حکم دیتے ہو وہی کرتے ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پجاری جی! اس کا ایک نمونہ تو آپ نے ابھی دیکھ لیا ہے کہ میں نے سانپ کو حکم دیا اور اس نے آپ کی گردن چھوڑ دی ورنہ وہ آپ کو ہلاک بھی کر سکتا تھا۔"

پجاری پرکاشو بولا۔

"تم کہاں سے آئے ہو اور یہ سانپوں پر حکم چلانے کا فن تم نے کہاں سے سیکھا؟ کیا یہ فن تم مجھے نہیں سکھا سکتے؟ میں تمہیں جو کہو گے دوں گا۔"

ناگ نے تیر نشانے پر بیٹھتے دیکھ کر کہا۔

"پجاری مہاراج! یہ فن مجھے میرے گورو نے میرے سانس میں پھونک دیا ہے۔ ہاں اگر آپ کا کوئی کام ہو تو مجھے بتا دیں میں اپنے سانپوں کو حکم دوں گا وہ آپ کا کام کر دیں گے۔"

چیف تخریب کار یہی چاہتا تھا مگر اس سے پہلے وہ سپیرے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے پوچھا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"

اس سوال کا جواب پہلے سے ہی ناگ نے اپنے ذہن میں تیار کر رکھا تھا۔ ایک آہ بھر کر کہنے لگا۔

"مہاراج! میں ہندو برہمن ہوں۔ بھارت کے شہر جے پور میں رہتا تھا مگر وہاں میرے دشمنوں نے مجھے بہت تنگ

کیا اور میں یہاں پاکستان آ گیا۔ یہاں میرا جی نہیں لگتا۔ میں بھارت کے لیے کوئی کام کرنا چاہتا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔"

چیف تخریب کار پرکاشو نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ مندر کے پیچھے میری جھونپڑی ہے وہاں چلے جاؤ۔ میں ابھی آ کر تم سے بات کرتا ہوں۔"

پجاری پرکاشو نے سپیرے ناگ کو کچھ مٹھائی کھانے کو دی۔ ناگ خوشی خوشی مندر سے اٹھ کر پرکاشو پجاری کی جھونپڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب چیف تخریب کار ہندو پرکاشو بھی وہاں آ گیا، وہ ناگ سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ پھر بولا۔

"میں بھی ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔ ہندو برہمن ہوں۔ میں بھی تمہاری طرح بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں کو ختم کر دوں۔ بھارت ماتا کی اس طرح ہم خدمت کر سکتے ہیں کہ اس ملک کو ختم کر دیا جائے۔"

ناگ خوش ہوا کہ پرکاشو پجاری اب کھل کر بات کر رہا تھا اور جس راستے پر ناگ اسے لانا چاہتا تھا وہ اسی راستے پر آ رہا تھا۔ ناگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بھی یہی چاہتا ہوں پجاری جی! آپ حکم کریں کہ کس کو ختم کرنا ہے۔ میرے سانپ اُسے ڈس کر ختم کر دیں گے۔"

چیف تخریب کار بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"سب سے پہلے تو میں چاہتا ہوں کہ حیدر آباد کے پولیس کمشنر کو ختم کر دیا جائے۔"

ناگ نے دل میں کہا کہ بدبخت ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ پولیس کمشنر کی بجائے میرے سانپ تمہارے سارے گروہ کو ختم کر دیں گے۔ مگر ناگ ایک خاص اسکیم کے تحت کام کر رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"پجاری جی! سانپوں کو ایسا حکم دینے سے پہلے مجھے ایک جملہ کاٹنا پڑے گا۔"

پجاری پرکاش ناگ کی طرف دیکھنے لگا۔

ناگ ــــ کراچی میں

"وہ کون سا جملہ ہے؟" تخریب کار پجاری نے ناگ سے پوچھا۔

ناگ نے کہا۔ "مجھے تین راتیں دریا کے کنارے بیٹھ کر ساری ساری رات خاص منتر پڑھنے پڑیں گے۔ پھر مجھے وہ طاقت حاصل ہو جائے گی کہ ان سانپوں کو میں جس کے بارے میں نام لے کر کہوں گا یہ اس کو جا کر ڈس دیں گے اور اُسے ہلاک کر ڈالیں گے۔ اس طرح سے ہم بھارت ماتا کی خدمت کر سکیں گے۔"

چیف تخریب کار پجاری پرکاش ناگ بڑا خوش ہوا۔ اس طرح سے وہ پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں پر سانپوں سے حملہ کرا سکے گا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"میرے بھائی! تم بھی ہندو ہو، ہم بھی ہندو ہیں۔ تم بھی بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتے ہو۔ ہم بھی بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پاکستان میں بدامنی پھیلا کر اسے کمزور بنانا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہتے ہیں۔ تم فوراً اپنا چلہ شروع کر دو۔ اس کے بعد میں تمہیں دولت سے مالا مال کر دوں گا۔"

ناگ نے دل میں کہا کہ پاکستان کو تو تمہارا باپ بھی کمزور نہیں کر سکتا۔ اس کے بجائے میں تم لوگوں کا پاکستان سے نام و نشان مٹا دوں گا۔ اوپر سے کہنے لگا۔

"پجاری جی! مجھے دولت کی پروا نہیں۔ میں تو اپنے بھارت ماتا کے لیے یہ کام کروں گا۔ میں کل سے چلہ شروع کر دیتا ہوں۔"

دوسرے دن شام کو ہی ناگ سانپوں کی پٹاری لے کر دریا کنارے آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے پرکاش پجاری کو ہدایت کر دی تھی کہ جب تک وہ چلہ کاٹے اس کے پاس کوئی نہ آئے۔

ناگ آدھی رات تک دریا کنارے بیٹھا رہا۔ چلہ تو اس نے کاٹنا نہیں تھا۔ وہ تو ایک خاص قسم کی سکیم کے مطابق کام کر رہا تھا۔ وہ چیف تخریب کار پجاری سے گروہ کے دوسرے آدمیوں کا پتہ چلانا چاہتا تھا جو حیدر آباد میں تخریبی کارروائیاں کر رہے تھے۔

جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو ناگ نے اپنے سانپوں سے کہا۔

"میں پجاری کی جھونپڑی میں جا رہا ہوں۔ تم پٹاری میں ہی رہنا!"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اندر کو کھینچی اور اس کے ساتھ ہی ایک کالے رنگ کا باریک سانپ بن گیا۔ پرانا سندر اور پجاری پرکاش کی جھونپڑی وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا پجاری پرکاش کی جھونپڑی کے باہر پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ جھونپڑی کے اندر لالٹین کی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا جھونپڑی کی دیوار کے ساتھ ناگ سمرا اندھیرے میں بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ پجاری پرکاشو نے ایک چھوٹا سا وائرلیس ٹرانسمیٹر کھول رکھا تھا اور وہ کسی سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ بار بار کہہ رہا تھا۔

"ہیلو! ہیلو! رامائن! رامائن! میں چانکیہ بول رہا ہوں!"

ناگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ اس تخریب کار کے کوڈ الفاظ ہیں۔ ناگ نے یہ الفاظ رامائن اور چانکیہ اچھی طرح سے یاد کر لیے۔ دوسری طرف سے کسی نے آواز دی۔

"ہیلو چانکیہ! میں رامائن ہوں۔ تم لوگوں نے کراچی کے پل کو کیوں نہیں اڑایا؟"

چیف تخریب کار پجاری نے کہا۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ کراچی میں ہمارے سلسلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تخریب کاروں کو سردار سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایسا کیسے ہو گیا! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں بھارت کی حکومت کس لیے لاکھوں روپے دے رہی ہے؟"

پجاری نے کہا۔

"رامائن تم فکر نہ کرو! میرے پاس ایک ایسا نسخہ آ گیا ہے کہ جس پر عمل کر کے میں پاکستان کے سارے لیڈروں کو راستے ہٹا دوں گا۔"

دوسری طرف سے کرخت آواز آئی۔

"جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ چار آدمی میرے پاس انڈیا سے گنگا نگر کے علاقے پر آ گئے ہیں۔ میں انہیں تخریب کاری اور پلوں سے نیچے بم لگانے کی ٹریننگ دے رہا ہوں۔ ایک ہفتے بعد انہیں تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ وائرلیس سگنل بند کرو اوور اینڈ!"

دوسری طرف سے سگنل بند ہو گئے۔ پجاری پرکاشو نے بھی وائرلیس ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ رات کو جس اطلاع کی ضرورت تھی وہ اُسے مل گئی تھی۔ ان لوگوں کا سرغنہ جس کا کوڈ نام رامائن تھا، پاکستان میں بارڈر کے قریب ایک گاؤں گنگا نگر کے علاقے میں کسی خفیہ جگہ پر انڈیا سے آئے ہوئے چار تخریب کاروں کو

ٹریننگ دے رہا تھا۔ ناگ نے اسی وقت فیصلہ کیا کہ وہ گنگا نگر جائے گا اور دشمن کو اس کے گھر میں ختم کر دے گا۔

پجاری پرکاشو نے ٹرانسمیٹر کو کونے میں گھاس کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا اور بستر پر لیٹ گیا۔

ناگ خاموشی سے جھونپڑی سے نکلا اور تیزی سے رینگتا ہوا دریا کنارے اپنے سانپوں کے پاس آ گیا۔ اُس نے ایک سانپ کو پٹاری میں سے نکالا جو سب سے زہریلا تھا۔ اُس نے سانپ سے کہا۔

"جھونپڑی میں پرکاشو پجاری کو جا کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دو۔ وہ پاکستان میں دشمن کا تخریب کار جاسوس ہے۔ اسے اس طریقے سے ڈسو کہ اُس کے جسم کی ہڈیاں بھی گل جائیں۔"

زہریلا سانپ ادب سے سر جھکانے کے بعد پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا۔ اُس کے بعد ناگ نے بھی پٹاری بغل میں دبائی اور پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا۔

زہریلا سانپ پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا اور اُس نے دیکھا کہ پجاری وہاں نہیں ہے۔ لالٹین جل رہی تھی۔ سانپ جھونپڑی سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک اُس کے سر پر کسی نے اینٹ مار دی۔ سانپ کا سر کچلا گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر وہیں مر گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پجاری پرکاشو نے بھگوان کا شکر ادا کیا کہ اُس نے سانپ کو مار ڈالا ورنہ وہ اسے مار دیتا۔ پجاری پرکاشو اصل میں پانی پینے جھونپڑی سے اُٹھ کر مندر گیا تھا۔ واپس آیا تو اُس نے سانپ کو جھونپڑی سے نکلتے دیکھا۔ وہیں سے اینٹ اُٹھا کر سانپ کو دے ماری اور سانپ مر گیا۔

ناگ یہی سمجھ رہا تھا کہ زہریلے سانپ نے پجاری کو ہلاک کر دیا ہوگا۔ وہ بے فکری سے چلتا جھونپڑی کے پاس آ کر رک گیا۔ اچانک اُسے گھاس پر زہریلے سانپ کی کچلی ہوئی لاش نظر آئی۔ اتنے میں پجاری نے سانپ کو دیکھ لیا اور اپنی جھونپڑی سے نکل کر بولا۔

"تم یہاں کیسے آ گئے؟ تم تو دریا پر چلّہ کاٹ رہے ہو"

ناگ سمجھ گیا تھا کہ اُس کے زہریلے سانپ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ پجاری کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"میں تمہیں یہ کہنے آیا تھا کہ میرا چلّہ اب آدھی رات کے بعد ختم ہو جایا کرے گا۔ میں نے چلّے کو مختصر کر دیا ہے۔"

پجاری کو ناگ پر کچھ شک ہو گیا تھا۔ اُس نے سانپ کی لاش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ سانپ تمہارا تھا سپیرے! کیا تُو نے اِسے میری جھو

میں بھیجا تھا؟"

اِس کے ساتھ ہی پجاری نے جیب سے پستول نکال لیا اور اُس کا رُخ ناگ کی طرف کرتے ہوئے بولا۔

"تم کون ہو؟ جلدی بولو ورنہ گولی تمہارے سینے کے آر پار کر دوں گا۔"

ناگ نے ایک سیکنڈ سے کم وقت میں سانس اوپر کھینچی اور دوسرے ہی لمحے پجاری کے سامنے ناگ غائب ہو گیا۔ مگر ناگ غائب نہیں ہوا تھا بلکہ ایک بہت ہی چھوٹے کالے سانپ کی شکل بدل کر وہیں جھونپڑی کے باہر گھاس میں چھپ کر پجاری کو دیکھ رہا تھا۔

پجاری گھبرا گیا۔ اُسے یقین ہو گیا کہ سپیرے کے پاس کوئی ایسا جادو ہے جس کی مدد سے وہ جب چاہے غائب ہو سکتا ہے۔ اپنے آپ کو خطرے میں محسوس کر کے پجاری مندر کی طرف دوڑا اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھتا جاتا تھا مگر ناگ اُسے بھاگنے کی مہلت کیسے دے سکتا تھا۔ اُس نے ایک سیکنڈ میں عقاب کی شکل اختیار کی، پٹاری سے دوسرے زہریلے سانپ کو اپنے پنجوں میں پکڑا اور فضا میں بلند ہو کر پجاری کے سر کے اوپر آ گیا۔ پجاری مندر کی سیڑھیوں پر پہنچ گیا تھا۔ وہ بھاگ کر مندر میں چھپ جانا چاہتا تھا۔ ناگ نے زہریلا سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو حکم دیا کہ پجاری کو ہلاک کر دو اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانپ کو پجاری کے اوپر گرا دیا۔

دوسرا زہریلا سانپ پاکستان دشمن تخریب کار پجاری کی گردن پر گرا اور گرتے ہی پجاری کی گردن پر ڈس دیا اور اپنا سارا زہر اس کے جسم میں داخل کر دیا۔ یہ زہر آگ بن کر پجاری کے جسم میں دوڑ گیا اور اس کے جسم کا خون اُبلنے لگا۔ وہ وہیں سپیرا پھنیوں پر گرا۔ دیکھتے دیکھتے اس کا جسم پھٹ گیا اور گرم کھولتا ہوا خون سپیرا پھنیوں پر بہ نکلا۔

ناگ نے زہریلے سانپ کو واپس جھونپڑی میں آنے کا حکم دیا اور خود بھی پجاری کی جھونپڑی میں چلا آیا۔ یہاں آتے ہی ناگ نے انسانی شکل اختیار کر لی اور وائرلیس نکال کر بٹن دبا دیا۔ اس میں سے عجیب عجیب سی آوازیں آنے لگیں۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"ہیلو راما جن! ہیلو راما جن! میں چانکیہ بول رہا ہوں۔ ہیلو راما جن! کیا تم سن رہے ہو؟"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو چانکیہ! میں راما جن بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"میں ایک سپیرے کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ یہ

سپیرا بھی ہندو ہے اور انڈین ہے اور بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اس کے پاس ایک خاص طلسمی منتر ہے جو تمہارے بے حد کام آ سکتا ہے۔ سپیرا تمہارے پاس صبح ہونے سے پہلے پہلے پہنچ جائے گا۔"

دوسری طرف سے راما جن کی آواز آئی۔

"کیا یہ سپیرا بھروسے کا آدمی ہے؟"

ناگ بولا۔

"ہاں! بہت بھروسے کا آدمی ہے۔ میں نے اس کے بارے میں پوری چھان بین کر لی ہے۔ اوکے! اب میں سگنل بند کرتا ہوں۔"

ناگ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر اسے بند کر دیا۔ اس کے بعد ناگ نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور دریا پار آ گیا۔ ٹرانسمیٹر کو اس نے توڑ پھوڑ کر دریا میں پھینک دیا اور پٹاری میں جو سانپ بچے تھے انہیں آزاد کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم آزاد ہو، جہاں چاہے جا سکتے ہو!"

سانپوں نے پھن جھکا کر ادب سے ناگ کو سلام کیا اور درختوں میں گم ہو گئے۔ ناگ سپیرے کے لباس میں ہی تھا۔ اب اسے پاکستان کی سرحد پر گنگا نگر والے ٹیلے پر انڈیا کے جاسوس تخریب کار راما جن کے پاس جانا تھا تاکہ اسے اور اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس جو چار بھارتی جاسوس تخریب کاری ٹریننگ سے لوٹے ہیں انہیں بھی ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔

ناگ نے سانس کھینچ کر عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں اڑان بھر کر کافی بلندی پر آ گیا اور پھر گنگا نگر کی طرف اڑان شروع کر دی۔ ناگ نے کسی زمانے میں اس سارے علاقے کی سیر کی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ گنگا نگر انڈیا کی سرحد کے قریب ہی صحرا میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں مسلمانوں کے ساتھ ہندو بھی رہتے ہیں۔ ناگ کو صبح ہونے سے پہلے پہلے گنگا نگر پہنچنا تھا۔ اُس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ ناگ کی منزل وہاں سے کافی دور تھی مگر وہ کافی تیزی سے اُڑ رہا تھا۔

اُڑتے اُڑتے اُسے صبح ہو گئی۔ سورج نکل آیا۔ ناگ نے نیچے دیکھا جہاں صحرا ہی صحرا تھا۔ دُور تک ریت کے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ کہیں وہ راستہ تو نہیں بھول گیا۔ اتنے میں اُسے دُور ایک اونچا ٹیلہ نظر آیا جس پر پرانا قلعہ تھا۔ یہ بتانی تھی گنگا نگر کی۔ ناگ ٹھیک راستے پر جا رہا تھا۔ پھر گنگا نگر کا چھوٹا سا شہر آ گیا۔ ناگ اُس کے اوپر سے پرواز کر گیا۔ کسی نے ایک عقاب کو بلندیوں پر اُڑتے دیکھ کر ذرا بھی شک نہ کیا کہ یہ اصل میں ایک انسان ہے جو

عقاب کی شکل میں پرواز کر رہا ہے۔

ناگ کو گنگا نگر شہر کے ٹیلے کی تلاش تھی جو کافی آگے سرحد کے قریب ایک صحرا میں تھا۔ یہ ٹیلا دُور سے نظر آنے لگا۔ ناگ نے اپنی رفتار تیز کر دی اور ٹیلے سے کچھ فاصلے پر زمین پر اُتر آیا۔ اُس نے آس پاس نگاہ دوڑائی۔ وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ وہ سپیرے کے بھیس میں تھا۔ ناگ ٹیلے کے پاس آ کر رُک گیا۔ پھر اُس نے ٹیلے کے گرد ایک چکر لگایا۔ وہاں ناگ کو کوئی غار، جھونپڑا یا مکان نظر نہ آیا۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے کسی نے اُسے آواز دی۔

"سادھو ہو تم؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ناگ نے گھوم کر دیکھا۔ اُس سے چند قدموں کے فاصلے پر ایک دُبلا پتلا گہری چمکیلی آنکھوں والا کالے رنگ کا آدمی ہندو سادھو کے لباس میں کھڑا اُسے گھور رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں رائفل تھی جس کا رُخ اس نے ناگ کی طرف کیا ہوا تھا۔ ناگ کے دل نے کہا کہ یہی ہندو تخریب کار رامائن ہے۔ ناگ نے اُس کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"رامائن ——— میلورامائن! مجھے چانکیہ نے حیدرآباد سے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس آدمی نے رائفل نیچے کر لی اور اشارے سے ناگ کو اپنے پیچھے آنے کے لیے کہا۔ ناگ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ رامائن نے اُسے ٹیلے سے دُور ایک کیکر کے درخت سے پاس کھڑا کیا۔ یہاں ایک اُونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ رامائن نے ناگ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اونٹ صحرا میں ایک طرف چلنے لگا۔ رامائن نے آہستہ سے کہا۔

"سپیرے! تم نے دیر کیوں کر دی۔ چانکیہ نے تو کہا تھا کہ تم صبح ہونے سے پہلے پہنچ جاؤ گے۔"

ناگ بولا۔

"مجھے ایک تیز رفتار چیتا یہاں چھوڑ گئی ہے مگر وہ راستے میں خراب ہو گئی تھی۔"

رامائن خاموش رہا۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اونٹ دن کی روشنی میں صحرا میں چلتا جا رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر صحرا میں ایک کچا کوٹھہ دکھائی دیا جس کے صحن سے گرد اونچی چار دیواری تھی۔ رامائن اونٹ کو اس چار دیواری میں لے آیا۔ اونٹ کو بٹھانے کے بعد دونوں نیچے اتر آئے۔ اتنے میں مکان کے اندر سے تین آدمی باہر آئے۔ اُن کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں۔ وہ ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ رامائن نے کہا۔

"تم اندر جاؤ! سب ٹھیک ہے۔ یہ اپنا ہی آدمی ہے۔"

تینوں آدمی کمرے میں چلے گئے۔ ناگ سوچنے لگا کہ پجاری نے تو کہا تھا کہ یہاں چار آدمی ہیں۔ یہ تین ہیں۔ چوتھا کہاں چلا گیا۔ وہ رامائن سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ رامائن ناگ کو ساتھ لے کر مکان کی ایک کوٹھڑی میں آ گیا۔ یہاں چارپائی بچھی تھی۔ ایک لوہے کی کرسی پڑی تھی۔ رامائن کرسی پر بیٹھ گیا اور ناگ کو چارپائی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب ناگ بیٹھ گیا تو رامائن بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے اور تم ہندوستان میں کہاں رہتے تھے؟"

ناگ نے کہا۔

"میرا نام جگو ہے۔ میں پانی پت میں رہتا تھا۔ پھر وہاں سے حیدر آباد سرحد پار کر کے چلا آیا کہ یہاں میرے ہندو بھائی رہتے ہیں۔ اُن کے ساتھ مل کر بھارت ماتا کی کوئی خدمت کروں گا۔"

رامائن اس دوران ناگ کو غور سے دیکھتا رہا۔ اُس نے اچانک ناگ سے ایک ایسا سوال کر دیا جو آج تک شاید ہی کسی نے ناگ سے کیا ہو۔ رامائن نے ناگ کی طرف گھورتے ہوئے پوچھا۔

"جگو! تم اپنی آنکھیں کیوں نہیں جھپکتے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اصل میں جو سانپ ایک سو سال تک زندہ رہتا ہے اس میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ جب چاہے انسانی شکل بدل سکتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نہیں جھپکتا کیونکہ سانپ بھی اپنی آنکھیں نہیں جھپکتے مگر ناگ پوجا ناگ دیوتا تھا اس لیے اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ جب چاہے آنکھیں جھپک سکتا تھا۔ پھر بھی کبھی کبھی ایسا ہو جاتا تھا کہ ناگ کو آنکھیں جھپکنے کا خیال نہیں رہتا تھا اور کتنی دیر تک وہ اپنی آنکھیں بغیر جھپکائے کھلی رکھتا تھا۔ اس وقت بھی ناگ کو آنکھیں جھپکنے کا خیال نہیں رہا تھا۔ اسی وجہ سے رامائن نے اس سے یہ سوال کیا تھا۔ ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رامائن بھیا! بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے چونکہ اپنی ساری عمر سانپوں میں گزاری ہے اور سانپ آنکھیں نہیں جھپکتے اس لیے مجھے بھی عادت پڑ گئی ہے۔ ویسے میں آنکھیں جھپک سکتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے دو تین بار آنکھیں جھپکیں۔ رامائن نے ایک گہرا سانس کھینچا اور بولا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کون سا عجیب و غریب منتر ہے جس کی وجہ سے چانکیہ نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے

ناگ بولا۔

"میں نے ہندوستان کے ناگ دیوتا کے مندر میں ایک سال کا چلہ کاٹا ہے جس کے بعد میرے اندر ایک خاص طاقت آگئی ہے۔ اس طاقت کی مدد سے میں جس سانپ کو چاہوں یہاں بلا کر اس سے اپنی مرضی کا کام لے سکتا ہوں۔"

رامائن نے کہا۔

"کیا تمہارا سانپ پاکستان کے کسی بڑے آدمی کو اس کے مکان میں جا کر کاٹ سکتا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"کیوں نہیں! مگر مجھے اس بڑے آدمی کے مکان کی مٹی لا کر دینی ہوگی۔ میں وہ مٹی اپنے سانپ کو سونگھا دوں گا اور پھر میرا سانپ اس بڑے آدمی کے گھر میں جا کر اسے ہلاک کر دے گا۔"

رامائن بڑا خوش ہوا۔ اس طریقے سے وہ پاکستان کے تمام بڑے بڑے آدمیوں کو ختم کر سکتا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ٹھیک ہے! میں ایک بڑے آدمی کے گھر کی مٹی منگوانے کے لیے اپنا آدمی آج ہی روانہ کرتا ہوں۔ تم میرے پاس ہی رہنا۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سائیں! میں کہاں جاؤں گا! اب تو میں تمہارے پاس ہی رہ کر بھارت ماتا کی خدمت کروں گا۔"

رامائن دوسرے کمرے میں چلا گیا اور اپنے آدمی کو کہا کہ وہ اسی وقت شہر جائے اور وہاں کے مسلمان لیڈر کے مکان کی مٹی لے کر آئے۔ وہ آدمی آدھ گھنٹے میں مٹی لے کر اسی وقت روانہ ہو گیا۔

ناگ کو رامائن نے دوسری کوٹھڑی میں چارپائی بچھا دی اور کہا۔

"یہاں تم آرام کرو! تمہیں کھانا وغیرہ یہیں مل جایا کرے گا۔"

ناگ نے محسوس کیا کہ یہاں ان ہندو پاکستان دشمن تخریب کاروں کے پاس زیادہ اسلحہ نہیں تھا۔ لگتا تھا کہ انھوں نے گولہ بارود اور بم وغیرہ صحرا میں کسی دوسری جگہ چھپا کر رکھے ہوئے ہیں۔ ناگ کو یہ بھی تشویش تھی کہ ان کا چوتھا آدمی کہاں ہے۔ دوپہر کو رامائن کھانا اور چائے لے کر ناگ کے پاس آ گیا۔ ناگ نے باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھا کہ یہاں اس پاس کتنے آدمی ہیں؟

رامائن بولا۔

"میرے سمیت پانچ آدمی ہیں۔ ہم سب ہندو ہیں اور ہم بھارت سے آئے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"مگر مجھے پانچواں آدمی نظر نہیں آ رہا؟"

رامائن نے کہا۔

وہ یہاں قریب ہی گولہ بارود کے ذخیرے پر پہرہ دیتا ہے لیکن اب تم آ گئے ہو۔ تمہارے سانپ سے ہم وہ کام لیں گے جو ہمارا گولہ بارود بھی نہیں کر سکتا!"

ناگ نے تو را کہا۔

"کیوں نہیں کیوں نہیں! میرا سانپ وہ کام کرے گا کہ تم لوگ دنگ رہ جاؤ گے۔"

ناگ نے بڑی ہوشیاری سے باتوں کے دوران رامائن سے یہ بھی پوچھ لیا کہ گولہ بارود کا ذخیرہ کس جگہ پر ہے۔ یہ ذخیرہ وہاں سے ایک میل پیچھے صحرا میں ایک پرانے قلعے کے کھنڈر میں تھا۔ شام ابھی نہیں ہوئی تھی کہ باہر کسی سپیرے کی بین کی آواز سنائی دی۔ رامائن صحن میں ہی تھا۔ ناگ جلدی سے کوٹھڑی سے باہر آ گیا کہ یہ کم بخت کوئی دوسرا یہاں کہاں سے آ گیا۔ ناگ جانتا تھا کہ سپیرے کے پاس سانپ بھی ہوں گے اور اس کے سانپ ناگ دیوتا کی خوشبو پا کر اسے سلام کرنے کے لیے بے تاب ہو جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔

باہر ایک لمبی داڑھی والا سپیرا زمین پر بیٹھا بین بجا رہا تھا۔ اس نے جونہی پٹاری میں سے سانپ باہر نکالا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو سانپ ناگ دیوتا کی خوشبو پاکر اُس کی طرف بڑھا۔ ناگ نے وہیں سانپوں کی زبان میں اُسے حکم دیا:

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ یہاں سے آئے ہو اُدھر ہی واپس چلے جاؤ اور دوسرے سانپوں کو بھی کہہ دو کہ وہ سلام کرنے ہرگز ہرگز میری طرف نہ آئیں!"

سانپ وہیں رک گیا۔ بیسیرا بڑا حیران تھا کہ سانپ پٹاری سے نکل کر ناگ کی طرف کیوں بھاگا تھا! بوڑھے سپیرے نے ناگ کی طرف دیکھا۔ سانپ وہیں سے واپس بوڑھے سپیرے کے پاس چلا گیا تھا۔ بوڑھے سپیرے نے غور سے ناگ کو دیکھا اور بولا۔

"مہاراج! آپ کہاں کے سپیرے ہیں؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ رامائن بولا۔

"یہ ہمارے دوست ہیں، سپیرے نہیں ہیں۔ ویسے ہی انہیں سپیروں کا لباس پہننے کا شوق ہے۔ تم یہاں سے اپنی پٹاری اُٹھاؤ اور شہر کی طرف سدھارو! یہاں سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔"

بوڑھے سپیرے کے تجربے نے اُسے بتا دیا تھا کہ یہ شخص جو سپیرے کے لباس میں اُس کے سامنے کھڑا ہے کوئی معمولی آدمی ہے ورنہ اس کا سانپ پٹاری سے نکلتے ہی اُس کی طرف

نہ جاتا۔ مگر وہ خاموش رہا۔ اُس نے سانپ کو پٹاری میں بند کیا اور بین بجاتا آگے چل دیا۔

اُس کے جانے کے بعد رامائن ناگ سے کہنے لگا۔

"جگو بھیا! تم کو کٹیا سے باہر نہ نکلنا۔ خاص طور پر جب کوئی آدمی یہاں آئے تو تم اندر ہی رہا کرو!"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جگو بھیا! اب میں ایسا ہی کروں گا۔" شام کو رامائن کا آدمی شہر سے ایک مسلمان لیڈر کے مکان کی مٹی لے کر آگیا۔ یہ مٹی اُس نے پوٹلی میں باندھی ہوئی تھی۔ رامائن نے پوٹلی کھول کر ناگ کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"جگو بھیا! مسلمان لیڈر کے مکان کی مٹی آگئی ہے۔ اب اپنے کسی سانپ کو بلاؤ اور اُسے مٹی سونگھا کر اس لیڈر کو ڈسنے کے لیے بھیج دو۔"

ناگ بولا۔

"میں ابھی صحرا میں جا کر سانپ پکڑ کر لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ مکان سے نکل کر صحرا میں ایک طرف چل پڑا۔ اُسے کسی سانپ کو پکڑنے کی ضرورت نہ تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ صحرا میں اکثر سانپ زمین کے اندر رہتے ہیں۔ جب ناگ مکان سے دور نکل آیا تو اُس نے ایک جگہ رُک کر سانپوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی زبان میں آواز دی۔

"میں عظیم ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔ مجھے چار سب سے زیادہ خطرناک اور زہریلے سانپوں کی ضرورت ہے۔ اگر یہاں ایسے سانپ ہیں تو فوراً میرے پاس آجائیں!"

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عظیم ناگ دیوتا کی آواز سن کر سانپ اُس کے پاس نہ آئیں۔ زمین کے اندر سے فوراً چھ سات سانپ نکل کر ناگ کے سامنے آگئے۔ ان سانپوں نے اپنے پھن اٹھا رکھے تھے۔ ناگ کے آگے آتے ہی انھوں نے پھن تین بار جھکائے اور یک زبان ہو کر بولے۔

"عظیم ناگ دیوتا کو ہمارا سلام!"

ناگ نے سانپوں کو غور سے دیکھا اور پوچھا۔

"تم میں سے جو چار سانپ سب سے زیادہ زہریلے ہوں وہ الگ ہو جائیں!"

چار سانپ ناگ کے سانپ الگ ہو گئے۔ ان میں سے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! ہم اس صحرا کے سب سے زیادہ زہریلے سانپ ہیں۔ اگر ہم کسی انسان کو ڈس لیں تو اُس کا جسم ہمارے آتشی زہر کے اثر سے ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ کر فضا میں بکھر جاتا ہے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے ایسے ہی سانپوں کی ضرورت تھی۔ اب میری بات دھیان سے سنو! یہاں سے تھوڑی دور صحرا میں ایک مکان ہے جس میں چار آدمی رہتے ہیں۔ ان چاروں کو ڈس دو! میں تمہارے پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔"

چاروں آتشی سانپوں نے پھن کو تین بار جھکانے کے بعد کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

یہ کہہ کر چاروں مٹیالے رنگ کے آتشی سانپ رامائن کے مکان کی طرف رینگتے ہوئے رات کے اندھیرے اور صحرا کی ریت میں گم ہو گئے۔ ناگ بھی آہستہ آہستہ واپس مکان کی طرف چل پڑا۔

اس وقت مکان کے آنگن میں چاروں تخریب کار یعنی رامائن اور اُس کے تین ساتھی چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک تخریب کار کہہ رہا تھا۔

"رامائن! ہمیں اس سپیرے پر یونہی بھروسہ نہیں کر لینا چاہیے تھا۔ یہ پاکستان کا جاسوس بھی ہو سکتا ہے۔"

رامائن اپنی رائفل پر ہاتھ مار کر بولا۔

"میں پوری تحقیق کر لوں گا۔ اگر وہ پاکستانی جاسوس نکلا تو میں اسی بندوق سے اُس کا سینہ چھلنی کر دوں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتنی دیر میں چاروں آتشی سانپ مکان کے باہر پہنچ چکے تھے۔ مکان کی دیوار کے پاس آکر چاروں سانپ تھوڑا تھوڑا فاصلہ رکھ کر دیوار پر چڑھ گئے۔ پھر انھوں نے جھانک کر صحن میں دیکھا کہ بانس کے ساتھ لالٹین لٹک رہی تھی اور اُن کے شکار چاروں پاکستان دشمن تخریب کار چارپائیوں پر بیٹھے رائفلیں گھٹنوں پر رکھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک آتشی سانپ نے اپنی زبان میں دوسرے سانپوں سے کہا۔

"ہمیں اتنیا دے سے کام لینا ہوگا۔ ان کے پاس بندوقیں بھی ہیں۔"

دوسرا آتشی سانپ بولا۔

"فکر نہ کرو! ہم انہیں بندوق اٹھانے کی مہلت ہی نہیں دیں گے۔"

چاروں سانپ چاروں طرف سے دیوار پر سے اُتر کر صحن کے اندھیرے میں زمین پر آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے چارپائیوں کی طرف بڑھے۔ ہر ایک آتشی سانپ نے حملے کے لیے ایک تخریب کار کو چن لیا تھا اور اُسی کو نشانہ بنانے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ وہاں اندھیرا تھا اور لالٹین کی روشنی صرف چارپائیوں کے پاس ہی محدود تھی۔ پھر بھی ایک تخریب کار نے ایک سانپ کو دیکھ لیا اور چلّایا:

"سانپ!"

سانپ اور چور کی دہشت بڑی ہوتی ہے۔ سانپ کا نام سنتے ہی چاروں چارپائیوں سے اُچھل کر پرے ہٹ گئے۔ ایک نے تو بندوق کا فائر بھی کر دیا۔ فائر کی آواز دُور ناگ نے سنی تو فوراً عقاب کی شکل بدل کر فضا میں اُڑتا ہوا مکان کے آنگن کے اُوپر پہنچ گیا۔ اُس نے دیکھا کہ رامائن اور اُس کے تینوں ساتھی مکان کے برآمدے میں رائفلیں تانے لالٹین ہاتھ میں لیے سانپ کو تلاش کر رہے تھے۔ ناگ کو وہاں کسی سانپ کی لاش نظر نہ آئی۔

اتنے میں ایک دھماکے کی آواز آئی جیسے غبارہ پھٹ گیا ہو اور ناگ نے دیکھا کہ ایک تخریب کار پھٹ گیا اور اُس کے جسم کے ٹکڑے بکھر گئے تھے۔ اپنے ساتھی کا یہ حشر دیکھ کر دوسرے تخریب کار باہر کی طرف لپکے مگر وہاں پہلے ہی سے آتشی سانپ موجود تھے۔ ناگ مکان کے اُوپر نیچی پرواز میں چکر لگا رہا تھا۔

اچانک ایک اور دھماکہ ہوا اور دوسرے تخریب کار کا جسم بھی پھٹ گیا۔ آتشی سانپ نے دوسرے تخریب کار کو بھی ڈس دیا تھا۔ رامائن اور اُس کا ساتھی گھبرا کر باہر صحرا کی طرف بھاگنے لگے۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دو آتشی سانپ اُن کے تی تب میں ریت پر دوڑنے چلے
رہے تھے۔ آدمی سانپ سے زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتا اور
ریت میں تو سانپ کافی تیز دوڑتا ہے۔ ناگ بھی عقاب کی
میں اُن کے اُوپر تھا۔ آتشی سانپ اپنے اپنے شکار کے قر
پہنچ گئے تھے۔ رامائن اور اُس کا دوسرا تخریب کار ساتھی دلدل
بھاگ رہے تھے۔ انہیں اندھیرے میں بھلا سانپ کیسے نظ
آسکتے تھے۔ آخر رامائن رُک گیا اور بولا۔

"ٹھہرو! ہم خطرے سے نکل آئے ہیں۔ مگر یہ ہمارے
ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوگیا! اُن کے جسم دھماکے سے کیسے
پھٹ گئے! وہ سپیرا مگو کہاں ہے؟"

ابھی یہ الفاظ اُس پاکستان دشمن کی زبان پر ہی تھے کہ اُس
کا جسم بھی دھماکے سے پھٹ گیا۔ آخری تخریب کار ڈر کر بھاگا مگ
چند قدموں سے زیادہ دوڑنے کی آتشی سانپ نے اُسے مہلت
نہ دی اور اُسے ڈس دیا۔ آتشی سانپ کے ڈستے ہی اس آخ
تخریب کار کا جسم بھی دھماکے سے پھٹ گیا اور فضا میں بکھر
گیا۔

ناگ نے جب دیکھا کہ آتشی سانپوں نے اپنا فرض ادا کر
لیا ہے تو وہ نیچے اُتر کر انسانی شکل میں واپس آگیا اور اُس نے
آتشی سانپوں سے کہا۔

"تم نے اپنے پاکستانی ہونے کا فرض ادا کر دیا ہے۔ تم
نے پاکستان کے دشمنوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے۔ شاباش!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نرتکی سپیرن

چاروں آتشی سانپ ناگ کے آگے جھک گئے۔ ایک سانپ نے کہا۔

"اگر یہ پاکستان کے دشمن تھے تو ہے عظیم ناگ دیوتا! ہماری خواہش ہے کہ کاش ہم ایک بار پھر ان کے جسموں کو دھماکے سے اُڑا سکتے! ہم پاکستان میں رہتے ہیں۔ یہاں کا رزق کھاتے ہیں۔ ہم پاکستان کے لیے اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہیں!"

ناگ نے کہا۔

"ہر پاکستانی کو اسی طرح سوچنا چاہیے۔ میرے ساتھ آؤ۔ ابھی ایک اور پاکستان کا دشمن تخریب کار باقی ہے۔ اسے بھی ختم کرنا ہے۔"

ناگ نے آتشی سانپوں کو ساتھ لیا اور صحرا میں اُس پرانے قلعے کے کھنڈر کی طرف روانہ ہوا جہاں ان تخریب کاروں کا آخری ساتھی گولہ بارود کے ذخیرے کی حفاظت کر رہا تھا۔

ایک میل تک صحرا میں چلنے کے بعد ناگن کو ایک ٹیلے پر کسی قلعے کا پرانا کھنڈر نظر آیا۔ اُس نے آتشی سانپوں سے کہا۔

"یہاں دو دھماکے ہوں گے۔ پہلا دھماکہ تخریب کار کا ہوگا جو چھوٹا ہوگا۔ دوسرا دھماکا بارود کے پھٹنے کا ہوگا۔ وہ بڑا دھماکا ہوگا۔"

آتشی سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرے پھنکار سے نکلی ہوئی آگ کے شرارے ایک غبارہ آگ سے بارود کو آگ لگا سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے! مجھے یہی چاہیے۔ اب تم میں سے ایک سانپ میرے ساتھ چلے گا۔ باقی تین سانپ اسی جگہ پر ٹھہریں گے!"

ناگ نے ایک آتشی سانپ کو اپنے ساتھ لیا اور پرانے کھنڈر میں داخل ہوگیا۔ ابھی وہ کھنڈر میں داخل ہوا ہی تھا کہ فائر کا دھماکہ ہوا اور گولی ناگ کے سر کے قریب سے ہوکر گزر گئی۔ ساتھ ہی کھنڈر کے اندر سے آواز آئی۔

"یہ گولی تمہارے سر کے پرخچے بھی اُڑا سکتی تھی لیکن مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کس لیے آئے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے راماین نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں حیدرآباد میں متعین چانکیہ کا ساتھی ہوں۔ میں بھی تمہاری پارٹی کا آدمی ہوں۔"

کھنڈر کے اندر سے آواز آئی۔

"اندر آجاؤ!"

ناگ کھنڈر میں داخل ہوگیا۔ آتشی سانپ اُس کے پیچھے پیچھے زمین پر رینگتا چلا آرہا تھا۔ کھنڈر کے اندر ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ جھونپڑی میں لکڑی کے دو کھرکھے پڑے تھے۔ تخریب کار نے پوچھا۔

"تمہیں راماین نے کس لیے بھیجا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اُس نے دو چھوٹے بم منگوائے ہیں۔ میں حیدرآباد سے آیا ہوں۔ یہیں وہاں ایک پل اُڑانے کے لیے دو طاقتور مگر چھوٹے بموں کی ضرورت ہے۔"

ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں نے اسلحہ کہاں کہاں چھپایا ہوا ہے۔ تخریب کار نے کچھ مشکوک نظروں سے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم مجھے سپیرے لگتے ہو۔ راماین تمہارے ساتھ خود کیوں نہیں آیا؟ اس سے پہلے تو اُس نے ہمیشہ خود آکر ہم

سے ملے ہیں۔"

ناگ نے جلدی سے کہا۔

"راماین کا مکان پر ہونا ضروری تھا۔ اس لیے اُس نے مجھے ہی تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔"

تخریب کار بولا۔

"میں ابھی وائرلیس پر اُس سے بات کرتا ہوں۔"

یہ سُن کر تخریب کار نے جیب سے وائی ناکی لینی جیسی سائز کا وائرلیس نکالا اور اُسے کھول کر بولا۔

"ہیلو راماین! ——— ہیلو راماین!"

ناگ کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اُس تخریب کار کے پاس وائی ناکی وائرلیس بھی ہوگا۔ جب دوسری طرف سے کوئی آواز نہ آئی تو تخریب کار نے گھوم کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اس سے پہلے کہ تخریب کار اپنا پستول نکالتا یا ناگ پر تان لیتا، ناگ نے اپنے منہ سے خفیہ سیٹی کی آواز نکال کر آتشی سانپ کو حملے کا حکم دے دیا۔ اس کے ساتھ ہی اُٹھا اور بولا۔

"میں واپس جاکر راماین کو ہی تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔"

جونہی ناگ نے پیٹھ موڑی پیچھے سے تخریب کار نے للکار کر کہا۔

"رُک جاؤ! اگر قدم بڑھایا تو گولی مار دوں گا۔ بتاؤ تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کون ہو؟ بولو! کون ہو تم؟"

ناگ نے پھن اوپر کر دیئے اور بولا۔

"میں تمہارا ساتھی ہوں!"

"تم بکواس کرتے ہو۔ تم پاکستانی جاسوس ہو!" تخریب کار نے چلا کر کہا۔

مگر اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی۔ آتشی سانپ نے پیچھے سے آکر تخریب کار کے پاؤں پر ڈس دیا تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور پاکستان دشمن تخریب کار کے جسم کے کچھ ٹکڑے ناگ کی پیٹھ پر آکر لگے۔ ناگ نے باہر چھلانگ لگا دی اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔ لالٹین کی دھیمی روشنی میں تخریب کار کے جسم کے خون آلود ٹکڑے کوٹھڑی میں جگہ جگہ بکھرے پڑے تھے۔ آتشی سانپ کی آواز آئی۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے اس آخری پاکستان کے دشمن تخریب کار کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"شاباش! تم نے بڑا اچھا کام کیا ہے! اب تمہیں اس بارود کے ذخیرے کو بھی اڑانا ہوگا!"

آتشی سانپ بولا۔

"میں حاضر ہوں اس خدمت کے لیے بھی عظیم ناگ دیوتا!"

آتشی سانپ کوٹھڑی کے باہر ناگ کے قریب ہی تھا۔ اتنے میں دوسرے آتشی سانپ بھی وہاں آگئے۔ ناگ نے سانپوں کو ساتھ لیا اور کھنڈر سے باہر آگیا۔ پھر اس نے ان سے کہا۔

"کوٹھڑی میں بموں کے دو کھوکھے بھرے ہوئے ہیں، جا کر انہیں اڑا دو!"

سانپ اسی وقت رینگتے ہوئے کوٹھڑی سے باہر آگئے۔ انھوں نے اپنے پھن اٹھائے۔ پھر اپنے منہ کوٹھڑی کی طرف کر کے ایک ہی وقت میں پھنکارے۔ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکل کر ایک ساتھ کوٹھڑی میں گرے۔ شعلے لکڑی کے کھوکھوں سے ٹکرائے تو بارود نے آگ پکڑ لی۔ ایک بھیانک دھماکا ہوا اور سارے بموں کا ذخیرہ کوٹھڑی کے پتھروں کو ساتھ لے کر فضا میں بکھر گیا۔

○

ناگ کا مشن پورا ہو گیا تھا۔ اس علاقے کے سارے تخریب کار اور پاکستان دشمنوں کو ختم کر دیا تھا۔ اس نے سانپوں کا شکریہ ادا کیا اور انہیں واپس بھیج دیا۔ خود عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں بلند ہو گیا۔ پھر گنگا نگر سے کراچی کی طرف پرواز کرنے لگا۔

اس وقت ناگ کی رفتار ایک جیٹ ہوائی جہاز جتنی تھی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ دو گھنٹوں میں کراچی شہر کی کشادہ بارونق سڑکوں کے اوپر اڑ رہا تھا۔ وہ سیدھا اپنے ہوٹل یعنی تاج محل ہوٹل کے باہر آکر رک گیا۔ یہاں اس نے انسانی شکل بدلی اور ہوٹل کے کاؤنٹر پر آکر چابی لی اور اپنے کمرے میں آگیا۔ کاؤنٹر بوائے نے ناگ کے پیروں اور لمبے لباس کو حیرت سے دیکھ کر پوچھا تھا کہ یہ کون سا لباس آپ نے پہن رکھا ہے! تو ناگ نے اُسے کہہ دیا تھا کہ میں ایک ٹی وی ڈرامے کی ریہرسل کر کے آرہا ہوں جس میں میرا ایک سپیرے کا کردار ہے۔

کمرے میں آتے ہی ناگ نے غسل کرنے کے بعد پتلون اور قمیص پہنی، پھر عنبر، بھیو سانگ اور جگلی سانگ کو لاہور کے ہوٹل میں لاہور ٹیلی فون کیا۔ دوسری طرف سے بھیو سانگ کی آواز آئی:

"تم کہاں چلے گئے تھے ناگ! ہم تو بڑے پریشان تھے! شکر ہے تمہاری آواز پھر سنائی دی!"

ناگ بولا۔

"بس ایک ضروری کام سے گیا ہوا تھا۔ واپس آکر بتا دوں گا۔ تم لوگ تو ٹھیک ہو نا؟"

بھیو سانگ بولا۔

"ہم سب ٹھیک ہیں! عنبر اور جگلی سانگ نیچے لابی

میں بیٹھے ہیں۔ کیا انہیں اوپر بلا لوں؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں! اس کی ضرورت نہیں۔ میں خود کل واپس آرہا ہوں!"

بھیو سانگ نے پوچھا۔

"ماریا اور کیٹی کا کوئی سراغ ملا کہ نہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"کوئی سراغ نہیں ملا۔ یہ لوگ کراچی بلکہ پورے سندھ میں کہیں نہیں ہیں۔ عنبر کو بتا دو کہ میں کل صبح یہاں سے واپس لاہور روانہ ہو رہا ہوں!"

"ٹھیک ہے!" بھیو سانگ نے کہا۔

ناگ نے فون بند کر دیا۔ اب اُسے صرف ایک رات ہی کراچی میں گزارنی تھی۔ دوسرے دن کے لیے اُس نے ہوائی جہاز کی پہلی پرواز میں اپنی سیٹ بک کرالی۔ وہ خود اڑ کر لاہور جا سکتا تھا مگر ناگ کے پاس کافی پیسے تھے چنانچہ وہ ہوائی جہاز کی سیر کرنا چاہتا تھا۔

رات کو وہ کراچی شہر کی سیر کرنے ہوٹل سے نکل پڑا۔ وہ پیدل ہی کراچی کی روشنیاں دیکھتا میکلوڈ روڈ پر آگیا۔ یہاں وہ ایک اخبار کے دفتر کے سامنے ایک ریستوران میں چائے پینے بیٹھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں اچانک اُس کی نظر اُسی بوڑھے سپیرے پر پڑی جسے اُس نے گنگا نگر میں رامائن کے مکان کے باہر بین بجاتے دیکھا دیکھا تھا۔ ناگ بڑا حیران ہوا کہ یہ سپیرا اتنی جلدی گنگا نگر سے کراچی کیسے پہنچ گیا۔ پھر اُسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے گنگا نگر سے کوئی قریبی راستہ ان سپیروں کو معلوم ہو اور یہ کشتی میں سفر کر کے یہاں پہنچ گیا ہو۔

بوڑھے سپیرے کی نظر ناگ پر پڑی تو اُس کا دل خوشی سے اُچھل پڑا۔ وہ اسی شخص یعنی ناگ کی تلاش میں صبح سے کراچی شہر کے بازاروں کی خاک چھان رہا تھا۔ اُسے یقین نہیں آتا تھا کہ ناگ اُس کے سامنے بیٹھا ہے۔ بوڑھے سپیرے کو ناگ پر پہلے ہی شک تھا کہ اُسے دیکھ کر ناگ اُس کی طرف کیوں بڑھے تھے۔ گنگا نگر سے نکل کر بوڑھا سپیرا سیدھا اپنے ایک اُستاد سپیرے کالو کے پاس گیا۔ کالو کے آگے جب یہ قصہ بیان کیا تو کالو کا ماتھا ٹھنکا۔ کیونکہ اُس کے اُستاد نے بتایا تھا کہ سانپ اگر کسی آدمی کو سلام کرے اُس کی طرف جائے تو سمجھ لینا کہ وہ آدمی انسان نہیں ہے بلکہ سانپوں کا دیوتا یعنی ناگ دیوتا ہے۔ بوڑھے سپیرے نے کہا تھا:

"ناگ دیوتا کو ملنے سے کیا ہوگا بھلا؟"

کالو سپیرا بڑا چالاک اور تجربہ کار سپیرا تھا۔ اُسے سانپوں کے

ساتھ رہتے ایک عمر ہو گئی تھی۔ وہ سانپوں کی زبان بھی جانتا تھا اور اُن سے بات کر لیتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر ناگ دیوتا کو وہ اپنے قبضے میں کر لے تو ساری دنیا کے سانپوں پر حکومت کر سکتا ہے اور پھر ان سانپوں کی مدد سے زمین اور سمندر کے اندر کے سارے خزانوں کا مالک بن سکتا ہے۔ اُس نے بوڑھے سپیرے سے کہا۔

"میں تمہیں ایک ہزار روپے دوں گا۔ مجھے وہ آدمی دکھا دو جس کی طرف تمہارے سانپوں نے بڑھ کر اُسے سلام کرنا چاہا تھا۔"

بوڑھا سپیرا بولا۔

"وہ تو گنگا نگر میں تھا۔ خدا جانے اب کہاں ہوگا!"

کالو سپیرے نے اسی وقت اپنی کوٹھڑی میں جا کر ایک بوڑھے سانپ سے پوچھا کہ تم معلوم کر سکتے ہو کہ ناگ دیوتا یہاں کون سے علاقے میں ہے؟ بوڑھے سانپ نے پھن اُٹھا کر چاروں طرف سونگھا۔ پھر ایک طرف منہ کر کے زور سے سانس کھینچا اور بولا۔

"کالو ناگ دیوتا کی خوشبو مجھے کراچی شہر کی طرف سے آرہی ہے۔"

باہر نکل کر کالو سپیرے نے بوڑھے سپیرے سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے ساتھ کراچی چلو۔ میرا اندازہ ہے کہ ناگ دیوتا کراچی شہر ہی میں ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ تم مجھے صرف اشارے سے بتا دینا کہ یہ شخص ناگ دیوتا ہے۔ میں تمہیں وہیں ہزار روپے دے دوں گا۔"

بوڑھے سپیرے نے کہا۔

"کالو بھائی! تو ناگ دیوتا سے مل کر کیا کرے گا؟"

کالو بولا:

"بس مجھے اُس سے ملنے اور اُس سے باتیں کرنے کا شوق ہے۔"

اُسی روز وہ بوڑھے سپیرے اور اپنے خاص سانپ کو ساتھ لے کر کراچی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ دونوں شام کے وقت کراچی پہنچے اور شہر میں ناگ دیوتا کو تلاش کرتے رہے۔ وہ میکلوڈ روڈ پر ایک چھوٹے سے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے آخر کالو سپیرے نے اپنے خاص سانپ سے ناگ کے بارے میں پوچھا۔ سانپ نے فضا میں زبان نکال کر کچھ سونگھا اور کالو سے کہا۔

"ناگ دیوتا اس وقت اسی سڑک پر کسی دکان میں بیٹھا ہے۔"

پس اسی وقت کالو سپیرے نے بوڑھے سپیرے کو ساتھ لیا اور میکلوڈ روڈ پر نکل آیا تھا۔ یہاں ایک ریستوران میں انہیں ناگ

دکھائی دیا جس وقت بوڑھے سپیرے نے ناگ کو پہچان لیا اور اُس سے باتیں شروع کیں تو اس وقت کالو سپیرا بھی عام دیہاتی کے لباس میں اُس کے پاس موجود تھا۔ بوڑھے سپیرے نے کالو سپیرے کو آنکھ کے اشارے سے بتا دیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ بوڑھے سپیرے نے اپنے ساتھی کالو سپیرے کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا بیٹا کالو ہے اور یہاں اپنی بہن سے ملنے آیا ہے۔ اس کی بڑی بہن بیمار ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اُسے کسی سانپ نے ڈس لیا تھا اور ابھی تک اُسے آرام نہیں آیا۔ وہ بچ تو گئی ہے مگر زہر کے اثر سے ابھی تک بے ہوش ہے۔"

یہ ساری سکیم کالو سپیرے نے پہلے سے تیار کر رکھی تھی۔ اُس نے ایک عورت کو پیسے دے کر شہر کے ایک غریب علاقے کی جھونپڑی میں چارپائی پر لٹا رکھا تھا اور اُسے تاکید کر دی تھی کہ وہ اس کے ساتھ ایک آدمی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کرے۔ ناگ نے جب یہ سنا تو کالو سے پوچھا۔

"کالو بھائی! تمہاری بہن کا گھر یہاں سے کتنی دور ہے؟ میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

ناگ کالو کے پھینکے ہوئے جال میں پھنس گیا تھا۔ اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم تھا کہ ناگ جب یہ سنے گا تو فوراً ایک مظلوم عورت کی مدد کرنے کو تیار ہو جائے گا جیسے سانپ نے کاٹا ہو۔ اور ایسا ہی ہوا۔ ناگ کاٹو کے ہمراہ اس کی نقلی بہن کے گھر جانے کو تیار ہو گیا۔ کاٹو نے ہاتھ جوڑ کر عیاری سے کہا۔

"بھائی! تمہاری بہت مہربانی ہوگی جو تم میری بہن کو ٹھیک کر دو گے!"

ناگ بولا۔

میرے پاس ایک دوائی ہے جس کی وجہ سے تمہاری بہن کے سانپ کے زہر کا اثر جاتا رہے گا۔"

کاٹو سپیرا تو مکاری سے ناگ کے پاؤں گر پڑا اور بولا۔

"بھائی! میں ساری زندگی تمہارا غلام رہوں گا۔ میری بہن کو بچا لو! خدا کے لیے بچا لو!"

ناگ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

کاٹو سپیرا یہ ساری اداکاری کر رہا تھا جب ناگ اس کے ساتھ جانے کو تیار ہو گیا تو وہ بولا۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ بھائی! میرے ساتھ آؤ! میری بہن کا گھر یہاں قریب ہی ہے۔"

ہیبتوران سے باہر نکلنے کے بعد کاٹو سپیرے نے بوڑھے سپیرے کو ایک طرف لے جا کر ہزار روپیہ دے دیا اور اُسے رخصت کر دیا۔ اب کاٹو سپیرا ناگ کو لے کر اپنی سازش کے مطابق اس غریب بستی کی طرف چلا جہاں ایک جھونپڑی میں اس نے ایک عورت کو پیسے دے کر چارپائی پر لٹایا ہوا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ وہ انہیں دیکھتے ہی بے ہوش ہو جائے۔

رات ہو گئی تھی۔ کراچی جاگ رہا تھا۔ مگر جس غریب آبادی میں کاٹو سپیرا ناگ کو لے کر آیا وہاں زیادہ روشنی نہیں تھی۔ جھونپڑیوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔

کاٹو سپیرا ایک خاص جھونپڑی میں ناگ کو لے کر داخل ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی وہ عورت جو پہلے ہی سے چارپائی پر لیٹی تھی، آنکھیں بند کر کے بے ہوش ہو گئی۔ کاٹو سپیرے نے عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ناگ سے کہا۔

"بھائی جان! یہ میری بڑی بہن ہے جسے ایک مہینہ پہلے سانپ نے کاٹا تھا لیکن یہ ابھی تک بے ہوش ہے۔"

ناگ عورت کی چارپائی کے پاس بیٹھ گیا اور اُسے غور سے دیکھا۔ پھر سپیرے سے کہا۔

"مجھے اس عورت کے پاس کچھ دیر کے لیے تنہا چھوڑ دیا جائے۔ میں تنہائی میں اس کا علاج کروں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالو سپیرے کو معلوم تھا کہ ناگ اب کسی سانپ کو بلائے گا اور پھر اُسے حکم دے گا کہ اِس عورت کے جسم کا زہر چوس لو اس کا انتظام کالو سپیرے نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔ یہی وہ لمحہ تھا جس کے لیے کالو سپیرے نے ساری سازش تیار کی تھی۔ کالو سپیرا بولا۔

"بہت اچھا بھائی! میں باہر چلا جاتا ہوں۔"

کالو سپیرا جھونپڑی کا دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا۔ باہر آتے ہی وہ دوسری جھونپڑی میں گھس گیا۔ اِس جھونپڑی میں ایک ہانڈی پڑی تھی۔ اُس کا ڈھکن اُٹھا دیا۔ اندر دو کالا بوڑھا خاص سانپ تھا۔ کالو سپیرے نے بوڑھے سانپ سے کہا۔

"تیار ہو جاؤ! تمہیں ناگ دیوتا بُلانے والا ہے۔ بس آپ تمہارے کام کا وقت آگیا ہے۔ اپنا منہ کھولو!"

بوڑھا سانپ ہانڈی سے باہر آگیا۔ اُس نے اپنا منہ کھول دیا۔ کالو سپیرے نے دوسری ہانڈی سے نیلے رنگ کی شیشی نکال کر اُس کے عرق کا ایک قطرہ بوڑھے سانپ کے منہ کے اندر والی زہر کی تھیلی میں ٹپکا دیا۔ پھر کہا۔

"بس تم جاتے ہی موقع پا کر ناگ کے جسم میں اِس نیلی دوائی کا قطرہ داخل کر دینا۔ اُس کے بعد تمہارا کام ختم ہو

جائے گا۔ خبردار! اگر تم ناگ دیوتا کے سامنے گھبرائے تو پھر تم خوب جانتے ہو کہ میرا منتر تمہیں وہیں جلا کر بھسم کر دے گا۔"

بوڑھا سانپ بولا۔

"میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے زندہ رہتے ہوئے سنا ہے سال ہوتے ہیں۔ چاہتا ہوں ایک سال اور زندہ رہوں تاکہ اِس کے بعد میرے اندر بھی اِتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ میں اِنسان بن سکوں۔"

کالو سپیرے نے کہا۔

"تو پھر جیسے تمہیں کہوں ویسے ہی کرو!"

اِتنے میں فضا میں سیٹی کی آواز اُبھری۔ اِس آواز کو صرف کالو سپیرا اور بوڑھا سانپ ہی سن سکتے تھے۔ یہ ناگ کی آواز تھی۔ ناگ دیوتا کہہ رہا تھا۔

"اِس علاقے میں جو سانپ قریب ہے وہ میرے پاس چلا آئے۔ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں!"

کالو سپیرے نے بوڑھے سانپ سے کہا۔

"جاؤ اور ناگ دیوتا کے ساتھ وہی سلوک کرو جس کے لیے میں نے تمہیں تیار کیا ہے!"

بوڑھا سپیرا ناگ دیوتا والی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ جھونپڑی میں چارپائی کے پاس بیٹھا تھا۔ بوڑھے سانپ نے جاتے ہی کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو سلام! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"اس عورت کے جسم سے سانپ کا زہر چوس لو!"

بوڑھے سانپ نے سوچ لیا تھا کہ ناگ دیوتا کو کہاں ڈسنا ہے۔ ناگ ایک سٹول پر بیٹھا تھا اور اس کی پنڈلی تھوڑی سی نظر آ رہی تھی۔ بوڑھا سانپ چارپائی کی طرف بڑھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے واپس پلٹا اور اس نے ناگ کی پنڈلی پر ڈس دیا اور زہریلی دوائی ساری کی ساری ناگ کے خون میں شامل کر دی۔

ناگ کی آنکھوں کے سامنے جیسے بجلی سی چمک گئی اور وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑا۔ بوڑھا سانپ تیزی سے باہر نکل کر کالو سپیرے کی جھونپڑی میں آیا اور بولا۔

"میں نے ناگ دیوتا کو ڈس دیا ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی بوڑھے سانپ کی حالت بھی خراب ہونے لگی۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ ناگ دیوتا کو ڈسنے کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ کالو سپیرے کو معلوم تھا چنانچہ وہ بڑی دلچسپی سے

بوڑھے سانپ کو دیکھ رہا تھا۔ سانپ تڑپنے لگا۔ اس کے جسم میں آگ سی لگ گئی۔ وہ کالو سپیرے کی آنکھوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

کالو سپیرے نے مُردہ سانپ کو نالی میں پھینک دیا اور دوسری جھونپڑی میں آ گیا۔ نعلی بے ہوش عورت چارپائی پر گھبرائی ہوئی بیٹھی تھی۔ کالو سپیرے کو دیکھ کر بولی۔

"یہ تو بے ہوش ہو گیا ہے!"

کالو سپیرے نے جیب سے دو سو روپے نکال کر عورت کو دیتے اور کہا۔

"شور مچانے کی ضرورت نہیں۔ یہ لو اپنے روپے اور یہاں سے بھاگ جاؤ!"

عورت نے بے ہوش ہونے کی اداکاری کی رقم وصول کر لی اور چلی گئی۔ ناگ جھونپڑی میں بے ہوش پڑا تھا۔ کالو سپیرا جانتا تھا کہ ناگ دیوتا کو ابھی ہوش نہیں آئے گا۔ وہ اسکیم کے مطابق جھونپڑی سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ یہاں ایک خالی ٹیکسی کھڑی تھی۔ کالو سپیرے نے ڈرائیور سے کہا۔

"بھائی! میرا ماموں بے ہوش ہو گیا ہے بخار کی وجہ سے۔ اسے بڑے ہسپتال تک لے جانا ہے۔"

اور اس کے ساتھ ہی کالو سپیرے نے جیب سے دو سو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روپے نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھائے۔ ڈرائیور بڑا خوش ہوا۔ اسی وقت وہ کالو سپیرے کے ساتھ جھونپڑی میں گیا اور بے ہوش ناگ کو اٹھا کر باہر لے آیا۔ اُسے ٹیکسی میں ڈالا اور کالو سپیرے کے ہمراہ بڑے ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہسپتال شہر کے بارونق علاقے میں تھا۔ کالو سپیرے نے پہلے ہی سے وہاں ایک جیپ کھڑی کر رکھی تھی۔ ڈرائیور کی مدد سے کالو سپیرے نے ناگ دیوتا کو جیپ میں ڈالا اور اسے لے کر اس سڑک پر نکل آیا جو کراچی شہر سے باہر ویران جنگل کی طرف جاتی تھی۔

کالو سپیرے کی جیپ دو گھنٹے تک سڑک پر چلتی رہی اور کراچی شہر بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ جیپ بڑی سڑک سے نکل کر ایک جنگل میں داخل ہو گئی تھی۔ اس جنگل میں کافی آگے جا کر ایک جگہ سامنے درختوں کے نیچے ایک کوٹھڑی بنی ہوئی تھی جس کی چھت گھاس پھوس کی تھی اور ایک نیولا رسی سے بندھا ادھر اُدھر چکر لگا رہا تھا۔ کالو سپیرے نے جیپ کھڑی کر دی۔ جیپ کی آواز سن کر کوٹھڑی کے اندر سے ایک کالی سیاہ عورت نکلی جس کی آنکھیں کیسری رنگ کی تھیں۔ ہونٹ خون کی طرح سُرخ تھے۔ ناک چپٹی تھی۔ سر کے بال کاندھوں پر پھیلے تھے۔ اُس نے شیر کی کھال سے اپنا بدن ڈھانپ رکھا

تھا۔ گلے میں لال منکوں کی مالا تھی۔ کالو سپیرے نے اُس کے پاس آتے ہی جھک کر سلام کیا اور بولا۔

"نرتکی سپیرن! میں تمہاری امانت تمہارے پاس لے آیا ہوں۔ اب مجھے میری امانت واپس کر دے!"

کالی سیاہ عورت کا نام نرتکی سپیرن تھا۔ اُس کی خوراک سانپ تھی۔ وہ روزانہ ایک سانپ کھاتی تھی اور دوسرے دن اس سانپ کے نشے میں رہتی تھی اور اُسے بھوک نہیں لگتی تھی۔ سانپ کو پکڑنے کے لیے نرتکی سپیرن نے ایک نیولا پال رکھا تھا۔ وہ نیولے کو صبح چھوڑ دیتی اور وہ جنگل سے سانپ پکڑ کر لے آتا تھا۔

نرتکی سپیرن نے اپنی خشک آواز میں پوچھا۔

"کیا تم ناگ دیوتا کو لانے میں کامیاب ہو گئے ہو کالو؟"

کالو سپیرے نے جیپ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ناگ دیوتا اس جیپ میں بے ہوش پڑا ہے۔ جا کر خود تسلی کر لو!"

نرتکی سپیرن جھونپڑے میں واپس گئی۔ اُس نے پٹاری میں سے سانپ نکال کر چھوڑ دیا۔ سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آئی تو وہ تیزی سے رینگتا جیپ کے سامنے جا کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور پھن پھیلا کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام!"

نرنگی سپیرن سانپوں کی زبان نہیں جانتی تھی مگر جب اُس نے اپنے سانپ کو جیب میں بے ہوش نوجوان کے آگے جھک جھک کر سلام کرتے دیکھا تو اُسے یقین ہو گیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ نرنگی سپیرن نے کالو سپیرے سے کہا۔

"چل میرے ساتھ! میں تمہیں تمہاری امانت دیتی ہوں"

نرنگی سپیرن آگے آگے اور کالو سپیرا اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ نرنگی جنگل میں رات کے اندھیرے میں اُسے ایک گھنے درخت کے نیچے لے آئی۔ اِس درخت کے تنے میں ایک شگاف تھا۔ نرنگی نے کہا۔

"تمہاری امانت اس شگاف کے اندر موجود ہے۔ لے لو"

کالو سپیرے نے شگاف میں ہاتھ ڈال کر چٹیل کی ایک گٹھڑی باہر نکالی جس کا منہ کپڑے سے بند تھا۔ جونہی اُس نے گٹھڑی کا منہ کھولا، اندر سے ایک سانپ پھنکار مار کر باہر نکلا اور اُس نے کالو سپیرے کو گردن پر دو بار ڈس دیا۔ کالو سپیرے کا جسم اُس خطرناک سانپ کے زہریلی آگ کے اثر سے زمین پر سٹیلے کی طرح بلند ہوا اور پھر آگ میں بھڑک اُٹھا۔ نرنگی سپیرن نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور کالو سپیرے کی جلتی ہوئی لاش کی طرف دیکھ کر بولی۔

"تو ہی میرے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ تھا۔ یہ رکاوٹ ہمیشہ کے لیے دُور ہو گئی ہے۔"

اور وہ قہقہہ لگانے کے بعد واپس اِس جیب کے پاس آگئی جس کی سیٹ پر ناگ ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ نرنگی سپیرن نے تیوے کی رسّی کھول دی اور اُسے کہا۔

"بیکال! ناگ دیوتا کو اپنی دُنیا میں لے چل!"

تیوے نے اُٹھ کر ناگ دیوتا کی گردن پر بیٹھ گیا اور اُس نے ناگ کی گردن پر کاٹ دیا۔ تیوے کے کاٹنے سے ناگ اِسی لمحے سُرخ رنگ کے تیوے میں تبدیل ہو گیا۔ نرنگی سپیرن نے فوراً ناگ دیوتا کی گردن میں رسی ڈال دی اور اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ناگ دیوتا! اب تو میرے ساتھ بدروحوں کے جنگل میں جائے گا!"

نرنگی سپیرن نے بھیانک قہقہہ لگایا اور ناگ کو سُرخ تیوے کی شکل میں گود میں اُٹھایا اور جھونپڑی میں چلی گئی۔

اِس کے بعد کیا ہوا؟ عنبر ناگ ماریا کے اگلے پُراسرار کہانی نمبر ۱۷ میں سنئے گا جس کا نام "سپیرا جاسوس" ہے آج ہی پڑھیے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی

عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بولیں ہیں بند ہوگیں	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تجربہ کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

مدروح جولی سانگ

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 15.00

سپر جاسوس

اے حمید

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا — کہانی نمبر ۱۷۸

سلیر جاسوس

اے حمید

فیروز سنز لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

- بدروحوں کا جنگل ۵
- قبر کی خوشبو ۲۷
- ناگن کی پھنکار ۴۸
- جاسوس سپیرا ۷۰
- ناگ کی لاش ۹۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدرُوحوں کا جنگل

سیاہ فام سپیرن نزتکی جھونپڑی میں چلی گئی۔

ناگ سرخ نیولے کی شکل میں اِس کی گود میں تھا۔ نزتکی سپیرن نے ناگ دیوتا یعنی سُرخ نیولے کو ایک کھونٹی کے ساتھ باندھ دیا اور جھونپڑی سے نکل کر سامنے والے درخت کے نیچے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ کالو پسیرا جو حیدرآباد سندھ سے ناگ دیوتا کو سانپ کی شکل میں نزتکی سپیرن کے پاس لایا تھا۔ اُس کو نزتکی نے اپنے خطرناک کالے سانپ سے ڈسوا کر مار دیا تھا۔ اب وہ بڑی خوش تھی کہ ناگ دیوتا اُس کے قبضے میں آگیا تھا۔ وہ ناگ دیوتا کی مدد سے اب بدروحوں کے جنگل کی ملکہ بن کر قیامت تک زندہ رہ سکتی تھی۔ یہ اُس کی بہت بڑی کامیابی تھی اور نزتکی سپیرن اِس کامیابی پر بڑی خوش تھی۔

یہاں ہم اپنے دوستوں کو عنبر، ماریا، تیو سانگ، کٹی اور جونی سانگ کے بارے میں یہی بتا دینا چاہتے ہیں کہ اِس وقت یہ دوست کہاں کہاں پر ہیں۔ یہ تو ہمارے دوستوں کو معلوم ہی ہے کہ عنبر تیو سانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور جونی سانگ اِس وقت سن ۱۹۸۹ء کے زمانے کے لاہور شہر کے ہلٹن ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے کیونکہ انہیں ماریا ناگ اور کٹی کی تلاش ہے۔ ناگ اِن کے ساتھ ہی تھا کہ ماریا کی تلاش میں کراچی اور پھر حیدر آباد کی طرف نکل گئی۔ وہاں بدقسمتی سے ایک مکار سپیرے کالو نے اسے پہچان لیا کہ یہ ناگ دیوتا ہے۔ اُس نے اپنے خفیہ منتر کی مدد سے ناگ دیوتا کو سانپ کی شکل میں اپنے قابو میں کر لیا اور سندھ کے جنگل میں نرتکی پیرن کے پاس لے گیا تاکہ ناگ دیوتا اِس کو دے کر اِس سے دولت حاصل کرے مگر عیار پیرن نرتکی نے ناگ دیوتا کو سُرخ نیولا بنا کر اپنے پاس قید کر لیا اور کالو سپیرے کو خطرناک کالے سانپ سے ڈسوا دیا۔ کالو سپیرے کے جسم کو آگ لگ گئی اور وہ جل بھُن کر خاک ہو گیا۔

ماریا ہزاروں سال پہلے کے ہندوستان کے ایک پرانے قلعے میں ایک راجکمار کی قید میں ہے۔ یہ قلعہ ہندوستان کے صوبے کیرل کے ساحل سمندر کے پاس ہے۔ ماریا کی یادداشت آہستہ آہستہ واپس آنے لگی مگر اِس کی طاقت ختم ہو گئی ہے۔ وہ غائب بھی نہیں ہو سکتی۔ راجکمار ایک جادوگر بھی ہے۔ اُس نے ماریا کو خبردار کیا ہے کہ اگر تم نے قلعے سے باہر قدم رکھا تو قلعے کا پہرے دار ازدہا تمہیں وہیں اپنی کنڈلی میں جکڑے گا اور پھر میں تمہیں دیوار میں زندہ چُن دوں گا۔ ماریا کی پیٹھ پر راجکمار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے خونی پنجے کا نشان ہے۔ اِس خونی نشان کی وجہ سے ماریا کی طاقت اِس سے چھن گئی ہے۔ ماریا پراسرار ویران قلعے کی دوسری منزل کے کمرے میں قید ہے۔ یہاں ایک شاندار پلنگ لگا ہوا ہے۔ سامنے وہ خونی بالکونی ہے جہاں سے اِس نظام راجکمار نے اپنی پہلی راجکماری کو دھکا دے کر نیچے گہری کھڈ میں گرا کر مار ڈالا تھا۔

دوسری طرف کٹی آج سے تین ہزار سال پرانے اہرام مصر کے نیچے مردوں کی سلطنت میں حبشی فرعون کے قبضے میں ہے۔ حبشی فرعون نے کیٹی کی یادداشت غائب کرکے اُسے اپنی ملکہ بنا رکھا ہے۔ کیٹی کو اپنے بارے میں کچھ یاد نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حبشی فرعون کی ملکہ بن کر بڑی خوش خوش رہ رہی ہیں۔ یہ مردہ فرعون اہرام کے اندر زمین کی گہرائیوں میں اپنی سلطنت قائم کرکے رہ رہا ہے۔ اِس کا ایک مُردہ کاہن بھی ہے۔ یہاں کنیزیں بھی ہیں جو کیٹی کی خدمت کرتی ہیں یہ سب مرچکی ہیں مگر اہرام کے اندر زندہ ہیں۔ اِن میں سے اگر کوئی باہر نکل آتے تو وہیں ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر گر پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی اہرام سے باہر نہیں آتیں۔

ماریا کو جنوبی ہند کے پرانے قلعے میں راجکمار کے پاس کیٹی کو تین ہزار برس پرانے اہرامِ مصر کے نیچے حبشی فرعون کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس اور عنبر، تینو سانگ اور جونی سانگ کو لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں چھوڑ کر ہم تھوڑی دیر کے لیے ناگ کے پاس ہی رہیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ سیاہ فام کالی کلوٹی کیسری آنکھوں اور لمبے سیاہ بالوں والی پیرن نرتکی ناگ دیوتا کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اور ناگ کے ساتھ کیا گذرتی ہے۔

نرتکی پیرن اپنی جھونپڑی کے سامنے درخت کے نیچے آلتی مالتی مارے بیٹھی تھی اور بالکل چڑیل لگ رہی تھی۔ ناگ جھونپڑی کے اندر لال نیولے کی شکل میں بندھا خاموش بیٹھا تھا۔ ناگ کی یادداشت قائم تھی اُسے معلوم تھا کہ میں ناگ دیوتا ہوں مگر مصیبت یہ تھی کہ نہ تو اِس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو اُٹھ رہی تھی اور نہ وہ سانپوں کی زبان میں بات کر سکتا تھا مگر دوسرا نیولا جھونپڑی کے باہر بندھا ہوا تھا۔ جب سُورج ڈوب گیا اور اِس سنسان علاقے میں آہستہ آہستہ اندھیرا چھا گیا تو کالی پیرن نرتکی درخت کے نیچے سے اُٹھی اور ریت کے ٹیلوں کی طرف چلنے لگی یہ تو آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ اِس پیرن کی خوراک صرف سانپ تھے۔ وہ روزانہ شام کے وقت ایک سانپ کھاتی تھی۔ اِس وقت اسے بھوک محسوس ہونے لگی تھی اور وہ سانپ کی تلاش میں ریت کے ٹیلے کی طرف جا رہی تھی۔

بین اس کے گلے میں لٹک رہی تھی۔ ریت کے ٹیلے کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیکر کے درخت تھے۔ پیرن نرتکی درختوں کے نیچے بیٹھ گئی اور بین بجانی شروع کر دی۔ بین کی آواز سن کر ریت کے اندر سے ایک نسواری رنگ کا زہریلا سانپ نکل کر پیرن کے سامنے پھن کھول کر بیٹھ گیا۔ پیرن نے بین بجانی تیز کر دی۔ سانپ بین کی آواز پر جھومنے لگا۔ پہلے بھی ہم آپ کو کئی بار بتا چکے ہیں اور اب بھی یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ سانپ کے کان نہیں ہوتے بلکہ اپنے پورے جسم سے سنتا ہے۔ جب باہر کی کوئی بھی آواز سانپ کے جسم سے ٹکراتی ہے تو قدرت نے اس کے جسم کے مساموں میں ایسی صلاحیت پیدا کی ہوتی ہے کہ سانپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آواز کی لہر کس کی ہے اور وہ سن لیتا ہے۔ سانپ جو بار بار اپنی دو شاخوں والی زبان باہر نکالتا ہے تو اس زبان کی مدد سے وہ فضا کو سونگھ لیتا ہے۔ یوں وہ فضا میں کسی بھی چیز خاص طور پر اپنے شکار یعنی چوہوں وغیرہ کی بُو سونگھ سکتا ہے۔ اپنی زبان ہی کی مدد سے سانپ باہر کی فضا کی رطوبت اور خشکی اور گرمی اور ٹھنڈک اور بو وغیرہ کا بھی پتہ چلا لیتا ہے۔

پیرن نرتکی بین بجا رہی تھی۔ بین کی آواز کی لہریں نسواری سانپ کے جسم سے ٹکرا رہی تھیں اور وہ جھوم رہا تھا۔ جب سانپ رقص کرتے کرتے تھک گیا تو پیرن نرتکی نے ہاتھ آگے بڑھا کر سانپ کو پکڑنا چاہا۔ نسواری سانپ نے پیرن کے ہاتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر ڈس دیا۔ مگر پیرن کا تو سارا بدن خود سانپ کا زہر بن چکا تھا۔ اِس پر تو سانپ کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا مگر پیرن کے خون کے زہر کے اثر سے سانپ پر غشی طاری ہو گئی۔ پیرن نرتکی نے قہقہہ لگایا اور نسواری سانپ کو پکڑ کر اُٹھایا۔ زور سے ایک جھٹکا دیا اور اسکی سری اپنے منہ میں ڈالکر دانتوں سے کاٹ ڈالی اور چبا چبا کر کھانے لگی۔ وہ سارا سانپ کھا گئی۔ سانپ کو کھانے کے بعد پیرن نرتکی پر نشہ سا طاری ہو گیا۔ وہ اُٹھی اور ڈگمگاتی ہوئی اپنی جھونپڑی میں آکر گر پڑی۔ ہر بار سانپ کھانے کے بعد پیرن نرتکی پر ساری رات زہر کا نشہ رہتا تھا اور گہری نیند سوتی رہتی تھی۔ صبح کو اُسے ہوش آتی تھی۔

ناگ نے سُرخ نیولے کی شکل میں پیرن کو جھونپڑی میں آکر گرتے اور گہری نیند سوتے دیکھ لیا تھا۔ جب پیرن کے خراٹوں کی آواز گونجنے لگی تو ناگ نے نیولے کی زبان میں باہر والے نیولے کو آواز دی۔

"کیا تم میری آواز سُن رہے ہو۔"

باہر سے دوسرے نیولے نے جواب دیا

"میں تمہاری آواز سن رہا ہوں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اصل میں ناگ دیوتا ہو۔ مگر میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا:

"تم یہ تو کر سکتے ہو کہ کسی سانپ کو یہ بتا دو کہ ناگ دیوتا جھونپڑی کے اندر سُرخ نیولے کی شکل میں قید ہے، اسکی مدد کرو۔"

باہر والے نیولے کی آواز آتی ہے:

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں سانپوں کی زبان نہیں بول سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے تمہاری مدد کی تو خونخوار پیرن کو فوراً پتہ چل جائے گا اور وہ میرے ٹکڑے کر کے مجھے کھا جائے گی۔ میں اپنا یہ بھیانک انجام نہیں دیکھ سکتا۔ اِس لیے خاموشی سے بیٹھے رہو۔ اور تمہارے ساتھ جو ہونے والا ہے، اِس کا انتظار کرو۔"

ناگ نے کہا:

ٹھیک ہے۔ تم میری مدد بے شک نہ کرو۔ مگر مجھے یہ بتا دو کہ یہ خونخوار پیرن کیا چاہتی ہے اور میرے ساتھ کیا سلوک کرنیوالی ہے۔

باہر والے نیولے نے کہا:

"میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اب تم نے مجھے آواز دی تو میں جواب نہیں دوں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے دو تین بار باہر والے نیولے کو پکارا مگر اُس نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا۔ ناگ مجبور ہو کر خاموش ہو گیا۔ رات گذرتی جا رہی تھی۔ پھر دِن کا اُجالا پھیلنے لگا۔ خونخوار پیرن انگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھی۔ اُس نے اپنی لال لال آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولی:

ناگ دیوتا! تم نیولے کی شکل میں بھی اچھے لگتے ہو۔ اب میں تمہیں اپنے ساتھ بدروحوں کے جنگل میں لے جا رہی ہوں۔ جہاں اب میں ملکہ بن کر حکومت کروں گی۔

پیرن نزنکی نے ایک قہقہہ لگایا اور ناگ کی رسی کھول کر اسے اپنی گود میں اُٹھا لیا۔ پھر دوسرے ہاتھ سے اپنے سب سے خطرناک کالے سانپ کو پہاڑی سے نکال کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور اندھیرے میں جھونپڑی کے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔ منہ اوپر کر کے آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھا اور بلند آواز میں بولی۔

اے بدروحوں کے جنگل کے منحوس ستارے
میری مدد کر۔ میں تیری منحوس بدروحوں کے
پاس جا رہی ہوں۔ میں بدروحوں کے جنگل کی
ملکہ ہوں۔

یہ کہہ کر کالی پیرن نزنکی، ناگ اور کالے سانپ کو لے کر ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف چل پڑی ۔ رات کی تاریکی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی ۔ یہ علاقہ ریتلا تھا۔ کہیں کہیں جنگلی جھاڑیاں رات کے اندھیرے میں چڑیلوں کے سروں کی طرح زمین سے باہر نکلی ہوئی تھیں ۔ کالی پیرن چلتی چلتی ایک ٹوٹی پھوٹی چار دیواری کے پاس آ گئی ۔ اس چار دیواری کے اندر ہندو لوگ اپنے مُردوں کو چتا پر رکھ کر جلاتے ہیں۔ یہ تو آپ لوگ جانتے ہی ہوں گے کہ مسلمان، یہودی اور کچھ عیسائی اپنے مردوں کو زمین میں دفن کرکے اِن کی قبریں بنا دیتے ہیں مگر ہندو اور سکھ اپنے مردوں کو لکڑیوں کی چتا پر رکھ کر اوپر گھی یا تیل ڈالکر انہیں آگ لگا دیتے ہیں۔ ساری رات مُردہ جلتا رہتا ہے ۔ دوسرے دِن مردے کے رشتے دار آکر جلی ہوئی لاش کی ہڈیاں اور راکھ اکھٹی کرکے لے جاتے ہیں اور کسی دریا میں بہا دیتے ہیں ۔

جہاں یہ ہندو سکھ اپنے مردوں کو جلاتے ہیں، انہیں شمشان کہا جاتا ہے۔ رات کے وقت شمشان میں کوئی ڈر کے مارے نہیں جاتا ۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ جو لوگ گناہ گار ہوتے ہیں، اُن کی روحیں وہیں رہتی ہیں اور بدروحیں بن کر لوگوں سے چمٹ جاتی ہیں۔ یہاں یہ بات بھی آپ ضرور یاد رکھیں کہ بدروحیں صرف گناہ کرنے والے انسانوں کو ہی چمٹتی ہیں یعنی اپنے جیسے گناہ گاروں کو چمٹتی ہیں ۔ کبھی کوئی بدروح کسی نیک سچ بولنے والے، خدا اور اُس کے رسولؐ پر پکا یقین رکھنے والے مسلمان کو نہیں چمٹتی بلکہ ایسے نیک مسلمان کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آتا دیکھ کر بدروحیں چیخ مار کر بھاگ جاتی ہیں۔
خونخوار کالی سپیرن نزنکی شمشان میں داخل ہوگئی۔ یہاں راستہ کو
ایک مُردہ جلایا گیا تھا۔ یہ ہندو مُردہ بڑا گناہ گار تھا اور غریب لوگوں
کا خون چوستا رہا تھا اور سود کھایا کرتا تھا۔ چنانچہ اُس کی رُوح مرنے
کے بعد بدرُوح بن کر وہیں شمشان میں منڈلا رہی تھی۔ کالی سپیرن
کو معلوم تھا کہ شام کو شمشان میں ایک ایسا مُردہ جلایا گیا ہے جو گاؤں
میں بڑا بدنام تھا اور جو غریبوں کا خون چوستا رہتا تھا۔ سپیرن چتا کے
پاس جاکر کھڑی ہوگئی۔ چتا میں ابھی تک آگ موجود تھی۔ اور مردے
کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں۔ سپیرن نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر گناہ گار
مردے کی ایک ہڈی اُٹھا لی۔ اتنے میں مُردے کی بدرُوح سپیرن کو
چمٹ گئی اور ڈراؤنی آواز میں بولی:

اے سپیرن تو بھی میری طرح گناہ گار قاتل عورت
ہے۔ میں اب تجھے اُس وقت تک نہیں
چھوڑوں گی جب تک کہ میں تمہارا خون نہیں
چوس جاؤں گی"۔

سپیرن نزنکی نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا:

اے بدرُوح تو نہیں جانتی کہ تو کس کو چمٹی
ہے۔ میں تیرے جنگل کی ہونیوالی ملکہ ہوں۔

اِس کے ساتھ ہی سپیرن نزنکی نے ایک خفیہ منتر پڑھ کر پھونک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماری۔ بدروح چیخ مار کر پیرن سے الگ ہو گئی اور بولی۔

اے بدروحوں کی مہارانی! مجھے معاف کر دے۔ مجھ
سے غلطی ہو گئی۔"

پیرن نرتکی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اب میرے راستے سے ہٹ جا۔ میں بدروحوں
کے جنگل میں جا رہی ہوں۔ جہاں بدروحوں کی
حکومت ہے اور جہاں تو بھی چتا کی آگ ٹھنڈی
ہونے کے بعد پہنچ جائیگی۔"

یہ کہہ کر پیرن نرتکی نے مُردے کی گرم گرم ہڈی زور سے چتا کے چبوترے پر ماری۔ ہڈی چبوترے کو لگی تو وہاں ایک شگاف پڑ گیا۔ پیرن شگاف کے اندھیرے میں اتر گئی۔ چونکہ وہ خود ایک گناہ گار قاتل عورت تھی اور مرنے کے بعد اُسے بھی ایک بدروح بننا تھا اِس لیے وہ اندھیرے میں سب کچھ دیکھ سکتی تھی۔ شگاف کے اندر ایک سرنگ زمین کے اندر جا رہی تھی۔ پیرن سُرنگ میں اترتی چلی گئی۔ کچھ دور چلنے کے بعد آگے ایک عورت کی ڈراؤنی شکل والی مورتی پتھر پر لگی ہوئی تھی۔ اِس مورتی کی زبان باہر لٹک رہی تھی۔ پیرن نے مورتی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بدروحوں کی دیوی! میں ناگ دیوتا کو قابو کر کے
لے آئی ہوں۔ اب اپنا وعدہ پورا کر۔ ناگ دیوتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبول کر اور مجھے بدروحوں کی جنگل کی ملکہ بنا دے
اور مہارانی کی طاقت دے ۔

ڈراؤنی مورتی اپنی جگہ سے دو بار دائیں بائیں ہلی ۔ پھر اِس کی زبان میں حرکت پیدا ہوئی اور آواز آئی ۔

"نرتکی پیرن! میں پیرن دیکھ رہی ہوں کہ تیری گود میں ناگ دیوتا سُرخ نیولے کی شکل میں موجود ہے ۔ اِس نیولے ناگ دیوتا کو میرے منہ میں ڈال دے ۔ پھر میں تمہیں بدروحوں کے جنگل کی ملکہ بنا دوں گی ۔"

پیرن نرتکی نے ناگ دیوتا کو فوراً مورتی کے منہ میں ڈالدیا۔ مورتی نے زبان اندر کرلی ۔ ناگ نیولے کی شکل میں مورتی کے حلق سے ہوتا ہوا نیچے اِس کے پیٹ میں گرگیا۔ مورتی کے پتھریلے پیٹ میں گھُپ اندھیرا تھا۔ ناگ کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی ۔ وہ لاچار ہوکر مورتی کے پیٹ میں ایک طرف بیٹھ گیا۔

پیرن نرتکی نے مورتی سے کہا ۔

"بدروحوں کی دیوی ! میں نے تیری شرط پوری کردی"
اب تو مجھے بدرُوحوں کی ملکہ کی طاقت عطا کر دے ۔"

ڈراؤنی مورتی نے اپنا ہاتھ اوپر اُٹھایا۔ پیرن نرتکی اسے دیکھ رہی تھی ۔ مورتی نے اپنا ہاتھ پیرن نرتکی کے سر پر رکھ دیا ۔ اِس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ ہی وہاں بجلی چمک گئی۔ دوسرے لمحے پیرن کے اندر زبردست طاقت پیدا ہو چکی تھی۔ اُس کے سر پر کچھوے جیسا ایک بدشکل تاج پڑا تھا۔ جس میں سے ایک سانپ اپنی گردن نکالے بار بار اپنی زبان لہرا رہا تھا۔ پیرن نرتکی نے اپنا کالا سانپ گلے میں ڈال لیا اور دونوں بازو پھیلا کر بولی۔

"بدروحوں کی دیوی! تیرا شکریہ!"

ڈراونی مورتی نے کہا۔

"آج سے تو بدروحوں کی ملکہ ہے۔ جا اور بدروحوں کی دنیا میں جاکر اِن پر حکومت کر۔ تو قیامت تک اِن پر حکومت کرے گی۔"

پیرن نرتکی نے اپنا سیاہ ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور غائب ہوگئی جب وہ دوبارہ ظاہر ہوئی تو بدروحوں کی دنیا کے محل میں تھی۔ وہ مگرمچھ ایسی شکل والے تخت پر بیٹھی تھی۔ بدرُوح کنیزیں اِس کے آگے ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔ ایک بدرُوح کنیز نے جُھک کر کہا۔

"بدروحوں کے جنگل کی دُنیا میں نئی ملکہ نرتکی کا آنا مبارک ہو۔"

باقی ساری کنیزوں نے بھی بدروحوں کی نئی ملکہ نرتکی کو جُھک کر سلام کیا اور کہا۔

"مہارانی! آج سے اِس جنگل کی تمام بدروحیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہارے حکم پر چلیں گی۔"
پیرن نرتکی نے تال بجا کر کہا۔
"بدروحوں کے یم رُوت کو حاضر کرو۔"

اسی وقت بدرُوحوں کا یم روت حاضر ہو گیا۔ یہ یم رُوت گناہ گار بدروحوں کی موت کا فرشتہ تھا اور گناہ گار لوگوں کی جان قبض کرتا تھا اور انہیں بدروح بناتا تھا۔ پیرن نے کہا۔

"یَم رُوت! میں بدروحوں کی مہارانی ہوں۔ اب تو میرا غلام ہے۔"

یم روت نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"میں تمہارا غلام ہوں مہارانی! اِس جنگل کی ساری بدروحیں تیری غلام ہیں۔ تو مجھے جس کی جان نکالنے کا حکم دے گی میں فوراً اِس کی جان نکال کر لے آؤں گا۔"

پیرن نرتکی نے خوش ہو کر کہا۔

"شاباش! جاؤ اور آج رات میرے مہارانی بننے کی خوشی میں جشن مناؤ۔"

اِدھر جشن کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور اُدھر سُرنگ والی ڈراؤنی مورتی کے پیٹ میں ناگ سُرخ بِنولے کی شکل میں خاموش بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اسے اب کیا کرنا چاہیے۔ اِس کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کسی کو اپنی مدد کے لیے بھی نہیں بلا سکتا تھا۔ مورتی پتھر بن گئی تھی ناگ مورتی کے پیٹ کے اندھیرے میں پڑا تھا۔ اسی طرح چار پانچ دن گذر گئے۔ کسی طرف سے ناگ کو کوئی آواز نہ آئی۔ سرنگ میں سے بھی کوئی نہ گذرا۔ مورتی بھی پتھر کی طرح خاموش تھی۔

ناگ کو ہم ڈراؤنی مورتی کے پیٹ میں چھوڑ کر دو ہزار سال پہلے اسی ملک ہندوستان کی طرف واپس چلتے ہیں۔ اِس ملک ہندوستان کے جنوبی ساحل کے پرانے قلعے میں ماریا کو جادوگر راجکمار نے اسکی پیٹھ پر اپنے خونی پنجے کا نشان لگا کر اِسے اپنی راجکماری بنا کر رکھا ہوا تھا۔ ماریا کی اب ساری یادداشت واپس آگئی تھی مگر اِس کی طاقت ابھی واپس نہیں آئی تھی۔ ماریا کو سب کچھ یاد آگیا تھا کہ وہ کیسے تھیو سانگ اور جولی سانگ اور ناگ سے جدا ہو کر یہاں پھنس گئی تھی۔ اب اُس نے اِس راجکمار کے چنگل سے نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔ اوپر سے وہ راجکمار سے ہنس کر بات کرتی تھی مگر اندر سے فرار ہونیکی ترکیبیں سوچنے لگی تھی۔

راجکمار ہفتے میں ایک بار ماریا سے ملنے آتا تھا۔ ماریا غائب نہیں تھی بلکہ نظر آرہی تھی۔ ایک رات ماریا اپنے قلعے والے کمرے کی بالکونی میں کھڑی نیچے گہری تاریک کھڈ کو دیکھ رہی تھی۔ اور سوچ رہی تھی کہ یہی وہ بالکونی ہے جہاں سے اِس ظالم راجکمار نے راجکماری کو نیچے دھکا دے کر مار ڈالا تھا۔ اچانک ماریا کے دِل میں خیال آیا کہ بے چاری راجکماری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے گناہ تھی۔ اس کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لیے ضرور دُعا کرنی چاہیے چنانچہ ماریا نے خداوند سے راجکماری کی رُوح کے واسطے دُعا مانگی اور سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ صلیب کا نشان بناتے ہی ماریا کو یوں لگا جیسے کسی نے پیچھے اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا ہے۔ ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ اِس کے پیچھے وہی راجکماری کھڑی تھی جس کو راجکمار نے بالکونی سے کھڈ میں گرا کر مار ڈالا تھا۔

ماریا حیران ہو گئی۔ راجکماری نے نرم آواز میں کہا۔

"میری بہن تمہاری دُعا میں نہ جانے کیا اثر تھا کہ میں آگ میں جل رہی تھی کہ ایک دم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور میں پھولوں کے بستر پر آ گئی۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے میری بخشش کے لیے دُعا کی تھی۔ اب میں تیری مدد کرنے یہاں آئی ہوں"

ماریا نے کہا۔

"پیاری بہن! کسی طریقے سے میری کھوئی ہوئی طاقت مجھے واپس دلا دو۔ پھر میں خود بخود یہاں سے نکل جاؤں گی"

راجکماری نے مسکرا کر کہا۔

"تمہاری طاقت تمہارے پاس ضرور واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آجائے گی۔ مگر تو پھر بھی یہاں سے نہیں
نکل سکے گی۔ تو اِس ظالم راجکمار کو نہیں
جانتی۔ وہ ایک خبیث رُوح ہے۔ اُس
نے تیری پیٹھ پر جو اپنے خونی پنجے کا نشان
لگا دیا ہے۔ جب تک وہ نشان تیری پیٹھ پر
موجود رہے گا، تو یہاں سے کبھی باہر نہیں
نکل سکے گی۔"

ماریا نے بے چین ہو کر کہا۔

"تو پھر کچھ کرو کہ اِس خونی نشان سے مجھے
نجات ملے۔"

راجکماری بولی:

"میرے ساتھ آؤ۔"

راجکماری ماریا کو ساتھ لیکر قلعے کے باغ میں آگئی۔ باغ میں اندھیرا تھا۔ اندھیرے میں دونوں اچھی طرح سے دیکھ رہی تھیں۔ باغ کے ایک کونے میں ایک آم کے درخت کے نیچے ایک چھوٹی سی باؤلی تھی جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ راجکماری نے کہا۔

"ماریا بہن! کل پورے چاند کی رات ہے۔ کل آدھی
رات کے بعد اِس باؤلی پر آنا۔ یہاں تمہیں
ایک آدمی کی لاش تیرتی ہوئی ملے گی۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں کہے گی کہ میرا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالو۔ تم
اس کا ہاتھ پکڑ لینا۔ لاش نہیں پانی میں
کھینچ کر نیچے لے جائے گی جب تم پانی میں
غوطہ کھا کر باہر نکلو گی تو تمہاری طاقت بھی واپس
آ گئی ہو گی اور تمہیں اس منحوس قلعے سے
نجات بھی مل جائے گی۔"

ماریا نے پوچھا۔

"پھر میں کہاں ہوں گی؟ کیا میں عنبر ناگ، کیٹی اور
تھیو سانگ جولی سانگ سے مل سکوں گی؟"

راجکماری نے کہا۔

"تم آج کے زمانے سے نکل کر وادیٔ سندھ کے
زمانے میں پہنچ جاؤ گی۔ اس سے آگے میں
تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ بس جتنا بتانا تھا، بتا
دیا۔ اب میں جاتی ہوں۔"

اور راجکماری غائب ہو گئی۔ ماریا واپس قلعے کے کمرے میں آ گئی۔ دوسرے دن رات کو ماریا بالکونی میں آ گئی۔ آسمان پر پورا چاند نکلا ہوا تھا۔ ہر طرف پہاڑیوں اور جنگل میں چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ ماریا نے جب محسوس کیا کہ رات آدھی سے زیادہ گذر گئی ہے تو وہ منحوس قلعے سے نکلی اور باؤلی پر آ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا دیکھتی ہے کہ باؤلی کے پانی میں ایک آدمی کی سفید لاش تیر رہی تھی۔ لاش نے ماریا کو دیکھا تو آواز دی۔

"مجھے یہاں سے باہر نکالو۔ میں ڈوب رہا ہوں"۔

ماریا نے نیچے جھک کر لاش کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ لاش نے ماریا کے ہاتھ کو پکڑ کھینچ لیا اور پانی کے نیچے لے جا کر چھوڑ دیا۔ ماریا کو غوطہ آ گیا۔ وہ جب ہاتھ پاؤں چلاتی پانی سے باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہے کہ آسمان پر سورج چمک رہا ہے۔ اِس کے چاروں طرف زیت کے ٹیلے اور کہیں کہیں کیکر کے درختوں کے جھنڈ ہیں۔ راجکماری نے کہا تھا کہ تم وادیٔ سندھ میں نکل جاؤ گی اور منحوس قلعے سے بھی نجات حاصل کر لو گی۔ ایسا ہی ہوا تھا۔ وہاں نہ وہ منحوس سرد پُراسرار قلعہ تھا اور نہ سمندر۔ اِس کی جگہ چاروں طرف خشک ریتلا میدان تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔"

ماریا نے اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ غائب تھی۔ نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا کی طاقت واپس آ چکی تھی۔ اُس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اب اُسے اپنے دوستوں عنبر ناگ، کیٹی، جولی سانگ اور تھیو سانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی تلاش تھی۔ وہ بنجر میدان میں درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف چل پڑی۔ اُس نے اپنی واپس آتی ہوئی طاقت کو آزمانے کے لیے زمین پر سے اُچھل کر ہوا میں تیرنا شروع کر دیا۔ اُس نے فضا میں سونگھا۔ وہاں کسی طرف سے بھی عنبر، ناگ کیسٹی یا جولی سانگ اور تھیوتگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ پھر بھی ماریا اِن کی تلاش میں آگے بڑھتی گئی۔

سب سے پہلے ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ کون سا زمانہ ہے۔ کیا وہ تین ہزار سال پرانے زمانے میں ہی ہے یا اِس کے آگے کے زمانے میں نکل آئی ہے۔ ماریا کو درختوں کے جھنڈ کے پیچھے ایک کچی سڑک نظر آئی۔ سڑک کے کنارے بجلی کے کھمبے لگے ہوئے تھے۔ یہ بجلی کے تاروں کے کھمبے تھے۔ ماریا فوراً سمجھ گئی کہ وہ ۱۹۸۹ء کے ماڈرن سائنس کے زمانے میں نکل آئی تھی۔ بجلی کے کھمبوں کو وہ پہچانتی تھی۔ کیونکہ وہ اِس سے پہلے بھی ۱۹۸۰ء میں ماڈرن زمانے کے شہر لاہور آ چکی تھی۔ اُس نے ایک مسجد دیکھی تو اُسے یقین ہو گیا کہ وہ ۱۹۸۰ء یا ۱۹۸۹ء کے زمانے کے پاکستان میں آ گئی ہے۔ وہ سڑک پر اتر آئی۔ اتنے میں ایک بس گرد اُڑاتی گذر گئی۔ ماریا نے اُس کے اوپر اُڑنا شروع کر دیا۔

کچھ میل کے بعد ایک کھمبے کے باہر بس رُک گئی۔ یہاں ایک دفتر کے اوپر پاکستان کا جھنڈا لہرا تھا۔ یہ میونسپل کمیٹی کا دفتر تھا۔ ماریا نے ایک بورڈ پر پاکستان اور مزدور کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ اُسے یقین

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوگیا کہ وہ ماڈرن زمانے کے پاکستان کے صوبہ سندھ میں ہے۔ اب وہ کسی بڑے شہر پہنچ کر اپنے دوستوں کو تلاش کرنا چاہتی تھی کہ شاید وہ بھی اِس زمانے میں پہنچ چکے ہوں۔ بس آگے چل پڑی۔ ماریا بھی اِس کے اوپر اُڑنے لگی۔

بس ایک صحرائی علاقے سے گذرنے کے بعد ایک میدان میں آگئی جہاں کہیں کہیں کھجوروں کے درخت تھے۔ بس ایک چھوٹی سی جھیل کے قریب سے گذر گئی۔ اچانک ماریا کو سڑک کے درمیان ایک کٹا ہوا درخت پڑا نظر آیا۔ بس کے ڈرائیور نے بھی یہ درخت دیکھ لیا تھا۔ اس نے جلدی سے بریک لگا دی۔ اور بس کو واپس موڑنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ درخت ڈاکوؤں نے ڈالا ہوا ہے۔ اتنی دیر میں بندوق کا فائر ہوا اور چھ سات ڈاکو جنہوں نے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے بندوقیں تانے سڑک کے کنارے درختوں سے نکل کر سامنے آگئے۔ اور انہوں نے بس کو گھیرے میں لے لیا۔ اِن کے سردار ڈاکو نے بندوق کا فائر کرکے کہا۔

"سارے مسافر باہر نکل آؤ"

مسافر ڈرے اور سہمے ہوئے تھے۔ اِس سڑک پر اکثر ڈاکے پڑتے رہتے ہیں۔ جو مسافر ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنیکی کوشش کرتا، ڈاکو اسے گولیوں سے بھون ڈالتے تھے۔ سارے مسافر بس سے نکل کر قطار میں کھڑے ہو گئے۔ اِن میں سے ایک عورت اور اُس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جوان لڑکی بھی تھی۔ سب ڈرے ہوتے تھے اور کانپ رہے تھے۔
ڈاکوؤں کے سردار نے کہا۔

"تمہارے پاس جو زیور، نقدی ہے نکال
کر زمین پر رکھ دو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبر کی خوشبو

مسافروں نے اپنی اپنی جیبوں سے نقدی وغیرہ اور کلائیوں سے گھڑیاں اتار کر زمین پر رکھ دیں۔ عورت نے بھی اپنے اور اپنی جوان بیٹی کے کانوں سے سونے کے بُندے اتار کر نیچے رکھ دیئے۔ ڈاکوؤں نے ساری چیزیں اُٹھا لیں۔ اتنے میں ڈاکوؤں کے سردار کی نظر جوان لڑکی پر پڑ گئی۔ اُس نے اِس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور کہا۔

"میں تم سے شادی کروں گا۔"

عورت اِس کے پاؤں پڑ گئی۔ "سردار اِسے معاف کر دو۔ اِس کی شادی ہو چکی ہے۔" ڈاکو نے گرج کر کہا۔

"ہم اِس کے خاوند کو گولی مار دیں گے۔ پھر تو میں اِس سے شادی کر سکوں گا۔"

لڑکی رونے لگی۔ ڈاکوؤں کی منتیں کرنے لگی۔ عورت بھی اِس کے پاؤں پڑنے لگی خدا اور رسول کا واسطہ دینے لگی۔ مگر ڈاکو زبردستی لڑکی کو کھینچ کر گھوڑے کے پاس لے گیا۔

ماریا ایک طرف کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ وہ درختوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پیچھے چلی گئی اور غیبی حالت سے ظاہر ہو گئی تو سونے کے زیورات پہنے ہوئے تھی۔ وہ ایک دم ڈاکوؤں کے سامنے آگئی اور بولی۔

"سردار! اِس لڑکی کو چھوڑ دو اور مجھے پکڑ لو۔ میں تم سے شادی کرنے کو تیار ہوں۔ میرے پاس زیور بھی بہت ہیں۔"

ڈاکوؤں کے سردار نے ایک بہت ہی خوبصورت گوری لڑکی کو زیور میں لدے پھندے دیکھا تو اُس کی لالچی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ اُس نے کہا۔

"میں اِس لڑکی سے بھی شادی کروں گا اور تم سے بھی بیاہ کروں گا۔ تم دونوں میری بیویاں ہوں گی۔"

ماریا نے کہا۔

"اگر تم نے اِس بے قصور معصوم لڑکی کو نہ چھوڑا تو تمہیں اِس گناہ کی سزا ملے گی کیونکہ یہ لڑکی شادی شدہ ہے۔ یہ کسی کی امانت ہے۔"

ڈاکو سردار قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا۔

"ارے دیکھو! یہ لڑکی مجھے نصیحتیں کرنے لگی ہے۔"

اُس نے اپنے ساتھی ڈاکو سے کہا۔

"کالو رام! اِس لڑکی کو پکڑ کرلے چلو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں اب بھی تمہیں خبردار کرتی ہوں کہ اِس
لڑکی کو چھوڑ دو ورنہ جو کچھ بعد میں ہوگا اِس
کی ساری ذمے تم پر ہوگی مجھ پر نہیں۔"

ہندو ڈاکو غصے میں چیخ اُٹھا۔

"کالو رام! اِس گستاخ لڑکی کو گولی ماردو"

کالو رام ڈاکو نے بندوق کی نالی کا رُخ ماریا کی طرف کیا اور فائر کر دیا۔ بندوق کی نالی نے آگ اُگل۔ دھماکہ ہوا اور گولی ماریا کو لگنے کی بجائے درخت سے جا لگی۔ کیونکہ ماریا غائب ہو چکی تھی۔

یہ معاملہ دیکھ کر سارے مسافر اور ڈاکو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کالو رام نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"سردار! یہ کہیں کالی ماتا تو نہیں تھی"

سردار نے کہا۔

"کالی ماتا کی تو ہم پوجا کر کے چلے تھے۔ یہ کوئی چڑیل تھی۔ گولی کی آواز سن کر بھاگ گئی ہے۔ چلو اِس لڑکی کو اٹھا کر لے چلو"

اب ماریا کی سمجھ میں آیا کہ یہ ہندو ڈاکو ہے۔

جونہی ڈاکو معصوم لڑکی کی طرف بڑھے، کسی نے جیسے اِن کی گردنوں پر کوئی بھاری چیز ماری۔ دونوں ڈاکوؤں کی گردنیں ٹوٹ گئیں اور وہیں گر پڑے۔ دوسرے ڈاکو سہم کر پیچھے ہٹ گئے۔ سردار نے چلّا کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ جادو ٹونہ ہے۔ مجھ پر جادو کا اثر نہیں ہو
سکتا۔ میں اِس لڑکی کو اُٹھاتا ہوں۔ دیکھتا ہوں
مجھے کون روکتا ہے"

ماریا نے آواز دی۔

"بدنصیب ظالم کافر! آج تجھے تیری اور تیرے
ساتھیوں کی موت کھینچ کر یہاں لے آئی ہے۔
اگر تو یہ ظلم نہ کرتا تو شاید میں تمہیں معاف
کر دیتی۔ مگر اب میں تمہیں کبھی معاف نہیں
کروں گی"

ڈاکو سردار بوکھلا سا گیا۔ ماریا نے اُس کے ہاتھ سے بندوق چھین
لی اور ہوائی فائر کیا۔ دوسرے ڈاکو بھاگے مگر ماریا اُڑ کر اُن کے سروں
کے اوپر آگئی اور بھاگتے بھاگتے اِن پر گولیاں برسانے لگی۔ سارے
ڈاکو گولیاں کھا کر خون میں لت پت ہو کر گر پڑے اور تڑپ تڑپ
کر مر گئے۔ سردار ڈاکو گھوڑے پر بیٹھ کر بھاگا۔ ماریا نے بس کے مسافروں
سے کہا۔

"تم لوگ اپنی اپنی نقدی، زیور اور گھڑیاں
لے کر بس میں سوار ہو کر چلے جاؤ"

مسافر بھی سخت ڈرے ہوئے تھے مگر خدا کا شکر ادا کر رہے تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ اُس نے عین وقت پر غیبی مدد بھیج دی۔ وہ جلدی جلدی بس میں سوار ہوگئے۔ لڑکی کی ماں غیبی ماریا کو دُعائیں دینے لگی۔ ڈرائیور نے بس سٹارٹ کی اور حیدرآباد شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔

ماریا ہوا میں اُڑتی ہوئی اُس طرف چلی گئی جدھر ہندو ڈاکو گھوڑے پر سوار ہو کر گیا تھا۔ ماریا کو پہلے تو ڈاکو نظر نہ آیا کیونکہ وہاں بہت کھنڈر تھے اور گہرے نشیب تھے۔ آخر ماریا کو ڈاکو سردار دکھائی دے گیا۔ وہ گھوڑا دوڑاتا ایک طرف بھاگا جا رہا تھا۔ ماریا اُسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر یہ زندہ رہا تو نہ جانے کتنے اور انسانوں پر ظلم کرے گا۔ کتنی بے گناہ معصوم عورتوں کو بے عزت کرے گا اور کتنے لوگوں کو قتل کریگا۔

ماریا ایک سیکنڈ میں اُس کے سر کے اوپر آگئی۔ ڈاکو سردار اپنی طرف سے خطرے سے باہر نکل آیا تھا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اب وہ بچ گیا ہے اور اُسے کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ موت اُس کے سر کے اوپر منڈلا رہی ہے۔ یہ موت ماریا کی شکل میں تھی جو اُس کے سر کے اوپر اُڑ رہی تھی۔ ماریا کے ہاتھ میں ابھی تک بندوق تھی۔ ماریا اُڑتے اُڑتے نیچے آگئی اور کافی آگے جا کر اُس نے فائر کر دیا۔ گھوڑا دھماکے کی آواز سے گھبرا کر سیدھا کھڑا ہوگیا۔ ڈاکو سردار نیچے گر پڑا۔ اِس نے بندوق تان لی اور درخت کے پیچھے گھبرایا ہوا آکر بیٹھ گیا۔

ماریا بڑے آرام سے اُس کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ ڈاکو سردار اسے دیکھ نہیں دیکھ سکتا۔ وہ آنکھیں کھولے اِدھر اُدھر تک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا تھا کہ یہ فائر کی آواز کہاں سے آئی تھی کہ ماریا نے بڑے آرام سے بندوق کی نالی ڈاکو سردار کے ماتھے کے ساتھ لگا دی۔ ڈاکو سردار گھبرا کر اُٹھ کر ایک طرف کو دوڑا۔ ماریا اُچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور اِس کے سر کے اوپر آگئی۔

اب اُس نے آواز دیکر کہا۔

"تمہارے آگے پیچھے ہر طرف موت ہی موت ہے۔ تم کہاں بھاگے جا رہے ہو"

اِس کے ساتھ ہی ماریا نے ڈاکو کی ٹانگوں میں گولی مار دی۔ ڈاکو چیخ مار کر وہیں گر پڑا۔ اِس کی ٹانگوں سے خون بہنے لگا۔ وہ پھر بھی بندوق ہاتھ میں لیے کبھی اِدھر کبھی اُدھر نشانہ لینے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسے کہیں دشمن نظر نہیں آ رہا تھا۔

"میں تمہاری آخری خواہش پوری نہیں کروں گی۔ اِس لیے یہاں سے سیدھا جہنم میں چلے جاؤ۔ کیونکہ تمہارے ظلم و ستم کا یہی انجام ہونا چاہیے"

اور ماریا نے ہندو ڈاکو کے دِل کے عین اوپر بندوق کی نالی لا کر فائر کر دیا۔ دھماکہ ہوا۔ نالی سے گولی نکل کر ہندو ڈاکو کے سینے کو پھاڑتی ہوئی دوسری طرف سے نکل گئی۔ ڈاکو خون میں نہا کر نیچے گرا اور اسی وقت مر گیا۔

ماریا نیچے زمین پر آگئی۔ اُس نے جُھک کر ظالم ڈاکو کی لاش کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ ماریا نے بندوق اُس کے اوپر پھینکی اور چاروں طرف دیکھا کہ اب اسے کس طرف چلنا چاہیے۔ وہ حیدرآباد جانے والی سڑک سے کافی دُور جنگل میں اندر کی طرف نکل آئی تھی۔ وہ اِس طرف چل پڑی جس طرف سُورج مٹی کے اونچے نیچے ٹیلوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔

ابھی ماریا کچھ ہی دور گئی ہو گی کہ اسے فضا میں ایک عجیب سی پاکیزہ اور مقدس خوشبو محسوس ہوئی۔ ماریا نے سوچا کہ یہ ضرور کسی پھول کی خوشبو ہے۔ ماریا کا دِل چاہا کہ وہ اِس پھول کے پاس جائے اور دیکھے کہ جس پھول کی خوشبو اتنی مقدس اور میٹھی ہے وہ خود کس قدر خوبصورت ہو گا۔ ماریا خوشبو کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ وہ ایک باغ میں آ گئی۔ اِس باغ میں گلاب کے پھول لگے تھے مگر یہ خوشبو اِن پھولوں میں سے نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے دو قدم آگے بڑھائے تو کیا دیکھتی ہے کہ پھولوں کے جھاڑ کے پیچھے ایک قبر ہے۔ یہ قبر بڑی پرانی تھی اور پتھروں پر زنگار لگا ہوا تھا۔ قبر کے پیچھے کوئی کتبہ نہیں تھا۔

مقدس خوشبو اِسی قبر سے آ رہی تھی۔ ماریا قبر کے پاس رُک گئی اتنے میں قبر میں سے ایک آواز آئی۔

"ماریا! تم حیران ہو رہی ہو کہ یہ خوشبو اِس قبر میں سے کیسی آ رہی ہے؟ تو سنو! میں ایک مسلمان شہید ہوں۔ میں آج سے کئی سو سال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے مسلمان سپہ سالار محمد بن قاسم کی فوج کے
ساتھ وادیٔ سندھ میں کفار کے لشکر سے
جنگ لڑنے آیا تھا۔ سندھ کے ہندو راجہ
داہر شاہ نے کچھ مسلمان عورتوں پر ظلم کیا تھا
جن کی فریاد پر محمد بن قاسم مسلمانوں کا لشکر
لے کر یہاں آیا۔ اِس جگہ گھمسان کی جنگ ہوئی
مسلمانوں کو اللہ نے فتح دی مگر میں شہید ہو
گیا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ جہادِ اسلام
میں مجھے شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ میں خوش
ہوں کہ تم نے بھی تھوڑی دیر پہلے ایک ہندو
ڈاکو کے ظلم سے ایک مسلمان لڑکی کی عزت
بچائی ہے۔"

ماریا بڑے ادب سے قبر کے سرہانے بیٹھ گئی اور بولی۔
"اے عظیم مسلمان شہید! یہ میری کتنی بڑی خوش
نصیبی ہے کہ میں عظیم مسلمان سپہ سالار محمد بن قاسم
کی فوج کے ایک شہید کی آواز سن رہی ہوں۔"
شہید کی آواز آئی۔
"جو لوگ ظلم کا مقابلہ کرتے ہیں اور پاک باز عورتوں
کی عزتوں کو بچاتے ہوئے اپنی جان قربان کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیتے ہیں وہ شہید ہوتے ہیں۔ میں تم پر بڑا
خوش ہوں کہ تم نے ایک بے گناہ لڑکی کو ایک
کافر کے ظلم سے بچا لیا اور کافر کو موت کے گھاٹ
اتار دیا۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں۔"
ماریا نے کہا۔
"اے عظیم شہید! آپ نے مجھ سے بات کی۔ میرے
لیے یہی بہت کچھ ہے اور میں اسے اپنی زندگی
کی سب سے بڑی خوش بختی سمجھتی ہوں۔"
شہید کی آواز آئی۔
"پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی کسی خواہش
کا اظہار کرو۔"
ماریا کے منہ سے نکل گیا۔
"مجھے ناگ بھائی کے پاس پہنچا دیجیے۔"
شہید کی آواز بلند ہوئی۔
یہاں سے کچھ دور مشرق کی طرف ایک شمشان
ہے وہاں تمہیں ناگ مل جائے گا۔ خدا تمہاری
حفاظت کرے۔ آمین! اب میں اپنی جنت
میں واپس جا رہا ہوں۔
اس کے بعد مقدس میٹھی خوشبو آہستہ آہستہ دور ہونے لگی پھر یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو غائب ہو گئی ۔ ماریا مشرق کی طرف چل پڑی ۔ کچھ دُور جانے کے بعد اسے ایک ٹوٹی پھوٹی چار دیواری نظر آئی ۔ ماریا کو اچانک یہاں ناگ کی خوشبو آئی ۔ ماریا کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی ۔ وہ جلدی سے شمشان میں داخل ہو گئی ۔ وہاں چبوترے پر رات کو کسی مُردے کی لاش جلائی گئی تھی. چبوترے پر راکھ پڑی تھی ۔ ناگ کی خوشبو اُسی چبوترے سے آ رہی تھی. ماریا غیبی حالت میں تھی ۔ وہ جس دیوار کے اندر چاہے داخل ہو سکتی تھی جب اُس کو یقین ہو گیا کہ ناگ کی خوشبو چبوترے کے اندر سے آ رہی ہے تو وہ چبوترے کی دیوار کے اندر داخل ہو گئی ۔ کیا دیکھتی ہے کہ آگے ایک اندھیری سُرنگ ہے ۔ ماریا سُرنگ میں آگے بڑھتی گئی. ناگ کی خوشبو تیز ہوتی جا رہی تھی ۔

اچانک ماریا کو سرنگ میں ایک ڈراؤنی شکل والی مورتی نظر پڑی ناگ سُرخ نیولے کی شکل میں اسی مورتی کے پیٹ میں تھا۔ مگر اسے ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی تھی ۔ وہ ماریا سے اس کی زبان میں بات نہیں کر سکتا تھا ۔ ناگ صرف نیولے کی زبان میں بول سکتا تھا ۔ ماریا نے محسوس کر لیا تھا کہ ناگ کی خوشبو اِس مورتی سے آ رہی ہے ۔ لیکن ایسا تو نہیں ہے کہ یہ مورتی ناگ ہی کی ہو ۔

ماریا ابھی مورتی کے سامنے کھڑی اِسے غور سے دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک اسے دو بھیانک شکلوں والے آدمی سرنگ کی دوسری طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے آتے نظر آئے۔ ماریا زمین سے اوپر اُٹھ گئی۔ یہ دو بدروحیں تھیں۔ دونوں بدروحیں مورتی کے سامنے آئیں انہوں نے جھک کر مورتی کو سلام کیا اور ایک بدروح کہنے لگی۔

مورتی دیوی! ہماری بدروحوں کی ملکہ نے
سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ کے پیٹ
میں جو سُرخ نیولا ہے، اِس کو باہر نہ نکلنے
دیا جائے۔

مورتی کی زبان منہ کے اندر چلی گئی اور پھر اِس کا منہ بند ہو گیا بدرُوح نے جھک کر کہا۔

"مورتی دیوی کا شکریہ"

یہ کہہ کر دونوں بدروحیں جدھر سے آئی تھیں اُدھر کو چلی گئیں۔

ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ اِس پتھر کی مورتی کے پیٹ میں سُرخ نیولا کون ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ناگ کو بدروحوں کی ملکہ نے جادو کے زور سے نیولا بنا کر اِس کے پیٹ میں قید کر دیا ہے کیونکہ ناگ کی خوشبو بھی مورتی کے اندر ہی سے آ رہی تھی۔ ماریا اسی وقت مورتی کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ پیٹ کے اندر جا کر کیا دیکھتی ہے کہ ایک سرخ نیولا ایک طرف چپ چاپ سر جھکائے بیٹھا ہے۔ ماریا اِس کے قریب گئی۔ نیولے کے جسم سے ناگ کی بڑی تیز خوشبو آ رہی تھی۔ ناگ کو ماریا کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو کا احساس نہیں ہوا تھا۔ ماریا کو یقین ہو گیا کہ یہی ناگ ہے۔ اِس نے نیولے کو اُٹھا لیا۔ نیولا یعنی ناگ اِس کے ہاتھوں میں آتے ہی نظر آنا بند ہو گیا کیونکہ ماریا خود غائب تھی اور جو چیز وہ اٹھا لیتی تھی وہ بھی غائب ہو جاتی تھی۔ ماریا کو خطرہ تھا کہ ہو سکتا ہے مورتی دیوی اِس پر حملہ کر دے۔ مگر مورتی خاموش تھی۔ ماریا جونہی ناگ کو لے کر مورتی کے پیٹ سے باہر نکلی ایک طرف سے کسی عورت کی ڈراؤنی چیخ کی آواز فضا میں بلند ہوئی اور پھر وہاں زلزلہ سا آگیا۔

سرنگ کی دیواریں ڈولنے لگیں۔ سامنے سے پیرن نرتکی بال کھولے چیختی مارتی مورتی کی طرف بڑھی اِس کے گلے میں جو سانپ لٹک رہا تھا اُس نے ماریا کے جسم سے آتی ہوئی ناگ دیوتا کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ پیرن کی گردن سے نکل کر جہاں ماریا فضا میں بلند تھی وہاں آکر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور بار بار سر جھکانے لگا۔ ناگ دیوتا کی خوشبو پیرن نرتکی کو آ رہی تھی۔ ناگ دیوتا کی طاقت چونکہ ختم ہو گئی تھی' اِس لیے اُس کے نیولے والے جسم سے ناگ کی خوشبو آنا بند ہو گئی تھی۔ یہ خوشبو ماریا کے جسم سے آ رہی تھی جو وہاں کسی کو بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔

پیرن نرتکی نے چیخ مار کر کہا۔

"مورتی دیوی! ناگ دیوتا کی خوشبو کہاں سے آ رہی ہے۔ ناگ دیوتا غائب ہو گیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیرن نرتکی کو علم ہو گیا تھا کہ کسی نے مورتی کے پیٹ سے ناگ کو نکال لیا ہے۔ ماریا اِن کے اوپر فضا میں بلند یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ مورتی کا منہ کھُل گیا۔ اُس کی زبان باہر لٹکنے لگی اور آواز آئی۔

"نرتکی! ناگ دیوتا کو کوئی غیبی طاقت میرے پیٹ سے نکال کر لے گئی ہے۔ اب تو بدرُوحوں کے جنگل کی ملکہ نہیں رہی۔"

پیرن نرتکی نے ایک بھیانک چیخ ماری اور بولی۔

ناگ دیوتا کو کون لے گیا؟ کون لے گیا؟ کون ہے میرا دشمن؟ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

ماریا کی سمجھ میں ساری بات آگئی تھی۔ اسی پیرن نے بدروحوں کی ملکہ بننے کے لیے ناگ کو نیولا بنا کر مورتی کے پیٹ میں قید کر دیا تھا۔

ماریا نے سانپ کی طرف دیکھا۔ جو کنڈلی مارے اِس کو بار بار سلام کر رہا تھا۔ ماریا نے سانپ کی زبان میں کالے سانپ سے کہا۔

"میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔ ناگ دیوتا نیولے کی شکل میں میرے پاس ہے۔ کیا تو ناگ دیوتا کی مدد کر سکتا ہے؟"

کالا سانپ بولا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن میں مجبور ہوں۔ پیرن
جادو گرنی ہے"

اتنے میں پیرن نرتکی نے کالے سانپ کی طرف ہاتھ بڑھا کر
غصے سے کہا۔

"تو یہاں کنڈلی مارے کیوں بیٹھا ہے"

اُس نے سانپ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ کر اپنی گردن میں
ڈال لیا۔ اُس وقت مورتی کی آواز بلند ہوئی۔

"پیرن! اب تو ملکہ نہیں ہے۔ تمہارے لیے بہتر
ہے کہ تو بدروحوں کی دنیا سے جتنی جلدی ہو
سکے باہر نکل جا"

مورتی کی زبان سے ایک چنگاری نکل کر پیرن نرتکی پر گری اور
پیرن کے سر پر جو تاج تھا وہ بھک سے اُڑ گیا۔ پیرن نرتکی اب ملکہ
نہیں رہی تھی۔ وہ کالے سانپ کو لے کر سرنگ کے دروازے کی طرف
دوڑی۔ ماریا اُس کے پیچھے تھی۔ پیرن سرنگ میں سے اوپر آ
کر شمشان کے چبوترے سے باہر نکل آئی۔ ماریا اِس کے تعاقب میں
تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پیرن نے ناگ کو جادو کے زور سے نیولا بنایا
ہے اور اِس کی طاقت ختم کی ہے۔ اب وہی اِس کو پھر سے ٹھیک
کر سکتی ہے۔ پیرن شمشان سے نکل کر بھاگتی ہوئی اپنی جھونپڑی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آکر گر پڑی۔ اُس نے گلے میں سے کالے سانپ کو نکالا اور غصے سے چلائی۔

"میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ میں
تجھے کچا چبا جاؤں گی۔"

پیرن نے سانپ کو پکڑنا چاہا تو سانپ اپنی موت سامنے دیکھ کر اُس کی گردن سے اُچھل کر دُور گھاس پر گرا اور ایک طرف بھاگ کر غائب ہوگیا۔ تب ماریا نے پیرن کو آواز دی۔

"نرتکی پیرن! میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا بول
رہی ہوں۔ میں تمہیں نظر نہیں آسکتی مگر تم
مجھے نظر آرہی ہو۔"

ایک عورت کی غیبی آواز سنتے ہی پیرن اُٹھ کر بیٹھ گئی اور اردگرد حیرانگی سے دیکھنے لگی۔

"کون ہو تم؟" اُس نے گھبرا کر کہا۔

ماریا نے کہا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں ناگ دیوتا کی
بہن ماریا ہوں اور ناگ دیوتا نیولے کی شکل
میں میرے ساتھ ہے۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں
کہ ناگ کو پھر سے انسانی شکل میں لانے والا
منتر مجھے بتا دو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیرن نرتکی نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور بڑے غرور سے بولی۔

"تم جو کوئی چڑیل یا جن بھوت ہو۔ میں تم سے
نہیں ڈرتی اور میں تمہیں منتر کبھی نہیں بتاؤں
گی۔ اگر تم نے ناگ دیوتا میرے حوالے نہ کیا
تو میں ابھی ایک خفیہ اگنی منتر پڑھ کر تمہیں
جلا کر راکھ کر ڈالوں گی۔"

ماریا نے سوچا یہ جادوگرنی ہے جو واقعی اِس پر کوئی جادو نہ کر دے بہتر یہی ہے کہ ابھی یہاں سے چلی جائے۔ ماریا نے غوطہ لگایا اور فضا میں بلند ہو کر جنگل کے کنارے جو ریت کے ٹیلے تھے وہاں چلی گئی۔ یہاں کالے سانپ کا بل تھا۔ کالا سانپ پیرن کے جادو کے ڈر سے اِس جگہ نہیں تھا بلکہ وہاں سے چند قدم دُور ایک درخت کی ٹہنیوں میں چھپا نیچے دیکھ رہا تھا۔ اُسے ایک بار پھر ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو آئی وہ سمجھ گیا کہ ناگ کی غیبی بہن وہاں آگئی ہے۔

کالے سانپ نے سانپوں کی زبان میں بولا

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن ماریا! اگر تو یہاں ناگ
کے ساتھ موجود ہے تو مجھے بھی یہاں سے اُٹھا
کر جنوب کی طرف بھاگ چل۔ کیونکہ پیرن یہاں
آنے ہی والی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے سانپ کو درخت کی ٹہنی پر سے اُٹھا کر اپنی گردن میں ڈال لیا۔ کالا سانپ ماریا کی گردن کے ساتھ لگتے ہی غائب ہو گیا۔ اتنے میں سپیرن بھی کالے سانپ کو ڈھونڈھتی ہوئی وہاں آ گئی۔ اُسے وہاں سے ناگ کی ہلکی سی خوشبو آئی جو ماریا کے جسم سے نکل رہی تھی تو اُس نے منتر پڑھ کر ہوا میں پھونکا اور چلّائی

"تم جو کوئی بھی ہو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی"

ماریا کو فضا میں ایک دھچکا لگا۔ وہ اوپر کو اُٹھ گئی۔ کالے سانپ نے ماریا سے کہا۔

ماریا بہن! یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے دور چلی چلو۔ نہیں تو سپیرن کا جادو اثر کر جائے گا۔"

ماریا نے ناگ کو نیولے کی شکل میں اٹھا رکھا تھا۔ وہ وہاں سے تیزی سے اُڑتی ہوئی ویران میدان میں دُور نکل گئی جہاں نیچے چھوٹے مٹی کے ٹیلے تھے۔ وہ یہاں اُتر کر ایک ٹیلے کے پاس بیٹھ گئی۔ اب اُس نے سانپ سے کہا

"مجھے بتاؤ کہ ناگ دیوتا پر سے سپیرن کے جادو کا اثر کیسے ختم ہو سکتا ہے۔"

کالا سانپ بولا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اِس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ پیرن ناگن اب ناگ دیوتا کو حاصل کرنے کے لیے ایک چلّہ کرے گی۔ یہ چلّہ وہ یہاں ایک پرانے مندر کے سامنے تالاب کے کنارے آدھی رات کو بیٹھ کر کرے گی۔

اِس وقت وہ عورت سے ایک ناگن کی شکل اختیار کرے گی۔ اِس وقت اگر تم اِس پر نیولا چھوڑ دو تو دونوں کی جنگ ہوگی اور اگر نیولے نے پیرن ناگن کو ہلاک کر ڈالا تو ناگ دیوتا پر اِس کا جادو ختم ہو جائے گا۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا پیرن ناگن بن کر اپنے جادو کے زور سے نیولے کو ہلاک نہیں کر ڈالے گی؟"

کالا سانپ بولا۔

"نہیں وہ ایسا نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ جب ایک بار چلّہ کاٹنے کے لیے بیٹھ جائے گی اور ناگن کی شکل اختیار کرے گی تو پھر اِس کا جادو اس کے پاس نہیں رہے گا اور یہ جادو کی طاقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صبح ہونے سے پہلے نہیں آئے گی۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا ناگ نیولے کی شکل میں پیرن کا مقابلہ
کر سکے گا۔"

کالا ناگ بولا۔

"ناگ پر پیرن کے جادو کا اثر ہے۔ وہ اِس
سے لڑائی نہیں کر سکے گا۔"

ماریا نے پریشانی سے پوچھا۔

"تو پھر دوسرا نیولا ہم کہاں سے لائیں گے۔"

کالا ناگ کہنے لگا۔

"پیرن کی جھونپڑی میں ایک دوسرا نیولا بھی
بندھا ہوا ہے۔ یہ نیولا بڑا خونخوار ہے اور ناگوں
کا دشمن ہے۔ اگر ہم اِسے لاکر ناگن پیرن پر
چھوڑ دیں تو وہ ضرور اسے ہلاک کر دے گا۔"

ماریا نے کہا۔

"پیرن کس وقت چلہ کرے گی۔"

کالا سانپ کہنے لگا۔

"پیرن بد رُوحوں کے جنگل کی دوبارہ ملکہ بننا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہتی ہے اور جب تک وہ ناگ دیوتا کو
اپنے قبضے میں نہیں لے لیتی وہ دوبارہ ملکہ
نہیں بن سکتی۔ اِس لیے مجھے یقین ہے کہ وہ
ناگ دیوتا کو حاصل کرنے کے لیے آج رات کو
ہی پرانے مندر کے تالاب کنارے چلّہ کاٹنے
بیٹھ جائے گی۔"

ماریا نے کہا

"ٹھیک ہے جب وہ چلّہ کاٹنے بیٹھے گی اور ناگن
کی شکل بدلے گی۔ تو ہم دوسرے نیولے کو
لاکر اُس پر چھوڑ دیں گے۔"

کالا سانپ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو۔ پہلے پیرن کی جھونپڑی والے
نیولے کو اپنے قبضے میں کرتے ہیں۔"

ماریا نے سانپ کو گردن میں ڈالا اور فضا میں اُڑتی ہوئی پیرن
نرتکی کے جھونپڑے میں آگئی۔ جھونپڑی خالی تھی۔ پیرن ابھی تک وہاں
نہیں پہنچی تھی۔ نیولا جھونپڑی کے باہر بندھا ہوا تھا۔ کالے سانپ نے کہا۔

"یہی وہ خونخوار نیولا ہے۔ جو پیرن کو ناگن کے
روپ میں ہلاک کر سکتا ہے۔"

ماریا نے نیولے کو اُٹھا لیا۔ یہ نیولا بھی ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غائب ہوگیا۔ ماریا اِسے لے کر ٹیلے کی طرف چلی آئی۔ یہاں وہ کالے سانپ کے ساتھ بیٹھ گئی اور رات کا انتظار کرنے لگی۔ جب رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا گیا تو اُس نے سانپ کو ساتھ لیا اور پرانے مندر کی طرف چل پڑی۔ پرانا مندر جب کچھ فاصلے پر رہ گیا تو ماریا نے کالے سانپ سے کہا۔

"اگر میں تمہارے ساتھ گئی تو پیرن کو میرے جسم سے آنے والی ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس ہو جائے گی اِس لیے تم جاؤ اور مندر کے قریب تالاب کنارے چھُپ کر بیٹھ جاؤ۔ جونہی پیرن نے ناگن کا روپ بدلا تو فوراً مجھے آکر خبر کر دینا۔"

کالا سانپ چلا گیا۔ وہ پرانے مندر کے پاس تالاب کے کنارے ایک رات جھاڑیوں میں چھُپ کر بیٹھ گیا۔ آدھی رات کے بعد اسے پیرن آتی دکھائی دی۔ پیرن آتے ہی تالاب کنارے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور بولی:

"مورتی دیوی! میں ناگ کو حاصل کرنے کے لیے اپنا سب سے خطرناک چلہ کاٹنے لگی ہوں۔"

یہ کہہ کر پیرن نے اپنے منہ سے پھنکار کی آواز نکالی اور دوسرے لمحے وہ ناگن بن گئی۔ اسی وقت کالا سانپ ماریا کو اطلاع دینے تیزی سے روانہ ہوگیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن کی پھنکار

ماریا پہلے ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔
کیونکہ وہ جانتی تھی کہ کالا سانپ اُسے نہیں دیکھ سکے گا۔ ماریا نے راستہ میں ہی سانپ کو اوپر اٹھا لیا اور پوچھا۔

"کیا خبر لاتے ہو؟"

کالے سانپ نے کہا۔

"پیرن اِس وقت ناگن بن چکی ہے"

دوسرا نیولا ماریا کے پاس ہی تھا۔ وہ وہیں سے پرانے مندر کی طرف پرواز کر گئی۔ وہاں آکر کیا دیکھتی ہے کہ پیرن کی جگہ پرانے مندر کے سامنے تالاب کے کنارے ایک ناگن پھن اٹھائے بیٹھی ہے اور جھوم رہی ہے۔ پیرن ناگن کے رُوپ میں چلّہ کر رہی تھی۔ اس وقت اُس کے پاس جادو کی طاقت نہیں تھی۔ کالے سانپ نے کہا۔

"ماریا بہن نیولے کو اِس پر چھوڑ دیں"

ماریا نے دوسرے نیولے کو ناگن کے پاس چھوڑ دیا۔ نیولے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اپنے سامنے ناگن کو دیکھا تو اس پر جھپٹ پڑا۔ پیرن ناگن نے نیولے کو پہچان لیا کہ یہ تو اِسی کی جھونپڑی والا نیولا ہے۔ مگر چونکہ پیرن کے پاس اِس وقت جادو کی طاقت نہیں تھی اس لیے وہ اِس پر منتر نہیں پھونک سکتی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ اس کے خلاف سازش ہوئی ہے۔ مگر اب اُسے نیولے کے ساتھ جنگ کرنی پڑ گئی تھی۔

نیولے اور سانپ کی لڑائی جب ہوتی ہے تو سانپ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ نیولے کے منہ پر ڈسے اور نیولے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ سانپ کی گردن اپنے دانتوں میں دبا کر اِسے چبا ڈالے۔

لڑتے وقت نیولے کا جسم پھول جاتا ہے اور اِس پر کانٹے اُبھر آتے ہیں جس کی وجہ سے سانپ سوائے نیولے کے مُنہ کے اور کسی جگہ نہیں ڈس سکتا۔ ناگن نے پھنکار مار کر نیولے پر حملہ کر دیا۔ اِس کی یہی کوشش تھی کہ وہ کسی طرح نیولے کے منہ پر کاٹ کر اُسے اپنے زہر سے ہلاک کر دے۔ مگر نیولا بھی بڑا ہوشیار تھا وہ ناگن کی گردن اپنے تیز باریک دانتوں میں سے لے کر اُسے چبا ڈالنا چاہتا تھا۔ دونوں کی زبردست لڑائی شروع ہو گئی۔

ماریا اور کالا سانپ اور سُرخ نیولا یعنی ناگ یہ لڑائی بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ ناگ کو اب یہ احساس ہو گیا تھا کہ وہ ماریا کے پاس ہے مگر ابھی تک اُس کو یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اُس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی طاقت کیوں اس سے چھن گئی ہے اور وہ نیولا سے ناگ کیسے بنے گا۔ نیولا اور ناگن خونخواری سے لڑ رہے تھے۔

ایک بار ناگن غضب ناک ہو کر نیولے کے منہ پر ڈسنے ہی لگی تھی کہ نیولا تڑپ کر دُور جا گرا۔ ناگن اِس پر لپکی تو نیولے نے اِس کی دُم کو دانتوں میں لے کر زور سے جھٹکا دیا۔ ناگن کی دُم آدھی کٹ کر الگ ہو گئی۔ کٹی ہوئی دم تڑپنے لگی۔ ناگن کی دُم سے خون نکلنے لگا۔ ناگن قیامت بن گئی۔ وہ دیوانہ وار نیولے پر حملے کرنے لگی۔ مگر نیولا بھی ہر بار وار بچا لیتا تھا۔ ماریا کو فکر لگی کہ کہیں ناگن نیولے کو ہلاک نہ کر دے۔ اُس نے پریشان ہو کر کالے سانپ سے کہا۔

"کیا میں ناگن کے دو ٹکڑے نہ کر دوں"

کالا سانپ بولا۔

"بہن ماریا بہن! ناگ دیوتا پر سے جادو کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پیرن ناگن کو نیولا ہی ہلاک کرے"

ماریا نے کچھ خوف محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"اور اگر بدقسمتی سے ناگن نے نیولے کو مار ڈالا تو کیا ہو گا"

کالا سانپ بولا۔

"پھر ناگ دیوتا کبھی انسانی شکل میں نہیں آسکے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا دِل میں خدا سے دُعا میں مانگنے لگی کہ نیولا کامیاب ہو جائے۔ نیولا لہولہان ہو گیا تھا۔ ناگن کی دُم آدھی کٹ گئی تھی مگر اب بھی وہ بے جگری سے نیولے پر حملے کر رہی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ اس کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ نیولا بھی مرنا نہیں چاہتا تھا۔ اچانک ناگن کے جسم میں کمزوری آنے لگی۔ کیونکہ کٹی ہوئی دم کے زخم سے کافی خون بہہ چکا تھا۔ نیولے نے اِس کمزوری کو محسوس کرتے ہی اپنے حملے تیز کر دیئے۔ ایک بار ناگن نے ذرا سی کمزوری دکھائی تو نیولے نے لپک کر اُس کی گردن اپنے دانتوں میں پکڑ لی۔

ناگن کی گردن نیولے کے دانتوں میں آئی تو اُس نے اسے چھٹکنا شروع کر دیا۔ ناگن پہلے ہی نڈھال تھی۔ نیولے کے شکنجے میں پھنسی تو اُس کی رہی سہی ہمت نے جواب دے دیا۔ نیولے نے دیکھتے دیکھتے ناگن کی گردن کو اُس کے دھڑ سے الگ کر کے دُور پھینک دیا۔ گردن کا کٹنا تھا کہ ماریا کی گود میں ناگ نے نیولے کی شکل سے اِنسان کی شکل اختیار کر لی اور ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔

ماریا میں تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ تم اگر میری مدد کو نہ آتیں تو میرا انسانی شکل میں واپس آنا ناممکن تھا۔

ماریا نے کہا۔

خدا کا شکر ہے کہ تم پر پیرن کا جادو ٹوٹا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر اِس کے لیے تمہیں کالے سانپ کا شکریہ
ادا کرنا چاہیے۔ اگر یہ ہماری مدد نہ کرتا تو
پیرن ہلاک نہیں ہو سکتی تھی۔"

کالا سانپ فوراً سر جھکا کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو سلام ہو۔ یہ تو میرا
فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔ یہ میری خوش قسمتی
ہے کہ میں ناگ دیوتا کو انسان کی شکل میں دیکھ
رہا ہوں۔"

ناگ دیوتا نے کہا

"بہر حال ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ناگ نے جھک کر نیولے کو اُٹھایا۔ نیولا لہولہان تھا۔ اُس کی حالت بھی خراب تھی۔ پیرن مر چکی تھی مگر نیولا بھی آخری دموں پر تھا۔ ناگ، ماریا اور کالے سانپ نے اُسے بچانے کی کافی کوشش کی مگر نیولا زخموں سے چُور تھا۔ اُس نے آخری بار ناگ دیوتا کو دیکھا اور مر گیا۔

ماریا ناگ اور کالے سانپ کو نیولے کی موت کا بہت افسوس ہوا۔ انہوں نے اُسے ایک جگہ زمین کھود کر بڑے احترام سے دفن کیا۔

پھر ماریا نے کالے سانپ سے کہا

"اب تم کہاں جاؤ گے؟"

کالا سانپ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ناگ دیوتا کی بہن ماریا! میں یہاں سے بلوچستان
کی پہاڑیوں کی جانب نکل جاؤں گا۔"

کالے سانپ نے پھن جھکا کر پہلے ناگ کو پھر جس طرف سے اسے ماریا کی آواز آتی تھی اس طرف منہ کر کے سلام کیا اور چلا گیا۔ کالے سانپ کے جانے کے بعد ماریا نے ناگ سے کہا۔

"میں بڑی عجیب و غریب دنیا سے نکل کر
یہاں تک آئی ہوں اور تم سے ملی ہوں۔"

پھر ماریا نے ناگ کو اپنی ساری کہانی بیان کر دی۔ ناگ نے کہا۔

"میری کہانی بھی بڑی عجیب ہے۔ میں تمہاری
تلاش میں لاہور سے کراچی آیا تھا کہ۔۔۔۔"

اس کے بعد ناگ نے بھی ماریا کو سارے واقعات بیان کر دیئے۔ ماریا کو جب پتہ چلا کہ بھیو سانگ اور جولی سانگ بھی لاہور میں ہی ہے اور وہ ۱۹۸۹ء کے زمانے کے پاکستان میں ہے تو وہ بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی۔

"ناگ بھیا تم تو جانتے ہی ہو کہ مجھے پاکستان
میں آکر کتنی خوشی ہوتی ہے۔"

ناگ بولا۔

"ہم سب کو پاکستان آکر بہت خوشی ہوتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ نیا اسلامی
ملک ہے اور یہاں کے لوگ بڑے محبت کرنے
والے اور زندہ دِل ہیں۔ دوسری بات یہ
ہے کہ یہاں ہمارے تاریخی سفر اور سنسنی خیز
سفر کی داستان ایک شخص لکھ رہا ہے۔ ہم
ہر بار اُس سے ملتے ہیں۔ اِس بار بھی
اُس سے ضرور ملاقات کریں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"وہ آج کل سمن آباد رہتا ہے۔ اور وہیں بیٹھ
کر ہمارے سفر کی داستان لکھتا ہے۔"

ناگ بولا۔

"مجھے اُس کے گھر کا ایڈریس معلوم ہے۔ ہم
اُس سے ضرور ملنے جائیں گے۔"

ماریا نے اُداس ہو کر کہا۔

"لیکن مجھے افسوس ہے کہ کیٹی ہم سے ابھی
تک جدا ہے۔ خدا جانے وہ کہاں ہوگی۔"

ناگ نے کہا۔

"خدا نے چاہا تو ہمارے حیرت انگیز سفر کے
کسی موڑ پر کیٹی سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب چلو لاہور چلتے ہیں۔ بھیو سانگ اور جولی
سانگ تم سے مل کر بڑے خوش ہوں گے۔"

ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور سانپ بن گیا۔ ماریا نے ناگ کو اپنے بازو کے گرد لپیٹا اور اُسی وقت فضا میں بلند ہو کر لاہور شہر کی طرف اُڑنا شروع کر دیا۔ اُس وقت رات کے دو بج رہے تھے ماریا لاہور کی سمت پرواز کر رہی تھی۔ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد ماریا اور ناگ کو راستے کا علم ہو گیا۔ کیونکہ وہ ادھر سے پاکستان آنے کے بعد کئی بار رات کے اندھیرے میں گذرا کرتے تھے۔ ماریا بڑی تیز رفتار کے ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ اُس کی رفتار ہوائی جہاز کی رفتار سے کئی گنا زیادہ تھی۔ چنانچہ پندرہ منٹ کے اندر اندر انہیں لاہور شہر کی جگمگاتی ہوئی روشنیاں نظر آنے لگیں۔

عنبر بھیو سانگ اور جولی سانگ لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں آگئے تھے اور اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ناگ خدا جانے کہاں گم ہو گیا۔ ماریا کی تلاش میں گیا اور خود بھی غائب ہو گیا۔ اچانک بھیو سانگ نے سانس لے کر کہا۔

"مجھے ماریا اور ناگ کی خوشبو آرہی ہے۔"

جولی سانگ نے ناک سکیڑا اور خوش ہو کر بولی۔

"مجھے بھی اُن کی خوشبو آرہی ہے۔ ماریا ناگ آرہے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تینوں اپنے کمرے کی بالکونی میں آتے تو ماریا اور ناگ کی خوشبو
تیز ہوگئی اور پھر ماریا ان کے قریب ہی بالکونی میں اُتر آتی اور بولی۔
"تھیرسانگ اور جون سانگ کو ماریا اور ناگ کا
سلام پہنچے۔"

ناگ پھنکار مار کر انسان کی شکل میں آگیا۔ تھیو سانگ اور جون سانگ اور عنبر کو ناگ اور ماریا کو اپنے قریب پاکر بیحد خوشی ہوئی۔ پانچوں پرانے ساتھی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ ان سب کو اب کینی کی پریشانی تھی کہ وہ کہاں اور کس حالت میں ہوگی۔ لیکن ان سب کو یقین تھا کہ کینی اگر پاکستان میں ہوئی تو بہت جلد اُس سے ملاقات ہو جائے گی۔ عنبر نے کہا۔

"اگر کینی کسی پرانے زمانے میں بھی ہوگی تب
بھی کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی موڑ پر اس سے
ضرور ملاقات ہو جائے گی۔"

ناگ بولا۔

"لیکن ہمیں پاکستان میں کینی کی تلاش جاری
رکھنی چاہیے۔"

اچانک ماریا کو ایک خیال آگیا وہ کہنے لگی۔

"یہاں لاہور میں ایک مصنف جس کا نام
اے حمید ہے وہ ہمارے سنسنی خیز طلسماتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایڈونچرس سفر کی پوری کہانی لکھ رہا ہے اور
عنبر ماریا کے عنوان سے ہمارے سفر کی
کہانی کی کتابیں بھی چھاپ رہا ہے۔ کیوں نہ
اِس سے ملاقات کی جائے۔"

عنبر نے کہا۔

"اِس سے مل کر ہمیں کیٹی کا کیسے پتہ چلے گا!"

ماریا کہنے لگی۔

"وہ اِس طرح کہ یہ مصنف ہماری جو کہانی لکھ
رہا ہے تو اُسے ہمارے سفر کے آنے والے واقعات
کا بھی پتہ ہے۔ یعنی وہ ہمارے پانچ ہزار سال
کے سفر کے پورے واقعات جانتا ہے۔ اِس
لیے اُسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ کیٹی اِس
وقت کہاں ہے۔"

بھیو سانگ، جولی سانگ اور ناگ حیران ہو کر اِس کا منہ تکنے لگے۔ عنبر بولا۔

"اِس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا تھا۔ تم
نے بالکل ٹھیک کہا۔ جب یہ شخص ہمارے
سفر کی ساری داستان شروع سے آخر تک
جانتا ہے تو اسے ضرور معلوم ہوگا کہ کیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِس وقت کہاں ہے۔ چلو اِس سے جا کر
ملتے ہیں۔"

ناگ بھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی اِس تجویز کو پسند کیا
ناگ نے کہا۔

"اِس وقت رات کافی گذر گئی ہے۔ صبح اِس
کے پاس چلیں گے۔"

اب عنبر، ناگ، ماریا اور بھیو سانگ، جولی سانگ صبح ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ جب دِن چڑھ آیا اور لاہور شہر کی سڑکوں پر دھوپ نکل آئی تو عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ، بھیو سانگ پانچوں دوست اِس مصنف کے گھر کی طرف چل پڑے جو اِن پراسرار کرداروں کے سنسنی خیز سفر کے حالات لکھ رہا تھا۔

ناگ انہیں سمن آباد لے آیا۔ یہاں عنبر، ناگ، ماریا کہانی کے مصنف اے حمید کی کوٹھی کے سامنے یہ پانچوں پُراسرار کردار آکر رُک گئے۔ ناگ نے گھنٹی بجائی۔ اندر سے خادمہ نے آکر پوچھا۔

"کس سے ملنا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"حمید صاحب ہیں؟ انہیں کہیے کہ عنبر ناگ ماریا
آپ سے ملنے آئے ہیں۔"

خادمہ کچھ نہ سمجھ سکی۔ تھوڑی دیر بعد عنبر، ناگ، ماریا کا مصنف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خود کوٹھی کے گیٹ پر آ گیا۔ اُس نے غور سے عنبر، ناگ، بھیو سانگ اور جولی سانگ کو دیکھا اور کہا۔

"آپ دوستوں کے لاہور آنیکی مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اندر تشریف لے آیئے۔"

مصنف اے حمید اِن پر اسرار ماضی کے مسافروں کو ڈرائینگ روم میں لے آیا۔ اُس نے ماریا کی طرف دیکھا اور بولا۔

"ماریا! تمہارے ساتھی کیٹی نہیں ہے۔"

اے حمید مسکرا رہا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ کیٹی اُن کے ساتھ کیوں نہیں ہے اور کیٹی اِس وقت کہاں ہو گی۔ ماریا نے کہا۔

تم ہماری کہانی لکھ رہے ہو۔ تمہیں تو خود معلوم ہو گا کہ کیٹی کہاں ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"اصل میں ہم تم سے یہی معلوم کرنے آئے ہیں کہ کیٹی کہاں ہے۔ کیونکہ ہم سب دوست لاہور میں اکٹھے ہو گئے ہیں مگر کیٹی نہیں ہے۔ وہ ہمیں نہیں معلوم کہ کہاں، کس زمانے میں کس شہر میں اور کن حالات میں ہے۔"

مصنف اے حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ چائے پیو۔ پھر باتیں کریں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خادمہ چائے لے آئی۔ ناگ بولا۔

"تم سے زیادہ اِس بات کو کون بہتر جانتا ہے کہ ہمیں کسی چیز کے کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے"

اے حمید نے کہا۔

"لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم لوگ ضرورت پڑنے پر جو چاہے کھا لیتے ہو پی لیتے ہو۔ اِس وقت بھی چائے پی لو مجھے خوشی ہوگی۔ پھر نہ جانے تم سے کب ملاقات ہو"

جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ہمیں بھی تمہارے ساتھ چائے پی کر خوشی ہوگی"

اے حمید نے چائے بنائی، کیک کاٹ کر انہیں پیش کیا۔ ماریا اُس وقت صرف اے حمید کو نظر آ رہی تھی اور کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناگ لاہور کی تعریف کرتے ہوئے بولا۔

"یہ بڑا خوبصورت شہر ہے۔ یہاں آ کر ہمیشہ بڑی راحت محسوس ہوتی ہے"

عنبر ماریا اور بھتیو سانگ نے بھی لاہور اور پاکستان کی بڑی تعریف کی۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب پلیز ہمیں بتا دو کہ کیٹی اِس وقت کہاں
ہوگی تاکہ ہم اُسے وہاں سے لا سکیں۔"
مصنف اے حمید نے گہرا سانس لیا اور بولا۔
"میں ایک مصنف ہوں۔ یعنی کہانیاں لکھتا
ہوں اور ہر کہانی لکھنے والے کی ایک ذمہ داری
ہے۔ یہ ذمے داری مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں
آپ کو کیٹی کے بارے میں یہ نہ بتاؤں کہ وہ
کہاں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ کیٹی اِس وقت
کہاں ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے
پیارے دوستو کہ میں اِس کے بارے میں آپ
کو کچھ نہیں بتا سکتا۔"
بھیو سانگ بولا۔
"مگر کیوں۔"
اے حمید نے کہا۔
"اِس لیے کہ میں یہ راز فاش نہیں کر سکتا۔
اگر میں نے یہ راز فاش کر دیا تو تم لوگوں کا
سارا سفر اُلٹ پلٹ ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ
بات تم بھی تسلیم کرو گے کہ تم سب پانچ ہزار
سال پرانے زمانے کے لوگ ہو اور تم سب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مر چکے ہو تم بظاہر زندہ ہو مگر اصل میں تم
میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ تم جو
زمانہ گذار چکے ہو ایک بار پھر ایسے زمانے
سے گذر رہے ہو اگر میں نے تمہیں آنے والے
حالات بتا دیئے تو واقعات کی ساری کڑیاں
درہم برہم ہو جائیں گی۔ سارے سلسلے ٹوٹ
جائیں گے اور عین ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی
بھی زندہ نہ بچے۔ تم سب کے سب ہوا میں
تحلیل ہو جاؤ۔ تم میری باتیں سمجھ رہے ہو ناں"۔

تھیوسانگ بولا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو حمید! میں اِس نقطے
کو سمجھ گیا ہوں"

عنبر ناگ ماریا کی کہانی لکھنے والے مصنف نے ایک بار پھر ان دوستوں کو پوری تفصیل کے ساتھ کھول کر ساری بات اور اپنی مجبوری بیان کی۔ سب کی سمجھ میں یہ پراسرار بات آگئی۔ ناگ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم تم سے اب کیٹی کے بارے
میں نہیں پوچھیں گے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مصنف اے حمید بولا۔

"مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ تم یہاں سے کہاں جاؤ گے اور آگے تمہارے ساتھ کون کون سے سنسنی خیز، حیرت انگیز، دلچسپ اور رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات پیش آئیں گے مگر تم مجھے چاہے جتنا بھی مجبور کرو میں تمہیں اِن کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ تم لوگوں کے ذہن میں میری بات آگئی ہے اور تم ناراض نہیں ہوتے۔"

ماریا بولی۔

"ہم تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہو سکتے۔ تم بھی ہمارے ساتھی ہو اور ہمارے دوست ہو۔"

ناگ کہنے لگا۔

"ایک طرح تم بھی ہمارے ساتھ ہی سفر کر رہے ہو جہاں ہم جاتے ہیں تم بھی وہاں موجود ہوتے ہو۔"

پھر مصنف اے حمید نے انہیں عنبر ناگ ماریا کی چھپی ہوئی کتابیں دکھائیں۔ عنبر ناگ ماریا، بھیو سانگ اور جول سانگ اِن کتابوں کو دیکھ کر بڑے خوش ہوتے۔ بیچ بیچ میں کہیں کہیں سے عبارت بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑھی ۔ ماریا نے ناگ سے کہا۔

"ناگ بھیا یہ دیکھو۔ یہاں میں تمہیں اپنے ساتھ
لیکر ہوا میں اُڑ رہی ہوں"

سب بڑے خوش خوش وہاں دیر تک بیٹھے رہے ۔ جب ناگ نے اُسے بتایا کہ اُس نے پاکستان میں دشمن کے ایک سمگلروں کے گروہ کو ختم کر دیا ہے جو تخریبی کارروائیاں کرنے آیا تھا تو اے حمید نے ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ۔

"آج کل پاکستان کی ترقی و خوشحالی کو دیکھ کر
دشمن جل رہے ہیں اور وہ پاکستان کو
نقصان پہنچانے کی ناپاک سازشیں کر رہے ہیں"۔

بھیو سانگ بولا ۔

"لیکن پاکستان ہمیشہ زندہ و قائم رہے گا اور
ترقی کرتا رہے گا"

"انشاء اللہ" اے حمید نے کہا "لیکن دشمن ہمیں
نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں
جانے دیتا ۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ کچھ
روز پاکستان میں رہو اور اِن لوگوں کو ختم
کر دو جو باہر سے آکر پاکستان میں توڑ پھوڑ
کی کارروائیاں کر رہے ہیں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا۔

"ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جب تک ہم پاکستان
میں ہیں ایسے تخریب کاروں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ
کر ختم کر دیں گے۔"

اتنے میں ماہر سپیرے کے بین بجانے کی آواز آئی۔ ناگ نے کہا۔

"یہ سپیرا کہاں سے آگیا؟"

اے حمید مسکرایا اور بولا۔

"یہ بیچارہ غریب محنت کش سپیرا ہے۔ سانپ
کا تماشہ دکھا کر دو چار پیسے اور کسی گھر سے
آٹا لیتا ہے اور بس اپنے بال بچوں کا پیٹ
پال لیتا ہے۔"

باہر سے سپیرے کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

"ارے کہاں بھاگا جاتا ہے۔ کیا ہو گیا تمہیں
کہاں بھاگا جاتا ہے پٹاری سے نکل کر۔"

اے حمید نے ناگ سے کہا۔

"ناگ میرا خیال ہے کہ سپیرے کی پٹاری سے
سانپ نکل کر تمہاری طرف تمہیں سلام کرنے
آنے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ اُس نے
یہاں ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا۔

"چلو باہر جا کر دیکھتے ہیں۔"

عنبر ناگ، ماریا، ہتیو سانگ اور جولی سانگ ڈرائینگ روم سے اُٹھ کر باہر برآمدے میں آ گئے۔ گیٹ کے پاس ایک سپیرا پٹاری میں سے نکل کر مکان کے اندر کی طرف آتے ہوئے سانپ کو بڑی مشکل سے پکڑ کر قابو کیے ہوا تھا۔ اے حمید نے پوچھا۔

"کیا بات ہے بھائی سپیرے یہ سانپ کو کیا ہو گیا ہے۔"

سپیرا بولا۔

"کچھ نہیں ہوا بابو جی! بس ذرا منہ زور ہے نیا نیا پکڑ کر لایا ہوں اسے آج ہی بابو جی۔"

اصل بات سپیرے کو بھی معلوم نہیں تھی کہ سانپ نے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی ہے۔ ناگ دیوتا اُس کے سامنے موجود ہے اور وہ ناگ دیوتا کو سلام کرنا چاہتا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"بھائی سپیرے۔ سانپ کو چھوڑ دو۔ یہ کہیں نہیں جائے گا۔"

سپیرے نے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"بابو جی آپ سانپوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ تو ہم ہی جانتے ہیں کہ سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیوں پریشان ہے اور یہ کیسا سانپ ہے۔ اگر
اسے میں نے چھوڑ دیا تو یہ آپ کو ڈس لے
گا پھر کون ذمے دار ہوگا۔ پولیس تو مجھے پکڑ
کر لے جائے گی۔"
ناگ نے کہا۔
"تم اسے چھوڑ دو۔ سانپ مجھے نہیں ڈسے گا۔"
سپیرا سخت لہجے میں بولا۔
"کیوں تمہیں کیوں نہیں ڈسے گا۔ کیا تم سانپوں
کے بادشاہ ہو۔"

عنبر، ماریا، تھیو سانگ، جولی سانگ اور مصنف اے حمید خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے اور مزے لے رہے تھے۔ ناگ ہنس کر بولا۔

"اچھا اگر تم اس سانپ کو میرے پاس نہیں
آنے دیتے تو میں کوئی دوسرا سانپ منگوا
لیتا ہوں۔"
سپیرا مذاق کرنے لگا اور بولا
"بابو جی آپ سانپ کو کہاں سے منگوائیں
گے آپ زیادہ سے زیادہ رکشہ، ٹیکسی
ہی منگوا سکتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا۔

"اگر میں نے اپنی مرضی کا سانپ یہاں حاضر
کروا لیا تو پھر کیا کرو گے"

پیرے نے سانپ کو بڑی سختی سے پکڑ رکھا تھا، کیونکہ وہ ناگ کی طرف جانے کی بار بار کوشش کر رہا تھا۔ پیرا یہی سمجھ رہا تھا کہ سانپ کسی وجہ سے غصہ میں آیا ہوا ہے۔ یہ بات تو اِس کے تصور میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ اُس کے سامنے ساری دنیا کے سانپوں کا بادشاہ ناگ دیوتا قمیض پتلون پہنے کرسی پر بیٹھا ہے۔ پیرا بولا۔

"بابو جی اگر آپ یہاں مجھے کوئی سانپ اپنی مرضی
سے منگوا کر دکھا دیں تو میں آپ کی شاگردی
کروں گا"

ناگ نے کہا۔

"چلو آج پھر ایک شاگرد بھی بنا لیتے ہیں"

یہ کہہ کر ناگ نے دوسری طرف منہ کر لیا۔ وہ اِس پیرے کے سامنے اپنے مُنہ سے سانپ کو بلانے کی آواز نہیں نکالنا چاہتا تھا۔ ناگ نے دوسری منہ کر کے ہلکی سی سسکار کی آواز نکالی اور سانپوں کی زبان میں کہا۔

"اِس علاقے میں کوئی سانپ ہے تو میرے سامنے
آئے، میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپیرا ہنس دیا۔ کہنے لگا۔

"بابو جی دوسری طرف منہ کرکے آپ کون سا منتر پھونک رہے ہیں۔ کچھ مجھے بھی بتایئے۔"

عنبر ماریا، بھیو سانگ، جولی سانگ اور مصنف اے حمید خاموش تھے۔ اِن کے چہروں پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اے حمید دِل میں پریشان تھا کہ یہاں سانپ کہاں سے نکل کر آئے گا۔ کیونکہ یہ تو بڑا صاف ستھرا علاقہ ہے۔ مگر سامنے والی گراؤنڈ میں ایک سانپ ہوتا ہے۔ اُس نے ناگ دیوتا کی آواز سُنی تو زمین کے اندر سے باہر نکل آیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاسوس پیرا

ایک کالا سانپ گراؤنڈ سے نکل کر ناگ کے سامنے آگیا۔
پیرا ایک دم سے پیچھے ہٹ گیا۔ وہ حیران و پریشان تھا کہ
اِس نوجوان نے تو واقعی ایک سانپ کو حاضر کر لیا ہے۔ کالے سانپ
نے آتے ہی اپنا پھن پھیلایا اور ناگ کے آگے سجدہ کر کے بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا کو سلام پہنچے۔ میری خوش قسمتی
ہے کہ مجھے ناگ دیوتا نے یاد کیا۔ میں کیا خدمت
کر سکتا ہوں عظیم ناگ دیوتا؟"
ناگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔
"جب تک میں تمہیں کوئی حکم نہ دوں تم اسی
طرح یہاں بیٹھے رہو۔"
سانپ کو دیکھ کر عنبر ماریا، تھیوسانگ، جول سانگ اور لے حمید
اب پیرے کو تکنے لگے جو پریشان سا ہو گیا تھا۔ ناگ نے کہا۔
"بھائی پیرے اب تم میرے شاگرد ہو۔ میں نے
سانپ کو بلا لیا ہے۔ اگر تم کہو تو میں اِس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

علاقے کے سارے سانپ ابھی حاضر کر دیتا ہوں۔"

پیرا اگرچہ اَن پڑھ تھا۔ مگر اپنے کام کا بڑا ماہر تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی معمولی نوجوان نہیں ہے۔ اِس کے اندر کوئی غیر معمولی طاقت ہے اور اُسے سانپوں کو بلانے کا کوئی زبردست منتر آتا ہے۔ پیرے نے چالاکی سے کام لیتے ہوتے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے اور بولا۔

"حضور آپ میرے اُستاد ہیں۔ میں آپ کا شاگرد ہوں۔ مجھے بھی سانپ کو بلانے کا منتر بتا دیں میں ساری زندگی آپ کی خدمت کرتا رہوں گا۔"

ناگ ہنسنے لگا اور بولا۔

"نہیں بھائی۔ میں تمہیں منتر نہیں بتا سکتا۔ میرے گورُو اُستاد کی طرف سے مجھے اِس کی اجازت نہیں ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ اپنے سانپ کو بھی آزاد کر دو تاکہ وہ بھی مجھے سلام کر سکے۔"

پیرے نے جو سانپ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا اُسے چھوڑ دیا۔ سانپ تیزی سے ناگ کے سامنے آیا اور اپنا سر زمین پر لگا دیا اور بولا۔ "عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے۔"

ناگ پیرے نے کہا۔

"تم نے دیکھ لیا کہ تمہارا سانپ بھی مجھے سلام کر رہا ہے۔ اچھا اب تم جا سکتے ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کمرے میں چلا آیا۔ بھیو سانگ، عنبر، جولی اور ماریا اور حمید بھی ڈرائینگ روم میں آگئے۔ ماریا کہنے لگی۔

"خوب تماشہ رہا"

عنبر کہنے لگا۔

"اچھا اب ہم بھی چلتے ہیں"

مصنف اے حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ لوگ لاہور میں کہاں ٹھہرے ہوتے ہیں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ ہلٹن ہوٹل میں ٹھہرے ہوتے ہیں"

عنبر بولا۔

"اچھا ہمیں کم از کم اتنا ہی بتا دو کہ ہم پاکستان میں کتنی دیر تک کیٹی کی تلاش کریں"

مصنف اے حمید جانتا تھا کہ عنبر ناگ ماریا اور اس کے ساتھی کتنے دن تک پاکستان میں ٹھہریں گے اور اس کے بعد ان پر کیا گذرے گی اور کیسے کیسے حیرت انگیز واقعات انہیں پیش آئیں گے مگر وہ یہ بات ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ کہنے لگا۔

"میں یہ راز بھی آپ کو نہیں بتا سکتا۔ مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔ آپ جب تک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہیں یہاں رہ کر کیٹی کو تلاش کر سکتے ہیں۔"

عنبر، ناگ، ماریا، ہیتو سانگ اور جولی سانگ مسکرانے لگے وہ جانتے تھے کہ اِن کی پراسرار داستان لکھنے والا انہیں کیٹی کے بارے میں اور اُن کے ساتھ پیش آنے والے آگے کے واقعات کبھی نہیں بتائے گا۔

مصنف اے حمید نے کہا۔

"آپ میرے دوست ہیں۔ میرا بھی آپ کے ساتھ ایک لمبا ساتھ رہا ہے اور ابھی نہ جانے کب تک ہمارا ایک دوسرے کا ساتھ رہے گا۔ اِس لیے میں چاہوں گا کہ آپ جب تک لاہور میں ہیں وقت نکال کر مجھے ضرور ملتے رہا کریں۔ آپ لوگوں سے مل کر مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ہمیں بھی تم سے مل کر خوشی ہوتی ہے۔"

ماریا نے شرارت سے کہا۔

"اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کہو۔ میرا مطلب ہے اگر دولت کی ضرورت ہو تو بتاؤ میں ابھی کس بینک سے نکال کر لے آتی ہوں۔"

اے حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خوب جانتی ہو ماریا کہ میں نے ہمیشہ اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محنت سے رزقِ حلال کمایا ہے۔ میں کسی کے
روپے بینک سے چوری کروا کر اپنے گھر نہیں
منگوا سکتا۔"

ماریا نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

"میں تو مذاق کر رہی تھی تم سے۔ میں جانتی ہوں
کہ تم ایک دیانت دار اور محنتی آدمی ہو اور محنت
مزدوری کر کے حلال کی روزی کماتے ہو۔ اچھا
اب ہم چلتے ہیں۔ جانے سے پہلے تم سے
ایک ملاقات ضرور ہوگی۔"

مصنف اے حمید نے کہا۔

"میں تم لوگوں کے لیے ٹیکسی منگواتا ہوں۔"

بھیو سانگ کہنے لگا۔

"شکریہ؛ ہم لاہور کے بازاروں کی پیدل چل کر
سیر کرنا چاہتے ہیں۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"میں انارکلی بازار سے کچھ خوبصورت ریڈی میڈ
لیڈیز سوٹ خریدنا چاہتی ہوں۔"

سب نے باری باری مصنف اے حمید سے ہاتھ ملایا اور سمن آباد
کی بڑی مارکیٹ کی طرف روانہ ہوگئے۔ سمن آباد میں کئی لڑکے ایسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے جو عنبر ناگ ماریا کی داستان کی کتابیں بڑے شوق سے پڑھتے تھے اور انہیں عنبر ناگ ماریا سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ مگر ان کو معلوم ہی نہ تھا کہ اِس وقت عنبر ناگ ماریا بھیو سانگ اور جولی سانگ ان کے محلے سمن آباد میں تھے اور بڑی مارکیٹ والی سڑک پر جا رہے تھے۔ چالاک سپیرا بھی اِن کے پیچھے لگ گیا۔ سپیرا سمجھ گیا تھا کہ اِن لوگوں میں ایک سانولا نوجوان ایسا ہے جس کے پاس سانپ کو بلانے کا منتر ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ نوجوان ناگ دیوتا ہے۔ اُسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ناگ کے ساتھ جو لوگ ہیں اُن کے پاس کیسی کیسی طاقت ہے اور وہ بڑے پراسرار لوگ ہیں۔ وہ تو صرف ناگ سے سانپوں کو بلانے کا کسی طرح منتر حاصل کرنا چاہتا تھا۔

عنبر ناگ ماریا اور بھیو سانگ جولی سانگ سمن آباد کی بڑی مارکیٹ میں آکر رک گئے بھیو سانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے اگر ہمیں انارکلی جانا ہے تو یہاں سے ٹیکسی لے لیتے ہیں۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ہم سب کو انارکلی جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہاں سے جولی سانگ نے کچھ سوٹ خریدنے ہیں یہ اور ماریا انارکلی چلی جائیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا

"بالکل ٹھیک ہے۔ میں، عنبر اور بھیو سانگ ہوٹل کو چلتے ہیں اور ماریا اور جولی سانگ انارکلی چلے جائیں۔"

ماریا اور جولی سانگ راضی ہوگئیں۔ چنانچہ عنبر نے ایک ٹیکسی لی۔ اِس میں عنبر ناگ اور بھیو سانگ بیٹھے اور ہوٹل کی طرف روانہ ہوگئے جولی سانگ اور ماریا وہاں رکشا کا انتظار کرنے لگیں۔ چالاک پیرا بھی وہیں ایک طرف کھڑا ناگ کی نگرانی کر رہا تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ ناگ دوسرے دوستوں کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا تو پیرے نے دوڑ کر ایک خالی رکشا پکڑا اور ناگ کی ٹیکسی کے پیچھے لگ گیا۔

دوسرا خالی رکشا آیا تو اُس میں جولی سانگ بیٹھ گئی۔ ماریا رکشے کے اوپر بلند ہوگئی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"انارکلی چلو بھائی۔"

رکشے والے نے رکشے کا رُخ انارکلی کی طرف کر دیا۔ ماریا رکشے کے اوپر ساتھ ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ دوسری طرف عنبر ناگ، بھیو سانگ ہلٹن ہوٹل پہنچ گئے۔ پیرا باہر رکشے میں بیٹھا رہا۔ جب تینوں دوست اپنے ہوٹل کے کمرے میں آگئے تو پیرے نے ایک بیرے سے پوچھا کہ یہ جو ابھی ابھی تین نوجوان اوپر گئے ہیں کون ہیں۔ بیرے نے پیرے کو اوپر نیچے دیکھا اور ڈانٹ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم کیوں پوچھ رہے ہو"
پیرا آخر شہر لاہور کا رہنے والا تھا۔ فوراً بولا

میں سی آئی ڈی پولیس کا آدمی ہوں۔ مجھے
اِن کی نگرانی کا حکم ملا ہے۔

پیرے نے سوچا ہو سکتا ہے یہ سی آئی ڈی انسپکٹر ہو اور اُس نے پیرے کا بھیس بدل رکھا ہو۔ کہنے لگا۔

بھائی مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ لوگ کچھ
روز پہلے ہوٹل میں آئے تھے۔ انہوں نے
یہاں دو کمرے کرائے پر لے رکھے ہیں۔ اِن
کے ساتھ ایک عورت بھی ہے۔ بس اِس
سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔

پیرے نے کہا۔

سنو! میں سی آئی ڈی انسپکٹر ہوں۔ اِن
لوگوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنا۔ میں پھر
آؤں گا۔

یہ کہہ کر پیرا وہاں سے نکل کر رکشے میں بیٹھا اور کوٹ لکھپت کی طرف ایک ویران میدان میں آ گیا۔ جہاں ایک کچی آبادی کے باہر اُس پیرے کا استاد بڑا ہی مکار اور لالچی پیرا رہتا تھا۔ جس کا نام کالو تھا۔ کالو نے بھی قسم قسم کے سانپ پال رکھے تھے اور وہ کسی خزانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے سانپ کی تلاش میں تھا۔ جو اُسے زمین کے اندر دفن کسی خزانے
تک لے جائے
اُسے سانپوں کے کئی منتر بھی یاد تھے۔ مگر ابھی تک اُسے کوئی ایسا
منتر ہاتھ نہیں لگا تھا جس کی مدد سے وہ سانپوں سے بات کر سکے۔
کیونکہ سانپ سے بات کرکے ہی وہ معلوم کر سکتا تھا کہ زمین کے
اندر خزانہ کہاں دفن ہے۔

عیار پیرا دوڑتا ہوا اپنے استاد کالو پیرے کی کوٹھری میں آیا۔ کالو
اِس وقت ایک سانپ کو دودھ پلا رہا تھا۔ اُس نے آتے ہی کہا۔

"اُستاد کالو! میں ایک ایسے نوجوان کا پتہ کرکے
آیا ہوں جو سانپوں سے بات کر سکتا ہے"

کالو پیرے نے چونک کر اسکی طرف دیکھا اور کہا۔

"گامی! یہ تم کیا بک بک کر رہے ہو؟"

گامی پیرا کہنے لگا۔

"اُستاد کالو! خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بول
رہا۔ میں نے اپنے سامنے اِس آدمی کو آواز
دے کر سانپ کو بلاتے دیکھا ہے۔ اُس نے
سانپ کو آواز دی اور سمن آباد کی گراؤنڈ سے
ایک سانپ نکل کر اُس کے سامنے آگیا اور
پھر سانپ نے اُسے سجدہ بھی کیا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالو سپیرے کی آنکھیں کھل گیئں۔ اُس نے ہاتھ والے سانپ کو پٹاری میں بند کیا اور گامی سپیرے سے پوچھا۔

"کہاں ہے وہ آدمی؟"

گامی سپیرے نے ساری بات اپنے اُستاد کالو سپیرے کو بیان کر دی اور بتایا کہ وہ نوجوان ہلٹن ہوٹل میں اپنے دوستوں کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے۔ کالو سپیرے کی آنکھیں چمک اُٹھیں کہنے لگا۔

"خدا کی قسم اگر مجھے یہ نوجوان سانپوں کی زبان
بتا دے تو میں زمین کے اندر چھپے ہوئے سارے
خزانے نکال کر دنیا کا سب سے زیادہ دولتمند
آدمی بن جاؤں گا"

گامی سپیرا کہنے لگا۔

مگر اُستاد! یہ نوجوان سانپوں سے بات کرنے والا منتر نہیں بتائے گا۔ میں نے اِس سے پوچھنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر اُس نے بتانے سے صاف انکار کر دیا"

کالو سپیرا مکاری سے مسکرایا اور بولا۔

بھلا ایسے بھی کوئی بتاتا ہے اتنا قیمتی منتر؟ ہمیں یہ منتر اِس کی زبان سے اگلوانا پڑے گا"

"وہ کیسے اُستاد" گامی سپیرے نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالو پیرا کہنے لگا۔

"ہم اس نوجوان کو بے ہوش کر کے لے آئیں
گے۔اس کے بعد میں اُس پر کالے ناگ کا
منتر پھونکوں گا۔اس منتر کے اثر سے میں اُس
سے جو پوچھوں گا وہ مجھے بتا دے گا۔"

گامی پیرا بڑا خوش ہوا۔ بولا۔

"مگر اُستاد کالو! اِس جوان کو بے ہوش کر
کے یہاں کس طرح لائیں گے؟"

کالو پیرا کہنے لگا۔

"اِس کے لیے ہمیں ہوٹل کے کسی نوکر کو ساتھ
ملانا پڑے گا۔"

گامی پیرے نے خوش ہو کر کہا۔

"استاد! یہ کام تو میں نے پہلے ہی کر لیا ہے۔
میرا مطلب ہے کہ ہوٹل کے ایک بیرے کو یہ
یقین دلایا ہے کہ میں سی آئی ڈی کا انسپکٹر
ہوں اور پیرے کے بھیس میں اِن نوجوانوں
کی نگرانی کر رہا ہوں۔ یہ ہوٹل کا بیرا ہے
اور اگر ہم نے اُسے کچھ پیسے دے دیئے تو
ہمارا ہر کام کر دے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالو پیرے نے اپنے گھٹنے پر زور سے ہاتھ مار کر کہا۔
"گامی تم نے تو میرا آدھا کام آسان کر دیا ہے۔
بس اب مجھے کوئی سکیم سوچنے دو جس پر
عمل کر کے ہم اِس نوجوان کو بے ہوش کر
گے یہاں لا سکیں"۔

ادھر یہ دونوں عیار پیرے ناگ کو بے ہوش کر کے لانے کے لیے سکیم سوچ رہے تھے اور اِدھر جولی سانگ اور ماریا انارکلی میں پھر رہی تھیں۔ ماریا تو غائب تھی اور کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ جولی سانگ سب کو نظر آ رہی تھی۔ اُس نے پتلون جیکٹ پہن رکھی تھی جس کی وجہ سے شرارتی نوجوان اِس کے پیچھے لگ گئے تھے۔ ماریا جولی سانگ کے ساتھ لیڈیز کے ریڈی میڈ کپڑوں کی ایک دکان میں داخل ہو گئی۔ دکاندار نے ایک سنہری بالوں، نیلی آنکھوں والی فیشن ایبل لڑکی کو آتے دیکھا تو جلدی سے کرسی پیش کی اور کوکا کولا منگوا لیا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"مجھے کچھ لیڈیز سوٹ چاہئیں"

سیلز مین ریشمی سوٹ دکھانے لگا۔ جولی سانگ نے ایک سوٹ پسند کیا۔ بل ادا کیا اور سوٹ کو نفافے میں ڈال کر ماریا کے ساتھ دکان سے باہر آ گئی۔ ماریا نے ہنس کر کہا۔

یہ تمہیں بڑا خوبصورت لگے گا ماریا۔ اگر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ تر غائب نہ رہتی تو میں بھی ایک
سوٹ خرید لیتی "
جولی سانگ نے کہا۔
"تم بھی ایک خرید لو۔ پھر کیا ہوا جو تم
غائب رہتی ہو "
ایک آدمی نے چونک کی جولی سانگ کی طرف دیکھا کہ یہ عورت
کس سے باتیں کر رہی ہے۔ کیونکہ اِسے ماریا تو نظر نہیں آ رہی تھی۔
ماریا نے سرگوشی میں کہا۔
تمہیں بات نہیں کرنی چاہیے جولی سانگ۔
لوگ حیرانی سے تمہیں دیکھ رہے ہیں۔
دو آوارہ نوجوان جو ٹریلر موٹر سائیکل پر بیٹھے تھے۔ جولی سانگ
کے پیچھے لگ گئے اور اُس پر آوازیں کسنے لگے۔ جولی سانگ نے
رک کر انہیں کہا۔
"تمہیں شرم آنی چاہیے "
ایک آوارہ نوجوان ہنس کر بولا۔
"کیا کریں میڈیم ہمیں شرم بالکل ہی نہیں آتی "
اور دونوں قہقہہ لگا کر ہنسے اور موٹر سائیکل لے کر آگے نکل گئے۔
ماریا نے کہا۔
"اِن کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ پاکستان ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسلامی ملک ہے۔ اس طرح سے یہ ملک
بدنام ہو جائے گا ان نوجوانوں کو اپنی پڑھائی
اور ملک کی تعمیر کی طرف توجہ دینی چاہئے"

جول سانگ بولی۔

"مگر انہیں کون سمجھاتے"

دونوں انارکلی سے نکل کر مال روڈ پر آگئیں۔ جول سانگ کے ہاتھ میں ریشمی سوٹ کا لفافہ تھا۔ وہ بڑی خاموشی سے مال روڈ پر ہلٹن ہوٹل کی طرف جا رہی تھی کہ ریگل کے پاس اچانک پیچھے سے وہی دو آوارہ نوجوان موٹر سائیکل چلاتے آتے اور جول کے ہاتھ سے ایک جھٹکے کے ساتھ لفافہ چھین کر لے گئے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ جس لڑکی کا لفافہ انہوں نے چھینا ہے وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے اور پھر اس کے ساتھ ماریا بھی ہے۔

جول نے دونوں آوارہ نوجوانوں کو موٹر سائیکل پر لفافہ چھین کر بھاگتے دیکھا تو ماریا سے کہا۔

"ماریا! ان آوارہ لوگوں نے مصیبت کو آواز دے کر بلایا ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ تمہیں ان کو ضرور سبق سکھانا چاہیے"

ماریا نے کہا

"ایسا سبق سکھاؤں گی کہ کم از کم یہ دونوں نوجوان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر کبھی کسی شریف لڑکی کو تنگ نہیں کریں
گے۔ تم ہوٹل پہنچو ہیں اِن سے تمہارے سوٹ
کا لفافہ لے کر اور انہیں بڑا اچھا سبق سکھا
کر ابھی آتی ہوں یہ

جولی سانگ ہوٹل کی طرف چلنے لگی اور ماریا وہیں سے اس طرف پرواز کر گئی جدھر موٹر سائیکل والے آوارہ نوجوان جولی سانگ کا لفافہ چھین کر لے گئے تھے۔ بھلا وہ ماریا کا مقابلہ کہاں کر سکتے تھے۔ ماریا نے مال روڈ کے پل پر انہیں دیکھ لیا۔ ماریا وہیں انہیں پکڑ سکتی تھی۔ مگر ماریا انہیں ایسا سبق سکھانا چاہتی تھی جس کے بعد وہ کبھی کسی لڑکی کو تنگ نہ کر سکیں۔ اِس کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی کھلی جگہ پہنچ جائیں جہاں ارد گرد لوگ نہ ہوں۔ دونوں آوارہ نوجوان قہقہہ لگاتے تیز موٹر سائیکل چلاتے، ٹریفک کے اشارے کاٹتے چھاؤنی کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ ماریا اُن کے اوپر اُڑتی ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔ آخر وہ ایک پارک میں داخل ہو گئے۔ موٹر سائیکل کھڑی کی اور اُتر کر لفافہ کھولا ایک نے نفرت سے کہا۔

"ارے اِس میں تو ریشمی سوٹ کا کپڑا ہے اور وہ ایک ٹکڑا ہے۔"

دوسرا قہقہہ لگا کر بولا۔

"چلو اسے بیچ کر پچاس ساٹھ روپے تو مل جائینگے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں جیب سے سگریٹ نکال کر پینے لگے اور وہیں گھاس پر بیٹھ گئے۔ قریب ہی بچوں کے لیے جھولے لگے تھے۔ ماریا بڑے آرام سے اُتر کر اُن کے قریب آگئی۔ دونوں آوارہ نوجوان جن سانگ کے ریشمی سوٹ کو ایک دوسرے کی طرف گیند بنا کر اچھالنے لگے تھے۔ ایک بار ایک نوجوان نے ریشمی سوٹ کا گولا اچھالا تو راستے میں ہی ماریا نے پکڑ لیا۔ ریشمی سوٹ کا گولا ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔

دونوں نوجوان حیران پریشان ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے کہ ریشمی سوٹ کہاں غائب ہو گیا۔ ماریا بالکل نہ بولی۔ چپ کھڑی رہی۔ ایک نوجوان نے کہا۔

"یہاں سے بھاگ چلو۔ مجھے لگتا ہے یہاں کوئی
جن بھوت ہے۔"

وہ جلدی سے موٹر سائیکل پر بیٹھے۔ موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور پہلا گیر لگا کر فل تھراٹل دیا۔ مگر موٹر سائیکل اپنی جگہ سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھی۔ کیسے آگے جاتی۔ پیچھے سے تو ماریا نے اُسے پکڑ رکھا تھا۔ اب تو دونوں نوجوان گھبرا گئے۔ جلدی سے موٹر سائیکل وہیں پھینکی اور پارک کے گیٹ کی طرف بھاگے۔ ماریا اُڑان بھر کر اُن کے سامنے آگئی۔ اِس لیے بڑے آرام سے ایک نوجوان کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ دوسرے نوجوان نے اپنے دوست کا یہ حال دیکھا تو اسکی اپنی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے دوسرے نوجوان کو بھی گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ پھر دونوں کو اوپر اُٹھاتے اُٹھاتے درختوں کے اوپر چلی گئی۔ نوجوانوں کی چیخیں نکل گئیں۔ ماریا نے تیزی سے نیچے آکر انہیں گردنوں سے پکڑ کر نیچے دبایا اور دونوں کے پاؤں رومال سے باندھے۔ یہ انہیں بچوں کے جھولے کی سنگلی کے ساتھ الٹا لٹکا دیا اور کہا

"میں اگر چاہوں تو تم دونوں کو اسی جگہ ہلاک بھی کر سکتی ہوں مگر مجھے تم پر ترس نہیں آ رہا بلکہ مجھے تمہارے ماں باپ کا خیال آ رہا ہے جنہوں نے تمہیں اچھی تربیت نہیں دی۔ انہوں نے تمہیں پیدا تو کر دیا مگر تمہاری تربیت نہیں کی"

نوجوانوں نے ایک غیبی عورت کی آواز سُنی تو اُن کا رنگ اُڑ گیا۔ گڑگڑانے لگے منتیں کرنے لگے۔

"خدا کے لیے ہماری جان بخشی کر دو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی لڑکی کو تنگ نہیں کریں گے"

ماریا نے کہا۔

"میں تمہاری بات پر اعتبار نہیں کر سکتی تمہیں تمہارے گناہ کی سزا مل کر رہے گی"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ماریا نے جھولے کو آگے بڑھا دیا۔ دونوں سہیلی کے ساتھ اپنے لٹکے زور زور سے جھولے کے ساتھ جھولنے لگے۔ ماریا نے ان کی تیفیں اور پتلونیں پھاڑ دیں اور کہا۔

"اب اگر تم نے کسی لڑکی کو تنگ کیا اور اُس
کا پرس یا لفافہ چھینا تو میں وہاں پہنچ جاؤں
گی اور تم دونوں کو زندہ نہ چھوڑوں گی"

یہ کہہ کر ماریا وہاں سے واپس چلی آئی۔ دونوں آوارہ نوجوان چیخیں مار رہے تھے اور جھولے پر اُلٹے لٹکے جھولا جھول رہے تھے۔ اِن کی چیخیں سن کر لوگ دوڑ کر پارک میں آئے اور جھولوں کو روک کر انہیں نیچے اتارا۔ دونوں کا بُرا حال تھا۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر گڑگڑائے۔

"یا اللہ! ہم آج سے توبہ کرتے ہیں۔ کبھی کسی
لڑکی کو تنگ نہیں کریں گے"

اِس کے بعد دونوں اُٹھے اور موٹر سائیکل پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ گئے۔ ماریا وہاں سے سیدھی ہلٹن ہوٹل کے کمرے میں پہنچی۔ جولی سانگ وہاں پہلے سے موجود تھی۔ ناگ عنبر اور تھیو سانگ بھی وہی تھے۔ ماریا نے جولی سانگ کا ریشمی سُوٹ اُسے دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا سوٹ کا کپڑا ہے۔ میں نے اِن دونوں
کو ایسا سبق دیا ہے کہ ساری زندگی یاد رکھیں گے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیتو سانگ عنبر اور جول سانگ ہنسنے لگے۔ ناگ نے کہا۔

"سارے نوجوان ایسے نہیں ہیں۔ پاکستان کے نوجوان بڑے محنتی، خوددار اور نیک ہیں۔ یہ کچھ آوارہ قسم کے نوجوان ہیں جنہوں نے دوسروں کو بھی بدنام کر رکھا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"اب یہ نوجوان تو ساری زندگی کسی لڑکی کو تنگ نہیں کریں گے۔"

عنبر بولا

"اب کیا پروگرام ہے۔ میرا مطلب ہے اب ہمیں کیٹی کو تلاش کہاں کرنا ہوگا۔"

جول سانگ کہنے لگی۔

"ابھی تک لاہور شہر میں ہمیں کیٹی کی خوشبو کہیں بھی محسوس نہیں ہوئی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں پر نہیں ہے اور اگر ہے تو کسی ایسی حالت میں ہے کہ اس کے جسم سے اس کی خوشبو آنا بند ہو گئی ہے۔"

ہیتو سانگ نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں کم از کم ایک ہفتہ یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہ کر کیٹی کی تلاش جاری رکھنی چاہیے۔"
ناگ نے کہا۔
"ہم چاروں کا ایک جگہ رہ کر کیٹی کو تلاش
کرنا بیکار ہے۔ ہم میں سے ایک دو آدمی
یہاں لاہور میں رہ جاتے ہیں۔ باقی کسی
دوسرے شہر میں جا کر اُسے ڈھونڈھ لیں
تو زیادہ بہتر ہو گا۔"
جولی سانگ بولی۔
"یہ مناسب رہے گا۔"
عنبر کہنے لگا۔
"تو پھر میں اور ماریا کسی دوسرے شہر کی طرف
نکل جاتے ہیں۔ ناگ بھیو سانگ اور جولی سانگ
چاہیں تو یہاں رہیں، چاہیں تو یہ بھی کسی دوسرے
شہر جا کر کیٹی کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔
دو ایک دِن بعد ہم پھر اِسی ہوٹل میں آ کر
مل جائیں گے۔"
ناگ بولا۔
"میری رائے یہ ہے کہ میں اسی ہوٹل میں رہتا
ہوں۔ تم لوگ دوسرے شہروں کی طرف نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاؤ۔ کیونکہ اس جگہ ہم میں سے کسی کا رہنا
بڑا ضروری ہے۔"

آخر یہی تجویز طے کی گئی کہ عنبر اور ماریا تو پاکستان کے شہر اسلام آباد کی طرف جائیں گے۔ نقیو سانگ اور جول سانگ ایک بار پھر کراچی جا کر کیٹی کو ڈھونڈیں گے اور ناگ لاہور والے ہوٹل میں ہی رہے گا۔ اِس نئی سکیم کے مطابق دوسرے دِن نقیو سانگ اور جول سانگ تو کراچی چل دیئے۔ عنبر اور ماریا فلائنگ کوچ میں سوار ہو کر اسلام آباد کی طرف روانہ ہو گئے اور ناگ ہوٹل میں ہی رہا۔ انہوں نے آپس میں طے کر لیا کہ چار دِن کے بعد وہ اِسی ہوٹل کے کمرے میں آ کر ایک دوسرے سے مل کر اپنی اپنی کارگذاریوں کی رپورٹ دیں گے۔ جس دِن ناگ ہوٹل میں اکیلا رہ گیا، اُسی دِن شام کو بیرے نے آ کر ناگ سے کہا کہ انہیں ایک آدمی ملنے آیا ہے۔ ناگ نے پوچھا۔

"مجھ سے کون ملنے آیا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کی لاش

ہوٹل کا یہ بیرا کالو پیرے سے ملا ہوا تھا۔
کالو پیرے نے اُسے دو سو روپے رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ بیرا بولا۔

"سرکوئی پولیس انسپکٹر کی وردی میں ہے۔
کہتا ہے کہ مجھے آپ سے کچھ باتیں پوچھنی ہیں"۔

ناگ نے سوچا ہو سکتا ہے کہ پولیس یہاں نئے آنے والوں سے رسمی پوچھ گچھ کرتی ہو۔ ناگ نے پوچھا

"یہ پولیس انسپکٹر کہاں ہے"؟

بیرا بولا۔

"سر نیچے کونے والے کمرے میں بیٹھا ہے۔ آیئے میں آپ کو لیے چلتا ہوں"۔

ناگ کمرے سے نکل کر بیرے کے ساتھ نچلی منزل میں کونے والے کمرے میں آگیا۔ یہاں کالو پیرا پولیس والے کی وردی میں بیٹھا تھا۔ ناگ کی شکل اُس کے شاگرد گامی پیرے نے اُسے دکھا دی ہوئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالو پیرے نے اسے فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ نوجوان ہے جو سانپ کی زبان جانتا ہے۔ اُس نے فوراً اُٹھ کر بڑے اخلاق کے ساتھ ناگ سے ہاتھ ملایا اور کہا۔

"معاف کریں آپ کو بڑی زحمت ہوئی۔ دراصل ہماری ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ اِس ہوٹل میں جو کوئی مسافر باہر سے آئے تو اُس سے تھوڑی بہت پوچھ گچھ ضرور کرتے ہیں لیکن آپ شکل سے انتہائی شریف نوجوان نظر آ رہے ہیں۔ آپ سے صرف دو تین باتیں ہی پوچھوں گا۔ تشریف رکھیے۔"

ناگ بیٹھ گیا۔ بیرا فوراً کوکا کولا کی دو بوتلیں لے آیا۔ اُس نے بوتلیں کھول کر گلاسوں میں کوکا کولا ڈال دیا۔ ناگ کے گلاس میں پہلے ہی سے کالو پیرے نے بے ہوشی کی بڑی تیز بے ذائقہ سفید دوائی ڈال دی ہوئی تھی۔ کالو پیرے نے ناگ سے پوچھا۔

"آپ کس شہر سے یہاں تشریف لائے ہیں اور لاہور میں کب تک قیام کریں گے۔ بس یہ دو باتیں ہی بتا دیجیے۔"

ناگ تو اُسے پولیس انسپکٹر ہی سمجھ رہا تھا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ پولیس انسپکٹر کی وردی میں یہ کالو پیرا ہے جو اُسے اغوا کرنے آیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ ناگ نے یونہی اپنا کوئی غلط سلط نام بتا کر کہا۔

بس ایک ہفتہ یہاں کاروبار کے سلسلہ
میں ٹھہروں گا۔ پھر کراچی چلا جاؤں گا۔

کالو پیرا بولا۔

"بڑی اچھی بات ہے۔ کوکا کولا پیتیں ٹھنڈا ہے۔"

ایک کلاس کالو پیرے نے اُٹھا لیا اور غٹا غٹ دو تین گھونٹ پی گیا۔ ناگ نے بھی گلاس اُٹھا لیا۔ اِس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوکا کولا میں بے ہوشی کی دوائی ملی ہوئی ہے۔ اُس نے بھی بے دھڑک دو تین گھونٹ پی لیے تو وہ اٹھا اور ناگ سے ہاتھ ملا کر بولا۔

"اب میں چلتا ہوں۔ آپ کو بڑی زحمت دی
معافی چاہتا ہوں۔"

یہ کہہ کر کالو پیرا باہر نکل گیا۔ یہ سب کچھ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہو رہا تھا۔ اِس کے جانے کے بعد ناگ بھی اُٹھ کر چلا گیا۔ کالو پیرا شہر کا رہنے والا تھا اور اُسے ہر قسم کے لوگوں سے بات چیت کرنے کا گر آتا تھا۔ مگر دواؤں وغیرہ کے معاملے میں وہ اناڑی تھا۔ اُسے اندازے کا کچھ علم نہیں تھا کہ بے ہوشی کی دوائی کتنی دینی چاہیے کہ ایک آدمی اِس سے بیہوش ہو جائے۔ اُس نے ناگ کے گلاس میں زیادہ دوائی ڈال دی تھی۔ جونہی ناگ اُٹھا اُس کا سر چکرایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور وہیں دھڑام سے گر پڑا۔ بیرے کو بتا دیا گیا تھا کہ یہ نوجوان بے ہوش ہو جائے گا۔ بیرے نے جب ناگ کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا تو دروازے کے آگے پردہ کر دیا۔ پھر باہر برآمدے میں آیا۔ کالو سپیرا پولیس انسپکٹر کی وردی میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ جونہی بیرا سامنے آیا، وہ اُسکی طرف لپکا اور پوچھا۔

"کیا ہوا"

بیرے نے کہا۔

"سب ٹھیک ہو گیا ہے۔ میری رقم کی دوسری قسط بھی دے دیں"

کالو سپیرے نے کہا۔

"پہلے اِس نوجوان کو میرے اڈے پر تو پہنچا دو۔ اِس کے بعد جو کہو گے مل جائے گا"

کالو سپیرے نے ایک ٹیکسی کرائے پر لے کر باہر کھڑی کی ہوئی تھی اور ڈرائیور سے یہ کہا تھا کہ ایک مفرور ملزم کو بے ہوش کر کے باہر لے جانا ہے۔ ڈرائیور بھی کالو سپیرے کو پولیس کی وردی میں دیکھ کر مان گیا تھا۔ انکار کر ہی نہیں سکتا تھا۔

کالو سپیرا جلدی سے کمرے میں گھس گیا۔ دیکھا کہ ناگ بے ہوش پڑا ہے انہوں نے جلدی سے اُسے اٹھایا اور ہوٹل کے ایک خفیہ دروازے سے نکال کر اُسے ٹیکسی میں ڈالدیا اور ٹیکسی چل پڑی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوٹل کا بیرا روپوں کے لالچ میں ساتھ ہی تھا۔ راستے میں گامی پیرا بھی مل گیا۔ وہ بھی ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ وہ ناگ کو لے کر شہر سے باہر ایک ویران جگہ پر لے آئے۔ یہاں ایک جھونپڑی کے پاس کالو پیرے نے بے ہوش ناگ کو اتار لیا اور بیرے اور ٹیکسی والے کو ان کا انعام دے کر رخصت کر دیا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو گامی پیرا کہنے لگا۔

"اُستاد اب ہمیں اِس نوجوان کو یہاں سے
اپنے خفیہ اڈہ پر لے چلنا چاہیے تاکہ کہیں
مخبری نہ ہو جائے۔"

کالو پیرا بڑا خوش تھا کہنے لگا۔

"خفیہ اڈہ کون سا دور ہے۔ قریب ہی تو ہے۔
اُٹھا کر لیے چلتے ہیں اِسے۔ ویسے گامی ہم
نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ خدا کی قسم اِس
نوجوان سے ہم ساتھیوں کی زبان کا منتر معلوم
کر زمین کے اندر دبے ہوئے خزانوں کے مالک
بن جائیں گے۔ ہم اتنے امیر، اتنے دولت مند
ہو جائیں گے کہ ہمارے پاس چھ چھ کاریں ہوں
گی۔ بڑے بڑے ہوٹلوں میں جا کر عیش کیا کریں
گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گامی پیرا گھبرایا ہوا تھا کہ کہیں وہاں پولیس نہ آجائے۔ اُس نے کہا۔

"اُستاد جلدی سے اِسے اب لے چلو یہاں سے۔"

اِس جھونپڑی کے قریب ہی اینٹوں کا ایک اجڑا ہوا پرانا بھٹہ تھا۔ وہاں اب اینٹیں نہیں پکائی جاتی تھیں۔ ایک مدت سے یہاں کبھی کوئی نہیں آیا تھا۔ اِس بھٹے کے اندر ایک تہہ خانہ تھا جہاں کبھی اینٹیں پکائی جاتی تھیں۔ اِس تہہ خانے میں لاکر اِن دونوں نے ناگ کو لٹا دیا۔ گامی پیرا ساتھ ہی تھا۔ انہوں نے تہہ خانے میں لالٹین روشن کر دی تھی۔ گامی نے کالو سے کہا۔

"اُستاد اب اپنا منتر پڑھ کر اِس نوجوان پر پھونک
تاکہ یہ منتر کے اثر سے ہمیں سانپوں کی بولی
بتا دے۔"

کالو پیرے نے جھونپڑی میں ہی پولیس انسپکٹر کی وردی اتار کر پھر سے پیروں کا لباس پہن لیا تھا۔ اب وہ پہچانا ہی نہیں جاتا تھا۔ وہ ناگ کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"ابھی اِس پر منتر پڑھ کر پھونکتا ہوں۔ تم دیکھنا جب میں اِس سے پوچھوں گا تو فوراً مجھے سانپوں کی زبان کا گُر اور اُس کا منتر اپنے آپ بتا دے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالو پیرا ناگ کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور جو منتر اُسے یاد تھے وہ پڑھنے لگا۔ گامی پیرا اُس کے پاس ہی بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔ پانچ منٹ تک کالو پیرا خفیہ منتر پڑھتا رہا۔ پھر اُس نے چار بار ناگ کے جسم پر پھونک ماری اور بولا۔

"اے آدمی تو سانپوں کی زبان جانتا ہے۔ اِس
منتر کے اثر سے اپنی زبان کھول اور مجھے بتا کہ
سانپوں کی زبان کیا ہے۔"

ناگ پھر بھی نہ بولا۔ جب کالو پیرے نے تیسری بار ناگ کے جسم پر پھونکیں مارنے کے بعد سوال کیا اور اُس نے کوئی جواب نہ دیا تو گامی پیرا بے چینی سے بولا۔

"استاد کیا بات ہے کہیں منتر الٹ تو نہیں گیا"

کالو پیرے کو پسینہ آگیا۔ بھٹے کے تہہ خانے میں حبس تھا۔ وہ بولا۔

"منتر کیسے الٹ سکتا ہے۔ میں ایک بار پھر
کوشش کرتا ہوں۔"

کالو پیرے نے ایک بار پھر ناگ پر پھونک ماری اور سوال دہرایا۔ ناگ نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ تو کالو پیرے نے گھبرا کر ناگ کے سینے پر کان رکھ دیا۔ پھر ناگ کی نبض کو پکڑ کر دیکھا۔ اِس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"گامی! یہ نوجوان تو مر چکا ہے۔"

گامی پیرا اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ اُس نے جلدی سے ناگ کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ پھر کان اس کے دِل کے ساتھ لگائے۔ مگر ناگ کا دِل بند ہو گیا تھا۔ اِس کا سانس بھی بند ہو چکا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ ناگ کے دِل کی دھڑکن اسی وقت ہی بند ہو گئی تھی۔ جب اُس نے دوائی والے کوکا کولا کے گھونٹ پیے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کالو پیرا اناڑی اور جاہل تھا۔ اسے سانپوں کا تو بہت پتہ تھا مگر دواؤں کے بارے میں بالکل کورا اور اَن پڑھ تھا۔ اِسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ جو بیہوشی کی دوائی وہ ایک سنیاسی سے لایا تھا جو اُس نے ناگ کو کوکا کولا میں ڈال کر دی ہے اگر اِس کی ذرا سی مقدار بڑھا دی جائے تو آدمی مر جاتا ہے۔ ناگ بھی اُسی وقت مر گیا تھا۔ یعنی اُس کے دِل کی دھڑکن بند ہو گئی تھی اور سانس رُک گیا تھا۔

کالو پیرے نے گھبرا کر گامی کی طرف دیکھا۔ گامی بولا

"اُستاد اب کیا ہو گا۔ یہ تو مر گیا۔ پولس ہمیں پکڑے گی۔ ہم پھانسی چڑھ جائیں گے۔"

کالو پیرے نے گامی پیرے کو سختی سے جھڑک کر کہا۔

"ہوش کرو گامی۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔"

گامی پیرا ایکدم چُپ ہو گیا۔ کالو پیرے نے ایک بار ناگ کے جسم کا معائنہ کیا۔ ناگ واقعی اِن لوگوں کے لیے مر چکا تھا۔ نہ اُس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل دھڑک رہا تھا نہ اسکی نبض چل رہی تھی اور نہ اِس کا سانس چل رہا تھا۔

ظاہر ہے ایسے آدمی کو مُردہ ہی سمجھا جائے گا۔ وہ مایوس ہو کر پیچھے ہٹ کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور ہاتھ سے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھنے لگا۔ گامی نے ڈری ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا سچ مچ یہ مر گیا ہے کالو؟"

کالو نے آہ بھری اور بولا۔

"یار اتنا قیمتی راز، اتنی بڑی دولت ہاتھ سے نکل گئی۔ اب ایسا آدمی ہمیں کہیں نہیں ملے گا۔"

گامی پیر اگھسرایا ہوا تھا۔ کیونکہ اِن سے ایک نوجوان کا خون ہو گیا تھا وہ بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے کالو مگر ہمیں اِس روشنی کو جلدی ٹھکانے لگا دینا چاہیے۔ اگر پولیس کو پتہ چل گیا تو ہم دونوں کو پھانسی ہو جائیگی۔"

کالو پیرے کو بھی اب حالات کی سنگینی کا احساس ہوا کہنے لگا۔

"ابھی رات ہو لینے دو۔ لاش کو لے جا کر نہر میں بہا دیں گے۔"

گامی کہنے لگا۔

"نہر پر تو رات کو بھی پولیس گشت کرتی رہتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ ہم پکڑے نہ جائیں۔"

کالو پیرا بولا

"تو پھر اِس لاش کو کہیں دفن کر دیتے ہیں۔"

گامی نے کہا۔

"کیوں نہ اسے اِسی جگہ قبر کھود کر دفن کر دیں۔"

کالو پیرے کو یہ تجویز پسند آئی۔ کہنے لگا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔ چلو کہیں سے کدال لے کر آتے ہیں پھر یہیں قبر کھود کر اِس لاش کو دفن کر دیں گے۔"

دونوں پیرے بھٹے کے تہہ خانے سے باہر آ گئے۔ باہر ابھی شام کا اندھیرا پوری طرح سے نہیں پھیلا تھا۔ گامی اور کالو پیرا وہاں سے سیدھے کچی آبادی میں اپنے مکان پر گئے۔ وہاں ایک کھُرپی پڑی تھی کالو پیرے نے کہا۔

"گامی! کُدال تو یہاں نہیں ہے۔ اِس کھُرپی سے زمین میں گڑھا کھود کر لاش کو چھپا دیں گے۔"

گامی کہنے لگا!

اُستاد وہاں ہمارا دوسرا جھونپڑا قریب ہی ہے۔ لاش کو گڑھے میں اتنا نیچے کر کے دفن کرنا ہو گا۔ کہ اِس کی بدبو باہر نہ نکلے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ورنہ پولیس کو پتہ چل جائے گا۔"

کالو سپیرا بولا۔

"فکر نہ کرو۔"

جب رات ہو گئی تو دونوں قاتل سپیرے بھٹے کے تہہ خانے میں آ گئے۔ ناگ کی روشنی اسی طرح زمین پر پڑی تھی۔ لالٹین بھی دیوار کے ساتھ جل رہی تھی۔ گامی نے لاش کو دیکھا تو بولا۔

"کالو اُستاد لاش دیسی کی دیسی ہے۔"

کالو بولا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔"

گامی نے کہا۔

میرا مطلب ہے کہ یہاں اتنا حبس ہے، گرمی ہے، پھر بھی لاش نے بُو نہیں چھوڑی۔ یہ کیا بات ہے۔"

کالو سپیرے نے ایک بار پھر لاش کو ٹٹولا۔ کہنے لگا۔

یہ مر چکا ہے گامی۔ قبر میں جا کر بو چھوڑ دے گا۔ چلو اِس کی قبر کھودتے ہیں۔"

دونوں سپیرے باری باری تہہ خانے میں ناگ کی قبر کھودنے لگے۔ ایک گھنٹے کے بعد تہہ خانے میں ایک تین چار فٹ گہرا گڑھا کھد گیا۔ کالو اور گامو نے ناگ کی لاش کو اُٹھا کر گڑھے میں رکھا اور اوپر پہلے اینٹیں لگائیں۔ پھر مٹی ڈال کر قبر بھر دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماتھے سے پسینہ پونچھ کر کالو پیر بولا۔

"یہ قصہ بھی ختم ہوا۔ اِس کی لاش اب کسی
کو نہیں ملے گی۔ دو تین دِن میں یہ گل سڑ جائے
گی اور اِس کا کوئی ثبوت باقی نہ رہے گا۔ چلو
اب یہاں سے نکل چلیں"

دونوں پیر ے ناگ کو دفن کر کے وہاں سے نکل گئے۔

ناگ کو بھٹے کے تہہ خانے والی قبر میں چھوڑ کر ہم پہلے عنبر اور ماریا کی طرف چلتے ہیں جو فلائنگ کوچ میں سوار ہو کر اسلام آباد گئے تھے۔ وہ صبح دس بجے کے قریب لاہور سے چلے تھے اور دوپہر کے وقت اسلام آباد پہنچ گئے۔ پہلے وہ راولپنڈی پہنچے۔ بس سٹینڈ سے باہر نکلتے ہی عنبر اور ماریا نے گہرے سانس لیے۔ فضا میں کیٹی کی خوشبو کہیں نہیں تھی۔ ماریا نے کہا۔

"کیٹی کی خوشبو یہاں بھی نہیں ہے"

عنبر بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہمیں بہر حال کیٹی کا سراغ
لگانے کی کوشش کرنی چاہیے"

عنبر کے پاس کافی روپے تھے۔ وہ پنڈی سے ٹیکسی لے کر اسلام آباد آ گئے اور وہاں کے ایک ماڈرن ہوٹل اسلام آباد ہوٹل میں ایک کمرہ لے لیا۔ ماریا کے لیے الگ کمرہ لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ شام کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ہوٹل سے کیٹی کی تلاش میں شہر آ گئے۔
اسلام آباد کی روشنیاں دیکھ کر دونوں بڑے خوش ہوئے
عنبر نے کہا۔

پاکستان کا دارالحکومت کس قدر خوبصورت
ہے ماریا!

ماریا بولی۔

"ہاں عنبر بھیّا! خدا اِس ملک کی روشنیاں
ہمیشہ قائم اور سلامت رکھے"۔

دونوں باتیں کرتے دُور نکل گئے۔ رات کو واپس آکر
کمرے میں آرام کرنے لگے۔ دو دِن انہیں اسلام آباد
میں گذر گئے۔ کیٹی کا کوئی سراغ نہ ملا تو عنبر کہنے لگا۔

میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے دوسرے شہروں
میں جانا چاہیئے۔

ماریا نے کہا۔

"دوسرا شہر پشاور ہی ہے۔ راستے میں ٹیکسلا بھی
ایک پرانا شہر ہے۔ میرا مطلب ہے کہ یہ شہر
ہزاروں برس پہلے بھی آباد تھا اور آج تو بڑا
ماڈرن شہر بن چکا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ ٹیکسلا چلتے ہیں۔ وہاں پرانے کھنڈر ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔"

چنانچہ اگلے روز عنبر اور ماریا راولپنڈی سے بس میں بیٹھ کر ٹیکسلا کی طرف روانہ ہو گئے ٹیکسلا پہنچ کر انہوں نے اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں ڈیرا لگایا۔ منہ ہاتھ دھویا اور شہر کی طرف آ گئے۔ یہاں کی فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔ دِن بھر وہ ٹیکسلا شہر میں گھومتے پھرتے رہے جب شام ہونے لگی تو وہ ٹیکسلا کے عجائب گھر میں آ گئے۔

اِس عجائب گھر میں وہ تمام چیزیں شیشے کی الماریوں میں پڑی تھیں جو کھدائی کے بعد نکلی تھی۔ آپ یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ ٹیکسلا شہر کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ سکندر اعظم کے زمانے میں اِس شہر پر ایک راجہ حکومت کرتا تھا جس نے سکندرِ اعظم کی اطاعت قبول کر لی تھی جب کہ جہلم کے راجہ پورس نے سکندر کی یونانی فوجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔ جنگ میں اگرچہ راجہ پورس کو طوفان کی وجہ سے شکست ہو گئی تھی مگر سکندر راجہ پورس کی بہادری سے بڑا متاثر ہوا تھا۔ تاریخ کی ہر کتاب میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ جب راجہ پورس کو سکندر کے سامنے لایا گیا تو اُس نے راجہ پورس سے کہا۔

"راجہ پورس! ہم تمہاری بہادری اور دلیری سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑے خوش ہوتے ہیں۔ بتاؤ تمہارے ساتھ
کیا سلوک کیا جائے؟"

اِس پر جہلمی راجہ نے جواب دیا۔

"وہی سلوک جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ
کے ساتھ کرتا ہے۔"

سکندر اعظم راجہ پورس کے اِس دلیرانہ جواب سے اتنا خوش ہوا کہ اُس نے اُٹھ کر راجہ پورس کو گلے لگا لیا اور اِس کی حکومت اور تاج و تخت اسے واپس کر دیا۔

ٹیکسلا پر سکندر واپس یونان جاتے ہوئے اپنے جرنیل سلیوکس کو چھوڑ گیا۔ ٹیکسلا شہر سکندر کے زمانے سے پہلے بھی آباد تھا۔ اور یہاں ایک بہت بڑی یونیورسٹی تھی۔ اِس یونیورسٹی میں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہاں بدھ مذہب کی تعلیم دی جاتی تھی۔

ٹیکسلا کے عجائب گھر میں اِس زمانے کی کئی مورتیاں اور برتن اور جواہرات وغیرہ شیشے کی الماریوں میں سجے ہوئے تھے۔ عنبر اور ماریا انہیں دیکھنے لگے۔ عنبر مسکرا کر بولا۔

"ماریا! ہم اِس زمانے کے پرانے ٹیکسلا کو بھی دیکھ چکے ہیں۔ یہاں اگر ہم کسی کو بتا دیں کہ ہم سکندر اعظم کے زمانے میں بھی ٹیکسلا میں آتے تھے۔ تو لوگ ہمیں پاگل سمجھیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا۔

"ظاہر ہے انہیں کیا معلوم ہے کہ ہم کون ہیں"۔

شیشے کی الماریوں سے ہٹ کر پیچھے عجائب گھر کا صحن تھا۔ عنبر اور ماریا اِس دروازے سے نکلے اور صحن میں آگئے۔ عجائب گھر کے صحن میں بھی کچھ تاریخی یادگار بت اِدھر اُدھر پڑے تھے۔ ایک چوکیدار وہاں پہرہ دے رہا تھا۔ عنبر کی نظر صحن کے کونے میں زمین پر لیٹے ہوئے ایک بُت پر پڑی۔ اُس نے ماریا سے کہا۔

"یہ کس کا بُت ہے"

ماریا اور عنبر بُت کے پاس آگئے۔ یہ ایک بڑی خوبصورت لڑکی کا بُت تھا۔ جس نے دُلہنوں والے کپڑے اور سونے کے زیور پہن رکھے تھے۔ وہ زمین پر اِس طرح لیٹی تھی جیسے سو رہی ہو۔ اُس کا سر اپنے بازو پر تھا۔ وہ پتھر بن چکی تھی۔ اُس کے دُلہنوں والے کپڑے اور سونے کے زیور بھی پتھر بن چکے تھے۔ پتھر کی دلہن کے چہرے پر ایک عجیب سی اداسی تھی۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

"عنبر یہ تو کسی دلہن کا مجسمہ ہے۔ مگر یہ بُت زمین پر ایسے کیوں پڑا ہے جیسے سو رہا ہو؟ کیا بُت تراش نے اسے اسی طرح تراشا تھا"

عنبر کہنے لگا۔

"یہ تو چوکیدار سے معلوم کرتے ہیں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے چوکیدار کے پاس جاکر دلہن کے بت کے بارے میں دریافت کیا تو چوکیدار بولا۔

"لگتا ہے آپ باہر کے دیس کے رہنے والے ہیں ورنہ اِس دلہن کے بت کے متعلق تو ٹیکسلا کا بچہ بچہ جانتا ہے۔"

عنبر نے پوچھا

"کچھ اِس کے بارے میں ہمیں بھی بتاؤ۔ کیا بت ساز نے اِسے اسی طرح تراشا تھا، کیا یہ پرانا مجسمہ ہے۔"

چوکیدار بولا۔

"آج سے دو سو دو ہزار سال پہلے وادیٔ ٹیکسلا کی پہاڑیوں میں سے ایک پرپُرا سرار یم راج رہا کرتا تھا۔ وہ کبھی کبھی ہی کسی کو نظر آتا تھا اُس کے بارے میں تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ نئی نویلی دلہنوں کو اُٹھا کر جنگل میں لے جاتا اور وہاں انہیں پتھر کی مورتی میں بدل دیتا تھا۔ لوگ ڈر کے مارے اپنی لڑکیوں کا بیاہ دوسرے شہروں میں جاکر کرنے لگے مگر یم راج وہاں بھی ظاہر ہو جاتا اور میں اُس وقت جب لڑکی دلہن بنی ہوتی، اسے اشارہ کرتا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی جیسے اُس کے جادو کے اثر سے اپنے
آپ سب کو چھوڑ کر اُٹھتی اور یم راج کے ساتھ
چل دیتی۔ یم راج اُسے جنگل میں لے جاتا اور
پھر وہیں اُسے ٹاکر پتھر کے مجسمے میں تبدیل کر
دیتا۔ یہ لڑکی جس کا بت آپ زمین پر لیٹا
دیکھ رہے ہیں، ایسی ہی دلہن کا بُت ہے
جو کھدائی میں سے نکلا ہے۔"

عنبر اور ماریا بڑے حیران ہوتے کہ کس قسم کا پُراسرار انسان تھا جو صرف نئی نویلی دلہنوں کو اغوا کر کے پتھر کے بُت میں بدل دیتا تھا۔

چوکیدار نے کہا۔

"اِس یم راج کا بھی ایک بُت ہمیں کھدائی میں
ملا ہے۔"

عنبر نے پوچھا۔

"کہاں ہے یم راج کا بُت؟ میں اسے دیکھنا چاہتا
ہوں۔"

چوکیدار نے کہا۔

"سامنے والے کمرے کے کونے میں رکھا ہے، جا کر
دیکھ لیجیے۔ اس کے نیچے پتھر پر اس کی
کہانی بھی لکھی ہوئی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا اور عنبر کمرے میں آگئے۔ کونے میں ایک عجیب و غریب ڈراؤنی شکل والے یم راج کا سیاہ بت کھڑا تھا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ماتھے پر ایسا نشان تھا جیسے لمبے گہرے زخم پر ٹانکے لگے ہوں۔ یم راج کے بت کے نیچے پرانی دیوناگری زبان اور انگریزی زبان میں وہ ساری کہانی لکھی ہوئی تھی جو چوکیدار نے عنبر کو سنائی تھی۔ ماریا نے کہا۔

"مجھے تو یہ سب کچھ فراڈ لگتا ہے۔ بھلا کسی کو کیا ضرورت ہے دلہن کو اغوا کرکے پتھر بنا ڈالنے کی۔ یہ عجائب گھر والے یوں ہی اس قسم کی کہانیاں گھڑ کر مشہور کر دیتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"بہن ماریا۔ اس میں حقیقت بھی ہو سکتی ہے۔"

ماری نے بے زاری سے جواب دیا۔

"ہوگا ہمیں اس سے کیا۔ چلو واپس چلتے ہیں۔ میں تو سخت بور ہو گئی ہوں۔"

عنبر اور ماریا ٹیکسلا کے عجائب گھر سے نکل کر ریلوے اسٹیشن کے فسٹ کلاس ویٹنگ روم میں آگئے، جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ عنبر کہنے لگا۔

"ٹیکسلا میں بھی ہم نے دیکھ لیا ہے اور کیٹی کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اس لیے میرا خیال ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ہم کل صبح صبح یہاں سے پشاور کی طرف چلے
جائیں گے۔ ہو سکتا ہے پشاور شہر میں کیپٹن کا
اتہ پتہ معلوم ہو جائے۔"

ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے عنبر! ہم کل پشاور چلے جائیں گے۔"

رات ہو گئی۔ ٹیکسلا ریلوے اسٹیشن پر خاموشی ہو گئی۔ عنبر اور ماریا ویٹنگ روم میں تھے۔ عنبر آرام دہ کرسی پر لیٹا اخبار پڑھ رہا تھا۔ ماریا اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھی۔ وہ بور ہو رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"عنبر! میں ذرا باہر کھلی ہوا میں تھوڑی دیر سیر
کر کے ابھی واپس آتی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ بے شک جاؤ مگر زیادہ دیر نہ کرنا۔
مجھے پھر فکر لگ جاتی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں عنبر! میں تو سیر کے لیے
جا رہی ہوں۔ پانچ دس منٹ میں واپس
آجاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا ویٹنگ روم سے نکل کر ٹیکسلا کے ریلوے اسٹیشن کے باہر آگئی۔ رات کے گیارہ بجے کا وقت ہو گا۔ سڑک خالی پڑی تھی۔ کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گاڑی بھی ابھی نہیں آ رہی تھی۔ پلیٹ فارم بھی تقریباً خالی تھا۔ ماریا فضا میں اُڑنے کی بجائے پیدل ہی چلی جا رہی تھی۔ جب وہ عجائب گھر کو جاتی سڑک پر پہنچی تو ایک دم سے اُسے یوں لگا جیسے کسی نے اُس کے جسم سے بجلی کی تار لگا دی ہو۔ اُسے کرنٹ سا لگا اور وہیں رُک گئی۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ پیچھے کوئی نہیں تھا۔ پھر آگے دیکھا تو وہیں یم راج جس کا مجسمہ عجائب گھر کے کمرے میں تھا، ماریا کے سامنے سڑک کے درمیان میں کھڑا تھا۔ ماریا تو ہکا بکا ہو کر رہ گئی۔

اُس نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ یم راج ہی تھا۔ اِس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ماتھے پر زخم کے ٹانکوں کا نشان بھی تھا۔ ماریا زبان سے کچھ بولنے ہی والی تھی کہ اُسے محسوس ہوا کہ وہ بول نہیں سکتی۔ اتنی دیر میں پُراسرار یم راج نے اپنا ہاتھ ماریا کی طرف بڑھایا اور مسکرا کر اُس کی طرف دیکھا۔ اور بولا۔

"ماریا! آ جاؤ۔ میں تمہاری خاطر سینکڑوں برس
کا سفر طے کر کے آیا ہوں۔"

ماریا فضا میں پرواز کر جانا چاہتی تھی مگر اُس کے جسم میں جیسے طاقت نہیں رہی تھی۔ پُراسرار یم راج نے ایک بار پھر اپنا جملہ دہرایا۔

"ماریا! آ جاؤ۔ میرے پاس آ جاؤ۔ میں تمہیں
لینے آیا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا بے اختیار یم راج کی طرف بڑھی اور یم راج نے ماریا کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اِس کے ساتھ ہی ماریا اور یم راج دونوں وہاں سے غائب ہو چکے تھے اور ٹیکسلا کی رات سنسان اور خاموش تھی۔

O

اِس کے آگے کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے سنسنی خیز واقعات "عنبر ناگ ماریا" کی اگلی کہانی نمبر ۱۷۹ میں پڑھیں جس کا نام "پتھر کی دلہن" ہے۔

O

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسّلام پرنٹر اور پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خالائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

969 0 00995 8

Rs. 12.00

پتھر کی دلہن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر شمار 9789690399666

ترتیب شدہ بار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 2017ء

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

پہلا فلور، کمرہ نمبر 501، شاہراہ کاظمی، اردو بازار،
راولپنڈی فون: 277۔ چوک دلاور خان، راولپنڈی۔
کراچی آفس: فرسٹ فلور، عمران پلازہ، سٹی گلشن روڈ، کراچی۔

پیٹرک ڈٹن | Patrick Dutton
اے ہیمبلٹ | A Hamblet

©2017 جملہ حقوق فیروز سنز محفوظ ہیں۔

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے،
فوٹو کاپی کرنے یا ترجمہ کرنے کی اجازت نہیں۔

سیٹ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اردو بازار، راولپنڈی سے پرنٹ و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk
www.ferozsons.com.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پتھر کی دلہن

پراسرار یم راج ماریا کو لے کر دھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں چلا گیا۔ ماریا پر اس کے طلسم کا اثر تھا۔ وہ اپنے آپ یم راج کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ یم راج کے ساتھ پرانے زمانے میں آتے ہی ماریا ظاہر ہو گئی تھی۔ یم راج ماریا کو اپنے ساتھ لے کر ایک دریا کنارے ایک باغ میں آ گیا اس باغ میں ایک شیش محل بنا ہوا تھا۔ شیش محل میں کالی کالی حبشی لڑکیاں ہاتھوں میں سونے کے زیورات اور دلہن کے شاہی جوڑے کے تھال لئے کھڑی تھیں۔

یم راج نے ماریا کو ان حبشی لڑکیوں کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"میری نئی دلہن آ گئی ہے۔ اس کو دلہن کے کپڑے پہناؤ۔ زیوروں سے سجاؤ۔ میں اس سے شادی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کروں گا"۔

ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کا ذہن جیسے بند ہو گیا تھا۔ اسے کچھ یاد نہ تھا کچھ یاد نہ آ رہا تھا۔ حبشی لڑکیاں ماریا کو شیش محل کے ایک کمرے میں لے گئیں۔ وہاں انہوں نے ماریا کو دلہنوں والا نیا خوبصورت جوڑا پہنایا۔ اس کو زیوروں سے سجایا اور پھر دلہنوں کے شاہی تخت پر بٹھا دیا اور کسی عجیب و غریب زبان میں گیت گانے لگیں۔ جب گیت گا چکیں تو ایک دروازے سے یم راج داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ ماریا نے اسے دیکھا تو اس کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی۔ یم راج نے قریب آ کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور کہا۔

"ماریا! تم میری دلہن ہو۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں"۔

ماریا کا ہاتھ اپنے آپ اٹھ کر یم راج کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے یم راج کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یم راج اسے لے کر شیش محل کے باہر آ گیا۔ باغ میں ایک کالا گھوڑا موجود تھا۔ یم راج نے ماریا کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا اور اسے دوڑاتا ہوا باغ سے نکل کر جنگل میں آ

گیا۔ آسمان پر زرد چاند نکلا ہوا تھا۔ چاروں طرف جنگل پر موت کی خاموشی تھی۔ کالا گھوڑا جنگل میں دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ آگے ایک دریا آ گیا۔ کالے گھوڑے نے ایک ہی چھلانگ میں دریا پار کر لیا۔ دوسرے کنارے پر ایک جگہ پھولوں کی خوبصورت جھاڑیوں کے درمیان زمین پر نرم گھاس اگی ہوئی تھی۔

یم راج نے ماریا کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا۔ ماریا پھولوں بھری جھاڑیوں کے پاس دلہن کے لباس میں کھڑی تھی۔ یم راج پیچھے ہٹ گیا اور بولا۔

"ماریا! میری دلہن! اب تم آرام کرو۔ تمہارے آرام کرنے کا وقت آ گیا ہے"۔

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا اور آہستہ سے گھاس پر بیٹھی اور پھر اپنے بازو پر اپنا سر رکھ کر لیٹ گئی۔ جونہی وہ گھاس پر لیٹی اس کے جسم نے پتھر کا بننا شروع کر دیا۔ پہلے اس کی ٹانگیں پتھر کی ہوئیں پھر نچلا سارا دھڑ پتھر کا ہو گیا۔ پھر بازو پتھر کے ہو گئے اور پھر سر بھی پتھر بن گیا۔ تین چار سیکنڈ کے اندر اندر ماریا پتھر کی دلہن بنی زمین پر لیٹی ہوئی تھی۔

پراسرار یم راج نے اپنا تلوار والا ہاتھ آسمان کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف بلند کر کے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور چلا کر کہا۔

"میں نے ایک اور دلہن سے شادی کر لی"۔

یہ کہہ کر وہ کالے گھوڑے پر بیٹھا۔ گھوڑے کو زور سے ایڑ لگائی اور گھوڑے کو دوڑاتا جنگل کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو بتاتے جائیں کہ اس وقت کیٹی بھی پانچ ہزار سال پیچھے کے زمانے کے اہرام مصر کے نیچے حبشی فرعون کے قبضے میں اس کی ملکہ بنی ہوئی ہے اور کیٹی کی یادداشت ختم ہو چکی ہے۔ دوسری طرف تھیوسانگ اور جولی سانگ لاہور میں عنبر' ہاگ' ماریا کے مصنف اے حمید سے سمن آباد میں ملاقات کرنے کے بعد کیٹی کی تلاش میں کراچی گئے ہوئے ہیں۔ ہاگ پیچھے لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں رہ گیا تھا کہ اسے گائی اور کالا سپیرے نے بے ہوشی کی دوا پلا دی جس کے بعد ہاگ کے دل کی حرکت بند ہو گئی۔ دونوں سپیرے گھبرا گئے اور انہوں نے قتل کے الزام سے بچنے کے لئے ہاگ کی لاش کو لاہور میں کوٹ لکھپت سے آگے اینٹوں کے ایک ویران بھٹے کے قہہ خانے میں قبر کھود کر دفن کر دیا۔

عنبر اور ماریا بھی کیٹی کی تلاش میں اسلام آباد گئے تھے۔ اسلام آباد سے وہ ٹیکسلا آئے۔ اور ماریا یہاں عجائب گھر میں رکھے ہوئے یم راج کے بت کا شکار ہو گئی۔ یم راج ماریا کو اڑھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے والے ٹیکسلا میں لے گیا۔ جہاں اس نے اسے دلہن بنا کر اپنے شیش محل سے دور ایک جنگل میں پتھر بنا کر گھاس پر لٹا دیا۔

اس وقت ہماری کہانی اس مقام پر ہے کہ کیٹی پانچ ہزار برس پرانے اہرام مصر کے اندر حبشی فرعون کی ملکہ بنی ہوئی ہے اور اسے عنبر' ہاگ' ماریا کی کوئی یاد نہیں آ رہی۔ ہاگ ۱۹۸۹ء کے لاہور کے باہر اینٹوں کے بھٹے کے قہہ خانے کی قبر میں بے حس و حرکت پڑا ہے اور اس کا ذہن بھی بند ہو چکا ہے۔ ماریا کو یم راج اڑھائی ہزار برس پیچھے کے زمانے میں لے جا کر دلہن کے کپڑوں میں پتھر بنا چکا ہے اور تھیوسانگ' جولی سانگ کراچی میں کیٹی کو تلاش کر رہے ہیں جبکہ عنبر ٹیکسلا کے ریلوے اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے۔ ماریا اس کو یہ کہہ کر باہر گئی تھی کہ تھوڑی دیر تازہ ہوا میں سیر کرنے کے بعد ابھی آ جاتی ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گذر گیا اور ماریا واپس نہ آئی تو عنبر کو پریشانی سی لگی کہ ماریا نے اتنی دیر کیوں کر دی۔ یونہی اس نے گہرا سانس لے کر فضا کو سونگھا تو اس کے ہاتھ سے اخبار نیچے گر پڑا۔ کیونکہ فضا میں ماریا کی خوشبو غائب ہو چکی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر ویٹنگ روم سے باہر آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر فضا کو سونگھا۔ ماریا کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ عنبر گھبرایا کہ خدا خیر کرے۔ ماریا کے ساتھ ضرور کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے۔ وہ اسٹیشن سے باہر کھیتوں میں آیا اور ادھر ادھر فضا کو سونگھنے لگا۔ ماریا کہیں نہیں تھی۔

رات تاریک اور سنسان تھی۔ آسمان تاروں سے بھرا ہوا تھا۔ عنبر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر ماریا کہاں چلی گئی۔ وہ تو تھوڑی دیر میں واپس آنے کا کہہ کر گئی تھی۔ عنبر سیدھا ٹیکسلا شہر کے عجائب گھر میں آ گیا۔ عجائب گھر کا گیٹ بند ہو چکا تھا اور چوکیدار ایک طرف سٹول پر بیٹھا سر جھکائے اونگھ رہا تھا۔ یونہی عنبر کے دل میں شک سا تھا کہ شاید ماریا کے ساتھ عجائب گھر کے اندر کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ عنبر آہستہ سے گیٹ کھول کر عجائب گھر کے برآمدے میں آ گیا۔ یہاں بھی عجائب

گھر کا دروازہ بند تھا۔ مگر عنبر کی طاقت کے سامنے یہ دروازہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے اسے ذرا سا دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔

عجائب گھر کے کمروں میں دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ اس دھیمی روشنی میں شیشے کی الماریوں میں پرانے نوادرات اور برتن ویسے ہی پڑے تھے۔ ٹوٹے پھوٹے پرانے پتھر کے بت بھی چپ تھے۔ عنبر دوسرے کمرے میں آیا۔ یہاں کونے میں اس یم راج کا کالا مجسمہ تھا جس نے ماریا کو اغوا کیا تھا۔ عنبر نے یم راج کے بت کے سامنے آ کر اسے غور سے دیکھا۔ یم راج کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ماتھے پر زخم کے ٹانکوں کا نشان اسی طرح تھا۔ یم راج کا چہرہ پتھر کا تھا۔ اس پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔ عنبر وہاں سے بھی باہر نکل کر پچھلے صحن میں آ گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں کونے میں ایک دلہن لڑکی کا پتھر کا بت زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ عنبر نے اس لڑکی کے بت کو جھک کر غور سے دیکھا۔ بت کا چہرہ اس کے کپڑے اور زیور سب پتھر بن چکے تھے۔

عنبر نے دو تین بار فضا کو لمبے لمبے سانس لے کر سونگھا۔ یہاں بھی ماریا کی خوشبو کہیں نہیں تھی۔ عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مایوس ہو کر عجائب گھر سے واپس آ گیا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ماریا آخر اچانک کہاں غائب ہو گئی ہے۔ رات عنبر نے کسی نہ کسی طرح ریلوے اسٹیشن پر ہی گذاری۔ صبح پہلی گاڑی میں سوار ہو کر وہ لاہور کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کا خیال تھا کہ ناگ لاہور کے ملٹن ہوٹل والے کمرے میں ہی ہو گا۔ کیونکہ وہ اسے وہیں چھوڑ گئے تھے۔ مگر ناگ ہوٹل کے کمرے میں نہیں تھا۔ عنبر نے گھبرا کے فضا کو سونگھا۔ اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ کیونکہ فضا میں ناگ کی خوشبو بھی نہیں تھی۔ اب تو عنبر بہت پریشان ہوا کہ ماریا گم ہوئی تھی تو ناگ بھی غائب ہو گیا تھا۔ عنبر نے ہوٹل والوں سے پوچھا کہ اس کا ساتھی ناگ کہاں گیا ہے۔ سب نے کہا کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ جس بیرے نے کالو سپیرے کے ساتھ مل کر ناگ کو بے ہوشی کی دوائی پلائی تھی عنبر نے اس سے پوچھا تو وہ بھی بولا۔

"سر! کل شام تک تو صاحب کمرے میں ہی تھے۔ پتہ نہیں اب کہاں چلے گئے ہیں"۔

عنبر مایوس ہو کر ہوٹل کے کمرے میں بیٹھ گیا اور

اب تھیوساگ اور جولی سانگ کا کراچی سے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دو دن گذر گئے۔ تیسرے دن تھیوساگ اور جولی سانگ کراچی سے واپس آ گئے۔ عنبر نے جب انہیں ناگ اور ماریا کی گمشدگی کے بارے میں بتایا تو وہ بھی پریشان ہو گئے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ناگ اور ماریا کی خوشبو بھی تو نہیں آ رہی۔ اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ وہ اس لاہور شہر میں نہیں ہیں"۔

تھیوساگ نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان پر طلسم کا اثر ہو گیا ہو جس کی وجہ سے ان کے جسموں سے خاص خوشبو نہ آ رہی ہو"۔

عنبر بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ناگ اور ماریا گئے کہاں؟ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دونوں کو ایک ساتھ اغوا کر لیا گیا ہے اور وہ ضرور کسی مشکل میں پھنس چکے ہیں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عنبر بھائی! ناگ اور ماریا کو ایک ساتھ اپنے قابو میں کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ ان کے پاس بے پناہ طاقتیں ہیں"۔

تھیوسانگ بولا۔

"مگر ان پر کسی زبردست جادوگر کے طلسم کا بھی تو اثر ہو سکتا ہے"۔

عنبر کہنے لگا۔

"لیکن تھیوسانگ! یہ سائنس کا زمانہ ہے ۱۹۸۹ء کا زمانہ ہے۔ آج کل جادو کو کوئی نہیں پوچھتا۔ جادوگر نہیں ہوتے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھائی! جادوگر آج کے سائنسی زمانے میں بھی ہوتے ہیں۔ ہم نے خود کراچی شہر میں ایک جگہ بورڈ لگا ہوا دیکھا تھا جس پر لکھا تھا "شاہی جادوگر" جو پوچھو گے بتاؤں گا"۔

عنبر خاموش ہو گیا۔ تھیوسانگ بولا۔

"عنبر! ناگ ماریا کا معمہ تو ہمیں کچھ نہیں بتاتا تو پھر چلو کراچی چل کر اس شاہی جادوگر سے کیوں نہ پوچھیں کہ کیٹی اور ناگ ماریا کہاں ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ

ہمیں کچھ بتا دے"۔

عنبر نے کہا۔

"کیا بچوں ایسی باتیں کرتے ہو تھیوسانگ۔ وہ ہمیں بھلا کیا بتائے گا"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پوچھ لینے میں کیا حرج ہے۔ پھر یہاں بھی تو ہم بیکار بیٹھے ہیں۔ یہاں تو نہ ماریا کی خوشبو ہے نہ ناگ کی اور نہ کیٹی کی خوشبو ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ کراچی چل کر اس شاہی جادوگر سے مشورہ کیا جائے۔ ہو سکتا ہے وہیں سے اپنے دوستوں کا کوئی سراغ مل جائے"۔

عنبر نہیں جانا چاہتا تھا مگر تھیوسانگ اور جولی سانگ نے اسے مجبور کر دیا اور وہ اسی رات ٹرین میں بیٹھ کر کراچی روانہ ہو گئے۔ کراچی پہنچنے کے بعد وہ سیدھے شاہی جادوگر کے آفس میں آ گئے۔

شاہی جادوگر سوٹ بوٹ پہنے اپنے دفتر میں بیٹھا ٹیلی فون کر رہا تھا۔ عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

ٹیلی فون بند کرنے کے بعد شاہی جادوگر نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"فرمایئے! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
عنبر نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ ہمارے تین ساتھی پاکستان میں آ کر گم ہو گئے ہیں۔ ہم ان کا پتہ چلانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں ان کے بارے میں بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں؟"۔

شاہی جادوگر نے کہا۔

"میری فیس دو سو روپے ہے پہلے فیس ادا کریں پھر کوئی بات ہو گی"۔

تھیوسانگ نے دو سو روپے جیب سے نکال کر جادوگر کو دے دیئے۔ جادوگر نے سلیٹ پر الٹی سیدھی لکیریں کھینچیں۔ انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ آپ کے ساتھی پاکستان میں نہیں ہیں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"تو پھر وہ کہاں ہیں؟"

شاہی جادوگر نے ایک بار پھر سلیٹ پر نظر ڈالی اور بولا۔

"میرا حساب مجھے بتاتا ہے کہ آپ کے دوست اس وقت یورپ کے ملک فرانس کے شہر پیرس میں ہیں اور ایک ہوٹل میں بیٹھے ہیں"۔

عنبر نے مایوسی سے سر کو ہلا دیا اور تھیوسانگ سے کہا۔

"چلو بھائی! یہاں سے ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو گا"۔

شاہی جادوگر بولا۔

"کیوں بھائی آپ کیوں ناامید ہو گئے۔ میرا حساب کبھی غلط نہیں ہوا۔ بڑے بڑے سرکاری افسر میرے دفتر میں آ کر مجھ سے حساب لگواتے ہیں"۔

عنبر نے کہا۔

"تو پھر یہ بتاؤ کہ ہمارے دوستوں میں کوئی عورت بھی ہے کہ نہیں؟"

شاہی جادوگر نے زائچے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"زائچہ بتا رہا ہے کہ آپ کے دوستوں میں سے دو عورتیں ہیں اور ایک مرد ہے"۔

اب تو عنبر بھی چونکا۔ کیونکہ جادوگر نے یہ بات بالکل درست بتائی تھی۔ ناگ کے ساتھ ماریا اور کیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی غائب تھیں اور یہ دونوں عورتیں تھیں۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی شاہی جادوگر کی اس بات سے کافی متاثر ہوئے تھے۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"کیا ہمیں ہمارے ساتھی پیرس میں مل جائیں گے؟"

شاہی جادوگر کہنے لگا۔

"میں اس کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ میرا حساب مجھے صرف یہ بتا رہا ہے کہ آپ کے ساتھی یا آپ کے گم شدہ دوست اس وقت پیرس میں ہیں اور وہ ایک ایسے ہوٹل میں رہ رہے ہیں جس کی کھڑکیوں میں سے پیرس کا مشہور مینار ایفل ٹاور نظر آتا ہے۔ اس سے زیادہ میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا۔"

تھیوسانگ اور جولی سانگ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر وہاں سے اٹھ کر باہر آ گئے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے ہمیں پیرس کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔ اس جادوگر کا حساب بالکل ٹھیک لگ رہا ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"مگر سوال یہ ہے کہ ہاگ، ماریا اور کیٹی ایک دم سے پیرس کیسے پہنچ گئے اور اگر وہ وہاں پر ہیں تو کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم لاہور میں ہیں؟ انہیں ہمارے پاس لاہور آ جانا چاہیے تھا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے ان پر کوئی ایسا طلسم کر دیا گیا ہو کہ وہ اپنی یادداشت کھو چکے ہوں۔ ایسا ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ میں تو جولی سانگ کی اس رائے کے حق میں ہوں کہ ہمیں پیرس چلنا چاہیے۔ ممکن ہے اس شاہی جادوگر کا حساب ٹھیک نکل آئے اور ہاگ، ماریا اور کیٹی سے وہاں ملاقات ہو جائے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ہم وہاں کس طرح جائیں گے۔ یہ پرانے زمانے نہیں ہیں۔ آج کل ایک ملک چھوڑنے اور دوسرے ملک میں داخل ہونے کے لئے پاسپورٹ ویزے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"ہم پیدل پہاڑیوں اور میدانوں جنگلوں سے گزر کے پاکستان کا بارڈر کراس کر کے فرانس کی طرف نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائیں گے۔ ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے"۔

تھیر سر پر ہاتھ پھیر کے بولا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم لوگوں کی یہی مرضی ہے تو میں اکیلا یہاں رہ کر کیا کروں گا"۔

دوسرے دن تھیر، تھیوسانگ اور جولی سانگ بلوچستان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے تھک جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سب میں اپنی اپنی الگ طاقت موجود تھی۔ بلوچستان کے خشک سخت گرم پہاڑی میدانوں سے گذرتے ہوئے تھیوسانگ، جولی سانگ اور تھیر ایران کے بنجر میدانوں میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے آگے فرانس ان کی منزل تھی۔ ایران عراق کی جنگ بند ہو چکی تھی اور ہر طرف امن امان تھا۔ تھیوسانگ تھیر اور جولی سانگ ایران کے شہر اصفہان کے ایک ہوٹل میں ٹھہر گئے۔ دو دن وہاں قیام کیا اور پھر فرانس کے ملک کی طرف چل پڑے۔

ان دوستوں کو ہم فرانس کے راستے میں چھوڑ کر ناگ کی طرف واپس آتے ہیں۔ ناگ لاہور شہر کے باہر ایک ویران جگہ پر بے آباد اینٹوں کے بھٹے کے تہہ خانے

میں دفن تھا اس کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی سانس بھی بند تھی اور دماغ نے بھی کام کرنا بند کر دیا تھا۔ مگر ناگ ابھی تک زندہ تھا۔ ناگ کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اب تک اس کی لاش گل سڑ گئی ہوتی مگر ناگ کا جسم قبر کے اندر بھی ویسے کا ویسا ہی تھا۔ صرف وہ کچھ محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور دیکھ بھی نہیں سکتا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔

ناگ کو قبر کے اندر چھ سات روز گزر گئے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ ایک کالا بچھو کہیں سے گھومتا گھامتا قبر کے اندر چلا گیا۔ اس نے قبر کے اندر ایک لاش کو پڑے دیکھا تو اپنی عادت کے مطابق ناگ کے پاؤں پر ڈس دیا۔ بچھو کا ڈسنا ناگ کے لئے بڑا مفید یعنی فائدے مند ثابت ہو گیا۔ بچھو کے ڈنک کے زہر نے اس دوائی کے اثر کا ایک سیکنڈ میں خاتمہ کر دیا جو ناگ کو پلائی گئی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور اپنے آپ کو ایک اندھیری قبر میں پایا۔

ناگ سوچنے لگا کہ اس کے ساتھ کیا حادثہ ہوا ہے؟ دوسرے لمحے اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ ایک شخص پولیس انسپکٹر کی وردی میں اس کے پاس آیا تھا۔ ہوٹل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہلٹن کا بیرا اسے اس انسپکٹر کے پاس لے گیا تھا اور پھر اس نے کوکا کولا پیا تھا جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ناگ کو تھیوسانگ اور جولی سانگ اور خبر' ماریا کا خیال آ گیا جو ضرور اس کی گمشدگی سے پریشان ہوں گے۔

ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور دوسرے لمحے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور قبر کے گڑھے سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک تہہ خانے میں ہے۔ تہہ خانے سے باہر نکلا تو دیکھا کہ یہ اینٹوں کا کافی پرانا مٹھ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پولیس کی وردی والے نے ہوٹل کے بیرے کے ساتھ مل کر اسے کوئی زہریلی چیز پلا دی تھی اور جب ان کے خیال میں ناگ مر گیا تو وہ اسے بھٹے کے تہہ خانے میں دبا کر چلے گئے۔ ناگ سوچنے لگا کہ ان لوگوں نے اسے ہلاک کیوں کیا؟ آخر وہ اس سے کیا چاہتے تھے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ تھیوسانگ اور جولی سانگ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہوں؟

ناگ اس مسئلے کو ہوٹل میں جا کر ہی حل کرنے کی کوشش کر سکتا تھا۔ دن ڈھل رہا تھا۔ سورج کا رنگ

لاہور شہر کی عمارتوں پر سنہری ہونا شروع ہو گیا تھا۔ ناگ نے بھٹے سے باہر آتے ہی پھنکار مار کر دوبارہ انسانی شکل اختیار کی اور وہاں سے چلتا ہوا بڑی سڑک پر آ گیا۔ یہاں سے ایک خالی رکشا لیا اور سیدھا ہلٹن ہوٹل آ گیا۔ اپنے کمرے میں گیا تو وہاں تالا لگا تھا۔ نیچے کاؤنٹر پر آ کر ناگ نے اپنے ساتھیوں یعنی تھیوسانگ' جولی سانگ اور خبر کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ خود اس کے گم ہو جانے سے پریشان تھے اور کراچی چلے گئے ہیں۔

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ اتنے میں ناگ کو وہی مکار بیرا نظر آ گیا جس نے کالو سپیرے سے رشوت لے کر ناگ کو پھنسا دیا تھا۔ یہ مکار بیرا ہاتھ میں ٹرے لئے ٹرے میں چائے کا سامان رکھے اوپر سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ ناگ بھی خاموشی سے اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بیرے نے ابھی تک ناگ کو نہیں دیکھا تھا۔ اوپر والی منزل میں آ کر مکار بیرا ایک کمرے میں گھس گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اس بیرے سے بہت کچھ پتہ چل سکتا ہے کہ وہ پولیس کی وردی والا کون تھا اور اس نے ناگ کو کس لئے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناگ نے مکار بیرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا نمبر پڑھ لیا تھا۔ اس کا نمبر ایک سو گیارہ تھا۔ ناگ سیدھا نیچے آیا۔ اس نے فوراً ایک کمرہ کرائے پر لیا۔ اس کی چابی لی اور خالی کمرے میں آ کر ٹیلی فون پر کاؤنٹر پوائے کو کہا۔

"میں ہیں نمبر کمرے سے بول رہا ہوں۔ ذرا میرا نمبر ایک سو گیارہ کو میرے کمرے میں بھیج دیں"۔

کاؤنٹر پوائے نے کہا۔

"او کے سر! ابھی بھیجتا ہوں"۔

ناگ نے دروازے کی کنڈی کھول دی۔ خود جلدی سے سانپ کا روپ بدلا اور پلنگ کے نیچے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ وہی مکار بیرا ہے۔ ناگ نے پلنگ کے نیچے بیٹھے بیٹھے ایک پل کے لئے انسان کی شکل بدلی اور آواز دی۔

"اندر آ جاؤ"۔

اور اس کے ساتھ ہی ناگ دوبارہ سانپ بن گیا۔ بیرا بڑا خوش خوش اندر آیا۔ اس نے جب دیکھا کہ کمرہ خالی ہے تو بولا۔

"صاحب! آپ کہاں ہیں؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ بیرے نے باتھ روم کو دیکھا۔ باتھ روم بھی خالی تھا۔ اب بیرا پریشان ہوا کہ کمرے میں کوئی آدمی نہیں ہے تو پھر ابھی ابھی اسے کس نے کہا تھا کہ "اندر آ جاؤ"۔

بیرا کمرے سے باہر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ناگ ایک زبردست پھنکار مار کر پلنگ کے نیچے سے نکل آیا اور اچھل کر بیرے کی گردن کو پکڑ لیا اور اپنا پھن اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ بیرے کی تو جان ہی نکل گئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ سارا جسم خوف کے مارے ٹھنڈا پڑ گیا۔ ٹھنڈے پسینے آ گئے۔ دہشت کے مارے دانت بجنے لگے۔

ناگ فوراً سانس کھینچ کر دوبارہ انسان کی شکل میں واپس آ گیا اور بیرے کو گھسیٹ کر آگے لے آیا اور اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم نے مجھے ضرور پہچان لیا ہو گا۔ کیونکہ تم ہی مجھے پولیس انسپکٹر کے پاس لے گئے تھے اور تم ہی وہ کوکا کولا لائے تھے جس کے ایک گلاس میں زہر تھا"۔

بیرے نے ناگ کو پہچان لیا تھا۔ مگر اس پر جو خوف اور دہشت چھائی ہوئی تھی وہ اس وجہ سے تھی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کون شخص ہے جو انسان سے سانپ اور سانپ سے انسان بن گیا ہے۔ ناگ نے اس کی گردن کو جھٹکا دے کر کہا۔

"بتاؤ وہ پولیس انسپکٹر کون تھا اور اس نے مجھے کس لئے زہر دے کر ہلاک کیا تھا"۔

ہیرے نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"سر! آپ کو ہلاک نہیں کیا گیا تھا آپ کو تو کالو سپیرے نے بے ہوشی کی دوائی پلائی تھی"۔

ناگ سمجھ گیا کہ بے ہوشی کی دوائی زیادہ پلا دی گئی ہو گی جس کی وجہ سے اس کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی۔

اس نے پوچھا۔

"یہ کالو سپیرا کون ہے جو پولیس کی وردی پہن کے آیا تھا۔ وہ مجھے کیوں بے ہوش کرنا چاہتا تھا؟"

ہیرے نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"سر! میں اپنے بچوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ انہوں نے مجھے دو سو روپے دے کر کہا تھا کہ میں آپ کو ہوٹل کے نیچے والے کمرے میں لے آؤں اور بے ہوشی کا کوکا کولا پلانے میں ان کی مدد

کروں۔ بس میں نے صرف اتنا ہی گناہ کیا ہے صاحب۔ مجھے معاف کر دو"۔

ناگ نے اندازہ لگا لیا کہ ہیرے نے صرف لالچ میں آ کر ایسا کیا ہے اور اسے خود معلوم نہیں کہ کالو سپیرا کیا چاہتا تھا اور اس کا مطلب کیا تھا۔

ناگ نے پوچھا۔

"کالو سپیرے کے ساتھ اور کون کون ہے"۔

ہیرے نے کہا۔

"سر اس کے ساتھ اس کا شاگرد گامی سپیرا بھی ہے۔ یہ کچی آبادی کے ایک مکان میں رہتے ہیں۔ مجھے معاف کر دو صاحب میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"میں تمہیں صرف ایک شرط پر معاف کر سکتا ہوں کہ تم مجھے کالو سپیرے کے مکان پر لے چلو۔ اس کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں چھوڑ دوں گا اور کچھ نہیں کہوں گا"۔

ہیرا بولا۔

"سر! میں ابھی آپ کو سپیرے کے مکان پر لئے چلتا ہوں۔ مگر سر! میں پیچھے رہوں گا۔ اور کالو سپیرے کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے بارے میں کچھ نہ بتائے گا۔ نہیں تو وہ مجھے اپنے زہریلے سانپ سے ڈسوا دے گا"۔

ناگ نے کہا۔

تم گھبراؤ نہیں۔ میں اسے تمہاری بابت کچھ نہیں بتاؤں گا۔ چلو کالو سپیرے کے مکان پر؟"

ناگ نے ہیرے کو ساتھ لیا اور ہوٹل سے باہر آ گیا۔ اس نے ہیرے کو خبردار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو میں سانپ بن کر جہاں کہیں ہو گے تمہیں ڈس کے مار ڈالوں گا۔

ہیرا بولا۔

"میں نہیں بھاگوں گا سرا نہیں بھاگوں گا"۔

اور سکار لالچی ہیرا ناگ کو لے کر کالو سپیرے کے مکان کی طرف چل پڑا۔

○

ناگ دیوتا کو سلام

ناگ نے لالچی ہیرے کو بازو سے پکڑ رکھا تھا۔ باہر ایک خالی رکشے میں بٹھا کر ناگ نے ہیرے سے کہا۔

"اسے بتاؤ کہاں جانا ہے"۔

ہیرے نے رکشا ڈرائیور سے کہا۔

"کچی آبادی چلو بھائی"۔

اور رکشا کچی آبادی کی طرف روانہ ہو گیا۔ لاہور شہر کی سڑکوں پر اس وقت شام ہونے والی تھی۔ کافی ٹریفک اور رش تھا۔ ریلوے لائن پار کرنے کے بعد ہیرے نے رکشے کو ایک طرف رکوا دیا۔ سامنے کچی آبادی تھی۔ ہیرے نے ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس کوٹھڑی میں کالو سپیرا رہتا ہے سرا"

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ۔ میں وہیں واپس آ رہا ہوں۔ خبردار کسی سے کوئی بات نہ کرنا نہیں تو تم جانتے ہو میری طاقت کو"۔

بیرا ہاتھ باندھ کر بولا۔

"کسی سے کچھ نہیں کہوں گا سرا"

بیرا ریسٹ ہاؤس میں بیٹھ کر واپس چلا گیا۔ ناگ نے ایک طرف کھڑے ہو کر کچی کوٹھڑی کو دیکھا۔ کوٹھڑی کے باہر پانی کے دو مٹکے پڑے تھے۔ ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ کالو سپیرا وہاں نہیں تھا۔ وہ کوٹھڑی کے اندر تھا۔ ناگ اس کی شکل سے واقف تھا۔ کیونکہ وہی پولیس انسپکٹر کی وردی پہن کر اس کے پاس آیا تھا۔ ناگ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ دور ایک کچے مکان کے باہر کچھ بچے کھیل رہے تھے۔

ناگ نے منہ اوپر کر کے سانس کو اندر کھینچا اور دوسرے لمحے اس نے کالے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور زمین پر رینگتا ہوا کالو سپیرے کی کوٹھڑی کی طرف چلا۔ کالو سپیرا کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پٹاری تھی جس میں ایک سبز سانپ بند تھا۔ سبز سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آئی تو پٹاری سے باہر نکلنے کو

بے تاب ہو گیا۔ ناگ نے وہیں سے سانپ کی زبان میں سبز سانپ سے کہا۔

"خبردار! میرے لئے باہر نکل کر مجھے سلام نہ کرنا۔ میں ایک خفیہ کام کرنے یہاں آیا ہوں"۔

سبز سانپ نے پٹاری کے اندر سے جواب دیا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

سبز سانپ کی طرف سے مطمئن ہو کر ناگ رینگتا ہوا جب چارپائی کے پاس آیا تو کالو سپیرے کی نگاہ اس پر پڑی۔ اس نے پٹاری وہیں زمین پر رکھی اور بین نکال کر بجانے لگا تاکہ ناگ کو پکڑ سکے۔ وہ اسے بھی ایک عام سانپ سمجھ رہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ یہ ناگ دیوتا ہے ناگ نے اپنا پھن اوپر اٹھا لیا اور جھومنے لگا۔ کالو سپیرا بڑا خوش ہوا کہ ایک اعلیٰ قسم کا بغیر سانپ ہاتھ لگا ہے۔ وہ زور زور سے بین بجانے لگا۔ ناگ آہستہ آہستہ جھومتے ہوئے سپیرے کے قریب آ گیا۔ پھر ناگ نے اچھل کر کالو سپیرے کی بین پر اپنی دم ماری۔ بین نیچے گر پڑی۔ کالو سپیرا بڑا حیران ہوا۔ کیونکہ یہ حرکت آج تک کسی سانپ نے نہیں کی تھی۔

کالو سپیرے نے لپک کر ناگ کو گردن سے پکڑ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس نے ناگ کو قابو میں کر لیا ہے۔ مگر یہ اس کی بھول تھی۔ بے خبری میں وہ ناگ کو دودھ پلا کر بے ہوش کر سکتا تھا مگر ناگ جب اپنی اصلی حالت میں ہو تو وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ ناگ اگر چاہتا تو کالو سپیرے کو ڈس کر وہیں ہلاک کر دیتا مگر وہ اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ کالو سپیرے نے ناگ کو قتل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اسے صرف بے ہوش کیا تھا کسی انسانی لالچ کی وجہ سے۔ ناگ اسے صرف ایک سبق سکھانا چاہتا تھا۔

تب ناگ نے اپنی زبان میں آس پاس کے سب سانپوں کو آواز دی۔

"میں عظیم ناگ دیوتا ہوں۔ میں تمہیں یہاں آنے کا حکم دیتا ہوں"۔

ناگ دیوتا کا حکم ملتے ہی ارد گرد میدان اور کھیتوں میں جتنے سانپ تھے سب کے سب ناگ دیوتا کی طرف دوڑ پڑے۔ کالو سپیرا ناگ کو پٹاری میں بند کرنے والا تھا کہ کیا دیکھتا ہے پچاس ساٹھ سانپ پھن اٹھائے اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھتے آ رہے ہیں۔ کالو سپیرا تو گھبرا گیا۔ اس نے ناگ کو وہیں چھوڑا اور بھاگنے لگا۔ مگر

سانپوں نے اس کا راستہ روک لیا اور پھنکاریں مارنے لگے۔ کالو سپیرا سہم کر وہیں بیٹھ گیا۔ حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اتنے سارے سانپ کہاں سے آ گئے اور اس کے پاس کیوں آ گئے ہیں۔

ناگ نے سانپوں کو سانپ کی زبان میں کہا۔

"کالو سپیرے کو ڈسنا مت مگر اس کو جکڑ لو"۔

ناگ دیوتا کا حکم پاتے ہی سارے کے سارے سانپ کالو سپیرے پر ٹوٹ پڑے سپیرا خوف کھا کر کوٹھڑی میں گھس گیا۔ سانپ بھی اس کے پیچھے پیچھے کوٹھڑی میں چلے گئے۔ اور کالو سپیرے کے سارے جسم پر چڑھ گئے۔ ایک سانپ اس کی گردن میں کنڈلی ڈال کر پھن اس کے منہ کے سامنے لہرانے لگا۔

کالو سپیرا زمین پر گرا پڑا تھا۔ ہاتھ اوپر کو اٹھے تھے اور کانپتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"یا اللہ! مجھے معاف کر دے۔ مجھے ان سانپوں سے بچا لے"۔

اب ناگ بھی سانپ کی شکل میں اندر آ گیا اور زور سے پھنکار ماری اور انسانی شکل میں آ گیا۔ کالو سپیرے نے ناگ کو فوراً پہچان لیا کہ یہ تو وہی نوجوان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے جس کے بارے میں گاؤں نے کہا تھا کہ سانپوں سے بات کر لیتا ہے اور جس کو بے ہوشی کی دوائی انہوں نے دی تھی اور وہ مر گیا تھا۔ اور کالو سپیرے اور گاؤں نے مل کر اسے پھٹے کے نیچے دفن کر دیا تھا۔

ناگ نے کہا۔

"کالو سپیرے! تم نے ضرور مجھے پہچان لیا ہو گا"۔

کالو سپیرے نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں بھائی پہچان لیا ہے۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دے میں نے گناہ کیا تھا۔ مجھے معاف کر دے"۔

ناگ بولا۔

تم نے تو مجھے قبر میں دفن کر دیا تھا"۔

کالو سپیرا کہنے لگا۔

"بھائی! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنی بڑی طاقت کے مالک ہو۔ اور پھر میری نیت تمہیں مارنے کی نہیں تھی۔ میں نے تمہیں بے ہوش کیا تھا تاکہ تم پر منتر پھونک کر تم سے سانپوں کی زبان کا پتہ چلا سکوں"۔

ناگ مسکرایا۔

"اور تم شاید یہ نہیں جانتے تھے کہ جس آدمی سے سانپوں کی زبان معلوم کرنا چاہتے ہو وہ خود ناگ

دیوتا ہے"۔

یہ سن کر کالو سپیرے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے رک رک کر کہا۔

"تو کیا۔۔۔۔۔ کیا تم ناگ دیوتا ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"اگر ناگ دیوتا نہ ہوتا تو یہ سارے سانپ یہاں کیسے آ سکتے تھے"۔

کالو سپیرے نے ہاتھ باندھ لئے اور گڑگڑا کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرا گناہ معاف کر دے۔ مجھ سے بھول ہو گئی"۔

ناگ نے سانپوں کو حکم دیا کہ وہ کالو سپیرے کو چھوڑ کر جدھر سے آئے ہیں ادھر ہی چلے جائیں۔ ناگ دیوتا کا حکم پاتے ہی سارے کے سارے سانپ کالو سپیرے کے جسم سے اتر کر کوٹھڑی سے باہر نکل گئے۔ اب کوٹھڑی میں صرف ناگ اور کالو سپیرا ہی رہ گئے۔ کالو سپیرا تو ناگ کے پاؤں پر گر پڑا اور بولا۔

"ناگ دیوتا! میں آج سے تمہارا غلام ہوں۔ میرے قصور کو معاف کر دو۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی ایسی گستاخی نہ کرتا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کالو سپیرے کو اٹھا لیا اور کہا۔

"میں نے تمہیں معاف کیا۔ لیکن تمہیں دولت کا لالچ کیوں ہے۔ تم زمین کے سارے خزانے لے کر کیا کرو گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ زمین کے اندر دفن کئے ہوئے خزانے زمین کی امانت ہیں اس لئے ان پر ایک نہ ایک زہریلا سانپ بیٹھا ان کی حفاظت کرتا ہے"۔

کالو سپیرا بولا۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اب میں کبھی کسی خزانے کی تمنا نہیں کروں گا۔ بس بچوں کو سانپوں کا تماشا دکھا کر جو روکھی سوکھی ملے گی اس سے گذارہ کر لوں گا۔ لیکن ناگ دیوتا! تم یہاں لاہور میں کیسے آ گئے؟"

ناگ نے کہا۔

"یہ ایک لمبی اور پراسرا کہانی ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ تم مجھے اپنی کوئی خواہش بتاؤ جو میں پوری کر دوں۔ مگر خواہش ایسی ہو کہ جس سے کسی دوسرے انسان کو نقصان نہ پہنچتا ہو"۔

کالو سپیرا کچھ سوچ کر بولا۔

"ناگ دیوتا! مجھے سانپوں کی زبان سکھا دو"۔

ناگ نے کہا۔

"مجھے اس کی اجازت نہیں ہے کوئی دوسری خواہش بتاؤ"۔

کالو سپیرا بولا۔

تو پھر مجھے کوئی ایسا منتر بتا دو کہ مجھ پر دنیا کے کسی بھی سانپ کے زہر کا اثر نہ ہو سکے"۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں تمہیں منتر نہیں بتاؤں گا لیکن ایک خاص منتر پڑھ کر تم پر پھونک دیتا ہوں۔ اس کے بعد تمہیں اگر شیش ناگ بھی ڈسے گا تو تمہیں کچھ نہیں ہو گا"۔

یہ کہہ کر ناگ نے منتر پڑھ کر کالو سپیرے پر پھونکا اور کہا۔

"اب میں جاتا ہوں"۔

کالو سپیرا بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! تم لاہور میں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟"

ناگ مسکرایا۔

"یہ بھی میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ کالو سپیرے نے دیکھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ ایک کالے عقاب کی شکل میں اس کی کوٹھڑی سے اڑا اور باہر شام کی سرمئی فضا میں غائب ہو گیا۔

ناگ وہاں سے سیدھا ہلٹن ہوٹل آ گیا۔ ہوٹل کے باہر ہی اس نے دوبارہ انسانی شکل بدل لی تھی۔ اب اسے یہ پریشانی تھی کہ عنبر' ماریا' تھیوسانگ اور جولی سانگ ابھی تک واپس کیوں نہیں آئے۔ اس کے سامنے تو عنبر ماریا اسلام آباد گئے تھے اور تھیوسانگ اور جولی سانگ کراچی گئے تھے۔ اب وہ سب کیٹی کی تلاش میں تھے اور خود کہیں گم ہو گئے تھے۔ ناگ بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ اسے ان دوستوں کا انتظار کرنا چاہئے یا خود ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔ آخر ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے سب سے پہلے عنبر اور ماریا کو ڈھونڈنے راولپنڈی جانا چاہئے۔ چنانچہ اس نے رات ہوٹل میں گذاری اور صبح راولپنڈی روانہ ہو گیا۔

راولپنڈی سے وہ اسلام آباد گیا۔ دونوں شہروں میں سے کسی شہر میں بھی عنبر اور ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ دو دن تک ان کو تلاش کرتا رہا۔ جب مایوس ہو گیا تو وہاں سے اس نے ہوائی جہاز پکڑا اور کراچی آ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کراچی میں اس کی ملاقات

تھیوسانگ اور جولی سانگ سے ہو جائے گی۔ مگر کراچی پہنچ کر بھی اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ وہاں نہیں ہیں۔ کیونکہ شہر کی فضا میں ان دونوں میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں تھی۔

ناگ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ کیونکہ پاکستان سے عنبر ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ دونوں ہی غائب تھے۔ واپس لاہور جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ دن کے وقت ناگ اسی سوچ بچار میں گم کراچی کی ایک سڑک پر سے گذر رہا تھا کہ اس کی نگاہ ایک مکان کے باہر لگے ہوئے بورڈ پر گئی۔ وہاں لکھا تھا۔

"شاہی جادوگر۔ جو پوچھو گے بتاؤں گا"۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ کوئی نقلی جادوگر ہے اور کمزور ارادوں کے لوگوں کو احمق بنا کر ان سے پیسے بٹورتا ہے۔ پھر ناگ کو خیال آیا کہ ایسے نقلی نجومیوں کا کبھی کبھی حساب ٹھیک ہو جاتا ہے اور وہ زائچہ بنا کر کم از کم یہ ضرور بتا دیتے ہیں کہ فلاں شخص کس طرف گیا ہے۔ کیونکہ اگر زائچہ ٹھیک بنا ہو تو یہ پتہ چل جاتا ہے۔

ناگ شاہی جادوگر کے دفتر میں آ گیا۔ یہ وہی جادوگر تھا جس کے پاس تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئے تھے اور جن کو جادوگر نے اپنے دوستوں کی تلاش میں فرانس کے شہر پیرس جانے کا مشورہ دیا تھا اور وہ دونوں یعنی تھیوسانگ اور جولی سانگ کراچی سے پیدل سفر پر پیرس کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ شاہی جادوگر سوٹ بوٹ پہنے میز پر انسانی کھوپڑی رکھے بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ ناگ دفتر میں آیا تو شاہی جادوگر نے اخبار ایک طرف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تشریف لائیے۔ تشریف لائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ جھوٹا جادوگر ہے مگر وہ اس سے صرف ستاروں کا حساب لگا کر زائچہ بنوانا چاہتا تھا تاکہ اسے صرف اتنا ہی پتہ چل سکے کہ اس کے ساتھی دنیا کے کس حصے میں ہیں۔ شمال میں ہیں جنوب میں، مشرق میں ہیں یا مغرب میں۔

ناگ نے کہا۔

"میں اپنا زائچہ بنوانا چاہتا ہوں"۔

جادوگر بولا۔

"بہت خوب اس کی دو سو روپے فیس ہو گی"۔

ناگ نے جیب سے سو سو کے دو نوٹ نکال کر

جادوگر کے سامنے رکھ دیئے۔

جادوگر نے کاپی پنسل نکال لی اور اس پر لکیریں کھینچ کر بولا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

ناگ خوب جانتا تھا کہ اگر اس نے اپنا نام غلط بتایا تو زائچہ بھی غلط بنے گا اور وہ تھیوسانگ وغیرہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل نہ کر سکے گا۔

اس نے کہا۔

"ناگ۔۔۔۔۔!"

شاہی جادوگر نے ناگ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"یہ تو سانپوں کا نام ہے۔ آپ تو شریف آدمی لگتے ہیں پھر آپ نے سانپ کا نام کیوں رکھا ہوا ہے؟"

ناگ بولا۔

"میرے ماں باپ نے میرا یہی نام رکھا تھا۔ آپ زائچہ بنائیں"۔

شاہی جادوگر نے زائچہ بنانا شروع کر دیا۔ دس منٹ تک وہ زائچہ بناتا رہا۔ جب زائچہ تیار ہو گیا تو شاہی جادوگر نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مسٹر ناگ! اب پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ کا زائچہ بنا لیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"بات یہ ہے کہ میرے ساتھ میرے کچھ دوست بھی تھے۔ ہم سب ملک مصر سے اکٹھے دنیا کے سفر پر نکلے تھے۔ مگر پاکستان آ کر میرے دوست کہیں گم ہو گئے ہیں۔ مجھ سے بچھڑ گئے ہیں۔ میں یہ پتہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ہوں گے؟ کیا وہ پاکستان میں ہیں یا کسی دوسرے ملک چلے گئے ہیں۔ بس آپ مجھے صرف اتنا ہی حساب لگا کر بتا دیں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں پوچھنا"

جادوگر نجومی نے زائچے کو دیکھنا شروع کر دیا۔ اس نے زائچہ غلط سلط بنایا تھا۔ کیونکہ یہ فراڈ نجومی تھا اور اسے زائچہ بنانا بالکل نہیں آتا تھا۔ یونہی جھوٹ موٹ طور پر زائچے کو ادھر ادھر سے دیکھنے کے بعد بولا۔

مسٹر ناگ! یہ زائچہ بتا رہا ہے کہ تمہارے دوست اس وقت ایک صحرا میں بھوکے پیاسے بھٹک رہے ہیں اور اگر انہیں تھوڑی دیر تک پانی نہ ملا تو وہ سب کے سب مر جائیں گے"۔

ناگ کو اب یقین ہو گیا کہ یہ نقلی اور جھوٹا نجومی

ہے کیونکہ شبر، ماریا، تھیوسانگ اور جولی سانگ کو نہ تو پیاس ہی لگتی تھی اور نہ انہیں بھوک لگ سکتی تھی اور نہ وہ مر سکتے تھے۔

ناگ نے کہا۔

"آپ کا زائچہ جھوٹا ہے۔ پھر سے زائچہ بنا کر دیکھیں"۔

نقلی نجومی کو غصہ آ گیا۔ اس نے زائچے والی کاپی میز پر زور سے ماری اور تلخی سے کہا۔

"مسٹر! تم مجھے زائچے کا سبق سکھانے آئے ہو؟ میں پندرہ سال سے یہاں کام کر رہا ہوں اور بڑے بڑے افسر لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ تم کس کھیت کی مولی ہو؟"

ناگ کو بڑا غصہ آیا کہ ایک تو اس شخص نے زائچہ غلط بنایا ہے اور پھر اوپر سے دھونس بھی جما رہا ہے کہ مجھ سے بڑا نجومی کوئی نہیں ہے مگر ناگ اپنے غصے کو پی گیا کہنے لگا۔

"جناب! میں آپ کو دوسری بار زائچہ بنانے کی دو سو روپے فیس دیتا ہوں۔ آپ محنت سے ٹھیک زائچہ بنائیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نقلی نجومی نے غصے سے کہا۔

"معاف کیجئے۔ میں آپ کے لئے زائچہ نہیں بنا سکتا۔ آپ میرے دفتر سے تشریف لے جا سکتے ہیں"۔

ناگ کو بھی غصہ آ گیا۔ وہ جوابی کارروائی کرنے ہی والا تھا کہ دفتر کے پچھلے کمرے میں سے کسی عورت کی چیخ بلند ہوئی۔ نقلی جادوگر نجومی گھبرا کر کمرے کی طرف بھاگا۔

"کیا ہوا بیگم؟ کیا ہوا؟"

دوسرے کمرے سے نقلی جادوگر نجومی کی بیگم کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

"شازلی کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ ہائے! خدا کے لئے اسے ہسپتال لے چلو۔ میرے اللہ! وہ بے ہوش ہو رہی ہے"۔

اسی دفتر کے پیچھے دو کمروں میں یہ نقلی جادوگر نجومی اپنی بیوی اور نو سالہ بیٹی شازلی کے ساتھ رہتا تھا۔ نقلی نجومی بھی گھبرا گیا۔

ناگ کو جب معلوم ہوا کہ ساتھ والے کمرے میں اس نقلی نجومی جادوگر کی بیٹی کو سانپ نے ڈس لیا ہے تو وہ کرسی پر سے اٹھ کر ساتھ والے کمرے کے دروازے

تک گیا اور بلند آواز میں کہا۔

"بچی کو ہسپتال لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اسے ٹھیک کر دوں گا"۔

بچی کی ماں رو رہی تھی۔ اس نے یہ سنا تو جلدی سے دروازہ کھول دیا اور بولی۔

"بھائی صاحب! خدا کے لئے میری بچی کو ٹھیک کر دیں اسے سانپ نے ڈس لیا ہے"۔

نقلی نجومی بھی پریشان اور گھبرایا ہوا وہاں کھڑا تھا۔ نو سالہ پیاری معصوم بچی پلنگ پر نیم بے ہوش پڑی تھی اس کا رنگ مٹی کی طرح ہو گیا تھا۔ شہروں کے سانپ اتنے زہریلے نہیں ہوتے اگر آدمی احتیاط سے کام لے اور حوصلہ نہ ہارے تو وہ طبی امداد ملنے کے بعد بالکل صحت مند ہو سکتا ہے مگر سانپ کی دہشت ہوتی ہے اور شہر کے لوگ زیادہ تر سانپ کی دہشت کی وجہ سے مر جاتے ہیں کہ انہیں سانپ نے کاٹا ہے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گھروں کے اندر جو کوڑیوں کے نشان والا کیسری رنگ کا سانپ عام طور پر پایا جاتا ہے اگر وہ کاٹ لے تو اس کے زہر کا اثر کیمیائی طور پر اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ انسان کو چھ سات شدد کی بڑی مکھیاں کاٹ لیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر سانپ کی دہشت کی وجہ سے آدمی اپنے اوپر موت طاری کرنے میں موت کی مدد کرتا ہے۔ ایک بات ہم سب کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر خدا نخواستہ سانپ کاٹ لے تو گھبرانے کی بجائے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ سانپ کے کاٹنے کی جگہ سے اوپر دل کی جانب کسی دوپٹے یا رسی یا ازاربند سے کس کر باندھ دینا چاہئے تاکہ زہر خون کے ذریعے دل کی طرف نہ جائے اور پھر سانپ کے کاٹنے کی جگہ چاقو سے زخم لگا کر زہر کو باہر نکلنے کا موقع دینا چاہئے۔ اس کے بعد فوراً اپنے علاقے کے ہسپتال کی طرف اسے لے جانا چاہئے۔ مصیبت میں گھبرا جانے سے مصیبت کم نہیں ہوتی بلکہ دوگنی ہو جاتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے۔

"مصیبت میں گھبرا جانا بھی ایک مصیبت ہے"۔

ناگ نے جب کہا کہ میں لڑکی کو ٹھیک کر سکتا ہوں تو نقلی تجوری بولا۔

"اگر تمہارے پاس سانپ کے کاٹنے کا کوئی منتر یا دعا ہے تو خدا کے لئے میری بچی کی جان بچا دو"۔

ناگ بچی شازلی کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا۔ سانپ نے بچی کے پاؤں پر کاٹا تھا۔ یہ سانپ ان کے مکان کے

پیچھے جو گندا نالہ تھا وہاں سے مکان کے پرنالے کے ذریعے غسل خانے میں آ گیا تھا۔ شازلی پاؤں دھو رہی تھی کہ سانپ نے پیچھے سے آ کر اس کے پاؤں پر ڈس دیا۔ ناگ نے شازلی کے پاؤں کو غور سے دیکھا۔ جہاں سانپ نے کاٹا تھا وہاں ایک چھالہ پڑ گیا تھا۔ زہر آہستہ آہستہ اس کے خون میں شامل ہو رہا تھا۔ اس کی زندگی کو اس لئے خطرہ تھا کہ لڑکی کو معلوم تھا کہ اسے سانپ نے کاٹا ہے اور وہ نفسیاتی طور پر موت کو قبول کر چکی تھی۔

ناگ دیر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کہیں واقعی لڑکی خوف اور دہشت کی وجہ سے موت کو گلے نہ لگا لے۔ اس نے آنکھیں بند کر کے اس سانپ کو آواز دی اور سانپوں کی زبان میں کہا۔

"جس سانپ نے اس مکان میں لڑکی کو ڈسا ہے وہ جہاں بھی ہے فوراً حاضر ہو۔ میں ناگ دیوتا ہوں"۔

ناگ کو معلوم تھا کہ سانپ آس پاس ہی کہیں ہو گا۔ اور ایسا ہی تھا۔ شازلی کو ڈسنے کے بعد سانپ اسی مکان کی ایک کوٹھڑی میں چھپا ہوا تھا۔ اس کو ناگ دیوتا کی خوشبو پہلے ہی آ گئی تھی اور وہ حیران تھا کہ اس شہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں ناگ دیوتا کہاں سے آ گیا کہ اسے ناگ دیوتا کی آواز سنائی دی۔ سانپ فوراً کوٹھڑی سے نکل کر ناگ کی طرف بڑھا۔ کمرے میں شاذلی کی ماں اور نقلی نجومی باپ پریشان اور گھبرائے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک سانپ پچھلی کوٹھڑی سے نکل کر ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ شاذلی کی ماں نے چیخ مار کر کہا۔

"سانپ پھر آ گیا۔ سانپ پھر آ گیا"۔

ناگ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔ سانپ کو کچھ نہ کہنا۔ میں نے ہی اسے منتر پڑھ کر بلایا ہے"۔

نقلی نجومی جادوگر اور اس کی بیوی پیچھے ہٹ کر پلنگ پر بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔

شاذلی کی ماں نے کہا۔

"بھائی صاحب! یہ میری بچی کو پھر نہ کاٹ لے"۔

ناگ نے کہا۔

"بہن جی! آپ خدا کے لئے خاموش رہیں اور مجھے بچی کی جان بچانے دیجئے"۔

سانپ نے اپنے سامنے ناگ دیوتا کو دیکھا تو اپنا

سر فرش پر رکھ دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام"۔

ناگ نے سانپوں کی خاموش زبان میں کہا۔

"تمہیں شرم آنی چاہئے کہ اس لڑکی کو تم نے ڈس دیا جبکہ وہ پاؤں دھو رہی تھی۔ فوراً اپنا سارا زہر اس لڑکی کے جسم سے واپس چوس لو"۔

"سانپ نے آگے بڑھ کر شاذلی کے پاؤں پر اس جگہ منہ لگا دیا جہاں اس نے کاٹا تھا۔ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں سانپ نے شاذلی کے جسم سے اپنا زہر واپس لے لیا۔ شاذلی نے آنکھیں کھول دیں۔

ناگ نے سانپ سے کہا۔

"اب یہاں سے دفع ہو جاؤ اور خبردار اب کبھی شہر کا رخ نہ کرنا"۔

سانپ سلام کر کے سیدھا وہاں سے بھاگ گیا۔

سانپ کے جانے کے بعد ناگ نے شاذلی کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور اس کی ماں سے کہا۔

"اسے گرم دودھ پلائیں"۔

شاذلی کا باپ نقلی نجومی تو حیران پریشان تھا کہ یہ کس قسم کا نوجوان ہے کہ سانپ سے سارا زہر واپس کرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا۔

ناگ نے کہا۔

"یہ وہی سانپ تھا جس نے آپ کی بیٹی کو ڈسا تھا میرے پاس ایک منتر ہے جس کی مدد سے میں نے اس سانپ کو بلایا اور حکم دیا کہ بچی کے جسم میں سے اپنا زہر واپس لے لے۔ اب آپ کی بچی بالکل اچھی ہو جائے گی"۔

نقلی نجومی نے تو ناگ کے پاؤں پکڑ لئے اور بولا۔

"میرے بھائی! میں تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ تم نے ہمارے گھر کو تباہ ہونے سے بچا لیا"۔

ناگ بولا۔

"یہ میرا انسانی فرض تھا"۔

شانزلی کی ماں گرم دودھ لے آئی اور شانزلی کو پلانے لگی۔ ناگ وہاں سے اٹھ کر دفتر کے کمرے میں آ گیا۔ نقلی جادوگر بھی پیچھے پیچھے چلا آیا۔

کہنے لگا۔

"میں کیا خدمت کروں مسٹر ناگ! اب معلوم ہوا کہ تمہارا نام ناگ کیوں رکھا گیا تھا۔ تم نے تو کمال کر دکھایا۔ میں خوش قسمت ہوں کہ اس وقت تم میرے پاس

بیٹھے تھے۔ ورنہ میری بچی کی جان چلی جاتی۔ مگر یہ منتر مجھے نہیں بتاؤ گے"۔

ناگ نے کہا۔

"نہیں! یہ منتر کسی کو بتانے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ اچھا میں چلتا ہوں"۔

"ذرا ٹھہرو مسٹر ناگ!"

ناگ رک گیا۔

"اب کیا بات ہے؟" اس نے پوچھا۔

نقلی نجومی نے دوبارہ زائچہ بنایا اور بولا۔

"میں ایک بار پھر تمہارے دوستوں کے بارے میں سراغ لگانے کی کوشش کروں گا۔ تم بیٹھو"۔

ناگ بیٹھنا نہیں چاہتا تھا مگر اس کا دل رکھنے کی خاطر بیٹھ گیا۔

نقلی نجومی دوسری بار زائچہ بنا کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"زائچہ بتا رہا ہے کہ تمہارے دوستوں میں دو عورتیں بھی ہیں؟"

ناگ کچھ چونکا۔ سمجھ گیا کہ زائچہ ٹھیک بن گیا ہے۔ جلدی سے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں! دو عورتیں بھی ہیں۔ دو مرد ہیں"۔
نقلی نجومی برابر زائچے کو دیکھے جا رہا تھا۔ پھر مسکرا کر بولا۔
"زائچہ بتا رہا ہے کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت اس شہر کراچی میں کچھ روز پہلے موجود تھے"۔
"اب کہاں ہیں وہ؟ یہ دیکھ کر بتائیں"۔ ہاگ نے جلدی سے کہا۔
نقلی نجومی کی نظریں ابھی تک زائچے پر ہی ہوئی تھیں۔ مسکرا کر بولا۔
"حیرانی کی بات ہے زائچہ کہہ رہا ہے تمہارے یہ دوست ایک مرد اور لڑکی میرے دفتر میں بھی آئے تھے"۔
ہاگ نقلی نجومی کو تکنے لگا۔
نقلی نجومی بولا۔
"وہ تو چار چھ روز پہلے میرے پاس آئے تھے"۔

○

خطرناک سازش

جب نجومی نے حلیہ بتایا تو وہ تیمو سانگ اور جولی سانگ کا حلیہ تھا ہاگ تو اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے پوچھا۔
"ہاں ہاں! یہی میرے دوست تھے۔ کیا آپ کو معلوم ہے وہ کہاں ہوں گے اس وقت؟"
نجومی کہنے لگا۔
"وہ بھی تمہاری تلاش میں تھے اور وہ تو چار پانچ روز ہوئے تمہیں ڈھونڈنے فرانس کے شہر پیرس چلے گئے ہیں"۔
نقلی نجومی نے ہاگ کو یہ نہ بتایا کہ اس نے ان کو فرانس بھیجا تھا۔ ہاگ مایوس ہو گیا۔ نجومی کہنے لگا۔
"گھبراؤ نہیں مسٹر ہاگ! وہ مجھے بتا گئے تھے کہ پیرس میں وہ کہاں ٹھہریں گے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے پوچھا۔

"وہ کونسی جگہ ہے مجھے بتائیں۔ میں کسی نہ کسی طرح ان کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔

نعلی نجومی نے ناگ کو بتایا کہ اس کے دوست یعنی تھیوسانگ اور جولی سانگ پیرس کے سب سے بلند مینار کے پاس ایک ایسے ہوٹل میں ٹھہریں گے جس کی کھڑکیاں پیچھے دریا کی طرف کھلتی ہیں"۔

ناگ نے پوچھا۔

"ان کے ساتھ کوئی دوسرا مرد نہیں تھا؟"

ناگ کی مراد عنبر سے تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ماریا کو نجومی نے نہیں دیکھا ہو گا۔

نجومی بولا۔

"نہیں وہ دونوں یعنی ایک مرد اور ایک لڑکی اکیلے ہی تھے"۔

ناگ نے نجومی سے ہاتھ ملایا اور تیزی سے اٹھ کر سیڑھیاں اتر کر نیچے سڑک پر آ گیا تھا۔ عنبر ماریا کا تو اسے سراغ نہیں ملا تھا مگر تھیوسانگ اور جولی سانگ کا پتہ چل گیا تھا۔ چنانچہ ناگ سب سے پہلے تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ ناگ کو اتنا معلوم تھا

کہ تھیوسانگ اور جولی سانگ بغیر پاسپورٹ ویزا کے نہ تو پاکستان سے باہر نکل سکتے تھے اور نہ فرانس میں داخل ہو سکتے تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر وہ پیدل ہی فرانس کے ملک کی طرف گئے ہوں گے اور پیدل سفر کا راستہ کراچی سے بلوچستان' پھر ایران' پھر مصر سے ہو کر یورپ کی طرف جاتا تھا۔ ناگ نے بھی اسی راستے سے سفر کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے ابھی تھیوسانگ اور جولی سانگ راستے میں ہی ہوں اور وہ انہیں راستے میں ہی مل لے۔

ناگ سڑک پر چلتا ہوا سیدھا سمندر کے کنارے آ گیا۔ جہاں سے شمال مغرب کی طرف بلوچستان صوبے کا ساحل تھا۔ اس وقت دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ ایک ویران اور اکیلی جگہ پر آ گیا۔ اس نے سانس اندر کو کھینچا اور سیاہ چھوٹے عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں اڑان بھر کر فضا میں بلند ہوتا گیا۔ سمندر کے اوپر ایک خاص بلندی پر آ کر ناگ نے ایران کی طرف پرواز شروع کر دی وہ کافی تیز رفتاری سے اڑ رہا تھا۔

دو گھنٹے سے بھی پہلے وہ ایران میں داخل ہو گیا۔ اسے اپنے نیچے ایران شہر کی عمارتوں کے خوبصورت چمکیلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گنبد نظر آنے لگے۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ کو کراچی سے نکلے چار چھ دن ہو گئے تھے۔ اس حساب سے وہ ایران سے نکل چکے ہوں گے اور ممکن ہے مصر کے شہر میں ہوں۔ یہ سوچ کر ہاگ نے اپنی پرواز جاری رکھی۔ اور شام کے وقت مصر کے شہر قاہرہ کی فضاؤں میں پہنچ گیا۔ قاہرہ کی بلند عمارتوں میں روشنی ہو رہی تھی۔ دریائے نیل پر کشتیاں اور موٹر بوٹ تیر رہے تھے۔ سڑکیں جگمگا رہی تھیں۔ ٹریفک کا کافی رش تھا۔ شہر سے دور پانچ ہزار برس پرانے اہرام مصر کے نکونے ٹیلے دکھائی دے رہے تھے۔ ہاگ نے سوچا کہ سب سے پہلے تھیوسانگ اور جولی سانگ کو قاہرہ شہر میں دیکھنا چاہئے۔ شاید وہ یہیں کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے مل جائیں۔ چنانچہ ہاگ نیچے کو اترنے لگا۔

ہاگ دریائے نیل کے کنارے کھجوروں کے ایک جھنڈ پر آ کر اتر گیا۔ وہ نیچے آیا۔ نیچے اسے انجیر کے چھوٹے اور گھنے درخت دکھائی دیے۔ یہاں ذرا اندھیرا تھا۔ ہاگ نے سوچا کہ وہ اس جگہ دوبارہ انسانی شکل اختیار کرے گا اور پھر شہر کی طرف چل دے گا۔ وہ انجیر کے درختوں میں اترا ہی تھا کہ اسے دو آدمیوں کے

باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ دونوں عبرانی زبان میں بات کر رہے تھے۔ عبرانی زبان یہودی بولتے ہیں اور یہ ان کی قومی زبان ہے۔ ہاگ نے انجیر کی شاخ کے پتوں میں سے جھانک کر دیکھا۔ نیچے دو آدمی گھاس پر بیٹھے تھے۔ ایک نے انگریزی لباس پہن رکھا تھا اور دوسرا بڑے قیمتی عربی لباس میں تھا۔ مصر میں مسلمان عربی لباس پہنتے ہیں۔ دونوں کے رنگ صاف تھے۔ ہاگ نے دیکھا کہ ذرا پرے دریا کے کنارے ایک بڑی قیمتی رولز رائس گاڑی کھڑی تھی۔ ہاگ نے سوچا کہ یہ دونوں امیر آدمی ہیں اور دریا کنارے پکنک منانے آئے ہیں۔ ہاگ وہاں سے کسی دوسری طرف اڑنے ہی لگا تھا کہ اس کے کان میں ایک فقرہ پڑا۔

"ہمیں ان مسلمانوں کو ایسا سبق سکھانا ہو گا کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی اسرائیل کا نام سن کر خوف سے لرز اٹھیں"۔

ہاگ اڑتے اڑتے وہیں رک گیا اور اپنی توجہ ان دونوں کی گفتگو کی طرف لگا دی۔ پہلے والا مسلمانوں کے خلاف زہریلا جملہ اس آدمی کی زبان سے نکلا تھا جس نے بہت قیمتی ریشمی عربی لباس پہن رکھا تھا۔ ہاگ بڑا حیران

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا کہ یہ مسلمان ہو کر مسلمانوں کے خلاف کیسے باتیں کر رہا ہے۔ اور پھر وہ عربی کی بجائے عبرانی زبان بول رہا تھا جو یہودیوں کے ملک اسرائیل میں بولی جاتی تھی۔ ناگ کو اتنا معلوم تھا کہ اسرائیلی یہودیوں نے زبردستی فلسطینی مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے اور اب اسرائیل کی نگاہ مصر کے صحرائے سینا اور نہر سویز پر ہے۔ اسرائیل امریکہ کی مدد سے نہر سویز مصر سے چھین کر اس پر اور صحرائے سینا پر قبضہ کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ یہ گفتگو بھی اسی سازش کے بارے میں ہو رہی تھی۔ بہت جلد ناگ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ یہ دونوں اسرائیلی یہودی جاسوس ہیں اور مصر میں مسلمانوں کے خلاف تخریبی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک یہودی جس نے بے حد قیمتی عربی لباس پہن رکھا تھا اس کا نام کامل تھا اور وہ مسلمان بن کر قاہرہ میں رہ رہا تھا۔ دوسرا یہودی جس نے انگریزی سوٹ پہن رکھا تھا کامل جاسوس کو ضروری ہدایات دینے کے لئے وہاں آیا تھا اور اس کا نام ایوڈ تھا۔

ایوڈ کہہ رہا تھا۔

"کامل! تم نے بہت جلدی مصری حکومت کے

اونچے طبقے سے تعلقات قائم کر لئے ہیں۔ اسرائیلی وزیراعظم تمہاری اس کارگزاری سے بہت خوش ہے۔ مگر اب تمہیں اپنی کاروائی تیز کرنی ہو گی۔ سویز کی پہاڑیوں پر مصر کی مسلمان حکومت نے اسرائیلی کے حملے کو روکنے کے لئے بڑی بڑی توپیں لگا رکھی ہیں۔ یہاں جانے کی کسی شہری کو اجازت نہیں ہے۔ اسرائیل چاہتا ہے کہ تم ان توپوں کا پورا پورا پتہ چلاؤ اور جس روز اسرائیل مصر پر اچانک حملہ کرے تو تم ادھر سے یہ توپیں اڑا دو تاکہ مصر کی فوج بے بس ہو جائے۔ وہ اسرائیل کی فوجوں پر ان توپوں کی مدد سے گولہ باری نہ کر سکے اور ہماری فوجیں آگے بڑھ کر صحرائے سینا اور نہر سویز پر قبضہ کر لیں"۔

یہودی جاسوس کامل نے کہا۔

"میں جانتا ہوں ایوڈ کہ اسرائیل کا نہر سویز پر قبضہ کرنا کس قدر ضروری ہے۔ اور نہر سویز کی پہاڑی والی توپوں کو تباہ کرنا بھی ہمارے لئے کتنا اہم ہے۔ اس طرح سے سارا مصر ہماری توپوں کے نشانے میں ہو گا اور ہم فلسطینیوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے اور مصر ہمارے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"یہی وزیراعظم موشے دایان چاہتا ہے اور یہی پیغام اس نے تم تک پہنچانے کے لئے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"۔

یہودی جاسوس کامل نے کہا۔

"تم میری طرف سے وزیراعظم موشے دایان کو جا کر یقین دلا دو کہ بہت جلد ہم نہ صرف سویز کی پہاڑی توپوں کو تباہ کر دیں گے بلکہ نہر سویز پر بھی اسرائیل کا قبضہ ہو گا"۔

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"کامل! تم ایک امیر ترین شامی مسلمان سوداگر بن کر قاہرہ میں رہ رہے ہو۔ تمہیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت تمہارا راز فاش ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر کوئی دوسرا اسرائیلی جاسوس تمہاری جگہ نہ لے سکے گا۔ کیونکہ مصری حکومت ہوشیار ہو جائے گی"۔

یہودی کامل ہاتھ کو جھٹک کر بولا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ میں نے یہاں قاہرہ میں اپنا وقار بنا رکھا ہے۔ میں پانی کی طرح سرکاری افسران

پر دولت خرچ کرتا ہوں۔ ان کی زبردست دعوتیں کرتا ہوں۔ ان کی بیویوں کو قیمتی تحفے دیتا ہوں۔ مصری حکومت کے بڑے بڑے افسر اور فوج کے بڑے بڑے جرنیل کرنیل میرے دوست بن چکے ہیں۔ مجھ پر کبھی کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ میں بالکل مصری اور شامی لہجے میں عربی زبان بولتا ہوں۔ ان کو کبھی ذرا سا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ میں مسلمان نہیں بلکہ ان کا جانی دشمن اسرائیلی جاسوس ہوں"۔

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں تم سے ایسی ہی امید ہے۔ ہم نے اسی لئے کسی دوسرے اسرائیلی جاسوس کو اس مشن پر نہیں بھیجا بلکہ تمہیں بھیجا ہے"۔

اسرائیلی جاسوس کامل نے پوچھا۔

"میرے بیوی بچے تو ٹھیک ہیں ناں؟"

یہودی ڈیوڈ بولا۔

"تم ان کی بالکل فکر نہ کرو۔ انہیں اسرائیلی حکومت کی طرف سے ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو بیس ہزار ڈالر مل جاتے ہیں۔ انہیں ایک عالی شان کوٹھی دے دی گئی ہے۔ وہ ہمارے دارالحکومت تل ابیب میں عیش و

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں"۔

اسرائیلی جاسوس کامل نے کہا۔

"انہیں میری طرف سے خیریت کا پیغام دینا۔ اب تم جاؤ مجھے آج شام مصری کرنل فواد سے ملنا ہے"۔

"ٹھیک ہے" ڈیوڈ بولا۔ "میں جاتا ہوں"۔

یہودی ڈیوڈ باغ سے نکل کر ایک طرف درختوں کے اندھیرے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد اسرائیلی جاسوس کامل بھی اٹھا۔ اپنی قیمتی اور شاندار کار روفرداس میں بیٹھا اور قاہرہ کے شہر کی طرف چل دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اب ناگ اس کا پیچھا نہ کرتا۔ کیونکہ یہ مصر کی مسلمان حکومت کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔ اسرائیلی حکومت کو امریکہ کی امداد حاصل تھی جبکہ مصر اکیلا ہی اسرائیلیوں کا مقابلہ کر رہا تھا اور فلسطینی مسلمانوں کو ان کا وطن دلانے کے لئے جد و جہد میں مصروف تھا۔

ناگ درخت کی شاخ سے اڑا اور اسرائیلی جاسوس کی کار کے اوپر اڑتے ہوئے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ خوبصورت گاڑی قاہرہ شہر کی روشنیوں سے جگمگاتی سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی دریائے نیل کے دوسرے کنارے

ایک عالی شان دو منزلہ کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ ناگ کوٹھی کے لان میں ایک درخت پر اتر آیا۔

اسرائیلی جاسوس کامل گاڑی میں سے نکلا اور اندر چلا گیا۔ ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ کس کی کوٹھی ہے اور اسرائیلی جاسوس یہاں کیا کرنے آیا ہے۔ اس نے کوٹھی کے دروازے پر ایک طرف کھڑے فوجی کی موجودگی سے یہ اندازہ لگایا کہ اس کوٹھی میں مصری فوج کا کوئی افسر رہتا ہے اور ضرور وہ مسلمان فوجی افسر ہو گا۔ اتنے میں ناگ نے کوٹھی کی اوپر والی منزل میں اسرائیلی جاسوس کو ایک بھاری بھرکم آدمی کے ساتھ دیکھا۔ کھلی کھڑکی میں سے وہ دونوں صاف نظر آ رہے تھے۔ ناگ جلدی سے اڑ کر دوسری منزل کی کھڑکی کے پاس آ کر ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔

بھاری بھرکم آدمی مصری فوج کا کرنل فواد تھا۔ وہ اسرائیلی جاسوس کامل کے گلے لگ کر ملا۔ اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ جس شخص کو وہ اپنا دوست سمجھ رہا ہے اصل میں وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی ہے اور اسرائیلی حکومت کا خطرناک جاسوس اور مسلمانوں کا خونخوار دشمن ہے۔ کرنل فواد نے اسرائیلی جاسوس کو شربت پیش کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور کہا۔

"جبران! تم نے دیر کر دی۔ کیا بات تھی؟"

ہاگ سمجھ گیا کہ اسرائیلی جاسوس نے یہاں اپنا نام جبران رکھا ہوا ہے۔

وہ بولا۔

"میرے دوست فواد! کیا کروں۔ مجھے تو فلسطینی مسلمانوں کا غم کھائے جاتا ہے۔ ایک اخبار کے دفتر میں فلسطینی مجاہدوں کے حق میں بیان لکھوانے چلا گیا تھا بس وہیں دیر ہو گئی"۔

عیار اسرائیلی جاسوس کامل نے جھوٹ بولا تھا۔ حالانکہ وہ دریا کنارے یہودی ایجنٹ سے مصر کے مسلمانوں اور مصر کی حکومت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش کے بارے میں گفتگو کرتا رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں کھانا لگ گیا۔ کھانے پر بھی اسرائیلی جاسوس مصری کرنل فواد کے ساتھ ایسی باتیں کرتا رہا جیسے وہ مصر کے مسلمانوں اور فلسطینی مجاہدوں سے بے حد ہمدردی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں اسرائیلی جاسوس کہنے لگا۔

"کرنل فواد! مجھے خطرہ ہے کہ اگر ذلیل

اسرائیلیوں نے خدا نہ کرے مصر پر حملہ کر دیا تو وہ مصر سویز پر قبضہ کر لیں گے"۔

کرنل فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جبران! میرے دوست! شاید تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم نے سویز کی پہاڑی پر ایسی خفیہ توپیں لگا رکھی ہیں کہ ہم دشمن کو بھون کر رکھ دیں گے"۔

اسرائیلی جاسوس کامل سویز کی پہاڑی کی انہی توپوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا چکا تھا اور اسرائیل کی یہودی اور مسلمان دشمن حکومت نے اسے اسی کام کے لئے شامی مسلمان کے بھیس میں مصر بھیجا ہوا تھا۔

اسرائیلی جاسوس بولا۔

"مگر میں ان توپوں سے مطمئن نہیں ہوں کرنل! تم کینہ اسرائیلیوں کو نہیں جانتے۔ انہوں نے امریکہ سے ایسے ریڈار لے رکھے ہیں جو ایک سیکنڈ میں تمہاری توپوں کا پتہ چلا لیں گے اور دشمن میزائل مار کر انہیں تباہ کر دے گا"۔

کرنل فواد اسرائیلی جاسوس کی باتوں میں آ گیا تھا۔ کہنے لگا۔

"ہم نے سویز کی پہاڑی میں اپنی توپوں کو دائیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بائیں گہری خندقوں میں پہاڑی کے اندر چھپایا ہوا ہے اور صرف ان کے منہ باہر نکلے ہوئے ہیں"۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے عیار اسرائیلی جاسوس نے کرنل فواد سے سب کچھ معلوم کر لیا کہ مصری فوج نے پہاڑی پر کتنی توپیں لگائی ہیں اور کہاں کہاں لگائی ہوئی ہیں۔ اسرائیلی جاسوس کو یہی معلومات چاہیے تھیں۔ ہاگ کو بڑا افسوس ہوا کہ مصری مسلمان کرنل اتنا سادہ دل ہے کہ دوست دشمن کی پہچان نہیں کر سکتا۔ سویز کی پہاڑی کی توپوں کا سارا راز اسرائیلی جاسوس کو معلوم ہو چکا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد اسرائیلی جاسوس کامل بڑی محبت سے کرنل فواد کے گلے لگ کر ملا اور خدا حافظ کہا۔ کوٹھی سے نکل کر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ ہاگ اس کے تعاقب میں تھا۔ مسلمانوں کے ایک ملک کا سب سے بڑا فوجی راز ایک اسلام دشمن اسرائیلی جاسوس کو معلوم ہو چکا تھا اور اب وہ اسے اپنی حکومت کو یہ راز وائرلیس کے ذریعے بتانے جا رہا تھا۔ اس لئے ہاگ اسے کیسے زندہ چھوڑ سکتا تھا۔ ہاگ گاڑی کے اوپر ساتھ ساتھ اڑا جا رہا تھا۔

گاڑی شہر کے باہر صحرائی میدان میں ایک طرف تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔ رات ہو گئی تھی۔ قاہرہ کے آسمان پر تارے نکل آئے تھے۔ دور اندھیرے میں اہرام کے بلند اور ڈراؤنے نیلے سینہ اٹھائے کھڑے تھے۔ اسرائیلی جاسوس کی کار ایک اہرام مصر کے پیچھے چلی گئی۔ ہاگ بھی اڑتا ہوا اس طرف آ گیا۔ ادھر ایک پتھریلا راستہ ایک پرانی خانقاہ کی طرف چلا گیا تھا۔ خانقاہ کے باہر ایک اونچا کھجور کا درخت تھا۔ اندھیرے میں کار خانقاہ کے دروازے پر آ کر رک گئی۔ اسرائیلی جاسوس تیزی سے کار میں سے نکل کر خانقاہ میں چلا گیا۔ ہاگ نے بھی فوراً کالے سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا خانقاہ کے اندر چلا گیا۔ خانقاہ کے اندر اندھیرا تھا مگر ہاگ کو اس اندھیرے میں بھی سامنے ایک دوسرے کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ اندر سے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ ہاگ نے دروازے کے نیچے سے اپنی سانپ والی گردن ذرا سی آگے بڑھا کے دیکھا۔ اندر لالٹین جل رہی تھی۔ اور ایک میز کے پاس اسرائیلی جاسوس بیٹھا یہودی جاسوس ایوڈ سے باتیں کر رہا تھا۔ ان کے درمیان ایک وائرلیس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیٹ پڑا تھا جس کو اسرائیلی جاسوس کامل کھول رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

"میں اپنی اسرائیلی فوج کی ہائی کمان کو ابھی خفیہ کوڈ سگنل میں بتانا چاہتا ہوں کہ سویز کی پہاڑی میں مصری فوج نے کہاں کہاں توپیں لگائی ہوئی ہیں"۔

یہودی ڈیوڈ خوش ہو کر بولا۔

"تم نے بہت بڑا کام کیا ہے کامل! مجھے یقین نہیں تھا کہ اتنی جلدی تم مصری فوج کا اتنا بڑا راز معلوم کر کے لے آؤ گے۔ اب ہم سب سے پہلے مصری توپ خانے کی ان توپوں کو اڑائیں گے۔ اس کے بعد نہر سویز اور پھر قاہرہ ہمارے قبضے میں ہو گا"۔

اسرائیلی جاسوس مکروہ ہنسی ہنسا اور بولا۔

"سارے عرب مسلمانوں پر ہماری طاقت کی دھاک بیٹھ جائے گی اور فلسطینی تو پھر سر نہیں اٹھا سکیں گے"۔

یہودی ڈیوڈ نے کہا۔

"وائرلیس سیٹ کو کھول کر سگنل دو۔ دیر نہ کرو۔ یہ اتنی بڑی خبر ہے کہ اسے جلد از جلد ہماری حکومت اور فوج کے پاس پہنچ جانا چاہئے"۔

ناگ نے دل میں کہا۔ یہ خبر کبھی نہیں پہنچے گی۔

اتنے میں اسرائیلی جاسوس نے وائرلیس سیٹ پر اسرائیلی حکومت کی فوجی ہائی کمان سے رابطہ پیدا کر لیا تھا اور وہ ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔ اب ناگ کے پاس وقت نہیں تھا۔ ایک ہی لقمے میں مصر اور پورے عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچنے والا تھا اور ناگ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تاریخ کے ساتھ ساتھ سفر کرتا آیا تھا اور بڑی اچھی طرح سے جانتا تھا کہ مسلمانوں نے دنیا کو کس قدر علم اور تہذیب کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ غلاموں کو آزادی بخشی۔ عورت غلام تھی۔ اس کو اس کے جائز حقوق دیئے۔ اسی لئے ناگ کو دین اسلام سے گہری عقیدت تھی اور دنیا کے سارے مسلمانوں سے بے پناہ محبت تھی۔ وہ مسلمانوں کی تباہی کیسے گوارا کر سکتا تھا۔ وہ دروازے کے نیچے سے رینگتا ہوا کمرے میں گھس گیا۔ کمرے میں جاتے ہی ناگ نے ایک بھیانک پھنکار ماری اور سب سے پہلے چھلانگ لگا کر اسرائیلی جاسوس کی گردن پر ڈس دیا۔ اس کا یہودی ساتھی سانپ کو دیکھ کر جیب سے پستول نکالنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے اسے اتنی مہلت نہ دی اور اس کی گردن سے چمٹ گیا اور ساتھ ہی اسے بھی ڈس دیا۔ ناگ کا سانپ بن کر اپنی پوری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طاقت کے ساتھ ڈسنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں دونوں کے جسم سیاہ پڑ کر پھول گئے۔

دونوں مر چکے تھے۔ ناگ وہاں سے باہر نکلا۔ عقاب بن کر ہوا میں بلند ہوا اور تیزی سے اڑتا ہوا سیدھا مصری کرنل فواد کی کوٹھی کی دوسری منزل پر آ گیا۔ کرنل فواد سونے کی تیاری کر رہا تھا اور اپنے ریشمی بستر پر لیٹ کر کوئی کتاب پڑھ رہا تھا کہ ناگ انسانی شکل میں اندر داخل ہو گیا۔ مصری کرنل نے ایک اجنبی کو اندر آتے دیکھا تو جلدی سے سرہانے کے نیچے سے پستول نکال کر ناگ پر تان دی اور بولا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔ نہیں تو گولی مار دوں گا"۔

ناگ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کرنل صاحب جس اسرائیلی دشمن کو گولی مارنی چاہیے تھی اس کو تو آپ نے اپنی فوج کا سب سے اہم ترین خفیہ راز بتا دیا اور مجھے گولی مار رہے ہیں۔ جس نے آپ کے ملک کو تباہ ہونے سے بچا لیا ہے"۔

مصری کرنل نے پوچھا۔

"مگر تم کون ہو؟ یہاں کیسے آئے؟"

ناگ بولا۔

"اگر مصر کا دشمن یہاں آ کر آپ کے ساتھ دعوت اڑا سکتا ہے تو ایک دوست اور مصر کا خیر خواہ کیوں نہیں آ سکتا"۔

مصری کرنل جلدی سے بستر سے اٹھا اور ناگ کے سینے کے ساتھ پستول کی نالی لگا دی اور کڑک کر بولا۔

"یہ تم کیا بے معنی باتیں کر رہے ہو؟ بولو تم کون ہو؟ نہیں تو میں ابھی گولی تمہارے سینے کے پار کر دوں گا"۔

ناگ کو بھی سخت غصہ آ گیا کہ یہ کیسا مسلمان فوجی افسر ہے کہ اس کو دوست دشمن کی بھی پہچان نہیں۔ اس نے زور سے پھنکار ماری اور دوسرے ہی لمحے ناگ سیاہ عقاب کی شکل میں کمرے کے اندر اڑ رہا تھا۔ مصری کرنل کے حواس گم ہو گئے۔ پھٹی پھٹی گھبرائی ہوئی آنکھوں سے عقاب کو اڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے ابھی ایک آدمی پرندہ بن گیا ہے۔

کمرے میں دو تین چکر لگانے کے بعد ناگ عقاب سے پھر انسان بن گیا۔ وہ صرف اس شخص کو اپنی طاقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دکھانا چاہتا تھا۔ ناگ نے انسانی شکل میں آنے کے بعد کہا۔

"کرنل فواد! تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں اگر چاہوں تو یہاں سے غائب بھی ہو سکتا ہوں۔ اس لئے پستول نیچے رکھ دو اور میری بات غور سے سنو"۔

کرنل فواد نے پستول میز پر رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم ----- کون ہو؟"

ناگ بھی اس کے سامنے والی آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور شروع سے لے کر آخر تک اسرائیلی جاسوس کامل کی ساری کہانی بیان کر دی جو شامی مسلمان جبران کے روپ میں اس کا دوست بن کر اس سے مصری فوج کا اہم راز معلوم کر کے لے گیا تھا۔

کرنل فواد کو یقین نہیں آ رہا تھا کہنے لگا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو مسٹر ناگ؟"

ناگ بولا۔

"تم میرے ساتھ چل کر اپنی آنکھوں سے اس سچ کو دیکھ سکتے ہو۔ آؤ میرے ساتھ"۔

ناگ نے کرنل فواد کو ساتھ لیا اور کوٹھی کے لان

میں آ گیا۔ یہاں کرنل فواد کی گاڑی موجود تھی۔ ناگ اسے اہرام مصر کے پیچھے والی خانقاہ میں لے آیا۔ خانقاہ کے اندر کمرے میں ابھی تک لالٹین اسی طرح جل رہی تھی۔ اسرائیلی جاسوس کامل اور اس کے یہودی ساتھی ڈیوڈ کی پھولی ہوئی لاشیں پڑی تھیں اور میز پر وائرلیس سیٹ کھلا پڑا تھا۔

ناگ نے کہا۔

"یہی وہ وائرلیس سیٹ ہے جس کے ذریعے اسرائیلی جاسوس سویز کی پہاڑی والی توپوں کا راز اسرائیلی حکومت کو بتانے والا تھا۔ یہ دوسری لاش اس کے ساتھی یہودی جاسوس کی ہے"۔

کرنل فواد نے وائرلیس سیٹ کی فریکوئنسی دیکھی۔ اسے اسرائیل کی فریکوئنسی پر سیٹ کیا گیا تھا۔ فواد انٹیلی جنس کا آدمی تھا وہ فوراً پہچان گیا کہ یہ بڑی خطرناک جاسوسی کی جا رہی تھی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میں تمہارا کس زبان میں شکریہ ادا کروں؟ تم نے ہمارے ملک کے بہت بڑے راز کو دشمن کے پاس جانے سے بچا لیا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاگ نے کہا۔

"میرا شکریہ ادا کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ اب آئندہ اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہیں اور اپنے راز کسی پر ظاہر نہ کریں چاہے وہ آپ کا کتنا ہی عزیز دوست کیوں نہ ہو"

کرنل فواد نے وائرلیس سیٹ کو اپنی گاڑی میں رکھوا لیا اور خانقاہ میں موجود اسرائیلی جاسوسوں کی دونوں لاشوں کو وہیں ملی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ کرنل نے ہاگ کو ساتھ لیا اور اسے اپنی کوٹھی پر لے آیا۔

ہاگ نے کہا۔

"میرا اب یہاں آنا مناسب نہیں۔ میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب مجھے چلنا چاہئے"۔

کرنل فواد نے کہا۔

"کیا تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گے کہ اصل میں تم کون ہو اور تم انسان سے عقاب کیسے بن گئے؟"

ہاگ نے ہنس کر کہا۔

"یہ میرا اہم ترین راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ اب میں جاتا ہوں خدا حافظ!"

کرنل فواد کی آنکھوں کے سامنے ہاگ نے گہرا سانس اندر کو کھینچا اور جب سانس باہر چھوڑا تو وہ انسان سے سیاہ عقاب بن کر کھڑکی میں سے باہر پرواز کر گیا۔ کرنل فواد ہکا بکا اسے دیکھتا رہ گیا۔

ہاگ نے سوچا کہ اسے باقی رات اہرام مصر کے پاس ہی کسی ویران جگہ پر گزار دینی چاہئے تاکہ صبح کے وقت جب روشنی ہو تو وہ آگے اپنا سفر جاری رکھ سکے۔ چنانچہ ہاگ پرواز کرتا اہرام مصر کے پاس آ کر ابوالہول کے چبوترے پر ایک طرف آرام سے عقاب ہی کی شکل میں بیٹھ گیا۔ اور دن نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کو معلوم نہیں تھا کہ سب سے آخر والے پرانے اہرام مصر کے نیچے کیٹی حبشی فرعون کی ملکہ بنی اپنے تخت پر سو رہی ہے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اہرام کی پراسرار سرنگ

خانقاہ کے اندر ناگ نے دونوں اسرائیلی جاسوسوں کی لاشوں کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ ناگ بجھ چکی تھی۔ کہیں کہیں راکھ سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس خانقاہ میں اسرائیلی جاسوسوں نے کونے میں ایک وڈیو کیمرہ چھپایا ہوا تھا۔ اس وڈیو کیمرے نے ناگ کے انسان سے سانپ بننے اور دونوں یہودی جاسوسوں کو ڈسنے کی پوری فلم ریکارڈ کر لی تھی۔

اسرائیلی ماسٹر جاسوس جو مصر میں رہ کر خفیہ کام کر رہا تھا جب اسے پتہ چلا کہ ان کے دو تجربہ کار جاسوس کامل اور ڈیوڈ کو ہلاک کر کے خانقاہ میں آگ لگا دی گئی ہے تو وہ ایک فقیر کے بھیس میں خانقاہ میں رات کے وقت پہنچا اور کونے میں پتھروں کے پیچھے لگا ہوا کیمرہ نکال کر لے گیا۔ قاہرہ کے ایک خفیہ تہہ خانے میں اس نے

اپنے ساتھی کے ہمراہ وڈیو فلم دیکھی تو یہ دیکھ کر دونوں حیران رہ گئے کہ ایک سانولا نوجوان یعنی ناگ انسان سے سانپ بنا اور اس نے دونوں اسرائیلی جاسوسوں کی گردن سے چمٹ کر انہیں ڈس دیا اور دوبارہ انسان کی شکل میں واپس آ کر چلا گیا۔

یہودی ماسٹر جاسوس نے ناگ کی دو بڑی تصویریں فلم کی سکرین پر سے بنوائیں اور خفیہ طریقے سے سیدھا اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب پہنچ گیا اور چیف انٹیلی جنس انسپکٹر کو ساری حقیقت بیان کر کے ناگ کی تصویر دکھائی اور کہا۔

"مصری محکمہ جاسوسی کے پاس یہ ایک ایسا نوجوان آ گیا ہے جو جادو جانتا ہے۔ اس نے سانپ بن کر ہمارے دو بہترین جاسوسوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب ہمارے لئے مصر میں اپنی جاسوسی سرگرمیاں جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا"۔

چیف انٹیلی جنس انسپکٹر نے کہا۔

"میں رابی سے مشورہ کروں گا۔ تم جاؤ"۔

یہودی انسپکٹر اسی وقت رابی کے مکان پر آ گیا۔ رابی ایک بوڑھا یہودی تھا جو پرانے جادو اور کالے علم کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑا ماہر تھا۔ جب انسپکٹر نے اس یہودی راہب رابی سے ناگ کی کارروائی کا ذکر کیا تو رابی نے غور سے ناگ کی تصویر دیکھی اور بولا۔

"مجھے آج کا دن دے دو۔ کل تمہیں بتاؤں گا کہ یہ نوجوان اصل میں کون ہے اور اس کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکتا ہے"۔

انسپکٹر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد یہودی رابی نے ناگ کی تصویر کو ایک تھالی میں رکھا اور دوسرے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں ایک گول میز تھی جس پر شیشہ لگا تھا۔ یہودی رابی نے ناگ کی تصویر کو شیشے پر رکھا اور کالے علم کا منتر پڑھ کر اس پر پھونکا تو شیشے پر پرانی عبرانی زبان میں ایک کئی پنکی تحریر ابھر آئی۔

یہودی راہب رابی غور سے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

"یہ نوجوان ناگ دیوتا ہے۔ اس میں اتنی طاقت ہے کہ جو چاہے شکل بدل سکتا ہے۔ یہ پانچ ہزار برس سے اپنے دوستوں کے ساتھ تاریخ کا سفر کر رہا ہے۔ یہ صرف ایک ہی صورت میں مر سکتا ہے کہ جب یہ سانپ کی شکل اختیار کرے تو اس کے جسم کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ان ٹکڑوں کو الگ الگ جگہوں پر پھینک دیا

جائے۔ پھر یہ کبھی زندہ نہیں ہو سکے گا"۔

یہودی رابی بڑا خوش ہوا۔ اس نے شیشے پر دوسرا منتر پھونک کر پوچھا کہ یہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہو گا۔ شیشے پر لکھا ہوا آ گیا۔

"ناگ دیوتا ایک عقاب کی شکل میں اس وقت ابو الہول کے بت کے پیچھے موجود ہے"۔

یہودی رابی نے ناگ کی تصویر کو الماری میں بند کر دیا اور خود ناگ کی تلاش میں مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ عیسائی راہب کے بھیس میں تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح مصر کے علاقے میں پہنچ گیا۔ اب وہ ابوالہول کے بت کی طرف چل پڑا۔ وہ اونٹ پر سوار تھا۔ اس نے کچھ فاصلے پر اپنے اونٹ کو زمین پر بٹھایا اور خود نیچے اتر کر ابو الہول کے بت کے بت کی طرف چلا۔ ناگ اس وقت ابوالہول کے بت پیچھے ایک پتھر کے پاس خاموش بیٹھا عنزا تھیوسانگ اور جولی سانگ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ اسے فرانس کے شہر پیرس میں مل سکیں گے یا نہیں۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ کالے علم کا ماہر یہودی رابی اس کے قریب پہنچ گیا ہے۔

یہودی رابی نے غروب ہوتے سورج کی سنہری اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھیمی روشنی میں پتھر کی اوٹ میں سیاہ عقاب کو دیکھ لیا تھا۔ یہودی رابی نے اپنی نظریں سیاہ عقاب پر جما دیں اور کالے علم کا منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ منتر پڑھنے کے بعد یہودی رابی نے عقاب کی طرف زور سے پھونک ماری۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا۔ اچانک اسے اپنے ارد گرد سخت گرمی محسوس ہوئی۔ وہ گھبرا کر اڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک نیچے گر پڑا۔ گرتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

یہودی راہب نے عقاب کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا تو لپک کر آگے بڑھا۔ سیاہ عقاب کو اٹھا کر تھیلے میں ڈالا اور اونٹ پر سوار ہو کر جدھر سے آیا تھا ادھر کو چل پڑا۔

آدھی رات کے وقت وہ صحرا کی سرحد پار کر کے اپنے ملک اسرائیل پہنچ گیا تھا۔ تل ابیب میں یہودی راہب کے مکان سے دور صحرا کے ایک بے آباد نخلستان میں سخت چٹان کے اندر ایک چھوٹی سی قدرتی سرنگ بنی ہوئی تھی۔ اس سرنگ میں یہودی راہب نے اپنا خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا تھا اور یہاں وہ اپنے کالے علم اور جادو کا کام کرتا تھا۔ سرنگ جہاں ختم ہوتی تھی وہاں ایک کھلی

جگہ پر زمین پر لکڑی کا پرانا میز بچھا تھا۔ میز پر ایک انسانی کھوپڑی اور کچھ ہڈیاں پڑی تھیں۔ دیوار میں ایک جگہ چھوٹی سے کاٹھین روشن تھی۔ یہودی رابی نے بے ہوش سیاہ عقاب کو میز پر انسانی کھوپڑی کے پاس لٹا دیا۔ خود منتر پڑھنے لگا۔ منتر پڑھتے پڑھتے وہ کھوپڑی اور سیاہ عقاب پر پھونک بھی مارتا جاتا تھا۔

اچانک کھوپڑی حرکت کرنے لگی۔ وہ اپنی جگہ پر لرزنے لگی تھی۔ یہودی رابی نے کالے علم کا آخری منتر پڑھ کر پھونک ماری تو کھوپڑی کا منہ پورا کھل گیا۔ سیاہ عقاب یعنی ناگ بالکل بے ہوش تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں پر ہے اور اس کے ساتھ کیا گذر رہی ہے۔ جب کھوپڑی کا منہ پورے کا پورا کھل گیا تو کالے علم کے ماہر یہودی رابی نے سیاہ عقاب کی گردن کو انسانی کھوپڑی کے منہ میں ڈال دیا۔ کھوپڑی کے حلق کی ہڈیوں سے ایک ڈراؤنی آواز نکلی اور کھوپڑی نے سیاہ عقاب کو اپنے منہ میں نگل گیا۔

یہودی راہب نے دونوں بازو بلند کئے اور کہا۔

"مائیکل! یہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کو سانپ کی شکل دے کر میرا غلام بنا دے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتنا کہنا تھا کہ کھوپڑی کی آنکھوں سے دھواں اٹھنے لگا۔ یہودی رابی بڑے غور سے انسانی کھوپڑی کو تک رہا تھا۔ یہودی رابی کی آنکھوں میں اس وقت ایک شیطانی چمک آ گئی تھی۔ انسانی کھوپڑی نے ایک بار پھر اپنا منہ کھول دیا اور اس میں سے ایک فٹ لمبا کالا باریک سانپ باہر نکل آیا اور اس نے یہودی رابی کے آگے کنڈلی مار کر اپنا سر جھکا دیا اور سانپ کی آواز آئی۔

"عظیم رابی! میں تیرا غلام ہوں۔ تو جو کہے گا میں وہی کروں گا"۔

یہودی رابی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ایک مدت سے اسے ناگ دیوتا کو سانپ کی شکل میں قابو کرنے کی خواہش تھی۔ آج وہ خواہش پوری ہو گئی۔ وہ ناگ کو اپنے ذاتی فائدے کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔

اس نے ناگ کو کہا۔

"آج سے تو میرا غلام بن کر رہے گا۔ جو میں کہوں گا اسی پر عمل کرے گا اور جو پوچھنا چاہوں گا بتائے گا"۔

ناگ کی باریک سی آواز آئی۔

"عظیم رابی! اب میں تمہارا غلام ہوں۔ تو جو کہے

گا کروں گا"۔

یہودی رابی نے سانپ کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور سرنگ سے نکل کر اونٹ پر سوار ہو کر واپس اپنے مکان پر آ گیا۔ دوسرے دن یہودی انسپکٹر نے یہودی رابی سے ناگ کی تصویر کے بارے میں پوچھا تو یہودی رابی نے ناگ کی تصویر اسے واپس کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے کالے علم کی مدد سے بھی کچھ معلوم نہیں کر سکا۔ آپ تصویر واپس لے جائیں"۔

یہودی رابی نے جھوٹ بولا تھا۔ کیونکہ وہ ناگ دیوتا کو صرف اپنا غلام بنا کر اس سے بڑے بڑے خفیہ کام لینا چاہتا تھا۔ یہودی انسپکٹر ناگ کی تصویر لے کر واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد یہودی رابی نے ناگ سانپ کو جیب سے نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ دیا اور کہا۔

"فرعون مصر کے سب سے بڑے اور پرانے اہرام میں فرعون کے تابوت کے ساتھ ایک بے حد قیمتی ہیرا بھی دفن کیا گیا تھا۔ وہ کھدائی کے بعد کسی کو نہیں مل سکا مجھے بتاؤ کہ وہ ہیرا کس جگہ پر ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ سانپ نے کہا۔

"عظیم رانی! یہ فرانس کا ایک سیاح چرا کر اپنے ساتھ فرانس لے گیا تھا"۔

یہودی راہبہ نے کہا۔

"نہیں! میرے خیال میں یہ ہیرا ابھی تک پرانے اہرام کے نیچے ہی کسی گڑھے میں دفن ہے تم فوراً جاؤ اور اس کو ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ"۔

ناگ سانپ پر یہودی راہب کے کالے علم کا شدید اثر تھا۔ وہ کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"جو حکم عظیم رانی"۔

اور ناگ سانپ وہیں غائب ہو گیا۔ غائب ہونے کے بعد وہ مصر کے پرانے اہرام کے اندر پہنچ گیا۔ ناگ اپنے تمام دوستوں یعنی عنبر، ماریا، کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کی شکلیں بھول گیا تھا۔ اسے اتنا ضرور یاد تھا کہ اس نام کے لوگ اس کے دوست اور ساتھی ہیں مگر ان کی شکلیں اسے یاد نہیں رہی تھیں۔ یہ وہی اہرام تھا جس کے نیچے حبشی فرعون نے کیٹی کو اپنی ملکہ بنا رکھا تھا اور وہ اپنی کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ بڑی خوشی رہ رہی تھی۔ کیونکہ حبشی فرعون کے حکم نے کیٹی کی

یادداشت کو گم کر دیا ہوا تھا۔ ناگ اور کیٹی کے جسموں سے خاص خوشبو بھی نہیں نکل رہی تھی۔

ناگ سانپ اہرام کے اندر اندھیرے میں ہیرے کو تلاش کرنے لگا۔ ایک چھوٹی سی سرنگ اہرام کے نیچے جاتی تھی۔ ناگ سانپ اس کے اندر سے گزر کر زمین کے اندر ایک کھلی جگہ پر آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہاں تخت بچھا ہے۔ غلام کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ ناگ سانپ چھپتا ہوا وہاں سے آگے ایک تاریک راہ داری میں آ گیا کہ شاید یہاں کسی حنیط قبر کے تابوت میں اسے فرعون کا ہیرا مل جائے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ راہ داری میں اس وقت کیٹی اپنی کنیزوں کے ساتھ چلی آ رہی تھی۔ ناگ بھاگ کے ایک طرف چھپنے ہی لگا تھا کہ کیٹی کا پاؤں ناگ سانپ کے اوپر آ گیا۔ ناگ کو کیا معلوم تھا کہ یہ اس کی دوست کیٹی ہے۔ وہ تو اس کی شکل بھول چکا تھا۔ اس نے غصے میں آ کر کیٹی کے پاؤں پر ڈس لیا اور فوراً اندھیرے میں بھاگ گیا۔

کیٹی وہیں پاؤں پکڑ کر بیٹھ گئی اور پھر اسے غش آ گیا۔ کنیزوں نے گھبرا کر شور مچا دیا۔ اسی وقت غلام آ گئے۔ انہوں نے بے ہوش ملکہ کیٹی کو اٹھایا اور شاہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خواب گاہ میں لا کر تخت پر لٹا دیا۔ حبشی فرعون بھی آ گیا۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی کو ناگ سانپ نے ڈسا ہے۔ کیٹی کو ہوش میں لایا جانے لگا۔ جب کیٹی کو ہوش آیا تو ناگ سانپ کے زہر کی وجہ سے اس کی ساری یاداشت واپس آ چکی تھی۔ اسے علم ہو گیا کہ وہ کیٹی ہے اور عنبر' ماریا' ناگ' تھیوسانگ اور جولی سانگ سے بچھڑ کر اس اہرام میں بند ہے۔

اس نے حبشی فرعون کی طرف غور سے دیکھا۔

حبشی فرعون نے کہا۔

"ملکہ اب کیسی طبیعت ہے؟"

کیٹی سمجھ گئی کہ یہی وہ حبشی فرعون ہے جس نے علم کے زور سے اسے یہاں اپنی ملکہ بنا کر رکھا ہوا ہے۔ کیٹی کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ اسے ناگ سانپ نے ڈسا ہے۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ کسی عام سانپ نے اسے ڈس لیا ہے۔ جس کے زہر کے اثر کی وجہ سے حبشی فرعون کا جادو اس کے سر پر سے اتر گیا ہے اور وہ اپنی اصلی حیثیت میں واپس آ گئی ہے۔ کیٹی اب دانائی سے کام لینا چاہتی تھی تاکہ کسی طریقہ سے وہ اس حبشی فرعون کے قبضے سے خود کو آزاد کرا کر

عنبر' ناگ' ماریا کے پاس پہنچ سکے۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بس ذرا چکر آ گیا تھا"۔

حبشی فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ ملکہ کو آرام کرنے دیا جائے اور خبردار کوئی ملکہ کے آس پاس آواز نہ نکالے۔ سب غلام دور حبشی فرعون وہاں سے چلے گئے۔ صرف ایک کنیز وہاں پر رہ گئی۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ یہ سب لوگ مردہ تھے اور انہوں نے اہرام کے نیچے اپنی ایک طلسمی سلطنت بنا رکھی تھی۔

کیٹی اپنے بستر پر خاموشی سے لیٹی رہی۔ دوسری طرف ناگ سانپ نے اہرام کے اندر فرعونی ہیرے کو جگہ جگہ تلاش کیا جب اسے ہیرا کہیں نہ ملا تو وہیں سے کالے علم کی مدد سے غائب ہوا اور واپس تل ابیب میں یہودی رابی کے پاس پہنچ گیا۔ یہودی رابی اس کے انتظار میں تھا۔ ناگ سانپ کو ظاہر ہوتے دیکھا تو پوچھا۔

"کیا تو فرعونی ہیرا لایا؟"

ناگ سانپ نے کہا۔

"عظیم رابی! میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ فرعونی ہیرا اہرام میں نہیں ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہودی رانی نے کہا۔

"تو پھر اپنی طاقت کی مدد سے مجھے بتاؤ کہ فرعونی ہیرا کہاں ہے؟"

ناگ سانپ پر شدید طلسم کا اثر تھا۔ اس نے اپنی توجہ فرعونی ہیرے کی طرف کر دی اور اسے ہیرا نظر آ گیا۔ ناگ سانپ نے یہودی رانی سے کہا۔

"عظیم رانی! یہ قیمتی فرعونی ہیرا فرانس کے شہر پیرس میں ایک سیاح لڑکی کے پاس ہے جس نے اسے پیرس کے ایک بنک کے لاکر میں بند کر رکھا ہے اور جسے وہ ہالینڈ کی ملکہ کے ہاتھ فروخت کرنے کی بات چیت کر رہا ہے"۔

یہودی رانی کو یقین تھا کہ ناگ سانپ جھوٹ نہیں بول رہا۔ اس نے کہا۔

"کیا تم ہیرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو"۔

ناگ سانپ بولا۔

"ہاں عظیم رانی! میں اپنی آنکھوں سے فرعونی ہیرے کو پیرس کے بنک کے لاکر میں بند دیکھ رہا ہوں۔ یہ ہیرا چھوٹی ناشپاتی جتنا ہے اور اس کی قیمت اربوں

ڈالر سے بھی زیادہ ہے"۔

یہودی رانی نے اسی وقت فرانس جانے کا پروگرام بنا لیا۔ اس نے ناگ سانپ کو اپنے بریف کیس میں بند کر دیا اور سو گیا۔ دوسرے دن وہ اٹھا اور ہوائی جہاز میں سوار ہو کر فرانس کے دارالحکومت پیرس کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوسری طرف عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی پیرس پہنچ چکے تھے اور نقلی نجومی کی پیش گوئی کے مطابق پیرس کے ایفل ٹاور کے پیچھے والے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس ہوٹل کی کھڑکیاں دریا کی طرف کھلتی تھیں۔ مگر یہاں انہیں کیٹی اور ماریا اور ناگ کہیں نظر نہیں آئے تھے۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے معلوم تھا وہ نجومی نقلی اور جھوٹا ہے۔ دیکھ لو۔ یہاں نہ ناگ ہے نہ کیٹی اور نہ ماریا"۔

جولی سانگ بولی۔

"اس شہر کی فضا میں ان میں سے کسی کی خوشبو بھی نہیں ہے"۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہاں ہمیں کچھ نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لے گا لیکن تم لوگوں کے کہنے پر میں بھی آ گیا۔ بہرحال اب یہاں آ گئے ہیں تو ہمیں کچھ روز اس ہوٹل میں رہ کر اپنے دوستوں کو تلاش کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کسی ایک کا سراغ مل جائے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"مگر یہ پیرس ہے۔ جو سب سے مہنگا اور مالدار شہر ہے۔ یہاں ہوٹل کا خرچ کہاں سے چلے گا"۔

عنبر بولا۔

"تھیو سانگ کے ہوتے ہوئے ہمیں خرچ کا کوئی فکر نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں بے شمار بنک ہیں۔ ہم ان میں سے کسی ایک بنک میں سے اپنی ضرورت کے مطابق روپے نکال کر خرچ کرتے رہیں گے"۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"یہی کچھ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کسی دوسرے ذریعے سے ہم روپیہ پیدا نہیں کر سکتے اور یہاں ہمارا دس پندرہ دن رہنا بھی بڑا ضروری ہے"۔

اب ایک طرف تو مصر کے پرانے اہرام کے نیچے کیٹی کی یادداشت واپس آ چکی ہے اور وہ اہرام سے باہر نکلنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ دوسری طرف

یہودی رابی فرمولی ہیرے کی تلاش میں ناگ سانپ کو اپنے بریف کیس میں بند کر کے پیرس پہنچ کر ایک سستے سے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ چونکہ ناگ پر یہودی رابی کے کالے علم کا اثر ہے اس لئے اس کے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی جس کی وجہ سے پیرس کے ایک عالی شان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے منیجر تھیو سانگ اور جولی سانگ کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ناگ بھی اسی شہر میں پہنچ چکا ہے۔ تیسری طرف ماریا کو ٹیکسلا کا یم راج اپنے ساتھ اڑھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں لے گیا تھا جب کہ ٹیکسلا پر راجہ ابی کی حکومت ختم ہو چکی تھی اور سکندر اعظم کا جرنیل سلیوکس حکومت کرتا تھا۔ اس پراسرار یم راج نے ماریا کو نوبلی دلہن بنا کر ٹیکسلا کے شاہی باغ کے شیش محل میں لے گیا تھا۔ یہاں اس نے دلہن ماریا کو پھولوں بھرے کنج میں اپنے جادو کے زور سے لٹا کر پتھر کا بت بنا دیا تھا۔ ماریا دلہن کے لباس میں اس طرح پتھر بن گئی تھی کہ اس کے پاؤں اور بازوؤں کے پاس گھاس اگ آئی تھی۔ ماریا کا پتھر کا سر اپنے بازو پر تھا اور وہ پتھر ہو چکی تھی۔ یہ پراسرار یم راج پرانے زمانے میں دلہن چور کے نام سے مشہور تھا۔ جہاں کسی خوبصورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی کی شادی ہوتی یہ پراسرار یم راج وہاں پہنچ کر اپنے جادو کے اثر سے دلہن کو اغوا کر کے لے جاتا اور جنگل میں لے جا کر اسے گھاس پر لیٹنے کا حکم دیتا اور پھر دلہن کو پتھر کے بت میں بدل دیتا۔

اس وقت ہماری پراسرار داستان اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ ناگ سانپ کی شکل میں اپنے ساتھیوں کی شکلوں کو بھلا کر یہودی رانی کے پاس پیرس کے ایک سستے سے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے اور یہودی رانی ناگ سانپ کی مدد سے پیرس کے بنک کے لاکر سے قیمتی فرعونی ہیرا چرانا چاہتا ہے۔ دوسری طرف اسی شہر پیرس میں عنبر تھیو سانگ اور جولی بھی ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں ایک عالی شان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور تھیو سانگ کی مدد سے کسی بنک سے کافی روپیہ نکالنے کی فکر میں ہیں تاکہ پیرس کے ہوٹل کا خرچ پورا کیا جا سکے۔

اب ہم سب سے پہلے کیٹی کی طرف آتے ہیں۔

ناگ سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے کیٹی کی یادداشت واپس آ چکی تھی اور وہ ہر حالت میں اہرام مصر کے اندر حبشی فرعون کی قید سے باہر نکلنا چاہتی تھی۔ حبشی فرعون نے اسے تخت پر لیٹا کر حکم دے دیا تھا کہ

ملکہ کو کوئی پریشان نہ کرے اور اسے آرام کرنے دے۔ صرف ایک کنیز کیٹی کے پاس ہی تھی۔ کیٹی نے اس کنیز کو بھی بھیج دیا۔ اب وہ خواب گاہ میں اکیلی رہ گئی۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ اس اہرام کے اندر ایک شاہ نشین میں ایک کنیز کی قبر ہے جو بہت پرانی ہے۔ کیٹی بھی جولی سانگ کی طرح مردوں سے بات کر سکتی تھی۔ جب کنیز چلی گئی تو کیٹی بستر پر سے اٹھی اور دبے پاؤں خواب گاہ سے نکل کر ایک اندھیری سرنگ میں سے گذرتی شاہ نشین میں آ گئی۔

یہاں اندھیرا تھا مگر کیٹی کو ایک قبر کے اوپر رکھا ہوا تابوت صاف نظر آ رہا تھا۔ کیٹی نے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ تابوت کے اندر ایک مرد عورت کی لاش پڑی تھی جس کی آنکھیں پتھر کی ہو چکی تھیں۔ کیٹی نے مردہ لاش کے ماتھے پر اپنی انگلی رکھی اور کہا۔

"میں کیٹی ہوں۔ مجھے میرے سوال کا جواب دو"۔

لڑکی کی لاش کے ہونٹ ہلے اور لاش کی کمزور آواز آئی۔

"پوچھو۔ تم کیا پوچھنا چاہتی ہو"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ بتاؤ کہ میں اس اہرام سے باہر کیسے نکل سکتی ہوں۔ دوسری بات مجھے یہ بتاؤ کہ میرے ساتھی مسز ہاگ ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ اس وقت کہاں ہوں گے"۔

لڑکی کی لاش نے دھیمی آواز میں کہا۔

"تمہارے یہ ساتھی جن کا تم نے نام لیا اس وقت ملک فرانس کے شہر پیرس میں ہیں۔ مگر ماریا وہاں نہیں ہے۔ ماریا کے بارے میں میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی"۔

کیٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے یہاں سے باہر جانے کا راستہ بتاؤ"۔

لاش کی آواز آئی۔

"میری قبر والی اس شاہ نشین کے سامنے والے کونے میں ایک پتھر باہر نکلا ہوا ہے۔ اسے کھینچ لو تمہیں باہر جانے کا راستہ مل جائے گا"۔

کیٹی نے لاش کا شکریہ ادا کیا اور تابوت کو بند کر دیا۔ پھر وہ جلدی سے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھی۔

دیوار میں سے ایک سیاہ پتھر باہر کو نکلا ہوا تھا۔ کیٹی نے اسے کھینچ لیا۔ پتھر اس کے ہاتھ میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی دیوار میں ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ کیٹی شگاف میں گھس گئی۔ یہاں ایک سیڑھی اوپر کو جا رہی تھی۔ کیٹی تیز تیز قدموں سے سیڑھی چڑھ کر جب اوپر آئی تو وہ اہرام سے باہر صحرا میں تھی۔ صحرا میں رات کا وقت تھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دور دریائے نیل کے پار قاہرہ شہر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ یہ بات اسے بڑی عجیب سی لگی کہ مسز ہاگ اور تھیو سانگ جولی سانگ فرانس پہنچ چکے تھے۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ لاش کی اطلاع کبھی غلط نہیں ہوتی۔ ماریا کا اسے افسوس تھا کہ لاش نے اس کے بارے میں بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ لاش صرف وہی بات بتاتی ہے جس کو ظاہر کرنے کا اسے حکم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بات نہیں بتایا کرتی۔ کیٹی کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف اس کی گردن میں سچے موتیوں کا ایک ہار تھا جس کو فروخت کر کے وہ فرانس پہنچنا چاہتی تھی۔ مگر سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ کیٹی کے پاس نہ تو پاسپورٹ تھا اور نہ ویزا اور ان چیزوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بغیر جدید زمانے میں کوئی بھی شخص ایک ملک سے دوسرے ملک میں نہیں جا سکتا تھا۔ کیٹی قاہرہ شہر کی طرف جاتے ہوئے یہی کچھ سوچتی جا رہی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ شہر میں زیادہ ٹریفک نہیں تھی۔ دریائے نیل کا پل بھی سنسان تھا۔ کیٹی پل پر سے گذر گئی۔ آگے ایک بڑی سڑک تھی۔ کیٹی اس پر چلتی گئی۔ اب وہ قاہرہ شہر کے ایک عالی شان علاقے میں داخل ہو گئی تھی جہاں دکانیں بند تھیں مگر عمارتوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ ایک سپاہی نے کیٹی کے قریب آ کر عربی زبان میں پوچھا۔

"کون ہو تم اور کہاں جانا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے بھی عربی میں جواب دیا۔

میں سکندریہ سے اپنے بھائی کے ساتھ آئی تھی کہ اس سے بچھڑ گئی۔ اتنے بڑے شہر میں میں اکیلی ہوں۔ مجھے کسی محفوظ جگہ پہنچا دو"

سپاہی بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ آؤ"

کیٹی چاہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح رات گذر جائے۔ دوسرے دن وہ خود ہی موتیوں کا ہار بیچ کر اپنا

انتظام کر لے گی۔ مصری سپاہی کیٹی کو ایک عورتوں کے ادارے میں لے گیا جہاں بے سہارا عورتیں سلائی کڑھائی کا کام سیکھتی تھیں اور وہیں رہتی بھی تھیں۔ اس ادارے کے چوکیدار نے کیٹی کو ایک کمرے میں چارپائی بچھا دی اور کرخت لہجے میں کہا۔

"یہاں سو جاؤ۔ صبح ہوتے ہی چلی جانا"۔

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا اسے تو رات گزارنے کے لئے کوئی ٹھکانہ چاہئے تھا۔ وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔ نیند کی بھی اسے ضرورت نہیں تھی۔ رات گذر گئی۔ دن نکلا تو کیٹی اٹھی اور قاہرہ شہر کے بازاروں میں آ گئی۔ یہاں ایک بازار میں اسے جوہری کی دکان دکھائی دی۔ وہ دکان میں آ گئی۔ ایک موٹا جوہری کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا تھا۔

کیٹی نے اپنے گلے کا ہار اتار کر اسے دکھایا اور کہا۔

"میں یہ ہار فروخت کرنا چاہتی ہوں"۔

جوہری نے ہار دیکھا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ایسا سچے موتیوں کا ہار اس نے اپنی ساری زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سمجھ گیا کہ اس لڑکی کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ ہار کتنا قیمتی ہے۔
ہاک چڑھا کر بولا۔
"معمولی ہار ہے میں تمہیں اس کے عوض ایک ہزار ڈالر دے سکتا ہوں"۔
کیٹی بھی جانتی تھی کہ جوہری جھوٹ بول رہا ہے مگر اسے بھی صرف اتنی رقم چاہیے تھی کہ جس کی مدد سے وہ فرانس کے شہر پیرس پہنچ جائے۔
اس نے جوہری سے کہا۔
"یہاں سے پیرس تک ہوائی جہاز کا کرایہ کتنا ہے۔ مجھے صرف پیرس تک پہنچنے کا کرایہ چاہیے"۔
جوہری نے کہا۔
"ایک ہزار ڈالر میں تم پیرس پہنچ جاؤ گی"۔
جوہری نے اسی وقت کیٹی کو ایک ہزار ڈالر ادا کر کے سچے موتیوں کا ہار اپنے قبضے میں کر لیا۔ کیٹی نے جوہری سے پوچھا۔
"مجھے پیرس کا ٹکٹ کہاں سے ملے گا؟"
جوہری سمجھ گیا کہ یہ لڑکی اجنبی ہے۔ اسے اس لڑکی سے لاکھوں ڈالر کا فائدہ ہوا تھا۔ وہ بھی اخلاقی طور پر اس کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ کہنے لگا۔

"تم یہاں بیٹھو میں تمہیں ہوائی جہاز کا ٹکٹ منگوا دیتا ہوں"۔
کیٹی وہیں بیٹھ گئی۔ جوہری نے ایک لڑکے کو ٹکٹ لانے کے لئے بھیج دیا۔ کیٹی نے ٹکٹ کے لئے اپنا نام کیٹی بتایا تھا۔
جوہری نے پوچھا۔
"کیا تمہارے پاس پاسپورٹ ویزا ہے؟"
کیٹی نے کہا۔
"نہیں"۔
جوہری حیران ہو کر بولا۔
"پھر تم پیرس کیسے جا سکو گی"۔
کیٹی بولی۔
"تمہاری مہربانی ہو گی۔ مجھے کسی طرح پیرس پہنچا دو۔ وہاں میرا بھائی ہے۔ مجھے اس کے پاس جانا ہے۔ قاہرہ میں میرا کوئی نہیں"۔
جوہری سوچ میں پڑ گیا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی کا انتقام

جوہری کے شہر میں بڑے تعلقات تھے۔ اس نے دو گھنٹوں کے اندر اندر کیٹی کا پاسپورٹ بنوا کر اس پر ویزا بھی لگوا دیا۔ کیٹی کے لئے ٹکٹ بھی آ گیا۔ جہاز رات کے بارہ بجے قاہرہ کے لئے روانہ ہونے والا تھا۔ کیٹی کے پاس سب کچھ خرچ کر کے دو سو ڈالر بچے تھے۔ کیٹی کو پیرس میں قبر تھیو سانگ اور ناگ وغیرہ سے ملنے کی پوری امید تھی اسی لئے اسے پیسوں کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مگر لالچی جوہری نے کوئی دوسرا ہی پروگرام بنایا ہوا تھا۔ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کیٹی ایک بھولی بھالی لڑکی ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اس کے ہاتھ ہیروئن پیرس میں سمگل کرا دینی چاہئے اگر پکڑی گئی تو یہی پھنسے گی۔ میرا نام لے گی تو میں صاف انکار کر دوں گا۔ اس نے ایک کلو گرام ہیروئن تھیلے میں ڈال کر

کیٹی کو دی اور کہا کہ پیرس میں تمہیں ایک آدمی ایئرپورٹ پر ملے گا یہ تھیلا اس کو دے دینا۔ اس میں کچھ دوائیاں ہیں وہاں میرا بھائی بیمار ہے۔ یہ دوائیاں میں اس کے لئے بھیج رہا ہوں۔ کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے ہیروئن کا تھیلا لے لیا۔ جوہری جانتا تھا کہ اگر یہ تھیلا اس کے آدمی تک پہنچ گیا تو اسے پورے بیس لاکھ ڈالر کا فائدہ ہو گا۔ جوہری کو یہ بھی معلوم تھا کہ قاہرہ ایئرپورٹ پر جو مشین لگی ہے وہ تھیلے میں ہیروئن کو ظاہر نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ جوہری نے ایک خاص تھیلے میں ہیروئن بند کر کے اسے دی تھی۔

جب کیٹی رات کے گیارہ بجے جوہری کی اپنی گاڑی میں ایئرپورٹ روانہ ہوئی تو جوہری نے فوراً پیرس میں اپنے سمگلر ساتھی کو فون پر کیٹی کا حلیہ بتایا اور کہا کہ یہ لڑکی ایک کلو گرام مال لے کر آ رہی ہے۔ اس سے وصول کر لینا۔ کیٹی اس جرم سے بے خبر ایئرپورٹ پہنچ گئی۔ ڈرائیور گاڑی لے کر واپس چلا گیا۔ کیٹی کا تھیلا مشین میں سے گذارا گیا مگر وہ تھیلا اس قسم کا تھا کہ قاہرہ ایئرپورٹ کی الیکٹرانکس مشین اسے چیک نہیں کر سکتی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی ہوائی جہاز میں سوار ہو گئی۔ جہاز ٹھیک وقت پر پیرس کی طرف پرواز کر گیا۔ پیرس کے ہوائی اڈے پر کیٹی بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز سے نکل کر کسٹم کے کاؤنٹر کی طرف گئی۔ وہاں فرانسیسی کسٹم والے لوگوں کا سامان چیک کر رہے تھے۔ ایک کسٹم آفیسر نے کیٹی کے تھیلے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"اس میں کیا ہے؟"

کیٹی نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

"اس میں میرے ایک دوست نے اپنے بیمار بھائی کے لئے دوائیاں دی ہیں"۔

کسٹم آفیسر کو کچھ شک ہوا۔ اس نے تھیلا کھولا تو اس کے اندر کپڑے کے بیچ میں ہیروئن کی باریک تھیلیاں چپکی ہوئی تھیں۔ اسی وقت کیٹی کو ہیروئن سمگل کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ کیٹی بڑی حیران ہوئی۔ کہنے لگی۔

"یہ تو دوائیاں ہیں تم لوگ مجھے کیوں پکڑ رہے ہو"۔

کسٹم آفیسر نے کہا۔

"اتنی بھولی بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم خوب

جانتی ہو کہ یہ ہیروئن ہے اور ہیروئن سمگل کرنے کی سزا دس سال قید ہے"۔

کیٹی نے دل میں سوچا کہ اس کمینے جوہری نے اس کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ اس وقت رات ڈھل رہی تھی۔ کیٹی نے سوچا کہ ابھی مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ اسے جہاں لے جانا چاہتے ہیں لے جائیں۔ پھر وہاں سے وہ فرار ہو جائے گی۔ اس کے پاس اتنی طاقت تھی کہ وہ بڑی سے بڑی جیل کو بھی توڑ کر وہاں سے آزاد ہو سکتی تھی۔

پیرس کی پولیس نے کیٹی کی تصویریں اور انگلیوں کے نشان لے لئے پھر اسے پولیس اسٹیشن پر لے جایا گیا۔ یہاں انسپکٹر سی آئی ڈی نے کیٹی سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ وہ بڑے تعجب سے بولا۔

"مس کیٹی! تم اتنی روانی سے فرانسیسی زبان کیسے بول لیتی ہو کیا تم فرانس کی رہنے والی ہو؟"

ان لوگوں کو کیا معلوم کہ ٹمبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور کیٹی وغیرہ دنیا کی ہر زبان سمجھ اور بول سکتے تھے۔ اس نے کہا۔

"میں فرانس میں پیدا ہوئی ضرور تھی مگر اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد ہندوستان چلی گئی۔ پھر مصر میں اپنے بھائی کے پاس آ گئی"۔

کیٹی یونہی الٹ پلٹ بیان دے رہی تھی۔ اسے پولیس سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ وہ جانتی تھی کہ پولیس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وہ خلائی مخلوق تھی اور اس کے پاس اتنی طاقت تھی کہ جب چاہے وہاں سے بھاگ سکتی تھی۔ صرف آگ اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔ پولیس انسپکٹر اب کیٹی سے پوچھنے لگا کہ پیرس میں اسے یہ ہیروئن کس کو دینی تھی اور اس کے ساتھ دوسرے کون کون سے لوگ کام کر رہے ہیں۔

کیٹی نے کہا۔

"میں سوائے قاہرہ کے جوہری کے اور کسی کو نہیں جانتی۔ اس نے مجھے یہ تھیلا دیا کہ ڈیگ پورٹ پر ایک آدمی خود آگے آ کر تم سے یہ تھیلا لے لے گا۔ مگر آپ لوگوں نے اس سے پہلے ہی مجھے گرفتار کر لیا۔ میرا کسی سمگلر سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

ایک دوسرے پولیس افسر نے سوال کیا۔

"مس کیٹی! آخر تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو"۔

کیٹی نے اس پولیس افسر کو گھور کر دیکھا اور کہا۔

"میں خلا سے آئی ہوں۔ خلائی مخلوق ہوں"۔

پولیس افسر ہنس پڑے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ کیٹی بالکل سچ کہہ رہی تھی۔ انسپکٹر بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی تم تھکی ہوئی ہو۔ کچھ دیر آرام کر لو۔ پھر تم سے سوال کریں گے لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ تم اب ہم سے بچ کر نہیں جا سکتی ہو۔ ایک ہی صورت ہے کہ ہمیں دوسرے سمگلروں کے نام بتا دو اور پھر ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ لیکن جب تک وہ سمگلر گرفتار نہیں ہو جاتے ہم تمہیں بھی نہیں جانے دیں گے"۔

کیٹی کو غصہ آ گیا۔ اس نے جھنجلا کر کہا۔

"تم لوگوں کا باپ بھی مجھے قید نہیں کر سکتا۔ میں جب چاہوں گی یہاں سے نکل جاؤں گی۔ ابھی میں خود یہاں سے نہیں جانا چاہتی"۔

پولیس نے کیٹی کو تھانے کے حوالات میں بند کر دیا۔ حوالات میں ایک دوسری عورت بھی قید تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہارا کیا جرم ہے؟ کیا کسی کی جیب کاٹی ہے؟ میں نے تو اپنے بچے کے نئے کپڑوں کے واسطے چوری کی تھی کہ پکڑی گئی۔ میں اتنی امیر نہیں ہوں کہ اپنے دکلوتے بچے کو نئے کپڑے خرید کر پہنا سکوں"۔

اور کیٹی نے دیکھا کہ فرانسیسی عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ آنسو پونچھ کر بولی۔

"میرا خاوند مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ محنت مزدوری کر کے اپنے بچے کو پال رہی ہوں۔ کل اس کے سکول میں پروگرام تھا۔ اس کو نئے کپڑوں کی ضرورت تھی میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ میں اپنے بچے کو مایوس بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پس میں نے ایک سٹور سے روپے چرانے کی کوشش کی اور پکڑی گئی۔ خدا جانے میرا پیارا بچا کس حال میں ہو گا۔ وہ مجھے ضرور یاد کر رہا ہو گا"۔

یہ کہہ کر وہ عورت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

کیٹی نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے ساتھ اس عورت کو بھی حوالات سے نکال کر لے جائے گی۔ اس نے یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ وہ دوسرے دن کا انتظار نہیں کرے گی بلکہ اسی رات وہاں سے نکل جائے گی۔ اس

وقت رات کے تین بج رہے تھے۔ یورپ میں سردیوں کے دنوں میں صبح سات بجے ہوتی ہے۔ کیٹی نے حوالات کے باہر کا جائزہ لیا۔ حوالات کا دروازہ لوہے کی سلاخوں والا تھا۔ باہر ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ باقی دفتر وہاں سے ایک طرف تھا۔

کیٹی نے اپنے ساتھ والی عورت سے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اس فرانسیسی عورت نے کہا۔

"مارگریٹ"

کیٹی نے کہا۔

"مارگریٹ کیا تو یہاں سے فرار ہونا چاہتی ہے؟"

مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں! میں اپنے بچے کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ میرا دل اس کی یاد میں پھٹا جاتا ہے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"تو پھر تیار رہنا۔ ہم تھوڑی دیر بعد یہاں سے فرار ہو رہے ہیں"۔

مارگریٹ نے اسے مذاق سمجھا اور بولی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لوہے کا دروازہ کیسے کھلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گا؟"

کیٹی نے کہا۔

"اسے کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم تیار رہنا"۔

کیٹی اب موقع تلاش کرنے لگی۔ فرانسیسی سپاہی حوالات کے آگے چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔ کیٹی کو ان لوگوں پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ انہوں نے آخر کیٹی کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جبکہ وہ بے گناہ ہے۔ کیٹی نے مارگریٹ کے کان میں کہا۔

"ہوشیار۔ میں ایکشن شروع کر رہی ہوں"۔

کیٹی نے فرانسیسی سپاہی کو بلا کر کہا۔

"یہ دیکھو۔ یہاں کمبل میں کھٹمل ہیں"۔

سپاہی کھٹمل دیکھنے لوہے کے سلاخوں والے دروازے کے پاس آیا تو کیٹی نے سلاخوں سے ہاتھ باہر نکال کر اس کی گردن کو زور سے جھٹکا دیا۔ کیٹی کا اتنا جھٹکا ہی اس سپاہی کی گردن توڑنے کے لئے کافی تھا۔ کیٹی کے ہاتھ میں ہی فرانسیسی سپاہی مر گیا۔ کیٹی نے اسے آہستہ سے نیچے فرش پر آنے دیا۔ پھر لوہے کی سلاخوں میں دونوں ہاتھ ڈال کر انہیں اپنی خلائی طاقت

سے ایک طرف کھینچ دیا۔ لوہے کی مضبوط سلاخیں ٹیڑھی ہو گئیں۔ وہاں آدمی کے گزرنے کے لئے جگہ بن گئی تھی۔ مارگریٹ پھٹی ہوئی آنکھوں سے کیٹی کو دیکھ رہی تھی کہ اس عورت میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی ہے۔

کیٹی نے کہا۔

"جلدی سے باہر نکلو"۔

کیٹی سلاخوں میں سے نکل کر دائیں طرف گھوم گئی۔ وہاں اچانک راستے میں ایک کانسٹیبل آ گیا۔ اس نے کیٹی کو روکنا چاہا۔ کیٹی نے اس کو حلق سے آواز نکالنے کی بھی مہلت نہ دی۔ اچھل کر اس کے سر پر ایک مکہ مارا۔ کانسٹیبل وہیں گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ کیٹی دروازے سے نکل کر باہر سڑک پر آ گئی۔ مارگریٹ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ وہ کیٹی کی اتنی زبردست طاقت سے بڑی متاثر ہوئی تھی۔ اس نے اپنی ساری زندگی میں اتنی طاقت والی عورت نہیں دیکھی تھی۔

پیرس کی سڑک پر پچھلی رات کی دھند پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی اور مارگریٹ نے دوڑ کر سڑک پار کی اور سامنے والی گلی میں داخل ہو گئیں۔ یہ پیرس کی شمالی آبادی کی گلی تھی جس میں دھند پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور مارگریٹ گلی میں سے دوڑتی چلی گئیں۔ کیٹی کو پیرس شہر سے واقفیت نہیں تھی۔ جب وہ دوسرے بازار میں سے نکل کر ایک پارک میں آئیں تو یہاں بڑی سردی تھی۔ مارگریٹ نے کہا۔

"کیٹی! تم کہاں جاؤ گی؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں رات کی رات کہیں چھپنا چاہتی ہوں۔ صبح کہیں چلی جاؤں گی۔ میں اس شہر میں نئی ہوں"۔

مارگریٹ کہنے لگی۔

"تم میرے ساتھ چلو۔ میرا باپ یہاں سے قریب تلوزے گاؤں میں رہتا ہے۔ تم وہاں چاہے جتنے دن رہنا۔ وہاں ہمیں کوئی نہیں پکڑے گا"۔

کیٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو تمہارے گاؤں چلتے ہیں"۔

ایک خالی ٹیکسی گزری۔ مارگریٹ نے ٹیکسی روکی۔ دونوں اس میں سوار ہوئیں اور مارگریٹ نے ٹیکسی والے کو تلوزے گاؤں چلنے کو کہا۔ اس وقت ناگ منبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی پیرس یعنی اس شہر میں تھے مگر کیٹی کو ان کی اور ان کو کیٹی کی خوشبو نہیں پہنچ

رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پیرس شہر میں بڑی گہری اور موٹی دھند پھیلی ہوئی تھی۔ اس دھند میں سے ان کی خوشبو نہیں گذر رہی تھی۔

ٹیکسی تیزی سے تلوزے گاؤں کی طرف جا رہی تھی۔ راستے میں کیٹی نے مارگریٹ سے پوچھا۔

"تمہارا باپ گاؤں میں کیا کرتا ہے؟"

مارگریٹ نے کہا۔

"وہ گورکن ہے۔ قبرستان میں رہتا ہے"۔

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ یورپ کے قبرستان بڑے ماڈرن قسم کے ہوتے ہیں اور وہاں کے گورکن سرکاری نوکر ہوتے ہیں اور قبرستان میں ان کو بڑا صاف ستھرا کوارٹر ملا ہوتا ہے جس میں بجلی پانی گیس اور فریج وغیرہ ہوتے ہیں۔ ٹیلی فون بھی ہوتا ہے۔ مارگریٹ کا بچہ اس کے گورکن باپ کے پاس ہی تھا۔ مارگریٹ نے اپنے بچے کو سینے سے لگا لیا اور وہیں ایک طرف بیٹھ کر اسے دودھ پلانے لگی۔ اس نے کیٹی کو اپنے باپ سے تعارف کرایا۔ گورکن ادھیڑ عمر تھا اور مضبوط جسم والا تھا۔ سر گنجا تھا۔ چھوٹی سی داڑھی تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف گھور کر دیکھا اور اپنی بیٹی مارگریٹ سے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم دونوں جیل سے فرار ہو کر آئی ہو۔ پولیس یہاں آ جائے گی۔ میں تمہیں پولیس سے کیسے بچاؤں گا"۔

مارگریٹ نے کہا۔

"پاپا! تم گھبراؤ نہیں۔ ہم کسی قبر میں چھپ جائیں گی اگر پولیس آئی تو تم کہہ دینا کہ مارگریٹ اور کیٹی یہاں نہیں ہیں بے شک تم تلاشی لے لو۔

گورکن جھنجلا کر بولا۔

"مگر تم کب یہاں چھپی رہو گی؟"

مارگریٹ بولی۔

"میں چلی جاؤں گی۔ ہم دونوں چلی جائیں گی تم ہمیں دو روز تو یہاں چھپنے دو"۔

پولیس تھانے میں مارگریٹ کا پورا ایڈریس لکھا ہوا تھا۔ جب دونوں جیل سے فرار ہو کر بھاگیں تو پولیس ٹکوزے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئی کہ کیٹی بھی ضرور مارگریٹ کے گورکن باپ کے پاس ہی چھپی ہو گی۔ ابھی مارگریٹ اور کیٹی باتیں ہی کر رہی تھیں کہ پولیس کی گاڑی قبرستان میں داخل ہوئی۔ مارگریٹ نے اپنے بچے کو باپ کے حوالے کیا اور کیٹی سے کہا۔

"جلدی سے میرے پیچھے آؤ"۔

اور وہ دونوں کوارٹر کے پچھلے دروازے سے نکل کر قبروں میں گھس گئیں۔ مارگریٹ کو ایک ایک قبر کا پتہ تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ قبرستان کے کونے میں ایک پرانی قبر ایسی ہے جس کے نیچے ایک تہہ خانہ سا بن گیا ہے اور مردہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رہ گیا ہے۔ مارگریٹ چونکہ گورکن کی بیٹی تھی اس لئے اسے قبرستان سے خوف نہیں آتا تھا۔ وہ کیٹی کو قبرستان کی دھند اور تاریکی میں اپنے ساتھ کودنے والی قبر میں لے گئی قبر جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی۔

ان جھاڑیوں کے نیچے قبر کے اندر جانے والا راستہ تھا۔ آگے چھوٹا سا تہہ خانہ تھا۔ جہاں اندھیرا تھا۔ دونوں اس تہہ خانے میں جا کر چھپ گئیں۔ مارگریٹ نے سرگوشی میں کہا۔

"کیٹی! میں جانتی ہوں تمہارے اندر زبردست طاقت ہے مگر تم پولیس کی فائرنگ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لئے میں تمہیں بھی ساتھ لے آئی ہوں۔ میں نے ٹھیک کیا نا؟"

مارگریٹ کو کیا پتہ تھا کہ گولی بھی کیٹی کا کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ کیٹی صرف آگ سے مر سکتی تھی۔
کیٹی نے کہا۔

"ویسے میں پولیس کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ مجھے پیرس میں اپنے بھائیوں کو تلاش کرنا ہے۔ میں یہاں خواہ مخواہ ڈرامہ نہیں کھیلنا چاہتی تھی۔ اگر مجھ سے دو چار پولیس والے قتل ہو جاتے تو تمہارا باپ پکڑ لیا جاتا۔ اس لئے میں تمہارے ساتھ آ گئی ہوں۔ میں صبح چلی جاؤں گی"۔

کیٹی اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ مارگریٹ نے کہا۔

"یہاں کتنا اندھیرا ہے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ تہہ خانے میں مردہ کہاں ہے؟"

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"مردہ وہ سامنے پڑا ہے۔ اس کی ہڈیاں ہی باقی رہ گئی ہیں۔ میں اسے دیکھ رہی ہوں"۔

مارگریٹ نے حیرانی سے کہا۔

"کیا تم اندھیرے میں بھی دیکھ لیتی ہو کیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں دیکھ لیتی ہوں"۔

مارگریٹ بولی۔

"یہ ساری طاقتیں تمہارے اندر کہاں سے آ گئی ہیں کیٹی؟ کیا مجھے بتاؤ گی"۔

کیٹی نے کہا۔

"اگر وقت آیا تو تمہیں بتا دوں گی۔ مگر ابھی نہیں"۔

وہ باتیں کر رہی تھیں کہ انہیں انسانی قدموں کی آواز سنائی دی۔ مارگریٹ نے کیٹی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کرا دیا۔ قبروں میں پولیس کے سپاہی انہیں تلاش کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ بو سونگھنے والے کتے بھی تھے۔ کتے اس قبر کے پاس آ کر بھونکنے لگے جس کے اندر مارگریٹ اور کیٹی چھپی ہوئی تھیں۔ مارگریٹ نے گھبرا کر کہا۔

"اب ہم نہیں بچ سکتے۔ کتوں نے ہماری بو پا لی ہے"۔

باہر سے کانسٹیبل نے بلند آواز میں فرنچ زبان میں کہا۔

"کیٹی اور مارگریٹ باہر نکل آؤ۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم دونوں قبر کے اندر چھپی ہوئی ہو۔ ہم تمہیں ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مٹ دیتے ہیں۔ اگر باہر نہ نکلیں تو ہم قبر کے اندر گولیاں برسانی شروع کر دیں گے"۔

مارگریٹ نے پریشان ہو کر کیٹی سے کہا۔

"کیٹی بہن! اب کیا کریں۔ اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کرنا ہی پڑے گا"۔

کیٹی دوبارہ پولیس کی قید میں نہیں جانا چاہتی تھی۔ وہ قبر ناک ماریا کو شہر میں تلاش کرنا چاہتی تھی۔ اس کو غصہ آ گیا۔ کہنے لگی۔

"ابھی ان کی خبر لیتی ہوں۔ تم فکر نہ کرو"۔

اس کے ساتھ ہی کیٹی نے مردے کی کھوپڑی پر انگلی رکھ دی اور کہا۔

"اے لاش! میں کیٹی ہوں۔ مجھ سے بات کرو"۔

مردے کی کھوپڑی میں حرکت ہوئی۔ اس کا جبڑا کھلا اور کمزور سی آواز آئی۔

"میں بات کر رہا ہوں"۔

کیٹی نے کہا۔

"میں جانتی ہوں مرنے کے بعد آدمی پر بڑے راز کھل جاتے ہیں۔ اس کو نئی نئی طاقتیں مل جاتی ہیں مگر وہ دنیا میں واپس نہیں آ سکتا۔ لیکن میں تمہیں تھوڑی دیر

کے لئے دنیا میں واپس لے آئی ہوں۔ اپنی طاقت کو استعمال کر کے باہر جو پولیس موجود ہے۔ اس سے مجھے نجات دلاؤ"۔

لاش نے کہا۔

"میرا راستہ چھوڑ دو"۔

مارگریٹ نے جب کیٹی کو لاش کی ہڈیوں سے باتیں کرتے اور لاش کی بھی آواز سنی تو وہ خوف کے مارے سہم گئی۔ کیٹی نے اسے ایک طرف بٹھا دیا۔ لاش رینگتی ہوئی قبر کے شگاف سے باہر نکل گئی۔ باہر چار کتے اور تین کانسٹیبل کھڑے تھے۔ کتے قبر کی طرف منہ کر کے بھونک رہے تھے۔ کانسٹیبل نے ان کی زنجیریں پکڑی ہوئی تھیں۔ اچانک قبر کے اندر ایک لاش جو ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی باہر نکل آئی۔ لاش کو دیکھتے ہی کتے وہیں سہم کر بیٹھ گئے اور پھر زنجیریں چھڑا کر مارے خوف کے بھاگ گئے۔ کانسٹیبلوں نے لاش پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ گولیاں لاش کی ہڈیوں سے ٹکرا کر نیچے گرنے لگیں۔ مردے کو کوئی کیا مار سکتا تھا۔ لاش نے آگے بڑھ کر دو سپاہیوں کو گردنوں سے پکڑ لیا۔ مردے کے ہاتھوں کی ہڈیوں میں جیسے چالیس ہزار وولٹ کی بجلی گردش کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی تھی۔ جونہی لاش نے سپاہیوں کو گردنوں سے پکڑا دونوں سپاہیوں کے جسم آگ کا شعلہ بن کر وہیں بھسم ہو گئے۔ فائرنگ کی آواز سن کر دوسرے سپاہی بھی وہاں بھاگ کر آ گئے۔ انہوں نے قبر کے اوپر ہڈیوں والی لاش کو دیکھا تو انہوں نے بھی لاش پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ لاش نے آگے بڑھ کر باری باری ان سپاہیوں کو بھی جلا کر بھسم کر دیا۔ پھر لاش نے اپنے جبڑے سے ایک بھیانک آواز نکالی۔ قبرستان اس بھیانک آواز سے کانپ گیا۔

لاش قبر میں واپس آ کر لیٹ گئی اور اس نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! تمہارے دشمنوں کو میں نے ختم کر دیا ہے"۔

کیٹی اور مارگریٹ جلدی سے قبر سے نکل آئیں۔ باہر سپاہیوں کی جگہ ان کی جلی ہوئی راکھ ہی پڑی تھی۔ کتے خدا جانے کہاں غائب ہو چکے تھے۔ مارگریٹ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"پولیس کے سپاہی کہاں گئے؟ وہ تو فائرنگ کر رہے تھے"۔

کیٹی کو معلوم تھا کہ لاش نے انہیں جلا کر بھسم کر دیا ہے مگر وہ مارگریٹ کو نہیں بتانا چاہتی تھی۔ اس نے کہا۔

"وہ لاش کو دیکھ کر ڈر کر بھاگ گئے ہیں۔ چلو تمہارے باپ کے پاس چلتے ہیں"۔

مارگریٹ کا گورکن باپ کوارٹر میں پریشان تھا۔ کہنے لگا۔

"سپاہی تمہیں قبرستان میں دیکھنے گئے تھے۔ وہاں زبردست فائرنگ ہوئی تھی۔ سپاہی کہاں ہیں؟"

مارگریٹ نے کہا۔

"مجھے کیا پتہ؟ وہ ہماری تلاش میں آگے نکل گئے ہوں گے"۔

گورکن باپ نے غصے میں کہا۔

"خدا کے لئے تم دونوں میرے گھر سے نکل جاؤ میں تمہاری وجہ سے کسی مصیبت میں نہیں پھنسنا چاہتا"۔

مارگریٹ نے کہا۔

"میں صبح ہوتے ہی چلی جاؤں گی"۔

گورکن بولا۔

"پولیس کی گاڑی باہر ہی کھڑی ہے۔ پولیس آئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی ہو گی۔ تم یہاں سے چلی جاؤ۔ دوسرے گاؤں اپنی بڑی بہن کے پاس چلی جاؤ۔ دن کی روشنی ہونے والی ہے۔ پولیس تمہارے ساتھ مجھے بھی گرفتار کر لے گی۔ بچے کو میرے پاس ہی رہنے دو۔ اسے دو دن بعد میں تمہارے پاس پہنچا دوں گا"۔

کیٹی نے مارگریٹ سے کہا۔

"ٹھیک ہے مارگریٹ! تم اپنے باپ کو پریشان نہ کرو اور اپنی بڑی بہن کے پاس چلی جاؤ"۔

مارگریٹ مان گئی اور کیٹی کے ساتھ قبرستان سے نکل کر دوسرے گاؤں کی طرف چل پڑی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد صبح ہو گئی۔ صبح ہوتے ہی دھند بھی ختم ہو گئی اور فضا میں اچانک کیٹی کو عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبوئیں آنے لگیں۔ ناگ بھی پیرس میں ہی تھا مگر چونکہ اس پر یہودی رابی کے کالے علم کا اثر تھا اس لئے اس کے جسم سے اس کی خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔ اپنے دوستوں کی خوشبو پا کر کیٹی بہت خوش ہوئی۔ اس نے مارگریٹ سے کہا۔

"مارگریٹ! تم اپنی بہن کے پاس جاؤ۔ میں اپنے دوستوں کے پاس جا رہی ہوں"۔

یہ کہا اور کیٹی نے تیز تیز قدموں سے اس طرف چلنا شروع کر دیا جس طرف سے عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی ملی جلی خوشبو آ رہی تھی۔ مارگریٹ اسے دیکھتی رہ گئی اور کیٹی پیرس جانے والی سڑک پر دور چلی گئی۔ کیونکہ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو اسی شہر کی طرف سے آ رہی تھی۔ دوسری طرف عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ اچانک عنبر نے ناک سکیڑ کر کہا۔

"مجھے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے"۔

یہ خوشبو جولی سانگ اور تھیو سانگ نے بھی محسوس کی۔ وہ بڑے خوش ہوئے اور ہوٹل سے نکل کر سامنے کار پارک کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے کہ کیٹی ان کی خوشبو لیتی اسی طرف آنے والی تھی۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہمیں کیٹی کی خوشبو کی طرف چل کر اسے راستے میں ملنا چاہئے"۔

مگر تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ کیٹی نے ہماری خوشبو بھی محسوس کر لی ہے اور وہ یقیناً ہماری طرف آ رہی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ کیٹی کی خوشبو آہستہ آہستہ تیز ہوتی جا رہی ہے"۔

تینوں دوست تینوں ساتھی ہوٹل کے باہر کار پارک کے قریب ایک بنچ پر بیٹھ گئے اور کیٹی کا انتظار کرنے لگے۔ کیٹی کی خوشبو بڑھ رہی تھی۔

ادھر کیٹی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر پیرس شہر میں داخل ہونے والی تھی۔ جونہی وہ شہر کی بڑی سڑک پر آئی چاروں طرف سے پولیس کے سپاہیوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ پولیس نے ون کی روشنی میں کیٹی کو پہچان لیا تھا۔ سپاہیوں نے مشین گنوں کی نالیوں کا رخ کیٹی کی طرف کر دیا تھا۔ انسپکٹر نے کیٹی کو ٹیکسی سے باہر نکلنے کا حکم دیا۔ کیٹی کو بڑا غصہ آیا اور جھنجلاہٹ بھی ہوئی کہ اسے کیوں روکا گیا ہے۔ لیکن کیٹی پر قتل کا الزام بھی تھا۔ اس نے پولیس سٹیشن میں حوالات کے سپاہی کو ہلاک کر دیا تھا۔ انسپکٹر نے کہا۔

"ہم تمہیں جیل سے فرار ہونے ہیروئن سمگل کرنے اور پولیس کانسٹیبل کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار کرتے ہیں"۔

کیٹی ہنس پڑی۔ اس سے انجانے میں حوالات

کے سپاہی کا قتل ہو گیا تھا۔ کیٹی کو اسی وقت دو سپاہیوں نے پکڑ کر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی اور پولیس وین کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ کیٹی کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے ایک ہی جھٹکے سے لوہے کی ہتھکڑی توڑ ڈالی۔ الٹا ہاتھ سپاہی کے منہ پر مارا سپاہی قلابازی کھا کر دور جا گرا۔ دوسرے سپاہی کو دوسرے ہاتھ طمانچہ مارا۔ وہ دوسری طرف الٹ کر گرا۔ پولیس انسپکٹر نے کیٹی کے پاؤں پر فائرنگ کا حکم دے دیا۔ سپاہیوں نے کیٹی کے ٹخنوں پر ایک ایک فائر کیا مگر کیٹی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ گولیاں ٹخنوں میں سے گذر گئیں اور اس کے ساتھ ہی زخم مل گیا۔ کیٹی پولیس وین کی طرف دوڑی اس کے ڈرائیور کو کھینچ کر باہر پھینکا اور وین میں بیٹھ کر اسے سٹارٹ کر دیا۔ پولیس نے اب کیٹی پر باقاعدہ مشین گن سے فائرنگ شروع کر دی۔ گولیاں وین کی ونڈ سکرین پر لگیں اور سکرین ٹوٹ گئی اور اس کے موٹی ٹکڑے بکھر گئے مگر اس دوران میں کیٹی وین کو تیزی سے وہاں سے نکال کر لے جا چکی تھی۔ ایک سپاہی چھلانگ لگا کر وین کی چھت پر چڑھ گیا تھا۔ اس نے اوپر سے بازو نیچے کر کے کیٹی کے چہرے پر پستول سے فائر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا۔ گولی کیٹی کے کان کے قریب سے سنسناتی ہوئی نکل گئی۔ کیٹی نے ویگن کو زور سے ایک طرف جھکا کر جھٹکا دیا چھت پر لیٹا ہوا سپاہی دور سڑک پر جا گرا۔

کیٹی نے ویگن کو پوری رفتار سے ایک سنسان سڑک پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے پیچھے پولیس کار کے سائرن کی آواز سنائی دینے لگی۔ کیٹی نے فضا میں سونگھا۔ عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو اینل ٹاور کی طرف سے آ رہی تھی۔ کیٹی نے پولیس ویگن کو اینل ٹاور کی طرف ڈال دیا۔

○

آگے کے سنسنی خیز حیرت انگیز دلچسپ واقعات عنبر ناگ ماریا کی اگلی کتاب نمبر 180 میں پڑھیں جس کا نام "قبر کا شعلہ" ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہوگئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 12.00

قبر کا سفر

اے حمید

TOBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ISBN 969 0 00907 4

طبع اول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۱۷ء

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۶۰، ۶۰۔ سٹریٹ ۲، سائٹ ایریا، کراچی۔

۱۱۔ پی آئی بی آفیسرز سوسائٹی، ۲۷۷۔ جی ماڈل ٹاؤن، لاہور۔

سرپرستی ادارہ فروغ علم و ہنر، ۱۹۰ پاکستان، بلاک ۲، کراچی۔

Cover Art Photo

A Hamdard

© 2017 بحقوق ناشر محفوظ ہیں۔

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے، ذخیرہ کرنے یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں۔

ملنے کے پتے: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ۱۱۔ پی آئی بی آفیسرز سوسائٹی، کراچی۔

marketsupport@firozsons.com.pk

www.firozsons.com.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

وہ زندہ دفن ہو گیا

تہمینہ سانگ اور جولی سانگ کو کیٹی کی خوشبو قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کیٹی ان کے آس پاس پہنچ چکی تھی۔ تہمینہ سانگ اور جولی سانگ جلدی سے ہوٹل کی کھڑکی میں آ کر نیچے سڑک پر دیکھنے لگے۔ اچانک انہیں ایک پولیس کی وین تیزی سے اپنی طرف آتی نظر آئی۔ اس میں کیٹی سوار تھی۔ کیٹی اکیلی تھی۔ اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر پولیس کی وین لگی تھی۔

تہمینہ نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ! کیٹی کسی مشکل میں پھنسی ہے۔ اس وقت تم ہی اس کی مدد کر سکتے ہو۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

جولی سانگ بولی۔

"ہاں تہمینہ سانگ! فوراً کیٹی کی مدد کرو۔ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے نہ جانے یہاں کی پولیس کیوں لگی ہوئی ہے؟"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"میں ان پولیس والوں کو ایسا مزا چکھاؤں گا کہ ساری عمر یاد رکھیں گے"۔

یہ کہہ کر تھیوسانگ تیزی سے ہوٹل کی پہلی منزل پر آیا اور پھر سڑک پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ کیٹی نے بھی تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے وہیں سے چلا کر کہا۔

"تھیوسانگ! پولیس میرا پیچھا کر رہی ہے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں پولیس کی خبر لیتا ہوں"۔

اتنا کہہ کر تھیوسانگ سڑک کے درمیان میں آ گیا۔ سامنے سے برس کی پولیس کی وگن تیزی سے آ رہی تھی۔ انسپکٹر پولیس نے ایک آدمی کو سڑک کے درمیان میں کھڑے دیکھا تو بریک لگا دی۔ یہی اس نے غلطی کی اسے چاہیے تھا کہ وہ تھیوسانگ کو بچا کر آگے نکل جاتا۔ مگر جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ جونہی پولیس کی گاڑی کھڑی ہوئی تھیوسانگ نے گاڑی میں چھلانگ لگا دی۔ وگن میں پولیس کے دو سپاہی اور ایک انسپکٹر سوار تھا۔ سب سے پہلے تھیوسانگ نے انسپکٹر کی

گردن پر اپنی انگلی لگائی۔ انگلی کے لگتے ہی برس کا یہ اونچا لمبا پولیس انسپکٹر چوہیا سے بھی چھوٹا ہو گیا۔ سپاہی تھیوسانگ پر لپکے۔ ایک نے گولی چلا دی۔ گولی تھیوسانگ کے بازو کو لگی مگر تھیوسانگ کو کچھ نہ ہوا۔ تھیوسانگ نے دونوں سپاہیوں کو وہیں دبوچ لیا اور ان کی گردنوں پر بھی اپنی انگلی لگا دی۔ دونوں سپاہی بھی چوہوں سے بھی چھوٹے چھوٹے ہو کر وگن میں پھدکنے اور شور مچانے لگے۔ انسپکٹر پہلے ہی چھوٹا سا ہو کر شور مچا رہا تھا۔ تھیوسانگ نے وگن کو سڑک پر سے اٹھایا اور شہر سے باہر لے جا کر دریا کنارے ایک گڑھے میں پھینک دیا۔

یہاں سے تھیوسانگ واپس اپنے ہوٹل آیا تو کیٹی وہاں عنبر اور جولی سانگ کے پاس بیٹھی اپنے سنسنی خیز واقعات انہیں سنا رہی تھی۔ تھیوسانگ بھی کیٹی سے مل کر بہت خوش ہوا۔

عنبر نے پوچھا۔

"انہیں کہاں چھوڑ آئے ہو تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ بولا۔

"میں نے انہیں چوہے بنا کر یہاں سے دور وگن سمیت ایک گڑھے میں پھینک دیا ہے مگر ہوٹل کے باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی کی ویگن کھڑی ہے۔ پولیس اسے دیکھ کر اس کی تلاش میں یہاں پہنچ سکتی ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"خبر بھیا! تم ارا اپنی طاقت کا مظاہرہ کرو اور اس ویگن کو یہاں سے اٹھا کر دریا میں پھینک دو"۔

خبر نے کہا۔

"یہ کونسی مشکل بات ہے"۔

اسی وقت خبر ہوٹل سے اتر کر نیچے آیا۔ پولیس کی ویگن میں بیٹھا اور اسے دور لے جا کر دریائے سین میں پھینک دیا۔ واپس آ کر اس نے کہا۔

"میں نے پولیس کی ویگن کو دریا میں ڈبو دیا ہے۔ لیکن کیٹی! تمہیں ناگ اور ماریا کا بھی کچھ پتہ ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں ان دونوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ میرا خیال تھا کہ وہ تم لوگوں کے پاس ہوں گے مگر یہاں آتے ہی مجھے صرف تم تینوں کی خوشبو آئی۔ ناگ اور ماریا کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ میں سمجھ گئی کہ ناگ اور ماریا یہاں نہیں ہیں"۔

جولی سانگ بولی۔

"خدا نے چاہا تو ناگ اور ماریا بھی کہیں نہ کہیں ہمیں مل جائیں گے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"لیکن خبر! اب ہمارا اس ہوٹل میں رہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جن سپاہیوں کو میں نے چوہا بنایا ہے وہ کسی نہ کسی طرح تھانے پہنچ کر یہ بتا دیں گے کہ کیٹی کی ویگن اس ہوٹل کے پاس آ کر رکی تھی"۔

کیٹی بولی۔

"ایسی بات ہے تو ہم ہوٹل بدل لیتے ہیں۔ مگر تم لوگ ہوٹل کے اخراجات کہاں سے دیتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کافی دولت ہے؟"

جولی سانگ بولی۔

"ہم پیرس کے کسی بینک سے کچھ رقم اڑانے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ مگر اب دوسرے ہوٹل میں جانے سے پہلے اس رقم کا موجود ہونا ضروری ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہاں کے ہوٹل پہلے ایڈوانس پیسے لیتے ہیں"۔

خبر نے کہا۔

فکر کی کوئی بات نہیں۔ روپوں کا ابھی بندوبست ہو جاتا ہے یہ کام میں اور تھیوسانگ ابھی کر دیتے ہیں۔ چلو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ کسی بینک کی طرف چلتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے کیٹی اور جولی سانگ کو تاکید کی کہ وہ ان کے واپس آنے تک ہوٹل کے کمرے سے باہر نہ نکلیں۔ پھر وہ اور عنبر ہوٹل سے نکل کر پیرس کی ایک سب سے بارونق سڑک پر آ گئے۔ یہاں ایک بہت بڑا بینک تھا۔ اب یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ناگ کو یہودی جادوگر رابی نے طلسم کی مدد سے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔ ناگ سانپ کی شکل میں ہے۔ طلسم کی وجہ سے اس کے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی اور وہ خود بھی تھیوسانگ' عنبر' ماریا اور کیٹی جولی سانگ کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتا۔ یہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہودی رابی' ناگ کو پیرس میں اس لئے لایا ہے کہ قیمتی فرعونی ہیرا' اس وقت پیرس کے ایک بینک کے لاکر میں بند ہے۔ لالچی یہودی رابی' ناگ کی مدد سے یہ قیمتی فرعونی ہیرا اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہے۔ رابی بھی ناگ کے ساتھ اسی شہر پیرس کے ایک معمولی درجے کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔

ادھر عنبر اور تھیوسانگ ہوٹل سے نکلے اور دوسری طرف یہودی رابی بھی ناگ کو جیب میں ڈال کر ہوٹل

سے نکلا۔ اتفاق سے جس بینک میں فرعونی ہیرا لاکر میں پڑا تھا عنبر اور تھیوسانگ بھی اسی بینک سے اپنی ضرورت کے مطابق کچھ رقم اڑانا چاہتے تھے۔ تھیوسانگ اور عنبر ابھی بینک کے راستے میں ہی تھے کہ دوسری طرف یہودی رابی' ناگ کو لے کر بینک کی پچھلی گلی کے ایک ویران مکان میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے ناگ کو جیب سے نکال کر اپنے سامنے فرش پر بٹھا دیا اور طلسم پڑھ کر کہا۔

"ناگ دیوتا! میں سامری کے نام پر تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس بینک کے لاکر نمبر ایک سو بارہ میں سے فرعونی ہیرا نکال کر میرے پاس لاؤ"۔

ناگ پر چونکہ سامری کے جادو کا اثر تھا اس لئے وہ انکار نہ کر سکا اور ویران مکان کی کھڑکی سے نیچے اترا اور ساتھ والے بینک کی پچھلی دیوار پر چڑھ کر ایک پائپ میں سے گذر گیا اور اس کمرے میں آ گیا۔ جہاں دیوار میں لاکر بنے ہوئے تھے۔ ہر لاکر کو تالا لگا ہوا تھا۔ ناگ نے ان لاکروں کو غور سے دیکھا۔ اسے ایک لاکر میں سے فرعونی ہیرے کی خاص بو آ رہی تھی۔ اس لاکر کا نمبر ایک سو بارہ تھا۔ ناگ رینگتا ہوا لاکر کے پاس آ گیا۔ اس نے منہ سے پھنکار نکالی اور اس کی پھنکار کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شعلہ لاکر کے تالے پر پڑا۔ تالا پگھل کر بہہ گیا اور لاکر کا چھوٹا سا دروازہ کھل گیا۔ ناگ لاکر میں داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ لاکر کے اندر فرعونی ہیرا چمک رہا ہے۔ یہ ہیرا آلو سے جتنا بڑا تھا اور اس کی اتنی چمک تھی کہ لاکر روشن ہو رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں آگے بڑھا تاکہ اس فرعونی ہیرے کو اپنے منہ میں اٹھائے اور یہودی رابی کو جا کر دے دے۔ جونہی وہ اپنا منہ ہیرے کے سامنے لے گیا اچانک ہیرے کے اندر فرعون کی شکل ظاہر ہوئی۔ فرعون نے اپنے سر پر سونے کے سانپ کا تاج پہن رکھا تھا۔ گلے میں سونے کا ہنسلی تھا۔ فرعون کو ہیرے کے اندر بند دیکھ کر ناگ وہیں رک گیا۔ مگر اس پر یہودی کے طلسم کا اثر تھا۔ اس نے ہیرے کو اٹھانے کے لئے منہ آگے کیا ہی تھا کہ ہیرے کے اندر بیٹھے فرعون نے کہا۔

"ناگ! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ قیمتی ہیرا فرعونوں کے خاندان کی آخری نشانی ہے؟"

ناگ پر طلسم کا اثر تھا۔ اس نے فرعون کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا۔ اور ہیرے کو منہ میں اٹھانے کے

لئے منہ کھولا ہی تھا کہ فرعون نے ہیرے کے اندر سے اپنا ہاتھ باہر نکالا اور ناگ کو پکڑ کر ہیرے کے اندر کرنے کے بعد اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ فرعون کی کلائی سے لپٹتے ہی ناگ کو کوئی ہوش نہ رہا۔ اس کے ساتھ ہی لاکر کے اندر والا فرعونی ہیرا غائب ہو گیا۔

دوسری طرف یہودی رابی ویران مکان میں ناگ کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ جب دیر ہو گئی اور ناگ نہ آیا تو یہودی کو فکر ہوئی۔ وہ ویران مکان سے نکل کر بینک کے دروازے پر آ گیا کہ شاید ناگ اس طرف سے باہر نکلے۔ جس وقت یہودی رابی بینک کے دروازے میں ایک طرف بنچ پر بیٹھا ناگ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا عین اس وقت تھیوسانگ اور حبر بینک میں داخل ہوئے۔ دونوں سیدھے بینک کے خزانچی کے کاؤنٹر پر چلے گئے۔

خزانچی نوٹوں سے بھرے ہوئے صندوق کے پاس کرسی پر کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا لوگوں کو ان کی رقمیں گن گن کر دے رہا تھا۔ تھیوسانگ نے حبر کو اشارہ کیا۔ حبر خاموشی سے دروازے کے پاس فراٹیبی گارڈ کے پاس آ کر بنچ پر بیٹھ گیا۔ اسی بنچ پر یہودی رابی بھی بیٹھا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چین نظروں سے ناک کو تلاش کر رہا تھا۔ خزانچی کے کاؤنٹر پر لوگوں کی قطار لگی تھی۔ تھیوسانگ قطار میں کھڑا ہو گیا۔ عنبر دور سے اسے دیکھ لیتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ بیٹھے یہودی رابی کو بے چینی سے ادھر ادھر دیکھتے پایا تو یونہی ٹائم گزارنے کی غرض سے اس سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے پوچھا۔

"آپ مجھے کچھ گھبرائے ہوئے لگتے ہیں کیا آپ کسی کا انتظار کر رہے ہیں؟"

یہودی رابی نے عنبر کی طرف ایک نظر دیکھا اور پھر بینک کے اس کمرے کی طرف تکنے لگا جہاں ہیرے کا لاکر تھا۔ آہستہ سے بولا۔

"میں اپنے ایک دوست کا انتظار کر رہا ہوں"۔

عنبر نے دیکھا کہ تھیوسانگ کاؤنٹر پر خزانچی کے پاس پہنچ چکا تھا۔ عنبر کو اس گارڈ کو سنبھالنا تھا جو رائفل لئے بینک کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔ تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر خزانچی نے پوچھا۔

"تمہارے ٹوکن کا نمبر کیا ہے مسٹر؟"

تھیوسانگ کے پاس تو کوئی ٹوکن نہیں تھا۔ اس نے مسکرا کر نوٹوں کے بھرے ہوئے صندوق کی طرف

اشارہ کیا اور آہستہ سے کہا

"مسٹر! اگر تم اسی حالت میں زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے خاموشی کے ساتھ نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر دے دو اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں چاہئے"۔

فراسیسی خزانچی سمجھ گیا کہ یہ کوئی بینک چور ہے۔ تھیوسانگ بھی خوب جانتا تھا کہ خزانچی ایک سیکنڈ کی دیر کئے بغیر خطرے کے الارم کا بٹن دبا دے گا۔ تھیوسانگ نے ہاتھ آگے بڑھایا اور خزانچی کی گردن سے انگلی لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی خزانچی چوہے جتنا چھوٹا ہو گیا اور اپنے آپ کو دہشت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ تھیوسانگ نے اس خیال سے کہ دوسروں کو پتہ نہ چل جائے خزانچی کو دبا کر جیب میں رکھ لیا اور ساتھ ہی نوٹوں کے صندوق میں سے ہزار ہزار فرانک کے نوٹوں کی چار گڈیاں اٹھا لیں اور کاؤنٹر سے ہٹ گیا۔ مگر خزانچی کے ساتھ والے کلرک نے تھیوسانگ کو نوٹ اڑاتے دیکھ لیا تھا۔ لیکن وہ خزانچی کے غائب ہو جانے سے خوف زدہ بھی تھا۔ اس کے باوجود اس نے خطرے کے الارم کا بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی بینک میں خطرے کا الارم چیخ اٹھا۔ گارڈ الارم کی آواز سن کر رائفل تان کر اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی طرف چلا ہی تھا کہ عنبر نے آہستہ سے اس کے پیٹ میں ایک مکا مار دیا۔ ایک مدت کے بعد عنبر نے اپنی طاقت کو آزمایا تھا۔ یہ مکا کسی بہت بڑے ہتھوڑے کی طرح گارڈ کے پیٹ میں لگا اور وہ وہیں دہرا ہو کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ یہودی رابی یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس آدمی کے مکے میں کوئی طلسمی طاقت تھی ورنہ ایک مکے سے کوئی آدمی اس طرح سے گر کر بے ہوش نہیں ہو جاتا۔

اتنے میں تھیوسانگ بھاگ کر عنبر کے پاس آیا اور بولا۔

"نکل چلو یہاں سے"۔

عنبر اور تھیوسانگ چھلانگ لگا کر سڑک پر آ گئے۔ یہودی رابی نے ان دونوں کو ایک ٹیکسی میں سوار ہوتے دیکھا تو ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیا۔ عنبر اور تھیوسانگ ٹیکسی میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ بینک میں پولیس آ گئی۔ یہودی کو اپنی پڑی تھی۔ ناگ ابھی تک فرعونی ہیرا لے کر نہیں آیا تھا۔ وہ وہیں بنچ پر بیٹھ رہا۔ پولیس نے خزانچی کی تلاش شروع کر دی۔ مگر وہ غائب تھا۔ پولیس نے سارے بینک کی تلاشی کا حکم دیا تاکہ پتہ چل سکے کہ کیا کیا چیز

چوری ہوئی ہے۔ کچھ سپاہی عنبر اور تھیوسانگ کی تلاش میں نکل پڑے۔

بینک کا منیجر پولیس انسپکٹر کو لاکروں والے کمرے میں لے گیا وہاں سارے لاکر کھولے گئے تو یہ پتہ چلا کہ ایک لاکر میں سے فرعونی ہیرا غائب ہے۔ یہ کروڑوں روپے کا نقصان تھا۔ بینک کا منیجر تو اس صدمے سے غش کھا کر گر پڑا۔ بینک میں شور مچ گیا کہ لاکر میں سے کروڑوں روپے کی مالیت کا فرعونی ہیرا غائب ہو گیا ہے اور چور اسے بھی اڑا کر لے گئے ہیں۔ یہ بات یہودی رابی نے سنی تو سکتے میں آ گیا۔ اگر چور فرعونی ہیرا چرا کر لے گئے ہیں تو پھر ناگ کہاں ہے؟ اس پر تو میں نے طلسم کیا ہوا تھا۔ اس سے تو دنیا کی کوئی طاقت ہیرا نہیں چھین سکتی تھی۔ یہودی رابی نے عنبر اور تھیوسانگ کی شکلیں دیکھ لی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ یہی چور ہیں اور یہی فرعونی ہیرا چرا کر لے گئے ہیں۔ اس نے ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیا تھا جس میں بیٹھ کر عنبر اور تھیوسانگ بھاگے تھے۔

یہودی رابی اسی وقت بینک سے باہر آ گیا۔ وہ سامنے ٹیکسی سٹینڈ پر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹیکسی والا واپس آ گیا جس میں عنبر اور تھیوسانگ بیٹھے تھے۔ یہودی نے آگے بڑھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو سو فرانک کا نوٹ دیا اور پوچھا کہ اس میں جو دو آدمی بیٹھے تھے وہ انہیں کہاں چھوڑ کر آیا ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے نوٹ جیب میں ڈالا اور بولا۔

"میں نے انہیں ہوٹل سین پر چھوڑا ہے"۔

یہودی رابی نے کہا۔

"مجھے بھی وہاں لے چلو"۔

اور وہ ٹیکسی میں گھس گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد یہودی رابی اس ہوٹل کے باہر کھڑا تھا جس کے ایک کمرے میں تھیوسانگ' جولی سانگ اور عنبر بیٹھے نوٹ گن رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"کافی رقم ہمارے پاس آ گئی ہے۔ اب ہم پیرس کے کسی بھی شاندار ہوٹل میں چھ مہینے تک رہ سکتے ہیں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مگر خزانچی کو کہاں چھوڑ آئے ہو۔ تھیوسانگ بھائی؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں نے اسے ایک باغ کی جھاڑیوں میں پھینک دیا تھا۔ اب تک وہ وہیں پڑا ہو گا"۔

عنبر سے کیٹی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے پولیس اس ٹیکسی والے کو تلاش کر لے جو تمہیں یہاں چھوڑ گیا ہے اور پھر یہاں بھی پہنچ جائے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اسی وقت اس ہوٹل سے نکل کر دوسرے ہوٹل میں چلے جانا چاہئے"۔

"خیال برا نہیں"۔ عنبر نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔ تھیوسانگ بولا۔

"پھر دیر کس بات کی ہے۔ ہم نے اس ہوٹل کا بل ادا کر دیا ہوا ہے۔ چلو ایئرپورٹ کے قریب جو سب سے بڑا اور لمبے ہوٹل ہے وہاں چلے چلتے ہیں"۔

عنبر' تھیوسانگ' جولی سانگ اور کیٹی کے پاس کوئی سامان تو تھا نہیں۔ وہ اس وقت ہوٹل کے کمرے سے نکل کر نیچے سڑک پر آ گئے۔ یہاں یہودی رابی پہلے ہی ان کی تلاش میں موجود تھا۔ اس نے دیکھا کہ دو خوبصورت عورتوں یعنی کیٹی اور جولی سانگ کے ساتھ وہی دو ہیرے کے چور یعنی عنبر اور تھیوسانگ ٹیکسی کو دیکھ رہے ہیں تو یہودی چوکس ہو گیا۔ جونہی عنبر'

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوساگ' جولی ساگ اور کیٹی ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے یہودی رابی بھی دوسری ٹیکسی لے کر ان کے پیچھے لگ گیا۔

جولی ساگ' تھیوساگ' عنبر اور کیٹی کی ٹیکسی شہر سے نکل کر ہوائی اڈے کے پاس ایک عالی شان ہوٹل اورلے کے پورچ میں آ کر رک گئی۔ عنبر' تھیوساگ وغیرہ نے اسی وقت پیشگی رقم دے کر ہوٹل کی پہلی منزل میں دو کمرے کرائے پر لے لئے۔ ایک کمرہ کیٹی اور جولی ساگ کے لئے اور ایک کمرہ تھیوساگ اور عنبر کے لئے۔ سب ایک کمرے میں جمع ہو گئے اور غور کرنے لگے کہ انہیں ناگ اور ماریا کی تلاش کے سلسلے میں اب کیا کرنا چاہئے۔

عنبر بولا۔

"ایک بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ ناگ اور ماریا اس شہر میں نہیں ہیں ورنہ ان کی خوشبو یہاں ضرور ہوتی"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اسی شہر میں کسی جگہ قید ہوں اور ان پر کئے گئے طلسم کی وجہ سے

ان کی خوشبو ہم تک نہ پہنچ رہی ہو"۔

عنبر بولا۔

"بس اسی ایک امید پر تو ہم یہاں رکے ہوئے ہیں"۔

تھیوساگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ یہاں ان کو دیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد کسی دوسرے شہر میں چل کر انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے"۔

جولی ساگ بولی۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ایسا کریں گے کہ ایک دن عنبر اور کیٹی انہیں تلاش کرنے جائیں اور ایک دن میں اور تھیوساگ ان کی تلاش میں نکلیں گے"۔

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کریں گے۔ تو پھر میرا خیال ہے کہ اب شام ہونے والی ہے۔ آج کی رات جولی ساگ اور تھیوساگ کو تلاش پر نکلنا چاہئے"۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔ تھیوساگ بولا۔

اور جولی ساگ کو بھی کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں تیار ہوں"۔

عنبر نے مشورہ دیا کہ شام کا اندھیرا ہو گیا ہے۔ اب تم دونوں کو نکل پڑنا چاہیے۔ مگر تمہیں ہر طرح سے خبردار رہنا ہو گا۔

جولی سانگ بولی۔

"تم فکر نہ کرو عنبر بھائی! ہم کوئی عام انسان نہیں ہیں۔ دونوں بہن بھائی بھی ہیں اور خلائی مخلوق بھی ہیں۔ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا"۔

یہ کہہ کر تھیوسانگ اور جولی سانگ ہوٹل سے نکل پڑے۔ نیچے کاؤنٹر پر یہودی رابی ابھی تک کھڑا کاؤنٹر والے سے عنبر' تھیوسانگ کا کمرہ نمبر معلوم کر رہا تھا۔ اسے کمروں کے نمبر معلوم ہو گئے تھے اور وہ اوپر جانے ہی لگا تھا کہ اس کی نظر تھیوسانگ اور جولی سانگ پر پڑی۔ تھیوسانگ کو یہودی نے پہچان لیا کہ یہ وہی آدمی ہے جو بینک میں ڈاکہ مار کر بھاگا تھا اور یقینی بات ہے کہ فرعونی ہیرا بھی اس کے پاس ہو گا۔ یہودی رابی وہیں رک گیا اب اس نے اوپر جانے کا خیال چھوڑ دیا اور تھیوسانگ کے تعاقب کا فیصلہ کر لیا۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ ٹیکسی میں بیٹھ کر پیرس شہر کے ویران علاقوں میں آ

گئے۔ اب وہ ناگ اور ماریا کو شہری آبادی سے ہٹ کر ویران علاقوں مثلاً قبرستان وغیرہ میں ڈھونڈنا چاہتے تھے۔ انہوں نے شہر کے ایک تاریخی اور بہت پرانے قبرستان کے گیٹ کے قریب ٹیکسی چھوڑ دی اور قبرستان میں داخل ہو گئے۔ اس قبرستان میں تین تین چار چار سو سال پرانی قبریں تھیں۔ یہودی نے جب ان لوگوں کو قبرستان میں داخل ہوتے اور ٹیکسی چھوڑتے دیکھا تو اس نے بھی ٹیکسی چھوڑ دی اور دوسرے چھوٹے دروازے سے قبرستان میں داخل ہو گیا۔

اب رات ہو گئی تھی۔ قبرستان کے گیٹ پر بجلی کے دو بلب روشن تھے مگر قبرستان کے اندر اندھیرا تھا۔ عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیپٹن تو اس اندھیرے میں بھی قبروں کو دیکھ سکتے تھے بلکہ وہ ان پر لگے ہوئے پتھر کے کتبے بھی پڑھ سکتے تھے جن پر مرنے والوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ عنبر نے کہا۔

اس قبرستان میں فرانس کے بڑے مشہور لوگ دفن ہیں"۔

تھیوسانگ بولا۔

"ان میں مشہور فلسفی' شاعر' ادیب اور سائنس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دان بھی ہیں"۔

کیٹی ایک قبر پر لگے ہوئے کتبے کو غور سے پڑھ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"دیکھو عنبر اس قبر میں ایک ایسا سائنس دان دفن ہے جس نے آج سے دو سو سال پہلے کہا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اور اسے یہ کہنے کے جرم میں یہاں اس قبر میں زندہ دفن کر دیا گیا تھا"۔

عنبر بولا۔

آج سے دو سو سال پہلے یہاں فرانس میں خاص قسم کے فرقے کے ماننے والوں کی حکومت تھی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط تھی۔ چنانچہ جب اس سائنس دان نے تحقیق کرنے کے بعد لوگوں کو بتایا کہ سورج زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے تو اس بے چارے کو مذہبی فرقے کے لوگوں نے یہاں زندہ دفن کر کے ہلاک کر ڈالا"۔

تھیوسانگ بولا۔

"یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"اس زمانے میں لوگوں پر بڑے ظلم ہوتے تھے جو کوئی اس حکمران فرقے کے خلاف بات کہتا تھا اسے یا تو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا یا آگ میں ڈال کر جلا دیا جاتا تھا"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"اگر یہ شخص زندہ دفن کر دیا گیا ہے تو اس کی روح یہاں کے رسم و رواج کے مطابق اسی قبرستان میں بھٹک رہی ہو گی۔ کیونکہ اس کو زبردستی مارا گیا ہے"۔

عنبر اور تھیوسانگ خاموشی سے قبر کو دیکھ رہے تھے۔

جولی سانگ بولی۔

"اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔ میں ابھی اس مردے کی روح سے بات کرتی ہوں۔ پھر روح نے اگر کہا کہ اس کی باقاعدہ جنازے کی رسم ادا کی جائے تو ہم اس کی خواہش کے مطابق ایسا ہی کر دیں گے تاکہ اس نیک اور سچے سائنس دان کی روح کو اس عذاب سے نجات مل جائے"۔

عنبر بولا۔

"بڑا اچھا خیال ہے۔ جولی سانگ تم تو مردوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ویسے ہی بات کر لیتی ہو۔ ذرا اس سائنس دان کی بھٹکتی روح سے بھی بات کرو"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"قبر کو ایک طرف سے کھولنا پڑے گا"۔

تھیوسانگ نے قبر پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

"بڑی خستہ قبر ہے۔ ابھی اسے ایک طرف سے کھول دیتے ہیں"۔

عنبر اور تھیوسانگ نے ایک منٹ کے اندر اندر سائنس دان کی قبر کو سرہانے کی طرف سے کھول دیا۔ یہودی راہبہ بھی قبرستان میں چھپا ان لوگوں کو یہ کارروائی کرتے دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ لوگ قبر کو کھود رہے ہیں تو سمجھ گیا کہ یہ قیمتی فرعونی ہیرے کو اس قبر میں دبا رہے ہیں تاکہ بعد میں آ کر اسے نکال کر لے جائیں۔ وہ ایک قبر کے پیچھے چھپ کر اندھیرے میں ان لوگوں کو قبر کھودتے دیکھتا رہا۔

سرہانے کی طرف سے قبر میں سے مردہ سائنس دان کی کھوپڑی نظر آنے لگی۔ جولی سانگ نے جھک کر ہاتھ آگے بڑھایا اور مردے کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دیا اور پوچھا۔

"اے کھوپڑی! اگر تیری روح یہاں کہیں بھٹک رہی ہے تو مجھ سے بات کر۔ اگر تو اوپر عالم برزخ میں ہے تب بھی وہاں سے آ کر مجھ سے بات کر"۔

کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر عنبر، کیتی، جولی سانگ اور تھیوسانگ کو ایک کمزور مگر دردناک آواز سنائی دی۔ یہ کسی مرد کی آواز تھی۔

"میں فرانس کے مشہور سائنس دان کیلاز کی بھٹکتی ہوئی روح ہوں۔ دو سو برس بعد میں بول رہی ہوں۔ کیا تم جانتی ہو کہ میرے جسم کو جاہل لوگوں نے زندہ دفن کر دیا تھا؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"ہاں! ہم سب جانتے ہیں۔ تمہارے ساتھ جو ظلم ہوا ہم اس سے اچھی طرح واقف ہیں اور ہم سب کو اس کا بڑا دکھ ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ہم تمہارے لئے کیا کریں کہ تمہاری بھٹکتی روح کو چین نصیب ہو"۔

سائنس دان کی بھٹکتی روح نے کہا۔

"جس متعصب پادری نے میری سائنسی معلومات کو جھوٹ قرار دے کے مجھے اس قبر میں زندہ دفن کر دیا تھا۔ اس نے دفن کرنے سے پہلے میرے گلے میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سونے کا ایک لاکٹ اتار کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یہ لاکٹ مجھے میری بیوی نے تحفے میں دیا تھا۔ اگر تم یہ لاکٹ لا کر میری قبر میں دفن کر دو تو میری بھٹکتی ہوئی روح کو نجات مل جائے گی اور میں جنت میں اپنی پیاری بیوی کی روح کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مگر یہ لاکٹ مجھے کہاں سے ملے گا"۔

بھٹکتی روح نے کہا۔

"اس متعصب پادری کے خاندان میں یہ لاکٹ ابھی تک محفوظ چلا آتا ہے اور اب اس کے خاندان کے ایک پادری کے پاس ہے جو تموزے گاؤں کے گرجا کا پادری ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ وہ لاکٹ لا کر تمہاری قبر میں دفن کر دوں گی"۔

کیٹی نے مردے کی روح سے پوچھا۔ کیونکہ کیٹی بھی مردے سے بات کر سکتی تھی۔

"یہ بتاؤ کہ ہمارے ساتھی ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"

بھٹکتی روح نے کہا۔

"میں دو سو سال سے اسی قبرستان میں بھٹک رہی ہوں میں یہاں سے باہر نہیں جا سکتی۔ اس لئے ماریا کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکوں گی۔ ہاں ناگ کے بارے میں ضرور بتا سکتی ہوں"۔

فنر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے کان کھڑے ہو گئے۔

کیٹی نے پوچھا۔

"ناگ کہاں ہو گا اس وقت؟"

بھٹکتی روح نے کہا۔

جس شخص نے ناگ کو اپنے طلسم میں قید کیا تھا وہ اس وقت اسی قبرستان میں ہے"۔

فنر تھیوسانگ قبرستان کے اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبر کا شعلہ

جولی سانگ نے پوچھا۔

"وہ کون ہے؟"

بھٹکتی روح نے عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کو سب کچھ بتا دیا کہ کس طرح لالچی یہودی رابی نے ناگ دیوتا کو اپنے علم کے ذریعے قابو میں کیا۔ پھر اسے پیرس لے آیا تاکہ پیک کے لاکر سے فرعونی ہیرے کو چرا سکے۔ مگر جونہی ناگ لاکر میں ہیرے کے پاس پہنچا۔ ہیرے کے اندر فرعون مصر کی شکل نمودار ہوئی۔ اور اس نے ناگ کو پکڑ لیا اور اپنی دنیا میں لے گیا۔ پھر کس طرح یہودی رابی تھیوسانگ اور عنبر کا تعاقب کرتا رہا کہ انہوں نے ہی فرعونی ہیرا چرایا ہوگا۔ بھٹکتی روح بولی۔

"اس وقت بھی وہ یہودی رابی یہاں سے قریب ہی ایک قبر کے پیچھے چھپا تمہیں دیکھ رہا ہے وہ یہ سمجھ

رہا ہے کہ تم قیمتی فرعونی ہیرے کو اس قبر میں دفن کر رہے ہو چنانچہ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو وہ ہیرا نکالنے کے لئے میری قبر کو ایک بار پھر کھودے گا"۔

عنبر تھیوسانگ اور کیٹی جولی سانگ کو افسوس ہوا کہ ناگ ان کے قریب آکر بچھڑ گیا ہے۔ کیٹی نے پوچھا۔

"کیا یہ یہودی بتا سکتا ہے کہ ناگ کہاں ہوگا؟" بھٹکتی روح نے کہا

"یہ لالچی یہودی خود ناگ اور قیمتی ہیرے کی تلاش میں ہے اسے کیا پتہ کہ ناگ کہاں ہوگا۔ ناگ کو فرعون مصر چار ہزار سال پیچھے کے زمانے میں لے گیا ہے۔ اس کے بارے میں تو خود مجھے کچھ پتہ نہیں"۔

کیٹی نے کہا۔

"ہم کھوزے گاؤں میں جاکر پادری کے گھر سے تمہاری بیوی کا دیا ہوا سونے کا لاکٹ لاتے ہیں ہمارے پیچھے اگر یہودی یہاں آکر تمہاری قبر کھودنے لگے تو اسے ضرور لالچ کا سبق سکھانا"۔

بھٹکتی روح نے کہا۔

"اسے میں ایسا سبق سکھاؤں گی کہ جسے وہ کبھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں بھلا سکے گا"۔

عنبر تھیوساتگ کیٹی اور جولی سانگ قبرستان سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ وہاں سے ٹیکسی پکڑ کر تلوزے گاؤں پادری کے گھر جاکر بھٹکتی روح کا لاکٹ واپس لائیں۔

ان کے جانے کے فورا بعد لالچی یہودی رالف قبر کے پیچھے سے سائمس وان کی قبر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ قبر سرہانے کی طرف سے کھلی ہوئی تھی۔ وہ بڑا خوش ہوا کہ عنبر اور تھیوساتگ یہاں قیمتی ہیرا دبا کر چلے گئے تھے۔ یہودی رالف نے جلدی سے قبر کے اندر ہاتھ ڈالا کہ ہیرے کو باہر نکالے۔ اس کا ہاتھ سائمس وان کی کھوپڑی سے ٹکرا گیا۔ سائمس وان کی بھٹکتی روح نے یہودی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہودی کی چیخ نکل گئی۔ وہ ہاتھ باہر کھینچ رہا تھا اور روح اسے قبر کے اندر کھینچ رہی تھی۔ دہشت کے مارے یہودی کا رنگ زرد ہوگیا۔ جسم ٹھنڈا ہوگیا۔ خوف کی وجہ سے اب اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ روح اسے قبر میں کھینچ رہی تھی۔ روح کی بڑی زبردست طاقت ہوتی ہے روح نے یہودی کو قبر کے اندر کھینچ کر لاش کے

ڈھانچے کے اوپر ڈال دیا۔ لاش کی ہانسوں نے یہودی کی گردن کو دبوچ لیا۔ یہودی کانپ رہا تھا۔ جسم دہشت سے ٹھنڈا ہوگیا تھا۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا بھٹکتی روح نے یہودی کی گردن پر زور سے مکا مارا۔ یہودی کی چیخ نکل گئی اور وہ بے ہوش ہوگیا۔اس کے بعد قبرستان پر گہرا سناٹا چھاگیا۔

دوسری طرف عنبر تھیوساتگ جولی سانگ اور کیٹی تلوزے گاؤں پہنچ گئے تھے۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ تلوزے گاؤں وہی تھا جہاں مارگریٹ کا گورکن باپ رہتا تھا دور سے گاؤں کے گرجا گھر کی روشنی نظر آرہی تھی۔ سائمس وان کی بھٹکتی روح نے کیٹی کو پادری کا نام بتا دیا تھا جس کے پاس سونے کا لاکٹ تھا۔

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے تھیوساتگ تم پادری کے پاس جاؤ۔ ہم اس جگہ بیٹھتے ہیں ایک دم سے سارے وہاں گئے تو ہوسکتا ہے پادری کو کوئی شک ہوجائے اور وہ لاکٹ کے بارے میں مکر جائے"۔

تھیوساتگ نے سب دوستوں کو وہیں درخت کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود گرجا گھر کی طرف بڑھا۔ گرجا گھر میں خاموشی تھی۔ دروازے پر صرف ایک بلب روشن تھا۔ ایک چوکیدار بنچ پر لیٹا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے چوکیدار سے گرجے کے پادری کا نام لے کر پوچھا کہ پادری کا مکان کہاں ہے چوکیدار نے بتایا کہ وہ پادری صاحب گرجے کے پیچھے اپنے کالج میں رہتے ہیں

تھیوسانگ گرجے کے پیچھے آگیا۔ یہاں سامنے ایک چھوٹا سا ڈھلانی چھت والا کالج بنا ہوا تھا۔ کالج کے کونے والے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ نے دروازے کی گھنٹی بجائی۔ ایک کرخت شکل والی موٹی نوکرانی نے دروازہ کھول کر پوچھا۔

"کیا بات ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"کیا پادری بچل گھر پر ہی ہیں؟"

نوکرانی نے کہا

"وہ سو رہے ہیں کل آنا"

نوکرانی نے دروازہ بند کردیا۔ تھیوسانگ نے پھر دروازے پر دستک دی نوکرانی نے سخت غصے سے دروازہ کھولا اور تھیوسانگ کی طرف کھا جانے والی نظروں سے

دیکھ کر بولی

"تم بڑے احمق ہو۔ گدھے ہو۔ جب تمہیں بتا دیا کہ پادری صاحب سو رہے ہیں تو پھر تم بار بار مجھے کیوں پریشان کرتے ہو"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"پادری صاحب کو جگادو۔ یہ بڑا ضروری کام ہے"۔

موٹی نوکرانی نے نفرت کے ساتھ دروازہ بند کرکے اندر سے کنڈی لگادی۔ تھیوسانگ کو بڑا غصہ آیا کہ یہ اتنی بدتمیز عورت گرجا گھر ایسی مقدس عبادت گاہ کے آس پاس کیوں رہے۔ کیونکہ عمر اگرچہ اسلام قبول کرچکا تھا۔ مگر اسے دوسرے مذہب کے ماننے والوں کا بڑا خیال رہتا تھا۔ لیکن یہ کوئی عجیب و غریب نوکرانی تھی۔ شاید اپنے گھر کے جھگڑے کا بدلہ وہ دوسروں سے لینا چاہتی تھی۔ تھیوسانگ نے اب دروازہ کھٹکھٹانا ضروری نہ سمجھا اور اپنی خاص طاقت سے کام لیتے ہوئے دروازے کو نیچے سے اوپر اٹھایا۔ دروازہ چوکھٹ کے ساتھ ہی الگ ہوکر اس کے ہاتھ میں آگیا۔ تھیوسانگ نے دروازے کو ایک طرف رکھ دیا۔ وہ ایک ڈرائینگ روم میں تھا۔ جہاں بتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بجھی ہوئی تھی۔ نوکرانی نے جو دیکھا کہ تھیوسانگ دروازہ اکھاڑ کر اندر آگیا ہے تو اس نے چیخ ماری اور سارے گھر کے لوگ جاگ پڑے۔ پادری کی بھی آنکھ کھل گئی۔ وہ گاؤن باندھتا جلدی سے بیڈ روم سے نکل کر ڈرائینگ روم میں پہنچا اور اپنے سامنے ایک نوجوان کو دیکھا تو حیرانی سے پوچھا۔

"تم کون ہو اور کیسے آگئے ہو؟"

تھیوسانگ بولا۔

"اس موٹی نوکرانی کو یہاں سے چلتا کریں پھر میں آپ کو اصل قصہ سناؤں گا"۔

پادری نے نوکرانی کو وہاں سے بھیج دیا۔ تب تھیوسانگ نے پادری کو ساری بات بیان کردی۔ یہ سن کر پادری بولا۔

"وہ سونے کا لاکٹ تو میں نے ایک صراف کے پاس فروخت کردیا تھا"

"کیا آپ مجھے اس صراف کا پتہ بتا سکتے ہیں؟"

پادری نے تھیوسانگ کو صراف کا پتہ بتا دیا۔ تھیوسانگ نے عنبر جولی سانگ اور کیٹی کو آ کر ساری بات بتائی۔ عنبر بولا۔

"چلو اس صراف کے پاس چلتے ہیں۔ کیونکہ سائنس دان کی بھٹکتی روح سے ہم نے وعدہ کیا ہے کہ اس کا لاکٹ لاکر قبر میں دفن کردیں گے تاکہ اس کی روح کو نجات ملے اور وہ اپنی بیوی کی روح کے ساتھ جاملے۔

صراف کا مکان شہر کے ایک پرانے محلے میں دریا کے پاس تھا۔ رات کے گیارہ بجے یہ لوگ صراف کے گھر پہنچ گئے۔ صراف جاگ رہا تھا اور اس کے گھر میں کوئی مہمان آئے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ آگے گیا۔ کیٹی جولی سانگ اور عنبر پیچھے گلی میں ہی رہے۔ تھیوسانگ نے صراف سے کہا کہ پادری نے جو سونے کا لاکٹ اس کے پاس فروخت کیا تھا وہ ہم خریدنا چاہتے ہیں۔ صراف ہنس پڑا۔ کہنے لگا

"وہ لاکٹ تو میں اب کسی قیمت پر بھی فروخت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ ایک تاریخی لاکٹ ہے"۔

تھیوسانگ نے بڑی شرافت سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو اس کے منہ مانگے دام دوں گا۔ مجھے اس کی سخت ضرورت ہے برائے مہربانی آپ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے پاس فروخت کردیں۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے"۔

صراف نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اور کرخت لہجے میں بولا۔

"میں نے ایک بار کہہ دیا کہ میں لاکٹ فروخت نہیں کرسکتا۔ اب جاؤ اور میرا سر نہ کھاؤ۔ میرے مہمان آئے ہوئے ہیں"۔

تھیوسانگ نے ایک بار پھر بڑی نرمی سے کہا۔

"محترم! میں آپ کو اس لاکٹ کے چار گنا دام دے سکتا ہوں۔ آپ یقین کریں کہ یہ کسی کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ مجھے لاکٹ کی ضرورت ہے"۔

اب تو صراف کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے تھیوسانگ کو غلیظ سے گالی دے ڈالی۔ بھلا اب تھیوسانگ کیسے برداشت کرسکتا تھا۔ اس نے صراف کو گردن سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ صراف لڑکھڑا کر گر پڑا۔ تھیوسانگ نے اس کی گردن پر اپنی انگلی رکھ دی۔ صراف اسی وقت چوہے جتنا ہوگیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے ننھے سے جسم کو دیکھنے اور پریشان ہونے لگا۔ تھیوسانگ نے صراف کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور بولا۔

"مکرمے! میں نے اب تک تمہارا لحاظ کیا۔ تم سے شرافت سے بات کی مگر لگتا ہے کہ تم شرافت کی زبان بالکل نہیں سمجھتے۔ اب میں تم سے دوسری طرح بات کروں گا"۔

چوہے جتنا صراف ہاتھ جوڑ کر باریک آواز میں گڑگڑا کر معافی مانگنے لگا۔

تھیوسانگ بولا۔

"ابھی تمہیں معافی نہیں دوں گا"۔

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے صراف کو اپنی جیب میں ڈالا اور محل کے موڑ پر کھڑے خبر جولی سانگ اور کیٹی کے پاس آگیا۔ خبر نے پوچھا۔

"لاکٹ کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"لاکٹ کا مالک میری جیب میں ہے۔ ابھی تمہارے گاکر لاکٹ کہاں ہے۔ بلکہ خود لاکٹ یہاں منگوائے گا"۔

خبر، جولی سانگ اور کیٹی سمجھ گئے کہ تھیوسانگ نے صراف کو چوہیا جتنا چھوٹا کرکے جیب میں ڈال لیا ہے۔ کیٹی نے کہا۔

"لیکن کیا ہم اسے اپنے ہوٹل میں لے جائیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گے"۔

"وہاں لے جانے میں کیا ہرج ہے"۔ تھیوسانگ بولا۔ "یہ وہیں لاکٹ منگوائے گا اب"۔

عنبر اور جولی سانگ نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ وہ اپنے ایئرپورٹ والے ہوٹل میں آگئے۔ کمرے میں آتے ہی تھیوسانگ نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا اور صراف کو جیب سے نکال کر میز پر رکھ دیا۔ صراف کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ چہرے پر دہشت تھی۔ اپنے جسم کو اس نے اتنا چھوٹا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ باریک آواز میں ہاتھ جوڑ کر اس سے کہہ رہا تھا۔

"مجھے معاف کردو۔ مجھے معاف کردو"۔

عنبر جولی سانگ اور کیٹی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جولی سانگ نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! اب اس کو کافی سبق مل گیا ہے۔ اس کو اصلی حالت میں لے آؤ"۔

تھیوسانگ نے دوسری انگلی صراف کی گردن سے ہٹائی تو وہ اسی وقت پھر سے بڑا بن گیا۔ وہ میز پر بیٹھا تھا۔ جلدی سے صراف میز سے نیچے اتر کر خوف کے مارے قالین پر بیٹھ گیا اور سہمی ہوئی نظروں سے جولی

سانگ کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کو تکنے لگا۔ پھر بولا۔

"مجھ سے غلطی ہوگئی۔ تم بہت بڑے جادوگر ہو۔ میں تمہارے جادو کے آگے سر جھکاتا ہوں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں سے اپنے سٹور میں فون کرکے لاکٹ اسی کمرے میں منگواؤ"۔

صراف بولا۔

"ابھی منگواتا ہوں جناب ابھی منگواتا ہوں"۔

صراف نے اسی وقت نمبر ملا کر اپنے بیٹے کو گھر پر فون کیا۔ صراف نے پہلے ہی سے اپنے بیٹے کو بتا دیا ہوا تھا کہ جب کبھی وہ ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے پہلے فقرے کو دوبار بولے تو سمجھ لینا کہ میں سخت خطرے میں ہوں اور تم پولیس لے کر وہاں پہنچ جانا۔ چنانچہ اس وقت بھی اپنے بیٹے کو فون کرتے ہوئے صراف نے کہا۔

"بیٹا! میں مورلیو بول رہا ہوں۔ میں مورلیو بول رہا ہوں"۔

دوسری طرف صراف کے بیٹے نے باپ کو پہلا فقرہ دوبار بولتے سنا تو سمجھ گیا کہ اس کا باپ کسی سخت مشکل میں پھنس گیا ہے اس نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ڈیڈی! تم کہاں ہو؟"

صراف بولا۔

"بیٹے میں ایئر پورٹ والے اورلے ہوٹل کی پہلی منزل کے کمرہ نمبر گیارہ میں ہوں۔ تم سیف میں سے سونے کا تاریخی لاکٹ لے کر فوراً یہاں پہنچ جاؤ"۔

بیٹے نے کہا۔

"ڈیڈی! میں سمجھ گیا ہوں۔ میں آرہا ہوں"۔

صراف کے بیٹے مائیکل نے فون بند کردیا اور اس کے فوراً بعد پیرس کے چیف پولیس انسپکٹر کو فون کرکے کہا کہ میرا باپ ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے۔ ڈاکو اس کو قتل کرنے والے ہیں ہماری مدد کریں۔ اسی وقت چیف پولیس انسپکٹر سپاہیوں کو ساتھ لے کر مائیکل کے گھر پہنچ گیا۔ مائیکل نے کہا۔

"میرے باپ کو کچھ لوگ اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ اس وقت اورلے ہوٹل کے کمرہ نمبر گیارہ میں ہے

پولیس انسپکٹر نے کہا

"گھبراؤ نہیں۔ ہم تمہارے باپ کو ابھی لے آتے ہیں اور ان ڈاکوؤں کو گرفتار کرتے ہیں"۔

پولیس انسپکٹر نے سپاہیوں کو ساتھ لیا۔ مائیکل کو

بھی وگین میں اٹھایا اور ایئر پورٹ والے ہوٹل کی طرف روانہ ہوگیا۔ دوسری طرف عنبر اور جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ صراف کے بیٹے کا انتظار کررہے تھے۔ کہ وہ سونے کا تاریخی لاکٹ لے کر آرہا ہوگا۔ اس کی بجائے پولیس بڑی خاموشی سے وہاں پہنچ گئی۔ پولیس نے بڑی ہوشیاری سے وگین ہوٹل سے کچھ دور پیچھے کی جانب کھڑی کردی اور کمرہ نمبر گیارہ کو باہر سے گھیرے میں لے لیا۔ ہوٹل والوں کو پولیس انسپکٹر نے اعتماد میں لے لیا کہ وہ ایک خطرناک مجرم کو گرفتار کرنے آئی ہے۔

پولیس انسپکٹر نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ دو سپاہی کھڑکی کے راستے سے اور چار سپاہی دروازے کی طرف سے اس کے ساتھ کمرے میں ایک دم سے دھاوا بول دیں گے۔ عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی کمرے میں بیٹھے صراف کے بیٹے کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ صراف بھی ان کے درمیان قالین پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کے دل میں ہیجان مچا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب تک اس کا بیٹا مائیکل پولیس کو لے کر پہنچ گیا ہوگا اور پولیس حملہ کرنے والی ہوگی۔ صراف کو صرف یہی خطرہ تھا کہ تھیوسانگ کہیں اپنے جادو سے پولیس والوں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی چھوٹا نہ بنا دے۔ اتنے میں دروازے کی گھنٹی بجی۔

صراف نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"میرا بیٹا لاکٹ لے کر آگیا ہے"۔

جولی سانگ نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ جونہی اس نے دروازہ کھولا پیرس کی پولیس اسے پیچھے دھکیل کر ایک دم سے کمرے میں داخل ہوگئی۔

سپاہیوں نے ان سب کی طرف رائفلیں تان لیں۔ پولیس انسپکٹر نے بھی بھرے ہوئے پستول کا رخ خبر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"خبردار! کسی نے حرکت کی تو میں گولی چلا دوں گا"۔

یہ صورت دیکھ کر خبر جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ حیران رہ گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ صراف نے خفیہ کوڈ کا کوئی لفظ بول کر اپنے بیٹے مائیکل کی مدد سے وہاں پولیس منگوائی ہے۔

پولیس نے کیٹی کو پہچان لیا کہ یہ لڑکی ہیروئن سمگل کرتے پکڑی گئی تھی اور تھانے میں دو قتل کرکے بھاگ گئی تھی۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر خبر تھیوسانگ اور کیٹی کو ہتھکڑیاں لگا دی گئیں۔

صراف بڑا خوش تھا کہ تھیوسانگ گرفتار ہوگیا اور اس کو جوابی حملہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ حالانکہ ایسی بات نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے آنکھ مار کر اپنے دوستوں کو بتا دیا تھا کہ انہیں یہاں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے چپ چاپ گرفتار ہوجانا چاہیے۔

پولیس خبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی کو پکڑ کر تھانے میں لے آئی۔ یہاں آکر انہیں پتہ چلا کہ کیٹی کو پولیس نے پہچان لیا ہے کہ وہ قتل کرکے بھاگی تھی چنانچہ انسپکٹر نے کیٹی کو فوراً زنجیر ڈال کر دوسری جگہ قید خانے میں ڈال دیا۔ خبر تھیوسانگ اور جولی سانگ کو حوالات میں ہی بند کردیا۔ خبر بولا۔

"میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ ہمیں ہوٹل میں اس بک بک سے پیچھا چھڑانا چاہیے تھا۔ اب یہ لوگ کیٹی کو لے گئے ہیں"۔

تھیوسانگ مسکرایا۔

"خبر! یہ تم کہہ رہے ہو جس کے پاس ہم سب سے زیادہ طاقت ہے"۔

خبر بولا۔

"تھیوسانگ بھائی! میرے پاس طاقت ضرور ہے مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ ہارن زنانہ ہے میں آپ سب لوگوں کو کسی مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"مگر ہم پر مصیبت تو پڑ چکی ہے۔ اب کیپٹن کو بھی یہاں سے نکالنا ہوگا"۔

عنبر بولا۔

"ابھی سب کو چھڑاتا ہوں۔ تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر حملے کے لئے تیار ہوجاؤ"۔

یہ کہہ کر عنبر نے ایک ہی جھٹکے میں اپنی ہتھکڑی توڑ ڈالی۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی اپنی غلائی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے اپنی اپنی لوہے کی ہتھکڑیاں توڑ ڈالیں۔ تھیوسانگ نے بلند آواز میں کہا۔

"حملہ شروع کردو عنبرا"

عنبر نے آگے بڑھ کر حوالات کے لوہے کی سلاخوں والے دروازے کو زور سے مکا مارا۔ دروازہ اکھڑ کر سامنے جاگرا۔ باہر کھڑا سپاہی ہکا بکا ہوکر انہیں تکتا رہ گیا۔ پھر اس نے رائفل سے فائر کردیا۔ گولی جولی سانگ کے سینے میں لگی مگر زخم فوراً مل گیا۔ جولی سانگ نے

آگے بڑھ کر فرانسیسی سپاہی کے ہاتھ سے رائفل چھین کر اس کے دو ٹکڑے کردئے۔ تینوں حوالات سے نکل آئے۔ گولی کی آواز سن کر تھانے کے سارے سپاہی ادھر آگئے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔

انہوں نے آتے ہی عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاؤں کے پاس فرش پر فائرنگ کی۔ عنبر نے ایک سپاہی کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور لکڑی کی گیلی کی طرح دوسرے سپاہیوں پر دے مارا۔ تھیوسانگ نے باری باری چار پانچ سپاہیوں کی گردنوں سے انگلی لگا کر چوہے جتنا بنا دیا۔ پولیس انسپکٹر گھبرایا ہوا آیا اس کے ہاتھ میں پستول تھا اس نے آتے ہی فائر کردیا۔ اب گولی عنبر کو لگی مگر عنبر کے جسم سے ٹکرا کر گولی نیچے گر پڑی۔ تھانے میں افراتفری مچ گئی۔ پانچوں ننھے ننھے سپاہی ادھر ادھر گھبرائے ہوئے چوہوں کی طرح پھدک رہے تھے۔ تھیوسانگ نے پولیس انسپکٹر کو بھی گردن سے انگلی لگا کر ننھا سا بنا دیا۔ جولی سانگ نے سپاہیوں کی سٹین گنیں توڑ ڈالیں۔ عنبر نے کہا۔

"نیچے دوسرے قید خانے میں جاؤ۔ کیپٹن وہاں ہوگی"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ بھاگ کر دوسرے قید خانے میں آگئے۔ وہاں کیٹی پہلے ہی اپنی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو چکی تھی۔ عنبر نے ایک ہاتھ مارا اور لوہے کی سلاخوں والا دروازہ نیچے گرا دیا۔ ایک مدت بعد عنبر کو اپنی طاقت استعمال کر کے خوشی ہو رہی تھی۔ کیٹی قید خانے سے باہر آگئی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں سے باہر نکل چلو"۔

تھانے کے باہر ایک ویگن کھڑی تھی۔ چاروں دوست ویگن میں بیٹھ گئے۔ عنبر نے اسے سٹارٹ کیا اور تھانے سے نکل گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں سے سیدھے مکار صراف کے پاس چلو۔ عنبر ہمیں اس سے سونے کا تاریخی لاکٹ لینا ہے"۔

عنبر نے ویگن کو صراف بازار کی طرف ڈال دیا۔ دس منٹ کے اندر اندر صراف کی دوکان کے باہر ویگن روک دی۔ صراف اپنی دوکان میں بڑا خوش خوش بیٹھا تھا۔ کہ اس نے ڈاکوؤں کو پولیس کے ہاتھوں گرفتار کروایا۔ مگر جونہی اپنے سامنے ایک بار پھر تھیوسانگ عنبر جولی سانگ اور کیٹی کو دیکھا تو خوف سے کانپنے لگا تھیوسانگ نے کہا۔

"بدبخت عیار! اس بار ہم تیرے بیٹے کو بھی سبق سکھائیں گے"۔

صراف کا بیٹا قریب ہی بیٹھا تھا۔ وہ اٹھ کر بھاگنے لگا تو تھیوسانگ نے اس کی گردن پر انگلی رکھ دی۔ صراف کا بیٹا مائیکل اسی وقت ننھا سا چوہا بن گیا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے صراف سے کہا۔

"اب ہمارے ساتھ اس جگہ چلو۔ جہاں تم نے سونے کا لاکٹ رکھا ہوا ہے۔ اب اگر تم نے ہم سے دھوکا کیا تو سب سے پہلے تو میں تمہارے بیٹے مائیکل کی گردن مروڑوں گا اور پھر تمہارا بھی سر کچل ڈالوں گا"۔

صراف نے ہاتھ جوڑ دیے اور بولا۔

"میرے بچے کو کچھ نہ کہنا۔ میں تمہیں ابھی لاکٹ دے دیتا ہوں"۔

اور صراف نے لوہے کی الماری کے نیچے سے سنہری لاکٹ نکال کر تھیوسانگ کے حوالے کر دیا۔ تھیوسانگ نے لاکٹ کو غور سے دیکھا پھر عنبر جولی سانگ اور کیٹی کو دکھایا۔ کیٹی نے کہا۔

"تھیوسانگ! یہ لاکٹ اصلی ہے یا نقلی؟ اس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فیصلہ تو قبرستان میں سائنس دان کی روح ہی کر سکتی ہے"۔

عنبر بولا۔ "تو چلو قبرستان چلتے ہیں"۔

یہ باتیں وہ اپنی خاص زبان میں کر رہے تھے۔ جو صراف کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ تھیوسانگ نے صراف کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"عیار آدمی! ہم سنہری لاکٹ لئے جارہے ہیں تمہارا بیٹا بھی ہمارے ساتھ ہی جائے گا۔ اگر لاکٹ درست ہوا تو تمہارے بیٹے کو چھوڑ دیا جائے گا"۔

صراف کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ عنبر نے اسے آہستہ سے پیچھے دھکیل دیا۔ عنبر کا آہستہ سے پیچھے دھکیلنا ہی کافی تھا۔ عنبر کی طاقت بے پناہ تھی۔ صراف پیچھے الماری کے ساتھ زور سے ٹکرا کر نیچے گرا اور بے ہوش ہوگیا۔

جولی سانگ بولی۔

"اب جلدی سے قبرستان پہنچنا چاہیے"۔

وہ سارے دوست ویگن میں بیٹھے اور قبرستان کی طرف بھاگ گئے ویگن چوری رفتار سے شہر کی سڑکوں پر بھاگی جارہی تھی۔ کئی جگہ ان کا حادثہ ہوتے ہوتے بچا۔ مگر عنبر نے گاڑی کی رفتار کم نہ کی۔ آسمان پر بادل صبح

ہی سے چھا رہے تھے۔ اور اب ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہوگئی۔ جس وقت وہ قبرستان پہنچے تو بارش شروع ہو چکی تھی۔ مگر عنبر ناگ' ماریا' جولی سانگ اور کیپٹن تھیوسانگ کو بارش نے بھی کبھی پریشان نہ کیا تھا۔ وہ اگر سارا دن بھی بارش میں بھیگتے رہتے تو بارش کے رکتے ہی ان کے کپڑے سوکھ جاتے تھے۔ کیونکہ جو طاقت ان سب کو ملی ہوئی تھی اس کی گرمی بھی تھی جو ان کے خون میں شامل ہوگئی تھی۔

وہ سیدھے سائنس دان کی بھٹکتی روح والی قبر پر آگئے۔ اب جولی سانگ نے قبر میں جھک کر دیکھا تو اسے یہودی رابی جس نے ناگ کو قید کیا تھا اوندھے منہ قبر میں بے ہوش پڑا نظر آیا۔ عنبر کیپٹن اور تھیوسانگ نے بھی یہودی کو دیکھا۔

جولی سانگ نے بھٹکتی روح کو مخاطب کرکے پوچھا۔

"سائنس دان کیلاز کی روح! کیا تو میری آواز سن رہی ہے"۔

بھٹکتی روح نے جواب دیا۔

"ہاں میں سن رہی ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ تم لوگ میری بیوی کا سنہری لاکٹ لے آئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو یہ وہ یہودی ہے جس نے ناگ پر طلسم کیا تھا اب یہ اس قبر میں ایک ماہ تک بے ہوش پڑا رہے گا"۔

جولی سانگ نے تھیوسانگ سے سنہری لاکٹ لے کر قبر کے اندر سائنس دان کی کھوپڑی کے پاس رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی بھٹکتی روح کے گہرا سانس لینے کی آواز آئی۔ روح نے کہا۔

"میرے دوستو! تم لوگوں نے میرے لئے وہ کام کیا ہے جو اب تک کوئی نہیں کرسکا تھا۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اب میں سنہری لاکٹ لے کر واپس اپنی بیوی کی روح کے پاس جارہا ہوں۔ میرے بھٹکتے پھرنے کے دن ختم ہوگئے"۔

کیٹی نے کہا۔

"اپنی بیوی کی روح کو ہمارا سلام کہنا"۔

بھٹکتی روح کی آواز آئی۔

"میری طرف سے میری بیوی کا سلام بھی قبول کرو میں جارہا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی قبر میں سے ایک شعلہ سا بلند ہوا اور آسمان کی طرف جاکر غائب ہوگیا۔

○

پراسرار تعویذ

تھیوسانگ منہر کیٹی اور جولی سانگ بڑے خوش تھے۔

تھیوسانگ بولا۔

"ہم نے ایک بھٹکتی روح کو اس کی بیوی کی روح کے پاس پہنچا دیا یہ بڑا اچھا کام ہوا ہے"۔

کیٹی بولی۔

"اب یہ لالچی یہودی ایک مہینے تک اسی قبر میں بند رہے گا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"اب ہمیں اس شہر سے نکل جانا چاہیے کیونکہ ناگ کے بارے میں سائنس دان کی روح نے ہمیں بتا دیا ہے کہ وہ تین ہزار سال پیچھے قدیم فرعونوں کے زمانے میں پہنچ گیا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا۔

"مگر ماریا کا ہمیں ابھی تک کچھ علم نہیں ہے۔ ہمیں ماریا کو یہاں رہ کر تلاش کرنا ہوگا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ماریا! پاکستان کے شہر ٹیکسلا کے عجائب گھر والے باغ سے غائب ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں واپس ٹیکسلا جاکر اسی جگہ اس کا سراغ لگانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہاں ہم شاید ماریا کو حاصل نہ کرسکیں گے"۔

جولی سانگ کیٹی اور عنبر کو بھی تھیوسانگ کی یہ تجویز پسند آئی۔ عنبر بولا۔

"ٹھیک ہے ہم آج ہی ہوائی جہاز میں پاکستان کے لئے چار سیٹیں بک کروا لیتے ہیں"۔

کیٹی بولی۔

"مگر یہاں کی پولیس ہماری تلاش میں ہے۔ وہ ائیرپورٹ پر بھی پہنچ جائے گی"۔

عنبر بولا۔

"پولیس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ ہم ان سب کو بھگا دیں گے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر اس کا نقصان ضرور ہوگا کہ ائیرپورٹ پر افراتفری مچ جائے گی۔ ہوسکتا ہے یہاں کی فوج بھی آجائے اور پھر ہوائی جہاز کی پرواز بھی ملتوی ہوسکتی ہے یوں ہم پاکستان نہ جاسکیں گے"۔

جولی سانگ کچھ سوچ کر بولی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں بھیس بدل کر یہاں سے نکلنا چاہیے"۔

عنبر اور تھیوسانگ مسکرائے۔ کیٹی بولی۔

"جولی سانگ ٹھیک کہہ رہی ہے ہمیں بھیس بدل کر نکلنا ہوگا۔ اس طرح سے ہم آسانی سے فرار ہونے میں کامیاب ہوجائیں گے شور بھی نہیں مچے گا۔ اور ہم یہاں سے پرواز بھی کرجائیں گے"۔

عنبر نے پوچھا۔

"لیکن ہم کیا بھیس بدلیں گے؟"

کیٹی نے کہا۔

"ہم ڈسکو گانے والے بن جاتے ہیں"۔

یہ تجویز سب کو پسند آئی۔ وہ قبرستان سے نکل کر سیدھے شہر کے ایک بڑے سٹور میں گئے۔ روپے ان کے پاس کافی تھے۔ انہوں نے وہاں سے ڈسکو والے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کپڑے اور گٹاریں خریدیں اور ہوٹل میں آکر بھیس بدل لیا۔ سب نے چہرے پر چھوٹی چھوٹی داڑھیاں لگالیں۔ سروں پر گولڈن بالوں والی وگیں جمالیں۔ تنگ پتلونیں اور نیلی سفری جیکٹیں پہن لیں۔ ہاتھوں میں گٹاریں پکڑلیں۔ اور جب عنبر تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ اس بھیس میں ہوٹل سے باہر نکلے تو وہ یورپ کے گانے والے اسکو شکرز لگ رہے تھے۔ کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ یہ عنبر تھیوسانگ وغیرہ ہیں۔ کیٹی اور جولی سانگ نے بھی اسکو بوائز کا بھیس بدل رکھا تھا۔

ہوٹل سے نکل کر وہ سیدھے ائیر پورٹ پر پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر اچانک عنبر رک گیا۔ اس نے کہا۔

"ایک بات تو ہم بھول ہی گئے ہیں۔ یہاں تو ٹکٹ لینے کے لئے پاسپورٹ دکھانا پڑے گا اور پاسپورٹ ہم میں سے کسی کی پاس نہیں ہے"۔

تھیوسانگ نے بے زاری سے سر جھٹک کر کہا۔

"اس ماڈرن زمانے میں پاسپورٹ کی بھی ایک مصیبت ہے یہ کیسا زمانہ ہے"۔

کیٹی اور جولی سانگ بھی ناامید سی ہو کر کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

عنبر بولا۔

"ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے"۔

ایئر پورٹ پر پولیس گشت لگا رہی تھی مگر ابھی تک پولیس نے عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ اور کیٹی میں سے کسی کو نہیں پہچانا تھا۔ سب انہیں ڈسکو سنگرز ہی سمجھ رہے تھے۔ چاروں لاؤنج کی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ اور سوچ رہے تھے کہ کیا کرنا چاہیے۔ پاسپورٹ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ عنبر نے کہا۔

"صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ تھیوسانگ باری باری ہم سب کو چھوٹا چھوٹا بنا دے اور ہم کسی نہ کسی طرح جہاز میں سوار ہونے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد تھیوسانگ خود بھی چھوٹا بن کر جہاز پر آجائے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ ابھی جہاز اڑنے میں ایک گھنٹہ باقی ہے۔ یہ جہاز قاہرہ اور دوبئی سے ہوتا ہوا پاکستان پہنچے گا۔ تم لوگ میرے ساتھ اس طرف آجاؤ جدھر ہوائی اڈے کا جنگلہ ہے۔ کیونکہ وہاں سے تم لوگ جہاز پر سوار ہونے کی کوشش کرسکتے ہو"۔

سب اٹھ کر ہوائی اڈے کی دوسری طرف آگئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاں ان کے سامنے لوہے کا جنگلہ لگا ہوا تھا۔ یہاں سے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ لوہے کی جالی والی دیوار اوپر تک چلی گئی تھی۔ کیپٹن نے کہا۔

"ہم چھوٹے بن کر جالی کے سوراخوں میں سے دوسری طرف نکل سکتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"وہ دور ائیر فرانس کا جہاز کھڑا ہے۔ اس پر سامان لادا جارہا ہے۔ تم لوگ سامان والے ٹرک پر چڑھ کر سامان کے ساتھ ہی جہاز میں سوار ہوجانا۔ میں یہاں پون گھنٹہ تمہارا انتظار کروں گا۔ اگر تم لوگ اتنی دیر میں واپس میرے پاس نہ آئے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ تم جہاز پر سوار ہوگئے ہو۔ پھر میں بھی اپنے آپ کو چھوٹا بنا کر تمہارے پاس جہاز میں آجاؤں گا۔

عنبر جولی سانگ اور کیپٹن نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے ہم ایسا ہی کریں گے۔

عنبر نے کہا

"اب تم ہمیں چھوٹا بنادو۔ جہاز ہم دیکھ رہے ہیں ہم اس کی طرف تھوڑا تھوڑا وقفہ ڈال کر جائیں گے"۔

تھیوسانگ نے عنبر جولی سانگ اور کیپٹن کی گردنوں

پر انگلی لگا کر باری باری تینوں کو بالکل ننھا سا بنادیا۔ یہ اتنے چھوٹے ہوگئے تھے کہ آسانی سے دیکھے نہیں جاسکتے تھے۔ تھیوسانگ نے جھک کر عنبر سے کہا۔

"عنبر! پہلے تم جہاز کی طرف جاؤ"۔

عنبر بالکل انسانی انگلی جتنا بن چکا تھا۔ وہ جالی کی دیوار کے سوراخ میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ اس کے دو منٹ بعد جولی سانگ اور دو منٹ بعد کیپٹن بھی جالی دار دیوار کے سوراخ میں سے نکل کر جہاز کی طرف چل پڑی۔ آگے آگے عنبر تھا پیچھے جولی سانگ اور اس کے پیچھے کیپٹن تھی۔ تینوں انگلی جتنے سائز کے تھے اور چلتے چلتے رن وے پر پہنچ گئے۔ جہاز سامنے کھڑا تھا جہاز اب انہیں بہت بڑا لگ رہا تھا۔

عنبر نے دیکھا کہ جہاز کے نیچے ایک ٹرک کھڑا ہے جس میں سے سامان نکال نکال کر جہاز میں بھرا جارہا تھا۔ عنبر اتنا چھوٹا تھا کہ وہاں وہ کسی کی نظر میں نہیں آرہا تھا۔ وہ کھسکتا ہوا ٹرک کے پیچھے آگیا۔ پھر ایک سوٹ کیس پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ یہ سوٹ کیس دوسرے سامان کے ساتھ جہاز کے اندر رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد جولی سانگ اور کیپٹن بھی سامان کے ساتھ ہی کسی نہ کسی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاز کے سامان والے خانے میں پہنچ گئی۔

ٹھیک آدھ پون گھنٹے بعد تھیوسانگ نے بھی اپنی گردن پر اپنی انگلی لگائی اور چھوٹا بن کر جالی کے سوراخ میں سے دوسری طرف نکل کر جہاز کی طرف روانہ ہوگیا۔ جس وقت تھیوسانگ جہاز کے قریب پہنچا تو جہاز پر سامان لادا جاچکا تھا۔ اور ٹرک بھی چلا گیا تھا۔ جہاز کے سامان والے خانے کا دروازہ بند کردیا گیا تھا۔ تھیوسانگ ایک طرف رک گیا۔ سوچنے لگا اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اسے یقین تھا کہ عنبر کیٹی اور جولی سانگ جہاز کے سامان والے خانے میں پہنچ گئے ہوں گے۔

مگر اب وہ اس خانے میں نہیں جاسکتا تھا۔ اب ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اس سیڑھی پر سے گزر کر جہاز میں سوار ہو جس پر سے دوسرے مسافر قطار کی شکل میں جہاز پر سوار ہورہے تھے یہ کام آسان نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو دیکھا جاسکتا تھا۔ وہ کیا کرے؟ وقت بھی کم تھا۔ جہاز کے پرواز کرنے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

تھیوسانگ کا سائنسی غلافی دماغ بڑی تیزی سے کوئی اسکیم سوچ رہا تھا۔ آخر اسے سب سے آخر میں قطار

میں ایک موٹی انگریز عورت کھڑی نظر آئی۔ اس عورت نے زمین پر ایک بھاری تھیلا رکھا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اس کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ کسی طرح سے اس عورت کے تھیلے میں داخل ہوجائے۔ چنانچہ وہ تیزی سے چلتا ہوا عورت کے پیچھے نکل آیا۔ وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا جو پیچھے سے اسے دیکھتا۔ مسافروں کی توجہ جہاز کی سیڑھی کی طرف تھی۔

تھیو سانگ بھی اتنا چھوٹا تھا کہ آسانی سے کوئی اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ تھیو سانگ کی خوش قسمتی سے تھیلے کا منہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ تھیو سانگ تھیلے میں داخل ہو گیا۔ تھیلے میں کتابیں اور کچھ ریشمی کپڑے بھرے ہوئے تھے۔ تھیو سانگ ریشمی کپڑوں میں دبک کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں عورت نے تھیلا اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ تھیو سانگ بھی اس عورت کے ساتھ جہاز میں سوار ہو گیا۔ عورت نے تھیلا سامان والی جگہ میں رکھنے کی بجائے اپنے سامنے دوسری سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ تھیو سانگ بڑا مطمئن تھا کہ کیٹی جولی سانگ اور عنبر کے ساتھ وہ بھی جہاز میں سوار ہو گیا ہے اور اب وہ پاکستان پہنچ جائے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھوڑی دیر بعد جہاز فضا میں پرواز کر گیا۔ انگریز عورت بھی اطمینان سے اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔ اب اس نے تھیلے میں سے پڑھنے کے لئے کوئی کتاب نکالنے کے لئے تھیلے میں ہاتھ ڈالا تو تھیو سانگ جلدی سے ریشمی کپڑوں میں ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ عورت کے گورے گورے ہاتھ کو تھیلے کے اندر کتاب ٹٹولتے دیکھ رہا تھا۔ عورت نے ایک کتاب تھیلے سے باہر نکالی اور اسے کھول کر پڑھنے لگی۔ تھیو سانگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ جہاز اپنی منزل کی طرف پرواز کر رہا تھا۔

جہاز کے نیچے سامان والے خانے میں منہر جولی سانگ اور کیٹی بھی بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ انہیں بھی انتظار تھا کہ جہاز کب پاکستان پہنچتا ہے۔ کیٹی نے کہا۔

"تھیو سانگ بھی ضرور جہاز پر سوار ہو گیا ہو گا۔ مگر اسے اس طرف آنا چاہیے تھا"۔

منہر نے کہا۔

"تھیو سانگ کو سب سے آخر میں آنا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے آنے تک سامان لادا جا چکا ہو۔ اور اسے دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز کے اندر جانا پڑ گیا

ہو"۔

جولی سانگ بولی۔

"خدا کرے کہ وہ سوار ہو گیا ہو"۔

منہر کہنے لگا۔

"اگر نہ بھی سوار ہوا ہو گا تو دوسرے جہاز میں آجائے گا یہ جگہ چونکہ ہوا بند یعنی ایئر ٹائٹ ہے اس لئے یہاں سے نہ ہماری خوشبو تھیو سانگ تک جا رہی ہے نہ اس کی خوشبو ہمارے تک آ رہی ہے۔ اب تو اگلے ایئر پورٹ یعنی قاہرہ پہنچ کر ہی پتہ چلے گا کہ تھیو سانگ اس جہاز میں موجود ہے کہ نہیں"۔

کیٹی نے کہا۔

"وہ ضرور جہاز میں ہی ہو گا"۔

ادھر جہاز کے سامان والے خانے میں کیٹی جولی سانگ اور منہر باتیں کر رہے تھے اور دوسری طرف جہاز کے اندر انگریز عورت کے تھیلے میں چھپا تھیو سانگ خاموش بیٹھا تھا۔ جہاز قاہرہ کے ایئر پورٹ پر اترا تو سامان والے خانے کا دروازہ کھول دیا گیا۔ ہوا کا دباؤ ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی کیٹی منہر اور جولی سانگ کو تھیو سانگ کی خوشبو اور تھیو سانگ کو اپنے ساتھیوں کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو محسوس ہورہی تھی۔ اس طرح سے وہ سب اپنی اپنی جگہ مطمئن ہوگئے۔

قاہرہ جہاز تھوڑی دیر رکا اور پھر آگے دوبئی کی طرف چل پڑا۔ دوبئی میں بھی جہاز نے مختصر قیام کرنے کے بعد پاکستان کے لئے پرواز شروع کردی۔ رات کے دس بج رہے تھے جب جہاز کراچی کے ائیرپورٹ پر اتر گیا۔ سامان کے ساتھ ہی کیٹی منیر اور جولی سانگ ائیرپورٹ سے باہر ایک طرف اندھیرے میں کھڑے ہوگئے۔

اب انہیں اپنے ساتھی تھیوسانگ کا انتظار تھا۔ تھیوسانگ کی خوشبو انہیں برابر آرہی تھی۔ جب تک تھیوسانگ آکر ان کی گردنوں پر اپنی انگلی نہیں لگاتا وہ بڑے نہیں ہوسکتے تھے۔ دوسری طرف تھیوسانگ کو بھی منیر کیٹی اور جولی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ تھیوسانگ ابھی تک انگریز عورت کے تھیلے میں ہی تھا۔ انگریز عورت تھیلا کاندھے پر ڈال کر جہاز سے اتر کر نیچے انٹرنیشنل لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ کیونکہ اسے کراچی نہیں اترنا تھا بلکہ آگے جاپان جانا تھا۔ تھیوسانگ نے تھیلے میں سے ننھی سی گردن نکال کر دیکھا انگریز عورت اس کے بالکل

پاس بیٹھی تھی۔ یہاں سے اگر وہ باہر نکلتا ہے تو انگریز عورت اسے دیکھ سکتی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی۔

اس نے تھیلے میں سے نکل کر اپنی ننھی انگریز عورت کی پنڈلی پر زور سے رگڑی۔ انگریز عورت اپنی ٹانگ کھجانے لگی۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ مکھی سی بن گئی۔ فوراً تھیوسانگ نے اپنی گردن پر اپنی انگلی لگائی اور وہ پورے قد کا آدمی بن گیا۔ وہ جلدی سے عورت کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور انگریز عورت جو شور مچانے لگی تھی اس کو اٹھا کر تھیلے میں ڈال دیا اور تھیلے کا منہ بند کردیا۔ اتفاق سے وہاں اردگرد کوئی دوسرا مسافر نہیں بیٹھا ہوا تھا۔ تھیوسانگ انگریز عورت کو اس حالت میں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا وہ تھیلا لے کر اٹھا اور مردوں کے باتھ روم میں داخل ہوگیا۔ باتھ روم خالی پڑا تھا۔ تھیوسانگ نے تھیلے میں سے انگریز عورت کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ انگریز عورت خوف زدہ آواز میں انگریزی چیخ و پکار کررہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ مجھے کیا ہوگیا ہے؟ مجھے کیا ہوگیا ہے؟ اور وہ رو رہی تھی۔

تھیوسانگ نے اس کے کان کے قریب منہ لے جا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر کہا۔

"میڈم! میں ابھی تمہیں پھر سے بڑا کردوں گا مگر شرط یہ ہے کہ جب تک میں باتھ روم سے نکل نہیں جاتا تم اسی جگہ رہوگی اور کسی سے کوئی بات نہیں کروگی۔ تمہیں میری یہ شرط منظور ہے

انگریز عورت کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ کہنے لگی۔"

"مجھے منظور ہے پلیز! مجھے پھر سے بڑا کردو بھائی"

تھیوسانگ نے آہستہ سے انگریز عورت کو فرش پر بٹھا دیا اور پھر سے اس کی گردن پر اپنی انگلی لگادی۔ انگلی کے لگتے ہی انگریز عورت پھر سے بڑی ہوگئی۔ وہ پریشان ہوکر اپنے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ تھیوسانگ نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میڈم! تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے ناں؟ میں جارہا ہوں اور تم کچھ دیر اس جگہ کھڑی رہوگی اور میرے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کروگی۔

انگریز عورت کی بکی ہوچکی تھی۔ خوف کے مارے اس کے منہ سے کوئی بات نہیں نکل رہی تھی۔ وہ بار بار اپنے جسم کو چھوتی کہ کیا واقعی میں اتنی چھوٹی ہوگئی تھی۔ تھیوسانگ اسے حیران پریشان چھوڑ کر باتھ روم سے

نکل گیا۔ باہر آتے ہی وہ اس طرف چلا جدھر سے اسے عنبر اور جولی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ بہت جلد ہی وہ ان کے پاس پہنچ گیا۔ سب کراچی پہنچنے پر بڑے خوش ہوئے۔ کیپٹن نے کہا۔

"اب ہم ریل گاڑی کے ذریعے لاہور پہنچیں گے ہوائی جہاز میں بڑی مصیبت ہوتی ہے۔

تھیوسانگ نے ان تینوں کو پھر سے پورے قد کا بڑا کردیا تھا۔ عنبر نے کہا

"اب تو ہمیں پاسپورٹ دکھانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہم بڑی آسانی سے کراچی سے لاہور تک ہوائی جہاز میں سفر کرسکتے ہیں۔

تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی یہی کہا کہ ہمیں ہوائی جہاز میں ہی سفر کرنا چاہیے۔ عنبر بولا۔

"لاہور تو جہاز رات کے بارہ بجے پرواز کرے گا۔ ہم اسی جہاز میں سیٹیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

اور وہ چاروں ساتھی اور دوست ائیر پورٹ پر جہاز کے دفتر کی طرف آگئے معلوم ہوا کہ دفتر بند ہے اور انہیں لاہور کی لئے سیٹیں لینے کے واسطے دوسرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دن پی آئی اے کے شہر والے آفس جانا ہوگا۔ کیپٹن بولی۔

" میرا خیال ہے باقی رات ہم یہیں ایئر پورٹ پر ہی گزارتے ہیں۔ انہیں شہر جانے کی جلدی بھی نہیں تھی چنانچہ وہ ایئر پورٹ کے لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے۔ ساری رات انہوں نے کراچی ایئر پورٹ کے لاؤنج میں گزار دی۔ دوسرے دن وہ لاہور جانے کی بجائے اسلام آباد جانے والے جہاز میں سوار ہوگئے۔ کیونکہ وہ ٹیکسلا جاکر ایک بار پھر ماریا کا سراغ لگانا چاہتے تھے۔ کراچی میں ہی انہوں نے اپنے ڈسکو بوائز والے کپڑے تبدیل کرلئے تھے اور عام لباس پہن لیا تھا۔

اسلام آباد انہوں نے ایک ہوٹل میں دو کمرے لے لئے۔ دوپہر کے بعد عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیپٹن وہاں سے ٹیکسلا آگئے سب سے پہلے وہ ٹیکسلا کے عجائب گھر میں آئے۔ کیونکہ اسی جگہ سے ماریا غائب ہوئی تھی۔ عجائب گھر میں ایسی کوئی نشانی نہیں تھی جس سے انہیں ماریا کا کچھ سراغ ملتا۔ پھر بھی وہ عجائب گھر میں پھرتے رہے۔ اسی عجائب گھر میں اس یم راج کا بت بھی تھا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ ماتھے پر زخم کا نشان

تھا اور جس نے ماریا کو اغوا کرکے دو ہزار برس پیچھے کے زمانے میں پہنچا دیا تھا۔ مگر عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیپٹن میں سے کسی کو اس بت پر شک نہ ہوا۔ آپ نے پچھلی کتاب میں پڑھا ہوگا کہ یہی وہ یم راج تھا جو دلہنوں کو اغوا کرکے انہیں پتھر بناکر جنگل میں یا کسی چٹان کے پاس لٹا دیتا تھا۔ ماریا کو بھی اس نے دو ہزار برس پیچھے لے جاکر ایک شیش محل کے باغ میں لٹا کر پتھر بنا دیا تھا۔

عجائب گھر سے نکل کر تھیوسانگ عنبر وغیرہ اس کے باغ میں آئے تو انہوں نے باغ کے کونے میں ایک عورت کا ایسا بت زمین پر لیٹا ہوا دیکھا جس نے دلہنوں والے کپڑے اور زیور پہن رکھے تھے۔ یہ سارے کپڑے اور زیور بھی پتھر ہی کے تھے۔ جولی سانگ نے اس دلہن کے بت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ایک دلہن کا بت میں نے پہلی بار دیکھا ہے"

کیپٹن نے ہنس کر کہا۔

" میرا خیال ہے کسی جادوگر کو اس کی بیوی نے تنگ کیا ہوگا۔ اور اس نے اسے پتھر بنادیا۔"

تھیوسانگ اور عنبر بھی دلہن کے بت کو دیکھنے لگے۔ تھیوسانگ نے جھک کر دلہن کے بت کے بازو پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاتھ رکھا اور جیسے کچھ غور کرنے لگا۔ عنبر نے پوچھا۔

"تھیوسانگ! کیا تم اس پتھر کے دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کر رہے ہو؟"

عنبر نے مذاق کیا تھا مگر تھیوسانگ بولا۔

"تم مذاق سمجھ رہے ہو۔ لیکن یقین کرو اس پتھر کی دلہن کا دل دھڑک رہا ہے۔"

یہ سننا تھا کہ جولی سانگ، کیٹی سانگ اور عنبر چونک پڑے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پتھر کے بت کا دل دھڑک رہا ہو۔ عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

کیٹی نے کہا۔

"تھیوسانگ کو اپنے دل کی دھڑکن محسوس ہو رہی ہو گی۔"

جولی سانگ نے جھک کر پتھر کی دلہن کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ جولی سانگ خلائی مخلوق تھی اور تھیوسانگ کی بہن تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر تھیوسانگ نے ایسا کہا ہے تو اس میں جھوٹ کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی۔ جولی سانگ نے محسوس کیا کہ پتھر کی دلہن کا دل بہت دھیمی دھیمی آواز میں دھڑک رہا تھا۔

جولی سانگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"عنبر پتھر کی دلہن کا دل دھڑک رہا ہے۔ اگرچہ یہ دھڑکن بہت دھیمی ہے۔"

اب عنبر اور کیٹی نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پتھر کی دلہن کے سینے پر رکھے اور انہیں پتھر کے اندر سے دل کی آہستہ آہستہ دھڑکن محسوس ہوئی۔ اب تو وہ چاروں وہیں پتھر کی دلہن کے پاس گھاس پر بیٹھ گئے۔ اپنی طرف سے وہ یوں بیٹھ گئے۔ جیسے تھک گئے ہوں۔ اور ذرا آرام کے لئے وہاں بیٹھ گئے ہوں۔ عنبر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا" تھیوسانگ! تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟"

تھیوسانگ نے اپنا ہاتھ دوبارہ پتھر کی دلہن کے بازو پر رکھ دیا اور بولا۔

"میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پر میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ بت پتھر میں سے نہیں تراشا گیا بلکہ زندہ عورت کو کسی طلسم سے پتھر بنا دیا گیا ہے۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی انسان کو ظلم کی وجہ سے ایسے پتھر بنایا جائے اور وہ انسان سارا پتھر کا بن جائے مگر اس کا دل دھڑکتا رہے"

تھیوسانگ کا چہرہ سنجیدہ ہوگیا تھا۔ کہنے لگا۔

"خبر بھائی! کبھی کبھی ایسا ہوجاتا ہے کہ آدمی کے سارے جسم پر طلسم کا اثر ہوجائے مگر دل پر اس کا اثر نہ ہو۔ عام طور پر یہ اس انسان کے ساتھ ہوتا ہے جس کا دل کسی کی محبت سے بھرا ہوا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ جس وقت اس عورت کو پتھر بنایا گیا۔ اس وقت اس عورت کے دل میں کسی کی محبت کا خیال تھا"

کیٹی کہنے لگی۔

"یہ عورت اس وقت دلہن بنی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کے دل میں اس کے ہونے والے خاوند کا ہی خیال ہوگا۔"

خبر بولا۔

" عجیب اسرار ہے۔ لیکن تھیوسانگ! اگر اس عورت کا دل دھڑک رہا ہے تو ضرور یہ اندر سے زندہ ہوگی اور اگر یہ زندہ ہے تو ہم اس سے بات بھی کرسکتے ہیں۔"

تھیوسانگ نے لیٹی ہوئی پتھر کی دلہن کی آنکھوں میں جھک کر غور سے دیکھا۔ پتھر کی دلہن کی آنکھیں ایسے تھیں۔ جیسے وہ دور کسی کے انتظار میں ہوں۔ کسی کی راہ دیکھ رہی ہوں۔ تھیوسانگ بولا

"یہ دلہن پتھر بنتے وقت کسی کی راہ تک رہی تھی۔ اس کی آنکھیں ایک طرف لگی ہوئی ہیں۔"

جولی سانگ بولی۔

" اس کی آنکھوں میں حسرت ہے۔ اداسی ہے دکھ اور غم ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

" اس غم، دکھ اور اداسی کی وجہ یہ ہے کہ اس عورت کو اس کی مرضی کے خلاف زبردستی جادو کے ذریعے پتھر کے بت میں بدل دیا گیا ہے یہ دلہن تو اپنے ساجن کے گھر جانے والی تھی۔ کہ کسی ظالم جادو گر نے اس کی خوشیوں کو آگ لگا دی۔ آخر اس جادو گر کو بھی کیا ملا؟"

دلہن تو پتھر بن گئی۔ جولی سانگ بولی۔

تھیوسانگ ابھی تک کسی گہری سوچ میں تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

" مجھے اس پتھر کی دلہن کی آنکھیں بھی زندہ لگتی ہیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں عنبر نے غور سے پتھر کی دلہن کی آنکھوں کو دیکھا۔ کہنے لگا۔ " تم ٹھیک کہتے ہو تھیوسانگ! یہ آنکھیں بات کرنا چاہتی ہیں۔"

جولی سانگ اور کیٹی نے بھی پتھر کی دلہن کی آنکھوں کو جھک کر دیکھا کیٹی کہنے لگی۔

"تھیوسانگ! اس معمے کو حل کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ اس طرح سے ہمیں ماریا کا بھی کچھ سراغ مل جائے۔

تھیوسانگ اب زیادہ توجہ سے پتھر کی دلہن کے بت کو چاروں طرف سے دیکھنے لگا۔ اسے چھوٹا سا ایک تعویز نظر آیا جو دلہن کی گردن میں پڑا تھا۔ تعویز اب پتھر بن چکا تھا۔ تھیوسانگ نے تعویز پر انگلی پھیری تو اسے تعویز کی سطح نرم محسوس ہوئی

تھیوسانگ بولا۔

تعویز کی سطح نرم ہے عنبر میں اس کو کھولنے لگا ہوں۔

عنبر نے آس پاس دیکھا۔ وہاں عجائب گھر کے باغ

میں اس وقت کوئی چوکیدار نہیں تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

" تعویز کو کھولو تھیوسانگ!"

تھیوسانگ نے تعویز کی پتھریلی مگر نرم سطح کو دبایا تو تعویز کا ڈھکنا کھل گیا۔ تعویز کے اندر زرد رنگ کا ایک کاغذ تہہ کرکے رکھ دیا گیا تھا۔ تھیوسانگ کاغذ نکالنے لگا تو کیٹی نے کہا۔

" دھیان سے تھیوسانگ"

تھیوسانگ نے کاغذ باہر نکال لیا۔ کاغذ بے حد خستہ ہو رہا تھا اسے کھولا گیا تو اس پر سیاہ رنگ کی آڑھی ترچھی لکیریں پڑی تھیں۔ ایک طرف قدیم یونانی زبان میں ایک عبارت لکھی تھی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلہن کون تھی؟

عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور اس کے ساتھی دنیا کی ہر زبان کو پڑھ لیتے تھے۔

عنبر نے پڑھا۔ لکھا تھا۔

"شبالی! میں تیرا دریا کنارے والی لال چٹانوں کے غار میں انتظار کروں گا"۔

بس صرف یہی عبارت لکھی تھی۔ نیچے لکھنے والے کا نام بھی نہیں درج تھا۔ آڑی ترچھی لکیروں میں دریا کنارے والی لال چٹان دکھائی گئی تھی۔ عنبر کہنے لگا۔

"لگتا ہے اس لڑکی کا نام شبالی ہے اور یہ خط اس کے ہونے والے خاوند نے شادی سے پہلے لکھا ہوگا"۔

کیٹی بولی۔

"مگر اس دلہن نے یہ خط تعویز بنا کر گلے میں کیوں ڈال لیا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہوسکتا ہے یہ اس پریم بھرے خط کو یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھنا چاہتی ہو۔ کیونکہ آخر یہ اس کے محبوب خاوند کا خط تھا"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"یہ سب کچھ اسی علاقے میں ہوا تھا۔ اگرچہ اس واقع کو دو اڑھائی ہزار سال گزر گئے ہیں مگر لال چٹانوں کے پاس دریا ابھی تک اسی جگہ بہہ رہا ہے"۔

جولی سانگ نے کیٹی کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی بولی۔

"میں چاہتی ہوں کہ لال چٹانوں والی غار میں چل کر دیکھا جائے کہ وہاں اب کیا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"وہاں اب کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔ اڑھائی ہزار سال گزر گئے ہیں۔ اب وہاں سوائے مٹی پتھروں کے اور کیا ہوگا"۔

عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! اگر اڑھائی ہزار سال گزر جانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر بھی اس پتھر کی دلہن کا دل دھڑکتا رہ سکتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ غار میں بھی ہمیں کچھ اپنے مطلب کا سراغ مل جائے"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ماریا اسی جگہ سے گم ہوئی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ پتھر کی دلہن کے دل کی دھڑکن کی وجہ معلوم کریں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ ابھی شام نہیں ہوئی۔ چلو دریا والی لال چٹانوں کی طرف چلتے ہیں۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہیں"۔

عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی اسی وقت مجائب گھر سے نکل کر لال چٹانوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ جگہ وہاں سے دو تین میل کے فاصلے پر تھی۔ ایک پرانا دریا جو اب خشک ہو چکا تھا۔ اس دریا میں پانی صرف ایک چھوٹے سے پہاڑی نالے کی طرح سے بہہ رہا تھا۔ خشک دریا کے بائیں طرف لال چٹانوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ عنبر تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی ان چٹانوں میں آ گئے۔ تعویز عنبر کے ہاتھ میں تھا۔ اس میں جو نقشہ دیا

گیا تھا عنبر اسی کے حساب سے راستہ تلاش کر رہا تھا۔ نقشے میں ایک جگہ چٹانوں کی دو نوکیں دکھائی گئی تھیں مگر یہ دو نوکوں والی چٹانیں انہیں کہیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ڈھائی ہزار سال کے عرصے میں آندھیوں اور زلزلوں کی وجہ سے چٹانوں کی نوکیں کیسے سلامت رہ سکتی ہیں۔ عنبر بھائی!"۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر پھر ہمیں وہ غار کہاں ملے گا جہاں پتھر کی دلہن کو آنے کے لئے کہا گیا تھا"۔

وہ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ تھیوسانگ اور عنبر نے ایک بار پھر خط نما تعویز کو بڑے غور سے پڑھا اور دیکھا۔ اس کے کونے میں ایک جگہ مہینے کا نام لکھا ہوا تھا۔ عنبر نے وہ تاریخ تھیوسانگ کو بتائی اور کہا۔

"تھیوسانگ حساب لگا کر بتاؤ کہ یہ مہینے کا کون سا دن تھا"۔

تھیوسانگ کا خلائی ذہن تاریخ وغیرہ معلوم کرنے کے سلسلے میں بالکل کمپیوٹر کی طرح چلتا تھا۔ اس نے ایک سیکنڈ کے لئے آنکھیں بند کیں اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"موسم بہار کی چاندنی رات تھی اس روز"۔

"یعنی جس روز پتھر کی دلہن کو اس کے ہونے والے خاوند نے غار میں آنے کے لئے کہا تھا؟"

کیٹی نے سوال کیا۔

عنبر بولا۔

"بالکل یہی دن ہے۔ آج بھی تو چاند کی گیارہویں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ آج ہی کی رات ہو۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں آج کی رات اس غار کو تلاش کر کے اسی جگہ رہنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ ہمیں اس جگہ سے ماریا کا کوئی سراغ مل جائے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے تو پہلے غار تو تلاش کیا جائے۔"

انہوں نے ایک بار پھر غار کی تلاش شروع کردی۔ آخر عال چٹانوں کے درمیان کافی آگے آکر انہیں جنگل جھاڑیوں کے پیچھے ایک شگاف نظر آیا۔ وہ جلدی سے وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ یہ ایک غار کا شگاف ہے۔ اندر اندھیرا تھا۔ مگر اس اندھیرے میں بھی انہیں غار میں اترتے بڑے پتھر اور جانوروں کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ راتوں کو چیتے یا گیدڑ یہاں جانوروں کو شکار کر کے لاتے اور کھاتے تھے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"چلو غار کے اندر چلتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہی وہ غار ہے"۔

وہ چاروں غار میں داخل ہو گئے۔ غار چھوٹا سا تھا۔ اندر سوائے گرے پڑے پتھروں اور بکھری ہوئی ہڈیوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی جگہ چھپ کر رات کے دو بجے تک بیٹھے رہنا چاہیے۔ میرا دل کہتا ہے کہ یہاں کوئی شے ہونے والی ہے"۔

تھیوسانگ نے جولی سانگ اور کیٹی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ عنبر کا خیال درست ہے۔

پس انہوں نے وہیں بیٹھ کر رات کا انتظار شروع کر دیا۔ چاندنی رات کو کیا ہونے والا تھا؟ انہیں کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم نہیں تھا۔ بس ان کو یقین تھا کہ چاندنی رات میں کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا۔ پہلے تو وہ غار کے اندر بیٹھے رہے پھر غار سے باہر نکل آئے اور اس کے سامنے ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔

جب رات آدھی سے زیادہ گذر گئی اور چاند نے بھی مغرب کی طرف ڈھلنا شروع کر دیا تو ان سب کو رات کی خاموش فضا میں ایک عجیب آواز سنائی دی۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہوں کہ یہ آواز ہم نے سن لی ہے مگر اب بولنا بالکل نہیں ہے۔ خاموش رہنا ہو گا۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے چلتے وقت کسی کے پاؤں کی جھانجھر بول رہی ہو۔ جھانجھر کی پراسرار آواز خشک دریا کی طرف سے لال چٹانوں کی جانب آ رہی تھی۔ فنجر' تھیوسانگ' ہولی سانگ اور کیٹی ایک چھوٹی چٹان کے پیچھے خاموش بیٹھے تھے۔ ان کی آنکھیں اس طرف لگی تھیں جس طرف سے جھانجھر کی آواز آ رہی تھی۔

پھر انہیں مدھم ہوتی چمکی چاندنی میں ایک انسانی سایہ دکھائی دیا جو زمین سے اوپر اوپر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ اس کے چلنے کے انداز سے جھانجھر کی آواز

پیدا ہوتی تھی۔ یہ انسانی سایہ جب چٹانوں کے قریب آیا تو سب نے دیکھا کہ وہ ایک عورت تھی جس نے دلہنوں والا لباس پہن رکھا تھا۔ اس عورت کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا۔ وہ غار کے پاس آ کر رک گئی۔ پھر اس نے پلٹ کر پیچھے ایک نظر ڈالی اور غار میں داخل ہو گئی۔

فنجر نے سرگوشی کی۔

"تم نے پہچانا اسے؟ یہ وہی دلہن ہے جو پتھر کے بت کی شکل میں عجائب گھر کے باغ میں لیٹی ہے اور جس کے گلے سے ہم نے یہ تعویذ نکالا تھا"۔

تھیوسانگ آہستہ سے بولا۔

"ہاں! یہ وہی دلہن ہے۔ مگر وہ غار میں کیا کرنے آئی ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"چلو چل کر دیکھتے ہیں۔ شاید اس سے ناگ ماریا کا کچھ پتہ مل سکے"۔

چاروں ساتھی اٹھے اور چٹان کے پتھروں کے ساتھ ساتھ کھسکتے غار میں آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ غار کے اندر عورت کے آ جانے سے ہلکی ہلکی نیلی روشنی سی ہو گئی ہے۔ دلہن عورت غار کے درمیان دونوں بازو اٹھائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑی ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں پھولوں کا ہار ہے اور وہ کہہ رہی ہے۔

"کیا تم مجھے لینے نہیں آؤ گے؟ میں سینکڑوں سال سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں"۔

عنبر' تھیوسانگ' جولی سانگ اور کیٹی چپ کھڑے اس پراسرار دلہن کو دیکھ رہے تھے۔

پراسرار دلہن نے دونوں بازو نیچے کر لئے۔ سر کو جھٹک کر اپنے بالوں کو بکھیر لیا اور سر کو چاروں طرف گھما کر دیکھا۔ پھر آہستہ سے کہا۔

"میں جانتی ہوں تم لوگ غار میں موجود ہو۔ میں نے ہی تمہیں یہاں آنے کی اجازت دی تھی"۔

اب عنبر' تھیوسانگ اور کیٹی جولی سانگ کو کچھ حوصلہ ہوا۔ جولی سانگ نے آگے بڑھ کر کہا۔

"اے دکھی بہن! ہمیں بتا کہ ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہم بھی اپنے ایک بھائی ناگ اور ایک بہن ماریا سے جدا ہیں مگر ہم تمہارے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہمیں تم سے بہت ہمدردی ہے کیونکہ تو ایک ایسی دلہن ہے جو اپنے دلہا سے جدا ہو گئی ہے"۔

پراسرار دلہن کا چہرہ جولی سانگ کی طرف تھا۔

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اب تھیوسانگ عنبر اور کیٹی بھی سامنے آ گئے۔

عنبر نے کہا۔

"تم بھی ہماری بہن ہو شبانی! ہم تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ بتاؤ ہم تمہاری کس طرح مدد کر سکتے ہیں"۔

پراسرار دلہن نے غم زدہ آواز میں کہا۔

"میں جانتی ہوں تم لوگ ہزاروں سال سے ایک خطرناک اور پراسرار سفر کر رہے ہو۔ میں جانتی ہوں کہ ناگ اور ماریا تم سے جدا ہو گئے ہیں---- میں نے اسی لئے تم لوگوں کو یہاں بلایا تھا۔ کیونکہ میں جانتی تھی کہ اس دنیا کے اوپوک اور خودغرض لوگ میری مدد نہیں کر سکیں گے۔ وہ تو مجھے دیکھتے ہی چڑیل سمجھ کر یا بھاگ جاتے ہیں یا غش کھا کر گر پڑتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"شبانی بہن! ہمیں بتاؤ کہ ہم تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ وہ کون سا طریقہ ہے جس پر عمل کر کے ہم تمہیں تمہارے دلہا کے پاس پہنچائیں"۔

پراسرار دلہن نے کہا۔

"سنو! جس شخص کا بت تم لوگوں نے نیکسلا کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عجائب گھر میں دیکھا ہے اور جس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور جس کے ماتھے پر تلوار کے زخم کا نشان ہے۔ اس کا نام یم راج ہے۔ وہ دلہن چور ہے۔ وہ آج سے تین ہزار سال پہلے دلہنوں کو اغوا کر کے لے جاتا اور انہیں پتھر بنا کر زمین پر لٹا دیتا تھا۔ میرے ساتھ بھی اس نے یہی کیا۔ میری شادی ہو رہی تھی۔ میں دلہن بنی بیٹھی تھی کہ اچانک یم راج آ گیا۔ اس کو دیکھ کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ یم راج نے مجھے اشارہ کیا اور میں اس کے جادو کے اثر سے اپنے آپ اٹھ کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ پھر وہ مجھے اس ویرانے میں لے آیا جہاں آج کل فیکسلا کے عجائب گھر کا باغ ہے۔ اس نے مجھے باغ میں لیٹ جانے کا حکم دیا۔ میں لیٹ گئی۔ پھر اس نے مجھ پر طلسم کا منتر پڑھ کر پھونکا اور میں دلہنوں والے لباس اور زیورات سمیت پتھر بن گئی۔ مگر میرے گلے میں ایک تعویذ پڑا تھا۔ وہ پتھر نہ بن سکا۔ اس تعویذ کی وجہ سے میرا دل بھی دھڑکتا رہا اور میں زندہ رہی۔ میں تین ہزار سال سے اسی انتظار میں تھی کہ تم لوگ آؤ۔ میرے گلے سے تعویذ نکال کر نقشے کے مطابق اس غار میں آؤ اور میں تمہیں اپنا حال دل سناؤں۔ خدا کا شکر

ہے کہ اتنے برس گزر جانے پر تم لوگ آخر آ گئے"۔

کیٹی نے پوچھا۔

"شہزادی بہن! تمہارا دلہا کہاں ہے اور ہم اسے کہاں سے تلاش کر کے تمہارے پاس لا سکتے ہیں؟"

پراسرار دلہن نے کہا۔

"یہاں دریا پار انگور کے باغ کے پاس ایک چھوٹا سا گرجا گھر ہے۔ اس گرجا گھر کے پیچھے انگور کے باغ میں ایک کنواں بنا ہوا ہے۔ اس کنوئیں میں آج کل پانی نہیں ہے۔ کنوئیں کے اندر دیوار میں ایک شگاف ہے۔ اس شگاف کے اندر میرے خاوند میرے دلہا عاطور کی لاش دفن ہے۔ تم اس لاش پر میرے تعویذ کو رکھ دینا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ یہ کام میں نہیں کر سکتی۔ کیونکہ کنوئیں میں یم راج کا جادو ہے اگر وہاں گئی تو مجھے آگ لگ جائے گی۔ مگر آج کی دنیا کے زندہ لوگوں خاص طور پر تم لوگوں پر اس جادو کا کوئی اثر نہیں ہو گا"۔

عنبر نے کہا۔

"شہزادی بہن تم فکر مت کرو۔ اطمینان رکھو ہم ابھی تمہارے دلہا کی لاش کی طرف جاتے ہیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پراسرار دلہن نے کہا۔

"میرا دلہا عاطور زندہ ہو جانے کے بعد خود یہاں میرے پاس پہنچ جائے گا۔ تم بھی پھر یہاں میرے پاس آ جانا۔ میں تمہیں ماریا کے بارے میں بتاؤں گی کہ اس پر کیا مصیبت گزر چکی ہے"۔

عنبر، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کو خوشی ہوئی کہ انہیں پراسرار دلہن سے ماریا کا سراغ ملنے والا ہے۔ وہ اسی وقت غار سے نکل کر دریا پار والے گرجا گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دریا خشک تھا اور گرجا دریا کے دوسرے کنارے پر زیادہ دور نہیں تھا۔ چاروں دوست بہت جلد دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ انہیں چاندنی رات میں دور ایک گرجے کا مینارہ نظر آیا۔ وہ کھیتوں میں گزرتے گرجے کے پاس آ گئے۔ گرجا گھر پر خاموشی چھا رہی تھی۔ اس کے پیچھے واقعی انگور کا ایک باغ تھا۔ تعویذ عنبر نے اپنے پاس تہہ کر کے رکھ لیا تھا۔

انگور کے باغ کے باہر ایک پرانا کنواں دکھائی دیا۔ انہوں نے جھک کر کنوئیں میں دیکھا۔ نیچے پانی بالکل نہیں تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ اور کیٹی جولی سانگ کنوئیں کی دیوار میں بنی ہوئی پتھر کی سیڑھیوں کی مدد سے نیچے اتر

گئے۔ کنوئیں کی تہہ میں بائیں جانب بیچ بیچ ایک شگاف بنا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے گردن اندر ڈال کر دیکھا اور بولا۔

"اندر ایک لاش کا ڈھانچہ پڑا ہے"۔

سب نے باری باری شگاف میں سر ڈال کر لاش کے ڈھانچے کو دیکھا۔ کیٹی نے کہا۔

"دلہن کا تعویذ لاش پر رکھ دو"۔

عنبر نے آگے بڑھ کر تعویذ کو لاش کے سینے کی ہڈیوں پر رکھ دیا۔ تعویذ کے رکھتے ہی انسانی ڈھانچے نے چلنا شروع کر دیا۔ پھر ایسی آواز آئی جیسے کوئی گہرے گہرے سانس لے رہا ہو۔

اور دوسرے لمحے انہوں نے دیکھا کہ ہڈیوں کے ڈھانچے پر گوشت آ گیا ہے۔ پھر وہ ڈھانچہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ ایک بہت خوبصورت نوجوان تھا جس نے شادی کا لباس پہن رکھا تھا۔ سر پر پگڑی تھی جس میں موتیوں کا ایک چھوٹا سا تاج لگا ہوا تھا۔ اس نے عنبر، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تمہارا شکریہ میرے دوستو! میں اپنی دلہن شالی کے پاس جا رہا ہوں۔ تم سے وہاں ملاقات ہو گی"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اس کے ساتھ ہی دلما غائب ہو گیا۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"یہ کام تو ہو گیا۔ اب جلدی سے واپس پراسرار دلمن شمالی کی طرف چلو تاکہ اس سے ماریا ناگ کے بارے میں معلوم کریں"۔

سارے دوست وہاں سے سیدھے لال چٹانوں والی غار کے باہر آ کر رک گئے۔ غار کے اندر سے شمالی کی آواز آئی۔

"دوستو! اندر آ جاؤ"۔

وہ لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہوا ہے جس پر دلمن شمالی اپنے دلما سمیت کے ساتھ بڑی خوش خوش بیٹھی ہے۔ اس نے خبر کو دیکھ کر کہا۔

"خبر بھائی! میں تم سب بہن بھائیوں کو سلام کرتی ہوں کہ تمہاری وجہ سے ہم سینکڑوں برس کے بعد ایک دوسرے کو مل گئے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"شمالی بہن! اس سے ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اب تم ہمیں ناگ اور ماریا کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں اور ہم انہیں کیسے مل سکتے

ہیں"۔

پراسرار دلمن نے کہا۔

"میں اپنا وعدہ پورا کروں گی۔ سنو! جس یم راج کا تم نے عجائب گھر میں بت دیکھا ہے اس نے تمہاری بہن ماریا کو یہاں سے اغوا کیا ہے۔ وہ اسے اس زمانے سے اغوا کر اپنے زمانے میں لے گیا وہاں اس پر طلسم کا اثر ڈالا۔ اسے دلمن بنایا اور پھر اسے شہر سے باہر ایک شیش محل کے باغ میں لیٹا کر پتھر بنا دیا۔ ماریا آج بھی اس شیش محل میں پتھر بنی پڑی ہے۔ مگر وہ آج سے دو ہزار سال پہلے کے زمانے کے اسی فیکسلا کے شیش محل میں ہے۔ آج کے زمانے میں اس شیش محل کا نام و نشان بھی مٹی میں مل چکا ہے۔ لیکن جب تم آج سے دو ہزار برس پیچھے جاؤ گے تو تمہیں وہ شیش محل مل جائے گا اور تم ماریا کو دلمن کے لباس میں پتھر بنا باغ میں پاؤ گے"۔

جولی سانگ' خبر' تھیو سانگ اور کیپٹن حیرانی سے پراسرار دلمن کی باتیں سن رہے تھے۔ خبر نے کہا۔

"شمالی بہن! ہم ماریا کے پاس کیسے پہنچ سکتے ہیں"؟

پراسرار دلمن نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عجائب گھر میں یم راج کے بت کے ہاتھ میں جو پتھر کی تلوار ہے اس پر ایک نگینہ لگا ہوا ہے تم اگر اس نگینے کو اتارنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر اپنے آپ مارپا کے زمانے میں پہنچ جاؤ گے مگر یم راج بڑا زبردست جادوگر ہے۔ وہ اگرچہ مر چکا ہے مگر اس کے بت میں ابھی تک طلسم کی وجہ سے طاقت باقی ہے"۔

تھیو سانگ بولا۔

"ہم یم راج کی تلوار کا نگینہ ضرور حاصل کر لیں گے۔ اب تم ہمیں یہ بتاؤ کہ ناگ کہاں ہے"۔

پراسرار دلہن نے ناگ کے بارے میں بتایا کہ اسے ایک فرعون بیرے کے اندر دفنوا کر کے پانچ ہزار برس پرانے مصر کے زمانے میں لے گیا ہے۔ پراسرار دلہن نے بالکل سچ کہا تھا۔ کیونکہ یہی بات انہیں پیرس کے قبرستان میں سائنس دان کی روح نے بھی بتا دی تھی۔ کیٹی نے ناگ کے پاس پہنچنے کا طریقہ پوچھا تو پراسرار دلہن نے کہا۔

"تمہیں آج سے پانچ ہزار برس پہلے کے زمانے میں پہنچانا میرے اختیار میں نہیں ہے"۔

یہ کہہ کر پراسرار دلہن نے ایک بار پھر مسکراتے

ہوئے عنبر تھیو سانگ وغیرہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی یاد رکھوں گی اب میں واپس اپنی دنیا میں جا رہی ہوں۔ تمہارا ایک بار پھر شکریہ"۔

یہ کہہ کر پراسرار دلہن نے اپنے دولہا کا ہاتھ پکڑا اور دونوں غائب ہو گئے۔ ان کے غائب ہونے کے بعد غار میں اندھیرا چھا گیا۔ عنبر، تھیو سانگ، کیٹی اور جولی سانگ غار سے باہر آ کر بیٹھ گئے اور سوچ بچار کرنے لگے کہ یم راج کے بت کی تلوار میں سے نگینہ کون اتارے گا۔

تھیو سانگ بولا۔

"یہ کام میں کروں گا۔ کیونکہ مجھ پر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے اس دنیا کے جادو کا اثر کم ہوتا ہے"۔

کیٹی بولی۔

"میں بھی خلائی مخلوق ہوں۔ یہ کام میں بھی کر سکتی ہوں"۔

عنبر نے کہا۔

"چاہے تم کرو چاہے تھیو سانگ یا جولی سانگ کرے مگر خطرہ اپنی جگہ پر موجود رہے گا۔ کیونکہ یم راج

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک طاقتور جادوگر ہے۔ جو ڈھائی ہزار برس پہلے کے زمانے سے آ کر ماریا کو اغوا کر سکتا ہے وہ تمہیں بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہمیں کوئی دوسرا طریقہ سوچنا پڑے گا"۔

تھیو سانگ بولا۔

"دوسرا طریقہ کیا ہو سکتا ہے"؟

عنبر کچھ لمحے خاموش رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"تھیو سانگ! میری رائے یہ ہے کہ تم یم راج کے بت کو اپنی انگلی کی طاقت سے چھوٹا بنا دو۔ پھر تم اسی کی تلوار پر سے گھنگھرو کو کھرچ لینا۔ میرا خیال ہے کہ یم راج کے چھوٹا ہو جانے سے اس کے طلسم کا اثر اور جادو کی طاقت بھی گھٹ جائے گی"۔

تھیو سانگ مسکرا کر بولا۔

"یہ خیال مجھے پہلے نہیں آیا تھا۔ اچھا خیال ہے بس ہم اس منصوبے پر عمل کریں گے۔ میرا خیال ہے ابھی رات کا وقت ہے۔ ہم ابھی چل کر عجائب گھر میں یم راج پر حملہ کر دیتے ہیں"۔

جولی سانگ اور کیٹی نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اس کے بعد یہ چاروں دوست اور ہزاروں برس

کے ساتھی لال چٹانوں والے علاقے سے نکل کر ٹیکسلا شہر کے عجائب گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ٹیکسلا شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ شہر سو رہا تھا۔ گلیاں اور بازار سنسان تھے۔ سڑکوں پر روشنی ہو رہی تھی۔ ٹیکسلا کے عجائب گھر کے باہر ایک چوکیدار ہیٹ اوڑھ رہا تھا۔ کسی وقت وہ اٹھ کر چل پھر کر پہرہ دینے لگتا تھا۔ عنبر تھیو سانگ کیٹی اور جولی سانگ عجائب گھر کی پچھلی طرف سے دیوار پھاند کر عجائب گھر کے باغ میں داخل ہو گئے۔ ہلکی ہلکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جہاں پہلے پراسرار دلہن کا پتھر کا مجسمہ لیٹا ہوا تھا وہاں اب کچھ بھی نہیں تھا۔ پراسرار دلہن اپنے دولہا کے ساتھ اپنی دنیا میں واپس جا چکی تھی۔ اب سب کو بڑی خوشی ہوئی کہ ان کی مدد سے ایک بدنصیب دکھی دلہن کو اپنا گھر اور اپنا شوہر مل گیا تھا۔ عجائب گھر کا بڑا دروازہ بند تھا۔

لیکن دروازہ کھولنا ان لوگوں کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ عنبر نے آگے بڑھ کر دروازے کو ذرا سا اندر کی طرف دبایا تو وہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ چاروں دوست اندر داخل ہو گئے۔ عجائب گھر کے ملویل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کمرے سنسان تھے۔ الماریوں میں قیمتی تاریخی نوادرات سجے ہوئے تھے۔ چھت کے ساتھ بلب روشن تھے۔ چلتے چلتے وہ اس کمرے میں آ گئے جہاں کونے میں یم راج کا تلوار والا بت کھڑا تھا۔ کیٹی نے سرگوشی کی۔

"یہی یم راج کا بت ہے"۔

انہوں نے بت کو قریب جا کر دیکھا۔ یم راج کے بت کے ماتھے پر تلوار کے زخم کا لمبا نشان تھا۔ اس کے ہاتھ میں جو پتھر کی تلوار تھی اس کے دستے پر سرخ رنگ کا نگینہ لگا تھا۔ تنہر نے آہستہ سے کہا۔

"یہی وہ نگینہ ہے جو ہمیں ماریا کے زمانے میں پہنچا سکتا ہے۔ تھیو سانگ! تم تیار ہو گیا؟"

تھیو سانگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں تو ہر وقت تیار رہتا ہوں"۔

ہولی سانگ نے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! احتیاط سے کام لینا"۔

تھیو سانگ بولا۔

"ضرور۔۔۔۔ مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ کسی احتیاط وغیرہ کی ضرورت نہیں رہی۔ میں یم راج کو چھوٹا کرنے لگا ہوں"۔

یہ کہہ کر تھیو سانگ نے اپنے سیدھے ہاتھ کی سیدھی انگلی بت کے بازو کے ساتھ لگا دی۔ تھیو سانگ کو ایک شک ضرور تھا کہ شاید یم راج پر اس کی خلائی طاقت کا اثر نہ ہو۔ مگر تھیو سانگ کے چھونے سے یم راج ایک دم سے ننھا سا کھلونا بن گیا۔ وہ بالکل چھوٹا سا بت بن کر فرش پر اسی طرح کھڑا تھا۔ یم راج نے آگے سے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ تنہر تھیو سانگ اور ہولی سانگ بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔

"اب اسے اٹھا کر باہر لے چلتے ہیں"۔

تھیو سانگ نے یم راج کے کھلونے ایسے چھوٹے سے بت کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور وہ سب عجائب گھر کے باغ کی دیوار پھاند کر دوسری طرف نکل گئے۔ وہ سڑک پار کر کے ایک چھوٹے سے پارک میں نکل کے کھمبے کے نیچے آ کر بیٹھ گئے۔ تنہر بولا۔

"تھیو سانگ! یم راج کا بت نکال کر اس کی تلوار کا نگینہ کھرچ دو"۔

تھیو سانگ نے جیب سے یم راج کا چھوٹا سا بت نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یم راج کا بت بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔ اسی حساب سے اس کی تلوار کا نگینہ بھی چھوٹا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا تھا اور ایک سرخ نقطے کی طرح چمک رہا تھا۔ تھیو سانگ نگینے کو چاقو سے کھرچنے لگا تو جولی سانگ نے کہا۔

"ٹھہرو۔ یہ کام میں کرتی ہوں"۔

جولی سانگ کو اپنے بھائی کا خیال آ گیا تھا کہ کہیں وہ کسی مشکل میں نہ پھنس جائے۔ لیکن عنبر بولا۔

"یہ کام نہ تھیو سانگ کرے گا نہ جولی سانگ بلکہ میں کروں گا"۔

یہ کہہ کر عنبر نے تھیو سانگ کے ہاتھ سے چاقو اور یم راج کا بت لے لیا۔ عنبر نے چاقو کی نوک سرخ نگینے پر رکھی اور اسے کھرچنے لگا۔ نگینہ تلوار سے الگ ہو گیا۔ عنبر کو ایک جھٹکا لگا اور پھر آسمان پر زور سے بجلی چمکی اور فوراً گھر میں زبردست نیلی روشنی پھیل گئی۔

○ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ○

سانپ کا حملہ

بجلی کی چمک میں انہیں کچھ نظر نہ آیا۔

جب یہ چمک ختم ہوئی تو تھیو سانگ اور کیٹی نے دیکھا کہ عنبر اور جولی سانگ غائب تھے اور یم راج کا مجسمہ اپنے آپ پڑا ہو کر کونے میں اسی طرح کھڑا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے تعجب سے ادھر ادھر دیکھا پھر لپک کر یم راج کے مجسمے کے پاس آئے۔ یم راج کی تلوار کے دستے پر سرخ نگینہ اسی طرح لگا ہوا تھا۔

کیٹی نے کسی قدر پریشانی سے کہا۔

"تھیو سانگ بھیا! یہ کیا ہو گیا۔ ہم ماریا ناگ کو ڈھونڈھ رہے تھے اور عنبر جولی سانگ بھی ہم سے بچھڑ گئے؟"

تھیو سانگ غور سے یم راج کی تلوار کے دستے کو دیکھ رہا تھا۔ سرخ نگینہ اسی طرح چمک رہا تھا۔ اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا۔

"اگر ہم نے دوبارہ اسی نگینے کو کھرچنے کی کوشش کی تو ہو سکتا ہے کہ ہم بھی کسی دوسری دنیا میں پہنچ جائیں"۔

کیٹی نے کہا۔

"لیکن عنبر اور جولی سانگ کہاں گئے ہوں گے ہمیں ان کو بھی تو تلاش کرنا ہے"۔

تھیو سانگ بولا۔

"تمہاری کیا رائے ہے؟ میں اس نگینے کو اسی طرح سے نکال لوں"۔

کیٹی نے کہا۔

"میرا تو یہی خیال ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس نگینے کو قبضے میں لینے سے ہم بھی عنبر اور جولی سانگ کے پاس پہنچ جائیں اور وہاں اماریا بھی ہو"۔

تھیو سانگ بولا۔

"ٹھیک ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔

یہ کہہ کر تھیو سانگ نے چاقو کی نوک سے تلوار کے دستے پر سے سرخ نگینے کو کھرچنا شروع کر دیا۔ نگینہ

تلوار کے دستے سے الگ ہو کر ایک دم تھیو سانگ کے ہاتھوں سے غائب ہو گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ دونوں نے فرش پر جگہ جگہ تلاش کیا مگر انہیں سرخ نگینہ نہ مل سکا۔

کیٹی ٹھنڈا سانس بھر کر بولی۔

"تھیو سانگ بھائی! ہماری قسمت میں عنبر اور جولی سانگ سے جدا ہونا لکھا تھا۔ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ نگینہ انہیں غائب کرنے کے بعد خود بھی غائب ہو گیا ہے"۔

تھیو سانگ اور کیٹی مایوسی کے ساتھ غائب گھر سے نکل آئے۔ اب باغ میں پراسرار دلہن کا بت بھی نہیں تھا کہ اس سے کوئی مشورہ کرتے کہ عنبر اور جولی سانگ کو کہاں تلاش کیا جانا چاہیے۔ غائب گھر کے باہر سڑک سنسان تھی۔ رات کے تین بجنے والے تھے فیکسلا کا شہر خاموش تھا۔ سڑک پر سے کسی وقت کوئی ٹرک لاہور کی طرف گزر جاتا تھا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"کیٹی بہن! اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

کیٹی نے آہ بھر کر کہا۔

"اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ لاہور چل کر اسی ہوٹل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کچھ دن بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ آگے کیا کرنا ہو گا اور کہاں جانا چاہئے ہمیں"۔

وہ سڑک کے کنارے آ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک ویگن لاہور کی طرف جا رہی تھی۔ تھیو سانگ نے اشارہ کر کے اسے روکا اور اس میں سوار ہو کر ہوٹل میں آ گئے۔ تھیو سانگ کے پاس ابھی کچھ رقم تھی۔ انہوں نے ہوٹل میں ساتھ ساتھ دو کمرے لے لئے۔ وہ کم از کم ایک مہینہ ضرور لاہور شہر میں رہنا چاہتے تھے۔

اب ہم عنبر اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ جس وقت عنبر تلوار کے دستے سے سرخ گنبد کو کھرچ رہا تھا تو جولی سانگ اس کے بالکل قریب ہی بیٹھی تھی۔ ایک دم سے کڑاکے کی آواز بلند ہوئی۔ بجلی چمکی اور اب ایسا ہوا کہ جولی سانگ نے ڈر کر عنبر کا ہاتھ تھام لیا۔ بس عنبر کے ساتھ ہی جولی سانگ بھی طلسم کے اثر سے وہاں سے غائب ہو گئی۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خوبصورت دریا کے کنارے گھاس پر بیٹھے ہیں۔ دریا پر سجے ہوئے بجرے اور کشتیاں چل رہی ہیں۔ ایک طرف دور تک صحرا کے ٹیلے پھیلے ہوئے ہیں اور دریا کی دوسری طرف ایک شہر کی فصیل یعنی چار

دیواری نظر آ رہی ہے اور کہیں کہیں کھجور اور انجیر کے درختوں کے جھنڈ ہیں۔ لوگ قدیم زمانے کے لباس میں ملبوس دریا کنارے ٹولیوں کی شکل میں بیٹھے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ عورتوں نے سروں پر بالوں کو جوڑوں کی طرح باندھ رکھا ہے اور لمبے ریشمی لبادے پہنے ہوئے ہیں۔ عنبر نے اور جولی سانگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھائی! ایک بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ ہم تھیو سانگ اور کیٹی سے جدا ہو کر کسی بہت پیچھے کے زمانے میں آ گئے ہیں"۔

عنبر نے دریا کی دوسری طرف شہر کی فصیل کو دیکھ کر کہا۔

"یم راج کے طلسم نے اثر کر دکھایا۔ اگر تم نے میرا ہاتھ نہ پکڑا ہوتا تو تم میرے ساتھ نہ آتیں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"بجلی کی زبردست کڑک سے میں نے گھبرا کر تمہارا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ خیر اب ہمیں اس تبدیلی کو تسلیم کرنا چاہئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہاں ماریا اور ناگ سے ملاقات ہو جائے۔ کیونکہ ہمارے سفر میں ہمارے ساتھ اکثر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسا ہوتا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ کون سا شہر ہے اور ہم کون سے زمانے میں آ گئے ہیں"۔

عنبر نے کہا۔

ان لوگوں کے لباس سے تو لگتا ہے کہ ہم ہزاروں برس پہلے کے مصر کے زمانے میں آ گئے ہیں۔ میں اس علاقے کو اچھی طرح پہچانتا ہوں کیونکہ یہ میرا پرانا وطن ہے۔ میں مصر ہی کا رہنے والا ہوں۔ یہ دریا بہت چھوٹا ہے اور لاہور کی بڑی نہر جتنا ہے۔ یہ ضرور دریائے نیل ہو گا"۔

جولی سانگ نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ اگر ہم قدیم مصر میں آ گئے ہیں تو یہاں ناگ سے ملاقات ہو سکتی ہے اسے بھی تو کوئی فرعون ہی اپنے ساتھ اغوا کر کے لے گیا تھا"۔

عنبر بولا۔

"تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ ممکن ہے ناگ کے ساتھ ساتھ ماریا کا بھی یہاں سے کچھ سراغ مل جائے اور پھر ہم اکٹھے تھیو سانگ اور کینی سے جا ملیں"۔

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایک رتھ جس پر اونچے لمبے حبشی سپاہی سوار تھے اور جن کے

پاس تلوار تیر اور نیزے تھے ان کے قریب آ کر رکا۔ رتھ میں سے دو حبشی سپاہی چھلانگیں لگا کر نیچے اترے اور آتے ہی انہوں نے عنبر اور جولی سانگ کی گردنوں پر نیزے رکھ دیئے۔ ایک حبشی سپاہی نے اس زمانے کی مصری زبان میں چلا کر پوچھا۔

"تم کہاں سے آئے ہو۔ تم مصری نہیں ہو"

عنبر نے بھی اسی زبان میں کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ یہ میری بہن جولی ہے۔ ہم مصر کے ہی رہنے والے ہیں"۔

دوسرے سپاہی نے گرج دار آواز میں کہا۔

"ہمارے ساتھ چلو۔ تمہارا فیصلہ سپہ سالار کرے گا"۔

پہلے تو عنبر نے وہیں ان حبشی سپاہیوں کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا پھر خیال آیا کہ جولی سانگ اس کے ساتھ ہے۔ وہ کسی مشکل میں نہ پھنس جائے دوسرے چل کر سپہ سالار سے بھی ملنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس طریقے سے کچھ ناگ کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں۔

عنبر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بے شک سپہ سالار کے پاس لے چلو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔

مصری سپاہیوں نے عنبر اور جولی سانگ کو اسی وقت رسیوں سے جکڑ کر رتھ میں ڈالا اور گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے دونوں کو لے کر شہر کی فصیل کے اندر داخل ہو گئے۔ یہ شہر آج سے پانچ ہزار سال پہلے کا مصر کا دارالحکومت تیبس تھا جہاں ایک ایسے فرعون کی حکومت تھی جو بڑا ظالم تھا اور رعایا پر سخت ظلم کرتا تھا۔ اس کا سپہ سالار بھی بڑا جابر اور ظالم آدمی تھا۔ سپاہی سپہ سالار کے محل میں داخل ہو گئے۔ سپہ سالار اپنے عالی شان محل میں مسند پر بیٹھا تھا۔ دو مصری کنیزیں رقص کر رہی تھیں۔ سپاہیوں نے جاتے ہی عنبر اور جولی سانگ کو سپہ سالار کے سامنے پیش کر دیا۔ جولی سانگ نے راستے میں اپنی خاص زبان میں عنبر سے کہا بھی کہ ہمیں اپنی طاقت سے کام لے کر ان سپاہیوں کو ختم کر دینا چاہئے جس کے جواب میں عنبر نے کہا تھا کہ صبر سے کام لو۔ ہو سکتا ہے ہمیں سپہ سالار سے ٹاگ کے یا ماریا کے بارے میں کچھ سراغ مل جائے۔

سپہ سالار نے عنبر اور جولی سانگ کی طرف دیکھا

اور پوچھا۔

کون ہیں یہ لوگ؟"

سپاہی نے جھک کر عرض کی۔

"حضور! ہمیں یہ ملک نوبیا کے جاسوس لگتے ہیں۔ راستے میں انہوں نے اپنی زبان میں کوئی خفیہ بات چیت بھی کی تھی"۔

سپہ سالار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ کیونکہ نوبیا کے ملک سے مصر کی سخت دشمنی تھی اور جنگ لگی ہوئی تھی۔ سپہ سالار نے عنبر سے پوچھا۔

"تم یہاں کہاں جاسوسی کر رہے تھے؟ تمہارے دوسرے ساتھی یہاں کہاں ہیں؟ فوراً بتاؤ نہیں تو تمہیں بھیانک اذیت والی سزا دوں گا"۔

عنبر نے کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم بہن بھائی جاسوس نہیں ہیں۔ ملک مصر کے ہی رہنے والے ہیں اور اپنے گاؤں سے شہر کی سیر کرنے آئے تھے۔ دریا کے کنارے بیٹھے تھے کہ آپ کے سپاہی ہمیں پکڑ کر یہاں لے آئے"۔

سپہ سالار نے غصے سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم بکواس کرتے ہو۔ اگر تم نے اپنے ساتھی جاسوسوں کے نام اور پتے نہ بتائے تو میں تم دونوں کو بھوکے مگرمچھوں کے آگے ڈال دوں گا"۔

عنبر کو مگرمچھوں کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ پھر بھی جو سچی بات تھی اس کو اس نے پھر دہرایا۔

"ہم جاسوس نہیں ہیں۔ آگے آپ کی مرضی ہے ہمیں جو سزا دیں گے ہم اسے قبول کریں گے"۔

سپہ سالار کو عنبر کے اس جواب پر اور زیادہ غصہ آ گیا۔ اس نے کہا۔

"ان دونوں بہن بھائیوں کو مگرمچھوں والے تالاب پر لے چلو"۔

سپاہیوں نے اسی وقت عنبر اور جولی سانگ کو پکڑا اور محل کے پیچھے ایک ایسے تالاب کے کنارے لے آئے جس میں چار بڑے ہی خونخوار قسم کے بڑے بڑے مگرمچھ کنارے پر بیٹھے تھے۔ انہیں دو دن تک بھوکا رکھا جاتا تھا تاکہ جس بدنصیب شخص کو ان کے آگے ڈالا جائے مگرمچھ اس کی فوراً تکہ بوٹی کر دیں۔ جولی سانگ نے اپنی زبان میں عنبر سے پوچھا۔

"اب کیا ارادہ ہے؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"ہم دونوں اپنی اپنی قوت کا مظاہرہ کریں گے اب ایسا کرنا ہی پڑے گا"۔

اتنے میں سپہ سالار بھی اپنے باقی گارڈ سپاہیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ سپہ سالار کے لئے تخت بچھا دیا گیا۔ وہ خود اس اذیت ناک منظر کو دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے حکم دیا۔

"سب سے پہلے اس عنبر کو مگرمچھ کے آگے ڈالا جائے تاکہ بہن اپنی آنکھوں سے اپنے بھائی کی تکہ بوٹی ہوتے دیکھ سکے"۔

سپہ سالار کا یہ بڑا ظالمانہ حکم تھا مگر سپہ سالار ظالم شخص تھا۔ وہ ایک بہن کو بھائی کی موت پر آنسو بہاتے اور روتے دیکھنا چاہتا تھا۔ مگر جولی سانگ مطمئن تھی۔ اس نے سپہ سالار کے آگے گڑگڑا کر اپنے بھائی کی زندگی کی بالکل درخواست نہ کی۔ اس پر سپاہی اور سپہ سالار بھی کچھ حیران ہوئے۔ عنبر بھی خاموش تھا۔ اس کے چہرے پر بھی کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اس پر بھی سب لوگ تعجب میں تھے کہ عام طور پر جب کسی کو مگرمچھوں کے آگے ڈالا جاتا ہے تو وہ بدنصیب چیختا ہے چلاتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپہ سالار سے رحم کی درخواست کرتا ہے مگر عنبر اور جولی سانگ بڑے دلار اور بے نیازی سے کھڑے تھے۔

سپہ سالار نے گرج کر کہا۔

"عنبر کو مگرمچھوں کے آگے ڈال دیا جائے"۔

اسی وقت سپاہیوں نے عنبر کی رسیاں کھول دیں اور اسے اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا۔ کنارے پر بیٹھے بھوکے مگرمچھوں نے ایک انسان کو تالاب میں گرتے دیکھا تو پھنکاریں مارتے ہوئے پانی میں کود گئے اور تیزی سے عنبر کی طرف بڑھے۔ سارے سپاہی اور سپہ سالار بڑی دلچسپی سے یہ خونی منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کے خیال میں مگرمچھ ایک سیکنڈ میں عنبر کے جسم کی تکہ بوٹی کرنے والے تھے۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے جس آدمی کو مگرمچھوں کے آگے ڈالا ہے وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ ایک زبردست طاقت کا مالک ہے۔ تالاب کے باہر سپہ سالار سمیت سب سپاہی کنیزیں اور نوکر اس کا انتظار کر رہے تھے کہ ابھی مگرمچھ عنبر کے جسم کے چیتھڑے اڑا دیں گے لیکن انہوں نے ایک ایسا منظر دیکھا جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

جونہی مگرمچھ عنبر کی طرف بڑھے عنبر نے سب سے

آگے والے خونخوار مگرمچھ کو دم سے پکڑ کر ہوا میں تین چکر دے کر اتنی زور سے دوسرے مگرمچھ پر دے مارا کہ ایک دھماکہ ہوا اور دونوں مگرمچھوں کے جسموں کے ٹکڑے اڑ گئے۔ عنبر کا پوری طاقت استعمال کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اتنی طاقت سے اگر عنبر چاہتا تو قلعے کی دیوار کو گرا دیتا۔ سپہ سالار اور سب دیکھنے والوں کے منہ مارے حیرت کے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ اتنی دیر میں تیسرا اور چوتھا مگرمچھ بھی عنبر کو ہڑپ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھا۔ عنبر نے تیسرے مگرمچھ کے کھلے منہ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور ایک ہی جھٹکے سے مگرمچھ کو منہ سے لے کر دم تک چیر کر رکھ دیا۔ چوتھا مگرمچھ یہ دیکھ کر دم دبا کر بھاگ گیا۔

سپاہی اور نوکر تو سکتے میں آ گئے تھے۔ نوکروں نے عنبر کو کوئی آسمانی دیوتا سمجھ کر تالاب کے کنارے اس کے آگے سجدے کر دیئے۔ عنبر تالاب سے باہر نکل آیا تھا۔ اس کی زبردست طاقت کی وجہ سے اس کے گیلے کپڑوں میں سے گرمی کی وجہ سے بھاپ نکل رہی تھی۔ سپہ سالار پر بھی عنبر کی غیر معمولی طاقت کا بہت زیادہ اثر ہوا تھا مگر وہ اسے کوئی جادوگر سمجھ رہا تھا۔ سپہ سالار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہار ماننے والا نہیں تھا۔ اس نے چلا کر کہا۔

"اس جادوگر کی بہن کو مگرمچھ کے آگے پھینک دو"۔

سپاہیوں نے حکم پر عمل کرتے ہوئے جولی سانگ کو بھی اسی طرح تالاب میں پھینک دیا۔ تالاب میں ایک ہی خونخوار مگرمچھ باقی رہ گیا تھا۔ وہ بہت بھوکا تھا۔ اس نے عورت کو تالاب میں گرتے دیکھا تو جولی سانگ کی طرف لپکا۔ جولی سانگ کے پاس بھی غلائی طاقت تھی۔ سب سے پہلے تو اس نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے جسم کی رسیوں کو توڑ دیا۔ مگرمچھ اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ جونہی مگرمچھ نے جولی سانگ کو ہڑپ کرنا چاہا جولی سانگ نے اس کے جبڑوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور پھر ایک ایسا جھٹکا دیا کہ مگرمچھ کے جبڑے کو چیر ڈالا۔ مگرمچھ الٹا ہو گیا۔ سارا تالاب ان کے خون سے لال ہو گیا۔

عنبر نے سپہ سالار سے کہا۔

"سپہ سالار! کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا کہ ہم جاسوس نہیں ہیں"۔

سپہ سالار پر عنبر اور جولی سانگ کی طاقت کا بہت اثر ہوا تھا۔ مگر وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ ان دونوں کے پاس

کوئی جادو کا منتر ہے جس کی مدد سے انہوں نے مگرمچھوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ سپہ سالار کو یقین تھا کہ یہ دونوں جاسوس ہیں مگر جادو جانتے ہیں۔ وہ ان کے جادو کو توڑنا چاہتا تھا۔ اس نے بڑے غرور کے ساتھ کہا۔

"میں جانتا ہوں تم دونوں جاسوس ہو۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ میں تمہارے جادو کو ختم کر دوں گا"۔

پھر اس نے حکم دیا کہ ان دونوں یعنی عنبر اور جولی سانگ کو قلعے کے سب سے نچلے تہہ خانے میں بند کر دیا جائے۔ جولی سانگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر اپنی زبان میں کہا۔

"عنبر بھیا! کیا ہم پھر قید ہو جائیں گے"۔

عنبر نے کہا۔

"جولی سانگ! گھبراؤ نہیں۔ میں اس سپہ سالار کو اس کی مرضی کے مطابق شکست دینا چاہتا ہوں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اب کیا کرے گا"۔

عنبر اور جولی سانگ کو قلعے کے سب سے نچلے تنگ و تاریک قید خانے میں بند کر دیا گیا۔ سپہ سالار نے دونوں کا کھانا پانی بھی بند کر دیا۔ تین دن گذر گئے۔ سپہ سالار کا خیال تھا کہ دونوں بھوک پیاس سے نڈھال ہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے گھر جب وہ تہہ خانے میں آیا تو دیکھا کہ دونوں ہشاش بشاش اور پوری طرح صحت مند تھے۔ بھوک پیاس کا ان پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ سپہ سالار نے اسے بھی ان کے جادو کا کرشمہ ہی سمجھا۔ اب سپہ سالار نے شاہی جادوگر یعنی مندر کے کاہن کو بلایا اور ساری بات بیان کرنے کے بعد کہا۔

"یہ دونوں دشمن کے جاسوس ہیں۔ مگر ان کے پاس کوئی ایسا طلسم ہے جس کی وجہ سے ان کے اندر بڑی طاقت آ گئی ہے اور ان پر بھوک پیاس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے طلسم کی مدد سے ان دونوں کو ہلاک کر ڈالو"۔

شاہی کاہن نے گردن بڑے غرور سے بلند کی اور بولا۔

"سالار اعظم! یہ تو بڑی معمولی بات ہے۔ میں انھیں ایسا مزا چکھاؤں گا کہ مرنے کے بعد ان کی روحیں بھی یاد رکھیں گی"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"تم کیا جادو کرو گے؟ یہ لوگ بڑے تجربہ کار جادوگر ہیں"۔

کاہن بولا۔

"آپ خود دیکھ لیں گے کہ کل صبح ان دونوں کی لاشیں قید خانے میں گل سڑ رہی ہوں گی"۔

سپہ سالار بڑا خوش ہوا کہ خنجر اور جولیا سانگ کا غرور ٹوٹ جائے گا اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس نے کاہن اعظم کو اجازت دے دی۔ کاہن اعظم مصر کا سب سے بڑا جادوگر تھا۔ اس نے اپنے مکان پر آتے ہی مصر کے صحرا کا سب سے مہلک اور زہریلا سانپ نکالا اور اس پر منتر پڑھنے شروع کر دیے۔ وہ آدھی رات تک کالے زہریلے سانپ پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتا رہا۔ ان منتروں کی وجہ سے سانپ کے زہر کا اثر دس گنا بڑھ گیا۔ اب اس کالے سانپ میں اتنی طاقت اور اتنا زہر پیدا ہو گیا تھا کہ وہ محض اپنی پھنکار سے بڑے سے بڑے ہاتھی کو بھی جلا کر راکھ کر سکتا تھا۔ آدھی رات کے بعد کاہن کالے سانپ کو پٹاری میں ڈال کر سپہ سالار کے پاس آ گیا۔ اسے ساری بات بتائی تو وہ بولا۔

"کاہن اعظم! کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا سانپ ان دونوں کو ہلاک کر دے گا؟"

کاہن اعظم بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سالار اعظم! یہ سانپ تو اتنا زہریلا ہو گیا ہے کہ اب اگر یہ کسی محل کی طرف منہ کر کے پھنکار مارے تو محل کو بھی آگ لگ جائے"۔

سپہ سالار نے خوش ہو کر کہا۔

"شاباش! بس اب جلدی سے چلو اور میری آنکھوں کے سامنے ان دونوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالو"۔

کاہن سپہ سالار کے ساتھ قلعے کے تہہ خانے میں آ گیا۔ عنبر اور جولی ناگ جاگ رہے تھے اور آپس میں ناگ ماریا اور کیٹی تھیو ناگ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ جولی ناگ نے سپہ سالار اور کاہن کو دیکھا اور عنبر سے کہا۔

"میرا خیال ہے سپہ سالار اپنے ساتھ کسی جادوگر کاہن کو لایا ہے"۔

عنبر نے کاہن کو غور سے دیکھا۔ وہ اس قسم کے بہت جادوگر دیکھ چکا تھا۔ سمجھ گیا کہ یہ کاہن ہے اور کاہن جادوگر بھی ہوا کرتے تھے۔ دونوں سنبھل کر بیٹھ گئے۔ دونوں کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ سپہ سالار نے کہا۔

"عنبر! اگر تم اب بھی ہمیں صاف صاف بتا دو کہ تمہارے ساتھ اور کون کون عصر میں داخل ہوا ہے اور وہ کہاں کہاں اپنی تخریبی کارروائیاں کر رہے ہیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم دونوں کو چھوڑ دیا جائے گا"۔

عنبر مسکرایا۔

"سپہ سالار! میں نے کہہ دیا کہ میں اور میری بہن جاسوس نہیں ہیں۔ اگر تم ہم پر کوئی اور طاقت آزمانا چاہتے ہو تو وہ بھی آزما کر دیکھ لو"۔

سپہ سالار نے کاہن کو اشارہ کیا۔ کاہن نے کالے سیاہ سانپ کو پٹاری میں سے نکال کر عنبر اور جولی ناگ کی طرف پھینک دیا۔ عنبر اور جولی ناگ اپنی جگہ سے ہلکل نہ ہلے۔ سانپ کو دونوں کے جسموں میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آئی تو وہ ان کے سامنے آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور اپنے پھن کو جھکا دیا اور بولا۔

"آپ کے جسموں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آتی ہے۔ کیا آپ ناگ دیوتا کے بھائی ہیں"؟

عنبر نے کہا۔

"ہم ناگ دیوتا کے دوست اور بھائی ہیں۔ تم نے ٹھیک پہچانا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالے سانپ نے کہا۔

"کاہن نے مجھ پر طلسم پھونک کر میرے زہر کو تیز کر دیا ہے اور تم دونوں کو ڈسنے کے لئے بھیجا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ ناگ دیوتا کے بھائی بہنوں کو ڈسنے کا میں کبھی خیال بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے حکم کریں کہ میں اس کاہن کو ابھی اس گستاخی کا مزا چکھاؤں"۔

عنبر نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"میری طرف سے اجازت ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ تم کاہن اور سپہ سالار کو ہلاک مت کرو۔ بلکہ انہیں جکڑ دو"۔

کالے سانپ اسی وقت واپس کاہن اور سپہ سالار کی طرف بڑھا۔ کاہن اور سپہ سالار قید خانے کے دروازے میں کھڑے حیران ہو رہے تھے کہ سانپ نے ابھی تک عنبر اور جولی سانگ کو ڈس کر ہلاک کیوں نہیں کیا۔ اتنے میں کالے سانپ نے ایک زبردست پھنکار ماری اور اچھل کر کاہن اعظم کی گردن پر زور سے اپنا پھن مارا۔ کاہن ڈر کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا حملہ سانپ نے سپہ سالار پر کر دیا۔ پھر ان دونوں کی گردنوں پر ڈس کر تھوڑا تھوڑا زہر ان کے خون میں شامل کر دیا۔ اس

زہر کے اثر سے سپہ سالار اور کاہن نے اچھلنا شروع کر دیا۔ وہ مچھلیوں کی طرح اچھل رہے تھے اور شور مچا رہے تھے کہ ہمیں بچاؤ۔ ہمیں بچاؤ۔ سانپ کے زہر کی وجہ سے کاہن کا جادو بھی ختم ہو گیا تھا۔ اب وہ کسی پر جادو نہیں کر سکتا تھا۔ تب جولی سانگ نے سانپ سے کہا۔

"ان دونوں کے جسموں سے زہر کی مقدار واپس کھینچ لو"۔

کالے سانپ نے جہاں ڈسا تھا وہاں منہ لگا کر باری باری دونوں کے جسموں سے اپنا زہر چوس لیا۔ سپہ سالار اور کاہن ایک دم ٹھیک ہو گئے اور گھبرائی ہوئی آنکھوں سے عنبر اور جولی سانگ کی طرف تکنے لگے۔ کاہن نے سانپ کو پکڑنا چاہا مگر سانپ نے زور سے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے پھنکار کے ساتھ چنگاریاں نکلنے لگی تھیں۔ کاہن اور سپہ سالار جلدی سے پیچھے ہٹ گئے۔ عنبر نے کہا۔

"اے کاہن اعظم! تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے تمہیں اور تمہارے طلسمی منتروں کو کیسے شکست دی ہے۔ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے اپنی شکست نہیں دیکھی"؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپہ سالار مکار شخص تھا۔ اس نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عنبر اور جولی سانگ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے کر رہے گا۔ مگر اوپر سے وہ بڑی عاجزی سے بولا۔

"عنبر! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم دونوں بڑی طاقت کے مالک ہو اور جاسوس نہیں ہو۔ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ میں تمہارا تعارف فرعون سے کراؤں۔ فرعون مصر تم سے مل کر بڑا خوش ہو گا"۔

عنبر اور جولی سانگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ وہی فرعون ہو جس نے ناگ کو اغوا کیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ فرعون مصر سے ملاقات کے بعد ناگ اور ماریا کا بھی کچھ سراغ مل جائے۔

عنبر نے کہا۔

"سپہ سالار! ہمیں بھی فرعون مصر سے مل کر بڑی خوشی ہو گی"۔

سپہ سالار عنبر اور جولی کو ساتھ لے کر اپنے محل میں آ گیا۔ دوسری طرف کاہن اعظم اپنے جادو کی شکست

پر سخت غصے میں تھا۔ وہ عنبر اور جولی سانگ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ کاہن کو یہ بھی خطرہ تھا کہ عنبر فرعون سے ملنے جا رہا ہے۔ اگر فرعون اس کے جادو اور اس کی طاقت سے متاثر ہو گیا تو وہ اسے کاہن کی جگہ شاہی جادوگر مقرر کر دے گا۔ چنانچہ کاہن نے اسی وقت دل میں طے کر لیا کہ وہ عنبر اور جولی سانگ پر اپنا سب سے بڑا طلسمی منتر پھونکے گا۔ اس طلسمی منتر کے اثر سے سمندر میں آگ لگ جاتی تھی۔ عنبر اور جولی سانگ تو فرعون مصر کے دربار کی طرف چل دیئے اور کاہن اعظم نے اپنے مکان کی طلسمی کوٹھڑی میں جا کر سب سے بڑی جادوگرنی سامرانہ کی روح کو بلا لیا اور اس کو بتایا کہ میں عنبر اور جولی سانگ کو ہلاک کر کے اپنا کھویا ہوا وقار پھر سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جادوگرنی سامرانہ کی روح نے کہا۔

"میری بات غور سے سنو۔ جولی سانگ کو کسی طرح سے آگ میں ڈال دو۔ وہ آگ میں گرتے ہی جل کر راکھ ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں تمہیں عنبر کو ہلاک کرنے کی ترکیب بتاؤں گی"۔

کاہن بڑا خوش ہوا کہ کم از کم وہ جولی سانگ کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ وہ دل میں ایک سازش تیار کر کے شاہی محل کی طرف چل پڑا۔

○

پھر کیا ہوا؟

اس کے بعد کے سنسنی خیز روئیگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات پڑھنے کے لئے عنبر ناگ مارپا کی اگلی کتاب بدروح جولی سانگ آج ہی اپنے بک سٹال سے خرید کر پڑھیئے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ بمقام طیبہ سلام پریس لاہور پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہوگئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خالائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدرکوح جولی سانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 12.00

بدروح جولی سانگ

اے حمید

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا ○ کہانی نمبر ۱۸۱

بد روح جولی سانگ

اے حمید

فیروز سنز پرنٹیوٹ لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

- آخری چیخ
- کاؤ بد روح
- پدم سانپ
- پیٹ میں سانپ
- بد روح جولی سانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آخری چیخ

○

عنبر اور جولی سانگ کو فرعون کے سامنے پیش کیا گیا۔

سپہ سالار نے فرعون مصر کے آگے جھک کر کہا۔

"فرعون اعظم! یہ دونوں بہن بھائی زبردست طلسم اپنے پاس رکھتے ہیں۔ میں انہیں دشمن کے جاسوس سمجھتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ یہ بڑے تجربہ کار جادوگر ہیں اور جادوگروں کو جاسوسی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

فرعون نے عنبر اور جولی سانگ کی طرف گہری نظروں سے دیکھا اور پوچھا "کہا تم ہمارے شاہی جادوگر کے طلسم کا مقابلہ کر سکتے ہو؟ اگر تم شاہی کاہن کو طلسم میں شکست دے دو تو ہم تمہیں اپنے دربار میں شاہی جادوگر بنا کر رکھیں گے"

سپہ سالار نے کہا۔ "حضور! کاہن کا جادو عنبر اور جولی سانگ کے آگے نہیں چل سکا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کاہن کو شکست کھاتے دیکھا ہے"

اصل میں سپہ سالار کی نیت بدل گئی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ عنبر اور جولی سانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اپنے ساتھ ملا لے اور ان کے جادو کی مدد سے فرعون کو قتل کروا کر خود اس کے تخت پر قبضہ کر لے۔ فرعون کو اس طرح جادو سے ہلاک کروانا چاہتا تھا کہ کسی کو شک بھی نہ ہو کہ اسے سپہ سالار نے قتل کروایا ہے۔ اسی لئے وہ چاہتا تھا کہ کاہن کی جگہ عنبر اور جولی سانگ کو شاہی جادوگر بنا دیا جائے۔ فرعون نے کہا۔ ہم اپنی آنکھوں سے ان کے طلسم کا مظاہرہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

اتنے میں شاہی جادوگر کاہن اعظم دربار میں داخل ہوا۔ اس نے فرعون کو جھک کر آداب کیا اور بولا۔

"فرعون اعظم! جولی سانگ کو آگ میں ڈالا جائے اگر وہ اپنے جادو کے زور سے آگ میں جلنے سے بچ جائے تو میں خود اسے اپنا استاد مان جاؤں گا اور اپنی جگہ ان کے لئے خالی کر دوں گا"

فرعون نے عنبر اور جولی سانگ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا تم کاہن اعظم کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہو؟

جولی سانگ دل میں گھبرائی۔ کیونکہ وہ صرف آگ ہی سے جل کر مر سکتی تھی۔

عنبر بھی کچھ پریشان ہو گیا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"فرعون اعظم! جولی سانگ کی جگہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھا جائے۔ میری طاقت اور میرے طلسم کو آزمایا جائے"

کاہن نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"فرعون اعظم! یہ لوگ میرے جادو کی طاقت سے بچنا چاہتے ہیں۔ میری شرط یہی ہے کہ جو آگ میں جلاؤں اس میں جولی سانگ صرف پانچ منٹ تک بیٹھ کر دکھادے۔ اگر وہ پانچ منٹ کے بعد آگ سے زندہ نکل آئی تو میں اسکا شاگرد بن جاؤں گا اور اپنی جگہ اس کے لئے چھوڑ دوں گا"

سپہ سالار بھی کچھ پریشان تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ جولی سانگ تو آگ میں بیٹھنے سے گھبرا رہی تھی۔ فرعون نے جولی سانگ اور عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جولی سانگ! تمہیں اس آزمائش سے گزرنا ہی ہوگا تمہیں آگ میں زندہ رہ کر اپنی طاقت کو ثابت کرنا ہوگا۔ نہیں تو میں تم دونوں کو خود آگ میں ڈالنے کا حکم دوں گا"

اب تو عنبر اور جولی سانگ کے سامنے کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ عنبر اس وقت بھی اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے جولی سانگ کو وہاں سے نکال کر لے جا سکتا تھا مگر اسے خطرہ تھا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو سپاہی یا کاہن اعظم جولی سانگ پر آگ پھینکیں گے کیونکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کاہن کو جادو کے ذریعے جولی سانگ کی بھی کمزوری کا پتہ چل گیا تھا کہ وہ صرف آگ میں ڈالنے ہی سے ہلاک ہو سکتی ہے۔ عنبر نے جولی سانگ کی طرف دیکھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے فرعون اعظم! میں آگ میں پانچ منٹ تک بیٹھنے کو تیار ہوں۔ مگر مجھے آج رات کی مہلت دی جائے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرعون نے کہا۔

"میں تمہیں آج رات کی مہلت کی اجازت دیتا ہوں۔ کل صبح تمہیں آگ میں ڈال دیا جائے گا۔"

فرعون نے حکم دیا کہ ان دونوں یعنی عنبر اور جولی سانگ کو زنجیروں میں جکڑ کر شاہی تہہ خانے میں ڈال دیا جائے۔ جب عنبر اور جولی سانگ کو سپاہی زنجیریں ڈال کر لے گئے تو فرعون نے دربار برخاست کر دیا۔ سپہ سالار نے کاہن کو ایک طرف لے جا کر پوچھا۔

"کیا واقعی تم جولی سانگ کو آگ میں جلا سکتے ہو؟"

سپہ سالار یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا کاہن کا جادو عنبر جولی سانگ کے جادو سے زیادہ طاقت ور ہے؟ کاہن نے اسے یہ نہ بتایا کہ اس نے جادو گرنی سامرانہ کی روح سے مشورہ کے بعد جولی سانگ کو آگ میں بیٹھنے کے لئے کہا ہے۔ وہ بولا۔

"سپہ سالار اعظم! کل تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ میرا جادو ان کے مقابلے میں کتنا طاقتور ہے جب میرے جادو کی آگ جولی سانگ اور پھر عنبر کو جلا کر راکھ کر دے گی۔"

سپہ سالار سوچ میں پڑ گیا۔ وہ کاہن کو فرعون کے خلاف اپنی سازش میں شریک نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ کاہن فرعون کا وفادار ملازم ہے۔

دوسری طرف عنبر اور جولی سانگ شاہی قید خانے میں زنجیروں میں جکڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑے تھے۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"رات ہو رہی ہے عنبر! اب ہمیں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں سے نکل جانا چاہئے؟"

عنبر بولا۔

میں نے یہی منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ مگر تھوڑا انتظار کرو۔ رات زیادہ گزر جائے۔ مجھے اپنی کوئی فکر نہیں۔ صرف تمہارا ڈر ہے کہ کہیں تم پر آگ لگانے والا تیل نہ پھینک دیا جائے۔ کیونکہ صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اس کاہن اعظم کو تمہاری اس کمزوری کا پتہ چل گیا ہے کہ تم آگ میں جل کر مر سکتی ہو اور کسی طریقے سے نہیں مر سکتیں۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہ سالا بڑا ہمدرد بن رہا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کاہن کا دشمن ہو اور ہمیں ساتھ ملا کر کوئی سازش کرنا چاہتا ہو"

عنبر نے کہا۔

ہمیں اس کی سازش سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو صرف اس لئے یہاں دیر کر رہا تھا کہ شاید فرعون سے ناگ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔"

جولی سانگ بولی۔

"مگر اب تو میری زندگی اور موت کا معاملہ ہے ہمیں یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے فرار ہو جانا چاہئے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر آہ بھر کر بولی۔

"افسوس اس بات کا ہے کہ ہم اس کاہن سے شکست کھا کر بھاگ رہے ہیں اور ایسا تمہارے ساتھ کبھی نہیں ہوا"

اتنا سننا تھا کہ قید خانے میں روشنی چمکی اور کونے میں دیوی طلامہ کی روح نمودار ہو گئی۔ یہ وہ دیوی طلامہ تھی جس نے عنبر کو سب سے پہلے زبردست طاقت دے کر تاریخ کے اس طویل ترین سفر پر روانہ کیا تھا۔ عنبر نے طلامہ کو فوراً پہچان لیا اور اس کی تعظیم کی اور بولا۔

"دیوی طلامہ! تمہیں اتنی مدت بعد دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ تمہارا آنا ہمارے لئے نیک شگون ہے"

دیوی طلامہ نے کہا۔

"عنبر! اس وقت میں صرف تمہاری بہن اور خالق مخلوق جولی سانگ سے ملنے آئی ہوں۔ کیونکہ میں یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتی کہ تم میں سے کسی کو دشمن کے آگے ہار ماننی پڑے اور تم شکست کھا کر میدان سے بھاگو"

جولی سانگ دل میں بڑی خوش ہوئی۔ اس نے پوچھا۔

"عظیم دیوی طلامہ! آگ میری کمزوری ہے۔ میں کسی دوسرے طریقے سے نہیں مر سکتی مگر آگ مجھے جلا کر راکھ کر سکتی ہے۔ آگ میری موت ہے"

دیوی طلامہ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"موت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور اس کے حکم سے موت آتی ہے۔ آگ کو بھی گرمی اور تپش خدا ہی نے عطا کی ہے اور خدا اگر چاہے تو آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔

عنبر نے پوچھا۔

"دیوی طلامہ! کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کل جولی سانگ پر آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔

دیوی طلامہ نے کہا۔

"تم دونوں عام انسانوں کی طرح ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تم میں کچھ طاقتیں اللہ کی طرف سے آگئی ہیں۔ تمہارے سے آگ سے اس کی طاقت نہیں چھینی جا سکتی۔ ہاں اتنا ہو سکتا ہے کہ خود جولی سانگ کے اندر اتنی طاقت پیدا کر دی جائے کہ اس پر آگ کا اثر نہ ہو۔ جس طرح ایک آدمی پر ساتی اوڑھ کر بارش میں نکلتا ہے تو اس پر بارش کا اثر نہیں پڑتا"

جولی سانگ نے جلدی سے پوچھا۔

"دیوی طلامہ! مجھے وہ طاقت کون عطا کرے گا؟

دیوی طلامہ کہنے لگی۔

"یہ طاقت تمہیں اللہ ہی دے گا مگر میرے ذریعے سے یہ طاقت تمہیں دی جائے گی۔ اور تم فتح حاصل کرو گی۔ اس کے بعد چاہے یہاں رہنا چاہے چلی جانا"

عنبر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دیوی طلامہ! تمہارا بہت بہت شکریہ جولی سانگ کو وہ طاقت ضرور عطا کرو جو اسے آگ سے بھی ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے"

دیوی طلامہ نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ طاقت میں نہیں دے رہی بلکہ خدا اسے عطا کر رہا ہے لیکن میرے ذریعے عطا کرے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ طاقت صرف اس وقت کے لئے ہو گی۔ اس کے بعد یہ طاقت جولی سانگ سے واپس لے لی جائے گی اس کے بعد جولی سانگ کو آگ سے بچنا ہو گا کیونکہ پھر آگ اسے جلا ڈالے گی"

جولی سانگ نے کہا۔

مجھے منظور ہے دیوی طلامہ! مگر فرعون کی آگ سے مجھے کامیاب اور زندہ بچا لو۔ اسی طرح سے ہماری فتح ہو گی"

دیوی طلامہ نے جولی سانگ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کہا۔

"میرے پاس آؤ"

جولی سانگ دیوی طلامہ کے قریب چلی گئی۔ دیوی طلامہ نے جولی سانگ کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ جولی سانگ کا جسم ایک پل کے لئے روشن ہو گیا۔ دیوی طلامہ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا اور کہا۔

"اب اللہ کے حکم سے آگ تم پر اثر نہیں کر سکے گی مگر یہ مت بھولنا کہ یہ طاقت صرف فرعون کی آگ کے لئے تمہیں دی گئی ہے۔ اس کے بعد آگ میں کودو گی تو جل کر راکھ ہو جاؤ گی"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے دیوی طلامہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پوچھا۔

"دیوی طلامہ! کیا تم ناگ اور ماریا کے بارے میں ہمیں بتا سکتی ہو کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟"

دیوی طلامہ نے کہا۔

میں ضرور بتا سکتی ہوں۔ مگر مجھے بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ کام تمہیں خود کرنا ہے۔ کیونکہ یہی تمہارے سفر کا مقصد ہے۔ اب میں جاتی ہوں۔

اس کے ساتھ ہی دیوی طلامہ غائب ہو گئی قید خانے کی روشنی بھی ختم ہو گئی جولی سانگ نے خوش ہو کر عنبر سے کہا۔

"عنبر بھیا! مجھے اپنے جسم میں زبردست طاقت محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میں آگ میں زندہ رہوں گی"

عنبر بولا۔

خدا کے حکم سے تم آگ میں زندہ رہو گی"

اتنے میں وہاں سپہ سالار آ گیا۔ اس کو دیکھ کر عنبر اور جولی سانگ خاموش ہو گئے۔ سپہ سالار ان دونوں کو ساتھ ملا کر فرعون کے خلاف انہیں استعمال کرنا چاہتا تھا۔ کہنے لگا۔

"جولی سانگ! کاہن نے تمہارے خلاف زبردست سازش کی ہے۔ تم کو میں تمہیں بچانے آیا ہوں۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ تم کاہن کی آگ میں زندہ نہیں بچ سکو گی اور تمہارا طلسم کاہن کے طلسم سے کمزور ہے تو میرے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں سے نکل چلو۔ میں نے تمہیں اور عنبر کو فرار کرنے کا سارا بندوبست کر لیا ہے"

اب جولی سانگ کو بھلا کیا فکر ہو سکتی تھی۔ اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"سپہ سالار اعظم! تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ میں جولی سانگ ہوں۔ میرا طلسم کاہن کے طلسم سے زیادہ طاقتور ہے۔ کل تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ میں آگ میں پانچ منٹ تک بیٹھنے کے بعد بھی آگ میں سے زندہ باہر نکل آؤں گی۔"

سپہ سالار جولی سانگ کے اس انکشاف پر بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم آگ میں سے زندہ نکل آؤ گی؟"

عنبر نے کہا۔

"اسکا ثبوت تمہیں کل مل جائے گا۔

سپہ سالار بڑا خوش ہوا اور واپس چلا گیا۔

دوسرے دن محل کے سامنے میدان میں ایک گہرا گڑھا کھود کر اس میں ہزاروں من لکڑیاں ڈال کر صبح ہی سے آگ روشن کر دی گئی۔ جس وقت فرعون کا تخت آگ سے دور ایک اونچے چبوترے پر لگا دیا گیا اور فرعون اپنی ملکہ کے ساتھ آکر بیٹھ گیا اس وقت تک گڑھے میں آگ خوب سرخ ہو چکی تھی۔ اور اتنی تپش تھی کہ آگ کے قریب کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے اوپر سے کوئی پرندہ بھی نہیں اڑنے کی جرات کرتا تھا۔ سپہ سالار اعظم، اور دوسرے درباری اور کاہن اعظم بھی وہاں آ گئے۔ فرعون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے حکم دیا۔

"عنبر اور جولی سانگ کو لایا جائے"

اسی وقت سپاہی قید خانے کی طرف دوڑے اور تھوڑی دیر بعد عنبر اور جولی سانگ کو لے کر واپس آ گئے۔ فرعون نے کہا۔

"جولی سانگ اگر اب بھی تم اپنی شکست مان جاؤ تو میں تم دونوں کو معاف کر دوں گا اور اپنے ملک سے جلاوطن کر دوں گا۔"

جولی سانگ کو دیوی طلاسہ کے ذریعے ایک نئی آسمانی طاقت مل چکی تھی جس کو وہ اپنے جسم میں محسوس بھی کر رہی تھی۔ اس نے بڑے اعتماد سے کہا۔

"فرعون اعظم! میں اپنی شکست کیوں تسلیم کروں جبکہ مجھے معلوم ہے کہ میں آگ میں زندہ رہوں گی۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔"

فرعون اور سپہ سالار اور کاہن اعظم نے چونک کر دیکھا۔ فرعون نے پوچھا۔ "کونسی شرط ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"میری شرط یہ ہے کہ اگر میں آگ میں پانچ منٹ بیٹھ کر زندہ واپس نکل آئی تو کاہن اعظم کو اسی آگ میں صرف ایک منٹ تک بیٹھنا ہو گا؟۔

کاہن اعظم کا ایک بار تو رنگ اڑ گیا۔ سپہ سالار اور عنبر نے فرعون کی طرف دیکھا کہ دیکھیں وہ کیا کہتا ہے۔ اتنے میں کاہن بولا۔ یہ فضول شرط ہے فرعون اعظم!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرعون نے پوچھا۔

"کاہن اعظم! اگر تمہیں اپنے جادو پر بھروسہ ہے تو پھر تم کیوں ڈرتے ہو؟ تمہیں تو یقین ہونا چاہئے کہ جولی سانگ تمہاری آگ سے زندہ نہ نکل سکے گی"

کاہن بولا۔

"حضور! یہ مجھے پورا یقین ہے۔ یہ لڑکی میرے طلسم کا مقابلہ نہیں کر سکتی"

فرعون نے کہا۔

"تو پھر تم آگ میں جانے سے کیوں ڈرتے ہو؟ میں حکم دیتا ہوں کہ اگر جولی سانگ آگ میں پانچ منٹ بیٹھنے کے بعد زندہ بچ گئی تو اس کے بعد کاہن کو آگ میں ایک منٹ کے لئے بیٹھنا ہو گا"

کاہن اعظم سہم گیا۔ اسے شک تھا کہ شاید اسکا جادو اسے آگ کی تپش سے نہ بچا سکے۔ مگر فرعون نے حکم کر دیا تھا۔ اب اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی تھی۔ فرعون نے کہا۔

"جولی سانگ کو آگ میں ڈال دیا جائے۔"

سپاہی جولی سانگ کو اٹھا کر آگ میں پھینکنے کے لئے آگے بڑھے تو جولی سانگ نے کہا۔

"میں خود آگ میں داخل ہوں گی"

عنبر مسکرا رہا تھا۔ سپہ سالار پریشان تھا کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ کاہن اعظم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر موت کا خوف سوار تھا۔ اسے ڈر تھا کہ شاید وہ آگ میں زندہ نہ رہ سکے۔ اس کا جادو بھی اسے آگ کے شعلوں سے نہ بچا سکے۔

جولی سانگ نے گردن اٹھائی اور بڑی شان سے آگ کی طرف چل پڑی گڑھے میں آگ اتنی سرخ اور گرم تھی کہ اس کے قریب قریب زمین کی ساری گھاس جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ تپش اتنی تھی کہ آگ کے گڑھے کے دس دس گز تک کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ جولی سانگ آہستہ آہستہ آگ کے گڑھے کی طرف جا رہی تھی۔ سب کھلی آنکھوں سے تک رہے تھے۔ سوائے عنبر کے اور سب کو یقین تھا کہ آگ کے قریب پہنچتے ہی جولی سانگ جل کر راکھ ہو جائے گی۔ جولی سانگ جب آگ کے قریب پہنچی تو اس نے محسوس کر لیا کہ اس پر آگ کا اثر نہیں ہو رہا۔ اس سے جولی سانگ کا حوصلہ بڑھ گیا۔ وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ کر رک گئی۔ شعلے اس کے چہرے کے قریب بلند ہو رہے تھے مگر جولی سانگ کو ان کی ذرا سی بھی گرمی اور تپش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ جولی سانگ کو اب پورا یقین ہو گیا تھا کہ آگ اس پر اثر نہیں کر رہی اور وہ بڑے اطمینان سے آگ میں جا کر بیٹھ سکے گی۔

جولی سانگ نے چہرہ اٹھا کر پیچھے عنبر کی طرف دیکھا اور ہاتھ ہلا کر کہا۔

"میں آ رہی ہوں عنبر!"

یہ کہہ کر جولی سانگ گڑھے کی آگ میں اتر گئی۔ گڑھے میں اترنے کے لئے سیڑھیاں بنا دی گئی تھیں۔ جولی سانگ اب آگ کے شعلوں کے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگئی تھی۔ اس کے کانوں میں شعلوں کا زبردست شور بلند ہو رہا تھا مگر جولی سانگ پر آگ کا ذرا سا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ جولی سانگ کے کپڑے، سر کے بال، یہاں تک پلکوں کے بال بھی اسی طرح آگ سے محفوظ تھے۔ جولی سانگ کو ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی ٹھنڈی جگہ پر آگئی ہے۔ جولی سانگ دل میں بڑی خوش تھی اور خدا کا شکر ادا کر رہی تھی جس نے اسے یہ خاص طاقت عطا کی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے دہکتے ہوئے سرخ انگاروں پر بیٹھ گئی۔ وہ پورے پانچ منٹ تک اس بھڑکتی ہوئی خوفناک آگ کے اندر بیٹھی رہی جب اسے یقین ہو گیا کہ اسے آگ میں بیٹھے بیٹھے پانچ کی بجائے سات آٹھ منٹ گزر گئے ہیں تو وہ اٹھی اور گڑھے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ باہر فرعون سپہ سالار اور کاہن اور عنبر بے چین نظروں سے گڑھے کے اندر سے اٹھتے آگ کے بھیانک شعلوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ہر کسی کو یقین تھا کہ آگ نے اب تک جولی سانگ کی ہڈیاں بھی جلا کر راکھ کر دی ہوں گی۔ صرف عنبر کو یقین تھا کہ جولی سانگ زندہ باہر آ جائے گی۔ لیکن جب پانچ منٹ گزر گئے اور جولی سانگ آگ سے باہر نہ نکلی تو عنبر پریشان ہو گیا۔ سپہ سالار بھی کچھ گھبرا گیا۔ صرف کاہن خوش تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے فرعون کی طرف دیکھا اور جھک کر عرض کی۔

"حضور! آپ نے دیکھ لیا کہ یہ عورت میرے طلسم کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ آگ نے اسے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ اب وہ کیا آگ سے باہر آئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گی گڑھے میں سے اسکی ہڈیاں بھی نہیں ملیں گی
فرعون نے کہا۔
وہ تم ٹھیک کہتے ہو کاہن اعظم! یہ عورت تمہارے مقابلے میں کم تر جادو گرنی تھی۔ لہٰذا آگ نے اسے چاٹ ڈالا ہے۔"
فرعون نے واپس محل میں چلنے کا حکم دیا تو عنبر نے کہا۔
"حضور انور! صرف دو منٹ اور انتظار کر لیا جائے"
کاہن بولا۔
اب انتظار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں عنبر! تمہاری جادوگرنی بہن اب کبھی آگ کے گڑھے سے باہر نہ آئے گی۔ یہ جل کر راکھ ہو چکی ہے"
عنبر نے فرعون کی طرف دیکھ کر ادب سے کہا۔
"فرعون اعظم! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ صرف دو منٹ اور انتظار کر لیا جائے۔
فرعون نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری تسلی کے لئے دو منٹ اور انتظار کر لیتے ہیں۔"
تخت اٹھانے والے حبشی غلام پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک بار پھر سب کی نظریں گڑھے میں بلند ہوتے شعلوں پر ٹک گئیں۔ اچانک آگ کے شعلوں میں سے جولی سانگ باہر آتی نظر آئی۔ اس پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس کے کپڑے اور سر کے بال بھی بالکل سلامت تھے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو دیکھتے ہی کاہن پر جیسے بجلی گر پڑی۔ وہ سکتے میں آ گیا۔ عنبر نے خوش ہو کر کہا۔

"فرعون اعظم! میں نہ کہتا تھا کہ جولی سانگ پر آگ کا اثر نہیں ہو سکتا۔ وہ کاہن اعظم سے زیادہ طاقتور ہے۔"

سپہ سالار کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ جولی سانگ بڑے اطمینان کے ساتھ ایسے مسکراتی ہوئی چلی آ رہی تھی جیسے آگ کے اندر سے نہیں بلکہ کسی باغ کے اندر سے سیر کر کے واپس آ رہی ہے۔ وہ سیدھی فرعون کے سامنے آئی اور ادب سے بولی۔

"فرعون اعظم! آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ آگ میں سات منٹ تک بیٹھنے کے بعد بھی میں زندہ سلامت اس میں سے باہر نکل آئی ہوں۔ اب آپ اپنا وعدہ پورا کریں اور اس آگ میں کاہن کو صرف ایک منٹ تک بیٹھنے کا حکم کریں۔"

اتنا سننا تھا کہ کاہن کا چہرہ دہشت کے مارے سفید پڑ گیا۔ وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکا جادو اسکا کوئی منتر اسے آگ کے شعلوں سے نہ بچا سکے گا۔ اس نے فرعون کے قدموں میں گرتے ہوئے گڑگڑا کر کہا۔

"حضور! میری جان بخشی کی جائے۔ مجھے معاف کیا جائے"

فرعون نے کہا۔

ہم نے جولی سانگ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کریں گے۔ اور تم کیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھبرا رہے ہو۔ جب تم نے ہولی سانگ کو آگ میں پانچ منٹ تک بیٹھنے کے لئے کہا تھا تو وہ تو بالکل نہیں گھبرائی تھی۔ وہ تو بڑے آرام سے آگ میں اتر گئی تھی پھر تم کیوں گھبراتے ہو؟ تمہیں صرف ایک منٹ ہی آگ میں رہنا ہو گا"

کاہن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

فرعون اعظم! میری جان بخشی کی جائے۔ میں آگ میں نہیں اتروں گا"

فرعون نے غصے سے کہا۔

"اگر تو اتنا ہی کمزور کاہن ہے تو پھر تمہیں فرعون کے شاہی کاہن ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نے زبان دی ہے۔ اب تمہیں آگ میں ایک منٹ تک بیٹھنا ہی ہو گا۔ اگر تم اپنے آپ آگ میں نہ اترے تو تمہیں اٹھا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا"

کاہن تھر تھر کانپنے لگا۔ موت کے خوف سے اس کا حلق خشک ہو گیا اس کے منہ سے بات نہیں نکلتی تھی۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ کاہن نے گھبرا کر کہا۔ "نہیں حضور! میں خود آگ میں اتروں گا۔ میں خود ہی آگ میں اتروں گا۔ یہ کہہ کر کاہن نے جتنے منتر یاد تھے پڑھنے شروع کر دیئے۔ مگر موت کے خوف کی وجہ سے اسے پورے منتر یاد نہیں آ رہے تھے۔ وہ ڈرتے ڈرتے لڑکھڑاتے قدموں سے آگ کے گڑھے کی طرف بڑھا۔ جونہی آگ کے قریب پہنچا تو دور سے ایسی زبردست تپش محسوس ہوئی کہ ڈر اپیچھے کو بھاگا۔ فرعون نے چلا کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ اسے اٹھا کر آگ میں پھینک دیا جائے"

فوراً چار ہٹے کٹے حبشی کاہن کی طرف دوڑے۔ انہوں نے کاہن کو اٹھایا اور آگ میں پھینک دیا۔ کاہن کی چیخ بلند ہوئی یہ اسکی آخری چیخ تھی۔ اس کے بعد کوئی آواز نہ آئی شعلوں نے کاہن کو ایک سیکنڈ کے اندر اندر جلا کر راکھ کر دیا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاؤ بد روح

کاہن کی موت کے بعد فرعون نے جولی سانگ کو دربار کی نئی کاہنہ بنا دیا۔ عنبر کو درباری بنا دیا گیا۔ جولی سانگ اور عنبر کو فرعون کے دربار کے عہدوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو ناگ اور ماریا کی کھوج میں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شاید اس فرعون سے انہیں ناگ کا کچھ پتہ چل جائے۔ کیونکہ سائیس دان کی روح نے انہیں بتایا تھا کہ ناگ کو فرعونی بیرے کا فرعون اپنے ساتھ لے گیا ہوا ہے۔

دوسری طرف سپہ سالار فرعون کے خلاف عنبر اور جولی سانگ کے جادو اور ان کی طاقت کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اس نے عنبر اور جولی سانگ سے دوستی بڑھانی شروع کر دی۔ عنبر اور جولی سانگ کو سپہ سالار کی نیت کا بہت جلد علم ہو گیا کہ وہ فرعون کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ایک دن سپہ سالار نے عنبر اور جولی سانگ پر اپنے دل کی بات کھول ڈالی اور کہا۔

"اگر تم میرے ساتھ مل کر فرعون کو ختم کر دو تو میں جولی سانگ کو اپنی مشیر اور عنبر کو اپنا خاص وزیر بنا دوں گا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی سانگ اور عنبر نے آج تک کبھی کسی کو محض کسی دنیاوی لالچ یا کسی کی خواہش پر قتل نہیں کیا تھا۔ مگر عنبر بھی سپہ سالار کو بھی اپنا دشمن نہیں بنانا چاہتا تھا کیونکہ ناگ اور ماریا کے کھوج کے لئے ابھی فرعون کے دربار میں ان کا رہنا بہت ضروری تھا۔ عنبر نے سپہ سالار سے کہا۔

"ہمیں اپنے گرو کی طرف سے حکم ہے کہ ہم کسی بادشاہ کے خلاف اپنے جادو کے منتر استعمال نہیں کریں گے"؟

سالار بولا۔

"لیکن تمہارے جادو کے منتروں کے بغیر تو میں تخت پر قبضہ نہیں کر سکتا"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"تم تھوڑا انتظار کر لو۔ ہم اپنے گورو سے اسکی اجازت لینے کی کوشش کریں گے"

سپہ سالار نے کہا۔

میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ میں تمہیں پندرہ دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اس دوران تم اپنے گورو سے بھی اجازت لے لو۔ اس کے بعد میں تمہارا انتظار نہیں کروں گا"

عنبر نے کہا۔

ہم گورو سے اجازت لینے کی کوشش کریں گے"

جب سپہ سالار چلا گیا تو جولی سانگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ تو ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ خواہ مخواہ محض اس شخص کی خواہش کی خاطر فرعون کو قتل کر دیں یا قتل کرنے میں اسکی مدد کریں"

عنبر بولا۔

"کیا خیال ہے اگر ہم یہ سازش فرعون کے سامنے بے نقاب کر دیں۔ اس طرح سے فرعون پر ہمارا اعتماد بڑھ جائے گا اور وہ ہمیں ناگ کے بارے میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بتا دے گا"

جولی سانگ کچھ سوچ کر بولی۔

"یہ مناسب ہو گی عنبر۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ ہم سپہ سالار کو صاف انکار کر دیں"

عنبر کچھ شرما کر کہنے لگا۔

"میں ناگ کی محبت میں یہ کہہ گیا تھا۔ ویسے بھی یہ سپہ سالار فرعون سے کم ظالم نہیں ہے۔ اس کے بارے میں بھی یہاں مشہور ہے کہ سینکڑوں بے گناہ لوگوں کو قتل کروا چکا ہے۔ خیر تم اگر نہیں چاہتی ہو تو فرعون سے بات نہیں کرتے۔ چلو سپہ سالار کو صاف انکار کر دیتے ہیں"

چنانچہ دوسرے ہی دن عنبر اور جولی سانگ نے سپہ سالار کے پاس جا کر صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارے گورو رات خواب میں آئے تھے۔ انہوں نے ہمیں فرعون کے خلاف طلسمی منتر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی۔

سپہ سالار کو غصہ آ گیا کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر تم انکار نہیں کر سکتے"

ہولی سانگ کو بھی غصہ آ گیا۔ کہنے لگی۔

"تم کون ہوتے ہو ہمیں حکم دینے والے۔ میں شاہی کاہنہ ہوں اور عنبر فرعون کا مشیر خاص ہے۔ اور پھر ہمارے پاس طلسمی طاقت بھی ہے۔

سپہ سالار بڑا عیار شخص تھا۔ فوراً اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا۔

"ہولی بہن اور عنبر بھائی تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو گئے۔ ٹھیک ہے اگر تمہارے گورو نے اجازت نہیں دی تو کوئی بات نہیں۔ بھلا میں تم لوگوں کو کیسے مجبور کر سکتا ہوں۔ جیسے تمہاری مرضی۔ مگر میں تم سے ایک وعدہ ضرور لوں گا کہ اس سازش کا ذکر فرعون سے نہیں کرو گے"

عنبر ہولی سانگ نے کہا کہ ہم فرعون سے اسکا ذکر نہیں کریں گے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت فرعون کا ایک خاص غلام وہاں ایک ستون کے پیچھے کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے اسی وقت فرعون کو جا کر خبر کر دی کہ سپہ سالار حضور کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ فرعون کی آنکھوں سے چنگاریاں چھوٹنے لگیں۔ اس نے غلام سے پوچھا۔

"اس کے ساتھ کون کون اس سازش میں شریک ہے"

غلام نے عرض کی۔

"حضور! سپہ سالار نے عنبر اور ہولی سانگ کو لالچ دے کر ساتھ ملانے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوشش کی تھی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔"

فرعون کو یہ سن کر خوشی ہوئی کہ خنجر اور بھولی سانگ اس کے وفادار ہیں۔ فرعون نے غلام کو واپس بھیج دیا اور اپنے شاہی جلاد کو اسی وقت اپنے محل میں طلب کیا۔ جلاد نے آتے ہی سر جھکا دیا۔

فرعون نے کہا۔

"اگر میں تمہیں کہوں کہ مجھے تمہارا سر چاہئے تو کیا تم میرا حکم مانو گے"

جلاد نے خنجر نکال کر اپنی گردن پر رکھ دیا اور ہاتھ چلا کر اپنی گردن کاٹنے ہی لگا تھا کہ فرعون نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ روک دیا۔

اور کہا۔

"شاہی جلاد! مجھے تمہاری وفاداری پر کبھی بھی شک نہیں ہوا۔ شاباش! مگر میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا۔ اب میری بات غور سے سنو! مجھے سپہ سالار کا سر چاہئے۔ ابھی۔ اسی وقت!"

شاہی جلاد نے سر جھکا کر کہا۔

"میں ابھی سپہ سالار کا سر حاضر کئے دیتا ہوں"

یہ کہہ کر شاہی جلاد باہر نکل گیا۔

اس وقت سپہ سالار اپنے محل کے سب سے اوپر والے کمرے میں بیٹھا آرام کر رہا تھا اور اس سوچ میں گم تھا کہ وہ فرعون کو کس طرح قتل کرے۔ کیونکہ فرعون کے گرد ہر وقت اس کے محافظ اسکی حفاظت کرتے تھے اور ان کو رشوت نہیں دی جا سکتی تھی۔ سپہ سالار ایک دو مہری سازش پر غور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر رہا تھا اور دوسری طرف شاہی جلاد بھی محل کی پچھلی دیوار پھاند کر کمند کے ذریعے چڑھتا اوپر والی منزل میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ سپہ سالار کسی گہری سوچ میں گم ہے۔ اسکی پیٹھ جلاد کی طرف تھی۔ جلاد نے کمان میں تیر چڑھا کر چھوڑ دیا۔ تیر کمان سے نکل کر سپہ سالار کی پیٹھ میں گھس گیا۔ یہ زہریلا تیر تھا۔ سپہ سالار چکرا کر گرا۔ جلاد چھلانگ لگا کر اس کے اوپر پہنچ گیا اور خنجر کے ایک ہی وار سے اسکی گردن کاٹی۔ اسے تھیلے میں بند کر کے گلے میں ڈالا اور کمند کی مدد سے محل سے نیچے اتر کر سیدھا شاہی محل میں پہنچ گیا اور فرعون کے سامنے سپہ سالار کا سر پیش کر دیا۔ فرعون نے اپنے دشمن کے سر کو دیکھا اور اس کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور جلاد سے کہا۔

"شاباش! تم میرے وفادار غلام ہو۔ اس غدار کے سر کو لے جا کر شہر کے دروازے میں لٹکا دو اور شہر میں اعلان کرا دو کہ سپہ سالار نے فرعون اعظم کا تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی جس کی سزا اسے مل گئی"

اسی وقت سپہ سالار کا سر شہر کے سب سے بڑے دروازے میں لٹکا کر شہر میں اعلان کروا دیا گیا۔ عنبر اور جولی سانگ کو جب پتہ چلا کہ فرعون نے سپہ سالار کا سر قلم کروا دیا ہے تو انہیں نہ خوشی ہوئی نہ افسوس ہوا۔ اسی روز شام کو فرعون نے عنبر اور جولی سانگ کو اپنے خاص کمرے میں طلب کر لیا۔ اس وقت وہاں ملکہ مصر بھی موجود تھی۔

فرعون نے کہا۔

"ہمیں اطلاع مل چکی ہے کہ سپہ سالار نے ہمارے خلاف سازش میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں شامل کرنے کی کوشش کی تھی مگر تم دونوں نے انکار کر دیا۔ اس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ تم مجھ سے جو مانگو گے وہ میں تمہیں دوں گا"
عنبر نے کہا۔

"اے فرعون اعظم! اگر تم ہمیں کچھ انعام دینا چاہتے ہو تو ہمارا ایک بھائی جس کا نام ناگ ہے گم ہو گیا ہے۔ ہم اسکی تلاش میں ہی مصر میں آئے تھے کہ تمہارے سپہ سالار نے ہمیں جاسوسی کے الزام میں پکڑ لیا۔ اگر تم ہمیں ہمارے بھائی کا کچھ پتہ بتا دو تو ہمارا یہی بڑا انعام ہو گا"
فرعون نے تعجب سے پوچھا۔

"مگر میں تو ناگ نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا"

اس دوران جولی سانگ نے محسوس کیا کہ ناگ کا نام آتے ہی ملکہ مصر کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ وہ کچھ پریشان سی ہو گئی تھی۔ عنبر نے کہا۔ "

فرعون اعظم! ہمیں اپنے طلسم کے ذریعے ناگ کے بارے میں صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ اسے کسی فرعون نے اغوا کر لیا ہے۔ "
فرعون بولا۔

"مجھے افسوس ہے عنبر کہ وہ فرعون میں نہیں ہوں اگر کسی وجہ سے میں نے تمہارے بھائی ناگ کو اغوا کیا ہوتا تو میں اسے ضرور تمہارے حوالے کر دیتا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تب ملکہ مصر نے کچھ جھنجلا کر کہا۔

"ہمیں کیا پتہ کہ تمہارا بھائی ناگ کہاں ہے۔ تم ہم سے کچھ اور مانگو۔ ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے"

عنبر بولا۔

"شکریہ ملکہ صاحبہ! ہمیں کسی انعام کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے کسی انعام کے لالچ میں ایسا نہیں کیا تھا۔ ہم تو بس نہیں چاہتے تھے کہ سپہ سالار کی سازش میں شریک ہوں۔"

فرعون نے کہا۔

"بہر حال میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے آدمیوں کی مدد سے تمہارے بھائی ناگ کا پتہ کروانے کی ضرور کوشش کروں گا"

اس وقت ملکہ مصر بولی۔

"اچھا اب تم لوگ جاؤ۔ فرعون اعظم کے آرام کرنے کا وقت شروع ہو گیا ہے۔"

عنبر اور جولی ناگ سلام کر کے واپس چل دیئے۔

اپنے مکان کی طرف جاتے ہوئے جولی ناگ نے عنبر سے کہا۔

"تم نے محسوس کیا کہ جب تم نے ناگ کا نام لیا تھا تو ملکہ بے چین اور پریشان سی ہو گئی تھی۔؟"

عنبر بولا۔

میرا دھیان فرعون کی طرف تھا۔ کیا ملکہ واقعی ناگ کے نام پر پریشان ہو گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی ؟"

جولی سانگ نے کہا۔

ہاں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ناگ کا نام سنتے ہی ملکہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا اور جب فرعون نے کہا کہ ہم ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے تو ملکہ نے جھنجھلا کر کہا کہ اب تم لوگ جاؤ یہ فرعون کے آرام کا وقت ہے "

عنبر ایک لمحے کے لئے سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"اگر یہ بات ہے تو ملکہ کو ناگ کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہے۔ ہمیں اس کے دل کے اندر تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہو گی "

جولی سانگ بولی۔

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ مجھے یقین ہے عنبر کہ ملکہ مصر ناگ کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے۔ یہ راز اسے معلوم ہے۔ اور ہمیں یہ راز بے نقاب کرنا ہو گا"

عنبر نے کہا۔

"لیکن ملکہ سے یہ راز کیسے معلوم کیا جائے "

جولی سانگ گہرا سانس بھر کر بولی۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں اس کا کھوج لگا کر چھوڑوں گی "

دونوں باتیں کرتے اپنے شاہی محل میں پہنچ گئے۔

اسی رات جولی سانگ نے اپنے ذہن میں ایک سکیم تیار کر لی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صبح اس نے اپنی سکیم عنبر کو بتائی تو وہ بولا۔
"کہیں ملکہ کو شک پڑ گیا کہ ہم اس سے ناگ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ ناگ کو کسی دوسری جگہ نہ پہنچا دے۔ میرا مطلب ہے وہ خبردار ہو گئی تو اگر ناگ کو اس نے قید کر رکھا ہے تو وہ اسے یہاں سے کسی دور دراز جگہ پر پہنچا دے گی اور ہمیں یہ بھی تو معلوم نہیں کہ ناگ کس حالت میں ہے۔ ظاہر ہے ہمیں اس کی خوشبو نہیں آ رہی اس لئے وہ ضرور کسی کے جادو کے اثر میں ہو گا"
جولی سانگ نے کہا۔
"اسی لئے تو میں کہہ رہی ہوں کہ ہمیں ناگ کا جلدی سے جلدی پتہ چلانا ہو گا۔ اگر ہم نے دیر کر دی تو اسے نقصان پہنچ سکتا ہے۔
عنبر بولا۔
"ٹھیک ہے۔ تم اپنے منصوبے پر عمل کر سکتی ہو۔ جولی سانگ جانتی تھی کہ جب تک ملکہ مصر مجبور نہیں ہو گی وہ ناگ کے بارے میں اسے کچھ نہیں بتائے گی۔ جولی سانگ نے اگرچہ ملکہ مصر کا اعتماد حاصل کر لیا تھا مگر ملکہ نے اپنے اور جولی سانگ کے درمیان ایک خاص فاصلہ رکھا ہوا تھا۔ وہ جولی سانگ سے نہ تو خود زیادہ بات کرتی تھی اور نہ ہی اسے زیادہ بات کرنے کا موقع دیتی تھی۔ لیکن ناگ کے نام پر ملکہ کے چہرے پر اضطراب اور پریشانی کا آ جانا اس بات کی دلیل تھی کہ ملکہ کو ناگ کے بارے میں پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے۔ چنانچہ جولی سانگ نے ایک خاص سکیم اپنے ذہن میں تیار کی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس پر عمل کرتے ہوئے ایک دن ملکہ مصر کو دوپہر کے وقت پیش کئے جانے والے قہوے میں دو سیکنڈ کے لئے اپنی انگلی ڈبو دی۔ قہوے میں ہولی سانگ کی انگلی میں سے نکلنے والی ایٹمی تابکاری کا اثر شامل ہو گیا۔ ملکہ مصر نے قہوہ پیا تو اس کی حالت خراب ہو گئی۔ شاہی حکیم کو بلایا گیا۔ کسی کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ ملکہ کو کیا ہو گیا ہے۔ ملکہ مصر کا نچلا دھڑ سن ہو گیا تھا۔

فرعون مصر سخت پریشان تھا۔ دوسرے شہروں کے بھی بڑے بڑے حکیم بلائے گئے۔ سب نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق علاج کیا مگر ملکہ کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس کا نچلا دھڑ اسی طرح جیسے پتھر کا بنا رہا۔ ملکہ مصر سخت غمزدہ تھی۔ اس کی آنکھوں کے آنسو بہتے رہتے تھے۔ ایک روز ہولی سانگ نے ملکہ مصر سے کہا۔

"ملکہ عالیہ! اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کا علاج کر سکتی ہوں۔"

ملکہ نے کہا۔

"دیوتا تم پر مہربان ہوں۔ میرا علاج کر سکتی ہو تو کس بات کا انتظار کر رہی ہو۔ میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گی۔"

ہولی سانگ نے کہا۔

"کیا آپ وعدہ کرتی ہیں کہ ٹھیک ہو جانے کے بعد میں جو مانگوں گی آپ مجھے دیں گی؟"

ملکہ مصر نے کہا۔

"میں ملکہ کی حیثیت سے تمہیں قول دیتی ہوں کہ اگر میں صحت مند ہو گئی تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہاری خواہش پوری کروں گی۔

جولی سانگ کو یہی چاہئے تھا۔ اس نے پانی کا ایک گلاس منگوایا۔ اس میں اپنی انگلی ڈبوئی اور پھر وہ انگلی ملکہ کی پیشانی کے ساتھ لگا دی۔ اس انگلی نے ملکہ مصر کے جسم میں جو ابھی تابکاری داخل ہو چکی تھی۔ وہ ساری کی ساری واپس کھینچ لی۔ جونہی جولی سانگ نے اپنی انگلی ہٹائی ملکہ کے نچلے دھڑ میں پھر سے زندگی کا خون دوڑنے لگا۔

ملکہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر وہ چلنے لگی۔ اس نے جولی سانگ کو گلے لگا لیا۔ سارے محل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فرعون مصر بھی جولی سانگ پر بہت خوش ہوا اور اسے انعام واکرام سے نوازا۔ مگر جولی سانگ تو کچھ اور چاہتی تھی۔ شام کو ملکہ کے کمرے میں گئی۔ ملکہ بڑے آرام سے کرسی پر بیٹھی انگور کھا رہی تھی۔ جولی سانگ کو دیکھتے ہی بولی۔

"جولی! میں اپنے قول پر قائم ہوں۔ بولو تمہاری کیا خواہش ہے۔ میں اسے ضرور پوری کروں گی۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ملکہ عالیہ! مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ ناگ دیوتا کہاں ہے؟"

یہ سنتے ہی ملکہ مصر کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اس نے انگور کا گچھا وہیں تپائی میں رکھ دیا اور نظریں اٹھا کر چھت کی طرف پریشانی کے عالم میں تکنے لگی۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ملکہ عالیہ! کیا آپ اپنا وعدہ پورا نہیں کرنا چاہتی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملکہ مصر نے سرد آہ بھری اور ہولی سانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہولی سانگ تم نے مجھے سخت آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ اپنے قول کی وجہ سے مجبور ہوں کہ تمہیں ناگ دیوتا کا راز بتاؤں لیکن میں جانتی ہوں کہ اگر میں نے تمہیں یہ راز بتا دیا تو مجھے میرے سارے خاندان کے ساتھ ہلاک کر دیا جائے گا"

ہولی سانگ نے ملکہ مصر کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ملکہ عالیہ! کوئی انسان کسی کے خاندان کو تباہ نہیں کر سکتا آپ خدا پر بھروسہ کیوں نہیں رکھتیں؟"

ملکہ مصر بولیں۔

"میں دیوتا آمون پر بھروسہ کرتی ہوں"

ہولی سانگ نے کہا۔

"دیوتا آمون تو ایک فرضی دیوتا ہے۔ آپ اس خدا پر یقین رکھیں جو ساری کائنات کا خالق ہے۔ جس کے آگے کسی دیوتا کی کوئی حیثیت نہیں آپ مجھے بتا دیں کہ ناگ کہاں ہے۔ آپ پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔"

ملکہ عالیہ اٹھ کر بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اسکی حالت دیکھ کر ہولی سانگ کو یقین ہو گیا کہ ناگ ضرور کسی زبردست مشکل میں گرفتار ہو چکا ہے۔ اس نے ملکہ عالیہ سے کہا۔

ملکہ عالیہ! وعدے کے مطابق آپ مجھے ناگ کے بارے میں بتانے پر مجبور ہیں۔ ہاں اگر آپ اپنے قول سے پھر جانا چاہتی ہیں تو میں آپ کو کچھ نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہوں گی"
ملکہ مصر نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور بولی۔
"جولی سانگ! میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گی۔ لیکن اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی کہ ناگ دیوتا کا کالا بد روح کے قبضے میں ہے۔ کالا بد روح میں اتنی طاقت ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ جس کو چاہے اس کے پیٹ میں گھس کر اس کے دل کو پھاڑ دیتی ہے اور وہ بد نصیب خون کی قے کرتا ہے اور مر جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ اگر میں نے کچھ اور بتایا تو کالا بد روح میرے پیٹ میں گھس کر میرے دل کو پھاڑ دے گی"
جولی سانگ الجھن میں پڑ گئی ملکہ مصر ناگ کے بارے میں زیادہ نہیں بتا رہی تھی۔ اس نے پوچھا۔
ملکہ عالیہ! آپ صرف اتنا بتا دیں کہ کالا بد روح کہاں رہتی ہے"
ملکہ مصر کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"دیوتا کا واسطہ ہے جولی! مجھ سے اور کچھ نہ پوچھ نہیں تو کالا بد روح میرے سارے خاندان بچوں کو ہلاک کر ڈالے گی"
جولی سانگ نے کہا۔
"ملکہ عالیہ! مجھے صرف وہ جگہ بتا دیں جہاں کالا بد روح قیام کرتی ہے۔ اس کے بعد میں آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گی"
ملکہ مصر کرسی پر بے دم ہو کر گر پڑی۔ کہنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ تمہیں مار ڈالے گی۔ تمہارے پیٹ میں گھس کر تمہارے دل کے ٹکڑے کر دے گی۔ دنیا کا بڑے سے بڑا جادوگر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتی ہوں کہ کالو بد روح کارنک کے بت خانے میں رہتی ہے۔ مگر ادھر کوئی انسان نہیں جا سکتا۔ تم بھی اس طرف جانے کا خیال دل سے نکال دو"

جولی سانگ کو جگ کا سراغ مل گیا تھا۔ اس نے ملکہ مصر کا شکریہ ادا کیا اور سیدھی عنبر کے پاس آ گئی۔ عنبر کو ساری بات بیان کی۔ عنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ابھی کارنک کے بت خانے کی طرف جانا ہو گا۔ جگ کو اس بد روح کے پنجے سے چھڑانا ہو گا۔

جولی سانگ بولی۔

"کالو بد روح سے بچنا بھی ہو گا"

عنبر بولا۔

"تعجب ہے کہ تم بھی بد روحوں پر یقین رکھتی ہو۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میں یقین نہیں رکھتی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ کبھی کبھی انسان کے خیالات مرنے کے بعد ایک مخفی توانائی حاصل کر کے بد روح کی شکل میں آ جاتے ہیں اور لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیتے ہیں"

عنبر مسکرایا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ تم یہاں محل میں ہی رہو۔ میں کارنک کے بت خانے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا کر ناگ کا سراغ لگاتا ہوں۔ کاؤ بدروح میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی"
جولی سانگ نے کہا۔
"عنبر! یہ مت بھولو کہ کبھی کبھی تم پر بھی طلسم کا اثر ہو جاتا ہے۔"
عنبر بولا۔
"طلسم کا اثر صرف اس وقت ہوتا ہے جب میرے خیالات میں کمزوری آ
جاتی ہے۔ انسان کے خیالات طاقتور ہوں۔ اس کو اپنے اوپر اعتماد اور
بھروسہ ہو تو بڑے سے بڑا طلسم بھی اس پر اثر نہیں کر سکتا۔ سب سے بڑھ
کر یہ بات ہے کہ انسان کو خدا پر یقین اور بھروسہ ہونا چاہئے۔ پھر جادو کا
باپ بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"
جولی سانگ نے۔
"لیکن میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میں تمہیں کاؤ بدروح کے بت
خانے میں اکیلا نہیں جانے دوں گی"
عنبر بولا۔
"ٹھیک ہے تم بھی خوشی سے میرے ساتھ چل سکتی ہو تم ساتھ ہو گی تو مجھے
بھی خوشی ہو گی"
کارنک کا بت خانہ وہاں سے ساٹھ میل دور مصر کے صحرا میں ایک جگہ
سرخ ریت کی سخت پہاڑیوں کے درمیان واقع تھا۔ اس بت خانے میں
فرعون بادشاہوں نے کئی دیوتاؤں کے بت تعمیر کرائے تھے اور کوئی ایک
ہزار پتھر کے ستون بھی بنوائے تھے۔ وہاں ہر سال فرعون مصر اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

درباریوں کے ساتھ آ کر بتوں کی پوجا کرتا تھا۔ باقی سارا سال کارنک بت خانہ ویران پڑا رہتا تھا۔ صرف وہاں ایک پجاری کا بن ہی رہتا جو کارنک بت خانے کی حفاظت کرتا تھا۔ عنبر اور جولی سانگ دو سرے دن گھوڑوں پر سوار ہو کر کارنک بت خانے کی طرف روانہ ہو گئے۔ صحرا کی ریت کا سفر بڑا مشکل اور سست ہوتا ہے۔ عنبر اور جولی سورج غروب ہونے کے بعد چلے اور جس وقت انہیں دور سے چاندنی رات میں سرخ ریت کی پہاڑیاں اور ان کے درمیان اونچے اونچے کارنک بت خانے کے سفید سنگ مرمر کے ستون نظر آئے تو رات کافی گہری ہو چکی تھی۔ صحرا میں ٹھنڈ پڑنے لگی تھی اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ کارنک بت خانے کی سرخ پہاڑیوں کے پاس جا کر عنبر اور جولی سانگ گھوڑوں سے نیچے اتر آئے۔ وہ اہل چٹان کے پاس بیٹھ گئے۔ ان کی نظریں سامنے کارنک بت خانے کے سفید ستونوں پر لگی تھیں۔ عنبر نے کہا۔

"یہی کارنک کا بت خانہ ہے جولی سانگ!"

جولی سانگ بولی۔ "میں دیکھ رہی ہوں عنبر!"

عنبر نے کہا۔

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم بھاگنے کو یہاں کس طرح تلاش کریں گے؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کارنک بت خانے کے پجاری کاہن سے اس سلسلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں"

انہوں نے اپنے اپنے اونٹوں کو وہیں ایک پتھر کے ساتھ باندھ کر بٹھا دیا اور خود پر اسرار دھیمی چاندنی میں کارنک کے بت خانے کی طرف چلے۔ بت خانے کے ارد گرد زمین کو پتھر بچھا کر ہموار اور سخت کر دیا گیا تھا۔ بت خانہ بالکل خالی اور سنسان پڑا تھا۔ دیوتاؤں کے بت دیواروں کے ساتھ لگے تھے۔ ستونوں پر گہری خاموشی چھائی تھی۔ یہ کافی بڑا بت خانہ تھا۔ جولی سانگ نے آہستہ سے کہا۔

"عنبر! یہاں پجاری کاہن کہیں نظر نہیں آ رہا۔"

عنبر نے دور ایک ستون کے پیچھے نظر جما کر کہا۔

"مجھے یہاں روشنی نظر آ رہی ہے"

جولی سانگ نے دیکھا تو واقعی کارنک بت خانے کے ستون جہاں جا کر ختم ہو جاتے تھے وہاں ایک ستون کے پیچھے ننھی سی لو ٹمٹما رہی تھی۔

جولی سانگ اور عنبر اس طرف چل پڑے۔ قریب جا کر انہوں نے دیکھا کہ سنگ سرخ کی ایک چٹان میں ایک کوٹھڑی بنی ہوئی ہے۔ کوٹھڑی کے آگے ہرن کی کھال کا پردہ گرا ہوا ہے اور چبوترے پر تیل کا ایک دیا روشن ہے۔

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"کاہن پجاری ضرور اس کوٹھڑی کے اندر رہتا ہے تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں اسے باہر بلاتا ہوں"

عنبر نے کوٹھڑی کے دروازے والی ہرن کی کھال کے قریب جا کر آواز دی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور قدیم زبان میں بولا۔

"یہاں کوئی اندر ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پدم سانپ کی آواز

اچانک اندر سے ایک سیاہ فام اونچا لمبا آدمی باہر نکل آیا۔
اس کی کلائی کے ساتھ اوبے کا ایک سانپ لپٹا ہوا تھا۔ اس کا سر مندا ہوا تھا۔ جسم پر صرف ایک زرد چادر تھی جو قدیم مصر کے پجاری پہن کرتے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔ اس نے عنبر اور جولی سانگ کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پوچھا۔
"تم کون ہو؟"
عنبر نے جلدی سے کہا۔
پجاری جی! آپ کو بے وقت زحمت دی معافی چاہتے ہیں۔ ہم دونوں بہن بھائی کارنک کے دیوتاؤں کی یاترا کرنے آئے تھے کہ رات ہو گئی۔ سوچا یہاں رات بسر کرنے کو کوئی جگہ مل جائے۔
پجاری نے کہا۔
"مگر یہ پوجا کے دن نہیں ہیں۔ کارنک دیوتاؤں کی پوجا کرنے تو سال میں ایک بار یاتری آتے ہیں
جولی سانگ بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم پردیسی ہیں۔ ملک سوڈان سے آئے ہیں"
عنبر بولا۔
"جمیں پیاس بھی لگی ہے۔ کیا پانی مل جائے گا"؟
عنبر کو پانی کی ضرورت نہیں تھی مگر وہ کسی طرح پجاری سے بات چیت کرنا چاہتا تھا۔
پجاری نے کہا۔
"بیٹھ جاؤ۔ میں تمہارے لئے پانی لاتا ہوں"
جولی سانگ اور عنبر نے شکریہ ادا کیا اور وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔ پجاری اندر کوٹھڑی میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ تھا۔ جولی سانگ اور عنبر نے پانی پی کر ایک بار پھر پجاری کا شکریہ ادا کیا۔ پجاری نے پیالہ واپس لیتے ہوئے کہا۔
یہاں رات بسر کرنے کی کوئی سرائے نہیں ہے۔ یاتری اسی جگہ کہیں پڑ کر رات بسر کر لیتے ہیں۔ تم بھی یہاں سے دور ریت پر رات بسر کر لو"
یہ کہہ کر پجاری واپس کوٹھڑی میں چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جولی سانگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور دونوں وہاں سے اٹھ کر بت خانے کے صحن میں سے گزرتے آخری چبوترے کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ یہاں کسی دیوتا کا بت لگا ہوا تھا۔
جولی سانگ نے کہا۔
"اب کیا کرنا چاہیے عنبر!؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ بولا۔

"کالو بدروح کا انتظار کرنا چاہئے۔ اب تو وہی ہمیں ناگ سے ملا سکتی ہے"

جولی سانگ نے مسکرا کر کہا۔

"اور اگر وہ تمہارے پیٹ میں گھس گئی تو؟"

عنبر بولا۔

"ابھی تک کوئی بدروح میرے پیٹ میں گھسنے کی جرات نہیں کر سکی۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ ہمیں رات اسی جگہ گزار دینی چاہئے۔ دن نکلے گا تو کچھ فضا کا معائنہ کریں گے"

دونوں کو نیند کی ضرورت نہیں تھی۔ بس وہیں چبوترے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور رات گزرنے کا انتظار کرنے لگے۔

صحرا کے آسمان پر زرد رنگ کا چاند دور ٹیلوں کے اوپر جھکا ہوا تھا۔ سارے صحرا اور کارنک کے بت خانے کے ستونوں اور چبوتروں پر چاند کی ہلکی ہلکی زرد روشنی پھیلی تھی۔ اتنے میں اچانک پیچھے سے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ عنبر اور جولی سانگ نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ انہیں اپنے قریب ہی زرد رنگ کا ایک صحرائی سانپ نظر آیا جس نے اپنا پھن کھول رکھا تھا اور جو پھن کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد نیچے جھکا لیتا تھا جیسے سلام کر رہا ہو۔ عنبر اور جولی سانگ سمجھ گئے کہ سانپ کو ان دونوں کے جسموں سے نکلنے والی ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو وہاں کھینچ لائی ہے۔ ناگ نے ان سب کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپوں کی زبان سکھا رکھی تھی۔

عنبر نے سانپ کی زبان میں اس زرد سانپ سے پوچھا۔

"تم کیوں آئے ہو؟"

زرد سانپ نے اپنی زبان میں کہا۔

مجھے آپ کے جسموں سے مقدس ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں آپ کو سلام کرنے آیا ہوں"

جولی سانگ نے فوراً سوال کر دیا۔

اے زرد سانپ! ہم ناگ دیوتا کے بھائی اور بہن ہیں۔ کیا تمہیں اصل ناگ دیوتا کی خوشبو یہاں نہیں آتی؟"

زرد سانپ بولا۔

"نہیں۔ صرف آپ کی طرف سے مقدس ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔ باقی اصل ناگ دیوتا کی خوشبو مجھے کسی طرف سے آتی محسوس نہیں ہو رہی"

عنبر نے کہا۔

"کیا تم نے کبھی یہاں پہلے ناگ دیوتا کو دیکھا ہے؟"

جولی سانگ اور عنبر خاموش ہو گئے۔ زرد سانپ کہنے لگا۔

مقدس ناگ دیوتا کے بھائی اور بہن! اگر آپ لوگ مقدس ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یہ معلومات صرف پدم سانپ ہی آپ کو دے سکتا تھا مگر افسوس کہ پدم سانپ مر چکا ہے اور اب صرف اس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہڈیاں ہی باقی رہ گئی ہیں"
جولی سانگ نے پوچھا۔
"پدم سانپ کہاں دفن ہے؟"
زرد سانپ نے کہا۔
"وہ سامنے والا جو ٹیلہ ہے اس کے ایک غار میں پدم سانپ دفن ہے۔ مگر اس کی ہڈیاں آپ کو کیا بتائیں گی؟"
جولی سانگ نے مسکرا کر کہا۔
"تمہارا شکریہ زرد سانپ"
زرد سانپ کو معلوم نہیں تھا کہ جولی مردہ انسانوں کے ساتھ ساتھ مردہ سانپوں کی ہڈیوں سے بھی بات کر لیتی ہے۔ زرد سانپ سلام کر کے چلا گیا تو جولی سانگ نے عنبر سے کہا۔
"چلو عنبر! پدم سانپ کے ڈھانچے کے پاس چلتے ہیں"
وہ وہاں سے اٹھ کر کونے والے ٹیلے کے پاس آ گئے۔ یہاں انہیں ایک چھوٹا سا غار نظر آیا جس میں اندھیرا تھا۔ جولی سانگ اور عنبر اندھیرے میں اچھی طرح دیکھ سکتے تھے۔ وہ غار میں داخل ہو گئے۔ چند قدم کے فاصلے پر انہیں ایک چھوٹی سی ڈھیری نظر آئی۔ جولی سانگ نے کہا۔
"یہی پدم سانپ کی قبر ہو سکتی ہے"
عنبر نے جھک کر قبر کی ڈھیری کے پتھروں کو دیکھا اور بولا۔
"قبر کھود کر دیکھنا پڑے گا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مہر نے جلدی جلدی قبر کی ڈھیری کو ایک طرف سے کھودنا شروع کیا۔ اس کے اندر انھیں سانپ کی ہڈیوں اور سر کا ڈھانچہ نظر آیا۔ مہر خوش ہو کر بولا۔

"جولی سانگ! ڈھانچہ مل گیا۔ اب تم اس سے بات کرو"

جولی سانگ نے پدم سانپ کے سر کی ہڈیوں پر اپنی انگلی رکھی اور کہا۔

"اگر تم پدم سانپ کا ڈھانچہ ہو تو مجھ سے بات کرو"

یہ الفاظ جولی سانگ نے سانپ کی زبان میں کہے تھے۔ سانپ کی کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر سانپ کی آواز آئی۔

"میں پدم سانپ ہوں۔ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا یہاں کہاں ہے؟"

پدم سانپ کی آواز نہ آئی۔ ایک منٹ خاموشی سے گزر گیا۔ جولی سانگ نے پھر اپنا سوال دہرایا۔

"پدم سانپ! مجھے بتاؤ کہ ناگ دیوتا یہاں کس جگہ پر ہے؟"

اب پدم سانپ کی آواز آئی۔

مقدس ناگ دیوتا اس وقت بڑی مشکل میں ہے۔ اس کو کالو بدروح نے اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے۔ یہ کالو بدروح فرعون بن کر اسے فرعونی تیر سے اغوا کر کے لے آئی تھی۔ کالو بدروح نے ناگ دیوتا کی ساری طاقت حاصل کر لی ہے۔ وہ ناگ سانپ بن کر جس کے چاہے پیٹ میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کے دل پر اپنا سر مار کر دل کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے اور وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدنصیب اسی وقت مر جاتا ہے۔"

جولی سانگ اور عنبر حیرانی سے پدم سانپ کا بیان سن رہے تھے۔ عنبر نے پوچھا۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ہم ناگ دیوتا کو کالو بدروح کی قید سے آزاد کرا سکیں؟"

پدم سانپ بولا۔

"تم کالو بدروح کی طاقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اس کی طاقت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتی اور جب ناگ دیوتا کی طاقت سے سانپ بن کر کسی کے پیٹ میں گھستی ہے تب بھی کسی کو نظر نہیں آتی۔ میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ مقدس ناگ دیوتا کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ ورنہ تم دونوں کی جان کو سخت خطرہ ہے کالو بدروح تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑے گی"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"پدم سانپ! کالو بدروح کہاں اور کس جگہ رہتی ہے؟"

پدم سانپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

وہ پرانے بڑے اہرام کے نیچے ایک اندھیرے تہہ خانے میں ایک ممی کے تابوت میں رہتی ہے اور جس وقت چاہے وہاں سے نکل کر انسانوں پر حملہ کر دیتی ہے میری بات مانو اور پرانے اہرام کی طرف جانے کا خیال دل سے نکال دو۔ نہیں تو تم دونوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی نے کہا۔

"تمہارا شکریہ پدم سانپ کی روح! اب تم واپس جا سکتی ہو؟"

یہ کہہ کر جولی سانگ نے سانپ کی کھوپڑی پر دوبارا انگلی رکھی اور پدم سانپ کی کھوپڑی پھر سے خاموش اور ساکت ہو گئی۔ عنبر نے سانپ کی قبر کو پھر سے ٹھیک کر کے ڈھیری بنا دی۔ دونوں غار سے باہر نکل آئے اور پھر کچھ زرد چاندنی میں ایک طرف بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ جولی سانگ نے کہا۔

"ناگ کا سراغ تو مل گیا ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ ہمیں کونسا طریقہ استعمال کرنا ہو گا کہ کالو بدروح ناگ کو نقصان بھی نہ پہنچا سکے اور ناگ ہمارے پاس واپس بھی آ جائے"

عنبر بولا۔

"ظاہر ہے کالو بدروح اگر سانپ بن کر ہمارے جسم میں داخل بھی ہو جاتی ہے تو ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی کیونکہ ہم دونوں میں کوئی بھی نہیں مر سکتا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"یہی تو میں کہہ رہی تھی کہ کالو بدروح انتقامی طور پر کہیں ناگ دیوتا کو لے کر یہاں سے کسی ایسی طرف نہ نکل جائے کہ پھر اس کا ملنا محال ہو جائے۔"

عنبر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہمیں کس حکمت عملی پر چلنا ہو گا جولی سانگ! کوئی ایسی ترکیب نکالنی ہو گی کہ ہم پرانے اہرام میں بھی داخل ہو جائیں اور کاؤ بدروح کو پتہ بھی نہ چلے"

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر! ہم کسی بھی بھیس میں اہرام میں داخل ہوں گے تو کاؤ بدروح کو فوراً پتہ چل جائے گا۔ یہ خطرہ تو ہمیں مول لینا ہی پڑے گا ہمیں تو یہ سوچنا چاہئے کہ اچانک کاؤ بدروح کے سر پر پہنچ کر اسے کس طرح سے قابو میں کیا جائے؟"

عنبر بولا۔

"ایسا کوئی طریقہ کم از کم میرے دماغ میں نہیں آ رہا۔ کچھ تم ہی بتاؤ۔ اگر اس وقت مدیا ہوتی تو ہماری مدد کر سکتی تھی کیونکہ وہ بھی کاؤ بدروح کی طرح نظر نہیں آتی۔"

جولی سانگ خاموش ہو گئی۔ وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"عنبر! میرا خیال ہے کہ ہمیں اس وقت رات کے اندھیرے میں پرانے اہرام میں جانا چاہئے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا بانگ کو مصیبت سے نکالنا بھی ضروری ہے"

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ چلو اسی وقت چلتے ہیں"

ان کے اونٹ کارنک بت خانے کے باہر نیلے کے پاس بیٹھے جگالی کر رہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے۔ وہ اونٹوں پر سوار ہو کر پرانے اہرام کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ پرانا اہرام وہاں سے دو میل دور چار اہراموں کے پیچھے سب سے آخری اہرام تھا۔ یہ اہرام کافی پرانا تھا اور اس کے پتھر جگہ جگہ سے اکھڑے ہوئے تھے۔ ان پتھروں میں سوکھی گھاس اگی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے اہرام کی حالت دیکھ کر کہا۔

"یہ اہرام تو مجھے سینکڑوں سال پرانا لگتا ہے۔"

عنبر اہرام کے اکھڑے ہوئے پتھروں میں سے اندر جانے کا کوئی راستہ تلاش کر رہا تھا۔ اس کو اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔

جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر! اس اہرام کے اندر جانے کا راستہ ہمیں کہیں نہیں ملے گا۔ اس کے اندر کالو بدروح رہتی ہے۔ اسے آنے جانے کے لئے تو راستے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ ہمیں راستہ خود بنانا پڑے گا۔"

عنبر ایک بڑے پتھر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے بولا۔

"عنبر کے لئے اہرام میں راستہ بنانا کوئی مشکل نہیں ہے"

یہ کہہ کر عنبر نے ایک ہی جھٹکے سے پتھر کو باہر نکال لیا۔ یہ کافی چوڑا اور موٹا پتھر تھا۔ اس کے باہر نکلنے سے اہرام میں کافی شگاف پڑ گیا اندر سے عجیب سی بو والی نم دار ٹھنڈی ہوا کا بھبوکا باہر کو آیا۔ ایسی ہوا عام طور پر پرانی قبریں کھولنے سے آیا کرتی ہے۔ جولی سانگ نے کہا۔

"اب تمہاری کیا رائے ہے؟ ہم دونوں اکٹھے اندر چلیں یا میں اکیلی اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاؤں ؟"۔

عنبر نے جولی سانگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں اکیلی نہیں جانے دوں گا۔ ہم دونوں اکٹھے اہرام کے اندر جائیں گے۔

جولی سانگ نے ایک لمحے کے لئے غور کیا پھر بولی۔

"جیسے تمہاری مرضی۔ ..."

یہ کہہ کر جولی سانگ اہرام کے شگاف میں سے اندر داخل ہوگئی۔ اہرام کے اندر گھپ اندھیرا تھا۔ ایسا اندھیرا کہ جولی سانگ اور عنبر کو بھی بہت کم دکھائی دے رہا تھا۔ اور اہرام میں اترنے کے بعد دونوں اس کی موٹی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہوگئے اور غور سے دیکھنے لگے۔ یہ اہرام باہر سے تکون مگر اندر سے چوکور تھا۔ اس کی چھت بہت اونچی تھی۔ وہ ایک ایسے دالان میں کھڑے تھے جہاں پتھر کے کتنے ہی ستون تھے۔ فرش پر ریت تھی اور اس کے سوا وہاں کچھ نہیں تھا۔ جولی سانگ نے آہستہ سے کہا۔

"یہاں تہہ خانے میں کاؤ بدروح کے تابوت تک جانے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہوگا۔

وہ قدم قدم اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے آگے چلنے لگے۔ آخری ستون کے پاس انہیں دیوار میں ایک شگاف نظر آیا جو اوپر سے نیچے تک بنا ہوا تھا۔ یہ شگاف اتنا تنگ تھا کہ آدمی اس سے کھسک کر ہی گذر سکتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"شاید یہی راستہ ہے"

سب سے پہلے عنبر شگاف میں کھسک کر دوسری طرف گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے جولی سانگ بھی آ گئی۔ دوسری طرف ایک نیچی گول چھت والا تنگ حجرہ تھا۔ یہاں دیوار میں تین طاق بنے ہوئے تھے جن میں ننھی ہوئی مشعلیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک طرف مٹی کا مٹکا پڑا تھا۔ عنبر نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ مٹکا بالکل خالی تھا۔ وہ سرگوشی میں بولا۔

"جولی! یہاں کالو بدروح کا تابوت تو نہیں نہیں"

جولی نے اپنا منہ عنبر کے کان سے لگایا اور بولی۔

"تابوت والے تہہ خانے کو راستہ اسی حجرے سے جاتا ہوگا اور وہ ہمیں تلاش کرتا ہوگا"

وہ دیواروں کو ٹٹولنے لگے یہاں بھی کافی گہرا اندھیرا تھا جولی سانگ کو یہ خطرہ بھی تھا کہ کہیں کالو بدروح اچانک ان پر حملہ نہ کر دے۔ مگر اس خیال سے وہ مطمئن تھی کہ چونکہ ان میں سے کوئی بھی نہیں مر سکتا اس لئے کالو بدروح ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔

دیوار کو ٹٹولتے ٹٹولتے عنبر کو ایک جگہ پتھر میں سے لوہے کا ایک موٹا کیل ابھرا ہوا محسوس ہوا۔ عنبر نے وہ کیل جولی سانگ کو دکھایا اور آہستہ سے کہا میں اسے کھینچنے لگا ہوں ہوشیار رہنا؟

اتنا کہہ کر عنبر نے کیل کو اپنی طرف کھینچا ہی تھا کہ ایک ہلکی سے گڑگڑاہٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ دیوار اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہٹ گئی۔ وہ دونوں ایک دم سے ایک طرف ہٹ گئے۔ جب دیوار میں شگاف پیدا ہو گیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ نیچے پتھر کی سیڑھی جا رہی تھی عنبر آگے آگے اور جولی سانگ پیچھے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگی چھ سات سیڑھیاں اترنے کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو ایک تنگ حجرے میں پایا یہ ایک تہہ خانہ تھا۔ تہہ خانے میں آتے ہی ان کی نظر درمیان میں رکھے ایک پتھر کے تابوت پر پڑی۔

عنبر نے جولی سانگ کو جلدی سے ایک طرف کھینچ لیا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تاکہ وہ کوئی بات نہ کرے پھر اس کے کان میں بہت ہی آہستہ سے سرگوشی کی۔

"یہی کالو بدروح کا تابوت ہے"

عنبر اور جولی سانگ کو پدم سانپ کی روح نے بتا دیا تھا کہ اس اہرام کے اندر تہہ خانے میں جو تابوت ہے اس میں ایک ممی یعنی مردہ لاش ہے اور کالو بدروح اس مردہ لاش کے اندر رہتی ہے اور ناگ بھی اس کے پاس ہی ہوتا ہے۔ ناگ کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے کہ ناگ پر بدروح کے طلسم کا اثر تھا۔ جولی سانگ اور عنبر کو ہر گھڑی یہی خطرہ لگا تھا کہ کسی بھی وقت کالو بدروح ان پر حملہ کر سکتی ہے۔ اسے کالو بدروح کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ بالکل نہیں تھا۔ وہ صرف اس بات سے پریشان تھا کہ اگر بدروح ناگ کو لے کر فرار ہو گئی تو پھر وہ کیا کریں گے اور ناگ کو کہاں تلاش کریں گے۔ کیونکہ جب بدروح کو محسوس ہو گا کہ وہ عنبر اور جولی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانگ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تو وہ ناگ کو لے کر یہاں سے بھاگ جانے کی ضرور کوشش کرے گی۔

اس خیال سے خبر ہر قدم بڑا سوچ سمجھ کر اٹھا رہا تھا۔ وہ جولی سانگ کو لے کر دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ تہہ خانے میں تاریکی اور موت ایسی خاموشی تھی۔ درمیان میں پتھر کا تابوت ساکت پڑا تھا۔ اس میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ کالو بدروح کو شاید ان کے تہہ خانے میں داخل ہونے کی ابھی تک خبر نہیں ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے بہت دھیمی آواز میں خبر کے کان میں کہا۔

"ہو سکتا ہے تابوت کی نمی کے اندر کالو بدروح نہ ہو وہ کہیں باہر گئی ہوئی ہو۔ کیونکہ اگر کالو بدروح یہاں ہوتی تو وہ ان پر ضرور حملہ کرتی"

خبر کا بھی یہی خیال تھا کہ کالو بدروح تہہ خانے میں نہیں ہے اس نے کہا تو پھر ہمیں تابوت کو کھولنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے اندر ناگ بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہو۔"

جولی سانگ نے ایک گہری نظر تابوت پر ڈالی اور کہا

"ٹھیک ہم تابوت کھولتے ہیں"

خبر آگے بڑھا اس نے پتھر کے تابوت کے ڈھکن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا تھا۔ جولی سانگ اس کے پاس ہی کھڑی تھوڑا سا جھکی ہوئی تھی۔ خبر نے آہستہ سے ایک جھٹکا دیا۔ پتھر کے تابوت کا ڈھکن کھل گیا تابوت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اندر سے ہوا کا ایک تیز جھونکا آندھی کی طرح نکلی کے کواڑ کے ساتھ باہر کو نکلا۔ اس آندھی کے کواڑ کے والے جھونکے میں اتنی تیزی تھی کہ جولی سانگ کی ایک چیخ نکل گئی اور وہ پیچھے کو گری عنبر اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہا۔

جونہی جولی سانگ پیچھے گری عنبر نے لپک کر اسے اٹھا لیا مگر جولی سانگ کی عجیب حالت تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور حلق سے عجیب آوازیں نکل رہی تھیں جیسے اس کے اندر کوئی جن بول رہا ہو عنبر جولی سانگ کو اٹھا کر پیچھے لے گیا تابوت میں ممی کی لاش اس طرح ہی لیٹی ہوئی تھی۔ عنبر جولی کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا مگر جولی سانگ کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں اس کے گلے سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں نکلنا بند ہو گئیں تھیں مگر وہ بے ہوش تھی۔

عنبر نے جولی سانگ کو وہیں چھوڑا اور تابوت میں جھانک کر دیکھا تابوت میں سینکڑوں برس پرانی ممی کی لاش ساکت پڑی تھی۔ عنبر کو شک تھا کہ کالا بدروح نے جولی سانگ پر حملہ کیا ہو گا۔ مگر تابوت میں ممی کی لاش خاموش تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں وہاں اسے ناگ بھی سانپ کی شکل میں نظر نہیں آیا تھا عنبر نے جولی سانگ کو کاندھے پر ڈالا اور تہہ خانے کے شگاف سے گزر کر دوسرے بڑے کمرے میں آ گیا۔ یہاں سے گذر کر وہ سیڑھیاں چڑھ اور اہرام کے شگاف میں سے باہر صحرائی زرد چاندنی والی رات میں آ کر جوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانگ کو ٹھنڈی ریت پر لیٹا دیا۔

"جولی سانگ! جولی سانگ! میں ہوں عنبر! ہوش کرو"

مگر جولی سانگ بالکل بے ہوش تھی وہ ریت پر بے سدھ پڑی تھی۔ عنبر کا خیال تھا کہ صحرا کی ٹھنڈی کھلی فضا میں شاید جولی سانگ کو ہوش آ جائے گا مگر ایسا نہ ہوا عنبر ابھی تک یہی سمجھ رہا تھا کہ جولی سانگ تابوت کے بکل کے کڑاکے سے غش کھا گئی ہے اصل بات کا اسے علم نہیں تھا۔

جولی سانگ کے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نہیں نکل رہی تھیں مگر وہ بے ہوش تھی۔ عنبر کو خیال آیا کہ اگر کہیں سے پانی مل جائے تو اس کے منہ پر چھینٹے مارے جائیں شاید وہ ہوش میں آ جائے۔ عنبر نے بے ہوش

جولی سانگ کو اونٹ پر ڈالا اہرام کے شگاف میں پتھر اسی طرح لگا دیا اور دوسرے اونٹ پر بیٹھ کر جولی سانگ کے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور چاندنی رات میں اس چشمے کی طرف چلا جو اس نے کارنک کے بت خانے کے پاس کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے بہتے دیکھا تھا۔ یہ چشمہ وہاں سے دو میل کے فاصلے پر ہی تھا چشمے کا پانی رات میں ہلکی سی قلقل کی آواز کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ عنبر نے جولی سانگ کو چشمے کے پاس لٹا دیا اور اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ لیکن جولی سانگ پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا عنبر تھک کر بیٹھ گیا۔

وہ پریشان تھا کہ جولی سانگ کو کیسے ہوش آئے گا اور اس پر کاٹو بدروح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اثر ڈال دیا ہے تو وہ اثر کس طریقے سے ختم کیا جائے؟ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے کارنک بت خانے کے سیاہ فام پجاری سے مدد حاصل کرنی چاہئے اس زمانے کے بت خانوں کے پجاری اور کاہن حکیم بھی ہوا کرتے تھے اور ان کے پاس بیماروں کے علاج کے واسطے دوائیں بھی ہوا کرتی تھیں اس نے سوچا کہ وہ پجاری کو اصل بات تو بتائے گا نہیں۔ بس یہی کہے گا کہ اس کی بہن چشمے پر پانی پینے گئی تھی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

منہر نے بے ہوش جولی سانگ کے سر کو بڑے آرام سے ایک پتھر پر رکھ دیا اور خود پجاری کی غار والی کوٹھڑی کی طرف چل پڑا۔ پجاری کی کوٹھڑی وہاں سے چند قدم ہی دور تھی۔

منہر ابھی جولی سانگ سے دو قدم ہی دور ہوا تھا کہ اچانک جولی سانگ نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اس کے پیٹ سے عجیب سی پھنکاروں کی آوازیں آنے لگی۔ اور جولی کے چہرے پر ایک ڈراونی مسکراہٹ آ گئی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور مردوں ایسی بھاری آواز میں بولی۔

"آ جاؤ باہر آ جاؤ

جولی سانگ کی آواز آدمیوں کی طرح بھاری ہو گئی تھی۔ وہ اپنے پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرنے لگی۔ اچانک اس کے پیٹ میں ایک جگہ سے کھال میں سوراخ ہو گیا اور ایک کالے سانپ نے اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گردن باہر نکالی۔ سانپ سے مردوں ایسی آواز میں کہا۔

"جاؤ تمہارا شکار وہ سامنے جا رہا ہے اس پر حملہ کر کے واپس آجاؤ"

کالا سانپ جھولی سانگ کے پیٹ میں سے نکلا اور جس طرف عنبر گیا تھا اس کے پیچھے تیزی سے رینگنے لگا۔ عنبر کو رنگ کے بت خانے نے پتھریلے فرش پر پہنچا ہی تھا کہ کالے سانپ نے اچھل کر اس کی گردن پر ڈس لیا۔ عنبر نے سانپ کو دیکھا تو بالکل نہ گھبرایا بجائے اس پر سانپ کا کیا اثر ہو سکتا تھا مگر عنبر کو احساس ہی نہیں تھا کہ یہ کالا سانپ اس قسم کا کالا فنگ سانپ اور اصل میں سانپ نہیں بلکہ کالا بد روح کا غلام ہے عنبر نے سانپ کو پکڑنے کی کوشش کی مگر سانپ چھلانگ لگا کر فضا میں بلند ہوا اور غائب ہو گیا۔

عنبر نے سمجھا کہ شاید یہ ازدر سانپ ہو گا۔ لیکن پھر کیا ہوا۔ اس پر تو کسی سانپ کا اثر ہوتا ہی نہیں ہے عنبر نے کوئی خیال نہ کیا اور بت خانے کے پتھریلے فرش پر چلنے لگا پجاری کی کوٹھری ابھی دور تھی کہ عنبر کو اپنے جسم میں آگ سی لگتی محسوس ہوئی۔ پھر وہ فرش پر سے ایک دم اوپر اچھلا اور پھر سے بل فرش پر گرا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ دوسری طرف جھولی سانگ اسی طرح چبوترے کے پاس لیٹی تھی کالا سانپ اس کے پاس آیا اور جھولی سانگ نے مردانہ آواز میں پوچھا۔

"ڈس دیا میرے دشمن کو؟"

کالے سانپ نے اپنا سر جھکا دیا جس کا مطلب تھا کہ ہاں میں عنبر کو ڈس آیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ جولی سانگ نے ایک ہاکا سے ہیبناک قہقہہ لگایا اور سانپ کو اشارہ دیا۔ کالا سانپ اصل میں ناگ ہی تھا مگر کالو بدروح کے طلسم کے اثر میں تھا اور کالو بدروح جولی سانگ کے جسم میں داخل ہو گئی تھی ناگ سانپ اس وقت جولی سانگ کے پیٹ میں چلا گیا۔ جولی سانگ کے پیٹ کی کھال پانی کی طرح ہو کر آپس میں مل گئی۔ اب سانپ جولی سانگ کے پیٹ میں تھا۔ جولی سانگ اٹھ کر اس طرف چل پڑی جس طرف عنبر گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ عنبر کارنک کے بت خانے کے فرش پر بے ہوش پڑا ہے۔

جولی سانگ نے عنبر کو ہلایا اور کہا۔

عنبر بھیا! کیا ہو گیا ہے تمہیں؟

جولی سانگ کی آواز اب عورت کی آواز ہو گئی تھی۔ کالو بدروح کی مردانہ آواز جولی سانگ کے جسم سے واپس چلی گئی تھی۔ مگر اب وہ پہلے والی جولی سانگ نہیں تھی اب جولی سانگ کے جسم پر مکمل طور پر کالو بدروح نے قبضہ کر لیا تھا اور ناگ سانپ اس کے پیٹ میں تھا جس پر بھی کالو بدروح کے طلسم کا شدید اثر تھا۔ اب کالو بدروح جولی سانگ کی شکل بدل کر عنبر مار یا تھیو سانگ اور دیبی سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔ کیونکہ کالو بدروح جانتی تھی کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اس کے ناگ ریوتا کو چھیننے کی کوشش کریں گے اور ریوتا اس کے خلاف رہیں گے کالو بدروح ان سب ساتھیوں اور دوستوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتی تھی جولی سانگ اور ناگ پر تو اس نے قبضہ کر لیا تھا اب وہ مار یا تھیو سانگ دیبی اور عنبر کو بھی ختم کرنے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ارادہ کر چکی تھی بدروح جولی سانگ کا ہاتھ لگتے ہی عنبر کو ہوش آ گیا۔ وہ جلدی سے بولا۔

"جولی سانگ! خدا کا شکر ہے تمہیں ہوش آ گیا۔ میں بھی بے ہوش ہو گیا تھا"

اب ہم جولی سانگ کو بدروح جولی سانگ لکھیں گے کیونکہ یہ اصلی جولی سانگ نہیں ہے بلکہ جولی سانگ کے جسم اور اسکی روح پر کالو بدروح نے قبضہ کر لیا ہوا ہے۔

بدروح جولی سانگ نے بھولپنے سے پوچھا۔

"میرے خدا! تمہیں کس نے بے ہوش کر دیا تھا؟"

عنبر نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"ایک سانپ اڑتا ہوا آیا اس نے میری گردن پر ڈسا اور میں بے ہوش ہو گیا حالانکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ مگر نہ جانے یہ کیسا سانپ تھا کہ میں ایک دم بے ہوش ہو گیا"

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے عنبر بھیا! کہ تم ہوش میں آ گئے مگر میرے ساتھ کیا ہوا تھا؟ بس مجھے اتنا یاد ہے کہ تم نے بدروح کالو کا تابوت کھولا۔ پھر میرے منہ پر تیز ہوا کا تھپڑ لگا اور میں بے ہوش ہو گئی"

عنبر کہنے لگا۔

"بانگل ایسے ہی ہوا تھا ہوا کے ساتھ بجلی کا کڑاکا بھی پیدا ہوا تھا تم بے ہوش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گئیں میں پریشان ہو گیا۔ تابوت میں سوائے ممی کی لاش کے اور کچھ نہیں تھا چنانچہ میں نے تمہیں اٹھایا اور باہر لے آیا تمہیں ہوش نہیں آ رہا تھا۔ میں تمہیں چشمے پر لے آیا تمہارے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا مگر تمہیں ہوش ہی نہیں آ رہا تھا اب میں پجاری سے کوئی دوائی لینے جا رہا تھا کہ مجھے سانپ نے ڈس دیا اور میں بے ہوش ہو گیا"

بدروح جولی سانگ بڑے غور سے عنبر کو تک رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیٹ میں سانپ

عنبر نے بدروح جولی سانگ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"تم مجھے اس طرح سے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

بدروح جولی سانگ جلدی سے سنبھل گئی اور چہرے کو اداس کر کے بولی۔

"عنبر بھیا! مجھے بس یہی غم ہے کہ ہم ناگ بھائی کو کاؤ بدروح کے قبضے سے ابھی تک آزاد نہیں کرا سکے"

عنبر بولا۔

"جولی سانگ! ہم ناگ کی تلاش میں ہی یہاں آئے ہیں مگر ممی کے تابوت میں بھی ہمیں ناگ نہیں ملا اب سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے کیونکہ کاؤ بدروح کا بھی کوئی نشان نہیں مل سکا"

بدروح جولی سانگ کی یادداشت ساری موجود تھی اگرچہ اس پر کاؤ بدروح نے قبضہ جما رکھا تھا اس کے دل میں کاؤ بدروح نے ایک خیال ڈالا جولی سانگ کہنے لگی۔

"عنبر کیوں نہ پدم سانپ سے ایک بار پھر مشورہ کیا جائے؟ ہو سکتا ہے پدم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ ہمیں ناگ اور ماریا کے بارے میں کوئی سراغ بتا دے"
عنبر بولا۔
"اگر تم چاہتی ہو تو کوشش کر کے دیکھ لو۔ ویسے پدم سانپ نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اسے ماریا کا کوئی علم نہیں کہ وہ کہاں ہے"
بدروح جولی سانگ نے کہا۔
"کوشش کرنے میں کیا ہرج ہے"
عنبر نے کوئی اعتراض نہ کیا اسے کیا خبر تھی کی جولی سانگ اصل میں اس کی بہن جولی سانگ نہیں ہے بلکہ بدروح جولی سانگ ہے جس پر کالو بدروح کا قبضہ ہے اور جس کے پیٹ میں ناگ سانپ کی شکل میں موجود ہے پدم سانپ کی قبر وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی وہیں لال چٹانوں کے غار میں تھی جولی سانگ نے عنبر کو ساتھ لیا اور پدم سانپ کی قبر پر آگئی اس نے قبر میں سوراخ کیا پدم سانپ کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"پدم سانپ! مجھے ناگ اور ماریا کے بارے میں بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہیں"
پدم سانپ نے کوئی جواب نہ دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ بدروح جولی سانگ نے جان بوجھ کر پدم سانپ کی کھوپڑی پر اپنی انگلی نہیں رکھی تھی بلکہ انگلی کھوپڑی سے دو انچ اوپر ہی رہنے دی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پدم سانپ بتا دے گا کہ ناگ تو جولی سانگ کے پیٹ میں ہے اور یہ عنبر بھی سن لے گا۔ چنانچہ بدروح جولی سانگ نے پدم سانپ کی کھوپڑی کے ساتھ اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انگلی لگائے بغیر اس سے سوال کیا تھا۔ ظاہر ہے انگلی پدم سانپ کی کھوپڑی سے مس نہیں ہو رہی تھی وہ کیسے جواب دیتا عنبر نے کہا۔

"پدم سانپ کی آواز کیوں نہیں آ رہی جولی سانگ"

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"شی! وہ جواب دے رہا ہے مگر سرگوشیوں میں بات کر رہا ہے۔ اس کی سرگوشیاں صرف میں ہی سن سکتی ہوں"

"بدروح جولی سانگ یونہی اداکاری کرتے ہوئے سر ہلانے لگی جیسے پدم سانپ کی آواز سن رہی ہو پھر قبر سے ہاتھ باہر نکال لیا اور عنبر سے کہا۔"

"عنبر! پدم سانپ نے یہ بات بڑی راز داری کے ساتھ مجھے بتائی ہے وہ کسی دوسرے کو یہ بات نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس لئے اس کی آواز تم نہیں سن سکے۔"

عنبر نے بے تابی سے پوچھا۔

"اس نے ناگ ماریا کے بارے میں کیا کچھ بتایا"

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"پدم سانپ نے کہا ہے کہ ناگ اس وقت اسی پرانے اہرام میں ممی کے تابوت میں موجود ہے جہاں سے ہم لوگ ابھی ابھی واپس آئے ہیں"

عنبر بولا۔

"تو پھر جلدی چلو ہم ابھی پرانے اہرام میں جا کر ناگ کو وہاں سے لے آتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بد روح جولی سانگ بولی۔

"عظیم کاؤ بدروح! میں تیری غلام ہوں"

کاؤ بدروح نے عنبر کی گردن پر اپنا ایک ہاتھ رکھ دیا۔ عنبر کا جسم کاؤ بدروح کا ہاتھ لگتے ہی پتھر کا ہو گیا۔ کاؤ بدروح نے عنبر کو اٹھا کر تابوت میں بند کر دیا اور ایک بھیانک چیخ ماری اور جولی سانگ سے کہا۔

میں تمہارے اندر آ رہی ہوں۔ اب ہم تھیو سانگ اور سکینی کو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے ۱۹۸۵ء کے لاہور جا رہے ہیں۔

یہ کہہ کر کاؤ بدروح جولی سانگ کے جسم میں داخل ہو گئی۔ بد روح جولی سانگ نے ایک جھرجھری سی لی اور مردانہ آواز میں بولی۔

"ہم لاہور جائیں گے۔"

اور ایک بھیانک قہقہہ لگایا۔ اس کے ساتھ ہی بدروح جولی سانگ دیوار کی طرف بڑھی۔ وہاں ایک ممی کا خالی تابوت دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ بد روح جولی سانگ اس تابوت میں داخل ہو گئی۔ تابوت میں داخل ہوتے ہی تابوت کے اندر سے دھواں نکلنے لگا۔ اور بدروح جولی سانگ اس سیاہ دھوئیں میں غائب ہو گئی۔

اب ہم بدروح جولی سانگ کو ۱۹ عیسوی کے ماڈرن زمانے کے لاہور شہر میں دیکھتے ہیں۔ وہ اچانک لاہور شہر کے ہوٹل مغل کے باہر باغ میں ظاہر ہو گئی تھی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ شام کی سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ بد روح جولی سانگ کو طلسم کے ذریعے پتہ چل گیا کہ تھیو سانگ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کبنی پہلی منزل کے ایک کمرے میں رہ رہے ہیں۔ مگر اسے ان دونوں کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اسی طرح اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھیو سانگ اور کبنی کو بھی بد روح جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ جولی سانگ کے جسم پر کاؤ بد روح نے قبضہ کر رکھا تھا اور ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیٹ میں تھا۔

بد روح جولی سانگ تیز تیز چلتی تھیو سانگ اور کبنی کے کمرے کے باہر آ گئی۔ اس نے گھنٹی دی۔ تھیو سانگ نے دروازہ کھولا تو اپنے سامنے جولی سانگ کو دیکھ کر خوشی سے چلایا۔

"کبنی! دیکھو جولی سانگ آئی ہے"

کبنی بھی بھاگ کر دروازے میں آ گئی۔ جولی سانگ کو اس نے گلے سے لگا لیا اور بولی۔

"خدا کا شکر ہے جولی سانگ کہ تم آ گئیں"

وہ بد روح جولی سانگ کو کمرے میں لے آئے۔ تھیو سانگ نے پوچھا۔

"حیرانی کی بات ہے جولی سانگ کہ ہمیں تمہاری خوشبو نہیں آئی"

بد روح جولی سانگ نے نقلی آہ بھر کر کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! تمہیں کیا پتہ کہ مجھ پر کیا گزری۔ بس کسی طرح سے جان بچا کر آ گئی ہوں۔ مجھ پر ایک کاہن نے جادو کر دیا تھا۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ میرے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی۔"

کبنی نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم کہاں سے آ رہی ہو؟ ناگ اور عنبر کہاں ہیں؟"

بدروح جولی سانگ نے ایک من گھڑت کہانی ان کو سنا دی اور کہا۔

"عنبر اور ناگ اس وقت چار ہزار برس پیچھے کے زمانے میں ایک اہرام کے اندر موجود ہیں۔ اگر ہم اس زمانے میں پہنچ جائیں تو ان سے ملاقات کر سکتے ہیں"

تھیو سانگ بولا۔

"یہی تو مشکل ہے کہ ہم اپنی مرضی سے پرانے زمانے میں نہیں پہنچ سکتے"

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"مگر اس بار ایسا ہو سکتا ہے"

سکینی نے تعجب سے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

بدروح جولی سانگ یعنی کاؤ بدروح سارا انتظام کر کے اور سوچ سمجھ کر اس زمانے میں تھیو سانگ اور سکینی کے پاس آئی تھی۔ کہنے لگی۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے وہ طریقہ معلوم ہے جس پر عمل کر کے ہم چار ہزار سال پرانے زمانے میں پہنچ سکتے ہیں"

تھیو سانگ بولا۔

مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے جولی سانگ؟ وہ کون سا طریقہ ہے۔ ہمیں بھی بتاؤ"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بد روح جولی سانگ نے کہا۔

"ہمیں یہاں کسی ہسپتال کے مردہ خانے میں کسی ایسی لاش کے پاس جانا ہو گا جس کا تازہ تازہ پوسٹ مارٹم ہوا ہو۔"

ڈینی نے حیرانی سے پوچھا۔

"تازہ تازہ پوسٹ مارٹم والی کٹی پھٹی لاش کو تم کیا کرو گی؟"

بد روح جولی سانگ مسکرائی۔ کہنے لگی۔

"یہ میں تمہیں وہاں چل کر بتاؤں گی۔ تم پہلے یہ معلوم کرو کہ ہسپتال میں کسی لاش کا پوسٹ مارٹم ہوا ہے"

تھیو سانگ بولا۔

"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ یہاں کے ہسپتالوں میں تو روز ہی کسی نہ کسی لاش کا پوسٹ مارٹم ہوتا ہے"

بد روح جولی سانگ بولی۔

"بس ٹھیک ہے تم کسی ایک لاش کا پتہ کر کے آؤ۔"

تھیو سانگ اسی وقت شہر کے ایک ہسپتال کی طرف چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ڈینی نے بد روح جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ! تم پہلے سے کچھ کمزور ہو گئی ہو۔ کیا بات ہے پہلے تو تمہارے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا"

بد روح جولی سانگ کے پیٹ میں ناگ سانپ ہلچل مچانے لگا تھا۔ بد روح جولی سانگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بس! تمہیں کیا معلوم اس بار مجھ پر بڑی سخت مصیبت پڑ گئی تھی۔ بس یوں سمجھ لو کہ زندگی اور موت کا سوال بن گیا تھا۔ میں کسی نہ کسی طرح اس زمانے میں تمہارے پاس آ گئی ہوں۔ جو علم مجھ پر کیا گیا تھا اس کی وجہ سے میں کمزور لگتی ہوں اور اسی کی وجہ سے پرانے زمانے سے یہاں آئی ہوں اور اسی علم کے اثر کی وجہ سے میں تم دونوں کو پرانے زمانے میں عنبر اور ناگ کے پاس لے جاؤں گی۔ پھر ماریا کو بھی وہاں تلاش کریں گے"

دونوں باتیں کرتی رہیں۔ بس کو ایک لمحے کے لئے بھی شک نہ ہوا کہ وہ جس جولی سانگ سے باتیں کر رہی ہے وہ اصل میں کالو بدروح ہے اور اس کے پیٹ میں طلسم زدہ ناگ سانپ بن کر رہ رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد تھیو سانگ واپس آ گیا۔ کہنے لگا۔

"یہاں قریب ہی ایک بڑا ہسپتال ہے اس کے مردہ خانے میں ایک ایسی لاش پڑی ہے جس کا ایک گھنٹہ پہلے آپریشن ہوا ہے۔ میں لاش کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں وہ لاوارث لاش ہے اور مردہ خانے میں پڑی ہے"

بدروح جولی سانگ کا دل خوش ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"بس بالکل ٹھیک ہے۔ اب ہم عنبر اور ناگ کے پاس پہنچ جائیں گے"

تھیو سانگ کو یہ سب کچھ بڑا عجیب سا لگ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"مگر جولی سانگ ماریا ہمیں کہاں ملے گی"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدروح جولی سانگ بولی۔

"وہ بھی مل جائے گی۔ تم فکر کیوں کرتے ہو۔ جب عنبر اور ناگ ہمیں مل جائیں گے تو ماریا بھی مل جائے گی"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔"

جینی بولی۔

"تھیو سانگ اس طرح سے کم از کم ہم عنبر ناگ سے تو مل لیں گے۔ پھر ماریا کو بھی ڈھونڈ لیں گے"

بدروح جولی سانگ نے فوراً کہا۔

"اسی لئے تو میں آپ لوگوں کے پاس آئی ہوں"

اچانک بدروح جولی سانگ کے پیٹ میں ناگ سانپ نے زیادہ ہلچل مچا دی۔ وہ شاید باہر آنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ بدروح جولی سانگ نے اپنے پیٹ کو ہاتھوں سے دبایا جینی نے پوچھا۔ "خیریت ہے جولی سانگ؟"

بدروح جولی سانگ بولی۔

"ذرا پیٹ میں درد ہونے لگا ہے۔ میں ابھی آتی ہوں"

اور بدروح جولی سانگ باتھ روم میں گھس گئی۔ اندر جاتے ہی بدروح جولی سانگ نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بھاری آواز میں کہا۔

"خبردار جو اب اپنی جگہ سے حرکت کی نہیں تو تمہیں معدے کے اندر ہی ختم کر دوں گی"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ سانپ خاموش ہو گیا۔ بدروح جولی سانگ باتھ روم کے باہر آتے ہوئے بولی

"یہ اس طلسم کا اثر ہے ڈینی۔ کسی وقت میرے پیٹ میں درد سا اٹھتا ہے۔ پانی پیتی ہوں تو ٹھیک ہو جاتا ہے"

تھیو سانگ نے تشویش کے ساتھ کہا

"جولی سانگ! اس کا تو علاج کرانا چاہئے۔ یہ خطرناک بیماری ہے۔

بدروح جولی سانگ نے ہنس کر کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! میں کہاں مر جاؤں گی۔ ہم تو مر ہی نہیں سکتے۔

ڈینی نے پوچھا۔

ہمیں ہسپتال کے مردہ خانے کب چلنا ہو گا جولی سانگ؟"

بدروح جولی سانگ کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں رات کے اندھیرے میں چلنا چاہئے کیونکہ اس وقت مردہ خانے میں کوئی نہیں ہو گا"

تھیو سانگ اور ڈینی خاموش رہے۔ ویسے انہیں بدروح جولی سانگ کی حرکتیں کچھ اجنبی اجنبی سی لگ رہی تھیں۔ پھر انہوں نے یہ سوچ کر اپنے آپ کو مطمئن کر دیا کہ جولی سانگ کوئی غیر نہیں ہے۔ ان کی دوست اور ساتھی ہی ہے۔ جب رات گہری ہو گئی تو تھیو سانگ ڈینی اور بدروح جولی سانگ عدن ہوٹل سے ٹیکسی میں سوار ہو کر نکلے اور مردہ خانے کے باہر ٹیکسی سے اتر گئے۔ یہاں چاروں طرف کوئی نہیں تھا۔ مردہ خانے کا دروازہ بند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ باہر ایک چھوٹا سا بلب روشن تھا۔ بدروح جولی سانگ خود دروازہ کھول سکتی تھی کیونکہ اس کے اندر کاؤ بدروح حلول کر چکی تھی مگر اس خیال سے کہ دبی اور تھیو سانگ کو شک نہ پڑ جائے اس نے تھیو سانگ سے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! اپنی طاقت سے ذرا مردہ خانے کا دروازہ کھول دو"

بدروح جولی سانگ بڑی خوش ہوئی وہ عنبر کو اب اسی اہرام میں لے جانا چاہتی تھی یہی کاؤ بدروح کا مقصد تھا۔ اس نے ناگ اور جولی سانگ کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا اب وہ عنبر مار یا تھیو سانگ اور دبی کو بھی اپنے قبضے میں کرنا چاہتی تھی بدروح جولی سانگ اور عنبر پرانے اہرام کی طرف چل پڑے کاؤ بدروح کو مار یا اور تھیو سانگ اور دبی کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں چنانچہ بدروح جولی سانگ نے عنبر سے چلتے چلتے پوچھا۔

"عنبر! تمہارے خیال میں تھیو سانگ اور دبی اس وقت کہاں ہو نگے"

عنبر نے مسکرا کہا۔

"جولی سانگ! کیا تم نہیں جانتی کہ تھیو سانگ اور کیٹی کو ہم لاہور کے ہلٹن ہوٹل میں چھوڑ آئے تھے وہ اس وقت ۱۹۸۹ عیسوی کے زمانے کے لاہور میں موجود ہیں"

کاؤ بدروح کو یہی معلومات چاہئے تھیں بدروح جولی نے آہ بھر کر کہا کاش! وہ بھی اس وقت ہمارے پاس ہوتے"

عنبر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ناگ مل جائے تو ہم واپس تھیو سانگ اور دیبی کے پاس جانے کی کوشش کریں گے یوں ہم سارے دوست ایک بار پھر اکٹھے ہو جائیں گے"
بدروح جولی سانگ نے دل میں کہا اب اکٹھے سفر کرنے کو بھول جاؤ عنبر تم اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے قیدی اور میرے غلام بن کر رہو گے اوپر سے بدروح جولی سانگ بولی۔
"کیوں نہیں پہلے ہم ناگ بھیا کو چل کر اپنے ساتھ لے لیں"
بدروح جولی سانگ اور عنبر پرانے اہرام کا راستہ جانتے تھے۔ وہ اہرام کے اندر تہہ خانے میں آ گئے ممی کا تابوت اسی طرح کھلا پڑا تھا۔ بدروح جولی سانگ اور عنبر نے تابوت میں جھانک کے دیکھا عنبر بولا
"جولی سانگ! ناگ تو یہاں نہیں ہے کہیں پدم سانپ نے ہمیں غلط تو نہیں بتا دیا؟"
بدروح جولی سانگ بولی۔
"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تم یہاں بیٹھو میں دوسری کوٹھڑی میں جا کر ناگ کو ڈھونڈتی ہوں"
یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عنبر اپنی دوست جولی سانگ پر شک کرتا وہ وہیں تابوت کے پاس بیٹھ گیا بدروح جولی سانگ جلدی سے دوسری کوٹھڑی میں چلی گئی وہاں جاتے ہی وہ لیٹ گئی اور اس نے اپنے پیٹ پر پسلیوں کے نیچے ہاتھ رکھ کر ذرا دبایا تو اس کے پیٹ میں پسلیوں کے پاس کھال میں سوراخ پیدا ہو گیا اور پھر ناگ سانپ نے اپنی گردن باہر نکالی۔ بدروح جولی سانگ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو اصل میں کالو بدروح ہی تھی دھیمی مگر بھاری مردانہ آواز میں ناگ سانپ کو حکم دیا۔

"تابوت والی کوٹھڑی میں جاؤ اور عنبر کو ڈس دو"

ناگ سانپ بدروح جولی سانگ کے پیٹ سے نکل کر تابوت والی کوٹھڑی کی طرف چل پڑا عنبر ناگ کے خیال میں سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا کہ ناگ سانپ کالو بدروح کے طلسم کے زور سے رینگتا ہوا اس کے پیچھے آگیا عنبر کو کچھ پتہ نہ چلا ناگ سانپ نے اچھل کر عنبر کی گردن میں ڈس دیا عنبر نے گھبرا کر پیچھے دیکھا تو ناگ نہایت تیزی سے رینگ کر دوسری کوٹھڑی کی طرف بھاگ گیا عنبر کو اپنے جسم میں شدید گرمی محسوس ہوئی اس نے جولی سانگ کو آواز دی۔

"جولی سانگ! ایک سانپ ..... "

اس کے بعد عنبر کی آواز نہ نکل سکی اور وہ غش کھا کر گر پڑا ناگ سانپ واپس بدروح جولی سانگ کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ اس نے عنبر کو ڈس دیا ہے بدروح جولی سانگ کی مردانہ آواز ابھری۔

"شاباش اب میرے پیٹ میں جا کر آرام کرو"

ناگ سانپ جولی سانگ کے پیٹ میں پسلیوں کے نیچے والے سوراخ سے اندر داخل ہو گیا اس کے ساتھ ہی بدروح جولی سانگ کے پیٹ کی کھال آپس میں مل گئی۔ بدروح جولی سانگ تیز تیز قدموں سے چلتی تابوت والی کوٹھڑی میں آئی دیکھا کہ عنبر بے ہوش پڑا ہے بدروح جولی سانگ کے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کالو بدروح نکل کر سامنے آگئی اس کا چہرہ انتہائی ڈراؤنا تھا سر کے بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں اس کے چار بازو تھے اور پاؤں الٹے تھے کالو بدروح نے جولی سانگ سے کہا شاباش! تم نے میرا حکم مانا تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی"۔

تھیو سانگ آگے بڑھا اور اس نے ایک ہی جھٹکے سے تالا توڑ ڈالا اور دروازہ کھول دیا۔ بدروح جولی سانگ جلدی سے آگے بڑھی اور بولی۔

تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں مردہ خانے میں جا کر سب سے پہلے لاش کا معائنہ کروں گی۔ نہیں تو ہو سکتا ہے میرا علم بیکار ہو جائے"۔

تھیو سانگ اور ڈیبی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ باہر ہی رک گئے اور بدروح جولی سانگ مردہ خانے میں چلی گئی۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔ مردہ خانے کے سٹریچر پر ایک کٹی پھٹی لاش پڑی تھی۔ پوسٹ مارٹم کی وجہ سے لاش کا سر بھی کھلا تھا اور پیٹ بھی کھلا ہوا تھا۔ بدروح جولی سانگ کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ وہ لاش کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور پسلیوں کے نیچے ہاتھ رکھ کر کالو بدروح کی مردانہ آواز میں بولی۔

"ناگ! میرے پیٹ سے نکل کر اس لاش کے پیٹ میں داخل ہو جا"

اسی لمحے ناگ سانپ بدروح جولی سانگ کے پیٹ سے نکلا تو لاش کے پھٹے ہوئے پیٹ میں داخل ہو گیا۔ بدروح جولی سانگ نے ناگ سانپ سے کہا۔

"تم جانتے ہو تمہیں کیا کرنا ہو گا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ سانپ نے آہستہ سے سر ہلایا اور کہا۔

"میں جانتا ہوں"

بدروح جولی سانگ نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اور تھیو سانگ اور [illegible] سے کہا۔

"اندر آ جاؤ۔ یہ لاش بالکل ٹھیک ہے۔ اب میرے علم کا ضرور اثر ہو جائے گا اور ہم عنبر اور ناگ کے پاس پہنچ جائیں گے"

تھیو سانگ اور [illegible] بھی لاش کے قریب آ گئے۔ تھیو سانگ نے پوچھا۔

"مگر ہمیں کرنا کیا ہو گا جولی سانگ؟ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا کہ تم یہ سب کچھ کیا کر رہی ہو"

بدروح جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! یہ سب کچھ میں اس علم کے اثر کی وجہ سے کر رہی ہوں جو مجھ پر کیا گیا تھا۔ اگر اس علم کا اثر ختم ہو گیا تو ہم پھر کبھی عنبر اور ناگ کے پاس نہ پہنچ سکیں گے"

[illegible] نے کہا۔

"تو پھر خدا کے لئے جو کچھ کرنا ہے جلدی سے کرو"

بدروح جولی سانگ کو سب سے زیادہ فکر تھیو سانگ کی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ تھیو سانگ کے پاس ایک خفیہ طلائی طاقت ہے جس کی وجہ سے وہ کسی کو بھی انگلی لگا کو چھوٹا کر سکتا ہے۔ [illegible] کی بدروح جولی سانگ کو زیادہ فکر نہیں تھی۔ اس کو وہ خود سنبھال سکتی تھی۔ چنانچہ بدروح جولی سانگ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو سانگ سے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! اس لاش کے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر اس کا دل باہر نکالو۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ یہ کام تم ہی کر سکتے ہو"

تھیو سانگ مسکرایا۔

"مگر دل تم بھی نکال سکتی ہو"

بدروح جولی سانگ بولی۔

"نہیں تھیو سانگ بھیا! مجھے لاش کا دل نکالتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔

لبنی نے پوچھا۔ "مگر لاش کے دل کو ہم کیا کریں گے؟"

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"مجھ پر علم ہوا تھا اس کے اثر کی وجہ سے میں اس لاش کے دل پر پھونک ماروں گی۔ پھر تم دونوں باری باری اس دل کو اپنی مٹھی میں لے کر دبوچ گے۔ اس کے بعد ہم تینوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر آنکھیں بند کر لیں گے اور ایک سیکنڈ میں چار ہزار سال پرانے زمانے میں عنبر اور ناگ کے پاس پہنچ جائیں گے"

تھیو سانگ بولا۔ "یہ بات ہے تو میں ابھی لاش کا دل باہر نکالے دیتا ہوں"

یہ کہہ کر تھیو سانگ نے لاش کے سینے میں ہاتھ ڈال دیا۔ ناگ سانپ پہلے ہی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جونہی تھیو سانگ نے ہاتھ لاش کے دل پر ڈالا سانپ نے اسے ڈس دیا۔ تھیو سانگ کو پہلی مرتبہ ایک شدید جھٹکا لگا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ پیچھے گر پڑا۔ ببلی نے حیرانی سے پوچھا۔
"کیا ہوا تھیو سانگ؟"
تھیو سانگ کو ہوش آ گیا تھا۔ کہنے لگا۔
لاش کے اندر سانپ .....
اس کے منہ سے اس سے آگے نہ نکل سکا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ ببلی گھبرا گئی۔ بد روح جولی سانگ اسی لمحے کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی ببلی تھیو سانگ کو اٹھانے کے لئے جھکی بد روح جولی سانگ نے ببلی کو اپنے ساتھ لگا کر زور سے بھینچا۔ ببلی بھی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ بد روح جولی سانگ نے مردانہ آواز میں ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور ناگ سانپ کو حکم دیا۔ واپس میرے پیٹ میں آ جاؤ" ناگ سانپ لاش کے پیٹ سے نکل کر بد روح جولی سانگ کے پیٹ میں چلا گیا۔ اب بد روح جولی سانگ یعنی اصل کاؤ بد روح کا کام شروع ہو گیا۔ اس نے کٹی پھٹی لاش کے اندر ہاتھ ڈال کر اس کا دل نوچ کر باہر نکال لیا۔ پھر لاش کے دل کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اسفنج کی طرح اس کا خون ہاری ہاری تھیو سانگ اور ببلی پر نچوڑا۔ لاش کے دل میں جو خون بچ گیا تھا وہ جم چکا تھا مگر بد روح جولی سانگ نے اتنی زور سے اسے دبایا کہ گاڑھا خون دل سے نکل کر تھیو سانگ اور ببلی کے اوپر گرا۔ خون کے گرتے ہی تھیو سانگ اور ببلی کے جسم تھر تھر کانپنے لگے۔ بد روح جولی سانگ نے تھیو سانگ اور ببلی کو ایک ایک ہاتھ سے گردنوں پر سے دبوچ لیا اور مردانہ آواز میں پکار کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کاؤ کاؤ کاؤ ۔ میں آ رہی ہوں ۔ میری مدد کر"

مردہ خانے میں بجلی کا کڑاکا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی بد روح ڈول سانگ۔ تھیو سانگ اور تبشر وہاں سے غائب ہو گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بد روح جولی سانگ

○

تھیو سانگ اور کیٹی بے ہوشی کی حالت میں چار ہزار سال پیچھے چلے گئے۔

بد روح جولی سانگ ان کے ساتھ تھی۔ وہ لاہور کے مردہ خانے میں غائب ہوئے تھے اور چار ہزار سال پرانے زمانے کے مصر کے اہرام میں ظاہر ہوئے۔ اہرام کے تابوت میں عنبر پہلے ہی سے بے ہوش پڑا تھا۔ بد روح جولی سانگ نے فتح کا ایک بھیانک نعرہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی کالا بد روح اس کے سامنے آ گئی۔ کالا بد روح نے جولی سانگ کو مبارک باد دی اور کہا۔

"شاباش! اب آگے جو میں نے بتایا ہے وہی کرو" اتنا کہہ کر کالا بد روح واپس جولی سانگ کے جسم میں داخل ہو گئی۔ بد روح جولی سانگ نے بے ہوش عنبر، کیٹی اور تھیو سانگ کی گردنوں پر باری باری ہاتھ لگایا۔ تینوں غائب ہو گئے۔ اس کے بعد بد روح جولی سانگ بھی غائب ہو گئی۔

اب وہ دوسرے اہرام کے اندر جانگلی جہاں ایک گہرا تالاب بنا ہوا تھا۔ بد روح جولی سانگ نے تینوں یعنی عنبر، تھیو سانگ اور کیٹی کو بھی وہیں جانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر لیا۔ تینوں بے ہوشی کی حالت میں اس کے سامنے تالاب کے کنارے پڑے تھے۔ بد روح جولی سانگ نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے چلا کر مردانہ آواز میں کہا۔

"کاؤ کاؤ کاؤ۔ میں تیری غلام ہوں۔ یہ تینوں دنیا کے طاقتور انسان اب ختم ہو چکے ہیں۔ جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی ختم کر دوں گی۔ کاؤ بد روح کی فتح ہو"

یہ کہہ کر بد روح جولی سانگ نے تالاب کا پانی لے کر بے ہوش تھیو سانگ ڈینی اور عنبر کے اوپر چھڑک دیا۔ تالاب کے پانی کا چھڑکنا تھا کہ تینوں کے جسم نمک کے مجسموں میں تبدیل ہو گئے۔ بد روح جولی سانگ نے تینوں کو الٹا کر تالاب میں پھینک دیا۔ تالاب میں گرتے ہی مجسموں کا نمک گھلنا شروع ہو گیا۔ تالاب کے پانی میں کچھ ایسا اثر تھا کہ نمک تیزی سے گھل رہا تھا۔ تھیو سانگ ڈینی اور عنبر چونکہ نمک کے بت بن چکے تھے اس لئے وہ گھل گھل کر چھوٹے ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کا سر، بازو، ٹانگیں اور سینہ اور گردن سب کچھ نمک بن کر تالاب کے پانی میں گھل کر ختم ہو گیا۔

بد روح جولی سانگ نے جب دیکھا کہ کاؤ بد روح کے تینوں دشمن تھیو سانگ، ڈینی اور عنبر نمک بن کر پانی میں حل ہو گئے ہیں تو اس نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور بولی۔

"اب مجھے ان کی ساتھی ماریا کی تلاش ہے۔ مجھے اس کو بھی اسی طرح نمک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا بت بنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پانی کے اندر ختم کر دیتا ہے"
یہ کہا اور بد روح جولی سانگ غائب ہو گئی۔
تھیو سانگ، ڈینی اور عنبر کے جسم چونکہ نمک کے ہو گئے تھے اس لئے تالاب کے پانی میں ان کا گھلنا قدرتی بات تھی۔ لیکن یہ تینوں کوئی معمولی انسان نہیں تھے۔ ان کے پاس قدرت کی دی ہوئی بہت بڑی طاقتیں تھیں۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ بد روح جولی سانگ اور کاؤ بد روح کے طلسم کے اثر سے تینوں کے جسم تو نمک کے ہو گئے مگر ان کے دل پر طلسم کا اثر نہ ہوا۔ ان کے دل نمک کے نہیں بنے تھے۔ چنانچہ جب ان کے سارے جسم نمک بن کر تالاب کے پانی میں گھل مل گئے تو دل باقی رہ گئے اور وہ آہستہ آہستہ تالاب کی تہہ میں اتر کر آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب آکر تالاب کی تہہ میں ایک جگہ ٹک گئے۔

تھیو سانگ، ڈینی اور عنبر کے جسم ان کی ہزاروں سال کی زندگی میں آج پہلی مرتبہ ختم ہو گئے تھے۔ نمک بن کر پانی میں گھل گئے تھے مگر تینوں کے دل باقی تھے اور وہ تالاب کے پانی میں ایک دوسرے کے پاس پاس پڑے آہستہ آہستہ دھڑک رہے تھے۔ ان کے دلوں کی عقل اور شعور زندہ تھا۔ وہ سب کچھ سوچ رہے تھے۔ سب کچھ محسوس کر رہے تھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے اور جولی سانگ اصلی نہیں بلکہ کاؤ بد روح کی بھیجی ہوئی نقلی جولی سانگ تھی جس پر کاؤ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بد روح نے قبضہ کر رکھا تھا۔ عجیب بات ہے کہ یہ راز تھیو سانگ جیسے اور عنبر کے والوں پر اس وقت کھلا جب ان کے جسم ختم ہو گئے اور وہ بول بھی نہیں سکتے تھے۔ کسی کو بد روح جولی سانگ اور بد روح کاؤ کے بارے میں کچھ بتا بھی نہیں سکتے تھے۔ وہ مجبور تھے کہ جب تک ماریا ان کے پاس نہیں آتی وہ تالاب کی تہہ میں پانی کے اندر پڑے دھڑکتے رہیں۔

اب ہم ماریا کی طرف چلتے ہیں۔ جیسا کہ آپ ماریا کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ اسے یم راج نے دلہن کے لباس میں پتھر کا بت بنا کر باغ کے کونے میں قدیم زمانے کے شہر ٹیکسلا کے باہر ایک ویران شیش محل کے باغ کے کونے میں لٹا دیا تھا۔ ماریا ابھی تک اسی جگہ باغ کے کونے میں پتھر کا بت بنی پڑی تھی۔ اس کے ارد گرد گھاس اگ کر اونچی ہو گئی تھی۔ اس طرف کبھی کوئی نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک ویران جگہ تھی۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا آدمی آ بھی جاتا تو یہی سمجھتا کہ یہ کسی عورت کا مجسمہ ہے اور وہ اسے ایک نظر دیکھ کر گذر جاتا۔

یہ زمانہ وہ تھا جب سکندر اعظم ٹیکسلا کے راجہ امبھی کو شکست دے کی وہاں اپنا ایک یونانی گورنر سلیوکس مقرر کر کے واپس یونان چلا گیا تھا۔ مگر سکندر اعظم کا بابل پہنچ کر انتقال ہو گیا۔ اب اس سارے علاقے کا یونانی جرنیل سلیوکس ہی بادشاہ تھا۔ اس کی سلطنت میں کابل، قندہار اور شمال مغربی ہندوستان یعنی پشاور اور جہلم بھی شامل تھا۔ اس زمانے میں اس سارے علاقے کو گندھارا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ قندہار کا بگڑا ہوا نام تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یونانی جرنیل سلیوکس نے ٹیکسلا میں اپنا ایک عالی شان محل بنوایا تھا جہاں وہ اپنی ستارانی کے ساتھ رہتا تھا۔ سلیوکس کی سلطنت میں بڑا امن امان تھا اور لوگ خوش حالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ لیکن سکندر کی موت کے بعد بہار کے علاقے سے ایک راج کمار اپنے استاد کے ساتھ وہاں آگیا اس راج کمار کا نام چندر گپت موریا تھا۔ اس کے استاد کا نام چانکیہ تھا۔ چانکیہ بڑا عیار سیاست دان تھا۔ مگر چندر گپت کا بڑا وفادار تھا۔ چندر گپت شمالی ہندوستان کے گندھارا کے علاقے سے یونانیوں کو نکال کر وہاں اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ سکندر اعظم کی موت کے بعد گندھارا کے علاقے میں بے چینی سی پھیل گئی۔ لوگ بھی چاہتے تھے کہ یہ جو دوسرے ملک یونان سے آکر ان پر حکومت کر رہے ہیں ان کو یہاں سے نکال دیا جائے اور ہم اپنی حکومت قائم کریں۔ چندر گپت نے لوگوں کو یونانیوں کے خلاف بغاوت پر اکسانا شروع کر دیا۔ اور یہ اس علاقے کے لوگوں کا حق بھی تھا۔ کیونکہ کسی بھی ملک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہزاروں میل دور سے آکر کسی دوسرے ملک پر قبضہ کر لے۔

ماریا کو چھڑی دلہن بنے دوسرا مہینہ جا رہا تھا کہ ٹیکسلا میں بھی لوگوں نے چندر گپت موریا کے ساتھ مل کر بغاوتیں شروع کر دیں۔ یونانی جرنیل سلیوکس نے انتظامات سخت کر دیئے اور جس کو وہ بغاوت کے ۔۔۔ میں پکڑتا اسے بازار میں پھانسی پر چڑھا دیا جاتا اور لاش شہر کے دروازے میں لٹکا دی جاتی تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ مگر اس سے لوگوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یونانیوں کے خلاف نفرت بڑھ گئی اور جگہ جگہ یونانیوں کو قتل کیا جانے لگا۔ ٹیکسلا میں کئی یونانی خاندان آکر آباد ہو گئے تھے۔ ٹیکسلا شہر کے باہر ویران شیش محل کے پاس ایک نوجوان یونانی بت تراش رہتا تھا۔ وہ اکیلا ہی رہتا تھا۔ اسے ہندوستان میں گوتم بدھ کے مذہب کی محبت کھینچ لائی تھی۔ اسے گوتم بدھ کا مذہب بڑا پسند تھا جس میں ہر ایک سے پیار محبت کرنا سکھایا جاتا تھا۔ اس یونانی نوجوان کا نام فلپ تھا۔ فلپ کی آنکھیں نیلی تھیں۔ وہ بڑا نیک دل، شریف اور خوبصورت نوجوان تھا۔ وہ پہاڑوں سے پتھر لا کر ان کو تراشتا اور ان کے چھوٹے چھوٹے گوتم بدھ کے بت بنا کر فروخت کر کے روزی کماتا تھا۔

فلپ کا ایک گورو بھی تھا جس کا نام وشال تھا۔ وشال گوتم بدھ کا چیلا تھا اور ٹیکسلا کے باہر ایک پہاڑی میں رہ کر خدا کی عبادت کرتا تھا۔ فلپ نے وشال کو اپنا گورو بنا لیا تھا اور دن میں ایک بار اپنے گورو وشال کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اچھی اچھی باتیں ضرور سنتا تھا۔

یونانی بت تراش فلپ کا ایک روز شیش محل کی طرف سے گذر ہوا۔ پہلے وہ کبھی اس طرف نہیں آیا تھا۔ اس روز فلپ کو آگ جلانے کے لئے لکڑیوں کی ضرورت پڑی تو وہ اس خیال سے ویران شیش محل کے باغ میں آگیا کہ یہاں سے کچھ سوکھی لکڑیاں جمع کر کے لے جائے گا۔ شیش محل کے باغ میں وہ ادھر ادھر گری پڑی سوکھی لکڑیاں جمع کر رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر بلدیا کے مجسمے پر پڑ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کا مجسمہ گھاس کے اندر زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ فلپ نے مجسمے کو دیکھا تو حیران ہو کر رہ گیا کہ اتنی خوبصورت دلہن کا مجسمہ یہاں کس نے بنا کر رکھ دیا ہے۔ مجسمہ اس قدر مکمل تھا کہ لگتا تھا زندہ ہے۔ فلپ خود بھی مجسمے بناتا تھا۔ وہ بے اختیار ہو کر ماریا کے مجسمے کو تکنے لگا۔ ماریا کی آنکھیں نیلی اور بال سنہری تھے۔ فلپ کو یہ آنکھیں اور بال بالکل یونانیوں جیسے لگے۔ کیونکہ یونان میں نیلی آنکھیں اور سنہری بال عام ہوتے ہیں۔ فلپ لکڑیاں جمع کرنی بھول گیا اور ماریا کے مجسمے کے پاس بیٹھ کر اسے تعریف بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اس پتھر کی دلہن کے مجسمے میں جان پڑ جائے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ پتھر تو پتھر ہوتا ہے فلپ نے سوچا۔ پھر اس نے ماریا کے پتھر کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

"اے پتھر کی دلہن! تجھے جس نے بھی تراشا ہے میں اس کے فن کی داد دیتا ہوں"

اچانک یونانی نوجوان فلپ کو محسوس ہوا کہ پتھر کی دلہن کے جسم میں کوئی شے دھڑک رہی ہے۔ بہت آہستہ آہستہ بہت مدھم مدھم۔ پہلے تو فلپ نے سوچا شاید یہ اس کے اپنے دل کی دھڑکن ہے جو اسے محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن جب اس نے پتھر کی دلہن کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ ڈر کے پیچھے ہٹ گئی۔ واقعی پتھر کے مجسمے کا دل دھڑک رہا تھا۔ فلپ نے اپنا کان پتھر کی دلہن ماریا کے ناک کے ساتھ لگا دیا۔ ماریا کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانس نہیں چل رہا تھا مگر اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ فلپ دوڑا دوڑا اپنے گورو دیو شالی کے پاس اس کی پہاڑی جھونپڑی میں پہنچا۔ گورو دیو اس وقت عبادت کر رہا تھا۔ جب وہ عبادت سے فارغ ہوا تو فلپ نے گورو دیو کو سلام کیا اور عرض کیا۔

"گورو دیو! میں ایک عجیب چیز دیکھ کر آرہا ہوں"

گورو دیو نے میٹھی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے شاگرد فلپ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"فلپ! تم نے آخر ایسی کونسی شے دیکھ لی ہے۔ کچھ مجھے بھی بتاؤ"

فلپ نے کہا۔

"گورو دیو! شیش محل کے ویران باغ میں ایک خوبصورت نیلی آنکھوں والی لڑکی کا پتھر کا مجسمہ ہے جو دلہن معلوم ہوتی ہے۔"

گورو دیو نے کہا۔

"اس میں حیرانی کی کونسی بات ہے فلپ؟"

فلپ نے کہا۔

"گورو دیو! پتھر کے اس مجسمے کے اندر دل دھڑک رہا ہے"

اب گورو دیو نے چونک کر فلپ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو فلپ؟ تمہیں وہم تو نہیں ہوا؟"

فلپ بولا۔

"حضور! آپ خود چل کر ملاحظہ کر لیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گورو دیو اسی وقت فلپ کے ساتھ شیش محل کے باغ میں آگیا۔ گورو دیو نے ماریا کا پتھر کی دلہن کا مجسمہ دیکھا جو گھاس پر لیٹا ہوا تھا۔ گورو دیو نے ماریا کے پتھر کے سینے پر ہاتھ رکھا تو اس کی آنکھوں میں ایک عجیب چمک آگئی۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے خدا! یہ تیری شان ہے۔ یہ تیری شان ہے"

فلپ بولا۔

"گورو دیو! میں نے کہا تھا کہ اس مجسمے کا دل دھڑکتا ہے۔ مگر گورو دیو! یہ کیسے ہو گیا؟ اس کا مطلب ہے کہ یہ مجسمہ زندہ ہے"

گورو دیو نے ماریا کے پتھر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ پھر اس کی نیلی آنکھوں میں غور سے دیکھا۔ گورو دیو ایک نیک، پرہیز گار اور خدا کی عبادت کرنے والا آدمی تھا۔ اس نے کبھی کسی بت کی پوجا نہیں کی تھی۔ اس لئے خدا نے اس کے دل میں روشنی پیدا کر دی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر تک آنکھیں بند رکھیں۔ پھر آنکھیں کھول کر فلپ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"فلپ! میرے بیٹے! یہ پتھر کا مجسمہ نہیں ہے بلکہ اسے زندہ عورت سے پتھر بنا دیا گیا ہے"

اب تو فلپ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہنے لگا۔

"گورو دیو! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں"

گورو دیو نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں میرے بچے! اس عورت کو کسی نے طلسم کر کے اس کو عورت سے پتھر کا بت بنا دیا ہے"

فلپ نے گورو دیو کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا۔

"حضور! خدا کے واسطے اس عورت کو پھر سے زندہ کر دیجئے یہ بڑا ظلم ہے کہ اتنی خوبصورت اور معصوم شکل والی لڑکی کو پتھر کا بت بنا دیا جائے۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ آپ خدا کے نیک بندے ہیں خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اپنی طاقت سے اس عورت کو پھر سے زندہ کر دے"

گورو دیو نے کہا۔

"میں خدا سے ضرور دعا کروں گا اور یہ کام سوائے خدا کے دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ یہاں سے یہ بت ہم اٹھا کر کے اپنے ساتھ لے جائیں۔ کیونکہ یہ شیش محل کی جائیداد ہے۔ اگر خدا نے میری دعا قبول کر لی تو پھر ایسا ہو گا کہ یہ لڑکی جو پتھر کے اندر چھپی ہوئی ہے پتھر میں سے زندہ حالت میں باہر نکل کر ہمارے پاس آ جائے گی اور یہ پتھر کا مجسمہ اسی طرح یہاں لیٹا رہے گا"

فلپ نے کہا۔

"ٹھیک ہے گورو دیو! مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ اس لڑکی کو پھر سے زندہ کر دیجئے۔ اسے پتھر کی تہہ سے نجات دلایئے"

گورو دیو کہنے لگا۔ اس کے لئے مجھے رات کے وقت یہاں آ کر خدا کے حضور عبادت کے بعد دعا کرنی ہو گی۔ چنانچہ گورو دیو یونانی نوجوان فلپ کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ لے کر اپنی جھونپڑی پر آگیا۔ آدھی رات کو وہ اور گورو دیو دونوں شیش محل کے ویران باغ میں آگئے۔ گورو دیو نے ماریا کے مجسمے کے پاس بیٹھ کر خدا کی عبادت شروع کر دی۔ فلپ بھی گورو کے پیچھے بیٹھ کر عبادت کرنے لگا۔ آدھا گھنٹہ عبادت کرنے کے بعد گورو دیو نے ہاتھ باندھ کر خدا کے حضور دعا مانگنی شروع کی۔ اس نے کہا۔

"اے ساری کائنات کے بنانے والے! زندگی اور موت تیرے ہی قبضے میں ہے۔ اس خوبصورت معصوم لڑکی کو کسی جادوگر نے طلسم کے زور سے پتھر بنا دیا ہے۔ لیکن تیری طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں تو جو چاہے سو وہ سکتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اے زندگی عطا کرنے والے! اس لڑکی کو جادوگر کے طلسم سے نجات عطا کر اور اسے پتھر کی قید سے نکال کر اس میں پھر سے زندگی کی نئی روح پھونک دے"

دعا مانگ کر گورو دیو نے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے اور فلپ سے کہا۔

"فلپ! اگر خدا نے ہماری دعا قبول فرمالی تو اس مجسمے میں ابھی جان پڑ جائے گی"

گورو دیو اور فلپ کی نظریں ماریا کے مجسمے پر لگی ہوئی تھیں۔ اچانک مجسمے میں حرکت ہوئی۔ ماریا نے اپنا پتھر کا بازو سیدھا کیا۔ یونانی نوجوان فلپ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ پتھر کا بازو ویسے ہی تھا مگر لڑکی کا بازو اس میں سے نکل کر الگ حرکت کر رہا تھا۔ پھر ماریا مجسمے میں سے نکل کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فلپ اور گورو دیو نے دیکھا کہ پتھر کا مجسمہ بالکل ویسے ہی وہاں گھاس میں لیٹا ہوا تھا مگر ماریا اس کے اندر سے زندہ ہو کر باہر نکل آئی تھی۔ ماریا نے سب سے پہلے اپنے دماغ اور حواس کا جائزہ لیا۔ اس کی یادداشت درست کام کر رہی تھی۔ اسے ناگ عنبر کیپٹ اور تھیو سانگ جولی سانگ پوری طرح سے یاد تھے۔ مگر وہاں اسے ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اب اس نے اپنے سامنے ایک یونانی لباس والے نوجوان ایک لمبی پگڑی والے گوتم بدھ کے بھکشو کو دیکھا تو سمجھ گئی کہ وہ گندھارا عہد میں ہے۔ کیونکہ گندھارا عہد میں ہی ہندوستان میں یونانی آئے تھے اور بدھ مت کا ان کے مجسموں پر اثر پڑا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ یم راج کے طلسم سے اس نیک دل بھکشو نے اسے نجات دلائی ہے۔

ماریا نے گورو دیو کی طرف دیکھا اور کہا۔

"مہاراج! میں آپ کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں کہ آپ نے مجھے پتھر سے آزاد کیا"

گورو دیو نے کہا۔

"بیٹی! یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہوا ہے۔ میں نے تو صرف دعا مانگی تھی اور تجھے پتھر کی مورتی کی شکل میں دیکھا میرے چیلے فلپ نے تھا۔ اس سے ملو۔ یہ فلپ ہے۔ یونان کا سنگ تراش جو میرا چیلہ بھی ہے۔"

ماریا نے فلپ سے ہاتھ ملایا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا نام ماریا ہے۔ میں اپنے دوستوں اور سہیلیوں کے ساتھ اس باغ میں کھیل رہی تھی کہ ایک جادوگر یم راج نے مجھے اغوا کر لیا۔ پھر مجھے دلہن بنایا اور اس کے بعد پتھر بنا دیا۔"

ماریا نے انہیں اس سے زیادہ اپنے بارے میں اور ٹاگ عنبر و غیرہ کے بارے میں بھی کچھ نہ بتایا۔ ماریا کو ایک بات کی پریشانی بھی تھی کہ وہ سب کو دکھائی دے رہی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ابھی اس کی طاقت اس کو واپس نہیں ملی تھی۔ مگر اسے یقین تھا کہ اگر خدا کی مدد سے وہ پتھر سے زندہ انسان بن گئی ہے تو کسی نہ کسی وقت اس کی طاقت بھی اسے واپس مل جائے گی اور وہ پھر سے غائب ہو جائے گی اور ہوا میں اڑ سکے گی۔ گورو دیو نے کہا۔

"ماریا بیٹی! اب اگر تو یہاں رہنا چاہتی ہے تو میری جھونپڑی کے ساتھ ہی ایک اور جھونپڑی ہے تو بے شک اس میں رہ سکتی ہے۔ اور اگر تو اپنے دوستوں کے پاس جانا چاہتی ہے تو ہم تجھے نہیں روکیں گے"

فلپ نے کہا۔

"ماریا! میری خواہش ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہی کچھ دیر رہو۔ میں تمہاری ایک مورتی بنانا چاہتا ہوں۔"

ماریا کانوں پر ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

"نہ نہ فلپ۔ میں پہلے ہی پتھر بن چکی ہوں۔ اب تو میری مورتی نہ ہی بناؤ تو اچھا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فلپ نے ہنس کر کہا۔

"میں کوئی جادوگر تھوڑے ہوں۔ اور پھر میں تمہیں مورتی نہیں بناؤں گا بلکہ تمہاری مورتی بناؤں گا"

گورو دیو نے بھی ہنس کر کہا۔

"ہاں ماریا بیٹی! فلپ کو مورتی بنانے کا بڑا شوق ہے۔ تم اس کے گھر جا کر دیکھو۔ اس نے کئی پتھر کی مورتیاں بنائی ہوئی ہیں۔"

ماریا نے سوچا کہ اسے کچھ دیر تو اسی شہر میں رہنا ہی ہو گا تاکہ عنبر تھیو سانگ اور کیپٹن جولی سانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔ بہتر ہے کہ وہ ان شریف لوگوں کے پاس ہی رک جائے۔ ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے فلپ میں گورو دیو کے پاس ہی رہوں گی۔ تم میری مورتی بنا سکتے ہو"

فلپ بڑا خوش ہو کر کہنے لگا۔

"ماریا! تمہیں میرے گھر آنا ہو گا۔ کیونکہ میں وہیں تمہاری مورتی بناؤں گا"

گورو دیو نے کہا۔

"ابھی رات ہے۔ تم لوگ آرام کرو۔ صبح دیکھا جائے گا۔"

فلپ گورو دیو کی جھونپڑی میں اور ماریا دوسری جھونپڑی میں چلی گئی۔ ماریا جھونپڑی میں لیٹ کر سوچنے لگی کہ اس کی طاقت کب واپس آئے گی وہ کب پھر سے غائب ہو گی اور فضا میں آزادی سے پرواز کر سکے گی؟ کہیں ایسا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو نہیں ہے کہ پھر کبھی اس کی طاقت اسے نہیں مل سکے گی؟ ماریا نے آنکھیں بند کر کے خدا سے دعا مانگی کہ اے خدا! میری طاقت مجھے واپس عنایت کر دے۔ پھر اسے نیند آگئی۔ نیند نے بھی یہ بات ثابت ہو گئی کہ ماریا کے پاس اس کی طاقت نہیں ہے۔ ورنہ جب اس کے پاس اپنی طاقت ہوتی ہے تو پھر نہ اسے نیند آتی ہے اور نہ بھوک و پیاس ہی لگتی تھی۔

ماریا ساری رات آرام سے سوتی رہی۔ دوسرے دن فلپ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا۔ یہاں اس نے ماریا کو ایک کرسی پر بٹھا دیا اور پتھر کو تراش کر اس کی مورتی بنانے لگا۔ دوپہر تک وہ مورتی پر کام کرتا رہا۔ پھر دونوں نے مل کر کھانا کھایا شام کو ماریا اکیلی ہی شہر ٹیکسلا کی سیر کو نکل گئی۔ سیر کا اس نے بہانہ بنایا تھا۔ اصل میں وہ خبر ناگ تھیو سانگ اور کیتی ہوئی سانگ کا سراغ لگانے گئی تھی کہ شاید کسی جگہ سے ان کا کوئی کھوج مل جائے۔ وہ یونانی جرنیل سلیوکس کے شہر ٹیکسلا کی پہلے بھی سیر کر چکی تھی۔ ان دنوں شہر میں فسادات ہو رہے تھے۔ ٹیکسلا کے لوگ اکا دکا یونانیوں کو مار ڈالتے تھے۔ چنانچہ دوسرے روز یونانی نوجوان فلپ کو بھی اپنے پاس پہاڑی والی جھونپڑی میں بلا لیا۔

ماریا دوسرے دن بھی شہر میں اپنے ساتھیوں کا کھوج لگاتی رہی مگر اسے ان کا کہیں بھی سراغ نہ ملا۔ گورو دیو اور فلپ نے ماریا کو منع کیا اور کہا کہ ماریا! تمہاری آنکھیں نیلی ہیں اور بال سنہری ہیں تم یونانی لڑکی لگتی ہو اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں کے لوگ تمہیں پکڑ کر ہلاک نہ کر ڈالیں۔ ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو بھی یہ خطرہ لگا ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی۔ وہ ایک عام کمزور عورت تھی۔ لیکن اپنے ساتھیوں تھیو ناگ جولی ناگ اور کیٹی کو بھی تلاش کرنا ضروری تھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ تھیو ناگ اور کیٹی بد روح کاؤ کے قبضے میں ہیں۔ تھیو ناگ تھیو اور کیٹی کے صرف دل ہی باقی رہ گئے ہیں جو چار ہزار سال پہلے کے مصر کے ایک تالاب میں پڑے ہیں اور ناگ سانپ بن کر بد روح کاؤ کے قبضے میں ہے۔ خود جولی ناگ کاؤ کی بد روح بن چکی ہے۔ لیکن بد روح کاؤ بد روح جولی ناگ کی شکل میں میکسلا میں پہنچ بھی چکی تھی تاکہ ماریا کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔

جس روز ماریا کو گورو دیو نے پتھر کی مورتی میں سے باہر نکالا اس کے اگلے روز بد روح جولی ناگ بھی میکسلا پہنچ گئی۔

وہ سیدھی رات کے اندھیرے میں شیش محل کے ویران باغ میں آگئی۔ اس نے دیکھا کہ ماریا پتھر کی دلہن کی شکل میں باغ میں لیٹی ہوئی تھی۔ بد روح جولی ناگ اور کاؤ بد روح کو یہ نہ پتہ چل سکا کہ ماریا کی مورتی صرف مورتی ہی ہے۔ اس کے اندر سے ماریا جا چکی ہے۔ بد روح کاؤ نے بد روح جولی ناگ سے کہا۔

"او او کاؤ جولی ناگ تو ماریا کی مورتی کے آگے بیٹھ کر منتر پڑھنا شروع کر۔ تجھے دو راتیں یہاں بیٹھ کر منتر پڑھنے ہوں گے۔ اس کے بعد ماریا میں جان پڑ جائے گی۔ پھر ناگ سانپ کو حکم دینا کہ تمہارے پیٹ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل کر ماریا کو ڈس لے اس کے بعد ماریا کا قصہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"

بد روح جولی سانگ نے کہا "کاؤ کاؤ۔ ایسا ہی ہو گا عظیم بد روح! بد روح جولی سانگ ماریا کی پتھر کی مورتی کے آگے بیٹھ گئی اور اس نے منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ ساری رات وہ منتر پڑھتی رہی۔ جب دن نکلا تو بد روح جولی سانگ ویران شیش محل کے ایک کونے میں چھپ گئی۔ جب رات ہوئی تو وہ پھر ماریا کی مورتی کے سامنے بیٹھ کر منتر پڑھنے لگی۔ ساری رات منتر پڑھتے گذر گئی۔ جب صبح ہونے لگی تو بد روح جولی سانگ نے ماریا کی مورتی پر آخری بار چار بار پھونکا اور پھر حکم دیا۔

"اے ماریا کی مورتی! تو زندہ ہو جا۔ میں تجھے زندہ ہونے کا حکم دیتی ہوں"

مگر پتھر کی مورتی پر بد روح جولی سانگ کے حکم کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اثر ہوتا بھی کیسے؟ کیونکہ وہ تو محض پتھر کی مورتی تھی۔ اس کے اندر جو ماریا تھی وہ تو نکل کر جا چکی تھی۔ بد روح جولی نے پہلے تو یہ سمجھا کہ اس نے ٹھیک طرح سے منتر پڑھ کر نہیں پھونکا۔ چنانچہ اس نے ایک بار بلکہ تین بار منتر پڑھ کر ماریا کی مورتی پر پھونکا۔ مگر مورتی پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ ویسے کی ویسے پتھر کی بنی رہی۔

اب تو بد روح جولی سانگ پریشان ہو گئی۔ اس نے چیخ مار کر بد روح کاؤ کو بلا لیا۔ کاؤ بد روح نے سارے منتر آزمائے مگر مورتی ویسی ہی پتھر کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مورتی رہی۔ کاؤ بد روح نے ہاتھ ماریا کی مورتی کے سینے پر رکھا اور چونک کر پیچھے ہٹ گئی۔ پھر اس کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ اس نے اپنے سر کے بالوں کو اندر سے جھٹکا دیا اور بد روح جولی سے کہا۔

"جولی سانگ! ماریا کی مورتی میں سے فرار ہو چکی ہے"

بد روح جولی سانگ بھی سکتے میں آ گئی۔

"یہ کیسے ہو گیا عظیم کاؤ بد روح؟ بد روح جولی نے پوچھا۔

بد روح کاؤ نے مردانہ آواز میں کہا۔

"ماریا اسی شہر میں ہے۔ وہ ہم سے بچ کر نہیں جا سکتی ہم اسے اپنے قبضے میں کر کے رہیں گے۔ تم شہر میں اس کو تلاش کرو۔ کیونکہ تم اس کی سہیلی ہو۔"

بد روح جولی سانگ ٹیکسلا شہر میں ماریا کی تلاش میں نکل پڑی۔

○

بد روح جولی سانگ اور ماریا کی ملاقات کیسے ہوئی؟

عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کے دل جو تالاب میں ڈوبے ہوئے تھے کہاں گئے، کیا عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کو پھر سے زندگی مل سکی؟

ان سوالوں کے جواب آپ کو عنبر ناگ ماریا کی اگلی کتاب نمبر ۱۸۲ میں ملیں گے جس کا عنوان ہے "کھوپڑی محل"۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہوگئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 15.00

کھوپڑی محل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا ○ کہانی نمبر ۱۸۲

کھوپڑی محل

اے حمید

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور اور کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ ٹیکسلا پہنچ گئی۔

وہ آدھی رات کے وقت دو ہزار برس پرانے شہر ٹیکسلا پہنچی تو اس وقت شہر میں بارش ہو رہی تھی اور سخت سردی میں لوگ گھروں کے دروازے بند کر کے سو رہے تھے۔ آپ پچھلی کتاب میں پڑھ چکے ہیں کہ جولی سانگ پر مصر کی قدیم ترین بدروح کاؤ کا قبضہ تھا اور اس نے جولی سانگ کی یادداشت بدل کر اسے بھی ایک بدروح بنا دیا تھا۔ کاؤ بدروح یہ چاہتی تھی کہ کسی طریقے سے عنبر ناگ مارا جائے اور کیٹی تھیو سانگ' جولی سانگ کو اپنے قابو میں کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے کسی ایسی جگہ میں پھینک دے۔ جہاں سے وہ ساری زندگی باہر نہ نکل سکیں اور کاؤ بدروح خود دنیا کی سب سے بڑی بدروح بن کر بدروحوں پر حکومت کرے کاؤ بدروح نے عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کو پہلے ہی قدیم اہرام مصر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے ایک تالاب میں نمک کے بت بنا کر پھینک دیا تھا تالاب میں گرنے کے بعد منہر، تھیوساگ اور کیٹی کے نمکین جسم پگل گئے تھے۔ صرف ان کے دل ہی باقی رہ گئے تھے جو نہیں پگل سکے تھے اور یہ تینوں دل تالاب کی تہہ میں ایک طرف ساتھ ساتھ پڑے تھے۔ کاؤ بدروح کو یہ معلوم نہیں تھا وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ تھیوساگ منہر اور کیٹی کے جسم تالاب کے پانی میں حل ہو گئے ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے اس کے راستے سے ہٹ گئے ہیں اس کے بعد کاؤ بدروح نے جولی ساگ اور ناگ کو قبضے میں کر لیا جولی ساگ کو کاؤ نے بد روح بنا کر اس کے پیٹ میں ناگ کو سانپ کی شکل میں ڈال دیا اب جولی ساگ بھی ایک بدروح بن چکی تھی اگرچہ اسکی شکل بالکل جولی ساگ کی تھی ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیٹ کے اندر تھا۔ جس وقت بدروح جولی ساگ اسے حکم دیتی وہ اس کے پیٹ میں سوراخ کر کے باہر نکل آتا تھا ناگ اور جولی ساگ دونوں پر کاؤ بدروح کے طلسم کا اثر تھا اور وہ اس کے اشارے پر چل رہے تھے۔ کاؤ بدروح نے اب بدروح جولی ساگ کو ماریا کی تلاش میں یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ ماریا فیکسلا میں ہے تم اسے اپنے قابو میں کر کے میرے پاس لے آؤ

ماریا کی یہ حالت تھی کہ اسکی طاقت ختم ہو چکی تھی وہ غیبی حالت میں نہیں تھی بلکہ سب کو نظر آتی تھی وہ فیکسلا شہر کی پہاڑی پر گواد وشال کی جھونپڑی میں رہتی تھی۔ گواد وشال کو معلوم تھا کہ ماریا کون ہے مگر وہ اس کی طاقت اسے واپس لا کر نہیں دے سکتا تھا۔ اتنی گواد وشال میں طاقت نہیں تھی گواد وشال کا ایک یونانی لڑکا فلپ بھی شاگرد تھا۔ جو ماریا کو پسند کرنے لگا تھا۔ فلپ یونانی مجسمہ ساز تھا۔ اور وہ ماریا کا ایک سنگ مرمر کا بت بنا رہا تھا۔ فلپ کا گھر فیکسلا شہر کے اندر تھا۔ جہاں وہ اکیلا رہتا تھا اس وقت فیکسلا پر سکندر کے یونانی جرنیل سیلوکس کی حکومت تھی۔ لوگ سکندر کے جرنیلوں کے خلاف ہو گئے تھے وہ یونانیوں کو فیکسلا سے نکال دینا چاہتے تھے۔ یونانی بہت کم گھروں سے باہر نکلتے تھے۔ کیونکہ ہندوستانی لوگ ان کے دشمن بن گئے تھے۔

اس لئے فلپ بھی پہاڑی پر گواد وشال کی جھونپڑی میں آکر رہنے لگا تھا۔ ماریا بھی اس جھونپڑی میں رہتی تھی۔ اور اپنی طاقت کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ کہ اسے طاقت مل جائے تو وہ اپنے دوستوں منہر ناگ اور جولی ساگ کی تلاش میں نکل کھڑی ہو مگر کافی دن گزر جانے پر بھی ماریا کی طاقت اسے واپس نہیں ملی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب ہم وہاں سے شروع کرتے ہیں جب بارش میں آدھی رات کے وقت بدروح جولی سانگ شہر ٹیکسلا کے ایک باغ میں نمودار ہوئی ہے ---------- بدروح جولی سانگ نے ادھر ادھر دیکھا یہ ایک پرانا باغ تھا۔ جس میں ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ چونکہ جولی سانگ ایک بدروح بن چکی تھی۔ اس لئے اس کے جسم سے جولی سانگ کی خوشبو نہیں آتی تھی دوسری طرف ماریا کی طاقت بھی چونکہ ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے اس کے جسم سے بھی ماریا کی خوشبو نہیں آتی تھی

مگر بدروح جولی سانگ کو خاص فضائی لہروں کی مدد سے پتہ چل گیا کہ ماریا ٹیکسلا شہر میں ہی ہے کیونکہ۔ اسے ماریا کے جسم سے نکلنے والی حرارت کی لہریں محسوس ہو رہی تھیں یہ لہریں ایک نیلے کی طرف سے آ رہی تھیں۔

بدروح جولی سانگ کو جس طرف سے ماریا کے جسم کی لہریں آتی محسوس ہو رہی تھیں وہ اسی طرف چل پڑی بارش میں سارا شہر سنسان پڑا تھا۔ مکانوں کے دروازے بند تھے۔ سڑکیں رات کے اندھیرے اور بارش میں ویران تھیں سردی بہت سخت تھی۔ مگر بدروح جولی سانگ کو بالکل سردی نہیں لگ رہی تھی۔

وہ بڑی تیزی سے چل رہی تھی آخر وہ اس ٹیلے پر پہنچ گئی جہاں سے اسے ماریا کے جسم کی لہریں آتی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ سامنے دو تین جھونپڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ بدروح جولی سانگ نے محسوس کیا کہ پیچھے جو چھوٹی جھونپڑی تھی۔ ماریا کے جسم کی لہریں اس جھونپڑی سے آ رہی ہیں۔ وہ جھونپڑی کے پاس جا کر رک گئی جھونپڑی کا باہس کا دروازہ بند تھا۔ اسکا خیال تھا کہ ماریا نیند کی حالت میں ہوگی اور اسے نظر نہیں آئے گی مگر جب اس نے دروازے کی درز سے اندر دیکھا تو ماریا روشنی میں اسے نظر آگئی۔ ماریا گھاس کے بستر پر سو رہی تھی۔

بدروح جولی سانگ فوراً سمجھ گئی کہ ماریا کی طاقت ختم ہو گئی ہے یہ اس کے لئے بڑی اچھی بات تھی۔ اب وہ اسے بڑی آسانی سے اپنے قابو میں کر سکتی تھی۔ اس نے دروازے پر دستک دی ماریا جاگ پڑی۔ اس نے پوچھا۔

"کون ہے باہر؟"

بدروح جولی سانگ نے جولی سانگ کی آواز میں کہا۔

"ماریا بہن میں ہوں جولی سانگ"۔

ماریا خوشی سے پاگل ہو کر اٹھی اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ اس کے سامنے جولی سانگ کھڑی تھی۔ اگرچہ جولی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ ایک بدروح بن چکی تھی مگر اس کی شکل میں کوئی فرق نہیں آیا تھا صرف اس وقت بدروح جولی ناگ کی آواز مردوں ایسی بھاری ہو جاتی تھی جب وہ اپنے پیٹ میں سے ناگ سانپ کو نکال کر کسی کو ڈسنے کا حکم دیتی تھی۔ بد روح جولی ناگ نے ماریا کو گلے سے لگالیا اور بڑی جذبات بھری آواز میں بولی۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی"۔

"ماریا میں تو بالکل ہی نا امید ہو چکی تھی۔ عنبر ناگ تھیوسانگ اور کیٹی کہاں ہیں"

حالانکہ بدروح جولی ناگ جانتی تھی کہ ناگ سانپ کی شکل میں اس کے اپنے پیٹ میں ہے اور عنبر تھیوسانگ اور کیٹی اہرام مصر کے تالاب میں نمک کے بت بن جانے کے بعد پانی میں گھل کر ختم ہو چکے ہیں۔ ماریا بدروح نے جولی ناگ کو اپنے پاس بٹھالیا اور بولی۔

"عنبر ناگ تھیو سانگ اور کیٹی کا پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں میں خود بڑی مشکل سے ایک شیطانی طاقت کے چنگل سے نکل کر یہاں آئی ہوں۔ مگر میری طاقت ابھی تک مجھے واپس نہیں ملی"

بدروح جولی ناگ نے کہا

"میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ تم غائب نہیں ہوئی ضرور تمہاری طاقت تم سے جدا ہو گئی ہے"۔

"ماریا نے کہا مگر جولی ناگ تمہاری بھی خوشبو مجھے نہیں آ رہی کیا وجہ ہے؟ تم کہاں سے آ رہی ہو؟"

بدروح جولی ناگ نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

"ماریا بہن بس کچھ نہ پوچھو کہ مجھ پر کیا گزری بس یہ سمجھ لو کہ میں بھی چڑیلوں کی منحوس دنیا سے جان بچا کر کسی نہ کسی طرح بھاگی ہوں اور یہاں پہنچ گئی ہوں"۔

"ماریا نے اچانک سوال کیا؟"

"مگر جولی ناگ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں اس بھونپڑی میں ہوں؟"

بدروح جولی ناگ اس سوال کے لئے تیار نہیں تھی مگر وہ جلدی سے سنبھل گئی اور بولی۔

"ماریا میرا دل کہہ رہا تھا کہ تم اسی جگہ ہو گی دیکھ لو میرے دل نے بالکل ٹھیک بتایا۔ یہ ماریا کی محبت ہے جس نے میری راہ نمائی کی اور تم سے ملا دیا"۔

ماریا خوش ہو کر بولی۔ "خدا کا شکر ہے کہ کم از کم تم مجھے مل گئیں اب ہم دونوں مل کر عنبر ناگ تھیوسانگ اور کیٹی کو بھی ڈھونڈ لیں گے۔ بدروح جولی ناگ نے پوچھا؟۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہاں دوسری جھونپڑی میں کون رہتا ہے"

ماریا نے کہا۔ "دوسری جھونپڑی میں گواد وشال رہتے ہیں بڑے نیک دل آدمی ہیں۔ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک یونانی نوجوان لڑکا فلپ بھی رہتا ہے۔ شہر میں لوگ یونانیوں کے خلاف ہو گئے ہیں۔ فلپ یہاں گواد وشال کے پاس آکر رہنے لگا ہے۔ بڑا خوبصورت نوجوان ہے وہ میرا سنگ مرمر کا مجسمہ بھی بنا رہا ہے"۔

"بدروح جولی سانگ نے پوچھا؟"

"کہیں وہ تم سے محبت تو نہیں کرتا؟"

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"جولی سانگ تم تو جانتی ہو کہ ہم لوگ اس قسم کی باتوں سے بہت بلند ہیں۔ کوئی ہم سے محبت کرے گا۔ اور ہم کسی سے کیا محبت کریں گی۔ دنیا والوں کی محبت تو بوڑھی ہو جائے گی مگر ہم اسی طرح جوان رہیں گی دنیا والوں کی محبت بہت پیچھے رہ جائے گی اور ہمارا تاریخی سفر جاری رہے گا اور ہم بہت آگے نکل جائیں گی۔ جن لوگوں کے مقصد بلند ہوتے ہیں۔ جنہوں نے زندگی میں کوئی بڑا کام کرنا ہوتا ہے وہ لوگ عشق و محبت کی فضول باتوں میں نہیں پڑتے؟"۔

بدروح جولی سانگ نے کہا۔ "ہاں یہ تو تم ٹھیک کہتی ہو"۔

بدروح جولی سانگ کو گواد وشال کے بارے میں فکر تھی کہ کہیں یہ شخص اس کا بھید معلوم تو نہیں کر لے گا؟ اس نے کریدتے ہوئے ماریا سے پوچھا؟

"ماریا کیا گواد وشال کو معلوم ہے کہ تم اصل میں کون ہو"۔

"میں نے خود اسے اپنے بارے میں بتا دیا تھا۔ کیونکہ وہ بڑا عبادت گزار آدمی ہے میں نے سوچا شاید وہ میری کچھ مدد کر سکے مگر گواد وشال نے میری باتیں سن کر کہا کہ بیٹی میں اس معاملے میں دخل نہیں دے سکتا میں خدا سے دعا ضرور کروں گا کہ وہ تمہیں تمہاری طاقت واپس کر دے اور تمہیں اپنے دوستوں سے ملا دے"۔

بدروح جولی سانگ کو تسلی ہو گئی کہ اس گواد وشال کے پاس کوئی روحانی طاقت نہیں ہے اور وہ اس کی اصلیت نہیں جان سکے گا۔

ماریا بولی۔ "صبح ہو گی تو میں تمہیں گواد وشال سے ملاؤں گی اب تم بھی سو جاؤ۔ میں بھی آرام کرتی ہوں بارش ہو رہی ہے سردی بھی بہت ہے۔ صبح باتیں کریں گے میری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طاقت ختم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مجھے سردی بھی لگتی ہے نیند بھی آتی ہے اور بھوک بھی لگتی ہے۔ کیا تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے جولی سانگ ؟"

بدروح جولی سانگ نے زمین پر بچھے ہوئے گھاس پر لیٹتے ہوئے کہا" بالکل میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے ۔ مجھے سردی زیادہ نہیں لگتی۔ مگر ماریا ہماری طاقت ہمیں جلد مل جائے گی"

ماریا نے جلدی سے پوچھا؟

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

بدروح جولی سانگ نے جواب دیا۔

"اس لئے کہ آخر ہماری طاقت کب تک ہم سے جدا رہ سکتی ہے آج نہیں تو کل یہ طاقت ضرور ہمیں واپس مل جائے گی۔ لیکن ہمیں خبر ناک تھیوسانگ کی تلاش میں یہاں سے آگے جانا ہو گا"۔ ماریا انگڑائی لے کر بولی مجھے نیند آرہی ہے کل باتیں کریں گے

یہ کہہ کر ماریا سو گئی ۔ بدروح جولی سانگ کو نیند کہاں آسکتی تھی ۔ اس نے سوچا کہ ابھی ماریا پر حملہ کر دیا جائے ۔ لیکن اچانک بادل زور سے گرجا اور ماریا کی آنکھ کھل گئی وہ بولی۔ "اب تو بادلوں کی گرج سے بھی ڈر لگتا ہے

جولی سانگ واقعی اپنی طاقت چھن جانے سے تو ہم بالکل دنیا داروں کی طرح ہو جاتی ہیں"۔

"یہ تو ہے" بدروح جولی سانگ نے کہا۔ مجھے تو نیند آرہی ہے" بدروح جولی سانگ جھوٹ موٹ آنکھیں بند کر کے وہیں لیٹ گئی ماریا بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔ بدروح جولی سانگ نے سوچا کہ وہ ماریا کو یہاں سے اغواء نہیں کر سکے گی۔ ہو سکتا ہے ماریا کو پتہ چل جائے اور وہ شور مچادے یا ناگ سانپ کو مار ڈالے ۔ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ دوسری رات کوشش کرے گی یا پھر دوسرے دن ماریا کو کسی بہانے جنگل میں لے جا کر اس پر حملہ کر دے گی۔

یہ سوچ کر بدروح جولی سانگ خاموشی لیٹی رہی۔ جب دن نکلا تو ماریا ابھی تک سو رہی تھی۔ اتنے میں باہر سے گراوڈ شال نے اسے آواز دی

" بیٹی ماریا ۔ الھو دن نکل گیا ہے ۔ ندی پر نہانے نہیں جاؤ گی ؟"

بدروح جولی سانگ جاگ رہی تھی۔ ماریا بھی جاگ پڑی۔ وہ باہر نکل آئی۔ اس نے گراوڈ شال کو سلام کیا اور یہ خوش خبری سنائی کہ اس کی سہیلی اور دوست جولی سانگ آگئی ہے۔ اتنی دیر میں بدروح جولی سانگ بھی جھونپڑی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر آگئی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر اس زمانے کی رسم کے مطابق گواد وشال کو سلام کیا۔ گواد وشال نے بدروح جولی سانگ کو غور سے دیکھا۔ گواد وشال کو بدروح جولی سانگ کے جسم میں سے ایک خاص قسم کی بو آتی محسوس ہوئی۔ ایسی بو عام طور پر ایسی جگہوں سے آیا کرتی ہے جہاں بد روحیں رہتی ہوں اور یہ خاص قسم کی تیز بو صرف نیک اور روشن دل اور پاک ذہن والے لوگ ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ بدروح جولی سانگ نے بھی فوراً محسوس کر لیا کہ گواد وشال کو اس پر شک پڑ گیا ہے

بدروح جولی سانگ نے اسی وقت دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ جتنی جلد [illegible] مارِیا کو یہاں سے اغواء کر کے اپنی ماں بدروح کاؤ کے پاس لے جائے گی۔ گواد وشال بولا۔

"جولی سانگ تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ ماریا اکثر تمہارا ذکر کرتی تھی۔ اچھا ہوا کہ تم دونوں مل گئیں"۔

"ماریا نے کہا۔ بس اب عنبر ناگ تھیوسانگ اور کینی بھی مل جائیں تو کتنا اچھا ہو"۔

گواد وشال بولا "وہ بھی ایک نہ ایک دن ضرور مل جائیں گے"۔

بدروح جولی سانگ نے ماریا سے کہا۔

"چلو ندی پر نہانے چلتے ہیں میں بھی نہاؤں گی"۔

بدروح جولی سنگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور ندی کی طرف چل پڑی۔ گواد وشال ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کے دل میں شک ضرور پڑ گیا تھا کہ اس عورت جولی سانگ کے جسم سے بدروحوں کی بو کیوں آتی ہے۔ اتنی دیر میں یونانی نوجوان فلپ بھی اپنی جھونپڑی سے باہر نکل آیا گواد وشال نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ماریا کی سہیلی جولی سانگ آئی ہے"۔

فلپ خوش ہو کر بولا۔" یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی۔ ماریا اکثر اپنی اس سہیلی کا ذکر کرتی تھی"۔

ماریا نے فلپ کو صرف جولی سانگ کے بارے میں ہی بتایا تھا۔ باقی عنبر ناگ تھیوسانگ کسی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

گواد وشال نے کہا

"تم ناشتہ تیار کرو میں ذرا عبادت کر لوں"۔

یونانی نوجوان فلپ ناشتے کی تیاری میں لگ گیا اور گواد وشال عبادت کرنے کے واسطے چبوترے پر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔

دوسری طرف ماریا اور بدروح جولی سانگ ندی پر پہنچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چکی تھیں ماریا ندی میں اتر کر نہانے لگی۔ بدروح جولی سانگ بھی نہانے لگی۔ جولی سانگ اب دیر نہیں لگانا چاہتی تھی۔ اسے یہ خیال بھی پریشان کر رہا تھا کہ گواد وشال کو اس پر شک پڑ گیا ہے کہیں وہ اس پر کوئی جادو کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ماریا ابھی ندی میں نہا رہی تھی کہ بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"میں اس درخت کے پیچھے بیٹھ کر کپڑے سکھاتی ہوں تم جب تک نہانے سے فارغ ہو جاؤ"۔

یہ کہہ کر بدروح جولی سانگ ایک بہت بڑے درخت کے پیچھے جا کر لیٹ گئی۔ اس نے لیٹتے ہی اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور بھاری مردانہ آواز میں ناگ سانپ کو حکم دیا۔

" ناگ باہر نکل کر ندی کی طرف جاؤ وہاں ایک عورت نہا رہی ہے اس کو ڈس کر واپس آجاؤ میرے پاس"۔

بدروح جولی سانگ کے پیٹ میں ایک جگہ ابھار پیدا ہوا پھر وہاں سوراخ بن گیا اور اس کے اندر سے کالا ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا باہر نکل آیا۔ وہ سیدھا گھاس پر سے رینگتا ہوا ندی کی طرف چل دیا۔ بدروح جولی سانگ درخت کے پیچھے سے ماریا کو دیکھنے لگی۔

اس وقت ماریا ندی سے نکل کر کپڑے پہن چکی تھی

اور اپنے بالوں کو نچوڑ رہی تھی۔ ناگ سانپ تیزی سے رینگتا ہوا ماریا کے پاس پہنچا اور پھن اٹھائے ماریا کو کچھ خبر نہ ہوئی کیونکہ ناگ سانپ اس کے پیچھے تھا۔ سانپ نے منہ آگے کر کے تیزی سے ماریا کی پنڈلی پر ڈس لیا۔ ناگ سانپ کے زہر کا اثر بڑا زبردست اور شدید تھا۔ ماریا کا حلق ایک دم خشک ہو گیا۔ اس کی آواز ہی بند ہو گئی اور جسم پتھر بن کر نیچے گر پڑا۔ ناگ سانپ رینگتا ہوا بدروح جولی سانگ کے پاس واپس آگیا۔ وہ دوبارہ بدروح جولی سانگ کے پیٹ میں داخل ہو گیا۔

بدروح جولی سانگ فوراً اٹھی اور ماریا کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور بے ہوش ماریا کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس وقت ماریا کے جسم میں سانپ کا زہر شامل ہو چکا تھا یہ بدروح ناگ سانپ کا زہر تھا۔ بدروح جولی سانگ یہی چاہتی تھی۔ اس نے ماریا کی دونوں آنکھوں پر اپنی انگلیاں رکھ کر اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ اس کے منہ سے دھواں نکلنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے ایک چیخ ماری۔ چیخ کی آواز غلپ اور گواد وشال نے بھی سنی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے ایکدم محسوس ہوا کہ کوئی منحوس واقعہ ہو گیا ہے۔ اس کا خیال ماریا کی طرف چلا گیا اور اسے یاد آیا کہ جولی سانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے جسم سے بدروح کی بو آرہی تھی۔ اس نے فلپ سے کہا۔

"فلپ جلدی میرے ساتھ چلو"۔

گواد وشال نے فلپ کو اپنے ساتھ لیا اور ندی پر پہنچ گیا۔ ندی پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ نہ وہاں ماریا تھی اور نہ اسکی سہیلی جولی سانگ ہی تھی۔ ندی کے کنارے ماریا کا ڈوپٹہ ہی پڑا تھا۔ فلپ نے پریشان ہو کر۔

"ماریا کہاں گئی گواد وشال؟"

افسوس فلپ مجھ سے غلطی ہو گئی ۔ ماریہ کو ایک بدروح اپنے ساتھ لے گئی ہے۔

فلپ نے حیرانی سے پوچھا بد روح؟ وہ کون تھی؟ گواد وشال بولا۔

کاش میں وہیں ماریا کو بتادیتا کہ اس کی سہیلی پر شک ہے کہ وہ کوئی بد روح ہے جس نے اس کی سہیلی کی شکل بدلی ہوئی ہے مگر مجھ سے دیر ہو گئی۔

فلپ نے کہا۔

"تو کیا جولی سانگ کوئی بدروح تھی؟"۔

ہاں گواد وشال بولا۔ "وہ بدروح تھی اور وہ ماریا کو اغوا کر کے نہ جانے کہاں لے گئی ہے؟"

"فلپ بولا میرا خیال ہے شاید وہ جنگل میں سیر کر رہی ہوں میں انہیں تلاش کرتا ہوں"۔

گواد وشال جھونپڑی کی طرف چل پڑا اور بولا۔

"تم چاہے جتنی کوشش کر دیکھو۔ تمہیں اب ماریا یہاں کہیں نہیں ملے گی"۔

فلپ دیر تک جنگل میں ماریا کو تلاش کرتا رہا۔ اس نے جگہ جگہ اسے آوازیں دیں مگر ماریا اسے کہیں نہ ملی۔ وہ ناکام ہو کر گواد وشال کے پاس آگیا۔ گواد وشال چبوترے پر بیٹھا تھا۔

"ماریا نہیں ملی ناں فلپ؟"

فلپ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"میں نے سارا جنگل چھان مارا ہے گواد وشال مگر ماریا کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ملا۔ اس کی سہیلی بھی کہیں نظر نہیں آئی"۔

گواد وشال نے کہا۔

"اس ملک میں اب ماریا تمہیں کہیں نہیں ملے گی"۔

فلپ اداس اور پریشان ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"گواد وشال میں ماریا سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہو گی میں اسے تلاش کر کے رہوں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گواد وشال نے کہا۔

"اگر تم ماریا کو تلاش کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے ملک یونان واپس چلے جاؤ۔ وہاں دیوی زیانا کے مندر میں جا کر عبادت کرو ہو سکتا ہے دیوی زیانا تمہاری کوئی مدد کر سکے"۔

فلپ نے گواد وشال کا شکریہ ادا کیا۔ تھوڑا سامان ساتھ لیا اور ٹیکسلا کی سرائے کی طرف چل دیا جہاں سے قافلے ملک یونان اور مصر کی طرف جاتے تھے۔ رات کو اسے ایک قافلہ مل گیا جس کے ساتھ فلپ یونان کی طرف روانہ ہو گیا"۔

دوسری طرف بدروح جولی سانگ ماریا کو لے کر قدیم مصر کے اہرام میں پہنچ گئی جہاں بدروحوں کی ملکہ کاؤ اپنے تابوت میں لیٹی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ بدروح کاؤ نے محسوس کر لیا کہ جولی سانگ بدروح اپنے ساتھ ماریا کو لے کر آگئی ہے۔ وہ تابوت سے باہر آگئی اس کے سامنے بدروح جولی سانگ کھڑی تھی۔ اس کے پاؤں میں ماریا بے ہوش پڑی تھی۔

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"عظیم بدروح کاؤ تمہارے حکم پر عمل کرتے ہوئے

ماریا کو تمہارے پاس لے آئی ہوں"۔

بدروح کاؤ نے ماریا کو دیکھا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"جولی سانگ تم نے میرے حکم کو پورا کر دیا میں تم سے خوش ہوں۔ اب تم اپنے اہرام میں جا کر اپنے تابوت میں آرام کرو۔ جب مجھے تمہاری ضرورت ہو گی میں تمہیں بلا لوں گی"۔

بدروح جولی سانگ نے جھک کر بدروح کاؤ کو سلام کیا اور وہاں سے نکل کر دوسرے چھوٹے اہرام میں آگئی۔ یہاں ایک کونے میں کالے رنگ کا شکستہ تابوت پڑا تھا۔ بدروح جولی سانگ تابوت میں لیٹ گئی اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

دوسری طرف بدروح کاؤ نے بے ہوش ماریا کو اپنے بازوؤں پر اٹھایا اور اہرام سے نکل کر پیچھے جو تالاب تھا وہاں آکر رک گئی یہ وہی تالاب تھا جس میں اس نے خبیث سانگ اور کیٹی کو نمک کے پتلے بنا کر پھینک دیا تھا اور جو پانی میں گھل گئے تھے۔ صرف ان کے تین دل ہی باقی رہ گئے تھے جو پانی میں گھل نہیں سکے تھے اور جو تالاب کی تہہ میں ایک طرف ساتھ ساتھ پڑے تھے۔ بدروح کاؤ نے خبیث

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ تھیو سانگ اور جولی سانگ کیٹی کو پہلے ہی اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ صرف ماریا باقی رہ گئی تھی۔ اب وہ بھی اس کے قبضے میں آگئی تھی۔ کاؤ بد روح نے ماریا کے سینے پر پاؤں رکھ دیا اور اسے ذرا سا دبایا اس کے ساتھ ہی ماریا کا جسم کانپا اور وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی مگر اب وہ زندہ بے ہوش ماریا کی بجائے نمک کا پتلا بن چکی تھی۔ کاؤ بد روح نے ماریا کو تالاب میں پھینک دیا۔

تالاب کے پانی میں گرتے ہی ماریا کے نمکین پتھریلے جسم نے گھلنا شروع کر دیا گھلتے گھلتے اسکا سارا جسم پانی میں حل ہو گیا اب صرف اسکا دل باقی رہ گیا جو پانی میں حل نہ ہو سکا۔ ماریا کا دل پانی کی تہہ میں اتر گیا اور پھر وہاں سے اپنے آپ پھسلتا ہوا عنبر تھیو سانگ اور کیٹی کے تین دلوں کے ساتھ ہی جا کر رک گیا۔ اب اس تالاب میں عنبر تھیو سانگ کیٹی اور ماریا چار دوستوں کے صرف دل ہی ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر پڑے تھے اور ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔

ناگ پال منتر

بدروح کاؤ نے عنبر ناگ ماریا کیلی تھیو سانگ اور جولی سانگ ان سب کو اپنی طرف سے ختم کر دیا تھا۔ صرف جولی سانگ کو اس نے اپنی خدمت کے لئے بدروح کی شکل میں زندہ رکھا تھا اور اسے چھوٹے اہرام کے تالاب میں بند کر دیا تھا۔ بدروح کاؤ اب ساری دنیا کی بدروحوں کی ملکہ بن گئی تھی۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ اسے بدروحوں کا دیوتا اپنے ہاتھ سے ہڈیوں کا تاج پہنائے چنانچہ بدروح کاؤ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور غائب ہو کر وہاں سے دور بھٹکتی روحوں کے ویران جنگل میں پہنچ گئی۔ اس جنگل میں کوئی درخت ہرا بھرا نہیں تھا۔ سارے کے سارے درخت سوکھے ہوئے تھے۔ کسی درخت پر کوئی پرندہ نہیں بیٹھتا تھا۔ زمین پر گھاس تک نہیں اگی ہوئی تھی۔ جگہ جگہ انسانی ڈھانچوں کی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ اس جنگل میں بھی کوئی انسان نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں ایک بہت بڑا سیاہ محل تھا جس کی شکل انسانی کھوپڑی کی طرح تھی۔ اس کھوپڑی کی دونوں آنکھوں تک دو سیڑھیاں جاتی تھیں بدروح کاؤ اس ایک سیڑھی پر چڑھ کر کھوپڑی کی آنکھ میں داخل ہو گئی۔ دوسری طرف کھوپڑی محل کے اندر سرنگ تھی۔ اس سرنگ میں داخل ہوتے ہی کئی بدروحوں نے کاؤ کو ڈرانے کے لئے اپنی منحوس آوازیں نکالیں کسی کی آواز لومڑی ایسی تھی تو کوئی گیدڑ کی طرح چیخ رہی تھی۔

تین چار بدروحیں اپنے چمگادڑوں ایسے بازو پھیلائے بدروح کاؤ کی طرف لپکیں مگر کاؤ بھی بڑی بدروح تھی۔ وہ ذرا نہ گھبرائی اسے گھبرانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ وہ سرنگ میں چلتی گئی۔ سرنگ آگے ایک بند دروازے پر جا کر ختم ہو گئی۔ وہاں ایک بدروح پہرہ دے رہی تھی جس کی ناک طوطے کی طرح تھی۔ کاؤ بدروح نے کہا۔

"دیوتا شومار سے کہو کہ بدروحوں کی ملکہ اس سے ملنا چاہتی ہے"۔

بدروح نے اندر جا کر دیوتا کو اطلاع کردی۔ دیوتا نے بدروح کاؤ کو اندر بلا لیا۔ بدروحوں کا دیوتا انسانی کھوپڑیوں کے ڈھیر پر بیٹھا تھا اور ایک مردے کا بازو کھا رہا تھا۔ یہ انتہائی مکروہ منظر تھا بدروح کاؤ کو یہ منظر ذرا برا نہ لگا۔ اس

نے جھک کر سلام کیا اور کہا۔

"دیوتا شومار میں نے تمہارے حکم کے مطابق تمہاری شرط کے مطابق خبر ناگ ماردیا تھا سانگ کی اور اس کے باقی پرانے ساتھیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ صرف جولی سانگ بدروح کی شکل میں باقی ہے اور ناگ سانپ کی شکل میں اس کے پیٹ میں ہے۔ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو اور میرے سر پر بدروحوں کی ملکہ کا تاج رکھ دو"۔

"بدروح کاؤ جب تک تم ناگ کو ہلاک نہیں کر لیتی تم بدروحوں کی ملکہ نہیں بن سکتی ہو۔ جاؤ پہلے جا کر ناگ کے چار ٹکڑے کرو اس کے بعد میں اپنے ہاتھ سے تمہارے سر پر تاج رکھ دوں گا اور تم ساری دنیا کی بدروحوں کی ملکہ بن جاؤ گی"۔

بدروح کاؤ کہنے لگی۔

"دیوتا شومار کہیں تم پھر یہ تو نہیں کہو گے کہ جولی سانگ کو بھی میں ہلاک کروں"۔

دیوتا شومار بولا۔

"نہیں جولی بدروح کی شکل میں اپنے تابوت میں بند رہے گی۔ وہ ایک طرح سے زندہ مردہ ہے۔ تم صرف اس کے پیٹ سے ناگ سانپ کو نکال کر اسے ہلاک کر دو"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدروح کاؤ نے کہا۔

"میں ابھی ناگ کے چار ٹکڑے کر کے اسے تمہارے قدموں میں رکھ دیتی ہوں"۔

یہ کہہ کر بدروح کاؤ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ غائب ہو گئی اب ہم بدروح جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ وہ قدیم مصر کے چھوٹے اہرام کے اندر تابوت میں لیٹی ہوئی تھی۔ ناگ بھی کالے سانپ کی شکل میں اس کے پیٹ میں سو رہا تھا۔ اتنے میں ایک ڈاکو اہرام کے خفیہ راستے سے اندر داخل ہوا۔ اس اہرام کے اندر ایک جگہ مصر کی ایک ملکہ کا خزانہ دفن تھا جسکی رکھوالی ایک ناگن کر رہی تھی۔ یہ ناگن کئی سو سال کے خزانے کے اوپر بیٹھی سو رہی تھی۔ اس پر ایسا طلسم کر دیا گیا تھا کہ جب کوئی خزانہ چرانے آتا تو وہ جاگ پڑتی تھی ڈاکو کو معلوم تھا کہ خزانہ کس جگہ دبایا ہوا ہے ڈاکو نے زمین کھود کر ہیرے جواہرات کے بھرے ہوئے تھیلے پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ شاہی ناگن کی آنکھ کھل گئی۔ شاہی ناگن نے ڈاکو کو ڈس لیا۔ ڈاکو وہیں گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ شاہی ناگن نے محسوس کیا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو اسی اہرام سے آ رہی ہے ناگ دیوتا سب سانپوں کے لئے برابر دیوتا کا درجہ رکھتا تھا شاہی ناگن خزانے کے تھیلے سے نکل

آئی اور جدھر سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی اس طرف رینگنے لگی۔

شاہی ناگن آخر بدروح جولی سانگ کے تابوت تک پہنچ گئی بدروح جولی سانگ اپنے تابوت میں بے ہوش پڑی تھی۔ وہ بدروح کاؤ کی وجہ سے بے ہوش تھی۔ شاہی ناگن بدروح جولی سانگ کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اسی عورت کے اندر سے آ رہی تھی۔ شاہی ناگن نے بدروح جولی سانگ کے کھلے منہ پر اپنا منہ لے جا کر زبان نکال کر لہرائی۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اس عورت یعنی بدروح جولی سانگ کے اندر سے آ رہی تھی۔

شاہی ناگن آہستہ سے بدروح جولی سانگ کے کھلے منہ میں داخل ہو گئی اور اس کے پیٹ میں پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ناگ دیوتا پیٹ کے اندر بے ہوش پڑا ہے۔ شاہی ناگن سمجھ گئی کہ کسی نے ناگ دیوتا پر طلسم کر کے اسے یہاں بند کر دیا ہے۔ شاہی ناگن نے ناگ کو اپنے منہ میں پکڑا اور اسے ساتھ لے کر بدروح جولی سانگ کے منہ میں سے نکال کر باہر لے آئی۔ جولی سانگ کے پیٹ سے ناگ دیوتا کو نکال کر شاہی ناگن اپنے خزانے کے تھیلے میں آ گئی۔ اس نے ناگ دیوتا کو تھیلے میں ایک طرف رکھ دیا اور اس پر ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خاص طلسم کا ناگ پال منتر پڑھ کر پھونکا۔ اس منتر کی تاثیر اتنی تیز تھی کہ ناگ کے جسم پر جادو کا اثر ایک دم غائب ہو گیا۔ وہ اپنے ہوش میں آ گیا اس کی ساری یاداشت بھی واپس آ گئی۔ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی پوری خوشبو بھی نکلنا شروع ہو گئی۔

شاہی ناگن نے اسے جھک کر سلام کیا اور بتایا کہ وہ اسے تابوت میں بے ہوش پڑی ایک عورت کے پیٹ سے نکال کر لائی ہے ناگ نے پوچھا۔

"وہ عورت کون ہے؟"

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر بدروح کاؤ اہرام میں بدروح جولی سانگ کے تابوت کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ناگ سانپ کے ٹکڑے کرنے آئی تھی۔ اس نے آتے ہی بدروح جولی سانگ کے پیٹ پر ہاتھ رکھا کہ اس کے اندر سے ناگ سانپ کو باہر نکالے۔ مگر اسے فوراً پتہ چل گیا کہ ناگ سانپ جولی سانگ کے پیٹ میں نہیں ہے اس نے بدروح جولی سانگ کو گردن سے پکڑ کر جھنجھوڑا بدروح جولی سانگ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کاؤ بدروح نے پوچھا۔

"ناگ سانپ کہاں ہے؟"

بدروح جولی سانگ نے کہا۔

"عظیم کاؤ بدروح ناگ سانپ میرے پیٹ میں نہیں ہے"۔ اور جونہی جولی سانگ نے پیٹ پر ہاتھ رکھا اسے بھی پتہ چل گیا کہ سانپ اس کے پیٹ میں نہیں ہے۔ کاؤ بدروح نے چیخ ماری اور گرجی۔

"ناگ سانپ کو پکڑ کر لاؤ۔ اگر تم ناگ سانپ کو نہ لائیں تو میں تیرے ٹکڑے کر کے بدروحوں کے دیوتا شومار کے پاس لے جاؤں گی"۔

"عظیم کاؤ میں ابھی ناگ سانپ کو ڈھونڈ کر لاتی ہوں۔ وہ میری بے ہوشی میں میرے اندر سے نکل گیا ہوگا۔ وہ اس اہرام کے باہر کہیں ہو گا"۔

بدروح کاؤ نے چیخ کر کہا۔

"اگر شام سے پہلے پہلے تم نے ناگ سانپ کو میرے اہرام میں پیش نہ کیا تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

یہ کہہ کر بدروح کاؤ غائب ہو گئی۔ ان کی ساری باتیں خزانے کے ملبے میں چھپے ہوئے ناگ نے اور شاہی ناگن نے سن لی تھیں جب کاؤ بدروح غائب ہو گئی تو ناگ نے شاہی ناگن سے کہا۔

"یہ آواز میری دوست جولی سانگ کی تھی۔ مگر میں سمجھ گیا ہوں کہ اس بدروح کاؤ نے جولی سانگ پر جادو کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے مجھے اس کے پیٹ میں قید کر رکھا تھا۔

شاہی ناگن نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا۔ میں اس بدروح کو جانتی ہوں یہ مصر کی قدیم بدروحوں کی ملکہ کاؤ بدروح ہے اس نے آپ کی بہن جولی سانگ پر جو طلسم کیا ہوا ہے اس کا توڑ میرے پاس بھی نہیں ہے"۔

ناگ نے پوچھا۔

"کیا اس طلسم کا توڑ یہاں کسی کے پاس بھی نہیں ہو گا؟"

شاہی ناگن کچھ سوچ کر کہنے لگی۔

لیکن سب سے پہلے ہمیں جولی سانگ کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کہاں جاتی ہے۔

ناگ بولا۔

"اس کو بدروح کاؤ نے مجھے ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ ضرور میری تلاش میں ہو گی"۔

شاہی ناگن نے کہا۔

"تو پھر ناگ دیوتا تم اسی ملکے میں چھپے رہو۔ میں جا کر بدروح جولی سانگ کا پتہ کرتی ہوں"۔

ناگ کو خزانے کے ملکے میں چھوڑ کر شاہی ناگن

اہرام سے باہر نکلی اس وقت شام ہو رہی تھی۔ ہلکا ہلکا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ صحرا اور صحرائی ٹیلے شام کے اندھیرے میں گھل مل رہے تھے۔ شاہی ناگن نے بدروح جولی سانگ کو ایک ٹیلے کی طرف جاتے دیکھ لیا۔ وہ ناگ سانپ کی تلاش میں تھی۔ شاہی ناگن اس کے پیچھے پیچھے رہی۔ کافی دیر تک بدروح جولی سانگ ناگ سانپ کو تلاش کرتی رہی۔ جب اسے ناگ کہیں نہ ملا تو بڑے اہرام کی طرف چلی گئی۔

شاہی ناگن نے واپس آ کر ناگ کو سب کچھ بتا دیا۔

ناگ نے کہا۔

"میرے پاس میری پوری طاقت آ گئی ہے۔ میں اب اپنے آپ کو بدروح جولی سانگ سے بچا سکتا ہوں۔ لیکن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ جولی سانگ کا طلسم کیسے ٹوٹ سکتا ہے"۔

شاہی ناگن بولی۔

"اس کے لئے تمہیں کارنک کے شہر میں جانا ہو گا۔ یہ شہر یہاں سے ایک دن کے سفر پر ہے۔ اس شہر کے باہر نخلستان میں ایک خدا پرست شخص رہتا ہے۔ اس کا نام ابوار ہے۔ یہ بات وہ تمہیں بتائے گا کہ جولی سانگ کا طلسم کس طرح سے ٹوٹ سکتا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ دیوتا نے کہا۔

"لیکن اس دوران اگر جولی ناگ کسی دوسرے ملک میں چلی گئی تو میں اسے کہاں تلاش کرتا پھروں گا؟"

شاہی ناگن بولی۔

"مگر اسکا انتظام میں کروں گی میں بدروح جولی ناگ تک کسی طرح یہ پیغام پہنچا دوں گی کہ ناگ شہر کارنک میں ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آج ہی بلکہ اسی وقت کارنک شہر کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں' تمہارا بہت بہت شکریہ"۔

شاہی ناگن کہنے لگی۔

"عظیم ناگ دیوتا کی خدمت کر کے ہم سب کو دلی خوشی ہوتی ہے"۔

ناگ اہرام سے باہر نکلا اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے اپنا سانس اندر کو کھینچا اور دوسرے لمحے وہ سیاہ عقاب بن کر فضا میں بلند ہوا اور بڑی تیز رفتاری سے کارنک شہر کی طرف اڑنے لگا۔ اس کے جانے کے بعد شاہی ناگن سیدھی اسی اہرام میں گئی جہاں تھوڑی دیر پہلے بدروح جولی ناگ داخل ہوئی تھی۔ شاہی ناگن کو ایک طاقت حاصل تھی

کہ وہ اپنا خیال دوسرے آدمی کے ذہن میں ڈال سکتی تھی۔ بدروح جولی ناگ اپنے تابوت کے پاس پریشان کھڑی تھی کہ شاہی ناگن وہاں ریگتی ہوئی آ گئی۔ بدروح جولی ناگ نے اسے دیکھا تو سمجھی کہ یہ ناگ سانپ ہے۔ مگر شاہی ناگن کا رنگ ہلکا سرخ تھا۔ عین اسی وقت شاہی ناگن نے پھن اٹھا کر بدروح جولی ناگ کی طرف دیکھا اور اس کے ذہن میں یہ خیال ڈال دیا کہ جس سانپ کی تم تلاش میں ہو وہ کارنک شہر کی طرف نکل گیا ہے۔

بدروح جولی ناگ نے یہ سنا تو پہلے تو اسے یقین نہ آیا مگر جب شاہی ناگن نے کہا میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ جس سانپ کی تمہیں تلاش ہے وہ واقعی کارنک شہر کی طرف گیا ہے اس پر جولی ناگ نے سر ہلایا اور بولی۔

"مجھے تم پر یقین ہے ورنہ تم کبھی یہاں آ کر مجھے یہ بات نہ بتاتیں"۔

شاہی ناگن نے ذرا سا پھن جھکایا اور واپس چلی گئی۔ اسی وقت بدروح جولی ناگ نے اپنے حلق سے لومڑی کی آواز نکالی اور غائب ہو گئی۔ ایک سیکنڈ بعد وہ کارنک کے ایک سو ایک ستونوں والے مندر کے صحن میں کھڑی تھی۔ شام ہو رہی تھی اور مصری لوگ را دیوتا کی پوجا کرنے مندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں داخل ہو رہے تھے۔ بدروح جولی ناگ مندر سے باہر آ گئی۔ اسے یقین تھا کہ ناگ سانپ کی شکل میں ہی کسی جگہ صحرا میں چھپا ہوا ہو گا۔ اگرچہ اسے تلاش کرنا مشکل تھا مگر بدروح جولی ناگ نے ایک ترکیب سوچی وہ ریت کے ایک ٹیلے کے پاس آ کر کھجوروں کے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے حلق سے ایک خاص آواز نکالی۔ اس آواز کو سن کر اس علاقے کی ایک بدروح فوراً اس کے پاس آ گئی نئی بدروح کے ماتھے پر سینگ نکلا ہوا تھا۔ سینگ والی بدروح نے جولی ناگ کو سلام کیا اور بولی۔

"میں تمہارے کس کام آ سکتی ہوں بہن؟"

بدروح جولی ناگ نے اسے ساری بات بیان کی اور کہا کہ میں ناگ سانپ کی تلاش میں ہوں اور ناگ دیوتا بھی ہے۔

یہ سن کر بدروح نے کہا۔

"اس کے لئے مجھے ایک اژدر سانپ سے بات کرنی ہو گی میں اسے بلاتی ہوں"۔

سینگ والی بدروح نے اسی وقت اژدر سانپ کو بلا لیا اژدر سانپ کے سر پر بھی سینگ ابھرا ہوا تھا اس کو سینگ والی بدروح نے کہا۔

"مجھے ناگ دیوتا کی تلاش ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا کہاں پر ہے؟"

اژدر سانپ نے فضا کو سونگھا اور بولا۔

"مجھے دریا کنارے والے نخلستان کی طرف سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے"۔

عین اس وقت ناگ عقاب کی شکل میں وہاں اترا ہی تھا۔ کیونکہ شاہی ناگن نے اسے اسی نخلستان میں خدا پرست اپوار سے ملنے کے لئے کہا تھا۔ سینگ والی بدروح نے اژدر سانپ سے کہا۔

"کیا تم اسے پہچان لو گے؟"

اژدر سانپ بولا۔

"کیوں نہیں ہمیں ناگ دیوتا کی خوشبو بتا دیتی ہے کہ یہی ناگ دیوتا ہے"۔

بدروح جولی ناگ بھی یہ سب کچھ سن رہی تھی اس نے اژدر سانپ سے کہا کہ میرے ساتھ دریا والے نخلستان پر چلو ہمیں ناگ دیوتا سے ضروری ملنا ہے۔

اژدر سانپ ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہ تھوڑی دیر بعد نخلستان میں آ گئے اس وقت ناگ اپنے انسانی جسم میں واپس آ چکا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ جولی ناگ بدروح بن چکی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ مگر جولی سانگ بدروح بننے کے بعد ناگ کے سامنے نہیں جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ناگ پر اسکا بھید کھل گیا ہے اور وہ اس کے قریب ہی نہیں آئے گا بلکہ اسے دیکھتے ہی فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ وہ پیچھے رہی مگر اس نے ناگ کو انسانی شکل میں دیکھا تو سینگ والی بدروح اور اژدر سانپ سے کہنے لگی۔

"تم اب واپس چلے جاؤ۔ میں نے ناگ دیوتا کو پہچان لیا ہے۔ اب میں خود ہی اس سے نمٹ لوں گی"۔

بدروح جولی سانگ کو شک تھا کہ اژدر سانپ ناگ دیوتا کے خلاف کوئی کاروائی برداشت نہ کر سکے گا۔ چنانچہ بدروح جولی سانگ نے ان دونوں کو وہاں سے بھیج دیا۔ بدروح جولی سانگ ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ وہ ناگ کو دیکھ رہی تھی جو اپنی اصلی انسانی شکل میں خدا پرست اپوار کے جھونپڑے کے باہر دوسرے چند ایک لوگوں کے ساتھ بیٹھا خدا پرست اپوار سے ملاقات کرنے کا انتظار کر رہا تھا۔ بدروح جولی سانگ اپنے ذہن میں ناگ کو قابو میں کرنے کی ترکیبوں پر غور کرنے لگی۔ اتنے میں جھونپڑی میں سے ایک خادم باہر نکلا اور وہ ناگ کو اپنے ساتھ جھونپڑی میں لے گیا۔

ناگ نے دیکھا کہ جھونپڑی کے اندر دیا روشن تھا ایک روشن روشن چہرے اور روشن پاکیزہ آنکھوں والا آدمی صف پر خاموش بیٹھا ہے یہ خدا پرست اپوار تھا اور شاہی ناگن نے ناگ کو اسی سے ملنے کے لئے کہا تھا۔

خدا پرست اپوار نے ناگ کی طرف اپنی روشن آنکھوں سے دیکھا اور پوچھا تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔

ناگ نے کہا۔

"محترم! میری ایک دوست جولی سانگ کو ایک خبیث عورت نے بدروح میں بدل دیا ہے وہ مجھے بھی نہیں پہچانتی۔ وہ ہماری دشمن ہو گئی ہے۔ کوئی ایسی دوا دیجئے کہ جس سے میری دوست جولی سانگ پھر سے اپنی اصلی حالت میں واپس آ جائے۔"

خدا پرست اپوار مسکرا کر کہنے لگا۔

"میرے پاس ایسی کوئی دوا نہیں ہے۔ میں خدا کا پرستار ہوں کوئی جادوگر نہیں ہوں۔ ہاں میں تمہارے لئے دعا کر سکتا ہوں۔ لیکن دعا کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی جولی سانگ کو اپنی اصلی حالت میں لانے کے لئے جدوجہد کرنی ہو گی۔

ناگ نے پوچھا۔

"حضور میں کیا جدوجہد کر سکتا ہوں۔ جولی سانگ تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بالکل بدل چکی ہے۔ وہ ایک بدروح بن گئی ہے"۔

خدا پرست اپوار نے کہا۔

"تم صبح میرے پاس آنا میں پھر تم سے بات کروں گا"۔

ناگ ادب سے سلام کر کے جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ درخت کے پیچھے بیٹھی بدروح جولی سانگ اسے دیکھ رہی تھی۔ مشکل یہ تھی کہ جب تک ناگ سانپ کی شکل نہ اختیار کرے وہ اسے پکڑ کر اپنے بیڈ میں نہیں ڈال سکتی تھی۔ ناگ نے ادھر ادھر دیکھا اور ایک ٹیلے کے پیچھے آ گیا۔ بدروح جولی سانگ اسکا پیچھا کر رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے بدروح جولی سانگ اسکے پیچھے لگی ہو اور وہ اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس لئے وہ ایک دم سے عقاب کی شکل میں بدل گیا اور کھجور کے ایک درخت کی شاخ پر بیٹھ گیا۔ وہ اسی جگہ رات گزارنا چاہتا تھا۔ بدروح جولی سانگ نے ناگ کو عقاب کی شکل بدلتے دیکھا مگر اس کے بعد رات کے اندھیرے میں اسے پتہ نہ چل سکا کہ ناگ کہاں گیا مگر بدروح جولی سانگ وہیں رہنا چاہتی تھی اسے معلوم تھا کہ ناگ وہیں کہیں چھپا ہوا ہو گا۔ چنانچہ وہ کارنک کے مندر میں آ گئی اور ایک ستون کے پاس بیٹھ گئی۔

رات گزر گئی دن کا اجالا پھیلا تو دور سے شاہی گھوڑ سوار اپوار کے جھونپڑے کے پاس آ گئے۔ انہوں نے جھونپڑی کو گھیرے میں لے لیا۔ وہ خدا پرست اپوار کو فرعون کے حکم سے گرفتار کرنے آئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت وہاں فرعون کی حکومت تھی جو کافر اور بت پرست تھا اور را دیوتا کی پوجا کرتا تھا۔ بت پرستی سرکاری مذہب تھا۔ مگر خدا پرست اپوار بتوں کی پوجا نہیں کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ بت جھوٹے ہیں۔ وہ پتھر ہیں۔ عبادت کرنے کے لائق صرف خدا کی ذات ہے جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے فرعون کو خدا پرست اپوار کی سرگرمیوں کا علم تھا۔ چنانچہ اس نے اسے پکڑنے کے لئے اپنے فوجی بھیجے تھے۔

سپاہی جھونپڑی میں داخل ہو گئے اور اپوار کو پکڑ کر باہر لے آئے۔ ناگ عقاب کی شکل میں درخت پر بیٹھا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ فوجی جب خدا پرست اپوار کو لے کر فرعون کے محل کی طرف روانہ ہوئے تو ناگ بھی عقاب کی شکل میں ان کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ بدروح جولی سانگ کارنک کے مندر میں ہی ابھی تک بیٹھی تھی۔ اسے خبر نہ ہوئی کہ شاہی فوجی اپوار کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں اور ناگ بھی عقاب کی شکل میں ان کے ساتھ ہی گیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہی اپوار کو لے کر فرعون کے دربار میں آ گئے۔ ناگ بھی چھوٹے عقاب کی شکل میں دربار میں داخل ہو گیا اور چھت کے ساتھ لٹکے ستون کے شگاف میں بیٹھ گیا۔ فرعون شاہی لباس پہنے تخت پر بیٹھا تھا۔ سارے درباری ادب سے کھڑے تھے۔ خدا پرست اپوار زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ فرعون نے نفرت کی نگاہ اپوار پر ڈالی اور غضبناک آواز میں پوچھا۔

"اپوار کیا تم ہمارے دیوتا را کو خدا نہیں مانتے ہو؟"

خدا پرست اپوار کے چہرے پر کوئی پریشانی یا گھبراہٹ نہیں تھی اسکا چہرہ اسی طرح روشن اور پر سکون تھا اس نے کہا۔

"اے فرعون تمہارا دیوتا را خدا نہیں ہے۔ وہ ایک پتھر کا بت ہے جو تمہارے کاہن نے خود پتھر میں سے تراشا ہے وہ صرف پتھر ہے۔ خدا تو وہ ہے جو زمین و آسمان اور اس ساری کائنات کا مالک ہے وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے میں اسی ایک خدا کی عبادت کرتا ہوں"۔

فرعون غصے سے کانپنے لگا۔ اس نے گرج دار آواز میں کہا۔

"اپوار تمہیں ایک اور موقع دیتا ہوں۔ اپنے

خدا کو چھوڑ کر ہمارے خدا را کو تسلیم کر لو نہیں تو تمہیں ایسی سزا دی جائے گی کہ جس کو تمہاری اولادیں بھی یاد رکھیں گی"۔

خدا پرست اپوار نے اسی پر سکون آواز میں کہا۔

"اے فرعون تم میری کھال بھی کھینچ لو گے تو میں تیرے جھوٹے خدا کو تسلیم نہیں کروں گا اور اپنے ایک خدا کی عبادت کرتا رہوں گا"۔

فرعون غضبناک ہو کر تخت پر کھڑا ہو گیا اس نے بازو اٹھایا اور کہا۔

"میں حکم دیتا ہوں کہ اپوار کو زہریلے سانپوں کے غار میں پھینک کر غار کا منہ بند کر دیا جائے"۔

اسی وقت سپاہیوں نے خدا پرست اپوار کو دربار سے نکالا اور سانپوں کے غار کی طرف لے گئے ناگ بھی عقاب کی شکل میں ساتھ ساتھ تھا۔ سانپوں کا غار شاہی محل کے پیچھے ایک ٹیلے کے اندر خاص طور پر اسی لئے بنایا گیا تھا تاکہ سنگین مجرموں کو وہاں سزا دی جائے۔ ناگ نے فیصلہ سن لیا تھا۔ جب سپاہی سانپوں کے غار کے منہ پر پہنچے تو ناگ عقاب کی شکل میں غار کے اندر داخل ہو گیا۔ کسی نے ناگ کو غار کے اندر جاتے نہ دیکھا سپاہی اپوار کو لے کر غار کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منہ پر آ گئے پھر انہوں نے اپوار کو غار کے اندر دھکیل دیا اور غار کے منہ کو بھاری پتھر سے بند کر دیا۔

ناگ نے غار کے اندر جاتے ہی ناگ کی شکل اختیار کر لی تھی اس نے دیکھا کہ غار طرح طرح کے زہریلے سانپوں سے بھرا ہوا ہے ہر قسم کے سانپ دیواروں اور زمین پر رینگ رہے ہیں۔ ایک انسان کو غار میں داخل ہوتے دیکھ کر سارے سانپ پھنکارتے ہوئے اپوار کی طرف لپکے۔ اپوار دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا اس نے آنکھیں بند کر لیں اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔

اس دوران سب سانپوں نے ناگ دیوتا کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا اور وہ وہیں رک گئے ناگ نے سانپوں کی آواز میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ خبردار اس آدمی کے قریب بھی مت جانا یہ خدا کا نیک بندہ ہے اور ایک خدا کی عبادت کر رہا ہے"۔

سارے سانپ پیچھے ہٹ گئے اور ناگ دیوتا کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے اپنے پھن ناگ کے آگے جھکا دیئے۔ ایک نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کا آنا مبارک ہو۔ ہم تمہیں سلام

پیش کرتے ہیں اور اس شخص کو اپنی حفاظت میں لیتے ہیں۔ جو شخص ایک خدا کا پرستار ہو اور دل سے خدا کو ایک مانتا ہو اور نیک ہو ہم اسے کبھی نہیں ڈستے اور اب تو آپ نے بھی حکم دے دیا ہے ہم اس شخص کو ہرگز نہیں کاٹیں گے"۔

ناگ نے کہا۔

"تم سب غار کے پیچھے چلے جاؤ"۔

سارے سانپ پیچھے جا کر اپنے اپنے اندھیرے بلوں میں چھپ گئے۔ وہاں صرف ناگ ہی رہ گیا جو ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا۔ اس نے دیکھا کہ خدا پرست اپوار خدا کی عبادت میں مصروف تھا۔ ناگ نے انسانی شکل بدلی اور اپوار کے سامنے ادب سے بیٹھ گیا۔ اپوار نے آنکھیں کھول کر ناگ کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔

"ناگ میں جانتا ہوں تم ناگ دیوتا ہو یہ راز میں اس وقت بھی جانتا تھا جب تم میری جھونپڑی میں آئے تھے۔ تم نے خدا کے حکم سے سانپوں کو مجھ سے دور کر دیا۔ میں خدا کا شکر اور تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ناگ بولا۔

"حضور میں جانتا ہوں کہ آپ دلوں کے حال جانتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ اگر میں یہاں نہ بھی ہوتا تب بھی خدا کے حکم سے کوئی سانپ آپ کو نہیں ڈس سکتا تھا"۔

خدا پرست اپوار نے کہا۔

"پھر بھی میں تمہارا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں"۔

اس کے بعد خدا پرست اپوار نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

ناگن نمنہ میں اُتر گئی

تھوڑی دیر بعد خدا پرست اپوار نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور پرسکون آواز میں کہا۔

"ناگ! جولی سانگ ایک بدروح کی شکل میں اس وقت کارنک کے مندر میں بیٹھی ہے۔ اسے تمہاری تلاش ہے۔ جونہی تم نے سانپ کی شکل بدلی وہ تم پر حملہ کر کے تمہیں ہلاک کر ڈالے گی۔ کیونکہ بدروح کاؤ نے اسے یہی حکم دیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"میں وہی کروں گا جو آپ مجھے حکم دیں گے"۔

خدا پرست اپوار نے نرم آواز میں کہا۔

"خدا نے تمہاری دعا سن لی ہے ناگ! تم جولی سانگ کے پاس جاؤ۔ اس پر سے بدروح کاؤ کا منحوس سایہ اتر گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ کیا تمہیں اس کی خوشبو نہیں آ رہی ہے"۔

ناگ نے فضا کو سونگھا۔ فضا میں سے اچانک جوئی ساگ کی خوشبو آنے لگی تھی۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"محترم آپ کا شکریہ! واقعی جوئی ساگ کی خوشبو آ رہی ہے"۔

خدا پرست اپوار نے کہا۔

"میرا نہیں خدا کا شکر ادا کرو"۔

ناگ بولا

"حضور! آپ بھی میرے ساتھ یہاں سے باہر نکل چلیں"۔

خدا پرست اپوار نے کہا۔

"میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ تم جاؤ میں جہاں بھی ہوں خوش ہوں"۔

خدا پرست اپوار نے ناگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے جانے کا حکم دیا۔ اسی وقت غار کا پتھر اپنے آپ پیچھے گر پڑا۔ ناگ غار سے باہر نکل آیا۔ غار کے باہر ابھی تک فرعون کے چار سپاہی وہاں کھڑے پہرہ دے رہے تھے کہ خدا پرست اپوار کہیں باہر نہ نکل آئے۔ سپاہیوں نے ایک نوجوان کو غار سے باہر نکلتے دیکھا تو نیزے لئے اس کی طرف بڑھے۔

ناگ وہیں رک گیا۔ اس نے ایک دم زور سے سانس کھینچ لیا اور سپاہیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اصل میں ناگ غائب نہیں ہوا تھا بلکہ ایک سیاہ سانپ بن کر ایک درخت کے پیچھے چلا گیا تھا۔ سپاہی پہلے تو حیران ہوئے پھر جلدی سے غار کے منہ پر پتھر دوبارہ رکھنے لگے۔ ناگ نے غار کے اندر چھپے ہوئے سانپوں کو آواز دے کر حکم دیا۔

"غار سے باہر نکلو اور ان سپاہیوں کو ان کے ظلم کا سبق سکھاؤ"۔

سپاہیوں کو غار کے اندر سے سانپوں کے پھنکارنے کی آوازیں سنائی دیں وہ یہ سمجھے کہ سانپ خدا پرست اپوار کو کھا رہے ہیں۔ مگر اتنے میں سانپ غار سے باہر نکلنے لگے۔ سینکڑوں سانپ غار سے باہر نکل آئے۔ سپاہی ڈر کر بھاگے۔ مگر وہ اتنے زیادہ سارے سانپوں سے بھاگ کر بھلا کہاں جا سکتے تھے۔ سانپوں نے چند قدم پر ہی سپاہیوں کو پکڑ لیا اور ایک ایک سپاہی کے جسم سے پچاس پچاس سانپ چمٹ گئے اور انہیں کاٹنے لگے۔ ایک ایک سپاہی کو جب پچاس پچاس سانپوں نے کاٹا تو ہر سپاہی کا جسم زہر کے اثر سے پھٹ گیا۔

ناگ نے سانپوں کو واپس غار میں جا کر خدا پرست اپوار کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور خود کارنک کے مندر کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف اڑ گیا۔ دوسری طرف بدروح جولی سانگ ناگ سانپ کو قتل کرنے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی کہ اچانک اس کے سر پر سے جیسے آگ کا ایک شعلہ سا اڑ کر فضا میں گم ہو گیا۔ جولی سانگ کے سر پر سے بدروح بھسم ہو کر فضا میں راکھ بن گئی تھی۔ جولی سانگ اپنے ہوش و حواس میں آ گئی۔ وہ حیران ہوئی کہ کہاں بیٹھی ہے۔ اچانک اسے ناگ کی خوشبو آنے لگی۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اتنے میں ناگ بھی انسانی شکل میں اس کے پاس پہنچ گیا۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سب سے زیادہ خوشی ناگ کو ہوئی تھی کہ جولی سانگ پر سے بدروح کا سایہ اٹھ گیا تھا۔ ناگ نے جولی سانگ سے بدروح کے بارے میں ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ ویسے بھی جولی سانگ کو بدروح کے زمانے کا کوئی واقعہ یاد نہیں تھا۔ اس نے ناگ سے ملتے ہی کہا۔

"ناگ بھیا! میں کہاں آ گئی ہوں؟ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں پہلے کہاں تھی"۔

ناگ مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"خدا کا شکر ہے کہ ہم دونوں کی ملاقات ہو گئی اب ہم ممبر ماریا تھیو سانگ اور کیپٹی کو بھی تلاش کر لیں گے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"مگر ہم تو قدیم مصر کے زمانے میں پہنچ گئے ہیں۔ یہ کارنک کے مشہور مندر ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"ہمارا قدیم زمانے میں پہنچنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بہرحال اب ہمیں اپنے دوستوں کو تلاش کرنا ہو گا"۔

جولی سانگ اور ناگ کارنک کے مندر سے باہر نکل آئے۔ ناگ اسے ساتھ لے کر فرعون کے محل کے پیچھے سانپوں کے غار میں آ گیا۔ یہاں چاروں سپاہیوں کی پھٹی ہوئی لاشیں پڑی تھیں۔ جولی سانگ نے تعجب سے پوچھا۔

"ان کو تو سانپوں نے ڈسا ہے؟ یہ کیا بات ہوئی ہے ناگ"؟

ناگ نے کہا۔

"تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ پہلے مجھے اس غار میں جا کر ایک بزرگ سے ملاقات کرنے دو وہ بزرگ بڑے خدا پرست ہیں۔ وہ ہمیں ممبر تھیو سانگ ماریا اور کیپٹی کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور بتا دیں گے"۔

ناگ نے جولی سانگ کو غار کے باہر چھوڑا اور خود غار کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران سا ہوا کہ غار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بالکل خالی تھا۔ خدا پرست بزرگ اپوار وہاں پر نہیں تھے۔ ناگ نے فوراً" سانپوں کو بلا لیا۔ اس نے نیلے سانپ سے پوچھا۔

"یہاں جو خدا پرست بزرگ تھے وہ کہاں چلے گئے"؟

نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! وہ یہاں زمین پر بیٹھے خدا کی عبادت کر رہے تھے۔ ہم سب ان کے گرد گھیرا ڈالے ان کی حفاظت کر رہے تھے کہ اچانک بزرگ غائب ہو گئے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں"۔

ناگ سمجھ گیا کہ اب اس بزرگ کا ملنا تقریباً" ناممکن ہے۔ اس قسم کے کافروں کی بدقسمتی ہے کہ ان کے درمیان سے ان کو خدا سے روشناس کرانے والا چلا گیا تھا۔ ناگ غار سے باہر آ گیا۔ اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"وہ بزرگ غار میں نہیں ہیں۔ یہاں قریب ہی ایک نخلستان میں ان کا جھونپڑا ہے۔ چلو ان کو وہاں چل کر دیکھتے ہیں"۔

وہ نخلستان میں آ گئے۔ ان کا جھونپڑا خالی تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ خدا پرست اپوار کو تو فرعون کے حکم سے سانپوں کے غار میں بند کر دیا گیا ہے وہ یہاں نہیں ہیں۔ لوگ

سوگوار تھے۔ اتنے میں فرعون کے سپاہی گھوڑے دوڑاتے وہاں آ گئے۔ سپاہیوں نے خدا پرست کے مریدوں پر ہنٹر برسانے شروع کر دیئے۔ لوگ بے چارے خوف کے مارے وہاں سے بھاگ گئے۔ ایک سپاہی ناگ اور جولی سانگ کی طرف بھی آیا۔ اس نے جولی سانگ پر ہنٹر مارا تو اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ کس پر ہنٹر برسانے لگا ہے۔ جولی سانگ نے ہنٹر کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا تو سپاہی گھوڑے سمیت زمین پر گر پڑا۔ جولی سانگ نے سپاہی کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور اتنی زور سے زمین پر اسے پٹخ دیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ کچھ سپاہی بھاگ گئے۔ ایک سپاہی نے جولی سانگ پر تیر چلا دیا۔ تیر جولی سانگ کے سینے میں گھب گیا۔

جولی سانگ نے تیر کو سینے سے کھینچ کر باہر نکال دیا۔ سپاہی یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ جولی سانگ کے سینے سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا۔ اتنی دیر میں ناگ نے پھنکار ماری اور ڈسنے والا سانپ بن کر سپاہی کی گردن پر اس دیا۔ سپاہی چیخ مار کر گھوڑے پر سے نیچے گرا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔ ناگ فوراً" انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"ان کو ان کے ظلم کی سزا مل گئی ہے۔ چلو اب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں سے چلتے ہیں"۔

ناگ اور جولی سانگ نخلستان سے نکل کر کارنک شہر میں آ گئے۔ یہاں وہ کنوئیں کے پاس بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہاں عنبر سانگ ماریا اور کیٹی میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو نہیں آ رہی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس شہر میں نہیں ہیں۔ تو چلو مصر کے دارالحکومت میں چلتے ہیں۔ شاید وہاں اپنے دوستوں کا کچھ سراغ مل جائے"۔

ناگ نے بھی یہی مناسب سمجھا۔ چنانچہ وہ ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر تھس کے شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ تھس کے شہر میں فرعونوں کے محل تھے اور اسی ایک محل کے پیچھے پرانا تالاب تھا جس میں بدروح کاؤ نے عنبر، سانگ کیٹی اور ماریا کو نمک کے پتلے بنا کر گرا دیا تھا اور جس کی تہہ میں ان چاروں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ ابھی تک پڑے ہوئے تھے۔

شہر پہنچتے ہی جولی سانگ اور ناگ نے فضا کو سونگھا۔ وہاں بھی عنبر، سانگ کیٹی اور ماریا میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ نے کہا۔

"ہمارے ساتھیوں کی خوشبو یہاں بھی نہیں ہے۔ لیکن

ہمیں یہاں رہ کر انہیں تلاش کرنے کی کوشش ضرور کرنی ہو گی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے وہ کسی جادو کے اثر میں کسی جگہ قید ہوں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہم اس مسافر خانے میں ٹھہر جاتے ہیں"۔

ناگ بولا۔

"اتفاق سے میرے پاس کوئی رقم نہیں ہے اور مسافر خانے میں ٹھہرنے کے لئے پیسوں کی ضرورت ہو گی"۔

جولی سانگ مسکرائی اور بولی۔

"تمہارے لئے پیسہ پیدا کرنا کونسی مشکل بات ہے تم کسی بھی سانپ کو حکم دے سکتے ہو کہ وہ کسی زیر زمین خزانے سے ہمارے لئے کوئی ہیرا یا قیمتی موتی نکال لائے"۔

ناگ نے کہا۔

"ہاں یہی کرنا پڑے گا۔ تم مسافر خانے میں ہی ٹھہرو۔ میں کسی اہرام کے پاس جا کر کسی سانپ کو بلاتا ہوں"۔

اچانک ناگ کو شاہی ناگن کا خیال آ گیا کہ وہ اسی شہر کے ایک اہرام میں خزانے کے ایک تہکے میں رہتی ہے۔ ناگ نے جولی سانگ کو شاہی ناگن کے بارے میں کچھ نہ بتایا اور اکیلا ہی شاہی ناگن والے اہرام کی طرف روانہ ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوپہر کا وقت تھا۔ گرمی بڑی سخت پڑ رہی تھی۔ سارا صحرا خاموش اور ویران تھا۔ اہرام کے پاس بھی کوئی نہیں تھا۔ ناگ اہرام میں داخل ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ خزانہ کہاں دفن ہے۔ وہ اہرام کی ٹھنڈی تاریک سرنگ میں سے گذر کر خزانے والی جگہ پر آ گیا۔ اس نے شاہی ناگن کو سانپ کی زبان میں پکارا۔ شاہی ناگن فوراً خزانے کے ملبے میں سے باہر نکل آئی۔ اس نے ناگ سے جولی سانگ کے بارے میں پوچھا۔ ناگ نے اسے بتایا کہ جولی سانگ کی بدروح بھسم ہو گئی ہے اور اب وہ بالکل اپنی اصلی حالت میں واپس آ گئی ہے اور شہر کے مسافر خانے میں بیٹھی ہے۔

شاہی ناگن نے کہا۔

"تمہیں اسے اس طرح اکیلی چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا۔ تم بدروح ملکہ کاؤ کی طاقت سے واقف نہیں ہو۔ وہ جولی سانگ پر دوبارہ حملہ کر کے اسے بدروح بنا سکتی ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب بدروح ملکہ کاؤ ایسا نہ کر سکے گی۔ بہرحال میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ مجھے کوئی قیمتی ہیرا دے دو۔ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں"۔

شاہی ناگن نے کہا۔

"سارا خزانہ حاضر ہے جو چاہیے' جتنا چاہیے اٹھا کر لے جاؤ۔ یہ سب تمہارا ہی ہے۔ تم ناگ دیوتا ہو"۔

ناگ نے ایک قیمتی ہیرا لے لیا۔ شاہی ناگن کا شکریہ ادا کیا اور مسافر خانے میں آ گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ جولی سانگ وہاں پر موجود تھی۔ دونوں شہر کے صرافہ بازار میں گئے۔ ایک جوہری کے پاس ہیرے کو فروخت کر کے سونے کے کچھ سکے حاصل کئے اور مسافر خانے میں آ کر ٹھہر گئے۔ تین دن تک انہوں نے وہاں اپنے دوستوں کو تلاش کیا مگر ناکام رہے۔ تب جولی سانگ نے کہا۔

"ناگ! میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے ملک یونان کی طرف چلنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہاں ٹھہر سانگ کینی اور مارا کا کچھ سراغ مل جائے"۔

چنانچہ دوسرے دن وہ ایک ہوائی جہاز میں سوار ہو کر ملک یونان کے شہر ایتھنز کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے مصر سے روانہ ہونے کے ایک دن بعد بدروح کاؤ اپنے اہرام میں واپس آئی۔ وہ بدروحوں کے دیوتا کے پاس ضروری مشورے کے لئے گئی ہوئی تھی۔ واپس آتے ہی وہ سیدھی اس چھوٹے اہرام میں آئی جہاں وہ بدروح جولی سانگ کو چھوڑ گئی تھی۔ کیا دیکھتی ہے کہ تالاب خالی پڑا ہے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدروح جولی سانگ غائب ہے۔ وہ سخت غصے میں تھی کہ اچانک چھت پر سے راکھ کی ایک پوٹلی اس کے قدموں میں گر پڑی۔ بدروح کاؤ نے پوٹلی کو اٹھایا تو اس میں سے جلی ہوئی راکھ نیچے گرنے لگی۔ ساتھ ہی آواز آئی۔

"بدروح کاؤ! میں جولی سانگ کی بدروح ہوں۔ جولی سانگ نے مجھے جلا کر راکھ کر دیا ہے اور خود آزاد ہو گئی ہے۔ میں اب تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتی"۔

بدروح کاؤ تو غصے سے تھر تھر کانپنے لگی۔ اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"جولی سانگ کہاں ہے"؟

بدروح کی راکھ میں سے آواز آئی۔

"کاؤ! میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ میں ختم ہو گئی ہوں۔ میں ختم ہو رہی ہوں آہ میں ختم ہو رہی ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی راکھ پوٹلی سمیت غائب ہو گئی۔

بدروح کاؤ کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔ اس کا بدروحوں کی ملکہ بننے کا خواب ادھورا رہ گیا تھا۔ نہ صرف یہ کہ جولی سانگ بلکہ ناگ بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب ان دونوں کو ڈھونڈھ کر انہیں بدروحوں میں تبدیل کرنا

سخت مشکل کام تھا کیونکہ ناگ اور جولی سانگ کی طاقتیں واپس آ گئی تھیں اور ان پر بدروح کاؤ کے طلسم کا اثر مشکل ہی سے ہوتا۔ مگر بدروح کاؤ نے بدروحوں کی ملکہ بننے کا پکا ارادہ کر رکھا تھا۔ اس نے غصے سے کہا۔

"چاہے میں بھی جل کر راکھ ہو جاؤں لیکن میں ناگ اور جولی سانگ کو ضرور اپنے قبضے میں کر کے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گی"۔

وہ اہرام سے باہر نکل آئی۔ باہر دھوپ چاروں طرف آگ برسا رہی تھی۔ اہرام مصر میں بڑے بڑے پتھر آگ میں تپ رہے تھے۔ اگرچہ بدروح کاؤ کو دھوپ اور تپش کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ بدروح کاؤ یہاں سے اپنے اہرام میں آ گئی۔ اس نے آگ جلا کر اوپر کڑاہی رکھی۔ اس میں تیل ڈال کر گرم کیا۔ پھر تھوڑا سا تیل نکال کر اپنے ماتھے پر منتر پڑھ کر لگا لیا۔ اس تیل کے ماتھے پر لگاتے ہی بدروح کاؤ ایک خوبصورت عورت میں تبدیل ہو گئی جس نے اعلیٰ کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ اپنے آپ کو اس حلیے میں دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ اپنے آپ سے کہنے لگی۔

"کاؤ! تو انسانوں کی جون میں آ گئی ہے اور ایک خوبصورت عورت بن گئی ہے اب تم آسانی سے جولی سانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ناگ کو پکڑ سکو گی۔ مگر پہلے یہ پتہ چل جانا چاہیے کہ یہ لوگ کہاں ہیں"۔

اس کے ساتھ ہی بدروح کاؤ نے ایک اور منتر پڑھ کر کڑاہی کے تیل پر پھونکا اور ساتھ ہی جھک کر کڑاہی کے تیل کو دیکھنے لگی۔ تیل میں اسے ناگ اور جولی سانگ ایک بحری جہاز میں سفر کرتے نظر آئے۔ بدروح کاؤ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اس نے چٹکی بجائی اور غائب ہو گئی۔ ایک سیکنڈ بعد وہ اسی بادبانی جہاز پر پہنچ گئی۔ جس جہاز پر جولی سانگ اور ناگ یونان کی طرف سفر کر رہے تھے۔ بدروح کاؤ یونان کی امیر زادی کے لباس میں تھی۔ وہ جہاز کے جنگلے کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے دیکھا کہ جہاز کے کونے میں ناگ اور جولی سانگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کاؤ جانتی تھی کہ وہ اس وقت تک ناگ کو اپنے قبضے میں کر کے قتل نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ سانپ کی شکل اختیار نہیں کرتا اور جولی سانگ کو اس وقت تک بدروح نہیں بنا سکتی جب تک کہ جولی سانگ بے ہوش نہیں ہو جاتی۔ جولی سانگ کو بے ہوشی کی حالت میں ہی کاؤ اس کو بدروح میں بدل سکتی تھی۔ کاؤ بدروح امیر زادیوں کے لباس میں ملبوس ہوئی ناگ اور جولی سانگ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اور سمندر کی لہروں کو تکنے

گی۔ بادبانی جہاز سمندر کی پرسکون لہروں پر بڑے آرام سے یونان کی بندرگاہ ایتھنز کی طرف چلا جا رہا تھا۔ بدروح کاؤ ایک خوبصورت عورت کی شکل میں تھی اس لئے ناگ اور جولی سانگ اسے نہ پہچان سکے۔ انہوں نے بدروح کاؤ کو دیکھ تو یہی سمجھے کہ کوئی امیر عورت ہے جو دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز پر سفر کر رہی ہے۔ وہ اپنی باتیں کرتے رہے۔ بدروح کاؤ نے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔

"کیا تم لوگ بھی ایتھنز جا رہے ہو"؟

جولی سانگ نے بھی مسکرا کر کہا۔

"جی ہاں! ہم بھی ایتھنز جا رہے ہیں"

بدروح کاؤ ان کے پاس آ گئی۔

"میں بھی ایتھنز جا رہی ہوں۔ میں مصر کی امیرزادی ہوں۔ میرا نام نکالی ہے"۔

"میرا نام جولی ہے۔ یہ میرا بھائی ناگ ہے"۔

بدروح کاؤ مسکرا کر کہنے لگی۔

"ناگ! عجیب سا نام ہے۔ ایسا نام تو ملک ہند میں لوگ رکھا کرتے ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں ملک ہند میں پیدا ہوا تھا۔ مگر میرا باپ مصر کا رہنے والا تھا"۔

بدروح کاؤ ان کے پاس بیٹھ گئی اور بولی۔

"میں پہلے کبھی یونان نہیں گئی۔ میں سیر کی غرض سے اکیلی ہی جا رہی ہوں۔ خیال ہے کہ یونان میں کوئی غلام یا کنیز اپنی خدمت کے لئے خرید لوں گی۔ تم لوگ کہاں ٹھہرو گے"؟

ناگ نے بے پروائی سے کہا۔

"کچھ پتہ نہیں"۔

ناگ اس عورت سے زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جولی سانگ بھی خاموش رہی۔ انہوں نے کبھی کسی اجنبی سے تعلقات نہیں بڑھائے تھے۔ مگر بدروح کاؤ تو انہیں قتل کرنے کا خطرناک منصوبہ دل میں لے کر ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"میں ایتھنز میں کوئی حویلی لے کر ٹھہروں گی۔ اگر تم پسند کرو تو میرے پاس ٹھہر سکتے ہو"۔

جولی سانگ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے ایک بھائی کے پاس ٹھہریں گے۔ بدروح کاؤ جانتی تھی کہ ایتھنز میں ان کا کوئی بھائی نہیں ہے اور وہ اپنے دوستوں یعنی

عنہر تھیو سانگ اریا اور کیٹی کی تلاش میں جا رہے ہیں جنہیں اپنے خیال میں بدروح کاؤ ہمیشہ کے لئے ختم کر چکی تھی۔

بدروح کاؤ مسکرا کر اٹھی اور بولی۔

"خدا حافظ"۔

اور وہ جہاز کی دوسری طرف چل دی۔ اس کے جانے کے بعد ناگ نے کہا۔

"مجھے یہ کوئی پراسرار عورت لگتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"پراسرار ہے تو ہمیں اس سے کیا لینا دینا ہے اور ہمارا کیا بگاڑ لے گی"۔

ناگ نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے جولی۔ ہمیں ہر کسی سے ہوشیار اور چوکس رہنا چاہیے۔ کسی کی سازش بھی کامیاب ہو سکتی ہے اور اپنی کسی غلطی سے ہم اس کی سازش میں پھنس سکتے ہیں"۔

جولی سانگ بولی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہم اس عورت سے دوبارہ بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں کریں گے"۔

ہادبانی جہاز سمندر میں سفر کرتا رہا۔

اب ہم ملک یونان میں ماریا کے ساتھ شادی کرنے کے خواہشمند یونانی خوبصورت نوجوان فلپ کی طرف چلتے ہیں جو لیکسلا سے اپنے وطن یونان کے شہر ایتھنز کی طرف گورو داشال کی ہدایت پر روانہ ہوا تھا کہ وہاں دیوی ڈیانا نام کے مندر سے کوئی مشورہ حاصل کر سکے۔ وہاں یہ ہوتا تھا کہ پورے چاند کی رات کو لوگ دیوی ڈیانا کے بت پر پھولوں کے ہار ڈالتے اور پھر کسی خواہش کا اظہار کرتے۔ دیوی ڈیانا اگر ان پر خوش ہو جاتی تو ان کے دل میں ان کے سوال کا جواب ڈال دیتی تھی۔ اصل میں کوئی بھی پتھر کی مورتی کبھی نہیں بول سکتی۔ لوگ اپنے عقیدے کی اپنے دل کی آواز کو دیوی ڈیانا کی آواز سمجھ لیتے تھے۔ مگر یہ قدیم زمانہ تھا اور دنیا ابھی توہمات اور شرک اور بت پرستی اور جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ ابھی اس تاریکی میں اسلام اور قرآن کا اجالا نہیں پھیلا تھا۔ کیونکہ جب اسلام آیا اور قرآن کی روشنی چاروں طرف پھیلی گئی تو پھر لوگ بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے لگے اور قرآن نے انہیں ہدایت کی کہ دنیا میں انسان اپنی محنت اور جدوجہد ہی

سے کوئی مقصد حاصل کر سکتا ہے اور بت کسی کو کچھ نہیں دیتے۔ پھر لوگوں نے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ مسجدوں میں اللہ اکبر کی صدائیں گونج اٹھیں اور ہر طرف اسلام کا نور پھیل گیا۔ لیکن ہم اسلام سے بہت پہلے کے زمانے کی بات کر رہے ہیں جب ہر طرف جہالت کی تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

چنانچہ یونانی نوجوان فلپ ایتھنز پہنچتے ہی سیدھا ڈیانا کے مندر میں آ گیا۔ وہ پورے چاند کی رات تھی۔ اس نے دیوی ڈیانا کے بت پر پھولوں کی مالا چڑھائی اور بولا۔

دیوی! میں ماریا سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ میری ہونے والی بیوی ماریا کہاں ہے"۔

دیوی کا پتھر کا بت خاموش تھا۔ مگر فلپ کے اپنے دل نے اس کے سوال کا جواب دے دیا۔ اس کے دل میں جیسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ماریا یونان میں نہیں ہے۔ فلپ مندر سے واپس آ گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ ماریا یونان میں کہیں نہیں ہے۔ تو پھر وہ کہاں ہے؟ اس کا جواب اسے مندر کی دیوی ڈیانا نے نہیں دیا تھا۔ فلپ اداس ہو کر اپنے مکان میں آ گیا۔ یہ فلپ کے ماں باپ کا مکان تھا۔ فلپ کے ماں باپ وفات پا چکے تھے۔ وہ اس مکان میں اکیلا تھا۔ مکان شہر سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر ایک پہاڑی کی ڈھلان پر بنا ہوا تھا۔ جس کے آگے باغ تھا۔ باغ میں اپالو دیوتا کا مجسمہ لگا ہوا تھا۔ فلپ نے سوچا کہ وہ اگلے چاند کی رات کو ایک بار پھر دیوی ڈیانا سے پوچھے گا کہ ماریا کہاں ہے؟

دوسری طرف ناگ اور جولی سانگ کا جہاز یونان کی بندرگاہ ایتھنز پہنچ گیا۔ بدروح کاؤ بھی امیرزادی کی شکل میں جہاز سے اتری اور ناگ جولی سانگ سے کہا کہ تم میرے مکان پر چلے چلو۔ ناگ جولی سانگ نے کہا کہ ہم مسافر خانے میں ٹھہریں گے اور وہ مسافر خانے کی طرف چل دیئے۔ بدروح کاؤ چھپ کر ان کا پیچھا کرتی رہی۔ اس نے دیکھا کہ ناگ اور جولی سانگ مسافر خانے میں ہی ٹھہرے تھے۔ بدروح کاؤ نے قریب ہی ایک مکان کرائے پر لے لیا۔ مکان کی کھڑکی سے مسافر خانہ سامنے نظر آتا تھا۔

ناگ اور جولی سانگ اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکل گئے۔ وہ دن بھر شہر کے بازاروں اور باغوں میں پھرتے رہے۔ انہیں اپنے ساتھیوں کا کوئی سراغ نہ ملا۔ شام کے وقت ناگ اور جولی سانگ واپس مسافر خانے کی طرف آ رہے تھے کہ اچانک سامنے فلپ آتا دکھائی دیا۔ جولی سانگ نے اسے پہچان لیا۔ فلپ نے بھی جولی سانگ کو پہچان لیا۔

کیونکہ اس نے جولی سانگ کو گرو وشال کے جھونپڑے میں دیکھا تھا۔ وہ جولی سانگ سے مل کر بولا۔

"بہن جولی سانگ تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی یہ بتاؤ کہ ماریا کہاں ہے؟ میں اس کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔ وہ تمہارے ساتھ ندی پر نہانے گئی تھی پھر تم دونوں کا کچھ پتہ نہیں چلا"۔

تب جولی سانگ نے فلپ کو ساری بات بتا دی کہ میں اس وقت بدروح تھی۔ مجھ پر بدروح کاؤ کا جادو ہو گیا تھا۔

"میں نے اسے بدروح کاؤ کے پاس پہنچا دیا تھا۔ اس کے بعد مجھے کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں چلی گئی۔ یہ میرا دوست اور بھائی ناگ ہے۔ ہم خود ماریا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی تلاش میں ہیں"۔

جولی سانگ نے فلپ کا ناگ سے تعارف کروایا۔

ناگ نے کہا۔

"فلپ بھائی! ہم مسافر خانے میں ٹھہرے ہوئے ہیں اگر تمہیں کہیں ماریا کا کچھ سراغ ملا تو ہمیں ضرور اطلاع کر دینا"۔

فلپ بولا۔

"آپ لوگ مسافر خانے میں کیوں ٹھہرے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ میرا گھر خالی پڑا ہے۔ تم لوگ میرے گھر میں کیوں نہیں رہتے"۔

جولی ساگ نے کہا۔

"تمہیں تکلیف ہو گی۔ ہم وہاں ٹھیک ہیں"۔

غلیپ نہ مانا اور وہ ناگ اور جولی ساگ کو اپنے مکان پر لے آیا۔ شام ہو گئی۔ جب ناگ اور جولی ساگ مسافر خانے میں واپس نہ آئے تو بدروح کاؤ پریشان ہوئی کہ یہ لوگ کہاں چلے گئے؟ وہ گھر سے نکل کر مسافر خانے میں آئی۔ ادھر ادھر دیکھا۔ ناگ اور جولی ساگ اسے کہیں نظر نہ آئے۔ بدروح شہر میں انہیں تلاش کرتی پھری۔ رات ہو گئی مگر ناگ اور جولی ساگ اسے کہیں دکھائی نہ دیئے۔ بدروح کاؤ تو بے چین ہو گئی۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ ناگ اور جولی ساگ کو ہاتھ سے گنوا دے۔ وہ ایک بار پھر ان دونوں کی تلاش میں شہر کی طرف نکل گئی۔

بدروحوں کا قبرستان

آخر بدروح کاؤ نے پتہ کر لیا کہ ناگ اور جولی ساگ ایک یونانی لڑکے غلیپ کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

بدروح کاؤ نے اب ایک دوسرا منصوبہ بنایا۔ اس نے اپنی شکل بدل کر اپنے آپ کو ایک غریب دیہاتی لڑکی بنا لیا اور دن کے وقت آنکھوں میں آنسو بھر کر غلیپ کے مکان پر پہنچ گئی۔ اس وقت ناگ اور جولی ساگ شہر گئے ہوئے تھے۔ کاؤ نے روتے ہوئے کہا۔

"بھائی! میں یتیم لڑکی ہوں۔ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں رہا اور دو دن سے بھوکی ہوں۔ مجھے کوئی کام دلا دو۔ تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔

غلیپ کو بھی ایسی عورت کی ضرورت تھی جو گھر کا کام وغیرہ کر سکے اور کھانا بھی پکا دیا کرے۔

اس نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہارا نام کیا ہے"؟

بدروح کاؤ نے کہا۔

"میرا نام صبیرا ہے۔ میں کھانا پکانا بھی جانتی ہوں"۔

فلپ نے اسے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا۔ دوپہر کے بعد ناگ اور جولی سانگ آئے تو بدروح کاؤ کو وہ نہ پہچان سکے۔ کیونکہ کاؤ نے اپنی شکل تبدیل کر رکھی تھی۔ فلپ نے بتایا کہ اس لڑکی کا نام صبیرا ہے اور یہ ہمارے لئے کھانا وغیرہ پکایا کرے گی۔ ناگ اور جولی سانگ نے بدروح کاؤ کو زیادہ اہمیت نہ دی اور ماریا سانگ عنبر اور کیپٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ بدروح کاؤ بستر لگا رہی تھی۔ وہ ان کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی اور دل میں ہنستی رہی کہ ان لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ تھیوسانگ' کیپٹی' عنبر اور ماریا کو یہ لوگ اب کبھی نہیں دیکھ سکتے۔

فلپ کہنے لگا۔

"کیوں نہ ہم کسی دوسرے شہر چل کر ماریا کو تلاش کریں"؟

ناگ بولا۔

"اچھا خیال ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ ابھی کچھ دن اس شہر میں رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ماریا تھیوسانگ اور کیپٹی

میں سے کوئی ادھر آ نکلے"۔

فلپ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہاں سمندر میں ایک جزیرہ ہے۔ وہاں بھی لوگ رہتے ہیں۔ کل میرا خیال ہے وہاں چل کر دیکھا جائے"۔

فلپ بولا۔

"اس ملک یونان میں تو کتنے ہی جزیرے ہیں جولی بہن!"

ناگ نے کہا۔

"پھر تو ہم ان سب جزیروں میں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے اپنے دوستوں کا کوئی سراغ ان جزیروں میں ہی مل جائے"۔

جب رات ہو گئی تو جولی سانگ ایک کمرے میں سو گئی اور ناگ اور فلپ دوسرے کمرے میں لیٹ کر باتیں کرنے لگے۔ نوکرانی یعنی بدروح کاؤ مکان کے برآمدے میں ایک طرف بستر لگا کر لیٹ گئی۔ اس کی نظریں اور کان ناگ فلپ کی طرف لگے تھے۔ وہ انتظار کر رہی تھی کہ یہ دونوں سو جائیں تو وہ جولی سانگ کے کمرے میں داخل ہو کر سوتے میں اس پر حملہ کر دے اور اسے بدروح میں بدل ڈالے۔

مگر بدروح کاؤ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان لوگوں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیند کی ضرورت نہیں ہوتی اور وہ کئی سو سال سے جاگ رہے ہیں۔ گلپ تو تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد سو گیا۔ مگر ناگ جاگ رہا تھا۔ وہ نہیں سو رہا تھا۔ بدروح کاؤ بھی جاگ رہی تھی۔ ناگ جولی سانگ کی کوٹھڑی کے سامنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اچانک ناگ غائب ہو گیا۔ بدروح کاؤ حیران ہوئی کہ ناگ کہاں چلا گیا ہے۔ وہ یہ سمجھی کہ ناگ اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا ہو گا۔ اصل بات یہ تھی کہ ناگ چھوٹا عقاب بن کر مکان کی منڈیر پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ یونہی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ رات کے سناٹے میں شہر کو دیکھے۔ شہر میں جگہ جگہ شمعیں روشن تھیں۔ ایتھنز بڑا ترقی یافتہ شہر تھا۔ اگرچہ یہ سینکڑوں سال پرانا شہر تھا مگر علم کی دولت سے مالا مال تھا۔ ناگ شہر کی طرف پرواز کرنے ہی لگا تھا کہ اس نے نوکرانی کو جولی سانگ کی کوٹھڑی کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ کاؤ بدروح تھی جو ناگ کو وہاں نہ پا کر جولی سانگ پر طلسم کرنے جا رہی تھی تاکہ اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر دے۔ ناگ کو تعجب ہوا کہ یہ نوکرانی جولی سانگ کی کوٹھڑی میں کیا کرنے جا رہی ہے۔ ناگ نے فوراً" سانپ کی شکل اختیار کی اور دیوار پر سے رینگتا ہوا نیچے اتر آیا۔ کوٹھڑی کے اندر بدروح کاؤ جولی سانگ کے سرہانے کی طرف کھڑی دونوں بازو اوپر اٹھائے منتر

پڑھ رہی تھی۔

جولی سانگ کبھی سوتی نہیں تھی مگر اس رات جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ وہ سو گئی۔ ناگ فوراً" سمجھ گیا کہ یہ نوکرانی اصل میں کوئی جادوگرنی ہے۔ ناگ نے لپک کر بدصورت کاؤ کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ ناگ کے زہر نے بدروح کاؤ پر عجیب و غریب اثر کیا۔ سب سے پہلے تو اس کی زبان بند ہو گئی۔ دونوں بازو کھلے کے کھلے رہ گئے اور دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔

گرنے کی آواز سے جولی سانگ کی آنکھ کھل گئی۔ ناگ فوراً" انسانی شکل میں آ گیا۔ فرش پر نوکرانی کو گرے ہوئے دیکھا تو بولی۔

"ناگ! یہ یہاں کیوں گری ہوئی ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے یہ کوئی جادوگرنی ہے۔ یہ تم پر جادو کر رہی تھی۔ میں نے اسے ڈس دیا"۔

کوٹھڑی میں شمع جل رہی تھی۔ ناگ اور جولی سانگ دونوں بدروح کاؤ کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک بدروح کاؤ کی شکل بدلنے لگی۔ ناگ بولا۔

"جولی سانگ! یہ سچ مچ کوئی جادوگرنی تھی۔ دیکھو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے زہر کے اثر سے اس کی شکل بدل رہی ہے"۔

جولی سانگ بھی بدروح کاؤ کو غور سے دیکھنے لگی۔ شکل بدلتے بدلتے اس کی شکل اصل حالت میں آ گئی تو جولی سانگ اور ہاگ دونوں حیران ہو کر بولے۔

"ارے یہ تو بدروح کاؤ ہے"۔

دونوں بدروح کاؤ کی شکل سے اچھی طرح واقف تھے۔ جولی سانگ بولی۔

"ہاگ! تم نے مجھے بچا لیا ورنہ یہ منحوس عورت ایک بار پھر مجھے بدروح بنانے والی تھی"۔

ہاگ نے کہا۔

"ہماری قسمت اچھی تھی جولی"۔

اتنے میں ان کی آوازیں سن کر فلپ بھی اندر آ گیا۔ جب ہاگ اور جولی سانگ نے اسے بتایا کہ یہ جو نوکرانی تھی اصل میں ایک زبردست اور طاقت والی بدروح کاؤ ہے جس نے ان دونوں پر طلسم کر رکھا تھا تو فلپ بڑا حیران ہوا۔ بولا۔

"اس عورت کو بدروحوں کے قبرستان میں لے چلو"۔

بدروح کاؤ کا سانس رک گیا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکن بھی بند ہو چکی تھی۔

ہاگ نے کہا۔

"یہ جادوگرنی ہے۔ میرا خیال ہے یہ مرتو نہیں سکتی"۔

فلپ کہنے لگا۔

"اسے بدروحوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے تو یہ وہاں سے کبھی باہر نہیں نکل سکے گی"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"اس قبرستان کی خاص بات کیا ہے"۔

فلپ نے کہا۔

"خاص بات یہ ہے کہ یہاں ایسے لوگوں کو دفن کیا جاتا ہے جن کے بارے میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ بدروحیں ہیں۔ پھر قاتلوں کو بھی پھانسی کی سزا کے بعد اسی قبرستان میں دبا دیا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس قبرستان سے کبھی کوئی بدروح باہر نہیں نکل سکی"۔

ہاگ نے کہا۔

"یہ اچھی بات ہے۔ بدروح کاؤ ہماری دشمن ہے۔ اسے بدروحوں کے قبرستان میں ہی دبا دیتے ہیں"۔

انہوں نے رات کے اندھیرے میں ہی بدروح کاؤ کو ایک بوری میں بند کیا اور بدروحوں کے قبرستان میں لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئے۔ یہاں انہوں نے ایک جگہ گڑھا کھود کر بدروح کاؤ کی لاش کو دفن کر کے اوپر چھوٹی سی ڈھیری بنا دی۔ وہاں کتنی ہی پرانی اور ٹوٹی ہوئی قبریں بکھری ہوئی تھیں۔ اس وقت بھی قبرستان کی فضا میں کئی بدروحیں چل پھر رہی تھیں۔ مگر وہ ناگ اور جولی سانگ کے قریب آتے ہوئے ڈر رہی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ دونوں ہزاروں برس سے سفر کر رہے ہیں۔

بدروح کاؤ کو دفن کرنے کے بعد جولی سانگ ناگ اور فلپ قبرستان سے باہر چلے آئے۔ اپنے مکان پر آ کر جولی سانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس ملک کو چھوڑ دینا چاہیے کوئی پتہ نہیں کہ یہ بدروح کاؤ پھر کسی شکل میں نمودار ہو جائے"۔

ناگ نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے"۔

فلپ کہنے لگا۔

"تو پھر میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔ یہاں میں اکیلا رہ کر کیا کروں گا"۔

یونانی لڑکے فلپ کو ابھی تک جولی سانگ اور ناگ کی

طاقت کا پتہ نہیں چلا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ ہزاروں سال سے تاریخ کا سفر کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ ماریا بھی زبردست طاقت کی مالک ہے اور وہ غائب ہو کر یہ سفر کر رہی ہے۔ اس نے پوچھا بھی تھا کہ بدروح کاؤ کس طرح مر گئی تھی تو ناگ نے یہی کہا تھا کہ اسے نہیں معلوم۔ وہ جب کوٹھڑی میں آیا تو بدروح کاؤ مر چکی تھی۔ یہ تینوں ساتھی یعنی فلپ ناگ اور جولی سانگ ایک ہوائی جہاز میں سوار ہو گئے اور ملک مصر کے شہر سکندریہ کی طرف چل دیئے۔

اب ہم مصر میں واپس آتے ہیں۔ مصر کے شہر گیزہ کے پرانے اہرام کے پیچھے جو تالاب تھا اس کے اندر عنبر تھیوسانگ' ماریا اور کیٹی کو بدروح کاؤ نے نمک کے پتلے بنا کر پھینک دیا تھا۔ ان کے نمک کے جسم تو پانی میں گھل گئے تھے مگر ان کے دل بچ گئے تھے جو تالاب کی تہہ میں ایک طرف پڑے تھے۔ ان دلوں میں جان نہیں تھی وہ دھڑک بھی نہیں رہے تھے۔

اب ایسا ہوا کہ ایک دن بڑے زور کی آندھی چلی جس کی وجہ سے پانی میں لہریں اٹھنے لگیں اور ماریا اور عنبر کے دل آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے کھسک کر تالاب کی تہہ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس جگہ پر آ گئے جہاں زمین میں سے پانی نکل رہا تھا۔ یہاں سے تالاب کی تہہ کی زمین پھٹی ہوئی تھی اور ایک چھوٹا سا کنواں بن گیا تھا۔ کھسکتے کھسکتے عنبر اور ماریا کے دل اس چھوٹے سے کنوئیں میں پھسل گئے اور نیچے ہی نیچے اترتے چلے گئے۔

اس کنوئیں کا پانی زمین کے نیچے بہنے والے ایک گمنام دریا کے پانی میں جا کر مل جاتا تھا۔ یہ دریا زمین کے نیچے گہرے سمندر تک بہتا چلا گیا تھا۔ عنبر اور ماریا کے دل بھی دریا کی لہروں کے ساتھ زمین کے نیچے بہتے چلے گئے۔ بہتے بہتے عنبر اور ماریا کے دل سمندر میں دریا کے پانی کے ساتھ ہی مل گئے۔ سمندر بہت گہرا تھا۔ دونوں دل سمندر کی تہہ میں ایک پہاڑی کی چوٹی پر جھاڑیوں میں پھنس گئے۔ کئی دن عنبر اور ماریا کے دل سمندر کے نیچے پہاڑی کی چوٹی پر پڑے رہے۔ ایک دن ادھر سے ایک ایسی مچھلی گذری جس کے اندر بجلی کا کرنٹ ہوتا ہے۔ اس مچھلی کو اگر کسی سے خطرہ محسوس ہو تو اس پر بجلی کے کرنٹ کی لہریں پھینکتی ہے۔ جب یہ مچھلی پہاڑی کی چوٹی کے اوپر سے گذری تو اچانک اس کی نظر دو انسانی دلوں پر پڑی۔

مچھلی یہ سمجھی کہ یہ کوئی ایسا جانور ہے جو اس کو ہڑپ

کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے۔ اس مچھلی نے اپنے بچاؤ کی خاطر عنبر اور ماریا کے دلوں پر بجلی کے کرنٹ کی لہریں پھینکیں اور تیزی سے آگے نکل گئی۔ بجلی کے کرنٹ کی لہروں نے جادو کا کام کیا اور عنبر اور ماریا کے دلوں میں سوئی ہوئی زندگی جاگ پڑی۔ دونوں دلوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ ان کا شعور بھی واپس آ گیا۔ عنبر کو احساس ہو گیا کہ وہ ایک دل کی شکل میں سمندر کی تہہ میں پڑا ہے۔ یہی شعور ماریا کو بھی ہونے لگا۔ مگر انہیں یہ یاد نہیں رہا تھا کہ ان دونوں کو بدروح کاؤ نے نمک کے پتلے بنا کر تالاب میں پھینک دیا تھا جہاں ان کے جسم تو گل گئے تھے مگر دل باقی بچ گئے تھے اور پھر وہاں سے بہتے بہتے سمندر میں آ گئے تھے۔ عنبر کو ماریا کا اور ماریا کو عنبر کا احساس بھی ہو گیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی موجودگی کو محسوس کر رہے تھے مگر زبان نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ انہیں یہ بھی علم ہو چکا تھا کہ ان پر ایک مچھلی کے کرنٹ کا اثر ہوا ہے۔

عنبر اور ماریا کو ایک دوسرے کے قریب ہونے کا پورا پورا احساس تھا اور ان کی یادداشت بھی واپس آ گئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے اور دونوں دلوں نے دھڑکنا شروع کر دیا تھا۔ دھڑکنے کی وجہ سے وہ پانی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگے چلنے لگے۔ سمندر کے اوپر تو بڑی بڑی لہریں اٹھتی ہیں مگر سمندر کی تہہ خاموش ہوتی ہے۔ وہاں کوئی شے پانی کی لہروں کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتی لیکن چونکہ عنبر اور ماریا کے دل دھڑک رہے تھے اس کی وجہ سے وہ سمندر کی تہہ میں ایک طرف کو آگے کی طرف کھسکنے لگے۔

دو دن دو راتیں عنبر ماریا کے دل دھڑکتے دھڑکتے سمندر کی تہہ میں آگے ہی آگے سفر کرتے رہے۔ تیسرے دن دونوں دل ایک بہت بڑی چٹان کی دیوار کے پاس جا کر رک گئے۔ یہ چٹان سمندر کے اندر ڈوبی ہوئی تھی اور اس کی دیوار میں چھوٹے بڑے کتنے ہی شگاف تھے۔ ان شگافوں کے اندر بھی پانی تھا اور لمبی لمبی سبز گھاس اس پانی میں لہرا رہی تھی۔ عنبر اور ماریا کے دل دیر تک وہاں اٹکے رہے۔ پھر پیچھے سے پانی کا دھکا سا لگا اور وہ ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔ بڑھتے بڑھتے وہ اور زیادہ گہرے سمندر میں اتر گئے۔ دونوں دل اب دیکھنے بھی لگے تھے۔ مگر وہ ابھی بات نہیں کر سکتے تھے۔

عنبر اور ماریا کے دلوں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے ڈوبے ہوئے محل کے کھنڈر میں آ گئے ہیں۔ اونچے اونچے سنگ مرمر کے ستون ٹیڑھے ہو گئے تھے۔ کئی ستون

سمندر کی تہہ میں گرے ہوئے تھے۔ محل کی دیواروں پر زنگ لگنا شروع ہو گیا تھا۔ عنبر اور ماریا کے دل ایک ہی بات سوچ رہے تھے کہ یہ کوئی شاہی محل ہے اور کسی زبردست بھونچال نے اسے سمندر میں ڈبو دیا ہے۔ دونوں دل دھڑکتے دھڑکتے ڈوبے ہوئے محل کے بڑے بڑے کمروں میں بہتے چلے گئے۔ کبھی کبھی دونوں دل ایک دوسرے کو بھی دیکھ لیتے تھے۔ اچانک وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سونے چاندی کا ایک شاہی پلنگ بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی بہت ہی خوبصورت لڑکی لیٹی ہوئی ہے۔ عنبر اور ماریا کے دل پہلے تو یہی سمجھے کہ یہ لڑکی مر چکی ہے۔ پھر انہیں خیال آیا کہ اگر لڑکی مر چکی ہوتی تو پلنگ پر اس کی جگہ اس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہوتا۔ عنبر کا دل دھڑکتے دھڑکتے لڑکی کے بازو پر آ گیا۔ جونہی عنبر کا دل لڑکی کے بازو کو لگا۔ عنبر کے دل میں جو مچھلی نے کرنٹ ڈال دیا تھا وہ کرنٹ لڑکی کے جسم کو لگا اور [redacted] آنکھیں کھول دیں۔ گردن پھیر کر دیکھا کہ اس کے بازو کے پاس دو انسانی دل دھڑک رہے ہیں۔ لڑکی پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

اس نے عنبر اور ماریا کے دلوں کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور انہیں غور سے دیکھنے لگی کہ یہ کیسے دل ہیں کہ انسان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے جسم سے نکل کر بھی دھڑک رہے ہیں۔ عنبر ماریا کے دلوں سے اب بھی ہلکا ہلکا کرنٹ نکل کر لڑکی کے جسم میں داخل ہو رہا تھا۔ لڑکی پلنگ پر سے اٹھی۔ پانی میں آہستہ آہستہ چلتی ڈوبے ہوئے محل کے کونے والے کمرے میں آ گئی۔ اس کمرے میں سورج کی رنگین تصویر دیوار پر بنی ہوئی تھی۔ اس میں سورج کے گول دائرے سے سونے کی کرنیں باہر نکلتی دکھائی گئی تھیں۔ عنبر ماریا کے دل اس لڑکی کے ہاتھوں میں تھے۔

لڑکی نے دونوں دل سورج کی تصویر کے آگے سنہری چبوترے پر رکھ دیئے اور سورج کی طرف چہرہ کر کے پوچھا۔

"اے شمس! تو نے ان دو دھڑکتے ہوئے دلوں کو میرے پاس بھیج کر مجھے پھر سے زندہ کر دیا۔ لیکن مجھ پر یہ راز بھی کھول کہ یہ دھڑکتے ہوئے دل کس کس کے ہیں تاکہ میں ان کا بھی شکریہ ادا کر سکوں"۔

سنہری بالوں والی لڑکی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ سورج کی تصویر میں سے دو سنہری کرنیں نکل کر عنبر اور ماریا کے دلوں پر پڑیں اور دونوں پھر سے زندہ ہو کر اپنی پوری شکل اور جسم کے ساتھ واپس آ گئے۔ ان کی ساری طاقتیں بھی انہیں واپس مل گئی تھیں۔ ماریا غائب تھی مگر اسی

جگہ کھڑی تھی۔ عنبر چبوترے پر اس جگہ بیٹھا تھا جہاں تھوڑی دیر پہلے اس کا اور ماریا کے دل پڑے تھے۔

سنہری بالوں والی لڑکی نے عنبر کو خوش ہو کر دیکھا اور بولی۔

"میرے بھائی! تم نے مجھے زندہ کیا اور سورج دیوتا نے تمہیں پھر سے زندہ کر دیا۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ مگر مجھے یہ بتاؤ کہ دوسرا دل کہاں ہے"۔

عنبر کو معلوم تھا کہ ماریا وہاں موجود ہے کیونکہ اسے اس کی تیز خوشبو آ رہی تھی۔ عنبر اور ماریا کو یہ بالکل یاد نہیں رہا تھا کہ انہیں بدروح کاؤ نے نمک کے پتلے بنا کر تالاب میں پھینکا تھا۔ انہیں صرف اتنا ہی یاد تھا کہ وہ دل کی شکل میں سمندر میں تیر رہے تھے۔ وہ کیسے دل بن گئے اور کہاں سے چل کر سمندر میں آئے؟ یہ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔ ماریا اس لئے خاموش تھی کہ وہ یہ پتہ کرنا چاہتی تھی کہ وہ کسی دشمن کے پاس تو نہیں آ گئے۔

عنبر نے کہا۔

"وہ میری دوست ماریا کا دل ہے اور ماریا بھی اس جگہ موجود ہے مگر تم اسے دیکھ نہیں سکتی ہو"۔

اب ماریا کو بھی یقین ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی کوئی دشمن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہے اور اس کے ساتھ بات کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ بولی۔

"تمہارا شکریہ بہن کہ تم نے ہمیں پھر سے ہمارے جسم عطا کر دیئے"۔

سنہری بالوں والی لڑکی نے کہا۔

"ہم سب کو سورج دیوتا کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ اسی کی مہربانی سے ہم تینوں کو نئی زندگی ملی ہے"۔

لڑکی نے کہا۔

"ماریا بہن! تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دیتی ہو؟ کیا یہ سب طلسم کی وجہ سے ہے"۔

ماریا نے جواب دیا۔

"یہ ایک بھید ہے جو میں شاید تمہیں نہ بتا سکوں گی۔ بہرحال تمہیں یہ جاننے کی ضرورت بھی نہیں۔ تمہارا نام کیا ہے اور ہمیں یہ بتاؤ کہ یہ محل کس کا تھا اور یہ پانی میں کس طرح ڈوب گیا"؟

لڑکی بولی۔

"میرا نام شارہ ہے۔ میں اس شاہی محل کے کاہن اعظم کی بیٹی ہوں۔ اس شاہی محل میں ایک ظالم بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کے ظلم سے تنگ آ کر رعایا شہر چھوڑ

کر چلی گئی۔ پھر ایک دن اچانک زلزلہ آیا۔ زمین پھٹ گئی اور سارا محل بادشاہ اور اس کے ظالم درباریوں سمیت سمندر میں غرق ہو گیا۔ سب مارے گئے مگر میں سورج دیوتا کی کرنوں کی وجہ سے زندہ بچ گئی۔ مگر میں اس پلنگ پر کئی سال سے بے ہوش پڑی رہی۔ پھر تم دونوں دل کی شکل میں یہاں آئے۔ تمہارے دلوں سے نکلی کی لہریں نکلتی تھیں جن کی وجہ سے میں پھر زندہ ہو گئی"۔

ماریا نے کہا۔

"اب ہم یہاں سے باہر نکلنا چاہتے ہیں شارہ!"

شارہ بولی۔

"ہاں! میں بھی یہاں سے نکل جانا چاہتی ہوں۔ میرے ساتھ آؤ"۔

شارہ نے سورج دیوتا کو جھک کر سلام کیا اور منہ کو سلے کر محل کے بڑے کمرے کی چھت پر آ گئی۔ یہاں کھڑے ہو کر اس نے کہا۔

"یہاں سے ہم اوپر کی طرف اچھل کر جائیں گے اور سمندر سے باہر نکل آئیں گے"۔

وہ چھت پر سے اوپر کو اچھلے اور پانی میں سے گزرتے اوپر ہی اوپر اٹھتے چلے گئے۔ آخر وہ سمندر سے باہر نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئے۔ ماریا نے سمندر کے اوپر آ کر چاروں طرف دیکھا اور بولی۔

"شارہ! وہ سامنے کون سے ملک کا ساحل دکھائی دے رہا ہے"؟

شارہ اور عنبر سمندر کی لہروں پر تیرتے ہوئے کنارے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ شارہ نے کہا۔

"یہ بحیرہ روم ہے۔ ہمارے محل کو سمندر میں ڈوبے ایک سو برس گذر چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم فلسطین کے ساحل پر نکلیں گے اور ارض فلسطین پر اب کس کی حکومت ہو گی؟ یہ مجھے معلوم نہیں۔ سو برس پہلے تو وہاں بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کی حکومت تھی"۔

سنہری بالوں والی لڑکی شارہ کے جسم میں سورج کی کرنوں کی وجہ سے نئی زندگی واپس آئی تھی مگر اس کے پاس کوئی طاقت نہیں تھی۔ وہ عام لڑکیوں کی طرح نازک لڑکی تھی۔ مگر وہ بہادر اور بے خوف لڑکی تھی۔ سمندر کا کنارہ دور تک سنسان تھا۔ سورج کی دھوپ میں کنارے کی زرد ریت دور تک چمک رہی تھی۔

سمندر سے نکل کر انہوں نے شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ زمین اونچی نیچی تھی۔ کہیں کہیں کھجور کے درختوں

کے جھنڈ نظر آتے تھے۔ پھر دور انہیں شہر کی دیوار نظر آئی جس کے چوکور برجوں میں سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ شارہ نے کہا۔

"یہ شہر سوسہ ہے۔ اس شہر پر آج سے سو برس پہلے بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی حکومت تھی۔ شہر کی فصیل اسی طرح ہے۔ پتہ نہیں اب یہاں کس کی حکومت ہو گی"۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ شہر میں جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں"۔

وہ شہر کی دیوار کے قریب آ گئے تھے۔ شہر کی دیوار کے اوپر نیزے والے سپاہی کھڑے تھے۔ شہر کا دروازہ کھلا تھا مگر ہر اندر جانے والے کی تلاش لی جاتی تھی۔ ماریا بولی۔

"شاید اس شہر پر دشمن کی فوج نے قبضہ کر لیا ہے"۔

شارہ نے سپاہیوں کو غور سے دیکھا اور بولی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو ماریا! اس شہر پر تو دشمن کا قبضہ ہے میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے بھاگ جانا چاہیے کہیں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں"۔

مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ شہر کے دروازے پر کھڑے دشمن سپاہیوں نے عنبر اور شارہ کو دیکھ لیا تھا۔ سپاہیوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انھیں اشارے سے بلا لیا۔ ہر سپاہی کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ کاندھے سے تیر کمان لگے ہوئے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں شارہ! ہم تمہارے ساتھ ہیں"۔

وہ سپاہیوں کے قریب چلے گئے۔ سپاہی نے شارہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم عورت ہو اس ڈیوڑھی میں جا کر تلاشی دو۔ وہاں ہماری ایک خاتون سپاہی موجود ہے"۔

شارہ ڈیوڑھی میں چلی گئی۔ سپاہی نے عنبر کی تلاشی لیتے ہوئے پوچھا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ کہاں سے آ رہے ہو"؟

عنبر نے کہا۔

"ہم سیاح ہیں۔ دور سے آ رہے ہیں۔ سوسہ کو دیکھنے آئے ہیں"۔

سپاہی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ ماریا ان کے پاس ہی کھڑی تھی مگر وہ اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ عنبر نے بھی سوچا کہ آخر یہ کس بات پر ہنسے ہیں۔ اتنے میں شارہ بھی ڈیوڑھی سے نکل آئی۔

سپاہی نے کہا۔

"تم شہر میں جا سکتے ہو"۔

انھوں نے دیکھا کہ شہر کے بازار تقریباً ویران پڑے تھے۔ کئی جگہوں پر گھروں اور دکانوں کا سامان بکھرا پڑا تھا۔ کہیں کہیں اجنبی سپاہی ابھی تک گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ دوسرے بازار میں شہر کے بدقسمت لوگوں کی کئی ہوئی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ شارہ کہنے لگی۔

"ہم نے یہاں آ کر غلطی کی ہے۔ یہ دشمن کے سپاہی ہیں جو گھروں کو ابھی تک لوٹ رہے ہیں اور شہریوں کو قتل کر رہے ہیں"۔

ایک مکان میں سے چیخ کی آواز گونجی۔ پھر ایک کٹی ہوئی لاش کسی نے اوپر سے نیچے سڑک پر پھینک دی۔ شارہ بچہ گھبرا کر بولی۔

"تم لوگ کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ عنبر!"

میں تو اسی علاقے کی رہنے والی ہوں۔ یہاں کی زبان جانتی ہوں۔ تم کو یہ لوگ جاسوس سمجھ کر نہ پکڑ لیں"۔

عنبر مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"میں بھی یہاں کی زبان جانتا ہوں"۔

اتنے میں ایک گلی میں سے چار پانچ سپاہی تلواریں لہراتے نکلے۔ ایک سپاہی نے ایک معصوم لڑکی کو کاندھے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈال رکھا تھا۔ لڑکی چیخ رہی تھی۔

"مجھے بچاؤ۔ مجھے ان درندوں سے بچاؤ"۔

شارہ سے نہ رہا گیا۔ اس نے سپاہیوں کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا۔

"اس لڑکی کو چھوڑ دو"۔

سپاہی رک گئے۔ وحشیوں کی طرح قہقہہ لگایا اور شارہ کی طرف دیکھ کر بولے۔

"تم بھی ہمارے ساتھ جاؤ گی"۔

خطرناک چال

ایک دشمن سپاہی نے شارہ کو بازو سے پکڑ کر کھینچا۔

بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عنبر اور ماریا کے ہوتے ہوئے شارہ پر کوئی ہاتھ اٹھاتا۔ ماریا نے سپاہی کے ہاتھ سے نیزہ کھینچ کر اس کے سینے میں گھونپ دیا۔ سپاہی سینے کو پکڑ کر پیچھے کو گرا۔ دوسرے سپاہی یہ سمجھے کہ شارہ نے ان کے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے تلواریں لہرائیں اور شارہ کو قتل کرنے ہی والے ہی تھے کہ اچانک شارہ ان کے درمیان سے غائب ہو گئی۔ اصل میں ماریا نے اسے اپنے کاندھے پر اٹھا لیا تھا اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ماریا جس چیز کو زمین پر سے اوپر اٹھا لیتی ہے وہ بھی اس کے ساتھ ہی غائب ہو جاتی ہے۔

عنبر سمجھ گیا کہ ماریا نے شارہ کو اٹھا لیا ہے۔ سپاہی دہشت کے مارے ادھر ادھر بھاگنے لگے کہ لڑکی کہاں غائب ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی۔ عنبر نے کہا۔

"اس لڑکی کو چھوڑ دو اور یہاں سے بھاگ جاؤ"۔

ایک سپاہی نے پوچھا۔

"کیا تم جادوگر ہو"۔

عنبر بولا۔

"ہاں میں جادوگر ہوں میں تمہیں بھی غائب کر دوں گا"۔

سپاہی جادوگروں سے بہت ڈرتے تھے۔ انہوں نے لڑکی کو چھوڑ دیا اور خود بھاگ گئے۔ لڑکی واپس اپنے مکان کی طرف بھاگ گئی۔ ماریا نے شارہ کو زمین پر کھڑی کر دیا۔ وہ پھر نظر آنے لگی۔ شارہ بولی۔

"ماریا! تم نے تو کمال کر دیا میں زندگی میں پہلی بار اپنے آپ کو غائب دیکھ رہی تھی"۔

ماریا نے کہا۔

"اگر میں تمہیں اٹھانے میں جلدی نہ کرتی تو وہ لوگ تم پر حملہ کر چکے تھے"

عنبر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس شہر سے نکل جانا چاہیے خوامخواہ لڑائی جھگڑا مول لینا اچھی بات نہیں"۔

ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ خوامخواہ دو تین سپاہی اور مر جائیں گے میرے ہاتھوں"۔

شارہ بولی۔

"ان سپاہیوں نے بھی تو کتنے لوگوں کو قتل کیا ہوتا ہے۔ یہ تو کرائے کے سپاہی ہوتے ہیں ان کا تو کام ہی لوٹ مار اور قتل کرنا ہے۔ چلو کسی دوسرے شہر چلتے ہیں"۔

عنبر ماریا اور شارہ سوسہ شہر سے نکل کر ایلام شہر کی طرف چل دیئے۔

راستے میں عنبر اور ماریا نے شارہ کو بتا دیا کہ وہ اپنے چار دوستوں کی تلاش میں ہیں یعنی ناگ' تھیو سانگ' جولی سانگ' اور کیٹی کی تلاش میں

شارہ نے پوچھا۔

"بڑے عجیب نام ہیں تمہارے دوستوں کے تم کون سے شہر سے سیاحت کرنے نکلے تھے اور ماریا کیسے غائب ہو جاتی ہے۔ کیا میں اسے کبھی نہیں دیکھ سکتی"۔

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"مجھے دیکھو گی تو ڈر جاؤ گی شارہ"

شارہ ہنس کر بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں ڈرنے والی نہیں ہوں ماریا بہن! تم بے شک میرے سامنے آ جاؤ"

ماریا نے ایک خاص منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک ماری اور وہ نظر آنے لگی۔ سنہری بال، نیلی آنکھیں، گورا چٹا رنگ، باریک چہرہ مگر آنکھوں میں بلا کی ذہانت کی چمک تھی۔ شارہ نے ماریا کو گلے لگا لیا اور بولی۔

"ماریا! تم تو بے حد خوبصورت ہو۔ کاش میں لڑکا ہوتی تو تم سے شادی کر لیتی"۔

ماریا نے فوراً جواب دیا۔

"اور اگر میں لڑکا ہوتی تو تم سے شادی کر لیتی"۔

عنبر بولا۔

"بھئی تم لوگ آپس میں شادی بیاہ کر رہے ہو۔ کچھ میرے بارے میں بھی سوچا ہے کہ نہیں"۔

شارہ نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"عنبر بھائی! تمہاری شادی تو کسی شہزادی سے ہونی چاہیے"۔

اسی طرح ہنسی مذاق کی باتیں کرتے یہ تینوں سڑک کنارے ایک سرائے میں پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ ایک قافلہ شام کے وقت سورج غروب ہونے کے فوراً بعد ایلام شہر کی

طرف روانہ ہو رہا ہے۔ عنبر ماریا اور شارہ اسی قافلے میں شامل ہو گئے۔ عنبر اور ماریا نے وہاں بھی اپنے ساتھیوں کی خوشبو لینے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ تھیوساگ، ہاگ، کیٹی اور جولی ساگ میں سے کسی کی خوشبو وہاں پر نہیں تھی۔ اب ان کو امید تھی کہ شاید ایلام شہر میں انہیں تھیو ساگ وغیرہ کا کچھ سراغ مل جائے۔

ادھر عنبر اور ماریا اور شارہ ایلام شہر کی طرف چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف جولی ساگ قلپ اور ناگ مصر کے شہر سکندریہ پہنچ گئے تھے۔ سکندریہ پر ان دنوں یونانیوں کی حکومت تھی اور ایک یونانی بادشاہ فرعون کی طرح وہاں حکومت کرتا تھا۔ اس نے سکندریہ کی بندرگاہ کے پاس ایک اونچی چٹان پر لائیٹ ہاؤس بنوایا ہوا تھا۔ جس میں رات کو تیل میں بھگوئی ہوئی بڑی بڑی مشعلیں روشن کی جاتیں جن کی روشنی سمندری جہازوں کو دور سے نظر آتی تھی اور جہاز ران اپنے جہازوں کو سمندری چٹانوں سے بچانے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔

سکندریہ شہر کافی بڑا شہر تھا۔ بازار کھلے کھلے تھے۔ سڑکیں پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ مکان لکڑی کے تھے اور کئی کئی منزلہ اونچے تھے۔ قلپ اور جولی ساگ ایک سرائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خانے میں اتر گئے۔ فلپ کے پاس سونے کے کچھ سکے موجود تھے۔ جولی سانگ نے سکندریہ میں آتے ہی فضا کو سونگھا۔ وہاں ماریا' عنبر تھیو سانگ اور کیٹی میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ جولی سانگ نے فلپ سے کہا۔

"فلپ! ماریا اس شہر میں بھی نہیں ہے۔ اگر وہ اس شہر میں ہوتی تو مجھے سب سے پہلے اس کی خوشبو آ جاتی"۔

فلپ بولا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس کو پہلی کسی نے بدروح بنا دیا ہو"۔

جولی سانگ نے جواب دیا۔

"ہاں اگر ایسا ہے تو پھر اس کی خوشبو ہمیں نہیں آ سکتی۔ مگر مجھے یقین نہیں آتا کہ ماریا کو کسی نے بدروح بنایا ہو کیونکہ ماریا تو کسی کو نظر ہی نہیں آتی"۔

اس پر فلپ نے تعجب سے جولی سانگ کی طرف دیکھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو جولی سانگ؟ ماریا تو نظر آتی ہے۔ فیکسلا میں گرد و شمال کی جھونپڑی میں وہ مجھے صاف نظر آیا کرتی تھی۔ میں تو اس کا مجسمہ بھی تیار کر رہا تھا"۔

جولی سانگ مسکرائی اور بولی۔

"فلپ! تم بڑے بھولے ہو۔ تم ماریا کے بارے میں اور میرے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے۔ بہرحال تم فکر نہ کرو۔ ماریا اگر تمہیں مل گئی تو تم اسے ضرور دیکھ لو گے"۔

فلپ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ کہنے لگا۔

"ماریا جو کچھ بھی ہے میں اس کو پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں"۔

جولی سانگ کو معلوم تھا کہ ماریا کبھی فلپ سے شادی نہیں کرے گی۔ وہ شادی کر ہی نہیں سکتی تھی۔ لیکن جولی سانگ نے فلپ کا دل توڑنا مناسب نہ سمجھا اور بولی۔

"میں تمہارے اس نیک جذبے کی قدر کرتی ہوں فلپ۔ لیکن پہلے ماریا کو تلاش تو کر لیں"۔

فلپ کہنے لگا۔

"اگر تمہارے خیال کے مطابق ماریا یہاں سکندریہ میں نہیں ہے تو پھر ہم مصر کے کسی دوسرے شہر چلتے ہیں"۔

جولی سانگ کو یاد آ گیا کہ مصر کے دارالحکومت میمفس کے ایک اہرام میں ہی اسے بدروح کاؤ پہلی بار ملی تھی اور اس نے اسے بدروح بنا دیا تھا۔ اب تو بدروح کاؤ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی تھی۔ کیوں نہ اسی اہرام میں چل کر دیکھا جائے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے ماریا کا کچھ پتہ مل جائے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ناگ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"ناگ! ہم تیتنز چلتے ہیں۔ وہاں اہرام بھی ہیں۔ ممکن ہے ان اہراموں میں کسی جگہ ہمیں ماریا کا کچھ سراغ مل جائے"۔

ناگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ فوراً تیار ہو گیا۔ سکندریہ سے وہ ایک قافلے میں شامل ہو کر تیتنز کی طرف چل دیئے۔ تیتنز کا شہر وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ ایک طرف ناگ' جولی سانگ اور فلپ یونان سے نکل کر مصر کے سب سے بڑے شہر تیتنز کے لئے روانہ ہو گئے ہیں تو دوسری طرف عنبر' ماریا اور شارہ شہر ایلام کی طرف سفر کرتے چلے آ رہے ہیں۔

تیسری طرف تھیو سانگ اور کیٹی ابھی تک دل کی شکل میں پرانے اہرام کے پیچھے والے تالاب کے اندر پڑے ہیں۔ نہ انہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں اور نہ کسی دوسرے کو ان کے بارے میں کچھ علم ہے۔ کیونکہ تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ابھی دھڑک نہیں رہے ہیں۔

ناگ' جولی سانگ' اور فلپ سکندریہ سے روانہ ہو کر مصر کے دارالحکومت تیتنز میں پہنچ گئے۔ عنبر ماریا اور شارہ ابھی یہاں نہیں پہنچے تھے۔ ابھی وہ فلسطین کے علاقے میں ہی

تھے اور ایلام کی طرف قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ مگر ہم سب سے پہلے ناگ اور فلپ اور جولی سانگ کے ساتھ رہیں گے۔ قدیم مصر کے شہر تیتنز میں ناگ' جولی سانگ اور فلپ ایک سرائے میں آ کر ٹھہر گئے۔ اس شہر میں بھی ناگ اور جولی سانگ کو اپنے ساتھیوں میں سے کسی کی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ مگر انہوں نے چند روز وہیں قیام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ روز شہر میں گھوم پھر کر اپنے دوستوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرتے۔

ایک روز فلپ کو سرائے میں ہی چھوڑ کر ناگ اور جولی سانگ پھرتے پھراتے شہر سے تھوڑی دور ایک ایسے علاقے میں آ گئے جہاں صرف ایک ٹوٹے پھوٹے گنبد والی بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ اس بارہ دری کے اندر ایک پرانی قبر بھی تھی۔ ناگ نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی! تم تو مردے سے مخاطب کر لیتی ہو۔ پھر کیوں نہ اس قبر کے مردے سے پوچھ کر دیکھو کہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں"۔

جولی سانگ کو یہ تجویز پسند آ گئی۔ کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ اس قبر کے مردے سے پوچھتے ہیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہوں نے قبر کو سرہانے کی جانب سے کھود ڈالا۔ نیچے سے مردے کی کھوپڑی نظر آنے لگی۔ ناگ قبر کے اوپر ہی ایک طرف بیٹھ گیا۔ جولی سانگ نے مردے کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ کر منتر پڑھ کر پھونکا مردے کی کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر ایک خشک سی آواز آئی۔

"تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میرے دوست! کیا مجھے بتا سکتے ہو کہ ہمارے ساتھی خبر' ماریا' تھیو سانگ اور کیٹی کہاں ہیں؟"

مردے کی آواز آئی۔

"تھیو سانگ اور کیٹی اسی شہر کے ایک تالاب کے اندر دو دلوں کی شکل میں ڈوبے ہوئے ہیں اور خبر ماریا فلسطین کے شہر ایلام کی طرف سفر کر رہے ہیں"۔

اتنے جلدی جواب پر ناگ اور جولی سانگ بڑے خوش ہوئے۔ جولی سانگ نے سوال کیا۔

"تھیو سانگ اور کیٹی کسی تالاب میں ہیں اور وہ دل کی شکل میں ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟"۔

مردے کی آواز آئی۔

"انہیں بھی نمک کے پتلے بنا کر تالاب میں پھینک دیا

گیا تھا۔ خبر ماریا تو وہاں سے کسی طرح باہر نکل گئے مگر تھیو سانگ اور کیٹی ابھی تک تالاب کے نیچے ہی پڑے ہیں"۔

ناگ کو کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ بدروح کاؤ نے اسے بھی تالاب میں ڈال دیا تھا یا نہیں۔ مردے نے بتایا کہ خبر ماریا کو یاد نہیں کہ وہ بھی نمک کے پتلے اور پھر دو دل تھے۔ اسی طرح تھیو سانگ اور کیٹی کو بھی یاد نہیں رہے گا"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"وہ تالاب کہاں ہے؟"

مردے کی آواز آئی۔

"یہ تالاب پرانے اہرام کے پیچھے واقع ہے۔ اس کے آگے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ میں جا رہا ہوں"۔

یہ کہہ کر مردے کی کھوپڑی کا منہ بند ہو گیا۔ جولی سانگ اور ناگ نے قبر کو دوبارہ بڑی اچھی طرح سے بند کر دیا اور پرانے اہرام کی طرف چل پڑے۔ ناگ نے کہا۔

"خبر ماریا کا بھی پتہ چل گیا۔ وہ ایلام شہر کی طرف جا رہے ہیں۔ پہلے تھیو سانگ اور کیٹی کو یہاں سے نکال لیں۔ اس کے بعد خبر اور ماریا سے ملتے ہم سب ایلام شہر کی طرف چل دیں گے"۔

جولی سانگ اور ناگ پرانے اہرام کے عقب میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئے تو دیکھا کہ وہاں واقعی ایک پرانا تالاب تھا۔ ناگ بولا۔

"تم یہاں بیٹھو۔ میں تالاب کے نیچے پانی میں جا کر دیکھتا ہوں"۔

ناگ نے اسی وقت سانپ کی شکل اختیار کی اور تالاب میں اتر گیا۔ وہ پانی میں تیرتا تالاب کی تہہ میں آ گیا۔ تالاب کا پانی کافی گہرا تھا۔ ناگ کو تالاب کی تہہ میں ایک طرف کیچڑ میں دو انسانی دل پڑے ہوئے نظر آئے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ہیں۔ ناگ نے دونوں دلوں کو اپنے منہ میں پکڑا اور تالاب سے باہر نکال لایا۔ باہر آتے ہی اس نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی اور جولی سانگ سے کہا۔

"جولی! تالاب کے نیچے مجھے یہ دو دل ملے ہیں۔ کیا واقعی یہ تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ہیں؟ یقین نہیں آتا"۔

جولی سانگ بھی عجیب نظروں سے دونوں دلوں کو دیکھ رہی تھی۔ ان دلوں سے تھیو سانگ اور کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ بولا۔

"ہو سکتا ہے۔ یہ طلسم کا اثر ہو۔ سوال یہ ہے کہ اس دل کو انسانی شکل میں کیسے تبدیل کیا جائے؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں"۔

ناگ کہنے لگا۔

"ہم ان دلوں کو اپنے ساتھ ہی رکھیں گے ہو سکتا ہے کسی لمحے یہ دونوں اپنی اصلی حالت میں واپس آ جائیں"۔

ناگ نے تھیو سانگ اور کیٹی کے دلوں کو ایک رومال میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر واپس شہر کی سرائے میں آ گئے۔ سرائے کی کوٹھڑی میں بیٹھ کر وہ سوچنے لگے کہ اب انہیں ایلام شہر کی طرف ہی چلے جانا چاہئے تاکہ وہاں عنبر اور ماریا سے بھی مل لیا جائے۔ ایلام کی طرف ایک قافلہ دو روز بعد روانہ ہونے والا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"دو دن ہمیں اسی شہر میں رکنا پڑے گا جولی!"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مجبوری ہے ناگ! ہم انتظار کر لیتے ہیں"۔

دو دن بعد قافلہ ایلام شہر کی طرف روانہ ہوا تو اس میں ناگ اور جولی سانگ بھی شامل تھے۔ تین راتوں کے سفر کے بعد یہ قافلہ ایلام شہر پہنچ گیا۔ قلپ بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ ناگ اور جولی سانگ نے قلپ کو تھیو سانگ اور کیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے دل کے بارے میں بالکل نہیں بتایا تھا۔ ہاں اسے یہ ضرور بتا دیا تھا کہ ایلام شہر میں عنبر اور ماریا کے ملنے کی امید پیدا ہوئی ہے۔ فلپ اس خبر سے بے حد خوش ہوا تھا۔

ایلام شہر پہنچتے ہی ناگ اور جولی سانگ کو عنبر اور ماریا کی خوشبو آ گئی۔ اس وقت عنبر اور ماریا ایک مسافر خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اچانک انہیں بھی ناگ اور جولی سانگ کی خوشبو محسوس ہوئی۔ دونوں خوشی سے ایک ساتھ بولے کہ یہ تو ناگ اور جولی سانگ کی خوشبو ہے۔ دوسرے سرائے سے باہر نکل آئے۔ دوسری طرف ناگ اور جولی سانگ بھی ان کی خوشبو لیتے چلے آ رہے تھے۔ ایک جگہ ان سب کی ملاقات ہو گئی۔ ناگ عنبر جولی سانگ اور ماریا ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔ فلپ پریشان تھا کہ ماریا کہاں ہے؟ کیونکہ وہ اسے غائب ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناگ اور جولی سانگ نے عنبر سے فلپ کا تعارف کرایا۔ ماریا نے کہا۔

"فلپ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں تمہیں دیکھ رہی ہوں مگر تم مجھے نہیں دیکھ سکتے"۔

فلپ ہکا بکا ہو کر اس طرف تکنے لگا جس طرف سے ماریا کی آواز آئی تھی۔

اس نے کہا۔

"ماریا! میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اپنی شکل دکھا دو"۔

ماریا اسی وقت ظاہر ہو گئی۔ ماریا کو دیکھ کر فلپ کا چہرا خوشی سے کھل اٹھا۔ اس نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھنی نصیب ہوئی ہم نے تمہاری تلاش میں بڑے دکھ اٹھائے ہیں"۔

ناگ اور جولی سانگ مسکرا دیے تھے۔

جولی سانگ بولی۔

"اس قسم کے دکھ تو ہم ایک دوسرے سے بچھڑ کر اٹھاتے ہی رہتے ہیں فلپ"۔

فلپ بولا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ جولی سانگ! لیکن یہ میری زندگی کا پہلا تجربہ تھا"۔

یہ سارے دوست سرائے میں آ گئے۔ شارہ ان سے راستے میں ہی ایک شہر میں الگ ہو گئی تھی۔ تب ناگ نے جیب سے رومال نکال کر سامنے رکھ دیا۔ اس میں دو دل پڑے ہوئے تھے۔ عنبر اور ماریا نے تعجب سے پوچھا۔

"یہ کس کے دل ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قلپ بھی حیرانی سے ان دلوں کو دیکھنے لگا۔

ناگ نے کہا۔

"یہ تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ہیں"۔

ماریا تڑپ کر بولی۔

"میرے خدا! تو کیا تھیو سانگ اور کیٹی ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے ہیں؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ایسا شاید ابھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا وقت نہیں آیا۔ ہمیں صرف سوچنا ہے کہ ان دلوں کو تھیو سانگ اور کیٹی کی شکل میں کیسے واپس لایا جا سکتا ہے"۔

ماریا نے کہا۔

"یہ بات تو یہاں کسی کاہن سے ہی پوچھی جا سکتی ہے کیونکہ کاہن اس طلسم کا توڑ کر سکتے ہیں جس کے اثر سے تھیو سانگ اور کیٹی کو دل بنا دیا گیا ہے"۔

ناگ کہنے لگا۔

"عنبر تمہارا کیا خیال ہے؟"

عنبر بولا۔

"ماریا ٹھیک کہتی ہے۔ ہمیں کسی کاہن سے ملنا چاہیے مجھے یقین ہے کہ وہ اس طلسم کو توڑنے میں کامیاب

جائے گا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تو پھر یہاں کے کاہن اعظم سے ملاقات کرنی چاہیے"۔

ماریا بولی۔

"ہم سب کا کاہن کے پاس جانا ٹھیک نہیں۔ میری رائے یہ ہے صرف عنبر یہ دونوں دل لے کر کاہن کے پاس جائے۔ باقی ہم سب اسی سرائے میں بیٹھ کر عنبر کی واپسی کا انتظار کریں"۔

جولی سانگ، ناگ، قلپ اور ماریا تو سرائے میں ہی رہے جب کہ عنبر نے تھیو سانگ اور کیٹی کے دلوں کو رومال میں بڑی احتیاط سے ساتھ باندھ کر جیب میں رکھ لیا اور بولا۔

"میں شہر کے سب سے بڑے کاہن سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ اس نے جو کچھ بھی کہا میں واپس آ کر تم لوگوں کو بتا دوں گا"۔

عنبر شہر کے بڑے مندر کی طرف چل دیا۔ کیونکہ شہر کا سب سے بڑا پجاری بڑے مندر میں ہی ہوتا تھا۔ کاہن مندر میں پوجا پاٹ سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں بیٹھا پرانی طلسم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا کہ نوکر نے کہا کہ ایک آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ کاہن نے عنبر کو اندر بلا لیا۔ عنبر نے رومال میں لپٹے ہوئے دونوں دل اس کے سامنے کھول دیئے اور ساری بات بیان کر دی اور کہا۔

"اگر آپ کے پاس کوئی طلسم ہو تو ان دونوں کو پھر سے زندہ کر دیں۔ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا"۔

کاہن نے دونوں انسانی دلوں کو غور سے دیکھا پھر عنبر کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"اس کے لئے مجھے طلسم کی سب سے بڑی کتاب دیکھنی پڑے گی۔ تم یہاں بیٹھو میں کتاب میں طلسم معلوم کر کے آتا ہوں"۔

عنبر کمرے میں بیٹھ گیا۔ کاہن دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ دوسرے کمرے میں کاہن کی خاص کنیز راشکا بیٹھی ایک سانپ کی مورتی کی پوجا کر رہی تھی۔ کاہن نے اس سے کہا۔

"راشکا! ہماری آرزو پوری ہونے والی ہے۔ میرے پاس دو ایسے انسانوں کے دل لائے گئے ہیں جن میں سے ایک مرد کا دل ہے اور دوسرا عورت کا دل ہے۔ اپنے طلسم سے میں نے پتہ چلا لیا ہے کہ یہ دونوں انسان اس دنیا کی

مخلوق نہیں بلکہ خلائی مخلوق ہیں۔ ہمیں ایک مدت سے کسی خلائی مخلوق کی تلاش تھی کہ جس پر میں اپنے نئے طلسم کا تجربہ کروں اور پھر ایسا نقش بناؤں کہ جس کی مدد سے ساری دنیا پر میری حکومت ہو جائے۔ اس طلسمی نقش کے لئے مجھے خلائی مخلوق کی ضرورت تھی جو مجھے نہیں مل سکتی تھی مگر اب دیوتا مہربان ہو گئے ہیں اور انہوں نے دو خلائی انسانوں کو خود میرے پاس بھیج دیا ہے"۔

راشکا بڑی خوش ہوئی۔ بولی۔

"کیا یہ دل واقعی خلائی مخلوق کے ہیں"۔

کاہن نے پرجوش انداز میں کہا۔

"میرا طلسم کبھی جھوٹ نہیں بولتا راشکا! یہ دونوں دل خلائی مخلوق کے ہیں۔ جن میں ایک عورت اور ایک مرد ہے۔ میں انہیں بڑی آسانی سے دوبارہ انسانی جسموں میں بدل سکتا ہوں"۔

راشکا نے کہا۔

"اور جو آدمی یہ دل لے کر آیا ہے اس کا کیا کرو گے؟"

کاہن بولا۔

"اس کو بھی سنبھال لوں گا۔ تم فکر نہ کرو"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر کاہن پہلے والے کمرے میں آ گیا۔ یہاں عنبر اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ کاہن نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے نوجوان؟"

عنبر نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ کیا آپ ان دلوں کو انسانی جسم دے سکیں گے؟"

کاہن بولا۔

"اس کے لئے تمہیں ان دونوں دلوں کو میرے پاس ایک رات کے لئے چھوڑ جانا ہو گا۔ میں ساری رات اس پر طلسم کروں گا۔ دوسرے دن یہ انسانی جسم میں آ جائیں گے۔ پھر تم آ کر انہیں لے جانا"۔

عنبر کو کاہن پر ذرا سا بھی شک نہ ہوا کہ کاہن کی نیت ٹھیک نہیں ہے وہ تھیو سانگ اور کیٹی کے دل اس کے پاس چھوڑ کر دوسرے دن واپس آنے کا کہہ کر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی کاہن نے تھیو سانگ اور کیٹی کے دل ایک مٹی کے مرتبان میں ڈال دیئے اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

○ ○ ○

اس کے بعد کے سنسنی خیز دلچسپ اور حیران کر دینے والے حالات عنبر' ناگ' ماریا کی اگلی قسط نمبر 183 "خلائی

مخلوق کا راز" میں پڑھیئے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اینڈ پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلائی تسخیر کا راز

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا ○ کہانی نمبر ۱۸۳

خلائی تختی کا راز

اے حمید

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلائی تختی کا راز

آدھی رات تک کاہن منتر پڑھتا رہا۔

رات کے پچھلے پہر اس نے منتر ختم کر کے مرجان میں پھونک ماری۔ مرجان میں تھیوسانگ اور کیٹی کے دل پڑے ہوئے تھے۔ پھونک کے ساتھ ہی دونوں دلوں نے دھڑکنا شروع کر دیا۔ کاہن کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اسکی راز دار کنیز راشکا اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ کاہن نے راشکا سے کہا۔

"میرا طلسم کامیاب ہو گیا۔ دونوں خلائی انسانوں کے دل دھڑکنے لگے ہیں۔ اب میں ان کا طلسمی نقش تیار کروں گا۔ اس کے بعد یہ دونوں خلائی انسان میرے غلام ہوں گے۔ میں جب چاہوں گا ان سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکوں گا"۔

کاہن نے تھیوسانگ اور کیٹی کے دھڑکتے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں کو مرجان سے نکال کر ایک پیالے میں ڈال دیا۔ دل پوری طرح دھڑک رہے تھے۔ کاہن نے ایک ڈبی میں سے سونے کے دو چھوٹے کیل نکال کر سامنے رکھ لئے اور ان پر تیزی سے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ وہ منتر پڑھتے پڑھتے تھوڑی تھوڑی دیر بعد دونوں دلوں پر زور سے پھونک مارتا۔ پھر سونے کے کیلوں پر بھی پھونک مارتا۔ جب رات ڈھل گئی تو کاہن نے راشکا سے کہا۔

"اب یہ دونوں خلائی انسان اپنے جسموں میں واپس آنے لگے ہیں۔ ان کو یہ کسی طرح بھی معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ میں نے ان کے دلوں میں طلسمی کیل ٹھونک دیے ہیں۔"

راشکا بولی۔

"کاہن اعظم میں اس راز کو کبھی زبان پر نہیں لا سکتی"

کاہن نے کرخت آواز میں کہا۔

"اور اگر تم نے یہ راز کسی کو بتا دیا تو تمہیں خوب معلوم ہے کہ تمہارا انجام کیا ہوگا۔ میں اپنے طلسم سے تمہیں لومڑی بنا کر جنگل میں چھوڑ دوں گا پھر تم کبھی انسانی شکل میں واپس نہیں آسکو گی"

راشکا بولی۔

"کاہن اعظم میں تو آپ کے حکم کے خلاف کوئی کام کرنے کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتی"

کاہن بولا۔

"ٹھیک ہے اب پیچھے ہٹ جاؤ یہ دل اپنے جسم ظاہر کرنے والے ہیں"

کاہن نے ایک اور منتر پڑھ کر پھونکا تو تھیوسانگ اور کیٹی کے دل زور زور سے دھڑکتے ہوئے پیالے سے باہر آگئے اور زمین پر حرکت کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اپنے جسموں میں ظاہر ہو گئے۔ کاہن اور راشکا کے سامنے زمین پر تھیوسانگ اور کٹی لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اور پھر کاہن اور راشکا کو تعجب سے دیکھا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تھیوسانگ نے کمرے کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"ہم کہاں ہیں یہ کونسی جگہ ہے؟"۔

کاہن نے بڑی میٹھی آواز میں کہا۔

"تم دونوں پر کسی بدروح نے جادو کر دیا تھا۔ تم کو تمہارا ایک دوست میرے پاس جادو اتارنے کے لئے لایا تھا۔ میں نے تم پر سے جادو اتار دیا ہے۔ اب تم دونوں آزاد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو؟"۔

تھیوسانگ اور کیٹی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ جیسے ایک دوسرے کو پوچھ رہے ہوں کہ ہمیں کیا ہو گیا تھا۔ انہیں کچھ یاد نہیں تھا کہ بدروح کاؤ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا۔ تھیوسانگ نے کاہن سے پوچھا۔

ہمیں یہاں کون چھوڑ گیا تھا۔

کاہن نے کہا۔

"ایک نوجوان چھوڑ گیا تھا۔ اسکا نام عنبر ہے وہ تمہیں لینے آتا ہی ہو گا"۔

تھیوسانگ اور کیٹی نے فضا میں سونگھا کیٹی نے خوش ہو کر کہا۔

"تھیوسانگ۔ فضا میں ہمارے سارے دوستوں کی خوشبو ہے۔ یہ خوشبو تھیوسانگ نے بھی محسوس کر لی تھی۔ وہ بھی بڑا خوش ہوا اس نے کاہن سے پوچھا کہ عنبر کس وقت آنے کا کہہ گیا تھا؟"

کاہن بولا۔

"میں نے اسے صبح آنے کو کہا تھا۔ صبح ہو رہی ہے بس وہ آتا ہی ہو گا"۔

اتنے میں تھیوسانگ اور کیٹی کو عنبر کی خوشبو قریب

آتی محسوس ہوئی۔ اس نے کیٹی سے خلائی زبان میں کہا۔

"عنبر آرہا ہے"۔

خلائی زبان میں تھیوسانگ کو بات کرتے سن کر کاہن بڑا خوش ہوا۔ اب اس بات کا ثبوت مل گیا تھا کہ واقعی یہ دونوں خلائی مخلوق ہیں۔ کاہن نے اپنا کام کر دیا تھا۔ اس نے دونوں کے دلوں میں طلسمی کیل ٹھونک دیئے تھے جس کی تھیوسانگ اور کیٹی دونوں میں سے کسی کو خبر تک نہیں تھی۔

اتنے میں عنبر آگیا اس نے کیٹی اور تھیوسانگ کو زندہ انسانی حالت میں دیکھا تو بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم دونوں پھر سے زندہ حالت میں آگئے۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے بڑی گرمجوشی سے عنبر سے ہاتھ ملایا اور باقی دوستوں کے بارے میں پوچھا۔

عنبر نے کہا۔

"سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ چلو"۔

پھر عنبر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"کاہن اعظم میں کس زبان میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔ ہمیں بتاؤ کہ ہم تمہاری کیا خدمت کر سکتے ہیں"۔

کاہن نے دل میں کہا کہ خدمت تو میری تھیوسانگ اور کیٹی کرے گی تم کیا خدمت کرو گے۔ مگر اوپر سے بڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میٹھی زبان سے بولا۔

"خدمت کی کیا ضرورت ہے بھائی۔ یہ تو میں نے اپنا انسانی فرض سمجھ کر کام کیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ تمہارے ساتھی تمہیں مل گئے۔ یہ بتاؤ کہ تم لوگ یہاں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"ایک دوست کے گھر ٹھہرے ہیں۔ آج ہی واپس ملک یونان کی طرف چل دیں گے"۔

عنبر اس کاہن کو اپنے بارے میں صحیح صحیح نہیں بتانا چاہتا تھا۔ یہ شروع ہی سے ان دوستوں کا اصول رہا تھا کہ وہ کسی پر اپنا راز ظاہر نہیں کرتے تھے۔ کاہن کا تھیوسانگ اور کیٹی نے بھی شکریہ ادا کیا اور پھر سلام کر کے عنبر کے ساتھ وہاں سے چل دیئے۔

ان کے جانے کے بعد عیار کاہن نے راشکا سے کہا۔

"راشکا اب یہ لوگ یونان چھوڑ کر چاہے جتنی چھپ جائیں۔ تھیوسانگ اور کیٹی میرے غلام رہیں گے۔ میں جب انہیں بلاؤں گا یہ جہاں بھی ہوں گے میرے پاس ہاتھ باندھ کر پہنچ جائیں گے"۔

راشکا بھی بڑی خوش تھی۔

اس نے پوچھا۔

"کاہن اعظم آپ سب سے پہلے کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"۔

کاہن نے گھور کر راشکا کو دیکھا اور ڈانٹ کر کہا۔

"تم مجھ سے یہ پوچھنے والی کون ہوتی ہو؟ میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔ خبردار آئندہ ایسا سوال نہ کرنا"۔

راشکا نے ہاتھ باندھ کر سر جھکا دیا اور بولی۔

"کاہن اعظم میں معافی چاہتی ہوں"۔

کاہن اپنے کمرے میں چلا گیا۔

دوسری طرف تھیوسانگ اور کیٹی بھی عنبر کے ساتھ مسافر خانے میں آ گئے جہاں جولی سانگ ناگ اور ماریا ان کا انتظار کر رہے تھے یہ سب دوست ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔ ان میں صرف فلپ ہی ایک نیا چہرہ تھا۔ ناگ نے فلپ کا تعارف کرایا اور کہا۔

"یہ یونانی نوجوان فلپ ہے یہ ماریا کا مجسمہ بنانا چاہتا ہے"۔

جولی سانگ نے ہنس کر کہا۔

"بلکہ ماریا سے شادی بھی کرنا چاہتا ہے؟"۔

اس پر ماریا نے اسے جھڑک دیا اور بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بولی مانگ تم شرارت سے باز نہیں آؤ گی۔ بھلا میں کبھی شادی کر سکتی ہوں"۔

یہ سن کر [redacted] کا چہرہ اداس ہو گیا ماریا ظاہری حالت میں تھی۔ صرف [redacted] کی وجہ سے وہ غائب نہیں تھی۔ تھیوسانگ اور کیٹی کے پوچھنے پر ماریا نے بھی یہی کہا کہ وہ صرف فلپ کی دل جوئی کی وجہ سے غائب نہیں ہو رہی۔ اس کے بعد سارے دوست کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

منہر بولا۔

"ایک مدت کے بعد ہم سب دوست ایک جگہ اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

ناگ ہنس کر کہنے لگا۔

"بس یہ ملاقات عارضی ہوتی ہے۔ تم دیکھ لینا تاریخ کے واقعات اور حادثات ہمیں پھر ایک دوسرے سے الگ کر دیں گے"۔

ماریا نے کہا۔

"ہاں! تاریخ کے کسی نہ کسی موڑ پر تو ہمیں ایک دوسرے سے جدا ہونا ہی پڑتا ہے۔ یہ تو ہمارے ساتھ ہوتا ہی آیا ہے"۔

[redacted] ان کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔ اسے

ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا کہ اصل میں یہ لوگ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ کسی نے اسے بتانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی۔ ناگ نے ماریا کو ایک طرف لے جا کر سمجھایا کہ فلپ کو صاف صاف کہہ دو کہ تم اس سے شادی نہیں کر سکتی ہو۔ تاکہ وہ کسی غلط فہمی میں نہ رہے۔ ماریا کو ناگ کا مشورہ پسند آیا۔ اس نے [redacted] کو ساتھ لیا اور سرائے کے پیچھے والے باغ میں آ کر بیٹھ گئی پھر اس نے [redacted] کو صاف صاف بتا دیا کہ وہ اس سے شادی نہیں کر سکتی۔

[redacted] نے اداس آواز میں پوچھا۔

"مگر کیوں ماریا؟ شادی تو دیوتاؤں کو بھی پسند ہے"۔

ماریا نے کہا۔

"تم اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ میں تمہیں کسی غلط فہمی میں نہیں رکھنا چاہتی تھی اس لئے تمہیں صاف صاف بتا دیا"۔

[redacted] بولا۔

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے"۔

ماریا نے کہا۔

"ہاں یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور یقین کرو [redacted] اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں تمہاری بھی بہتری ہے"۔

فلپ خاموشی سے اٹھ کر باغ سے باہر نکل گیا۔ شام تک وہ واپس نہ آیا۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے فلپ واپس اپنے ملک چلا گیا ہے"۔

ماریا بولی۔

"اب میں اس کے سوا اور کیا کر سکتی تھی۔ میں اسے کسی جھوٹے وہم میں مبتلا نہیں رکھنا چاہتی تھی"۔

عنبر نے کہا۔

"اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے سامنے ایک بہت بڑا مقصد ہے اور جب ایک بڑا مقصد سامنے ہو تو انسان ان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر غور نہیں کرتا۔ اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہم یہاں سے کس طرف چلیں"۔

کیٹی خوش ہو کر کہنے لگی۔

"ایک مدت کے بعد ہم سب دوست ایک جگہ اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں تو کہتی ہوں کہ کچھ دن اسی شہر میں گزارنے چاہئیں۔ کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ کسی موڑ پر کون کس سے جدا ہو جائے۔ یہ جو سکون کے چند دن ملے رہی ہیں انہیں ہمیں مل جل کر ایک جگہ پر ہی گزارنے چاہئیں"۔

"خیال برا نہیں ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

تھیوسانگ دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ آنکھیں کھول کر بولا۔

"ہم تاریخ کے دریا کے رحم و کرم پر ہیں۔ تاریخ اور زمانے کی لہریں ہمیں جس طرف چاہیں بہا کر لے جاتی ہیں۔ اگر ہم ایک جگہ بیٹھے بھی رہے تب بھی کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی وجہ سے الگ ہو جائیں گے"۔

عنبر نے کہا۔

"چاہے کچھ بھی ہو۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ہمیں کم از کم ایک مہینہ اس خوبصورت شہر میں ضرور سیر کرنی چاہیئے"۔

سب نے اس تجویز پر اتفاق کیا اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ایک مہینہ وہ مصر کے اس قدیم مگر خوبصورت شہر میں ہی گزاریں گے۔ ابھی تک ان کی رہائش مسافر خانے میں ہی تھی۔ اس وقت وہاں عنبر' ناگ' ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی موجود تھے۔ وہ بڑے خوش تھے۔ سارا دن وہ شہر کے باغوں اور دریا کی سیر کرتے۔ شام کو واپس مسافر خانے میں آجاتے اسی طرح ہنسی خوشی پندرہ دن گزر گئے۔ دوسری طرف کاہن بھی اپنے منصوبے پر کام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر رہا تھا۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ وہ طلسمی نقش کے ذریعے تھیوسانگ اور کیٹی کو اپنے مقصد کے لئے بلاتا اتنا اس کے جاسوس اسے بتاتے رہتے تھے کہ وہ دونوں شہر کے مسافر خانے میں اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ رہ رہے ہیں۔

کاہن اپنے زبردست منصوبے کو بڑی تیزی سے تیار کر رہا تھا۔ سب سے پہلے وہ ملک مصر پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے پاس طلسم ضرور تھا مگر ایک مقام پر آکر اس کا طلسم بھی ختم ہو جاتا تھا۔ اور وہ خوب جانتا تھا کہ فرعون اور اس کے جرنیلوں پر طلسم کا اثر کم ہی ہو گا۔ ان پر کوئی خلائی مخلوق ہی اپنا اثر ڈال سکتی تھی اور کاہن کو معلوم تھا کہ تھیوسانگ اور کیٹی میں کون کون سی خلائی طاقتیں ہیں۔ وہ ان طاقتوں ہی کو اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔

ادھر عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ بڑے مزے سے سرائے میں رہ رہے تھے اور شہر کی سیر کر رہے تھے۔ سینکڑوں برسوں کے بعد انہیں ایک ساتھ ملنے کا موقع ملا تھا۔ اور وہ اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے تھے۔

ان پر اسرار تاریخی دوستوں کو وہاں رہتے ہوئے جب

بیس دن گزر گئے تو ایک روز مسافر خانے میں رات کو ایک داستان گو آیا یہ داستان گو وہ لوگ ہوتے تھے جو رات کو کھانا کھانے کے بعد مسافروں کو کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ آج کل تو ہم لوگ ٹی وی پر ڈرامہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں لیکن اس زمانے میں ریڈیو ٹی وی نہیں ہوتے تھے۔ تب لوگوں کی یہی تفریح ہوتی تھی کہ وہ رات کو داستان گو کے گرد بیٹھ جاتے اور اس سے کہانیاں سن کر خوش ہوتے سرائے میں اعلان کر دیا گیا کہ ملک بابل سے ایک داستان گو آیا ہے رات کو سرائے کے صحن میں کہانی سنانے کی محفل لگائے گا۔

عنبر ناگ ماریا اور باقی ساتھی بھی بڑے خوش ہوئے کہ چلو آج رات داستان گو سے کہانیاں سنیں گے۔ رات کو کھانے کے بعد سرائے کے صحن میں دریاں بچھا دی گئیں لوگ ان دریوں پر آکر بیٹھ گئے۔ پھر لمبا تڑنگا داستان گو آیا اس نے جبہ پہن رکھا تھا سر پر پگڑ تھا۔ کانوں میں سونے کی بالیاں پہن رکھی تھیں۔ مشعلیں روشن کر دی گئیں داستان گو کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک تھی اس نے ایک نظر لوگوں پر ڈالی اور عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کو بھی دیکھا ان پر نگاہ پڑتے ہی داستان گو کے دل پر عجیب سا اثر ہوا داستان گو نے کہانی بیان کرنی شروع کر دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہانی سناتے سناتے وہ تھیوسانگ اور کیٹی کے عین سامنے آکر رک گیا اور بولا۔

"قسمت کے آسمان پر کالے بادل چھا رہے ہیں بادشاہ کو فقیر نے کہا اے بادشاہ سلامت اس شہر کو چھوڑ کر کہیں چلا جا تیرے دل میں سوراخ ہے یہاں سے کہیں چلا جا۔"

کہانی سنانے والا تو اپنی کہانی سنا رہا تھا لیکن تھیوسانگ اور کیٹی کو یوں لگا جیسے وہ ان دونوں کو کسی آنے والی مصیبت سے خبردار کر رہا تھا۔ اس بات کو عنبر' ناگ' ماریا اور جولی سانگ نے بھی محسوس کیا مگر انہوں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے بھی اس بات کو دل سے نکال دیا۔ صرف جولی سانگ نے کہا۔

"لگتا ہے اس داستان گو نے ہمیں اشارہ دیا ہے کہ ہم یہاں سے چلے جائیں"۔

ناگ بولا۔

"کیا بیوقوفی کی بات کر رہی ہو۔ وہ تو کہانی سنا رہا تھا"۔

تھیوسانگ نے بھی ناگ کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"یہ محض اتفاق ہے کہ داستان گو نے ہمیں ایک خاص فقرہ ہمارے سامنے آکر کہہ دیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"تو اس سے پوچھ کیوں نہیں لیتے؟"۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے"۔ ماریا بولی۔

داستان گو نے کہانی ختم کر دی۔ لوگ جمائیاں لیتے سونے کے لئے اپنی اپنی کوٹھڑیوں کی طرف چلے گئے۔ داستان گو اکیلا رہ گیا تو تھیوسانگ' عنبر' کیٹی اور ناگ وغیرہ اس کے پاس چلے آئے۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"بھائی تم نے میری طرف دیکھ کر جو کہا تھا کہ قسمت کے سیاہ بادل چھا رہے ہیں اور ہم یہاں سے چلے جائیں تو اس سے تمہاری کیا مراد تھی؟"

داستان گو کہنے لگا۔

"میرے بھائی میرے اندر بچپن ہی سے ایک خاص بات پائی جاتی ہے کہ میں آدمی کی شکل دیکھ کر کچھ اندازہ لگا لیتا ہوں کہ اگلے چند دنوں میں اس شخص کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ تمہاری اور تمہارے ساتھ بیٹھی ہوئی عورت کی شکل دیکھ کر ایکدم سے مجھے احساس ہوا تھا کہ تم دونوں پر کوئی بھاری مصیبت آنے والی ہے"۔

ناگ نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ مصیبت کسی قسم کی ہو گی؟"

داستان گو بولا۔

"اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو"۔

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر تمہارا اندازہ غلط ہے داستان گو!"۔

داستان گو سر کو ہلاتے ہوئے بولا۔

"اس سے پہلے میرے اندازے غلط تو نہیں ہوئے باقی سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔

ماریا نے عنبر سے کہا۔

"واپس چلو عنبر اس سے باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں"۔

یہ سب دوست واپس سرائے میں آ گئے۔ وہ اپنی باتوں اور ہنسی مذاق میں لگ گئے اور بہت جلد داستان گو کی بات کو بھول گئے اور رات گزر گئی۔ دن چڑھا تو انہیں معلوم ہوا کہ سرائے میں ایک قافلہ سفر کرنے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

عنبر نے کہا۔

"ناگ ذرا پتہ کرو یہ قافلہ کہاں جا رہا ہے۔ ہم بھی

اب یہاں سے نکل ہی چلیں تو اچھا ہے"۔

ناگ نے معلوم کیا کہ قافلہ ملک منگول کی طرف جا رہا ہے جو شمال کے کوہ قاف کی پہاڑیوں کے پیچھے ایک جگہ میں واقع ہے۔

عنبر بولا۔

"میرا خیال ہے منگول ایک ایسا ملک ہے جہاں ہم ابھی تک نہیں گئے کیا خیال ہے اس بار سب مل کر منگول کی سیر نہ کریں"۔

ناگ نے کہا۔

"منگول تو ہندوستان کے شمال میں ہمالیہ پہاڑوں کے بہت پیچھے ایک کھلے صحرائی علاقے میں ہے۔ وہاں تو گڈریے اور قبیلے آباد ہیں وہاں جا کر کیا کریں گے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"کیا تم بھول گئے کہ بعد کی دنیا میں منگولوں میں سے بڑے بڑے جرنیل اٹھے جنہوں نے کئی ملکوں کو فتح کیا۔ آریا تم بھی تو اسی علاقے سے آئی تھی اور چنگیز خان بھی اسی علاقے سے آیا تھا۔

جولی سانگ اور ناگ کیٹی نے بھی خواہش ظاہر کی کہ اس بار منگول کے علاقے کی سیر کرنی چاہیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا۔

"ہاں ایک بات وہاں ضرور اچھی ہے اور وہ یہ کہ وہاں کے لوگ بڑے بہادر اور مہمان نواز ہیں"۔

عنبر بولا۔

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ قافلے میں شامل ہو جاتے ہیں ہمیں کونسی تیاری کرنی ہے"۔

قافلہ رات کے پچھلے پہر وہاں سے منگول کا طرف روانہ ہونے والا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"یہ وہی منگول ہے جہاں کے بادشاہوں نے ہندوستان میں بھی حکومت کی یعنی مغل بادشاہ یہ منگول ہی تھے۔ منگول کا لفظ آہستہ آہستہ مغل میں بدل گیا۔ بابر بادشاہ بھی منگول ہی تھا۔

تھیوساگ نے کہا۔

"تو پھر ایسی جگہ ضرور دیکھنی چاہیے جہاں سے ایسے ایسے بہادر اور لائق لوگ اٹھے اور جنہوں نے تقریباً آدھی دنیا کو فتح کیا"۔

اسی رات کے پچھلے پہر عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوساگ اور جولی ساگ منگول کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ سفر کافی لمبا

تھا اس قافلے کو راستے میں کئی شہروں میں ٹھہرتے ہوئے ایک مہینے میں منگول پہنچنا تھا ادھر عنبر' ناگ' ماریا' کیٹی' جولی ساگ اور تھیوساگ اکٹھے مل کر منگول کا سفر کر رہے تھے اور دوسری طرف مصری کاہن اپنے مندر میں خاص چلہ کاٹ رہا تھا اس کالے علم کے چلے کو کاٹنے کے بعد ہی کاہن تھیوساگ اور کیٹی میں سے کسی ایک پر اپنا طلسمی تجربہ آزما سکتا تھا اور وہ سونے کا کیل کام کر سکتا تھا جو کاہن نے کیٹی اور تھیوساگ کے دل میں گاڑ دیا تھا۔

کاہن کی کنیز خاص رانکا اس کے ساتھ تھی اور چلہ کاٹنے میں کاہن کا ہاتھ بٹا رہی تھی دو راتیں جاگ کر کاہن نے چلہ پورا کر لیا۔ وہ بڑا خوش تھا۔

اس نے رانکا سے کہا۔

"رانکا! میرا یہ آخری چلہ بھی پورا ہو گیا۔ اب میں اس خلائی مخلوق سے کام لے سکوں گا جس پر ہماری خوش قسمتی کا راز لکھا ہے"۔

رانکا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"عظیم کاہن کیا یہ خلائی مخلوق آسمانوں سے دیوتاؤں نے بھیجی ہے"۔

مصری کاہن نے بڑے فخر سے کہا یہ خلائی مخلوق

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں ہزاروں سالوں سے ہمارے خاندان میں چلی آرہی ہے اس کے بارے میں ہمارے دادا کے دادا نے ایک تحریر میں لکھا تھا کہ یہ ایک ایسا خلائی راز ہے کہ جس سے انسان کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ مگر جب تک کوئی خلائی مخلوق اپنے قبضے میں نہ آجائے اس خلائی تختی سے کوئی کام نہیں لیا جاسکتا کیونکہ صرف خلائی مخلوق ہی اس تختی کی تحریر پڑھ سکتی ہے"۔

راشکا نے پوچھا۔

"عظیم کاہن اس تختی پر ایسا کون سا خلائی راز لکھا ہوا ہے؟"۔

کاہن نے کہا۔

"یہی تو معلوم کرنا ہے اور یہ تمہیوساتگ اور اسکی دوست کیٹی ہی معلوم کر سکے گی"۔

راشکا خوش ہو کر بولی۔

"میرے مالک آپ مجھے تو چھوڑ نہیں دیں گے ناں! مجھے اپنے ساتھ ہی رکھیں گے نا؟"۔

مصری کاہن نے گردن اونچی کرتے ہوئے کہا۔

"تم میرے ساتھ رہو گی راشکا مگر صرف اس وقت تک جب تک کہ تم یہ راز کسی کو بتاتی نہیں۔ اگر تم نے یہ راز کسی کو بتا دیا تو دو دن زمین پر تمہاری زندگی کا آخری

دن ہو گا"

کیٹی راشکا نے کانوں پر ہاتھ لگا کر کہا۔

"مالک میں کیوں کسی کو بتانے لگی اور پھر یہاں میرا کون ہے؟ جس کو میں یہ راز بتاؤں گی صرف آپ ہی میرے مالک ہیں"۔

مصری کاہن نے کہا۔

"بس اب چپ ہو جاؤ زبان کو بند رکھو اور جا کر سو جاؤ کل رات میں طلسمی نقش کا عمل شروع کرنے والا ہوں"۔

دوسری رات بڑی تاریک تھی۔ شہر کے باہر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ شہر میں پھر بھی مشعلوں اور شمعوں کی روشنی تھی مگر اہرام مصر کی جانب اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ یہاں ریت کے ایک ٹیلے کے پاس پرانا قبرستان تھا۔ اس قبرستان میں کسی زمانے میں شاہی محل میں کام کرنے والے نوکروں اور نوکرانیوں کو دفن کیا جاتا تھا۔ شاہی خاندان کے لوگ اور مندروں کے پجاری اس قبرستان کے قریب سے بھی نہیں گزرتے تھے۔ دن کے وقت بھی اس قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا رہتا تھا۔ کبھی کبھی کسی نوکر یا نوکرانی کا تابوت مزدور اٹھا کر لاتے اور اسے چپکے سے زمین میں دفن کر کے واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھیل جاتے۔ اس کے بعد قبرستان پر پھر وہی گہری خاموشی اور کسیب سا چھا جاتا۔

مصری کاہن رات کی تاریکی میں اس قبرستان میں آیا تھا۔ اس کی ایک خاص وجہ تھی۔ وجہ یہ تھی کہ قبرستان کی ایک سب سے پرانی پختہ قبر کے اندر اس نے اپنی خاندانی طلائی تختی چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔ قبر کے اوپر ایک چھتری بنی ہوئی تھی۔ یہ کالے پتھر کی چھتری تھی مصری کاہن قبر کے اندر اتر گیا اندر سے قبر کھلی تھی کسی نوکرانی کی قبر تھی جس کا ڈھانچہ بھی وہاں اب پورا نہیں تھا۔ صرف ایک ٹوٹی ہوئی کھوپڑی ہی کونے میں پڑی تھی۔ مصری کاہن نے لحد کے طاق سے چمڑے کا تھیلا باہر کھینچ کر نکالا پھر اسے کھولا اس کے اندر کسی سیاہ دھات کی بنی ہوئی ایک چھوٹی تختی تھی طلائی تختی تھی۔

زرد پہاڑوں کی وادی

مصری کاہن نے موم بتی روشن کر کے کھوپڑی کے اوپر لگادی۔

وہ غور سے تختی کو دیکھنے لگا۔ اس تختی پر طلائی تحریر میں کچھ لکھا تھا۔ کاہن اس تحریر کو نہ پڑھ سکتا تھا نہ سمجھ سکتا تھا وہ اتنا جانتا تھا کہ اس کے خاندان میں یہ بات چلی آتی ہے کہ اس طلائی تختی پر خوش قسمتی کا راز لکھا ہوا ہے اور جس نے اس تحریر کو پڑھ لیا وہ دنیا کا خوش قسمت ترین آدمی ہو گیا۔ مگر اس طلائی تحریر کو کوئی طلائی مخلوق ہی پڑھ سکتی تھی اور طلائی مخلوق کاہن کو مل گئی تھی بلکہ اس کے قبضے میں آگئی تھی۔

مصری کاہن طلائی تختی کو لے کر قبرستان سے باہر نکلا تو اندھیرے راستوں سے ہوتا ہوا واپس اپنے مندر والے پر اسرار کمرے میں آکر لکڑی کے تخت پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگائی۔ اپنے سامنے دیا جلا لیا خلائی تختی کو اپنے قریب تخت پوش پر رکھ لیا اور آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر تک وہ منتر پڑھتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں چمڑے کے تھیلے میں سے موم کا ایک پتلا باہر نکالا اور اس میں دو پتلے تھے۔ ایک تھیوسانگ کا اور دوسرا کیٹی کا پتلا تھا۔ ان پتلوں کی شکلیں تھیوسانگ اور کیٹی سے بالکل نہیں ملتی تھیں صرف ان پر ان کے نام لکھے ہوئے تھے۔

کاہن نے طلسمی نقش کو سامنے رکھ لیا پھر اس میں سے ایک عام لوہے کا کیل نکالا اور منتر پڑھ کر تھیوسانگ کے پتلے کے سینے میں داخل کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ جو کہ قافلے کے ساتھ منگول کی طرف سفر کر رہا تھا گھبرا کر گھوڑے پر سے زمین پر گر پڑا۔ عنبر، ناگ، کیٹی اور تھیوسانگ وغیرہ نے جلدی سے اسے سنبھالا۔ قافلہ رک گیا۔ تھیوسانگ کو اٹھا کر ایک درخت کے نیچے لٹا دیا گیا رات کا وقت تھا تھیوسانگ کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ لگتا تھا ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا عنبر نے اسے پانی پلایا۔

ناگ بولا۔

"اسے کیا ہو گیا ہے عنبر؟"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا معلوم ہوتا ہے داستان گو نے ٹھیک پیش گوئی کی تھی ہماری مصیبت کا آغاز ہو رہا ہے"۔

ناگ نے کہا۔

ہمیں اس طرح نہیں سوچنا چاہیے عنبر سب ٹھیک ہو جائے گا۔

جولی سانگ اور کیٹی بھی وہیں تھیوسانگ کے پاس آ گئیں۔

ماریا نے کہا۔

"میں نے چاروں طرف دیکھ لیا ہے یہاں کوئی غیر یا بدروح آسیب وغیرہ نہیں ہے"۔

ناگ نے کہا۔

آسیب یہاں کہاں ہو گا۔ میرا خیال ہے تھیوسانگ پر کمزوری کا اثر ہو گیا ہے شاید اب یہ تھک گیا ہے"۔

تھوڑی دیر بعد تھیوسانگ کو ہوش آ گیا اس نے آنکھیں کھول کر سب کو دیکھا اور پوچھا۔

"مجھے کیا ہو گیا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

"کچھ نہیں! تم گھوڑے پر سے گر پڑے تھے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ مسکرایا کہنے لگا۔

"مجھے نیند آگئی تھی"۔

ماریا بولی۔

"مگر پہلے تو تم کبھی نہیں سوتے تھے اب کیسے نیند آگئی تھی"۔

تھیوسانگ بولا۔

"کچھ معلوم نہیں چلو سفر شروع کرو اب میں بالکل ٹھیک ہوں"۔

مگر تھیوسانگ ٹھیک نہیں تھا اس پر طلسمی نقش کا اثر ہو گیا تھا اس کے دل میں جو سونے کی میخ ٹھکی ہوئی تھی اس نے اپنا کام کرنا شروع کر دیا تھا تھیوسانگ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور قافلہ ایک بار پھر اپنے سفر پر چل پڑا۔

تھوڑی دیر بعد رات کے وقت آندھی چلنے لگی۔ آندھی اتنی تیز اور زبردست تھی کہ قافلہ بکھرنے لگا۔ قافلے کے مالک نے فوراً قافلے کو روک کر اعلان کر دیا کہ یہاں ہم رات بسر کریں گے۔ اسی وقت گھوڑوں اور اونٹوں کو پکڑ کر درختوں کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ سارے مسافر درختوں کے نیچے چادریں تان کر بیٹھ گئے۔ آندھی بڑی تیز تھی۔ ہوا میں درخت شائیں شائیں کر رہے تھے۔ شائیں ٹوٹ رہی تھیں۔

خبر' ناگ' ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ بھی ایک جگہ بیٹھ گئے تھے۔ انہیں آندھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی پھر بھی تھیوسانگ نے کہا۔

"مجھ پر چادر ڈال دو۔ مجھے پھر نیند آرہی ہے"۔

خبر ناگ کیٹی اور جولی سانگ نے تعجب سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

ماریا نے کہا۔

"کیا بات ہے تھیوسانگ؟ تم بتاتے کیوں نہیں۔ کیا تمہاری طبیعت خراب ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں"۔

"پھر تمہیں نیند کیوں آرہی ہے"۔

کیٹی نے پوچھا۔

تھیوسانگ کمزور سی آواز میں بولا۔

"کچھ معلوم نہیں"۔

خبر نے کہا۔

"تمہاری آواز بھی کمزور ہوتی جارہی ہے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"تم مجھ پر چادر ڈال دو۔ تھوڑا سو لوں گا تو بالکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھیک ہو جاؤں گا"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"اگر وہ تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہے تو اس کو سو جانے دو۔ اس میں کیا حرج ہے؟"

عنبر نے تھیوسانگ پر چادر ڈال دی۔ تھیوسانگ آنکھیں بند کر وہیں لیٹ گیا۔ ہوا شور مچا رہی تھی۔ کئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے تھے۔ آدھی رات کو مسافروں کا شور مچ گیا۔ درخت کسی پر گر پڑا تھا۔ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی سانگ بھاگ کر اسی طرف گئے۔ عنبر نے فوراً درخت اوپر اٹھا کر نیچے سے مسافر کو باہر نکالا۔ سب مسافر عنبر کی بہادری پر عش عش کر اٹھے۔ کیٹی پیچھے تھیوسانگ کے پاس ہی بیٹھی رہی۔ اس کے قریب ہی زمین پر تھیوسانگ چادر اوڑھے سو رہا تھا۔

اتنے میں عنبر ناگ ماریا جولی سانگ آ گئے۔

کیٹی نے پوچھا۔

"کیا بات تھی عنبر بھائی؟"

عنبر نے بتایا کہ ایک درخت اکھڑ کر مسافر پر گر پڑا تھا۔ اسے درخت کے نیچے سے نکال کر آ رہے ہیں۔

پھر ناگ نے پوچھا۔

"تھیوسانگ کیسا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"ابھی تک سو رہا ہے میرا خیال ہے اسے سونے دو"

عنبر ناگ اور ماریا جولی سانگ تھیوسانگ کے قریب گئے اچانک انہیں محسوس ہوا کہ چادر کا ابھار بہت چھوٹا سا رہ گیا ہے۔

عنبر نے کہا۔

"چادر ہٹاؤ کیٹی!"

کیٹی نے چادر ہٹائی تو حیران پریشان ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ چادر کے نیچے تھیوسانگ نہیں تھا وہ غائب ہو چکا تھا۔

عنبر ناگ کی طرف اور ناگ کیٹی کی طرف اور کیٹی جولی سانگ کی طرف حیرانی سے دیکھنے لگی۔

"تھیوسانگ کہاں چلا گیا؟"

جولی سانگ نے تعجب سے کہا۔

ناگ بولا۔

"جسکا ڈر تھا آخر وہی ہوا مجھے شک پڑ گیا تھا کہ تھیوسانگ پر کسی شے کا اثر ہو رہا ہے وہ نہیں رہے گا"

کیٹی نے کہا۔

"مگر اس کے ساتھ کیا ہو گیا تھا اس پر کس کا اثر پڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا"۔

ٹھہر بولا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا ہمارے ساتھ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اب تھیوسانگ کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اپنی خیر مناؤ وہ تو کسی نہ کسی موڑ پر ہمیں پھر مل جائے گا یہ دیکھو کہ ہم میں سے کوئی دوسرا غائب نہ ہو جائے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"آپ لوگ قافلے کے ساتھ منگول جائیں میں یہاں رہ کر اپنے بھائی کا انتظار کرتی ہوں"۔

"یہ تم نے کیسی بات کی ہے جولی سانگ کیا ہم تھیوسانگ کے بھائی نہیں ہیں؟ کیا ہمیں تھیوسانگ سے محبت نہیں ہے؟"۔

ماریا نے جولی سانگ کو بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"جولی سانگ تھیوسانگ کو اگر اسی جگہ رہنا ہوتا تو وہ غائب نہ ہوتا۔ وہ یہاں نہیں ہے اٹھو ہم آگے چلیں گے۔ بہت ممکن ہے کہ منگول میں تھیوسانگ سے ہماری ملاقات ہو جائے"۔

ٹاگ بولا۔

"ایسا ہمارے ساتھ ہوتا رہتا ہے؟"۔

جولی سانگ اٹھی اور اپنے دوستوں کے ساتھ چل پڑی۔ آندھی رک گئی تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آندھی میرے بھائی تھیوسانگ کو غائب کرنے کے واسطے آئی تھی؟" ٹھہر کیٹی ماریا ٹاگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھیوسانگ کے اچانک غائب ہو جانے کا ہر کسی کو افسوس تھا مگر سب جانتے تھے کہ ان میں سے کوئی بھی تھیوسانگ کو واپس نہیں لا سکتا۔ وہ ضرور کسی طلسم کا شکار ہو گیا ہے۔ قافلہ منگول کی طرف روانہ ہو گیا۔

مصری کاہن اپنے مندر والے کمرے میں تخت پوش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ خالی تختی اس کے سامنے پڑی تھی۔ سامنے ہی تھیوسانگ کا پتلا تھا۔ جس کے دل میں اس نے سوئی چبھو رکھی تھی۔ موم بتی جل رہی تھی۔ اچانک بند دروازے میں سے ایک سایہ دھوئیں کی طرح لہراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

یہ سایہ انسانی شکل کا تھا اور دھوئیں کی لہر کی طرح لہرا رہا تھا۔ سائے نے کمرے میں ایک چکر لگایا اور پھر تھیوسانگ کی شکل میں مصری کاہن کے سامنے آکر اس طرح ادب سے کھڑا ہو گیا کہ اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے جیسے کوئی غلام اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔
مصری کاہن کی آنکھوں میں خوشی اور کامیابی کی چمک آگئی تھی۔ اس نے گہری نظر ڈال کر تھیوسانگ کو دیکھا اور کہا۔

"تھیوسانگ! تم کون ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرا نام تھیوسانگ ہے میرے آقا"۔

مصری کاہن نے دوسرا سوال کیا۔

تھیوسانگ کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

"اور میں کون ہوں؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تم میرے آقا ہو تم جو کہو گے میں وہی کروں گا"۔

مصری کاہن نے پوچھا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو"۔

تھیوسانگ نے جواب دیا۔

"میں نظام شمسی سے دور ایک اور نظام شمسی کے ایک سیارے کی خلائی مخلوق ہوں"۔

مصری کاہن مسکرا دیا بولا۔

"تم خلائی مخلوق ہو"۔

"ہاں میرے آقا! تھیوسانگ نے کہا"۔

مصری کاہن نے پراسرار خلائی تختی تھیوسانگ کے آگے کر دی اور کہا۔

"اس خلائی تختی کی تحریر پڑھ کر بتاؤ کہ یہ کیا لکھا ہے؟"۔

تھیوسانگ نے خلائی تختی پر لکھی ہوئی خلائی تحریر کو پڑھ کر بتایا۔

"میرے آقا! اس پر لکھا ہے کہ دریائے ایماران کے کنارے زرد پہاڑیوں کے دامن میں ایک دلدلی جنگل ہے۔ اس جنگل میں ایک خلائی اڈہ ہے جو لاکھوں برس قدیم ہے۔ وہاں ایک دو پہاڑیوں کے درمیان ایک زرد پتھر کا ستون ہے وہاں ستون پر ایک تحریر لکھی ہے اسے پڑھو۔ وہ تمہیں بتائے گی کہ آگے تمہیں کیا کرنا ہے۔"

مصری کاہن بڑے غور سے تھیوسانگ کی بات سن رہا تھا۔ جب تھیوسانگ چپ ہو گیا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے بند دروازے میں سے جھانک کر باہر دیکھا کہ کہیں باہر کوئی ان کی آواز تو نہیں سن رہا جب اسے یقین ہو گیا کہ باہر کوئی نہیں ہے تو اس نے تھیوسانگ کے ہاتھ سے خلائی تختی لے کر الماری میں چھپا کر رکھ دی اور تھیوسانگ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا۔

"کیا تم نے اس تحریر کو ذہن میں بیٹھا لیا ہے۔؟"

تھیوسانگ بدلی آواز میں بولا۔

"ہاں میرے آقا مجھے اس تحریر کا ایک ایک لفظ یاد ہو گیا ہے؟"۔

مصری کاہن نے کہا۔

"کیا تم جانتے ہو دریائے ایمزون کہاں ہے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"میرے آقا دریائے ایمزون اس براعظم کے جنوب میں ہے جو بعد میں چل کر براعظم امریکہ کہلائے گا"۔

مصری کاہن نے کہا۔

"ہم کتنی دیر میں وہاں پہنچ سکتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے جواب دیا۔

"میرے آقا سمندری جہاز سے ہم پندرہ دن میں دریائے ایمزون میں پہنچیں گے۔ یہاں سے ہمیں سکندریہ کی بندرگاہ سے بادبانی جہاز میں سوار ہونا ہوگا۔"

مصری کاہن نے کہا۔

"کیا اس سے پہلے ہم وہاں کسی طرح نہیں پہنچ سکتے؟ تم خلائی مخلوق ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں

ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرے آقا! اگر میں اپنے سیارے پر ہوتا تو میں آپ کو ہوا میں اڑا کر لے جاتا۔ لیکن اس زمین پر میں ہوا میں پرواز نہیں کر سکتا"۔

"ٹھیک ہے تم میرے ساتھ چلو گے۔ ہم کل صبح ہی یہاں سے سکندریہ کی طرف نکل چلیں گے۔ تم کو اپنا یہ لباس اتار کر مصری لباس پہن لینا ہوگا"۔

"ایسا ہی ہوگا میرے آقا!"۔

تھیوسانگ نے ادب سے جھک کر کہا۔

مصری کاہن اسی وقت دوسرے کمرے سے غلام نوکروں جیسا لباس لایا اور اسے تھیوسانگ کو پہنا دیا اور کہا۔

"تم اپنے آپ کو میرا خادم ظاہر کرو گے۔ سمجھ گئے ہو"۔

تھیوسانگ بولا۔

"جو حکم میرے آقا!"۔

مصری کاہن نے تھیوسانگ کو اسی کمرے میں بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور خود باہر سے دروازے کو تالا لگا کر سیدھا اپنی خاص کینیز راشکا کے کمرے میں آگیا۔ راشکا اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے انتظار میں تھی۔ اس نے بے چینی سے پوچھا کیا خلائی مخلوق تھیوسانگ آگیا۔

مصری کاہن نے راشکا سے کہا کہ خلائی مخلوق تھیوسانگ اس کے قبضے میں ہے اور دوسرے کمرے میں بیٹھا ہے پھر اس نے راشکا کو ساری کہانی بیان کر دی۔

"تھیوسانگ اب میرے ساتھ نوکر بن کر سفر کرے گا۔ ہم صبح ہی ایزون دریا کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گی راشکا؟"

راشکا نے کہا۔

"کیوں نہیں میرے آقا! میں بھی خلائی راز معلوم کرنا چاہتی ہوں؟"۔

مصری کاہن بولا۔

تو پھر جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم صبح ہوتے ہی یہاں سے چل دیں گے۔

مصری کاہن نے اسی وقت چار تیز رفتار طاقتور گھوڑوں کو تیار کر لیا ایک گھوڑے پر اس نے بستر اور کھانے پینے کا سامان لاد دیا جب دن نکلا تو اس نے تھیوسانگ کو ایک گھوڑے پر بٹھایا ایک پر خود بیٹھا۔ ایک گھوڑے پر کینز راشکا کو سوار کرایا اور سکندریہ شہر کی طرف روانہ ہو

گیا۔ رات کو وہ سکندریہ شہر پہنچ گئے یہاں انہوں نے ایک رات آرام کیا۔ تھیوسانگ نے مصری غلاموں ایسے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہر کوئی اسے غلام ہی سمجھتا تھا۔ تھیوسانگ کی یہ حالت تھی کہ اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ عنبر ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ کا ساتھی ہے۔ اسے صرف اتنا ہی یاد تھا کہ وہ خلائی مخلوق ہے اور مصری کاہن کا غلام ہے۔ اس کے چہرے پر ایک گہری سنجیدگی چھا گئی تھی۔ چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔ آواز بدل گئی تھی۔ وہ بالکل سیدھ میں دیکھتا تھا۔ ادھر ادھر دیکھنے کے لئے وہ آنکھیں گھمانے کی بجائے گردن گھما کر دیکھتا تھا۔ وہ ایک مشین کا آدمی بن گیا تھا۔

رات سکندریہ کی سرائے میں آرام کرنے کے بعد کاہن نے دوسرے دن جہاز کا معلوم کیا۔ پتہ چلا کہ ایک بادبانی جہاز ایزون ملک کی طرف رات کو روانہ ہو رہا ہے۔ مصری کاہن نے بندرگاہ پر ہی جہاز کے مالک سے مل کر اسے تین آدمیوں کا پیشگی کرایہ ادا کر دیا مصری کاہن خلائی تحریر والی پراسرار تختی بھی چمڑے کے تھیلے میں ڈال کر ساتھ ہی لے آیا تھا۔

رات کو وہ بادبانی جہاز میں سوار ہو گئے۔ آدھی رات کے بعد جہاز نے لنگر اٹھایا۔ بادبان کھول دیئے گئے اور جہاز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہواؤں کے زور پر سکندریہ کے ساحل سے آہستہ آہستہ نکل کر سمندر کی طرف بڑھنے لگا۔ تھیوسانگ کو مصری کاہن نے جہاز کے ایک کیبن میں لٹا دیا تھا اور کیبن کا دروازہ باہر سے بند کر دیا تھا۔ کاہن اور راشکا دونوں جہاز کے عرشے پر کھڑے آدھی رات کو سمندر کی تاریک لہروں اور آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھ رہے تھے۔ راشکا نے کہا۔

"میرے آقا آپ کا کیا خیال ہے ایزون کے کنارے زرد ستون پر خلائی تحریر میں کیا لکھا ہوا ہو گا" تو مصری کاہن کسی گہری سوچ میں تھا۔ کہنے لگا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ ہمارے پاس بہت بڑی طاقت آنے والی ہے ہم بہت جلد اس دنیا کے طاقتور اور امیر ترین آدمی بننے والے ہیں"۔

راشکا خوش ہو گئی" کاہن بولا۔

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ دریائے ایزون کے کنارے زرد پہاڑیوں کے درمیان کسی زمانے میں آسمان سے خلائی مخلوق آئی رہی ہے۔ ستون پر جو خلائی تحریر ہے وہ ضرور اس خلائی مخلوق نے لکھی ہو گی"۔

راشکا بولی۔

"آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے آقا ورنہ اس زمین کا

آدمی ایسی تحریر کہاں لکھ سکتا ہے یہ خلائی مخلوق کا ہی کام ہے"۔

بادبانی جہاز پر سکون سمندر میں سفر کرتا رہا۔ رات گزر گئی۔ کاہن نے اپنے گھوڑے بھی بادبانی جہاز پر ہی سوار کرا لیے تھے۔ سمندر میں اتفاق سے بہت تیز ہوائیں چلنے لگیں اور جہاز پندرہ دن کی بجائے گیارہ دنوں میں ہی ایزون دریا کے دہانے میں داخل ہو گیا یہ دریا کافی چوڑا تھا۔ اور اس کے دونوں کناروں پر دنیا کے سب سے پرانے اور گھنے اور خطرناک جنگل تھے۔ ان جنگلوں میں بڑے بڑے خونخوار مگرمچھ، زہریلے سانپ اور شیر پھرتے رہتے تھے۔ یہاں ایسی ایسی دلدلیں تھیں کہ جن سے بھاپ نکلتی تھی اور جس میں اگر کوئی انسان یا ہاتھی گر پڑے تو پھر وہ لاکھ کوشش کرے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور دلدل دیکھتے ہی دیکھتے اسے نگل جاتی تھی۔

جہاز ایزون کی بندرگاہ پر جا کر لنگ گیا۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ کاہن بھی راشکا اور تھیوسانگ کے ساتھ نیچے اتر آیا یہاں سے وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سرائے میں آ گئے۔ وہ رات انہوں نے سرائے میں آرام کیا۔ تھیوسانگ اگرچہ مصری کاہن کے طلسمی نقش کے زبردست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اثر میں تھا اور وہ بھاگ نہیں سکتا تھا پھر بھی کاہن نے احتیا
کے طور پر اسے کوٹھڑی میں بند کر دیا تھا۔ اسی دن کاہن اور
راشکا نے وہاں کے لوگوں سے زرد پہاڑوں کی وادی کے
بارے میں ساری معلومات اکٹھی کر لیں اور ایک نقشہ بھی
تیار کر لیا جب کاہن نے چمڑے کا وہ چھوٹا سا نقشہ تھیوساگ
کو دکھایا تو تھیوساگ نے کہا۔

"میرے آقا مجھے سارا راستہ معلوم ہے اس نقشے کی
کیا ضرورت تھی"۔

کاہن نے کہا۔

"پھر بھی ایک نقشہ ہمارے پاس ضرور ہونا چاہیے۔"

اگلے دن وہ دریائے ایمزون میں ایک کشتی میں بیٹھ
زرد پہاڑوں والی وادی کی طرف چل پڑے۔ یہ کشتی کاہن
نے خاص طور پر کرائے پر لی تھی اور اسے ایمزون کا ایک
ملاح چلا رہا تھا۔ دن بھر کشتی دریا میں سفر کرتی رہی رات
دریا ایک گھنے جنگل میں داخل ہو گیا۔ ملاح نے کہا۔

"آقا! صبح ہم زرد پہاڑوں کی وادی میں پہنچ جائیں
گے"۔

کاہن بولا۔

"ٹھیک ہے جب زرد پہاڑوں والی وادی شروع ہو

مجھے بتا دینا"۔

رات کو راشکا اور کاہن کشتی میں ہی بستر لگا کر سو گئے
تھیوساگ کو سونے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ جاگتا رہا۔
ملاح نے تھیوساگ سے پوچھا۔

"تم کس ملک کے رہنے والا ہو؟"

تھیوساگ نے ملاح کی طرف دیکھا اور بولا۔

"میں آسمانوں کی خلاؤں کا باشندہ ہوں۔"

ملاح زور سے ہنس پڑا اور بولا۔

"یار تم بہت ہنسی مذاق والی باتیں کرتے ہو۔ سچ سچ
بتاؤ تم کس ملک کے کس شہر کے رہنے والے ہو؟۔"

تھیوساگ کا چہرہ اسی طرح مشین کے چہرے کی طرح
سپاٹ تھا۔

وہ بولا۔

"میں نے جو سچ تھا تمہیں بتا دیا۔ اب تم مانو یا نہ مانو
مجھے اس کی پروا نہیں"۔

ملاح کو غصہ آگیا کہ یہ شخص نوکر ہو کر اس کے ساتھ
ایسی باتیں کرتا ہے اس نے تھیوساگ کو ایک چھوٹی سی گالی
دے کر غصے سے کہا۔

"تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو تمہیں یہ نہیں بھولنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہیے کہ تم ایک غلام ہو"۔

تھیوسانگ کو غصہ آگیا اس نے ملاح کی گردن پر ایک ایسا الٹا ہاتھ مارا کہ اس کا سر اسکی گردن سے الگ ہو کر سمندر میں گر گیا تھیوسانگ نے اس کے باقی دھڑ کو بھی سمندر میں گرا دیا ۔ سمندر میں مچھلیوں نے لپک کر ملاح کے جسم کو اسی وقت ہڑپ کرلیا تھیوسانگ ملاح کی جگہ بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ کشتی چلانے لگا دن نکلا تو کاہن اور راہکا نے ملاح کی جگہ تھیوسانگ کو دیکھا تو پوچھا کہ ملاح کہاں چلا گیا۔ تھیوسانگ نے بالکل سپاٹ آواز میں مشین کی طرح جواب دیا۔

"اس نے مجھے گالی دی تھی۔ میں نے اسکی گردن اڑا کر دریا میں پھینک دیا۔"

مصری کاہن خاموش رہا۔

راہکا نے دبی زبان میں کاہن سے کہا۔

"تا کہیں یہ ہمارے ساتھ بھی ایسا سلوک تو نہیں کرے گا؟۔

کاہن نے کہا۔

"یہ میرے طلسمی نقش کے اثر میں ہے۔ اس کے دل میں میرا طلسمی کیل ٹھکا ہوا ہے یہ میرے خلاف کبھی نہیں

سکتا تم خاموش رہو اور اس سے زیادہ بات نہ کرنا"۔

کشتی اب دریا کے اس علاقے میں پہنچ گئی تھی جہاں بائیں کنارے کہیں کہیں سرسبز درختوں کے پیچھے کوئی نہ کوئی زرد چٹان نظر آجاتی تھی۔ تھیوسانگ ان زرد چٹانوں کو دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"آگا زرد پہاڑوں کی وادی قریب آرہی ہے"۔

مصری کاہن اور راہکا کشتی میں بیٹھے چمڑے کے نقشے کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ نقشہ بھی یہی بتا رہا تھا کہ زرد پہاڑوں کی وادی آنے والی ہے۔ اور پھر تھیوسانگ نے ایک جگہ کشتی دریا سے نکلنے والی ایک ندی میں ڈال دی اور بولا۔

"اس ندی کے پار زرد پہاڑوں کی وادی ہے"۔

کشتی ندی میں آہستہ آہستہ بہہ رہی تھی۔ دونوں طرف اونچے اونچے گھنے درختوں والا جنگل تھا۔ جنگل میں گہرا سناٹا تھا۔ کسی وقت کسی پرندے کے بولنے کی آواز آجاتی تھی۔ کاہن اور راہکا نے دیکھا کہ کئی درختوں پر سبز اور زرد رنگ کے سانپ لٹک رہے تھے۔ ایک شیر کنارے کنارے ان کی کشتی کے ساتھ ساتھ دور تک چلتا چلا گیا ایک جگہ دو مگر مچھ بھی ان کی کشتی کا پیچھا کرنے لگے جن کو تھیوسانگ نے کشتی کا چپو مار کر ہلاک کر ڈالا۔ تھیوسانگ کی غلائی طاقت تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جسکی وجہ سے گرمجھ وہیں مر گئے۔

سورج اعل رہا تھا کہ تھیوسانگ نے ندی کے کنارے کشتی کھڑی کر دی ۔ انہوں نے کشتی میں سے گھوڑوں کو کنارے پر اتارا پھر سامان اتار کر ایک جگہ پر رکھا۔ کشتی کو کنارے کے ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور درختوں میں چل پڑے۔ کاہن اور راشکا کے ہاتھوں میں لمبے چھرے تھے۔ جس سے وہ فالتو جھاڑیوں اور درختوں کی لٹکتی ہوئی شاخوں کو کاٹتے جاتے تھے۔ تھیوسانگ آگے آگے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ گھنے درخت ختم ہو گئے۔ اب سامنے انہیں زرد پہاڑیاں دکھائی دیں۔ یہ چار پانچ پہاڑیاں تھیں جو ایک دوسری کے ساتھ ساتھ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھیں وہ تھیوسانگ انہیں لے کر پہاڑیوں کے پیچھے آگیا یہ جگہ اتنی ویران تھی کہ کمر کمر تک سوکھی گھاس اگی ہوئی تھی۔ لگتا تھا کہ ادھر کبھی کوئی نہیں آیا۔ اچانک مصری کاہن اور راشکا کو سامنے ایک اونچا زرد ستون نظر آیا۔ کاہن نے خوش ہو کر کہا۔

"یہی وہ ستون ہے جس کی ہمیں تلاش تھی راشکا!"

تھیوسانگ ستون کے پاس پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور ایک طرف پتھر کے بت کی طرح کھڑا ہو گیا۔ مصری کاہن

اور راشکا ستون کے قریب آگئے کاہن نے غور سے دیکھا۔ ستون پر ملائی زبان میں کوئی پراسرار تحریر لکھی ہوئی تھی۔

---O---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خزانے کا پتلا

کاہن نے تھیوسانگ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔
"تھیوسانگ کیا یہی خلائی ستون ہے؟۔"
تھیوسانگ نے بالکل مشینی انسان کی طرح جواب دیا۔
"میرے آقا یہی خلائی ستون ہے جس کی تمہیں تلاش تھی"۔

کاہن نے تھیوسانگ سے کہا کہ وہ ستون پر لکھی ہوئی خلائی تحریر پڑھ کر بتائے کہ اس پر کیا لکھا ہے۔ تھیوسانگ آگے بڑھا وہ ستون کے سامنے آگیا اور خلائی تحریر پڑھنے لگا ساری تحریر پڑھنے کے بعد اس نے کاہن سے کہا۔

"آقا! لکھا ہے کہ اگر کبھی یہاں کوئی خلائی مخلوق آئے تو اس تحریر کے ذریعے انہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ کالی ٹکون والی پہاڑی کے اندر ایک غار ہے جس میں لوگ ایک خلائی تارچ چھوڑے جاتے ہیں اسی خلائی تارچ کی

مدد سے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کا پتہ چل جائے گا۔ پس اے خلائی مخلوق ان خزانوں کو نکال کر تم اپنے لئے خلائی رائٹ تیار کرنا اور پھر اسی میں بیٹھ کر اپنے سیارے میں پہنچ جانا۔

تھیوسانگ پر چونکہ طلسمی نقش کا اثر تھا اس لئے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا اس اس کا اپنا ارادہ شامل نہیں تھا۔ اس نے خلائی تحریر میں جو پڑھا وہ کاہن کو بتا دیا۔ کاہن نے جب خلائی تارچ اور زمین میں چھپے ہوئے خزانوں کا سنا تو اس کی باچھیں کھل گئی اس نے فوراً پہاڑیوں کی طرف دیکھا اسے وہاں کوئی کالی ٹکونی چوٹی نظر نہ آئی اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"تھیوسانگ! مجھے بتاؤ کہ کالی ٹکونی چوٹی یہاں کہاں ہے؟ تاکہ ہم اس کے غار میں چھپی ہوئی خلائی تارچ کو حاصل کر سکیں"۔

تھیوسانگ نے غروب ہوتے سورج کی سنہری روشنی میں پہاڑیوں پر نگاہ دوڑائی اس کی خلائی نظروں نے کونے والے پہاڑ کے پیچھے ٹکونی چوٹی کو دیکھ لیا۔ اس نے کاہن سے کہا۔

"آقا! ٹکونی چوٹی کونے والی پہاڑی کے پیچھے ہے چلو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم وہاں چلتے ہیں"۔

اور انہوں نے اپنے گھوڑے کونے والی پہاڑی کی طرف موڑ دیئے جب وہ اس پہاڑی کے پیچھے آئے تو ان کی نگاہ چوٹی پر پڑی۔ یہ چوٹی سیاہ اور نکوئی تھی کاہن بڑا خوش تھا۔ ایک ایک نشانی سچ ثابت ہو رہی تھی۔ وہ گھوڑے کو تیز چلاتا نکوئی سیاہ چوٹی والی پہاڑی کے دامن میں پہنچ گیا وہاں اسے کہیں بھی کوئی غار دکھائی نہ دیا۔

اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ وہ غار تلاش کرو جس کے اندر خلائی مخلوق نے خلائی تاریخ چھپا رکھی ہے"۔

تھیوسانگ نے پہاڑی کا ایک چکر لگایا۔ پھر ایک چھوٹی پہاڑی دیوار کا ایک پتھر باہر کھینچ لیا۔ جب تھیوسانگ نے تیسرا چار پتھر کھینچے تو وہاں ایک غار نمودار ہو گیا۔

تھیوسانگ نے کاہن کی طرف مڑ کر کہا۔

"آقا! یہی وہ غار ہے جس کے اندر پر اسرار خلائی تاریخ موجود ہے"۔

کاہن اور راجا نے چمڑے کے تھیلے میں سے مشعل نکال کر روشنی کی مشعل کاہن نے ایک ہاتھ میں پکڑ لی اور تھیوسانگ سے کہا۔

"تم آگے آگے چلو"۔

تھیوسانگ حکم پاتے ہی غار میں داخل ہو گیا۔ تھیوسانگ کو مشعل کی روشنی کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھیں۔

غار مدتوں سے بند پڑا تھا جس کی وجہ سے اندر بڑا حبس تھا۔ انہیں سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ مگر تھیوسانگ بڑے سکون سے سانس لے رہا تھا۔ وہ آگے آگے جا رہا تھا۔ اب مشعل اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ مشعل کی روشنی میں انہیں غار کا راستہ صاف نظر آنے لگا تھا۔ تھیوسانگ آگے آگے چل رہا تھا۔ وہ ایک جگہ رک گیا یہاں زمین پر کچھ پتھر پڑے تھے۔ تھیوسانگ نے ان پتھروں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"آقا! ان پتھروں کے نیچے خلائی تاریخ دفن ہے"۔

کاہن نے بے تابی سے کہا۔

"تو پھر اسے باہر کیوں نہیں نکالتے جلدی کرو"۔

تھیوسانگ نے حکم پاتے ہی پتھروں کو ہٹا کر زمین کھودی نیچے سے ایک سفید المونیم کا بکس ملا۔ بکس کو کھولا تو اس کے اندر ایک چھوٹی سی خلائی تاریخ پڑی تھی۔ کاہن نے جلدی سے تاریخ تھیوسانگ سے چھین لی اور اس کا ہٹن دبا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمین پر اس کی سرخ روشنی ڈالی۔ اسے زمین کے نیچے
چٹانیں اور پتھر نظر آنے لگے وہ حیران رہ گیا۔ اس نے
تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ ۔ یہاں تو کوئی خزانہ نہیں ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"آقا زمین کے اندر جہاں خزانہ ہوگا وہیں نظر آئے
گا"۔

کاہن نے جھنجلا کر کہا۔

"تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ خزانہ کہاں ہے"۔

کاہن نے ٹارچ دوبارہ تھیوسانگ سے لے لی اور
اسے زمین کی طرف کر دیا مگر سرخ بلب روشن نہ ہوا وہ
بولا۔

"یہاں خزانہ نہیں ہے مگر مجھے یقین ہے کہ ان
پہاڑیوں میں کہیں نہ کہیں قیمتی خزانے ضرور دفن ہوں گے
ہم انہیں تلاش کریں گے۔ چلو غار سے باہر نکل کر خزانہ
تلاش کرتے ہیں"۔

وہ غار سے باہر نکل آئے راشکا بھی بڑی خوش تھی کہ
ان خزانوں میں سے اسے بھی اس کا حصہ ملے گا اور وہ
دولت مند ہو جائے گی پھر ملکہ بن کر زندگی بسر کرے گی۔ غار

سے باہر آئے تو شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا ہو گیا تھا کاہن آگے
آگے چل رہا تھا اس نے ٹارچ کا منہ نیچے کیا ہوا تھا۔

وہ سامنے والی ذرد پہاڑی کے قریب پہنچا تو ایکدم
سے ٹارچ کی سرخ بتی روشن ہو گئی کاہن نے خوشی سے چیخ
کر کہا۔

"راشکا یہاں خزانہ دفن ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں ٹارچ کا سرخ بلب روشن ہو گیا ہے۔ اسکا
مطلب ہے کہ یہاں ضرور کوئی خزانہ ہے خلائی ٹارچ کبھی غلط
نہیں بتا سکتی"۔

پھر تھیوسانگ نے ٹارچ کا دوسرا بٹن دبا دیا اور کاہن
سے کہا۔

"آقا اب زمین پر روشنی ڈالیں آپ کو زمین میں چھپا
ہوا خزانہ نظر آجائے گا"۔

کاہن نے ٹارچ کی روشنی زمین پر ڈالی تو یہ دیکھ کر
اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ زمین کے نیچے لوہے
کا ایک صندوق کھلا پڑا تھا جو ہیرے جواہرات موتیوں اور
سونے کے زیورات سے بھرا ہوا تھا کاہن اور راشکا نے اتنا
بڑا خزانہ زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا کاہن تو خوشی سے ناچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

الفا اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

"اس خزانے کو باہر نکالو تھیوسانگ"۔

تھیوسانگ کے پاس زبردست خلائی طاقت تھی اس نے دونوں ہاتھوں سے زمین کی پہلی اور پتھر ادھر ادھر ہٹائے اور لوہے کے صندوق کو نکال کر باہر رکھ دیا۔ کاہن ہیرے جواہرات اور زیورات کو دیکھ کر جھوم اٹھا۔ اس نے جلدی سے صندوق کو بند کر دیا اور تھیوسانگ کو حکم دیا کہ وہ خزانے کے صندوق کو غار کے اندر لے جا کر رکھ دے۔

"ہم رات غار میں گزاریں گے اور پھر خزانے کو کسی طریقے سے چھپا کر واپس مصر لے جائیں گے۔ اتنا بڑا خزانہ تو فرعون مصر کے خزانے میں بھی نہیں ہوگا"۔

راشکا نے کہا۔

"ہاں میرے آقا! یہ خزانہ تو کسی بھی شاہی محل میں نہیں ہے"۔

تھیوسانگ نے صندوق کو اٹھا کر کاندھے پر رکھا اور اسے غار میں لے جا کر ایک طرف رکھ دیا۔ کاہن صندوق کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

راشکا بولی۔

"میرے آقا! یہ خزانہ ہم اتنی دور اتنے خطرناک

جنگلوں میں سے کیسے لے جائیں گے راستے میں چور ڈاکوؤں کا خطرہ ہے"۔

کاہن بولا۔

"جو ڈاکو اسے چرانے کی نیت سے آئے گا میں اسے اپنے طلسم سے وہیں پتھر بنا دوں گا۔ ہم رات یہاں آرام کریں گے اور صبح ہوتے ہی خزانے کو گھوڑے پر لاد کر واپس مصر کی طرف روانہ ہو جائیں گے"۔

"جو حکم میرے آقا" راشکا نے کہا اور وہیں بیٹھ گئی"۔

مگر کاہن کی نیت بدل چکی تھی۔ وہ راشکا کو خزانے میں سے حصہ نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے راشکا کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر یہ بات اس نے اپنے دل میں ہی رکھی انہوں نے غار میں بیٹھ کر تھوڑا بہت کھانا کھایا پانی پیا پھر کاہن نے راشکا سے کہا۔

راشکا! تم یہاں خزانے کے پاس آرام کرو میں اور تھیوسانگ باہر جا کر پہرہ دیں گے۔

راشکا کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ تو کاہن کی نیت پر کبھی بھی شک نہیں کر سکتی تھی اس نے کہا جو حکم میرے آقا اور وہ وہیں خزانے کے صندوق کے پاس لیٹ گئی۔ مگر اتنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دولت مل جانے پر اسے نیند نہیں آرہی تھی اسے یقین تھا کہ کاہن اگر اسے کم سے کم حصہ بھی دے گا تب بھی اس کے پاس اتنی دولت آجائے گی کہ وہ ساری زندگی ہنسی خوشی بسر کر سکے گی۔

تھیوسانگ کو ساتھ لے کر مکار کاہن غار سے باہر آگیا اس نے خلائی ٹارچ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی۔ باہر اب رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ آسمان پر بادل بھی آنے لگے تھے۔ غار کے باہر اوپر ایک چٹان کا ٹکڑا باہر کو نکلا ہوا تھا کاہن اس کے نیچے بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ کو اس نے حکم دیا۔

تھیوسانگ اس جگہ کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہو۔

تھیوسانگ نے کہا۔

جو حکم میرے آقا۔

تھیوسانگ کاہن کے پاس ہی کھڑے ہو کر پہرہ دینے لگا۔ کاہن نے راشکا کنیز کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ یہ اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ تھیوسانگ کی مدد سے راشکا کو قتل کروا کر اسکی لاش وہیں جنگل میں کسی جگہ دفن کر دے گا۔ کاہن کو یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں راشکا مصر جا کر کسی کو خلائی ٹارچ کا

راز نہ بتا دے۔

کنیز راشکا اپنے انجام سے بے خبر غار کے اندر اندھیرے میں خزانے کے صندوق کے پاس لیٹی ہوئی تھی نیند اس سے کوسوں دور تھی۔ جب انسان کے پاس اچانک ایسی دولت آجائے جو اس نے خود نہ کمائی ہو تو سب سے پہلے اس کی نیند اڑ جاتی ہے یعنی وہ نیند سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی حال راشکا کا ہوا تھا۔ اس کو یقین تھا کہ کاہن اس خزانے میں سے چوتھا حصہ ضرور دے گا۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ غار کے باہر کاہن اس کو قتل کرانے کا منصوبہ تیار کر چکا ہے۔ لیکن اس وقت صندوق میں آہٹ ہوئی۔ راشکا پہلے تو سمجھی کہ شاید غار میں کوئی چوہا کھڑپڑ کر رہا ہے اور یہ اسی چوہے کی آواز ہوگی۔ مگر پھر اسے اندھیرے میں صندوق میں سے سبز روشنی سی نکلتی دکھائی دی۔ راشکا ہلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی خزانے کے صندوق کا ڈھکن اپنے آپ اوپر اٹھ گیا اور صندوق کے اندر سے پتھر کا ایک چھوٹا سا پتلا باہر نکل آیا جس کی آنکھوں میں زمرد لگے تھے۔ ان زمردوں میں سے سبز روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اس پتلے کی شکل عجیب و غریب تھی۔ یہ خلائی پتلا تھا راشکا نے اسے دیکھا تو اس پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی۔ اس نے کاہن اور تھیوسانگ کو چیخ مار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر بلانا چاہا مگر اسکا حلق سوکھ گیا اس کی آواز نہ نکل سکی۔ خلائی پتلا ننھی بھر سائیز کا تھا۔ وہ اپنا منہ راشکا کی طرف کئے ہوئے تھا۔ اس کا منہ کھلا اور راشکا کو باریک انسانی آواز سنائی دی خلائی پتلے نے راشکا کی زبان میں کہا۔

"راشکا تیرے آقا کاہن کی نیت بدل گئی ہے وہ تھیوسانگ سے تجھے قتل کروانے والا ہے جلدی سے صندوق میں آکر چھپ جا"۔

پہلے تو راشکا کو بالکل یقین نہ آیا خلائی پتلے نے کہا۔

"اگر تمہیں مرنا ہی ہے تو یہیں بیٹھی رہو۔ تھوڑی دیر میں یہاں تیری لاش پڑی ہوگی"۔

راشکا ڈر گئی جلدی سے بولی۔

"مگر میں صندوق میں کیسے چھپوں گی صندوق تو ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا ہے"۔

خلائی پتلے نے کہا۔

تم میری مدد سے صندوق میں چھپو گی۔ مجھے اٹھا کر اپنے سینے سے لگالو۔

راشکا خلائی پتلے کو اٹھاتے ہوئے گھبرا رہی تھی کہ اسے غار کے منہ کی طرف سے کسی کے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے اسے پہچان لیا یہ تھیوسانگ کے

قدموں کی آواز تھی۔ راشکا نے جلدی سے خلائی پتلے کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا سینے سے لگاتے ہی راشکا خود ایک چھوٹا سا پتلا بن گئی اور اپنے آپ ہوا میں بلند ہو کر صندوق کے اندر چلی گئی۔ پھر صندوق بند ہو گیا کاہن نے تھیوسانگ کو حکم دے کر بھیجا تھا کہ جاکر راشکا کو قتل کر دو اور اسکی لاش باہر لے آؤ تھیوسانگ کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ صندوق کے پاس آکر ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے راشکا کہیں نظر نہ آرہی تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا اس نے خزانے کا صندوق کھول دیا صندوق میں سوائے ہیرے جواہرات کے اور کچھ نہیں تھا۔

تھیوسانگ تیزی سے غار کے باہر نکل کر کاہن کے پاس آکر بولا۔

"آقا راشکا غار میں کہیں نہیں ہے"۔

کاہن ایکدم اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ غار میں تھی وہ غار سے باہر کیسے نکل سکتی ہے باہر تو ہم بیٹھے ہیں ہم نے اسے باہر جاتے نہیں دیکھا کیا تم نے اسے اچھی طرح تلاش کیا؟

تھیوسانگ بولا۔

"میرے آقا راشکا اگر غار میں ہوتی تو میری نظروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے وہ کبھی نہیں چھپ سکتی تھی۔ وہ غار میں نہیں ہے آپ خود چل کر دیکھ لیں"۔

کاہن جلدی سے اٹھا اور تھیوسانگ کے ساتھ غار میں آگیا انہوں نے غار میں ہر طرف دیکھا انہیں راشکا کہیں دکھائی نہ دی۔ کاہن پریشان ہو کر بولا۔

"تھیوسانگ! تم خلائی مخلوق ہو۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ راشکا کہاں ہے؟"

"تھیوسانگ نے کہا"۔

"میرے آقا مجھے راشکا یہاں کہیں نظر نہیں آرہی وہ ضرور کسی طریقے سے فرار ہو گئی ہے"۔

کاہن بولا۔

"اسکا مطلب ہے اس کو پتہ چل گیا ہو گا کہ میں اسے قتل کروانا چاہتا ہوں"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے میرے آقا"۔

کاہن سر پکڑ کر بولا۔

"تو پھر اب تو وہ میرے لئے بہت خطرناک ہو گئی ہے وہ تو لوگوں کو بتا دے گی کہ میرے پاس خلائی تارچ ہے اور میں بہت بڑا خزانہ لے کر مصر آرہا ہوں اب تو اسکا قتل کرنا

بڑا ضروری ہو گیا ہے"۔

"تھیوسانگ کچھ کرو"۔

تھیوسانگ نے مشینی انداز میں کہا۔

"میرے آقا جب تک مجھے راشکا نظر نہیں آئے گی تب تک میں اسے کیسے قتل کر سکتا ہوں؟"

"خزانے کے غار کو پتھروں سے بند کر دو تھیوسانگ ہم باہر پہاڑیوں میں جا کر راشکا کو تلاش کرتے ہیں اگر وہ یہاں سے بھاگی ہے تو ابھی زیادہ دور نہیں گئی ہو گی۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا"۔

کاہن اور تھیوسانگ غار سے باہر نکل آئے تھیوسانگ نے اپنی خلائی طاقت سے کام لیتے ہوئے غار کے منہ کو بڑے بڑے پتھروں سے بند کر کے آگے درختوں کی شاخیں توڑ کر رکھ دیں اب کسی کو پتہ ہی نہیں چل سکتا تھا کہ یہاں کوئی غار بھی ہے۔

کاہن نے کہا۔

"تھیوسانگ گھوڑے پر بیٹھو ہم راشکا کو تلاش کر کے رہیں گے۔ وہ یہاں سے زندہ نکل کر نہیں جا سکتی"۔

تھیوسانگ اور کاہن گھوڑوں پر بیٹھ گئے اور رات کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندھیرے میں زرد پہاڑیوں کی طرف نکل گئے۔ وہ جگہ جگہ رک کر دیکھتے کہ راشکا کہیں چھپی ہوئی تو نہیں ہے دوسری طرف راشکا لڑانے کے صندوق میں خلائی پتلے کے ساتھ خود بھی پتلا بنی چھپی ہوئی تھی۔ جب اس نے غار کے منہ پر پتھر رکھنے کی آواز سنی تو گھبرائی۔

اس سے باریک آواز میں خلائی پتلے نے کہا۔

"راشکا وہ لوگ تمہاری تلاش میں پہاڑیوں کی طرف نکل گئے ہیں"۔

راشکا نے باریک آواز میں کہا۔

"میں اس جلاد کاہن سے کیسے بچ سکتی ہوں وہ تو مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا میں یہاں سے نکل کر باہر جنگل میں گئی تو وہ مجھے راستے میں ہی پکڑ کر ہلاک کر دے گا"۔

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"تم کیوں فکر کرتی ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں میں جانتا ہوں تم بے گناہ ہو میں تمہاری جان بچانا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ اسی صندوق میں رہو گی۔ یہ کاہن طور تمہیں اٹھا کر تمہارے گھر پہنچائے گا"۔

راشکا نے کہا۔

"لیکن وہاں بھی وہ مجھے پکڑ کر مار ڈالے گا"۔

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"تم پھر گھبرا رہی ہو میں نے کہا نہیں کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم میری طاقت سے ابھی واقف نہیں ہو خاموشی سے صندوق میں بیٹھی رہو"۔

راشکا نے کہا۔

"لیکن جب اس نے صبر پہنچ کر خزانہ الٹا تو میں اسے نظر آجاؤں گی"۔

خلائی پتلا بولا۔

"تم اسے نظر نہیں آؤ گی میں بھی اسے نظر نہیں آؤں گا یہاں تک کہ خلائی مخلوق تھیوسانگ بھی ہمیں نہیں دیکھ سکے گا"۔

راشکا خاموش ہو گئی۔

دوسری طرف ساری رات کاہن اور تھیوسانگ پہاڑیوں اور جنگل میں راشکا کو تلاش کرتے رہے۔ کاہن نے طلسم کی مدد سے بھی راشکا کا پتہ کرنا چاہا مگر وہ پتہ نہ کر سکا۔ اس کے طلسم نے بھی جواب دے دیا۔ اسکی وجہ خلائی اثرات تھے صبح کے وقت کاہن تھکا ہارا واپس آگیا تھیوسانگ بھی اس کے ساتھ تھا۔

کاہن نے کہا! "راشکا ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں اسے زندہ نہیں رہنے دوں گا تھیوسانگ ہم خزانے لے کر مصر کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اگر راشکا مصر پہنچی تو میں اسے وہیں ختم کروا دوں گا"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا"

تھیوسانگ نے خزانے کے صندوق کو ایک بوری میں بند کر کے گھوڑے کے اوپر رکھ دیا پھر اسے رسیوں سے اچھی طرح باندھ دیا ایک گھوڑے پر کاہن اور دوسرے گھوڑے پر تھیوسانگ بیٹھ گئے اور وہ ندی کنارے اسی جگہ آ گئے جہاں ندی میں ان کی کشتی کھڑی تھی۔ یہ کافی بڑی کشتی تھی وہ گھوڑوں سمیت کشتی میں سوار ہو گئے اور تھیوسانگ کشتی چلانے لگا۔

کاہن بے حد پریشان تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ اگر راشکا پہلے مصر پہنچ گئی تو وہ نہ صرف یہ کہ اسکا راز فاش کر دے گی بلکہ ہو سکتا ہے کسی کے ساتھ مل کر اس کے خزانے اور خلائی ٹارچ پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کرے مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ راشکا اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔

کشتی دریائے ایمزون میں آ گئی۔ یہاں سے انہوں نے دریا پار کیا اور جنگل والے راستے پر چل پڑے اب انہیں

یہاں جنگل میں سفر کرتے ہوئے ایمزون کی بندرگاہ پر پہنچنا تھا۔ دریا کی طرف سے کاہن اس لئے نہیں گیا تھا کیونکہ اسے ایمزون حکومت کے سپاہیوں کا خطرہ تھا جو بندرگاہ پر آنے والی کشتی کی تلاشی لیتے تھے۔ جنگل کا راستہ محفوظ تھا سارا دن تھیوسانگ اور کاہن سفر کرتے رہے۔ خزانے کا صندوق دوسرے گھوڑے پر لدا ہوا تھا۔ جب رات ہو گئی تو کاہن نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ ہم رات آرام کریں گے اور صبح سفر پر روانہ ہوں گے تم خزانے پر پہرہ دو گے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا"۔

اور تھیوسانگ خزانے کے صندوق کے پاس کھڑے ہو کر پہرہ دینے لگا تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ کاہن بستر لگا کر لیٹ گیا اس نے خلائی ٹارچ اپنے سینے سے لگا کر رکھی ہوئی تھی۔

صندوق کے اندر خلائی پتلا اور راشکا پتلے کی شکل میں چھپے ہوئے تھے خلائی پتلے نے دھیمی آواز میں راشکا سے کہا۔

"کاہن سو گیا ہے۔ تھیوسانگ پہرہ دے رہا ہے"۔

راشکا جو خود ایک چھوٹے سے پتلے کی شکل میں تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باریک آواز میں کہنے لگی

مصر پہنچ کر اگر میں اس خزانے کی مالک بن گئی تو یہ کاہن مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا"۔

خلائی پتلا بولا۔

"اس خزانے کا مالک کوئی نہیں بن سکتا یہ زمین کی امانت ہے اور ایک روز زمین کے اندر چلا جائے گا"۔

راشکا مایوس ہو گئی کہنے لگی۔

"کیا میں اس خزانے میں سے تھوڑی سی دولت بھی حاصل نہیں کر سکتی"

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"اگر تمہیں دولت کا شوق ہے تو میں تمہیں مصر پہنچ کر دولت سے مالا مال کر سکتا ہوں مگر اس خزانے میں سے تمہیں ایک موتی بھی نہیں دے سکوں گا۔ جس نے یہاں سے کچھ اٹھایا وہ بدقسمتی کا شکار ہو جائے گا اور ساری زندگی بیماریوں میں مبتلا رہے گا اور مر جائے گا"۔

راشکا ڈر گئی کہنے لگی۔

"پھر تو میں اس خزانے کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گی تم کسی طرح مجھے مصر پہنچا دو مگر میں مصر کے کسی دوسرے شہر میں جا کر آباد ہو جاؤں گی۔ اگر تھیبز والے اپنے پرانے شہر

میں ہی رہی تو یہ جلاد کاہن مجھے مار ڈالے گا"۔

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"میں تمہیں جلاد کاہن سے محفوظ کرنے کے بعد ہی واپس جاؤں گا"۔

راشکا نے پوچھا۔

تم کہاں جاؤ گے۔

پتلا کہنے لگا۔

"میں اس خزانے کو لے کر واپس زمین کے اندر چلا جاؤں گا"۔

راشکا نے پوچھا۔

"کہیں تحوسانگ ہماری باتیں تو نہیں سن رہا وہ بھی تو تمہاری طرح خلائی مخلوق ہے"۔

خلائی پتلے نے کہا۔

"نہیں وہ ہماری باتیں نہیں سن سکتا کیونکہ اس پر کاہن کے طلسمی نقش کا اثر ہے اگر وہ سن بھی لے تو کاہن کو نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ اس کا اپنا ارادہ ختم ہو چکا ہے وہ حکم کا غلام ہے جو اس کا مالک کہے گا وہ اسی کے حکم پر چلنا شروع کر دے گا"۔

کاہن گہری نیند سو رہا تھا۔ تحوسانگ تلوار لئے پہرہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دے رہا تھا رات آہستہ آہستہ چلی گئی پھر سورج نکل آیا جنگل میں پرندے بولنے لگے۔ کاہن جلدی سے اٹھ بیٹھا اس نے سب سے پہلے خزانے کے صندوق کو دیکھا تو یہ دیکھ کر خوش ہوا کہ خزانہ موجود ہے

تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"میں ندی پر منہ ہاتھ دھو کر آتا ہوں تم اسی جگہ پہرہ دیتے رہو"۔

"جو حکم میرے آقا" تھیوسانگ نے کہا۔

کاہن نے ندی پر جاکر منہ ہاتھ دھویا کچھ جنگلی پھل توڑ کر کھائے اور واپس آکر تھیوسانگ کو حکم دیا کہ خزانہ گھوڑے پر رکھو ہم یہاں سے آگے روانہ ہوں گے۔

تھیوسانگ نے خزانے کے صندوق کو گھوڑے پر رکھ دیا اور پھر کاہن اور تھیوسانگ خود بھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور جنگل میں ان کا سفر ایک بار پھر شروع ہو گیا۔

اسی طرح سفر کرتے وہ ایزون کی بندرگاہ پر آگئے یہاں وہ ایک سمندری جہاز پر سوار ہو کر مصری بندرگاہ سکندریہ کی طرف روانہ ہو گئے سات دن بعد وہ سکندریہ پہنچ گئے۔ کاہن بڑا خوش تھا کہ وہ خزانے کو صحیح سلامت ساتھ لے آیا ہے اپنے مندر کی طرف جانے کی بجائے کاہن

خزانے کے صندوق کو ویران علاقے میں لے گیا جہاں پرانی قبر میں اس نے خلائی مخلوق چھپائی ہوئی تھی اس نے خزانہ کا صندوق بھی قبر کے اندر رکھوا دیا اور تھیوسانگ سے کہا۔

"تم یہاں قبر پر چھپ کر خزانے کی حفاظت کرنا اگر کوئی خزانہ چرانے آئے تو اسے وہیں مار ڈالنا۔

تھیوسانگ نے کہا۔

ایسا ہی ہو گا میرے آقا۔

تھیوسانگ قبر کے پاس ہی ایک ٹیلے کے شگاف میں چھپ کر بیٹھ گیا کاہن مندر میں آگیا اس نے دیوتا کی پوجا کی پجاریوں سے ملا اور کہا کہ وہ اپنے بھائی کو ملنے سکندریہ گیا تھا خلائی ٹارچ اس نے اپنے کمرے میں چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔

راشکا ابھی تک خزانے کے صندوق میں ہی تھی۔

خلائی پتلا بھی اس کے ساتھ تھا۔

خلائی پتلے نے کہا۔

"راشکا! تھیوسانگ اس قبر کے سامنے ایک شگاف میں پہرہ دے رہا ہے۔ اب بتاؤ تمہیں کہاں پہنچادوں"۔

راشکا بولی۔

"میں کارتک شہر میں جاکر آباد ہو جانا چاہتی ہوں لیکن تم مجھے وہاں چھوڑ کر آؤ گے اور مجھے وعدے کے مطابق اتنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دولت بھی دو گے کہ میں باقی ساری زندگی سکون سے بسر
کر سکوں"۔

غلامی پتلا کہنے لگا۔

"میں اپنا وعدہ پورا کروں گا"۔

قبر کی آگ

راشکا نے پوچھا کہ ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے؟

اس پر غلامی پتلا بولا۔

"یہ میں جانتا ہوں۔ تم اپنی آنکھیں بند کر لو"۔

راشکا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ غلامی پتلے نے اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھ دیا۔ راشکا کو اپنے جسم میں ایک ٹھنڈی لہر جاتی محسوس ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد غلامی پتلے نے کہا۔

"اب تم آنکھیں کھول دو"۔

راشکا نے آنکھیں کھولیں تو وہ پورے جسم میں واپس آ گئی تھی۔ اب وہ چھوٹا سا پتلا نہیں تھی۔ غلامی پتلا اس کے سامنے زمین پر کھڑا تھا۔ اس کے چاروں طرف ریت کے ٹیلے تھے اور دن کا وقت تھا۔ غلامی پتلے نے کہا۔

"راشکا! تم اس وقت کارتک شہر کے باہر ریت کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹیلوں کے پاس ہو۔ مجھے اٹھا کر اپنی قمیض کے اندر چھپا
اور شہر کی طرف چلو۔ کیا وہاں تمہیں کوئی جانتا ہے؟"
راشکا نے کہا۔
"کارنک میں میری بڑی بہن کا مکان ہے۔ وہ اس
مکان میں اکیلی رہتی ہے۔ میں بھی اسی کے پاس جا کر رہوں
گی۔ مگر تم مجھے دولت کب دو گے؟"
غلافی پتلا بولا۔
"پہلے تم اپنی بہن کے مکان میں چلو۔ اس کے بعد
میں تمہارے ساتھ کیا ہوا وعدہ بھی پورا کر دوں گا"۔
راشکا نے غلافی پتلے کو اٹھا کر اپنی قمیض کے اندر چھپا
لیا اور ٹیلوں میں سے نکل کر کارنک شہر کی طرف چل پڑی۔
تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ کارنک کے شہر میں آ گئی۔
کارنک شہر میں بے شمار ستونوں والا مندر تھا۔ اس کی وجہ
سے شہر میں کافی آبادی ہو گئی تھی۔ راشکا سیدھی اپنی بڑی
بہن کے مکان پر آ گئی۔ بڑی بہن نے راشکا کو دیکھا تو خوش
ہو کر اسے گلے لگا لیا۔
"تم اچانک کیسے آ گئیں راشکا؟"
راشکا نے کہا۔
"بس تمہارے بغیر دل گھبرایا تو ایک قافلے میں شامل

ہو کر آ گئی ہوں۔ اب میں تمہارے پاس ہی رہوں گی۔ یہ شہر
میں میرا دل نہیں لگتا"۔
بڑی بہن نے کہا۔
"اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو گی کہ تم
میرے پاس رہو گی۔ بیٹھو میں تمہارے لئے کھانا لاتی ہوں"۔
بڑی بہن کھانا لانے چل دی تو غلافی پتلے نے قمیض
کے اندر سے کہا۔
"راشکا! تمہارے ٹھہرنے کا انتظام ہو گیا ہے۔ اب
میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ کھانا کھانے کے بعد تمہیں میرے
ساتھ ریت کے ٹیلے کی طرف چلنا ہو گا"۔
راشکا نے کہا۔
"میں ضرور چلوں گی"۔
راشکا کی بڑی بہن کھانا لے آئی۔ دونوں بہنوں نے
مل کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد راشکا نے بہن سے کہا۔
"میں ابھی آتی ہوں۔ مجھے یہاں ایک شخص سے ملنا
ہے"۔
بڑی بہن بولی۔
"جلدی واپس آ جانا۔ زیادہ دیر نہ لگانا"۔
راشکا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"فکر نہ کرو۔ میں بہت جلد واپس آ جاؤں گی"۔

راشکا اپنی بہن کے مکان سے نکل کر ریت کے ٹیلے کی طرف چل پڑی۔ ٹیلہ وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ وہ پہنچ کر خلائی پتلے کو اس نے قمیض کے اندر سے نکال لیا اور پوچھا۔

"اب مجھے کیا کرنا ہو گا؟ میں تمہیں ریت کے ٹیلے پر لے آئی ہوں"۔

خلائی پتلا بولا۔

"زمین پر کتنے ہی پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی پتھر اٹھاؤ"۔

راشکا نے انار کے سائز کا ایک پتھر اٹھا لیا۔ خلائی پتلے نے کہا۔

"اسے میرے سامنے زمین پر رکھ دو"۔

راشکا نے ایسا ہی کیا اور پتھر زمین پر خلائی پتلے کے بالکل سامنے رکھ دیا۔ خلائی پتلے نے اپنی زمرد کی آنکھیں پتھر پر گاڑ دیں۔ پھر اس کی آنکھوں سے ایک سبز رنگ کی شعاع نکل کر پتھر پر پڑی اور وہ انار جتنا پتھر ایک دم سے بہت قیمتی لعل میں تبدیل ہو گیا۔

خلائی پتلا بولا۔

"اس لعل کو تم بازار میں بیچ کر اتنی دولت کما لو گی کہ تم دونوں بہنوں سے ساری زندگی ختم نہیں ہو گی کیا تم مطمئن ہو راشکا؟"

راشکا انار جتنے بڑے لعل کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ خوش ہو کر بولی۔

"مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ میرے لئے اتنی دولت بہت ہے۔ تمہارا بہت بہت شکریہ۔ لیکن تم مجھے ایک بات بتاؤ"۔

خلائی پتلا بولا۔

"پوچھو"۔

راشکا نے پوچھا۔

"کاہن کے پاس تو خلائی تاریخ ہے وہ تو اس تاریخ کی مدد سے زمین کے سارے خزانے نکال لے گا۔ تم کس کس خزانے کی حفاظت کرو گے؟"

خلائی پتلے نے جواب دیا۔

"راشکا! خزانے کے ساتھ میں وہ خلائی تاریخ بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا"۔

راشکا نے کہا۔

"کاہن غار میں دوبارہ جا کر یہ خزانہ اور خلائی تاریخ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکال لے گا"۔

خلائی پتلا بولا۔

"کاہن اس خزانے تک پہنچنے کے لیے زندہ نہیں رہے گا۔ میں اب تمہیں یہ خوش خبری بھی سنا دوں کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن کاہن اب اس دنیا میں نہیں رہے گا"۔

راشکا خوش ہو کر بولی۔

"کیا تم اسے واپس جا کر مار ڈالو گے؟"

خلائی پتلا کہنے لگا۔

"نہ سے میں نہیں بلکہ اس کا غلام تھیو سانگ مار

گا"۔

"وہ کیسے؟"

راشکا نے سوال کیا۔

خلائی پتلے نے کہا۔

"یہ جاننے کی تمہیں ضرورت نہیں۔ بہرحال تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تمہارا دشمن تمہارے راستے سے ہٹنے کے لئے ہٹ جائے گا۔ پھر تم اگر چاہو تو اپنے شہر جا کر رہ سکو گی"۔

راشکا نے کہا۔

"نہیں۔ اب میں وہاں نہیں جاؤں گی۔ میں اپنی

میں اپنی بہن کے ساتھ ہی رہوں گی"۔

خلائی پتلے نے کہا۔

"تو پھر تم اپنی بہن کے گھر کی طرف جاؤ۔ میں واپس کاہن کے مندر جاتا ہوں تاکہ وہاں سے خزانہ لے جا کر زمین کو اس کی امانت واپس کر دوں"۔

اتنا کہہ کر خلائی پتلا غائب ہو گیا۔ راشکا نے انار جتنا بڑا لعل اپنی قمیض میں چھپا لیا اور اپنی بہن کے گھر کی طرف چل پڑی۔ راشکا کو ہم اسی جگہ چھوڑ کر واپس کاہن کے مندر میں چلتے ہیں۔ کاہن نے خزانے کا صندوق قبر کے اندر چھپا دیا تھا۔ خلائی تختی بھی وہیں تھی اور خلائی ٹارچ کاہن نے اپنے پاس رکھی ہوئی تھی۔ قبر کے باہر تھیو سانگ خزانے پر پہرہ دے رہا تھا۔ کاہن اپنے مندر میں تھا۔ اب اس کا ارادہ تھا کہ وہ خلائی ٹارچ کی مدد سے مصر کے پرانے اہرام میں جا کر خلائی ٹارچ کی مدد سے زمین کے اندر دفن کیا ہوا خزانہ نکالے اور یہ سارے خزانے کسی اہرام کے اندر چھپا کر رکھ دے اور پھر مصر کے فرعون کے درباریوں کو اور سپہ سالار کو دولت دے کر اپنے ساتھ ملا لے اور بغاوت کروا کر خود مصر کے تخت پر فرعون بن کر بیٹھ جائے۔ مگر قسمت نے اس کے بارے میں کچھ اور ہی فیصلہ کر دیا ہوا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دن ڈھلے خلائی ٹارچ لے کر کاہن قبر پر آ گیا۔ تھیو سانگ وہاں چھپ کر پہرہ دے رہا تھا۔ کاہن نے اسے کہا۔

"تھیو سانگ! اسی جگہ پہرہ دیتے رہو"۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا"۔

کاہن قبر کے اندر اتر گیا۔ اس نے سوچا کہ پہلے اس قبر میں دیکھے کہ شاید یہاں بھی کوئی خزانہ دفن ہو۔ اس نے یہ سوچ کر جیب سے خلائی ٹارچ نکالی تو ٹارچ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔ کاہن اسے اٹھانے لگا تو ٹارچ غائب ہو گئی۔ کاہن ہکا بکا ہو کر رہ گیا کہ خلائی ٹارچ کہاں چلی گئی؟ جھک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا مگر خلائی ٹارچ اسے اب کہاں مل سکتی تھی۔ وہ تو خلائی پتلے نے غائب کر دی تھی اور صندوق میں سے خزانہ بھی غائب ہو گیا تھا۔ خلائی پتلا خزانے کے سارے ہیرے جواہرات اور خلائی ٹارچ لے کر وہاں سے جا چکا تھا۔ کاہن کو ابھی تک یہ علم نہیں تھا کہ صندوق میں سے خزانہ بھی غائب ہے۔ کاہن خلائی ٹارچ کو ہی تلاش کر رہا تھا۔

اس نے سوچا کہ کہیں ٹارچ صندوق میں نہ گر پڑی ہو۔ اس نے خزانے کے صندوق کا ڈھکن اٹھایا تو اس کی چیخ

نکل گئی۔ صندوق خالی پڑا تھا۔ اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ کاہن سر پیٹتا ہوا باہر نکل گیا۔ اس نے چلا کر کہا۔

"تھیو سانگ! کہاں ہو تم؟"

تھیو سانگ فٹاک میں سے نکل کر سامنے آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ کاہن نے کہا۔

"تھیو سانگ! خزانہ غائب ہو گیا۔ خلائی ٹارچ بھی غائب ہو گئی"۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا"۔

کاہن کو سخت غصہ آ گیا۔ اس کے منہ سے گالی نکل گئی۔ تھیو سانگ گالی نہیں سن سکتا تھا۔ جونہی کاہن نے اسے گالی دی۔ تھیو سانگ کا تلوار والا ہاتھ اٹھا اور اس نے ایک ہی وار میں کاہن کی گردن اڑا دی۔ اس کا سر کٹ کر زمین پر گر پڑا اور دھڑ دوسری طرف جا گرا۔ تھیو سانگ نے تلوار وہیں پھینکی اور قبر میں اتر گیا۔ یہاں خلائی تختی پڑی تھی۔ تھیو سانگ نے خلائی تختی کی تحریر کو غور سے دیکھا۔ مگر تھیو سانگ پر ابھی تک کاہن کے طلسم کا پورا اثر تھا۔ کاہن مر چکا تھا مگر اس کا طلسمی کیل تھیو سانگ کے دل میں گھسا ہوا تھا۔ ایسا ہی ایک کیل کیپٹن کے دل میں بھی گھسا ہوا تھا کاہن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ابھی کیتی کو استعمال کرنے کا فیصلہ نہیں کیا تھا کہ وہ خود جہنم میں چلا گیا۔

تھیوساتگ کی عقل کام نہیں کر رہی تھی۔ اسے اتنا ضرور احساس تھا کہ وہ خلائی مخلوق ہے اور کسی کی زبان سے نکلی ہوئی گالی نہیں سن سکتا لیکن وہ کون ہے اور خلائی سیارے سے وہاں کیسے آگیا اور اس کے ساتھی کہاں ہیں اور کون ہیں۔ اس کا تھیوساتگ کو کوئی احساس نہیں تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک خلائی مخلوق کو ہاتھ میں پکڑے قبر میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے اسے زور سے قبر کی زمین پر دے مارا۔ خلائی مخلوق کو ایکدم سے آگ لگ گئی۔ تھیوساتگ قبر کے باہر آگیا۔ قبر کے اندر آگ بھڑک اٹھی۔ دیکھتے دیکھتے قبر جل کر راکھ ہو گئی اس کے ساتھ ہی خزانے کا خالی صندوق اور خلائی مخلوق کے ٹکڑے بھی جل کر بھسم ہو گئے۔ باہر ریت پر کاہن کی سر کٹی لاش پڑی تھی۔ اس کا جادو بھی اسے موت کے منہ سے نہ بچا سکا تھا۔ تھیوساتگ نے کاہن کی لاش کے ٹکڑوں کو اٹھایا اور قبر میں جلتی ہوئی آگ میں پھینک دیا۔ پھر تھیوساتگ نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک مشینی انسان کی طرح ایک طرف آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے کسی نے چابی دی ہوئی ہے اور وہ کسی بڑے انسانی

کھلونے کی طرح چل رہا ہے۔

تھیوساتگ رات کے اندھیرے میں بھی سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ یہ قدیم مصر کا سب سے بڑا شہر تیتنز تھا جہاں فرعون کی حکومت تھی۔ یہ فرعون اتنا ظالم تھا کہ اگر کوئی شخص اسے پسند نہیں آتا تھا تو وہ اس کو ہاتھیوں کے آگے ڈال دیتا۔ یا اسکی کھڑے کھڑے کھال اتروا دیتا۔ یا اسے چمڑے کی بوری میں بند کر کے قلعے کے کنگرے سے نیچے دریا میں پھنکوا دیتا۔ ہر کوئی اس سے ڈرتا تھا۔ کسی کی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کے محل کا رخ کرے۔ اگر کوئی غلطی سے فرعون کے کمرے میں چلا جاتا تو اس کو یہ سزا ملتی کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر درخت کے ساتھ باندھ دیا جاتا اور اس کے سارے جسم پر شہد مل دیا جاتا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں اس کا سارا جسم چیونٹیوں سے بھر جاتا اور چیونٹیاں اسے آہستہ آہستہ کھاتی رہتی۔ شدید درد سے اس کی چیخیں نکل جاتیں اور وہ اسی طرح چیختا چلاتا مر جاتا یا پھر اسے لکڑی کی صلیب پر باندھ کر اس کے ہاتھوں اور پاؤں اور پیٹ میں کیل ٹھونک دیئے جاتے۔

تھیوساتگ کو اپنی کچھ خبر نہیں تھی اسے کیسے معلوم ہوتا کہ فرعون کون ہے اور اس کے قاعدے اور اصول کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ اتفاق سے تھیوسانگ بھی اسی طرف جا رہا تھا جس طرف فرعون کا محل تھا۔ چلتے چلتے وہ محل کے پاس آگیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ آگے دیوار آگئی تھیوسانگ اپنی غیبی طاقت کی مدد سے دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف باغ میں کود گیا۔ فرعون اس وقت اپنے کمرے میں نہیں تھا۔ تھیوسانگ نے سامنے دیکھا۔ اسے فرعون کے عالی شان کمرے کی کھڑکی نظر آئی۔ تو کھڑکی میں سے ہو کر اندر چلا گیا۔

یہ فرعون کا شاندار کمرہ تھا۔ سونے چاندی سے بنا ہوا پلنگ بچھا تھا۔ اور ہوا ہرات اور ہیرے لعل چمک رہے تھے۔ کمرے میں خوشبوئیں مہک رہی تھی۔ تھیوسانگ پلنگ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور دماغ پر زور ڈال کر سوچنے لگا کہ وہ کون ہے اور کہاں آگیا ہے مگر اس کے دل میں کاہن نے جو سونے کی طلسمی کیل ٹھونک رکھی تھی۔ اس کی وجہ سے اسے کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔ وہ اسی حالت میں شاہی پلنگ کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک دروازے کا ہیرے موتیوں والا کم خواب کا پردہ ہٹا اور فرعون اپنی خوبصورت ملکہ کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

تھیوسانگ نے بڑے سکون سے چہرہ گھما کر فرعون کی طرف یوں دیکھا جیسے کوئی خاص بات نہ ہو اور حیران ہو رہا ہو کہ

کون آ رہا ہے۔ فرعون اور اس کی ملکہ نے اپنی خواب گاہ میں عام مصری لباس میں ایک اجنبی کو دیکھا تو دنگ ہو کر رہ گئے۔ غصے سے فرعون کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں اس نے کڑک کر پوچھا۔

"کون ہو تم گستاخ؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"جو حکم میرے آقا!"۔

فرعون نے اسی وقت تالی بجائی۔ دو حبشی غلام بھاگ کر اندر آگئے فرعون نے تھیوسانگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس شخص کو لے جا کر ابھی ہاتھیوں کے آگے ڈال دو"۔

حبشی غلام آگے بڑھے اور انہوں نے تھیوسانگ کو پکڑ لیا اور وہاں سے نکال کر سیدھا ہاتھیوں کے اصطبل میں لے گئے۔ فرعون کے حکم کی تعمیل اسی وقت ہونی تھی۔ حبشی غلاموں نے جلاد سے کہا کہ اس گستاخ نے شاہی کمرے میں داخل ہونے کی جرات کی ہے عظیم فرعون کا حکم ہے کہ اسے ابھی ہاتھیوں کے آگے ڈال کر کچل دیا جائے۔ جلاد نے تھیوسانگ کو لوہے کی زنجیر سے جکڑ دیا۔ پھر اصطبل کے سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو صحن تھا وہاں زمین پر گاڑے ہوئے کھمبے کے ساتھ باندھ دیا اور ایک مست ہاتھی کو اس پر چھوڑ دیا۔

تھیوسانگ کو یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے اس نے ایک مست ہاتھی کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو سمجھا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ ہاتھی نے آتے ہی تھیوسانگ کے جسم پر زور سے اپنی سونڈ ماری۔ سونڈ ایک گرز کی طرح تھیوسانگ کے جسم پر پڑی مگر تھیوسانگ تو فلائی آدمی تھا۔ اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ الٹا ہاتھی کی سونڈ درد کرنے لگی مگر ہاتھی ہاتھی ہی ہوتا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنی ٹانگ تھیوسانگ کو ماری۔ کھمبا اکھڑ گیا۔ تھیوسانگ کھمبے کے ساتھ ہی زمین پر گر پڑا۔ اب تھیوسانگ کو احساس ہوا کہ ہاتھی اسے جان سے مار ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تھیوسانگ کو بھی غصہ آگیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے زنجیروں کو توڑ ڈالا اور ہاتھی کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ تھیوسانگ بالکل خاموش تھا۔ مست ہاتھی نے اپنے شکار کو اپنے سامنے دیکھا تو طیش میں آکر اس کو سونڈ میں ڈال کر اٹھا لیا اور زور سے صحن کے کچے فرش پر دے مارا۔ جلاد اور اصطبل کے دوسرے لوگ پہلے ہی حیران تھے۔ اب انہوں نے دیکھا کہ ہاتھی نے پوری طاقت سے تھیوسانگ کو زمین پر دے مارا ہے

اور اسے کچھ نہیں ہوا اور وہ دوبارا اٹھ کھڑا ہوا ہے تو ان کی مارے حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

تھیوسانگ نے ایک چھلانگ لگائی اور ہاتھی کے سر پر آکر بیٹھ گیا۔ ہاتھی زور سے گھوما کہ اس طرح سے تھیوسانگ نیچے گر پڑے گا مگر تھیوسانگ تو جم کر بیٹھا ہوا تھا۔ اب تھیوسانگ پر چونکہ طلسمی کیل کا اثر تھا اس واسطے وہ ہاتھ لگانے سے کسی کو چھوٹا نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی بلکہ اب طاقت کچھ زیادہ ہی آگئی تھی۔ تھیوسانگ ہاتھی کی سونڈ پکڑ کر نیچے آگیا۔ سامنے سنگ مرمر کا ایک بہت اونچا اور مضبوط کھمبا تھا۔ تھیوسانگ ہاتھی کو سونڈ سے کھینچتا ہوا اس سنگ مرمر کے ستون تک لے آیا پھر اس نے سونڈ کو ستون کے ساتھ ایک بل دے کر باندھ دیا۔ ہاتھی نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح سونڈ کو کھمبے میں سے نکال لے اور کھمبے کو گرا دے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ ہاتھی غصے سے چنگھاڑنے لگا۔ جلاد اور دوسرے آدمی ڈر کر ادھر ادھر چھپ گئے کہ یہ اتنا طاقتور آدمی کوئی جن بھوت ہی ہو سکتا ہے۔ تھیوسانگ نے حلق سے ایک عجیب سی جانور نما جیسی آواز نکالی اور ہاتھی کے پیٹ میں اچھل کر اتنی زور سے فلائنگ کک لگائی کہ ہاتھی کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی ساری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انتظامیہ باہر آگئیں۔ ہاتھی نیچے گر پڑا اور مرگیا۔

جلاد بھاگا بھاگا فرعون کے شاہی سپہ سالار کے محل میں پہنچا اور اسے سارا واقعہ سنایا۔ سپہ سالار نے جلاد سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اب تمہیں اس نوکری پر نہیں رکھا جائے گا"۔

جلاد نے کہا۔

"حضور! میں اپنے ساتھ اصطبل سے دو گواہ بھی لایا ہوں"۔

اور جلاد نے دو گواہ بھی پیش کر دیئے جنہوں نے کہا کہ حضور سارا واقعہ ہم نے بھی دیکھا ہے۔ بالکل ایسے ہی ہوا ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ شخص کوئی جادوگر ہے یا سچ مچ اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ہاتھی کو بھی تنہا ہلاک کر ڈالے۔

اب سپہ سالار کو شک ہوا کہ ضرور یہ کوئی فراڈ آدمی ہے جو ہاتھی کو کوئی چیز سنگھاتا ہے۔ جس سے ہاتھی نیم بے ہوش ہو گیا ہو گا۔ اس نے اپنی تلوار کمر سے لگائی۔ دو ہاڈی گارڈ ساتھ لئے اور جلاد کے ساتھ شاہی اصطبل میں آگیا۔

جلاد نے اشارہ کرتے کہا۔

"حضور وہ ہے مجرم جو فرعون کی خواب گاہ میں داخل

ہو گیا تھا۔ جسے فرعون نے ہاتھیوں کے پاؤں تلے کچلنے کے لئے یہاں بھجوایا تھا مگر یہ شخص کوئی بھوت لگتا اور اس نے دو دیکھیں کہ ہمارے سب سے طاقتور ہاتھی کا کیا حال کر رکھا ہے"۔

سپہ سالار نے دیکھا کہ ہاتھی کا پیٹ پھٹا ہوا ہے اور وہ زمین پر مرا پڑا ہے۔ اس کے پاس ہی تھیوسانگ پتھر کے چبوترے پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ سپہ سالار نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اسے طیش آگیا کہ اس شخص نے ایک قیمتی شاہی ہاتھی کو بھی ہلاک کر ڈالا ہے۔ اس نے اپنے ہاڈی گارڈ کو حکم دیا کہ اس شخص کی گردن اڑا دو۔

دونوں محافظ سپاہی تلواریں کھینچ کر تھیوسانگ کی طرف بڑھے۔ تھیوسانگ اسی طرح خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ دونوں سپاہیوں نے آتے ہی تھیوسانگ پر تلواروں کے وار کرنے شروع کر دیئے تلواریں تھیوسانگ کے جسم سے ٹکرانے لگیں۔ مگر تھیوسانگ کو کچھ بھی نہ ہوا۔ تھیوسانگ نے ایک سپاہی کی تلوار پکڑ کر زور سے کھینچی۔ سپاہی آگے کو گر پڑا۔ تلوار تھیوسانگ کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کھڑے ہو کر گرے ہوئے سپاہی پر بھرپور ہاتھ مارا اور اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ دوسرا سپاہی تلوار لے کر سامنے آگیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے تھیوسانگ کی گردن پر تلوار ماری۔ تلوار ٹوٹ گئی جیسے وہ تھیوسانگ کی گردن سے نہیں بلکہ کسی پتھر کی چٹان سے ٹکرائی ہو۔ تھیوسانگ نے اپنی تلوار کا وار کر کے دوسرے سپاہی کو بھی مار ڈالا۔

سپہ سالار حیران پریشان تماشہ دیکھ رہا تھا۔

جلاد نے کہا۔

"حضور میں نہ کہتا تھا کہ یہ شخص کوئی بھوت یا جادوگر ہے"۔

سپہ سالار کے دل میں اچانک ایک گہری سازش بیدار ہو گئی تھی۔ مگر اس نے جلاد سے کچھ نہ کہا۔

بلکہ بولا۔

"اگر یہ کوئی جادوگر ہے تو میں اس کے جادو کا توڑ کروں گا"۔

یہ کہہ کر سپہ سالار تھیوسانگ کی طرف بڑھا۔ قریب جا کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میں تمہارا دوست ہوں یہ سپاہی تمہارے دشمن تھے اچھا کیا کہ تم نے انہیں قتل کر دیا۔ کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"سمجھ رہا ہوں میرے آقا تم میرے آقا ہو"۔

سپہ سالار ایک تجربہ کار اور عقل مند آدمی تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ اس شخص پر کسی نے زبردست طلسم کیا ہوا ہے اور اسی طلسم کی وجہ سے اس کے اندر بے پناہ طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ سپہ سالار اس کی اس طاقت سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"

تھیوسانگ نے کہا۔

"غلام!"

"میں اپنے آقا کا غلام ہوں"۔

سپہ سالار نے آہستہ سے کہا۔

"جو میں کہوں گا وہ کرو گے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"ہاں میرے آقا میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"تو پھر میرے ساتھ آؤ"۔

اس وقت اصطبل میں سوائے جلاد کے اور کوئی نہیں تھا۔ سپہ سالار کو معلوم تھا کہ یہ جلاد فرعون کو جا کر ضرور کہہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دے گا کہ جس شخص کو آپ نے قتل کروانے کے لئے بھیجا تھا وہ سپہ سالار کے پاس ہے اور سپہ سالار نہیں چاہتا تھا کہ فرعون کو معلوم ہو کہ تھیوسانگ اس کے پاس ہے۔ اس نے سوچا کر جلاد کو راستے سے صاف کر دینا چاہیے اس نے تھیوسانگ کے ہاتھ میں تلوار دے کر کہا۔

"اس شخص کو قتل کر دو"۔

وہ تھیوسانگ سے بھاگ کر کہاں جا سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے زور سے تلوار بھاگتے ہوئے جلاد کی طرف پھینکی۔ تلوار دوڑتے ہوئے جلاد کی کمر میں گھس کر دوسری طرف سے باہر نکل آئی۔ جلاد کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ وہ منہ کے بل گرا اور خون میں ڈوب گیا۔ سپہ سالار نے اصطبل میں چاروں طرف دیکھا۔ وہاں صرف ایک مشعل روشن تھی دوسرا کوئی آدمی نہیں تھا۔ سپہ سالار نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس قتل کا گواہ ہے۔ سپہ سالار تھیوسانگ کے پاس جا کر بولا۔

"شاباش! تم نے اپنے آقا کا حکم پورا کر دیا۔ اب میرے ساتھ آؤ"۔

تھیوسانگ نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"جو حکم میرے آقا"۔

سپہ سالار نے جلاد کی پیٹھ سے اپنی تلوار کھینچ کر صاف کی۔ اسے نیام میں ڈالا اور تھیوسانگ کو ساتھ لے کر اپنی حویلی کے پچھلے دروازے پر آگیا۔ یہاں ایک خفیہ دروازہ تھا۔ اس دروازے سے وہ تھیوسانگ کو اندر لے گیا اور ایک تہہ خانے میں بٹھا کر کہا۔

"تم اس جگہ بیٹھو یہ میرا حکم ہے یہاں سے باہر مت نکلنا۔ تم سمجھ گئے ہو"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"سمجھ گیا ہوں میرے آقا میں یہاں ہی رہوں گا"۔

تھیوسانگ کو تہہ خانے میں بند کر کے سپہ سالار اپنی خواب گاہ میں آکر لیٹ گیا۔ اس کے ذہن میں ایک زبردست سازش بالکل تیار ہو چکی تھی۔ سازش پہلے سے ہی تیار تھی۔ اسے صرف ایک تھیوسانگ ایسے طاقتور آدمی کی ضرورت تھی جو اسے اتفاق سے مل گیا تھا۔ وہ اب اسے اپنے پاس ہی چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔

دوسرے دن کا سورج نکلا تو فرعون دربار میں آکر تخت پر بیٹھ گیا اس نے حبشی غلاموں کو بلا کر پوچھا کہ رات کو جو گستاخ ہمارے کمرے میں آگیا تھا اسے ہاتھیوں کے آگے ڈال دیا گیا تھا؟۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حبشی غلاموں نے کہا۔

"عظیم شہنشاہ مصر ہم نے اسے جلاد کے حوالے کر دیا تھا"۔

فرعون نے کہا۔

"جلاد کو بلایا جائے"۔

تب کسی نے آکر بتایا کہ اصطبل میں جلاد اور ہاتھی کی لاشیں پڑی ہیں۔ اور ساتھ ہی سپہ سالار کے دو محافظوں کی لاشیں بھی پڑی ہیں۔

فرعون نے اسی وقت سپہ سالار کو طلب کیا اور پوچھا کہ تمہارے محافظ سپاہیوں کی لاشیں شاہی اصطبل میں کیسے پڑی ہیں۔

سپہ سالار نے عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"عظیم شہنشاہ مصر! مجھے نہ معلوم ہے کہ شاہی جلاد میرے پاس آیا تھا اور بولا تھا کہ مجھے دو سپاہی دے دیجئے شاہی حکم کے مطابق ایک شاہی مجرم کی گردن ازانی ہے اور وہ عام تلوار سے قتل نہیں ہو رہا چنانچہ میں نے شاہی محافظ اس کے ساتھ بھیج دیئے۔ اب مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ شاہی جلاد کے ساتھ میرے سپاہی بھی کیسے قتل ہو گئے"۔

فرعون نے غصے میں کہا۔

"شاہی مجرم ان سب کو مار کر بھاگ گیا ہے اسے فوراً تلاش کر کے دربار میں پیش کیا جائے۔ ہم نے اسے دیکھا ہوا ہے ہم اسے پہچان لیں گے"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"عظیم فرعون آپ مطمئن رہیں۔ میں اس شاہی مجرم کو جہاں کہیں بھی ہو گا پکڑ کر یہاں لے آؤں گا"۔

یہ کہہ کر سپہ سالار دربار سے نکل گیا۔

----○----

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جادوگر قاتل

سپہ سالار محل سے نکل کر سیدھا اپنی حویلی میں آگیا۔
تھیوسانگ تہہ خانے میں ہی بند تھا۔ سپہ سالار نے اپنے خاص راز دار حبشی غلام ذرکا کو بلایا اور اسے کہا۔
"ذرکا ملکہ مصر کو میرا پیغام پہنچاؤ کہ میں آج رات انہیں ملنا چاہتا ہوں۔ انہیں کہنا کہ ایک بہت ضروری کام ہے"۔
حبشی غلام اسی وقت ملکہ کے خاص محل کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور سپہ سالار سے کہا۔
"حضور ملکہ صاحبہ نے فرمایا ہے کہ رات کے پچھلے پہر خاص جگہ پر آجایئے گا۔ دروازہ کھلا ہو گا"۔
وہ خاص جگہ ملکہ مصر کے شاہی محل کا ایک تہہ خانہ تھا جس میں محل کے پچھلے باغ سے ایک خفیہ راستہ جاتا تھا۔
سپہ سالار نے حبشی غلام کو بھیج دیا اور خود حویلی کے تہہ

خانے میں تھیوسانگ کے پاس آگیا۔ تھیوسانگ تہہ خانے میں چپ چاپ بیٹھا سامنے والی دیوار کو دیکھ رہا تھا۔ سپہ سالار نے کہا۔
"تم نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا میرے غلام تمہارا اصل نام کیا ہے"۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"میرے آقا میرا نام تھیوسانگ ہے اس کے سوا میں اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔
سپہ سالار نے پوچھا۔
"تمہارے اندر اتنی طاقت کہاں سے آگئی ہے تھیوسانگ؟"
تھیوسانگ بولا۔
"میرے آقا یہ مجھے معلوم نہیں"۔
سپہ سالار نے سوچا کہ زیادہ کریدنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ اسے آم کھانے سے غرض ہے نہ کہ پیڑ گننے سے۔ بہتر یہی ہے کہ تھیوسانگ کی طاقت استعمال کی جائے اور اس کے بارے میں کریدا نہ جائے۔
سپہ سالار نے کہا۔
"تھیوسانگ تم نے میرے لئے ایک کام کرنا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ بولا۔

"میں حاضر ہوں میرے آقا!"۔

سپہ سالار مسکرا کر باہر نکل گیا۔ دروازہ بند کر کے احتیاط سے اس نے باہر سے تالا لگا دیا اب وہ بے چینی سے رات کا انتظار کرنے لگا۔ اس دوران وہ دربار میں فرعون کے پاس بھی گیا اور اسے جا کر بتایا کہ میں نے مجرم کی تلاش کے لیے سارے ملک میں سپاہی روڑا دیئے ہیں اور مجرم بہت جلد پکڑا جائے گا۔

فرعون نے خوش ہو کر کہا۔

"سپہ سالار ہمیں تم سے یہی توقع تھی"۔

فرعون کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ سپہ سالار اس کی بے وفا نذار ملکہ سے مل کر اسے ہی ختم کرنے کا منصوبہ تیار کرا چکا ہے۔ جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو سپہ سالار نے سیاہ لبادہ پہنا گھوڑے پر بیٹھا اور شاہی محل کے عقبی باغ میں آ گیا گھوڑے کو وہیں درخت کے ساتھ باندھ دیا اور خود عقبی دروازے سے باغ میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ جنگلی پھولوں والی نہر کے پیچھے گھس گیا یہاں خفیہ دروازہ تھا۔ سپہ سالار نے اسے ذرا سا دھکیلا تو کھل گیا۔ ملکہ نے اس دروازے کو شام ہی سے کھول دیا تھا۔

سپہ سالار زینہ اتر کر سرنگ میں سے گزرتا ہوا اس زینے تک پہنچ گیا جو اوپر ملکہ کے کمرہ خاص تک جاتا تھا ملکہ مصر اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ سیاہ چادر اوڑھے ایک کاوچ پر بیٹھی تھی۔ سپہ سالار نے جاتے ہی جھک کر ادب سے سلام کیا اور بولا۔

"ملکہ! آپ کو زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا"۔

ملکہ مصر نے کہا۔

"نہیں! لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے ہمیں یہاں کس لئے بلایا ہے کیا کوئی خاص بات ہوئی ہے"۔

سپہ سالار ملکہ کے سامنے کاوچ پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"ملکہ ہمارے راستے کی ایک بہت بڑی مشکل دور ہو گئی ہے"۔

"وہ کیسے؟" ملکہ نے سوال کیا۔

سپہ سالار نے کہا۔

"میرے قبضے میں ایک ایسا آدمی آ گیا ہے جس کی طاقت کا کوئی جواب نہیں اس پر تلوار کا بھی اثر نہیں ہوتا موت بھی اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتی"۔

ملکہ نے پوچھا۔

"کیا وہ کوئی جادوگر ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپہ سالار بولا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہو سکتا ہے کہ وہ جادوگر ہو مگر وہ میرا غلام ہے۔ میری خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے"۔

ملکہ نے سوال کیا۔

"آخر وہ کون ہے کیا میں اسے نہیں جانتی ؟"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"یہ وہ مجرم ہے جو آپ کی خواب گاہ میں داخل ہوگیا تھا اور فرعون نے جس کے لیئے موت کا حکم صادر کر دیا تھا مگر وہ بچ کر نکل گیا اس نے ہاتھی کو مار دیا۔ جلاد اور میرے دو محافظ سپاہیوں کو بھی قتل کر دیا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تلوار اسکی گردن پر پڑی مگر گردن کو کچھ نہ ہوا"۔

ملکہ نے کہا۔

"میں نے اسے دیکھا ہوا ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ تمہارے قبضے میں کیسے آگیا اور اب وہ ہمارے لئے کیسے کام کرے گا"۔

سپہ سالار بولا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ لیکن یہ حقیقت

ہے کہ وہ مجھے اپنا آقا سمجھنے لگا ہے اور کہتا ہے کہ آپ جو حکم دیں گے وہی کروں گا"۔

"اس وقت وہ کہاں ہے؟"

ملکہ نے دریافت کیا۔

سپہ سالار نے کہا۔

"اس وقت وہ میری حویلی کے تہہ خانے میں ہے وہ بھاگنے کی کوشش بھی نہیں کرتا ملکہ ہم اس سے بڑا کام لے سکتے ہیں"۔

ملکہ کہنے لگی۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہیے اپنا کام آج ہی شروع کر دینا چاہیے"۔

سپہ سالار بولا۔

"اسی لئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس عجیب و غریب آدمی کا نام تھیوسانگ ہے"۔

"یہ کیسا نام ہے؟"

ملکہ نے پوچھا۔

سپہ سالار بولا۔

"خود مجھے یہ نام بڑا عجیب لگا مگر تھیوسانگ کہتا ہے کہ اسے بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس جو طاقت ہے وہ اسے کس نے دی ہے"۔

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے" ملکہ بولی "سپہ سالار کیا فرعون نے اپنی پوری تسلی کر لی ہے"۔

سپہ سالار بولا۔

"ہاں ملکہ صاحبہ! میں نے اسے ہر طرح سے ٹھونک بجا کر دیکھ لیا ہے وہ وہی کرے گا جو ہم اسے حکم دیں گے اب آپ ایسا کریں کسی طرح فرعون کو شکار پر بھجوا دیں۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا"۔

ملکہ کچھ سوچ کر کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے میں کل ہی بادشاہ کو شکار پر بھجوائے دیتی ہوں"۔

سپہ سالار نے کہا۔

"جب فرعون کی لاش شاہی محل میں آ جائے تو آپ نے فوراً تخت پر بیٹھ کر میرے وزیر خاص بننے کا اعلان کر دینا ہو گا"۔

ملکہ بولی۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔ مگر فرعون کو اس طریقے سے قتل کرنا کہ کسی کو ہم پر شک نہ پڑ جائے"۔

سپہ سالار بولا۔

"یہ کام آپ مجھ پر چھوڑ دیں فرعون کو اس طریقے سے ٹھکانے لگاؤں گا کہ کسی کو شبہ تک نہ پڑے گا کہ یہ کام ہمارا ہے"۔

سپہ سالار ملکہ مصر کے خفیہ تہہ خانے سے نکل گیا۔

اسی دن جب دربار برخاست ہوا تو فرعون اپنی ملکہ کے کمرے میں آ گیا ملکہ مصر نے بڑی ہوشیاری سے فرعون کو شکار پر جانے کے لئے آمادہ کر لیا۔ دو دن بعد فرعون اپنے سپاہیوں اور خاص خاص درباریوں کے ساتھ شکار کھیلنے صحراؤں میں نکل گیا۔ سپہ سالار بھی فرعون کے ساتھ تھا۔ شہر سے دور صحرا میں ایک جگہ بہت بڑا جنگل سا تھا۔ اس جنگل کے بارے میں مشہور تھا کہ وہاں بڑے خونخوار قسم کے شیر رہتے ہیں۔ فرعون کے ساتھ فوج کا ایک پورا محافظ دستہ تھا۔ اسی وقت جنگل میں ندی کے کنارے کیمپ لگا دیا گیا۔ ملکہ فرعون کے ساتھ نہیں تھی۔ فرعون نے اپنے خاص کیمپ میں رات کو آرام کیا اور صبح شکار کے لیے چل پڑا۔

اس دوران سپہ سالار نے تھیو سانگ کو حکم دے دیا تھا کہ وہ جنگل میں پہاڑیوں کے درمیان پہنچ جائے اس نے تھیو سانگ کو ایک خنجر بھی دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ فرعون کو دیکھتے ہی قتل کر دینا اور خود پہاڑیوں میں چھپ جانا۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں وہاں سے لے لوں گا۔ تم اپنے آپ میری حویلی میں مت آنا۔ تھیوسانگ وہاں خنجر لے کر پہلے ہی سے چھپ کر بیٹھ گیا تھا جہاں شکار کھیلتے ہوئے فرعون کو آنا تھا۔

فرعون کے ساتھ سپہ سالار بھی تھا۔ دوسرے محافظ سپاہی بھی تھے فرعون گھوڑے پر بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں جانب سپاہی گھوڑوں پر سوار چل رہے تھے۔ سپہ سالار فرعون کی بائیں جانب تھا۔ ایک ہرن پر نظر پڑی تو فرعون نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا ہرن غائب ہوگیا۔ فرعون نے کہا۔

"ہرن کس طرف چلا گیا ہے"

سپہ سالار نے جان بوجھ کر ان پہاڑیوں کی طرف اشارہ کیا جس طرف اسے معلوم تھا کہ تھیوسانگ خنجر لے کر چھپا ہوا ہے۔ فرعون نے ان پہاڑیوں کی طرف گھوڑا ڈال دیا۔ سپہ سالار فرعون کو اس پہاڑی کی طرف لے آیا جہاں اس نے تھیوسانگ کو بٹھا دیا تھا۔ تھیوسانگ نے بھی فرعون کو دیکھ لیا۔ وہ اسے پہچانتا تھا۔ جونہی فرعون سپاہی کے ہمراہ گھوڑا دوڑاتا پہاڑی کے آگے سے گزرا تھیوسانگ پہاڑی سے نکل کر سامنے گیا۔ اس نے چھلانگ لگائی اور فرعون کے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ فرعون ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ تھیوسانگ نے پوری طاقت سے فرعون کے سینے میں خنجر

گھونپ دیا۔ فرعون نیچے گر پڑا سپہ سالار نے شور مچا دیا۔

سپاہیوں نے تھیوسانگ پر تلواروں، نیزوں اور تیروں سے حملہ کر دیا خود سپہ سالار نے بھی تھیوسانگ پر تلوار کا وار کر دیا۔ یہ سب تلواریں تیر اور نیزے تھیوسانگ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ تھیوسانگ نے زمین پر پڑے تڑپتے ہوئے فرعون پر خنجر مارنے شروع کر دیئے۔ سپاہیوں نے تھیوسانگ پر تلواروں کی بارش کر دی۔ مگر تھیوسانگ کو ایک معمولی سا زخم بھی نہ آیا ایک قطرہ خون بھی نہ بہا یہ دیکھ کہ سپاہی ڈر گئے۔ جب تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ فرعون مر چکا ہے اور اس نے اپنے آقا سپہ سالار کا حکم پورا کر دیا ہے تو تھیوسانگ نے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی کو گردن سے پکڑ کر جھٹکا دیا اور اسکی گردن الگ ہو گئی۔ اسی طرح دوسرے سپاہی کی گردن بھی الگ کر دی سپہ سالار نے چیخ کر کہا۔

"اسے زندہ پکڑو یہ فرعون کا قاتل ہے"۔

وہ سب کچھ جان بوجھ کر کہہ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان میں سے کوئی بھی تھیوسانگ کو نہ پکڑ سکے گا۔ جو سپاہی تھیوسانگ کے پاس جاتا تھیوسانگ اسے گردن سے پکڑ کر جھٹکا دیتا اور گردن الگ کر دیتا۔ یہ حالت دیکھ کر سپاہی ڈر کر بھاگ اٹھے سپہ سالار نے تھیوسانگ کو اشارہ کیا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب وہ بھی وہاں سے چلا جائے۔ اشارہ پاتے ہی تھیوسانگ بھی پہاڑیوں کی طرف چلا گیا۔ سپہ سالار نے دیکھا کہ وہاں کتنے ہی سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ صرف دو سپاہی باقی رہ گئے تھے۔ اس خیال سے کہ یہ گواہ ہیں اور درباریوں کو جا کر بتا سکیں گے کہ فرعون کو ایک جادو گر قاتل نے قتل کیا ہے جس پر تیر تلوار کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

سپہ سالار نے یونہی حکم دیا کہ فرعون کے قاتل کو تلاش کرو۔ دونوں سپاہی ڈرتے ڈرتے پہاڑیوں کی طرف بڑھے سپہ سالار بھی ان کے ساتھ تھا۔ یونہی وہ ادھر ادھر تھیوسانگ کو تلاش کرتے رہے۔ سپہ سالار سپاہیوں کو اس پہاڑی غار کی طرف جانے ہی نہیں دیتا تھا جہاں تھیوسانگ چھپا ہوا تھا۔ پھر سپہ سالار ناکام ہو کر بولا۔

"فرعون کا قاتل فرار ہو گیا ہے محل میں واپس چلو۔ میں فوج کو اس کی تلاش میں بھیجتا ہوں"۔

سپہ سالار سپاہیوں کو لے کر شاہی محل میں گیا فرعون کی لاش بھی وہ ساتھ ہی لایا تھا۔ فرعون کی لاش محل میں پہنچی تو وہاں کہرام مچ گیا۔ سارے ملک میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ فرعون کو کسی جادو گر قاتل نے قتل کر دیا ہے۔ تمام درباریوں اور ملکہ کے سامنے دونوں

سپاہیوں نے گواہی دی کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے جادوگر قاتل کو فرعون پر حملہ کرتے دیکھا ہے۔ ہم اس پر ٹوٹ پڑے سپاہیوں نے اس پر تلواروں اور نیزوں اور تیروں کی بارش کر دی مگر جادوگر قاتل پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ پہاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ درباریوں کو یقین آ گیا۔ ملکہ سب کچھ جانتی تھی مگر دنیا کو دکھانے کے لئے اس نے فرعون کی موت کے سوگ میں کالے کپڑے پہن لیے اور ملک میں دس دن کے سوگ کا اعلان کر دیا۔

تھیوسانگ رات کے اندھیرے میں سپہ سالار کی حویلی سے واپس آ کر تہہ خانے میں بیٹھ گیا سپہ سالار اس کے پاس گیا۔ تھیو سانگ سے کہا۔

"شاباش تھیو سانگ' اب تم آرام کرو"۔

سپہ سالار اسی رات خفیہ تہہ خانے میں ملکہ سے جا کر ملا۔ ملکہ بڑی خوش تھی۔ اس نے کہا۔

"تم نے بڑی خوش اسلوبی سے فرعون کا کام تمام کر دیا ہے اب میں ملکہ مصر کی بجائے فرعون بن کر مصر کے تخت پر بیٹھوں گی اور تم میرے سپہ سالار خاص ہو گے"۔

سپہ سالار حیران ہو کر بولا۔

"مگر ملکہ! آپ نے تو کہا تھا کہ میں فرعون بنوں گا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملکہ نے کہا۔

"میں تو صرف نام کی فرعون ہوں گی۔ اصل حکومت تو تمہاری ہی ہو گی"۔

سپہ سالار کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔ تب ملکہ کو احساس ہوا کہ اس نے یہ بات ظاہر کر کے غلطی کی ہے۔ اصل میں ملکہ نے اپنے دل میں یہی سوچ رکھا تھا کہ وہ ہی فرعون بنے گی۔ مگر یہ بات اس نے سپہ سالار کو ابھی بتانی نہیں تھی اس نے فوراً عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"تم میرے خاص سپہ سالار ہو۔ لیکن اگر تمہاری یہی خواہش ہے کہ تم فرعون بن کر مصر کے تخت پر بیٹھو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں دس دن کا سوگ ختم ہو جائے تو میں تم سے شادی کرلوں گی۔ اس طرح سے تم فرعون بن کر تخت پر بیٹھ سکو گے۔ اب تو تم راضی ہو نا"۔

سپہ سالار پرجوش تو ہی ضرور تھا۔ مگر اتنا چالاک نہیں تھا۔ وہ ملکہ کے جھانسے میں آگیا خوش ہو کر بولا۔

"ملکہ میں فرعون بن کر تخت پر بیٹھا تو آپ کے مشورے کے بغیر سلطنت کا کوئی کام نہیں کروں گا آپ کو میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں گا"۔

ملکہ نے دل میں کہا کہ سپہ سالار بھول جاؤ۔ وہ وقت

کبھی نہیں آئے گا اوپر سے ملکہ نے کہا۔

"مجھے منظور ہے سپہ سالار میرے لئے تم میرے خاوند ہو گے مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہیے تمہارے فرعون بن کر تخت پر بیٹھنے سے مجھے خوشی ہو گی۔ اب صرف اتنی مہلت دے دو کہ دس دن کے سرکاری سوگ کا جو اعلان کیا ہے یہ دس دن گزر جائیں"۔

سپہ سالار بولا۔

"کوئی بات نہیں ملکہ میں دس دن انتظار کرلوں گا"۔

ملکہ نے بڑی چالاکی سے پوچھا۔

"تمہیو سانگ کو تم نے اچھی طرح سے چھپا دیا ہے ناں کہیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ وہ حویلی سے باہر نکل کر درباریوں کو یہ بتا دے کہ اس نے سپہ سالار کے کہنے پر فرعون کو قتل کیا ہے"۔

سپہ سالار نے مسکرا کر کہا۔

"ملکہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تمہیو سانگ جس کو اپنا آقا سمجھ لیتا ہے پھر اس کے حکم کے خلاف ذرا سا بھی ادھر ادھر نہیں ہوتا"۔

ملکہ نے بڑی عیاری سے پوچھا۔

"کیا وہ ہر کسی کو اپنا آقا بنا لیتا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپہ سالار بولا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جو کوئی اس کے پاس پہنچ کر اس کو بتائے کہ میں تمہارا آقا ہوں اور تمہیں اب میرا حکم ماننا ہوگا تو پھر تمیو سانگ اسی کو آقا سمجھنے لگتا ہے اور اسی کا حکم مانتا ہے۔ یہ راز سوائے میرے اور اب تمہارے سوائے کسی تیسرے کو معلوم نہیں ہے۔ اس لئے تو میں تمیو سانگ کو حویلی سے باہر نہیں جانے دیتا"۔

ملکہ کو اطمینان ہو گیا اس نے جو معلوم کرنا تھا معلوم کر لیا تھا اس نے کہا۔

"اسے کہیں جانے بھی نہ دینا جب تم مصر کے فرعون بن جاؤ گے تو تمہارے دشمن ختم کرنے کے لیے تمیو سانگ تمہارے بہت کام آئے گا"۔

سپہ سالار بولا۔

"وہ کہاں جا سکتا ہے میں نے اسے تہہ خانے میں بند کر رکھا ہوا ہے کہ یہاں سے باہر نہ نکلے اور وہ حکم مانتا ہے اپنے آقا کا"۔

ملکہ نے کہا۔

"اچھا اب تم واپس حویلی میں چلے جاؤ رات زیادہ ہو گئی ہے پھر میں تمہیں بلا لوں گی"۔

سپہ سالار ملکہ مصر کو ادب سے سلام کر کے واپس چلا گیا اس کے جانے کے بعد ملکہ اپنے محل میں آ گئی۔ اس نے اپنے خاص راز دار حبشی غلام کو طلب کیا حبشی غلام فوراً ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ادب سے سلام کر کے بولا۔

"ملکہ عالیہ کیا حکم ہے؟ غلام آپ کا ہر حکم بجا لانے کے لئے تیار ہے"۔

ملکہ نے حبشی غلام کو اپنے قریب بٹھا لیا اور کہا۔

"اگر میں یہ کہوں کہ مجھے تمہارا سر چاہیے تو کیا تم اپنا سر کاٹ کر مجھے دے دو گے"۔

حبشی غلام نے خنجر نکال کر اپنی گردن پر رکھ دیا اور بولا۔

"ملکہ عالیہ آپ حکم کریں میں ابھی اپنی گردن کاٹ کر آپ کے قدموں میں رکھ دوں گا"۔

ملکہ نے مسکرا کر کہا۔

"شاباش مجھے تم سے یہی امید تھی۔ مگر مجھے اس وقت تمہاری گردن کی نہیں سپہ سالار کی گردن کی ضرورت ہے کیا تم ابھی سپہ سالار کی گردن کاٹ کر لا سکتے ہو"۔

حبشی غلام نے سر جھکا دیا اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ملکہ عالیہ غلام ابھی سپہ سالار کی گردن کاٹ کر آپ
کی خدمت میں پیش کر دے گا"۔

ملکہ نے راز داری سے حبشی غلام کو بتایا کہ سپہ سالار
ابھی ابھی اپنی حویلی میں گیا ہے۔

"اس کا غلام بھی ہے اس سے خبردار رہنا"۔

حبشی غلام نے کہا۔

"ملکہ عالیہ! اگر ضرورت پڑی تو میں سپہ سالار
غلام کی گردن بھی اتار دوں گا۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل
کے لئے جاتا ہوں"۔

یہ کہہ کر حبشی غلام چلا گیا دوسری طرف سپہ سالار
حویلی میں اپنے سونے والے کمرے میں بستر پر لیٹ کر سونے
کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا خاص حبشی غلام ذرکا کمرے کے
باہر پہرہ دے رہا تھا۔ حویلی کے باہر بھی دو سپاہی کھڑے پہرہ
دے رہے تھے۔ ملکہ کا خاص حبشی غلام اپنی آستین میں تیز
دھار والا خنجر چھپائے حویلی کے باہر پہنچ گیا۔ سپاہیوں نے
پوچھا کہ تم رات کے وقت یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ سپاہی
ملکہ کے حبشی غلام کو جانتے تھے۔ ملکہ کے غلام نے کہا۔

"میں ملکہ عالیہ کا ایک خاص پیغام لے کر آیا ہوں
مجھے اس وقت سپہ سالار سے ملاقات کرنی ہے"۔

سپاہیوں نے کہا کہ وہ اندر جا کر سپہ سالار کے حبشی
غلام ذرکا سے بات کرے۔ اگر سپہ سالار سو گیا ہوگا تو پھر
ذرکا ہی اسے اٹھا سکتا ہے دوسرا کوئی سپہ سالار کے کمرے
میں نہیں جا سکتا۔

ملکہ کے غلام نے کہا کہ میں اندر جا کر ذرکا سے بات
کر لیتا ہوں۔ وہ حویلی میں داخل ہو گیا۔ غلام گردش میں
سے گزر کر وہ سپہ سالار کے کمرے کے پاس آیا تو حبشی غلام
ذرکا وہاں نیزہ لئے کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔

ملکہ کے غلام نے کہا۔

"مجھے ملکہ عالیہ نے ایک خاص پیغام دے کر سپہ سالار
کے پاس بھیجا ہے۔ یہ پیغام سپہ سالار کو جگا کر دینا بہت
ضروری ہے"۔

حبشی غلام ذرکا نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر میں سپہ سالار کو اس وقت نہیں
جگا سکتا"۔

ملکہ کے غلام نے کہا۔

"مگر ذرکا یہ پیغام بڑا خاص ہے اور ملکہ عالیہ نے
تاکید کی تھی کہ ابھی سپہ سالار تک پہنچانا ہے"۔

حبشی غلام ذرکا بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر میں سپہ سالار کو نہیں جگا سکتا"۔

ملکہ کا غلام سمجھ گیا کہ یہ ضدی شخص نہیں مانے گا اور یہ کہ اس کی موت کا وقت آن پہنچا ہے اس نے کہا۔

"تو پھر ملکہ کا پیغام تو سن لو۔ جب سپہ سالار اٹھے تو اسے یہ پیغام دے دینا"۔

حبشی زرکا خوش ہو کر بولا۔

"ہاں ہاں ضرور سناؤ ملکہ کا پیغام۔ میں صبح سب سے پہلے سپہ سالار کو یہ پیغام سنا دوں گا"۔

ملکہ کے غلام نے کہا۔

"میرے قریب آؤ۔ میں وہ پیغام تمہارے کان میں سنانا چاہتا ہوں"۔

اس دوران ملکہ کے غلام نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال لیا تھا۔ اس جیب میں غلام نے خنجر چھپا رکھا تھا۔ جونہی غلام زرکا ملکہ کے غلام کے قریب آیا اور اس نے اپنے کان قریب کیے ملکہ کے غلام نے نیچے سے خنجر کا بھرپور وار کر کے حبشی غلام زرکا کا پیٹ پھاڑ دیا۔ اس سے پہلے کہ زرکا نیچے گرے ملکہ کے غلام نے دوسرا وار زرکا کی گردن پر کیا اور اس کی گردن کٹ کر نیچے گر پڑی۔ یہ وار اس لئے کیا گیا تھا کہ زرکا غلام حلق سے چیخ کی آواز نہ نکال سکے۔

حبشی غلام کو اگلی دنیا میں پہنچانے کے بعد ملکہ کا غلام آہستہ سے دروازہ کھول کر سپہ سالار کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا۔ خواب گاہ میں شمع کی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ سپہ سالار اپنے پلنگ پر بے خبر سو رہا تھا۔ ملکہ کا غلام دبے پاؤں چل کر سپہ سالار کے سرہانے کی طرف آ گیا پھر اس نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اپنا خنجر سپہ سالار کے دل میں اتار دیا۔ دل میں خنجر اتر جائے تو آدمی میں اٹھنے کی بھی طاقت نہیں ہوتی۔ ملکہ کے غلام نے دوسرا وار بھی دل پر ہی کیا سپہ سالار وہیں ختم ہو گیا اس کے بعد غلام نے سپہ سالار کا سر کاٹ کر کپڑے میں لپیٹا اسے بغل میں دبایا اور خواب گاہ کی کھڑکی کھول کر حویلی کے باغ میں کود گیا۔ اس نے جاتے ہی سپہ سالار کا کٹا ہوا سر ملکہ مصر کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ملکہ نے سپہ سالار کے سر کو ایک نظر دیکھا اور اپنے غلام خاص سے کہا۔

"اب تم میرے ساتھ سپہ سالار کی حویلی میں چلو"۔

خفیہ دروازے سے نکل کر وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رات کی تاریکی میں سپہ سالار کی حویلی کی طرف چل پڑے۔ حویلی کے باہر دونوں سپاہی اسی طرح پہرہ دے رہے تھے۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ حویلی کے اندر خواب گاہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں سپہ سالار کی لاش پڑی ہے جس کا سر غائب ہے۔ ملکہ مصر کو دیکھ کر دونوں سپاہی سر جھکا کر ادب سے کھڑے ہو گئے ملکہ نے کہا۔

"میں سپہ سالار کو ملنے جا رہی ہوں تم لوگ ہوشیاری سے باہر پہرہ دینا"۔

سپاہی بولا۔

"جو حکم ملکہ عالیہ"۔

ملکہ نے اپنے غلام خاص کو ساتھ لیا اور سیدھی سب سے پہلے سپہ سالار کی خواب گاہ کی طرف آئی۔ خواب گاہ کے باہر حبشی غلام زرکا کی لاش پڑی تھی۔ خواب گاہ میں پلنگ پر سپہ سالار کی لاش پڑی تھی۔ ملکہ نے اپنے غلام خاص کو کہا۔

"تم اسی جگہ میرا انتظار کرو۔ میں حویلی کے تہہ خانے میں ایک خاص دستاویز لینے جا رہی ہوں کیونکہ سپہ سالار نے بغاوت کا منصوبہ تیار کیا ہوا تھا"۔

غلام خاص وہیں خواب گاہ میں بیٹھ گیا اور ملکہ مصر خواب گاہ سے نکل کر ایک غلام گردش میں سے گزرتی نیچے تہہ خانے کے دروازے پر آ گئی اسے معلوم تھا کہ طاقتور آدمی تھیو سانگ اسی تہہ خانے میں موجود ہے کیونکہ اس

حویلی میں دوسرا کوئی تہہ خانہ نہیں تھا اور ملکہ تھیو سانگ کو پہچانتی تھی۔ دروازہ باہر سے بند تھا۔ ملکہ نے دروازے کو کھولا اور تہہ خانے میں داخل ہو گئی۔ تہہ خانے میں شمع روشن تھی مگر تھیو سانگ غائب تھا۔ ملکہ نے حیران ہو کر چاروں طرف دیکھا۔ تھیو سانگ اسے کہیں نظر نہ آیا وہ پریشان ہو گئی کیونکہ تھیو سانگ کی مدد کے بغیر وہ سلطنت میں موجود اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اور تخت پر بھی قبضہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے آواز دی۔

"تھیو سانگ میرے غلام تم کہاں ہو"۔

○

اس کے بعد کے سلسلہ خیز حیران کر دینے والے دلچسپ حالات عبر ناک ماریا کی اگلی کتاب نمبر 184 میں پڑھنا مت بھولیں۔

-----○-----

اے حمید
454 - N
راہ چمن' سمن آباد
لاہور

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہوگئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خالائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 12.00

ناگ پتھر بن گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ مالا۔ کہانی نمبر 184

ناگ پتھر بن گیا

اے حمید

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ISBN 969-0-0(114)-X

ترمیم شدہ ۔۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پراسرار سایہ

ملکہ نے ایک بار پھر آواز دی۔

"تھیوسانگ میرے غلام تم کہاں ہو؟"

اس بار بھی کسی نے آگے سے جواب نہ دیا۔ اب ملکہ کو پریشانی ہونے لگی۔ کیونکہ اگر اسے تھیوسانگ نہیں ملتا ہے تو وہ سلطنت مصر کے کاہنوں کی طاقت کو ختم کر کے مصر کے تخت پر قبضہ نہیں کر سکتی تھی۔ سپہ سالار نے اسے بتا دیا تھا کہ تھیوسانگ ایک خلائی مخلوق ہے اور اس کے دل میں کاہن نے طلسمی کیل ٹھونک رکھی ہے جس کی وجہ سے تھیوسانگ میں زبردست طاقت بھی آ گئی ہے اور اس سے جو چاہے کام لیا جا سکتا ہے۔ سپہ سالار کو ملکہ نے اپنے غلام کی مدد سے قتل کروا دیا تھا۔ کاہن کو تھیوسانگ نے مار ڈالا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مگر ملکہ کو معلوم تھا کہ کاہن کے مر جانے سے اس کے ساتھی کاہن سامنے آ جائیں گے اور اپنی زبردست سیاسی طاقت اور جوڑ توڑ سے ملکہ کو تخت پر قبضہ نہیں کرنے دیں گے بلکہ اپنی مرضی کے کسی آدمی کو تخت پر بادشاہ بنا کر بٹھا دیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تھیوسانگ کے نہ ملنے سے پریشان تھی۔ وہ اس وقت سپہ سالار کے محل میں تھی جس کی سرکٹی لاش کمرے میں پڑی تھی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ تھیوسانگ پچھلی کوٹھڑی میں بند ہے مگر جب ملکہ نے کوٹھڑی کھولی تو وہ خالی تھی۔ تھیوسانگ وہاں نہیں تھا۔ اس نے ایک بار پھر آواز دی۔

تھیوسانگ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اس وقت تھیوسانگ سپہ سالار کے محل کے باہر شاہی قبرستان میں ایک قبر کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خزانے کے خلائی پنکے کی شعاعوں نے فضا میں پھیل کر تھیوسانگ کو متاثر کیا تھا۔ کیونکہ تھیوسانگ بھی خلائی مخلوق تھا۔ یہ شعاعیں فضا میں سے گذر کر کوٹھڑی تک پہنچ گئیں جہاں تھیوسانگ موجود تھا۔ شعاعیں تھیوسانگ کے جسم سے ٹکرائیں تو وہ

حیران ہو کر ادھر ادھر تکنے لگا۔ اسے اپنے اندر کچھ تبدیلی محسوس ہوئی۔ کاہن نے اس کے دل پر جو طلسمی کیل ٹھونک رکھی تھی اس کا اثر بھی کم ہو گیا۔ تھیوسانگ کو کچھ کچھ یاد آنے لگا کہ وہ کون ہے۔ اس کو 'خبر' ناگ' مایا' کیٹی اور اپنی بہن جولی سانگ کی شکلیں بھی نظر آئیں۔ جو اس وقت ایک قافلے کے ساتھ منگولیا کی طرف سفر کر رہے تھے۔ تھیوسانگ کو کسی غیبی طاقت نے کہا کہ یہاں سے اٹھ کر قبرستان میں چلو۔ تھیوسانگ کوٹھڑی کے پچھلے دروازے سے نکل کر قبرستان پہنچ گیا۔ اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا۔ رات کے تین بجے ہوں گے۔ قبرستان میں بڑا خوفناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یہاں بڑی پرانی پرانی قبریں تھیں۔ اندھیرا بھی بہت تھا۔ تھیوسانگ نے ایک سائے کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ یہ انسانی سایہ تھا۔ سایہ کوئی دس قدم کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔ تھیوسانگ کی آنکھیں سائے کو دیکھ رہی تھیں۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟ میں کون ہوں؟ میرے ساتھی کہاں ہیں؟ میری یادداشت کیوں خراب ہو گئی ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سایہ چند قدم چل کر قریب آگیا۔ سائے نے کہا۔

"تم تھیوسانگ ہو۔ کاہن نے تم پر طلسم کر رکھا ہے اگر خزانے کا خلائی پتا صندوق سے باہر نہ نکلا اور اس کی شعاعیں تم تک نہ پہنچیں تو نہ تمہارے اندر یہ تبدیلی آئی نہ مجھے پتہ چلا کہ تم مصیبت میں پھنسے ہوئے ہو"۔

تھیوسانگ بڑے غور سے پراسرار سائے کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے پوچھا۔

"میں کون ہو؟ تم کون ہو؟"

سائے نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر تھیوسانگ کے سینے پر رکھ دیا۔

تھیوسانگ کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے دل سے کوئی چیز کھینچ کر باہر نکال دی ہے۔ سائے کا ہاتھ پیچھے ہٹا تو تھیوسانگ کو سب کچھ یاد آگیا۔ اسے منجر' ناگ' ماریا' جولی سانگ اور کیٹی یاد آ گئے۔ اسے یونانی مجسمہ ساز نلپ بھی یاد آگیا جو یونان کے شہر سے ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور جو ماریا سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ بالکل نارمل حالت میں تھا۔ اس نے سائے سے کہا۔

"مجھے کیا ہو گیا تھا؟"

پُراسرار سائے نے طلسمی کیل تھیوسانگ کو دکھائی۔

"کاہن نے یہ طلسمی کیل تمہارے سینے میں ٹھونک کر تمہیں اپنے قبضے کر رکھا تھا۔ اور سنو! ایسا ہی ایک طلسمی کیل اس نے تمہاری دوست کیٹی کے دل میں بھی ٹھونکا ہوا ہے۔ مگر کیٹی پر ابھی کیل کا اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کیل پر منتر پڑھ کر کیٹی کو اپنے حکم پر چلانے والا کاہن مر چکا ہے"۔

تھیوسانگ کو پُراسرار سائے نے ملکہ' سپہ سالار اور کاہن کے سارے منصوبوں اور سازشوں کے بارے میں آگاہ کر دیا۔ تھیوسانگ بولا۔

"مجھے ان لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیٹی کس حال میں ہے اور اس کے دل سے طلسمی کیل کو کیسے نکالا جا سکتا ہے؟"

پُراسرار سایہ بولا۔ "تم خلائی مخلوق ضرور ہو مگر یہ ہماری دنیا کا جادو ہے۔ طلسم ہے۔ اس کے اثر سے تم بھی نہیں بچ سکے اور کیٹی بھی نہیں بچ سکے گی"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر میں کیٹی کو بچانا چاہتا ہوں۔ میرے دوست! تم نے میری مدد کی ہے تو کیٹی کی بھی مدد کرو"۔

پراسرار سایہ خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"میں تمہیں ایک طریقہ بتا سکتا ہوں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جب میں یہاں سے غائب ہو جاؤں گا تو اس نکونے کتبے والی قبر سے اس کے مردے کی آواز آئے گی۔ وہ کہے گا۔ "کوئی ہے جو مجھے میری قبر پر اگے ہوئے درخت کا پھل توڑ کر کھلائے؟" تم آواز سن کر کہنا کہ میں تمہاری مدد کو حاضر ہوں۔ پھر تم درخت کا پھل توڑ کر اسے دے دینا۔ وہ تم سے کہے گا کہ بولو کیا چاہتے ہو؟ تم اس وقت کیٹی کے طلسمی کیل کا حال بتا دینا۔ اب میں جاتا ہوں کیونکہ قبر کے مردے کے بولنے کا وقت ہو گیا ہے"۔ اتنا کہہ کر سایہ غائب ہو گیا۔

ابھی رات کا اندھیرا قبرستان میں چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نکونے کتبے والی قبر کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ قبر کے سرہانے ایک کھڑا درخت اگا

ہوا ہے جس کی شاخوں پر سیاہ رنگ کا گول گول کوئی پھل لگا ہوا ہے۔ اتنے میں قبر ہلنے لگی۔ پھر ایک مردے کی آواز آئی۔

"کوئی ہے جو مجھے میری قبر پر اگے ہوئے درخت کا پھل توڑ کر کھلائے؟"

تھیوسانگ نے فوراً جواب دیا۔

"میں تمہاری مدد کے لئے موجود ہوں"۔

مردے کی آواز آئی۔

"تو پھر جلدی سے میرے درخت کا پھل توڑ کر میری قبر کے سرہانے جو سوراخ ہے اس میں ڈال دے"۔

تھیوسانگ نے اسی وقت درخت کی ٹہنی پر سے ایک پھل توڑا اور اسے قبر کے سرہانے جو سوراخ تھا اس میں ڈال دیا۔ قبر ہلنی بند ہو گئی۔ قبر کے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کسی نے سکون کا گہرا سانس لیا ہو۔ مردے کی آواز بلند ہوئی۔

"تم نے میری برسوں کی بھوک مٹائی ہے۔ بولو کیا مانگتے ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ نے کیٹی کے طلسمی کیل کا سارا حال بیان کر دیا۔

مردے نے کہا۔

"میں تمہیں کالے بندر کا ایک ناخن دیتا ہوں اسے پانی کے پیالے میں ڈال کر وہ پانی کیٹی کو پلا دو۔ اس کے دل میں ٹھکا ہوا طلسمی کیل اپنے آپ غائب ہو جائے گا اور کیٹی کو کاہن کے طلسم سے نجات مل جائے گی"۔

اس کے ساتھ ہی قبر میں سے مردے کا ہاتھ باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھ میں کالے بندر کا چھوٹا سا نوکیلا ناخن تھا۔ تھیوسانگ نے ناخن لے لیا اور مردے کا شکریہ ادا کیا۔ مردے کا ہاتھ غائب ہو گیا۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ جبز' ناگ' ماریا' کیٹی اور جولی سانگ اس وقت کہاں ہوں گے؟"

قبر ایک بار پھر زور سے ہلی جیسے بھونچال آ گیا ہو۔ مردے کی آواز بلند ہوئی۔

"یہاں سے شمال کی طرف دریا پار جاؤ گے تو تمہیں

ایک بوڑھی عورت جھونپڑی کے باہر بیٹھی ملے گی۔ تمہارے سوال کا جواب وہی عورت دے گی۔ مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔ اب یہاں سے چلے جاؤ"۔

تھیوسانگ اسی وقت قبرستان سے باہر نکل گیا۔ اب وہ پورا تھیوسانگ تھا۔ اسے سب کچھ یاد آ گیا ہوا تھا کہ وہ کون ہے۔ اس کی خلائی طاقت بھی اس کے پاس واپس آ گئی تھی۔ جونہی وہ قبرستان کے بڑے دروازے سے باہر آیا تو سامنے ملکہ موجود تھی۔ اس کے سپاہی بھی تلواریں لئے گھوڑوں پر سوار قریب ہی تھے۔ ملکہ نے تھیوسانگ کو دیکھ کر کہا۔

"تم میرے غلام ہو تھیوسانگ! جو میں کہوں گی تمہیں وہی کرنا ہو گا"۔

تھیوسانگ کو سب یاد آ گیا کہ یہ عورت تخت پر قبضہ کرنے کے واسطے کئی آدمیوں کا خون کر چکی ہے۔ جو تھیوسانگ کسی صورت میں پسند نہیں کر سکتا تھا۔ ملکہ یہی سمجھ رہی تھی کہ تھیوسانگ ابھی تک کاہن کے طلسمی کیل کے جادو کے اثر میں ہے۔ تھیوسانگ مسکرایا اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ملکہ! میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہی ہو۔ بہتر یہی ہے کہ تم میرے راستے میں نہ آؤ اور اپنے سپاہی لے کر یہاں سے چلی جاؤ"۔

ملکہ کو سخت غصہ آگیا۔ کیونکہ وہ تو یہی سمجھ رہی تھی کہ تھیوسانگ اس کا غلام ہے۔ اور وہ اس کی بے پناہ طاقت اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتی ہے۔ اس نے غصے میں آ کر کہا۔

"تمہیں ایسی بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ میں تمہاری آقا ہوں۔ تم میرے غلام ہو۔ میرے ساتھ چلو اور جیسا میں ہوں ویسے ہی کرو"۔

تھیوسانگ خاموش کھڑا ملکہ کو دیکھتا رہا۔ جب ملکہ نے دیکھا کہ تھیوسانگ اس کا حکم نہیں مان رہا تو اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس گستاخ کو پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ دو۔ سپاہی تلواریں لے کر تھیوسانگ کی طرف بڑھے۔ ایک سپاہی تھیوسانگ کی گردن میں زنجیر ڈالنے لگا تو تھیوسانگ نے اس کی گردن کی خاص جگہ پر اپنی انگلی لگا دی۔ وہ تڑپ کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے سپاہی کو بھی

تھیوسانگ نے بے ہوش کر دیا۔ اب ملکہ کے حکم سے سپاہیوں نے تھیوسانگ پر تلواروں سے حملہ کر دیا۔

تھیوسانگ دو قدم پیچھے ہٹا۔ اس کی آنکھوں سے تیز نیلی روشنی نکل کر سپاہیوں پر پڑی۔ سپاہیوں کے جسم شعلے بن کر اڑ گئے۔ ملکہ کا گھوڑا مڑ کر ایک طرف کو بھاگ کھڑا ہوا۔ ملکہ بھی اس کے ساتھ ہی وہاں سے چلی گئی۔ تھیوسانگ اب دریا کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ دریا کے کنارے پہنچا تو دن کی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ دریا میں کوئی کشتی نظر نہ آئی تو تھیوسانگ دریا میں اتر گیا اور اس کا جسم اپنے آپ دریا کی لہروں پر تیرتا ہوا دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ دوسرے کنارے کافی دور جا کر ریت کے ٹیلے کے پاس تھیوسانگ کو ایک جھونپڑی دکھائی دی جس کے باہر ایک بوڑھی عورت بیٹھی کپڑی ہوئی مرغی کے پر نوچ رہی تھی۔ تھیوسانگ نے جا کر سلام کیا اور تبت' ناگ' ماریا' کیتی اور جولی سانگ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ملیں گے۔ بوڑھی عورت نے اپنی ذرا ذرا سی آنکھیں اٹھا کر تھیوسانگ کو دیکھا اور طنز کرتے ہوئے بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بڑے خلائی آدمی بنے پھرتے ہو کہ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ تمہارے دوست اس وقت کہاں ہوں گے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"یہ طاقت مجھ میں نہیں ہے۔ میں مانتا ہوں۔ تم میری مدد کرو۔ قبر کے مردے نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"۔

بوڑھی عورت بولی۔

"جانتی ہوں۔ جانتی ہوں۔ تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں ٹھہرو"۔ بوڑھی عورت اٹھی اور جھونپڑی کے اندر چلی گئی۔ باہر نکلی تو اس کے ہاتھ میں تانبے کی ایک بڑی تھالی تھی۔ یہ تھالی اس نے زمین پر رکھ دی اور تھیوسانگ سے کہا۔

"اس تھالی پر کھڑے ہو جاؤ"۔

تھیوسانگ تھالی پر دونوں پاؤں جما کر کھڑا ہو گیا۔ بوڑھی عورت کی ڈراؤنی آنکھیں اور زیادہ ڈراؤنی ہو گئیں۔ اس نے کہا۔

"سنو! یہ تھالی تمہیں تمہارے ساتھیوں کے پاس پہنچا

دے گی"۔ پھر اس نے تھالی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اے طلسمی تھالی! جہاں میں نے تمہیں حکم دیا ہے اسے وہاں پہنچا دو"۔

اس کے ساتھ ہی تھالی تھیوسانگ کو لے کر اوپر کو اٹھی اور ہوا میں اڑتی ہوئی ایک طرف غائب ہو گئی۔ بوڑھی عورت نے ایک قہقہہ لگایا۔ جھونپڑی میں گئی۔ جھونپڑی کی دیوار پر ایک بڑی ہی ڈراؤنی شکل والے آدمی کا چہرہ بنا ہوا تھا۔ اس آدمی کے دو نوکیلے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ آنکھیں لال تھیں۔ سر کے بال کانٹوں کی طرح کھڑے تھے اور گردن میں بندروں کی کھوپڑیوں کی مالا تھی۔ عیار عورت نے چولہے میں سے تھوڑی سی راکھ لے کر اس پر کچھ پڑھا اور راکھ دیوار پر بنی ہوئی اس خوفناک شکل والی تصویر پر دے ماری۔ تصویر میں جان پڑ گئی۔ ڈراؤنی شکل والے جوگرتھ نے پوچھا۔

"کیا بات ہے تم نے مجھے یہاں آنے کی تکلیف کس لئے دی؟"

بوڑھی عورت نے کہا۔ "سنو جوگرتھ! میں تمہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خاص بات بتا رہی ہوں۔ تمہیں جس چیز کی تلاش تھی وہ میں نے ڈھونڈ نکالی ہے"۔

ڈراؤنی شکل والے جوگرتھ نے پوچھا۔

"کیا تم نے کوئی زبردست طاقت حاصل کر لی ہے؟ یاد رکھو جب تک میری تسلی نہیں ہو گی میں تمہیں تمہاری اصلی شکل واپس نہیں کروں گا اور تم یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجاؤ گی"۔

بوڑھی عورت نے کہا۔

"میں اناڑی نہیں ہوں۔ میری بات غور سے سنو۔ ابھی میرے پاس ایک شخص آیا تھا جس کی پیشانی پر سے میں نے اس کے دل کا سارا حال پڑھ لیا ہے۔ اس کا نام تھیوسانگ ہے۔ وہ خلائی مخلوق ہے۔ اس کے پاس خلائی طاقت ہے مگر تم اسے اپنے قابو میں نہیں کر سکتے"۔

جوگرتھ نے دانت پیس کر کہا۔

"تو پھر مجھے کیا بتانے کے لئے یہاں بلایا ہے تم نے۔ میں جا رہا ہوں"۔

"ٹھہرو، ٹھہرو!" عورت نے چیخ کر کہا۔ "مجھے بات تو

پوری کر لینے دو۔ اس آدمی تھیوسانگ کی ایک خلائی ساتھی گیٹی ہے۔ اس کے دل میں کاہن اعظم نے طلسمی کیل ٹھونک رکھا ہے۔ کاہن مر گیا ہے۔ اگر تم اس عورت گیٹی پر اپنا معمولی سا عمل بھی پڑھو گے تو وہ عورت اپنی تمام خلائی طاقت کے ساتھ تمہارے قبضے میں آ جائے گی اور پھر تم ساری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب پورا کر سکو گے۔ اب مجھے اپنے طلسم سے رہائی دلاؤ اور میری اصلی شکل مجھے واپس کر دو"۔

جوگرتھ بولا۔ "مگر یہ تھیوسانگ بھی تو وہاں پہنچ جائے گا۔ یہ گیٹی کو خبردار کر دے گا؟"

بوڑھی عورت نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"میں نے جس تھالی پر سوار کر کے یہاں سے اسے روانہ کیا ہے وہ تھالی اسے اس کے دوستوں کے پاس لے جانے کی بجائے شمالی پہاڑوں پر ایسی جگہ لے جائے گی جہاں کی شدید سردی میں پہنچتے ہی وہ برف بن کر جم جائے گا اور پھر کبھی زندہ حالت میں واپس نہیں آ سکے گا"۔

جوگرتھ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے۔ مگر پہلے میں اس خلائی عورت کیٹی کو دیکھ کر اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد تمہیں تمہاری شکل واپس کروں گا۔ وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں؟"

بوڑھی عورت جانتی تھی کہ یہ بڑا مکروہ اور ضدی جادوگر ہے اور جب تک کیٹی کے دل میں لٹکا ہوا طلسمی کیل دیکھ نہیں لے گا اس کو اس کی شکل واپس نہیں کرے گا۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم اپنی تسلی کر کے دیکھ لو"۔

اس کے ساتھ ہی دیوار پر بنی ہوئی تصویر غائب ہو گئی۔

بوڑھی عورت دیوار کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھی رہی۔ تھوڑی ہی دیر بعد دیوار پر ہیبت ناک شکل والے جوگرتھ کی تصویر دوبارہ ابھر آئی۔ وہ ایک مکروہ قہقہہ لگا کر بولا۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا۔ میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب تم میرے طلسم سے آزاد ہو۔ جاؤ اپنی دنیا میں واپس چلی جاؤ"۔

دیوار میں سے نیلے رنگ کا ایک بادل گڑگڑاہٹ کے

ساتھ نکلا۔ اس بادل نے عورت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جب بادل ہٹا تو اس کے اندر سے بوڑھی عورت کی بجائے ایک نوجوان خوبصورت لڑکی باہر نکل آئی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر دیوار پر ابھرے ہوئے جوگرتھ کے چہرے کو سلام کیا اور بولی۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں جوگرتھ!"

جوگرتھ نے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

"مشالا! یاد رکھو اگر تم نے خلائی لڑکی کیٹی کو پہلے سے خبردار کر دیا تو میں اس بار تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا اور مردوں کی دنیا میں پہنچا دوں گا"۔

خوبصورت اور نوجوان لڑکی مشالا بڑی عاجزی سے بولی۔

"اے عظیم جادوگر جوگرتھ! اگر میری نیت خراب ہوتی تو میں تھیوسانگ کو غلط راہ پر نہ لگاتی اور اسے اس کے دوستوں ٹنجر' ٹاگ' ماریا' جول سانگ اور کیٹی کی طرف ہی روانہ کر دیتی۔ مگر تم نے دیکھ لیا کہ کیٹی اکیلی تھی ورنہ اب تک تھیوسانگ اس کے پاس پہنچ کر اس کے دل سے کیل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکال چکا ہوں"۔

جوگرتھ اپنے نوکیلے دانت نکال کر بولا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہاں سے دفع ہو جاؤ اور خبردار پھر کبھی میرے سامنے نہ آنا"۔

"جو حکم عظیم جوگرتھ۔ میں یہاں سے سیدھی ملک کار تھیج میں اپنے ماں باپ کے پاس جا رہی ہوں اور پھر وہیں رہوں گی"۔

جوگرتھ جادوگر کا چہرہ غائب ہو گیا۔ شگالا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس بلا سے جان چھوٹی اور وہ بوڑھی عورت سے پھر جوان لڑکی کی شکل میں واپس آ گئی۔ وہ چین کے ایک ساحلی شہر کار تھیج میں اپنے ماں باپ کے ساتھ رہ رہی تھی کہ اس سے ایک غلطی ہو گئی جسے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ اس کے جرم میں جادوگر جوگرتھ نے اسے بوڑھی عورت بنا کر پہلے قبرستان کی ایک قبر میں ڈال دیا پھر دریا پار ایک جھونپڑی میں قید کر کے باہر طلسمی دائرہ کھینچ دیا جس کے باہر شگالا نہیں نکل سکتی تھی۔ اب وہ آزاد تھی وہ بڑی آسانی کے ساتھ جھونپڑی کے باہر کھینچے ہوئے طلسمی

دائرے سے باہر نکل آئی۔ شگالا ایک نیک دل لڑکی تھی۔ جب وہ بوڑھی بنا دی گئی تھی تو جادوگر جوگرتھ کے طلسم کے اثر میں تھی اور ذرا بھی جادو کر سکتی تھی۔ مگر اب وہ کوئی جادو نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے عقلمندی کا کام یہ کیا تھا کہ تھیوسانگ کو جس تھالی پر ہوا میں اڑایا تھا اس تھالی کو حکم دیا تھا کہ وہ تھیوسانگ کو منگولیا کی سرحد پر پہنچا کر واپس آ جائے۔ اسے معلوم تھا کہ جوگرتھ بڑا عیار جادوگر ہے اور وہ خود کیٹی کو دیکھ کر اپنی تسلی کرنے کیٹی کے پاس جائے گا۔ اس لئے شگالا نے تھیوسانگ کو کیٹی کے پاس نہیں بھیجا تھا۔ ورنہ تھالی ایک سیکنڈ میں تھیوسانگ کو کیٹی کے پاس پہنچا دیتی اور تھیوسانگ اسی وقت کیٹی کے دل سے طلسمی کیل نکالنے کی کوشش شروع کر دیتا اور جب جوگرتھ اپنی تسلی کرنے کیٹی کے پاس پہنچتا تو شگالا کا سارا منصوبہ ناکام ہو جاتا۔ جوگرتھ دیکھ لیتا کہ کیٹی کے دل میں طلسمی کیل نہیں ہے اور وہ واپس آ کر شگالا کو خدا جانے کیا سزا دیتا۔ اب شگالا آزاد تھی۔ اب اس کے سامنے سب سے پہلا کام یہ تھا کہ کسی طریقے سے کیٹی کے پاس پہنچ کر اسے خبردار کرے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے دل میں کاہن کا طلسمی کیل ہے جس پر اپنا طلسم پھونک کر خوفناک اور طاقتور جادوگر جوگرتھ اسے وہاں سے اڑا کر لے جانے والا ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہاں سے کیٹی کے پاس کیسے پہنچے؟ جب وہ بوڑھی عورت تھی اور جوگرتھ کے جادو کے اثر میں تھی تو اس نے اس جادو کے اثر سے دیکھ لیا تھا کہ کیٹی اپنے ساتھی عنبر' ناگ' ماریا اور جولی سانگ کے ساتھ ایک قافلے کے ہمراہ منگولیا کی طرف سفر کر رہی ہے۔ تھیوسانگ کو مشالا نے اسی واسطے منگولیا کی سرحد پر بھیجا دیا تھا تاکہ آگے چل کر عنبر' ناگ' ماریا کی اس سے اپنے آپ ملاقات ہو جائے۔

مشالا سخت پریشان تھی۔ اسے کیٹی کے کے پاس پہنچنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ اس کے پاس کوئی طلسمی طاقت بھی نہیں تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایک بے گناہ لڑکی خواہ اس کا تعلق خلائی دنیا سے کیوں نہ ہو' مکروہ جادوگر جوگرتھ کے قابو میں آ جائے اور وہ اسے ساری دنیا پر اپنی ظالمانہ حکومت قائم کرنے کے لئے ایک وسیلہ بنائے۔ مشالا مایوس ہو کر دریا کی طرف چلنے لگی۔ اسی لمحے میں اسے آسمان

میں گونج سنائی دی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہی تھالی جس پر اس نے تھیوسانگ کو بھیجا تھا اڑتی چلی آ رہی ہے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ تھالی اس کے پاس واپس آئی ہو۔ یہ تھالی واپس جوگرتھ کی جادوگری میں چلی جایا کرتی تھی۔ طلسمی تھالی نیچے آ کر مشالا کے سامنے زمین پر اتر گئی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چمگادڑ کیٹی سے چمٹ گئی

مشالا تھالی کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ سوچ کر حیران سی ہو رہی تھی کہ یہ طلسمی تھالی واپس اس کے پاس کیوں آ گئی ہے۔ اتنے میں تھالی کی دھیمی مگر گونج دار آواز سنائی دی۔

"اب کیا حکم ہے؟"

مشالا طلسم کے اثر میں رہ چکی تھی۔ فوراً سمجھ گئی کہ تھالی بھول کر ادھر آ گئی ہے۔ اب اس نے تھالی سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا اور تھالی سے کہا۔

"مجھے منگولیا اور کافرستان کے درمیان اس جگہ پہنچا دو جہاں ایک قافلہ سفر کرتا چلا جا رہا ہے"۔

یہ کہہ کر مشالا تھالی پر پاؤں جما کر کھڑی ہو گئی۔ تھالی ایک ہلکی سی گونج کے ساتھ فضا میں بلند ہوئی۔ پھر اوپر ہی اوپر اٹھتی چلی گئی۔ جب ایک خاص بلندی پر آ گئی تو وہ چلی

کی طرح تیزی سے ایک طرف کو پرواز کرنے لگی۔ مشالا کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ تھالی کتنی رفتار سے اور کس طرف جا رہی ہے۔ اس کے کانوں کے گرد ہوا کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں مگر قیامت کی آندھی اور طاقتور ہوا کے یہ تھپیڑے تھالی کے دائرے سے باہر تھے۔ مشالا کو ذرا سی ہوا بھی نہیں لگ رہی تھی۔ مگر اس کی آنکھیں ہوا کے شدید دباؤ کی وجہ سے اپنے آپ بند ہو رہی تھیں۔ چند لمحوں کے بعد ہوا کا دباؤ کم ہو گیا۔ ہوا کی چیخیں بھی رک گئیں۔ مشالا کی آنکھیں اپنے آپ کھل گئیں۔ اس نے دیکھا کہ اونچی پہاڑیوں کے درمیان ایک ہری بھری وادی ہے جس میں سے ایک قافلے کے اونٹ گزر رہے ہیں۔ تھالی کی آواز سنائی دی۔

"یہی وہ قافلہ ہے جو منگولیا جا رہا ہے"۔

تھالی ایک دم قافلے سے کافی آگے جا کر پہاڑی راستے پر اتر آئی۔ مشالا نے تھالی سے کہا۔

"اب تم واپس جا سکتی ہو"۔ تھالی فضا میں بلند ہوئی اور پھر تیزی سے ایک طرف اڑا کر نظروں سے اوجھل ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی۔

مشالا نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اسے یقین تھا کہ یہی وہ قافلہ ہے جس کے ساتھ کیٹی اور اس کے ساتھی عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ سفر کر رہے ہیں۔ وہ سڑک کے کنارے پتھروں پر بیٹھ گئی اور قافلے کا انتظار کرنے لگی۔ قافلہ اسی سڑک پر چلا آ رہا تھا۔

اس قافلے میں کتنے ہی اونٹ تھے جن پر مسافر بھی بیٹھے تھے اور سوداگری کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔ اونٹ آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ آگے صحرائے گوبی شروع ہونے والا تھا جس میں صرف اونٹ ہی چل سکتے تھے۔ پہاڑی راستے پر چلتے ہوئے اونٹوں کو تکلیف کا احساس ہو رہا تھا اس لئے وہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ ایک اونٹ پر عنبر اور ناگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک اونٹ پر کیٹی اور جولی سانگ بیٹھی تھیں۔ ماریا غائب ہو کر ان کے سروں کے اوپر آہستہ آہستہ اپنے آپ ہوا میں تیرتی جا رہی تھی۔ یونانی مجسمہ ساز فلپ راستے میں ہی ان سے یہ کہہ کر بچھڑ گیا تھا کہ وہ ملک ہندوستان کی سیر کرنا چاہتا ہے اور وہاں سے ہو کر انہیں منگولیا کے

دارالحکومت میں ملے گا۔ قافلہ آہستہ آہستہ اس موڑ کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں سڑک کے کنارے ایک پتھر پر نوجوان خوبصورت لڑکی مشالا بیٹھی قافلے کا انتظار کر رہی تھی۔

دوسری طرف تھیوسانگ کو تھالی نے منگولیا کی سرحد پر پہنچا دیا تھا۔ تھیوسانگ حیران تھا کہ بوڑھی عورت نے تو کہا تھا کہ تھالی اسے عنبر، ناگ، ماریا کے قافلے کے پاس اتارے گی مگر یہ وہ کہاں آ گیا ہے۔ کیونکہ منگولیا کی سرحد پر پتھروں کے لمبے مینار بنے ہوئے تھے جو سرحد کے نشان تھے۔ باقی سارا علاقہ خشک پہاڑوں اور سنگلاخ میدانوں والا تھا۔ پہاڑوں پر کہیں کہیں برف جمی تھی۔ کہیں کہیں گھاس کے چھوٹے چھوٹے میدان بھی تھے۔ جہاں ایک چرواہا گھوڑے پر سوار اپنی بھیڑوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ تھیوسانگ اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا ادھر سے کوئی قافلہ آگے گزرا ہے۔ چرواہے نے کہا۔

"ایک قافلہ دو دن بعد دارالحکومت میں پہنچنے والا ہے۔ مگر دو دن بعد یہاں سے گزرے گا"۔

تھیوسانگ چپ سا ہو گیا۔ اس نے یہی خیال کیا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس سے دھوکا کیا گیا ہے یا طلسمی تھالی سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے مجھے دارالحکومت میں پہنچ کر قافلے کا انتظار کرنا چاہیے۔ تھیوسانگ نے سوچا۔ اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ منگولیا کے دارالحکومت جانے والی سڑک پر چل پڑا۔

خطرناک اور طاقتور جادوگر جوگرتھ بھی کیٹی کو اپنے قابو میں کرنے کے ناپاک منصوبے پر عمل شروع کر چکا تھا۔ اگر کیٹی کوئی عام قسم کی لڑکی ہوتی تو جادوگر جوگرتھ اسے فوراً غائب کر کے اپنے قبضے میں کر لیتا۔ مگر کیٹی ایک خلائی لڑکی تھی۔ اس کا تعلق کائنات کے ایسے سیارے سے تھا جہاں سائنس بہت ترقی کر چکی تھی۔ اسی وجہ سے کیٹی میں بعض بڑی حیران کر دینے والی طاقتیں تھیں جن کو وہ کبھی کبھی ہی استعمال کرتی تھی۔ اس پر اتنی آسانی سے جادو طلسم کا بھی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ ساری باتیں جادوگر جوگرتھ کو معلوم تھیں۔ تھیوسانگ کے دل میں ٹھونکے ہوئے طلسمی کیل پر طلسم کا اس لئے اثر ہو گیا تھا کہ مصر کا کاہن اعظم خلائی سیاروں کا بھی علم جانتا تھا۔ مگر مصر کا کاہن مر چکا تھا اور

جوگرتھ کو خلائی ستاروں کا علم نہیں آتا تھا۔ وہ مصری کاہن کی طرح خلائی نقش کا کوئی طلسمی عمل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے سامنے کیٹی کو اپنے قبضے میں کرنے کا ایک ہی راستہ تھا کہ وہ کسی طریقے سے کیٹی کی گردن کا خون نکال کر لائے۔ پھر اس خون کے قطروں پر اپنے استاد شاہ افراسیاب کا خاص طلسم پڑھ کر پھونکے تب کہیں جا کر وہ کیٹی کو اپنے قبضے میں کر سکتا تھا۔ کیٹی کی گردن کا خون حاصل کئے بغیر جوگرتھ کا کوئی جادو اس پر نہیں چل سکتا تھا۔ جوگرتھ کوئی معمولی جادوگر نہیں تھا۔ تمام مکروہ پرندے اور درندے اس کے قبضے میں تھے۔ اس نے فوراً زمین کے اندرونی غاروں سے جہاں کبھی کسی انسان کا گزر نہیں ہوا تھا' ایک چمگادڑ کو آنے کا حکم دیا۔ سیاہ رنگ کا مکروہ صورت والا چمگادڑ اسی وقت جوگرتھ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جوگرتھ خود کیٹی کی شکل دیکھ چکا تھا۔ اس نے چمگادڑ کو کیٹی کی شکل دیوار پر لا کر دکھائی۔ اور حکم دیا کہ جاؤ اور اس لڑکی کی گردن سے تھوڑا سا خون چوس کر لاؤ۔ چمگادڑ نے اسی وقت اپنے مجلی دار پر پھیلائے اور ہوا میں اڑ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہماری کہانی کی یہ صورت حال تھی جب منگولیا جانے والا قافلہ صحرائے گوبی میں داخل ہونے سے پہلے آخری پہاڑ کے اس موڑ پر پہنچا جہاں شالا پتھر پر بیٹھی کیٹی کا انتظار کر رہی تھی۔ شالا نے جب وہ بوڑھی عورت تھی اور جوگرتھ جادوگر کے جادو کے اثر میں تھی' تھیوسانگ کی پیشانی پر عنبر' ناگ' ماریا' جولی سانگ اور کیٹی کی شکلیں دیکھ لی ہوئی تھیں۔ جب قافلے کے چھ سات اونٹ گزر گئے تو شالا نے ایک اونٹ پر بیٹھی ہوئی کیٹی کو پہچان لیا۔ اس کے ساتھ تھیوسانگ کی بہن جولی سانگ بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب وہ اونٹ بہت قریب آیا تو شالا فوراً سامنے آ گئی اور بلند آواز سے کیٹی سے مخاطب ہو کر بولی۔

"کیٹی! رک جاؤ۔ تمہاری زندگی خطرے میں ہے"۔

عنبر' ناگ کا اونٹ پیچھے تھا۔ اوپر ماریا غیبی حالت میں اڑ رہی تھی کیٹی نے اونٹ روک لیا۔ عنبر' ناگ بھی اپنے اونٹ قریب لے آئے۔

"تم کون ہو بہن؟" عنبر نے شالا کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ناگ بھی اپنی تیز نظروں سے شالا کو تکنے لگا۔

ماریا تو شالا کے بالکل قریب آ کھڑی ہو گی۔ مگر وہ غیبی حالت میں تھی اور شالا اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

شالا نے کہا۔

"عنبر بھائی! یہ وقت ان باتوں کے پوچھنے کا نہیں ہے۔ کیٹی کے دل میں مصر کے کاہن نے جادو کی کیل ٹھونک رکھی ہے۔ اس نے ایسی کیل تھیوسانگ کے دل میں بھی گاڑی تھی' مگر کاہن کا خون ہو گیا اور اب وہ کیٹی کو اپنے قابو میں نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک اس سے بھی بڑا مکروہ اور طاقتور جادوگر جوگرتھ' کیٹی پر اپنا جادو مکمل کرنے والا ہے۔ میں اس خطرناک جادوگر کے طلسم سے کیٹی کو بچانے آئی ہوں"۔

عنبر' ناگ اور جولی سانگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

کیٹی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور ہنس کر بولی۔

"مگر میرا دل تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے"۔

شالا نے کہا۔

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھو گی کیٹی کیونکہ تم اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی سانگ خلائی مخلوق ہو اور....."

ناگ نے بات کاٹ کر پوچھا۔

"تمہیں ہمارے بارے میں اتنی باتیں کہاں سے معلوم ہو گئیں؟"

شکالا نے اب وہ راز بھی کھول دیا کہ جوگرتھ جادوگر نے اسے بوڑھی عورت بنا کر اپنی غلام بنا کر رکھا ہوا تھا اور جب اس کے پاس تھیوسانگ آیا تھا تو اس نے تھیوسانگ کی پیشانی پر سے ان سب لوگوں کی شکلیں بھی دیکھ لیں تھیں اور ان کے حال بھی معلوم کر لئے تھے۔

ماریا ابھی تک خاموش تھی اس نے پوچھا۔

"تھیوسانگ کہاں ہے؟"

ماریا غائب تھی۔ شکالا نے کہا۔

"تم یقیناً ماریا ہو گی"۔

اب تو سب کو یقین ہو گیا کہ یہ عورت سب حال جانتی ہے۔ جولی سانگ نے ماریا کا سوال دہراتے ہوئے تھیوسانگ کا پوچھا تو شکالا نے انہیں بتایا کہ اس نے تھیوسانگ کو جادوگر جوگرتھ کے حکم کے خلاف برفانی غاروں

میں بھیجنے کی بجائے منگولیا کی سرحد پر بھجوا دیا تھا۔ تمہارے پاس اس لئے نہیں بھجوایا کہ مجھے معلوم تھا کہ جادوگر کیٹی کو ایک نظر دیکھنے یہاں ضرور آئے گا۔ اگر اس کی نظر تھیوسانگ پر پڑ گئی تو وہ اسے فوراً اپنے ساتھ لے جائے گا۔

"تو کیا تھیوسانگ اس منگولیا کی سرحد پر ہو گا؟ تب تو وہ ہمیں مل جائے گا کیونکہ ہم لوگ ادھر ہی جا رہے ہیں"۔

شکالا بولی۔

"ہاں! وہ وہیں ملے گا۔ مگر اس وقت کیٹی کو جوگرتھ کے علم سے بچانے کی ضرورت ہے۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ جوگرتھ نے کوئی نہ کوئی طلسمی چکر ضرور چلا دیا ہو گا"۔

ختر بولا۔

"اس کا تو ایک ہی علاج ہے کہ ہم یہاں سے قافلے والوں سے الگ ہو کر پہاڑیوں میں جا کر کچھ دیر کے لئے چھپ جائیں"۔

ناگ نے کہا۔

"اس وقت یہی طریقہ بہتر ہے"۔

اور وہ سب قافلے سے الگ ہو کر پہاڑیوں کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلنے لگے۔ یہ پہاڑیاں آس پاس پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کے آگے ریگستانی علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ ایک پہاڑی کے اندر بڑا سا گہرا قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ وہ سب اس غار کے باہر آ کر بیٹھ گئے۔ ماریا کہنے لگی۔

"ہم اس غار میں کب تک چھپے رہیں گے مگر؟ ہمیں جادوگر کے جادوگر کا کوئی توڑ سوچنا چاہیے"۔

مشالا بولی۔

"ماریا بہن! تم جوگرتھ جادوگر کی طاقت سے واقف نہیں ہو۔ اس کے جادو کا کوئی توڑ نہیں ہے"۔

ماریا نے تنگ کر کہا۔

"بہت دیکھے ہیں ہم نے جادوگر"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔ "پہلے تو یہ پتہ کرنا چاہیے کہ کیٹی کے دل میں واقعی کوئی طلسمی کیل گھسا ہوا ہے کہ نہیں؟"

کیٹی نے اداس ہو کر کہا۔

"مگر مجھے تو ذرا بھی محسوس نہیں ہوتا"۔

ناگ، مچھر کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ میں طلسمی کیل کو دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر مجھے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے نظر آ جاتے ہیں تو کیٹی کے دل میں لگا ہوا کیل بھی نظر آ جائے گا"۔

ماریا نے ناگ کی تجویز کو پسند کیا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

تو پھر فوراً معائنہ شروع کر دو"۔

ناگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! بالکل سیدھی کھڑی رہنا۔ میں تمہارے دل میں جھانک کر دیکھنے لگا ہوں"۔

کیٹی سیدھی کھڑی ہو گئی۔ ناگ کے منہ سے ایک زبردست پھنکار کی آواز نکلی جسے سن کر مشالا ڈر کر مچھر کے پیچھے ہو گئی۔ دوسرے لمحے مشالا نے دیکھا کہ جہاں تھوڑی دیر پہلے ناگ موجود تھا اب ایک سفید پھنی والا سانپ پھن اٹھائے جھوم رہا ہے۔ سانپ اپنا پھن کیٹی کے بالکل قریب لے آیا۔ اب سانپ کی آنکھیں کیٹی کے دل پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد سانپ پیچھے ہٹ گیا۔ سانپ نے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زبردست پھنکار ماری اور سانپ سے انسان یعنی ناگ کے روپ میں واپس آ گیا۔

"کیا دیکھا تم نے؟" عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

"شکالا ٹھیک کہتی ہے۔ کیٹی کے دل میں سونے کی ایک کیل لگی ہوئی ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تو اس کو باہر کیوں نہیں نکال لیا تم نے"۔

ناگ بولا۔

"اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ کیونکہ کیل پر مصر کے سب سے بڑے جادوگر کاہن نے جادو کیا ہوا ہے۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ مصریوں کے کاہنوں یعنی پجاریوں کا جادو بے حد خطرناک ہوتا ہے"۔

کیٹی اب ذرا پریشان ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔

"ناگ بھائی! کچھ کرو۔ نہیں تو خدا جانے یہ جادو کی کیل مجھے کہاں سے کہاں لے جائے"۔

ماریا نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! کیا تمہارے پاس طلسمی کیل کے جادو کا کوئی

منتر نہیں ہے؟"

جولی سانگ نے اسے تسلی دی۔

"ماریا! گھبراؤ نہیں۔ کیٹی کی خلائی طاقت اسے یہاں کے جادو ٹونے سے کافی حد تک بچائے رکھے گی"۔

تب شکالا نے کہا۔

"مگر ماریا بہن! ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ طلسم کاہن اعظم کا طلسم ہے اور اس کا نقش ستاروں کو دیکھ کر بنایا جاتا ہے"۔

اس پر عنبر نے بڑی زوردار آواز میں کہا۔

"شکالا! تم بھی یہ بات بھول گئی ہو کہ خدا نے انسان کو اگر وہ اچھے کردار کا انسان ہو' بڑی زبردست طاقت دی ہوئی ہے۔ وہ اپنے بلند کردار اور خدا پر ایمان کی طاقت سے ہر جادو طلسم کو پاش پاش کر سکتا ہے"۔

شکالا خاموش ہو گئی۔ عنبر' ناگ' ماریا اور جولی سانگ غور کرنے لگے۔ اتنے میں انہیں آسمان پر بڑے زور کی گونج سنائی دی۔ جیسے کوئی بادل کا ٹکڑا گرجتا ہوا ان کے سروں کے اوپر سے گزر گیا ہو۔ سب نے آسمان کی طرف دیکھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آسمان بالکل صاف تھا۔ اصل میں یہ جادوگر جوگرتھ کی بھیجی ہوئی چمگادڑ تھی جو کیٹی کی گردن کا خون چوسنے وہاں پہنچ گئی تھی۔ مگر ان لوگوں کے اوپر آتے ہی چمگادڑ نے 'خبر' ناگ' ماریا کی ماورائی طاقت اور جولی سانگ کے جسم سے اٹھنے والی خلائی شعاعوں کو محسوس کر لیا تھا۔ اسے ایک دھچکا سا لگا تھا اور چمگادڑ فضا میں بڑی تیزی سے غوطہ لگا کر دور خشک پہاڑیوں میں غائب ہو گئی تھی۔

خبر نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! دیکھو یہ کیا چیز تھی؟"

ماریا اسی وقت فضا میں اچھلی اور ہوا میں تیزی سے اڑ گئی۔

ناگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے پہاڑوں کے اندر کسی تودے کے گرنے کی گرج ہو؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"اگر کوئی تودہ گرتا تو زمین ضرور ہلتی۔ مگر زمین نہیں ہلی تھی"۔

کیٹی ابھی تک آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"مجھے تو ایسے لگا تھا جیسے کوئی پرندہ تیزی سے میرے سر کے اوپر سے گزر گیا ہو"۔

خبر نے مشالا کی طرف دیکھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے مشالا؟"

مشالا بھی پریشانی کے عالم میں آسمان کو تک رہی تھی کہنے لگی۔

"خبر بھیا! ہمیں کیٹی کو لے کر اس غار کے اندر چلے جانا چاہیے"۔

سارے دوست ابھی تک غار کے باہر کھلے آسمان تلے ہی بیٹھے تھے۔ اتنے میں ماریا بھی واپس آ گئی۔ اس نے کہا۔

"مجھے دور دور تک کوئی چیز نظر نہیں آئی"۔

مشالا کہنے لگی۔

"ماریا! مجھے پورا یقین ہے کہ جوگرتھ جادوگر نے کیٹی کو قبضے میں کرنے کے لئے اسے اغوا کر کے لے جانے کے لئے اپنا طلسمی عمل شروع کر دیا ہے"۔

پھر کیٹی کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیٹی! تمہیں کچھ محسوس تو نہیں ہو رہا؟"

کیٹی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"بالکل نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں"۔

مشالا نے عنبر، ناگ، جولی سانگ سے کہا۔

"ہمارا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ کوئی طلسمی چیز تھی جسے جادوگر جوگرتھ نے بھیجا تھا اور جو ہمارے سروں کے اوپر سے گزر گئی"۔

عنبر کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر ابھی ہم کچھ دیر کے لئے اس غار کے اندر ہی چھپیں گے۔ کیونکہ تمہارے کہنے کے مطابق جوگرتھ جادوگر کا طلسمی عمل شروع ہو گیا ہے۔ ہم یہاں رہ کر اس کے جادو کا بہادری سے مقابلہ کریں گے"۔

مشالا کہنے لگی۔

"شاید تم ایسا نہ کر سکو"۔

عنبر نے اسے ڈانٹ دیا۔

"ایسی بات پھر کبھی زبان سے نہ نکالنا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیں نہیں جانتیں کہ ہم نے اپنے ہزاروں سالہ

تاریخی سفر میں کیسی کیسی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں اور کیسے کیسے شیطانی جادوگروں کو شکست دی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے اخلاقی راستے پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے ہمیشہ انسان کی بھلائی کے واسطے اپنی طاقتوں کو استعمال کیا ہے۔ اور یاد رکھو! جو آدمی خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے اس کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے"۔

مشالا نے معافی مانگ لی اور کہا۔

"مجھ سے آپ لوگوں کو سمجھنے میں غلطی ہو گئی۔ مجھے معاف کر دیں"۔

اتنے میں غار کے اوپر سے جوگرتھ کا طلسمی چمگادڑ ایک زبردست گرج کے ساتھ ایک بار پھر گزر گیا۔ عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ناگ! تم اور ماریا باہر جا کر دیکھو کہ یہ کیا چیز ہے۔ میں اور جولی سانگ یہاں کیٹی کے پاس ہی بیٹھیں گے"۔

ناگ اور ماریا اسی وقت غار سے باہر نکل گئے۔ ماریا پہلے ہی غیبی حالت میں تھی۔ ناگ نے سانپ کی شکل اختیار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی اور دونوں ایک دوسرے کی خوشبوؤں کے ذریعے پہاڑ کی چوٹی کی طرف بڑھے۔ ماریا تو ناگ کو سانپ کے روپ میں دیکھ رہی تھی مگر ناگ ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ صرف اس کی خوشبو اپنے قریب محسوس کر رہا تھا۔ پہاڑی کے اوپر آ کر ناگ کنڈلی مار کر ایک پتھر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ماریا فضا میں پہاڑی کے اوپر گول دائرے کی شکل میں چکر لگانے لگی۔ اس وقت چگاڈر وہاں سے آگے دوسرے پہاڑ کے غار کے اندر چھت سے لٹکی ہوئی تھی اور اپنی طلسمی طاقت کو بڑھا رہی تھی۔ چگاڈر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ اس کے مکروہ جسم میں سے عجیب قسم کی تیز شعاعیں نکل کر غار میں پھیل گئیں۔ اس کے ساتھ ہی چگاڈر نے چھت کو چھوڑ دیا اور زناٹے کے ساتھ غار سے باہر نکل گئی۔ غار سے باہر آتے ہی وہ فضا میں تیر کی طرح بلند ہوئی۔

ماریا نے ہوا میں اڑتے اڑتے ایک ناقابلِ فہم قسم کی بو کو محسوس کیا اور جدھر سے بو آ رہی تھی ادھر کو غوطہ لگایا۔ دوسری طرف چگاڈر نے بھی غوطہ لگا دیا تھا۔ چگاڈر ماریا کو نہیں دیکھ سکتی تھی مگر ماریا نے اسے دیکھ لیا مگر اس نے سوچا

یہ عام قسم کی چگاڈر ہے جو اکثر ان علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن چگاڈر تو رات کے وقت اڑتی ہیں۔ یہ دن کے وقت چگاڈر کہاں سے آ گئی؟ ماریا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ طلسمی چگاڈر گرجتی ہوئی ماریا کے اوپر سے نکل گئی۔ ناگ نے زور سے پھنکار ماری۔ اس پھنکار کو چگاڈر نے بھی سن لیا تھا مگر اس وقت وہ کیٹی کی تلاش میں تھی۔ اسے کیٹی کی گردن کا خون چاہیے تھا۔ چگاڈر کے طلسم نے اسے بتا دیا کہ کیٹی غار کے اندر ہے۔ چگاڈر غار کے اندر غوطہ لگا گئی۔ عنبر' جولی سانگ' مشالا اور کیٹی چگاڈر کی گرج دار آواز سن کر چھت کو تکنے لگے۔

O

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانی کھوپڑیوں والا درخت

چنگاڑ کو ایک بار پھر زبردست جھٹکا لگا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت غار میں ایک کی بجائے دو خلائی عورتیں یعنی کیٹی اور جولی سانگ تھیں۔ چنگاڑ غار سے نکل کر پیچھے کی جانب دور آسمانوں میں نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد ماریا اور ناگ بھی غار میں آ گئے۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آسمان پر گرج ضرور سنائی دی تھی مگر کوئی شے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"تم نے کیا۔

"وہ گرج غار کے اندر سے بھی ہو کر گئی ہے۔ ناگ! یقیناً یہ کوئی نظر نہ آنے والا طلسمی پرندہ ہے جو کیٹی کی تاڑ میں ہے"۔

مشالا نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے یہ کوئی چنگاڑ ہے جس پر طلسم کر کے

جوگرتھ نے بھیجا ہے"۔

"میرا بھی یہی خیال ہے"۔ ماریا نے کہا۔

"مگر چنگاڑ کیٹی کو کیسے اٹھا کر لے جائے گی؟" جولی سانگ نے سوال کیا۔

کیٹی نے کہا۔

"ہاں! ایک چنگاڑ تو مجھے اغوا نہیں کر سکتی"۔

ناگ بولا۔

"بہرحال ہمیں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دشمن کا طلسم ہمارے سروں کے اوپر پہنچ چکا ہے"۔

مشالا نے مشورہ دیا۔

"اگر یہ چنگاڑ ہے تو وہ بڑی تباہی مچا سکتی ہے۔ ابھی تک اس نے حملہ اس لئے نہیں کیا میرے خیال اس کو تم دونوں کی خلائی شعاعیں روک رہی ہیں"۔

مہیر بولا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں کیٹی کو لے کر یہاں سے کسی طرف نکل جانا چاہیے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کافی سوچ بچار اور آپس میں مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ رات اسی غار میں گزارنی چاہیے۔ دوسرے دن وہاں سے کسی طرف چلا جائے۔ دن گذر گیا۔ چگاوڑ کی گرج پھر سنائی دی۔ رات کا اندھیرا پہاڑیوں پر چھا گیا۔ عنبر نے غار کے باہر ناگ اور ماریا کی ڈیوٹی لگا دی۔ ناگ سانپ کی شکل میں غار کے باہر ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔ ماریا فضا میں چکر لگانے لگی۔

چگاوڑ بھی اسی فضا میں موجود تھی۔

وہ وہاں قریب ہی ایک پہاڑی کے اندر چھپی ہوئی تھی اور رات کا اندھیرا گہرا ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ بھی اس وقت دنیا کے سب سے بڑے جادوگر کے شاگرد جوگرتھ کے جادو کے اثر میں تھی۔ اسے ہر حالت میں اپنے مشن کو مکمل کرنا تھا۔ جب رات گہری ہو گئی تو چگاوڑ پہاڑی کے اندر سے باہر نکل آئی مگر اس بار وہ فضا میں بڑی آہستہ آہستہ پرواز کر رہی تھی۔ جب وہ غار قریب آیا جس میں کیٹی موجود تھی تو چگاوڑ نیچے پہاڑی پر اتر آئی۔ کچھ دیر تک وہ پہاڑی کے ساتھ چپٹی رہی۔ اس نے ایک لمبے طلسم

سے اپنے جسم سے نکلنے والی ناخوشگوار بو کو ختم کر دیا۔ پھر اڑ کر غار میں داخل ہونے کی بجائے پہاڑی دیوار کے ساتھ غار کی طرف رینگنے لگی۔ وہ رینگتی ہوئی غار کے اوپر سے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے طلسم کی طاقت اتنی زبردست تھی کہ باہر پہرا دیتے ناگ اور فضا میں چکر لگاتی ماریا کو بھی چگاوڑ کی موجودگی کا علم نہ ہو سکا۔

غار کے اندر جولی سانگ، عنبر اور کیٹی باتیں کر رہے تھے۔ یہ لوگ نیند کی دنیا سے بالکل بے تعلق تھے۔ مگر ان میں سے جو جب چاہے سو بھی سکتا تھا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"رات ابھی کافی باقی ہے۔ ہم کب تک باتیں کرتے رہیں گے۔ میرا خیال ہے ہمیں کچھ دیر کے لئے سو جانا چاہیے"۔

کیٹی نے اس خیال کو پسند کیا۔ عنبر کہنے لگا۔

"اگر تم دونوں یہی چاہتی ہو تو میں بھی کچھ دیر کے لئے سو جاتا ہوں"۔

کیٹی اور جولی سانگ ایک طرف لیٹ گئیں۔ عنبر دوسری طرف دیوار کی طرف منہ کر کے پڑ گیا۔ تھوڑی ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیر بعد وہ گہری نیند سو رہے تھے۔ ان لوگوں کو یہ بے احتیاطی کرنی نہیں چاہیے تھی۔ مگر قدرت جب کوئی کام کرنا چاہتی ہے تو پھر اس کا کوئی نہ کوئی بہانہ بن جاتا ہے۔ انسان سے کہیں نہ کہیں کوئی غلطی یا بے احتیاطی ہو جاتی ہے۔ چگاڈڑ غار کی دیوار سے چپٹی ہوئی تھی۔ وہ غار میں موجود تھی۔ جب اس نے ان لوگوں کے خراٹوں کی آواز سنی تو دیوار پر رینگتی ہوئی ان کے پاس آ گئی۔ اس نے کیٹی کو پہچان لیا تھا۔ وہ دیوار سے اتر کر زمین پر آ گئی اور پھر بڑی آہستہ آہستہ رینگتی کیٹی کی گردن کے پاس آ کر رک گئی۔ اب وہ دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کے منہ سے ایک باریک سوئی سی نکلی اور تیزی سے کیٹی کی گردن میں داخل ہو گئی۔ کیٹی کو کچھ محسوس نہ ہوا۔ وہ واقعی گہری نیند سو رہی تھی۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں چگاڈڑ نے کیٹی کا کئی قطرے خون چوس کر اپنے منہ کی تھیلی میں سنبھال لیا اور اسی طرح بڑی احتیاط سے رینگتی ہوئی غار سے باہر آ گئی۔ وہ غار کی چھت پر سے ہو کر اس کے دروازے سے باہر نکلی تھی۔ ناگ اسے نہیں دیکھ سکا تھا۔ چگاڈڑ پہاڑی کے ساتھ

چپٹی رینگتی ہوئی دوسری پہاڑی پر پہنچی تو فوراً فضا میں اڑ گئی۔ اب اس کے سامنے میدان صاف تھا۔ وہ سیدھا جادوگر جوگرتھ کی طرف اڑتی چلی گئی۔

رات گذر گئی۔ عنبر، کیٹی اور جولی سانگ جاگ اٹھے تھے۔ دن نکل آیا تھا۔ پہاڑوں میں روشنی ہو گئی تھی۔ ناگ اور ماریا بھی غار میں آ گئے۔ عنبر نے پوچھا۔

"کوئی خاص واقعہ تو نہیں ہوا؟"

ماریا نے کہا۔

"آسمانوں میں تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ نہ پرندہ نہ اس کی گرج ہی دوبارہ سنائی دی ہے"۔

ناگ بولا۔

"میں نے بھی کسی چیز کو غار میں داخل ہوتے نہیں دیکھا۔ تم لوگ اندر کیسے رہے؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ہم تو سو گئے تھے۔ ساری رات نیند کے مزے لیتے رہے۔ مثلاً بھی رات کو غار کے اندر ہی ایک طرف پڑ کر سو گئی تھی۔ وہ چونکہ عام انسان تھی اس لئے وہ گہری نیند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں تھی اور ابھی تک سو رہی تھی۔

عنبر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے۔ کوئی دوسرا قافلہ آ رہا ہو گا۔ ہم اس میں شامل ہو کر منگولیا کے دارالحکومت میں پہنچ کر تیموساگ کو تلاش کریں گے۔ وہ ہمیں وہاں ضرور مل جائے گا"۔

سب نے عنبر کی تجویز کو منظور کر لیا۔ اتنے میں مشالا بھی جاگ پڑی۔ اسے جولی ساگ نے جگایا تھا۔ مشالا آنکھیں ملتے ہوئی اٹھی اور سب سے اس کی خیریت دریافت کی۔ عنبر نے اسے بتایا کہ رات خیریت سے گذری ہے اور وہ پرندہ بھی پھر نہیں آیا۔ مشالا سوچ میں پڑ گئی۔

"کیا سوچنے لگیں مشالا؟" کیٹی نے پوچھا۔

مشالا نے کہا۔

"جوگرتھ اب دوسرا وار کرے گا۔ ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔ اس کا دوسرا وار پہلے وار سے بھی زیادہ سخت ہو گا"۔

ماریا نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

"مشالا! تم ابھی تک جوگرتھ کے طلسم کے اثر میں ہو"۔

ناگ کہنے لگا۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے"۔

مشالا نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جانتی تھی کہ اگرچہ ان لوگوں کے پاس بڑی طاقتیں ہیں مگر یہ لوگ ابھی تک دنیا کے خطرناک شیطان اور خوفناک جادوگر جوگرتھ کی طاقت سے واقف نہیں ہیں۔

تھوڑی دیر بعد یہ سارے دوست غار سے نکل کر اس راستے پر آ گئے جہاں سے قافلے گزرا کرتے تھے۔ آدھا دن وہ وہاں بیٹھے رہے۔ اس کے بعد ایک قافلہ آیا۔ وہ اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ اور قافلہ منگولیا کے دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گیا۔ آگے صحرائی راستہ شروع ہو جاتا تھا۔ رات کو قافلے نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ اس رات بھی کیٹی کو کچھ نہ ہوا۔ وہ رات بھی خیریت سے گزر گئی۔ اصل میں جوگرتھ جادوگر کیٹی کے خون پر ایک خاص نقش کا طلسم کر رہا تھا۔ دوسرے دن قافلہ سنگلاخ میدانوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گزرتا رہا۔ اگلی رات بھی گذر گئی۔ تیسرے دن شام کے وقت یہ قافلہ منگولیا کے دارالحکومت میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچتے ہی سوائے مشالا کے باقی سب نے تھیوسانگ کی خوشبو کو محسوس کر لیا۔ اور وہ بڑے خوش ہوئے کہ تھیوسانگ اس شہر میں کسی جگہ موجود ہے۔ مگر اس وقت بڑی زبردست بارش ہو رہی تھی۔ وہ سرائے میں بیٹھے تھے۔ تھیوسانگ کی خوشبو پرانے شہر کی طرف سے آ رہی تھی جہاں وہ ایک سرائے میں رہ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے بھی مہر' ناگ' ماریا' جولی سانگ اور کیٹی کی خوشبوؤں کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ بھی بڑا خوش ہوا تھا کہ اس کے ساتھی شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب اسے کوئی فکر نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ ذرا بارش رک جائے تو وہ خوشبو کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں کے پاس چلا جائے گا۔

مگر بارش رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا۔ بارش اسی طرح موسلادھار ہو رہی تھی۔ پھر رات ہو گئی۔ ان لوگوں کو تھیوسانگ کی خوشبو اور تھیوسانگ کو ان لوگوں کی خوشبو برابر محسوس ہو رہی تھی۔ اس لئے

دونوں اپنی اپنی جگہوں پر اطمینان سے بیٹھے تھے کہ وہ جب چاہیں ایک دوسرے سے مل لیں گے۔ رات کے دس بجے کے قریب بارش رکی تو مہر نے ناگ سے کہا۔

"تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم تھیوسانگ کے پاس چلتے ہیں۔ ماریا تم اور جولی سانگ اور مشالا اسی جگہ کیٹی کے پاس رہنا۔ ہم جلدی آ جائیں گے"۔

"ٹھیک ہے"۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

ناگ اور مہر کارواں سرائے سے نکلے اور جدھر سے تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی تھی ادھر کو چل پڑے۔ شہر کی گلیاں اور بازار پانی سے جل تھل ہو رہے تھے مگر مہر اور ناگ' تھیوسانگ کی خوشبو کی پیچھے چلے جا رہے تھے۔ کارواں سرائے میں دوسرے مسافر اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں سونے کے لئے بستر بچھانے لگے تھے۔ کارواں سرائے کے باہر تیل کا لیمپ روشن تھا۔ اس زمانے میں زیتون کا تیل چراغوں میں عام استعمال ہوتا تھا۔ اپنی کوٹھڑی میں جولی سانگ اور کیٹی بچھونوں پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ مشالا کو نیند آ گئی تھی اور وہ ایک طرف لیٹ کر سو گئی تھی۔ ماریا کوٹھڑی سے نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر لیبی حالت میں کارواں سرائے میں ادھر ادھر چل پھر کر اور کبھی ہوا میں اڑ کر حالات کا جائزہ لے رہی تھی۔ جولی سانگ نے باتیں کرتے ہوئے کہا۔

"آؤ باہر چل کر ماریا کو بھی بلا لاتے ہیں"۔

کیٹی بولی۔

"نہیں میں آرام کر رہی ہوں۔ تم جا کر بلا لاؤ"۔

"میں ابھی ماریا کو لے کر آتی ہوں"۔

یہ کہہ کر جولی سانگ کوٹھڑی سے باہر نکل گئی۔ اب کوٹھڑی میں کیٹی اور شالا کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ کیٹی جاگ رہی تھی۔ شالا سو رہی تھی۔ جادوگر جوگرتھ اسی گھڑی' اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔

کیٹی کو لیٹے لیٹے اپنی گردن پر کسی شے کا ہلکا سا دباؤ محسوس ہوا۔ اس نے ہاتھ پھیرا تو اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا لگا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ یوں محسوس ہوا جیسے ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا۔ کیٹی نے چیخ کر جولی سانگ کو آواز دینی چاہی مگر اس کے حلق سے آواز نہ نکلی۔ وہ گھبرا گئی۔ اس نے

اٹھ کر باہر بھاگنا چاہا مگر وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہ کر سکی۔ جیسے پتھر ہو کر رہ گئی۔ اس وقت جولی سانگ کارواں سرائے سے باہر ماریا سے باتیں کر رہی تھی۔

اچانک جولی سانگ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! تم نے ایک تبدیلی محسوس کی؟"

"کیا؟" ماریا نے پوچھا۔

جولی سانگ نے دو تین بار اوپر کو سانس کھینچ کر کہا۔

"کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی"۔

اب ماریا نے بھی محسوس کیا کہ واقعی کیٹی کی خوشبو فضا میں سے غائب ہو چکی ہے۔ تھیوسانگ' جولی سانگ' ہاگ' عنبر اور خود ماریا کی اپنی خوشبو فضا میں موجود تھی مگر کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔ وہ گھبرا کر بولی۔

"اندر چلو"۔

ماریا بجلی کی تیزی کے ساتھ فضا میں لہراتی ہوئی کوٹھڑی میں آ گئی۔ جولی سانگ بھی بھاگتی ہوئی کوٹھڑی میں داخل ہوئی۔ آگے ماریا موجود تھی مگر کیٹی کا بستر خالی پڑا تھا۔ اس نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جولی! کیٹی غائب ہے"۔

جولی وہیں غمزدہ ہو کر بیٹھ گئی۔

"جس کا ڈر تھا آخر وہی بات ہو کر رہی"۔

ماریا نے اسی وقت شکالا کو جگایا۔ شکالا ہڑبڑا کر آنکھیں ملتی اٹھ بیٹھی۔

"کیا بات ہے جولی سانگ؟"

اس نے ماریا کو نہیں دیکھا تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"کیٹی غائب ہے"۔

شکالا نے اپنا ماتھا تھام لیا۔ "اس بدبخت نے آخر اپنا وار کر دیا"۔ پھر جولی سانگ کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

"ہو سکتا ہے وہ کہیں باہر ہو۔ باہر چل کر دیکھتے ہیں"۔

جولی سانگ نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ اس سارے علاقے میں کہیں نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی خوشبو نہیں آ رہی"۔

ماریا نے کہا۔

"اگر وہ یہاں آس پاس' پچاس کوس کے فاصلے پر بھی

ہوتی تو ہمیں اس کی خوشبو آ جاتی۔ مگر اس وقت اس کی ہلکی سی خوشبو بھی نہیں آ رہی"۔

"اس کا مطلب ہے کہ جادوگر جو گرتھ اسے اٹھا کر لے گیا ہے۔ یہ بڑی بری بات ہوئی ہے۔ یہ شیطان صفت جادوگر اس کی مدد سے ساری دنیا کے لوگوں پر اپنی شیطانی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے"۔

جولی سانگ نے مشورہ دیا کہ ناگ اور عنبر کو جا کر اطلاع کرتے ہیں۔ ماریا' جولی سانگ اور شکالا کوٹھڑی سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑیں۔ انہیں تھیوسانگ اور ناگ' عنبر کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ وہ اس خوشبو کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی تھیں۔ شہر رات کے وقت خالی خالی سا تھا۔ پرانی قسم کی سڑکوں پر کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایک جگہ سرائے میں سے انہیں تھیوسانگ اور ناگ' عنبر کی بڑی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔

ماریا نے کہا۔

"وہ یہیں ہیں"۔

ماریا تیزی سے اندر چلی گئی۔ جولی سانگ شکالا کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ لے کر سرائے کے اندر آئی۔ ایک کمرے میں انہیں تھیوسانگ مل گیا۔ عنبر، ناگ بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔ جولی سانگ اپنے بھائی سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔ تھیوسانگ نے شمالا کو بوڑھی عورت کے روپ میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ اسے اب نوجوان لڑکی کے روپ میں نہ پہچان سکا۔ عنبر نے شمالا کا تعارف کرواتے ہوئے تھیوسانگ کو بتا دیا کہ یہی وہ عورت تھی جس نے تمہیں طلسمی تھالی پر سوار کروا کر منگولیا روانہ کیا تھا۔ یہ ہماری خیرخواہ ہے اور کیٹی کے بارے میں ہمیں خبردار کرنے یہاں آئی تھی۔ اس دوران تھیوسانگ کو ان لوگوں نے بتا دیا تھا کہ جادوگر جوگرتھ نے ایک طلسمی کیل کیٹی کے دل میں بھی پیوست کر رکھا ہے۔ اور اب وہ اسے اپنے جادو کے زور سے اغوا کرنے کی کوشش میں ہے۔ عنبر نے ماریا، جولی سانگ، اور شمالا کی طرف باری باری دیکھا اور پوچھا۔

"تم کیٹی کو اکیلی چھوڑ کر کیوں آ گئی ہو؟"

جولی سانگ نے اداس لہجے میں کہا۔

"عنبر بھائی! کیٹی پر جوگرتھ کا جادو چل گیا ہے۔ وہ

غائب ہو چکی ہے۔ میں اور شمالا ذرا دیر کو باہر نکلی تھیں۔ جب واپس آئیں تو کیٹی کوٹھڑی میں نہیں تھی۔ اس کی خوشبو بھی غائب تھی۔"

تھیوسانگ، عنبر اور ناگ نے فضا میں سونگھا۔ کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ عنبر نے جولی سانگ اور شمالا کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی کوٹھڑی سے باہر آنے کی؟ کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ کیٹی کو اکیلی نہیں چھوڑنا"۔

تھیوسانگ بولا۔

"جو بات ہونی ہوتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے عنبر۔ انہیں کچھ نہ کہو۔ اب یہ سوچو کہ کیٹی کہاں گئی ہو گی؟"

عنبر نے پوچھا۔

"جادوگر جوگرتھ کے پاس ہی گئی ہو گی۔ اور اسے کہاں جانا ہے۔ اب ہمیں اس کی تلاش میں نکلنا ہو گا"۔

ناگ نے شمالا سے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتی ہو شمالا کہ جوگرتھ جادوگر کی جادوگری کہاں ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشالا نے کہا۔

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ جنوب میں جہاں افریقہ کا ملک ختم ہو جاتا ہے وہاں سمندر کے کنارے ایک بڑا خطرناک گھنا جنگل پھیلا ہوا ہے۔ اس جنگل میں ایک درخت ہے جس پر انسانوں کی کھوپڑیاں لٹکی رہتی ہیں۔ بس وہیں کہیں قریب ہی زمین کے نیچے جوگرتھ جادوگر کی جادوگری ہے۔ مگر وہاں تک کسی انسان کا پہنچنا ناممکن ہے"۔

جولی سانگ بولی۔

"مگر ہم عام انسانوں سے بڑے مختلف ہیں"۔

"ٹھیک ہے"۔ مشالا نے جواب دیا۔ "تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم لوگوں کے پاس بڑی زبردست طاقتیں ہیں مگر تم نے دیکھ لیا ہے کہ اتنی طاقت ہونے کے باوجود جوگرتھ تمہارے درمیان میں سے کیٹی کو اٹھا کر لے گیا ہے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"مگر ہمارے حوصلے بلند ہیں۔ ہم کیٹی کو جادوگر کی قید سے ضرور واپس لے آئیں گے۔ اس کے بعد وہ سب آپس میں بیٹھ کر مشورے اور کیٹی کو واپس لانے کے منصوبے تیار

کرنے لگے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے افریقہ کے ملک کی طرف کوچ کر دینا چاہیے"۔

ماریا نے مشالا سے پوچھا۔

"مشالا! تم یہاں رہو گی یا ہمارے ساتھ چلو گی"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"مشالا! اگر ہمارے ساتھ رہے تو اچھا ہو گا۔ اس کی مدد سے ہمیں جنگل میں کھوپڑیوں والے درخت تک پہنچنے میں آسانی ہو گی"۔

عنبر نے مشالا سے کہا۔

"کیوں مشالا! تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

مشالا کہنے لگی۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ میں دنیا میں اکیلی ہوں۔ میرے ماں باپ بچپن ہی میں مر گئے تھے۔ میں ان کی اکیلی اولاد تھی۔ پھر مجھے جادوگر نے اغوا کر لیا اور ایک ذرا سی غلطی پر مجھے بوڑھی عورت بنا کر دریا پار جھونپڑی میں پھینک دیا جہاں تھیوسانگ سے میری ملاقات ہوئی تھی"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"تمہارا شکریہ مشالا۔ تمہاری وجہ سے ہمیں جادو نگری کے بہت سے اندرونی حالات کا بھی نشان مل جائے گا"۔

ناگ نے کہا۔

"ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ یہاں سے ملک افریقہ کی طرف قافلہ کب جا رہا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے پتہ ہے ایک قافلہ پرسوں صبح یہاں سے روانہ ہو گا۔ مگر قافلے میں ہمیں افریقہ تک پہنچنے میں بڑے دن لگ جائیں گے۔ ہمیں بڑی جلدی کیٹی کی خبر لینی چاہیے۔ کہیں جوکر تھ کوئی خطرناک قدم نہ اٹھا لے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ناگ اور ماریا ہوا میں اڑ سکتے ہیں۔ میں اور تھیوسانگ زمین سے تھوڑا بلند ہو کر اڑ تو نہیں سکتے مگر تیز رفتاری سے ضرور سفر کر سکتے ہیں۔ عنبر بھی بادل بن کر اڑ سکتا ہے۔ مگر مشالا کا کیا ہو گا؟"

تھیوسانگ کچھ سوچ کر بولا۔

"مشالا نے جنوبی افریقہ کا نام لیا ہے اور جنوبی افریقہ میں موشا سب سے بڑا شہر ہے۔ ناگ' عنبر' ماریا تو ہوا میں اڑتے ہوئے موشا پہلے پہنچ کر وہاں کی سب سے مشہور کسی سرائے میں جا کر ٹھہر جائیں۔ میں اور جولی سانگ کسی طرح مشالا کو بھی لے کر وہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے"۔

جولی سانگ نے تھیوسانگ کو اس کی ایک خاص طاقت یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"تھیوسانگ! تم چیزوں کو چھوٹے سے چھوٹا بھی تو کر سکتے ہو۔ کیوں نہیں تم مشالا کو چھوٹا بنا کر اپنی جیب میں رکھ لیتے۔ اس طرح ہم بے فکری سے جتنی تیز چل سکتے ہیں چل کر جنوبی افریقہ پہنچ جائیں گے"۔

عنبر' ناگ' ماریا نے بھی اس تجویز کو پسند کیا۔ مگر مشالا ارر گئی' کہنے لگی۔

"نہیں نہیں۔ مجھے پہلے بھی ایک بار ایک لڑکی سے بوڑھی عورت بنا دیا گیا تھا۔ میں نے وہ بڑے اذیت کے دن گزارے تھے۔ اب میں چھوٹی نہیں بنوں گی۔ کیا خبر بعد میں تم مجھے بڑی نہ بنا سکو اور میں چھوٹی کی چھوٹی رہ جاؤں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا تم بے فکر رہو؟"

مشالا کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ نہیں نہیں تم لوگ مجھے یہیں چھوڑ جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ میں منگولیا میں ہی زندگی کے باقی دن گزار لوں گی۔ مجھے یہ شہر پسند ہے۔ مگر تھیوسانگ اسے کیسے وہاں چھوڑ سکتا تھا۔ اس کے بغیر وہ لوگ ہوگرتھ جادوگر کی جادوگری میں کبھی بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔

○

کاہن کی لاش لاؤ

مشالا کسی طرح چھوٹی بنا دیئے جانے پر راضی نہیں ہو رہی تھی۔ عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ نے بھی اسے بہت سمجھایا کہ چھوٹی بنا دیئے جانے سے کچھ بھی محسوس نہیں ہو گا اور پھر تھیوسانگ تمہیں وہاں پہنچتے ہی پھر سے بڑی لڑکی بنا دے گا۔ مگر مشالا نے صاف انکار کر دیا۔

"میں ایسا ہرگز نہیں کروں گی۔ تم لوگ جاؤ میں نے تمہیں جادوگری کا سارا پتہ بتا دیا ہے"۔

تھیوسانگ مشالا کے قریب آ گیا۔

کہنے لگا۔

"مشالا بہن! میں تمہاری خواہش کا احترام کرتا ہوں۔ میں نے آج تک کسی کو اس کی مرضی کے بغیر چھوٹا نہیں بنایا۔ تم بے شک چھوٹی نہ ہو اور ہمارے ساتھ مت جاؤ۔ اب تو خوش ہو ناں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شگالا کی تسلی ہو گئی۔ چہرے پر اطمینان کی ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

کہنے لگی۔

"تمہارا شکریہ تھیوساگ کہ تم نے میری خواہش اور میری مرضی کے بغیر ایسا نہیں کیا"۔

ناگ' عنبر' جولی ساگ اور ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ تھیوساگ کیا کر رہا ہے۔ شگالا ساتھ نہ دیتی تو انہیں جادوگر جوگرتھ کی خفیہ جادوگری تک پہنچنے میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ کیٹی کو بھی پھر وہاں سے چھڑا کر نہ لا سکیں گے۔ اتنے میں تھیوساگ نے شگالا کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"آؤ اب اطمینان سے قہوہ پیتے ہیں"۔

شگالا بڑی خوش تھی۔ تھیوساگ کا ہاتھ شگالا کے سر سے کھسک کر اس کی گردن پر آ گیا اور تھیوساگ نے اپنی خاص انگلی شگالا کی گردن کی ایک رگ پر آہستہ سے رکھ دی۔ انگلی کا رکھنا تھا کہ شگالا' تھیوساگ کی چھوٹی انگلی سے بھی چھوٹی ہو گئی۔ وہ چیخنے لگی۔ عنبر' ناگ' ماریا اور جولی

ساگ' تھیوساگ کی عقلمندی کی داد دینے لگے۔

شگالا کوٹھڑی کے فرش پر ننھی سی چٹکل جتنی ہو گئی تھی اور اچھل اچھل کر چلا رہی تھی کہ مجھے بڑی کرو۔ مجھے بڑی کرو۔ مگر اس کی آواز اتنی دھیمی اور باریک تھی کہ صرف وہی لوگ جو قریب تھے سن سکتے تھے۔

عنبر نے کہا۔

"تھیوساگ! اب تم اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لو۔ تم اور جولی ساگ اب اپنی خاص خلائی طاقت سے کام لے کر جتنی تیز چل سکتے ہو جنوبی افریقہ کی طرف چل پڑو۔ میں' ناگ اور ماریا اب یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔ ہماری ملاقات موگا شہر کی سب سے بڑی سرائے میں ہو گی"۔

عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ماریا ہوشیار"۔

ماریا کی آواز آئی۔

"میں ہوشیار ہوں"۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! تم سانپ بن کر میرے ساتھ چمٹ جاؤ گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھیک ہے؟"

ناگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔

اس کے ساتھ ہی عنبر نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف کیا اور وہ انسان سے ایک بہت بڑا باز بن گیا۔ ناگ نے منہ سے پھنکار ماری اور دوسرے ہی لمحے وہ بھی سانپ بن چکا تھا۔ وہ عنبر باز کے پیروں سے لپٹ گیا۔ عنبر نے باز کی شکل میں اپنے آپ کو اوپر اچھالا۔ اڑان بھری اور تیر کی طرح اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا۔ آسمان کے درمیان میں آ کر عنبر نے اپنا رخ جنوب کی طرف کیا اور تیزی سے اڑنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑتی جا رہی تھی۔

پیچھے تھیوسانگ اور جولی سانگ رہ گئے تھے۔ وہ رات کے اندھیرے میں شہر سے باہر نکل آئے۔ ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے اپنی خلائی طاقت کو اپنے جسم میں بیدار کیا اور پھر اوپر سے چھلانگیں لگا دیں۔ نیچے زمین پر گرنے کی بجائے وہ زمین سے پچاس ساٹھ فٹ کی بلندی پر ہی رہے اور لمبے لمبے ڈگ بھر کر اچھلتے ہوئے چل پڑے۔ وہ

اتنی تیزی سے چل رہے تھے بلکہ اچھل رہے تھے کہ ابھی اس پہاڑی پر ہوتے تو وہاں سے کود کر دوسری پہاڑی پر پہنچ جاتے۔ یہ لوگ کیٹی کی تلاش اور اسے جادوگر جوگرتھ کے پنجہ ستم سے رہائی دلانے اس کی جادوگری کی طرف چل پڑے تھے۔ مگر ان میں سے کسی کو بھی اصل حقیقت کی خبر نہیں تھی کہ اصل حقیقت کیا ہے اور کیٹی وہاں نہیں ہے جہاں وہ اس کی تلاش میں جا رہے ہیں۔

تو پھر کیٹی کہاں تھی؟

کیٹی اصل میں وہیں تھی۔ جہاں وہ اس رات جولی سانگ کے ساتھ باتیں کر رہی تھی اور پھر بستر پر لیٹ گئی تھی اور جولی سانگ اسے وہیں چھوڑ کر باہر ماریا سے باتیں کرنے گئی تھی۔ اس کے بعد کیٹی پر خوفناک اور دنیا کے طاقتور ترین شیطان صفت جادوگر جوگرتھ کا طلسمی حملہ ہوا۔ جوگرتھ کے طلسم کو عمل میں آنے کے واسطے یہ شرط تھی کہ یہ خلائی لڑکی کیٹی اکیلی ہو۔ پہلے کیٹی کی گردن پر جہاں سے چمگادڑ نے خون چوسا تھا' ہلکا سا درد محسوس ہوا۔ پھر اسے ایک زبردست جھٹکا لگا۔ اس نے مدد کے لئے پکارنا چاہا مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آواز اس کے حلق سے نہ نکل سکی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ مشعلا سامنے دیوار کی طرف منہ کیے سو رہی ہے۔ اس نے اٹھ کر مشعلا کو جگانا چاہا مگر وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہل سکی۔ وہ جیسے پتھر کی بن گئی تھی۔ اپنے ہاتھ بھی نہیں ہلا سکتی تھی۔ اس کے دل نے بھی زور زور سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ وہ سمجھ گئی کہ اس کے دل میں چھپی ہوئی طلسمی کیل نے اپنا جادو کا عمل شروع کر دیا ہے۔ اس نے ایک بار اپنی ساری خلائی طاقت کو خیال ہی خیال میں جمع کر کے اپنے جسم کو حرکت دینی چاہی مگر وہ اس میں بھی ناکام رہی۔

اچانک اسے کوٹھڑی میں جلتے ہوئے چراغ کی روشنی میں ایک بہت بڑا انسانی ہاتھ دیوار سے نکل کر اپنی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا۔ وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اس ہاتھ کو دیکھنے لگی۔ ہاتھ کی انگلیوں پر کالے سیاہ جانوروں ایسے بال اُگے ہوئے تھے اور لمبے لمبے ناخن تھے۔ طلسمی ہاتھ نے کیٹی کو دبوچ لیا۔ پھر کیٹی کا دم گھٹنے لگا۔ اسے بڑی تیز قسم کی بو آنے لگی تھی۔ اس کو سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ پھر اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ وہ بے ہوش بھی ہو

گئی تھی۔ اور چھوٹی سی چھپکلی بھی بن گئی تھی۔ طلسمی ہاتھ نے چھپکلی کیٹی کو اٹھایا اور ہاتھ غائب ہو گیا۔ کیٹی جادوگر جوگرتھ کے پاس پہنچ چکی تھی۔ اس وقت جوگرتھ اپنی جادوگری کے غار کے اندر اپنے مگرمچھ کے منہ والے تخت پر گلے میں انسانی کھوپڑیوں کی مالائیں پہنے ہاتھ میں انسان کی ٹانگ کی ہڈی لئے بیٹھا تھا کہ ایک سیاہ فام چڑیل نے آ کر خبر دی کہ خلائی لڑکی اس کے خاص کمرے میں پہنچا دی گئی ہے۔

جوگرتھ کے دونوں اگلے لمبے نوکیلے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اس کا خوفناک سرخ آنکھوں والا بالوں بھرا چہرہ کھل گیا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے خاص کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں دیواروں پر انسانی پنجر لٹکے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک چوکور میز تھی جس پر کیٹی بے ہوشی کی حالت میں لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے قریب ہی جوگرتھ جادوگر کا خاص ساتھی سالوس کھڑا تھا۔ جوگرتھ کو دیکھ کر سالوس نے کہا۔

"عظیم جوگرتھ کو مبارک ہو۔ جس چیز کی ہمیں تلاش تھی۔ وہ ہمارے سامنے پڑی ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جوگرتھ نے جھک کر کیٹی کو غور سے دیکھا۔ پھر سالوس سے پوچھا۔

"تم نے اس کی طاقت کا جائزہ لیا ہے؟"

سالوس کا چہرہ جوگرتھ کی طرح بھیانک نہیں تھا مگر اس کی ناک بڑی لمبی تھی اور آنکھیں لومڑی کی آنکھوں کی طرح کانوں کی طرف کھنچی ہوئی تھیں۔

سالوس بولا۔

"میں نے اس خلائی لڑکی کی ساری طاقت کا اندازہ لگا لیا ہے۔ یہ لڑکی ہمارے منصوبے کو کامیاب بنا سکتی ہے۔ اس کی طاقت کو بڑھا کر اتنا زیادہ کیا جا سکتا ہے کہ تم بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے"۔

جوگرتھ جادوگر نے حلق سے عجیب سی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اپنا کام شروع کرو۔ سوچ کیا رہے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے اس دنیا کی ساری سلطنتوں، سارے ملکوں اور ان کی دولت پر میرا راج ہو جائے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو میں اپنے جادو سے بھی نہیں حاصل کر سکتا"۔

سالوس کہنے لگا۔

"اس کے لئے ہمیں زمباکا کاہن کی ممی کی ہوئی لاش کو فرعونوں کے شاہی قبرستان سے یہاں لانا ہو گا"۔

"وہ کس لئے؟" جوگرتھ جادوگر نے پوچھا۔

سالوس بولا۔

"اس لئے کہ اس خلائی لڑکی کی ساری طاقت نکال کر زمباکا کاہن کی لاش میں ڈالی جائے گی اور اس کے ساتھ کاہن کی اپنی طاقت بھی واپس آ کر مل جائے گی۔ پھر تم اندازہ نہیں لگا سکو گے کہ کاہن کی لاش دنیا میں کیا تباہی مچا دے گی"۔

جادوگر جوگرتھ کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے۔ وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ پھر سالوس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"جاؤ۔ ابھی جا کر فرعونوں کے قبرستان سے کاہن اعظم زمباکا کی ممی کی ہوئی لاش یہاں لے آؤ"۔

سالوس نے گھور کر جادوگر جوگرتھ کی طرف دیکھا اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر اس کے لئے مجھے تمہاری طلسمی انگوٹھی کی ضرورت پڑے گی۔ تمہاری انگوٹھی کے بغیر میں فرعونوں کے قبرستان میں کاہن اعظم زمباکا کے اہرام میں داخل نہیں ہو سکوں گا"۔

جادوگر جوگرتھ بھی خوب جانتا تھا کہ کاہن زمباکا کسی زمانے میں فرعونوں کی سلطنت کا سب سے بڑا کاہن تھا اور اس کے پاس ایسے ایسے مخلیہ منتر تھے کہ جن کو پڑھ کر وہ ہوا میں اڑنے لگتا۔ کھڑے کھڑے غائب ہو جاتا تھا۔ ایک اشارے پر دشمن کا سر تن سے جدا کر دیتا تھا۔ لیکن وہ یہ بھول گیا تھا کہ ایک دن اسے بھی مرنا ہے۔ ایک دن موت اس کے پاس بھی آئے گی اور پھر اس کا کوئی منتر' کوئی جادو' اس کے کام نہیں آئے گا۔ چنانچہ وہ ایک دن مر گیا۔ اس کی لاش کو فرعون کے حکم سے حنی کرنے کے بعد تابوت میں بند کر کے بڑے اہرام کے خاص کمرے میں رکھ دیا گیا۔ جوگرتھ یہ سب کچھ جانتا تھا۔ کہنے لگا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ کاہن کی لاش اس خلائی لڑکی کی طاقت کے ساتھ یہ کام کر سکے گی"۔

سالوس کہنے لگا۔

"جوگرتھ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں دنیا میں موجود ہر شے کی طاقت سے واقف ہوں اور اسے اپنے قبضہ میں کرنے کے منتر جانتا ہوں۔ تم میرے دوست ہو' ساتھی ہو۔ ہم نے اکٹھے اس دنیا پر قبضہ کر کے اس پر حکومت کرنے کا منصوبہ بنایا ہے پھر میں تمہارے آگے جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں"۔

جوگرتھ نے کہا۔

"مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے مگر تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس انگوٹھی میں میری جان ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے ہلاک نہیں کر سکتی لیکن یہ انگوٹھی جس کے پاس ہو وہ مجھے ہلاک کر سکتا ہے۔ کیا میں تم پر اپنی جان کا بھروسہ کر لوں؟"

سالوس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہنے لگا۔

"میرے پیارے دوست جوگرتھ! تم نے یہ کیسے خیال کر لیا کہ میں تمہاری جان بھی لے سکتا ہوں؟ بس! اب میں اس منصوبے سے ہاتھ اٹھاتا ہوں۔ تم اکیلے کاہن کی لاش لاؤ۔ میں اسے طاقت میں بدل دوں گا اور پھر یہاں سے چلا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاؤں گا۔ تم اکیلے دنیا پر حکومت کرنا"۔

جوگرتھ کا پتھر دل بھی سالوس کے آنسوؤں سے پگھل گیا۔ کہنے لگا۔

"نہیں نہیں سالوس! مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔ ہم دونوں ایک ساتھ دنیا پر حکومت کریں گے۔ یہ لو انگوٹھی۔ جاؤ اور کاہن کی لاش کو لے کر واپس آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کروں گا"۔

اور جادوگر جوگرتھ نے اپنی انگوٹھی اتار کر سالوس کے حوالے کر دی۔ سالوس نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی اور جوگرتھ سے کہا۔

"اب میں دمباکا کاہن کی قبر پر جاتا ہوں۔ اس کی لاش کو ساتھ لے کر ہی واپس آؤں گا"۔

جوگرتھ جادوگر کو وہیں چھوڑ کر سالوس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور غائب ہو گیا۔ دوبارہ جب وہ ظاہر ہوا تو اس کے سامنے ایک بہت بڑا اہرام تھا۔ یہی وہ اہرام تھا جس کے اندر دمباکا کاہن کی ممی دفن تھی۔ سالوس بڑا چالاک اور جوگرتھ سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ اس نے اپنے دماغ میں

ایک الگ خفیہ منصوبہ تیار کر رکھا تھا۔ جوگرتھ سے اس کی انگوٹھی سالوس نے اسی منصوبے پر عمل کرتے ہوئے لی تھی۔ اہرام چاروں طرف سے بند تھا۔ اس کے اندر جانے والے دروازے کو بھی پتھر کی بڑی بڑی سلیں لگا کر بند کر دیا گیا تھا۔ مگر سالوس کو اندر جانے سے یہ پتھر نہیں روک سکتے تھے۔ اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور غائب ہو گیا۔

اس بار وہ ظاہر ہوا تو اہرام کے اندر دمباکا کاہن کے تابوت کے سامنے موجود تھا۔ اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تابوت کے سامنے والی دیوار پر انگلی سے چوکور خانہ بنایا۔ جس طرح کسی تصویر کا چوکھٹا ہوتا ہے۔ پھر اس نے ایک منتر پڑھ کر چوکھٹے کے اندر دیوار پر پھونکا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں جادوگر جوگرتھ کی تصویر آ گئی۔ وہ اپنے خاص کمرے میں بے چینی سے ٹہلتے ہوئے سالوس کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔

سالوس نے جوگرتھ کی دی ہوئی انگوٹھی اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی۔ یہ وہ انگوٹھی تھی جس کے اندر جوگرتھ کی جان تھی۔ سالوس نے انگوٹھی کو تابوت کے پتھر پر زور سے رگڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے اندر سے چنگاریاں نکلیں۔ ادھر جوگرتھ جادوگر نے ایک چیخ ماری اور دو یوں اچھلے اور چلانے لگا جیسے اس کے اندر آگ لگ گئی ہو۔ سالوس اسے کوئی منتر پڑھنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے انگوٹھی کو زمین پر رکھا اور پتھر مار کر پاش پاش کر دیا۔ اس وقت جوگرتھ کی حالت کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایسے دھڑ سے زمین پر گرا جیسے کسی نے اسے پکڑ کر نیچے دے مارا ہو۔ اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی۔ آگ کے شعلے چھت کو چھو رہے تھے۔ جوگرتھ کی چیخیں بلند ہوئیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

سالوس دیوار کی تصویر میں یہ بھیانک منظر بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ شعلے بجھ گئے۔ سالوس نے دیکھا کہ کمرے کے فرش پر جوگرتھ کی جلی ہوئی سیاہ لاش کی ہڈیاں پڑی تھیں۔ سالوس نے ایک قہقہہ لگایا اور دیوار پر انگلی سے اشارہ کیا۔ دیوار پر جو منظر نظر آ رہا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔

سالوس نے اپنے سب سے بڑے حریف اور اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا تھا۔ اب وہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے

طاقتور جادوگر تھا۔ اس کے سامنے ساری دنیا پر حکومت کرنے کا راستہ صاف تھا۔ صرف زمباکا کاہن کی لاش کو وہاں سے نکال کر ساتھ لے جانا تھا۔

اب سالوس ممی کے تابوت کی طرف متوجہ ہوا۔ تابوت بڑا پرانا تھا۔ اور اس پر پرانی مصری زبان میں جادو کے کچھ منتر لکھے ہوئے تھے۔ سالوس ان منتروں کا مطلب جانتا تھا۔ مگر یہ منتر اس کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ سالوس نے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ اندر زمباکا کاہن کی بادامی رنگ کی پٹیوں میں لپٹی لاش بالکل سیدھی پڑی تھی۔ لاش کے دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے۔ لاش کا چہرہ ننگا تھا۔ ناک پر سے گوشت اڑ چکا تھا اور نچلا ہونٹ بھی گل سڑ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے دانت بھیانک انداز میں نظر آنے لگے تھے۔ یہ وہ کاہن تھا جو کبھی اپنے جادو کے زور پر آدھی دنیا پر حکومت کرتا تھا۔ جادو کی وہ طاقت لاش کے اندر اب بھی موجود تھی۔ مگر یہ طاقت برف کی طرح سرد ہو کر لاش کی ہڈیوں کے ساتھ چپک گئی تھی۔ اس طاقت کو سالوس نے دوبارہ زندہ کرنا تھا اور اس میں کیٹی کی خلائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طاقت کو شامل کر کے کاہن کی لاش کو ایک ایسا ہیبت ناک طلسم بنا دیا تھا جس کے آگے دنیا کی طاقتور سے طاقتور چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ سالوس نے کاہن کی لاش پر ایک خاص منتر پڑھ کر پھونک ماری۔

لاش میں ہلکی سی حرکت پیدا ہوئی۔ سالوس برابر منتر پڑھے جا رہا تھا۔ کاہن کی لاش نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ آنکھوں کا رنگ سرخ ہو گیا ہوا تھا۔ اور ان میں موت کی دہشت پھیلی ہوئی تھی۔ کاہن کی لاش کے حلق سے بڑی ہی ڈراؤنی آواز نکلی اور اس نے سالوس سے سوال کیا۔

"سالوس! میں نے تمہیں پہچان لیا ہے کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو۔ مگر یاد رکھو تم اپنے مکروہ منصوبے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے"۔

سالوس جانتا تھا کہ کاہن کی لاش ایسا ہی کہے گی۔ مگر اس کے پاس زندہ طلسم تھا جبکہ کاہن کی لاش کا طلسم مر چکا تھا۔ سالوس صرف اس طلسم کو زندہ کرنے والا تھا جس کی اسے ضرورت تھی۔ سالوس منتر پڑھتا رہا۔ اس کی آواز بلند ہوتی گئی۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد لاش پر پھونک مار دیتا

تھا۔ کاہن کی لاش غرا رہی تھی اذیت سے چیخ رہی تھی۔ حلق سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ سالوس نے منتروں کا پورا سوتر پڑھ کر ختم کیا اور لاش پر آخری بار پھونک ماری۔

کاہن کی لاش کا واویلا اور آہ و زاری اور چیخیں اب ختم ہو چکیں تھیں۔ اس دوران سالوس نے اپنے ناپاک منصوبے میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی تھی۔ اب وہ کاہن کی لاش کو کیٹی کی طاقت دینے کی بجائے' کیٹی میں کاہن کی لاش کی طاقت ڈال دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ زمباکا کی لاش کا کوئی اعتبار نہیں تھا۔ لاش کے واویلے اور چیخ و پکار سے سالوس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ لاش کسی بھی وقت دھوکہ دے سکتی ہے۔

اب اس نے ایک دوسری قسم کے طلسمی منتروں کا جاپ شروع کر دیا۔ ان منتروں کی آواز سے لاش پر ایک بار پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ لاش نے آنکھیں بند کر لیں اور ہاتھ پہلے کی طرح سینے پر باندھ لئے۔ سالوس نے آخری منتر پڑھ کر پھونکا اور اپنا بایاں ہاتھ کاہن کی لاش کی پسلیوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈال کر اندر سے کاہن کا دل نکال لیا۔ دل کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا اور وہ سوکھے ہوئے آم کی گٹھلی کی طرح بن گیا ہوا تھا۔

سالوس نے تابوت کو اسی طرح بند کر دیا اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر غائب ہو گیا۔ اب وہ ظاہر ہوا تو جوگرتھ کی جادوگری کے اس خاص کمرے میں تھا جہاں فرش پر جوگرتھ جادوگر کی جلی ہوئی سیاہ ہڈیاں پڑی تھیں۔ وہاں دوسرے کچھ ملازم بھی جمع تھے جو غلام اور کنیزیں تھیں۔ وہ سب جوگرتھ کی موت سے خوفزدہ تھے۔ سالوس نے آتے ہی بلند آواز میں اعلان کیا۔

"جوگرتھ کو ایک جرم کی سزا ملی۔ اسے شاہ افراسیاب کے حکم سے جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ اب میں اس جادوگری کا سردار جادوگر ہوں۔ تم لوگ اب میرے غلام ہو۔ اب تمہیں میرا حکم ماننا ہو گا۔ اگر کسی نے حکم نہ مانا تو اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو جوگرتھ کا ہوا"۔

سب غلاموں اور کنیزوں نے اپنے سر سالوس کے آگے جھکا دیئے۔ یہاں سے فوراً سالوس اس کمرے میں آ گیا

جہاں تختے پر کیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ سالوس نے کاہن کے دل کو پیس کر اس کا سفوف بنایا۔ پھر اس سفوف کو کیٹی کے سارے بدن پر چھڑک دیا۔ اب اس نے بڑے زور شور سے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ پتھر بن گیا

یہ آتشی منتر تھے۔

ان کے اثر سے کیٹی کے جسم کے ارد گرد چنگاریاں اڑنے لگیں۔ یہ چنگاریاں شعلے بن گئیں۔ کیٹی کا جسم شعلوں میں چھپ گیا۔ سالوس کے جسم کو بھی شعلے چھو رہے تھے مگر سالوس کا جسم اور کیٹی کا جسم محفوظ تھا۔ پھر یہ شعلے آہستہ آہستہ ایک دوسرے میں ملنے لگے۔ یہاں تک کہ ساری آگ کا سارے شعلوں کا ایک شعلہ بن گیا۔ سالوس نے منتر تیز کر دیے۔ یہ شعلہ سانپ کی طرح کیٹی کے بے ہوش جسم کے اوپر منڈلانے اور چکر لگانے لگا۔ سالوس نے منتر پڑھتے پڑھتے بلند آواز میں چیخ کر کہا۔

"میرے آتشی طلسم کے حکم سے اپنی طاقت اس کے جسم کی طاقت میں شامل کر دو"۔

شعلے کا سانپ پھنکارتا ہوا کیٹی کے ادھ کھلے منہ کے

راستے اس کے جسم میں داخل ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے کیٹی کا جسم تھرتھرایا کانپا' تختے پر ایک فٹ اوپر کو اچھلا اور پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔ سالوس نے منتروں کا جاپ بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

سالوس کا طلسم کامیاب ہو چکا تھا۔ کیٹی کے جسم کی طلائی طاقت میں کاہن زماکا کے طلسم کی زبردست طاقت گھل مل گئی تھی اور کیٹی طاقت کی ایک ایسی چٹان بن گئی تھی جسے دنیا کی کوئی طاقت اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی تھی۔ اب کیٹی کو وہاں ایک دن اور ایک رات ویسے ہی پڑے رہنا تھا۔ سالوس نے کیٹی کے بالوں کی ایک لٹ کاٹ کر اسے کپڑے میں لپیٹا اور اس کا ایک چھوٹا سا تعویذ بنا کر اپنے بازو کے ساتھ باندھ لیا۔ جب تک یہ تعویذ سالوس کے پاس تھا کیٹی کو اس کے اشاروں پر چلنا تھا۔ کیٹی اپنا سب کچھ بھول کر سالوس کی غلام بننے والی تھی۔ ایک ایسی غلام لڑکی جس کے جسم میں ایک ہزار بھینسوں سے بھی زیادہ طاقت آ گئی ہوئی تھی اور جس کی طاقت میں کاہن کا طلسم بھی شامل ہو چکا تھا۔ سالوس نے کمرے کا دروازہ اچھی طرح سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بند کر کے باہر دو حبشی غلاموں کا پہرہ لگا دیا اور خود تہہ خانے کی آخری کوٹھڑی میں جا کر ایک خاص چلہ کاٹنے لگا۔

اب ہم عنبر' ناگ' ماریا کی طرف آتے ہیں۔

عنبر' ناگ اور ماریا چونکہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ سفر کر رہے تھے اس لئے وہ پہلے جنوبی افریقہ کے شہر موقا پہنچ گئے۔ جبکہ تھیوسانگ اور جولی سانگ ابھی راستے میں ہی تھے۔ مشانا اپنے چھوٹے سے جسم کے ساتھ تھیوسانگ کی جیب میں بڑی خوفزدہ حالت میں سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی تیزی سے سفر کر رہے تھے مگر وہ عنبر' ناگ' ماریا کی طرح ہوا میں اڑ نہیں رہے تھے۔ ایک جگہ وہ جنگل میں رکے تو جولی سانگ نے کہا۔

"تھیوسانگ بھیا! اس طرح سفر کرتے رہے تو ہمیں ایک مہینہ جنوبی افریقہ پہنچنے میں لگ جائے گا"۔

تھیوسانگ سنجیدہ تھا۔ جس طرح کہ وہ ہر وقت ہوا کرتا تھا۔ اس نے کہا۔

"پھر ہم کیا کریں؟"

جولی سانگ بولی۔

"ہمیں اپنی اس خلائی طاقت سے کام لینا چاہیے جس سے ہم نے ابھی تک کبھی کام نہیں لیا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہمیں اپنی کچھ خفیہ طاقتوں کو بچا کر بھی رکھنا چاہیے۔ کوئی پتہ نہیں ہمیں کب اوپر اپنے خلائی سیارے میں جانا پڑے"۔

جولی سانگ نے گردن کو ہلکا سا جھٹک کر کہا۔

"تھیوسانگ! اب اپنے سیارے کو بھول جاؤ۔ اب ہمارا سیارہ یہی زمین ہے اور یہاں کے رہنے والے ہی ہمارے بہن بھائی ہیں۔ میں تو اپنی خاص" طاقت استعمال کرنے لگی ہوں"۔

تھیوسانگ نے گھور کر جولی سانگ کو دیکھا۔ جیسے اسے خفیہ طاقت استعمال کرنے سے منع کر رہا ہو۔ مگر جولی سانگ بھی اپنی ضد کی پکی تھی۔ اس نے اپنی گردن میں پڑے ہوئے خلائی لاکٹ پر انگلی رکھ دی اور تھیوسانگ سے کہا۔

"مجھے اپنا ہاتھ پکڑا دو بھائی"۔

تھیوسانگ جانتا تھا کہ جولی سانگ نے ایک خفیہ خلائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طاقت کی کھڑکی کھول دی ہے۔ اب یہ طاقت واپس اپنے لاکٹ میں ان دونوں کو جنوبی افریقہ پہنچانے کے بعد ہی جائے گی۔ مجبور ہو کر اس نے اپنا ہاتھ جولی سانگ کے ہاتھ میں دیا اور اپنے گلے میں پڑے ہوئے خلائی لاکٹ پر انگلی رکھ دی۔

روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا اور وہ دونوں غائب ہو گئے۔ جب ظاہر ہوئے تو موٹا شہر کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ سیدھا سرائے میں پہنچے جہاں خبر، ناگ اور ماریا ان دونوں کے اتنی جلدی آ جانے پر بے حد حیران ہوئے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"بس ایک جن راستے میں مل گیا تھا۔ وہ ہمیں اٹھا کر یہاں چھوڑ گیا ہے"۔

خبر نے کہا۔

"اچھا ہوا کہ تم لوگ بھی پہنچ گئے۔ مشالا کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے ننھی سی مشالا کو جیب سے نکال کر فرش پر رکھا۔ اس کی گردن کو انگلی لگائی تو وہ پھر سے پوری

جوان عورت بن گئی۔ جوان بنتے ہی مشالا نے خدا کا شکر ادا کیا اور تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تھیوسانگ! تم واقعی خلائی مخلوق ہو۔ مگر تمہاری جیب بڑی گندی ہے۔ اسے کبھی کبھی دھو لیا کرو"۔

خبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ ہنس پڑے۔ مگر تھیوسانگ کا چہرہ اسی طرح سنجیدہ رہا۔

خبر کہنے لگا۔

"مشالا! تمہارا کیا خیال ہے ہمیں ابھی جادوگری والے جنگل کی طرف کوچ کر جانا چاہیے یا رات یہاں آرام کریں؟"

ناگ بولا۔

"آرام کی کیا ضرورت ہے خبر بھائی!"

ماریا نے بھی ناگ کی تائید کی اور بولی۔

"کیٹی نہ جانے کس حال میں ہو گی۔ ہمیں ابھی جادوگری کی طرف چل پڑنا چاہیے"۔

ناگ نے مشالا سے کہا۔

"مشالا! کیا تم تیار ہو اس سفر میں ہماری راہ نمائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے کے لئے؟"

مشالا بولی۔

"کیوں نہیں۔ میں بالکل تیار ہوں"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پہلے اس مقام کو طے کر لینا چاہیے جہاں ہمیں سب سے پہلے پہنچنا ہے"۔

مشالا نے کہا۔

"پہلی منزل جنگل کے کنارے پر وہی درخت ہے جس کے ساتھ انسانی کھوپڑیاں لٹکتی ہیں۔ وہاں سے جوگرتھ جادوگر کی جادوگری کی سرحد شروع ہو جاتی ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم ابھی وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ مگر تھیوسانگ اور جولی سانگ تمہارا وہ جن کہاں سے آئے گا جو تمہیں پلک جھپکنے میں یہاں لے آیا تھا؟"

جولی سانگ نے مسکرا کر کہا۔

"عنبر! وہ جن ہم دونوں کے اندر ہی ہے۔ تم لوگ چلو۔ ہم دونوں بھی تمہارے ساتھ ہی غائب ہوں گے"۔

مشالا نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی خدا کے لئے مجھے اب چھوٹی مت بنانا میں تھیوسانگ کی گندی جیب میں نہیں بیٹھ سکتی۔ تھیوسانگ نے غصے سے مشالا کی طرف دیکھا۔

جولی سانگ ہنس کر بولی۔

"چلو کوئی بات نہیں تم میری جیب میں آ جانا"۔

مشالا نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے"۔

عنبر نے مشالا سے کہا کہ ہم لوگ جنوبی ساحل پر جنگل کے آخری کنارے والی پہاڑی پر تمہیں ملیں گے۔ یہ کہہ کر عنبر نے چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور وہ بہت بڑا باز بن گیا۔ ناگ نے پھنکار ماری اور سانپ بن کر باز کے ایک پیر کے ساتھ لپٹ گیا۔ ماریا پہلے ہی غائب تھی اور ہوا میں منڈلا رہی تھی۔ عنبر فضا میں اچھلا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہوا میں اڑنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ جولی سانگ اور تھیوسانگ اور مشالا اکیلے رہ گئے۔

تھیوسانگ نے مشالا سے کہا۔

"چھوٹی بننے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشالا بولی۔

"مگر میں تمہاری جیب میں نہیں جاؤں گی"۔

تھیوسانگ نے چلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے نہ جانا"۔

اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے مشالا کی گردن پر انگلی رکھ دی۔ وہ ننھی سی لڑکی بن گئی۔ جولی سانگ نے اسے اٹھا کر اپنی قمیض کی جیب میں ڈال لیا۔ اب دونوں خلائی بہن بھائی نے اپنی خفیہ طاقت کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو غائب کر لیا۔ وہ غائب نہیں ہوتے تھے۔ اصل میں ان کے جسم ذروں میں تبدیل ہو کر روشنی کی رفتار کے ساتھ فضا میں ایک خاص طرف جدھر ان کا ارادہ ہوتا تھا پرواز کر جاتے تھے۔ یہ رفتار بہت تیز تھی۔ چنانچہ جولی سانگ اور تھیوسانگ پلک جھپکنے میں افریقہ کے جنوبی ساحل والے جنگل میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک پہاڑی سب سے بلند تھی۔ وہ اس کی چوٹی پر بیٹھ کر عنبر ناگ اور ماریا کا انتظار کرنے لگے۔

جولی سانگ نے مشالا کو اپنی جیب سے نکال کر تھیوسانگ کے آگے کر دیا اور کہا۔

"اب اسے پوری لڑکی بنا دو"۔

تھیوسانگ نے گھور کر اور جھک کر ننھی سی مشالا کو دیکھا اور کرخت لہجے میں کہا۔

"دل تو نہیں چاہتا کہ تمہیں پھر سے بڑی لڑکی کے روپ میں لاؤں مگر مجبوری ہے"۔

تھیوسانگ نے ہاتھ کی انگلی مشالا کی گردن کی دوسری طرف لگائی اور وہ پھر سے جوان لڑکی بن گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پوچھا۔

"عنبر ناگ اور ماریا ابھی تک نہیں پہنچے؟"

جولی سانگ نے جواب دیا۔

"ہم تو ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے یہاں پہنچے ہیں وہ تو ابھی راستے میں ہی ہوں گے"۔

مشالا کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنی جلدی وہاں پہنچ سکتی ہے۔ یہ جنگل اس کا دیکھا بھالا تھا۔ یہاں وہ جادوگر جوگرتھ کی قید میں رہ چکی تھی۔ بلکہ وہ تو اس کی خاص کنیز ہوا کرتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد انہیں آسمان کی طرف بلندیوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک عقاب اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ جولی سانگ اور تھیوسانگ کو عنبر' ناگ اور ماریا کی خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ جولی سانگ نے عقاب کی طرف اشارہ کر کے شگالا سے کہا۔

"وہ دیکھو شگالا! عنبر' ناگ اور ماریا آ رہے ہیں؟"

عنبر' ناگ اور ماریا پہاڑی پر اتر آئے اور اپنی اپنی انسانی شکل میں آ گئے۔ صرف ماریا ہی غائب رہی۔

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تم لوگ اتنی جلدی کیسے پہنچ گئے؟"

تھیوسانگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جولی سانگ مسکرا رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"وہی خلائی جن ہمیں اٹھا کر یہاں لے آیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"خیر اس خلائی جن کے بارے میں تم لوگوں سے بعد میں پوچھ لیں گے۔ اس وقت ہمیں کیٹی کی فکر ہے"۔

پھر اس نے شگالا سے پوچھا۔

"شگالا بہن! یہ بتاؤ کہ ہم ٹھیک مقام پر پہنچے ہیں؟"

"ہاں ناگ بھیا!" شگالا بولی۔ "اس پہاڑی کے آگے

تھوڑے فاصلے پر ہی وہ جنگل شروع ہوتا ہے جس کے درمیان میں جوگرتھ کی زمین دوز جادوگری ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے' پھر ہمیں یہاں سے چل پڑنا چاہیے"۔

اور وہ پہاڑی سے اتر کر جنگل میں آ گئے۔ کوئی ایک گھنٹہ چلتے رہنے کے بعد جنگل بڑا گھنا ہو گیا۔ راستے میں ایک سانپ ملا جس نے ناگ کے سامنے آ کر ادب سے اپنا سر جھکا کر اس کی تعظیم کی اور ایک طرف ہٹ گیا۔

ایک جگہ پہنچ کر شگالا نے ان سب کو رکنے کا اشارہ کیا۔

"اب احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جادوگری کی سرحد شروع ہونے والی ہے"۔

شگالا ان کے آگے ہو گئی۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہی تھی۔ عنبر' ناگ' تھیوسانگ اور جولی سانگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ماریا ان کے اوپر ہوا میں تیرتی جا رہی تھی۔ آخر وہ درخت آ ہی گیا جس کی شاخوں پر انسانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں۔ مشالا نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو رکنے کے لئے کہا۔ وہ سب غور سے درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی کھوپڑیوں کو دیکھنے لگے۔

مشالا بولی۔

"اس درخت کے آگے جادوگر جوگرتھ نے جادو کی ایک طلسمی سرحد کھینچ رکھی ہے۔ میں نہیں جانتی کہ تم میں سے کسی پر اس کا اثر ہو گا کہ نہیں' لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اس طلسمی لکیر کو جو کوئی بھی پار کرتا ہے وہ سفید شعلوں کی آگ میں جل کر اس طرح بھسم ہو جاتا ہے کہ اس کی ہڈیوں کا بھی کوئی نشان نہیں ملتا"۔

عنبر' ناگ' ماریا' جولی سانگ اور تھیوسانگ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔

عنبر بولا۔

"ہمیں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔ اب کوئی ایسا قدم اٹھانے کی ضرورت ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"۔

ماریا بولی۔

"میں تو طلسمی حصار کے اوپر سے اڑ کر گزر سکتی ہوں مجھے یہ طلسم کچھ نہیں کہے گا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے طلسم کا اثر اوپر فضا میں بھی پھیلا ہوا ہو"۔

ناگ نے تجویز پیش کی کہ میں اور ماریا ہوا میں اڑتے ہوئے طلسمی حصار کو پار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ہم سے میں سے کسی نہ کسی کو یہ خطرہ ضرور مول لینا ہی پڑے گا۔ ورنہ ہم کیٹی کو نہ بچا سکیں گے۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"تمہاری جگہ میں ماریا کے ساتھ ہوا میں اڑ کر جاتا ہوں۔ تم یہیں ٹھہرو"۔

ناگ نے جواب میں کہا۔

"میں اس لئے ماریا کے ساتھ جا رہا ہوں کہ آگے جادوگری زمین کے اندر ہے اور تم زمین کے اندر نہیں جا سکو گے جبکہ میں چھوٹے سے چھوٹے سانپ یا کسی بھی کیڑے مکوڑے کی شکل میں زمین کے اندر جا سکوں گا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ بات بڑی معقول تھی۔

جولی سانگ نے کہا۔

"مگر تم لوگوں کو بڑی احتیاط سے کام لینا ہو گا"۔

ماریا کی آواز آئی۔

"وہ تو ہم اپنے سفر میں ہمیشہ احتیاط سے ہی کام لیتے رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ خطرے بھی مول لیتے رہے ہیں۔ کیونکہ خطرہ مول لئے بغیر دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں ہو سکتا"۔

آخر یہی طے پایا کہ ماریا اور ناگ طلسمی حصار کو فضا کے اوپر سے پار کر کے جادوگری میں جائیں گے اور کیٹی کا کھوج لگائیں گے۔ ناگ اور ماریا کو شکالا نے زمین کے نیچے بنی ہوئی جادوگری کی ساری تفصیل سمجھا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اس کا غار نما دروازہ کہاں پر ہے اور جادوگر جرگرتھ کا خاص کمرہ اندر کس جگہ ہے۔

خبر نے ناگ اور ماریا سے کہا۔

"ہم اسی جگہ تمہاری واپسی کا انتظار کریں گے۔ تم صرف اس وقت یہ پتہ کر کے آؤ کہ کیٹی جادوگر کی قید

میں ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو کس حال میں ہے اور کہاں ہے۔ اسے بچانے کے لئے اس کے بعد منصوبہ تیار کیا جائے گا"۔

ناگ اور ماریا فوراً تیار ہو گئے۔ ناگ اسی وقت پھنکار مار کر چھوٹا سا سانپ بن گیا۔ یہ اڑنے والا سانپ تھا۔ اور فضا میں بڑی تیزی سے پرواز کر سکتا تھا۔ وہ ہوا میں اوپر اٹھا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ خبر' تھیوسانگ' شکالا اور جولی سانگ کی آنکھیں ان پر جمی ہوئی تھیں۔ ان کے دل دھڑک رہے تھے۔ یہی خطرہ تھا کہ کہیں طلسمی حصار کا اثر انہیں آگ کی لپیٹ میں نہ لے لے۔ مگر ایسا نہ ہوا کیونکہ زمین سے پچاس فٹ کی بلندی کے اوپر طلسمی حصار کا اثر زائل ہو جاتا تھا اور ماریا اور ناگ شروع ہی سے غوطہ مار کر زمین سے دو سو فٹ کی بلندی پر پہنچ گئے تھے۔ ناگ اور ماریا کی خوشبو ہلکی ہوتے ہوتے کافی ہلکی ہو گئی۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ وہاں سے دور کسی وادی میں اتر گئے ہیں۔ خبر' شکالا' جولی سانگ اور تھیوسانگ وہیں کھوپڑیوں والے درخت کے پاس ہی بیٹھ گئے اور ناگ اور ماریا کی واپسی کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انتظار کرنے لگے۔

ماریا اور ناگ جنگل کے اوپر ہی اوپر پرواز کرتے چلے جا رہے تھے۔ مشعلا نے انہیں جس کالی چٹان کی نشانی بتائی تھی۔ ماریا کو نیچے وہ چٹان دکھائی دی تو اس نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! وہ دیکھو کالی چٹان"۔

ناگ نے چٹان کو دیکھا تو کہا۔

"نیچے اتر آؤ"۔

وہ فضا میں غوطہ لگا کر نیچے چٹان کے اوپر آ گئے۔ ابھی تک انہیں اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں یہاں بھی کوئی طلسمی حصار نہ ہو۔ اگرچہ ان دونوں پر عام قسم کے جادو کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا مگر یہ بڑا ہلاکت خیز طلسم تھا اور دنیا کے سب سے زیادہ طاقتور جادوگر نے اس کا عمل کیا ہوا تھا۔ وہ چٹان سے اتر کر درختوں میں آ گئے۔ ان پر کسی جادو نے کوئی حملہ نہ کیا۔

ماریا نے ناگ کے قریب جھک کر کہا۔

میرا خیال ہے کہ ہم جادو کے حصار سے تو بچ نکلے

ہیں۔ اب ہمیں جادوگری کو جانے والے زمین دوز راستے کا دروازہ تلاش کرنا چاہیے"۔

ناگ ابھی تک چھوٹے سانپ کی شکل میں تھا اور گھاس پر رینگ کر چل رہا تھا۔ ماریا نے اسے اٹھا لیا۔

"اس طرح تو تم دیر لگا دو گے"۔

اتنی دیر میں ناگ نے درختوں کے درمیان ایک طرف پہاڑی کی دیوار میں غار کا دروازہ دیکھ لیا تھا۔ اس نے ماریا کو دروازہ دکھاتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھو غار کا دروازہ۔ اب تم مجھے اسی جگہ اتار دو اور خود یہیں کسی درخت پر میرا انتظار کرو۔ میں غار کے اندر جا کر کیٹی کا کھوج لگانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جیسے بھی حالات و واقعات پیش آئے میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا"۔

ماریا وہیں ایک بہت پھیلے ہوئے درخت کی شاخوں میں غیبی حالت میں بیٹھ گئی۔ اور ناگ سانپ کی شکل میں جادوگری کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کا خیال تھا کہ دروازے میں داخل ہوتے وقت ضرور کوئی طلسم اس پر حملہ کرے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ وہاں پر طلسم نہیں تھا۔ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھوٹے سانپ کی شکل میں بڑی آسانی سے جادوگری کے دروازے سے گزر گیا۔ یہ ایک غار تھا جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اچانک اسے کیٹی کی بہت ہی دھیمی دھیمی خوشبو آنے لگی۔ ناگ بڑا خوش ہوا۔ اسے کیٹی کا سراغ مل گیا تھا۔ مگر یہ خوشبو اتنی دھیمی تھی کہ اس غار سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ ناگ اب کیٹی کی خوشبو کے ساتھ ساتھ آگے رینگنے لگا۔ اس نے دو تین غلاموں اور کنیزوں کو دیکھا جو عجیب عجیب شکل کے برتن اٹھائے' گردنوں میں انسانی ہڈیوں کے ہار لٹکائے ناگ کے قریب سے گزر گئیں۔ ان میں سے کسی کی نظر ناگ سانپ پر نہ پڑی۔

کیٹی کی خوشبو ایک کمرے سے آ رہی تھی جس کے دروازے پر تالا پڑا تھا۔ ناگ ایک سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ کیٹی ایک تخت پر بے ہوش پڑی ہے۔ اس کے جسم سے اتنا قریب ہونے پر بھی بہت ہی دھیمی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ جونہی ناگ کیٹی کے قریب پہنچا دوسرے کمرے میں بیٹھے سالوس کو خبر ہو گئی۔ اس نے

آنکھیں بند کر کے دیکھ لیا کہ ایک سانپ کیٹی کے تخت کے قریب پھن اٹھائے کھڑا ہے۔ سالوس نے اپنے طلسمی وجدان سے معلوم کر لیا کہ یہ سانپ اصل میں انسان ہے اور کیٹی کو وہاں سے نکال کر لے جانے کے لئے آیا ہے۔ سالوس کو عنبر' ماریا' تھیوسانگ اور ہولی سانگ وغیرہ کے بارے میں کوئی علم نہ ہو سکا۔ سالوس سانپ کو ہمیشہ کے واسطے اپنے راستے سے ہٹا دینا چاہتا تھا تاکہ پھر کبھی وہ کیٹی کی مدد کرنے اس دنیا میں نہ آ سکے۔ سالوس ایک ایسا جادوگر تھا جس کو ہزاروں سال پرانے اور بڑے بڑے خطرناک منتر یاد تھے۔ عنبر' ناگ' ماریا کو ابھی تک اس کی طلسمی طاقت کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ سالوس اپنے وجدان کی سکرین پر سانپ یعنی ناگ کو کیٹی کے ارد گرد چکر لگاتے دیکھ رہا تھا اس نے سانپوں کو جادو کرنے کا ایک بڑا زبردست منتر پڑھ کر فضا میں پھونک ماری۔ ناگ کو ایسا لگا جیسے کسی نے اسے دھکا دے کر پرے پھینک دیا ہو۔ وہ دیوار سے جا ٹکرایا۔ اب جو اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اسے احساس ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ اسی اثنا میں سالوس جادوگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے ایک نظر سانپ کو دیکھا اور کہا۔

"تم اپنی موت کی تلاش میں یہاں کیوں آ گئے۔ تم جو کوئی بھی ہو اب واپس اس دنیا میں کبھی نہیں آؤ گے"۔

ناگ کو سالوس کی آواز ضرور آ رہی تھی مگر وہ خود نہ تو بول سکتا تھا نہ پھنکار مار کر غائب ہو سکتا تھا۔ نہ اپنے جسم کو ہلا جلا ہی سکتا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ مشکل وقت آن پہنچا ہے۔ سالوس نے آگے بڑھ کر کوٹھڑی کی دیوار پر انگلی سے ایک چوکھٹا بنایا۔ دیوار پر ایک دم سے سمندر کی جیتی جاگتی تصویر آ گئی۔ سمندر کی لہریں ٹھاٹھیں مار رہی تھیں۔ چٹانوں کے ساتھ بڑے زور سے ٹکرا رہی تھیں۔ سالوس نے ناگ سانپ کو اٹھا لیا اور کہا۔

"اب تم کیٹی کو کبھی نہ دیکھ سکو گے"۔

اور اس نے ناگ سانپ کو چوکھٹے کی تصویر کے اندر پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی دیوار پر سمندر کی تصویر غائب ہو گئی۔ ناگ کو ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سمندر کے کنارے ایک چٹان کے پاس گیلی ریت پر پڑا ہے۔ یہ کون سی جگہ تھی؟ کون سا ملک تھا؟ یا تاریخ کا کون سا عہد تھا؟

ناگ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔

○

پھر کیا ہوا؟

آگے کے حالات عنبر، ناگ، ماریا کی اگلی کہانی نمبر ۱۸۵ میں دیکھئے۔

اے حمید

454 - N

راہ چمن سمن آباد لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 12.00

قبر کا عذاب

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ مدیا۔ کہانی نمبر 185

قبر کا عذاب

اے حمید

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

فیروز سنز لمیٹڈ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق محفوظ ہیں

© [illegible] لاہور

بار اوّل ---------- ۱۹۹۳ء

مطبع ---- [illegible] لاہور

غیر مجلد ---- [illegible]

- جہاز ڈوب گیا
- ماریا پاکستان میں
- قبر کا عذاب
- مردہ لاشوں کا کنواں
- جوگی اور سانپ کی بدروح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاز ڈوب گیا

○

ساموس جادوگر نے ناگ کو دیوار پر بنی ہوئی تصویر کے اندر پھینک دیا تھا۔ جو ہوش میں آتے ہی اپنے آپ کو سمندر کے کنارے ریت پر پڑا ہوا دیکھتا ہے۔

ماریا اور ناگ جنوبی افریقہ کے اس ساحلی شہر میں کیٹی کی تلاش میں آئے تھے۔ منیر، تھیو سانگ، جول سانگ اور مشکا بھی ان کے ساتھ ہیں۔ یہ لوگ جادوگری کی غار سے ذرا دور گھوڑیوں والے درخت کے پاس اکٹھے ہیں۔ انہوں نے ماریا اور ناگ کو غار میں کیٹی کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ ماریا غار کے باہر ایک درخت پر ٹیلی ری۔ ناگ غار میں چلا گیا جہاں ساموس نے بڑے جادوگر ہوگرتھ کو قتل کر کے کیٹی کو بے ہوش کر کے اس پر ایک خاص طلسم پڑھ کر رکھا ہوا ہے۔ کیٹی کے اندر ساموس جادوگر نے مصری کاہن زمباکا کے دل کی راکھ بھی شامل کر دی ہے جس کی وجہ سے کیٹی کی خلائی طاقت میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ جب اسے ہوش آئے گا تو وہ منیر ناگ ماریا سب کو بھول چکی ہو گی۔ اس میں اتنی طاقت آ گئی ہو گی کہ مضبوط ترین قلعے کا دروازہ بھی اکھاڑ کر پھینک سکے گی۔

ساموس جادوگر کیٹی کی مدد سے ساری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بالکل مجبور نہ کیا اور جولی سانگ کو ساتھ لے کر غار کے دروازے کی طرف بڑھے۔ غار کا دروازہ سالوس جادوگر نے طلسم کے زور سے بند کر دیا تھا۔ تھیو سانگ لیلے کی دیوار کے ساتھ کان لگا لگا کر کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک جگہ اس نے ہاتھ رکھ کر کہا۔

"یہاں سے راستہ اندر جاتا ہے۔"

عنبر نے اس جگہ زور سے اپنا ہاتھ مارا۔ عنبر کی زبردست طاقت سے دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ اندر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تھیو سانگ سب سے پہلے داخل ہوا۔ پیچھے جولی سانگ اور اس کے پیچھے عنبر تھا تاکہ جولی سانگ پر کوئی بلا وغیرہ حملہ نہ کر دے۔

دیوار کے گرتے ہی سالوس جادوگر کو فوراً پتہ چل گیا۔ اس نے آئینہ دیکھا۔ اس میں اسے ایک لڑکی اور دو آدمی نظر آئے جو پھونک پھونک کر قدم رکھتے غار میں چلے آ رہے تھے۔ سالوس جادوگر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے وہاں سے نکل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ تیزی سے اس کوٹھڑی میں آیا جہاں کیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ دونوں ہاتھ کیٹی کے اوپر پھیلا کر اس نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا۔ کیٹی غائب ہو گئی۔ اس کے بعد سالوس جادوگر اس کوٹھڑی میں گیا جہاں مرجان میں بے ہوش ماریا بند تھی۔ سالوس نے اسے بھی غائب کر دیا۔ اس کے بعد خود بھی غائب ہو گیا۔

عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ نے غار کی ایک ایک کوٹھڑی دیکھ

ڈالی۔ انہیں ناگ اور ماریا کا کوئی سراغ نہ ملا۔ ان کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"انہیں جادوگر نے کہیں غائب کر دیا ہے عنبر بھائی"

"ہاں" عنبر بولا۔ "مگر سوال یہ ہے کہ انہیں غائب کر کے کہاں پہنچایا گیا ہے۔"

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا۔ تھیو سانگ کو وہ سب عقلمند سمجھتے تھے۔ عنبر کا خیال تھا کہ وہ اپنے علم سے کام لے کر کچھ بتائے گا۔ مگر تھیو سانگ کی بھی کچھ سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"یہاں بڑے زبردست طلسم کا اثر ہے۔ میں ان کی لہریں محسوس کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے کہ ہم پر کوئی آفت آئے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے۔"

عنبر نے کہا۔ "آفتیں تو ہم پر آتی ہی رہتی ہیں۔ تھیو سانگ! پہلے تسلی کر لیں کہ ناگ ماریا کسی جگہ موجود تو نہیں ہیں؟

تھیو سانگ نے کہا۔ "جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے ان دونوں میں سے کوئی بھی یہاں نہیں ہے۔"

مایوس ہو کر عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ غار سے باہر آ گئے۔ جب وہ واپس کھوپڑیوں والے درخت کے قریب آئے تو دیکھا کہ شکالا بھی وہاں سے جا چکی تھی۔ جولی سانگ بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مشکلا بھی چلی گئی۔ بے وقوف لڑکی۔ ہمارے بغیر اسے مشکل پیش آئے گی۔"

عنبر درخت سے لٹکتی ہوئی کھوپڑیوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ان میں سے ایک کھوپڑی کا جبڑا اچانک ہلنے لگا۔ پھر کھوپڑی نے کہا۔

"ناگ مادیا تمہیں تک ایران میں ملیں گے۔ اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔"

کھوپڑی کی آواز سب نے سنی۔ تھیو سانگ کھوپڑی کے قریب گیا۔ کھوپڑی کا جبڑا ساکت ہو گیا تھا۔ وہ کہنے لگا۔

"یہ سب فراڈ لگتا ہے مجھے عنبر۔ ہمیں اس کھوپڑی کی آواز پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔"

عنبر مسکرانے لگا۔

"کھوپڑی کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور پھر ناگ مادیا کی تلاش میں ہمیں کسی نہ کسی تک کی طرف تو جانا ہی ہے۔ پھر کیوں نہ ایران کی طرف چلا جائے؟"

"عنبر ٹھیک کہتا ہے تھیو سانگ!" ہوئی سانگ نے عنبر کے خیال کی تائید کی۔ تھیو سانگ کندھے ہلاتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم لوگوں کا یہی فیصلہ ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

وہ تینوں جنگل میں سفر کرتے راتوں رات افریقہ کے ساحل پر آ گئے۔ یہاں سے وہ ایک ہوائی جہاز میں سوار ہوئے جو بصرہ کی طرف جا رہا تھا۔ ان کا ارادہ بصرے سے کسی قافلے کے ذریعہ ایران جانے کا تھا۔

دوسری طرف ساموس جادوگر نے بے ہوش کیٹی کو افریقہ کے جنگل سے دور سمندر کے درمیان ایک ایسے جزیرے میں لے گیا جہاں صرف چٹانیں ہی چٹانیں تھیں اور کوئی آبادی نہیں تھی۔ یہاں دن کے وقت بھی زہریلے سانپ، بچھو رینگتے پھرتے تھے۔ خوف کے مارے کوئی جانور بھی ادھر کا رخ نہیں کرتا تھا۔ یہاں ایک بہت بڑی چٹان کے اندر ایک قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ ساموس جادوگر نے بے ہوش کیٹی کو پتھر کے چبوترے پر لٹا دیا اور خود ایک طرف آگ جلا کر منتر پڑھنے لگا۔ اسے دن گزرنے کا انتظار تھا۔ دن گزرتے ہی کیٹی کو ہوش آ جانا تھا۔ ساموس نے اس مرجان کو جس میں بے ہوش مادیا بند تھی سمندر میں پھینک دیا تھا اور یہ بند مرجان سمندری لہروں کے ساتھ بہتا چلا جا رہا تھا۔

جب شام ہو گئی تو کیٹی کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور چاروں طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کی تشویش کا کوئی اثر نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سب کچھ بھول چکی تھی کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ جادوگر ساموس نے کیٹی کو گھور کر دیکھا۔ اور وہ خوش تھا کہ اس کی سب سے بڑی طاقت بیدار ہو گئی ہے۔ کیٹی نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں کہاں ہوں؟"

سلاوس جادوگر نے کہا۔

"تم دنیا کے سب سے بڑے جادوگر اور اپنے آقا سلاوس کے پاس ہو۔ میں نے تمہیں ایک زبردست طلسمی طاقت عطا کر دی ہے۔ ہم اس طاقت کے استعمال سے ساری دنیا پر حکومت کر سکیں گے۔ تم دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کی ملکہ ہو گی کیا تم خوش نہیں ہو یہ سن کر؟"

کیٹی کی تو ساری کی ساری یادداشت گم ہو چکی تھی۔ اس نے ساری دنیا کی ملکہ بننے کا سنا تو بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی۔

"ہاں! میں بڑی خوش ہوں۔ میں کب ملکہ بنوں گی؟"

سلاوس بولا۔ "زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ ساری دنیا پر حکومت کرنے کا میرا خواب پورا ہونے والا ہے۔ آؤ میرے ساتھ آؤ"

کیٹی ایک ایسی عورت کی طرح جس پر کسی طلسم کا اثر ہو چبوترے پر سے اٹھی اور سلاوس کے ساتھ چلتی غار سے باہر آ گئی۔ باہر سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ سلاوس جادوگر نے اپنا سارا منصوبہ پہلے سے سوچ رکھا تھا۔ اس کی منزل ملک ایران تھی۔ ان دنوں ایران پر آگ کی

پوجا کرنے والوں کی حکومت تھی اور ایران کی سلطنت بڑی طاقتور سمجھی جاتی تھی۔ سلاوس جادوگر اس ملک کو اپنا دارالحکومت بنا کر ساری دنیا کے ملکوں پر حکومت کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کیٹی پر منتر پڑھ کر پھونکا۔ وہ سکڑ کر بالکل چھوٹی سی ہو گئی۔ سلاوس نے اسے اپنے تھیلے میں ڈالا اور غائب ہو گیا۔

ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں سلاوس ایران پہنچ گیا۔ وہ شہر میں شاہی محل اور قلعے کے پاس ہی ایک پہاڑی پر نمودار ہوا تھا۔ اس نے تھیلے میں سے کیٹی کو باہر نکالا اور کہا۔

"وہ سامنے محل ہے۔ اس محل میں ایک آتش پرست بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے۔ سب سے پہلے اس آگ کے پجاری بادشاہ کو جا کر قتل کرو۔ اس کے بعد میں جیسے جیسے تمہیں ہدایت کروں ویسے ہی کرتی چلی جاؤ۔"

کیٹی پھر سے پوری عورت بنتی ہو گئی۔ اس نے کہا۔

"تم جو کہو گے میں وہی کروں گی"

اور کیٹی غائب ہو گئی۔ سلاوس نے طلسمی آئینہ تھیلے سے اتار کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس میں بادشاہ کے دربار کا عکس نظر آ رہا تھا۔ بادشاہ تخت پر بیٹھا دور سے کوئی بات کر رہا تھا۔ درباری ادب سے بیٹھے تھے۔ اتنے میں اچانک کیٹی بادشاہ کے سامنے ظاہر ہو گئی۔ سب لوگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حیرت سے اسے دیکھنے لگے کہ یہ عورت کہاں سے آ گئی ہے۔ کیٹی کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ بادشاہ کے تخت کی طرف بڑھی۔ ایکدم سے درباری اور سپاہی اس کو پکڑنے کے لئے لپکے۔ مگر کیٹی نے ایک ہاتھ سے ان سب کو پچاس فٹ دور گرا دیا۔ کیٹی میں بے پناہ طاقت آ چکی تھی۔ بادشاہ بڑے سکون کے ساتھ تخت پر بیٹھا رہا۔ یہ بادشاہ اگرچہ آتش پرست تھا مگر بڑا پرہیزگار، انصاف پسند اور رعایا کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا۔ اس کی اس نیکی سے خوش ہو کر دیوتاؤں نے اس کے حق میں رضا کر رکھی تھی کہ وہ سو برس کا بوڑھا ہو کر یعنی اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر مرے گا۔ اس سے پہلے وہ کسی بھی حادثے کا شکار نہیں ہو گا۔

کیٹی تلوار لئے بادشاہ کے پاس آ گئی۔ اس نے پوری طاقت سے اپنی تلوار بادشاہ کی گردن پر ماری۔ تلوار دو ٹکڑے ہو گئی بادشاہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ ساوس جادوگر نے جب آنکھ میں یہ منظر دیکھا تو ششدر ہو کر رہ گیا۔ اسے پانسہ الٹا محسوس ہوا۔ اس نے جھٹ ایک طاقتور اور خطرناک منتر پڑھ کر کیٹی پر پھونکا۔ کیٹی کو اپنے اندر ایک نئی طاقت محسوس ہوئی۔ اس نے ہاتھ بلند کیا تو اس کے ہاتھ میں تیکھی نوک والا فولادی نیزہ آ گیا۔ کیٹی نے ساوس کے حکم سے نیزہ پوری طاقت کے ساتھ بادشاہ کے سینے کی طرف پھینکا۔ نیزہ بھی بادشاہ کے جسم سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ ساوس جادوگر سمجھ گیا کہ بادشاہ کے پاس کوئی زبردست طلسمی طاقت ہے جو اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ تیسری بار جب کیٹی نے خنجر سے بادشاہ پر

حملہ کیا تو بادشاہ نے کیٹی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ہاتھ کا پکڑنا تھا کہ بادشاہ کی دیانت داری، ایمانداری، نیکی اور رعایا سے محبت اور انصاف کرنے کی طاقت سے کیٹی پر کیا ہوا طلسم ایکدم ختم ہو گیا۔ کیٹی نے حیرانی سے ادھر ادھر دیکھا اور بولی۔

"میں کہاں ہوں؟ یہ میں کیا کر رہی تھی؟"

بادشاہ مسکرایا۔ وہ پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس لڑکی پر طلسم کر کے اس کے دشمنوں نے بھیجا ہے تاکہ بادشاہ کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا جائے۔ سارے درباری خوش ہو کر مبارک بادیاں دینے لگے۔ بادشاہ نے کیٹی سے کہا۔

"تم پر کسی نے جادو کر رکھا تھا۔ اب جادو زائل ہو گیا ہے اور تم اپنی اصلی حالت پر واپس آ گئی ہو۔ اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم پر کس نے جادو کیا تھا؟"

کیٹی نے ساری داستان بادشاہ کو سنا دی۔ بادشاہ یہ سن کر بڑا حیران ہوا کہ یہ عیسائی لڑکی ہے اور اپنے دوستوں ٹمبر ٹاگ، مارپار، تھیو سانگ اور جولی سانگ کے ساتھ ہزاروں سال تاریخ کا سفر کر رہی ہے۔ اسے یقین نہ آیا۔ بادشاہ یہی سمجھا کہ ابھی تک اس لڑکی کیٹی پر جادو کا اثر باقی ہے۔ اسی وجہ سے وہ بہکی بہکی باتیں کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں ہزاروں سال سے سفر کر رہی ہوں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ کیٹی کو شاہی مہمان خانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں عزت واحترام سے رکھا جائے۔ کنیزیں کیٹی کو لے کر شاہی مہمان خانے کی طرف چل دیں۔

ساداس جادوگر تو پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔ اس کے سب سے طاقتور جادو کو بادشاہ نے شکست دے دی تھی اور اسے بے بس کر دیا تھا۔ آری چونکہ چالاک تھا۔ سمجھ گیا کہ بادشاہ کے پاس جو طاقت ہے وہ اس کا مقابلہ طلسم سے نہیں کر سکتا۔ اسے کوئی دوسرا طریقہ سوچنا پڑے گا۔ چنانچہ ساداس جادوگر نے ایک فقیر کا بھیس بدلا اور اسی شہر میں ایک سرائے کے باہر ایر الگا دیا اور وقت کا انتظار کرنے لگا کہ جب وہ کوئی سازش کر کے بادشاہ کے تخت پر قبضہ کر سکے۔

دوسری طرف عنبر تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی سمندری جہاز کے ذریعے سفر کرتے ملک ایرمن کی طرف چلے آ رہے تھے۔ جبکہ مادیا جس مرجان میں بند تھی سمندر کی لہروں نے اسے بہت دور پھینک دیا تھا۔ مرجان کے اندر مادیا بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ مرجان سمندر کی موجوں پر تیرتا اسے کہاں سے کہاں لے جا رہا ہے۔ سمندر میں اگر کوئی بند بوتل یا تیرتے رہنے والی شے پھینکی جائے تو سمندر ایک نہ ایک دن اسے کسی نہ کسی ساحل پر پھینک دیتا ہے۔ چنانچہ مادیا کا مرجان بھی ایک روز سمندر کے ساحل کے ساتھ جا لگا۔

اس وقت سمندر میں بحری ڈاکوؤں کا ایک بادبانی جہاز بھی لنگر ڈالے کھڑا تھا اور بحری ڈاکو کشتیوں میں سوار ہو کر ساحل کی بستی کو لوٹنے

اور وہاں قتل عام کرنے جا رہے تھے۔ جب وہ ساحل پر اترے تو ایک بحری ڈاکو کی نظر مرجان پر پڑی۔ اس نے اسے کھول کر دیکھا۔ مرجان اسے خالی نظر آیا۔ حالانکہ اندر مادیا بے ہوش پڑی تھی۔ مگر وہ غیبی حالت میں تھی اور ڈاکو اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے غصے میں تلوار مار کر مرجان کو توڑ دیا۔ اور دوسرے بحری قزاقوں کے ساتھ شور مچاتا، نعرے لگاتا، تلوار لہراتا بستی میں لوٹ مار مچانے چل دیا۔ یہ کوئی پچاس ساٹھ کے قریب بحری ڈاکو تھے۔ ان کا یہی طریقہ ہوتا تھا کہ وہ کسی ساحل پر ٹھہرتے۔ قریبی بستی پر حملہ کر کے وہاں لوٹ مار کرتے۔ آدمیوں، عورتوں، بچوں کو بے دریغ قتل کرتے اور مال واسباب لوٹ کر اپنے جہاز پر لے جاتے۔ یہ لوگ بڑے ظالم اور سنگ دل ہوتے تھے۔ رحم کرنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ انسانوں کو قتل کر کے خوش ہوتے تھے۔ مگر قدرت کے نظام میں انسان کو اس کے اچھے یا برے اعمال کی جزا اور سزا ضرور مل کر رہتی ہے چنانچہ ایک نہ ایک دن بحری ڈاکو بھی بیدردی سے قتل کر دیے جاتے تھے۔

جونہی مرجان ٹوٹا اور سمندر کی تازہ ہوا مادیا کو لگی اسے ہوش آ گیا۔

کیا دیکھتی ہے کہ وہ ساحل سمندر پر پڑی ہے۔ سامنے سمندر میں ایک بادبانی جہاز لنگر انداز ہے جس کے مستول پر ہڈیوں اور کھوپڑی والا کالا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ فوراً سمجھ گئی کہ یہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز ہے اور وہ اس علاقے میں یا کوئی خزانہ دفن کرنے یا لوٹ مار کرنے آئے ہوئے ہیں۔ عنبر ناگ کے ساتھ اپنے ہزاروں سالہ سفر کے دوران مادیا نے کئی بحری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈاکوؤں کو لوگوں پر ظلم کرتے دیکھا تھا اور ان کا عبرت ناک انجام بھی دیکھا تھا۔ مادیا نے سب سے پہلے فضا کو سونگھا۔ اسے فضا میں عنبر ناگ، جولی ناگ اور تھیو ناگ میں سے کسی کی بھی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ وہ سمجھ گئی کہ جب وہ جادوگر ساموس کے غار میں داخل ہوئی تھی تو اس پر ساموس نے جادو کر کے بے ہوش کر دیا تھا اور عنبر ناگ، جولی ناگ، تھیو ناگ سے وہ بچھڑ چکی ہے۔ اب اس کی قسمت میں جو حادثات اور واقعات لکھے گئے ہیں ان پر سے گذر کر ہی وہ اپنے دوستوں سے دوبارہ ملاقات کر سکے گی۔ ابھی تو لہستی کے مظلوم بے گناہ لوگوں کو بحری ڈاکوؤں کے قتل عام سے بچانا اس کا فرض ہے۔

دل میں یہ ارادہ کر کے مادیا تیزی سے فضا میں بلند ہوئی اور لہستی کے اوپر آ گئی۔ بحری ڈاکو تلواریں لہراتے نعرے لگاتے کھیتوں میں سے لہستی کی طرف بھاگے چلے آ رہے تھے۔ لہستی کے لوگ مکانوں کے دروازے بند کر کے سہم کر بیٹھ گئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان بحری ڈاکوؤں سے اب انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ مادیا نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ڈاکوؤں کا کپتان سب سے آگے آگے دوڑا چلا آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ مادیا لپک کر کپتان کے اوپر پہنچ گئی۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مادیا نے ڈاکوؤں کے کپتان کی گردن پر پیچھے سے مکا مارا۔ کپتان منہ کے بل آگے کو گرا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر کھیت میں گر پڑی۔ مادیا نے تلوار اٹھائی اور سردار کا سر کاٹ کر اسے

ڈاکوؤں کے آگے پھینک دیا۔ اپنے کپتان کا کٹا ہوا سر دیکھ کر بحری ڈاکوؤں پر دہشت چھا گئی۔ ان کے قدم وہیں رک گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔ کپتان کی گردن کس نے کاٹی؟ جبکہ وہاں کوئی غیر آدمی نہیں تھا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ مادیا نے تلوار کے اوپر تلے دو ہاتھ مار کر دوسرے دو ڈاکوؤں کی بھی گردنیں کاٹ ڈالیں۔ اب تو ڈاکوؤں میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ وہ گھبرا کر، دہشت کھا کر پیچھے کو دوڑ پڑے۔ مادیا ان کے اوپر لڑتی ان کے ساتھ جا رہی تھی۔ وہ اس انتظار میں تھی کہ یہ سنگدل، ظالم و ستمگر ڈاکو جہاز میں سوار ہو جائیں۔

ڈاکوؤں میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ وہ جلدی جلدی کشتیوں کو چلاتے جہاز پر پہنچے۔ جہاز کے بادبان کھولے۔ لنگر اٹھایا اور بادبانوں میں ہوا بھرتے ہی جہاز ایک طرف سمندر میں چل پڑا۔ جب جہاز ساحل سے کافی دور کھلے اور گہرے سمندر میں پہنچ گیا تو مادیا نے جہاز کے سب سے بڑے بادبان کے مستول یعنی لکڑی کے اس بہت بڑے اور لمبے کھمبے کو جس کے ساتھ بادبان بندھا ہوا تھا توڑ دیا۔ بادبان کا مستول لیک کڑاکے کے ساتھ ٹوٹا اور دھماکے کے ساتھ جہاز پر گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی جہاز درمیان سے ٹوٹ گیا۔ جہاز میں بھگدڑ مچ گئی۔ ڈاکو ادھر ادھر جان بچانے کے لئے بھاگنے لگے۔ کیونکہ مادیا نے دوسرا مستول بھی توڑ دیا تھا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور بادبانوں کے مستول اپنے آپ کیسے ٹوٹ رہے ہیں جبکہ سمندر میں کوئی طوفان بھی نہیں ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا ان ظالم لوگوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتی تھی تاکہ کم از کم یہ ڈاکو آئندہ کسی بے گناہ انسان کی جان نہ لے سکیں۔ ماریا جہاز کے قریب آ گئی۔ جہاز بری طرح ڈولنے لگا تھا۔ ماریا تیزی سے ہوا کے جھونکے کی طرح جہاز کے نیچے باورچی خانے میں گھس گئی جہاں چولہے میں آگ جلتی چھوڑ کر لوگ اوپر بھاگ گئے تھے۔ ماریا نے پاس ہی رکھی سوکھی لکڑیوں کو آگ لگا دی۔ آگ تیزی سے پھیلنے لگی، کیونکہ وہاں آگ بجھانے والا کوئی نہیں تھا۔ ماریا جہاز سے باہر آ گئی۔ جہاز سے پچاس ساٹھ فٹ کے فاصلے پر ہوا میں کھڑی ہو کر وہ جہاز ڈوبنے کا منظر دیکھنے لگی۔ کچن کی آگ بہت جلد ساتھ والے لکڑی کے کیبن تک پہنچ گئی۔ اس کیبن میں بارود کے بڑے بڑے ڈرم پڑے تھے۔ جب آگ ان تک پہنچی تو وہ ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گئے۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک دھماکہ ہوا اور جہاز دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ بحری ڈاکوؤں نے سمندر میں چھلانگیں لگا دیں۔ مگر یہ سمندر خونخوار شارک مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا۔ شارک مچھلیوں کو بڑی مدت بعد اتنی غذا ملی تو وہ جوم در جوم وہاں آ گئیں اور بحری ڈاکوؤں کی خاطر تواضع کرنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے جہاز سمندر میں ڈوب گیا اور بحری ڈاکوؤں کی چیخیں بھی ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئیں۔

○

ماریا پاکستان میں

○

ماریا پہلے واپس ساحل سمندر کی طرف آنے لگی۔

پھر اس نے سوچا کہ واپس جانے کی بجائے آگے چلنا چاہئے۔ دیکھنا چاہئے کہ آگے سمندر کی دوسری طرف کونسا ملک آتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں عنبر، ناگ، تھیو سانگ اور جولی سانگ سے ملاقات ہو جائے۔ چنانچہ وہ سمندر کے اوپر جنوب کی طرف پرواز کرنے لگی۔

دوسری طرف عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ کا جہاز وہاں سے دور ایک سمندر میں ایران کی طرف سفر کر رہا تھا۔ اس ایران کی جانب، جس کے ایک شہر میں کیٹی شاہی مہمان خانے میں رہ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ آگے جانے کی بجائے اسے وہیں رہ کر کچھ دن انتظار کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے۔ عنبر، ناگ، ماریا اور دوسرے ساتھیوں سے وہیں ملاقات ہو جائے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ عنبر، تھیو سانگ اور جولی سانگ کا جہاز بھرے پہنچ گیا تو وہ وہاں سے ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر ایران کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایران کے دارالحکومت میں پہنچتے ہی انہیں کیٹی کی خوشبو آئی تو وہ بڑے خوش ہوئے۔ عنبر نے کہا۔

"کیٹی اسی شہر میں کہیں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی سانگ بولی۔ "میں اس کی تلاش میں جاتی ہوں۔ آپ لوگ کارواں سرائے میں میرا انتظار کریں۔"

جولی سانگ بھی خدائی لڑکی تھی اور اس کے پاس بھی ایک ایسی خلائی ٹیکنالوجی تھی جس کو استعمال میں لاتے ہوئے وہ اپنے خون کا رنگ اس طرح بدل لیتی تھی کہ وہ دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی تھی۔ وہ کسی کو نظر نہیں آ سکتی تھی۔ کیونکہ اس کا خون ایسی خلائی رنگت اختیار کر جاتا تھا جو زمین کی مخلوق کو نظر نہیں آتا تھا۔

جولی سانگ نے کارواں سرائے سے نکلتے ہی اپنے خون کا رنگ بدل لیا اور نظروں سے غائب ہو گئی۔ وہ کیٹی کی خوشبو کا تعاقب کرتی شاہی محل کے مہمان خانے میں پہنچ گئی۔ اور کیٹی نے جولی سانگ کی خوشبو محسوس کی تو مہمان خانے کے دالان میں آ گئی۔ جولی سانگ نے اسی وقت اپنے خون کا رنگ زمینی مخلوق کے خون کے رنگ جیسا کر لیا اور کیٹی نے اسے دیکھ لیا۔ دونوں سہیلیاں ایک دوسرے کے گلے لگ کر ملیں۔ کیٹی نے عنبر اور تھیو سانگ کو بھی شاہی مہمان خانے میں بلا لیا۔ انہیں بادشاہ سے ملوایا۔ بادشاہ کو ان کی خلیہ جانتوں کے بارے میں کچھ نہ بتایا گیا۔ بادشاہ نے عنبر سے پوچھا۔

"کیا تم لوگ واقعی پانچ ہزار سال سے زندہ ہو؟"

عنبر نے کہا۔ "اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ بات ہم کسی کو نہیں بتاتے۔ لیکن کیٹی نے آپ کو بتا دی ہے تو یقین کریں کہ

ہم آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بھی زندہ تھے اور آپ کی وفات بلکہ آپ کی اولادوں کی اولادوں کی وفات کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔ کیونکہ خدا کی یہی مرضی ہے کہ ہم ابھی زندہ رہیں یہ سب کچھ خدا کی مرضی اور اس کے حکم سے ہو رہا ہے۔"

بادشاہ کے ساتھ اس کا وزیر بھی تھا۔ وزیر نے پوچھا۔

"تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم لوگ پانچ ہزار سال سے زندہ ہو؟"

عنبر نے جواب دیا۔ "اس کا ثبوت تو ہم تمہیں ایک ہی طریقے سے دے سکتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ کم از کم پچاس برس تک زندہ رہو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تم بوڑھے کھوسٹ ہو گے اور ہم اسی طرح جوان اور تر و تازہ ہوں گے۔ لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر اتفاق سے اپنے سفر اور سیاحت کے دوران اگر ہمارا کبھی تمہارے ملک ایران سے گذر ہوا اور تم اگر زندہ ہوئے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ ہم آج ہی کی طرح جوان ہوں گے اور تم بوڑھے ہو گئے ہو گے۔"

بادشاہ نے وزیر کی طرف دیکھا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے ان نوجوانوں کی بات کا یقین ہے۔ یہ بھی خدا
کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ اگر خدا چاہے تو جب
تک اس کی مرضی ہو کسی انسان کو زندہ رکھ سکتا
ہے۔"

وزیر کہنے لگا۔ "بادشاہ سلامت! لیکن کوئی تو ایسی نشانی ان کے پاس ہونی چاہئے کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ یہ لوگ عام لوگوں سے مختلف ہیں۔"

اس پر عنبر نے کہا۔

"ہم میں سے ہر ایک کے پاس کوئی نہ کوئی زبردست
طاقت ہے۔ میرے پاس یہ طاقت ہے کہ میں اس
وقت خدا کی مرضی سے دنیا کا طاقتور ترین انسان
ہوں۔"

وزیر مسکرایا۔ کہنے لگا۔ "اس کا امتحان تو ابھی ہو سکتا ہے۔"

اس نے بادشاہ کی اجازت سے حکم دیا کہ شاہی محل کے باغ میں سات ہاتھی لائے جائیں۔ اسی وقت حکم کی تعمیل ہو گئی۔ کچھ دیر بعد سانگ، تھیو سانگ اور عنبر باغ میں آ گئے۔ وہاں سات ہاتھی موجود تھے اور جھوم رہے تھے۔ یہ بڑے بڑے کالے دیو ہیکل ہاتھی تھے۔ محل کے درباری اور دوسرے لوگ بھی یہ انوکھا تماشا دیکھنے کے لئے وہاں آ گئے۔ بادشاہ کے لئے تخت بچھا دیا گیا۔ وزیر نے عنبر سے کہا۔

"اگر تم کہتے ہو کہ تم دیو کے سب سے زیادہ طاقتور
انسان ہو تو ان ہاتھیوں میں سے کسی ایک ہاتھی کا
صرف ایک پاؤں ہی اٹھا کر دکھا دو"

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"وزیر صاحب! یہ تو بڑی معمولی بات ہے۔ میرا
خیال تھا خدا جانے آپ مجھے کس امتحان میں ڈالنے
والے ہیں۔ ہاتھی کا پاؤں کیا میں آپ کو پورے کا پورا
ہاتھی بمعہ دو ہاتھی اٹھا کر دکھا دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر دو ہاتھیوں کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ ایک ہاتھی کے پیٹ کے نیچے اور دوسرا ہاتھ دوسرے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے ڈالا اور اتنے آرام سے انہیں زمین سے اوپر اٹھا لیا جیسے اس کے ہاتھوں میں دو ہاتھی نہ ہوں بلکہ دو گیند پکڑے ہوئے ہوں۔ لوگوں پر خوف طاری ہو گیا۔ سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ وزیر بھی حیران ہو گیا۔ عنبر نے دونوں ہاتھی ابھی تک اپنی ہتھیلیوں سے اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ اسے ذرا بھی بوجھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"کیوں وزیر صاحب۔ اگر آپ کہیں تو میں یہ ہاتھی
آپ کے گھر تک چھوڑ آؤں۔"

وزیر نے گھبرا کر کہا۔ "نہیں نہیں بھائی۔ اس کی ضرورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ آپ دنیا کے طاقتور ترین انسان ہیں۔"

عنبر نے دونوں ہاتھی زمین پر اگل دیئے اور بڑے سکون سے چلتا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے عنبر کو گلے لگا لیا۔ اس کی بڑی تعریف کی اور کہا۔

"واقعی میں نے تمہارے جیسا طاقتور انسان آج تک نہیں دیکھا۔ اگر تم ہمارے پاس رک جاؤ تو میں تمہیں اپنی فوج کا سپہ سالار بنا دوں گا۔"

عنبر نے کہا۔ "بادشاہ سلامت! ہمارا کام فوج لے کر دوسرے ملکوں پر چڑھائی کرنا۔ لوگوں کو بے وجہ قتل کرنا نہیں ہے۔ ہم دنیا میں امن، سلامتی اور محبت کا پیغام لے کر سیر و سیاحت کر رہے ہیں۔ ہم صرف ظالم کو قتل کرتے ہیں کیونکہ وہ خلق خدا کو تنگ کرتا ہے۔ اور فساد پھیلاتا ہے اور مظلوموں پر ظلم کرتا ہے۔ آپ کی پیش کش کا شکریہ۔"

بادشاہ نے کہا۔ "تو پھر میری خواہش ہے کہ تم لوگ کچھ روز مزید میرے محل میں مہمان خاص بن کر رہو۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہو گی۔"

عنبر بولا۔ "ہاں۔ ہم اس پیش کش کو خوشی سے قبول کر لیتے ہیں۔ ہم کچھ روز محل میں قیام کر لیں گے۔ مگر اس کے بعد ہمیں اپنے

دوسرے ساتھیوں کی تلاش میں یہاں سے چلے جانا ہو گا۔"

"تب میں تمہیں نہیں روکوں گا۔" بادشاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی وقت ان سب کو بادشاہ کے خاص شاہی محل میں پہنچا دیا گیا جہاں نوکر چاکر ان کی خدمت میں لگ گئے۔ اس رات تھیو سانگ نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! ہمیں زیادہ دن تک یہاں نہیں رہنا چاہئے ہمیں ناگ اور مادیا کو بھی تلاش کرنا ہے۔"

عنبر نے کہا۔ "میں نے بادشاہ سے وعدہ کر لیا ہے۔ اب ہمیں کم از کم دس پندرہ روز یہاں ضرور رہنا چاہئے۔"

کیٹی اور جوئی سانگ نے بھی عنبر کی ہاں میں ہاں ملائی اور کہا کہ ہمیں کم از کم دس پندرہ روز یہاں رک جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے ناگ اور مادیا میں سے کوئی اسی شہر میں آ جائے۔ تھیو سانگ چپ ہو گیا۔ ابھی ہم نے ناگ کی کہانی آپ کو بیان نہیں کی کہ جب سامری جادوگر نے اسے خار میں لگی ہوئی تصویر کے اندر پھینکا تھا تو وہ کس ملک کے سمندر کے کنارے جا کر گرا تھا۔ مادیا بھی ابھی تک سمندر کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ سمندر پار کسی ایسے ملک میں جا پہنچے گی جہاں شاید اس کی ملاقات اپنے ساتھیوں سے ہو جائے۔

وہ سمندر کے اوپر اڑتی چلی جا رہی تھی کہ اچانک آسمان پر گھنے بادل چھا گئے اور تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ سمندر میں زبردست طوفان آ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لمریں پچاس پچاس فٹ اوپر اچھلنے لگیں۔ ہارش بھی موسلا دھار ہونے لگی۔ مگر مادیا پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ اسی طرح فضا میں پرواز کرتی رہی۔ پھر ایسا ہوا کہ مادیا کو گھرے سیاہ بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بادل اتنے کالے سیاہ اور گھنے تھے کہ مادیا کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر بھی وہ بادلوں کے اندر پرواز کرتی چلی جا رہی تھی۔ کئی بار بادلوں میں بجلی چمکی، گرجی، کڑکی اور مادیا کے اندر سے ہو کر گذر گئی مگر مادیا پر کوئی اثر نہ ہوا۔ لیکن وہ چاہتی تھی کہ بادل ختم ہوں اور وہ روشنی میں آئے۔ اب ایسا ہوا کہ ایک بار بجلی اتنی زور سے کڑکی کہ مادیا کو ایک دھچکا سا لگا اور اسے کوئی ہوش نہ رہا۔ جب اسے ہوش آیا تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک ہوائی جہاز کی کھڑکی کے پاس خالی سیٹ پر بیٹھی ہے۔ اس کے گرد و گرد کئی سیٹیں خالی پڑی تھیں۔ باقی جہاز میں دوسرے کئی مسافر عورتیں بچے اور مرد بیٹھے تھے۔ مادیا نے ایئر ہوسٹسوں کی وردی سے پہچان لیا کہ یہ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائینز یعنی P I A کا جہاز ہے۔ اس نے کھڑکی کے گول شیشے میں سے باہر دیکھا۔ باہر بادل چھائے ہوئے تھے۔

مادیا ایک بار تو اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ کیونکہ وہ بہت آگے کے زمانے یعنی بیسویں صدی میں نکل آئی تھی۔ افسوس اسے صرف ایک بات کا تھا کہ وہ اپنے دوستوں یعنی عنبر ناگ، تھیو سانگ، جولی سانگ اور کیٹی سے بہت دور آ گئی تھی اور اب نہ جانے کتنے عرصے تک ان میں سے کسی کو بھی نہیں مل سکتی تھی۔ لیکن اب ہر حالت میں اسے اس وقت تک بیسویں صدی میں

ہی رہنا تھا جب تک کہ اچانک کوئی حادثہ اسے واپس عنبر ناگ کے زمانے میں نہیں پہنچا دیتا۔ ایسا تو ان کے سفر میں ہوتا ہی رہتا تھا کہ اچانک کوئی حادثہ انہیں اپنے زمانے سے بہت آگے یا بہت پیچھے کے زمانے میں پہنچا دیتا تھا۔ مگر بیسویں صدی کے زمانے میں مادیا بہت عرصے کے بعد آئی تھی۔

اس نے تقدیر اور قسمت کے اس کھیل کو ذہنی طور پر قبول کر لیا اور جہاز کا جائزہ لیا۔ اتنے میں جہاز میں اعلان ہوا کہ جہاز تھوڑی دیر بعد لاہور کے ایئرپورٹ پر اترنے والا ہے۔ مادیا کو خوشی ہوئی کہ وہ لاہور جا رہی ہے۔ پاکستان سے مادیا کو شروع ہی سے بڑی محبت تھی۔ اس ملک میں وہ پہلے بھی کئی بار عنبر ناگ کے ساتھ گھوم پھر چکی تھی۔ لاہور اسے تاریخی اعتبار سے بہت اچھا لگتا تھا۔ جہاز اتر گیا۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ لمبی سی لائن میں مادیا ایئرپورٹ سے باہر آ گئی۔ اب وہ سوچنے لگی کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ ایسے تو وہ جہاں چاہے جا سکتی تھی۔ جہاں چاہے رہ سکتی تھی۔ مگر وہ کسی ایسی جگہ رہنا چاہتی تھی جہاں عنبر ناگ، تھیو سانگ، کیٹی وغیرہ سے مل جانے کا زیادہ امکان ہو۔ اس نے سوچا کہ تھوڑا پیدل لاہور کی سیر کرنی چاہئے۔ پھر کوئی ٹھکانہ بنا لوں گی۔ یہ سوچ کر مادیا ہوائی اڈے سے شہر جانے والی سڑک پر چل پڑی۔ یہ وقت اسکول سے چھٹی کا تھا۔ وہ جس اسکول کے سامنے سے گذری وہاں سے بچے بچیاں نکل نکل کر تانگوں، بسوں اور گاڑیوں میں سوار ہو رہی تھیں۔

مادیا ان معصوم مسکراتے بچوں کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ چلتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلتی دو ریلوے کا پاٹ پار کر کے شادمان چوک کی طرف جا رہی تھی کہ ایک بس سٹینڈ پر اس نے کچھ غنڈوں کو دیکھا کہ وہ ایک لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے کار کی طرف لئے جا رہے تھے۔ لڑکی چیخ و پکار مچا رہی تھی۔ دیکھتے دیکھتے غنڈوں نے لڑکی کو گاڑی میں ڈالا اور گاڑی بڑی تیزی سے سڑک پر ایک طرف دوڑنے لگی۔

ماریا ایک راکٹ کی طرح ہوا میں اچھلی اور دوسرے لمحے گاڑی کے اوپر پہنچ گئی۔ دو غنڈوں نے پستول دکھا کر لڑکی کو چپ کرا رکھا تھا۔ لڑکی کا رنگ دہشت کے مارے سفید پڑ گیا ہوا تھا۔ ایک غنڈہ بار بار کہہ رہا تھا۔

"گاڑی کو شہر کی ٹریفک سے نکال کر لے جاؤ جلدی کرو۔"

جو غنڈہ گاڑی چلا رہا تھا وہ بڑی تیزی سے گاڑی کو ایک ویران سڑک پر لے آیا۔ ماریا اب گاڑی کے اندر آ گئی ہوئی تھی۔ اس نے ان غنڈوں کی باتوں سے اندازہ لگایا کہ یہ پیشہ ور غنڈے ہیں جو امن پسند شریف شہریوں کی جان و مال کے واسطے ایک عذاب سے کم نہیں ہیں۔ ماریا نے گاڑی کو بریک لگا دی۔ گاڑی ایک دھچکے سے رکی تو دوسرے غنڈوں نے چلا کر کہا۔

"گاڑی یہاں کیوں روکی ہے؟"

"میں نے بریک نہیں لگائی۔"

"تو کیا اپنے آپ لگ گئی ہے؟" پہلا غنڈہ غصے میں بولا۔

ماریا نے کہا۔ "بریک میں نے لگائی ہے"

ایک نئی عورت کی آواز سن کر سب نے حیران پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ لڑکی بھی کچھ اور ڈر گئی۔ ماریا نے کہا۔ "ادھر ادھر دیکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ میں تمہیں دکھائی نہیں دوں گی۔ تم سب لڑکی کو گاڑی میں ہی چھوڑ کر باہر نکل آؤ۔" جس غنڈے کے ہاتھ میں پستول تھا اس نے ذرا زیادہ بہادری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"تم جن ہو یا چڑیل ہو۔ کوئی بھی ہو۔ میں خبردار کرتا ہوں کہ گاڑی سے نکل جاؤ۔ نہیں تو میں لڑکی کو گولی مار دوں گا۔"

ابھی یہ فقرہ غنڈے نے ادا کیا ہی تھا کہ اچانک پستول اس کے ہاتھ سے غائب ہو گیا۔ ماریا نے پستول جھپٹ کر چھین لیا تھا۔ ماریا کی آواز بلند ہوئی۔

"تم سب مرد گاڑی سے باہر آ جاؤ۔ لڑکی! تم گاڑی میں ہی بیٹھی رہو۔"

تینوں غنڈے ڈرے ڈرے سے باہر آ گئے۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ کوئی جن بھوت لڑکی کی مدد کو وہاں پہنچ گیا ہے۔ ماریا نے کہا۔

"زمین پر بیٹھ جاؤ۔"

تینوں پیشہ ور غنڈے زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ ویران سا علاقہ تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سڑک دور تھی۔ آبادی بھی کچھ فاصلے پر شروع ہوتی تھی۔ ماریا نے پستول کو خاموشی سے چیک کیا۔ اس میں میگزین بھرا ہوا تھا۔ ماریا نے سب سے پہلے درمیان والے غنڈے کے سر کو نشانہ بنا کر فائر کر دیا۔ دھماکہ ہوا اور غنڈہ آگے کو لڑھک گیا۔ دوسرے غنڈے اٹھ کر دوڑ پڑے۔ مگر ماریا سے بچ کر وہ کہاں جا سکتے تھے۔ ماریا نے چند قدموں پر ہی دونوں کو شوٹ کر دیا۔ یہ سزا تھی ایک خاندان ایک لڑکی کی عزت کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کی۔ ماریا نہیں چاہتی تھی کہ یہ جرائم پیشہ غنڈے آئندہ بھی کسی شریف لڑکی کی عزت سے کھیلنے کی ناپاک کوشش کریں۔ گاڑی میں بیٹھی ہوئی لڑکی نے جب یہ منظر دیکھا تو گاڑی سے نکل کر بھاگنے کی کوشش کر ہی رہی تھی کہ ماریا نے قریب آ کر کہا۔

"بہن! مجھ سے ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ان مجرموں کو ان کے جرم کی سزا ملی ہے۔ میں

کوئی جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں۔ چلو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتی ہوں۔"

لڑکی سخت خوف زدہ تھی۔ کہنے لگی۔

"شکریہ بہن! میں پیدل ہی چلی جاؤں گی۔ میرا گھر زیادہ دور نہیں ہے۔"

"جیسے تمہاری مرضی" ماریا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔

لڑکی گاڑی سے نکل کر تیز تیز قدموں سے بڑی سڑک کی طرف

چلنے لگی۔ ماریا اس کے سر کے اوپر ساتھ ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ مگر چپ تھی۔ سڑک پر آ کر لڑکی ایک رکشا میں بیٹھی اور رکشا سڑک پر چل پڑا۔ ماریا رکشے کے اوپر اس کے ساتھ ساتھ اڑنے لگی۔ جب لڑکی اپنے گھر پہنچ گئی تب ماریا اس سے الگ ہوئی۔ ماریا اب ہوا میں اڑتے رہنے کی بجائے زمین پر آ گئی اور سڑک کے فٹ پاتھ پر چلنے لگی۔ پاکستان آ کر اور پاکستان کی ترقی دیکھ کر ماریا خوش تو بہت تھی مگر اس کا دل اپنے دوستوں قبر، ناگ، کیٹی، نصیر سانگ اور جولی سانگ کے لئے اداس بھی تھا۔ چونکہ وہ سب پراسرار لوگ تھے اس لئے ان کی ملاقات بھی اچانک کسی پراسرار جگہ پر ہی ہوتی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ شہر کی کسی پراسرار جگہ پر ٹھکانہ لگانا چاہئے جہاں قبر، ناگ وغیرہ سے ملنے کا امکان بھی ہو۔

یہ سوچ کر ماریا نے اپنا رخ قبرستان کی طرف کر لیا۔ کیونکہ ہر شہر میں قبرستان ہی ایک پراسرار جگہ ہوتی ہے۔ ماریا کو لاہور شہر کی سڑکوں محلوں سے واقفیت تھی۔ وہ چلتی چلتی ایک جگہ پہنچی تو اس کی نظر ایک احاطے کے گیٹ پر پڑی جس کے اوپر صلیب کا نشان لگا ہوا تھا۔ یہ عیسائیوں کا قبرستان تھا۔ ماریا چونکہ خود بھی کرسچین تھی اس لئے اس نے سوچا کہ اس قبرستان میں ہی ٹھکانہ بنانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کبھی کسی وقت قبر، ناگ، کیٹی وغیرہ سے ملاقات ہو جائے۔ ماریا قبرستان میں داخل ہو گئی۔ قبرستان میں قبروں کے آس پاس بڑے پھول پودے لگے تھے۔ کسی قبر پر پتھر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلدان میں بھی پھول سج رہے تھے۔ ماریا نے راتیں اسی جگہ گذارنے کا فیصلہ کر لیا۔

ماریا کو ہم لاہور کے قبرستان میں چھوڑ کر اب ناگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ تمہر، تھیو سانگ، کیتی اور جولی سانگ بادشاہ ایران کے شاہی مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ماریا ماڈرن زمانے کے شہر لاہور کے قبرستان میں ہے۔ ناگ کو ہم نے وہاں چھوڑا تھا جہاں جادوگر سالوس نے اسے دیوار میں بنی ہوئی تصویر میں پھینک دیا تھا اور ناگ ایک جگہ سمندر کے ساحل کی گیلی ریت پر جا گرا تھا۔ ناگ کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ سمندر کی نیلی نیلی لہریں سفید جھاگ لے کر ساحل پر آتی ہیں اور بڑے سکون سے واپس چلی جاتی ہیں۔

ناگ ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا۔ اس نے سوچا کہ پتہ کرنا چاہئے وہ کس ملک میں آ گیا ہے اور یہ زمانہ کونسا ہے۔ اس نے اسی وقت ایک عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں بلند ہو کر زمین کو دیکھا۔ یہ اونچی نیچی پہاڑیوں والا علاقہ تھا۔ ان پہاڑیوں پر کہیں کہیں سوکھی گھاس اگی تھی۔ وہ زمین کے اندر کی طرف پرواز کرنے لگا۔ آگے جا کر اسے صحرا میں کچھ نخلستان ملے جہاں کھجوروں کے جھنڈ تھے۔ چشمے بہہ رہے تھے۔ باقی علاقہ ریگستانی تھا۔ جب اس نے دور ایک قافلہ سفر کرتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ پرانے زمانے میں آ گیا ہے جب ابھی لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر قافلوں کی شکل میں سفر کرتے ہیں۔ ایک جگہ ناگ کو شہر کی عمارتیں نظر آئیں۔ وہ نیچے آ

گیا۔ یہ عمارتیں اگرچہ چار چار منزلہ بھی تھیں مگر سب پرانی طرز کی تھیں۔ سڑکیں بھی پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ شہر کے ارد گرد چار دیواری تھی جس پر ہر دروازے کے اوپر پہرہ دینے والا برج بنا ہوا تھا۔ ہر برج میں ایک سپاہی نیزہ ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہا تھا۔

سڑکوں پر لوگ لمبے لمبے چغے پہنے سروں پر عربی طرز کے رومال باندھے بازاروں میں سے گذر رہے تھے۔ کہیں کوئی بیل گاڑی اور کہیں کوئی امیر آدمی تخت پر بیٹھا گذر رہا تھا۔ غلاموں نے تخت کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ کچھ سپاہی گھوڑوں پر سوار بازار سے گذرے تو ان کی وردیوں اور سروں کے خود سے ناگ سمجھ گیا کہ وہ رومن سلطنت کے زمانے میں پہنچ گیا ہے۔ اس نے فضا میں سونگھ کر دیکھ لیا تھا کہ تمہر، ماریا، کیتی یا تھیو سانگ میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں تھی۔ رومن سپاہی لوگوں کو ایک طرف ہٹاتے جا رہے تھے۔ ناگ زمین پر اتر کر انسانی شکل میں آ گیا اور دیکھنے لگا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ کیا دیکھتا ہے کہ ادھر سے شہر کے گورنر کی سواری گذرنے والی ہے جو سپاہی لوگوں کو ہنٹر لہرا لہرا کر ادھر ادھر ہٹا رہے ہیں۔

ناگ بھی انسانی شکل میں لوگوں کے پاس ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ رومن سپاہی ایک عورت کو زنجیروں میں جکڑے کھینچے لئے آ رہے ہیں۔ اس عورت نے لمبا چغہ پہن رکھا ہے۔ لمبے سیاہ بال گردن پر پڑے ہیں۔ چہرے پر بڑا جلال ہے مگر ساتھ ہی اللہ کی رضا پر صبر شکر کئے رہنے کا تاثر بھی ہے۔ جب یہ جلوس ناگ کے سامنے سے گذرا تو ناگ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا کہ عورت کی عمر تیس برس کے قریب ہے اور اس نے گردن میں صلیب لٹکا رکھی ہے۔ وہ بار بار صلیب کو ہاتھ میں لے کر چوم لیتی ہے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ مسیحی خاتون ہے جس کو رومن گورنر کے حکم سے آگ میں زندہ جلا ڈالنے کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا سے اپنے مادی جسم کے ساتھ رخصت ہوئے پچاس ساٹھ برس ہی گذرے تھے اور رومن بادشاہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے مسیحیوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھا رہے تھے۔ انہیں بھوکے شیروں کے آگے ڈالا جا رہا تھا۔ آگ میں جلایا جا رہا تھا۔ یہ خاتون بھی کرسچین تھی اور اسے عیسائی ہونے کی وجہ سے آگ میں جلانے کے واسطے شہر سے باہر لے جایا جا رہا تھا۔ لوگ جلوس کی صورت میں پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اس ظلم کو سخت ناپسند کرتے تھے مگر کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ رومن حکمرانوں کے سامنے کوئی سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔

ناگ بھی جلوس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

یہ جلوس شہر سے نکل کر ایک ٹیلے پر پہنچ گیا۔ یہاں ٹیلے پر ایک پتھروں کا چبوترہ بنایا گیا تھا جس کے درمیان میں لوہے کا ایک کھمبا گڑا ہوا تھا۔ بے گناہ معصوم خاتون کو اس کھمبے کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ پھر رومن سپاہی اس کے اردگرد سوکھی لکڑیاں اور گھاس لا کر ڈالنے لگے۔ ناگ چپکے سے ایک طرف نکل گیا۔

○

قبر کا عذاب

○

ناگ نے ایک طرف جا کر اپنی شکل تبدیل کر لی۔

اس دفعہ ناگ نے ایک ایسے شیش ناگ کی شکل اختیار کی تھی جس کے منہ سے پھنکار کے ساتھ زہر کی پھوار نکلتی تھی۔ یہ زہر اس قدر ہلاکت کرنے والا تھا کہ جس کے جسم پر پڑتا وہ وہیں مر جاتا تھا۔ جونہی ایک رومن سپاہی لکڑیوں اور سوکھی گھاس کو آگ دکھانے لگا ناگ اچانک پیچھے سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔ رومن سپاہی نے سانپ کو دیکھا تو اس پر تلوار کا وار کرنے ہی لگا تھا کہ سانپ نے پھنکار ماری۔ زہر کی پھوار رومن سپاہی کے چہرے پر پڑی اور وہ وہیں گر کر ہلاک ہو گیا۔ دوسرے سپاہی اپنے ساتھی کی طرف بڑھے تو سانپ نے دوسری زہریلی پھنکار سے انہیں بھی موت کی نیند سلا دیا۔ اب تو وہاں بھگدڑ سی مچ گئی۔ سپاہیوں نے ناگ پر تیر چلا دیئے۔ مگر ناگ کو ایک بھی تیر نہ لگ سکا اور اپنی زہریلی پھنکار سے اس نے کئی دوسرے سپاہیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو جان بچا کر ٹیلے سے نیچے بھاگنے لگے۔ جو دو رومن سپاہی باقی رہ گئے تھے وہ گھوڑوں کو دوڑاتے سانپ کو کچلنے کے لئے پیچھے ہی تھے کہ ناگ نے انہیں اپنی زہریلی پھوار سے گھوڑوں سمیت نیچے گرا دیا۔ یہ آخری دو سپاہی بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلک ہو گئے۔

نیک دل خاتون یہ منظر خاموش نظروں سے دیکھ رہی تھی اور سانپ کو خداوندی طرف سے بھیجی گئی مدد سمجھ رہی تھی۔ جب وہاں میدان خالی ہو گیا تو سانپ رینگتا ہوا چبوترے پر آیا اور جون بدل کر انسان کی شکل اختیار کر لی۔

خاتون نے کسی قسم کی حیرانی کا اظہار نہ کیا۔ کیونکہ خدا سے محبت کرنے والے جانتے ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے وہ جو چاہے ہو جاتا ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ ڈگ نے انسانی شکل میں آتے ہی خاتون کی زنجیریں کھول دیں اور کہا۔

"آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟ میں آپ کو اپنی حفاظت میں وہاں پہنچائے دوں گا۔"

خاتون نے ہلکی سی پُر سکون مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"حفاظت تو صرف خدا ہی کر سکتا ہے اور اس وقت میری حفاظت بھی اللہ ہی نے کی ہے۔ میں عیسائی راہبہ ہوں اور یروشلم سے باہر ایک نخلستان میں اپنی جھونپڑی میں خدا کی عبادت کرتی تھی کہ رومن سپاہی مجھے پکڑ کر یہاں لے آئے۔ مگر میرے خدا نے مجھے تمہیں بھیج کر بچا لیا۔ کیونکہ ابھی میری زندگی باقی تھی۔ میں واپس اپنی جھونپڑی میں جاؤں گی مگر تمہاری

حفاظت میں نہیں بلکہ اپنے خدا کی حفاظت میں، کیونکہ خدا سے بڑھ کر حفاظت کرنے والا کوئی نہیں۔"

ڈگ نے کہا۔ "میں آپ کی ان باتوں کا احترام کرتا ہوں لیکن آپ کو یہ بھی علم ہو گا کہ رومن حکومت آپ لوگوں پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنی حفاظت میں آپ کے ٹھکانے تک پہنچا دوں تاکہ راستے میں کوئی رومن سپاہی دوبارہ آپ کو گرفتار نہ کرے۔"

راہبہ نے کوئی جواب نہ دیا اور لبیک کی اذان اترنے لگی۔ ڈگ اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہاں سے صحرا میں ایک راستہ یروشلم شہر کے باہر والے نخلستان کو جاتا تھا۔ راہبہ اسی راستے پر بڑے سکون سے روانہ ہو گئی۔ ڈگ بھی کچھ فاصلے پر راہبہ کی حفاظت کی خاطر پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ آگے ایک دریا آ گیا جس پر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا۔ پل عبور کرنے کے بعد راہبہ نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ پھر ایک طرف ریت کے ٹیلے کے پیچھے سے ایک سفید گھوڑا نکل کر راہبہ کے پاس آ کر رک گیا۔ راہبہ گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ گھوڑا راہبہ کو لے کر آگے چل دیا۔ اب ڈگ نے ہلکی سی پھونک مار کر اپنے آپ کو ایک بار پھر سیاہ عقاب میں تبدیل کر لیا اور راہبہ کے اوپر کچھ بلندی پر پرواز شروع کر دی۔

اسی طرح سفر کرتے آخر وہ نخلستان آ گیا جہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ایک چھوٹا سا جھونپڑا بنا ہوا تھا۔ راہبہ جھونپڑے کے باہر گھوڑے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتر پڑی۔ ناگ نے سوچا کہ اب واپس چلنا چاہئے کیونکہ راجپہ محفوظ جگہ پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ جب وہ واپس مڑنے لگا تو راجپہ نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر عقاب کو دیکھا اور کہا۔

"نیک دل ناگ! میرے ان بھائی بہنوں کو بھی
رومنوں کے ظلم سے بچا جن کو ہیرو شلم کے قید خانے
میں اذیتیں دی جا رہی ہیں۔"

ناگ نے انسانی آواز میں کہا۔

"بہن! میں ان کی بھی مدد کروں گا"

یہ کہا اور ہیرو شلم کی طرف پرواز کر گیا۔ ناگ کا یہ علاقہ جانا پہچانا تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی ہیرو شلم میں آ چکا تھا۔ وہ دریا کے ساتھ ساتھ پرواز کرتا ہیرو شلم شہر کے قریب آ گیا۔ دور سے اسے قدیم ہیرو شلم شہر کی فصیل اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ نیچے آ گیا اور ایک درخت کے سائے میں اتر کر دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی۔ اب وہ ہیرو شلم کے اس قید خانے میں جانا چاہتا تھا جہاں رومن گورنر نے عیسائی لوگوں کو قید میں ڈال رکھا تھا اور ان پر ظلم کیا جا رہا تھا۔

وہ ہیرو شلم کے گورنر کے شاہی محل کے پاس آ کر رک گیا۔ وہاں زبردست پہرہ تھا۔ ناگ جانتا تھا کہ شاہی قید خانہ محل کے نیچے تاریک تہہ خانے کی شکل میں ہے۔ یہاں سے وہ واپس ایک باغ میں آ کر بیٹھ گیا اور رات کا اندھیرا ہو جانے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ رات کے اندھیرے میں

سانپ کی شکل میں تہہ خانے تک پہنچنا چاہتا تھا۔ باغ میں ناگ کو اچانک ایک خاص قسم کی بو محسوس ہوئی۔ اس نے غور کیا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ بو زمین کے اندر سے آ رہی ہے۔ یہ بو خاص قسم کے انتہائی خطرناک آتشی سانپوں کی تھی۔ ناگ نے اسی وقت سانپوں کی زبان میں کہا۔

"آتشی سانپوں کا سردار اوپر آئے۔ میں ناگ دیوتا
بول رہا ہوں۔"

تھوڑی ہی دیر بعد زمین کے اندر سے سرخ رنگ کا ایک لمبا سانپ باہر نکل آیا۔ اس کے جسم پر انگاروں جیسے لال لال نشان تھے۔ اس نے آتے ہی ناگ کو ادب سے سلام کیا اور کہا۔

"ہماری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا یہاں تشریف
لائے ہیں ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ ہمیں حکم
دیجئے۔"

ناگ جانتا تھا کہ یہ آتشی سانپ وہ ہیں کہ جب اپنا پھن کھولتے ہیں تو اس میں سے چنگاریاں نکلنے لگتی ہیں اور یہ چنگاریاں جس پر بھی گرتی ہیں وہ وہیں جل کر کوئلہ ہو جاتا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"اے آتشی سانپوں کے سردار! اس وقت زمین
کے اندر تمہارے ساتھ کتنے آتشی سانپ ہیں؟"

سردار سانپ نے کہا۔

"ناگ دیوتا! ہم ایک قافلے کی شکل میں سفر کرتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتے یہاں ٹھہرے ہیں۔ ادھر رے قافلے میں اس
وقت پانچ سو آتشی سانپ ہیں۔"

ناگ بڑا خوش ہوا۔ اس کے پاس بڑے ہی خطرناک سانپوں کی فوج آ گئی تھی۔ اس نے ساری بات سردار سانپ کو سمجھائی کہ کس طرح وہ ان مظلوم لوگوں کی مدد کرنا چاہتا ہے جنہیں رومن حکومت صرف اس لئے تشدد کا نشانہ بنا رہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں جو اللہ کے پیغمبر ہیں۔

"سردار سانپ! تم سب سے پہلے شاہی محل کے نیچے جا کر یہ پتہ کرو کہ ان مظلوم عورتوں، بچوں اور مردوں کو کس جگہ رکھا ہوا ہے۔ فوراً آ کر مجھے خبر کرو۔ اس کے بعد ہم اکٹھے جائیں گے اور حملہ کر دیں گے۔"

سردار سانپ اسی وقت زمین کے اندر چلا گیا۔ دس پندرہ منٹ کے بعد واپس آ کر اس نے ناگ کو بتایا کہ شاہی محل کے نیچے ایک بڑا ہی گندا اور تاریک قید خانہ ہے جس میں اس وقت پچاس کے قریب لوگ بند ہیں۔ ان میں عورتیں بھی ہیں بچے بوڑھے اور جوان مرد بھی ہیں۔ ان سب کی حالت بڑی خراب ہیں۔ ہمیں ان کی مدد کو جلد پہنچنا چاہئے ورنہ وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ناگ نے کہا۔

"چلو۔ ہم حملہ کریں گے۔ میں تمہارے ساتھ

ہوں۔ تم آگے آگے چلو۔"

ناگ سردار آتشی سانپ کے ساتھ نیچے زمین کے اندر آ گیا۔ وہاں بے شمار مسلح آتشی سانپوں نے پھن اٹھا کر ناگ دیوتا کو ادب سے سلام کیا اور پھنکاریں مار کر خوش آمدید کہا۔ سردار سانپ نے ان سانپوں کو ساری بات سمجھا دی ہوئی تھی۔ چنانچہ سانپوں کی یہ فوج زمین کے اندر ہی اندر شاہی محل کے قید خانے کی طرف چل پڑی۔

شاہی محل کا قید خانہ عقوبت خانہ تھا۔ یعنی اس جگہ قیدیوں عیسائیوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے کر ہلاک کیا جاتا تھا۔ یہ بے یار و مددگار لوگ بے کسی کی حالت میں پڑے تھے۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں تھا۔ فاقوں اور تشدد سے وہ موت کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ یہاں جگہ جگہ رومن سپاہی پہرا دے رہے تھے۔ قید خانے کے اندر لوہے کے شکنجوں میں اس وقت پچاس قیدیوں کو جکڑا ہوا تھا۔ جلاد ان پر کوڑے برسا رہا تھا اور ان بے چاروں کی چیخیں نکل رہی تھیں۔

اچانک دروازے پر پہرے دینے والے رومن سپاہی کو ایک لال سانپ نظر پڑا جو زمین کے ایک سوراخ میں سے باہر نکل رہا تھا۔ سپاہی نے اس پر نیزے سے حملہ کرنا چاہا مگر اتنی دیر میں سانپ نے اپنا پھن کھول کر پھنکار ماری۔ چنگاریاں سپاہی کے جسم پر پڑیں اور وہ وہیں جل کر بھسم ہو گیا۔ دوسرے سپاہیوں نے اپنے ساتھی کو انگارہ بن کر بھسم ہوتے دیکھا تو اس کی مدد کو پہنچے۔ اس دوران پندرہ بیس آتشی سانپ زمین کے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نکل آئے تھے۔ انہوں نے باہر نکلتے ہی پھن کھول کر پھنکاریں مارتے ہوئے سپاہیوں پر حملہ کر دیا۔ سارے کے سارے سپاہی ایک سیکنڈ کے اندر اندر انگارہ بن کر بھسم ہو گئے۔ بے چارے مظلوم قیدی تھر تھر کانپ رہے تھے کہ اب ان کا بھی یہی انجام ہو گا۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کوئی سانپ ان کے قریب نہ آیا۔ کسی سانپ نے ان پر حملہ نہ کیا۔ پھر ان میں سے ناگ انسانی شکل میں ان کے قریب آیا اور کہا۔

"پیارے بہن بھائیو! ہم تمہیں یہاں سے آزاد کرانے اور رومن سپاہیوں کے ظلم و ستم سے نجات دلانے آئے ہیں۔ بے فکر ہو کر قید خانے کے دروازے سے باہر نکل چلو۔ گھبراؤ نہیں۔ ہم تمہارے آگے آگے چلیں گے۔"

جو قیدی ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے انہیں اسی وقت کھول دیا گیا۔ یہ سارے مصیبت زدہ قیدی ناگ اور دوسرے آتشی سانپوں کے پیچھے پیچھے قید خانے سے باہر کو نکل کھڑے ہوئے۔ قید خانے میں کل سیڑھیاں اوپر جاتی تھیں۔ ہر سیڑھی کے آخر میں دو رومن سپاہی پہرہ دیتے تھے۔ آتشی سانپوں نے ان سب کو پہلے ہی ہلاک کر ڈالا تھا۔ قیدیوں کے لئے راستہ صاف تھا۔ جب ناگ سارے مظلوم قیدیوں کو لے کر قید خانے سے باہر نکلا تو قلعے میں سے رومن فوج کا ایک دستہ وہاں پہنچ گیا۔ سپاہیوں نے کر سپین قیدیوں کو دیکھا کہ فرار ہو رہے ہیں تو ان کی طرف

تلوار نکال کر بڑھے۔ ناگ نے اشارہ کیا۔ ایک سو آتشی سانپ طوفان کی طرح اڑ کر ان رومن سپاہیوں کے سروں پر پہنچ کر پھنکاریں برسانے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارے سپاہی وہیں راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ ناگ نے سانپوں کو حکم دیا۔

"محل میں پھیل جاؤ اور جو رومن سپاہی اور پہرے دار تمہیں نظر آئے اسے بھسم کر دو۔"

پانچ سو کے پانچ سو سانپ پھن کھول کر شاہی محل میں ادھر ادھر دوڑ پڑے۔ شاہی محل میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس افراتفری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ناگ نے قیدی عورتوں، بچوں اور مردوں کو ساتھ لیا۔ انہیں محل کے باہر ایک طرف کھڑے بہت بڑے رتھ پر بٹھایا۔ رتھ کے آگے دس گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ یہ رتھ شاہی محل کے واسطے کھانے پینے کی اشیاء لے کر آیا تھا۔ ناگ نے خود گھوڑوں کی باگیں سنبھال لیں اور رتھ کو شاہی محل سے نکال کر لے گیا۔ محل سے باہر آتے ہی اس نے رتھ کا رخ صحرا کی طرف موڑ دیا۔

پیچھے آتشی سانپوں نے شاہی محل کے تمام رومن سپاہیوں اور رومن پہرے داروں کا صفایا کر دیا۔ پھر سردار کے حکم سے زمین کے اندر داخل ہو کر غائب ہو گئے۔ شاہی محل میں ظلم کرنے والے رومن سپاہیوں کی جل کر کوئلہ بنی لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں۔ دوسری طرف ناگ رتھ کو بیری رفتار سے دوڑاتا ہوا ظلم شہر سے کئی میل دور صحرا میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل چکا تھا۔ تازہ دم رومن گھوڑے جنہیں خوب کھلا پلا کر تیار کیا گیا ہوا تھا طوفان کی طرح دوڑے چلے جا رہے تھے۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر ناگ نے صحرا پار کر لیا اور نخلستان میں راہبہ کے جھونپڑے کے باہر لے جا کر رتھ کو کھڑا کر دیا۔ راہبہ جھونپڑی سے باہر آ گئی۔

ناگ نے خوب سے سلام کیا اور کہا۔

"بہن! میں آپ کے حکم کے مطابق قیدیوں کو رومن ظلم و ستم سے نجات دلا کر لے آیا ہوں۔"

قیدیوں نے راہبہ کو دیکھا تو اس کی تعظیم بجا لائے۔ راہبہ نے ان سب کے سروں پر باری باری ہاتھ رکھا اور انہیں دعا دی اور کہا۔

"خداوند نے تمہاری مدد کی ہے۔ خدا مظلوموں کی فریاد ضرور سنتا ہے۔"

ناگ کہنے لگا۔ "بہن! ان لوگوں کا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔ ہو سکتا ہے دوسرے صوبے کے رومن فوجی یہاں آ جائیں اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ انہیں سرحد پار کرا کر ملک شام پہنچا دوں۔"

راہبہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور سب لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ رتھ میں سوار ہو کر ناگ کے ساتھ ملک شام چلے جائیں۔ سب لوگ رتھ میں سوار ہو گئے اور ناگ انہیں لے کر ملک شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ ملک شام میں اس زمانے میں ایک ایسی بت پرست قوم رہتی تھی جو سانپوں

کی پوجا کرتی تھی۔ راتوں رات ناگ نے ان عیسائی کنبوں کو ملک شام پہنچا دیا۔ یہاں سے یہ لوگ مختلف قافلوں کی شکل میں ان شہروں کی طرف چل دیئے جہاں جہاں ان کے رشتے دار رہتے تھے۔

ناگ شام کے شہر میں اکیلا کاروں سرائے میں آ گیا۔ ناگ نے رتھ اور گھوڑے فروخت کر کے جو رقم حاصل ہوئی تھی انہیں عیسائی کنبوں کے افراد میں برابر برابر تقسیم کر دیا تھا اور اسے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ کاروں سرائے میں کسی کے لئے کوئی نئی جگہ نہیں تھی۔ اس قسم کی سراؤں میں عموماً ناگ، مداری اکثر آ کر ٹھہرا کرتے تھے۔ ناگ نے بھی ایک کوٹھری کرائے پر لی اور رات وہیں بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت وہ انسانی شکل میں تھا۔ وہ اس خطرناک بات سے بالکل بے خبر تھا کہ ایک آدمی اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ یہ آدمی اس وقت سے ناگ کے پیچھے لگا تھا جب سے وہ ملک شام کے اس شہر میں داخل ہوا تھا۔ اس آدمی کا نام کاشو تھا۔ یہ ایک بوڑھا آدمی اور تجربہ کار سپیرا تھا اور ملک شام کے پہاڑیوں کو پوجا کے لئے سانپ سپلائی کرتا تھا۔ ان سانپوں کی وہی دن پوجا کرنے کے بعد پہاڑی بڑے اژدہا سانپ کے بت کے آگے قربان کر ڈالتے تھے۔

کاشو سپیرے کو اس کے تجربے اور تیز نگاہ نے بتا دیا تھا کہ یہ آدمی جو شہر میں چل پھر رہا ہے اصل میں ایک سانپ ہے جس نے انسان کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ کاشو اس آدمی یعنی ناگ کو پکڑ کر پہاڑیوں کے پاس نہیں لے جانا چاہتا تھا۔ وہ اتنا احمق نہیں تھا کہ اس قدر قیمتی سانپ یعنی ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوتا کو پجاریوں کے آگے بیچ دے۔ وہ ناگ دیوتا کو اپنے خاص منتر سے اپنے قابو میں کر کے اس سے بڑے کام لینا چاہتا تھا۔ کاشو سپیرے کو معلوم تھا کہ ناگ دیوتا سب سانپوں پر حکمرانی کرتا ہے اور اسے زمین کے اندر دفن کئے ہوئے تمام خزانوں کا راز معلوم ہے کہ وہ کہاں کہاں پر دفن ہیں۔ اور وہ جب چاہے وہاں سے قیمتی خزانے نکال کر لا سکتا ہے اسی ایک وجہ سے کاشو ناگ دیوتا کو پکڑ کر اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا اور اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک خاص منتر تھا۔ یہ منتر اسے اس کے استاد سپیرے نے بتایا ہوا تھا۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ ناگ انسانی شکل کی بجائے سانپ کی شکل میں ہو۔ تب ہی یہ منتر اپنا اثر دکھا سکتا تھا۔ کاشو بھی فقیر کے بھیس میں سرائے کے باہر آ کر بیٹھ گیا تھا۔ جب رات ہو گئی اور سب مسافر اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں سونے کے لئے چلے گئے تو ناگ بھی اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ نیند کی اسے کبھی بھی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ مگر وہ باہر اکیلا بیٹھ کر کیا کرتا۔

کوٹھڑی میں ایک قالین بچھا ہوا تھا۔ وہ اس پر لیٹ گیا اور اپنے ساتھیوں ماریا، عنبر، تھیو سانگ اور کیٹی کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ کس حال میں ہوں گے اور نہ جانے کس روز ان سے پھر ملاقات ہو گی۔

دوسری طرف کاشو سپیرے نے جب دیکھا کہ ناگ اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا ہے اور اس نے دروازہ بند کر لیا ہے تو وہ چپکے سے اٹھا۔ دبے پاؤں کوٹھڑی کے پاس آیا اور دروازے کو باہر سے کنڈی لگا دی۔ اس کے بعد وہ

کوٹھڑی کے کونے میں دیوار کے پاس اس جگہ آ کر بیٹھ گیا جہاں اندر سے ایک نالی باہر نکلتی تھی۔ وہ صرف اس امید پر وہاں بیٹھ گیا تھا کہ اگر قسمت اچھی ہوئی تو ناگ جب دیکھے گا کہ کوٹھڑی کا دروازہ باہر سے کسی نے بند کر دیا ہے تو وہ باہر نکلنے کے لئے ضرور سانپ کی شکل اختیار کر کے اس نالی میں سے باہر آئے گا۔

کاشو سپیرے نے وہیں سے مٹی ایک ڈھیلا اٹھا لیا اور اس پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا۔ جب سارے منتر پڑھ چکا تو ڈھیلے کو ہاتھ میں سنبھال کر پکڑ لیا اور انتظار کرنے لگا۔ ناگ کوٹھڑی میں دیر تک قالین پر لیٹا اپنے دوستوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کوٹھڑی میں اس کا دل نہیں لگتا تھا۔ اس نے سوچا کہ باہر کھلی ہوا میں چل کر کسی جگہ بیٹھنا چاہئے۔ اس نے دروازہ اندر سے کھول کر آگے کو دھکیلا تو دروازہ نہ کھلا۔ وہ یہ سمجھا کہ کارواں سرائے کے چوکیدار نے یہ سمجھ کر یہ کوٹھڑی خالی ہے باہر سے اس کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اس اس کے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ سانپ بن کر باہر نکلے۔ دروازے میں کوئی سوراخ نہیں تھا۔ کوٹھڑی میں کوئی روشندان بھی نہیں تھا۔ اس زمانے کے کارواں سرائے کی کوٹھڑیاں ایسی ہی ہوا کرتی تھیں۔

ناگ نے بڑے آرام سے سانپ کی شکل بدلی اور تھڑے کے پاس آ کر نالی کی طرف رینگتا ہوا باہر نکلا۔ جونہی اس نے نالی میں سے باہر سر نکالا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاشو پہلے سے تیار بیٹھا تھا۔ اس نے منتر کیا ہوا مٹی کا ڈھیلا ناگ سانپ کے اوپر دے مارا۔ ڈھیلے کی ساری مٹی ناگ سانپ کے جسم پر بکھر گئی۔ ناگ کو محسوس ہوا کہ اس کا دماغ بند ہو گیا ہے۔ اس کا جسم بھی بھاری ہو کر سست پڑ گیا۔ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں وہیں پڑا رہا۔ کاشو سپیرے نے فوراً ناگ کو دبوچ لیا اور تھیلی میں بند کر کے وہاں سے رفوچکر ہو گیا۔ وہ اپنی کامیابی پر بے حد خوش تھا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ وہ اتنی آسانی سے اتنے بڑے ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کرے گا۔

سپیرا ناگ کو لے کر شہر سے کئی میل دور قدیم مصر کے زمانے کے ایک قبرستان میں آ گیا۔ اس قبرستان کے بارے میں اس نے سن رکھا تھا کہ یہاں مصر کے ایک دولت مند کنجوس شخص نے اپنی ساری دولت اپنی قبر میں دفن کر رکھی ہے۔ یہ شخص لوگوں سے سود لیتا تھا۔ اس نے کئی بیوہ عورتوں اور یتیموں کا مال لوٹ کر جمع کیا ہوا تھا۔ وہ لوگوں پر ذرا رحم نہیں کھاتا تھا اور غریبوں کے مکان قرق کروا کر اپنا سود وصول کرتا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اب مرنے والا ہے تو اس نے اس قبرستان میں اپنی قبر کے واسطے جگہ خرید کر وہاں پہلے سے اپنی قبر تیار کرائی پھر ایک رات خفیہ طریقے سے ایک غلام کو ساتھ لیا اور اپنی ساری دولت قبر کے اندر زمین کھدوا کر دفن کر کے زمین برابر کر دی۔

اپنے غلام کو بھی اس نے قتل کروا دیا۔ تاکہ وہ اس کی موت کے بعد قبر میں سے خزانہ نکال کر نہ لے جائے۔ تھوڑے دنوں بعد وہ کنجوس

آدمی مر گیا۔ کوئی آدمی اس کے جنازے پر نہ آیا۔ دو چار نوکروں نے اسے پہلے سے تیار کی ہوئی قبر میں اتار کر اوپر سے زمین کو ہموار کر دیا۔ یعنی اس کی قبر کا نشان بھی نہ بنایا۔

سپیرے کو کسی بوڑھے آدمی نے بتایا تھا کہ اس کنجوس آدمی کی قبر اسی قبرستان میں کسی جگہ پر ہے اور اس میں بہت بڑا خزانہ ہے۔ سپیرا سب سے پہلے ناگ کے ذریعے اس دولت کو قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔ قبرستان میں کچھ لوگ چل پھر رہے تھے۔ کاشو سپیرا شام ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب سورج غروب ہو گیا اور شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تو سپیرے نے تھیلی میں ناگ سانپ کو باہر نکالا اور اسے حکم دیا کہ وہ قبروں میں جا کر معلوم کرے کہ خزانہ کونسی قبر میں دبایا گیا تھا۔ ناگ چونکہ اس سپیرے کے جادو کے اثر میں تھا اس لئے وہ فوراً خزانے کی تلاش میں قبروں میں رینگنے لگا۔ ایک جگہ اسے زمین کے اندر خزانے کی خاص بو آتی محسوس ہوئی۔ وہ اس جگہ چکر لگانے لگا۔

سپیرا بڑا خوش ہوا کہ کنجوس آدمی کی خزانے والی قبر کا سراغ مل گیا ہے۔ اس نے ناگ کو حکم دیا کہ وہ قبر کے اندر جائے اور خزانے کے کچھ سونے کے سکے یا جواہرات لے کر باہر آئے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ خزانہ اسی جگہ پر دفن ہے۔ ناگ خاموشی سے اسی جگہ پر زمین کے اندر اتر گیا۔ نیچے بیوہ اور یتیموں کا مال کھانے والے کنجوس آدمی کی لاش دفن تھی۔ ناگ قبر کے اندر گیا تو اس پر عذاب الٰہی کی دہشت چھا گئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کنجوس آدمی کی لاش قبر میں اکڑ کر بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے ہیں۔ ایک کالا سانپ لاش کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور بار بار لاش کے ہونٹوں اور آنکھوں پر ڈس رہا ہے۔ لاش کی آنکھیں پھٹ کر باہر کو ابل آئی ہیں۔ ہونٹ قیمہ بن گئے ہوئے ہیں جب سانپ ڈستا ہے تو لاش کے حلق سے ہائے کی آواز بلند ہوتی ہے۔

ناگ نے یہ عبرت انگیز منظر دیکھا تو خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگا۔ انسان دنیا میں کیسے کیسے ظلم کرتا ہے، کس طرح دوسروں کا مال ہضم کرتا ہے، بددیانتی کرتا ہے، چوری کرتا ہے، مگر وہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ ایک روز اسے قبر میں بھی جانا ہے اور قبر میں اس کے ایک ایک گناہ کا حساب لیا جائے گا اور وہاں کسی ڈپٹی کمشنر، کسی وزیر کی سفارش نہیں چلے گی۔

جو سانپ کنجوس اور بیوقوف بیواؤں کا مال کھانے والے آدمی کی لاش کو ڈس رہا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔ کالے سانپ نے اپنا پھن ناگ دیوتا کی طرف موڑا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو سلام! میں خدا کے حکم سے اس ظالم شخص کو اس کے ظلم کی سزا دے رہا ہوں۔ میں لاش سے بچ نہیں نکل سکتا۔ مگر ناگ دیوتا کا یہاں کس مقصد سے آنا ہوا ہے؟"

ناگ کی یادداشت تو ختم تھی مگر اس کی طاقت کا شو سپیرے کے منتروں نے معطل کر دی تھی۔ ناگ نے ساری بات کالے سانپ کو بیان

کر دی اور کہا۔

"مجھ پر سپیرے کے زیر دست طلسم کا اثر ہے۔ میں اس کے کہنے پر یہاں خزانے کی تلاش میں آیا ہوں۔"

کالے سانپ نے لاش کے چہرے اور جسم پر پڑے آبلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ناگ دیوتا! یہ جو آپ لاش کے جسم پر آبلے دیکھ رہے ہیں یہ اس شخص کی دولت کو آگ میں ابال کر کے جسم پر داغا گیا ہے۔ یہ دولت ابھی کچھ وقت تک انگاروں کی شکل میں اس کے جسم پر لگائی جائے گی۔ جب ایک عذاب کا دور ختم ہو جائے گا تو یہ دولت جن یتیموں بیواؤں کی ملکیت تھی ان کو واپس پہنچا دی جائے گی۔"

ناگ نے کہا۔ "یہ ہونا چاہیے، مگر مجھے بتاؤ کہ اس لالچی سپیرے کے طلسم سے تم مجھے کس طرح نجات دلا سکتے ہو؟"

کالا سانپ بولا۔ "اے ناگ دیوتا! آپ نے ہمیشہ غریبوں اور محتاجوں کی مدد کی ہے۔ حق دار کو اس کا حق پہنچایا ہے۔ بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھایا ہے۔ آپ سے ضرور کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کا نتیجہ آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھگت رہے ہیں۔ دل میں خدا کا خیال کر کے خدا
سے اپنی کوتاہی اور غلطیوں کی معافی مانگیں۔ خدا
بخش دینے والا ہے۔ وہ آپ کو معاف کر دے گا
اور آپ کی کھوئی ہوئی طاقت آپ کو واپس مل جائے
گی۔"

ناگ کو کالے سانپ کی یہ بات بڑی اچھی لگی۔ اس نے اسی وقت دل میں خیال کیا کہ وہ خدا کے حضور ادب سے سر جھکائے کھڑا ہے۔ اس نے سچے دل سے خدا سے اپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی مانگی اور آئندہ کے لئے توبہ کی۔ اس کے ساتھ ہی ناگ کو اپنے بدن میں گرم لہری دوڑتی محسوس ہوئی۔ اس کی طاقت خدا کے حکم سے اسے واپس مل گئی تھی۔ ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا اور کالے سانپ سے کہا۔

"میں تمہاری مدد کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے
میری طاقت واپس مل گئی ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ قبر سے باہر جانے کے لئے بل کی طرف بڑھا۔ کالے سانپ نے لالٹین کے چمڑے کو پھر سے اٹھانا شروع کر دیا۔ قبر کے باہر کاشو سپیرا بے چینی سے ناگ کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اس نے ناگ کو زمین کے اندر سے باہر آتے دیکھا تو اس کی جان میں جان آئی۔ مگر جب دیکھا کہ

ناگ کے منہ میں خزانے کا کوئی ہیرا یا سونے کا سکہ نہیں ہے تو غصے سے بولا۔

"تم اپنے ساتھ سونے کا سکہ کیوں نہیں لائے؟"

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مردہ لاشوں کا کنواں

○

ناگ نے اپنی طاقت ظاہر نہ کی اور کہا۔

"میرے آقا! قبر کے اندر خزانہ نہیں ہے۔ وہاں ایک سانپ ضرور ملا ہے۔ جس نے بتایا کہ خزانہ کنجوس آدمی کے بیٹے یہاں سے نکال کر لے گئے تھے اور انہوں نے اسے شاہی قبرستان کے کونے والی قبر میں دفن کر دیا ہوا ہے۔"

کاشو سپیرا بڑا خوش ہوا کہ اگر خزانہ یہاں نہیں ہے تو اس کی دوسری جگہ کا پتہ مل گیا ہے۔ سپیرے نے ناگ کو تھیلی میں ڈالا اور شاہی قبرستان کی طرف چل پڑا۔ شاہی قبرستان وہاں سے تھوڑے فاصلے پر پہاڑی ٹیلوں کے درمیان واقع تھا۔ یہ بہت زیادہ ویران قبرستان تھا۔ اس کی ساری قبریں ٹوٹی پھوٹی تھیں۔ قبرستان میں سپیرا کونے والی قبر کے پاس آکر رک گیا۔

"کیا یہی قبر ہے؟" اس نے ناگ سے پوچھا۔

ناگ کو محسوس ہو گیا تھا کہ اس جگہ قبر کے اندر آتشی سانپوں کی ایک ٹولی رہتی ہے۔ اب وہ ناگ دیوتا تھا۔ اسے کئی میل دور سے سانپوں

کی موجودگی کا احساس ہو جاتا تھا۔ قبر کے اندر جو آتشی سانپ تھے وہ ناگ دیوتا کی تعظیم بجا لانے کے لئے باہر آنا چاہتے تھے مگر ناگ نے سانپوں کی مخفیہ زبان میں انہیں اوپر آنے سے یہ کہہ کر منع کر دیا تھا کہ میں خود نیچے آ رہا ہوں ناگ نے سپیرے سے کہا۔

"ہاں میرے آقا! یہی وہ قبر ہے۔ اس کو کھودو گے تو اندر خزانہ ملے گا۔ یہ خزانہ لوہے کے صندوق میں بند ہے۔ میں اسے کھول نہیں سکتا۔"

کاشو سپیرے نے فوراً قبر کھودنی شروع کر دی۔ قبر پرانی تھی۔ مٹی بھربھری ہو رہی تھی۔ بڑی جلدی وہاں ایک گڑھا بن گیا اور نیچے مردے کی ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ وہاں خزانے کا صندوق کہیں نہیں تھا۔ سپیرے نے غصے میں ناگ سے کہا۔

"خزانہ کہاں ہے؟ یہاں تو مردے کی ہڈیوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔"

اب ناگ اپنے جلال میں آ گیا۔ اس نے پھن اٹھا لیا اور کہا۔

"تھوڑی دیر بعد تمہاری ہڈیاں بھی اسی قبر میں پڑی ہوں گی۔"

کاشو سپیرے نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا اور غصے میں بپھر کر بولا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ مجھے ایسی بات کہو۔ میں ابھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں اپنے جادو سے جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

ناگ ایک چھلکار مار کر انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ ناگ کو انسانی شکل میں دیکھ کر سپیرے کے ڈر کے مارے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ناگ پر کیا ہوا طلسم ختم ہو گیا ہے اور اب وہ اس پر کوئی منتر پڑھ کر نہیں پھونک سکتا۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹا کہ وہاں سے بھاگ جائے مگر ناگ نے آتشی سانپوں کو باہر آ کر لڑائی اور دوسروں کے خزانوں پر قبضہ کرنے والے سپیرے کو مزا چکھانے کا حکم دیا۔

ایک سیکنڈ میں سارے آتشی سانپ قبر سے باہر آ گئے اور آتے ہی سپیرے سے چمٹ گئے۔ ان کے پھن پھیلے ہوئے تھے اور ان سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ سپیرے کا سارا جسم جھلسنے لگا۔ سانپوں نے اسے قبر کے اندر گرا دیا۔ تھوڑی دیر تک سپیرے کی چیخوں کی آواز آتی رہی پھر قبر میں خاموشی چھا گئی۔ ناگ نے آتشی سانپوں سے کہا۔

"اس شخص کو اس کے لالچ کی سزا مل گئی ہے۔ اب میں جا رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں پرواز کر گیا۔

ناگ کتنی دیر تک آسمان میں اڑتا چلا گیا۔ رات ہو گئی۔ آسمان پر چاند نکل آیا۔ ناگ کے تھکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس زمانے میں اتنی زیادہ آبادیاں نہیں ہوتی تھیں۔ کوئی ایک چھوٹا سا

آتا اور پھر جنگل یا صحرا شروع ہو جاتا۔ ناگ ایک پہاڑی کے اوپر سے گذر کر دوسری طرف آیا تو اسے ایک جگہ روشنی جھلملاتی دکھائی دی۔ اس نے سوچا کہ یہاں اتر کر رات گذارنی چاہیے۔ دوسرے دن روشنی میں آگے سفر شروع کروں گا۔ چنانچہ وہ روشنی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ روشنی آتش پرست قوم کی طرف سے بنائے ہوئے ایک مینار کی تھی۔ مینار کے اوپر یہ آگ ہر وقت جلتی رہتی تھی۔ اس کے اندر ایک گول چوڑا اور گہرا کنواں تھا۔ اس کنوئیں کی تہہ تک سیڑھیاں جاتی تھیں۔ کنوئیں میں پانی بالکل نہیں تھا۔

یہ وہ کنواں تھا جہاں آتش پرست لوگ اپنے مردے رکھ جاتے تھے۔ وہ آتش پرست اپنے مردوں کو نہ تو دفن کرتے تھے نہ آگ میں جلاتے تھے بلکہ کنوئیں کے اندر رکھ جاتے تھے جہاں گدھیں اور دوسرے جانور کنوئیں میں اتر کر لاش کو منٹوں میں ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیتے تھے۔ اس قسم کے مینار یا موت کے کنوئیں ناگ نے پہلے بھی دیکھے ہوئے تھے۔ اسے اس مردوں کے کنوئیں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ مینار کے باہر لپٹے پر ایک جگہ درختوں کے درخت کے نیچے اتر کر انسانی شکل میں بیٹھ گیا تاکہ رات گذار سکے۔ اچانک اسے کسی عورت کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔

پہلے تو ناگ نے کوئی خیال نہ کیا لیکن جب آواز بار بار سنائی دی تو ناگ نے آواز کی طرف دھیان دیا۔ بہت جلد اسے معلوم ہو گیا کہ آواز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کنوئیں کے اندر سے آ رہی ہے۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی عورت تکلیف کی حالت میں مدد کے لئے پکار رہی ہو۔ ناگ اٹھ کر کنوئیں کے پاس آیا۔ اس نے جھانک کر نیچے دیکھا۔ کنوئیں میں اتنا گھپ اندھیرا تھا کہ ناگ کو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ آگ منڈیر کے اوپر جل رہی تھی جس کی روشنی کنوئیں تک نہیں آتی تھی۔

ناگ نے اسی وقت سانپ کی شکل اختیار کی اور کنوئیں کی سیڑھیوں پر رینگتا نیچے آ گیا۔ یہاں اسے اندھیرے میں سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ مٹی کے چبوترے پر لاشوں کی ہڈیوں کے اوپر ایک عورت کی لاش پڑی ہے۔ ناگ حیران ہو رہا تھا کہ لاش کس طرح کرلا سکتی ہے۔ وہ لاش کے قریب گیا۔ لاش ایک نوجوان انیس بیس سال کی لڑکی کی تھی جس کے سنہرے بال کھلے تھے وہ پہلے والی لاشوں کی ہڈیوں پر بالکل سیدھی لیٹی تھی۔ اس کے حلق سے بڑی کمزور آواز نکل رہی تھی۔ وہ آتش پرستوں کی زبان میں کہہ رہی تھی۔

"مجھے بچا لو۔ مجھے بچا لو۔ مجھے یہاں سے لے چلو۔"

ناگ نے لاش کو بہت قریب سے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ لاش نہیں ہے بلکہ ایک زندہ لڑکی ہے اور اسے چبوترے پر اس طرح رسیوں سے باندھا گیا ہے کہ وہ ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکتی۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا اور لڑکی کے قریب ہو کر پوچھا۔ لڑکی کی آنکھیں بند تھیں۔

"تم کون ہو؟"

لڑکی نے کمزور آواز میں کہا۔

"میرا نام رخشی ہے۔ مجھے یہاں سے نکالو۔ میں مردہ نہیں ہوں۔ وہ لوگ مجھے مارنا چاہتے ہیں۔"

ناگ نے جلدی جلدی لڑکی کی رسیاں کھول دیں۔ لڑکی پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔ لگتا تھا کہ اسے کچھ پلا دیا گیا ہے۔ ناگ نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور کنوئیں سے نکل کر باہر لے آیا۔ لڑکی کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔ ناگ نے پوچھا۔

"کیا تم کو کوئی دوائی پلائی تھی کسی نے؟"

لڑکی نے آہستہ سے کہا۔ "مجھے نہیں پتہ۔ مجھے نہیں پتہ۔"

اور لڑکی بے ہوش ہو گئی۔ ناگ نے اسے ٹیلے سے نیچے ایک درخت کے پاس لا کر لٹا دیا۔ چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ لڑکی کا رنگ گورا، نقش بڑے اچھے تھے۔ صاف لگتا تھا کہ وہ کسی اچھے خاندان کی لڑکی ہے۔ ناگ نے اس وقت چند قدموں پر جا کر وہاں پر رہنے والے کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ ایک سانپ ناگ دیوتا کی آواز سنتے ہی جلدی سے بل میں سے نکل کر ناگ کے سامنے حاضر ہو گیا۔ سر جھکا کر سلام کیا اور ادب سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ ناگ نے کہا۔

"اگر یہاں درختوں جھاڑیوں میں ساکاشی کی جڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بولی ہو تو فوراً لاکر پیش کرو۔"

سانپ اسی وقت درختوں کے طرف بھاگا۔ تھوڑی دیر میں اس کے منہ میں ایک بوٹی تھی۔ جو اس نے ناگ کے حضور پیش کی اور بولا۔

"ناگ حضور! یہ ساکاشی بوٹی حاضر خدمت ہے۔"

ناگ نے بوٹی لے لی اور سانپ کو واپس بھیج دیا۔ اس بوٹی کو اپنی ہتھیلی پر دو تین بار زور سے مسلا اور پھر اپنی ہتھیلی لڑکی کے ناک کے ساتھ لگا دی۔ بوٹی نے لڑکی پر زبردست اثر کیا اور وہ ہوش میں آ گئی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھا۔ ہلکی چاندنی میں اسے ناگ کا چہرہ ایک مہربان بھائی کا چہرہ لگا۔ ناگ نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"رخشی! مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ میں تمہیں مردہ لاشوں کے کنوئیں سے نکال لایا ہوں۔ حوصلہ رکھو۔"

رخشی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جڑی بوٹی نے اس کی کھوئی ہوئی طاقت بحال کر دی تھی۔ وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

"انہوں نے میرے ماں باپ کو مار ڈالا ہے۔ وہ مجھے بھی مرنے کے لئے موت کے کنوئیں میں ڈال گئے تھے۔"

اور پھر رخشی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ناگ نے اسے تسلی دی

اور پوچھا۔

"وہ کون ہیں؟ انہوں نے تمہارے ساتھ اور تمہارے ماں باپ کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟"

لڑکی آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔

"کیا بتاؤں؟ کیا نہ بتاؤں۔"

لڑکی نے گھبرائی ہوئی نظروں سے کنوئیں کی طرف دیکھا اور ناگ سے کہنے لگی۔

"صبح ہوتے ہی وہ میری لاش کی ہڈیاں دیکھنے یہاں آئیں گے۔ میں نہ ملی تو وہ میرے چھوٹے معصوم بھائی کو جو ان کی قید میں ہے مار ڈالیں گے۔"

اس نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولی۔

"خدا کے واسطے میرے بھائی کو کسی طرح قید سے نکال لاؤ۔ وہ اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ وہ اسے بھی موت کے کنوئیں میں لانے والے ہیں۔"

ناگ نے پوچھا۔ "رخشی بہن! مجھ پر بھروسہ رکھو۔ مجھے اپنا بھائی سمجھ کر بتاؤ کہ اصل قصہ کیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں اور انہیں تم سے کیا دشمنی ہے۔" رخشی نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم دو بہن بھائی ہیں۔ بھائی سورہا مجھ سے دو سال
چھوٹا ہے۔ ہمارے ماں باپ مر چکے ہیں۔ باپ نے
ہم دونوں بہن بھائیوں کے نام کر وڑوں روپے کی
جائیداد لکھ دی تھی۔ ہمارے چچا نے یہ جائیداد ہضم
کرنے کے واسطے ہم دونوں بہن بھائی کو ہلاک
کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس نے ایک جوگی سے مل کر
ایسا زہر مجھے پلا دیا جس کا اثر آہستہ آہستہ جسم پر ہوتا
تھا۔ لیکن جس سے دل کی دھڑکن اور سانس اتنے
مدھم ہو جاتے تھے کہ لگتا آدمی مر گیا ہے۔ بس وہ
مجھے مردہ قرار دے کر موت کے کنوئیں میں باندھ گیا
تاکہ گدھ مجھے لاش سمجھ کر کھا جائیں گے۔ مگر گدھ
زندہ گوشت پر نہیں آتے۔ اس کے بعد وہ میرے
بھائی کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنے والا ہے۔ یہ
سب کچھ اس لئے کر رہا ہے کہ کوئی اس پر شک نہ
کرے کہ اس نے جائیداد کی خاطر ہم دونوں بہن
بھائیوں کو مار ڈالا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ یہی
سمجھیں کہ ہم قدرتی موت مرے ہیں۔"

ناگ نے رخشی کی درد بھری کہانی سنی تو اسے اس کے لالچی چچا پر
سخت غصہ آیا جو محض جائیداد کے لالچ میں دو معصوم زندگیوں کو ہلاک کر

دینا چاہتا تھا۔ اس نے رخشی کو کہا۔

"فکر نہ کرو بہن رخشی! میں تمہارے بھائی کو
تمہارے چچا کی قید سے نکال بھی لاؤں گا اور تم
دونوں کو تمہاری جائیداد کا جائز حق بھی دلواؤں گا۔
چلو میں تمہیں تمہارے گھر لئے چلتا ہوں۔"

اس پر رخشی نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں نہیں بھائی۔ مجھے وہاں نہ لے جاؤ۔ تم
میرے ظالم چچا کو نہیں جانتے۔ اس کے پاس جوگی کا
دیا ہوا طلسم بھی تھا۔ وہ تم پر جادو کر دے گا۔ تب
وہ مجھے بھی جادو کے زور سے جانور بنا دے گا۔"

ناگ نے سوچا کہ لڑکی پر چچا کی طلسمی طاقت کا اثر ہے اور وہ اس سے خوف زدہ ہے۔ بہتر ہے کہ اسے کسی محفوظ جگہ پر چھوڑ کر وہ خود اس کے ظالم چچا کی خبر لے اور اس کے بھائی کو بھی قید سے نکال لائے۔

ناگ نے کہا۔ "ٹھیک ہے رخشی بہن! میں تمہیں وہاں نہیں لے جاتا۔
میں خود جاؤں گا اور تمہارے بھائی کو قید خانے سے نکال
کر تمہارے پاس لانے کی کوشش کروں گا۔"

رخشی نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لئے میرے بھائی کو ظالم چچا کی قید سے ضرور
نکال کر لے آنا۔ وہ میرے بھائی کو کسی صورت میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زندہ نہیں رہنے دے گا۔ وہ میرا ایک ہی بھائی ہے۔

یہ کہہ کر رخشی رونے لگی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیا اور بولا۔

"تمہارے بھائی کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ بے فکر رہو۔" یہ کہہ کر ناگ نے رخشی کو ساتھ لیا اور کسی ایسی جگہ کی تلاش میں چلا جہاں کچھ دیر کے لئے وہ رخشی کو رکھ سکے۔ وہاں سے کچھ دور ٹیلے کے پاس ایک بڑا تھا جس کی آدھی پھت ڈھے گئی ہوئی تھی۔ ناگ نے رخشی سے اس کے چچا کے گھر کا پورا پتہ حاصل کیا۔ اسے بازے میں چھپے رہنے کی ہدایت کی اور خود رخشی کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس وقت رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی۔ ناگ شہر کے پھاٹک پر آکر رک گیا۔ شہر کا پھاٹک بند تھا۔ باہر پہرہ لگا ہوا تھا۔ ناگ عقاب کی شکل میں پرواز کرتا ہوا شہر کے اندر چلا گیا۔ رخشی کا چچا اپنی حویلی میں موجود تھا اور جوگی کے ساتھ لڑکے کے قتل کا منصوبہ تیار کر کے اور جوگی کو رخصت کر کے سونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔ چچا نے سانپ کو دیکھا تو اس کے دروازے کی طرف دوڑا۔ ناگ دروازے کے سامنے آ گیا اور انسانی آواز میں چچا سے مخاطب ہوا۔ ناگ نے رخشی سے معلوم کر لیا تھا۔ اس کے چچا کا نام مرتس تھا۔

"مرتس! مجھے سانپ کی شکل میں دیکھ کر گھبراؤ مت

میں تمہارا دوست ہوں اور تمہاری مدد کرنے آیا ہوں تمہیں تمہارے بھائی کی ساری جائیداد تو مل ہی جائے گی لیکن اس کے ساتھ میں تمہیں زمین میں دبے ہوئے ایک بہت بڑے خزانے کا پتہ بھی بتا دوں گا۔"

خزانے کا سن کر مرتس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پایا اور بولا۔

"تم میرے کون سے دوست ہو؟"

ناگ نے کہا۔ "یہ مت پوچھو۔ بس مجھے اپنا دوست سمجھو تمہارے سارے مقصد پورا کرنا مجھے اہم ہے۔ تم نے رخشی کو موت کے کنوئیں میں پھینک دیا ہے۔ وہ وہاں مر گئی ہے۔ اس کے بھائی کو نیند میں ڈلا ہے۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں اسے ڈس دوں گا۔ وہ مر جائے گا۔ کوئی تم پر شک نہیں کرے گا۔"

مرتس نے سوچا کہ اسے یہ خیال پہلے کیوں نہ آیا کہ وہ لڑکے کو کسی سانپ سے ڈسوا دے۔ اس نے کہا۔

"اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم میرے ہمدرد ہو۔ میرے دوست ہو؟"

اس پر ناگ نے کہا۔ "کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ میں نے تمہیں کچھ نہیں کہا۔ اگر میں تمہارا دوست نہ ہوتا تو ابھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں ڈس کر ہلاک کر سکتا تھا، مگر میں نے ایسا
نہیں کیا۔"

مرقس نے سوچا کہ یہ سانپ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مگر وہ اپنی پوری
تسلی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"آخر تم میری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

ناگ نے دل میں سوچا کہ یہ کمینہ شخص ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ
چالاک بھی بہت ہے۔ اس نے کہا۔

"تمہارے خاندان میں سے ایک شخص نے ایک بار
میری جان بچائی تھی۔ اس میں اس کا بدلہ تمہیں دینا
چاہتا ہوں۔ اب مجھے اس لڑکے کے پاس لے چلو
جس کو تم ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ اور ہاں یہ بتاؤ کہ وہ
ہوگی کون ہے جس نے تمہیں وہ زہر دیا تھا جو تم نے
رخشی کو پلایا پھر اور اب جسے تم اس کے بھائی کو پلانے
والے تھے؟"

مرقس کو سانپ پر اعتبار آ گیا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

"یہ ہوگی ایک سنیاسی ہے۔ ملک افریقہ کا رہنے والا
ہے۔ جڑی بوٹیوں کا بڑا ماہر ہے۔ اسے جادو ٹونا
بھی آتا ہے۔ میں نے اسے جائیداد میں سے تیسرا

حصہ دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ وہ میری ہر طرح
سے مدد کرتا ہے۔"

ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔ افریقہ کے جادوگر اور سنیاسی بڑے خطرناک
ہوتے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ ہوگی سے دور ہی رہنا چاہئے۔ اس نے
مرقس سے کہا۔

"ہاں۔ وہ بھی تمہارا سچا ہمدرد ہے۔ مگر لڑکے کو زہر
دینے کی ضرورت نہیں۔ میں ابھی چل کر اسے ڈس
دیتا ہوں۔ بلکہ تم اسے قید خانے سے نکال کر یہاں
لے آؤ۔ میں اسے یہیں ختم کر دوں گا۔ پھر تم صبح
اعلان کر دینا کہ لڑکے کو کوئی سانپ ڈس گیا
ہے۔"

مرقس کو یہ ترکیب مناسب لگی۔ کیونکہ اگر لڑکا قید خانے میں مرتا
تو لوگ رشتے دار کہہ سکتے تھے کہ وہ قید خانے میں کیوں تھا۔ مرقس نے
سانپ سے کہا۔

"تم یہاں انتظار کرو۔ میں لڑکے کو ابھی لے کر آتا
ہوں۔"

رخشی کے بھائی اور مرقس کے اس بھتیجے کا نام سوریا تھا۔ وہ قید
خانے میں بے ہوش پڑا تھا۔ مرقس اسے کاندھے پر ڈال کر اوپر لے آیا۔
ناگ نے سوریا کو دیکھا۔ اس کی شکل رخشی سے بہت ملتی تھی۔ مرقس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکے کو پلنگ پر لٹا دیا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"اب اسے ڈس دو۔ تاکہ میں صبح یہ اعلان کر دوں
کہ سوریا کو رات سانپ ڈس گیا تھا اور وہ مر گیا
ہے۔"

ناگ نے لڑکے کی پنڈلی پر اس طرح ڈسا کہ نشان تو پڑ گیا مگر زہر اندر داخل نہ کیا۔ صرف اتنا ہوا کہ سوریا کے دل کی دھڑکن بہت ہی مدھم ہو گئی اور اس کا سانس بھی بہت سست ہو گیا۔

مرقس نے لڑکے کی نبض دیکھی تو اسے دھڑکن کا کوئی احساس نہ ہوا وہ بڑا خوش ہوا۔ ناگ سے کہنے لگا۔

"میرے دوست! میں تمہارا کس طرح شکریہ ادا
کروں؟"

ناگ نے کہا۔ "اس کی ضرورت نہیں۔ اب تم کل اسے سب لوگوں کے سامنے اٹھا کر موت کے کنوئیں میں رکھ آنا۔ جہاں اس کی بہن رشمی کی لاش کو گدھوں نے کھا لیا ہے اور اس کی ہڈیوں کا پنجر وہاں پڑا ہے۔"

مرقس بولا۔ "تم نے مجھے یہ بھی خوش خبری سنائی ہے کہ اس کی بہن کی لاش ہڈیوں کا پنجر بن چکی ہے۔"

"میں خود دیکھ کر آیا ہوں" ناگ نے کہا۔ "اب میں جاتا ہوں بس میں تمہارے بھائی کے احسان کا

بدلہ چکانے آیا تھا۔"

یہ کہہ کر ناگ وہاں سے رینگتا ہوا باہر نکل گیا۔

باہر آتے ہی وہ عقاب بن کر فضا میں بلند ہوا اور اڑتا ہوا رشمی کے پاس پہنچ گیا۔ اسے ساری کہانی سنائی اور کہا۔

"اب ہم کل سوریا کو کنوئیں میں سے اٹھا لائیں گے تم
دونوں پھر اسی جگہ رہنا اور میں مرقس کو جا کر ختم کر
دوں گا۔ پھر تم دونوں کو لوگوں کے سامنے پیش کر
دوں گا کہ دیکھو ظالم مرقس نے ان دونوں کو زہر
دے کر ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی مگر قدرت نے
انہیں بچا لیا۔"

رات انہوں نے وہیں باڑے میں گذاری۔ دوسرے دن جب کافی روشنی ہو گئی تھی ناگ عقاب بن کر موت کے کنوئیں کی طرف گیا۔ اس نے دیکھا کہ مرقس دوسرے محلے کے لوگوں اور رشتہ داروں کے ساتھ لڑکے سوریا کی لاش کو موت کے کنوئیں میں اتار رہا تھا۔ ناگ وہیں سے پلٹ کر واپس رشمی کے پاس آ گیا۔ ایک گھنٹے کے بعد ناگ پھر موت کے کنوئیں پر گیا۔ اب وہاں کوئی نہیں تھا۔ کنوئیں کے اندر رشمی کے بھائی سوریا کی لاش پڑی تھی۔ ناگ نیچے کنوئیں کے اندر اتر گیا۔ انسانی شکل اختیار کی اور سوریا کو ہوش میں لے آیا۔ ہوش میں آتے ہی سوریا نے گھبراہٹ میں ادھر ادھر دیکھا اور پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں کہاں آ گیا ہوں؟"

ناگ نے اسے تسلی دی اور کہا۔

"تم بالکل ٹھیک ہو۔ میں تمہیں تمہاری بہن رخشی کے پاس لے جانے آیا ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔"

سوریا بہن کا نام سن کر فوراً چبوترے پر سے اتر آیا۔ ناگ سیڑھیوں پر سے ہوتا اسے کنوئیں سے باہر لایا اور پھر ساتھ لے کر اس باڑے کی طرف چلا جہاں رخشی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ بہن بھائی نے ایک دوسرے کو دیکھا تو خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ ابھی تک ان میں سے کسی کو ناگ کی خفیہ طاقت کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ناگ انسان نہیں بلکہ ناگ دیوتا ہے۔ ناگ نے رخشی سے کہا۔

"ابھی تم دونوں کو اس وقت تک یہیں رہنا ہو گا۔ جب تک کہ میں تمہارے ظالم چچا کو اس کے انجام تک نہیں پہنچاتا۔ میں جاتا ہوں۔ گھبرانا نہیں اور اس باڑے کے باہر بھی نہیں نکلنا۔"

ناگ نے باڑے کا دروازہ بند کر دیا۔ باہر آ کر اس نے زمین میں موجود ایک سانپ کو بلا کر حکم دیا کہ وہ باڑے میں موجود بہن بھائی کی باہر حفاظت کرے۔ سانپ نے سر جھکا دیا اور کہا۔

"فکر نہ کریں ناگ دیوتا! ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکے گا۔"

ناگ بولا۔ "مگر تم ان کے سامنے نہیں جاؤ گے۔ ٹھیک ہے!"

"ٹھیک ہے عظیم ناگ دیوتا!"

یہ کہہ کر سانپ ایک طرف نیلے کی لوٹ میں بیٹھ گیا اور باڑے کی نگرانی کرنے لگا۔ ناگ وہاں سے سیدھا مرتس کی حویلی کی چھت پر آ گیا۔ مرتس افریقہ کے جوگی شیاسی سے باتیں کر رہا تھا۔ مرتس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ پریشان ہے۔ افریقی جوگی کی آواز آئی۔

"تم احمق ہو۔ وہ سانپ کسی جادوگر کی بدروح تھی جو تمہارے بھائی کی اولاد کا ہمدرد تھا اور جو سانپ کی شکل میں تمہارے پاس آیا اور تم نے کو بے ہوش کر کے تمہیں بے وقوف بنا کر چلا گیا۔ میں کنوئیں میں دیکھ کر آ رہا ہوں۔ وہاں سوریا کی لاش نہیں ہے۔ اور اتنی جلدی گدھیں لاش کو ہڑپ نہیں کر سکتیں۔"

مرتس کی پریشان آواز سنائی دی۔

"یہ بہت برا ہوا۔ دیو تاؤں کا واسطہ کچھ کرو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جوگی! تم افریقہ کے سب سے بڑے جادوگر ہو۔ وہ
مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"
پھر خاموشی چھا گئی۔

○

جوگی اور سانپ کی بدروح

○

جوگی بولا۔
"اگر تم مجھے جائیداد میں سے آدھا حصہ دے دو تو
میں تمہیں سانپ کی بدروح سے بچا سکتا ہوں۔ نہیں
تو تمہاری زندگی کا اب کوئی بھروسہ نہیں۔ سانپ کی
بدروح دونوں بہن بھائی کو لے گئی ہے۔ اب وہ تم
پر حملہ کرنے والا ہے۔"
مرقس پہلے ہی خوف زدہ تھا۔ افریقی جوگی کی باتوں نے اسے اور
زیادہ پریشان کر دیا۔ اس نے جوگی کے پاؤں پکڑ لئے اور کہا۔
"میں تمہیں آدھی جائیداد کا کاغذ ابھی لکھ دیتا ہوں
مگر دیوتاؤں کا واسطہ ہے مجھے سانپ کی بدروح سے
بچالو۔"
جوگی نے کہا۔ "ٹھیک ہے مجھے کاغذ لکھ کر دے دو۔"
مرقس نے اسی وقت کاغذ لکھ کر اور اپنا انگوٹھا لگا کر جوگی کو دے
دیا۔ جوگی نے کاغذ سنبھال کر رکھ لیا اور مرقس سے کہا۔
"اب تم ایسا کرو کہ ابھی اس گھر سے نکل کر کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محفوظ جگہ پر چھپے جاؤ۔"

مرقس بولا۔ "میں اپنے انگور کے باغوں میں چلا جاتا ہوں مگر وعدہ کرو کہ تم سانپ کی بدروح کو ہلاک کر کے اس کی لاش میرے پاس لاؤ گے۔ کیونکہ جب تک میں اس سانپ کی لاش نہیں دیکھ لوں گا مجھے چین نہیں آئے گا۔"

جوگی نے مرقس کو اطمینان دلایا کہ وہ بہت جلد سانپ بدروح کی لاش اس کے پاس لے کر آ جائے گا۔ مرقس اسی وقت اپنی شہر والی حویلی سے نکل کر انگوروں کے باغ والی کوٹھڑی میں جا کر چھپ گیا۔ جوگی نے حویلی کے اوپر والے کمرے میں ڈیرہ لگا لیا۔ اسے یقین تھا کہ سانپ کی بدروح مرقس کی تلاش میں وہاں ضرور آئے گی۔ اس جوگی کے پاس ایک ایسا منتر تھا جس کو پڑھنے سے وہ کسی بھی زندہ چیز کو پتھر کا بت بنا سکتا تھا۔ یہ خاص منتر جوگی کو افریقہ کے ایک بڑے بوڑھے اور تجربہ کار جادوگر نے بتایا تھا اور تاکید کی تھی کہ اسے بہت ضرورت کے وقت استعمال میں لانا۔

دوسری طرف ناگ بھی رخشی اور سورپا کو اس کے ظالم چچا سے ان کا جائز حق دلانے کے لئے مرقس کی حویلی کی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ جس وقت ناگ حویلی کی چھت پر پہنچا تو اس وقت مرقس وہاں سے جا چکا تھا اور صرف جوگی ہی وہاں پر کمرے میں تھا۔ ناگ سیڑھیاں اتر کر نیچے دوسری منزل کے دالان میں آ گیا۔ اسی دالان کے ایک کمرے میں جوگی بیٹھا سانپ کی بدروح کا انتظار کر رہا تھا۔ ناگ نے جوگی کی بو سونگھ لی مگر جوگی

سانپ ناگ کی بو نہ محسوس کر سکا۔ ناگ نے بند دروازے میں سے دیکھا کہ افریقہ کا جوگی کمرے میں فرش پر بیٹھا کوئی منتر پڑھ رہا تھا۔

ناگ سمجھ گیا کہ ان لوگوں پر سارا راز کھل گیا ہے اور اس جوگی نے مرقس کو کہیں بھگا دیا ہے اور خود اپنے جادو کے زور سے مقابلہ کرنے کے واسطے وہیں پر بیٹھا اس کی راہ دیکھ رہا ہے۔ ناگ ہوشیار ہو گیا۔ اس نے فوراً انسانی شکل بدلی اور دروازے پر دستک دی۔ جوگی کی اندر سے آواز آئی۔

"کون ہے باہر؟"

ناگ نے کہا۔ "مہاراج میں ہوں مرقس کا نوکر۔ ایک خاص پیغام لایا ہوں۔"

جوگی بولا۔ "دروازہ کھلا ہے اندر آ جاؤ۔"

ناگ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ سب سے پہلے اس افریقی جوگی سے نجات حاصل کرنی چاہئے تاکہ یہ کوئی حملہ نہ کر سکے۔ پھر مرقس کی خبر لی جائے گی۔ ناگ اس کے جادو سے آگاہ بھی تھا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر جوگی نے اپنے طلسم کے اثر سے اسے پہچان لیا تو وہ اسی وقت حملہ کر دے گا۔ چنانچہ ناگ نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"مہاراج! ناگ نے کہا ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ یہاں خطرہ ہے۔"

ناگ کو سامنے دیکھتے ہی جوگی نے محسوس کیا کہ یہ کوئی معمولی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی سے منتر پڑھ رہا تھا۔ ناگ نے بھی جوگی کی آنکھوں کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ شخص اسے پہچان گیا ہے۔ ناگ نے پینترا بدلا اور سانپ کی شکل میں آتے ہی جوگی پر حملہ کر دیا۔ جوگی غافل نہیں بیٹھا تھا۔ جونہی ناگ نے حملہ کیا جوگی نے منتر پھونک دیا۔ اور خود اچھل کر پیچھے ہو گیا۔ منتر ایسا زبردست تھا کہ ناگ کا سانپ والا جسم وہیں پہلے تو ساکت ہو گیا اور اس کے بعد پتھر کی طرح سخت ہو گیا۔ جوگی نے سانپ کو لکڑی سے ہلایا۔ وہ پتھر بن چکا تھا۔ جوگی نے ایک زبردست قہقہہ لگایا اور ناگ سانپ کو اپنے تھیلے میں ڈالا اور مرتس کی طرف چل دیا۔ مرتس انگور کے باغ کی کوٹھڑی میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے جا کر سانپ پتھر بنا ہوا دکھایا تو اس نے سانپ کو فوراً پہچان لیا اور بولا۔

"یہی وہ سانپ ہے جو میرے پاس آیا تھا۔"

جوگی بولا۔ "دیکھ لو۔ میں نے اسے پتھر بنا دیا ہے۔ اب یہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں اسے ابھی دریا میں غرق کر دیتا ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

جوگی اور مرتس دریا پر گئے۔ جوگی نے ناگ سانپ کو دریا میں پھینک دیا۔ اب مرتس کو اطمینان ہو گیا کہ اس کی زندگی محفوظ ہو گئی ہے۔ وہ واپس اپنی حویلی میں آ گیا۔ جوگی بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس نے مرتس سے کہا۔

"میں تمہاری جائیداد کے فروخت ہونے کا انتظار نہیں کر سکتا۔ تم مجھے آدھی جائیداد کی رقم میرے حوالے کر دو تاکہ میں اطمینان چلا جاؤں۔"

مرتس بولا۔ "گھبراؤ نہیں۔ سب کچھ تمہاری مرضی کے مطابق ہو گا۔ مگر مجھے رقم اکٹھی کر لینے دو۔ دو چار دن اس کام میں لگ جائیں گے۔ تم اتنی دیر میرے پاس حویلی میں ہی رہو۔"

جوگی راضی ہو گیا۔

دوسری طرف پڑاؤ میں رخشی اور سوریا دونوں بہن بھائی ناگ کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ناگ کو دیر ہو گئی تو بھائی نے بہن سے کہا کہ ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے ہمارا ہمدرد کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو۔ مگر بڑی بہن سمجھ دار تھی۔ اس نے اسے کہا کہ ہمیں کچھ وقت اپنے ہمدرد کا انتظار کرنا ہو گا۔ چنانچہ وہ پڑاؤ ہی میں رہے۔

جونہی ناگ کو دریا میں پھینکا گیا وہ پتھر ہونے کی وجہ سے دریا کی لہروں میں تیزی سے نہیں بہہ سکتا تھا۔ دریا کی تہہ میں بہت پر گرا تو سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگرچہ وہ پتھر کا بت بن چکا تھا مگر اس کی سوچنے سمجھنے کی طاقت ختم نہیں ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ دونوں بہن بھائی اس کی راہ دیکھ رہے ہوں گے اور ہو سکتا ہے مرتس یا جوگی ان کے پاس پہنچ کر انہیں قتل کر ڈالیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ ادھر ادھر دیکھ بھی نہیں سکتا۔ صرف سامنے دیکھ سکتا تھا مگر وہ ناگ دیوتا تھا۔ اس کے جسم سے اب بھی ایک خاص قسم کی خوشبو نکل رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک دریائی سانپ کی دم اس کے اوپر سے ہو کر گذر رہی ہے۔ ایک پانی کا سانپ ناگ کے اوپر سے پانی کی لہروں پر گذر رہا تھا۔ اچانک دریائی سانپ کو ناگ دیوتا کی خاص خوشبو محسوس ہوئی۔ وہ وہیں سے مڑا۔ وہ نیچے آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ناگ دیوتا پتھر کے بت کی شکل میں دریا کی تہہ میں پڑا ہے۔ اس نے ناگ دیوتا کو ادب سے سلام کیا اور پوچھا کہ وہ اس حالت میں کیسے پہنچا؟ ناگ نے بڑی کمزور آواز میں اسے ساری بات بیان کر دی۔

"جوگی کے طلسم کا مجھ پر اثر ہو گیا ہے۔ میں جانتا ہوں تم مجھے اس طلسم سے نجات نہیں دلا سکتے۔ مگر میرا ایک کام کرو۔"

"حکم کریں عظیم ناگ!"

دریائی سانپ نے تعظیم کے ساتھ کہا۔ ناگ بولا۔

"یہاں سے دور صحرا میں ٹیلوں کے درمیان ایک ہاڑہ ہے۔ وہاں دونوں بہن بھائی رخشی اور سوریا میری راہ دیکھ رہے ہیں۔ ان کے پاس جا کر انہیں اپنی حفاظت میں لے لو اور ظالم مرتس اور جوگی کو ہلاک کر کے دونوں بہن بھائی کو ان کا جائز حق

دلاؤ۔"

دریائی سانپ نے کہا۔ "ایسا ہی ہو گا ناگ دیوتا۔ مجھے دونوں بہن بھائیوں کی شکل بتا دیں۔"

ناگ نے سانپوں کی زبان میں دریائی سانپ کو رخشی اور سوریا کا حلیہ بیان کر دیا۔ دریائی سانپ اسی وقت دریا سے نکلا اور صحرائی ہاڑے کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت وہ ہاڑے میں پہنچا۔ شام ہو رہی تھی۔ رخشی اور سوریا کوٹھڑی کے باہر ٹیک درخت کے گرے ہوئے تنے پر بیٹھے پریشانی کے عالم میں باتیں کر رہے تھے۔ وہ پریشان تھے۔ کیونکہ ناگ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ دریائی سانپ نے انہیں فوراً پہچان لیا۔ وہ ان کے قریب آ گیا۔ ناگ دیوتا نے دریائی سانپ کو اتنی طاقت دے دی تھی کہ وہ انسانی زبان میں بات کر سکتا تھا۔ سانپ کو دیکھ کر رخشی اور سوریا ڈر کر بھاگے تو دریائی سانپ نے وہیں سے آواز دی۔

"رخشی سوریا۔ بھاگو نہیں۔ میں تمہارے ہمدرد دوست ناگ دیوتا کا خاص پیغام لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔"

ایک سانپ کو انسان کی طرح باتیں کرتا دیکھ کر رخشی اور سوریا وہیں رک گئے۔

دریائی سانپ نے کہا۔

"میں بھی تمہارا ہمدرد ہوں۔ مجھ سے گھبراؤ نہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ مجھے ناگ دیوتا نے
تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

رخشی نے تعجب سے پوچھا۔ "یہ ناگ دیوتا کون ہے؟ ہم کسی
ناگ دیوتا کو نہیں جانتے۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

دریائی سانپ نے کہا۔

"نادان انسانو! تمہیں کیا پتہ کہ جو نوجوان تمہیں
موت کے کنوئیں سے نکال کر یہاں لایا تھا وہی ناگ
دیوتا تھا۔ اس کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ انسان کی
شکل میں آ سکتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے اس پر جوگی کا
طلسم چل گیا اور وہ پتھر بن کر دریا میں پڑا ہے۔ مگر
وہ جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔ اسی لئے مجھے تمہارے
پاس تمہاری حفاظت کے لئے بھیجا ہے کہ تم پریشان نہ
ہو۔"

اب رخشی اور سوریا کو پتہ چلا کہ جس نوجوان کو وہ معمولی آدمی
سمجھ رہے تھے وہ تو دراصل میں سانپوں کا دیوتا ناگ تھا اور ان کے پاس
انسانی شکل میں آیا تھا۔ دریائی سانپ رخشی اور سوریا کے قریب آ گیا اور
بولا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں ابھی تمہارے چچا سے تمہاری
جائیداد کا حق حاصل کر کے واپس آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر دریائی سانپ سیدھا رخشی اور سوریا کے چچا کی حویلی میں
جا پہنچا۔ وہ بڑے مزے سے گہری نیند سو رہا تھا۔ دریائی سانپ نے جاتے
ہی اسے ڈس دیا۔ ظالم چچا وہیں مر گیا۔ وہاں سے دریائی سانپ رخشی اور
سوریا کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ اس نے ان کے چچا کا کام تمام کر دیا
ہے۔ اب وہ اس کے ساتھ چلیں اور اپنی جائیداد سنبھالیں پہلے تو رخشی اور
سوریا کو یقین نہ آیا۔ لیکن جب انہوں نے حویلی میں جا کر دیکھا کہ لوگ
مرحوم چچا کی لاش کو جلانے لے جا رہے ہیں تو انہیں یقین آ گیا۔ لوگوں نے
دونوں بہن بھائیوں کو دیکھا تو بڑے خوش ہوئے۔

ایک بزرگ نے دونوں کو بلا کر کہا۔

"بچو! اب تمہاری جائیداد سنبھالنے والا تم دونوں
کے سوا اور کوئی زندہ نہیں رہا۔ بہتری اسی ہے کہ تم اب
اپنی جائیداد پر قبضہ کر کے یہاں رہو اور جس بزرگ کو
چاہو اپنا سرپرست بنا لو۔"

دوسرے دن دونوں بہن بھائیوں کو ان کی جائیداد واپس مل گئی۔
دونوں بہن بھائیوں کو ان کا حق واپس دلانے کے بعد دریائی سانپ سیدھا
دریا کے اندر ناگ کے پاس پہنچا اور اسے خوش خبری سنائی کہ بہن بھائی کو
ان کا جائز حق واپس دلا دیا گیا ہے۔ ناگ نے دریائی سانپ کا شکریہ ادا کیا
اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب تم ایسا کرو کہ مجھے دریا میں سے کہیں سے سیاہ مرجان کا موتی لا دو۔ صرف سیاہ مرجان کا موتی ہی مجھے اس طلسم سے نجات دلا سکے گا۔"

دریائی سانپ نے اسی وقت دریا میں غوطہ لگا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے منہ میں سیاہ مرجان کا موتی تھا۔ اس نے موتی ناگ کے سامنے پیش کر دیا۔ ناگ نے کہا۔

"موتی کو میرے جسم کے ساتھ تین بار رگڑو۔"

دریائی سانپ نے ایسا ہی کیا۔ تیسری بار موتی رگڑنے سے ناگ غائب ہو گیا۔ دریائی سانپ دیکھتا ہی رہ گیا۔ سمجھ گیا کہ ناگ دیوتا کو اس کی طاقت واپس مل گئی ہے۔ وہ خوش ہو کر اپنی راہ چل دیا۔

ناگ کو ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ انسانی شکل میں ہے اور ایک شہر کی سڑک کے کنارے درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا۔ یہ کوئی بازرن شہر تھا۔ سڑک پر انجنیں، بسیں اور ٹرک جا رہی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ سڑک کنارے اور کوٹھیوں میں بجلی کی روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ اس کے پہلے بازرن زمانے کے شہروں میں آ چکا تھا۔ سمجھ گیا کہ جادو کے اثر نے ختم ہونے کے بعد اسے اس شہر میں لا پھینکا ہے۔ وہ آنکھ کر سڑک پر آ گیا۔ ایک آدمی سے اس نے پوچھا۔

"بھائی یہ کونسا شہر ہے؟"

اس آدمی نے سر سے پاؤں تک ناگ کو دیکھا اور بولا۔

"عجیب آدمی ہو۔ لاہور شہر میں آ کر بھی پوچھ رہے ہو کہ یہ کونسا شہر ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ آدمی ہنستا ہوا آگے چل دیا۔ اچھا تو میں لاہور شہر میں آ گیا ہوں۔ ناگ نے اپنے آپ سے کہا اور سب سے پہلے فضا کو سونگھا۔ اچانک اسے مادیا کی خوشبو کا احساس ہوا۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ اس کا مطلب تھا کہ مادیا بھی کسی نہ کسی طرح اس شہر میں پہنچ چکی ہے۔ سوائے مادیا کے فضا میں جولی ناگ، کیتی، تھیو ناگ اور عنبر کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ مادیا کی خوشبو کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

مادیا کی خوشبو ناگ کو گوروں کے قبرستان کے اندر لے گئی۔ عین اس وقت مادیا نے بھی ناگ کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا اور وہ قبروں سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ قبرستان کے دروازے سے تھوڑی دور اس نے ناگ کو دیکھا تو ہوا میں غوطہ لگا کر اس کے پاس آ گئی۔

"ناگ بھیا!"

مادیا کی آواز سن کر ناگ کو بے حد خوشی ہوئی۔ کہنے لگا۔

"خدا کا شکر ہے کہ مجھے کوئی تو اپنا ساتھی ملا۔ یہ بتاؤ کہ عنبر، تھیو ناگ، کیتی، جولی ناگ کا کچھ پتہ ہے کہ وہ کہاں ہیں؟"

مادیا نے کہا۔ "ان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں تو تمہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھوپڑیوں والے درخت پر ان کے پاس چھوڑ آئی تھی۔"

ناگ بولا۔ "کیٹی تو تم سے پہلے جادوگر کے قبضے میں چلی گئی تھی پھر میں اس کی تلاش میں غار میں داخل ہوا تو جادوگر کے طلسم سے پتھر بنا کر دریا میں پھینک دیا گیا۔"

ماریا نے کہا۔ "تھیو رنگ اور جولی رانگ پیچھے رہ گئے تھے۔ میرا خیال ہے وہ بھی ہماری تلاش میں کسی ملک میں بھٹکتے پھر رہے ہوں گے۔"

ناگ بولا۔ "کبھی نہ کبھی تو ان سے ملاقات ضرور ہو گی تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں قبرستان میں کیوں آ گئی ہو؟"

ماریا نے کہا۔ "تم جانتے ہی ہو۔ قبرستانوں میں ہمارے لئے بڑے اسرار ہوتے ہیں اور چونکہ ہمارا تعلق ماضی سے ہے اس لئے اسی جگہ آپس میں ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جیسے کہ اب تم مجھے مل گئے ہو۔"

"یہ تو تم نے بالکل ٹھیک کہا۔"

اس کے بعد ناگ نے ماریا کو اپنی کہانی سنائی اور ماریا نے اسے وہ تمام واقعات بیان کئے جو اس کے ساتھ گذرے تھے۔ ناگ کہنے لگا۔

"لاہور بڑی دیر کے بعد آئے ہیں۔ چلو ذرا شہر کی سیر کریں۔ اس وقت روشنیاں بھی بڑی جگ مگا رہی ہیں

ہم تو جن تاریخی پرانے شہروں میں پھرا کرتے ہیں وہاں تو اتنی روشنیاں کبھی دیکھنے میں نہیں آئیں۔"

ماریا نے کہا۔ "چلو اس وقت لاہور کی مال روڈ کی سیر کرتے ہیں۔"

ناگ نے ماریا کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"تم بھول گئی ہو۔ یہ پاکستان ہے۔ اور اب مال روڈ کا نام اس ملک کے بنانے والے اور مسلمانوں کے بہت بڑے لیڈر قائداعظم محمد علی جناح کے نام پر شاہراہ قائداعظم رکھ دیا گیا ہے۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ زندہ قومیں اپنے عظیم لیڈروں کو اسی طرح یاد رکھتی ہیں۔ تو پھر چلو شاہراہ قائداعظم کی سیر کرتے ہیں۔"

ماریا کے اتنا کہنے پر ناگ بولا۔

"مگر اب تو لاہور بہت بڑا شہر بن گیا ہے۔ یہاں شاہراہ قائداعظم کے علاوہ گلبرگ اور لبرٹی مارکیٹ بھی بن چکی ہے جہاں رات کے وقت بہت رونق ہوتی ہے آؤ لبرٹی مارکیٹ چلتے ہیں۔ مجھے اس کے راستے کا تو پتہ ہے مگر ہم کوئی ٹیکسی لے لیتے ہیں۔ لاہور شہر میں ٹیکسی کی سیر کے بہت دیر ہو گئی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر آ کھڑے ہو گئے۔ ماریا نیچی حالت میں ناگ کے ساتھ کھڑی تھی۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ ایک خالی ٹیکسی کو اس نے ہاتھ دیا تو وہ رک گئی۔ ماریا نے آہستہ سے پوچھا۔

"تمہارے پاس اس ملک کی کرنسی ہے؟ میرا مطلب ہے یہاں روپیہ چلتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔ "کیا تم بھول گئی ہو کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔ زمین کے اندر کے سارے خزانوں کا مجھے علم ہے۔ میں جس ملک میں جاتا ہوں میرے پاس کوئی ہیرا یا قیمتی موتی ضرور ہوتا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔"

ناگ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے صرف ناگ کو دیکھا۔ ماریا کو وہ دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس نے پوچھا۔

"کدھر جائیں گے بھائی؟"

ناگ نے لبرٹی مارکیٹ چلنے کو کہا۔ ٹیکسی لبرٹی مارکیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔ ماریا دونوں جانب سڑک اور عمارتوں کی روشنیاں دیکھ کر بڑی خوش ہو رہی تھی۔ وہ یہ بھول ہی گئی کہ ان کے ساتھ ٹیکسی میں ایک ڈرائیور بھی بیٹھا ہے۔ اس نے بے اختیار کہہ دیا۔ "ناگ! یہ روشنیاں کتنی خوبصورت ہیں۔"

ڈرائیور نے ایک عورت کی آواز سنی تو وہ بڑا حیران ہوا کہ ٹیکسی میں تو صرف ایک آدمی سوار ہوا تھا پھر یہ عورت کہاں سے آ گئی؟ اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ اسے پچھلی سیٹ پر کوئی عورت دکھائی نہ دی۔ اب وہ اس بات پر پریشان ہوا کہ اگر پیچھے کوئی عورت نہیں بیٹھی ہوئی ہے تو پھر عورت کی آواز کہاں سے آئی تھی؟ ناگ نے سانپوں کی زبان میں منہ سے دو تین ہلکی ہلکی سی سی کی آوازیں نکال کر ماریا کو بولنے سے منع کیا۔ ماریا اور اس کے دوسرے ساتھی سانپوں کی بولی سمجھ لیتے تھے۔ یہ بولی ناگ نے انہیں یاد رکھی تھی تاکہ موقع پر کام آ سکے۔ جب ٹیکسی لبرٹی پہنچ کر رکی تو ناگ نے ڈرائیور سے پوچھا۔ "کتنے پیسے ہوئے بھائی؟"

ڈرائیور نے میٹر دیکھ کر کہا۔ "دس روپے پچاس پیسے۔"

ناگ نے جیب سے ایک بڑا سا قیمتی موتی نکال کر ڈرائیور کو دکھایا اور کہا۔ "بھائی اس وقت میرے پاس یہ موتی ہی ہے۔ یہ لے لو۔"

ڈرائیور کو سخت غصہ آ گیا۔ کہنے لگا۔

"تم پاگل ہو گیا؟ میں یہ دو کوڑی کا شیشے کا موتی لے کر کیا کروں گا۔ مجھے دس روپے پچاس پیسے دو نہیں تو ابھی پولیس کو بلاتا ہوں۔"

ناگ نے کہا۔ "بھائی یہ موتی لے لو۔ تمہاری باقی کی زندگی بڑے آرام سے کٹے گی۔ اس موتی کو بیچ کر تم اس قسم کی کئی ہی ٹیکسیاں خرید سکو گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈرائیور ذرا تیز مزاج آدمی تھا۔ اس نے سمجھا کہ یہ شخص کوئی فراڈ ہے اس نے ہاگ کو گریبان سے پکڑ لیا اور دو تین دھکے دے کر کہا۔

"چلو تھانے میرے ساتھ"

اب ہاگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے اسی وقت اپنی شکل بدلی اور اس ڈرائیور نے دیکھا کہ اس نے ایک سیاہ سانپ کو گردن سے پکڑ رکھا ہے جو پھن کھولے زور زور سے پھنکاریں مار رہا ہے۔ ڈرائیور نے ایک چیخ ماری اور دہشت کے مارے وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہاگ نے دوسرے ہی لمحے ہنسانی شکل اختیار کی اور قیمتی موتی ڈرائیور کی واسکٹ کی جیب میں ڈال دیا۔

ماریا ہنس رہی تھی۔ "یہ تم نے کیا کیا؟" ہاگ نے کہا۔

"آخر میں بھی انسان ہوں۔ مجھے غصہ آ گیا تھا۔ مگر میں نے اسے موتی دے کر اتنی دولت سے مالا مال کر دیا ہے کہ اس کی آنے والی نسلیں عیش و آرام کی زندگی بسر کریں گی۔"

وہ لبرٹی مارکیٹ میں داخل ہو گئے۔ دکانوں میں بے حد روشنیاں ہو رہی تھیں۔ گاڑیوں کی قطاریں کھڑی تھیں۔ زرق برق کپڑوں والی عورتیں اور مرد دکانوں کے اندر خرید و فروخت کر رہے تھے۔ اچانک وہاں فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ عورتیں بچے چیخیں مارتے گاڑیوں کی طرف بھاگے۔ کسی نے کہا۔

"ڈاکو ایک لڑکی کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔"

ہاگ نے ماریا سے کہا۔ "ماریا ہمیں اس لڑکی کو بچانا چاہیے۔"

"ضرور۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

ہاگ ہنسانی شکل میں ہی اس طرف دوڑ پڑا جس طرف گولیاں چل رہی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ ڈاکو قسم کے آدمی ایک ریشمی کپڑوں اور سنہرے بالوں والی لڑکی کو گھسیٹ کر کار میں ڈال رہے ہیں۔ دو ڈاکو ہوا میں کلاشن کوف سے فائرنگ کر رہے تھے جس سے سارے علاقے میں دہشت پھیل گئی تھی اور مارکیٹ خالی ہو گئی تھی۔ ہاگ بھاگ کر گاڑی کے سامنے آ گیا۔ اس نے چلا کر کہا۔

"اس بے گناہ لڑکی کو چھوڑ دو۔"

ڈاکوؤں نے بڑی حیرانی سے ہاگ کی طرف دیکھا۔ کہ یہ کیسا پاگل آدمی ہے جو خالی ہاتھ کلاشن کوف کی فائرنگ کے سامنے آ گیا ہے۔ ایک ڈاکو نے کہا۔ "کوئی پاگل ہے۔" لڑکی چیخیں مار رہی تھی۔ ڈاکوؤں نے لڑکی کو گاڑی میں ڈالا اور گاڑی کو سٹارٹ کر دیا۔ اب ہاگ آگے کھڑا تھا۔ اس نے ایک بار پھر کہا۔

"میں تمہیں آخری بار خبردار کرتا ہوں۔ اس بے گناہ لڑکی کو چھوڑ دو۔"

"لو نے اس کو اڑا دے گولی مار کر۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ایک ڈاکو کھڑکی میں سے کلاشن کوف باہر نکال کر ناگ پر فائر کرنے ہی لگا تھا کہ مدیا نے اس کی کلاشن کوف اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ کلاشن کوف مدیا کے ہاتھوں میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ ڈاکو تو حیران پریشان ہو گیا کہ اس کی کلاشن کوف کہاں چلی گئی۔ لڑکی چیخ رہی تھی۔ ایک ڈاکو نے کہا۔

"یہاں سے نکل چلو۔"

گاڑی ایک دم سٹارٹ ہو کر مارکیٹ کی سڑک پر پوری سپیڈ سے دوڑنے لگی۔ ناگ اچھل کر گاڑی کی چھت پر آ گیا مگر اب وہ انسانی شکل میں نہیں بلکہ ایک سانپ کی شکل میں تھا۔ مدیا اس کے اوپر ہوا میں گاڑی کے ساتھ ساتھ اڑتی جا رہی تھی۔ اندر لڑکی کے منہ پر سکاچ ٹیپ لگا کر ڈاکوؤں نے بند کر دیا تھا۔ ایک ڈاکو نے دوسرے سے کہا۔

"کلاشن کوف کیوں گرا دی تم نے؟"

دوسرا ڈاکو بولا۔ "میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کلاشن کوف گرائی نہیں۔ کسی نے میرے ہاتھ سے چھینی تھی۔" اس پر دوسرے ڈاکو اسے مذاق کرنے لگے کہ وہ پاگل ہو گیا ہے۔ وہاں دوسرا کوئی نہیں تھا جو اس کی کلاشن کوف چھینتا۔ "پیچھے پولیس تو نہیں لگی؟" ایک ڈاکو نے پیچھے دیکھ کر کہا۔ "سڑک خالی ہے" دوسرا بولا۔ انہوں نے لڑکی کو دبوچ رکھا تھا۔ گاڑی فیروز کنڈے والے خالی علاقے میں آئی تو انہوں نے گاڑی کھڑی کر دی۔

"یہاں اس کو قتل کر دو۔ اس سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہو گی۔ لاش نہر میں پھینک دیں گے۔"

مدیا اور ناگ نے یہ سنا تو ایک دم ہوشیار ہو گئے۔

○

باقی کہانی نمبر 186 میں پڑھئے۔

اے حمید

لاہور

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اینڈ پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہزادی

بانگ

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا۔ کہانی نمبر 186

شہزادی ناگن

اے حمید

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غیر مجلد: 969 0 01023 9

ترمیم شدہ بار ـــــــــــــــــ ۲۰۲۰ء

فیروز سنز پرنٹرز پبلشرز لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 81۔ڈی/1، مین بلیوارڈ گلبرگ III، لاہور۔ پاکستان

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہران ہائٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

شہزادی ناگن	Shehzadi Nagin
اے حمید	A Hameed

© 2020 جملہ حقوق فیروز سنز پرنٹرز پبلشرز لمیٹڈ محفوظ ہیں۔

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے،
فوٹو کاپی کرنے یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں۔

مطبوعہ فیروز سنز پرنٹرز پبلشرز لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

○ ناگ کی پھنکار

○ بیٹے کی تلاش

○ ماریا کا انتقام

○ شہزادی ناگن

○ خوفناک جادو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۵

ناگ کی پھنکار

ناگ سانپ کی شکل میں گاڑی کی چھت پر بیٹھا تھا۔
ماریا اس کے اوپر ہوا میں اڑتی جا رہی تھی۔ گاڑی
نہر کے کنارے ایک ویران علاقے میں آئی تو گاڑی کے اندر
بیٹھے ڈاکوؤں میں سے ایک نے کہا۔
"کلاشنکوف کیسے غائب ہو گئی تھی؟"۔

دوسرا بولا۔
"اس کو چھوڑو میں کہتا ہوں اس لڑکی کو یہیں قتل کر کے
لاش نہر میں پھینک دو یہ ہمارے لئے منحوس ثابت ہو گی"۔
انہوں نے وہیں گاڑی روک لی۔ لڑکی کے منہ پر
سکاچ ٹیپ لگا دی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ آواز نہیں نکال
سکتی تھی۔ اس کے ہاتھ بھی پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے چھت پر سے چھلانگ لگا دی۔ ماریا بھی نیچے آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں بھری ہوئی کلاشنکوف تھی۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ چاروں غنڈے اور قاتل لوگ ہیں اور اس سے پہلے بھی کئی بے گناہ لڑکیوں کو اغوا کر کے قتل کر چکے ہیں۔

جونہی ایک ڈاکو نے لڑکی کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور اس کی گردن پر خنجر پھیرنے لگا ناگ چھلانگ لگا کر اس کی گردن سے گرد چمٹ گیا اور پھن اس کی آنکھوں کے سامنے لا کر پھنکارنے لگا۔ قاتل تھر تھر کانپ رہا تھا۔ دوسرے ڈاکو سانپ پر پستول کا فائر بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ سانپ قاتل غنڈے کی گردن سے لپٹا ہوا تھا۔ قاتل غنڈہ سانپ پر خنجر سے حملہ کرتے ہوئے بھی گھبرا رہا تھا کہ اگر وہ خنجر اوپر لایا تو اسی وقت سانپ اسے ڈس لے گا۔

اوپر سے ماریا بھی کلاشنکوف لئے نیچے اتر آئی۔

وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے ایک ہوائی فائر کیا اور بلند آواز میں کہا۔

"تم لوگ انسانیت کے قاتل ہو۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں زندہ چھوڑا جائے۔ ہو سکتا ہے اگر تم پکڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتے تو تمہارے وکیل تمہیں اپنی بحث اور تمہاری دولت سے تمہیں پھانسی کے تختے سے بچا لیتے مگر یہاں تم سے پورا پورا انصاف کیا جائے گا"۔

"چاروں ڈاکو حیران و پریشان تھے کہ یہ کس عورت کی آواز ہے جو انہیں نظر نہیں آ رہی۔ بے چاری لڑکی بھی سہمی ہوئی تھی۔ ماریا لڑکی کے قریب آ گئی۔ کہنے لگی۔

"بہن! تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ ہم تمہیں بچانے کے لئے ہی یہاں آئے ہیں"۔

پھر ماریا نے ناگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ناگ بھیا! تم اپنا فرض پورا کرو۔ میں اپنا فرض پورا کرتی ہوں۔

یہ سنتے ہی ناگ نے اس ڈاکو کے ماتھے پر ڈس دیا جس کی گردن سے وہ لپٹا ہوا تھا۔ ناگ سانپوں کا دیوتا تھا اس کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں تھا۔ جونہی ناگ ڈاکو کی گردن سے الگ ہوا ڈاکو دھڑام سے گرا اور اس کے جسم میں سے سیاہ رنگ کا دھواں اٹھنا شروع ہو گیا۔

اس کے ساتھ ہی ڈاکو یہ خوفناک منظر دیکھ کر ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف کو دوڑے مگر بھلا وہ ناگ اور ماریا سے بچ کر کہاں جا سکتے تھے۔ ماریا نے پیچھے سے کلاشنکوف کے برسٹ مارے۔ تینوں قاتل ڈاکوؤں کے جسموں کے پیچھے کی جانب سے چیتھڑے اڑ گئے۔ اسی طرح وہ بے گناہ لوگوں کو ہلاک کیا کرتے تھے۔ آج وہ خود اسی طرح ہلاک ہو رہے تھے۔ سچ ہے انسان کو اپنے برے کام کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور مل کر رہتی ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بندے کو ہمیشہ نیک کام کرنے چاہیں تاکہ اس کے ساتھ بھی نیکی کا سلوک کیا جائے۔ جو نوجوان بری صحبتوں میں پڑ کر برے راستوں پر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور کسی کے بار بار سمجھانے پر بھی نیکی کے راستے پر واپس نہیں آتے ان کا آخر یہی انجام ہوتا ہے۔ غنڈہ گردی اور بدمعاشی کوئی بہادری نہیں بلکہ برائی ہے' بدی ہے' گناہ گاری ہے اور ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ بدمعاشی کا انجام ہمیشہ خوفناک ہوتا ہے اور ایک نہ ایک دن اس قسم کے برے لوگوں کی لاش کسی گندی نالی کے پاس پڑی ملتی ہے۔ ہمیں کبھی برائی کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہماری نجات اور بھلائی ہے۔ میرے پیارے دوستو! میں آپ کو نصیحتیں نہیں کر رہا بلکہ زندگی کی اصل حقیقتیں بتا رہا ہوں۔ یاد رکھو برے آدمی کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ اس کی کوئی عزت نہیں کرتا اور وہ خدا کے دربار میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔

کلاشنکوف کی فائرنگ سے تینوں بدمعاش قاتل گرے اور وہیں مر گئے۔ ماریا سہمی ہوئی لڑکی کے پاس آ گئی اور بولی۔

"تم میری آواز سن کر گھبراؤ نہیں۔ میں کسی کو بھی دکھائی نہیں دیتی۔ ویسے میرا نام ماریا ہے اور میرے ساتھ میرا بھائی ناگ بھی ہے"۔

اتنے میں ناگ اندھیرے میں سے نکل کر سامنے آ گیا۔ وہ اس وقت سانپ کی بجائے انسانی شکل میں تھا۔ لڑکی کے چہرے پر ایک دم خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کا سارا خوف دور ہو گیا۔ ناگ نے اس کے منہ پر سے ٹیپ اتاری تو وہ بولی۔

"کیا تم لوگ عنبر ناگ ماریا ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ اس لڑکی کے ہاتھ کھول رہا تھا۔ بولا۔

"ہاں۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

لڑکی نے کہا۔

"میں نے تمہاری ساری کہانیاں پڑھی ہیں"۔

ماریا بولی۔

"مگر ہم نے تو کبھی کوئی کہانی نہیں لکھی"۔

لڑکی نے کہا۔

"مگر لاہور کا ایک رائٹر تمہارے ہزاروں سال کے تاریخی سفر اور اس سفر کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات کتابی شکل میں لکھ رہا ہے اور آج کل فیروز سنز کی طرف سے یہ کہانی قسط وار چھپ رہی ہے"۔

ناگ اور ماریا کو یاد آگیا کہ ایک بار وہ اس رائٹر کو لاہور میں مل چکے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

"ہاں یاد آیا۔ ٹھیک ہے۔ ہم اس رائٹر سے مل چکے ہیں۔ ہم وہی عنبر' ناگ' ماریا والی کہانی کے کردار ہیں۔ میرا نام ناگ ہے اور یہ ماریا ہے جس کو تم نہیں دیکھ سکو گی"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی نے کہا۔

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے وقت پر تمہیں میری مدد کو بھیج دیا ورنہ یہ لوگ مجھے قتل کر چکے تھے"۔

ماریا نے کہا۔

"خداوند زندگی کا رکھوالا ہے۔ موت اور زندگی اسی کے اختیار میں ہے۔ انسان لاکھ چاہے جب تک خدا کی مرضی نہ ہو کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"۔

ناگ بولا۔

"چلو ہم تمہیں تمہارے گھر پہنچا آتے ہیں"۔

ناگ نے لڑکی کو گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی اس کے گھر کی طرف ڈال دی۔ ماریا گاڑی کے ساتھ ساتھ اڑ رہی تھی۔ لڑکی کا گھر لاہور کے شادمان کے علاقے میں ہی تھا۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ جب لڑکی کا مکان قریب آیا تو اس نے گاڑی رکوا دی اور کہا۔

"بس میں یہاں سے اپنے گھر چلی جاؤں گی۔ میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم میرے کالج آؤ۔ میں تمہیں اپنی سہیلیوں سے ملاؤں گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ بھی عبر ناگ ماریا کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتی ہیں"۔
ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"وعدہ نہیں کرتے۔ اگر وقت ملا تو تمہارے کالج کا ضرور چکر لگائیں گے۔ تمہارا کالج کہاں پر ہے؟"

لڑکی نے کالج کا پتہ بتایا۔ ایک بار پھر ناگ اور ماریا کا شکریہ ادا کیا اور اپنی کوٹھی کی طرف چل دی۔ اس کے جانے کے بعد ناگ نے ماریا سے کہا۔

"اس گاڑی کو کسی جگہ چھپا دینا چاہیے۔ اگر یہاں رہی تو پولیس یہاں تفتیش کرنے ضرور آئے گی اور اس بے چاری لڑکی کو پریشانی اٹھانی پڑے گی"۔

وہ گاڑی کو لے کر لاہور شہر سے ملتان روڈ کی طرف چل پڑے۔ ناگ اور ماریا اس سے پہلے بھی پاکستان آ چکے تھے اور انہیں یہاں کے شہروں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ پاکستان میں کون کون سے خوبصورت شہر تاریخی اعتبار سے بڑے مشہور ہیں۔ ایک جگہ گاڑی روک کر ناگ نے گردن باہر نکال کر ماریا سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ماریا! تم ہوا میں کیوں اڑ رہی ہو۔ میری ساتھ والی سیٹ پر آ جاؤ"۔

ماریا نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی"۔

اور وہ ٹاگ کی ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ ٹاگ نے گاڑی چلا دی۔ پہلے ٹاگ کو ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔ اب پوری خوشبو آنے لگی تھی کیونکہ ماریا اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ آدھی رات گذر چکی تھی کہ انہیں دور سے ایک شہر کی روشنیاں دکھائی دینے لگیں۔

ماریا نے کہا۔

"ٹاگ! میرا خیال ہے ہمیں یہ گاڑی اسی جگہ کہیں پھینک دینی چاہیے۔ کیونکہ یہ قاتل غنڈوں کی گاڑی ہے۔ شہر میں ہم نے یہ کسی مکان کے سامنے بھی کھڑی کی تو صبح پولیس اس مکان والے کو پکڑ لے گی"۔

ٹاگ بولا۔

"اچھا خیال ہے"۔

یہ کہہ کر ٹاگ نے گاڑی کو سڑک پر سے اتار کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھیتوں میں لے جا کر روک دیا۔ دونوں گاڑی سے باہر آ گئے اور شہر کی روشنیوں کی طرف چلے۔ ماریا ناگ کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ ماریا غیبی حالت میں تھی۔ موسم سرد تھا مگر ان دونوں کو سردی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ آپس میں کیٹی، عنبر اور تھیوسانگ کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔

ماریا نے کہا۔

"وہ ضرور دو تین ہزار سال پرانے زمانے میں ہی ہوں گے اور ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے"۔

ناگ بولا۔

"ہمیں تو کوئی معجزہ ہی اب واپس ان لوگوں کے پاس لے جا سکتا ہے"۔

ماریا نے کہا۔

یہ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے۔ اس نے ہمیں ۱۹۹۲ عیسوی کے زمانے میں پہنچایا ہے اور وہی ہمیں اپنی قدرت سے پیچھے کے زمانے میں پہنچا دے گا"۔

چلتے چلتے وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ رات آدھی گذر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چکی تھی۔ دکانیں بند تھیں۔ بازار سنسان تھے۔ کہیں کہیں کوئی پان سگریٹ والی دکان کھلی تھی۔ مکانوں کی بتیاں بھی بجھ چکی تھیں۔ لوگ گرم لحافوں میں دبکے میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے۔ وہ ایک بازار کا موڑ گھومے تو سامنے پولیس کی گاڑی ایک طرف کھڑی تھی۔ ایک سپاہی گاڑی میں سے نکل کر ناگ کے سامنے آگیا اور اس نے پوچھا کہ کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟

اس قسم کے سوال تقریباً ہر شہر میں عنبر ناگ وغیرہ سے خاص طور پر رات کے وقت پولیس ضرور پوچھتی تھی اور یہ پولیس کا فرض تھی تھا۔ پولیس اپنا فرض ادا کر رہی تھی۔ سنتری کو ماریا تو نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے سنتری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں اپنے ایک دوست سے ملنے آیا تھا۔ یہاں آ کر پتہ چلا کہ وہ دوسرے شہر گیا ہوا ہے۔ اب میں واپس ریلوے اسٹیشن جا رہا ہوں"۔

"تم کس شہر سے آئے ہو؟"

دوسرے سنتری نے سوال کیا۔ ناگ نے لاہور کا نام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لے دیا۔ سنتری نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"۔

ماریا ناگ کے پاس ہی خاموش کھڑی تھی۔ ناگ آگے چل پڑا۔ کچھ قدم چلنے کے بعد ماریا نے کہا۔

"یہ لوگ بڑے فرض شناس ہیں اپنی ڈیوٹی پوری طرح ادا کرتے ہیں"۔

ناگ بولا۔

"ہاں۔ مگر اس کے باوجود جرائم پیشہ لوگ باز نہیں آتے"۔

وہ باتیں کرتے ہوئے ایک گلی میں داخل ہوئے تو انہیں ایک مکان کے اندر سے کسی عورت کے آہستہ آہستہ رونے کی آواز سنائی دی۔ دونوں وہیں رک گئے۔

ناگ نے کہا۔

"یہ عورت بے چاری کیوں رو رہی ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"شاید اس کا کوئی عزیز فوت ہو گیا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"چل کر پتہ کرنا چاہیے"۔

ناگ نے اپنی سانس اوپر کھینچ کر سانپ کی شکل بدلی۔ ماریا نے ناگ کو اپنی گردن میں ڈالا۔ ناگ ماریا کی گردن میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ ماریا مکان کے اندر داخل ہو گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ کمرے میں ایک پکی عمر کی عورت پلنگ پر گھٹنوں تک لحاف اوڑھے بیٹھی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے آہستہ آہستہ رو رہی ہے۔ ایک ادھیڑ عمر کا آدمی پاس بیٹھا کہہ رہا ہے۔

"زینب! حوصلہ کرو۔ اللہ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ ہمارے بیٹا فیروز جلدی واپس آ جائے گا"۔

عورت نے چہرہ اوپر اٹھا کر کہا۔

"اسے انڈیا کی پولیس نے پکڑ لیا ہے۔ وہ اسے کہاں چھوڑیں گے۔ اخبار میں لکھا ہوا تھا کہ انڈیا کی پولیس پاکستان سے گئے ہوئے مسافروں کو جاسوس کہہ کر پکڑتی ہے اور پھر انہیں بارڈر پر لے جا کر گولی مار دیتی ہے۔ ہائے میرے اللہ! میرے بیٹے کی حفاظت کرنا۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ وہی میری آنکھوں کا تارا اور میری زندگی کا سہارا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باپ نے افسوس کے ساتھ سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں اسے منع کرتا رہا کہ فیروز انڈیا مت جا۔ حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ مگر وہ کب مانتا ہے میری بات"۔

ماں کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ باپ کے بھی آنسو نکل آئے۔ یہ معمولی سا غریب گھرانہ تھا۔ زیادہ فرنیچر بھی نہیں تھا۔ ماریا ایک طرف کھڑی ان کی باتیں سنتی رہی۔ باپ نے فیروز کی ماں کو ایک بار پھر حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ریڈیو کی خبروں میں بتایا گیا تھا کہ پاکستان سے جو لوگ ویزے پر انڈیا گئے ہیں انہیں فوراً واپس آ جانا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ فیروز واپس آ جائے گا۔ اسے انڈیا پولیس نے نہیں پکڑا ہو گا۔ ہمیں کسی نے غلط بتایا ہے"۔

فیروز کی غم زدہ ماں نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اس کے دوست شفیع نے خود بتایا تھا کہ انڈیا کی پولیس نے اس کے ساتھ فیروز کو بھی گرفتار کیا تھا۔ میں کسی طرح بھاگ گیا مگر فیروز نہیں بھاگ سکا۔ ہائے۔ میں کیا کروں۔ کس کے آگے جا کر فریاد کروں کہ کوئی میرا بچہ مجھے واپس لا دے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور بے چاری ماں سسکیاں بھر کر رونے لگی۔ ناگ اور ماریا سے ایک غم زدہ دکھیاری ماں کے آنسو کیسے دیکھے جا سکتے تھے۔ ماریا کمرے سے باہر نکل کر گلی میں آ گئی۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ناگ بھیا! ہمیں اس عورت کی ضرور مدد کرنی چاہیے۔ ہم اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

ناگ بولا۔

"میرا خیال کیا پوچھتی ہو ماریا۔ میں نے تو ان لوگوں کی مدد کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا ہے۔ ہمیں کسی طریقے سے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ان کا بیٹا فیروز انڈیا کے کس شہر میں پکڑا گیا ہے"۔

ماریا کچھ سوچ کر بولی۔

"یہ کام تم ہی کر سکتے ہو۔ کیونکہ میں اگر ظاہر ہو کر ان کے پاس آئی بھی تو شاید یہ مجھ پر بھروسہ نہیں کریں گے۔ بلکہ الٹا حیران ہوں گے کہ اتنی رات گئے ایک نوجوان لڑکی یہاں کیسے آ گئی ہے؟"

"ٹھیک ہے۔ یہ کام میں کئے دیتا ہوں۔ تم میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ رہو"۔

اتنا کہہ کر ناگ نے جو سانپ کی شکل میں تھا ایک سیکنڈ میں انسانی شکل اختیار کر لی۔ اس نے دھیمی آواز میں ماریا سے کہا۔

"میں اندر جا رہا ہوں"۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں"۔ ماریا نے جواب دیا۔

ناگ نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے فیروز کے غم زدہ باپ کی آواز آئی۔

"کون ہے بھئی اس وقت؟"

ناگ نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"چچا جان میں فیروز کا دوست ہوں۔ آپ مجھے نہیں جانتے میں لاہور سے اس کی گمشدگی کا سن کر ابھی ابھی لاری سے اتر کر آ رہا ہوں"۔

فیروز کے باپ نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ناگ کھڑا تھا۔ فیروز کے دکھی باپ نے سانولے رنگ کے دبلے پتلے چمکیلی آنکھوں والے نوجوان کو دیکھ کر کہا۔

"آ جاؤ بیٹے۔ اندر آ جاؤ"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بیٹھک میں داخل ہو گیا۔ اس نے فیروز کی ماں کو سلام کیا اور بڑے ادب سے سامنے والی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"ماں جی! میرا نام غلام علی ہے۔ میں فیروز کا دوست ہوں۔ وہ لاہور جب بھی آتا تھا میری دکان پر ضرور آتا تھا۔ یہ بتائیں کہ وہ کس شہر کا ویزا لگوا کر گیا تھا؟"

فیروز کی ماں نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولی۔

"بیٹا کیا بتاؤں۔ میں نے اسے بڑا منع کیا کہ بیٹا نہ جا۔ انڈیا کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ مگر وہ نہیں مانا۔ کہنے لگا کہ اب ویزا لگوا لیا ہے۔ دلی شہر کی سیر کر کے تین چار دن میں واپس آ جاؤں گا"۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ دلی میں ہی ہو گا؟"

فیروز کے ماں کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ ناگ نے دونوں کو حوصلہ دیا اور کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ دلی میں میرا ایک دوست رہتا ہے۔ میں آج ہی اسے فون کر کے فیروز کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں۔ مجھے فیروز کی کوئی تصویر ہو تو دکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیں"۔

باپ نے الماری سے فیروز کی ایک فوٹو نکال کر ناگ کو دی۔ ناگ نے غور سے دیکھا۔ یہ بائیس تیئس سال کا ایک خوبصورت جوان تھا۔ جس کے سیاہ بال گنجان تھے۔ چھوٹی چھوٹی مونچھیں بھی تھیں۔ باپ کہنے لگا۔

"میرے بیٹے کا رنگ گورا ہے۔ اپنے دوست کو کہنا کہ خدا کے واسطے اس کا ضرور پتہ کرے اور اسے کسی طرح واپس پاکستان پہنچا دے۔ ہم ساری زندگی اس کے احسان مند رہیں گے"۔

ناگ بولا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ خدا کے فضل سے آپ کا بیٹا فیروز ضرور واپس آ جائے گا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ میں ابھی لاہور واپس جا کر اپنے دوست کو دلی فون کرتا ہوں۔ وہ اس وقت گھر پر ہی سو رہا ہو گا۔ خدا حافظ"

ناگ مکان سے نکل کر گلی میں آ گیا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ کہنے لگی۔

"ناگ! مجھ سے تو فیروز کی والدہ کی حالت دیکھی نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتی تھی"۔

ناگ نے کہا۔

"ماریا بہن! جس ماں کا جوان بیٹا دشمنوں کی قید میں چلا گیا ہو اور دشمن بھی وہ کہ جو مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کر رہے ہیں تو اس ماں کے غم کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ ہمیں ابھی انڈیا کا بارڈر کراس کر کے فیروز کی تلاش میں نکل چلنا چاہیے۔ یہ تین انسانوں کی زندگیوں کا سوال ہے۔ اگر فیروز کو کچھ ہو گیا تو اس کی ماں اور باپ بھی مر جائیں گے۔ فیروز خاندان کا اکلوتا لڑکا ہے۔ یوں یہ سارا خاندان ختم ہو جائے گا"۔

ماریا نے کہا۔

"میں تو تم سے زیادہ تیار ہوں۔ چلو ہم ابھی بارڈر کراس کرتے ہیں۔ ہمارے لئے راستے میں کون سی رکاوٹ ہے؟"

ناگ ماریا سے باتیں کرتا کرتا چوک میں آیا تو سامنے سے پولیس کی وہی گاڑی آ کر اس کے پاس رک گئی۔ اس میں سے وہی سپاہی باہر نکل آیا اور ناگ کو بازو سے پکڑ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑے رعب سے بولا۔

"تم ابھی تک اسٹیشن پر نہیں گئے" یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"گاڑی کے اندر سے دوسرا سپاہی بھی باہر نکل آیا۔ اس نے ناگ کی طرف جھک کر دیکھا۔ کھمبے کی روشنی ناگ کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ سپاہی بولا۔

"اوئے خدادا! یہ تو آنکھیں نہیں جھپکتا۔ مجھے تو یہ سانپ لگتا ہے۔ کہتے ہیں سانپ جب آدمی بن جائے تو وہ آدمی آنکھیں نہیں جھپکا کرتا"۔

پہلے سپاہی نے ناگ سے کہا۔

"تم آنکھیں کیوں نہیں جھپک رہے؟ کون ہو اوئے تم؟ کیا تم سانپ ہو؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ میں سانپوں کا دیوتا ہوں"۔

دونوں سپاہی اور گاڑی میں بیٹھا سپاہی ڈرائیور بھی ہنس پڑے۔

"اوئے اس کو پکڑ کر تھانے لے چلو کرم نواز! وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لے جا کر اس کا سانپ نکالتے ہیں"۔

جونہی سپاہی کرم نواز ناگ کو ہتھکڑی لگانے کے لئے بڑھا ناگ نے اوپر کو سانس کھینچا اور دوسرے لمحے اس کی جگہ ایک سیاہ کالا سانپ زمین سے پانچ فٹ اوپر اٹھ کر پھن پھیلائے پھنکار رہا تھا۔ سپاہیوں پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔ ان کی تو زبانیں ہی بند ہو گئیں۔ آنکھیں حیرانی اور دہشت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پھر وہ لپک کر گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی ایک دم آگے نکل گئی۔

ماریا نے کہا۔

"اب سانپ ہی کی شکل میں رہنا ناگ! میں چاہتی ہوں کہ ہم جتنی جلدی ہو سکے سرحد پار کر کے انڈیا پہنچ جائیں۔ کہیں فیروز پر تشدد نہ کیا جا رہا ہو"۔

ناگ ویسے ہی سانپ کی شکل میں رہا۔ ماریا نے اسے اٹھا کر گلے میں ڈالا۔ ماریا کے گلے میں آتے ہی سانپ بھی غائب ہو گیا۔ ماریا فضا میں بلند ہوئی اور تیزی سے انڈیا کے باڈر کی طرف اڑنے لگی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹے کی تلاش

ماریا اور ناگ اس سے پہلے بھی انڈیا کا بارڈر کراس کر چکے تھے۔

ماریا کو معلوم تھا کہ انڈیا کا بارڈر کس طرف کو ہے۔ چنانچہ وہ ہوا میں بڑی تیزی سے اڑ رہی تھی۔ راستے میں اس نے پی آئی اے کا ایک ہوائی جہاز دیکھا جو لاہور سے کراچی کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ ماریا اس کے قریب سے گزری تو اسے جہاز کے اندر کھڑکی کی دھندلی روشنیوں میں مسافروں کے چہرے نظر آئے جو کمبل اوپر کئے نشستوں سے ٹیک لگائے سو رہے تھے۔

ناگ نے کہا۔

"ہوائی جہاز بھی ماڈرن زمانے کی عجیب ایجاد ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے جواب میں کہا۔

"ٹھیک ہے مگر ہوائی جہاز مجھ سے زیادہ تیز نہیں اڑ سکتا"۔

اور ماریا نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ شالامار باغ کے اوپر سے گزر گئی۔ اب اسے بارڈر پر انڈیا کی طرف سے لگائی ہوئی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ یہ بلب انڈیا والوں نے اپنی سرحد کے ساتھ ساتھ اونچے اونچے کھمبوں پر کانٹے دار تار کی باڑ کے ساتھ لگائے ہوئے تھے جو ساری رات جلتے رہتے تھے تاکہ کوئی سمگلر بارڈر کراس نہ کر سکے۔

ماریا نے کہا۔

"انڈیا والوں نے تو بڑی روشنیاں کر رکھی ہیں۔ چلو اس سے ہمیں فائدہ ہی پہنچا ہے۔ یہ پتہ چل گیا کہ ہم انڈیا پہنچنے والے ہیں"۔

ایک منٹ کے وقفے میں ماریا اور ناگ فضا میں تیزی سے پرواز کرتے ہوئے انڈیا کا بارڈر کراس کر گئے۔

ماریا نے کہا۔

"یہاں زمین پر اترنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

امرتسر کا شہر آئے گا۔ وہاں اتر کر فیروز کا پتہ کریں گے۔ اس کے باپ نے کہا تھا کہ فیروز نے امرتسر کا ویزا بھی لگوایا تھا اور وہاں سے اسے دلی جانا تھا"۔

ناگ بولا۔

"چلو امرتسر پہنچ کر زمین پر آ جائیں گے"۔

رات کے دو بجے کا وقت ہو گا۔ امرتسر شہر بھی سنسان تھا۔ بازار خالی پڑے تھے۔ سٹیشن پر روشنیاں ہو رہی تھیں مگر پلیٹ فارم پر مسافر نہ ہونے کے برابر تھے۔ ماریا نے ابھی زمین کے ساتھ پاؤں نہیں لگائے تھے۔ وہ زمین سے دس پندرہ فٹ اونچی ہو کر اڑ رہی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں لپٹا ہوا تھا۔

ناگ نے کہا۔

"ماریا! میرا خیال ہے ہمیں اس شہر کے پولیس تھانوں میں چل کر دیکھنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے فیروز کسی تھانے کی حوالات میں ہو"۔

"اچھا خیال ہے۔ شہر زیادہ بڑا نہیں ہے۔ اس کا ایک چکر لگاتے ہیں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا شہر کے اندر داخل ہو گئی۔ انہوں نے شہر کے سارے تھانے اور ان کی حوالاتیں دیکھ لیں۔ کسی حوالات میں انہیں فیروز کے حلئے کا کوئی جوان نظر نہ آیا۔

ناگ نے مشورہ دیا کہ ہمیں اب شہر کی جیل کا بھی ایک چکر لگا لینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے یہاں کی پولیس نے فیروز کو جیل خانے میں بند کر رکھا ہو۔ وہ شہر سے باہر ایک علاقے میں آ گئے جہاں اونچی چار دیواری کے اندر امرتسر شہر کی جیل تھی۔ ماریا اور ناگ نے ایک ایک کوٹھڑی کو دیکھا۔ وہاں بھی فیروز کی شکل کا کوئی نوجوان انہیں دکھائی نہ دیا۔

ماریا کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے ہمیں دن نکلنے کا انتظار کرنا چاہیے پھر ہم تھانے میں آ کر ریکارڈ دیکھیں گے کہ پچھلے دنوں کون کون سے پاکستانیوں کو انڈیا پولیس نے ناجائز طور پر گرفتار کیا ہے"۔

ناگ بولا۔

"یہاں کی پولیس جب کسی پاکستانی کو ناجائز طور پر پکڑتی ہے تو اس کا ریکارڈ تھوڑا رکھا جاتا ہے۔ فیروز کا نام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں کے کسی رجسٹر میں درج نہیں ہو گا۔"

ماریا نے پوچھا۔

"پھر اسے کیسے تلاش کیا جائے؟"

ناگ نے کہا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے اس امرتسر شہر میں کچھ کشمیری مسلمان رہتے ہیں۔ اگر فیروز یہاں پکڑا گیا ہو گا تو ان کشمیری مسلمانوں کو ضرور اس کا علم ہو گا"۔

"وہ کہاں ملیں گے؟" ماریا نے سوال کیا۔

"یہاں ایک بازار میں ایک کشمیری مسلمان کا ہوٹل ہے۔ وہاں سے ہمیں فیروز کا کچھ پتہ چل سکتا ہے"۔

"مگر اس وقت تو ہوٹل بند ہو گا"۔ ماریا نے کہا۔

"ہم انتظار کر لیتے ہیں۔ دن تو نکلنے ہی والا ہے۔ چلو اتنی دیر یہاں کی بڑی نہر کی سیر کرتے ہیں۔ امرتسر کی بڑی نہر بہت خوبصورت ہے"۔

ناگ نے جیسے جیسے بتایا ماریا ان راستوں پر سے ہوتی شہر سے باہر بڑی نہر کے پل پر آ گئی۔ نہر واقعی کافی چوڑی اور خوبصورت تھی۔ اس کے دونوں کناروں پر گھنے درخت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے اور روشنیاں لگی ہوئی تھیں جن کا عکس نہر کے پانی میں جھلملاتا بڑا خوبصورت لگ رہا تھا۔ ماریا نہر کے کنارے ایک جگہ بیٹھ گئی۔ ناگ بھی اس کی گردن سے اتر کر ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ انسانی شکل میں نہیں آنا چاہتا تھا کیونکہ پل پر کچھ سپاہی چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ اور ماریا وہاں بیٹھ کر کیٹی عنبر تھیوسانگ کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ نہ جانے اب ان سے کب اور کس مقام پر ملاقات ہو گی۔

اس وقت نہر کے کنارے وہاں سے تھوڑی دور ایک شمشان بھومی میں جہاں ہندو لوگ اپنے مردے جلاتے تھے ایک جوگی کالے علم کا چلہ کاٹ رہا تھا۔ یہ اس کے چلے کی آخری رات تھی۔ یہ جوگی دنیا کے لالچ میں آ کر محض لوگوں سے دولت بٹورنے اور دنیاوی مقصد حاصل کرنے کے واسطے کالے علم کا چلہ کاٹ رہا تھا۔ کالا علم بڑا نچلے درجے کا گھٹیا علم ہوتا ہے اور اسے حاصل کرنا ہمارے لئے گناہ قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ سفلی علم ہے اور اس میں اپنی جان جانے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ یہ تاریکی کا علم ہے۔ یہ آدمی کو سیدھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنم میں لے جاتا ہے۔ جوگی دو مہینوں سے نہر کنارے شمشان بھومی میں ایک مردے کی کھوپڑی گود میں رکھے آنکھیں بند کئے کالے علم کا چلہ کاٹ رہا تھا۔ وہ ہر روز رات کو کھوپڑی گود میں لے کر بیٹھ جاتا اور جب سورج نکلتا تو وہاں سے اٹھ کر مندر کی کالی سیاہ تاریک کوٹھڑی میں جا کر لیٹ جاتا۔ اسے ۳۹ راتیں گذر گئی تھیں اور آج چالیسویں رات بھی گذر رہی تھی۔ دن نکلنے والا تھا۔ جوگی بڑا خوش تھا۔ کالا علم اس کے دماغ میں رینگنے لگا تھا۔ اچانک انسانی مردے کی وہ کھوپڑی جو جوگی نے اپنی گود میں رکھی ہوئی تھی ہلنے لگی۔ جوگی سمجھ گیا کہ اس کے پاس کالے علم کی طاقت آ گئی ہے اور یہ کھوپڑی اس واسطے ہلنے لگی ہے۔

جوگی نے آنکھیں کھول دیں۔ انسانی کھوپڑی دائیں بائیں ہل رہی تھی۔ سورج نکلنے ہی والا تھا۔ جوگی نے بڑی رعب دار آواز میں کھوپڑی سے پوچھا۔

"تو کس مردے کی کھوپڑی ہے؟"

کھوپڑی نے جواب میں کہا۔

"میں ایک کنجوس بندو پنساری کی کھوپڑی ہوں جو ہمیشہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کم تولتا تھا' ملاوٹ کرتا تھا اور غریبوں کو لوٹتا تھا۔ مجھے میرے ان گناہوں کی یہ سزا ملی ہے کہ میرے سارے بدن کی ہڈیاں آگ میں جل کر راکھ ہو گئیں مگر کھوپڑی بچی رہی اور میں ساری اذیت سارا عذاب محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے ایسے لگتا ہے کسی نے میری کھوپڑی میں آگ کے انگارے بھر دیئے ہیں"۔

جوگی نے کہا۔

"مجھے تمہارے عذاب سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں نے کالا علم کا چلہ کاٹ لیا ہے۔ اب تم میرے حکم کے غلام ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تم اچانک کیوں ہلنے لگی تھیں؟"

کھوپڑی نے کہا۔

"میرے مالک! یہاں سے چند قدم دور نہر کے کنارے مجھے دنیا کا ایک انوکھا عجوبہ نظر آ رہا ہے"۔

"وہ کیا ہے؟ جلدی بتاؤ" جوگی نے بے چینی سے کہا۔

کھوپڑی بولی۔

"تم کو یقین نہیں آئے گا۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نہر کنارے ایک درخت کے نیچے ایک ایسی عورت کو دیکھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا ہوں جو سوائے میرے اور کسی کو نظر نہیں آ سکتی۔ اس کے پاس ایک سانپ کنڈلی مار کر بیٹھا ہے جو اصل میں سانپوں کا دیوتا ہے اور اس کا نام ناگ ہے"۔

جوگی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا تھا۔ اب وہ ان دونوں کو اپنے قابو میں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے پوچھا۔

"یہ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟"

کھوپڑی نے جواب دیا۔

"تم یقین نہیں کرو گے میرے مالک! مگر یہ لوگ ہزاروں سال پیچھے کے زمانے سے یہاں امرتسر آئے ہوئے ہیں۔ ان کے کچھ ساتھی بھی ہیں جن سے یہ بچھڑ گئے ہیں"۔

جوگی نے سوال کیا۔

"ناگ دیوتا میرے کس کام آ سکتا ہے؟"

کھوپڑی بولی۔

"یہ کہو کہ وہ تمہارے کس کام نہیں آ سکتا۔ اگر تو اسے اپنے قبضے میں کر لے تو وہ زمین کے اندر دفن بادشاہوں کے سارے خزانے لا کر تیرے قدموں میں ڈھیر کر دے گا۔ وہ ناگ دیوتا ہے۔ سانپوں کا سب سے بڑا دیوتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ سانپ اس کی اطاعت کرتے ہیں"۔

جوگی کی تو آنکھیں کھل گئیں۔ اگر وہ ناگ دیوتا کو کسی طرح اپنے قبضے میں کر لیتا ہے تو پھر وہ دنیا کا سب سے امیر ترین آدمی بن سکتا ہے بلکہ اگر وہ چاہے تو ساری دنیا پر حکومت بھی کر سکتا ہے۔ اس نے کھوپڑی سے کہا۔

"سنو کھوپڑی! میں ناگ دیوتا کو کس طرح اپنے قبضے میں کر سکتا ہوں؟"

کھوپڑی کہنے لگی۔

"اس کا طریقہ بھی میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ جس جگہ تم بیٹھے ہو وہاں میرے مردہ جسم کو چتا کی آگ میں جلایا گیا تھا۔ یاد رکھو گناہ گار آدمی کی راکھ بھی گناہ گار ہوتی ہے۔ اگر تم اپنے نیچے سے میرے مردہ جسم کی تھوڑی سی راکھ اس سانپ پر ڈالو گے تو وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ تمہارا مطیع ہو گا۔ تمہارا غلام ہو گا۔ اسے صرف یہی یاد رہے گا کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ہر بات بھول چکا ہو گا"۔

جوگی نے کھوپڑی کو حکم دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ کام بھی تمہیں ہی کرنا ہو گا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ابھی اپنی راکھ لے کر جاؤ اور ناگ دیوتا کو بے ہوشی کی حالت میں میرے پاس لے کر آ جاؤ۔ نہیں تو میں تمہیں ہتھوڑے مار مار کر کچل دوں گا اور تم جانتے ہی ہو کہ اگر تمہاری کھوپڑی کچلی گئی تو تم اگلے جنم میں کتے کی شکل میں پیدا ہو گے۔

کھوپڑی نے جلدی سے کہا۔

"جوگی مہاراج! ایسا مت کرنا۔ میں بھی تمہارے حکم کا غلام ہوں۔ میں ابھی ناگ دیوتا کو قابو کر کے تمہاری خدمت میں حاضر کرتا ہوں"۔

جوگی نے لال لال آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"جاؤ۔ میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا"۔

اس کے ساتھ ہی کھوپڑی اچھل کر جوگی کی گود سے پرے ہٹ گئی اور پھر فضا میں اڑتی ہوئی غائب ہو گئی۔

سورج نکل رہا تھا۔ ماریا اور ناگ نہر کنارے بیٹھے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"اب کشمیری مسلمان کا ہوٹل کھل گیا ہو گا۔ چلو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں چل کر فیروز کا پتہ کرتے ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"ابھی دن تو نکل لینے دو۔ ہوٹل اتنی جلدی نہیں کھلا کرتے"۔

سورج کی روشنی میں نہر کا پانی شیشے کی طرح چمکنے لگا تھا۔ پل پر سے گاڑیاں وغیرہ گزرنے لگی تھیں۔ اچانک ناگ کی نظر ایک انسانی کھوپڑی پر پڑی جو اس سے تھوڑے فاصلے پر گھاس پر پڑی تھی۔

ناگ نے ماریا سے کہا۔

"یہ انسانی کھوپڑی یہاں کیسے آ گئی ماریا! یہاں تو کوئی قبرستان بھی نہیں ہے"۔

ماریا نے دور سے انسانی کھوپڑی پر ایک نظر ڈالی اور بولی۔

"کہیں سے آ گئی ہو گی۔ ہمیں کھوپڑی سے کیا مطلب؟ جہاں پڑی ہے پڑی رہنے دو"۔

ناگ کے دل میں یونہی شوق سا پیدا ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کھوپڑی کہاں سے آ گئی ہے۔ وہ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں دیکھتا ہوں یہ کھوپڑی کس کی ہے؟ ہو سکتا ہے اس کھوپڑی سے ہمیں عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کا ہی کوئی سراغ مل جائے"۔

ماریا نے بیزاری سے کہا۔

"ٹھیک ہے جا کر دیکھ آؤ۔ میں تو یہیں آرام سے بیٹھی ہوں"۔

ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا کھوپڑی کے قریب آ گیا۔ کھوپڑی یہی چاہتی تھی۔ جونہی ناگ کھوپڑی کے کھلے ہوئے منہ کے قریب اپنا منہ لایا۔ کھوپڑی کے اندر سے زوردار پھونک کے ساتھ راکھ نکل کر ناگ پر پڑی اور وہ وہیں بے ہوش ہو کر لیٹ گیا۔ کھوپڑی کے اندر سے سیاہ رنگ کی زبان نکلی۔ زبان نے بے ہوش ناگ کو لپیٹا اور اپنے منہ میں لے گئی۔ اس کے ساتھ ہی کھوپڑی تیزی سے گھاس میں ایک طرف رینگتی چلی گئی اور پھر غائب ہو گئی۔

ماریا درخت سے ٹیک لگائے غیبی حالت میں بڑے آرام سے گھاس پر لیٹی نہر کے پانی پر رقص کرتی سورج کی کرنوں کا نظارہ کر رہی تھی۔ اسے پتہ ہی نہ چل سکا تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ اس سے جدا ہو چکا ہے۔ جب ناگ واپس نہ آیا تو ماریا نے اسے سانپوں کی خاص زبان میں آواز دی۔

"ناگ! اب واپس آ جاؤ۔ وہاں تم کیا کر رہے ہو؟"

ناگ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ماریا نے گردن گھما کر اس طرف دیکھا جہاں انسانی کھوپڑی پڑی تھی۔ اسے وہاں کھوپڑی دکھائی نہ دی۔ ماریا نے جلدی سے دو تین سانس کھینچے۔ اسے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ چھلانگ لگا کر کھوپڑی والی جگہ پہنچی۔ مگر وہاں سوائے گھاس کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے بے اختیار ہو کر ناگ کو آواز دی۔

"ناگ بھیا! تم کہاں ہو؟ مجھے جواب دو۔ تم کہاں ہو؟ ناگ! ناگ!"

مگر کسی طرف سے بھی ناگ کی آواز نہ آئی۔ اب تو ماریا پریشان ہو گئی۔ سمجھ گئی کہ وہ انسانی کھوپڑی کوئی طلسمی چیز تھی جو ناگ کو غائب کر کے اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ وہ جلدی سے فضا میں بلند ہو گئی۔ نہر کے اوپر دائیں بائیں سب طرف اڑ کر چکر لگایا کہ شاید کہیں سے ناگ کی خوشبو آ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائے۔ مگر اس کی خوشبو کہیں بھی نہیں تھی۔ ماریا نیچے آ گئی اور درختوں کی طرف چل پڑی کہ شاید ان درختوں کے نیچے کہیں ناگ کا کچھ سراغ مل جائے۔

کھوپڑی اتنی دیر میں جوگی کے پاس پہنچ چکی تھی۔ کھوپڑی نے اپنی کالی زبان کی مدد سے بے ہوش ناگ کو جو سانپ کی شکل میں تھا جوگی کے سامنے اگل دیا اور کہا۔

"مہاراج! آپ کا حکم میں نے پورا کر دیا۔ ناگ دیوتا آپ کے قدموں میں پڑا ہے"۔

جوگی نے بے ہوش سانپ کو اٹھا کر غور سے دیکھا پھر اسے کپڑے میں لپیٹ کر اپنی کمر کے ساتھ باندھ لیا اور کھوپڑی سے کہا۔

"اب ہم اوپر پہاڑوں میں جائیں گے وہاں ایک راجہ کے بہت بڑے گل کے کھنڈر ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہاں راجہ کا کوئی خزانہ دفن ہے۔ ہم ناگ دیوتا کی مدد سے وہ خزانہ لینے سے نکالیں گے"۔

کھوپڑی کی کالی زبان دائیں بائیں حرکت کرنے لگی۔

جوگی نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا بات ہے تم پریشان کیوں ہو؟"

کھوپڑی نے کہا۔

"مہاراج! اس ناگ دیوتا کی بہن آ رہی ہے جو غیبی حالت میں ہے۔ مگر کالے علم کی بدولت آپ کو نظر آ جائے گی"۔

جوگی نے کہا۔

"اس غیبی عورت کو اپنے قابو میں کر کے مجھے کچھ نہیں ملے گا۔ مجھے ناگ دیوتا مل گیا ہے اور کسی شے کی ضرورت نہیں۔ کیوں نہ میں اسے قتل کر دوں؟ یہ عورت ہو سکتا ہے ناگ دیوتا کی تلاش میں ہمارا پیچھا کرے"۔

کھوپڑی نے کہا۔

"مہاراج! آپ مارہا کو قتل نہیں کر سکتے۔ وہ غائب رہتی ہے اور اس پر آپ کے کالے علم کا بھی کوئی اثر نہیں ہو گا۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اسے آنے دیں۔ اس کو بالکل نہ بلائیں۔ اس پر یہ بھی ظاہر نہ کریں کہ آپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ وہ تھوڑی دیر ادھر ادھر دیکھ کر اپنے آپ بھی جائے گی۔ ہاں مجھے ضرور غائب ہونا پڑے گا کیونکہ اس عورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے مجھے وہاں گھاس پر پڑے دیکھ لیا تھا"۔

یہ کہہ کر کھوپڑی غائب ہو گئی۔

جوگی اسی طرح چبوترے پر مردے کی راکھ کے اوپر آلتی پالتی مارے بیٹھا رہا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ ایک عورت اڑتی ہوئی اس کی طرف آ رہی ہے۔ جوگی دل میں بڑا حیران ہوا کہ ایک عورت کو اتنی طاقت کہاں سے مل گئی کہ وہ ہوا میں اڑتی پھرے۔ ماریا قریب آ کر زمین پر اتر آئی۔ جوگی کے چاروں طرف پھر کر ماریا نے ایک ایک چیز کو غور سے دیکھا۔ جوگی بھی کانی آنکھ سے اسے دیکھ رہا تھا مگر منہ بند کئے ہوئے تھا۔ ماریا نے چبوترے پر بکھری ہوئی مردے کی راکھ کو ہاتھ سے اٹھا کر سونگھا اور ناک سکیڑ کر راکھ کو جھٹک دیا۔ اسے فوراً پتہ چل گیا تھا کہ یہ کسی مردے کی راکھ ہے اور یہاں مردوں کو جلایا جاتا ہو گا۔ ماریا نے جوگی کو بھی قریب آ کر بڑے غور سے دیکھا۔ وہ بالکل نہیں جانتی تھی کہ اس وقت جوگی بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ مگر خاموش تھا۔ جوگی کو اس غیبی عورت ماریا سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ ناگ دیوتا اس کے قبضے میں تھا۔ اسے ساری دنیا کی دولت مل سکتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ اب اسے مادیا کی کیا ضرورت ہو سکتی تھی؟

مادیا کو وہاں سے ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ یہ کھوپڑی کی راکھ کا اثر تھا کہ ناگ کے بے ہوش ہو جانے سے اس کی خوشبو بھی جاتی رہی تھی۔ جب مادیا کو وہاں پر ناگ کا کوئی سراغ نہ ملا تو وہ وہاں سے اتر کر شہر کو جانے والی سڑک پر آ گئی۔ اس کے جاتے ہی جوگی اپنے چبوترے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چلہ بھی پورا ہو گیا تھا اور حلے کے پورے ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ناگ دیوتا بھی اس کے قبضے میں آ گیا تھا۔ گویا کہ اسے دنیا بھر کے دفن شدہ خزانے مل گئے تھے۔ اس نے کھوپڑی کو آواز دی اور کہا۔

"آ جاؤ۔ اب تمہیں غیبی عورت نہیں دیکھ سکتی۔ وہ چلی گئی ہے"۔

کھوپڑی جو غائب تھی۔ ظاہر ہو گئی۔ جوگی نے کھوپڑی کو اپنے جھولے میں ڈالا۔ کرمنڈل اور ترشول سنبھالا اور لاری اڈے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں سے اسے اوپر چمبے کی پہاڑیوں میں جانا تھا جہاں ایک پہاڑی کے اوپر راجہ کے محل کا کھنڈر تھا۔ اور لوگوں کی کہانیوں کے مطابق اس کھنڈر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں راجہ کا خزانہ دفن تھا۔ ناگ بے ہوشی کی حالت میں جوگی کی کمر کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

دوسری طرف ماریا شہر جانے والی سڑک کے اوپر آہستہ آہستہ اڑتی جا رہی تھی۔ اس کا دل بڑا اداس اور بوجھل تھا۔ ناگ ایک دم سے اس سے جدا ہو گیا تھا اور کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ کھوپڑی اسے اپنے ساتھ کہاں لے گئی تھی۔ ماریا اکیلی رہ گئی تھی۔ جب بھی ان لوگوں سے کوئی دوست جدا ہوتا تو کچھ دیر تک وہ ضرور اداس رہتے تھے۔ پھر اپنے آپ کو سنبھال لیتے اور ہمت کے ساتھ زندگی کی جدوجہد اور اپنے مشن کی تکمیل میں لگ جاتے تھے۔ ماریا بھی کچھ دیر تک بڑی اداس رہی۔ پھر اس نے بھی اداسی کو جھٹک دیا۔ اس خیال سے کہ کبھی نہ کبھی ناگ ضرور اس سے آکر مل جائے گا۔ اسی طرح کیٹی، تھیوسانگ، عنبر اور جولی سانگ بھی اس کے ساتھ آن ملیں گے۔ ماریا نے اپنی ساری توجہ اس نیک کام کی طرف پھیر لی جس کو مکمل کرنے کے لئے وہ اور ناگ اس شہر میں داخل ہوئے تھے۔ یعنی ایک دکھی ماں کے اکلوتے بیٹے فیروز کی تلاش۔۔۔! صرف تلاش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی نہیں بلکہ اس کو تلاش کرنے کے بعد اسے واپس اس کے ماں باپ کے پاس پہنچانا تھا۔ ماریا دل میں خدا سے یہی دعا مانگ رہی تھی کہ فیروز زندہ ہو۔ ماریا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ شہر کے کس بازار میں کشمیری مسلمان کا ہوٹل ہے۔ اس ہوٹل کا پتہ ناگ کو معلوم تھا اور ناگ ماریا سے بچھڑ چکا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ وہ غائب رہ کر کیسے ہوٹل کا پتہ چلائے گی؟ کس سے پوچھے گی کہ وہ اسے ہوٹل کے بارے میں بتائے؟

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کا انتقام

ماریا کے پاس وہ طاقت موجود تھی جس کی مدد سے وہ جب چاہے غیبی حالت سے زندہ حالت میں اپنے آپ کو تبدیل کر سکتی تھی۔ اب وقت آگیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو لڑکی کی شکل میں ظاہر کر دے۔ ظاہر ہوئے بغیر وہ اکیلی گمشدہ پاکستانی نوجوان فیروز کا سراغ نہیں لگا سکتی تھی۔ اگرچہ اس میں تھوڑی سی پریشانی بھی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ماریا ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ ظاہر ہو گئی تو وہ ہر جگہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جائے گی۔ ناگ کی طرح اس میں یہ طاقت نہیں تھی کہ اپنے آپ کو کسی دوسری جنس میں تبدیل کر سکے۔

یہ سوچ کر ماریا ایک خاموش سی جگہ دیکھ کر نیچے اتر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئی۔ دن چڑھ آیا تھا۔ شہر کے بازاروں میں دکانیں کھل گئی تھیں۔ ٹریفک شروع ہو گئی تھی۔ زیادہ تر سکھ ہی بازاروں میں چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ ماریا کو جب تسلی ہو گئی کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ ایک خاص عمل پڑھنے کے بعد ظاہر ہو گئی۔ جیسا کہ اس کے ساتھ ہمیشہ ہوا کرتا تھا۔ وہ جس ملک میں انسانی شکل میں ظاہر ہوتی تو اس ملک کے رسم و رواج کے مطابق لباس میں ملبوس ہوتی۔ امرتسر میں وہ ظاہر ہوئی تو اس نے سکھ عورتوں کی طرح شلوار قمیض اور سویٹر پہن رکھا تھا۔ پاؤں میں چمڑے کی کرگابی تھی اور سر اور شانوں پر گرم چادر تھی۔ وہ سڑک پر آ کر شہر کے چوک کی طرف روانہ ہو ئی۔ ناگ کی زبانی اسے اتنا معلوم ہو گیا تھا کہ کشمیری مسلمان کا ہوٹل ہال بازار میں کہیں ہے۔

وہ پوچھتی ہوئی بازار میں آ گئی۔ یہ دوسرے بازاروں کے مقابلے میں ذرا کھلا بازار تھا اور اس میں ایک مسجد بھی تھی جہاں کبھی مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے مگر پاکستان بن جانے کے بعد یہ مسجد ویران ہو گئی تھی۔ وہ ایک چوک میں آئی تو اچانک اس کی نگاہ ایک دکان کے باہر لگے بورڈ پر جا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑی جس پر کشمیری ہوٹل لکھا ہوا تھا۔ ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ کسی سے مزید پوچھے بغیر اپنی منزل پر پہنچ گئی تھی۔ وہ سیدھی ہوٹل میں داخل ہو گئی۔ یہ ایک معمولی سی دو منزلہ عمارت تھی جس کی پہلی منزل ایک لمبی دکان کی طرح تھی۔ اندر کرسیاں میز بچھے تھے۔ کچھ لوگ صبح کا ناشتہ کر رہے تھے۔ ایک گورے رنگ کا صحت مند آدمی دکان میں ایک کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا رجسٹر میں کچھ لکھ رہا تھا۔ اس نے ایک خوبصورت عورت کو ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ کیونکہ ماریا کی آنکھیں نیلی' بال سنہری اور رنگ گورا تھا۔

ماریا اس آدمی کے پاس آئی اور کہا۔

"میں اس ہوٹل کے مالک سے ملنا چاہتی ہوں"۔

اس گورے چٹے ادھیڑ عمر آدمی نے رجسٹر ایک طرف رکھ دیا اور بولا۔

"میں ہی ہوٹل کا مالک ہوں۔ کیا بات ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"کیا آپ مسلمان ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ آدمی بولا۔

"جی ہاں میں مسلمان ہوں مگر تم کون ہو بی بی؟ کہاں سے آئی ہو؟ میں نے تمہیں پہلے کبھی یہاں نہیں دیکھا"۔

ماریا نے کہا۔

"مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اس کونے والی میز پر چل کر بیٹھیں"۔

ہوٹل کے مالک نے اپنے نوکر سے کہا۔

"یہاں آؤ غنی۔ یہاں خیال رکھو"۔ یہ کہہ کر وہ ماریا کے ساتھ کونے والی میز پر آکر بیٹھ گیا۔ اور بولا۔

"ایسی کون سی بات ہے بی بی جو تم مجھ سے کرنا چاہتی ہو؟"

ماریا نے بڑے سکون کے ساتھ پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"غلام احمد کشمیری۔ یہی میرا نام ہے اور میں کئی برس سے یہاں ہوٹل چلا رہا ہوں"۔

ماریا کہنے لگی۔

"یہ سب باتیں مجھے معلوم تھیں صرف تمہارا نام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم نہیں تھا۔ اب میری بات غور سے سنو۔ میں بھی ایک مسلمان عورت ہوں۔ میرا نام سلطانہ ہے۔ میں پاکستان سے یہاں اپنے چھوٹے بھائی فیروز کی تلاش میں آئی ہوں۔ وہ پاسپورٹ بنوا کر باقاعدہ ویزا لگوا کر یہاں آیا تھا۔ اس کے ہمراہ ایک دوست بھی تھا۔ اس کے دوست نے پاکستان پہنچ کر ہمیں بتایا ہے کہ میرے بھائی فیروز کو انڈیا کی پولیس نے گرفتار کر لیا ہے اور وہ اسے بارڈر پر لے جا کر گولی مارنے والی ہے۔ جس طرح کہ یہاں اکثر ویزا لے کر آئے ہوئے بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ میں اپنے بھائی سے محبت کرتی ہوں۔ میری ماں اور ابو کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ میں کسی نہ کسی طرح بارڈر کراس کر کے آ گئی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میرے بھائی کا سراغ لگانے میں میری مدد کرو کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان مصیبت میں اپنے مسلمان بھائی کی مدد ضرور کرتا ہے"۔

غلام احمد کشمیری کے چہرے کا رنگ بدل سا گیا تھا۔ اس نے مشکوک انداز میں ماریا کو دیکھا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بہن! تم کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ میں تمہارے بھائی فیروز کو تلاش کرنے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ مجھے کیا پتہ وہ کہاں ہے؟ میں تو یہاں اپنا چھوٹا سا کاروبار چلا رہا ہوں۔ مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ برائے مہربانی تم یہاں سے چلی جاؤ۔ ہاں اگر کچھ پیسے چاہئیں تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں"۔

ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ یہ کس قسم کا انسان ہے کہ مصیبت کے وقت دوسرے مسلمان کی مدد سے انکار کر رہا ہے۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ انڈیا میں رہتا ہے جہاں غیر مسلموں کی حکومت ہے۔ وہ ایسا رویہ اختیار کرنے میں حق بجانب ہے۔ ماریا نے بڑے ٹھنڈے دل سے کہا۔

"غلام احمد بھائی! میں کوئی خفیہ پولیس والی نہیں ہوں۔ یقین کرو میں پاکستان سے آئی ہوں اور فیروز کو یہاں کے درندہ صفت پولیس والوں سے بچانا چاہتی ہوں۔ اگر تم چل کر فیروز کے ماں باپ کی حالت دیکھ لو تو تم کبھی انکار نہ کر سکو گے"۔

غلام احمد بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بی بی! میں نہیں جانتا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ مجھے تمہاری باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم جا سکتی ہو۔ نہیں تو میں تمہیں بھی پولیس کے حوالے کر دوں گا"۔

ماریا کو اب تو بہت ہی غصہ آگیا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ شخص کشمیر کا رہنے والا ہے۔ اور ماریا جس ملک کی چاہے زبان بول سکتی تھی۔ اس نے کشمیری زبان بولنی شروع کر دی اور غلام احمد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہاری اپنی بہن اس قسم کی مشکل میں گرفتار ہوتی تو تمہارے پاس مدد کے لئے آتی تو کیا تم انکار کر دیتے؟"

غلام احمد نے ماریا کو فر فر کشمیری زبان میں بات کرتے دیکھا تو حیران بھی ہوا اور خوش بھی ہوا۔ کہنے لگا۔

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم کشمیر کی رہنے والی ہو"۔

ماریا نے کہا۔

"چلو اب بتائے دیتی ہوں۔ ہاں میں کشمیر کی رہنے والی ہوں۔ آزاد کشمیر کی رہنے والی ہوں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غلام احمد بولا۔

"بی بی! میں نے پہلے اس لئے انکار کیا تھا کہ یہاں انڈیا کی بڑی سی آئی ڈی پھر رہی ہے۔ اگرچہ پولیس والے مجھ پر اعتبار کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ ہندوؤں کا ملک ہے اور ہندو مسلمانوں کا ہمیشہ دشمن رہا ہے۔ کوئی ایسی ویسی بات ہو جانے کی صورت میں انڈیا پولیس مجھے ایک سیکنڈ میں گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جس پاکستانی فیروز کی تم بات کر رہی ہو اور جو تمہارے بیان کے مطابق تمہارا بھائی۔ جس کا مجھے یقین نہیں ہے تو وہ فیروز جس روز اپنے دوست کے ساتھ پاکستان سے انڈیا داخل ہوا تھا تو اپنے دوست کے ساتھ میرے ہوٹل میں بھی آیا تھا۔ میں نے اسے کہا بھی تھا کہ یہاں کے حالات پاکستان سے ویزے پر آنے والے مسلمانوں کے لئے ٹھیک نہیں ہیں۔ اس لئے تم واپس چلے جاؤ مگر وہ نہیں مانا تھا۔ کہنے لگا کہ ہم تو شریف لوگ ہیں۔ کوئی سمگلر یا جاسوس نہیں ہیں ہم تو امرتسر اور دلی کی سیر کرنے آئے ہیں۔ پھر وہ یہاں کے پولیس اسٹیشن میں اپنی آمد کی حاضری درج کروانے گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غلام احمد نے فیروز کو پہچان لیا۔ بولا۔

"ہاں یہی فیروز ہے۔ مگر خدا کے واسطے اس تصویر کو اپنے پاس مت رکھو۔ اگر پولیس نے تمہاری تلاشی لیتے ہوئے یہ تصویر دیکھ لی تو تم بھی گرفتار کر لی جاؤ گی۔ اب تم ناشتہ کرو اور دل کا رنج نکالو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہاں سی آئی ڈی والے آس پاس ضرور موجود ہوں گے"۔

ماریا نے کہا۔

"میں ناشتہ کر چکی ہوں"۔

غلام احمد بولا۔

"تو پھر کچھ پیسے چاہئیں تو مجھ سے لے لو۔ لیکن تمہارا میرے ہوٹل میں زیادہ دیر ٹھہرنا ٹھیک نہیں"۔

ماریا کہنے لگی۔

"مجھے پیسوں کی بھی ضرورت نہیں ہے"۔

یہ کہہ کر ماریا اٹھی اور ہوٹل سے باہر نکل آئی۔ ابھی وہ سڑک پر دو قدم ہی چلی ہو گی کہ اچانک پیچھے سے ہندو سپاہی آئے اور انہوں نے آتے ہی ماریا کو قابو کر لیا۔ ماریا نے غصے میں پوچھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کون ہو تم؟ اور مجھے کیوں پکڑ رہے ہو؟"

دونوں سپاہی سفید پولیس کے تھے اور سادہ کپڑوں میں تھے ایک سپاہی نے ماریا کو گردن سے پکڑ کر آگے دھکیلتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ تمہیں تھانے چل کر بتائیں گے"۔

ماریا نے اپنا ہاتھ آہستہ سے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر زبردستی کیوں کر رہے ہو۔ میں خود تھانے جانے کو تیار ہوں"۔

ماریا کا خیال تھا کہ شاید تھانے پہنچنے کے بعد اسے نیوز کے بارے میں پوری تفصیلات معلوم ہو جائیں یا پھر کسی دوسرے ایسے پاکستانیوں کے بارے میں علم ہو سکے جنہیں وہاں کی پولیس نے ناجائز اور غیر قانونی طور پر پکڑ رکھا ہو۔ وہ پیدل بازار میں سے گذرتی پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ کوتوالی کے تھانے آ گئی۔ وہاں ایک ہندو تھانے دار نے ماریا کی طرف گھور کر دیکھا اور سپاہیوں سے پوچھا۔

"یہ کون ہے بھئی؟"

سپاہیوں نے بتایا کہ جناب یہ پاکستانی جاسوس ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کشمیری کے ہوٹل میں اس کے ساتھ گھل مل کر باتیں کر رہی تھی۔

ہندو تھانیدار نے گرج کر کہا۔

"لے چلو اسے اوپر والے کمرے میں ابھی پتہ کر لیتے ہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے اور کہاں جا رہی تھی۔ اور غلام احمد سے بھی کہہ دو کہ آئندہ اگر اس کے ہوٹل میں اس قسم کی مشکوک عورتیں آئیں تو اس کا ہوٹل بند کرا دوں گا"۔

دونوں سپاہی ماریا کو پکڑ کر اوپر والے کمرے میں لے آئے۔ یہاں صرف ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ دیوار کے ساتھ لکڑی کی دو پیڑیاں لگی تھیں۔ ایک سٹول چارپائی کے پاس رکھا تھا۔ سپاہی ماریا کو چارپائی پر بٹھا کر دروازے کو باہر سے تالا لگا کر نیچے چلے گئے۔ ماریا نے کھڑکی کی سلاخوں سے دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ ادھر کوئی گندا نالہ گزرتا تھا۔ ماریا چارپائی پر آ کر بیٹھ گئی۔ اتنے میں ہندو تھانیدار جھومتا جھامتا ہاتھ میں بید کا ڈنڈا لئے دروازہ کھول کر اندر آ گیا اور سٹول پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اب تم بتاؤ تم نے بارڈر کیسے کراس کیا اور تمہارے دوسرے ساتھی یہاں انڈیا میں کہاں کہاں ہیں؟"

ماریا نے جواب دیا۔

"یہاں میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ میں نے کوئی بارڈر کراس نہیں کیا۔ میں جموں سے آئی ہوں۔ میں پاکستان کی رہنے والی نہیں ہوں"۔

ہندو تھانیدار نے آنکھیں گھما کر پوچھا۔

"اچھا۔ اگر تم جموں کی ہو تو پھر تم پنجابی کیوں بول رہی ہو۔ ڈوگری کیوں نہیں بولتیں؟"

ماریا نے ڈوگری بولنی شروع کر دی۔ تھانیدار ہنس کر بولا۔

"تمہیں جاسوسی کی بڑی پکی ٹریننگ دی گئی ہے۔ بتاؤ انڈیا کی اور کون کون سی زبانیں سکھا کر تمہیں یہاں بھیجا گیا ہے؟"

ماریا نے پھر وہی کہا کہ میں جموں کی رہنے والی ہوں اور امرتسر اپنے گمشدہ بھائی کی تلاش میں آئی ہوں جو گھر سے بھاگ کر یہاں آ گیا ہوا ہے۔ تھانیدار کی بدقسمتی اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ماریا کو گالی دے دی اور کہا۔

"ابھی تمہارا باپ بھی سب کچھ بتا دے گا"۔

ماریا کا خون گرم ہو کر کھولنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں بجلیاں سی تڑپنے لگیں۔ اس نے ہندو تھانیدار کے منہ پر اتنے ہاتھ کا اس قدر زور سے تھپڑ مارا کہ وہ قلابازی کھا کر شمع سے دور جا گرا۔ تھانیدار تو جیسے کی طرح بپھر گیا۔ اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے اور منہ سے خون نکلنے لگا تو۔ اس نے چیخ کر سپاہیوں کو بلایا اور بید اٹھا کر ماریا کے سر پر پورے وقت سے مارنے کے لئے لپکا ہی تھا کہ منہ کے بل چوپائی پر گر پڑا کیونکہ دریا چاٹ ہو چکی تھی۔ بڑی مشکل سے چوپائی پر سے اٹھ اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں نیچے سے تین سپاہی بھی رائفلیں لے کے اوپر آ گئے۔

"وہ کہاں بھاگ گئی؟" ہندو تھانیدار نے دھاڑ کر پوچھا۔

سپاہی بولا۔

"سر وہ تو کمرے میں ہی تھی۔ ہم اسے اسی کمرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بند کر کے گئے تھے"۔

"ہاں وہ ابھی اس چارپائی پر بیٹھی تھی"۔ تھانیدار حیران ہو کر بولا۔ "مگر وہ کہاں چلی گئی؟"۔

سپاہی ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

اتنے میں ہندو تھانیدار کی گردن کو ماریا نے دونوں ہاتھوں میں دبوچ لیا۔ اپنی گردن پر کسی نہیں انسان کے ہاتھوں کو محسوس کرتے ہی ہندو تھانیدار کی چیخ نکل گئی۔ سپاہی فوراً اس کی طرف لپکے۔

"کیا ہوا سر؟"

ماریا نے تھانیدار کے کان میں کہا۔

"ان کو یہاں سے باہر بھیج دو نہیں تو تمہاری خیر نہیں ہے۔ تم دیکھ چکے ہو کہ میرے پاس بہت بڑی طاقت ہے۔ میں تمہاری گردن ابھی مروڑ سکتی ہوں"۔

تھانیدار تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کا رنگ اڑ چکا تھا۔ اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"چلے جاؤ یہاں سے چلے جاؤ"۔

تینوں سپاہی ایک دوسرے کا منہ دیکھتے کمرے سے باہر نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے۔ ماریا نے تھانیدار کی گردن چھوڑ دی اور کمرے کی اندر سے چٹخنی لگا دی۔ چٹخنی کو اپنے آپ لگتے دیکھ کر ہندو تھانیدار کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ ماریا نے اسے دھکا دے کر چارپائی پر بٹھا دیا اور بولی۔

"میں تم سے صرف ایک سوال پوچھوں گی۔ اگر تم نے مجھے اس کا درست جواب نہ دیا اور مجھے پتہ چل گیا کہ تم نے جھوٹ بولا تھا تو میں جہاں بھی ہوں گی وہاں سے ایک منٹ میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور تمہاری گردن اپنے ہاتھ سے کاٹ کر تمہارے دھڑ سے الگ کر دوں گی۔ تم یہی سمجھو کہ تمہارے سامنے اس وقت تمہاری موت کھڑی ہے"۔

ہندو تھانیدار ایک ایسی عورت کی آواز سن رہا تھا جو اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی اور جس نے ابھی ابھی اسے اتنی زور سے طمانچہ مارا تھا کہ اس کے منہ سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا۔ اس نے ایک دم سے ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا۔

"دیوی! تم کوئی آسمانی دیوی ہو۔ مجھے معاف کر دو"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم نے مجھے گالی کیوں دی؟ کیا تم شریف عورتوں سے ایسا ہی سلوک کرتے ہو؟"

"دیوی! مجھے معاف کر دو۔ مجھے شما کر دو۔ میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں"۔

وہ یونہی فرش پر گر پڑا۔ ماریا نے اسے زور سے ٹھوکر مار کر کہا۔

"اٹھو اور میرے سوال کا جواب دو"۔

ہندو تھانیدار کانپتا ہوا ہاتھ جوڑے اٹھا اور بولا۔

"حکم دیوی! حکم دیوی جی"۔

ماریا نے کہا۔

"کیا تم فیروز نام کے ایک پاکستانی نوجوان کو جانتے ہو جس کو تمہاری پولیس نے امرتسر میں گرفتار کیا تھا؟ جھوٹ مت بولنا۔ اگر تمہارا بیان جھوٹ نکلا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

ہندو تھانیدار نے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ خوف کے مارے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا تھا۔ کہنے لگا۔

"ہاں دیوی! اس نام کا ایک پاکستانی نوجوان ہم نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پکڑا تھا۔ وہ جاسوس نہیں تھا۔ ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت بھی نہیں تھا۔ لیکن ہمیں اوپر سے حکم آیا ہوا تھا کہ یہاں جو بھی نوجوان پاکستانی آئے اسے پکڑ لو اور پوچھ گچھ کے لئے دلی بھیجو۔ اس کے بعد ان پاکستانیوں کو گولی مار دی جاتی تھی۔ اور یہ مشہور کر دیا جاتا تھا کہ یہ سمگلر یا جاسوس تھے"۔

ماریا نے پوچھا۔

"اب فیروز دلی میں کہاں ہے؟"

ہندو تھانیدار بولا۔

"دیوی! اسے ضرور چاندنی چوک والے سی آئی ڈی کے ہیڈکوارٹر میں رکھا گیا ہو گا۔ کیونکہ جاسوسوں کی پوچھ گچھ وہیں ہوتی ہے"۔

باہر تینوں سپاہی دروازے سے کان لگا کر سننے کی کوشش کر رہے تھے کہ تھانیدار صاحب اندر اپنے آپ سے کیا باتیں کر رہے ہیں۔ وہ بڑے حیران تھے کیونکہ اندر سے ایک عورت کی آواز بھی سنائی دے جاتی تھی۔ دروازے میں ایک چھوٹی سی درز تھی۔ ایک سپاہی نے درز میں سے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا کہ تھانیدار ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور جس عورت کی دھیمی آواز سنائی دے جاتی تھی وہ کمرے میں کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے یہ منظر دوسرے سپاہیوں کو بھی دکھایا اور کہا۔

"تھانیدار صاحب پاگل ہو گئے ہیں"۔

اچانک پہلے سپاہی کی ٹوپی اوپر کو اڑ گئی دوسرا ہکا بکا ہو کر اسے دیکھ رہا تھا کہ اسے ماریا نے پیچھے سے لات ماری اور وہ پہلے سپاہی کے اوپر جا گرا۔

ماریا وہیں سے فضا میں اڑتی ہوئی سیدھی کشمیر ہوٹل آ گئی۔ ہوٹل کا مالک غلام احمد کشمیری ہوٹل کی چھت پر دھوپ میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ اسے یوں لگا جیسے تیز ہوا کا جھونکا گزر گیا ہو۔ اخبار اس کے ہاتھ میں پھڑپھڑایا۔ وہ دوبارہ اخبار پڑھنے لگا۔ ماریا اس کے قریب چھت پر اتر آئی تھی۔ وہ اس آدمی پر اپنی طاقت ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ماریا سیڑھیوں میں آ گئی یہاں اس نے انسانی روپ اختیار کیا اور سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آئی۔ غلام احمد نے اسے دیکھا تو گھبرا کر اخبار ایک طرف رکھ دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم واپس کیسے آ گئیں؟ سپاہی تو میرے سامنے تمہیں پکڑ کر لے گئے تھے؟"

ماریا قریب آ کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی اور بولی۔

"وہ مجھے کیا پکڑیں گے۔ میں نے تھانیدار کو ایسا سبق سکھایا ہے کہ وہ تمہیں کبھی پریشان نہیں کرے گا"۔

غلام احمد نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تم اسے کیا سبق سکھاؤ گی بی بی! تم محض ایک عورت ہو۔ خدا جانے اس شخص نے تمہیں کیوں چھوڑ دیا"۔

ماریا کو غلام احمد پر سخت غصہ آیا کہ وہ اسے ایسی ویسی کمزور عورت سمجھ رہا ہے۔ اس نے غلام احمد کی کرسی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور کرسی سمیت فرش سے چار فٹ اوپر اٹھا دیا اور بڑے جلال کے ساتھ بولی۔

"کیا تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں؟"

غلام احمد نے جب دیکھا کہ ایک لڑکی نے اسے ایک ہاتھ سے کرسی سمیت اوپر اٹھا لیا ہے تو اس کا رنگ اڑ گیا۔ خوف سے زرد پڑ گیا۔ حلق خشک ہو گیا۔ سمجھ گیا کہ یہ کوئی جن عورت ہے۔ کپکپاتی آواز میں بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"معاف کر دو بہن! میں نے تمہیں غلط سمجھا تھا"۔

ماریا نے کرسی نیچے رکھ دی اور بولی۔

"میں فیروز کی تلاش میں دلی جا رہی ہوں۔ تھانیدار نے مجھے بتا دیا ہے کہ فیروز چاندنی چوک والے خفیہ پولیس کے ہیڈکوارٹر میں ہے۔ تمہاری مدد کا شکریہ۔ پھر ملوں گی"۔

یہ کہہ کر ماریا غائب ہو گئی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہزادی ناگن

کشمیر ہوٹل کا مالک تو آنکھیں ملتا رہ گیا۔

ماریا غائب ہونے کے بعد وہیں ہوٹل کی چھت پر سے فضا میں بلند ہوئی اور رام باغ والے بازاروں کے اوپر سے ہوتی' شریف پورے کی آبادی پر سے پرواز کرتی ہوئی ریل روڈ پر آ گئی۔ یہاں سے اس نے اپنا رخ ریلوے لائن کی طرف پھیر لیا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ ریلوے لائن دلی شہر کو جاتی ہے۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ ایک بار اسے ناگ کا خیال آیا کہ نہ جانے اس منحوس کھوپڑی کی وجہ سے وہ کس مشکل میں پھنس گیا ہو گا۔ لیکن ماریا کو یقین تھا کہ واقعات کے کسی نہ کسی موڑ پر زندگی کے کسی نہ کسی چوراہے میں دونوں کی ایک بار پھر ملاقات ضرور ہو جائے گی۔ ریلوے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لائن کی دونوں پٹڑیاں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ امرتسر کے ریلوے سٹیشن سے ایک گاڑی نکل کر لائن پر آ رہی تھی۔ ماری نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ گاڑی چھک چھک کرتی چلی آ رہی تھی۔ ابھی تک انڈیا میں کوئلے کے انجن والی گاڑیاں بھی چل رہی تھیں۔ ماریا نے اپنی رفتار ہلکی کر لی۔ گاڑی اس کے نیچے سے گزر گئی۔ انجن کا دھواں اسے بہت برا لگا۔ ماریا نے اکدم سے اپنی رفتار تیز کر دی۔ وہ ایک سیکنڈ میں ریل گاڑی سے کافی آگے نکل چکی تھی۔

ماریا پہلے بھی ٹمبر ناگ کیٹی کے ساتھ دلی شہر میں آ چکی تھی۔ دوسری طرف جوگی اس پہاڑی کھنڈر میں پہنچ چکا تھا۔ جہاں راجہ کا کوئی قیمتی خزانہ دفن تھا۔ جوگی نے ایک ویران بارہ دری کے پاس پہاڑی کھوہ میں اپنا ٹھکانہ بنایا۔ وہ کالے علم کا ماہر ہو چکا تھا۔ اس نے ناگ کو ایک چھوٹی سی پٹاری میں بند کر رکھا تھا۔ کھوہ میں آتے ہی جوگی نے پٹاری کھول کر بے ہوش ناگ کو باہر نکالا۔ اس پر کوئی منتر پڑھ کر پھونکا۔ ناگ جو سانپ کی شکل میں تھا ہوش میں آ گیا۔ ناگ کو کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے کیٹی، عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے بارے میں بھی کچھ یاد نہ رہا تھا۔ جوگی نے کالے علم کی مدد سے ناگ کی زبان میں کہا۔

"تم میرے غلام ہو۔ میں تمہیں جو حکم دوں گا تم اس پر عمل کرو گے"۔

ناگ نے سانپ کی زبان میں ہی جواب دیا۔

"میں تمہارا غلام ہوں۔ تم جو کہو گے میں وہی کروں گا۔ کیا حکم ہے؟"

جوگی نے کہا۔

"جس کھنڈر میں میں اس وقت موجود ہوں۔ یہاں کسی راجہ کا خزانہ دفن ہے۔ تم فوراً جاؤ اور زمین کے اندر جا کر دیکھو کہ یہ خزانہ کس جگہ پر دفن ہے اور مجھے آ کر اس کی اطلاع کرو"۔

ناگ نے کہا۔

"جو حکم"۔

ناگ رینگتا ہوا کھوہ سے نکل گیا۔ سانپوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ زمین کے اندر کہاں پر کون سی چیز دفن ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خاص طور پر خزانوں کا سانپوں کو فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ ناگ تو سانپوں کا دیوتا تھا۔ وہ کھوہ سے باہر آ کر کھنڈر میں چلا گیا۔ یہاں ایک جگہ پتھروں کے نیچے اسے زمین کے اندر ایک گول سوراخ نظر آیا۔ ناگ اس سوراخ میں گھس گیا۔ جب وہ زمین کے نیچے آیا تو اسے ایک طرف سے ہلکی سی روشنی دکھائی دی۔ ناگ اسی طرف رینگنے لگا۔ یہاں ایک اونچی دھت والا کمرہ تھا۔ یہ پرانے زمانے کی طرز کا بنا ہوا گول کمرہ تھا جس کی دیواروں اور چھتوں پر جالے لٹک رہے تھے۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا اس لئے اب ہم اسے سانپ ناگ کہیں گے۔ سانپ ناگ نے ایک کونے میں خزانے کا صندوق دیکھ لیا۔ یہ صندوق لوہے کا تھا اور کھلا تھا۔ اس میں سے جواہرات' سونے کے زیورات اور قیمتی ہار باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ جونہی سانپ ناگ خزانے کے قریب گیا۔ اچانک ایک سفید تاج والا سانپ صندوق میں سے نکل کر سانپ کے سامنے آگیا اور ادب سے سر کو جھکا کر بولا۔

"ناگ دیوتا کا یہاں آنا مبارک علامت ہے۔ مجھے خدمت بتائیں۔ میری بہت بڑی خوش قسمتی ہو گی اگر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عظیم ناگ دیوتا کی کوئی خدمت کر سکوں"۔

سانپ ناگ کو بالکل یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس نے سفید سانپ سے کہا۔

"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے"۔

سفید سانپ بڑا حیران ہوا کہ ناگ دیوتا کس قسم کی باتیں کر رہا ہے۔ اس نے سر کو ایک بار پھر جھکایا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں اس علاقے کے سانپوں کا سردار ہوں۔ میں کیسے غلطی کھا سکتا ہوں۔ آپ کے جسم سے ناگ دیوتا کی خاص خوشبو میں نے آپ کے یہاں داخل ہوتے ہی محسوس کر لی تھی"۔

سانپ ناگ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

اس نے کہا۔

"تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ میں تو اپنے جوگی کا غلام ہوں اس نے مجھے اس خزانے کا سراغ لگانے کے لئے یہاں بھیجا ہے"۔

سفید سانپ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ! اگر آپ ناگ دیوتا نہ ہوتے تو آپ یہاں تک کبھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ کیونکہ راستے میں ایسے ایسے اژدھا اس خزانے کی حفاظت کے واسطے پہرے پر بیٹھے ہیں کہ اگر کوئی عام سانپ ہوتا تو اژدہا اس کی تکا بوٹی کر چکے ہوتے۔ چونکہ آپ ناگ دیوتا ہیں اس واسطے اژدہا آپ کو آتے دیکھ کر اپنی جگہ سے چلے گئے تھے"۔

سانپ ناگ بولا۔

"یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ تم مجھے یہ خزانہ دے دو۔ بس تاکہ میں اسے اپنے آقا جوگی کے حوالے کر دوں کیونکہ میں اس کا غلام ہوں"۔

سفید سانپ سمجھ گیا کہ یہ کوئی بڑا مکار اور جادو ٹونے کا ماہر جوگی ہے جس نے اپنی عیاری سے کام لے کر کسی طلسم کی مدد سے ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر لیا ہے اور اب اس کی مدد سے یہ خزانہ چرانا چاہتا ہے۔ سفید سانپ نے فوراً دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ ناگ دیوتا کو اس مکار جوگی کے طلسم سے آزاد کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ ناگ دیوتا کو اس جگہ سے ہٹا لیا جائے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واپس جوگی کے پاس نہ جانے دیا جائے۔ کیونکہ یہ سارے سانپوں کی توہین تھی کہ اتنا بڑا اور عظیم ناگ دیوتا ایک جوگی کا غلام بن جائے۔ سفید سانپ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ جوگی کوئی بڑا زبردست جادوگر ہے جس نے ناگ دیوتا کو قبضے میں کر لیا ہے۔ اس لئے اس پر حملہ کرنے سے پہلے اچھے طرح سوچ سمجھ لینا چاہیے۔ بہرحال سب سے پہلے تو ناگ دیوتا کو وہیں روکنے کی ضرورت تھی۔

سفید سانپ نے ناگ سے کہا۔

"میں سارا خزانہ آپ کے حوالے کرتا ہوں مگر مجھے اس شہزادی ناگن سے اجازت حاصل کرنی ہو گی جو اس خزانے کی حفاظت پر لگائی گئی ہے"۔

سانپ نے پوچھا۔

"وہ کہاں ہے؟ اس سے ابھی اجازت لے لیتا ہوں"۔

سفید سانپ یہی چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"آپ میرے ساتھ آئیں اور شہزادی ناگن سے خود بات کر لیں۔ آیئے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سفید سانپ نے سانپ ناگ کو اپنے ساتھ لیا اور ایک چھوٹے سے محرابی دروازے میں سے گذر کر ایک تاریک غار میں داخل ہو گیا۔ سانپ ناگ اپنی ساری یادداشت گم کئے آہستہ آہستہ سفید سانپ کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا۔ غار ختم ہوا تو سامنے ایک خوبصورت کھلا باغیچہ آ گیا۔ باغیچے کے درمیان ایک سنگ مرمر کا تالاب جس میں سرخ مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ تالاب کی دوسری طرف ایک سبز رنگ کا چھوٹا سا محل بنا ہوا تھا جس کے چاروں کونوں پر چار سانپوں کے مجسمے لگے تھے۔ جو اپنے پھن پھیلائے ہوئے تھے۔ محل کے باہر دو سانپ پھن کھولے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے ناگ دیوتا کو آتے دیکھا تو ادب سے سر جھکا دیئے۔ سفید سانپ نے ناگ سے کہا۔

"آپ یہاں سنگ مرمر کے چبوترے پر تشریف رکھیں۔ میں شہزادی ناگن کو اطلاع کرتا ہوں"۔

یہ کہہ کر سفید سانپ تیزی سے رینگتا ہوا محل کے بڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں اونچے اونچے سبز ستون تھے۔ فرش پر قالین بچھے ہوئے تھے۔ سفید سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرے کمرے میں آگیا۔ یہاں ایک عالی شان پلنگ بچھا ہوا تھا جس کے پائے چاندی کے تھے اور ان پر زمرد اور لعل جڑے ہوئے تھے۔ مسہری کا ریشمی پردہ اٹھا ہوا تھا اور پلنگ پر سونے کی چوکی پڑی تھی۔ جس پر ایک سبز رنگ کی ناگن پھن اٹھائے بڑے سکون سے بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ نگینوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ پھن کے اوپر چھوٹا سا سنہری تاج تھا۔ سفید سانپ نے جاتے ہی اپنا پھن زمین کے ساتھ لگایا۔ سلام کیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

شہزادی ناگن نے پوچھا۔

"مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ کیا عظیم ناگ ہمارے محل میں تشریف لائے ہیں"۔

سفید سانپ نے کہا۔

"آپ نے درست فرمایا شہزادی ناگن! ناگ دیوتا اس وقت ہمارے محل میں موجود ہیں مگر..."

"مگر کیا؟" شہزادی ناگن نے تعجب سے سوال کیا۔

تب سفید سانپ نے ساری کہانی بیان کر دی کہ ناگ دیوتا کو کسی جوگی نے طلسم کر کے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اسے ہمارا خزانہ لینے کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ شہزادی ناگن نے یہ سنا تو غصے سے اس کا پھن دائیں بائیں لہرانے لگا۔ منہ سے بار بار ہلکی ہلکی پھنکار کی آوازیں آنے لگیں۔

"اس کی یہ ہمت' یہ جرات کہ ہمارے عظیم ناگ دیوتا کو اپنا غلام بنا لے؟ اپنے سانپوں کو میرا حکم دے دو کہ وہ ابھی جا کر جوگی کو جلا کر راکھ کر دیں"۔

سفید سانپ نے ادب سے عرض کی۔

"شہزادی ناگن! ہمیں اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ جس مکار جوگی نے ہمارے عظیم ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے اس کے پاس ضرور بہت خطرناک طاقت ہو گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اس کے طلسم کا شکار ہو جائیں"۔

شہزادی ناگن خاموش ہو گئی۔ کچھ سوچ کر بولی۔

"تو پھر تمہاری کیا رائے ہے۔ ہمیں ہر حالت میں ناگ دیوتا کو اس عیار جوگی کے طلسم سے نجات دلانی ہو گی"۔

سفید سانپ بھی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔

"شہزادی ناگن! میں نے ناگ دیوتا کو آپ سے ملنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بہانے محل میں روک لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ناگ دیوتا واپس جوگی کے پاس نہ جائے اتنی دیر میں ہم جوگی کو ختم کرنے کی کوئی ترکیب سوچ لیں گے"۔

شہزادی ناگن نے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن ہو سکتا ہے ناگ دیوتا محل میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے۔ پھر ہم کیا کریں گے؟ کیونکہ ہم ناگ دیوتا کے حکم کو نہیں ٹال سکتے۔ انہیں روک بھی نہیں سکیں گے"۔

سفید سانپ کہنے لگا۔

"شہزادی ناگن! ہم ناگ دیوتا کو بے ہوش کر کے محل کے سب سے نچلے تہہ خانے میں بند کر دیتے ہیں۔ اس تہہ خانے کے باہر شیش ناگ سامری کے طلسم کا حصار کھنچا ہوا ہے۔ وہاں تک کسی بڑے سے بڑے جادوگر کا بھی طلسم نہیں پہنچ سکتا"۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا"۔ شہزادی ناگن نے کہا۔ "جاؤ فوراً کسی ترکیب سے ناگ دیوتا کو تہہ خانے میں لے جاؤ۔ اگر جوگی نے اپنے جادو کی مدد سے ہم پر حملہ کیا تو ہم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا مقابلہ کریں گے۔ کم از کم ناگ دیوتا تو اس کے خطرناک طلسم سے محفوظ ہو جائے گا"۔

سفید سانپ اجازت لے کر شہزادی ناگن کی خواب گاہ سے نکل گیا اور سیدھا ناگ دیوتا کے پاس پہنچا۔ جہاں سانپ ناگ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے سفید سانپ کو دیکھا تو کہا۔

"میں کسی شہزادی ناگن سے ملاقات کرنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ یہاں سے خزانے کو میرے ساتھ باہر لے جانے کا بندوبست کرو"۔

سفید سانپ بڑا عقلمند تھا۔ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ خزانہ تو اب آپ ہی کا ہو گیا ہے۔ آپ جس وقت چاہیں یہاں سے لے جا سکتے ہیں۔ میں محل کے سارے سانپوں کو حکم دوں گا اور وہ خزانے کی ایک ایک چیز باہر جوگی کے پاس پہنچا دیں گے۔ لیکن یہاں کے اصول کے مطابق شہزادی ناگن سے آپ کا ملنا بہت ضروری ہے۔ اس ملاقات کے بغیر کوئی سانپ میرا حکم نہیں مانے گا"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ ناگ نے کہا۔

"کہاں ہے تمہاری شہزادی ناگن؟ مجھے اس کے پاس کیوں نہیں لے جاتے؟"

سفید سانپ نے خوش ہو کر عرض کی۔

"میرے ساتھ تشریف لائیں۔ شہزادی ناگن بے چینی سے آپ کی راہ دیکھ رہی ہے"۔

سفید سانپ ناگ کو ساتھ لے کر مختلف راہ داریوں سے گذارتا محل کے نیچے اس تہ خانے کے دروازے پر لے آیا جس کے گرد شیش ناگ کا حصار تھا اور جس پر باہر سے کوئی طلسم نہیں کر سکتا تھا۔

سفید سانپ نے ناگ سے کہا۔

"شہزادی اس کمرے میں ہے۔ تشریف لے جائیں"۔

دروازے میں ایک چھوٹی سی کھڑکی بنی ہوئی تھی۔ سانپ ناگ تیزی سے کھڑکی میں سے تہ خانے میں داخل ہو گیا۔ جونہی وہ تہ خانے میں پہنچا اس پر چھت سے سفید بھاپ کی پھوار پڑی اور وہ وہیں بے ہوش ہو گیا۔

سفید سانپ نے جب دیکھا کہ ناگ بیہوش ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا ہے تو اس نے کھڑکی بند کر دی اور تیزی سے رینگتا ہوا شہزادی ناگن کی خدمت میں پہنچا اور کہا۔

"شہزادی ناگن! ناگ دیوتا اس وقت محل کے طلسمی تہہ خانے میں بے ہوش ہو کر مکمل محفوظ ہے"۔

شہزادی ناگن نے خوش ہو کر کہا۔

"شاباش! اب کسی طریقے سے باہر جا کر یہ پتہ چلاؤ کہ وہ جوگی کون سا ہے اور اس کے پاس طلسمی طاقت کتنی ہے۔ مجھے واپس آ کر ساری خبر دو۔ تاکہ اس کے مطابق جوگی کا مقابلہ کیا جائے"۔

سفید سانپ سر جھکا کر واپس چلا گیا۔ وہاں سے وہ سیدھا خفیہ غار کی طرف گیا اور وہاں سے باہر کھنڈر میں نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک جوگی پریشان ہو کر کھنڈر میں ٹہل رہا ہے۔ اسے ناگ کا انتظار تھا کہ وہ اب تک کیوں نہیں آیا۔ جوگی نے جب دیکھا کہ ناگ دیوتا زمین کے اندر سے خزانے کا سراغ لگا کر اب تک واپس نہیں آیا تو اس نے منتر پڑھ کر پھونک ماری۔ اس وقت زمین میں گڑھا پڑ گیا اور اس میں سے آگ نکلنے لگی۔ سفید سانپ ایک پتھر کے پیچھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھپا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ جوگی نے دوسرا منتر پڑھ کر پھونکا۔ آگ کے شعلے بجھ گئے۔ اس میں سے ایک کالا سانپ باہر نکل آیا۔ جوگی نے سانپ کی زبان میں اس سے پوچھا کہ بتاؤ ناگ دیوتا نیچے کہاں مر گیا ہے؟ کالا سانپ شہزادی ناگن کا سانپ تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ ناگ دیوتا اس وقت شہزادی ناگن کی پناہ میں ہے اور اس جوگی نے اس پر طلسم کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا۔

"جوگی مہاراج ناگ دیوتا تو زمین کے اندر ہی اندر سے ساتوں سمندر پار کر کے پاتال میں چلے گئے ہیں۔ میں نے خود انہیں وہاں جاتے دیکھا ہے"۔

جوگی غصب میں آ گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ وہ میرے طلسم میں قید ہے۔ جب تک میں نہ کہوں وہ اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا۔ تم نے میرے سامنے جھوٹ بولا ہے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔

اتنا کہہ کر جوگی نے منتر پڑھ کر سانپ پر پھونکا اور سانپ کو وہیں آگ لگ گئی اور وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ سفید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر وہ جوگی کے طلسم اور اس کی طاقت کا راز معلوم کیے بغیر اس سے اپنے ساتھی سانپ کا بدلہ نہیں لے سکتا تھا۔ جوگی نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور چیخ مار کر کہا۔

"سامری! سامری! سرتوش کے سامری! میں نے تیرا چیلہ کیا ہے۔ میں ناگ دیوتا کو اور جس نے اسے پناہ دے رکھی ہے اسے بھی تباہ کر دوں گا"۔

اب سفید سانپ کے اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا وقت آگیا تھا کیونکہ اب شہزادی ناگن کے ساتھ زمین کے اندر محل کے سارے سانپوں کی زندگیاں خطرے میں تھیں اور ناگ دیوتا پر بھی کوئی بھاری مصیبت نازل ہو سکتی تھی۔ سفید سانپ نے ایک سیکنڈ میں ایک نوجوان خوبصورت جوگن کی شکل بدلی اور بین بجاتی مزے مزے سے چلتی جوگی کے سامنے سے گزری۔ جوگی نے ایک خوبصورت نوجوان جوگن کو دیکھا تو غضب ناک ہو کر بولا۔

"تم کو ادھر آنے کی جرات کیسے ہوئی؟ کون ہو تم؟"

سانپ جوگن قریب آگئی اور بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مہاراج! میں لکشمی دیوی کی چھوٹی بہن ہوں۔ میں دلوں کے حال جان لیتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں ناگ دیوتا کا انتظار کر رہے ہو جس کو تم نے زمین میں دفن شدہ خزانے کا سراغ لگانے بھیجا تھا"۔

جوگی سمجھ گیا کہ یہ جوگن دیوی لکشمی کی بہن ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ لکشمی دیوی دولت کی دیوی ہے اور وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے اور انسان کے دل کا حال معلوم کر لینے کی طاقت رکھتی ہے۔ جوگی کے پاس ابھی اتنی شکتی یعنی طاقت نہیں آئی تھی کہ وہ دلوں کا حال معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ زمین میں دفن شدہ خزانوں کا بھی پتہ چلا سکتا۔ اس نے سوچا کہ اس جوگن سے کام لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ عیاری سے کام لیتے ہوئے بولا۔

"دھن بھاگ میرے کہ دیوی لکشمی کی بہن کے درشن ہوئے۔ آؤ بیٹھو۔ تم نے ٹھیک پہچانا کہ مجھے ناگ دیوتا کا انتظار ہے جس کو میں نے خزانے کا پتہ کرنے بھیجا تھا"۔

سفید سانپ یعنی سانپ جوگن نے کہا۔

"مگر جوگی مہاراج ناگ تو یہاں سے بہت دور جا چکا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ اب وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا۔ تم کیا کرو گے؟"

جوگی بولا۔

"دیوی! میں اپنے گورو کے پاس جاؤں گا۔ میرا گورو دنیا کا سب سے بڑا جادوگر ہے۔ مجھے صرف اس سے اجازت لینی پڑے گی۔ پھر میرے اس منتر میں اثر آ جائے گا جس کو پھونک کر میں زمین کے اندر بسنے والے سارے سانپوں کو ناگ دیوتا سمیت ہلاک کر ڈالوں گا اور جس کے اثر سے مجھے خزانے کا پتہ بھی چل جائے گا"۔

سفید سانپ نے دل میں سوچا کہ یہ جوگی تو بڑے خطرناک ارادے رکھتا ہے۔ یہ تو شہزادی ناگن' ناگ دیوتا اور ہمارے سمیت سب کو موت کی نیند سلا دے گا۔ اس نے جوگی سے کہا۔

"مہاراج! ناگ دیوتا بھی دیوتا اندر کا غلام ہے اور دیوتا اندر کی طاقت کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی طاقت سے تمہارے طلسم کو ختم کر دے گا"۔

جوگی کو غصہ آ گیا۔ کہنے لگا۔

"تم دیوی لکشمی کی کیسی بہن ہو کہ تمہیں یہ بھی نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پتہ کہ میرے طلسم کی طاقت میرے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے میں ہے؟"

سفید سانپ کو جوگی کی طلسمی طاقت کا راز معلوم ہو گیا تھا۔ وہ دل میں بڑا خوش ہوا کہ اس نے جوگی کے منہ سے یہ راز اگلوا لیا۔ اس نے ہنس کر کہا۔

جوگی مہاراج! یہ تو مجھے تمہاری شکل دیکھتے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ تمہاری طلسمی طاقت کا راز تمہارے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے میں ہے۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ دیوتا اندر کے پاس تم سے بھی زیادہ طاقت ہے"۔

جوگی بولا۔

"جب دیوتا اندر سے مقابلہ ہو گا تب دیکھا جائے گا۔ ابھی تو میں اپنے گورو سے دھرتی کے اندر سانپوں کو جلا کر راکھ کرنے کی اجازت کے لئے سمادھی کروں گا"۔

سفید سانپ یہی تو چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے مہاراج! تم جیتے میں ہاری۔ تم سمادھی کرو۔ میں جاتی ہوں"۔

اور سانپ جوگن بین بجاتی مزے مزے سے وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے چل دی۔ کھنڈر کے پیچھے آتے ہی سانپ جوگن نے فوراً سفید سانپ کا روپ بدلا اور دیوار کی اوٹ سے سر نکال کر جوگی پر نظریں جما دیں۔ جوگی سخت غصے میں تھا کہ ناگ دیوتا کو زمین کے اندر کسی دیوتا کی طاقت نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ وہ زمین کے اندر کی ساری مخلوق کو جلا کر بھسم کر دینا چاہتا تھا۔ اس کے واسطے اسے اپنے گورو سے اجازت لینا ضروری تھی۔ ورنہ اس کے طلسمی منتر میں اثر پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ جوگی وہیں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ زور سے ایک منتر پڑھا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ سفید سانپ اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ جوگی مراقبے میں چلا گیا ہے اور اب اسے باہر کا کوئی ہوش نہیں ہرا تو وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوفناک جادو

جوگی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔

سفید سانپ پیچھے سے اس کے بائیں طرف آیا۔ اب جوگی کا بایاں ہاتھ اس کے سامنے تھا۔ اس نے اپنی نظریں ہاتھ کے انگوٹھے پر جما دیں اور بڑی دھیمی رفتار سے رینگنے لگا۔ جب وہ جوگی کے ہاتھ کے بالکل قریب پہنچا تو اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔ پھر اس نے گردن اوپر اٹھائی اور اپنا پھن کھول لیا۔ سفید سانپ نے جوگی کے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو نشانہ بناتے ہوئے زور سے منہ مارا اور پلک جھپکتے میں اس کا انگوٹھا ہاتھ سے الگ کر دیا اور پھر تیزی سے کھنڈر کے پتھروں میں غائب ہو گیا۔

جوگی نے چیخ کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کا سارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا غائب دیکھا تو سر پیٹ کر رہ گیا۔ سمجھ گیا کہ جوگی کے روپ میں اس کا کوئی دشمن سانپ تھا۔ جو اس کی طاقت کا راز معلوم کر کے اس کا انگوٹھا کاٹ کر لے گیا۔ انگوٹھے کی جگہ پر سے خون بہہ رہا تھا۔ جوگی نے فوراً وہاں گھاس رکھ کر کپڑا باندھا اور افسوس کرنے لگا کہ وہ کیوں ایک جوگن کی باتوں میں آ گیا اور اسے اپنی طلسمی طاقت کا راز بتا بیٹھا۔ اب اس کے پاس طلسمی منتر تو موجود تھے مگر ان کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ وہ سمادھی پر سے اٹھا اور اپنی کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اپنے گورو کے ملک کی طرف چل دیا۔

سفید سانپ نے زمین کے نیچے محل میں آ کر شہزادی ناگن کو بتایا کہ اس نے جوگی کی طلسمی طاقت کو ختم کر دیا ہے اور جوگی مایوس ہو کر روتا پیٹتا یہاں سے چلا گیا ہے۔ شہزادی ناگن بڑی خوش ہوئی۔

اس نے کہا۔

"چلو اب ہم ناگ دیوتا کے پاس چلتے ہیں۔ ضرور اس نے کیا ہوا ہوگی کا طلسم بھی ختم ہو چکا ہو گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن شہزادی نے سفید سانپ کو ساتھ لیا اور مختلف راہداریوں سے ہوتی ہوئی اس تہہ خانے میں آ گئی جہاں ناگ دیوتا کو حفاظت سے رکھا گیا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ناگ دیوتا یعنی سانپ ناگ ابھی تک بے ہوش پڑا ہے۔

سانپ شہزادی نے حیران ہو کر سفید سانپ کی طرف دیکھا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ جوگی کا طلسم ختم ہو گیا ہے۔ پھر ابھی تک ناگ دیوتا کو ہوش کیوں نہیں آیا؟"

سفید سانپ بولا۔

"شہزادی! یہ بات میری بھی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ لیکن ایک بات کا مجھے یقین ہے کہ ناگ دیوتا جوگی کے طلسم سے آزاد ہو چکا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ناگ دیوتا کی آنکھوں کی چمک واپس آ گئی ہے اور اس کے جسم کی خوشبو بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے"۔

اس بات کو شہزادی ناگن نے بھی محسوس کیا۔ کہنے لگی۔

"پھر ناگ دیوتا ابھی تک بے ہوش کیوں ہے؟"

سفید سانپ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"شاید کچھ دیر گزرنے پر ناگ دیوتا ہوش میں آ جائے۔ ہمیں اسے یہاں سے لے جا کر اوپر محل میں لٹا دینا چاہیے"۔

انہوں نے ناگ دیوتا کو مخمل کے تکیے پر اٹھایا اور محل میں لے آئے۔ شہزادی ناگن نے ناگ کو اپنے پلنگ کی سونے کی چوکی پر مخمل کے تکیے سمیت رکھ دیا اور سفید سانپ سے کہا۔

"ناگ دیوتا کو اس جگہ آرام کرنے دو۔ کل صبح آ کر دیکھیں گے"۔

وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔

دوستو! ناگ دیوتا کو ہم شہزادی ناگن کے زیر زمین محل میں بے ہوشی کی حالت میں چھوڑتے ہیں۔ دوسری طرف ہم نے قدیم ایران کے دارالحکومت پرسی پولیس میں کیٹی، تھیوسانگ، جولی سانگ اور عنبر کو بادشاہ کے شاہی مہمان کے خانے میں چھوڑا تھا۔

ماریا پاکستانی نوجوان فیروز کی تلاش میں دلی کی طرف جا رہی ہے۔ ہم سب سے پہلے عنبر، کیٹی کی طرف آتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ انہیں بادشاہ کے محل میں رہتے ہوئے جب دو مہینے گزر گئے اور ادھر سے ماریا اور ناگ کا گذر نہ ہوا تو عنبر نے کہا۔

"دوستو! لگتا ہے کہ ماریا اور ناگ کسی بھاری مشکل میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں ہمیں اب یہاں بیٹھے رہنے کی بجائے ان کی تلاش میں نکل پڑنا چاہیے"۔

تھیوساگ بولا۔

"میں تو پہلے ہی یہی کہتا تھا"۔

کیٹی اور ہول ساگ نے بھی عنبر کی اس تجویز کو پسند کیا۔ چنانچہ اسی روز یہ چاروں دوست بادشاہ سے اجازت لے کر ملک ایران سے روانہ ہو گئے۔ جب وہ شاہی محل سے دور ایک صحرا کے کنارے پہنچے تو عنبر نے پوچھا۔

"کیا خیال ہے۔ ہمیں ماریا اور ناگ کی تلاش میں کس ملک کا رخ کرنا چاہیے؟"

ہول نے مشورہ دیا کہ ہمیں مغرب کی طرف چلنا چاہیے کیونکہ وہاں ایک ملک دیبا ہے جہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تہذیب نے بڑی ترقی کی ہے۔ ہو سکتا ہے ہمیں مارپا اور ہاگ وہاں مل جائیں۔

جولی کہنے لگی۔

"اس سے تو بہتر ہے کہ ہم پہلے انڈیا کے ملک میں مارپا ہاگ کو تلاش کریں"۔

تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا کر کہا۔

"کیٹی تمہارے پاس ایک طاقت ہے جس کی مدد سے تم قدیم زمانے کے جس آدمی کو چاہے بلا کر اس سے مدد لے سکتی ہو"۔

خبر بولا۔

"ہاں ہاں! مجھے تو اس کا خیال بھی نہیں آیا"۔

جول سانگ نے کہا۔

"مگر قدیم زمانے کا کون سا ایسا کردار ہے جو ہمیں مارپا اور ہاگ کے بارے میں بتا سکے گا کہ وہ کہاں پر ہیں؟"

کیٹی نے کچھ سوچ کر کہا۔

"میں یہ کہتی یاد نہیں رہا کہ تم کسی صاحب کو بلا کر اس سے پوچھ سکتے ہیں کہ ہاگ اور مارپا کہاں پر مل سکتے ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کیونکہ انہیں اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ تب تیمر نے کیٹی سے کہا۔

"تم کسی سانپ کو بلاؤ"۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"میں بلا سکتی ہوں۔ مگر میں چاہتی ہوں کہ یہ کام تم کرو۔ میری خواہش قدیم زمانے کے کسی کردار کو بلانے کے لئے محفوظ رکھو"۔

"ٹھیک ہے میں ہی بلا لیتا ہوں"۔

یہ کہہ کر تیمر نے سانپ کی زبان میں دو تین بار سسکارتے ہوئے کہا۔

"اگر یہاں تم پاس کوئی سانپ ہے تو ہمارے سامنے آجائے"۔

تین بار ایسا کہنے سے ایک سانپ ریت میں سے نکل کر ان کے سامنے آگیا اور سلام کر کے بولا۔

"مجھے آپ لوگوں سے ہاگ دیوتا کی بھی خوشبو آتی ہے۔ میں آپ کی تعظیم بجا لاتا ہوں۔ کہئے میرے لئے کیا حکم ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خبر نے کہا۔

"ناگ دیوتا ہمارے بھائی ہیں۔ وہ ہم سے بچھڑ کر کہیں گم ہو گئے ہیں۔ ہمیں ان کی تلاش ہے۔ کیا تم ہمیں بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا کس ملک میں ہوں گے؟"

سانپ چاروں طرف گردن گھما کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ وہ بار بار سانس اندر کو کھینچتا اور منہ دوسری طرف لے جاتا۔ کافی دیر تک وہ ایسا کرتا رہا۔ پھر خبر کی طرف دیکھ کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے صرف جنوب کی طرف سے ناگ دیوتا کی بہت ہی دھیمی دھیمی خوشبو آ رہی ہے۔ میرا اندازہ کہتا ہے کہ ناگ دیوتا اس وقت ملک ہندوستان میں کسی جگہ پر ہے"۔

خبر نے تھیوسانگ، کیٹی اور جوئی سانگ کی طرف باری باری دیکھا۔ سب نے آہستہ سے سر ہلایا۔ گویا کہہ رہے ہوں کہ ٹھیک ہے ہم ہندوستان کی طرف جائیں گے۔ خبر نے سانپ کا شکریہ ادا کر کے اسے بھیج دیا۔ سانپ کے جانے کے بعد کیٹی کہنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا بھی خیال یہی تھا کہ ناگ ہندوستان میں کہیں ہو گا"۔

"سوال یہ ہے کہ ماریا بھی اس کے ساتھ ہو گی یا نہیں؟" جولی سانگ نے سوال کیا۔

تھیوسانگ بولا۔

"اگر ناگ مل جائے گا تو پھر اس سے ماریا کا بھی پتہ چل جائے گا۔ پہلے ناگ کو تو تلاش کریں"۔

"ٹھیک ہے ہمیں ہندوستان کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ اگلے کسی شہر سے ہمیں کوئی قافلہ ہندوستان کی طرف جاتا مل جائے گا"۔

وہ چاروں پرانے سفر کے ساتھی صحرا میں سے گزرنے والی ایک سڑک پر سے ہوتے ہوئے ایک شہر میں پہنچے۔ جہاں ایک سرائے میں رات گزاری۔ دوسرے دن انہیں ایک قافلہ مل گیا جو ملک ہندوستان جا رہا تھا۔ آج کل انڈیا حکومت نے اپنے ملک کا نام بھارت رکھ لیا ہے۔ پہلے زمانے میں اسے ہندوستان ہی کہا جاتا تھا۔

ناگ بے ہوشی کی حالت میں ہندوستان کے شمالی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہاڑی کھنڈر کے نیچے شہزادی ناگن کے محل میں بے ہوش پڑا ہے۔ جوگی وہاں سے اپنے طلسم کے ختم ہو جانے کے بعد بھاگ چکا ہے۔ اس کے پاس جو طلسمی کھوپڑی تھی وہ بھی غائب ہو گئی ہوئی تھی۔ عنبر، تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کے ساتھ ہندوستان کے شمالی پہاڑوں کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ جبکہ ماریا ان کے زمانے سے بہت آگے کے زمانے یعنی آج کے ہمارے زمانے میں ایک بے قصور پاکستانی نوجوان فیروز کی تلاش میں بارڈر کراس کرنے کے بعد دلی کی طرف پرواز کر رہی ہے۔ تھیوسانگ اور عنبر اس کے ساتھیوں کو سفر میں چھوڑ کر ہم پہلے ماریا کی طرف آتے ہیں۔

ماریا دلی پہنچ گئی تھی۔ اسے ہندو تھانیدار نے بتایا تھا کہ فیروز کو گرفتار کرنے کے بعد پولیس اس سے چاندنی چوک والے خفیہ پولیس اسٹیشن میں پوچھ گچھ کر رہی ہے۔

ماریا سیدھی چاندنی چوک میں آ کر سڑک پر اتر آئی۔ چاندنی چوک کا خفیہ پولیس اسٹیشن اس کے سامنے تھا۔ باہر پورا بھی لگا ہوا تھا۔ ماریا اندر چلی گئی۔ اس نے سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ وہاں دفتر کے آدمی اور سپاہی کام کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہے تھے۔ حوالات میں بھی ماریا نے دیکھا اسے فیروز کی شکل کا کوئی نوجوان نظر نہ آیا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ فیروز کہاں ہے؟ پولیس اسے کہاں لے گئی؟ وہ بچ تو گیا تھا اس لئے کسی سے فیروز کے بارے میں پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ انسانی شکل میں آ کر فیروز کے بارے میں پتہ چلائے کہ وہ کہاں ہے۔ کہیں پولیس نے سچ مچ سے مار نہ ڈالا ہو۔

ماریا پولیس اسٹیشن سے باہر نکل کر ایک چھوٹے سے مندر کے پچھواڑے آ گئی۔ یہاں اس نے سانس کو اوپر کو کھینچا۔ جب سانس کو چھوڑا تو وہ زندہ انسانی شکل میں آ چکی تھی۔ اس کا لباس وہاں کے عام پجاری کی طرح تھا۔ یعنی اس نے ساڑھی پہن رکھی تھی۔ سردی تو اسے لگتی ہی نہیں تھی پھر بھی مندر سے نکل اس نے ایک دکان سے شال خرید کر اوڑھ لی۔ اس کی جیب میں اٹھنی کی تھوڑی سی کرنسی اس کے ظاہر ہونے کے ساتھ ہی آ گئی تھی۔ جیسا کہ اس کے ساتھ اکثر ہوا کرتا تھا کہ جہاں وہ انسانی شکل میں آتی اس ملک کی کرنسی اس کے پاس ساتھ ہی آ جاتی تھی۔ ماریا کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم تھا کہ اگر اس نے تھالے میں جا کر فیروز کے بارے میں پوچھا تو پولیس کو اس پر بھی شک پڑ جائے گا اور اسے صحیح بات نہیں بتائی جائے گی بلکہ الٹا اسے بھی پکڑ لیا جائے گا اپنے بھائی کے بارے میں تو اس کو پرواہ نہیں تھی مگر فیروز کے بارے میں وہ صحیح معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔

ماریا یہی سوچتی جب مندر کے دروازے سے باہر نکلی تو پیپل کے درخت تلے بیٹھے ہوئے ایک لمبے لمبے بالوں والے سنیاسی نے اس کو غور سے دیکھا۔ ماریا نے سنیاسی کو نہیں دیکھا تھا۔

دوستو! سنیاسی لوگ ہندوستان میں پہلے زمانے میں بہت ہوا کرتے تھے۔ یہ جنگلوں' پہاڑوں میں گھومتے رہتے تھے اور شہروں میں بہت کم آتے تھے۔ ان کے پاس ایسی ایسی جڑی بوٹیاں ہوتی تھیں کہ جن کی مدد سے وہ تانبے کو سونے میں تبدیل کر لیتے تھے۔ ان کے پاس لوگوں کے کہنے مطابق جادو بھی ہوتا تھا۔ یہ سنیاسی جس نے ماریا کو غور سے دیکھا تھا ایسا ہی سنیاسی تھا۔ اس کا نام الوپ تھا اور اس کے پاس کچھ خفیہ طاقت تھی۔ اس نے ماریا کو دیکھتے ہی پہچان لیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ یہ لڑکی آج کی دنیا کی لڑکی نہیں ہے اور اس میں کوئی خاص طاقت ہے۔ سنیاسی الوپ اس قسم کی لڑکی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی مدد سے خود بھی بہت بڑی طاقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ یہ سوچ کر سنیاسی الوپ نے آنکھیں بند کر کے دھیان لگایا تو اس کے کانوں میں آواز آئی۔

"الوپ! یہ لڑکی تمہیں میسہ ہمیشہ کے لئے موت کے پھندے سے آزاد کر سکتی ہے۔ اس کا نام ماریا ہے۔ یہ غائب بھی ہو جاتی ہے۔ اس کے کچھ ساتھی بھی ہیں۔ یہ لوگ پانچ ہزار سال سے تاریخ کے گذرے ہوئے زمانے کا سفر کر رہے ہیں۔ اس کا نام ماریا ہے۔ اسے اس کو کسی طرح اپنے قبضے میں کر کے اسے سنگل دیپ کے اس جزیرے میں جا کر چھوڑ آؤ جو مردوں کی ہڈیوں سے بنا ہوا ہے۔ وہاں یہ بھی مردے کی ہڈیوں کی طرح پتھر بن جائے گی اور پھر کبھی وہاں سے زندہ ہو کر باہر نہ نکل سکے گی"۔

سنیاسی الوپ کو تو گویا ایک خفیہ خزانہ مل گیا تھا۔ ماریا کو قبضے میں کر کے وہ ہمیشہ کی زندگی پا سکتا تھا۔ وہ اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جگہ سے اٹھا اور جدھر ماریا گئی تھی ادھر چل پڑا۔

ماریا نے اپنے ذہن میں ایک ترکیب سوچ لی تھی۔ وہ سیدھی خفیہ پولیس اسٹیشن میں آ گئی اور منشی سے پوچھا۔

"یہاں ایک پاکستانی لڑکا امرتسر سے گرفتار کر کے لایا گیا تھا۔ میں اس کے بارے میں پوچھنے آئی ہوں"۔

منشی اور اس کے پاس بیٹھا ہوا حوالدار چونک پڑا۔ انہوں نے گھور کر ماریا کی طرف دیکھا۔

منشی نے پوچھا۔

"تم اس کی کیا لگتی ہو بی بی؟"

ماریا نے کہا۔

"میں اس کی بہن ہوں اور پاکستان سے آئی ہوں"۔

ماریا کو پکڑ کر جیل میں بند کر دینے بلکہ اسے ہلاک کر دینے کے واسطے اتنا بیان ہی کافی تھا۔ منشی نے حوالدار سے کہا۔

"بی بی کو اس پاکستانی لڑکے سے ملا دو حوالدر جی"۔

حوالدار ڈوگرہ ہندو تھا۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"بی بی میرے پیچھے آؤ۔ تمہیں تمہارے بھائی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماتا ہوں"۔

ماریا جانتی تھی کہ یہ لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں۔ مگر اسے یقین تھا کہ صرف اسی طریقے سے اسے فیروز کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ حوالدار ماریا کو انسپکٹر پولیس کے پاس لے گیا اور اس کے کان میں سب کچھ بتا دیا۔

انسپکٹر پولیس مہاراشٹر کا رہنے والا ہندو مرہٹہ تھا۔ اس نے ماریا کی طرف لال لال آنکھوں سے دیکھا اور چیخ کر کہا۔

"اسے بند کر دو"۔

ماریا کو اسی وقت پولیس اسٹیشن کے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ ماریا کو افسوس ہوا کہ یہ تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہوا۔ اس نے باہر پہرے پر کھڑے سپاہی سے پوچھا کہ میرا بھائی فیروز کہاں ہے؟ اس کا سپاہی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ماریا جس وقت چاہتی بند کمرے سے آزاد ہو سکتی تھی مگر وہ سوچ رہی تھی کہ کہاں جائے۔ اسے فیروز کے بارے میں صرف پولیس اسٹیشن ہی سے کچھ معلومات مل سکتی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس دوران سنیاسی الوپ بھی تھانے پہنچ گیا تھا۔ تھانے میں اس سنیاسی کو سبھی جانتے تھے اور اس کی بڑی آؤ بھگت کیا کرتے تھے۔ حوالدار سے سنیاسی الوپ نے پوچھا کہ یہ مشکوک قسم کی لڑکی یہاں کیا کرنے آئی ہے؟ مجھے اس پر شبہ ہے کہ یہ کسی دوسرے ملک کی جاسوس ہے۔

حوالدار نے کہا۔

"مہاراج! آپ نے بالکل ٹھیک پہچانا۔ ہمیں بھی اس پر یہی شک ہے۔ ہم نے اسے بند کر دیا ہے"۔

سنیاسی الوپ بھی ذہن میں ایک سکیم بنا کر آیا تھا۔ اس نے حوالدار سے کہا۔

"تم اس سے کچھ معلوم نہ کر سکو گے۔ مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ میں ابھی تمہیں اس سے سب کچھ معلوم کئے دیتا ہوں۔ میں ایسا عمل کروں گا کہ وہ سب کچھ اگل دے گی"۔

سپاہی اور حوالدار نے انسپکٹر سے بات کی۔ انسپکٹر بھی سنیاسی الوپ کو جانتا تھا۔ اس نے سنیاسی الوپ کو ہاتھ جوڑ کر سلام کیا اور کہا۔

"مہاراج! اگر آپ اس جاسوس عورت سے یہ معلوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر سکیں کہ اس کے دوسرے ساتھی کہاں قلعے میں کھلے چھوڑے ہوئے ہیں تو پھر آپ کو حکومت سے بھرپور تعاون دلوائیں گے۔"

شیاسی الوپ نے کہا۔

"مجھے حکومت کے انعام کا لالچ نہیں ہے۔ میں یہ کام اپنے دیش کی خاطر کروں گا۔ مجھے اس قلعے کے پاس لے چلو۔"

انسپکٹر کی اجازت سے شیاسی الوپ کو ماریا کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ ماریا نے شیاسی کو غور سے دیکھا۔ افسوس کہ وہ اس شیاسی کے دل کا راز نہ جان سکی۔ اس کی نیت سے واقف نہ ہو سکی۔ شیاسی الوپ نے آتے ہی ماریا کے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا۔

"بیٹا! میں شیاسی ہوں۔ فقیر جوگی ہوں۔ مجھے دنیا کا کوئی لالچ نہیں ہے۔ میں یہاں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ میں نے اپنے گیان دھیان سے معلوم کیا ہے کہ تمہارا بھائی فیروز اس وقت نجیب گڑھ کے پرانے قلعے میں بند ہے۔ تم ایسا کرو کہ آج رات اپنی خفیہ طاقت کو استعمال کر کے یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نکلو اور ریلوے اسٹیشن آ جاؤ۔ میں وہاں پر موجود ہوں گا اور تمہیں خود نجیب گڑھ کے قلعے میں لے چلوں گا۔"

ماریا نے حیران ہو کر سنیاسی سے پوچھا۔

"مگر آپ کو یہ کیسے پتہ چلا کہ میرے پاس کوئی خفیہ طاقت بھی ہے؟"

سنیاسی الوپ مسکرایا۔ بولا۔

"بیٹی! میں سنیاسی ہوں۔ میرے پاس بھی ایک خفیہ علم ہے جس نے مجھے بتا دیا ہے کہ تم غائب ہو سکتی ہو۔ اب میں جاتا ہوں۔ تم رات کے بارہ بجے نئی دلی کے ریلوے اسٹیشن پر آ جانا"۔

یہ کہہ کر سنیاسی الوپ وہاں سے چلا گیا۔ ماریا نے سوچا کہ قدرت اس پر مہربان ہے جو اس سنیاسی کو اس کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ورنہ اس کو فیروز کے بارے میں کبھی کچھ علم نہیں ہو سکتا تھا۔ ماریا یہ نہیں جانتی تھی کہ سنیاسی الوپ اس کے ساتھ خطرناک کھیل کھیل رہا ہے۔ سنیاسی نے پولیس انسپکٹر کو بتایا کہ یہ عورت بڑی جادوگرنی عورت لگتی ہے۔ اس سے خبردار رہنا۔ س نے مجھے کچھ نہیں بتایا بلکہ مجھ پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جادو کرنے والی تھی کہ میں عین وقت پر وہاں سے چلا آیا۔ اب تم جانو اور یہ عورت۔ یہ کہہ کر سنیاسی تھانے سے نکل گیا۔

جب رات کے بارہ بجے تو ماریا بند کمرے سے غائب ہو گئی اور دلی شہر کے اوپر رات کے اندھیرے میں پرواز کرتی سیدھی ہی دلی اسٹیشن پر آ گئی۔ اس نے دور ہی سے سنیاسی الوپ کو دیکھا لیا۔ وہ اسٹیشن کے ایک پلیٹ فارم کے آخر میں ویران جگہ پر کھڑا تھا۔ ماریا اس کے پاس آ کر ظاہر ہو گئی اور بولی۔

"مہاراج! مجھے دیر تو نہیں ہو گئی؟" وہ سنیاسی کی بڑی عزت کرنے لگی تھی۔ سنیاسی نے کہا۔

"نہیں بیٹی! تم ٹھیک وقت پر آئی ہو۔ اب ہمیں یہاں سے نجیب گڑھ کے واسطے ایک ٹرین پکڑنی ہے۔ یہ ریل گاڑی آدھ گھنٹے بعد چلے گی"۔

ماریا نے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم مہاراج!"

آدھے گھنٹے کے بعد ٹرین آ گئی۔ وہ اس میں سوار ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ٹرین نے انہیں نجیب گڑھ پہنچا دیا۔ یہاں سے دس میل دور پہاڑی جنگل میں وہ قلعہ تھا جہاں فیروز کو قید میں رکھا گیا تھا۔ ضیاسی الوپ اتنا ضرور چاہتا تھا کہ کہ ماریا کو اپنے قبضے میں کرنے سے پہلے بے قصور پاکستانی لڑکے فیروز کو وہاں سے نکال کر پاکستان پہنچا دیا جائے اور ماریا اور ضیاسی الوپ کی دو طاقتیں جہاں اکٹھی ہو جائیں وہاں یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ ماریا کو لے کر ضیاسی الوپ پہاڑی قلعے کی دیوار کے نیچے آ گیا۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"فیروز اس دیوار کے پیچھے جو کوٹھڑی ہے اس میں قید ہے۔ تم اسے وہاں سے نکال کر لا سکتی ہو۔ میں اسی جگہ ٹھہرتا ہوں"۔

ماریا وہیں غائب ہو گئی۔ قلعے کے اندر فیروز کی کوٹھڑی میں آ گئی۔ فیروز بے چارے کی حالت بڑی خستہ تھی۔ شیو بڑھی ہوئی تھی۔ تشدد کی وجہ سے چہرہ سوجا ہوا تھا۔ ماریا نے ظاہر ہوتے ہی اسے چند لفظوں میں سب کچھ بتا دیا اور کہا۔

"میں تمہیں یہاں سے غائب کر کے لے جا رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ گھبراؤ بالکل نہیں۔ اپنی آنکھیں بند کر لو"۔

فیروز حیران بھی تھا۔ خوش بھی تھا۔ کچھ گھبرایا ہوا بھی تھا۔ مگر وہاں سے بھاگ نکلنا بھی چاہتا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جب آنکھیں کھولیں تو وہ قلعے کی دیوار کے پیچھے اندھیرے میں ماریا اور سنیاسی الوپ کے پاس کھڑا تھا۔ سنیاسی الوپ نے فیروز کو رہائی پر مبارکباد دی اور ماریا سے کہا۔

"بیٹی! میں تمہارے ساتھ پاکستان تک جانا چاہتا ہوں تاکہ تمہیں حفاظت سے پاکستان پہنچتا دیکھ لوں۔ اس طرح میری بڑی تسلی ہو جائے گی"۔

ماریا کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ سنیاسی الوپ نے تو اس کی مدد کی تھی۔ وہ تو اس کی بڑی شکرگزار تھی۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ یہ مکار سنیاسی الوپ اس کو کس مصیبت میں مبتلا کرنے والا ہے۔

اس نے کہا۔

"سنیاسی مہاراج! آپ شوق سے ہمارے ساتھ چلیں۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طلسم سے غائب ہو گیا۔
سنیاسی الوپ بھی اپنے خاص
ماریا خود بھی غائب ہو گئی اور ساتھ فیروز کو بھی غائب کر دیا۔
سنیاسی الوپ ماریا کو دیکھ سکتا تھا دوسرا کوئی ماریا کو نہیں دیکھ
سکتا تھا۔ وہ وہیں سے فضا میں پرواز کر گئے۔ راتوں رات وہ
ہوا میں اڑتے ہوئے انڈیا کا بارڈر پار کر کے پاکستان میں
داخل ہو گئے۔ ماریا سیدھی فیروز کے شہر کی طرف مڑ گئی۔
سنیاسی الوپ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ اس نے فیروز کو
اس کے گھر پہنچایا تو اس کے ماں باپ اپنے بچے کو سامنے
دیکھ کر خوشی سے دیوانے ہو گئے۔ ماریا ظاہری حالت میں اس
کے سامنے تھی۔ صرف سنیاسی الوپ انہیں نظر نہیں آ رہا
تھا۔ فیروز سخت تھکا ہوا تھا۔ ماں تو اسے چوم رہی تھی اور
بار بار خدا کا شکر ادا کر رہی تھی۔ بوڑھا باپ ماریا کا شکریہ
ادا کرتے نہیں تھک رہا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"میں صرف خدا کی مدد کے ساتھ اسے دشمن کی قید
سے نکال کر لائی ہوں۔ آپ کو صرف خداوند کریم کا شکر ادا
کرنا چاہیے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ماریا فیروز کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے واپس آ گئی۔ گلی میں آئی تو سنیاسی الوپ نے کہا۔

"بیٹی! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ تم نے بوڑھے ماں باپ کو ان کا اکلوتا بیٹا ملا دیا۔ اب مجھے یہاں کا ایک پرانا شمشان گھر دیکھنا ہے جہاں کبھی ہندو اپنے مردے جلایا کرتے تھے۔ وہاں میں نے اپنے گورو کو مرنے کے بعد جلایا تھا"۔

ماریا بڑے شوق سے سنیاسی کے ساتھ جانے پر تیار ہو گئی۔ سنیاسی الوپ جانتا تھا کہ وہ کسی پرانے شمشان گھر کی گھاٹ کی مٹی کی مدد سے ہی ماریا پر طلسم پھونک کر اپنے قبضے میں کر سکتا ہے۔ وہ شہر سے باہر ایک ویران احاطے میں آ گئے۔ یہاں کبھی ہندو لوگوں کا شمشان ہوا کرتا تھا۔ اب وہاں پر گوجروں نے بھینسیں باندھ رکھی تھیں۔ سنیاسی الوپ نے کونے میں بنے ہوئے اس چبوترے کو پہچان لیا جہاں ہندو لوگ اپنے مردے جلایا کرتے تھے۔

اس نے ماریا سے کہا۔

"آؤ بیٹی! یہ وہ چبوترہ ہے جہاں میں نے اپنے گورو جی کی لاش کو آگ دکھائی تھی۔ میں اس کی راکھ کو یادگار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"۔ کے طور پر اپنے ساتھ واپس لے جانا چاہتا ہوں

ماریا سنیاسی کے ہمراہ چبوترے کے پاس آ گئی۔ سنیاسی الوپ نے چبوترے کی تھوڑی سی مٹی کھرچ کر اپنی ہتھیلی پر رکھی اور ماریا سے کہا۔

"دیکھو بیٹی اس مٹی میں تمہیں میرے گورو جی کی شکل نظر آئے گی"۔

ماریا نے جھک کر سنیاسی کی ہتھیلی کو دیکھا۔ جونہی اس نے سر نیچے کیا سنیاسی نے طلسم کے منتر دل میں پڑھ کر وہ مٹی ماریا کے چہرے پر پھینک دی۔ ماریا کی آنکھوں کے سامنے بجلی سی چمکی اور پھر اسے کچھ ہوش نہ رہا۔

سنیاسی الوپ نے ماریا کے بے ہوش جسم کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا اور غائب ہو کر فضا میں بلند ہو گیا۔

○

باقی اگلی کتاب نمبر 187 میں پڑھیں۔

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہوگئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خالائی سختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs. 12.00

چاندنی رات میں سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کفن چور قاتل

چاروں طرف گہری خاموشی اور سناٹا تھا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس مصیبت سے کیسے باہر نکلیں گے۔ اندھیرے میں اس نے غور سے آس پاس دیکھا۔ وہاں انہیں کوئی نظر نہ آیا۔ اس نے اپنی ساتھی سے پوچھا۔

"ہمیں یہاں کون لایا تھا؟"

اس کی ساتھی جولی نے سرگوشی میں کہا۔

"جو کوئی بھی ہمیں یہاں لایا تھا اس نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ مگر اب ہمیں ہر حالت میں یہاں سے باہر نکلنا ہے۔ مگر خدا کے لئے آواز مت نکالو۔ بات مت کرو۔ اب ہم صرف اشاروں سے بات کریں گے۔"

کیٹی نے سر ہلا کر اشارہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔

جولی سانگ نے طرخ بت کی انگلیوں کو غور سے دیکھا۔ یہ آسیب بہت بڑے بڑے پرانے معلوم ہو رہے تھے جو ادھر سے اُدھر چلے گئے تھے۔ جولی سانگ نے اوپر ایک سوراخ کی طرف اشارہ کیا۔ کیٹی نے بھی اس سوراخ کو دیکھا۔ اس سوراخ میں سے سبز رنگ کی ہلکی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ جولی سانگ نے اپنے کان پر انگلی رکھ کر اشارے میں بتایا کہ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس بت کا کان ہے اور ہمیں اس کان میں سے باہر نکلنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

جولی سانگ نے پتھر کی انتڑیوں پر چڑھ کر اوپر کی طرف لپکنا شروع کر دیا۔ ملوخ بت خلائی لہروں کی توانائی کے نشے میں مدہوش تھا۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ اس کے پیٹ کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ جولی سانگ کے پیچھے پیچھے کیٹی بھی بت کی انتڑیوں پر رینگ رینگ کر اوپر چڑھ رہی تھی۔ آگے بت کے پھیپھڑے آ گئے۔ یہ بھی پتھر کے تھے اور بہت بڑے غبارے کی طرح پھولے ہوئے تھے۔ جولی سانگ آگے بڑھتے ہوئے کیٹی کو اشارے کرتی جا رہی تھی۔ کیٹی ان اشاروں کی مدد سے جولی سانگ کے پیچھے پیچھے رینگ رہی تھی۔ انتڑیوں پر سے ہوتی ہوئی جولی سانگ ملوخ بت کے سنگین پھیپھڑوں کے اوپر سے رینگ کر کان کے سوراخ کی طرف بڑھی۔ کیٹی اس کے پیچھے تھی۔ دونوں چھوٹے سے کیڑوں کی طرح لگ رہی تھیں جو کسی بڑے پتھر پر رینگتے جا رہے ہوں۔

جولی سانگ اور کیٹی کو ملوخ بت کے کان کے سوراخ تک پہنچتے پہنچتے ایک گھنٹہ لگ گیا۔ کان کا گول سوراخ انہیں ایک غار کے منہ کی طرح لگ رہا تھا جس میں سے ہال کمرے میں پھیلی ہوئی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ کان کا سوراخ ان دونوں کو اس لئے بھی بڑا لگ رہا تھا کیونکہ وہ خود بہت چھوٹی تھیں۔ سب سے پہلے جولی سانگ ملوخ بت کے کان میں سے باہر نکلی۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی بھی باہر آ گئی۔ وہ بہت چھوٹی چھوٹی تھیں۔ انہوں نے نیچے دیکھا تو انہیں ایسا لگا جیسے وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر

کھڑی ہیں۔ وہ اب بھی بول نہیں رہی تھیں۔ جولی سانگ نے اشارہ کیا کہ ہم بت کے پیچھے سے رینگ کر نیچے جائیں گے۔

چنانچہ وہ ملوخ بت کے پیچھے آ گئیں۔ یہاں چھوٹے چھوٹے پتھر باہر کو ابھرے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ان پتھروں کو پکڑتیں، پاؤں رکھتی نیچے اتر آئیں۔ زمین پر آتے ہی وہ دیوار کے ساتھ لگ کر ہال کمرے کے دروازے کی طرف دوڑنے لگیں۔ ان کی رفتار کسی چوہے سے بھی کم تھی۔ انہیں ملوخ بت کے ہال کمرے سے نکلتے ہوئے دس منٹ لگ گئے، ملوخ بت ابھی تک مدہوش تھا کیونکہ اس کے سارے جسم میں خلائی توانائی ابھی اتنی بھری ہوئی تھی کہ وہ ایک گھنٹے تک مدہوش رہ سکتا تھا۔ اسی مدہوشی کے لئے ملوخ بت نے گارشن کو کہا تھا کہ وہ اس کے لئے دو خلائی عورتیں تلاش کر کے لائے۔

جولی سانگ اور کیٹی ہال کمرے سے باہر سرنگ میں آ گئیں۔ یہاں اگرچہ اندھیرا تھا مگر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے وہ دونوں اندھیرے میں بھی اچھی طرح سے دیکھ رہی تھیں۔ جولی سانگ سرنگ میں آگے آگے دوڑ رہی تھی۔ کیٹی اس کے پیچھے تھی۔ جب وہ کافی دور تک دوڑتی گئیں تو تھک گئیں اور دیوار کے ساتھ لگ کر ہانپنے لگیں۔ ذرا سانس درست ہوا تو کیٹی نے کہا۔

"جولی! اس سرنگ سے نکلنے کا ایک راستہ ہے جو ایک کنوئیں میں سے اوپر جاتا ہے۔ لفظی عنبر مجھے وہیں سے یہاں لایا تھا۔"

جولی سانگ نے باریک آواز میں جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"لیکن کیٹی' ہمیں پراسرار کوٹھری میں جو صندوقچی ہے' وہاں سے لال موتی بھی اپنے ساتھ لے جانا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس موتی کی مدد سے تمہیں سانگ اچھا ہو جائے گا اور مجھے وہ موتی ولسن کی لاش کو جا کر دینا ہے۔ ولسن کی لاش نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اسے لال موتی لادوں تو وہ میرا سوال پورا کر دے گی۔ اب یہاں آئے ہیں تو ہمیں لال موتی لے کر ہی چلنا ہوگا۔"

کیٹی بولی۔ "یہ تم نے ٹھیک کہا ہے جولی سانگ! مجھے اس غار کا راستہ آتا ہے جہاں لال موتی والی کوٹھری ہے۔"

جولی سانگ بولی۔ "وہ جگہ میں نے بھی دیکھی ہے۔ اس لفٹی عفریت نے ہمیں اسی جگہ لے جا کر پھینکا تھا اور پھر اس منحوس بت کے پیٹ میں ڈال دیا تھا۔"

کیٹی آہستہ سے کہنے لگی۔

"وہ لفٹی عفریت جادوگر کہیں ہماری باتیں نہ سن رہا ہو۔"

جولی نے کہا۔ "سنتا ہے تو سنتا رہے۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

جولی سانگ جونہی وہاں سے چلنے لگی' اس کا ہاتھ دیوار میں سے باہر کو نکلی ہوئی کھوپڑی کو چھو گیا۔ جولی سانگ وہیں رک گئی۔ اس نے کیٹی کو بھی روک لیا اور کہا۔

"کیٹی! یہ کسی مردے کی کھوپڑی ہے۔ کیوں نہ اس سے مشورہ کیا جائے۔ یہ اسی زمین دوز دنیا کا مردہ ہے۔"

کیٹی بولی۔ "کوشش کر کے دیکھو۔"

جولی سانگ نے دیوار میں سے ذرا باہر کو نکلی ہوئی کھوپڑی کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی اور آہستہ سے کہا۔

"اے مردے کی کھوپڑی! کیا تو مجھ سے بات کرے گا؟" کھوپڑی کی دھیمی خشک آواز آئی۔

"کیا بات ہے جولی! میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "کیا تم ہم دونوں کو پھر سے بڑا کر سکتے ہو۔"

مردے کی کھوپڑی کی آواز آئی۔

"جولی سانگ! میرے پاس یہ طاقت نہیں ہے لیکن میں تمہیں اتنا بتا سکتا ہوں کہ یہاں سے تھوڑی دور ساتھ والی غار میں ایک کوٹھری ہے۔ اس کوٹھری میں ایک صندوقچی ہے۔"

جولی سانگ بولی۔ "ہاں! میں نے وہ صندوقچی دیکھی ہے۔ اسی کے کھولنے سے تو ہم چھوٹی ہو گئی تھیں۔"

کھوپڑی نے کہا۔ "پھر اس کے دوبارہ کھولنے سے تم دوبارہ بڑی ہو جاؤ گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"وہ جادوگر کہاں ہے جس نے ہمیں دھوکے سے یہاں لا کر بت کے پیٹ میں ڈال دیا تھا۔ کہیں وہ ہمارے مقابلے پر تو نہیں آجائے گا۔"

کھوپڑی نے کہا۔ "وہ جادوگر گارشنی تھا۔ وہ مر چکا ہے۔ ملوخ دیوتا نے اسے ہلاک کر ڈالا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی سانگ اور کیٹی کو بڑی خوشی ہوئی۔ کیٹی نے اپنی باریک آواز میں پوچھا۔

"کہیں دیوتا طوخ ہمیں بھی تو ہلاک نہیں کروا دے گا۔"

کھوپڑی نے کہا۔ "نہیں۔ وہ گہری نیند سو رہا ہے۔ شاید وہ رات بھر سوتا رہے گا۔ تم جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل جاؤ۔"

جولی سانگ نے کھوپڑی کا شکریہ ادا کیا اور کیٹی کو لے کر پراسرار کوٹھڑی کی طرف بڑھی۔ اندھیرے غار میں راستہ تلاش کرتے اور آہستہ آہستہ چلنے کی وجہ سے انہیں کافی دیر لگ گئی۔ آخر وہ اس غار میں پہنچ گئیں۔ جہاں غار آگے جا کر بند ہو جاتی تھی۔ دیوار کے ساتھ لٹکتا ہوا کنڈا دیکھ کر کیٹی نے کہا۔

"کیا وہ کنڈا ہے جس کو کھینچنے سے کوٹھڑی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "کنڈا ہم سے کافی اونچا ہے۔ اس کو کس طرح سے کھینچیں۔"

کیٹی بولی۔ "میں تمہارے کندھوں پر کھڑی ہو کر اس کو کھینچنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

فوراً جولی سانگ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ کیٹی اس کے کاندھوں پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی۔ مگر کنڈا اب بھی اس سے دو تین فٹ بلند تھا۔ جولی سانگ نے نیچے سے آواز دی۔

"کیٹی! اچھل کر کنڈے کو پکڑ لو۔"

کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ وہ اچھلی اور اس کا ہاتھ کنڈے پر جا پڑا اور وہ کنڈے کے ساتھ لٹکنے لگی۔ اس کے بوجھ سے کنڈا نیچے ہو گیا اور فوراً دیوار میں ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ شگاف پڑ گیا۔ یہ شگاف ایک چھوٹے سے دروازے کی شکل کا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی اندر داخل ہو گئیں۔ کوٹھڑی میں دھندلی سبز روشنی تھی اور درمیان میں پتھر پر صندوقچی پڑی تھی۔ کیٹی نے کہا۔

"کیا وہ صندوقچی ہے جولی"

دونوں چونکہ چھوٹی تھیں اس لئے صندوقچی انہیں ایک بہت بڑے صندوق کی طرح لگ رہی تھی۔ اس کا طریقہ انہوں نے یہ نکالا کہ اب کیٹی صندوقچی کے کنڈے کے نیچے کھڑی ہو گئی اور جولی سانگ اس کے کندھوں پر کھڑی ہو گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور صندوقچی کے کنڈے کو کھول دیا۔ پھر پوری طاقت خرچ کر کے صندوقچی کے ڈھکن کو پیچھے پھینک دیا۔ صندوقچی کے کھلتے ہی اس میں سے کالے رنگ کا دھواں بادل کی طرح نکلا اور اس دھوئیں کے بادل نے کیٹی اور جولی سانگ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جب دھواں ہٹا تو جولی سانگ اور کیٹی دونوں بڑی ہو چکی تھیں۔

انہوں نے اپنے پورے سائز کے جسم کو دیکھا تو بے حد خوش ہوئیں۔ جولی سانگ نے صندوقچی میں جھانکا۔ اس کے اندر سرخ رنگ کا ایک موتی پڑا تھا۔ اس نے جلدی سے اٹھا لیا اور جیب میں رکھتے ہوئے کیٹی سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"لال موتی میں نے اٹھا لیا ہے۔ اب فوراً یہاں سے بھاگو اور وہ راستہ تلاش کرو جو کنوئیں میں سے ہو کر اوپر شہر کے جنگل میں جا نکلتا ہے۔"

اب وہ بڑی ہو گئیں تھیں اور تیز تیز چل سکتی تھیں۔ کیٹی نے غار میں دوڑنا شروع کر دیا۔ دونوں نے دوڑتے ہوئے غار کو پار کیا۔ اس کے آگے ایک چھوٹی سی اندھیری سرنگ دائیں طرف کو جاتی تھی۔ کیٹی نے اس موڑ کو پہچان لیا اور بولی۔

"یہی سرنگ کنوئیں کو جاتی ہے جولی۔"

"تو پھر چلو۔"

اور انہوں نے اس تنگ و تاریک سرنگ میں بھاگنا شروع کر دیا۔ دوڑتے دوڑتے آخر وہ کنوئیں میں آ گئیں۔ یہاں پتھر کا زینہ اوپر کنوئیں کے منہ تک جاتا تھا۔ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر کنوئیں کے منہ تک آ گئیں کنوئیں کا منہ پتھر کی بھاری سل سے بند تھا۔ لیکن اب جولی سانگ اور کیٹی بڑی تھیں اور ان کے پاس ان کی طاقت موجود تھی۔ انہوں نے پتھر کی سل کو پرے ہٹا دیا اور کنوئیں سے باہر نکل آئیں۔

جنگل میں شام ہو رہی تھی۔ تازہ اور ٹھنڈی ہوا میں آ کر انہیں بڑی خوشی محسوس ہوئی۔ کیٹی نے کہا۔

"لال موتی ایک بار پھر دیکھ لو۔"

جولی سانگ نے موتی کو جیب سے نکال کر دیکھا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ لال موتی اس کے پاس موجود ہے تو انہوں نے پتھر کی سل سے

کنوئیں کا منہ دوبارہ بند کر دیا اور شہر کی اس سرائے کی طرف چلیں جہاں بوڑھا تھیو سانگ ان کے انتظار میں بے حد پریشان بیٹھا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی کو اسے پہلے ہی خوشبو آ گئی۔ وہ بہت خوش ہوا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے جب اسے بتایا کہ جو عنبر وہاں سرائے میں آیا تھا وہ نقلی عنبر تھا تو تھیو سانگ بولا۔

"میرا دل پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ اس کے جسم سے عنبر کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ کیا تم لال موتی لائی ہو۔"

جولی سانگ نے اسے لال موتی دکھایا تو تھیو سانگ اپنا بوڑھا سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"اب جلدی سے اس لال موتی کو دلہن کی لاش کے پاس لے جاؤ تاکہ مجھے بھی اس بڑھاپے سے نجات ملے۔ میں تو سخت کمزور ہو گیا ہوں"

جولی سانگ نے اسے تسلی دی اور کہا۔

"اب تم دونوں یہاں اطمینان سے بیٹھو۔ میں دلہن کی لاش کے پاس جاتی ہوں۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی جادوگر تمہاری یا ناگ مارپا کی شکل بدل کر ہمارے پاس آ جائے۔"

جولی سانگ بولی۔ "اگر کوئی نقلی ناگ مارپا آ بھی گیا تو یہ یاد رکھنا کہ ان کے ساتھ تمہیں کہیں نہیں جانا ہوگا بلکہ میرے آنے تک ان کو بھی اسی جگہ بٹھائے رکھنا۔ اول تو اب کوئی نقلی عنبر ناگ نہیں آئے گا۔ وہ جادوگر مر چکا ہے جس نے عنبر کا روپ بدلا تھا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر جولی سانگ رلمن کی لاش والی باؤلی کی طرف روانہ ہو گئی۔

رو دن اور ایک رات کے سفر کے بعد جولی سانگ کیلاش مندر کی باؤلی میں پہنچ گئی۔ اس وقت ابھی آدھی رات نہیں ہوئی تھی۔ اور باؤلی میں رلمن کی لاش آدھی رات کو پانی کی سطح پر آتی تھی۔

جولی سانگ باؤلی کے باہر بیٹھ گئی اور آدھی رات کا انتظار کرنے لگی۔ جب آدھی رات گزر گئی تو جولی سانگ چھرا لے اترنے کے بعد اندھیرے میں باؤلی کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد پانی کی تاریک سطح پر بلبلے اٹھنے لگے۔ رلمن کی لاش نیچے سے آرہی تھی۔ اور پھر رلمن کی لاش پانی کی سطح پر آگئی۔ اس نے اسی طرح سونے کے گہنے پہن رکھے تھے۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں کھلی تھیں۔ پانی کی سطح پر آتے ہی رلمن کی لاش نے آواز دی۔ "کیا تم نے میرا سوال پورا کر دیا ہے؟"

جولی سانگ نے کہا۔ "ہاں اے رلمن! میں تمہارا لال موتی لے آئی ہوں۔"

رلمن کی لاش پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی جولی سانگ کے قریب آگئی۔ لاش نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ جولی سانگ نے لال موتی اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ رلمن کی لاش نے لال موتی کو اپنی مٹھی میں بند کر لیا اور بولی۔

"تو نے میرا سوال پورا کیا۔ میں نے تیرے دل کی مراد پوری کر دی ہے۔ جا جو تم چاہتی ہو وہ ہو گیا ہے۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

کیا میرا بھائی تھیو سانگ پھر سے جوان ہو گیا ہے؟ کیا اسے غیر قدرتی بڑھاپے سے نجات مل گئی ہے؟

"ہاں۔" لاش بولی "جو تم چاہتی تھیں وہ ہو گیا ہے۔ اب واپس چلی جاؤ۔"

جولی سانگ باؤلی سے باہر آگئی۔ اس نے اسی وقت رات کے اندھیرے میں واپس چلنا شروع کر دیا۔ ساری رات اور سارا دن وہ جنگل اور پہاڑوں میں چلتی رہی۔ دوسرے دن رات کے بارہ بجے وہ سرائے میں پہنچی تو تھیو سانگ اور کیٹی جلدی سے باہر آگئے۔

اپنے بھائی تھیو سانگ کو پھر سے جوان دیکھ کر جولی سانگ بے حد خوش ہوئی۔ تھیو سانگ نے اپنی بہن کو گلے لگا لیا اور بولا۔

"ہمیں تمہاری خوشبو آگئی تھی۔"

کیٹی مسکرا رہی تھی۔ بولی۔

"اور ہم تمہارا استقبال کرنے نکل آئے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"رلمن کی لاش کو جب میں نے لال موتی دیا تو اس نے کہہ دیا کہ جاؤ تمہارے دل کی مراد پوری ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا کیا میرا بھائی پھر سے جوان ہو گیا ہے۔ لاش نے کہا۔ جو تم چاہتی ہو وہ ہو گیا ہے۔ مجھے کچھ یقین آیا مگر دل میں شک موجود تھا۔ اب تھیو سانگ کو دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا ہے۔"

کیٹی اور تھیو سانگ نے جولی سانگ کو ساتھ لیا اور سرائے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوٹھڑی میں آ گئے۔ جولی سانگ نے کوٹھڑی میں آتے ہی پوچھا۔

"کوئی نقلی خنجر باز تو نہیں آیا تھا؟"

تھیو سانگ نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں مگر کہیں تم تو نقلی جولی سانگ نہیں ہو؟"

جولی سانگ نے قہقہہ لگایا اور بولا۔

"تھیو سانگ بھیا! اگر میں نقلی جولی سانگ ہوتی تو تم بوڑھے تھیو سانگ سے جوان تھیو سانگ کبھی نہ بنتے"

کیٹی نے کہا۔ "یہ تو ہے۔ ارے بھئی تم تو بالکل اصلی جولی سانگ ہو"

تھیو سانگ بھی چارپائی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

اب سوال یہ ہے کہ ہمیں خنجر باز ماریا کو تلاش میں کدھر چلنا چاہئے۔ کیونکہ ان کو تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہوں۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "ہمیں ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ ہم یہی کر سکتے ہیں کہ یہاں سے نیچے کی طرف روانہ ہو جائیں اور جتنے شہر آئیں وہاں خنجر باز ماریا کا سراغ لگانے کی کوشش کریں۔"

جولی سانگ نے کیٹی کے خیال کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ایسا ہی کرنا ہوگا۔ تو پھر اسی وقت یہاں سے روانہ ہو جاتے ہیں۔"

تھیو سانگ بولا۔ "میں ہمارا اکیلے جانا اس لئے ٹھیک نہیں کہ ہمیں راستوں کا علم نہیں ہے۔ بہتر یہی ہوگا کہ ہم کسی قافلے میں شریک ہو جائیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "یہ بھی مناسب ہے۔ اب آرام کرتے ہیں۔ صبح معلوم کریں گے کہ یہاں سے نیچے کی طرف قافلہ کب روانہ ہوگا۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے رات گزر گئی۔ جب دن نکلا تو تھیو سانگ نے سرائے کے مالک کے پاس جا کر پوچھا کہ یہاں سے نیچے کی جانب قافلہ کب جائے گا۔ سرائے کے مالک نے اسے بتایا کہ ایک قافلہ وہاں سے سارناتھ کی طرف اگلے روز صبح کے وقت روانہ ہونے والا ہے۔ تھیو سانگ نے اسی وقت قافلے کے مالک سے بات کی۔ اسے ایڈوانس روپے دیئے اور اپنے لئے قافلے میں تین گھوڑے مخصوص کروالئے۔ دوسرے روز صبح صبح کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ سارناتھ جانے والے قافلے میں شامل ہوئے اور قافلہ سارناتھ کی طرف روانہ ہو گیا۔

سارناتھ کا تاریخی مقام آج بھی وسطی ہندوستان میں شہر بنارس سے چار میل کے فاصلے پر موجود ہے۔ جس زمانے میں خنجر باز ماریا اور کیٹی تھیو سانگ جولی سانگ سفر کر رہے تھے' وہ مہاتما بدھ سے پہلے کا زمانہ تھا اور ہندوستان کے ملک میں آریا لوگ حکومت کرتے تھے۔ شہروں کے راجہ ہوتے تھے جو شہر کی چار دیواری کے اندر بنے ہوئے قلعے اور محل میں رہتے تھے۔ اس زمانے میں سارناتھ ایک پرانا مندر تھا جس کالی ماتا کی مورتی کی پوجا ہوتی تھی۔ دس روز تک قافلہ تین ہزار سال پرانے ہندوستان کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنگلوں میں سفر کرتا سارناتھ پہنچ گیا۔

سارناتھ کے قریب ہی دریائے گنگا بہتا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جو واراناسی شہر سے دو کوس یعنی آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ واراناسی شہر کا ایک راجہ تھا جس کا شاندار محل واراناسی شہر کی چار دیواری کے اندر واقع تھا۔ سرائے میں اترتے ہی تھیو سانگ، کیٹی اور جولی سانگ نے فضا کو سونگھا۔ فضا میں تھرناک ماریا کی خوشبو بالکل نہیں تھی۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

اس کا مطلب ہے کہ اگر تھرناک ماریا پر کوئی طلسم نہیں ہو سکا تو وہ اس شہر میں نہیں ہیں۔ مجھے تو ان کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

کیٹی اور جولی سانگ نے بھی کہا کہ انہیں بھی تھرناک ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی۔ کیٹی نے کہا۔

"لیکن اس کے باوجود ہمیں یہاں کچھ دیر رہ کر تھرناک ماریا کو ڈھونڈنا ہوگا۔ کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ وہ یہیں کسی جگہ قید ہوں اور طلسم کی وجہ سے ان کے جسموں کی خوشبو ختم ہو گئی ہو۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"وہ تو ظاہر ہے کہ ہمیں کچھ روز یہاں ہی ٹھہرنا ہوگا۔ میرا تو خیال ہے کہ ہم اس سرائے میں ٹھہر جاتے ہیں۔ ایک تو یہ سرائے دریا کے کنارے پر ہے۔ دوسرے شہر کی چار دیواری کے اندر نہیں ہے۔ چار دیواری کے اندر تو رات کو جب شہر کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو ہمیں آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے۔"

"ٹھیک ہے ہم اسی سرائے میں ٹھہریں گے لیکن شہر میں جا کر چکر ضرور لگانا ہوگا۔"

تھیو سانگ یہ کہہ کر سرائے کے مالک کی ایوڈھی کی طرف گیا کہ ایک دو کوٹھڑیاں کرائے پر لے لے۔ سرائے کا مالک ایک ہندو تھا جس نے صرف دھوتی باندھ رکھی تھی، سر پر لمبی پگڑی تھی اور پیٹ باہر کو نکلا ہوا تھا۔ تھیو سانگ اس کے قریب گیا تو سرائے والے نے اسے غور سے دیکھا۔ اگرچہ تھیو سانگ اپنے لمبے کان اپنے بالوں میں چھپا کر رکھتا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے تھیو سانگ کے لمبے کان دیکھ لئے ہیں۔ تھیو سانگ نے بھی سرائے کے مالک کی نظر میں شک و شبہ دیکھ لیا تھا۔ مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔

"مجھے دو کوٹھڑیاں چاہئے" تھیو سانگ نے قریب جا کر کہا۔

سرائے کا مالک بولا۔

"تمہارے ساتھ تمہاری بیوی ہے؟"

"نہیں" تھیو سانگ نے کہا۔ "میری دو بہنیں ہیں"

سرائے کا مالک چونکا۔ "تم اپنی بہنوں کو لے کر قافلے کے ساتھ کہاں پھر رہے ہو؟"

تھیو سانگ کو پہلے تو بڑا غصہ آیا کہ یہ کون ہوتا ہے ایسی باتیں پوچھنے والا۔ مگر وہ چپ رہا۔ اس نے ذرا نرم لہجے میں کہا۔

اگر تمہارے پاس کوٹھڑیاں خالی ہیں تو بتاؤ نہیں تو ہم کسی دوسری سرائے میں چلے جاتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرائے کا مالک جلدی سے کہنے لگا۔

"اوہ نہیں بھائی۔ دوسری سرائے میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تو کیا تم چار کوٹھڑیاں کرائے پر لے سکتے ہو۔"

پھر اس نے ایک خادم کو آواز دے کر کہا۔

"ان کو جا کر دو کوٹھڑیاں کھول دو۔"

تھیلو ساتھ ملازم کے ساتھ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد سرائے کا مالک اپنے کام میں لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سرائے کے مالک کا ایک دوست جس کا نام سنگھا تھا' آگیا۔ سنگھا مردوں کے کفن چرا کر بیچ دیا کرتا تھا۔ وہ بڑا لالچی تھا اور ہر وقت دولت مند بننے کے خواب دیکھا کرتا۔ شہر سے جو مردہ قبرستان میں لایا جاتا سنگھا اس کا پیچھا کرتا۔ جب مردے کو دفن کر دیا جاتا تو وہ گورکن سے مل کر قبر کھود ڈالتا اور مردے کے ساتھ رکھے ہوئے چاندی کے روپے اور اس کا کفن اتار کر لے جاتا۔ وہ اس میں تھوڑا سا حصہ گورکن کو بھی دے دیتا تھا۔ اگر کبھی مردے کو قبرستان میں لانے میں دیر ہو جاتی تو سنگھا کفن چور رات کے اندھیرے میں کسی امیر آدمی کو ہلاک کر ڈالتا اور جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا تو سنگھا کفن چور رات کو قبرستان پہنچ جاتا اور امیر مردے کا کفن اور اس کے ساتھ رکھی ہوئی قیمتی چیزیں اور روپے اڑا کر لے جاتا۔ اس شہر میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے مردوں کو جلاتے تھے۔ ان کا کفن سنگھا کفن چور نہیں اتار سکتا تھا۔ سنگھا کفن چور کی ان بھیانک وارداتوں کا سرائے کے مالک کو بھی علم نہیں تھا۔ شہر میں چوکیداری اور پہروں کا کچھ ایسا سخت انتظام تھا کہ سنگھا

کفن چور کو کسی امیر آدمی کو قتل کر دینا تو آسان تھا مگر اس کے گھر والے کو بیوقوف بنا کر اس کے گھر والے کا کفن چرا لانا بڑا مشکل تھا۔ سرائے کے مالک نے سنگھا کفن چور کو دیکھا تو بولا۔

"آؤ سنگھا آؤ۔ بیٹھو۔"

سنگھا کفن چور سرائے کے مالک کے پاس بیٹھ گیا۔ سرائے کے مالک نے کہا۔ "سنگھا بھائی! آج ہمارے سرائے میں ایک عجیب و غریب آدمی اپنی دو بہنوں کے ساتھ رہنے آیا ہے۔"

"اس میں ایسی کون سے عجیب و غریب بات ہے؟" سنگھا نے پوچھا۔

سرائے کا مالک آہستہ سے بولا۔

"اس کے کان بڑے لمبے ہیں۔"

سنگھا بے نیازی سے بولا۔

"یہ تو کوئی عجیب و غریب بات نہیں ہے۔ کان تو کئی لوگوں کے لمبے ہوتے ہیں۔"

سرائے کا مالک کہنے لگا۔

"اس کی آنکھیں بھی لومڑی کی آنکھوں ایسی ہیں مجھے تو وہ کوئی جادوگر لگتا ہے۔"

اس پر سنگھا کفن چور چونکا۔ وہ مدت سے کسی ایسے جادوگر کی تلاش میں تھا جو اسے کوئی ایسا منتر بتا دے جس کو پھونک کر وہ لوہے کو سونا بنا سکے اور یوں ایک دن میں دنیا کا سب سے بڑا دولت مند شخص بن جائے۔ اس نے کہا۔

"کونسی کوٹھڑی میں ٹھہرا ہوا ہے یہ آدمی۔" سرائے کے مالک نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے کوٹھڑی کا نمبر بتا دیا اور بولا۔

"ذرا ہوشیار ہو کر جانا۔ کہیں وہ تمہیں بھیڑ نہ بنا دے۔ مجھے بڑا خطرناک آدمی لگتا ہے۔"

سنگھا کٹن چور مسکرا دیا۔ بولا۔

"ارے بھائی میں تو صرف اپنی دلچسپی لئے اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں ورنہ مجھے اس سے کیا غرض ہو سکتی ہے۔ میں تو جو محنت سے کماتا ہوں بس اسی میں بڑا خوش ہوں۔"

سرائے کے مالک کو سنگھا کٹن چور کی اصلی کمزور اور قاتل شخصیت کا کچھ علم نہیں تھا۔ سنگھا کٹن چور اٹھ کر اس کوٹھڑی کی طرف چلا جو تھیو سانگ کی تھی۔ تھیو سانگ اس وقت اپنی کوٹھڑی میں نہیں تھا۔ وہ دوسری کوٹھڑی میں کیٹی اور جولی سانگ کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ سنگھا کٹن چور کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس لمبے کٹن والے جادوگر کی باتیں چھپ کر سنی جائیں۔ سنگھا کٹن چور سرائے کی ساری کوٹھڑیوں (غیر) سے واقف تھا۔ وہ تھیو سانگ کی کوٹھڑی میں جانے کی بجائے جولی سانگ کی ساتھ والی خالی کوٹھڑی میں گیا۔ یہاں دیوار کے بیچ میں ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جو بند تھی۔ سنگھا کٹن چور بند کھڑکی کے ساتھ کان لگا کر باتیں سننے لگا۔

تھیو سانگ کیٹی سے کہہ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم یہیں سرائے۔ میں ہی تھیو۔ میں اور جولی سانگ شہر میں ظہر ناگ مارہا کا سراغ لگاتے ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "نہیں۔ میں تمہارے ساتھ کیوں نہ جاؤں۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "بھئی تین انسانوں کو جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ تھیو سانگ! تم بھی کیٹی کے ساتھ یہیں ٹھہرو۔ میں اکیلی ہی شہر جاتی ہوں۔"

کیٹی نے تنگ کر کہا۔

"جولی سانگ ہمیں شہر جانے کی بھی کیا ضرورت ہے؟ تم تو اپنی انگلی لگا کر سوئے سے باتیں کر لیتی ہو۔ کیوں نہ کسی سوئے سے جا کر پوچھو کہ ظہر ناگ مارہا کہاں ہیں۔ تمہیں تو سوا زمین کے اندر کے راز بھی بتا دیتا ہے۔"

سنگھا کٹن چور نے یہ سنا تو اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ تھیو سانگ کو تو بھول گیا اور اس کی ساری توجہ اس لڑکی کی طرف ہو گئی جس کا نام جولی سانگ لیا جا رہا تھا۔ اس کے دل میں ایک دم سے ایک خیال اپنے آپ ابھر آیا کہ اگر وہ کسی طرح اس لڑکی کو قابو میں کر لے تو وہ اس کی مدد سے سوؤں سے زمین کے راز معلوم کر سکتا ہے اور یوں وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے بھی حاصل کر سکتا ہے۔ سنگھا کٹن چور کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ اس لڑکی کی طرف دیکھنا چاہتا تھا جس کا نام جولی سانگ لیا جا رہا تھا اور جو سوئے کو ہاتھ لگا کر اس سے باتیں کر لیتی تھی۔

سنگھا کٹن چور جلدی سے سیڑھی لگا کر چھت پر گیا اور یہاں کے روشندان سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ کوٹھڑی میں ایک مرد اور دو عورتیں بیٹھی تھیں۔ مرد تھیو سانگ تھا اور عورتیں کیٹی اور جولی سانگ تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنگھا کٹن چور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ان میں مردوں سے باتیں کرنے والی جوگی سانگ کون ہے۔ وہ غور سے ان تینوں کو تکنے لگا۔

تھیو سانگ کہہ رہا تھا۔

"خبر ناگ ماریا بھی ہماری تلاش میں ہوں گے۔"

کیپٹن نے کہا۔

"مگر خدا جانے وہ کس زمانے میں کس ملک میں ہماری تلاش میں پھر رہے ہوں گے۔"

جوگی سانگ کہنے لگی۔ "اچھا میں چلتی ہوں شر خبر ناگ ماریا کا سراغ لگاتے۔"

تھیو سانگ نے بلند آواز میں کہا۔

"نہیں جوگی سانگ! تم نہیں جاؤ گی۔ آج میں جاؤں گا۔ کل تم اور کیپٹن چلے جانا۔"

جوگی سانگ نے اثبات میں مسکراتے ہوئے سر ہلایا تو سنگھا کٹن چور فوراً سمجھ گیا کہ یہی سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی عورت جوگی سانگ ہے جو مردوں سے باتیں کرتی ہے۔ سنگھا کٹن چور نے جوگی سانگ کی شکل اچھی طرح سے اپنے دماغ میں بٹھا لی اور چھت سے اتر کر دوسری طرف چل دیا۔

راجہ کا جو شاہی نجومی تھا وہ سنگھا کٹن چور کا واقف تھا۔ سنگھا کو معلوم تھا کہ شاہی نجومی جڑی بوٹیوں کا علم بھی رکھتا ہے۔ وہ اس سے کوئی ایسی دوائی لینا چاہتا تھا جو جوگی سانگ کو کھلا کر اسے اغوا کرلے اور پھر اس

کو زبردستی اس بات پر مجبور کرے کہ وہ مردوں سے باتیں کر کے ان سے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کا راز معلوم کرے۔ سنگھا سیدھا راجہ کے محل کے قریب بنی ہوئی شاہی نجومی کی حویلی میں جا پہنچا۔ شاہی نجومی اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا ستاروں کا حساب کر رہا تھا۔ سنگھا نے جا کر سلام کیا اور کہا۔

"حضور! مجھے ایک ایسی دوائی چاہئے جو آدمی کو آدھے دن کے لئے بے ہوش کر دے۔"

شاہی نجومی سنگھا کٹن چور کی واردا توں سے کچھ کچھ واقف تھا۔ اس نے پوچھا۔

"کس کو بے ہوش کرنا چاہتے ہو؟"

سنگھا بولا۔ "حضور! میرا ایک رشتے دار ہے اس کے پیٹ میں بڑا درد ہے۔ چاہتا ہوں اسے دوائی پلا کر بے ہوش کر دوں۔ کم از کم وہ آدھا دن تو آرام سے گزار لے۔"

شاہی نجومی کے سامنے اس وقت ستاروں کا حساب کھلا پڑا تھا۔ اس نے اس خانے کو دیکھا جس میں سنگھا کٹن چور بیٹھا تھا۔ فوراً ستارے نے بتا دیا کہ سنگھا کٹن چور ایک بڑا منصوبہ ذہن میں لے کر آیا ہے۔ اس سے زیادہ ستارہ کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ آگے شاہی نجومی نے خود اندازہ لگانا تھا۔ شاہی نجومی نے سنگھا کٹن چور کو قریب بٹھا لیا اور کہا۔

"سنگھا اگر تو مجھے سچ سچ بتا دے کہ بے ہوشی کی دوا کس کے لئے لے جا رہا ہے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بے ہوشی کی دوا بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دے دوں گا اور زائچہ دیکھ کر یہ بھی بتا دوں گا کہ تم اپنے منصوبے میں کس طرح سے کامیاب ہو سکتے ہو۔"

سنگھا کفن چور بڑا خوش ہوا۔ اس نے سب کچھ شاہی نجومی کو بتا دیا۔ شاہی نجومی کے کان ایکدم کھڑے ہو گئے۔ اسے مدت سے کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جو مردوں سے بات کر سکتا ہو۔ جب اس نے سنا کہ شہر کی سرائے میں ایک جولی سانگ نام کی ایک ایسی عورت آئی ہوئی ہے جو مردوں سے بات کر سکتی ہے تو اس کی نیت بدل گئی۔ اس نے اسی وقت سنگھا کفن چور کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس زمانے کی حویلیاں آج کل کے قلعوں کی طرح ہوتی تھیں۔ آدمی کو بڑی آسانی سے غائب کیا جا سکتا تھا۔ شاہی نجومی نے کہا۔

"سنگھا! تم مجھے اس عورت جولی سانگ کی شکل دکھاؤ۔ تمہیں اس کو بے ہوش کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں ایسا جادو کا منتر پھونکوں گا کہ وہ خود بخود بھاگ کر تمہارے پاس آ جائے گی۔ پھر تم اسے قبرستان لے جا کر چاہے جس مردے سے خزانے کا راز حاصل کر لینا۔"

سنگھا کفن چور تو خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ کہنے لگا۔

"مہاراج! میرے ساتھ چلئے۔ اس وقت جولی سانگ میرا مطلب ہے مردوں سے باتیں کرنے والی لڑکی سرائے میں ہی ہوگی۔ میں ابھی چل کر آپ کو اس کی شکل دکھائے دیتا ہوں اور مہاراج! میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی خزانہ مل گیا تو اس میں سے آدھا میں آپ کو دے دوں گا۔"

شاہی نجومی نے کہا۔

"ارے سنگھا! مجھے کسی خزانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے راجہ سے بہت تنخواہ مل جاتی ہے۔ چلو تم مجھے اس لڑکی کی شکل دکھاؤ۔"

شاہی نجومی نے سنگھا کفن چور کو ساتھ لیا۔ دونوں سرائے کی جانب چل پڑے۔ اس وقت سرائے میں جولی سانگ اکیلی تھی۔ تھیوسانگ اور کیٹی شہر میں عنبر ناگ ماریا کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ کفن چور نے جولی سانگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ ہے وہ لڑکی۔ اس کا نام جولی سانگ ہے اور یہ کسی بھی پرانی سے پرانی مردہ لاش کو ہاتھ لگا دے تو وہ اس سے باتیں کرنے لگتی ہے۔"

جولی سانگ اپنی کوٹھڑی کے سامنے لکڑی کے سٹول پر بیٹھی اپنے سنہری بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ شاہی نجومی نے جولی سانگ کو غور سے دیکھا۔ اس کی شکل کو اچھی طرح ذہن میں بٹھا لیا اور کفن چور سے کہا۔

"چلو واپس چلو۔"

اپنی حویلی میں آ کر شاہی نجومی نے کفن چور سنگھا سے کہا۔

"اس لڑکی سے ہم بڑا کام لے سکتے ہیں"۔

"یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا۔" کفن چور نے پرجوش انداز میں جواب دیا۔ مگر شاہی نجومی تو کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ اس نے کفن چور سے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اس لڑکی جولی سانگ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ وہ مردوں سے بات کر لیتی ہے۔ میں ایک ایسے مقبرے کو جانتا ہوں جس میں ہزاروں سال پرانی لاش دفن ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ جس آدمی کی یہ لاش ہے اس کو ہزاروں برس پرانے ایک بیش بہا خزانے کا علم تھا مگر وہ کسی کو بتائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلیدی مر گیا۔ ہم جولی سانگ کی مدد سے اس خزانے کا راز معلوم کر لیں گے۔"

کفن چور بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"مگر مہاراج! جولی سانگ کو ہم کیسے مجبور کریں گے کہ وہ لاش سے خزانے کا راز معلوم کرے؟ وہ تو اپنی مرضی سے ہرگز ایسا نہیں کرے گی۔"

شاہی نجومی مکاری سے مسکرایا۔ بولا۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اس وقت تم ایسا کرو کہ پچھلی کوٹھڑی میں جاؤ۔ وہاں ایک مرتبان رکھا ہوا ہے۔ اس میں ایک خاص جڑی بوٹی کا سفوف پوٹلی میں بندھا پڑا ہے۔ وہ لے آؤ۔ میں اس سفوف پر ایک طلسم کر دوں گا۔ پھر یہ سفوف جولی سانگ کو کسی طریقے سے پلا دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنے آپ تمہارے پاس چلی آئے گی۔"

کفن چور تو بہت خوش تھا۔ اس کی امیدیں پوری ہونے والی تھیں فوراً حویلی کی پچھلی کوٹھڑی میں گھس گیا۔ وہاں کونے میں ایک مرتبان رکھا ہوا تھا۔ اس کے منہ پر کپڑا بندھا تھا۔ کفن چور نے کپڑا اتارا اور مرتبان میں ہاتھ ڈال کر سفوف کی پوٹلی نکالی۔ مگر مرتبان کے اندر سفوف کی پوٹلی کی جگہ ایک نہایت خطرناک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ ہوشی کفن چور کا ہاتھ سانپ سے ٹکرایا۔ سانپ نے اسے ڈس لیا۔ کفن چور نے فوراً اپنا ہاتھ باہر کھینچ لیا۔ پھر اسے مرتبان کے اندر سے سانپ کے پھنکارنے کی آواز سنائی دی۔ سمجھ گیا کہ سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اب اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور باہر کو بھاگا۔ مگر کوٹھڑی کی دہلیز پر گر پڑا۔ سانپ کے

مہلک زہر نے اس کے خون کو زہر بنا دیا تھا۔

شاہی نجومی اپنے کمرے میں بیٹھا اسی چیخ کی آواز کا انتظار کر رہا تھا۔ چیخ سنتے ہی وہ اٹھا اور کوٹھڑی کی طرف آیا۔ دہلیز پر اسے کفن چور کی لاش نظر آئی۔ شاہی نجومی جانتا تھا کہ مرتبان کے سانپ کے زہر سے کوئی بڑے سے بڑا جادوگر بھی نہیں بچ سکتا۔ اس نے کفن چور کی لاش کو اٹھا کر حویلی کے سب سے پچھلے کمرے کے کنوئیں میں پھینک کر کنوئیں کو اوپر سے بند کر دیا اور اپنے کمرے میں آ کر الماری میں سے ایک کتاب نکال کر اس کو غور سے پڑھنے لگا۔ اس کتاب میں ستاروں کا حال لکھا ہوا تھا۔ اس نے جولی سانگ کی شکل کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا زائچہ بنایا تو زائچے نے اسے بتایا کہ یہ لڑکی خلائی مخلوق ہے اور واقعی مردوں سے بات کر سکتی ہے۔

شاہی نجومی کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کو ایک ایسی ہی عورت کی تلاش تھی۔ شاہی نجومی نے اسی وقت ایک خاص طلسم تیار کیا۔ اس طلسم میں اس نے کاغذ پر جولی سانگ کے جسم کا خاکہ بنایا۔ پھر ایک چاقو لے کر جولی سانگ کے خاکے کے جسم میں جہاں دل کا نشان تھا چاقو اس کے دل میں چبھو دیا۔

جولی سانگ سرائے کے برآمدے میں بیٹھی اپنے بالوں کو باندھ کر ٹھنڈی ہوا کا لطف لے رہی تھی کہ اچانک اس کے دل میں درد اٹھا۔ اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور درد سے دہری ہو گئی۔ جلدی سے اٹھ کر کوٹھڑی میں آ کر چارپائی پر لیٹ گئی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ دماغ میں شور اٹھ رہا تھا۔ جیسے تیز آندھی چل رہی ہو۔ پھر وہ ایک دم سے بے ہوش ہو گئی۔ ایک منٹ بعد اسے اپنے آپ ہی ہوش آگیا۔ وہ ایک بدلی ہوئی جولی سانگ تھی۔ چارپائی سے اٹھتے ہی ادھر ادھر دیکھ کر حیرانی سے بولی۔

"یہ میں کہاں آگئی ہوں؟ پانڈو تم کہاں ہو؟"

پانڈو شاہی نجومی کا نام تھا۔ جولی سانگ جلدی سے کوٹھری سے باہر نکلی۔ سرائے کو دیکھا اور بولی ۔ "مجھے یہاں کون لے آیا تھا؟" اور پھر سرائے سے نکل کر شاہی نجومی کی حویلی کی طرف روانہ ہو گئی۔ جولی سانگ کو جیسے معلوم تھا کہ شاہی نجومی کی حویلی کہاں ہے۔ شاہی نجومی اپنے کمرۂ خاص میں بیٹھا ستاروں کے زائچے پر جھکا ہوا تھا کہ دروازہ کھلا اور جولی سانگ اندر داخل ہوئی۔ آتے ہی شاہی نجومی پانڈو کو دیکھ کر بولی۔

"پانڈو! مجھے سرائے میں کون لے گیا تھا؟"

لاش جھوٹ نہیں بولتی

شاہی نجومی پانڈو کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اس کا طلسم کامیاب ہو گیا تھا۔ اپنے نپے ستاروں کے طلسم کے ذریعے جولی سانگ کے دماغ پر قبضہ کر کے اس کی پرانی یادداشت کو ختم کر دیا تھا اور اب وہ اپنے آپ کو شاہی نجومی کی بیوی سمجھنے لگی تھی۔ وہ یہ بالکل ہی بھول گئی تھی کہ اس کا نام جولی سانگ ہے اور وہ سرائے میں تھیو سانگ اور کیپٹن کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے اور وہ دونوں شہر کی طرف عنبر ہاگ مارنے کا سراغ لگانے گئے ہوئے ہیں۔ اسے صرف یہ یاد تھا کہ اس کا نام شانتا ہے اور وہ شاہی نجومی کی بیوی ہے۔ جولی سانگ نے تعجب سے کہا۔

"پانڈو! میں سرائے میں کیسے چلی گئی تھی؟"

شاہی نجومی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شانتا! تم پر ایک طلسم کا اثر ہو گیا تھا اور تم اپنے آپ نیند میں اٹھ کر سرائے میں چلی گئی۔ اب تم واپس آگئی ہو۔ ورنہ میں خود سرائے میں جانے والا تھا کیونکہ میں نے زائچے کے ذریعے پتہ لگا لیا تھا کہ تم سرائے میں ہو۔"

جولی سانگ نے پلنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

پانڈو! میں نے تمہیں ہزار بار منع کیا ہے کہ اپنے جادو مجھ پر نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آزمایا کرو۔"

اپنے طلسم کی کامیابی پر شاہی نجومی بے حد خوش تھا۔ کہنے لگا۔

"یہ طلسم ایک بالکل نیا تھا اور میں چاہتا تھا کہ اسے تم پر آزما کر دیکھوں۔ چلو اب تیاری کرو۔ یاد ہے ہاں ہمیں ست پڑا کی پہاڑیوں والے پرانے قلعے میں جانا ہے۔"

جولی سانگ کے ذہن پر چونکہ نجومی پانڈو کے خیالات کا اثر تھا اس لئے جولی سانگ نے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ارے! میں تو بھول ہی گئی تھی۔ میں ابھی تیار ہوتی ہوں تم گھوڑوں کو تیار کرو۔"

نجومی پانڈو کی دل کی کلی کھلنے والی تھی۔ ست پڑا کی پہاڑیوں میں ایک قدیم قلعہ تھا۔ اسی قلعے میں اس کے زائچے کے مطابق شاہی خاندان کے ایک ایسے آدمی کی لاش دفن تھی جس کو شاہی خزانے کا علم تھا مگر وہ کسی کو بتائے بغیر ہی مر گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ خزانے کا کسی کو پتہ چلے۔ شاہی نجومی پانڈو نے زائچے کے حساب سے اس لاش کا پتا چلایا تھا۔ ستاروں نے نجومی کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ یہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ اس کی سات پشتیں بھی اگر اسے خرچ کرتی رہیں تو خزانہ ختم نہیں ہوگا۔ شاہی نجومی نے یہ سوچ رکھا تھا کہ جب اسے خزانے کا علم ہو جائے گا تو وہ ایک سمندری جہاز خرید کر خزانہ اسی پر لادے گا اور پھر ملک بابل کے کسی شہر میں جا کر ایک عالی شان محل بنائے گا اور ساری زندگی عیش و آرام سے بسر کرے گا۔

اس نے فوراً دو برق رفتار صحت مند گھوڑوں کو تیار کیا۔ دو خالی گھوڑوں پر کھانے پینے کی چیزیں اور کمبل وغیرہ رکھے اور حویلی میں آ گیا۔ جولی سانگ تیار ہو چکی تھی۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں پانڈو؟"

جولی سانگ نے اپنا خوبصورت لباس پانڈو کو دکھاتے ہوئے پوچھا۔ جولی سانگ واقعی بالکل بدل چکی تھی۔ نجومی پانڈو نے اس کی تعریف کی اور کہا۔

"اس لباس میں تم ہمیشہ خوبصورت لگتی ہو؟ آؤ چلتے ہیں۔ گھوڑے بالکل تیار ہیں۔"

جس وقت کیٹی اور تھیو سانگ شہر دارالاماسی کے بازاروں میں عنبر ناگ ماریا کا سراغ لگانے میں مصروف تھے تو اچانک انہیں محسوس ہوا کہ جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔ تھیو سانگ نے چونک کر کیٹی سے پوچھا۔ "جولی کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی کیٹی؟ اب کیٹی نے بھی فضا کو سونگھا تو پریشان ہو کر بولی۔

"ہاں تھیو سانگ! جولی کی خوشبو فضا میں نہیں ہے جلدی سے واپس سرائے میں چلو۔ کہیں اسے کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو۔"

وہ وہیں سے سرائے کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ سرائے میں آ کر دیکھا تو کوٹھڑی خالی تھی۔ کوٹھڑی کے باہر مغول پڑا ہوا تھا مگر جولی سانگ غائب تھی۔ تھیو سانگ اور کیٹی سرائے میں جولی کو تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے ساری سرائے چھان ماری مگر اسے جولی سانگ کا کہیں کچھ پتہ نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلا۔ کیٹی گھبرا گئی۔

"جولی سانگ کہاں جا سکتی ہے تھیو؟"

تھیو سانگ آنکھوں کو سکیڑے گہری سوچ میں تھا۔ کہنے لگا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے جولی سانگ طور نہیں گئی اسے کوئی لے گیا ہے۔"

کیٹی نے کہا "مگر جولی سانگ میں سات آدمیوں کی طاقت ہے۔ اسے کوئی اتنی آسانی سے اغوا کر کے نہیں لے جا سکتا۔"

تھیو سانگ بولا۔ "مگر اس پر طلسم کا اثر تو ہو سکتا ہے۔ ضرور کسی نے اس پر جادو کرنے کے بعد اسے اغوا کیا ہے۔"

کیٹی زمین پر پاؤں مار کر کہنے لگی۔

"آخر کسی کو اس کی کیا ضرورت تھی؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"یہ تو ہمارے ساتھ ہوتا ہی رہا ہے۔ کبھی نہ کبھی کو ہماری ضرورت پڑتی رہی ہے اور ہم مصیبت میں پھنستے رہے ہیں۔ اب ہمیں یہ باتیں بھول کر جولی سانگ کو شہر میں چل کر تلاش کرنا ہوگا۔"

اور وہ دونوں ایک بار پھر شہر کی طرف دوڑے۔

جس وقت یہ لوگ شہر میں پہنچے اس وقت نجومی پانڈو جولی سانگ کو اپنے ساتھ لئے شہر دارانا سی کی حدود سے نکل کر دور پہاڑیوں میں کوہ ست پڑا کی طرف چلا جا رہا تھا۔ دن بھر تھیو سانگ اور کیٹی شہر میں جولی کا سراغ لگاتے رہے۔ انہوں نے پرانے کھنڈر بھی دیکھے۔ میدانوں، کھیتوں اور

جنگل میں بھی دیکھا مگر جولی سانگ انہیں کہیں نہ ملی۔ مایوس ہو کر وہ سرائے میں واپس آ گئے۔ کیٹی نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"ابھی عنبر ناگ ماریا نہیں ملے تھے کہ جولی سانگ بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہمیں اسی سرائے میں ٹھہر کر جولی سانگ کا انتظار کرنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ خود ہی طلسم کے اثر سے نکل کر یہاں پہنچ جائے کیونکہ وہ ہوشیار اور تجربہ کار ہے۔ اور پہلے بھی ایسے واقعات سے گزر چکی ہے۔"

کیٹی بولی۔

"سوائے اس کے ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم کم از کم ایک مہینہ یہاں ضرور ٹھہریں گے۔"

کیٹی اور تھیو سانگ نے سرائے میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن ساتھ ہی ساتھ انہوں نے یہ بھی فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر روز شہر کے ارد گرد پھر کر عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کی تلاش جاری رکھیں گے۔

دوسری طرف عیار نجومی پانڈو جولی سانگ کے ساتھ جنگلوں میں سفر کر رہا تھا۔ دو دن کے سفر کے بعد وہ ست پڑا کی پہاڑیوں میں پہنچ گیا۔ اس نے راستے کے حساب سے پورا نقشہ تیار کر رکھا تھا اور اسے نقشے کی مدد سے وہ سفر کر رہا تھا۔ جولی سانگ اس کی بیوی شانتا کی شکل میں سفر کر رہی تھی۔ اسے ایک پل کے لئے بھی خیال نہیں آیا تھا کہ وہ جولی سانگ ہے اور اس مکار شخص پانڈو کی بیوی نہیں ہے۔ ست پڑا کی وادی بڑی دشوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گزار تھی یعنی اس میں سے گزرنا بڑا مشکل کام تھا۔ جگہ جگہ جھاڑیاں گھاس اور درخت اُگے ہوئے تھے۔ جوگی سانگ نے پانڈو سے پوچھا۔

"پانڈو تمہارا وہ پرانا قلعہ کہاں ہے؟ ہم دو روز سے سفر کر رہے ہیں"

پانڈو ٹیلے کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"اسی وادی میں ہے شانتا۔ بس ہم اپنی منزل پر پہنچنے ہی والے ہیں۔"

شانتا یعنی جوگی سانگھ نے کہا۔

"کیا تمہارا خزانہ اس پرانے قلعے میں ابھی تک محفوظ پڑا ہوگا؟"

سردار نجومی مسکرایا۔

"شانتا! تم بالکل فکر نہ کرو۔ قلعے میں جائیں گے تو خزانہ تمہارے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دوں گا بس تم ذرا صبر کرو۔"

پانڈو نجومی نے جوگی سانگ کو بالکل نہیں بتایا تھا کہ اسے قلعے کے قبرستان میں ایک پرانی قبر کے مردے سے بات کرنی ہوگی۔ وہ ابھی اسے یہ بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ سورج غروب ہونے لگا تھا۔ وہ وادی میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے کہ پانڈو نجومی ٹیلے کو دیکھتے ہوئے رک گیا۔ پھر اس نے ایک چھوٹے سے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"پرانا قلعہ اس ٹیلے کی دوسری طرف ہونا چاہیے میرا دل یہی کہہ رہا ہے۔"

اور جب وہ ٹیلے کی دوسری طرف پہنچے تو سچ مچ ایک قدیم قلعے کا

کھنڈر نظر آیا۔ قلعے کی سیاہ دیواریں کہیں سے زیادہ ڈھے چکی تھیں۔ ان دیواروں پر جنگلی گھاس اُگ رہی تھی۔ جوگی سانگ نے قلعے کے کھنڈر کو دیکھ کر کہا۔

"پانڈو! لگتا ہے اس قلعے کے اندر سوائے چوہوں اور چھپکلیوں کے اور کچھ نہیں ہوگا۔"

پانڈو مسکرایا۔

"تم چلو تو سہی۔ خزانہ تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"

نجومی پانڈو نے دوسرے گھوڑوں پر کدالیں اور پھاوڑے لاد رکھے تھے۔ وہ سارا انتظام کر کے چلا تھا۔ قلعے کا دروازہ غائب تھا اس کی جگہ صرف ایک ٹوٹی ہوئی محراب کھڑی تھی۔ اندر ستون گرے ہوئے تھے۔ اسی قلعے کے اندر پیچھے کی جانب درختوں کے نیچے ایک پرانا قبرستان تھا۔ نجومی پانڈو کو ستاروں کے حساب سے معلوم ہو چکا تھا کہ جس قبر کی وہ تلاش میں ہے وہ اسی قبرستان میں ہے۔ چنانچہ وہ اس قبر پر پہنچ گیا۔ جوگی سانگ نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا خزانہ اسی قبر میں بند ہے؟"

نجومی پانڈو نے کہا۔

"یوں سمجھ لو کہ خزانہ اسی قبر میں بند ہے۔ آؤ قبر کو کھودتے ہیں۔"

گھوڑے ایک طرف باندھ دیئے گئے تھے۔ نجومی پانڈو نے گھوڑوں پر لدے ہوئے جھولے میں سے ایک کدالی نکالی اور قبر کے پتھر ہٹانے شروع کر دیئے۔ جوگی سانگ بھی بڑے شوق سے قبر کو دیکھ رہی تھی کہ ابھی اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے نیچے سے بیش بہا خزانہ نکل آئے گا۔ مگر جب قبر کھلی تو اس کے اندر خزانے کی بجائے ایک لاش کا ڈھانچہ پڑا تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"پانڈو! تم تو کہتے تھے کہ اس میں خزانہ ہوگا لیکن یہاں تو ایک انسان کا ڈھانچہ پڑا ہے۔ اس کو کھودنے کی کیا ضرورت تھی بھلا؟"

پانڈو نے کہا۔

"شانتا! یہ اس آدمی کا ڈھانچہ ہے جو اس قلعے کے راجہ کا خزانچی تھا۔ صرف اس آدمی کو معلوم تھا کہ خزانہ کس جگہ دفن کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس قلعے پر دشمن نے حملہ کر دیا تھا۔"

جولی سانگ بڑی حیران ہوئی۔

"مگر اب تو یہ خزانچی مر چکا ہے۔ بلکہ اس کی ہڈیاں بھی ملی بن رہی ہے۔ اب یہ خزانے کے بارے میں تمہیں کیا بتا سکے گا؟"

نجومی پانڈو نے کہا۔

"شانتا! یہی مردہ بتائے گا کہ خزانہ کس جگہ پر دبایا ہوا ہے۔"

چونکہ جولی سانگ یہ بھول چکی تھی کہ وہ مردوں سے بات کر سکتی ہے اور یہ کہ وہ جولی سانگ ہے اس لئے پریشان ہو کر کہنے لگی۔

"پانڈو! کیا تم مردوں سے بھی بات کر لیتے ہو؟"

نجومی پانڈو بولا۔ "مردے سے میں نہیں بلکہ تم بات کرو گی" اب تو جولی سانگ دنگ ہو کر رہ گئی۔

"پانڈو! میں کسی مردے سے کیسے بات کر سکتی ہوں؟ اور پھر مردہ میری بات کہاں سنے گا؟"

پانڈو نے کہا۔ "میں اس مردے کے ڈھانچے پر ایک خاص منتر پڑھ کر پھونک دوں گا۔ اس کے بعد جب تم اس سے سوال کرو گی تو یہ تمہارے سوال کا جواب دے گا۔"

جولی سانگ کچھ ڈر سی گئی۔ کہنے لگی۔

"میں کیوں بات کروں گی۔ تم بات کیوں نہیں کرتے اس سے؟ مجھے تو مردے سے بات کرتے ہوئے ڈر آتا ہے۔"

نجومی پانڈو جانتا تھا کہ سوائے جولی سانگ کے دوسرا کوئی مردے سے بات نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا۔

"میں تمہارے پاس ہوں گا تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر میں مردے کے ڈھانچے پر منتر پڑھ کر پھونک دوں گا۔ تم بے خوف ہو کر اس سے سوال کرنا۔"

جولی سانگ نے جو اپنے آپ کو شانتا سمجھ رہی تھی پوچھا۔

"مجھے مردے سے کیا پوچھنا ہوگا؟"

نجومی پانڈو نے نقشہ جیب میں ڈالا اور بولا۔

"اور ہاں میں تمہیں کہتا جاؤں گا تم مردے سے پوچھتی جانا۔ اب میں اس پر منتر پھونکنے لگا ہوں۔"

نجومی پانڈو کو مردے پر منتر پھونکنے کی کیا ضرورت تھی۔ ویسے اس کے پاس کوئی ایسا منتر نہیں تھا جس کے پھونکنے سے مردے باتیں کرنے لگیں۔ وہ تو جانتا تھا کہ جولی سانگ جب مردے کو ہاتھ لگائے گی تو مردہ اس سے بات کرنے لگے گا۔ جولی سانگ چونکہ اپنی یادداشت بھول چکی تھی اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لئے وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ مردہ پانڈو کے منتر کی وجہ سے مجھ سے بات کرے گا۔

نجومی پانڈو نے یونہی ایک اوٹ پٹانگ منتر پڑھ کر قبر میں پڑے ہوئے ڈھانچے پر پھونکا اور پھر جولی سانگ سے کہا۔

"شانتا! اب تو ایسا کر کہ لاش کے ڈھانچے کی کھوپڑی کو اپنا ہاتھ لگا اور اس سے پوچھ کہ محل کا خزانہ کس جگہ دفن ہے۔"

شانتا نے ڈرتے ڈرتے لاش کی کھوپڑی کو ہاتھ لگایا تو کھوپڑی جو ٹیڑھی تھی سیدھی ہو گئی۔ شانتا ڈر گئی۔ مگر نجومی پانڈو خوشی سے اچھل پڑا۔ اس نے شانتا سے آہستہ سے کہا۔

"اب اس سے پوچھ کہ راجہ کا خزانہ کس جگہ پر دفن کیا گیا تھا؟"

شانتا نے جب مردے سے پوچھا کہ راجہ کا خزانہ کس جگہ پر دفن ہے تو کھوپڑی کا جبڑا ہلا اور اس کے اندر سے آواز آئی۔

"جولی سانگ! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟"

پانڈو کو فکر پڑ گئی کہ کہیں یہ مردہ بھانڈا نہ پھوڑ دے۔ جولی سانگ نے تعجب سے پانڈو کی طرف دیکھا اور کہا۔

"یہ کس جولی سانگ کا نام لے رہا ہے؟"

نجومی پانڈو نے سختی سے کہا۔

"مردے کو کہو کہ پھر جولی سانگ کا نام نہ لینا اور جو میں کہتی ہوں صرف اس کا جواب دو فضول باتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔"

جولی سانگ نے یہی کچھ مردے کے ڈھانچے کو کہہ دیا۔ کھوپڑی نے

کہا۔

"تو پوچھو تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

جولی سانگ نے سوال کیا۔

"راجہ کا خزانہ اس قلعے میں کس جگہ دفن کیا گیا تھا؟"

کھوپڑی نے کہا۔ "قلعے کے پیچھے ایک اصطبل کا کھنڈر ہے۔ اس کھنڈر کی شمالی دیوار کے پاس ایک گول پتھر زمین کے باہر ابھرا ہوا ہے۔ راجہ کا خزانہ میں نے اس پتھر کے نیچے دفن کروایا تھا۔"

نجومی پانڈو کو لاش سے بس یہی کچھ معلوم کرنا تھا۔ اس نے جولی سانگ کو قبر سے باہر آنے کا اشارہ کیا۔ لاش کا ڈھانچہ خاموش ہو گیا تھا۔ جب اس سے دوسرا کوئی سوال نہ پوچھا گیا تو کھوپڑی خود بخود ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ پانڈو نجومی نے قبر کو پتھروں سے بند کر دیا جولی سانگ بولی۔

"پانڈو! کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے ایک لاش سے بات کی ہے۔"

جولی سانگ یہ بھول گئی تھی کہ وہ جس وقت چاہے اور جس لاش سے چاہے بات کر سکتی ہے۔ نجومی پانڈو نے کہا۔

"میرے جادو کے منتر نے لاش میں بھی جان پیدا کر دی تھی۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ میرے ساتھ رہو گی تو ساری زندگی عیش کرو گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "میں نے کب کہا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔"

نجومی پانڈو قبر پر آخری پتھر رکھتے ہوئے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ارے میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔ چلو اب چل کر خزانہ نکالتے ہیں۔"

وہ ٹیلے کے پیچھے جو اصطبل کا کھنڈر تھا اس طرف چل پڑے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پانڈو! کیا سچ مچ وہاں خزانہ دفن ہوگا؟ مجھے تو لاش کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔"

نجومی پانڈو بولا۔ "لاش جھوٹ نہیں بولتی۔"

ٹیلے کے گھنڈے کے پیچھے واقعی ایک اصطبل کا کھنڈر تھا۔ اس کی ایک دیوار بھی تھی اور دیوار کے پاس زمین پر ایک گول پتھر بھی باہر کو نکلا ہوا تھا۔ نجومی پانڈو اس پتھر کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"دیکھا۔ میں نے کہا تھا کہ لاش کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتی۔ اس کے نیچے یقیناً "خزانہ" ہوگا میں اس پتھر کو ہٹاتا ہوں۔"

پانڈو نجومی نے کدال کی مدد سے پتھر کو کھود کر پرے ہٹا دیا۔ اس کے نیچے خالی زمین تھی۔ جولی سانگ نے ہنس کر کہا۔

"اب بتاؤ خزانہ کہاں ہے؟"

پانڈو نجومی بولا۔

"خزانہ اس جگہ زمین کے اندر ہے۔"

اور نجومی نے کدال چلانی شروع کر دی۔ وہ مٹی باہر نکالتا جا رہا تھا۔ جولی سانگ اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ زمین میں تین فٹ گہرا گڑھا بن گیا تھا۔ نجومی پانڈو گڑھے میں اتر کر زمین کھودنے لگا۔ جب گڑھا پانچ فٹ گہرا

ہو گیا تو اچانک کدال کسی سخت چیز سے ٹکرائی۔ نجومی پانڈو کے پسینے بھرے چہرے پر کامیابی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

جولی سانگ خزانہ مل گیا۔ جولی سانگ نے چونک کر کہا۔

"یہ تم نے میرا وہ نام کیوں لیا جو لاش نے بھی لیا تھا۔"

تب نجومی پانڈو کو احساس ہوا کہ اس نے جوش میں آ کر جولی سانگ کا اصلی نام لے لیا تھا۔ جلدی سے بولا۔

"جولی سانگ اصل میں اس رانی کا نام تھا جس کا یہ خزانہ ہے۔ لاش نے بھی اس رانی کو یاد کیا تھا۔ یہ دیکھو شاہتاج! یہ دیکھو! زمین میں صندوق دبا ہوا ہے۔"

جولی سانگ گڑھے کے کنارے پر بیٹھ کر نیچے دیکھنے لگی۔ واقعی زمین میں سے لوہے کے صندوق کا ڈھکنا نظر آنے لگا تھا جس پر زنگ جم چکا تھا۔ پانڈو نجومی کدال کی مدد سے صندوق کے اردگرد سے مٹی باہر پھینک رہا تھا۔ جولی سانگ بولی۔

"پانڈو! اب جلدی سے اسے کھولو۔ دیکھو تو اس کے اندر کیا ہے۔"

نجومی پانڈو نے کدال کی مدد سے صندوق کا ڈھکنا ہٹا دیا۔ جولی سانگ اور پانڈو کے منہ سے خوشی کی چیخ نکل گئی۔ صندوق قیمتی ہیرے موتیوں اور سونے کے زیورات سے بھرا ہوا جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔

جولی سانگ بولی۔

"پانڈو! یہ سارا خزانہ ہم کیسے اپنے گھر لے جائیں گے۔ کسی کو پتہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چل گیا تو کیا ہو گا؟"

پانڈو نجومی نے خزانے کے ہیرے، جواہرات اور سونے کے زیورات اور ہاروں کو ہاتھوں پر اٹھا کر دیکھ رہا تھا اور بے حد خوش ہو رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"تم فکر کیوں کرتی ہو۔ ہم تھوڑا تھوڑا کر کے خزانہ یہاں سے لے جائیں گے۔ صندوق اسی جگہ دبا رہے گا۔"

پانڈو نجومی اسی وقت باہر نکل کر ایک بڑا صحیح گھوڑے کی پیٹھ سے اتار کر لایا اور اس میں ہیرے موتی اور زیورات بھر لئے۔ پھر خزانے کا دھکن بند کر کے گڑھے میں پتھر اور مٹی ڈالنے لگا۔ گڑھے کو بھر دینے کے بعد نجومی پانڈو نے وہاں اسی طرح گول پتھر رکھ دیا اور بولا۔

"اب میں دوبارہ یہاں آؤں گا اور سارا خزانہ نکال کر لے جاؤں گا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"پانڈو! تم چاہے کچھ کہو۔ مجھے ڈر ہے کہ شہر میں لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ ہم نے کہیں سے خزانہ نکالا ہے۔ راجہ کو بھی علم ہو جائے گا۔ اور وہ ہم سے سارا خزانہ لے لے گا۔"

پانڈو نجومی بولا۔

"شانتا! ہم اب واپس اپنے شہر ورارا ہی نہیں جائیں گے۔"

جولی سانگ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کیا ہم اپنی حویلی چھوڑ دیں گے پانڈو؟"

"ہاں شانتا" پانڈو نجومی نے جواہرات وغیرہ سے بھرا ہوا تھیلا گھوڑے کی پیٹھ پر لاد کر اوپر موم جامہ ڈال دیا۔

جولی سانگ بولی۔

"تو پھر ہم کہاں جائیں گے؟"

اب نجومی پانڈو نے اسے بتایا۔

"ہم اس ملک ہندوستان کو چھوڑ کر ملک بابل کے کسی شہر میں جا کر آباد ہو جائیں گے۔ ہم وہاں اپنا ایک عالی شان محل بنائیں گے اور باقی ساری زندگی عیش و آرام سے گزاریں گے۔ ہم یہ خزانہ بھی اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"کیا ہم ملک بابل تک قافلے کے ساتھ پیدل سفر کریں گے؟"

نجومی پانڈو بولا۔

"نہیں ہم سمندری جہاز میں بیٹھ کر سفر کریں گے۔ تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں شانتا۔ میں نے سارا کچھ پہلے ہی سے سوچ رکھا ہے۔ تم میرے ساتھ ہو۔"

"کہاں؟" جولی سانگ نے سوال کیا۔

نجومی پانڈو بولا۔ "ہم ہندوستان کی مشرقی بندرگاہ کالی کٹ جا رہے ہیں۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ ہم وہاں سے سمندری جہاز پکڑیں گے۔"

جولی سانگ نے کچھ سوچ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پانڈوا میری بات مانو۔ اسی وقت سارا خزانہ اپنے ساتھ لئے چلتے ہیں۔ کوئی پتہ نہیں جب دوبارہ واپس آؤ تو خزانہ غائب ہو؟"

پانڈو بولا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس راز سے تو سوائے ہمارے اور کوئی واقف نہیں۔"

ہولی سانگ کہنے لگی۔ "میں نے اپنی دادی سے سن رکھا ہے کہ جب تک خزانہ زمین میں دبا رہتا ہے وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ لیکن جب ایک بار اسے کھول دیا جاتا ہے تو خزانہ زمین کے اندر چلنے لگتا ہے۔ اور اگر اسے ایک ہی دن میں نکال نہ لیا جائے تو وہ زمین کے اندر ہی اندر سفر کرتے ہوئے کہیں نا کہیں پہنچ جاتا ہے۔"

یہ سن کر نجوی پانڈو تو پریشان ہو گیا۔ ہولی سانگ کی بات اس کے دل کو لگی تھی۔ کہنے لگا۔ "تم ٹھیک کہتی ہو شانتا! ہم اسی وقت سارا خزانہ اپنے ساتھ لئے چلتے ہیں۔ ہمارے پاس دو گھوڑے تو موجود ہی ہیں۔ ہم ان پر خزانے کا صندوق لاد لیتے ہیں۔"

اسی وقت نجوی پانڈو نے پتھر ہٹا کر گڑھے میں سے مٹی اور پتھر باہر نکالے اور پھر رسی باندھ کر خزانے کے صندوق کو بھی گڑھے سے باہر نکال لیا۔ یہ صندوق زیادہ بڑا نہیں تھا۔ اس کو ایک بورے میں ڈال کر بورے کا منہ رسی سے باندھ دیا گیا۔ پھر اس خزانے کے صندوق والے بورے کو ایک گھوڑے کی پیٹھ پر لاد کر اوپر لکڑیاں اور درخت کی شاخیں ڈال کر انہیں کس کر باندھ دیا گیا۔ ہولی سانگ نے کہا۔

"اب کسی کو شک ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم کوئی خزانہ لے کر جا رہے

ہیں۔"

پانڈو نجوی نے تھیلے میں جو جواہرات وغیرہ نکالے تھے وہ بھی خزانے کے صندوق میں ہی ڈال دیئے تھے۔ نجوی پانڈو کے پاس سونے کی ایک ہزار مہریں تھیں جو انہیں لکری جہاز کے ذریعے ملک بابل تک پہنچانے کے لئے بہت زیادہ تھیں۔ وہ دونوں گھوڑوں پر بیٹھ گئے۔ خزانے کے صندوق والا گھوڑا انہوں نے اپنے درمیان میں کر رکھا تھا۔ چوتھے گھوڑے پر کھانے پینے کی چیزیں اور کمبل وغیرہ لدے ہوئے تھے اور وہ ان کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ پانڈو نجوی نے اپنے پاس دو خنجر اور ایک تلوار اور تیر کمان بھی رکھ لئے تھے کہ راستے میں اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔ ان کا رخ کالی کٹ بندرگاہ کی طرف تھا۔ ہولی سانگ بھی بڑی خوش تھی کہ اسے اتنا بڑا خزانہ مل گیا ہے اور اب وہ باقی زندگی کسی دوسرے ملک جا کر عیش و آرام سے بسر کرے گی۔ جنگل میں چلتے چلتے رات ہو گئی۔ وہ ایک جگہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ گھوڑوں کو درخت سے باندھ دیا گیا۔ یہاں انہوں نے تھوڑا بہت کھانا کھایا اور کمبل بچھا کر لیٹ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ اچانک انہیں سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ ہولی سانگ ڈر کر اٹھ بیٹھی اور بولی۔ "سانپ!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاندنی رات میں سانپ

نجومی پانڈو نے فوراً تلوار کھینچ لی۔

چاند نکلا ہوا تھا۔ اس کی چاندنی درختوں میں سے چھن چھن کر آ رہی تھی۔ اسے اپنے سامنے چند قدم کے فاصلے پر ایک کالا سانپ پھن اٹھائے لہراتا ہوا نظر آیا۔ جولی سانگ ڈر کر پانڈو کے پیچھے ہو گئی تھی۔ اس نے چلا کر کہا۔

"پانڈو! سانپ کو مار ڈالو۔"

کالے سانپ نے جب جولی سانگ کو یہ کہتے سنا تو اپنی زبان میں بولا۔

"جولی سانگ! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ تم عظیم ناگ دیوتا کی بیٹی ہو۔ تمہارے جسم سے مجھے عظیم ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں اس خزانے کا سانپ ہوں۔ میں تو اپنا خزانہ اس دھوکے باز سے لینے آیا ہوں۔ یہ مکار شخص ہے۔ اس نے جادو کے زور سے تمہاری یادداشت بھلا دی ہے۔ تم شانتا نہیں ہو۔ تم جولی سانگ ہو۔"

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عنبر ناگ ماریا، کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ میں سے صرف عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ ہی سانپوں کی زبان جانتے تھے اور ان کی زبان میں ان سے بات کر سکتے تھے۔ یہ بات خزانے کے اس سانپ کو بھی معلوم تھی۔ اس لئے اس نے جولی سانگ کو دیکھ کر

یہ بات کہی تھی۔ سانپ سمجھ گیا تھا کہ یہ خزانے کا چور مکار شخص جادوگر ہے اور اس نے جولی سانگ پر جادو کر کے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔ مگر جولی سانگ سانپ کی زبان بالکل نہ سمجھ سکی۔ اسے صرف سانپ کی سیٹیوں کی ہی آواز سنائی دیتی رہی۔ دوسری طرف نجومی پانڈو گھات لگائے ہوئے تھا کہ موقع ملتے ہی سانپ پر حملہ کر دے گا۔ سانپ نے ایک بار پھر جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ تم چپ کیوں ہو؟ کیا جادو کی وجہ سے تم ہماری زبان بھی بھول گئی ہو؟"

کالا سانپ جولی سانگ سے بات کرنے میں اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ اسے کوئی خبر نہ ہوئی کہ عیار نجومی پانڈو تلوار ہاتھ میں لئے ایک طرف سے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ جونہی سانپ نے اپنی بات ختم کی پانڈو نے زور سے تلوار کا وار کیا اور سانپ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ جولی سانگ نے خوش ہو کر کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔ اس سانپ سے نجات ملی۔"

سانپ کی آنکھیں ابھی تک جولی سانگ پر لگی تھیں۔ اسے بڑا دکھ ہو رہا تھا کہ جولی سانگ نے اس کی جان نہ بچائی بلکہ اس کی موت پر خوش ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی سانپ مر گیا۔ پانڈو تلوار کو گھاس سے صاف کرتے ہوئے کہنا لگا۔

"بڑا موذی سانپ معلوم ہوتا تھا۔ تم نے اس کی سیٹیاں ضرور سنی ہوں گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی سانگ نے کہا۔ "ہاں۔۔۔ میں تو اس کی سیٹی کی آواز ہی سن کر ڈر رہی تھی۔"

"اب یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

یہ کہہ کر نجومی پانڈو کمبل پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

"تم سو جاؤ شانتا! میں پہرہ دوں گا۔"

اور جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ چونکہ اب وہ جولی سانگ نہیں رہی تھی اس لئے اسے بہت جلد نیند آگئی اور وہ سو گئی۔ نجومی پانڈو تلوار ہاتھ میں لئے بیٹھا پہرہ دیتا رہا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ دن کے وقت گھوڑے کے اوپر بیٹھا بیٹھا اپنی نیند پوری کرلے گا لیکن رات کو جاگ کر خزانے پر پہرہ دے گا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں ڈاکو آکر اس کا خزانہ لوٹ کر نہ لے جائیں۔ دانائوں نے سچ کہا ہے کہ جب انسان کے پاس دولت آتی ہے تو سب سے پہلے اس کی نیند غائب ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ نیند کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسلام نے ہمیں یہی ہدایت کی ہے کہ ہم صرف ضرورت کا مال اپنے پاس رکھیں اور باقی ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں۔ اگر ہر شخص اسلام کے اسی سنہری اصول پر عمل کرے تو دنیا میں کوئی غریب نہ رہے اور ہر کوئی سکون کی نیند سوئے۔

صبح ہوئی تو نجومی پانڈو اور جولی سانگ نے گھوڑے پر خزانے کا صندوق لادا۔ اس پر درختوں کی جھاڑیاں اور خشک لکڑیاں ڈالیں اور بندرگاہ کالی کٹ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ دن کے گیارہ بجے کے قریب وہ سمندر کے کنارے بندرگاہ کالی کٹ پہنچ گئے۔ اس زمانے میں بادبانی جہاز چلا

کرتے تھے اور مسافروں کے سامان کی چیکنگ اور پڑتال وغیرہ نہیں ہوا کرتی تھی۔ مسافر کرایہ ادا کرتے اور اپنے سامان کے ساتھ جہاز میں سوار ہو جاتے تھے۔ اتفاق سے اس وقت ایک بادبانی جہاز امریکہ کی بندرگاہ تک جانے کے لئے بالکل تیار کھڑا تھا۔ پانڈو نجومی نے جلدی سے اسے اپنے اور جولی سانگ کا کرایہ ادا کیا اور خزانے کے صندوق والے بورے کو اپنے کمبلوں وغیرہ کے ساتھ ہی جہاز پر رکھوا دیا اور اس کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ تو سے گھنٹے بعد جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا۔ اس کے بادبان کھول دیئے گئے اور جہاز سمندر میں سفر پر روانہ ہو گیا۔

جولی سانگ کو ہم نجومی پانڈو کے ساتھ بادبانی جہاز میں سمندری سفر میں چھوڑ کر واپس وارانسی شہر میں کیٹی اور تھیو سانگ کے پاس جاتے ہیں۔ وہ ابھی تک اسی شہر کی سرائے میں بیٹھے مہر ناگ، ماریا اور جولی سانگ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ایک ہفتہ گزر گیا اور خاص طور پر جولی سانگ کی کوئی خبر نہ ملی تو تھیو سانگ نے مشورہ دیا۔

"کیٹی! اگر جولی سانگ کی ہمیں یک لخت خوشبو آنی بند ہو گئی تھی تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے ہمیں یہاں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ کوئی جادوگر تو نہیں رہتا۔"

اس بات کا اظہار تھیو سانگ نے ایک ہفتے پہلے بھی کیا تھا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہاں کوئی جادوگر بھی ہے؟"

تھیو سانگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ معلوم کرنا اتنا مشکل نہیں ہے۔ لوگ توہم پرست ہیں۔ وہ بیماریوں کو دور کرنے کے لئے جادو ٹونا ہی کرتے ہیں۔ ہم کسی سے معلوم کر لیں گے۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور شہر والا لباس میں آگیا۔ یہاں ایک مندر تھا۔ تھیو سانگ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ زمین پر اپنے کمزور بچے کو بٹھائے اس کے اردگرد لکیریں کھینچ رہا ہے۔ تھیو سانگ نے کیٹی سے کہا۔

"دیکھو، یہ آدمی کسی جادوگر کے کہنے پر اپنے بیمار بچے کا علاج ٹونے ٹوٹکے سے کر رہا ہے۔ آؤ اس سے پوچھتے ہیں۔"

تھیو سانگ نے اس آدمی کے پاس جا کر اس سے پوچھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اس آدمی نے کہا۔

"میرے بچے کو سوکھے کی بیماری لگ گئی ہے۔ جادوگر نے کہا ہے کہ اس کو مندر کے صحن میں بٹھا کر ایک سو لکیریں کھینچو۔ بیماری دور ہو جائے گی۔"

تھیو سانگ نے اس سے پوچھا کہ یہ جادوگر کہاں رہتا ہے۔ اس آدمی نے تھیو سانگ کو جادوگر کا پتہ بتا دیا۔ تھیو سانگ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور جادوگر کے گھر پہنچ گیا۔ اس جادوگر کے گھر کو اور حلیے سے گندے بندے جادوگر کو دیکھتے ہی تھیو سانگ سمجھ گیا کہ یہ نقلی جادوگر ہے اور لوگوں کو بیوقوف دھوکہ دے رہا ہے۔ تھیو سانگ ویسے بھی جادو کا قائل نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جادو اگر دنیا میں تھوڑا بہت ہے بھی اس کا اثر کمزور

انسانوں پر یا انسان کے کسی کمزور لمحے میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ جولی سانگ پر ہو گیا تھا یا جیسے خبرناگ مارپا پر بھی کبھی کبھی ہو جاتا تھا جب کہ وہ اعجاز یا غیر معمولی حالت میں ہوتے تھے۔

تھیو سانگ اور کیٹی کو اندر آتے دیکھ کر جادوگر خوش ہوا کہ وہ اور غریب مند گاہک آئے ہیں۔ اس نے پوچھا۔

"کہو کیا بیماری ہے تم لوگوں کو؟"

تھیو سانگ نے جاتے ہی سونے کا ایک سکہ نیم حکیم جادوگر کے پاس رکھ دیا اور کہا۔

"کیا تمہارے علاوہ کوئی اور جادوگر بھی اس شہر میں ہے؟" سونے کا سکہ دیکھ کر تو نیم حکیم جادوگر کی باچھیں کھل گئیں۔ سکہ جیب میں رکھتے ہوئے بولا۔

"ویسے تو اس شہر میں مجھ سے بڑا جادوگر کوئی بھی نہیں ہے پھر بھی دو تین معمولی سے جادوگر ہیں لیکن ایک جادوگر ہے جو راجہ کے محل کے دربار میں ہوتا ہے۔ محض سفارش کی وجہ سے اسے دربار میں جگہ مل گئی ہے۔ حالانکہ وہ مجھ سے زیادہ لائق نہیں ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔ "مجھے کسی ایسے جادوگر کی تلاش ہے جو اپنے جادو سے بیماریوں کا علاج نہ کرتا ہو۔"

نیم حکیم جادوگر فوراً بولا۔

"یہی تو میں کہتا ہوں کہ یہ جادوگر معمولی سی بیماری کا علاج نہیں کر سکتا اور دربار میں کرسی پر بیٹھا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس کا نام کیا ہے؟" کیٹی نے پوچھا۔

نیم جادوگر بولا۔ "پانڈو ہے اس کا نام۔ بس طلسم کرتا ہے۔ مگر وہ تو شہر کے باہر گیا ہوا ہے۔"

تھیو سانگ نے پوچھا۔ "اسے شہر سے باہر گئے کتنے دن ہوئے ہیں؟"

نیم جادوگر نے حساب لگا کر کہا۔ "ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔"

تھیو سانگ چونکا۔ کیونکہ جولی سانگ کو غائب ہوئے بھی ایک ہفتہ ہوا تھا۔

تھیو سانگ نے سوال کیا کہ پانڈو کا طلسم اثر والا ہوتا ہے؟ اس پر نیم حکیم جادوگر بولا۔ "پانڈو کو تو طلسم کا کچھ پتا نہیں ہے۔ بس کم بخت کو نجوم کا علم آتا ہے۔ زائچہ بنا کر بیماریوں کا سراغ لگا لیتا ہے اور پھر کوئی ٹوٹکا دے دیتا ہے۔ اور اب تو وہ جب سے دربار سے وابستہ ہوا ہے یہ کام بھی نہیں کرتا۔"

تھیو سانگ نے نیم حکیم جادوگر سے پانڈو نجومی کے گھر کا پتہ لیا اور سیدھا اس کی حویلی میں پہنچ گیا۔ ہاں جا کر پتہ چلا کہ پانڈو تو کسی دوسرے شہر گیا ہوا ہے۔ تھیو سانگ نے چوکیدار سے ادھر ادھر کی باتوں کے بعد دو سونے کے سکے اس کی طرف بڑھائے اور پوچھا۔

"پانڈو کے ساتھ کوئی اس حلیے کی عورت بھی تھی جس کے بال سنہری ہیں اور آنکھیں نیلی؟"

چوکیدار نے جلدی سے سونے کے سکے جیب میں ڈالے اور بولا۔

"ہاں جی! ایک سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی اس کے

ساتھ تھی۔ اسی کو لے کر تو وہ باہر گیا ہے۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا اور اپنی خلائی زبان میں کہا۔

"میرا شک ٹھیک نکلا۔ یہی کمبخت جولی سانگ پر طلسم کر کے اسے اپنے ساتھ اغوا کر کے لے گیا ہے۔" کیٹی نے بھی خلائی زبان میں کہا۔

"لیکن یہ معلوم کرو کہ وہ بدبخت گیا کون سے شہر میں ہے۔ تھیو سانگ نے سونے کا ایک اور سکہ چوکیدار کو دیا اور پوچھا کہ پانڈو نجومی کون سے شہر گیا ہے۔ چوکیدار بولا۔

مہاراج! ہم تو چوکیدار ہیں۔ ہمیں وہ کہاں بتاتے ہیں کہ کہاں جا رہے ہیں۔ بس صبح صبح چار گھوڑے تیار کروائے تھے۔ ایک گھوڑے پر سامان لادا تھا۔ ایک پر سنہری بالوں والی عورت کو بٹھایا۔ ایک پر خود بیٹھے اور چل دیئے۔"

کیٹی نے پوچھا۔ "یہ کس دن کی بات ہے؟"

چوکیدار نے حساب لگا کر دن بتایا وہ وہی دن تھا جس دن جولی سانگ غائب ہوئی تھی۔ اب کیٹی اور تھیو سانگ کو یقین ہو چکا تھا کہ پانڈو شاہی نجومی ہی جولی سانگ کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔ کیٹی نے سوال کیا۔

"کیا یہ سنہری بالوں والی عورت خوش خوش ساتھ گئی تھی؟ میرا مطلب ہے وہ بے ہوش تو نہیں تھی؟"

چوکیدار بولا۔ "ارے نہیں جناب۔ وہ عورت تو بڑی خوش تھی۔ ہنس ہنس کر پانڈو جی سے باتیں کر رہی تھی۔"

کیٹی نے تھیو سانگ سے اپنی خلائی زبان میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ضرور جوگی سانگ پر ظلم کر کے اس کی یادداشت کو گم کر کے اس کی جگہ دوسری یادداشت بھر دی گئی ہے۔ تب ہی وہ اپنے تپ کو نہیں پہچان رہی اور اس کی خوشبو بھی نہیں آتی۔"

تھیو سانگ نے چوکیدار سے پوچھا۔

"وہ یہاں سے کس طرف گئے تھے؟"

چوکیدار نے کہا۔ "آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"کیٹی نے کہا۔ "ہمیں شاہی نجومی سے ایک بہت ضروری کام تھا۔"

تھیو سانگ نے رشوت کے طور پر سونے کا ایک اور سکہ چوکیدار کو دیا۔ چوکیدار نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر رازداری سے تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"میں نے سنا تھا۔ پنڈو جی اس عورت کے ساتھ ست پڑا وادی کے کسی پرانے قلعے کا ذکر کر رہے تھے۔ جی ہاں"

تھیو سانگ نے پوچھا۔ "یہ ست پڑا کی وادی کہاں ہے؟"

چوکیدار نے بتایا کہ یہ وادی ہندوستان کے مغرب میں ایک گھنے جنگل میں واقع ہے اور وہاں ایک پرانے قلعے کا کھنڈر بھی ہے۔ اس کے علاوہ چوکیدار کچھ نہیں جانتا تھا اور تھیو سانگ اور کیٹی کو کافی کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ وہ وہاں سے واپس سرائے میں آ گئے۔ رات انہوں نے وادی ست پڑا کے بارے میں سرائے میں ایک آدمی سے مزید معلومات حاصل کیں اور دوسرے دن گھوڑوں پر سوار ہو کر وادی ست پڑا کی طرف روانہ ہو گئے۔

سارا دن وہ سفر کرتے رہے۔ شام ہوئی تو ایک جنگل میں ایک دریا کے کنارے جا پہنچے۔ دریا کو پار کیا تو سامنے ایک اونچا پہاڑ تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"چوکیدار نے اسی پہاڑ کے بارے میں بتایا تھا کہ اس کی دوسری طرف ست پڑا کی وادی شروع ہوتی ہے۔"

تھیو سانگ غروب ہوتے سورج کی روشنی میں پہاڑ کو دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ یہی وہ پہاڑ ہے۔"

اور وہ پہاڑ کی طرف چل دیئے۔ انہیں کھانے پینے یا آرام کرنے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ راتوں رات انہوں نے پہاڑ عبور کر لیا اور ابھی پچھلی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ وہ ست پڑا کی وادی میں پہنچ گئے۔ چوکیدار نے وادی کی خاص نشانی یہ بتائی تھی کہ وہاں آنولوں کے درخت ساتھ ساتھ اُگے ہوں گے اور جگہ جگہ پہاڑی چشمے بہ رہے ہوں گے۔ اس وادی میں بھی آنولوں کے بے شمار درخت تھے اور چشمے بھی جگہ جگہ بہ رہے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

"مگر پرانے قلعے کا کھنڈر کہیں نظر نہیں آ رہا۔"

"صبح کی روشنی میں قلعے کا کھنڈر بھی مل جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں رک جانا چاہیئے۔ گھوڑوں کو آرام کی ضرورت ہے۔"

یہ کہہ کر تھیو سانگ گھوڑے سے اتر آیا۔ کیٹی بھی گھوڑے سے اتر پڑی۔ انہوں نے گھوڑوں کو چرنے اور پانی وغیرہ پینے کے لئے کھلا چھوڑ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ اور خود ایک چشمے کے پاس بیٹھ گئے۔ کیٹی کہہ رہی تھی۔

"تھیو سانگ بھائی! یہ کوئی یقینی بات نہیں ہے کہ نجومی پانڈو قلعے کے کھنڈر میں ہی ہوگا۔ چوکیدار نے کہا تھا کہ وہ قلعے کے کھنڈر کی بات کر رہا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں سے آگے کہیں چلا گیا ہو۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"بہرحال ہمیں قلعے کے کھنڈر کی چھان بین تو کرنی ہی ہوگی۔ ممکن ہے وہاں سے جولی سانگ کا کوئی سراغ مل جائے"

باتیں کرتے کرتے صبح ہوگئی۔ وادی صبح کے اجالے میں روشن ہوگئی۔ وہ گھوڑوں پر بیٹھے اور گھوڑوں کو قدم قدم چلاتے ہوئے ادھر ادھر قلعے کے کھنڈر کی تلاش کرنے لگے۔ آخر ایک جگہ انہیں ایک ٹیلے کے پیچھے پرانے قلعے کا کھنڈر نظر آگیا۔ اس کی دیواروں پر گھاس اگ رہی تھی۔ دروازے غائب تھے۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے گھوڑوں کو باہر ہی باندھا اور قلعے کے اندر چلے آئے۔ اندر جگہ جگہ ویرانی برس رہی تھی اور پتھروں کے ڈھیر اور ستون گرے پڑے تھے۔ ایک طرف درختوں میں انہیں قبرستان نظر آیا۔ وہ قبروں میں پھرتے رہے۔ کیٹی بولی۔

"اگر جولی سانگ کی طرح میرے پاس بھی مردوں سے بات کرنے کی طاقت ہوتی تو میں کسی مردے سے جولی سانگ کے بارے میں ضرور پوچھتی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

ویسے تمہارے پاس ایک طاقت تو ہے کہ تم سوائے آگ کے اور

کسی طرح نہیں مر سکتی ہو اور تمہارے اندر چھ آدمیوں کے برابر طاقت بھی ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"یہ طاقت تو ہم سب ہی میں ہے۔ مگر میرے پاس کوئی خاص طاقت نہیں ہے۔"

تھیو سانگ مسکراتے ہوئے بولا۔

"یاد ہے لاہور شہر کے ایک ہوٹل کے پچھواڑے ایک کنوئیں میں تمہیں ایک جن دوست ملا تھا۔ اس نے تمہیں کہا تھا کہ تم چٹکی بجا کر جس کی چاہے شکل بدل سکتی ہو۔"

کیٹی نے سٹ پٹا کر کہا۔ "توبہ توبہ! اس جن کا کوئی اختیار نہیں تھا۔

کبھی چٹکی بجانے سے میں آدھا مرد اور آدھا جانور بن جاتی تھی اور اب تو وہ جن بھی ایک مدت سے غائب ہے۔ کئی بار چٹکی بجائی مگر وہ نہیں آیا۔"

تھیو نے مذاق میں کہا۔

"کیٹی! اب چٹکی بجا کر دیکھو۔ شاید وہ جن یہاں آجائے اور ہمیں جولی سانگ کے بارے میں کچھ بتا دے۔"

کیٹی بولی۔ "نہ بھائی میں چٹکی نہیں بجاؤں گی۔ کیا پتہ چٹکی بجاتے ہی بندریا بن جاؤں۔ مجھے جن کی چٹکی پر کوئی بھروسہ نہیں رہا۔"

جب تھیو سانگ نے بار بار جولی سانگ کا ذکر کیا تو کیٹی نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہاری اور جولی ساتگ کی خاطر میں چٹکی بجا کر دیکھ لیتی ہوں۔"

اور کیٹی نے چٹکی بجا دی۔ چٹکی بجانے پر کچھ نہ ہوا۔ کیٹی نے کہا۔

"دیکھا۔ میں نہ کہتی تھی کہ کچھ نہیں ہوگا۔ وہ جن جو میرا دوست تھا کہیں جا چکا ہے۔"

نمیو ساتگ نے کہا۔ "چٹکی بجا کر اسے آواز دو۔"

کیٹی نے چٹکی بجا کر اسے آواز دی۔

"میرے دوست جن! تم اگر میری آواز سن رہے ہو تو میرے پاس آؤ۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

اب کیٹی کے پرانے دوست جن کی آواز سنائی دی۔ آواز جیسے کسی گہرے کنوئیں میں سے آ رہی تھی۔ اپنی عادت کے مطابق جن دوست اتنا عرصہ گزر جانے پر بھی جھنجھلایا ہوا تھا۔ بولا۔

"کیوں پریشان کر رہی ہو مجھے؟"

کیٹی نے غصے سے کہا۔

"اتنی دیر بعد تم سے بات کی ہے اور تم اب بھی سٹ پٹائے ہوئے ہو۔"

جن دوست کی آواز آئی۔

"کیٹی! میرے پاس تمہاری باتیں سننے کے لئے وقت نہیں ہے۔ فوراً بتاؤ کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔ "مجھے تمہاری چٹکی پر اعتبار نہیں رہا۔ میں کوئی ایسی

طاقت چاہتی ہوں جو اپنی جگہ پر مکمل طاقت ہو۔ جس طرح کہ عنبر ناگ اور مارپا اور جولی ساتگ اور نمیو ساتگ کے پاس اپنی اپنی طاقت موجود ہے۔"

جن دوست نے تلخ آواز میں کہا۔

"کیٹی! میں نے تمہارا کوئی ٹھیکہ نہیں لے رکھا اگر تمہیں میری چٹکی پر بھروسہ نہیں رہا تو نہ سہی جاؤ جو چاہے کرو۔"

نمیو ساتگ خاموش اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جن اور کیٹی ایک دوسرے کے دوست بھی ہیں لیکن ایک دوسرے سے لڑائی بھی خوب کرتے ہیں۔ کیٹی بولی۔

"میں تمہارے بغیر کیا کر سکتی ہوں؟ تم جن ہو۔ مجھے بھی کوئی زبردست طاقت دو تاکہ میں بھی کہہ سکوں کہ میرے پاس بھی یہ طاقت ہے۔"

جن دوست کی آواز آئی۔

"تو پھر دجلہ و فرات کی وادی میں ایک شہر بابل ہے۔ وہاں جاؤ۔ اس شہر بابل کے جنوب میں دریا کے کنارے ایک پرانا مینار ہے۔ اس مینار کے نیچے ایک شکستہ قلعہ خانہ ہے۔ اس قلعہ خانے میں تمہیں ایک عورت کا بت زمین میں کمر تک دھنسا ہوا ملے گا۔ اس بت کے آگے جا کر میرا نام لینا۔ وہ ارادتی دیوی کا بت ہے۔ وہی تمہیں کوئی طاقت دے سکتی ہے۔ اب اس کے بعد مجھے تنگ نہ کرنا میں جا رہا ہوں۔ تم جانو تمہارا کام ــــــ"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟ مجھے تو آج تک معلوم نہیں ہوا؟"

مگر اس کا کوئی جواب نہ آیا۔ جن دوست جا چکا تھا۔ تھیو سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تمہارا یہ جن دوست ویسا ہی بددماغ ہے جیسا کہ پہلے ہوا کرتا تھا۔ لیکن تمہیں مبارک ہو۔ اب تمہیں بھی ہماری طرح کوئی طاقت ملنے والی ہے۔"

کیٹی نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس بددماغ جن کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ تمہیں بابل کے شہر میں ایراوتی دیوی کے پاس ضرور جانا چاہئے۔ اسی بہانے ہم عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کو بھی وہاں تلاش کر لیں گے۔"

کیٹی بولی "ٹھیک ہے چلے چلیں گے مگر پہلے جولی سانگ کو یہاں تو ڈھونڈا جائے۔"

تھیو سانگ اور کیٹی اس وقت قبروں میں کھڑے تھے۔ تھیو سانگ بولا۔

"ہمیں خیال ہی نہیں آیا۔ تمہارے جن دوست سے جولی سانگ کے بارے میں پوچھنا چاہئے تھا۔"

کیٹی سر کو جھٹک کر بولی۔

"اس سے پوچھنا بیکار تھا۔ وہ کچھ نہیں بتایا کرتا" تھیو سانگ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"یہاں تو قلعے کے کھنڈر میں مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے یہ ثابت ہو کہ یہاں کوئی انسان بھی رہتا ہے۔ ہمیں پہلے تو نجومی پانڈو کو ڈھونڈنا ہوگا۔ وہ ملے تو جولی سانگ کا کوئی سراغ مل سکے گا۔"

کیٹی اور تھیو سانگ اس طرح باتیں کرتے قلعے کے کھنڈروں سے نکل کر اس طرف آ گئے جہاں اصطبل کی ٹوٹی پھوٹی دیوار تھی۔ کیٹی نے دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "وہاں مجھے کوئی گڑھا کھدا ہوا نظر آتا ہے۔"

تھیو سانگ اور کیٹی دیوار کے پاس اس جگہ پہنچ گئے جہاں گڑھے میں سے پانڈو نجومی خزانہ نکال کر لے گیا تھا۔ اگرچہ اس نے گڑھے کو بند کر کے اوپر گول پتھر رکھ دیا تھا لیکن باہر ابھی تک تازہ مٹی پڑی تھی۔ تھیو سانگ نے جھک کر مٹی کو ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھا اور بولا۔

"لگتا ہے یہاں کسی نے گڑھا کھودا اور پھر اسے مٹی سے بھر دیا ہے۔"

کیٹی بولی۔ "اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کسی نے گڑھا کھودا اور بھر دیا۔ بس۔"

تھیو سانگ نے مٹی میں سے ایک چمکتا ہوا موتی اٹھا لیا اور کیٹی کو دکھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ ایک قیمتی چیز ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس گڑھے میں ضرور کوئی خزانہ دفن تھا جسے نکال لیا گیا ہے اور یہ موتی اس خزانے میں سے نکل کر یہاں گرا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی موتی کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ پانڈو نجومی اسی خزانے کی تلاش میں یہاں آیا ہو اور خزانہ نکال کر لے گیا ہو۔"

تھیو سانگ سوچ رہا تھا۔ بولا۔

"ممکن ہے جولی سانگ کو اس نے ایک ذریعے کے طور پر استعمال کیا ہو۔ میرا مطلب ہے کہ جولی سانگ کو طلسم کے زور سے اپنے قابو میں کر کے پانڈو نجومی نے اس خزانے کا پتا معلوم کیا ہو اور پھر جولی سانگ اور خزانے کو لے کر یہاں سے چل دیا ہو۔"

کیٹی نے کہا۔ "تو پھر ہمیں واپس دارالامان شہر جا کر جولی سانگ کو دیکھنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے پانڈو نجومی خزانے اور جولی سانگ کے ساتھ اپنی حویلی میں جا چکا ہو۔"

تھیو سانگ نے چند قدم آگے چل کر زمین پر جھک کر ایک دوسرا موتی اٹھا لیا اور بولا۔ "یہ بھی خزانے کا موتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانڈو نجومی جولی سانگ اور خزانے کو لے کر واپس اپنی حویلی کی طرف نہیں بلکہ مغرب کی طرف گیا ہے ہمیں اس طرف چلنا چاہئے۔"

کیٹی اور تھیو سانگ نے جنگل میں مغرب کی طرف گھوڑے بڑھا دیئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد ریتلی زمین آگئی۔ یہاں انہیں چار گھوڑوں کے پاؤں کے نشان ملے۔ تھیو سانگ گھوڑے سے اتر کر ان نشانوں کو دیکھنے لگا۔

"کیٹی! یہ چار گھوڑوں کے پاؤں کے نشان ہیں۔ ان میں ایک

گھوڑے کے پاؤں کے نشان ریت میں زیادہ گہرے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ اس گھوڑے پر بوجھ لدا ہوا تھا اور یہ بوجھ خزانے کا ہی ہو سکتا ہے۔"

"کیٹی نے پوچھا۔ "اور باقی گھوڑوں پر کون سوار ہو سکتے ہیں؟"

تھیو سانگ بولا۔ "ظاہر ہے ایک گھوڑے پر پانڈو نجومی اور دوسرے گھوڑے پر جولی سانگ سوار ہوگی اور تیسرے گھوڑے پر سفر کا سامان لدا ہوا ہوگا۔ کیٹی پر تھیو سانگ کی باتوں کا اثر ہو رہا تھا۔ کہنے لگی۔

"گھوڑوں کے سموں کے نشان بھی مغرب کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمیں ان کا تعاقب کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایک بات ثابت ہو گئی ہے کہ پانڈو اور جولی سانگ یہاں سے واپس نہیں گئے بلکہ آگے گئے ہیں۔"

تھیو سانگ کچھ سوچ کر بولا۔ "ہم اس سے یہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ پانڈو نجومی خزانہ لے کر واپس نہیں جانا چاہتا تھا بلکہ وہ جولی سانگ اور خزانے کو لے کر کسی دوسرے ملک بھاگ جانا چاہتا تھا۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "اگر یہاں سے آگے سمندری بندرگاہ ہے تو پھر وہاں سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ پانڈو نجومی ایک عورت کے ساتھ جہاز پر سوار ہوا تھا کہ نہیں؟"

جب یہ طے ہو گیا کہ پانڈو نجومی جولی سانگ کو لے کر واپس اپنی حویلی میں جانے کی بجائے آگے ساحل سمندر کی طرف گیا ہے تو تھیو سانگ اور کیٹی نے جنگل میں مغرب کی طرف گھوڑے بڑھا دیئے جدھر کالی کٹ کی بندرگاہ تھی۔ تھیو سانگ نے کیٹی کو بتا دیا تھا کہ آگے کالی کٹ نام کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پرانی بندرگاہ موجود ہے اور وہاں پہنچ کر ہی وہ پانڈو اور جولی سانگ کے بارے میں مزید کچھ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ سارا دن اور ساری رات سفر کرنے کے بعد تھیو سانگ اور جولی سانگ کالی کٹ شہر کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔

لاش کی طاقت

بندرگاہ پر کچھ ہاتھی جہاز کھڑے تھے۔ ان پر سامان لادا جا رہا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی بندرگاہ کے پاس ہی بنی ہوئی ایک سرائے میں آ گئے۔ انہوں نے بندرگاہ پر جا کر معلوم کیا کہ ایک جہاز چند روز پہلے لنکا کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہوا تھا جس میں بابل شہر کو جانے والے مسافر بھی سوار تھے۔ اس زمانے میں مسافروں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے۔ تھیو سانگ نے بندرگاہ پر موجود ایک ملازم سے پوچھا کہ جہاز پر کتنے مسافر سوار تھے اور ان کے پاس کون کون سا سامان تھا۔ ملازم بولا۔

"ہم پورا حساب کتاب نہیں رکھتے۔ اندازہ ہے کہ جہاز پر ڈیڑھ سو مسافر تھے اور ان کے پاس عام سامان تھا۔"

کیٹی نے جولی سانگ کا حلیہ بتاتے ہوئے پوچھا۔

"کیا اس حلیے کی کوئی عورت جہاز پر سوار ہوئی تھی؟"

ملازم کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"ہاں یاد آیا۔ ایک سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی عورت جہاز میں سوار ہوئی تھی۔"

کیٹی نے بے تابی سے پوچھا۔

"اس کے ساتھ کوئی آدمی بھی تھا؟"

ملازم دماغ پر زور دے کر کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔۔۔ ایک کالے رنگ کا اونچا لمبا دبلا پتلا گورا اس کے ساتھ تھا۔ یہ لوگ غالباً اس وقت آئے تھے جب جہاز چلنے والا تھا۔"

تھیو سانگ نے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ لوگ کس شہر کو جا رہے تھے؟"

بندرگاہ کے ملازم نے کہا۔

"اب یہ تو میں نہیں بتا سکتا۔ لیکن وہ جہاز بصرے کی طرف گیا ہے۔ ظاہر ہے اس میں بصرے کے مسافر بھی ہوں گے۔ اس کے آگے بابل شہر کو جانے والے بھی مسافر جہاز میں ہوں گے۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر اپنی خلائی زبان میں کہا۔

"وہ کمینہ پانڈو نجومی جولی سانگ کو لے کر اسی جہاز پر گیا ہے۔ ہمیں بھی اگلے جہاز میں بصرے اور پھر بابل کی طرف چلنا ہوگا۔ بابل میں تم ایراوتی کی مورتی سے ملاقات بھی کر سکو گی۔"

کیٹی نے خلائی زبان میں جواب دیا۔

"یہی مناسب لگتا ہے۔ اس سے معلوم کرو کہ اگلا جہاز بصرے کی طرف کب جائے گا۔"

جب تھیو سانگ نے اگلے جہاز کے بارے میں پوچھا تو بندرگاہ کے ملازم نے بتایا کہ اگلا جہاز ایک روز بعد شام کے وقت بصرے کی جانب روانہ ہوگا۔ کیٹی اور تھیو سانگ باتیں کرتے سرائے میں واپس آ گئے۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ اب ہم جولی سانگ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ

یا تو بصرے میں اس مکار نجومی پانڈو کے ساتھ ہوگی یا پھر بابل میں۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ پانڈو نجومی عرفانہ حاصل کرنے کے بعد ان دو شہروں میں سے کسی ایک شہر میں قیام ہونا چاہتا ہے۔"

کیٹی نے دانت بھینچ کر کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ایک بار جولی سانگ ہمیں مل جائے۔ پھر اس کمینے نجومی پانڈو سے بھی نمٹ لیں گے۔"

ایک رات اور دن تھیو سانگ اور کیٹی نے بندرگاہ کی سرائے میں گزاری۔ دو بندرگاہ پر آ گئے۔ گھوڑے انہوں نے وہیں فروخت کر دیئے تھے۔ بصرے کو جانے والا بادبانی جہاز بندرگاہ پر آ کر ساحل کے ساتھ لنگ کیا تھا۔ سامان لادا جا رہا تھا۔ مسافر بھی سوار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ تھیو سانگ اور کیٹی بھی کرایہ ادا کرنے کے بعد جہاز پر سوار ہو گئے۔ رات کے پہلے پہر میں ہوا چلنے لگی۔ جہاز کا لنگر اٹھانے کے بعد کپتان کے حکم سے بادبان کھول دیئے گئے اور جہاز سمندر میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس زمانے میں جہازوں کی رفتار تیز نہیں ہوا کرتی تھی۔ بادبانی جہاز ہوتے تھے۔ اگر سمندر میں ہوا بند ہو جاتی تو جہاز ہوا کے انتظار میں وہیں سمندر میں رک جاتا تھا۔ جب ہوا چلتی اور بادبانوں میں ہوا بھر جاتی تو وہ پھر اپنے سفر پر روانہ ہو جاتا۔ یوں سمندر میں سفر کرتے دس دن کے بعد یہ جہاز بصرے کی بندرگاہ کے ساتھ جا لگا۔ تھیو سانگ اور کیٹی بصرے کی ایک سرائے میں آ گئے۔ اس زمانے میں سرائیں ہوٹلوں کا کام دیا کرتی تھیں۔ یہاں کی فضا میں بھی نمناک ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو نہیں تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی کہنے لگی۔

"ہولی سانگ کی تو خوشبو روک دی گئی ہے مگر عنبر ناگ ماریا کی خوشبو بھی اس شہر میں نہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ اس شہر میں نہیں ہیں۔"

تھیو سانگ بولا۔

"لیکن ہم ہولی سانگ کے ساتھ ساتھ انہیں بھی ڈھونڈ لیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ ان کا بھی سراغ مل جائے۔"

دو دن تک کیٹی اور تھیو سانگ اس شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں میں عنبر ناگ ماریا اور خاص طور پر ہولی سانگ کو تلاش کرتے رہے۔ انہوں نے کئی ایک محلوں میں جا کر لوگوں سے پوچھا کہ کسی نے نیا مکان تو نہیں خریدا۔ مگر انہیں کہیں سے بھی ہولی سانگ اور عیار نجومی پانڈو کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"تھیو سانگ! نجومی پانڈو کے پاس بے بہا خزانہ ہے۔ وہ تو شہر کے باہر کوئی عالی شان محل خرید کر رہا ہوگا۔ اس شہر کے باہر جو محل بنے ہوئے ہیں وہاں چل کر دیکھنا ہوگا۔"

شہر کے باہر کچھ خوبصورت محل بنے ہوئے تھے۔ کیٹی اور تھیو سانگ نے ان کو بھی ایک ایک کر کے دیکھ لیا۔ یہاں بھی ہولی سانگ انہیں کہیں نظر نہ آئی۔ ایک ہفتہ ادھر رہنے کے بعد کیٹی اور تھیو سانگ نے شہر بابل کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ یہاں سے ایک قافلہ بابل شہر کی طرف جا رہا تھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ یہ

قافلہ دریاؤں اور صحراؤں میں سفر کرتا ہوا ایک ہفتے کے بعد شہر بابل پہنچ گیا۔ آج سے تین ہزار برس پہلے بابل کا شہر بڑا خوبصورت اور آباد شہر تھا۔

شہر کے گرد ایک چار دیواری تھی جس کے سات دروازے تھے۔ ان دروازوں پر ہر وقت پہرا لگا رہتا تھا تاکہ شہر میں فساد کرنے والے لوگ داخل نہ ہوں۔ عام لوگوں کو ہر وقت آنے جانے کی اجازت تھی۔ صرف رات کو شہر میں داخل ہونے والوں سے پوچھ گچھ کی جاتی تھی۔ شہر کے باہر ریت کے ٹیلے تھے۔ ان ٹیلوں میں کھجور بھی تھے اور جہاں پانی کے چشمے تھے وہاں کھجوروں اور شکتوں اور انگوروں کے باغ بھی تھے۔

تھیو سانگ اور کیٹی نے شہر کے اندر کسی سرائے میں ٹھہرنے کی بجائے شہر کے باہر والی ایک سرائے میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا اور وہاں دو کوٹھڑیاں کرائے پر لے لیں۔ اب انہوں نے سب سے پہلے بابل شہر میں جا کر ہولی سانگ کی تلاش شروع کر دی۔ دن بھر وہ جگہ جگہ ہولی سانگ کا سراغ لگاتے رہے مگر انہیں ہولی سانگ اور پانڈو نجومی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ حقیقت یہ تھی کہ ہولی سانگ اور پانڈو اس بابل شہر میں تھے مگر انہوں نے شہر سے شمال کی جانب سات میل کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے کنارے کھجوروں کے ایک باغ میں شاندار محل خرید لیا تھا اور وہیں رہنے لگے تھے۔ نجومی پانڈو نے خزانے کے صندوق کو اپنے محل کی بیٹھک کی فرش کھود کر زمین میں دبا دیا تھا۔ صرف کچھ ہیرے جواہرات بچ گئے تھے اس نے محل خریدا تھا اور باقی جواہرات بیچ کر سونے کے سکے حاصل کر کے انہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک کوٹھڑی میں مرتبانوں میں بھر کر رکھ لیا تھا۔ پانڈو نجومی کے پاس اتنی دولت آگئی تھی کہ اب اسے کسی شے کی اور کام کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بس وہ سارا دن محل میں بستر پر پڑا آرام کرتا اور جولی سانگ نوکروں سے طرح طرح کے کھانے پکواتی رہتی تھی۔ یہ دونوں بابل شہر میں بھی آتے تھے۔ پانڈو نجومی نے ایک کشتی بھی خرید لی تھی جس میں بیٹھ کر وہ اور جولی سانگ شام کے وقت دریا کی سیر کرتے تھے۔

جب تھیو سانگ اور کیٹی نے شہر کو اچھی طرح چھان مارا اور انہیں عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کا کوئی سراغ نہ مل سکا تو تھیو سانگ کہنے لگا۔

"کیوں نہ اب تم ایراوتی کی مورتی والے مینار میں جا کر اس سے ملاقات کرو۔ شاید وہ ہمیں کوئی طاقت عطا کر دے۔"

کیٹی کا دل نہیں چاہتا تھا کہ ایراوتی مورتی کے پاس جائے کیونکہ اسے اپنے جن دوست کی باتوں پر اب زیادہ اعتبار نہیں رہا تھا۔ لیکن جب تھیو سانگ نے اسے یہ کہا کہ آخر ایک سنہری موقعہ مل رہا ہے تو اس سے کیوں نہ فائدہ اٹھایا جائے۔

"تم ایراوتی کی مورتی کے پاس تو جاؤ۔ ممکن ہے وہ تمہیں کوئی طاقت دے دے۔ اگر طاقت نہیں دے گی تو تم سے کچھ چھین بھی تو نہیں سکتی۔ جا کر آزمانے میں کیا حرج ہے؟"

کیٹی مان گئی۔ چنانچہ ایک دن صبح صبح تھیو سانگ اور کیٹی بابل شہر کے جنوب والے مینار کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔ پہلے تو کیٹی مذاق ہی سمجھ رہی تھی اور اسے یقین تھا کہ یہاں ایراوتی کی مورتی والا کوئی مینار

نہیں ہوگا۔ لیکن جب دریا کے کنارے انہیں دور ایک مینار ابھرا ہوا دکھائی دیا تو تھیو سانگ کہنے لگا۔

"لگتا ہے تمہارے جن دوست نے اس بار تم سے مذاق نہیں کیا۔ وہ دیکھو۔ سامنے مینار موجود ہے۔"

یہ مینار ریت کے ایک ٹیلے کی دائیں جانب دریا کے کنارے پر واقع تھا اور ٹوٹا پھوٹا تھا۔ صاف لگ رہا تھا کہ ایک عرصے سے کسی نے اس مینار کی مرمت نہیں کی۔ کیٹی مینار کے قریب آ کر کہنے لگی۔

"تھیو سانگ! کہیں اس مینار کی کوٹھڑی میں داخل ہونے کی وجہ سے ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں؟"

تھیو سانگ نے پوچھا۔ "کیا تمہارے جن دوست نے پہلے کبھی تمہیں کسی مصیبت میں ڈالا ہے۔"

"نہیں۔" کیٹی بولی۔ پہلے ایسے کبھی نہیں ہوا۔

تو تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اب بھی ایسا نہیں ہوگا۔ وہ دیکھو۔ سامنے مینار کے نیچے ایک راستہ جاتا ہے۔ تم اس کے اندر جاؤ۔ میں باہر اسی جگہ تمہارا انتظار کرتا ہوں۔ کیونکہ میرا تمہارے ساتھ جانا مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مہم پر تمہیں اکیلی ہی جانا چاہئے۔"

وہاں ریت کے ٹیلے کے پاس جنگلی بیری کا ایک درخت تھا۔ تھیو سانگ اس بیری کے نیچے بیٹھ گیا اور کیٹی مینار کی طرف بڑھی۔ مینار کی حالت بڑی شکستہ تھی۔ ایک چھوٹا سا تنگ و تاریک راستہ نیچے تہہ خانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں جاتا تھا۔ جن دوست نے یہی راستہ بتایا تھا۔ کیٹی نے جھک کر دیکھا۔ اندھیرے میں ایک زینہ نیچے جا رہا تھا۔ کیٹی زینہ اترنے لگی۔ اب وہ ایک چھوٹی سے تنگ و تاریک کوٹھڑی میں تھی۔ پہلے تو اسے اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اس نے غور سے دیکھا تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک عورت کا بت آدھا زمین میں دھنسا ہوا ہے۔ عورت کے بت کا صرف اوپر والا دھڑ ہی باہر تھا۔ عورت کی آنکھیں پتھر کی تھیں اور سر پر ایک چھوٹی سی کالی بلی کی مورتی بیٹھی ہوئی تھی۔

کیٹی نے پہلے تو سوچا کہ وہاں سے چلی جائے۔ کہیں جن نے اس کے ساتھ مذاق نہ کیا ہو اور وہ خواہ مخواہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔ پھر اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ مورتی جس کا نام ایراوتی بتایا گیا ہے اسے سچ مچ کوئی طاقت دے دے۔ اس کے پاس بھی تو کوئی طاقت ہونی چاہئے عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ جولی سانگ ..... سب کے پاس ایک ایک طاقت ہے۔ صرف میرے پاس ہی نہیں ہے۔ میرے پاس بھی کوئی طاقت ہونی چاہئے۔ وہ سوچنے لگی اگر ایراوتی مورتی نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس قسم کی طاقت چاہئے تو وہ کیا جواب دے گی۔ کیٹی سوچنے لگی کہ وہ کیسی طاقت حاصل کرے؟ عنبر مر نہیں سکتا تھا۔ اس پر تلوار اثر نہیں کرتی تھی۔ ماریا غائب ہو کر فضا میں اڑتی تھی۔ ناگ سانپ بن جاتا تھا۔ تھیو سانگ انگلی سے چیزوں کو چھونا کر دیتا تھا۔ جولی سانگ مردہ لاش کو چھو کر اس سے باتیں کر سکتی تھی۔ اسے کیا کرنا چاہئے؟ کیٹی کو سوچتے سوچتے خیال آیا کہ کیوں نہ وہ ایسی طاقت حاصل کرے جس کی مدد سے وہ

نہ صرف یہ کہ مردہ لاشوں سے گفتگو کرے بلکہ مردوں کی دنیا کی سیر بھی کر سکے اور جس مردہ لاش کو چاہے زندہ کر کے اپنے ساتھ بھی لے کر چل سکے۔ یہ طاقت کیٹی کو بہت پسند آئی۔ وہ بڑے فخر سے پھر عنبر ناگ ماریا اور دوسرے دوستوں کو بتا سکے گی کہ اس کے پاس ایسی طاقت ہے جو ان میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔

یہ سوچ کر کیٹی فرش میں آدھی دھنسی ہوئی ایراوتی کی مورتی کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"اے ایراوتی کی مورتی! میں مورتیوں اور بتوں کی قائل نہیں ہوں۔ لیکن مجھے تمہارے پاس جن دوست نے بھیجا ہے۔ کیا تو اسے جانتی ہے؟"

کوٹھڑی میں تیز ہوا کا جھونکا آ کر گزر گیا۔ شوکر کی آواز آئی اور ایراوتی کے بت میں حرکت پیدا ہوئی۔ ایراوتی کے بت نے گردن ذرا سی اوپر اٹھا کر اپنی پتھریلی آنکھوں سے کیٹی کی طرف دیکھا اور عجیب سی مردانہ آواز میں کہا۔

"جس نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں اس کا بڑا احترام کرتی ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس نے تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا ہے۔ بول تو مجھ سے کس قسم کی طاقت حاصل کرنا چاہتی ہے۔"

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی۔

"ایراوتی! مجھے ایسی طاقت دے دے کہ میں پرانے اور نئے مردے سے باتیں کر سکوں۔ اس کے ساتھ مل کر مردوں کی دنیا کی سیر کر سکوں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب چاہوں لاش کو زندہ کر کے اپنے ساتھ رکھ سکوں۔"

ایراوتی کی مورتی ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گئی۔ پھر اس کی آواز آئی۔

"یہ طاقت تو میں تمہیں دے سکتی ہوں۔ مگر اس میں کچھ خطرے بھی ہیں۔ کیا تم ان خطروں کو قبول کرتی ہو؟"

کیٹی نے پوچھا۔ "مثلاً کون سے خطرے ہیں؟"

ایراوتی کی مورتی نے کہا۔ "مثلاً اس میں یہ خطرہ بھی ہے کہ مردہ لاش کو اگر تم پسند آ گئیں تو وہ تمہیں اپنی دنیا میں لے جائے گی اور پھر تم قیامت تک مردوں کی دنیا سے باہر نہ آ سکو گی۔"

کیٹی سوچ میں پڑ گئی۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر وہ کیا کرے گی۔ اس نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی مردہ لاش مجھے پسند ہی نہ کرے؟ یا پھر میں کسی طریقے سے مردوں کی دنیا سے واپس آ جاؤں؟"

ایراوتی کی مورتی نے کہا۔

"ایسا کوئی طریقہ میرے پاس نہیں ہے۔ یہ خطرہ تمہاری طاقت کے ساتھ ساتھ رہے گا۔ اگر تمہیں منظور ہے تو میں تمہیں ابھی یہ طاقت دیئے دیتی ہوں۔"

کیٹی الجھن میں پڑ گئی۔ اسے نئی طاقت حاصل کرنے کا شوق بھی تھا اور یہ خدشہ بھی تھا کہ کوئی مردہ اسے پسند کر کے اپنی دنیا میں لے گیا تو وہ کیا کرے گی؟ اس نے دل میں سوچا کہ وہ کسی مردہ لاش سے بے تکلف نہ

ہو گی اور ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گی کہ مردہ لاش اسے پسند کرنے لگے۔ اس نے ایراوتی سے کہا۔

"میں یہ خطرہ مول لینے کو تیار ہوں۔ مجھے یہ طاقت دے دو۔"

ایراوتی کی مورتی نے کہا۔ "کیٹی! ایک بار پھر سوچ لو۔ کیونکہ ایک بار تمہیں یہ طاقت مل گئی تو پھر واپس نہیں لی جا سکے گی اور یہ خطرہ تمہارے ساتھ رہے گا۔"

کیٹی دل میں پکا فیصلہ کر چکی تھی۔ کہنے لگی۔

"ایراوتی کی مورتی! مجھے منظور ہے۔ میں نے طاقت حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

ایراوتی کی مورتی بولی۔

"میں ایک بار پھر تمہیں یہ بتانا اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ اگر اس طاقت کی وجہ سے تم کسی مصیبت میں پھنس گئیں تو پھر نہ میں تمہاری مدد کر سکوں گی اور نہ تمہارا جن دوست ہی تمہاری مدد کو پہنچ سکے گا۔"

کیٹی نے کہا۔ "میں نے سب کچھ سوچ کر فیصلہ کیا ہے ایراوتی! تم مجھے یہ طاقت دے دو۔"

ایراوتی کی مورتی خاموش ہو گئی۔ اس کے سر پر بیٹھی ہوئی بلی کی زرد آنکھیں چمکنے لگیں۔ ایراوتی کی مورتی نے کہا۔

"کیٹی! تم جس جگہ کھڑی ہو اسی جگہ کھڑی رہنا اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلنا۔"

کیٹی جہاں کھڑی تھی وہیں جم گئی۔ ایراوتی کی مورتی کے سر پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلی بلی بیٹھی تھی۔ اچانک اس کی آنکھوں سے روشنی کی شعاعیں نکل کر کیٹی کے جسم پر پڑیں۔ کیٹی کو ایسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں آگ لگا دی ہے۔ وہ اپنی جگہ پر ایک فٹ اوپر کو اچھلی اور پھر ہمت کر کے وہیں کھڑی ہو گئی۔ بلی کی آنکھوں کی زرد روشنی ابھی تک اس کے جسم میں داخل ہو رہی تھی۔ پھر بلی کی آنکھوں کی روشنی ایکدم سے بند ہو گئی۔ کیٹی کا جسم جو گرم ہو گیا آہستہ آہستہ اپنی درست حالت پر آگیا۔ ایراوتی کی مورتی نے کہا۔

"کیٹی! تمہیں مبارک ہو۔ جس طاقت کی تم نے خواہش کی تھی وہ تمہیں مل گئی ہے۔ جاؤ اور اس طاقت کو کسی مردہ لاش پر آزما کر دیکھ لو۔ ہاں ایک بات یاد رکھنا۔ مردہ لاش تمہیں دنیا اور دنیا کے بعد کی بہت سی باتیں بتائے گی مگر جن باتوں کی بتانے کی اسے اجازت نہیں ہوگی وہ راز تمہیں کبھی نہیں بتائے گی اور ایسے راز بتانے کے لئے کسی مردہ لاش کو مجبور بھی نہ کرنا۔ کیا تم وعدہ کرتی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں۔"

ایراوتی کی مورتی نے کہا۔

"یہ میں تمہیں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ مرنے کی بعد کی دنیا ایک راز ہے۔ اور اس کی بعض باتیں ایسی ہیں جو زندہ انسانوں کو کبھی نہیں بتائی جا سکتیں۔ ان باتوں کا راز مرنے کے بعد ہی کھلتا ہے۔ اب تم جاؤ۔"

کیٹی نے ایراوتی کی مورتی کا شکریہ ادا کیا۔ مگر مورتی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ دوبارہ پتھر کی مورتی بن چکی تھی۔ کیٹی خوش خوش چلتا

والے تہہ خانے سے باہر آگئی۔ چوری کے درخت کے نیچے تھیو سانگ اس کے انتظار میں بیٹھا کھڑیاں گن رہا تھا۔ کیٹی جب اس کے پاس آئی تو تھیو سانگ نے پوچھا۔

"کہو! کیا تمہیں کوئی نئی طاقت ملی؟"

کیٹی کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا۔ کہنے لگی۔

"تھیو سانگ بھائی! اب تم لوگ مجھے یہ طعنہ نہیں دے سکتے کہ میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے اب مجھے بھی ایک ایسی طاقت مل گئی ہے جو تم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔"

تھیو سانگ اٹھتے ہوئے بولا۔

"بڑی خوشی کی بات ہے کیٹی۔ مگر کچھ مجھے بھی تو بتاؤ کہ ایراوتی کی مورتی نے تمہیں کونسی طاقت عطا کی ہے۔"

جب کیٹی نے اسے اپنی طاقت کے بارے میں بتایا تو تھیو سانگ بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"یہ تو بڑی کمال کی طاقت ہے کیٹی! بولی سانگ تو صرف مردہ لاش سے باتیں ہی کر سکتی ہے۔ مگر تم تو مردہ لاش کو زندہ کر کے اپنے ساتھ بھی رکھ سکو گی اور مردوں کی دنیا کی سیر بھی کیا کرو گی۔"

کیٹی نے کچھ فکر مند سا ہو کر کہا۔

"لیکن اس میں ایک خطرہ بھی ہے تھیو سانگ؟" "کونسا خطرہ؟" تھیو سانگ نے تعجب سے پوچھا۔

کیٹی نے کہا۔ "ایراوتی نے کہا ہے کہ اگر کسی مردہ لاش نے مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پسند کر لیا تو میں کسی ایسی مصیبت میں پھنس سکتی ہوں جس سے نجات حاصل کرنا ناممکن ہو جائے گا۔"

تھیو سانگ ہنستے ہوئے بولا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی مصیبت ایسا نہیں گزرتا ہوگا کہ جس میں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنسیں اور دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہیں کی جس میں پھنس کر ہم اس سے باہر نہ نکل آتے ہوں۔ اس لئے ایسی فکر کرنی تو بیکار ہے۔ رہی یہ بات کہ کوئی مردہ تم پر عاشق ہو جائے گا تو یہ بڑی دلچسپ بات ہوگی۔ میں دیکھنا چاہوں گا کہ کون سا مردہ تم پر عاشق ہوتا ہے۔"

کیٹی نے ناراض ہو کر کہا۔

"تھیو سانگ! تم کو مذاق سوجھ رہا ہے اور مجھے پریشانی لگی ہے کہ میری طاقت کہیں مجھے کسی مشکل میں گرفتار نہ کر دے۔"

تھیو سانگ نے کیٹی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی مردہ کبھی کسی پر عاشق نہیں ہوا کرتا اب آؤ چل کر ہولی سنگ کو تلاش کرتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "لیکن پہلے میں اپنی طاقت تو آزما کر دیکھ لوں۔ چلو پہلے کسی قبرستان میں چل کر میں اپنی طاقت کا امتحان لیتی ہوں۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی مردہ ہمیں ہولی سانگ کے بارے میں بتا دے۔"

تھیو سانگ نے یہ کہا اور وہ کسی قبرستان کی تلاش میں نکل کھڑے

ہوئے۔ شہر سے باہر کوئی قبرستان انہیں نہ ملا۔ وہ شہر پناہ کے اندر چلے آئے۔ آخر ایک جگہ پرانے قلعے کی دیوار کے پیچھے انہیں ایک قبرستان مل گیا۔ اس قبرستان میں کچھ نئی نئی قبریں بھی تھیں اور پرانی قبریں بھی تھیں۔ تھیو سانگ نے مشورہ دیا کہ ہمیں کسی پرانی قبر کے مردے کو زندہ کرنا چاہئے۔ کیٹی کہنے لگی۔

"میں کسی مردہ عورت کی لاش کو زندہ کرنا زیادہ پسند کروں گی۔ کم از کم وہ مجھ پر عاشق تو نہیں ہوگی۔"

تھیو سانگ بولا۔

"مگر پرانے زمانے میں عورتیں بھی عورتوں سے پیار کرتی رہی ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "میں اسے نہیں مانتی۔ کم از کم میرے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔ اگر وہ مجھ پر عاشق ہو بھی گئی تو میں اسے اپنی بہن بنا لوں گی اور اس کے ساتھ مردوں کی دنیا میں نہیں جاؤں گی۔ کیونکہ ایرونی کی سورتی نے کہا تھا کہ جو مردہ تم پر عاشق ہوگا وہ تمہیں مردوں کی دنیا میں لے جائے گا اور پھر وہاں سے تم باہر نہ نکل سکو گی۔"

تھیو سانگ بولا۔ "تو پھر چلو کسی عورت کی قبر پر چلتے ہیں۔"

کچ سے ہزاروں برس پہلے بھی قبروں کے پیچھے پتھر لگا کر اس پر مرنے والے یا مرنے والی کا نام اور عمر لکھ دی جاتی تھی۔ ایک قبر پر تیس برس کی مردہ عورت کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ نام لوشیا تھا۔ اس قبر میں تیس برس کی نوجوان لڑکی لوشیا کی لاش دفن تھی۔ قبر سے معلوم ہوتا تھا کہ لوشیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو مرے زیادہ دن نہیں ہوئے۔ قبر بالکل نئی نئی بنی ہوئی تھی۔ کیٹی نے ادھر ادھر دیکھا اور بولی۔

"ابھی دن کا وقت ہے تھیو سانگ اور کچھ لوگ بھی قبرستان میں نظر آرہے ہیں۔ ہم ان کے سامنے قبر نہیں کھول سکتے۔"

تھیو سانگ نے بھی ماحول کا جائزہ لیا اور یہی رائے دی کہ ہمیں آدھی رات کو آنا چاہئے جب قبرستان میں کوئی انسان نہ ہو۔ وہ وہاں سے نکل کر شہر میں آگئے۔ پھر سرائے میں آکر رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

جب رات آدھی گزر گئی تو کیٹی اور تھیو سانگ شہر کے دروازے میں سے گزر کر قبرستان میں آگئے۔ قبرستان میں ہو کا عالم تھا۔ خاموشی اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے قبر کے پتھر اکھاڑنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد قبر سرہانے کی طرف سے کھل گئی۔ قبر کے اندھیرے میں کیٹی اور تھیو سانگ نے سفید کفن سے باہر نکلا ہوا ایک خوبصورت لڑکی کا چہرہ دیکھا جو مردہ تھا اور جس پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی۔

زیر زمین خفیہ دنیا

مردہ لڑکی خوبصورت تھی۔

اس کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ تھیو سانگ نے بھی جھک کر کفن میں سے نکلا ہوا مردہ لڑکی کا چہرہ دیکھا اور بولا۔

"اس کا تو ابھی کفن بھی میلا نہیں ہوا کیٹی!"

کیٹی کی آنکھیں مردہ لڑکی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ کہنے لگی۔

"تھیو سانگ! اس کو مردہ دیکھ کر اس سے باتیں کرنے کو دل چاہتا ہے تو یہ جب زندہ ہوگی تو کتنی خوبصورت ہوگی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"تم جذباتی ہو رہی ہو کیٹی۔ اپنی طاقت کا امتحان لو اور اگر لڑکی تم سے بات کرے تو اس سے پوچھ کہ ڈولی سانگ یہاں کہاں ہے اور تھور چانگ ماریا ہمیں کہاں ملیں گے؟"

کیٹی کے لئے کسی مردہ لاش سے بات کرنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ اس نے مردہ لڑکی لوشیا کے خوبصورت مگر بے جان چہرے کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا۔ لاش کا ماتھا برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"میں کیٹی ہوں۔ مجھ سے بات کرو۔"

لاش پر سے کیٹی نے ہاتھ اٹھا لیا۔ مردہ لڑکی نے آہستہ سے آنکھیں پوری کھول دیں۔ اپنا چہرہ سیدھا کیا اور کیٹی کی طرف دیکھا۔ قبر کی تاریکی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور رات کے اندھیرے میں سرد لڑکی کا گورا چہرہ کنول کے پھول کی طرح لگ رہا تھا۔ کیٹی کے ہاتھ لگانے سے سرد لڑکی لوشیا میں عارضی طور پر زندگی واپس آگئی تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کمزور آواز میں کہا۔

"تم نے مجھے موت کی گہری نیند سے کیوں جگایا؟"

کیٹی نے بڑے فخر سے قبر کے باہر بیٹھے ہوئے نمیو سانگ کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو۔ دیکھ لو۔ مجھ میں مردوں سے بات کرنے کی طاقت آگئی ہے۔ اب وہ اپنی دوسری طاقت آزمانا چاہتی تھی کہ کیا وہ مردوں کی دنیا کی سیر کر سکتی ہے؟ کیٹی نے سرد لڑکی لوشیا سے کہا۔

"لوشیا! کیا تم مجھے مردوں کی دنیا کی سیر کرا سکتی ہو۔"

سرد لڑکی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا۔

"مردوں کی دنیا ایک ویران دنیا ہے۔ وہاں کی سیر کر کے تم اداس ہو جاؤ گی۔"

کیٹی نے کہا۔

"لوشیا! میرے سوال کا جواب دو۔ کیا تم مجھے مردوں کی دنیا کی سیر کرا سکتی ہو؟"

سرد لڑکی بولی۔ "میں تمہارے حکم کی پابند ہوں۔ اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمہیں قبر کے نیچے مردوں کی دنیا میں لے جا سکتی ہوں۔"

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ اس کے پاس ایک ایسی طاقت آگئی تھی جو جولی سانگ کے پاس بھی نہیں تھی۔ جولی سانگ مردوں سے بات ضرور کر

سکتی تھی مگر وہ مردوں کی دنیا کی سیر نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے سرد لڑکی سے کہا۔

"ٹھیک ہے لوشیا! لیکن میں ابھی مردوں کی دنیا کی سیر نہیں کروں گی۔ پھر کبھی سہی۔ ابھی تم مجھے صرف یہ بتاؤ کہ میری سہیلی جولی سانگ یہاں بابل شہر میں کہاں پر ہے؟"

سرد لڑکی لوشیا نے آنکھیں بند کر لیں۔ دوبارہ آنکھیں کھول کر کیٹی کی طرف دیکھا اور کمزور آواز میں کہنے لگی۔

"مجھے معلوم ہے جولی سانگ کہاں ہے۔ مگر مجھے یہ راز تمہیں بتانے کی اجازت نہیں ہے۔"

کیٹی نے حیران ہو کر قبر کے باہر بیٹھے نمیو سانگ کی طرف دیکھا اور اپنی خلائی زبان میں کہا۔ "یہ سرد عورت تو جولی کے بارے میں کچھ نہیں بتا رہی؟ اب کیا کریں؟" نمیو سانگ نے خلائی زبان میں جواب دیا۔

"اس سے خبر ناک ماریا کے متعلق پوچھو۔"

کیٹی نے سرد لڑکی سے پوچھا۔

"لوشیا تم خبر ناک ماریا کے بارے میں بتاؤ گی کہ وہ کہاں ہیں؟ کس شہر میں ہیں اور کس حال میں ہیں؟"

سرد لڑکی لوشیا نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ایک سیکنڈ بعد آنکھیں کھولیں اور بولی۔

"میں نے خبر ناک ماریا کو دیکھ لیا ہے۔ لیکن مجھے ان کے بارے میں تمہیں کچھ بتانے کی اجازت نہیں مل رہی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے جھنجھلا کر کہا۔

"یہ تم کس سے اجازت طلب کرتی ہو؟"

مردہ لڑکی کے چہرے کا رنگ اور زیادہ سفید ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"ایسی گستاخانہ بات پھر اپنی زبان سے مت نکالنا۔ تم زندہ لوگ ہم مردہ لوگوں کی دنیا کے اصولوں اور ضابطوں سے واقف نہیں ہو۔ بعض باتیں بتانے کی ہمیں اجازت نہیں ہے اور ہم انہیں کبھی نہیں بتا سکتے۔ اگر کچھ اور پوچھنا ہے تو پوچھو۔ میں واپس موت کی نیند سونا چاہتی ہوں۔"

کیٹی نے کہا۔

"جو کچھ مجھے تم سے پوچھنا تھا پوچھ لیا تم نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اب مجھے کچھ نہیں پوچھنا۔ تم موت کی دنیا میں واپس جا سکتی ہو۔"

اس کے ساتھ ہی مردہ لڑکی کے چہرے پر ایک بار پھر مردنی چھا گئی اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ کیٹی قبر سے باہر آ گئی۔ تھیو سانگ نے قبر کے اوپر پتھر رکھتے ہوئے کہا۔

"اس مردہ لاش نے ہمیں نہ تو جولی سانگ کے بارے میں کچھ بتایا اور نہ عنبر ہانگ کی کوئی خبر دی۔ لیکن تم امتحان میں کامیاب ہو گئی ہو۔ اب تم نہ صرف یہ کہ مردوں سے بات چیت کر سکتی ہو بلکہ مردوں کی دنیا کی سیر بھی کر سکتی ہو۔"

کیٹی نے لمبا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"اگر اس کا کیا فائدہ؟ جب ہمیں عنبر ہانگ ماریا اور جولی سانگ کی کوئی خبر نہیں مل سکی۔"

تھیو سانگ ہاتھوں پر سے مٹی جھاڑتے ہوئے بولا۔

"ناامید ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم خود اپنے دوستوں کو تلاش کر لیں گے۔ آؤ شہر کی طرف چلتے ہیں۔"

کافی دیر تک تھیو سانگ اور جولی سانگ بابل شہر کے بازاروں اور گلیوں میں چکر لگاتے رہے۔ انہیں کہیں بھی جولی سانگ کا سراغ نہ ملا۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ وہاں سے سات میل دور شمال کی جانب جولی سانگ نجوی پانڈو کے عالی شان دریا کنارے والے محل میں مہمان ہے۔ اگر جولی سانگ کے جسم سے خوشبو نکل رہی ہوتی تو وہ فوراً اس کے پاس پہنچ جاتے لیکن جولی سانگ کی یادداشت گم ہونے کے بعد اس کی خوشبو بھی رک گئی تھی۔ شام ہوتے ہی دونوں سرائے میں آ گئے۔

رات کو کیٹی نے تھیو سانگ سے کہا۔

"اس طرح تو ہم عنبر ہانگ ماریا اور جولی سانگ کا کچھ پتہ نہیں لگا سکیں گے۔ ہم نے بابل شہر کا کونہ کونہ چھان مارا ہے ہمیں جولی سانگ کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"کچھ روز اور دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر ناکامی ہوئی تو ہم یہاں سے ملک یونان کی طرف نکل جائیں گے۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمارے دوستوں کا کچھ سراغ مل جائے۔"

کیٹی کے دل میں ایک نئی خواہش ابھر رہی تھی مگر وہ تھیو سانگ کو ناراض ہوتے ہوئے بھی رہی تھی۔ جب تھیو سانگ نے کہا کہ وہ کچھ دنوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد بابل شہر سے یونان کی طرف چل دیں گے تو کیٹی نے اس کے آگے اپنے دل کی خواہش کا اظہار کر ہی دیا۔

"تھیو سانگ! میں چاہتی ہوں کہ کیوں نہ ایک بار مردوں کی دنیا میں جا کر اپنے دوستوں کو تلاش کر لوں؟"

تھیو سانگ نے چونک کر کیٹی کی طرف دیکھا۔

"تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

کیٹی بولی۔ "میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مردہ لڑکی لوشیا مجھے مردہ لوگوں کی دنیا میں لے جا سکتی ہے۔ اگر میں تھوڑی دیر کے لئے مردوں کی دنیا کا چکر لگا آؤں تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ اس طرح سے ممکن ہے کہ وہاں کسی ذریعے سے مجھے عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کا کچھ پتہ چل جائے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔ "میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ یاد نہیں ایراوتی کی مورتی نے خبردار کیا تھا کہ مردوں کی دنیا میں اگر کسی مردے نے تمہیں پسند کر لیا تو پھر تم اس دنیا سے کبھی واپس اپنی دنیا میں نہیں آسکو گی۔"

کیٹی نے سر جھٹک کر کہا۔

"تھیو سانگ بھائی تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو۔ بھلا کبھی کوئی مردہ بھی کسی پر عاشق ہوا ہے؟ ایراوتی کی مورتی نے یونہی مجھے ڈرانے کے لئے کہہ دیا ہوگا۔ اور پھر ہمیں اپنے دوستوں کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ ہم خطرناک اور ڈراؤنے جنگلوں اور آسیبی قلعوں میں اپنے دوستوں کو تلاش

کرتے رہے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے میں مردوں کی دنیا میں چلی جاؤں گی تو کیا فرق پڑے گا؟"

تھیو سانگ نے کیٹی کو ہلکی سی ڈانٹ کے ساتھ کہا۔

"میں تمہیں مردوں کی دنیا میں جانے کی کبھی اجازت نہیں دوں گا۔ بس اس کے بعد یہ ذکر مت کرنا۔"

اور تھیو سانگ چارپائی پر چادر لے کر لیٹ گیا۔

"میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ تم اگر چاہو تو اپنی کوٹھڑی میں جا کر آرام کر سکتی ہو۔ ہاں اندر سے کنڈی لگا لینا۔"

کیٹی خاموشی سے اٹھ کر اپنی کوٹھڑی میں آگئی۔ اسے تھیو سانگ سے بھائیوں کی طرح پیار تھا مگر تھیو سانگ کی ڈانٹ اسے اچھی نہیں لگی تھی۔ اس کے دل میں اس ڈانٹ نے بغاوت کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ پہلے تو اس کی خواہش یہی تھی اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مردوں کی دنیا میں ضرور جائے گی اور وہاں جا کر عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کے ٹھکانوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گی اور جب واپس آکر تھیو سانگ کو بتائے گی کہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ فلاں جگہ پر ہیں تو وہ حیران رہ جائے گا۔ ویسے بھی کیٹی کو بڑا شوق تھا کہ مردوں کی دنیا میں جا کر دیکھے کہ وہ کس قسم کی دنیا ہے۔ مردے وہاں کس طرح سے رہتے ہیں؟ کیا وہاں وہ زندہ ہوتے ہیں یا لاشوں کی طرح پڑتے رہتے ہیں؟

اس وقت رات کے دس بجے ہوں گے۔ کیٹی کی کوٹھری میں چراغ جل رہا تھا۔ کیٹی آہستہ سے چارپائی پر سے اٹھی۔ اس نے چراغ پھونک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مار کر بجھا دیا اور بڑی احتیاط سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ ساتھ والی کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ تھیو سانگ آرام کر رہا تھا۔ کیٹی چپکے سے سرائے سے نکل کر پرانے قبرستان کی طرف روانہ ہو گئی۔ دل میں یہی خیال تھا کہ وہ گھنٹہ دو گھنٹہ مووں کی دنیا کی سیر کر کے واپس آجائے گی اور تھیو سانگ کو پتہ ہی نہیں چلے گا۔ اور اگر اسے خبر ہاگ ماریا اور جولی سانگ کا کوئی سراغ مل گیا تو وہ بڑے فخر سے آکر تھیو سانگ کو بتائے گی کہ دیکھا میں نے آخر اپنے ساتھیوں کا نشان ڈھونڈ نکالا۔

یہی کچھ سوچتی ہوئی کیٹی قبرستان میں داخل ہو گئی۔ قبرستان میں اندھیرا چھا رہا تھا۔ گہری خاموشی تھی۔ قبرستان میں سوائے خاموشی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیٹی لوشیا کی قبر پر آگئی۔ اس کی قبر کا پتھر ہٹایا۔ نیچے سفید کفن میں لوشیا کی لاش کا زرد مووی چہرہ ایک طرف کو ڈھلکا پڑا تھا۔ وہ موت کی گہری نیند سو رہی تھی۔

کیٹی نے آہستہ سے مووی لوشیا کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ماتھا برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"اے مووی لوشیا! میں کیٹی ہوں۔ مجھ سے بات کر۔"

مووی لوشیا کی گردن سیدھی ہو گئی۔ کیٹی نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ مووی لوشیا نے کیٹی کی طرف آنکھیں کھول کر دیکھا اور کہا۔

"پوچھو۔ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتی ہو؟ میں تمہارے حکم کی پابند ہوں۔"

کیٹی کا دل ایک پل کے لئے دھڑکا۔ وہ مووں کی دنیا میں جاتے کچھ

گھبرانے لگی۔ لیکن جلد ہی اس طرف پر اس کی خواہش نے غلبہ حاصل کر لیا اور وہ بولی۔

"لوشیا! میں مووں کی دنیا کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے مووں کی دنیا کی سیر کراؤ۔"

مووی لوشیا کا چہرہ ساکت ہو گیا۔ اس نے گہری سانس بھر کر کہا۔

"کیٹی! ایک بار پھر سوچ لو۔"

کیٹی نے سٹ پٹا کر کہا۔

"میں نے سوچ لیا ہے۔ تم بھی تھیو سانگ کی طرح مجھے سمجھانے نہ کرو۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ مجھے مووں کی دنیا کی سیر کرالو۔ لیکن میں تھوڑی دیر سیر کرنے کے بعد واپس آجانا چاہتی ہوں۔"

مووی لوشیا نے کہا۔

"تم مووں کی دنیا میں جا کر اگر چاہو تو ایک سیکنڈ بعد بھی واپس آسکتی ہو۔ لیکن اگر وہاں کوئی گڑبڑ ہو گئی تو پھر میں بھی تمہاری کوئی مدد نہ کر سکوں گی۔ یہ سوچ لو۔"

کیٹی جھنجلا کر کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے سوچ لیا ہے۔ تم مجھے مووں کی دنیا میں لے چلو۔"

مووی لوشیا نے آنکھیں بند کر لیں۔ لاش پر ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ قبرستان میں ہوا درختوں کی شاخوں سے ٹکرا کر جیسے رو رہی تھی۔ عجیب درد ناک سی آوازیں آنے لگی تھیں۔ کیٹی کو ایک لمحے کے لئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوف سا محسوس ہوا مگر وہ خلائی عورت تھی۔ اس نے بہت جلد اس خوف کو دور کر دیا اور مردہ لوشیا کے چہرے کو دیکھنے لگی کہ یہ کب آنکھیں کھولتی ہے۔

مردہ لوشیا نے آنکھیں کھول دیں۔ اور کہا۔

"قبر میں اتر آؤ کیٹی! مردوں کی دنیا میں جانے والا دروازہ کھل گیا ہے۔"

کیٹی نے پوچھا۔ "کیا مردوں کی دنیا کو راستہ قبر میں سے ہو کر جاتا ہے؟"

مردہ لوشیا نے کہا۔

"ہاں! مردوں کی دنیا کو جانے والا راستہ قبروں میں سے ہو کر ہی جاتا ہے۔ کیا تم ڈر رہی ہو کیٹی؟"

کیٹی نے گردن اٹھا کر کہا۔

"میں کیوں ڈرنے لگی؟"

اور اس کے ساتھ ہی کیٹی قبر میں اتر گئی۔ قبر اوپر سے تنگ لگتی تھی۔ لیکن جب کیٹی اس کے اندر اتری تو اس نے دیکھا کہ وہ اندر سے کافی کھلی تھی اور مردہ لوشیا کے پاؤں کی طرف دیوار میں ایک کھڑکی تھی جس کا دروازہ کھلا تھا اور اس میں سے پھیکی پھیکی نیلی پراسرار روشنی قبر میں آنے لگی تھی۔ مردہ لوشیا بھی اب اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کفن اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیا اور کیٹی کے آگے کھڑکی کے پاس آگئی۔ ان کے سر قبر کی چھت کو چھو رہے تھے۔ مردہ لوشیا کے بال کھلے تھے اور چہرے پر

موت کی زردی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے پلٹ کر کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیٹی! تم ایک ایسی دنیا میں جا رہی ہو جو زندہ لوگوں کی دنیا سے بہت مختلف ہے۔ تم مردہ لوگوں کی دنیا میں جا رہی ہو۔ وہاں تمہیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ایک بات کا خاص خیال رکھنا کہ اگر کوئی مردہ تمہیں اپنی طرف بلائے تو ہرگز ہرگز اس کی طرف دھیان نہ دینا۔ اگر کوئی مردہ تمہیں تمہارا نام لے کر پیچھے سے آواز دے تو اس کی طرف مڑ کر مت دیکھنا۔ بس میرے ساتھ ساتھ رہنا۔"

کیٹی نے پوچھا۔ "کیا میں ایک آدھ گھنٹے میں مردوں کی دنیا کی سیر کر لوں گی؟"

مردہ لوشیا نے کہا۔ "مردوں کی دنیا بڑی وسیع ہے۔ اس کی سیر کرنے کے لئے ایک عمر بھی کم ہے۔ لیکن اگر تم نے میری ہدایتوں پر عمل کیا تو جب چاہو گی واپس آسکو گی جیسے۔ مردوں کی دنیا میں ایک جیسا وقت رہتا ہے۔ وہاں وقت تھم گیا ہے۔ وہاں ہر وقت دھندلی کہر کا دور رات چھائی رہتی ہے۔ تم اگر وہاں ایک سال گزارو گی تو تمہیں وقت کا احساس نہیں ہوگا۔ کیا تم اب بھی میرے ساتھ جانے پر تیار ہو؟"

کیٹی کی نظریں کھلی کھڑکی پر جمی ہوئی تھیں جس میں سے ہلکی ہلکی دھندلی رات کی نیلی روشنی آرہی تھی۔ اس نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔"

"تو میرے پیچھے اس دروازے میں سے گزر آؤ۔" اتنا کہہ کر مردہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوشیا قبر کی کھڑکی میں سے دوسری طرف چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی بھی کھڑکی میں سے دوسری طرف اتر گئی۔ دوسری طرف اترتے ہی پیچھے کھڑکی اپنے آپ بند ہو گئی۔ کیٹی نے چونک کر پیچھے دیکھا تو مردہ لوشیا نے آہستہ سے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ جب تم واپس آؤ گی تو یہ کھڑکی اپنے آپ کھل جائے گی۔"

کیٹی نے چاروں طرف دیکھا۔ اسے وہاں چاروں طرف کمرے کی طرح فضا میں آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی دکھائی دیں۔ فضا میں مشک کافور کی بو رچی ہوئی تھی۔ اس کے اردگرد سوائے کمر اور دھند کی لہروں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ کافی اوپر جا کر کمر کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ مردہ لوشیا قدم قدم آگے چل رہی تھی۔ کیٹی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ وہ کمر کے سرنگ میں سے گزر رہے تھے۔ یہ سرنگ کمر کے رینگتے ہوئے نیالے رنگ کے بادلوں نے بنا رکھی تھی۔ کیٹی کو پہلی بار سردی کا احساس ہوا اور اس کے بدن میں کپکپی سی دوڑ گئی۔ مردہ لوشیا نے دھیمی آواز میں کہا۔

"اگر تمہیں زیادہ سردی لگے تو مجھے بتا دینا۔ مردوں کی دنیا میں ٹھنڈ ہی ٹھنڈ ہوتی ہے۔ ابھی تمہیں اور بہت کچھ معلوم ہو گا۔ چلتی آؤ۔" کمرے کی ٹھنڈے بادلوں والی سرنگ ختم ہوئی تو کیٹی نے سیاہ رنگ کی اونچی نیچی پتھریلی زمین والا ایک چھوٹا سا میدان دیکھا جس کے دونوں جانب کالی سیاہ پہاڑیوں میں بے شمار سرنگیں بنی ہوئی تھیں۔ ان سرنگوں میں گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور کسی کسی سرنگ کے اندر سے کسی عورت یا مرد کے

رونے کی آواز آ رہی تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔

"یہ اندر کون رو رہا ہے؟"

مردہ لوشیا نے کہا۔

"کیٹی! ایک بات ابھی سے یاد رکھو کہ تم جس دنیا میں آئی ہو یہ گناہ گار مردوں کی دنیا ہے۔ یہ ان لوگوں کی روحوں کے مردے ہیں جنہوں نے دنیا میں کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اگر کوئی نیک کام کیا بھی تو اس کے ساتھ ہی اتنا بڑا گناہ بھی کیا کہ نیکی اس کے بوجھ تلے دب گئی۔ یہ سب گناہ گار مردے ہیں۔ نیک لوگوں کے مردے اس دنیا میں نہیں آتے۔ وہ مرنے کے بعد سیدھے جنت میں چلے جاتے ہیں۔"

کیٹی کالے پہاڑوں کے غاروں سے آگے گزرتی گئی۔ ہر غار میں سے کسی نہ کسی عورت یا مرد کے بین کرنے کی یا رونے کی اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز آ رہی تھی۔ کیٹی خاموشی سے مردہ لوشیا کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی۔ تاریک عذاب دینے والی غاروں کا سلسلہ ختم ہوا تو سیاہ چٹانوں میں گھرا ہوا ایک کالے پانی والا تالاب آ گیا۔ تالاب اتنا گندا تھا کہ اس میں سے بلبلے اٹھ رہے تھے۔ تالاب کے کنارے کیٹی نے ایک وحشت ناک منظر دیکھا۔ تالاب کے کنارے دلدل میں لمبے لمبے کمزور عورت مگرمچھ بیٹھے تھے۔ ہر مگرمچھ کے سامنے ایک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ مگرمچھ منہ پھاڑ کر اس آدمی کو اپنے لمبے لمبے نوکیلے دانتوں میں پکڑتا۔ اس کی چیخیں نکل جاتیں۔ مگرمچھ تو می کو نگل جاتا۔ تھوڑی دیر بعد آدمی کو باہر اگل دیتا۔ اس کے بعد پھر اس آدمی کو پکڑتا۔ آدمی کی چیخیں بلند ہوتیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر کچھ اسے نگل جاتا اور پھر اسے اگل ڈالتا۔ آدمیوں کی چیخوں سے وہاں کان پھٹے جاتے تھے۔ مردہ لوشیا نے کہا۔

"یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں رہ کر لوگوں کا مال انہیں رکھوکہ دے کر کھا جاتے تھے۔"

کیٹی کانوں پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے گزر گئی۔

آگے ایک بہت بڑے پیالے کی طرح ڈھلان آگئی۔ اس ڈھلان پر پتھر کی سیڑھیاں بنی تھیں۔ نیچے ایک گہرا گڑھا تھا۔ اس گڑھے میں لوہے کے دہکتے ہوئے ستون زمین میں گڑے تھے۔ لوہے کے ستون آگ کے انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔ سامنے پتھروں میں گول گول بڑے سوراخ تھے۔ ان سوراخوں میں سے آدمی نکلتے۔ جیسے خواب کی حالت میں بڑھتے ہوئے ستونوں سے آکر لپٹ جاتے۔ ان کے جسم آگ سے جل اٹھتے۔ وہ دردناک چیخیں بلند کرتے۔ ستونوں سے الگ ہو کر جلتے ہوئے واپس سوراخوں میں چلے جاتے۔ مردہ لوشیا نے کیٹی کو بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس اللہ کے ایک ہونے کا پیغام پہنچا لیکن وہ پھر بھی بتوں کی پوجا کرتے رہے۔ اب ان کی یہ سزا ہے کہ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

اس گڑھے میں ایک غار تھا۔ مردہ لوشیا کیٹی کو ساتھ لے کر اس غار میں آگئی۔ غار میں سامنے کی جانب سے تھوڑی تھوڑی روشنی آرہی تھی۔ فضا میں ایک خوفناک قسم کی سنسناہٹ کی آواز گونج رہی تھی۔ کیٹی اس سنسناہٹ کے بارے میں مردہ لوشیا سے کچھ پوچھنے ہی والی تھی کہ

اچانک پیچھے سے کسی نے آواز دی۔

"کیٹی میں یہاں ہوں۔ یہاں آؤ۔"

اور کیٹی نے پیچھے مڑ کر دیکھ لیا۔ حالانکہ لوشیا نے مردوں کی دنیا میں داخل ہونے سے پہلے اسے تاکید کی تھی کہ اگر کوئی پیچھے سے آواز دے کر پکارے تو مڑ کر مت دیکھنا۔ مگر یہ خبر کی آواز تھی اور یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ خبر اسے آواز دے اور کیٹی پیچھے نہ دیکھتی۔ جونہی کیٹی نے بے اختیار ہو کر پیچھے دیکھا اس کے دونوں پاؤں وہیں دو فٹ تک زمین میں دھنس گئے۔ اس کا جسم سن ہو گیا۔

لوشیا نے چیخ مار کر کہا۔

"تم نے پیچھے مڑ کر کیوں دیکھا کیٹی میں یہاں نہیں ٹھہر سکتی۔ مجھے آگ لگی رہی ہے۔ مجھے آگ لگ رہی ہے۔"

یہ کہہ کر مردہ لوشیا یکدم سے غائب ہو گئی۔

غار میں وہی سنسناہٹ کی آواز چھا گئی۔ کیٹی گھٹنوں تک زمین میں دھنس کر پتھر بن چکی تھی۔ مگر وہ دیکھ رہی تھی اور سن بھی رہی تھی۔ صرف نہ اپنے بازو ہلا سکتی تھی۔ نہ گردن موڑ سکتی تھی۔ نہ قدم آگے اٹھا سکتی تھی۔ اب کیٹی کو صحیح احساس ہوا کہ جب لوشیا نے اسے کسی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھنے سے منع کر دیا تھا تو اس نے پیچھے مڑ کر کیوں دیکھا۔ یہ خبر کی نقلی آواز تھی۔ اسے کسی گناہ گار کی بدروح نے پیچھے سے آواز دی تھی۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ مردہ لڑکی لوشیا اس کا ساتھ چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ جانے کتنی دیر کیٹی اسی طرح زمین میں دھنسی وہاں پتھر بنی کھڑی رہی کہ اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ یہ اس قسم کی آواز تھی جیسے کوئی بھاری قدم اٹھاتا اپنے آپ کو گھسیٹتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا ہو۔ کیٹی صرف غار کے سامنے کی طرف ہی دیکھ سکتی تھی جدھر سے ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی۔ اس روشنی میں کیٹی کو ایک آدمی کا سایہ نظر آیا جو اپنے ایک پاؤں کو گھسیٹ گھسیٹ کر آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کیٹی کے خون میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ کیٹی مرد کون ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ایک بات ظاہر تھی کہ یہ کوئی مرد تھا۔ زندہ انسان نہیں تھا۔ اور مردوں کی دنیا میں عذاب جھیل رہا تھا۔ اور اب کیٹی بھی اس عذاب میں مبتلا ہو چکی تھی۔ اسے ایراوتی دیوی کی مورتی یاد آگئی۔ اس نے کہا تھا۔

"مردوں کی دنیا میں اگر کسی مردے نے تمہیں پسند کر لیا تو پھر تم قیامت تک مردوں کی دنیا سے باہر نہ نکل سکو گی۔"

کیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دنیا میں قید ہو گئی ہوں؟ یہ سوچ کر کیٹی دہشت زدہ ہو گئی۔ اس کا طاقتور اور مضبوط دل بھی بیٹھنے لگا۔ لنگڑا مردہ اپنے ایک پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے اب اس کے بہت قریب آگیا تھا۔ اس کی شکل دیکھ کر کیٹی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ لنگڑے مردے کی دونوں آنکھوں کے ڈیلے باہر کو لٹک رہے تھے۔ سر کی کھوپڑی پر ایک بلی جتنا بڑا بچھو بیٹھا اسے بار بار ڈنک مار رہا تھا۔

اس نے کیٹی کے قریب آکر اسے غور سے دیکھا۔ کیٹی نے خوف

کے مارے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ لنگڑے مردے نے کیٹی کے جسم پر اپنا کریہہ اژدہا گرا دیا۔ کوبرا کیٹی کے جسم پر پڑتے ہی پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے۔ اس میں ایک بار پھر جان پڑ گئی۔ مگر اب اس کے اندر جیسے ساری طاقت کسی نے اپنے قبضے میں کر لی تھی۔ اس کے کان میں ایک کھڑکھڑاتی ہوئی مردانہ آواز آئی۔

"کیٹی! میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔"

کیٹی کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"میں آرہی ہوں۔ میں بھی تمہاری متلاشی تھی۔"

لنگڑے مردے نے کیٹی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اسے ساتھ لے کر اپنی ایک ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا غار میں اس طرف چل پڑا جدھر سے ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی۔ کیٹی یوں اس کے ساتھ جا رہی تھی جیسے وہ اپنی مرضی سے جا رہی ہو۔ غار ایک طرف کو گھوم گئی۔ آگے نیچے سیڑھیاں اترتی تھیں۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک بہت بڑا دالان آگیا۔ اس دالان میں کالے پتھروں کے ستون چھت کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ سامنے ایک غار کا دروازہ تھا۔ دروازے کے اوپر ایک بچھو کا بت لگا ہوا تھا۔ لنگڑے مردے نے کیٹی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور غر غر کرتی آواز میں بولا۔

"غار کے اندر چلی جاؤ۔"

کیٹی جیسے خواب میں چل رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی غار کے اندر داخل ہو گئی۔ غار میں ایک گول کمرہ تھا جس کی چھت کے ساتھ انسانوں کی کھوپڑیاں لوہے کی زنجیروں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ کمرے کی سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والی دیوار کے ساتھ پتھر کے چبوترے پر ایک راستہ نیچے جاتا تھا۔ نیچے سے ایک پراسرار آواز آئی۔ "نیچے آجاؤ کیٹی۔" کیٹی نیچے نہیں جانا چاہتی تھی مگر آواز میں ایسا جادو تھا کہ اس کے قدم اپنے آپ تہہ خانے کی سیڑھیاں اترنے لگے۔ نیچے گھپ اندھیرا تھا۔ جونہی کیٹی تہہ خانے میں آئی اوپر جو راستہ سیڑھیوں میں کھلتا تھا فوراً بند ہوگیا۔ ایک بہت بڑے پتھر کی سل اس کے اوپر آکر گر گئی تھی۔ کیٹی گھبرا کر سیڑھیوں کی طرف دوڑی۔ اس نے سیڑھیاں چڑھ کر پتھر کی سل کو ہٹانے کی کوشش کی تو تہہ خانے میں ہلکی روشنی ہوگئی اور ساتھ ہی وہی مردے کی پراسرار آواز آئی۔

"تم اب قیامت تک میرے ساتھ اس قبر میں رہو گی کیٹی ——— میں نے تم کو اپنی موت کا ساتھی بنا لیا ہے۔"

کیٹی نے دیکھا کہ ہلکی روشنی میں کونے میں ایک تابوت کھلا پڑا تھا۔ روشنی اس کے اندر سے آرہی تھی۔ کیٹی نے چلانے کی کوشش کی مگر اس کی آواز حلق میں بیٹھ گئی۔ مردے کی آواز آئی۔

"میں نے تابوت کا دروازہ کھول دیا ہے میرے پاس آجاؤ۔"

اس آواز میں ایسا جادو اور کشش تھی کہ کیٹی اپنے آپ تابوت کی طرف بڑھی۔ تابوت کے اندر اس نے دیکھا کہ ہڈیوں کا ایک انسانی ڈھانچہ آلتی پالتی مارے کفن کی چادر کاندھے پر ڈالے بیٹھا ہے۔ انسانی ڈھانچے نے اپنا ہڈیوں والا ہاتھ آگے بڑھا کر کیٹی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیٹی کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ وہ ہڈیوں کے ڈھانچے کے پاس بیٹھ گئی۔ ڈھانچے نے اپنا بازو کیٹی کی گردن میں ڈالا اور بولا۔

"اب تم قیامت تک میرے ساتھ اسی تابوت میں رہو گی۔"

کیٹی کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔ ڈھانچے نے اپنے ہاتھ کی ہڈیاں کیٹی کے منہ پر رکھ دیں۔ اور کیٹی بے ہوش ہوگئی۔

اب ہم واپس تھیو سانگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ شہزادی کے ایک دم میں کونے کے ساتھ اڑنے کے بعد عنبر ناگ ماریا تو آج کے زمانے میں شہر لاہور میں جا اترے تھے اور اس وقت لاہور کے انٹر کونٹی نیل ہوٹل کے ایک کمرے میں رہ رہے ہیں اور انہیں کیٹی، جولی سانگ اور تھیو سانگ کا انتظار ہے کہ شاید وہ بھی اس شہر میں آ نکلیں۔ جبکہ جولی سانگ شہر بابل کے شمال میں پانڈو نجومی کے ساتھ ایک شاندار محل میں اس کی بیوی بن کر رہ رہی ہے۔ جولی سانگ اپنی یادداشت کھو چکی ہے اسے یاد ہی نہیں کہ وہ جولی سانگ ہے اور عنبر ناگ ماریا کی ساتھی ہے اور تھیو سانگ کی بہن ہے۔

تھیو سانگ اسی شہر بابل کی سرائے میں کیٹی کے ساتھ اترا تھا کہ جولی سانگ کو وہاں تلاش کرے۔ کیٹی کو نئی طاقت مل چکی ہے۔ وہ جولی سانگ کی طرح نہ صرف یہ کہ مردوں سے بات کر سکتی ہے بلکہ ان کے ساتھ مردوں کی دنیا کی سیر بھی کر سکتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ ایک نئی مصیبت میں پھنس چکی ہے۔ جب دن نکلا تو تھیو سانگ کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ اس نے دیکھا کہ کیٹی کی کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ دو تین بار دستک دینے پر بھی جب اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو تھیو سانگ دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ کوٹھڑی خالی پڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانگ کے پاس مردہ لاش سے بات کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ تھیو سانگ مایوس ہو کر قبرستان سے باہر نکل آیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کدھر جائے اور کیٹی کو کہاں تلاش کرے۔ پہلے ہولی سانگ گم ہوئی اور اب کیٹی بھی غائب ہو گئی تھی۔ واپس سرائے میں آکر تھیو سانگ نے اس چوکیدار سے پوچھا جو رات کو پہرہ دیتا تھا اس نے بتایا کہ میں نے کسی عورت کو رات کے وقت سرائے سے باہر جاتے نہیں دیکھا۔ تھیو سانگ کا سرائے میں دل نہیں لگتا تھا۔ وہ شہر کی طرف چل پڑا۔ دوپہر تک شہر کے بازاروں اور گلیوں میں پھرتا رہا۔ اسے کہیں کسی جگہ بھی ہولی سانگ اور کیٹی کا سراغ نہ ملا۔ اب وہ شہر کے شمال کی طرف آگیا جہاں دریا بہتا تھا۔ دریا کے کنارے کنارے وہ اس محل کے پاس آکر رک گیا جو نجومی پانڈو نے خریدا تھا اور جہاں ہولی سانگ اس کی بیوی بن کر رہ رہی تھی۔

تھیو سانگ محل کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے دریا میں ایک خوبصورت کشتی نظر آئی۔ کشتی میں ایک عورت اور مرد بیٹھے تھے۔ کشتی ادھر قریب آئی تو تھیو سانگ اپنی جگہ پر خوشی سے اچھل پڑا۔ کشتی میں ہولی سانگ خوبصورت ریشمی لباس پہنے بیٹھی تھی اپنے ساتھ والے کالے کلوٹے مرد سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ تھیو سانگ بھاگ کر کشتی کے پاس گیا۔ کشتی کنارے کے ساتھ لگ رہی تھی۔ تھیو سانگ نے ہولی سانگ کی طرف دیکھ کر آواز دی۔ ہولی سانگ!"

ہولی سانگ نے حیرانی سے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور اپنے ساتھی مرد یعنی نجومی پانڈو سے کہا۔

تھی۔ کیٹی وہاں نہیں تھی۔ تھیو سانگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کیٹی سرائے سے باہر گئی ہو۔ وہ کوٹھڑی کے آگے چارپائی ڈال کر بیٹھ گیا۔ اس نے فضا میں گہرا سانس کھینچا تو اچانک سے چونک پڑا۔

فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔

کیٹی کو کیا ہو گیا؟ کہیں اس کے ساتھ کوئی خطرناک حادثہ تو نہیں ہوا؟ تھیو سانگ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کوٹھڑی میں غور سے دیکھا۔ اندر کچھ بھی نہیں تھا۔ چارپائی پر بستر لگا ہوا تھا اور لگتا تھا کہ کیٹی بستر سے اٹھ کر ابھی ابھی گئی ہے۔ اچانک تھیو سانگ کو خیال آیا کہ وہ کہیں مردہ عورت لوشیا کے ساتھ مردوں کی دنیا میں تو نہیں چلی گئی؟ یہ سوچتے ہی تھیو سانگ قبرستان کی طرف چل پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ لوشیا کی قبر کہاں پر ہے۔ لوشیا کی قبر کے سرہانے کی طرف پتھر لگا ہوا تھا۔ تھیو سانگ کو یقین ہو گیا کہ کیٹی قبر میں اتر کر لوشیا کے ساتھ مردوں کی دنیا میں سیر کرنے چلی گئی ہے۔ تھیو سانگ نے پتھر پیچھے ہٹایا اور جھک کر نیچے دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر پریشان ہوا کہ قبر خالی تھی اور اس میں لوشیا کی لاش کفن میں لپٹی پڑی تھی۔ تھیو سانگ کو تعجب ہوا کہ اگر لوشیا کی لاش قبر میں ہی ہے تو پھر کیٹی کس کے ساتھ مردوں کی دنیا میں سیر کرنے گئی ہے؟ تھیو سانگ لوشیا کی لاش سے بات چیت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بڑا پریشان ہوا۔ کیا کروں؟ کیٹی کو کہاں تلاش کروں؟ اس نے یونہی لوشیا کی لاش سے پوچھا۔

"لوشیا! اگر تم بول سکتی ہو تو مجھے بتاؤ کہ کیٹی کہاں ہے؟"

مگر لوشیا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تو ایک مردہ لاش تھی اور تھیو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ کون یہاں آگیا ہے؟ یہ کیا بات کر رہا ہے؟"

پانڈو نجومی فوراً سمجھ گیا کہ یہ آدمی جولی سانگ کا ساتھی تھیو سانگ ہی ہو سکتا ہے۔ تھیو سانگ بولا۔

"جولی سانگ! میں تھیو سانگ ہوں۔ تمہارا بھائی۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "نہ میرا نام جولی سانگ ہے اور نہ کوئی میرا بھائی تھیو سانگ نام کا ہے۔ معلوم ہوتا تم ضرور کوئی پاگل ہو۔" تب نجومی پانڈو نے تھیو سانگ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"بھائی! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ میری بیوی ہے اس کا نام جولی سانگ نہیں بلکہ شانتی ہے۔ اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ نہیں تو مجھے اپنے نوکروں کو آواز دینی پڑے گی۔"

تھیو سانگ سمجھ گیا تھا کہ کسی طلسم کی وجہ سے جولی سانگ کی یادداشت گم کر دی گئی ہے اور یہ کام اس کالے کلوٹے بدمعاش نے کیا ہے۔ وہاں ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ تھیو سانگ وہاں سے واپس آگیا۔ مگر دل میں اس نے ایک فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ سرائے میں آکر رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات کافی گہری ہو گئی اور چاروں طرف بابل شہر میں اندھیرا چھا گیا تو تھیو سانگ سرائے سے نکل کر عیار پانڈو کے دریا والے محل کی طرف چل پڑا۔

محل میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ تھیو سانگ اندھیرے میں محل کے دروازے کی طرف آگیا۔ اس نے دیکھا کہ محل کا گیٹ بند ہے اور اس کے اوپر ایک چوکیدار پہرہ دے رہا ہے۔ تھیو سانگ اندھیرے میں

آہستہ آہستہ چلتا چوکیدار کے پیچھے آگیا۔ قدموں کی آہٹ کی آواز سن کر چوکیدار نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا ہی تھا کہ تھیو سانگ نے اپنی چھوٹی انگلی اس کی گردن سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی چوکیدار بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ تھیو سانگ نے گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھولا اور محل کے باغ میں سے گزرتا ہوا زینہ چڑھ کر اوپر والے برآمدے میں آگیا۔ یہاں ایک کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ تھیو سانگ نے کان لگا کر سنا۔ اندر پانڈو نجومی جولی سانگ سے باتیں کر رہا تھا۔ اسے دونوں میاں بیوی کی آوازیں سنائی دیں۔

تھیو سانگ نے منصوبے کے مطابق دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔ اندر سے پانڈو کی کرخت آواز آئی۔

"یہ کون بدتمیز ہے؟"

تھیو سانگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ دوسری بار دروازے پر پھر دستک دی اور ایک ستون کے پیچھے ہو کر چھپ گیا۔ دوسری بار دستک دینے پر پانڈو نجومی غصے میں بولتا ہوا دروازے کے پاس گیا اور غرایا۔

"کون گدھا مجھے رات کے وقت پریشان کر رہا ہے؟"

تھیو سانگ ایکدم سے ستون کے پیچھے سے نکل کر پانڈو نجومی کے سامنے آگیا اور بولا۔ "میں ہوں ۔ تھیو سانگ۔ تم نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔"

تھیو سانگ کو رات کے وقت اپنے محل میں دیکھ کر پانڈو نجومی ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ وہ نوکروں کو آواز دینے ہی لگا تھا کہ تھیو سانگ نے لپک کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی گردن دبوچ لی اور اپنی چھوٹی انگلی اس کی گردن سے چپکا دی۔ اس انگلی کے اثر سے پانڈو نجومی وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اسے وہیں چھوڑ کر تھیو سانگ کمرے میں گھس گیا۔ جولی سانگ بستر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ تھیو سانگ کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ چیخ پڑی۔

"تم پھر آ گئے؟ تم کیا چاہتے ہو؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"جولی سانگ! تم پر اس شخص نے شدید جادو کر رکھا ہے۔ تم اس کی بیوی نہیں ہو جولی سانگ ہو۔ میں تمہارا بھائی تھیو سانگ ہوں۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لینے آیا ہوں۔"

جولی سانگ کی تو یادداشت پر پانڈو نجومی کے جادو کا شدید اثر تھا۔ وہ تھیو سانگ کو کیسے پہچان سکتی تھی؟ وہ تو اسے اپنا دشمن سمجھ رہی تھی کہ کوئی ڈاکو ہے جو اسے اغوا کرنے آیا ہے۔ اس نے نوکروں کو آواز دی۔ تھیو سانگ سمجھ گیا کہ اب اسے اپنے دوسرے منصوبے پر ہی عمل کرنا پڑے گا۔

وہ بجلی سے جولی سانگ کے پاس گیا اور اسے دبوچ کر پہلے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ وہ نوکروں کو آواز نہ دے سکے اور پھر اپنی سیدھی انگلی اس کی گردن سے لگا دی۔ جولی سانگ ایکدم سے اس کی انگلی جتنی چھوٹی ہو گئی۔ جولی سانگ نے اپنے آپ کو اتنا چھوٹا ہوتے دیکھا تو دہشت کے مارے بے ہوش ہو گئی۔ تھیو سانگ یہی چاہتا تھا۔ اس نے جولی سانگ کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور تیز تیز چلتا برآمدے میں آیا۔ پھر زینہ اتر

کر باغ میں آیا۔ ایک نوکر نے جولی سانگ کی چیخ کی آواز سن لی تھی۔ وہ بھاگتا ہوا آیا' مگر تھیو سانگ نے اس پر چھلانگ لگا کر اسے قابو کر کے بے ہوش کر دیا۔ سامنے گیٹ کھلا تھا۔ تھیو سانگ حویلی سے باہر نکل گیا۔ پل پر سے دریا پار کیا۔ اب وہ قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔

آدھی رات گزر چکی تھی۔ قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تھیو سانگ سیدھا لوشیا کی قبر پر آیا۔ وہ کچھ سوچ کر وہاں آیا تھا۔ اس نے جیب سے انگلی جتنی جولی سانگ کو باہر نکال کر اپنے سامنے قبر کے پاس رکھ دیا۔ جولی سانگ ابھی تک بے ہوش تھی اس کی بعد تھیو سانگ نے قبر کے سرہانے کی طرف سے پتھر ہٹا دیا نیچے لوشیا کی لاش نظر آنے لگی۔ تھیو سانگ نے جولی سانگ کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ جب جولی سانگ ہوش میں آئی تو اپنے آپ کو انگلی جتنی چھوٹی دیکھ کر وہ رونے لگی کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ تم نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ تھیو سانگ نے جولی سانگ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! اگر تم میری ایک شرط مانو تو میں تمہیں بڑا کر کے تمہارے محل میں واپس چھوڑ آؤں گا۔ میری بات غور سے سنو۔ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

جولی نے پوچھا۔

"مجھے بتا تیری شرط کیا ہے؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"تم لاش سے یہ پوچھو کہ کیتلی کہاں ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھوڑ دوں گا۔"

جولی نے تعجب سے کہا۔ "کیا کبھی لاش بھی بول سکتی ہے؟"

تھیو نے کہا۔ میں تمہیں جو کہتا ہوں وہ کرو"

جولی قبر میں اتر گئی۔ اس نے لاش کو ہاتھ لگایا۔ لاش کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر چاروں طرف گہرا عمیق اندھیرا چھا گیا۔ اور یہ سب کچھ ایک عبرت ناک انجام کو جا پہنچا۔ یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ جو کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے وہ سب سے پہلے خود اس میں گرتا ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہوگئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدنوح جولی سانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز پبلشرز لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Rs 12.00